My Beloved Prisoner

تحریر : مروا مرزہ

گہری رات عالم جہاں پر چھائی ہوئی تھی، ساون کا مہینا شروع ہوئے ایک دو ہفتہ گزر چکا تھا، بارش ہوتی تو موسم دلربا ہو جاتا مگر دھوپ نکلتی تو زمین سے اٹھتی گرم حبس وجود جھلسانے لگتی، جسم میں کانٹے چبھنے لگتے۔

دن بھر وحشت اگلتے سورج نے ڈوب کر اب جب ٹھنڈے چاند کو سیاہ ابر آلود آسمان کے وسیع دامن میں چمکنے کی اجازت دی تو جاتی گرمیوں اور ساون کے مہینے کا حبس بھی تھمنے لگا۔

یہ ایک فائیو سٹار لگژری ہوٹل کا وی آئی پی کپل روم تھا جسکو ویڈنگ نائیٹ کی طرح فسوں خیز سجایا گیا تھا، اے سی انتہائی رفتار پر چلتا ہوا ماحول کو سرد

کرنے میں کامیاب تھا، خود کے دلکش حسن سے بے نیاز وہ خوبصورت بانکی سی سلینا آفریدی، میرون ماڈرن نیٹ نائٹی گاون میں ملبوس ہوئے آئینے کے روبرو کھڑی خود کو کسی خاص کے لیے پور پور دھیان لگائے سجا رہی تھی۔

"کچھ بھی ہو جائے، سلینا پر صرف آپکا حق ہے۔اب بس، مزید خوفزدہ ہو کر میں آپکے اور اپنے بیچ مزید دوریاں نہیں پیدا کر سکتی، ایک بار جب آپ نے مجھے اپنا کر لیا بھجت تو میرا ہر خوف ختم ہو جائے گا، بہت محبت کرتی ہوں، آپکے لیے سلینا مر بھی سکتی ہے، آج میرے اور آپکے بیچ کوئی نہیں آئے گا، دنیا سے لڑ کر آپکو پایا تھا، میں مزید یہ کفران نعمت نہیں کر سکتی، آج اپنا آپ آپ کے حوالے کر دوں گی، آپکی قربت میں کھو کر میں ہر تکلیف، ڈر اور خوف بھلا دینا چاہتی ہوں"

وہ کسی خاص کے لیے بھرپور تیاری میں رک رک کر خمار آلود سرگوشیاں کرتی بے کل ہو رہی تھی، اپنے انگ انگ کو وہ آج سجانے کی خواہش مند تھی، اسکے کمر سے نیچے تک جاتے سیاہ آبشار سے بال تک خوشبو اگل رہے تھے، کیونکہ وہ شخص انہی زلفوں کا سب سے زیادہ گرویدہ تھا پھر اسے سلینا کی سانسوں کی خوشبو، وجود سے اٹھتی مہک، اس لڑکی کی مسکراہٹ، اسکی ہر ادا جان سے پیاری تھی۔

رنگ رنگ کے پرفیومز، جیولری، باڈی سپرے ڈریسنگ پر ترتیب سے رکھے گئے تھے، ہر طرف پھول بکھرے تھے، کمرے کا ماحول معطر تھا، اسکے عنابی ہونٹوں سے شرمگیں مسکان الگ ہونے کا نام نہ لے رہی تھی کیونکہ یہ ہونٹ آج سارا تکلف بھلا کر پیش قدمی کے ارادے کیے بیٹھے تھے مگر پھر نا جانے کیا ہوا کہ اس لڑکی کو لگا کسی نے اسکی گردن میں کوئی باریک رسی ڈالے جکڑ لیا ہو، اسکی مسکراہٹ نوچ لی گئی۔

وہ چیخنا چاہتی تھی مگر سانسوں کی عدم دستیابی کی وجہ سے وہ تڑپنے اور سسکنے لگی تبھی اسکی گردن کے گرد مضبوط ہوئی ہاتھ کی گرفت میں نرمی آئی اور وہیں کسی نے اپنا چٹانی ہاتھ اسکی کمر میں زنجیر بنا کر ڈالتے ہی اس لڑکی کے کانپتے وجود کو اپنے سینے سے کپکپاہٹ بخشتے انداز میں جوڑا۔

اس شخص کی اس حرکت پر سلینا آفریدی کی سانس تھمی، جہاں جہاں اس شخص نے چھوا، وہاں سے اسکے آگ نکلتی محسوس ہوئی، پھر جس طرح اس آدمی نے اپنے سلگتے ہونٹوں کو سلینا کی گردن سے جوڑے دانت گاڑے، وہ اس درد پر سسکاری لیتی پھڑ پھڑائی مگر وہ آدمی اس کی بنسبت بھاری اور طاقت ور تھا جس نے سلینا کے کانپتے وجود کی لرزش کو اپنے وجود میں دفن کر دیا۔

کمرے میں مدھم سی روشنی کے باعث نہ تو اس لڑکی کا چہرہ واضح تھا نہ اس ہڈی میں چھپے اس ڈیول نامی آدمی کی جلتی آنکھیں دیکھائی دے پا رہی تھیں

ہاں اب مدھم اور اکھڑتی سانسوں کا ارتعاش، ہر جانب پھیلے فسوں میں ہلچل کا باعث ضرور بنا تھا۔

تمہیں کہا تھا تم صرف میری ملکیت ہو، میرے علاوہ کسی اور کے لیے "
سجنے کی جرت مت کرنا لیکن تم باز نہیں آئی سلینا، اب تمہارا یہ خوبصورت جسم اپنے ہاتھوں سے جلاوں گا، جس میں کسی اور کے چھونے اور قربت کی طلب جاگی ہے، بجھت آفریدی بھی بنا تم تک پہنچے ہی پیاسا اور تڑپتا ہی مرے گا حرام زادہ، تم بھی مرو گی لیکن ڈیول کے انداز سے کیونکہ تم اگر "میری نہیں تو کسی کے قابل بھی نہیں رہو گی

اندھیرے کے باعث وہ ڈری سہمی کانپتی لڑکی اسکا چہرہ تو نہ دیکھ پائی مگر اسکے لہجے کی جلتی آگ اسکے پورے وجود کو جلا چکی تھی اور اس سے پہلے وہ لڑکی اس جسمانی، ذہنی اذیت بڑھنے پر چیخنتی، اس سیاہ ہڈی میں لپٹے آدمی کے گلووز لگے ہاتھ نے اس لڑکی کی گردن کی نا جانے کونسی رگ دبائی کہ وہ چند

لمحوں میں ہوش سے بیگانی ہوئے اس مضبوط پہاڑ آدمی کی بازووں میں جھول گئ۔

اگلے ہی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ڈیول کے دو آدمی ایک آنکھوں سے خباثت ٹپکاتی بازاری لڑکی کے ساتھ اندر بڑھے جسکے منہ پر ماسک تھا مگر حیرت کی بات یہ تھی کہ وہ لڑکی بظاہر دیکھائی دینے میں سلینا آفریدی جیسی تھی، ویسا ہی نائٹی گاون، برہنہ کمر اور ویسی ہی سجی سنوری جس کی آنکھیں ڈیول سے ملتے ہی شر انگیز مسکرائیں۔

ڈیول نے سلینا نامی اس بیہوش لڑکی کو ایک ہی جھٹکے سے اپنے کندھے پر ڈالا جیسے وہ اس مضبوط آدمی کے مقابلے کپڑے کا رومال ہو اور اپنے آدمیوں اور لڑکی کو کام پورا کرنے کا اشارہ کیے ہوٹل کے اس وی آئی پی روم سے رازداری سے باہر نکل گیا۔

جبکہ اسکے جاتے ہی وہ دو آدمی اس ماسک والی لڑکی کو پراسرار سا اشارہ کرتے کمرے سے نکلے، لگ بھگ دس منٹ گزرے تھے کہ کسی نے دروازے کا ناب گمایا تو وہ لڑکی جو کھڑکی کے پاس آنکھوں میں شیطانیت لیے کھڑی تھی یکدم پلٹی، آنے والا وہ خوبرو، دلفریب خدوخال کا مالک، لگ بھگ تیس پینتیس سالہ رعب دار آدمی کسی بھی لڑکی کے دل کو بہکا سکتا تھا مگر وہ خود اس وقت کسی نشیلی دوا کے زیر اثر تھا جسے اس لڑکی کا چہرہ دیکھائی دینے سے قاصر تھا مگر بجھت آفریدی نامی وہ آدمی اس لڑکی کو سلینا ہی سمجھا تبھی اپنے لڑکھڑاتے قدموں پر قابو پائے وہ اپنے ہاتھ میں پکڑا کوٹ وہیں راستے میں خماری کے سنگ پھینکتا اس لڑکی کے قریب آیا۔

"تم میرے لیے سجی ہو سلینا، ماردو گی کیا آج"

وہ اپنی مسلسل کھلتی بند ہوتی، کسی زہریلے نشے کے باعث سرخ پڑتی آنکھوں کے سنگ بہکے خمار آلود لہجے میں کہتا اس سے پہلے اس لڑکی کے

عنابی ہونٹوں کی جانب جھک کر اس امرت نما زائقے سے مستفید ہوتا، اس لڑکی نے اپنا چہرہ بروقت پیچھے سرکائے تیز نوکیلی دھار رکھتی کوئی چیز بھجت آفریدی کے پیٹ میں گھسادی جس پر خون کا فوارہ سا اس آدمی کے منہ سے پھوٹا، پیٹ سے نکلتے خون نے اس لڑکی کے ہاتھ کو سرخ کیا، آنکھوں میں موجود سارا خمار لمحے میں ریزہ ہوا، تکلیف کی شدید لہر بجھت آفریدی جیسے مضبوط اعصاب کے مالک شخص کو بھی دہلا گئی۔

بالکل مار دیا تمہیں، نفرت کرتی ہوں تم سے۔ تم جیسے سائیکو سے بھلا کوئی" سمجھدار عورت کیسے محبت کر سکتی ہے، تمہاری دولت چاہیے تھی وہ مل گئی "ڈارلنگ، اب تم مرو یا جیو میری بلا سے، بھاڑ میں جاو تم بھجت آفریدی اس لڑکی کا چہرہ اب بھی چھپا تھا مگر اس نے بے دردی سے وہ نوکیلی سکریو ڈرائیور جیسی چیز نہ صرف سنگدلی سے اس خوبرو شخص کے پیٹ میں گاڑی بلکہ اگلے ہی لمحے نکال کر اسے زوردار دھکا دیتی زمین پر گراتے ہی تیزی

سے ہوٹل روم سے نکل گئی جبکہ بھجت آفریدی کی آنکھیں زمین پر گرتے ہی دھندلا گئیں مگر اسکی ہیزل گرے آنکھوں میں جو تکلیف بے جان ہونے سے پہلے اٹڈی تھی وہ دنیا جہاں کو دہلا سکتی تھی۔

.._____..

پورے ہوٹل کو رات ہی سیل کر دیا گیا تھا، ملک کے مایہ ناز سیاست دان بھجت آفریدی کو زخمی حالت میں ہوٹل کے روم سے بروقت ابتدائی امداد دے کر سٹی ہوسپٹل پہنچا دیا گیا تھا اور چونکہ یہ خبر رات ورات جنگل میں لگی آگ کی طرح پھیلی تھی سو صبح ہر نیوز چینل پر یہی بریکنگ نیوز گردش کرتی ملی۔

دو بھیانک سیاہ آنکھیں بڑے اطمینان کے سنگ ابر آلود سی اگلی صبح ایک علاقائی ڈھابے کے اندرونی کمرے میں لگے چھوٹے سے ٹی وی پر چلتی بریکنگ نیوز پر جمی تھیں مگر یکدم ان میں تکلیف اتری کیونکہ اس میں بھجت آفریدی کے ساتھ ہوتے حادثے کا بتایا جارہا تھا، اسکا چہرہ سیاہ ماسک سے چھپا تھا مگر گہری تابناک سیاہ آنکھوں کے تاثرات صاف پتھریلے ہوئے، وہ چائے ختم کر چک تھا لہذا اپنی جگہ سے ایک جست اٹھ کر اس ڈھابے سے نکل گیا۔

کچھ آگے ایک لوکل بلڈنگ کے قریب جا کر اپنی جینز سے فون نکال کر اس نے کوئی نمبر ڈائیل کیا جو اسکے سب سے اہم ساتھی کے فون پر رابطے کا سگنل پہنچا چکا تھا۔

دستگیر عالم اس وقت آئی سی یو روم کے باہر کھڑا تھا اور وہاں کرسیوں کی جانب اک لگ بھگ سولہ سترہ سالہ پیاری، معصوم، غضب کی ہیزل

گرے آنکھوں والی لڑکی ہچکیوں کے سنگ بار بار آئی سی یو روم کی طرف دیکھتی دردناک روئے جارہی تھی جسے لگ بھگ پچیس سالہ پیاری سی مگر اس وقت پریشان نیہا عالم بھرپور تسلی دینے کی کوشش میں تھی، دستگیر نے ایک نظر آمنہ آفریدی اور نیہا پر ڈالتے ہی اپنا فون جینز سے نکالا اور ان دو سے کچھ دور آگیا۔

"کیسے ہوا یہ دستگیر عالم؟"

دوسری جانب برہمی سے استفسار آیا تھا، لہجے میں کاٹ کھاتی وحشت تھی جیسے کسی کا کلیجہ نگل لیا گیا ہو۔

بھائی ہم خود شاکڈ ہیں، اتنی سیکورٹی کے باوجود یہ حادثہ ہو گیا۔ آئی ایم"

"سوری

وہ پشیمان ہوا مگر مقابل جو موجود تھا اسے معذرت جیسے لفظوں سے اخیر نفرت تھی تبھی تو اسکی سیاہ آنکھیں جہنم کی طرح سلگ اٹھیں، چلتے ہوئے سبک رو قدم اچانک تھم گئے۔

ڈونٹ سے سوری دستگیر عالم، چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر سچائی جاننی" ہے مجھے۔ اگر بھجت کو کچھ ہوا تو سبکو آگ لگادوں گا تمہارے سمیت،

"صرف چوبیس گھنٹے

اس جانب کوئی حلق کے بل دھاڑا تھا، اسکی آواز میں ایسی وحشت تھی کہ دستگیر جیسے مضبوط آدمی کا بھی دل اچھل کر حلق میں آگیا۔

"بھائی میں جان لگادوں گا، آپ غصہ مت ہوں"

دستگیر نے ایک بار پھر مقابل کی آگ بجھانے کی کوشش کی جس پر اس نے بے دردی سے اپنی کن پٹی کی رگیں دباتے ہوئے کسی بلڈنگ کی سیڑھیاں

پھلانگیں، وہ اپنے ہدف کے قریب تھا مگر بھجت کے حوالے سے یہ سن کر اسکا دماغ معاوف ہوا۔

نیہا کو کہنا مانی کو ایک لمحہ بھی اکیلا نہ چھوڑے اور بھجت کو کچھ نہیں ہونا" چاہیے اپنے دماغ میں بٹھاو۔ جلد از جلد سلینا کا سراغ لگواو، ہونا ہو بھجت "کے ساتھ یہ سب وہی کل کی آئی لڑکی کر کے بھاگی ہے

لہجہ آگ برساتا ہوا اور ایسا نفرت انگیز کہ تپش دستگیر تک پہنچی اور وہ بنا دستگیر کی سنے حقارت دیکھائے، حکم سنائے، اپنی پھنکارتی آواز کی دہشت حاوی کیے کال کاٹ چکا تھا جبکہ دستگیر نے ایک افسردہ سی نگاہ رورو کر اپنے بھائی کے لیے ہلکان ہوتی مانی پر ڈالی اور نیہا کو آنکھوں سے ہی اسکا دھیان رکھنے کا اشارہ کیے وہ وہاں سے باہر چلا گیا جبکہ اس کھولتے شخص کے قدم اس بلڈنگ کی بیسمنٹ تک جا کر کسی آہٹ پر رکے تھے، یوں لگا تھا جیسے نیچے وہاں سے کوئی بھاگا ہے تبھی وہ آدمی اس کا پیچھا کرتا ایک فلیٹ تک پہنچا

اور احتیاطا اس نے اپنی گن نکالی اور اس فلیٹ کے کھلے دروازے میں داخل ہوا مگر وہاں پھیلی عجیب سی تعفن پر اس آدمی کو کچھ غلط ہونے کا کھٹکا ہوا تو وہ تیزی سے اندر لپکا، دراز قامت اور کسرتی وجود کا مالک وہ جاسوس آدمی پر ایک جب اس بدبو کا پیچھا کرتا اسی گھر کے کچن میں پہنچا تو وہاں فرش لڑکی کی بدبو اگلتی لاش دیکھ کر اس نے اپنے چہرے پر ماسک لگا ہونے کے باوجود اپنے ناک پر ہاتھ رکھا، وہ لڑکی کچھ گھنٹوں پہلے مری تھی تبھی اسکا جسم بدبو اگلنے لگا تھا۔

یہ وہی لڑکی تھی جس نے بھجت آفریدی پر حملہ کیا تھا مگر شاید ڈیول نے اپنا کام کرواتے ہی اسے بھی ابدی نیند سلا دیا اور وہ جاسوس، خطرناک آدمی جس کے پیچھے یہاں آیا تھا، وہ تو نہ ملا مگر ایک نیا کیس ضرور ہاتھ لگ گیا۔

آدھے گھنٹے تک اس آدمی کے بلانے پر اسکے ٹیم میمبر رایان اور سحر پروفیشنل انداز اور فل بلیک کوڈیو نفارم میں لپٹے جائے وقوع پر پہنچ چکے

تھے، ہیڈ کی تاکید کے مطابق ان دونوں نے نا صرف اس لڑکی کی ڈیڈ باڈی کو سونم تبریز کے فارنسک لیب پہنچایا بلکہ یہاں سے ملتے تمام فنگر پرنٹس اور ثبوت بھی اٹھا لیے، انکا لیڈر پہلے ہی وہاں سے نکل گیا تھا۔

ایک گھنٹے تک وہ دو بھی اپنا کام مکمل کرتے، پروفیشنلی تمام ثبوت یکجا کیے اس فلیٹ سے نہ صرف نکل گئے بلکہ اس کے دروازے پر جاتے ہوئے ایک تالہ بھی لگا دیا۔

.._____..

صبح سے شام ڈھل چکی تھی، ساون کا موسم ایک بار پھر تیز بارش کے سنگ اپنی موجودگی کا پتا دے چکا تھا۔

اسکی اکلوتی بہن کی خون میں لپٹی ڈھکی لاش کا بھیانک منظر بار بار اسکی متورم سنہری آنکھوں کے سامنے آکر اسکو خون کے آنسو رلا رہا تھا، یہ کہنا مشکل تھا کہ اسکی سنہری دنیا جہاں کی خوبصورت آنکھیں خزن کے بوجھ سے ویران تھیں یا موسم برسات کی جسم جھلساتی بے وقت بارش کے قہر سے۔

بھلے شام اتر آئی تھی مگر ہر طرف سوگواریت تھی اور پھر قبرستان کے حدود میں کھڑی وہ لڑکی بے وقت برستی قہرناک بارش سے بے نیاز بس اپنی بہن کی موت کے انتقام کے لیے، بارش کی یخ بوندوں سے بھیگتی ہوئی بھی جل رہی تھی۔

کندھے سے اٹھے سنہری چمک چھلکاتے بظاہر سیاہ بال اس لڑکی کے جان لیوا حسن میں اضافے کا باعث تھے مگر بھیگ جانے کے سبب اسکے چہرے اور گردن سے چپک چکے تھے، آنکھوں میں ہمہ وقت رہتی تپش اب ماتمی رنگ بنی اس برستے ابر آلود موسم تک کو سوگوار کر رہی تھی۔

"لال! سنبھالو خود کو پارٹنر"

عقب سے کسی کی نرم ڈھارس بندھاتی بھاری خزن میں ڈوبی آواز ابھری تو اس لڑکی کے پتھرائے وجود میں جنبیش ہوئی، وہ جس قبر کے پاس کھڑی تھی اس پر کوئی تختی نسب نہ تھی مگر تازہ گلاب کے پھول ضرور بکھرے تھے جو بے رحم بارش سے بھیگ گئے تھے۔

تم نے مجھے آپیا کو آخری بار دیکھنے کیوں نہیں دیا شیری۔۔چ۔۔ چھونے" کیوں نہیں دیا، د۔۔ دفنا دیا میری سیلی کو، وہ کیسے مر سکتی ہیں۔ کاش تم مجھے انکا چہرہ دیکھا دیتے، اس قبر کے باوجود لال کا دل نہیں مان رہا ہے اسکی سیلی چلی گئیں، ت۔۔ تم کیسے یقین کر سکتے ہو شیری، ت۔۔ تم تو انکو بہت چاہتے تھے، جنون تھیں، عشق تھیں، تمہارا دل کیسے مان گیا کہ وہ مر گئیں، "ک۔۔ کیسے مر سکتی ہیں۔ کیسے؟

وہ بہت انوکھے حسن کی ملکہ تھی مگر اس وقت جس قیامت سے گزر رہی تھی، اسکی دلفریبی پر ایک ماتم تھا، شہریار جدون کی اپنی آنکھوں میں اس قبر کو دیکھ کر سرخائی گھلی، وہ خود بھی بے رحم بارش میں مکمل بھیگا، اجڑا ہوا معلوم ہو رہا تھا۔

اس نے تڑپتی، سسکتی لعلین کو پہلوؤں سے تھامے اپنی طرف پلٹایا اور پھر اسکے بھیگتے چہرے کو تھامے خود بھی سسک اٹھا، جدائی کا غم تو وہ سنگدل لڑکی اسے بہت پہلے دے کر برباد کر گئی تھی مگر اسے حوصلہ کرنا تھا، ورنہ اسکی بیسٹ فرینڈ بکھر جاتی۔

اسکی حالت ایسی نہیں تھی کہ میں اسکا لہولہون چہرہ تمہیں دیکھاتا لال نہ" اس پر ہوتے تشدد کے بعد اسکو زیادہ دیر بے آبرو رکھنا جائز تھا، قبر اسکا پردہ تھی تبھی، وہ نہیں رہی، وہ سچ میں ہمیں چھوڑ گئی، تم تو مجھ سے بہت

سٹرونگ ہو، مجھے تمہاری ضرورت ہے اور تم خود تکلیف کی دلدل میں اتر رہی ہو، ان ہاتھوں سے اسے اس قبر میں اتارا ہے شہریار جدون نے،

"تمہاری تو صرف سیلی گئی ہیں، میری تو پوری دنیا اجڑ گئی ہے

وہ اپنی تکلیف بھلائے شہریار جدون کے آنسوؤں پر رو دی، اپنی ہتھیلی بڑھا کر اس نے شہریار کے آنسو اپنی بھیگی ہتھیلی میں چنے، وہ اس پر بند آنکھوں اعتبار کرتی تھی۔

دونوں کا دکھ بہت بڑا تھا۔

انکوک۔۔ کس نے مارا شیری، جلدی پتا کرو او ورنہ لال اس بے بسی سے "
مر جائے گی، کون ہم دونوں کی زندگی اجاڑ گیا۔ سیلی کے قاتل کو لال خود
"زمین میں گاڑے گی، تم انکے قاتل کو ڈھونڈو گے ناں؟ بولو پلیز

وہ لڑکی کبھی نہیں روئی تھی جتنا آج اپنا آخری سہارا چھوٹ جانے پر بکھری ہوئی تھی، اسکے پاس شہریار کے علاوہ اب کوئی نہ بچا تھا، جس سے وہ مدد مانگتی۔

ہم مل کر سلینا کے قاتل کو ڈھونڈیں گے، وعدہ کرتا ہوں۔اب رونا بند" کرو، جانتی ہو ناں تمہارے آنسو نہیں دیکھ سکتا لال، تم میری بچپن کی دوست ہی نہیں تم میری ہمت بھی ہو، میری رازدان ہو، میرے یکطرفہ جنون کی گواہ، ہم ہیں ناں ایک دوسرے کے پاس، بس کرو تم رونا، بہت بہادر ہو۔ تم خود گاڑنا ان ہاتھوں سے اسکے قاتل کو، میرے دل میں لگی "آگ بھی تب ہی بجھے گی

وہ اسے بہت پیار سے حوصلہ تھمانے کے ساتھ ساتھ اسے مضبوط بھی بنا چکا تھا جس پر وہ اپنے آنسوؤں کو بے دردی سے رگڑے سر ہلا چکی تھی مگر اسکی آنکھوں میں جہاں تکلیف اور نفرت کی انتہا تھی وہیں نا جانے کیوں شہریار

جدون کی آنکھیں عجیب استہزایہ سی ہوئیں مگر یہ لمحہ بہت لمحاتی تھا،اس شخص کی آنکھیں کچھ تو خاص تھیں جیسے ہر شے بھسم کر دینے کی طاقت رکھتی ہوں۔

جب تک آپیا کا قاتل نہیں ملتا،انکی موت کی خبر کسی کو نہیں ہونی چاہیے۔"
"بھجت آفریدی کو بھی نہیں شیری
مضبوط لہجے میں وہ تنبیہی سلگتے انداز کے سنگ کہتی نا صرف پلٹی بلکہ دیکھتے ہی دیکھتے شہر خموشاں کی حدود سے نکلتی چلی گئی جبکہ شہریار جدوں کی سرخائی گھلی آنکھیں اپنا منظر بدل کر،زاویہ نگاہ قبر پر جما چکی تھیں۔

کسی کو اسکی موت کی خبر نہیں پہنچے گی لال، بھجت آفریدی کو تو ابھی بالکل"
"نہیں

یہ خود کلامی کرتے اسکی آنکھوں میں رقص کرتی وحشت سے زمین کی ساتوں تہیں تک لرز اٹھی تھیں۔

دانستہ چھوڑ جاوں گی میدان اور تم

!___ہارے ہوئے رہو گے اگر جیت بھی گئے

.._____..

یہ نیو یارک کے روشیوں سے جگمگاتے آزاد شہر کا فینس نائیٹ کلب تھا، یہاں کا وقت پاکستان سے نو دس گھنٹے پیچھے تھا، من چلوں، اپنے آواز کے مستانوں کے بیچ آج پھر اس نے اپنی مدھر آواز کا سحر حسب توقع قہر برپا کرتے بکھیرا تھا، لاراجہان کی آنکھیں کسی آشنا کو یاد کیے جذب سے بند

ہوئیں،اس کاارسال کیاآدھے دل والالاکٹ اس نے بے تابی کے سنگ
اپنی مٹھی میں جکڑا۔

"I found a love for me

Darling! Just dive right in and follow my lead.....

Well i found a girl,beautiful and sweet

Oh! I never knew you were the some-one waiting for me...

Cause we were just kids when we fell in love...."

اسے یاد تھا وہ دن جب اسے ایک انجان پتے سے پارسل ملا، کھولنے پر
آدھے دل والے پینڈٹ والی وہ چین اس نے اپنی لارا کو تحفہ بجھوائی تھی۔

"Not knowing what is was,i will not
give you up this time..
But darling! Just kiss me slow, your
heart is all i own...
And in your eyes you're Holding mine
Baby!
I am dancing in a dark with you be-
tween my arms.."

اسکی آواز کے ساتھ ہمیشہ کی طرح کوئی مردانہ آواز آملی، اور ناجانے کیوں جب بھی وہ اسکے ساتھ گاتا، لارانہ آنکھیں کھول پاتی نہ اس شخص کا دیدار کر پاتی۔

"Barefoot on the grass, listening to our favorite song.."

وہ دن خوبصورت تھا جب لارا کو پہلے تحفے کی قبولیت نے بعد اس شخص نے سفید پھول بھیجے، وہ اسے یاد کرتی دل لبھاتی مسکرائی اور کسی نے غائبانہ اسکے خوبصورت ہونٹوں کا بوسہ لیا۔

"When you Said you looked a mess, I whispered underneath my breath but heard it.

Darling! You look perfact tonight..

Well! I found a women stronger than anyone i know.

She shares her dreams, i hope that someday I'll share her home...

I found a love to carry more than just my secrets..

To carry love....."

پورے نائیٹ کلب میں ایک جادو بکھرا تھا، روشنیوں کے دوہالے، دو راک سٹارز پر سایہ فگن تھے مگر صرف وہ اسے دیکھ سکتا تھا، اسکی آنکھیں دلفریب درویشی آنکھیں تھیں، دور سے ہی اس نے لارا کے چمکتے ہونٹوں پر مسکراہٹ تسخیر کی۔

"We are still kids but we're so in love
fighting against all odds..
I know we'll be alright this time..
I see my future in your eyes...
Baby!
I am dancing in a dark with you be-
tween my arms.."

مردانہ آواز لمحہ بھر رکی، لارا نے آنکھیں کھولیں تو وہ روشنی کے ہالے سے نکل چکا تھا، اسکے پرفیوم کی حواس سلپ کرتی تیز خوشبو اب بھی لارا کے چار سو بکھری تھی، اسے لارا سے چھپنا پسند تھا۔

"I have faith in what i see

Now i know i have met an angle in per-

son and she looks perfact..

I don't deserve this

You look perfact tonight.."

کلب کی تمام روشنیاں، میوزک اور رقص، اسکے ساتھ تھمیں تو لارا جہاں نے کسی کی یاد کو سنگدلی سے خراج بخشے اپنی بھیگتی آنکھیں رگڑیں اور سب سے زیادہ اسے سراہتے جمی ویڈکن کی پرتپاک تالیوں کی گونج پر اسکی طرف

متوجہ ہوئی، کوئی اسی لمحے اپنا گٹار لے کر کلب سے تیزی سے باہر نکلا، آج پھر لارا اس کا چہرہ نہیں دیکھ پائی تھی جو پچھلے ایک ماہ سے اسکے ساتھ یہ گانا گاتا اور پھر بنا کسی کی نظر میں آئے وہ کلب سے نکل جاتا۔

حیرت کی بات یہ تھی کہ اسے ہر روز لارا کے گائے گانے کی خبر ہوتی اور وہ ایک ہی دل دھڑکاتی دھن بجاتا۔

لارا نے اس انجان پراسرار آدمی کے گم ہوتے سراپے کی طرف اپنی بے قرار آنکھیں گاڑے اپنی گردن میں لٹکی چین میں آدھے دل والے پینڈنٹ کو بے تابی میں اپنی مٹھی میں دوبارہ جکڑا اور سٹیج سے اترتی جمی کی طرف بڑھی۔

جس نے آج بھی لارا کو اسکی آواز اور راعنائی بکھرتے چمکتے سراپے کے سنگ محفل پر چھانے کے پورے پانچ سو ڈالر تھمائے تھے اور وہ وہاں سے

نکلتے ہی اس شخص کے سحر سے بھی نکل جاتی جسکی آنکھیں لارا جہاں کا پیچھا کرنے کو خوبصورت مشغلہ جانتی تھیں۔

کلب سے وہ سیدھی مارکٹ گئی، اپنے اور ایمر کے لیے کافی ساری ضرورت کی اشیاء خرید کر وہ سیدھی اپنے اپارٹمنٹ میں آئی۔

جیکٹ کی جیب سے چابی نکال کر اپنے ذاتی تین کمروں کے چھوٹے مگر خوبصورت فلیٹ کے دروازے کو کھولتی اندر داخل ہوتی اس پر اعتماد، حسن کی ملکہ لارا جہاں نے تمام شاپنگ بیگز ابتدائی راہداری میں سجے میز پر رکھے، اور اس سے پہلے وہ دروازہ لاک کر کے اندر جاتی، اسکے غصے اور اشتعال کے سنگ بلند ہوتی دھاڑ نے جہاں پورا گھر لرزایا وہیں لاونج میں اسکی واحد نیٹ کی ساڑھی باندھ کر لپ سٹک لگاتا بیس سالا ایمر دھاڑ کی وحشت سے لرز اٹھا۔

خوف کے مارے اسکے ہاتھ سے وہ لپ سٹک چھوٹ کر زمین پر گری اور اسکی طرف بڑھتی لارا نے نہ آو دیکھا نہ تاو، ڈائنگ میز کے نیچے سجاوٹ کے طور پر رکھی ہاکی اٹھا کر دو تین اندھا دھند مار کر ایمر کی ٹانگیں سیکنیں جو اسکے اس سلوک پر نم آنکھوں سے درد پر کراہتا، بلکتا وہیں صوفے پر گرا، لارا نے اسکے جسم سے وہ ساڑھی کھینچ کر کسی اچھوت کی طرح اس سے دور پھینکی جبکہ ایمر جہان کی حراساں اور ڈری نظریں دیکھ کر وہ اپنے سنگدل رویے پر پشیمان سی ہوتی نہ صرف وہ ہاکی بے دردی کے سنگ فرش پر پھینک گئی بلکہ اس جان سے پیارے بھائی کے پاس بیٹھی، اسکا ہاتھ پکڑ کر نم آنکھوں سے لگائے چوما جواب مدھم مدھم ہچکیاں بھرے رو رہا تھا۔

"ک۔۔کیوں کرتا ہے ایسا، تجھے اس سب سے دور رکھنے کے لیے لارا جہاں نے اپنی زندگی گروی رکھ دی اور تو۔۔۔تو یہ سب خرافاتی کام کیے میرا سینہ جلاتا ہے۔۔۔۔"

وہ واقعی اسے برا پیٹ چکی تھی اور اب لارا کا دل چاہا اپنے ہاتھ کاٹ دے مگر ایمر کی تکلیف اس کو بھی اذیت دے گئی، اسکے بھیگے لہجے میں کرب کی انتہا تھی۔

"معاف کر دے، درد ہو رہا ہے میرے شہزادے کو۔۔۔۔"
وہ اسکی بازو نرم ہتھیلوں سے دباتی اسکے سر ہلانے پر اسکی آنکھوں سے بہتے آنسو پیار سے پونچھ رہی تھی مگر آپیا نے اسے واقعی برا مارا تھا سو اسکے آنسو بے قابو ہوئے۔

"نہ کیا کر ایمر۔۔۔۔جب تجھے یوں دیکھوں تو مرنے کا جی چاہتا ہے، کیوں"
"تیری عقل میں یہ بات نہیں بیٹھتی کہ یہ سب تیری موت ہے بچے
وہ اسکو نرمی سے سمجھاتی بولی جس پر وہ بھی شرمندگی سے سر جھکا گیا۔

"م۔میرا دل چاہتا ہے ناں آپو۔۔۔بے بس ہو جاتا ہوں اللہ کی قسم"
بہت کرب سے وہ بولا جیسے نا جانے کتنا بے بس ہو اور لارا نے اسے بے
اختیار سینے میں سمویا۔

"کیوں کرتا ہے خود کو بے بس، تجھے ان سب کے بیچ نہیں پڑنا۔تجھے اپنے
جیسوں کا سائبان بننا ہے، وہ کئی لوگ جو زمانے کی دھتکار سہہ کر خود کشیوں
پر مجبور ہیں، لیکن تیرے پاس تو لاراجہان ہے، تجھے سنبھالنے کے لیے۔
پھر تو میرا ساتھ کیوں نہیں دیتا ایمر، مردوں اور عورتوں کے اس
معاشرے میں تیرے جیسوں کو دو منٹ میں اچھوت سمجھ مرمسل دیا جاتا
ہے لیکن لارا نے تجھے اپنے پروں میں چھپایا ہے، تو ایسی حرکتیں کر کے یہ پر
زخمی مت کر جو تیرا آخری سائبان ہیں۔۔۔۔تجھے ک۔کچھ ہوا تو تجھ سے
پہلے لاراجہان مرے گی۔۔۔تو میرا اچھا بھائی ہے، آپو کی جان ہے تو قسم
اٹھا آج کے بعد ان نسوانی چیزوں کو ہاتھ نہیں لگائے گا۔تجھے مرد بن کر جینا

ہے، مردوں کی طرح رعب دار شان دار، کہ تیرے اندر اتنی بڑی کمی کے
"باوجود لوگ تیری مردانگی پر رشک کریں۔۔۔ قسم اٹھا
وہ التجائیں کرتی سسک اٹھی تھی کہ وہ اسکی جان تھا اور آج ایمر نے اپنی تمام
نفسیاتی خواہشات کے باوجود اس پیاری بہن کے لیے بڑی مشکلوں سے یہ
قسم اٹھائی۔

م۔۔ میں مر جاوں گا پر آپکو دوبارہ نہیں رلاوں گا، آپ ان سبکو آگ لگا"
"دیں۔۔۔۔ یہ مجھے دیکھائی نہ دیں

وہ جانتی تھی وہ اسکے ادھورے وجود کا حصہ ہے مگر لارا اسے ادھورا دیکھنا
نہیں چاہتی تھی وہ اسے مرد اور عورت سے مختلف پیدا ہونے پر کوئی سزا
نہیں سنا سکتی تھی کیونکہ وہ اسکے دل کا ٹکڑا تھا۔

ایمر کے لیے وہ خود بھی ایک مرد بن گئی تھی، نہ سجتی نہ سنورتی صرف اس لیے کہ اسے ایمر کے اندر کی آدھی مردانگی کے ذریعے آدھی نسوانیت کو مارنا تھا مگر وہ گاتی تھی سو کلب جا کر اسے ماڈرن لڑکیوں کی طرح سجنا پڑتا اور پھر وہ ایک فلم اداکارہ بھی تھی سو کبھی کبھی اسے سنگار کے قریب جانا پڑتا پر وہ پوری کوشش کرتی تھی کہ ایمر کے سامنے اسی کی طرح اسکے سر کا آسمان بن کر رہے، وہ ڈریسنگ بھی مردانہ کرنے لگی تھی اور آج جب ایمر نے قسم اٹھائی تو لارا نے بنا سوچے اپنے ہر سنگار اور میک آپ کی چیز کو آگ لگائی، فیورٹ ساڑھی تک جلادی جو اس شخص نے تحفہ دیا تھا۔

اور پھر ایمر سے معذرت کرنے کو اس نے اسکا فیورٹ لزانیہ بیک کیا۔

وہ بلاشبہ بہت خوبرو لڑکا تھا، لارا کی طرح منفرد اور مائل کرتے حسن کا مالک، بلکل شان دار مرد لگتا مگر وہ مکمل مرد نہیں تھا اور اپنی لارا آپو کی اس دنیا میں بہت بڑی ذمہ داری اور آزمائش تھا۔

وہ اسے لزانیہ کھاتا دیکھ کر اسکے پاس بیٹھی بس اپنے آنسو پی رہی تھی کیونکہ کل اسے ایک اہم شوٹ کے لیے کچھ ایسے دور دراز ایریا میں جانا تھا جہاں رات ہو سکتی تھی اور وہ فکر مند تھی کہ کل رات ایمر اکیلا ہو گا اور وہ اسے اکیلا ہر گز نہیں چھوڑ سکتی تھی۔

رات کو کئی بار وہ اٹھ کر ایمر کے کمرے میں جاتی تھی، وہ اسکے لیے بہت پوسیسوز تھی، اسے آنچ بھی آنے نہیں دیتی تھی اور فلم کی شوٹ ضروری تھی کیونکہ اس نے کانٹریکٹ کیا تھا۔

لیکن پھر کسی کا خیال آتے ہی وہ کچھ مطمئین ہوئی کہ وہ کل ایمر کو جیمی کے گھر چھوڑ دے لیکن حقیقت میں جیمی اسی تاک میں تھا کہ اسکے ہتھے کسی طرح ایمر جہاں لگے اور وہ اس خاص چیز کو کیش کروائے، آخر اس نے لارا پر اتنے ڈالرز بے وجہ تو نہیں لوٹائے تھے۔

.._____..

....★☆☆☆☆☆★....

ایک اور رات بیت گئی تھی، جو قیامت گزری تھی اسکی تباہ کاریاں اب تک جاری تھیں۔

بھجت آفریدی کی جان تو بچ گئی تھی مگر اتنے گہرے لگتے زخم کی شدت سے وہ اب تک ہوش میں نہ لوٹا تھا، اور مانی کی رو رو کر طبعیت بگھڑ گئی تھی۔

اسے یا تو بلیک ڈائمنڈ تسلی دے سکتا تھا یا پھر بلیک وولف!

اور یہ سچ تھا وہ اس تکلیف میں اسے شدت سے یاد کر رہی تھی۔

بس جاناں ! اتنا نہیں روتے۔ بھجت بھائی خطرے سے باہر ہیں، تم کل"
سے روئے جارہی ہو مانی، نہ تم نے کچھ کھایا نہ پیا۔ اگر تمہارے لالہ کو پتا چلا
"تم اتنا روئی ہو تو ہم سبکی جان نکال دیں گے کہ ہم نے تمہیں رونے دیا
کل سے اب تک نیہا اسے بہت تسلی، دلاسے دے چکی تھی مگر آمنہ
آفریدی سے اس وقت سانس لینا مشکل تھا، اور مسلسل رونے کے باعث
اسکی آنکھیں بھی ڈوبی اور سوجھی لگ رہی تھیں۔

وہ مانی کی سانسیں ہیں، ک۔۔ کیسے وہ بدبخت عورت یہ کر سکتی ہے نیہا"
آپی۔ میرے لالہ نے اس عورت سے اپنی جان کر بڑھ کے محبت کی، لیکن
وہ انھیں مار گئی۔ کیسے تسلی رکھوں، جب تک لالہ مجھ سے آنکھیں کھول کر
"بات نہیں کرتے، میرے آنسون۔۔ نہیں تھمیں گے
مانی کا دکھ کسی صورت کم نہ ہو رہا تھا اور خود نیہا کے چہرے پر اداسی تھی مگر
پھر نا جانے کیا ہوا کہ مانی نے اپنا بجتا فون تیزی سے اپنی جینز کی پاکٹ سے

نکالااوراس پر ناجانے کس کی کال تھی کہ وہ نیہا کے پاس سے اٹھتی، اپنافون مٹھی میں دبوچے وہاں سے بھاگی، نیہااسے آوازیں ہی دیتی رہ گئی مگر پھر ایک گارڈ کومانی کے پیچھے باہر روانہ کیااور خود بھجت آفریدی کی موجود کنڈیشن پوچھنے ڈاکٹر کے کیبن کی طرف بڑھ گئی۔

وہیں وہ ایک سیاہ تہہ خانہ تھاجہاں ایک بھاری وجود کامالک آدمی کھڑافون کان سے لگائےاس طرف سے اٹھائی جاتی کال کا منتظر تھا۔

ڈیول کی سیاہ آنکھوں میں خمار اترا، مگر پھر کسی نسوانی چیخوں پر وہ دھاڑا، مقصداپنے آدمیوں سے پوچھناتھاکہ اس عورت کوہوش کیسے آیا۔

یہ تومانی نے اسکی کال اٹھالی ورنہ اس بھیانک درندے کاغضب اپنے آدمیوں پر ٹوٹ پڑتا۔

فون لگتے ہی اس لڑکی کی تڑپتی ہچکیوں نے ڈیول کی آنکھوں میں حقارت بھری، وہ ہوسپٹل کے پارک میں آتی سسکیاں بھرتی بینچ پر بیٹھی، آج بھی موسم ابر آلود تھا۔

"My love! Don't cry, i am with you"

بھاری محبت سے اٹی سرگوشی پر مانی کی آنکھیں پہلے سے زیادہ شدت سے چھلکیں۔

ن۔۔ نہیں ہیں آپ میرے پاس، کہیں نہیں ہیں۔ رووں گی بہت"

"رووں گی

ناجانے ڈیول کا مانی سے کیا کنکشن تھا مگر لگتا تھا وہ کم عمر لڑکی بھی ڈیول کا ایک شکار بن چکی تھی کیونکہ مانی کے جواب پر اسکی آنکھوں سے وحشت ٹپکی۔

یہ جانتے ہوئے کہ تمہارے آنسو بلیک وولف کے سینے پر گرتے ہیں، سنا" بھجت آفریدی کے بارے میں، بہت افسوس ہوا۔ لگتا ہے اسے محبت راس نہیں آئی، کیسی سنگدل عورت تھی یہ سلینا، محبت کرنے والے شوہر کو مار کر چلی گئی، اسکی دولت لوٹ گئی، اللہ تمہارے لالہ کو صحت دے۔ ٹھیک ہو جائے گا وہ، لیکن جو تمہارے آنسوؤں سے میرا دل جلے گا وہ ٹھیک نہیں ہو گا میری جان۔ میں ہر پل تمہارے پاس ہوں مانی، اب رونا بند کرو۔ یہ "میرا حکم ہے

ڈیول کے لفظوں میں امرت تھا اور یہی امرت مانی کے ہونٹوں پر لگ چکا تھا، وہ اسکے اتنی محبت سے سمیٹنے کے باوجود روئی کیونکہ وہ اسے مس کر رہی تھی۔

م۔۔میں رونا نہیں بند کروں گی، اب آپکو ہر صورت میرے سامنے آنا"
ہو گا۔ میں آپکو بہت مس کرتی ہوں، آپ کو دیکھنا چاہتی ہوں، پلیز اب
"چھپنا ختم کریں، میرے پاس آجائیں پلیز، پلیز پلیز
ناجانے آمنہ آفریدی کیسے اس ڈیول کے چنگل میں پھنسی مگر یہ ایک
بھیانک بات تھی، وہ آمنہ کی تڑپ اور سسکیوں پر پر زیر خند مسکرایا، اسے
مانی کو تڑپا کر، بھجت کو تکلیف دے کر لذت مل رہی تھی۔

جلدی آوں گا میری جان، اتنے کم وقت میں تم میری عادت بن گئی ہو،"
اور اس عادت کو جلد محبت بناوں گا۔ وہ وقت بہت قریب ہے جب تم سے
ملوں گا بھی اور تمہیں بھجت آفریدی سے اپنے لیے مانگ بھی لوں گا کیونکہ
اس چھوٹی سی گڑیا کے بنا اب بلیک وولف بھی نہیں رہ سکتا، تمہارے لالہ
ٹھیک ہو کر اس ٹرومہ سے نکل آئیں زرا۔ اب وعدہ کرو مجھ سے، ایک آنسو
"نہیں بہاو گی

آنکھوں میں شیطانیت سجائے وہ بڑی چالاکی سے مانی کے معصوم دل اور کچے ذہن سے کھیل گیا اور یہ سچ تھا وہ اب خود سے زیادہ اعتبار اس ان دیکھے شخص پر کرتی تھی جسکی اس نے اب تک صرف آدھی تصویر کے سوا کچھ نہ دیکھا تھا، جو نمبر اس نے مانی کو دے رکھا تھا وہ صرف وہ مانی سے بات کے لیے ہی آن کرتا اور اس لڑکی کے ذہن و دل کو جکڑنے کے لیے اس نے اپنے آدھے چہرے کی ہوش ربا تصویر ڈی پی لگا رکھی تھی جس میں اسکا کسرتی، ڈریگن کے ٹیٹو والا بازو بھی دیکھائی دیتا تھا اور ایک خطرناک آنکھ بھی۔

"کوشش کروں گی"

رندی آواز میں سرگوشی ابھری۔

"نو وڈارلنگ! کوشش نہیں"

مقابل نے محبت سے اٹے لہجے میں تنبیہہ کی تو مانی کے کل سے بہتے آنسو یک دم رکے اور کھوئی سی مسکراہٹ اسکے خوبصورت چہرے پر بکھری، اسکی ہیزل گرے آنکھیں بھجت جیسی تھیں اور مانی کو تو وہ آنکھیں اپنی عمر سے زیادہ بڑا اور دلربا دیکھاتیں کیونکہ وہ اپنی عمر سے بڑی لگتی تھی۔

"اوکے، بٹ آئی مس یو"

روتو سے لہجے میں وہ مان گئی تو ڈیول کی آنکھوں میں ہر چیز تباہ کرتا جنون ٹپکا۔

"آئی مس یو ٹو، ٹیک کیئر۔اپنی خوبصورت گرے آنکھوں کو دوبارہ نم نہ کرتا، مجھے یہ بہت پیاری ہیں"

ہمیشہ کی طرح بات کے اختتام میں وہ اپنا سحر پھونکنانہ بھولا۔

"اور میری مسکراہٹ؟"

مانی نے یہ پوچھتے ہوئے بے تکلفی ظاہر کی جبکہ ڈیول اسکی معصومیت پر محظوظ ہوا، اس بچی کے ساتھ اسے کیا کیا کرنا پڑتا تھا، کبھی کبھی تو وہ اکیلا بیٹھا ہنسنے لگتا تھا۔

اسکو بنا کسی عملی عنایت کے سراہنا ناانصافی ہے ہنی، ویٹ کرو تمہیں اسکا" "جواب ضرور ملے گا۔ بائے۔ لالہ کے ساتھ رہو اور اسکا غم غلط کرو

اپنی آنکھوں کے زہریلے رنگ دباتا وہ کہتے ہی کال بند کر چکا تھا اور جب نیہا ڈاکٹر سے مل کر واپس آئی تو اس نے مانی کو کینڈی کرش کھیلتے دیکھ کر اپنا دل دہل اٹھتے تھاما۔

مطلب کچھ دیر تک دردناک روتی ہوئی وہ لڑکی ایک کال پر سب بھولے منہ میں ببل چپاتی گیم کیسے کھیل سکتی تھی؟ نیہا کو لگا اسکا سر گھوم گیا ہے۔

.._____..

یہ ایک آبادی سے دور دراز موجود اجڑے جنگل کے وسط میں بنے انڈر گراونڈ وسیع و عریض سیکرٹ کرائم انویسٹیگیشن برانچ کا مین آفس روم تھا جہاں اس وقت چلتے کمپوٹرز پر نوجوان آدمی کی انگلیاں تیزی سے حرکت کر رہی تھیں اور تیکھے چتون والی سحر رایان کی توجہ رایان مغل کے ہیک کیے ڈیٹا کی جانب تھی جو کمپوٹر سکرین پر کھل چکی تھیں وہیں ایک دوسرے فارنسک لیب میں کوئی سیاہ میں لپٹا ماسک والا آدمی فارنسک ٹیم کے ہیڈ مسٹر سونم تبریز سے کچھ فاصلے پر کھڑا ان کی حرکات و سکنات دلچسپی سے دیکھ رہا تھا جو اس لڑکی کی ڈیڈ باڈی کا مشاہدہ کیے آخری ضروری ٹیسٹ کر رہے تھے۔

اس لڑکی کی موت بھجت آفریدی پر حملہ ہونے کے دو گھنٹے بعد ہوئی ہے،"
اسکے کپڑے دیکھ کر لگتا ہے کہ بدلے گئے ہیں۔ کیونکہ گولی نے جو اسکا سینہ
چیڑا وہ سراخ اسکے کپڑوں پر نہیں"

سونم صاحب نے بولنا شروع کیا تو انکے سامنے کھڑے ماسک والے آدمی
کے ماتھے پر بل پڑے۔

"اسکا کیا مطلب ہوا مسٹر سونم؟"

وہی دبنگ آواز اور چھبتا ہوا سوال جس پر سونم تبریز نے اپنی عینک سے نظر
اٹھائے اس سر پھرے کی جانب دیکھا۔

یہی کہ اسکے وہ کپڑے تلاش کرو جس میں یہ پہلے ملبوس تھی، بھجت"
آفریدی کو بھی ایک لڑکی نے مارا ہے، ضروری تو نہیں وہ سلینا ہی ہو،

تمہیں تو دنیا کی ہر عورت وحشی لگتی ہے مگر میرے پیارے محبت بھی کوئی چیز ہے"

ڈاکٹر سونم خفیف سے تلملائے جس سے اس پراسرار ہیڈ کے ماتھے کی رگ بھی پھولی جسکا مطلب تھا اسے انکی بات نہایت ناگوار گزری۔

"آپ سیدھا سیدھا سلینا کو ڈیفینڈ کر رہے ہیں، کیا کوئی ترس یا ہمدردی کا بخار چڑھا ہے آپکو مسٹر سونم؟، مجھے تو وہ عورت ویسے ہی بہت بری لگتی ہے، اچھے بھلے بھجت کو ناکارہ کر کے رکھ گئی، سب سے بڑھ کر اس نے اسے مجھ سے چھینا۔ اس سلینا نامی عورت کی آنکھوں میں ایک خوف تھا، ملا تو نہیں ہوں پر وہ پاگل کا بچہ سلیفیاں بھیج کر میرا دل ضرور جلاتا تھا، اور آپ جانتے ہیں میری آنکھیں دھوکہ نہیں کھاتیں۔ وہ مشکوک عورت تھی، پتا لگواتا ہوں اسکا بھی"

اس سر پھرے کی جاسوس فطرت تو سونم کو ناک تک عاجز کر دیتی اور اس وقت بھی وہ منہ بسور گئے۔

لو، اہم جاسوس تک تو پہنچے نہیں جناب اور چلے ہیں سلینا کی تفتیش" کرنے۔ میری مانیں تو پہلے زرافرض کی ذمہ داری نبھالیں پھر ذاتی "بکھیرے سمیٹیے گا۔ اس لڑکی کا تعلق ضرور اس جاسوس سے ہے جناب کے لہجے کی سلگتی طنزیہ لہر تو وہ برداشت کر گیا پر انکے آخری جملے پر بلیک ڈائمنڈ نے سرد آنکھوں سے مسکراہٹ دباتے سونم کو گھورا۔

اچھا! یہ تو مجھے بھی پتا ہے، تعلق کس حد تک ہے یہ پتا کروانے کے لیے" اس گند کو یہاں لایا تھا۔ آپ بھی لگتا ہے اب بڈھے ہو گئے ہیں مسٹر سونم، لگتا ہے کوئی دوسرا فارنسک ایکسپرٹ ہائیر کرنا پڑے گا، خیر کیری اون، ان "کپڑوں کی تلاش کرواتا ہوں۔ تاکہ آپ دل ٹھنڈا کر لیں

طنز کرنے اور آگ برسانے میں تو جناب ماہر تھے مگر صرف تب جب وہ بلیک ڈائمنڈ کے سفاک روپ میں موجود ہوتا، کیونکہ اسکا دوسرا روپ تو اس روپ سے قدرے مختلف تھا۔

وہ جب تک آفس آیا، رایان اور سحر نے اسکی مطلوبہ انفارمیشن نکال لی تھی۔

فائل بلیک ڈائمنڈ کے سامنے کھول کر رکھتے وہ مودب سے سامنے کھڑے تھے اور اس ماسک مین کی نظریں اس پرنٹڈ فائل پر جمی تھیں مگر وہاں کچھ ایسا تھا جسے دیکھنے کے بعد بلیک ڈائمنڈ کی آنکھوں میں بے یقینی اتری۔

جو فنگر پرنٹس سحر اور رایان کو اس گھر سے ملے تھے ان میں سے ایک انگلی کا نشان ایک جانے مانے سپاری کلرر کے فنگر پرنٹ سے میچ ہو رہا تھا اور بی کے کا اس شوملی نامی آدمی سے پچھلا حساب بھی باقی تھا کیونکہ وہ کچھ ماہ پہلے بلیک

ڈائمنڈ کا ایک ہفتے کے لیے مخبر بنا تھا مگر پھر اسے دھوکہ دے کر فرار ہو گیا۔

اوہ! سٹرینج۔۔۔اگر شوملی کا فنگر پرنٹ ملا ہے تو پھر تو مسٹر سونم کی بات" درست ہے کہ اس لڑکی کا تعلق ضرور اس جاسوس سے ہے، واہ شوملی واہ! مجھے دھوکہ دے کر تم ہمارے ہی جاسوس سے جا ملے، کیونکہ مجھ سے بڑی قیمت تمہیں صرف وہ جاسوس دے سکتا تھا۔ سحر! رایان! یہ تو کھیل بہت مزے کا ہونے والا ہے میرے جانباز ساتھیو! ابھی نکلو اور اس شوملی کو پکڑ کر لاو، یہ زمین میں بھی دفن ہے تو نکال باہر کرو، دو دن ہیں تم دونوں کے پاس، میری واپسی تک سارے معاملات سلجھ کر میرے ٹیبل پر پڑے ہونے چاہیں"

نرم مگر گرجتے لہجے میں ان دو کو حکم صادر کیے وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا تو دونوں نے سر اثبات میں ہلائے ذمہ داری قبول کی۔

دیکھتے ہی دیکھتے بلیک ڈائمنڈ اس ڈیپارٹمنٹ سے اسی طرح غائب ہو کر نکلا جیسے وہ یکدم پلک جھپکتے ہی وہاں داخل ہو جاتا تھا اور اسکے جاتے ہی سحر اور رایان بھی اپنی تیاری مکمل کرتے چہروں پر ماسک چڑھاتے، تیزی سے باہر نکلے۔

وہاں چھ کے قریب اور بھی ٹیم ممبرز تھے جو اس وقت اپنے اپنے کام میں پروفیشنلی مصروف تھے۔

••———————————••

"میرا بہادر بچہ ! اللہ تمہیں صبر دے۔ شیری اسکو اکیلا مت چھوڑنا۔ اور تم
بالکل پریشان مت ہو، سلینا کے قاتل کو اسکے عبرتناک انجام تک ضرور
پہنچتا دیکھو گی"

کرنل افراہیم اور گل لالہ دونوں ہی سلینا کی موت پر لعلین کے فلیٹ
تعزیت کو آئے تھے اور شہریار انکے ساتھ تھا، وہ کمزور سی ڈبو لڑکی نہیں
تھی لہذا اس نے چند گھنٹوں میں ہی خود کو نا صرف سنبھال لیا تھا بلکہ سلینا
کے قاتل کو انجام تک پہنچانے کا عہد بھی کر چکی تھی۔

وہ ان سب کو سی آف کرتی شہریار کے پلٹ کر قریب آنے پر اسکی طرف
دیکھنے لگی، لال کی آنکھیں اب بھی جل رہی تھیں۔

"میں مما ڈیڈ کو چھوڑ کر آتا ہوں، ایک اہم کام بھی آگیا ہے تھانے میں۔"
"لیکن تمہاری فکر رہے گی

شہریار نے مما بابا کو گاڑی کی سمت جاتے دیکھ کر لعلین کی گال سہلائے کہا تو وہ اسے مطمئین کرنے کو مسکرادی۔

"عینی اور پرکاش آرہے ہیں، وہ آج دن میرے پاس ہی رہیں گے۔ تم بے فکر ہو کر قاتل کا سراغ لگواو کیونکہ وہ زیادہ اہم ہے"

ناجانے وہ کن کا ذکر کر رہی تھی مگر لال کے چہرے کا سکون بتا رہا تھا کہ وہ اسکے لیے بہت خاص تھے۔

"یہ تو اچھا ہو جائے گا، اور پرامس کروان گندی چیزوں کو ہاتھ نہیں لگاو گی"

اول اسکے لہجے میں اطمینان مگر آخری جملے میں وارننگ تھی جس پر لال نے آس بھری نظروں کے سنگ شیری کی آنکھوں میں دیکھا۔

انکے بغیر ایسے دکھ برداشت نہیں ہوتے شیری، پلیز مجھ پر تم ہر حکم چلا"
" سکتے ہو مگر یہ نہیں۔ کیونکہ ابھی لعلین کو زندہ رہنا ہے۔۔ جاو تم
بے زاری سے کہتی وہ بنا شیری کی مزید سنے دروازہ بند کرتی اندر چلی گئی اور
شہریار جدون بھی ایک بے بس نظر لیے اس بند دروازے پر ہتھیلی
سہلائے وہاں سے چلا گیا۔
لال کی اداسی میں ٹوئنکل نامی بلی برابر کی شریک تھی جو بولائے قدموں
والی اس لڑکی کے پیروں میں ہی بے تابی سے چکر کاٹ رہی تھی۔
لال کے قدم بیڈ روم کی جانب بڑھے اور پھر اس نے بیڈ کے کنارے ٹک
کر سائیڈ میز کے ڈراسے ایک باکس نکالا، اس میں لاتعداد انجکشن تھے،
سپید تاثرات کے سنگ لعلین نے اس باکس میں سے ایک انجکشن نکالا، اس
میں کوئی سبز سا محلول بھرا اور دیکھتے ہی دیکھتے اپنی ڈھیلی ڈھالی شرٹ کی
آستین فولڈ کیے وہ انجکشن اپنی بازو میں لگایا، اب اسے درد نہیں ہوتا تھا،
انجکشن لگاتے ہی وہ کچھ دیر بے جان ہوئے وہیں بیڈ پر گر گئی، لعلین

ابراہیم کی آنکھیں جلد اس نشہ آور دوا سے بند ہوئیں، وقت گزرا اور ڈور بیل کی آواز نے اسکے سوئے حواس یکدم جنجھوڑے۔

وہ تین گھنٹے بعد جاگی تھی، نازک دودھیا بازو جس پر جابجا نیل تھے، فولڈ بازو کھول کر درست کیے وہ ہمت کرتی اٹھی۔

حسب توقع ایک پچاس سالا خوبصورت نقوش والی عینی اپنے پچپن سالا جناب پرکاش کے سنگ اپنی لال کے پاس پہنچ چکے تھے، عینی نے تو دروازہ کھلتے ہی لال کو اپنے سینے سے لگایا مگر ستم یہ کہ اس وقت اس کے پاس آنسو نامی کوئی چیز نہ تھی جو بہا کر وہ عینی کا تعزیت میں ساتھ دیتی۔

خود ان دونوں نے اسے زیادہ تنگ نہ کیا کیونکہ اسکی خاموشی کو وہ دونوں بھی سلینا کی موت کی تکلیف سمجھ رہے تھے مگر وہ لڑکی کو اس انجکشن کے بعد سارے غم بھول کر پتھر کی بت بن جاتی تھی۔

وہ شام تک رکے تھے، عینی نے لال کی پسند کے تین چار کھانے بنا کر فریز کر دیے تھے، لیکن لال کی خاموشی انھیں دلبرداشتہ کر چکی تھی سو وہ مغرب ہوتے ہی واپس چلے گئے اور یہ رات لعلین ابراہیم کے لیے سلینا کے ماتم کی آخری رات تھی۔

مجھے افسردہ رہنا ہے کچھ دن کہ میں۔۔۔۔۔!
اِک کام سے اُلجھی ہوں، کام مکمل کرنا ہے

.._____..

"ہے ڈارلنگ! تم میرے ساتھ کانسرٹ پر پرفارم کرو گی تو لوگ پاگل ہو جائیں گے، بائے دے وے تم نے نیو ہیر کٹ لیا ہے؟ لکنگ ہاٹ"

اس وقت یہ کھلا بلند و بالا ہوٹل بلڈنگز سے ملحقہ خالی اوپن ایریا تھا جہاں اسکے کل کے کانسرٹ کا سٹیج لگ رہا تھا اور اس سے کچھ فاصلے پر وہ ایک مغربی لباس میں لپٹی شارٹ ٹی شرٹ اور گھٹنوں تک آتی سکرٹ میں لپٹی شوخ سی لڑکی کے پاس کھڑا تھا جس نے گولڈن شیڈ دیتے اپنے لہراتے بال لوئے بہزاد علوی جیسے نک چڑھے کے منہ سے سن کر نزاکت سے اپنی برہنہ کمر پر گرائے۔

یوں تو وہ ایسی ہر منہ لگتی لڑکیوں کو دیکھتا نہیں تھا مگر اپنے کانسرٹ کی کامیابی کے لیے اسے ہمیشہ گلیمر کی تلاش رہتی تھی جسکے باعث وہ ایسی لڑکیوں کی طرف راغب ہونے کی اداکاری کرتا جو پہلے ہی لوئے علوی کی قربت کے لیے ترس ترس کر مری جا رہی ہوتی ہیں۔

اور اس بار بھی اسے گلیمر کی ضرورت تھی اور اسکی شکار یہیں نیویارک کی ایک چھوٹی سنگر جولیہ تھی جسے وہ پچھلے دو دن میں ہی اپنی شاندار لک اور

کشش کے باعث خود کی طرف راغب کر چکا تھا اور اب وہ بلا معاوضہ اسکے کانسرٹ میں بی جی ایم کو ڈد ینے کو خوشی خوشی راضی تھی۔

"یس کرواناپڑا، تمہارے ساتھ جچنا بھی تو تھا ہینڈسم"

وہ اردو زبان سے واقف تھی پر اسکا لہجہ انگلستانی اور مستیلا تھا اور لوئے علوی نے اسکی گال اپنے ہاتھ سے سہلائے خاصے متاثر کن انداز میں اسکے تیکھے آگ لگاتے حسن کو دیکھا جس پر جولیہ نے اپنی بازو لوئے علوی کی گردن میں حائل کیے اسکی گہری آنکھوں میں بے باکی سے جھانکا۔

"اوہ! سو سوئیٹ۔۔۔ تم ہو ہی اتنی جان لیوا کے لوئے علوی کے ساتھ آتے ہی ہٹ ہو جاو گی۔۔۔۔"

وہ اسکی خوشامد کیے اسے اور آسمان پر بٹھا چکا تھا جو لپک لپک کر لوئے علوی سے جڑنے اور کچھ کر گزرنے کی کوشش میں تھی مگر وہ اسے اپنی نزدیکی

کے لیے للچاتے ہوئے دیکھ کر من ہی من میں محظوظ ہو رہا تھا، اسکی فریبی آنکھوں کا مرکز جولیہ کے بھرے بھرے ہونٹ اور آنکھوں کے خود کی طرف بلاتے اشارے تھے۔

"ایم شیور! بائے داوے کل کانسرٹ کے بعد کیا پلین ہے؟"
وہ شاید اس سے کسی اور طرح کا معاوضہ چاہ رہی تھی یعنی ایک رات ساتھ گزارنا اور لوئے علوی ایسی لڑکیوں کی طلب ایک آنکھ سے ہی جان جاتا تھا، وہ اپنے ہونٹوں کو اسکے خوبصورت چمکتے نیم واکانپتے ہونٹوں کے قریب لے کر جاتا پھر اسکی حسرت پر محظوظ ہوئے پیچھے ہٹ جاتا اور یہی اسے نشے سے زیادہ راحت دیتا، چند ماہ پہلے تک وہ ایک الگ انسان تھا، مگر پھر نا جانے کیا ہوا لوئے علوی نے ایسی تمام دنیا کی نور نظر لڑکیوں کو منہ لگانا یکدم چھوڑ دیا، اپنے قریب آنے کی جرت وہ سب سے چھین بیٹھا، پچھلے کچھ ماہ سے

تمام ترگندی صحبت اور عادات کے وہ اپنے اوپر کچھ حدود لاگو کرنے کا شوقین ہو گیا تھا، کسی خاص کے لیے وہ تھوڑا تھوڑا سنبھل رہا تھا۔

واپس چلا جاوں گا، مما شادی کروانا چاہتی ہیں کسی پاکستان کی ماسی"
"سے۔۔۔انکی کوئی بات ٹال نہیں سکتا لوئے بہزاد علوی

وہ اسے دیکھتا جیسے بہت لاپرواہی سے بولا اور جولیہ کے چہرے پر تڑپ سی اتری مگر پھر جیسے وہ مزاق اڑاتی قہقہہ لگا گئی، اس لڑکی کے ہونٹوں پر اتری مسکراہٹ اس وقت لوئے کو زہر لگی۔

"تم اور شادی! ہاہا۔۔۔بچاری تمہارا انتظار ہی کرتی فوت ہو جائے گی"
تڑپ پر قابو پائے وہ جیسے اس کی رنگ بازیوں کی داستان یاد کیے ہنسی اور لوئے کو اسکی یہ بات اس قدر بری لگی کہ وہ بمشکل مٹھیاں بھینچ کر غصہ پی سکا اور اسکے ہاتھوں کی جکڑن بھی اس لیے جولیہ کی نازک کمر کے گرد تنگ

ہوئی تو وہ لوئے کے اس عمل پر چینخی پھر جب وہ ہاتھوں کی گرفت ڈھیلی کر گیا تو وہ اس کو دیکھ کر خباثت سے مسکرائی۔

مگر لوئے، کل کانسرٹ کے بعد اسے اسکی سزا اچھے سے دینے کا سوچ چکا تھا۔

"جیسے تم میری حسرت میں فوت ہو رہی ہو بلڈی بچ"

دانت نکوس کر اس نے جولیہ کے نیم برہنہ بدن سے منہ موڑے سوچتا غرایا اور اسے جھٹکے سے آزاد کیا جس پر وہ جو مکمل لوئے کے سہارے کھڑی تھی، یکدم وہیں زمین پر گری جبکہ خود وہ اپنے آدمیوں کی طرف بڑھ گیا، جولیہ کا اہانت اور سبکی سے جسم کا سارا لہو چہرے پر چھلک آیا مگر جانتی تھی اس مغرور کے ساتھ ایک بار ہٹ ہو گئی تو اسکے وارے نیارے ہو جائیں گے تبھی اپنی زلت پی گئی۔۔

"ہاں! ہو گیا سیٹ آپ پورا"

یہ اسکے گانے کا نیویارک میں دوسرا کانسرٹ تھا اور پہلا جرمنی میں اسکی سوچ سے بھی کامیاب گیا تھا جبکہ یہاں بھی وہ بہت سارے لوگوں کے دلوں کی دھڑکن تھا اور اپنے بہت سارے فینز کی بدولت ہی اس نے یہاں کانسرٹ کا فیصلہ لیا، اسکو پسندیدہ رکھنے کا یہ عالم تھا کہ ابھی سے لوگ اس سے ملنے اور اسکا آٹو گراف لینے ہال میں جمع ہو رہے تھے اور سیکورٹی کو کہہ کر وہ آج اس مغزماری سے جان چھڑوا رہا تھا کیونکہ کل پرفامنس سے پہلے اسے گھر جا کر ایک اچھی نیند لینی تھی۔

"!لوئے"

وہ ریسٹ وین ہی کی طرف مصروف سے انداز میں ایک ہاتھ میں پکڑے ایپل وائن کے سیپ لیے بڑھ رہا تھا جب اسکا ساتھی یارق اسکے ہم قدم آیا،

جولوئے نے جولیہ کے ساتھ کیا اسے یارق کی آنکھیں دیکھ چکی تھیں تبھی اس نے پہلے تولوئے سے گلاس چھینا۔

بات سن !تُو اسے کیوں نہیں کہتا کہ تیرے ساتھ پرفارم کرے، کیوں"
"ان ٹکے ٹکے کی گندی عورتوں سے متھا لگاتا ہے
یارق کی خفگی کے برعکس لوئے نے سلگتی مسکراہٹ اچھالتے بے نیازی کے سنگ وائن گلاس یارق کے ہاتھ سے واپس لیا۔

وہ دنیا کو دیکھانے کے لیے تھوڑا بنی ہے، اسے تولوئے بہزاد علوی ہمیشہ "
دل میں چھپا کر رکھنا چاہتا ہے یارق پاشا، رہی بات گلیمر کی تو مجھے جولیہ جیسی ٹکے ٹکے کی ہی لڑکیاں چاہیں کیونکہ عوام ایسا ہی مرچ مصالحہ دیکھنا چاہتی ہے، جبکہ اسکی توکراوڈ کے آگے آنکھیں ہی نہیں اٹھتیں، وہ میرے لیے کبھی گلیمر میں شمار نہیں ہو گی "

آج بھی لوئے علوی کا وہی جواب تھا اور اسکے عاشقانہ لہجے نے یارق کے تمام اعتراضات رد کر دیے۔

تو پھر اس چوہے بلی کے کھیل کا کیا انجام ہے مسٹر راک سٹار؟"
یارق نے کچھ دیر لوئے کی آنکھیں دیکھنے کے بعد ایک بار پھر زبان پر ہوتی کھجلی کے سنگ سوال کیا۔

"یہ کھیل آج کل میں ختم ہو جائے گا"
اس شخص کے لہجے میں ایسی شدت تھی کہ وہ کہہ کر وین میں گھس بھی گیا اور یارق پاشا صاحب کھلے منہ کے ساتھ اسے ہونق بنے دیکھتے ہی رہ گئے۔
وین نے اسے اسکی منزل پر پہنچایا، یہاں اسکا ذاتی گھر موجود تھا، چونکہ نیو یارک کا وقت پاکستان سے نو گھنٹے پیچھے تھا سو یہاں ہوتی صبح، پاکستان میں شام پھیلا چکی تھی۔

بھوک محسوس نہیں ہوئی تھی سو بریک فاسٹ سکپ کیے اس وقت صرف اپنے لیے کافی بنائی اور بیڈ روم کی طرف بڑھ گیا۔

کسی انگلش میوزک بک کا جناب نے کافی ختم ہونے تک مطالعہ کیا اور پھر نہانے گیا، اسکی عادت تھی سونے سے پہلے نہا کر پوری باڈی کو موئچرائز کیے سوتا، شاور لیے اپنے بالوں کو رگڑتا، کسرتی وجود اور بازو پر بنے ٹیٹو کے سنگ وہ شرٹ لیس سا صرف ٹراوز پہنے باہر نکلا، اپنی فٹنس کے ساتھ ساتھ وہ اپنی خوبصورتی اور لکس کو برقرار رکھنے کے سو جتن کرتا تھا کیونکہ جس فیلڈ میں وہ تھا وہاں خوبصورت چہرہ اور پرکشش جسم ہی سب کچھ تھا۔

اور پھر اپنی آواز کو ہشاش بشاش رکھنے کے لیے وہ کوئی فاسٹ فوڈ نہیں کھاتا تھا، کوئی الٹی سیدھی چیز نہیں، اس میں بہت سی بری عادتیں تھیں اور اتنی تھیں نہیں جتنا وہ خود کو ایز آفیشن ٹرینڈ بدنام رکھتا تھا۔

کیونکہ لوئے علوی کے بقول بدنام نہ ہوں گے تو کیا نام نہ ہو گا کافار مولا چلتا تھا۔۔۔

چونکہ آج کی رات ایک ملاقات کرنے کا وعدہ نبھانا تھا سو اسے تب تک سو کر تازہ دم ہونا تھا، کمرے کی مین لائٹس آف کیے وہ بیڈ پر جا کر لیٹا اور پھر ناجانے کس کا خیال اسکے ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ بکھیر گیا مگر جلد لوئے بہزاد علوی نے اپنی آنکھیں موند لیں۔

.._____..

خ۔۔خدا کے لیے مجھے مت چھونا۔۔۔میں تمہارے آگے منت کرتی"

"

وہ اپنی دھڑکنوں میں جذب ہوتی سلینا کو اس گرد و غبار سے اٹے تہہ خانے میں کہاں رکھنے پر خوش تھا پر اس عورت نے ڈیول کا صبر اور ضبط ایک ساتھ آزمایا تھا جو اسے بپھرا زخمی شیر بنا چکا تھا، جیسے جیسے اس آدمی کے ہاتھ کی پوریں سلینا کے وجود کو چھو رہی تھیں، وہ دم دیتی اذیت سے گزرتی اسکے نجس لمس سے نجات کی بھیک مانگ رہی تھی اور سلینا کی اس تڑپ نے ڈیول کی آنکھوں میں بھی غضب اور لہو اتارا۔

ایسا کیا تھا بھجت میں جو مجھ میں نہیں سلینا، کیوں تم نے مجھے انسان سے "درندہ بنایا، کہا تھا تمہیں چھونے والے ہاتھ کاٹ دوں گا، تم نے میری بات "کو ہلکا لیا، تم پر اور تمہارے اس وجود پر اگر کوئی حاکم ہے تو وہ میں ہوں وہ اسکے پاس ہی بیٹھا اس کے سسکتے، کانپتے وجود پر نگاہ دوڑائے اپنی سلگتی آنکھیں سلینا کی آنکھوں میں گاڑے غرایا جس پر وہ روتی روتی پچکیوں سے نفرت بھری نگاہ اس شخص پر ڈال کر کینہ توزی سے دیکھنے لگی۔

ت۔۔تم اتنا کیسے گر سکتے ہو، میں انکے نکاح میں ہوں کچھ تو غیرت کھاو"
زلیل انسان۔۔۔ن۔۔ نہیں رہ سکتی سلینا ان کے بناوہ میری چلتی سانسوں
کی وجہ ہیں، کتنی بار کہوں م۔۔مجھے تم سے محبت نہیں ہے، خدا کے لیے مجھ
"پر رحم کھاو۔م۔۔مجھے بتاو تم نے بھجت کے ساتھ کیا کیا؟
زہریلے بھیگے لہجے میں سلینا حلق کے بل دھاڑی مگر ڈیول نے اسکے وہی
جبڑے بری طرح اپنے چٹانی ہاتھ میں دبوچے جس پر کئی سلگتے آنسو سلینا
کی نہ صرف آنکھوں سے بہے بلکہ ڈیول اسے تہہ خانے کی دیوار سے لگا چکا
تھا۔

تمہاری اس زبان سے اگر اس کا نام نکلا تو وہ شرطیہ مرے گا، ابھی تو خوش"
قسمتی سی آئی سی یو روم سے باہر نکل آیا مگر اگلی بار اسکے سگے اسکا جنازہ پڑھتے
نظر آئیں گے، اور تم ہنی! اگر چاہتی ہو وہ حرام زدہ میری بخشی ہوئی

سانسیں لیتا رہے تو یہ جان لو تم پر اب حرام میں نہیں وہ ہو چکا ہے۔ بھاڑ میں گیا تمہارا اس سے نکاح، میں نہیں مانتا۔ سلینا پر صرف میرا حق ہے، دو دن دے رہا ہوں۔ سوچ لو، بھجت آفریدی کی موت چاہیے یا میری قید۔۔۔۔ ویسے بھی تمہیں اس طرح مٹی گرد میں رہتے دیکھنا میرے دل کو چھلنی کرے گا میرے سکون، تمہارے اس گلاب جسم کی جگہ ڈیول کی نرم باہیں اور اسکے مضبوط جسم کی پناہ گاہ ہے۔۔۔ بھجت کو جتنا رونا ہے رو لو، کیونکہ میری ہونے کے بعد تمہیں اس پر شرطیہ قل پڑھنے ہی پڑیں گے"

بنا دم ہارتی اس لڑکی پر رحم کھائے وہ لفظوں کے کوڑے برساتا نہ صرف اٹھا بلکہ سلینا پر اک تپتی نگاہ ڈالتا اسے اپنے جلادوں کے ہمراہ کیے اس تہہ خانے سے نکل گیا۔

جبکہ سلینا اسکے کہے لفظوں کے حراس سے روتی تڑپتی وہیں زمین پر دہری ہو کر مزید بری طرح رونے لگی۔

....★☆☆☆☆☆★....

اس نے ہوش میں آتے ہی حلق کے بل دھاڑنا شروع کیا تھا،اس کی یہ حالت قابل رحم تھی مگر چونکہ وہ ایک نامور منسٹر تھا سو میڈیا کے ساتھ ساتھ پولیس بھی اس کیس میں شامل ہو چکی تھی،ایس ایس پی انسپیکٹر شہریار جدون کے تین عدد لوگ صبح سے ہو سپل کے چکر لگا رہے تھے تا کہ وہ بھجت کا اس پر ہوتے حملے کے متعلق بیان لے سکیں مگر اس نے اپنے بیان میں سلینا کا نام نہ لیا بلکہ یہ بتایا کہ اس پر حملہ کرنے والا کوئی آدمی تھا۔ جبکہ ڈاکٹر سٹاف نے مانی اور نیہا کو مسٹر بھجت آفریدی سے ملنے کی اجازت بھی دے دی تھی مگر جب وہ دونوں اسکے کمرے میں گئیں تو وہ دستگیر عالم کو اپنے ساتھ ہوتی تمام واردات کرب سے گزرے سنا رہا تھا تبھی تو مانی کے ساتھ ساتھ نیہا نے بھی اپنے دہلتے دل پر ہاتھ رکھا۔

اس نے کہاوہ مجھ سے نفرت کرتی ہے، یہ بھی کہ اسے صرف دولت "
"!چاہیے تھی۔ لیکن میں کیسے یقین کروں؟ کیسے مانوں دستگیر
بھجت کوابھی بھی بلڈ لگاہوا تھا، دونوں مضبوط ہاتھ انجکشنز کے باعث نیلے پڑ گئے تھے جبکہ پیٹ کا زخم اسے موت کے منہ سے بمشکل گھسیٹ کر لا سکا تھا، وہ خوب رو خدوخال کا مالک اس وقت ہاتھ میں پکڑے شراب کے گلاس کی طرف حقارت سے دیکھتا اجڑا ہوا معلوم ہو رہا تھا۔
بلیک ڈائمنڈ کے حکم کے مطابق دستگیر نے کل سے معاملے کی جانچ پرتال کروائی تھی مگر سلینا کا کوئی سراغ نہ ملا، اور تو اور بھجت نے جو کچھ سلینا کے نام بینک بیلنس کروایا تھا وہ بھی اسکے غائب ہوتے ہی بھجت کے بینک اکاونٹ سے نکلوا لیا گیا تھا اور سلینا نے اپنا پیسہ نکلواتے ہی اپنا اکاونٹ بھی بند کروا دیا تھا جبکہ خود بجھت نے بھی ہوش میں آکر یہ اعتراف کر لیا کہ اسے مارنے کی کوشش کسی اور نے نہیں سلینا نے کی ہے مگر وہ آنکھوں دیکھے پر بھی یقین نہیں کر پا رہا تھا۔

"!لالہ"

روتی ہوئی مانی کی آواز اس شخص کو اپنے ماتم سے نکال لائی، گلا س دستگیر کو تھمائے وہ اپنی بازو کھولے کرب والم میں ڈوبا مسکرایا تو آمنہ آفریدی ہچکیاں بھرتی بھجت کے سینے جا لگی اور یہ منظر دستگیر اور نیہا کو بھی اداس کر گیا۔

"میرے سامنے آئے تو جان سے م۔۔مار دوں گی اسے، کتنی بری نکلی وہ منحوس عورت۔ کیا نہیں کیا آپ نے اس کے لیے، اللہ کرے اسکے وہ ہاتھ ٹوٹ جائیں جس کے ساتھ اس نے میرے لالہ کو تکلیف دی۔م۔۔میں بہت ڈر گئی تھی، آپکو ک۔۔کچھ ہو جاتا تو مانی بھی مر جاتی"

وہ جانتا تھا یہ اسکی بہن سے زیادہ اسکی بیٹی ہے تبھی تو وہ بھلے اندر سے سلینا کے دھوکے سے مر گیا تھا پر اسے آمنہ کے لیے حوصلہ کرنا پڑا۔

بس! رومت۔۔۔کچھ نہیں ہوا تمہارے لالہ کو، بہت رولی تم۔۔نیہا بچے"
اسے گھر لے جاو، اور تم مانی! دوبارہ ہوسپٹل آنے کی ضرورت نہیں، کل
"گھر آجاوں گا۔ جاو

وہ جتنا اس سے پیار کرتا تھا اتنا مانی کے لیے سخت بھی تھا تبھی تو وہ لالہ کے گھر بھجھوانے پر اور روئی مگر نیہا کو آرڈر ملا تھا سو وہ مانی کو لے کر 'آفریدی حویلی' نکل گئی جبکہ انکے جاتے ہی بھجت نے دستگیر کے ہاتھ سے وہ زہر بھرے مشروب کا گلاس لیا اور اپنے اندر اتارنے لگا۔

" بھائی! اس وقت یہ مت پیئیں۔۔۔"

دستگیر نے جیسے بہت ہمت کیے گزارش کی اور وہ تب تھما جب بھجت نے وہ گلاس پکڑے پکڑے یوں دبایا کہ چند لمحوں بعد وہ اس شخص کے ہاتھوں میں ہی چیخ گیا اور بھجت آفریدی کا پورا ہاتھ لہولہان ہوا، دستگیر عالم تو اس بندے کی وحشت سے ہی کانپ اٹھا، نرس کو بلوا کر نا صرف اس نے زبردستی بھجت کے کچھ دوا کے زیر اثر جاتے اسکے ہاتھ کی مرہم پٹی کروائی

بلکہ کانچ وغیرہ بھی صاف کروانے کا کہااور خود بھجت آفریدی کی یہ حالت کسی خاص کو بتانے وہ اس سپیشل کیئر روم سے باہر نکلا۔

شام کے گہرا نارنجی ملگجا اندھیرا ہر سو پھیل چکا تھا، انھیں وہ سیاہ آنکھیں سگریٹ کے کش لگاتے مرغولوں کے بیچ فرصت سے دیکھ رہی تھیں، اسکا ڈرائیور گاڑی فراٹے دار انداز میں اونچی نیچی پگڈنڈوں پر دوڑا رہا تھا، وہ شام کے دلکش منظر کی چاشنی میں محو تھا، گرے شرٹ، وائیٹ پینٹ اور پیروں کو وائیٹ سنیکرز میں مقید کیے، گلے میں لٹکتی چاندی کی چین جس میں ایک منفرد شکل کا حرف پینڈٹ کی صورت جھول رہا تھا، رف سے خلیے میں بھی دمکتے آفتاب جیسے منفرد حسن کا مالک تھا، چڑھتی جوانی کا غرور ہمہ وقت اسکی کھینچی ناک پر رہتا اور پھر دنیا کو جن گہری آنکھوں سے وہ دیکھتا تھا، وہ اسے صاف صاف ہر مطلب سمیت اور ہر گندگی سمیت دیکھائی دیتی تھی۔

وہ لئیق ایزد علوی تھا، فاتح، ٹھہرے پانی جیسا جس کے اندر طوفانوں کی طلاتم جنم لیتے تھے۔

کسی کال پر اس نے اپنی سوچوں کو جھٹکا، انگلی میں پکڑا اچھے برینڈ کا سگریٹ مکمل جل چکا تھا تبھی لئیق نے اسے کھلی ونڈو سے باہر پھینکے مغرور نقوش کے سنگ ہی وہ کال اٹھائی۔

"بھائی! وہ بچ تو گئے ہیں مگر سلینا کے دھوکے کا دکھ سنگین ہے، ڈر ہے خود کو مار نہ لیں"

دستگیر کی متفکر اور دکھی آواز، لئیق کی آنکھوں میں بھی اذیت گھسیٹ لائی۔

"تو میرا شک ٹھیک نکلا، اس بدماغ کو ایک عورت ہرا گئی افسوس صد افسوس۔ آرہا ہوں۔ کل تک پہنچ جاوں گا"

نہایت سنجیدگی سے جواب آیا۔

"آرہے ہیں تو کل کیوں پہنچیں گے"

دستگیر اسکی الٹی باتوں پر اکثر جھنجھلا جاتا۔

کیونکہ لئیق ایزدعلوی کے راستے اسکے دماغ سے زیادہ الجھے ہیں، انکو تسلی"
سے سلجھا کر ہی منزل پر پہنچنے کا عادی ہوں، جب وہ کمینہ آفریدی حویلی پہنچ
"جائے تو خبر کرنا

سخت لہجے میں حکم کیے اس مغرور نے نہ صرف رابطہ کاٹا بلکہ اپنی وحشت کاٹنے کو ایک اور سگریٹ نکال کر سلگائے ہونٹوں میں دبالیا۔

.._____..

وہ ایمر کو جمی کے پاس چھوڑ تو گئی تھی مگر اسکا دھیان پیچھے ہی تھا، جمی ایک کاروباری اور شاطر آدمی تھا جسکی نظر پچھلے چند ماہ سے ایمر پر تھی کیونکہ اسکا ایک سر پھرا دوست ایسے ہی کسی لڑکے کی ڈیمانڈ کر چکا تھا جسے اپنی ہوس مٹانے کے لیے کچھ منفرد مال چاہیے تھا۔

یوں تواس آدمی نے جمی کواس کام کے لیے پانچ ہزار ڈالر دیے تھے مگر جمی ایک لالچی اور کمینہ شخص تھا، جب اسکی نظر چند ماہ پہلے ایمر پر پڑی تو وہ مفت میں ہی اس لڑکے کو دبوچنے کے چکروں میں لگ گیا، چونکہ لارا اس کے لیے بہت ٹچی تھی سو وہ اسکو کبھی اکیلا نہ چھوڑتی مگر پھر جمی نے ایک سکیم لگائی کہ وہ لارا کو ایک لوکل ایڈ دلوائے اور جسکی شوٹنگ کچھ ایسی جگہوں پر تھی جہاں وہ ٹام بوائے جیسی لڑکی خود تو بلا خوف جا سکتی تھی مگر اپنے معصوم بھائی ایمر کو ہرگز نہیں لے جا سکتی تھی۔

جمی ایمر کو ہتھیانے کے لیے اسکا ہمیشہ خوشامدی اور مددگار رہا تھا، تمام تر نفسیاتی خواہشات کے اس نے کبھی لارا جہاں کے ساتھ کوئی کھلی ڈھلی غیر اخلاقی حرکت نہ کی تھی اور تبھی وہ جمی پر اعتبار کرتی تھی۔

وہ جہاں بھی کام کرتی، وہاں کے لوگ لارا کے گرم مزاج سے واقفیت ہونے کے ناطے اس سے دور رہنا ہی اپنی عافیت جانتے تھے۔

جمی نے ایمر کو اپنی گرل فرینڈ شوسی کے ساتھ ہی بیٹھے پہلے ڈنر کروایا پھر وہ ایمر اور شوسی کے ساتھ نیٹفلکس پر ایکشن مووی دیکھنے لگا مگر اس بیچ اس نے اپنے اس ساتھی کو ایمر کی موجودگی کی اطلاع فراہم کی۔

اور جب وہ آدمی آیا تو جمی نے شوسی کو آنکھ دباتے اشارہ کیا تو وہ مسکراتی ہوئی جمی کے لاونج سے نکلتے خود بھی باہر نکلی، ایمر بڑی توجہ سے بڑی سی ایل سی ڈی پر کوئی ایکشن سین دیکھنے میں محو تھا جب اسکے پرائیوٹ پارٹ کو چھوتا کسی کا ہاتھ ہاتھ اسکے جسم میں کپکپاہٹ دوڑا گیا، اس سے پہلے ایمر خود کو اس گندے آدمی سے بچانے کے لیے چیخ کر ہاتھ پیر ہلائے مزاحمت کرتا، اس سیاہ فام آدمی کا ہاتھ ایمر کی گردن پر جما جس پر ایمر جہان کے حلق سے دلخراش چیخ نکلی اور ساتھ ہی جمی کی گاڑی کے اسکے گھر سے نکلنے کی آواز پر جہاں وہ غلیظ آدمی خباثت سے ہنسا وہیں ایمر کے دماغ میں لارا کی ہی کہی ہدایت ابھری۔

کوئی اگر تمہاری باڈی کے پرائیوٹ پارٹ کو چھونے کی کوشش کرے تو"
اپنی کہنی کو اس طرح چھری بنا کر اس کے گلے میں گاڑنا کہ اسکو نانی یاد
"آجائے، موقع ملتے ہی بھاگنا اور مڑ کر پیچھے دیکھنے کی بھی غلطی مت کرنا
لارا کی ہدایت اسکے دماغ میں گونجی جس پر بروقت ایمر نے اپنی کہنی پوری
ہمت لگائے اس سیاہ فام آدمی کی گردن میں ماری جس کے باعث اس آدمی
کی ایمر کی گردن پر پکڑ ڈھیلی پڑی اور اسی کا فائدہ اٹھاتا وہ تیزی سے دوڑا، پھر
نہ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور نہ اپنے قدموں کو روکا، یہ پہلی بار تھا جب
ایمر جہاں نے اپنی حفاظت خود کی۔
وہ بھاگ کر جمی کے گھر اور ایریا سے بہت دور آچکا تھا، اسکا سانس پھول گیا
جبکہ اس شہر میں خود کو تنہا محسوس کیے ایک بار اسکا دل لرزا مگر ایمر نے
ہمت نہ ہاری۔

وہ سیاہ فام آدمی کئی ہزار ڈالر دے چکا تھا کیسے اپنے شکار کو جانے دیتا تبھی اس نے نا صرف ایمر کا پیچھا کروایا بلکہ اسکے جو لوگ جمی کے پیچھے تھے انھیں بھی اس کو جکڑنے کی ہدایت کی۔

جمی کو دھوکے کی سزا کے ساتھ ایمر کے نا ملنے پر وہ اپنی ہوس لارا سے بجھاتا۔

اپنے پیچھے بھاگتے لوگوں کے پیروں کی دمک پر ایمر کے سیدھی سڑک پر دوڑتے قدم حراساں ہوئے سست پڑے اور عقب سے بلند ہوئی آواز پر وہ خوف کھائے رکا۔

"اگر اب تم مزید بھاگے بچے تو یہ گولی چلے گی"

وہ اسی سیاہ فارم آدمی کے دو ساتھی تھے جو ایمر پر گن تانے وحشت سے غرائے، ایمر نے حلق سے تھوک نگلے جیسے ہی گردن موڑی، ان دو کے پیچھے کھڑے آدمی نے نہ صرف جھپٹ کر ان دو سے گن لی بلکہ ایک ہی زوردار جھٹکے سے دونوں کا سر آپس میں پٹخا اور پھر برتیج کے ساتھ بنے

لوہے کے جنگلے سے دونوں سے سر بے رحمی سے اس بری طرح مارے کہ وہ دو منحوس شکلوں والے اس درجہ سفاکانہ سلوک پر ادھ مرے ہو کر وہیں برتج کے پل پر ہی بے سدھ ہوئے گر پڑے اور اس سے پہلے پولیس کے لوگ یارق پاشا کے پیچھے پڑتے وہ تیزی سے سہمے ہوئے ایمر تک پہنچا جو اسکو بچانے والے کو دیکھ کر بھی سہما۔

"ڈرو نہیں بچے، مجھے اپنا بھائی سمجھو۔ اس سے پہلے کہ اس شہر کے درندہ صفت پولیس والے ہم تک پہنچیں، نکلنا ہو گا ہمیں۔۔۔ چلو، کچھ دور ہی "میری بائیک کھڑی ہے

یارق پاشا نے لہجہ نرم رکھے ایمر کا خوف بھانپے سمجھایا مگر ایک پھر لارا کے آواز اسکی سماعت میں گونجی۔

"ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا ایمر، اس پوری دنیا میں تمہارا لارا کے سوا اپنا کوئی نہیں، کوئی اجنبی تمہیں بھلے تمہیں تمہارا بھائی کہے یا لارا کا دوست، کبھی "یقین مت کرنا

وہ آپو کی ہر بات ذہن نشین رکھتا تھا تبھی تو اس نے یارق پاشا کو دیکھتے ہی دوڑ لگائی جس پر وہ بھی جبڑے بھینچتا پیچھے دوڑا۔

"لوئے علوی تجھے تو بعد میں لتر ماروں گا، زرا اسے دبوچ لوں سمارٹ بہن کا ایکسٹرا اسمارٹ لاڈلہ۔ مطلب کوئی اور بچگانہ ذمہ داری نہیں ملی تم کو مجھے دینے کو"

منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے یارق نے نا صرف اس بھاگتے ایمر کو دبوچا بلکہ بائیک تک پہنچے اسے سختی سے اپنے پیچھے بیٹھنے کا کہا جس پر چار و ناچار ایمر کو اسکی بات ماننی پڑی، ایمر کو وہ سیدھا لوئے علوی کے ہی گھر لے کر گیا تھا۔

جبکہ دوسری طرف وہ پہنچ تو گئی تھی مگر وہاں تو کسی شوٹنگ کا کوئی نام و نشان نہ تھا بلکہ چاروں طرف گھنا وحشت سے بھرا ویران جنگل تھا۔

یعنی جمی کا دلوایا ایڈ بھی اس منحوس کی طرح فیک تھا، یہاں پہنچ کر سنسنی سی لارا کو اپنے پورے جسم میں اترتی محسوس ہوئی، ایریا بھی بدنام قسم کا تھا

جہاں آئے دن جنگلی لڑکے، لڑکیوں کے ریپ کرتے اور اکثر یہاں رینجرز کا آنا جانا لگا رہتا۔

چونکہ رات ہو گئی تھی اور دور دور تک کچی سڑک بھی سنسان تھی، پھر عقب کی جانب سے ایک سستا سا کلب بھی نظر آ رہا تھا جہاں کا شور شرابا باہر تک آ رہا تھا۔

لارا کو ایمر کی پریشانی ہوئی تو اس نے جمی سے شوٹ کی کنفرم لوکیشن اور ایمر کی خیریت کے لیے فون ملانا چاہا مگر یہاں سگنلز بھی برائے نام تھے۔

وہ چہرے سے اب ڈری لگ رہی تھی کیونکہ اپنی جان تو خطرے میں تھی ہی، ایمر کے حوالے سے سو وسوسے اسکی جان پر بن رہے تھے۔

کلب سے کافی دور، کچی پکی سڑک کے ساتھ لگی سٹریٹ لائیٹ کی روشنی میں وہ دو آنکھیں صاف صاف لارا کا خوف دیکھ سکتی تھیں۔

ابھی چند لمحے ہی گزرے تھے کہ لارا کو اپنے عقب سے نکلتی ہیوی بائکس کی آواز سنائی دی جس پر وہ خوفزدہ ہوتی پلٹی تو دو عدد بائکس پر چار عدد سوار

نشئیئ، خبیث اور گندی نظروں والے لڑکے اپنی بائکس لارا جہاں کے گرد گول گول گماتے ہوئے انگریزی میں اس لڑکی کے حوالے سے نازیبا جملے کسنے لگے۔

لارا نے چاروں کی شکلیں دیکھتے اپنا بیگ اپنے سینے سے لگایا اور مدد کے لیے یہاں وہاں دیکھنے لگی تو اسے ٹوٹی سڑک کنارے بڑے بڑے کئی پتھر نظر آئے۔

وہ دو آنکھیں مسلسل لارا اور اسکی حرکات پر جمی تھیں اور تب ان میں مسکراتی چمک ابھری جب اس شیرنی نے لپک کر وہ پتھر اٹھائے اور ایک ایک کر کے ان چاروں کو مارے جس پر وہ بائیک روک کر وہیں پھینکتے غراتے ہوئے لارا کی طرف بڑھے۔

"کمینی ہم پر پتھر اٹھاتی ہے، اتنی ہمت۔۔تجھے ہم سے اب کون بچائے گا" نمکین حسینہ۔ آئے ھائے اس غرور اور ہمت کو توڑنے کی تو اپنی لذت ہے"

چاروں میں سے ایک نے رال ٹپکاتے ہوئے لارا کی شرٹ کی آستین کھینچنی چاہی مگر اسکی اس گستاخی پر لارا نے اپنی ٹانگ گما کر اس منحوس کے منہ پر اپنی ہیل کے سنگ یوں ماری کے اسکی گال پھٹ گئی اور وہ دھاڑتا ہوا اسکے بال جکڑ گیا اور اس سے پہلے وہ چار جانور لارا کو نقصان دیتے، کسی کی چٹانی بازو نے لارا پر جھکے اس شیطان کی نہ صرف گردن جکڑی بلکہ اگلے ہی لمحے زمین پر دے مارا، یہی اس نے باقی تینوں کے ساتھ کرتے اک غصیل نظر سبھی لارا پر ڈالی جو اس آدمی کی شکل جانی پہچانی محسوس کیے صدمے میں تھی۔

وہ چار جو مار کھا کر کچی زمین کی دھول سے اٹ چکے تھے ایک بار پھر جوش دیکھاتے، کتے کی طرح ناک کے نتھنے پھیلاتے اٹھے اور ایک بار پھر لوئے بہزاد علوی نے چاروں کی تشریف زمین پر پٹخ کر سینکی۔

"Slap these bastards in the face until you're tired Lara Jahan"

جبڑے بھینچ کر ان چاروں خبیثوں کو پٹختے ہوئے لوئے علوی کی دبنگ دھاڑ گونجی جس نے لارا کو جھٹکے سے اس ٹرانس سے نکالا۔

لارا نے لوئے کی آنکھوں میں دیکھا اور پھر نا جانے کیا سوجھی کہ اپنا وہ بیگ وہیں پھینکتی کسی جن زادی کی طرح نہ صرف وہ ان چاروں پر ٹوٹ برسی بلکہ صرف تھپڑوں پر اکتفا نہ کرتے ہوئے اس نے اپنی ہیل زمین پر تڑپتے آہیں بھرتے ان لڑکوں کے جسموں میں گاڑیں، انکی چیخ و پکار سن کر اس سے پہلے کلب کے اندر سے ان لوگوں کے مزید ساتھی نکلتے، لارا کو لگا کسی نے اسکی بازو کھینچے اپنی سمت دھکیلا تھا اور وہ بے اختیار لوئے علوی کی مضبوط بازوؤں میں جا قید ہوئی، اک لمحہ تو ان دونوں کی گردن میں لہراتے ادھورے دلوں والے پینڈنٹ بھی آن ملے مگر ان دو کی آنکھیں ایک دوسرے سے ہمکلام تھیں تو کسی اور شے کی کیا ہوش رہتی۔

کیا تھا اس شخص کی آنکھوں میں کہ لارا تھم گئی، مگر پھر لوئے ہی کی آواز اسے اس گہرائی سے نکال لائی۔

"بھاگو لارا، کم فاسٹ"

لوئے نے جب کلب سے نکلتے سانڈ نما آدمیوں کو ہاتھوں میں ڈنڈے لاٹھیاں لے کر انکی طرف چیڑ پھاڑ کھاتے انداز میں آتے دیکھا تو ایک ہاتھ میں لارا کا ہاتھ دوسرے میں جھک کر لارا کا بیگ اٹھاتے وہ اپنی گاڑی کی طرف دوڑا، ہیلز کی وجہ سے لارا اس اچانک افتاد پر گر جاتی مگر لوئے نے اسے بروقت گرنے سے سنبھالا اور پہلے گاڑی کا دروازہ کھولے لارا کو بٹھایا اور پھر تیزی سے فرنٹ سیٹ پر سوار ہوا مگر تب تک وہ پھنکارتے لوگ ان تک پہنچ چکے تھے سو لوئے کے بروقت گاڑی سٹارٹ کرنے کے باوجود ایک لڑکے نے زوردار ڈنڈا اسکی گاڑی پر دے مارا جسکے باعث لوئے کی جانب سے ونڈو کا شیشہ نہ صرف چور ہوا بلکہ کانچ کے کئی ٹکڑے لوئے کی

بازواور ٹانگ کوزخمی کر گئے مگر اسکے درد کے باوجود لوئے نے پہلی فرصت میں گاڑی اس ایریا سے نکال کر پانچ منٹ میں بھگائی جبکہ لارا اس تمام گرے شرٹ جو بازو سے صورت حال سے پتھر بن چکی تھی مگر لوئے کی خون کی وجہ سے سرخ ہوئی، اسے دیکھتے ہی وہ لوئے کی طرف جھکی جسکے باعث اس لڑکی کے سامنے آنے پر لوئے نے بروقت بریک لگائے گاڑی روکی۔

وہ اس ایریا سے اتنے دور آچکے تھے کہ وہ لوگ اب ان تک پہنچ نہ سکتے تھے۔

"تمہارا دماغ درست ہے، ایکسیڈنٹ کروانے لگی تھی"

لوئے اسکی حرکت پر برسا مگر لارا کی سہمی آنکھیں اسکے زخم اور ہاتھ اسکی لہو لہان ہوتی شرٹ کی طرف بڑھ چکا تھا۔

" ت۔تم زخمی ہو گئے، خون نکل رہا ہے۔۔۔"

وہ حواس باختہ سی منمنائی جبکہ لوئے کا سارا غصہ تولارا کی گردن میں لٹکتے پینڈٹ سے ہی اتر گیا، جبکہ لارا کے توجہ دلانے پر اسے بھی جیسے جسم میں جگہ جگہ دھنسے کانچ کی تکلیف ہوئی۔

"اٹس اوکے، ٹھیک ہوں میں۔۔۔۔"

ارد گرد سنسان راستہ دیکھتا وہ گاڑی کا دروازہ کھولے لڑکھڑاتا باہر نکلا تولارا بھی تیزی سے دوسری طرف سے باہر نکلی۔

وہ سٹریٹ لائیٹ کی روشنی میں کھڑا اپنی بازو میں دھنسا کانچ نکال رہا تھا جب لارا نے بے اختیار اسکا ہاتھ روکا، دونوں کی نظریں ملیں۔

"ایسا مت کرو، ہوسپٹل چلتے ہیں۔درد ہوگا تمہیں"

وہ یوں تھی جیسے وہ زخم لوئے کو نہیں لارا کو لگے ہوں۔

"تم نکال دو، نہیں ہوگا درد"

اس کے اگلے جملے پر لارا نے خوفزدہ نظروں سے اس شخص کو دیکھا جسکا چہرہ اب وہ باآسانی دیکھ سکتی تھی جہاں درد کی کوئی شکن نہ تھی، اسے یہ چہرہ

اجنبی نہ لگا اور ابھی ذہن اسقدر معاوف تھا کہ وہ دماغ پر زور بھی نہ ڈال سکی۔

"میں؟"

لارا کے ہونٹ اس سوال پر پھیلے مگر لوئے اسے سر ہلائے ایسا کرنے کی تاکید کر رہا تھا جس پر لارا نے اپنی مدد کرتے اس شخص کی بازو سے نکلتے خون کو دیکھتے وہ کانچ کا ٹکڑا ایک دم سے لوئے کی بازو سے نکالے زمین پر پھینکا اور اپنے بیگ سے ایک چھوٹا سا سکارف نکال کر لائی اور تیزی سے لوئے کی بازو پر کس کر باندھ دیا۔

وہ یہ سب کرتی ہوئی اسکی دلفریب آنکھوں میں مرکوز تھی اور جب لارا نے اپنا کام مکمل کیے اسے نظریں اٹھا کر دیکھنا چاہا تو وہ مہارت سے آنکھیں جھکا گیا۔

"بائے داوے یہاں کر کیا رہی تھی تم؟ میں تو تمہیں کافی سمجھدار سمجھتا تھا"

یہاں وہاں پھیلی خاموشی پر طائرانہ نگاہ ڈالتا وہ جس بے تکلف لہجے سے بولا، لارا نے اچنبھے سے لوئے کو دیکھا، وہ اسے یوں ٹریٹ کیوں کر رہا تھا جیسے وہ اسے صدیوں سے جانتا ہو، لارا الجھی۔

"کیا مطلب؟"

لارا کی الجھن پر لوئے نے گاڑی کے ساتھ کمر ٹیکے بھرپور توجہ اس لڑکی پر ڈالی جو بلیک جینز، بیلک ہی ٹاپ، بیلک ہی ہیل اور بیلک ہی بیگ تھامے سمو کی آنکھوں سے تکتی لوئے بہزاد علوی کی دھڑکنیں جامد کر رہی تھی۔

"تم جیسی سمجھدار لڑکی کسی پر ایسا اندھا بھروسا کیسے کر سکتی ہے لارا، جمی نے بلایا تھا تمہیں یہاں شوٹ کا کہہ کر مگر میرے علم میں تو اس ایریا اور یہاں سے دور دور تک کوئی شوٹنگ نہیں ہے، اور پھر تم اپنے جان سے پیارے بھائی کو بھی اسکے پاس چھوڑ آئی"

لوئے نے اپنے بہکتے دل پر قابو پائے صاف صاف کہا تو اسکی باتیں لارا کے دماغ میں کوڑے کی طرح برسیں اور اس سے پہلے وہ ایمرکا سنتے ہی بھاگتی،

لوئے نے ایک بار پھر اسکی بازو جکڑی جس سے وہ اس شخص کے چوڑے سینے سے ٹکراتی ٹکراتی بچی، اسکی گہری بھوری آنکھوں میں لوئے علوی خوف باآسانی دیکھ سکتا تھا۔

ت۔۔تم کون ہو؟ یہ سب کیسے کیسے جانتے ہو۔۔۔میرا بھائی کہاں"

"ہے۔۔۔۔پلیز کون ہو تم؟

وہ کبھی اپنے لیے نہیں روئی تھی پر ایمر کے لیے اسکا دل ڈوب کر ابھر رہا تھا اور لوئے علوی کیسے اس لڑکی کے آنسو برداشت کرتا، بے اختیار اس نے اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو نرمی سے لارا کی بے داغ سرخ رنگ اوڑھتی گال سے جوڑے وہ نمی اپنی پوروں میں جذب کی تو اسکا یہ انداز لارا کے اندر تک خوف اتار گیا۔

اس جمی نے تمہارے بھائی ایمر کو کسی تھرڈ کلاس منحوس کے آگے کئ" ڈالرز میں بیچ دیا، یہ تو اسے دی تمہاری ہدایات کام آئیں کہ وہ وہاں سے

ہوشیاری دیکھائے بھاگ نکلااور میرے دوست کے ہتھے لگا۔ لیکن سوچو اگروہ میرے دوست کونہ ملتاتو کیاہوتا؟ جمی جیسے لوگ اس ملک تو کیاہر جگہ غلاظت کی طرح گرے پڑے ملیں گے،احتیاط تمہیں خود کرنی ہے

"لارا۔ بیٹھو گاڑی میں، تمہارابھائی محفوظ ہاتھوں میں ہے

اپنے الفاظ کو مضبوط بنائے وہ یہ سچائی لاراپر قہر سی برسائے خود گاڑی کی طرف واپس پلٹا مگر بے آواز روتی لارا کو وہیں جماد یکھ کراس نے واپس گردن گمائی جس پر لارانے بھیگی سرخ آنکھوں سے اس مہربان شخص کو دیکھا،دماغ میں یکدم دھماکہ سا ہوا۔

وہ کوئی اور نہیں لوئے بہزاد علوی ہی تھا جسکے کئی گانے وہ کلب میں گا چکی تھی۔

لوئے کے ہونٹوں پر دلفریب مسکراہٹ تب آئی جب اس نے لارا کا فق ہوتا رنگ دیکھا مگر لوئے نے گاڑی سے نکلتے ہی اپنا وہ لاکٹ شرٹ کے اندر کر لیا تھا تاکہ لارا کی اس پر نگاہ نہ پڑے۔

کوئی ایلین نہیں ہوں، تمہارا جیسا ہی چھوٹا سا سنگر ہوں۔۔اب بیٹھو یا اٹھا
"کر بٹھاوں"

اسکی پھٹی آنکھیں دیکھتے لوئے نے شرارت کے سنگ اسکے ارے رنگ پر چوٹ کی تو وہ گھبراتی ہوئی لوئے کے بیٹھتے ہی گاڑی میں بیٹھی مگر سارا رستہ اسکی مزید ہمت نہ ہوئی کہ وہ ساتھ بیٹھے اس شخص سے بات کرتی۔

ایک گھنٹے کی ڈرائیو کے بعد گاڑی رکی تو لارا نے چونک کر کھڑکی سے باہر دیکھا، وہ یہاں کے خوبصورت چھوٹے چھوٹے گھروں سے بھری کالونی تھی اور اسے تب دگنی حیرت ہوئی جب اسی میں سے ایک گھر کا دروازہ کھلا اور لوئے نے اپنی گاڑی زن کیے اس گھر میں داخل کی۔

گہری رات کے باوجود یہاں رات معلوم نہ ہوتی کیونکہ سڑکیں روشن اور گھر چمکدار تھے۔

دروازہ یارق نے ہی کھولا اور وہ کھولنے کے بعد بس سنجیدگی سے گاڑی سے نکلتے لوئے کو دیکھ رہا تھا جو لارا کی طرف بڑھ کر اسکی طرف کا دروازہ کھول

چکا تھا مگر یارق نے جو غصہ لوئے پر کرنا تھا وہ اسکی لہولہان شرٹ دیکھ کر جھاگ بنتے پریشانی بنا۔

"ی۔۔یہ کیا ہوا ہے تجھے لوئے؟"

یارق کی تڑپتی پکار پر لوئے نے اسے آنکھ سے کچھ اشارہ کیے گھبرائی ہوئی لارا کی طرف توجہ دلائی جو متلاشی نظروں سے ایمر کو تلاش کر رہی تھی۔

"ایمر اندر ہے، جاو مل لو"

یوں لگا جیسے مرتی ہوئی لارا کو زندگی تھما دی گئی ہو، وہ اک مشکور سی نظر لوئے پر ڈالتی تیزی سے اسکے گھر کے اندر گھسی جبکہ یارق کی نظریں اب بھی سلگتی ہوئیں زخمی لوئے پر جمی تھی۔

تو تُو نے کر ہی دیکھایا، اسکی نظروں میں ہیرو بھی بنا، اسے امپریس بھی" کیا، اسکے بھائی کو بچا کر اپنا احسان مند بھی کیا، اس لڑکی کو اپنی دہلیز تک لے آیا اور تو اور چوہے بلی کے اس کھیل کا بھی اینڈ کر دیا۔۔۔مان گیا تجھے

"لوئے علوی، سو شیطان مرے ہوں گے تو تیرا جنم ہوا ہو گا کمینے

یارق پاشا کی سلگتی باتوں پر اس زخمی لوئے کا جاندار قہقہہ نیو یارک کی ٹھنڈی فضا میں تحلیل ہوا تھا جبکہ وہ اسکا کوئی جواب دیے بنا اندر بڑھا تو یارق بھی منہ بسورتا پیچھے ہی لپکا۔

اندر پہنچے تو بہن بھائی کے ملن کا جذباتی لمحہ انکو بہت رلانے پر مجبور کرتا رہا مگر دونوں بس سنجیدہ اور نرم مسکراہٹ لیے انکو دیکھ رہے تھے۔

ایمر بہت ڈرا ہوا تھا اور ڈر تو آج لارا بھی گئی تھی، بھلے لوئے بہزاد علوی اسکے آئیڈیل میں شامل تھا مگر دو مردوں کے بیچ خود کو اسکے باوجود محفوظ نہ جانتی ایمر کا ہاتھ پکڑتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

تھینک یو سو مچ، تم دونوں کا احسان کبھی نہیں بولوں گی اور اگر موقع ملا تو" "بدلہ ضرور چکاوں گی۔اب ہمیں جانا چاہیے، چلو ایمر گھر

وہ خوددار لڑکی تھی، زرا سے صدمے کے بعد واپس مضبوط ہوتے وہ جانے کی اجازت لیے بولی تو یارق نے سینے پر ہاتھ رکھے زرا جھک کر شکریہ وصول

کیااور لوئے نے بھی مسکرا کر اجازت دی مگر وہ ان دونوں کو سی آف کرنے خود جانا چاہتا تھا تبھی ساتھ ہی باہر نکلا۔

"میں تمہیں اور تمہارے بھائی کو گھر چھوڑ دیتا ہوں، رات بہت ہو چکی ہے"

"ابھی کوئی کیپ نہیں ملے گی

گاڑی تک پہنچتے ہی لوئے نے آفر کی مگر لارا کو اسکی پیشکش قبول کرنا مناسب نہ لگا کیونکہ ایک تو وہ ابھی آیا تھا دوسرا زخمی تھا۔

"نہیں ہم چلے جائیں گے، زیادہ دور نہیں ہے میرا فلیٹ"

لارا نے اسے دیکھنے سے اجتناب برتے رسان سے منع کیا جس پر لوئے نے ایک نظر سہمے ایمر کو دیکھا جو گاڑی کے پاس جا کر کھڑا زمین دھندلی آنکھوں سے گھور رہا تھا تبھی لوئے نے ایک بار پھر لارا کا ہاتھ جکڑا جس پر وہ کرنٹ کھاتی نظر اٹھانے کے ساتھ اس بے وجہ ہاتھ تھامنے پر برہم ہوتی اپنا ہاتھ چھڑوا گئی۔

مجھے ایسی ویسی لڑکی سمجھنے کی غلطی مت کرنا،احسان کیا ہے تو صرف اسی"
"طریقے سے چکاوں گی، کوئی نعم البدل طریقہ سوچنا بھی مت مسٹر لوئے
وہ اسکے ہاتھ پکڑنے اور بے خود ہوتی نظروں کا غلط مطلب لینے میں برحق
تھی مگر پھر بھی لوئے کو برا لگا۔
تم اپنے بھائی کی حفاظت کیسے کرو گی لارا جبکہ آج تم خود موت کے منہ"
"سے بمشکل نکلی ہو؟
وہ اسکی بات کو پی جاتا اپنا سوال دہراتے اسکی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا جہاں
اک آگ سی جلی تھی۔
کہنا کیا چاہتے ہو،۔ مدد کر دی ہے تو مجھے کمزور یا بیوقوف سمجھنے کی کوشش"
مت کرو، اسکی اور اپنی حفاظت کرنا جانتی ہوں اور آج کے اس حادثے کے
"بعد مزید احتیاط کروں گی
لارا کے الفاظ اجنبی سے بات کرتے ایسے ہی سخت ہوتے تھے جیسے اس
وقت لوئے کے لیے تھے، اور یہی تو لوئے کے دل کو بے قابو کر رہا تھا۔

تھیک ہے پھر ایک گیم کھیلتے ہیں، چونکہ تم میری مقروض بھی ہو تو اگر"
دوبارہ کبھی تم ایمر کی اور اپنی حفاظت کرنے میں ناکام ہوئی اور مجھے دوبارہ
آکر تمہیں اپنی جان خطرے میں ڈالے بچانا پڑا تو وہی کرنے کی پابند ہو گی
"جو میں کہوں گا

لوئے کے سیدھے تقاضے کے باوجود لارا کا سر گھوم گیا، اس نے اس طرح
لوئے کو دیکھا جیسے اسکا دماغ پھر گیا ہو۔
"ایکسکیوزمی کیا کہا؟"

لارا کے لہجے میں استہزاء تھا۔
یس جو سنا، اور یہ ایک ایگریمینٹ ہو گا، تمہارے لیے اپنی قیمتی جان"
"خطرے میں ڈالی ہے کم از کم اتنا تو حق رکھتا ہوں۔
اس بار لوئے کی آنکھوں میں شدت پسندی تھی اور یہ سچ تھا آج لوئے نہ
ہوتا تو نہ وہ زندہ ہوتی نہ ایمر۔
"کس نوعیت کا ہو گا یہ معاہدہ؟"

کچھ دیر خاموشی کے بعد وہ بولی، لہجے میں خفیف سا ڈر تھا۔

"یہ تمہیں وقت پر پتا چلے گا، فرینڈز اینڈ پرامس؟"

ہلکے پھلکے انداز میں کہتا وہ لارا کی طرف اپنا مضبوط ہاتھ پھیلا چکا تھا اور لارا نے ایک نظر ایمر پر ڈالتے کچھ دیر سوچنے کے بعد جھجھکتے ہوئے اپنا وہی ہاتھ لوئے کے ہاتھ میں تھما دیا جو کچھ دیر پہلے اس نے حقارت سے جھٹکا تھا، لوئے کے ہونٹوں پر شرانگیز مسکراہٹ رینگ گئی مگر وہ لارا کی نظروں میں نہ آسکی۔

"ٹھیک ہے، تھینک یو آ گین۔۔۔۔۔ چلو ایمر"

اقرار کرتی وہ ایک بار پھر ہر احساس سے عاری لہجے میں شکریہ کہتی ایمر کا ہاتھ مضبوطی سے جکڑتی گیٹ سے نکل گئی اور آج لوئے بہزاد علوی کو اس لڑکی کی ہر جانب پھیلی خوشبو سے عشق ہونے والا تھا جو اس فریبی مگر کہیں دل سے بہت ہیارے شخص کی خوبصورت آنکھوں سے عیاں تھا۔

وہ یہاں بھلے ایک راک سٹار بن کر آیا ہو مگر اس کلب کے تمام لڑکے لوئے کے آگے جھک کر سلام کرتے تھے، یعنی وہ سب دھنگا ایک پلینڈ گیم تھی۔

کیونکہ اسکے نزدیک محبت اور جنگ میں سب جائز ہوتا ہے۔

اپنا آپ مٹا دینا بھی سوا بھی تو اس پاگل نے اپنے ہی لوگوں سے بس اپنا آپ زرا زخمی کروایا تھا تاکہ لارا کو محسوس کر سکے کہ وہ قریب سے دیکھنے میں زیادہ جان لیوا ہے یا دور سے زیادہ قہر ہے۔

.._____..

ایک نیا دن زمین زادوں پر اتر چکا تھا، بھجت آفریدی کی حالت خطرے سے باہر تھی سوا اسکی بے جا ضد پر ہوسپٹل والوں کو اسے ڈسچارج کرنا پڑا کیونکہ میڈیا کے ساتھ ساتھ پولیس کے لوگ بھی بار بار تنگ کیے اسکی

تکلیف بڑھا چکے تھے سوا سے اس وقت 'آفریدی حویلی' ہی اپنا مناسب ماتم کدہ لگی۔

وہیں لئیق ایزد علوی کا سفر الجھن کے بعد سلجھ کر آفریدی حویلی کی سمت شروع تھا۔

لگ بھگ دس منٹ کی مزید تیز ترین ڈائیو کے بعد اسکی بڑی سی سیاہ گاڑی "آفریدی حویلی" کے مین گیڈ سے اندر داخل ہوئی اور تب تک اسکی انگلیوں میں جلتا سگریٹ بھی مکمل جل کر راکھ ہو چکا تھا تبھی اسے کھلی ونڈو سے باہر پھینکتا وہ رخ موڑ چکا تھا۔

"سر! ہم بھجت آفریدی کے گھر پہنچ چکے ہیں"

ڈرائیور نے گاڑی روکتے ہوئے مودب ہو کر زرا سر ترچھا کیے اطلاع دی اور لئیق کے سر ہلاتے ہی وہ خود پہلے باہر نکلا مگر لئیق کو ایسے تکلف پسند نہ

تھے تبھی وہ ڈرائیور کے دروازہ کھولنے سے پہلے ہی گاڑی سے باہر نکل چکا تھا۔

خوبصورت قدو قامت کا مالک، گہری سیاہ آنکھوں والا دلکش نوجوان لئیق ایزدعلوی یہاں آکر عجیب سا افسردہ ہوا، اک گہری سانس اس روشن سی صبح کے سپرد کیے وہ ڈرائیور کو یہیں انتظار کا کہے خود مغرورانہ چال چلتا آگے بڑھا اور حسب توقع لان میں اپنے جونا نامی کتے کے سر کو سہلاتی آمنہ نے لئیق کو گاڑی سے نکلتے دیکھ کر آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو بھرے اسکی طرف دوڑ لگائی اور لئیق کی کچھ وقت پہلے کی تمام افسردگی، آمنہ کے چہرے کو دیکھ کر مسکان بنی مگر وہ لاڈ کرتی لئیق سے ویسے ہی لپٹی جیسے وہ بھجت سے لاڈ اٹھواتی کیونکہ بھجت سے زیادہ اسکو لاڈ دینے والا لئیق تھا۔

کہاں تھے آپ، جب آپکی ضرورت ہوتی ہے آپ کہیں کھو جاتے ہیں"

" بھیو۔ بہت روئی ہوں، دیکھیں ڈارک سرکل پڑ گئے

محبت سمیٹتے ہی اس کے شکوے سنتا وہ مسکرایا جو واقعی نڈھال اور آدھی لگ رہی تھی۔

شکوے جیسے اس کی زبان پر مچل کر رہ گئے اور تبھی لئیق نے آزردہ نگاہ اندر کی جانب ڈالی اور ساتھ ہی آمنہ کا آنسو سے بھیگا رخسار سہلایا۔

اس سے پہلے وہ اسے کچھ مزید کہتا، بھجت کی خوفناک دھاڑ سنتے ہی وہ دونوں ایک ساتھ اندر بھاگے، اور اندر پہنچ کر پتا چلا کہ بھجت نے ملازموں کو کمرے سے دھکے دے کر نکال دیا اور ایک بچارے کا تو سر پھاڑ دیا تھا، نیہا بھی سر پر واس لگتے لگتے بچی تھی۔

یعنی ایک سلینا کی وجہ سے وہ پر سکون شخص اسقدر وحشی ہو گیا تھا کہ کاٹ کھانے کو دوڑنے لگا تبھی لئیق نے سبکو آمنہ سمیت وہاں سے فی الحال جانے کا اشارہ کیا اور خود اس بپھرے زخمی شیر کے کمرے میں داخل ہوا۔

مگر اندر کا منظر دیکھ کر لئیق ایزدعلوی کے جسم کا سارا لہو اسکے چہرے پر چھلک چکا تھا۔

....★☆☆☆☆☆★....

صوفے پر اجڑے حال کو آئے بیٹھے، جنگلی سی خونخوار آنکھوں والے شخص کو دیکھ کر لئیق کی آنکھوں میں لہو اترا کیونکہ بھجت کے ہاتھوں میں شراب کا گلاس تھا اور کمرے میں ہر چیز بکھری تھی، جگہ جگہ قیمتی ڈیکوریشن پیس ٹکڑوں میں بٹے فرش پر بکھرے تھے اور وہ یوں تھا جیسے اپنا سب کچھ ہار بیٹھا ہو، دکھ بھی تھا پر ابھی اسے اس کمینے پر عتاب آیا۔

لئیق اپنے غصے کو بھرپور دباتے ہوئے بپھری موج بنتا لپک کر اس تک پہنچا اور اس سے یہ ناسور جھپٹ کر گلاس میز پر پٹختے ہی ساتھ بیٹھا جو لئیق کو دیکھتے ہی اپنی سرخ خون آشام بھیگتی آنکھیں رگڑ گیا۔

وہ وحشیوں کی طرح وہ گلاس واپس پانے کے جتن میں تھا جب لئیق نے اسکا وہی ہاتھ پکڑے پوری قوت سے دبایا، اور درد کے باعث بھجت نے ناگواری اور تکلیف کی ملی جلی کیفیت سے اس شخص کو دیکھا جو صرف چند گھنٹوں میں اجڑ کر رہ گیا تھا۔

"دے دے مجھے، مر جانے دے مجھے لئیق۔اب کیوں آیا ہے، مر جانے دے پھر آنا میرا جنازہ پڑھنے۔۔تو بہت برا دوست ہے، تو کبھی مجھے میری تکلیف میں میسر نہیں آیا، دے دے اور چلا جا"

وہ جانتا تھا اسکی غیر موجودگی ایسے ہی ناسور پیدا کر چکی ہو گی مگر یار بھی بدگمان ہو جائے گا یہ اندازہ نہ تھا تبھی لئیق کی آنکھوں میں تکلیف امڈی، وہ بھجت کی کسی بات کو دل پر نہیں لے سکتا تھا کیونکہ جانتا تھا وہ اذیت کے اخیر مقام پر کھڑا ہے، اسکے دل کے ساتھ ظلم ڈھایا گیا ہے، اسکے سچے جذبات کو وہ عورت روند گئی ہے۔

ایسا نہیں ہے بھجت، تیری تکلیف میری تکلیف ہے شہزادے۔ معاف"
کردے مجھے، مت کر مزید خود کے ساتھ۔ میں آگیا ہوں، تیری ہر تکلیف
"دور کروں گا، حکم کر کیا کروں تیرے لیے کہ تیرا غم غلط ہو

وہ اس حادثے کے وقت اپنے واحد دوست سے دور ہونے پر بہت زیادہ
پشیمان تھا، اپنے بیسٹ بڈی کو تکلیف میں میسر نہ ہونے کے لیے۔
میرا غم غلط نہیں ہو گا، وہ مجھے زندہ درگور کر گئی لئیق۔ میں نے اس سے"
کتنی م۔۔ محبت کی تھی، تو گواہ ہے اور وہ۔۔۔ وہ میری محبت میرے منہ پر
مار گئی، اسے پتا تھا میں اسکے بنا مر جاوں گا اور وہ مجھے مار گئی۔۔۔۔ میں اس
سے نفرت بھی کیسے کروں، بتا مجھے میرا دکھ کیسے دور کرے گا۔ مجھے سلینا لا
"کر دے گا

وہ پہلی بار بھجت جیسے پہاڑ مرد کو روتے سسکتے دیکھ کر دہل اٹھا تھا، اور وہ رو
بھی ایک عورت کے لیے رہا تھا تبھی تو لئیق کی آنکھوں میں فطری نفرت
امڈی۔

وہ تجھے دھوکہ دے کر گئی ہے، تجھے مار کر گئی ہے، یہ تو نا جانے کس کی دعا"
لگی کہ تو موت سے باہر آ گیا۔ آنکھیں کھول کمینے، ابھی بھی تجھے سلینا
چاہیے؟
!کمبخت

وہ دھوکے باز عورت تھی میں نے پہلی بار اسکی شکل دیکھتے ہی تجھے وارن کیا
تھا کہ اسکی آنکھوں میں ایک خوف موجود ہے، تو نے ایک مہینے کے اندر
اندر اس لاوارث سی لڑکی سے نکاح کیا، تیرے ساتھ جو وہ کر گئی اس سے
واضح ہے کہ یہ عشق معشوقی اسکا دھندا تھا، لوٹ لیا تجھے اب ہو گی کسی اور
امیر بکرے کی تلاش میں، پر تجھے تو سچے والا عشق ہوا تھا، لے گئی تیرا سارا
بینک بیلنس، اور تیری زندگی بھی۔ اور تجھے ابھی بھی وہ چاہیے، ؟ مجھ سے
"کچھ سن نہ لئیں

لئیق کے ماتھے کی رگیں غصے سے پھول چکی تھیں مگر بھجت آفریدی اس وقت ایک ایسی آگ میں جل رہا تھا جو اسکے ارد گرد والوں کو بھی جلا سکتی تھی۔

"ن۔۔ نکاح کیا تھا اس نے مجھ سے لئیق، وہ ایسا کیسے کر سکتی ہے۔؟"

بھجت کی آنکھوں میں اذیت تھی تبھی لئیق بھی برہمی چھوڑے اسکا دونوں ہاتھوں سے چہرہ تھام گیا۔

"یہ نکاح بھی اسکے لیے ایک کھیل تھا خدا کے لیے نکل آ اس سب سے، کیوں اپنی ان گندی حرکتوں سے اس بچی اور پورے گھر کو پریشان کر رہا ہے بھجت، آمنہ تیری ان وحشی حرکتوں سے کس درجہ ذہنی اذیت سے گزر رہی ہو گی، تیری تکلیف نہیں سہہ سکتی، کبھی سوچا ہے۔ سنبھال خود کو۔ دفع کر اسے، تیرے لیے بہترین لڑکی ڈھونڈوں گا"

یہ وہ شخص کہہ رہا تھا جسے عورت ذات سے جنم جنم کی نفرت تھی پر یار کے لیے وہ جان بھی دے سکتا تھا۔

نہیں لئیق، اگر واقعی اس عورت نے مجھے زندہ دگور کیا ہے تو میں اسکی" جان لے کر ہی اس سب سے نکلوں گا۔ بھجت آفریدی کو دھوکہ دینے والی کی سزا صرف موت ہے۔

مجھے سلینا چاہیے، بدلے کے لیے، میرے لوگ کب سے تلاش کر رہے ہیں لیکن نہیں مل رہی پر مجھے پتا ہے بلیک ڈائمنڈ اسے زمین سے بھی نکال لائے گا۔ تو ڈھونڈ اسے، خدا کے لیے۔۔۔۔۔ میرے حال پر رحم کر، اسے ڈھونڈ کر مجھ پر ایک احسان اور کر دے"

وہ یکدم سارا ماتم چھوڑے انتقامی ہوا جبکہ لئیق کو اسکی دماغی حالت واقعی کھسکی لگی۔

تیرا دماغ تو ٹھیک ہے ناں، بلیک ڈائمنڈ کیا اب فضول کاموں کے لیے رہ" گیا ہے"

اپنی اس درجہ ناقدری پر جناب تلملا اٹھے پر بھجت نے منت بھری نگاہ یار پر ڈال کر اسے بے بس کیا۔

اور لئیق یہاں آکر ہر ضد چھوڑ دیتا تھا۔

"اچھا ٹھیک ہے پر وعدہ کر اسے دوبارہ دیکھ کر تیرے اندر کا عاشق نہیں جاگے گا، تو سچ جانے گا اور اسے صرف دھوکے کی سزا دے گا بس۔۔۔

"وعدہ کر پہلے

گو لئیق کے وعدے نے بھجت کی جان نکالی مگر فی الحال اسے اس بندے سے وعدہ کرنے میں ہی عافیت لگی۔

"ہاں ہاں وعدہ، بس اسے تلاش کر"

وہ جیسے ہر قول و قرار کے لیے آمادہ تھا تبھی لئیق نے گہرا سا سانس خارج کیا۔

"اب بتا اسکے پہلے گھر کا ایڈریس اور کوئی رشتہ دار ہے اسکا؟ کیونکہ اسکے اور تیرے نکاح پر تو اسکی طرف سے کوئی شامل نہیں ہوا تھا"

لئیق نے کچھ دیر بعد سوچتے ہوئے سوال کیا، کیونکہ سچ یہ تھا سلینا کا پتا اب تک اسکے لوگ اور دستگیر عالم بھی نہ لگوا سکا تھا۔

"کچھ عجیب ہوا ہے، وہ جہاں رہتی تھی اب وہاں دوسرے کرائے دار آ گئے ہیں کچھ دیر پہلے ہی مجھے میرے آدمی نے بتایا، ایک ہی بہن ہے اسکی لعلین۔۔۔ تو اسے ٹریپ کر اور اسکی شاطر بہن کا پتا لگوا، لیکن لعلین کوئی عام لڑکی نہیں ہے یاد رکھنا"

لئیق ایزد علوی نے اور کچھ سنا ہو یا نہیں، اس لڑکی کا نام ضرور دلچسپی سے سنا، اسے عجیب سی راحت محسوس ہوئی، جیسے اس نام سے پرانی شناسائی ہو، اسکے ہونٹوں پر اک دلفریب مسکراہٹ کا لمس بیدار ہوا۔

لعلین! خوبصورت نام۔۔۔۔"

ایسے خاص نام والی لڑکی عام کیسے ہو سکتی ہے، لیکن پھر بھی کیا خاصیت ہے اس میں؟ اور اگر سلینا کی کوئی بہن ہے تو وہ تیرے اور اسکے نکاح پر کیوں موجود نہیں تھی؟ پہلے تو یہ بتا"

لئیق کے ہونٹوں پر سرور سا بھجت نے بھی محسوس کیا تبھی وہ اپنا ماتم بھلائے اس الٹی کھوپڑی کی دلچسپی پر ٹھٹکا مگر لئیق نے جلد ہی مسکراہٹ ختم کیے اگلا سوال کر ڈالا۔

کیونکہ سلینا نے اسکی مخالفت کے بعد مجھ سے نکاح کیا تھا، لعلین کو" ہمارے رشتے پر اعتراض تھا، جس پر دونوں کی بہت لڑائی ہوئی تھی اور لعلین اس سے ناراض ہو گئی، اسکے باوجود سلینا نے مجھ سے نکاح کیا۔۔۔۔ سو وہ یقینا جہاں بھی چھپی ہے، لعلین ہی جانتی ہو گی تبھی اسکا

"کل ایساری ایکشن آیا

کچھ بتاتے بتاتے آخر تک بھجت کی آنکھوں میں خوف سا اترا اور اپنے لوگوں کی زخمی حالت یاد آنے پر اسکی آنکھوں میں آگ اتری اور لئیق کے کان ضرور اس سب پر کھڑے ہوئے۔

"ویٹ آمنٹ بڈی؟ کیساری ایکشن، اور خاصیت بھی تو نے نہیں بتائی؟" لئیق کا تجسس آسمان کو چھوا۔

بیلک بیلڈ ہے وہ، کراٹے چمپین اور رائزنگ سٹار کلب میں فٹ بال ٹیم "
کی ہیڈ کوچ بھی ہے، ایک نجی لیب میں کام بھی کرتی ہے۔ کل رات
میرے لوگ گئے تھے اسکے کلب سلینا کا پوچھنے، پتا نہیں اسے کونسی تکلیف
تھی کہ سبکو لولا لنگڑا کر کے باہر نکال دیا اور ان پر بہت چینخی بھی۔ اور کہا
کہ دوبارہ کسی نے اسکی بہن کا نام لیا تو وہ اگلی بار زبانیں اور ہاتھ پیر بھی
کاٹے گی۔ پولیس کی دھمکی بھی دے رہی تھی جیسے شہر کا انسپیکٹر اسکی
" جیب میں ہو

بھجت کے تباہ تاثرات کے سنگ یہ سب بتانے پر لئیق نے حیرت سے رخ
اسکی جانب موڑا، اسکا شاطر دماغ لعلین کے اس رویے کی جانب بھیانک
انداز میں جکڑا۔

ایک لڑکی اتنا سب کیسے کر سکتی ہے اور پھر لعلین نے بھجت کے آدمیوں کو
کل اکیلے ہی پیٹ ڈالا، لیکن کیوں؟ یہ ایسے سوال تھے جو لئیق ایزد علوی کی
نیندیں اڑانے والے تھے۔

"اوہ! آئرن لیڈی، لیب میں شاید اسی لیے کام کرتی ہو تاکہ خود پر تجربے کر کے خود کو مضبوط کرے۔۔۔"

لئیق کے استہزایہ ہو کر ہنسنے پر بھجت نے اسے غصے سے دیکھا۔

"مزاق سوجھ رہا ہے تجھے؟"

بجھت نے خونخوار ہوئے دیکھا جس پر لئیق کی کلرر مسکراہٹ بھی تھمی۔

"تو شروع کس نے کیا تھا، مانتا ہوں یہ عورت ذات بہت بھیانک شے ہے! مگر مطلب ایک لڑکی، صنف نازک، اتنا سب فزیکلی کر گئی؟ میں تو مر کر بھی یقین نہ کروں"

لئیق کا دماغ یہ سب سرے سے ہی تسلیم نہ کر پایا۔

"وہ ایسی ہی ہے، عام لڑکی نہیں ہے۔ تیری طرح اسے مردوں سے نفرت ہے ایسا سلینا نے کہا تھا"

بھجت ایک بار پھر سلینا کے ذکر پر غمزدہ ہوا جبکہ لئیق نے ایک اور پھلجھڑی چھوڑنے کا تہیہ کیا۔

"تو مطلب اس کاروبار میں دونوں بہنیں ایکویلی ملوث ہیں۔ایک امیر لوگوں کو لوٹ کر بھاگ جاتی ہے اور دوسری دبنگ انداز سے اسے پروٹیکٹ کرتی ہے پولیس کے ساتھ مل کر، یہ تو کچھ اور ہی ہے۔یہ تو سسٹرز لوٹ مار گینگ بھی لگتا ہے، معاملہ تو واقعی تشویش طلب ہے"

اپنی جاسوس عقل کے مطابق لئیق کے جواب پر وہ اجڑا لٹا پٹا بھجت بھی منہ کھولے ہونق ہو کر رہ گیا۔

"اوئے اپنی جاسوسی سائیڈ پر رکھ فی الحال، اپنے طریقے سے اس کرائے چمپئین کو قابو کر ورنہ بتا رہا ہوں اس بے بسی میں کسی لمحے پنکھے سے لٹک جاوں گا"

دوبارہ سے بجھت صاحب کا رونا پیٹنا شروع ہو چکا تھا اور لیئق اسکی چڑ پر خفیف سا مسکرایا اور مسکراہٹ تب بڑھی جب آمنہ، ملازمہ کے ساتھ

اسکے لیے مزیدار چائے اور ساتھ ناشتے کے لوازمات لائی، محترمہ ایک اعلی پائے کی کک اور بیکر بھی تھیں سو سب پیٹیزں کو کیز خود صبح بیک کیں تھیں اور ایک کھولتی غصیل نظر اپنے لاڈلے بھائی پر ڈالتی وہ سامنے ہی صوفے پر بیٹھی تو ملازمہ بھی سر و کیے کمرے سے نکل گئی۔

"کیا بتاوں آپ کو بھیو، پہلے انہوں نے اس کل کی آئی مشکوک لڑکی سے نکاح کر لیا، کتنا روکا تھا کہ اس کی جانچ پڑتال کروالیں کہ کون ہے مگر نہیں، انکی آنکھوں پر تو محبت کی پٹی بندھی تھی، اب انجام دیکھ لیں، اوپر سے اتنا وحشی پن، آپ ہی انکو سمجھائیں کہ یہ خود کو تکلیف نہ دیں اور دیکھیں جب سے ہوسپٹل سے آئے ہیں یہی گند پیے جا رہے ہیں، اور سب پر چیخ رہے ہیں"

مانی نے آزردگی کے سنگ اپنی ہی دہائی شروع کر دیں اور بھجت دونوں پر ہی اک زخمی نگاہ ڈالے وہ شراب کا گلاس اور بوتل اٹھائے وہاں سے اٹھ کر

روم سے ملحقہ لائبریری میں چلا گیا جبکہ لئیق نے مزے سے بیک ہوئی کوکی کھاتے ہوئے مسکرا کر جھنجھلائی مانی کو دیکھا۔

"ٹھیک ہو جائے گا، اسکا علاج جلد ڈھونڈ لوں گا تم جانتی ہو سلینا کا دھوکہ دیمک بن کر چاٹ رہا ہے اسے، پھر جس مشکل سے یہ موت کے منہ سے نکلا ہے، وحشی ہو رہا ہے۔ اب اس پر خود نظر رکھوں گا، اسکے سارے زخموں کی دوا کر کے ہی کسی اگلے سفر پر جاوں گا۔

"لیمن کوکیز بہت یمی ہیں، سگھڑ ہوتی جا رہی ہو لٹل شیف

اول جملے سنجیدگی جبکہ آخر میں وہ دوستانہ ہو کر اسکے پیارے پیارے ہاتھوں سے بنی کوکیز کی تعریف کرنا نہ بھولا تھا اور وہ ساری اداسی بھولے کھلکھلا اٹھی۔

"شکریہ بھیو، نیہا آپی اور دستگیر بھیا نے کسی چیز کی کمی ہونے نہیں دی، نیہا آپی تو میرے ساتھ رہیں۔ آپ یہاں نہ ہو کر بھی ہمارے ساتھ تھے، ورنہ لالہ کو موت کے منہ میں دیکھ کر میں بہت ڈر گئی تھی"

وہ اب بھی تھوڑی اداس تھی اور یہی اداسی لئیق کے چہرے پر امڈی۔

"اس کا سایہ ہوں، کبھی اسے یا تمہیں اکیلا نہیں چھوڑ سکتا"

لئیق کی محبت اور حفاظت کسی ثبوت کی محتاج نہ تھی، مگر اگلے ہی لمحے لئیق کے چہرے پر سنجیدگی اتری۔

تمہاری پڑھائی کیسی جا رہی ہے، کچھ ایسا جو شئیر کرنا چاہو، جانتی ہو نہ مانی،"

"تمہیں کبھی اپنی زندگی سے جڑا کچھ بھی مجھ سے نہیں چھپانا

نا جانے کیوں مگر آمنہ کو ایک لمحہ ایسا لگا جیسے اسکی ہر چھپی حرکت لئیق لالہ کی نظر میں ہے مگر پھر وہ اپنا یہ خیال جھٹک کر حواس باختہ سا مسکرائی اور وہ ماہر، زمانہ شناس تھا، اسے مسکرانے کی ہر قسم سے واقفیت تھی، مشکوک ہوا۔

کیونکہ کچھ پرسنل ذرائع سے اسے مانی کے حوالے سے کچھ باتیں پتا چلی تھیں اور وہ چاہتا تھا اس سے پہلے خود تحقیق کروائے، مانی کو موقع دے کہ وہ اسے خود سچائی بتائے۔

آپ سے بھلا مانی کچھ کیوں چھپائے گی، پڑھائی تھوڑی متاثر ہوئی ہے مگر "
"میں مینج کر لوں گی

وہ یہ کہتے ہوئے لئیق سے نظر نہ ملا رہی تھی جس پر وہ سر ہلا کر یقین کرتا دیکھائی دیا۔

گڈ، اب میں چلوں گا، اسکا علاج ڈھونڈنا ہے، جلدی آوں گا۔ تھوڑا سا"
تنگ کرے گا وہ، برداشت کرنا کیونکہ اسکی تکلیف تبھی کم ہو گی جب وہ اس
"تلاش سے نکل کر اپنے ہاتھوں سے سلینا کو سزا دے گا

کوکیز بس چکھنے کی حد تک کھاتا وہ اپنا فون سامنے سے اٹھائے اجازت طلب ہوئے اٹھا اور قریب آ کر کھڑی ہوتی آمنہ کو سمجھایا جو منہ پر بیزارئیت لائے سر ہلا چکی تھی کیونکہ کسی بچے کو سنبھالنا تو آسان تھا مگر اس وقت والے سر پھرے بھجت آفریدی کو ہر گز نہیں۔

ان شاءاللہ، وہ عورت تو میرا فیورٹ ڈائمنڈ سیٹ بھی لے گئی منحوس، مما"
" کی امانت تھا۔۔۔اللہ پوچھے اسے۔

آمنہ کی منہ بگھاڑ کر کی شکائیت پر لئیق بے اختیار دلفریب مسکرایا۔

بڑی ہو جاو پہلے، دو دو لالے ہیں تمہارے، سونے ہیروں کے زیورات"

"سے تول دیں گے تمہیں اور تم تو خود کوہ نور ہو مس شیف

مسکرا کر اسکی گال سہلائے وہ اسکی زیورات سے پسندیدگی کے بارے کہتا مسکراتا ہوا باہر نکلا تو وہ بھی ساتھ ہی کمرے سے نکلے دروازہ بند کیے اپنے روم کی طرف بڑھی جبکہ لئیق نے گاڑی تک پہنچتے ہوئے اپنے خاص آدمی دستگیر عالم کو کال ملالی تھی۔

"حکم کریں لئیق بھائی"

دوسری جانب سے وہی سوٹڈ بوٹڈ آدمی مخاطب ہوا تھا جو اس وقت ایک بوائلر روم کے باہر کھڑا تھا اور اندر ایک سکتے بلکتے نڈھال آدمی کو قید کر کے اس حبس زدہ موسم کے باوجود ٹارچر کے طور پر گرم دھواں چھوڑا جا رہا تھا۔

جو کام دیا تھا اسے اپنے آدمیوں کے سپرد کرو کیونکہ جاسوس کی تلاش"
سے زیادہ بڑا مسلہ ہو گیا ہے، لعلین نامی لڑکی کا سارا بائیو ڈیٹا میری واپسی
تک میرے آفس میں پہنچاو، رائزنگ سٹار کلب میں فٹ بال ٹیم کی ہیڈ
کوچ ہے، کسی نجی لیب میں بھی کام کرتی ہے، اسکے بارے ہر چھوٹی سے
"بڑی چیز جاننا چاہتا ہوں
سنجیدگی کے سنگ حکم سونپتا وہ چہرے پر سختی لائے فون بند کر چکا تھا جبکہ
اسکے حکم پر دستگیر عالم نے اشارے سے اس سسکتے بلکتے آدمی کو اس دھواں
اگلتے روم میں بند کروائا اور خود وہاں سے نکلتا آفس روم کی طرف بڑھ گیا،
کیونکہ ابھی سب سے زیادہ لعلین کی تلاش اہم تھی۔

.._____..

"ایک اہم خبر دینی تھی تمہیں"

کینچل نامی آدمی پراسرار طور پر ایک بڑے سے فارم ہاوس میں گھسا تھا جہاں اسکی ملاقات ایک شارٹس پہنے ہوئے شرٹ لیس بھاری بھر کم گندمی وجود والے آدمی سے ہوئی جسکا چہرہ کینچل کی طرف مڑا ہونے سے چھپا تھا مگر اس آدمی کو دیکھ کر لگتا تھا وہ ایک رئیس زادہ ہے۔

"کہو"

بھاری آواز ابھری تھی، اس رئیس زادے کے ہاتھ میں گریپ وائن کا حروف "Rona" گلاس تھا اور اسکی کلائی میں ایک بریسلٹ تھا جس پر درج تھے، ممکن تھا یہ اس رئیس آدمی کا نام ہوتا۔

بلیک ڈائمنڈ کے لوگ شوملی کی تلاش میں لگے ہیں، باس پوچھ رہے تھے"

"کہ شوملی کہاں ہے؟

کینچل نے سنجیدگی سے پوچھا جس پر رونا نامی اس آدمی کی مونچھوں تلے دیکھائی دیتے سیاہی مائل ہونٹ زہر خند مسکرائے۔

"انڈر گروانڈ ہے، فکر مت کرو۔ وہ اپنی بلبل لے آیا کیا؟"

رونا نے لہکتے استفسار پر کینچل نے فوری سر ہلایا۔

بلیک ڈائمنڈ ہماری راہ کی سب سے بڑی رکاوٹ ہے، ڈیول کب اسکا"

"خاتمہ کرے گا؟ اسے کہو اسکی توجہ ہم سے ہٹائے کینچل

رونا کے لہجے میں بلیک ڈائمنڈ کے لیے خوف تھا جو اسکی آواز میں بھی اترا

اور کینچل کی معنی خیز مسکراہٹ اسے بنا کہے بتا چکی تھی کہ ڈیول اس سے سو

قدم آگے چلتے ہوئے بہت بڑی گیم ترتیب دے چکا ہے۔

"سمجھیں ہٹ گئی"

کینچل اور اسکی آنکھیں خباثت سے قہقہہ لگاتے ملیں اور پھر وہ رونا کے

اشارے پر وہاں سے نکل گیا۔

کینچل، ڈیول کا سب سے خاص آدمی تھا، لیکن یہ رونا کون تھا یہ ابھی پہیلی

تھی، اسکا فارم ہاوس کئی ایکڑ رقبے پر محیط تھا، زندگی کی ہر سہولت اسکے پاس

تھی، لیکن وہ خالی تھا، کیونکہ اس نے کچھ ایسے گناہ کیے تھے جو رہی سہی تمام اچھائیوں اور نیکیوں کو نگل گئے تھے۔

وہیں لارا نے جمی ویڈ کن کے خلاف تھانے میں کمپلین درج کروادی تھی اور اسکا ارادہ کچھ دن صرف ایمر کے ساتھ رہنے کا تھا، جبکہ جمی برا پھنس چکا تھا کیونکہ وہاں کی پولیس کے ساتھ ساتھ اسکا وہ وحشی سیاہ فارم بھی اسے بھوکے کتے کی طرح جگہ جگہ تلاشتا پھر رہا تھا، جبکہ لوئے کا کانسرٹ جرمنی کی بنسبت یہاں کئی درجے ہٹ گیا تھا مگر اس نے جولیہ نامی لڑکی کو ایک بہت منفرد سزا بھی دے دی تھی۔

.._____..

یہ رائزنگ سٹار کلب کا فٹ بال گراونڈ تھا، کراوڈ ایریا میں اکا دکا بیٹھے لوگوں میں وہ ایک تھری پیس میں لپٹا سوبر اور پر کشش نوجوان لگتے ہوئے الگ ہی دمک رہا تھا جسکی شرانگیز نظریں حیران تھیں، وہ نظریں ایک دو دن کے ماتم کو کرنے کے بعد پھر سے جی اٹھتے فٹ بال گراونڈ کے احاطے میں مصروف نازک سے نسوانی سراپے پر جمی تھیں، وہ اپنے ٹیم کے جونیر لڑکوں کے ساتھ فٹ بال کھلینے میں پوری توجہ سے مصروف تھی، آج وہی کندھے سے اٹھے سنہری چمک چھلکاتے بظاہر سیاہ بال اس لڑکی کے جان لیوا حسن میں اضافے کا باعث تھے، وہ ہانپتی ہوئی ہر تھکن سے آزاد ہو کر کھیلنے میں مصروف تھی اور وہ سیاہ شرربار آنکھیں اس پر فرصت سے جمی تھیں۔

میرا نام شہریار جدون ہے اور میں اس شہر کا طاقتور ایس ایس پی اور رٹائرڈ" کرنل افراہیم جدون کا اکلوتا بیٹا ہوں، طاقت، شہرت اور بلندی میرے مقدر میں ازل سے ابد تک درج رہنے والی ہے۔

وہ لڑکی لعلین ابراہیم ہے! میری سب سے عزیز دوست مگر! مجھے قسمت نے ایسا بے بس کیا کہ میں اسے دھوکہ اور فریب دینے پر مجبور ہو گیا ہوں،"

وہ حسین خدوخال یکدم افسوس سے بھری کڑواہٹ میں ڈھل گئے تھے جیسے اس شخص نے کوئی بہت بڑا گناہ کیا ہو۔

لعلین کی نظر بے اختیار کراوڈ ایریا کی جانب فرصت سے بیٹھے شہریار پر مرکوز ہوئیں، اگلے ہی لمحے وہ مسکرائی کیونکہ وہ اسکا دوست ہونے کے ساتھ ساتھ سر پھرا تھا نیدار بھی تھا اور جو کچھ لال نے گزری رات اپنی وحشت کا توڑ کرنے کو کر دیا تھا وہ اس سے اسی کا حساب لینے پہنچ آیا تھا۔

کل لال شام کے بعد کلب چلی گئی تھی، ڈرگز لینے کے باوجود اسکے اندر کی وحشت کم نہ ہوئی تھی سو وہ اپنا غصہ اکیلی فٹ بال گراونڈ میں بچارے فٹ بال پر اتارتی رہی یہاں تک کہ وہ بھی پھٹ گیا اور پھر اسکے اندر کی تکلیف کم کرنے کا سبب بھی اللہ نے بنایا اور بھجت کے لوگ سلینا کی تلاش میں

رات اسکے کلب آئے، چونکہ لعلین کا پہلا شک بجھت پر تھا سو جب اسکے لوگوں نے آسان زبان پر نا سمجھتے ہوئے لعلین سے زبردستی سلینا کا پتہ اگلوانے کی کوشش کیے اپنی حدیں پار کیں تو لال نے بھی نہ آو دیکھا نہ تاو، اپنی ساری خوبیاں ان منحوسوں کو دیکھائے سبکو دن میں تارے دیکھاتے ہوئے مار پیٹ کر کلب سے نکالا جس پر کل سے اسکے کلب کے تمام لوگ بھی لعلین کو عجیب عجیب نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

وہ اس سر پھرے تھانیدار کو یہاں جمے بیٹھے دیکھ کر دل گرفتہ مسکرائی کیونکہ سلینا کی موت سے اب تک وہ اسکے آگے پیچھے ہی رہ رہا تھا، اسے جتنا دکھ آپیا کی موت کا تھا اتنی تکلیف شیری کے لاحاصل جنون کی تھی جواب تاعمر کے لیے لاحاصل ہی رہنے والا تھا۔

اپنی ٹیم کو میچ کچھ دیر بعد جاری کرنے کا اشارہ کرتی خود وہ ٹاول سے بھیگتا چہرہ اور نم گردن رگڑتی چلتی ہوئی اس کے قریب آئی جو ٹیک چھوڑے لعلین کے قریب آکر بیٹھنے پر چہرے پر ایسا تاثر لے آیا جیسے وہ اسکا سب

سے بڑا خیر خواہ ہو، جیسے یہاں لعلین کے دلاسے، محبت بھرا مرہمی ساتھ اور رونے کے لیے کندھا لینے آیا ہو اور اسے رات کے لیے شاباش بھی دینی ہو کہ اس نے بالکل ٹھیک کیا۔

اوئے انسپکٹر! تم نے لال کو کچھ زیادہ کمزور سمجھ لیا، تمہیں کوئی کام وام" نہیں ہے؟ اب کیا سستے عاشوں کی طرح بے وجہ تاڑ رہے ہو، نہ میری شکل سلینا ابراہیم سے ملتی ہے نہ کرتوت، دلاسا دینے میں تو سب سے بری ہوں، رہی بات کل کی تو رات گئی بات گئی بڈی، پہلے ہی کلب کے اونر سے کل کے حوالے سے ڈانٹ سن کر پک چکی ہوں سو تم شروع ہونے کی جرت بھی مت کرنا۔

ویسے کسی دن تمہیں انہی چکروں میں اپنی نوکری سے ہاتھ دھونا پڑ جائے گا اور افراہیم سر کی سفارش بھی نہیں ملے گی، پھر روتے ہوئے میرے پاس مت آنا کیونکہ لعلین ابراہیم کے پاس پھر تم جیسے غریب کی کفالت کرنے "کے لیے ایک ٹکا بھی نہیں ہو گا۔۔۔ سو میری مانو تو زندگی کو سنجیدہ لے لو

وہ جس طرح اسکے پاس بیٹھی ہاتھ میں پکڑی پانی کی بوتل منہ سے لگانے کے بعد اپنے بھیگے چہرے پر اسی سے پانی ہتھیلی میں بھر کر منہ پر پھینکتے اس سے پٹر پٹر مشین گن کی طرز مخاطب تھی، شہریار جدون اسکی ان سب باتوں پر اپنے اندر جیسا بھی قہر برپا محسوس کر رہا ہو مگر چہرے پر لال کے اتنی جلدی نارمل ہونے پر ڈھیر اطمینان سجا، تبھی تو وہ ہنسا۔

ساری زندگی محنت کر کے بہت کچھ کما لیا ہے شہریار جدون نے، اب کم" ازکم لٹ جانے پر تم جیسی گنگلی کے پاس تو آنے سے رہا نہ مسٹر ابا کی سفارش کے لیے گڑگڑاوں گا۔ رہی بات میرا یہاں بیٹھ کر تمہیں تاڑنا، تو اللہ ایسے دن مجھ مسکین پر نہ لائے کہ میں تمہیں سوچوں، خدا کی پناہ تم سے، جس کے بھی پلے پڑو گی اسے دشمن کی ضرورت ہی نہ رہے گی، اللہ اس پر رحم کرے۔

رہی بات میری تو میرے عشق کو تمہاری بہن سمیت تم نے بھی برابر جھٹلایا لڑکی لیکن اس پر نہ اس سے خفا ہوا نہ کبھی تم سے ناراض ہو سکتا

ہوں،.بیسٹو ہوں تمہارا، تمہیں خود سے زیادہ مضبوط دیکھ کر اچھا لگتا ہے، زندگی کی تکلیفیں ختم ہو جاتی ہے۔اور جس طرح تم نے خود کو اتنی جلدی سنبھالا اور رات بھجت کے لوگوں کی بینڈ بجائی وہ قابل ستائش ہے"

وہ اسکے روبرو ہر وحشت سے نکل آتا تھا، بھلے یہ اس ماہر کے جھانسے کیوں نہ تھے پر ابھی تک لعلین کا اسے اعتبار حاصل تھا کیونکہ وہ ابھی شہریار کے اصل سے ناواقف تھی۔

لعلین کھل کر مسکرانے سے گریز کرتی تھی، شاید یہ اسکی ذات کا حصہ تھا مگر ابھی وہ ہنسی تھی۔

میں گنگلی ہوں لیکن میرا دامن پھر بھی خوشی اور سکون سے بھرا ہوا ہے" شیری، اور یہی اس فانی دنیا کی ایک واحد اہم شے ہے جو ساتھ جائے گی، تم رکھو دولت شہرت اور میرا ہونے والا وہ بھی رکھ لو۔۔۔۔۔۔۔ خیر میرے کام کا کیا ہوا؟"

وہ ہر حال میں پر سکون رہنے کی عادی تھی اور اسے دیکھ کر لگتا نہیں تھا کہ دو دن پہلے اس نے اپنی کل متاع یعنی بہن کھوئی تھی۔

"تمہارا کام! ہمارا کام کہو لڑکی۔۔ سراغ ملا ہے سلینا کے قتل کے حوالے سے، لیکن وہ جو بھی ہے اسکا پتا تمہیں خود ڈھونڈنا ہوگا"

وہ تھوڑا سنجیدہ تھا جبکہ لعلین حیرت کا شکار۔

"اوہ تو مطلب آپیا کو بھجت آفریدی نے نہیں مارا، منحوس انسان تبھی اسکی تلاش میں لوگ چھوڑے ہوئے ہے، اس نے مارا ہوتا تو یقینا یہ تڑپ نہ دیکھا رہا ہوتا لیکن مجھے لگا تھا وہ سلینا آپیا کو ڈھونڈنے کے ڈرامے کر کے خود پر میرے شک کو کمزور کر رہا ہے پھر یہ کہانی میں ولن کہاں سے آیا؟"

وہ کافی الجھی ہوئی تھی اور شہریار کے ہونٹوں پر زہر خند مسکراہٹ آ کر فوری معدوم ہوئی، وہ خاصا مشکوک انسان تھا اور ابھی تو شاک باقی تھا۔

"گھٹیا تو وہ بھجت اب بھی ہے لال! کیونکہ اس نے اپنے گھر یہ بتایا ہے کہ اسکی بیوی سلینا اسکا سب لے کر بھاگی ہے، سارا بینک بیلنس لوٹ گئی اور

اس پر حملہ بھی کیا، آج ہی ہوسپٹل سے گھر آیا ہے۔ جھوٹ بول کر نا جانے ایسے لوگوں کو کیا ملتا ہے، سلینا نے مجھے دھتکار کر اسے چنا تھا، محبت کی تھی اس نے، حالانکہ تمہاری بھی سلینا نے ایک نہ سنی۔ بھجبت اس پر یہ سب الزام تھوپنے سے پہلے اسی کا خیال کر لیتا، کیا پتا اس نے خود کو نقصان خود دیا ہو اور پولیس تک یہی خبر پہنچی کہ اسکے ساتھ یہ سب سلینا نے نہیں کسی آدمی نے کیا، مطلب سمجھ رہی ہو کہ وہ ایسا کہہ کر سیلنا کا سراغ پانا چاہتا ہے تاکہ خود سزا دے۔

ویسے یہ الگ بات ہے کہ اس نے ہوسپٹل سے نکل کر اب تک اپنی بیوی "کے خلاف کوئی بیان نہیں دیا، گم شدگی تک کا بھی نہیں

شہریار کی تمام باتیں لعلین کے دماغ کی دوڑیں الجھاتی گئیں۔

وہ یہی سوچ رہی تھی کہ آخر سچ کیا ہے، کیونکہ سلینا کی موت جس روز ہوئی تھی اسی دن بھجبت پر ہوٹل کے کمرے میں قاتلانہ حملہ ہوا، سلینا کی قبر پر اس نے اسکے مجرم کو ڈھونڈنے کے بعد تختی نہ لگانے کا فیصلہ تبھی کیا

تھا کیونکہ وہ سلینا کی قبر کو محفوظ چاہتی تھی اور اب اپنی دور اندیشی پر اسے سکون سا ملا۔

شہریار نے جو حقائق لال کو بتائے ان کے مطابق سلینا کو گلا دبانے کے ساتھ ساتھ گولی ماری گئی تھی یہ سب شہریار نے اسے محض ثبوتوں اور گواہوں کے ذریعے بتایا تھا اور لعلین نے بھی اسکی تمام باتوں پر اعتبار کیا اور بس سلینا کی قبر دیکھی تھی جس میں دراصل سلینا دفن ہی نہیں تھی۔

شہریار کی آنکھوں میں ان کہا خوف بھی تھا کیونکہ وہ لعلین کی جاسوس طبعیت سے بخوبی واقف تھا، وہ بال کی کھال اتارنے میں ماہر تھی اور وہ ڈرتا تھا کہیں اس ان تھک محنت اس لڑکی کی جاسوسی برباد نہ کر دے۔

"مجھے لگتا ہے بھجت کے ساتھ واقعی یہ سب ہوا ہے، اتنا پاگل بھی نہیں کہ خود کو موت کے منہ میں ڈال دے۔ یعنی کسی نے آپیا کا نام استعمال کر کے یہ سب کیا اور بعد میں کام ہوتے ہی خود کو بچانے

کے لیے انھیں بھی مار دیا۔ مجھے ہر صورت اس قاتل تک پہنچنا ہے شیری"

لعلین کی سنہری آنکھیں اس قاتل کے لیے غائبانہ نفرت سے بھر چکی تھیں جبکہ شہریار نے خود کو ہر ممکنہ خوف سے نجات کی کوشش کی پر جب کچھ برا کیا ہو تو وہ آنکھوں سے ہراس بن کر ٹپکتا ہے۔

"نام جانتا ہوں، یقین نہیں لیکن میرا شک اس پر ہے کسی حوالے سے جو ابھی نہیں بتا سکتا، آیا وہ واقعی سلینا کا قاتل ہے یہ پتا کروانا اب تمہارا کام ہے"

شہریار نے معاملہ فہمی کے سنگ بات بنائی جبکہ لعلین جلد از جلد وہ نام جاننا چاہتی تھی۔

"نام بتاو شیری، وہ قاتل ہے یا نہیں یہ تلاش کرنا میرا کام ہے"

وہ کڑواہٹ سے بولی۔

"بلیک ڈائمنڈ، اب تم یہ مت پوچھنا کہ میرا شک اس پر کیوں ہے، جب تم اس تک پہنچو گی تو میرے شک کو جان جاو گی"

شہریار جدون کے منہ سے نکلا وہ بس یہ نام سن سکی تھی۔

"بلیک ڈائمنڈ! ہمم۔۔ لیکن یہ کون ہے؟اور کیسے ملے گا مجھے"
لعلین کی خاضر دماغی ان حالات میں بھی قابل تحسین تھی۔
"اٹس یور ٹاسک، اسکا اصل نام میں بھی نہیں جانتا مگر وہ بھجت کا کوئی بہت قریبی دوست ہے، اور تمہاری طرح وہ بھی انکی شادی پر راضی نہیں تھا۔۔۔اسے سلینا سے کوئی ایشو تھا اور اس نے سلینا اور بھجت کی شادی میں کافی رکاوٹیں ڈالنے کی بھی کوشش کی مگر چونکہ وہ یہاں نہیں تھا سو کامیاب نہ ہو سکا، ہو سکتا ہے اسی نے سلینا کو ٹپکا دیا ہو اور سلینا کو بھجت کے دل سے نکالنے کے لیے اسے برا بھی بنا دیا ہو،۔۔ مطلب یہ سب میرے شبہات ہیں جنکو یقین میں تم بدلو گی"
بہت مہارت سے شہریار نے اپنے شک، لال کے دماغ میں انڈیلے اور شہریار کے شبہات مضبوط تھے جو لعلین کو سوچنے پر مجبور بھی کر رہے تھے۔

ہو سکتا ہے، آپیا بھی تو منسٹر سے محبت کیے نا جانے کس کس سے پنگے لے" بیٹھی تھیں، تبھی کہا تھا اونچے خواب نہ دیکھیں، یہ بڑے بڑے لوگ بہت ظالم ہوتے ہیں، مافیا اور بلیک والڈ سے ناطے ہوتے ان لوگوں کے، کالی بھیڑیں ہیں سب، اور پھر بھجت آفریدی کی ریپو بھی عاشقی ٹوکے ہیرو سی تھی، مطلب کوئی اتنا کیسے پی سکتا ہے، مجھے تو تبھی وہ بگھڑا امیر زادہ آپیا کے لیے خطرہ جان لگا تھا، آہ سیلی آہ۔۔۔۔

"خیر یہ تو بتا دو بلیک ڈائمنڈ تک پہنچوں گی کیسے؟

لال کے ماتھے پر افسوس اور دکھ سے صاف شکنیں تھیں جبکہ شہریار جدون کے کان لال کے سوال پر کھڑے ہوئے۔

"میں نے سنا ہے جو اس کو ڈھونڈتا ہے وہ اسے خود مل جاتا ہے، تمہارے ہاتھ بھی تو کم اونچے نہیں لال۔ تم خود ڈھونڈو، سلینا کی موت کا بدلہ تم پر بھی فرض ہے"

شہریار نے ہوشیاری سے اپنا دامن بچایا تو وہ اسے گھورتی پھر مسکرائی۔

چلو ڈھونڈتے ہیں پھر، بلیک ڈائمنڈ کی تلاش کا مشن شروع ہوتا ہے۔"

ٹھیک ہے اب تم بھی لگو اپنے دھندے پر، جب ذمہ داری مجھ پر ڈالی ہے

"انسپیکٹر تو لال اسکو زمین سے بھی نکال لے گی

لال کو خود پر اعتماد تھا جس پر وہ ہنستے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

جن ثبوتوں کی بنا پر مجھے بلیک ڈائمنڈ پر شک ہے وہ میں جلد تم تک پہنچاوں"

"گا

مسکراتے لہجے میں کہتا شہریار جانے لگا تو لعلین بھی سر ہلاتی مسکرائی، ہائی فائے کرتے ہی وہ شہریار کو گروانڈ سے نکلتا دیکھتی رہی مگر حقیقت میں اسکا دماغ شہریار کی بتائی باتوں سے مرکز سے ہل چکا تھا۔

اسکے چہرے پر سوچ کی پرچھائیاں اتر چکی تھیں۔

جبکہ شہریار جب تک پارکنگ تک پہنچا، اس نے رازدارانہ نگاہ ارد گرد گمائی اور ساتھ ہی فون ملایا۔

ہاں سنو! لعلین پر خاص نظر رکھنا۔اسکی جاسوس حسیں اپنی بہن کی موت کے ماتم کے بعد دوبارہ سے انگڑائی لے رہی ہیں، سب کچھ پلین کے مطابق ہونا چاہیے، کوئی بھی گڑبڑ نہ ہو"

ماتھے پر بل ڈالے وہ اپنے خاص آدمی سے مخاطب ہوئے بولا اور پھر برہمی سے کال کاٹتے ہی وہ اپنی گاڑی میں سوار ہوا۔

کوئی لگ بھگ پانچ منٹ گزرے تھے کہ اسکے موبائیل پر میسج ٹون سنائی دی، اور جانے وہ کس کا پیغام تھا کہ شہریار جدون کی خوبصورت آنکھیں تمسخرانہ ہو کر رہ گئیں۔

....★☆☆☆☆☆★....

"کیا؟۔۔۔یہ ک۔۔کیسے ہو سکتا ہے؟"

وہ حلق کے بل دھاڑی تھی، اسے ملے تمام کانٹریکٹس کینسل ہو گئے تھے،
جہاں جہاں جولیہ نے پرفارم کرنا تھا ہر طرف سے اسے ری جیکٹ کر دیا گیا
تھا جبکہ لوئے بہزاد علوی کے ساتھ اتنے ہٹ کانسرٹ کے باوجود وہ بری
طرح تباہ ہو چکی تھی کیونکہ وہ جو لوئے کے ساتھ پرفارم کرنے کو اپنی جیت
سمجھ رہی تھی، لوئے نے بازی ہی پلٹ دی یعنی اس سے پہلے جولیہ اسے
کیش کرواتی اور اسے ڈرگز کے جھوٹے کیس میں پھنسا کر برباد کرتی،
جناب نے خرافاتی دماغ کو کام لائے یہ بازی اسی پر الٹی کر دی اور اب جولیہ
کا بس نہ چلا کہ وہ یا چلتی گاڑی کے سامنے آجاتی یا اپنے بال نوچ لیتی۔
سوری مس جولیہ، آپکی وجہ سے نہیں بلکہ لوئے بہزاد علوی کی موجودگی"
سے ہی اسکا ایونٹ شاندار رہا، تم جیسی تو ایک لمٹڈ طبقے کو خوش کروانے
کے لیے اسکے ساتھ موجود تھی، دنیا جانتی ہے وہ سر پھرا اک سٹار کسی
معمولی بات پر خوش بھی ہو سکتا ہے اور بگھڑ بھی سکتا ہے، ضرور تم نے کوئی
بکواس حرکت کرنے کی کوشش کی ہو گی جسکی تمہیں وہ سزا دے گیا، اب

جب تک وہ نہیں چاہے گا، کوئی تمہیں کام نہیں دے گا کیونکہ ہمارے ہاں برینڈ چلتا ہے، تم جیسے سستی پراڈکٹ کے دو نمبر کمرشل نہیں۔۔ سو گڈ بائے، لوئے علوی کی بدولت جو تمہارے چند فالورز بڑھ گئے، بس انہی پر "خوش ہو جاو۔۔۔۔ گڈ لک

یہ ایک بہت بڑے کمرشل برینڈ کے پروڈوسر کی آواز تھی جو اسے اسکی اوقات یاد دلاتا تضحیک کیے کال بند کر چکا تھا اور جو لیہ جو اس وقت قابل رحم حال تک پہنچی تھی، فون فرش پر پٹخ کر اپنے بال نوچتی اپنے روم میں بدحواس جن زادی کی طرح چکر کاٹنے لگی۔

ن۔۔ نہیں لوئے، اتنی آسانی سے تمہیں خود کو برباد کرنے نہیں دوں" گی۔ آج تک صرف سنا تھا کہ تم درندے ہو، دیکھ لیا۔ اپنی اس زلت کا بدلہ لے کر رہوں گی، اڑ لو جتنا اڑنا ہے، تمہیں جب مٹی میں ملاوں گی تب بھی

پوری دنیا دیکھے گی۔ایسا کیا کہہ دیا تھا میں نے کتے کہ تم نے مجھے اتنی بڑی سزا دی، یا ڈر گز کا علم ہو گیا اسے ؟؟؟؟، مجھ سے اپنا کام بھی نکلوا لیا اور یوز ڈ ٹشو کی طرح پھینک دیا، نوو و میرا نام جولیہ ہے، تمہیں اس پر ہر گز نہیں بخشوں گی"

جولیہ کا انتقامی ہو کر یہ کہنا، پھر نا جانے کس خوف سے وہ کانپی بھی، اسکا یہ اجڑنا اسکے تاریک کمرے میں وحشت طاری کر چکا تھا جبکہ اس لڑکی کی آنکھوں میں ایک ایسی آگ تھی جو لوئے علوی کو جلا سکتی تھی اور ستم یہ کہ وہ سر پھرا پاگل اس بار مشکل میں پڑتا دیکھائی دے رہا تھا اور اسے اسکی خبر بھی نہ تھی، کیا اسے اسکی خبر واقعی نہیں تھی؟ اتنا تو وہ معصوم اور بے خبر تھا نہیں۔

.. _____ ..

لئیق ایز دعلوی کی گاڑی جندل محل کے تاحد نگاہ پھیلے وسیع پورچ میں رکی تو اپنے روم میں کھڑی زائشہ جو شوہر کو دوادے کر ابھی سلائے فارغ ہوئی تھی کھڑکی کے پردے ہٹا کر اس کی آمد پر لمحہ بھر چہرے پر کڑواہٹ لائی مگر پھر بستر پر آرام کرتے فرہاد علوی پر اک کینہ توز نگاہ ڈالتی وہ ویسٹرن لباس میں لپٹی ماڈرن سی پینتالیس کے لگ بھگ خاصی پر کشش سی عورت اپنے وسیع پر آسائشی کمرے سے باہر نکلی۔

لئیق کو تاحد نگاہ پھیلی وسیع جندل محل کی راہداری پار کرتے اندر پہنچنے میں پانچ منٹ لگے اور اسی وقت میں زائشہ علوی بھی زینے اترتیں جندل محل کے سٹنگ ایریا کی طرف بڑھیں جہاں لئیق، اپنے ساتھ چلتے دستگیر عالم سے کسی اہم گفتگو میں محو تھا جب زائشہ بیگم نے مسکراتے ہوئے گلا کھنکھار کر لئیق کی توجہ پانے کی کوشش کی اور یہ فطری اور معمول کے مطابق تھا

کہ وہ اس عورت کو دیکھ کر کبھی بھی اپنے چہرے پر سختی اترنے سے روک نہیں پاتا تھا۔

اس نے دستگیر کو آفس روم کی طرف بڑھنے کا اشارہ کیا تو دستگیر ہاتھ میں پکڑی فائلز لیے روم کی طرف بڑھا اور زائشہ بیگم نے چہرے پر منصوعی شفقت کا مکوٹھا اوڑھا۔

ہیلو ہنی! کیسے ہو۔ آتے ہی یقیناً دوست کی عیادت کے لیے گئے تھے تم،"
لنچ پر کافی ویٹ کیا تمہارا۔ جانا بھی چاہیے تھا، آفٹر آل بھجت آفریدی بہت
"بڑے حادثے سے گزرا ہے

وہ زیادہ اس عورت سے بات کرنا پسند نہیں کرتا تھا کیونکہ چاپلوس اور شاطر سی عورت تھی اور پھر اسکے لیے لئیق ایزد علوی سونے کے انڈے دینے والی مرغی تھا جو فرہاد علوی کی جائیداد کے بڑے حصے کا مالک بھی تھا اور اس ستر کڑور کے جندل محل کا بھی اکلوتا حاکم تھا۔

جی وہیں گیا تھا، آپکو کوئی کام ہے تو بتائیں مسز فرہاد، کیونکہ اس وقت میں "
"تھوڑا مصروف ہوں

اپنے لہجے کو خفیف سا سخت مگر ہنوز مودب رکھے وہ بھرپور توجہ زائشہ کی جانب ڈالے متکبر لہجے میں بولا۔

"کتنی بار کہا ہے ہنی، ماں کہا کرو ناں لوئے کی طرح"

دنیا جہاں کا درد چہرے پر مطلب کے وقت لانا زائشہ بیگم کی کئی مہارتوں میں سے ایک تھا اور لئیق نے خاصی بیزارئیت سے انکی جھوٹی افسردگی برداشت کی۔

آپ لوئے بہزاد علوی کی ماں ہیں، میری نہیں مسز فرہاد اور میں بھی یہ "
"بات آپکو بارہا بتا چکا ہوں

اس نے ہر بار کا دہرایا جملہ کہا مگر وہ اسکے سامنے اچھے اور مہان بننے کا ناٹک جاری رکھا کرتی تھی۔

ہمم۔۔ تمہارے بابا کی طبعیت بہت بگھڑ گئی تھی، تمہارے والی ہی"

"میڈیسن دی تھیں۔۔ تم مل لینا ان سے

افسردگی قائم رکھے ہی وہ بولی جبکہ بابا کی طبعیت کا سن کر وہ فطری متفکر ہوا۔

"میں مل لوں گا، اور کچھ"

وہ اس وقت واقعی اجلت میں تھا کیونکہ لعلین کو جاننا اس وقت اسے ہر کام سے اہم لگ رہا تھا۔

ہاں ایکچولی تم سے ایک پرمیشن لینی تھی، میں گھر کو تھوڑی ری نیو کروانا"

"چاہ رہی تھی اگر تم اجازت دو، ایکچولی لوئے کی شادی کا سوچ رہی ہوں

وہ پھر سے جیسے اس سے بات کا گویا بہانہ تراش رہی تھی اور لوئے کی شادی کا سن کر لئیق کو لگتا جھٹکا فطری تھا۔

"سٹرینج! وہ شادی کے لیے مان گیا؟ یہ کب ہوا"

لئیق کا انداز خفیف سا تمسخر بھرا تھا اور زائشہ کو برا بھی لگا پر وہ پی گئی۔

"نو! مانا نہیں ہے ایکچولی اس بار اسے نیویارک کونسرٹ کے لیے بھیجنے کی یہی شرط رکھی تھی کہ وہ ہر جگہ منہ ماری کرنے کے بجائے کسی ایک کے لیے سنجیدہ ہو اور شادی کرے، آخر کب تک وہ اپنی زندگی برباد کرے گا"

زائشہ کے لہجے میں افسوس تھا اور لئیق اب بھی حیرت سے زہریلا مسکرایا۔

"تو یہ سب آپکو اسکی تربیت کرنے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا مسسز فرہاد"

اس شخص کا طنز زائشہ کو آگ لگا گیا مگر وہ آنکھوں میں امڈتی نفرت لمحوں میں اس رئیس زادے کے روبرو دبا گئی۔

"بس ہو گئی غلطی، اب کیا کروں۔ اسے اسکے حال پر تو نہیں چھوڑ سکتی۔ بے
"جالاڈ کاش نہ اٹھائے ہوتے تو وہ اس قدر خود سر اور غافل نہ ہوتا
لئیق کو اس عورت کے جھوٹے افسوس اور مگرمچھ کے آنسوؤں میں کوئی
دلچسپی نہیں تھی۔
لوئے بہزاد علوی کم از کم اس صدی میں سر دھرنے والی شے نہیں ہے سو "
میری مانیں تو اسکے ساتھ کسی کو زبردستی باندھ کر اس لڑکی کی زندگی جہنم
مت بنائیں کیونکہ اس نے عادت کے مطابق منہ تو باہر ہی مارنا ہے۔۔۔

"ایکسکیوزمی

وہ بہت سخت الفاظ کہہ کر جانے لگا تھا مگر زائشہ اس پر نفرت بھری نگاہ
ڈالتی فوراً آنکھوں میں جھوٹا پیار لیے اسکے سامنے آئی۔

"تمہاری ہر بات ٹھیک ہے لیکن مجھے کوشش کرنے دو، اور پرمیشن؟"

وہ انکے اجازت طلب کرنے پر جبڑے بھینچ کر رہ گیا اور جب وہ اسطرح کرتا تو اپنے غصے کو مہارت سے دباتا تھا اور اسکی آنکھیں سرخ ہو جاتیں۔

آپ لوئے کے کمرے کو جتنا ری نیو کروانا چاہتی ہیں کروا سکتی ہیں کیونکہ " صرف وہی آپکی ملکیت ہے اور باقی یہ پورا محل لئیق ایزدعلوی کا ہے۔ جندل محل میں کوئی تبدیلی کم از کم میرے مرنے تک نہیں ہو گی۔ امید ہے آپ " سمجھ گئی ہیں۔ معذرت خواہ ہوں، اہم کام ہیں

سخت اور پتھریلے الفاظ کہتے ہوئے اسکے خوبصورت چہرے پر سنگلاخ چٹانوں کی سی سختی تھی اور وہ اپنی بات کہہ کر پراعتمادی کے سنگ وہاں سے جا چکا تھا مگر زائشہ بیگم کے سر پر آگ لگ کر تلوں تک جا پہنچی تھی، اسکی آنکھوں میں لئیق کے لیے نفرت تھی۔

منحوس، اتنی بڑی جائیداد پر سانپ بن کر بیٹھا ہے۔ وہ خود تو دفع ہو گئی " اسے ہم سب پر تھوپ گئی، زائشہ ! اس مغرور کو راہ سے ہٹائے بنا تو اس

جائیداد پر کبھی حاکم نہیں بن سکتی۔ جلد اس کا کام نمٹانا ہو گا ورنہ یہ تیری اولاد کا حق کھا جائے گا۔"

وہ عورت جس قدر زہریلی تھی یہ اسکے انتقامی الفاظ سے واضح تھا اور لئیق ایزد علوی کیسے لا علم رہ سکتا تھا کہ اسکے گھر وہ کیسے سانپ پال رہا ہے۔

وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑاتی پیر پٹخ کر وہاں سے چلی گئی اور دوسری طرف لئیق بھی جب تک اپنے روم سے ملحقہ اپنے مین آفس میں آیا تو دستگیر چند گھنٹوں میں اسکے لیے تمام انفارمیشن کی فائل لیے مودب سا کھڑا منتظر تھا۔

لئیق کے رولنگ کرسی سنبھالتے ہی دستگیر نے وہ فائیل لئیق کے سامنے رکھی۔

"بہت خوب، ملٹی ٹیلنٹڈ ہے یعنی، گڈ جاب دستگیر۔۔۔ یہ بتاو شیپمنٹ کا کیا ہوا اور وہ آدمی"

فائیل پر سرسری سی نگاہ ڈالتا وہ کرسی سے ٹیک لگائے پہلے اہم معاملے کی طرف آیا کیونکہ وہ ہر معاملے پر گہری نگاہ رکھتا تھا۔

"بھائی کامیابی سے شیپمنٹ پوری ہو گی اور اس غدار کو قید کیا گیا ہے، آپ کے آرڈر کا ویٹ ہے۔مارنا ہے اسے یا اسکے پچھلوں کے لیے عبرت بنانا ہے"

دستگیر بھی جیسے کچھ غائبانہ برہم لگا مگر لئیق کے چہرے پر اطمئینان تھا، جو آدمی انکے ہتھے لگا تھا وہ جاسوس کا بہت قریبی ساتھی تھا۔

"نہیں نہیں مارنا نہیں ہے، اس نے بلیک ڈائمنڈ سے غداری کس کے کہنے پر کی یہ پتا کرواو۔جب ناکارہ ہو گیا تب بھی اس سے کیسے کام نکلوانا ہے یہ میں جانتا ہوں، ہر صورت اس سے جاسوس کا پتا لگواو"

وہ کاروباری انداز میں مزید غضب لگتا، اسکے چہرے کی ملائمٹ جب غصے سے ملتی تو سحر بن جاتی۔

"جو آپ کہیں، اور اس معاملے میں کیا پلین ہے آپکا؟"

دستگیر عالم نے اسکی توجہ فائیل کی طرف دوبارہ مبذول کی تو لئیق کی سیاہ آنکھوں میں نرم سا تاثر جاگا۔

پلین ! بہت بڑا پلین ہے۔ بتاوں گا تمہیں۔ فی الحال تم میری کیروسے"

"خفیہ ملاقات ترتیب دو

وہ ابھی اپنا پلین خفیہ ہی رکھے ہوئے تھا اور دستگیر نے فورا سے سر ہلائے باہر کی راہ لی جبکہ اسکے جاتے ہی لئیق ایزد علوی کی آنکھیں اس نام پر آن رکیں۔

لعلین ! یہ نام تمہیں جس نے بھی دیا وہ تعریف کا مستحق ہے۔ نام اتنا" خاص تو تمہیں بھی خاص ہونا ہو گا، جلد ملاقات ہو گی تم سے لعلین

"ابراہیم

ناجانے کیا تھا اس نام میں کہ لئیق ایزد علوی جیسا سخت، صنف نازک سے بیزار انسان اس نام پر خوامخواہ فدا ہو رہا تھا۔

پھر اس نے وہ فائیل بند کی اور وہیں میز کے ساتھ جڑے لاکر ڈراکو کی سے اوپن کیا، اس میں ایک خاکی کور روالی پرانی ڈائری تھی اور لئیق نے مسکراتے ہوئے اسے نکال کر اپنے سامنے رکھا۔

اور پھر اسکو کھولا، اتفاق سے جو صفحہ کھلا وہ آٹھ سال پہلے کی لکھی اسکی آخری ڈائری کا تھا۔

لئیق نے اس سطر کو پڑھنا شروع کیا۔

لال! مجھے اس دنیا کی ہر عورت آپکے سامنے بہت عام لگتی تھی لیکن" آپکے مرنے کے بعد بری لگنے لگی ہے کیونکہ آپکو مجھ سے چھیننے والی بھی کوئی ڈائن عورت ہے لیکن آپ اپنی وصیت میں کہہ گئی ہیں کہ میں شادی ضرور کروں، کتنی ظالم ہیں۔ چلیں میں اگر شادی کروں گا تو صرف آپکی ہم نام سے، لیکن مجھے نہیں لگتا اس دنیا میں آپکے علاوہ کوئی لعلین پائی جاتی ہے"

یہ اس نے اپنی پیاری ماں کے لیے لکھا تھا، جو آٹھ سال پہلے اس سے چھین لی گئی تھی، کہا جاتا تھا وہ مر گئی ہے مگر آج تک اسکی لاش نہیں ملی تھی سو اسکی مجرم کا نام جانتے ہوئے لئیق نے اپنی ماں کی قاتلہ کو سزا نہیں سنائی تھی، ایک آوارہ سا آنسو لئیق کی آنکھ سے ٹپک کر اس ڈائری پر گرا، اور اتفاق سے وہ لعلین نامی حرف پر گرا تھا۔

"میرا ایک مفروضہ غلط ہو گیا لال! آپکے علاوہ بھی وہ پائی گئی لعلین، آپ جیسی نہ ہوئی تو کیا ہو گا، شاید قیامت برپا ہو جائے۔ آپکے نام کی محبت ہی "اس ہم نام کو میرے دل میں بری طرح سمو دے گی، آئی نید یور پرئیر مما وہ عجیب بے قرار تھا، اسی ڈائری میں رکھی وہ تصویر جو اسکی ماں لعلین علوی کی تھی، اٹھا کر دیکھنے لگا، وہ واقعی بہت نیا جہاں کی خوبصورت عورت کی تصویر تھی، جسکے کندھوں تک بال تھے۔

کیا یہ اتفاقات تھے؟ زمین کی تہہ تک ہلچل ہوئی تھی، لئیق نے اپنے سینے پر ہاتھ جکڑا تھا۔

وہ اپنی ماں کی محبت میں پاگل تھا، وہ ماں جس نے اسے دنیا جہاں کی ساری محبتیں خود سونپی تھیں، اسے لعلین نام سے محبت تھی تبھی جس بھجت سے جڑے معاملے میں وہ اس لڑکی کو تلاش کرنے والا تھا وہ کچھ خاص امید افزاء نہ تھا تبھی لئیق کا دل اس لڑکی کے برا نکلنے پر ڈر رہا تھا۔

وہ فی الحال فرار کر رہا تھا، وہ تصویر، وہ ڈائری سمیٹ کر اس نے سگریٹ سلگایا، انگزائٹی میں وہ اکثر سموکنگ کرتا تھا، آٹھ سال سے لال کی گم شدگی کے بعد سے وہ اس معاملے میں دل گرفتہ ہو گیا تھا۔

جلد ہی سموکنگ سے آفس روم میں دھواں بھرنے لگا، مگر دو سگریٹ پھونکنے کے بعد اسکی بے چینی کو قدرے سکون مل چکا تھا لیکن اس سموکنگ کے باعث اسکی خوبصورت فدا کر لیتی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں۔

فرہاد علوی سے ملاقات وہ کیرونامی آدمی سے ملنے کے بعد کرنے والا تھا۔

.._____..

یہ ایک کچی بستی میں بنا بند گھر تھا جسکی خستہ حالی دیکھتے ہوئے یہی لگتا تھا کہ اسے صدیوں سے کھولا نہیں گیا مگر پھر بھی خبس اگلتی دوپہر کی سختی یہاں کم ہوئی وہیں اس کا دروازہ کھولے ایک نسوانی وجود اندر داخل ہوا، وہ نسوانی وجود کوئی اور نہیں لعلین ابراہیم تھی جسے یہاں ایک اہم آدمی سے ملنے آنا پڑا، جب وہ اندر آئی تو کوئی اکیس سالا نوجوان لڑکا پشت کیے کھڑا، جالوں سے اٹے اس کمرے میں کھڑا تھا، اسکے آنے کی آہٹ پر وہ پلٹ کر لعلین کے روبرو آیا۔

تم؟ تم یہاں کیسے علی؟ ان لوگوں نے تمہیں کیسے چھوڑ دیا، اور تمہارا باس"
"کہاں ہے؟

وہ اس لڑکے کو دیکھ کر حیرت زدہ ہوئی کیونکہ وہ دو سال اسکے ہی کلب کا ماہر کھلاڑی رہ چکا تھا مگر پھر وہ ایک معافیا گینگ کے لوگوں کے ہتھے چڑھ گیا، ،اسے خود بھی لعلین کے آنے کی امید نہ تھی کیونکہ وہ یہاں اس آدمی سے ملنے آئی تھی جس سے وہ ڈر گزلیتی تھی۔

میم! دراصل بلیک والڈ کا ڈیٹا ہیک کرنے کی وجہ سے جس ایجنسی کے"
لوگوں کے ہتھے چڑھ گیا تھا، وہ تو مارنے کے علاوہ زندہ کھال تک ادھیڑ دیتے مگر ایک نیک بریٹش آدمی نے بچالیا، وہ نہ ہوتا تو مارا جا چکا ہوتا، بس ایک لمبی کہانی ہے کبھی سناوں گا۔ باس کسی کام سے مصروف تھے تو انہوں نے مجھے بھیجا۔

خیر آپ بتائیں کیا کر سکتا ہوں آپکے لیے، باس نے سپیشل کہا تھا کہ میں
"آپکی مدد کروں، ڈرگ چاہیے؟

وہ لڑکا اپنی کہانی تیزی سے سمیٹتا مدعے پر آیا تو لال نے اسکے سوال پر فوری ناں میں سر ہلایا۔

"نہیں اس بار کام الگ ہے، مجھے بلیک ڈائمنڈ نامی آدمی کا پتا چاہیے، یہ کوئی جاسوس لگتا ہے، یا کوئی پاور فل آدمی۔ مجھے کسی بھی طرح بلیک ڈائمنڈ تک پہنچنے کا راستہ ڈھونڈ کر دو"

لعلین نے اسے تمام معاملہ سمجھایا تو ایک پل اس لڑکے کے چہرے پر بھی سنجیدگی چھائی۔

"بلیک ڈائمنڈ، یہ نام اس ایجنسی کے لوگوں کے منہ سے بھی سن چکا ہوں، چند ماہ جب قید میں رہا تھا۔ وہ لوگ اس نام سے بہت ڈرتے ہیں، لیکن اسکا پتا میں نہیں آپکو وہی آدمی دے سکتا ہے جس نے اس موت کے منہ سے مجھے نکالا مگر اس بات کی خبر صرف ہم دو کے بیچ رہے گی میم، یہاں تک کہ آپ اس بات کا ذکر شہریار سر سے بھی نہیں کریں گی نہ باس سے"

علی کے یوں معاملہ راز رکھنے پر لعلین کا دماغ بھی جھنجھلایا کہ وہ کیوں اسے اس درجہ احتیاط کا کہہ رہا ہے۔

"کیا وہ کوئی خطرناک انسان ہے، ظاہر ہے جس نے سلینا کو مارا ہے وہ ایسا ہی ہو سکتا ہے۔ کون ہے وہ آدمی، مجھے اسکا پتا دو؟"
لعلین اس وقت صرف سلینا کے قاتل تک پہنچنا چاہتی تھی پھر وہ جو مرضی ہوتا قبول کرنے والی تھی۔

"کیرو نام ہے انکا جنہوں نے مجھے اس جہنم سے نجات دلوائی، وہ آپکو اس پتے پر ملیں گے کیونکہ وہ اس کیفے میں کام کرتے ہیں، وہ آپکو بلیک ڈائمنڈ تک ضرور پہنچائیں گے۔ لیکن میم پلیز احتیاط کریں، یہ عام معاملہ نہیں ہے، اپنی گن ان معاملات کے بیچ اپنے پاس رکھیے گا، اور میں بھی آپ کے پیچھے ہی رہوں گا"

علی نے اسکی جانب ایک پتے پر لکھا کسی مشہور سے کیفے کا نام لکھ کر لعلین کی طرف بڑھایا جسے وہ تھام گئ، اور علی اسے جس طرح پروٹیکٹ کر رہا تھا وہ شفیق سا مسکرائی۔

"تھینک یو علی، تمہارا یہ احسان کبھی نہیں بھولوں گی۔ رہائی کی ایک بار پھر مبارک"

"اچھا میں ان سے کب ملنے جاوں؟

لال کی لگن دیکھتے ہوئے علی بھی متاثر ہوا تھا، وہ یہ تو جانتا تھا وہ جاسوس طبعیت کی مالک ہے پر اپنی بہن کی موت کے لیے اس سیاہ دنیا میں داخل ہونے سے بھی دریغ نہ کرے گی، یہ اسکے لیے بھی دھچکا تھا۔

"کل صبح سویرے"

علی نے مختصر جواب دیا تو لال نے مسکرا کر سر ہلائے اسکا کندھا تھپکا اور اجازت لیتی اس ویران سنسان ایریا سے اسی طرح نکل گئ جیسے آئی تھی

جبکہ علی نے لال کے متعلق پہلے ہی کیرو کو انفارم کر دیا کہ وہ بلیک ڈائمنڈ سے ملنے کے لیے اسکی مدد چاہتی ہے اور اسی وقت کیرو کو دستگیر کی کال موصول ہوئی کہ لئیق ایزدعلوی اس سے ملنا چاہتا ہے سو اس نے کیفے کے مالک سے دو گھنٹے کی چھٹی لی اور سیدھا "جندل محل" گیا، اسکی ملاقات جندل محل کے زمین دوز بنے کمرے میں سیدھی دستگیر عالم سے ہوئی۔

"انکو جلدی بلادیں ویر جی، معاملہ ارجنٹ ہے"

کیرو ایک عیسائی تھا مگر وہ ایک بہت اچھا انسان ہونے کے ساتھ ساتھ لئیق ایزدعلوی کے بہترین ساتھیوں میں تھا، اس سے انتظار مشکل ہوا تبھی وہ دستگیر کو یاد دلاتی کرواتے بولا اور وہیں دروازہ کھلنے کی آہٹ پر لئیق اندر داخل ہوا جس پر کیرو فوری مودب ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

اسکے انداز میں لئیق کے لیے بے پناہ عزت تھی۔

کیرو نے رسمی علیک سلیک کے بعد ہر حقائق لئیق کے گوش گزار کیا اور یہ بھی بتایا کہ لعلین نامی لڑکی اپنی بہن کا قاتل بلیک ڈائمنڈ کو سمجھ کر اسے تلاش کر رہی ہے اور یہ سب دلچسپ سا سننا لئیق کے چہرے پر شرانگیز مسکراہٹ لے آیا۔

کچھ وقت لئیق کی زہر خند خاموش مسکراہٹ کے نام ہوا اور پھر نا جانے لئیق نے کیرو کو کیا کہا کہ وہ آگے سے ہونق ہوا حکم پر سر ہلانے لگا۔

خود دستگیر کے بھی پلین کو سننے کے بعد پسینے چھوٹ گئے۔

کیرو ہدایات لے کر اس خفیہ روم سے نکل کر چلا گیا جبکہ دستگیر ابھی تک گہرے صدمے میں غرق تھا سوا سے ہوش ہی نہ رہی کہ وہ لئیق ایزد علوی سے کچھ پوچھ پاتا۔

.. _____ ..

وہ کچھ دیر پہلے ہی واپس آئی تھی، علی سے ملنے کے بعد وہ لیب چلی گئی تھی، اور اسکے بعد بس ایک سوئمنگ کی کلاس لیے واپس اپنے گھر آگئی۔

"کل آوں گی ان شاءاللہ ! کل سنڈے ہے ناں اور آپ جانتی ہیں عینی کہ سنڈے کو لال کتنی مصروف ہوتی ہے پھر بھی کل کی شام آپ کے اور آپکے پرکاش جی کے نام۔۔۔۔تب تک کچھ اہم کام ہیں"

وہ اپنے چھوٹے سے فلیٹ میں اکیلی رہتی تھی، ساتھ ٹوئنکل نامی بلی تھی جو اسے جان سے پیاری تھی اور اس وقت بھی لعلین کافی مگ میں کافی پھینٹتی ہوئی فون پر انہی خوبصورت سی عمر رسیدہ عورت سے مخاطب تھیں جو کل اسکے پاس آئی تھیں، انھیں پتا تھا لال جلد نارمل ہو جائے گی سو اسکی ہشاش بشاش آواز سن کر عینی کو قدرے راحت ملی۔ عینی کسی ایسے ادارے کے

لان میں رات کے وقت اپنے ساتھ ہنڈسم سے انکل نما پرکاش جی کے ساتھ واک کر رہی تھیں جیسے وہ کوئی اولڈ ہوم ہو۔

"شام کو کیوں چائلڈ! تم صبح آنا۔ پورا سنڈے ہمارے ساتھ رہنا"
دوسری طرف سے آتے معصوم شکوے پر یہاں لال مسکرائی اور وہاں جناب پرکاش صاحب، اپنی زوجہ کے لاڈ وہ تو سہہ لیتے تھے پر لال پر وہ خاصے بھاری پڑتے، پرکاش کہہ کہہ کر تھک جاتے کہ وہ لال کو تنگ نہ کیا کرے مگر عینی کی جان بستی تھی لال میں اور جب وہ سنڈے ان دو اور باقی اولڈ ہوم کے بڑے بڑے بورھے دوستوں کے ساتھ گزارتی تھی تو وہ لوگ بھی جینے لگتے تھے، اس بار تو انکے بقول لال کو اس انجوائے منٹ کی زیادہ ضرورت تھی تاکہ وہ سلینا کے کرب سے نکلے۔
"پہلے مجھے ایک کام سے جانا ہے، کچھ اہم ہے عینی۔ ہم لیٹ دیر تک مستی کریں گے آئی پرامسس"

وہ مگ لیتی، ٹوئکل کو دوسرے ہاتھ سے دبوچ کر اٹھاتی، اسکی گال پر پیار دیے لاونج کی طرف آئی اور بیٹھی جبکہ لیٹ نائیٹ کا سن کر عینی کا خفا موڈ کچھ بحال ہوا۔

"پھر ٹھیک ہے، تم نہیں جانتی کتنی مشکل سے دن گزرا ہے۔ تم سے ملنے کو دل بے قرار ہو رہا ہے کیونکہ کل تم بالکل ٹھیک نہ تھی میرے سکون، میرا بس چلے تو تمہیں پاس ہی رکھ لوں"

وہ انکی محبت پر اکثر افسردہ ہوتی، بہت بار سوچتی تھی کہ دونوں کو اس اولڈ ہوم سے لا کر اپنے گھر لے آئے مگر پھر کرائے کے اس فیلیٹ کا سوچ کر رک جاتی، پھر وہ ان دو کی کفالت کرنے کے لیے بلکل خود مختار نہ تھی، سلینا کی بظاہر موت کے باعث اسکا اکاونٹ بھی بند ہو گیا تھا جس میں لعلین کی خاصی جمع پونجی موجود تھی مگر بینک والے اونر کی موت کے بعد وہ اسکے بقول سب نگل گئے، کلب سے وہ جتنا کماتی تھی وہ سب تو کرائے

اور گھر کے اجرجات میں نکل جاتا، پارٹ ٹائم شام میں لیب میں جو جاب کرتی اس سے آنے والے پیسے سے اسکی جم فیس، سوئمنگ کلاس اور ایسی تمام چیزوں میں لگ جاتا سو وہ چاہتی تھی کہ پہلے سیٹل ہو جائے پھر وہ ان دو کو اپنے پاس لانا چاہتی تھی۔

عینی پھر دعا کریں میری شادی ہو، میرا ایک اکڑو سا بیٹا ہو جو مجھے میرے" ہی سمت بوجھ سمجھ کر اولڈ ہوم پھینک جائے۔۔بس تبھی آپکی لال کو وہاں "رہنے کا انٹری ٹکٹ مل سکتا ہے

یہ سب اس نے مزاق میں کہا تھا پر عینی کے چہرے پر افسردگی چھا گئی کیونکہ انکا بیٹا اس شہیر کا امیر آدمی تھا جس نے ایک گوری سے شادی کی تھی اور پھر اسکے کہنے پر پرکاش اور عینی کو گھر سے نکالے اولڈ ہوم چھوڑ آیا اور مڑ کر خبر نہ لی۔

عینی کی خاموشی بھانپ کر لعلین کو شدت سے پشیمانی نے گھیرا۔

میرا مقصد آپکا دل دکھانا نہیں تھا عینی، دعا کریں کہ اللہ مجھے بڑا سا گھر "
دے پھر آپ دو کو وہاں ایک منٹ بھی رکنے نہیں دوں گی۔ آپ جانتی ہیں
" تھوڑی منہ پھٹ ہوں، ایسی باتیں دل پر نہ لگایا کریں
وہ جیسے تڑپ اٹھی مگر عینی کو اس پر معزرت کرتے مزید پیار آیا اور ساتھ
پرکاش صاحب نے بھی تو انکا ہاتھ جکڑا ہوا تھا۔

تم عینی کا دل ہو لال، تمہاری کوئی بات بری نہیں لگتی۔ جانتی ہوں بہت "
" تنگ کرتی ہوں، کیا کروں تم نے ہم دو کو اپنی عادت جو ڈال دی
وہ عینی کی محبت کے آگے دب سی گئی، اور سارا امڈتا پیار اس گرے آنکھوں
والی سفید بلی یعنی ٹوینکل کو کیا۔

اوہ عینی سینٹی مت کریں بہت مشکل سے حوصلہ تھاما ہے، ٹوئکل منہ بنا"
رہی ہے۔اسے لال کی بے وقت کسیسیز سے الجھن ہوتی ہے اور جب مجھے
"پیار آئے تو میں جتائے بنا رہ نہیں سکتی
وہ حسب توقع اس مغرور بلی کو زبان نکالے بولی جبکہ عینی کا قہقہہ بلند ہو کر
لال کا دل ہلکا کر گیا۔
تمہارے ہبی لکی ہوں گے پھر، مفت کی کیسیز جو ملتی رہیں گی وقت بے"
وقت۔ایکچولی میں بھی تمہارے جیسی پاگل ہوں، پر کاش کی شامت اب
تک آتی رہتی۔خاص کر جب عینی سے لال ملنے آتی ہے تو میری ایکسائٹمنٹ
"کے بعد ان موصوف کا منہ بھی ٹوئکل جیسا بنتا ہے
جہاں عینی کے اس طرح بے باک انداز سے بتانے پر بچارے پر کاش
صاحب بلش کر گئے وہیں لعلین بھی بہت سارے رونے کے بعد کھل کر
ہنسی اور یہ عینی نے اپنی جان کی ہنسی واپس لانے کو ہی کیا تھا۔

"ہاہااوہ ایم جی، عینی! مجھے پرکاش بابا پر حقیقی ترس آیا سیریسلی۔بچارے"
وہ بھی ایک نمبر کی شرارت کی پری تھی اور عینی تب ہنسیں جب پرکاش
لاحول پڑھتے وہاں سے چلے گئے، بھلے وہ ویسٹرن تھے دونوں پر عینی کی بے
باکیاں ان کیوٹ سے انکل کو شرما کر کسی کھونے پر اب بھی چھینے پر
اکساتیں۔

ہاہاویری فنی، کچھ ترس فیوچر ہبی پر بھی کھالو، کب تک تمہیں ڈھونڈتا"
"رہے۔۔اب اسے مل جاوتا کہ اسکا بھلا ہو۔۔۔
لال کے بقول یہ اسکی منہ بولی ماں کا فیورٹ ٹاپک تھا اور لعلین صاحبہ کلٹی
ہونے کی تیاری میں تھیں کیونکہ شادی اس کے لیے بربادی سے زیادہ کچھ
نہ تھا۔

خاص کر سلینا کی منہ زور محبت اور شادی کا انجام پھر ناگہانی موت دیکھنے کے بعد تو اسے مردوں سے پہلے سے دگنی کوفت ہونے لگی تھی اور دو محبت کرنے والوں سے دلی چڑ۔

عینی ! اس شخص کا بھلا مجھ سے نہ ملنے میں ہی ہے کیونکہ میرے قریب "
آنے والا صرف جہنم کی سی آگ میں جلے گا اور آپ یہ بات جانتی ہیں۔ کل
ملتی ہوں، آپ اپنے پرکاش جی کے ساتھ منقطع کیا رومانس کیری اون
"کریں۔۔۔ سی یو مائی لووو

اسکا آج بھی ہمیشہ جیسا کسیلا جواب اور فون کاٹنا عینی کو اسکی فکر میں گہرائی سے ڈبو چکا تھا، وہ ایک بار پھر دو سال پہلے ہوئے اس حادثے کو یاد کیے غمزدہ ہو گئیں، جسکے بعد ہی لال اتنی سنگدل ہوئی تھی۔

انکے پاس اس اولڈ ہوم میں بیٹھ کر چار ہی کام تھے، ایک اپنے سنگدل بیٹے کے ظلم پر افسوس اور ماتم کرنا، پرکاش صاحب کو تنگ کرنا، لال کی فکر کرنا اور چوتھا بیکنگ کرنا جو وہ ایز آ بزنس اپنے اور پرکاش کے اخراجات خود اٹھانے کے لیے کرتی تھیں۔

"ٹوئنکل! ناٹ فئیر لیڈی، لوگ ترستے ہیں لال کی ایک نظر کے لیے اور تم میری کیسیز پر منہ بناتی ہو۔۔ آج تم میرے ہاتھوں سے گئی"

فون بند کرتے ہی ذہن بھٹکانے کو وہ ٹوئینکل کو بری طرح دبوچ کر گدگدی کرتی ہنسی اور آگے سے وہ مغرور بلی بھی اس کے ساتھ مستیاں کرتی بہت پیاری لگی مگر پھر سیلی کو یاد کرتے لعلین کی آنکھیں آنسوؤں نے بھریں تو ٹوئنکل نے اسے یوں گھیرا جیسے اسکے آنسو اس بے زبان بلی کو درد پہنچا گئے ہوں۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

وہ انکے کمرے میں داخل ہوا تو فرہاد علوی کسی کتاب کو پڑھنے میں ہلکان اور جھنجلاہٹ کا شکار ہوئے جھٹکے کھا رہے تھے جب لئیق کو آتا دیکھ کر انکی پریشان آنکھوں میں تڑپ اور محبت ایک ساتھ اتری اور تبھی لئیق بھی چہرے پر چھائی سختی پرے کیے فرہاد علوی کے ٹیک چھوڑ کر بیٹھنے پر پاس ہی جا کھڑا ہوا، وہ اسے یوں آس سے دیکھ رہے تھے جیسے وہ انکے لیے اس موت جیسی زندگی سے نجات لایا ہو۔

"طبعیت کیسے ہے آپکی؟"

نرم انداز میں وہ بابا کے بے قرار چہرے کو دیکھتا پاس بیٹھا تو انہوں نے بے اختیار لئیق کا ہاتھ جکڑا جس پر لئیق نے اپنی آنکھیں جھکا کر انکے ہاتھ پر جمائیں۔

طبعیت۔۔۔ طبعیت ٹھیک ہے۔۔۔ب۔۔بس بس سر میں، دل میں، "
ادھر، اور ادھر بھی ت۔ تھوڑا سا درد ہے۔۔۔۔۔ز۔۔زیادہ نہیں
ہے۔۔۔۔ تم۔۔ تم کہاں تھے، مس کر رہا تھا تمہیں، ہر روز مجھے دیکھائی دیا
" کرو، بلکہ ہر گھنٹے

وہ کچھ جذباتی سے تھے، شاید کسی ذہنی بیماری میں مبتلا تھے، اور یہی وجہ تھی کہ بابا کی ایسی حالت کے باعث وہ انھیں اپنے حق مارنے پر آٹھ سال پہلے ہی معاف کر چکا تھا۔

وہ جس طرح اپنے سینے، پیٹ اور نبض پر ہاتھ رکھ کر اپنی تکلیف بتا رہے تھے، لئیق کو دلی تکلیف پہنچی پر وہ ضبط کر گیا، یہاں وہ ہوتیں تو اس شخص کی زرا سی تکلیف پر پھر مر جاتیں۔

کہیں نہیں تھا، آس پاس ہی تھا۔ کونسی میڈیسن کھائی تھی، بلو کلر کی یا"
"ریڈ؟

وہ انکی طرف دیکھتا نرمی سے انکی شرٹ پر پڑی سلوٹیں ہاتھ کی ہتھیلی سے سہلائے جو پوچھتے بولا اس پر اول تو وہ کہیں کھوئے جیسے میڈیسن کا رنگ یاد کر رہے ہوں اور پھر جس طرح کوئی بچہ یاد آنے پر گھبراتا ویسے گھبرائے۔

"وہ ریڈ تھی شاید، نہیں بلو تھی۔۔۔۔یا شاید ریڈ بلو دونوں تھیں۔۔ چھوڑو انھیں۔۔پر آرام نہیں آیا۔۔۔، ک۔۔کیسے آئے گا آرام۔میرا سکون تو میں نے خود غارت کیا، تم نے مجھے بھلے معاف کر دیا لیکن آٹھ سال سے ب۔۔ بابا نہیں کہا، تم جانتے ہو تمہارا مج۔۔مجھے بابا نہ کہنا پاگل کر دے گا۔ پاگل کر دے گا"

یکدم ہی اس شخص کی آنکھوں میں سرخائی گھل آئی اور وہ شخص تڑپتا سسکتا لئیق سے بابا کہلوانے کی بھیک مانگنے لگا اور یہ سارا منظر دروازے سے کان لگا کر کھڑی زائشہ سن رہی تھی اور اسکے چہرے پر صاف باپ بیٹے کے لیے حقارت درج تھی۔

تو کیا آپکو اب اتنی بھی سزا نہ دوں، آپکو دیکھتا ہوں، آپ سے بات کرتا"
ہوں، آپکے ساتھ ہر سنڈے سوئمنگ کرتا ہوں، ہم گولف کھیلتے ہیں، ہم
چیس کھیلتے ہیں، ہم نیوز پر مل کر تبصرہ کرتے ہیں، ہم اکثر شام میں واک
کرتے ہیں، کافی ہونا چاہیے مسٹر فرہاد علوی، اتنا اچھا نہیں ہوں، جتنا ہوں
قبول کریں۔ آپکی بہت فکر رہتی ہے، خود کو سنبھالنا سیکھیں، کب تک
"دوسرے آپکو سنبھالیں گے

اس شخص کا لہجہ بجھا ہو کر بھی جلتی آگ کو مات دے رہا تھا جس سے فرہاد
!علوی کی تکلیف بڑھی اور زائشہ کی نفرت

لیکن تم میرے بال نہیں سنوارتے لئیق، تم مجھے اپنی طرح والی سپیشل"
ٹائی نہیں پہناتے، اپنے ہاتھوں سے مجھے ناشتہ سرو نہیں کرتے، میرے
لیے کپڑے نکال کر نہیں رکھتے، تم نے میری شرٹ خود پریس کرنا چھوڑ

دی، یہاں تک کہ پچھلے آٹھ سال سے تم نے میرے لیے کوئی شاپنگ نہیں کی، میری برتھ ڈے پر کوئی گفٹ نہیں دیا"

یہ تو لئیق کو امید نہ تھی کہ بابا ایسے شکوے کر گزریں گے، تمام تر تکلیف کے وہ مسکرایا کیونکہ یہ سب اس شخص کے لیے لعلین نور علوی کیا کرتیں تھیں۔

وہ تو پاگل تھیں، ایک بے وفا، ہرجائی، ظالم کو بھی سر کا تاج رکھتی رہیں" تبھی یہ سب کر کے آپکی عادتیں بگاڑ گئیں۔ لیکن میں لئیق ایزد علوی ہوں فرہاد صاحب، آنکھوں دیکھی مکھی نہیں نگل سکتا معذرت، آپ سے پدرانہ پیار کرتا ہوں صرف اسی کا حق ادا کروں گا، آٹھ سال پہلے میری آپ سے رہی سہی دوستی انکے مرنے کے ساتھ ہی ختم ہو چکی ہے سو میں آپکے لال کی طرح لاڈ اٹھانے کا روادار نہیں۔ دوبارہ میڈیسن لیں تو بلوو اونلی۔۔۔۔ ٹیک کیئر، آپکے لیے ایک پر سکون نیند اہم ہے"

نہ تو کوئی چیخ و پکار نہ اس شخص کا گریبان جکڑ کر اپنے حق مارنے کا غصہ کیا بس وہ اپنے سرد لفظوں سے ہی فرہاد کا سینہ چیر گیا، وہ جب یہ سب کہہ کر اٹھا تو انکو لگا اسلنکا دل بیٹھ گیا ہو، لئیق جانے لگا تو فرہاد نے بے بسی سے اسکا ہاتھ تھاما، وہ مجبوراً ہی سہی پلٹا تو فرہاد اسکی طرف ایک انگلش لو وسٹوری بک ڈبڈبائی آنکھوں سے تڑپ کر تکتے بڑھا رہے تھے اور آنکھوں میں بلکتی ہوئی حسرت ہلورے لے رہی تھی۔

"پلیز۔۔۔پلیز آج مجھے کچھ پڑھ کر سنا دو، آئی ریکوسٹ لئیق"

وہ بہت تکلیف میں تھے تبھی وہ جانہ سکا اور سپید تاثرات کے سنگ اس نے وہ بک تھامے واپس بیٹھ کر جگہ سنبھالی۔

"If I stay"

کتاب کے سرورق کو پڑھ کر ہی لئیق کا موڈ بگھڑا، جبکہ اس نے ایک بیزارئیت بھری نظر سکون سے آنکھیں موند لیتے بابا کو دیکھا جو اس سے لوری سننے کے موڈ میں تھے اور ایسی تھکی لو وسٹوریز پڑھنا تو دور لئیق دیکھنے تک کا روادار نہ تھا۔

لئیق نے یونہی کتاب کو رینڈ ملی کھولا اور پڑھنے لگا۔

"Because love, it never dies, it never goes away, it never fades, so long as you hang on to it."

پہلے ہی جملے پر اسے کوفت اور بیزارئیت نے گھیرا جبکہ فرہاد اسکو واپس آنکھیں کھولے محبت سے دیکھ رہے تھے، کیونکہ وہ جس چیز سے چڑتا وہ آٹھ سال سے وہی کرتے ہوئے اسے واپس اپنا دوست بنانے کے جتن کر رہے تھے۔

“I'm not sure this is a world I belong in anymore. I'm not sure that I want to wake up.”

مزید پڑھتے ہوئے اس نے بیزارگی سے صفحہ پلٹا۔

“Losing me will hurt; it will be the kind of pain that won't feel real at first, and when it does, it will take her breath away.”

فرہاد علوی اسکا ضبط اکثر و بیشتر یونہی آزماتے مگر وہ چند لائنز کو سننے کے بعد ہی نیند سے حاوی ہونے پر اپنی آنکھیں جھپکانے لگے۔

"Sometimes you make choices in life and sometimes choices make you.”

اس جملے پر لئیق کی بیزارئیت قدرے کم ہوئی تھی، کیونکہ یہ اس شخص کی زندگی کا سچ تھا۔

“You can have your wishes, your plans, but at the end of the day, it’s out of your control.”

فرہاد علوی کی بند ہوتی آنکھیں دیکھتا وہ آخری سطر پڑھے کتاب بند کر چکا تھا، مگر پھر اسکی نظر ایک نیلی سطر پر رکی جسے کسی نے ہائی لائٹر کر رکھا تھا۔

"I don’t really care. I shouldn’t have to care. I shouldn’t have to work this hard. I realize now that dying is easy. Living is hard.”

مزید خود کو اس ٹارچر کے ہاتھ کم از کم وہ نہ دے سکا اور کتاب میز پر رکھتا وہ فرہاد علوی پر اک تھکن سے اٹی نظر ڈالے کمرے سے نکل گیا جبکہ زائشہ بیگم اس کے نکلنے سے پہلے ہی دیوار کی اوٹ میں ہو گئی اور جب وہ اندر داخل ہوئی تو فرہاد علوی پر بھی اب اسکی آنکھیں نفرت سے بھرپور ہو کر مرکوز تھیں۔

.._____..

حسب توقع وہ صبح صبح علی کے بتائے پتے پر کیروسے ملنے کیفے پہنچ چکی تھی، چونکہ معاملہ ایسا خطرناک تھا سو وہ کچھ نروس لگ رہی تھی، وائیٹ ٹائیٹ پر ڈارک بلو اپر پہنے، گلے میں دو بار رول کیا اسکارف، بال ویسے ہی کھلے جو کندھوں تک بھی بمشکل پہنچتے، پیروں میں وائیٹ لیڈی سنیکرز شوز

پہنے، دھیمے پارٹی میک آپ کے سنگ چہرے پر آئی پریشانی چھپانے کی کوشش کیے وہ کندھے پر لٹکا یا بیگ میز پر رکھتی کرسی گھسیٹ کر بیٹھی۔

کیرو جو آنے والے کسٹمرز کو پیزا اور کیک سرو کر رہا تھا، اس لڑکی کا خلیہ دیکھ کر سمجھ گیا کہ یہی لعلین ابراہیم ہے کیونکہ علی نے اسے لعلین کے صبح آنے کا وقت اور اسکا خلیہ بتایا تھا، کیرو نے دو آرڈر سرو کیے اور پھر آرڈر بک لیتا پروفیشنلی انداز میں اس ٹیبل کی طرف بڑھا جہاں بیٹھی لعلین گھبرائی ہوئی یہاں وہاں دیکھنے میں گم تھی۔

آج پھر اتفاق سے موسم ابر آلود تھا اور آسمان گھنے سیاہ بادلوں کی لپیٹ میں تھا اور آہستہ آہستہ تیز ہوا کے جھکڑ بھی چلتے ہوئے اس خوبصورت مین روڈ سے جڑے کیفے کا ماحول صبح صبح حسین کر رہے تھے۔

"آپ لعلین ابراہیم ہیں یقینا؟"

کیرو کے مخاطب کرنے پر وہ اسکی طرف چونک کر دیکھنے لگی جو تھوڑے پکے رنگ کا مالک آدمی تھا، اسکا ایک کان چھیدا تھا جس میں ٹی سائن کا ایک ائیر رنگ جھول رہا تھا، پھر اسکی لکس بھی کچھ عجیب خوفزدہ کرنے والی تھیں تبھی وہ تھوڑی ہچکچائی۔

"یس، اور آپ کیرو ہیں؟"

لعلین نے ہمت جمع کیے پوچھا جس پر وہ اسے دیکھتا سر ہلا گیا۔

"جی میرا نام کیرو ہے، آپ جس تلاش میں آئی ہیں اسکے بارے ہم یہاں بات نہیں کر سکتے۔ یہ ایک پتا دے رہا ہوں، آپ یہاں پہنچیں، میں کیفے سے چھٹی لے کر آپکے پیچھے ہی پہنچتا ہوں"

یہاں بات کرنا خطرناک تھا تبھی اس نے آرڈر بک میں ایک چٹ رکھے اسکی طرف بڑھائی اور وہاں سے چلا گیا جبکہ اب تو لعلین کو واقعی ڈر لگا تبھی

وہ تھوک نگلتی وہ چٹ لیے اپنا بیگ اٹھاتی وہاں سے چلی گئی، کیرو نے بھی ایک گھنٹے کی چھٹی لی اور لعلین کے پیچھے ہی روانہ ہوا۔

لعلین کو اس نے اسی قبرستان میں بلوایا تھا جہاں سلینا کی قبر تھی، اور وہاں ارد گرد نہ بندہ تھا نہ بندے کی ذات مگر ایک آنکھ ہمہ وقت لال پر مرکوز تھی۔

اسے قبرستان پہنچے دس منٹ ہی ہوئے تھے کہ اسکو داخلی دروازے کی سمت سے کیرو آتا دیکھائی دیا تبھی لعلین نے احتیاط کے طور پر اپنے بیگ سے اپنی رجسٹرڈ گن نکال کر اپنے ہاتھ میں چھپائی اور کیرو اسکے ہاتھ میں گن دیکھ چکا تھا تبھی اس تک پہنچنے تک اسکے چہرے پر تھوڑا خوف اتر آیا۔

"یہ کیا مشکوک حرکت تھی، کون ہو تم اور بلیک ڈائمنڈ کون ہے جس تک پہنچانے کے لیے تم سب اتنی احتیاط برت رہے ہو"

بروقت اپنی گن نکالتی وہ کیرو پر تانے ظالمانہ تیوروں سے غرائی جبکہ لئیق نے کیرو کو اس خطرے سے کل ہر گز آگاہ نہ کیا تھا ورنہ وہ اپنے بچاو کے لیے بھی کچھ ہتھیار ساتھ لاتا۔

"دیکھیں لعلین صاحبہ، گن نیچے کریں۔ابھی تو بیچ میں ایک اور آدمی پڑے گا تب جا کر آپ بلیک ڈائمنڈ تک پہنچ سکیں گی سو ابھی سے آگ بگولہ مت ہوں"

کیرو نے اس سر پھری کو صلح جو ہوئے سمجھایا تو وہ ایک اور آدمی کا سوچ کر ہی کھول اٹھی، لیکن اسکے باوجود اس نے کیرو پر تانی گن ہٹالی۔

معاملہ واقعی اسکی سوچ سے زیادہ الجھا تھا۔

"ابے کیا وہ کوئی ملک کا صدر ہے جو اتنے سٹاپ آرہے اس تک پہنچنے میں، جلدی بتاو کون ہے وہ اور اب وہ کہاں ملے گا؟"

اس عجیب چوہے بلی کے کھیل نے لعلین کو تپا دیا جبکہ کیرو جانتا تھا آگے سن کر وہ اور طیش میں آئے گی۔

اس تک پہنچانے کے لیے جو آدمی اب بیچ میں پڑے گا اس سے آپکو ایک "

"کانٹریکٹ کرنا ہوگا، یعنی معاہدہ

کیرو کی آسان بات بھی لعلین کے پلے نہ پڑی اور وہ اسے گھور کر سرد مہری سے دیکھنے لگی۔

"کیا مطلب؟ اب یہ معاہدہ کس لیے؟"

لال کا ضبط جواب دے رہا تھا۔

"یہ انکے کام کرنے کا اصول ہے، خاص کر عورت ذاد کے معاملے میں"

کیرو کی عجیب سی وضاحت قدرے مضحکہ خیز تھی تبھی وہ پہلے زہریلا ہنسی اور پھر سے گن کیرو پر پہلے سے زیادہ سفاک تیور کے سنگ تانی۔

کیامیرے منہ پر بیو قوف لکھا ہے ؟سیدھے سے بتاو کون ہے وہ اور کیا"

"معاہدہ چاہتا ہے،اب تو تم بھی مجھے مشکوک لگ رہے ہو

لعلین کی گرم مزاجی کھل رہی تھی اور وہ اچھا بھلا کیرو اس کے آگے دب رہا تھا۔

"میرج کانٹریکٹ"

کیرو نے یہ ڈرتے ہی بتایا پر لعلین کا دماغ اسکے جواب پر گھوم کر رہ گیا۔

کیا! تیرا دماغ پھر گیا ہے ؟یہ کیسا بیودہ معاہدہ ہوا۔نہ جان نہ پہچان میں"

تیرا مہمان۔۔۔اور میں کیوں کسی ایرے غیرے سے یہ معاہدہ کروں گی،

"اور یہ کام کرنے کا کیسا بیکار اصول ہے۔۔۔۔۔

حقیقت میں اسے یہ بات تلووں لگی اور سر پر بجھی اور وہ ٹریگر دباہی دیتی اگر اس بندے کی اگلی بات نہ سنتی۔

صرف ایک مہینے کا معاہدہ، اور اس میں نہ صرف وہ آپکو بلیک ڈائمنڈ تک "
پہنچائے گا بلکہ آپکے شک دور کیے اسکی سزا بھی یقینی کرے گا۔ آپکو جس
نے بھی اسکے متعلق شک میں ڈالا، درست ہے۔ کیونکہ بلیک ڈائمنڈ واقعی
بہت خطرناک ہے، سو باس کی مدد اور انکے ساتھ کے بنا آپ کبھی اپنی بہن
"کے قاتل کو ڈھونڈ نہ پائیں گی

کیرو کی بروقت لال کے تن من میں لگی آگ بجھانے کی پیش رفت
قدرے کامیاب ہوتی دیکھائی دی کیونکہ وہ گن واپس نیچے کر کے اسے
سلگتی آنکھوں سے گھور رہی تھی جیسے یہ کھوج رہی ہو کہ وہ ٹھیک کہہ رہا
ہے یا نہیں۔

صرف ایک مہینے کا؟ مطلب وہ کسی غیر لڑکی کے سامنے بھی نہیں "
آتا۔۔۔اتنا مشرقی ہے کیا تمہارا باس، یقین نہیں آرہا۔۔۔اور کیا گارنٹی ہے
"کہ وہ ایک مہینے میں اس قاتل کی سزا تعین کیے مجھے چھوڑ دے گا

لعلین سے وہ ایسے ہی سوالات کی امید لگائے بیٹھا تھا اور یہی وہ پلین تھا جس نے کل دستگیر عالم کے چھکے چھڑوائے تھے۔

"وہ بہت اصول پرست ہیں، عورت زاد سے کوسوں دور رہتے ہیں سو ایسا معاملہ ہو جب انھیں کسی لڑکی کے ساتھ کام کرنا پڑے تو وہ میرج کانٹریکٹ کو ترجیح دیتے ہیں۔ باقی آپ یہاں تک رسک لے کر آئی ہیں تو تھوڑا اور لے لیں، بھروسا کریں وہ کام ہوتے ہی آپکو اس معاہدے سے آزاد کر دیں گے۔ اپنی بہن کے قاتل تک پہنچنے کے لیے آپ اتنا تو کر ہی سکتی ہیں"

کیرو اپنا کام بہت مہارت سے مکمل کر چکا تھا اور لعلین کے لیے یہ معاہدہ کوئی اہمیت نہ رکھتا تھا سو سلینا کے قاتل تک پہنچنے کے لیے وہ یہ رسک بھی لینے کا فیصلہ کر چکی تھی۔

جبکہ اس باس کے بارے یہ عجیب سی باتیں سن کر بھی اسکا دماغ متجسس ہوا کہ وہ اس آدمی کو جلد دیکھے کہ اس دنیا میں ایسے لوگ کیا اب بھی موجود ہیں، اور ایسا کون تھا جو اسکی طرح آدم بیزار ہے۔

ہمم، دھوکہ دینے کی کوشش کی تو تم سمیت تمہارے باس کو بہت برا" گھسیٹوں گی کہ اپنی عبرت پر خود تڑپ اٹھو گے۔ مجھے عام لڑکی مت سمجھنا اور یہ بات اپنے باس کو بھی بتا دینا، تم نے علی کی مدد کی صرف اس لیے میں "تم پر بھروسا کر رہی ہوں، کب کرنا ہے یہ سب؟

وہ نڈر اور بے خوف تھی اور اب کیرو کو سمجھ آیا کہ لئیق کیوں اس کے لیے اس قدر سنجیدہ ہوا ہے، پھر یہ لڑکی کہیں نہ کہیں بلیک ڈائمنڈ کو اس جاسوس یا اسکے آس پاس کے لوگوں تک پہنچانے کی صاف صاف مددگار ہو سکتی تھی کیونکہ اسکے دل میں بلیک ڈائمنڈ کا شک یونہی نہیں آیا بلکہ کسی نے ڈالا تھا اور لئیق کا یہ اندازہ ہر گز غلط نہ تھا۔

آج ہی مغرب کے بعد، آپ یہیں آجایئے گا۔ آپکوان تک پہنچانا میری "
"ذمہ داری
کیرو نے دوبدو جواب یوں دیا جیسے وہ سب اسکے لیے بلکل تیار ہوں۔

"ٹھیک ہے، آجاوں گی"
اپنی گن اپنے بیگ میں ڈالتی وہ اک سرسری سی نظر سلینا کی قبر پر ڈالے
وہاں سے نکلی تو کیرو کو عجیب سا احساس ہوا جیسے کوئی آنکھ اس پر جمی ہو اور
یہ سچ تھا کوئی تو ضرور تھا جو اس پر اور لال پر گہری نظر رکھے ہوئے تھا، وہ
آدمی کیرو کو شک ہوتے ہی رازداری سے بھاگ گیا مگر یہ سچ وہ لئیق سر کو
ضرور بتانے کا فیصلہ لے چکا تھا۔

.. ..

بہت خوب! یعنی تیر ٹھیک نشانے پر لگا ہے، اسکے کئی وفادار، اب اسکے "
غدار اور ڈیول کے وفادار ہیں ہاہاہا، کینچل۔ گڈ جاب۔ بس اسی طرح مجھے
"اچھی اچھی خبریں سناتے رہا کرو

ڈیول جیت کے نشے میں مست ہوئے خباثت سے ہنس رہا تھا، ایک بار ہھر اسکے منہ پر ماسک تھا، خود وہ پورا نیم اندھیرے میں ڈوبا تھا، گلاس وال سے بے حال سی سلینا پر نظر گاڑے وہ اس عورت کی ضد پر اپنے اشتعال کو دبائے ہوئے تھا کیونکہ دو دن کی مہلت کے بعد ہی اب وہ اس کے پاس جانے کا سوچ چکا تھا۔

کینچل نے اسے بہت اچھی خبر سنائی تھی کیونکہ قبرستان میں لال اور کیرو نامی آدمی کی ملاقات پر نظر رکھنے والا کوئی اور نہیں، ڈیول کا خاص آدمی کینچل تھا۔

سر لیکن ایسا نہ ہو بلیک ڈائمنڈ کو پھنساتے پھنساتے ہم خود مشکل میں "
پھنس جائیں، کیا آپ جانتے نہیں وہ کتنا شاطر ہے۔اور پھر اس بھجت پر
حملہ کرنے والی لڑکی کی لاش کا فلیٹ سے غائب ہو جانا اچھا سائن نہیں، آج
بھی فلیٹ پر اسکے لوگ آئے تھے، کچھ ملا تھا انھیں کیونکہ اس لڑکے کے
"ہاتھ میں ایک پیکٹ تھا
کینچل کی جانب سے ملتی یہ خبریں ڈیول کی آنکھوں میں عجیب سی حقارت
لائیں، کیونکہ وہ بلیک ڈائمنڈ اسے کبھی مایوس نہیں کرتا تھا، اس شاطر کی
نظر ہر معاملے پر رہتی تھی۔

کیا ملا ہو گا؟ وہاں کوئی ثبوت نہیں تھا۔ویسے بھی اب جو بلیک ڈائمنڈ کے "
ساتھ ہونے والا ہے کینچل وہ اسکی ہستی ہلا دے گا، بہت کوشش کی کہ اس
شخص کی کوئی کمزوری میرے ہاتھ لگے، نہیں لگی سو مجھے کرنا پڑا، اسکی
کمزوری کو ایجاد۔۔۔۔اسے کوئی ذہنی اور جسمانی طور پر کمزور نہیں کر

سکتا، اسے صرف ایک عورت ہرا سکتی ہے اور ڈیول نے اپنی چال چل دی میرے عزیز۔ اب ہم بس تماشا دیکھیں گے، باقی تم نے ٹھیک کہا، خطرہ پھر بھی ہے اور اس خطرے کو ٹالنے کے لیے اگلی چال ڈیول چلے گا کیونکہ اس بلیک ڈائمنڈ کی تھوڑی بہت جان مانی میں بھی ہے، آفٹر آل اس مانی کی وجہ سے ہی تو میں بلیک ڈائمنڈ کو ڈھونڈ پایا، مانی کو اسکا انعام بھی ملنا چاہیے"

اس شخص کی آنکھوں میں اب بھی نفرت ٹپک رہی تھی اور کینچل بھی کچھ مطمئین ہوئے فون کاٹ چکا تھا جبکہ ڈیول سوچ چکا تھا کہ اب اگلا قدم لئیق ایزدعلوی یعنی بلیک ڈائمنڈ کی شیطانیت کے حساب سے چلے گا اور یہی سمجھداری کا تقاضا تھا۔

.._____..

قبرستان سے واپس وہ سیدھی گھر آئی، تمام معاملہ اسے بہت الجھا چکا تھا اور وہ یہ سب شیری سے ڈسکس نہ کر سکتی تھی۔

آبر آلود سی سیاہ دوپہر زمین زادوں پر امڈ چکی تھی، ٹھیک ایک بج کر تین منٹ پر وہ نک سک تیار ہوتی اپنے اپارٹمنٹ سے لیب کے لیے نکلی تھی، کیپ لے کر اپنے سفر پر روانہ تھی اور مسلسل کچھ فاصلے پر چلتی سیاہ گاڑی اسکے تعاقب میں دیکھائی دی، اس نے لیب پہنچ کر سب سے پہلے اپنا بیگ اپنے لاکر میں رکھا، وہاں کا یونفارم پہن کر سنڈے اور خراب موسم کے باعث بس دو گھنٹے کام کیا اور سوا تین بجے وہ لیب سے باہر نکلی تب تک موسم خاصا ابر آلود ہو چکا تھا اور ہلکی ہلکی بارش بھی شروع ہو گئی۔

وہاں سے وہ سیدھی اپنی فٹنس کلاس کے لیے روانہ ہوئی، اسکے بعد سوئمنگ کلاس، لگ بھگ ساڑھے چار بجے وہ تمام کاموں سے فارغ ہوتی اولڈ ہوم روانہ ہوئی جہاں حسب توقع مس عینی اور مسٹر پرکاش اسکے منتظر تھے، سرخ پھولوں کے تین بکے جن کی ہر ہر ٹہنی الگ الگ کیے اس نے

اولڈ ہوم کے ہر بوڑھے دوست کو تھما کر ایک ایک چاکلیٹ دی اور وہ سب اس کی انہی محبتوں کے دیوانے تھے مگر لعلین کا سپیشل پروٹوکول ہمیشہ مس عینی اور مسٹر پرکاش کے لیے ہوتا۔

جو بھی کماتی ہو تم ہم پر لگا دیتی ہو لال، ایسے تو تم اپنا گھر کبھی خرید نہیں پاو"
"گی

وہ عینی کے لیے بہت پیاری دو ڈئزانر لیڈیز شرٹس جبکہ پرکاش کے لیے نیو ریڈیولائی تھی جو انکا لاسٹ ویک ٹوٹ گیا اور انکی نیندیں اڑی ہوئی تھیں جبکہ مس عینی کے نرم شکوے پر اسکی نیم سنہری آنکھیں مزید مسکرائی تھیں۔

کیا کروں عینی اب اسکا، آپیا تو چلی گئیں۔اب بس اپنی زندگی عیاشی سے "
گزارنی ہے یا پھر انکے قاتل کی تلاش کرنی ہے۔آپیا کی موت کا انتقام اور اپنا
"اور آپ دو کا سکون و آرام۔۔۔یہی ہے اب لعلین کی زندگی
وہ ایک ہی یاسیت بھرا جواب دے کر ان دونوں کو بوجھل کر چکی تھی اور
دونوں شفیق بوڑھوں نے لال کا ایک ایک ہاتھ تھامے جھک کر بوسہ دیا تو
وہ انکی محبت پر کھلکھلائی۔

ایک آدمی کو جانتا ہوں، کافی اثر ورسوخ والا ہے۔اس اولڈ ہاوس میں اکثر "
اسکی مراعات آتی ہیں، کمزوروں پر ہاتھ رکھنے کا شوقین اور مجبوروں کا
مددگار ہے۔اگر تم کہو تو میں تمہیں اسکا کانٹکٹ نمبر دے سکتا ہوں، بڑا
"آدمی ہے ہو سکتا ہے تمہیں سلینا کے قاتل تک پہنچنے میں مدد دے
مسٹر پرکاش نے کچھ سوچتے ہی جیسے اسکی مشکل کا حل نکالا اور لعلین بھی
متوجہ ہوتی انکی طرف دیکھنے لگی، حل تو وہ نکال چکی تھی مگر یہ کونسا آدمی تھا

جواس خود غرض دنیا میں ہو کر بھی اتنا مہربان تھا سوا سے جاننے کا تجسس ہوا۔

"بنا مطلب کے کوئی کسی کی مدد نہیں کرتا پر کاش بابا، پھر بھی ٹرائے کرنے میں حرج نہیں، قسمت آزمانی چاہیے۔ دے دیں کانٹیکٹ نمبر کبھی ضرورت پڑ سکتی ہے"

وہ فورا رضامند ہوئی تھی جس پر ان دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر مسٹر پر کاش نے اپنی جیکٹ کی جیب سے اپنا والٹ نکالا اور ایک وزٹنگ کارڈ لعلین کی طرف بڑھایا۔

"لئیق، ہمم۔۔۔ کہاں ملے گا؟"

وہ سرسری سا کارڈ دیکھتی بولی جیسے اسے اس بندے سے کوئی سروکار نہ ہو بس وہ اسے دیکھ کر خود کو یقین دلانا چاہتی ہو کہ دنیا میں اچھے لوگ بھی

موجود ہیں اور اسی لیے اس نے اسکا بس اتنا ہی نام پڑھ کر کارڈ غیر ضروری سمجھتے اپنے بیگ میں پھینک دیا۔

"جندل محل"

اس بار عینی بولی تھیں۔

"ابے یار یہ محل وحل اپنے ٹائپ کی چیز نہیں، کیا اسکا کوئی آفس، کوئی ڈیرا نہیں ہے؟"

اس لڑکی کی کوفت پر وہ دونوں میاں بیوی مسکرائے۔

"ہے، 'صوفیہ' نامی یتیم خانے کا اونر بھی ہے، وہاں کے باورچی خانے میں ہر جمعے خود بچوں کے لیے کھانا بناتا ہے۔ تمہیں وہ جمعہ یعنی کچھ دن بعد وہاں ملے گا"

اس بار پرکاش کی اطلاع پر وہ خفیف سا متاثر ہوئی، کھانا بنانے کی لاجک اسکے سر سے گزر چکی تھی، پہلے ہی دماغ اس کانٹریکٹ میرج کے گرد الجھا تھا اب یہ ایک نئے صاحب کہاں سے ٹپک پڑے تھے۔

"ویسے میری خواہش بھی یہی ہے کہ میں اس اولڈ ہوم کی اونر بن جاوں، پھر میں نے اس دنیا کے سارے بڈھوں کی عیاشیاں کروا دینی ہیں۔ بائے دا وے آپ دوکا وہ اڑیل، خبیث اور کمینہ بیٹا ملنے نہیں آیا؟"

وہ جیسے کھل کر مسکراتی تھی، ان دو بے سہارا نفوس کی دنیا بھی جگمگا اٹھتی مگر جو اگلا ذکر لال نے کیا وہ ان دونوں کے چہروں پر سے خوشی نوچ گیا۔

"ملنے آنا ہوتا تو ہمیں یہاں چھوڑتا ہی کیوں، اسکے بڑے سے فارم ہاوس میں ہم دو فالتو کباڑ تھے، اور فالتو چیزوں کو وہ سیانا شخص اپنے ارد گرد برداشت نہ کر پایا۔ لیکن ہماری وجہ سے تم اس سے اتنی نفرت مت کرو، تم دونوں ساتھ کھیلے ہو لال"

وہ دونوں بوجھل تھے جبکہ لعلین ایسے لوگوں پر صاف صاف لعنت بھیجنا پسند کرتی تھی ناکہ منافقت اختیار کرتے ایسوں کو اپنی نظر میں اچھا بنائے رکھتی۔

بھاڑ میں گئی جان پہچان، ایسے لوگ لعلین کے جوتے کے برابر بھی نہیں"

جو وقت بدلنے پر اپنی اوقات بھول جائیں۔ پچھتائے گا وہ بھی، ایک دن بہت پچھتائے گا اور دیکھیے گا لال کی بددعا ہے کہ وہ آپ سے سسک سسک کر اپنے کیے کی معافی مانگے گا، اسکی بیوی اسے چھوڑ گئی، سنا تھا میں

"نے۔۔۔۔۔آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا

لال کے لہجے میں عینی اور پرکاش کے بیٹے کے لیے امڈتی نفرت غیر معمولی نہ تھی کیونکہ کچھ ایسا ضرور تھا جو ابھی بھی چھپا تھا اور اسکے بعد کافی دیر انکے بیچ میں خاموشی چھائی رہی۔

علی اور کیر وپر اعتبار کیے وہ ٹھیک کر رہی تھی یا غلط اسکی اسے خبر نہ تھی، اسکے لیے اہم تھا تو سلینا کی موت کا بدلہ، اس بہن کا جس نے اسے ماں بن کر پالا، اپنی زندگی کی کئی بہاریں اس نے لال کی پرورش پر قربان کر دیں۔ وہ ڈھلتی مغرب کے وقت، بارش کی کہر ناک بوچھاڑ سے مکمل بھیگ چکی تھی، گھٹنوں تک پہنچتی سیاہ فراک بلکل گیلی جبکہ کندھوں سے بھی اوپر تک آتے چھوٹے چھوٹے بال، بھیگ کر اسکے دکھ کی تابناکی سے دہکتے چہرے اور گردن سے چپک چکے تھے مگر وہ اس وقت بت بنی، سلینا کی قبر کے پاس کھڑی تھی، بارش ایسی تیزابی تھی کہ، وجود شل تھا تبھی تاحد نگاہ پھیلی وحشت نہ اسے ہراس بخش رہی تھی نہ خوف ورنہ اس وقت شہر خموشاں اک بھیانک منظر پیش کر رہا تھا۔

کیا کر رہی ہیں یہاں لعلین ! دیر ہو رہی ہے۔ معاہدہ بلکل تیار ہے، بلیک"
ڈائمنڈ تک پہنچنے کے لیے آپکو صرف وہی شخص مدد گار ہو گا۔ وہ کسی کا بے
جا انتظار نہیں کرتے۔ آپکو سلینا کے قاتل تک پہنچنے کے لیے ایک ماہ اس
" شخص کی حاکمیت قبول کرنی ہے

کیرونامی وہی آدمی، سر پر چھاتا پھیلائے عین اسکے عقب میں رکا جس کے
باعث لعلین پر برستی بارش کی بوندیں تھم چکی تھیں تبھی اسکے جسم سے
آگ نکلنے لگی، پھر جیسے وہ اس آواز کے تعاقب میں لٹی پٹی سی پلٹی۔

میں تیار ہوں، ہر اس شخص کی حاکمیت منظور ہے لعلین کو جو مجھے بلیک"
" ڈائمنڈ تک پہنچائے گا۔

وہ سپاٹ سا جواب دیتی اسکے ساتھ ہی بڑھی، قبرستان کے احاطے سے نکلتے
ہی سیاہ گاڑی انکی منتظر تھی۔

لعلین نے اپنی گردن سے چپک جاتے بال درست کیے،
اور خود وہ اس آدمی کی پیروی کرتی اس گاڑی میں سوار ہو گئی۔
آدھا گھنٹہ وہ گاڑی اوپر نیچے پہاڑی راستے پر دوڑتی رہی اور پھر ایک بڑے سے محل کے سامنے رکی، اس بیچ لعلین سے ضروری معلومات کیرو نے لے لی تھی جو نکاح کے لیے اہم تھی۔
لعلین کو خاص میٹنگ روم تک لے جایا گیا جہاں ایک ٹیبل اور گرد کئی رولنگ چیئرز موجود تھیں جو اس محل سے الگ تعمیر تھا جبکہ وہ محل اتنا بڑا تھا کہ اسکو ایک نظر دیکھنے کے لیے بھی کئی منٹس درکار ہوا کرتے۔
کچھ دیر بعد وہاں میز پر اسکے سامنے کچھ کاغذات رکھے گئے جو میرج کانٹریکٹ تھا، ایک ماہ کا مگر یہ کانٹریکٹ نہ تو اصلی تھا نہ کورٹ سے تصدیق شدہ اور یہ بس لعلین کو مطمئین کرنے کی ایک گیم تھی۔

مگر لعلین کو شاک تب لگا جب اسکے ان کاغذات پر سائن کرتے ہی اسی کمرے میں ایک نکاح خواں کو لایا گیا، جبکہ وکیل کے ہوتے نکاح خواں کی موجودگی لعلین کے دماغ میں سنسنی پھیلا گئی۔

"جب یہ ایک کنٹریکٹ تھا تو انکی کیا ضرورت تھی؟"

وہ اس نکاح خواں کو دیکھ کر حقارت کے سنگ پاس کھڑے اسی کیرونامی آدمی سے مخاطب ہوئی جو صوفی نامی کے اشارے پر کچھ نہ بولا جب نے اس نے

سرد مہری سے لعلین کو جواباً دیکھا۔

کچھ پرسنل ایشوز ہیں، تم اسے کنٹریکٹ ہی سمجھو لعلین۔۔۔ لیکن ضروری"

"نہیں تمہیں تمہارے ہر سوال کا جواب دیا جائے

صوفی جود ستگیر کا ایک اور آدمی تھا، خفگی اور قطعیت سے اسے ڈپٹتا ہوا نکاح خواں کو بیٹھنے کا اشارہ کیے خود بھی ساتھ بیٹھا، ان تین کے علاوہ بھی چار پانچ لوگ اس نکاح کے گواہان کے طور پر موجود تھے۔

"آپکا کوئی سرپرست ؟"

نکاح خواں نے بیٹھتے ہی اس عجیب سی دلہن کی طرف دیکھا جو ابھی بھی آدھے سے زیادہ بھیگی ہوئی اور الجھے خلیے میں تھی۔

"ایک بڑی بہن تھی پر مر گئی، اب لاوارث ہوں"

لعلین نے فوری کڑوا جواب دیا جس پر نکاح خواں کی آنکھوں میں ویسے ہی ترس کے جذبات امڈے۔

آپ اس نکاح کے لیے دل سے رضامند ہیں ؟، اگر کسی قسم کا دباو ہے تو"
مجھے بتائیں۔ کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں اور چونکہ آپکا سرپرست
زندہ نہیں تو دستگیر عالم نامی انسان جو آپکے ہونے والے شوہر کے دوست

ہیں اور میں خود آپکے سرپرست کی جگہ دستخط کروں گا، آپ میرے لیے
"میری بیٹی جیسی ہیں
جہاں نکاح خواں کے سوال صوفی کو بھنا رہے تھے وہیں لعلین بھی
تلملائی۔
دباوہے، بہن کی قبر کا۔اسکے قاتل کی تلاش کا، رضامند ہوں۔ جسے"
سرپرست بنانا ہے بنادیں۔
"مزید کوئی سوال نہیں، جو کرنا ہے جلدی کریں

وہ پھاڑ کھاتے انداز میں بولی نہیں غرائی تھی جبکہ اسکا یہ جواب باہر کھڑے
اس شخص کے لیے مزیدار رہا، ایسی کڑوی کسیلی لعلین دریافت کیے وہ
مسکراتے نفوش الگ سی سرشاری میں لپٹے تھے۔

اور پھر نکاح خواں بھی اس گرم مزاج لڑکی سے مزید کوئی سوال جواب کیے نکاح پڑھوانے لگے، اسے یہ قربانی مجبوراً دینی پڑی تھی سو اسے فرق نہ پڑا کہ اسکا کنٹریکٹ کس کے ساتھ ہوا ہے۔

"وہ محترمہ سمجھ رہی ہیں کہ ہے کہ یہ بس عام سا کنٹریکٹ ہے"
وہ شرانگیز مسکراہٹ ان خوبصورت ہونٹوں پر پھیلی تھی جسے اس نے لعلین پر طنز کیا ہوا اور اسکے ساتھ کھڑا دستگیر عالم بھی غضبناک مسکرایا۔

لعلین ابراہیم، ولد ابراہیم سلطان، آپکا نکاح لئیق ایزد علوی سے پچاس"
"لاکھ حق مہر کے غوص پڑھایا جارہا ہے، کیا آپکو قبول ہے بیٹی؟
نکاح خوان کی آواز اسکے حواسوں کو جنجھوڑ چکی تھی مگر وہ انکے تینوں بار پوچھنے پر صرف دو حرف "قبول ہے" بولی جبکہ اسے نہ تو اس نکاح میں دلچسپی تھی نہ اس بندے میں مگر وہ اسکا مددگار ہونے والا تھا بس لعلین کے

لیے وہ اتنی اہمیت ضرور رکھتا تھا مگر یہ نام اس نے پرکاش کے دیے کارڈ پر بھی پڑا تھا اور پھر اتنا حق مہر! تبھی اسکے ذہن میں جھماکہ سا ہوا مگر وہ جلد اسے اپنا اک وہم سمجھے جھٹک گئی۔

نکاح خواں نے باہر آکر یہی فریضہ اس شخص کے ساتھ نبھایا جبکہ اندر لعلین کی اس مددگار سے ملنے کی ڈیمانڈ پر وہ آدمی تھوڑا شاک ہوا مگر اسی لمحے دستگیر عالم میٹنگ روم میں داخل ہوا اور سبکو کیر وسمیت وہاں سے جانے کا اشارہ کیا۔

میٹنگ روم میں اب صرف لعلین، تبریز عالم اور وہ انکا خاص آدمی صوفی ہی موجود تھا۔

....★☆☆☆☆☆★....

"کیا کہہ رہی ہیں مسسز لئیق ؟"

تبریز عالم نے اندر داخل ہوتے ہی متبسم مگر زچ کرتا استفسار کیا جس پر وہ بعث کرتے دونوں گرم مزاجوں والے اسکی زمت پلٹے کیونکہ لعلین اس سے کچھ غصے میں کہہ رہی تھی۔

"سر! یہ لئیق صاحب سے ملنا چاہتی ہیں"

صوفی نے فوراسے ناک سکیڑ کر جواب دیا جس پر وہ دستگیر کے اشارے پر فرمابرداری سے اس میٹنگ روم سے باہر نکل گیا۔

ایسے تاریک اوقات میں وہ کسی سے نہیں ملتے، ابھی انکا اندھیرا چھٹا" نہیں۔ تم سے ملیں گے مگر اپنے وقت پر۔ پہلے تمہیں 'جندل محل' کی "مہمان نوازی دیکھ لینی چاہیے لعلین۔۔ پھر مہمان نواز سے بھی مل لینا

وہ خوبصورت لب و لہجے کا مالک تھا اسکا انداز ہ اسکے لعلین کو مخاطب کرنے کے تمیز دارانہ انداز سے ہوا تھا مگر وہ ایک لمحہ بھی مزید انتظار نہیں کر سکتی تھی، اسکے جسم میں اس وقت بے چینی انگارے بھر رہی تھی۔

"مجھے تمہارے سر کے اندھیرے یا روشنی سے کوئی سروکار نہیں، نہ میں اسکی زر خرید غلام ہوں جو اسکے چاہنے پر اس سے ملوں گی۔ اسے کہو وعدے کے مطابق مدد کرے اور میں یہاں سے جاوں، نہ تو مجھے اسکی مہمان نوازی میں دلچسپی ہے نہ ہی اسکے اس محل میں"

وہ تمیز میں بھی ایسے ہی بے درد اور منہ پھٹ تھی کیونکہ اسکا لب و لہجہ اجنبیوں کے ساتھ ایسا ہی کٹھور رہتا تھا جبکہ سامنے والے نے مسکرا کر اس ننھی جان والی اس بہادر اور نڈر لڑکی کو سر تا پیر بغور دیکھا۔

وہ اس بھیگے خلی میں بھی پر کشش خدوخال کی مالک تھی اور پھر اسکے اندر لگی بدلے کی آگ اسے دہکائے ہوئے تھی، بے چینی کا عنصر بھی اسکے جسم و جان میں سرائیت کیے ہوئے تھا۔

تم یہ تابناک لہجہ انکے سامنے بھول کر بھی اختیار مت کرنا، وہ برہم ہو"
"جائیں تو انکو منانا دنیا کے کسی فرد کی بس کی بات نہیں
دستگیر نے اسے نرمی سے تنبیہہ کی اور وہ اس وارننگ پر مزید سلگی۔

میرا لہجہ ایسا ہی ہے، وقت ضائع مت کرو اپنے باس کے چیلے، کہا ہے ناں"
کہ میں صرف اپنے کام سے کام رکھنا پسند کرتی ہوں اور ایسی کونسی برگزیدہ
"ہستی ہے تمہارا باس جو اسکے سامنے تمیز کا دامن تھامنا ضروری ہے
وہ الٹا بگھڑ کر پھاڑ کھاتے لہجے میں غرائی، جبکہ دستگیر عالم تو اس معصوم
دیکھائی دیتی آفت لڑکی کی اس درجہ باغیانہ اور آگ اگلتی باتوں پر ہی

ششدر تھا یعنی اس لڑکی پر سچ کھولنے کا لمحہ آ پہنچا تھا تبھی وہ لعلین کے روبرو ہوا۔

"تمہیں علم نہیں کہ لئیق ایزد علوی ہمیشہ سیاہ کو سفید اور سفید کو سیاہ کہتا ہے، تبھی تو اس کے دن تاریک اور راتیں روشن ہوتی ہیں۔

"اور تمہیں پتا ہے لعلین ! تم اسی بلیک ڈائمنڈ کی پیاری قیدی بن چکی ہو

اس نے چہرے پر نرم مسکراہٹ سجائے بہت نرمی سے اسکو دونوں شانوں سے تھامے اسکے پہلے سے معاوف دماغ پر یہ قہرناک سور پھونکا تھا، اسکی سنہری آنکھیں، سرخ ہو چکی تھیں، صرف اس زرا سے دل دہلاتے انکشاف پر!!!!

بے دردری سے وہ دستگیر کے بازو اپنے شانوں سے جھٹک کر پھنکاری، اسکی خوبصورت سنہری آنکھوں میں سالم جہنم سلگ اٹھی تھی اور دستگیر اسکے ایسے ہی تابناک ری ایکشن کی امید کر رہا تھا۔

اسکے بقول اسکی بہن کا قاتل اسکا شوہر بن چکا تھا، یہ قیامت خیز انکشاف لعلین ابراہیم پر کوڑے کی طرح برسا تھا جس نے بنا لہو بہائے بھی اسکی روح لہولہان کر دی۔

.._____..

"آج لالہ کے لیے ایپل پائی بنا رہی ہوں، آپکو پسند ہے؟"

اس وقت وہ نیلی جینز اور وائیٹ شارٹ کرتے پر نیلا ایپرن پہنے، کمر تک جاتے ملائم بال سمیٹ کر میسی جوڑا بنائے بہت خوبصورت اور وسیع سے آسائشی کچن میں کھڑی بیکنگ میں مصروف تھی اور اسکا ائیر فون اسکے کان میں لگا تھا اور فون شیلف پر پڑا تھا جبکہ دوسری جانب یہ رات ہی کا منظر تھا جب کوئی آسمانی رنگ کی شرٹ اور وائیٹ پینٹ پینے اپنے گھر کے سوئمنگ

پول میں ٹانگیں لٹکائے بیٹھا تھا، بارش کی ہلکی ہلکی بوندیں اب بھی گر کر رات حسین کر رہی تھیں۔

"مجھے تم پسند ہو"

اس شخص کے صرف ہونٹ نظر آئے جن پر شرانگیز سرور تھا جبکہ مانی اسکے ان ہوش اڑاتے جملوں سے کھلکھلا دیتی، وہ اسے بات بات پر اہمیت دیتا تھا اور اسکے چہرے پر گلال بکھر جاتے، وہ ہونٹ کا کنارہ دانت تلے دباتی مسکائی۔

"آپ بھی مجھے بہت پسند ہیں، ایک بات پوچھوں آپ سے؟"

وہ لئیق کے سوال کرنے سے اب تک تھوڑی پریشان تھی، کہ اگر اسے پتا چلا وہ مانی پر اپنا کیا اعتبار ختم کر دے گا۔

اسکے تمہید باندھنے پر اس شخص نے اپیل جوس کا سیپ بھرا، اسکی اب بھی صرف زہریلی مسکراہٹ عیاں تھی جو مانی کے تمہید باندھنے پر تجسس

آمیزی میں بدلی، بارش کی شدت بھی بڑھ کر اس شخص کی آسمانینشرٹ بگھونے لگی۔

"اجازت کی تمہیں ضرورت نہیں پوچھو"
استحقاق بھرا انداز مانی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیر گیا۔
آپ مجھ سے شادی کریں گے ناں بلیک وولف! ایسا نہ ہو آپ کسی دن"
غائب ہو جائیں اور میں آپکو ڈھونڈتی ہی رہ جاوں، میں مزید لئیق بھیو اور بھجت لالہ سے اپنی زندگی کا آپ سے جڑا سچ نہیں چھپا سکتی، اس سے پہلے وہ مجھے غلط سمجھیں آپ پلیز سامنے آجائیں۔ آپکی اور میری ایج کا فرق بھی کوئی اہمیت نہیں رکھے گا کیونکہ وہ دونوں میری خوشی کے لیے کچھ بھی کر سکتے ہیں"

وہ کافی پریشان تھی تبھی ڈیول کی اب آنکھیں منظر عام پر آئیں اور وہ آنکھیں آج روشنی میں سامنے آئی تھیں اور کسی آشنا کی خوفناک آنکھیں تھیں۔

پچھلے کئی ماہ سے اس نے اپنی فیک بلیک وولف نامی فیسبک آئی ڈی سے بھجت کی بہن آمنہ کو اپنے فریب میں پھنسا رکھا تھا، وہ شاعری کی شوقین تھی تبھی ایک گروپ میں کمنٹس کرتی تھی اور ڈیول نے وہیں سے اس سے سلینا اور بھجت کے حوالے سے روابط بڑھائے، ڈیشنگ ڈیشنگ اپنے ایپس کی ڈی پی لگائے وہ کاپی پیسٹ غزلیں اور نظمیں بھیجتا اور پھر ایک ہفتے کی محنت کے بعد اسے ایک دن آمنہ کا میسج ملا جس میں اس نے بس نارملی آکر اسکی چوائز کی تعریف کی کیونکہ وہ کمنٹس میں کبھی کچھ لوگوں کے عجیب و غریب سوالوں کے دل دھڑکاتے جواب بھی دیتا تھا۔

اور یہ سب ڈیول نے ایک پلین کے تحت کیا تھا، خیر آمنہ اتنی سمجھدار نہیں تھی پھر بھجت کے یکدم کسی انجان لڑکی سے اچانک شادی کرنے کے فیصلے

سے دلبر داشتہ ہوئے وہ خود بھی ایسی کوئی دماغ کو پر سکون کرنے کو تفریح ڈھونڈ رہی تھی اور اسے اس بلیک وولف نامی آئی ڈی میں چھپے بندے کو بنا دیکھے جانے بھی اسکے لفظ متاثر کر گئے۔

پچھلے ایک ماہ سے تو اسکی آمنہ سے پہلے سے زیادہ فریلی بات ہو رہی تھی اور سلینا کی موت سے ایک دن پہلے اپنی زندگی کا سب بتایا پرسنل زندگی تک کا بتایا، کہ کیسے اسکے بھائی نے پہلے ایک لڑکی کے عشق میں پاگل ہو کر اسکی اور لئیق کی ناراضگی کے باوجود اس سے جھٹ پٹ شادی کی۔

ڈیول کا کام بظاہر سلینا کو بھجت سے دور کرتے ہی مکمل ہو گیا تھا مگر وہ دور اندیش آدمی تھا اور بھجت اور لئیق سے انتقام کے باعث دشمنی نبھانے کی غرض سے وہ آمنہ اسکے آگے بھی کام آسکتی تھی سو اس نے اب بھی اس کے ساتھ اپنا رشتہ ویسے ہی برقرار رکھا کیونکہ آمنہ کے منہ سے ہی اس نے سلینا کو اغوا کرنے سے پہلے بلیک ڈائمنڈ کا نام سنا تھا جو بھجت اسے اکثر کہہ کر پکارتا، وہ یہ نام ڈیول کے سامنے لے کر مانی بہت پچھتائی کیونکہ یہ

سیکرٹ نیم تھااور اس نے یہ بھی کہا کہ وہ یونہی اسکا نک نیم ہے مگر ڈیول کو جو پتا لگنا تھا وہ لگ گیااور یوں ڈیول نے ایک تیر سے دو شکار کیے۔

"آفکورس مائی ہارٹ بیٹ، دنیا جو مرضی کہے۔ میں تم سے شادی کروں گا، بائے داوے ایج از جسٹ آ نمبر، محبت کا عمر سے تعلق نہیں۔اور تمہیں خود پر تمام حق دوں گا، بہت جلد، ویسے بھائی کیسا ہے اب۔۔۔اسکا دکھ کچھ کم ہوا"

اس شخص کی چال بازی کو داد دینی تو بنتی تھی۔

"جی کم ہو جائے گا اب کیونکہ لئیق بھیو آ گئے ہیں، وہ سلینا کو ڈھونڈنے پر لگے ہیں ہوپ سو وہ دھوکے باز جلد مل جائے۔اور آپکو بتایا تھا کہ ان سے کوئی نہیں چھپ سکتا"

وہ لئیق کا ذکر کرتی بہت خوشی اور فخر سے بتا رہی تھی تبھی ڈیول کے ہونٹوں کو زہریلی مسکراہٹ نے چھوا۔

وہ اس قابل رہے گا تو ڈھونڈے گا، اسکی زندگی کا سکون آج کے ڈوبتے"
"سورج کے ساتھ ہی دفن ہو گیا ہے
زہر خند انداز میں ڈیول نے من ہی من میں دل کو سکون بخشا اور آمنہ کی آواز پر ڈیول ان زہریلے خیالات سے نکلے واپس متوجہ ہوا۔

آپ مجھے اپنی فل پکچر بھیجیں ناں پلیز، میرا دل چاہتا ہے میں آپکو"
"دیکھوں
اپیل پائی اوون میں رکھتی وہ وہیں کرسی پر ٹک گئی، جبکہ خود کو دیکھنے کی اس قدر مانی میں تڑپ، ڈیول کو سرور بخش گئی۔
یہ میری رئیل پک ہی لگی ہے ڈی پی پر، پوری لگادی تو نظر لگادو گی اپنی"
خوبصورت گرے آنکھوں سے۔ رہی بات نام کی تو مل کر بتاوں گا، تم ابھی

اتنا ہی جان لو۔۔۔جب مناسب لگے گا تو نام تو کیا بذات خود تمہارے
سامنے آجاوں گا، ہمارا ساتھ پوری دنیا کو سلگا دے گا مائی لوو"

جبڑے بھینچتا وہ ایسے لپکتے الفاظ کہنے میں ماہر تھا جبکہ آمنہ اسکا جواب سن کر ہی شرمگیں سا مسکرا اٹھی جیسے وہ اسکو غائبانہ اپنے ساتھ جوڑ کر نا جانے کونسی قیمتی دولت دے چکا تھا، یہ سچ تھا وہ اس شخص سے ایموشنلی بہت اٹیچ ہو چکی تھی اور فکر کی بات یہ تھی کہ اسکی خبر نہ بھجت کو تھی نہ لئیق کو۔

کیا واقعی لئیق کو نہیں تھی؟؟؟ایسا ممکن نہیں تھا۔

پلیز جلدی، آپکے بغیر رہنا ہر پل مشکل ہو رہا ہے بلیک وولف۔آئی مس یو"
سو مچ"

مانی نے اپنے لہجے کی تڑپ میں اسکے لیے محبت سموئی اور کہہ کر رابطہ توڑا جبکہ فضا میں مست سا خباثت سے بھرا قہقہہ بلند ہو کر فضا تک تھرا گیا اور اسکے بعد ماحول پر ان سفاک آنکھوں نے اسی شدت سے وہشت طاری کر دی۔

.._____..

وہ بلیک ڈائمنڈ کے نکاح میں آچکی تھی، یہ سچ اسکے وجود کو کند چھری سے کاٹ رہا تھا، وہشت، اذیت، تکلیف اس اجڑ جاتی لڑکی لے ہر موں سے عیاں تھی، جندل محل میں اسے پورے پروٹوکول کے سنگ لایا گیا مگر وہ صرف اس آدمی کی جان لینا چاہتی تھی سو اس نے دستگیر اور صوفی کی جان چیخ کر عذاب کر رکھی تھی، خود زائشہ بھی جندل محل میں لائی جاتی اس خوبصورت مگر بے حال سے خلیے میں بدزبان اور مسلسل چیختی لائی جاتی لڑکی کے حوالے سے مشکوک تھی، اسکا بس نہ چلا وہ جا کر خود اس لڑکی کے بارے پوچھ آتی جسے دستگیر کچھ دیر پہلے ہی لئیق کے آفس کی طرف لے کر بڑھا۔

"کون ہے یہ لڑکی نیہا؟"

نیہا کچھ دیر پہلے ہی آفریدی حویلی سے جندل محل واپس آئی تھی، چونکہ مانی اب ٹھیک تھی سو نیہا بھی واپس اپنی ڈیوٹی پر واپس آگئی۔

لئیق نے اس لیے بھی نیہا کو مانی کے پاس رہنے کو کہا تھا کیونکہ مانی استھما کی مریض تھی اور لئیق کو ڈر تھا کہیں بھجت کی تکلیف میں وہ خود ہی اپنی جان پر کوئی وبال نہ لے بیٹھے۔

"سننے میں آیا ہے لئیق بھائی کی وائف ہیں، کنفرم نہیں پتا زائشہ آپیا"

نیہا کے غیر واضح انداز پر بتانے پر زائشہ علوی کی رنگت لمحے میں سفید پڑی جیسے اس پر محل کی چھت ہی گر پڑی ہو، خود نیہا کی جاسوس نظریں اور دماغ اسی معاملے کے گرد لپٹا تھا۔

واٹ !، یہ کیا کہہ رہی ہو۔ وہ کیسے کسی بھی راہ چلتی لڑکی کو بیوی بنا سکتا"

"ہے، میں پوچھتی ہوں خود

اپنے عتاب کو قابو نہ کر پاتی سرخ بھبھول چہرہ لیے اس سے پہلے وہ لئیق کے آفس روم کی طرف بڑھتی، وہ خود بھی وہیں جا رہا تھا اور دونوں کا آمنا سامنا دونوں کی نظروں میں تپش جگا گیا۔

"اینی پرابلم مسسز فریاد؟"

وہ انکے چہرے کے پھٹے تاثرات بھانپتا خاصے آگ لگاتے سکون سے بولا۔

یہ نیہا کیا کہہ رہی ہے ہنی، جو لڑکی لائی گئی وہ تمہاری۔۔۔۔۔ تمہاری"

"بیوی ہے؟

زائشہ کی حالت صاف صاف تباہ کن تھی اور لئیق نے مسکرا کر اسکی جلن میں مزید اضافہ کیا۔

"جی بیوی ہے، کوئی مسئلہ ؟"

ہنوز وہی دل جلاتا انداز جس پر زائشہ بل کھا کر رہ گئیں۔

"ک۔۔کیا۔۔۔ہنی بیوی ہے۔۔۔لیکن کیوں، نہ جان نہ پہچان، ایسے شادی کیوں کی۔اور تم نے اسکا خاندان دیکھا؟ مطلب کون ہے کہاں سے آئی ہے؟ ایسے کیسے کسی راہ چلتی کو تم علوی خاندان کی بہو بنا سکتے ہو؟"

زائشہ کی تکلیف اور پریشانی دیکھتے ہوئے لئیق نے بھی اس عورت کی فکریں جو اصل میں خوف تھے، بڑھانے کو زہریلی طنزیہ سی سنجیدگی اختیار کی، اسکے ماتھے پر آتا کھنچاو بتا رہا تھا کہ اسے اپنے معاملات میں ٹانگ اڑانے والے کس قدر برے لگتے ہیں۔

"اسکا خاندان اب وہی ہے جو میرا ہے، اور آج تو اسے راہ چلتی کہہ دیا آئندہ گریز کیجئے گا، بیوی کا مطلب آپ جانتی ہوں گی سو جو اعتراض آج کیے ہیں وہ یہیں ختم ہو جانے چاہیں، معذرت چاہتا ہوں۔اہم معاملات ہیں، آپ

اب جاسکتی ہیں، دو تین دن بعد میرا، شادی کا گرینڈ جشن کاارادہ ہے سو
"ابھی سے جندل محل میں تیاریاں شروع کر دیں
سخت الفاظ کے سنگ وہ زائشہ کواندر داخل ہونے سے منع کیے مزے سے
جشن کی ذمہ داری سونپتا خود تو آفس کی طرف بڑھا جبکہ وہ عورت اس
جائیداد کے ایک نئے حصہ دار کے آنے پر مٹھیاں بھینچ کر غراتی سرخ
بھنھول چہرہ لیے وہاں سے پیر پٹخ کر چلی گئی جبکہ اندر کا ماحول خاصا گرم تھا
اوراسکی لئیق کوامید تھی۔

دھوکہ دیاہے مجھے، تم سبکوزندہ نہیں چھوڑوں گی۔ کہاں ہے وہ قاتل"
ملعون۔۔۔بلاواسے، اس نے لعلین کواپنی گھناونی چال میں پھنسانے کی
جرت کیسے کی، مرے گا تمہاراوہ بلیک ڈائمنڈ۔۔۔۔بلاواسے ورنہ میں تم
"سبکے منہ نوچ لوں گی

اتنے بڑے دھوکے اور صدمے کے بعد جتنی اس نازک سی لڑکی میں طاقت بچی تھی وہ اس سے دگنی لگائے چیخ رہی تھی، یہ تو لئیق ایزد علوی کا آفس اور ساتھ ہی جڑا بیڈ روم دونوں ساونڈ پروف تھے ورنہ جس طرح وہ سرخ آنکھیں لیے جن زادی کی طرح دھاڑ اور غرا رہی تھی، پورا جندل محل تھرا اٹھتا۔

"دھوکہ بلیک ڈائمنڈ نے نہیں، اس شخص نے دیا ہے جس نے تمہیں اس سب میں بلیک ڈائمنڈ پر شک کیے پھنسایا ہے لعلین! اپنی آنکھیں کھولو، بھائی نے تمہیں بہت بڑی سازش سے بچایا ہے"

صوفی تو واپس جا چکا تھا مگر دستگیر نے اسے نرم الفاظ میں سمجھانے کی کوشش کی مگر اس لڑکی کے سر پر اس وقت خون سوار تھا اور دستگیر بھی اسے اس وقت واجب القتل دیکھائی دیا۔

"بھاڑ میں گیا تمہارا بھائی، بلاوا سے"

اسکی چیخ آفس روم میں داخل ہوتے ہی لئیق کے کان میں گھسی تبھی چہرے کے زاویے بگھڑے جبکہ دستگیر نے لئیق کو آتے دیکھ کر شکر کا سانس لیا اور بھاگنے لگا جب وہ بھی اس کے فرار ہونے پر رخ پھیرے پلٹی مگر بے اختیار نظر لئیق ایزد علوی سے ملی جو دونوں ہاتھ جینز کی جیبوں میں گھسائے، زچ کرتی سنجیدگی اوڑھے سر تا پیر اس لڑکی کو دیکھنے میں فرصت سے محو تھا،

وائیٹ شرٹ، ٹیل کلر پیٹ پہنے، شرٹ کی بازو فولڈ کیے تھا، پیروں کو وائیٹ سنیکرز میں مقید کیے، ایک کلائی میں دمکتی مہنگی برینڈ واچ جبکہ چہرے پر سیاہ بیرڈ جس سے اسکا سفید گلابی مائل رنگ اور حسن تمام تر بندشوں کے جھلکتا ہوا سحر طاری کیے ہوئے تھے، پھر اسکے وجیہہ چہرے پر چھایا سکون، سر کے سیاہ گرومی بال الجھے انداز میں بھی بہت پرکشش حد

تک سلجھے ہوئے، جبکہ اسکی تیز آنچ دیتی آنکھیں کھڑے کھڑے لعلین کا پوسٹ مارٹم کرتی پائیں گئیں۔

دستگیر نے اس آگ پانی کے ٹکراو کو دیکھنے کی تاب نہ رکھتے فوراسے پہلے کمرے سے جاناہی مناسب سمجھا جبکہ لعلین جواس وقت حقارت میں مبتلا بپھری بلابنی تھی، لمحہ لگائے اس شخص کی طرف لپکی اور بنا کسی خوف اس نے لئیق کا گریبان پکڑااور دستگیر نے بھی فوراسے بیشتر آفس سے نکل کر اپنی جان بچائی۔۔

"کیوں کیا تم نے ؟پہلے میری بہن کو مارااور اب مجھے قید کیا۔۔۔۔کیا چاہتے ہو تم ہم سے، کونسی دشمنی نکالی ہے تم نے، میں ساری دنیا کو بتاوں گی کہ تم بلیک ڈائمنڈ نامی درندے ہو، اچھے پن کا مکوٹھا اپنے چہرے پر سجائے، اندر ہی اندر یہ سب گھناونے کام کرتے تمہیں شرم نہیں آتی ؟بولو ورنہ تمہاری جان لے لوں گی معلون"

وہ جو لعلین نامی لڑکی کو کسی بادل کی طرح نرم، کسی بارش کی طرح یخ، کسی ٹھنڈ سے بھری دوپہر کی طرح شانت سوچ رہا تھا، یہ لڑکی تو صرف آگ کا شعلہ نکلی، اسکے خشک پڑتے ہونٹوں سے لے کر آگ اگلتی آنکھوں تک کا اتنا لمبا سفر تھا کہ اس شخص کے دل نے تھکن سی محسوس کی، اس لڑکی کے گلابی گال اتنے نازک تھے کہ مدھم مدھم جامنی رگیں تک زرا دیر غور کرنے پر دیکھنے لگتیں، اتنی گداز کے ان رخساروں کو چھونے کی خواہش کسی کو بھی پہلی ملاقات پے دل میں سر اٹھاتی محسوس ہو، وہ جلد اپنی گستاخ نظریں اسکے چہرے کے بھٹکاتے نقوش سے ہٹا گیا، لئیق نے اسکے سختی کے باعث رگوں کے ابھر جانے سے سرخ پڑتے ہاتھ ایک ہی جھٹکے سے اپنے گریبان سے ہٹائے جس پر وہ جھٹکا کھاتی اس سے فاصلے پر جا کھڑی ہوئی، لئیق اسکی آگ لگاتی آنکھوں میں دیکھنے سے گریز برتتا اسکے خلیے پر سرسری نگاہ کیے چلتا ہوا ٹیبل تک پہنچا اور ریسور اٹھائے پتا نہیں کس کو آنے کا کہا کہ

اگلے دو منٹ میں نیہا، بہت لمبی وارڈرب رینج لیے دو ملازموں کے ہمراہ مسکراتی ہوئی اندر آئی جس ریک پر رنگ برنگے ملبوسات، جیولری، ہیلز اور لیڈیز اشیاء کی بہتات تھی اور وہ سب سامان لئیق کے روم میں جا کر سیٹ کرواتی اجازت لیتی ویسے ہی کمرے سے نکل گئی جبکہ اس سارے وقت لعلین نے اپنے عتاب پر بڑی دقت سے بند باندھے، جبکہ لئیق کے فون پر رایان کا ایمرجنسی میسج، اس لڑکی سے ملاقات میں خلل کا سبب بنا کیونکہ بہت ساری اہم معلومات تھیں جنکا بلیک ڈائمنڈ تک پہنچنا بہت ضروری تھا۔

جا کر چینج کر لیں لعلین ! اور آرام کریں۔ کل بات کریں گے ابھی مجھے "

"ایک اہم کام سے جانا ہے

وہ جو اسکی جان لینے پر آمادہ تھی، لئیق کے میز پر سے اپنا سیل فون اٹھاتے باہر نکلتے ارادے بھانپ کر اسکی بات پر تلملاتی ہوئی اسکی راہ میں آئی، یوں گھوری جیسے وہ اپنی سرخ آنکھوں سے ہی اسے سالم نگل لے گی۔

میرا رہا سہا آرام غارت ہو چکا ہے، تم کیا سمجھتے ہو یہاں رہوں گی۔اپنی"
بہن کے قاتل کے آس پاس، لعنت بھیجتی ہوں میں تم پر، اور تمہاری ہر چیز
"پر۔مجھے گھر جانا ہے، سمجھے تم۔۔۔۔بھاڑ میں جاو
اسکی راہ میں آکر غراتی اس سے پہلے وہ اس پر دو حرف بھیجے اسے دھکیل کر
آفس روم کا دروازہ کھولے باہر جاتی، لئیق نے اسکی کلائی جکڑے اپنی سمت
موڑا تو وہ واپس پلٹی اور اس سے ٹکراتے ٹکراتے بچی لیکن وہ اتنا چیخ چکی
تھی کہ سانس پہلے ہی پھول گیا اور رہی سہی کسر اس ظالم کے حواس سلب
کرتے قریب آتے تیور پوری کر گئے کیونکہ ٹکرانے کے باعث اس نے
لئیق ایزد علوی کی سانسیں اپنے پہلے سے دہکتے چہرے پر پھیلتی محسوس کیں
اور ستم یہ کہ وہ اسے کلائی سے جکڑے اسی نزدیکی پر لاک کر چکا تھا، اپنی
سرد مہر آنکھیں لعلین کی انگارہ آنکھوں میں ڈالے خفیف سا اپنی سمت
کھینچا۔

"سنا نہیں شاید آپ نے، آپ اب میری قیدی ہیں لعلین"
سختی سے قید کی یاد دہانی کروائی گئی تھی اور لعلین نے اسکی گرفت سے اپنی بازو جھٹکے سے چھڑوائی جیسے وہ اسے مار ڈالنا چاہتی ہو۔

"میں نے بھی کہا کہ بھاڑ میں جاو تم، ہٹو پیچھے"
وہ اسکو دیکھنے تک کو برداشت نہ کر پائی، جبکہ اپنی نرمی ایک طرف رکھے اس نے اس لڑکی کی بازو واپس پکڑے اپنی طرف دھکیلا جس پر لال کی آنکھوں میں لہو اترا، ہونٹ بھینچ لیتی وہ اسے کاٹ کھاتی گھوری۔

"اس حدود سے باہر نکلنے کا سوچیئے گا بھی مت، ورنہ آپکی اس نازک جان پر بہت سے قہر ایک ساتھ ٹوٹیں گے۔ خاصا حقیقت پسند آدمی ہوں، بیوی ہیں آپ میری اور باغیانہ خیال بھی سوچا تو آپکو بیوی کے تمام حقوق ابھی

سونپ کر زیادہ گہری قید میں ڈال دوں گا، سو مجھے تنگ کرنے کی جرت بھی مت کیجئے گا۔ جائیں، یہ کپڑے بدلیں اور ویسے ہی سو جائیں جیسے اپنے گھر سوتی ہیں، جو بات ہے وہ صبح ہو گی"

اپنے الفاظ کی معنی خیزی کے سنگ وہ بہت صاف لفظوں میں لعلین ابراہیم پر قہر برپا کرتا نہ صرف آفس روم سے نکلا بلکہ وہ جو اسکے حراس بخشتے الفاظ سے اک لمحہ سن ہوئی، لپک کر جب دروازے تک پہنچی تو وہ لاکڈ ہو چکا تھا، اور اس بے بسی پر لعلین کا دل یہی کیا کہ اس منحوس انسان کا سینہ چیڑ دے۔

تیز تیز سانس لیتی وہ آفس روم میں بدحواسی سے چکر کاٹنے لگی، اس شخص سے نکاح اسکے وجود کو بری طرح نشتر چبھو رہا تھا اور ان لوگوں نے فون اور بیگ بھی چھین لیا تھا، جبکہ لیڈ لائن دیکھ کر وہ جب اس طرف بڑھی تو کمینہ اسے بھی لاکڈ کر گیا تھا تاکہ صرف آتی کال سنی جا سکے۔

گہرے گہرے سانس لیتی وہ خود کو مضبوط کرنے لگی جو کم از کم اب ناممکن ہوا تبھی تھک ہار کر وہ وہیں لگے صوفے پر جا بیٹھی اور اپنے ہاتھ کے ناخن دانتوں سے کاٹتی سانس اکھڑنے پر سر تا پیر لرزی، آنکھوں سے بہتے لاتعداد آنسو اسکی اس درجہ بری ہار پر برسے تھے۔

لئیق کو ڈاکٹر سونم نے ارجنٹلی بلایا تھا اور وہ رات کے اس وقت بھی چند گھنٹوں میں ڈیپارٹمنٹ پہنچا۔

رایان مغل کو اس لڑکی کے کپڑے مل گئے تھے جو اسی فلیٹ میں روم کے بیڈ کے نیچے کسی نے پھینکے تھے، جبکہ اس پر لگا خون کس کا تھا یہ سونم تبریز نے پتا کروالیا تھا اور ساتھ میں اس لڑکی کا بائیو ڈیٹا بھی سحر اور رایان نے نکال لیا۔

اس لڑکی کا نام روحی ہے، یہ ایک چھوٹی موٹی چور ہے، چھوٹے موٹے"
"جرائم کے ساتھ ڈرگز کی سپلائی میں دو بار جیل جا چکی ہے
سحر نے ایک فائیل کھول کر لئیق کے سامنے کی اور بتایا جبکہ سونم بھی وہیں آفس روم میں ہی آ چکے تھے۔

اس لڑکی روحی کے ان کپڑوں پر دو لوگوں کا خون ملا ہے، ایک اسکا اپنا"
"جبکہ دوسرے خون کے سیمپل جانتے ہو کس کے ہیں؟
سونم صاحب کے تجسس پھیلانے پر وہ مزید بدمزہ ہوا، پہلے ہی لعلین سے چھوٹی سی ملاقات نے اسے زچ کر دیا تھا۔

"کیا اب انویسٹیشن دوں آپکو کہ بتا دیں، کس کا خون ہے یہ"
کڑواہٹ سے تلملاتے سوال کیا گیا۔

بھجت کا، یعنی یہ ہے وہ لڑکی جس نے بھجت پر حملہ کیااور تم خوامخواہ سلینا"
پر الزام تھوپے جارہے تھے، جب اس لڑکی نے بھجت پر حملہ کیاتو وہ سلینا
کی طرح اس لباس یعنی نائٹی میں ملبوس تھی، اور بھجت کی رپورٹس کے
مطابق اسکے خون میں ایک ایسا کیمیکل ملا ہے جو اکثر نشے کی طلب کو پورا
کرنے کے لیے ڈاکٹرز مریض میں انجیکٹ کرتے ہیں۔ یعنی یہ لڑکی سلینا کا
بہروپ دھار کر بھجت پر حملہ آور ہوئی تب وہ کسی دوا کے زیر اثر رہا تبھی
اسے لگا وہ سلینا تھی اور جس نے اس سے یہ کام کروایا اسی نے روحی کو کام
کے بعد مارا، جبکہ سلینا بھی یقیناً اسی کے پاس ہے جو اس سارے کھیل کے
"پیچھے کا اصل ماسٹر مائنڈ ہے

ڈاکٹر سونم تبریز کے انکشافات تو خود لئیق کی ہستی ہلا چکے تھے، اسے لعلین
کی باتیں بھی الجھا رہی تھیں کیونکہ لعلین کے نزدیک اسکی بہن مر چکی تھی

اور کسی نے اسے اسکی بہن کے قاتل کا نام بیلک ڈائمنڈ بتائے اس سب میں گھسایا تھا۔

یہ دونوں لوگ ایک ہی تھے اور یہ جاسوس نہیں ہو سکتا تھا، یہ اس کہانی کا کوئی دوسرا ولن تھا۔

"یہ سب تو سوچ سے زیادہ الجھ گیا ہے، کیا یہ سب فساد صرف سلینا کی وجہ سے مچا؟ لیکن کیوں۔۔۔۔"

لئیق نے وہیں چکر کاٹتے اپنے ماتھے کی ابھرتی رگوں کو سہلایا جبکہ وہ سب خاموش کھڑے لئیق کی طرف ہی متوجہ تھے۔

"یہ سلینا کا کوئی عاشق ہو سکتا ہے لئیق، جس نے اسے پانے کے لیے دہری گیم کھیلی۔اور تمہیں اس سب میں پھنسانے کا کوئی اور بھی سبب ہو سکتا ہے"

ڈاکٹر سونم کے خدشات درست تھے تبھی لئیق کے دماغ میں گھنٹی سی بجی۔

"اور شوملی! ملا یا نہیں؟"

لئیق نے مڑتے ہوئے سحر اور رایان سے متفکر ہوئے پوچھا۔

"سر وہ اپنے کسی ٹھکانے پر نہیں ملا، مجھے لگتا ہے اس پر اس بار کسی طاقت ور کا ہاتھ ہے۔ لیکن آپ فکر نہ کریں، جلد اسے سامنے لائیں گے بس تین چار دن اور دے دیں"

رایان نے اس کام کے لیے مزید وقت مانگا جو لئیق نے دیا اور ان حقائق سے خاصا مضطرب ہوا، ذہن پر زور ڈالا مگر دور دور تک کسی سنگین دشمن کا کوئی حوالہ نہ یاد آیا۔

اور کرائم سین سے جو پیروں کے نشانات ملے وہ بتا رہے ہیں کہ روحی کو"
مارنے والا جو بھی تھا اس کی ایک ٹانگ معزور تھی، مطلب ایک پیر پر دباو
کم تھا جس سے اسکے بوٹوں پر لگی مٹی ایک جوتے کے نشان پر سخت ہے اور
"ایک پر ہلکی، یعنی شوملی کے ساتھ کوئی اور بھی تھا
ڈیول کا آدمی کینچل ایک پیر سے زرا معزور تھا اور اس دن روحی کا مڈر کینچل
اور شوملی نے مل کر کیا تھا۔
ڈاکٹر سونم کی تمام انفارمیشن کے بعد اب باری تھی اس آدمی سے تفتیش کی
جسے دستگیر کے لوگوں نے ٹارچر زون میں قید کر کے رکھا تھا کیونکہ اب
اس جاسوس تک اسے وہی پہنچا سکتا تھا۔
دوسری طرف وہیں صوفے پر بیٹھی بیٹھی اپنے آپ کو کوستی ہی وہ نیند میں
اتر گئی، کیونکہ اس درندے کے سامنے تو نہیں پر اسکے جانے کے بعد وہ اپنے
پھنس جانے پر بہت روئی تھی تبھی آنکھیں درد کرنے کے باعث وہ نیند
میں اتری اور کب ہلکی ہلکی صبح زمین زادوں پر پھیلی اسے خبر ہی نہ ہوئی۔

.._____..

کیاضرورت تھی تجھے جولیہ کے ساتھ یہ کرنے کی، تجھے پتا بھی ہے کہ "
انتقام میں سلگتی عورت سے بھیانک کوئی شے نہیں، کیوں تواتنا کمینہ بن جاتا
"ہے۔ کیاساری زندگی مجھے تیری ہی فکریں کرنی ہوں گی؟

وہ اسے صبح سے تلاش کر رہا تھا مگر لوئے اپنے کونسرٹ کی کامیابی پر مختلف
میگزین اور چینلز کے ساتھ سارا دن میٹنگز میں مصروف رہا تھا اور اب رات
میں وہ اسے کلب میں ملا اور ہمیشہ کی طرح اسکے ساتھ ایک نئ لڑکی فیزے
تھی جو نازیبا سے لباس میں لپٹی دمکتی لوئے کے ساتھ لہک لہک کا ڈانس کر
رہی تھی اور لوئے صاحب بھی مست ہو کر ٹھمکے لگا رہے تھے، فیزے
دراصل ایک نجی چینل کی رپورٹر اور میگزین کی ایڈیٹر بھی تھی اور لوئے

سے اپنے میگزین کے لیے کوور فوٹو شوٹ کی ریکوسٹ لائی تھی، جسے لوئے نے اسکے تھوڑے اصرار پر قبول کیا مگر یارق نے کلب میں داخل ہوتے ہی جب اسے اک نئ بلبل کے ساتھ دیکھا تو سلگتا ہوا اس تک پہنچا اور اسکو بازو سے پکڑے لڑکیوں اور لڑکوں کے کراوڈ سے باہر نکال کر لایا اور جیسے پھٹ پڑا۔

"تجھے کس نے میری فکر کرنے کا کہا ہے یارق، چار دن کی زندگی ہے کھل کر جینے دے، رہی بات جولیہ کی تو اسکے ساتھ جو کیا اسی کے لائق تھی، میری گاڑی میں ڈرگ رکھتے دیکھا تھا اسے میرے آدمی نے، اس نے مجھے آکر بتایا اور میں نے بنا جولیہ کو انفارم کیے ایک سزا دی، وہ میرا کیریئر تباہ کرنے چلی تھی، اور ایسا کرنے والی کو الٹا لوئے نے کسی جوگا ہی نہ چھوڑا۔

"تجھے کیا لگتا ہے لوئے بہزاد علوی کوئی بھی کام یا فیصلہ یونہی کر لیتا ہے؟

اندر کی بات تواب کھلی تھی اور یارق کے چہرے پر اس انکشاف پر زردی اتر آئی۔

"نہایت ہی کوئی گھٹیا لڑکی نکلی، تجھے پہلے بھی کہا تھا اسکی رپیوٹ ٹھیک نہیں پر تجھے بھی رسک لینے کا شوق ہے، سوچ اگر ڈرگ ورگ کے معاملے میں نیویارک کی پولیس کے ہتھے لگتا تو کیریئر تو جاتا ہی، ساری عمر انہی غیر ملکی سلاخوں میں پھنسا رہتا۔ خدارا احتیاط کیا کر۔۔۔"

اب بھی یارق کی پریشانی لافانی تھی جس پر وہ فینزے کو کال بیک کا اشارہ کیے کمینگی سے یارق کی غصیل گھوری پر ہنستا اسکے ساتھ ہی کلب سے باہر نکل گیا اور وہ دونوں اب روشنیوں سے جگمگاتی سڑک پر پیدل چل رہے تھے۔

(ہجڑا)Transvestite تونے بتایا کیوں نہیں تھا کہ لارا کا بھائی"
"ہے

یارق کے افسوس سے کیے سوال پر لوئے نے سرسری سا اسکی طرف دیکھا۔

"ایسی باتوں کا پردہ رکھتے ہیں، تجھے نہیں پتا کہ میں کتنا اچھا رازدان ہوں"
لوئے کے جواب نے یارق کو مسکرانے پر اکسایا۔

بالکل، لیکن اس بچے کی ہمت دیکھ کر مجھے اپنا دور یاد آگیا۔ ہم جیسوں کی"
زندگی آسان نہیں ہوتی لوئے، اگر تجھے مناسب لگے تو میں اسے اپنا کام
"سیکھا سکتا ہوں

یہ کہتے ہوئے یارق کی آنکھیں خالی سی ہوئی تھیں جبکہ لوئے نے رک کر پلٹ کر اس کو محبت اور اپنائیت سے دیکھا اور پھر کندھوں سے جکڑے اپنے روبرو کیا۔

محترم! اسے جب پہلی بار دیکھا تھا تبھی سوچ لیا تھا کہ اسے میر ایارق پاشا"
ہی ٹرین کرے گا۔ ہنر ضروری ہے تاکہ وہ اپنے پیروں پر کھڑا ہو کر لارا کا
فخر بنے ناکہ اسکی کمزوری، جیسے یارق پاشا نے اتنی بڑی کمی کے باوجود یہاں
اور پاکستان دونوں جگہوں ریسٹورنٹ کھول رکھے، اپنے بیوٹی سیلون بنا
لیے، ٹریننگ اینسیٹوٹ کھول لیے، ایک دن وہ بچہ بھی اتنا ہی کامیاب
ہو گا"

یہ کہتے ہوئے لوئے کی آنکھوں میں ایسا رشک تھا جو یارق کی ہمت بنتا
کیونکہ یارق خود بھی ہچکچا تھا مگر اس نے اس کمی کو دنیا پر ظاہر ہونے ہی نہ دیا
اور اسکا کریڈٹ اسکے یار لوئے بہزاد علوی کو جاتا تھا۔

یہ تب کی بات ہے جب لوئے چھٹی کلاس میں تھا، خاصا آفت اور مغرور
جس سے سب بچے دوستی کرتے ڈرتے کیونکہ وہ جو چیز ہاتھ میں آتی وہی
اگلے کو مار دینے والا اڑیل اور بد دماغ بچہ تھا مگر پھر ایک دن انکی کلاس میں

ایک شائے سا یارق پاشا آیا مگر اسکے اندر موجود نسوانی سائنز اس بچے کو جلد سب میں آشکار کر گئے اور پرنسپل صاحبہ نے اسکی ماں سے معذرت کرتے ہوئے اسکی اصلیت جان کر سکول سے نکال دیا مگر وہاں سے اسکی اور لوئے کی دوستی کا اصل فسانہ شروع ہوا۔

لوئے جو سکول میں پڑھتا وہ سکول کی چھٹی کے بعد دو گھنٹے جا کر یارق کو پڑھا کر آتا اور یوں لوئے نے فرہاد علوی کی سفارشیں دلوائے یارق کو ہر کلاس میں پرائیویٹ امتحان دلوائے، ان دو کا بچپن سے ساتھ تھا اور لوئے کے اس راز میں صرف فرہاد علوی شامل تھے۔

یارق ایک غریب گھر کا بچہ تھا اور ایک سہارہ بس ماں تھی، یارق کی پیدائش پر اسکے والد مر گئے اور ماں کو وارث کی صورت ایک ہجڑا ملا تو وہ ماں بھی اس دکھ کے سال چند سال ہی جی پائی اور یارق کو اس بے رحم دنیا کے سپرد کیے چل بسی، اسکے اندر پائی جاتی کمی کے باعث اسے رشتہ داروں نے بھی

دھتکار دیا مگر اپنا ساتھ دیا تو لوئے علوی نے، اور یارق کے اندر اعتماد، غرور، مضبوطی اور اعتبار جیسے احساسات ڈال کر اسے خود مختار بنایا، یہ سچ ہے شروع میں اس نے ہی یارق کو فائینینشلی ہیلپ کیا مگر اسکے بعد یارق نے ہر کام، ہر کامیابی اپنے بل پر پائی۔

چونکہ ڈگری کے باوجود لوئے نے سنگنگ جیسا ناقابل قبول پیشہ چنا سو فرہاد اسکے اس فیصلے سے بہت برہم ہوئے، کئی بار اسکی پاکٹ منی تک بند کی، عاق کرنے کی دھمکی بھی دی پر وہ اس پر فیشن سے باز نہ آیا اور جب بھی اس سے بابا اسکے کریڈٹ کارڈ لے لیتے تو وہ اپنا بوریا بستر اٹھائے یارق پر بوجھ بن جاتا اور یارق صاحب گھر تو کیا دل بھی اس محسن کے لیے کھولے رکھتے مگر یارق نے ایک اصول ضرور بنایا تھا کہ وہ آج تک لوئے سے ایک فاصلے پر رہا تھا، وہ جانتا تھا جو کمی اسکے اندر ہے وہ اسے بہت سے گناہوں پر اکسا سکتی ہے اور لوئے کو اسکا یہ سمٹا انداز بہت اچھا لگتا تھا تبھی تو لوئے نے اسکے سوا آج تک کوئی دوست ہی نہ بنایا تھا۔

ان دو کا ساتھ خوبصورت تھا، لوئے نے اسکے اندر کی کمی کو اسکا قصور بننے نہ دیا بلکہ اسے اپنے جیسا پر اعتماد بنانے کی کوشش کی تھی۔

یہ سب تیری وجہ سے ہے، سر اٹھا کر فخر سے بولتا ہوں تو تیرے سبب۔"

"ورنہ آج کہاں ہوتا یہ سوچ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں

وہ اسے یہ سب سوچنے سے روکتا تھا، آج بھی برہم ہوا۔

ہر کسی کا ایک مسیحا ہوتا ہے یارق، تیرا میں بنا تو مجھ جیسے بیکار بذات کا وہ"
بنے گی، جسکے لیے ہر اچھی بری راہ اپنا سکتا ہوں۔ باقی ایمر کو جلد تیری شاگردی میں دوں گا تاکہ تو اسے اپنی طرح ایک نڈر مرد بنا دے، جو اپنی
"زندگی خود بنائے

لوئے کی سنجیدگی میں بھی یارق کے لیے محبت اور احترام تھا اور یارق کو اسکا دیا احترام ہی اپنی جان سے زیادہ عزیز تھا۔

ان شاءاللہ،اب یہ بتاجو وعدہ لیاہے تونے اس سے اسکا کیا بنے گا؟ کیا پھر "
"سے کوئی لفڑا کیے لارا کی جان خطرے میں ڈالے گا؟
یارق کو رہ رہ کر اب لارا کی فکر تھی کیونکہ جتنا سر پھرا لوئے تھا اتنا اس دنیا میں یارق کے نزدیک دوسرا کوئی نہ تھا۔

اسکی جان خطرے میں ڈالنی تو پڑے گی ورنہ وہ میری کیسے ہو گی،اس کو "
مجھ جیسوں کی کمی نہیں جو اسکی پہلی چوائز میں ہوں گا،مجھے اسکی کمی ہے اور
"میری ہر چوائز وہی ہے
ایک بار پھر لوئے کا عاشقانہ لہجہ یارق پاشا کی تمام خفگی نگل گیا،وہ اس پاگل پر مسکرا ہی سکا کیونکہ اسکا کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔

....★☆☆☆☆☆★....

زندگی کی چھبیس بہاریں اس نے لعلین نور (ماں) اور فرہاد (بابا) کی آغوش میں عیش سے گزاری تھیں، لعلین نور علوی اور فرہاد علوی کا خوبصورت کپل، ایک مدت تک دنیا کے لیے ایک آئیڈیل کپل مانا جاتا تھا، وہ اپنی زندگی سے چھبیس سال بہت خوش رہا، ذہین، فطین اور اعلی اوصاف کا مالک ہونے کے ساتھ ساتھ جندل جیسے خوفناک محل میں وہ ایک مہربان شخص موجود تھا، اپنی ماں لعلین نور علوی کی طرح جو اڑتے پرندوں تک کو رزق دینے کی شوقین تھی، جسے چیونٹیوں پر بھی رحم آتا، لیکن پھر فرہاد علوی کی بے وفائی کا فسانہ سامنے آیا، نہ صرف انکی کئی سال تک چھپائی شادی منظر عام پر آئی بلکہ دیکھتے ہی دیکھتے جندل محل میں ایک وارث اور آگیا۔

آٹھ سال پہلے زائشہ اپنے سترہ سالا بیٹے لوئے کے ساتھ جندل محل میں ایک دن دندناتی ہوئی چلی آئی اور فرہاد علوی کی اتنی طویل بے وفائی کا غم لعلین نور کو دیمک کی طرح چاٹ گیا، لیکن فرہاد علوی نے اتنی محبوب بیوی

کے باوجود دوسری شادی کیوں کی تھی اس کے بارے وہ نہ بتا سکے نہ اس ظالم سفاک زائشہ نے اس شخص کو اس قابل چھوڑا کہ وہ کچھ سچ کہہ پاتے۔

یوں جندل محل لئیق ایزد علوی کے ساتھ ساتھ ایک یکدم پیدا ہوتے وارث لوئے بہزاد علوی کا بھی گھر بن گیا، یہ دھچکا نہ لئیق کے لیے قابل قبول تھا نہ لعلین نور کے لیے، اور پھر وہ اس لیے بھی بکھرا کیونکہ اسکے پاس اسکی واحد بچ چکی دولت بھی لٹ گئی، لعلین مر گئی، کیسے مری یہ وہ اب سوچنا چھوڑ چکا تھا، کیوں مری تھی اب وہ یہ سوچتا تھا۔

اس کی ماں نے اسے جس طرح محبت اور پیار سے پالا تھا، اس عورت کی موت نے لئیق کو پچھلے آٹھ سال سے اتنا اذیت سے گزارا، وہ انکی موت پر رو تک نہ سکا تھا کیونکہ آج بھی اسے اپنی ماں کی موت پر یقین نہیں تھا۔

وہ بلیک ڈائمنڈ تھا، وہ زمین میں دفن مردوں تک کی شناخت کر لیتا تھا مگر آج تک وہ لعلین نور کو، انکی موت کے یقین کو ڈھونڈ نہ سکا تھا۔

لیکن لعلین نور کی موت کا راز اسی جندل محل میں دفن تھا۔

وہ کافی الجھ چکا تھا، جاسوس کے ساتھ ساتھ اب اس دوسرے شخص کی تلاش اسے بہت بے چین کر چکی تھی۔

وہ اپنی سوچوں میں منہمک جب واپس لوٹا تو دستگیر نے اسے کچھ بتانا چاہا مگر فی الحال وہ تھوڑا ریسٹ چاہتا تھا تبھی بعد میں دیکھنے کا کہے وہ جندل محل کے خوبصورت کچن کی طرف بڑھا جہاں نیہا، اپنی ساسوماں یعنی دستگیر عالم کی والدہ مریم صاحبہ کے ساتھ مل کر بریک فاسٹ بنانے کی تیاری کر رہی تھی اور لئیق کو وہاں آتا دیکھ کر دونوں خوشگوار حیرت سے قربان و فدا تاثر کے سنگ مسکرائیں کیونکہ وہ باورچی خانے کا رخ صرف تبھی کرتا جب اسے ان ماں بیٹی کے ہاتھ کا کچھ سپیشل کھانا ہوتا یا کوئی اہم بات کہنی ہوتی۔

دستگیر عالم، فرہاد عالم کے بہت قریبی دوست کا بیٹا اور لئیق کا بہت اہم ساتھی تھا جبکہ نیہا، دستگیر کی وائف تھی، نیہا اور مریم بی ہی جندل محل کی

کیئر ٹیکرز تھیں اور تمام ملازمین کو لیڈ بھی وہی کرتیں، وہ دو بھی رات سے لئیق کے اس آچانک شادی کے فیصلے پر کافی متجسس تھیں۔

"خوش آمدید بی کی جان! آپکو کچھ چاہیے تھا جگر پارم؟"

مریم بی کے دل کو خوش کر دیتے میٹھے لہجے اور الفاظ پر وہ باری باری دونوں کو دیکھتا مدھم سا مسکرایا، بی جان کی محبت اسے ہمیشہ تازہ دم کرتی، اور ویسے بھی آجکل تو وہ گرینی کو بھی کچھ زیادہ مس کر رہا تھا جو روٹھ کر کوئیٹ جا کر سب سے بے خبر ہو گئیں تھیں۔

"نہیں، ایک ریکوسٹ تھی بی جان"

وہ اسکے اس طرح درخواست گزار ہونے پر فکر مند ہوئیں کیونکہ انکا بچہ انکے لیے ہمیشہ حکم کرتا عزیز تھا۔

"اللہ اللہ بی کی جان! درخواست کریں آپکے دشمن۔ آپ حکم کریں"

وہ یوں بوکھلائے دل ہر ہول اٹھنے کی طرح ہاتھ رکھتیں بولیں کے نیہا اور
! لئیق انکے بوکھلائے پر ایک سا ہنسے، واللہ اس ظالم کی مسکراہٹ
جیسے کسی نے سویرے سے ڈھکی شام کا پردہ چاک کر ڈالا ہو۔
وہ لڑکی ! چاہتا ہوں آپ اور نیہا اسکا پرسنلی خیال رکھیں۔ آپ جانتی ہیں "
میں زیادہ یہاں نہیں ہوتا سو میری غیر موجودگی میں وہ آپکے پاس میری
امانت ہے، آپ دونوں بھی میرے اس اجلت کے فیصلے پر حیران ہوں گی
لیکن وقت آنے پر آپکو ضرور اس جلدی کی وجہ معلوم ہو جائے گی، وہ اس
محل سے نکلنی نہیں چاہیے، اور آپ دو اسے ایک بھرپور دوستانہ ماحول
" فراہم کریں۔۔۔۔

وہ جس طرح ان دو کو یہ سب پریشان و مضطرب بتا رہا تھا، مریم بی تو جان و
دل سے سن کر اقرار کر رہی تھیں مگر نیہا کو کافی تجسس تھا اور وہ اس معاملے
میں مشکوک بھی تھی، حالانکہ اسے دستگیر نے بھی سرسری سا یونہی سب
بتایا مگر اس لڑکی کو دیکھ کر وہ کافی حیرت و تجسس کا شکار تھی اور پھر نیہا پر

تھوڑا اثر زائشہ بیگم کا بھی ہوتا رہتا تھا کیونکہ وہ انکی صحبت میں بھی رہتی تھی لہذا ہر معاملے میں گھسنا اسکا مشغلہ تھا اور اسے دستگیر سے بھی اسی گندی عادت پر ڈانٹ پڑتی۔

ہم تو اپنی جان سے اول رکھیں گے، آپ بے فکر رہیں۔ ابھی مزید ارسا"
"بریک فاسٹ بناتے ہیں۔ جایئے آپ بھی تازہ دم ہو جایئے

مریم بی نے تو محبت بھرے دلاسے سے اسکی فکر ہٹادی اور لئیق مطمئین ہو کر چلا بھی گیا مگر نیہا کو ضرور پیٹ میں بل پڑے۔

اے! آپکو نہیں لگتا کہ معاملہ کچھ گڑ بڑ ہے۔ سنا آپ نے کہ محل سے وہ"
لڑکی نکلنی نہیں چاہیے، تو کیا اسے لئیق بھائی قید کر کے رکھیں گے؟ آپ
"نے دیکھا تھا ناں کہ کیسے اس زبردستی لایا گیا تھا

نیہا کی زبان پر ہوتی کھجلی اور معاملے کو مشکوک ہو کر دیدنے پر پر مریم بی نے برہمی کے سنگ ایپرن پہن کر جاسوس بنی اپنی اکلوتی بہو کو آئبرو

اچکائے گھور کر دیکھا، وہ بہت پیاری تھی انکو بس اسکی سو بو لینے کی عادتیں مریم بی کو ایک آنکھ نہ بھاتیں، اب بچاری نیہا بھی کیا کرتی، جاسوسوں کے گھر آنا جانا تھا سو یہ عادتیں اسے بھی پڑ چکی تھیں۔

وہ انھیں قید رکھیں یا سر پر بٹھائیں، آپکو کا ہے کہ پسو کاٹ رہے نیہا بچے۔"

چلیں ہمیں شہد لا کر دیں، اللہ اللہ کیسی جاسوس بہو ملی ہمیں۔۔۔۔خدارا ہم پر رحم کریں"

ایک تو انکا لہجہ بہت میٹھا اوپر سے جب وہ برہم ہوئیں تو اور کیوٹ لگیں جبکہ نیہا کا منہ ضرور سا سو جان کی میٹھی میٹھی بے عزتی پر پر سبکی و اہانت کے احساس سے پھول گیا تھا، اب وہ بھی کیا کرتی، زائشہ نے اسے معاملے کی جڑ تک پہنچنے کی ڈیوٹی جو دے رکھی تھی۔

خود وہ فرہاد علوی کے کان بھی حسب توقع بھر چکی تھی اور واویلہ تو اس وقت فرہاد علوی کے روم میں بھی مچا تھا، لئیق کے اس فیصلے سے کوئی خوش

ہوناں ہوا سکے باباضرور ہوئے تھے شاید اس لیے کہ انھیں لئیق کی خوشی دیکھائی دی، اسکی زندگی کے واپس لوٹتے رنگ دیکھائی دے رہے تھے۔

ایسا اگر لوئے نے کیا ہوتا تو کھڑے کھڑے عاق کر دیتے آپ اسے فرہاد،"
پر اسے کیسے کر سکتے ہیں، وہ تو آپکی نور کا خون ہے ناں۔۔۔۔۔خدا کی پناہ!
ایسے ہوتی ہیں شادیاں؟ میں بتا رہی ہوں، اس لڑکی کو ہر گز اس خاندان کی
"بہو تسلیم نہیں کروں گی

کل سے وہ کوئلے چباتی فرہاد کے کان بھرنے اور انکو لئیق کے خلاف بھڑکانے میں زہریلے آفسوس زدہ انداز میں سر گرداں تھی مگر فرہاد صاحب یوں تھے جیسے انکے کان پر جوں بھی نہ سرکی ہو اور فرہاد کی ایسی لاتعلقی زائشہ بیگم کے تن من میں شرارے بھر رہی تھی۔

تم کو کس نے کہا ہے کہ قبول کرو، نہ اسکا اور اسکی بیوی کا رشتہ تمہاری"
قبولیت کا محتاج ہے بیگم۔اور یہ نور کا طعنہ مت دیا کرو، کسی لحاظ میں چپ

اور دبا رہتا ہوں تو اس میں اپنی عافیت سمجھو، کیونکہ جس دن میں بولا اس
"دن تم بولنے کے قابل نہ رہو گی
آج فرہاد علوی نہ صرف بہتر تھے بلکہ آج انکا ریسٹورنٹ جانے کا بھی پلین
تھا، دو بہت بڑے فائیو سٹار ہوٹلوں کے مالک تھے وہ اور تینوں اپنے ماتحتوں
کے سپرد کر رکھے تھے مگر کبھی کبھی وہ جا کر وہاں کا انتظام دیکھ لیتے تھے
جبکہ لئیق کے کسی کام میں انہوں نے کبھی مداخلت نہ کی تھی بس وہ اسکی
توجہ جب بالکل خود پر سے ہٹتی محسوس کرتے تو خود کو ذہنی بیمار کر لیتے اور
لئیق پھر انکے بچے بن جانے سے ٹارچر ہوتا۔

زائشہ کو تو اس بندے کے منہ پر کھرا جواب دینے نے ہی سر تا پیر آگ لگا
دی، وہ یوں پھنکاری جیسے سب جلا کر خاکستر کر دے گی۔
"اچھا! مجھے دھمکی! ہنہ یہ مت بھولو کہ میرے بس زرا سا آگ لگانے پر
یہی لئیق تمہاری نور کا خون، اٹھا کر تمہیں جندل محل کے اس تاریک تہہ

خانے پھینکے گا جہاں سے روشنی تو کیا روشنی کا سایہ بھی تم تک نہ پہنچے گا۔
مت کرو تم کچھ، زائشہ اپنے راستے کے پتھر خود بھی ہٹا سکتی ہے لیکن یاد
"رکھنا تمہیں اسکی قیمت چکانی پڑے گی

نہ جانے کیوں مگر زائشہ کے زہر میں بجھے الفاظ کے سنگ دھمکانے پر فرہاد علوی کے چہرے پر واقعی خوف اتر آیا، وہ تو نائیٹ گاون میں تھی سو دل کی وہشت اور بھڑاس نکالنے کے بعد فریش ہونے چلی گئی مگر فرہاد علوی پر ضرور تکلیف کا نزول سا اتر آیا۔

جانے کیا بات تھی کہ انکی آنکھوں میں اگلے ہی لمحے خون سا اتر آیا۔

.._____..

جب سے ڈیول نے سلینا کو قید کیا تھا، تب سے اب تک بھوک پیاس کی شدت سے اسکا برا حال ہو چکا اور پھر وہ اس خبیث کے لوگوں کی طرف سے دیا کھانا بھی انکے منہ پر مار چکی تھی تبھی سیلینا کے لیے ڈیول نے ایک لڑکی کا انتظام کیا تھا۔

وہ لڑکی بھی ڈیول کے اہم ساتھیوں میں شامل تھی مگر سلینا کی قسمت اچھی تھی کہ وہ ڈیول کی طرح خونخوار نہ تھی، جب وہ کھانا لے کر آئی تو اسے سلینا کی آدھ مری حالت دیکھے اس پر بہت ترس آیا، کھانے کی ٹرے وہیں زمین پر رکھتی جب وہ اسکے پاس بیٹھی تو سلینا کے تپتے وجود کی تپش اسے فکر مند کر گئی اور تبھی اس نے سلینا کی بے حال طبعیت کا فوری ڈیول کو بتایا، وہ واقعی نڈھال تھی یا یہ سب اسکی چال تھی، ابھی کچھ کہنا قبل از وقت تھا۔

دس منٹ کے بعد وہ لڑکی ایک ڈاکٹر لڑکی کے ساتھ تہہ خانے میں داخل ہوئی تو وہ لڑکی دکھ و تکلیف سے نڈھال ہوتی سلینا کے پاس بیٹھی اور اس کا معائنہ کیا جبکہ اس نیچ اس نے دوسری لڑکی کو وہاں سے باہر بھیج دیا۔

مسلسل بھوک پیاس اور ذہنی دباو میں رہنے کی وجہ سے اسکی طبعیت بے حال ہو چکی تھی، چہرہ تاریک اور خوبصورت آنکھیں رونے سے سوجھ کر ابھر آئی تھیں۔

مگر وہ ڈاکٹر جب سلینا کی کلائی تھامے اسکی نبض دیکھتی اسکی طرف متوجہ تھی تو سلینا نے اسکا وہی ہاتھ جکڑا جس پر وہ لڑکی پہلے تو خوفزدہ ہوئی مگر پھر سلینا کے تسلی بخش اشارے پر پر سکون ہوئی.

"ڈرومت، دیکھو تم مجھ پر ایک احسان کردو، ڈیول کو کہنا کے سلینا پریگنٹ ہے، اسکے بدلے میں تمہیں بہت سارے پیسے دوں گی تم میرا سب کچھ لے لو لیکن مجھے اس وحشی سے بچالو"

سلینا کے کرب والم سے رو کر گڑگڑانے پر پہلے تو وہ لڑکی خوفزدہ ہوئی کیونکہ ڈیول کو دھوکہ دینے والوں کی سزا صرف موت تھی مگر اسے پس پردہ سلینا پر ترس بھی آیا۔اور پھر پیسوں کا سن کر وہ لالچ میں آگئی۔

لیکن تم جانتی ہو سلینا، یہ بات ڈیول کو پاگل کر دے گی، اور اگر یہ "
جھوٹ اسکے سامنے آیا تو تم تو مرو گی ہی، وہ مجھے بھی زندہ زمین میں گاڑ دے
"گا

وہ لڑکی حراساں ہوئی بولی، یعنی ڈیول کا خوف اسکے ہر موسے نمایاں تھا۔
نہیں آئے گا، کیونکہ جب اسے یہ پتا چلے گا کہ اسکی سلینا ان چھوئی نہیں "
رہی بلکہ بھجت کے بچے کی ماں بننے والی ہے تو وہ کبھی مجھے ہاتھ نہیں لگائے
گا پلیز مجھے بچالو۔ اگر اس نے مجھے مزید چھونے کی کوشش کی تو میں سچ میں
مر جاؤں گی، میں صرف بھجت کی ہوں، کسی اور نے مجھے چھوا تو میرے
"ساتھ ساتھ وہ بھی مر جائیں گے۔۔ پلیز
سلینا اس کے آگے مت کرتی روئی تو اس لڑکی کو بھی رحم آیا، وہ اسے سر
ہلائے اشارہ کرتی جب باہر نکلی تو ڈیول اور اسکی وہی ساتھی منتظر سے اس
ڈاکٹر کی طرف لپکے، ڈیول کے منہ پر اب بھی سیاہ ماسک تھا جبکہ اسکی
آنکھیں ایسی وحشی کے اس ڈاکٹر لڑکی کو لگا روح نوچ لیں گی۔

" کیاہواہے اسے "

پہلا سوال ہی اس خونخوار درندہ صفت آدمی کی طرف سے آیا۔

"ڈیول ! ایک بری خیر ہے "

وہ لڑکی جو ڈاکٹر تھی وہ ڈیول کے ساتھیوں میں شامل تھی جبکہ اسکی تمہید ڈیول کی آنکھوں میں انگارے سمت لائی۔

" کیاخبر ہے جلدی بکو

وہ تتناتے ہوئے بولا نہیں بلکہ غرایا تھا۔

"سیلناماں بنے والی ہے "

ڈیول کو یوں لگا جیسا اس سیاہ میں ڈوبے کمرے کی چھت اس کے سر پر آن گری ہو، کسی نے اسکی آنکھوں میں ریت جھونک دی ہو یا کسی نے پگھلا سیسہ اسکے کانوں میں انڈیل دیا ہو، افشار ہوتے لہو نے اسکے وجود کی رگیں بھیانک حد تک پھولا دیں۔

" کیا بکواس کی تم نے ؟ "

دانت پیس کر وہ دبی آواز میں اس لڑکی کو گردن سے دبوچے قہر ناک ہوئے چیخا تھا تب بھی اسکی آواز سے در و دیوار لرز اٹھے۔

" یہ سچ ہے "

وہ لڑکی اسکے غیض وہ غصب کے باوجود ہمت کیے منمنائی اور ڈیول نے نا جانے اس ہولناک سچائی کو کیسے برداشت کیا تھا مگر اسکی آنکھوں کی دہشت اور اس لڑکی کو پرے دھکیلتے ہی مٹھیاں بھینچ لینے پر دو دونوں لڑکیاں خوفزدہ ہوتیں تیزی سے وہاں سے باہر نکلیں جبکہ وہ تیزی سے تہہ خانے کی جانب بڑھا۔

وہ ہنوز دہری ہو کر اکھڑے اکھڑے سانس لیتی ہوئی اپنی نجات کی دعا گو تھی جب اس درندے کے آنے پر وہ سہم کر دیوار سے جا لگی، ڈیول نہ صرف اسکے قریب بیٹھا بلکہ لمحہ لگائے بے دردی سے اس نے سلینا کا جبڑا اپنی مٹھی میں دبوچا۔

ک۔۔کیسے چھوااس نے تمہیں؟کیسے چھونے دیا تم نے اسے ڈارلنگ، یہ "
کر کے تو تم نے اپنی موت للکار لی۔۔۔پہلے تو صرف موت بھجت کی سوچی
تھی لیکن اب جب تم نے یہ نیا چاند چڑھالیا تو تمہارا یہ معصوم بچہ بھی دنیا
میں آنے سے پہلے مرے گا، میرے لائق تو نہیں رہی تم لیکن تمہیں اس
بھجت کے لیے ایک ناسور ضرور بنادوں گا۔اب تم یہیں سسکتی ہوئی مرو
"سلینا، نہیں چھوڑوں گا تمہیں۔۔۔۔

اور جو سلینا نے سوچا تھا ویسا ہی ہوا، وہ درندہ جو ہر حد پار کرنے پر اترا تھا،
صرف اس جھوٹی خبر ہی سلینا کو اپنے لیے اچھوت قرار دے چکا تھا، وہ اسے
بھلے سخت اور سنگین دھمکیاں دے کر وہاں سے نکلا تھا پر سلینا کے مسلسل
بہتے آنسو اب تھم ضرور گئے تھے، اس نے وقتی طور پر اس درندے سے
خود کی عزت تو بچالی تھی مگر اب اسے ہوش حواس یکجا کیے یہاں سے پہلی
فرصت میں فرار ہونا تھا۔

.._____..

وہ سیدھا اپنے روم کی طرف ہی آیا تھا، کل کی بسنت آج موسم اچھا تھا، بارش رک چکی تھی مگر بادلوں نے پورے نیلے فلک کو اپنے نرم حصار میں لپیٹ کر گرم دھوپ کی کرنوں کو زمین پر آنے سے روک رکھا تھا۔

دروازہ کھولتے ہی لئیق کی گستاخ شوخ سی نظر صوفے پر بیٹھے بیٹھے ہی سو جاتی اس لڑکی پر پڑی تو بے اختیار اسکے ہونٹوں پر اندر داخل ہوتے دروازہ بند کیے مسکراہٹ آئی۔

وہ بہت کم مسکراتا تھا مگر یہ لڑکی پہلی ہی ملاقات میں اسے اپنا گرویدہ کر چکی تھی۔

وہ اس پر نظریں جمائے اسکے انہی کپڑوں کو دیکھ رہا تھا جو سب تو سوکھ چکے تھے مگر بھیگنے کے باعث اسکی بلیک فراک پر شکنیں تھیں، اس کھلی فراک

نے اسکے نازک نرم سے وجود کو بھلے مکمل ڈھانپ رکھا ہو مگر اس لڑکی کے وجود کی نرمی و ناز کی تب بھی آویزاں تھی، وہ واقعی دودھ میں گھلے گلاب جیسی تھی، جسے چھونے سے اسے میلا کر دینے کا خوف ہونے لگتا۔

وہ اس سکون سے اسے سر تا پیر اپنی آنکھوں میں بسائے دیکھ رہا تھا کہ اگر وہ جن زادی ہوش میں ہوتی تو ایسی بے ادب بھٹکتی نظروں کے راستے جہنم کی طرف موڑ دیتی، یا شاید اسکی آنکھیں نوچ ڈالتی۔

اسکے خوبصورت ماتھے پر چھوٹے بال اسکے معصوم چہرے پر سج رہے تھے، سامنے سے ماتھے پر کٹے بالوں نے سایہ کیے اسکی پیشانی ڈھک دی تھی، وہ یونہی اسے دیکھتا اسکے قریب آیا تو لال کے وجود سے اٹھتی کیڈیز پرفیوم نے لئیق کے حواس جھوڑے، دل چاہا ہاتھ بڑھا کر اسکی جبین پر بکھری بالوں کی لٹیں ہٹا دے مگر کچھ سوچ کر لئیق نے اپنا ہاتھ اسے چھوتے چھوتے پیچھے ہٹایا مگر وہ جو غیر دانستہ آنکھ لگ جانے پر سو گئی تھی، اس شخص کی موجودگی کو غائبانہ ہی محسوس کرتی کسی غیر مانوس نظر کے لمس کی تپش سے یکدم

اپنی زرا ہجم سے بڑھی ہو جاتی آنکھیں کھول گئی اور لمحے کے ہزارویں حصے وہ خود پر جمی لئیق کی حدود پھلانگتیں نظریں بھانپ کر اپنے جسم و جان کو سلگتا محسوس کرتی نا صرف یکلخت اٹھی بلکہ اسے یونہی خواہ مخواہ حقارت سے خود سے پرے دھکیل گئی۔

لئیق کو اس لڑکی کی یہ حرکت لگی تو ناگوار مگر اس نے تحمل سے برداشت کی۔

وہ چہرے سے بہت بوجھل لگ رہی تھی، اسکی آنکھوں کی تکلیف لئیق کے دل تک گرمائش پہنچا رہی تھی۔

"تم انتہائی گھٹیا ہو، مجھے اس چار دیواری میں قید کر کے کیا سمجھتے ہو مجھ پر تم حق پالو گے، ایسا سوچنا بھی مت ملعون۔ مجھے یہاں سے شرافت سے جانے دو، میں کسی کو نہیں بتاوں گی تمہارا۔ لیکن تمہارے ساتھ ایک چھت تلے رہنا برداشت نہیں کروں گا۔ یا خود کو مار لوں گی یا تمہارا ٹڈر کر دوں گی"

ناجانے کس کرب کا مقام تھا کہ لعلین اسے یہ سب آفر کر رہی تھی کیونکہ اسے یہاں رہ کر اپنی زندگی کے ساتھ ساتھ اپنی عزت نفس بھی خطرے میں لگ رہی تھی جبکہ وہ اتنا پر سکون تھا جیسے اسے لال کے کسی لفظ سے رتی اثر نہ پہنچا ہو۔

"ٹھیک ہے، تو آپ بتادیں لعلین کہ آپکو اپنی بہن کی موت کا سبب میں کیوں لگا، آپکے پاس کیا ثبوت ہے؟ اور کیا واقعی وہ مر گئی، کہاں ہے اسکی قبر، کس نے آپکے دماغ میں یہ شک ڈالا۔ اسکا نام بتائیں اور اپنی رہائی پا لیں"

وہ اسکے ذرا قریب آئے دلچسپی سے لال کی خوفزدہ سی آنکھوں میں جھانک کر سیدھا سبھاو بولا جو کسی صورت شہریار کا نام لے کر اسے بھی اس عذاب میں پھنسانا نہیں چاہتی تھی کیونکہ اسے اس وقت سچ جھوٹ اور جھوٹ سچ ہی لگ رہا تھا۔

میں مر کر بھی مزید اپنے کسی پیارے کو تم جیسے مردود کے چنگل میں نہیں"
پھنساوں گی اور قبر کا بتادوں تاکہ تم اور تمہارا دوست میری سیلی کو قبر میں
" بھی تکلیف پہنچاو

اسکے لاغر وجود میں جیسے چنگاری کی طرح ہمت سلگی تھی اور لئیق کو اسکی
پر اعتمادی بھائی۔

وہ اسکے سامنے اسی جیسے لازوال سحر کا مالک ہو کر بھی اس پر حاوی تھا کیونکہ
اس شخص کے ساتھ لال ایک ایسے رشتے میں جڑھ چکی تھی جو اس لڑکی کی
جان بھی نکال سکتا تھا اور وہ اس شخص کے سامنے بس ایک حد تک ہی بندھ
باندھ سکتی تھی۔

تو پھر آپ رہیں، میری دسترس میں۔ ویسے بھی میرے ساتھ آپ جیسی"
نڈر لڑکی ہی جچے گی، بائے داوئے آپ نے چینج کیوں نہیں کیا لعلین، آئیں
آپ کے لیے پیارا سا ڈریس سلیکٹ کرتے ہیں، پھر سب ساتھ بریک

فاسٹ کریں گے، آپ کو اس محل کے سب لوگوں سے ایز آوائف
"متعارف بھی کروانا ہے

اس شخص پر جتنا بھی وہ غصہ ہوتی، لئیق کے بولنے کا ٹھنڈا پر سکون انداز اسے اور سلگا گیا، اور ستم یہ کہ وہ بیچ کے بنتے تعلق کی باعث اس شخص کا منہ بھی نہ نوچ پائی اور جس طرح وہ اپنا ہاتھ لال کی طرف پھیلا چکا تھا، لال کی گردن پر جیسے گھبراہٹ میں گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی وہ لئیق کی نظروں سے چھپ نہ سکی، مطلب اس لڑکی پر اس شخص کے سحر اثر کر رہے تھے، وہ نفرت کے باوجود اس سے گھبرا رہی تھی، ماتھے پر چمکتی نمی اس صنف نازک کے فطری خوف کی ترجمان تھی۔

مر کر بھی تمہارا ہاتھ نہ تھاموں، زندہ رہنا چاہتے ہو تو مجھے اس قید سے"
"آزاد کر دو

تضحیک کے سنگ وہ اسکے اس ہاتھ پر دو حرف بھیجتے نفرت سے غرائی جو پہلی بار کسی عورت کی طرف بڑھا تھا، سبکی کے باعث لئیق کے ماتھے کی رگ ابھر کر معدوم ہوئی مگر وہ چاہ کر بھی اس پر برہم نہ ہو پایا۔

"آپ زندہ رہنا چاہتی ہیں تو ہاتھ تھامیں"

ناجانے اس شخص کے لہجے میں کیسی وحشت تھی کہ کسی سے خوف نہ کھانے والی لعلین نے گہرا سانس کھینچے اذیت کے سنگ ہی سہی پر ناجانے کس جذبے کے تحت اپنا ہاتھ بے اختیار اسے تھمایا، اور جب اس لڑکی نے اپنا ہاتھ اس خوبصورت ہاتھ میں دیا تو لمحے پاگل ہونے لگیں، ہاتھوں کی پوریں اس وصل پر شادی مرگ میں مبتلا ہوئیں۔

وہ اسے لیے چلتا ہوا اپنی بیڈ روم میں انٹر ہوا جسے دیکھ کر ہی لعلین کی آنکھیں حیرت سے پوری کھل گئیں، وہ اس کے لیے ساری زندگی میں دیکھے گئے خوبصورت کمروں میں سے سب سے پیارا تھا، بلیک رنگ کا نیا نکور جدید طرز کا فرنیچر، ہر چیز سیاہ اور پھر بیڈ کی پشت سے جڑی دیوار پر

بڑے سے بلیک ڈائمنڈ کی پینٹنگ دیکھ کر لعلین کی مبہوت آنکھوں میں خون اتر آیا جس پر وہ بے دردی سے اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ سے جھٹک گئی جبکہ وہ وارڈرب میں سے سب سے پر کشش نیلی گھٹنوں تک آتی شرٹ اور وائیٹ بہت پیارا کڑھائی دار ٹراوز نکالتا لہرا کر لعلین کی طرف بڑھا چکا تھا۔

"جائیں اور بدل کر آئیں، اپنی اس آنکھوں کی سرد مہری بھی کم کریں۔ مجھے ایسی گستاخ نظروں کی عادت نہیں ہے، ایم ویٹنگ فار یو۔۔۔۔ فریش ہو جائیں تو زیادہ بہتر ہے"

اس وقت لعلین اسے جن جلتی سلگتی نظروں سے دیکھ رہی تھی وہ جلا کر راکھ کر سکتی تھیں اور وہ کیسے اسے اسکا حاکم بن حکم دے رہا تھا، وہ اتنا ضبط کر رہی تھی کہ چہرہ لال بھبھوکہ ہوا، لب ایک دوجے میں پیوست کرتے اس نے برداشت کرتے گہرا سانس بھرا۔

"یہ گستاخ نہیں ہیں، ان میں جو آگ ہے وہی تمہاری موت بنے گی بلیک ڈائمنڈ۔ مجھ پر حکم چلانا بند کرو، تمہاری نوکر نہیں ہوں"

اسکا چوز کیا ڈریس لے کر وہیں زمین پر بے دردی سے پھینکتی وہ مکمل بلیک ڈریس نکال کر شرارے اگلتی نا صرف اسکی نظروں سے ہٹی بلکہ اس سے پہلے وہ فریش ہونے جاتی، لئیق نے اسے بازو سے پکڑے واپس اپنی جگہ یعنی روبرو لایا، دونوں کی آنکھیں ایک بار پھر آدت سے آملیں۔

"مجھے چھونے کی دوبارہ کوشش مت کرنا، ہٹو پیچھے۔۔۔۔ چھوڑو مجھے بدذات"

اہنی بازو بے دردی سے چھڑواتی وہ زہریلا چینخی مگر نا جانے کیا ہوا کہ لئیق نے یکدم جب اسکی بازو چھوڑی تو وہ جو زور لگائے اکڑی تھی، لڑکھڑا کر سیدھی بیڈ پر جا گری، لئیق کے یوں گرانے پر وہ تلملا اٹھی۔

"زبان کو لگام دینا سیکھیں کیونکہ آپکو نہ تلافی کا موقع ملے گا نہ دوسری بار کسی نرمی کی گنجائش میسر آئے گی۔ جب کہہ دیا ہے کہ آپ میری قیدی ہیں تو مسلسل اس بکواس کا کیا مطلب ہے لعلین ابراہیم! مجھے مجبور مت

کریں کہ آپکو سخت سزا دینے پر اتر آوں، گو اینڈ چینج۔۔۔ صرف پانچ منٹ ہیں آپکے پاس، اور اسکے بعد جو طریقہ میں آپکو سچائی تسلیم کروانے کا اختیار کروں گا وہ آپکے لیے برداشت کے لائق بھی نہ ہو گا کیونکہ آپکو مجھے خود "چینج کروا کر اپنی اور آپکی جگہ واضح کرنی ہو گی

نرمی ایک طرف رکھے اس بار اس نے اس لڑکی کو اپنی ہلکی پھلکی دبنگ جھلک دیکھا ہی دی اور وہ تو اس پر ہی ششدر رہ گئی پھٹی آنکھوں سے اس غراتے ڈائنا سار کو دیکھ کر پیچ و تاب کھا کر رہ گئی۔

دل تو اسکا اس بکواس پر خلیہ بگاڑنے کا کیا مگر منہ ہی منہ میں اسے نا جانے کونسے القابات سے نوازتی نہ صرف بپھری موج بنی اٹھی۔

"ہاتھ تو لگاو، یہی ہاتھ توڑ کر تمہارے اسی آگ اور زہر اگلتے منہ میں دے دوں گی۔ زیادہ شوہر بننے کی ضرورت نہیں، اوقات میں رہو قاتل"

ایک بار پھر لئیق کو بری طرح راہ سے دھکیلتی وہ بدزبانی کیے واش روم جا بند ہوئی اور لئیق نے بڑی دقت سے خود کے اشتعال کو قابو کیا۔

منحوس انسان! سمجھتا کیا ہے خود کو۔ تم جیسے قاتل کو منہ لگاوں گی کیا؟"
زہر نہ کھالوں۔۔۔۔ یااللہ! یہ میں نے اپنی جان کہاں پھنسالی۔ ہر گز شیری
کا نام نہیں لے سکتی، اس ملعون کا کیا بھروسہ کہ یہ اسے بھی میری طرح
پھنسادے۔ لال! تجھے کچھ بھی کر کے اس محل سے بھاگنا ہوگا، کسی طرح
"شیری تک اس آدمی کی سچائی پہنچانی ہوگی
واش روم میں داخل ہوئے وہ انتقامی ہوتی یہاں وہاں ٹہلتی گئی جبکہ پھر
رک کر نظر بھر کر جب اپنا چہرہ دیکھا تو مزید بوجھل ہوئی، وہاں تھکن اور
تکلیف درج تھی۔
نل کھولے پانی کے چپکے چہرے پر مارے مگر سانس تھی کہ اب بھی کسی
کرب کے بوجھ سے اکھڑی تھی، اور یہاں کی ہر چیز اسے ابھی صرف
اچھوت لگ رہی تھی۔
چینج کیے خود کو آئینے میں دیکھتی وہ بالوں میں کامب کیے انھیں سہلاتی گہرا
سا سانس بھرتی کمرے سے نکلی تو وہ گلاس وال کے پاس کھڑا ایک ہاتھ جینز

کی جیب میں گھسائے دوسرے سے کافی مگ سے کافی کے سیپ بھر تارخ موڑے کھڑا تھا جب آہٹ پر پلٹا تو سیاہ میں دمکتے اس بوجھل سے چاند کی آنکھوں میں دیکھائی دیتی تابناکی اسے جھلسانے کو کافی تھی۔

وہ کافی مگ وہیں رکھتا لعلین کی سمت بڑھا تو وہ بھی اسکا سر پھاڑنے کے لیے کچھ تلاش کرتی یہاں وہاں دیکھنے لگی، لئیق کی مشکوک نظروں نے اسکے نیک ارادے کو بھانپ لیا تبھی اس سے پہلے وہ ڈریسنگ پر رکھا پین ہی اٹھا کر اسکی طرف مارنے کی نیت سے بڑھاتی، لئیق نے بروقت نہ صرف اسکا نازک ہاتھ پکڑا بلکہ ایسا ظالم جھٹکا دیا کہ درد کی ٹیس سی اس درجہ وجود میں اتری کے وہ نیز نوک والا قلم لعلین کے ہاتھ سے جھوٹ کر نیچے قالین پر گرا اور وہ پوری لئیق علوی کے رحم و کرم پر آئی۔

آپ کی یہ غصے اور اشتعال سے بھری ناراض آنکھیں مجھے تکلیف دینے کو"
کافی ہیں لعلین، ان معمولی معصوم ہتھیاروں سے مجھے کوئی فرق نہیں
"پڑے گا

وہ اسے بہت سہولت سے کہتا اسکے اسی ہاتھ کو بے اختیار جکڑتا اپنے چہرے
کے قریب لایا اور اسکی ہتھیلی پر دیکھتے ہی دیکھتے زرا جھک کر اپنے ہونٹوں کا
جان لیوا لمس رکھا اور یہ اتنا غیر ارادی تھا کہ وہ اسکے اس سب کر گزرنے
کے بعد بھی کئی لمحے ہل نہ سکی، جس طرح اس نے لعلین کی ہتھیلی کو
شدت سے چوما، وہ اسکے ہونٹوں کی اک اک سلوٹ کو محسوس کر چکی تھی،
اسکے بیرڈ کے اک اک چبھتے بال کی گدگداہٹ لال کو ہتھیلی سے دل تک
اترتی محسوس ہوئی، اور جس جگہ لئیق نے وہ لب رکھے، لال کو ہتھیلی حدت
اوڑھتی محسوس ہوئی، اسکی وحشی آنکھیں لئیق کی اس گستاخی پر سرخ
ہوئیں، جب ہوش آیا تو وہ اسے پرے دھکیلتی اپنی ہتھیلی اپنے جسم سے رگڑ
کر یوں اسکا لمس مٹانے لگی جیسے وہ کوئی اچھوت ہو، اس لڑکی کا یہ عمل لئیق

کو ہرٹ کرنے کے بجائے مسرور کر گیا اور تبھی اس نے لمحہ لگائے لعلین میں قید کیے اسے بہت نرمی سے کے دونوں ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھوں ڈریسنگ کے ساتھ لاک کیا اور وہ اسکے چہرے کے قریب تر چہرہ لا کر روکنے پر سانس لینا تک بھول گئ۔

" یہ کیا کر رہی تھیں؟"

لئیق کی آنکھیں، اسکا سانس لیتا لما لعلین کو اپنی روح تک تپش دیتا محسوس ہوا اور وہ تمام تر ہمت کہ اسکے آگے اپنا آپ سٹک محسوس کر رہی تھی جیسے کوئی سلیپنگ پیرالائز کا شکار ہو جاتا ہو۔

تمہارے ہونٹوں کے گ۔۔گندے ٹچ کو مٹا رہی تھی، دوبارہ ایسا مت"

"کرنا ورنہ

بھلے وہ مزاحمت نہ کر پا رہی ہو پر اسکے نشتر جیسے الفاظ ہی سامنے والے کی ہستی ہلانے کو کافی تھے۔

"ورنہ"

اس شخص کا لہجہ اکساتا ہوا اور لہجہ دل ڈبونے سا تھا، لال کو لگا دل کو کچھ ہوا ہے کیونکہ وہ اتنا قریب تھا کہ زرا سی اسکی مزاحمت پر لئیق اسکی سانسوں کو پورے استحقاق سے روک سکتا تھا۔

"د۔۔دور ہٹو"

وہ اس سے نجات کو پرے پرے ڈر کر سرکتی پست سا غرائی تو وہ مزید اسکے قریب ہوا۔

جلد اس انسان کا نام بتا کر اپنی نجات حاصل کر لیں لعلین کیونکہ ایک بار" آپ پر لئیق ایزد علوی کا رنگ چڑھ گیا تو میرے چاہنے کے باوجود آپ میری قید سے نکل نہ سکیں گی۔اور یہ ٹچ مٹایا نہیں جائے گا کیونکہ یہ لئیق "نے بہت محبت سے آپکی ہتھیلی پر تحریر کیا ہے

اس شخص کے آہستہ آہستہ لال پر حاوی ہونے کے باعث وہ اپنے نازک وجود پر اسکے بھاری جسم کا دباو با آسانی محسوس کرتی کانپنے لگی کیونکہ واقعی

لال کو اپنی ہتھیلی میں بیدار ہوتی حرارت محسوس ہوئی جیسے اس بد بخت نے کچھ جادوئی پھونک دیا ہو۔

وہ سانس روکے اسے ڈر کر دیکھتی گھبرائی جو اسکے لرزتے ہونٹوں سے بمشکل نظر بچا کر اپنا دھیان لعلین ابراہیم کی آنکھوں تک لا پایا تھا اور اسکا یہ جبر لعلین کا دم گھوٹ گیا۔

"سانس لیں لعلین"

اسے سانس روک کر سرخ و منجمد دیکھ کر وہ اسکے ہاتھ آزاد کیے اسکی گال سے ہتھیلی سہلائے اپنی گال کو لال کی گال سے بے خودی کے سنگ رب کرتا نرم سی سرگوشی میں پکارا تو وہ گہرا سا سانس خارج کرتی اسکے جان نکال لیتے حصار سے سسکی بھرتے نکلی، پورا وجود برف کی طرح منجمد تھا اور وہ جانے کتنے اگلے لمحے اس سے رخ پھیرے دل پر ہاتھ رکھے گہرے سانس لیتی رہی اور وہ شرانگیز ہوئے اسکے عقب میں ہی کھڑا مسکرایا۔

"تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی، ماردوں گی تمہیں"

وہ بنا پلٹے ہی گہرے سانس کھینچتی چیخی۔

"وہ تو آپ مار چکی ہیں، فقط میرے نکاح میں آکر ہی"

وہ جو اسکے عقب میں ہی کھڑا اسکی دھڑکنوں کو محسوس کر رہا تھا، زچ کرتی سرگوشی میں بولا جبکہ لئیق کے ہونٹوں کا لال کے کان کی لو کو مس کرتا، اسکے بازووں کا لال کے وجود کو حصار نے کا جادوئی لمحہ اس لڑکی میں برق دوڑا گیا اور اس سے پہلے وہ اس چال باز شخص کی جانب مڑ کر اسکے منہ پر تھپڑ مارتی، لئیق نے اسکے ہاتھ کو نا صرف بروقت عین اپنے چہرے کے قریب پکڑا بلکہ ایک ہی جھٹکے کے سنگ اسکی کلائی مڑوڑتے اسکا وہی بازو لعلین کی پشت پر لے جائے لاک کیا، وہ جتنی بھی طاقتور ہو جاتی، بلیک ڈائمنڈ کے برابر کبھی نہ پہنچ سکتی تھی۔

"مجھے زبردستی آپ سے کسی قسم کا رشتہ بنانے کا ہرگز کوئی شوق نہیں مگر آپکا میرے ساتھ گزرا ہر لمحہ آپکے لیے مشکل بنے گا کیونکہ آپ

خوبصورت، ذہین، طاقتور ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت بہادر ہیں جو مجھے بہت جلد گرویدہ کرے گا، مجھے اسکا نام بتادیں جس نے آپکو میرے پیچھے لگایا، آپکو اسی وقت خود سے، اپنے اس رشتے سے اور اس جندل محل کی قید سے پناہ مل جائے گی"

کسی کے معنی خیز لہجے کی گرج پہلی بار لعلین کے وجود کو کپکپاہٹ بخش رہی تھی اور جس طرح وہ اسکے خوبصورت بالوں میں انگلیاں پھیرے اسکی دہکتی گال کو چومتی لٹ کو لال کے کان کے پیچھے اٹکائے اسکی سنہری بے باک آنکھوں میں جھانک کر جذب سے بولا، وہ لعلین کو بہت بری طرح دہلا گیا۔

مر کر بھی اسکا نام نہیں بتاوں گی خبیث انسان، تم ترستے ہی مروگے۔"

"چھوڑو مجھے، ورنہ تم کو آج ہی سوتے میں ماردوں گی

وہ اسکی کسی دھمکی سے باز نہ آئی بلکہ تضحیک کرتا اسکا انداز لئیق کو بہت ناگوار گزرا مگر وہ پھر بھی زہریلا مسکرایا کیونکہ اسے سوتا دیکھنے کی اس پیاری لڑکی کی خواہش کم از کم اس زندگی میں تو کبھی پوری نہ ہو سکتی تھی۔

وہ اسے اگلے ہی لمحے سنگین قربت سے آزاد کرتا واپس اس کے کسی ظالم تیور کی پرواہ کیے بنا زرا جھکا اور لعلین کا ہاتھ تھامے استحقاق کے سنگ وہ اسے لیے بیڈ روم اور پھر آفس روم سے باہر نکلا۔

جندل محل کا ڈائنگ روم تمام اہل خانہ سے پر تھا، سبھی ناشتے پر پہلے سے موجود تھے اور پھر لئیق ایزد علوی کی آمد پر خوش گپیوں میں لپٹے تمام افراد یوں تھے جیسے انکو سانپ سونگھ گیا ہو۔

خاص کر لئیق کے ہاتھ میں اس خوبصورت مگر تباہ کن تاثرات والی آتش فشاں بنی لڑکی کا ہاتھ مقید دیکھ کر زائشہ علوی کو جو آگ لگی اسکا تو لیول ہی الگ تھا، فرہاد علوی کو حیرت کے ساتھ خوشی محسوس ہوئی، کیونکہ انھیں نہیں لگتا تھا کہ لئیق کبھی شادی جیسا رشتہ بھی بنا سکتا ہے، نیہا، دستگیر اور خود

مریم بی بھی سبکے ساتھ ڈائنگ پر ہی بیٹھا کرتے تھے سود ستگیر ایک طرف کھڑا تھا اور باقی سب بیٹھ چکے تھے۔

لئیق نے سبکی طرف ایک طائرانہ نگاہ ڈالی اور پھر اپنی کرسی زرا پیچھے سرکائے اس نے لعلین کو بیٹھنے کا اشارہ کیا جس پر وہ اتنے لوگوں کی موجودگی کا لحاظ کرتی بنا کچھ کہے بیٹھ گئی، لعلین کے بیٹھنے کے بعد جناب نے بھی ساتھ والی کرسی سنبھالی تو دستگیر بھی بیٹھ گیا۔

سبکی نظریں اس پراسرار طور پر بن جاتے کپل کی طرف تھیں۔

لڑکی تو بہت خوبصورت اور آفت ہے، لیکن یہ میرے لیے صرف "بربادی ہے"

زائشہ نے ایک مشکوک اور جانچتی نظر لعلین پر ڈالی جو لئیق کے ساتھ اس سے زیادہ سج رہی تھی مگر وہ اس وقت سنجیدہ اور سپاٹ چہرے کے ساتھ بڑے ضبط کا مظاہرہ کرتی وہاں بیٹھنے پر مجبور تھی۔

مجھے پتا ہے آپ سب کو بہت تجسس ہو رہا ہو گا کہ یہ ایک دم میں نے نکاح"
"کیسے کیا، لیکن سچ پوچھیں تو مجھے خود بھی نہیں پتا
وہ نرم سی سنجیدگی میں لپٹ کر یہ سب بتاتے جب لعلین کی طرف دیکھ رہا تھا تو وہ دل میں اسے کئی گالیاں دے رہی تھی پر اسے تو جیسے پرواہ نہ تھی، اوپر سے لعلین کے اخیر صبر کا امتحان لینے وہ اسے ناشتے پر بھی لے آیا تھا، لال کو اپنا آپ اس وقت مفلوج محسوس ہوا، جیسے کسی نے اسکا ہر اختیار چھین لیا ہو۔

"خیر آپ سب کا انٹرو ہو جانا چاہیے، شی ازمائی وائف لعلین لئیق علوی"
جبکہ لئیق کے اس انکشاف پر وہاں بیٹھے ہر فرد کے چہرے پر سفیدی کھنڈ گئی، زائشہ کے ہاتھ سے تو باقاعدہ سپون پھسل کر پلیٹ میں گرا، فرہاد علوی کی گویا آنکھیں ٹھہر گئی ہوں اور یہی کیفیت پھٹی آنکھوں والی نیہا اور مریم بی کی تھی۔

جبکہ وہ جو غصے و جلن میں گرفتار بیٹھی تھی، ایک لمحہ سبکے تابناک تاثرات دیکھ کر وہ بھی چونکی، کیونکہ وہ سب اسے یوں گھور رہے تھے جیسے وہ دنیا کا آٹھواں عجوبہ ہو اور لال کی اس لمحہ چڑاور بے چینی لئیق نے جی بھر کر انجوائے کی، اب فرہاد علوی کو سمجھ آیا کہ کیوں لئیق نے اس لڑکی سے اتنی جلدی شادی کر لی۔

آپ سب صدمے سے واپس آجائیں براہ مہربانی، اسے آکورڈ فیل مت "
"کروائیں۔ خیر لعلین! ان سے ملو، فرہاد علوی، مائی فادر

لئیق کے جتاتے سلگتے طنز پر سبکے چہروں پر کئی رنگ لہرائے اور لئیق کے تعارف پر زبردستی ہی سہی فرہاد صاحب چہرے پر شفیق سی مسکراہٹ لائے، بابانہ سہی اس شخص نے اسے فادر تو کہا اور یہ فرہاد علوی کو نئی زندگی دے گیا اور خوابا لال نے بھی ادب واحترام ملحوظ خاصر رکھے رسانیت سے سر ہلایا۔

"اینڈ شی ازمائی سٹیپ مام، زائشہ علوی"

لئیق کے اگلے تعارف پر لعلین چونکی جبکہ زائشہ کے چہرے پر خون چھلکا
جسے اس عورت نے بڑی مشکل سے جبرا مسکراہٹ میں چھپایا۔
لعلین نے انکی طرف بھی پھیکی، بیزار سی مسکراہٹ اچھالی۔
"یہ مریم بی ہیں، جندل محل میں پکتا ہر مزیدار پکوان انہی کے خوبصورت
ہاتھوں سے بنتا ہے، اور یہ انکی بہو نیہا"
ان دو کو لعلین نے سچی مسکراہٹ دی تھی کیونکہ مریم بی اسے دیکھتے ہی
سوئیٹ لگیں پھر وہ فربا صحت مت مٹکلی سی عورت تھیں جنکی کیوٹنس دیکھ
کر ہی بندے کو ان پر پیار آتا، اور پھر انکی ڈریسنگ بھی ایرانی عورتوں سی
مزئدار تھی، یعنی پیروں تک انکی لمبی سی چولا فراک تھی اور سر پر وہ چھوٹا سا
حجاب باندھے رکھتیں، نیہا بھی اسے بس ٹھیک ہی لگی۔
"دو دن بعد ہماری شادی کا گرینڈ جشن یہیں جندل محل میں ہو گا، چونکہ
نکاح بہت جلدی میں ہوا ہے اس لیے کسی کو مدعو نہیں کر سکا، امید ہے یہ

ایونٹ بھی جندل محل میں ہوتی تقریبات کی طرح دنیا کو سالہا سال یاد
"رہے گا۔۔آپ پر ذمہ داری ہے مسسز علوی!۔۔خیر ناشتہ شروع کیجئے
یہاں وہ لعلین کو سب سے نکلنے کی کھلے عام پیکش کر رہا تھا وہیں اس نے
اس جشن کا فیصلہ سنا کر اس لڑکی کے تن من میں مزید انگارے بھر دیے،
اسکا بس نہ چلا اس ساتھ بیٹھے خبیث کا منہ توڑ دے جو نا جانے کتنے روپ
بدلنے کا ماہر تھا۔

البتہ زائشہ چہرے پر دنیا جہاں کا سکون سجائے یوں فنکشن کی ذمہ داری خود
پر لے کر ہنسی جیسے اسکی تو بچپن کی خواہش ہی یہی ہو اور لئیق اس عورت کو
سلگا کر ہمیشہ سکون محسوس کرتا۔

سب بظاہر مسکراتے چہروں کے سنگ ناشتہ شروع کر چکے تھے مگر لعلین
کی خالی پلیٹ اور اسے کہیں انتقامی سا ہو کر ڈوبا محسوس کیے لئیق نے خود
اسکی خالی پلیٹ میں فروٹ سیلڈ ڈالا، پھر ہنی کیک جو آج مریم بی نے سپیشل

بنایا، اسکا ایک منی سا پیس کٹ کیے اس نے لال کی پلیٹ میں رکھا، جبکہ سینڈوچ کے ٹرے کو اٹھا کر اس نے جس طرح پہلے لال کو سرو کیا، وہ غصہ بھولے اب اس بندے کی ان شرمندہ کرتی حرکتوں پر برہم ہوئی۔

نیہا اور مریم بی نے معنی خیز شرارتی مسکراتے ہوئے دونوں کو دیکھا جبکہ فرہاد صاحب بھی لئیق کی اتنی کئیر اور فکر بہت مدت بعد کسی پر نچاور ہوتی دیکھ کر شرارت بھرا مسکرا رہے تھے اور سبکی دبی دبی مسکراہٹ دیکھ کر لعلین کا دل چاہا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جاتی۔

اس بندے کا بس نہ چل رہا تھا وہ لعلین کو کھلاتا بھی اپنے ہاتھ سے اور بھلے اسکا دل ایک نوالہ تک حلق میں اتارنے کو نہ کیا مگر وہ اس ڈر سے کھانے لگی کہ کہیں یہ بدماغ اسے واقعی سبکے سامنے اپنی سپون سے کھلانے کی پیشکش کر کے مزید سب کے بیچ مضطرب نہ کر دے۔

تم کمرے میں چلو پھر تمہاری ان ناز برداریوں کا صلہ دیتی ہوں، بڑے"
"بڑے منافق دیکھے ہیں پر تم تو سب کے ماسٹر نکلے ہو منحوس لئیق
بے دلی سے چھری کانٹے کی مدد سے سینڈوچ کا منی سا ٹکڑا کٹ کیے منہ
میں ڈالتی وہ من ہی من میں منصوبہ بناتی اسے سرد نظروں سے گھور کر رہ
گئی جسے اس وقت لعلین کی موجودگی میں بریک فاسٹ کرنا بہت مدت بعد
زندگی کی جھلک دیکھا رہا تھا۔

....★☆☆☆☆☆★....

میں خود کو بہت اکیلا فیل کرتا ہوں، پلیز واپس آجاو ٹینا، تمہیں پتا ہے"
"تمہارے بنا نہیں جی سکتا

ایک بار پھر رونا اکا وسیع و عریض آسائشی فارم ہاوس منظر عام پر تھا جہاں اترتی صبح ابر آلود اور یاسیت سے بھری ہوئی تھی، سیاہ بادل بالکل اسکی سیاہ قسمت کی طرح اس پر حاوی تھے، جگہ جگہ اسکے پالتو لوگ گنز تھامے چہرے پر نحوست سجائے کھڑے تھے اور بڑے سے سوئمنگ پول کے پاس بیٹھا وہی رونا نامی آدمی فون پر کسی سے حسرت سے مخاطب تھا، اور وہ ٹینا نامی لڑکی اسکی دو سال بیوی رہی تھی مگر وہ جلد ہی اس سے بیزار ہو کر واپس ملائشیا جا چکی تھی اور اسکا ارادہ جلد اسے ڈیورس دینے کا تھا۔

اس وقت بھی ٹینا ایک کلب میں اپنے نئے بوائے فرینڈ کے ساتھ پارٹی میں موجود تھی جو اسے جلدی اس منحوس کو بائے کہنے کے اشارے کر رہا تھا جبکہ ٹینا کراوڈ سے کچھ دور آئی کیونکہ وہاں بہت شور تھا۔

سوری ہارون لیکن میں اب تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتی، ہاں محبت کی " تھی تم سے لیکن تم جیسے سائیکو کے ساتھ مجھ لبرل تو کیا کوئی پاکستان کی

گھریلو ماسی بھی سروائیو نہیں کر سکتی۔اٹس اوور رونا۔۔۔پلیز میرا پیچھا چھوڑ دو اور مجھے میری زندگی جینے دو، ویسے بھی مائل سے شادی کا فیصلہ کر چکی ہوں۔ جلد تمہیں ڈائورس پیپرز مل جائیں گے، امید ہے تم مجھے تنگ نہیں کرو گے"

گویا ٹینا کا یوں دھوکہ دینا ہارون پرکاش کی آنکھوں میں خون لے آیا، رونا اسکا کاروباری اور نک نیم تھا مگر حقیقت میں یہ بدبخت، عینی اور پرکاش کا وہی اکلوتا بیٹا تھا جس نے اپنے ماں باپ کو اولڈ ہوم پھینک دیا تھا۔

وہ خوبصورت خدوخال کا مالک تھا، گندمی رنگت پر اسکی نیلی آنکھیں بھیانک حد تک خطرناک اور خوبصورت لگتی تھیں لیکن وہ بدبخت تھا۔

"تم مجھے دھوکہ نہیں دے سکتی ٹینا، تمہارے لیے میں نے سب کو چھوڑا۔۔۔اور اب تم مجھے چھوڑ رہی ہو، میں تمہارے بنا نہیں رہ سکتا، اس مائل اور تمہیں ایک ہی قبر میں گاڑ دوں گا، تمہارے لیے میں نے اس لڑکی

کو اتنی تکلیف دی جو میری سب سے اچھی ہمدرد اور دوست تھی، تمہیں
"اتنی آسانی سے جانے نہیں دوں گا
ہارون پرکاش کے لہجے میں اشتعال کے ساتھ دکھ بھی انتہاوں کو پہنچا تھا، اور
شاید اس بدبخت کو لعلین ابرہیم کی ہی بددعائیں لگی تھیں۔
جبکہ ٹینا کا نیو بوائے فرینڈ خود بہت بڑا غنڈا تھا سو اسے رونا کی کسی دھمکی کی
رتی پرواہ نہ تھی۔

تو پھر سمجھو تمہیں لال کی بددعا لگ گئی رونا کیونکہ تمہاری وجہ سے اسکے"
ساتھ بہت برا ہوا تھا، اور شاید ماں باپ کی بھی بددعا لگی۔ تم میرا بال بھی
بیکا نہیں کر سکتے کیونکہ تمہاری اصلیت جانتی ہوں، اور اگر تم نے مجھے یا
مائل کو نقصان دینے کی کوشش کی تو تمہارے سارے سیاہ دھندے
پاکستان کی پولیس کے ساتھ ساتھ یہاں تک بھی پہنچیں گے جو اپنے کتے
تمہارے پیچھے چھوڑے تمہیں ڈھونڈ رہے ہیں۔۔۔۔ سو میری مانو تو جتنی

زندگی رہ گئی ہے اسے سنوارنے کو ماں باپ سے پیچ آپ کر لو، لیکن دوبارہ
"مجھے تنگ کرنے کی کوشش مت کرنا

ٹینا نے اسے دھمکاتے ہوئے ساری سفاکیوں کی حدیں عبور کیں اور اس کے منہ پر فون کاٹ گئی جبکہ ہارون پر کاش یوں تھا جیسے کسی نے اسے سرتا پیر جلا کر بھسم کر دیا ہو، اسکی آنکھوں میں تکلیف، درد، کرب، پچھتاوے کا جہاں ہلکورے لے رہا تھا۔

دو سال پہلے جو گناہ اس سے ہوئے تھے، وہ آج اسکا پھل بھگت رہا تھا، اسکے پاس سب تھا، طاقت، دولت، پاور مگر اسکے پاس نہیں تھی تو چین کی گھڑی، اس دوست کی دعا نہیں تھی جو اسکے لیے دل سے دعا مانگتی تھی۔

شہریار، ہارون، سلینا، اور لعلین چاروں بچپن کے ساتھی تھے، وہ ساتھ پلے بڑھے تھے، جہاں شہریار اس بچپن کے ساتھ اور ہنسی قہقہوں کے بیچ اس پیاری سلینا کی محبت کا شکار ہوا وہیں ہارون اور لعلین کی دوستی بھی مثالی ہوا کرتی تھی، شہریار اور سلینا جہاں شریف بڑے بچے تھے وہیں وہ دو

آفت کے پر کالے ہوا کرتے، جو بچپن ان چاروں نے ساتھ گزرا وہ تو دنیا کے کسی امیر کے پاس نہ تھا، کیونکہ ان چاروں کا بچپن انتہا کا خوبصورت تھا۔

ان چاروں کے دکھ، انکی خوشیاں سانجھی ہوتی تھیں، ایک کو تکلیف ہوتی تو وہ چاروں روتے تھے، لیکن پھر قیامت برپا ہو گئی، سب تنکا تنکا بکھرا اور کچھ باقی نہ رہا۔

ہارون پر کاش آج بھی سیاہ راتوں میں چھپ کر سسکتا تھا، اس ماں کی آغوش کے لیے جسے اس نے کفران نعمت کیے جھٹکا، بابا کی ایک مسکراہٹ کے لیے جسکو دیکھنے کے لیے وہ ترس گیا تھا، لعلین کی کھکھلاتی ہنسی جو وہ اکثر ہارون کو کسی معاملے میں برا پھنسا کر گھنٹوں ہنستی، اسے سب یاد آتا مگر وہ جس سیاہ دنیا میں شامل ہو چکا تھا وہاں انجام بس موت تھی، اس نے بارہا

سوچا وہ جا کر سب سے معافی مانگے مگر اسکے گناہوں نے اسکے پیروں میں بیڑیاں ڈال دی تھی۔

ایسا نہیں تھا کہ لعلین اور وہ کسی محبت کے تعلق میں مبتلا تھے، بلکہ آنکھ کھولتے ہی صرف ابراہیم سلطان (بابا) کی آغوش کے بعد اسکی ساری دنیا بس وہ تین ہی تو تھے، ہارون، شہریار اور سلینا۔ انکے آگے لال کی دنیا ختم ہو جاتی تھی۔

وہ سر پھری تو محبت کی تو سرے سے قائل نہ تھی، اسکے تو پیارے بابا کی محبت بھی لاحاصل رہ گئی تھی، پھر وہ کیسے محبتوں پر یقین رکھتی جب اسکی ساری زندگی بابا کو سسکتے، روتے اور کرب میں پچھتاتے دیکھ کر گزری جو، جن کو محبت کھا گئی تھی۔

اگر یوں کہا جائے کہ وہ ابراہیم سلطان کی سہیلی بن کر رہتی تھی تو غلط نہ ہو گا، اور پھر بابا کے مرنے کے بعد وہ بھی آدھی مر گئی، سلینا نہ ہوتی تو لال کو ابراہیم سلطان کی موت ختم کر چکی ہوتی۔

پھر اسکے پاس شہریار تھا، ہارون تھا، سیلی تھی، ہارون اور شہریار کے بہت پیار کرنے والے ممی ڈیڈی تھے، وہ سنبھل گئی پر وہ محبتوں سے اپنے دامن کو بچاتی رہی۔

ہارون اسکے لیے اس لیے خاص تھا کہ وہ اسکا ہم عمر تھا، دونوں نے ایک ساتھ اپنا بچپن گزارا، اپنے سیکرٹس شئیر کیے، اپنی شرارتیں بانٹیں، وہ تو شاید اس سے شادی بھی کر لیتی، دوست ہمسفر بنے تو اس سے بہتر کچھ نہ تھا مگر ہارون پرکاش کی بدقسمتی کہہ لینی چاہیے کہ اسے یہ خوش فہمی ہو گئی کہ لال اس سے محبت کرتی ہے۔

اور جب اس نے ٹینا سے شادی کا اسے بتایا تو لال نے اسکی بہت مخالفت کی کیونکہ وہ جانتی تھی جس لڑکی کو عینی اور پرکاش کی بہو بنا کر لا رہا ہے وہ ٹھیک نہیں تھی کیونکہ اسکے ٹھیک نہ ہونے کا اسے علی سے معلوم ہوا جب اس نے علی سے کہہ کر ٹینا کی تفتیش کروائی اور تبھی اس نے رونا کو ہر ممکنہ اس فیصلے سے روکا جسے ہارون نے غلط لیا، یعنی وہ یہ سمجھتا رہا کہ لال اسے اس

لیے منع کر رہی ہے کیونکہ وہ خود ہارون سے محبت کرتی ہے اور پھر اسی سب میں کچھ ایسا ہولناک ہو گیا جس نے ہنستے بستے دوستوں کی کل کائنات کو اجاڑ دیا، ایک کی غلطی نے سب تنکا تنکا بکھر گیا۔

وہ ساتھ تھے تو مضبوط تھے، وہ بکھرے تو سب عذابوں میں اتر گئے۔

ہارون ایک پاکستان مخالف ایجنسی کے ہتھے چڑھ گیا، شہریار کی حرکتیں بھی مشکوک ترین ہوتی گئیں، سلینا، بھجت نامی رئیس کے ہتھے لگ کر ان کے نزدیک اپنی جان گنوا بیٹھی اور لال! وہ بھی اب بلیک ڈائمنڈ کی قیدی بن گئی۔

اس وقت ہارون پر کاش کی آنکھیں جہنم کی طرح جل رہی تھیں، خود میں جتنا زہر اتار لیتا، اب اس زہر کا توڑ مشکل تھا جو اسکی رگوں میں دوڑتے خون کا حصہ بن چکا تھا۔

وہ جانتا تھا وہ جلد یا بدیر مار دیا جائے گا مگر مرنے سے پہلے وہ چند خواہشیں ضرور پوری کرنا چاہتا تھا۔

ناگہانی خواہشیں۔۔۔۔

.._____..

لعلین کو روم میں پہنچانے کے بعد وہ وہاں سے سیدھا جندل محل سے ملحقہ بڑے سے گودام ٹائپ ایریا کی جانب بنے بوائلر روم کی طرف گیا تھا، کل سے اب تک اس جاسوس کے آدمی کو بہت ٹارچر کیا جا چکا تھا اور اتنی جسمانی تکلیف سہنے کے بعد آخر وہ جو کچھ جانتا تھا وہ سب بتانے کو تیار ہو گیا۔

لئیق نے چہرے پر ماسک چڑھائے اس بند تہہ خانے میں قدم رکھا تو بلیک ڈائمنڈ کی دہشت سے ہی وہ آدھ مرا آدمی تھر تھرانے لگا، دستگیر اور اسکے کئی لوگ بھی وہیں اس آدمی کے پاس ہی چہرے چھپائے کھڑے تھے۔

لئیق کے قدم جیسے جیسے اس جاسوس کے آدمی کے قریب بڑھے، اسے یہی لگا کہ موت اسکے پل پل قریب آ رہی ہے۔

اور پھر جب لئیق نے ایک ہی جھٹکے سے اس نجس کا گریبان دبوچے اسے کھڑا کیا، وہ سسکنے اور بلکنے کے ساتھ ساتھ بلیک ڈائمنڈ کے خوف سے کانپنے لگا۔

"اتنی جسمانی اذیت کافی ہے یا اور چاہیے؟"

اپنی بھیانک آنکھیں اس آدمی کی آنکھوں میں گاڑے لئیق نے اسے پر سکون سی قہر ناک تنبیہہ کی۔

"م۔۔مت کرو۔رحم کھاو مجھ پر۔۔میں سب بتادوں گا، بس اپنے لوگوں کو کہو مجھے دوبارہ اس۔۔اس جہنم میں مت ڈالیں"

تو گویا لئیق کی دی سزا رنگ لائی اور مجرم فرفر سب بتاتا گیا اور اس پر لئیق نے دستگیر کو اشارہ کیا جو ایک کرسی گھسیٹ کر لایا اور اس آدمی کو لئیق نے کرسی پر پٹختے ہی اپنی ایک ٹانگ اٹھا کر بوٹ میں مقید پیر کرسی کی اک کنارے رکھا اور اس پر جھک کر اپنی وحشی نظر اس سہمے آدمی پر گاڑی جیسے کہہ رہا ہو اب شروع ہو جاو بھونکنا۔

"Rona" اسکا نہ تو چہرہ دیکھا ہے نہ نام جانتا ہوں بس اسکی کلائی میں نامی خاص بریسلٹ ہوتا ہے، یہاں پاکستان میں اس جاسوس کی مدد ایک ڈیول نامی بہت خطرناک آدمی کر رہا ہے جسکا خود یا پھر اپنے لوگوں کے ذریعے پولیس کے محکمے سے ان ڈائریکٹ تعلق ہے،۔۔اور ک۔۔کچھ نہیں جانتا "

وہ آدمی ڈرتے ڈرتے بولا جبکہ لئیق سمیت دستگیر بھی اس آدمی کی بتائی معلومات پر تھوڑا حیرت کا شکار ہوا، جسم کی جلد جھلسانے والی سزا کے

باوجود اگر یہ آدمی کچھ چھپا رہا تھا تو اس پر یقین کرنا آسان نہ تھا کیونکہ بلیک ڈائمنڈ کی سزائیں برداشت کرنا بڑے بڑوں کے چھکے چھڑوا دیتا تھا، اور یہ تو بس اس جاسوس کا معمولی آلہ کار تھا اور ایسے لوگوں کو بس اتنی ہی معلومات دی جاتی ہیں تاکہ وہ پکڑے بھی جائیں تو خطرہ نہ بن سکیں۔

رونا۔۔۔تو اس پاک دشمن ایجنسی کے جاسوس کا نام رونا ہے۔۔کہانی "میں لایا ڈیول اک نیا ٹویسٹ۔۔۔۔آہاں۔

۔مجھے امید ہے تم سچ بول رہے ہو، کیا تم اسکے اس بریسلٹ کا سکیچ بنوا سکتے "ہو؟

لئیق کی دلچسپی کو جیسے پر لگے اور لئیق کے پوچھنے کی دیر تھی کہ اس آدمی نے فوری سر ہلایا اور تبھی لئیق نے فورا سے پیشتر دستگیر کو اشارہ کیا جو سکیچ بنوانے کی تیاری پر لگا اور وہیں لئیق کے دماغ کی دوڑیں اب اس ڈیول کے گرد الجھی تھیں۔

اسے پہلے ہی شک تھا کہ جاسوس یہاں پاکستان میں اگر واپس آیا ہے تو ضرور اس پر کسی تگڑے بندے کا ہاتھ ہے، ورنہ وہ قانون کے ساتھ ساتھ خفیہ ایجنسیوں سے یوں چھپ نہ سکتا تھا اور قانون کا یہ آدمی بھی لئیق کی نظر میں کوئی عام نہیں ہو سکتا تھا، جس نے جاسوس کی مدد کی تھی وہ یقینا پاور فل ہی ہو سکتا تھا۔

وہیں لعلین ایک بار پھر اس منحوس کے قید کرنے پر بہت غصے میں آچکی تھی، اسکا دماغ اس وقت اپنے ساتھ ہوتے کھیل سے ہی آدھا معاوف تھا جسے پر سکون کرنا ابھی لال کے بس میں نہ تھا۔

"مجھے کسی طرح یہاں سے نکلنا ہو گا، پر کیسے۔۔۔۔؟"

وہ اضطرابی انداز میں بیڈ روم میں چکر کاٹتی ایک ہاتھ کمر پر جبکہ دوسرے ہاتھ کے ناخن چپائے بہت نروس تھی اور اسی لمحے ماسک چہرے سے آفس روم میں ہٹا کر رکھتا وہ کمرے کا دروازہ کھولے اندر آیا تو وہ جو بہت بے

قراری سے چکر کاٹ رہی تھی، اسے آتا دیکھ کر آگ بگولا ہوئی جبکہ وہ اپنے ناخن کھاتی لئیق کو خاصی کیوٹ لگی تبھی جناب کی آنکھیں مسکرائیں۔

یہ سب دکھاوا کس لیے؟ تم آخر کتنے چہرے رکھتے ہو درندے۔ جب تم" نے مجھے چھوڑ ہی دینا ہے تو اس جشن کی کیا تک بنتی ہے، دیکھو بلیک ڈائمنڈ تم نے بہت غلط لڑکی سے پنگا لیا ہے، تمہارے گھر والے بھی تمہاری اصلیت سے ناواقف ہیں، سوچو اگر ان سبکو میں تمہاری اصلیت بتادوں تو برباد ہو جاوگے، مجھے وجہ بتادو کہ کیوں تم نے میری بہن کو مارا اور خود کو پولیس کے حوالے کردو۔ زلت سے بچ جاوگے، لیکن اگر میں نے اپنے طریقے سے تم سے انتقام لیا تو تمہیں تمہارے لیے بھی عبرتناک بنادوں گی"

اسکے اتنے بڑے بڑے الفاظ سن کر وہ مسکراتا ہوا یہی سوچ رہا تھا کہ اتنا کانفیڈنس یہ لڑکی لائی کہاں سے ہے، یہ جانتے ہوئے کہ سامنے اس سے ہزار درجے طاقتور انسان ہے تب بھی بے خوف ہو کر دھمکیاں دے رہی

تھی، وہ غیر ارادہ ہی اسکی طرف بڑھا تو وہ جو غصے میں تھی، غصہ جھاگ کی طرح بیٹھتا محسوس کیے اسکے اپنی طرف بڑھنے کو بھانپ کر اک قدم پیچھے ہوئی، چہرے پر گھبراہٹ صاف عیاں تھی۔

"آپ ایسا کچھ نہ کریں گی نہ کر پائیں گی، مجھے عبرتناک سزا دینے والے بڑے آئے اور بڑے گئے، کیا آپ جیسی نازک سے ڈروں گا اب۔ دھمکیاں دینا بند کریں اور مدعے پر آئیں۔ جب صاف صاف آپکو یہاں سے جانے کی راہ دیکھا چکا ہوں تو بار بار کی یہ بعث مجھے بہت غضب دلائے گی"

اسکے چہرے پر صاف صاف نرمی تھی پر الفاظ خنجر کی طرح سخت تھے، وہ توقف کو رکا اور آہستگی سے لعلین کی بازو اپنے ہاتھ میں پکڑے اپنی اور کھینچا۔

رہی بات جشن کی تو جتنی ضدی آپ مجھے لگی ہیں، ایک منیہ تو ساتھ کامل "
ہی جائے گا لڑتے لڑتے۔ ایک مہینہ ہی سہی، دنیا کو پتا ہونا چاہیے کہ لئیق
ایزد علوی کی شادی ہوئی تھی، ہاں زیادہ نہیں چلی یہ لوگ یاد نہیں رکھیں
گے۔ اور اس محل کی روایت ہے، یہاں ہر خوشی بہت جوش سے اور ہر ماتم
"بڑے دبنگ طریقے سے منایا جاتا ہے

نجانے اس شخص کے نیم لہجے میں بھی ایسا کیا تھا کہ لال ایک لمحہ تھم جاتی،
جب اسکے الفاظ کڑوے ہوتے تو وہ ماہر لہجہ میٹھا کر لیتا، اور جب اسکا لہجہ کڑوا
ہوتا تو اسکے الفاظ شیریں ہو جاتے اور یوں سامنے والا اس ماہر کے جھانسے
میں اک لمحہ خود کو بھول جاتا۔

تم کتنے بد دماغ ہو، مجھے نہیں رہنا یہاں قید ہو کر۔ دم گھٹ رہا ہے۔۔۔ "
"ویسے بھی میں ٹوئنکل کے بنا نہیں رہ سکتی

اس بار وہ اسکی جانب سے رخ پھیرے اپنی بازو چھڑوائے واپس چینخی
جبکہ ٹوئنکل کا سن کر لئیق کو حیرت نے گھیرا۔

"ٹوئنکل !اب یہ کون ہے ؟"

صوفے پر نوابی انداز سے ٹک کر خاصے متکبر و بیزار لہجے میں لال کو آنکھوں
میں شدت سے مرکوز کیے پوچھا گیا جس پر لعلین نے مڑ کر اسے سرد مہر
نظروں میں لیا، جو یہاں ایسے آکر بیٹھا تھا جیسے وہ کوئی تقریر کرنے لگی ہو۔

میرا سب کچھ، مجھے پلیز گھر جانے دو۔ مجھے اپنی کچھ اہم چیزیں چاہیں۔اور"
اگر ٹوئنکل کو میں دس گھنٹوں سے زیادہ نہ دیکھائی دوں تو وہ۔۔۔۔۔وہ
"رونے لگے گی

لعلین اس ٹوینکل کے لیے یوں صدمے سے نڈھال ہو رہی تھی کہ اب کی
بار خود لئیق کو تشویش نے گھیرا۔

"کیا آپکی چھوٹی بہن بھی ہے ؟"

لئیق کے حیرت سے کیے سوال پر لعلین کا سارا غصہ جھاگ اور خفگی کہیں دور جا مفقود ہوئی، دل یہی کیا بیڈ کا تکیہ اٹھائے اس باولے کے سر میں دے مارے۔

تبھی لعلین نے ہاتھوں کو پنجوں کی شکل بنائے غرا کر اسے اس ٹوئسٹل کی صنف بتائی، جبکہ وہ لڑکی بلی کی طرح تو نہیں، شیرنی کی طرح ضرور غرائی اور لئیق کو واقعی ایک لمحہ تشویش ہوئی کہ کہیں یہ سر پھری واقعی خونخوار شیرنی ہی تو نہیں پالے بیٹھی۔

"دھاڑ کچھ زیادہ ہو گئی ہے، آپ جیسی صرف بلی ہی پال سکتی ہیں، دھاڑ البتہ آپ نے مسیز لائن والی مارنے کی کوشش کی ہے۔۔۔ یہ کانفیڈنس بہت پسند آیا مجھے"

وہ بالکل سنجیدہ نہ تھا جبکہ لعلین نے بھی بڑی مشکل سے مسکراہٹ روکی کیونکہ وہ ہر گز نہیں چاہتی تھی کہ یہ شخص زرا بھی فلیٹ ہو، وہ اپنے آپ کو ہر لمحہ یاد دلانے والی تھی کہ وہ اسکی بہن کا قاتل ہے۔

"دیکھو! اپنی پھیکی پھینک کر مجھے غصہ مت دلاو۔ میری کچھ میڈیسن بھی ہیں وہ بھی چاہیں۔ نہیں بھاگوں گی منحوس لیکن مجھے گھر جانے دو،

"تمہارے آس پاس یہاں رہنا میرے لیے ٹارچر ہے

دوبارہ سے خود کو دہکائے وہ بپھری جبکہ لئیق بھی اپنی نشست چھوڑے بڑے سکون سے اٹھا، چہرے پر بلا کا اطمئیان تھا۔

"میڈیسن! کس چیز کی میڈیسن؟"

یہ اس نے بس فکر کے طور پر پوچھا اور وہ جیسے اسے بتا ہی دیتی۔

"تمہیں کیوں بتاوں"

بلا کی حقارت اور غرور لیے ٹک کر جواب آیا جبکہ وہ اسکے روبرو غصہ کرنے سے پرہیز ہی برت رہا تھا۔

ٹھیک ہے لائیں اپنے گھر کی چابی، میں آپکی بلی اور میڈیسن منگوالوں گا۔"
لیکن آپکو تب تک اس کمرے کی قید سہنی ہو گی جب تک مجھے آپ پر اعتبار
"نہیں آجاتا اور آپ اپنے سفاکانہ ارادوں سے پیچھے نہیں ہٹ جاتیں
ایک تو یہ آدمی دماغ بہت پکاتا تھا۔

کیا بغل میں دے رکھی ہے۔۔۔ مطلب کچھ بھی؟ تمہارے آدمیوں نے"
جو بیگ چھینا اسی میں ہے۔اور خبر دار جو تم نے اسے بلی کہا، ٹوئینکل ہے
وہ۔۔اور خبر دار اگر تم نے میری میڈیسن باکس کو کھولنے کی کوشش کی،
میں تمہاری کسی پرسنل میں نہیں گھسی تو تم بھی مت گھسنا۔دشمنی اپنی جگہ،
یہ دھوکے کا رشتہ اپنی جگہ مگر میری ذاتیات میں اپنی ایک انچ ٹانگ بھی
"گھسائی تو میں تمہارا یہ ناک سوجھا کر پکوڑا بنادوں گی

اپنے معیار اور عزت نفس پر وہ مر پر بھی سمجھوتہ نہ کر سکتی تھی، اسکے تمام جملے لئیق کا سارا غصہ اتار گئے، الٹا وہ اتنی منہ پھٹ ہو کر بھی چند گھنٹوں کے ساتھ سے ہی لئیق ایزد علوی کے دل کو چھونے کی کوشش میں تھی۔

اور یہ تو لال نے بھی محسوس کیا، وہ اپنی مسکراہٹ کسی قیمتی خزانے کی طرح چھپا کر رکھتا لیکن لال پر تو اس نے بارہا یہ خزانہ لٹایا تھا۔

کچھ لمحے ان کے بیچ معنی خیز سی خاموشی کے حائل ہوئے، یہ ایسے لمحے تھے جب لال اسے بہن کا قاتل سمجھنا بھول گئی اور وہ اسے ایک مجرم! ہاں جرم کیا تھا اس نے، لئیق کو اپنی بہن کا قاتل سمجھنے کا جرم۔

میں تو بلی ہی کہوں گا، جو بگاڑنا ہے بگاڑ لیجئے گا۔ شام تک آپکا ٹونکل نامی ساز" وسامان آپ تک پہنچ جائے گا، اب شرافت سے قید رہیے گا۔ اگر آپ نے شریف بن کر دیکھا دیا تو کل سے اس کمرے کی قید آپ پر ختم اور صرف جندل محل کی قید برقرار رہے گی۔ لیکن اگر آپ نے مجھے دھوکہ دینے کی کوشش کی تو دوبارہ سے نہ صرف آپ اس کمرے میں قید کر دی جائیں گی

بلکہ ایک اضافی قید سزا کے طور پر ملے گی جو ہمارے بیچ کے رشتے کا تقاضا ہے۔آپ کافی سمجھدار ہیں،امید ہے سمجھ گئی ہوں گی۔شام کو ملوں گا آپ سے، بائے"

اپنے مضبوط لہجے اور ڈگمگاتی نظریں جو لال کے بھرے بھرے خوبصورت ہونٹوں کو فوکس کیے دل تک عجیب لایعنی خواہشات اتار رہی تھیں،انھیں سنبھالتا وہ بڑے صاف لفظوں میں لعلین پر قہر ڈھائے نہ صرف اسکی نظروں سے اوجھل ہوا بلکہ دیکھتے ہی دیکھتے وہ کمرے سے نکلا اور لاکڈ کیے آفس روم سے بھی نکل گیا،رونا کا معاملہ وہ جلد از جلد سلجھانا چاہتا تھا جبکہ اس کمرے کی قید سے نکلنے کے لیے لعلین کو شام تک شرافت دیکھانی ہی تھی، کیونکہ وہ سوچ چکی تھی کہ کل جب اس پر اس کمرے کی قید ختم ہو گی تو وہ اپنے اوپر حاوی ساری اسیری کیسے ختم کرے گی۔

اب شام تک اسے بونگی موویز ہی دیکھ کر ہی وقت گزارنا تھا اور یہ دن لعلین کے لیے اپنی زندگی کا سب سے برا ترین دن بننے والا تھا۔

.._____..

"کیسے کر سکتی ہو تم میرے ساتھ یہ، خدا غارت کرے تمہیں"

شہریار جدون کی حالت اس وقت بپھرے ریچھ جیسے کربناک تھی، نا جانے اسے کیا ہوا تھا کہ اپنے خوبصورت روم میں جا بجا تباہی کیے کرچیاں بکھیرے ہوئے پست سا دھاڑا تھا، پورے جسم کا لہو اسکی تابناک آنکھوں میں سمٹا، گردن کی رگیں بھیانک حد تک تنی ہوئی، اسکی لافانی اذیت کا پتا دے رہی تھیں۔

کئی کانچ کے ٹکڑے اسکے تنگے پیر بھی زخمی کر گئے مگر اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کے بال جکڑے اور تیز تیز سانس بھرتا وہ وہیں ان بکھری کرچیوں کے پاس ہی بیڈ کے ساتھ کمر لگائے بیٹھا، اسکی وحشت میں

ڈوبی دبی سی دھاڑ میں ایسی وہشت اور کربنا کی تھی کہ کوئی مضبوط دل والا بھی اسے دیکھتا تو سہم اٹھتا۔

اسکے روم کے دروازے پر ہوتی دستک جیسے اسے اس ٹرانس سے کھینچ کر باہر لائی۔

شیری! مما کی جان کیا ہوا ہے، آتے ہی کمرے میں کیوں بند ہو گئے۔ آو"

"ہمارے ساتھ بیٹھو آکر

گل لالہ کو شیری کی آجکل پہلے سے زیادہ فکر تھی کیونکہ وہ شہریار کے دل کے اجڑنے سے واقف تھیں، وہ مما کے سامنے اپنا آپ یوں نہیں لے جا سکتا تھا سو جلدی سے اٹھا اور تمام کانچ کچھ پیروں سے بیڈ کے نیچے سرکائے کچھ ہاتھ سے ہی اکھٹے کیے اس نے ڈسٹ بن میں پھینکے اور اس بیچ اسکے مضبوط ہاتھ کی ہتھیلی پر بھی کٹ لگ چکے تھے، پیروں سے نکلتے خون کو شوز میں رکھی ساکس سے ہی صاف کیا اور چہرے کے تاثرات درست کرتا وہ

کمرے پر اک نظر ڈالتا دروازے کی طرف بڑھا کیونکہ جانتا تھا وہ بنا اسے دیکھے پلٹنے والی نہیں، شہریار نے اپنی زخمی ہاتھ دروازے کے پیچھے ہی رکھا اور دروازہ کھولے مسکرایا جہاں وہ خوبصورت ساڑھی میں ملبوس بہت پیاری سی خاتون گل لالہ تھیں جنکے چہرے پر اپنے اکلوتے بچے کے لیے فکروں کا سمندر موجزن تھا بھلے شیری نے بظاہر انکو دیکھائی دینے والا تھی، کانچ کے خفیف سے ٹکڑے کمرے کا حصہ سلجھا دیا ہو پر وہ اسکی ماں انکی نظروں میں آ ہی گئے۔

مما تھوڑا کام تھا تبھی روم میں ہوں، تھانے واپس جانے سے پہلے آپ" کے اور ڈیڈ کے ساتھ لنچ کر کے جاوں گا، ابھی زرا فریش ہونے جا رہا ہوں "پھر آتا ہوں

وہ ماہر تھا، اپنے چہرے کی ہر شکن میں محبت سمو کر اس نے اپنی ماں سے اپنی تکلیف چھپائے انکی آنکھوں میں دھول جھونکی پر وہ شیری کی رنگ بدلی آنکھیں دیکھ چکی تھیں۔

"آریو اوکے؟ تھوڑے اب سیٹ لگ رہے ہو"

اپنی ہتھیلی شیری کی گال سے لگائے وہ بے چینی سے بولیں تو شہریار نے انکی وہی ہتھیلی پکڑ کر پیار سے چومی، گل لالہ اسکے ساتھ کھڑی اسکی ہم عمر لگتی تھیں کیونکہ وہ شہریار کے بابا سے عمر میں بیس سال چھوٹی تھیں اور اللہ نے سترہ سال کی عمر میں ہی انکی گود میں شہریار دے دیا تھا، جبکہ گل لالہ کی افراہیم جدون سے شادی پندرہ سال کی عمر میں ہو گئی تھی سو اب بھی گل لالہ بہت سمارٹ اور حسین لگتی تھیں۔

"آئی ایم گڈ، پریشان نہ ہوں۔ آپ جائیں آتا ہوں ممی"

شہریار کے بہلانے پر گل لالہ واپس آتو گئیں مگر نیچے آتے ہوئے اور لاونج میں آکر صوفے پر بیٹھنے تک وہ بولائی سی افراہیم جدون کی زیرک نگاہوں سے اوجھل نہ تھیں تبھی وہ جنٹل مین لکس والے ریٹائرڈ کرنل جوٹی وی پر

کسی اہم میچ کو دیکھنے میں محو تھے، ساونڈ میوٹ کیے اپنی حسین زوجہ کی طرف متوجہ ہوئے۔

"سب ٹھیک ہے ناں گل؟"

افراہیم کے نرمی سے پوچھنے پر وہ اپنے خیالات سے نکلیں، بہت افسردہ لگ رہی تھیں۔

"مجھے شیری کی بہت فکر ہے کرنل صاحب، ایسا لگا اس نے کمرے میں ضرور کچھ توڑ پھوڑ کی ہے۔ کانچ کو جلدی میں سمیٹا گیا تھا کہ کہیں میں دیکھ

"نہ لوں، وہ سلینا کی موت کو کیسے بھول کر آگے بڑھے گا

گل نے وہاں کا سرسری سا نظارہ کر کے ہی سب بھانپ لیا اور فکر اب افراہیم جدون کے چہرے پر بھی تھی۔

بڑھ جائے گا جب اسکی زندگی کے آگے لگا فل سٹاپ ہٹے گا، اب کیا"

کریں، کہاں سے لا کر اسے سلینا دیں۔ پہلے تو وہ کسی اور کی بیوی تھی اور شہریار کا کڑا امتحان تھا مگر شاید اب سلینا کی موت اسے صبر تھما دے، تم یہ

دعا کرو کہ سلینا کا قاتل جلد مل جائے تاکہ شہریار کی زندگی بھی اس انجماد سے نکلے"

افراہیم بھی پس پردہ شہریار کے لیے فکر مند تھے جبکہ گل لالہ کو نا جانے کیا سوجھی کہ وہ اٹھ کر افراہیم کے پاس جا بیٹھیں اور انکا ہاتھ بھی ویسے ہی تھاما جیسے وہ ہمیشہ کرنل صاحب کے ہوش اڑانے یا کوئی فرمائش پوری کرنے کو پکڑتی تھیں۔

اور یہ سچ تھا جناب آج بھی اس لڑکی پر فدا تھے۔

"افراہیم! کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم لال اور شیری کی شادی کر دیں۔ وہ بھی سلینا کے بعد اکیلی ہو گئی، سچ پوچھیں تو مجھے شیری اور لال دونوں کی فکر کھا رہی ہے"

ایک توجب وہ افراہیم کہتیں، جناب کا دل ویسے ہی لچھ تیز رفتار سے دوڑنے لگتا مگر یہاں بات ہی محترمہ نے چاند چھونے کی کر دی کہ کرنل صاحب ساری خماری بھلائے سنجیدہ ہو گئے۔

"کیسی بات کر رہی ہو گل، وہ دوست ہیں۔ تم جانتی ہو سلینا کی بھجت سے شادی کے بعد بھی تو ہم نے اسکے سامنے لال کا آپشن رکھا تھا، کیسے اس نے غصہ کیا تھا کہ لال اسکی دوست ہمدرد سب ہے، بیوی نہیں بن سکتی۔ سو پلیز یہ بات دوبارہ اس سے مت کرنا، پہلے ہی وہ ایک صدمے سے گزر رہا ہے"

نرمی کے سنگ افراہیم نے اس ماں کو سمجھایا جسکے لیے وہ سارے اپنے بچوں جیسے تھے، چاہے وہ لال ہو، سلینا ہو، ہارون ہو یا اپنا سگا شیری۔

افراہیم کے سمجھانے پر انکا نہ صرف گلاب چہرہ مرجھایا بلکہ وہ آج بھی بچوں کی طرح ناراضگی جتاتیں جناب کے چوڑے سینے میں سمٹ گئیں اور

افراہیم تمام تر ذہنی پیچیدگی کے محترمہ کی کبھی نہ بدلتی عادات پر انکو اپنے حصار میں سمو لیا۔

"پھر ان دو کا کیا ہو گا افراہیم"

روتو سی آواز میں پریشانی اور فکر کا سمندر تھا۔

اللہ نے ان دونوں کے لیے بہتر سوچا ہو گا گل، کیوں اپنی ننھی جان ہلکان"

"کر رہی ہو۔۔۔ جاو لنچ لگواو، میں خود شیری کو نیچے لاتا ہوں

وہ جانتے تھے وہ شیری کے لیے بہت حساس ماں تھی مگر پھر بھی اسے تسلی تھامنے کا مشورہ دیتے وہ نرم سا لمس گل کی پیشانی پر بکھیرتے مسکراتے ہوئے اٹھ کر گئے، شیری فریش ہوئے خود ہی نیچے آ گیا تھا، اپنے پیر کے زخم تو چھپا لیے تھے اور ہاتھ کا زخم چھپانے کی اس میں بہت مہارت تھی، لنچ ان سب نے ایک پر سکون ماحول میں کیا اور پھر شیری اجازت لیے تھانے کے لیے نکل گیا کیونکہ اپنا سوگ منانے کے لیے اسے اب ویرانہ

چاہیے تھا، ایسا اجڑا کھنڈر جہاں دھاڑیں مارنے پر کوئی اس سے اسکے کرب کا سبب پوچھنے والا نہ ہو۔

.._____..

کافی وقت ایمر کے ساتھ گزارنے کے بعد وہ واپس اپنی روٹین پر آچکی تھی، ایمر کو اس نے آکیڈمی چھوڑا اور خود وہ کسی جاب کے لیے مختلف کیفے کا چکر لگانے والی تھی، اسے علم تھا جب تک وہ یہاں ہے اب خطرہ اسکے ارد گرد رہے گا سو آکیڈمی میں بھی اس نے ایمر کی الگ سے سیکورٹی فیس بھروادی تاکہ وہ لوگ اسکا وہاں خیال رکھیں، وہ سکول تو نہیں جاتا تھا مگر وہاں ایسے بچوں کے لیے بہت اچھی نیشنل آکیڈمی تھی جہاں ایسے اور ہر سپیشل چائلڈ کو اسکے مطابق پڑھانے کے لیے بریٹش اور ملکی سٹاف ہائیر تھا۔

اور جب تک اسے کسی اور کلب میں سنگنگ کی جاب نہیں ملتی تب تک وہ اپنے اور ایمر کے اخراجات کے لیے کسی کیفے میں جاب کا سوچ رہی تھی۔

لوئے بہزاد علوی بھی اپنے کونسرٹ کے تمام معاملات مکمل کر چکا تھا اور ہفتے بعد اسکی پاکستان واپسی تھی لیکن وہ چاہتا تھا اس ہفتے میں ہی اپنے اور لارا کے رشتے کو کوئی مضبوط نام دے اور اسی وجہ سے وہ صبح صبح ہی لارا کی تلاش میں نکل چکا تھا، حالانکہ اپنے گھر سے نکلتے وقت یارق نے اسکی دبنگ تیاری دیکھ کر کچن سے ہی سر نکالے گھوری سے نوازا تھا کیونکہ لوئے صاحب جب بھی سج دھج کر نکلتے، کوئی تباہی ہی آتی تھی۔

پھر یارق کی تمام فکریں بھی تو گھر سے نکلتے لوئے صاحب ساتھ باندھ لیا کرتے۔

لارا چونکہ اب جمی اور اس سیاہ فارم آدمی کے لوگوں سے محتاط رہنے والی تھی سو آج اس نے سر پر سیاہ چھوٹا سا اسکارف لے کر بڑی بڑی سیاہ گلاسیز

چڑھا رکھی تھیں، اسکی پہلی منزل ایک فلیٹ کے قریب کا ہی اوپن کیفے تھا اور پہلا انٹرویو لارا نے وہیں دیا۔

جبکہ اسی کیفے کی ایک میز ریزرو کروائے لوئے علوی پہلے ہی وہاں براجمان تھا اور جب لارا کاونٹر پر کھڑی اپنے انٹرویو کا رزلٹ پوچھنے آئی تو کیفے کے اس مینجر نے آنکھ بچائے، وہیں ایک میز کے گرد لگی کرسی پر بیٹھے، کسی کتاب تلے چہرہ چھپائے لوئے کی طرف دیکھا اور لوئے نے ناجانے آنکھ سے کیا خرافاتی اشارہ کیا کہ وہ مینجر مسکراتے ہوئے لارا کی طرف متوجہ ہوا۔

"مس لارا آپ کل سے ہی جوائن کر سکتی ہیں، سیلری روز کے حساب سے ہو گی کیونکہ میں آپکو اپنی سیلری میں سے ہی دوں گا، امید ہے آپ مینج کر لیں گی۔ باقی یہاں روز دو کپ کافی ود کیک آپکو فری ملیں گے۔ ویلکم"

وہ روز بار نامی کیفے کا مینجر مسکراتے پیشہ وارانہ انداز میں بولا تو لارا رسان سے مسکرادی، کیونکہ گھر اور ایمر کی آکیڈمی سے یہ کیفے بہت پاس تھا اور لارا کے لیے پیدل بھی یہاں آنا آسان تھا سو یہاں جاب ملنا اسکی عیاشی ہی تھی۔

چونکہ جاب کل سے تھی سو وہ آج گیسٹ ہی بنی، اس نے سوچا کہ اب وہ کیفے آ ہی گئی ہے تو کچھ کھا پی لے اور اتفاق سے لارا نے ٹیبل بھی وہی چن لی جہاں بلکل سامنے ہی مسٹر لوئے، کوئی ریسپی بک چہرے کا پردہ بنائے چھپے بیٹھے تھے۔

لارا نے اپنا بیگ وہیں میز پر رکھا اور کرسی سنبھالے بیٹھی، مینجر کچھ ہی دیر میں دوسرے ویٹر کے ہاتھ اسکا چاکلیٹ لاوا کیک اور کافی رکھ کر جا چکا تھا۔ اور پھر لارا تب حیران رہ گئی جب لوئے صاحب وہ ریسپی بک وہیں رکھتے اپنی جگہ سے اٹھے، لارا کے ساتھ والی کرسی سنبھالی اور بے تکلفی سے اسکا کیک اٹھائے مزے سے کھانے لگا، لارا نے اسکی یہ بے تکلف بتمیزی بہت

تحمل سے برداشت کی کیونکہ یہ واحد اسکا فیورٹ ڈیزٹ تھا جسکے لیے وہ کسی کا خون بھی کر سکتی تھی۔

"یہ کیا بتمیزی ہے مسٹر لوئے؟"

اپنے کیک کو لوئے کے منہ میں جاتے دیکھ کر وہ صبر کا دامن جھٹکتی غرائی جبکہ وہ آفت بنا مسکرایا اور ایک سپون نہ صرف اسکی طرف بڑھائی بلکہ بے باکی کے سنگ لارا کے منہ میں ڈالی، وہ تو اس درجہ کھلے مزاق پر ہونق ہو کر رہ گئی، منہ میں موجود کیک دل یہی کیا اس کے منہ پر نگلے پر وہ اسکی فین بھی تھی بس اسی پر لحاظ کر گئی۔

بتمیزی نہیں، اپنے احسان کی ایسی چھوٹی چھوٹی وصولیاں میرا سٹائیل ہے"

"مس لارا۔۔۔۔

نہایت ڈھٹائی اور بے شرمی سے وہ اپنے عمل پر محظوظ ہوا اور لارا نے جس دقت سے اس آدمی کا جھوٹا نگلا، یہ وہی جانتی تھی، اسکا بسورا منہ دیکھ کر

لوئے کو یہی لگا ابھی وہ اس پر سب تھوک دے گی پر لڑکی کا سٹیمٹا قابل داد تھا۔

وہ ہنستا ہوا لارا کو اس وقت شدید زہر لگا۔

....★☆☆☆☆☆★....

"جھوٹا کھلا دیا مجھے، شرم نہیں آتی تمہیں۔۔۔۔دوں ایک پنچ۔۔۔۔"

اسکی مسلسل زچ کرتی مسکراہٹ پر وہ ہاتھ کا پنچ بناتی خطرناک عزائم کے سنگ غرائی تو اک لمحہ اسکے جابر تیور لوئے کو بھی چونکا گئے، پھر جس طرح لارا نے پانچوں انگلیاں ہاتھ سمیت لوئے کے سامنے کیں وہ مزیدار ترین فائیو فنگر زاون ہیز فیس ثابت ہوا، اسے وہ لڑکی یہ کرتے کیوٹی پائی لگی جیسے کوئی چھوٹا سا بے بی ہو۔

جھوٹے میں شفا ہے لڑکی، میری طرح برا گا کر اور ہٹ ہو جاو گی۔ ویسے "
تم اپنے آئیڈیل کو مارو گی، شکل سے تو اتنی خونخوار نہیں لگتی، اور لعنت فری
"میں بھیج دی، کیا یار ایک کیک ہی تو لیا ہے، رکو نکالتا ہوں واپس۔۔۔۔۔
اسکے تیور دیکھتا وہ منصوعی پیچارگی سے اپنی انگلی اس سے پہلے حلق میں ڈال
کر کچھ کر گزرتا، لارا نے اپنا بیگ ہی اٹھا کر اس چھچھورے کو دے مارا اور اتنا
زور سے لگنے کے باوجود لوئے کا قہقہہ پورے کیفے میں گونجا اور خود لارا
بھی بہت مشکل سے مسکراہٹ روک پائی، بچارے کا بازو ابھی بھی زخمی
تھا۔

"بہت گندے ہو تم لوئے"
وہ اسے اتنا چھچھورا تو بالکل نہیں سمجھتی تھی۔
ہاہا سوچا تمہاری نظروں میں اپنا آئیڈیل والا امیج پاش پاش کیا جائے، بھئی "
"پہلا امیج تباہ ہو گا تو دوسرا بنے گا ناں

اسکے مستی بھرے موڈ نے لارا کی سنجیدگی اور ہمہ وقت چہرے پر رہتا کھنچاو کم کیا، لوئے کی بہکی نظر آج بھی لارا کی گردن میں دمکتے آدھے دل والے پینڈٹ پر تھی جو لوئے نے اپنے والا شرٹ کے اندر کر رکھا تھا۔

"دوسرا کونسا؟"

لارا نے گھورتے ہوئے استفسار کیا کیونکہ لوئے کی نظریں آنچ پہنچانے میں پیش پیش تھیں، وہ صرف دیکھتا نہیں تھا، وہ دیکھ کر خود کی سمت مائل بھی کرتا تھا۔

"اس بار میں تمہارا فین بنوں گا اور تم میری آئیڈیل"

لوئے کی معنی خیز مسکراہٹ کے سنگ دیا جواب لارا کو پر سکون تو نہ کر سکا بلکہ وہ اسکے لہجے کے استحقاق پر ٹھٹکی۔

پہلی ملاقات کی طرح آج بھی اس شخص کی آنکھوں میں ایک پیش رفت تھی، جیسے وہ اپنی نظروں سے ہی لارا کی آنکھیں چھو رہا ہو۔

میں تم سے اچھا نہیں گاتی، بس ایویں ٹائم پاس کے لیے گلے سے آواز "
" نکال لیتی۔۔۔ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کہ تم جیسا راک سٹار میرا فین بنے
وہ جانتی تھی وہ اس سے کہیں درجے بہتر گاتا ہے تبھی اسے یہ لوئے کے
صرف لفظی جال لگے اور وہ جالوں میں نہیں پھنستی تھی۔

ضروری تو نہیں میں تمہارا فین تمہارے گانے کی وجہ سے بنوں، تم میں "
اور بھی خوصیات ہوں گی۔ تم بہادر ہو، مردوں کی طرح اپنی حفاظت کرتی
ہو، تم میں لڑنے مرنے کا ولولہ ہے، تمہاری لکس غضب ہیں، تم جوش میں
" بھی ہوش نہیں کھوتی، کیا پتا انہی میں سے کوئی ایک خوبی بھا جائے مجھے
وہ اسے گہری نظروں میں لیے جیسے اسکے ہنر گنوا رہا تھا، وہ حیران تھی کہ اتنا
تو وہ بھی خود کو نہیں جانتی اور جب لوئے آخری جملے پر اسکی طرف زرا جھکا
تو اتفاق سے اسکی شرٹ کے اندر چھپا وہی آدھے دل والا پینڈٹ اسکی

شرٹ کے گریبان کے دو بٹن کھلنے کے باعث باہر نکلا اور یہ لمحہ وہ لوئے کے اس پینڈٹ سے نظریں ہی ہٹانا بھول گئی۔

پورے جسم میں اس آگاہی پر ایک کرنٹ سا دوڑا۔

سہم کر اس نے جب واپس لوئے کی محبت سے چور آنکھوں میں دیکھا تو خوف سے اس لڑکی کا دل کانپا، نا جانے کیا ہوا کہ وہ لمحہ لگاتی نہ صرف وہاں سے اٹھی بلکہ یوں کیفے سے بھاگ کر نکلی کہ لوئے جہاں تھا وہیں جما رہ گیا، ہوش تو تب آئی جب وہ لڑکی کسی گزر جاتے منظر کی طرح اسکی دسترس اور آنکھوں سے نکل گئی۔

"ہیں! اس باولی کو کیا ہوا۔۔۔۔۔۔"

لوئے کو اسکا یوں بھاگ کر جانا سر تا پیر گما کر رکھ گیا اور جب جناب اس صدمے میں لپٹے ہی لارا کا پیچھا کرنے باہر تک آئے تو بے اختیار اسکا ہاتھ اپنے گلے میں لٹکتے پینڈٹ پر جما اور سارا کچھ اسے لمحے میں سمجھ آیا۔

اویار! پھوٹ گیا بھانڈا۔۔۔یہ راز تو ویڈنگ نائیٹ پر کھولنا تھا لوئے کے "
بچے، اب کیا ہو گا۔۔۔وہ تو اس طرح بھاگی جیسے میں اسے سالم نگل جاوں
"گا۔۔۔۔لارا! اچھا نہیں کیا تم نے بھاگ کر

جناب اپنے راز کے اتنی جلد افشاں ہونے پر دانت پیس کر مٹھیاں بھینچ کر غرائے جبکہ وہ جو بھاگ کر وہاں سے کافی دور آگئی تھی، اپنے دھڑکتے دل کو سنبھالتی سڑک کنارے لگے بینچ پر آ بیٹھی، سڑک پر ایک بریٹش آدمی وائلن بجائے راہ گیروں کو محظوظ کر رہا تھا وہیں ایک طرف من چلے صبح کی واک سے لطف اندوز ہو رہے تھے، نیویارک پر اتری یہ صبح حسین تھی، درختوں کے پتے صبح کی ٹھنڈی ہوا سے لہلا اور پرندے روشن صبح کی آمد پر چہچہا رہے تھے۔

لارا کی آنکھوں میں مسکراہٹ اور خوف کے الوہے سے رنگ تھے، اس نے ایک ہاتھ میں اپنا بیگ جکڑ رکھا تھا جبکہ دوسری ہتھیلی میں اپنے پینڈنٹ کو۔

دھڑکنیں اس لڑکی کی مرکز سے ہل چکی تھیں۔

تو وہ تم تھے لوئے، یا اللہ! یہ کیسے ہوا۔۔۔۔۔وہ لوئے کیوں ہے؟ کیا وہ"
"مجھ سے؟۔۔۔۔۔۔

اسے اس شخص کے بھیجے ہر تحفے سے محبت محسوس ہوتی اور اب جب وہ لوئے نکلا تو لارا جیسی لڑکی بھی بدحواس ہو گئی، تبھی تو وہ بنا سوچے کیفے سے بھاگ آئی تھی۔

یہ لاکٹ اسے جان سے عزیز تھا تو پھر وہ شخص کتنا اہم ہوتا یہ اس لڑکی کی بوکھلائی حالت سے عیاں تھا اور پھر وہ اپنی اس وقت کیفیت سمجھنے سے قاصر تھی تبھی گہرے گہرے سانس لے کر خود کو تقویت دینے کی کوشش کرنے لگی، اتنی پر اعتماد لارا، اب اس شخص کے سامنے سے گھبرا رہی تھی کیونکہ اس چوہے بلی کے کھیل نے لارا کو اس انجان سے محبت

کرنے پر بھی مجبور کر دیا تھا، اور وہ محبت کا رخ کیسے لوئے کی طرف یکدم کرے یہ اسے بے جان کر رہا تھا۔

نیو یارک کی میٹھی سی صبح محبت بھری نظروں سے تادیر لارا جہاں کو دیکھتی رہی، اور مسکراتی رہی۔

"آپکو میری باتیں بری لگ رہیں ناں، سوچیں جب مدیحہ آفریدی عمرہ کے سفر سے واپس آکر اس سب کا حساب مانگیں گی تو آپ کس بل میں چھپیں گے"، مجھے تو سوچ کر ہی خوف آرہا ہے

بھجت کو کوٹ پہناتی وہ اسکے روبرو آئے نا جانے کس بار عب ہستی کا ذکر کر رہی تھی کہ خوف اور پریشانی کے سائے وجیہہ سے بھجت کے چہرے پر بھی لہرائے۔

"مانی! پلیز پہلے ہی دماغ خراب ہے میرا، مزید ٹنشن مت دو۔ دادی جان کو جو کہنا ہوا میں خود کہہ لوں گا، مجھے یقین ہے وہ میری حالت ضرور سمجھیں گی"

تو اس آفریدی حویلی کا سائبان تھیں مدیحہ آفریدی جو بھجت اور مانی کا سب تھیں، مروان آفریدی کی سترہ سال پہلے ایک کار آیکسیڈنٹ میں موت کے وقت دیا آفریدی کی کوکھ میں دو ماہ کی مانی تھی، یعنی جب آمنہ دنیا میں آئی تو اسکے بابا اس دنیا سے جا چکے تھے اور ستم یہ کہ مروان کی موت کے باعث پانچ ماہ بمشکل دیا اس غم کو برداشت کر سکیں اور پریگننسی میں انکی کنڈیشن اس قدر ابتر ہو گئی کہ ڈاکٹرز کو انکی سرجری کر کے پری میچور

ڈیلوری کرنی پڑی، اس سے آمنہ آفریدی تو بچ گئی مگر دیا مزید زندہ نہ رہ سکیں۔

یہ توانیس بیس سالہ بھجت تھا جس نے اپنی نومولود بہن کو دادی کے سنگ پالا پوسا اور تبھی وہ مانی کو بہن نہیں بیٹی سمجھتا تھا، مروان خود بھی ایک کامیاب سیاست دان تھے اور اسی سیاست کی دشمنی نے انکی جان نگل لی کیونکہ وہ ایکسیڈنٹ ایک حادثہ نہیں سازش تھی، مروان کی موت کے بعد بھجت نے ہار نہ مانتے بابا کی کرسی نو عمری میں ہی نہ صرف سنبھالی بلکہ وہ ان سے بہت اچھا منسٹر ثابت ہوا۔

یہ مدیحہ آفریدی ہی تھیں جنکے شفیق سائے نے ان دو بن ماں باپ کے بچوں کی پرورش کی، مانی نے تو اپنی آنکھ ہی بھجت لالہ کی گود میں کھولی تھی، ماں کیسی ہوتی ہے، بابا کا محبت بھرا بوسہ کتنا خوبصورت ہوتا ہے، وہ محروم کر دی گئی، لیکن دادی ماں بنیں تو بہت بڑا بھائی باپ کی طرح سر کا سایہ بن گیا۔

لیکن اسکے باوجود مانی کو پیدائشی کچھ ایسے ایشو تھے جسکے باعث وہ بچپن سے سبکے لاڈ پاکر بڑی ہوئی، اسکی ہر خواہش اسکے لالہ نے پوری کی، اور تبھی تو اسے اب یہ بھی یقین تھا کہ اسکے اپنے اسکو بلیک وولف بھی سونپیں گے۔

لئیق اور بھجت کی دوستی بھی بچپن کی تھی، کیونکہ لعلین نور (لئیق کی مما)، مروان صاحب کی اکلوتی بہن تھیں، یوں لئیق اور بھجت ماموں زاد بھائی بھی تھے اور بچپن کے دوست بھی۔

یعنی مدیحہ صاحبہ، لئیق کی نانی جان (گرینی) جبکہ بھجت کی دادی سائیں تھیں۔

"جی نہیں، وہ اپنی چپل اتار کر آپکو نانی یاد دلائیں گی۔ایک تو ان کی شرکت کے بنا آپ نے سلینا سے نکاح کیا جس پر وہ کوئیت اپنے بھائی کے گھر ناراض بیٹھی تھیں اور اب جو آرہی ہیں تو آپکی درگت بنانے کیونکہ میری طرح سلینا کے ایک دن یوں آپکو دھوکہ دے جانے کا یقین انکو بھی تھا۔

کال آئی تھی انکی، کل پاکستان پہنچ جائیں گی، اور سن لیں اگر انکی نظر ان وائن بوٹلز پر پڑی ناں لالہ، اسی کو چھڑک کر وہ آپکے اس کمرے میں آگ لگائیں گی"

اس لڑکی کو بہن کم جلاد زیادہ پاتے وہ جو طبعیت کی بیزاری کے باوجود پارٹی کانفرنس کے لیے ریڈی ہو رہا تھا، مڑ کر یوں گھورا کہ ایک لمحہ مانی نے بھی چہرے پر مسکینیت لائی۔

"ایسے گھوریں مت، پھر دادی جان سے آپکو مانی نہیں بچائے گی"

منہ بسور کر وہ لالہ کی دبنگ گھوری کے آگے منمنائی تو وہ بھی چہرے کے سپاٹ تاثرات درست کر تارخ مکمل پلٹ کر مانی کے سامنے ہوا۔

تم ابھی بہت چھوٹی ہو مانی، جن حالات سے میں گزرا ہوں وہ تمہیں سمجھ" نہیں آ سکتے لیکن دادی جان ضرور سمجھیں گی۔ میرا دل نہیں مانتا کہ اس عورت کی آنکھوں میں میرے لیے دیکھائی دیتی محبت ایک فریب تھی،

میں سچ کا پتا لگوا کر رہوں گا، تم اپنے ننھے دماغ پر یہ الجھنیں سوار کرنے کے بجائے پیپرز کی تیاری پکڑو، اگر مارکس کم آئے تو تمہیں کسی یونی نے "ایڈمیشن نہیں دینا، اور سفارش کا تو سوچنا بھی مت۔۔۔۔۔

لہجہ نرم رکھے بھی وہ خاصے بارعب لہجے میں مانی صاحبہ کو دھمکاتے اپنے واپس سحر بکھیرتے سر اپے کے سنگ سج دھج کر کمرے سے نکلا تو دو آدمی اسکے ہمراہ ہو لیے جبکہ اسکے روم سے باہر نکلتی مانی انکو جاتا دیکھتی منہ پھلائے باہر آئی۔

اور مجھے لگتا ہے بلیک وولف کی آدھی پکچر ہی مجھے کتابوں کی طرف بھٹکنے" "ہی نہ دے گی، اف مانی! یہ کہاں پھنس گئی تو

بولائی سے منہ ہی منہ میں بڑبڑاتی وہ بھی جیسے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

جبکہ سلینا نے صبح سے اب تک اپنے بندھے ہاتھ کھولنے کی ایڑی توڑ کوشش کرلی تھی جس کے باعث ہاتھوں پر بندھی رسیاں ڈھیلی تو ہو رہی تھیں مگر ابھی تک کھل نہ سکیں تھیں اور وہ جلد از جلد اس جہنم سے بھاگنا چاہتی تھی کیونکہ ڈیول اسکے جھوٹ تک جلد یا بدیر پہنچ ہی جاتا اور وہ جانتی تھی اگر یہ جھوٹ پکڑا گیا تو جن دردناک لمحوں سے وہ وقتی نجات پا چکی ہے، وہی اسکی اور بھجت آفریدی کی زندگی کا ناسور بن جائیں گے۔

.._____..

سکیچ بن کر تیار ہو چکا تھا اور وہ اتنی خوبصورتی اور نفاست سے تراشا ڈیزائن تھا کہ ایک نظر دیکھتے ہی لگتا جیسے کسی نے اسے بہت محبت سے بنوایا ہو گا۔

دستگیر نے سکیچ پیپر لئیق کو دیا تو وہ اسے سرسری سا دیکھنے کے بعد وہاں سے نکل گیا، گیٹ آپ چینج کرنے کے لیے اس نے چہرے پر ازلی سیاہ ماسک اور کالی گلاسیز لگائیں اور وہ سکیچ لے کر جندل محل سے نکلا۔

رایان اسے پہلے ہی اس سکیچ کے بارے انفارمیشن بھیج چکا تھا کیونکہ لئیق نے اس کو سکیچ کی ایک کاپی بھجوا کر پہلے ہی کام دے دیا تھا کہ وہ پتا کروائے کہ اس شہر میں کس کس جیولری شاپ پر ایسا کام کیا جاتا ہے اور رایان مغل کی بھیجی انفارمیشن کے مطابق ایسا کام ابھی تک صرف تین جیولری شاپس پر ہو رہا ہے، رایان نے تینوں کی شاپ کا ایڈریس لئیق کو میل کیا جو اپنی گاڑی لیے پہلی شاپ پر گیا، وہ اپنے لوگوں سے بھی یہ کام کروا سکتا تھا مگر اس بار معاملہ بہت اہم تھا سو اس نے یہ فریضہ خود نبھایا، پہلی دو دکانوں پر اس سکیچ سے ملتا ڈیزائن موجود نہ تھا۔

تیسری جیولری شاپ پر پہنچے لئیق نے اسکے اونر سے رسمی علیک سلیک کے بعد وہ سکیچ دیکھائے اسکے بارے معلومات لیں۔

سر ایسے ڈیزائن ہم نے اب تک صرف دو بنائے ہیں، یہ بہت انٹیک پیس "
تھا جو ہم نے کسی کی سپیشل ریکوسٹ پر سونے اور چاندی دونوں میں بنایا تھا۔
"لیکن آپ کیوں اسکے بارے میں پوچھ رہے ہیں
جیولری شاپ کے اونر نے بتانے کے ساتھ اس ماسک مین سے آخری
سوال کرتے حیرت عیاں کی۔
بس آپ یہ سمجھ لیں کے اس سے کسی کی خوبصورت یادیں جڑی ہیں، کیا"
آپ بتا سکتے ہیں کہ اسے کس نے بنوایا تھا۔۔آئی نو یہ تھوڑا پرسنل ہے پر
"ایکچولی ایک فیملی ایشو کی وجہ سے مجھے اسکے بارے میں معلومات چاہیں
لئیق نے بڑے نرم لہجے میں اس شاپ اونر کو قائل کیا جس پر وہ مسکراتا ہوا
سر اثبات میں ہلائے اپنا لیب ٹاپ کھول چکا تھا اور لئیق کی گہری نظریں اس
آدمی پر جمی تھیں۔

سر دراصل یہ دو سال پہلے بنوایا گیا ہے، ابھی کل ہی ہم نے پرانا ڈیٹا فلیش " میں ٹرانسور کیا ہے، آپکو زحمت نہ ہو تو کل آپکو اسکی تمام انفارمیشن ملے گی کیونکہ فلیش میری گھر رہ گئی۔ ابھی گھر جا نہیں سکتا، میں ایسا کروں گا اسکی " تمام معلومات نکال کر رکھوں گا، آپ کل کسی بھی وقت آکر لے جایئے گا اس آدمی نے معذرت کرتے کل تک پر لٹکایا جبکہ لئیق کے لیے لمحہ لمحہ قیمتی تھا مگر اب مجبوری تھی سو کل تک صبر کرنا ہی تھا۔

"اوکے تھینک یو بھائی، بہت ہیلپ ہو جائے گی میری۔ میں کل آتا ہوں" لئیق نے رسان سے شکریہ ادا کیا اور اس سے پہلے وہ وہاں سے نکلتا، نظر وہیں ریک پر رکھے بہت خوبصورت سے پینڈٹ پر پڑی، جو سفید چھوٹے ڈائمنڈز کے بیچ ایک پرپل ڈائمنڈ کے سنگ بنا تھا اور اسکی چین گولڈ کی تھی، ناجانے کیوں اسے دیکھ کر لئیق کو لعلین کا خیال آیا۔

"دس ون! یہ دیکھادیں"

لئیق کواس خوبصورت لاکٹ پر نظریں جمائے دیکھتاوہ اونر مسکرا کر اسے وہ پینڈٹ نکال کر دیکھانے لگا، لئیق نے اسے اپنے ہاتھ میں لیااور اسکی ملائمنٹ محسوس کی، وہ اس لڑکی کے لیے بہترین تحفہ تھا۔

"پیک کر دیں، اماونٹ کتنی ہے اسکی؟"

لئیق نے وہ پینڈٹ اسکی طرف واپس بڑھائے اپنی پینٹ کی جیب سے والٹ نکالااور سرسری سااس آدمی کی طرف دیکھتے بولا۔

"چار لاکھ"

لئیق نے اپنا کارڈ اسکی طرف بڑھایا تواس آدمی نے پیشہ وارنہ مسکراہٹ کے سنگ اسکے کارڈ سے اماونٹ کٹ کی اوراس نیکلس کو باکس میں ڈالے، منی سے شاپنگ بیگ میں ڈالتاوہ لئیق کی طرف بڑھائے مسکرایااور لئیق بھی جواباسر ہلاتا جیولری شاپ سے باہر نکل گیا۔

گاڑی تک پہنچا ہی تھا کہ سحر کی کال پر لئیق نے وہ گفٹ پیک اندر رکھے وہیں اسکی کال ریسو کی۔

پر نا جانے سحر نے کیا بتایا کہ لئیق کی آنکھوں میں شر انگیز، شیطانی مسکراہٹ اتری۔

اسکی اگلی منزل ڈیپارٹمنٹ تھا، سحر اور رایان نے نا صرف شوملی کو نکال باہر لایا بلکہ لئیق کے آنے تک انکی ٹیم نے شوملی کا بھرتا بنا دیا تھا، اسے وہیں بند سلاخوں والے ٹارچر روم میں ہی رکھا گیا تھا۔

شوملی کو وہم و گماں بھی نہ تھا کہ وہ یوں پکڑا جائے گا جبکہ ستم یہ کہ خود رونا بھی نہیں جانتا تھا کہ اسکا ایک اور ساتھی بلیک ڈائمنڈ کی گرفت میں جکڑا جا چکا ہے۔

شوملی! ایک بار جب منہ کو حرام لگ جائے پھر حلال زہر ہی لگتا ہے۔ کیا" سمجھ رہے تھے تم، مجھے دھوکہ دے کر کسی بھی کتے بلے کی وفاداری کر کے میری گرفت سے بچ جاوگے، تمہیں کیا لگتا ہے بلیک ڈائمنڈ بیوقوف ہے،

تمہارے اس رونا کو لگتا ہو گا کہ وہ ماہر اور شاطر کھلاڑی ہے، لیکن میرے پیارے یہ اسے صرف لگتا ہی ہے۔اسکے بقول تم زمین میں چھپے بیٹھے ہو "لیکن دیکھو تم بلیک ڈائمنڈ کی جہنم میں ہو

اسکی حالت تو ٹیم ممبر زمار پیٹ کر پتلی کر ہی چکے تھے جبکہ بلیک ڈائمنڈ کی آنکھوں میں وحشت ہی اتنی ہوتی کہ اسکے نرم لہجے کہ باوجود گناہ گار تھر تھر کانپنے لگتا جیسے اس وقت شوملی نامی اس گندمی رنگت کے مالک آدمی کا پسینے سے شرابور وجود، درگت بنتے زخموں سے نکلتے لہو سے مل کر اسے بھیانک پیش کر رہا تھا۔

جبکہ شوملی کی ساری آنکھیں تو اسی انکشاف پر باہر ابل پڑیں کہ بلیک ڈائمنڈ جاسوس کا نام جان چکا ہے۔

اب بتاو، اس روحی نامی لڑکی کو کیوں بھجت کے کمرے میں بھیجا گیا، اس"
سے کام کرواتے ہی تم نے اسے کس کے کہنے پر ٹپکایا۔۔ سلینا کا قتل بھی تم
"نے کیا؟ اجکل کس نے پالتو کتے بنے ہو؟

اس سسکتے شوملی کو بلیک ڈائمنڈ کے سوال کوڑوں سے لگے تبھی تو اسکی
آنکھوں میں اس آدمی کے نام سے ہی خوف اترا۔

م۔۔ مجھے معاف کر دیں بلیک ڈائمنڈ میں کچھ نہیں جانتا۔۔۔ خدا کی قسم"
میں نے سلنا کو نہیں مارا۔ مجھے تو بس اس روحی کو مارنے کے آرڈر ملے تھے
"

شوملی نامی وہ آدمی جیسے ان الزامات پر تڑپ اٹھا تبھی لئیق کے ماتھے کی
رگیں بھی پھولیں، اپنا بھاری ہاتھ وہ شوملی کی گردن پر جکڑے اپنے
نزدیک لایا جسکا پورا وجود ڈر سے ہولے ہولے کانپ رہا تھا۔

روحی کومارنے کے آرڈر تمہیں کس نے دیے، تمہارے ساتھ وہ لنگڑا"
"آدمی کون تھا؟
لئیق کے اگلے سوال پر شوملی نے کپکپاتے ہوئے تھوک نگلا، یعنی بلیک
ڈائمنڈ تک ہر خبر پہنچ چکی تھی سواب شوملی کو بچنے کی راہ بس سچ بتاناہی لگی۔
"۔۔وہ۔۔وہ کینچل تھاڈائمنڈ، اسی نے مجھے روحی کومارنے کے آرڈر دیے
تھے، کینچل کسی ڈیول کا آدمی ہے۔اور میں نہیں جانتاڈیول اور رونا کون
ہیں کیونکہ وہ دونوں ہم تک جو بھی آرڈر پہنچاتے ہیں وہ کینچل ہی لے کر آتا
ہے"
رونا، ڈیول اوراب یہ کینچل، لئیق کادماغ گھوم رہاتھا، ایک تواسے جیولری
شاپ والے پر بھی جو غصہ تھاوہ بھی اس نے شوملی کے منہ پر لگتار دو تین
گھونسے مارے نکالا جبکہ ابھی وہ شوملی سے سب جاننا چاہتا تھا تبھی اس آدھ
موئے کو گریبان سے جکڑے کرسی سے کھڑا کرتا پھنکارا۔

"ہر چیز سچ سچ بتاو، جو کچھ جانتے ہو۔۔۔ جلدی"

لئیق کی دھاڑ پر اسکے اپنے ٹیم ممبرز حراساں تھے کیونکہ لئیق کو بہت کم غصہ آتا مگر اسکا غصہ پھٹتے آتش فشاں لاوے سی تباہیاں لاتا اور اس وقت شوملی کی لہولہان حالت لئیق کے غضب کی بھرپور ترجمانی کر رہی تھی۔

"ج۔۔ جب وہ لڑکی ب۔۔ بھجت پر حملہ کر کے ہوٹل سے نکلی تھی تو اس سے پہلے ہی ڈیول، سیلنا کو لے کر جا چکا تھا۔۔ اسکے بعد وہ سیدھی فلیٹ آئی جہاں میں اور کینچل موجود تھے، میں نے روحی کو اسکے ک۔۔ کہنے کے مطابق گولی ماری پھر گلا بھی دبایا۔ پھر کینچل نے مجھے کہا کہ میں ایک گھنٹے تک آتا ہوں، وہ اس روحی کی لاش کو لے کر ایک گھنٹہ کہیں گیا تھا، لیکن اسکے بعد میں رونا اسر کے پیغام پر وہاں سے نکل گیا ک۔۔ کیونکہ اس نے اپنے آدمی کے ہاتھ مجھے اندر گراونڈ ہونے کی ہدایت کی اور کہا کہ اس روحی کی لاش کو خود کینچل ٹھکانے لگا دے گا۔۔۔ اسکے بعد مجھے نہیں پتا کچھ"

شوملی ہر بات سچ کہہ رہا تھا اور یہ اسکے بہتے آنسوؤں سے عیاں تھا جبکہ آگے کی کہانی لئیق جانتا تھا۔

اس روز اس فلیٹ سے کینچل ہی بھاگا اور جلدی میں وہ روحی کی لاش کو ٹھکانے نہ لگا پایا۔

جبکہ شوملی کے مطابق کینچل، روحی کی لاش کو ایک گھنٹے کے لیے کہیں لے کر گیا تھا۔

شوملی کو جبڑے سے پکڑے دھکیلتا وہ جلادوں کے سپرد کرتا باہر آیا تو سحر اور رایان بھی لئیق کے ہمراہ ہی آفس انٹر ہوئے، لئیق نے اپنے چہرے کا ماسک ہٹایا اور اپنی رولنگ چیئر پر بیٹھا، اسکا دماغ ہر گھتی سلجھانے لگا تھا۔

سحر اور رایان بھی متجسس تھے کہ آخر اب بلیک ڈائمنڈ کیا سوچ رہا ہے اور پھر لئیق کے ہونٹوں پر پھیلتی مسکراہٹ اس کشیدہ حالت پر ان دونوں کو حیران کر گئی۔

"آپ مسکرا رہے ہیں؟"

سحر نے ہی مسکراہٹ دباتے اس جنٹل مین لیڈر کو مخاطب کیا جس پر وہ مسکراتا ہوا ٹیک چھوڑے ان دو کی طرف متوجہ ہوا۔

"کافی دن ہو گئے ہیں تم دو کو چھٹی نہیں دی، جاو ایک دو دن ایک دوسرے کو دو۔ فیملی سے ملو جا کر"

لئیق نے سحر کے سوال کے بدلے چھٹی کی عیاشی دے کر تو دونوں کے چہرے جگمگا دیے۔

"ہیں! سر واقعی؟"

رایان نے اچنبھے کے سنگ ہونق ہوئی سحر کو دیکھتے لئیق کو دیکھا جو یکدم کافی ریلکس لگ رہا تھا۔

"!کیا میرا تم دو کے ساتھ مزاق ہے میرے جوانو"

جناب نے لہجے نے ہی مقابل مسکراہٹ بکھیری۔

اور پھر یقین دہانی ملتے ہی وہ دونوں تشکر آمیز سی نظروں سے لئیق کی طرف دیکھتے ہنستے ہوئے آفس روم سے نکل گئے جبکہ مسکراہٹ نے پھر سے اس ساحر کے ہونٹ چومے۔

ساری گیم لئیق ایزدعلوی کے سامنے کھل کر آچکی تھی۔

لعلین ! آپ تو میرے لیے بہت لکی نکلی ہیں۔۔۔۔۔"

"ڈیول ! رونا ! تم دو سے جلد ملاقات ہو گی۔۔۔۔۔

اسکی آنکھوں میں یہ خود کلامی کرتے ہوئے وہ چمک تھی جو اس اندھیرے میں ڈوبے آفس تک کو روشن کر رہی تھی، وہ جان گیا تھا کہ اب کیا ہونے والا ہے۔

.._____..

کسی اہم کال پر وہ جیل کی اطراف سے پھنکارتا ہوا باہر نکلا تھا، سول خلیے میں ہی وہ اکثر و بیشتر تھانے آتا کیونکہ اس پورے شہر کے پولیس محکمے پر شہریار جدون کی حاکمیت تھی، اس وقت بھی وہ ڈینم ڈریس شرٹ اور سٹریچ بلیک ٹویل پینٹ،، سویڈ لوفرز پہنے ڈیشنگ لکس کے ساتھ فون کان سے لگائے اپنے آفس انٹر ہوا۔

"تم صرف منحوس خبریں ہی سنایا کرو"

جانے اس پار کسی نے کیا کہا کہ شہریار جدون کے ماتھے کی رگیں پھولیں تو لہجہ تابناک ہوا۔

"کچھ نہیں جانتا میں مجھے یہ سب بکھیڑے نہیں چاہیں، چند گھنٹوں میں بازی کیسے پلٹ سکتی ہے؟ وہ اپنی نئی نویلی آگ اگلتی بیوی کو چھوڑ کر ہماری جڑیں کاٹ رہا ہے، خدا غارت کرے اسے۔ کیسا شاطر دماغ پایا ہے اس نے۔۔۔۔۔"

یقیناً یہ برہمی، یہ عتاب کسی اہم معاملے کے لیے تھی اور لگ یہی رہا تھا کہ لعلین جسے بچانے کی خاطر لئیق سے سب چھپانے کا فیصلہ لیے بیٹھی وہ قید سہہ رہی ہے وہی بندا گھر کا بھیدی ہے۔

شہریار جدون کی خوفناک آنکھیں دہشت سے بھری ہوئی تھیں اور وہ خوف کسی اور کا نہیں، بلیک ڈائمنڈ کا تھا۔

ٹھیک ہے، اسے کہو احتیاط کرے۔ وہ منحوس کبھی بھی اس تک پہنچ سکتا" ہے، اگر جاسوس اس کے ہتھے لگ گیا تو میری ساری محنت برباد ہو جائے گی"

شہریار کے جملوں سے یہی عیاں تھا کہ یا تو وہ ڈیول تھا یا پھر ڈیول اور رونا کو قانونی مدد فراہم کرنے والا وہ انسان جسکی بدولت اب تک جاسوس، بلیک ڈائمنڈ کے شکنجے سے بچا ہوا تھا۔

کال بند کیے شہریار نے اپنا فون میز پر رکھا اور خود نفرت بھری نظریں کسی غیر مرئی نقطے پر جما گیا۔

"لال! تمہیں میری مدد کرنی ہو گی پارٹنر۔ اگر لئیق یونہی جاسوس کے ہر پل قریب بڑھتا رہا تو اسکی موت طے کرنی اہم ہو جائے گی اور لئیق ایزد علوی کو موت دو گی تم۔۔۔۔۔ مجھے مایوس مت کرنا لال، یہ کیا ہو رہا ہے؟ کیسے سب بگھڑ سکتا ہے۔۔۔۔ سب برباد ہو جائے گا، کچھ کرنا ہو گا مجھے۔۔۔۔۔ اس سے پہلے کہ وہ اصلیت تک پہنچے، اسکی دکھتی رگ دبانی ہی ہو گی"

شہریار جدون کی حالت اس وقت ہارے سپاہی کی طرح تھی جسے غائبانہ ہی لئیق ایزد علوی نے کرارے ٹھڈے رسید کیے تھے، اب دیکھنا یہ تھا کہ کیا شہریار ہی ڈیول ہے یا پھر ڈیول کا کوئی جانشین!۔۔

لیکن یہ طے ہو چکا تھا کہ شہریار جدون کو اپنی گردن کے گرد اس وقت طوق گھٹتا محسوس ہوا تبھی گھبراہٹ کے مارے اس نے اپنی شرٹ کے اپر ووی دو بٹن کھول کر گہرے گہرے سانس بھرے مگر بلیک ڈائمنڈ کا خوف اسکی رگ رگ سے چھلکتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

.._____..

شام کی نارنجی تاریکی جندل محل پر اتر کر اس سفید پھولوں سے اٹی عمارت کو مزید خوبصورت دیکھا رہی تھی، موسم برسات کی ٹھنڈی ہوا دار شام درختوں کے پتے لہلا رہی تھی اور دو پوری موویز دیکھنے کے بعد لال، کھڑکی سے لگ کر کھڑی، پل پل اس شخص کی منتظر تھی کہ وہ آئے اور اس پر یہ قید ختم کرے، اس سے زیادہ اسے ٹوئنکل کا انتظار تھا۔

اور پھر دستگیر کو لئیق یہ ذمہ داری خود سونپ کر گیا تھا سو فارغ ہوتے ہی وہ لعلین کی بلی اور اسکا باقی سامان لیے پہنچ گیا۔

لئیق کے آفس روم اور کمرے کی ایک چابی دستگیر کے پاس بھی رہتی تھی تبھی وہ جب بلی اور اسکا میڈیسن باکس لایا تو ٹوئکل کی بے چینی بھانپتا وہ یہ جانتے بوجھتے اس بلی کو لیے بیڈ روم آیا کہ لئیق کو بلیوں سے سخت الرجی تھی۔

اور پھر جس طرح بیڈ روم کا دروازہ کھولتے ہی دستگیر نے مسکرا کر اس بلی کو زمین پر اتارا، وہ یوں بھاگتی ہوئی لعلین کی طرف گئی کہ خود دستگیر کو ایسا لگا دو بچھڑی بہنیں ملی ہوں۔

جبکہ دستگیر کی آنکھیں حیرت سے تب باہر آئیں جب لال اس بلی کو اٹھائے، کس کرتی خود سے چمٹا چمٹا کر مل رہی تھی، وہ یہی سوچ رہا تھا کہ یہ منظر لئیق دیکھ لے تو اپنا سر پیٹ ڈالے۔

خیر دستگیر کی طرف لال نے ٹوئکل سے توجہ ہٹائے مسکراتی نظر ڈالی جیسے وہ اسکا شکریہ کہہ رہی ہو، دستگیر روم سے نکلا ہی تھا کہ آفس روم میں انٹر ہوتے لئیق کو دیکھتا وہ شرارتی مسکراہٹ دبا گیا اور لئیق بھی تھوڑا مشکوک ہوا مگر ابھی وہ فون پر مصروف تھا۔

بہت اچھا ہے، اب گرینی ہی تیری درگت بنائیں گی، چل کرتا ہوں تجھے "
"کال۔ایک اچھی خبر بھی ہے تیرے لیے، تو گھر پہنچ لے

وہ شاید بھجت سے بات کر رہا جو اسے مدیحہ آفریدی کی کل واپسی کی آمد کا بتا رہا تھا، لئیق نے کال بند کی تو دستگیر اب بھی مسکراہٹ دبا تا لئیق کی تیز اچٹتی نظروں میں مرکوز ہوا۔

"خیر ہے دستگیر عالم، دانت۔۔۔۔۔۔"

اسکا سوال اسکے منہ میں ہی رہ گیا جب نظر اپنے بیڈ روم کے نیم وا کھلے دروازے سے اس بلی کو چمٹی لعلین پر گئی جو روم میں ادھر ادھر گھومتی ٹوینکل سے یوں باتیں کر رہی تھی جیسے دونوں کا جنم جنم کا پیار ہو۔

لئیق کے ماتھے کی رگ غصے سے پھولتی محسوس کیے دستگیر نے فورا سے بیشتر آفس روم سے بھاگنے کی تیاری کی جبکہ وہ خود بھی بپھری موج بنا بیڈ روم کی طرف گیا اور یہ منظر دیکھ کر لئیق کا حلق کڑوا ہوا کہ جو حق اسکے ہیں، وہ کس فراغ دلی سے ایک بلی کو سونپ رہی تھی، خاص کر اسکا ٹوئنکل کے منہ سے منہ جوڑے پیار کرنا لئیق کے تن من میں شرارے دوڑا گیا، اسکا بس نہ چلا اپنے حق پر ڈاکا مارتی اس بلی کا یہیں گلا دبا دیا۔

"بیوقوف لڑکی، کیسے چاٹ رہی ہو بلی کو۔۔ پھینکو اسے"

وہ اسکے اور ٹوئنکل کے حدوں سے بڑھتے مزید لاڈ برداشت نہ کرتا جب اس پر دھاڑا تو لعلین نے سلگتی مسکراتی نظر اس پھنکارتے جن پر ڈالی اور اس بار جان بوجھ کر ٹوئنکل کی گال کو اپنی گال سے پیار سے سہلایا۔

خبردار جو اسے بلی کہا تم نے، اور میں اسے بہت پیار کرتی ہوں اور ہمارا لاڈ"
"ہے۔ تم سے دیکھا نہیں جا رہا تو تشریف کا ٹوکرا کہیں اور لے جاو

اپنی سلگتی آنکھوں سے وہ لئیق کو دیکھتی استہزایہ ہنسی جبکہ بنا اسکی سنتا وہ اسکی طرف بڑھا بلکہ الرجی کی پرواہ کیے بنا اس نے لعلین سے وہ بلی چھینی اور کمرے سے نکلا، لال کی تو جیسے جان نکل گئی تھی۔

لئیق کے پیچھے ہی وہ باہر آفس روم تک چینختی آئی۔

"تکلیف کیا ہے تمہیں، میری ٹوئنکل واپس کرو مجھے"

اسکی شرٹ کو پشت سے دوڑ کر جکڑتی وہ اسے روکتی چینخی مگر لئیق نے ایک ہی سرد گھوری سے نوازتے لال کی آواز اسکے حلق میں دھنسا دی۔

"آپکاب صرف میں ہوں، خاموش رہیں"

جلن کی حد میں وہ پھنکارا، اور اسے لیے باہر گیا اور بلی کو اپنے آدمی کے حوالے کیا، لعلین کا بس نہ چلا وہ اس ننھی جان پر ظلم کرتے انسان کو پھانسی لگادیتی۔

اسے لے جاو، دوبارہ یہ جندل محل کے اندر نظر نہ آئے۔ اسکے رہنے کا"

"باہر لان میں انتظام کرو، گو

اپنے آدمی کو ناگواری سے ہدایت کیے وہ پلٹا اور خونخوار نظر پیچھے ہی لپک آتی صدمے سے آدھی ہوتی لعلین پر ڈالتا وہ اسے کلائی سے پکڑے واپس کمرے میں لایا، ملازمین یہاں تک کہ نیہا نے بھی یہ ڈرامہ کچن سے آنکھیں نکالے دیکھا جبکہ وہ جو اسے کلائی سے تھامے واپس اندر لا چکا تھا، واپس اسکے روبرو جھٹکے سے جمادی گئی۔

تم بہت ہی ظالم ہو، ایک معصوم بلی پر اتنا ظلم۔۔۔ کیا تمہیں ڈنگ مار رہی"
تھی وہ، کیسے پھنکوا دیا اس بچاری کو لان میں۔۔۔۔۔ مجھے میری ٹوئنکل لا کر
"دو سمجھے

بنا لئیق کی نظروں کی حدت سے ڈرے وہ اسکا ہاتھ چھڑواتی باہر کو لپکنے کی کوشش میں تھی اور اسکی یہ پھنکارتی چیخیں لئیق کا دماغ سن کر رہی تھیں اور اس وقت لئیق کو اس لڑکی سے بھی بلی کی منفرد خوشبو آکر بدمزہ کر گئی اور اپنا ہاتھ جس سے اس نے ٹوئنکل کو چھوا، وہ بھی عجیب جلتا محسوس ہوا۔

یہ انسانوں کے رہنے کی جگہ ہے، بلی کو بیڈ روم میں کون رکھتا ہے بدماغ"
"لڑکی؟ باز آجائیں لعلین خود کو مجھ سے چھڑوانا بند کریں

وہ اسے آسان الفاظ میں سمجھا رہا تھا مگر وہ مسلسل اس سے اپنا آپ چھڑواتی اسے دھکیل رہی تھی اور بیچ اس نے توجہ ہی نہ دی کہ لئیق کی شرٹ کی فولڈ ہوئی بازو پر سرخ نشان بننے شروع ہو چکے تھے جو اسکی الرجی کا سائن تھے کیونکہ اس نے ٹوئنکل کو اٹھا کر اس آدمی کو دیا، وہ کیسے دیکھتی بھلا جسے ابھی

صرف لئیق کا خون کرنے کا دل چاہ رہا تھا، لئیق کو جلد باز و واش کرنی تھی ورنہ جلن بڑھ سکتی تھی۔

"تم جیسا جانور بھی تو رہ رہا ہے، ایک معصوم بلی سے کیا ہو گا۔۔۔۔مجھے نہیں رہنا اس کے بغیر۔۔۔تم بہت برے ہو، کون اتنی پیاری بلی کے ساتھ ایسا کرتا۔۔۔میں کہہ رہی ہوں مجھے چھوڑ دو، میری ٹوئنکل رو رہی ہو گی۔۔۔۔"

وہ پاگلوں کی طرح ایک بلی کے لیے اسے دھکے دیتی چیخ رہی تھی اور لئیق کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ ہنسے یا اس پر غصہ کرے اور چیخ چیخ کر اس لڑکی نے اپنا چہرہ تک سرخ کر لیا تھا۔

"لعلین پلیز! کالم ڈاون۔۔۔اسے لان میں اچھا سا گھر ملے گا۔۔۔۔چیخنا بند کریں، آئیں یہاں

اس لڑکی کا واویلہ تحمل سے برداشت کرتا وہ اسے یونہی پکڑے واپس کمرے میں لایا تو لعلین نے جب اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ سے چھڑوانے کو اسکی کلائی پر دانت گاڑنے چاہے تو وہاں ہوتی ریڈنس دیکھ کر وہ سارا چیخنا بھول گئی اور خود لئیق نے یکدم اسکی مزاحمت ترک کرنے پر حیرت سے چہرہ موڑا تو وہ اپنا ہاتھ لئیق کی بازو سے جوڑ کر اس سرخی کو دیکھنے کی کوشش میں تھی، غضبناک مسکراہٹ نے لئیق کے چہرے کی خوبصورتی بڑھائی۔

"ی۔۔یہ تمہیں کیا ہو گیا منحوس"

وہ صدمے کی سی کیفیت میں اس کو دیکھتے بولی جو اسکے منحوس کہنے پر زبان پر کڑواہٹ گھلتی محسوس کرتا جبڑے بھینچ گیا اور ایک ہی جھٹکے سے اسے اپنے حصار میں لیے اپنی وہی بازو سختی سے لعلین کی کمر کے گرد حائل کی اور وہ جو اسکے سیدھے سے جواب کی امید میں تھی، اس درجہ سفاک شکنجے میں پھنسنے پر اسکے حلق سے دبی سی چیخ ہی نکل پائی۔

"منحوس کہنا بند کریں گی یا نہیں"

اس کے قربت سے جامد ہوتے حواسوں پر نگاہ کیے وہ کاٹ دار لہجے میں بولا، جس پر وہ اسکا ہاتھ اپنی کمر سے ہٹائے ایڑی چوٹی کا زور لگاتی رہی مگر وہ اسکی مزاحمت پر اس ہاتھ کو پہلے سے زیادہ مزید جکڑتا رہا، یہاں تک کہ دونوں کے چہروں کے بیچ فاصلہ خطرناک نزدیکی میں بدلا، لعلین نے اسکی آنکھیں دیکھیں تو دل نے بے اختیار اتنا تو اعتراف ضرور کیا کہ وہ دنیا کی خوبصورت ترین آنکھوں میں بنا سوچے شمار ہوتی ہوں گی، پھر تمام تر اعتماد کے جس طرح وہ اسکی دسترس میں جکڑی تھی، منحوس تو کیا کوئی ایسا لفظ ذہن میں نہ آیا کہ وہ مزید غراتی۔

"جب تم ہو تو یہی کہوں گی ناں، چھوڑو مجھے۔۔اپنی بازو دیکھو کچھ ہوا ہے" لہجہ زرا نرم کرتی وہ ہنوز غصیلے انداز میں نظریں چراتی بولی تو لئیق کے ہونٹوں پر دھیمی مسکراہٹ اتری، اسکی آنکھوں میں بے اختیار خمار اترا، دل چاہا اس لڑکی کے گداز گال کو چوم لے مگر پھر اسکا ٹوئکل کے ساتھ چپکنا یاد آنے پر وہ یوں اسے آزاد کیے دور ہوا جیسے وہ کوئی اچھوت ہو۔

جائیں چینج کریں اور اپنے یہ ہاتھ اور چہرہ بھی واش کریں، بلکہ پوری"
"نہائیں، اسکاچ مٹائیں فورا
اسے اس الٹے جواب کی لعلین کو توہر گز امید نہ تھی تبھی اس نے لئیق کو
جلتی آنکھوں سے دیکھا۔
میں کیوں چینج کروں؟ باہر سے تو تم آئے ہو مینٹل۔۔۔اور وہ میری"
"ٹوئکل ہے کوئی اچھوت نہیں۔۔
پھولی گالوں کے سنگ وہ لئیق کو آنکھیں نکالتی اس پر بھی بگھڑی جبکہ وہ اسے
تفصیل سمجھانے کے بجائے پکڑ کر سیدھا واش روم کی طرف لیے بڑھا اور
لئیق کی ایسی جرت لعلین کے تن من میں آگ بھر چکی تھی بلکہ جس طرح
وہ اسے اپنے ساتھ لیتا گیا، خوف، شرم کے باعث لعلین کے چہرے پر خون
چھلک آیا۔

"کیا کر رہے ہوت۔۔ تم؟"

اسکے کچھ کر گزرنے کے تیور بھانپتی اس بار وہ خوفزدہ ہوئی کیونکہ وہ اسے ناصرف اپنے ساتھ واش روم میں لایا بلکہ شاور تلے کھڑا کروائے خود پر اور پر ساتھ شاور کھول دیا جس پر پانی کی ٹھنڈی بوندوں کی بوچھاڑ جس طرح دونوں کو کپڑوں سمیت چند لمحوں میں بگھو گئی ویسے ہی لئیق کے اسے فورا حصار لینے کی جان لیوا حرکت لعلین کے دل کو کپکپا گئی، بے اختیار اس لڑکی کے ہاتھ لئیق کی شرٹ کو مٹھی میں جکڑتے اسکے سینے سے جڑے، بھیگی بے تاب سانسوں نے ایک دوسرے کے ہونٹوں کو شدت سے چھوا، وہ ہونق بنی اسکے پل پل بھیگتے چہرے کو بھیگی پلکوں سے دیکھتی اس کی وارفتہ خمار آلود نگاہوں کے جان لیوا انداز اور ہونٹوں کے پیش رفت کرتے ارادے بھانپتے پرے دھکیل کر پیچھے ہٹتی، پیر سلپ ہونے پر لئیق نے اسکو واپس کمر میں بازو حائل کیے تھاما جس کے باعث وہ گرنے سے تو بچ گئی مگر اس شخص کے قریب آنے نے بنا مہلت دیے ان نرم بھیگے ہونٹوں سے پہلی گداز

ملاقات کی، لئیق کے اس ٹچ نے لعلین کے پورے وجود کو برف کی سل میں دفن کیا، مخص اک بے خودی کا لمحہ دونوں کا دل، جان اور ہوش سلب کر بیٹھا۔

"ی۔۔یہ کیا تھا لئیق؟"

اپنے آپ کو اسکے شدت بھرے حصار میں محسوس کیے لال کی کانپتی آواز اس شخص کو سرور بخش گئی، شاور آف کرتا وہ اسکے گردن سے چپک جاتے بال خماری کے سنگ ہاتھ بڑھا کر اسکی بھیگی گردن سے الگ کرتا مسکرایا تو اک برق سی لال کو اپنے پورے وجود میں دوڑتی محسوس ہوئی پھر جس پوزیشن میں وہ ایک دوسرے کے قریب یوں بدحواس کھڑے تھے وہ لمحہ کچھ بھی کروا سکتا تھا۔

یہ آپ پر سے اس ٹوئکل کے گندے ٹچ ہٹانے کا تھوڑا ماڈرن طریقہ تھا،" جس طرح آپ اسے خود سے لپٹائے ہوئے فدا ہو رہی تھیں مجھے بلکل اچھا

نہیں لگا، سو آئیندہ اسے اپنے قریب کرنے سے پہلے اس سزا کا سوچ لیجئے گا جو آج یہیں سمیٹ رہا ہوں لیکن اگلی بار آپکی سزا شروع ہی یہاں سے ہو گی"

زرا چہرہ لال کے قریب کیے اسکی ٹھہری آنکھوں میں اپنی سلگتی آنکھیں گاڑے وہ اسکے بھیگے ہونٹوں پر انگوٹھے کی پور سے دباو ڈالے، پھر اسی انگوٹھے سے اسکی دائیں گال سہلائے جو گھمبیر لہجے میں سرگوشی میں بولا وہ لعلین کے جسم سے ایک لمحے میں جان سرکا گیا۔

وہ یوں تھی جیسے کسی نے سالم اسکا دل نگل لیا ہو، لال نے اس بلی سے زیادہ پیار کیا کر دیا کہ یہ شخص ساری حدیں بھلائے اسکی پرائیویسی کا بیڑا غرق کر گیا۔

غصہ تو اب آیا تھا اس لڑکی کو۔

"ک۔۔کیا تم سائیکو ہو؟ مطلب ایسا کون کرتا ہے۔۔۔۔؟"

وہ اسکی سرخ ہوتی آنکھوں میں دیکھتی باقاعدہ چڑ کر چینخی مگر کمر پر اس شخص کے رینگتے ہاتھ کا لمس جب حدیں عبور کرتا محسوس ہوا تو وہ واپس ہمت لگاتی اسے پرے دھکیلتی دو قدم پیچھے ہٹی مگر پھر اس کی نظر زچ کرتی اسکی مسکراہٹ سے ہوتی لئیق کی بازو تک گئی تو وہ سرخ نشان مٹ چکا تھا، یعنی وہ خود بھی اس بلی سے ہوتی الرجی سے چھٹکارے کے لیے یوں شاور کے نیچے آن کھڑا ہوا تھا۔

"جب تک آپ میری ہیں، آپکا سایہ بھی آپ سے ایک مناسب حد تک کی دوری پر رہنا چاہیے لعلین اور میں دوبارہ یہ بات ہر گز زبان سے نہیں سمجھاوں گا، اپنی ملکیت کے لیے بہت جنونی ہوں۔اب باہر جائیں" ایک تو وہ من مانی کیے لعلین کو یہاں لایا اور اب ایٹیوڈ دیکھائے جس طرح اس پر اپنی مہر چپکاتا اسے باہر بھیج رہا تھا، لال نے جس مشکل سے اپنا غصہ روکا یہ وہی جانتی تھی، پیر پٹخ کر وہ بھیگی حالت میں ہی واش روم سے نکلی،

دل یہی کیا یہیں بیٹھ کر روئے مگر جب نظر بے اختیار ڈریسنگ کے آئینے میں گئی تو اپنے راعنائی بکھیرتے بھیگے وجود کو دیکھ کر اسکا چہرہ سرخ رو ہوا۔

بے شرم انسان، ایسے بے تکلف ہو رہا ہے جیسے اسکی محبوبہ ہوں۔ یا اللہ " میں کس مشکل میں پھنس گئی ہوں۔ یہ تو مجھے اپنی انہی حرکتوں سے مار "دے گا

خفت و شرم کے باعث وہ بڑبڑاتی ہوئی وارڈرب کی سمت بڑھی اور چینج کرنے کے لیے ڈریس نکالتی چینجنگ روم کی طرف بڑھی، ڈریس چینج کیے وہ جب باہر آئی تو شاور سے گرتے پانی سے اسے احساس ہوا کہ وہ نہا رہا ہے۔

منہ ہی منہ میں اسے کوستی وہ ڈریسنگ کے پاس آئی اور اپنے بالوں کو ٹاول سے خشک کیے برش کیا، فیس پر موئچرائزر لگائے ہلکے پنک شیڈ کا لپ گلوز لگاتے لال کے ہاتھ تب کانپے جب اسے لئیق کی وہ بے خود نظریں یاد آئیں

اور وہ ٹچ پھر سے اس لڑکی کے وجود سے جان نکال گیا، خوف کے مارے لپ گلوز ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گرا تو وہ اس پر بھی جھنجھلائی۔

چہرہ نا جانے کیوں انار ہوئے جا رہا تھا۔

اسے بس لئیق کی وہ آنکھیں یاد آ کر ہی بد حواس کر رہی تھیں، اگر وہ اسے نہ روکتی تو وہ کچھ بھی کر دیتا اور یہی سوچتے لال کے جسم سے سرد لہریں اٹھ رہی تھیں۔

لگ بگ دس منٹ بعد نواب صاحب نہا کر تازہ دم ہوئے اپنے کسرتی وجود کی رعنائیاں ویسٹ اور ٹراوزر میں بھر پور دباتے ہوئے لاپرواہی کے سنگ گیلے بال رگڑتے باہر نکلے تو لعلین غیر ارادہ مڑی تو نظر اسکی موٹی تازی جم شدہ بازوؤں پر گئی تو خوف کے مارے اس نے تھوک نگلا، یہ آدمی تو اس کی سوچ سے زیادہ طاقت ور تھا، لعلین کی نظر اس پر تھی اور وہ یہ اچھے سے جانتا تھا تبھی جناب نے کبرڈ کی طرف قدم بڑھائے ٹی شرٹ نکالے پہنی

اور تب تک لال بھی اس پر سے توجہ ہٹا کر اپنے بالوں کو بے وجہ برش پھیرنے میں مصروف ہو چکی تھی۔

لئیق نے قدم اسکی طرف بڑھائے تو لال کے ہاتھ کی پکڑ برش پر خود ہی مضبوط ہوئی کیونکہ وہ سوچ چکی تھی اب اگر وہ قریب آیا تو یہی برش اسکے منہ پر دے مارے گی۔

....★☆☆☆☆☆★....

"!لعلین"

وہ اسکے پکارنے پر لاپرواہی اور بے حسی کا مجسمہ بنی رہی جیسے اس نے اسکی آواز سنی ہی نہ ہو اور جب وہ اس کے پکارنے پر نہ پلٹی تو لئیق نے اسکی بازو پکڑے اسے اپنی طرف کھینچا جسکے باعث لگتے جھٹکے سے لال کے گیلے بال اسکی دائیں گال اور ہونٹوں پر جا چپکے اور یہ منظر لئیق ایرذعلوی کو سرور بخش

گیا، ہاں اس لڑکی کی سینے پر کند چھری سی چلتی نفرت سے بھری آنکھیں ایک الگ دل خفا کرتا قصہ تھیں اور پھر ہاتھ کی پکڑ بھی برش پر ڈھیلی پڑی کہ وہ زمین پر جا گرا، اسکی بدلتی بے خود نظروں کو بھانپتی وہ فورا سے بیشتر ان بالوں کو چہرے سے ہٹانے کو ہاتھ بڑھا چکی تھی مگر لئیق نے جس استحقاق سے اسکا ہاتھ پکڑے لال کی ہتھیلی اپنے کندھے پر جمائی، وہ وہیں جم سی گئی جبکہ بہکتی خمار آلود نظروں کی تپش کے سنگ لعلین کے زرا زرا کانپتے وجود کی خبر پاتا وہ ہاتھ بڑھا کر خود اسکے چہرے سے چپکے بال ہٹائے مخصوص جان لیوا مسکرایا اور خدا گواہ تھا وہ جب جب مسکراتا، لعلین ہوش کھونے لگتی۔

آپکے وجود سے اٹھتی یہ مدھم سی خوشبو اچھے بھلے اس انسان کو پاگل کر رہی ہے، کوشش کیجئے گا دوبارہ آپکو ایسی سزا دینے کی نوبت نہ آئے جو خود میرے لیے دگنی سزا بن جائے"

ناجانے کیا تھااس شخص کے سرد لہجے میں اور اسکے ہاتھ کی ان پوروں میں جو لعلین کو اپنے چہرے سے مس ہوتی عجیب سی تازگی بخش گئیں تبھی تو وہ گھبرائی نظروں سے لئیق کی غصے بھری آنکھیں دیکھ رہی تھی۔

"ایسے مت دیکھیں"

بڑے جبر کے ساتھ تنبیہہ کی گئی تھی اور تبھی لعلین نے اپنی بے باک نظریں جھکا کر اسکی بازو کو ہاتھ بڑھائے چھوا۔

تمہیں بلیوں سے الرجی تھی تو صبح کیوں نہیں بتایا، تم آخر کون ہو ملعون" انسان؟ میری بہن کے قاتل لیکن مجھ پر کیوں حاوی ہونے کی کوشش کر رہے ہو۔پہلے صبح وہ بریک فاسٹ کا ناٹک اور اب تمہاری یہ ساری حد سے آگے کی حرکتیں۔۔۔ مطلب ایسا تو لوورز کے بیچ ہوتا ہے اگر میں غلط نہیں۔۔۔۔ لیکن نہ تو تم مجھے جانتے ہو نہ میں تمہیں۔۔۔۔ یہ ایک معاہدہ ہے تو اس سب بکواسیات کا کیا تک بنتا ہے کہ تم نے مجھے یوں پہلے اپنی ساتھ

بھیگا یا پھر وہ سچ، ہم دشمن ہیں تو پھر یہ سب نہیں ہونا چاہیے۔ تم میری بہن کے قاتل ہو، میں تمہارے ساتھ ایسی نزدیکی ہر گز برداشت نہیں کر سکتی، یہ مجھے بہت تکلیف دے گا"

وہ جو اس سے کسی طرح کے نئے القابات سننے کی امید لیے پاس کھڑا آنکھوں کے راستے اسکے دودھ میں گھلے روح افزا جیسے چہرے کو دل میں اتار رہا تھا، لال کے ہچکچاہٹ کے سنگ رک رک کر بات مکمل کرنے کے بعد چند لمحے اس زاویے پر ساکت رہا جہاں اسے لعلین کی آنکھیں خوبصورتی کے سنگ دیکھائی دے رہی تھیں۔

اگر آپ نے مجھے جلد از جلد اس آدمی کا اور سلینا کی قبر کا نہ بتایا تو ہمارے" بیچ وہ سب ہو گا جسکا آپ سوچ بھی نہیں سکتیں، دوست ہے وہ آپکا؟ اسے مجھ سے بچانا چاہتی ہیں لیکن میں آپکو سب سے بچانا چاہتا ہوں۔۔۔۔ اگر مجھ پر اعتبار کریں تو سب سچ سچ بتاوں گا، اور اس کمرے کی قید بھی آپ پر ختم کر دوں گا"

وہ الجھ رہی تھی، وہ اسے قاتل درندہ مان رہی تھی لیکن پس پردہ وہ اسکی آنکھوں میں برا کوئی تاثر تلاش نہ کر پائی اور جب کمرے کا ذکر آیا تو لعلین اسکے سحر سے نکلتی ہوش میں آئی تو اسے یاد آیا کہ اسے کمرے سے ہی نہیں کل ہی اس شخص سے دور جانا ہے کیونکہ ایک دن میں ہی وہ اس شخص سے خوف کھا چکی تھی۔

"تم پر اعتبار سے بہتر ہے میں خود کو شوٹ کر دوں ذلیل انسان، کیا سمجھتے ہو ان اوچھی حرکتوں سے لال کو اپنے سحر میں مبتلا کر لو گے، بھول ہے تمہاری۔ تم نے میری بہن کو مارا ہے سو میں تم پر اعتبار تو دور تم پر رحم بھی نہیں کروں گی۔ اگر تم نے میرے ساتھ کچھ غلط کرنے کا سوچا بھی تو یاد رکھنا جاوں گی تو سہی پر جاتے جاتے تمہارے اس محل کو آگ لگا کر جاوں گی۔"

یکدم ہی وہ واپس جن زادی بنی دھاڑی اور نہ صرف اسے خود سے دور دھکیلا بلکہ جا کر بیڈ پر نہ صرف لیٹی بلکہ تکیہ سر پر رکھے سائیڈ کی لائیٹ بھی آف کر دی جبکہ وہ سونے کی بلکل موڈ میں نہ تھا کیونکہ آج اسکا موڈ رات کے اس خوبصورت موسم میں گالف کھیلنے کا تھا اور اسکے لیے فرہاد علوی صاحب پہلے ہی دستگیر کے ساتھ فل ایکسائٹمنٹ کے سنگ گراونڈ پہنچ چکے تھے۔

وہ لعلین پر مسکراتی نگاہ ڈالتا کمرے سے نکل گیا جبکہ لعلین کا دل اس وقت دوسو کی رفتار سے دوڑ رہا تھا اور جانتی تھی اگر ابھی کوشش کیے نہ سوئی تو سلیپنگ ڈرگز کی ضرورت پڑے گی اور اس وقت وہ اس بدماغ کے سامنے کوئی اور تماشا ہونے نہیں دے سکتی تھی اور ڈرگز کے بعد جیسی مردوں والی بیہوشی لال پر طاری ہوتی تھی اس میں اسکے بقول وہ شاطر اس کے ساتھ کچھ بھی کر سکتا ہے سو وہ یونہی سونے کے جتن کرتی خود کو تکلیف دینے لگی۔

..._____..

فرہاد علوی کی غیر موجودگی میں وہ حقارت سے کسی فوٹو فریم پر نظریں جمائے کھڑی تھی، اس تصویر میں وہ تینوں تھے، ایک مکمل فیملی۔

لئیق بھائی نے مجھے اور امے کو کہا کہ ہم اس لڑکی کا خیال رکھیں، ناصرف "معاملہ زبردستی شادی کا ہے بلکہ وہ تو اسے باقاعدہ قید کرنے کے ارادوں میں ہیں زائشہ آپی"

اسکی مخبر نیہا نے اسے صبح لئیق کے کچن آنے کی روداد سنائے اور متنفر کر دیا تھا جبکہ نیہا کے جانے کے بعد سے وہ عورت نئی چال چلنے کی بھرپور تیاری کر چکی تھی۔

لعلین، فرہاد اور لئیق جس پر اس عورت کی آگ اگلتی نظریں یوں جمی تھیں جیسے ابھی شگاف ڈال دیں گی، بہت کوشش کی تھی کہ وہ یہ آشیانہ اجاڑ دیتی اور خود اس جندل محل کی رانی بنتی مگر آج بھی اسکے پاس چند گنے چنے اختیارات کے سوا کچھ نہ تھا اور یہ ناکامی زائشہ علوی کو جلا کر بھسم کر دیتی تھی۔

وہ سوچ چکی تھی کہ اب اگلا قدم کیا اٹھائے گی اور کس طرح اس لڑکی کو لئیق کے خلاف استعمال کرے گی کیونکہ نیہا نے اسے بتایا تھا کہ لئیق اس لڑکی کو زبردستی بیوی بنا کر لایا ہے اور یہی بات زائشہ کو اپنی ہاری بازی واپس جیتنے کے لیے اہم محسوس ہوئی۔

جبکہ نیہا کی یہ تمام جاسوسیاں کم از کم دستگیر کو بالکل پسند نہ تھیں اور وہ اے جان کی وجہ سے اس لڑکی سے اپنا دل مارے شادی تو کر چکا تھا مگر نہ تو نیہا اسکے مزاج کی طرح سنجیدہ اور سخت تھی نہ عقل مند۔ کیونکہ دستگیر عالم کے دل میں تو کوئی اور بسا تھا، جواب تک اسکے لیے لاحاصل تھی۔

مریم بی کے مرحوم بھائی مرتے ہوئے نیہا کو انکے پاس اپنی امانت چھوڑ گئے اور اس امانت کو ہمیشہ پاس رکھنے کے لیے انہوں نے اسکا دستگیر سے زبردستی نکاح کروادیا مگر وہ پتا نہیں کیسی عجیب شاطر چال باز لڑکی تھی جسے کم از کم دستگیر تو پچھلے چھ ماہ میں ہرگز نہ سمجھ پایا تھا۔

وہ لئیق اور فرہاد صاحب کو گالف میں مصروف چھوڑے جب اپنے کمرے میں آیا تو محترمہ بلیک نائٹی میں ملبوس کوئی چھچھورا سا گانا لگائے دستگیر کا خوش آمدید کرتی ملی اور اسے اس لباس میں دیکھتے ہی دستگیر کا خون کھول اٹھا۔

"یہ کیا بیودگی ہے نیہا؟"

دستگیر کی سخت آواز پر وہ جو موبائل پر 'آج پھر تم پر پیار آیا' والا گانا لگا رہی تھی، دستگیر کے کہنے کی دیر تھی کہ لپک کر آنکھوں میں جذبات لاتی نہ صرف اس ڈریگن کے پاس آکر رکی بلکہ اپنی برہنہ بازو بے تکلفی سے

دستگیر کے گلے میں حائل کیں اور نیہا کی یہی حرکتیں دستگیر کا میٹر شارٹ کرتیں، وہ بہت سمٹا اور سوبر قسم کا بندہ تھا جیسے ایسی چھچھوری لڑکیاں زہر لگتی تھیں اور خدا کی کرنی دیکھیں اسے ملی بھی نیہا صاحبہ تھیں۔

"اپنے لئیق بھائی کو دیکھو، پہلے دن ہی کیسے سب کے سامنے اپنی لعلین کو اہمیت دے رہے تھے۔اور تم نکاح کو چھ ماہ ہو گئے، مجال ہے جو ایک بار پیار سے گلے بھی لگایا ہو مجھے، بس مجھے نہیں پتا، اپنا یہ زہریلا پن اب پھینک دو، بیوی ہوں تمہاری۔مجھے بھی کبھی پیار سے دیکھ لیا کرو"

نیہا میں ایسا دوڑا کبھی کبھی ہی پڑتا تھا اور صرف تب جب دستگیر کی ایک لمبی نظر اندازی اسے ملتی جبکہ وہ چاہ کر بھی اپنے سمٹے حصار سے نکل نہ پاتا تو بدحواس ہو کر الٹا نیہا کو ہی جھڑک دیتا۔

"میں نے ہزار بار کہا ہے اپنی ان چھچھوری حرکتوں سے تم مجھے پہلے سے زیادہ زہر لگو گی، خود کو امے کی صرف بہو اور زائشہ صاحبہ کی جاسوس سمجھا

کرو۔ کتنی بار بتاوں کے مجھے تم میں کوئی دلچسپی نہیں نیہا، جس چیز یا کام سے منع کروں تم وہی کرتی ہو، میری برداشت ختم ہوئی تو بہت برا ہو گا۔ جس دن تمہارے اندر وہ خوبیاں آ گئیں جو مجھے چاہیں، تب گلے بھی لگاوں گا اور تمہیں اس رشتے کے حق بھی دوں گا۔۔۔۔ سارا موڈ خراب کر دیا، جاو بدلو یہ خرافات کپڑے"

منہ سے آگ نکالتا وہ ازلی غصے سے نیہا کے چہرے پر بھی خفگی لایا اور جس طرح اسے بازو سے پکڑے واش روم کی طرف دھکیلا، وہ جاتے جاتے دو تین صلوات سنا کر منہ ہی منہ میں بڑبڑا کر گئی۔

"کھڑوس کہیں کا، سو ہٹلر مرے ہوں گے تو اسکا دنیا پر ظہور ہوا ہو گا۔ نیہا تجھے بھی اس سے زلیل ہونے کا شوق چڑھتا ہے ہر دو ہفتے بعد، اب دیکھنا دستو تجھے میں کیسے لائن پر لاتی ہوں، دیکھنا بھی نہیں اب میں نے تمہیں۔۔۔ اتنے پیار سے سجی تھی اور بہکنا تو دور اس کو جے نے نظر بھر کر دیکھا بھی نہیں۔۔۔ اور بایہ کیسا آدم بیزار شوہر دیا ہے مجھے، میں کس

سے لاڈا ٹھواوں۔۔۔ہائے لعلین کتنی لکی ہیں، زبردستی شادی پر بھی لئیق بھائی کی اٹڈتی فکراف۔۔ابھی تو پتا نہیں انکو دیکھ دیکھ کر میرا کتنا خون جلے گا۔۔نیہا تیرے مقدر میں خوش باش کپلز کو دیکھ دیکھ سڑنا ہی لکھا ہے، چل "اپنے مقدر پر آنسو بہا کر صبر کر جا۔۔۔

بے دلی سے جیولری، ائیر رنگز پٹخ پٹخ کر سنک پر مارتی وہ جو بڑبڑا رہی تھی، ڈریسنگ کے پاس کھڑے ہو کر اپنے بالوں کو ہاتھ سے سہلاتا دستگیر اسکی تمام گل فشانی سنے اک لمحہ ٹھٹکا۔

کاش نیہا جتنی تمہاری شکل اچھی ہے ویسی تھوڑی عقل بھی گزارے"

لائق ہوتی، تم جب تک لئیق بھائی کے دشمنوں کی مددگار رہو گی، میرے نہ "دل میں تمہارے لیے جگہ ہے نہ زندگی میں، بددماغ عورت

دل ہی دل میں وہ اس لڑکی پر تلملاتا بگھڑا۔

تواس خود غرض لڑکی کو اتنے دنوں بعد یہ دوڑا اس لیے پڑا تھا کہ اس سے لئیق اور لال کو ساتھ دیکھنا سلگا گیا تھا، یہ جان کر تو دستگیر کا موڈ اور خراب ہوا۔

جبکہ دوسری جانب شہریار جدون کی نیندیں غارت ہو چکی تھیں، تب تک غارت ہی رہنے والی تھیں جب تک اسکی ہار اسے جیت میں بدلتی نہ دیکھائی دیتی۔

.._____..

خوشی بنالو اسے، م۔۔ میں بھی اچھا ہو جاوں گا۔ بالکل جیلس نہیں ہوں گا" لئیق۔ لیکن تم جب اسکے ساتھ مسکراو گے تو تمہارے بابا کی اذیت کم ہو جائے گی۔ میں نے تمہاری خوشیاں چھینی تھیں، میں لوٹا نہ سکا کوئی

نہیں۔۔۔وہ آگئی۔۔۔۔اچھی ہے، پیاری بھی ہے۔۔۔۔تمہارے ساتھ سوٹ کر رہی تھی"

جیسے ہی رات ہوتی، فرہاد علوی کی طبعیت بگھڑنے لگتی اور وہ اکثر کوشش کرتا تھا کہ رات میں کوئی ایسی ایکٹیوٹی چنے جس سے اسکے بابا ریلکس فیل کریں تبھی وہ اس وقت جندل محل کے گالف گراونڈ میں موجود تھے، کھیل جاری تھا اور فرہاد علوی کی سسکتی سرگوشیاں بھی گاہے بگاہے اسے سنائی دے کر عاجز کر رہی تھیں۔

دستگیر کچھ دیر پہلے ہی وہاں سے گیا تھا، کچھ فاصلے پر دو گارڈز چوکس کھڑے تھے اور اس بار لئیق نے گولف بال کو جبڑے بھینچ کر گولف ہول میں ڈالا اور سرسری سے نظر اٹھائے بابا کو دیکھنے لگا۔

وہ انگزائٹی اور ڈپریشن میں پچھلے سات آٹھ سال سے مبتلا تھے، وہ جانتا تھا انکی یہ حالت لعلین نور کی وجہ سے ہے پھر بھی وہ اس شخص کی بے وفائی کو مر کر بھی معاف نہیں کر سکتا تھا۔

"آپ کا کوئی ایک قصور ہو تو میں در گزر کروں، پہلے آپ نے لعلین نور کو انکی محبت سے دور کیا، اپنی قید میں لا کر اس آزاد چڑیا کے پر کاٹے، پھر جب وہ آپ کی محبت پائے آپکے من پسند سانچے میں سر تا پیر ڈھل گئیں تو آپ نے ان سے فرہاد علوی بھی چھین لیا، پہلے محبت سے بچھڑنا پھر جس کے لیے دوبارہ جینے کی کوشش کی وہ بھی دغا باز نکلا۔۔۔۔"

اک درد تھا جو لئیق کے لہجے میں تھا، وہ عورت اسکی ماں نہیں اسکی سہیلی تھی جس نے لئیق کو اپنی زندگی کی ہر سچائی بتائی تھی۔

فرہاد علوی کا سینا سلگنے لگا، اپنا جرم خنجر کی طرح سینے کے پار ہوتا گیا۔

"وہ ماں نہیں وہ میری دوست تھیں، انہوں نے جب مجھے اس شخص سے جڑی اپنی محبت کا بتایا تو یہ نہ سوچا کہ میں انکی اولاد ہوں انکے بارے کیا سوچوں گا پر وہ روئی تھیں کہ انہوں نے آپکی خاطر اس شخص کو جیتے جی مار

دیااور آپ نے انکواس ناکردہ گناہ کی سزاسوتن کی شکل میں دی، آپ مانیں نہ مانیں آپ نے لال سے بھلے محبت کی ہو گی پر افسوس اعتبار نہ کیا۔

جب وہ مدیحہ آفریدی کے حکم پر اس شخص کی محبت کی قبر بنا کر آپ کے ساتھ رخصت ہوئیں تھیں تو پوری ایمانداری سے آپ کو قبول کر کے آپکی طرف آئیں مگر افسوس! مرد کو ان معاملات میں کوئی پوچھنے والا نہیں بھلے وہ کہیں بھی منہ مار چکا ہو جبکہ شادی سے پہلے عورت کے دل کی پاکیزہ محبت بھی بہتان بن کر اسکی پوری زندگی نگل جاتی ہے۔

اس عورت نے خاندان کی عزت رکھی تھی، یہ سٹیٹس، یہ دولت، یہ مرتبہ رشتے اور محبتیں نوچ کھاتے ہیں۔

مجھے گرینی بہت عزیز ہیں لیکن انکا لال سے رویہ کبھی ایک شفیق ماں جیسا نہیں رہا اور میری ان سے دوری کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے، تبھی یہ جانتے ہوئے کہ وہ میری مما کی بھی مما ہیں، میں زیادہ دیر انکی شفقت نہیں

سہہ پاتا کیونکہ ایزد علوی منافق نہیں ہے، میں حساس انسان ہوں اور میری
"حساسیت کے ساتھ سب سے بڑا ظلم کرنے والے آپ ہیں
جانے اسکے اندر کتنی تکلیف بھری تھی کہ آج بے بسی سے پھٹ پڑا اور فرہاد
علوی کسی ہارے جواری کی طرح وہیں کرسی پر لڑھک گئے، جبکہ لئیق کی
ناراض نظریں سہنا اس دنیا کا مشکل کام تھا۔

تم جو مرضی کہو، عورت اپنی پہلی محبت کبھی نہیں بھلا سکتی۔ میں نے"
لعلین سے خود سے زیادہ محبت کی تھی، لیکن وہ میرے ساتھ خوش ہو کر
بھی ساری زندگی خوش نہیں رہی۔ تو خود بتاو میرے دماغ میں ایسے شبہات
"کیسے نہ جنم لیتے
آج بھی اسے فرہاد علوی کی اس گھسی پٹی منتق پر عتاب چڑھا جو اپنے موقف
پر سے آج بھی ڈھیٹ بنے ہٹنے پر رضامند نہ تھے۔

ہاہاویری فنی، محبت کی تھی تبھی کسی اور کی طرف بہک گئے۔یہ کیسی"
"سفاک محبت ہے جو اگلے کی زندگی ختم کر دے
اپنی آواز میں وحشت بھرے وہ دھاڑا تھا، یہاں تک کہ اسکی آواز کی
شدت پر اس پژمردہ وجود میں جنبش ہوئی، وہ اپنی پشیمان آنکھیں اٹھا کر
لئیق کو حسرت سے دیکھنے لگے۔

"وہ جب مجھ سے ویسی محبت نہیں کرتی تھی جیسی میں کرتا تھا تو میرا دل جلنے
لگتا، ہمیشہ یہی لگتا کہ وہ میرے پاس ہو کر بھی اس شخص کے پاس رہ گئی
ہے، حاصل محبت کے سکھ سے جن سال مجھے خوشی خوشی جینا تھا،
م۔۔میری وہ عمر ذہنی دباو میں گزری، وہ میرے قریب آنے پر روتی تھی
تو میرا دل۔۔۔دل چاہتا تھا پوری دنیا کو آگ لگا دوں۔۔۔۔اس دوسری
عورت کے سامنے میرے قدم بہکے تھے، میرا دل نہیں بہکا

تھا۔۔۔م۔۔ مجھ پر رحم کھایا کرو، تمہارے یہ ال۔۔الفاظ مجھے نوچ
"کھاتے ہیں

وہ اٹھ کر اسکے پاس آئے،اسکا ہاتھ یوں کانپتے ہاتھوں سے تھاما جیسے کوئی مجرم اپنے کیے کی معافی مانگے گڑ گڑاتا ہے اور لئیق کا دل چاہتا وہ انکے جواز پر قہقہے لگائے۔

تو مجھے چپ رہنے دیا کریں فرہاد علوی، کیونکہ میرا دل بہت چھوٹا ہے۔"
جب آپ میرے سامنے خود کو مظلوم ثابت کرتے ہیں تو میرا دماغ گھوم جاتا ہے۔۔۔ نہیں کھیلنا آج مجھے آپکے ساتھ، ہر بار ایک ہی
ٹاپک۔۔۔ تھک چکا ہوں آپکی خود ترسی اور خود اذیتی سے۔۔۔جائیں آرام
"کریں۔۔۔۔گارڈز۔۔۔۔لے کر جاو انکو

تمیز کا دامن تھامے وہ جس طرح غصے اور برہمی کو جتاتا گالف کلب وہیں پھینکتا وہ وہاں سے چلا گیا جبکہ فرہاد علوی اپنے قریب آتے گارڈ کو روک چکے

تھے کیونکہ ان کا دم وہ گھوٹ گیا تھا تبھی انھیں رات ساری یونہی تازہ فضا میں سانسیں خارج کر کے گزارنی تھی۔

وہ سیدھا آفس ہی آیا تھا، چہرے پر فنا کرتے تاثرات، اور کنپٹی کی رگیں یوں تن کر پھولی تھیں جیسے اس وقت وہ نا جانے کتنے ضبط کے مقام پر کھڑا ہو۔ یہ جندل محل، یہ دولت، یہ سٹیٹس اسکے لیے پیر کی خاک بھی نہ تھا مگر پھر بھی اسے اس سب کا مالک بننا پڑا، لیکن کبھی کبھی یہ آسائشیں لئیق ایزد علوی کا دم گھوٹ دیتی تھیں۔

بے بسی، تکلیف، بے چینی بڑھتے ہی وہ ہوم آفس ٹیبل پر آرگنائز ہوئی ہر چیز کو الٹ پلٹ کر اپنی مطلوبہ چیز اٹھاتے ہی سگریٹ سلگا چکا تھا، اسکی آنکھیں اس خود کو دیے ٹارچر پر جلد سرخ ہوئیں اور آفس روم میں دھوئیں کا غبار بلند ہوا۔

اپنے دماغ کو کسی طرح پر سکون نہ ہوتا دیکھ کر وہ آج سگریٹ بھی بیزاری سے ایش ٹرے میں مسل گیا اور اس سے پہلے وہ واپس چکر کاٹتا، لعلین کی

آتی آواز اسے اس اذیت سے نکال لائی، وہ بیڈ روم کے کھلے دروازے کی طرف بڑھا جسکے ہلکا سا کھلے ہونے کی وجہ سے ہی اسے لعلین کی چیخ سنائی دی اور جب لئیق کمرے میں داخل ہوا تو لعلین کو سویا دیکھ کر حیرت میں ڈوبا مگر پھر وہ لعلین کے ہاتھ کی حرکت دیکھتا تھما، وہ کروٹ پر لیٹی بیڈ شیٹ کو مٹھی میں جکڑے چہرہ جھکائے اور اپنی ٹانگیں سکیڑ کر راونڈ ہو کر یوں سوئی تھی جیسے کوئی بچہ خوفزدہ ہو کر خود میں سمٹ جاتا ہے تبھی فکر مند سا وہ اسکی طرف بڑھا اور قریب ہی بیٹھے اپنی ہتھیلی بڑھا کر جب لال کی جبین سے جوڑی تو وہاں نمی تھی۔

اے سی کی کولنگ تو اچھی بھلی تھی پھر وہ کیوں پسینے میں شرابور تھی یہی سوچ کر جناب نے اے سی کی کولنگ بڑھا کر باریک سا وائیٹ بلنکٹ لعلین پر اوڑھایا مگر اس سے پہلے وہ اٹھتا، لعلین نے نیند میں ڈوبے ہی خوفزدہ ہو کر اسکا ہاتھ پکڑا اور نہ صرف پکڑا بلکہ جس طرح لئیق کی ہتھیلی کو سرہانہ بنائے وہ اپنے سر کے نیچے رکھ کر بے خبر واپس سو گئی، وہ جلتی آنکھوں والا

جھک آنے کے باعث مسکرایا، ایک ہاتھ لعلین کی پشت کے بالکل ساتھ جوڑے بیڈ پر رکھ کر جھکی پوزیشن کو برقرار رکھنے کا سہارا لیا تو وہ بھی چہرہ زرا سیدھا کرتی دشمن جان کے مزید قریب ہوئی۔

اور لئیق کے ہاتھ مل جانے نے اس لڑکی کا ہر خوف نگل لیا جیسے وہ اس ہاتھ کے سہارے سے ہر ڈر سے نکل آئی ہو۔

وہ بے اختیار مزید اس پر جھکا اور لعلین کی جبین پر ہونٹوں کی مہر لگائی، یہ کر کے اسے وہ سکون ملا جسکا وہ اس شدت وقت طلب گار تھا۔

صرف نام نہیں، تم میں اور بھی کچھ خاص ہے لعلین جو مجھے تمام بتمیزی" کے تم بری نہیں لگ رہی۔ مجھے اچھا نہیں لگ رہا تمہیں یوں قید رکھنا مگر میری مجبوری ہے، وہ جو بھی ہے تمہارا قریبی ہے اور تمہارے ساتھ ساتھ اس ملک سے دھوکہ کر رہا ہے۔۔۔۔ میں کوشش کروں گا خود ہی اس انسان تک پہنچ جاوں تاکہ تمہیں اپنی قید سے آزاد نہ کرنا پڑے۔ کل اس

رونا اکا پتا چل جائے گا، اور کل سے تم پر اس کمرے کی قید بھی ختم کر دوں گا۔ کسی پر اعتبار کرنا آفورڈ نہیں کر سکتا مگر دل چاہتا ہے تم پر اعتبار کر کے دیکھ لوں، تم دل کو پہلی نظر میں خاص لگی ہو، اور خاص لوگوں کے لیے لئیق بہت نرم دل انسان ہے"

وہ واقعی سوتے میں ایک چھوٹی سی پری لگ رہی تھی، ایک تو اسکے چھوٹے چھوٹے بال بھی اسکے نازک سراپے پر آفت بن کر سجتے، وہ جن ہونٹوں سے زہر اگلتی تھی اب وہ اتنے خوبصورت اور دلربا لگ رہے تھے کہ لئیق کا ایمان ڈگمگانے لگا، ایسا نہیں تھا کہ وہ بہک رہا تھا، بس وہ اس لڑکی کو ہر طرح جاننا، سمجھنا اور محسوس کرنا چاہ رہا تھا جو کسی ہوا کے تیز جھونکے کی طرح اسکے دل کو کسی نازک پتے کی طرح دہلا گئی تھی۔

یہ جو اسکا دل تھا یہ اسکے وجود سے پرے آباد تھا، زندگی کے تینتیس سال جب وہ کسی عورت ذات کی طرف مائل نہ ہوا تو اب کیسے ہوتا مگر یہ لڑکی اسکے بے حد قریب رہنے والی تھی، وہ اسکے ساتھ نکاح میں بندھی تھی۔

اس لڑکی کی اپنے پاس موجودگی ہوش وحواس کو مفلوج کر رہی تھی، وہ پہلی جسارت پر سمجھ گیا تھا کہ نیند بہت گہری حاوی ہے تبھی اسکی آنکھوں میں مزید جسارتیں کرنے کی منہ زور امنگیں سر اٹھانے لگیں، دل میں جذبات مچلنے لگے۔

اس لڑکی کی آنکھیں ہنوز بند اور لمبی پلکوں نے جال بچھا رکھا تھا، اس پر جھکے ہونے کے باعث وہ اس لڑکی تک کوئی بھی لمس بہت آسانی سے پہنچا سکتا تھا، اس لڑکی کا آہستہ آہستہ سانس لینا، لئیق کے دل میں حشر برپا کر رہا تھا، اسکے سرخ عارض پر شوخ سی نگاہ ڈالے آخر جھک کر بڑی ہمت کیے لئیق نے اسکے رخسار کو چوما، اتنی محبت اور نرمی سے کہ اس لڑکی کو خبر تک نہ ہو سکتی تھی۔

چہرے سے چہرہ مس کیا تو وہ لئیق کی شیو کی چبھن چہرے پر ہونے پر زرا کسمسائی اور پھر سو گئی، جناب کے ہونٹوں پر مسکراہٹ اور آنکھوں میں اپنے اس بچپنے پر خوشی سی بکھر گئی۔

مگر وہ مزید کچھ سوچ ہی سکا کیونکہ جو وہ کرنے چلا تھا وہ اس کی ذہنی رو بھٹکا دیتا تبھی لئیق کی نظر سائیڈ ٹیبل پر پڑے لعلین کے میڈیسن باکس پر پڑی تو اسے تجسس نے گھیرا تبھی وہ اپنا ہاتھ لعلین کے سر سے نکالے سیدھا بیٹھا اور میڈیسن باکس اٹھائے اسے کھولنے لگا۔

لاتعداد سلیپنگ پلیز تو دیکھتے ہی وہ پہچان گیا مگر وہ اتنے سارے انجکشن لئیق کی تشویش کو ضرور بڑھاوا دے گئے، وہیں بیٹھے ہی اپنا فون جینز کی نام Diazepam پاکٹ سے نکالے اس نے اس انجیکشن پر لکھا سرچ بار میں لکھا اور اسے گوگل پر سرچ کیا۔

اور اسکے استعمال سے لے کر ساری تحقیق کھل آئی جب کو دیکھنے کے بعد وہ بے اختیار اس بے خبر سوئے وجود کو دیکھنے لگا، آنکھوں میں تشویش، فکر اور پریشانی کے تمام رنگ تھے۔

"اتنی سی عمر میں کونسی تکلیف تمہیں اس پر مجبور کر گئی لعلین ابراہیم"

اسکی سرگوشی میں کرب تھااور لئیق نے وہ باکس واپس رکھے جب لعلین کی شرٹ کی بازو فولڈ کی تواس لڑکی کے ظلم کی داستان اسکی دودھیانازک بازوپر سیاہی چھوڑے رقم تھی اور لئیق کادل اس پر بری طرح بوجھل ہوا۔ وہ اپنے ہاتھ کی پوروں سے اسکی بازو کو سہلاتا اسکی بند آنکھیں تکلیف سے دیکھ رہا تھا، دور جانے کا ہر ارادہ ترک کیے وہ وہیں اسکے پاس اسی کے تکیے پر سر رکھے لیٹا، نیند لال کی کم تھی پر بہت گہری تھی تبھی جب لئیق نے اپنی بازو اسکے سر سے گزار کر اسکو اپنے سینے سے لگانے کی کوشش کی تو وہ ٹوٹی شاخ کی طرح اس میں سمٹ کر لئیق کی ساری اداسی دور کر گئی۔

وہ مسکرایا جیسے کوئی مدت بعد دل سے مسکراتا ہے۔

"تمہاری نیند میرے حق میں بہت اچھی ہے لعلین"

وہ اتنے قریب آئی تو لئیق کو لگا دھڑکنوں کا شور پل پل بڑھنے لگا ہو۔

لئیق ایزد علوی کی تباہی کے لیے مہنیہ تو دور، تمہارے ساتھ گزری ایک "
" رات بھی بہت ہے۔۔۔۔۔

وہ اس سے یوں مخاطب تھا جیسے نا جانے وہ کب سے اسکی حسرت ہو مگر یہ خود رو محبت نامی پودا تو ایک لمحے میں ہی تناور درخت بن گیا تھا، اسے لعلین کو دیکھ کر سکون مل رہا تھا، عجیب سی راحت رگ و پے پر حاوی تھی اور پھر اس لڑکی کے نرم گرم لمس محسوس کرتے لئیق نے بے خود انداز میں اسکے گداز وجود کو نہ صرف خود میں بھینچ لیا بلکہ ہلکی جلتی لائیٹ کو بھی مداخلت کرنے سے روک کر کمرے میں اندھیرا حاوی کر دیا۔

وہ خوبصورت رات گزر گئی تھی اور صبح کی آلو ہی کرنوں نے جب کھڑکی کے پردوں کو چیڑ کر ان دو بے خبر نفوس کے چہروں پر حدت بھرے ہوا دار لمس پہنچائے تو لئیق کی آنکھ ہی سب سے پہلے کھلی اور اپنے اوپر خفیف سا بوجھ محسوس کیے جب اس نے نظر جھکا کر دیکھنا چاہا تو لعلین میڈم آدھے

سے زیادہ اس پر یوں چڑھے سو رہی تھیں جیسے وہ جیتا جاگتا انسان نہیں لعلین کا پرسنل تکیہ ہو۔

پہلی ایسی صبح تھی جو لئیق نے مسکراہٹ سے شروع کی، وہ اسے دیکھ رہا تھا جو سوتی بھی بالکل چھوٹے بچوں کی طرح تھی، سلینا کی شادی کے بعد وہ اسکی جگہ تکیے کو دے چکی تھی اور آج تو تکیے نے واپس ایک انسان بلکہ بہت ہیارے انسان کی جگہ بدل لی تھی۔

لئیق کا دل تو ہر گز یہاں اس سچویشن سے نکلنے پر راضی نہ تھا مگر وہ ہر گز نہیں چاہتا تھا کہ لعلین کی آنکھ کھلے اور وہ خود کو یوں لئیق پر حاوی دیکھ کر خوامخواہ شرمندہ ہو تبھی اختیاط برقرار رکھتا وہ اپنے آپ کو آہستہ سے سرکا کر اس سے آزاد کیے اٹھا اور نرمی سے اپنی بازو نکال کر اسکے سر کے نیچے تکیہ رکھا، اور اٹھ کھڑا ہوا۔

جتنا وہ اسے رات سے اب تک اپنے قریب محسوس کر چکا تھا ابھی کے لیے بہت کافی جانتا اس لڑکی کی خود سے آتی مہک ان ہیل کی مسکراتا ہوا وہ

نہانے بڑھا کیونکہ آج کا پورا دن اسکا نہایت اہمیت کا حامل تھا اور آج اسکے پاس بریک فاسٹ کا بھی وقت نہ تھا۔

جب تک وہ فریش ہوئے گرے ٹی شرٹ اور وائیٹ پینٹ میں دمکتا تروتازہ سا بال ٹاول سے رگڑتا باہر نکلا تو محترمہ کسمساتے ہوئے آہستہ آہستہ دھوپ کی ہلکی سی پردے سے آتی کرن کے تنگ کرنے پر احساسات بیدار کر رہی تھیں، مسکراتے ہوئے اس لڑکی کی الجھن سے محظوظ ہوئے لئیق نے ٹاول ہینگ کیے خود پر پرفیوم سپرے کی، پیروں میں وائیٹ سنیکرز پہنے، کلائی پر گھڑی باندھی اور بالوں میں برش کیے انھیں فلفی سا لک دیے واپس مڑ کر اس حسینہ کو دیکھا جسے کھڑکی کے پردے کو چیڑ کر آتی دھوپ کی کرن اب بھی ستا رہی تھی، لئیق چلتا ہوا اس تک آیا، چارکول کاٹن شرٹ ٹائپ جیکٹ پہنے اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا تو دھوپ کی کرن نے لئیق کے ہاتھ پر روشنی کی اور لئیق کی ہتھیلی کا سایہ لعلین کے چہرے پر پڑا مگر نا جانے کس احساس کے

تحت وہ پٹ سے آنکھیں کھول گئی اور لئیق کو ہاتھ کا سایہ کیے اپنے سر پر گھبراتی ہوئی نہ صرف اٹھی بلکہ لئیق کو باقاعدہ کھڑا دیکھتی وہ فوراسے بیشتر خونخوار نظروں سے دیکھتے پرے دھکیلا جو واپس جن زادی بنتی لڑکی کو دیکھتے مسکراہٹ دباٹاپلٹا اور ڈریسنگ پر رکھے اپنے فون کو اٹھائے واپس خود کو گھورتی لال کی طرف پلٹا۔

"گڈ مارننگ، امید ہے رات اچھی گزری ہو گی۔ آج آپکے ساتھ بریک فاسٹ نہیں کر سکوں گا، مگر ڈنر ہم ساتھ ضرور کریں گے۔ میں نے دستگیر کو کہہ دیا ہے وہ آپکی ٹوئکل کا آج ہی لان میں گھر بنوادے گا مگر اسے زیادہ چھونے سے گریز کیجئے گا، جبکہ آپ پر اعتبار کا فیصلہ کرتے ہوئے میں آپ پر اس کمرے کی قید بھی ہٹا رہا ہوں۔ ناشتہ سب کے ساتھ کرنے کے بعد آپ پورا جندل محل گھوم سکتی ہیں، او کے"

وہ اسکو نک سک تیار دیکھ کر اتنا تو سمجھ ہی گئی تھی وہ کہیں جانے والا ہے مگر وہ اسے ایک ہی بار میں اتنی ہدایات نر میاں جو تھمار ہا تھا اس پر لعلین چاہ کر بھی اعتراض نہ کر سکی۔

اسکے اعتبار کو کیسے کرچیوں میں تبدیل کرنا ہے یہ وہ اچھے سے جانتی تھی تبھی اس نے لئیق کے روبرو شرافت دیکھاتے سپاٹ چہرے کو اثبات میں ہلایا مگر لئیق کے قریب آنے پر وہ احتیاط کے طور پر اپنے قدم پیچھے لے گئی جس پر لئیق نے اسکے پیچھے جاتے قدموں سے ڈبل بڑھا کر لعلین تک رسائی پائی اور اسکا قریب آنا لعلین کی نیند میں ڈوبی آنکھوں میں آگ دہکا گیا۔

اپنے اندر اس شخص کے روبرو آنے پر اٹھتی کپکپی پر قابو پاتی وہ خود کو سنبھال گئی۔

میرے اعتبار کو توڑنے کی کوشش مت کیجئے گا لعلین ! میں بہت کم "
لوگوں پر اعتبار کرتا ہوں اور میرا اعتبار توڑنے کی سزا آپکی پوری زندگی پر
محیط ہو گی۔
مجھے یقین ہے آپ رات مجھے صحیح سلامت میری پیاری قیدی ہی بن کر
"ملیں گی۔ جندل محل کی قید برقرار ہے یاد رکھیے گا
اپنا ہاتھ بڑھا کر اس نے لعلین کی سلگتی آنکھوں میں آنکھیں گاڑے اسکی
گال چھو کر سمجھایا تھا اور اس شخص کے نرم لہجے میں بھی پھاڑ کھاتی وارننگ
تھی تبھی لعلین سے کچھ بولا نہ گیا، اور ابھی وہ کچھ بول کر واپس کمرے میں
قید ہونے کا رسک ہرگز نہیں لے سکتی تھی۔
"اوکے لیکن مجھے چھونے کی کوشش مت کیا کرو"
وہ سخت لہجے میں پھنکارتی اسکا ہاتھ اپنی گال سے ہٹاتی غرائی اور وہ یہی سوچتا
حیران تھا کہ بے خبری میں وہ تو اسکی جان بھی لے چکی ہے اور اب چھونے

پر بھی بگھڑ رہی ہے، کیا بتاتا کہ اسے تو خود سے اس لڑکی کے وجود کی خوشبو آنے لگی ہے اور وہ چھونے پر برہم ہو رہی تھی۔

اوکے نہیں کرتا، امید ہے آپکا دن بہت اچھا گزرے۔ ٹیک کیئر۔۔۔۔"

"رات میں ملتے ہیں

اسکے کہنے پر فوری مان جاتا وہ نا صرف اس سے فاصلے پر ہوا بلکہ فکر مند سے انداز میں اسکی آنکھوں میں دیکھ کر کہتا دروازے کی طرف بڑھ گیا جبکہ لعلین نے اسکے بیڈ روم سے نکلتے ہی یوں سانس بھرا جیسے اسکی موجودگی میں روک رکھا ہو۔

رات میں ملے گی تمہیں اپنی بربادی۔۔۔ آیا بڑا مجھ پر اپنا رعب جھاڑنے"

والا، ایک بار یہاں سے نکل لوں پھر تمہیں پھانسی کے تختے تک نہ پہنچایا تو

"میرا لعلین ابراہیم نام نہیں

وہ نفرت سے بھری نظریں لیتی زہر خند خود کلامی کرتی تیزی سے واش روم میں گھسی کیونکہ آج اسکے پاس یہاں سے فرار کا پہلا اور آخری موقع تھا.

.._____..

مسلسل اپنی رہی سہی ہمت لگانے کے بعد سلینا کے بندھے ہاتھ رسیوں کی گرفت سے ڈھیلے ہو ہی گئے تھے،اور جب اسکے ہاتھ آزاد ہوئے تو اس نے اس قید سے نکلنے کے لیے کچھ پلین ترتیب نہ دیا بس وہ جلد از جلد یہاں سے نکلنے کی خواہش مند تھی اور وہی ڈاکٹر لڑکی جس نے سلینا کی پہلے مدد کی، اسے اس کوٹیج سے ڈیول کے آدمیوں کی نظروں میں لائے بنا اسے جنگل کی طرف بھگایا جبکہ وہ لڑکی جب واپس آئی تو ڈیول اس تہہ خانے کو خالی دیکھ کر اور سلینا کے فرار پر حلق کے بل غرا رہا تھا، وہ لڑکی بنا اندر آئے وہیں سے باہر بھاگ نکلی جبکہ ڈیول کے قہر سے اسکے اپنے آدمی تھر تھر کانپ رہے تھے۔

"کیسے نکلی وہ؟ مرے ہوئے تھے تم سب مردود"

وہ پھاڑ کھاتی وہشت سے دھاڑا تھا مگر ان لوگوں کے پاس کوئی جواز یا جواب نہ تھا، اپنی راہ میں آتے دو تین کو پٹخ کر وہ کاٹیج سے باہر نکلا تو اسکی آنکھوں کی وحشت کے ساتھ ساتھ آج اسکا چہرہ بھی منظر عام پر تھا، اور وہ کوئی نہیں شہریار جدون تھا۔

مٹھیاں بھینچے حلق کے بل دھاڑتا جانے وہ کس بے بسی کے مقام پر تھا کہ پورے جسم کا افشار ہوتا لہو بھیانک طور پر اسکے چہرے پر چھلک آیا۔

اپنے لوگوں کو سلینا کے پیچھے روانہ کرتا وہ خود وہاں اکیلا کھڑا پھنکار رہا تھا۔

"ایک کے بعد ایک ناکامی! تم میرے ہاتھوں ہی مرو گی سلینا۔ تم میری نہیں ہو سکی تو تمہیں زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں، تم نے یہاں سے بھاگ کر اپنی دردناک موت کو للکارا ہے، تمہاری اس حرکت کی وجہ سے اب کئی لوگ جہنم کی آگ میں جلیں گے"

وہ اس وقت ہوش گنوائے اصل درندگی پر اتر چکا تھا، اسکے ارادے بھیانک تھے، شہریار جدون کیسے ڈیول بنا یہ ایک لمبی اور اذیت ناک کہانی تھی، وہ ہار ماننے والوں میں سے نہیں تھا سو سوچ چکا تھا کہ اب مانی کو اپنے دیدار کے ساتھ ساتھ کیسے دل دہلاتے سرپرائز دینے تھے۔

.._____..

وہ پیدا ہی نامکمل ہوا تھا مگر پھر بھی وہ اسے مرنے کے لیے اکیلا کیسے چھوڑ دیتی، اسے اسکے پیروں پر کھڑا کروانا تھا، تاکہ وہ کسی کو تو نہیں مگر کم از کم خود کو سنبھال سکے۔

ایمر کے لیے وہ بھی ایسے ہی کسی موجزے کی تلاش میں رہتی تھی، مگر یہ سب زندگی ساری پر محیط تھا۔

نیو یارک میں ابھی تک پچھلی رات چھائی تھی، وہ ایمر کو لے کر ریسٹورنٹ آئی تھی، دونوں نے ساتھ ڈنر کیا اور پھر وہ ایک دوسرے سے باتیں کرتے، بچوں کی طرح لالی پاپ چاٹتے برتج پر پیدل چل رہے تھے۔

ایمر نے جب سے لارا سے پرامسس کیا تھا اسکے بعد سے اس نے ایسی کوئی حرکت نہیں کی تھی جو لارا کا دکھ بنتی، صبح کے لیے وہ تھوڑی پریشان تھی کیونکہ سارا دن لگا کر بھی اسکے اندر یکدم لوئے کا سامنا کرنے کی ہمت نہ آئی۔

"آپو جان! جنہوں نے ہماری ہلپ کی تھی کیا وہ آپکے دوست ہیں؟"

چلتے چلتے ایمر کے سوال پر لارا رکی، مڑ کر ایمر کو دیکھا۔

نہیں دوست نہیں ہیں، بس اچھے لوگ تھے۔اور یاد رکھنا اس دنیا میں" اچھے لوگ آٹے میں نمک جتنے ہیں۔زندگی ہمارے بہت امتحان لیتی ہے

ایمر، لیکن کبھی کبھی زندگی کے کچھ حادثے ہمیں اچھے لوگوں سے بھی ملوا دیتے ہیں"

وہ لارا کی بات توجہ سے سنتا اسکے مسکرانے کے ساتھ ہی مسکرایا۔

"ویسے آپو! آپکا یہ نظریہ ان سے ملنے کے بعد بدلہ کیونکہ کل تک تو سب ہی درندے تھے"

کبھی کبھی شرارت وہ بھی کرتا اور پہلے تو اپنے بھائی صاحب کی چالاکی پر وہ منصوعی سا گھوری اور پھر اسے لاڈ کرتی کھلکھلائی۔

یہ سچ تھا آج لارا کی مسکراہٹ میں ساتوں رنگ تھے اور جب جب وہ لارا کو مسکراتا دیکھتا، اسے اپنی اتنی بڑی کمی معمولی لگنے لگتی، اسکے پاس لارا جہاں تھی تو ایمر جہاں کو دنیا کی کیا پرواہ۔

لوئے صبح سے رات ہو گئی تھی، بنجارا بنا لارا کو ڈھونڈ رہا تھا اور اتفاق سے اس کی گاڑی ٹھیک بریج سے نیچے گزرتی سڑک پر آکر رکی جہاں سے سامنے اس پل پر وہ ایمر کے ساتھ ٹہل رہی تھی۔

بس آج تمہاری آپو بہت خوش ہے، اور میرا دل چاہتا ہے جب لارا خوش"
"ہو تو پوری دنیا خوش ہو

وہ وہیں گول گول چکڑ کاٹتی بچوں کی طرح کھکھلائی اور وہیں گاڑی کا دروازہ کھول کر منہ بسور کر باہر نکلتے لوئے کی نظر بے اختیار اس ڈانسنگ باربی ڈال پر پڑی تو دن بھر کی کوفت تو اس پگلی کے یوں جومنے نے نگل لی۔

خود ایمر ہنستا ہوا لارا کی طرح گول گول گھومے کھکھلا رہا تھا، پھر لارا نے اسکے دونوں ہاتھ تھامے وہیں گول گول چکر کاٹے۔

"مجھے نہیں بتائیں گی کہ کیوں خوش ہیں؟"

وہ اتنی خوش تو کبھی نہیں ہوئی تھی تبھی تو ایمر کا تجسس آسمان کو چھوا اور لارا نے مسکراتے ہوئے واپس اسکا ہاتھ پکڑے آہستہ آہستہ چلنا شروع کر دیا۔

بس یہ سمجھ لو دل بہت ہلکا ہے، تمہیں پتا ہے ایمر تمہاری ہر دعا قبول ہوتی"
"ہے

اپنی اس دعا کی قبولیت بھی اسے ایمر لگا تھا اور وہ نہ جانتے ہوئے بھی جی جان سے مسرور ہوا۔

لیکن اس سے پہلے دونوں میں مزید بات ہوتی، تیز ترین گاڑی ٹھیک ان دو کے راستے میں رکی، گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکلتے راک سٹار کو دیکھ کر جہاں ایمر کی آنکھوں میں شناسائی اتری وہیں لارا اپنا لالی پاپ منہ میں ہی چھوڑے سکتے کی سی کیفیت میں پل پل اپنے قریب آتے اس شخص کو دیکھتی رہی۔

"ہے بڈی! کیسے ہو جنٹل مین۔۔۔لکنگ ہینڈ سم و دیور دیدو"

لوئے کی بے باک نظریں جہاں گلال ہوتے لارا کے چہرے پر تھیں وہیں وہ جس طرح دوستانہ ہو کر ایمر سے پنجا جمائے ملا، ایمر تو نہال ہو گیا۔

"ابھی ہم آپ کا ہی ذکر کر رہے تھے"

ایمر کے بے تکلف ہو کر بتانے پر لارا نے اسے خفگی سے گھورا مگر آج اس دبنگ لڑکی کے چہرے پر بکھرے کچھ نئے رنگ لوئے بہزاد کی دلچسپی بڑھا گئے، کیا وہ بھی سارا دن اسے اسکی طرح یاد کرتی رہی ہے۔

دونوں کی نظریں ملیں مگر الفاظ تھے کہ دم توڑ گئے۔

وہ دونوں کو لیے آئس کریم کھلانے گیا جہاں اس نے پہلے ہی یارق کو بلا لیا اور یارق، ایمر کو لے کر بوٹ اور ہوائی خطرناک جھولوں کی طرف لے گیا جبکہ آئس کریم پڑی پڑی پگل رہی تھی اور لوئے اسے بڑے غور سے بچوں کی طرح لالی پاپ کھاتا دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔

"کیا بہت خوش ہو؟"

لوئے کے مخاطب کرنے پر وہ خالی لالی پاپ کی سٹک میز پر رکھ کر یوں آئس کریم کی طرف بڑھی جیسے اس نے لوئے کا سوال جان بوجھ کر نظر انداز کیا

ہواور تبھی لوئے نے اسکا آئس کریم باول بے تکلفی سے چھینا جس پر وہ اسے دیکھنے پر مجبور ہوئی۔

"بالکل نہیں، میں تو تم جیسے چھچھورے سے بھاگ رہی تھی۔پتا نہیں پورا دن خوش فہیوں میں ڈوب ڈوب کر کتنے پھیل چکے ہو گے،دیکھو وہ سب ایک اٹیچمنٹ تھی، مجھے اچھا لگتا تھا کسی انجان کی طرف سے ملے احساسات ریسیو کر کے، کبھی کسی نے لارا کو اتنی سپیشل توجہ نہیں دی سو بس وہ ایک ایموشنل جھٹکا تھا جو میں صبح بھاگی"

اپنے لہجے کو مضبوط کیے اس نے لوئے کو سمجھانا چاہا پر وہ اسکی گہری نظروں کے ارتکاز پر آخر تک بوکھلائی۔

....★☆☆☆☆☆★....

"برتیج پر ڈانس کرتے ہوئے تم شرطیہ مجھے امیجن کر رہی تھی ناں؟"

لوئے کے اگلے بے تکلف سوال نے لارا کے نہ صرف آئس کریم کھاتے ہاتھ روکے بلکہ اسکی آنکھیں بھی لوئے کی آنکھوں میں حیرت و بے یقینی سے جا اتریں۔

واٹ ؟ت۔۔تم نے کب دیکھا۔۔۔اور میں تمہیں کیوں امیجن کروں" گی ؟دیکھو تم نے احسان کیا تھا جسکا بدلہ میں تمہاری کبھی مدد کر کے ضرور چکادوں گی مگر جو تم سوچ رہے ہو وہ ناممکن ہے، میرے وہ احساسات بہت الگ سے ہیں، وہ صلے کی چاہ سے پاک ہیں۔ویسے بھی میری زندگی ایسے کسی جذبے کو افورڈ نہیں کر سکتی، اگر میں جیتی ہوں تو صرف ایمر کے لیے، اس "پوری دنیا میں میری تمام توجہ اور محبت کا مرکز میرا بھائی ہے

وہ گھبرائی اور بوکھلائی مگر اس نے اگلے ہی لمحے لوئے کی تمام خوش فہمیاں بھی دور کیں، لہجہ سخت رکھا تاکہ وہ اسکے جملوں کی سچائی محسوس کرے۔

جبکہ لوئے بہزاد علوی تو خود صلہ دینے کے لیے بے قرار تھا مگر اس لڑکی نے اسکے دل کے جوش وولولے کو اپنے سپاٹ لہجے سے ماند کر دیا۔

"اور اگر یہ کہوں کے لوئے تمہارے بھائی ایمر کی ذمہ داری بھی اٹھائے گا تو؟"

اس بار وہ بھی سنجیدہ ہو کر لارا کی آنکھوں میں جھانکا۔

"ایسا نہیں ہو سکتا، وہ صرف میری ذمہ داری ہے مسٹر لوئے۔ اسے کسی اور پر انحصار کرنا ہی نہیں آتا۔ اور جو کمی اسکے اندر ہے، میں نے بہت پہلے فیصلہ لیا تھا کہ کبھی شادی یا محبت کے جھنجھٹ میں نہیں پڑوں گی، اسکے لیے یہ قربانی دوں گی۔ میں اسکے اندر کسی احساس کمتری کو برداشت نہیں کر سکتی، اگر لارا جہاں نے محبت کی تو اس کے اندر احساس محرومی جاگ جائے گا۔ میں جب تک زندہ ہوں، میں اسکا پارٹنر بن کر رہنا چاہتی ہوں۔ لہذا میں

تمہیں اس راستے پر آنے سے ابھی روک رہی ہوں کیونکہ ابھی کچھ نہیں
"بگھڑا

لارا کے تمام اعتراضات بجا تھے، وہ سمجھ بھی رہا تھا تب بھی اسکے
مفروضات پر زہریلا ہنسا اور لوئے کی تلخ مسکراہٹ لارا کو بوجھل کرنے کا
سبب بنی۔

تمہیں کس نے کہا کہ کچھ نہیں بگھڑا، میرا تو سب کچھ تباہ ہو گیا ہے۔ وہ"
یارق پاشا ہے، دیکھ رہی ہو، تمہارے بھائی جیسا ہے مگر اسے دیکھ کر کوئی
نہیں کہہ سکتا کہ اسکے پاس باقی انسانوں جیسے حق نہیں ہیں، اگر وہ ایمر کا
پارٹنر بنے تو زیادہ بہتر ہے، تم یہ کفران نعمت کر کے کیا کما لو گی۔۔۔۔اور
مس لارا! یہ محبت جو ہے یہ کرنے کا نہیں، بے اختیار ہو جانے کا معاملہ
ہے"

ایک ہی جھٹکے سے وہ اپنے لفظوں کے پر حدت لمس کی چوٹ پہنچائے لارا کو حیرت کے پاتال میں جھونک چکا تھا، لارا کی نظریں یارق اور ایمر پر بے ارادہ جا کر جمی تھیں جو بوٹ کا جھولا لیتے اونچا اونچا چلاتے قہقہے لگائے ایک دوسرے کے ساتھ اتنے خوش تھے کہ وہ بوجھل ہونے کے باوجود ایمر کی سچی ہنسی دیکھ کر مسکرائی کہ اسکی آنکھوں میں نمی اتر آئی پر وہ چہرہ پھیرے ہوئے بھی آنکھوں کی نمی سمیت لوئے کی نظروں میں گہرائی سے مرکوز تھی۔

تم تک پہنچنے کے لیے کچھ بھی کر گزروں گا لارا، آزمانا چاہتی ہو تو آزما لو۔"

"لوئے بہزاد علوی اپنی آزمائش کا اختیار صرف تمہیں دے رہا ہے

سماعت میں اس شخص کے یہ امرت جیسے الفاظ، لارا کی آنکھوں میں مزید آنسو بھر آئے، لیکن وہ دکھ سہنے کی عادی تھی، وہ بہت بہادر تھی جس نے ممی کے مرنے کے بعد اکیلے ایمر کی حفاظت کی تھی، ممی بھی وہ جو سنگل پیرنٹ تھیں، بابا تو ایمر کی پیدائش پر ہی ان سبکو دھتکار گئے اور اس حفاظت

کے بیچ اسکا اپنا آپ کتنا چھلنی ہوا تھا یہ صرف وہ جانتی تھی، اس نے کبھی کہاں سوچا تھا کہ اللہ دو ایسی آنکھیں بھی بنائے گا، جو اسکی روح پر لگے زخم دیکھیں گی۔

وہ اسکی بات ان سنی کیے ہنوز ڈبڈبائی آنکھوں سے ایمر اور یارق کو دیکھ رہی تھی۔

پھر یکدم اپنے آنسو پیتی وہ مضبوط ہوتی واپس لوئے کی طرف پلٹی اور اسکی آنکھوں کے جذبات نظر انداز کیے۔

تم مجھے جانتے نہیں ہو، میرا بیک گراونڈ میرا خاندان۔ میرا ماضی؟ بعد" میں جب تمہیں لارا کی زندگی کے سچ پتا چلیں گے تو دھتکار دو گے۔ اس دنیا کے سارے مرد ایک جیسے جذباتی اور کم عقل ہیں مسٹر لوئے، مجھے کوئی ضرورت نہیں تمہاری آزمائش لوں، باقی ایمر کے لیے یارق سے ملی

تمہاری ہلپ ضرور قبول کروں گی۔ لیکن سوری، میں کسی ایسے راستے پر
"نہیں چل سکتی جو مجھے راس نہیں

انکار کرنے کے باوجود لوئے کو اسکا انکار، انکار نہ لگا، تبھی اس نے لارا کے ہاتھ کو نہ صرف جکڑا بلکہ اپنی طرف جھٹکا دیے لارا کی دنیا بھی دہلائی۔
وہ اس کی جانب سے ایسی بے باک حرکت کی امید نہ رکھتی تھی۔

"تمہیں صرف لوئے بہزاد علوی راس آئے گا لارا، ضد لگانا چاہتی ہو؟"

وہ اس کے جھٹکے کے باعث اسکے بے حد قریب ہو چکی تھی، اتنی کہ لوئے کی گرم سانس اسکے رخسار جھلسا رہی تھی پھر اس شخص کی آنکھوں میں ہلکورے لیتا جنون، لارا کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ جگا گیا۔

"اپنی حد میں رہو لوئے علوی"

وہ اپنا ہاتھ جھٹک کر غرائی مگر لوئے نے اسکی بازو پکڑے مزید اپنا چہرہ اسکے چہرے کے قریب کیا۔

میری حد، تمہارے معاملے میں کوئی حد نہیں رکھتی لارا۔۔آزمالو لیکن "
ضد مت کرنا کیونکہ تم جتنی بھی میرے سر پر سوار کیوں نہ ہو جاو، تمہیں
"خود سے جیتنے نہیں دوں گا
وہ واقعی پاگل اور جنونی تھا جبکہ وہ اسے بنا مزید خوفزدہ اور حراساں کیے
ناصرف آزاد کر چکا تھا بلکہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا، اسکی آنکھوں میں صاف
صاف ناراضگی تھی۔

"کوئی زبردستی ہے کیا؟"
وہ اسے شدید ری ایکشن پر چڑ کر بولی اور آگے سے لوئے نے جو جگر پاش
نگاہ ڈالی وہ لارا کا دل کچل گئی۔
اسی دوران نا جانے کیا ہوا کہ یارق جو ایمر کے ساتھ دوسرے جھولے کی
طرف بڑھا تھا، ریسٹ واچ پر ٹائم دیکھتے ہی وہ ایمر کا ہاتھ پکڑتا اسے سڑک

کی دوسری طرف لے کر بڑھا، ایمر سے وہ باتیں کر رہا تھا تبھی خود ایمر کو بھی احساس نہ ہوا کہ یارق اسے ایک دوسرے کیفے لے آیا ہے۔

جبکہ جس جگہ لارا بیٹھی تھی اور لوئے جانے کو تیار اٹھ کر کھڑا ہوا، وہیں اسی آئس کریم پارلر میں دیکھتے ہی دیکھتے چار پانچ مشکوک لوگ ہاتھوں میں گنز لیے اندر آئے، اور پھر وہ اسی سمت بڑھے جہاں لارا منہ بنائے لوئے کی ناراض آنکھیں دیکھ رہی تھی مگر لوئے کے عقب سے نمودار ہوتے وحشی آدمیوں کو دیکھتے ہی لارا کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا تبھی وہ اپنی جگہ سے ہڑبڑا کر اٹھی۔

"ل۔۔لوئے۔۔۔"

لارا کی آواز بمشکل اسکے حلق سے نکلی اور اس سے پہلے لوئے اسکی آواز پر پلٹتا، جہاں ایک آدمی نے لپک کر لارا کو گردن سے دبوچے اسکا منہ بند کیا وہیں دوسرا آدمی اپنے ہاتھ میں پکڑی گن اس سے پہلے لوئے کی کن پٹی پر دے مارتا، لوئے نے بروقت وار سے بچ کر اس آدمی کے منہ پر زوردار مکا

مارا جس پر وہ بلبلا اٹھا، لارا کو جکڑ کر کھڑے آدمی کی طرف اس نے میز پر رکھے گلاس کو اٹھائے مارا جس پر اس آدمی کی ناک سے خون کا فوارا پھوٹا، ہاتھ کی گرفت ہلکی ہونے کے باعث لارا اسکے چنگل سے نکلتی مڑی اور اسی زخمی آدمی کو گردن سے پکڑے اسکا سر شیشے کے میز پر دے مارا۔

آئس کریم پارلر میں موجود تمام لوگ اس دھنگے پر ہڑ بڑاتے ہوئے وہاں سے بھاگ نکلے۔

ایک لمحہ تو لوئے کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھایا، وہ اور اسکے آدمی اپنی جگہ تھم گئے اور لارا نے اس زلیل آدمی کو لہولہان کرتے، جن زادی کی طرح پھنکارتے زور سے زمین پر پٹخا۔

ضرور یہ جمی یا اس کلوٹے کے لوگ ہوں گے، ابے حرامی سن۔۔تُو!"

اپنے اس کمینے جمی اور اسکے گھٹیا یار کو کہنا کہ لارا کے سامنے آنے سے گریز کرے، کیونکہ جوان کتوں نے میرے بھائی کے ساتھ کرنے کی کوشش کی "اس پر وہ ابھی کڑی سزا بھگتیں گے۔لارا کو کمزور سمجھنے کی غلطی مت کرنا

جہاں دوسرے تین کا بندوبست لوئے نے کیا وہیں لارا نے جھک کر اس زخمی سسکتے آدمی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اسے وارننگ دی جبکہ لوئے کے تمام لوگ اسکی طرف رحم طلب ہو کر دیکھ رہے تھے جیسے کہہ رہے ہوں کہ اس لڑکی سے بچالو ہمیں، لوئے صاحب ہیرو بننے کے چکر میں اس لڑکی کی ہیروگیری دیکھ کر ششدر رہ چکے تھے۔

جبکہ لارا انتقام کے معاملے میں اتنی وحشی ہو گی یہ لوئے صاحب کے چھکے چھڑوا گیا۔

اور اس سے پہلے لارا اس آدمی کو واقعی مارتی، لوئے نے بروقت معاملہ سنبھالا اور اس آدمی کو لارا کے چنگل سے نجات دلوائے اپنی گن سب پر تانی جو پھنکارتے ہوئے اپنے زخمی آدمی کو لے کر تیزی سے اس آئس کریم پارلر سے نکل گئے، کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ پولیس کے ہتھے اسکے لوگ چڑھیں۔

اس دنگے پر آئس کریم پارلر والے نے فساد ہوتے ہی پولیس کو کال کر دی تھی جس پر اگلا آدھا گھنٹہ لوئے کی پولیس کے آدمیوں سے منہ ماری ہوئی اور تب جا کر لوئے کی جان چھوٹی، وہ بھی پولیس کے لوگ اس لیے بخش گئے کہ کوئی جانی نقصان نہیں ہوا تھا، لوئے نے وہاں میز کرسیاں جو ٹوٹی انکے پیسے اس اونر کو دیے اور جب تک کیفے پہنچا، لارا پہلے ہی ایمر کی فکر میں وہیں جا رہی تھی۔

ایمر اور یارق کو ٹھیک دیکھ کر وہ شکر کرتی اس سے پہلے ان تک پہنچتی، لارا کو لگا کسی نے اسکا ہاتھ پکڑے اپنی سمت کھینچا ہو۔

"لارا"

وہ بمشکل اپنا ہاتھ اسکے سینے پر رکھ کر فاصلہ بنا سکی تھی اور لوئے کا پھر سے اسے یوں جکڑنا غضب دلا چکا تھا۔

چکادیااحسان کابدلا، آج میں نے تمہاری جان بچائی۔اب یقین ہو گیاہو گا"
کہ لارا کتنی خطرناک ہے اور اپنے ساتھ ساتھ ایمر کی حفاظت بھی کر سکتی
ہے۔میری وجہ سے تمہاری جان پہلے بھی خطرے میں پڑی اور آج بھی سو
دور رہا کرو۔تم اب میرے پیچھے مت آنا، یارق پاشا سے میں ایمر کے
حوالے سے خود بات کرلوں گی۔اپنی زندگی چاہتے ہو تو مجھ سے فاصلہ
اختیار کرو کیونکہ لارا کے بہت سے دشمن ہیں جو تمہارے میرے آس پاس
موجود ہونے سے تمہارے بھی دشمن بن جائیں گے۔تمہارا کیریئر
"خطرے میں پڑ سکتا ہے، سمجھداری کا ثبوت دینالوئے، جاواب
وہ اسکی بازو سے اپنی کلائی جھٹکے سے آزاد کرتی یہ سب کہے اندر بڑھنے لگی تو
ایک بار پھر لوئے نے اسکا ہاتھ جکڑے اسے اپنی سمت پلٹا۔
بچارا اپنے کھودے گڑھے میں خود پھنس کر اب افسوس بھی نہ کر سکتا تھا،
اس لڑکی نے تو ساری گیم ہی الٹ دی تھی، الٹا لوئے پر پولیس کیس ہو جاتا
تو اسکے بقول کیریئر کی یہیں ماں بہن ایک ہو جاتی۔

"اور اگر پھر سے میں نے تمہاری جان بچالی؟"

اسکو دونوں پہلوؤں سے تھامے اپنے سامنے لاک کیے لوئے نے سیدھا سوال کیا اور لارا کے چہرے پر اسکی نظروں کے بے خود لمس سے کئی رنگ لہرائے۔

"تو پھر سے احسان اتار دوں گی"

یہ کہتے ہوئے وہ ان کہی تکلیف میں مبتلا تھی اور لوئے کا دل خالی ہاتھ رہ جانے پر ابھی سے ڈوب سا گیا۔

دونوں کے گلے میں لٹکتے آدھے دلوں نے میل ملاپ کیا تو بے اختیار دونوں کی نظریں ایک دوسرے کے پینڈنٹ سے ملیں جو مقناطیسی قوت کے سبب آپس میں جڑھ کر دل بن گئے، لوئے کی آنکھوں میں جان لیوا سرور جبکہ لارا کی آنکھوں میں خوف سمٹا۔

تم کیادل الگ کروگی، یہ تو یہاں بھی جڑھ گئے کمینے۔۔۔۔۔دو دن کے "
اندر اندر ہماری روحیں بھی اگر نہ ملیں تو میرا نام لوئے بہزاد علوی نہیں۔
دیکھنا کیا ہوگا اب لارا، ابھی انکو الگ کر رہا ہوں لیکن یہ واپس جلد جڑیں
گے۔۔۔۔۔ "

جس طرح تپش لٹاتے لہجے میں وہ اسکی سماعت کی اور جھکا، اپنے ہونٹوں کو لارا کی سن کیفیت میں کان کی لو سے مس کیے یہ چیلنج کیا، وسر تا پیر کانپ اٹھی، مسکرا کر شرانگیز نگاہوں سے لارا پر آخری نظر ڈالتا وہ اندر بیٹھے یارق پاشا کو باہر آنے کا اشارہ کرتا اسکی نظروں سے اوجھل ہوا اور یارق کے پاس سے گزر کر لوئے تک پہنچنے سے انکی گاڑی میں بیٹھنے سے گاڑی بھگانے تک لارا پتھر کا مجسمہ بنی رہی، سراسیمگی کی کیفیت میں اس نے جب اپنے پینڈٹ کو چھوا تو وہ واپس آدھا دل اسکی مٹھی میں مقید ہوا، گہرا سانس لیتی اس شخص کی دھمکی سے سکڑ جاتے دل کو قابو کرتی وہ اندر چلی گئی۔
لیکن اسکے بعد اسکا دل ایمر کے ساتھ باتیں کرنے کے بیچ بھی پھڑ پھڑاتا رہا۔

.._____..

شاور لے کر گرین ہاف سلیوز والا ماڈرن ڈریس نکال کر پہنتی وہ باہر نکلی اور گیلے بالوں کو ڈرائیر سے خشک کیے اس نے ایک طرف سے بال زرا سے اٹھا کر رول کیے اور وہاں وائٹ پرل والی پن لگا دی، آنکھوں کو مسکارے اور لائنر سے سجائے، اپنے خوبصورت ہونٹوں پر پنک لپ بام لگائے اسی لپ بام کو زرا زرا گالوں پر لگائے بلینڈ کیا جو اسکو بہت پیارا لگتا اور پسند تھا مگر پھر جیسے وہ اپنے ماتھے اور گال پر قدرتی گلال دیکھ کر ٹھٹھکی۔

سکن نازک ہونے کی وجہ سے رات بھر لئیق کے محبت بھرے لمس محترمہ کے چہرے پر ثبوت چھوڑ گئے تھے اور وہ تبھی حیران بھی تھی مگر پھر اپنا وہم سمجھے موئچرائزر میں تھوڑی سی سکنی کلر بیس ملا کر اس نے پورے چہرے کو ہلکا ہلکا بلنڈ کیا، اور یونہی کمرے کا دروازہ کھولتی وہ باہر نکلی۔

ناشتہ اس نے سب کے ساتھ ہی کیااور زائشہ نے لئیق کی غیر موجودگی کا فائدہ اٹھائے اس سے خوب باتیں کر کے اپنا ہمدرد ثابت کرنے کی کوشش کی۔

ناشتے کے بعد وہ نیہا کے ساتھ لان میں آئی تو ٹھنڈا ابر آلود موسم اور پھر ٹوئٹکل کے بنے گھر نے اسکی ساری اداسی ہٹادی، کچھ دیر وہ ٹوئٹکل کے ساتھ مستی کرتی جب واپس اندر آئی تو اسکے قدم زائشہ بیگم کی آواز پر تھمے جو پہلے ہی لعلین کو اپنے کمرے کی طرف جاتا دیکھ چکی تھی۔

"ہاں بس مجھے تو لعلین کی بہت فکر ہے، وہ کیسے لئیق جیسے سائکو کے ساتھ ایڈجسٹ کرے گی۔ میرا بہت دل چاہا کہ اس سے پوچھوں کے وہ کیسی ہے، بھلا کوئی اذیت زدہ قید میں کیسا ہو سکتا ہے پھر سوچا اسکی پرسنل میں دخل نہ دوں، ایسا نہ ہو وہ مجھے بھی لئیق کی طرح اپنا دشمن سمجھ کر برا منا جائے۔ اگر وہ مجھ سے مدد مانگے تو میں ضرور کروں گی"

زائشہ بیگم، نیہا کے ساتھ گفتگو میں مخاطب تھیں اور یہ ڈرامہ نیہا اور زائشہ نے مل کر کیا، لعلین نے اسکی بات سنی اور واپس لئیق کے آفس روم آئی، اسے لئیق کا زائشہ کے ساتھ کل کا سرد رویہ بالکل نہ بھولا تھا اور اس وقت اسے زائشہ ہی ایک واحد مددگار لگی۔

یا اللہ اب میں اس شیطان کی سوتیلی ماں پر بھروسہ کرنے جا رہی ہوں،"

"پلیز میری ہلپ کریں۔ چل لال، نوٹنکی کے لیے تیار ہو جا

اپنے آپ کو کمپوز کرتی وہ فیصلہ کن ہوئے واپس زائشہ علوی کے کمرے کی طرف بڑھی۔

جشن کی تیاریاں آج سے شروع ہو رہی ہیں، ٹرک آئے گا، ضروری"

سامان لوڈ کروانا احتیاط سے اور ہر چیز فریز کروا دینا نکلواتے ہی۔

"جاو۔۔ارے لعلین، باہر کیوں کھڑی ہو سوئٹی، کم ہیر

جب لعلین اسکے کمرے کے باہر پہنچی تو زائشہ، نیہا کو کچھ تاکید کر رہی تھی مگر لعلین کی شریفانہ انٹری پر وہ بھی جیسے اپنے پھینکے جال میں پھنستی مچھلی

کے چلے آنے پر اندر ہی اندر محظوظ ہوئی، نیہا بھی مسکراتی ہوئی کمرے سے نکل گئی جبکہ زائشہ بیگم کا اس قدر میٹھا ہونا لعلین کو کچھ ہضم تو نہ ہوا مگر وہ رسان سے مسکراتی اندر چلی آئی۔

زائشہ نے اسکے ہاتھ تھامے پیار بھری نگاہ ڈالی جو واقعی بہت پیاری باربی ڈال لگ رہی تھی۔

"بہت پیاری لگ رہی ہو گارجئیس، بھئی نیہا بتا رہی تھی ٹوئنکل کا گھر بن گیا ہے۔اس لئیق کی وجہ سے جندل محل میں بلیاں ممنوع ہیں ورنہ تم جانتی نہیں کہ اپنے گھر میں نے کتنی بلیاں پال رکھی تھیں،اب ٹوئنکل تو جناب کو برداشت کرنی ہی ہو گی کیونکہ ہماری لعلین کا اہم حصہ جو ہے"

زائشہ میٹھی چھری بنی اس لڑکی کو آئینے میں اتارنے کی بھرپور کوشش میں خوشامدی بنی اور پھر جس طرح بے تکلف ہوئے اس نے اپنے شوق بتائے، لعلین نے لی دی سی مسکراہٹ ہی دی۔

"کیا ہوا لعلین، یہاں آؤ سوئٹی بیٹھو۔۔اب سیٹ لگ رہی ہو؟ مجھے وہ اپنی ماں تو نہیں سمجھتا لیکن تم مجھے اپنی مما ہی سمجھو، کچھ شئیر کرنا چاہو تو میں موجود ہوں۔اتنے پیارے سے چہرے پر افسردگی بالکل اچھی نہیں لگ رہی"

اپنی سفاکیت جاری رکھے وہ منصوعی فکر جتاتی لعلین کو بٹھائے ساتھ ہی بیٹھی تو لعلین نے بھی اس سے بڑا ڈرامہ کرنے کی ٹھانی اور بڑی مہارت سے آنکھوں میں مگرمچھ کے آنسو بھر لائی اور اسکو روتا دیکھ کر زائشہ نے جس طرح پیار سے اسے اپنے ساتھ لگایا، دونوں ہی کی آنکھوں میں محظوظ تاثرات تھے۔

"اوہ میری جان، روتے نہیں ہیں۔بتاو مجھے، کیا کروں کے ان خوبصورت آنکھوں کے آنسو تھمیں۔اندازہ ہے کہ لئیق نے کچھ تو پریشر ڈالا ہے، لیکن جب تک تم نہیں بتاو گی میں کیسے تمہاری تکلیف کم کر سکوں گی ہنی"

لپکتے فکر سے چور لہجے اور پریشانی کے سنگ وہ لعلین کو اپنی طرف سے
سنبھال رہی تھی اور لعلین صاحبہ تو اپنی ہی چال چل رہی تھیں۔
دو تین زبردستی کی ہچکیاں بھرے وہ یوں مظلوم بن کر زائشہ کی سمت
دیکھنے لگی جیسے پتا نہیں کس نے کوٹ کر رکھ دیا ہو۔

اس نے مجھ سے دھوکے سے نکاح کیا مسیر.علوی، میں بہت پریشان"
ہوں۔ کس سے مدد مانگوں ک۔۔کچھ سمجھ نہیں آرہی، اسکی طرح سب ہی
دھوکے باز اور ظالم لگ رہے ہیں۔ آپ سب سے الگ لگیں تو سوچا آپ
سے مدد مانگوں، پلیز کسی بھی طرح مجھے اس محل سے باہر نکال دیں، میں اپکا
یہ احسان کبھی نہیں بھولوں گی، میرا دم گھٹ جائے گا، وہ مجھ پر بہت ظلم
کرتا ہے، ا۔۔۔اس نے مجھ پر ہاتھ بھی اٹھایا۔ آپ نے کہاناں آپکو مما
سمجھوں تو پلیز میری مدد کریں۔ مجھے کسی ط۔۔طرح یہاں سے نکلنے میں
"مدد کردیں مما

زائشہ کیا شیطان تھی، مس لعلین نے تو اداکاری کے ایسے نایاب جوہر دیکھا کر اس عورت تک کو دہلا دیا، لعلین کے جھوٹے آنسو تو اس سفاک عورت کو بھی اتنے سچے لگے کہ اسکا اب خود دل کیا کہ بچاری کی یہاں سے جان چھڑوائے۔

جبکہ زائشہ کو افسردہ محسوس کیے لعلین نے اپنی روتے روتے بمشکل مسکراہٹ دبائی کیونکہ اسے اپنا پلین کامیاب نظر آرہا تھا۔

"ای۔۔یسے تو مر جاوں گی، پلیز مدد کریں۔مجھے بس یہاں سے نکال دیں آگے میں خود سنبھال لوں گی۔میرا دوست پولیس میں ہے، وہ خود نمٹ لے گا اس ظالم سے۔۔۔پلیز میری مدد کر دیں"

لعلین نے لوہا گرم دیکھ کر ایک اور گڑگڑاتا وار کیا اور اب تو زائشہ کے دل میں ٹھنڈ پڑی، اچھا تھا اسکے نزدیک اگر لئیق پولیس کے ہتھے چڑھتا۔

بس بس رونا بند کرو، کچھ سوچتی ہوں۔اس نے تو حد پار کر دی، ہاتھ "
" اٹھانے کی جرت کیسے کی اتنی پیاری باربی ڈال پر۔۔۔۔
زائشہ کے غائبانہ لئیق پر حقارت لٹانے اور لال سے لاڈ کرنے پر وہ اور برا سسکتی روئی کہ خود زائشہ کو اس پر ترس آیا، وہ اٹھ کر کھڑکی کی طرف آئی تو نظر جندل محل کے پورچ میں کھڑے ریفریجیٹیر ٹرک پر پڑی جو کچھ فریزڈ سامان پہنچانے جندل محل کے اندر تک آیا ہوا تھا اور اب نیہا، ملازموں کے سنگ کچھ کاٹن نکلوا رہی تھی، زائشہ پلٹ کر آئی تو لعلین بھی آنسو پونجتی اٹھ کھڑی ہوئی۔
اگر تمہیں خود باہر لے کر گئی یا اپنے کسی آدمی کے ساتھ بھیجا تو مشکل ہو گا "
کیونکہ جندل محل سے نکلتی ہر گاڑی کی لئیق نے چیکنگ کا حکم دے رکھا
"!ہے لیکن ایک آئیڈیا ہے۔ریفریجریٹر ٹرک
زائشہ کے اول جملے جہاں لال کو مایوس کر گئے وہیں وہ ریفریجریٹر ٹرک کا سن کر چونکی۔

"کیا مطلب؟"

لعلین نے فوری استفسار کیا۔

مطلب تم اس ٹرک میں بیٹھ کر ضرور اس جندل محل سے نکل سکتی ہو،"
نیہا تمہیں وہاں تک پہنچادے گی مگر دس منٹ کے بعد تم اس سے نکل جانا
کیونکہ اسکا ٹمپریچر بہت کم ہوتا ہے، جماد ینے والا، جیسے ہی تمہیں لگے کہ
ٹرک اس محل کی حدود سے نکل گیا، تم اندر سے ٹرک کی دیوار بجانا تو ٹرک
"والا خود ہی رک جائے گا، اور پھر تم بھاگ جانا۔۔۔ کیا خیال ہے کر لو گی
زائشہ کے اس خیال پر وہ بنا کچھ سوچے سر ہلا گئی، گویا لعلین کی جان میں
جان لوٹ آئی ہو۔
تھینک یو سو مچ، میں آپکی یہ نیکی کبھی نہیں بھولوں گی۔ میری ٹوئکل آپ"
کے پاس آمانت ہے میں اسے بھی جلد لے جاوں گی۔۔۔ تھینک یو

آ گین۔۔ پلیز مجھے بھجوادیں وہاں تک، بس یہاں سے نکل جاوں پھر سب
"خود سنبھال لوں گی
لعلین جس طرح اسکی شکر گزار ہوئی، زائشہ تو من ہی من میں اس کانٹے
کے خود ہی یہاں سے نکلنے پر جیت کے خمار میں مبتلا تھی۔
اور پھر نیہا عالم کی مدد کے ساتھ لعلین اس ٹرک تک پہنچی، نیہا نے اسے
ڈبوں کے پچھے چھپنے کا کہا اور خود مطلوبہ سامان اتر واتی ٹرک کے اونر کو
جانے کا کہتی واپس اندر چلی گئی جبکہ لعلین اس ٹرک میں آکر بیٹھ تو گئی مگر
یہاں کا درجہ حرارت اسکی سوچ سے زیادہ سرد تھا، ڈرائیور نے تمام سامان
ڈیلور کروانے کے بعد ٹرک کا دروازہ بند کیا تو ایک لمحہ لال کا دل کپکپایا مگر
پھر جندل محل کی قید سے نکل جانے کی خوشی نے اسے حوصلہ دیا۔
دیکھتے ہی دیکھتے ریفریجریٹر ٹرک جندل محل کی وسیع راہداری عبور کرتا جب
مین گیڈ سے نکلا تو اپنے کمرے کی بالکونی میں کھڑی زائشہ جو نیہا کے ساتھ
کھڑی اس مصیبت کے ٹلنے پر خوش ہو رہی تھی، یکدم بے دم ہوتی ہنسی۔

گئی وہ بیوقوف، ویسے مجھے نہیں تھا لگا کہ لئیق کی چوائز اتنی خراب ہو گی۔"
بچارا! اول تو اتنے منفی ٹمپریچر پر وہ دس منٹ بھی ہوش میں نہیں رہ سکے گی لیکن بچ بھی گئی تو لئیق کی آزمائش ہی بنے گی۔ تھینک یو نیہو، تم نے کبھی مجھے ناامید نہیں کیا"

زائشہ نے شیطانیت آنکھوں میں بھرے چہرہ موڑ کر نیہا کو سراہا جو آگے سے خود بھی شرانگیز مسکراتی داد وصول کر گئی اور پھر زائشہ نے اپنے بیگ سے پانچ پانچ ہزار کے کئی نوٹ نکال کر نیہا کی طرف بڑھائے تو اتنے پیسے دیکھ کر نیہا عالم کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

تمہارا انعام، یونہی میرے لیے کام کرتی رہو، تمہارے عیش ہوتے رہیں" گے۔ اب جاو تیاریاں اسی طرح کرو جیسے ہو رہی تھیں تاکہ کسی کو شک نہ ہو کہ اس سب کے پیچھے ہمارا ہاتھ ہے، جشن تو ضرور ہو گا مگر لعلین اور لئیق کی نہیں، لئیق اور صبور کی شادی کا"

بہت مزے سے وہ یہ کہے ایک سا شیطانی ہنسیں اور نیہا کے کمرے سے نکلتے ہی زائشہ نے مسکراتے ہوئے اپنا فون نکالا، اور پھر نا جانے کس کا نمبر ملایا۔ دوسری بیل پر ہی فون اٹھالیا گیا تھا، وہ ایک ماڈرن سی پیاری لڑکی نے اٹھایا تھا جو اس وقت ایک سیلون میں بیٹھی اپنے بالوں میں کیروٹین کروانے میں بزی تھی۔

خوبصورت مگر غصیل سے تاثرات والی وہ صبور کیانی تھی۔

"جی مما! کہیں"

فون اٹھاتے ہی صبور کا تیکھا استفسار بلند ہوا۔

مما کی جان! تمہارے آنے کا وقت ہو گیا ہے۔ آو اور لئیق پر اپنا جادو" چلاو، اپنے اس منحوس باپ کو کہہ دو کہ اب تم کچھ ماہ مما کے ساتھ رہو گی۔ تمہیں اس وقت یہاں ہونا چاہیے تاکہ لئیق کو اپنے قابو میں کرو، اگر وہ "لعلین اسکے دل میں جگہ بنانے میں کامیاب ہو گئی تو سب برباد ہو جائے گا

زائشہ کی تمام باتیں اس لڑکی نے منہ بسورے سنیں، مغرور سے تاثرات کے سنگ وہ اپنے نیلز پر دوسری پارلر والی سے نیل پینٹ بھی لگوا رہی تھی۔

آپ مجھے میرے سٹیپ برادر پر بجلیاں گرانے کا کہہ رہی ہیں؟ کم آن"

ممی، وہ ایک نمبر کا کھڑوس اور ہارٹ لیس انسان ہے، مجھے تو ایک آنکھ نہیں بھاتا، خدانخواستہ اس سے میری شادی ہو گئی تو یا وہ مرے گا یا میں، آپ جانتی ہیں صبور کسی کے نخرے برداشت نہیں کر سکتی۔

ہاں اگر آپ مجھے اس ہنس مکھ سے دستگیر پر ڈورے ڈالنے کا کہیں تو صبور

"دوڑی چلی آئے گی

جواباً صبور کے لہجے میں دستگیر کے لیے پیدا ہوتی لپک پر ہمیشہ کی طرح آج بھی زائشہ کا خون سلگ گیا جو صبور نے اپنی ماں کو سلگانے کے لیے ہی کہا کیونکہ دستگیر کے روبرو اس لڑکی کو تو سانس لینا بھی بھول جاتا، پھر لئیق سے جو سلام دعا کا اچھا رشتہ تھا، یہ ماں تو اسے بھی خراب کرنے پر تلی تھی۔

بکواس بند کرو، جو کہہ رہی ہوں وہ کرو۔ میں اس جائیداد میں کسی غیر کو" حصہ دار ہر گز نہیں بنتا دیکھ سکتی، تمہارا کمرہ سیٹ کروا رہی ہوں کل تم مجھے جندل محل میں موجود چاہیے ہو صبور۔۔۔ ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا، "اور مجھے ممی نہیں خالا بلاو گی تم۔۔۔۔ بائے

سختی سے حکم صادر کیے وہ فون کاٹ چکی تھی جبکہ صبور نے یوں چہرے پر ناگواری سجائی جیسے اسے جندل محل نہیں، جہنم جانے کے احکامات جاری ہوئے ہوں۔

زائشہ کی فرہاد سے پہلے ہمایوں کیانی نامی ایک آدمی سے بھی شادی ہوئی تھی مگر ایک سال بعد اس نے زائشہ کو طلاق دے دی، اور اس بیچ اسکی اور ہمایوں کیانی کی ایک بیٹی بھی تھی جسکا نام صبور تھا اور ہمایوں نے اسکی بچپن میں ہی کسٹڈی اپنے نام کروالی تھی جبکہ زائشہ کی پہلی شادی کا علم صرف فرہاد کو تھا اور جندل محل میں کوئی اسکے ماضی کے بارے نہیں جانتا تھا، ناجانے فرہاد علوی کی ایسی کونسی مجبوری رہی ہو گی جس نے ایک طلاق

یافتہ، ایک بچی کی ماں سے تب شادی کی جب اسکے پاس اپنی محبت، اپنا سکون اور کل جہاں، لال نور کی صورت موجود تھا۔

یہ سب تو وقت پر ہی کھلنا تھا۔

.._____..

آپ سچ کہہ رہے ہیں؟ لیکن آج داد و آ رہی ہیں سو آج تو حویلی سے نکلنا"
"مشکل ہو گا۔ میں کالج بھی نہیں گئی

مانی، ناشتے کے بعد گارڈن میں اپنے کتے کے سر کے بال سہلاتی مقابل سے ملتی خبر پر پہلے ہنسی مگر پھر مدیحہ آفریدی کی آمد کا بتاتے افسردہ سی ہوئی۔

او کم آن ہنی، میں کونسا تمہیں چرا لے جاوں گا۔ آئی وانٹ ٹو سی یو، دیکھ لو"
پھر ایسی آفر نہیں کروں گا۔ تمہارے گھر کے قریب ہی ایک کام سے آنا ہوا

تو سوچا تمہارے سامنے آکر تمہیں سرپرائز دوں۔اب جلدی سے اپنے گھر
"کے پاس والے کیفے تک پہنچو، تم مجھے دیکھنا چاہتی ہو ناں؟
اس جانب آج پھر اندھیرے کو چیرتی روشنی نے اس شخص کو بے نقاب کیا
تھا جو ہر رشتے میں زہر گھولنے کا سبب تھا، شہریار جدون اس وقت اسی کوٹیج
میں موجود تھا جہاں اس نے سلینا کو مرے بے سسکنے کے لیے چھوڑ رکھا تھا مگر
وہ اسکی آنکھوں میں دھول جھونک کر فرار ہو چکی تھی۔۔
چونکہ لئیق ہر لمحہ جاسوس کے قریب پہنچ رہا تھا تبھی ڈیول نے اب مانی کو
اسکی کمزوری بنانے کا فیصلہ لیا تھا کیونکہ اپنی بہن نہ ہونے کی وجہ سے اس
نے مانی کو ہمیشہ اپنی بہن جیسی محبت لٹائی تھی اور وہ مانی کے لیے کسی بھی حد
تک جا سکتا تھا۔
لئیق ہی بلیک ڈائمنڈ ہے، اسکی خبر صرف بھجت کو تھی کیونکہ پس پردہ لئیق
کو بہت بار بھجت کی مدد درکار رہا کرتی، اور ایک دفعہ یونہی باتوں کے
دوران بھجت کے منہ سے بلیک ڈائمنڈ نکلتا مانی نے سنا اور وہ اس یونیک نام

کو سن کر دونوں کے روبرو بھی آئی جس کے بعد بھجت نے ہی بہانہ تراشا کہ یہ لئیق کو آکسفورڈ یونیورسٹی میں کامیابی کے بعد ایز آ کمپلیمنٹ نام دیا گیا اور یہ بھی کہا کہ وہ اس نام کو کہیں بھی لینے سے گریز کرے مگر اسی دن اسکی بات ڈیول سے ہوئی اور اسکے منہ سے لئیق کے لیے بلیک ڈائمنڈ کا لفظ نکلا اور یوں ڈیول کی کئی سال کی تلاش، مانی کی رزا سی بیوقوفی سے ختم ہو گئی۔

"لیکن میرے اندر آپکو دیکھنے کی ایک دم ہمت نہیں ہے بلیک وولف، اگر"

"مانی کا دل رک گیا؟

وہ بس ڈر رہی تھی، بھجت لالہ گھر تھے، داد و آنے والی تھیں اور ایسے میں وہ حویلی سے کیا کہہ کر نکلے گی، یہ مشکل بنی۔

"تو میں اپنا دل تمہیں دے دوں گا، میری ہر سانس تم لے لینا"

جذب سے اٹے اس جواب نے آمنہ کے دل میں گدگداہٹ اتاری تبھی وہ سرہلاتی بلش کرتی مسکرائی۔

ایم وٹینگ فاریو، تمہیں اپنے قریب دیکھنے کا ارمان پورا ہو گا۔ آجاو"

"جلدی

محبت بھرے انداز میں وہ اسے اپنی چال میں پھنسائے فون بند کر چکا تھا اور مانی پہلے تو مسکراتی رہی اور پھر تیزی سے واپس حویلی کے اندر گئی۔

بھجت لاونج میں ہی کھڑا فون پر کسی سے بات کر رہا تھا، جب مانی ہچکچاتی ہوئی لالہ کے پاس جا کر رکی۔

بھجت نے فون فورا بند کیا اور مکمل توجہ مانی کی طرف دی جو تھوڑی گھبرائی لگ رہی تھی۔

"کیا ہوا ہے؟"

بھجت نے اسکی گال سہلائے فکر سے پوچھا۔

لالہ! ایک ضروری اسائنمنٹ جمع کروانی تھی، کالج تو نہیں جا سکتی، میں "
اپنی دوست کے ہاتھ بھجھوا دیتی ہوں۔ کیا مجھے آدھے گھنٹے کے لیے نمرہ
"کے گھر جانے کی پرمیشن ملے گی؟
تھوڑی احتیاط برتے وہ کسی سہیلی کا نام لیتی اجازت لیتی بولی جس پر پہلے تو
بھجت نے انکار کیا مگر پھر ایک کال آنے پر وہ فون دیکھتا نرمی سے اسکی
سمت مڑا۔
"تھیک ہے بچے مگر ڈرائیور کو لے کر جانا، اور جلدی واپس آنا"
فکر سے تاکید کیے وہ کسی ایمرجسنی کال پر اپنے روم کی طرف بڑھا تو وہ بھی
اچھا سا تیار ہونے کمرے میں گئی، اپنی طرف سے اپنا بیسٹ ڈریس نکال کر
پہنا، تھوڑا سا میک آپ کیے وہ کندھے پر بیگ لٹکائے، لمبے بال جھٹک کر
شانوں پر بکھیرے پورچ میں کھڑی گاڑی تک پہنچی جو بھجت نے پہلے ہی
تیار کروادی تھی۔

مانی اندر سوار ہوئی اور اگلے ہی لمحے ڈرائیور وہ گاڑی آفریدی حویلی سے نکال لے گیا، بیلک وولف کو دیکھنے کے لیے وہ جتنی بے تاب تھی اتنی نروس بھی تھی۔

جبکہ سلینا کے بھاگ جانے کی خبر نے جوڈیول کو اذیت پہنچائی، مانی کو شکنجے میں جکڑنے والا پلین بی اسے قدرے پر سکون کر گیا، ویسے بھی سلینا کے بچے کی جھوٹی خبر اسے اس لڑکی سے لمحے میں متنفر کر چکی تھی۔

جبکہ کل رات سے اب تک سلینا بہت ہمت کیے جنگلی علاقے سے تو نکل آئی تھی مگر ہر طرف بے گانے راستے دیکھ کر اسے کچھ سمجھ نہ آ رہی تھی کہ وہ کہاں جائے، درد اور اذیت مسلسل سہنے کے باعث وہ وہیں سڑک پر سر چکرانے کے باعث گری، ایک تیز ترین کار نے بمشکل سلینا کو ٹکرانے سے بچایا مگر اسکے باوجود وہ لڑکی ہوش کھو چکی تھی، گاڑی سے نکلنے والا وہ تھری پیس سوٹ میں ملبوس آدمی باہر نکلا اور مجمعے کو پرے کرتا اس بیہوش، بے حال لڑکی تک پہنچا، اتفاق سے وہ ایک ڈاکٹر بھی تھا اور اس نے دو

راہگیروں کی مدد سے سلینا کو اپنی گاڑی کی پچھلی طرف لٹایا اور اسے اپنے ساتھ لے کر چلا گیا۔

ناجانے ڈیول کی قید سے رہائی کے بعد وہ بچاری کس کے ہتھے لگ چکی تھی۔

..._____..

وہ اس وقت اسی جیولری شاپ کے اندر داخل ہوا تھا جہاں سے اسے اس بریسلٹ کی خبر ملنی تھی، جیولری شاپ والا اسے صبح ہی آتا دیکھ کر پیشہ وارنہ مسکراہٹ کے سنگ اپنا ہاتھ بڑھا چکا تھا جسے لئیق نے رسان سے تھاما۔

"آپکی مطلوبہ معلومات یہ رہیں"

علیک سلیک کے فورا بعد اس آدمی نے لئیق کی جانب ایک پرنٹ پیپر بڑھایا جس پر اس بندے کا فون نمبر اور کارڈ کی ڈیلٹیلز تھیں جس نے اس

بریسلٹ کو بنوا کر پیمنٹ کی تھی جبکہ لئیق کی آنکھیں تو اس نام پر ہی تھم گئیں۔

دماغ میں عجیب سی اذیت دوڑی کیونکہ وہ نام کسی اور کا نہیں، لعلین ابراہیم کا تھا، اسے ایک لمحے کو لگا کائنات تھم گئی ہے۔

یہ وہ لیڈی تھیں جنہوں نے یہ دو بریسلٹ بنوائے تھے، اپنے فرینڈ کے "لیے۔ جس دن وہ ریسو کرنے آئے تھے اس دن وہ دونوں ساتھ تھے، مس لعلین نے اپنے کارڈ سے پیمنٹ کی تھی"

لئیق کے دماغ کی رگ پھڑکی، یہ انکشاف اسکی ہستی ہلا چکا تھا، خود دکان دار نے بھی لئیق کے چہرے پر پھیلتی حقارت شدت سے محسوس کی۔

"جسٹ فرینڈز تھے یا وہ اس لڑکی کا بوائے فرینڈ تھا؟"

ناجانے کتنی ہمت کیے، اپنے غضب کو دبائے لئیق نے یہ سوال کیا جس پر ایک لمحہ وہ جیولری شاپ کا اونر بھی کسی سوچ میں ڈوبا۔

اممم وہ دونوں کافی بے تکلف تھے، لوورز تھے شاید۔ دوست بھی ہو سکتے "
"ہیں

اس آدمی کی بات پر لئیق کے جسم میں خون کی گردش تیز ہوئی۔

ایک اور فیور چاہیے تھا، مجھے ان دو کے سکیچ چاہیں۔ یا پھر اگر سی سی ٹی وی "
کیمرہ موجود ہے تو دو سال پہلی ریکارنگ چاہیے۔ دیکھیں بھائی یہ ایک
" پیچیدہ معاملہ ہے، مجھے امید ہے آپ میری مزید ہیلپ ضرور کریں گے
اس وقت دل کا نہیں، فرض کا معاملہ اہم تھا سو لئیق نے اپنی بھرپور توجہ
یکجا کیے اس آدمی سے مزید معلومات جاننی چاہی جس پر وہ تھوڑا فکر مند تھا
کیونکہ دو سال پہلے کی ریکارڈنگ تلاشنا اک دقت طلب کام تھا۔

ارے بھائی جان یہ تو سر کھپانے والا لمبا کام ہے، میں آپکو دو سال پہلے کی "
ریکارڈنگ دے دیتا ہوں آپ خود اس میں سے ان دو کی ریکارنگ نکال
لیجئے گا کیونکہ میرا پارٹنر چھٹی پر ہے اور اسے ہی یہ کمپوٹر کے کام آتے ہیں،

میں آپکو دن اور تاریخ بتادیتا ہوں، آپ مجھے اپنی مطلوبہ ریکارڈنگ نکال کر

"واپس یہ سی ڈی دے جایئے گا

اس آدمی نے تو لئیق کا کام مزید آسان کر دیا، لئیق نے سر ہلایا جس پر اس

آدمی نے اپنے ڈرا کے ریکارڈ سے دو سال پہلے کے مطلوبہ مہینے کی

ریکارڈنگ والی سی ڈی نکال کر خاکی لفافے میں ڈالے لئیق کی طرف

بڑھائی جس وہ رسان سے اسکا شکریہ ادا کیے وہاں سے نکلا۔

سی ڈی، گاڑی میں پہنچ کر اپنے لیپ ٹاپ میں ڈالی اور اسکی ریکارڈنگ کاپی

کیے رایان کو میل کی اور اسے کال کر کے مطلوبہ کام شام تک کرنے کی

تاکید کی جبکے خود بھی گاڑی ڈیپارٹمنٹ کی سمت گامزن کی مگر کسی کال پر

لئیق نے چلتی گاڑی کو بریک لگایا، ناجانے اس طرف کسی نے کیا ہولناک

بتایا کہ لئیق کے چہرے پر پریشانی کی شکنیں اتریں۔

وہ جلد ہی گاڑی یوٹرن لیے موڑ چکا تھا، لگ بھگ تیز ترین آدھے گھنٹے کی ڈرائیو کے بعد وہ جہاں پہنچا، اس سے پہلے ہی دستگیر اسکے لوگوں کے ساتھ پہنچا ہوا تھا۔

"کیا ہوا ہے دستگیر؟"

لئیق نے گاڑی سے نکلتے ہی دستگیر کی طرف قدم بڑھائے جہاں وہ اس ٹرک ڈرائیور کو دو تین چپیڑیں رسید کیے مجرم کی طرح کھڑا کروائے سرد ساگھورا۔

بھائی! لعلین اسکے ٹرک سے ملی ہیں، اور یہ کہہ رہا ہے اسے کچھ پتا نہیں۔"

اگر زرا سی دیر ہو جاتی تو انکی جان بچانا مشکل تھا، میرے لوگ اسے جندل محل واپس لے جا چکے ہیں، ڈاکٹر ہاشمی اسکی کنڈیشن دیکھ رہے ہیں لیکن آپ بتائیں اسے کیا سزا دینی ہے"

وہ ٹرک ڈرائیور سسکتا بلکتا لئیق کے پیروں میں گرا اور وہ جس طرح قسمیں اٹھا رہا تھا، اور رو رہا تھا، لئیق کو واقعی اسکا قصور کہیں نہ ملا کیونکہ اس پتا تھا یہ حرکت لعلین نے ضرور خود کی ہے۔

"شروع سے بتاو کیا ہوا تھا؟"

لئیق نے جبڑے بھینچ کر اس آدمی کو گریبان سے پکڑ کر اٹھائے پھاڑ کھاتی سنجیدگی کے سنگ استفسار کیا، لئیق کی غصے سے بھری نظر ہی اس آدمی کا حلق سوکھا رہی تھی۔

سرکار میں جندل محل سامان پہنچانے گیا تھا، اور ڈیلوری کرتے ہی میں" نے ٹرک کا پچھلا دروازہ بند کیا اور نکل گیا، لیکن ابھی دس منٹ ہی گزرے کے مجھے لگا ٹرک کے اندر کسی کی چیخ ابھری ہو، پہلے تو میں اپنا وہم سمجھ کر جھٹک گیا مگر وہ آواز جب زیادہ اونچی ہو کر سنائی دی اور ٹرک کے اندر کسی نے لاٹھی سے لوہے کو بجانا شروع کیا تو میں نے ٹرک روکا اور جب اسکا

پچھلا حصہ کھولا تو وہ لڑکی اکھڑے اکھڑے سانس لیتی وہاں گری ہوئی تڑپ رہی تھی، می۔۔ میرے تو ہاتھ پیر پھول گئے۔ وہ لڑکی برف کی طرح ٹھنڈی پڑ گئی تھی، میں نے فوراً دستگیر بھائی کو کال کی۔۔۔۔ اللہ کی قسم مجھے نہیں پتا کب یہ لڑکی میرے ٹرک میں گھسی۔۔ سرکار وہ مر تو نہیں جائے گی ناں۔۔۔۔ اسکی سانس رک رہی تھی"

وہ ڈرائیور روتا سسکتا اپنی کرب بھری کہانی سناتا جس طرح آخری سوال کر رہا تھا، لئیق نے بمشکل اپنے ہاتھ کی مٹھی بنائے خود کو قابو کیا۔

جبکہ دستگیر کا تو بس نہ چلا وہ اس ڈرائیو کی کچھی مڑور دے۔

"تم نے اس لڑکی کو چھونے کی ہمت کیسے کی؟"

وہ سہما ڈرائیور جو رحم کی امید میں تھا لئیق کے ایسے سوال پر ہونق رہ گیا، خود دستگیر نے بھائی کے امڈتے غضب کو محسوس کیا جو اس ڈرائیور کو چیڑ پھاڑ دینے والے انداز میں گھور رہا تھا۔

ن۔۔ناں سرکار میرے ہاتھ ٹوٹ جائیں جو ایسا کرتا۔ بزرگ آدمی"
ہوں، وہ تو اسکا سفید رنگ دیکھ کر لگا، اور بس اسکی باز وزرا سی ہلائی تھی کہ
"اسے ہوش دلاوں۔۔۔
وہ آدمی لئیق کے چیڑ پھاڑ ڈالتے تیوروں سے جو بھانپا اس کے مطابق اس
نے اپنی صفائی دی جس پر لئیق نے بے دردی سے اس آدمی کو خود سے
پرے دھکیلا۔
دفع ہو جاو یہاں سے، ورنہ تمہارے یہی ہاتھ کاٹ دوں گا۔ لوٹرک اور"
ہٹ جاو میری نظروں سے، اگر اس لڑکی کو کچھ ہوا تو تمہاری قبر انہی
"ہاتھوں سے کھودوں گا
لئیق کے دھمکانے پر وہ ہڑ بڑاتا ہوا ٹھوکریں کھاتا اپنے ٹرک کی طرف دوڑا
اور لئیق کی تباہ کن حالت نے دستگیر کو بھی تشویش مبتلا کیا۔

بھائی! سب ٹھیک ہے ناں۔۔۔۔ لعلین بالکل ٹھیک ہو جائیں گی، ٹرک کا"

"ٹمپریچر منفی گیارہ تھا اور اسی وجہ سے وہ اس درجہ تکلیف سے گزریں

اپنی سمجھ کے مطابق اس نے لئیق کی پریشانی ہٹانے کی سعی کی مگر لئیق کا

دماغ اور دل دونوں اس وقت جلتی آگ کی لپیٹ میں تھے۔

اس لڑکی نے اسکے منع کرنے کے باوجود یہ جو بھاگنے کی کوشش کر لی تھی یہ

لئیق کو سلگا چکی تھی پھر رونا کی حقیقت نے اسے اندر ایک جنگ جاری کر

دی تھی، نجانے کیوں پر نہ تو اس لڑکی کے ساتھ کسی کا حوالہ اسے برداشت

ہو رہا تھا نہ اب اس پر ٹوٹتی اتنی بڑی قیامت۔

کچھ ٹھیک نہیں رہا دستگیر، سب خراب ہو گیا ہے۔ میں جندل محل جا رہا"

"ہوں، تم بھجت کے ساتھ گرینی کو لینے یاد سے ائیر پورٹ چلے جانا

گہرا سانس سینے پر جمتا سانس خارج کیے وہ دستگیر کو بھی پریشانی میں مبتلا چھوڑے

لٹے پٹے انداز میں اپنی گاڑی کی طرف لپکا، اس وقت ہر کسی سے اہم اسکے

لیے وہ لڑکی تھی جس نے لئیق ایزد علوی جیسے زخمی شیر کو للکار کر اپنی زندگی کی سب سے بڑی غلطی کر لی تھی۔

....★☆☆☆☆☆★....

وہ نروس سی اپنے ہاتھوں کو بے دردی سے مڑور رہی تھی جب ڈرائیور نے اسے کیفے پہنچنے کی اطلاع دی۔

میم آپ یہاں کیفے کیوں آئی ہیں؟ مجھے تو بھجت سر نے کہا تھا آپ اپنی"
"دوست کے گھر جائیں گی

آئینے سے گھبرائی ہوئی مانی پر اچٹتی نظر جمائے، ڈرائیور نے خاصے مشکوک ہوتے پوچھا جس پر مانی کے چہرے پر زردی سی چھائی مگر اسے اپنی گھبراہٹ عیاں نہیں کرنی تھی۔

"میری دوست کالج سے یہاں آئی ہے تھوڑی دیر کے لیے، یہ اسائنمنٹ دینی ہے اسے۔ میں پانچ منٹ میں واپس آتی ہوں ساحل بھائی"

آمنہ نے بے قابو ہو کر دھڑکتے دل کو سنبھالے بہانہ کرتے ہوئے بات بنائی جسکے باوجود ساحل نامی بھجت کا سب سے خاص ڈرائیور مشکوک سی نظر مانی پر ڈالتا گاڑی سے نکلا اور دروازہ کھولا تو وہ ہاتھ میں اسائنمنٹ فائیل لیتی کندھے پر بیگ جمائے نروس سی باہر نکلی۔

ساحل نے چار سو نظر گمائی جیسے دور پار کسی مانی کی ہم عمر لڑکی کو ڈھونڈ رہا ہو مگر باہر کے ایریا کی جانب سب میز کرسیاں خالی تھے۔

"لیکن یہاں تو کوئی نظر نہیں آرہا"

ساحل کے چارسو نظریں گما کر مشکوک ہو کر کہنے پر آمنہ نے منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑاہٹ کی جیسے اس ڈرائیور نامی عذاب کا قتل کرنا چاہتی ہو۔

"تو کیا وہ ہمارے استقبال میں کھڑی ہوتی، اندر رہے وہ بھائی، لڑکیاں کیا یوں دروازے پر کھڑی اچھی لگتی ہیں۔اب جاوں یا اور کوئی سوال باقی ہے؟" مانی نے چڑ کر جیسے اسکے علم میں اضافہ کیا، لیکن وہ بھی کیا کرتا، بھجت سر کو جواب دہ تھا۔

"ٹھیک ہے، جائیں اور دو منٹ میں یہ اسائمنٹ دے کر واپس آئیں۔ میں آپکا یہیں منتظر ہوں"

ساحل نے لہجہ سخت رکھے کہا جس پر وہ رخ موڑے حقارت سے اسے کچھ کہتی سکھ کا سانس بھرے کیفے کے اندر کی طرف بڑھی، جس طرح وہ آدمی تفتیش کر رہا تھا، مانی کو یہی لگا تھا کہ شاید اندر بھی ساتھ جائے گا۔

وہ کیفے کے اندر گئی تو ساحل نے بھجت کی آتی کال ریسو کی جو اس وقت دستگیر کا منتظر تھا تاکہ مدیحہ آفریدی کو لینے ائیر پورٹ جائے۔

"کہاں ہے مانی؟"

فکر سے سوال آیا تھا۔

سر میں انکو لے کر ایک کیفے آیا ہوں، وہ کہہ رہی تھیں انکی دوست کالج"

"سے چھٹی لے کر یہاں آئی ہے

ساحل کی بات پر بھجت ٹھٹکا، جہاں تک اسے پتا تھا، مانی کے کالج میں ایسی عیاشی والی آدھی چھٹی تو مر کر بھی نہیں ملتی تھی پھر اس نمرہ کو کیسے ملی۔

لمحے میں بجھت کے چہرے کا رنگ فق ہوا، دل کو پنکھ لگے۔

ساحل! کیفے کے اندر اسکے ساتھ جاو۔ فورا، اپنی آنکھیں اس پر سے ہٹنے"

"مت دینا۔۔۔ہری اپ

بھجت کے بدحواس ہو کر حکم دینے پر ساحل فوری سر ہلاتا اپنی گن لیتا اسے جینز میں دیے کیفے کی طرف بڑھا وہیں بجھت نے کن پٹی کی پھڑکتی رگ سہلائے پریشانی کے سنگ اپنے موبائیل فون میں موجود نمرہ کے گھر کا نمبر ملایا۔

اسکی امی نے فون اٹھایا تھا۔

اسلام و علیکم ماں جی، میں بھجت آفریدی، آمنہ کا بھائی ہوں۔ وہ پوچھنا یہ "
"تھا کہ نمرہ کالج گئی ہے؟
ناجانے کیوں مگر بھجت اس وقت انتہائی پریشان تھا اور پھر مقابل سے ملتے
جواب نے بجھت میں چنگاریاں دہکا دیں۔
و علیکم السلام، نہیں پتر آج اسکو بخار تھا۔ چھٹی پر ہے، سب ٹھیک ہے "
"ناں؟
جواباً نمرہ کی امی نے فکر سے استفسار کیا جھنیں وہ سب ٹھیک کا کہتا کال بند
کیے غیض و غضب دباتا پست سا دھاڑا۔
پہلی بار آمنہ نے اس سے جھوٹ کہا تھا اور تمام محبت کے اس وقت بھجت
کا یہی دل کر رہا تھا کہ وہ مانی کا اس جھوٹ پر گلا دبا دے۔

فوری ساحل کو کال ملائی تو ساحل کیفے کے اندر جاتے ہی غائب ہوتی آمنہ کو تلاشتا، تباہ کن تاثرات کے سنگ بھجت سر کی آتی کال پر اپنا دل کانپ اٹھتا محسوس کر رہا تھا۔

خوف و گھبراہٹ کے مارے اسکی پیشانی بھیگی کیونکہ بھجت اس لاپرواہی پر اسے زندہ زمین میں گاڑ دیتا۔

"ساحل پک آپ دا فون"

وہ پست سا دھاڑا، کانپتے ہاتھوں سے ساحل نے کال پک کی۔

"ساحل کوئی بری خبر مت سنانا"

فون لگتے ہی بھجت کی لرزتی آواز میں ہی تنبیہہ ساحل کو مزید پریشان اور ڈرا گئی۔

"س۔۔ سر۔۔۔ آمنہ میم کہیں بھی نہیں ہیں۔ میں نے پورا کیفے چھان مارا۔ وہ یہاں کہیں بھی نہیں ہیں"

گویا جس بات کا خدشہ تھا وہی ہوا تھا، اس خبر نے بھجت کی گردش کرتی کائنات روک دی۔

بڑی مشکل سے صوفے کا سہارا لے کر وہ کھڑا ہو سکا تھا، فون کانپتے ہاتھ سے چھوٹ کر فرش پر جا گرا، آنکھوں میں ٹوٹے مان کی کرچیاں بکھریں جو بھجت آفریدی کی آنکھیں لہولہان کر گئیں۔

"ن۔۔ نہیں مانی، تم میرے ساتھ یہ نہیں کر سکتی۔ یا میرے خدا! یہ کیسی آزمائش ہے۔۔۔۔ کہاں چلی گئی تم مانی"

گویا پیروں تلے سے اس شخص کی زمین سرک گئی تھی،

دستگیر کو اکیلے ہی ائیر پورٹ روانہ کیے وہ خود اپنے لوگ مانی کی تلاش میں بھیجتا خود پولیس کو اطلاع دے چکا تھا۔

آدھے گھنٹے کے اندر اندر پولیس کے لوگ مانی کی گمشدگی کی خبر ملتے ہی آفریدی حویلی پہنچ چکے تھے اور پولیس کا لیڈر خود ہی گناہ گار تھا تو بچارے اسکے ماتحت کہاں سے مانی تلاشتے۔

..._____..

"سب ٹھیک ہے ناں ڈیڈی؟اوہ یہ کون ہیں؟"

کیانی پیلس آتے ہی اسے ملازمین کی جانب سے ڈیڈی کے کسی لڑکی کو لانے کی خبر مل چکی تھی، ارادہ تو اسکا سیدھا جندل محل جانے کا تھا مگر وہ ہمایوں کیانی سے خود اجازت لینا چاہتی تھی۔

صبور جب کمرے میں داخل ہوئی تو مسٹر ہمایوں، جہازی سائز بیڈ پر لیٹے کسی نسوانی وجود کے پاس کھڑے تھے، نرس کے ہاتھ میں ٹھنڈے پانی کا باول اور پٹیاں تھیں، فکر کی شکنیں مسٹر ہمایوں کے چہرے پر بکھری تھیں۔

ایک سٹرینجر ہے صبور لیکن ایسا لگتا ہے اسے میں نے کہیں دیکھا ہے،"
راستے میں بیہوش ملی تو میں ساتھ لے آیا۔ کافی کریٹکل سچویشن ہے، کون
"ہے؟ یہ تو اسکے ہوش میں آنے پر پتا چلے گا

ہمایوں کیانی، ایک بہت بڑے ڈاکٹر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک سیاسی کارکن بھی تھے، اور وہ اتفاق سے بھجت آفریدی کے خریفوں میں بھی شمار ہوتے تھے مگر چونکہ بھجت اور سلینا کی وہ صرف شادی میں سرسری سا شریک ہوئے تھے سو انکی یاداشت سے سلینا کی شکل نکل چکی تھی، ویسے بھی سلینا جن حالات سے گزر کر یہاں پہنچی تھی، وہ بالکل نڈھال اور لاغر لگ رہی تھی اور یہ وجہ بھی تھی کہ ہمایوں اسکو پہچاننے سے قاصر تھے ورنہ سیاسی مخالف کی ایسی بیوی جو اسے مارنے کی کوشش کیے بھاگی ہو، وہ ایک جیک پوائنٹ ہی تھی۔

صبور بھی بوجھل سی ڈیڈی کے سمت لپکی اس لڑکی کو دیکھ رہی تھی جو واقعی بہت ابتر حال میں مبتلا تھی۔

اللہ پاک اسے جلد شفاء دے، آپ بھی کسی پر رحم کھانا نہیں"

"چھوڑتے۔۔۔۔ خیر آئیں باہر کچھ بات کرنی تھی

لاڈ سے بابا کو لپٹ کر نرم سی سرزنش کیے وہ جس طرح بولی، ہمایوں نے مسکرا کر نرس کو اسکی اچھے سے دیکھ بھال کا اشارہ کیا اور خود صبور کے گرد بازو حائل کیے وہ کمرے سے نکل کر لاونج کی سمت بڑھے۔

"تم بتاو، کیا ہوا تھوڑی چڑی ہوئی شکل لگ رہی ہے میرے سوہنے کی"

لاونج تک پہنچے وہ صبور کی بسوری شکل دیکھ کر کچھ کچھ معاملہ بھانپ گئے مگر یقین انھیں ابھی بھی نہ تھا اور صبور نے جو بایوں دیکھا جیسے بہت بوجھل و اداس ہو۔

جندل محل جا رہی ہوں، مما کو خالہ کہنے کی مجبوری ہو گی، لئیق پر خوامخواہ"

"کی نظر رکھ کر اسے اور خود کو اریٹیٹ کرنا ہو گا، اور آپ کچھ نہیں کر سکتے

ناجانے کیوں پر صبور کی یہ ساری مجبوریاں، ہمایوں کیانی کی آنکھوں میں نفرت سمیٹ لائی، یہ نفرت اس عورت کے لیے تھی، جبکہ صبور کے لہجے کی ناامیدی پر ہمایوں کو لگا حلق پر چھری سی لگی ہو۔

"میں سب کر سکتا ہوں سوہنے لیکن وہ میرے لیے اس قدر غیر اہم ہے کہ میں اسکے حوالے تک ذہن میں آنے سے روکتا ہوں، تم جاو لیکن یاد رکھنا تم ہمایوں کیانی کی پرورش ہو، اور تم میں باپ کی خوبیاں زیادہ ہیں۔ وہ عورت جب تک کوئی بڑا نقصان نہیں اٹھاتی، نہیں سدھر سکتی۔ تم انجوائے کرو لیکن اپنی حدود ہمیشہ یاد رکھنا صبور، نہ صرف لئیق کے حوالے سے بلکہ دستگیر کو لے کر بھی تم محتاط رہو گی کیونکہ وہ دونوں شادی شدہ ہیں۔ نہ تم مجبوری میں کوئی غلط قدم اٹھانا اور نہ دل کے ہاتھوں بے بس ہو کر"

ہمیشہ کی طرح ڈیڈی نے اسے پھر سے مجبور و بے بس کر دیا تھا، تبھی تو برہم ہوئی، ڈیڈی کا لہجہ ہی نہیں آنکھیں بھی دہک گئیں۔

یہ کیسی زندگی تھی اسکی؟ماں کو ماں کہنا جرم تھا،اور اس شخص کو دیکھنے میں
احتیاط کرنی پڑتی جو صبور کے لیے چلتی سانسوں کی وجہ تھا، کبھی کبھی تو اسے
اپنا آپ زائشہ علوی کے ہاتھ کی ایک کٹ پتلی لگتا۔

آپ مما کو کیوں نہیں کہتے کہ وہ مجھے اس سب میں یوز نہ کریں، دستگیر کا"
سامنا نہیں کر سکتی ڈیڈی۔اپنا نقصان یاد آجاتا ہے، پھر مما کی اس چمچی اور
دستگیر کی بیوی نیہا کو دیکھ کر خون کھول جاتا ہے۔آپ مجھے واپس لندن بھجوا
"دیں تاکہ میری اس سب سے جان چھوٹے
ہمایوں نے اسکی تکلیف دہ گزارشیں سن کر گہری سانس کھینچی اور ہاتھ بڑھا
کر صبور کی گال سہلائی، تمام عضلات دباو کا شکار محسوس ہوئے۔
تمہیں خود سے دور نہیں کر سکتا صبور، تمہیں دیکھ کر جیتا ہوں۔جلد"
تمہاری شادی کر دوں گا پھر تم اس سب سے نکل جاو گی، آئی نو میری بیٹی
"میری طرح بہادر ہے۔اب جاو، جانے کی تیاری کرو

اسکے پلو سے چند احتیاطیں اور تاکیدیں باندھے اس سے پہلے وہ جاتے، صبور نے انکا مضبوط ہاتھ جکڑے روکا۔

"آئی لو یو ڈیڈی"

آنکھوں میں محبت بھرے وہ جس طرح رندی آواز میں بولی، ہمایوں کیانی نے مسکرا کر اسے اپنے سینے سے لگایا۔

"ڈیڈی آلسو لو یو آلاٹ سوہنے، بی بریو۔۔۔ایک دن آئے گا جب ہم باپ بیٹی مل کر اس عورت کی عبرت دیکھیں گے، ابھی اسکی رسی دراز ہے تو اسے عیاشی کر لینے دو، ہر فرعون کے لیے ایک موسی ضرور آتا ہے، اس بات پر ہمیشہ یقین رکھنا"

وہ جتنی اداس تھی، ڈیڈی کے ایسے ہمت سونپتے جملے اسے از سر نو مضبوط کر گئے، تبھی تو وہ سر ہلاتی دل سے مسکرائی۔

"ان شاءاللہ، اور ان لیڈی کا کیا ہو گا ڈیڈی؟"

پر امید ہوئے وہ جاتے جاتے پھر پلٹی۔

ہوش میں آئے تو اسکے گھر کا ایڈریس وغیرہ لیتا ہوں۔ جو بھی ہے اپنے گھر"
"پہنچ جائے تو میری فکر ختم ہو جائے گی، انجوائے کرو تم جا کر
فکر مندی سے کہتے وہ صبور کو بائے کہتے خود واپس کمرے کی طرف جا چکے
تھے اور نرس ابھی بھی سلینا کے بخار میں کمی کی کوشش میں ہلکان تھی جبکہ
ہمایوں کیانی کے ذہن میں اس لڑکی کی شکل تو آ رہی تھی پر یہ سمجھ نہیں آ رہا
تھا کہ وہ اس چہرے کو کہاں دیکھ چکے ہیں۔

.._____..

"آ گئی پھر منحوس، اب اسے ٹپکانا ہی پڑے گا"
لعلین کی جندل محل واپسی پر سب سے زیادہ گھبراہٹ کا شکار نیہا اور زائشہ
علوی تھی کیونکہ اگر لئیق کو پتا چل جاتا کہ لعلین کے بھاگنے میں ان دو کی

مدد شامل ہے تو دنیا کی کوئی طاقت انکو لئیق ایزد علوی سے قہر سے نجات نہ دلوا سکتی تھی، جہاں لعلین کی واپسی کی خبر زائشہ کے تلووں لگ کر سر پر بجھی وہیں اسے تھوڑا بہت یقین تھا کہ لعلین کم از کم اپنے مددگاروں کا نام نہ لے گی تبھی وہ تھوڑی ریلکس تھیں مگر لئیق کا سکون غارت ہو چکا تھا۔ ڈاکٹر نائل ہاشمی انکے فیملی ڈاکٹر تھے، وہی لال کا ٹریٹمنٹ کر رہے تھے۔

"اگر ایک منٹ بھی وہ اس ریفریجریٹر ٹرک میں مزید رہتی تو اسکے دماغ کی رگ پھٹ سکتی تھی، اللہ کا شکر ہے بروقت کوئی دیا کام آیا جو اس بچی کی جان بچ گئی، اسکا خیال رکھو کیونکہ بہت تکلیف سے گزری ہے۔ میں کل پھر اسے دیکھنے آوں گا، ضروری ٹرٹمنٹ کے ساتھ ڈرپ بھی لگا دی ہے، جاگے گی تو بہتر محسوس کرے گی"

اس وقت جندل محل کے لاونج میں اضطراب کے سنگ وہ چکر لگا رہا تھا جب روم سے نکلتے ہاشمی صاحب اسکی طرف آئے، زائشہ، فرہاد صاحب، مریم بی اور نیہا بھی بظاہر پریشان دیکھائی دیتے وہیں کھڑے تھے۔

لئیق کے ماتھے کی رگ انکے یہ سب بتانے پر جہاں پھولی وہیں وہ اپنا عتاب، مٹھیاں بھینچے بمشکل دبا سکا۔

"اوہ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ وہ سلامت ہے، میرا تو دل کانپ اٹھا تھا"

زائشہ کی اداکاری یہاں بھی چل رہی تھی اور وہ پریشان سی خود کو لعلین کا بہت خیر خواہ ثابت کرنے کی کوشش میں تھی اور لئیق نے تو اس عورت کی طرف دیکھنا بھی ضروری نہ سمجھا اور ڈاکٹر ہاشمی کو سی آف کرتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

جائیں مریم بی، اس کے لیے اچھا سا کچھ بنائیں، جاو نیہا۔ اور آپ جا کر دو" بکرے منگوائیں صدقے کے، جندل محل پر آئی مصیبت ٹلی ہے، میں بھی "آپکی مدد کرتی ہوں مریم بی

منصوعی فکر جھاڑے وہ مریم بی اور نیہا کو کچن کی سمت بھجھوائے پریشان سے فرہاد سے مخاطب ہوئی جو فوری صدقے کے انتظام کے لیے باہر نکلے جبکہ وہ خود بھی اچھا بننے کی کوشش میں باورچی کی سمت بڑھ گئی۔

لئیق نے آفس کا دروازہ کھولا تو سر میں درد کی عجیب سی ٹیس پر وہ اپنے ہاتھ کی پوروں سے کن پٹی جکڑ گیا، پھر گہرا سانس لیے خود کو کمپوز کیے وہ بیڈ روم کی طرف بڑھا، لیکن اندر جاتے ہی نظر جب اس نڈھال لڑکی پر گئی تو ساری تکلیف، سارا غصہ جھاگ کی طرح ثابت ہوا۔

وہ بے جان سی اسکے روبرو نیم دراز تکیے پر زرا سی کروٹ پر لیٹی تھی، ایک ہاتھ ڈرپ کی زد میں جبکہ بازووں اور رخساروں پر ہوتی غیر معمولی ریڈنس اسکے ساتھ ہوتے سنگین حادثے کی خبر سنا رہے تھے۔

وہ بے اختیار اسکی طرف بڑھا مگر نا جانے کیا ہوا کہ اپنے قدم تکلیف کی شدت بڑھنے پر روک بیٹھا، اس لڑکی کا دیا دھوکہ نجانے کیوں لئیق کو امید

سے زیادہ اذیت دے گیا پھر وہ تلخ سچائیاں بھی تو اسکے اور لال کے بیچ زمانہ حائل کر بیٹھی تھیں۔

"مجھے دھوکہ دے کر تم نے اچھا نہیں کیا لعلین، تم اتنی بری نہیں ہو سکتی" اسکی مضبوط آواز بھی ڈوبی اور جس طرح لئیق نے اس پر سے نظریں ہٹائیں وہ اس شخص کے جبر کی ترجمان تھیں۔

رونا اور ڈیول۔۔۔۔ کیا تعلق ہے تمہارا ان سے لعلین، یہ کیسا امتحان ہے۔۔۔۔ پہلی بار کسی کے لیے دل دھڑکا تھا، لیکن آپ نے اس میں بھی میرا امتحان لیا۔۔۔۔ یہ بری نکلی تو کیسے برداشت کروں گا۔ پلیز میرے ساتھ ایسا مت کریں۔۔۔۔۔ کون ہو تم لعلین؟"

وہ سچ میں بہت ذہنی دباو میں تھا، اس لڑکی کا دھوکہ، پھر رونا اسے نکلتا تعلق، ڈیول سے کنکشن، یہ ساری حقیقتیں لئیق کو کوڑوں کی طرح وجود زخمی کرتا محسوس ہو رہی تھیں۔

ابھی اسکی تکلیف انتہاوں کو پہنچی ہی تھی کہ فون پر آتی کال نے مزید اذیت میں جھونک دیا، مانی کی یکدم گمشدگی کا سن کر وہ مزید بوجھل ہوا۔

اور بنا لعلین سے کوئی حساب لیے وہ انہی قدموں نہ صرف جندل محل سے نکل گیا بلکہ فوری اپنی گاڑی کا رخ آفریدی حویلی کی جانب کیا۔

..

شہریار جدون کیسے مانی کو سب کی نظروں میں دھول جھونکے اپنے ساتھ لے گیا تھا، یہ کوئی جان نہیں سکتا تھا کیونکہ ایسے خفیہ کاموں میں وہ ماہر کھلاڑی تھا۔

خود مانی کو کچھ پتا نہیں تھا کہ وہ کہاں ہے، اسکی آنکھ تو کسی کمر میں چبھتی نوکیلی چیز کے باعث کھلی، منہ سے درد کے باعث بیدار ہوتی سسکی پر اسکی

چینخ نے شہریار کو بھی متوجہ کیا جو اس سے کچھ فاصلے پر کرسی گھسیٹ کر بیٹھا، ٹیبل پر پڑا موبائیل گمار ہا تھا۔

مانی کے صرف ہاتھ بندھے تھے اور اسکے ہوش میں آتا دیکھ کر شہریار کی آنکھوں میں شیطانیت اتری جو آنکھیں کھلتے ہی سامنے بیٹھے آدمی کو دیکھ کر کانپ سی گئی اور شہریار کو اس لڑکی کی آنکھوں کے ہراس نے سرور بخشا۔

"ہیلو ہنی! کیسا لگا بلیک وولف کا سرپرائز۔۔۔بہت شوق تھا تمہیں مجھ سے ملنے کا، مجھے دیکھنے کا۔اب تم صبح سے شام تک مجھے پلکیں چھپکائے بنا دیکھ سکتی ہو"

وہ کرخت شیطانی چہرہ مانی کا جہاں دل دہلا گیا وہیں بلیک وولف کی ایسی بھیانک سچائی اسکی گرے آنکھوں کو بھیگو گئی، ایک لمحہ تو اسے یہی لگا وہ مر گئی ہے۔

پورے جسم سے ہولے ہولے جان سرکتی جا رہی تھی۔

اوہ! میری جان رو رہی ہے۔ڈر لگ رہا ہے؟ لیکن میں تو تمہارا لو وہوں"
ناں۔۔۔۔اتنے ماہ سے ٹریپ کر رہا تھا تمہیں، اپنے مطلب کے
لیے۔۔۔۔ہاہاسب ڈرامہ تھا ورنہ میری عمر دیکھو اور اپنی، میرا کیا تم سی
بیوقوف پر دل آئے گا، تم تو اپنے بھائیوں کے سیکرٹ نہ سنبھال سکی، ڈیول
کے معیار تک تو مر کر بھی نہیں پہنچو گی۔۔۔۔۔۔۔۔چچ چچ بہت دکھ ہو رہا
ہے، تمہاری معصومیت کو استعمال کر کے۔۔۔۔شہریار جدون نام ہے
میرا، شیری کہہ سکتی ہو تم۔۔۔۔بلیک وولف بھی۔۔۔۔ڈیول
بھی۔۔۔۔۔تمہیں یہ سب اس لیے بتا رہا ہوں کہ اب تم یہاں سے صرف
قبر میں جاو گی، تو مرنے کے بعد تم اس حسرت میں نہ رہو کہ میرا نام نہیں
"جان سکی۔۔۔۔۔۔
وہ نجس قہقہے لگاتا مانی کو دیکھتے زہریلے استہزایہ لہجے میں بول رہا تھا اور اسکا
اک اک حرف آمنہ کی سانسیں کم کر رہا تھا، موٹے موٹے آنسو لیے وہ ہچکی

بھرتے ضبط ٹوٹنے اور اس سفاک کے انکشافات پر بے درد ہوئے رو دی،
اسکی سسکیاں اس کمرے میں بلند ہوتی گئیں۔

"۔۔آپ نے میرے ساتھ ی۔۔یہ سب کیوں کیا؟آپ ایسان۔۔نہیں
کر سکتے۔۔۔۔"

وہ روتی کرب زدہ آواز سے منمنائی، آواز میں ٹوٹے مان اور یقین کی تکلیف
تھی اور وہ شاطر اسکے لاڈ سے رونے پر ہنسا۔

"کیا کروں مجبوری تھی میری جان، بلیک ڈائمنڈ کی تلاش نے بہت خوار کیا
اور آخر کار ایک ذاتی دشمنی کے باعث تم تک رسائی نے مجھے اس معاملے کی
بھی آگاہی دے دی، مطلب ایک تیر سے دو شکار۔۔۔۔"

اسکا تضحیک لٹاتا، مزاق اڑاتا انداز مانی کے آنسو بھی بڑھاتا گیا، وہ کیسے خود کو
یہ یقین دلاتی کہ وہ کس دلدل میں دھنس گئی ہے۔

م۔۔میں نے آپ سے سچ میں م۔۔ محبت کی تھی، آپ نے میرے یقین" کو توڑ کر اچھا نہیں کیا۔۔۔اتنی آسانی سے آپ مجھ سے پیچھا نہیں چھڑوا "سکتے۔۔۔۔۔آپ مجھے دھوکہ نہیں دے سکتے

اس چھوٹی سی لڑکی کی بڑی بڑی دھمکیوں پر وہ ہنستا ہوا اٹھا اور اسکے قریب آیا مگر مانی کی آنکھوں میں بے خوفی دیکھ کر اسے مزہ آیا جو جلتی سرخ آنکھوں سے اسے اپنے پاس بیٹھتا دیکھ رہی تھی۔

تم سے پیچھا چھڑوانے کے لیے مجھے بس ایک گولی چلانی ہے مس مانی، ہاں" اگر تم پر ترس آگیا تو کام ہوتے ہی تمہیں تمہاری آفریدی حویلی واپس پھنکوا دوں گا۔ آخر کار اب اتنا بھی ظالم نہیں کہ خود کے لیے محبت رکھتی اس "چھوٹی سے بچی کو جان سے ماروں

اسکے لہجے کی آگ سے وہ جھلس کر رہ گئی، کئی ہچکیاں بھرتے اسکا پورا جسم لرزا۔

واپس نہیں جاسکتی، آپ مجھے مار دے۔۔ینا۔۔۔واقعی میں ا۔۔اسی لائق"
ہوں۔میں نے اپنے بھائیوں کا اعتبار توڑا ہے، انکا سامنا نہیں کر سکتی کیونکہ
اپنے ا۔۔ان ہاتھوں سے انکے دشمن کو انکی کمزوریاں تھمائیں۔۔۔اگر تم
میں اللہ کا زرا سا خوف ہوا تو مجھے واپس نہیں بھیجو گے۔۔۔۔۔۔ت۔۔تم
"مجھے مار دو، مجھے واپس مت بھیجنا
اس بارمانی کی آہیں، شہریار کے دماغ میں خنجر سی لگیں کیونکہ جس طرح وہ
اسے مرنے کا بولی اسکی شہریار کو ہر گز امید نہ تھی، وہ سر پھرا سر جھٹک کر
اول تو اسے بھوری آنکھوں سے گھورا جس پر وہ اسکے خوف کے باعث دم
سادھ گئی، اور یہ جبر اسکی آنکھیں سرخ اور متورم کر گیا۔
مسلسل رونے کے باعث مانی کا پورا وجود ہولے ہولے کانپ رہا تھا اور
شہریار کی سفاکیت اسکے آنسوؤں میں بہتی محسوس ہو رہی تھی، تبھی غیر
ارادہ ہی اس نے مانی کی گال پر اترتی نمی اپنی انگلیوں کی پوروں سے ہٹائی تو وہ
اسکے اس عمل پر اور برا روئی۔۔

ٹھیک ہے سوچوں گا،اب یہ رونا بند کرو کیونکہ مجھے اس سے سخت نفرت "
ہے۔تم پر سختی نہیں کر رہا کیونکہ تم پہلے ہی اپنی غلطی کا خمیازہ بھگت چکی ہو
سو جتنے دن یہاں ہو انسان بن کر رہنا، باقی تمہارے یہ آنسو مجھے بالکل کوئی
"اثر نہیں کریں گے

تمام تر وحشی پن کے بھی اسے نا جانے کیوں مانی کے آنسو بے چین کر گئے
پر وہ ضرور تڑپ کر اس شخص کو دیکھنے لگی جو صورت کا جتنا حسین تھا،اندر
سے اتنا غلیظ نکلا تھا۔

وہ سب جھوٹ کہتے تھے آپ؟آپ کیسے میری فیلنگز سے کھیل "
سکتے ہیں۔آپ۔۔ک۔کے اندر خدا کا کوئی خوف نہیں تھا؟آپکو کوئی فرق
نہیں پڑے گا کہ میں مر جاوں؟م۔۔مجھے یقین نہیں آرہا مجھ سے محبت
"کرنے والا اتنا بران۔۔نکلا۔۔۔کیسے ک۔۔کر سکتے ہیں آپ یہ ظلم

ناجانے کیوں پر وہ خود کو اب بھی یقین دلانے میں ناکام تھی اور مانی کی اٹکتی سانسیں، بہتے آنسو، کرب ناک آنکھیں، اس سفاک کے اندر زخم دے رہی تھیں تبھی وہ اسکے تمام سوال نظر انداز کرتا اس سے دامن چھڑوائے اٹھا۔

"یہ آنسو بہا کر کیونکہ میں ایسا ہی ہوں، اس سے کہیں درجے برا۔۔ میرے سر پر ماتم کرنا بند کرو ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔ جب تک واپس نہ آوں، ہوشیاری کرنے کی کوشش مت کرنا۔۔۔۔"

وہ اس سے جان بوجھ کر فرار کیے، سخت لہجے میں ڈانٹتا اسے اس تہہ خانے میں لاکڈ کرتا جاتے جاتے اسکے ہاتھ کھول گیا اور وہ اس سفاک کی اتنی سی رحم دلی پر مزید سسک کر روتی وہیں گرد سے اٹی زمین پر آہیں بھرتی ڈھے گئی۔

اسکی یہ حالت بھجت دیکھ لیتا تو اس بھائی کی جان نکل جاتی، شہریار اس کوٹیج سے باہر تو آگیا مگر نا جانے کیوں دل عجیب سے کھنچاو کے سنگ اسی تہہ خانے سے جڑا محسوس ہوا۔

دو آدمی کوٹیج کے باہر گنز لیے چوکس کھڑے تھے۔

"اسے آنچ بھی نہیں آنی چاہیے، ردا! اسکے پاس رہنا۔۔۔۔"

اپنے آدمیوں کے ساتھ ساتھ وہ اپنی ٹیم ممبر لڑکی کو خاص تاکید کیے اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔

ڈرائیونگ سیٹ تو سنبھال لی پر دھیان مانی کی سسکیوں کی جانب اٹکا تھا اور بڑی دقت سے اس نے اپنی توجہ اس پر سے ہٹائے ڈرائیونگ پر دی، وہ سیدھا تھانے ہی گیا کیونکہ مانی کی گمشدگی کی خبر میڈیا تک بھی چند گھنٹوں میں پہنچ چکی تھی۔

اس وقت لاونج ایریا میں ماتمی وحشت چھائی تھی، جہاں بھجت کی سانسیں اٹکی تھیں وہیں کن پٹی مسلتا لئیق بھی کسی غیر مرئی نقطے پر حقارت سے نظریں جمائے ربورٹ بنا کھڑا تھا۔

دستگیر ائیر پورٹ جا چکا تھا مگر اب وہ دونوں اس تکلیف میں مبتلا تھے کہ مدیحہ علوی کو مانی کے حوالے سے کیا جواب دیں گے۔

رایان نے مجھے کہا بھی تھا کہ مانی کی حرکتیں مشکوک ہیں لیکن میں نے" لاپرواہی کی، سوچا تھا خود اس سے پوچھوں گا۔ لیکن اس نے میرے اعتبار کو کرچی کر دیا، میری بھی غلطی ہے۔ کیسے کر سکتی ہے وہ اتنی بڑی بیوقوفی، آہ
"مانی آہ، تمہیں یہ نہیں کرنا چاہیے تھا

اس وقت لئیق کا دماغ معاوف تھا، ایک کے بعد ایک تکلیف نے اسکے حواس جنجھوڑ دیے تھے پھر بھجت کی ابتر حالت اور اذیت دے رہی تھی جو یوں تھا جیسے ابھی دم توڑ دے گا، اس پر ایسی بے بسی اتری ہوئی تھی کہ اس شخص سے سانس لینا محال ہو رہا تھا اور ان سب حالات نے لئیق کے اندر بھی تھکاوٹ اتار دی۔۔

"کیسا بد بخت بھائی ہوں، اسکی حفاظت نہیں کر سکا۔ دشمن ناک کے نیچے آ کر وار کر گیا۔ لئیق اگر اسے کچھ ہوا تو میں خود کو مار دوں گا، مانی کو تلاش کرو لئیق۔۔۔۔ میں کیا کروں میرا دل ڈوب رہا ہے"

بھجت کی تکلیف نے لئیق کو رخ موڑنے پر اکسایا، جو اس وقت ان سارے حالات پر گہری نظر کیے تھا۔

اسے سب کچھ جڑا محسوس ہو رہا تھا۔

ایک منٹ ! یہ سب بہت بڑی سازش تھی۔۔۔۔ضرور مانی کو ٹریپ "
کرنے والا بھی وہی آدمی ہے، جب اسے لگا کہ میں پل پل جاسوس کے
قریب پہنچ رہا ہوں تو اس نے مانی کو دبوچ لیا، ڈبل گیم کھیلی۔۔۔۔اور
لعلین کو بھی اسی نے مجھ تک پہنچایا، یہ سب وہ میری توجہ بھٹکانے کو کر رہا
تھا، مانی کو اس نے پہلے ہی اپنے پیچھے لگا رکھا ہو گا تبھی موقع ملتے ہی اس نے
اپنا وار کیا۔۔۔لعنت ہو تم پر شاطر آدمی، ہوناں ہو اس تک میری حقیقت
پہچانے والی بھی مانی ہے۔۔۔۔۔۔ڈاکٹر سونم کا شک ٹھیک تھا، یہ جو بھی
ہے ہر طرف سے اپنا کام نکلوانے کے ساتھ ساتھ مجھے بھی پھنسانے کے
" چکروں میں تھا

یکدم ہی لئیق کے دماغ میں ساری گیم واضح ہوئی اور مانی اتنی گھناونی
سازش کا شکار ہو چکی تھی یہ جان کر بھجت کا چلتا دل تھم گیا، وہ اٹھ کر سہما
ہوا لئیق کے پاس آیا۔

مطلب لعلین اس آدمی کو جانتی ہے، تو دیر کیوں کر رہا ہے۔۔ جا کر اس"
سے پوچھ ناں لئیق، اس نے مانی کے ساتھ کچھ کر دیا تو کیا کروں گا۔ پہلے
"سلینا اور ا۔۔۔ اب مانی۔۔۔۔ خدا کے لیے کچھ کر لئیق
ذہنی دباو میں آتے بھجت باقاعدہ منت کیے سسک اٹھا اور لئیق نے برہم
نظر اس صبر و ہمت کے پیکر پر ڈالی۔
سب تیرا قصور ہے بھجت، نہ تو سلینا سے اتنی اجلت میں شادی کرتا نہ"
تیری مانی سے توجہ ہٹتی۔ وہ تو بیوقوف بچی ہے لیکن تو نے بڑے ہو کر بھی کم
"بیوقوفی نہیں کی، اب تو یہ سوچ کہ گرینی کو کیا جواب دے گا
وہ جانتا تھا لئیق برحق ہے پھر بھی اس وقت لئیق کا سلگتا لہجہ بھجت کو تکلیف
پہنچا گیا، ندامت کے آنسو اس شخص کی آنکھیں سرخ کر گئے۔

مانی کو میرے لوگ تلاش کر رہے ہیں، سنبھال خود کو۔ لعلین سے پوچھتا"
ہوں لیکن تجھے اب اس حرام چیز کے پاس نہ دیکھوں، یہی وجہ ہے کہ تجھے

سکون نہیں ملتا، حرام چیزیں سکون غارت کرتی ہیں میرے پیارے۔دعا کرکے اللہ سب بہتر کرے، گرینی کو سنبھال لینا، مجھے یہ معاملہ دیکھنے

"دے۔۔۔۔۔جاتاہوں

سخت مگر ہمدردانداز لٹائے وہ بھجت کو وقتی سہی پر دلاسا دے کر وہاں سے گیا تھا مگر اس وقت اسے مانی کی فکر کھائے جارہی تھی اور نہ بیٹھے سکون تھانہ کھڑے، پولیس کے لوگ اپنی تفتیش کیے واپس تھانے جاچکے تھے اور شہریار کو انہوں نے سارا معاملہ بھی بتایا جس پر اس نے اپنے کچھ لوگوں کو تلاش پر بھجھوادیا لیکن خود اسے بھی مانی کی وہ دردناک نظریں سکون لینے نہ دے رہی تھیں۔

رونا اسے اسکا رابطہ تھا اور شہریار نے اسے بھی احتیاط برتنے کی ہدایات سونپ کر الرٹ کردیا تھا کیونکہ لئیق جلد یا بدیر رونا تک ضرور پہنچ سکتا تھا، بس لال کے منہ کھولنے کی دیر تھی مگر شہریار کو کہیں نہ کہیں یہ بھی یقین

تھا کہ جتنا زہر اس نے لال کے اندر بلیک ڈائمنڈ کے لیے بھرا ہے وہ جلدی اس پر اعتبار نہیں کر سکے گی اور یہی فی الحال اسکے لیے واحد آسانی تھی۔

اور پھر دستگیر، مدیحہ آفریدی کو آفریدی حویلی لے تو آیا مگر آتے ہی ان پر مانی کی گمشدگی کا قہر ایسا ٹوٹا کہ وہ بستر سے آ لگیں، رو رو کر انہوں نے اپنا بی پی شوٹ کر لیا اور ستم یہ کہ بھجت سے بولنا تو دور وہ اسکی طرف دیکھ بھی نہ رہی تھیں، ایک تو وہ پہلے ہی خفا تھیں اور اب مانی کی گمشدگی کا بھی انکو بھجت ہی قصوروار لگا، ڈاکٹر ہاشمی ہی انکو سکون کی دوا دے کر نیند کی گولی دے گئے تھے مگر بھجت کا دل واقعی اس وقت یہی چاہ رہا تھا کہ اسکے دماغ کی کوئی نس پھٹے اور وہ اس اذیت ناک زندگی سے چھٹکارا پا لے۔

.._____..

آپ پریشان نہ ہوں، کسی کو نہیں بتاوں گی کہ آپ نے اور نیہا نے مدد"
"کی

لعلین اب کافی بہتر تھی اور ڈرپ بھی اتر چکی تھی پر پورے وجود میں ہوتی جلن اب بھی اسکے لیے سہنی محال تھی۔

اسکا خوبصورت چہرہ زردیوں میں ڈھلا معلوم ہو رہا تھا، روم روم سے تھکن اور تکلیف ابھرتی محسوس ہو رہی تھی۔

مجھے پتا ہے سوئٹی، میں تو مدد کر کے پچھتا رہی۔ تمہیں کچھ ہو جاتا تو خود کو"
"کبھی معاف نہ کر پاتی، اللہ تمہیں صحت دے

وہ اسکے ہاتھ کو چومتیں، فکر لٹاتیں کسی کی آمد پر بڑبڑا کر اٹھی۔

وہ کافی اجلت کے سنگ جندل محل واپس لوٹا تھا اور جس وقت وہ اپنے کمرے میں آیا، زائشہ علوی کو لعلین کے پاس کھڑے دیکھ کر اسکا خون مزید کھول گیا۔

جبکہ زائشہ یہاں لعلین کی خیریت کے ساتھ اس کے نہ بھاگ پانے کا افسوس کرنے آئی تھی اور لعلین نے اسکی پریشانی بھانپے اسے بے فکر بھی کیا، لئیق نے جبڑے بھینچ کر دونوں پر باری باری خونخوار نگاہ ڈالی۔

"آپ یہاں کیا کر رہی ہیں مسز.علوی؟"

سخت لہجے میں استفسار آیا تھا اور لعلین نے نفرت کے سنگ لئیق کو دیکھتے منہ پھیرا۔

میں لعلین کی طبعیت پوچھنے آئی تھی ہنی، بہت ڈر گئی تھی۔اب تم اسکے "پاس رہنا، شی از ناٹ ویل اور نرمی والا لہجہ اختیار کر ناماں کی جان زائشہ اسکے نزدیک لعلین کے لیے خطرہ تھی تبھی وہ اسکی یہاں موجودگی اور اب میٹھے اور فکر مند لہجے میں کہہ کر کمرے سے نکلنے پر آل بگولہ ہوا، اسکا بس نہ چلا یا اس عورت کی گردن دبائے یا اس دھوکے باز لعلین کی۔

کوئی شرمندگی نہیں ہے آپکو اپنی حرکت پر، کیسے دھوکہ دیا آپ نے"
"مجھے

اپنے غیض و غضب کو قابو نہ کر پاتا وہ لپک کر لعلین تک پہنچا اور اسکی طبعیت کی پرواہ کیے بنا اسے بازو سے پکڑے بیڈ سے اتارے اپنے روبرو کھڑا کرتے چلایا جسکی نفرت اسکے رویے نے مزید دہکائی۔

ہر بار دوں گی، کیونکہ نفرت کرتی ہوں تم سے۔ تم مجھے جتنی مرضی"
دھمکیاں دے لو، تمہیں رعایت دینے کا سوچ بھی نہیں سکتی۔ مجھ پر اعتبار کی غلطی تم نے کی ہے، مجھ پر مت چلاو، کیونکہ لال تم سے دگنا چیخ سکتی ہے۔ کیا سمجھا تھا اپنی بہن کے قاتل پر اعتبار کروں گی، تم میرے لیے
"واجب القتل ہو سمجھے

اتنی نفرت کا تو وہ مستحق ہر گز نہ تھا، یہ لڑکی اتنی پتھر تھی تو اس شخص کا دل کیوں موم کیا گیا تھا، اپنے جذبات پر اس وقت دو حرف بھیجے اس نے اس بدزبانی پر مزید گرفت مضبوط کی تو وہ لئیق کی انگلیوں کا بازو میں دھنستا

محسوس کیے خفیف سا چینخی اور لئیق نے اسے اپنی سمت کھینچے اسکی خون چھلکاتی آنکھوں میں اپنی سلگتی آنکھیں گاڑیں۔

" آپ مر جاتیں تو؟"

ایک لمحے میں اس شخص کے سوال نے لال کو ڈسا، جس کرب سے وہ اس سے پوچھ بیٹھا، خود لعلین کے دل کو کچھ ہوا۔

اس ناگہانی نقصان کی کیسے تلافی کرتا، آپ نے میرا اعتبار توڑا، اسے جانے " دیں۔ آپ نے خود کو موت کے منہ میں میرے باعث جھونکا، یہ کبھی نہیں بھولوں گا۔ اب آپ اس لائق ہی نہیں ہیں کہ آپکو سچائی بتائی جائے، "بلکہ اب آپ سے ویسا ہی سلوک ہو گا جو آپ ڈیزرو کرتی ہیں

ایک بار پھر لئیق کے اذیت سے دوچار لہجے میں ایسے پھاڑ کھاتی وارننگ تھی کہ لعلین کو اپنا آپ ہوا میں تحلیل ہوتا محسوس ہوا، وہ تو بس اسکے پہلے جملے

سے ہی مجسمہ بن گئی تھی، اس جملے کو ادا کرتے وقت اس شخص کی تکلیف نے لال کی دھڑکنیں جکڑی تھیں۔

'رونا کون ہے اور آپکا اس سے کیا تعلق ہے لعلین ؟"
ابھی پچھلا صدمہ کم ہوا ہی تھا کہ لئیق کے اس سوال نے لعلین کی ہستی نسیت و نابود کر دی، یکدم لعلین کی آنکھوں میں جو اس حوالے پر خون اترا وہ لئیق کی نظروں سے چھپ نہ سکا۔

ہے ایک تمہاری طرح کا ملعون، کمینہ، بدبخت، لعنتی اور منحوس۔۔۔۔"
"اور میرا اس سے وہی تعلق ہے جو تم سے ہے سمجھے، دشمنی کا
اسے لعلین کے اس جواب کی توقع نہ تھی جو اتنی نفرت سے بولی تھی کہ لئیق کے صبر کا شیزارہ بکھیر کر رکھ گئی، اسکے جواب کے اندر موجود وحشت لئیق کی آنکھوں کے کنارے سرخ کر گئی۔

"اصل نام بتائیں اسکا؟"

تمام تضحیک تحمل سے برداشت کیے وہ جبڑے بھینچ کر غرایااور لعلین نے اسکی گرفت جھٹک کر خود کوایک ہی جھٹکے میں اس سے آزاد کیا۔

"بھاڑ میں جاو تم اور اسی بھاڑ میں جائے وہ، یہ تمہاری بھول ہے کہ میں تمہیں کچھ بتاوں گی۔ بھاگ جاوں گی، تمہاری قید میں زندگی کے لمحے گزارنے سے بہتر ہے میں اس قید سے نکلنے کی کوشش میں ہی مر جاوں، تم میرے گرد جتنی قید کی سلاخیں بڑھاوگے میری اس محل سے بھاگنے کی کوشش اتنی رفتار پکڑیں گی۔ پہلے تو صرف یہاں سے بھاگنا تھا، اب تو تمہیں مار کر ہی جاوں گی۔۔۔۔۔ تمہیں عبرت ناک سزادوں گی، اپنا آپ نوچنا بھی پڑا تو کروں گی سن رہے ہو تم ملعون"

یہ ساری تکلیف اسے نہ بھاگ پانے کی تھی اور وہ ہوش گنوائے یہ تک نہ دیکھ پائی کہ وہ لئیق ایزدعلوی پر کیسے کیسے قہر ڈھا رہی ہے، اور پھر یہ غصہ رونا کے ذکر پر بھی آتش فشاں لاوے سا دہکا تھا۔

"سٹاپ دس لعلین"

وہ جو فاصلہ بڑھا چکا تھا، لعلین کے غصے اور غم میں رونے پر نیچ کا فاصلہ گھٹائے قریب آیا تو وہ اسے پرے دھکیلتی مزید سسکنے لگی، طبعیت کی خرابی کے باوجود اسکے آنسو چینخوں میں بدلے تو لئیق نے مزید قریب بڑھ کر اسے پکڑا اور اپنے سینے سے لگایا، یہ وہ بے ارادہ کر بیٹھا تھا مگر اس لڑکی کے بچوں کی طرح رونے نے لئیق پر کئی پس پردہ معاملات کھولے، اگر وہ اسکی وجہ سے روتی تو اسے دھکے دیتی مگر وہ اسکے سینے میں چھپی شاید رونے کے لیے ایسی ہی کسی پناہ کی طلب گار تھی، خود لئیق کا سارا غصہ اسکے کانپتے وجود اور گھوٹی کراہٹیں دیکھ کر فکر میں بدلا۔

وہ بے ساختہ روتی گئی، وہ پہلے بوکھلایا پھر آہستہ سے اسکو تھپکنے لگا۔

اسکو اس جنونی کیفیت سے نکالے وہ وہیں بیڈ تک لایا اور بٹھایا مگر وہ لئیق کے بیٹھتے ہی اس کے سینے سے لگی بمشکل ہچکیاں بھرے سانس لیتی لئیق کا دل بھی دہلا رہی تھی۔

" ت۔۔۔ تم بہت برے ہو، ۔م۔۔۔مجھے جانے دو پ۔۔پلیز۔۔۔"
بمشکل سانس کھینچتی وہ جس طرح سسکنے لگی، لئیق نے اسکے گرد بازو حائل کیے اپنے سینے سے لگائے اسکی کمر تھپکی مگر اس لڑکی کا اکھڑا سانس بحال نہ ہوا، بلکہ آنکھیں بھی جلنے لگیں۔
مجھے نام بتادیں اسکا لعلین، جہاں کہیں گی خود چھوڑ کر آوں گا وعدہ کرتا"
"ہوں۔ میری طرف دیکھیں، ایک بار دیکھیں میری طرف
جب کسی صورت وہ نہ سنبھلی تو لئیق کو زبردستی اسکا چہرہ اپنی سمت کرنا پڑا، وہ روتی ہوئی تو اور ظالم لگ رہی تھی تبھی تو لئیق کے لیے اپنے جذبات کے ہاتھوں سرزد ہوئی گستاخی کی قیمت لعلین کے مزید بہتے آنسوؤں سے چکانی پڑی۔
وہ اپنی گال رگڑتی مزید برا روئی جسے لئیق نے بے اختیار ہونٹوں سے چھو لیا تھا۔

دوبارہ سے اسکا چہرہ اپنی سمت کیے اس بار لئیق کے پیش رفت کرتے ہونٹوں کا رخ جس سمت تھا، اس کا سوچ کر اور لئیق کی آنکھوں کی بے خود شدت دیکھ کر وہ اسکے حصار میں کانپ سی اٹھی اور چہرہ بھی واپس اسکے سینے میں خوفزدہ ہوئے دبا لیا۔

"میری طرف دیکھیں، رونا اسے کیا تعلق تھا آپکا؟ اسکا نام سنتے ہی آپ ایسے ٹوٹ کیوں گئیں۔ ٹیل می پلیز، مجھے پریشان مت کریں، مجھے نام بتا دیں ان دو کا تاکہ میں آپکی تکلیف دور کر سکوں"

یہ جانتے ہوئے کہ بھجت اس وقت زندگی موت میں جھول رہا ہے، مانی جانے کس بدبخت کے قبضے میں ہے، وہ پھر بھی لعلین کی تکلیف کو فراموش نہ کر پائا اور اسکے سوال نے لعلین کو مزید رلایا جس پر لئیق کے شک یقین میں بدلے۔

م۔۔میری تکلیف تم جیسا قاتل دور نہیں کر سکتا، ہٹو ہیچھے۔بھاڑ میں "

"جاو

یکدم اپنی ٹوٹتی بکھرتی حالت سنبھالتی وہ اسے خود سے پرے دھکیلتی اٹھ کر جیسے ہی میڈیسن باکس کی سمت بڑھی، لئیق اسکے ارادے جان کر اٹھ کر اسکے پیچھے ہی لپکا اور لعلین کے ہاتھ سے فوری انجیکشن چھینا جس پر لعلین نے اسے پھاڑ کھاتی آنکھوں سے دیکھا۔

"آپ اسے بالکل ہاتھ نہیں لگائیں گی "

انجکشن لے کر واپس رکھتا وہ اسکی بازو پکڑے اپنے حصار میں لیے گھورا تو وہ ایسی وحشی ہو کر اسکے سینے پر مکے برسانے لگی جیسے کسی ضدی بچے سے اسکا من پسند کھلونا چھین لیا جائے۔

"م۔۔مجھے دے دو یہ منحوس، میں تمہیں مار دوں گی۔۔۔"

وہ روتی روتی اس سے انجکشن لینے کو تڑپی مگر لئیق نے اسکی بات کسی صورت نہ مانتے ہوئے اسکے دونوں ہاتھ مضبوطی سے قابو کیے۔

"دے دو پلیز۔۔۔۔"

لئیق کو بے رحم بنتا دیکھ کر وہ منت کرتی منمنائی جس پر لئیق نے واپس اسے پکڑے سینے سے لگایا اور شدت اتنی زیادہ تھی کہ وہ لئیق کی اجازت کے بنا اسکے حصار میں ہل بھی نہ سکتی تھی۔

"میرے ہوتے ہوئے آپ کسی دوسرے سکون کے ذریعے کا نہیں سوچ سکتیں لعلین، کیا بات ہے شئیر ودمی۔ میں آپکی ہر بات سنوں گا، روئیں مت، بھول جائیں کچھ دیر کہ آپکی بہن کا قاتل ہوں۔ میرے ہوتے ہوئے آپ ان سکون پہنچاتے انجکشن کو لیں، ہر گز برداشت نہیں کر سکتا"

وہ سب بھول گیا تھا، اس لڑکی کا ہر تضحیک کرتا لفظ، یاد تھا تو بس یہ کہ کیسے اور کس طرح اس لڑکی کو اپنا سکون سونپ دے، وہ خود بھی گہرے گہرے سانس لیتی اپنی سسکیاں گھوٹنے پر مجبور تھی، وہ اسے بے بس کر کے مارنے

کے ارادے کر رہا تھا اور لعلین کے آنسو اسکے اپنے رخسار اور لئیق کا سینہ جلا رہے تھے۔

....★☆☆☆☆☆★....

ن۔۔ نہیں بتاوں گی، ت۔۔ تمہارے اس جبر سے میری تکلیف بڑھے "
"گی اور سانس رک جائے گا، پھر تم شوق سے گھر گھر کھیلنا

اسکی گرفت جھٹک کر وہ پرے سرکتی اسکی طرف حقارت سے دیکھتی بولی نہیں آزیت سے چیخ پڑی جبکہ لئیق نے اسے سرد نگاہوں سے گھورا، اس لڑکی کے اندر بڑھتے تنفر اور بے اعتباری کی حد ختم ہو چکی تھی۔

آپکا سانس رکنے دوں گا، کسی غلط فہمی میں مت رہیے گا۔ ٹھیک ہے آپ "
مجھ سے ضد لگانا چاہتی ہیں تو ایک بات جان لیں کے آپ سے بڑا ضدی ہوں، ایک بار آپکے لیے دل سخت ہو گیا، تو مر کر بھی نرم نہیں ہو گا۔ میں

اس انسان کا نام جاننا چاہتا ہوں، کسی کی جان خطرے میں ہے، مجھے کیوں تنگ کر رہی ہیں؟ میں نے آپکے ساتھ ہر نرمی اختیار کی، کیا کوئی درد دیا؟ "بولیں

وہ ہر ممکنہ نرمی اختیار کیے اسکا کانپتا ہاتھ تھامے اس اڑیل لڑکی کو قائل کرنے کی سر توڑ کوشش میں ملائم لہجہ اختیار کیے ہوئے بول تھا مگر اس لڑکی کی سرکشی اور بے نیازی نے لئیق کو عاجز کر دیا، سرخ پڑتی زرا زرا کپکپاتی لڑکی کی آنکھوں میں سالم نگل لینے کی قوت بیدار تھی۔

"تم نے جسمانی نہیں، ذہنی اذیت دی، میرے دل کو تکلیف دی۔ اب بھی مجھ س۔۔سے وہ انجکشن چھین کر تم مجھے تکلیف پہنچا رہے ہو، وہ مجھ سے جھوٹ نہیں بول سکتا، اس نے کہا تھا سیلی م۔۔ مر گئیں، اس نے کہا تھا تم نے مارا ہے۔۔۔ تم ج۔۔ جھوٹے ہو، میں اس پر بند آنکھوں یقین کرتی

ہوں، میں ن۔۔ نہیں بتاوں گی تمہیں اسکا نام۔۔ تم ت۔۔ تکلیف دیتے
"ہو۔ت۔۔ تم اسے بھی سیلی کی طرح مار دو گے
وہ اس وقت ہوش میں نہیں تھی تبھی یہ سب اوٹ پٹانگ بول رہی تھی
اور لئیق کو یہ حقیقت جان کر لال کے لیے مزید دکھ ہوا کہ وہ جو بھی ہیں،
دونوں کے اصلی چہرے جلد سامنے آکر لال کی اذیت بننے والے ہیں۔
رونا اکے ذکر پر وہ جیسے پاگل جن زادی بن گئی تھی اس سے صاف ظاہر تھا
کہ وہ اس سے نفرت کرتی تھی جبکہ دوسرا انسان اب بھی لعلین کے لیے
قابل اعتبار تھا اور لئیق کے نزدیک یہ دونوں ہی لعلین کے بہت قریبی
دوست تھے۔
"آپ نے سلینا کی ڈیڈ باڈی دیکھی تھی؟"
وہ اسکو واپس اپنے نرم حصار میں لیتا اسکی آنکھوں میں جھانکے اپنے ہاتھ کی
نرم پوریں اسکے بھیگے رخساروں سے میکانکی انداز میں سہلائے سرگوشی میں
پوچھتے بولا تو لعلین نے روتے ہوئے نفی میں گردن ہلائی اور لئیق کی

آنکھوں میں اس شخص کے لیے غائبانہ حقارت امڈی جس نے لعلین کو اتنا بڑا دھوکہ دیا تھا۔

"وہ جو بھی ہے، کیا سلینا سے محبت کرتا تھا؟"

اس وقت لعلین بالکل بے جان ہو چکی تھی اور لئیق اسکی بکھری، ریت ہوئی حالت کے پیش نظر بس وہی سوال کر رہا تھا جسکے جواب لعلین کو تکلیف کے بجائے ہاں یا ناں میں جواب دینے کی ہمت دیتے۔

لعلین کے سر ہلا کر اپنی ملائم ہتھیلی سے بچوں کے سنگ آنکھیں رگڑنے پر لئیق نے اسکا وہی ہاتھ اپنے ہاتھ میں استحقاق کے سنگ لیا اور بالکل ویسے اسکی ہتھیلی اپنے ہونٹوں سے چومی جیسے پہلی بار اور لعلین کے آنسو اسکے ہر عمل پر تیز ہو کر بہنے لگتے اور گھوٹی سسکیاں بھی کمرے میں ارتعاش برپا کرنے لگیں۔

"مت روئیں، اچھی نہیں لگتیں روتے ہوئے۔۔۔"

اپنے ہاتھ کی نرم پوروں کو اسکے رخساروں سے جوڑتا وہ جس طرح پیار سے دیکھتے افسردہ سے لہجے میں بولا، لعلین نے کرب سے اپنی رکتی سانس کھینچی جو اس شخص کے قریب ہونے سے گھٹ رہی تھی، لیکن آج لعلین نے اسکے اپنی ہتھیلی پر دہکتے ٹچ کو مٹانے کی کوئی کوشش نہ کی۔

وہ لعلین کے ساتھ رہنا چاہتا تھا مگر اسے مانی کی فکر کھائے جا رہی تھی، رایان اپنے کام پر لگا تھا اور جلد اسے رونا کی تصویر بھی ملنے والی تھی۔

وہ اسکو یوں اپنے نزدیک لاک کیے خاموش تھا کہ وہ بے اختیار گھبرائی، اسکے لیے عام حالت میں اسے دیکھنا مشکل تھا تو اس وقت تو لعلین کو اپنے ٹکڑے ٹکڑے وجود پر رہا سہا اختیار بھی نہ رہا تھا، وہ اسے مر کر بھی اپنا سکون بننے نہیں دے سکتی تھی، تبھی جب اسے لئیق کی ہونٹوں کا لمس اپنی گال سے سرکتا محسوس ہوا تو وہ اسے پرے کرتی روہانسی ہوئی۔

"م۔۔مجھے انجکشن د۔۔دے دو پلیز، و۔۔وہ میری میڈیسن ہے۔۔"

وہ کسی طرح چین نہ پاتی ایک بار پھر اسکا ہاتھ ہلا کر جیسے سسکی، ناچاہتے ہوئے بھی لئیق کا کلیجہ چیر گئی، وہ اسے یوں انجکشن کے لیے تڑپتا دیکھ کر دل تک زخمی ہوا تھا۔

ایک منتھ میں صرف ایک ڈوز میڈیسن ہے، لیکن آپکی نیل زدہ بازو بتا" رہی ہے آپ ہر بار تکلیف میں مبتلا ہوئے اسے یوز کرتی ہیں۔ یہ آپکے امیون سسٹم کو تباہ کر دیں گے، آج اس کے بنا خود کو ریلکس کرنے کی

"کوشش کریں، میری ہیلپ چاہیے؟

وہ اسے کسی بھی طرح اس اذیت سے نکالنے کی کوشش میں تھا اور وہ یوں اکھڑے سانس لیتی اسکے مشوروں پر چڑ رہی تھی جیسے اس وقت وہی انجکشن اسکا واحد علاج ہو، لئیق کے آخری سوال پر لعلین نے خوفزدہ ہو کر لئیق کی جذب سے اٹی مائل باکرم آنکھوں میں دیکھا جہاں آج بھی اس لڑکی کو کوئی برا تاثر نہ ملا بلکہ وہ اسکے اقرار پر اپنا سب کچھ اس پر وار دینے کے

جذبوں میں مبتلا تھا تبھی تو وہ مخص اسکی غائبانہ شدت سے ہی سر تا پیر کانپ اٹھی۔۔

"ن۔۔نوو"

ہونٹوں کو سختی سے باہم میچ لیتی وہ اس سے چہرہ پھیرے وہیں تکیے کے بناہی ترچھی سی بیڈ پر کروٹ لیے لیٹ گئی، لئیق نے بھی وہیں اسکے عقب میں لیٹ کر اپنی بازو اسکی گردن سے نکالے دوسری اسکے گرد حائل کیے خاموشی سے اسکی پشت کو اپنے سینے سے لگایا۔

مجھ سے خود کو مت چھپائیں، جیسا بھی ہوں آپ سے خاص رشتے میں" بندھا ہوں۔اتنا کمظرف نہیں ہوں کہ آپکو بکھرتا دیکھ کر سنبھالنے کی کوشش بھی نہ کروں، میری طرف کروٹ لیں لعلین، ابھی بھول جائیں "کے ہم کون ہیں

تمام تر واویلے، احتجاج وغصے کے وہ اسکی بے خود بوجھل سرگوشیوں پر دم سادھے بنا کوئی اعتراض کیے سرخ ڈوروں والی جان لیوا آنکھیں لیے پلٹی تو

ڈوبی سو جبھی آنکھیں بے اختیار لئیق کی آنکھوں سے جا ملیں جو اسکی جان بخشنے کے کسی ارادے میں نہ تھا۔

"کیسے بھولوں؟ تم میرے لیے ایک درندے سے زیادہ کچھ نہیں۔ اور کونسا رشتہ؟ وہ تو کانٹریکٹ تھا ناں، جو ایک دن ختم ہو جائے گا"

اس لڑکی کا لہجہ کڑوا اور ان کہی تکلیف میں ڈوبا تھا اور نا جانے یہ کیسا کمزور لمحہ تھا کہ لئیق کا دل چاہا وہ اسے بتا دے کہ وہ تا عمر کے لیے اسکی ہے، لیکن نہ کہہ سکا، اسے اپنے جذبات ظاہر کرنے آتے ہی نہ تھے، پھر ابھی لعلین سے کچھ کہنا، اپنے جذبات کی بے حرمتی کروانا ہی تھا، لئیق نے اپنا ہاتھ بڑھائے اسکی نرم گال پر اترتی نمی اپنی پوروں میں اتاری۔

"لعلین، کسی کو کندھا دینے کے لیے گہرے تعلق کی ضرورت نہیں ہوتی، بس کسی کے چند میٹھے لفظ کافی ہوتے ہیں جو ہمارے اندر کی تکلیف اور کڑواہٹ اپنے اندر نگل لیں، ہاں یہ تعلق ختم ہو جائے گا مگر کیا پتا میں آپکی گڈ بک میں اس حوالے سے موجود رہ جاوں"

تنے نقوش کے سنگ پر تپش لہجے میں کہنے سے اسکی برہمی عیاں ہوئی مگر آخر تک وہ اپنا ہاتھ مزید بڑھا کر لعلین کی رخسار سے ہوتے اسکے نیم وا کھلے خوبصورت ہونٹوں سے لگائے نرم لہجے میں بولا جس پر وہ اسکا مزاق اڑاتی ہنسی، اسے یہ سب ایک قاتل کے منہ سے سننا مزاخیہ لگا۔

کس خوش فہمی میں ہو، تم اور میری گڈ بک میں۔ ہر گز نہیں، تمہیں سیاہ" خرفوں میں لکھوں گی، بلکہ لکھنا ہی کیوں ہے، تم جیسے سے نفرت کا تعلق " بھی کیوں جوڑوں۔۔۔۔

بھینچی بھینچی سانس کھینچے اس لڑکی نے جیسے سر جھٹکا تو اسکی آخری سسکی پر اسکی آواز آنسوؤں نے نگل لی، لئیق نے ایک لمحے میں اس لڑکی کے کومل وجود کا بوجھ خود پر منتقل کیے اسے نا صرف جکڑے لاک کیا بلکہ خود لال ایسے جھٹکے پر سن ہو کر رہ گئی، اس پر جھکے وہ اسے شرر بار سہمی نگاہوں سے گھوری۔

"اتنی روکھی مت ہوا کریں، سینہ سلگتا ہے"

اس لڑکی کی اجنبیت، تضحیک پر خود لئیق کا لہجہ روکھا ہوا، مگر وہ اسکو خود سے مزید دور نہ رکھ سکا۔

"تم سر تا پیر جلو گے، چ۔۔ چھوڑو مجھے، کیوں کرتے ہو ایسا؟"

اس کی گرفت سے اپنے آپ کو چھڑواتی وہ مچلی مگر لئیق نے گرفت مضبوط کیے اسکے سر پر ہاتھ کا دباو ڈالے اسکا چہرہ اپنے وجود کی پناہوں میں چھپایا۔

وہ تو ایک عمر سے جل رہا ہوں، آپ تو اس آگ کا توڑ ہیں لعلین۔۔۔ کچھ"

"دیر یہیں رہیں، چپ چاپ

وہ حکم کے انداز میں ظالم سی درخواست کر کے لعلین کے ہر اعتراض کو ختم کیے کچھ دیر بعد خود ہی اسے جھٹکے سے بیڈ پر لٹاتا اس سے مزید قربتیں برداشت نہ کیے خود کے جذبات پر بند ھ باندھتا اٹھ بیٹھا اور خود لعلین نے ہاتھ کا مکا اسکی کمر میں مار اپر جناب کو تو فرق ہی نہ پڑا اور اس سے پہلے وہ اسکا گلا دبانے کو اٹھ کر اسکے ساتھ ہی بیٹھتی، لئیق نے چہرہ اسکی طرف پھیرا تو وہ

ایک جگہ جم گئی، ہوا میں حائل ہاتھ وہیں تھما جسے لئیق نے وارفتگی سے لعلین کی آنکھوں میں دیکھتے انگلیوں میں انگلیاں ڈالے جکڑا، دوسرے ہاتھ کو لعلین کی کمر لاک کیے استعمال کیا اور اس روز والے ٹچ کو تھوڑی شدت سونپے لعلین کی اور ارسال کیا، ناجانے کیسا بے خود لمحہ تھا کہ لعلین کی جلتی آنکھیں اسکے لمس کے پرزور استحقاق پر تھم گئیں، مگر پھر اپنی اس مٹاسکتی درجہ ہار پر اسکی آنکھ سے اک آنسو ٹپکا۔ یہ ٹچ تو وہ مر کر بھی نہیں تھی، جب لئیق نے اپنی بے اختیاری کو دوام بخشا، اسکی رکتی سانسوں کو سکون بخشا تو خود اسکی آنکھوں میں بھی تکلیف اور کرب کا جہاں آباد ہو چکا تھا۔

انجکشن کو ہاتھ مت لگایئے گا، مجھے ابھی جانا ہے۔ اگر میرے لیے آپکے" دل میں زرا سی بھی نرمی موجود ہے لعلین تو اب کچھ غلط کرنے کا مت سوچیے گا، آرام کریں بس، آپکا آرام، آپکا سکون، قرار میرے ہونے تک

صرف میں رہوں گا،اور آپکو پہلے بھی کہا تھا اپنی ملکیت کے لیے جنونی ہوں۔آپ جب تک میرے نکاح میں ہیں، صرف میری ہیں۔ہاں اگر آپ نے کسی سے محبت کر رکھی ہے یا آپکا دل کسی اور کا ہے تو مجھے جلد بتا دیں تاکہ میں آپکی بروقت مدد کر سکوں، لیکن ایک بار آپ میری ہو گئیں تو کسی اور کی ایک فیصد بھی نہیں رہیں گی"

بہت صاف اور نرم لفظوں میں اس نے لعلین کو یہ کہا،وہ نہیں چاہتا تھا وہ غلطی کرے جو فرہاد علوی سے ہوئی، رونا کو لے کر وہ تھوڑا مشکوک تھا کہ ہو سکتا ہے لعلین کا اسکے ساتھ محبت کا رشتہ ہو اور وہ خود کو ایک محبت کا قاتل بنا کر دوسرا فرہاد علوی بننے سے بہتر خود سے لعلین کو خوشی خوشی آزاد کرنا بہتر سمجھ رہا تھا۔

"محبت پر لعنت بھیجتی ہوں، دوبارہ نہ ایسا سوال کرنا نہ ایسی ہمت کہ میرا زبردستی کا سکون بننے کی کوشش کرنے لگو۔۔۔بتا رہی ہوں لئیق، میں تمہیں مار دوں گی اگر تم نے دوبارہ ایسا کیا۔۔۔۔"

اسکے سوال نے لعلین کو ڈسا تھا تبھی تو وہ اسکے اٹھتے ہی اس پر چیخی۔

مجھے تو میری یہ زبردستی کی کوشش ہی مارنے کو کافی ہے، آپ کیا ماریں گی"

مجھے۔ یہاں آپکو سزا دینے آیا تھا اور دیکھیں کیا کر کے جا رہا ہوں۔ اب آپ

"سوچیں کیا سچ ہے اور کیا فریب۔۔۔۔۔۔ گڈ بائے

بے رخی اور بے اعتنائی سے کہتا وہ نا صرف اس پر جگر پاش نگاہ ڈالے بیڈ

روم سے نکلا بلکے دیکھتے ہی دیکھتے دلبرداشتہ سا آفس روم سے بھی نکل گیا اور

وہ لڑکی جسکی سانسیں اور گھٹ گئیں تھیں، روتی ہوئی واپس بیڈ پر آ کر ڈھے

گئی، اپنی درد کرتی آنکھیں سختی سے میچے گہرے درد میں اترنا اسے بے حال

کر گیا پھر اس شخص کی موجودگی، نڈھال حواس پر بہت بڑا قہر تھی جو خود تو

چلا جاتا، اپنی موجودگی وہیں لال کے گرد چیختی چھوڑ جاتا اور آج تو اس نے

اپنے اور لعلین کے بیچ ایک معنی خیز تعلق بنا دیا تھا، جسکی شدت ابتدا میں ہی

اتنی پرزور تھی کہ وہ لڑکی دم دیتی اذیت سے گزرنے پر مجبور ہو گئی۔

لعلین کی غیر خاضری نے عینی اور پرکاش کی نیندیں بھی اڑا رکھی تھیں اور وہ جلد ہی لعلین کے فلیٹ بھی جانے کا سوچ چکے تھے۔

اولڈ ہوم کے کچھ پاس ہی ایک چھوٹا سا علاقائی ڈھابہ تھا جہاں پرکاش کے دوست تنزیل صاحب چائے بیچتے تھے، پھر ارد گرد کالونی کے بہت سے بچے بھی جمع ہو جاتے کیونکہ پرکاش انھیں بہت مزے مزے کی کہانیاں سناتے، اکثر ٹیوشن سے واپس گھروں کو جاتے بچے اس ڈھابے پر لائن بنا کر بیٹھ جایا کرتے۔

حسب معمول آج بھی وہ بچوں کے پاس بیٹھے انھیں مزے سے کہانی سنا رہے تھے اور ٹھیک سامنے سڑک پر باریک بلیک ہڈی اور سر پر کیپ پہنے

کھڑا ہارون تکلیف سی آنکھوں میں بھرے اس باپ کو حسرت سے دیکھ رہا تھا۔

پھر آہٹ پر اسکی نظر اولڈ ہوم کے دروازے سے نکلتیں عینی پر پڑی جو ایک چھوٹے سے نو عمر لڑکے کی گاڑی میں اپنے آرڈرز فکر سے تاکیدیں کرتیں ہوئیں رکھوا رہی تھیں۔

کئی آنسو ہارون کی سرخ آنکھوں سے بہہ کر اسکی بڑھی بیرڈ میں دفن ہوئے۔

"میرا سارا سکون تو آپ دو کے ارد گرد تھا، یہ میں نے کیا کر دیا"

ملال کسی نوکیلے کانٹے کی طرح اس سنگدل کے دل کو چیڑ رہا تھا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے عینی ساتھ ہی بنی فلاور شاپ پر کھڑی اپنی ہم عمر عورت سے گپ شپ کرنے لگیں۔

ہارون نے اپنے قدم بابا کی سمت بڑھائے تو وہ جو مزے سے بچوں کو کہانی سنا رہے تھے، بے اختیار انکی نظر سڑک کے پار کھڑے ہارون پر پڑی تو انکی

آنکھوں میں اشتعال اور حقارت امڈی جیسے کوئی کسی کا قتل کر دینا چاہتا ہوں۔

اپنی کہانی کا فریضہ وہ تنزیل صاحب کو سونپتے خود ہڑبڑاتے ہوئے اٹھے اور سڑک پار کھڑے اس بدبخت کی طرف بڑھے جو انکے آنے کو بھانپتا سڑک کے کنارے بنے موڑ کی سمت ہوا۔

"کیا لینے آئے ہو، ہماری جان بخش دو۔ جب جب تمہیں بھولنا چاہتے ہیں، اپنی منحوس شکل لے کر آجاتے ہو۔ اگر تم دوبارہ آئے تو تم سے لال ہی نمٹے گی، کسی وجہ سے اگر اس نے تم پر رحم کھایا ہوا ہے تو اسے پھٹ پڑنے پر مجبور مت کرو۔۔۔ دفع ہو جاو"

وہ اسکی آنکھوں میں ندامت دیکھنے کے باوجود اس پر پست سا دھاڑے جیسے کسی نے انکا کلیجہ چیڑ دیا ہو اور جس طرح بابا نے نفرت سے منہ پھیرا، وہ ہارون پر کاش کی تکلیف مزید بڑھا گیا۔

بابا! ایک بار آپکے اور مما کے چہرے پر اپنے لیے شفقت دیکھنا چاہتا"
ہوں، صرف ایک بار۔اس سے اپنے کیے کی معافی مانگوں گا، آجائیں ناں
پلیز میرے ساتھ رہنے۔ میں بہت اکیلا ہو گیا ہوں، کوئی نہیں ہے میرے
"پاس۔ پلیز بابا
اسکی سسک کر التجاء کرنے نے اس باپ کے اندر شگاف ڈالے مگر وہ بے
دردی سے اپنی آنکھیں رگڑتے خونخوار آنکھوں سے اسکو پلٹ کر
گھورے۔

یہ تمہاری اپنی چوائز تھی ہارون، معذرت اب ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ بڑی"
مشکل سے تمہاری ماں کو میں نے اور لال کو اس نے سنبھالا ہے، ہمیں اتنا
"م۔۔ مجبور مت کرو کہ تمہیں بد دعا دینے پر مجبور ہو جائیں۔۔۔۔
انکے رندے، گڑگڑاتے بھیگے لہجے نے ہارون کو ڈسا تھا، تبھی تو وہ روتا ہوا انکا
ہاتھ تھامے گڑگڑایا تھا۔

ن۔۔ نہیں، یہ میرے گناہوں اور زیادتیوں کا مکافات ہے، نہیں جانتا"
مزید کتنے دن جی سکوں گا مگر یہ دن آپ دو کا ساتھ ملا تو شاید اپنے کچھ گناہ
"دھو سکوں، پہلے کی طرح مجھے دیکھ کر مسکرائیں بابا پلیز
انھیں لال کی بات یاد آئی جو اس دن انکے سامنے پھر اس بدبخت کو بدعا
دے کر گئی تھی اور وہ اندر تک اپنی اولاد کو لگتی اس بددعا پر دہل گئے تھے،
آنکھوں میں دنیا جہاں کا خزن سمٹ آیا۔

مسکراوں گا، جی بھر کر ہنسوں گا لیکن تب جب تمہارے گناہ دھل جائیں"
گے۔اس سے پہلے کہ عینی تمہیں دیکھے، چلے جاو یہاں سے، اور دوبارہ مت
"آنا۔جو کچھ تم نے بویا ہے، اسے کاٹنے کی ہمت بھی رکھو۔۔۔چلے جاو
بھیگے رندے لہجے کے سنگ وہ کہہ کر دلبرداشتہ سے وہاں سے چلے گئے اور
وہ بس کرب سے اپنا ہاتھ ہی پھیلاتا رہ گیا، اک آخری نظر اپنی ماں پر ڈالے
وہ اپنی آنکھیں رگڑتا وہاں سے تیزی سے اوجھل ہوا۔

شہریار کچھ دیر پہلے ہی تھانے پہنچا تھا اور اس کو آتی ہارون کی کال اسے فکر مند کر گئی۔

"ہاں بول؟"

شہریار نے جب اسکی کال لی تو وہ کسی پہاڑی اونچی جگہ بے حال سا بیٹھا تھا، آنکھیں سرخ اور اذیت سے بھری تھیں۔

"لال سے ملنا چاہتا ہوں"

ہارون کی بات شہریار کو پریشان کر چکی تھی تبھی وہ فون لیے آفس سے نکلتا تھانے کے کھلے سرسبز لان کی سمت آگیا۔

"یہ اچانک تجھے لال سے کیوں ملنے کی سوجھی، جو کچھ کیا تھا کیا کم ہے جو مزید کسر پوری کرنی ہے۔ تیری وجہ سے سب برباد ہوا ہے ہارون اور اب تو یہ پچھتاوے کی آگ میں جل کر مجھے بھی برباد کرنا چاہ رہا ہے، یہ مت بھول کے اس گندگی میں، شہریار تیری وجہ سے کودا تھا"

شہریار کورونا کی اولڈ ہاوس کی سمت جانے کی خبر اسکے لوگ پہنچا چکے تھے تبھی شہریار اسکی ان حرکتوں پر تشویش میں تھا۔

"مجھے پتا ہے شیری، مجھے سب پتا ہے۔تجھے برباد نہیں ہونے دوں گا، یہ جنگ میری تھی، اسے میں ہی ختم کروں گا مگر تیری منت کرتا ہوں مجھے ایک بار لال سے ملوادے، پتا نہیں مجھے کیا ہو رہا ہے۔جب جیت کے اتنے قریب پہنچ گیا ہوں تو جان ہار رہا ہوں"

شیری اسکے لہجے کی تڑپ پر خود بھی بوجھل ہوا۔

"وہ جندل محل میں ہے، سنا ہے آج بھاگنے کی کوشش کی تھی مگر پکڑی گئی۔جب تک لئیق نہیں چاہتا وہ وہاں سے نہیں نکل سکتی، دیکھ ہارون! اس وقت جو حالات ہیں، تجھے اپنے ایموشنز قابو میں رکھنے ہوں گے۔ٹینا کے دھوکے کی اذیت میں ڈوب کر تو اپنی موت خود بلا رہا ہے، میں کہاں تک تجھے بلیک ڈائمنڈ کے غضب سے بچاوں گا۔۔۔۔تیری دوستی نے مجھ سے میری جان سے زیادہ طلب کیا ہے، اور میں نے سب کیا۔تیری ہر مدد کی،

لعلین تک کو اس وحشی جاسوس کے ہتھے چڑھا دیا، لیکن اب تو یوں بیچ
" راستے ہوش اور جان کھودے گا تو میرا کیا ہو گا۔۔۔۔۔
شہریار کے لہجے میں ندامت اور تکلیف دونوں تھیں، یہ سچ تھا وہ دونوں ہی
اپنے کیے سے پر سکون نہ تھے، ہارون پر کاش کی عبرت شروع ہو چکی تھی
اور وہ ڈیول کی تباہی تک ضرور پہنچنے والی دیکھائی دے رہی تھی۔
ہارون نے یوں سانس لیا جیسے یہ بڑے جبر کا کام ہو۔

میری تین دن بعد ملائشیا واپسی ہے، کام ختم ہو جائے گا۔ تیری سزا بھی"
ختم ہو جائے گی۔ مجھے ملاٹاسک مکمل ہو گا اور وہ ایجنسی مجھے پر موشن دے
گی، لیکن میں اپنی جہنم کے ساتھ ساتھ ایک اضافی آگ میں جلتا رہ جاوں
گا، تو میرا سب سے اچھا یار ہے ناں شیری، مجھے اس سے معافی دلوا دے، پتا
نہیں میں اتنا گرا ہوا کیسے بن گیا، وہ مجھے بد عائیں دیتی ہے اور وہ مجھے لگ رہی
ہیں۔ بس ایک ملاقات کروا دے، میری واپسی کے ساتھ ہی سب ختم ہو

جائے گا، تجھے بلیک ڈائمنڈ کے شر سے نجات مل جائے گی۔ پھر تو سلینا سے جڑی لاحاصل محبت کا فرصت سے بدلا لینا سب سے، پر مجھے کسی پار لگا دے"

ناجانے اس شخص کے لہجے میں کیسی ہوک تھی کہ شہریار کی اپنی آنکھیں جلنے لگیں۔

"ٹھیک ہے تیرے لیے یہ رسک بھی لوں گا، کل جاتا ہوں جندل محل، لعلین کے لیے وہاں سے کسی نے کمپلین درج کروائی ہے، شاید لئیق کی سوتیلی ماں نے۔۔۔ دعا کر وہ ابھی تک لئیق کی باتوں میں نہ آئی ہو، تیرا پیغام دے دوں گا، اس سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتا"

ایک بار پھر وہ ہارون کے لیے نئی جنگ لڑنے چلا تھا جس پر وہ بھیگی آنکھوں سے ہی جگر پاش مسکرایا۔

"اور ہاں! اب اسی نمبر پر رابطہ کرنا، اور فارم ہاوس سے دور رہ کیونکہ لئیق جلد یا بدیر تیرے گھر تک پہنچ جائے گا، اور کوشش کر اپنا خلیہ بدل لے۔

کینچل کو اپنے ساتھ رکھ، وہ تجھے ہر معاملے سے باخبر رکھے گا۔ کل دیتا ہوں تجھے ابڈیٹ"

سختی سے اسے چند تاکیدیں کیے شہریار نے فون بند کیا اور ایک لمبا تھکا سا سانس اس ملگجی سی شام کے سپرد کیا، تکلیف اور اذیت اسکی آنکھوں میں صاف نظر آ رہی تھی۔

شام کی نارنجی روشنی تاحد نگاہ پھیل چکی تھی، دن بھر خبس بانٹتا سورج اب نڈھال ہو کر غروب کی تیاری میں اپنے زوال کے لمحے گن رہا تھا۔

ویسے مجھے اندر کی بات پتا ہے، میڈیا پر دباو ہے تبھی وہ اصل حقائق چھپا رہے ہیں"

اسکے سوئے احساسات کسی مردانہ نرم آواز پر بیدار ہوئے، سلینا نے آہستگی سے اپنی سوجھی آنکھیں کھولیں تو خود کو اک اجنبی سی جگہ پایا اور پھر جب اس نے نظریں گما کر دیکھنا چاہا تو کمرے کی سامنے بنی کھڑکی کے پاس کوئی تھری پیس سوٹڈ بوٹڈ آدمی رخ موڑے کسی سے فون پر مخاطب تھا، اس سے پہلے سلینا سر میں اٹھتے درد سے کراہتی، اسکی سماعت کو سن کرتے الفاظ اسکی آواز حلق میں دھنسا گئے۔

ہاں بالکل، سلینا نے بجھت پر نا صرف جان لیوا حملہ کیا بلکہ سنا ہے وہ اسکا سارا بینک بیلنس بھی لوٹ گئی، ہر طرف سلینا کی تلاش جاری ہے، بھجت جیسا سر پھرا آدمی، اس لڑکی کو سخت سے سخت سزا دے گا"

ہمایوں کیانی اپنے کسی دوست کے ساتھ گو اسپس کر رہے تھے اور سلینا نے یہ سن کر بمشکل اپنی چیخ روکی مگر نرس کے اندر آنے اور اسکے پکارنے پر ہمایوں کیانی کے متوجہ ہونے پر سلینا اپنی کراہٹیں گھونٹ گئی اور

ناصرف اس نے گھبرائی نظر چرائی بلکہ اپنے ہاتھ کی پشت پر لگی ڈرپ اتارنے کی کوشش کرنے لگی۔

"ارے ارے آرام سے، یو آر ناٹ ویل۔۔۔ شکر ہے آپکو ہوش آیا، میں کافی اپ سیٹ تھا۔پریشان نہ ہوں، آپ مجھے سڑک پر گری ملیں تو میں گھر لے آیا، کون ہیں آپ؟"

وہ جو خوف سے کانپ رہی تھی، اس آدمی کے نرمی سے قریب آکر پوچھنے پر چونکی، کیونکہ ابھی فون پر تو وہ اسکا برے الفاظ میں ذکر کر رہا تھا مگر اسکا کون ہو والا سوال سلینا کے خوف کو قدرے کم کر گیا، یعنی وہ شخص اسکی شکل نہیں پہچانتا تھا۔

"م۔۔مجھے گھر جانا ہے، تھینک یو مدد کے لیے۔۔پلیز مجھے جانے دیں میں ٹھیک ہوں"

یہاں ایک لمحہ بھی مزید رکنے کا رسک وہ مر کر بھی نہیں لے سکتی تھی تبھی ہمایوں کے لاکھ رکنے کے اصرار اور نرس سے ڈرپ اتارنے سے منع کرنے کے باوجود وہ اسے بے دردی سے نکالتی اٹھی، میرون قمیص اور کھلے گھیرے کی شلوار جبکہ دوپٹہ لاپتہ تبھی اسکی گھبراہٹ بھانپے ہمایوں کیانی نے نرس کو اشارہ کیا جو دو منٹ میں ایک باریک چادر لے کر کمرے میں داخل ہوئی۔

سلینا کا بس نہ چلا وہ اس آدمی کی گہری نظروں سے چھپنے کو زمین میں اتر جائے۔

"آر یو شیور آپ ٹھیک ہیں ناں؟"

ہمایوں نے اسکو چادر لیتے دیکھ کر اسکے گھبرائے چہرے پر نگاہ دوڑائے پوچھا جس پر وہ چہرے پر جبرا مشکوری لائے سر ہلا گئی۔

میرا ڈرائیور آپکو آپکے گھر چھوڑ دے گا، ویسے نام بتادیں اپنا۔ گھبرائیں"

" مت میری ایک جوان بیٹی ہے۔۔۔آپ مجھے انکل ہی سمجھیں

ہمایوں اسکی گھبراہٹ کے پیش نظر لہجہ نرم رکھے بولا اور سلینا اپنا نام بتا کر مزئد خود کو کسی عذاب میں نہیں پھنسا سکتی تھی۔

"م۔۔ماریہ نام ہے میرا، میں خود چلی جاوں گی۔ آپکا بہت شکریہ"

وہ کسی قسم کا مزید احسان نہ لیتی بوکھلائی تو ہمایوں نے بھی سر ہلائے اسکو جانے کی پرمیشن دی اور نرس کو تاکید کی کہ وہ اسے گیٹ تک چھوڑ آئے۔

اس بنگلے سے باہر نکلتے ہی سلینا نے گہرا سانس بھرا اور اپنی آنکھوں سے بہتے آنسو بے دردی سے رگڑے، چادر کا پلو منہ پر گرائے تیزی سے سڑک کنارے چلنے لگی۔

ک۔۔کیسے ہو سکتا ہے یہ، کتنے گھٹیا نکلے تم شیری، م۔۔مجھے انکی نظر" میں قاتلہ بنادیا۔ یااللہ یہ کیسی مشکل ہے، کیا آپ نے بھی یقین کر لیا ہو گا بھجت، م۔۔میں تو محبت ک۔۔کرتی ہوں۔۔کیسے آپ نے یقین

کیا۔۔۔میں اب آپکے پاس کس منہ سے جاسکتی ہوں،

"ہاں۔۔۔لال۔۔۔۔وہی میری آخری ہمت ہے

سڑک کنارے چلتی وہ روتی ہوئی اس قیامت سے دہل رہی تھی اور پھر لال ہی امید کا آخری دیا لگی تو وہ سیدھی اسکے فلیٹ ہی گئی، لال نے یہ فلیٹ سلینا کی شادی کے بعد لیا تھا، لیکن جب سلینا وہاں پہنچی تو اسکا دروازہ لاکڈ تھا۔

چونکہ لال اور سلینا کی پچھلے گھر عادت تھی کہ وہ ایک گھر کی چابی باہر رکھے کسی گملے کی مٹی میں ایمرجنسی طور پر چھپا دیتی تھیں سو سلینا نے یہی سوچے آس پاس پڑے گملوں کی مٹی ٹٹولی تو واقعی وہاں گھر کی چابی تھی جسے دیکھ کر سلینا کی آنکھیں مزید چھلکیں۔

اس وقت ایک چھت ملنا اسکی آدھی زندگی تھی، وہ گھر کے اندر آئی اور اسے لاک کیا۔

تیزی سے جاکر پہلے ٹی وی لگایا جس پر تازہ صورت حال بتائی جارہی تھی۔

اور مانی کے کڈنیپ کا سن کر تو سلینا کی رہی سہی جان بھی سرک گئی، خوف تھا کہ پورے وجود میں سنسنی بنے دوڑا۔

منحوس شیری، یہ حرکت بھی تم جیسا کمینہ ہی کر سکتا ہے۔ بھجت تو بہت" تکلیف میں ہوں گے۔ میں کیا کروں، کہاں ہو تم لال۔۔۔۔ پلیز جلدی گھر آو"

بمشکل صوفے کا سہارہ لیے وہ بیٹھ پائی تھی، پورا وجود پریشانی اور تکلیف سے لرز رہا تھا، سلینا نے کچھ سوچتے ہوئے اٹھ کر آس پاس اور پھر کمروں میں دیکھا تو ٹوئنکل بھی موجود نہ تھی اور ٹونکل لال کے ساتھ صرف تبھی جاتی جب لعلین کہیں دور کسی ٹرپ یا لمبے سفر پر جاتی تھی اور ٹوئنکل کی غیر موجودگی نے سلینا کا مزید سر چکرا دیا، اب جب تک لال نہیں آتی تھی سلینا کو مجبورا یہیں رہنا تھا۔

کیونکہ اگر یہ خبریں سچ تھیں تو اسکا باہر نکلنا اسکی موت تھا اور وہ بھجت کو بنا اپنی صفائی پیش کیے بے موت مرنا نہیں چاہتی تھی۔

.._____..

سحر اور رایان آدھی چھٹی کے بعد واپس آچکے تھے،اس وقت ڈیپارٹمنٹ میں لئیق کی موجودگی میں وہ سب خاموشی اختیار کیے کھڑے تھے۔

لئیق نے ساری تفصیل مسٹر سونم اور انکو بتادی تھی اور ڈاکٹر سونم اسکی عقل پر ماتم کر رہے تھے،خاص کر ڈیول کی چال میں پھنس کر لئیق کے نکاح کر لینے نے تو انکو بہت مایوس کیا۔

سحر اور رایان اپنے اپنے کام میں مصروف تھے اور ڈاکٹر سونم کی فکر مند، شاکی اور گہری نظریں لئیق کے بھینچے چہرے پر جمی تھیں۔

"یہاں کا ایس ایس پی بھی ملوث ہو سکتا ہے، بڑا پاور پل بندہ ہے۔باپ ریٹائرڈ کرنل ہے،دادا بھی فوجی تھا۔تم نے ہر کسی کو جانچ لیا،ایک ملاقات اس سے بھی کر لو"

لئیق کو مخاطب کرتے ڈاکٹر سونم کی آواز پر وہ اپنی کرب زدہ سوچوں سے نکلا۔

"سر یہ جو آپ نے مس لعلین کا فیملی بیک گراونڈ مانگا تھا، ماں اسکی پیدائش کے بعد مر گئی تھی، بابا ابراہیم سلطان ریلوے ملازم تھے جنکی کچھ سال پہلے موت ہو گئی۔ ماسٹر کر رکھا ہے دونوں بہنوں نے، لعلین نے کئی فٹنس کورسیز کیے اور کئی فٹنس کلبز جوائن کرتی رہی ہیں، جاسوس ٹائپ بندی ہیں۔ ملنے ملانے والوں میں اولڈ ہوم کا ایک سئنئر کپل، چند بچپن کے دوست شامل ہیں۔ محلے والوں سے پوچھا ہے، سب نے یہی کہا ہے کہ دونوں بہت پیاری اور شریف بچیاں ہیں، ماں باپ کی موت کے بعد سلینا نے ہی لعلین کی پرورش کی"

سحر نے پیشہ وارنہ انداز میں اپنی لائی معلومات لئیق کو بتائیں تو اسکا دماغ بچپن کے دوستوں پر الجھا، خود سونم صاحب بھی کرسی گھسیٹ کر وہیں

بیٹھتے جوس کا گلاس منہ سے لگا گئے، البتہ انکی توجہ اس وقت لئیق کی حکمت عملی کی طرف تھی۔

"دوست کون کون ہے، یہ بھی پتا کرواو"

لئیق نے سحر کو مزید کام سونپا اور خود وہ رایان کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھا جس نے دونوں کے چہروں کا سکیچ کامیابی سے بنالیا تھا۔

لعلین کے ساتھ وہ آدمی جو تھا اسکا سکیچ رایان نے لئیق کے حکم پر پرنٹر سے نکالے اسکی سمت بڑھایا جس پر لئیق کی نظریں گہرائی سے جمی تھیں۔

"یہ سکیچ اپنے ہر مخبر کو بھیجواد ورایان، کل تک مجھے اسکا پتا چاہیے، اسکی موت میرے ہی ہاتھوں لکھی ہے، بہت خوار کر لیا اس جاسوس نے، اب یہ اپنے کیے کا پھل بھگتے گا، اس سے پہلے یہ ہمارے ملک کی نایاب اور خفیہ معلومات، دشمن تنظیموں کے سپرد کرے، اسے پاکستان کی حدود میں ہی مار گرانا ہو گا"

لئیق کے حکم پر فوری رایان نے عمل درامد کیے یہ سکینچ مختلف آئی ڈیز پر میل کیا جبکہ رایان کو اس نے مانی والا معاملہ بھی سونپ رکھا تھا۔

مانی کے فون پر پچھلے ایک ہفتے میں پرائیویٹ نمبر سے بہت بار کالز آتی دیکھائی دے رہی تھیں مگر مسئلہ یہ تھا کہ پرائیوٹ نمبر کی معلومات کو ہیک کرنے کے لیے بھی رایان کو کچھ گھنٹے درکار تھے اور مانی کے لیے لئیق ایک لمحہ بھی صبر نہ کر سکتا تھا۔

"ویسے تم نے ان جاسوسوں کے بھیجے مہرے سے سیدھا نکاح کر لیا لئیق، بد دماغ تو تم تھے پر اتنے ہو گے امید نہیں تھی۔ جب تم نے رایان اور سحر کو چھٹی دی مجھے تبھی سمجھ آگئی تھی کہ تم اس معاملے تک پہنچ گئے، لیکن اب تمہاری پریشانی تو کوئی اور ہی دل دھڑکا تا قصہ سنا رہی ہے"

ڈاکٹر سونم اس وقت بریک ٹائم میں تھے اور انکو تو اللہ موقع دیتا لئیق کو چڑانے کا، لئیق نے خونخوار نظر ان پر ڈالی جو آگے سے مسکینت سی چہرے پر سجا گئے۔

وہ خود بھی نہیں جانتی کہ کس گھناونی سازش کا شکار ہوئی ہے مسٹر سونم،"
آپ کو ساس ہونا چاہیے تھا جو اٹھتے بیٹھتے طعنے دیتی۔ کس بیوقوف نے آپکو
میرے ساتھ اس مشن میں ہائیر کر دیا، اللہ اسکو اٹھالے۔۔۔۔رہی بات
نکاح کی تو وہ تو اب ہو گیا ہے، لہذا اب آگے سب کیسے ٹھیک کرنا ہے وہ
"سوچنا اہم ہے
کٹے لٹے بیزار لہجے میں وہ کاٹ کھاتا غرایا جبکہ آگے سے وہ شرارتی سے
سونم اسکی کوفت پر اسے زچ کرتے مسکرائے۔

تمہارے لچھن کچھ ٹھیک نہیں لگ رہے برخوردار، یہ گھبرائے گھبرائے،"
لٹے پٹے انداز تو دل کے ساتھ ہوتی واردات کے سائن ہیں۔۔ کہیں دل
میں عشق کا بوٹا تو نہیں پھوٹ گیا میرے پیارے کھڑوس نک چڑھے
"ہیڈ؟

کوئی اور موقع ہوتا تو وہ ضرور اینٹ کا جواب پتھر سے دیتا مگر اس وقت ڈاکٹر سونم اسے تنگ کرتے زہر لگ رہے تھے کہ اسکا دل کرسی ہی اٹھا کر انکے بے موقع چڑانے پر دے مارے، خود سحر اور رایان بھی بمشکل اپنی مسکراہٹ روک پائے تھے۔

بچارے سونم صاحب بھی کیا کرتے، اتنی بوریت اور سنگین فضا میں ہلکی پھلکی شرلیاں چھوڑنا بھی انکی ڈیوٹی تھی۔

"منہ بند کرنے کا کیا لیں گے آپ؟"

نہایت تحمل سے اپنے غضب پر بند باندھے درخواست کی گئی اور ڈاکٹر صاحب اپنا جوس کا گلاس لیتے قہقہہ لگایے اٹھ کھڑے ہوئے کیونکہ انکی لیپ انکا راہ دیکھ رہی تھی۔

"تمہارا سڑا بھیجا جسے فرائے کی بھی ضرورت نہ ہو گی، کیا کروں یار۔ یا تو مجھے چھٹی دو یا کوئی لاش لوش لا دو تا کہ میری زبان بند ہو۔ اب ایک

فارنسک ڈاکٹر ویلا بیٹھ کر کتنی مکھیاں مار سکتا ہے، تھنک آباوٹ

"اٹ۔۔۔۔

مستیلے انداز میں بچارے کے دماغ کی لسی کیے وہ لئیق کی سرد گھوریاں دیکھتے ہنستے ہوئے فورامدعے پر آتے جتا کر گئے تو لئیق نے یوں گہرا سانس کھینچے انکی تشریف کی ٹوکری کے جانے پر شکر کیا جیسے سر سے ایک اریٹیٹنگ مصیبت ٹلی ہو۔

"یااللہ مجھے صبر دیں"

منہ ہی منہ میں بڑبڑاتا وہ واپس رایان کی سمت متوجہ ہوا جو اس پرائیوٹ نمبر کو مسلسل ہیک کرنے کی کوشش میں لگا تھا۔

.._____..

"اللہ سائیں رحم کریں، بیٹھے بٹھائے ہمارے بچوں پر مصیبت آگئی"
ڈنر کسی نے بھی کرنے سے انکار کر دیا تھا تبھی مریم بی بولائی سی اچانک آتی مصیبت پر افسردہ ہوئیں، نیہا اور زائشہ نے کھانا کھالیا تھا کیونکہ ان دونوں کو کسی کی بالکل پرواہ نہ تھی اور پھر دستگیر جب کچن میں آیا تو امے کو ہلکان جبکہ نیہا کو وہیں ڈائنگ پر بیٹھ کر ٹھوستے دیکھ کر بمشکل اپنا عتاب ضبط کر سکا۔
"اٹھو نیہا، آفریدی حویلی جانا ہے۔ بھائی کہہ کر گئے ہیں کہ گرینی کے ساتھ رہنا ہے تمہیں۔ انکی طبعیت اچھی نہیں ہے، ڈرائیور تمہیں چھوڑ آئے گا"
دستگیر کے اس حکم پر وہ منہ بسورے اٹھی، ایک تو وہ یہ اضافی خدمتیں کرتے بہت بیزار آتی اور اس وقت بھی اسکا منہ یوں تھا جیسے موت پڑ گئی ہو۔
"تم چھوڑ آوناں؟"

وہ کرسی سے اٹھتی اسکے روبرو آتی بولی تو دستگیر نے اس سے نظر ہٹائے اسے پر ڈالی جو کچن سمیٹنے کے ساتھ اسے زبان سی لینے کا رحم طلب اشارہ کیے وہاں سے چلی گئیں۔

جبکہ اپنی طرف دیکھتی نیہا کی نظریں تک وہ برداشت نہیں کر پاتا تھا۔

"تمہاری طرح فارغ نہیں ہوں نیہا، مجھے کئی ضروری کام ہیں، جاو فورا" بظاہر نرمی مگر لہجے کا سرد پن صاف چھلکا تھا تبھی وہ منہ پھیرتی دو حرف اس پر بھیجے کچن سے نکلی اور وہ بھی گہرا سا سانس کھینچے باہر ہی نکلا مگر جندل محل کے مین ڈور سے اندر آتی صبور کو دیکھ کر جہاں نیہا مسکراتی ہوئی زائشہ کی سپیشل گیسٹ کی طرف بڑھی وہیں کسی کی نظروں کی تپش نے دستگیر عالم کے قدم وہیں جما دیے، دل تک ان نظروں کے وصل نے چنگاری سلگائی اور دیکھتے ہی دیکھتے آگ دیک گئی۔

فل بلیک میں وہ ہمیشہ پیاری لگتی، ہائی ہیلز سے اسکا بانکا سراپا اور دلربا لگتا مگر اسکی سمو کی آنکھوں میں پھیلی بے پناہ چاہت سے گریز برتتا وہ وہاں سے تیزی سے چلا گیا کیونکہ زائشہ بھی اسکی آمد کا سنے مسکراتی ہوئی زینے اتر آئی تھی۔

"ویلکم خالہ کی جان، بھئی نیہا میری صبور کا سامان کمرے میں پہنچاو اور ہم دونوں کے لیے مزیدار کافی بنالاو، ہم لاونج میں بیٹھتے ہیں"

پیار سے صبور کو گلے لگائے زائشہ نے اسے ساتھ لیا اور نیہا کو تاکید کرتی وہ صبور کے ساتھ ہی وسیع و عریض خوبصورت لاونج کی طرف بڑھی جو جندل محل سے پہلے ہی خوف کھاتی تھی اور آج تو اسے یہاں اضافی وہشت محسوس ہوئی۔

"خیریت ہے، اتنا سناٹا کیوں ہے۔۔۔ مسٹر فرہاد، لئیق، مریم بی سب کہاں ہیں؟"

اپنا بیگ سامنے گلاس ٹیبل پر رکھتی وہ زائشہ کے ساتھ ہی بیٹھی اور ارد گرد طائرانہ نگاہ ڈالی جس پر زائشہ نے اسے سلینا کے بعد مانی کی گمشدگی کا بھی بتایا اور لعلین کے ساتھ ہوتے حادثے کا بھی تو صبور کو حقیقی تشویش ہوئی، کیونکہ ان سب میں زائشہ کو خاصا سکون پہنچا تھا۔

"ہو گا مانی کا کسی کے ساتھ چکر، بھاگ گئی۔ جب بھائی عشق معشوقی میں غرق رہے گا تو بہن کو تو کھلی چھوٹ ملے گی ہی، خیر دفع کرو۔ تم بتاو باپ کیسا ہے تمہارا، پھر سے تمہاری شادی کے چکر میں تو نہیں لگا ہوا، کسٹڈی اس نے بھلے دھوکے سے ہتھیالی ہو مگر تمہاری شادی صرف میری مرضی سے ہو گی صبور"

جس قدر اسکی ماں کا لہجہ زہریلا تھا، کبھی کبھی تو صبور کا سر چکرا جاتا، اور پھر دستگیر کا یوں نظروں سے ہٹنا بھی اسے افسردہ کر چکا تھا، رہی سہی کسر نیہا کے آنے نے پوری کی جو ملازمہ کے سنگ مزیدار کافی اور لوازمات لاتی ان تک ہنستی چلی آئی۔

سب ٹھیک ہے، نہیں کروارہے وہ شادی۔۔کم آن مما۔"

"تم کیسی ہو نیہا؟

زائشہ کو مطمئین کیے صبور نے اس سے کافی کا کپ لیتے رسان سے پوچھا جس پر وہ مسکراتی ہوئی سامنے ہی بیٹھی۔

میں ایک دم فٹ، آپ سنائیں کہاں تھیں اتنے دن۔کافی دنوں بعد"

"آئیں۔ میم آپکو بہت یاد کر رہی تھیں

نیہا کی خوشامدی عادت بالکل زائشہ جیسی تھی اور صبور کا ایسے منافقوں میں دم گھٹتا تھا۔

دستگیر کسی کام سے واپس محل آیا تو نیہا کو ہنوز وہیں گپیں ہانکتا دیکھ کر بمشکل اپنا غصہ دبا سکا۔

نیہاڈرائیور ویٹ کر رہا فوراجاو۔ مدیحہ آفریدی کی طبعیت اچھی نہیں "
ہے، یہاں فضول میں وقت برباد کرنے سے بہتر ہے تم کوئی اچھا کام کر لو۔
"دوبارہ مجھے نہ آنا پڑے

ان دونوں کو نظر انداز کیے وہ پاس سے گزر تار کا اور سختی سے نیہا کو کہا جس کی مسکراہٹ اس کھڑوس کی یاد دہانی نے نگلی اور منہ ہی منہ میں بڑبڑاتی ہوئی وہ اٹھی اور بیگ لینے روم کی طرف چلی گئی جبکہ اپنا غصہ دبائے ہی اس سے پہلے وہ وہاں سے جاتا، زائشہ علوی کے طنز نے اسکے قدم روکے۔

پتا نہیں تمہیں کس بات کا غرور ہے دستگیر عالم، دو لوگوں کے بیچ ہی سہی"
اپنی بیوی سے پیار سے بول لیا کرو۔ تمہیں پتا ہونا چاہیے، میاں بیوی ایک
دوسرے کا لباس ہیں، اور پھر تم لکی ہو کہ تمہیں نیہا جیسی اتنی پیاری بیوی
"ملی

زائشہ یہ سب اسے جان بوجھ کر سلگانے کو بولی تھیں اور صبور نے یوں مما کو دیکھا جیسے اسے انکے دستگیر سے ایسے رویے کی امید نہ ہو، خود وہ پلٹ کر رکا اور اپنی سرد مہر نگاہیں فرصت سے زائشہ علوی پر مرکوز کیں۔

"کچھ لوگ ہماری نرمی اور ہمارے پیار کا بہت غلط فائدہ اٹھاتے ہیں مسیز فرہاد سو سمجھداری کا یہی تقاضا ہے کہ انھیں انکی حد ہر جگہ ایکویلی بتائی جائے، ضروری نہیں جو آپکے نزدیک اچھا ہے وہ مجھے بھی اچھا لگے، رہی بات لباس کی، یہ آپ کہتے ہوئے اچھی نہیں لگ رہیں، دوبارہ مجھے مغرور کہنے سے پہلے سوچ لیجئے گا کہ اصل مغروری دیکھانے پر بہت برا قہر ٹوٹے گا۔" شب بخیر

ایک ایک لفظ میں پھاڑ کھاتی وحشت سموئے وہ جس طرح کہہ کر گیا، زائشہ علوی کو لگتی آگ کی تپش صبور تک بھی پہنچی، جبکہ صبور کی تاسف زدہ نگاہوں نے اس شخص کا تب تک پیچھا کیا جب تک وہ وہاں سے اوجھل نہ ہوا۔

لئیق نے سر پر چڑھا رکھا ہے، اسے بھی اپنے جیسا بدلحاظ بنا رہا ہے۔ دیکھا"
"تم نے کیسے میرے منہ پر جواب اور دھمکی دے کر گیا ہے
کافی کا کپ میز پر پٹخے وہ منہ میں گھل آتی کڑواہٹ اگلتے بڑبڑائی تو صبور دلخراش سا مسکرائی۔

اسے بدلحاظ لئیق نے نہیں، صبور کی لاحاصل محبت نے بنایا ہے۔ جب"
ہمارے پاس کھل کر سانس لینے کا اختیار نہ ہو ممی تو ایسے ہی سر کہیں مارنے کا جی چاہتا ہے۔ رہی بات دھمکی کی تو آپ ایسے کام کرنے بند کر دیں کہ آپکو کسی کی دی دھمکی کا خوف لاحق ہو۔ میں تھک گئی ہوں، سونا چاہوں
"گی۔ لئیق کی وائفی سے کل ملوں گی۔۔۔ گڈ نائیٹ

اسے نہ تو زائشہ کی برہمی کا خوف تھا نہ ماں کی ناراضگی کی پرواہ، اپنے خالی الفاظ کی دھمک سے ہی وہ زائشہ کو پچھاڑتی نہ صرف اٹھی بلکہ اسے ہونق چھوڑے اپنے کمرے کی طرف چلی گئی جبکہ زائشہ اس اہانت پر اپنی مٹھیاں

ہی بھینچ پائی، آنکھوں میں ناجانے کیسی بھیانک آگ تھی جو سب تہس نہس کر دینا چاہتی تھی۔

جبکہ لعلین نے بہت کوشش کی مگر نیند اسکی بھیگی آنکھوں سے کوسوں دور جاچکی تھی، اب تو اسے بھی لئیق سچا اور اپنے وہ دو دوست ایک جیسے آستین کے سانپ محسوس ہو رہے تھے، اور ان ہاں اور ناں کی دردناک کیفیت میں لعلین کا دل زور زور سے چیخنا چاہتا تھا پر ستم کہ آواز بھی حلق سے نکلنے سے انکاری تھی۔

صبور کمرے میں آئی تو یہاں بھی اسے گھٹن محسوس ہوئی، دل چاہا ایک بار دستگیر پھر دیکھائی دے، وہ اسے کہے کہ وہ ایسے اچھا نہیں لگتا، وہ زندگی سے دور ہو کر زندگی کی توھین کرتا اسے بالکل قبول نہیں، بولائی سی وہ چلتی ہوئی ونڈو تک آئی اور گرے پردے ہٹائے تو جہاں ڈرائیور نیہا کو لے کر جندل محل سے نکلا وہیں دستگیر، وسیع لان کی سمت کھڑا اپنے دو آدمیوں کے ساتھ کسی اہم معاملے پر محو گفتگو تھا۔

وہ اداس آنکھیں دستگیر پر فرصت سے جمی تھیں۔

ہم تری آگ یونہی ساتھ لیے پھرتے ہیں
!_____ دل میں رکھی بھی نہیں، دل سے نکالی بھی نہیں

....★☆☆☆☆☆★....

وہ ایسا تو کبھی نہیں تھا جیسا اسے صبور کیانی کی کمی نے بے حس، بے رحم اور سنگدل بنا دیا تھا۔

بھائی! آمنہ صاحبہ کے روم کی تلاشی لی تھی، وہاں کچھ نہیں ملا جس سے "
ہمیں اس بندے کا پتا چلتا مگر انکا لیپ ٹاپ ملا ہے، آپ نے کھولنے کی
پرمیشن نہیں دی تھی سو میں ساتھ لے آیا۔ لئیق بھائی نے کہا تھا ہو سکتا ہے

مانی کا اس آدمی سے انٹرنیٹ پر رابطہ ہوا ہو، سو انہوں نے کہا ہے یہ دستگیر تک پہنچاوں۔ آپ اسے چیک کر کے اگر کوئی بات پتا چلتی ہے تو فوری انکو بتائیں"

وہ آدمی ہاتھ میں پکڑا لیپ ٹاپ دستگیر کو تھماتے متفکر لہجے میں تفصیل بتاتے بولا تو دستگیر نے فکر مندی سے اس سے لیپ ٹاپ لیا اور ان دو کو جانے کا اشارہ کیے پلٹا تو نظر غیر ارادہ اٹھی اور کمرے کی بالکونی میں کھڑی صبور سے ملی۔

وہ دیوانہ وار اسے دیکھ رہی تھی، کسی قیمتی منظر کی طرح، جو پلک جھپکنے کی دیر میں اوجھل ہو جاتا تھا۔

وہ نظر ہٹانا چاہتا تھا پر اس مخمل سے چہرے کا کرب اسے اس ظلم سے روک رہا تھا۔

تم اب میری اتنی بھی نہیں صبور کہ میں اپنی مرضی سے تمہیں دیکھ "
"سکوں

نظریں چرانے میں پہل اسی دلیر نے کی اور بڑے جبر سے دل بڑا کیے وہ اس لڑکی کی نظروں سے دوبارہ اوجھل ہو گیا، ایک آوارہ سا آنسو ٹوٹ کر صبور کی گال پر لڑھک گیا۔

وہ بھی گہرے گہرے سانس بھر کر روتی واپس کمرے میں آئی، جس کا ڈر تھا وہی ہو رہا تھا، اس شخص کی موجودگی میں اب جندل محل کی وحشت قابل برداشت نہیں رہی تھی، دستگیر کی بے اعتنائی کوڑے کی طرح اسکے نازک وجود پر زخم چھوڑ رہی تھی۔

جبکہ دستگیر اس وقت کسی کو سوچنا نہیں چاہتا تھا کیونکہ ابھی لئیق کی دی ذمہ داری اہم تھی۔

جبکہ نیہا کے آجانے سے بھجت کو تھوڑی تسلی ملی کیونکہ مدیحہ آفریدی کے پاس اس وقت کسی بھروسے مند کا ہونا ضروری تھا، اور نیہا بھلے اندر سے

بیزار ہوتی ہو لیکن وہ خدمت دل سے کرتی تھی اور ویسے بھی اس وقت وہ بھی مانی کی گمشدگی سے بوجھل تھی کیونکہ بھجت بھائی کی حالت یوں تھی جیسے کوئی آتش فشاں پھٹنے کے دہانے پر ہو۔

ایک ایک لمحہ بھجت آفریدی پر عذاب کی طرح اتر رہا تھا، آنکھیں مانی کے انتظار میں پتھرا رہی تھیں، دل سکڑ رہا تھا۔

مگر ابھی تک نجات کی کوئی صورت دور دور تک دیکھائی نہیں دے رہی تھی۔

حالات سازگار ہوتے ہی وہ واپس کوٹیج آیا تھا، ردا نے آتے ہی اسے مانی کی بگھڑتی طبعیت کا بتائے مزید بدمزہ کیا، پہلے ہی مسائل کم تھے کہ اس لڑکی کی طبعیت بگھڑنے کی کسر نے اسکے ذہن ودل کو مزید بیزار کر دیا۔

وہ اندر آیا تو مانی ویسے ہی دیوار سے لگی بیٹھی، زار و قطار ہچکیاں بھرے روئے جا رہی تھی، صبح سے اب تک رو رو کر اسکی آنکھیں سوجھ گئیں پھر دمے کی مریض ہونے کے باعث اسے مسلسل ٹنشن اور خود کی غلطی کی وجہ سے اور یہاں پھیلے گرد و غبار سے ناک اور ماتھے پر ابھی سے الرجی شروع ہو چکی تھی، دیکھنے میں تو وہ ٹھیک تھی پر اسکا پورا چہرہ جل رہا تھا، سانس لینے میں دشواری آنے پر اسکا حلق بھی سوکھ رہا تھا، جلن بڑھ رہی تھی۔

وہ جبڑے بھینچتا اسکے پاس ہی زمین پر بیٹھا اور کھانے کا ٹرے اسکی سمت سرکائے اسکی شاکی نظروں کو نظر انداز کیے ساتھ ہی دیوار سے کمر جوڑے اس نڈھال ہو جاتی مانی کی جانب پلٹا۔

"کھانا کیوں نہیں کھایا؟"

سرسری سا اسکی طرف دیکھتا وہ ناچاہتے ہوئے بھی نرمی برتتے بولا جبکہ اسکی نرمی سے بات کرنے نے بھی مانی کے بہتے آنسوؤں میں اضافہ کیا۔

بھوک پیاس م۔۔مر گئی ہے، میرے لالہ ک۔۔کتنے پریشان ہوں" گے۔پ۔پہلے سلینا کا دکھ کم تھا کہ انھیں میرے دیے دھوکے کا انعام "بھی مل گیا۔آپ نے اچھا نہیں کیام۔۔میرے ساتھ

سوجھی آنکھیں، بکھرے بال، اداس چہرہ، گرد سے اٹی شرٹ، اس سفاک کے دل کو دھکا لگا، وہ سرخ ڈوروں سے بھری آنکھوں سے اسکی طرف دیکھتی اس درجہ اذیت سے بولی کہ آواز کو سسکیوں اور آنسوؤں نے نگل لیا۔

لیکن وہ تمام تر نرم پڑتے دل کے احساس کے، اپنے اندر بے رحم اور تند لہر اتارنے پر بضد تھا، اسکی نظر بے اختیار مانی کی کلائیوں پر پڑی جہاں رسیوں

کے نشان جامنی رنگت اختیار کر چکے تھے، وہ اسکے ہاتھ کھول کر گیا تھا تب بھی اتنا ظالم نشان اسے ملال میں جھونک گیا۔

"میں آپ سے کتنی اٹیچ ہو گئی تھی، م۔۔مجھے آپ سے بات کرتے ہوئے ایسا لگتا جیسے میں واقعی بھائیوں کی پرنسیز کے بعد اپنے خوابوں کے شہزادے کی بھی شہزادی بن گ۔۔گئی ہوں۔م۔۔میرے سارے خواب، ساری خواہشیں آپ نے ایک لمحے میں چ۔۔چکنا چور کر دیں۔ آپ ن۔۔نے ایک بار ب۔۔ بھی نہیں سوچا کہ مانی پھر کبھی کسی پر اعتبار نہیں کر سکے گی۔۔۔ک۔۔کیا آپکو واقعی کوئی فرق نہیں پڑے گا اگر میں مر جاوں۔۔۔۔۔؟"

وہ اسکی آنکھوں میں اس تنہائی کے باوجود بے خوف ہو کر دیکھ رہی تھی، اسکا اٹکتا سانس شہریار کو تشویش میں مبتلا کر رہا تھا، وہ اسکی گزارشوں، سسکیوں پر کہنے اور سننے کی حسیں پتا نہیں کہاں چھوڑ آیا تھا، وہ یوں تکلیف میں تھی جیسے ملائم سرخ پھول کی ہر پتی کرب سے پھڑ پھڑا گئی ہو، اس

شخص کے سامنے کوئی عزیز زندگی مر جھار ہی ہو، اسکا سینے میں پڑا دل پھڑ پھڑا کر رہ گیا۔

"آئی ڈونٹ کیئر آباوٹ اٹ، کہا ہے ناں تم مر و یا جیو مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا، اگر تم نے مزید کوئی بکواس کی تو تمہاری یہ زبان ہمیشہ کے لیے بند کر دوں گا۔ کھاو کھانا"

اسکے بری طرح تضحیک سے ڈانٹنے پر مانی کے ہونٹ بے آواز پھڑ پھڑائے تو آنکھیں نمی اور تاسف سے بھریں، جنھیں اس نے اس پر سے ہٹا لیا۔

"نہیں کھاوں گی، ویسے بھی آپ نے مجھے اس جگہ لا کر جو پھینکا ہے، اس سے زیادہ دیر زندہ نہیں رہ سکوں گی۔ اچھا ہے مر جاوں، می۔۔ میں نہ تو بھجت لالہ کے سامنے جا سکتی ہوں نہ لئیق بھیو کے۔۔۔ ک۔۔ کیا کروں گی پھر آپکا دیا کھانا کھا کر۔۔۔۔۔۔"

اسکی آواز پھٹی تو لہجہ اکھڑتی سانس کھینچتے غم زدہ ہوا۔

شہریار نے اس گندے میلے کاٹیج کو دیکھا اور پھر مانی کو جو چہرہ موڑے اپنا سر دیوار سے لگا کر آنکھیں بند کر چکی تھی۔

اسکے آنکھیں بند کرنے پر شہریار نے اسکی طرف جھک کر اسکی گال جب سہلانی چاہی تو وہ آگ کی طرح تپ رہی تھی اور تبھی پریشانی کے سنگ وہ اسکا چہرہ اپنی سمت کیے جب دیکھنے لگا تو وہ بے سدھ ہوتی اسکے کندھے سے جا لگی۔

"!مانی! یار اسے کیا ہو گیا اب۔۔۔۔ردا"

اسے پکارا مگر وہ ٹھیک نہ تھی تبھی شہریار نے اس لڑکی کو جنجھلا کر آواز دی جو ڈیول کے بلانے پر فوری نظر جھکائے مودب سی اندر آئی، کچھ ہی دیر میں وہ ڈاکٹر لڑکی پہنچی اور مانی کو وہ بازوؤں میں اٹھا کر آفس روم لایا جہاں پڑے پرانے طرز کے صوفے پر اسے آرام دہ انداز میں جھک کر لٹایا، اسکی فکر سے اٹی نظریں مانی سے لمحہ بھر نہ ہٹیں۔

اس لڑکی نے مانی کا معائنہ کیااور پھر شہریار کی سمت اٹھ کر آئی۔

اسے کسی قسم کی الرجی ہوئی ہے ڈیول، حالت خراب ہے اسکی۔اسکی"
سکن بھی سرخ ہو رہی ہے اور پوری باڈی پر بھی سرخ نشان بننا شروع ہو
"چکے ہیں

اس لڑکی کے پریشانی سے بتانے پر شہریار کی کوفت مزید بڑھی، بھلے مانی اسکے لیے ایک مہرہ تھی پر اس کو ایسی حالت میں لانا وہ کبھی نہیں چاہتا تھا، وہ جیسی بھی تھی اسکے نزدیک اس سے محبت کرتی لڑکی تھی۔

"کس چیز کی الرجی ہے، ٹھیک سے بتاو"

شہریار نے مانی کے بے سدھ وجود سے نظر چرائے جنجھلاہٹ سے استفسار کیا۔

مجھے کنفرم تو نہیں پتا لیکن یہ دمہ کی پیشنٹ لگ رہی ہے، ایسے مریضوں"
کو دھول گندگی سے فوراالرجی ہو جاتی۔اسے اب وہاں مت رکھنا ورنہ اسکی
"طبعیت مزید بگھڑ جائے گی، میں اسکے لیے میڈیسن لے آتی ہوں۔۔

وہ لڑکی فکر اور سنجیدگی سے بتانے کے ساتھ مانی کی طرف رحم دل نظروں سے دیکھ رہی تھی، سلینا کو تو اس نے اس جہنم سے بھگا دیا مگر مانی کو کیسے بھگائے، یہ اسے بھی بے چین کر رہا تھا۔

ڈیول نے بیزارگی کے سنگ اپنی پیشانی مسلی اور پھر اس لڑکی کی طرف پلٹا۔

"دل ول کو تو مسئلہ نہیں اسکے؟"

ڈیول کے سوال پر اس لڑکی نے گہرا سانس لیا۔

جو تم اسکے ساتھ کر چکے ہو، بچاری کے دل کی واٹ تو لگ ہی چکی ہو گی۔"

ڈیول! ایک درخواست کرتی ہوں، اپنے معیار سے مت گرو۔ اس لڑکی پر رحم کھاو، دیکھو جب اللہ ہی ہمارے راستے کو بند کرنا چاہ رہے ہوں تو ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ تمہاری ان تھک محنت کے باوجود سلینا کے معاملے میں کیا ہوا؟ وہی جو اس رب کی مرضی تھی۔ کیوں تم سب کی بددعائیں لے کر اپنی قبر بھی تنگ کر رہے ہو"

اسکی ٹیم میں اب بھی انسان موجود تھے مگر اس لڑکی کی باتیں ڈیول کے غضب اور اسکی چڑ کو بڑھا چکے تھے۔

"اپنی یہ تقریر بند کرو، سلینا کے معاملے میں اگر تم دونوں کی ٹانگ اڑی نکلی تو اپنا انجام سوچ لینا۔ ہوش میں لاو اسے، میرا یہی معیار ہے اور جو میرے ساتھ بغاوت کرے گا اسکا وہی انجام ہو گا جو روحی کا ہوا"

سخت الفاظ میں وہ ان دونوں لڑکیوں کو گھورتا، آگ اگلتا باہر نکلا تو ان دونے بھی سہم کر اک دوسرے کو دیکھا پھر اس نڈھال مانی کو۔

وہ ردا کو اسکا دھیان رکھنے کا کہتی خود ایک گھنٹے تک اپنے مطابق کوئی میڈیسن لے آئی، جن میں کچھ انجکشن بھی تھے۔

مزید دو گھنٹے تک وہ ہوش میں بھی آگئی اور اسی ڈاکٹر لڑکی فضا نے اسے بہلا پھسلا کر تھوڑا کھانا بھی کھلا دیا، مگر وہ مسلسل روتی ہوئی اپنی جان خود عذاب میں ڈال رہی تھی۔

ڈیول دوبارہ اندر آیا تو رداور فضا اس آفس روم سے باہر نکلیں جبکہ اسے اندر آتا دیکھ کر وہ اپنے اندر بچی کچی ہمت بحال کرتی اٹھ کر لڑکھڑاتی شہریار تک آئی، اسکی آنکھوں کی شکائیت اور تکلیف نے شہریار کا سالم کلیجہ نگلا۔

آپ م۔۔میرے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہیں، مرنے سے تو بچا لیا۔اب" آگے بتادیں۔ یہاں مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔مجھے ہارٹ پین شروع ہو گیا ہے، یہ مجھ سے برداشت نہیں ہو رہا۔۔م۔۔میں آپکان۔۔نام کسی کو نہیں بتاوں گی پکا، پر لالہ مر جائیں گے، ان تک خبر پہنچا دیں ناں پلیز کہ میں ٹھیک ہوں۔۔۔۔داد و بلڈ پریشر کی پیشنٹ ہیں، ا۔۔انھیں کچھ ہو گیا تو ک۔۔کیا کروں گی۔۔۔۔و۔۔وہ میری اور لالہ کی پ۔۔پوری دنیا ہیں۔۔۔۔پلیز شیری"

اس کے رک رک کر آنسو گرے، موٹے موٹے آنسو انکھوں میں جبر سے دبائے یہ التجائیں کرنے پر شہریار کا پتھر دل تاسف سے بھر رہا تھا، وہ

اسکے نام کو راز رکھنے کا جس یقین سے کہہ رہی تھی، وہ پتھر پر لکیر جیسا مضبوط تھا۔

ناجانے کیوں اسے مانی کے نازک کم سن دل کے اتنے شدت سے اس کھیل میں مبتلا ہونے پر خفیف سا افسوس بھی ہوا، اپنی جیت تک پہنچنے کے لیے وہ مزید کس کس کو روندے گا، دل کرب زدہ ہوا۔

"میرا دل بالکل نہیں پگھلے گا بیوقوف چھوٹی سی لڑکی، تم لاکھ گڑگڑالو۔ تم پر کیسے یقین کر سکتا ہوں کہ تم میرے نام کو محفوظ رکھو گی، تم یہاں سے نکلتے ہی بدلا لو گی، سبکو میری حقیقت بتاو گی۔ میں اتنا بیوقوف لگتا ہوں کیا تمہیں"

"کہ تمہارے چند آنسو، زرا سی نڈھال طبعیت پر موم ہو جاوں گا

اس شخص کے صاف انکار پر مانی کو لگا کسی نے حلق پر چھری پھیر دی ہو۔۔ بھلے اس لڑکی نے خود پر مضبوطی کا غلاف چڑھا رکھا ہو مگر اسکا نازک دل سینے میں خوف و حراس سے بری طرح کانپ رہا تھا۔

اس سے پہلے وہ سر چکرانے پر گرتی، شہریار نے غیر ارادہ ہی اسے تھاما اور وہ بھی جیسے تیز تیز سانس بھرتی اسکی گرفت سے آزاد ہوتی خود کو بمشکل دوبارہ کھڑا کر سکی۔

اسکی آنکھوں کے آگے دھندلاہٹ آرہی تھی۔

م۔۔میں آپکی قسم کھاتی ہوں، میں ا۔۔اپنی قسم ک۔۔کھاتی"

ہوں۔۔۔میں اپنی مما کی قسم کھاتی، م۔۔میں آپکا نام نہیں لوں گی

"شیری۔۔۔م۔۔مجھے جانے دیں ناں پلیز

ناجانے وہ کتنی تکلیف میں تھی کہ اسکی شرٹ کی آستیں جکڑے سسک سسک کر التجاء کرنے لگی اور شہریار جدون نے اسے پکڑ کر نا صرف واپس صوفے پر بٹھایا بلکہ اس جھٹکے کھاتی مانی کو وہیں لٹاتا وہ کچھ دیر اسکے پاس ہی بیٹھا اسکے بکھرے بالوں میں سراسیمگی کی کیفیت میں انگلیاں پھیرتا رہا اور جب وہ دوا کے اثر میں مکمل بے سدھ ہوئی تو اٹھ کر باہر نکل گیا۔

جب تک بلیک ڈائمنڈ کو ہرا نہ لے، مانی کو چھوڑنا اپنی ہی ہار تھی۔

جبکہ دوسری طرف نہ صرف رایان نے وہ نمبر ہیک کر لیا بلکہ وہ کس کے نام رجسٹر تھا یہ بھی پتا لگوایا، اور لئیق ساری رات کی سوچ بچار کے بعد اپنا اگلا منصوبہ ترتیب دیے فجر کے وقت واپس جندل محل روانہ ہوا۔

جبکہ لوئے اور لارا کی رات خاموشی کی نظر ہوئی، جہاں آج کا دن وہ اس میگزین والی لڑکی کے ساتھ انٹرویو دینے میں مصروف رہا وہیں لارا نے اپنی جاب کا پہلا دن اچھے سے گزار لیا مگر اسکا دل مسلسل لوئے کی دی دھمکی کے زیر اثر ڈوبتا ہی رہا، وہ خاموش تھا اور ضرور اسکی خاموشی کے پیچھے بہت بڑا طوفان تھا۔

••_____••

رات کو کہیں بہت دیر سے اس پر نیند نے رحم کیا اور وہ سوئی، نا جانے کیوں پر وہ چاہ کر بھی انجیکشن کو ہاتھ نہ لگا سکی، اور جب نیند ٹوٹی تو حواسوں نے یکدم بیدار ہوئے آنکھوں میں جلن جگائی، وہ آنکھیں کھولے اٹھ بیٹھی، سر بھی درد سے بھاری ہو رہا تھا تبھی ہمت کیے اٹھی اور اس سے پہلے ہاتھ منہ دھو کر نیند اور تکلیف کی خماری ہٹاتی، وہ واش روم سے ہی فریش ہو کر نکلا اور لعلین اس سے ٹکراتے ٹکراتے بچی جس نے اس نیند کی خماری میں ڈوبی لڑکی کو گرنے سے بروقت بچائے حصارا، اسے دیکھنے سے گریز کیے فوری خود سے آزاد کیے اپنے قدم روم کی طرف بڑھائے۔

مجھے بس کچھ گھنٹے دے یار، مجھے پتا ہے تیری حالت کا مگر اتنا آسان نہیں"

"ہے سب۔۔۔پریشان مت ہو

وہ کسی سے فون پر مخاطب تھا تبھی اس نے ٹاول سے بال رگڑے، لعلین کو بخش دیا جسے رات کے بعد لئیق کی طرف سے ایسی شرافت کی امید نہ تھی۔

"نہاتے ہوئے بھی چین نہیں اس ایلین کو"

منہ ہی منہ میں بڑبڑاتی وہ اسے واش روم میں کال سنتا دیکھ کر بگھڑی اور واش روم میں انٹر ہوئی تو ہر طرف بکھرا پانی اور اسکے نہا کر نکلنے سے ہوتی گرمائش پر لعلین نے منہ بسورا۔

"منہ کے علاوہ اسکے انگ انگ سے بھی آگ ہی نکلتی"

بڑبڑاتی ہوئی وہ جلد ہی واش روم میں پھیل جاتی ٹھنڈک پر اسکی بکھری موجودگی کے لمس دقتوں سے اگنور کرتی سنک کے پاس گئی، چہرے پر فیس واش لگائے پانی کے چند چپکے مارے، دانت برش کرتی، بمشکل جمائی روکتی، چینج کیے وہ ہیلو اینڈ وائیٹ سے اسکے نازک سراپے پر سجتے ڈریس میں تروتازہ گیندے کے پھول جیسی بن کر کمرے سے نکلی تو جناب وائیٹ شرٹ اور بلیک پینٹ میں ڈیسنٹ سے ڈریس آپ ہو کر ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے کف لنکس بند کر رہے تھے، اس سے پہلے لعلین اسکو نظر

انداز کیے اپنی صبح کا آغاز ٹوئکل کے دیدار سے کیے اپنی رات بھر کی خفگی مٹاتی، لئیق کی نرم پکار نے اسکے قدم روکے۔

"کہاں جارہی ہیں؟"

اسکے سوال پر وہ جبڑے بھینچتی خونخوار ہوئے پلٹی۔

"تم سے مطلب؟ جہاں مرضی جاوں"

محترمہ کے غرور اور خوش فہمی پر وہ اپنی مخصوص جان لیوا مسکراہٹ دباتا لمحے میں اس تک پہنچا اور ہاتھ بڑھا کر اسکی بازو پکڑے اپنی طرف کھینچا جو اسکی ہر لمحہ بڑھتی جرتوں پر سیخ پا ہو چکی تھی۔

کل کی حرکت کے بعد آپ دوبارہ سے اس کمرے کی قیدی ہیں لعلین،"

"آسانی سے سمجھ جائیں ورنہ سختی سے سمجھانا بھی آتا ہے

نرمی برقرار رکھے اس نے لعلین پر پھر سے قید حاوی کیے اسے برہم کیا، ہاتھ سے اسکی روئی جیسی نازک گال چھونی چاہی جسے لعلین نے بری طرح جھٹکا۔

تمہیں اگر کوئی قید کر دے؟ کیسا لگے گا۔۔۔ تم جو کمرے میں ٹکتے نہیں،" قید پر تو مر ہی جاو۔۔۔ سو جو چیز خود برداشت نہیں ہوتی وہ کسی دوسرے سے برداشت کروانے کی توقع بھی مت کرو۔ ویسے بھی ابھی میرے منہ "مت لگو کیونکہ تم پر غصہ ہے کچھ سن لوگے، مجھے ٹوئکل کے پاس جانا ہے لعلین کے بنا بگھڑ کر تکلیف اور بے بسی سے دیے جواب پر لئیق کے دل کو دھڑکنا سا بھول گیا، وہ رات کی بنسبت اب بہتر بھی تھی اور پر سکون بھی، جبکہ ازلی مخصوص مسکراہٹ دیے اس نے لعلین کو مزید اپنے قریب کیا تو وہ ناچاہتے ہوئے بھی اسکی گہری دغا باز آنکھوں میں چڑھ کر دیکھنے لگی۔

رات میری ہیلپ کا اثر ہے کہ آپ واپس خونخوار شیرنی بن گئیں، آئی"
لائک اٹ۔ اور کیا آپ یہ چاہتی ہیں میں بھی آپ کے ساتھ قید رہوں؟
"ایسی قید میرے لیے عیاشی ہوگی، یونو واٹ آئی مین
اپنے مطلب کی بات اسکی جھنجھلائی باتوں سے نکالتا وہ جس معنی خیز
شرارت سے اسے گھبراہٹ میں مبتلا کیے مسکرایا، لعلین کے اندر تک اسکی
مسکراہٹ ہلچل مچا گئی، نجانے اس وقت وہ دل سے کیسی نڈھال تھی کہ
مزاحمت کرنے کی ہوش نہ رہی، بس اسکا دل کسی کے کندھے پر سر رکھ کر
رونے کو چاہ رہا تھا اور ابھی اسکے پاس صرف ٹوئنکل ہی تھی، مگر وہ بھی تو تھا،
جس نے اسکے اور لال کے بیچ کی اجنبیت رات کافی حد تک ختم کر دی تھی،
وہ پھر سے اسکے سامنے بکھرنا نہیں چاہتی تھی، وہ جیسے سمیٹتا تھا، لال کا دل تو
کبھی سنبھلنے پر آمادہ نہ ہوتا، وہ اسکی بے خود نظروں سے روہانسی ہوئی۔
"دیکھو لئیق! پلیز مجھے ابھی اریٹیٹ مت کرو، آئی ایم ناٹ فیلنگ ویل"

یکدم ہی لعلین کی آنکھیں جلنے لگیں اور اسے لگاریت سی بھی چبھنے لگی ہو تبھی اس نے اپنے دونوں ہاتھوں میں لعلین کا چہرہ تھاما۔

نہیں کر رہا، رونا انے آپکے ساتھ کچھ برا کیا ہے؟ بس ہاں اور ناں میں بتا"

"دیں۔ دوبارہ کوئی سوال نہیں کروں گا

اسکا بوجھل چہرہ دیکھتے وہ پھر سے وہی سوال دہرا رہا تھا جو لعلین کو صرف اذیت دیتا، لئیق نے اسکی کن پٹی چومے خود میں سمونا چاہا مگر وہ بدحواس ہوئی۔

وہ اسکے نرم بنائے بازووں کے حصار سے منہ پھیرے آنسوؤں کو آنکھوں میں جبراً دباتی بے زارگی سے نکلنے لگی تو لئیق نے اسے واپس بازو سے کھینچ کر اپنے حصار میں مقید کیا، جو آنکھیں جھکائے بس چپ چاپ اسکے سینے سے گال جوڑے ساتھ جا لگی، اس لڑکی کا اس قدر ڈاون ہونا لئیق کو بھی افسردہ کر گیا، لئیق نے اسکے نازک وجود کو بھینچ لیا، نا جانے کیوں اسے لعلین کی

تکلیف اپنے دل تک محسوس ہوئی جیسے یوں اپنی مرضی سے اسکے گلے لگ کر وہ اسے تھوڑا سہی مان چکی ہو۔

"تمہیں کچھ نہیں بتاوں گی"

وہ آنکھیں زور سے میچتی اتنا آہستہ بولی کہ لئیق بمشکل سن پایا، اسکی کمر ہتھیلی سے سہلائے کچھ لمحوں بعد وہ اسے پہلوؤں سے جکڑے روبرو لایا۔

"میرا دل چاہ رہا ہے آپ سے لڑوں، مطلب کتنی ڈھیٹ سی ہیں آپ۔نہ ہاں کرتی ہیں ناں نہیں، بیچ میں بندے کو لٹکا کر مارتی ہیں۔آپکی جگہ کوئی اور ہوتا تو ابھی تک اوپر پہنچ چکا ہوتا"

وہ پہلی بار اس لڑکی کی وجہ سے چڑ چڑا ہوتے بڑبڑایا اور نجانے کیوں وہ غصہ ہونے کے بجائے محظوظ ہوئی، ٹوٹتی ہمت نے یکدم لال کے اندر بجلی بھری۔

ہاں بالکل جیسے آپیا کو مارا، کیا خطاء تھی انکی؟ تمہارے اس سنکی دوست "
سے محبت کر بیٹھی تھیں۔۔۔ تم جب کسی اور کی محبت اور اٹیچمنٹ برداشت
نہ کر سکے تو دیکھنا اللہ تمہیں بھی اس سکھ سے محروم رکھیں گے۔ اور
میرے لیے رعایت دیکھا کر مجھ پر احسان نہ کرو، مارنا ہے تو بھلے مار دو۔
ڈرتی نہیں ہوں تم سے، ابھی تم نے لال کی ڈھٹائی تو دیکھی ہی نہیں، میرا
"ڈھیٹ پن تمہیں خون کے آنسو بھی رلا سکتا ہے مسٹر قاتل
واپس اپنے آپ میں لوٹتی وہ اس پر چڑھ دوڑی جسے اب اس لڑکی کا کوئی
کڑوا لفظ اثر کرنا چھوڑ چکا تھا، زبان پر تو وہی مٹھاس پھیلی تھی جو اس نے کل
پورے استحقاق سے اپنی زبان کے ٹیسٹ بڈز میں تحلیل کی تھی۔
وہ اسی پر خوش تھا کہ اس لڑکی کو لڑنے کی ہمت گلے لگنے کے بعد ملی، جناب
کے دل میں اس اہمیت پر اس لڑکی کے لیے فدائی لمس جاگے۔

اور میری تو لاپرواہی ہی اگلے کی جان نکالنے کو کافی ہے، دنیا ترستی ہے کہ " لئیق انکی طرف نظر کرے اور ایک آپ ہیں، اس نعمت کو عذاب سمجھ رہی ہیں"

اس بار وہ بھی خود کی اہمیت جتاتا مغرور ہوا اور وہ اسکی شوخیوں پر مزاق اڑاتا ہنسی۔

پھر اس دنیا کی آنکھیں نہیں ہوں گی جو تم پر مرتی ہے، تم جیسے سے پناہ" مانگی جاسکتی ہے فقط۔ تھوڑی لاپرواہی میری طرف سے بھی برت لو براہ

"مہربانی تاکہ میں ایک بار پھر فرار ہو جاوں

اس معصومیت سے آخری تاکید کی گئی تھی کہ وہ سنجیدہ ہو کر بھی اپنی مسکراتی آنکھیں نہ چھپا سکا۔

"کیا واقعی یہاں سے جانے کے بعد آپ مجھے بھول جائیں گی؟"

ناجانے کیاسوجھی کہ وہ اس پر اپنی تیز آنچ دیتی گہری نظروں کے لمس حاوی کیے بولا اور ایک لمحہ وہ نروس سی ہوئی پھر اپنے دگمگاتے ہوش کو یکجا کیا۔

"تمہیں یاد ہی کب کیا ہے جو بھولنے کی نوبت آئے گی، جیسے برے وقت سے پناہ مانگ کر اسے یاد کرنا چھوڑ دیا جاتا ہے ناں مسٹر ملعون، بالکل ویسے میں تمہارے ساتھ کروں گی"

سفاکیت کی حدیں پار کرتی وہ اسکے دل کو زخم لگانے کی کوشش میں بہت بڑا دعوی کر گئی تھی۔

"لیکن میں تو اپنا برا وقت ہر دن یاد کرتا ہوں، اس سے ہمارے اندر اچھے وقت کی قدر و اہمیت بڑھتی ہے"

وہ اسے لاجواب کرتا مزے سے مسکرایا جو اک لمحہ اسکی بات پر خاموش ہو کر اسے دیکھنے لگی۔

تم جیسا سونے کی چمچ منہ میں لے کر پیدا ہونے والا انسان کونسے برے"
وقت سے گزرا ہوگا، برا وقت تو ہم جیسے سروائولز کے لیے انکی آزمائش
کے لیے آتا ہے، تم جیسے امیر رئیس قاتل نے کونسا خسارہ سہا ہوگا، تم لوگ
تو دولت سے سب خرید لیتے ہوگے، جیسے تم نے مجھے میری خواہش کے بنا
"اپنی بیوی بنالیا

وہ اسکی جانب دیکھتا پھر سے مسکرایا جسکا دل ہیبت زدگان میں جا شمار ہوا تھا،
جو کڑوا بول بول کر بھی امرت کی طرح میٹھی تھی۔

لئیق ایردعلوی نے آپ سمیت اتنا کچھ پایا ہے تو یقینا بہت کچھ کھویا بھی"
ہوگا لعلین، سامنے والے کی مسکراہٹ دیکھ کر یہ مت سمجھیں کہ اسکے
"حصے کوئی جنگ نہیں آئی

یہ کہتے ہوئے لئیق کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی اور آخری تاکید پر
معدوم ہوئی لیکن وہ جو بھی کہتا، لعلین کے لیے فراموش کرنا مشکل ہو رہا
تھا۔

"تم بہت زہریلے ہو"

جھنجھلا کر وہ اپنے کو فت زدہ موڈ کو دباتی چینخی مگر وہ دل دھڑکاتی مسکراہٹ دیے اسکے چہرے کی اور جھکا تو وہ ڈر کر پچھلی طرف تھوڑی بینڈ ہو گئی۔

"لیکن آپ بہت میٹھی ہیں، آپکو پھر سے ٹیسٹ کرنے کا دل چاہ رہا ہے"

وہ اسکے معنی خیز جواب اور اس خواہش پر اسے خود سے پرے دھکیلتی بوکھلائی جو ہنستا ہوا اپنے اور اسکے بیچ فاصلہ بنا کر خود پر پرفیوم سپرے کرنے لگا۔

لعلین کا دل اتنی شدت سے دھڑک رہا تھا کہ اسے اس پر بھی غصہ آیا۔

مجھے تمہارے ساتھ نہیں رہنا، الگ روم دو اپنے اس گھر میں۔ اگر تم" چاہتے ہو میں تمہارے کمرے کی ہر چیز کو الگ الگ کر کے آگ لگاوں تو

"تمہاری مرضی

وہ اسکی اثر چھوڑتی باتوں سے جان چھڑوانے کو نیا شوشا چھوڑ چکی تھی جبکہ لئیق نے اسے آئبرو اچکائے اک نظر مڑ کر دیکھا۔

"مل جائے گا روم، میرے روم کے ساتھ والا"

وہ اتنی آسانی سے مان جائے گا، لعلین کے تو وہم و گماں میں بھی نہ تھا تبھی تو وہ سر تا پیر گھوم کر رہ گئی۔

"اور تم مجھے دوبارہ ٹچ نہیں کرو گے"

زرار عایت کا کیا ملی، یہ لڑکی تو کچھ زیادہ ہی پھیل کر مغرور ہو رہی تھی۔

سوری! اٹس ناٹ پاسیبل۔ آپ میری بیوی ہیں اور میں آپکو ضرور ٹچ" کروں گا، بلکہ میرا ہر بار آپکے قریب آنا پہلے سے زور آور ہو گا اور یہ بات آپ اپنی عقل میں محفوظ کر لیں، اور دوسری بات آپکا یہ میڈیسن باکس میرے ہی روم بلکہ لاکر میں رہے گا، جب آپکو انجیکشن کی ضرورت ہوئی

آپکو میں ملوں گا کل کی طرح۔ میں کہتا ہوں کسی کو کہ آپکا سامان آپکے
"کمرے میں سیٹ کروادے

اپنے مضبوط لہجے میں وہ صاف صاف جتاتا اس سے پہلے لعلین کی ہستی تہس نہس کیے کمرے سے نکلتا، لعلین نے اسکی بازو پکڑے روکا تو لئیق نے پہلے سنجیدہ اور پھر بے خود نظر سی نگاہ لعلین پر اور اسکے ہاتھ پر ڈالی جس پر وہ فوری اسکا ہاتھ چھوڑتی گھبرا کر زرا فاصلے پر ہوئی۔

"میں ٹوئکل کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتی ہوں"

لہجے کو مضبوط بناتی وہ درخواست نہیں حکم سنا رہی تھی اور لئیق نے ایک قدم اسکی طرف بڑھایا تو وہ اس کے بڑھتے قدموں کے باعث روم کے بند دروازے سے جا لگی، آنکھوں میں لئیق کے کچھ دیر پہلے کہے جملوں کا حراس شدت سے پھیلا، وہ اسکے وجود سے اٹھتی جان لیوا مہک ان ہیل کرتا بے حد حسین لگا کہ وہ خود حیرت زدہ رہ گئی۔

اگراب میں نے آپکی ٹوئکل سے جیلس ہونا چھوڑ دیا تو آپکا دل اسکے پاس"
ہونے پر بھی بے قرار رہے گا، اور میں نہیں چاہتا کہ ایسا ہو۔ سو دو فٹ دور
رہیے گا اس سے، کمرے میں لا سکتی ہیں لیکن وہ رات میں باہر لان میں
رہے گی۔ جندل محل سے آپ میری مرضی کے بنا باہر نہیں جا سکتیں، اور
دوبارہ بھاگنے کا دل چاہے تو میری یہ بات لازمی یاد کر لیجئے گا، دوبارہ آپکو کسی
مشکل میں پھنسا نہ دیکھوں، اوکے ؟"

مخصوص انداز میں وہ اسے ذو معنی ہدایات سونپتا آخر تک اسکی گال سہلائے
اس پر جھک کر اپنے ہونٹوں کا الوداعی لمس بکھیرے روبرو ہو کر جو یقین
مانگتے بولا اس پر لعلین نے بے دلی سے ہی سہی اوکے کا پھیکا سا اشارہ کیا اور
لئیق اسکا ہاتھ مضبوطی سے جکڑے اسے دروازے سے ہٹائے قریب لایا،
اک لمحہ دونوں اتنے قریب آئے کہ لعلین کا دل اس کی پھر پھیلنے کی توقع
کر رہی تھی مگر وہ جان لیوا مسکراہٹ سے اسکا ڈرانجوائے کیے اپنے ساتھ ہی
باہر لایا۔

گومانی کی وجہ سے سب اداس تھے مگر کھانا پینا چھوڑنا مسئلے کا حل نہ تھا، پھر آج ڈائنگ پر صبور کی موجودگی نے لئیق کو بالکل بیزار نہ ہونے دیا کیونکہ وہ لڑکی جیسی بھی تھی، لئیق کی نظروں میں بہت پیاری تھی، شاید اس لیے کہ وہ منافق نہیں تھی دوسرا دستگیر سے حوالے سے اس نے ہمیشہ صبور کو احترام کی نظروں سے دیکھا تھا۔

"کیسی ہو صبور، اچھا لگا تمہیں دیکھ کر"

ڈائنگ کی سمت آتے، مہمان کی موجودگی کے باوجود لئیق نے لعلین کا ہاتھ جس طرح جکڑے اسے اپنے ساتھ کھڑا کیے صبور کی آمد پر خوش گوار تاثر دیا، وہ تو مسکرائی، البتہ زائشہ کے تن من میں ضرور سانپ رینگے۔

میں بالکل فٹ، تو یہ ہے تمہاری وائفی۔۔ ہیلو لال، میں صبور ہوں۔"

"زائشہ علوی کی بھانجی

صبور نے دونوں کو ساتھ دیکھ کر مسکراتے ہوئے اپنا ہاتھ اس سنجیدہ سی باربی گرل کی طرف بڑھایا تو لال نے پھیکے سے انداز میں رسمی مسکراہٹ دیے اسکا ہاتھ تھاما۔

لئیق نے لعلین کو بٹھائے خود بھی کرسی سنبھالی، فرہاد علوی اور مریم بی بھی بیٹھ چکے تھے جبکہ دستگیر بھی کچھ دیر تک پہنچنے والا تھا۔

"کافی دنوں بعد آئی ہو، ڈیڈ کیسے ہیں تمہارے، اور تم بتاو آجکل کیا ہو رہا ہے"

لئیق نے سنجیدگی کے سنگ مسکراتی صبور سے پوچھا جس پر لعلین نے بیزار سی نگاہ ڈالے اپنا ناشتہ شروع کیا، صبور تھی تو پیاری اور ہنس مکھ سی مگر پتا نہیں کیوں لعلین کو کچھ پسند نہیں آئی تھی۔

"ڈیڈی ایک دم مزے میں، بس فراغت کے مزے لوٹ رہی ہوں۔ اپنے آپ کو وقت دے رہی ہوں، ویسے مجھے بہت خوشی ہوئی تمہارے

نکاح کا سن کر۔ لیکن یہاں آکر سلینا آپی اور مانی کا سن کر افسردہ ہو گئی، اللہ
"سے دعا ہے وہ سب خیر خیریت رکھیں

صبور جسے زائشہ نے ان دو کے بیچ فساد ڈالنے بلوایا تھا، اسکا لئیق سے ایسا
والہانہ دوستانہ انداز اس عورت کو اور سلگا رہا تھا، کیونکہ صبور ان دو کو دور
کرنے کا تو سوچ بھی نہیں سکتی تھی، ہاں یہاں آکر دونوں کے بیچ کے ماحول
کو سازگار کرنے میں ضرور دلچسپی رکھتی تھی۔

سلینا کے ذکر پر لعلین نے بھی اسکی سمت دیکھا مگر مانی کا سن کر وہ تھوڑا فکر
مند ہوئی کیونکہ اسے یاد تھا کہ سلینا کی نند کا نام آمنہ ہے اور اسے مانی کہہ
کر بلاتے ہیں۔

ان شاءاللہ، جلد مل جائیں گی وہ دونوں۔۔۔ خیر آج تم مسیز لئیق کو کمپنی"
"دینا، مجھے اب اجازت دیں کیونکہ اہم کام ہیں۔ آپ سبکا دن اچھا گزرے

چونکہ کئی معاملات سلجھانے تھے سو وہ بس ایک گلاس جوس پیے ہی رسان سے صبور پر کمپنی کی ذمہ داری ڈالتا اٹھ کر چلا گیا اور دستگیر نے اسے باہر سے ہی جوائن کیا۔

"تم گھر ہی رہو گے، لعلین کے ساتھ ہوتے حادثے کی خبر پتا نہیں کیسے پولیس تک پہنچ گئی ہے کہ میں نے اس لڑکی کو زبردستی قید کر رکھا ہے، انسپیکٹر آئے گا، نظر رکھنا کہ لعلین کیا بیان دیتی ہے۔اور مجھے ہر پل کی رپورٹ دینا"

لئیق نے دستگیر کو چند ہدایات دیں اور اس سے پہلے گاڑی کی سمت بڑھتا، دستگیر نے آواز دے روکا۔

"لیکن بھائی اگر اس لڑکی نے کچھ الٹا سیدھا کہہ دیا تو خوامخواہ انسپکٹر کے نخرے برداشت کرنے پڑیں گے، ویسے بھی سنا ہے کافی ٹیڑا آدمی ہے"

دستگیر کی فکر پر لئیق شرانگیز سا ہنسا جیسے وہ یہی سب چاہتا ہو۔

وہ کتنا ٹیڑا ہے یہی جاننے کے لیے اسے جندل محل آنے کی اتنی کھلی"
چھوٹ سونپ رہا ہوں، ڈاکٹر سونم بھی اسکا ذکر کر رہے تھے، دیکھتے ہیں
کونسی توپ ہے۔ اور اپنے اہل کار بھیجنے کے بجائے وہ خود کیوں آرہا ہے۔
"اگر میرا شک ٹھیک ہے تو سمجھو آج ہی مانی مل جائے گی
لئیق کے اتنے پر سکون جواب پر دستگیر کی آنکھوں میں بھی چمک اتری۔
"آپکو اس ایس ایس پی پر شک ہے، رونا کا یا ڈیول کا؟"
دستگیر کے سرگوشیانہ انداز میں کیے دلچسپ استفسار پر لئیق کی آنکھوں میں
غائبانہ حقارت امڈی۔
ڈیول کا، اور اگر ڈیول میرے شکنجے میں آگیا تو سمجھو رونا کا بھی دی اینڈ۔"
میں اب خود کو جاسوس کے معاملے میں ڈھیلا شو کروں گا تاکہ ڈیول کی توجہ
مجھ پر سے ہٹ جائے، پھر کریں گے ہم اپنا وار۔۔۔۔ بس تم اپنی نظر اس
شہریار جدون سے ایک لمحہ بھی نہ ہٹانا، وہ لعلین سے کیا بات کرے گا، ایک
"ایک حرف سننا

لئیق کی تمام حکمت عملی پر خود دستگیر کا دل اش اش کر اٹھا، فرمابرداری سے سر ہلاتا وہ اپنی گاڑی کی طرف بڑھا وہیں دستگیر نے بھی اندر کی راہ لی۔

سب ناشتہ کر رہے تھے مگر دستگیر نے صبور کی موجودگی کے باعث انھیں جوائن نہ کیا بلکہ چینج کرنے اپنے روم کی طرف بڑھا، آدھے گھنٹے تک پولیس کے لوگ آنے والے تھے اور اسے لئیق کی دی ذمہ داری دھیان سے پوری کرنی تھی۔

..._____..

"بہت کیوٹ ہے"

وہ دونوں لان میں کھڑی تھیں، صبور کو بھی اسکی ٹوئنکل بہت پسند آئی تھی، لعلین نے لی دی سی مسکراہٹ دے کر بیزار سی کیفیت عیاں کی مگر پھر اسکی نظر صبور کے ہاتھ میں پکڑے فون پر گئی۔

"تھینکس، کیا میں تمہارا فون یوز کر سکتی ہوں کچھ دیر صبور"

لعلین کا دماغ یکدم کام کیا کیونکہ اسے کسی طرح اپنی گمشدگی کی خبر عینی کو دینی تھی کیونکہ جانتی تھی وہ اسکے لیے سب سے زیادہ پریشان ہوں گی۔

"ہاں کیوں نہیں، لے لو"

صبور نے مسکراتے ہوئے اپنا فون لعلین کو دیا اور خود ٹوئنکل کو لے کر کچھ دور درخت کے سائے کے نیچے لے گئی جبکہ لعلین نے فوری عینی کا نمبر ملایا جو اس وقت پرکاش صاحب کے ساتھ لال کے فلیٹ کی طرف ہی جا رہے تھے، اس سے پہلے کے عینی بیل بجاتیں، انکے فون پر آتی کال نے انکا بیل کی طرف بڑھا ہاتھ روکا۔

"ہیلو"

عینی کی فکر مند سی پکار پر ہی لال کا دل بھر آیا، وہ وہیں لان کی سمت بنے زینوں پر جا بیٹھی جہاں اس وقت درخت کا سایہ لعلین پر سایہ فگن تھا۔

"عینی ! میں لال۔۔"

لعلین کی موجودگی پر عینی نے بے تابی سے اپنی جانب دیکھتے پر کاش کو دیکھا۔

"اوہ چائلڈ، کہاں ہو تم۔نہ تمہارا فون لگ رہا تھا نہ تم اولڈ ہوم آئی۔ابھی میں اور پر کاش تمہارے فلیٹ پر ہی آئے تھے، کدھر ہو میری جان۔ ہم کتنے پریشان ہیں، خود شہریار تمہیں ڈھونڈنے میں لگا ہلکان ہو رہا ہے" عینی کے تو جیسے جان میں جان لوٹ آئی تبھی وہ خود کو مضبوط کرتی خود کو بولنے کے لائق بنانے لگی۔

"عینی میں ایک ضروری کام سے اوٹ آف سٹی گئی ہوں، یہاں سگنلز کا ایشو ہے تبھی فون نہیں لگا۔ میں ٹھیک ہوں، جلدی آجاوں گی۔آپ بس

شہریار کو میرا میسج دے دیجئے گا کہ مجھے لینے آجائے، میں اسی آدمی کے گھر
"ہوں، اسے سمجھ آجائے گی
لعلین نے بمشکل حوصلہ کرتے عینی کو کہا اور ساتھ ہی کال کاٹ دی جبکہ
عینی اسکی اس طرح کی آدھی ادھوری کال پر مزید پریشان ہوئیں، اس سے
پہلے کہ وہ پرکاش کو یہ سب بتائے وہاں سے جاتیں، لعلین کے گھر کا گیٹ کھلا
اور اندر سے نکلتی سلینا کو دیکھ کر وہ دونوں ہی اپنی جگہ حیرت و بے یقینی
میں اترے مجسمے بن گئے۔
لال نے کچھ دیر رونے کے بعد اپنے آنسو رگڑے اور صبور کی طرف گئی
جسکی نظریں مسلسل لعلین پر جمی تھیں، اسکا فون اسکی سمت بڑھایا اور
رندے چہرے سمیت اسے سے ٹوئکل کو لیتی وہ اندر چلی گئی۔
جبکہ صبور کی توجہ جندل محل کے پورچ کی جانب مبذول ہوئی جہاں انٹر
ہوتی گاڑی پھر اس سے نکلتی پولیس اور شہریار جدون نامی انسپکٹر اسکی
تشویش بڑھا گیا۔

دستگیر نے ہی ان سبکو ریسو کیا اور شہریار کو صرف دو اہل کاروں کے ساتھ جندل محل کے اندر جانے کی پرمیشن دی گئی۔

.._____..

سلینا کا زندہ ہونا ہی ان دو کے لیے دن کا سب سے بڑا دھچکا تھا اور پھر اسکی آنسوؤں اور ذلت میں بھیگی دردناک کہانی سن کر پرکاش صاحب اور عینی دونوں کی آنکھوں میں دکھ اور تاسف جبکہ شہریار کے لیے حقارت اتر آئی۔

کیسا بدبخت نکلا یہ شیری بھی، کیسا دھکا لگ گیا ان دونوں بدبختوں کو۔"

لعلین تو تمہاری موت کا بدلہ لینے کے لیے بیقرار تھی۔ شہریار نے تمہاری "جھوٹی قبر بھی بنوادی سلینا، کیسے شیطان نکلے یہ دو، خدا انکو پوچھے

عینی کا تو یہ سب سن کر کلیجہ منہ کو آیا اور خود پر کاش کی آنکھوں میں کرب و افسوس درج تھا اور سلینا کے بہتے آنسو عینی سے بالکل برداشت نہ تھے تبھی تو وہ اسے سینے سے لگائے حوصلہ تھما رہی تھیں۔

"سب سے زیادہ تکلیف تو مجھے اس بات کی ہے عینی کہ وہ دونوں دوستی جیسے پاکیزہ رشتے کو پیروں تلے روند گئے، ہ۔ہارون نے پہلے میری لال کی زندگی برباد کی اور اب شیری نے م۔۔مجھے جیتے جی مار دیا۔کیسے اپنی بے گناہی ثابت کروں گی، پوری دنیا نے جب مجھے گناہ گار مان لیا ہے تو وہ ب۔۔ بھی مان چکے ہوں گے۔آپ لال کو کہیں کہ وہ میرے پاس آجائے عینی، کہاں ہے وہ"

سلینا کی تکلیف دور کرنا عینی کے کہاں بس میں تھا، انکے تو اپنے زخم کھل چکے تھے، ان پر کیے گئے رفو ادھڑ چکے تھے۔

حوصلہ کرو میری بیٹی، سب ٹھیک ہو جائے۔ وہ دونوں اپنے کیے کا پھل"
ضرور بھگتیں گے۔ شہریار کی حقیقت مجھے لعلین کو ابھی بتانی ہو گی۔ عینی
اپنا فون دیں۔ ابھی جس نمبر سے لال کی کال آئی تھی میں اسی پر کال کرتا
"ہوں

شہریار کی اصلیت انکا خون کھولا چکی تھی تبھی وہ لال کو اسکے شر سے بچانا
چاہتے تھے، عینی نے اپنا فون پرکاش کی سمت بڑھایا تو انہوں نے اسی نمبر پر
کال کی، صبور کچن میں مریم بی کے پاس آئی ان سے باتیں کر رہی تھی جب
کسی ان نون نمبر پر آتی کال پر مسکرا کر کچن سے نکلی۔

لال! سلینا زندہ ہے میرے بچے، تم جہاں ہو فورا واپس آجاو۔ شہریار پر"
بھروسہ مت کرنا، وہ اس سب کے پیچھے تھا، سلینا کو اسی نے کڈنیپ کیا تھا،
"ہم تمہارا انتظار کر رہے ہیں میرا بچہ جلدی آجاو

پرکاش صاحب نے بنا یہ جانے کے مقابل لال ہے یا نہیں، کہہ کر صبور کو پتھرا کر رکھ دیا، صبور نے فوراً سے کال کاٹی اور تیزی سے اپنے کمرے کی طرف گئی۔

اسے یہ سب فوراً دستگیر یا لئیق کو بتانا تھا، چونکہ لئیق گھر نہیں تھا اور یہ اتنی اہم خبر فون پر دینا مناسب نہیں تھی سو وہ تیزی سے کمرے سے باہر آئی اور یہاں وہاں نظریں بے چینی سے گمائے دستگیر کو ڈھونڈنے لگی۔

زائشہ اسے اجلت میں گیسٹ لاونج روم کی طرف جاتا دیکھ کر ٹھٹکی، اسکی کلائی پکڑے جھٹکے سے اپنے روبرو لایا جس پر صبور نے فوراً سے چہرے کی اڑی ہوائیاں درست کیں۔

تمہیں ان دو کے بیچ فاصلہ بننا ہے صبور، اور تم صبح ایسے باچھیں کھولے "
خوش ہو رہی تھی جیسے ان دو کی شادی کا سب سے زیادہ ارمان تمہیں ہی ہو۔ آخری بار سمجھا رہی ہوں، میرا بنا بنایا کام بگھاڑنے کی کوشش کی تو بہت

براپیش آوں گی، تمہیں لئیق پر حاوی ہونے کا کہا تھا، لیکن تمہاری نظریں ایک لمحہ بھی دستگیر سے نہیں ہٹ رہیں اور یہ لعلین سے کس خوشی میں چپکی ہوئی تھی تم کب سے"

اس وقت زائشہ کی ساری کوفٹ، چڑ، ڈانٹ اور طنزیہ باتیں انتہائی غیر ضروری تھیں لیکن وہ اپنے اندر کی کیفیت اس سفاک ماں کے روبرو عیاں بھی نہیں کر سکتی تھی۔

مما، تھوڑا ٹائم دیں۔ان دو کے قریب جاوں گی تو جان پاوں گی کہ "کمزوری کیا ہے۔ویسے بھی لعلین کو اعتماد میں لے لوں پھر دونوں کے بیچ زہر بھی گھول لوں گی، ویسے بھی وہ کونسا لووز ہیں یار جو انکے بیچ فساد ڈالوں، دونوں صرف دیکھاوے کی حد تک ٹھیک ہیں، وہ لڑکی لئیق کے ساتھ بالکل خوش نہیں نہ ہو سکتی ہے سو آپ ریلکس رہیں"

اپنی ماں کی رگ رگ سے واقفیت رکھتے ہوئے اس نے بھی بھرپور جواب دے کر زائشہ کی فکر اور چڑ ختم کی۔

لیکن پھر بھی تم معاملے کو اتنا ایزی مت لو، اور یہ دستگیر! اس سے دو فٹ"
دور رہنا۔ میں شاپنگ کے لیے جا رہی ہوں، میرے ساتھ چلو۔ فرہاد کہہ
کر گئے تھے کہ آفریدی حویلی ہو آنا، دل تو نہیں پر ان سبکی تکلیف دیکھ کر
مزہ آئے گا، اگر مدیحہ صاحبہ بہتر ہوئیں تو نیہو کو ساتھ لے آوں گی، اسکے
بنا تو میرا کوئی کام نہیں ہوتا، بھئی اتنی بیماری لاحق ہے تو کوئی نرس رکھ
"لیں۔۔۔

زائشہ نے ہنوز فکر مندی سے جتاتے، زہر اگلتے اسکے گویا حکم صادر کیا اور
کوفت سے بڑبڑاتی گئی اور وہ ناں کر کے مزید مما کا موڈ نہیں بگاڑ سکتی تھی۔

اوکے آپ ریڈی ہوں، میں بس دس منٹ میں آتی۔ پھر چلتے ہیں شاپنگ"
"پر اور عیادت کو
بھرپور مسکراہٹ دیے وہ مما کو مطمئین کرتی انکے گھور کر کمرے کی
طرف جاتے ہی تیزی سے گیسٹ روم کی طرف بڑھی تو اندر سے باہر آتے

دستگیر سے وہ بمشکل ٹکراتے بچی، وہ اندر پولیس کے لوگوں کو بٹھا کے خود لعلین کو بلانے جارہا تھا جب سامنا اس دشمن جان سے ہو گیا، دونوں کی آنکھوں میں ہلکورے لیتے ان کہے جذبات کا منہ زور ٹکراو وقت کی مناسبت سے اچھا نہ تھا تبھی وہ خود ہی اپنی نظریں جھکا کر یہ کشش توڑ گئی، دستگیر اس سے پہلے اسکے راستے سے ہٹ کر جاتا، صبور نے نہ صرف اسکا ہاتھ پکڑا بلکہ اسے کھینچ کر دیوار کی اوٹ میں لے گئی، دلوں میں پھر سے اس قربت و استحقاق کے سبب آگ سلگ چکی تھی۔

....★☆☆☆☆☆★....

دستگیر اس سے پہلے اسکی اس بے باک حرکت پر برہمی جتاتا، صبور نے اسکے برہم اور سپید پڑتے چہرے کو بھانپے آنکھوں کے اشارے سے ریلکس

ہونے کی تاکید اور اپنے اور اسکے بیچ فاصلہ بنایا جس سے دستگیر کے ماتھے پر پڑتی شکنیں قدرے معدوم ہوئیں۔

"غصہ مت ہونا، میں نے ایک اہم بات بتانی تھی تمہیں، کچھ دیر پہلے لعلین نے میرا سیل فون لیے کسی کو کال کی تھی، لیکن اسکے مجھے فون دے کر جانے کے بعد کسی کی کال آئی جو کوئی میل تھے اور انہوں نے بتایا کہ سلینا زندہ ہے، اور شہریار نے ہی اسے کڈنیپ کیا تھا سو وہ اس سے محتاط رہے۔ آئی ڈونٹ نو یہ سب لعلین یا لئیق کو بتانا ٹھیک ہے یا نہیں مگر وہ میل کافی پریشان اور غم زدہ لگ رہے تھے۔ اگر مناسب سمجھو تو لعلین کو بتا دو"

وہ جو صبور کے یوں بے بس کرنے پر اخیر خفا تھا، اسکی یہ سب باتیں دستگیر کی آنکھوں میں ساری بے اعتنائی اور سرد مہری ختم کیے چمک لے آئیں، تو گویا مجرم خود چل کر شکنجے میں پھنس چکا تھا، دستگیر کے کسی غیر مرئی نقطے

پر نگاہ جما کر شرانگیز مسکرانے نے خود صبور کا دماغ چکرایا کیونکہ کچھ دیر پہلے صبور کی حرکت پر وہ اسے آنکھوں سے ہی جلا دینے والا لگ رہا تھا۔

یہ بات تم کسی اور سے مت کہنا، اپنی اس فسادی ماں سے تو ہرگز نہیں۔"

"تھینک یو، اب جاو

تو گویا فرہاد علوی کے علاوہ دستگیر بھی زائشہ صاحبہ کی سچائی جانتا تھا، وہ اسے اداسی سے دیکھتی سر ہلائے اس سے پہلے جاتی، دستگیر اس کو بے ارادہ ہی پکار بیٹھا، اس سے زیادہ تکلیف کو صبور کو چاہ کر بھی نہ دے سکا۔

"آئی ایم سوری"

اس شخص کی آنکھوں میں یہ تین لفظ ادا کرتے دکھ تھا اور وہ بوجھل سا مسکرائی۔

منہ سے آگ نکالنے والے ڈریگن بن کر اچھے نہیں لگتے تم دستگیر، جو ہونا تھا وہ تو ہو گیا۔ اپنی زندگی کو اتنا کڑوا مت کرو، ایسے ہی جیو جیسے میں جی رہی ہوں۔ جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ مجھے ساری زندگی یہ گلٹ رہے گا کہ میں نے تمہارے اندر کا نرم اور مہربان انسان مار دیا"

اس نے بے جھجک دل میں پلٹے دکھوں کو زبان دی تو دستگیر نے اذیت سے مسکرا کر صبور کی ہر خوشی، سکھ اور سکون سے بے نیاز آنکھیں فرصت و گہرائی سے دیکھیں۔

وہ انسان صرف تمہارے لیے تھا، تمہارے دسترس سے نکلتے ہی مر گیا۔" اب دنیا کے حصے یہی بچا کچا دستگیر عالم ہے، اور دنیا کو بھی میری نرمی اور مہربانی کی قدر نہیں تو میں کیوں خود کو بدلوں۔ جب میری زندگی سے ساری مٹھاس چلی گئی تو کڑواہٹ ہی بچے گی، تم جیسے جی رہی ہو اچھے سے جانتا ہوں، میرے جینے کا انداز اس سے کچھ مختلف نہیں ہے"

اسکے سرد جواب میں ایسی اذیت تھی کہ صبور کیانی کی رگوں کے اندر گردش کرتا لہو تک جم گیا، آنکھوں میں ویرانی سمٹ آئی۔

"ایسا مت کہو پلیز، چھ ماہ ہو گئے تمہاری نیہا سے شادی کو۔ مجھے تو لگتا تھا گڈ نیوز آ چکی ہو گی"

وہ اسکی امیدوں پر زہر خند ہنسا کہ اسکی ہنسی صبور کو اپنا سینہ چیرتی محسوس ہوئی، اس شخص کا مسکرانا بھی طنز تھا۔

"تو تم گڈ نیوز کی منتظر بیٹھی ہو؟"

چبھتا سلگتا لہجہ لیے سوال آیا اور صبور نے بھرپور مسکرانے کی کوشش کیے سر اثبات میں ہلایا تو اس شخص کی زہریلی جبر کی مسکراہٹ بھی کسی احساس نے نگل لی۔

"ظاہر ہے، تمہارے آگے بڑھنے کا یقین ہو تو میں بھی پر سکون ہو کر کسی کے متھے لگ جاوں، ڈیڈی فکر مند رہتے ہیں۔ بیٹیاں رئیسوں کی بھی

ایک دن رخصت ہوتی ہیں۔ تم سنا دو گڈ نیوز، ویسے بھی اب صرف آگے کا ہی راستہ کھلا ہے، پیچھے مڑنے کی جرت بھی پتھر کر دے گی"

وہ اتنی مضبوط نہیں تھی، خاص کر خود کے ہاتھوں سے ریت کی طرح پھسل جاتے اس پیارے شخص کے سامنے پر وہ خود کو سنبھالنے کے گر جانتی تھی۔

جبکہ دستگیر نے سختی سے جبڑے بھینچے، جانے کتنا ضبط کیا کہ لہو آنکھوں میں چھلک آیا۔

"دستگیر عالم کی طرف سے تمہیں صرف میرے مرنے کی گڈ نیوز مل سکتی ہے، اور کوئی تو ممکن نہیں۔ اتنا بڑا دل نہیں ہے کہ تمہاری جگہ کسی اور کا خیال بھی بھٹکنے دوں صبور۔ مجھے اگر میرا سکون نہیں ملے گا تو میں بھی خود کو کسی کا چین بننے نہیں دوں گا، تم کرو شادی، اپنے ڈیڈی کی فکر مٹاو"

اپنی بلا کی پر کشش آنکھوں میں اجنبیت، ناراضگی، کرب بھرے وہ نروٹھا سا اس سے پہلے جاتا، صبور نے اسکا ہاتھ پکڑے واپس روکا مگر دستگیر نے پلٹ کر اس لڑکی کو دیکھنے کی غلطی نہ کی۔

"دستگیر! نیہا مجھے جتنی بھی بری کیوں نہ لگتی ہو، تمہاری بیوی ہے۔اسکا حق اس سے چھینو گے تو اللہ کو حساب دینا ہو گا۔اور میری وجہ سے اسکے حق چھینو گے تو اس حساب میں صبور بھی شامل ہو گی۔اس دنیا میں ہر کسی کو

"اسکی محبت نہیں ملتی، چند گنے چنے لوگ ہی محبت کو حاصل بنا پاتے ہیں لہجہ بھیگا رکھے بھی وہ اپنے الفاظ سے دستگیر کا دل چیر گئی، اسے ایسے فلسفے زہر لگتے تھے۔

نہ صرف وہ پلٹا بلکہ ایک ہی جھٹکے میں صبور کو دیوار سے پن کیے اسے خونخوار نظروں سے گھورا۔

وہ چند گنے چنے لوگ ہم کیوں نہیں بن سکے صبور؟ نہیں دے سکتا اسے "
کوئی حق کیونکہ مجھ سے ایسی بے درد منافقت نہیں ہو سکتی۔ دوبارہ مجھے
ایسے مشورے مت دینا کیونکہ وہ مہربان، نرم دل دستگیر مر گیا ہے، ایسا نہ
ہو میں کوئی بڑی خطاء کر گزروں۔ تم یہاں مت آیا کرو، تم سے چھپنا پڑتا
ہے، سن رہی ہو تم؟ اور یہ سب کرنا مجھے تکلیف دیتا ہے۔۔۔۔۔ کیونکہ
تمہارے تمام ڈھائے قہر کے باوجود میری تم سے جڑی محبت ایک فیصد بھی
کم نہیں ہوئی، یہ ہجر اسے آگ کی طرح دہکا رہا ہے، ایسا نہ ہو اسکی لپیٹ میں

"تم ہی سب سے پہلے آجاو

مزاج کی تلخی عودی تو وہ سارے لحاظ بالائے طاق رکھتا اسے بھی بوجھل کیے
اپنی نگاہوں کا رخ بدلتا وہاں سے چلا گیا اور صبور کے پاس صبر کے سوا کوئی
راہ نجات نہ تھی، دل تو کسی ویرانے کی سمت کوچ کرنے کو چاہ رہا تھا پر اسے
دل برا کیے مما کے ساتھ جانا ہی تھا ورنہ وہ عورت اسے مزید ٹارچر کرتی۔

جبکہ دستگیر وہاں سے سیدھا لعلین کے کمرے کی طرف گیا تھا، لئیق کے کہنے پر مریم بی نے اسکا دوسرا بہت پیارا سا روم سیٹ کروا دیا تھا اور وہ کھڑکی کے ساتھ لگ کر آنسو بہاتی نا جانے کیوں اتنی سوگوار ہو رہی تھی کہ آنسو رک ہی نہیں رہے تھے۔

کمرے کے دروازے پر ہوتی دستک نے اسے حقیقت کی دنیا میں لایا تو وہ سوگوار سی پلٹی اور دروازے تک آئی۔

دستگیر نے دروازہ کھولتے ہی لعلین کی آنکھوں میں نمی اور چہرے پر خزن بھانپ لیا۔

"لعلین! آر یو او کے؟"

وہ نرمی سے اس کی طبعیت پوچھتا بولا تو لعلین نے سر سری سا سر ہلائے ٹالا۔

بھائی اتنے برے نہیں ہیں جتنے تم سوچ بیٹھی ہو، وہ تمہیں سب سے بچانا"
چاہتے ہیں لعلین۔ تم جانتی نہیں ہو کہ وہ صرف تمہارے معاملے میں اپنا
"دل اتنا وسیع کر چکے ہیں کہ ایسا کل تک ناممکن تھا
دستگیر کے مدافعتی انداز پر وہ تمام تکلیف سے نکل کر بگھڑی۔
"تم یہاں اسکی طرف داری کرنے آئے ہو؟"
تیکھا لہجہ اور کڑوا سوال کرتی وہ بولی تو دستگیر نے رسان سے نفی میں سر
ہلایا۔
ہر گز نہیں، تمہارے حوالے سے کسی نے پولیس کو خبر دی تھی کہ لئیق"
ایزد علوی نے تمہیں زبردستی قید کر رکھا ہے تبھی ایس ایس ہی شہریار تم
سے خود تفتیش کرنے آیا ہے، بس اتنا کہوں گا کہ اس انسپیکٹر کے سامنے
"ایسا کچھ مت کہنا جو تمہاری تکلیف کو بڑھا دے

دستگیر کے نرم لہجے میں بھی وارننگ تھی جس پر لعلین نے دل ہی دل میں غائبانہ لعنت بھیجی، شہریار کا نام سن کر اسکے مردہ وجود میں جان سی لہرائی، اسکے نزدیک قدرت نے اسے ایک اور فرار کا موقع دیا تھا۔
اور وہ جانتی تھی شہریار اسے ضرور بچانے ہی آیا ہے۔

"میں اسے کچھ نہیں بتاوں گی"
اپنی نظریں چرائے وہ جھوٹ بولتی دستگیر کے ساتھ ہی گیسٹ روم کی طرف بڑھی جبکہ دستگیر نے پہلے ہی جندل محل کی سیکورٹی بڑھادی تھی اور یہ حکم بھی دیا کہ کوئی گڑبڑ نہ ہو، چونکہ شہریار انکی پکڑ میں آچکا تھا سو اسکے ذریعے مانی تک پہنچنے کے بعد ہی لئیق نے اسے دبوچنے کی ہدایت کی تھی کیونکہ لئیق کے نزدیک مانی اسی آدمی کے قبضے میں ہے اور وہ اسکی جان پر ہرگز رسک نہیں لے سکتا تھا۔

وہیں لوئے کی آتی کال پر جب یہاں کے سارے حالات زائشہ نے اس سر پھرے راک سٹار کو بتائے تو وہ جو انٹرویو کے بکھیرے سمیٹ کر لارا کو دبوچنے کا کوئی بڑا خرفاتی پلین سوچ رہا تھا، ان انکشافات پر اپنے کچن سے کافی کے سیپ لیتا نکلا۔

"ان بیلوایبل! بروُنے شادی کرلی۔۔۔ قسم سے اس پر یقین کرنا، سورج کے مغرب سے نکلنے پر یقین کرنے سا ہے۔ کون بچاری ہے جسکی زندگی کے دن گنے جا چکے، مطلب کس نے یہ دل گردے کا معرکہ سرانجام دیا مام"

ساری اہم باتیں چھوڑ کر وہ جس بات پر حیرت ظاہر کرتے بڑبڑایا اس پر زائشہ اور تپی۔

"تم دوسروں کے کارناموں کو چھوڑو، یہ بتاو کب واپس آرہے ہو؟ لوئے ایک بات بتا رہی ہوں اگر تم نے بھی کوئی گل کھلایا تو مجھ سے برا کوئی نہ

ہو گا، جلدی واپس آو تا کہ تمہاری شادی کروں۔ ہو گیا تمہارا کانسرٹ اب کیا وہاں بیٹھے مکھیاں مار رہے ہو، یا پھر ماں کو ستانے کا تم نے بھی ٹھیکہ اٹھایا ہے"

وہ ساتھ ساتھ ریڈی بھی ہو رہی تھی اور لوئے کو دھمکی بھی دی جس پر وہ شرانگیز مسکراتا ہوا وہیں لاونج میں پاوں پسارے بیٹھا کیونکہ جانتا تھا جو وہ کرنے کا سوچ چکا ہے اس سے زائشہ علوی کے ساتھ ساتھ بابا کی جوتیوں کی بھی پوری امید تھی کہ وہ سر پر نان سٹاپ برسیں گی۔

"اوہ مام چل یار، کونسرٹ کے بعد بھی سو فارمیلٹیز ہوتیں، آپکا بیٹا فینس ہی اتنا ہے کہ فینز پیچھا ہی نہیں چھوڑ رہے، رہی بات معرکے کی تو برونے اتنا دھچکا دیا تو میں کیسے پیچھے رہ سکتا ہوں، آخر انہی کا جانشین ہوں، سنڈے تک آپکے ساتھ ہوں گا میری آفت مما جان، ود آسرپرائز۔۔۔۔"

اسکے اس طرز کے شوخ، ہنگامہ خیز جواب نے زائشہ کو اور پریشان کیا اور حد یہ کہ وہ آفت کا پرکالہ، یہ گل فشانیاں کرنے کے بعد عزت افزائی کے

خوف سے کال بھی کاٹ چکا تھا اور زائشہ کو اسکی یہ حرکت مزید اریٹیٹ کر گئی، لوئے بہزاد سے بھی اسے کسی اچھے کی امید نہ تھی تبھی تو اسکا دل اپنا سر کسی دیوار سے دے مارنے کو چاہ رہا تھا۔

..._____..

جیسے ہی لعلین لاونج میں انٹر ہوئی، شہریار کو دیکھ کر لعلین کی آنکھوں میں تکلیف امڈی جو اس کے قریب آتے آتے اسکے پیچھے ہی انٹر ہوتے دستگیر کو دیکھ کر چہرے پر آتی شناسائی سہولت سے گھوٹ گیا۔

رسمی علیک سلیک نے بعد شہریار نے پیشہ وارانہ انداز میں لعلین کا بیان لیا جس میں اس نے لئیق کے اسے قید کر کے رکھنے کی تردید کی اور اسی دوران دستگیر نے جان بوجھ کر کسی آتی کال کا بہانہ کیے کمرے سے باہر کی راہ لی اور اس کے باہر جاتے ہی لعلین نے اٹھ کر اسکی طرف قدم بڑھائے جو خود

لعلین کی بھیگی آنکھیں دیکھ کر تکلیف میں اترا اٹھ کر اسکی اور لپکا، اپنی بیسٹ فرینڈ کو جس جہنم میں وہ جھونک چکا تھا، اس گناہ کی معافی تو اسے مر کر بھی نہ ملتی۔

لال! مت رو۔۔۔یو آر آبریو گرل۔۔ کیسی ہو، بہت مشکل سے تمہیں" ڈھونڈا۔امید ہے تمہیں بلیک ڈائمنڈ کے خطرناک ہونے کا پتا چل چکا ہو گا، رومت میں آگیا ہوں۔ تمہیں اس کے چنگل سے جلد نکال کر لے جاوں گا

"بس تم اسکے فریب میں مت آنا

قریب آئے وہ نرمی سے اسکا چہرے پر پل پل بکھرتے آنسو پونچھے جس طرح اب بھی اسے لئیق کے خلاف کر رہا تھا، باہر کھڑے ہو کر یہ سنتا دستگیر بمشکل ہی خود کو اس آدمی کا قتل کرنے سے روک سکا تھا۔

جبکہ لعلین کا دماغ اس وقت شل تھا، کس پر یقین کرے کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی۔

وہ کہتا ہے اس نے سلینا کو نہیں مارا، وہ مجھ سے تمہارا اور اس بدبخت کا نام"
جاننے کی کوشش کر رہا تھا۔ وہ یہ بھی کہہ رہا تھا کہ تم نے مجھے دھوکہ دے
کر پھنسایا ہے، تم بولو کہ یہ سب جھوٹ ہے شیری۔م۔۔میں تو تمہاری
"بیسٹ فرینڈ ہوں، تم میرے ساتھ اتنا برا تھوڑی کر سکتے ہو
وہ اتنی بہادر، نڈر اور ہمت والی لعلین جس طرح اسکے سامنے تاسف سے رو
رہی تھی، شہریار کو اپنے گناہ کانٹوں سے تن من میں چبھے، آنکھوں میں
جیسے کسی نے مٹھی بھر ریت جھونک دی ہو۔

بالکل وہ جھوٹ بول رہا ہے، وہی مجرم ہے اور اب تم اسے جان سے مارو"
گی۔اس قید کو اپنا فائدہ بناو، جتنی جلدی ہو سکے اسکا کام ختم کرو، تمہیں
یہاں سے بحفاظت نکال کر لے جاوں گا۔ مجھ پر بھروسا رکھو، میں سچا ہوں
اور وہ تمہیں ورغلا کر بچنا چاہتا ہے۔ سلینا کے قاتل کے اتنے قریب پہنچ کر
"تم اسے بنا سزا دیے اس قید سے نکل جاو گی تو تمہیں سکون کیسے ملے گا

اپنی زہریلی ہمدردی وہ ہنود لال کو کسیلا کرنے کے لیے جتا رہا تھا، اور یہ جانتے بوجھتے کہ دھوکہ تو اپنا سایہ بھی دے سکتا ہے، تب بھی وہ شہریار پر یقین کرنے کی غلطی کر رہی تھی اور یہ سب باہر کھڑے دستگیر سے سننا محال ہو رہا تھا، اس کمینے آدمی کے سارے کھیل پر دستگیر کے جسم کا لہو کھول چکا تھا۔

"م۔میں مار دوں گی لئیق کو، پر تم مجھے دھوکہ مت دینا شیری۔۔۔پلیز"

وہ انتقام میں اندھی ہوئے آخر تک جس طرح لرزتی آواز پر قابو پائے حسرت سے بولی خود شہریار نے چہرے پر منصوعی دُکھ درد کا جہاں اتار کیا۔

"ہمم نہیں دوں گا"

ناجانے وہ اتنی سفاکی سے اسے دیکھ کر جھوٹ کیسے بول رہا تھا۔

ہ۔۔ہارون! تم سے ملنا چاہتا ہے۔اپنا کام آج ہی پورا کر دینا، میں تمہیں"

"کل رات لینے آوں گا

وہ اسے سرگوشی میں تاکید کرتا بولا مگر لعلین نے اسکا صرف پہلا جملہ سن کر ہی خود میں آگ لگتی محسوس کی، اس بدبخت کا ذکر ہی لعلین کے اندر سب بھسم کر گیا۔

"اس سے ملتی ہے میری جوتی، اگر تم نے دوبارہ مجھے اسکا پیغام دیا تو تم میرا وہ سب اعتبار کھو دو گے جو پہلے ہی ڈگمگا چکا ہے، جس پر لال لعنت بھیج دے اس سے ملنا تو دور، اسے دیکھنا بھی خود پر ممنوع کر لیتی ہے۔ اور تمہارا اس کے ساتھ کیوں رابطہ ہے شیری، ہماری کمٹمنٹ ہوئی تھی ناں کہ تم اس سے اپنی دوستی توڑ دو گے، پھر اس نے تمہیں یہ پیغام دینے کی جرت بھی کیسے کی"

وہ یکدم اذیت سے چیخی، اسے شیری کا پیغام دینا جس طرح آگ لگا گیا، یہ معاملہ بھی دستگیر کے لیے توجہ طلب تھا، جبکہ یہ لڑکی چیخ کر شہریار کے سارے پلین کا ستیاناس کرنے کے چکر میں تھی تبھی وہ اپنا ہاتھ اسکی چیخ

گھوٹنے کو اسکے منہ پر جمائے گھورا تو کئی آنسو لعلین کی جلتی آنکھوں سے بہہ نکلے۔

"ششش، کیا کر رہی ہو۔ کسی کو پتا چل گیا تو سب برباد ہو جائے گا، میری اس سے کوئی دوستی نہیں۔ وہ تو ایک ان نون نمبر سے اسکی کال آئی، گڑگڑا کر اس نے مجھ سے یہ التجاء کی، بالکل جیسے پھانسی لگتے بے گناہ مجرم کے حلق سے چینخیں نکلتی ہیں۔ تمہاری اسکے لیے نفرت بجا لیکن ایک بار اسے بھی سن لو، کیا پتا حقیقت کچھ اور ہو۔ تمہارے ساتھ اس دن جو ہوا، وہ اسکے نشے میں ہونے کی وجہ سے ہوا تھا، اپنے ناکردہ جرم کی وہ دو سال سزا بھگت تو چکا ہے لال، اسکے تو اپنے گناہ ہی اسکی جان لینے کو کافی ہیں، تمہاری بد عائیں تو اسکو سالم نگل رہی ہیں۔ میرا کام تھا تم تک اسکا پیغام پہنچانا، باقی تمہاری مرضی"

یہ سب باتیں جہاں لعلین کے چہرے پر لمحہ بہ لمحہ نفرت سمیٹ لائیں وہیں دستگیر کے لیے یہ سب بہت بڑے دھچکے سا تھا، اسکے چہرے پر سفیدی چھا چکی تھی۔

اور اسکے بعد اندر حائل ہوتی خاموشی بھانپتا دستگیر، چہرے پر دھیمی منصوعی مسکراہٹ سجاتا اندر داخل ہوا تو شہریار جدون نے بھی چہرے کے تباہ تاثرات درست کیے لال اور اپنے بیچ فاصلہ بنایا مگر دستگیر کی آنکھوں سے لعلین کی سرخ آنکھیں نہ چھپ سکیں جوان دونوں کو بنا دیکھتی چپ چاپ تیزی سے وہاں سے چلی گئی۔

یہ کسی کی شرارت ہو سکتی ہے دستگیر، لعلین نے اپنا بیان دے دیا ہے کہ " اسے کسی نے قید نہیں کیا۔ معاملہ شہر کے جانے مانے بزنس آئی کن کا تھا سو مجھے تفتیش کے لیے خود آنا پڑا، آئی ہوپ سو کہ مسٹر لئیق برا نہیں منائیں گے۔اب مجھے اجازت "

پیشہ وارنہ سنجیدگی چہرے پر سجائے وہ دستگیر سے مخاطب ہوئے کہہ کر نکلا تو دستگیر نے اسکے کمرے سے نکلتے ہی فون پر لئیق تک کوئی پیغام ارسال کیا جو رایان کو پہلے ہی جندل محل بجھوا چکا تھا۔

جیسے ہی شہریار جدون کی گاڑی جندل محل سے نکلی، سحر اور رایان نے اپنی کچھ فاصلے پر رکی گاڑی بھی سٹارٹ کر دی۔

لئیق نے ان دونوں کو شہریار کا ایک مناسب فاصلے پر رہ کر پیچھا کرنے کا کہا تھا کیونکہ دستگیر نے جو حقائق شہریار کے جانے کے بعد لئیق تک پہنچائے، اسکے بعد لئیق خود اس آدمی سے نمٹنا چاہتا تھا۔

شہریار پہلے تھانے ہی گیا، اپنے اہل کاروں کو تھانے چھوڑے وہ سیدھا اپنے گھر گیا۔

مما اور بابا کے ساتھ مطمئین ہوئے لنچ کرنے کے بعد وہ گھر سے بنا گاڑی کے نکلا تو سحر اور رایان نے بھی اپنی گاڑی وہیں پارک کی، رایان نے سحر کو

واپس جانے کی تاکید کرتے خود اپنی گن نکال کر گاڑی سے اترا اور ایک مناسب فاصلے پر رہ کر اس نے شہریار کا پیچھا کیا جو ایک گھنٹے کی پیدل واک کے بعد ارد گرد کا جائزہ لیتا سڑک کنارے بنے جنگلی راستے کی طرف بڑھا اور رایان پل پل اسکا پیچھا کر رہا تھا۔

جبکہ اپنے آفس میں بیٹھا لئیق پل پل کمپوٹر سکرین پر رایان کی لوکیشن پر نظر رکھے ہوئے تھا، اور جب اسے رایان کے رک جانے کا احساس ہوا تو وہ بھی چہرے پر ماسک چڑھاتا، اپنی گن لیے ڈیپارٹمنٹ سے نکل گیا۔

شہریار وہاں سے سیدھا اسی کاٹیج کی طرف گیا تھا جہاں اس نے مانی کو رکھا تھا، لئیق کا یہ پلین بھی کامیاب دیکھائی دے رہا تھا۔

.._____..

آپ خود کو سنبھالیں مدیحہ آنٹی، مانی جلد مل جائے گی، اس مشکل گھڑی"
"میں ہم سب آپکے ساتھ ہیں

زائشہ اپنا زہر پھیلانے اور خود کو اچھا پیش کرنے آفریدی حویلی بھی پہنچ چکی تھی، مدیحہ بھلے بہتر تھیں مگر انکی خاموشی میں ہی طوفان سمٹے تھے، وہ صبور اور زائشہ کے آنے پر اپنے آنسو اور تکلیف دبائے بیٹھی تھیں۔

شکریہ تمہارا زائشہ، لیکن مجھے اس وقت کسی دلاسے سے صبر نہیں آئے"
گا۔ تم اور صبور یہاں آئیں، بہت اچھا کیا لیکن ابھی میرے پاس کہنے سننے کو
کچھ نہیں۔ جب تک میری پوتی نہیں لوٹ آتی، میری تکلیف ہر گز کم نہیں
"ہو گی

وہ خوبصورت نقوش کی مالک نفیس سی خاتون تھیں جنکا اوڑھنا پہننا ہی بہت پر کشش تھا مگر اس وقت وہ بہت برے وقت سے گزر رہی تھیں، صبور نے بھی زائشہ کی طرف یوں دیکھا جیسے کہہ رہی ہو ہمیں یہاں مزید رک کر انکے دکھ بڑھانے نہیں چاہیں۔

جبکہ زائشہ تو ایسے معاملات میں چسکے لینے کی ماہر تھی، دل ہی دل میں تو وہ مانی کے گم ہو جانے پر بالکل اداس نہ تھی، اسکی یہ جھوٹی فکر لٹاتے روپ صرف اسکا اوپر وی چہرہ تھے۔

بھجت نے انکے لیے نرس ارینج کروالی تھی سو نیہا بھی انکے ساتھ جانے والی تھی۔

"آپ اداس نہ ہوں، مانی جلد مل جائے گی۔ ہم آپکے دکھ میں کمی تو نہیں کر سکتے مگر دعا ہے آپکی اور بھجت بھائی کی یہ آزمائش زیادہ طویل نہ ہو۔ اب ہمیں اجازت دیں"

صبور کی نرمی اور اسکا بیٹی کی طرح فکر سے مخاطب ہونا مدیحہ کو کچھ ڈھارس دے گیا، وہ زائشہ کو تو بالکل پسند نہ کرتی تھیں مگر زائشہ کی بھانجی انکو ضرور پسند تھی۔

"ٹھیک ہے بچے"

مدیحہ آفریدی نے رسان سے اسکی گال سہلائی تو وہ تینوں ہی اجازت لیے حویلی سے نکل گئے۔

جبکہ نرس کی ہمہ وقت مدیحہ آفریدی کے پاس رہنے کی ڈیوٹی تھی، لئیق کا بھجت کے ساتھ مسلسل رابطہ تھا جس نے اسے پوری امید دلائی تھی کہ آج ہی وہ مانی کو بازیاب کروالے گا۔

وہ کمرے میں آیا تو دادو بیڈ کی پشت سے ٹیک لگائے تسبیح پڑھنے میں مشغول تھیں، انکی بند آنکھوں سے بہتی نمی بھجت کے دل میں درد جگا گئی تبھی وہ بے آواز قریب آیا اور دادو کے قدموں میں جا بیٹھا۔

وہ اس سے شدید برہم تھیں اور برحق تھیں۔

جب بھجت نے انکے پیروں کو چھوا تو وہ اپنی درد کرتی آنکھیں کھول کر اسے جن نظروں سے دیکھنے لگیں وہ بھجت کو دل پر آرے کی طرح چلتی محسوس ہوئیں۔

اگرمانی کو کچھ ہوا تو نہ میں تمہیں بخشوں گی نا لئیق کو، تم دونوں نے بنا"
میری مرضی اور شمولیت کے نکاح کیے، اسکا حساب تو لوں گی مگر تم دونوں
کے ہوتے ہوئے اسے کوئی اٹھا لے گیا، اس پر ہر گز معاف نہیں کروں
"گی

غم زدہ لہجہ، کسیلے الفاظ جو انکی تکلیف کے ترجمان تھے مگر بھجت کو مزید
اذیت کے پاتال میں جھونک گئے، دادو کی ناراض نظریں سہنا وبال جان
تھا۔

آپکی ناراضگی بجا ہے مگر اب جو ہو گیا اسے بدلا نہیں جا سکتا، آپ مجھ پر"
ہاتھ اٹھا لیں، چیخ لیں مگر یوں منہ مت موڑیں۔ لئیق کل سے اسے ڈھونڈ
رہا، میرے لوگ جگہ جگہ تلاش کر رہے ہیں۔ وہ مل جائے گی آپ پریشان
"مت ہوں

اسکے مضبوط لہجے میں نمی تھی،اور جس طرح مدیحہ آفریدی نے اس سے ناگواری عیاں کیے منہ موڑا، وہ اس درجہ سبکی پر تڑپ اٹھا،مانی کے ملنے کی امید بھی دلائی مگر انکی خوانخوار سرخ آنکھوں سے پڑتی ایک نظر ہی بھجت کا سارا حوصلہ بہالے گئی۔

"کس حق سے ؟میری اہمیت ہوتی تو تم دونوں میری موجودگی کو اہم جانتے۔مانی تو بچی تھی، لیکن تم دونوں تو اچھے بھلے سمجھدار تھے، بہت افسوس ہے مجھے تم دونوں پر۔مانی کو جلدی میرے پاس لاو ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا بھجت، کیا منہ دیکھاوں گی تمہارے ماں باپ کو؟ کیوں تم سب میرا بڑھا پا رولنے پر تلے ہو۔۔۔چلے جاو یہاں سے، یوں بے بس بن کر بیٹھے زہر لگ رہے ہو"

وہ بھلے سخت ہو رہی تھیں مگر برحق تھیں،انکی ناراضگی بجا تھی پر بھجت کو ان سے ایسی ؤبے حسی کی امید بالکل نہ تھی، وہ تو یہ امید کیے بیٹھا تھا کہ وہ کم

ازکم اسکے احساسات ضرور سمجھیں گی مگر دادو نے تو اسکی تکلیف کو دگنا کر دیا۔

وہ کمرے سے نکل تو آیا پر سانس لینے کو ہوا کی دستیابی متاثر ہوئی تو یونہی چلتا ہوا باہر حویلی کے لان میں چلا آیا۔

انتظار کی سولی پر لٹکنا مشکل تھا۔

وہیں دوسری طرف ہمایوں ٹی وی پر کوئی نیوز دیکھ رہے تھے تبھی بھجت کے حوالے سے نیوز کی سرخی دیکھتے انکا چینل بدلتا ہاتھ رکا اور وہ وہاں دیکھائی کپل فوٹو دیکھ کر ٹھٹکے۔

"مشہور و معارف سیاسی کارکن اور منسٹر بھجت آفریدی کی بیوی کے غائب ہونے کے بعد اب انکی بہن بھی مصیبت میں مبتلا ہو چکی ہیں، انکی تلاش جاری ہے مگر ابھی تک پولیس انکی بہن آمنہ آفریدی کو بازیاب نہیں کروا سکی"

چینل پر میڈیا رپورٹر اسی خبر کو سنائے سنسنی پھیلا رہا تھا اور اس کپل فوٹو میں دیکھائی جاتی سلینا نامی لڑکی کی تصویر دیکھتے ہمایوں آفریدی کے ذہن میں جھماکہ سا ہوا۔

اوہ مائی گارڈ، تو وہ لڑکی سلینا تھی۔۔۔۔۔ لیکن اس نے اپنا نام ماریہ کیوں"

"بتایا

تپا دینے والی یہ سچائی انکو جبڑے بھینچنے پر مجبور کر گئی تبھی وہ اپنا فون لیے صوفے سے اٹھے اور کسی کا نمبر ڈائل کیا۔

وہ اس وقت لان میں گہرے گہرے سانس بھرتا چہل قدمی کر رہا تھا جب پینٹ کی جیب میں رنگ کرتے فون نے اسکی توجہ اپنی سمت کھینچی۔

فون نکالا تو اس پر ہمایوں کیانی کی آتی کال نے بجھت کے چہرے پر خفیف سی بیزارئیت سمیٹ لائی، بے دلی کے باوجود بھجت نے اسکی کال اٹھائے فون کان سے لگایا۔

"کیسے ہیں مسٹر بھجت، آپکی بہن کا سنا۔ بہت دکھ ہوا، سیاسی مخالفت اپنی جگہ مگر بہن بیٹیاں سب کی سانجھی ہوتی ہیں، خود کو بالکل اکیلا مت سمجھیے گا، میرے لائق کوئی کام ہو تو ضرور بتائیں"

ہمایوں ایک اچھے انسان تو تھے مگر سیاست میں کسی کی دوستی، دشمنی سے کم نہیں ہوتی تھی سو وہ اس فیلڈ میں حریف بنانے کے زیادہ قائل تھے جبکہ بھجت نے اسکے کنسرن کو محسوس کیے اپنی خفگی ختم کی۔

"آپ نے اس مشکل گھڑی یاد کیا یہی بہت ہے مسٹر ہمایوں کیانی، بہت شکریہ۔ جلد اسے ڈھونڈ لیں گے"

وہ سنجیدہ مگر افسردہ انداز میں بولا جس پر ہمایوں نے ہچکچاتے ہوئے کچھ کہنا چاہا، انھیں سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ انھیں بھجت کو سلینا کا بتانا چاہیے یا نہیں۔

"ان شاءاللہ، میری نیک تمنائیں آپکے ساتھ ہیں۔ ایک اور بھی بات کرنی تھی اگر آپ تحمل سے بنا غصہ کیے مجھے سنیں تو"

ہمایوں کا تمہید باندھنا ہی بھجت کو تشویش میں مبتلا کر چکا تھا۔

"جی کہیں کیا بات ہے"

بھجت نے جواباً سنجیدگی سے جواب دیا تو ہمایوں کو یہ سب کہنے کی ہمت ملی۔

دراصل کل میری گاڑی سے ایک فی میل ٹکراتے ٹکراتے بچی تھیں،"
میں انکو ہمدردی کے ناطے گھر لے آیا۔ وہ بہت بری کنڈیشن میں تھیں
جیسے کسی قید وغیرہ سے نکلی ہوں، میں نے جب انکا چہرہ دیکھا تبھی ذہن
میں شک آیا کہ میں انھیں پہلے بھی کبھی دیکھ چکا ہوں۔ وہ ہوش میں آئیں تو
جانے کی ضد کرنے لگیں، کچھ بہتر تھیں تو میں نے بھی جانے دیا۔ لیکن
ابھی نیوز میں آپکی اور سلینا کی تصویر دیکھنے کے بعد مجھے یاد آیا کہ میں نے
"ان کو کہاں دیکھا تھا

ہمایوں کی یہ سب باتیں بھجت کے ذہن کو معاوف سا کر گئیں اور تبھی وہ
سمجھ نہ سکا کہ آخر یہ ہمایوں کہنا کیا چاہتا ہے۔

"کیا مطلب؟ کون تھی وہ؟"

بھجت نے جھنجھلا کر استفسار کیا۔

"سلینا، آپکی وائف لیکن تعجب کی بات یہ ہے کہ وہ مجھے اپنا جھوٹا نام بتا کر یہاں سے بہت گھبرائے انداز میں نکل گئیں"

بھجت کے سر پر تو اس کے پہلے جملے نے ہی بم گرا دیا، آنکھیں تکلیف سے بھر جل اٹھیں۔

"مجھے نہیں پتا کہ انہوں نے جھوٹ کیوں بولا مگر وہ اچھی حالت میں نہیں تھیں، کلائیوں میں رسیوں کے نشان تھے، لباس گرد آلود تھا اور خود بھی بہت بیمار سی لگ رہی تھیں۔ مجھے ضروری لگا تو سوچا یہ سب آپکو بتا دوں"

ہمایوں نے یہ اپنی طرف سے نیکی ہی کی تھی ورنہ وہ خود سلینا کو تلاش کر کے بھجت کو بلیک میل بھی کر سکتا تھا مگر وہ اس وقت بھجت کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر انسانیت کے درجے سے ہر گز نہیں گر سکتا تھا۔

"ہمایوں کیانی، یہ سب بتانے کے لیے آپکا شکریہ"

بڑے ضبط سے وہ کہہ کر فون بند کر سکا تھا، آنکھوں میں اذیت سی ہلکورے لے رہی تھی۔

ہاتھوں میں رسیوں کے نشان، گرد آلود لباس، نڈھال سلینا، یہ سب بھجت کے اندر ہلچل برپا کر چکے تھے، اسے تو پہلے بھی شک تھا کہ سلینا یہ سب نہیں کر سکتی اور اب تو اس لڑکی کے لیے دل از سر نو تڑپ اٹھا تھا۔

آخر سچ کیا ہے؟ کہاں ہو تم سلینا۔ تمہیں کس نے قید کیا تھا۔ یا اللہ میری"
"اور کتنی آزمائش لیں گے آپ؟

وہ تھک ہار کر کرسی سنبھالے بیٹھا، ملال تھا کہ کسی نوکیلے کانٹے کی طرح تن من میں چبھ رہا تھا۔

یہی حال سلینا کا تھا، عینی اسکی طبعیت کی وجہ سے اسکے پاس رک گئیں مگر پرکاش واپس چلے گئے تھے۔

انہوں نے شام پانچ تک لال کے آنے کا انتظار کیا مگر وہ نہیں آئی تھی۔

جب سلینا نے اپنے ماں بننے والے ڈرامے کا عینی کو بتایا تو وہ اور افسردہ ہوئیں۔

"جتنا اس خبیث نے تمہیں تڑپایا ہے، خود بھی تڑپے گا۔ جب اسکے کرتوت افراہیم بھائی اور گل لالہ کو پتا چلیں گے تو انکی تو دنیا اجڑ جائے گی۔ تم نے بہت سمجھداری سے اپنا بچاو کیا، بس لال اسکے شر سے بچ جائے، کل تک انتظار کرتے ہیں پھر افراہیم بھائی کے پاس چلیں گے، اس بدبخت کی حقیقت انکو بتانی پڑے گی"

عینی کے پاس ہونے نے سلینا کو بہت ہمت دی تھی ورنہ وہ تو جس ذہنی دباو میں تھی، اس سے اسکی دماغی کوئی نس پھٹ جاتی۔

عینی نے جو کل کے لیے سوچا وہ بہت زبردست تھا مگر لئیق نے اس سے پہلے ہی شہریار جدون کو جکڑنے کا پلین بنا رکھا تھا سو ممکن تھا کل کا دن سب بدل جاتا۔

وہ دن سے یہاں موجود تھا، عجیب بے دلی سی اندر باہر حاوی تھی، ردا کی دیکھ بھال کے بعد وہ بہتر تو تھی پر اسکے آنسو بہنا اب بھی جاری تھے، خود رایان نے نا صرف اس کا پیچھا کیا تھا بلکہ لئیق کو لوکیشن بھیجے اسکے یہاں تک پہنچنے پر وہ اپنے لوگوں کے سنگ شہریار جدون کو چاروں طرف سے گھیر بھی چکا تھا مگر لئیق کا اصرار تھا کہ کسی بھی حملے سے پہلے وہ یہاں مانی کی موجودگی کی تصدیق کرنا چاہتا ہے۔

اپنے عقب سے سوکھے پتوں کی چڑ چڑاہٹ پر شہریار پلٹا تو نم آنکھوں سے اسے دیکھتی مانی کو یہاں باہر دیکھتا وہ ہڑ بڑا کر اٹھا، لئیق کی نظر درخت کی اوٹ سے ان پر جمی تھی، مانی کا چہرہ وہ دیکھ چکا تھا مگر شہریار جس طرح اسکا

ہاتھ پکڑے اسے اندر لے کر گیا، لئیق نے بڑی مشکل سے اپنے عتاب پر بند ھ باندھا۔

اس شہر یار جدون سے میں خود نمٹوں گا، تم اسکے باقی لوگوں کو سنبھالو"
"رایان۔ کوئی بھی بھاگ کر جانا نہیں چاہیے
رایان کو ائیر فون سے لئیق کی بلند ہوتی برہم آواز آئی جس پر وہ منہ پر ماسک چڑھائے اپنی گن لوڈ کرتا کاٹیج کے باہر مٹر گشت کرتے تین چار آدمیوں کی سمت لپکا وہیں لئیق نے بھی آہستہ آہستہ اپنے قدم کوٹیج کی سمت بڑھائے۔

کیوں آئی تھی باہر، تمہیں تمہاری طبعیت کی وجہ سے باندھ کر نہیں"
"رکھا۔ اور یوں گھور کیوں رہی ہو
اسکی کلائی اندر لا کر آزاد کیے وہ برہمی سے گھورا جبکہ مانی کی دلخراش نظریں اسکے آر پار ہو رہی تھیں۔

شیری! آپ مجھ سے م۔۔ محبت کرلیں ناں۔۔۔ میں آپکو معاف کردوں"
گی۔م۔۔ میں آپ کے بنا کیسے رہوں گی، آپ مجھے سب سے دور تو لے ہی
"آئے ہیں، اپنے آپ سے دور مت کریں
اسکا دماغ پہلے ہی گھوما تھا اوپر سے مانی کے مزید یہ الٹے تقاضے اسکا خون کھولا
گئے۔

"کیا بکواس کر رہی ہو؟ ہوش میں تو ہو؟"
بمشکل اس لڑکی کا منہ توڑنے سے وہ باز رہ سکا کیونکہ اس پاگل لڑکی کو چند
گھنٹوں میں ہی وہ اپنی زندگی کی سب سے بڑی بھول مان چکا تھا، مانی کی
آنکھوں سے بہتے آنسو عجیب تڑپ لیے ہوئے تھے۔
آپ سب برے کام چھوڑ کر میرے بھائیوں سے معافی مانگو گے تو وہ آپکو"
مانی ضرور دے دیں گے، م۔۔ میں نے آپ سے سچ میں محبت کی ہے،

پ۔۔پلیز آپ بھی کر لیں۔۔۔میں یہ ی یقیں خود کو نہیں دلا پا رہی کہ
"آپ جھوٹے ا۔۔اور فریبی ہیں، پلیز شیری
سب جانتے بوجھتے بھی وہ لڑکی اس سے اپنی محبت اور جذبات ویسے ہی
جوڑے جو منت بھرے دلسوز انداز میں بولی، وہ شہریار کو واقعی طیش دلا
گیا، تبھی اس نے مانی کی بازو بے دردی سے پکڑے اپنی طرف کھینچے اسکی
آنکھوں میں اپنی خونخوار آنکھیں ڈالیں۔

تم جس عمر میں ہو ناں، یہ محبت کی نہیں پڑھائی کی ہے۔ تمہیں بتا چکا ہوں"
کہ یہ سب میری سازش تھی۔ سو دوبارہ ایسی بکواس کی تو بے موت میرے
ہاتھوں مرو گی۔ کل میرا کام ہوتے ہی تمہیں میرے لوگ واپس تمہارے
"گھر چھوڑ دیں گے۔ یہ قصہ یہیں ختم ہو گا سمجھی تم
وہ لڑکی الٹا اسکے گلے پڑنے کے چکروں میں تھی اور شہریار کی چڑ اسے اور برا
رلا گئی، وہ اکھڑے اکھڑے سانس لیتی ہچکیوں کی زد میں کانپتی سسکنے لگی۔

اور اسکی یہ آہیں شہریار کو اپنے دماغ کو سن کرتی محسوس ہو رہی تھیں۔

"مانی اپنا رونا بند کرو"

وہ حلق کے بل دھاڑا تھا اور وہیں رایان نے جہاں اسکے باقی لوگ ٹھکانے لگائے وہیں لئیق کے قدم کاٹیج کے دروازے پر رکے جہاں سے اسے دروازے کی زرا سی کھلی درز سے مانی اور شہریار واضح نظر آ رہے تھے۔

لئیق نے حقارت کے سنگ اپنی گن پر پکڑ بڑھائی مگر اس سے پہلے وہ اس شیطان نما انسپیکٹر کو دبوچتا، مانی نے کچھ ایسا کہا کہ لئیق کے ہاتھ تھمے، جبکہ شہریار جدون کا چہرہ اسکے حواس جھوڑ گیا۔

"نہیں، آپکو مجھ سے اتنی آسانی سے نجات نہیں ملے گی شہریار۔ کسی خوش فہمی میں مت رہیے گا، آپ نے مجھے اپنے مقاصد کے لیے جتنا استعمال کرنا تھا کر لیا، یا تو آپ مجھے اسی وقت ماریں یا پھر مجھ سے محبت کریں۔ ورنہ میں آپکو جان سے مار دوں گی۔ میں آپکو اتنی آسانی سے سب

ختم نہیں کرنے دوں گی، آپ نے میرے دل کے ساتھ کھیلا تو سزا
بھگتنیں، بھاگے تو بزدل کہلائیں گے۔اگر کھیل کھیلا ہے تو اسکی سزا سہنے
"کے لیے بھی دل بڑا رکھیں

یکدم ہی وہ اپنے آنسو رگڑتی انتقامی ہو کر چینخی اور اس سے پہلے لئیق اپنی گن ٹھیک شہریار پر تانے اندر آتا، وہ سر چکرانے پر وہیں گرنے لگی تو اسکی سمت شہریار اور لئیق ایک ساتھ بڑھے مگر دونوں کے پہنچنے تک مانی ہوش سے بیگانی ہو کر زمین پر گر چکی تھی جبکہ شہریار جو اسکے گرتے ہی اسکی سمت لپک کر بیٹھا، اپنی کن پٹی سے جڑتی گن پر ٹھٹکا۔

اسکا ایک ہاتھ مانی کی گال سے جڑا تھا جبکہ آنکھیں جب اٹھیں تو وہیں خوف و حراس سے ٹھہر گئیں۔

"تمہارا کھیل ختم ہوا ڈیول"

شہریار کے چہرے کا رنگ تب فق ہوا جب لئیق نے اپنے چہرے سے ماسک ہٹائے اسکی آنکھوں میں دیکھتے جتایا جبکہ مانی کی اکھڑتی سانسوں نے ان دونوں کی توجہ ایک دوسرے سے ہٹائے کھینچی تو سارے حساب دھرے کے دھرے رہ گئے۔

!رہ گئی تو بس مانی کی اکھڑتی سانسوں کی بحالی کی کوشش

وہیں دوسری طرف شام لعلین نے کمرے میں گھٹن سی محسوس کی تو وہ اپنے کمرے سے یونہی لان میں جانے کو نکلی مگر اسکے قدم زائشہ علوی کی اونچی آواز پر تھمے جو اس وقت اپنے روم میں فرہاد علوی سے کسی بات پر بعث کر رہی تھیں۔

لعلین نے وہیں دیوار کی اوٹ میں ہو کر اندر چلتی بات سننے کی کوشش کی، لئیق سے جڑے ہر فرد کی کمزوری جاننا ہی اب اسکا اشتیاق تھا۔

تمہاری ساس کے تو نخرے ہی اتنے ہائی ہیں کہ میں تو حیرت زدہ رہ گئی،"
مانی کے کرتوت پر انھیں تو ڈوب مرنا چاہیے تھا۔ مجھے تو اب پکا لگ رہا ہے
کہ وہ اپنے کسی عاشق کے ساتھ بھاگ گئی ہے۔ ویسے کبھی کبھی تو مجھے نور
"کے لیے بھی یہی لگتا
وہ ڈریسنگ کے سامنے کھڑی ہو کر اپنے حسن کو دہکائے زہر اگل رہی تھی
اور فرہاد علوی ایک بار پھر انگزائٹی میں لپٹے عجیب جھٹکے کھاتے اسکی آخری
بات پر عتاب زدہ ہوئے جبڑے بھینچ گیے، لعلین نے بڑی دلچسپی سے فرہاد
صاحب کے ری ایکشن دیکھے جو عجیب سی حالت میں تھے، دروازہ کھلا
ہونے کے باعث وہ انکو باآسانی دیکھ سکتی تھی۔
"ا۔۔ایسا مت بولو زائشہ، تمہیں اللہ کا کوئی خوف نہیں"
فرہاد یوں تڑپ کر گڑگڑائے کہ لعلین کو واقعی دھچکا لگا، بیٹا شیطان اور باپ
اتنا بزدل۔ جس کی بیوی کے آگے زبان بھی نہیں کھل رہی تھی، لال کی
ساری اداسی تو اس مزے دار حقیقت پر ہی اڑ گئی۔

بالکل کوئی خوف نہیں، میں تو سچ ہی کہتی ہوں۔اور سچ یونہی مرچیں لگاتا"
"ہے۔ خیر اب تم یہ جھٹکے کھانا مت شروع کرو، میڈیسن لو اور سو جاو۔
اس عورت کا ایسا رویہ لعلین کے لیے بھی ایک شاک تھا، تبھی لال انہی
خیالوں میں باورچی خانے کی طرف بڑھ گئی، نیہا اور مریم بی ڈنر کی تیاری
میں مصروف تھے جبکہ صبور وہیں کرسی پر بیٹھی کوئی میگزین پڑھنے میں
مصروف تھی، لعلین کو آتا دیکھ کر سب ہی مسکرائیں، جبکہ اسے بہت زور
کی بھوک لگ رہی تھی اور ان دو کی تیاری سے لگ رہا تھا ابھی ڈنر کو کم از کم
ایک گھنٹہ باقی ہے۔
"ارے بچہ! کچھ چاہیے آپکو"
مریم بی کے پیار سے پکارنے پر وہ تھوڑی ہچکچائی، اسکی نظر پاستا پر تھی جو نیہا
نے ابھی بنا کر اسے ریڈی کیے ڈش اوٹ کیا۔
"وہ مجھے بھوک لگ رہی ہے"

اسکی معصومیت پر مریم بی نے ہنستے ہوئے اسکا ملائم گال سہلایا، لال نے لنچ نہیں کیا تھا تبھی وہ اسکی پہلے ہی فکر میں مبتلا تھیں۔

"اللہ اللہ، تو اس میں کیا مشکل بچے۔ آو بیٹھ جاو۔ سب تیار ہے، نیہا سرو کرو لعلین کو۔ بیٹھ جاو"

مریم بی کا پیار بھرا انداز اسے اچھا لگا تو وہ رسان سے تشکر آمیز مسکاتی ہوئی صبور کے ساتھ ہی جا کر بیٹھی جو اپنا دھیان میگزین سے ہٹائے اس پر جما چکی تھی۔

"لئیق بہت اچھے انسان ہیں، اور مجھے بہت خوشی ہوئی کہ انکو تم جیسی انوسینٹ گرل ملی۔ ویسے تم چاہو تو ہماری دوستی ہو سکتی ہے، میں یہاں کبھی کبھی آتی ہوں پر ہم ساتھ مزے دار وقت گزار سکتے ہیں"

صبور کے بے تکلف انداز پر وہ بھی پھیکا سا ہی مسکرائی، بھلے وہ اچھی تھی پر وہ لئیق کا نام لیتی ناچاہتے ہوئے بھی لعلین کو اچھی نہ لگی، جیسے اسکے نام لینے میں ایک حق جمانے سا انداز تھا وہ لعلین کو کہیں اندر سے جیلس کر گیا۔

اور وہ خود بوجھل ہوئی کہ وہ کیوں خوامخواہ اس کے لیے ٹچی ہو رہی ہے، حالانکہ کل اسے لئیق کی جان لے کر یہاں سے چلے جانا تھا مگر پھر بھی اسکے صبح سے اب تک غائب ہونے نے لعلین کو افسردہ کیا تھا، دوسرے الفاظ میں کہیں تو وہ اسکے حق جمانے کو مس کر رہی تھی، صبح بھی اس نے اسے بہت آسانی سے الگ کمرے کی عیاشی تھما دی تھی، پھر شہریار سے ہوتی ملاقات، ہارون سے جڑی تلخ یادوں کا ذہن میں تصادم، سب اسے کمزور کر رہا تھا، اور اسکی یہ کمزوری صرف اس شخص کے روبرو آنے سے ختم ہو سکتی تھی، وہ سب جان تو چکی تھی پر ماننے پر خود کو قائل نہ کر پا رہی تھی۔

....★☆☆☆☆☆★....

مجھے دوستی کرنا کچھ خاص پسند نہیں، تم اچھی ہو لیکن میرے ٹائپ کی "
"نہیں۔ تم لئیق سے دوستی کر لو، بقول تمہارے وہ اچھا ہے تو
جس طرح لعلین نے خود کو لاپرواہ دیکھانے کے باوجود ہلکے سے سلگ کر دامن بچانے کے ساتھ یہ نایاب مشورہ دیا، صبور بہت دقت سے اپنی ہنسی روک پائی، لعلین کی خفیف سی جیلسی اسے مزہ دے گئی۔

اس سے تو میری دوستی آل ریڈی ہے، میں تو اسکی وائفی سے بھی میل "
"ملاپ بڑھانے کے چکر میں ہوں
صبور نے یہ جان بوجھ کر کہا تاکہ لعلین کو لئیق کے معاملے میں تھوڑا اور جیلس کرے جبکہ صبور کے خوامخواہ لئیق پر حق جتانے پر وہ چہرے پر آتی ناگواری واقعی نہ چھپا سکی۔

اسکی بات لعلین کو کچھ خاص پسند نہ آئی تبھی وہ اپنی جگہ سے سپاٹ چہرے کے سنگ اٹھ گئی، خود صبور کو لگا وہ ناراض سی ہوئی ہو تبھی بے قرار ہو کر اس نے کھڑی ہوتی ناراض سی لال کو دیکھا۔

میں بہت جلد اسکی زندگی سے اور اس محل سے چلی جاوں گی سو میل"

ملاپ کا کوئی فائدہ نہیں۔ مریم آنٹی کیا مجھے کھانا میرے روم میں مل جائے گا؟"

سپید پڑتے چہرے کے سنگ وہ صبور سے کہتی ساتھ ہی مریم بی سے سنجیدگی کے سنگ مخاطب ہوئی جو اثبات میں سر ہلائے مسکرائیں تو وہ کچن سے نکل کر واپس اپنے روم کی طرف جاتے جاتے ٹوئکل کو ایک نظر دیکھنے لان میں گئی تو فرہاد علوی وہیں شام سے رات کے وصل کے وقت وہیں لان میں بیٹھے گملوں میں پھول لگا رہے تھے، انکی انگزائٹی حدوں کو چھوتی تو وہ اکثر کوئی ایسا مشغلہ چنتے جو انکے اندر لگی آگ کو مدھم کر دیتا، چہرہ انکا ابھی بھی

زرد تھا، لعلین کو وہیں لان میں آتا دیکھ کر وہ چہرے پر شفیق سی مسکراہٹ سمیٹ لائے۔

"میں ہیلپ کر دوں؟"

لعلین نے انکو کسی مشکل سے دو چار دیکھتے وہیں بیٹھ کر مدد کی آفر کی اور ان سے سفید کسی موسم پھول کا پودا لے کر گملے میں بہت سلیقے سے لگایا، اور اس دوران فرہاد صاحب کی نظریں ایک لمحہ اس لڑکی سے نہ ہٹیں جو بالکل انکی لعلین نور جیسی لگتی تھی، ویسی ہی ڈریسنگ، ویسے ہی کندھوں سے اٹھے سنہری بال، ویسی ہی چہرے پر مسکراہٹ، جبکہ وہ انکی مدد دل سے کر کے خوش ہوئی۔

"تھی۔۔ تھینک یو بچے، ی۔۔ یہ تو بہت پیارا لگ رہا"

پھول کو اپنی جگہ دیکھ کر وہ پاس ہی بیٹھی لعلین کی جانب دیکھتے یوں ہنسے جیسے کوئی بچہ خوش ہوتا ہے تو وہ بھی مسکرا دی، اس پورے جندل محل میں

اسے یہی واحد شخص مظلوم لگا تھا، لیکن وہ اس تجسس میں ضرور تھی کہ وہ زائشہ علوی سے اتنے دبے کیوں رہتے ہیں، حالانکہ اگر وہ انکا موازنہ لئیق سے کرتی تو لئیق کہیں سے بھی اپنے بابا جیسا نہیں تھا۔

"مجھے خوشی ہوئی، آپ اپ سیٹ لگ رہے ہیں"

وہ انکے ساتھ ہی واک کرتی میز کرسیوں تک آئی تو لال کے سوال پر وہ اک لمحہ حیرت میں ڈوبے، وہ زائشہ کی بکواس سننے کے بعد اپنا گھٹا دم بحال کرنے لان میں چلے آئے تھے اور لعلین نے جیسے انکی پریشانی بھانپی وہ انکو نجانے کیوں عجیب سے تکلیف دے گیا۔

"ن۔۔ نہیں میں ٹھیک ہوں، ایک درخواست کروں تو بابا سمجھ کر مانو گی"

لعلین کے بھاگنے نے انکو پریشان کیا تھا اور وہ لئیق کی زندگی میں مزید بھونچال برداشت نہیں کر سکتے تھے، انکی تاسف سے بھری نظریں اور تمہید لعلین کو بھی سنجیدہ کر گئیں تبھی وہ چلتی چلتی رکی اور اپنی ساری توجہ انکی سمت مبذول کی۔

"جی کہیں"

وہ نرمی سے بولی تو انکی بے قرار آنکھوں میں درد سا ہلکورے لے اٹھا۔

تم لئیق کو کک۔۔ کبھی مت چھوڑنا، دوبارہ بھاگنا بھی مت۔۔۔وہ"

ت۔۔ تمہیں ب۔۔بہت خوش رکھے گا، اگر اس نے تمہیں اپنا بنایا ہے تو

وہ آخری سانس تک خود کو تمہارا رکھے گا، تم اسکے س۔۔ساتھ خوش رہو

"بچے۔اس جندل محل کا سکون اب تمہارے ہاتھ میں ہے

وہ جو لئیق ایزدعلوی کو جان سے مارنے کے پلین ترتیب دے رہی تھی،

حالات اسے مجبور و بے بس کرنے پر تلے تھے، وہ گہرے گہرے سانس

بھرتے اپنی درخواست دے کر لعلین کی آنکھوں میں دنیا جہاں کی تھکن

جگائے وہاں سے جا چکے تھے اور لعلین نے بیزار سی نگاہ انکی سمت ڈالی اور

وہیں بوجھل سی اس شام کرسی سنبھالے بیٹھ گئی، دل عجیب بوجھل ہوئے

جا رہا تھا، بے اختیار نظر پورچ کی سمت جا ٹھہری، شام سے رات ہونے والی

تھی اور وہ ابھی تک آیا ہی نہیں تھا، ناچاہتے ہوئے بھی اسکا دل لئیق کے

لیے بے چین ہو رہا تھا اور یہ لعلین کی سب سے بڑی تکلیف تھی کہ وہ ناچاہتے ہوئے بھی اسکی موجودگی کو بڑی بے اختیار ہو کر مس کر رہی تھی۔

..._____..

شکر مناو کہ تمہاری موت کچھ وقت کے لیے ٹل گئی خبیث،"
رایان۔۔۔لے چلو اسے بلیک ڈائمنڈ کی جہنم میں۔مانی کو ہوسپٹل لے کر جانا اس بدبخت سے کہیں زیادہ اہم ہے"
مانی کی حالت اس قدر ابتر تھی کہ لئیق نے ہر معاملہ پس پشت ڈالے اسے بازووں میں اٹھایا اور حقارت سے وہ شہریار کو رایان کی کسٹڈی میں دیتا خود ہوسپٹل لے کر روانہ ہوا جبکہ شہریار کی سرخ آنکھوں پر پٹی باندھے اسے رایان نے دبوچ لیا۔

اور شہریار کو اس وقت اپنی نہیں اس لڑکی کی فکر کھا رہی تھی جو اسکی بازوؤں میں یوں دم توڑ رہی تھی جیسے آخری سانس لے رہی ہو اور اللہ نے اس شخص کی حسوں کو اس قدر مفلوج کر دیا کہ وہ اپنے بچاو کے متعلق چاہ کر بھی کچھ سوچ نہ سکا، اور یہاں سے شروع ہوا تھا شہریار جدون کی سب سے بڑی شکست کا آغاز۔ جب اسے بلیک ڈائمنڈ کے شکنجے میں جکڑنے جانے کا کوئی خوف لاحق نہ رہا، بس سینے میں کہرام مچ گیا، کہ کوئی موجزہ ہو اور وہ رک جاتی سانسیں واپس بحال ہو جائیں۔

دیکھتے ہی دیکھتے وہ آئی سی روم میں زندگی اور موت کی جنگ لڑنے پہنچ چکی تھی اور باہر اضطراب سے کن پٹی مسلتا لئیق اس شش وپنج میں تھا کہ مانی کی ابتر حالت کا کسی کو بتائے یا نہیں، پورے جسم میں اذیت دوڑ رہی تھی، اس لڑکی کو کچھ ہو جانے کا خیال ہی لئیق ایرذعلوی کی جان لے رہا تھا۔

رات کے گیارہ بج چکے تھے، انتظار سے اسکا اپنا دماغ معاوف ہوا اور پھر ڈاکٹر آئی سی یو روم سے اپنی نرس کے ہمراہ نکلے تو لئیق بے قراری سے اٹھ کر انکی سمت بڑھا۔

"کیسی ہے وہ؟"

لئیق کے سوال میں اسکی بے قراری اور پریشانی عیاں تھی۔

اسے الرجک ایستھما تھا لیکن پھر بھی جہاں وہ رہی ہے وہاں دھول مٹی" اور پولن کے ہوا میں بکھرے ذرات موجود تھے، جو اسکی سانس کی پہلے سے تنگ نالیوں میں چلے گئے اور اسکی سانس گھٹ گئی تھی مسٹر لئیق، بروقت آپ اسے لے آئے ورنہ اسکی زندگی خطرے میں پڑ سکتی تھی۔ اسکی حالت بالکل قابل اطمینان نہیں۔ کوشش کریں اسکو اس ذہنی دباو سے نکالیں ورنہ انکی طبعیت مزید بگھڑنے کا امکان ہے۔ آدھے گھنٹے تک اسے سپیشل کمرے میں شفٹ کر دیں گے"

ڈاکٹر نے تو یہ سب بتا کر لئیق کی اذیت اور بڑھادی تھی، وہ انھیں سر ہلائے گہرا سانس بھرے خود اپنا سر پکڑے وہیں لگی کرسیوں پر بیٹھا۔

پھر جیسے سینے پر جمی سانس دقتوں سے خارج کیے فون نکال کر بھجت کا نمبر ملایا جو لئیق کی آتی کال پر بے تابی سے فون کی طرف لپکا اور کال پک کی۔

"ل۔۔ لئیق کوئی بری خبر مت سنانا، مل گئی ہے ناں وہ"

بھجت کے بھرائے غم زدہ لہجے پر لئیق نے اک گہری سانس اس گھٹن کے سپرد کی۔

"ہاں مل گئی ہے، لیکن طبعیت اچھی نہیں۔ تم آجاو ہوسپٹل، اسے ایستھما الرجک اٹیک ہوا ہے، پلیز اسے ڈانٹنا مت ابھی، اسکی طبعیت بہتر ہونے دو۔ اسکا مجرم میری گرفت میں ہے، گرینی کو بھی تسلی دے کر آنا"

تھکے ہارے لہجے میں لئیق نے اس بھائی کا یہ بتا کر مزید سینا چھلنی کیا تھا اور وہ سر ہلاتا سرخ آنکھیں رگڑتا کال کاٹ گیا، آدھے گھنٹے تک مانی کو روم میں نا صرف شفٹ کر دیا گیا تھا بلکہ وہ کچھ ہوش میں بھی تھی مگر آکسیجن ماسک

لگا تھا، لئیق اندر آیا تو مانی نے آہٹ پر نہ صرف آنکھیں کھولیں بلکہ لئیق بھیو کو دیکھ کر اس نے اپنا آکسیجن ماسک ہٹائے اپنا ہاتھ اسکی طرف بڑھایا، لئیق کے سپاٹ چہرے کو دیکھ کر مانی کو محسوس ہوا دل کسی نے کچل دیا ہو لیکن پھر بھی وہ اسکے پھیلے ہاتھ کو جکڑتا وہیں اسکے پاس بیٹھا، اسکی ناراضگی، مانی کی سرخ سوجھی آنکھوں نے نگل لی۔

"آ۔۔آئی ایم سوری بھیو، ب۔۔بہت بری بہن ہوں۔مجھے معاف کر دیں، م۔۔میں نے آپ کو اور ب۔۔ بھجت لالہ کو دھوکہ دیا۔م۔۔مجھے نہیں تھا پتا وہ مجھے اتنا بڑی تکلیف دیں گے۔۔۔۔م۔۔میں تو انکو کہتی تھی کہ وہ میرے بھائیوں سے مجھے مانگ لیں، م۔۔۔میں نے آپکا اعتبار توڑا، "آپکان۔۔نام انھیں بتایا۔۔۔۔۔م۔۔مرجاوں ی۔۔یہی سزا ہے میری مانی کی روتے ہوئے ہچکیاں لینا اور یہ سارے الفاظ اسکے اندر کے ہر احساس کو اکھاڑ گئے اور یہی حالت کمرے کے دروازے میں کھڑے بھجت کی تھی۔

"ششش! مریں تمہارے دشمن۔ جو ہو گیا بھول جاو مانی، بھیو ہیں ناں سب ٹھیک کریں گے۔ اس آدمی کو عبرتناک سزا دوں گا تم فکر مت کرو۔ تمہاری یہ غلطی دل بڑا کر کے معاف کر دیں گے مگر تم ٹھیک ہو جاو، کوئی ٹنشن مت لو۔ تمہیں پتا ہے ناں کہ تمہاری سانسیں بہت بے اعتبار ہیں، بس کرو رونا۔۔۔۔ سب ٹھیک ہو گا"

لئیق نے اسکی پیشانی پر اپنا ہاتھ سہلائے اسکی تکلیف کم کرنے کی کوشش تو کی مگر وہ اس بات پر مزید آزردہ ہو کر رونے لگی کہ وہ شخص سزا سہے گا، کیسے سہنے دیتی وہ اسے سزا، جس سے دل نے واقعی گہرا ناطہ جوڑ لیا تھا۔

"نہیں، بھجت لالہ تو میرا گلا دبا دیں گے۔۔۔ اور آپ انکو سزا کیوں دے رہے ہیں، انکی سزا تو ن۔۔ نہیں بنتی۔۔۔ سزا تو م۔۔ میری بنتی ہے، سارا ک۔۔ کچھ تو میں نے کیا ہے بھیو، کسی کو سزا نہ دیں۔۔۔ آپ ا۔۔ انکے حصے کی سزا مجھے دے دیں، انکو ک۔۔ کچھ مت کہیں

اس بار اول سسکیوں پر جہاں بھجت کی آنکھیں لہولہان ہوئیں وہیں مانی کے اس ملعون کو ڈیفینٹ کرنے پر بھجت اور لئیق دونوں کا لہو کھول اٹھا۔

"کیا بکواس کی ہے تم نے؟ دوبارہ بولنا"

اس سے پہلے لئیق کچھ کہتا، بھجت نے پٹخ کر دروازہ کھولے خونخوار ہو کر چلاتے پوچھا جس پر جہاں مانی کے رونے میں شدت آئی وہیں لئیق نے بمشکل اس بپھرے جن کو اٹھ کر پوری قوت سے بازووں کے سنگ جکڑے قابو کیا جو مانی کی اس پر جان لینے والا تھا۔

"کالم ڈاون بھجت"

لئیق نے اسے جکڑے پیچھے دھکیلا مگر وہ مانی کو گھور کر پھنکارا۔

"یہ اس حرامی کی طرف داری کر رہی ہے اور تو مجھے پر سکون ہونے کا کہہ رہا ہے، ایک بار وہ آدمی میرے سامنے آئے تو اسکا کلیجہ نکال لوں۔ اسے بیوقوف بنا کر سارے راز اگلوانے والا، اسے کڈنیپ کرنے والا، محبت کے

جال میں پھنسا کر اسکا دماغ خراب کرنے والا ابھی بھی اسکی نظر میں اچھا ہے۔۔۔۔مانی! اگر تم نے دوبارہ یہ کہا تو تمہاری پچھلی خطاوں پر تو نہیں، "اس پر تمہارا گلا ضرور دباوں گا

بھجت کی آواز میں وہشت اور عتاب تھا وہیں مانی نے سہم کر ہچکیاں بھرتے لالہ کو جن شاکی نظروں سے دیکھا وہ سینے پر چھریاں چلا گئیں، لئیق کا اپنا دماغ اس وقت سن ہو رہا تھا۔

م۔۔میں محبت کرتی ہوں ان سے، م۔۔میں ن۔ نہیں رہ سکتی۔آپ" مجھے مار ہی دیں تو اچھا ہے، ک۔۔کیونکہ اگر آپ دونوں نے انکو کوئی سزا دی تو ان سے پہلے میں اپنے آپ ک۔۔کو ختم کروں گی۔م۔۔۔میری موت پر آپ دونوں کو دکھ نہیں ہو گا کیونکہ ایک بری بہن مر جائے گی تو آ۔۔آپ کو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔م۔۔مجھے نہیں دیکھنی ان کی "سزا۔۔۔۔آپ۔۔۔آپ مم۔۔میرا گلا دبا دیں

اس لڑکی کی ایسی جذباتی سینہ چیڑتی باتیں اب تو بھجت کے ساتھ لئیق کا'اشتعال بھی دہکا گئیں، وہ کٹھور پن سے کہتی اذیت سے منہ موڑ گئی اور بھجت نے جس کرب سے مٹھیاں بھینچے اسکی یہ باتیں برداشت کیں یہ صرف وہ جانتا تھا یا اسے پوری قوت سے جکڑنے والا لئیق۔

"یہ پاگل ہو گئی ہے ل۔۔ لئیق، دیکھ یہ کیسی باتیں کر رہی ہے۔ تم ہمیں کیوں زہر نہیں دے دیتی بدبخت، اس لیے تمہیں اتنے لاڈ دے کر پالا کے تم ہمارے سروں میں ایک دن یوں خاک ڈالو۔۔۔ یہ جانتے بوجھتے کہ وہ ایک برا انسان ہے تب بھی تم اسے مانگ رہی ہو۔ اگر تم نے دوبارہ ایسا کہا تو "واقعی تمہارے جان لے لوں گا مانی، مجھے قاتل بننے پر مجبور مت کرو سمجھی بہت دلبرداشتہ ہو کر اذیت سے پھٹ پڑتا، اسے وارننگ دیے وہ باہر نکلا اور لئیق نے اسکی طرف بڑھنا چاہا مگر مانی نے روتے ہوئے چہرہ پھیرا جیسے وہ شیری کے علاوہ کوئی بات سننے کی روادار نہ ہو۔

باہر کرسیوں پر بیٹھا بھجت سر ہاتھوں میں گرائے اذیت کے اونچے مقام پر تھا اور لئیق کو اس وقت اپنے ہاتھوں، پیروں میں غائبانہ بیڑیاں محسوس ہو رہی تھیں۔

ا۔۔ایسا کونسا گناہ کر بیٹھا ہوں جو میرے کرب ختم ہی نہیں ہوتے لئیق،"
وہ مجھے مار دینا چاہتی ہے۔ تم اسے سمجھاو کہ وہ ایسی چیز نہ مانگے جو میں مر کر بھی نہ دے پاوں۔ وہ مجھے خود کشی پر اکسا رہی ہے، میں کیا کروں لئیق، میں کہاں جا کر دفن ہو جاوں"

اس شخص کی آواز لئیق کو کسی قبر کی تہہ سے اٹھتی محسوس ہو رہی تھی اور لئیق نے اک دلخراش نگاہ اس صبر و ہمت کے پیکر پر ڈالی اور اس اجڑے بھجت کے ساتھ ہی سانس گھسیٹتا جا بیٹھا۔

گہری سینے پر جمی سانس لی جو لینی بہت دشوار تھی۔

سنبھال خود کو بھجت، ہر مسئلے کا کوئی نہ کوئی حل ہوتا ہے۔ابھی وہ اس"
بدبخت کے جھانسے سے نکلی نہیں تبھی اس آدمی سے جڑی اٹیچمنٹ مانی کی
تکلیف بن رہی ہے،اور بھول مت کہ سلینا کے لیے بھی تو نے ایسی ہی
جنونیت ظاہر کی تھی۔جب خود صحیح کام غلط طریقوں سے کیے ہوں
"دوسروں کی طرف سے بھی ایسا برداشت کرنے کی ہمت ہونی چاہیے
لئیق کے نرم الفاظ بھی بھجت کو نشتر کی طرح چبھے تھے، تبھی تو اس نے اپنا
رندھا چہرہ اٹھائے شاکی نظریں لئیق پر جمائیں۔
تو مجھے اور مت سلگا لئیق،مزید آگ کو سمیٹنے کی میرے دامن میں قوت"
"نہیں
نہایت بے بسی سے منت کی گئی۔
میں تجھے حقیقت بتا رہا ہوں،وہ آدمی کون ہے، کیا واقعی وہ اتنا گناہ گار ہے"
جتنا دیکھائی دے رہا ہے، یہ سب مجھے جان لینے دے پھر ہم دیکھیں گے کہ
کیا بہتر ہے،مانی کی طبعیت اچھی نہیں ہے، تو اس پر بگھڑ کر اسے اور موت

کے منہ میں جھونک رہا ہے۔ تھوڑے تحمل سے کام لے، مجھے معلوم
کرنے دے۔ اگر کوئی رعایت کی گنجائش بچی تو مانی کی بات ماننی پڑے گی
ورنہ ہم اسے کھو دیں گے، ضروری تو نہیں کہ ہر سزا جسمانی ہو، کچھ سزائیں
"دل پر بھی اترتی ہیں
وقت کی سنگینی اور حالات کے پیش نظر لئیق کا فیصلہ درست تھا مگر بھجت
کے اندر تو شرارے دوڑ گئے، وہ لئیق کو بھی غصے سے گھورنے لگا جیسے وہ اس
سے ایسی بات کی امید نہ رکھتا ہو۔

تیرے کہنے کا کیا مطلب ہے، اسکی زندگی بچانے کے لیے اسے ایک "
دوسری موت کے حوالے کر دوں۔ تو پاگل ہو گیا ہے لئیق، وہ میرے جگر
کا ٹکڑا ہے، چند ماہ کی تھی جب میری گود میں آئی، تو نے سوچ بھی کیسے لیا کہ
"میں اسے ایک فریبی، دھوکے باز اور مجرم کے حوالے کر دوں گا
بھجت کی آواز پھٹی تو آنکھیں آنسوؤں سے اٹ گئیں تبھی تو لئیق نے اسکا
مضبوط ہاتھ اپنے ہاتھ میں تاسف کے سنگ جکڑا۔

بھجت، میں نے صرف ایک آپشن دیا ہے۔ ہماری اولین کوشش اسے "
اس شہریار کے چنگل سے نجات دینے کی ہو گی لیکن مجھے ابھی ڈیول کے
بارے زیادہ کچھ نہیں پتا، لہذا تھوڑا وقت دے۔ تب تک ہمیں اسکی ہر
بات تحمل سے برداشت کرنی ہے، تیرے ساتھ ساتھ وہ میرے لیے بھی
جان سے بڑھ کر ہے، میں کیوں چاہوں گا اسے اس عذاب میں ڈالوں مگر
اسکی حالت دیکھ کر یہی لگ رہا ہے وہ صرف اس آدمی کے جھانسے میں نہیں
آئی بلکہ اپنا دل اس کم عمری میں ہی اس پر وار بیٹھی ہے۔ خود کو پر سکون
"رکھ، زندگی نجانے ابھی کیا کیا دیکھائے گی، تو ابھی سے ہمت ہار گیا
نرمی برقرار رکھے اس بار اسکی ہر بات بھجت کے دکھ میں اضافہ کرتی گئی، وہ
بھجت کو مسلسل اذیت میں دیکھ کر خود بھی دکھی تھا لیکن شاید ابھی ان
دونوں کے امتحان باقی تھے۔

"م۔۔ مجھ میں کوئی ہمت باقی نہیں یار، میں ہار گیا ہوں۔ ایک محبت کرنے کی سزا کیا اتنی طویل ہوتی ہے کہ انسان آزمائشوں کی دلدل میں دھنس جاتا ہے"

جس حسرت سے وہ لئیق کی طرف دیکھے بولا، لئیق نے اسکی گال تھپکائے پھیکی سی مسکراہٹ دی۔

"محبت کرنے والے اپنے سکون کو داو پر لگا دیتے ہیں بھجت آفریدی، ویسے تیرے لیے ایک اچھی خبر ہے۔ سلینا نے تیرے ساتھ کوئی دھوکہ نہیں کیا، بلکہ اسے بھی اس شہریار جدون نے چال میں پھنسایا، یہاں تک کہ لعلین کے سامنے اسے مردہ تک ثابت کیا اور اسکا قاتل مجھے بتایا تبھی وہ مجھ تک پہنچی، یہ اس ڈیول نے واحد اچھا کام کیا۔ یہ تجھے ابھی نہیں بتانا تھا پر اب جب تو خود کو ہارا ہوا محسوس کر رہا ہے تو شاید سلینا کی وفا تیرے درد میں کمی کر سکے"

لئیق نے یہ قیامت خیز نیوز اس قدر سکون سے سنائی کہ بھجت سر تا پیر گھوم گیا، اسکی پھٹی آنکھیں اور زرد رنگت دیکھ کر لئیق کی مخصوص مسکراہٹ لوٹی، چند دنوں میں ہی محبت کرنے کا سکیوہ اور محبت کرنے والوں کے لیے رحم اسکے دل میں اتر چکا تھا یہ بھجت کے لیے زیادہ حیرت کا جھٹکا تھا۔

"تیرے کھانے میں ڈرگ ملایا گیا تھا جس سے اس لڑکی میں تجھے سلینا دیکھائی دی، وہ لڑکی روحی تھی ایک مجرم۔۔۔اسی نے ڈیول کا اس سب میں ساتھ دیا، یہ شہریار جدون، سلینا سے محبت کرتا تھا اور جب سلینا نے اسے چھوڑ کر تجھے اپنایا تو وہ اپنی ضد میں آیا، اتنا بڑا فساد برپا کیا۔ابھی تک لعلین بھی کچھ نہیں جانتی، اور میں اسے ابھی کچھ بتاوں گا بھی نہیں، کیونکہ ابھی مجھ پر اسے ایک فیصد بھی یقین نہیں"

لئیق کی ساری باتیں بھجت کے دماغ کی رگیں پھلا گئیں اور اتنا سب اس شہریار کے کر گزرنے کے باوجود لئیق کے مشورے پر از سر نو تپ اٹھتا وہ اسے کاٹ کھاتی نظروں سے گھورا۔

اور پھر بھی تو نے اس حرامی کے لیے مانی کا سوچا، میں تیرا منہ توڑ دوں گا"
لئیق۔ خدا کی پناہ! ایسا خطرناک انسان ہے وہ، کیسے اس نے سلینا کو اس
سب میں برا بنایا، ایک بار مجھے ملے تو اسکی چلتی سانسیں روک دوں خبیث
" کہیں کا۔ اور تو اسے مار دے، اس سے پہلے وہ کمینہ کوئی اور گناہ کرے
بھجت کے غرانے پر لئیق نے اسکا سینہ تھپکائے اسکو ٹھنڈا کیا اور اٹھ کھڑا
ہوا۔

دیکھتے ہیں، خیر اب تو مانی کو ڈانٹنا تو دور گھورنا بھی مت۔۔۔ کل شام تک "
اسے ڈسچارج کر دیں گے۔ جب تک میں نہ کہوں، دوبارہ اس سے کوئی
بات کرنے کی کوشش مت کرنا۔ میں بھی ایک چکر جندل محل لگا کر سیدھا
اسی ڈیول کی خبر گیری لینے جاوں گا۔ اب تو بھی ریلکس کر خود کو، جلد تیری
"سلینا تجھ تک پہنچ جائے گی

لئیق کے مسکرا کر سمجھانے پر وہ بے دلی سے ہی سہی پر مانا اور لئیق نے اجازت طلب کی اور ہوسپٹل سے نکلا جبکہ بھجت آفریدی کی سانس میں سانس تو سلینا کے بارے سچ جان کر ہی آگئی تھی، وہ تو اب پل پل اس لمحے کا منتظر تھا جب وہ اسکے پاس آجاتی۔

لئیق جب تک جندل محل پہنچا، رات کے دو بج چکے تھے، تھکن اور خفگی سے اس قدر طبعیت بوجھل تھی کہ آتے ہی وہ آفس روم آیا، دستگیر نے ساری کہانی ایک بار پھر از سر نو سنائی، خاص کر لعلین کے ساتھ ہوئے غیر واضح حادثے کی جس میں رونا املوث تھا، دستگیر کو آرام کرنے کا کہتا وہ خود بھی روم میں آیا تو اسکی غیر موجودگی نے لئیق ایزدعلوی کی تھکن بڑھائی، اسے صبح لعلین کو الگ کمرے کی اجازت دینا یاد آکر بدمزہ کر گیا۔

اسے فجر تک ڈیپارٹمنٹ نکلنا تھا سو بمشکل آتی جمائی روکتے جناب فریش ہونے بڑھے۔

ایک تو نیند کی واٹ لگنے پر اسے اضافی کوفت تھی، اوپر سے جسے دیکھ کر سکون ملنے لگا تھا اس نے بھی بیچ کی دوریوں میں وسعت پیدا کر دی، دس منٹ تک تازہ دم ہوئے وہ وائیٹ شرٹ اور بلیک ٹراوز پہنے باہر نکلا، کمرے میں ہلکی سی گرے اینڈ وائٹ روشنی نے خواب ناک ماحول بنا رکھا تھا مگر پھر بھی لعلین کی کمی نے ہر دلکشی ماند کی، بال ٹاول سے ڈرائے کیے وہ فون پر ساڑھے چار کا آلارم لگائے جیب میں رکھتا خود لعلین کی خبر گیری کرنے کمرے سے اور پھر ہوم آفس سے نکلتا اسکے کمرے کی طرف بڑھا، ناب گمایا تو دروازہ لاکڈ نہ ہونے پر عجیب سی راحت اس بے چین روح والے کے اندر تک اتری، ان جذبات میں اتنی سی خوش فہمی بھی انسان کو سکندر بنا دیتی ہے، خوش فہمی ہی سہی وہ لعلین سے جڑی تھی تو لئیق کے لیے ہزار سچائیوں سے افضل تھی۔

وہ خاموشی سے اندر داخل ہوا اور دروازہ آہستگی سے بند کیا، لعلین کروٹ پر لیٹی ایک ہتھیلی گال سے جوڑے اور دوسرا ہاتھ بیڈ پر رکھے گہری نیند میں اتری ہوئی تھی۔

ساری تھکن تو اس لڑکی کا چہرہ دیکھ کر ہی اتر گئی مگر پھر بھی اسکے پاس جانے کی خواہش اتنی زور آور تھی کہ وہ اپنی بے خودیوں اور بے قراریوں پر خود ہی ہنسا۔

قدم بڑھائے لعلین کی سمت گیا جو ہنوز اسی انداز سے سوئی تھی مگر اب اس نے کروٹ لئیق کی جانب پھیرے جناب کے جذبات میں ہلچل مچانے کی بھرپور کوشش کر رکھی تھی۔

اگر اسے پتا چلتا کہ آج لعلین نے اسے پورا دن کتنا مس کیا ہے تو شاید تھوڑا بہت خوش فہم ہو ہی جاتا کہ وہ لڑکی تھوڑی بہت ہی سہی اسکے ہونے سے متاثر ہونے لگی ہے مگر وہ لال ہی کیا جو اپنے دل کی کیفیت بتادے۔

اس کو دیکھ کر وہ اپنے آپ کو سمٹا محسوس کرنے لگتا، یہ محبت نہ ہونے پر آئے تو ساری عمر راہوں کی دھول چٹاتے چٹاتے بالوں میں سفیدی اتار دیتی ہے، مگر ہونے پر آئے تو کسی آنکھ سے ملتی ہماری آنکھ کا ایک بے خود گداز لمحہ بھی بہت ہوتا ہے۔

یہ سچ تھا وہ لعلین کے لیے پہلے سے زیادہ فکر مند تھا، اسکو دیکھنے سے جب جی نہ بھرا تو لئیق ایک بار پھر ایک اور رات کی تباہی منظور کرتے ہوئے اسکے ساتھ ہی بیٹھا اور اسی کے آدھے خالی تکیے پر سر رکھے لیٹ گیا، چہرہ پھیر کر لعلین کی بند آنکھیں دیکھتے ہوئے اسے راحت نے گھیرا، وہ صرف پاس ہو کر بھی پورے وجود کی تھکن سمیٹ لیتی تھی تو پھر وہ لمحہ جب وہ مکمل اسکی ہو جائے گی، لئیق کی ذات کی ہر کمی کو کیسے خود میں اتار لے گی، یہ سوچنا نشاط انگیز تھا۔

تبھی تو بے اختیار کروٹ لیتے اس نے لعلین کی ملائم رخسار اپنے ہونٹوں سے جھک کر چھوئی۔

وہ اسے صرف سوتے میں ہی پر سکون دیکھ رہا تھا، جاگتے میں اس لڑکی کی گہری سنہری آنکھوں میں صرف ٹوٹے خوابوں کی کرچیاں، ناراضگی، غصہ اور کرب نظر آتا تھا، ایسا کیوں تھا وہ اس کھوج میں ناچاہتے ہوئے بھی اتر رہا تھا، رونا نے اسکے ساتھ ایسا کیا کیا کہ وہ اسکا نام سنتے ہی وحشی ہونے لگی تھی۔

اس نے کہیں پڑھا تھا کہ انسان کا حال چلتی ندی سا ہے۔ ہم اس میں جتنی آلائیشیں پھینک دیں یہ پھر بھی پاک ہی رہتا ہے۔۔۔۔پر ماضی ۔۔۔۔۔وہ تو ٹھہرا ہوا تالاب ہوتا ہے۔اور ٹھہرا ہو تو اچھا خاصا صاف پانی بھی بدبو دے دیتا ہے۔ کہانی ماضی میں لکھی جاتی ہے اور محبت حال میں کرتے ہیں۔ تو جس سے محبت کریں کبھی اُس کی کہانی مت کھوجیں مگر اسے

لعلین تک پہنچنے کے لیے اسکے ماضی کو کھوجنا تھا، جیسے ایک طبیب، علاج سے پہلے زخم کی گہرائی جاننے کو اسکی جانچ کرتا ہے۔

اگر وہ اس لمحے خود پر لئیق کی آنکھیں جمی دیکھ لیتی تو اسکے دل میں شرطیہ اس شخص کی محبت سلگ جاتی مگر سارا مسئلہ تو اختیار کا ہے، کل تک اسے محبت کے ذکر سے بھی نفرت تھی لیکن آج اسے صرف محبت کا حوالہ یاد تھا۔

یہ محبت ہی تو تھی کہ وہ اسکے بظاہر سخت رویے کے باوجود اسکی زخمی روح تک جھانک رہا تھا، یہ صلاحیت لئیق ایزد علوی کو اسکے رب نے دی کہ پہچانو، اسے جو میں نے تمہارے حوالے سونپی ہے۔

اور پھر یہ رشتہ، یہ گاہے بگاہے میسر آتیں قربتیں تو عادتیں بگھاڑ رہی تھیں، وہ یہی سوچ رہا تھا جس لمحہ اپنی تھکن مٹانے کو وہ اسکا چہرہ نہ دیکھ پایا تو کس حد تک بے بس ہو جائے گا۔

ابھی تو وہ اسکو بتائے بنا اسکے احساس کی خوشبو اپنے اندر اتار کر اپنی زندگی کو لعلین ابراہیم کی موجودگی سے مہکا رہا تھا لیکن جب پھول ہی میسر نہ ہوا تو اسکی خوشبو کی حسرت اسے کیسے کیسے جنگل نہ گھومائے گی۔

رات کے کسی پہر"

جب یہ تھکا ہارا نازک وجود

مضبوط بانہوں کے حصار میں

سما جاتا ہے

تو خود سپردگی تسکین بن جاتی ہے

تب یہ محسوس ہوتا ہے

"کہ بدن صرف لمس کی زبان جانتا ہے۔

نہایت آہستگی سے اسکی بے داغ جبین پر پوری شدت سے اپنے ہونٹوں کا لمس چھوڑتے وہ جان لیوا، اس لڑکی کی دسترس پر مسکرایا، زرا اسکے چہرے

سے فاصلہ بنائے اسکی بند آنکھوں کے طلسم کو بے خود ہوئے دیکھا پر پھر لئیق کی آنکھیں بوجھل پن کی زد میں آئیں۔

میں تمہیں کوئی تکلیف نہیں دینا چاہتا لعلین لیکن تمہیں رونا کے متعلق" مجھے سب بتانا ہی ہوگا، تمہارا اس شخص کے لیے حقارت میں لپٹا غصہ تو مجھے خوفزدہ کر رہا ہے، نہیں جانتا تم سے کیا تعلق ہے مگر تمہارے ساتھ کی عادت میرے سکون کے گرد لپٹ چکی ہے، یہ ٹوٹی تو پھر غارت ہونے والا سکون کبھی بحال نہ ہوگا۔۔۔۔ شاید میرا دل تمہارے دل سے جڑنے کی کوشش میں مبتلا ہو رہا ہے، تم مجھ پر اعتبار نہیں کرتی، فطری ہے۔ لیکن تمہیں ان بدبختوں پر اندھا اعتماد بھی نہیں کرنا چاہیے تھا۔ میں جانتا ہوں تمہارا اعتبار کسی نے بہت بری طرح توڑا ہے تبھی تم مجھ پر یقین کرنے سے ڈرتی ہو، لیکن تم یہ کیوں نہیں سمجھتی کہ میرا تم سے جڑا رشتہ سب سے الگ ہے، میں اجنبی نہیں تمہارا محرم ہوں"

وہ اسکے سکون کو اہمیت دینا چاہتا تھا، وہ اسکی پتھر ذات میں چھپی اس ڈری سہمی لال کا ہاتھ تھامنے کا طلب گار تھا جو بہت اکیلی تھی۔
جس کے پاس دیکھ بھال کے لیے کوئی اپنا نہیں تھا۔

اسکی سیاہ آنکھوں میں لال کو اپنے وجود کے مضبوط حصار میں سمو لیتے ہوئے سرخی کے سنگ درد ہلکورے لے رہا تھا، وہ اسکی سانس لینے کی آواز تک باآسانی سن سکتا تھا، اتنا قریب کر کے کسی کو چھوڑنا کم از کم لئیق ایزد علوی کے بس میں نہیں تھا، اس نے بے اختیار ہی اسکی مہکتی سانسوں کے گداز لمس اپنے ہونٹوں پر بکھیرے، اتنی نرمی سے جیسے تتلی کسی نازک پھول کی پتی پر اپنا آپ تحریر کیے، اسکے رنگ لے اڑتی ہے، جیسے شہد کی مکھی کسی پھول کا رس اپنی زبان پر اتار کر میٹھا شہد وجود میں لاتی ہے، ایسی مٹھاس جو ہر زہر کا توڑ کرتی تھی، اس لڑکی کے پاس بھی ایسا ہی کوئی جادو تھا،

کہ اس شخص کی ذات سے جڑی کڑواہٹیں اسکے روبرو مٹھاس کا پیرہن بدل لیتی تھیں۔۔

اسکو اپنے پاس محسوس کر کے تھکن نے نیند کی شکل اختیار کی اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ بھی اسکی طرح ایک پر سکون سی نیند میں اترتا اپنی آنکھیں موند گیا مگر لعلین کو خود سے اس نے نیند میں بھی دور ہونے نہ دیا اور یہی اسکے خود رو مگر شدید جذبات کی سب سے بڑی دلیل تھی۔

.._____..

اس سے پہلے وہ لارا بیان دے کر میری اور ورائیل کی سزا پکی کروائے،"
اسے کہو کہ دونوں بہن بھائیوں مار دو۔ ہمارا آپسی جھگڑا پیسے کا ہے ناں،
اسے کہو جمی کا پورا کلب لے لے۔

اس لارا نے کورٹ میں اگر صبح اپنا بیان دے دیا اور ایمر کی گواہی بھی شامل ہو گئی تو ساری زندگی نیویارک کی انہی قبر جیسی جیلوں میں سڑتے گزر جائے گی، ویسے بھی وہ دونوں لاوارث ہیں۔ انکی موت پر کس نے کیس اور تفتیش کرنی ہے، اسے کہو وحشی بن کر نہ سوچے، ابھی جان بچانی زیادہ اہم ہے"

جمی ویڈ کن نے اپنی گرل فرینڈ سوشی جو اسکے ساتھ سیاہ دھندوں میں شامل تھی اسے جیل سے ہی ورائیل کے لیے پیغام بھیجا تھا، وہ سیاہ فارم ورائیل نامی آدمی بھی یہاں کی پولیس کو درکار تھا، اسکے کئی لوگ لارا کی کمپلین پر پکڑے جا چکے تھے مگر وہ خود ابھی چھپا تھا، شوسی کا ورائیل سے رابطہ تھا تبھی جمی نے اسے پیج کا قاصد بنایا۔

اور جب سوشی نامی وہ لڑکی جمی کے کہنے پر ورائیل کے خفیہ گودام میں آئی تو وہ بہت اشتعال میں تھا، لیکن جمی کی پہنچائی آفر پر اسکی کچھ دنوں کی وحشت ماند پڑی، تبھی وہ اپنے چار پانچ لوگ لیے لارا اور ایمر کو مارنے نکل

گیااوراس نے جاتے جاتے سوشی کو عتاب سے اپنے راستے سے ہٹایاتو وہ توزان برقرارنہ رکھتے نہ صرف گری بلکہ زمین پرپڑے بڑے سے پتھر پر اسکاسراس زورسے ٹکرایاکہ چندسانسیں لینے کے بعدوہ وہیں دم توڑ گئی۔ ورائیل کے آدمیوں نے لپک کرجب سوشی کودیکھاتووہ مرچکی تھی،خوف ساسبکی آنکھوں میں بیدارہوااوروہیں شام ہی لوئے کے اس کلب کے لوگوں نے اسے کچھ ایسی خبریں دیں کہ وہ اپناخرافاتی پلین چھوڑتابڑی اجلت کے سنگ وہاں سے نکل گیا۔

جمی ویڈکن اورورائیل کے خلاف بیان دینے کے لیے کل پولیس کے "
لوگوں نے لاراایمرکوپولیس سٹیشن بلایاہے، لیکن جمی توانکے پاس ہے
"مگرورائیل وہی سیاہ فارم ابھی تک لاپتہ ہے

یہ وہ خبر تھی جولوئے کواس کلب کے لڑکے نے دی جسے اس نے پہلے ہی ان سب معاملات کودیکھنے کی ڈیوٹی دے رکھی تھی، جبکہ وہ جواپنے آدمیوں کی خبرگیری کے ساتھ انھیں اگلا مشن دینے آیاتھا، بناکچھ کہے ہی

واپس سیدھا پہلے کیفے گیا مگر شام چھ بجے لارا کی وہاں سے چھٹی ہو چکی تھی، لارا نے آج ایمر کو یارق کے پاس لانے کا پلین کر رکھا تھا، وہ اس سے ملاقات کر کے تسلی چاہتی تھی اور جب لوئے نے کیفے سے نکل کر یارق کو کال کی تو اس نے بتایا کہ لارا اور ایمر اسکے ساتھ ہی ایک ہوم ٹائپ ریسٹورنٹ میں موجود ہیں۔

چونکہ لارا کو کل صبح پولیس اسٹیشن بیان کے لیے بلوایا گیا تھا سو لوئے کو خدشہ تھا کہ ورائیل نامی وہ منحوس ضرور آج رات کوئی فساد برپا کر سکتا ہے، لہذا اس نے یارق کو ڈھکے چھپے الفاظ میں محتاط رہنے کا کہا ساتھ اپنے کلب کے آدمیوں کو بھی ریسٹورنٹ کا پتا بھیجا کہ وہ لوگ وہاں پہنچ کر ان سب کی نہ صرف حفاظت کریں بلکہ کچھ بھی غیر معمولی دیکھنے پر ایکشن میں آئیں۔

کیونکہ لوئے کو وہاں پہنچنے میں آدھا گھنٹہ لگنا تھا۔

لارانے یارق سے جو بھی بات کی وہ ایمر کے سامنے کی اور خود ایمر کو یارق کے بارے جان کر اتنی حیرت ہوئی کہ وہ باقاعدہ پتھرا کر رہ گیا۔
اسے اب سمجھ آئی تھی کہ جیسا اسکی آپو اسے بنانا چاہتی ہے ویسا بننا بالکل بھی ناممکن نہیں۔

یہ میرے ساتھ ایز آ امپلائے نہیں بلکہ ایز آ ٹیم ممبر کام کرے گا، جس "
چیز میں اسکا انٹرسٹ زیادہ ہوا، میری کوشش ہو گی اسے وہی کام
سیکھاوں۔ مثلا میرے پاس یہاں دو تین اس کی طرح کے لڑکے ہیں جو اپنا فٹنس جم چلا رہے ہیں، اسکے علاوہ دو لڑکیاں ہیں جو ڈاکٹر بن رہی ہیں،
انھیں گھر، تعلیم کی سہولیات، ایک اچھا ماحول دینے میں میرا ادارہ مددگار ہے۔ پاکستان میں ابھی ایسے ادارے بنانے کا کانسیپٹ نہیں ہے لیکن میرا خواب ہے کہ وہاں بھی ہمارے جیسوں کو ایک باوقار مقام ملے، تاکہ کوئی ہم جیسا پیدا ہوتا بچہ اپنی اس کمی کو اپنا گناہ نہ سمجھے، بلکہ وہ ایک تیسرے طبقے

کافر دبن کر ویسے ہی عزت اور وقار سے اپنی زندگی جیے جیسا باقی سب جیتے ہیں"

یارق کے حوصلے اور اسکی باتیں لارا کو بہت متاثر کر رہی تھیں، خود ایمر کو بھی جمنگ کا شوق تھا مگر یہ ایک جان جوکھم کا کام تھا جس پر ابھی سے اسکے چہرے کی ہوائیاں اڑتی دیکھ کر یارق اور لارا دونوں مسکرائے۔

"نہیں جانتی کہ اتنی بڑی کمی کے باوجود آپکی سوچ کو اتنا بلند کرنے والا اللہ کے بعد کون ہے لیکن یہ سب کسی بہت پیارے کی مدد کے بنا نا ممکن تھا یارق بھائی، مجھے رشک آرہا ہے کہ آپ کتنوں کا سہارا ہیں۔ ہم لوگ یونہی بڑے بڑے سٹارز اور سلیبر ٹیز کو آئیڈیلائز کرتے ہیں، حقیقت میں آئیڈیل تو آپکے جیسے لوگ ہیں۔ جو اپنے اندھیرے کی پرواہ کیے بنا دوسروں کو روشن کرتے ہیں"

لارا کے اتنے محبت اور احترام سے بھائی کہنے پر وہ واقعی دل سے مسکرایا تھا اور پھر اس نے ایک مسکراہٹ چپکے سے لوئے بہزاد علوی کے سپرد کی جو ریسٹورنٹ میں داخل ہوتا فکر مندی سے وہیں چلا آرہا تھا۔

"تم جانتی ہو وہ کون ہے، پیچھے مڑ کر دیکھو۔ مجھے اتنا باہمت اللہ کے بعد اس نے بنایا"

یارق کے فخر سے بتانے پر ایمر اور لارا دونوں نے ایک ساتھ گردن گمائی تو لوئے کو دیکھ کر جہاں ایمر حیران رہ گیا وہیں لارا جہاں کو لگا اس ظالم نے چلتی دھڑکنوں کے راستے بند کر کے سانسیں روک دی ہوں۔

"اس بد دماغ نے؟"

وہ صدمے کی کیفیت میں بڑبڑاتی کیوٹ لگی اور یارق نے ہنس کر سر ہلایا جس پر لوئے نے قریب رکتے ہی پہلے تو حیرت سے لارا اور ایمر کی خود پر جمی رشک آمیز، محبت بھری، والہانہ نظریں دیکھیں جو یوں تھے جیسے کوئی

بچپن کا کرش سپر ہیرو دیکھ لیا ہو اور پھر اسکی جاسوس نظروں نے یارق کی مسکراہٹ دیکھتے انہی کے ساتھ لگی چوتھی کرسی سنبھالی، لارا نے بے اختیار اپنی نظریں لوئے سے چرائیں کیونکہ اس شخص سے یکدم جڑھتی محبت نے یارق کے انکشاف کے بعد عقیدت کا روپ بدل لیا تھا۔

"کیا بھئی، مجھے کیوں گھورا جا رہا ہے۔ایمر! خیر ہے بچے؟ کہیں میرے سینگ وینگ تو نہیں نکل آئے"

لوئے نے ویٹر کو آنے کا اشارہ کیا کیونکہ ان سب نے جوس کے سوا کچھ آرڈر نہیں کیا تھا اور شام سے وہ بھی لفنگا بنا تھا سو ڈنر اس نے بھی نہ کیا، لوئے نے لارا اور ایمر پر باری باری نظر جمائے اچنبھے سے پوچھا تو ایمر بس محبت سے مسکرایا جبکہ لارا چپ چاپ وہاں سے اٹھ کر ریسٹورنٹ کے ہی کھلے سوئمنگ پول والے ایریا کی طرف بڑھی، ڈنر کا آرڈر دیے وہ یارق اور ایمر کی مسکراہٹ پر مشکوک نظر ڈالتا اٹھا اور اس لڑکی کے پیچھے ہی اس سائیڈ گیا جہاں بڑا سا سوئمنگ پول بھی تھا اور بہت سے گورے لوگ اس

میں بیٹھے انجوائے کر رہے تھے، لارا ایک کنارے بچوں والے ایریا کے پاس آکر کھڑی انکی شرارتیں دیکھ رہی تھی جو ایک دوسرے پر پانی پھینکنے کے ساتھ مسکراتی لارا پر بھی پھینک کر ہنسنے لگے۔

"کچھ ہوا ہے کیا؟"

کان کی لو کو لوئے کے ہونٹ نے بے باکی سے مس کیا تو وہ ہڑ بڑا کر پلٹی مگر لوئے نے بروقت اسکی کمر میں بازو حائل کیے اسے جکڑا ورنہ وہ بھی پول کے اندر گر جاتی، چہرے پر اس بے وقت بنتی قربت سے پھیلے گھبراہٹ کے رنگ دباتی وہ اسکا ہاتھ سہولت سے اپنی کمر سے ہٹاتی زرا دائیں جانب بنے آرام دہ بینچ پر جا بیٹھی، لوئے صاحب نے بھی مسکراہٹ دبائی اور اسکے ساتھ ہی جا بیٹھا اور اپنی بازو اسکی کمر کی سمت سرکا کر بظاہر اس بینچ کی کمر پر کھول کر اٹکائی مگر وہ لارا کا حفاظتی حصار بھی تھی۔

لارا اسے دیکھنے سے خود کو بہت روک رہی تھی مگر پتا نہیں کیوں اپنے کہے ہر لفظ کو بھول جاتی وہ اسکی طرف چہرہ کیے اداس سا مسکرائی تو باخدا لوئے بہزاد علوی کا دل چاہا اسکی وہ مسکراہٹ ہر لمس سمیت چرا لے، اپنی اس خواہش کے منہ زور طوفان کو جس جبر سے اس نے گھوٹا، اسکے رنگ لوئے کے چہرے پر تو آئے ہی، مگر لارا کے اندر سرد لہر اتار کر اسے کپکپا گئے۔

ایسے دیکھ کر مجھ غریب کا کیوں صبر آزما رہی ہو، مجھے پتا ہے تم نے کہا تھا"
دور رہوں لیکن پھر بھی آ گیا۔ تم اس پر جان بھی لے سکتی ہو، تمہیں
"سوئمنگ آتی ہے؟
اسکی بے سر و پا باتوں پر وہ اس بار اپنا سر اسکے کندھے پر رکھے مسکرائی اور لوئے کے لیے یہ واقعی صدمے سے کم نہ تھا، ایسا کیا ہوا تھا کہ لارا نے سارے کہے لفظوں کو بھلا دیا تھا، اسے یارق پر شک تھا کہ اسی نے یہ کرامات پھیلانے کے پیچھے کوئی کارنامہ کیا ہے۔

"ایمر جب خود کو اچھے سے سنبھال لے گا تو میں تمہارے بارے میں ضرور سوچوں گی"

ایک تو اسکا لوئے کے کندھے پر سر رکھنا پہلا جھٹکا، پھر اسکے لیے وہ سوچنے کا فیصلہ یکدم کرتی لوئے کو حیرتوں کے سمندر میں جھونک چکی تھی تبھی تو وہ اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں سراسیمگی کی سی کیفیت میں جب لے بیٹھا تو وہ نظر اٹھائے، سر اسکے کندھے سے ٹیکے ہی اسکی طرف اپنی خوبصورت قاتلانہ آنکھوں سے دیکھنے لگی، لوئے کے جذبات جاننے کے باعث چہرے پر اس سرپھرے کی جانب سے رد عمل پر تھوڑی گھبراہٹ پھیلی۔

"لیکن یہ تبدیلی آئی کیسے؟"

اسے بے خود محسوس کرتی وہ واپس نظر جھکا گئی، لارا کو اس شخص کے کندھے پر سر رکھ کر دنیا اور خوبصورت دیکھائی دے رہی تھی۔

"جب تمہارے بارے میں سوچوں گی تو بتاوں گی، سوری ان سب سخت الفاظ کے لیے۔ تمہیں ہرٹ کیا، ایمر، یارق بھائی کے ساتھ مجھ سے کہیں

زیادہ خوش اور محفوظ رہے گا۔ یہ بات ان سے پہلی تفصیلی ملاقات نے ہی سمجھادی،اور اب سے میں تمہاری نہیں انکی فین ہوں مسٹر لوئے"

لہجہ نرم اور محبت سے سرشار کر کے بولتی تو وہ لوئے کی اور جان لے رہی تھی،اس شخص کو سچ میں بھوک لگی تھی پر اب اس لڑکی کے سوا کچھ یاد نہ رہا، وہ اپنے ہاتھ کو لوئے کے ہاتھ سے چھڑوانے کی کوشش میں گھبرائی کیونکہ وہ مزید جکڑ چکا تھا۔

کچھ دیر وہ مسکراتی آنکھوں سے سامنے مزے کرتے کپلز، بچوں اور بوڑھے ماڈرن خضرات کو دیکھتے رہے، بیچ میں ایسی معنی خیز چپ حائل کی کہ ایک دوسرے کی دھڑکنیں ایک دوسرے کو سنائی دینے لگیں۔

"تم بہت اچھے ہو لوئے"

کچھ دیر بعد وہ پھر سے اس بے تاب کا صبر آزمانے کو اسکی طرف دیکھ کر بولی تو بے خودی افورڈ نہ کر سکنے کی کوشش میں وہ کچھ یاد کرتے شرارت سے ہنسا۔

"لیکن ایسا تم میرے گھر والوں کے سامنے کہو تو وہ تمہیں ہی دنیا سے گم کر دیں"

وہ اپنے آپ کے لیے ایسا ہی لاپرواہ اور بے نیاز تھا۔

"ہیں! کیا تم انکو اتنا تنگ کرتے ہو؟"

یہ سوال لارا کو کرنا نہیں چاہیے تھا کیونکہ چند دن میں یہ نمونہ اسکی ناک میں اچھا خاصا دم کر چکا تھا تبھی تو وہ اپنے سوال پر خود ہنس دی۔

"بہت، سوچ ہے تمہاری۔ خاص کر بروکو۔ جس دن انہوں نے کہا کہ لوئے تم اچھے ہو، تب یقین آئے گا"

یہ بتاتے ہوئے لارا کی اس کی آنکھوں میں ان کہی حسرت دیکھی کیونکہ اس نے لئیق کا ذکر الگ ہی عقیدت سے کیا تھا، جیسے کوئی اپنے آئیڈیل کا کرتا ہے، ہاں لئیق ایزد علوی اسکا آئیڈیل ہی تو تھا۔

"کیا اپنے بروسے بہت پیار کرتے ہو؟"

لارا کو اسکی اداسی نے بے چین کیا تو وہ یونہی پوچھ بیٹھی اور لوئے بہزاد علوی کی آنکھوں میں کاٹ کھاتی ویرانی سمٹ آئی۔

"میں نے سب سے پہلے پیار ہی شاید ان سے کیا تھا، ماں باپ سے بھی پہلے، میری زندگی میں اچانک آنے والی سب سے بڑی نعمت وہی ہیں لیکن میں انکو کبھی پسند نہیں آسکا، اس میں قصور کچھ میری الٹی حرکتوں کا ہے کچھ میرے اندر گردش کرتے لہو کا۔ لمبی کہانی ہے، تم میرا سوچو پھر تفصیل سے سناوں گا کیونکہ اس کہانی کو سنانے کے بعد مجھے کسی کے بہت سارے پیار کی ضرورت ہوتی ہے"

اداسی سے کہتے وہ جس طرح آخری جملہ بولا، لارا کے پورے وجود میں گھبراہٹ کے باعث سنسنی سی اتری، اور اس لڑکی کا سر تا پیر کانپ جانا لوئے کے ہنگامہ خیز بے تاب دل میں مزید تہلکہ مچا چکا تھا، وہ اپنے جذبات کے لفظی اظہارات میں جب اتنا منہ زور تھا تو اگلی منزل کا سوچنا ہی لارا کے جسم سے جان سرکانے لگا۔

....★☆☆☆☆☆★....

وہ یہی سوچ رہی تھی کہ دور رہ کر جو سر پھرا حرارت جان بنا ہوا ہے، وہ قریب آئے گا تو کیا بنے گا، کیسے لارا جہاں سے اپنے کہے الفاظ پر قائم رہنے کا ستم ڈھایا جائے گا، وہ گھبراہٹ کے یکدم بعد لارا کی آنکھوں میں اتری ستائش پر سرشار سا ہوا، انکے بیچ بنتا تعلق تو ان سفید پھولوں کے پہلے تحفے

سے شروع ہو کر آدھے دلوں والے دولاکٹس تک ہی مکمل ہو گیا تھا، محبت تو دلوں میں بیدار ہو کر ایک دوسرے کو اپنا مان چکی تھی اب بس رسم باقی تھی، عہد نامے پر دستخط کی ضرورت تھی۔

ایمر اور یارق نے گپ شپ کے بیچ ڈنر بھی کر لیا تھا اور وہ اس سے اسکے شوق اور دلچسپیاں پوچھتا ہوا اسکے ساتھ باتوں میں مصروف تھا، خود ایمر اسکی کمپنی میں انجوائے کرنے لگتا تھا، کیونکہ یارق پاشا کی باتیں، اسکی سوچ، اسکے الفاظ، ایمر جہاں کے لیے ایسا سبق تھے جو یہ سفاک دنیا اسے کبھی نہ سیکھانے پر آمادہ ہوتی۔

"تم پچھلے آدھے گھنٹے سے میرے کندھے پر سر رکھے ہوئے ہو لارا"

بیچ کی طویل معنی خیز خاموشی اس بار لوئے نے توڑی تو لارا نے اپنی بے تکلفی سمیٹے فوری سر اٹھائے اداسی سے اسے دیکھا۔

"اوہ! سوری۔۔ تم تھک گئے کیا"

وہ اسکے کندھے کو دیکھتی روہانسی ہوئی اور اسے لارا کی بات پر پیار سا آیا، گو ابھی اس شخص کے پاس اس لڑکی سے پیار جتانے کا کوئی حق نہ تھا پر اس کی گہری آنکھیں لارا کی آنکھوں سے لے کر ہونٹوں تک کی ساری سرحدیں غائبانہ چھو چکی تھیں، وہ جس وارفتگی سے لارا کو دیکھتا وہ نظریں اس دنیا میں بہت نایاب تھیں۔۔

جی نہیں، میرا دوسرا کندھا رقابت کی آگ میں جھلس گیا ہے"

"لارا۔۔۔اب اس طرف آجاو

اسکے اس شوخ اور منہ بسور کر دیے جواب پر لارا کے چہرے پر بے ساختہ مسکان بکھری، وہ ہنستی ہوئی اٹھ کر نا صرف دوسری طرف بیٹھی بلکہ اپنا سر اسکے جلن میں ڈوبے کندھے سے ٹکائے، جناب کے دوسرے کندھے کی رقابت کا توڑ کیا اور لوئے نے جب اپنا دوسرا ہاتھ اسکے ہاتھ کی طرف آنکھوں کے بے خود اشارے سے بڑھایا تو اسکی آنکھوں میں صاف لکھا تھا کہ میرے اس ہاتھ کو بھی اپنے ملائم ہاتھ کے شافی لمس پہنچاو، وہ کوئی

اعتراض نہ کر سکی، اسے یہیں اس کے پاس بیٹھ کر ہی لوئے کا سوچنا پڑا جب لوئے کے ہاتھ نے اسکے ملائم ہاتھ کو اپنی گرفت میں لیا۔

"کل صبح تم اور ایمر پولیس سٹیشن میرے ساتھ جاو گے اور آج رات ہم یہیں رکیں گے، تمہیں کوئی مسئلہ تو نہیں اگر یہ رات یونہی تمہارے ساتھ گزرے؟"

اس ریسٹورنٹ میں ایک تو اچھی خاصی سیکورٹی تھی دوسرا اسلحے کو لانے کی اجازت نہ تھی تبھی صبح تک لوئے کو چاروں کے لیے یہی محفوظ پناہ گاہ لگی اور لارا نے نا صرف اسکی خواہش کو قبول کیا بلکہ اس نے فیصلہ بھی کیا کہ کچھ بھی ہو جائے وہ کل ہی لوئے کو اجازت دے دے گی کہ وہ اسکے لیے کوئی بھی فیصلہ لے تو وہ راضی ہو گی، بھلے وہ اس سے لارا جہاں کی زندگی کا سارا اختیار ہی کیوں نہ مانگ لیتا۔

یہ رات حسین نہیں حسین ترین تھی جب لوئے بہزاد علوی کے پاس اسکی دوسری محبت پوری رضا سے پہلو نشین تھی۔

پہلی محبت تو اس پگلے کی لئیق ایزد علوی سے جڑی تھی، وہ محبت جو اس دنیا کی سب سے خوبصورت محبتوں میں شمار کی جاسکتی تھی۔

.._____..

خوبصورت سی رات نے خیر باد کہے صبح کی الوہی کرنوں کو جب خوش آمدید کہا تو خبس بانٹتے صبح کے سورج نے بادلوں کا نازک لباس پہنے موسم نشیلا کر دیا، ہلکی ٹھنڈی ہوا نے گرم صبح کے پر حدت لمس سرد کر دیے تو لہلہاتے درختوں پر بیٹھے پرندوں کی چہکار نے دنیا پر زندگی کے وجود کو تحریر کیا۔

قسمت کا ستم کہہ لیجئے یا اتفاق کہ صبح کے گداز تپش لٹاتے سورج کی ٹمٹماتی کرنوں نے کھڑکیوں کے پردوں سے آج سب سے پہلے لعلین کی آنکھوں

پر حاوی بے طلب نیند کے خمار توڑے، خود کو کسی کی شدت بھری، سکون پہنچاتی پناہوں میں مقید محسوس کیے جاگنا اسکے لیے ایک نیا احساس لایا تھا، اس شخص کی سانسوں کی ہونٹوں تک بکھرتی حدت اسے پرائی نہ لگی تو اپنی نیند میں ڈوبی آنکھیں کھولے وہ چہرہ اسکی سمت پھیرے حیرت کے سنگ لئیق کو دیکھنے لگی، وہ آنکھیں بند کیے، اپنے آپ میں اسے سموئے نیند میں گم تھا، بد قسمتی سے لئیق کے فون کا آلارم وقت پر نہ بج سکا جسکے باعث اس شخص کی چوری پکڑی جا چکی تھی، لعلین ابراہیم کے اسقدر قریب آکر ٹھہرنے کی لازوال چوری، وہ اسے پاس تھا، لیکن سکون کے ساتھ ساتھ دل کو کوئی سخت احساس کاٹ بھی رہا تھا، وہ یقین اور بے یقینی کے بیچ حائل بدحواس ہو رہی تھی۔

"آج تمہیں سچ میں مار دوں گی، تم نے میرے مزید قریب آکر اپنی موت خود بلائی ہے لیکن ایسا لگتا ہے میرے ہاتھوں میں جان نہیں رہے گی، مجھے

شیری دھوکہ ب۔۔ بلکل نہیں دے سکتا،اس پر تو اعتبار بنتا بھی ہے، تم پر
"اعتبار کی نہ کوئی وجہ ہے نا ہی ہمت
وہ رات دروازہ نا جانے کس امید پر کھول کر سوئی تھی کہ وہ اگر اسکے لیے
اتنی فکر جتاتا ہے تو وہ اسے دیکھنے ضرور آئے گا مگر وہ وہیں رہ جائے گا اسکی
لعلین کو نہ توقع تھی نہ امید تبھی تو برہمی، عتاب اور تکلیف کے باوجود وہ
اسکے حصار سے نکل نہ پا رہی تھی، جیسے یہاں سے نکل کر وہ کسی تپتے صحرا
میں بھٹک جائے گی۔

شیری مجھے دھوکہ کیسے دے سکتا ہے؟ کیا یہ پوری دنیا لال کا یونہی اعتبار"
توڑے گی۔ تم سمیت، جب تمہاری عادت ہو گی تو معاہدہ ختم ہو جائے گا سو
"میں تم پر اعتبار کرنے سے خود کو بہت مشکل سے روک رہی ہوں لئیق
وہ اسکی بند آنکھوں کو دیکھتی کرب سے سسکتی اسکی گرفت سے خود کو آزاد
کیے کروٹ بدلی تو لئیق کی آنکھ اسکے کسمسانے پر حرکت کرتے وجود کو

محسوس کیے کھلی مگر وہ جو کروٹ بدل چکی تھی، آنکھوں میں ڈھیر سی تکلیف لیے اپنی آنکھیں موند گئی تبھی اسے احساس ہوا لئیق نے اسے آہستگی سے پکڑ کر واپس اپنی سمت کروٹ کروائے نہ صرف اپنی سمت پلٹایا بلکہ دونوں بازووں میں اسکا بے جان پڑتا وجود سموئے وہ اسے اپنے سینے سے لگا گیا، وہ نہیں جانتا تھا کہ لال جاگ رہی ہے لیکن وہ تو جانتی تھی کہ وہ جاگ رہی ہے، تب بھی اس نے اپنے آنسو گھوٹ کر خود کو سوتا ظاہر کیا۔

لئیق نے سائیڈ میز پر رکھا فون اٹھا کر دیکھا تو صبح کے ساڑھے سات بج چکے تھے، ساری نیند بھک سے آنکھوں سے اڑی۔

"ارے یار، یہ آلارم کیوں نہیں بجا"

اسے کوفت سے فون واپس رکھتا محسوس کرتی وہ بے اختیار جب گہرا سانس لے گئی تو لئیق نے نظر جھکائے لعلین کی طرف دیکھنا چاہا اور جب اسکا چہرہ

اٹھائے اپنی طرف کیا تو بند آنکھوں سے بہتی نمی اسکی رخسار پر محسوس کیے وہ آزردہ ہوا۔

"ڈرامہ کر رہی ہیں سونے کا، پکڑی گئی ہیں آپ مسز لئیق"

لئیق کے آفسردگی سے مسکرانے پر لعلین نے نہ صرف آنکھیں کھولیں بلکہ ایک ہی جھٹکے سے اسکی گرفت سے نکلتی اٹھی اور اس سے پہلے خود کو کہیں گم کر لیتی، لئیق نے اس سے دگنی رفتار کے سنگ پیر بیڈ سے اتارے اور کھڑا ہوتے ہی اس بھاگتی لڑکی کی بازو جکڑے اپنی طرف کھینچ کر بروقت اپنی بازو اسکی کمر کے گرد حائل کر لی اور وہ تکلیف کو دقت سے خود میں اتارتی اسکی جرت پر سلگ اٹھی۔

"کہاں جائیں گی مجھ سے دور؟ آپکی دنیا میرے پاس ہے لعلین"

استحقاق اور نرمی کا ایسا ملاپ اس ظالم کے لہجے میں اترا کہ وہ سب بھول گئی، رہ گیا تو اسکی جان لیوا آنکھوں سے بہہ نکلتا ایک بے درد آنسو جو لعلین کے دل کی تباہی، لئیق پر کھول گیا۔

"میری دنیا تم سے دور ہی آباد تھی، آباد ہے اور آباد رہے گی سمجھے"
وہ اسکو خود سے پرے دھکیلتی غصے سے چیخی جیسے اس شخص کی نظروں سے بھاگ جانا چاہتی ہو، لئیق کو اسکے بے قابو شدت پسند رویے نے دکھ پہنچایا تبھی وہ ایک بار پھر اسکی طرف بڑھا تو وہ یوں اسکے قریب آنے پر غرائی جیسے اس نے لعلین کو چھوا تو وہ وہیں دم توڑ دے گی۔
نو، میں بالکل نہیں سمجھا نہ سمجھنا چاہتا ہوں۔۔میرے پاس آئیں لعلین،"
"ریلکس
درد کی ٹیسیں اس لڑکی کے دماغ میں ہتھوڑے کی طرح محسوس ہو رہی تھیں تبھی وہ بے جان سی اسکے ہاتھ بڑھا کر قریب کرنے پر اسکے نرم حصار میں واپس آن بسی، چہرہ عجیب طرح کے عتاب اور دکھ کا مرکز تھا۔
اپنی پوری زندگی میں بہت سے کربناک منظر دیکھے ہیں لیکن آپکی"
آنکھوں میں اتر آتی ویرانی نے سب کو پیچھے چھوڑ دیا، آپ جانتی نہیں مگر

آپکی ایسی نظریں مجھے دکھ پہنچاتی ہیں۔ میرے اندر تک سب جل جاتا ہے،
"وی نیڈ ٹیبل ٹاک
وہ جس طرح اذیت سے اسکی آنکھوں میں جھانکا، لعلین نے یوں اسے دیکھا جیسے اس سے بہت ناراض ہو، پر وہ تو خود سے ناراض تھی۔

"تمہیں کسی لائق نہیں سمجھتی ہوں، تم جلو یہی اولین خواہش ہے"
کٹھور پن سے وہ اس کو حقارت آمیز نظروں سے گھوری تو وہ دل جلا مسکرایا۔

"میں نے جلایا تو بہت پچھتائیں گی لعلین"
یہ وارننگ تو نہ تھی پر لعلین کے کانپتے وجود میں سنسنی دوڑا گئی، وہ خود کو مضبوط کرتی آنکھوں میں نفرت گھسیٹ لائی۔
تم نے جرت کیسے کی میرے ساتھ سونے کی، آج تم واقعی میرے ہاتھوں"
"سے مروگے یاد رکھنا

اپنی گھبراہٹ دبانے کو ہونے وہ الٹا اس پر چینختی ہوئی غرائی تو وہ جان لیوا خمار چہرے پر سجائے سارا کرب ایک طرف رکھتا مسکرایا اور اس لڑکی پر ناجانے کیا پھونکتے ہوئے اسکی جلتی سرخ بھیگی آنکھوں کو نزدیک آتے پیار سے چوما اور پھر اسکی تپتی جبین ہونٹوں سے چھو کر اسے مسمرائز کر دیا۔

آپ میری بیوی ہیں، آپکے ساتھ نہیں تو کیا آپکی ٹوئنکل کے ساتھ سوتا،"
پھر آپکو ہی مسائل ہوتے کیونکہ اس سے ہوتا سکن انفیکشن آپکے بہت بہت بہت زیادہ قریب آنے سے ہی بہتر ہو سکتا تھا۔ ویسے بھی ایسا کچھ نہیں کیا کہ آپ سزا میں ڈائریکٹ مجھے مار ہی ڈالیں، مرتا ہوا پھر آپکو ہی اچھا نہیں لگوں گا یاد رکھیے گا"

لعلین کے گرد اسکی بڑھتی بازوؤں کی گرفت کا عذاب الگ اور اسکے الفاظ کی متکبر شوخی الگ لعلین کے حواس جنجھوڑ رہی تھی، وہ تو پہلے ہی اسے

مارنے کے لیے خود کے ارادے ڈگمگاتے محسوس کر رہی تھی اور یہ ظالم تو ہاتھوں میں اور بیڑیاں ڈال رہا تھا۔

"اپنی یہ ڈبل مینگ باتیں بند کرو، میرا تم سے ایسا کوئی تعلق نہیں کہ تم میرے قریب آنے کی جرت بھی کرو۔

چھوڑو مجھے، اس لیے روم علیحدہ نہیں لیا کہ تم یہاں بھی اپنی حدیں پھلانگنے آجاو، آئی ہیٹ یو۔مار کر رہوں گی تمہیں"

وہ اس سے خود کو چھڑوانے کا ایڑی چوٹی کا زور لگائے الگ تو ہوئی مگر اسکی کلائی ابھی بھی لئیق کے ہاتھ میں مقید تھی۔

"ابھی تو میں نے ایک چھوٹی سی حد توڑی ہے۔بس آپکی فکر تھی تبھی قریب آیا تھا، خود کو مجھ سے اس بے دردی سے مت چھڑوایا کریں لعلین، مجھے برا لگتا ہے"

اسکی دوسری بازو بھی جکڑے وہ اسے واپس قریب کیے ناراضی سے بولا تو وہ چہرے پر مزید غصہ سمیٹ لائی۔

"تمہیں کس نے کہا میری فکر کرو، چھوڑو مجھے ورنہ میں تمہاری یہ آنکھیں نوچ لوں گی، اور مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ تمہیں کیا اچھا لگتا ہے اور کیا برا" نرمی کا کوئی اثر نہ لیتی وہ پھر سے متنفر ہوتی غرائی۔

"سٹاپ لعلین، ایک ہی بات دوبارہ کرنے پر مجبور مت کیا کریں۔ نرمی برت رہا ہوں تو کم از کم تمیز سے پیش آئیں۔ مسئلہ کیا ہے آپکو میرے قریب آنے سے؟"

سب جانتے بوجھتے وہ اسے ستا رہا تھا، کیونکہ وہ آج لعلین کی نفرت کی آخری حد دیکھنے کا تمنائی تھا کیونکہ سلینا اسکے فلیٹ میں ہے، یہ رایان نے اسکے کہنے پر کنفرم کروالیا تھا، بھجت اور لعلین دونوں کی اذیت، سلینا کے مل جانے سے ختم ہونے والی تھی مگر لئیق سب کچھ اتنا سیدھا نہیں چاہتا تھا، وہ

چاہتا تھا یہ یوٹرن اسے لعلین ابراہیم سے نواز دے، وہ تھوڑی ہی سہی دل سے لئیق ایزد علوی کی ہو جائے۔

"سب سے بڑا مسئلہ ہی تم ہو منحوس، کیا امید کر رہے ہو کہ ایک قاتل کو اپنا آپ خوشی خوشی پیش کر دوں گی۔ جب یہ نکاح سب جھوٹ ہے تو تم ایسی حرکتیں کر کے مجھے پاگل کر رہے ہو، تمہیں مار کر، تمہاری لاش ایسی جگہ ٹھکانے لگاوں گی جہاں سے تمہارا نام و نشان بھی نہ ملے گا"

اس نازک لڑکی کے ایسے ظالمانہ ارادے لئیق کو کیا ڈراتے الٹا وہ اسکی دھمکی پر مسکرا کر اسے اور چڑا گیا جس نے اسکے دانت دیکھ کر بمشکل غضب دباتے ہوئے اپنے دانت پیسے۔

"تو پھر ایسا آپ نے رونا کے ساتھ کیوں نہیں کیا لعلین، یہ جاننے کو بے قرار ہوں۔ اگر اس نے آپکے ساتھ کچھ برا کیا ہے تو وہ کم از کم لئیق ایزد علوی کے لیے ضرور واجب القتل ہو چکا ہے"

نہ جانے کیوں وہ کہہ نہ سکا پر چاہتا تھا کہے، اس وقت شہریار جدون سے ملاقات اہم نہ ہوتی تو وہ اس سے یہ تلخ سچائی ہر قیمت پر جان کر رہتا، اس شخص کی آنکھوں میں پھیلی تکلیف دیکھ کر بھی لعلین نے ان دیکھی کیے اس سے منہ موڑا تو لئیق کو اسکی بے اعتنائی نا جانے کیوں بری لگی۔

اسے چپ چاپ آزاد کرتے لعلین پر اک گہری نگاہ ثبت کرتا اپنا فون اٹھاتے ہی اسکے کمرے سے نکل گیا اور وہ اسکے جانے کے بعد اپنی جنجھلاہٹ دباتی، منہ ہی منہ میں بڑبڑا کر اسے کوستی فریش ہونے بڑھی۔

چینج کیے، بلو کلر کے سنپل سے ڈریس میں وہ تر و تازہ سی باہر نکلی، ہلکی پھلکی تیار ہوئے، خود پر اک نظر ڈالے وہ کمرے سے نکلی تو سیدھا ٹوینکل کے پاس گئی، لئیق آج بھی بنا بریک فاسٹ کے تیزی سے جندل محل سے نکلا تھا اور وہ لاکھ اپنی توجہ اس پر سے ہٹاتی مگر ایسا ممکن نہ رہا تھا۔

تبھی لعلین کی نظر وہیں گارڈن میں بیٹھے، وہاں لگے ایک پلانٹ پر گئی، جو جندل محل کے گارڈن میں لگائے گئے مختلف نایاب پودوں کے ساتھ ہی امورٹ ہوا تھا اور وہ پودا دراصل بہت زہریلا اور خطرناک تھا۔

"تمہیں مارنے کا ہتھیار مل گیا"

لعلین نے وہیں لگے ایک منی پلانٹ پودے کا بڑا سا پتا اتارا اور اس پتے سے نامی بہت چھوٹے چھوٹے oleander اس نے وہاں ساتھ ہی لگے سفید بھبھول جیسے پودے سے چند سفید پھول کھینچ کر اتارے اور اسے اس پتے میں سمیٹ کر اپنی مٹھی میں دبایا اور ارد گرد نگاہ دوڑاتی وہ ٹوئنکل کو لیے واپس کمرے میں گئی۔

اس سے پہلے کہ تم مجھے کہیں کا نہ چھوڑو، تمہاری موت ضروری ہے۔"

بس اب موقع مل جائے تمہارے کھانے میں یہ زہر ڈالنے کا، آج ہی سیلی کی موت کا بدلہ لے کر میں تمہیں تمہارے انجام تک پہنچاوں گی لئیق ایزد

علوی، تمہیں یہ موقع نہیں دوں گی کہ تم لعلین ابراہیم کی سب سے بڑی "کمزوری بننے کی جرت کرو

وہ ان بھبھول پھولوں کو لپ سٹک اٹھا کر اسی سے ٹشو پر رکھ کر پیس کر اس ملیدے کو دوسرے ٹشو میں رکھ کر لپیٹ کر ڈریسنگ میز کے ڈرا میں کسی پرے رنگ ہولڑر میں رکھ چکی تھی، لئیق کے تو وہم و گماں میں بھی نہ تھا کہ وہ اسے زہر دینے کے پلین کر رہی تھی۔

جبکہ لعلین کا وہاں سے وہ عجیب سے پودے کو توڑ کر چپکے سے لے جانا کسی کی نظروں میں پہلے ہی آ چکا تھا، خدا خیر ہی کرے۔

.._____..

مانی کے مل جانے اور پھر اسکی بگھڑتی طبعیت کا سن کر مدیحہ آفریدی کی جان مزید ہلکان ہو چکی تھی اور وہ بضد تھیں کہ ہو سپٹل جائیں گی سو ساحل انھیں بھجت کے کہنے پر ہو سپٹل لایا تھا۔

مانی کو منصوعی سانس کے ساتھ دیکھ کر ہی انکا دل پھٹ رہا تھا، جو پھر سے طبعیت بگھاڑ کر بھجت کی جان سولی پر اٹکانے کی کوشش میں تھی۔

اور ابھی لئیق نے بھجت کو منع کیا تھا کہ وہ گرینی کو کچھ نہ بتائے، لیکن پھر بھی مدیحہ آفریدی اسکی حالت دیکھ کر بہت زیادہ پریشان ہو گئی تھیں۔

کیا ہوا ہے اسکے ساتھ؟ کیوں وہ اتنی لاغر اور بیمار لگ رہی ہے"

بھجت۔۔۔م۔۔ مجھ سے کچھ چھپانے کی جرت مت کرنا اب۔۔۔۔ کیوں تم لوگ میری تکلیف بڑھانے پر لگے ہو، اس کی طرف دیکھنے کی ہمت نہیں ہو رہی م۔۔ میری۔۔۔ کیا ہوا ہے مانی کے ساتھ"

وہ مزید طبعیت بگھڑنے پر واپس آئی سی روم میں لے جائی جاچکی تھی اور باہر مدیحہ آفریدی نے تڑپتے ہوئے بھجت کا گریبان دبوچے اس غم ودکھ اندر ہی اندر گھوٹتے بھجت سے سوال کیے تو وہ انکو اپنے سینے سے لگاتا، انکے آنسو برداشت کرتا بمشکل بٹھا پایا، رونے سے وہ اپنی طبعیت بگھاڑنے کے اسباب بنارہی تھیں۔

"کچھ نہیں ہوا اسے، میرے ایک سیاسی دشمن نے ڈرانے دھمکانے کے لیے اسے اٹھوایا تھا لیکن اسے دبوچ لیا گیا ہے، لئیق اسے خود سزا دے گا۔ آپ تو جانتی ہیں اسکی کنڈیشن کو، گردکی وجہ سے اسکی الرجی سنگین ہوگئی ہے۔ پلیز دادومت روئیں، آپکی طبعیت پہلے ہی خراب ہے"

وہ جتنی مرضی کوشش کرلیتا، وہ تب تک سنبھل نہ سکتیں تھیں جب تک مانی کو صحیح سلامت پہلے کی طرح نہ دیکھ لیتیں۔

"تم سچ کہہ رہے ہوناں، ان بدبختوں نے میری بچی کے ساتھ کچھ کیا تو نہیں؟"

جس طرح کی مانی کی اس وقت نازک حالت تھی، مدیحہ کے اندیشے غلط نہ تھے۔

"نہیں کیا، کسی نے چھواتک نہیں ہماری مانی کو۔ حوصلہ رکھیں دادو"

وہ اسکے یقین دلانے پر کچھ حوصلے میں تو آگئیں مگر انکی سانسیں آئی سی یو روم میں پڑی اس عزیز پوتی کی سانسوں سے جڑی تھیں اور ابھی بھی بھجت نہایت بے بس و مجبور تھا۔

وہیں دوسری طرف لعلین کے اخیر انتظار کے بعد عینی اور پرکاش نے آخر کار شہریار کی سچائی کرنل افراہیم اور گل لالہ کو بتانے کا فیصلہ کرتے انکے گھر کی راہ لی۔

کرنل صاحب بھی اتفاق سے گھر تھے اور عینی اور پرکاش کی سرپرائز آمد پر وہ ہمیشہ خوش ہوتے تھے مگر آج ان دو کے چہرے پر پھیلے خزن نے کچھ کہے بنا بھی انکو تشویش میں مبتلا کیا تھا۔

کیا بات ہے پرکاش! آپ دونوں کے چہرے سے بہت پریشانی چھلک رہی"
"ہے، سب ٹھیک تو ہے

وہ دونوں واقعی پریشان تھے اور گل لالہ اور افراہیم کو بھی انکی پریشانی فکر مند کر چکی تھی۔

اپنے بیٹے کی سچائیاں جان کر جو قیامت ان دو پر اتری تھی وہ مجبور تھے کہ ویسے دردناک قیامت ان دو پر بھی اتار دیتے۔

کچھ ٹھیک نہیں ہے افراہیم، سب تباہ ہو گیا میرے دوست۔۔۔۔ ہماری" اولادوں نے سب برباد کر دیا، ہارون نے جو ناسور ہمارے دلوں کو دیے تھے وہ تو کبھی نہیں بھر سکتے مگر انکی تکلیف کو شہریار نے از سر نو تازہ ضرور کر دیا ہے"

پرکاش کے رندے چہرے اور ڈوبی آواز سے کیے انکشاف پر ان دونوں کا دل سہما تھا، تبھی بے اختیار افراہیم صاحب اور گل لالہ نے ایک دوسرے کی طرف حراساں ہوئے دیکھا۔

"ک کیا کہہ رہے ہیں آپ بھیا، میرا تو دل دہل رہا ہے۔ کیا کر دیا میرے
شیری نے؟"

افراہیم تو چپ تھے پر گل لالہ ضرور تڑپ اٹھیں۔

اور عینی اس ماں کی تکلیف بخوبی سمجھ سکتی تھیں، کلیجہ سا کٹ گیا تھا۔

"اس نے سب ختم کر دیا، سلینا مری نہیں تھی بلکہ اسے شیری نے کڈنیپ
کروایا، پھر نجانے کس کی لاش کو سیلنا دیکھا کر دفنا دیا۔ سلینا کس مشکل سے
اسکے چنگل سے نکل کر بھاگی ہے گل یہ یا وہ جانتی ہے یا اسکا رب۔۔۔"

عینی کے اس انکشاف نے ان دو کے پیروں تلے سے زمین سرکا دی تھی، کئی
آنسو گل لالہ کی آنکھیں تر کر گئے وہیں کرنل افراہیم کی آنکھیں بھی کسی
احساس نے انگارہ کیں۔

ن۔۔ نہیں عینی، میرا شیری ایسا ن۔۔ نہیں کر سکتا۔۔۔۔افراہیم "

آ۔۔آپ کہیں ناں انکوم۔۔میرا شیری تو ایسا بالکل ن۔۔ نہیں کر سکتا۔

"میں نہیں مان سکتی

ٹوٹے مان کی کرچیاں اس ماں کے اندر تک دھنسیں وہیں افراہیم نے اسکا ہاتھ جکڑ کر سرد مہری سے گھورا تو وہ سارے آنسو دم سادھ کر پی گئیں، پر آنسوؤں کا کیا کرتیں جو اس بھیانک سچائی نے بے لگام کیے تھے۔

اگر اس نے واقعی ایسا کیا ہے تو اسے اسکی سزا میں خود دوں گا، کیسے کر سکتے "

"ہو تم ایسا شہریار، بد بخت انسان

اس باپ نے بھی نجانے کتنا ضبط کیا کہ جسم کا سارا لہو چہرے پر چھلک چکا تھا۔

چاروں کی تکلیف کی ابتدا کا سرا تو تھا مگر اس وقت یہ علم نہیں تھا کہ دل اور روح کو نوچتی اس لافانی اذیت کا آخری سرا کہاں ملے گا۔

.._____..

قید ہو کر، وہ بھی بلیک ڈائمنڈ کے شکنجے میں پھنسنے کے باوجود اسے یہ پرواہ نہیں تھی کہ وہ برباد ہو گیا، اسکا دل مانی سے بندھ گیا تھا، اسے رایان نے لا کر اس تہہ خانے میں بے یار و مددگار چھوڑ تو دیا تھا پر وہ مانی کے متعلق کچھ جان نہ پانے پر بے بسی سے دھاڑ رہا تھا۔

اگر وہ مر گئی تو وہ کیسے اسکی موت کا بوجھ اپنی گناہ گار سانسوں کے ساتھ اپنے گناہوں سے لتھڑے کندھوں پر اٹھا سکے گا، یہ اذیت اسکے اندر لوٹ کھسوٹ کیے نوچ رہی تھی، سب سے بڑی بے بسی تو کسی مطلوب خبر کا ہم تک نہ پہنچنا ہوتا ہے، وہ شخص بھی تو اسے اسکی اپنی آگ میں جلنے کو چھوڑ گیا تھا، شاید یہ آگ اس ٹارچر سے قدرے سود مند تھی جو شہریار جدون کو بلیک ڈائمنڈ کی طرف سے سہنا پڑتا۔

اور پھر وہ ڈیول کا حساب لینے اور اسکی بے بسی کا توڑ کرنے پہنچ آیا، اس نے چہرے پر ماسک لگائے بنا ٹارچر روم کا رخ کیا تو رایان اور سحر پروفیشنل ٹیم ممبرز کے طور پر اسکے ہمراہ تھے جن کے چہروں پر سنجیدگی رقم تھی۔

لئیق کو اپنے سامنے دیکھ کر شہریار جدون کے چہرے کے تاثرات اور پتھریلے ہو گئے مگر لئیق کی آنکھوں میں ضرور اسکے لیے ناگواری موجود تھی۔

"مانی کیسی ہے؟"

اسکے سوال پر لئیق نے سرد تاثر کے سنگ کچھ دیر خاموشی اختیار کی پھر اسکے سامنے ہی رکھی کرسی سنبھالے وہ شہریار جدون کو دیکھتا بیٹھا۔

"تمہیں یہ سوال کرتے ہوئے شرم نہیں آئی؟ بہت گرے ہوئے اور غلیظ لوگ دیکھے ہیں لیکن تم نے تو سبکا لیول ہی گھٹا دیا، تم نے بلیک ڈائمنڈ تک

پہنچنے کے لیے ایک بچی کا استعمال کیا، خود کو مرد کہتے ہو، لیکن جو راہ تم نے
"اپنائی ہے وہ تمہاری مردانگی پر کالک ہے
لئیق کا لہجہ بے حد کڑوا اور تضحیک لٹاتا ہوا تھا جس پر شہریار جدون نے اپنے
بندھے ہاتھ ہتھ کڑیوں سے چھڑوانے کو زور لگایا، اسکے اندر سلگتی آگ لئیق
کو اسکی آنکھوں سے باآسانی دیکھائی دے رہی تھی، بھینچے جبڑوں کے سنگ
وہ اسے کاٹ کھاتا گھورا۔
میں نے تمہاری اس لاڈلی بہن کو سلینا اور بھجت کے حوالے سے ٹریپ "
کیا تھا، تمہارا پتا تو بائے چانس لگ گیا، ہاں تمہاری تلاش کر رہا تھا لیکن مانی
کے منہ سے بلیک ڈائمنڈ کا لفظ سننے کے بعد میں نے جب اپنی طرف سے
تحقیق کروائی تو سارا سچ باہر نکل آیا۔ سو تم مجھے یہ نہیں کہہ سکتے کہ میں نے
تمہاری تلاش کے لیے کوئی غیر مردانہ طریقہ اختیار کیا، اگر تمہارے
افسران کو یہ خبر پہنچ گئی کہ انکا پیارا ایجنٹ بے نقاب ہو چکا ہے تو وہ تمہیں مار

دیں گے، سو مجھے قید کر کے تم اپنا وقت ضائع کر رہے ہو، بہتر ہے اپنی جان بچانے کا سوچو"

لئیق کو اسکی پھنکار ڈالتی، تمسخرانہ باتوں پر الٹا ہنسی آئی، کیونکہ اسے شہریار کا اعتماد متاثر کر گیا۔

"تم میری فکر چھوڑو۔ تم اپنا سوچو، جب تمہارے افسران کو یہ پتا چلے گا کہ نہ صرف انکا بھیجا جاسوس بے نقاب ہو چکا ہے بلکہ جاسوس کی مدد کرنے والا قانون کا یہ کالا سانپ بھی بلیک ڈائمنڈ کی پکڑ میں آ چکا ہے پھر کیا ہو گا، میرا نام میری پہچان کو کافی ہے، ویسے بھی تم اور رونا ہی تو جانتے ہو کہ بلیک ڈائمنڈ، لئیق ایزدعلوی ہے، اور میرا نہیں خیال تم دو اس سچائی کو میرے افسران تک پہنچانے کے لیے زیادہ دیر زندہ رہو گے۔

رہی بات لعلین کی، اسکے علم میں یہ سچائی ہونا تو میری اپنی ذات کا حصہ ہوئی ناں، سو مجھے کیوں ڈر ہو گا"

لئیق کے پر سکون اور زچ کرتے جواب پر شہریار جدون کی آنکھوں میں آگ سے لپکی اور جس طرح وہ پھنکار کر تلملایا، اسکی بے بسی سحر اور رایان نے بھی محظوظ ہوئے ملاخظہ کی۔

"تم رونا اتک مر کر بھی نہیں پہنچو گے"

ایک بار پھر وہ سلگ کر غرایا جس پر لئیق کا مست سا قہقہہ اس شخص کے اندر تک خوف سرائیت کر گیا۔

ہارون پر کاش، اس کے ہر ٹھکانے کی خبر ہے مجھے، کینچل اسکے ساتھ ہے، "

"اتنا کافی ہے یا اور بتاوں

لئیق کے جواب نے شہریار کے اندر سچ میں سنسنی سی اتاری۔

یہ تو ہو گئیں کاروباری باتیں، اب یہ بتاو کہ سلینا کے ساتھ ایسا سلوک "

کیوں کیا تم نے؟ اپنی دوست لعلین کو جان بوجھ کر جہنم میں جھونکا، تم نے ان دونوں بہنوں کی زندگی خراب کرنا چاہی، کیا تم چاروں دوست نہیں

تھے؟ پھر ہارون کے لیے تم نے اپنے ساتھ ساتھ ان دو کو بھی دلدل میں دھنسا دیا۔ ہارون نے لعلین کے ساتھ ایسا کیا کیا کہ وہ لڑکی اس سے نفرت کرتی ہے؟ یہ سب سوال تمہیں دے کر جا رہا ہوں شہریار، تمہیں چند گھنٹے مزید رعایت ملے گی، یہ سب جواب یاد کر لینا کیونکہ دوبارہ جب میں آوں گا تو میری زبان نہیں ہاتھ چلیں گے، تمہیں نیب کے حوالے کر دوں گا، ایک تو تم سسپینڈ کر دیے جاو گے پھر جو تم پر انکوائری شروع ہو گی اس پر تو تمہاری سوچ ہے کہ کتنا درد ملتا ہے، اور ہاں تمہاری زبان اور ہاتھ پیر ناکارہ کرنے میں مجھے صرف پانچ منٹ لگیں گے، باقی تم خود سمجھدار ہو کہ میں رہا ہوں تمہیں کیا کہنا چاہ"

اسکے نرم لہجے میں بھی پھاڑ کھاتی وہشت تھی اور شہریار نے حقارت سے اسکو کرسی سے اٹھتا دیکھے اپنے نا جانے کتنے غصے کو دبایا کہ آنکھوں میں خون اتر آیا۔

"تم اچھا نہیں کر رہے لئیق"

وہ اسکو جاتا دیکھتا دھاڑا، انداز میں وارننگ تھی۔

اور تم نے تو اچھے کام کر کر کے جیسے بہت سے میڈل جیت لیے ہیں، اپنا" دماغ اپنے دفاع پر لگاؤ تاکہ تمہیں دردناک سزا سے پناہ مل سکے، بلیک ڈائمنڈ صرف ایک بار زبان سے سمجھاتا ہے۔۔۔۔اس کو بند کر دو، اس سے "اگلی ملاقات شام میں کروں گا

لئیق نے اپنے غضب کو ہر ممکنہ دبائے اس کو وارن کرتے سحر اور رایان کو تاکید کی اور خود جیسے ہی نکلنے لگا، شہریار کی پکار نے اسے جبڑے بھینچنے پر مجبور کر دیا۔

"مانی ٹھیک ہے؟"

شہریار کے اس سوال پر وہ اپنے اندر آگ سلگتی محسوس کر رہا تھا، تبھی رخ موڑے کاٹ کھاتی آنکھوں سے اس نے شہریار جدون کو دیکھا اور بنا کچھ کہے روم سے نکل گیا، اسکے پیچھے ہی سحر اور رایان بھی روم لاک کرتے باہر

نکلے جبکہ شہریار نے وحشی پن کے سنگ اپنے ہاتھ کھینچے تو اپنی ہی کلائیاں چیڑتی محسوس ہوئے اس نے گہرا سانس بھرے مزاحمت روک دی۔

"اس پر کڑی نظر رکھنا دونوں، مجھے کچھ اہم کام ہیں۔ رونا کے متعلق دستگیر کو کچھ کام دے رکھے ہیں، جیسے ہی اسکی خبر ملے گی میں تم دونوں کو انفارم کروں گا۔۔۔ابھی چلتا ہوں"

سحر اور رایان کو سرسری سے انداز میں ہدایات سونپتا وہ اجلت کے سنگ ڈیپارٹمنٹ سے نکل گیا اور وہاں سے وہ سیدھا جندل محل ہی گیا۔

۔۔۔

گی یہی کشمکش اسکے معاوف دماغ کواور سن کر رہی تھی، وہ کچن میں بولائی سے انٹر ہوئی تو مریم بی کافی بنانے کے بعد مگ ٹرے میں رکھ رہی تھیں، لعلین نے چہرے پر مسکراہٹ سجائی اور انکے قریب آئی۔

"کس کی کافی ہے یہ مریم آنٹی؟"

لال نے بڑے پیار سے پوچھا تو وہ مسکرائیں۔

"لئیق کی ہے، رات فرہاد صاحب نے پائے کھانے کی فرمائش کی ہے۔ مجھے لئیق کو؟ وہ رکھنے، آپ دے آو گی

کچن میں ہر طرف سامان دیکھ کر وہ پہلے ہی اندازہ کر چکی تھی کہ ڈنر کچھ خاص بننے والا ہے اوپر سے کافی لے جانے کی عیاشی پر تو لعلین کا حیرت سے پہلے منہ کھلا مگر وہ فورا مسکرا کر ان سے کافی کا مگ تھام گئی۔

"جی میں دے آتی ہوں"

لعلین نے فوری شرافت کی جھلک دیکھائے تھوڑاساتو مریم بی کو بھی
حیران کیا مگر وہ پیار اور لاڈ سے اسکی گال سہلائے اپنے کام میں مگن ہو
گئیں، زائشہ اپنے روم میں تھی، نیہا زائشہ کے کہنے پر سٹور روم صاف کروا
رہی تھی جبکہ فرہاد صاحب لان میں بیٹھے تھے جبکہ صبور کہیں دیکھائی نہ
دے رہی تھی، لعلین نے احتیاط کے سنگ ٹرے تھامے اپنے قدم لئیق
کے آفس روم کی طرف بڑھاتے بڑھاتے اپنے کمرے کی طرف بڑھائے
تو باہر لاونج سے صبور نے اس پر برابر نظر رکھے پیچھا کیا۔

اسے وہ پھول توڑتے صبور نے ہی دیکھا تھا مگر اسے زرا اندازہ نہ تھا کہ وہ یہ
لئیق کو مارنے کے لیے لے گئی ہے اور جب صبور اپنا یہی تجسس دور کرنے
اسکے کمرے کے باہر پہنچی تو ہلکے سے کھلے دروازے سے اسے لعلین نظر
آئی جو اس پھولوں کے ملیدے کو اپنی انگلیوں سے دبا کر اس کافی مگ میں
نچوڑنے کی کوشش میں تھی اور بہت دقت سے ان میں سے مشکل سے
ایک چھوٹا سا قطرہ اس مگ میں گرا تو لعلین نے فوری وہ سب ٹشو میں ریپ

کیے ڈسٹ بن میں پھینکا اور اس سے پہلے کافی کا مگ لے کر کمرے سے نکلتی، صبور نے پوری رفتار کے سنگ اپنے قدم وہاں سے ہٹا لیے۔

وہ اپنے سامنے لیپ ٹاپ کھولے بیٹھا تھا اور دستگیر اسکے پاس ہی کھڑا جھکا ہوا تھا جب دروازے پر ہوتی دستگ نے دونوں کی توجہ منتشر کی۔

جبکہ صبور کی جان تو سولی پر اٹکی تھی کہ وہ کب اندر جا کر لئیق کو کافی پینے سے روکے۔

"آجائیں"

لئیق کے بجائے دستگیر کی آواز پر لعلین چہرے پر سنجیدگی سی لائے اندر داخل ہوئی تو دستگیر جو جھکا ہوا تھا، اٹھ کر سیدھا کھڑا ہوا وہیں لئیق نے بے اختیار چہرہ گمایا تو لعلین کو کافی لاتا دیکھ کر اسے خوشگوار سی حیرت نے گھیرا۔

"میں تمہاری کافی لائی تھی، مریم بی بزی تھیں اس لیے"

اکتائے احسان جتاتے لہجے میں وہ کہتے قریب آئی تو لئیق نے فائیل دستگیر کے سپرد کیے اسے جانے کا اشارہ کیا تو وہ مسکراہٹ دباتا فرمابرداری سے کمرے سے نکلا ہی تھا کہ ایک بار پھر صبور اس پہاڑ سے ٹکراتے ٹکراتے بچی۔

بمشکل اسکی کمر جکڑے وہ اسے گرنے سے بچا سکا تھا جسکے اڑے رنگ دستگیر کے اتنے قریب آجانے سے اور پیلے پڑے۔

"کیا مسئلہ ہے تمہیں صبور؟"

وہ اسے اسکے وزن پر کھڑا کیے خاصے غصے سے بولا مگر صبور نے اسکی چڑ کی پرواہ کیے بنا اسے جو بتایا وہ دستگیر کے چہرے پر ہنسی لے آیا۔

کیونکہ لعلین صاحبہ کی پلینگ پہلے ہی دستگیر جانتا تھا کیونکہ صبور کے علاوہ لعلین کو وہ زہریلے پھول توڑتے دستگیر نے بھی دیکھا تھا۔

"بھائی جانتے ہیں، ڈونٹ وری"

اسکی فکر ہٹاتا وہ مسکراتا وہاں سے گیا تو صبور نے بھی سکھ کا سانس بھرے وہاں سے قدم ہٹائے۔

جبکہ اندر ماحول خاصا معنی خیز تھا، وہ اسکی بے خود نظریں خود پر مسلسل جمی محسوس کیے تھوڑا گھبرائی کہ ہاتھ میں پکڑی ٹرے تک لرزی جس پر لئیق نے مگ ٹرے سمیت اسکے ہاتھ سے لے کر میز پر رکھا۔

جبکہ لئیق کو اس لڑکی سے ہر طرح کی سنگدلی کی امید تھی لیکن وہ اسے اس دھوکے باز شیری کے کہنے میں آکر بنا سوچے زہر تک دے دے گی، یہ اسکے گماں سے بڑا دھچکا تھا۔

اس شخص کی خاموش آنکھیں بھی بہت بولتی تھیں تبھی تو وہ بوکھلا سی رہی تھی، اسکا دل یہ سب کرنے پر بری طرح ملامت کر رہا تھا مگر وہ اس وقت آر یا پار ہونا چاہتی تھی، یا تو شہریار جدون پر آج اسکا یقین ٹوٹتا یا پھر اپنی دنیا تھم جاتی۔

"گھبرا کیوں رہی ہیں؟ آریوا وکے"

سب جانتے بوجھتے بھی اس لڑکی کی بے رحمی کی حد جاننے کا تجسس اس وقت لئیق ایزد علوی پر حاوی تھا اور مر کر بھی یوں آخری وقت کمزور نہیں پڑ سکتی تھی۔

"میں کیوں گھبراوں گی، قاتل تو تم ہو۔ ڈرنا اور گھبرانا تمہیں چاہیے"

آنکھوں میں از سر نو حقارت بھرے وہ اسے جتا گئی تو وہ بھی کافی کا مگ اٹھائے اسکے قریب ہی آکر کھڑا ہوا، لعلین کی آنکھوں میں ان کہا درد تھا مگر لئیق کو وہ پینے بھی نہ دے سکی، وہ کچھ ایسا بول گئی کہ لئیق نے مگ ٹیبل پر پٹخ دیا۔

پتا نہیں تمہارے باپ نے ایسا کونسا گناہ کیا ہے جو تم جیسی بگھڑی گناہ گار" اولاد ملی، پھر وہ مسکین بچارا تو اپنی دوسری بیوی کے یوں نیچے لگا ہے جیسے

زن مریدی نہ کرے گا تو وہ زائشہ بیگم اسکا گلا دبا دے گی۔ یا شاید انکی کوئی کمزوری ہو مسیز فرہاد علوی کے پاس"

وہ اپنی حدیں اکثر و بیشتر اس شخص کے سامنے بھول جاتی تھی جس نے اس لڑکی کے لیے اپنے بہت بڑے بڑے اصول توڑے تھے اور یہ وہ معاملہ تھا جس میں وہ پانی جیسا شخص اپنے اندر اٹھتے طوفانوں کو روک نہ پاتا، لعلین کی نظریں بس مگ پر تھیں جو اس نے غصے سے خود سے دور کر دیا تھا۔

زبان سنبھال کر بولا کرو، بار بار تمہیں ایک ہی وارننگ نہیں دوں گا"

"!لعلین

وہ یکدم ہی مشتعل ہوا تبھی 'آپ' کے طرز مخاطب نے غضبناکی کے سنگ 'تم' کی شدت پسندی اختیار کی اور اپنا ہاتھ زوردار طریقے سے دیوار پر دے مارا جو ساتھ ساتھ لعلین کے لیے قید بھی بنا، وہ چہرہ اسکے چہرے کے قرین

لے جا کر روکتا جن نظروں سے اسے گھورا، وہ جان نکال لینے کی قدرت رکھتی تھیں سوائے لعلین کے جسے اس شخص کو آگ لگا کر لذت ملتی تھی۔

"میری زندگی پر بھلے دھوکے سے اختیار پالیا ہو تم نے مسٹر لئیق مگر یہ مت سمجھنا کہ میری زبان بھی میری طرح تمہاری غلام ہے۔ جو دل چاہے گا وہ بولوں گی، جو کرنا چاہتے ہو کر لو، جس دن موقع ملا، تمہیں زہر دے کر نہ "صرف ماروں گی بلکہ اس خونخوار جندل محل سے بھی فرار ہو جاوں گی

وہ نہ تو اسکی ہیبت ناک وحشی آنکھوں سے دبی نہ لئیق ایزدعلوی کی دھاڑ اسے خوفزدہ کر سکی بلکہ وہ پہلے سے زیادہ ہٹ دھرم ہوتی اسکی سیاہ آنکھوں میں اپنی سنہری کسیلی آنکھیں گاڑ کر ایک ایک لفظ چبا کر بولی تھی، اور وہ اسکے کہے ایک ایک حرف پر یقین رکھتا تھا، زہر تو وہ اسے دے چکی تھی۔

اچھا! بہت ہی بیوقوف ہیں آپ پھر مسز لئیق کیونکہ میری موت بھی" آپکواس محل سے فرار کا رستہ نہیں دے سکے گی، تمام عمر بیوگی میں کاٹنے جیسی بڑی قید سے یقیناً آپکو میری باہوں کی سہل قید مناسب لگے گی سو سمجھداری کا ثبوت دیجئے گا، مجھے مار کر خود کو مار بیٹھنے کی غلطی مت کر بیٹھیے گا۔ ویسے آپکی ہر ادا زہر ہے، جو میں پیتا بھی ہوں اور بڑی سہولت سے جیتا بھی ہوں۔ سو آئی ڈونٹ کیئر"

وہ کسیلی ٹون میں زہریلے انداز سے اسکے دماغ کو معاوف کرتا ہوا اسکے کھولتے لہو چھلکاتے چہرے کے خدوخال تک اپنی پر تپش سانس کا لمس بکھیرتا پیچھے ہٹا تھا اور وہ بے قابو ہوتی اسکے پلٹتے ہی اسکی گردن میں اپنے تیز ناخن گاڑ کر تلملائی جو اس قدر بڑی طرح لئیق کی گردن میں گڑے تھے کہ لئیق کی سفید شرٹ گردن پر ابھرتی خون کی بوندوں سے کالر سے خراب ہوئی مگر وہ نہایت مطمئین ہو کر واپس نہ صرف پلٹا بلکہ ایک ہی

جنونی گرفت کے سنگ اس لڑکی کو کلائیوں سے پکڑے دیوار سے پٹخا اور وہ اسکی اس درجہ حیوانی شدت پر تکلیف اور نفرت سے اسے گھور کر رہ گئی۔

"آج اگر لئیق ایزد علوی نے آپکو سر پر بٹھا رکھا ہے تو قدر کریں، آپکی ایسی گستاخیاں جاری رہیں تو آپکو اسی لئیق ایزد علوی کے قدموں میں بھی جگہ نہیں ملے گی۔ جا کر تیار ہوں اچھا سا، جیسا مجھے پسند ہے، آج آپ میرے ساتھ میرے کمرے میں ہی رات گزاریں گی اور مجھے آپکی ناں نہیں سننی

"نہ کوئی مزاحمت ہر بار کی طرح برداشت کروں گا

سخت لہجے میں وہ اسکی جان نکالتا اسے پرے کیے اپنا کافی مگ اٹھائے روم کی طرف بڑھ چکا تھا جو یہی سوچ رہی تھی کاش گردن کی جگہ اسکے ہونٹ اور ہاتھ نوچ لیتی جو اسے ایک بار پھر اذیت سے دوچار کرنے والے تھے، پیر پٹخ کر وہ لئیق ایزد علوی کے آفس سے باہر نکلی تھی جیسے پوری دنیا کو آگ لگا دے گی مگر پھر دروازے سے باہر نکلتے ہی دل اتنی بری طرح لرزا۔

ن۔۔ نہیں لال، تم اسے مار نہیں سکتی۔۔۔۔۔ تم اتنی سنگدل نہیں ہو"
"سکتی

وہ نا صرف انہی قدموں واپس لوٹی بلکہ بیڈ روم کا دروازہ کھولے اندر داخل ہوئی جہاں وہ اس زہر کو پینے یا نہ پینے کا فیصلہ کرتا اذیت سے اس مگ کو گھور رہا تھا۔

دروازہ کھلنے کی آہٹ پر وہ چونک کر پلٹا تو لعلین کی خوفزدہ صورت دیکھ کر ٹھٹکا جو نہ صرف اندر آئی بلکہ اس کے پاس آکر رکی۔

" کچھ اور کہنا سننا باقی ہے کیا؟"

وہ ناگوار لہجے میں غصہ دباتا بولا تو وہ حلق تر کرتی اسکی طرف روہانسی ہوئے حسرت سے دیکھنے لگی۔

"ا۔۔۔اسے مت پیو، م۔۔ میں تمہیں نئی خود بنا دوں گی"

لعلین کے جان ہارتے انداز پر لئیق کی آنکھیں بھی جلیں، تو وہ اسے واقعی مار کر اب بچانا چاہتی تھی۔

"کیوں ناں پیوں، میں تو پیوں گا۔۔۔۔ کیا کریں گی آپ، جان لیں گی"

وہ اسی کے طرز کے ظالم لہجے میں ضد ملائے اسے زچ کرتا اس سے پہلے کافی کا سیپ بھرنے کو مگ ہونٹوں سے لگاتا، لعلین نے اسکے ہونٹوں سے جڑا مگ تیزی سے نا صرف اس سے وحشی بنے چھینا بلکہ فرش پر پھینکا اور اس چھیننے میں گرم کافی کا کپ اسکے ملائم ہاتھ کو بھی جلا گیا مگر وہ بے قراری سے سائیڈ ٹیبل کی سمت لپک کر ٹشو پیر نکال کر واپس اس پتھرائے اور ساکت شخص کے روبرو لاتی لئیق کے ہونٹوں کو یوں صاف کرنے لگی جیسے اسے یہ ڈر ہو کہ اس کافی کا کوئی قطرہ بھی لئیق کے منہ میں نہ گیا ہو جبکہ اس لڑکی کی یہ بدحواس حرکتیں لئیق کے سارے غصے، تکلیف اور اذیت کو نگل گئیں، رہ گیا تو لعلین ابراہیم کا یہ نیا روپ جو اسے ہمدردی سے یکلخت عاشق بنا گیا۔

ت۔۔تم نے کافی کا سیپ تو نہیں لیا ناں لئیق، و۔۔۔وہ اس میں زہر "
"تھا۔۔۔۔۔بتاو پلیز تم نے سیپ لے کر نگلا تو نہیں؟
اس لڑکی کے ہاتھ پیر نہ صرف پھول چکے تھے بلکہ جس طرح وہ اس سے خوفزدہ ہوئے تڑپ کر پوچھ رہی تھی، لئیق کو اور تو کچھ سمجھ نہ آیا، بس اسکی کمر کے گرد بازو ضرور حائل کرتا وہ اسے جھٹکے سے نزدیک لایا، لئیق نے اسکی جلن سے سرخ پڑتی ہتھیلی پکڑ کر بے خودی سے چومی مگر جب وہ جلن پر سسک اٹھتی ہوش میں لوٹی تو اسکو پہنچتے درد پر لئیق نے وہ ہتھیلی دوبارہ چومی اور اس بار نرمی اور محبت اس شخص کے ہر انداز اور آنکھوں سے بھی عیاں تھی جو لعلین کے اندر تک کپکپاہٹ اتار چکی تھی۔
اسی ہاتھ سے تو اس نے لئیق ایزد علوی کو زہر دیا تھا، وہ کیوں نہ اسکی ہتھیلی کو بارہا چومتا۔

چند آنسو بے اختیار لعلین کی آنکھ سے اس شخص کی آنکھوں میں یکدم بیدار ہوتی تکلیف پر بہہ نکلے، وہ دم سادھ کر اسکی روح کو نوچتی شکوہ کناں آنکھیں دیکھتی سسکتی ہوئی اپنا روکا سانس اسکو قریب آتا دیکھتی بمشکل خارج کر پائی.

سنو!

تمہاری ایسی بے درد آنکھوں کی جانب میری دھندلائی نظر کا بے اختیار اٹھ جانا، مجھے ساری عمر تمہارے قدموں پر پڑے رہنے پر اُکسا سکتا ہے۔۔۔!

....★☆☆☆☆☆★....

ویران کا جل سے بے نیاز وہ سنہری آنکھیں، جن میں لئیق کو مارنے کا پچھتاوا، اسکے سلامت ہونے پر دل گرفتہ سا تشکر بھی ہلکورے لے رہا تھا، لئیق کی آنکھوں کی تکلیف بھانپ کر لعلین کی پیلی پڑتی رنگت، سوکھے لبوں کی تھرتھراہٹ، اس شخص کو درد کی مزید گہرائی میں لے گئی۔

سیپ تو نہیں لیا لیکن یہ حقیقت ضرور نگل لی ہے کہ آپ مجھے واقعی مار دینا" چاہتی ہیں لعلین، اور یہ حقیقت اس زہریلی کافی سے زیادہ پاور فل کام کرے گی، کیا مجھ پر اتنی بے اعتباری تھی آپکو، کہا تھا ناں مجھے مرتے ہوئے "آپ دیکھ نہیں سکیں گی

اسکے اس کرب بھرے جواب نے اس لڑکی کا سالم دل کچل دیا تھا، ٹشو اسکے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گرا، آنکھیں آنسوؤں کی دھندلاہٹ کا شکار ہوئیں تو سانس سینے میں اٹکنے لگا۔

اس شخص کی خفا آنکھیں، لعلین ابراہیم کی بے اعتنائی کو خاک کر گئیں۔

وہ صفائی کیا پیش کرتی کہ یہ اس نے جان بوجھ کر کیا تھا، لئیق سے زیادہ تو وہ موت سے لپٹی محسوس ہو رہی تھی، جیسے اس نے اسے نہیں یہ زہر اپنے آپ کو دیا ہو۔

کتنا آسان تھا آپکے لیے میری جان لینا، لیکن میرے لیے بہت تکلیف دہ"

"رہا، مرنا نہیں، آپکی نفرت کی گہرائی تک اترنا

شاید وہ کبھی اس اذیت سے نہ نکل پاتا اگر لعلین کی وہ سب زہر پینے نہ دینے کی بے اختیاری نہ کھلتی کہ وہ اسے مارنے کا سوچ تو سکتی ہے پر کبھی مار نہیں سکتی، لیکن وہ اپنے دل کا کیا کرتا جو اس لڑکی کی اس درجہ سفاکیت پر کرچیوں میں بٹا سینے میں اک کونہ سمیٹے ہلکان پڑا تھا۔

"د۔۔دیکھو میں تمہیں مارنا ضرور چاہتی ہوں لیکن۔۔۔۔"

اپنے آنسو گھوٹے اس نے جیسے کانپتی بھیگی آواز پر قابو پائے اپنا دفاع کرنا چاہا تو وہ اسکی بازو جکڑے اپنی طرف کھینچے جس طرح اسکی آنکھوں میں اپنی

آنکھیں گاڑے غصے سے دیکھ بیٹھا، وہ لعلین کے سارے لفظ اسکے حلق میں دباچکا تھا، اس شخص کی سلگتی سانسیں لعلین کے ہونٹ، رخسار اور گردن تک جھلسانے لگیں۔

"اب بھی مارنا چاہتی ہیں، تو پھر کیوں روکا۔۔۔۔؟ ختم ہونے دیتیں آج یہ قصہ، قاتل کا انجام تو سزائے موت ہی ہوتی ہے"

وہ اس کی حالت پر چوٹ کرتا بولا نہیں بے بسی سے چلایا، اسکی آنکھیں اور جذباتی کیفیت لعلین کے دل کا ہر احساس اکھاڑ گئی، وہ جس طرح اسکی گرم کافی سے جلتی ہتھیلی اپنے سینے سے جوڑے جانیوا سرخ آنکھوں سے احتجاج کر رہا تھا، اس سے صاف ظاہر تھا کہ لعلین نے اسکی زندگی کے ساتھ ساتھ اسکے دل کو بھی مارنے کی کوشش کر دی ہے۔

وہ اسے کوئی جواب دیے بنا اپنی بازو چھڑواتی سسکی تو لئیق نے اسکی دوسری بازو پکڑے مزید اپنے روبرو لاک کیا، تب اسے پتا چلا کہ اس لڑکی ایک آنسو دل پر تیزاب کی طرح سب جلا رہا ہے۔

چ۔۔ چھوڑ دو پلیز مجھے، ک۔۔کچھ مت پوچھو۔۔۔۔۔اگر تم قاتل ہو تو"
" خود مرو گے، م۔۔میں کسی کو نہیں مار سکتی۔۔۔۔
اسکے رو دینے پر لئیق کا سارا غصہ، کوفت، تکلیف نا جانے کیوں ثانوی ہوئی، اور تبھی اس زہر کا توڑ کرنے وہ اسکے نرم و ملائم ہونٹوں کی نرمی پر جان لیوا شدت ثبت کرتا اسے ایک ہی جھٹکے سے بازوؤں میں بھرتا اپنے حصار میں مبتلا کر گیا کہ وہ اسے روتی ہوئی برداشت نہ ہوئی، اگر کئی لمحے سانس روک کر رکھنے کی قوت نہ ہوتی تو شاید وہ اس شخص کے واجب المحبت جان لیوا انداز کبھی برداشت نہ کر پاتی، اس شخص نے زہر کا تریاق فوری کیا، اس سے پہلے کہ وہ ان دو کے بیچ زمانے حائل کر دیتا۔
اس شخص کے یوں بے بس کر کے چھو لینے پر وہ رہا سہا سہولت سے سانس بن کر نکلتا دم بھی گھوٹ کر رہ گئی، اس لمس کی منہ زور حرارت نے لعلین کے الفاظ، اسکے سانس تک کو زیر کرنا چاہا مگر وہ تو اس سلگتے لمس پر اپنے

دھڑکتے دل سے اٹھتے ہنگامے سے زیادہ بدحواس ہوئی کیونکہ آج مزاحمت بروقت کرنے کا اسے بھی کہاں ہوش رہا۔

کئی لمحے تو نہ وہ بولنے کے لائق رہی نہ وہ کچھ کہنے کہ ، شدید لمحہ تھا، استحقاق اور طوفان سے بھرا ہوا جسکے بعد آنکھوں میں امڈ آتے سکون نے بڑی جلدی کرب کی شکل اختیار بھی کی۔

" ل۔۔۔ لئیق "

وہ اسے خود سے پرے دھکیل کر گہرا سانس بھرتی روہانسی ہوئی، اسکی تابناک نظریں لئیق کے اندر حشر جگا گئی تھیں۔

" آپکی بہن زندہ ہے اور سلامت ہے، لیکن آپ نے اپنی نفرت سے ایک سالم دل نگلنے کی کوشش کی ہے، لئیق ایردعلوی کا دل جو وہ کسی سے بھی لگانے سے خوف کھاتا تھا "

یہ انکشاف نہ صرف لعلین کے آنسو نگل گیا بلکہ وہ یوں اسکی جگر چیڑتی نظروں سے ہرٹ ہوئی جیسے وہ اسکے دل کو ٹکڑوں میں تبدیل کر چکی ہو، تو گویا آج اسکی کائنات تھمنے والی تھی۔

"۔ک۔۔کیا؟ وہ زندہ ہیں۔۔۔پ۔پر شیری نے تو۔۔"

لعلین کی کانپتی آواز اور بہتے آنسو دیکھتا وہ اسکی سرخ پڑتی گال سے انگوٹھے کی پور سہلائے غائبانہ اس شیری پر غضبناک ہوا۔

بھاڑ میں گیا شیری، فی الحال اسکا نام مت لیں ورنہ آپکو مزید تکلیف دے" دوں گا۔

اور سنیں! آپ پر جندل محل کی قید ختم کرتا ہوں، سلینا اس وقت آپکے گھر میں ہے، باقی آپ اسی سے پوچھ لینا۔ ریڈی ہو جائیں جا کر، دستگیر آپکو آپکی پسندیدہ منزل تک پہنچا دے گا"

ایسی من مانی، گستاخ قربت کے بعد وہ اس کے پہلے سے اذیت زدہ دل پر قہر برساتا نا صرف اس سے دور ہوا بلکہ اپنی نظریں بڑے کرب سے اس پر سے

ہٹائے چینج کرنے بڑھ گیا، شرٹ کے کالر پر خون کے نشان تھے اور اسے واپس ڈیپارٹمنٹ جانا تھا لیکن جس دل سے وہ اپنی پیاری قیدی آزاد کر کے گیا تھا، وہ تو آزاد ہو گئی پر شاید لعلین ابراہیم کی اصل قید تو اب شروع ہونے والی تھی۔

اس نے کانپتی ٹانگوں کے سنگ بمشکل بیڈ کا سہارا لیے خود کو لڑھکایا، اسکی آنکھیں چند لمحوں میں لہولہان ہو چکی تھیں۔

جب تک وہ چینج کیے باہر نکلا، لعلین وہیں بیٹھی بھرائی آنکھوں سے سفید فرش گھورے اپنی آنکھیں رگڑ رہی تھی، نظر آہٹ پر اٹھائی تو لئیق کے نظر انداز کرنے نے اسکے دل میں شگاف ڈالے۔

"م۔۔مجھے اپنی قید سے مت آزاد کرو"

وہ کہہ نہ سکی پر اسکی آنکھیں خود پر جمی پائے وہ سب محسوس کرتا جب نک سک تیار ہوئے کمرے سے نکلنے لگا تو وہ اٹھ کر بے تابی سے اسکی راہ کی دیوار

بنی، لیکن لئیق نے اسکی طرف دیکھنے سے خود کو دقتوں سے روکا، لعلین کی نظر اسکی گردن پر گئی جہاں وہ بینڈ تج لگا چکا تھا۔

"ابھی ہٹ جائیں میرے راستے سے لعلین"

اسکو شانوں سے تھامے لئیق نے نرمی سے ہٹانا چاہا مگر وہ دروازے سے لگ کر کھڑی اسے کسی صورت جانے نہ دینا چاہتی تھی، اپنی ڈبڈبائی آنکھیں اسکے چہرے پر جمائے وہ سانس روکے اسے دیکھتی اور برا آزمار ہی تھی۔ اور تبھی وہ اسے دیکھنے پر مجبور ہوا، لیکن وہ دیکھ کر پچھتایا کیونکہ وہ دل گرفتہ نظریں اسے کہیں کا نہیں چھوڑنا چاہتی تھی۔

"میری بات سنو"

ناجانے کتنی ہمت جمع کیے اس سے یہ تین لفظ بولے گئے تھے، اور لئیق اس وقت اس سے فرار چاہتا تھا، وہ چاہتا تھا وہ پہلے اپنی بہن سے مل لے۔

ابھی نہیں سن پاوں گا پلیز، بٹ میں آپکو بہت مس کروں گا لعلین، آپ"
کے لیے یہ چار پانچ دن زندگی کے بیکار دن ہو سکتے ہیں لیکن میرے لیے
بہت اہم ہیں، جائیں اور جانے کی تیاری کریں، میرے اس محل کی قید آپکی
تکلیف تھی ناں، ہٹا رہا ہوں حالانکہ یہ قید مجھے بھی بہت اذیت دیتی ہے۔
"مجھے خود کو سنبھالنے دیں اور آپ بھی سلینا کے پاس جائیں
اسکی گال چوم کر تکلیف کی شدت دباتا وہ اسے بڑے جبر سے اپنے راستے
سے ہٹا کر اس سے دور گیا تھا۔
وہ اپنے آنسو گھوٹتی اسکے جاتے ہی وہاں سے نکلی، اپنے کمرے تک پہنچ کر
اپنی سسکیاں گھوٹ گھوٹ کر نا جانے کتنے لمحے روتی رہی اور پھر حکم کے
مطابق ریڈی ہوئی، وہ آدھے گھنٹے تک دستگیر کو یہ حکم دے کر اسکی
دسترس سے نکل گیا تھا جبکہ وہ جندل محل سے آزاد ہو کر دستگیر کے ساتھ
وہاں سے نکلی تو محسوس ہوا اپنی زندگی، اپنی ہر خوشی، اپنا رہا سہا سکون اس
ظالم کے آس پاس چھوڑ آئی ہے۔

دستگیر کیٔ موجودگی کے باوجود وہ زار و قطار گاڑی کی ونڈو سے باہر جھانک کر روتی رہی اور وہ چپ چاپ لئیق کا حکم ماننے پر مجبور گاڑی کو لعلین کے گھر کی طرف بھگاتا چلا گیا۔

.._____..

نیو یارک میں ایک خوبصورت صبح اپنے اخیر جوبن پر تھی، رات ورائیل نامی سیاہ فارم اور اسکے ساتھیوں کو خاصی ناکامی کا سامنا پیش آیا تھا کیونکہ وہ لوگ کافی گھنٹوں تک ان سب کے باہر نکلنے کا انتظار کرتے رہے تھے اور پھر صبح ہوتے ہی وہ جب اپنے آدمیوں کے ساتھ زرا اس ریسٹورنٹ کے باہر سے اوجھل ہوا، وہ چاروں ریسٹورنٹ سے باہر نکلے۔

پولیس سٹیشن جاکر لارااور ایمر نے اپنااپنا بیان ریکارڈ کروایااس کے ساتھ ایمر نے اس ورائیل کا سکیچ بھی بنوادیا تھا، پولیس اسٹیشن سے وہ تینوں باہر نکلے تو یارق، لوئے ہی کی گاڑی لیے سبکو پک کرنے پہنچ چکا تھا۔

جبکہ اسی دوران لوئے کے فون پر آتی کال نے اسے متوجہ کیا۔

"ہاں بولو"

لوئے کال سننے کے لیے زرافاصلے پر آکر سنجیدگی کے سنگ بولا۔

ورائیل اوراسکے آدمی یہاں آپ سب کونہ پاکر بڑے غصے سے نکلے ہیں،" ایک اور خبر ملی ہے باس کہ ورائیل نے جمی ویڈکن کی گرل فرینڈ شوسی کا مڈر کردیاہے، میرے پاس کچھ دیر پہلے ورائیل کاایک خاص آدمی یہ پیغام لے کر آیاہے۔وہ شوسی کے مڈر کاآئی وٹنس ہے۔آپ بتائیں آگے کیاکرنا ہے"

اس آدمی کے بتانے پر لوئے کے چہرے پر تشویش اتری جسے ایمر اور یارق تو نہ دیکھ سکے مگر لارا ضرور محسوس کر چکی تھی تبھی وہ کچھ بے چین ہوئی۔

"اس کو لے کر تم پولیس سٹیشن پہنچو، بیان وغیرہ دلوا دو اسکا۔اس ورائیل کو تو ایسی سزا ملے کہ زمین کانپ جائے۔مجھے ابڈیٹ دیتے رہنا"

لوئے نے اپنی سمت آتی لارا کو دیکھ کر دوسری جانب موجود اپنے بندے کو تاکید کی اور خود کال بند کرتا قریب آکر کھڑی لارا کی طرف دیکھنے لگا۔

"سب ٹھیک ہے؟ مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ تم کچھ چھپا رہے ہو۔پہلے ریسٹورنٹ میں بلاوجہ رات رکنا پھر تمہارا ہمارے ساتھ یہاں آنا۔کوئی مسئلہ ہے تو بتا دو مجھے لوئے"

لارا کا دماغ اسے کسی خراب معاملے کی خبر دے رہا تھا اور لوئے اسے دیکھ کر اسی سوچ میں تھا کہ اگر اس نے لارا کو اصل بات بتائی تو وہ پھر سے الٹی باتیں شروع ہو جائے گی اور جو اس نے لوئے کے بارے سوچنے کی ہامی

بھری تھی اس سے بھی ہٹ جائے گی کیونکہ اس معاملے میں لوئے، لارا کی وجہ سے کودا تھا۔

یہی نہیں ورائیل کے لوگوں نے کچھ دیر پہلے راک سٹار لوئے بہزاد علوی کے گھر ہوائی فائرنگ بھی کی تھی جس سے گھر کی کچھ کھڑکیوں کے کانچ ٹوٹ گئے تھے، چونکہ وہ لوگ رات گھر نہیں تھے تو بچت ہو گئی ورنہ اندھا دھند انکی فائرنگ سے کچھ بھی جانی نقصان ہو سکتا تھا۔

لوئے نے ایک تکان سے بھری نظر گاڑی کی طرف دیکھا جہاں یارق اور ایمر سوار ہو چکے تھے اور ان دو کے منتظر تھے۔

کوئی مسئلہ نہیں ہے لارا، چلو تمہیں اور ایمر کو گھر چھوڑ دوں۔ ابھی"

"وارئیل آزاد ہے سو گھر سے نکلنے میں دونوں احتیاط برتنا

لوئے نے اسے ٹالنے کی کوشش کرتے اسے لیے گاڑی کا رخ کرنا چاہا مگر وہ اسکا ہاتھ اپنی بازو سے ہٹائے برہمی سے رکی، لوئے نے پلٹ کر اسکی طرف

الجھن سے دیکھا جو اسے افسردہ نگاہوں سے گھور کر رات کی نوازشوں کا مزہ کڑکرا ہ کر رہی تھی۔

"اب تو پکا یقین ہو گیا کہ کچھ ہوا ہے، مجھے سچ سچ بتا دو لوئے"

وہ کسی صورت اب پر سکون نہ رہ پائی اور لوئے اسکے اصرار پر گہرا سانس کھینچے اس سے پہلے کچھ کہتا، نا جانے کہاں سے اڑتی گولی نے لوئے کی بازو کو لہولہان کیا، تھانے کے باہر ہی نیویارک پولیس کے اہل کار موجود تھے اور اس حادثے کے ہوتے ہی وہ سب کچھ اس نقاب پوش کی طرف بھاگے، کچھ زخمی لوئے کی طرف، جسکی بازو سے نکلتے خون نے جہاں لارا کے دل کی دھڑکنیں روکیں وہیں ایمر اور یارق بھی پریشانی کے سنگ گاڑی سے نکل کر انکی سمت بدحواس ہوئے دوڑے۔

گولی بری طرح لوئے کی بازو میں دھنس چکی تھی اور وہ جانتا تھا ایسی بزدلانہ حرکت وہ خبیث ورائیل ہی کر سکتا ہے۔

فوری لوئے کو وہ سیکورٹی اہل کار ہو سپٹل لیے روانہ ہوئے تو وہیں یارق بھی ان دونوں سہمے ڈرے لارا ایمر کو لیتا سیدھا ہو سپٹل پہنچا۔

"آپریٹ ہو رہا ہے، گولی نکال رہے ہیں۔ فکر مت کرو وہ بالکل ٹھیک ہے"

ایمر تو اس سب سے بہت خوفزدہ ہو گیا تھا مگر لارا تکلیف اور اذیت میں گہری اتر چکی تھی، لوئے پر یہ مصیبت اسکی وجہ سے آئی تھی اور یہ سوچ سوچ کر اسکا سر پھٹ رہا تھا۔

یارق نے دونوں کی افسردگی بھانپے بھلے آئی سی یو روم کے باہر ان دو کے پاس بیٹھے دلاسا دیا مگر وہ خود بھی لوئے کے لیے بہت فکر مند تھا۔

"ابھی تو صرف تمہارے بارے سوچا ہے لوئے اور تم پر اتنی سخت تکلیف اتر آئی، نہیں لارا، جذبات کی رو میں بہک کر تم اس پر مصیبت کے پہاڑ ہر گز مت توڑنا۔ تم جانتی ہو تمہاری زندگی کبھی سکون کا دامن نہیں تھام سکتی"

بہت دقت سے اس نے فیصلہ لیا تھا، اور اب لوئے اسکو مکرنے دیتا ایسا تو نا ممکن تھا

.._____..

پیچھے چھوٹتا ہر منظر اس کے ہاتھوں سے چھوٹتے اختیار کی طرح تھا، کوئی ایسے خود سے اتار کر کہاں پھینک دیتا ہے جیسے اس نے پھینک دیا۔

دستگیر نے گاڑی اس کالونی کے باہر روکی تو لعلین بھی ہوش کی دنیا میں واپس آئی، اپنی رخسار پر پھیلتی نمی رگڑے اس نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور اپنا وہی چھینا بیگ تھامتی باہر نکلی تو دستگیر نے بھی اپنے قدم گاڑی سے باہر نکالے۔

لعلین کے نزدیک یہ اسکی زندگی کی سب سے سوگوار شام اتری تھی،
دھندلکوں کے پار ملگجی سا اندھیرا یوں پھیل رہا تھا جیسے اب یہی رات
تاحیات ٹھہر جائے گی۔

"میں ساتھ چلوں؟"

دستگیر کی نرم پکار پر وہ چونک کر پلٹی تو اس نے دستگیر کو بھی اپنے سوجھی
آنکھوں کے سنگ افسردگی سے دیکھا۔

نہیں، اپنی جنگیں لعلین ابراہیم اکیلے لڑتی ہے۔ مجھے میری آپیا مل جائیں"
"گی تو کیا واقعی وہ اس کانٹریکٹ کو ختم کر کے مجھے چھوڑ دے گا؟
وہ اتنی بوجھل تو کبھی نہ تھی اور جو سوال غیر ارادہ کر گئی وہ دستگیر کے دل کو
بھی بوجھل کر گیا، محبت کسی عادت جیسی ہی تو ہوتی ہے جو وہ شخص اس لڑکی
کو بڑی سنگین ڈال چکا تھا۔

ظاہر ہے یہی طے ہوا تھا، تم شہریار کو اپنے ساتھ کیے دھوکے پر معاف"
کر دیانہ کرو، وہ اس کی سزا اس بدبخت کو ضرور دیں گے۔ باقی تمہاری
"ٹوئنکل جندل محل میں تب تک رہے گی جب تک تم اپنا حتمی فیصلہ نہ سنا دو
وہ دوستانہ انداز میں اسکی خالی آنکھوں میں جھانک کر بولا تو وہ جھنجھلائی۔
بھلا اب کیسا اختیار، اپنی عزت نفس کو مجروع کرنا تو اسے آتا ہی نہیں تھا۔
کیسا حتمی فیصلہ دستگیر عالم؟ اس نے مجھے جندل محل سے آزاد کیا ہے تو"
سمجھو ہر چیز سے آزاد کر دیا۔ تم میری ٹوئنکل مجھے دے جانا اور اسے مت
بتانا کہ میں نے تم سے ایسا کوئی سوال کیا تھا۔ رہی بات شیری کی تو اسکی سزا
"لال کی نفرت سے زیادہ کچھ نہیں ہو گی، وہ اسی سے گھٹ کر مر جائے گا
اس لڑکی کے سخت اور خالی لہجے نے دستگیر کی آنکھوں میں دھند سی پھیلا
دی۔

اگر تم چاہو تو میں اس کانٹریکٹ کو ٹوٹنے سے بچا سکتا ہوں، ایک دوست "
نہ سہی، بھائی سمجھ کر تم مجھ پر اعتبار کر سکتی ہو۔ اور مجھے اعتبار کا مان نبھانا
"لئیق ایزد علوی نے سکھایا ہے، مایوس نہیں کروں گا
محبت شناس تھا وہ، جان گیا تھا وہ لئیق کے یوں آزاد کرنے پر بہت افسردہ
ہے، وہ تو قید ہی ایسی تھی کہ اس آزاد چڑیا کا اب کھلے آسمان تلے دم گھٹتا وہ
بھی محسوس کر رہا تھا، وہ دلخراشی سے ہنسی تو آنکھوں میں اذیت کا جہاں
سمٹ آیا۔
مجھے وہ سوٹ نہیں کرے گا، ہی ڈیزرو بیٹر۔۔۔۔ تمہارا شکریہ مگر اب "
اعتبار کرنا میرے لیے ایک ناممکن شے بن گئی ہے، کیسے کرتے ہیں بھول
"گئی ہوں۔ تم بس ٹوئنکل کو میرے پاس پہنچا دینا، اللہ حافظ
زندگی سے کٹے، ویران لہجے میں کہتی وہ اسے وہیں سٹک کرتی دیکھتے ہی
دیکھتے دستگیر عالم کی آنکھوں سے اوجھل ہوئی۔

بیوقوف لڑکی !اب تمہاری سوچ ہے کہ بھائی تمہیں کبھی چھوڑیں گے۔"
تم لوٹو گی لال، کیونکہ تم لئیق ایزد علوی کی پیاری قیدی تاعمر کے لیے بنائی
"گئی تھی

فطری سی اداسی جھٹکتا وہ خود کلامی کیے مسکراتا ہوا گاڑی کی سمت بڑھا اور واپسی کا سفر چنا جبکہ یہ جانتے بوجھتے کہ اسکے فلیٹ پر اسکی سیلی ہیں، وہ تب بھی سیڑھیوں پر جا بیٹھی، کہیں آر یا پار ہونے کی ہمت ہی نہ رہی۔
بس آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر رخساروں پر گرنے لگے۔

اسے لئیق کے اتنی آسانی سے قید سے آزاد کرنا کاٹ کھا رہا تھا، وہ خود بھی نہیں جانتی تھی کہ اسے کیا ہو گیا ہے۔
نہ تو شیری کے دیے دھوکے اور کیے ظلم کی پرواہ رہی نہ اسکی کہ بہن اسکی کندھے پر سر رکھ کر رونا چاہتی ہو گی، یاد تھا تو لئیق ایزد علوی کا الودائی لمس، بے اختیار اس نے اپنے ہونٹوں اور چہرے کے ہر خدوخال کو ہاتھ بڑھائے چھوا تو آنسو پہلے سے زیادہ شدت سے بہنے لگے۔

خود لئیق واپس ڈیپارٹمنٹ تو پہنچ گیا پر اسکی توجہ کھلے لیپ ٹاپ کے باوجود کہیں اور تھی، شہریار کو اسکا دیا وقت ختم ہونے والا تھا۔

سحر اور رایان اپنے کاموں میں مصروف تھے جبکہ لئیق کی توجہ کسی کال نے کھینچی۔

دستگیر کا نام دیکھتے ہی اس نے بیقراری سے فون اٹھایا اور اٹھ کر اپنے آفس کی طرف بڑھا۔

"چھوڑ آیا ہوں بھائی"

دستگیر نے گاڑی کی سپیڈ مدھم کیے اطلاع دی۔

"گڈ، خوش تھی یا؟"

ناجانے کیا سوجھی کہ وہ یہ سفاکانہ سوال کر گیا، جو کچھ وہ کر کے گئی تھی، اسے کیا خوش ہونا چاہیے تھا؟

ہر گز نہیں، سارا رستہ پتا نہیں شہر یار کی سچائی نے اسے رلایا تھا یا کسی اور "
معا ملے نے۔ بہن سے ملنے کی خوشی تو مجھے اسکے چہرے پر نظر نہیں آئی،
بہت خود' دار ہے، اسے آزاد کر کے آپ نے کوئی خطاء تو نہیں کی بھائی؟
"ایسے خود' دار پرندے کبھی واپس نہیں لوٹتے
دستگیر کے لہجے کی بے بسی، تنبیہ اور تکلیف اس شخص کو دل تک سلگا گئی۔
وہ ضرور آئے گی، اسے مجھ سے دور اگر چین مل گیا تو اس رشتے اور محبت "
نامی جذبے سے میرا پھر اعتبار اٹھ جائے گا۔ خیر تم اب جندل محل رہنا، میں
کچھ دن گھر نہیں آوں گا۔ وہ نہیں ہو گی تو میرا دل اس سونے کے پنجرے
میں نہیں لگے گا یار، ویسے بھی یہ شیری والا معاملہ سلجھانا ضروری ہے۔ ہر
"طرف گہری نظر رکھنا دستگیر عالم، پھر ہوتی ہے بات
اسکے لہجے کا یقین خود دستگیر کو پر امید کر گیا اور پھر لئیق کی تاکید پر دستگیر نے
فرمابرداری سے کال کاٹ دی، لیکن فون بند کر کے سامنے رکھنے کے بعد وہ
دل جلا سا مسکرا کر رولنگ باس چیئر سے کمر ٹیک گیا۔

اسے لعلین کی وہ سب تڑپ یاد آئی جب وہ اسکے ہونٹوں کو اس زہر سے پاک کرنے کے جتن کرتی خود تک سے بیگانی ہو گئی تھی، بس وہ ایک لمحہ کافی تھا اس پر لعلین کے دل کی کیفیت کھل چکی تھی، اسے لعلین کا تو نہیں پتا تھا، لیکن اتنا یقین ضرور تھا کہ وہ اس لڑکی کو ابھی سے بہت مس کرنے والا ہے۔

جبکہ بہت سا رونے اور اندر پل پل بڑھتی گھٹن کو اگلنے کے بعد وہ ہمت کیے سیڑھیوں سے اٹھی اور اپنے اپارٹمنٹ تک پہنچی۔

چہرے پر چھائی تکلیف دقت سے ہٹائے اس نے گہرا سانس کھینچے بیل بجائی۔

عینی اور سلینا ہی گھر تھیں، پرکاش صاحب ایک بار پھر اولڈ ہوم جا چکے تھے۔

سلینا نہ کچھ کھا رہی تھی نہ پی رہی تھی، اور عینی سے اسکی تکلیف دیکھنا محال تھا، تبھی وہ زبردستی ہی سہی اسکے لیے کھانا بنانے کچن میں موجود تھیں اور وہ باہر لاونج پر لگے صوفے پر لیٹی بظاہر چلتے ٹی وی پر نظریں جمائے ہوئے تھی مگر حقیقت میں اپنے ساتھ ہوتے مظالم پر ماتم منا رہی تھی۔

ڈور بیل کی آواز پر عینی ہی متفکر ہوئے کچن سے نکلیں اور دروازے کی سمت بڑھیں، جیسے ہی ڈور اوپن کیا، سامنے لعلین کو دیکھ کر انکی آنکھوں میں خوشی کے آنسو بھرے، لپک کر انہوں نے اس مرجھائی پری کو جب اپنے سینے سے لگایا تو دقت سے دبائے لال کے آنسو پھر بے اختیار ہوئے۔

ل۔۔لال! میری جان۔۔۔۔ شکر ہے تم واپس آگئی، ہم کل سے تمہارا" "انتظار کر رہے تھے۔ تمہیں شیری کی حقیقت پتا چلی؟

اسکا چہرہ تھامے وہ رندے لہجے سے بولیں تو لعلین نے سر اثبات میں ہلائے انھیں بھی رنجیدہ کر دیا۔

"سیلی کہاں ہیں؟"

ابھی بس اسے سلینا چاہیے تھی کیونکہ لعلین کی ساری دوبارہ بنائی گئی ہمت، مضبوطی اور بہادری چند دنوں کی مار نکلی تھی، تبھی وہ انکے اشارے پر اندر بڑھی تو وہیں لاونج میں لیٹی سلینا کو دیکھ کر لعلین کے آنسو ایک بار پھر اسکی رخسار پر اترے جسے اس نے ضبط کرتے ہتھیلوں سے رگڑ ڈالا۔

خود سلینا نے جب نظر پھیری تو لال کو دیکھتے ہی وہ اٹھی اور روتی ہوئی اسکی طرف بڑھی، جس طرح دونوں روتے روتے ایک دوسرے سے لپٹ گئیں، یہ منظر عینی کی آنکھوں کے ساتھ انکا دل بھی آبدیدہ کر گیا۔

"م۔۔میری جان! میری لال۔۔۔تم ٹھیک ہو ناں سیلی کی جان، آئی مس یو سو مچ۔۔۔"

وہ خود تو ویران تھی ہی، لیکن اس لمحہ لعلین اسے خود سے زیادہ اجڑی نظر آئی تبھی تو اسے لال کی فکر نے گھیرا۔

جو بس اس سے لپٹ کر زار و قطار روتی ہی جا رہی تھی، عینی اور سلینا کو الٹا اسکی فکر کھانے لگی کیونکہ لعلین ایسا دردناک دو سال پہلے اس حادثے کے بعد روئی تھی، تبھی تو ان دو کا دل سینے میں مچل کر رہ گیا تھا۔

"ششش! بس میری جان۔۔۔۔اتنا نہیں روتے، ت۔۔ تمہاری سیلی زندہ ہیں۔۔دیکھو میں تمہارے پاس ہوں۔۔۔شیری کو اس سب کی سخت سزا ملے گی تم دیکھنا"

سلینا اپنا دکھ بھلائے اسے سینے سے لپٹائے صوفے پر بٹھائے بولی جسکا پورا جسم ہولے ہولے کانپنے لگا تھا، وہ کیا بتاتی کہ اسکے یہ آنسو قید سے بے طلب آزادی کے ہیں، کیوں اتنی تکلیف ہو رہی تھی سمجھ سے باہر تھا، کیسا کرب تھا جو اس شخص سے دور جاتے ہر قدم کے ساتھ اپنی شدت بڑھا رہا تھا۔

وہ سلینا اور عینی کی تکلیف بڑھانا نہیں چاہتی تھی مگر اس وقت وہ اپنے ساتھ کچھ وقت گزار کر خود کو اس کمزور سی لعلین سے نجات دینا چاہتی تھی کیونکہ اپنا ٹوٹنا بکھرنا اسے خود بھی برداشت نہیں تھا۔

شیری نے اعتبار توڑ کر ویسے بھی اسکے دل میں کانچ کے ٹکڑے گاڑ رکھے تھے جو سانس لینے نہیں دے رہے تھے۔

"میں کچھ دیر سونا چاہتی ہوں سیلی، طبعیت کچھ اچھی نہیں ہے۔ تھوڑی ہمت جمع کر لوں پھر اپنی کہانی سناتی ہوں، آپ دونوں پریشان نہ ہوں میرے لیے"

عجیب بیزارئیت بھرے رندے لہجے میں وہ ان دونوں کو افسردہ چھوڑے اٹھی اور اپنے روم کی طرف بڑھ گئی جبکہ عینی اور سلینا کو وہ بالکل ٹھیک نہ لگی تبھی انکے چہرے پر پریشانی کی شکنیں اتر آئیں۔

یہ ٹھیک نہیں لگ رہی عینی، پتا نہیں اس منحوس نے اسکے ساتھ کیا کر دیا،"

"یہ سب کیسے ٹھیک ہو گا

سلینا کی آواز ان کہے خوف نے بھرائی تو عینی نے اسکی گال سہلائے دلاسے بھری بوجھل نظریں ڈالیں اور واپس کچن میں چلی گئیں۔

جبکہ وہ جو ہمت کیے اپنے قدم کمرے کی طرف گھسیٹ لائی تھی، دروازہ بند کیے اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑا بیگ بیڈ پر پھینکا اور جا کر خود بھی نیچے فرش پر بچھے قالین پر ٹانگیں سمیٹ کر جا بیٹھی۔

چہرے پر سفیدی اتری تھی، اسنے اپنا بیگ آج ہی واپس ملا اور اسی میں لعلین کا فون تھا، کچھ سوچ کر وہ بیگ کی طرف ہاتھ بڑھا کر اسے کھولتی اس میں سے اپنا فون نکال کر بیگ واپس رکھ چکی تھی۔

فون سوئچ آف تھا، لعلین نے اسے آن کیا تو ایکٹیو ہوتے ہی اس پر ان نون نمبرز سے آتی کالز نے اسکی آنکھوں میں لہو اتارا۔

اس سے پہلے وہ فون واپس پھینک دیتی، اسی نمبر سے آتی کال لعلین کو جبڑے بھینچنے پر مجبور کر گئی مگر اس نے کال اٹھا کر پوری ہمت کے سنگ فون کان سے لگایا۔

رونا اس وقت انڈر گراونڈ ہو چکا تھا اور اسکا یہ نمبر بس شہریار کے پاس تھا یا پھر اب وہ اس سے لعلین کو کال ملا چکا تھا، اسکی کال لگنے پر ہی ہارون کی آنکھوں میں اذیت اتری وہیں لعلین کی نظر ریک پر پڑی ان چاروں کی مسکراتی تصویر پر جا ٹکی۔

" ل۔لال۔۔۔"

اس شخص کے ہونٹوں سے اپنا نام سننا لعلین کے لیے موت سے زیادہ تکلیف دہ تھا۔

" اپنی زبان سے میرا نام لینے کی کوشش بھی مت کرنا، بہت بڑی غلطی کی تھی کہ دو سال پہلے گولی میں نے تمہارے سفاک دل کے بجائے سینے پر مار

دی تھی، تبھی مر جاتے تم تو آج تمہارا دیا نقصان پھر سے میرے زخم تازہ نہ
کرتا"

وہ اس لڑکی کی ایسی ہی نفرت کا مستحق تھا مگر پتا نہیں کیوں اسکی آواز میں
پھیلی نفرت ہارون کا دم گھوٹنے لگی۔

"ت۔۔تم میرے دل پر گولی مار کر اپنی خواہش پوری کر لینا لیکن ایک بار
مل لو، وعدہ کرتا ہوں کبھی اپنی شکل دوبارہ نہیں دیکھاوں گا۔ت۔۔ تمہیں
وہ تکلیفیں سننی ہوں گی لال جو ہارون پر کاش کو کھا گئیں۔م۔۔مجھے ایک
بار سن لو لال، ورنہ مر کر بھی تڑپتا رہوں گا"

وہ اسکے رونے کو محسوس کرتی خود بھی آزردہ ہوئی، مگر پھر بھی وہ اس سے
ملنے پر خود کو راضی کیسے کر سکتی تھی جس نے لعلین سے اسکی زندگی کا
سرمایہ چھینا تھا۔

"لعنت بھیجتی ہوں میں تم پر، تمہاری وجہ سے مجھ سے میرا سب چھن گیا"

وہ نفرت سے چیخی تھی اور وہ بچوں کی طرح سسک اٹھا تھا، اسکی تکلیف لعلین کو نشتر کی طرح زخمی کر رہی تھی۔

بھیجنی بھی چاہیے، وہ سب کیسے ہو گیا می۔۔ میں نہیں سمجھ سکا تھا"

لال۔۔ ناجانے کیسا بد بخت نشہ تھا جس نے مجھے جانور بنا دیا، نہیں س

۔۔ سمجھ پایا کب وہ گن بیچ میں آئی اور و۔۔۔ وہ گولی تمہیں لگ

گئی۔۔۔۔ آئی ایم سوری لعلین۔۔۔

" ۔۔ دو سال سے جل رہا ہوں، تلافی کا موقع دو پلیز۔۔

وہ سب لعلین یاد بھی نہیں کرنا چاہتی تھی، خاص کر اب جب اسکے اندر ایک ایسے راستے پر چلنے کی چاہ پیدا ہو گئی جو اسکی صرف تباہی تھا۔

اوکے فائن، ہمت ہے تو بنا کسی ہتھیار کے ملنے آنا جبکہ میں اپنی گن کے " ساتھ آوں گی۔ اگر تمہاری تکلیفیں مجھے پسند نہ آئیں تو تم چپ چاپ "میرے ہاتھوں مرو گے، لوکیشن بھیج دوں گی۔ فی الحال بھاڑ میں جاو

حقارت لٹاتی وہ نہ صرف کال کاٹ گئی بلکہ فون کو بھی بیڈ کی طرف اچھال کر آنکھوں کو اپنے ہاتھ کی پوروں سے دبانا چاہا تو جلن سی پر وہ تڑپ سی گئی، غور کیا تو ہتھیلی گلابی رنگ میں نہائی تھی مگر نا جانے کیوں لئیق کے ہونٹوں کا لمس، اس جلے کی تپش نگل رہا تھا۔

اسے رہ رہ کر لئیق کا ہر ٹچ یاد آ کر رلانے لگا، نہ تو وہ اسے سوری کر کے آئی نہ اس شخص نے کچھ کہنے کا موقع دیا، وہ ساری گھٹن اب لعلین کو نوچتی ناں تو کیا کرتی۔

ہارون نے کیا کم تکلیف دی تھی اسے کہ اب شیری نے بھی اپنی اوقات "دیکھا دی، عینی مجھے تو بہت ڈر لگ رہا اسکے لیے"

باہر بیٹھے چین نہ آیا تو سلینا کچن میں ہی چلی آئی اور عینی نے کھانے میں چمچ ہلانے کو روکے اپنا رخ سلینا کی سمت کیا۔

وہ بہت بہادر ہے، ورنہ جو قیامت اس پر میری بد بخت اولاد نے توڑی تھی"

"اس سے وہ جیتے جی مر جاتی لیکن اس نے اس کمی کو اپنی طاقت بنایا

عینی کے لہجے میں ہارون کے کیے پر دکھ بھی تھا اور حقارت بھی۔

ابڈامینل انجری ہونے کی وجہ سے ڈاکٹرز نے کہا تھا وہ فیوچر میں کبھی بھی"

ماں نہیں بن سکے گی نہ شادی کے بعد اسکے لیے ماں بننے کی کوشش سیو

ہے، یہ ایسی کمی ہے عینی جو ایک عورت کا سب سے بڑا خسارہ ہے، وہ بہت

مشکل سے دو سال لگا کر سنبھلی تھی، لیکن اس شہریار نے اسکی تکلیف کو

از سر نو دہکا دیا ہے۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہی میں اپنی تکلیف پر آنسو بہاوں یا

" ل۔۔ لعلین کی۔۔۔۔۔

سلینا کی آنکھوں سے بہتے آنسو عینی کی آنکھوں میں بھی تکلیف لے آئے،

جس دقت سے وہ سانس کھینچتے کرسی سنبھال پائیں وہ صرف وہی جانتیں

تھیں۔

سب جانتی ہوں بچے، میرا بس چلے تو میں لال کے لیے دنیا کی ہر نعمت چرا"
لاوں، کبھی کبھی تو اس پر بھی افسوس ہوتا ہے کہ میں نے ہارون کو پیدا
ہ۔۔ہی کیوں کیا، میری اولاد نے کسی کی پوری زندگی ویران کر دی
ا۔۔۔اور میں کچھ نہ کر سکی۔ بہت بے بس ہوں، لیکن اللہ سے نا امید نہیں
ہوں۔ وہ میری لال کی قسمت دوبارہ روشن کرے گا، یہ ڈاکٹر خدا تھوڑی
ہیں۔۔۔۔دیکھنا وہ ماں بننے کا سکھ ضرور دیکھے گی، اللہ ضرور موجزہ کرے
گا۔۔۔۔۔۔میں تو یہاں تک دعا کرتی ہوں کہ مولا مجھ سے میری یہ گناہ گار
"اولاد لے کر میری لال کی زندگی کا خسارہ بھر دے۔۔۔۔۔۔۔
سلینا نے جب انکو دردناک سا روتے دیکھا تو وہیں انکے قدموں میں بیٹھی
اور انکا ہاتھ تھامے ہونٹوں سے لگائے چوما۔

آپکو پریشان کرنے کی نیت نہیں تھی، بس صبر نہیں آرہا عینی۔ بابا کی کمی"
آج شدت سے محسوس ہو رہی ہے، مرتے وقت ان۔۔ نہوں نے مجھے کہا

تھا کہ سلینا! میری لال کو اپنے پروں میں چھپا کر رکھنا، زمانے کی دھوپ کی زرا سی حدت اس پر پڑی تو تمہارے بابا زیر زمین ہو کر بھی تڑپیں گے، اب جب لعلین کو اتنی تکلیف میں دیکھا ہے تو م۔ میرا دل پھٹ رہا ہے، بھجت سے محبت کر کے میں نے بھی تو اسے دکھ دیے ہیں، اسے اکیلا کر دیا یہ جانتے ہوئے کہ اسے سلینا کے ساتھ سونے کی عادت تھی، اسکی نیند جو پہلے ہی کم تھی، اس بدبخت بہن نے اجاڑ کر دی۔

وہ مجھ سے ناراضگی بھی نہیں جتا کر گئی، جیسے اسے اب سب کچھ اثر کرنا چھوڑ گیا ہو۔

سب نے اسے دکھ ہی دیے عینی، اور دیکھیں اسے دکھ دینے والا ہر فرد خود بھی اپنا سکون کھو بیٹھا ہے"

اس وقت سلینا کی ساری باتیں عینی کا دل چیڑ رہی تھیں پر انکے پاس صبر کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔

خود کو سنبھالو بچہ، تم بڑی ہو، جو کچھ ہو گیا اسے ہم بدل نہیں سکتے۔ تمہیں"
لعلین کے پاس رہنا ہے تاکہ وہ بہتر ہو سکے، کھانا بنا کر میں چلی جاوں گی،
لیکن تم دونوں کو اکیلا نہیں چھوڑیں گے۔ بس یہ یقین رکھو کہ اللہ سب اچھا
"کر دیں گے

عینی کا بہت سہارا تھا ورنہ نہ وہ خود کو سنبھال پاتی نہ لال کو، وہ رندے چہرے
سمیت ہی سر ہلاتی اٹھ کر کچن سے نکلی تو عینی نے گہرا سانس کھینچے اپنے
ڈوبتے دل کو تقویت دی۔

جبکہ لعلین اس وقت کچھ سوچنا نہیں چاہتی تھی تبھی اس نے ایک انجکشن
لیا اور سونے لیٹ گئی، کیونکہ اس وقت اگر وہ دنیا جہاں سے بیگانی نہ ہوتی تو
اسکے دل کو ضرور کچھ ہو جاتا۔

.. ..

ایک بار پھر وہ دونوں آمنے سامنے تھے، شہریار جانتا تھا وہ اسکے چنگل سے اپنی پوری طاقت لگا کر بھی نہیں نکل سکتا سو اس نے عقل مندانہ فیصلہ کرتے ہوئے لئیق ایزد کے تمام سوالوں کے جواب مجبوراً ہی سہی پر دینے کا فیصلہ لیا تھا۔

"سلینا کو بچپن سے چاہتا آیا ہوں لیکن اس نے بارہا مجھے دھتکارا، بیچ کی دوستی کا بھی کوئی لحاظ نہ کیا اور بھجت سے شادی کر لی، مجھ سے یہ برداشت نہیں ہوا تبھی اسے کڈنیپ کرنے کا پلین بنایا، اور محبت اور جنگ میں سب جائز ہوتا ہے"

اسکے پہلے اعتراف پر لئیق کے ماتھے پر واضح شکنیں اتریں، تذکرہ ہی کچھ ایسا تھا کہ لئیق کا اشتعال دہک گیا۔

"کسی سے زبردستی محبت کروائی جا سکتی ہے؟ تم نے کروالی کیا؟"

لئیق کا سوال اس شخص کو ڈنگ گیا تھا تبھی شہریار نے گہرا سانس کھینچے
ناگواری سے اسے دیکھا۔

نہیں، لیکن کوشش کیے بنا ہار نا شہریار جدون کا انداز نہیں۔ وہ بھاگ گئی،"
تبھی مانی کو دبوچا۔ اس بیچ روحی کو مروانا پڑا کیونکہ وہ پہلے بھی اس سے بڑی
وارداتوں مئں ملوث تھی، سو اسکی موت ضروری تھی، ویسے بھی وہی اہم
گواہ تھی جسکا مرنا بہت ضروری تھا۔ اسی لڑکی کی لاش کو چہرہ ڈھک کر
لعلین کو دیکھایا، وہ مجھ پر اعتبار کرتی تھی سو اس نے سلینا کی موت کو مان
"لیا، اسے تمہارے پیچھے لگایا تاکہ تمہاری توجہ جاسوس سے ہٹ سکے
وہ بنا کسی شرمندگی کے اپنے کارنامے بتا کر لئیق کے غضب کو بھی بلاوا
دے چکا تھا مگر لئیق نے اس وقت تحمل سے کام لینا ہی مناسب سمجھا۔
اعتبار بنانے میں عمر لگتی ہے لیکن ٹوٹنے میں لمحہ، کیسے کر سکتے ہو تم اتنے"
گرے کام۔ دوستی تو ہر غرض سے پاک جذبہ ہے جسے تم نے پیروں تلے

روند کرر کھ دیا، ہارون غلط راستے پر نکلا لیکن تم نے اسکی سرزنش کرنے کے بجائے غلط میں اسکا ساتھ دے کر اسکے ساتھ اور اپنے ساتھ بھی ظلم کیا ہے"

لئیق کے الفاظ کی سختی اور سچائی نے شہریار کی آنکھوں میں ویرانی سی سمیٹ لائی، ناجانے اس کے پیچھے کیسی کیسی تابناک حقیقتیں چھپیں تھیں۔

بعض اوقات ہمارے پاس چوائز نہیں ہوتی، دونوں طرف دیکھائی دیتا"

"راستہ غلط ہی ہوتا ہے، تمہارے جواب مل گئے ہیں اب چھوڑ دو مجھے

اسکے تلملا کر کہنے پر لئیق نے اسکی طرف زچ کرتے مسکراتے انداز میں دیکھا۔

رونا نے لعلین کے ساتھ ایسا کیا کیا کہ وہ اس سے نفرت کرتی ہے؟"

"حالانکہ تم چاروں بچپن کے دوست ہو۔

وہ اسی سوال سے بھاگ رہا تھا اور لئیق نے اسے ایک بار پھر بے بس کرتے اپنا اہم سوال دہرایا۔

"یہ جاننا تمہارے لیے ضروری نہیں کیونکہ یہ ہم سبکا ذاتی معاملہ ہے"
شہریار نے منتقر ہوئے ایک ایک لفظ سلگ کر کہا تو لئیق نے ایک ہی جھٹکے سے اسکی گردن دبوچے اپنی قہرناک آنکھیں شہریار جدون پر مرکوز کیں جو بنا کچھ کیے بھی اسکے اندر سنسنی اتار گئیں۔

"وہ میری بیوی ہے اب اور اس سے جڑا ہر معاملہ میری اپنی ذات کا حصہ ہے، بولو یا تمہارے منہ میں تیزاب ڈالوں"
وہ اپنے خوف کو شہریار کی آنکھوں میں باآسانی دیکھتا دھاڑا تو شہریار نے اس لمحے کو کوسا جب اس نے یہ پلین بنایا تھا۔

"تم اچھا نہیں کر رہے لئیق"

جانے کس قدر ضبط سے وہ پست سا چلایا تو لئیق کے ہاتھ کی پکڑ شیری کی گردن کا طوق بن کر اسکا سانس گھوٹنے لگی اور اس کی آنکھیں آگ کی طرح شہریار کو جلا گئیں۔

"اس سے پہلے کہ تم ساری زندگی بولنے کے لائق نہ رہو، سب سچ بتادو،"

"مجھے بلیک ڈائمنڈ کے سخت اور وحشی روپ میں آنے پر مجبور مت کرو انتہائی کوفت سے وارننگ دی گئی تھی۔

اور جس بلیک ڈائمنڈ سے دشمن تنظیموں کے ہیڈ کانپ جاتے تھے اسکا کچھ خوف اس وقت شہریار جدون کی آنکھوں میں بھی لہرا رہا تھا۔

"جب ہارون نے ٹینا نامی ایک ویسٹرن لڑکی سے شادی کا فیصلہ کیا تو اسکے اس فیصلے سے سب کی طرح لعلین کو بھی اعتراض تھا، لعلین کے علاوہ میں بھی جانتا تھا ٹینا اچھی لڑکی نہیں اور ہم نے مل کر اسے اس فیصلے سے روکا بھی لیکن اس پر اس لڑکی کے عشق کا بھوت سوار تھا اور وہ ہماری ایک بھی سننے

پر راضی نہ تھا، اس لڑکی نے شادی سے پہلے ہی کہا تھا کہ وہ اسکے ماں باپ کے ساتھ نہیں رہے گی سو وہ انکو گھر سے چلتا کرے اور تبھی اس نے عینی اور پرکاش کو گھر سے نکال دیا تو میں انھیں گھر لایا مگر وہ بیٹے کی سفاکیت کے بعد کسی پر بوجھ بن کر اپنی خوداری پر حرف نہ لا پاتے اگلے ہی دن اولڈ ہوم چلے گئے، یہ سب ہم تو برداشت کر گئے مگر لعلین نہ کر سکی۔ اسکی ہارون کے ساتھ سب سے گہری دوستی تھی، وہ ہارون کے اس فیصلے سے غم و غصے کا شکار ہوئے اپنی گن لے کر اسے ڈرانے دھمکانے کو اسکے فارم ہاوس اکیلی

"چلی گئی

وہ کچھ توقف کو رکا تو خود لئیق کے دل کو خوف سے گھیر گئے۔

وہ وہاں جب گئی تو وہ کمینہ نشے میں تھا سو لال کی کوئی بات اسکے پلے نہ" پڑی، لعلین نے اسے بہت سمجھایا کہ وہ اپنی جنت کو جہنم بنانے کی خطاء کر رہا ہے باز آجائے مگر ہارون کے دماغ میں اس منحوس ٹینا نے یہ خناس بھر رکھا تھا کہ اسے لعلین اس لیے روک رہی کیونکہ وہ اس سے محبت کرتی

تبھی وہ الٹی الٹی بکواس باتیں کر کے لعلین کو غضبناک کر بیٹھا، اور اسی منہ ماری کے دوران جب وہ اس ڈھیٹ کو قائل نہ کر سکی تو اس نے اپنی گن ہارون پر تانی، اسی دوران اس کمینے نے بھی اپنی گن نکال لی، اور جب تھوڑی ہوش آنے پر وہ اسے جب روکنے کو اسکے قریب آیا تو چھینا چھپٹی میں لعلین کی گن تو اسکے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گری مگر ہارون کے ہاتھ میں اسکی پکڑی گن کا ٹریگر اپنے ہی ہاتھ کے دباو سے دب گیا اور وہ گولی لعلین کے پیٹ میں جا لگی"

یہ انکشاف خود لئیق کے لیے ایک نا قابل یقین جھٹکا تھا، اسکے پورے وجود میں تکلیف کی لہر اتری تو آنکھیں اذیت کا جہاں بنیں، لیکن ابھی حقیقت باقی تھی۔

اس لگتی گولی نے لعلین ابراہیم کی دنیا اندھیر کر دی کیونکہ پہلے تو بہت مشکل سے اسکی جان بچی پھر اس سے ہوتی ابڈامینل انجری کے سبب ڈاکٹرز

نے کہا کہ اسکے پیٹ میں کچھ ایسے ناسور بن گئے ہیں جو اسے کبھی ماں بننے نہیں دیں گے، یہ وہ سبب تھا جس نے اسے اپنے بیسٹ فرینڈ سے نفرت پر اکسایا۔ وہ تو اس سے شادی بھی کر لیتی کیونکہ دونوں ہم مزاج حد تک سر پھرے تھے لیکن شادی تو دور ہارون کی وجہ سے لعلین کی فیوچر لائف سپائل ہو کر رہ گئی۔ تبھی شادی، محبت اور ایسے ہر جذبے سے وہ کوسوں دور رہتی تھی، بہت بار اسے میں نے شادی کی آفر کی لیکن وہ اس معاملے کو اس کمی کے ساتھ دفنا کر صرف اپنے لیے جینے لگی، اس نے رونا اکو اسکی سزا بھی دی تھی، اسکے سینے پر گولی مار کر آئی تھی مگر وہ بچ گیا کیونکہ گولی بس چھو کر نکلی تھی۔۔۔۔۔ کیونکہ وہ اسے مارنے کی نیت سے گئی ہی نہیں تھی، بس کمی کی گھٹن نکالنے گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ تھا تمام اپنے اندر پیدا ہوتی قصہ، تم اسے بیوی کہہ تو رہے ہو، کیا اسکے اندر موجود اتنی بڑی کمی کے باوجود اسے بیوی بنا کر رکھ سکتے ہو؟"

شہریار کی ساری بتائی حقیقت لئیق کے دل کو تڑپا کر رکھ گئی، اب اسے سمجھ آیا کیوں وہ اسکے قریب آنے سے فرار کرتی تھی، کیوں اس نے رونا اکے نام پر خود پر تکلیف کا قہر اتار لیا تھا، اپنے کچھ ستم گر بن جانے کا ملال کسی نوکیلے کانٹے کی طرح لئیق کے سینے میں درد جگا گیا، اسکی آنکھوں کے کنارے ضبط کے باعث سرخ ہوتے گئے۔

"میں نے اسکا اعتبار توڑا، اور جانتا ہوں وہ مجھے اپنی نفرت سے مارے گی لیکن یہی میری زندگی ہے لئیق ایزد علوی، اب تم اپنی بات پر عمل کیے مجھے آزاد کرو"

اسکی روح نوچتی خاموشی بھانپے وہ مزید بولا، آواز سلگ اٹھی تھی اور لئیق بھی کرسی سے سانس گھسیٹا اٹھ کھڑا ہوا۔

"تمہارا فیصلہ کل سناوں گا، ابھی تم چوبیس گھنٹوں کی مزید اذیت سہو۔ یہاں سے نکلنے کے بعد تم اپنی مرضی سے سانس بھی نہیں لے سکو گے یہ ضرور اپنے دھیان میں رکھنا"

جہاں ایک لمحہ گزارنا مشکل تھا وہاں اسے اتنے گھنٹوں کی قید سنانا تو وہ ٹارچر روم سے بڑی مشکل سے سانس بھرتا نکل گیا تھا اور شہریار نے کھولتی نگاہ دروازے کی سمت ڈالے بے بسی سے سر کرسی سے نا صرف ٹکا دیا بلکہ اپنی درد کرتی آنکھیں بھی سختی سے بھینچ لیں۔

جبکہ لئیق ایز دعلوی کو اس لڑکی کی تکلیف ان چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر دور کرنی تھی جو وہ انجانے میں لافانی حد تک بڑھا چکا تھا۔

"دعا کرتا ہوں مجھے تم سے کل ہونے والی محبت آج ہو جائے لعلین"

اسکی یہ دعا اتنی خوبصورت اور پیاری تھی کہ آسمانوں وزمینوں کے مالک نے بام قبولیت سے اٹھا کر مسکراتے ہوئے محبت سے اپنے پاس رکھ لی۔

....★☆☆☆☆☆★....

پلیز یارق بھیا، آپ ڈاکٹر سے پوچھیں کے وہ کیسا ہے، ہمیں ملنے کیوں "
"نہیں دے رہے

لوئے کا آپریشن ہو چکا تھا مگر ابھی ڈاکٹرز نے کسی کو لوئے سے ملنے کی پرمیشن نہ دی تھی کیونکہ پہلے لوئے کا بیان پولیس لینے پہنچ چکی تھی۔

. جیسے ہی وہ ہوش میں آیا، پہلے ان فرنگی پولیس والوں کو اس نے بیان دیا
فکر مت کرو، کچھ قانونی فارمیلٹیز ہیں وہی یہ لوگ پوری کر رہے ہیں۔ "
"کچھ کھاوگے تم دونوں؟

صبح سے شام ہونے کو آگئی تھی اور وہ سب لوئے کی وجہ سے مسلسل ہوسپٹل موجود تھے، یارق نے اسے تسلی دیتے ساتھ ہی پیشکش کی تو لارا نے تو بے دلی سے منع کر دیا مگر ایمر کو بھوک لگی تھی تبھی یارق اسے ساتھ ہی لے کر کیفے ٹیریا بڑھا۔

اسی دوران نرس لارا کے قریب آکر رکی اور اسے لوئے کے کمرے میں شفٹ ہونے اور ملنے کی اجازت دی تو وہ فورا اٹھ کر نرس کی پیروی میں

روم کی طرف بڑھی مگر دروازے میں ہی لارا کے قدم اسے دیکھ کر تھم گئے، نرس اندر جا کر لوئے کا بی پی اور اسکو لگے بلڈ کے معاملات دیکھتی کمرے سے نکلی تو وہ بھی اپنی بند آنکھیں اسکی غائبانہ موجودگی پر کھولے مسکرایا، نہ صرف مسکرایا بلکہ اپنا ہاتھ لارا کی طرف پھیلایا جسے دیکھ کر اس لڑکی کا دل بھر آیا۔

"آگئی ہے ناں تم پر میری وجہ سے مصیبت، اسی لیے وہ سب سخت فیصلے کیے تھے لوئے علوی۔ لیکن تمہیں تو کچھ سمجھ نہیں آسکی، میں تمہارے متعلق سوچنے کا ارادہ ملتوی کر رہی ہوں اور اب تم مجھے روکنے کی ہمت مت کرنا"

وہ اسکے قریب تو آئی مگر اس نے لوئے کا ہاتھ بے دلی سے نظر انداز کیے سخت لہجے میں کہا تو اس شخص نے خود ہی اسکا ہاتھ پکڑے پاس بٹھائے، مسکراہٹ میں اذیت سمیٹ لائی۔

تمہاری وجہ سے مجھ پر آتی مصیبت میرے سر کا صدقہ ہے، اب تم چاہ کر" بھی مکر نہیں سکتی اور کل ہی ہم شادی کریں گے، تمہیں مزید کوئی پاگل پن کرنے کی مہلت نہیں دوں گا اور نہ کسی کو اس بات کی جرت کہ وہ تمہیں یا ایمر کو نقصان دینے کا سوچے"

اس زخمی حالت میں ہو کر بھی وہ یہ سب کہتا اسے بیوقوف ہی لگا، خود لارا کو اسکی بازو نہیں دماغ زخمی لگا تبھی تو اس نے غصے سے لوئے کی ہٹ دھرمی برداشت کرتے اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ سے چھڑوایا۔

تمہارا دماغ پھر گیا ہے؟ ان حالات میں تم سے شادی کروں گی کیا؟ ہر گز" نہیں۔ تمہیں دیکھنا تھا تبھی آگئی ورنہ بنا تمہیں بتائے ایمر کو لے کر جا سکتی تھی، بہت بڑا شہر ہے لوئے، تم چاہ کر بھی مجھے ڈھونڈ نہیں سکو گے۔ مجھے مجبور مت کرو، تم اپنی زندگی جیو، ہمارے بارے میں مت سوچو"

وہ اس پر برہمی سے پھٹی مگر لوئے تو یوں تھا جیسے اس پورے شہر کے چپے چپے سے جان پہچان رکھتا ہو، نہ صرف اس نے لارا کا ہاتھ زبردستی واپس تھاما بلکہ اپنی غصے سے بھری آنکھیں اسکی سہمی آنکھوں میں جمائیں۔

"کل ایمر اور یارق، آسٹن جا رہے ہیں، کل تمہیں بتا نہیں سکا مگر کل دو بجے ان دونوں کی فلائیٹ ہے۔ اسکی ٹریننگ شروع ہو گی، وہ یارق کے ساتھ ایک نئی زندگی کا آغاز کرے گا، اور تم میرے ساتھ میری بیوی بن کر پاکستان جاؤ گی اور یہ پوچھ نہیں رہا بلکہ تمہیں بتا رہا ہوں، جب تک ایمر، یارق کے ساتھ رہے گا تم میرے ساتھ کچھ دن پاکستان رہو گی اور پھر ہم واپس آ جائیں گے۔ ویسے بھی جب تک وہ ورائیل پکڑا نہیں جاتا، یہاں ہم سبکی جان کو خطرہ ہے"

وہ لاکھ اعتراض کرنا چاہتی تھی پر لوئے کے کیے انکشافات اسکی زبان کو رہن کر چکے تھے، بس اس لڑکی کی آنکھوں میں آنسو امڈ آئے، وہ اسے واقعی حکم سنا رہا تھا۔

م۔۔مت کرو پلیز، تم پچھتاوگے لوئے۔۔۔۔کیوں اتنی مصیبتیں اپنے"
"سر لینا چاہتے ہو
وہ اسکی من مرضیوں کے آگے بکھرتی گئی، سسک کر التجاء کی تو اس شخص نے مسکرا کر لارا کی آنکھوں سے بہتے آنسو پورے استحقاق سے اپنے ہاتھ کی پوروں میں جذب کیے۔
تم سے دل لگانے میں مر کر بھی نہیں پچھتاوں گا، تمہیں اس انجان سے"
نہیں، لوئے سے محبت تھی تبھی چند دن لگا کر ہی میں نے تمہیں اپنی طرف کر لیا۔ محبت کرتی ہو، تو بھروسہ بھی کرو۔ تم سے زیادہ مجھے تمہارے بھائی کی فکر ہے، یارق کے ہوتے ہوئے ہم دونوں کو اسکی فکر کرنے کی بالکل ضرورت نہیں، آسٹن سیو ہے اور پھر وہیں یارق کا اپنا سکول اور فٹنس کلب بھی ہے۔ اسکا گھر بھی ہے اور وہ ایمر کو اپنے ساتھ رکھے گا۔ تم صرف
"مجھ پر توجہ دینا، آئی وانٹ دس بیوٹی فل گرل ایز مائی بی لوڈ وائفی

جس پیار سے اس نے لارا کی تکلیف کو خوشی میں بدلہ یہ صرف وہی کر سکتا تھا، وہ بھیگی آنکھوں والی روتے روتے ہنسی تولوئے کو اپنی بازو کا درد بھول گیا۔

اور وہ جانتی تھی وہ جیسا بھی تھا، وہ ایمر کے لیے بہت سچا تھا، اور ایمر کو خود سے زیادہ وہ چند دن میں ہی یارق کے ساتھ خوش دیکھ کر کہیں اندر سے سکون سے بھر گئی۔

"ت۔۔ تمہارے گھر والے ڈانٹیں گے جب مجھے لے کر جاوگے، ان سبکو مزید تنگ کروگے کیا؟"

زراڈھارس ملی تولارا کی نئ فکریں سن کر وہ درد کے باوجود ہنسا۔

"مجھے قبول کرتے آئے ہیں، میرے اس کارنامے کو بھی ضرور کریں گے۔ کیا پتا میرا انسانوں کی طرح شادی کا شریفانہ عمل دیکھ کر کھڑوس برو کی تگڑی سفارش مل جائے، وہ جندل محل ہے وہاں کچھ بھی انہونی ہو سکتی

ہے، تم بے فکر رہو۔ تمہیں جب لوئے کے دل کی ساری جگہ مل گئی تو دنیا
" بھی مل جائے گی، بس اتنا بتا دو کہ دل سے اس کمینے کے لیے راضی ہو؟
ایک تو وہ بازو زخمی کروا کے لارا کو پہلے ہی پریشان کر چکا تھا اوپر سے اس کی
باتیں لارا کی جان نکال رہی تھیں، وہ اسے شاکی نظروں سے گھور ہی پائی۔
تم کیا ہو میں کبھی نہیں سمجھ پاوں گی لوئے، تم نے میرا دماغ چند دنوں "
"میں پاگل کر دیا ہے
وہ اسکی گہری نظروں سے بوکھلائے بڑبڑائی تو لوئے نے اسکا جکڑا ہاتھ زرا
کھینچے اسے خود کی اور جھکایا جو خود بھی بیٹھے ہونے کی پوزیشن میں بیڈ کراون
سے ٹیک لگائے ہوئے تھا۔
"میں ہی اس پاگل پن کا علاج بھی کر دوں گا، تم ہاں تو کہو"
اسکے بے خود جواب اور نظروں کے بھٹکتے تیوروں پر وہ گھبرا کر اس کے اور
اپنے بیچ فاصلہ بناتی نظریں چرائے زرا دور ہوئی۔

کل ٹھیک ہے ناں کورٹ میرج، لیکن پاکستان جا کر حالات سازگار"
ہوتے ہی ہم وہاں کے رسم ورواج کے مطابق بھی شادی کریں گے۔اپنی
اور تمہاری زندگی کا آغاز سادگی سے کر رہا ہوں لیکن یہ جلد بہت
"خوبصورت ہو گی اسکا یقین رکھو
پھر سے اس شخص کے والہانہ اظہارات، لارا کے چہرے پر بکھری ہوائیوں
کے ساتھ ساتھ تھکی سی مسکراہٹ بھی سمیٹ لائے۔
تم پر بھروسہ کر رہی ہوں اسے توڑنا مت ورنہ تم لارا کا بھیانک روپ"
"دیکھو گے جس سے دنیا پناہ مانگتی ہے
بظاہر وہ اداسی سے بولی مگر لوئے کو یہ ظالم سی دھمکی ہی لگی تبھی وہ آفت
ہنس کر لارا کو اور طیش دلا رہا تھا۔
فی الحال تو میں کل کا سوچ کر بہت پر جوش ہوں لہذا یہ دھمکیاں مت دو"
اس مریض بندے کو، درد بھی کہیں دور چلا گیا سچ میں۔ تمہیں پورے حق

سے اپنا فیل کرنا کتنا دلفریب لمحہ ہو گا، اس لمحے کے لیے انتظار کرنا بھی

"خوبصورت ہے

وہ اسکے ایسے لہجے اور محبت پاش نظروں سے ڈری، کہاں آسان تھا لارا کے لیے کہ وہ پوری ہمت سے اسکی جذبات کے سمندر سے اٹی آنکھیں دیکھ پاتی۔

" ت۔۔ تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔ بد دماغ انسان"

وہ مزید یہاں بیٹھ نہ سکی اور اپنی گھبراہٹ چھپانے کو اسکو ڈانٹتی روم سے نکل گئی اور جناب نے بھی مسکراتے ہوئے اپنے آنکھیں موند کر اس فیلنگ کو ابھی سے محسوس کرنا شروع کر دیا۔

.. _____ ..

کیسی لڑکیاں ہوتی ہیں جنکے شوہر ان پر لٹو ہوتے،اور ایک یہ،ہر وقت "
کھینچی ناک اور اسکے مغرور تیور، میں بھی تمہارے لیے مری نہیں جا رہی،
"نہیں تو نا سہی۔۔۔بھاڑ میں جاو میری طرف سے
دستگیر کے مسلسل نظر انداز کرنے پر نیہا کے اندر بھی نفرت اور گھٹن کا غبار
بن چکا تھا، نکاح کے اول دو ماہ وہ اس سے کھینچا رہتا تھا تو وہ بہت محسوس کرتی
تھی مگر چھ ماہ ہونے کے باوجود ان دو کے رشتے میں گنجائش نکل پانا ناممکن
لگ رہا تھا۔

کچھ دیر پہلے ہی وہ روم میں آئی تھی، دستگیر وہیں صوفے پر نیم دراز لیٹا فون
پر مصروف تھا اور وہ اسے سرسری سا دیکھتی پیر پٹخ کر منہ ہی منہ میں
بڑبڑاتی چینج کرنے بڑھ گئی۔

خود بھی وہ اس سے پہلے اس لڑکی کی موجودگی کے باعث کمرے سے نکلنے
کی تیاری کرتا، وہ واپس باہر نکلی تو دستگیر کو اپنا چار جر اٹھا کر باہر جاتا دیکھتی وہ

بپھری موج بنے ایک لمحہ لگاتی اسکے راستے میں آئی اور اسکا یوں راستہ روکنا دستگیر کو سخت ناگوار گزرا۔

"بات سنو! تم مجھے صاف صاف بتادو کہ چاہتے کیا ہو۔ تمہارے لیے دل نرم تھا تبھی سوچتی تھی زرا بہکاوں گی یا انٹنشن دوں گی تو تمہیں میری طرف آنے میں آسانی ہو گی لیکن تمہارے اندر تو کوئی نرمی موجود ہی نہیں، تمہارے کونسے پیسے لے کر بھاگی ہوں جو اس طرح ساتھ گھسیٹ رہے ہو۔ دیکھو اگر تمہیں مجھ سے اتنے مسائل ہیں تو مجھے چھوڑ دو، مر نہیں جاوں گی۔ میرا بھی دل کرتا ہے میرا شوہر کوئی ایسا ہو جو مجھے ہر لمحہ میری اہمیت بتائے، امے جان نے تو میرے ساتھ نیکی کرنے کی کوشش کی تھی، انھیں کیا پتا تھا انکا سپوت اس نیکی کو غارت کرنے کی ٹھان چکا ہے۔۔۔۔ یا تو مجھے بیوی کا حق دو یا مجھے اپنی اس قید سے چھٹکارا دے دو تمہارا اللہ بھلا کرے"

وہ اتنی اکتائی ہوئی تھی کہ خود دستگیر کی ساری برہمی اسکی بیزارئیت تلے دب گئی، آخر وہ ایک لڑکی تھی اور اسکے صبر کی ایک حد تھی، دوسرا وہ دستگیر سے محبت میں بھی بالکل مبتلا نہ تھی کہ لگتار اسکی طرف سے دھتکار ملنے پر بھی بار بار اسکے پیچھے اپنے حق کی بھیک مانگنے جاتی۔

فی الحال یہی چاہتا ہوں کہ تم اپنی یہ قینچی جیسی زبان بند کر لو، تمہیں پہلے " دن ہی بتا دیا تھا کہ منافقوں سے سخت نفرت ہے مجھے۔ جب تک تم زائشہ علوی کی غلام رہو گی، تمہیں اس رشتے میں صرف گھسیٹا ہی جائے گا۔ اور تم اچھے سے جانتی ہو کہ لئیق بھائی میرے لیے میری جان سے بھی قیمتی ہیں، تمہیں کیا لگتا ہے میں اندھا ہوں، تم نے اور زائشہ علوی نے مل کر لعلین کی بھاگنے میں مدد کی تھی، اگر یہ بات لئیق بھائی کو بتا دوں تو تم دونوں کو کھڑے کھڑے اس محل سے باہر پھنکوا دیں گے۔ سی سی ٹی وی فوٹیج میرے پاس موجود ہے"

دستگیر کے سپاٹ اور سرد لہجے میں دیے جواب نے نیہا کی نہ صرف بولتی بند کی بلکہ اسکا چہرہ تک سفید پڑا۔

"رہی بات تمہارے ارمانوں کی جو بہت مچل رہے ہیں نیہا بی تو میں نے تمہیں اس رشتے میں کسی طور سے پابند نہیں کیا، تم کسی بھی لمحے اس قید سے آزادی حاصل کر سکتی ہو۔ میں نے یہ شادی امے کے بلیک میل کرنے پر کی تھی، پھر ایسے زبردستی سر پر مسلط کیے رشتے قبول کرنا تو عام انسانوں کے لیے مشکل ہوتا ہے، میں تو پھر بھی ایک مشکل اور حقیقت پسند شخص ہوں"

وہ جتنا بھی کڑوا بول لیتا، نیہا کو پرواہ نہ تھی کیونکہ وہ اس سے زیادہ کسیلی تھی۔

"یعنی تم مجھے کبھی بھی اس رشتے کے حق نہیں دو گے، کیونکہ میم کو تو میں بالکل نہیں چھوڑوں گی۔ وہ تم سب سے زیادہ میرا سوچتی ہیں، کبھی کبھی تو

مجھے لگتا ہے تم کسی اور پر لٹے پٹے ہوئے ہو، میں تو پھر تمہیں زہر ہی لگوں گی۔۔۔ یا پھر تمہارے پاس بیوی کو دینے کے لیے کچھ ہو گا ہی نہیں نامرد کہیں کے"

اس سے پہلے کہ وہ اسکی یہ بکواس سنتا، بہت مشکل سے دستگیر نے اپنا ہاتھ اس لڑکی پر اٹھنے سے روکا، نیہا تو اسکے اٹھے ہاتھ کو دیکھ کر ہی سلگ گئی اور پھر جس طرح دستگیر نے اسکی بازو جکڑے اسکی آنکھوں میں اپنی شعلہ باز آنکھیں گاڑیں، وہ نیہا کے اندر تک کپکپی اتار گیا۔

"میرے پاس میری بیوی کو دینے کے لیے کیا ہے، یہ تمہیں وقت ضرور بتائے گا۔ لیکن وہ بیوی اب تم نہیں ہو گی، پہلے تو سوچا تھا تمہارے ساتھ کسی زیادتی کو ہونے نہیں دوں گا، کوشش کروں گا اپنے اور تمہارے رشتے کو بہتر کرنے کی مگر اب لعنت بھیجتا ہوں میں اپنی اس سوچ پر، اپنا سامان اٹھاو اور نکل جاو میرے کمرے سے، رہا سہا میاں بیوی والا دکھاوا بھی ختم۔۔۔ تم جیسی زہریلی عورت کم از کم میں مزید برداشت نہیں کر سکتا"

اسکے بھڑکنے پر نیہا اس سے زیادہ اونچا غرائی، اپنی بازو اس وحشی سے چھڑوائی۔

"بھاڑ میں جاو، ویسے بھی جتنی تم میری تذلیل کر چکے ہو، میں خود تمہیں منہ لگانا نہیں چاہتی۔ رکھو اپنا وحشت سے بھرا کمرہ سنبھال کر، تمہیں تمہاری اوقات یاد دلا کر ہی رہوں گی، جا رہی ہوں"

اسکے غصے کو دہکائے وہ زہریلے لہجے میں پھاڑ کھاتے انداز میں نہ صرف اس پر چیخ کر گئی بلکہ جاتے جاتے کمرے کا دروازہ جس طرح پٹخ کر گئی اس پر دستگیر نے بمشکل ہاتھ کا مکا بنائے اپنا عتاب دبایا جبکہ انکی اس ان بن کو باہر سے گزرتی صبور اتفاقاً سن چکی تھی اور وہ خود کو اسکا ذمہ دار سمجھے ابھی ہی واپس جانے کا فیصلہ لیتی کمرے میں گئی۔

ویسے بھی لعلین کے جانے کے بعد سے وہ بہت بور ہو رہی تھی، اس نے جب زائشہ کو جانے کا بتایا تو وہ اسکے جانے کا سن کر برہم ہوئی۔

ہر گز نہیں، جب تک لئیق اور لعلین کی پراپر طلاق نہ ہو جائے، تم یہیں "
رکو۔ لئیق کو سہارہ دے کر اسکی زندگی میں شامل ہو گی تم یہی ہمارا پلین
"ہے

زائشہ نے اسکے بیگ سے اسکے تمام ڈریس باہر نکالے گھور کر دیکھتے تنبیہہ
کی جسکا ایک پل بھی یہاں مزید رہنا کسی کی تباہی تھی۔

چلی تو گئی ہے وہ لعلین، اور کیا چاہیے آپکو ممی۔ میرا یہاں دم گھٹ رہا ہے، "
ویسے بھی دستگیر کو بات کرتے سنا تھا کہ لئیق کسی کام سے اوٹ آف سٹی چلا
"گیا ہے، سو مجھے اس وقت جانے دیں پلیز

روہانسی ہوئے وہ واپس کپڑے بیگ میں بے ڈھنگے انداز سے ٹھوستی اصرار
کیے ضدی ہوئی تو زائشہ نے اس بار اسکی بازو پکڑے روبرو کیا۔

"کتنے دنوں کے لیے گیا ہے؟"

زائشہ کے کان کھڑے دیکھتی صبور اور جل بھن گئی۔

آئی ڈونٹ نو۔۔۔ لیکن مجھے جانے دیں۔۔۔ میں جلد واپس آجاوں گی"

"پرامس

وہ یوں دم ہارے التجاء کرتی جانے کو مچلی کہ زائشہ نے اسے بے دلی سے ہی سہی اجازت دی، اور جب زائشہ باہر نکلی تبھی دستگیر، لئیق کے آفس روم کی طرف جاتا انکی آواز پر رکا۔

"سنو دستگیر! صبور واپس جا رہی ہے۔ رات ہو گئی ہے سو ڈرائیور کے بجائے تم خود اسے کیانی پیلس ڈراپ کر آو۔۔۔۔۔"

زائشہ کو اچھا تو نہ لگا نہ منظور تھا مگر صبور کے یوں رات کے وقت جانے پر وہ اندر سے تھوڑی فکر مند تھی، اور دستگیر اسے جتنا بھی برا لگتا، وہ قابل اعتبار بندہ تھا، پھر جس طرح دستگیر نے مسلسل صبور کو یہ سارا وقت نظر انداز کیے رکھا اس سے بھی اس عورت کو ان دو کے بیچ بڑھ جاتی دوریوں کا یقین ہو چکا تھا۔

زائشہ کے اپنے کمرے کی طرف جاتے ہی دستگیر نے اپنے قدم صبور کے کمرے کی طرف بڑھائے تو وہ پیکنگ چھوڑے وہیں بیڈ کی پائنتی پر بیٹھی ٹانگیں لٹکائے، فرش کو گھورے ہچکیوں سے رو رہی تھی، دستگیر کا سینہ تو اس کے یوں رونے نے ہی سلگا دیا۔

اور خود وہ اسکو روم کے دروازے میں دیکھتی فوراً سے اپنے آنسو رگڑتی اٹھ کر کھڑی ہوئی مگر اسکے آنسو دستگیر کو دیکھ کر شدت سے بہنے کو مچلے۔

"تم اتنی جلدی کیوں جا رہی ہو؟"

زرا سے قدم اسکی طرف بڑھائے اس نے تھکا سا سوال کیا تو وہ آنکھوں کی تکلیف دہ باتی نظر جھکا گئی۔

بس ایسے ہی، لعلین اور لئیق دونوں نہیں، سو بور ہو رہی۔ وہ واپس آئیں"

"تو دوبارہ آجاوں گی۔۔۔

بنا نظر ملائے اس نے بھرائے بھیگے لہجے اور آواز کو لاکھ درست کرنا چاہا مگر نہ کر پائی اور اس لڑکی کا جبر ہی تو دستگیر کے دل کو کاٹ کاٹ کر کھا گیا تھا۔

تم نے نیہا اور میری باتیں سنی ہیں؟ تمہیں وہاں سے بھاگتا دیکھ لیا تھا"

صبور۔ یہ ہمارا روز کا معمول ہے، تمہاری وجہ سے کچھ نہیں ہوا۔ اس لڑکی

"کی لمبی زبان ہی سارے فساد کی جڑ ہے

وہ اسکے رونے کو بھانپ لیتا نرمی سے اسکی گال پر پل پل اترتی آنسوؤں کی نمی محبت سے ہاتھوں کی پوروں میں جذب کیے بولا مگر صبور خود کو ناکردہ گناہ کی سزا دینے کی شوقین تھی، خود پر زندگی حرام کر کے اب وہ سانس گھٹنے کو برداشت نہ کر پا رہی تھی۔

ن۔۔ نہیں، ایسا کچھ نہیں۔ وہ تم دو کا پرسنل میٹر ہے، جتنی لڑائی سخت"

ہوتی ہے، منانے کے بعد پیار بھی اتنا ہی گہرا ہوتا ہے۔ بس میں یہ سب

"دیکھنے کی عادی نہیں، اور تمہیں بھی تو مجھ سے چھپنا پڑتا ہے، بس اس لیے

وہ اس لڑکی کے طنز پر اس وقت برا نہ منا سکا، بس اس سے صبور کے آنسو دیکھنے مشکل تھے جو اسکے ہاتھ کو رسان سے ہٹا کر اسکے اتنے سے لمس تک کو بھی خود پر ممنوع کر رہی تھی۔

"میرا پرسنل میٹر صرف تم ہو، تمہی رہو گی۔ خود کو پریشان مت کرو، رہی بات چھپنے کی تو جانتی ہو غصے میں کہہ گیا تھا، آئی ایم سوری"

یہ دستگیر تو اس دستگیر سے یکسر الگ تھا، جسکا لفظ لفظ صبور کو حوصلہ دے رہا تھا اور اس نے اپنے سخت الفاظ کی تلافی بھی بروقت کیے دوبارہ اسکی آنکھ سے اترے آنسو کو جس طرح انگلی کی پور سے جذب کیا، وہ کانپ سی گئی کیونکہ وہ آنسو صبور کے ہونٹ تک جا ٹھہرا تھا۔

"نو و، وہ تمہارا حق ہے۔ تم جب چاہے مجھے برا بھلا کہہ سکتے ہو، آخر کو میں نے تمہارا سکون غارت کیا ہے، لیکن اگر میری وجہ سے نیہا کا گھر اجڑا تو میں خود کو کبھی معاف نہیں کر سکوں گی۔ ایک لڑکی کے اپنے شوہر سے جڑے

جذبات بہت گہرے ہوتے ہیں، تم کوشش کرو پلیز، میں دعا کروں گی تمہارا دل اس کے لیے نرم ہو جائے۔ نکاح میں تو بہت کشش ہوتی ہے"

"دستگیر

وہ تاسف سے اپنے سرخ ڈوروں سے بھری آنکھیں دستگیر پر جمائے اسکو پھر سے طیش دلا چکی تھی اور اس شخص کے چہرے کی تن جاتی رگیں بتا رہی تھیں کہ عتاب پینے کی منہ زور کوشش کی جا رہی ہے۔

ہوتی ہو گی لیکن میں نے تو اسے قبول بھی بے دلی سے کیا تھا، وہ ساری" کشش اسی وقت مر گئی تھی۔ تم مجھے ایسے مشورے دینے کے بجائے مار دیا کرو صبور، نہیں برداشت کر سکتا۔ جانا ہے تمہیں، جاو۔۔۔۔۔ لیکن مجھ سے ایسی امیدیں مت باندھو جو میرا دم گھوٹ دیں۔۔۔ ویٹ کر رہا ہوں گاڑی میں، پہنچو باہر"

بہت دقت سے اپنی اذیت سمیٹے وہ وہاں سے نکلا تھا اور چند آنسو بہانے کے بعد وہ انھیں اپنے اندر بلند ہوتی چیخوں کی طرح گھوٹ گئی، سارا رستہ وہ اس سے ایک لفظ نہ بولا، اسکی خاموشی صبور کے دل کو سالم نگلتی رہی۔

کیانی پیلس پہنچ کر اس نے گاڑی روکی اور سرد و سپاٹ چہرہ سامنے جمایا اور وہ اپنے آنسو روکتی بنا اس سے کچھ کہے گاڑی سے نکل گئی، جب تک وہ پیلس کے اندر نہ گئی وہ وہیں رکا اور پھر گہرا سانس بھرے گاڑی واپس جندل محل کی سمت موڑ لی۔

.._____..

عینی رات نو تک رکیں پھر واپس چلی گئیں اور سلینا کی تمام فکریں ہٹانے کو وہ جب اٹھی تو اسے اپنی چند روز کی کہانی سنانی ہی پڑی، بلیک ٹائیٹ اور

گرے شرٹ میں الجھے بکھرے حلیے میں وہ اذیت سے مسکراتی سلینا کے پاس ہی بیٹھی اپنی کہانی سمیٹ کر اسکا سر چکرا چکی تھی۔

م۔۔مطلب بھجت کا کزن تمہارا شوہر بن گیا، کیسا انسان ہے؟ کیا واقعی"

"تم دو کے بیچ بس معاہدہ ہی ہوا تھا

سلینا کے حیرت سے کیے استفسار پر وہ اسکی طرف چہرہ پھیرے اسے عجیب سی نظروں سے دیکھنے لگی۔

ہاں معاہدہ ہی تھا سیلی، سب ختم ہو گیا۔ ویسے بھی آپ جانتی ہیں شادی" میرے ٹائپ کا سر درد نہیں۔ خیر اب پلیز یہ سب بھول جائیں، مجھے بھی بھولنے دیں۔ آپ میرے پاس آ گئیں بہت ہے، کل سے اپنی روٹین شروع کر لوں گی جیسے اس سب سے پہلے تھی۔ آپ بھی خود کو بھجت نامی "عذاب سے نکال لیں

گہرا سانس کھینچے وہ اکتائی سی بولی اور وہیں اپنا سر سیلی کی گود میں رکھے ٹانگیں سمیٹ کر صوفے پر لیٹی تو سلینا نے محبت سے اسکے بالوں میں اپنی انگلیاں چلائیں، اس نے انجیکشن سے اپنی اذیت تو پی لی پر سر ابھی بھی بے طلب نیند اور خماری سے بھاری تھا۔

"کچھ بتاو ناں اسکے بارے، چار پانچ دن اسکے ساتھ رہی ہو، بھجت تو اسکی بہت تعریفیں کیا کرتے تھے، وہ انکا بیسٹ فرینڈ ہے تبھی تو اس معاملے میں حد سے زیادہ انوالو وہوا۔ کسی کے ساتھ گزرا ایک دن بھی بہت ہوتا ہے لال"

جس حوالے اور ذکر سے وہ جان چھڑوانا چاہتی تھی، سلینا اسے وہی یاد دلا رہی تھی جبکہ لعلین اسکے بارے سوچ کر خود کو دوبارہ کمزور نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"میں جتنے دن رہی اسے قاتل ہی سمجھتی رہی سو ایسا کچھ خاص نہیں جو یاد کرنے کے لائق ہو سیلی، ہاں وہ دنیا کے باقی مردوں جیسا نہیں تھا، جو لڑکی

اسکی بیوی بنے گی، لکی ہو گی۔ایک ریگریٹ ضرور ہے کہ میں اس سے سوری نہیں کر سکی،اسے خوامخواہ قاتل اور منحوس کہہ کر اسکا خاصا صبر آزمایا ہے۔۔۔لیکن شاید قسمت میں ایسا ہی درج تھا"

اپنے لہجے کو ہر ممکنہ مضبوط رکھے بھی وہ اسکے حوالے پر آنکھوں میں اتر آتی اداسی نہ چھپا سکی جسے سلینا نے بھی محسوس کیا کیونکہ لال نے اسکا ذکر عقیدت سے کیا۔

سلینا کے بالوں میں انگلیاں پھیرنے سے اسے اتنا سکون مل رہا تھا کہ زرا سلینا چپ ہوئی تو لال نیند سے آنکھیں جھپکنے لگی۔

جبکہ اپنی گاڑی اسی کالونی کے باہر پارک کیے لئیق نے اپنے ہاتھ میں وہی خریدا اپینڈٹ تھام رکھا تھا جو اس نے لعلین کے لیے منہ دیکھائی کا تحفہ لیا تھا، وہ خود کو اس تک آنے سے روک نہ پایا۔

بے اختیار نظر اسکے فلیٹ کی طرف گمائی اور پھر کچھ سوچتا وہ گاڑی سے نکلا اور اسکے گھر کی طرف بڑھا، سلینا کو بھجت کا پیغام بھی دینا تھا کیونکہ مانی کی

پھر سے بگھڑتی طبعیت کے باعث وہ ہوسپٹل سٹک ہو چکا تھا لیکن اس نے لئیق کے ہاتھ اسے پیغام ضرور بھجوادیا۔

لئیق کے قدم جیسے جیسے لعلین کے آپارٹمنٹ کی طرف بڑھ رہے تھے ویسے ویسے وہ سلینا کی گود میں سر رکھتی گہری نیند میں اتر رہی تھی، سلینا نے پیار سے جھک کر اسکی جبین چومی اور اپنا گھٹنا آہستگی سے اسکے سر سے نکال کر کشن رکھتی اٹھی ہی تھی کہ ڈور بیل کی آواز پر اسکے قدم باہر کی طرف بڑھے۔

دروازہ کھولا تو سامنے لئیق ایزدعلوی کو دیکھ کر سلینا کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ ڈر سا چھایا۔

"لئیق ایزدعلوی، بھجت کا کزن۔۔۔۔اور آپکی بہن کا۔۔۔۔"

سنجیدگی کے سنگ اپنا تعارف دیتے اسکی نظر جب لاونج ایریا کی سمت مزے سے سوئی لعلین پر پڑی تو وہ اپنی ساری تھکن اترتی محسوس کیے خاموش ہوتا

مسکرایا، سلینا نے اسے اندر آنے کا کہا اور خود سہمی سی دروازہ بند کیے اسکے پیچھے ہی اندر بڑھی جسکی نظریں صرف لعلین پر تھیں، وہ واقعی پر سحر شخص تھا جو دیکھنے والی آنکھ کو لمحہ بھر گنگ کر دیتا۔

"بھجت کل آپ سے ملنے آئے گا، مانی کی طبعیت اچھی نہیں تھی ورنہ وہ ابھی آتا۔ آپکے بارے اسکی تمام غلط فہمیاں دور ہو چکی ہیں سلینا، شہریار کی حقیقت وہ جان چکا ہے"

نظر لعلین سے ہٹائے وہ پلٹا اور نرمی سے اس گھبرائی سلینا سے مخاطب ہوا جسکی آنکھیں اس اتنی بڑی خوشی بھی بھیگ سی گئیں، وہ اتنی دلبرداشتہ ہوئی کہ اسے اپنے آنسو نظریں جھکا کر رگڑنے پڑے۔

"اللہ مانی کو صحت دے، شکر ہے وہ مل گئی۔۔۔ آپ بیٹھیں پلیز"

تھوڑا خود کو سنبھالنے کے بعد وہ مدھم سا مسکرا کر اسے بیٹھنے کو بولی مگر وہ بس کچھ دیر لعلین کے پاس بیٹھنا چاہتا تھا، اور سلینا نے اسکی آنکھوں میں لعلین کے لیے بے تابی بھانپے خود ہی اسکی خواہش جان لی۔

"بس تھوڑی دیر اسے دیکھنا چاہتا ہوں، اگر آپ اجازت دیں تو"
لئیق سے پہلی ملاقات نے ہی سلینا کو متاثر کیا، وہ مان ہی نہیں سکتی تھی کہ یہ شخص لال سے صرف معاہدے کے سنگ جڑا ہے، محبت کرنے والے تو اپنی آنکھوں سے ہی پہچان لیے جاتے ہیں، سلینا کے دل میں بہت سے سوال تھے مگر ابھی اسے لئیق کو یہ آسانی دینی ضروری لگی۔
کیوں نہیں، آپ جب تک چاہیں اسکے پاس رہ سکتے ہیں۔ابھی باتیں
"کرتے کرتے سوئی ہے۔آپ کچھ لیں گے، کھانا، چائے کافی وغیرہ
وہ سلینا کے لیے سخت دل رکھنے پر بھی افسردہ تھا کیونکہ یہ دونوں بہنیں ایک جیسی پیاری اور خاص تھیں، لئیق نے رسان سے مسکراتے کچھ نہیں کا اشارہ کیا تو سلینا مسکراتی ہوئی روم کی طرف بڑھ گئی اور وہ جو کھڑا تھا اسکے پاس ہی بیٹھا جسکی نیند اسے اپنے سکون سے زیادہ پیاری تھی۔

ہاتھ بڑھا کر اس نے لعلین کی ملائم گال چھوئی تو وہ خفیف سے گرمائش میں لپٹی تھی، یہ اسکا دن سے اب تک لئیق کو مس کرنے کا اثر تھا، وہ نا صرف اسکو دیکھ رہا بلکہ اپنی آنکھوں سے چھو بھی رہا تھا۔

سچائی جاننے کے بعد یہ لڑکی اسے اور پیاری ہو گئی تھی اور وہ اسکی اس کمی کے باوجود اس سے اپنا رشتہ جاری رکھنا چاہتا تھا، کیونکہ لئیق ایرد علوی کو موجزوں پر یقین آ گیا تھا، لئیق نے زرا ترچھا ہو کر بیٹھتے اپنی پینٹ کی جیب سے وہی پینڈٹ نکالا اور بنا اس گہری نیند والی لڑکی کو جگائے محبت اور نرمی کے سنگ اسکی سفید دمکتی گردن میں سجا دیا، شاید یہ اسکے رات لعلین کے پاس آنے کا وہ ثبوت تھا جو اس لڑکی کی خودداری کو ٹیس پہنچائے بنا اسے سکون دیتا، کیونکہ وہ جان چکا تھا اللہ نے کچھ حد تک سہی اس لڑکی کا سکون بھی لئیق ایرد علوی سے جوڑ دیا ہے۔

میں تمہیں چھوڑ نہیں سکتا لعلین، یہ چند دن جو تم نے مجھے اپنی موجودگی"
سے ستایا ہے، میرا اثاثہ بن رہے ہیں۔ تم سے محبت کرنا چاہتا ہوں، ایسی
محبت جو آج تک کسی نے کسی سے نہیں کی۔ اگر تم جاگ رہی ہوتی تو تمہیں
اپنے ساتھ لے جاتا، تمہیں اپنے ساتھ رکھنے کے لیے کوئی نئی قید ایجاد
کرتا۔ لیکن مجھے تمہاری خوشی عزیز ہے، لئیق ایرد علوی کا دل تمہارے لیے
کشادہ ہو چکا ہے، تم خود اپنی مرضی سے میرے پاس لوٹو گی تبھی سکون
آئے گا۔ تب تک تمہیں بہت مس کروں گا لعلین ابراہیم، تمہارے زہر
دینے کو معاف کرتا ہوں، تمہارے ہر سخت لفظ کی تلافی تمہارے ان
ہونٹوں کے شافی لمس بن چکے ہیں، تم میرا بہت جلدی قرار بن گئی ہو، اور
"اپنے قرار کو دل میں خاص جگہ دی جاتی ہے
جھک کر اسکی جبین پر محبت سے اپنے ہونٹوں کا شفاف مگر شدت بھرا لمس
رکھتا وہ اسکے کسمسانے پر واپس اٹھا تو اسکی بند آنکھیں بھی بے اختیار واپس

زرا جھک کر چومیں، پھر اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے اسکی گلابی ہتھیلی چومتا مسکرایا۔

"تم نہیں تو جندل محل جانے کا خیال ہی عجیب بیزار کر رہا ہے، اور ایسا پہلے اتنی شدت سے کبھی نہیں ہوا، وہ جگہ جہاں تمہاری خوشبو نہ ہو اس جگہ میری لی گئی سانسیں میرے لیے مضر ہو سکتی ہیں۔ میں متجسس ہوں کہ تم کل میری موجودگی کے اس ثبوت کو دیکھ کر کیا سوچو گی"

وہ اسکی گردن میں اخیر سجتے پینڈٹ کو دیکھ کر اپنی اس بے خود حرکت پر مسکرایا اور اس ملاقات میں تشنگی باقی چھوڑے ہی جانے کا ارادہ باندھا۔

اسکے چہرے کا ہر نقش آنکھوں سے ہی چھوئے وہ اپنے بے قرار دل کو بے چین ہی چھوڑتا اٹھ کھڑا ہوا، گو جانا دشوار سہی پر ضروری تھا۔

وہ پلٹا تو اس نے دروازے پر دستک دی جسکا مقصد سلینا کو جانے کا بتانا تھا، اور جب وہ روم سے نکلی تو وہ گھر سے نا صرف باہر نکل چکا تھا بلکہ اس نے دروازہ بھی بند کر دیا، سلینا نے گیٹ تک آئے دروازہ لاک کیا اور مسکراتی

ہوئی پلٹی تو لعلین کی گردن میں دمکتا پینڈنٹ دیکھ کر بے اختیار متجسس ہوئے مسکائی۔

سفید اور جامنی ہیروں سے سجا وہ لعلین کی خوبصورت گردن کے لیے ہی بنالاکٹ تھا۔

کیا لئیق میری لال سے اتنے اٹیچ ہو گئے، اوہ میری جان۔۔۔ تم سوتی رہ"

"گئی اور کوئی تم پر اپنی محبت چپکے سے نچھاور کر گیا

خود سلینا کا کرب زدہ دل کھلکھلا دیا، اسکا دل چاہا لعلین کو گدگدی کیے جگائے مگر یہ سسپینس اس نے قائم رہنے دیا۔

پیار سے وہ اسکی جبین جھک کر چومتی مسکراتی ہوئی واپس اندر کمرے کی طرف بڑھ گئی اور لعلین ابرہیم نیند میں بھی اس شخص کا سونپا سکون بہت شدت سے محسوس کر چکی تھی۔

لئیق وہاں سے سیدھا ہوسپٹل ہی گیا تھا، بھجت نے مدیحہ آفریدی کو تو بہلا پھسلا کر ساحل کے ساتھ آفریدی حویلی بجھوادیا مگر آمنہ کی بگھڑتی طبعیت کے باعث ڈاکٹرز نے اسکے گھر جانے کی آج چھٹی کینسل کردی۔

.._____..

کیوں ستارہی ہو ہمیں مانی، رحم نہیں آتا تمہیں ہم پر۔۔۔کیوں اپنی جان "

"کے پیچھے پڑی ہو

بھجت تو اس کے سمجھانے کے باعث مانی سے دور ہی رہا تھا مگر مانی کا مسلسل خود کو اذیت دینے نے لئیق کو کافی ہرٹ کیا سو وہ رات خود اسکے پاس آیا جسکا رونا صبح سے اب تک ایک لمحہ نہ تھما تھا، نا صرف اسکی سانس رک رہی تھی بلکہ ذہنی دباو سے اس لڑکی نے اپنا کبارہ کرلیا تھا، سوجھی آنکھیں، رو رو کر

دہکے ہوئے رخسار، اسے شیری کے لیے معافی چاہنے کے سوا اب دنیا میں کچھ اہم نہ رہا تھا۔

"مم۔۔مجھے شیری دے دیں، م۔۔میں ٹھیک ہو جاوں گی۔۔۔م۔۔میں کیا کروں بھیو میرا سانس اسی سوچ پر رکنے لگتا کہ وہ سزا پائیں گے۔۔۔۔ اسکی ہچکیوں اور فریادوں نے خود لئیق کے دماغ کو سن کیا۔

"دیکھو مانی، ہر گناہ گار سزا پاتا ہے۔ فرض کرو اگر تمہیں شیری مل بھی گیا تو کیا فائدہ۔ وہ اتنے گناہ کر چکا کہ جلد یا بدیر اسے جیل میں ڈال دیا جائے گا، اس پر اب لمبی انکوائریز چلیں گی کیونکہ وہ سلینا والے معاملے کے پیچھے بھی تھا، سلینا کو اس نے کڈنیپ کیا، بھجت اور تم سب کی نظروں میں گرایا۔ وہ آدمی ایک تو برا ہے اوپر سے اسکے دل میں سلینا کی محبت موجود ہے، ایسے میں وہ تم سے کیسے محبت کرے گا۔ تھوڑی عقل سے کام لو میرے بچے

یہ سب مانی کو بتانا اب لئیق کو ضروری لگا تھا مگر کرب زدہ ہوتی نفی میں گردن ہلائے زار و قطار روتی اس شخص کا دل چیر گئی۔

"نہیں، جب میں انکے پاس رہوں گی تو وہ پچھلی ساری محبتیں بھول جائیں گ۔۔گے بھیو۔۔میں انکو مجبور کر دوں گی اپنے ہر برے کام کو چ۔۔چھوڑ دیں گے۔۔۔آپ م۔میرے لیے اتنا بھی نہیں کر سکتے، بھیوپ۔پلیز میں مر جاوں گی۔۔"

بھجت کی بنسبت اسے لئیق کے سامنے دل کھولنا آسان لگا اور لئیق تو اب مانی کی حالت پر مزید تشویشناک ہو چکا تھا، یہ لڑکی تو دماغ سے بالکل پیدل ہو چکی تھی، بھجت اسکی یہ باتیں سن لیتا تو یقینا اور شرطیہ اسکا گلا دبا دیتا۔

"مانی! اتنی سمجھدار ہو کر بھی بچوں کی طرح ضد کر رہی ہو، میں ناراض ہوا تو کبھی نہیں مانوں گا۔کیوں تم اپنی زندگی اس فضول آدمی کے پیچھے برباد کرنا چاہتی ہو"

لئیق کی کوفت اور غصہ جائز تھا پر وہ رو کر اسے بھی بوجھل کرتی یوں دم ہار رہی تھی جیسے واقعی یہ سب اسکے اختیار سے باہر ہو۔

م۔۔میں نے کہاناں میں مر جاوں گی بھیو۔۔۔۔م۔۔میں انکے بغیر" نہیں جینا چاہتی۔۔۔کیا فائدہ پھر جینے کا۔آپ ڈ۔۔ڈاکٹر کو کہیں مجھے زہر کا انجکشن لگادے تاکہ میرے ساتھ ساتھ آپ کی ت۔۔تکلیف بھی ختم ہو جائے۔۔۔۔"

اسکی اس دلخراش بات نے لئیق کی آنکھوں کے کنارے تک سرخ کیے، پھر جیسے شہریار نے مانی کا آتے ہوئے پوچھا، لئیق اس کمینے کی آنکھوں کی تکلیف بھی تو فراموش نہ کر سکا، وہ اپنی کن پٹی مسلتا روم سے باہر آیا تو بھجت الجھے بکھرے خلیے میں باہر لگی کرسیوں پر بیٹھا تھا۔

لئیق کو پاس آکر بیٹھتے دیکھ کر اس نے اپنی بے تاب نظریں لئیق کے چہرے پر جمائیں جہاں بے بسی اور یاسیت کے گہرے سائے رقصاں تھے۔

شہریار جدون اس مانی کی وجہ سے بچ نکلتا لگ رہا ہے بھجت یار، وہ لڑکی تو"
"کچھ اور سننے پر رضامند ہی نہیں
لئیق کی کوشش بھی ناکام ہوئی اور بھجت نے ناگواری سے چہرہ کسی غیر مرئی نقطے پر مرکوز کیا۔
"اس مانی کی جان تو میں لیتا ہوں"
اس سے پہلے وہ برداشت ختم ہونے پر بپھری موج بنا اٹھتا، لئیق نے اسکی بازو پکڑے برہمی سے واپس بٹھائے گھورا۔
مجھے مت روک لئیق، میں اسے سب جانتے بوجھتے جہنم میں نہیں جھونک"
"سکتا۔اس سے اچھا ہے وہ مر جائے
ناجانے کس ضبط سے وہ بولا، کہ صبر واطمینان کا شیرازہ بکھر کر رہ گیا۔

شہریار کو ایک چانس دینے میں کوئی خرج نہیں، اسکا بڑا گناہ جاسوس کی مدد"
کا تھا اور وہ جاسوس اسکا دوست تھا۔ شاید یہ سب اس نے مجبوری میں کیا

ہو، میں اس سے ملا ہوں بھجت، مجھے وہ ویسا نہیں لگا جیسا دیکھائی دے رہا ہے، ہاں اسے اسکے کیے کی سزا ملے گی، تین چار سال قید تک۔۔ جو میرا اندازہ ہے، لیکن اس سزا کو پوسٹ پونڈ کرنا ہو گا، مانی خود ہی اسکے ساتھ رہ کر جلد اس کی وہ اصلیت مان لے گی جو وہ جان کر بھی جھٹلا رہی ہے، رایان کل اسکے گھر جا کر مسٹر افراہیم سے ملنے والا ہے، ایک انکوائری آفیسر بن کر۔ دیکھتے ہیں وہاں کیا صورت حال ہے۔ کیونکہ اسکے تمام رشتہ دار بھی سلینا والے معاملے سے آگاہ ہو چکے ہیں، ان میں غم و غصے کی لہر ضرور بیدار ہو گی۔۔۔۔ باقی رہی بات اس جاسوس کی، اسکی موت کی گھڑیاں لکھی جا چکی ہیں"

لئیق کے تحمل سے سمجھانے پر بھجت نے بھی غصہ و خفگی ایک طرف رکھے اسکی بات سنی۔

اس ناسور کے علاج کا حل زہر کا پیالا ہی بچا تھا۔

"میرا تو دماغ سن ہے"

بھجت کی تہس نہس حالت پر لئیق نے اسکا سینہ حوصلہ دیتے تھپکائا۔

کل جا کر سلینا سے مل، لنچ کرا اسکے ساتھ اور اپنے دماغ کو 'سکون میں لا،"
اور میڈیا کا نفرس کر کے بیوی اور بہن کے مل جانے کی خبر بھی دے تا کہ
ان چینلز کو لگی آگ بجھے۔۔ہر نیوز چینل پر انھیں صرف تو ملا ہوا، حد ہوتی
ہے۔۔۔مانی کی ٹنشن مت لے۔۔۔کل اگر اسکی طبعیت بہتر ہوئی تو
اسے چھٹی مل جائے گی، ابھی تو گرینی سے جو میری کلاس ہونی وہ برداشت
"کرنے کا جگرا نجانے کہاں سے آئے گا
لئیق نے اسے دوستانہ سی چند تجاویز دیں اور پھر جس طرح وہ مدیحہ آفریدی
کے غضب سے غائبانہ ڈر کر مسکین صورت بناتے بولا، تمام تر بیزاری کے
بھجت مسکرایا۔
سفارش کروادوں گا تیری۔اگر ان حالات میں تو ساتھ نہ ہوتا لئیق تو میں"
ابھی تک ذہنی مریض بن چکا ہوتا۔۔۔۔اللہ تجھے بھی محبت کے رنگ

لگائے، ویسے یہ تو بتا لعلین کا معاملہ اب کہاں جائے گا۔ تو نے تو میرے
"کہنے پر اسے دبوچا تھا، کیا اسے چھوڑ دے گا
بھجت کچھ کہتا کہتا یکدم رک کر استفسار کرنے لگا جس پر لئیق نے بمشکل
آتی جمائی جس طرح روکی، بھجت کو اسکی تھکن پر بھی پیار آیا، لئیق کی
زندگی اس سے کہیں مشکل تھی۔

"میں نے لعلین سے کوئی کانٹریکٹ میرج نہیں کی تھی بلکہ اصل نکاح کیا
تھا، میں اسے جس بھی وجہ سے اپنے پاس لایا وہ اہم نہیں، اسکے مجھ تک
پہنچنے میں اللہ کی مرضی تھی یہ اہم ہے، پکی بھابھی ہے وہ تیری، اسے
چھوڑنے کا کوئی پلین نہیں۔ محبت کے ناسہی، اسکی ظالم عادت کے رنگ
ضرور ان چار پانچ دنوں میں لگ گئے ہیں، بس دعا کر وہ کھڑوس فائٹر اپنا دل
"نرم کر لے

لئیق کے مزاجا بدلنے نے جہاں بھجت کو خوشی دی وہیں محبت، عورت زاد، عشق و شق سے یکسر کٹے شخص کی زندگی ان رنگوں سے ست رنگی دیکھ کر یار کو حقیقی سکون نصیب ہوا تھا۔

تو اس لیے اسکے قریب ہوا تھا کیونکہ یہ نور پھپھو کی وصیت تھی، وہ"

خوبصورت نام والی ہے، اسکا نام ہی تیری عادات میں ہلچل مچانے کو کافی تھا، اچھا لگا تیرے خیالات جان کر، محبت اور شادی دونوں تجھے ضرور سوٹ کریں گی"

بھجت کو پرامید دیکھے وہ مخصوص جان لیوا مسکرایا۔

"تیری سلینا بھی اچھی ہے اب"

جناب نے شرارت سے کہا تو بھجت نے ٹھوکا مارے اس کے بدل جاتے بیان پر گھورا تو لئیق کا قہقہہ بلند ہو کر خود بھجت کا سارا موڈ خوشگوار کر گیا، لیکن پھر بھی مانی نے انکی مسکراہٹ اور خوشی کی واٹ لگا کر رکھی ہوئی تھی۔

.._____..

رات کے تین کے لگ بھگ لعلین کی آنکھ کھلی تو کسمسا کر آنکھیں ملتی وہ جمائی روکتی اٹھ بیٹھی، سلینا سے باتیں کرتے وہ یہیں سو گئی تھی، نیند ابھی باقی تھی تبھی محترمہ اٹھیں اور اپنے روم کا رخ کیا مگر اب سلینا تھی تو لعلین نے اسی کے پاس جانے کا سوچا، اور جس وقت وہ کمرے میں انٹر ہوئے مزے سے سوئی سلینا کو دیکھتی مسکرا کر اسکی نیند خراب کرنے لپٹ کر سونے کے ارادے کرتی بیڈ کے قریب گئی تو نظر بے اختیار ڈریسنگ میز کے آئینے پر گئی اور وہاں سے لعلین نے بے اختیار اپنی گردن میں دمکتے اس خوبصورت پینڈنٹ کو دیکھا، ساری نیند نہ صرف بھک سے

اڑی بلکے وہ لپک کر آئینے کے پاس جا جمی جیسے اپنی بے یقینی کو دور کرنا چاہتی ہو۔

اپنی مخروطی انگلیوں سے اس نے اس پینڈٹ کو چھوا تو آنکھوں میں عجیب سی سرشاری اتری۔

"تو تم میرے پاس آئے تھے، لیکن کب؟"

وہ حیرت سے خود کلامی کرتی بڑبڑائی تو کسمساتی سلسنا نے کروٹ بدلی تو لعلین کو شیشے کے سامنے جما دیکھ کر نیند کی خمار میں ڈوبی آنکھوں سمیت مسکرائی۔

"رات جب تم سوئی تبھی آیا تھا، مجھے نہیں لگتا اس نے سب ختم کیا ہے۔ دو منٹ تمہارے پاس بیٹھنے کی اجازت لی اور پھر چلا گیا، کل بھجت بھی آئیں گے۔ انکی تمام غلط فہمیاں بھی دور ہو چکیں، یہ بھی اس نے بتایا"

سلینا کی نیند میں ڈوبی پر خمار آواز پر وہ گھبرا کر پلٹی تو اسکی آنکھوں میں خوف
ساتھا۔

آپ نے اسکو میرے پاس ایک منٹ بھی بیٹھنے کی اجازت کیوں دی سیلی،"
"پتا نہیں کیا کیا پھونک گیا ہو گا
کوفت سے کہتی وہ اسکے پاس ہی جھنجھلائی بیٹھی تو سلینا کی ہنسی نے لعلین کو
اور بے قرار کیا، لعلین کو اصل ڈر یہ تھا کہ وہ اسکی نیند میں پھر سے بہت
قریب آیا ہو گا۔

بہت ہینڈسم کے ساتھ ساتھ کافی کیئرنگ سا لگا مجھے، جس طرح تمہیں"
وارفتہ نگاہوں سے دیکھ رہا تھا وہ نظریں محبت اور فکر سے اٹی ہوئی تھیں۔اور
دیکھو کتنا پیارا گفٹ بھی تمہیں پہنا گیا۔تم خوامخواہ سب کچھ ختم سمجھ رہی
"تھی

سیلی کی تمام باتیں اسکو بوجھل کر گئیں تبھی وہ سیلی کی بازو پر سر رکھے ہی
اسکے پاس لیٹی، سیلی اسکی بہن ہی نہیں، اسکی ماں، سہیلی سب تھی، لعلین کو

اداس دیکھ کر سلینا نے اسکی ہتھیلی پکڑ کر چومی جیسے لاڈ سے اسے دلاسا دے رہی ہو۔

لیکن میں وہاں کچھ اچھا تاثر نہیں چھوڑ کر آئی سیلی، اور پھر جب اسے "میری سچائی پتا چلے گی تب یہ محبت اور فکر ریت کی دیوار بن کر ختم ہو جائے گی۔ ہر مرد کو بیوی سے اولاد چاہیے ہوتی ہے، اپنا سکون درکار ہوتا ہے اور میں۔۔!

مجھے ایسا کچھ سوچنا ہی نہیں جو میرے لیے نہیں بنا، میں اسے اتار دیتی ہوں"

وہ سپاٹ لہجے میں کہتی اس سے پہلے وہ پینڈٹ نوچ دیتی، سلینا نے اسکا ہاتھ جکڑے روکا۔

ہر گز نہیں، تم خود کچھ ختم نہیں کرو گی لال۔۔۔پرامسس ودمی۔اگر وہ" کرے گا تو ٹھیک۔ تم کوئی اوٹ پٹانگ حرکت مت کرنا ورنہ بہت ڈانٹوں

گی اور پٹائی بھی کروں گی۔۔۔ تمہارے لیے جیسا ہمسفر چاہتی تھی، وہ ویسا ہی لگا۔۔۔ باقی اللہ سے مایوس نہیں ہوتے، کیا پتا لئیق کی قسمت سے تمہارے مقدر کی یہ کمی ختم ہو جائے، اولاد مرد کے نصیب سے ہوتی ہے

"چندا

سلینا کے وعدہ مانگنے اور محبت سے سمجھانے پر وہ بے زار سی نفی میں گردن ہلائے کروٹ بدل گئی جسکا یہ مطلب تھا اب وہ نہ کوئی سوال سنے گی نا جواب دے گی لیکن اسکی خاموشی کسی تیسرے راستے کی ترجمانی ضرور کر چکی تھی۔

سلینا نے اسکے گرد بازو لپیٹے خود بھی اپنی آنکھیں موند لیں مگر وہ نہ سو سکی، اس شخص نے لعلین ابراہیم کی نیند اڑا دی، اسکی ہتھیلی اس پینڈنٹ کے گرد جمی تھی، یہ احساس کے وہ اسکے پاس آیا، نا جانے کیوں لعلین کو بہت اہم محسوس ہوا۔

اب سونا تو مشکل تھا پر آنکھیں بند کر کے کچھ نہ سوچنے کا فیصلہ وہ ضرور لے بیٹھی تھی۔

....★☆☆☆☆☆★....

رات لارا ہی لوئے کے پاس رکی جبکہ یارق، ایمر کو لے گیا کیونکہ کل روانگی کی تیاری کا اس نے ایمر کو بتانا بھی تھا اور کچھ ضروری شاپنگ بھی کرنی تھی۔

نیویارک میں رات تھی جبکہ پاکستان میں ایک نئی صبح مہکتے موسم اور بادلوں کے جھنڈ آسمان پر پھیلاتی ہوئی زمین زادوں پر اتری وہیں گزرے دن کی ہر تکلیف کا اثر خود پر سے اتارے وہ واپس پہلی لعلین ابراہیم بن گئی، سب سے پہلے شاور لیے نکلی تو اپنے بال ڈرائے کیے، پھر چھوٹا سا پف بنائے

اس نے یونیک سا ہیئر اسٹائیل بنایا، ہلکا ہلکا پارٹی میک آپ کیے کریم کلر شارٹ فراک اور وائیٹ جینز پہنے، خود پر پرفیوم چھڑکتی، پیروں میں ہیل سینڈل پہنے وہ اپنا بیگ ٹٹولتی کمرے سے نکلی تو تروتازہ سے روپ میں سلینا صاحبہ کے نکھرے رنگ ڈھنگ دیکھتی لعلین بیگ وہیں رکھے ناشتہ لگاتی حسینہ تک پہنچی اور اسے عقب سے حصارا، سلینا نے ہنستے ہوئے پلٹ کر محبت بھری نظر اپنی اس سٹرونگ وومین پر ڈالی اور اسکے رخسار سہلائے۔ سلینا کو خوش دیکھ کر لال کو دگنی خوشی ہوئی تھی، آخر سلینا کیوں نہ خوش ہوتی، بھجت آنے والا تھا اور وہ اس سے ملنے کے لیے جی جان سے بیتاب تھی۔

"تم گھر رکتی تو تمہیں بھجت سے ملواتی، کیا بہت اہم ہے تمہارا جانا"

سلینا نے اسکی دھڑکتی بھڑکتی تیاری دیکھے رکنے کا اصرار کرتے یکدم اندازہ استفسار کیا تو لعلین نے رسان سے اثبات میں سر ہلایا، اسکا جانا اہم نہیں اہم ترین تھا۔

آپ پہلے مل لیں، میرا ملنا اتنا اہم نہیں۔"

اینڈیس کلب جا کر اپنے زندہ ہونے کی خبر دینی ہے، ایسا نہ ہو وہ میری گمشدگی کا اشتہار دے دیں کے ہماری کوچ غائب ہو گئی۔۔ روٹین کا ستانا س ہو گیا تھا سو واپس اسے آج سے ہی ٹھیک کرنا ہے۔ آپ اپنے ان کے ساتھ

"انجوائے کیئجے گا، میں شام تک آجاوں گی

لعلین نے اپنے مصروف ترین دن کی تفصیل بتائی تو سلینا کی نظر اسکی گردن میں دمکتے پینڈنٹ پر پڑی تو اس نے بے اختیار لال کو گلے لگایا، خود لعلین سیلی کے جذباتی ہونے پر اس سے علیحدہ ہوتی مشکوک مسکرائی۔

تم اگر اسے اتار دیتی تو مجھے بہت دکھ ہوتا، لیکن آئی تھنک یہ تمہارے لیے" بھی سپیشل ہے۔ تم مانو یا نہ مانو۔ میں تو تمہاری آپیا ہوں ناں لال، اگر

تمہارے دل میں اس شخص کے لیے زرا سی بھی گنجائش باقی ہے تو تم مجھے ضرور بتانا۔ پورا دن اسکے بارے میں لازمی سوچنا"

وہ جن خیالات اور سوچوں کو جھٹک چکی تھی، سلینا بار بار اسے اسی طرف راغب کر رہی تھی، لعلین کے بیزار چہرے سے اسے اسکا جواب مل چکا تھا۔

"ایسا کچھ نہیں ہے آپیا! چار دن میں کوئی کسی کے لیے خاص نہیں ہو جاتا۔ کہیں ملا تو اسے یہ پینڈٹ اتار کر واپس کر دوں گی بس اسی لیے پہن لیا، اور پلیز آپ میری فکر چھوڑ کر اپنی زندگی اور رشتے کا سوچیں۔ لعلین خود کو اب پہلے سے زیادہ اچھے سے سنبھالے گی، مجھے پتا ہے سیلی آپ میرے لیے فکر مند ہیں لیکن مجھے ایسے ہی جینا پسند ہے، آزاد۔۔۔ سی یو۔۔۔ ڈنر میں اور آپ ساتھ کریں گے، آل دا بیسٹ"

سنجیدگی کے سنگ وہ سلینا کو سمجھاتی مسکراتی ہوئی اپنا بیگ اٹھاتی گھر سے نکلی تو سلینا نے حفاظت کی دعا کا حصار اسکے گرد بنائے کمرے کا رخ کیا۔

جبکہ کالونی سے نکلتے ہی ٹیکسی سٹاپ تھااور وہ وہیں جا کر رک چکی تھی، بیگ کھول کر اپنی گن اور فون دیکھتے ہوئے اسکی نظر اس کارڈ پر پڑی جو اسے پرکاش بابا نے دیا تھا۔

پھر آج تھا بھی جمعہ، ہارون پرکاش کو شام چار بجے کا وقت اور ایک خفیہ جنگلی راستے کی لوکیشن بھیجے خود لعلین نے نجانے کیا ارادہ کیے ٹیکسی روکی اور ڈرائیور کے کہاں جانا ہے؟ کے سوال پر کچھ دیر اپنے دماغ پر زور ڈالے خاموش رہی جیسے کچھ یاد کرنے کی کوشش میں ہو۔

"صوفیہ نامی یتیم خانے جانا ہے مجھے، کیا آپ کو پتا ہے وہ کہاں ہے؟"

ڈرائیور سے استفسار کیے وہ اسکے سر ہلانے پر مدھم سا مسکرائی اور گاڑی میں بیٹھی۔

بدلتے ہوئے مناظر اسے اس آبر آلود صبح میں اور حسین لگ رہے تھے، اسکو بدلاو پسند تھے، اسے ٹھہر ناپسند نہیں تھا، اپنے بیگ سے ہی ایک منی سا

اسکارف نکال کر لعلین نے اسے سر سے لیپٹ کر اسکے دونوں کونے
کندھوں کی طرف سرکائے اور آنکھوں پر اپنا سیاہ چشمہ نکال کر پہنا، اور پھر
سے وہ باہر دیکھنے لگی، لگ بھگ ایک گھنٹے کی ڈرائیو کے بعد اس ڈرائیور نے
اپنی گاڑی ایک بہت بڑی سنگ مرمر سے بنی عمارت کے سامنے روکی، جو
اپنی خوبصورتی اور زیبائش میں ایک منفرد عمارت تھی۔
لعلین نے ٹیکسی ڈرائیور کو پیمنٹ کی اور بیگ کی سٹرپ کندھے پر جماتی وہ
باہر نکلی، نظر اٹھا کر اس بلند دروازے کو دیکھا جس کے اوپر سنہری پتھر سے
"صوفیہ" لکھا درج تھا، اور اسکے نیچے ایک عبارت بھی کنندہ تھی۔
لعلین نے اس سطر کو پڑھنے کے لیے اپنے قدم اسکے دروازے کی سمت
بڑھائے۔

"میں صوفیہ ہوں، تمہاری سایہ دار چھت، میرا دامن اس پوری دنیا سے
وسیع ہے، آو میں تمہارا ہاتھ کبھی نہ چھوڑنے کے لیے تھام لوں"

وہ اس عبارت کو پڑھتے یوں مسکرائی جیسے نجانے یہاں آکر اسے کتنا سکون ملا ہو، وسیع پارکنگ ایریا سے گزرنے کے بعد اسے چوکیدار بابا نے اندر آنے کی پرمیشن دی تو لعلین تھوڑا ہچکچاتی ہوئی اندر داخل ہوئی جہاں تا حد نگاہ سفید ٹائلوں سے بنے کوریڈور تھے اور آدھا حصہ کچی زمین تھی اور جہاں کچی زمین تھی وہاں وسیع و عریض سرسبز لان تھا اور اسی سمت وہاں سے دھواں بھی اٹھتا صاف دیکھائی دے رہا تھا کیونکہ اس طرف صوفیہ ک اوپن کچن بھی موجود تھا، جمعہ کی وجہ سے آج وہاں کے اونر صاحب خود سب بچوں کے لیے مزیدار کھانا بنانے پہنچ چکے تھے، وہ بلڈنگ ایک ہوسٹل جیسی تھی، تین منزلہ اور ہر منزل کئی چھوٹے چھوٹے بیڈ رومز سے بھری تھی، بہت پیارا سا گارڈن ایریا بھی تھا جہاں رنگ برنگے پودوں، پھولوں اور سایہ دار درختوں کی بہتات کے علاوہ چھوٹے بڑے رنگ تھا جس میں برنگے جھولے لگائے گئے تھے، ایک چھوٹے سائز کا پول بھی پلاسٹک کے پیارے پیارے کھلونے، بالز اور نا جانے کیا کیا تیر رہا تھا،

لعلین نے اپنے قدم بے اختیار اس دھوئیں کی سمت بڑھائے تو سامنے اوپن کچن ایریا کی طرف اسے وہ کھڑا نظر آیا، کف فولڈ کر کے کہنیوں تک چڑھائے، سیاہ پینٹ کو بھی پائنچوں سے دو بار فولڈ کیے وہ باہر رکھے چولہے پر چڑھے بڑے سے دیگچے میں چمچا ہلاتا ساتھ ساتھ پاس کھڑے دس بارہ کیوٹ کیوٹ بچوں کی فرمائشیں سن رہا تھا، وہ اپنے قدم نہ صرف بے اختیار روک بیٹھی بلکہ اپنا چشمہ اتارے اس نے جب مزید واضح ان سب کو دیکھا تو بے اختیار لعلین کی آنکھیں اور ہونٹ مسکرائے۔

وہ بچوں کی باتیں سنتا کچھ دیر بعد وہ بڑا سا چمچ اپنی ٹیم ممبر لڑکی فیروزہ کو تھما دیتا اور وہیں سب کے ساتھ سیڑھوں کے پاس بیٹھ جاتا وہ سب کی باتیں سن کر مسکرانے لگتا، یہ کھانا نہ صرف ان بچوں کے لیے بن رہا تھا بلکہ کچھ ہی فاصلے پر ایک جھگیوں کا علاقہ تھا اور ہر روز کی طرح وہاں بھی کھانا جانے والا تھا، بس جناب آخری مراحل مکمل کرنے میں لگے تھے اور ساتھ ہی رکھے

میز پر بہت سارے ڈسپوزیبل باکس رکھے ہوئے تھے جن میں یہ پکتا کھانا بن کر پیک ہونے والا تھا۔

"آپ صرف فرائے ڈے کیوں آتے ہیں سپر مین، مجھے روز آپکے ہاتھ کا لنچ چاہیے۔ آپ بہت یمی بناتے ہیں، فیروزہ نے کل بھی مرچیں ڈال دی تھیں، میری زبان ریڈ ہو گئی"

اسی مجمعے میں سے ریڈ فراک والی کیوٹ سی بچی نے اپنا بھالو اٹھائے منہ بسور کر ساتھ کھڑی وائیٹ اینڈ پنک یونیفارم گرل فیروزہ کی شکائیت لگائی تو جہاں وہ منصوعی سا فیروزہ کو گھوراوہیں دور سے انکی باتیں سنتی وہ بھی مسکرائی۔

"ہیں فیروزہ، بچے یہ کیا سن رہا ہوں۔ یہ چھوٹے چھوٹے بگلے ہیں انکو کہاں تیکھا سوٹ کرتا ہے، اب تم نے مرچیں تیز کیں تو سارا کھانا تمہیں ہی کھانا پڑے گا۔ ڈن ہو گیا؟"

فیروزہ نے مسکراتے ہوئے منصوعی ڈانٹ سنی اور جب لئیق نے اسے ڈانٹ کرانکی تسلی کروانے کو ان سبکی طرف دیکھا تو سب ایک ساہنسے جیسے دل کو فیروزہ کو ڈانٹ پڑوا کر ٹھنڈ پڑ گئی ہو۔

"اور اور یہ ہمیں پیزا بھی منگوا کر نہیں دیتیں، کل ہمیں پورے چھ گھنٹے پڑھایا مسلسل۔۔۔"

ایک دوسرا گولو مولو سا بچہ بھی منہ پھلائے میدان میں اترا تو لئیق اسکی گول کپوں سے رخسار نرمی سے دباتا اسی کی طرح ہنسا۔

"کل سے انکو ساڑھے پانچ گھنٹے پڑھانا ہے فیروزہ، اب خوش ہو؟"

لئیق نے شرارت سی لیے اس موٹو سے پوچھا تو وہ سر ہلائے جب مان گیا تو سارے بچے اسکی معصومیت پر قہقہوں سے ہنس پڑے۔

"اب یہ بتادو تم سب کہ نیکسٹ ویک کیا کھاو گے، آج تو ہم نے پریسہ کہ فرمائش پر چکن پلاو اور رائتہ بنایا، اگلی باری میرا خیال ہے عدن کی ہے"

وہ سب کی طرف نظر کیے اس پیاری سی گہرے گندمی رنگ کی پرکشش بچی کی طرف دیکھتے بولا تو وہ دو قدم سب کے بیچ سے نکل کر ہچکچاتی ہوئی اسکی طرف آئی، وہ پچھلے ہفتے ہی صوفیہ میں لائی گئی تھی، وہ باقی بچوں کی بسبت تھوڑی شائے اور ڈل کمپلشن والی تھی اور اسی وجہ سے وہ پچھلے ایک ہفتے سے زیادہ تر ایکٹیوٹیز میں پیچھے ہی رہی اور اسکی لئیق سے بھی آج دوسری ملاقات تھی۔

اسکو قریب آتا دیکھ کر لئیق نے نرمی سے اسکا ہاتھ پکڑے اپنے پاس کھڑا کیا تو باقی بچوں نے جیلس سا ہوئے چہروں پر برہمی سجالی، وہ سب ہی لئیق کو ایک دوسرے سے شئیر کرنے میں کافی کنجوس تھے، اور یہ کالی سی عدن تو انکو اچھی بھی نہیں لگتی تھی۔

"آپ جو بھی بنائیں گے میں کھالوں گی ٹیچر"

اس بچی کو منفرد یہ بھی کرتا کہ وہ لئیق کو باقیوں کی طرح لاڈ کے نام دینے کے بجائے ٹیچر کہہ کر پکاری، لعلین کی نظران دو پر ہی دلچسپی سے جمی تھی، وہ بچوں سے اتنا کلوز ہو گا یہ اسکے لیے خوشگوار سی حیرت کا سبب تھا۔

لیکن میں چاہتا ہوں نیکسٹ ویک عدن کی فرمائش پوری ہو، کیا پسند ہے "تمہیں؟"

وہ نرمی سے اسکی گال سہلائے بولا تو کچھ دیر تو وہ سوچ میں پڑی رہی اور پھر دوسرے بچوں کی گھوریاں اور آپس میں چہ مگوئیاں بھی اسے کنفوز کر رہی تھیں جنھیں فیروزہ گھور کر ایسا کرنے سے منع بھی کرتی نظر آ رہی تھی۔

"م۔۔مجھے دال چاول"

وہ لئیق کی اور زرا جھک کر اتنا آہستہ بولی کہ خود لئیق کو بمشکل سنائی دیا، اسکی فرمائش باقیوں کی نسبت اتنی عام سی ہو گی، یہ اسے مزید مسکرانے پر اکسا گیا۔

وہ اپنی بات بتا کر تھوڑی متذبذب ہوئی جیسے پتا نہیں ٹیچر اسکی بات مانیں گے یا نہیں۔

"ڈن، نیسکٹ فرائے ڈے یہی بنے گا۔ آر یو ہیپی"

فوری اسکی خواہش مان لیتا وہ اس پر کشش سی عدن نامی بچی کے چہرے پر ڈھیروں مسکراہٹ کے پھول سمیٹ لایا تو وہ مسکراتی ہوئی سر ہلائے اسکے پاس سے چلی گئی۔

جبکہ ان سبکی یہ پرائیویسی مزید خراب نہ کرتی وہ اپنے دن کا خوبصورت سا آغاز کرتی اس بلڈنگ سے باہر نکلی تو یکدم چہرے پر بوجھل سا تاثر اترا۔

لگتا ہے اسے بچے بہت پسند ہے، اور وہ بچوں کو۔۔۔۔ چل لعلین! تیرا"

"اب یہاں اب کوئی کام نہیں۔۔۔۔ اپنی روٹین پکڑ اور سدھر جا

خود کلامی کرتی وہ وہیں پیدل ہی سڑک کنارے چلنے لگی، کچھ پانچ منٹ کا فاصلہ طے کیا کہ اسے ٹیکسی ملی اور وہاں سے وہ سیدھی کلب ہی گئی، ہارون

سے ملنے کے لیے اس نے جو وقت مقرر کیا تھا، وہ اسی وقت پر ہی اس سے ملنے جانے والی تھی۔

"سر؟"

وہیں دوسری طرف بلڈنگ کے سیکورٹی مین کی پکار پر لئیق مسکراتا ہوا متوجہ ہوا، کھانا بن چکا تھا اور اب اسی کے ٹیم میمبر لڑکے ان باکس میں گرما گرم پلاو ڈال کر پیکیجز تیار کر رہے تھے، ہر پلاو باکس میں چھوٹی سی ڈبیہ رائیتے کی اور ایک پاسٹک کی چمچ وہ خود رکھ رہا تھا اور بچوں کے لنچ کی ذمہ داری اس نے فیروزہ کے سپرد کی۔

"جی بھائی، کیا ہوا؟"

لئیق نے سیڑھوں سے اٹھ کر چوکیدار کی طرف رخ کیے فکر سے پوچھا۔

"سر ابھی صوفیہ میں ایک لڑکی آئی تھی، مجھے لگا آپ سے یا کسی بچے سے ملنے آئی ہو گی مگر وہ نہ تو اندر گئی نہ کسی سے ملی، بس کچھ دیر وہ سامنے دیوار

کے پاس کھڑی رہی اور پھر واپس چلی گئی۔مجھے کچھ مشکوک لگی تو سوچا آپکو
"بتادوں
سیکورٹی مین کے بتانے پر لئیق نے اسکے شانے کو تھپک کر گہری مسکراہٹ
اس دیوار کو دیکھ کر دی جہاں وہ لڑکی کھڑی تھی۔۔
"اپنی ہی تھی، جائیں آپ سب ٹھیک ہے"
لئیق نے نرمی سے تاکید کی تو وہ فرمابرداری سے سر ہلاتے وہاں سے چلے
گئے البتہ لئیق ایردعلوی کی آنکھوں میں ضرور اس لڑکی کے لیے محبت کے
جذبات اتر آئے، یہ صبح اس احساس نے اور خوبصورت بنادی کہ وہ اسکو
یہاں بھی بے نقاب کر بیٹھی ہے۔

.._____..

لئیق 'صوفیہ' سے سیدھا ہوسپٹل گیا تھا کیونکہ مانی کی طبعیت اگر بہتر ہوتی تو آج اسے ڈسچارج کر دیا جانا تھا، وہ جب ہوسپٹل پہنچا تو بھجت نک سک تیار سا کوریڈور میں چکر کاٹتا اسی کا منتظر تھا، لئیق کو آتا دیکھ کر وہ جس طرح اسکی سمت لپکا، یار کی بے قراری لئیق کو ہنسا گئی۔

رات بھجت اور لئیق نہ صرف ہوسپٹل رکے تھے بلکہ لئیق نے مانی کو شیری کے حوالے سے تھوڑی رعایت بھی دی اور تب جا کر اس لڑکی کا رونا ختم ہوا، لئیق کی زرا سی امید دلانے کا اتنا گہرا اثر تھا کہ وہ اب کافی بہتر ہو چکی تھی۔

سلینا سے ملنے کی بے تابی تیرے انگ انگ سے چھلک رہی ہے منسٹر، جا"

"جی لے اپنی زندگی بسنتی

لئیق کے چھیڑنے پر جناب خجالت سے کان کھجاتے مسکائے، مگر اگلے ہی لمحے بھجت سنجیدہ ہوا۔

مانی کو میں لے جاوں گا، گرینی سے بھی ملنا ہے۔تو بے فکر ہو کر اپنا دن"
"سلینا کو دے۔۔۔۔
لئیق نے اسکی گال تھپکائے،اسکے چہرے پر فکر مندی سے آتے تناو کو
زائل کیے کہا تو بھجت گہرا سا سانس بھرتا وہاں سے چلا گیا اور لئیق نے بھی
اپنے قدم جب روم کی طرف بڑھائے تو مانی چینج کیے اپنے کپڑوں میں
ملبوس سی اسکے اندر آنے پر تھکا سا مسکرائی، وہ بہت نڈھال اور کمزور سی لگ
رہی تھی اور چہرہ ہر گلو کھو بیٹھا تھا، یہاں تک کہ گرے آنکھیں بھی ڈوبی،
حلقوں کی زد میں آچکی تھیں۔
نرس دونوں کو گڈ بائے کہے کمرے سے نکلی تو لئیق نے آگے بڑھ کر اسکا
چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیا، وہ اسے امید بھری نظروں سے دیکھ کر مزید
بوجھل کر رہی تھی، لئیق کسی قیمت پر شہریار کو رعایت نہیں دے سکتا تھا
مگر ایک طرف اس وقت کنواں تھا تو دوسری طرف کھائی۔

"--آپ مجھے شیری دیں گے ناں بھیو؟"

اس لڑکی نے پھر سے لئیق کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا، جس پر بظاہر تو وہ پر سکون دیکھائی دیا مگر اندر تک طیش کی لہر ابھر کر معدوم ہوئی۔

"اگر مناسب ہوا تو ضرور دوں گا لیکن اب اگر تم نے خود کو اتنی سی بھی تکلیف دی تو کبھی نہ تم سے بات کروں گا نہ تمہاری طرف دیکھوں گا۔ میری ناراضگی تم برداشت نہیں کر سکو گی مانی۔ایک مجرم ہے وہ، میں اسے اسکی سزا سے بچا نہیں سکتا لیکن کوشش کر سکتا ہوں اور وہی کروں گا۔ کوشش کامیاب ہوئی تو تمہاری قسمت، ناکام ہوئی تب بھی تم قبول کرو گی"

رات بھی اس نے مانی کو اسی طرح امید دلائی اور وہ ابھی تنکے کا سہارہ بھی بہت جانتے ہوئے چپ چاپ لئیق کے سینے سے جا لگی، وہ خود بھی افسردہ تھا کہ مانی کو اس سفاک کے شر سے بچا نہیں پایا۔

"تھینک یو بھیو، کوشش کے لیے"

اسکی بھیگی سرگوشی نے لئیق کے دل کو ملال و رنج بخشا مگر وہ اسے رو برو لاتا اسکی بوجھل آنکھوں میں جھانکے مسکرایا۔

"یہ میرا فرض ہے، چلو چلیں۔۔۔ گرینی منتظر ہوں گی"

اسکو نرمی سے کہے وہ شہریار کے حوالے سے خود کو بے بس محسوس کیے کمرے سے نکلتے ہی اپنے چہرے پر چھائی مسکراہٹ کا گلا گھونٹ گیا۔

ایک تو وہ رات واپس آئی اور پھر اپنے آنے کی خبر بھی نہ کی، ہمایوں جو رات ایک سوشل پارٹی میں بطور چیف گیسٹ مدعو تھے، سو دیر سے گھر آئے، صبور کی واپسی انھیں خوش کرتی تھی مگر اس بار وہ بہت جلدی لوٹ آئی، رات تو انہوں نے اسے نیند سے جگانا مناسب نہ سمجھا مگر جب وہ ناشتے پر بھی موجود نہ دیکھی تو وہ پریشان ہوئے، اپنے آفس نکلنے سے پہلے وہ صبور

سے ملنا چاہتے تھے تبھی بارہ تک وہ اسکے کمرے میں آئے تو باہر چڑھ آتے دن کے باوجود وہ کمرے میں اندھیرا کیے سوئی تھی، ہمایوں نے نا صرف کھڑکیوں پر گرے پردے ہٹائے بلکہ وہ تیز روشنی کی شدت سے کسمساتی ہوئی کروٹ بدلے آنکھیں کھولے انکو مزید پریشان کر گئی۔

وہ اسکے پاس ہی بیٹھے، آسمانی شرٹ اور وائیٹ پینٹ میں وہ اس وقت کافی ہنڈسم اور سمارٹ دیکھائی دے رہے تھے، مگر چہرے پر تشویش درج تھی کیونکہ صبور کی آنکھیں نہ صرف سرخ ہو رہی تھیں بلکہ وہ سوئی بھی نہیں تھی۔

"سوہنے! آر یو اوکے؟ اتنی جلدی واپس آگئی۔۔۔کچھ ہوا ہے"

ڈیڈی کے پوچھنے کی دیر تھی کہ وہ اٹھ کر بیٹھتے ہی ہچکیاں بھرتی انکے کندھے سے لپٹ کر رونے لگی اور یہ دیکھ کر انکا دل مزید اذیت میں اترا۔

ڈ۔۔ڈیڈی! پلیز مجھ سے مزید یہ سب برداشت نہیں ہو رہا۔آپ مجھے "
لندن بھجھوادیں، ناتو میں دستگیر کو نیہا کے ساتھ دیکھ سکتی ہوں نہ یہ چاہتی
ہوں اس لڑکی کا گھر میری وجہ سے اجڑ جائے، میں یہاں سے چلی جاوں گی
تو ممی بھی مجھے بار بار جندل محل جانے پر مجبور نہیں کر سکیں گی، مجھے نہیں
چاہیے مم۔می کا لمس اب، وہ میری حسرت کیا دور کرے گا، وہ تو مجھے اور
حسرت زدہ کر دیتی ہیں۔۔۔رہی بات لئیق اور لعلین کی تو وہ ایک
دوسرے کے لیے بنے ہیں اور میں کبھی بھی ان دو کے بیچ اچھی نیت سے
" بھی گھسنا نہیں چاہتی کیونکہ وہ ایک دوسرے کے لیے کافی ہیں
وہ ہمیشہ جندل محل جاتی تھی مگر اس بار صبور کی ہمت واقعی ختم ہو چکی تھی
تبھی ہمایوں کیانی کو اس عورت کے لیے از سر نو اپنے دل میں نفرت ابھرتی
محسوس ہوئی جس نے پہلے ہمایوں کی زندگی تباہ کی اور اب اپنی بیٹی کے
آنسوؤں کی وجہ بنی ہوئی تھی۔

یہ ستائیس سال پہلے کی بات تھی جب ہمایوں کیانی اپنے باباہی کی چھوڑی کرسی پر براجمان ہوتے الیکشن جیت کر اپنے علاقے کے سب سے کم عمر منسٹر بنے، تب ہمایوں کیانی کی ٹکر، بھجت آفریدی کے بابا کے ساتھ ہوا کرتی تھی، ہمایوں ناصرف اس وقت نئے نئے جوان ہوئے تھے بلکہ کم عمری میں ہی وہ اپنا سیاسی کیریئر شروع کر گئے، اپنی ڈاکٹری کی ڈگری مکمل کیے دو سال لندن میں ہاوس جاب کی، پھر پاکستان آکر خود کا کلینک کھولا، اللہ کا دیا سب تھا، شہرت، پیسہ، سکون، لیکن شاید انکی قسمت انکو بہت سنگین دغا دے گئی۔

وہ زائشہ نامی شاطر لڑکی انکے ہی آفس میں بطور سیکرٹری بن کر آئی تھی، ہمایوں کیانی ابھرتا ہوا سیاسی کارکن جسکی زوجیت میں آنے کو کئی لڑکیاں ترستی تھیں مگر وہ لڑکی کیسے اس سونے کے انڈے دینے والی مرغی کو ہاتھ سے جانے دیتی سو اس عورت نے ہر اسمنٹ کے جھوٹے معاملے میں ہمایوں کیانی جیسے خوبصورت، کامیاب اور ذہین مرد کو پھنسالیا، وہ وڈیو

دراصل اس عورت نے کچھ ایسے بنائی کہ اس میں سچ، جھوٹ جبکہ جھوٹ سچ دیکھائی دیا، ہمایوں ایک نفیس آدمی تھا مگر اس چال باز عورت کے پھیلائے جال میں پھنس گیا اور پھر زائشہ نے اسے اس وڈیو سے بلیک میل کیا کہ اگر وہ اسکی وڈیو وائرل کر دے تو اسکا سارا سیاسی کیریئر تباہ ہو جائے گا۔

ہمایوں کیانی ان دنوں خاصے ذہنی کرب سے گزرا، وہ عورت صرف اس شرط پر بخشنے پر آمادہ تھی کہ وہ اس سے شادی کرے، اپنا سیاسی کیریئر بچانے کے لیے اس وقت مصلحتا ہی سہی ہمایوں کیانی نے اس دھوکے باز فریبی عورت سے شادی کر لی، لیکن ہمایوں نے یہ شادی صرف اس وڈیو تک پہنچنے کے لیے کی، وہ اپنی نفرت دباتا ایک نارمل شوہر بن کر زائشہ کو آئینے میں اتارنے میں نہ صرف کامیاب ہوا بلکہ شادی کے دوسرے ہفتے ہی ہمایوں نے وہ وڈیو ہتھیالی مگر ایک بار پھر اس شخص کے ہاتھ پیر بندھ

گئے کیونکہ اپنے کھیل کو سچ ثابت کرنے کے لیے وہ زائشہ سے تعلق بنا بیٹھا تھا اور یوں وہ عورت اسکے بچے کی ماں بن گئی، یہ زہر اسے پینا ہی پڑا کیونکہ وہ بچہ بہر حال ہمایوں کو اپنی جان سے بڑھ کر عزیز تھا، ان نو ماہ ہمایوں نے اس عورت کو نا منہ لگایا نہ کوئی بات کی، ڈیلوری ہوئی اور اس عورت نے صبور کو جنم دیا مگر ہمایوں نے اسے اسکی سزا طلاق کی صورت دی اور نہ صرف اسے اپنی زندگی سے نکالا بلکہ دو ماہ کے اندر اندر اس سے صبور کی کسٹڈی اپنے نام کی، زائشہ کو اس طلاق سے نا فرق پڑا نہ دکھ ہوا کیونکہ طلاق پر اسے ہمایوں کی طرف سے کافی کچھ ملا تھا جو اس عورت کی عیاشیوں کے لیے کافی تھا، پھر وہ جوان اور حسین تھی سو اس نے صبور کو اس سے لینے کی بھی کوئی کوشش نہ کی کیونکہ اسے ایک نیا بکرا مل چکا تھا، فرہاد علوی کی صورت۔

اور ایسے میں وہ صبور اسے اپنے کندھوں کا بوجھ ہی لگی، اور پھر ایک دن اسے یہ خبر ملی کہ زائشہ نے کسی سے دوسرا نکاح کر لیا، لیکن ہمایوں یہ پتا نہ کروا سکا کہ وہ آدمی کون ہے کیونکہ فرہاد علوی کے ساتھ شادی کرتے ہی

زائشہ اسکے ساتھ نیویارک چلی گئی تھی، اٹھارہ سال وہ نیویارک رہی، اسکی فرہاد سے ایک اور اولاد ہوئی جسکا نام لوئے بہزاد علوی تھا۔

مگر پھر زائشہ علوی ایک لمبے عرصے بعد فرہاد کو بتائے بنا اپنے سترہ سال کے بیٹے کے ساتھ پاکستان نہ صرف لوٹی بلکہ سیدھی جندل محل آکر وہاں بسی خوشیوں کو نگل گئی۔

یہ حقیقت کہ زائشہ نے دوسرا نکاح فرہاد علوی جیسے امیر رئیس زادے سے کیا ہے، خود ہمایوں کو بھی اس عورت کے واپس آنے پر پتا چلی۔

فرہاد علوی نے اپنی محبوب بیوی اور ایک بیٹے کے ہوتے اتنے سال پہلے اس عورت سے شادی کیوں کی؟ یہ معمہ فی الحال کوئی حل نہ کر پایا تھا۔

اس زائشہ نامی ڈائن نے یہیں بس نہ کی بلکہ وہ جندل محل کی رانی بننے کے خواب دیکھنے کے بیچ اپنی ہی بیٹی کی خوشیاں روند گئی، وہ صبور کی شادی اپنے

سوتیلے بیٹے سے کرنے کی خواہش مند تھی تاکہ اس جائیداد کا کچھ حصہ ہی سہی اسے صبور کی نسبت سے ملے، خاص کر ستر کڑور کا جندل محل۔

صبور اور دستگیر کالج اور یونیورسٹی میں ایک ساتھ پڑھے تھے، ان دو کی محبت بہت گہری اور شدید تھی، لیکن جہاں اسے ماں کی قسم نبھانی پڑی وہیں زائشہ نے ہمایوں کیانی کو دھمکی دی کہ اگر اس نے صبور کی شادی دستگیر سے کروانے کی کوشش کی تو وہ صبور کو خود مار دے گی، وہ عورت جس نے اپنی اولاد کو بوجھ سمجھ کر پھینکتے اپنی سیج سجالی ہو وہ اس بیٹی کو مار بھی سکتی تھی۔

ہمایوں کیانی پہلے تو مشتعل ہو کر جندل محل پہنچے اور فرہاد علوی سے مل کر جب اس عورت کی اصلیت بتانے پہنچے تو اس عورت نے اس شخص کو ناجانے کیا کہہ کر دبار کھا تھا کہ اس آدمی کی آنکھیں بھی یہ سب سچائی سن کر نہ اٹھیں اور زائشہ ہمایوں کی اس ہار پر کھسیانی ہنسی۔

فرہاد کو کچھ کہنا، دیوار سے سر پھوڑنا تھا تبھی وہ دستگیر سے ملے، اسے ساری سچائی بتائی، وہ نیہا نامی مفت کے عذاب میں والدہ کے آنسوؤں کے باعث پھنسا تھا مگر پھر بھی اس نے ہمایوں کو یقین دلایا کہ وہ یہ معاملہ خود دیکھے گا، صبور جہاں چاہے گی وہاں اسکی شادی ہو گی، سب ٹھیک چل رہا تھا، دستگیر اور صبور کے نکاح کی تیاری خود ہمایوں نے اپنے پیلس کروائی، وہ جانتے تھے وہ ایک رسک لے رہے ہیں مگر صبور کی خوشی انکے لیے سب سے قیمتی تھی مگر نا جانے کیسے اس معاملے کی خبر اس سفاک عورت کو پہلے ہی تھی اور اس نے صبور کو ڈرا دھمکا کر اس نکاح سے انکار پر پہلے ہی مجبور کر دیا تھا، کہ اگر اس نے دستگیر سے آج نکاح کیا تو سہاگ رات میں اسے دستگیر کا ہی مرا منہ دیکھنے کو ملے گا، اور صبور کیسے دستگیر پر یہ ظلم ڈھاتی، عین وقت اس بندے نے دستگیر سے نکاح سے نہ صرف منع کیا بلکہ وہ اپنے کمرے میں خود کو کر چکی تھی، یہ جھٹکا دستگیر کو اس سے متنفر کر دیتا مگر کچھ دن بعد جب صبور

اس صدمے سے باہر آئی تو اس نے ساری حقیقت ہمایوں کو بتادی جس پر انکا دل اس عورت کو شوٹ کرنے پر کیا۔

وہیں دستگیر کا دل بری طرح کرچی تھا اوپر سے امے کے آنسو کہ وہ اپنے بھائی کی امانت کے لیے اس کے آگے اپنی جھولی پھیلا کر اسے مزید تکلیف میں جھونک گئیں، اسے جذباتی طور پر کمزور کرنے کو دھمکایا، دستگیر نے امے کے دھمکانے پر مجبوراً اس نیہا نامی لڑکی سے نکاح تو کر لیا لیکن پہلے ہی روز اسے اسکی اوقات بتادی، نیہا اسے پہلے بھی زہر ہی لگتی تھی کیونکہ وہ زائشہ علوی کی خاص چمچی تھی، زائشہ کو اپنی خوشامد کرتے لوگ بہت بھاتے تھے اور نیہا ایسی ہی تھی۔

لیکن جب اسے کچھ دن بعد صبور کے انکار کے پیچھے کی وجہ ہمایوں سے معلوم پڑی تو وہ اپنی بے بسی پر بہت پچھتایا، جبکہ دستگیر کے نکاح کا سن کر وہ

برداشت نہ کر سکی اور اسی رات پہلی فلائیٹ سے لندن چلی گئی کیونکہ وہ وہیں اپنی تعلیم مکمل کر کے آئی تھی، وہ ملک اسکا اپنا تھا، ڈیڈی کا ملک تھا۔ ہمایوں کیانی کا وہاں ذاتی گھر موجود تھا مگر صبور بس ایک ماہ وہاں رہ پائی، واپس آئی تو اسکے اور دستگیر کے بیچ زمانے حائل ہو چکے تھے، وہ اپنی ماں کی ہر سفاکی سے باوجود اپنے نرم دل کو اس ماں سے متنفر نہ کر سکی، ساری زندگی وہ زائشہ کے لمس کے لیے ترسی سو جب اسے وہ ماں جندل محل بلاتی تو اسے جانا پڑتا، صبور کا دل پتھر نہیں تھا، وہ تو چھوٹی چھوٹی باتوں پر گھنٹوں رویا کرتی تھی، پھر اس نے دستگیر کی کمی پر کیسے خود کو سنبھالا ہو گا یہ دکھ دستگیر اور ہمایوں دونوں کو کھاتا تھا۔

نہ صرف دستگیر بلکہ لئیق بھی اس سارے معاملے سے واقف تھا، مگر ناجانے کیا ایسی وجہ تھی کہ وہ چپ تھا، شاید لعلین نور کی تلاش ہی وہ معاملہ تھا جس کے باعث لئیق ایزد علوی اس عورت کو جندل محل برداشت کرتا تھا۔

ورنہ دستگیر کے ساتھ زیادتی کرنے والا ہر فرد بھی اسکے لیے سزا کے لائق تھا، وہ اس عورت کو لوئے اور صبور کی وجہ سے منصوعی رعایت دیتا تھا۔

لیکن لئیق ایزد علوی کو لگتا تھا جو کچھ دیکھائی دے رہا ہے اسکے علاوہ بھی اب تک کئی معاملات ہیں جو اس سے چھپے ہیں، وہ بابا سے اس لیے بھی ناراض تھا کہ ایسی کیا نوبت آئی کہ وہ ایک شاطر چال باز فریبی عورت کو، اپنی وفا شعار بیوی پر سوتن بنالائے۔

وہ خاموش تھا تو اسکی خاموشی کے پیچھے طوفان تھے۔

ہمایوں کیانی کا وہ دل جو محبت سے لمس سے شاد ہوتا، وہ اس عورت نے سیاہی میں جھونک دیا تھا، لیکن صبور کے ساتھ اب اس عورت کی ناانصافی اپنی حدیں پار کر چکی تھی، مزید وہ صبور کو دستگیر سے دور نہیں رکھ سکتے تھے، آج تک انہوں نے کوئی غلط کام یا چال نہیں چلی تھی مگر اب اپنی کل حیات صبور کے لیے وہ ہر حد سے گزرنے کا فیصلہ لے چکے تھے۔

آج کے بعد تم بے بس نہیں رہو گی صبور، اب تم مجھے مت روکنا کیونکہ "
اس زائشہ کو اب منہ کی کھانی پڑے گی، تمہیں پھر سے تمہاری محبت دلا کر
"رہوں گا اسکے لیے بھلے مجھے کچھ بھی کرنا پڑے
وہ جو آگے ہی غم زدہ تھی، ڈیڈی کے غصہ ہونے پر خوفزدہ ہوئی کیونکہ اول
تو ڈیڈی کو غصہ آتا نہیں تھا، وہ معاف کر کے دل بڑا کرنے کی تلقین کرتے
تھے مگر ابھی انکے ارادے بھیانک ہوئے تبھی تو ڈرتے ہوئے صبور نے انکا
ہاتھ تھاما۔
"ڈ۔۔ڈیڈی نہیں، پلیز۔۔ کسی کا گھر اجاڑ دیا تو م۔۔ مجھ میں اور ممی میں کیا
فرق رہے گا۔م۔۔مجھے پتا ہے میں آپکو بہت ستاتی ہوں، تبھی کہا مجھے جانے
"دیں۔۔۔میں کسی کی تکلیف نہیں بننا چاہتی
وہ یوں خوف سے لرزی جیسے یہ اسکے لیے مرنے جیسا ہو اور ہمایوں نے اسکا
چہرہ ہاتھوں میں بھرے آسودگی سے اسکی جبین چومی پھر اسکے تمام آنسو مٹا
دیے۔

جس کا گھر اجڑے گا، اسکا گھر تمہارے ڈیڈی آباد بھی کر دیں"
گے۔۔۔ تمہیں اس بار وعدہ کرنا ہو گا کہ کسی کی دھمکی میں نہیں آو گی، بلکہ
" اب ہماری باری ہے کہ اس عورت کو ذہنی اذیت دی جائے۔۔۔۔
وہ یوں روتے روتے سسکی جیسے ڈیڈی کی باتیں اسکے دل کو دہلا گئی ہوں۔

"ک۔۔ کیا کرنے والے ہیں آپ ڈیڈی؟"
اسکا دل سوکھے پتے سا پھڑ پھڑایا۔
جو بھی کروں گا، اپنے اور تمہارے سکون کے لیے کروں گا۔۔۔ لیکن"
" تمہیں اب روتا نہ دیکھوں۔ پرامسس ودمی
وہ اسکی تکلیف ختم کرنے کے لیے کچھ بڑا سوچ چکے تھے اور وہ بہت تباہی
بھی لا سکتا تھا مگر اسے وعدہ کرنا پڑا کیونکہ ڈیڈی ہی تو وہ واحد تھے جن پر وہ
بند آنکھوں اعتبار کرتی تھی۔

گڈ،اب اٹھو۔۔فریش ہو۔۔۔۔اور ریڈی ہو جاو۔۔۔ہم دونوں کہیں "
"اوٹنگ پر چلتے ہیں، لنچ اور ڈنر باہر کریں گے۔۔۔۔میرا سوہنا بچہ
اتنے لاڈ سے وہ اسے سنبھال لیتے تھے کہ کبھی کبھی وہ اسے باپ کم، سہیلی زیادہ لگتے تبھی تو لاکھ تکلیف کے بھی وہ انکی تاکید پر مسکراتی اٹھ کر فریش ہونے بڑھ گئی۔

.._____..

اس وقت کمرے میں گھٹن کی سی کیفیت تھی، کرنل افراہیم کے سامنے والی کرسی پر رایان براجمان تھا جس نے گردن میں ایک فیک بزنس آئی ڈی کارڈ ڈال رکھا تھا، اسکی گہری نظریں کرنل صاحب پر فرصت سے جمی تھیں جو اذیت کی انتہا پر پہنچے معلوم ہو رہے تھے۔

شہریار نے سلینا کے معاملے میں انسانیت ترک کی ہو گی، وہ اپنی حد سے "
نکلا ہو گا لیکن میں یہ بات کبھی نہیں مان سکتا کہ وہ اپنے ملک سے غداری کر
"سکتا ہے، آپکو ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے

سامنے بیٹھے آفیسر سے وہ بہت دیر بعد کچھ کہنے کے قابل ہوئے تھے، انکی
آنکھوں میں صاف صاف تکلیف ہلکورے لے رہی تھی۔

ہمیں کچھ مشکوک ذرائع سے اسکے غیر قانونی دھندوں میں ملوث ہونے "
کی خبر ملی ہے کرنل صاحب، ہمارے ہیڈ انکوائری بٹھانے کا سوچ رہے،
آپ تو جانتے ہوں کہ غدار کی سزا صرف موت ہوتی ہے لیکن اسکی موت
تک چلتا سلسلہ اسے اور اسکی فیملی کو بار بار موت دیتا ہے، یہ تو تفتیش پر ہی
ثابت ہو گا کہ وہ غدار ہے یا نہیں مگر میرے یہاں آنے کا مقصد یہ ہے کہ
"آپکو محتاط کر سکوں

رایان نے پر فیشنلی معاملہ ہینڈل کرتے بات کی اور کرنل افراہیم اس وقت دم دیتی اذیت سے گزر رہے تھے۔

"میں نے اسے ہمیشہ ملک سے وفاداری کا سبق پڑھایا ہے، وہ ایسا نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر ایسا ثابت ہوا تو کسی قانون سے پہلے وہ اپنی باپ کی گولی کا شکار ہو گا، مجھے کچھ دن کی مہلت دیں۔ میں اپنے تئیں اس معاملے کو دیکھنا چاہتا ہوں، پلیز"

وہ یوں پر امید تھے کہ خود رایان کو اس باپ کے دل ٹوٹنے پر دکھ نے گھیرا، شہریار کی یہ سب حرکتیں اسکے ماں باپ کے لیے اذیت بنیں تھیں اور رایان نے انھیں مہلت کے دن سونپے جب ان سے اجازت طلب کیے واپس گاڑی تک کی راہ لی تو اس نے سارا معاملہ لئیق کے گوش گزار کیا لیکن تفصیلی بات اس نے لئیق سے مل کر کی۔

سمجھ نہیں آرہا رایان، اس شہریار کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟ ایک "
طرف وہ جاسوس کی مدد کرنے کے جرم میں ملوث ہو کر معاملے کی سنگنی
بڑھا چکا ہے اور دوسری طرف میرا دماغ ابھی بھی کسی دبے معاملے کے
"آلارم دے رہا ہے

جب رایان واپس پہنچا تو سیدھا لئیق کے پاس ہی آیا، لئیق کے دماغ میں کئی
معاملات ایک ساتھ چل رہے تھے، مانی کو امید دلا چکا تھا، شہریار کو چھوڑ
دیتا تو فرض سے خیانت ہوتی، اسے سزا بھگتے کے لیے نیب یا سائبر ٹیم کے
سامنے آشکار کرتا تو شہریار کے بچاو کی امید ختم ہو جاتی۔
وہ اپنی الجھن رایان سے ڈسکس کیے اسے بھی پریشان کر چکا تھا۔

"ویسے اندازے کے مطابق شہریار کو کتنی سزا ہو گی سر؟"
لئیق اسکے سوال پر اسکی طرف متوجہ ہوا۔

وہ بد بخت ریاست مخالف منفی سر گرمیوں میں ملوث رہا ہے، تین چار"
سال کی سزا تو لازم ہو گی، کیس ہائی کورٹ میں جائے گا، اسکا باپ کرنل
ہے، سفارش یا اپیل کرنے کا حق زیادہ ہے اسکے پاس۔ ویسے بھی یہاں پاور
چلتی ہے، فوجی عدالتوں میں بھی انصاف کی فراہمی دیوانے کا خواب بن چکی
ہے۔۔۔۔ لیکن میں کیا کروں، زندگی میں کبھی اتنا بے بس نہیں ہوا جتنا
اب ہوں"
لئیق واقعی اخیر ذہنی دباو میں تھا۔
آپ وہی کریں جو آپکی ڈیوٹی بنتی ہے، میری مانیں تو چوبیس گھنٹوں کی"
مزید سزا دیں اسے اور ہارون کے غیر ملکی ایجنسیوں کے ہتھے لگنے اور اسکی
مدد کرنے کا معاملہ جانیں۔۔ ممکن ہے ہم معاملے کو اسطرح مزید بہتر
طریقے سے جان پائیں"

رایان کا بہترین مشورہ لئیق کو سب سے مناسب لگا تھا، اور خود بھی لئیق شہریار کی سزا سے پہلے اسکے بارے ہر چیز جاننا چاہتا تھا تاکہ کبھی مانی کے لیے اسے شہریار کو بچانا پڑے تو اسکے پاس کوئی مضبوط وجہ ہو۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو رایان۔۔ایسا ہی کرنا پڑے گا"

نظریں کسی غیر مرئی نقطے پر جمائے لئیق نے ایک بار پھر اس شخص سے ملاقات کا فیصلہ لیا اور اسکی کوشش تھی کہ یہ ملاقات اسکی شہریار سے مجرم کے طور پر آخری ہو۔

"یہ بتاو شہریار سے فون سے کیا پتا چلا رایان؟"

کچھ سوچ بچار کے بعد لئیق نے مکمل توجہ رایان کی سمت مبذول کیے دریافت کیا۔

سر وہ ہارون بہت شاطر قسم کا آدمی نکلا ہے، شہریار کے فون میں ایک نمبر" سے کال آرہی تھی مگر مجھے اٹھانے میں تین چار سیکنڈ لگے تو کال بند ہو گئی،

اور جب اس نمبر کو ٹریس کیا تو جو لوکیشن ملی اس پر جب پہنچا تو نہ صرف اس نمبر کو تلف کر دیا گیا تھا بلکہ وہاں سنسان سڑک کنارے ایک تیتس دس ٹوٹا فون بھی ملا، یعنی ہارون کو خبر ہو چکی ہے کہ شہریار مشکل میں ہے۔ فی الحال نہ ہارون کے پکے ٹھکانے کی خبر ہے نہ کینچل کی، ہمیں شہریار ہی اس تک پہنچا سکتا ہے"

رایان نے یہ سب بتا کر لئیق کا دماغ مزید الجھا دیا تھا، دستگیر نے اس روز لعلین اور شیری کی جو باتیں سنی تھیں اس میں یہ بات قابل غور تھی کہ وہ ہارون، لعلین سے ملنے کو بیقرار ہے سو لئیق کے دماغ میں اس وقت یہی نقطہ گردش کر رہا تھا۔

لعلین پر کسی اور سے نظر رکھوانے کے بجائے وہ یہ کام خود کرنا زیادہ مناسب سمجھ رہا تھا، مانی کو آفریدی حویلی پہنچا کر وہ گرینی کو عیادت میں مصروف چھوڑے جمعہ پڑھنے کے لیے نکلا تھا اور اسی بیچ اسے رایان سے ملاقات کرنی پڑی، واپس جا کر گرینی سے کلاس لے کر وہ لعلین سے ملنے

جانے والا تھا مگر ابھی شہریار کو سلگانے کو اس نے اپنا پیغام رایان کے سپرد کیا اور خود وہاں سے نکل گیا۔

اس وقت شہریار کی حالت قابل رحم ہو چکی تھی، کئی گھنٹوں سے لئیق نے اسے بھوکا پیاسا رکھا تھا مگر ابھی جاتے ہوئے وہ رایان کو اسکے کھانا دینے کی تاکید کر گیا تھا۔

ٹارچر روم میں لئیق کے بجائے رایان اور سحر کو آتا دیکھ کر اس بپھرے شخص نے پھنکار کر انکی شکلیں سرد مہری سے گھوریں، رایان نے اسکے ہاتھ کھولے جبکہ سحر نے کسی باکس میں بند بریانی اور ساتھ ٹھنڈے پانی کی بوتل شہریار کے سامنے دھری چھوٹی سی میز پر رکھی۔

"بلیک ڈائمنڈ آج کچھ مصروف ہیں، سو کل تک تمہیں مزید یہ ٹارچر برداشت کرنا ہوگا، لیکن وہ اب اتنے بھی ظالم نہیں، تمہاری لیے انہوں نے اپنی فیورٹ پہلوان کی بریانی منگوائی ہے جو وہ خود بھی اسکے ڈھابے پر

سپیشلی جا کر کھاتے ط ہیں، کھاو اور شکر کرو کہ ابھی تک تمہیں انکا سفاک روپ دیکھنے کو نہیں ملا، مجرم کو وہ سانس بھی لینے نہیں دیتے، تمہارے لیے تو اپنا پہلا اصول ہی توڑ دیا"

رایان نے اسکی آنکھوں کی چبھتی ہوئی ناگواری کو نظر انداز کیے اس پر حقیقت آشکار کی تو اسکے دیے پانی اور بریانی کو لات مار کر نہ صرف شہریار نے نیچے پھینکا بلکہ اس سے پہلے وہ اٹھ کر رایان کی گردن دبوچتا، سحر نے بروقت کہنی اس کی گردن میں مارتے گھائل کرتے ہی اسکے کھلے ہاتھوں میں واپس ہتھ کڑی پہنائی، وہ بھی ڈیول تھا، انکی سوچ سے زیادہ خطرناک، شیری کا بس نہ چلا وہ ان دو کی جان لے لیتا۔

"بھاڑ میں جاو تم سب، کر لے وہ جتنا مجھے زچ کرنا چاہتا ہے، ایک بار یہاں سے نکل لوں، سود سمیت بدلہ لوں گا، نکلو تم دو یہاں سے۔۔۔ تمہارے دیے کھانے اور پانی کا محتاج نہیں ہوں، اسے کہو اگر وہ اپنی جان چاہتا ہے تو جلد آ کر میرا معاملہ نمٹائے"

وہ بولا نہیں دھاڑ کر غرایا تھا اور رایان اور سحر دونوں ہی آکر پچھتائے کیونکہ یہ لئیق ہی کی ٹکر کا حیوان تھا اور ان جونئیرز کے قابو آنے کی چیز نہیں تھا۔

وہ اس پر حقارت سے نظریں گاڑتے نا صرف باہر گئے بلکہ اسے واپس لاک کر دیا جبکہ شہریار جدون کا اب تو ان سیاہ دیواروں کو دیکھ دیکھ کر دم گھٹنے لگا تھا۔

مزید چوبیس گھنٹے کی سزا، گلے کا حقیقی طوق تھی اور یہ سچ تھا وہ تو لئیق ایرذ علوی کے زرا سی قید سے ہی اندر باہر سے ہل چکا تھا، پھر اس قید کا سوچ کر تو اسکے رونگٹے کھڑے ہو رہے تھے جو اپنے جرائم کی پاداش اسے سہنی تھی۔ خوف کی لہر اس وقت اسکی آنکھوں میں پوری قوت سے بیدار ہو چکی تھی۔ لئیق نے وہاں سے سیدھا آفریدی حویلی کا رخ کیا۔

جہاں مانی کی گھر واپسی نے مدیحہ آفریدی کے ڈوبتے دل کو ڈھارس دی وہیں لئیق انکی خود پر جمی ناراض نظریں بھی بھانپ گیا کیونکہ وہ اپنے نواسے

کو یکسر نظر انداز کیے، مانی کو پہلے کچھ واک کروا رہی تھیں مگر اسکے آتے ہی اسے لیے کمرے کی طرف بڑھ گئیں، کیونکہ ابھی اسے دو دن مکمل بیڈ ریسٹ کرنا تھا سو وہ ملازمہ کو اسکے لیے پرہیزی کھانے کی تاکید کیے جب لاونج میں آئیں تو لئیق جو صوفے پر نیم دارز، ریموٹ تھامے چینل بدل رہا تھا، گرینی کو آتا دیکھتا احترام میں اپنی جگہ سے کھڑا ہوا، وہ ہنوز منہ پر برہمی سجاتی قریب آئیں اور اس سے فاصلہ بناتیں سامنے والے صوفے پر جا بیٹھیں۔

اتنا نظر انداز ہو کر بھی وہ مسکرا کر گرینی کا غضب دہکانے کی پوری کوشش کر چکا تھا جو اسے یوں گھوریں جیسے اسکا سر توڑ دینا چاہتی ہوں۔

خود ہی لئیق نے اپنی انا ایک طرف کی اور آہستہ سے اٹھ اور چلتا ہوا نہ صرف ان تک پہنچا بلکہ ساتھ ہی بیٹھتے رخ روٹھی گرینی کی سمت موڑا۔

"ناراض ہیں؟"

نرمی میں تھوڑی مسکراہٹ ملائے اس نے گرینی کا ہاتھ تھامنا چاہا جو انہوں نے ناراضگی دیکھاتے جھٹ سے اسکے ہاتھ سے چھڑوایا۔

"تمہاری سوچ ہے کہ کتنی سخت خفا ہوں، وہ بھجت تو سر پھرا ہے لیکن تم سے مجھے اس قدر بے اعتنائی کی امید نہ تھی، تم نے بارہا مجھے بہت سے معاملوں میں نظر انداز کیا لیکن مجھے بتائے بنا نکاح کر لو گے، بہت ہرٹ ہوئی"

انکی تکلیف زخمی سی شکائیت بنی تو لئیق نے بھی سنجیدگی اختیار کیے واپس انکا ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھ میں نہ صرف تھاما بلکہ انکے ہاتھ کی پشت پر نرمی سے بوسہ دیا۔

....★☆☆☆☆☆★....

نہ تو بھجت کے پاس مہلت تھی نہ میرے پاس، پہلے میں بھی بھجت کو سر"
پھرا سمجھتا تھا لیکن شاید محبت نامی اٹیچمنٹ چیز ہی ایسی ہے کہ ہم اگر بااختیار
ہوں تو جلد از جلد اس پیارے کو اپنی ملکیت بنانے پر بضد ہو جاتے ہیں، تاکہ
اسے کوئی اور نگاہ غیر نہ چھو جائے۔۔۔آپکی ناراضگی بجا ہے گرینی لیکن
آپ ایک باشعور خاتون ہیں، ہم دونوں کوئی چھوٹے بچے تو ہیں نہیں کہ بنا
سوچے سمجھے اتنے بڑے فیصلے کر لیں گے، ضرور ان کے پیچھے مضبوط
"وجوہات ہیں
لئیق نے تحمل کے سنگ انکی چڑ برداشت کرتے ہوئے سمجھایا مگر انکا زخمی
پن، بدل کر غصے میں تبدیل ہوا۔

"اچھا! مانی کے حوالے سے کیا صفائی دو گے پھر تم؟"

وہ سرد مہری سے گھوریں تو اک لمحہ پشیمانی نے لئیق کی نظر جھکادی، جو بھی تھا، مانی کے معاملے میں وہ دونوں ایک جتنے قصوروار تھے اور ابھی تو گرینی حقائق سے بھی ناواقف تھیں۔

"ہاں اسکے حوالے سے کوتاہی ہو گئی، لیکن یقین رکھیں اب میری اور بھجت کی نظریں خود سے زیادہ مانی پر رہیں گی۔ آپ بھی تو لاپرواہ ہو کر پردیس جا بیٹھی تھیں، مانی کو جتنا ہماری ضرورت ہے اتنی آپکی بھی رہتی ہے کیونکہ وہ آپ سے زیادہ اٹیچ ہے"

وہ بات کھری کرتا تھا تبھی دوسروں کو ہرٹ کر جاتی اور اس وقت مدیحہ کو بھی اسکی بات نے خفیف سا رنج دیا۔

"مطلب تم یہ کہہ رہے ہو کہ میرا بھی قصور ہے، بالکل اپنی ماں پر گئے ہو۔ لحاظ مروت نام کی تو چیز ہی نہیں"

لئیق انکے برہم ہونے اور اس الزام پر منہ بسور گیا، ہر بار گرینی اسے یہی کہہ کر دکھ دیتی تھیں، حالانکہ نہ تو لال نور بے مروت اور بے لحاظ تھی نہ اسکا لئیق۔

"غلط بات تو مت کریں گرینی، نہ تو مما باغی تھیں نہ میں ہوں، مروت اور لحاظ ہی تو لعلین نور کو کھا گیا لیکن افسوس آپکا دل آج بھی اپنی بیٹی کے لیے ویسا ہی سخت ہے، کیونکہ آپ بیٹی سے زیادہ تو چہیتے داماد صاحب کی ماں تھیں، میں آپکو قصوروار نہیں کہہ رہا لیکن عمرے کے بعد آپکو اپنے منہ بھولے بھائی کے پاس ہر گز رکنا نہیں چاہیے تھا، بھجت کے کارنامے کے بعد تو آپکو اڑ کر واپس آنا چاہیے تھا۔۔۔۔ لیکن میں بھی کس سے شکوہ کر رہا ہوں، آپ تو کبھی غلط ہو ہی نہیں سکتیں"

لئیق کے سرد و سپاٹ الفاظ پر وہ ساکت سی سانس ہی لے کر رہ گئیں، خوبخو لعلین نور جیسا تھا وہ، غلط کو مر کر بھی صحیح نہ کہنے والا۔

"تم یہاں صرف میرا دل جلانے آئے ہو؟"

درشتی سے سوال کیا گیا تو وہ مخصوص انداز میں مسکرایا۔

ہر گز نہیں، اپنی گرینی کو منانے آیا ہوں۔۔ شادی کا جشن کچھ ذاتی" وجوہات کی بنا پر چند دن آگے کر دیا ہے لیکن اسکی رونق آپکی تشریف آوری سے ہی بڑھے گی۔ چھوڑ دیں غصہ، تسلیم کریں جو ہو گیا۔ حقیقت

"تسلیم کرنے میں بہت راحت موجود ہے

کبھی کبھی تو مدیحہ آفریدی کو لگتا وہ اسکی نانی نہیں، لئیق انکا دادا ہے جو ایسی ایسی باتیں پیار پیار میں سنا دیتا جو میٹھی ہو کر بھی دل میں کئی دن خنجر کی طرح دھنسی رہتیں اور لعلین نور بھی بالکل اس جیسی تھی۔

"منانے کا یہ کونسا طریقہ ہے، نانی کو کھری کھری سنا رہے ہو"

اس بار وہ بزرگ ہو کر بھی بچوں کی طرح روہانسی ہوئیں تو وہ انکی نزاکت پر جان لیوا ہوئے شریر ہنس دیا۔

خدا کا خوف کریں، مجھے تو کھری کھری سنانی آتی ہی نہیں گرینی۔۔ میں تو"
معصوم و شریف بچہ ہوں آپکا، رہی بات منانے کی تو مجھے روٹھے ہو تم، تم کو
کیسے مناوں پیا والا منانا نہیں آتا جیسا نانا جان اپنی اس کھڑوس زوجہ کو
مناتے تھے، مجھے یہی سڑا طریقہ آتا ہے۔ قبول کریں گی تو ٹھیک ورنہ آپن
"درویش آدمی ہے، مسکراتا مسکراتا واپس چلا جاوں گا
وہ جتنی بھی ناراض ہوتیں، اسکے مسکرانے پر اکسانے کے جال میں پھنستی
اسکا کان مڑورتے ہنس دیں۔

کون ہے وہ جو تم جیسے آفت کو مل گئی، اسے کہتی ہوں اپنا سر صدقہ دے۔"
"ایک خرافاتی شخص کے پلے پڑ گئی ہے بچاری، کب ملوار ہے ہو اس سے؟
گرینی کا غصہ بس اتنا ہی تھا، جبکہ لعلین کے سر صدقے میں تو لئیق کے دل
نے بھی حمایت کی۔

واقعی اسکے سر کا صدقہ بنتا ہے، اچھا مشورہ دیا آپ نے، آج ہی دیتا"
ہوں۔۔رہی بات ملنے کی اسے جشن پر ہی آپ سے ملواوں گا، ابھی ویسے
"بھی وہ جندل محل میں نہیں ہے
وہ اس وقت واقعی سنجیدہ نہ تھا، تبھی تو اسے ٹرخانے پر مدیحہ آفریدی نے
اسے واپس گھورا۔

"نہیں بھڑکاتی میں اسے تمہارے خلاف، نانی ہوں بھئی دشمن نہیں"
گرینی راک اور لئیق صاحب شاک، وہ حیرت میں اترا واقعی کیوٹ لگا اور وہ
بھی روٹھی حسینہ سے شوخ دلربا بنی اسکے چہرے کے بسورے تاثرات سے
محظوظ ہوتے ہنس دیں۔
کیا پتا آپکو کب ناراضگی کا اٹیک آجائے، رسک لوں ہی کیوں، اچھا بھلا"
سمجھدار آدمی ہوں۔

ویسے آپ جیسی ماڈرن اور حسین نانی اور دادی آئی تھنک دنیا میں میرے اور بھجت کے پاس ہی ہے، تھوڑی بوڑھی ہو جائیں ورنہ لوگ ہمیں شک کی نظروں سے دیکھیں گے کہ اتنے ہٹے کٹے مسٹنڈوں کی اتنی دلربا نانی اور دادی۔۔۔ناممکن"

گرینی کے غصے کو ٹلتا دیکھ کر وہ مزید انھیں ہنسانے کو اپنی مزاخ کی حس جگاتا بولا اور وہ اسکی تعریف پر حقیقت میں جس طرح بلش کر رہی تھیں، لئیق کو اپنی بے اختیار مسکان دقت سے دبانی پڑی۔

چلیں آپ ہنسیں تو سہی، غصہ مت ہوا کریں۔۔۔اب مجھے اجازت" دیں کیونکہ اہم کام ہے۔ بھجت بھی دیر سے ہی آئے گا، اسکا دن سلینا کے ساتھ ہو گا۔آپ بھی زرا اپنی پوتی کی تیمارداری میں لگیں۔۔۔میں پھر "آوں گا

اسکے یوں چلے جانے پر مدیحہ آفریدی واپس برہم ہوئیں، اسکا آنا انھیں احسان لگا تو انکی زبان شکوہ کیے بنا کیسے رہتی۔

"احسان کیا ہے نانی کے سر پر؟"

وہ انکے شکوے پر انکے میسی جوڑے میں مقید بالوں سے نکلتی ایک لٹ مسکرا کر انکے کان کی سمت اڑساتا زرا انکی طرف پر اسرار ہوئے جھکا۔

"جی نہیں، احسان عظیم کیا ہے۔۔۔۔ سی یو"

اپنے مخصوص سلگاتے انداز میں کہتا نہ صرف وہ انکو واپس چڑاتا لاونج سے نکلا بلکہ جیسے ہاتھ ہلا کر گیا، وہ منہ واپس پھلا چکی تھیں مگر جو بھی تھا، اسے روٹھوں کو منانے کا ہنر بھی بہت اچھے سے آتا تھا۔

وہ مسکراتیں ہوئیں اسکے جاتے ہی خود بھی باورچی خانے کی سمت قدم بڑھا گئیں۔

.._____..

بھجت کے آنے کی خبر نے سلینا کی ہر تکلیف کا جیسے مداوا کر دیا تھا، وہ لعلین کا گفٹ کیا سب سے خوبصورت سلک کا میرون گاون ڈریس پہن کر گرومی سا تیار ہوئی، آنکھوں میں شکر گزاری تھی، شادی کے بعد وہ شہریار کے خوف اور دھمکیوں کی وجہ سے بھجت کے قریب ہونے سے ڈرتی رہی اور پھر ان دو کی زندگی میں جو یہ کچھ دنوں کا بھونچال آیا، وہ بظاہر ان دو کو ایک دوسرے سے دور کرنے آیا تھا مگر اللہ نے اس مشکل کو ان پر اتار کے ایک دوسرے کے دل میں ایک دوسرے کے لیے محبت اور قدر دگنی کر دی تھی، وہ تو سلینا کے لیے تھا بھی سراپا محبت، اور وہ بھی تو محبت تھی کیونکہ اس نے بجھت سے شادی کر کے اپنی زندگی کا سب سے بڑا رسک لیا۔ سلینا اور بھجت کی ملاقات ایک محفل میں ہوئی جہاں وہ اپنی آفس

کولیگز کے ساتھ ایک بزنس پارٹی میں آئی تھی، سلینا بھی شادی سے پہلے تھی۔ ایک ملٹی انٹر نیشل کمپنی میں ایز آ آپریٹر جاب کرتی

ان دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھ کر ہی شاید ایک دوسرے کو قبول کر لیا تھا، پہلی نظر کا شدت پسند پیار کہنا غلط نہ ہو گا۔

چونکہ سلینا کا باس، بھجت کا قریبی جاننے والا تھا سو یہ ملاقاتیں اکثر و بیشتر ہونے لگی تھیں، پھر اسی کے توسط سے بھجت اور سلینا کی سرسری سی ہیلو ہائے شروع ہوئی، دونوں کو ایک دوسرے کی پرسنالٹی متاثر کر گئی، دونوں اپنے ذمے لگی ذمہ داریاں نبھانے کے چکر میں خود کو بھول چکے تھے، شادی کی جواں عمری کا وقت بیتنے کو تھا۔

جہاں بھجت نے اپنی جوانی، مانی کی پرورش پر سرو کی وہیں سلینا نے بھی اپنی خواہش اور خود کو فراموش کیے بابا کی لال کو ماں بن کر حفاظت دی۔

لیکن پھر کہتے ہیں ناں، مٹی کے بے حس جسم میں اپنی ہم نفس روح کو دیکھ کر ضرور کشش جاگتی ہے، ایسا ہی سلینا اور بھجت کے معاملے میں ہوا،

آہستہ آہستہ بات جیت جب دوستی تک پہنچی تو ایک دوسرے کی زندگی کی سٹرگل ایک دوسرے سے شئیر کی گئی، پھر جب بہت سے حالات اور جذبات میل کھاتے گئے وہیں ان دونوں نے ایک دوسرے سے محبت کا ارادہ کیا، حالانکہ یہ محبت تو کسی ارادے کی محتاج نہیں ہوتی، ہاں اشارہ دیا گیا کہ سنو! تمہیں دل نے مسند جان پر قبولیت دیتے ہوئے فائز کر دیا ہے۔

وہ تھوڑا نخریلا، ضدی تھا مگر غرور اس پر سجتا تھا، اور وہ چلبلی، زندہ دل، اور سمجھدار تھی، جہاں وہ ذہین فطین اور باکردار تھا تو وہیں وہ بھی باوقار، بداعتماد، نرم مزاج اور نرم دل تھی اور ان دو کے مسنگ پزل پیسیز ایک دوسرے کو تسخیر کیے انکو سونپ دیے گئے۔

پھر نکاح کی بات آئی تو بھجت کے اندر اس لڑکی کی محبت جنون تک پہنچ چکی تھی، نکاح بہت سی مخالفت کے باوجود وہ کر گزرا، نہ بہن راضی، نہ یار متفق نہ دادو خوش، لیکن وہ خوش تھا کہ اس نے اپنی محبت کسی زمانے کی حائل رکاوٹ کے باعث بیچ راہ نہ چھوڑی، یہاں بھی انکے حالات ایک سے

رہے، جہاں بھجت کے اس فیصلے نے اسکے پیاروں کو خفا کیا وہیں سلینا کی شادی کا فیصلہ لال کی خواہش تھا مگر اسکا بھجت نامی انتخاب لعلین کو برہم کرنے کا سبب بنا، لیکن وہی بات، محبت میں عقل مت ماری جاتی ہے، اس نے جب یہ دیکھا کہ بھجت ہر کسی کی مخالفت کے باوجود اسے اپنا رہا ہے تو اس نے بھی وقتی طور پر لعلین کو خفا ہونے دیا، یہ سوچ کر کہ لعلین کا غصہ چند ہفتوں تک اتر جائے گا مگر سلینا کو مہینے سے بھی کم بھجت کے ساتھ رہنا نصیب ہوا اور بیچ میں یہ پرتپش آندھی چل پڑی۔

اس ایک ماہ بھی سلینا، دماغی اور قلبی طور پر ڈسٹرب رہی اور بھجت کو حاصل کرنے کی خوشی اس طرح محسوس نہ کر سکی جیسے محبت کو پا لینے کے بعد محسوس کیا جاتا ہے، شہریار کی دھمکیوں کا خوف، لعلین کی ناراضگی، اسے بھجت کے قریب بھی بے قرار رکھتی اور بھجت اسکی اداسی کی تعظیم کرتا ہوا اسے سپیس دیتا۔

کیونکہ وہ خود بھی دادو، مانی اور لئیق کی برہمی سے ذہنی دباو کا شکار تھا۔

اور جس دن سلینا نے اسکو حقیقت میں قبول کرنے کا فیصلہ کیا اس دن شہریار نے اپنا قہر ڈھا دیا۔

وہ سب یاد کر کے وہ ابھی بھی سجتی سجتی بوجھل ہو گئی مگر ڈور بیل نے اسکی ویران آنکھوں میں بھجت سے ملنے کی خوشی بھر دی۔

وہ اک بے تاب نگاہ اپنے ہوش ربا سراپے پر ڈالتی کمرے سے نکلی اور لاونج سے ہوتی جب ڈور تک پہنچی تو ایک بار تو نئی نویلی دلہن کے جیسے اسکا رواں رواں قربت کی شدتوں کا سوچے لرزا، بھجت اس سے زیادہ تکلیف سے گزرا تھا اور اس وقت اسے بھی سلینا سے ملنے کے قرار نے سارے دکھ بھلا دیے تھے۔

جناب ہاتھوں میں سرخ پھولوں کا بکے لیے ہینڈسم سے نک سک تیار، خوشبو لوٹاتے ہوئے زوجہ سے ملنے کم اس کی جان نکالنے زیادہ آئے تھے،

اور وہ گلفام، گلابی، سرخ آگ سی لڑکی، سراپا اس شخص کا جنون، عشق اور قرار تھی جیسے اللہ نے اس سے چھین کر واپس بھی لوٹا دیا تھا۔۔

دروازے کے ہینڈل پر مضبوطی سے ہاتھ جکڑے سلینا نے تیز ہوتی دھونکی کی طرح روپ دھارتی دھڑکنوں پر قابو پائے دروازہ کھولا تو دل کی دھڑکن نے دم سادھا وہیں وہ دروازہ کھلنے پر بے اختیار جب اس شناسا، دلفریب چہرے سے ہمکلام ہوا تو مسکراتی آنکھیں درد اور شکر گزاری سے مل کر لمحے میں سرخ ہوئیں۔

ساری اداسی، محبت اور شدت کا روپ بدلتی ہوئی بھجت آفریدی کو خود سے بے خود کر گئی، جبکہ سلینا کی آنکھیں تو اس مہربان شخص کی نظروں میں ایک بار پھر سر تا پیر مرکوز ہو کر خوشی کی زیادتی سے چھلک پڑیں تبھی وہ خود ہی آگے بڑھ کر دروازہ بند کیے ان پھولوں کے بکے سمیت لپک کر سلینا کی آنکھوں میں جھانکتا، اسکے سارے آنسو اپنی موجودگی کے لمس سے سمیٹے اسے فرط جذبات کے سنگ اپنے سینے سے لگا گیا، یوں لگا جیسے دونوں کے

جلتے بلتے دل کو قرار مل گیا ہو، ایسا قرار جو اس طرح چھینا گیا تھا جیسے دوبارہ مل نہ سکے گا، ان دونوں کی دھڑکنیں ایک دوسرے کے جسموں تک منتقل ہوئے ایک تلخ جدائی کے کٹ جانے کا جشن مناتی محسوس ہوئیں، جسم کا رواں رواں شکر گزاری کے لمس سے سرشار ہوا۔۔

پچھلے کچھ دنوں کی تکلیف نے دونوں کے اعصاب پر ایسے ہتھوڑے برسائے تھے کہ دل اذیت کی سختی سے کراہ اٹھے تھے، مگر ساری تکلیف تو محبت سے گلے لگانے نے نگل لی، بس اک نظر، اک دلبر داشتہ سی مسکراہٹ، جب بھجت نے اسے اپنی پناہوں کی آزادی بخشے اسے خود سے الگ کیے اس پھول جیسے چہرے کی تازگی لوٹانے کو اسکو وہ پھول تھمائے جسے روتے روتے ہنس پڑتی سلینا نے تھامے ایک بار پھر اپنا چہرہ بھجت کے سینے میں چھپالیا، اسے بازووں میں بھینچ کر اپنے ڈوبتے ڈرے دل کو تقویت دیتا وہ اس وقت اپنے سکون و آرام سے ہمکلام تھا۔

وہ اس عزیز لڑکی کو یونہی ساتھ لیے لاونج تک آیا تو وہ بھی ان پھولوں کو واس کے پاس رکھتی اس شخص کی خود پر جمی بے قرار نظروں کی سمت مائل ہوئے بھرپور وارفتہ نگاہوں میں سمٹ کر اسکی جانب پلٹی تو بھجت نے اسے بازووں کے نرم حصار میں یوں بھرا جیسے اسکے چہرے کا نقش نقش اپنی آنکھوں کی پوروں میں جذب کرنے کا طلب گار ہو، من پسند شخص کی محبت سے چور نظریں ہمارے دل کو ہر خزن سے پاک کر دیتی ہیں، سکڑا سمٹا دل اپنی فطری رفتار پکڑ لیتا ہے۔

مجھے تو لگتا تھا میں نے تمہیں کھو دیا سلینا، جیتے جی موت جیسا وقت گزار" کر آیا ہوں لیکن اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ مجھے زیادہ نہیں آزمایا۔ تم ٹھیک ہو، ایسا لگتا ہے نئی زندگی ملی ہے مجھے"

اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرے وہ اسکی جبین چومتا، ایک بار پھر اسے جس طرح سینے سے لگا گیا، خود سلینا کے بلکتے دل کو اسکے لمس نے قرار بخشا، وہ

اسکے لیے ماہ پیکر تھی جسکی طرف دل کھینچا جاتا تھا، بھجت کے واپس ملنے اور یوں تحفظ بھرا احساس سونپنے پر اس لڑکی کے گال تپنے لگے، آنکھیں چمکنے لگیں اور ہونٹ مسکرانے لگے۔

دونوں ہاتھ بڑھا کر بھجت کی کمر پر لے جا کر باندھے نا جانے کتنے لمحے بس وہ آنکھیں موندے اسکے سینے سے لگی اسکی موجودگی محسوس کرتی رہی، اسکے وجود سے اٹھتی مخمور خوشبو، سانسوں کے راستے اپنے اندر اتار کر ساری تشنگی مٹاتی رہی مگر پھر بھجت کو لگا اسکی شرٹ، آنسوؤں کی بے اختیار نمی نے نم کی ہو۔

"آئی ایم س۔۔ سوری، میری وجہ سے آ۔۔ آپ نے اتنی ذہنی اذیت سہی، میں آپکے لیے لکی ثابت نہیں ہوئی بھجت، آپ نے مجھ سے صرف رنج ہی اٹھائے، بہت مشکل وقت تھا، وہ ایک ایک لمحہ بہت کرب ناک تھا"

وہ اتنے خوبصورت لمحے رو رہی تھی اور آواز ڈوبی تو بھجت نے اسکے تمام آنسو پہلوؤں سے تھامے رو برو لا کر محبت سے پونچھے، وہ خود اسکی اذیت کا

گواہ تھا، دل ایک تھے تو دونوں کی تکلیف نے ایک دوسرے کو برابر تپش پہنچائی تھی، اس شخص کی جذب سے بھری نظریں سلینا کے چہرے پر ٹھہریں اور پھر نازک سراپے کو اپنی سمت کھینچے اس نے سلینا کی گال سے ہونٹوں کو بے خودی سے مس کیا، دل تک اس جادوئی لمس نے حشر جگایا۔

"سب بھول جاو میری جان، اب کچھ برا نہیں ہو گا۔ کوئی مشکل ہماری محبت سے بڑی نہیں تھی سلینا۔۔۔ لیکن تم اس کمینے کی قید سے نکل کر "ہمایوں کیانی تک کیسے پہینچی؟ اس نے تمہیں کوئی تکلیف تو نہیں دی اسکی درد سے اٹی آنکھیں مزید کیسے سہتا، کہ اب اپنے اور سلینا کے لیے اسے کسی قسم کی سوگواری منظور نہ تھی، اور بہت سارے سوال تھے جو بجھت کو بے قرار کر رہے تھے تبھی وہ اسے وہیں صوفے پر بیٹھائے خود بھی اسکے ساتھ ہی بیٹھا اور رخ مکمل سلینا کی جانب پھیرے اسکے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے، سلینا نے گہرا سانس کھینچے اپنی تمام کہانی حرف بہ

حرف بھجت کو سنائی جسکو سننے کے بعد بھجت کی آنکھوں میں خون سا اترا،
دل یہی کیا کہ شہریار کی جا کر قبر کھود آئے لیکن وہ سلینا کی عقل مندی سے
بھی متاثر ہوا جس نے ہوش برقرار رکھتے ہوئے عقل سے سوچ کر خود پر
آئی مشکل کو خود پر ہٹایا۔
لعنت ہو اس پر، تم اگر مجھے بتاتی کہ وہ ایسا ہے اور تمہیں دھمکیاں دے رہا"
ہے تو میں بروقت اسکی لگام کستا، اسکی ہمت نہ ہوتی تمہیں چھونے کی
بھی۔۔۔۔پر کوئی نہیں، اللہ نے رحم کیا، تم ٹھیک ہو میرے لیے اس وقت
"یہی بہت ہے
اس سب میں یقیناً سلینا کی بھی غلطی تھی کہ اس نے بھجت سے شیری کی
محبت اور پاگل پن کا معاملہ چھپایا، اور وہ مانتی بھی تھی مگر اس وقت شاید
سلینا نے جو ٹھیک سمجھا تھا وہی کیا تھا۔
بھجت نے اپنی ناراضگی سے بھرے الفاظ کا مداوا اسکے ہاتھ کی پشت چومے
آخری نرم جملے سے ساتھ ہی کیا تو وہ افسردہ سا سہی پر مسکرا دی، اور اسکی

مسکراہٹ دیکھتے لپک کر جیسے بھجت نے خمار کے سنگ سلینا کے بے دم ہوتے وجود میں جان ڈالی، شرم کی شدت سے سلینا کی پلکیں بوجھل ہوئیں یہ لمحہ بھجت کو بہت تڑپا چکا تھا۔

"اس ڈر گزکی وجہ سے مجھے وہ لڑکی تم ہی دیکھائی دی جس نے مجھ پر حملہ کیا لیکن اسکے باوجود میرا دل ہر گز نہیں مانا کہ میری سلینا میرے ساتھ ایسا کر سکتی ہے، اب تو تمہیں یقین آگیا ناں سلینا کہ میں تم سے کتنی محبت کرتا ہوں، اب تو تم مجھ سے دور نہیں رہو گی ناں"

بھجت نے ٹھوڑی سے اسکا چہرہ اوپر اٹھائے اسکی شدت جذبات سے جھکی آنکھوں میں جھانکے جب یہ سب کہا تو ناچاہتے ہوئے بھی سلینا کی آنکھوں میں آنسو سمٹ آئے، اس نے ناصرف زرا قریب آئے بھجت کی گال پر لب رکھے اسکے سینے لگ گئی بلکہ تکلیف دبانے کے باوجود سسک اٹھی تو بھجت نے اسے فوری بازووں میں بھینچا۔

بھجت، آپ سے دور اس لیے تھی کہ اس شیری نے مجھے دھمکی دی تھی"
کہ آ۔۔آپکے قریب آئی تو وہ آپکو مار دے گا۔۔۔۔آئی ایم سوری، سلینا
آپ سے آپ سے زیادہ محبت کرتی ہے، آپ میری جان ہیں۔آپکی خاطر
میں نے اپنی لال تک کی ناراضگی مول لی اور لعلین، سلینا کے لیے کتنی اہم
"ہے یہ مجھے بتانے کی ضرورت نہیں
اسکی آنکھوں کی طرح یہ بتاتے آواز بھی بھری، تبھی تو وہ اسکے روبرو
ہوتے بھیگے چہرے کو دیکھتا اسکے سہل سانس لیتے تسلسل کو اس بار شدت
سے ڈگمگاتا ہوا استحقاق بھرا جواب دیے اس لڑکی کے آنسوؤں کا مول بڑھا
گیا، جو دکھ سے یکدم خوشی کا روپ دھار گئے، یہ بے قرار لمحے ایک
دوسرے کو تھوڑا نہیں، مکمل چاہنے لگے تو شر انگیزیاں اور شیطانیاں بڑھ
کر دل میں حشر برپا کر گئیں۔
سلینا مل گئی تھی اور وہ اسے ملنے نہیں اپنے ساتھ واپس لینے آیا تھا۔

"چلو میرے ساتھ ابھی"

وہ اسکے یکدم جنونی ہو کر اٹھنے اور ہاتھ پکڑ کر اٹھانے پر بوکھلائی جسکا یہ پوچھتے ہوئے سانس سینے میں ہی اٹک کر رہ گیا۔

"ک۔۔کہاں؟"

سوال کرتے اسکے ہونٹ ہکلائے۔

"آفریدی حویلی"

وہ اسکی بے تابیوں پر گھبرا کر اسکا ہاتھ جکڑے رکی، یہ بندہ تو جان لینے کے در پر تھا۔

ب۔ بھجت، ابھی نہیں پلیز۔۔۔۔لال کو میری بہت ضرورت ہے۔۔جب تک اسکا اور لئیق کا معاملہ حل نہیں ہوتا مجھے اسکے پاس رہنے کی اجازت دے دیں۔آپ جانتے ہیں وہ پہلے ہی مجھ سے خفا تھی، پھر اسے اکیلا چھوڑ گئی تو پچھلی ناراضگی جو اسے حالات نے جتانے نہ دی، ڈبل ہو جائے گی"

اس بار سلینا واقعی لال کا سوچ رہی تھی، اور بھجت کو اسکی لال سے اٹیچمنٹ کا اندازہ تھا تبھی وہ شرافت سے مان گیا، حالانکہ اب اپنی نظر سے سلینا کو ایک لمحہ بھی اوجھل رکھنا اسکے لیے بہت مشکل تھا۔

"بٹ آئی آلسو نیڈ یو سیلی"

بھجت کے لہجے کا بھاری اداس پن اسکے جذبات کا عکاس تھا اور وہ تبھی مسکرا کر اسکے واپس گلے لگی۔

"میں آپکے پاس ہی ہوں، بہت پاس اس بار تبھی آوں گی جب میری لال بھی یہ خوشیاں قبول کرے گی۔۔۔بس کچھ دن دے دیں"

اسکے جذبات منہ زور تھے تب بھی وہ اس سے مہلت مانگ کر ظلم ڈھاتی بھی اسے جان سے پیاری لگی تھی، ویسے بھی آج وہ سارا دن سلینا کے ساتھ ہی گزارنے والا تھا سو پھر سے جدا ہونے کی ہمت آنی طے تھی۔

ٹھیک ہے، لیکن پھر ساری حق وصولیاں تفصیل سے کروں گا اور تم نہ"
"چوں کرو گی ناں چاں۔۔۔۔۔
معنی خیزی سے کہتا وہ اسکے ہونٹوں کی رعنائیوں کو اس بار جب بکھیرنے
خمار آلود لہجے میں نزدیک آیا تو سلینا اسکی ذو معنی تمہید پر بلش کرتی
مسکراہٹ دیتے اس جنونی دیوانے کی شدتیں بنا کسی اعتراض کے قبول
کیں جو اپنی تشنگی چند لمحوں میں ختم کر کے سارے ذہنی دباو سے نکل آنے
والا تھا اور وہ جانتی تھی وہ اسکا ایسا سکون ابھی ضرور بن سکتی ہے۔

.._____..

یہ ایک شہری آبادی سے یکسر دور موجود سنسان چوراہا تھا جہاں چار راستے
مختلف سمتوں میں جاتے، انہی چار راستوں میں سے ایک سڑک تھی اور

دوسرے دوراستے سڑک سے کراس ہو کر کچی زمین سے گزرتے تھے، کبھی کبھی سڑک سے گزرتی کوئی گاڑی یہاں پھیلی وحشت اور خاموشی کو چیڑنے کا سبب بنتی تو زندگی کے شواہد محسوس ہوتے اور پھر ازلی خاموشی چھا جاتی۔

وہ اپنے کندھے پر بیگ جمائے درختوں کے جھنڈ تلے بنے کچے راستے پر چل رہی تھی، سامنے ہی کھیت کھلیان تھے اور پھر دور پار کچی بستیاں، کسانوں کے لگائے ڈھیرے، اسے تاحد نگاہ دیکھائی دے رہے تھے، لعلین نے اک طائرانہ نگاہ ہر سمت ڈالی اور پھر شام کے بوجھل سورج کی جانب جو دن بھر بادلوں کی اوٹ میں دبے ہونے کی برہمی اب خبس زائل کیے اتار رہا تھا۔ یہی وہ جگہ تھی جہاں اس نے ہارون کو بلایا تھا، فل بلیک میں سر پر فیڈورا کیپ پہنے، منہ پر ماسک چڑھائے وہ سڑک پر آکر رکتی بائیک سے اترا اور اسکے ساتھ والا آدمی تیزی سے وہ بائیک سڑک سے بھگا لے گیا، اپنی تیز شاطر نظریں ہر سو عقاب کی طرح جماتا وہ ارد گرد دیکھتا محتاط ہوئے کھسیانی

ہنسی ہنسے کچے راستے کی سمت لپکا تو کچھ قدم پیدل چلتے ہی اسے کھیتوں کی سمت چہرہ کر کے کھڑی لعلین دیکھائی دی، ماسک چہرے سے ہٹاتا وہ اس سے پہلے لعلین کی سمت بڑھتا، وہ خود ہی آہٹ پر پلٹتی وہاں درخت کی اوٹ میں چھپے کسی وجود کو بھانپے پیچھے پلٹی اور جب درختوں کے جھنڈ پار کیے توہارون کسی تیز ہوا کے جھونکے کی طرح جیسے اسکے سامنے آیا، اس پر وہ بھی اک لمحہ چونکی مگر ہارون پر کاش کو دیکھتے ہی لعلین کی آنکھوں میں نفرت سمٹ آئی۔

وہ اس سے خود زرا فاصلہ بنا کر یوں پیچھے سرک کر کھڑی ہوئی جیسے اس شخص کا سایہ بھی اسکی طرح زہریلا ہو اور لعلین کا یہ عمل ہارون کی آنکھوں میں منصوعی ویرانی کے سائے بکھیر گیا۔

"کیسی ہو لال؟"

دو سال بعد وہ اسے اپنے سامنے دیکھ کر اپنی آواز کو ڈوبنے سے بچا نہ سکا اور وہ اسکے حال پوچھنے کی ہمت پر زہر سے بھرا ہنسی۔

"بہت اچھی، ہمیشہ کی طرح۔۔۔تم سے نفرت میں ظالم حد تک سفاک۔۔۔ویسے جس نے اپنے ماں باپ کو فالتو کباڑ سمجھ کر گھر سے باہر پھینک دیا ہو وہ ایک معمولی سی دوست کے لیے اتنا کیوں تڑپ رہا ہے، تم تک تو ابھی تک مکافات عمل پہنچ جانا چاہیے تھا، پتا نہیں کیوں تم ابھی تک زندہ ہو"

لعلین کے اشتعال اڈتے لہجے کو دیکھ کر ہارون نے سینے پر جمتی درد بھری سانس خارج کی، اور اسے وہ سانس لیتا بھی ناگوار لگا۔

"تم معمولی نہیں ہو لال، تم سب سے قیمتی تھی۔۔افسوس کہ میں ہی وقت پر یہ جان نہ سکا۔ تمہیں وہ تکلیف دینے سے اب تک میں آگ میں جل رہا ہوں، میں نے محبت اور جنگ میں ہمیشہ سب جائز سمجھا مگر یہ تو اب سمجھ

آئی کہ ان معاملوں میں جائز تو کچھ نہیں ہوتا نہ ایسا کوئی سرا ہمارے ہاتھ لگتا ہے۔ مجھے تمہاری آہیں کھا گئیں، لیکن پھر بھی اس ساتھ کے لیے تم مجھے معاف کر دو جو ہم دو کا صرف خوبصورت تھا"

اول تو وہ اسکی کسی بات کو سننے میں دلچسپی نہیں رکھتی تھی اوپر سے اس شخص کی معافی مانگنے کی ہمت پر لعلین نے اسکے گریبان کو پکڑے ایک ہی جھٹکے سے اسکی کمر درخت سے پٹخی اور وہ اس سے کئی گنا طاقتور ہونے کے باوجود کوئی مزاحمت نہ کر سکا۔

اپنی لہو آنکھیں اس کی تکلیف سے بھری آنکھوں میں گاڑے وہ نفرت سے بھی کسی سخت جذبے میں مبتلا تھی۔

تم نے سب خوبصورتی غارت کر دی تھی، اس لمحہ جب تم نے اپنی جنت" کو بے گھر کیا ہارون پر کاش! اپنے اس باپ کو دھتکارا جس نے تمہاری انگلی پکڑ کر چلنا سیکھایا، تم اسی لمحہ لعلین ابراہیم کے لیے جابر، ظالم اور منحوس

انسان بن گئے تھے، اور پھر جو تم نے میری زندگی سیاہ کی، اس پر تو میں تمہیں نفرت کے لائق بھی نہیں سمجھتی، تم نے اگر ماں باپ کو رنج نہ دیا ہوتا تو اپنی اتنی بڑی کمی میں تم پر معاف بھی کر دیتی کہ چلو یہی مقدر تھا، لیکن اس دن تمہاری بکواس باتیں مر کر بھی معاف کرنے کے لائق نہیں۔

میں سوچتی تھی پتا نہیں یہ فرعون کیسا آدمی تھا کہ اسے اللہ نے ایسی عبرت دی کہ نہ زمین نے قبول کیا نہ آسمان نے، تمہیں دیکھ کر پتا چلا اس جیسے منحوس لوگ اب بھی دنیا میں اسکی یاد تازہ کرنے آتے ہیں، اب تمہاری

" عبرت طے ہو تو مجھے بھی اللہ کا انصاف دیکھنے کو ملے۔۔۔۔۔

لعلین کے لب و لہجے میں جھلسا دیتی آگ تھی اور وہ اسے اتنا برا سمجھتی تھی تو یہ حق ہی تھا، ابھی تو وہ اس سے غافل تھی کہ یہ اپنوں کو نوچ کھانے کے ساتھ اس ملک سے بھی دیمک بن کر چمٹا ہوا ہے۔

ٹینا سے محبت میری بربادی کی ابتدا تھی، میں بھٹکا اور بھٹکتا چلا گیا۔ میں " جانتا ہوں معافی کے لائق نہیں مگر تمہارے ساتھ جو کیا، کم از کم اسکی

معافی دے دو لال۔۔۔ تمہیں نہیں پتا مگر اپنے بچاو کے بدلے بھی میں
"نے دو سال سے صرف تمہاری خوشی کی دعائیں مانگی ہیں
وہ اسکے اول جملوں پر اسے جھٹک کر غرائی جبکہ ہارون کے آخری جملے پر
لعلین کا خون کھول گیا۔
تمہیں کیا لگتا ہے، ماں باپ کے نافرمان کی دعا اس لائق ہوتی ہے جو قبول"
ہو گی۔۔۔ تمہاری اس دعا سے اچھا مجھے کسی دشمن کی بد دعا لگ جائے تو
خوشی خوشی سہہ لوں گی، تم سسک سسک کر اپنی نجات مانگو تب بھی مشکل
ہے۔ آئی تو تمہیں مارنے تھی پر تم تو اپنے کیے کا پھل بھگتتے ہوئے ہی مر
"رہے ہو، لیکن ابھی تو پارٹی شروع ہوئی ہے ہارون پر کاش
اپنے آئبرو سکیڑے، متنفر نگاہوں سے اسکے رندے چہرے کو دیکھ کر وہ
اسکے دل کو تمسخرانہ لہجے میں جو کوڑے برسا چکی تھی وہ ہارون پر کاش کی
آنکھوں میں سرخی اتار لائے۔

"تم اتنی ظالم تو نہیں تھی لعلین"

اسکے اس شکوے میں تڑپ تھی اور لعلین کا خون اسکے اس طنز پر صحیح معنوں میں رگوں میں ابل گیا۔

"میں ہر اس انسان کے لیے ظالم ہوں جو اپنی جنت کو رسوا کرتا ہے، اب تم ہچکیاں بھرتے ہوئے بھی اپنی جنت واپس مانگو، نہیں ملے گی۔ وہ تمہارے ماں باپ تو آج بھی تمہیں معاف کرنے کے لیے تیار ہوں گے لیکن میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی ہارون، تم، سیلی، شیری، اس کے آگے میری دنیا ختم ہو جاتی تھی لیکن اب میں یہیں سے اپنی نئی دنیا بناوں گی، جس میں میرے ساتھ صرف میری بہن ہو گی۔ تم دو اپنے اپنے کیے گا پھل لازما بھگتو گے"

وہ اسے جھولی بھر بھر کر بد دعائیں دیتی زرانہ کانپی مگر اسکے یہ الفاظ ہارون کو نشتر محسوس ہوئے، جو شہ رگ کاٹنے پر اتر رہے ہوں۔

"ہمم، تم اس لئیق نامی کمینے سے ڈائیورس کب لے رہی ہو؟"

اسکے غصے اور نفرت پر اوس پڑتی محسوس کیے وہ جو اگلا سوال کرتے ناگواری سے بولا اس پر لعلین نے حقارت لٹاتی نظریں یوں اس پر ڈالیں جیسے اسے اس جرت پر ہی زمین میں دفن کر دینا چاہتی ہو۔

"تمیز سے نام لو اسکا، ایسا نہ ہو تمہارا منہ میرے ہاتھوں ٹوٹ جائے"

اسکے جواب نے ہارون کے اندر کا وحشی انسان از سر نو جگائا، اور جس طرح لعلین نے اسے تنبیہہ کی، اسکے لہجے کی تپش ہی اتنی تھی کہ اسکی تابناکی ہارون کو جھلسا گئی۔

کیا اتنے سے دنوں میں اس سے اتنی اٹیچ ہو گئی ہو، اس سے جلدی اپنی" جان چھڑواو، ہم سب پہلے جیسا کر دیں گے لال۔۔۔ میں اپنے ہر گناہ کی تلافی کروں گا، یہی نہیں میں تم سے شادی بھی کروں گا۔۔۔۔ ہم سب ایک بار پھر ساتھ ہوں گے"

ہارون پر کاش کی یہ ساری باتیں نہ صرف لعلین کے صبر کا پیمانہ لبریز کر گئیں بلکہ اس نے پوری قوت سے ہارون کے منہ پر جو تھپڑ مارا اس سے اس شخص کو اپنی صحیح اوقات کا اندازہ ہوا، لعلین کے بھڑکیلے تاثرات اس شخص کو نفرت کی حد بتا چکے تھے۔

"تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی یہ سب بکواس کرنے کی، تم سے شادی کروں گی جس نے مجھے اس دنیا جہاں کے خوبصورت رشتے کے سکھ سے محروم کر دیا ہے۔۔۔۔ کراہت ہو رہی ہے مجھے تمہاری شکل دیکھ کر، یہ دنیا اپنے مرکز سے ہل سکتی ہے لیکن لال تم پر بھیجی اپنی لعنت واپس نہیں لے سکتی۔ تم نے ثابت کر دیا کہ تمہارے اندر اب بھی وہی گند بھرا ہے، جا کر مر جاو، ایسا سب سوچنے کی نہ تمہاری حیثیت ہے نہ اوقات"

تمام لحاظ بالائے طاق رکھ کر وہ تڑخ کر اس پر چلاتی اسکے گریبان پر واپس پکڑ جمائے اسے پکڑے دھکیل گئی، لیکن جس طرح ہارون نے اسکی بازو

پکڑے اپنی سمت دھکیلا، وہ اسکی آنکھوں میں ٹپکتے جنون سے لمحہ بھر خوفزدہ ہوئی۔

"میں تمہیں اس لئیق کی بیوی نہیں رہنے دوں گا، تم اگر میری مجبوریاں دوست بن کر نہیں سن رہی ناں تو تمہیں میری بیوی بن کر میرے زخم بھرنے ہوں گے۔ماردوں گا میں اس کو ویسے بھی وہ ہمارے گلے کی سب سے بڑی ہڈی ہے، شیری نے تمہیں اسکے پلے ڈالے اچھا نہیں کیا، تم اب

"میرا یہ روپ بھی دیکھو گی لعلین

اسکے مظلوم سے یکدم وحشی بننے پر لعلین نے اپنا آپ نہ صرف اس سے چھڑوایا بلکہ بنا اسے موقع دیے اپنے بیگ سے گن نکال کر ہوا میں لہرائے اسکی طرف شعلہ باز نظروں سے گھوری اور اس پر تانی۔

مجھے چھونے کی دوبارہ کوشش بھی کی تو تمہارے ہاتھ توڑ دوں گی، رہی"
بات تمہارے اندر لئیق کے خوف کی تو لگتا ہے معاملہ کچھ زیادہ دلچسپ
ہے۔۔۔اس شخص کا خوف تمہاری آنکھوں سے کیوں ٹپک رہا ہے، کیا کچھ
"اور بھی کر چکے ہو؟ بولو
وہ لعلین کے ہاتھ میں گن دیکھ کر سن سا پڑا مگر وہ بلا خوف اس کے ڈر
بھانپ کر مشکوک ہوتی غرائی۔
تمہاری قدر آ گئی بس، گن نیچے کرو لال۔۔ تمہیں اس پوری دنیا میں"
صرف ہارون ہی بیوی کے طور پر قبول کرے گا، اور میں یہ قربانی خوشی
خوشی دوں گا۔ مجھے کیا کرنی ہے اولاد، میرے لیے میری یہ دوست کافی
ہو گی، ہم ایک دوسرے کے ٹوٹے دلوں کا مرہم بنیں گے ناں۔۔۔ میں
"ٹینا کا دھوکہ بھلا دوں گا اور تم یہ کمی بھول جاتا

وہ مظلومیت کا مکھوٹھا اتار کر جس طرح حیوانیت پر یکدم اترا، لعلین کو شاک نہ لگا کیونکہ وہ جانتی تھی وہ اس سے بھی گرا ہوا ہے، جسے اللہ نے دلدل میں گہرا اتار دیا تھا۔

"لعلین ابراہیم ہوں میں، تمہارے دل بہلانے کا سامان نہیں، تم میرے لیے قربانی دینے کے بجائے اپنی قربانی دے دو تاکہ تم جیسا گند ادماغ زمین میں دب جائے۔

ہاہاہا! ویسے کتنے بے غریت نکلے تم رونا۔۔تو تمہارا وہ رو رو کر شیری کو ایموشنل کرنا، اسے جندل محل پیغام دے کر بھیجنا، پھر مجھے مظلوموں کی طرح کال کرنا ایک ڈرامہ تھا۔۔۔ضرور تم نے شیری کو بھی ڈسا ہوگا۔۔۔۔شیری نے یہ سب جو کیا تمہاری وجہ سے؟ ہے ناں، سپولے کہیں کے۔۔۔۔۔گھن آرہی ہے مجھے تمہاری شکل سے"

تو گویا وہ پہلی تھی جس نے سب سے پہلے اس شیطان کو بے نقاب کیا،
کیونکہ رونا ہی اصل فساد تھا، اس روز شیری کو جندل محل جانے پر مجبور
کرنا اسکا ایک رچا رچایا کھیل تھا، اور اسکا مقصد شہریار کو اپنی راہ سے ہٹائے
بلیک ڈائمنڈ کے ہتھے چڑھا کر خود ساری گیم خود کھیلنے کا ہلین تھا کیونکہ اب
ڈیول بھی اسکے لیے خطرہ بن چکا تھا، اور ایسے جاسوس اپنے مددگاروں کو ہی
وقت پڑتے سب سے پہلے راستے سے ہٹاتے ہیں۔
نہ صرف وہ کینچل کو مار چکا تھا بلکہ شیری سے رابطے کا ہر سائن ختم کر چکا تھا
تاکہ لئیق اس تک کسی طرح پہنچ نہ سکے اور آج لعلین کے سامنے آنے کا
رسک بھی اس نے محتاط ہو کر لیا، کیونکہ کھیتوں کی طرف بیٹھے کسان،
اصل میں اسی کے ساتھی تھے اور یہ پورا علاقہ رونا کا تھا۔

بس ایسا ہی سمجھ لو، مجھے ڈس کر مزہ آتا ہے۔ اب تم رہ گئی، جس پر اعتبار بچ"
گیا۔ میری ہو جاوناں لال، اس وقت مجھے تمہاری ضرورت ہے، میں ٹینا

کے دھوکے سے بہت ٹوٹ گیا ہوں، تو بتاو کب اسے چھوڑ کر میری بیوی بنو
"گی؟ یا پھر اسے مارنا پڑے گا

اس آدمی کی یہ باتیں لعلین کے دماغ میں درد جگا گئیں، اسے اب یہاں سے جلد از جلد نکلنا ہی مناسب لگا کیونکہ یہ شخص اب اعتبار کے ہر گز لائق نہ رہا تھا۔

اب تم سے پناہ کو اگر مجھے آخری سانس تک بھی اسکے نکاح میں رہنا پڑا تو"
خوشی خوشی رہوں گی، ہمت ہے تو مجھے اپنا بنا کر دیکھانا۔۔۔اگر مرد ہو تو
ایسی جرت اسکے سامنے کرنا، پھر دیکھیں گے کھیل کا کتنا مزہ آتا
ہے۔۔۔دور ہٹو۔۔۔جب تک یہاں سے چلی نا جاوں، اپنی جگہ سے مت
"ہلنا ورنہ یہیں تمہاری قبر کھود دوں گی۔۔۔۔۔۔۔

وہ اسے چیلنج دے رہی تھی اور رونا کو چیلنج بہت پسند تھے، وہ جانتی تھی وہ یہاں محفوظ نہیں، اور دھمکی دے کر تو اپنی جان خطرے میں ڈال چکی ہے مگر وہ شیطانیت کے سنگ اپنی خباثت دباتا معصومیت سے سر ہلائے اسے

دور جاتا دیکھ رہا تھا اور اس خوف کو انجوائے کر رہا تھا جو لعلین کی آنکھوں مئں تھا۔

وہ اس پر گن تانے ہی سڑک کی سمت بڑھی اور دیکھتے ہی دیکھتے رونا کی نظروں سے اوجھل ہو گئی اور اسی وقت درختوں کے جھنڈ سے رونا کا بھدے نقوش والا آدمی نکلا جسے رونا نے نجانے کیا اشارہ کیا کہ وہ اپنی گن پتلون میں دباتا لعلین کے پیچھے ہی بھاگا، کچھ آگے جاتے ہی لعلین نے اپنی زندگی میں پہلی بار فطری خوف کے سنگ دوڑ لگادی، نجانے کیسا لمحہ تھا کہ وہ اندھا دھند اس سنسان سڑک پر بھاگتی رہی، دس منٹ، بیس، تیس، یہاں تک کہ شہری آبادی شروع ہو گئی، سڑکوں سے ملحقہ مالز دیکھائی دینے لگے، ٹریفک کا تصادم بڑھنے لگا مگر لعلین ابراہیم کے قدم آہستہ ہوئے مگر جاری رہے، تاریک سوگوار شام اترنے لگی، اور کسی شوریدہ موڑ پر کسی کے مضبوط ہاتھ نے اسکی ہتھیلی پکڑے جب تیز ترین آتی گاڑی سے بچانے کو

اسے اپنی طرف کھینچا تو وہ ٹوٹی شاخ کی طرح لئیق ایر ذعلوی کی، دنیا جہاں جا سمٹی، اس شخص کی خوشبو بنا دیکھے کی سب سے پر سکون بازووں میں بھی اسکا احساس لعلین کے دل میں جگا گئی کہ پوری دنیا میں اسے اس شدت اور محبت سے تھامنے والا صرف وہی ایک ہے، لعلین کو لگا سانس لیتے لیتے سانس چھوڑ دینے کا مقام آ گیا ہو۔

اسکے سارے ڈر، خوف، پریشانی، تکلیف پر ایک سکون پہنچاتی دھند چھا گئی۔

جیسے ہی وہ لئیق سے ٹکرائی، رونا اکا آدمی جو لال کا پیچھا کرتے اسے دبوچنے کے چکروں میں تھا، فوری طور پر وہاں سے غائب ہوا جبکہ اس لڑکی کے پاگلوں کی طرح بھاگنے نے لئیق کو خفیف سا برہم کیا، اسے کچھ ہو جاتا تو کیا وہ دوسرا سانس لے پاتا، شاید نہیں تبھی تو لعلین کی یہ حرکت اسکے اچھی نہ لگی، پچھلے ایک گھنٹے سے وہ اسکے فون کی لوکیشن ٹریس کرتا اسے ڈھونڈ رہا تھا۔

لعلین !ابھی گاڑی تلے آکر کچلی جاتیں تو کہاں سے لاتا آپکو۔۔۔بیوقوف"
" لڑکی

اپنی بازو اسکی کمر کے گرد گرد حائل کرتا وہ اسکے سینے سے الگ ہوتے ہی ڈانٹتا، سرد نگاہوں اور سپاٹ لہجے کے سنگ بگھڑا جو اتنی بڑی دنیا میں ٹکرائی بھی تو اس شخص سے جس سے وہ دور جانے کی خواہش مند تھی، پاس ہی لئیق کی گاڑی کھڑی تھی، اسے تو ارد گرد کچھ دیکھائی نہ دیا، دل کا دھیان تو اس شخص کے پہلے جملے سے جا الجھا تھا۔۔

لئیق کے ڈانٹنے پر ہوش تھامے بے ساختہ گھبرائی، کہاں آسان تھا اب ان آنکھوں میں اعتماد سے دیکھنا، اپنا بازو برہمی سے اسکے ہاتھ سے چھڑواتی وہ متذبذب ہوتی اس سے فاصلے پر کھڑی ہوئی۔

ت.. تم کہاں سے ٹپک پڑے، اور بیوقوف نہیں ہوں میں سمجھے۔۔۔ہر"
"جگہ چپکنے کی نہیں ہوتی، دیکھو سب دیکھ رہے ہیں ہمیں

گھبراہٹ میں وہ اس وقت ارد گرد خود کو گھورتے لوگوں کی نظروں سے خائف ہوئی یہی بڑبڑاتی اسکے نظریں چراتی بولی جیسے کسی ٹیکسی کی منتظر ہو تاکہ یہاں سے بھاگ سکے مگر اسکی بات سنے بناوہ اسکی کلائی تھامے اپنی گاڑی کی طرف بڑھااور بے تکلفی کے سنگ اسکو گاڑی کادروازہ کھولے بیٹھایااور پاس سے گزرتے گھورتے اکادکالوگوں کوایسی گھوری دی کہ وہ سب خوف کے مارے اپنی نظریں جھکائے وہاں سے اوجھل ہوئے جبکہ، لعلین اسکی اس زبردستی بٹھانے کی حرکت پراس سے پہلے اسکے بیٹھتے ہی نکلتی لئیق نے اسے بھی ایساظالم گھوراکہ لعلین نے شرافت سے بیٹھنے کوہی ترجیح دی، گھبراہٹ کے سنگ چہرہ پیلاپڑا، وہ ساتھ آکر بیٹھا، لئیق نے برہمی کے سنگ گاڑی اس گنجان جگہ سے نکالتے ہوئے مین روڈپر ڈالی اور لگ بھگ پانچ منٹ کافاصلہ طے کیے ایک سڑک کنارے روکی جہاں اس وقت کم ٹریفک تھی اور شور بھی ناہونے کے برابر تھا۔

" کیا کر رہی تھیں بیچ سڑک بھاگ کر؟"

گاڑی روکتے ہی وہ برہم ہوتا اسکی طرف دیکھتے بولا جس نے آج اپنی آواز کو لئیق کے سامنے دبا محسوس کیے چہرے کے تباہ تاثرات چھپانے کی کوشش کی۔

تمہیں اس سے کیا مطلب، یہاں تک لفٹ دینے کے لیے تھنکس، مجھے "
"کوئی بات نہیں کرنی۔۔۔

زمانے کی سختی سے بھری آنکھیں لیے قطعیت سے کہتی اس سے پہلے وہ گاڑی سے نکلنے کی کوشش کرتی، لئیق نے بروقت گاڑی لاک کی تو لعلین کے اندر تک سنسنی سی اتری، اسے محسوس ہوا اگر اس نے چہرہ پھیر کر اسے دیکھ لیا تو پتھر کی ہو جائے گی۔

"لیکن اب مجھے آپ سے بات کرنی ہے سو آپکا وقت چاہیے لعلین "

لئیق کے سیدھے جواب پر بھی لال نے اسے گردن موڑے الجھن آمیز انداز سے دیکھا۔

"میں تمہیں کیوں دوں اپنا وقت، تم نے آل ریڈی میرا کافی وقت برباد کیا ہے۔۔۔لاک کھولو پلیز، مجھے جانا ہے"

اسے دیکھنے سے گریز برتتے ہی جناب کو ٹالنے کی کوشش کی گئی مگر لئیق اسکے یہ نئے گھبرائے گھبرائے روپ دیکھ کر ساری خفگی بھلائے خاصا محظوظ ہوا۔

اس ظالم کی سیاہ آنکھوں کا مرکز لعلین کی خوبصورت شفاف دودھیا گردن تھی جہاں اسکا پہنایا گفٹ پوری شان بان سے دمک رہا تھا پر یہ لڑکی تو آج حد درجہ بے تاب لگ رہی تھی تھی، بے قراری اسکے ہر موں سے چھلک رہی تھی، اور یہ لئیق ایزدعلوی کا صبر بری طرح آزما رہی تھی۔

....★☆☆☆☆☆★....

لعلین نے جب خود پر اسکی جمی نظروں کی تپش محسوس کی تو چڑ کر اسکی طرف غصے سے دیکھنے لگی مگر اسکی نظروں کے ارتکاز پر اس نے اپنی گردن میں دمکتا وہ پینڈٹ نوچ کر نکالنا چاہا تو لئیق نے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں مقید کیے خفیف سی خفگی کے سنگ اپنی سمت کھینچے اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے تنبیہی اشارہ کیا جو لعلین کے اندر تک ہلچل مچا گیا۔

اسے اتارنے کی کوشش مت کیجئے گا، ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا،" آپ مجھے اپنا وقت دیں گی لعلین، کیونکہ آپ سے زیادہ آپ پر میرا حق ہے"

اپنی آنکھیں لعلین کی آنکھوں میں ڈالے پر زور رعب جماتے اس نے لعلین کی شدت پسندی کو لمحے میں زائل کیا جو اسکے حکم چلانے پر سلگ سی گئی۔

لیکن جس ہتھیلی کو لئیق نے اپنے ہاتھ میں لیا وہ اب تک ہلکی سی سرخ تھی، اور لعلین نے اسکے ایک بار پھر حواس جھنجھوڑ دیتے انداز بھانپ کر اپنا ہاتھ مچل کر چھڑوانا چاہا مگر لئیق نے اسے ایسا کرنے نہ دیا بلکہ جھک کر اپنے ہونٹوں کا لمس اسکی جلتی ہتھیلی پر بلکل ویسے رکھا جیسے یہی اس جلن کا علاج ہو، وہ اسکے لمس پر دل تک لرز کر رہ گئی، اس شخص کی سانسوں کی حدت نے جو جلن کا توڑ کیا وہ تو فارمیسی کی کوئی دوا بھی نہ کر پاتی۔

"ہاتھ کیسا ہے اب آپکا؟"

نرمی اور اپنائیت بھرے استفسار پر وہ اسکی جذبات سے بھری آنکھوں کو بے دردی سے نظر انداز کرتی چہرہ پھیر گئی، جیسے اس شخص کے سامنے خود کو بے جان جاننے لگی ہو۔

نہایت آہستگی سے اس نے لعلین کا ہاتھ اپنی سمت کھینچے اسے واپس موڑے گرد بازو حائل کیے اپنے حصار میں بھرا اور اس کی پیشانی پر شدت سے ہونٹوں کا لمس چھوڑا اور پیچھے ہٹتے ہوئے بے خود انداز سے اس لڑکی کی بدلتی کیفیت عیاں کرتا چہرہ دیکھا۔

"جیسی جلن ہاتھ پر ہے ویسی زندگی میں بھی گھل گئی لئیق، تم سے برا کوئی ہے بھی نہیں، اور کونسا حق؟ کانٹریکٹ تھا تو اس میں حق کہاں سے آ گئے، مجھے سچ سچ بتاو کیا چاہتے ہو مجھ سے اب؟ یہ سب مت کرو پلیز"

اسکے لفظ لفظ میں آس اور وحشت تھی تبھی تو آخری گزارش کرتے وہ اپنی دھندلاسی جاتی آنکھیں چراتی بیزارئیت کے سنگ اپنا ہاتھ لئیق کے ہاتھ سے چھڑوانے لگی کیونکہ وہ اسکی موجودگی تک سے دل کو بے چین محسوس کر رہی تھی۔

"یہ سب نہ کرنا میرے اختیار سے باہر ہے، آپکو محسوس کر کے اچھا لگتا ہے۔ دیکھنے سے اپنی لگتی ہیں لیکن چھونے سے صرف میری"

وہ اسکے درد کو بڑھا رہا تھا، لئیق کے پیش رفت کرتے ہونٹوں کا رخ اپنی اداسی کے لمس بکھیرتے ہونٹوں کی طرف دیکھ کر وہ فوری اپنا چہرہ تڑپ کر پھیر گئی جسکے باعث وہ محبت بھرا لمس اسکی بے داغ گال کو نصیب ہوا اور تبھی وہ اسکی شدت پر سختی سے آنکھیں میچ گئی، اسکے سینے پر دباو ڈالے سسک کر دور ہٹنے کی سعی کی۔

"م۔۔میں تمہاری نہیں ہوں۔۔۔کیا چاہتے ہو، یہ سب مت کرو"

اسکا اعتراض، اسکی تکلیف لئیق کے جذبات کا زور بڑھا رہی تھی۔

وہی جو آپ بھی چاہتی ہیں، آج کی شام اور رات مجھے دیں، جاتے ہوئے"

"کل آپ نے کہا تھا میری بات سنو، اب میں آپکی بات سننا چاہتا ہوں

شاید وہ خود بھی کسی زبردستی کا قائل نہیں تھا نہ وہ لعلین کے معاملے میں بے صبرا تھا، وہ اسے آزاد کرتا اسکے رندے، زندگی کے اکتائے، شکوہ کناں چہرے سے بڑے جبر سے نظریں چرا گیا۔

گاڑی واپس سٹارٹ کیے اتنی نرمی اور محبت سے بولا کہ وہ بے اختیار اسکے سامنے کی طرف دیکھتے چہرے ہونق بنی دیکھتی رہ گئی، جواب دینے کی نہ ہمت رہی نہ ہوش۔

اور وہ مر کر بھی اب اس شخص سے کچھ نہیں کہنا چاہتی تھی، لیکن وہ ہارون کی وجہ سے واقعی اس وقت بہت خوفزدہ تھی، ڈنر کا اس نے سلینا کو کہہ رکھا تھا مگر اسی لمحے لال کو سلینا کا میسج آیا کہ وہ بھجت کے ساتھ ہی ہے اور ڈنر کر کے ہی لوٹے گی کیونکہ بھجت اسے اس سے پہلے گھر چھوڑنے پر راضی نہیں ہو رہا۔

مجھے اب کچھ نہیں کہنا تم سے، وہ آفر محدود مدت کے لیے تھی جو تم نے "گنوا دی"

وہ جس طرح ہونٹ کا کنارہ دانت تلے دباتی اپنی نظریں ونڈو سے باہر گماتی قطعیت کے سنگ بولی، اک خفگی دبائی گئی اور پھر خوبصورت مسکراہٹ لئیق کے ہونٹوں پر رینگ گئی۔

لیکن مجھے سب کچھ صرف آپ سے ہی کہنا ہے، شام چاہیے، صلح کے "
" لیے، رات چاہیے لڑنے کے لیے
مخصوص جان لیوا مسکراہٹ لیے وہ اسکے اعتراض کو اپنی سمت سے ختم کرتا مبہم مسکراتا بولا تھا مگر وہ اسکے لہجے کے استحقاق پر خفیف سا بگھڑی، لیکن دل و دماغ میں برپا ہوا طوفان اسکو کوئی جذبہ ٹھیک سے ظاہر کرنے نہ دے رہا تھا، وہ نہ غصہ ہو پا رہی تھی نہ خوش۔
رات نہیں دے سکتی، شام لے لو۔۔۔۔ لڑ لینا، ورنہ تمہیں چین کہاں "
"آئے گا، لیکن صلح ناممکن
تھوڑا لہجے میں غرور واپس لائے اس نے چہرہ واپس دوسری طرف پھیرے احسان سا جتائے شام نوازی تو وہ بے اختیار پر شوق سی نگاہیں اس بیگانگی بھرے عکس کی طرف مرکوز کرتا مسکرایا۔
مجھے چین کم از کم آپ سے لڑ کر تو ہر گز نہیں آسکتا، آپ جانتی ہیں کیسے "
"آئے گا لعلین

اس شخص کے بے باک الفاظ، لعلین کا غصہ بڑھا رہے تھے، نا جانے کس احساس کے تحت اس لڑکی کا چہرہ سرخ ہوا، لئیق نے کچھ دیر خاموشی اختیار کیے لعلین کی خاموشی توجہ سنی جس میں اس لڑکی کی دھڑکنوں کا بے لگام شور گونج اٹھا تھا۔

"کیا سوری بھی نہیں کریں گی؟"

لئیق کی زرا اسکی اور جھکے شرارت بھری سرگوشی پر وہ اس بار خفگی بھلائے شرمندہ سی ہوئی، اوپر سے لئیق نے کہہ کر اسے اور افسردہ کیا اور سوری کا پلین تاعمر کے لیے کینسل کرتی وہ اسکی طرف دیکھے اچٹتی نظروں سے گھوری۔

"میں کیوں سوری کروں؟ گیم تم نے کھیلی، کانٹریکٹ تم نے کیا، مجھے زبردستی اپنی قید میں تم نے رکھا۔۔۔ میں نے جو کیا، وہ اسی کا ری ایکشن تھا سو کبھی سوری نہیں کہوں گی۔ نہ تم اسکی امید رکھنا"

تلملا کر کھرا جواب دیا گیا تھا، اور وہ اسکے خفا ہونے کی لاکھ کوشش کے خفا نہ ہونے پر عجیب سی راحت محسوس کر رہا تھا۔

وہ ساتھ تھی تو زندگی کہ یہ لمحے امر ہو رہے تھے۔

"لیکن مجھے چاہیے سوری"

منصوعی اداسی لیے وہ مظلومیت کی انتہا لیے بولا جبکہ وہ ہنوز خود کو بے نیاز ظاہر کرتی باہر بدلتے منظروں میں خود کو گم کرنے کی کوشش میں اسکی باتوں کو ان سنا کر کے بھی ان سنا نہ کر پا رہی تھی، اس شخص کا ایک ایک لفظ سننا لعلین کے لیے کسی قسم کی بے زارگی کا سبب نہ بن سکا۔

"یہ تمہارا سر درد ہے، ۔اور کسی خوش فہمی میں مت رہنا کہ تمہارا یہ پینڈٹ اتارا نہیں، تمہیں واپس لوٹانے کے لیے پہنے رکھا تا کہ تم کہیں ملو تو تمہیں دے سکوں، کہیں رکھ کر بھول جاتی تو تم اس کے کھونے پر جندل محل سے بڑی قید سنا دیتے، تمہارا کوئی بھروسہ نہیں ہے"

وہ اسے اب بھی کڑوے لہجے میں تنگ کر رہی تھی جو گاڑی ایک اوپن ریسٹورنٹ سے ملحقہ سڑک پر روکے بھرپور توجہ لعلین ابراہیم کی سمت مبذول کر چکا تھا.

اس نے اپنے آنے سے پہلے آج شام کے لیے یہ سڑک کنارے کی ساری جگہ ریزرو کروالی تھی جہاں میز کرسیوں کے ساتھ ساتھ ہر میز پر گلاب کے دو جوبن دیکھاتے پھول واس سے جھلک رہے تھے، محب اور محبوب کی ملاقات کسی صورت ادھوری رہ جائے، ایسا لئیق ایزد علوی کو منظور کہاں تھا، وہ اسکے گاڑی روکنے پر بے اختیار باہر دیکھنے لگی جہاں اندھیرا پھیلتے ہی رنگ برنگی روشنی سے سجے قمقموں نے اس جگہ کو روشنی سے نہلایا تھا، ٹھنڈی ہوا سے بھرپور اس شام میں لئیق کا ساتھ کسی صورت لعلین کے حق میں بہتر نہ تھا، لیکن وہ کہتے ہیں ناں انسان جس سے بھاگتا ہے، قسمت بارہا اسے وہیں واپس لے آتی ہے۔

میرا بھروسہ کرلیں، خوش رہیں گی۔۔۔ کیا خیال ہے کچھ کھالیں، پھر"
آپکو میرے ساتھ لمبی واک کرنی ہے، رات گہری ہونے سے پہلے آپکو
آپکے گھر پہنچادوں گا اگر آپ کا دل مانا تو، ورنہ میں تو آپکی ہر رات آپکی
"مرضی کے بنا بھی اپنی بنا سکتا ہوں لیکن آج آپ کی خواہش سنوں گا
اس شخص کی محبت واقعی کسی اندھے جنونی جذبے جیسی نہیں تھی بلکہ لعلین
کی ذات کا بکھراو سمیٹ لینا چاہتی تھی، وہ اس کو اپنی شام دے چکی تھی سو
لئیق کے گاڑی سے نکلنے اور اس کی سمت آنے پر بلکل برا نہ مناتے ہوئے
گاڑی سے نکل آئی، لئیق نے یہ سارا ریسٹورنٹ اسکے اور اپنی پرائیویسی کے
لیے ریزرو کروایا، وائلن بجاتے دو ماہر گلاس ڈور کی جانب چہرہ گمائے اپنے
اپنے انسٹرومنٹس آنکھیں موندے بجانے میں محو تھے۔
لئیق نے اسکا ہاتھ محبت سے تھاما اور اسے لیے پر اعتمادی سے ریسٹورنٹ کے
اندر داخل ہوا، ایک خوبصورت سی ٹیبل چن کر اسکی کرسی پیچھے گھسیٹ کر

لعلین کے بیٹھتے ہی اس نے خود بھی اسکے سامنے والی کرسی سنبھالی اور اپنی وارفتہ نگاہیں فرصت سے لعلین کے گھبرائے چہرے پر جمالیں۔

.._____..

بھوک، پیاس، بے بسی، وحشت، سب نے مل کر اسکے اعصاب تھکا دیے تھے، جیسے جیسے وقت گزر رہا تھا، اسکے دماغ کے گرے پردے بھی اٹھ رہے تھے، اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اب تک اسے رونا انے لئیق کے چنگل سے نکالنے کے کیے کوئی پیش رفت کیوں نہیں کی۔

"کہاں ہو تم ہارون، تم میرے ساتھ کوئی گیم کھیل رہے ہو کیا؟ میرے فون میں لگا لوکیشن ڈیٹیکٹر تمہیں میرے یہاں ہونے کی خبر تو پہنچا چکا

ہو گا، پھر تم مجھے کیسے اس جہنم میں اکیلا چھوڑ سکتے ہو؟ تمہارے لیے میں نے کیا کیا کر دیا اور تم۔۔۔۔۔"

گہرے سانس بھر کر اس نے خود کی ڈوبتی سانس کو تقویت دینے کی کوشش کی مگر دل عجیب بھاری ہو رہا تھا، قید خانے کی ان سیاہ دیواروں سے فطری ڈر اسے بھی تھا، جیسے ایک جیتے جاگتے زندہ انسان کو قبر میں دفنا کر چھوڑ دیا جائے، پھر وہ اس قید سے صرف تبھی نکل سکتا ہے جب اس دفنانے والے کی مرضی شامل ہو۔

ہارون پرکاش نے اسے زندگی بھر بلیک میل کیا تھا، کبھی رو کر، کبھی تڑپ کر، کبھی دوستی کا واسطہ دے کر، لیکن یہ چند مسلسل گھنٹوں کی قید نے شہریار جدون کو اپنے اندھے اعتماد پر پچھتاوا کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔

ہارون پرکاش، اسے اب تک اپنے منفی اور گندے مقاصد کے لیے ایک کٹ پتلی کی طرح استعمال کرتا آیا تھا اور جب شہریار پر یہ حقیقت کھلتی تو وہ

قیامت ضرور آتی جسے اس وقت جھوٹے چہروں کی لگاوٹ نے زمین کی تہہ میں دبا رکھا تھا۔

اور مانی، اسکی سانسیں تو لئیق ایزد علوی کی امید سے بندھی تھیں، وہ ٹھیک ہو کر بھی ٹھیک نہیں تھی، اسکی زندگی ایک گردش میں آچکی تھی، یہ کیسا پاگل پن ہے یہ محبت کا وہم کہ انسان زہر بھی خوشی خوشی پینے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

وہیں پاکستان میں شام اتری تو نیویارک میں ایک نئی پر نور صبح کا آغاز ہوا، ڈاکٹر نے لوئے کو ریسٹ سجیسٹ کیے لوئے کے بے حد اصرار پر اسے ہوسپٹل سے ڈسچارج کر دیا، ویسے بھی وہ پگلا، لارا کو پانے کی خوشی میں سارے درد بھول گیا تھا۔

رات ہی یارق اور ایمر نے مل کر لوئے کے گھر کے ٹوٹے کانچ مرمت کروائے اور جب ایمر کو لارا اور لوئے کی شادی کا اس نے بتایا تو وہ شادی مرگ کی سی کیفیت میں مبتلا تھا، جس بہن کی فکر میں وہ خود گھلتا تھا، اس

فیصلے نے اسکے اندر سکون اتارا اور پھر دونوں نے رات ہی گھر کی ہلکی پھلکی سجاوٹ کرتے ہی شاپنگ کی تیاری پکڑی۔

دونوں نے دلہا اور دلہن کے بیہاف پر سارے کام سرانجام دیے، لارا نے لیے ویڈنگ وائیٹ پرل ڈریس خود ایمر نے چوز کیا جبکہ یارق نے اپنا اور لیا، چند مہمان جو کہ اسکے اور لوئے کہ یہاں مشترکہ tuxedo لوئے کا دوست تھے انھیں کالز پر ہی آج ہوتی نکاح سرمنی پر مدعو کیا، چونکہ رات یارق ایمر کو اسی لیے واپس لے آیا تھا تاکہ دونوں سر پھروں کو وہ مل کر سرپرائز کریں۔

اور جب ایمر اور یارق، دونوں کو ہوسپٹل سے گھر لائے تو جہاں گھر کی سجاوٹ لوئے کی ساری تھکاوٹ دور کر گئی وہیں لارا کے لیے یہ سب بے یقینی اور تکلیف ابھارنے ساتھا، اسکی آنکھوں میں جو آنسو تھے وہ شکر گزاری کے تھے۔

یارق اور لوئے کا ہی ایک دوست فیروز اپنی وائف عالیہ کے ساتھ سب سے پہلے مہمان بنے پہنچا تو دلہن کو سجانے سنوارنے کی ذمہ داری عالیہ نے خوش دلی سے قبول کی جبکہ فیروز اور یارق کے ساتھ ساتھ ہلے ہوئے دلہے کو سجانے کے لیے ایمر نے بھی بھرپور حصہ لیا۔

لارا جب عالیہ کے ساتھ لوئے کے روم میں آئی تو اسکا ڈریس، سلور ہیلز، بہت پیارا اور یونیک ڈائمنڈ کا سیٹ اور بالوں پر لگانے والا فینسی کلپ، سفید پھولوں کے خوشبودار گلدستے کے ساتھ نفاست سے پڑا تھا، پورا کمرہ وائیٹ تھیم میں نہایا تھا، نیا نکور دمکتا فرنیچر، چمک ایسی کہ آنکھیں چندھیانے لگیں، کارپٹ، کھڑکیوں کے پردے، وال پینٹ، بیڈ شیٹ، فرنیچر، سب سفید سنہری اطلسی رنگت چھلکاتے ایک پاکیزگی کا سماں پیش کر رہے تھے اور وہ خود بھی تو آج وائیٹ اینڈ سلور میکسی ہی پہننے والی تھے جس کے دامن پر چمکتے موتی اسے اتنا پرکشش بنا رہے تھے کہ اس نے میسمرائز ہوتی

مسکراہٹ کے سنگ اس لباس کو چھو کر یوں دیکھا جیسے اس سب کے لیے خود کو یقین دلانا چاہتی ہو۔

ایک گھنٹے میں عالیہ نے اس لڑکی کو کسی پریستان کی ملکہ بنا دیا، وہ اتنی پیاری لگ رہی تھی کہ آج لوئے بہزاد علوی سانس بھرتے بھرتے اس کے دیدار کے نشے سے سانس لینا چھوڑ سکتا تھا، وہ خود بھی کسی سے کم تھوڑی تھا، وائیٹ اینڈ بلیک ٹکسیڈو میں جناب کی بجھی صورت پر وہ نکھار آیا جس کا دیکھنے والی ہر آنکھ نے صدقہ اتارنا خود پر فرض سمجھا۔

اور وہ تو لوئے کے سامنے جانے سے بھی کترا رہی تھی، فطری جھجک اسکے سفید رخساروں پر قدرتی بلش لا چکا تھا، سامنا مشکل اور یکدم بدلتے رشتے نے گھبراہٹ میں مبتلا کر دیا تھا، عالیہ اسکی نظر اتارتی مسکرا کر اسکی گال چھوئے کمرے سے نکلی تو لارا نے آنکھیں بند کیے گہرا سانس بھرا اور فرشی ماڈرن آئینے کے سامنے آئی تو سر تا پیر خود پر آتے جوبن نے اسکے چہرے پر گلال بکھیرے۔

لوئے بہزاد علوی کی خود پر اٹھی غائبانہ نظریں محسوس کیے وجود سے سرد لہریں سے اٹھیں۔

پھر یہ کمرہ جس معنی خیزی سے مدھم سجایا گیا تھا، وہ لارا کے حواس مزید بوجھل کر رہا تھا۔

اپنے دہکتی گالوں سے سر دپڑتی ہتھیلوں کو لگاتی وہ خود میں باہر جانے کی ہمت جتا رہی تھی تبھی دروازے کی آہٹ پر ایمر مسکراتا ہوا اندر آیا تو لارا اپنا ڈریس سنبھالے پلٹی تو دونوں بے اختیار ایک دوسرے سے جا لپٹے، آج تو ایمر صاحب بھی فل بلیک میں غضب مچاتے دیکھائی دے رہے تھے، پھر اسکی آنکھوں میں لارا کو دنیا جہاں کی خوبصورت دلہن بنے دیکھنے کا سکھ سب سے پیارا تھا۔

آپ بہت پیاری لگ رہی ہیں آپو، میرا دل چاہتا ہے آپ کی اتنی بار نظر"
"اتاروں کے نظر بھی پریشان ہو جائے

عقیدت سے اس ماں جیسی بہن کی گال پر لپک کر پیار دیے وہ شرارت پر اترا تو وہ بھی جذباتی ہوتی ہوتی بھیگی آنکھوں سے مسکراتی اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھر گئی۔

"پاگل!

میری جان میری بات غور سے سنو ایمر۔ وہاں جا کر اپنا بہت سارا خیال رکھنا، میں جانتی ہوں یارق بھیا تمہارا پورا خیال رکھیں گے لیکن آپو تم سے بہت دور ہوں گی، مجھے روز کال کرنا۔ اور اپنے پورے دن کا احوال بتانا۔ تم پر آتی زرا سی آنچ تمہاری دیدو کا سکون ختم کر دے گی"

بھیگی آنکھوں سے مسکا کر کہتی وہ ساتھ ہی اسے جس طرح فکر مندی سے ہدایات دے رہی تھی، ایمر گردن اثبات میں ہلاتا اسکے ہر ہر لفظ کی تائید کیے اسے مطمئین کر رہا تھا کیونکہ نہ تو وہ ایمر سے کبھی دور گئی تھی نہ اسے مما کی موت کے بعد کہیں دور جانے دیا تھا، یہ بھی ایمر کی اچھی زندگی کی

وجہ سے وہ اسے خود سے الگ کرنے پر راضی ہو گئی تھی ورنہ اسے ایمر کو دیکھ کر ہی سانس آتا تھا۔

"آپ بے فکر ہو کر لوئے بھیا کے ساتھ اپنی اس خوبصورت زندگی کا آغاز کریں آپو، میں اب بڑا ہو گیا ہوں اور دیکھیے گا آپکو بڑا آدمی بن کر بھی دیکھاوں گا۔ میں یارق بھائی کے ساتھ بہت اچھا محسوس کرتا ہوں، وہ میرے اچھے دوست بن گئے ہیں۔ میں آپکو دن میں دو بار کال کروں گا تاکہ آپ تنگ آ کر مجھے ایک سے بھی روک دیں۔۔۔ہی ہی"

"اس بھائی کے اندر یکدم آتا اعتماد، لارا کے سکون میں اضافہ بنا تبھی تو وہ بے اختیار اسے گلے سے لگاتی اپنی خوشی کا اظہار بھی بروقت کر گئی۔

یہ تو عالیہ اسکی برائڈل لک کو فائنل ٹچ دینے روم میں آ گئی سو بہن بھائی نے مسکراتے ہوئے لاڈ ختم کیے اور وہ اس پر مسرور سی نگاہ ڈالتا کمرے سے نکلا تو دلہا صاحب بھی سج دھج کر میدان مارنے کو باہر دوست یاروں میں دل دھڑکاتی مسکراہٹ کے سنگ سب پر بھاری پڑ رہے تھے۔

.._____..

کھانے کے بیچ لئیق نے اسے بس اپنی محبت بھری، ہنگامہ خیز، کیف پرور اور دلربا نظروں میں لیے کنفوز کیے رکھا لیکن اسکے بعد وہ اسکے ساتھ کچھ تنہائی بانٹنے اور شام سے رات کا ہر پل جینے کچھ دور نکل آیا تھا۔

گاڑی کچھ فاصلے پر کھڑی کیے وہ خاموشی سے سڑک کنارے چلتے ہوئے ایک دوسرے کی موجودگی سے شدت کے سنگ متاثر ہو رہے تھے، دلوں کے راز دلوں میں رکھے، چہروں پر ہر الجھن سے پاک سنجیدگی قائم تھی، رات ہو چکی تھی، اسکی لئیق کو دی اپنی شام اپنے اختتام تک پہنچ چکی تھی مگر اس سے یہ جتایا ہی نہ گیا، کچھ کہنے سے زیادہ بیچ کی یہ خاموشی ہی اسکے اندر کے شور کو ختم کر رہی تھی۔

وہ لئیق کے ساتھ تھی تو صرف اسی کا سوچ پا رہی تھی، ہارون کی اصلیت جاننے کے بعد اسے خود کی طرح شیری بھی مظلوم دیکھائی دے رہا تھا، اور وہ یہ سب کم از کم اس شخص کی موجودگی میں سوچنا نہیں چاہتی تھی۔

"تو کب آ رہی ہیں واپس؟"

سماعت میں چھائی خاموشی کا حصار، لئیق کی نرم آواز میں کیے سوال نے توڑی تو وہ زرارخ موڑے اسے دیکھنے لگی، آج پہلی بار وہ لعلین کی آنکھوں میں ناراضگی نہ ڈھونڈ پایا تھا۔

مجھے واپس نہیں آنا، تمہاری مانگی شام بھی ختم ہو چکی ہے۔۔۔اب مجھے"

"میرے گھر ڈراپ کر دو

خود کو اس سے بے نیاز بس وہ ظاہر کر رہی تھی، حالانکہ اسکی آنکھیں لئیق کو کچھ اور کہنے کی کوشش میں تھیں، اور جب لئیق نے انکو پڑھنے کی کوشش کی تو وہ ظالم نظریں ہی چرا گئی۔

ایک منتھ تو پورا کرنا پڑے گا، اسکے بعد ہی کوئی فیصلہ ہو پائے گا۔ اگر یہ "
کہوں کہ یہ مہنیہ آپ میرے ساتھ جندل محل گزاریں تو کیا میری خواہش
"رد کر دیں گی؟

شاید یہ سب رکھ رکھاو وہ مصلحتا کر رہا تھا، نہیں چاہتا تھا کہ لعلین کے دل کو،
جذبات کو، عزت نفس کو یا انا کو اسکی وجہ سے ٹھیس پہنچے، اور وہ اسکی
خواہش پر یوں خوف کھاتی نظروں سے اسے گھوری جیسے اس نے ساتھ
رہنے کی نہیں، ساتھ مرنے کی خواہش کہہ دی ہو، چار دن اس کے ساتھ
رہ کر وہ خود سے بے گانی ہو گئی تھی، پھر مہینے میں تو کئی دن اور اتنی ہی راتیں
آنے والی تھیں، مگر دل اس پر بھی ملامت کر رہا تھا کہ انکار کر دے۔

جب الگ ہونا ہی ہے تو ساتھ رہنے کا کیا فائدہ، تمہیں اپنا سکون برباد "
"کرنے کا کافی شوق ہے ویسے

خود کو ایک بار پھر لاپرواہ عیاں کیے وہ جس طرح اسے برہمی سے جتاتی بولی، وہ اسکا ہاتھ آہستگی سے اپنے ہاتھ میں جکڑتا نہ صرف گاڑی کے پاس پہنچے رکا بلکہ کمر گاڑی سے ٹیکے، لعلین کا ہاتھ کھینچے اسے بھی روک کر اپنے روبرو نزدیک کیے کھڑا کیا، اس لڑکی کا دل اس سلگتی قربت پر سہم سا گیا، پرانے ٹچ نیند اڑا رہے تھے اور یہ شخص ہر ملاقات پر دل پر نئے بوجھ لاد دیتا تھا۔

"دراصل میں ایک بہت بے چین انسان ہوں، لڑکی ورکی کے چکر میں نہ کبھی پڑا ہوں نہ آپکے بعد پڑوں گا، سوچا ہتا ہوں آپ اپنے اس مختصر قیام کے بیچ میری بے چینی کو سکون بخش دیں، تاکہ یاد کروں کبھی کوئی میری زندگی میں بھی آیا تھا۔ کیا اتنا برا ہوں کہ آپ اپنی زندگی کے چند دن بھی مجھے دینے پر راضی نہیں"

نا جانے اس شخص کا لہجہ اتنا جادوئی کیوں تھا کہ وہ ساحر خود کو لعلین کے دل کی مراد بنانے پر بضد تھا، اور کہیں دل سے وہ اس شخص کی اس خواہش پر

مسکرائی،اسے لعلین کے چند دن کتنے عزیز تھے، لیکن اگر وہ جان لیتی کے یہی لئیق کے ساتھ گزارے چند دن اسے اس شخص کی شدید محبت مبتلا کر دیں گے تو کبھی نہ خود ہامی بھرتی نہ اپنے بے قرار دل کو ایسا اختیار دیتی، وہ مسکرائی، پہلی بار اور باخدا لئیق نے بنا اس مسکراہٹ کو خراج بخشے اسے جیسے دیکھا یہ یا وہ جانتا تھا یا اسکا پروردگار، وہ مسکراتی بھی تھی؟ لئیق نے وہ مسکراہٹ اپنے خافظے میں فورا قید کر لی۔

جب دو لوگ ایک دوسرے کے ساتھ رہتے ہیں تو کوئی اور تعلق بنے نہ" بنے، اٹیچمنٹ ضرور ہو جاتی ہے۔ مہینے بعد تم کسی نئ بے چینی کو وجہ بنا کر مزید دن مانگ لو گے، تم برے نہیں ہو لیکن اتنے اچھے بھی نہیں ہو مسٹر "جو میں اپنا قیمتی وقت تم پر برباد کروں

یہی غرور تو اس لڑکی پر سجتا تھا، اور وہ چاہتا تھا اسے لعلین اسی غرور کے ساتھ بے حد چاہے اور اسکے لیے وہ لمبی پلاننگ کر چکا تھا۔

دونوں ایک دوسرے کو بلا جھجک دیکھتے چیلنجنگ سا مسکرائے، اس ٹھنڈی رات میں تاروں سے بھرے آسمان کے نیچے وہ ایک دوسرے کے ساتھ موجود تھے تو دنیا ایک طرف بیٹھی حسرت سے بے توجہی کا رونا روتی دیکھائی دی، کیونکہ ان دونوں کو ایک دوسرے کی موجودگی میں کسی اور کی ضرورت ہی نہ تھی۔

"مجھے پتا ہے آپ پھر بھی ضرور میرا سوچیں گی"

اسکے اس قدر یقین نے لعلین کی آنکھوں میں ویرانی سمو دی، وہ اسے ہنوز اپنے نرم حصار میں لیے کھڑا تھا کہ ایک دوسرے کی خوشبو، ایک دوسرے کو شدت سے محسوس ہو رہی تھی۔

میں دوسروں کی ضرورت اور خواہش دونوں بننے سے گریز کرتی ہوں"

"لئیق، کیونکہ مجھے کسی ایک سانچے میں ڈھل کر رہنا نہیں آتا

اسکی سنجیدگی برقرار تھی اور وہ اسکی گال سے ہتھیلی مس کرتا مسکرایا۔

"مجھے بھی آپکو اپنی ضرورت اور خواہش نہیں بنانا، کچھ اور بنانا ہے، جو آپکو
کسی ایک سانچے میں ڈھل کر رہنے پر مجبور نہیں کرے گا۔۔۔ کچھ دن
دیں، شاید آپکو میرے لیے سوچنا ایک عقل مندانہ فیصلہ لگے"
وہ اسکو ہر صورت اپنی سمت مائل کرنا چاہتا تھا، تاکہ وہ کم از کم اسکی نظروں
کے سامنے رہ کر تو اسکا قرار بنی رہے اور وہ نظر لمحہ بھر جھکا کر دل کی ہاں اور
ناں کی کشمکش سے الجھی۔
"سوچ کر بتاوں گی، لیکن مجھ سے کوئی امید مت لگانا۔ میں امیدیں توڑنے
میں انتہائی ماہر ہوں"
دل سے تو نہیں مگر وہ یونہی اسے امید دلا کر بھی دھمکانا نہ بھولی، جبکہ اسکی
اتنی سی نرمی نے ہی لئیق ایزد علوی کے دل کو راحت بخش دی۔
"کل تک وقت ہے آپکے پاس، کل شام آپکو میں اور سلینا کو بھجت لینے
آئے گا، جتنا سوچنا ہے انہی چند گھنٹوں میں سوچ لیجئے گا۔ رہی بات آپکے
امیدیں توڑنے کی تو یہ تو چلے گا، پر دل مت توڑیے گا"

وہ اسکے لہجے کے بھاری پن اور آخری گزارش پر دل میں قہر برپا محسوس کرتی آنکھیں جھکا گئی مگر پھر خود کو کمپوز کیے اس نے چہرہ اٹھا کر اسے واپس دیکھتے کندھے اچکائے، جیسے کہہ رہی ہو آگے تمہاری قسمت۔

"وہ بھی توڑ سکتی ہوں، تمہیں علم ہو جانا چاہیے تھا اب تک کہ کتنی خطرناک لڑکی ہوں"

وہ اسکی تیز آنچ دیتی نظروں سے گھبرائے پر اعتماد ہونے کی کوشش میں تھی مگر تب کانپ کر رہ گئی جب لئیق نے اسکی کلائی تھامے، شرٹ کی آستین اسکی بازو دیکھنے کو نظر جھکا کر ہٹائی، لعلین نے گھبرا کر اپنی بازو کھینچی تو لئیق نے اسے سرد نظروں سے گھورا اور جب اسکی برہنہ بازو پر پھر سے نیلا نشان دیکھا تو وہ اسکی خود پر جمی ناراض نظروں سے بوجھل ہوئی۔

"آپ نے پھر سے انجکشن لیا ہے؟ کیوں۔۔۔۔۔۔"

اسکی ساری نرمی یکدم غصہ سا بنی اور نجانے کیوں آج وہ رعب جماتا لعلین کی جان لے رہا تھا۔

"تم نہیں جانتے کیوں لیا؟"

وہ الٹا ناراضگی سے اسی سے سوال کر بیٹھی مگر پھر اس بے اختیاری پر اپنی سرخ ہوتی آنکھیں پھیر گئی۔

"ایک آواز دیتیں یا ایک بار پلٹ کر دیکھتیں تو آپکے پاس آجاتا، لیکن آپ نے اس زہر کو اپنی رگوں میں اتارنے کو ترجیح دی۔۔۔۔۔"

وہ اسے اس ستم پر معاف نہیں کر سکتا تھا، یہ لڑکی اپنی جان کی خود دشمن تھی، پر افسوس یہ تھا اب بھی اسے اپنی زندگی پیاری نہ ہو پائی تھی۔

"مجھے یہ زہر راس ہے، کیونکہ یہی اس زہر کا توڑ کر سکتا تھا جو کل میری رگوں میں اترا تھا"

وہ اسکی بات پر اسے برہمی سے گھورا، ساتھ اسکی بازو پر پڑے نیل پر بھی اپنی انگلیوں کی شافی پوریں سہلائیں۔

یہ آخری بار تھا لعلین، اور اسے درخواست نہیں دھمکی سمجھے گا۔ جب"

"تک آپ میری بیوی ہیں، آپ کا سکون صرف میں ہوں

وہ جذبات میں آتا پہلے جیسا جنونی شخص بنے اسے ڈرانے کی کوشش میں تھا

مگر وہ اسکی طرف عجیب سی نظروں سے گھورنے لگی۔

"اور جب بیوی نہ رہی تو کیا کرو گے تم؟"

لعلین کے چیلنجنگ سوال پر وہ اسکی اس ملگجی روشنی میں بھی جلتی آنکھیں

صاف دیکھتا اسکی کمر میں بازو حائل کرتا آہستگی سے اپنے سینے سے لگا گیا، چند

لمحے تو وہ بے حواس سی اسکے دل کی آواز کا شور اپنے اندر اترتا محسوس کرتی

رہی مگر پھر یوں سڑک کنارے ہی اس آدمی کے شروع ہو جانے پر اسے

خود سے پرے دھکیلے سیخ پا ہوئے گھوری۔

جب جب آپ ایسا سوال کریں گی میں کچھ ایسا کروں گا کہ آپکا سوال بیچ"

"میں ہی دھرے کا دھرا رہ جائے گا

اس شخص کے جواب نے لال کے سارے اعتراض نہ صرف رد کیے بلکہ اسکی ملائم گال کے پاس ہونٹوں کے لمس بکھیرتا اسکی بے تاب آنکھوں سے لمحہ بھر آنکھیں ملائے، اس سانسوں کی خوشبو اپنی زبان کا زائقہ بنانے کی شدید خواہش دباتا واپسی کا ارادہ کیے اسکا ہاتھ تھامے گاڑی کا دروازہ کھولے اسے اندر بٹھاتا خود بھی دوسری طرف سے آکر بیٹھا مگر اس لڑکی کے سارے سوال اس شخص نے یوں کیے مفلوج کر دیے تھے۔

"آج میں نے ہزار ہا خواہش کے باوجود اپنی حد نہیں توڑی، ورنہ میرے لیے آپ سے اپنی مرضی کا ملے بنا لوٹ جانا مشکل تھا، آپکی ہاں کا منتظر رہوں گا لعلین۔۔۔ میرا سکون اس وقت آپ سے جڑا ہے، میرا خیال کیجئے گا"

بنا اسے دیکھے بس انہی چند جملوں میں اس شخص نے اپنی بے بسی لعلین کے پلو سے باندھ دی، اور سفر شروع ہوا۔

واپسی کا سارا راستہ خاموشی کی نظر ہوا، لعلین کو گھر ڈراپ کرتا وہ اسے محبت بھری وارفتہ نگاہوں میں بسائے پلٹ گیا، اور لعلین ابراہیم اسکی واپسی تک صرف اسے ہی سوچنے کا فیصلہ لیتی گھر کے اندر گئی۔

سلینا کو کچھ دیر پہلے ہی بھجت واپس ڈراپ کر کے گیا تھا اور لعلین کو آتا دیکھتی وہ مسکراتی ہوئی اس سے آکر لپٹی، کیونکہ بھجت نے اسے بتایا تھا کہ آج لعلین بھی لئیق کے ساتھ ہے۔

"بڑی خوش ہیں، لگتا ہے بھجت صاحب سے ایک ہی دن میں خاصا پیار بٹور لیا"

مسکرا کر سیلی کو خود سے الگ کرتی وہ شرارت سے بولی جس پر سیلنا کے چہرے پر واضح گلال اترے۔

"ایسا ہی سمجھ لو، دو بچھڑی روحیں ملیں تو تباہی ہی مچتی ہے۔ وہ تو ابھی بھی مجھے کہاں چھوڑنے پر راضی تھے، بڑی مشکل سے اپنی جان بچائی ہے"

سلینا کا گلاب سا کھلا چہرہ اور چمکتی آنکھیں لعلین کو دلی سکون بخش رہی تھیں تبھی وہ بے اختیار آپیا کی گال پر پیار کرتی خوشی ہمکتے انداز میں ہنسی۔

"آپ اگر بھجت کے ساتھ جانا بہت خوش ہوں، آپکو یوں چہکتا دیکھ کر۔۔ چاہتی ہیں تو چلی جائیں۔ میں خود کو اچھے سے سنبھال بھی سکتی ہوں اور اپنا خیال بھی رکھ سکتی ہوں"

سلینا کی خوشی کے ساتھ ساتھ اسے یہ بھی افسوس ہوا کہ سلینا اسکی وجہ سے بجھت کے پاس نہیں جا رہی تبھی وہ اسے مطمئین کر رہی تھی۔

"تم بھی چلو، صرف تبھی جاوں گی۔ اس بار تمہیں اکیلا نہیں چھوڑ سکتی، پہلے ہی تمہارا بہت دل دکھا چکی ہوں۔ تم نے تو مجھے پہلے ستم کی بھی کوئی سزا نہیں دی، تم میری جان سے بھی قیمتی ہو لال، میرے دل کا ٹکڑا ہو۔ میری بہن نہیں، میرا بچہ ہو۔۔۔ تم اگر لئیق کے ساتھ جانے کا فیصلہ لے لو تو تمہاری آپیا بھی اپنے گھر پر سکون ہو کر جائیں گی"

سلینا کی خواہش بھی لئیق جیسی تھی،اور وہ اسے سوچنے کا کہہ آئی تھی مگر سلینا کے اصرار نے سوچنے والے جھوٹ کو لعلین کی مجبوری بنا دیا۔

"وہ بھی ایسا ہی کہہ رہا تھا، لیکن آپیا! میں کیسے رہوں گی اسکے ساتھ؟ آپ تو سب جانتی ہیں۔اور وہ عام ہسبنڈز کی طرح اپنے کام سے کام نہیں رکھتا، نہ ہمارے اس ناپائیدار رشتے کو وہ کسی اجنبیت یا کمی کا احساس ہونے دیتا ہے،

"آپ سمجھ رہی ہیں ناں کہ میں کیا کہہ رہی ہوں

لعلین کے اداس اور جھنجھلا کر بتانے پر سلینا کی مسکراہٹ نے اسکے ہونٹوں کو پھیلایا۔

لعلین کی الجھن اسے اتنی پیاری لگی کہ وہ پکڑ کر اس جھلی کو گلے سے لگاتی گھوٹ سی گئی۔

"تو مطلب تم دونوں کے بیچ کچھ کچھ ہو چکا ہے؟ تم نے مجھے یہ کل کیوں نہیں بتایا"

سلینا کے غلط مفہوم لینے پر وہ بوکھلائی، نا جانے کس احساس کے تحت گھبرا کر فوری گردن نفی میں ہلائی۔

سیلی! آپ غلط سمجھ رہی ہیں۔ک۔۔کچھ نہیں ہوا مگر کچھ ہو تو سکتا ہے

"ناں۔۔۔آپ میری بے بسی پر ہنس رہی ہیں، ناٹ فیئر

وہ یکدم برا مناتی منمنائی تو سلینا نے اپنی ہنسی بدل کر مسکراہٹ میں تبدیل کی اور دونوں ہتھیلوں کو لال کے چہرے سے جوڑا۔

میں سب سمجھ رہی ہوں میری جان، وہ تم پر اختیار رکھتا ہے۔اور مرد کی" فطرت ہے وہ اپنی دسترس میں آئی عورت کی سمت ضرور مائل ہوتا ہے، لیکن مجھے لگتا ہے تم دونوں کے رشتے میں کوئی کشش ہے جس نے سب بہت جلدی ہموار کر دیا۔اگر وہ تمہیں واپس لے کر جانا چاہتا ہے تو ضرور جاو، اس لیے نہیں کہ یہ اسکی خوشی ہے، بلکہ اس لیے تاکہ تم اس ہاں اور ناں کی کیفیت سے نکل سکو۔اس سے دور ہونا ہے یا اس کا ہونا ہے، ان میں سے کوئی ایک فیصلہ لے سکو"

سلینا اسے بالکل اپنی کیفیت کے مطابق سمجھاتی اس الجھن سے نکالنے کو بولی اور وہ چاہتی تھی وہ آپیا سے اپنے احساسات شئیر کرے، لیکن پتا نہیں کیوں دل اتنا اداس تھا کہ ہمت ہی نہ ہوئی، اوپر سے وہ ہارون کو چیلنج بھی کر آئی تھی۔

وہ کہتا ہے ایک مہینہ ساتھ رہوں اسکے، پھر چھوڑ دے گا۔ اسکا کیا مطلب"

"ہوا آپیا

وہ بوجھل تھی اور سلینا نے اسے پکڑ کر صوفے پر بٹھائے خود بھی بیٹھتے ہی اسکی سمت رخ کیے تمام توجہ اسے سونپے اسکے دونوں ہاتھ تھامے۔

اسکا یہ مطلب ہوا پگلی کہ وہ تمہارے ساتھ رہنا چاہتا ہے۔ تم سے اٹیچ ہو"

"گیا ہے۔ میرا خیال ہے وہ تمہیں پسند کرنے لگا ہے۔۔۔

سلینا نے اسکے وسوسوں کو یقین دیا تو وہ خوفزدہ ہو کر آپیا کو دیکھنے لگی جیسے یہ اسکے لیے بہت حیران کن ہو۔

ل۔ لیکن میں نے اسے بہت برا بھلا کہا تھا، اسے کافی تکلیف دی تھی۔"
ایسے میں وہ مجھے کیسے پسند کر سکتا ہے۔ کوئی میرے ساتھ ایسا کرے میں تو
"اسکا منہ توڑ دوں
ابھی بھی اسکا دل اس بات پر یقین نہ کر پایا نہ اس شخص سے ہوئی ملاقات
سچی لگی، سب خواب لگا۔
"اگر اس شخص نے اسکے باوجود تمہاری طرف قدم بڑھائا ہے تو آنکھیں
بند کر کے اسکا ہاتھ تھام لو، تم نے شیری اور ہارون پر بھروسہ کیے رنج اٹھایا
لیکن یہ مت بھولو لال کہ وہ تمہارا شوہر ہے، اس نے دھوکہ دینے کی
"کوشش کی تو تم اسے ہر وہ سزا سنانا جو تمہارا دل کہے
سلینا سے بات کر کے وہ دل تو ہلکا محسوس کر رہی تھی پر اعصاب پر بوجھ
ہنوز طاری تھا۔
"ا۔۔اور اگر اس بیچ مجھے اس سے محبت ہو گئی سیلی تو؟"
وہ اس بار بوجھل نہیں، سہم گئی تھی۔

سلینا نے اسکے ہاتھ کی پشت پیار سے چومی۔

"کیا اسکے چانسیز ہیں؟"

خوش گوار سی حیرت لیے سیلی نے اسکی بے چینی دیکھے سوال کیا تو اسکے اندر کے اضطراب نے اسکی گھنی پلکیں بوجھل کر دیں۔

"شاید وہ ایسا کرنے میں کامیاب ہو جائے، جس نے اجنبی ہو کر بھی میری فکر اپنوں کی طرح کی، اپنا بن گیا تو کیا کیا نہیں کرے گا"

وہ اس شخص کی چند دن کی فکر کا جس طرح اعتراف کر رہی تھی، سلینا کو اسکے انداز کچھ کچھ محبت زدگان سے ہی لگے، تبھی تو ہنسی کا لمس سیلی کے ہونٹ پر رینگ سا گیا۔

"تم مجھے یہ بتاو جب وہ تمہارے پاس ہوتا ہے تو کیسا محسوس کرتی ہو"

سلینا کے سوال پر وہ اپنی اداس آنکھیں خالی پن کے سنگ اٹھائے دیکھنے لگی جیسے اس لمحے کے سکون کو لفظوں مئں ڈھالنے کی کوشش کر رہی ہو۔

میں اس فیلنگ کو لفظ دینے کی کوشش بھی نہیں کر سکتی، مجھے اس راستے پر چلنا ہی نہیں ہے سیلی۔۔۔ میں تھک کر گر پڑوں گی، مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا، میری زندگی تو خالی ہے، میں کسی دوسرے کی زندگی خالی نہیں کرنا چاہتی"

وہ ہار سی جاتی اپنا سر سیلی کے کندھے پر رکھتی اس سے لپٹ گئی، لہجے میں اکتاہٹ اور کھارا پن تھا۔

"سوچ لو میری جان، کیا پتا اس کی زندگی تم سے بھی زیادہ خالی ہو اور تمہاری وجہ سے وہ خلاء نہ صرف بھرے بلکے تمہارے خالی پن کو بھی جڑ سے اکھاڑ دے۔ ذہن پر بوجھ مت ڈالو، جاو جا کر چینج کرو۔۔۔ سوتے ہیں پھر"

نرمی سے اسکے بال سہلائے سلینا نے اسے ریلکس کیا، وہ خود بھی دن بھر کے بے مقصد سفر سے تھک چکی تھی سو بنا کسی اعتراض کے وہ اسکی بات مانے اٹھ کر اپنا بیگ اٹھاتی روم کی طرف بڑھ گئی۔

وہیں دوسری طرف لئیق سیدھا ڈیپارٹمنٹ ہی آیا تھا، رونا کے متعلق شوملی سے سحر اور رایان نے کچھ ایسے حقائق ڈھونڈ نکالے تھے جسکے بعد لئیق کو آخر کار کل صبح ہی شہریار جدون کی بے بسی ختم کرنے کا فیصلہ کرنا پڑا تھا۔

وہیں گل لالہ کی طبعیت تو چند حقائق سن کر کی ناساز ہو گئی تھی، وہ اپنا بی پی بڑھائے ساری رات صرف شیری کو یاد کر رہی تھیں، اور کرنل افراہیم کی تکلیف اس لیے بھی بڑھ چکی تھی کیونکہ وہ اب جس سفر پر نکلنے والے تھے، وہ کسی مجرم کو بے نقاب کرنے کے لیے نہیں بلکہ اپنے ہی خون کا احتساب کرنے کے لیے طے ہو چکا تھا۔

.._____..

اور آخر پھر جس گھڑی کے انتظار کے لیے ایک لمحہ بھی صدی تھی، وہ آ پہنچی، ایمر اور یارق کی فلائیٹ موسم کی یکدم خرابی کی وجہ سے تین چار گھنٹے لیٹ ہو گئی تھی مگر ان دو کولوئے اور لارا کے نکاح میں بھرپور شمولیت کا موقع ضرور مل گیا تھا۔

وہ لمحہ جب وہ دلہن بن کر لوئے بہزاد علوی کے روبرو آئی تو اس شخص کی چلتی دھڑکنوں نے اسکے مخمور تبسم کو دیکھ کر تعظیم میں رک جانا مناسب سمجھا، اتنی خوشی تو اس نے بھی اس سرپھری کے چہرے پر امیجن نہیں کی تھی جتنی وہ اسکے روبرو آتے ہی کھکھلا اٹھی تھی۔

سب دوست احباب کی موجودگی میں وکیل کے ہمراہ دونوں کی باہمی رضا مندی کے سنگ نکاح ہوا، ایک دوسرے کو دل سے قبول کرتے ہوئے دونوں کی آنکھوں میں دنیا جہاں کی خوشی موجود تھی، ایسی خوشی جو کسی ناممکن سکھ کو پا لینے پر انگ انگ تک اتر کر اپنے ہونے کا ثبوت دیتی ہے۔

جب وہ لوئے کے ساتھ نکاح میں بندھی تو اسکی آنکھوں میں شکر گزاری کے آنسو تھے، کہ پتھر جیسی زندگی کے بعد مخمل جیسی منزل اس نے کہاں سوچی تھی اور پھر ایمر جس طرح اسکی خوشی میں اپنی خوشی ڈھونڈتا ہوا، یارق کے ساتھ اپنے نئے سفر کے لیے پر جوش تھا، وہ اپنے آنسو اسکی مسکراہٹ پر وار گئی۔

نکاح کے بعد سب نے اس میجیکل کپل کو جہاں مبارکباد دی وہیں لوئے نے اس لڑکی کی خود پر جمی نظروں کے جواب میں مسکراتے ہوئے اسے سب فدا نظروں کے باوجود نرمی سے حصار کر اسکی جبین جس محبت اور نشاط انگیزی سے چومی، سب انکو دیکھ کر خوشی سے ہنس کر تالیاں بجاتے ہوئے اس چھوٹی سی تقریب کو بہت خاص کر رہے تھے، جبکہ آج کوئی لوئے بہزاد علوی سے پوچھتا تو وہ کہتا زندگی بس محبت کی تکمیل تک محدود ہے، اسکے بعد تو محبوب کی ہر ادا پر صرف مر مٹنا بچ جاتا ہے۔

ایمر اور یارق کی روانگی کی وجہ سے تقریب جلد سمیٹ لی گئی، مہمانوں کو رخصت کرنے کے بعد یارق اور ایمر کو بھی رخصت کرنے کا وقت آن پہنچا اور لارا اور لوئے دونوں خود ہی انکو ائیر پورٹ ڈراپ کرنے گئے، لوئے نے اکیلے ہی جانے کا پلین کیا تھا مگر اس وقت بازو اسکی زخمی تھی اور اس سے گاڑی ڈرائیو کرنا مشکل تھا سو جاتے ہوئے بھی لارا نے ہی ڈرائیونگ سنبھالی اور واپسی پر اسی کا ارادہ تھا۔

"خیال رکھنا اسکا، لارا کی طرح بہت حساس ہے۔ ہم پاکستان سے جلدی واپس آجائیں گے کیونکہ تجھے پتا ہے وہاں کا ماحول مجھ سے بگھڑے بندے کے لیے کافی لمٹڈ ہے، دعا کرنا کہ میرا یہ کارنامہ جندل محل والے بھی ہضم کر سکیں"

لارا کو لاڈ کے سنگ ایمر کو از سر نو ہدایات کرتا دیکھتے وہ دونوں ہی مسکرائے اور یارق کی مسکراہٹ تب گہری ہوئی جب لوئے نے اسے تاکید کرنے کے ساتھ ساتھ اسکی خاص دعا طلب کی۔

"تیرے پاس یارق پاشا کی ساری دعائیں ہیں کمینے، تیری ہار بھی جیت میں بدل جائے گی۔ رہی بات ایمر کی، اپنے بچوں کی طرح رکھوں گا اسے۔ تو بس اپنی لارا کے ساتھ انجوائے کرنا۔ اور اپنے بازو کا خیال رکھنا، ایسا نہ ہو ہم واپس آئیں تو تیری جندل محل سے واپسی پر ساری ہڈیاں کریک ہوئی ملیں"

یارق کے مزاق پر وہ بھی شرارتا ہنسا۔

"ہاہا بھئی وہ جندل محل ہے، وہاں کچھ بھی ہو سکتا ہے۔۔۔ پر اب وہ اتنے بھی جابر نہیں کہ مجھے معصوم کو کوٹ ڈالیں"

جناب کی خوش فہمی بس خوش فہمی ہی تھی کیونکہ اسکے خود کو شریف کہنے پر یارق نے اپنے کانوں کو توبہ کیے ہاتھ لگایا، ایمر اور لارا انکی طرف آرہے تھے ورنہ وہ اسکی شرافت یہیں بکھیر دیتا۔

"یارق بھائی، مجھے پتا ہے آپ اس کا خیال رکھیں گے لیکن یہ آپکے پاس میری امانت ہے۔ یہ کبھی اپنی آپو سے دور نہیں رہا، پتا نہیں کیوں دل بہت اداس ہو رہا ہے"

دونوں کو اپنی سمت آتا دیکھتے وہ دونوں ہی مسکراتے متوجہ ہوئے اور لارا کی فکر پر وہ تینوں اس ہلکان میڈم کو دیکھ کر شرارت بھرا مسکرائے، ایمر میں آتا اعتماد اسے ویسے ہی مضبوط بنانے کو کافی تھا۔

"یہ بھائی کہا ہے تو بھائی بن کر بھی دیکھاوں گا، تم ایسا سمجھو یہ اپنی آپو سے اپنے لالہ کے پاس گیا ہے۔ تم دونوں اپنی زندگی انجوائے کرنا اور اس کی لگامیں تم اچھے سے کسنا لارا۔۔ فلائیٹ کا ٹائم ہو گیا ہے، اس سے پہلے کہ موسم پھر خراب ہو، اور فلائیٹ لیٹ ہو۔۔۔ اللہ کا نام لے کر نکلتے ہیں"

یارق کے نرم لہجے میں اٹدتی ڈھارس نے لارا کی فکر تو مدھم کی مگر وہ پھر سے جاتے جاتے ایمر سے گلے لگی، اب تو خود ایمر ہنسا، کیونکہ اسے یہی لگ رہا تھا وہ کسی جنگ پر جا رہا ہے۔

"اللہ کی امان میں، ۔ گھبرانا مت۔۔۔ میں تمہیں بہت یاد کروں گی، یارق"

" بھائی کو تنگ مت کرنا اور انکی ہر بات غور سے سننا۔ اللہ خافظ

جاتے جاتے بھی وہ اسکی ماں بنی تاکیدیں کرتی فکر سے چور ہوئے بولی تو وہ دونوں ہی نیویلی ویڈ کے بیچ مزید کباب کی ہڈی بننے کو ختم کیے اندر انٹر ہوئے اور لارا کی چھلکتی آنکھیں دیکھتے لوئے نے آہستگی سے اسکے گرد اپنی سلامت بازو حائل کی تو وہ بلا جھک اسکے سینے میں سمٹ گئی، جناب تو اس وقتی عنایت پر ہی فلیٹ ہو گئے۔

"تم مجھ سے بھی ایسی ہی محبت کرو گی؟"

کچھ دیر اسکو اپنے حصار میں لپٹائے اپنا احساس سکون سمیٹنے کے بعد وہ اسے باہر گاڑی تک لائے بے خودی میں سرشار سرگوشی میں جو بولا، اس پر وہ

اپنی بے تکلفی سمیٹتی اس سے فاصلہ بناتی زرا پرے سرکی، نئ نویلی دلہن کا بلش کرتا چہرہ اس وقت مرجھاسا گیا تھا۔

"ایسی کیسی؟"

وہ اسکے بے خود تیور بھانپے بوکھلائی۔

"مطلب بار بار چپکنے والی"

وہ اسکے چہرے پر اترے گھبرائے رنگ انجوائے کیے جس طرح آنکھ دبائے معنی خیزی سے بولا، لارا نے اسے خود پر جھکنے سے بروقت روکا جو ہاتھ تھمانے پر اسے پورا سالم جکڑنے کے بھیانک ارادوں میں مبتلا، لارا کے وجود کو لرزا سا گیا۔

....★☆☆☆☆☆★....

ایسی باتیں نہیں کرو پلیز، تم جانتے ہو میں بہت سینسیٹیو"
ہوں۔۔۔ تمہیں ریسٹ کی ضرورت ہے۔ نکاح ہو گیا اب بس
"لوئے۔۔۔
اسے بنا آنکھ ملا کر بوکھلا کر کہتی وہ مزید جان لیوا ہوئی کیونکہ اسکی لمبی پلکیں حیا کے بوجھ سے اسکے دہک اٹھتے رخساروں کی زینت بنی تھیں، اور لوئے سے نظریں نہ ملا پانے اور سر تا پا دھڑکنے نے اسکے دلہنا پے کو آگ لگا رکھی تھی، وہ سر پھرا کیسے اپنے بہکنے پر بندھ باندھتا، اس سے پہلے وہ اسکی گال بے خودی سے چوم لیتا، وہ اسکے بے خود ہو کر سجے روپ میں اپنی موجودگی کا لمس گھولنے پر کانپ اٹھتی اسکے حصار سے نکلی۔
"تمہیں بس تو گھر جا کر کرواتا ہوں میری جان"
شرارت آمیز لہجے میں وہ اسکی گھبراہٹ بڑھاتا اس سے پہلے اسکی طرف بڑھتا، لارا گولی کی سپیڈ سے گاڑی کی طرف بڑھتے ہوئے بھاگی اور ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی جبکہ لوئے اسکی اس درجہ شرم وحیا اور خوف پر

غضبناک مسکراتا خود بھی دوسری طرف آکر منصوعی شرافت بکھیرتا آ بیٹھا۔

لارا نے اس ظالم کی لودیتی شرانگیز نظریں اپنے اندر اترتی محسوس کیے بے قرار ہوتے دل کو سنبھالے دقت سے گاڑی اسٹارٹ کی تو اس لڑکی کے ہاتھ باقاعدہ نروسنیس سے ہولے ہولے کانپ رہے تھے اور تبھی لوئے سے اپنی ہنسی روکنا محال ہوا۔

"نکاح کے بعد تھوڑا لفٹ بھی کرواتے ہیں، ورنہ مسئلہ ہو جاتا ہے"

اسکی گھبراہٹ میں بتدریخ اضافہ کیے وہ اس خوبصورت ٹھنڈی ابر آلود سی شام میں اسے مزید ستا رہا تھا، دونوں کی گردن میں آج بھی دل ادھورا تھا، اب تو سارے حق تھے پھر کیسے وہ سر پھرا، کچھ ادھورا رہنے دیتا۔

"لوئے، چپ کر کے بیٹھو۔۔۔ گھر پہنچنے تک تمہاری آواز نہ آئے"

اپنے ڈگمگاتے حوصلے کو بمشکل یکجا کیے وہ گھور کر بولی جبکہ جناب فی الحال شرافت دیکھاتے ہوئے بھی اپنا وزنی سر بے تکلفی سے اس نازک کے

کندھے پر اٹکا کر منہ بسورتا آنکھیں بند کر گیا، گہرا سانس بھر کر لارا نے خود کو تقویت سی دی مگر جس طرح لوئے نے اسکے کندھے سر سر کائے اسکی گال سے لب مس کیے، لارا کی پلکیں لرز کر رہ گئیں، یہ آدمی تو ایکسیڈنٹ کروانے پر تلا تھا اور لارا یہی سوچ کر آدھی ہو رہی تھی جو ابھی یوں اسکی سمت مائل ہو رہا ہے، تنہائی میں تو جان ہی لے جائے گا۔

"ایسا لگتا ہے گورنمنٹ سکول کی میڈم سے نکاح ہو گیا، یا اللہ میرے اس ادھورے دل کا کیا ہو گا اب"

اخیر مظلومیت کے سنگ وہ اپنے گلے میں لٹکتے پینڈنٹ کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتا واپس سر اسکے کندھے سے ٹیکے جان بوجھ کر بڑبڑایا اور لارا ساری گھبراہٹ بھلائے لوئے کی ٹھنڈی آہ پر بلش کر گئی، ہاتھوں سے سرکتی جان واپس لوٹ آئی۔

بھلے کندھا اسکے سر کے وزن سے ٹوٹنے والا تھا پھر بھی اس نے گھر پہنچنے تک کوئی مزاحمت نہ کی۔

اور جب گاڑی گھر تک پہنچی تو سیکورٹی مین نے ہی دروازہ کھولا، گھر پر ہوائی فائرنگ ہونے کی وجہ سے کل ہی یارق نے ایک سکیورٹی مین کو ہائیر کر لیا تھا، اور تبھی لارا نے گاڑی اندر لے جاتے پورچ میں روکی، مگر جب اس نے لوئے کو ہلانا چاہا تو جناب واقعی کسی روٹھے بچے کی طرح خفیف سی گستاخی کیے ہی نیند میں گم ہو چکے تھے۔

بے اختیار وہ اسکی تھکن پر مسکرائی، زخمی ہونے کے باوجود اس نے اتنی جلدی لارا سے نکاح کیے اسے اپنی عزت بنایا تھا، اور وہ جتنا بھی مضبوط ہو جاتا، گہرے زخم کا گہرا اثر اسکے وجود کو اب سن کرنا شروع کر چکا تھا، آنکھیں بند کیے، مدھم سانس لیتا وہ کسی خوبصورت خواب کو جیتا ہوا لارا کے دل کی دھڑکنیں بڑھا گیا۔

"لوئے! ہم گھر پہنچ گئے۔۔۔اٹھو اور جا کر روم میں سو جاو"

دل تو اسکا ہرگز نہ کیا مگر یوں نہ وہ کمفرٹیبل تھا نہ لارا، مگر لگتا تھا وہ گہری نیند میں ہے تبھی وہ سیٹ بلیڈ کھولتی زرا اسکے مزید ساتھ جڑھ کر بیٹھی تاکہ اسکے

سر کو ٹھیک سے اپنے کندھے پر ٹکائے کیونکہ اسے خدشہ تھا کہیں لوئے کی گردن میں بل نہ پڑ جائے۔

اوپر سے لارا نے ابھی تک چینج بھی نہیں کیا تھا اور اب نہ صرف پورے جسم پر اپچنگ ہو رہی تھی بلکہ جس کندھے پر لوئے کا سر تھا وہاں ہوا فیسنی کام اسے باقاعدہ چبھ رہا تھا پھر بھی وہ مسکراتی ہوئی اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے اسکے جاگنے کی منتظر تھی۔

وہ اسکا ہاتھ تھامے خود کو واقعی محفوظ محسوس کر رہی تھی، یہ شخص اسکے جذبات کی دنیا میں کسی بھی لمحہ تلاطم برپا کر سکتا تھا، وہ لوئے کی ہسبنڈ بنتے ہی منہ زور شدتیں سوچ کر گھبرا بھی رہی تھی مگر یہ بھی پتا تھا کہ وہ زخمی ہونے کی وجہ سے اسکی زیادہ جان نہیں لے پائے گا۔

"تم واقعی بہت پاگل ہو لوئے، دیکھتے ہی دیکھتے تم نے لارا کو اسکی زندگی سے محبت کرنے پر مجبور کر دیا، تم میرے ہو گئے، یہ سوچ کر بہت خوش ہوں۔۔۔۔پر تمہارے لیے اب بھی فکر مند ہوں"

اسکی گردن میں لٹکتے ہاف ہارٹ پینڈنٹ کو اپنی مخروطی انگلیوں سے چھو کر وہ دل میں سوچتی اسکی بند آنکھوں پر نظریں جمائے ہوئے تھی، لگ بھگ بیس منٹس تک وہ اس لڑکی کے نازک کندھے پر سر رکھے یونہی بے خبر سو یارہا پھر اپنی ہی بازو میں اٹھتی ٹیس پر وہ یکدم نیند ٹوٹنے پر چونکا تو خود کو لارا کے کندھے کی جان لیتا دیکھتا فورا سے سر اٹھا گئا، خود لارا نے اسکے اٹھنے پر اپنی بمشکل آتی جمائی روکی۔

اوہ! سوری یار۔۔۔ کتنا بونگا ہوں۔۔۔ اٹھایا کیوں نہیں تم نے مجھے۔۔۔ یا"

"خدا میں میں اتنی دیر سو یارہا۔۔۔۔

وہ جو اسکے ستم پر بھی مدھم مسکرا رہی تھی، لوئے کے شرمندہ ہونے پر اپنا کندھا ہاتھ سے ہولے ہولے دبانے لگی کیونکہ واقعی شدید قسم کا درد جھاگ چکا تھا، وہ نہ صرف خود باہر نکلا بلکہ لپک کر دوسری طرف کا دروازہ کھولے اس نے لارا کا ہاتھ پکڑے اسے بھی فکر اور پریشانی کے سنگ باہر لایا۔

تم نے ہی تو کہا تھا لفٹ چاہیے، دے دی۔۔۔اب تمہیں کچھ نہیں ہونا"
"چاہیے۔۔۔آجاو، باقی کی نیند آرام سے پوری کرو۔۔۔میں ٹھیک ہوں
کندھے میں اٹھتے درد کے باوجود وہ اسکا ہاتھ تھامے گھر کے اندر بڑھی اور وہ
اسکے اس پہلے ہی مہربان انداز پر گوڈے گوڈے عشق میں ڈوب سا گیا، اس
لڑکی کی اس مہربانی پر لوئے نے بے خود انداز میں اسکے گداز وجود کو خود میں
نرمی سے بھینچا تو اس بار وہ گھبرانے کے بجائے سہم گئی مگر وہ جلد ہی اسے
آزاد کیے اپنی وارفتہ نگاہوں کو اس لڑکی کے بدحواس چہرے سے چراتا اسے
لیے اندر بڑھا۔

گھر پورا اب تک روشن اور مہکا ہوا تھا، مگر اصل مہک تو اب لوئے بہزاد
علوی کی دسترس میں آئی تھی۔
مگر اس سے پہلے وہ کندھا مسلتی لوئے کا ہاتھ چھوڑے چینج کرنے جاتی،
لوئے نے اسکو بروقت پکڑے واپس روبرو لائے لک کیا، جو اس اچانک

افتاد پر اپنا کندھا دبانا بھولے اپنے دونوں ہاتھ اسکی کمر پر جما گئی، آنکھوں میں خفیف سی گھبراہٹ امڈی تھی، لوئے کی آنکھوں کے ٹپکتے جذبات، سانسوں کو سینے میں گھوٹنے کی حد تک شدید تھے۔

"زیادہ درد ہے کیا۔۔۔دیکھنے دو مجھے ؟"

اسکا کندھا دیکھنے کی نیت سے وہ اسکے ڈریس کی زیپ اپنے ہاتھ اسکی پشت پر پھیرتے ہوئے کھولنے ہی لگا کہ وہ خوف زدہ ہو کے اس سے دور ہوئی، دل تک چنگاری سلگ اٹھی تھی۔۔

نہیں زیادہ نہیں ہے، ت۔۔ تم رہنے دو میں خود دیکھ لیتی۔۔ تم بھی جا کر" "چینج کرو

وہ اسکی قربت سے فرار کرنے کو بڑبڑاتی نظریں چراتی اس سے پہلے واپس جاتی، لوئے نے اس بار نہ اجازت طلب کی نہ اسکی گھبراہٹ کو اہمیت دی بلکہ ہاتھ اسکے پیٹ پر باندھے لارا کی پشت کو اپنے سینے سے نہ صرف لگایا بلکہ اسی شرٹ کندھے سے سرکائی تو وہاں زخم دیکھ کر اسے خود کے ساتھ

ساتھ اس لڑکی پر بھی غصہ آیا جو لوئے کی اس حرکت سے پتھر کا مجسمہ بن گئی تھی، لارا کے بال ایک طرف کرتا وہ اسکے سر تا پیر لرزنے کو نظر انداز کیے بگھڑا۔

"ظالم لڑکی، یہاں تو زخم ہو گیا۔۔دل چاہ رہا ہے تھپڑ لگاوں"

پلٹا کر جھٹکے سے اسے روبرو کیے وہ جس طرح اسے گھورا، بمشکل ہی اس لڑکی سے روکی سانس لی گئی، مگر ہمت جتائے بول پانے کی کوشش کرنا ضروری تھا۔

ہاں تو دس کلو کا تمہارا سر تھا، زخم تو ہونا تھا۔۔۔۔ڈریس کی وجہ سے بھی"

"ہوا، کوئی بات نہیں ڈانٹو تو مت

اسکے قریب ہونے کو بھانپتے وہ جو منہ میں آیا بڑبڑاتی اپنے ڈریس کا سر کا کندھا خفت سے سرخ پڑتے چہرے کے سنگ واپس جماتی اس سے یوں دور دور سرک رہی تھی کہ اس بار لوئے نے اس پھدکتی حسینہ کو دونوں

بازووں میں جکڑا، مزاحمت کرتی کرتی وہ اسکی آنکھوں کے منہ زور جذبات دیکھتی تھم سی گئی، یوں لگا دل پسلیاں توڑ کر باہر آجائے گا۔

"میری اتنی فکر پہلے ہی دن۔۔۔ تم اپنا ہی نقصان کرو گی، پتا ہے کیسے؟"

وہ جو اسکے روبرو دم سادھے موجود تھی، لوئے کی بو جھل مگر معنی خیز سرگوشی پر اپنی جھکی پلکیں اٹھا کر اسکی آنکھوں میں جھانکی تو سوال پوچھنے کی ہمت ان خمار آلود آنکھوں نے نگل لی، اور پھر دل جس طرح ایک بار پھر مقناطیسی قوت کے باعث جڑے، لارا کے پورے وجود میں برق سی دوڑی۔

"لو، نقصان کا چھوڑو۔۔۔ یہ تو غضب ہو گیا وائفی۔۔۔ مل گئے یہ دونوں"

"پھر۔۔۔ اب کیا ہو گا تمہارا؟

اس اپنائیت بھرے حصار میں جہاں بے سکونی ختم ہوئی وہاں لوئے کی شدت پسندی سے وہ خوف کھائے حراساں نظروں سے اسکے لاکٹ سے اپنا جڑتا لاکٹ دیکھے حراساں ہوئی۔

"ل۔وئے، پلیز چینج کرنے دو۔۔۔۔ تمہاری بازو۔۔۔۔ صبح فلائیٹ بھی تو ہے،، تم بھی چینج کرلو۔۔۔ سوتے ہیں پلیز۔۔۔"

اسکے ارادوں سے جو کچھ اخذ وہ کر رہی تھی، وہ اسکی سانسیں روکنے کو کافی تھا، تبھی منت کرتے اس نے لوئے کے جذبات کی مدھم جھلک تک سے پناہ مانگی، مگر وہ لوئے کی خود پر جمی گہری نگاہوں سے یہ سب کہتے ہی لرز کر آنکھیں جھکا گئی۔

"ٹھیک ہے جاو چینج کرو مگر تمہیں جو زخم لوئے نے دیا ہے اسکا علاج میں خود کروں گا، تب تک مزیدار سی کافی بناتا ہوں"

اسکی جان ہارتی حالت پر جناب نے رحم کھائے اپنی سلگتی قربت سے نجات دیتے مسکرا کر دیکھا تو وہ علاج والی بات پر ڈرتی ہوئی وہاں سے بھاگی اور جس

طرح اس نے اپنا سامنے سے ڈریس جکڑ رکھا تھا، لوئے کی ہنسی کچن کی سمت جاتے گہری ہوئی، کوٹ وہیں اتار کر رکھتا، بوٹائی بھی وہیں نوچ پھینکتا، شرٹ کے کف فولڈ کیے وہ کچن کی طرف لپکا تو وہیں تیز تیز سانس بھر کر ہانپتی ہوئی وہ نہ صرف روم میں آئی بلکہ تیزی سے دروازہ بند کیے ساتھ جا لگی۔

پورا چہرہ خوامخواہ سرخ سا ہو رہا تھا، اب اس سر پھرے کا علاج کس نوعیت کا ہوگا، یہ سوچ کر اس لڑکی کے وجود سے ابھی سے سرد لہریں اٹھنے لگیں۔

خیر خود کو کمپوز کیے وہ چینج کی نیت سے کبرڈ کی سمت بڑھی اور اپنا گھر پہنے کے لیے گرے شرٹ اور بلیک، گرے ایمائیڈری والا پلازو نکالتی وہ تیزی سے چینج کرنے بڑھ گئی۔

وہیں لوئے صاحب کچھ گنگناتے ہوئے دو مگز میں کافی اور شگر پھینٹے ہوئے من ہی من میں مسکا رہے تھے، بازو مکمل طور پر سن محسوس ہو رہی تھی تبھی تو آنکھیں بھی اسکی درد کی شدت سے بھاری ہوئے جا رہی تھیں، کافی

بھی وہ اس رقیب نیند سے پیچھا چھڑوانے کو پینے والا تھا، جس لڑکی کے لیے صبر جیسی کوئی چیز اسکے اندر موجود نہ تھی، اب حق ملا تھا تو اس سے اظہار کرنا تو بنتا تھا۔

چینج کیے وہ باہر نکلی تو جو شرٹ اس نے پہنی وہ تھوڑا ڈیپ بوٹ گلے والی تھی، یہ سب ڈریس یارق نے ہی جلدی میں خریدے تھے کیونکہ اپنے تو وہ صرف وہی لائی تھی جو یہاں آتے ہوئے پہنے تھے۔

بوٹ شیپ گلے کے باعث اسکے کندھے کا زخم بھی دیکھائی دے رہا تھا، تبھی تو وہ اور گھبرائی، بال میسی سے جوڑے سے آزاد کیے اس نے کچھ برہنہ کندھے پر پھیلائے اور کچھ کمر پر پھینکے، لمبا سا سانس کھینچے وہ پیروں میں فلیٹ سینڈل پہنے باہر نکلی تو لوئے کافی کے مگ لاونج میں دھرے میز پر رکھے، کوکیز کی پلیٹ رکھنے کے بعد ریموٹ سے ٹی وی آن کر رہا تھا جب نظر اس حسینہ پر پڑی۔

ریمورٹ وہیں رکھتا لارا کی طرف آیا جو تھوک نگلے یوں ہونق ہوئی تھی جیسے وہ اسے ابھی سالم کھا جائے گا۔

اس یارق کی چوائز تو بڑی کمال نکلی، پیاری لگ رہی ہو۔۔۔۔۔ لیکن آج"
"کچھ چھپائے نہیں چھپے گا سوز حمت بیمار ہے میری جان
اسکا ہاتھ پکڑے اپنی طرف کھینچتا وہ اسکے کندھے پر ڈھلکے بال پکڑ کر ایک طرف کر کے کمر پر ڈالتا بے اختیار اس سرخ ہوتے کندھے پر جھک کر شدت سے اپنے ہونٹ رکھ گیا تو بے اختیار لارا نے اسکی شرٹ مٹھیوں میں بھینچی، وہ شخص اسکی شہ رگ کی ابھرتی رگ کی طرف چہرہ اسکی گردن میں چھپائے قریب ہوا تو لارا کے حواس مختل ہوتے گئے۔
اس شخص کی وارفتگی یہیں نہ تھمی بلکہ اسکے ہونٹوں کا شدت بھرا مظاہرہ جب لارا کو اپنی گردن پر محسوس ہوا تو وہ اس اچانک ہوتے ستم اور گدگداہٹ دونوں پر مچلی مگر وہ اسکے کسی فرار کو اہمیت نہ دیتا اسکی ٹھوڑی

چومتا مسکرایا،اور وہ نظر لگ جانے کے خدشے سے اڑے رنگوں والے چہرے سمیت نظر جھکا گئی۔

"اتنا علاج کافی ہے؟"

اتنا سب کیے وہ اسے بے بس کرتا اسکی سختی سے موندی آنکھوں سے نظریں اسکے بھرے بھرے ایک دوسرے میں سختی سے پیوست کیے ہونٹوں پر دوڑائے جو معنی خیزی سے بولا لارا نے نہ صرف گھبرا کر آنکھیں کھولیں بلکہ اسکی نظروں کی بے باکی سمجھ کر لمحے میں اس سے دور ہونے کو پھڑ پھڑائی۔

"م۔مت کرو ناں پلیز۔۔۔۔۔"

لارا کی گھبراہٹ اور روہانسے ہونے پر اماڈ آتی اپنی ہنسی روکے تابعداری کا مظاہرہ کیے وہ اسکا ہاتھ پکڑے خود بھی بیٹھا اور اسے بھی اپنے ساتھ ہی بٹھایا۔

شکر کرو بازو زخمی ہے، ورنہ تمہارا یہ پلیز پلیز زیادہ ہوش اڑا رہا ہے۔۔۔۔"

"بائے داوے، یہ بتاو خوش ہو میری ہو کر

خود ہی بیچ میں بنتی معنی خیز کشش کو وقتی توڑتا وہ کافی کا گرما گرم مگ اٹھا کر لارا کی سمت بڑھائے خود بھی اپنا مگ اٹھائے ٹیک لگاتے ہوئے اسکی سمت دیکھتے بھنویں اچکائے بولا جو اس وقت کافی پینے کا بلکل ارادہ نہ رکھتی تھی تبھی مگ واپس رکھے وہ لوئے کی بازو جکڑے اسکے کندھے سے جا لگی۔

"سچ بتاوں یا جھوٹ؟"

لوئے نے اسکے سوال پر اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں جکڑا اور جس طرح اسکی پشت چومی، وہ ناچاہتے ہوئے بھی اس گداز لمس کے ہاتھ کی پشت کی پوروں میں جذب ہونے پر سمٹا سا مسکائی۔

اسکی خواہش تھی وہ اسے دیکھے کیونکہ اس شخص کی سحر انگیز خوشبو، اسکے حواسوں پر چھا چکی تھی، مگر پھر دل میں بلند ہوتی دھڑکنوں کی بے ہنگم آواز

پر اس نے اپنے اس خیال کی نفی کی، اور لوئے نے متبسم نگاہوں سے اسکی یہ بے خود کوشش ملاخظہ کی۔

"سچ بتاو، تاکہ آگے بڑھ سکوں۔۔۔مجھے یقین ہے تم خوش ہو، لیکن پھر بھی مجھے تسلی کرنی ہے"

وہ اسکے گھمبیر لہجے میں کی سرگوشی پر چہرے پر آتے بے کل رنگ دباتی اپنی سختی سے بند کیں آنکھیں کھولے سر اٹھائے لوئے کی سمت دیکھنے لگی جو اپنا مگ بھی سامنے رکھتا اسکی آنکھوں کی بے قراری سے ہمکلام ہوا۔

"مجھے یہ سب ایک خواب لگ رہا ہے، ان فیکٹ تمہارے کندھے پر سر رکھنا پہلے سے زیادہ خوبصورت احساس جگا رہا ہے۔

You are Special for me.

"اس لیے میں تمہارے ساتھ خوش ہوں

اسکے کندھے سے سر اٹھائے وہ اسکی آنکھوں میں جھانک کر اعتراف کر گئی

تو لوئے بہزاد علوی نے بھی بازو اس لڑکی کے گرد حائل کیے اپنے قریب

کر کے پہلو نشین کیے اسکی جبین اس بار زیادہ شدت سے چومی، اور اس

شخص کے بخشے لمس کی کم سے کم شدت بھی لارا کے اندر تک برق دوڑا گئی،

تبھی تو اسکی پلکیں بوجھل ہو کر آنکھوں کا سایہ بنیں اور چہرہ حیا کی حدت

سے گلنار ہوا۔

تمہیں پتا ہے لارا، تمہیں جب پہلی بار دیکھا تھا، تم ایک کلب میں اپنے "

آپ میں گم ایک فرانسیسی نظم گنگنا رہی تھی، جسکا مفہوم "خلاء" تھا۔ایک

ایسی تنہائی جو ہجوم میں کھڑے سب سے زیادہ ہنستے ہوئے شخص کے دل کا

پورا جہاں تھی۔وہ شخص لوئے بہزاد علوی تھا۔

تمہاری بند آنکھوں سے پہلا عشق اسی لمحے ہوا تھا، دوسرا تمہاری آواز کے

اس لمس سے جس نے لوئے جیسے بے چین شخص کی روح سے چھیڑ خانی

کی، میرا تیسرا عشق تمہاری اس کشش سے جو زمین کی کشش کو مات دے
"گئی، میرے قدم تمہاری طرف اور دل تمہارے لیے علیحدہ ہوتا گیا
ساری گھبراہٹ بھلائے وہ اسکے اس طرح کے اظہار پر بوجھل سی پلکوں کو
اٹھا کر اسے دیکھنے لگی، دل کی چاہت کے اظہار کرتے لوئے کو ایک نظر
دیکھے، جبکہ اسکی سرخ خمار زدہ نگاہوں کا تیز اثر آنکھوں سے نہ صرف
سیدھا دل میں اترا بلکہ سانس روک کر اس منظر کو دیکھنے پر مجبور کر گیا۔
جب تک تم سے ملی نہیں تھی، جانتی نہیں تھی کہ اس سب کا اینڈ کہاں"
ہو گا، لیکن تمہیں دیکھنے کے بعد بالکل نہیں لگا تھا کہ تم جیسا شخص بھی اتنا
گہرا ہو سکتا ہے، اس دن تم نے میری بات ٹالی تھی، آج پھر کہوں گی تم
"بالکل ویسے نہیں ہو جیسے دیکھائی دیتے ہو
لارا نے اسکی نظروں کے ارتکاز کی شدت کم کرنے کو دھیمے سے کہا تو وہ
افسردہ سا مسکرا دیا، کیا بتاتا کہ دل سے وہ بھی بہت اکیلا تھا، اسے لارا کی

صورت ایک ایسی منزل درکار تھی جہاں تکان سے بھرے اس مسافر نے دم لینا تھا۔

"یعنی برا دیکھائی دیتا ہوں مگر ایکچولی اچھا ہوں؟"

اپنی یکدم حواسوں پر چھائی اداسی ختم کرتا وہ آئبرو اچکاتا استفسار کیے لارا کو بھی منہ پھلانے پر مجبور کر چکا تھا۔

"ایسا تو نہیں کہا لوئے، لاپرواہ اور دنیا سے بے نیاز لگتے ہو۔ لیکن حقیقت میں تم بڑے دل کے مالک ہو۔ یعنی تم سے دوستی کرنے میں کوئی حرج نہیں"

اسکے اپنے لہجے میں امڈ آتی والہانہ شدت پر خود لارا کا دل بے ہنگم ہوئے دھڑکا کیونکہ اس وقت وہ اسے میسر تھی جس نے اسے پانے کے چند روز میں ہی کئی جتن کر دیے تھے۔

اسکی گہری بھوری آنکھیں متبسم خمار سے چمک گئیں، دوستی تو روح کی غذا تھی مگر اس نے تو محبت کی حدیں توڑ کر اپنے دل اور اپنی زندگی کو دوام بخشنا تھا۔

"اور محبت؟ کیا وہ نہیں کرو گی؟"

سوال دھیمی سی سرگوشی کے سنگ آیا اور جس طرح لوئے نے اپنی بیرڈ والی گال، لوئے کی گال سے رگڑی، وہ اسکی میٹھی سی چبھن پر کسمسائی، اور یہ لمس جلد ہی لارا کے چہرے پر دنیا جہاں کی خوبصورت چھینپی مسکان بکھیر گیا، اسکے پاس محبت نہ کرنے کا اختیار رہا ہی کہاں تھا۔

تم نے ہی تو کہا تھا یہ اختیار ہمارے پاس نہیں ہوتا، میرے پاس بھی نہیں"

ہے"

فطری حیا نے اسکے چہرے پر پھیلی مسکراہٹ کا تقدس بڑھا دیا تھا، اسکی جھکی پلکیں، اس لڑکی کی بیوی بنتے ہی جھجھک، اس کا وقار جسے وہ ٹیس دینے سے خوف کھاتی تھی، اسکی ذات کا ٹھہراو، وہ شخص تو سب کا مداح تھا۔

"لیکن میں اگر یہ اختیار تمہیں دے دوں؟"

وہ جو بیچ میں حائل ہوتی خاموشی میں اپنی اور اس شخص کی دھڑکنوں کے شور سے گھبرا رہی تھی، لوئے کے اسکی پیشانی سے ماتھا ٹیک کر گھمبیر جذبوں سے چور لہجے میں کیے استفسار پر بے ساختہ اس میں سمٹنے لگی، اسکی مسحور کن خوشبو کے لمس محسوس کرنے کو لارا نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔

"ا۔۔ابھی نہیں پلیز۔۔۔۔"

شرم و خوف کے ملے جلے احساسات نے اسے روہانسا کر دیا تو لوئے نے سارا خمار اک طرف کیے، گدگداتی مسکراہٹ کو فوری طور پر اپنے لبوں میں دبایا، ہاتھ بڑھا کر ٹھوڑی سے پکڑے اس سہمی ہوئی لارا کا جھکا چہرہ اوپر

اٹھائے جس طرح اسکے ہونٹوں کے پاس کہیں اور نہ بھٹکنے کی نیت سے اپنے لب مس کیے، اس لڑکی کی سانسیں بے ترتیب ہوئیں، اس شخص کی پر تپش سانس اسے اپنے ہونٹوں، رخسار اور گردن تک حدت پہنچاتی محسوس ہوئی، کہاں برداشت کر سکتی تھی کہ ابھی ریت کی طرح بکھر جائے تبھی گہرا سانس بھرے لوئے کے واپس بے خود ہونے کو بھانپتی اس سے شدت سے لپٹ گئی اور وہ تو اس درجہ عاشقانہ فرار پر دل میں چنگاری سی سلگ اٹھتی محسوس کرتا فدا سا مسکرا دیا، بلکہ اس لڑکی کے نرم گرم احساسات بخشتے وجود کو اپنی باہوں کے دائرے میں مقید کر لیا۔

دھڑکنوں کی دھک دھک حد سے سوا تھی، چہرہ قربت کی زیادتی سے دہک کر انگارہ ہوا تو سانسیں اپنی دگڑ چھوڑ بیٹھیں اور بس اس لڑکی کی یہی حالت دیکھتے ہوئے لوئے بہزاد علوی نے مہربان ہوتے رعایت بخش دی، نا جانے کیسا سکون تھا کہ وہ کچھ لمحوں بعد ہی اسکے حصار میں مقید سی بے جان ہوئی

تولوئے نے اسے زرا خود سے الگ کیے اسکا سر اپنے سینے پر نا صرف رکھا بلکہ اسے نیند میں اس سکون سے اترتا دیکھ کر ہنس پڑا۔

سپیشل نائیٹ کچھ میری بازو نے برباد کی کچھ تم نے، بدلہ تولوں گا میری" جان لیکن پورے ہوش و حواس میں۔۔۔ چل لوئے، سو جا تو بھی، ارمان تو "تیرے بازو اور بیوی نے سلا ہی دیے

شرارت کے سنگ خود کلامی کرتا وہ کشن، ترتیب سے تکیے کی طرح ایک کنارے رکھے بیٹھی پوزیشن میں ہی لیٹا اور میڈم کو بھی اپنے ساتھ ہی آرام دہ انداز میں اپنے وجود کی گرفت میں مبتلا کیے ہی آباد کیے لٹایا، اس بیچ بازو میں مسلسل حرکت سے درد بھی اٹھا مگر پاس لارا کو محسوس کیے اس نے آج رات کے لیے ہر درد سے چھٹکارا پالیا، وہ اسکی سلامت بازو کی گرفت میں تھی تبھی کچھ لمحوں بعد جب بازو کی حرکت کا درد زائل ہوا تو لوئے

نے خود بھی اک نظر اپنے سینے سے لگی لارا کو دیکھتے اپنی آنکھیں بھی بند کر لیں۔

وہ ایک ساتھ مکمل لگ رہے تھے اور مکمل چیزیں اکثر ادھوری کر دی جاتی ہیں۔

..._____..

پاکستان میں گزری رات کٹے اگلی سحر شروع ہو چکی تھی، دور دراز فجر کی آزانیں بلند ہو رہی تھیں اور وہ اپنی گن پر ہاتھ کی شدید پکڑ جمائے رایان کے سنگ خفیہ طور سے ایک کنسٹرکشن ایریا کی سمت آیا تھا۔

ابھی تک یہ پورا علاقہ نیم تاریکی سحر کے ملگجی اندھیرے میں ڈوبا تھا۔

یہ ایک کچی سڑک کنارے بنی تعمیر شدہ منزل تھی جہاں کا پتا اسے شوملی نے فراہم کیا تھا کیونکہ اسے کینچل کے ہر ٹھکانے کی بھرپور خبر تھی اور کینچل کو دبوچنا، ہارون تک پہنچنے کی سب سے بڑی سیڑھی تھی۔

اس بلڈنگ کا کام بجٹ کی وجہ سے روک دیا گیا تھا اور چونکہ ایریا ویسے ہی سنسان تھا سو شوملی اور کینچل کی اکثر یہاں ملاقات ہو چکی تھی، لئیق کو جو خدشات تھے اسکے مطابق ہارون پر کاش ڈبل گیم کھیل رہا تھا، کیونکہ شیری سے ملاقات نے اسکے دماغ کے بند دروازے کھولے تھے۔

رایان اسکی پیروی کر رہا تھا جبکہ لئیق نے گن لوڈ کی اور احتیاط برقرار رکھتا ہوا وہ اس بلڈنگ کی طرف بڑھا، جیسے جیسے وہ لوگ اپنے قدم بڑھا رہے تھے، ویسے ویسے عجیب سی جسم کی جلد جلنے کی بدبو انکے سانس میں گھل رہی تھی، یہ بدبو ویسی ہی تھی جیسی کسی جاندار کے جسم کو جلانے سے آتی تھی اور جب وہ لوگ دوسری منزل پر پہنچے تو اس جلی بدبو کے بھبوکے تیزی سے آنے لگے، رایان اور لئیق نے ایک دوسرے کی طرف حیرت

سے دیکھا اور دوڑ کر جب وہاں پہنچے تو سمیٹ اور مٹی کے جمے ڈھیر کے پاس زمین پر ایک آدمی کی آدھ جلی لاش پڑی تھی جس سے اٹھتا گند ادھواں اس بلڈنگ میں بھی بھر رہا تھا۔

لئیق کے اشارے پر رایان تیزی سے اپنی جیبز کی جیب سے گلوزز نکالتا اس لاش کی طرف بڑھا اور لئیق نے گن تھامے ارد گرد کا جائزہ لیا، رایان کو اپنا کام سونپ کر وہ کچھ آہٹ پر پلٹا تو وہاں سے کسی کے قدموں کی آہٹ آئی، لئیق پیچھے دوڑا مگر وہ آدمی وہاں سے نکل کر نہ صرف دوڑا بلکہ جاتے جاتے اپنی گن چلا گیا، لئیق بروقت بلڈنگ کے پلر کے پیچھے ہو گیا ورنہ گولی اسکو لگتی، بروقت پیچھے ہٹنے کے باعث وہ بس اسکے بازو کو چھو کر نکل گئی، مگر درد کی پرواہ کیے بنا، اس سے پہلے وہ آدمی بھاگتا، لئیق نے اسکی ٹانگ کو نشانہ بنائے گن چلائی جسکے باعث وہ کراہتا ہوا وہیں گرا مگر لئیق کے اس تک پہنچنے تک بھی وہ زخمی ٹانگ سمیٹ فائرنگ کیے بھاگتا رہا مگر چونکہ اسکی ٹانگ سے خون بہہ رہا تھا سو زیادہ دیر اس سے یہ مشقت نہ ہوئی اور وہ وہیں

گر پڑا جبکہ اسکے گرتے ہی لئیق نہ صرف اس تک پہنچا بلکہ اپنی گن اس پر تانے جھپٹ کر اسکے ہاتھ سے اسکی گن لی۔

"بہت بھاگ لیا، کون ہو تم؟ اور یہ لاش کس کی ہے جسکو جلانے کی کوشش کر رہے تھے؟"

لئیق نے اسے اسکے گریبان سے جکڑ کر اٹھائے غصے کی شدت سے سلگتے لہجے میں اسکے خوفزدہ و حقارت سے اٹے چہرے پر کاٹ دار نظر ڈالے پوچھا مگر اس آدمی نے نخوت سے سر جھٹکے لئیق کا اشتعال اور بڑھایا۔

"تو تم ایسے نہیں بولو گے، ایزیو وش۔۔۔۔"

لئیق نے گہرا سانس بھرے اسکو جانور کی طرح ہانکتے ہوئے بلڈنگ سے باہر نکالا، آدھے گھنٹے تک گاڑی بھی پہنچ چکی تھی جس میں لاش اور اس آدمی کو ڈالے بلیک ڈائمنڈ کی جہنم میں لے جایا گیا۔

وہ لاش کینچل کی تھی جسے سونم کے سپرد کیے خود وہ اس زخمی ٹانگ والے آدمی کے ساتھ تہہ خانے میں موجود تھا، رایان نے لئیق کی بازو پر آتے زخم کی پٹی کرنی چاہی مگر لئیق نے معمولی سا کٹ ہے کہہ کر ٹال دیا تھا کیونکہ اس وقت اسکے لیے ہارون پر کاش تک پہنچنے والے یہ دونوں مہرے بہت اہم تھے۔

دو جلاد اس آدمی پر فائز کیے خود وہ کچھ فاصلے پر کرسی پر بیٹھا پر سکون ہو کر اس آدمی کی چینخیں اور دھاڑیں سن رہا تھا۔

دونوں جلادوں نے اس کے پیٹ میں لاتوں کی بارش کر دی، جیسے جیسے وہ آدمی دلخراش چینختا، ویسے ویسے دونوں ہانپتے پسینے سے شرابور جلاد اسکے منہ، پیٹ اور کمر میں گھونسے مارتے، ایک نے لئیق کے اشارے پر اسے گریبان میں ہاتھ ڈالے اٹھایا اور پھر اسے کھردرے فرش پر گھسیٹا، اسے زمین پر پٹخنے پر وہ اپنی ہمت ختم محسوس کیے حلق کے بل چلایا، اسکے ناک

اور منہ سے خون رسنے لگا اور جب وہ اس حال کو پہنچا تو ضبط کرتے کرتے

آخر سب بتانے پر رضامند ہوتا دھاڑا اٹھا۔

"م۔۔میں سب بتاتا ہوں۔۔۔م۔۔مجھ پر رحم کرو"

اسکے سسک کر منت کرنے پر لئیق نے استہزاء بکھرے چہرے کے

مطمئین تاثرات بڑھائے اور جلادوں کو ہاتھ روکنے کا اشارہ کیا۔

کرسی سے اٹھا اور اس لہولہان آدمی کے قریب ہی زمین پر ایک ٹانگ پر دباو

ڈالے بیٹھا، اپنا ہاتھ بڑھا کر اس آدمی کے بال مٹھی میں جکڑے جس پر وہ

مزید بلبلایا۔

"ایک ایک حرف سچ، جھوٹ کی زرا سی بھی ملاوٹ ہوئی تو تمہاری موت

تک تمہیں ایسی ہی کرب ناک اذیت دی جائے گی۔۔۔کون ہو تم؟ اور اس

مردہ آدمی سے تمہارا کیا واسطہ ہے؟"

لئیق کے سوال نے اس آدمی کے اندر تک کپکپی اتاری۔

"م۔۔میں وکی ہ۔۔ہوں۔۔۔رونا اکا ساتھی۔۔۔۔یہ کینچل تھا، میں نے
ر۔۔۔رونا اسر کے کہنے پر کل اسے مار دیا تھا۔۔۔ لیکن ان۔۔ نہوں نے کہا
" کہ اسکی لاش جلا آوں۔۔۔۔۔وہی کرنے آیا تھا۔۔۔۔۔۔

وہ آدمی اٹکتی سانس کے ساتھ سب بتانے لگا مگر لئیق کو کینچل کی موت کی پہلے ہی خبر تھی، کیونکہ حالات یہی بتا رہے تھے کہ معاملہ سوچ سے بڑھ کر سنگین ہے۔

"کینچل تو اس رونا اکا ڈیول کے کہنے پر مددگار اور محافظ تھا، پھر ایسی نوبت کیوں آئی کے رونا نے اپنے اور ڈیول کے بیچ رابطے کے ڈریعے کو ہی ٹپکا دیا؟ حقیقت بتاو مجھے ؟"

لئیق نے اسکی گردن پر اپنا ہاتھ رکھے دباو دیتے اس بار غراتے ہوئے سوال کیا۔

ک۔۔کیونکہ رونااسر کو لگتا تھاڈیول سمیت اسکاساتھی کینچل بھی انکے"
لیےاب صرف خطرہ ہے، سوڈیول کوآپکے ہتھے چڑھایاجبکہ کینچل کومار
"دینے کا حکم دیا
وکی کی یہ سب باتیں لئیق کے دماغ کی چولیں تک ہلاچکی تھیں۔
ٹھیک،اب یہ بتاورونااب آگے کیاکرنے والاہے۔۔۔۔وہ ملکی چرائی"
انفارمیشن کوکیسے ملک سے باہر بھیجے گا۔کیونکہ خودتواب وہ یہاں سے نکلنے
کی جرت نہیں کرسکتاکیونکہ اسکامددگارڈیول بھی میری گرفت میں
"ہے؟
لئیق کے اگلے سوال پر وہ پہلے تو منکر ہوا مگر جب جلاد نے اسکی بازو پکڑے
بری طرح مڑوری تووہ سب سچ سچ بتانے کے لیے چیخ اٹھا۔
درد کی شدت اسے نوچ کھارہی تھی پھر بلیک ڈائمنڈ کی نفرت اوراشتعال
سے بھری نظریں اور خشونت بھری سخت آواز ہی اسکی جان ہوا کرنے کو
کافی تھیں۔

وہ یہ انفارمیشن اپنے ایک بہت اہم آدمی کے سنگ افغ۔۔انس۔تان"
بارڈر کے ذریعے پاکستان سے باہر بھیجیں گے، وہ ایک بہت بڑا تجارتی
ٹرکوں کا قافلہ ہے اور اس میں ایک ٹرک میں بم بھی نصب ہو گا۔ اگر کسی
نے اس ٹرک کو ملکی حدود سے نکلنے کے لیے روکنے کی کوشش کی تو اس
ٹرک کو اسی جگہ اڑا دیا جائے گا، تجارتی مال اور درآمدات سے بھرے
ٹرکس تباہ ہو جائیں گے اور پھر بارڈر پر موجود لوگ جو مریں گے اس سے
"ایک نئی خانہ جنگی کا آغاز ہو گا

اس آدمی کی دی یہ معلومات لئیق کے ماتھے پر فکر کی شکنیں نمودار کر چکی
تھی، یعنی وہ لوگ ایک بڑی گیم پلین کر رہے تھے، ایک بہت بڑے فساد کو
برپا کرنے کی تیاری کی جا رہی تھی۔
اسکے اندر جو کچھ ہے وہ بھی نکال باہر کرو میرے جوانو! اسکے اندر دفن"
"سارے راز اگلوا و تب تک میں ڈیول سے اسکی کہانی سنتا ہوں

فی الحال کے لیے خود اس آدمی کو بخشے وہ وہاں سے رایان اور سحر کے ہمراہ باہر نکلا تو ڈاکٹر سونم، لاش کی مکمل جانچ کیے حقائق تفصیلا بتانے پہلے ہی لئیق کے منتظر تھے۔

"یہ وہی لنگڑا آدمی ہے، جس نے ڈیول اور رونا کا مشترکہ ساتھ دیا، سر میں گولی ماری گئی تھی، اور چیڑتی ہوئی نکل گئی۔ کرائم سین پر ہمیں بلٹ نہیں ملی سو اس سے آگے کی تفصیل بتانا ناممکن ہے مگر ایک کلو ملا ہے جو تمہیں رونا تک پہنچانے میں مددگار ہو سکتا ہے"

ڈاکٹر سونم کی بتائی تفصیل پر وہ انکے آخری جملے پر چونکا، رایان اور سحر کی توجہ بھی انکی جانب ہی تھی۔

"کیسا کلو؟"

لئیق نے بے قراری سے استفسار کیا۔

"اس آدمی کے بوٹوں سے مجھے ایک ایسا کیمیکل ملا ہے جو ٹرکوں کے ٹائیر بنانے میں استعمال ہوتا ہے، اسکے علاوہ کچی زرخیز مٹی کے بھی زرے ملے

ہیں شہری آبادی کی نہیں لگتی۔اور سب سے اہم بات،اسکے کپڑوں سے بھی اس کیمکل کے اثر ملے ہیں،یعنی یہ آدمی ٹائیر زبنانے والی فیکٹری میں کام کرتاہو گا، جبکہ اسکا آناجانا کھیت کھلیان میں بھی ہو گا۔۔۔۔رونا ایسی جگہوں پر چھپاہو سکتا ہے"

ڈاکٹر سونم کے اس کلونے واقعی ان تینوں کی آنکھوں میں ایک سی چمک جگائی۔

رایان سحر، تم لوگ جاکر پتا کراوو شہر میں کتنی ایسی فیکٹریاں ہیں، جبکہ" اپنے مخبروں کو شہر کے آس پاس کچی آبادی کی طرف پھیلادو، رونا کو جلد از جلد ڈھونڈنا ہو گا، باقی اسکے پلین کو کیسے مٹی میں ملانا ہے، یہ میں جانتا ہوں۔۔۔لگو تم کام پر۔۔۔۔"

لئیق کے آرڈر ملتے ہی وہ دونوں فرمابرداری سے باہر نکل گئے جبکہ لئیق کسی گہری سوچ میں ڈوباہوا تھا جب انہی جلادوں میں سے ایک نے آفس انٹر

ہونے کی اجازت طلب کی تو ڈاکٹر سونم سمیت وہ بھی متوجہ ہوا، سر ہلائے اسے آنے کی اجازت دی۔

"سر! اس کا کہنا ہے کل رونا اسے ایک لڑکی ملنے آئی تھی، اسکے کندھے تک بال تھے، وہ بہت غصے میں اس پر گن تان کر وہاں سے نکلی تھی، تو رونا نے اس وکی کو ہی اس لڑکی کو دبوچ کر لانے کی ڈیوٹی دی تھی مگر وہ بھاگتی ہوئی کسی آدمی سے ٹکرا گئی، تو وکی وہاں سے بھاگ گیا۔

اس کا مزید کہنا ہے کہ جب میں ناکام واپس گیا تو رونا وہاں نہیں تھا، اس نے اپنا ٹھکانہ نا صرف بدل لیا بلکہ مجھے اپنے آدمی کے ذریعے پیغام دیا کہ کینچل کی مردہ لاش کو ٹھکانے لگا کر واپس آئے پھر اسے اسکا انعام دیا جائے گا"

جلاد کی بات سن کر لئیق کا حقیقی معنوں میں خون کھول اٹھا، لعلین اس رونا سے مل بھی چکی ہے؟ یہ انکشاف اس وقت لئیق کی ہستیٔ ہلا چکا تھا اور پھر

جس طرح وہ اس سے بھاگتی ٹکرائی تھی، اگر وہ نہ پہنچتا تو رونا اسے اس بھیجے آدمی کے ذریعے دبوچ لیتا، لیکن کیوں؟

لئیق نے اسے جانے کا اشارہ کیا اور خود اپنی کن پٹی مسلتا کرسی پر لڑھک گیا۔

"کیا ہوا ہے لئیق؟"

ڈاکٹر سونم نے اسے پریشان دیکھتے خود بھی سامنے والی کرسی سنبھالی جسکا دماغ اس وقت معاوف سا محسوس ہوا۔

"کچھ ایسا جو مجھے سمجھ آکر بھی سمجھ نہیں آرہا مسٹر سونم، کچھ نہیں بلکہ بہت کچھ ایسا ہے جو مجھ سے چھپا ہوا ہے۔۔۔جب مجھے یہ کیس ملا تھا تب مجھے بھی حیرانگی ہوئی کہ معمولی سے جاسوس کے لیے مجھے کیوں ہائیر کیا گیا، اب سمجھ آرہی ہے کہ یہ ہارون پرکاش ہر گز معمولی چیز نہیں، اس نے ایک شاطر، چال باز اور چالاک ایس ایس پی کو یونہی اپنے ساتھ نہیں ملا لیا ہو گا،

کوئی بہت بڑی قیامت چھپی ہے اس سب کے پیچھے۔۔۔ شہریار سے ملنا پڑے گا"

اسکی غیر واضح تفصیل پر سونم صاحب منہ بسورے اٹھ کھڑے ہوئے، ایک تو وہ انھیں کچھ بھی نہیں بتاتا تھا۔

"مجرم ڈائنوسار تھا تبھی تو کیس تم جیسے خطرناک کے ہاتھ آیا، کیا سمجھتے ہو انٹیلجنس میں ہونا خالا جی کا گھر ہے برخوردار۔۔۔۔ یہاں اگلے پل کا بھروسہ نہیں اور سرکار گھر بھی بسا بیٹھے ہیں۔۔۔ یااللہ مجھے صبر دیں"

یہ جانتے بوجھتے کہ وہ ابھی الجھا ہے، سونم صاحب اپنی ہی دھن میں جلی کٹی سنائے وہاں سے چلے گئے جس پر لئیق نے گھور کر انکی پشت دیکھی۔

خیر وہ اس وقت اپنے دماغ کو مزید الجھانا نہ چاہتا تھا، لئیق یہی سوچ رہا تھا کہ اگر رونا نے لعلین کے ساتھ برا کیا تھا تو وہ اس سے مل کر معافی تلافی ہی کرنا چاہتا ہو گا مگر وکی کے بقول وہ وہاں سے غصے سے نکلی اور رونا نے اسکے پیچھے وکی کو دبوچنے کے لیے بھیجا، لیکن کیوں۔۔۔۔؟

لئیق کواب لال کی فکر بھی لاحق ہو چکی تھی۔

صبح کے دس بج چکے تھے، ایک نئی صبح ہر سو پھیل چکی تھی اور وہ اب اپنے ادھورے سوالوں کا جواب شہریار سے لینے کا تہیہ کرتا آفس سے نکل گیا۔

.._____..

ناشتے پر عینی اور پرکاش صاحب کی آمد، لال اور سلینا دونوں کے لیے خوش آئند رہی، اس سے بڑے جھٹکے تو عینی اور پرکاش کو دونوں کا احوال جان کر لگے، سلینا اور بھجت کے سہل پیچ آپ کے ساتھ ساتھ لعلین کی زندگی کے دلفریب اس سفر کے بارے جان کر پرکاش اور عینی کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ ہی نہ رہا۔

سلینا ناشتہ بنا رہی تھی اور پرکاش بابا اسکی ہیلپ کر رہے تھے جبکہ عینی، محبت پاش نظروں سے گھبرائی اور پریشان سی لال کی ہتھیلی چومے اس کے چہرے پر نظریں جمائے بیٹھی تھیں، جتنی خوشی انکو لعلین کے نکاح کی ہوئی، اتنی تو لئیق کو بھی نہ ہو گی۔

سیلی کو بھی یہی کہہ رہی تھی، کہ وہ میرے ساتھ ایڈجیسٹ نہیں ہو پائے" گا۔ ساری رات سوچا لیکن چاہنے کے باوجود میں اسکی زندگی تاریک کرنے سے خوفزدہ ہوں۔ عینی جب اسے یہ سب پتا چلے گا تو میری سچویشن آپ "امیجن کر سکتی ہیں ناں؟

آنکھیں جھکائے گہری سانس بھرتے ہوئے اس نے جس طرح آس سے عینی کی طرف نظر اٹھائے دیکھا، وہ ماں جی جان سے مسکرائی تھی۔

جب سے رونا انے انکے دل کو زخمی کیا، تب سے لال اور سلینا ہی انکی اولاد تھیں۔

جب میں پرکاش کے ساتھ کولنگ کاپیٹیشن میں پارٹ لینے جرمنی گئی "
تھی تو وہاں میری ایک دوست بنی تھی، بتایا تھا ناں تمہیں کہ سکھ فیملی تھی،
اسے بھی یونہی ایک حادثے کے باعث ابڈامینل انجری ہوگئی تھی مگر تم
جانتی ہو کل رات میری اس سے نجانے کتنے سالوں بعد بات ہوئی تو اس
"نے بتایا اسکے تین بچے ہیں
عینی کے یہ سب بتانے پر لعلین نے حیرت سے انکی طرف دیکھا، جبکہ وہ
سکون کے ساتھ مسکائیں۔
"کیا سچ میں عینی؟"
لعلین کی ہونق صورت دیکھ کر وہ اسکا ہاتھ چومے اپنی مسکراہٹ گہری کر
گئیں۔
بالکل، جیسے ہمارے جلدی زخم کبھی نہ کبھی بھر جاتے ہیں ویسے اگر اللہ "
چاہے تو دعا اور دوا کے ساتھ ہمارے اندر کا نظام بھی صحت پا سکتا ہے، پھر
جو کمی تمہیں میسر آئی، وہ تمہیں شادی کرنے یا محبت کرنے سے خدانخواستہ

روک تو نہیں رہی۔اس دنیا میں لاکھوں جوڑے ایسے ہیں جو ماں باپ نہیں بنتے لیکن پھر بھی وہ پرفیکٹ کپل سمجھے جاتے ہیں۔"

عینی کی ساری باتیں لعلین کے ڈوبتے حوصلے کو واپس بحال کرتے ہوئے اسے لئیق کے بارے سوچنے پر اکسا رہی تھیں لیکن وہ رونا اکی اصلیت کیسے اس ماں کو بتائے گی، یہ دکھ لعلین کو کاٹ کھا رہا تھا۔

"انسان کو اللہ سے کبھی ناامید نہیں ہونا چاہیے، تم اسکی زندگی اپنے نامکمل وجود سے ویران کرنے سے خوفزدہ ہو، لیکن اس دنیا میں آتا ہر اکیلا انسان تمہاری طرح نامکمل ہی ہوتا ہے، وہ بھی نامکمل ہے۔ ہم سب نامکمل ہیں۔۔۔۔ مکمل تو ہمیں ہمارا وہ جوڑا اور حصہ کرتا ہے جو اللہ نے ہمارے لیے بنایا ہو، پھر اولاد تو بعد کا معاملہ ہے، اصل چیز تو دکھ سکھ کا ساتھی ہوتا ہے لال، یہ رشتہ اتنا خوبصورت ہے کہ اسکی دلکشی بیان کرنے کو پوری دنیا کے لفظ کم پڑ جائیں۔۔۔۔

تم میری اور پرکاش کی مثال لو، اولاد ہوئی بھی تو کیا فائدہ ہوا، کس کام کی نکلی۔۔۔ جیتے جی اسے مرا سمجھنا پڑا لیکن ایک دن بھی پرکاش نے مجھے اس کمبخت کے لیے تڑپنے نہ دیا، ہاں اگر وہ نہ ہوتے تو عینی کب کی مر جاتی" عینی کی سرخ ہو کر بھیگتی آنکھوں نے اور آواز کی کپکپاہٹ نے لعلین کو بھی ملول کیا، وہ اپنی ملائم ہتھیلی انکی گال سے سہلائے انکے آنسو بروقت ہٹاتی انکے سینے میں سمٹ گئی، وہ بھی تو لال پر سارا پیار لٹا دیتی تھیں، اس بچی کے لیے وہ اس لیے بھی پریشان رہتیں کیونکہ اسکی زندگی، انکی اولاد نے اجاڑی تھی، اور جو انکی لال کی زندگی اجالنے آنکلا تھا اس پر تو عینی قربان ہو چکی تھیں۔

"کیا پرکاش بابا نے آپ سے محبت کی شادی کی تھی عینی؟"

لال کے سوال کا مقصد عینی کا دھیان، ہارون سے ہٹانا تھا۔

نہیں، لیکن میرے ساتھ چند دن گزار کر ہی وہ میرے دیوانے ہو گئے۔"

عورت اگر اپنے شوہر پر جان تک فدا ہو جائے، اسکے سکون کا خیال رکھے تو

اسکا شوہر مجال ہے جو کسی اور کی طرف دیکھ جائے، پرکاش ایک خشک مزاج انسان تھے، جنھیں محبت سے دیکھنا بھی نہیں آتا تھا، انکو محبت کے

"سارے ڈھنگ تمہاری عینی نے سیکھائے

وہ انکی مسکراہٹ دیکھتی خود بھی مسکرائی مگر پھر گہرے خیال میں اتری، وہ لئیق کو کیوں بھاگئی کیونکہ اس نے تو نہ اسکے سکون کا خیال کیا تھا نہ کوئی لحاظ۔

"آپ نے انکو کیسے سیکھایا؟"

لعلین کے اپنی سوچیں جھٹک کر کیے سوال پر وہ شوخ سا ہنس کر لال کی گال دبا گئیں تو وہ خود بھی مسکادی۔

جب تمہیں لئیق سیکھائے گا پھر جان جاو گی، تمہارے معاملے میں تم"

"پرکاش کی جگہ اور لئیق میری جگہ

عینی کے شرارت بھرے جواب پر وہ خفیف سا بوکھلائی، اور اسکی گھبراہٹ عینی کو حسین ترین لگی۔

"یعنی آپ بہت چپکو ہیں عینی؟"

نظریں جھکا کر وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑاتی کیوٹ لگی جبکہ اسکے اس سوال بے عینی کو محظوظ کیا کیونکہ وہ پس پردہ لئیق کی سب سے بڑی خوبی بیان کر بیٹھی تھی۔

"ہاہا یعنی ہیرو صاحب بھی بہت چپکو ہیں"

عینی کے اسے رنگے ہاتھوں پکڑے پر وہ سرخ رو ہوتی جھٹکے سے سر اٹھاتی انھیں دیکھنے لگی جو اسکے اڑے رنگ دیکھ کر کھلکھلا دیں۔

سلینا اور پرکاش نے ناشتہ لگا دیا تھا اور بلا رہے تھے ورنہ ابھی تو عینی اندر کی ہر بات نکلوا لیتیں۔

بہر حال ناشتہ چاروں نے مزے سے کیا اور عینی اور پرکاش نے بھی اپنے تئیں لعلین کے لیے لئیق کے پاس جانا ہی مناسب خیال کیا، وہ دونوں اپنی دونوں جانوں کو خود انکے پیا کے ساتھ رخصت کرنا چاہتے تھے سو شام تک وہ یہیں رکنے والے تھے جبکہ لعلین ذہنی طور پر اب تک الجھی ہوئی تھی۔

جبکہ کالونی کے باہر ہارون پرکاش کے لوگ نا صرف نظر رکھے ہوئے تھے بلکہ رونا اکا حکم یہی تھا کہ جلد از جلد لعلین کو دبوچ لے کیونکہ اسکی چھٹی حس بتا چکی تھی کہ کچھ حد تک لال بھی اسکے لیے خطرہ بن چکی ہے۔

....★☆☆☆☆☆★....

ایک دن تو نیہا لحاظ میں خاموش رہی مگر دستگیر کو رتی برابر فرق پڑتا نہ دیکھ کر اس نے آخر کار اپنا حتمی فیصلہ امے کو سنا دیا، صرف فیصلہ نہیں بلکہ اب وہ کسی صورت دستگیر کے آگے توجہ اور حق کی بھیک مانگنے پر رضامند نہ تھی، وہ ناشتہ بناتے وقت نیہا کی کل سے جبرا اب تک قائم کی گئی چپ سے خائف

خود ہی اس سے اس تکلیف وادا سی کا سبب پوچھ بیٹھیں تو جیسے وہ اپنے اندر کا سارا غبار نکالے پھٹ پڑی۔

"نیہو! کیا ہوا ہے میرے بچے کو؟ سب ٹھیک ہے ناں۔ کل سے بہت چپ ہو، کل اور آج سوئی بھی اپنے کمرے میں ہیں، دستگیر نے کچھ کہا ہے؟"

بھلے نیہا کو وہ خود بھی دستگیر پر مسلط کرنے پر مجبور کی گئی تھیں اور آج بھی انکا دل اپنے اکلوتے بیٹے کے ساتھ کی جاتی ناانصافی پر بلکتا تھا مگر اب تو سب ہو گیا تھا سو وہ بھی اچھے کی امید لیے ہوئے نرمی سے نیہا سے مخاطب ہوئیں اور وہ تو بھری بیٹھی تھی کہ کوئی اس کو دل کا غبار باہر نکالنے کا موقع دے۔

"سب ختم ہو گیا، مجھے اسکے ساتھ نہیں رہنا، آپکا وہ اڑیل اور بدذبان بیٹا مجھ سے برداشت نہیں ہوتا اے جان، بتا رہی ہوں کسی دن اپنی جان لے لوں گی۔ بابا نے آپکو میری ذمہ داری دی تھی پر مرنے والے کی ہر خواہش کا احترام، اچھے انجام کے ساتھ ہو ایسا ممکن نہیں۔ مجھے دستگیر سے طلاق چاہیے، ورنہ کسی دن یا آپکو میری لاش ملے گی یا اسکی"

نیہا، وہیں ڈائنگ کی کرسی گھسیٹ کر خفت، غصے اور دکھ سے بوجھل ہوتے لہجے میں حتمی فیصلہ سنا کر بیٹھی، پھر دکھاوے کے آنسو بہا بہا کر دہائیاں اور دھمکیاں دیتی خود مریم بی کا دل دہلا گئی، ناشتہ چھوڑے وہ دل تھامے اسکے پاس ہی کرسی گھسیٹے بیٹھیں، اسکے چہرے پر غم و خزن درج تھا۔

"اللہ اللہ اللہ، کیا بول رہی ہیں نیہا۔۔۔خدا کا خوف کریں۔یہ نجس لفظ آپ نے اپنی زبان پر لایا کیسے؟"

مریم بی کی تکلیف میں ڈانٹ اور خفت بھی تھی مگر نیہا ہٹ دھرمی سے سر نفی میں ہلاتی کچھ سننے کے موڈ میں نہ تھی۔

"اس نے آج تک مجھے نظر بھر کر دیکھا بھی نہیں، کیام۔۔میری کوئی فیلنگز نہیں امے، میرا دم گھٹتا ہے اب۔۔۔اور اس نے مجھے اپنے کمرے سے بھی نکال دیا تھا پرسوں، سوچا تھا واپس بلا لے گا پر نہیں۔اب میں مزید اسکے نخرے برداشت نہیں کروں گی"

کمرے سے نکالنے والی بات خود مریم صاحبہ کا لہو گرما گئی، نیہا کا انداز بھی جرح کرنے سا تھا اور اتفاق سے اسی وقت دستگیر کی چہرے کے بھینچے خدوخال اور باوقار چال لے سنگ باورچی خانے آمد، وہاں پھیلی سوگواری پر نمک چھڑکنے کا کام کر گئی۔

دونوں کی تپش اگلتی آنکھوں کو خود پر جما پائے وہ خفیف سا منہ بسورے اندر آیا تو مریم بی اپنی جگہ سے اٹھ کر برہمی و عتاب کے سنگ دستگیر کے روبرو ہوئیں، جبکہ وہ نیہا کی خاموشی کے بعد اسکے واویلے کا اندازہ لگا چکا تھا اور یہ بھی کہ اس نے مریم صاحبہ کو بھی بھڑکا دیا ہے۔

"یہ ہم کیا سن رہے ہیں دستگیر، آپ نے نیہا کے ساتھ اتنا ناروا سلوک کیا۔"

"کیسے؟ کیسے کر سکتے ہیں آپ ایک یتیم بچی کے ساتھ اتنا ظلم

اماں کی آنکھوں کی تکلیف دستگیر کو اداس کر گئی مگر وہ ٹسوے بہاتی نیہا کی طرف یوں خونخوار ہوئے گھورا جیسے اسکی جان نکال لینا چاہتا ہو جسکے جارحانہ تیوروں میں بتدریج اضافہ ہو چکا تھا۔

صرف شکل سے مسکین ہے، زبان میں انگارے بھر رکھے ہیں اس نے،"
مجھے یہ ڈھول پھر سے گردن میں ڈال کر بجانے پر مجبور مت کیجئے گا اے
جان، ورنہ پچھلی بار تو سہہ گیا تھا اس بار ساری دنیا کو آگ لگا دوں گا، نہیں
رہنا مجھے اس زبردستی سر پر مسلط ہوئی عورت کے ساتھ، اور تم نیہا دی
"!ڈرامہ کوئین

دستگیر کے ایسے پر تپش اور باغی لہجے کی وہ کب عادی تھیں مگر آج انکو دستگیر
کے اندر بھی وہی تکلیف محسوس ہوئی جو انکے اندر تب اٹھی تھی جب
انہوں نے زائشہ علوی کے دھمکانے پر دستگیر کو نیہا سے شادی کرنے پر
مجبور کیا، ورنہ ایک ماں کے لیے اپنی اولاد کی خوشی سے بڑھ کر کچھ نہیں
ہوتا، انہوں نے دستگیر کی خوشی اس سے چھین کر اسکی زندگی بچانے کی
کوشش کی تھی۔

نیہا اسکے تضحیک سے مخاطب کرنے پر زہریلی نظروں سے گھوری۔

چھٹکارہ چاہیے تمہیں، ٹھیک ہے۔۔۔۔۔مل جائے گا، لیکن یہ فریب اور"
جھوٹ میں رودھو کر میری ماں کو ذہنی اذیت دینا بند کر دو، تمہارا بھلا
کرتے کرتے اس معصوم عورت نے اپنے بیٹے کا دل اجاڑ دیا، اپنے یہ
جھوٹے آنسو دوبارہ مت بہانا۔۔۔۔۔اور آپ امے، دوبارہ آپکو پریشان
نہ دیکھوں، زبردستی گھر تو بسائے جا سکتے ہیں لیکن دل نہیں، اس بات کو
آپ میری اس چھ ماہ کی شادی کے گندے انجام کے بعد یقیناً مان جائیں
"گی۔۔۔۔

اپنے غضب پر ہر ممکنہ قابو پائے وہ دونوں کو پچھاڑ کر رکھتا دونوں پر برہمی
اور عتاب بھری نظر ڈالے وہاں سے پیر پٹختا نکل گیا اور جہاں نیہا نے
مٹھیاں بھینچے اسکی کی تذلیل برداشت کیے وہاں سے واک آوٹ کیا، بچاری
مریم صاحبہ تو اپنا دل تھامے پریشان وہلکان سے کرسی پر خود کو لڑھکا گئیں۔
یا میرے مالک، یہ کیا ہو گیا۔۔۔ہمارے بچے کی حفاظت کیجئے گا اس"
"زائشہ نامی بلا سے

مریم بی کا دل مانو خدشات کی زد میں کانپ کر رہ گیا۔

نیہا وہاں سے پھنکارتی ہوئی سیدھا اپنے کمرے کی طرف ہی جا رہی تھی جب زائشہ نے اسے لوئے کے کمرے سے زرا نکل کر آواز دی، وہ لوئے کا کمرہ ملازمین کے سنگ کل سے ری نیو کروانے میں مصروف تھی، اور نیہا کو کل سے بولائے بولائے محسوس کرتی وہ اس سے فرصت ملتے ہی بات کرنا چاہتی تھی، نیہا کی غصے سے سرخ ہوتی آنکھیں دیکھ کر زائشہ نے اچنبھے کے سنگ اسکے اندر آتے ہی منصوعی فکر کے سنگ اسکی طرف لپک کر اسکے شانے تھامے۔

"ہے نیہو، میں کل سے بزی ہوں لیکن تم کہاں گم ہو؟ کیا کچھ ہوا ہے۔ تم ٹھیک نہیں لگ رہی"

لوئے کے کمرے کا فرنیچر اور وال پینٹ سب بدل دیا گیا تھا، اپنے سر پھرے راک سٹار کی پسند کی ہر چیز ترتیب دیے وہ کمرے کو زیبائشی اور

ستائشی بنا چکی تھی اور لوئے صاحب زور کا جھٹکا دھیرے سے دینے کے منصوبے کیے بیٹھے تھے۔

نیہا نے پہلے تو یہاں وہاں کی ہانکے بات ٹالنے کی کوشش کی مگر جب زائشہ نے گہری نظریں مرکوز کیے اسے زرا کریدا تو ساری سچائی اس ہلکے پیٹ والی نے اس ناگن کے گوش گزار کر دی اور یہ سب سننے کے بعد زائشہ علوی کو از سر نو سر تا پیر آگ لگ چکی تھی۔

یہ لڑکی تو اسکی راہ کا کانٹا بننے والی تھی جو زائشہ کبھی ہونے نہیں دے سکتی تھی۔

تم پاگل ہو نیہو، اتنی آسانی سے اس کو عیاشیاں کرنے کے لیے اکیلا کر دو" گی، تاکہ وہ اپنی من مرضیاں کرتا تمہارے دل کو اور سلگانے لگے۔۔اس سے طلاق لو گی تو یہ تمہاری ہار ہو گی، تمہیں اتنا بیوقوف تو نہیں سمجھتی تھی، " حق نہ ملے میری جان تو حلق میں ہاتھ ڈال کر نکالنا چاہیے

زائشہ علوی کو اس وقت اپنی ہار نظر آ رہی تھی تبھی وہ نیہا کے اندر زہر بھرتے منصوعی ہمدردی جتاتی بولی، اسے یوں گلے لگایا جیسے وہی اسکی سب سے بڑی خیر خواہ ہو، جبکہ نیہا اسکی باتوں میں صاف صاف آئی نظر آ رہی تھی۔

"تو میں کیا کروں زائشہ میم، وہ مجھے منہ نہ لگائے تو میں کیا چپ چاپ اپنی ذلت برداشت کروں، مجھ سے نہیں ہو گا، آپ یقین کر سکتی ہیں کہ چھ ماہ ہونے کے باوجود اس نے مجھے چھوا تک نہیں، نظر بھر کر دیکھا بھی نہیں، آپ بھی تو ایک عورت ہیں۔۔۔ کیا کوئی عورت اتنی صابر ہو سکتی ہے، میں نہیں ہوں"

لہجہ مظلوم و اداس رکھے وہ الگ ہوتے ہی بیزارئیت اور اخیر دکھ سے رندی آواز سے بولی جبکہ زائشہ اسے ساتھ لیتی باہر لاونج کی سمت آئی، دستگیر سے اسے اس درجہ ایمانداری کی امید نہ تھی کہ وہ صبور کا حق واقعی مر کر بھی

کسی کو نہیں دے گا، وقتی احساس جاگا مگر زائشہ علوی ایک مطلب پرست عورت تھی سو جلد ہی وہ رہا سہا احساس اس کی سفاکیت نے نگل لیا۔

"میں تمہیں بتاوں گی کہ تم کیا کرو، فی الحال میری نیہو اتنی اداس بالکل اچھی نہیں لگ رہی۔ سب کو بھاڑ میں بھیجو اور جاو جا کر زیادہ سی شاپنگ کر کے آو، مجھے پتا ہے تمہارا موڈ نئے نئے ڈریسز ایک دم فٹ کر دے گا۔ رات میں تمہیں دستگیر کو قابو کرنے کے طریقے بتاوں گی۔۔۔۔ جاو میرے بیڈ روم میں ڈریسنگ پر میرا کارڈ پڑا ہے، کھل کر خرچ کرنا مگر اتنا ضرور جان لو نیہو کہ دستگیر سے تم نے طلاق نہیں لینی بلکہ اسے مجبور کرنا ہے کہ وہ تمہیں بیوی کا حق دینے پر مجبور ہو جائے"

زائشہ کو نیہا کی نہیں اپنے ہاتھ سے جندل محل جانے کا خوف تھا، جب تک صبور اور لئیق کی شادی نہ ہو جاتی وہ دستگیر کی طلاق افورڈ نہیں کر سکتی تھی، مشکل سے تو اس نے زہریلی چالیں چل چل کر دستگیر اور صبور کے بیچ زمانے حائل کیے تھے۔

جبکہ شاپنگ کی عیاشی نے واقعی نیہا کی ساری اداسی رفو چکر کی، وہ مسکراتی ہوئی کمرے کی سمت بڑھی جبکہ اسکے جاتے ہی زائشہ کے چہرے پر نفرت کی پرچھائیاں سمٹ آئیں۔

تم کیا سمجھتے ہو دستگیر عالم، نیہا سے اتنی آسانی سے جان چھڑوالو"
گے۔۔۔ہاہا بھولو مت اسکی پشت پناہی دی گریٹ زائشہ کر رہی ہے۔ نیہا کو تمہارے حلق کا کانٹا بنادوں گی، تمہارے ارادے سمجھ رہی ہوں۔ صبور تو تمہیں مر کر بھی نہیں ملے گی پھر چاہے تم اسکی جگہ مجبورا نیہا کو دو یا دل سے، تمہیں صبور کی نظروں میں پہلے تو نہیں گرا سکی پر اب ضرور گراوں گی"

زائشہ کا شیطانی دماغ معاملے کی گہرائی کو بھانپ چکا تھا اور وہ نیہا کو جتنا بھی دستگیر کی راہ میں لاتی، اس بار اسکے خلاف ہمایوں کیانی بھی آچکے تھے اور اب زائشہ جیت جاتی ایسا ممکن دیکھائی نہیں دے رہا تھا۔

کیونکہ ایک بھیانک چال اب وہ انسان چلنے والا تھا جسکا نرم دل اس سنگدل عورت نے پتھر کر دیا تھا۔

دستگیر کو اس وقت صبور سے بات کرنی تھی مگر اسکا نمبر بند دیکھ کر دستگیر کی اس وقت حالت نا قابل بیان تھی، وہ لڑکی اسے ہر بار وقت پڑنے پر اکیلا کر دیتی تھی مگر اس بار صبور ماں کی وجہ سے نہیں بلکہ ڈیڈی کی وجہ سے گم ہو جانے پر مجبور کر دی گئی تھی اور دستگیر کی اس وقت صحیح معنوں میں جان جا رہی تھی۔

.._____..

لئیق پر اسے جتنا غصہ تھا وہ اس وقت شہریار کی تپش لٹاتی، اشتعال انگیز آنکھوں سے واضح تھا مگر لئیق اسکے سامنے کرسی جما کر بیٹھا، ٹانگ پر ٹانگ

چڑھائے سمجھاتی، بجھاتی، لتارتیں نظروں سے اسے خاموش وارننگ دے رہا تھا۔

وکی، شوملی اور اس سے پہلے ملا آدمی، گواہوں کی صورت لئیق ایزد علوی کے پاس موجود تھے مگر آج وہ پہلے صرف شہریار جدون کی سننا چاہتا تھا۔

"شہریار جدون، شطرنج کھیلی ہے کبھی؟"

اپنی استہزایہ خاموشی وہ اس بے ڈھنگے سوال سے توڑے گا یہ تو شہریار کا خون اور کھولا گئی۔

کینہ توز نظروں سے وہ اسے دیکھتا پھنکارا۔

"میں نے صرف زندگی اور موت کا کھیل کھیلا ہے"

آگ لگاتے، اکساتے لہجے میں اسکے دیے کسیلے جواب پر لئیق شرانگیز مسکرایا۔

تبھی مات کھا گئے، کبھی دو لوگوں کو یہ کھیل کھیلتے دیکھ لیتے تو آج یہاں تمہاری جگہ وہ ہارون پرکاش ہوتا۔ اس کھیل میں مخالف بادشاہ کو اپنے

مہرے سے یوں شہ دینی پڑتی ہے کہ وہ اس سے کسی صورت نہ نکل سکے اور پھر اسے مات دی جاتی ہے، اور اسطرح کھیل خود بخود شہ مات کرنے والے کی جیت پر ختم ہو جاتا ہے، ہارون پرکاش نے بھی تمہارے ساتھ ایسی ہی چالاکی کی اور یہ بساط اپنے نام کرلی"

لئیق کے یہ سب کہنے پر شہریار کی آنکھوں میں پھیلی نفرت وسعت پکڑ گئی۔

"کہنا کیا چاہتے ہو زلیل انسان، اس وقت تمہارے کسی فلسفے کو سننے کا کوئی ارمان نہیں۔ اپنی اس قید سے نجات دو مجھے"

وہ اسکے سلگانے پر بھڑک کر چیخ اٹھا مگر لئیق کے اطمینان میں رتی برابر کمی نہ آئی۔

"دوں گا نجات لیکن اسکی کچھ شرائط ہیں، تم اس سب میں کیوں کودے؟"

ہارون کے ملک دشمن عزائم میں مدد کرنے کی ایسی کونسی مجبوری رہی کہ ایک ایماندار فوجی کے بیٹے نے غداری کرنے کی جرت کی، میرے ان

جوابات کو دینے سے پہلے اتنا جان لو کہ تمہارا دائیاں ہاتھ یعنی کینچل بری طرح مارا جا چکا ہے اور اسے رونا نے مروایا ہے جسکا قاتل وکی میرے پاس موجود ہے، یہی نہیں، ہارون پرکاش کی گھٹیا منصوبہ بندی لعلین کو دبوچنے کے بارے بھی ایکٹیو ہو چکی ہے۔ تمہیں جندل محل بھجھوا کر میرے شکنجے میں پھنسانے کے پیچھے رونا ہے۔۔۔۔اب بتاو، اپنی رہائی اور عزت اب "صرف تمہارے ہاتھ میں ہے

پہلے تو لئیق کے کیے انکشافات نے شہریار جدون کی ہستی تہس نہس کی اور وہ مر کر بھی ہارون کے اتنا گھٹیا نکلنے پر یقین نہ کر سکا اور پھر لئیق نے ہی وکی کو اسکے روبرو پیش کیا، شیری، اس وکی کو جانتا تھا وہ ہارون کے اہم ساتھیوں میں شمار ہوتا تھا، وکی نے ساری سچائی جب شہریار کو بتائی تو رایان اسے وہاں سے گھسیٹتے ہوئے جب لے کر نکلا تو لئیق نے بھی اپنی گہری نظریں، شہریار کے تباہ کن تاثرات اور بھینچے چہرے پر مرکوز کیں، وہ اس وقت نجانے کتنا ضبط کر رہا تھا کہ چہرہ لال بھبھوکہ ہو کر اسکے اندر مچے

کہرام کی خبر دے رہا تھا، آنکھوں کے کنارے ٹوٹے مان کی کرچیاں نمی سمیٹ لائیں۔

شہریار جدون کی کرب ناک چپ نے خود لئیق کو بھی اسکے لیے افسوس میں مبتلا کیا، انسان ماں باپ بہن بھائیوں کے بعد جو پہلا رشتہ بناتا ہے وہ دوست کا ہوتا ہے، جب یہ رشتہ ہماری نظروں میں مجروع ہوتا ہے تو اسکی تکلیف ہماری نس نس میں چھریاں چلا دیتی ہے۔

شہریار جدون نے اسکے لیے اپنی زندگی، نیک نامی، اپنے خاندان کا وقار سب داو پر لگایا اور بدلے میں اس نے سانپ کی طرح وار کر کے اس شخص کے اندر آندھی کے جھکڑ چلا دیے تھے۔

مانی نے کہا ہے وہ مر جائے گی اگر اسے شیری نہ ملا، وہ معصوم دل اور کچا" ذہن اس جنگ میں پائمال ہوا، اسے تمہارے نام کی جھوٹی امید دی ہے تب جا کر وہ ہوسپٹل سے ڈسچارج ہوئی۔ تم نے اسکے ساتھ جتنا برا کیا، اس بیوقوف کو کوئی پرواہ نہیں، وہ مجھ سے منت کرتی ہے کہ میں اسکے شیری کو

بچالوں لیکن تم اس لائق ہو نہیں، تبھی چاہتا ہوں مجھے سب سچ سچ بتادو تاکہ اگر کوئی رعایت نکلے تو میں تم پر رحم کرنے کا فیصلہ لوں، تم اس دنیا کی اب بھلے ہر قید سے آزاد ہو جاو، تم آمنہ آفریدی کی قید سے اب مر کر بھی نہیں نکل سکتے "

اپنی سانسیں گھٹ رہی تھیں تو اسے مانی کا بھی ہوش نہ رہا مگر اس کو خاموش اندر ہی اندر گھٹتا دیکھ کر لئیق نے مزید اس پر تکلیف کا پہاڑ توڑا۔

شہریار کی آنکھوں میں غضب کے ساتھ ساتھ کرب تھا۔

مجھے کچھ نہیں کہنا، مجھے قید رکھنا ہے تو رکھو، ناو آئی ڈونٹ کیئر۔۔۔مار دو" بھلے، لیکن تمہاری اس بیوقوف بہن کو ہر گز ملنے والا نہیں، میرے دل میں صرف سلینا ہے اور وہی رہے گی، جب بھی موقع ملا اسے تمہارے بھجت " سے چھین لوں گا۔۔۔۔۔

یکدم ہی جیسے اسکے اندر چنگاری سلگی، جبکہ رونا کی حقیقت جاننے کے باوجود اسے شہریار کی ہٹ دھرمی طیش دلا گئی۔

لئیق جتنی اسکے ساتھ نرمی برت چکا تھا، وہ اسکے مزاج سے برعکس تھی ورنہ بلیک ڈائمنڈ صرف بھوک پیاس کی سزا پر اکتفا کرنے والا انسان نہ تھا۔

"تمہاری یہ باتیں سن کر مجھے مانی کی بیوقوفی پر مزید غصہ آرہا ہے لیکن فکر مت کرو، اسے جلد تمہارے چنگل سے نجات دلوادوں گا۔ اسے تم جیسے بدبخت کی بے قدری سہنے کے لیے لاوارث نہیں چھوڑوں گا، تمہارا معاملہ میرے انڈر ہے لیکن ایک بار میرے اختیار سے باہر گیا تو تمہاری اور تمہارے باپ کی عزت مٹی میں مل جائے گی، بلیک ڈائمنڈ کبھی کسی بے گناہ کو سزا کی دلدل میں نہیں جھونکتا، تمہیں یہ آخری چند گھنٹے دے رہا ہوں شہریار، یا تو سب سچ سچ بتا کر اپنی آزادی لے لو یا پھر میری جہنم میں ٹھیک سے تاعمر سلگنے کے لیے تیار ہو جاو"

مزید لئیق کے اندر اپنا سر کھپانے کی ہمت نہ تھی، ایک تو وہ شہریار سے نرمی برت رہا تھا جسکا وہ فرض کے بیچ عادی نہیں تھا اوپر سے شہریار کی مسلسل

طیش دلاتی حرکتیں، اسکے الفاظ لئیق کے اشتعال کو دعوت دے رہے تھے۔

حتمی فیصلہ سناتے جب وہ اٹھا تو شہریار نے بس اسکی چند مزید گھنٹوں کی سزا پر ہی دم گھٹتا محسوس کیا، اب تو اسکے لیے ایک لمحہ بھی یہاں رہنا دشوار تھا۔

"تم زیادتی کر رہے ہو اب، میں یہاں مزید نہیں رہ سکتا"

شہریار نے ناجانے کس بے بسی کے تحت اسکے پتھر دل کو نرم کرنے کی سعی کی، کیونکہ پورا جسم سن تو تھا ہی، ایک طاقتور ہٹا کٹا انسان بھی مسلسل پیاسا اور بھوکہ رہ کر آدھا ہو جاتا ہے، شہریار کی حالت لئیق بخوبی سمجھ رہا تھا مگر شہریار کا منہ کھلوانے کے لیے اسے یہ سختی اختیار کرنی ہی پڑی۔

"میں نے بھی تمہاری بس ہوتی دیکھ کر ہی رہائی کی شرائط سنائی ہیں شہریار جدون، مجھے پتا ہے تمہارے لیے ایک لمحہ بھی یہاں رہنا انتہائی مشکل ہے، سو صرف آج رات تک تمہارے پاس مہلت ہے۔ پھر تو ویسے ہی تمہیں

میرے جلادر ٹو طوطا بنادیں گے، سوا پنی عزت تمہارے اپنے ہاتھ میں ہے۔ رونا ابہت بڑا فساد مچانے کی تیاری میں ہے جو صرف ہمارے ملک کو نہیں بلکہ ہمسایہ ممالک سے ہمارے گزارے لائق تعلقات بھی غارت کر دے گا۔ اپنی سوئی ہوئی وطن سے محبت کو جگاو، تم پر قانون کے رکھوالے ہونے کے ناطے جو ذمہ داریاں ہیں، انھیں نبھاو، رات میں آتا ہوں، اور تمہارے لیے کھانا لے کر آوں گا لیکن رہائی کے ساتھ وہ صرف تبھی ملے گا

"جب تم مجھے حرف بہ حرف سب سچ بتاو گے

اسکی تکلیف کا خیال جس طرح لئیق نے کیا، وہ شہریار کے لیے زمین میں گڑ جانے کا مقام تھا، لئیق تو چلا گیا لیکن شہریار کے دماغ کے ساتھ ساتھ اسکا پتھر دل بھی ہلا کر رکھ گیا تھا۔

وکی سے ملتی تمام معلومات، بلیک ڈائمنڈ کی طرف سے جب اسکے افسران کو پہنچی تو انہوں نے تمام سفارت خانوں میں موجود اپنے لوگوں کو محتاط کر دیا تھا، پاک افغان بارڈر پر سیکورٹی پہلے سے دگنی کروائے، تجارتی قافلوں میں

شامل ہوئے ہر ٹرک کی جانچ پرتال بارڈر سے کراسینگ سے پہلے ہی ملکی حدود میں کروانے کے احکامات جاری کیے گئے، ٹرکوں کا لائسینس، انکے ڈرائیوز کی تمام تفصیلات چند گھنٹوں کے اندر اندر دونوں ملکوں کے خفیہ اداروں تک ارسال کی جانی تھی، لئیق کی بھیجی انفارمیشن سے یہ فساد کس حد تک روکا جاتا یہ تو کل شام تجارتی قافلے کی روانگی کے بعد ہی پتا چلنا تھا۔ فی الحال لئیق کے لیے شہریار جدون کو راہ پر لانا اور کرنل افراہیم کے اگلے قدم کی خبر پانا بھی اہمیت کا حامل مرحلہ تھا۔

.._____..

"تمہیں پکا پتا ہے وہ اسی مال میں آئی ہے؟"

سڑک کنارے رکی گاڑی میں بیٹھے ہمایوں کیانی نے سیاہ کار کا شیشہ ہٹائے رازداری سے ونڈو کی سمت جھکتے مشکوک سے آدمی سے استفسار کیا اور اسکے ہاں میں سر ہلانے پر انکی آنکھوں میں استہزاء بکھرا۔

"ٹھیک ہے، تم سمجھ گئے ہو گے کہ کیا کرنا ہے۔ کوئی گڑبڑ نہیں ہونی چاہیے، اور ٹائمنگ تو بالکل پرفیکٹ چاہیے"

ہمایوں کیانی اس سے رازدارانہ انداز میں جانے کیا معاملے چھپائے ہمکلام تھے کہ وہ کھسیانی ہنسی ہنستا ہاتھ میں پکڑے انجکشن کو انکی طرف لہرا کر دیکھاتا تیزی سے وہ انجکشن اپنی جیب میں ڈالتا انکی شاطرانہ مسکراہٹ کے اشارے پر مال کے اندر چلا گیا، وہ آدمی اندر پہنچ کر مطلوبہ شکار کو ڈھونڈنے کے لیے مختلف شاپز پر طائرانہ نگاہیں ثبت کیے اپنی جینز کی جیب سے فون نکال کر اس پر ہمایوں سر کی جانب سے بھیجی نیہا عالم کی تصویر کھولے اپنی تیز نظریں عقاب کی طرح ارد گرد گماتا آگے بڑھا۔

شاپنگ کرتے وقت نیہا صاحبہ کو نہ کسی کی پرواہ رہتی تھی نہ فکر، عجیب لڑکی تھی۔

اور پھر اتفاق کہہ لینا چاہیے یا نیہا کی خوش نصیبی کہ اسے اپنے چنگل میں پھنسانے کے لیے ہمایوں کیانی جیسا شریف النفس آدمی میدان میں اتر آیا تھا۔

اس آدمی نے جب نیہا کو جوتوں کی شاپ سے نکلتے دیکھا تو وہاں رش محسوس نہ کرتے ہوئے اسی کوریڈور میں اپنے ہاتھ میں لیا انجکشن جکڑتا اسکی طرف بڑھا جو سب شاپنگ بیگز تھامے اب ہینڈ بیگ خریدنے کے لیے کوئی برینڈڈ شاپ ڈھونڈ رہی تھی، میرون شارٹ کرتی، ٹائیٹ جو گھٹنوں سے اٹھی تھی ، لمبی ہیل اور کھلے بالوں کو لہراتی وہ سر تا پیر ماڈرن لڑکی تھی، وہ یہاں وہاں دیکھتی ہوئی اپنے دھیان میں جیسے ہی اس آدمی سے ٹکرائی، نیہا کو اپنی بازو میں سوئی چبھنے کی جلن ہوئی جس کے باعث اسکے ہاتھ سے نا صرف شاپنگ بیگز چھوٹ گرے بلکہ اس آدمی نے فوری انجکشن اپنی پینٹ کی جیب میں

چھپائے معذرت کرتے نیہا کے تمام شاپنگ بیگز اٹھا کر اسکی طرف
بڑھائے جو اس چبھن پر اپنی بازو مسلتی اسے خونخوار نظروں سے دیکھ رہی
تھی۔

اندھے ہو گنوار، نظر نہیں آتا۔۔۔اور یہ چبھا کیا ہے مجھے، کیا کیا ہے تم"
"نے

نیہا کے چیخنے پر کئی لوگ بھی ان دو کی طرف متوجہ ہوئے، وہ آدمی چہرے
پر منصوعی مظلومیت اوڑھے بیگز بڑھا چکا تھا۔

کچھ نہیں کیا میم، آئی ایم سوری میرا دھیان فون میں تھا۔دراصل اپنی"
وائف کی لوکیشن دیکھ رہا تھا جو مال میں پتا نہیں کہاں کھو گئی، آئی ایم سوری،
"یہ آپکا سامان

وہ آدمی بہت سچا لگا تبھی نیہا نے اسے بخش دیا مگر اس سے اپنے بیگز جھپٹ کر
وہ اسے زیر لب گالیاں ضرور دے کر وہاں سے گئی جو اسکے جاتے ہی
شیطانی سی ہنسی ہنسا۔

نیہا کچھ آگے گئی تو عجیب آنکھوں کے آگے آتی دھنداہٹ نے اسے بیگز خریدنے کے بجائے واپسی پر مجبور کیا، یکدم سر بھاری محسوس کرتی وہ باقی کی شاپنگ پھر کبھی کرنے کا ارادہ کرتی مال سے نکل آئی، وہ زائشہ کی گاڑی لیے اکیلی ہی آئی تھی اور اسکی بھی ہمایوں کو خبر تھی تبھی محترم نے یہ چال چلی۔

نیہا کی گاڑی بالکل ہمایوں کیانی کی گاڑی کے ساتھ پارک تھی، وہ باہر آئی تو انکی نظر اس ماڈرن وضع والی نیہا پر تھیں، نیہا نے گاڑی کے قریب پہنچے اپنی بند ہوتی آنکھوں کو بمشکل کھولنے کی کوشش کرتے تمام شاپنگ بیگز پیچھے رکھے مگر سر اس قدر بھاری تھا کہ اس سے مزید آنکھیں کھلی رکھنا محال ہوا سو سر اور آنکھوں پر پڑتے دباو کی شدت سے اس سے پہلے وہ گہرا سانس بھر کر خود کو کمپوز کیے گاڑی کا سہارا لے کر کھڑا ہوتی، ہمایوں کیانی اپنی گاڑی سے نکلے اور جیسے ہی نیہا اس انجیکٹ ہوئی بے ہوشی کی دوا سے بے سدھ ہو کر گرنے لگی، بروقت ہمایوں نے اسکو لپک کر سنبھالا، ایک لڑکی سڑک پر

گرنے کو تھی،اور اسے سنبھال لینے والے کو دیکھنے کے لیے لوگ بھی جمع ہوئے مگر نیہا صاحبہ ہوش سے بیگانی ہو چکی تھیں۔

لوگ جو جمع تھے،چہ مگوئیاں کرنے لگے،

"کون ہے بھئی؟"

"اسے کیا ہو گیا یکدم؟"

"کوئی ایمولنس بلواو۔"

"یہ آدمی کیا لگتا اسکا؟"

"دیکھو کیسے اس نے اسے تھام لیا ورنہ بچاری گر جاتی،۔۔۔۔"

"سڑک پر فلمی سین دیکھنے کو مل گیا یار۔۔۔"

"ارے یہ تو مشہور سیاست دان مسٹر ہمایوں کیانی ہیں"

"سینئیر سٹیزن کے تو نمکین حسینہ کو چھو کر عیش ہو گئے۔۔"

"اب دیکھنا یہاں سے انکی لو واسٹوری شروع ہو گی۔۔۔"

ہمایوں کیانی جو اسکی گال تھپک کر ہوش دلانے کی کوشش کر رہے تھے، ان سب کی سرگوشیوں، بھیانک پیشن گویوں اور دماغ کو سن کرتی آوازوں کو ایک ہی سخت نظر ڈالے دھاڑ کر انکے حلق میں دبا چکے تھے۔

"خاموش ہو جائیں آپ سب، ایک لڑکی یوں بیچ راہ بہوش ہو گئی اور آپ سبکو گواسپس کی پڑی ہے، ہٹیں پیچھے۔ میں ایک ڈاکٹر بھی ہوں، کسی کی مدد نہیں کر سکتے تو ایسے جملے کسنے سے بھی گریز کیا کریں"

سب پر قہر ناک نظر ڈالے وہ آدمی اس لڑکی کو گاڑی میں ڈالتا لمحوں میں ان سب کو ہونق چھوڑتا اپنے پلین کے کامیاب ہونے پر سب کی آنکھوں میں دھول جھونک گیا۔

جو بھی تھا، پہلی بار وہ اسطرح کا کام کر کے شرمندہ بھی تھے مگر اپنی بیٹی کے لیے اب وہ ہر حد سے گزر جانا چاہتے تھے۔

نیہا کو انجیکٹ ہوئی اس دوا کی وجہ سے ایک گھنٹہ ہوش نہ آسکا، لیکن اس بے خبری کے بیچ وہ ہمایوں کیانی کے نا صرف شاندار پیلس میں آچکی تھی بلکہ انکے خوبصورت بیڈ پر بے سدھ پڑی تھی۔

کمرہ خوبصورت ہونے کے ساتھ ساتھ، زندگی کے ہر رنگ کی یوں عکاسی کر رہا تھا کہ دیکھنے والی آنکھ وہاں آویزاں خوبصورتی کی مداح ہو جاتی۔

صبور آج گھر نہیں تھی، خود ہمایوں نے ہی اسے دو دن کے لیے اپنے دوستوں کے ساتھ آوٹنگ پر روانہ کیا تھا، وہ ہر گز جانے پر آمادہ نہیں تھی مگر ڈیڈی کی بات ماننے کے سوا اسکے پاس کوئی آپشن نہ تھا اور ڈیڈی کی ہدایت پر اسے کچھ دن اپنا نمبر بھی بند رکھنا تھا۔

سکائے بلو چیک شرٹ کے ساتھ بلیک پینٹ پہنے، جنٹل مین لک میں، پیروں میں شوز مقید کیے، وہ ایک ہاتھ پتلون کی جیب جبکہ دوسرے میں فون لیے کچھ فاصلے پر کھڑے تھے، کوٹ انکا کچھ فاصلے پر صوفے کی سمت رکھا ہوا تھا، پیروں میں برینڈ شوز، جبکہ بالوں کا فلفی سا لک انکو جاذب اور

پر کشش دیکھاتا اور پھر چہرے پر اکاد کا سلوٹ کے علاوہ بڑھتی عمر کا کوئی سائن نظر نہ آتا، وجہ انکا خود کو اس لگ بھگ اکاون باون سالا عمر میں بھی فٹ رکھنا تھا، زائشہ سے شادی کے وقت وہ صرف چوبیس سال کے کم عمر نوجوان تھے۔

وہ نیہا کو دیکھنے کے بجائے اپنے فون پر مصروف تھے لیکن دماغ اپنی اس بچگانہ حرکت کے گرد محصور تھا۔

پھر یکدم ہی انکی نظر نیہا کی حرکت کرتی پلکوں پر گئی، یعنی وہ ہوش میں آرہی تھی اور تبھی ہمایوں کیانی نے اپنا رخ اوپن ونڈو کی طرف کیے سائلنٹ پر کیا فون کان سے لگایا۔

نیہا کے سر میں اٹھتی ٹیس نے اسکو درد کے باعث اس بے خبری سے گھسیٹ کر نکالا تو سماعت میں اترتی اجنبی مردانہ آواز نے اسکے حواس جنجھوڑے۔

ٹھیک کہہ رہے ہو تم، مگر اب کیا کروں گھر بسا کر۔ایک تلخ تجربہ ہی کافی"
تھا، ہاں جب صبور بیاہ کر چلی جائے گی پھر یہ تنہائی مجھے بہت تنگ کرے
"گی۔ تمہارے بقول پہاڑ جیسی زندگی ہمایوں کیانی کیسے اکیلی گزارے گا
وہ یہ سب ایک پری بلینڈ گیم کے تحت بول رہے تھے مگر نیہا کی جاگتے ہی
اس خوابوں جیسے کمرے میں آنکھ کھلنے پر کان اس سمت کھڑے ہوئے
جہاں وہ پشت کیے کھڑا آدمی کسی سے فون پر مخاطب تھا، نیہا کو اتنا تو پتا تھا کہ
وہ مال سے نکلتے وقت ٹھیک نہیں تھی مگر یہاں کیسے پہنچی، یہ سوچ کر خوف
کی لہر اسکے وجود میں لہرا کر پھیلی۔
اسکی سوچیں ایک بار پھر ہمایوں کیانی کی آواز نے منتشر کیں۔
ارے یار جب محبت کی عمر تھی تب دھوکہ کھالیا، اب محبت کروں بھی تو"
کس سے، عورت ذات پر اعتبار مشکل ہے۔ میرا یہ کیانی پیلس، یہ بینک
بیلس، یہ جائیداد میری صبور کی ہی ہے۔ رہی بات محبت کی تو دل کی یہ
حسرت شائد میں دل میں دبائے ہی اس دنیا سے کوچ کر جاوں گا، جیسی بیوی

میری آئیڈیل ہے ویسی اس دنیا میں موجود نہیں، اور ویسے بھی خاصا ترسا ہوا ہوں، کوئی عورت مل بھی گئی تو اسکا تو میری شدتیں سہہ کر ہی دم گھٹ جائے گا۔۔۔یو نو واٹ آئی مین"

یہ سب ہمایوں کبھی مر کر بھی نہ کہتے مگر یہ صرف نیہا کو جھانسا دینے کی چال تھی کیونکہ وہ اس نیہا کو بھی زائشہ جیسا سمجھ رہے تھے اور کہیں حد تک ٹھیک بھی تھے، نیہا انکی یہ باتیں سن کر حیران و پریشان سی منصوعی کھانس کر اپنے جاگنے کی خبر دیتی اپنا دکھتا سر پکڑے بیٹھی تو وہ بھی کال بند کرتے بھرپور توجہ اسکی طرف دیے اسکی سمت پلٹے تو نیہا نے اس شخص کو دیکھا، صبور کیانی کے ڈیڈی کے پاس وہ کیسے پہنچی، گھبرایا چہرہ بنا کچھ کہے یہی سوال کرتا نظر آیا۔

"اوہ تھینک گارڈ، آپکو ہوش آگیا۔۔۔اب کیسی ہیں آپ؟"

ہمایوں کے فکر سے پوچھنے پر وہ حراساں سی نظر ان پر ڈال گئی، جیسے اندر باہر سے بے قرار ہو۔

"م۔۔میں یہاں کیسے آئی۔۔۔آپ ک۔۔کون ہیں؟"

نیہا نے فطری ڈر اور اس آدمی کی شخصیت کے رعب تلے دبے ڈرتے ہوئے پوچھا۔

"فکر مت کریں، جان پہچان نکل آئی ہے۔میں صبور کا ڈیڈ ہمایوں کیانی ہوں۔دراصل مال کے باہر آپ بے ہوش ہو گئی تھیں، اتفاق سے میں وہیں تھا سو آپکو وہاں چھوڑنے کے بجائے پیلس لے آیا، گھبرائیں مت۔۔۔ گاڑی جندل محل بھجھوادی ہے آپکے پیغام کے ساتھ، حادثے کا نہیں بتایا، یہ خبر دی کہ آپ کسی دوست کے گھر ٹھہریں گی۔۔۔۔مجھے جو سمجھ آئی کر دیا، گھر جا کر آپ خود سب بتا دیجئے گا"

ہمایوں نے اسکے ڈر اور جھجک کو بھانپ کر اپنا پہلا مفروضہ تو غلط ثابت کروا لیا کیونکہ نیہا، زائشہ علوی کی طرح شیطان صفت نہیں تھی نہ اس عورت کی طرح بے باک بلکہ نیہا کی آنکھوں میں اس وقت ایک انجان آدمی کے بیڈ روم میں موجود ہونے پر جان لیتی تکلیف جمع تھی۔

پ۔۔پتا نہیں میں کیسے بے ہوش ہو گئی، آئی ایم سوری آپکو زحمت "
"ہوئی۔۔۔مجھے جانا چاہیے اب م۔میں بہتر ہوں
بنا اس سے نظریں ملائے وہ اٹھنے لگی تو ہمایوں نے اسے تکلف کرنے سے
روکنا چاہا۔
ڈریں مت نیہا، میرا ڈرائیور آپکو چھوڑ آئے گا۔لنچ کر لیں، آپکی طبعیت "
کے باعث میں نے لنچ بنوا لیا تھا۔اب آپ بنا کھائے گئیں تو میرے کک کی
محنت رائگاں جائے گی، ویسے بھی صبور تو آوٹنگ پر ہے جبکہ میں لنچ کم ہی
"کرتا ہوں۔۔۔۔رزق کی قدر کرنی چاہیے
ہمایوں کا مقصد انکے نرم لہجے کی شرینی نے ایک ہی بار پورا کروا دیا کیونکہ
لاکھ گھبراہٹ اور خوف کے وہ انکو انکار کرنا بے مروتی سمجھ رہی تھی، اگر وہ
اسے گھر نہ لاتے تو نا جانے وہ وہاں پڑی پڑی کس حال میں پہنچ چکی ہوتی۔
خود اپنے پلین کو کامیاب محسوس کیے ہمایوں نے پہلی ملاقات میں ہی نیہا کو
متاثر کر دیا تھا پھر سونے پر سہاگہ تب ہوا جب وہ اسے بہت تعظیم کے سنگ

روم سے باہر لائے، خوبصورت وسیع ڈائنگ پر رنگ برنگے کھانوں کی لذت آمیز خوشبو تو ایک طرف، کیانی پیلس کو اتنا سادیکھ کر ہی نیہا کی آنکھیں چندھیا گئیں، اور سب سے اہم بات ہمایوں کی وہ ساری باتیں جو فون پر کر رہے تھے، نیہا کو الجھا گئیں۔

لنچ کے بیچ خود ہمایوں نے بس تازہ پھل کے جوس کا گلاس لیا جبکہ نیہا کو انہوں نے کوئی تکلف برتنے نہ دیا، خود نیہا کو ان سے تھوڑی دیر بات کرنے کے بعد اجنبیت کا احساس ختم ہوتا محسوس ہوا۔

وہ اسے سے دستگیر کا، مریم بی کا، باقی سب گھر والوں کا بڑے تجسس اور دلچسپی سے دریافت کرتے رہے اور نیہا انکو ضروری ضروری جواب دیتے جلد ہی اپنی سرسری بھوک مٹاتی ہاتھ روک گئی۔

"تھینک یو لیکن اب مجھے جانا چاہیے"

وہ ہاتھ روکے نروس سی ہو کر جانے کو مچلی تو ہمایوں بھی اپنی جگہ سے اٹھ کر مسکراتے ہوئے اسکی طرف آئے۔

"جیسا آپکو مناسب لگے، اب آپ یقینا بہتر محسوس کر رہی ہوں گی؟"
وہ اتنی نرمی کی تو گرویدہ ہو گئی، جبکہ ہمایوں کے فکر سے پوچھنے نے اسے بھی کھڑا ہوتے مسکرانے پر مجبور کیا۔
"جی میں ٹھیک ہوں، صبور میم ہوتی تو مجھے اتنا آکورڈ نہ لگتا۔ ویسے وہ جتنی اچھی ہیں، آج آپ سے مل کر پتا چلا کہ کیوں اچھی ہیں۔ آپ بھی انکی طرح نرم دل کے مالک لگے۔۔۔اس سب کے لیے ایک بار پھر شکریہ، اور بوجھ بننے کے لیے سوری"
خود وہ بھی آج سمجھے تھے کہ نیہا کے بارے صبور اتنی نرم کیوں پڑ جاتی تھی کیونکہ وہ بھی جانتی تھی کہ نیہا پر صرف بری صحبت کا اثر ہے تبھی تو اس پگلی نے اپنا دستگیر، نیہا کے لیے قربان کرنے کا عہد باندھ رکھا تھا۔
"تھینکس فار دی کملیمنٹ، آیئے آپکو باہر تک چھوڑ دوں۔ میرا ڈرائیور آپکو جندل محل ڈراپ کر دے گا"

وہ اسکے عزت دیتے انداز پر مسکراتی ہوئی اس خوبصورت نظریں چندھیا دیتے پیلس سے گزر کر جب پورچ میں اسکے لیے تیار ہوتی گاڑی دیکھ کر رکی تو دل چاہا وہ ان سے کچھ اور بات کرے تبھی وہ ہچکچاتی ہوئی پلٹی۔

"اگر آپ برا نہ منائیں تو کچھ پوچھ سکتی ہوں، صبور میم کی مما۔۔۔۔۔؟"

نیہا کے سوال نے تو ہمایوں کو امید سے بڑھ کر راحت دی تھی اور وہ خود بھی یہ سب کہنے میں دلچسپی رکھتے تھے۔

"وہ اس دنیا میں نہیں رہی"

جبکہ اس درد بھرے جواب نے واقعی نیہا کے چہرے کی رنگت بدل دی کیونکہ زائشہ علوی نے تو اسے کچھ اور بتا رکھا تھا۔

"مگر۔۔زائشہ میم نے تو بتایا تھا کہ انکی بہن کو آپ۔۔۔۔میرا مطلب آپ نے دھوکہ دے کر شادی کی پھر مطلب پورا ہونے پر ڈائیورس دے دی، اور انہوں نے صبور کو جنم دینے کے بعد خودکشی کر لی"

نیہا کے جواب پر ہمایوں بھی اس من گھڑت کہانی پر ششدر رہ گئے،
مطلب زائشہ نے نیہا کے دماغ میں یہ سب خناس بھی بھر رکھا تھا۔
اوہ تو اس شاطر عورت نے آپکو یہ کہانی سنائی، اب اگر میں کچھ کہوں گا تو"
آپ سیدھا اپنی مالکن کو بتائیں گی نیہا مگر سچ یہ ہے کہ میں نے نہیں اسکی
بہن نے مجھے دھوکہ دیا، دونوں بہنیں ایک سی شاطر تھیں۔ وہ تو صبور کی
پیدائش کے بعد اسکو کچھ مسائل ہو گئے اندرونی جو وہ مر گئی، لیکن زائشہ
علوی نے اپنی بھڑاس مجھے قاتل کہہ کر نکال لی ہو گی۔۔ ایکچولی میں اسکی
بہن کی چال میں آکر اسکو ملا اور وہ زائشہ مجھے پسند کرتی تھی جبکہ اسکی بہن
کسی اور کو چاہتی تھی، سو نہ اس نے اپنی بہن کو چین کا سانس لینے دیا نہ
مجھے۔۔۔۔ اپنی بہن کو اپنے عاشق کے ساتھ رابطہ بحال رکھنے کا کہتی رہی
"اور مجھے اسکے خلاف زہریلا کرتی گئی۔۔۔ لمبی کہانی ہے، چھوڑیں
ہمایوں نے موقعے پر جو چوکا لگایا اس نے تو نیہا عالم کے دماغ کی چولیں ہلا
دیں، اتنی مدت سے زائشہ علوی کا بنا اسکے دماغ میں بڑائی والا عکس لمحے میں

چکنا چور ہو کر رہ گیا، جبکہ ہمایوں لوہا گرم دیکھ کر جو ہتھوڑا برسا چکے تھے وہی انکی اور صبور کی اس عورت سے عنقریب نجات بننے والا تھا۔

کسی پر اتنا اندھا اعتماد نہیں کرتا چاہیے، اللہ نے سب کو باشعور پیدا کیا"

"ہے۔۔۔

وہ اسکو سوچ میں ڈوبا دیکھ کر مزید بولے تو وہ بگھڑے حواس یکجا کرتی بڑی دقت سے مسکرا پائی۔

"اللہ حافظ"

نیہا نے گھبرا کر کہا اور جانے لگی مگر ہمایوں کیانی کی پکار پر بے اختیار رک کر پلٹی۔

"یہ سب خود تک رکھیے گا، آپ بھی ایک باشعور لڑکی ہیں"

ہمایوں اس وقت اسے اپنی زائشہ میم کا دشمن ہی معلوم ہوا جسکی وجہ سے فی الحال وہ سر سری سا سر ہلاتی وہاں سے تو چلی گئی مگر سارا رستہ اسکا دماغ یہ سب سوچ سوچ کر سن ہوتا گیا۔

ہمایوں کیانی کو تو پتا تھا کہ وہ آگ لگا چکے ہیں مگر نیہا کی زندگی میں ان سے ہوئی یہ ملاقات کونسی تبدیلی لانے والی تھی یہ تو وقت ہی بتانے والا تھا۔

لیکن اتنا ضرور ہوا تھا کہ نیہا کا، زائشہ علوی پر کیا گیا اندھا اعتباد ڈگمگا کر رہ گیا تھا اور ہمایوں کیانی کی یہی جیت تھی۔

انھیں نیہا سے مل کر اس پر ترس سا آیا، اور دل میں وہ سوچ چکے تھے کہ اگر اس لڑکی کو صبور کی زندگی کے سکھ لوٹانے کو اپنی زوجیت میں لے کر یہ سب عیش آرام وار نہ پڑا تو وہ کر گزریں گے کیونکہ نیہا عالم فی الوقت ایک کورا کاغذ اور بے شکل مرکب تھی جس پر لکھی کہانی اور اسے دی شکل کا دارومدار اس ماہر پر تھا جسکے ہاتھ وہ لگتی۔

اور شاید اسکے لیے وہ ماہر، ہمایوں کیانی ہی تھے۔

.._____..

بے بی پنک کوٹ کالر، اور فرل لگی نیٹ کی آستینوں والی یہ اسکی فیورٹ امپائڈری فراک تھی جس نے آج عینی اور سیلنا کے اصرار پر سٹیمر مشین سے اس نے فراک آئرن کی، وہ لئیق کے ساتھ یونہی سر پھاڑ خلیے میں چلی جاتی مگر عینی نے تاکید کی کہ وہ آج سنور کر نئی نویلی دلہن جیسے اپنے شوہر کے ساتھ گھر جاتی ویسے جائے، وائیٹ نیٹ کا دوپٹہ تو اس نے بیڈ پر اضافی سمجھے پھینک رکھا تھا اور وائیٹ ہی ٹائیٹ تھی جسے پانچوں پر گلابی کام بہت نفاست سے ہوا تھا، اور اسکے ساتھ ہاٹ پنگ اینکل سٹریپ فورانچ ہیلز اپنے روئی جیسے پیروں میں پہن کر وہ اور زیادہ دلفریب لگ رہی تھی، اوپر سے پارٹی میک آپ سمو کی آئیز کے اضافی ٹچ کے ساتھ، خود لعلین کو لگا جیسے قربانی کے لیے یہ دو آفت مائیں اسے سجا رہی ہوں۔

"مجھے یوں سجا سنوار کر آپ دونوں نے اسے مزید خوش فہم کرنے میں کوئی کثر نہیں چھوڑی، وہ سمجھے گا میں خود اسکے ساتھ جانے کے لیے تیار

ہوئی، گھر جاتے ہی منہ دھو کر چینج کروں گی اور آپ دو کی محنت پر پانی پھیروں گی"

سلینا جو اسکے کندھوں تک آتے فلفی بالوں کا دائیں جانب بن سا بنائے، بروچ پن لگا رہی تھی، اسکے نیک ارادوں پر ہنسی، آج تو سلینا نے بلیک اینڈ گولڈن کام والی ساڑھی پہنے بھجت صاحب کے ویسے ہی ہوش اڑانے کے پورے اسباب کر رکھے تھے۔

"عینی! گھر جاتے ہی کیا ہماری بنو کو چینج کرنے اور منہ دھونے کی مہلت ملے گی؟ کیا خیال ہے آپکا؟"

پن آپ کرتے ہی وہ اب لعلین کے گلابی ہونٹوں پر تیز گلاب رنگ لگانے کے لیے لپ سٹک اٹھاتی جس طرح شرارت کے سنگ عینی سے مخاطب ہو کر ہنسی، لال دونوں کے آنکھ مٹکے پر گھبرا سی گئی، دونوں خواتین کے بے باک خیالات بچاری کے دماغ کو سن کرنے کو کافی تھے، اسکا چہرہ نجانے کس احساس نے سرخ کیا۔

میرا خیال ہے اس سے پہلے ہی ہمارے ہیر و صاحب اپنی من مانیاں کر"
"کے ہماری بنو کی تیاری کو چار چاند لگا دیں گے

یکدنہ شد دو شد، عینی صاحبہ کے کھلے ڈھلے جواب نے تو لعلین کے ہاتھ پیر پھیلا دیے تبھی وہ دونوں کو گھورتی فورا سے گھبرا کر کمرے سے نکل گئی اور پیچھے وہ دو مسکرا دیں، جبکہ وہاں سے بھاگ کر وہ لاونج میں آئی تو چہرہ وہیں لگے مرر میں دیکھا جو خوامخواہ بلش کرتا جا رہا تھا، اور رہی سہی کسر ڈور بیل نے پوری کی۔

"لال دروازہ کھولنا جان"

اوپر سے اسے سلینا پر غصہ چڑھا جس نے اسکی گھبراہٹ کا احساس کیے بنا یہ فرئضہ بھی سونپا، بھجت بھی آ رہا تھا مگر لئیق پہلے آ گیا تھا کیونکہ اسکے لیے آجکا ہر لمحہ قیمتی تھا، ویسے بھی رات تو وہ لعلین کے ساتھ نہیں مگر شام ضرور گزارنا چاہتا تھا۔

"یا اللہ، بھجت آیا ہو، وہ نہ آیا ہو۔۔۔۔"

اپنے بے قابو دل پر اختیار پائے وہ خود کو بہتر کرتی دعا کیے دروازے کی طرف بڑھی اور کھولا مگر سامنے کھڑے نیوی بلو شرٹ اور وائیٹ پینٹ میں سحر بکھیرتے جناب کی نظریں بے خود ہو کر اس حسینہ پر گئیں تو بے اختیار محبت سے مخمور ہوئے ٹھہر سی گئیں۔

کف زرا فولڈ کیے، تھوڑا سا الجھا ہوا ہو کر بھی وہ اسے اس وقت ہنڈسم لگا کیونکہ جناب ڈیپارٹمنٹ میں صبح سے شام تک کھپ کر ہی واپس سیدھا اسے لینے پہنچے تھے، مگر یہاں تیاری دیکھ کر تو لئیق کی دھڑکنیں اپنی ڈگر بھلا گئیں۔

خود کو سر تا پیر لئیق کی وارفتہ نظروں میں محسوس کرتی وہ فورا دروازے سے ہٹی اور اسکے اندر آنے کی جگہ خالی چھوڑی جو لعلین کی گھبرائی ہوئی صورت بھانپ چکا تھا، دروازہ واپس بند کیے اس نے اس جھکی نظروں والی کا چہرہ کچھ دیر مسکرا کر دیکھا اور اس سے پہلے وہ اسکو ہاتھ لگا کر چھو کر اپنے یقین کو دوام دیتا، مسکراتی ہوئی سلینا، عینی کے ہمراہ ویلکم کے لیے باہر آئی، تو لئیق

کے اپنی سمت واپس لے جاتے ہاتھ کو سلینا اور عینی دونوں کی نظروں نے مسکراتے ہوئے دیکھا۔

لئیق نے مسکرا کر سلینا اور پھر عینی سے رسما علیک سلیک کی اور جب انہوں نے بیٹھنے کا کہا تو وہ رسان سے ٹال گیا۔

....★☆☆☆☆☆★....

"دراصل کچھ اہم کام تھا تبھی مجھے جلدی آنا پڑا، بھجت آدھے گھنٹے تک پہنچ جائے گا۔ میں لعلین کو لینے آیا ہوں اگر انکی اور آپکی اجازت ہو تو؟"

لئیق کو عینی سے مل کر جتنا اچھا لگا اتنا دکھ بھی ہوا کہ اللہ نے انھیں رونا جیسی اولاد دے کر بڑی آزمائش میں مبتلا کیا اور جس طرح اس نے لعلین کی طرف دیکھ کر لے جانے کی اجازت لی، اس دلفریب قائل کر لیتے فدا

انداز پر کون انکار کرتا، عینی تو اسکی نرمی کی ہی دلدادہ ہو گئیں، اور لعلین کو تو دونوں پر غضب چڑھا جنہوں نے اتنی آسانی سے لعلین کا ہاتھ اسے تھما کر چلتا کر دیا پر وہ بس انکو سرد نظروں سے اس وقت گھور ہی سکی۔

سلینا نے اسے اسکا باریک سا آنچل تھمائے پیار کرتے کان کی اور جھک کر ڈراتی ہوئی گڈلک کی سرگوشی کی اور یوں وہ بنا کوئی اعتراض کیے لئیق کے ساتھ سلینا اور عینی کی دعاوں کے سنگ رخصت ہوئی، پارکنگ تک پہنچ کر بھی اس لڑکی نے مجال ہو خو نظر پھیرے لئیق کو دیکھا ہو، وہ اس سے رونا سے ملاقات کرنے پر بہت ناراض تھا پر وہ لگ ہی اتنی حسین اور کیوٹ رہی تھی کہ فی الحال لئیق کا غصہ کہیں دور جا مفقود ہوا۔

"بیٹھ جائیں مائی لیڈی، یا آپکو اٹھا کر بٹھانا پڑے گا"

گاڑی کا دروازہ کھولتا وہ اسکی سمت لپک کر آتے گہری نظروں میں بھرے جتاتے ہوئے بولا تو لعلین نے برہمی کے سنگ ڈور کلوز کیے سنجیدگی کے سنگ اسکی طرف دیکھا۔

دیکھو لئیق ! میں تمہارے ساتھ جاتو رہی ہوں لیکن تم مجھ سے کچھ زیادہ"
ایکسپیکٹ مت کرنا۔ میں جو ریڈی ہوئی یہ عینی اور سلینا نے زبردستی کروایا،
میں بالکل بھی ت۔۔ تمہارے ساتھ جانے پر خوش نہیں ہوں۔ ٹوئکل کو
"بہت مس کر رہی ہوں، یہ بھی وجہ ہے میرے جانے کی
وہ زرا لہجے کو مضبوط کرنے کی کوشش کرتی اسکی آنکھوں میں دیکھ کر بولی
مگر آخر تک آواز جہاں بوجھل ہوئی وہیں لئیق کی گہری نگاہوں کے لمس
کے روبرو وہ اپنی آنکھیں بھی جھکا گئی۔

"اور میرے ٹچ کو مس نہیں کر رہیں؟"

زرا سا قریب ہوئے اسکی سماعت کی اور جھک کر اسکے معنی خیزی سے
سرگوشی کرنے پر وہ لرز کر نظریں اٹھائے اسے شاکی نگاہوں سے گھوری۔

"ن۔۔ نوو"

یقین دلانے کی بھرپور کوشش کے باوجود بھی آواز لرزی اور لئیق نے مسکراتے ہوئے دروازہ واپس کھولے محترمہ کو بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ خفیف سا تلملاتی ہوئی بیٹھی۔

لئیق نے بھی دوسری طرف سے آکر ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے ہی سیٹ بیلڈ باندھا اور گاڑی پارکنگ سے نکالے، کالونی گیڈ سے نکالتے ہی مین روڈ پر ڈالی، ملگجی سی شام کے لمس، آسمان کے وجود پر دلفریبی سے بکھر رہے تھے اور وہ لئیق کی موجودگی سے بہت برا کنفوز ہو رہی تھی۔

"تھینک یو لعلین، میرے ساتھ آنے کے لیے۔۔۔۔ میرے لیے آپ نہ سجی ہوں بھلے مگر آپ جان لیو احد تک حسین لگ رہی ہیں، اور اب آپکو پورا ماہ جندل محل میں یونہی میرے لیے ریڈی ہونا پڑے گا، اسے کانٹریکٹ کا حصہ سمجھیے گا۔ ہاں ہمارے روم میں آپ مجھے ہر روپ میں قبول ہوں گی کیونکہ وہاں میرے اور آپکے علاوہ کوئی نہیں ہو گا"

وہ جو پہلے ہی باہر بدلتی شام کے مناظر میں خود کو محو کیے اسکی موجودگی کی شدت کو زائل کرنے میں لگی تھی، لئیق کے استحقاق بھرے فہرست نامے پر رخ موڑ کر یوں دیکھنے لگی جیسے اس نے اسے پہاڑ سے چھلانگ لگانے کا کہہ دیا ہو، دل اتنی بری طرح کبھی نہ سکڑا تھا۔

وہ کہیں دل سے رونا اکے ڈر سے بھی لئیق کے ساتھ آنے پر مجبور ہوئی تھی کیونکہ رونا اسکے ساتھ کوئی بھی گھٹیا حرکت کر سکتا تھا۔

"میں تمہارے لیے کچھ بھی نہیں کروں گی، اور نہ اب تمہاری قیدی ہوں۔ جب چاہوں گی تمہارے محل سے باہر جاوں گی، جیسے دل چاہے گا ویسے رہوں گی، آدھی رات بھی اٹھ کر اپنے روم میں جانے کا دل چاہا تو جاوں گی اور تم مجھے نہیں روکو گے"

اسکے جواب سلگ کر آئے جسکی لئیق کو توقع بھی تھی۔

"روم الگ نہیں ہو گا یہ بات اپنے دماغ میں بٹھا لیں، نہ ہی بستر الگ کرنے کی اجازت دوں گا۔ باقی سب منظور ہے"

لئیق نے اس بار غصیلے سخت لہجے میں باور کروایا تو وہ چاہ کر بھی اعتراض نہ کر سکی، اس شخص کے ساتھ کیا اسے اب بیڈ شئیر کرنا پڑے گا؟ سوچ کر ہی رونگٹے کھڑے ہو رہے تھے۔

"ٹوئکل کو کس بھی کروں گی"

منہ پھیرے ہی لئیق کو تپانے کے لیے وہ بھی میدان میں اتری اور لئیق نے اسکی اس گل فشانی پر یوں اس لڑکی کے بے نیاز تاثرات سرد نظروں سے دیکھے کہ ایک لمحہ خود لال کا دل اسکی گھوری پر سہما۔

اگلے دن وہ آپکو زندہ نہیں ملے گی پھر، باقی آپکی چوائز۔۔۔ سوچ لیں،"

"ٹوئکل نہ رہی تو آپکی کیسیز آٹو میٹکلی ٹھیک طرف رخ کر لیں گی۔۔۔۔۔

لئیق کے ڈرائیونگ کرتے ہی کھرا جواب دینے پر لعلین کے چہرے پر خون چھلکا، اس آدمی کی بے باک زبان اسکے تب من میں برق دوڑا دیتی تھی۔

"تم نہایت فضول آدمی ہو"

گھبراہٹ چھپاتی وہ بڑبڑا کر منہ واپس پھیر گئی جبکہ لئیق نے اسکے بعد مسکراتے ہوئے خاموشی اختیار کی۔

بھجت صاحب بھی فائنلی اپنی سیلی کو لینے نہ صرف پہنچے بلکہ تب تک پرکاش صاحب بھی عینی کو لینے آچکے تھے، تو جہاں سیلی انکی دعاوں کے سنگ اپنے جناب کے ساتھ گئی وہیں گھر کو لاک کیے، عینی اور پرکاش صاحب بھی خوشی خوشی اولڈ ہوم لوٹ گئے مگر یہ سب ہارون پرکاش کے لیے نیندیں اڑانے جیسا تھا کیونکہ ایک تو وہ کی پکڑا گیا تھا، پھیر کینچل کی لاش بھی وہ لوگ لے اڑے، اور اب لعلین کا لئیق کے ساتھ رخصت ہو کر جانے کی خبر جب اسے ملی تو اسکے اندر صحیح معنوں میں آگ جل اٹھی۔

.._____..

صبح سے شام ہونے کو آگئی تھی اور صبور کا مسلسل بند نمبر دستگیر کی تکلیف کو شدت دے چکا تھا تبھی اس نے مجبوراً ہمایوں کے نمبر پر کال کی جو اس وقت اپنے پیلس کے لان میں بیٹھے آبر آلود سے موسم سے خاموشی کے سنگ ہمکلام تھے، انکی سوچیں نیہا کے گرد الجھی تھیں جب فون کی ٹون پر وہ اپنے خیالات سے نکلے، دستگیر کی کال وہ امید کر رہے تھے تبھی مطمئین تاثرات کے سنگ انہوں نے اسکی کال پک کیے فون کان سے لگایا۔

سوری آپکو تنگ کیا لیکن صبور کا نمبر صبح سے آف ہے مسٹر ہمایوں، مجھے "

"اس سے بہت اہم بات کرنی تھی

بنا سلام دعا کے اس بندے کی بے چینی کچھ تشویش دلاتی محسوس ہوئی کیونکہ دستگیر بہت تحمل مزاج بندہ تھا جسکی بے قراری صرف اسی معاملے میں شدت پکڑتی۔

وہ اپنے یونی دوستوں کے ساتھ اوٹنگ پر نکلی ہے، سب خیریت ہے؟ کیا"

" بات کرنی ہے تمہیں اس سے؟

یہاں وہ آگ میں جھلس رہا تھا اور اس لڑکی کو اوٹنگ کی پڑی تھی، خون تو اسکا رگوں میں ایک بار کھول اٹھا۔

"آپ سے مل کر بات کروں گا ابھی اس سے بات کرنی بہت ضروری ہے،"

"اللہ حافظ

رسانیت سے کہے وہ رابطہ منقطع کر گیا، اسکے لہجے میں ہلکی سی تپش ہمایوں نے بھی محسوس کی تھی پر وہ جانتے تھے دستگیر کبھی بھی بنا کسی اہم ضروری معاملے کے صبور سے بات نہیں کرتا تھا سو انکو بھی فکر سی گھیر گئی۔

صبور یہاں ڈیڈی کے کہنے پر اپنے چار پانچ دوستوں کے ساتھ پہاڑوں پر آتو گئی تھی پر کوئی اس کے دل سے پوچھتا جو ہر بظاہر دیکھائی دیتے حسن سے اچاٹ ہو چکا تھا، ڈیدی نے اسے یوں الگ تھلگ بھیج کر اس پر ستم کیا تھا، پھر اسکے سارے دوست انجوائے کر رہے تھے مگر وہ سب کو ہنستا مستیاں کرتا دیکھتی سو گوار سی ایک جگہ بنی ڈھلوان پر جمی بیٹھی تھی،

"ہاں وہ ہمارے ساتھ ہی ہے، رکو میں اسکو فون دیتا ہوں"

اسکے دوستوں کے گروپ میں سے ہی اسکا ہم عمر لڑکا اپنا فون کان سے لگاتا اسکی طرف آیا۔

"صبور! دستگیر کی کال ہے۔ تم سے بات کرنا چاہتا ہے، بات کرلو پھر آو"

"سب انجوائے کر رہے ہیں

اسکی سوچوں کا ارتعاش اسکے گروپ کے لڑکے نے توڑا جو اپنا فون لیے کھوئی ہوئی صبور کی طرف بڑھاتا کچھ کہہ کر واپس پلٹ گیا مگر صبورا تنی گہری سوچوں میں غرق تھی کہ اس نے کچھ سنا ہی نہیں، اور جب فون کان سے لگایا تو حواس جنجھوڑ ڈالتی دستگیر کی برہم آواز اسے دنیا میں لوٹا گئی۔

"فون کیوں بند ہے تمہارا، دل چاہ رہا ہے وہیں آکر تمہارا گلا دبا دوں۔ یہاں مجھے جہنم میں اکیلا جلتا چھوڑ کر خود تم پھر سے بے نیاز بنی بیٹھی ہو۔ کبھی کبھی تو سب کی طرح تم بھی مجھے سفاک لگتی ہو صبور"

دستگیر کی سلگتی درد کی ہوک میں لپٹی آواز پر کان سے فون ہٹائے صبور نے بھرائی آنکھیں، سکرین پر چمکتے دستگیر عالم کے نام پر جمائیں جیسے اس پار وہی ہے اسکا خود کو یقین دلانا چاہتی ہو۔

ا۔۔ایسے ڈانٹو تومت، پہلے ممی نے مجبور کیا تم سے سفاکی برتنے کو اور اس" بار ڈیڈی نے، انھیں لگتا ہے میرا ماحول بدلنے سے میری کھوئی ہوئی خوشی مجھے مل جائے گی لیکن بھول گئے کہ میرا دل تو ہر جگہ اجڑا ہی رہے گا، وہ ناجانے کیا کرنا چاہتے تھے جو مجھے یہاں بھیج دیا۔ فون بند رکھنے کا ڈیڈی نے "ہی کہا

اسکا لہجہ بھیگا تھا اور اس وقت دستگیر خود نہیں جانتا تھا کہ وہ اتنا بے قابو کیوں ہو رہا ہے، نیہا کو جلد از جلد خود سے اتار کر پھینک دینے کی خواہش شدت پکڑ رہی تھی۔

جب بھی مجھے تمہاری ضرورت ہوتی ہے تم بھاگ جاتی ہو، چھپ جاتی"
ہو۔ میرے پاس نہ تو تمہیں ڈانٹنے کا حق ہے نہ شکوے کا۔ لیکن آج کے
"بعد اگر تمہارا فون بند ہوا تو تم میرا بھیانک روپ دیکھو گی
وہ اتنا الجھا اور بکھرا ہوا پہلے کبھی محسوس نہیں ہوا تھا تبھی تو صبور کے دل
سکڑ سا گیا۔
"کیا ہوا ہے تمہیں؟ اتنے ہارش کیوں ہو رہے ہو"
لہجہ مدھم کرتی وہ اسکے خوامخواہ بگھڑنے پر پریشان ہوئے بولی تو دستگیر نے
دقت سے سانس بھرے خود کو لان میں لگی کرسی پر لڑکھایا، وہ اس وقت
لئیق ہی کا منتظر تھا تاکہ لعلین اور بھائی کا ویلکم کرے۔
نیہا کو چھوڑنے کا فیصلہ کیا ہے، اور تم اس معاملے میں ایک حرف نہیں"
"بولو گی۔ اور اسکے بعد تمہیں میری بیوی بننا ہے
وہ دستگیر کے ایسے بمب گرانے پر ششدر رہ گئی، جو اس نے سنا، سماعت کا
وہم لگا، خوف سا اسکی آنکھوں میں اترا۔

"ک۔۔کیا۔۔۔۔تم ایسا نہیں کروگے۔تم مجھے گناہ گار نہیں کر سکتے۔میں
تم سے کبھی ش۔۔شادی نہیں کروں گی، نیہا کا گھر اجاڑ کر میں اپنی سیج سجا
لوں۔۔کیا تم صبور کو جانتے نہیں؟ایسا مر کرب۔۔بھی نہیں کروں گی۔
"خبر دار جو تم نے ایسا سب کرنے کا سوچا بھی
وہ تو یوں سسک اٹھی جیسے اسے موت کا حکم سنا دیا گیا ہو اور دستگیر کا دل یہی
کیا اس لڑکی کے منہ پر فون بند کر دے، وہ اب بھی اس لڑکی کا سوچ رہی
تھی جسکی وجہ سے ان دونوں کا دل اجڑا کھنڈر بن رہا تھا، جس ضبط سے
دستگیر نے مٹھی بھینچ کر اپنا عتاب دبایا یہ اسکے لہو چھلکاتے چہرے پر ابھرتی
رگوں سے صاف واضع تھا۔
اس بار تمہیں بھاگنے نہیں دوں گا صبور کیانی یہ بات اپنے دماغ میں اچھے "
سے بٹھالو، بھاڑ میں گئی ہر وہ وجہ جس نے مجھے تم سے دور کیا۔نیہا خود
میرے ساتھ نہیں رہنا چاہتی، میں بھی مزید اپنے آپ کو سولی پر لٹکا کر
"نہیں رکھ سکتا۔اپنا فون آن کرو، اور جتنی جلدی ہو سکے واپس پیلس پہنچو

بھینچے جبڑے بحال کیے وہ ایک ایک حرف سلگ کر ادا کیے کال بند کر چکا تھا کیونکہ لئیق کی گاڑی جندل محل کی وسیع پورچ میں آچکی تھی، جبکہ صبور کے پورے وجود میں اتری کپکپاہٹ خوف کے سبب تھی کیونکہ ڈیڈی کے ساتھ ساتھ اب اسے دستگیر کی طرف سے بھی خدشات لاحق ہو چکے تھے۔

دستگیر نے اپنے چہرے پر جبرا مسکراہٹ لائی اور ان دو کے ویلکم کے لیے خود ان تک پہنچا، زائشہ علوی کو تو آگ لگنے ہی والی تھی مگر لعلین کی واپسی نے دستگیر کے دل کو لئیق کے لیے بہت خوشی سے بھرا اور پھر اسی وقت فرہاد صاحب بھی گھر لوٹے تو لئیق اور لعلین کی گھر واپسی پر دونوں کو پیار بھری شفیق نگاہوں میں بسائے ملے، لئیق خود لعلین کی غیر موجودگی میں گھر نہیں آیا تھا سو دستگیر اور فرہاد کے سنگ وہ اور لعلین اندر بڑھے، لعلین پہلے ٹوینکل سے ملنا چاہتی تھی مگر اسکو جانے کی کوشش کرتا دیکھ کر لئیق نے اسکا ہاتھ تھامے تنبیہی اشارہ کیا تو وہ چار و ناچار باز آگئی۔

جندل محل میں انٹر ہوئے تو نیہا اور مریم بی نے مسکراتے ہوئے لعلین اور لئیق کو خوش آمدید کہا جبکہ زائشہ علوی بھی سیڑھیاں اترتی پہلے تو لعلین کو دیکھ کر سیخ پا ہوئی مگر پھر چہرے پر منصوعی شفقت اور خوشی سمیٹے یوں آکر لعلین سے گلے ملی جیسے اسے لعلین کے آنے کی سب سے زیادہ خوشی ہو اور جب زائشہ نے لعلین کو گلے لگایا تو لئیق نے ضرورنا گواری کے سنگ اس عورت کے یہ جھوٹے انداز دیکھے، کوئی اتنا فیک اور جھوٹا شاید ہی اس نے دوسرا اس دنیا میں دیکھا ہو۔

لعلین کی واپسی پر کوئی خوش ہونا ہو، فرہاد علوی اور مریم بی دل سے خوش تھے، نیہا جب سے واپس آئی تھی وہ تھوڑی چپ چپ تھی اور اسکی ازلی چاپلوس مسکراہٹ بھی ہمایوں کیانی سے کی جاتی ملاقات نے نگل لی تھی۔

اوہ سوئٹی، شکر ہے تم آگئی۔ لکنگ سو سٹنگ۔۔۔ بھئی جندل محل کی" رونقیں لوٹ آئیں۔ خیر سے کل میر الوئے بھی آرہا ہے۔ اللہ اس ساتھ کو سلامت رکھے"

زائشہ کی دعا لعلین کو بھلے پر جوش، پر خلوص دعا لگی ہو پر لئیق اور فرہاد علوی کے چہرے کی رنگت یکدم ضرور بدلی جو لوئے کے ذکر اور اس عورت کے اس درجہ منافقانہ انداز پر تھی، لئیق اس سے زیادہ دکھاوا نہ سہتے ہوئے دستگیر کے سنگ اپنے ہوم آفس کی طرف بڑھا تو لعلین نے بھی رسمی سی مسکراہٹ دیے مریم بی سے ملتے ہوئے ٹوئٹکل کا بہانہ کیے باہر کی راہ لی اور اسکے جاتے ہی زائشہ علوی کی آنکھوں میں حقارت اتری۔

یہ پھر آگئی، منحوس ماری۔اسے لئیق سے الگ کرنا ہی پڑے گا، طلاق تو" دور، یہ تو لگتا ہے مزید قریب آگئے ہیں۔کچھ سوچ زائشہ، جندل محل ہاتھ "سے نکلنا نہیں چاہیے۔اس صبور کی بچی کو بھی ابھی واپس جانا تھا

زائشہ نے سلگ کر سوچا اور اپنے کمرے کی طرف راہ لی، جاتے ہی صبور کا نمبر ڈائل کیا جس نے کچھ دیر پہلے ہی دستگیر کے ڈر سے فون آن کیا مگر ممی کی کال آتی دیکھ کر اسکا حلق تک کڑوا ہوا۔

"جی ممی"

نہایت بیزار گی سے استفسار آیا۔

" ممی کی سگی، وہ پھر آگئی ہے لئیق کے ساتھ۔ تم کسی کام کی نہیں ہو صبور، ماں پر تو بالکل نہیں گئی، اپنے اس باپ کی طرح ہمیشہ مجھے مایوس کرنا۔ ، کل تک واپس جندل محل پہنچو، اگر تمہاری کوتاہی کی وجہ سے میرے ہاتھوں سے یہ جائیداد نکلی تو انجام بہت دل دہلاتا ہو گا۔ ویسے بھی کل لوئے آرہا ہے، سب مل بیٹھیں گے۔ دوبارہ مجھے کہنا نہ پڑے اور اس بار ان دو کو الگ کیے تمہیں لئیق کی بیوی بننا ہے۔ انتظار کر رہی ہوں میں تمہارا"

بنا صبور کی بکھری حالت بھانپے وہ عورت جلاد بنی حکم سناتی کال کاٹ گئی جبکہ صبور کا دل یہی چاہا کاش اسکے پاس اتنی ہمت ہو کہ وہ کسی کھائی سے کود کر اپنی جان دے دے۔

وہیں دستگیر نے لئیق کو نا جانے کیا بتایا کہ اسکے چہرے پر سنگلاخ چٹانوں کی سی سختی چھا چکی تھی، جبکہ لعلین نے لان میں جا کر ٹوئکل سے تھوڑا دور

دور سے پیار کرنے کا ارادہ کیا کیونکہ لئیق کی بے باک اور پر تپش نگاہوں کی وارننگ اسے یاد تھی۔

"اوہ ٹوئنکل، میں نے تمہیں بہت مس کیا"

اسے اسکے بہت خوبصورت سے گھر سے اٹھا کر اسکی گال پر پیار دیتی وہ اسکو خود سے لپٹانے کے بجائے وہیں گھاس پر زانوں کے بل بیٹھی اور ٹوئنکل خود اسکی گود میں یوں چڑھ کر لال کے ہاتھ اسکی گردن پر سہلانے پر مدہوش ہو رہی تھی اور یہ ٹوئنکل کا اسے مس کرنے کا انداز تھا۔

وہ بلی اتنی ٹرینڈ تھی کہ لعلین نے اسے دور دور سے پیار کیا تو وہ باقاعدہ برا مناگئی اور لعلین اس بلی کے اٹیٹوڈ دیکھتی ہنس دی، اور اسکی ہنسی واقعی اس شام کا حسین منظر تھی۔

سوری میری جان لیکن تمہیں زیادہ پیار کیا تو وہ خوامخواہ مجھ پر بگھڑے گا،"
اور میں اسے فلیٹ ہونے کا کوئی موقع نہیں دوں گی۔ ہارون پاگل ہو چکا

ہے اور اس کی گھناونی سازشوں سے مجھے اس وقت یہی جگہ محفوظ رکھ سکتی
" ہے، اور پھر تم بھی تو یہاں تھی۔۔۔۔
لعلین آج بھی اپنی اداسی اسی سے کہہ رہی تھی کیونکہ ٹوئنکل اور اسکا کئی
سالوں سے ساتھ تھا، وہ لال کی تنہائی کو بانٹنے والی اسکی دوست تھی۔
اور جب لعلین اس سے یہ سب بولی تو آگے سے ٹوئنکل نے اپنا سر پر سکون
ہو کر لال کی گود میں رکھا جسکا مطلب تھا وہ ناراض نہیں ہے، لال کے
ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔
وہ کچھ دیر یہیں بیٹھنا چاہتی تھی۔
بس یہ رونا اکا معاملہ دیکھ لوں پھر اس زائشہ علوی کی بے لگام دوڑ بھی کھینچ"
دوں گا، تم جذباتی پن میں کوئی ناانصافی مت کرتا دستگیر، نیہا بری نہیں ہے،
یہ بات تم بھی اچھے سے جانتے ہو۔ رہی بات صبور کی تو مجھے نہیں لگتا وہ ان
حالات میں تمہاری بیوی بن کر وہ سکھ پا سکے گی جسکی وہ مستحق ہے۔ وہ

حساس دل کی مالک ہے اور حساس لوگ ہمیشہ دوسروں کا بھلا کرتے کرتے
"اپنا نقصان کر دیتے ہیں

دستگیر نے بہت جبر کے بعد اپنی حالت لئیق سے شئیر کی تھی کیونکہ اسے لگ رہا تھا وہ پھر بے بس ہو گیا ہے، جبکہ لئیق کی ڈھارس اسکے لیے انرجی بوسٹر تھی تبھی وہ بھائی کے دلاسے پر اس اذیت سے قدرے نکل آیا مگر پھر دستگیر اپنے فون پر آتے میسج پر لئیق سے توجہ ہٹائے دیکھنے لگا جہاں رایان کا میسج تھا۔

"سر کی بازو کو گولی چھو کر نکلی تھی دستگیر بھائی، لیکن انہوں نے زخم کو اگنور کر دیا۔ آپ دیکھ لیجئے گا کہیں انفیکشن نہ ہو جائے، میں نے بینڈیج کے لیے بہت اصرار کیا مگر وہ نہیں مانے"

لئیق جو وہیں کرسی پر بیٹھا کسی گہری سوچ میں مبتلا اپنے اگلے لائحہ عمل کو سوچ رہا تھا، دستگیر کے مسیج پڑھ کر پریشانی سے متوجہ ہونے پر خود بھی ٹھٹکا۔

گردن پر لعلین کے نوچنے کا نشان مدہم ہو چکا تھا سو لئیق نے بینڈ یج اتار دیا تھا مگر دستگیر کو اسکے اس قدر لاپرواہ ہونے پر حیرت نے گھیرا۔

"بھائی، آپکو گولی چھو کر گئی۔۔۔۔ ٹھیک ہیں آپ۔۔اور زخم کو نظر انداز کر دیا؟"

دستگیر کے قریب آکر پوچھنے پر لئیق نے خفیف سی مسکراہٹ دیتے دستگیر کی پریشان صورت دیکھی۔

"تو لگا دی اس نے تمہیں شکائیت، چھو کر نکلی تھی یار، کیا اب اتنے معمولی زخم کی بھی مرہم پٹی کرواوں، وہسے بھی جن معاملات میں الجھا ہوا ہوں،

"وہ ان معمولی زخموں پر دھیان دینے سے قدرے اہم ہیں

لئیق کے ہنوز بات ہوا میں اڑانے پر دستگیر نے خفگی سے لئیق کو دیکھا، لئیق پر اتنی سی آنچ بھی دستگیر کو اخیر حد تک پریشان کر دیتی تھی کیونکہ یہ شخص اسکے لیے جان سے بڑھ کر عزیز تھا۔

جو بھی ہے، وہ گولی تھی۔ انفیکشن ہو سکتا ہے۔۔ آپ خود مرہم پٹی کر"
رہے ہیں یا میں زبردستی کروں۔۔۔ یا پھر مسز سے سپیشل مرہم وصولیں
"گے؟

دستگیر کے زرا سختی سے استفسار اور آخر تک بے تکلف ہونے پر لئیق کے
چہرے پر سنجیدگی سی اتری۔

"وہ مرہم لگا ہی نہ دے، کر لوں گا یار۔۔۔ ویسے بھی ایک گھنٹے تک میری
"واپسی ہے، چینج کروں گا تو کر لوں گا

لئیق نے سر کرسی سے ٹیکے تھکن سی عیاں کیے ٹالا اور لئیق کی واپسی کا سن
کر وہ تھوڑا متفکر ہوا۔

"لازمی پلیز، اور بھائی میری مشکل کا حل بھی جلدی سوچیں۔۔۔ مجھے سمجھ
"نہیں آتی آپ کس مناسب وقت کے منتظر ہیں؟

دستگیر کے سوال نے لئیق کو بھیانک حد تک سنجیدہ کر دیا تھا، بلکہ اسکی
آنکھوں میں ویرانی سی سمٹ آئی۔

اوراس نے حسب منشاء بیچ میں تھکن سے اٹی خاموشی حائل کرلی۔

وہیں دوسری طرف سلینا کی بھجت کے ساتھ واپسی بہت کچھ نیا کرنے والی تھی کیونکہ بھجت نے ساری سچائی مانی اور دادو کو بتادی تھی، کہ کس وجہ سے ان پر یہ مشکل آئی، مدیحہ آفریدی کے لیے سلینا کو قبول کرنا ابھی بھی مشکل ہی تھا اور سلینا نے انکی سرد مہری بھی محسوس کی لیکن بھجت کی خوشی کے لیے وہ سلینا کے لیے اپنا دل نرم کرنے کی کوشش کا فیصلہ کر رہی تھیں۔

مانی کو اس سب سے اب کوئی فرق نہ پڑا، اسے سبکو خوشی خوشی آباد ہوتے دیکھ کر پھر سے تکلیف ہوئی کیونکہ وہ تو اب بھی ادھوری تھی، سلینا نے بہت پیار سے اسکی طبعیت پوچھی مگر وہ سرسری سا سر اثبات میں ہلاتی بے دلی سے سب کے بیچ سے اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی آئی، اسکا دل ہر شے سے اچاٹ ہو رہا تھا، اسکی آنکھیں حلقوں کی زد میں تھیں، نہ پڑھائی کا

ہوش، نہ اپنا ہوش، اسے لئیق لالہ کی امید بھی کسی کسی وقت جھوٹی لگتی تو اسکے آنسو اختیار سے باہر ہو جاتے۔

وہ لئیق کو صبح سے اب تک دس بار میسج کر چکی تھی مگر لئیق پہلے تو مصروف تھا مگر اب اسکا فون چارجنگ پر تھا، لئیق کی بے توجہی پر آنسو بہاتی بہاتی وہ وہیں ہچکیاں بھرتی ہوئی بیڈ پر ڈھے گئی۔

اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے اسکی دنیا ختم ہو گئی ہے، کوئی اسے شیری نہیں دے رہا تھا اور یہ بے بسی آمنہ آفریدی کے لیے اس وقت موت سے بھی بھیانک تھی۔

جبکہ شہریار جدون کو اب یہاں گل سڑ کر مر جانے سے بہتر یہی لگا کہ وہ اب لئیق کو سب سچ بتا دے کیونکہ قید اسکے لیے موت جیسی تھی اور ابھی وہ مرنا افورڈ نہیں کر سکتا تھا۔

.._____..

پاکستان میں شام اتری تو نیویارک میں نیا دن افق کے پار طلوع ہوا،
درختوں کے پتے، گداز ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں سے جہاں پھڑ پھڑا رہے
تھے وہیں رومزہ کے کاموں سے یکسر مختلف ویک اینڈ منانے ہر طرف ہلا
گلا شروع ہو چکا تھا، گھڑی کا ہندسہ صبح کے نو بجا رہا تھا تبھی لوئے کی آنکھ
لاونج میں بنی کھڑکیوں کے لہلاتے پردوں سے چھن چھن کر آتی نرم سی
دھوپ کی تپش پر کھلیں، بازو کل کی ادھم کود کے بعد ہلنے سے قاصر ضرور
تھی مگر ایک اچھی نیند لینے کے بعد اسکی جسمانی تھکاوٹ ضرور دور ہو چکی
تھی، اپنا پہلو خالی محسوس کیے جناب کی نیند بھک سے آنکھوں کا حصار
چھوڑتی اڑی اور وہ خود بھی اضافی نیند لے لینے کے باعث گلابی رنگ
اوڑھتی آنکھیں مسلتا اٹھا، اس لڑکی کو آس پاس نہ پائے جناب کے دل نے

اک لمحہ دھڑکنا بھلایا مگر کچن کی جانب ہوتی کھٹ پٹ سے اندازہ لارا کی موجودگی کا احساس کیے وہ آنکھیں مسلتا، جمائی روکتا جب کچن میں سر نکالے جھانکا تو مسیز لوئے، گرم گرم خوشبو جگاتا ناشتہ بنانے میں اس درجہ محو تھی کہ لوئے کے ہونٹوں پر دلفریب مسکراہٹ پھیلی۔

لارا نے نا صرف ناشتہ بنایا تھا بلکہ وہیں چار عدد کرسیوں والے کچن ڈائنگ میں نفاست سے لگا دیا تھا، چند موسمی فروٹس کے ساتھ اونج جوس جبکہ چیز آمیلٹ اور بٹر بریڈ بھی وہ بنا چکی تھی، اب اپنے دھیان میں مصروف سی وہ چائے بنا رہی تھی جب لوئے نے بنا آہٹ کیے لارا کو اپنی بازوؤں میں حصارے چہرہ اسکی گردن میں چھپا لیا، اس اچانک افتاد پر وہ بوکھلا سی گئی مگر لوئے کا یہ لاڈ جتاتا انداز جلد ہی لارا کی گھبراہٹ نگل گیا۔

چولہا آف کرتی وہ اسے گھیر لینے پر بلش کرتی مسکائی جو خود جاگ کر لارا پر ایک اور احسان کر چکا تھا کیونکہ لارا کو وہ سوتے ہوئے اتنا کیوٹ لگ رہا تھا کہ وہ ناشتہ بناتے یہی سوچ رہی تھی کہ اسے کیسے جگائے، بازو کے درد کی

وجہ سے لوئے ویسے بھی ساری رات بے چین رہا اور جب رات میں لارا کی پیاس کے باعث آنکھ کھلی تو خود کو لوئے کے اتنے قریب محسوس کیے وہ خوش تو ہوئی تھی مگر پانی پینے کے بعد واپس آکر وہ لوئے کے سر سے اضافی کشن نکال کر اس پر باریک بلینکٹ اوڑھائے، اے سی سلو کیے بیڈ روم میں جا کر سو گئی تھی تاکہ وہ آرام سے نہ صرف ریسٹ کرے بلکہ اسکی بازو کو بھی کوئی تکلیف نہ پہنچے۔

میں بھی سوچ رہا تھا، ساری رات بے چینی کیوں رہی۔ تم مجھ سے دور "چلی گئی تھی لارا، اس ظلم کی وجہ میری جان؟

اسکی پر حدت سانسوں کی گرمائش اپنی گردن اور رخسار پر محسوس کیے وہ اسکے مدھم سے خفا ہونے پر زرا چہرہ اسکی طرف گما گئی، وہ واقعی ناراض ہو کر چھوٹا سا بچہ بن جاتا تھا۔

ظلم تو وہ تھا جو مجھ سے ہوا، پتا نہیں کب آنکھ لگ گئی، تمہاری بازو کو درد ہو" جاتا تو مجھے بہت تکلیف ہوتی، تم ایک پر سکون نیند لے کر فلائیٹ کے لیے "تازہ دم ہو جاو بس اس لیے روم میں چلی گئی۔ تمہیں برا لگا تو سوری

لارا کی اتنی فکر نے نہ صرف لوئے کی برہمی ختم کی بلکہ اس لڑکی کا ہر لمحہ کھلتا نیا نیا روپ اک سرشاری سی اس بے چین شخص کے رگ وپے میں سرائیت کرتا گیا، وہ فکر کرنے کی عادی تھی، پہلے بیمار مما اور بھائی کی فکریں، مما کی موت کے بعد ایمر کے لیے نہایت حساس ہو گئی تھی، اور ایمر کے بعد اسکا کل جہاں لوئے تھا، لیکن لوئے کی تو کسی نے آج تک ایسی فکر نہیں کی تھی، بر و کرتے تھے پر جتاتے نہیں تھے جس پر وہ بہت بار ڈپریشن میں چلا جاتا تھا لیکن لارا نے اسے کسی چیز کے لیے ترسایا نہیں تھا، بلکہ وہ لڑکی تو خود سے زیادہ جیتی ہی اپنوں کے لیے تھی۔

لوئے کی آنکھوں میں محبت کی کوئی مقدس لہر جاگی کہ وہ اسے پلٹا کر
ناصرف روبرو لایا بلکہ اپنی آنکھیں موند کر جس طرح لارا کی جبین چومی،
اسکا دل اس ٹھہرے شانت مگر شدید لمس بھی کھلھلا سا دیا۔
مجھے نہیں تھا پتا تم ہر رشتہ نبھانے میں ماہر ہو گی، ایمر کے پاس اتنی بڑی"
کمی تھی تو تم جیسی لارا جہاں میسر تھی، اور میرے پاس مجھے سنبھالنے والے
کی کمی تھی جو تمہاری صورت پوری ہو گئی، مجھے لگتا ہے میں تم سے جلد
" بہت شدید قسم کی محبت میں مبتلا ہو جاوں گا۔۔۔

ایک تو وہ بوجھل لگ رہا تھا پھر اس نے جس درد بھرے لہجے میں یہ اعتراف
سونپا، لارا کا دل اسکی آواز میں سمٹے نوحے پر ہی سینے میں مچل گیا تبھی تو وہ
بے اختیار اپنی بازو اسکی کمر سے لے جا کر پشت پر باندھے اسکے چوڑے سینے
سے جا لپٹی، اعتراف تو لارا کی دھڑکنوں نے بھی کیا کہ اس شخص سے وہ اب
تک صرف راحت ہی بٹور رہی ہے۔

اور یوں اسکا سینے لگ جانا، لوئے بہزاد علوی کے لیے زندگی کی پہلی حسین صبح لایا تھا، اس نے اپنے دونوں بازو لارا کے گرد نرمی سے حائل کر لیے کیونکہ اس وقت وہ اداس تھا اور اداس لوئے شدت پسندی ترک کر دیا کرتا تھا۔

"اداس کیوں ہو لوئے، کیا پاکستان جانے کی وجہ سے؟"

وہ اسکی ہر بات فراموش کیے بس اسکی بے جان سی کیفیت کے لیے فکر مند تھی اور وہ مسکرایا، جی جان سے کیونکہ یہ لڑکی واقعی اسکے ہر رنگ کو سمجھ رہی تھی۔

"نہیں، سوچ رہا ہوں برومیر سے اس فیصلے سے اگر دگنے ناراض ہوئے تو کیا کروں گا۔ میری امیدیں ٹوٹ جائیں تو مجھے بہت بری حالت میں پہنچا دیتی ہیں"

وہ پھر سے بروکا ذکر کر رہا تھا اور جس قدر لوئے کے لہجے میں عقیدت تھی، خود لارا کا دل چاہا وہ اس برونامی شخص کو دیکھے۔

وہ اسکے روبرو ہوئی تو وہ اداس سا لارا کو بالکل اچھا نہ لگا۔

میں دعا کروں گی کہ وہ تم سے ناراض نہ ہوں، کیا وہ بہت سخت مزاج"
ہیں؟ مطلب تمہاری ان سے محبت تو شدید لگ ہی رہی ہے لیکن تمہارے
"لہجے میں انکے حوالے سے ڈر بھی ہیں

لارا کے فکر سے استفسار پر لوئے کے چہرے پر پھر سے تاریکی چھائی، سامنے والے کو ہلا کر رکھ دیتی ویرانی جب لوئے کی آنکھوں میں اترتی تو منظر تک بوجھل ہو جاتے، اس وقت لارا بھی ہوئی۔

وہ بہت نرم اور بڑے دل کے مالک ہیں، لیکن میرے لیے انکا دل کیسے بڑا"
ہو سکتا ہے کیونکہ میں نے ان سے ڈیڈ کو آدھا چھین لیا۔۔۔ہر انسان کسی نہ کسی معاملے میں پاگل ہوتا ہے لارا، وہ بھی اپنی فیملی کے لیے تھے، زیادہ تو کچھ نہیں جانتا لیکن میں نے کبھی انکے پرسنل کسی معاملے میں مداخلت نہیں کی۔ تم جانتی ہو جب جندل محل آنے کے بعد وہ مجھے نظر انداز کرتے تو میں ینگ انگری، مغرور، لاپرواہ، دنیا کو جوتی کی نوک پر رکھنے والا لوئے،

پہروں انکی بے توجہی پر روتا کڑتا تھا، جب میں ممی کے ساتھ جندل محل گیا تو اتنا خوش تھا کہ اللہ نے مجھے ایک بڑا سارا بھائی گفٹ کیا۔۔۔۔

"لیکن۔۔۔۔۔ خیر

اتنی خوبصورت صبح وہ ہر گز سوگوار کرنا نہیں چاہتا تھا تبھی خود ہی بات بدل گیا مگر جس جبر سے اس نے موضوع بدلا، وہ لارا کے دل کو ضرور غمگیں کر گیا۔

تبھی تو لارا نے اسکی گال پر نرمی سے اپنی ہونٹوں کی مہر لگائے تھکی سی مسکراتی آنکھیں اسکے چہرے پر جمائے دلاسا سا دیا۔

"تم اداس ہو کر بالکل اچھے نہیں لگتے، آئی وش تمہیں تمہارے بروجلد مل جائیں۔ دوسروں کو روشنی دینے والے، خود کبھی اندھیرا نہیں ہوتے، میں ہوں تمہارے ساتھ لوئے، جیسی بھی ہوں، تمہارے بہت قریب رہوں گی، تم اپنی ساری اداسی مجھ سے ضرور شئیر کر لینا۔ مجھے تمہیں سن کر ہمیشہ اچھا لگے گا"

وہ اس کی اداسی تو محبت بھرے اقدام سے ہی رفع کر چکی تھی تبھی جب لوئے نے حصار تنگ کرتے گہری نظریں لارا کے چہرے پر جمائیں، تو وہ اسکی روح تک جھانکتی آنکھوں کی حدت اور توجہ سے بے ساختہ مضطرب ہوئی اور اسی آنکھوں کے میل ملاپ نے لوئے بہزاد علوی سے، موسم بہار کی پہلی بارش کی پہلی ٹھنڈی بوند جیسی گستاخی سرزد کروائی، اسکے مسکراتے ہونٹوں نے، لارا کی مسکراہٹ کو بنا کسی شدت میں لپٹا ہوا لمس بخشا، جو قحط زدہ دل پر واحد پانی کی مقدس پھوار بن کر دل کی دھڑکنیں بڑھا گیا، بے خودی سے زرا چہرہ ہٹائے اس نے لارا کی مدہوش آنکھیں دیکھتے قہقہہ لگایا جو یکدم اسکے جکڑ لیتی چال میں آنے پر حیا و بے بسی کے سنگ آنکھیں جھکاتی شدت سے اسکے سینے میں منہ چھپا گئی، لوئے بہزاد علوی کی آنکھیں جان لیوا ہوئے مسکرائیں تو کچھ پل پہلے چھائی سوگواری نے خوشی کا روپ دھارا۔

"It was just a thank you, it will immor-
talize your attraction in my heart. I am
not used to such slowness, but want to
love you both delicately and intensely.

(یہ تو بس ایک شکریہ تھا، اس سے میرے دل میں تمہاری کشش لافانی ہو
جائے گی۔ میں ایسے دھیمے پن کا عادی نہیں ہوں، لیکن تمہیں ناز کی اور
شدت دونوں سے چاہنا چاہتا ہوں۔)"

اس لڑکی کی گھبراہٹ اپنے حصار میں سمو کر کم کیے وہ اپنے بے خود عمل کی
وضاحت کرتا جب لارا کو روبرو لایا تو وہ اسکا گلابی چہرہ، قربت کے یکدم
بڑھتے غلبے سے سرخ ہو رہا تھا، لوئے نے آہستگی سے اسکے بکھرے بال
پیچھے کیے تو وہ نظریں واپس جھکا گئی۔

تم بہ۔بہت بت تمیز ہو، لفٹ کیا کروادی اسکا مطلب تم میری جان"
ل۔ے لوگے، ایسے کون کرتا تھینکیو۔۔۔اور مجھے تھینکیو کیا ہی کیوں تم
"نے، جاو نہیں بولتی تم سے

اپنی گھبراہٹ کو دبانے کے لیے وہ چڑچڑی ہو کر الٹا اسے ڈانٹنے لگی جس نے اس بار اسکی گال پوری شدت سے ہنستے ہوئے چوم کر لارا کی غصے اور حیا والی آنکھیں مسکانے پر اکسائیں اور اس سے پہلے وہ شوخا اسے گدگدی کرتا، لارا نے خود ہی دو فٹ پیچھے سرک کر مظلوم سی مسکراہٹ دے کر معاملہ سمیٹا اور گدگدی میڈم کی کمزوری ہے یہ جان کر تو اس آفت کے گولے کو ایکسٹرا مزہ آیا۔

میسز، اسے جان لینا نہیں کہتے، اسے تیلی لگا کر آگ لگنے کا انتظار کرتا کہتے"
ہیں۔ جان لینے کی تو پہلے تمہیں ٹریننگ دوں گا، ہاہا چلو آتا ہوں فریش ہو
"کر۔۔ پھر تمہارے ہاتھ کا بنا یہ ناشتہ کرتا ہوں۔

اس آدمی کی اس درجہ بے باک گفتگو، لارا کے چہرے پر خون چھلکا گئی، وہ گیا تو لارا نے رو کی سانس متذبذب ہو کر خارج کی، اور اس آدمی کو دلاسے دینے کی پکی توبہ بھی کی کیونکہ لوئے کا زرا سا بہکنا ہی لارا کی جان پر بن آیا تھا، ابھی بھی اسکا دل اس بری طرح دھڑک رہا تھا کہ اس دھڑکن کا شور کانوں میں سنائی دے رہا تھا۔

زوجہ کو مزید تنگ نہ کرتے ہوئے وہ سیدھا روم کی طرف بڑھا، بازو کو بچاتے ہوئے فریش ہوا، چینج کیے بلیک شرٹ اور وائیٹ پینٹ پہنے، گیلے بالوں کو ہلکا سا ڈرائے کیے خود پر پرفیوم چھڑکا، پاسپورٹ وغیرہ اور ٹکٹس ایک منی سے بیگ میں ڈالے کیونکہ بارہ بجے انکی پاکستان کے لیے فلائیٹ تھی، اور پاکستان پہنچنے تک وہاں اگلا دن آجانا تھا۔

ناشتے پر لارا اس سے جان بوجھ کر ایک کرسی چھوڑ کر بیٹھی کیونکہ ابھی بھی اس کا دل لوئے کی حرکت سے سوکھے پتے سا پھڑ پھڑا رہا تھا۔

لوئے نے بھی اسے مزید تنگ نہ کرتے ہوئے ناشتے کے بعد تھوڑا رہسٹ کیا اور تب تک لارا نے بھی روانگی کے لیے مہذب ساریڈی ہونا تھا، آفٹر آل وہ سسرال جانے والی تھی۔

ایمر اور یارق کی کال نے بھی دونوں کو مزید مطمئین کر دیا کیونکہ وہ آسٹن خیر خیریت سے پہنچ چکے تھے۔

.._____..

لعلین نے بیس منٹ ٹوئکل کے ساتھ باتیں کیں پھر اسے وہیں چھوڑتی جب وہ ہوم آفس کی طرف بڑھتی اندر داخل ہوئی تو دستگیر اور لئیق کے سنجیدہ چہرے دیکھ کر ٹھٹکی۔

کیونکہ اسے لگا جیسے اس نے غلط وقت انٹری دی ہو لہذا اس سے پہلے وہ لئیق کے دیے روم کی طرف جاتی، دستگیر کی پکار پر رک کر پلٹی۔

"آجاو لعلین، میں بس جا ہی رہا تھا۔ بھائی پھر بات کرتے ہیں، آپ پلیز زخم کو دیکھ لیجئے گا"

دستگیر نے نرمی سے اسے کہا اور لعلین کی طرف دیکھے مسکرا کر لئیق کو جان بوجھ کر زخم والی یاد دہانی کرتا اسکی گھوری کی پرواہ کیے بنا روم سے نکلا تو وہ بھی لئیق کو بے چین سا دیکھتی اندر آئی، اسکا دماغ دستگیر کی زخم والی بات کے گرد الجھا تھا۔

"زخم۔۔۔! دستگیر کس زخم کی بات کر رہا تھا؟ تمہاری گردن پر تو میرا دیا تحفہ ٹھیک ہو گیا ناں پھر؟"

لعلین نے دستگیر کے نکلتے ہی لپک کر لئیق کی طرف قدم بڑھائے جو کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہوتا اپنے قریب آکر رکتی لعلین کو دیکھ کر ساری تھکن

اترتی محسوس کر رہا تھا، پھر اس لڑکی کی زخم پر فکر مند ہو جانے کی ادا، لئیق کو خوش فہم کرنے کو کافی تھی۔

"آپکو میری پرواہ ہو رہی ہے"

وہ جو اس کو بے خود ہونے کا کوئی موقع نہ دینے کا فیصلہ کیے آئی تھی، خود ہی اسکے مدہوش کن لمس پر دم سادھ گئی کیونکہ لئیق نے اسے نرمی سے اپنی بازوؤں کے حصار میں بھر لیا تھا۔

تمہاری پرواہ کرنے کے لیے کسی جذبے کی ضرورت نہیں، انسانیت کا" رشتہ کافی ہے سو خوش فہمی پالنے کی ضرورت نہیں۔ بتاو مجھے کہاں ہے زخم"

وہ اسکی آنکھوں میں مرکوز ہو کر دل دھڑک اٹھتا محسوس کرتی اپنے ہی جذبات کی نفی کرتی جس سنگدلی سے بولی، اپنے آخری جملے سے لئیق کے بے جان پڑتے دل کو تقویت بھی دے گئی، لیکن وہ تو زخم کو بھول کر صرف لال کی آنکھوں میں اپنی آنکھیں ڈالنے میں دلچسپی رکھتا تھا۔

"دل پر، بتائیں کیسے کریں گی علاج"

اپنے جذبات پر جبر کرنا ترک کیے وہ اسکی کمر میں حائل کی بازو میں شدت ملاتا نزدیک کیے بولا، لعلین اس سے ایسے جواب کی توقع نہیں رکھتی تھی۔

لال تمہارے دل کا علاج نہیں کر سکتی، پلیز بتاو کیا ہوا ہے تمہیں۔ تم"

"چہرے سے بھی تھکے لگ رہے ہو۔۔۔۔

اسکے سوال میں چھپی بے خودی رد کرتی وہ اسکی گرفت میں مچل سی گئی مگر اپنے زخم کے علاج سے کہیں بڑھ کر اسے اس وقت اپنی تشنگی کا علاج درکار تھا۔

"پھر مجھے نہیں بتانا آپکو، کیونکہ مجھے صرف دل کا سکون چاہیے"

یکدم ہی وہ اسے اپنے حصار سے آزاد کرتا جس طرح اس سے دور ہو کر پلٹا اور وہ ہونق رہ گئی، ہوش تو تب آیا جب وہ بیڈ روم میں جا چکا تھا، زچ ہونے پر وہ خفگی میں لپٹی اسکے پیچھے ہی اندر بڑھی تو وہ کبرڈ کھول کر کھڑا چینج کے لیے اپنے کپڑے نکال رہا تھا۔

ایسے بچوں کی طرح منہ کیوں پھلا رہے ہو، میں یہاں تمہارے لاڈ"
"اٹھانے نہیں آئی۔لاڈ تو لال نے اپنے بھی کبھی نہیں اٹھائے
وہ یوں نظر انداز ہونے کی عادی نہ تھی تبھی اسکے پتھر جیسے ساکت وجود کو دیکھتی اس تک پہنچی اور اسکے ہاتھ سے ہاف وائیٹ شرٹ باقاعدہ جھپٹ کر چھینی، مگر لئیق نے ہنوز نظر انداز کیے دوسری شرٹ نکال لی اور لعلین اسکے یہ خفا خفا انداز دیکھ کر خود بھی اداس ہوئی۔
"لئیق! مسئلہ کیا ہے تمہیں۔اگنور کرنا تھا تو لائے کیوں ہو؟"
لئیق کی زرا سی بے توجہی لعلین کو تڑپا گئی تھی اور ابھی تو اس شخص نے صرف ایک جھلک دیکھائی تھی، دوسری شرٹ بھی اس نے لئیق کے ہاتھ سے چھینے بیڈ کی طرف اچھالے خود اسکی بازو پکڑے جب اپنی طرف گمایا تو، خفیف سے درد بھرے تاثرات لئیق کے چہرے پر اترے جس پر میکانکی طور پر لعلین نے اپنی ہتھیلی اسکی بازو سے ہٹائے اسکا ہاتھ غیر ارادی جکڑ لیا۔

" ب۔۔ بازو میں درد ہے کیا، یہاں آو۔۔۔۔۔"

اپنی بے رحمی پر پشیمان سی ہوئی وہ اسے جس طرح ہاتھ پکڑ کر بیڈ کی پائینتی کی جانب بٹھایا، وہ نڑوٹھا سا اسکے بٹھانے پر بیٹھ بھی گیا، لعلین نے اسکی خود پر جمی ناراض آنکھیں دیکھے اسے عجیب سا گھورا۔

وہ اسکے پاس کھڑی اسکے بیٹھنے کے باوجود برابر لگ رہی تھی اور تبھی دونوں ایک دوسرے کو ایک سی برہمی سے نہار رہے تھے۔

تم مجھ سے ناراض ہو؟ ایسے کیوں دیکھ رہے ہو جیسے میں تمہارے پیسے "
"لے کر فرار ہوئی

اب تو وہ باقاعدہ اسکی نظروں سے کنفوز ہوئی۔

آپ میرا دل لے کر مجھ سے بھاگ رہی ہیں، یہ چھوٹا قصور ہے کیا؟"

"ناراض ہوں

وہ اسکی طرف چہرے پر نظر جمائے جتاتے بولا تو لعلین اسکے رعب جماتے انداز پر ناچاہتے ہوئے بھی اپنی آنکھوں کو مسکرا دینے کی بغاوت سے روک نہ سکی۔

تم پاگل واگل ہو کیا؟ مطلب کچھ بھی۔۔۔ تمہارا دل میں نے کیا کرنا تھا" جو میں لے کر بھاگ رہی۔

"مجھے تمہاری بازو دیکھنی ہے سو شرٹ اتارو

اسکی بے تکی ہانکنے پر اور آخری بے باک حکم پر لئیق ناراضگی چھلکاتا ہوا اس سے پہلے اٹھ جاتا، لعلین نے اسے پوری قوت سے دھکیل کر واپس بٹھایا اور وہ خود بھی نہیں جانتی تھی کہ یہ کر کے اپنی جان مشکل میں پھنسا بیٹھی ہے، لئیق نے واپس بیٹھتے ہی اسکی گرد بازو حصار کر اپنے نزدیک لاک کیا۔

میں شرٹ نہیں اتاروں گا، کیونکہ یہ اتری تو آپکو اسکی قیمت بھی چکانی پڑے گی"

نہایت مطمئین ہو کر وارن کرتا وہ اسکو گھبرانے پر مجبور کر چکا تھا۔

لیکن وہ اسکی کسی بات کو چنداں اہمیت نہ دیتی اسکے بازو اپنے گرد سے زور لگا کر کھولتی اسکی شرٹ کے جیسے ہی بٹن کھولنے لگی، لئیق نے اسکے ہاتھ پکڑے اسکی پشت پر جا جکڑے اور یوں وہ پوری لئیق پر جھک سی آئی، خفیف سی بوکھلائی مگر جلد خود کو کمپوز کیا۔

"کیا کر رہی ہیں، ایک شریف بندے کی عزت پر ہاتھ ڈال رہی ہیں" وہ بالکل سنجیدہ نہ تھا کیونکہ اسکا خمار زدہ لب و لہجہ لعلین کو اسکی شرارت دیکھا چکا تھا۔

جتنے تم شریف ہو سب پتا ہے مجھے، بازو دیکھنے دو ورنہ میں ابھی کہ ابھی" "واپس چلی جاوں گی۔ پھر تم میری شکل بھی نہیں دیکھ پاو گے

پہلی بار اس لڑکی نے بھی حق جمائے رعب ڈالا تو لئیق کی ساری خفگی اس ظالم نے لمحوں میں گل کی، اور لئیق کے ہاتھ چھوڑ دینے پر خود لعلین کا دل اسکی شرٹ کے بٹن کھولتے اک لمحہ لرزا، یہ وہ کیا کر رہی تھی؟ ابھی کچھ سوچنا ہی نہ چاہتی تھی اور ساری گھبراہٹ تو لئیق کی شرٹ اتار کر اسکی بازو

کے زخم کو دیکھ کر پریشانی بنی، خون بلکل جم چکا تھا اور واضح ایسا زخم آویزاں تھا جیسے جلے کے بعد کسی نے جلد کھرچی ہو۔

بلیک ویسٹ پہنے بھی وہ اسکو یوں بھرپور دیکھنے میں ہچکچا رہی تھی، فطری حیا نے جس طرح لعلین ابراہیم کی آنکھیں بوجھل کیں، لئیق یہ لمحہ کسی صورت فراموش نہ کر پایا۔

....★☆☆☆☆☆★....

"یہ تم نے بازو پر کیا کروایا ہے، کہیں میرے نام کا ٹیٹو بنوانے تو نہیں نکل پڑے تھے؟"

لعلین کی فکر سے سماعت میں اترتی بڑبڑاہٹ پر وہ خود مسکرا دیا، لیکن شرارت سی چہرے پر سجائے اس نے لعلین کی صورت نہارے اسے ستانے کا فیصلہ لیا۔

"ہنہ! خوش فہمی"

کمال ادا سے منہ بسورے بولتا وہ اس وقت واقعی اسے کیوٹ لگا اور لعلین نے باقی سب بعث چھوڑے پہلے تو فسٹ ایڈ باکس اس کے اشارے ہر ڈرا سے نکالے اٹھا کر بیڈ پر رکھا اور پھر کاٹن کو جا کر گیلا کر کے لائی، زخم کے گرد جمے خون کو نرمی کے سنگ اس گیلے کاٹن سے صاف کیا، جبکہ اس پیچ لئیق کی بے باک، پر تپش خمار آلود نظریں اسے سخت مشکل سے دوچار کرتی رہیں مگر وہ خود کو بے نیاز ظاہر کرتی رہی، گو لئیق کی نظروں کے پر حدت حصار میں اعتماد دیکھانا جان جوکھم کا کام تھا، اس زخم کو صاف کرنے کے بعد سپرٹ لگا کر دوبارہ سے بہہ نکلتے بلڈ کو صاف کیے اس پر وائیٹ سی کوئی ٹیوب لگائی اور پھر اسی نرمی کو برقرار رکھتے اس نے زخم پر پٹی باندھے

ہنوز لئیق کی بے خود مسکراتی نظروں کو اگنور کیے اسے شرٹ پہنائی مگر جب وہ اسکے بٹن بند کرنے لگی تو دور ہتے تھے مگر لئیق نے اسکے ہاتھ قریب کھینچا جو مسلسل نظر انداز کرنے پکڑے اٹھ کر اسے جھٹکے سے اپنی کے بعد آخر اسکی محبت سے بھری آنکھوں کے وار نہ سہتی ان میں دیکھ بیٹھی۔

دونوں کے دل پر بہار سے ہوئے، دلوں نے ایک دوسرے کی موجودگی کو دل شانت کرتا محسوس کیے اعتراف کیا پر زبان ابھی اظہار کے ڈھنگ سے ناواقف تھی۔

"گولی چھو کر نکلی ہے کیا؟ کیا کر رہے تھے جو نوبت یہاں تک آئی؟"

وہ اس زخم کو پہچان گئی تھی تبھی اس سے پوچھ بھی بیٹھی جبکہ لئیق تو کہیں دل سے حیران سا تھا کہ اسے بنا زسوچے زہر دے بیٹھنے والی لڑکی اسکے معمولی سے زخم کو اس اپنائیت سے مرہم دے گی اور زخم کی نوعیت بھی جان جائے گی۔

شکار کر رہا تھا، لیکن خود شکار ہو گیا۔۔۔ چھوڑیں اس زخم کو، آپ بتائیں"

"میرے دل کو بھی یونہی توجہ دیں گی؟ اسے بھی آپ درکار ہیں

اسکی بات ٹال کر وہ اسکے چہرے کے ہر خدوخال پر اپنی نظریں جذب اور شدت سے جمائے اصولی سوال کر کے لعلین کے اختیار کو اپنے بس میں کر چکا تھا، جبکہ لئیق کے یوں اسکے لیے تڑپ سی رکھتے لہجے کو سوچ کر لعلین کے ہونٹوں کو دلفریب مسکراتے لمس نے چھوا مگر وہ اس لمس کو لئیق کی نظروں میں تادیر نہ آنے دے سکی اور تفاخر سے اپنی گردن اونچی کی۔

"تم مجھ سے میری توجہ مانگ رہے ہو مسٹر؟"

یہ سوال کرتے وہ تھوڑی مغرور ہوئی۔

"ہاں کیونکہ چھیننا نہیں چاہتا، آپ خود ہی توجہ دیتی زیادہ پیاری لگیں گی"

لئیق کے جواب پر وہ کتنے ہی لمحے کچھ بول نہ سکی کیونکہ خدشہ تھا آواز بھاری ہو جائے گی، غرور تو دور، آنکھیں رشک اور اپنائیت کے جذبات سے لبریز ہو گئیں۔

وہ اتنی محبت اور شدت سے اسے دیکھ رہا تھا کہ لعلین کا دل چاہا اسکی آنکھوں پر ہتھیلی جمادے یا منت کرا ٹھے کہ اسے یوں بنا سلسلہ توڑے مت دیکھا کرے۔

سوچوں گی۔۔۔ایک دم فیصلہ نہیں کر سکتی، پہلے بھی تم سے نکاح کرتے "

"وقت کی جلدی پر اب تک پچھتا رہی ہوں

وہ اسکا دل بھی نہیں توڑ رہی تھی مگر دل کو سلامت بھی نہیں چھوڑ رہی تھی، اس لڑکی کی انہی اداوں نے لئیق کے دل میں حشر برپا کیا، وہ صبر جو کچھ لمحے پہلے آسان تھا، مشکل بن گیا۔

وہ شخص اسے ہر پل اہمیت دے کر اپنی طرف مائل کر رہا تھا، اور وہ کیسی اسکی عشقانہ چال میں نہ آتی۔

"کیا واقعی پچھتا رہی ہیں؟ کیا زرا بھی اچھا نہیں ہوں؟"

وہ اسکے لیے یوں افسردہ و بوجھل ہوتا خود لعلین کو اچھا نہ لگا۔ وہ یہی سوچ رہی تھی کہ وہ لعلین کے لیے اتنا مہربان کیوں ہو رہا ہے کہ اس لڑکی کو ڈر تھا کہیں وہ اسکی انہی نرمیوں میں ہی نہ جکڑی جائے۔

"ایسان۔۔ نہیں کہا مگر۔۔۔۔"

وہ اپنے جملوں کی خود ہی نفی کرتی تب کانپ اٹھی جب لئیق نے اسکے جبڑے پر اپنا ہاتھ جمائے اسکا چہرہ اوپر کو اٹھایا اور اسکے لاجواب ہو جاتے ہونٹوں پر جھکا، محبت کی لین دین کرتا وہ استحاق بھرا لمحہ لئیق کے ہونٹوں کے لمس کا شدت بھرا سفر اول لمحے کی بے اختیاری کی تلافی کو اسکی گال تک جا کر ختم ہوا اور اس نرم گستاخی پر وہ بے اختیار ہی اپنی پلکیں گرا کر اس سحر میں ڈوب سی گئی، بے خود ہوتے ہوئے لئیق نے اسکے چہرے کو زرا چہروں کے بیچ فاصلہ بنائے دیکھا جو آنکھیں سختی سے میچے بھی خفیف سی تکلیف لٹاتے تاثرات کے سنگ اسکی شرٹ مٹھیوں میں لیے کھڑی تھی۔

مجھے بس اتنی سی لعلین بھی بہت ہو گی، آپکا تو کچھ نہیں جائے گا، لیکن مجھے "
سکون ملتا رہے گا۔ہاں جس دن آپکا سکون بھی مجھ سے جڑھ گیا، اسی دن یہ
"کانٹریکٹ، اصل شادی میں بدل جائے گا

اب بھی وہ اس منصوعی بھرم کو قائم رکھے خود لعلین کے آگے جھک گیا تھا کیونکہ اسے لعلین کا اعتماد، اسکا اٹھا سر، اسکی وقعت سب سے زیادہ عزیز تھی، وہ ہنوز سہمی ہوئی آنکھیں بند کیے ہوئے اسکے لفظ سن رہی تھی اور لئیق اسکی بند آنکھیں دیکھتا دھیرے سے اسکی جبین پر جھک کر لب مس کرتا وہاں سے چلا گیا، اسکی لال کے حواسوں پر چھائی خوشبو نے بھی حصار توڑا تو وہ دل کے لرز اٹھنے پر بوکھلائی۔

کبرڈ سے چینج کے کیے کپڑے نکالے اور فریش ہونے بڑھا مگر لعلین وہیں جم سی گئی تھی، اسکی موجودگی کے باعث روکا گیا سانس اس نے سسکی کی صورت خارج کیا، آنکھیں ڈرتے ہوئے کھولیں تو آس پاس اسکے وجود کی مخمور خوشبو کا زور آور لمس جا بجا بکھرا تھا، دل کے مچل اٹھنے پر وہ دل کے

مقام پر ہاتھ رکھے وہیں لئیق کی جگہ جا بیٹھی، یہ شخص جب جب قریب آتا،
اسکے ہر احساس میں پہلے سے دگنا سکون ہوتا۔
کچھ کہنے اور کرنے سے پہلے یہ بد دماغ سوچتا بالکل ن۔۔ نہیں ہے، اس"
طرح کی قربت اختیار کر کے یہ مجھے کسی اور آپشن کے لائق کہاں چھوڑے
گا۔۔۔ میں نے واپس آکر شاید بہت بری خطاء کی ہے، م۔۔۔ مجھے اس سے
محبت ہو گئی تو میں تو کہہ بھی نہیں پاوں گی۔ اسکی یہ نا قابل قبول حرکتیں
مجھے بھی س۔ سکون دینے لگیں تو کیا ہو گا۔۔۔۔ یا اللہ میرے دل کو طاقت
"دیں
اسکے او جھل ہونے پر سانسیں سینے پر گھٹنے لگیں اور یہ سارے خدشے زبان
پاکر لعلین کو اور بو جھل کر گئے
وہ دم سا گھٹنے پر اٹھ کر کمرے سے ملحقہ بالکونی میں نکل آئی، گہرے گہرے
سانس بھر کر اپنے ڈوبتے دل کو کئی منٹس لگتار تقویت دینے کے باوجود وہ
بے خود لمحہ اب بھی لعلین کو بد حواس کر رہا تھا جس میں آج اس لڑکی کی

بھی بھرپور اجازت شامل تھی ورنہ وہ اسے ایسا کرنے مر کر بھی نہ دیتی اور یہی چیز خود لعلین کے لیے اس وقت دم دینے جیسی کیفیت برپا کیے ہوئے تھے۔

بلیک شرٹ اور ڈینم جینز پہنے وہ چینج کیے باہر نکلا تو لعلین کی غیر موجودگی بھانپے بے اختیار بالکونی کی طرف مڑا، وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر باہر پھیلی رات دیکھنے میں محو تھی۔

لئیق نے پیروں میں وائیٹ سنیکرز پہنے، آئینے کے روبرو آکر الجھے بکھرے بال برش کیے اور پرفیوم سپرے کرتا، شرٹ کے کف زرا سے فولڈ کیے، ایک سرسری نظر خود پر ڈالے وہ اس لڑکی کی طرف بڑھا جو اسکی پرفیوم کی مخمور تیز خوشبو محسوس کیے خود ہی پلٹ کر واپس روم میں آچکی تھی، اس لڑکی کی جھکی آنکھیں لئیق کے لیے ایک صبر آزما منظر تھیں۔

میں آپ سے آپکی رات تب تک نہیں لوں گا جب تک آپ خود نہ دیں،"
کچھ کام ہے، صبح تک آوں گا۔ آئی تھنک میرے جانے کا سن کر آپکو خوشی
"ہو گی کہ مجھ سے جان چھوٹی

خفیف سے برہم لہجے میں جتائے لئیق کے جملوں نے اسے پتھر سا کیا،
کیونکہ یہ سچ تھا وہ اسے جانے پر کہیں دل سے اداس سی ہوئی تھی۔
شاید یہ فطری کشش تھی جو ان دونوں کے بیچ شدید استوار ہو رہی تھی۔
" نظریں تو اٹھائیں، ایسا کچھ غلط نہیں کیا جو آپ مجھے نہ دیکھنے کا ٹارچر دیں"

اس لڑکی کی ہنوز جھکی نظروں نے اسے سلگایا تو وہ ہاتھ بڑھا کر اسکی ٹھوڑی
سے پکڑے چہرہ اٹھائے بولا، لہجے میں ہلکی سی تپش تھی اور وہ نہ دیکھ پانے
کی ہمت رکھے بھی اسے دھڑکاتی نظروں سے دیکھنے لگی جن میں بے درد
دکھ، دل سلگاتی شکائیت اور لئیق کے اسکے پرسنل میں گھس آنے کی
ناراضگی تھی۔

ت۔۔ تم مجھ سے حد سے زیادہ اٹیچ ہونے کی کوشش کر رہے ہو۔۔۔۔۔"
یہ ٹھیک نہیں ہے، اتنی سی لال بھی تمہیں میری اجازت کے بنا نہیں مل
" سکتی۔۔۔

وہ اسے خود بھی برہم ہو کر جتا گئی اور اسکی معصومیت نے لئیق کی ساری
خفگی مسترد کر دی۔

ابھی یہ سب میری ناراضگی کے ساتھ ہوا ہے ورنہ آپ مجھے کم ملیں گی یا"
زیادہ یہ میرے اختیار میں آتے وقت نہیں لگے گا کیونکہ اپنی ملکیت کے
لیے بہت جنونی ہوں، آپ کی رونا اسے ملاقات کی حرکت مجھے شدید بری
لگی ہے۔۔۔۔ابھی مجھے جانا ہے ورنہ تفصیل سے آپکو اس کم عقلی کی سزا
دیتا، کل مجھے آپ سے اس معاملے کے بارے میں ہر چیز سننی ہے اور آپ
مجھے سب سچ سچ بتائیں گی۔ مجھے نرم رہنے دیجئے گا لعلین کیونکہ لئیق ایزد کا
"غصہ آپ نہ ہی دیکھیں تو آپکے لیے بہتر ہو گا

دھیما لہجہ رکھے بھی وہ اسے اپنی شدت پسندی کی جھلک دیکھا چکا تھا اور وہ سچ میں خوفزدہ نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی کیونکہ اسکے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ اسکی خفیہ ملاقات تک لئیق کی نظروں میں آجائے گی۔

وہ پیچھے ہٹنے لگا تو لعلین کے ہاتھ اسکے گریبان سے جکڑے جسکے باعث وہ واپس اسکے نزدیک ہوا۔

"دیکھو وہ ہمارا پرسنل معاملہ ہے تم اپنی ٹانگ مت گھساو"

لہجے کو ڈگمگانے سے روکے لال نے کٹیلے لہجے میں اسے اشتعال دلانے کی سعی کی۔

آپکا پرسنل معاملہ صرف یہ ہے، جس میں لئیق ایزد علوی شامل ہو۔۔۔۔"

دماغ کے گھوڑے فضول میں دوڑانے کی ضرورت نہیں، سب کے ساتھ ڈنر کر کے ریسٹ کریں۔۔۔ بائے"

مغرورانہ انداز لیے وہ اسکی لاکھ روک لینے کی چاہت کے باوجود اسکو تنبیہہ کرتا نہ صرف دور ہوا بلکہ دیکھتے ہی دیکھتے کمرے سے نکل گیا اور لال اسکی موجودگی کے بکھرے احساس میں گہرا سا سانس کھینچ کر رہ گئی۔

.._____..

وکی منہ نہیں کھولے گا کیونکہ اگر اس نے منہ کھولا تو اسکے بیوی بچے"
مریں گے، لیکن پھر بھی احتیاط لازمی ہے۔رہی بات لعلین کی تو اسے لئیق سے چھیننے بنا اب تو میں مرنا بھی نہیں چاہوں گا۔اپنی لال، اپنی دوست میں "اس منحوس کو ہرگز نہیں دے سکتا۔۔۔لال تمہیں میرا ہونا ہوگا پارٹنر
ناجانے یہ کونسی جگہ تھی مگر ایسا لگتا تھا وہاں اعلی قسم کا پلاسٹک پگھلایا جاتا تھا کیونکہ بڑے بڑے چمبر اور ٹنل بنے تھے، دائیں طرف بہت بڑے بڑے ٹرک ٹائیرز کچھ ترتیب اور کچھ بے ترتیبی سے رکھے گئے تھے، پرانی سی

فیکٹری تھی جو بہت بوسیدہ ہونے کے ساتھ ساتھ گرد مٹی کی بہتات سے خستہ حال ہو چکی تھی، رونا کے سامنے اسکے دو آدمی کھڑے تھے، جن میں ایک گہری گندمی رنگت کا مالک، غنڈے نما وضع رکھتا نومی تھا اور دوسرا سفید رنگت رکھتا بھنچے جبڑوں والا فارا، یہ دو آدمی اب رونا کے مین مددگار تھے جبکہ اسکے مزید کتنے لوگ اس شہر میں پھیلے تھے یہ کہنا مشکل تھا۔

اگرو کی نے بلیک ڈائمنڈ کے ٹارچر میں مجبور ہو کر سب پھوٹ دیا تو پھر"

"ہلین بی کیا ہو گا باس؟

فارا نے بروقت اپنے ذہن میں گردش کرتے سوال کو سامنے رکھا جس پر رونا نے غیر مرئی نقطے پر حقارت سے نظریں جمائیں۔

پلین بی پھر ذاتی حملہ ہو گا میری جان، اس سے اسکی پیاری قیدی ہتھیا لینے" کا حملہ۔۔۔ وہ بعد کا مسئلہ ہے، ہم پہلے ایک فیک چال ترتیب دیں گے، اگر وکی نے وہ معلومات باڈر سے باہر پہنچانے کی خبر لیک کر دی ہے تو ہم اپنے آدمی کو کل پیش رفت سے روک دیں گے، کیونکہ کل دونوں ملک محتاط

ہوں گے، اور جب کچھ نہیں ملے گا تو وہ لوگ اس انفارمیشن کو افواہ سمجھتے ہوئے چند دن تک واپس معمول پر آجائیں گے، پھر ہم وہ معلومات کسی نئے طریقے سے باہر بھجوائیں گے۔ فی الحال تم دونوں میری لال تک پہنچنے میں مدد کرو"

رونا اواقعی سفاکیت کی ہر حد پار کر چکا تھا اور لگتا نہیں تھا کہ اسے اپنی عبرت کی کوئی پرواہ ہے، ماں باپ سے ناروا سلوک کرنے والے کو ایسا دھکا لگتا ہے کہ نیکی کو اسکے لیے ناممکن اور گناہ کو آسان بنا دیا جاتا ہے، جو انسان پیدا کرنے والے اللہ سے وفا نہ کر سکے، پیدائش کا وسیلہ بنتے والدین سے حسن سلوک نہ کر پائے، وہ شخص نہ کسی رعایت کے لائق ہے نہ اسکی توبہ قابل قبول ہوا کرتی ہے۔

ناجانے اسکے ان شاطر ساتھیوں نے ایسا کیا خباثت بھرا خیال پیش کیا تھا کہ ہارون پرکاش کی آنکھوں میں صحیح معنوں میں حیوانت بھری مسکراہٹ امڈ آئی۔

جسکے بعد انکے بے ڈھنگے قہقہوں نے اتنا تو ضرور بتا دیا تھا کہ معاملہ بہت سنگین ہونے والا ہے۔

.._____..

وہ ہوم آفس میں چار جنگ پر لگا فون اتار کر جب واپسی کے لیے نکلا تو جندل محل کی راہداری سے گزرتے اسکی نظر مانی کے ڈھیروں میسیجز پر پڑی، جس میں اس نے بہت کرب بھرے ہیغامات رونے والے ایموجیز کے سنگ بھیج رکھے تھے، لئیق نے فی الحال اسکے پیغامات کو نظر انداز کیے شہریار تک پہنچنے کو ترجیح دی کیونکہ مانی کی حرکتیں اسے اب خوفزدہ کر رہی تھیں کیونکہ وہ میسیجز میں مرنے کی دھمکیاں بھی دے رہی تھی۔

وہیں ڈنر بھجت، سلینا اور مدیحہ آفریدی نے خوشگوار سے ماحول میں کیا مگر مانی نے کھانے سے انکار کر کے ان تینوں کو تشویش دلائی، مانی کے بدلتے رویے، اسکی یکدم گرتی طبعیت خود سلینا کے لیے پریشانی کا سبب تھی۔

بھجت خود لئیق سے ہی بات کیے ابھی روم میں آیا تھا اور سلینا اسی کی منتظر تھی۔

"یہ مانی کو کیا ہو گیا ہے؟ پہلے تو ایسی نہیں تھی۔ دیکھنے سے بیمار اور مرجھائی لگ رہی تھی اور اوپر سے تکلیف میں محسوس ہو رہی ہے۔ کیا ہوا ہے بھجت؟"

سادہ مگر فکر سے چور لہجے میں وہ بھجت کے روم میں انٹر ہوتے ہی اپنے پر بہار سراپے سمیت اسکی جانب لپکی تو خود بھجت کی آنکھوں میں اسکے نازک وجود کو نرمی سے حصارتے ہوئے ویرانگی کے سائے اترے، پہلے تو تھکے ہارے بوجھل پن کو دور ہٹانے کو اس نے سلینا کی پیشانی محبت بھری

شدت سے چومی مگر سلینا کے بلکتے پریشان دل کو ٹھیک سے راحت بھی محسوس نہ ہو سکی۔

"مت پوچھو یار، اس کمینے شہریار نے اسے بھی محبت کا جھانسا دے کر ٹریپ کرر کھا تھا۔ اور اسے کڈنیپ بھی اسی نے کیا، یہ جانتے بوجھتے کہ وہ رذیل اور کم ظرف ہے پھر بھی اسکے لیے مرے جا رہی ہے، یہ تو میرے لئیق نے ہاتھ باندھ دیے ہیں ورنہ اس مانی کا شیری کے لیے دھڑکتا دل میں خود بند کر دیتا۔ مجھے تو سمجھ نہیں آ رہی میں مانی کا کیا کروں سیلی، نہ وہ کچھ کھاتی ہے نہ پیتی ہے، فائنلز اسکے قریب ہیں، پڑھائی تو بالکل چھوڑ چکی ہے۔ لئیق نے کہا ہے وہ صبح خود آئے گا، لیکن اس لڑکی نے میرا سکون غارت کر کے رکھ دیا ہے"

بھجت کے یہ سب بتانے پر سلینا کے چہرے پر اخیر زردی کھنڈ گئی، اس منحوس کی قید میں گزرے تکلیف بھرے لمحے ذہن کی سکرین پر چلے تو آنکھوں میں آزردگی سمٹ آئی۔

کیا شیری اس قدر گر چکا تھا، اسکے دل کی کرچیاں اسکے اپنے دل میں پیوست ہوئیں۔

شہریار کے اندر زرا بھی انسانیت باقی نہیں رہی، وہ کیسے اتنا گر سکتا ہے۔" کتنا مان تھا مجھے اس پر، لیکن اس نے اپنے آپ کو سب کی نظروں میں گرا کر رکھ دیا۔ میں تو خود مانی کی حالت دیکھ کر سہم سی گئی ہوں، اسکا انجام کیا ہو گا "بھجت؟

ٹوٹے ہوئے غمگیں لہجے نے سیلی کی آواز بھی کھاری کی اور بھجت کا خود اس وقت دماغ سن تھا۔

نہیں جانتا سیلی، مجھے تو ڈر ہے وہ اپنے ساتھ کچھ برا نہ کر لے۔ مجھے لگتا ہے" میرا تمہیں واپس لانا اور وہاں لئیق کے لعلین کو لانے نے مانی کے اندر پھر سے کہرام برپا کر دیا، اگر داد و کو یہ سب پتا چلا وہ تو میری اور لئیق دونوں کی "جان لے لیں گی۔ انھیں ابھی سچ نہیں بتایا

بھجت کے لہجے میں بھی خوف ہلکورے لے رہا تھا اور تبھی سیلی نے بے اختیار اس سے لپٹ کر اپنے خوف کو گہرا ہونے سے روکا، لیکن وہ دونوں اس وقت ایک دوسرے کی موجودگی کے باوجود دل سے افسردہ تھے۔

"شیری ہر گز مانی کے لائق نہیں بھجت، اس شخص نے ہر کسی کو دھوکہ اور اذیت دی ہے۔ میری لال کا دل توڑا ہے، آپ مانی کو اس سے بچا لیں پلیز ورنہ اسکی زندگی تباہ ہو جائے گی۔ وہ مانی کو صرف تکلیف دے سکتا ہے،

"اسے کسی صورت شیری کے رحم و کرم پر مت چھوڑیے گا پلیز

سلینا کی آواز یہ التجاء کرتے کانپ سی گئی تو بھجت نے اسکے گرد بازو حائل کرنے میں شدت سی ملائے اسکے کھلے خوشبودار ریشمی بالوں میں چہرہ چھپائے گہرا سانس کھینچا جسکی حدت سیلی کو اپنی گردن اور گالوں تک محسوس ہوئی اور بھولی بھٹکی سی پر حیا مسکان بھجت کے یوں کرنے پر سیلی کے ہونٹوں پر آکر معدوم ہوئی۔

ایسا ہی ہو گا میری جان، تم پریشان مت ہو۔۔۔۔ لئیق نے یقین دلایا ہے"
کہ وہ سب خود ہینڈل کر لے گا۔اور یقین مانو ان دم گھوٹتے حالات میں
"مجھے بس اسی کا سہارا ہے
اس ڈوبتی ابھرتی سانسوں کے لمحے یہ دلاسا بہت بڑا تھا، سیلی کے لیے بھی
اور خود بھجت کے لیے بھی، صبح اس نے میڈیا کو تمام حقائق بتانے کے لیے
پریس کانفرنس بلائی تھی کیونکہ الیکشن قریب تھے اور عوام میں انکے لیڈر کو
لے کر کھلبلی مچی تھی جو اسکی شفاف جیت میں رکاوٹ بن سکتی تھی۔
آئی ایم سوری سیلی، تمہارے اور اپنے رشتے کو لے کر میں جب بھی خوش"
ہوتا ہوں، کوئی نہ کوئی ذہنی اذیت آڑے آجاتی ہے۔ بائے داوے بہت
"پیاری لگ رہی ہو تم، کاش یہ حالات بھی پیارے ہو جائیں
وہ ہر گز سلینا کے سراپے کی یوں پھیکی ستائش کرنے پر رضامند نہ تھا مگر وہ
اسکی کیفیت سمجھ رہی تھی تبھی بوجھل سا مسکراتی روبرو آئی، محبت کرنے
والوں کو یونہی کڑی آزمائشوں سے گزرنا پڑتا ہے، اول تو محبت مل جائے ایسا

کم ہوتا ہے اور مل جائے تو اسے سنبھالنے کے لیے ایک طویل جنگ لڑنی پڑتی ہے۔

"ہو جائیں گے، میری تو ساری دعائیں لال اور مانی کے لیے ہیں، لعلین بھی خوشی خوشی لئیق کو قبول کر لے تاکہ مجھے بھی سکون ملے، اور مانی بھی میرے لیے میرے بچوں جیسی ہے، اللہ سے دعا کرتی ہوں وہ اسکے حق میں وہی لکھیں جو اسکے لیے بہتر ہو"

سلسنا کا دل واقعی بہت وسیع تھا کیونکہ وہ سمجھدار ہونے کے ساتھ ساتھ ہمدرد دل رکھتی تھی تبھی تو شیری کے حوالے سے بھی اس نے کبھی کوئی سختی اختیار نہ کی تھی۔

"لئیق اور تم واقعی میں میری ہمت ہو، تمہارے میرے پاس آجانے سے میں خود کو باہمت محسوس کر رہا ہوں"

اظہار بھلے اداس سا تھا پر وہ اپنی اہمیت پر اتراتی ہوئی بھجت آفریدی کے احساسات سے چھیڑ خانی کر چکی تھی، جو اپنی اور سیلی کی زندگی بہت

خوبصورت بنانا چاہتا تھا مگر جب تک مانی تکلیف میں تھی، اسکا اثر بھجت اور سلینا پر بھی ہونے والا تھا۔

"میں آپکے ساتھ ہوں بھجت، یہ وقت بھی گزر جائے گا۔ باقی آپکی ہمت ہوں، اس پر مجھے بہت خوشی ہے۔ آپکے پاس آکر میں بھی خود کو بہت پر سکون محسوس کر رہی ہوں"

بھجت کے محبت سے اسکی رخسار اور آنکھیں باری باری چوم لینے پر وہ خود ہی اعتراف کا دلفریب جواب بخشے اسکے چوڑے سینے میں سمٹ گئی اور خود بھجت کے ذہنی دباو میں بھی اس لڑکی نے اپنی موجودگی سے بتدریج کمی کر دی تھی اور یہ حسین تر تھا۔

.._____..

لئیق جب تک واپس پہنچا، سحر اور رایان نے اپنی دی ذمہ داری نبھادی تھی۔

سر شہر میں اس وقت دو ہی ایسی فیکٹریاں ہیں، جن میں ایک تین سال" سے بند ہے جبکہ دوسری بھی کچھ اچھے حال میں نہیں ہے، جبکہ ایک اور خبر "آپکو دینی تھی

سحر نے پیشہ وارنہ انداز میں بتاتے ہوئے رک کر تجسس پھیلایا تو رایان، سونم صاحب اور لئیق تینوں کی توجہ اسکی سمت مبذول ہوئی۔

"کیسی خبر؟"

لئیق نے ہی فوری استفسار کیا۔

آج صبح افراہیم جدون تھانے گئے تھے، شہریار کی غیر موجودگی پر اس کے" اہم اہل کاروں سے سرسری سی تفتیش کی، چونکہ تھانے میں اسکے جیالے موجود ہوں گے لہذا وہ وہیں سے ابتدا کر رہے ہیں، یعنی وہ بھی ایکٹیو ہو چکے ہیں، اسکے بعد وہ بنک گئے تھے، پتا نہیں چل سکا کہ کیوں گئے، اسکے بعد وہ

مختلف عجیب وغریب لوگوں سے ملے، کچھ دیر پہلے یہ بھی خبر ملی کہ انکی وائف گل لالہ کی طبعیت بگھڑ گئی تھی سو وہ انھیں اسکے بعد ہوسپٹل لے گئے، افراہیم جدون کے ساتھ ہوسپٹل میں اس وقت مسٹر پرکاش اور عینی صاحبہ موجود ہیں۔۔۔"

سحر کو ہی لئیق نے افراہیم جدون پر نظر رکھنے کا کہا تھا جبکہ شیری کی ماں اسکے کرتوت برداشت نہ کرتے بستر سے آلگی اور اسکا لئیق کو دلی افسوس تھا۔

"کیا انکی طبعیت زیادہ خراب ہے؟"

لئیق کے سوال پر سحر نے اداسی کے سنگ سر اثبات میں ہلایا۔

"وہ صرف شہریار کو پکار رہی ہیں، ڈاکٹرز کا یہی کہنا ہے۔ نروس بریک ڈاون کا سنا تھا، ڈاکٹر سے تفصیلی بات نہیں ہو سکی"

سحر نے یہ سب بتا کر اسے اور افسردہ کیا جبکہ کل تجارتی قافلے کے بارے رونا اپنا پلین بدل چکا ہے اسکا بھی لئیق کو خدشہ تھا اور اب وہ وکی کے ذریعے ہی رونا کی جڑیں کھوکھلی کر کے اسے دبوچنے کا سوچ چکا تھا۔

رایان کو فیکٹریوں کی مکمل جانچ کا کام سونپے خود وہ شہریار جدون کو دی مہلت ختم کرتا جب اسکے پاس گیا تو اسکے لوگ پہلے ہی شہریار کو کھا نا دے چکے تھے اور آج اس نے کوئی انکار نہ کیا کیونکہ ساری انا اس بے رحم قید نے نگل لی تھی۔

لئیق کے پر اعتماد انداز سے اندر داخل ہونے پر اسکا آدمی خالی برتن سمیٹے روم سے نکلا تو شہریار نے سلگتی نگاہ قریب آکر کرسی گھسیٹ کر بیٹھتے لئیق پر ڈالی۔

"مجھے پتا ہے حقیقت زبان تک لانے میں بڑی ہمت درکار ہے سو پہلے تم پر رحم کھاتے ہوئے تمہاری بھوک اور پیاس مٹا دی ہے، اب مجھے اپنی اس

رحم دلی پر پشیمان ہونے پر مجبور نہ کرتے ہوئے شروع ہو جاو، وہ سب بتاو
"جو میں جاننا چاہتا ہوں۔
لئیق نے بنا کسی تمہید کے جس طرز سے کھردرا استفسار کیے اس میں بے چینی نمایاں تھی، جبکہ شہریار جدون کی آنکھیں عجیب سے کرب نے گھیر لیں۔
"سچ بتانے سے پہلے ایک چیز کا اعتراف کرنا چاہتا ہوں لئیق ایزد علوی، جب ہم کسی کا راز اسے برباد کرنے کے لیے عیاں کرتے ہیں تو اوپر بیٹھا مالک ہمیں بھی ہر طرف سے بے آبرو کر دیتا ہے"
شیری کی یہ درد بھری بات لئیق کے تمام غصے کو جھاگ کی طرح بیٹھا چکی تھی کیونکہ اس وقت دونوں کے بیچ بنتا تعلق حق اور سچ کا تھا، منافقت، کاروباری انداز سب ایک طرف تھا، خود پر لئیق کی مہربانی نے اسکی بند آنکھیں کھولنے کی کوشش کی تھی۔

چلو شکر ہے تمہاری اس موٹی عقل میں کوئی ایک کام کی بات تو سمائی،"
اعتراف کرنا اچھی چیز ہے مگر کوشش کرنی چاہیے وہ اعتراف صحیح وقت پر
ہو تاکہ اپنی عزت بروقت بچائی جاسکے۔اب بتاو یہ سب کب شروع ہوا؟
"اور تمہیں ہارون کی سچائی کب پتا چلی؟
لئیق کے لہجے میں ہنوز خفیف سی تپش کا ہونا اسکے فرض کا حصہ تھا اور
شہریار جدون سب تو نہیں پر اتنا ضرور بتانے کا فیصلہ کر چکا تھا جو اسکی اس
قبر جیسی قید سے رہائی بنتا۔

میں اور ہارون وہ اپنی یونی کے دو واحد سٹوڈنس تھے جنہوں نے"
گریجویشن کے بعد سی ایس ایس کا امتحان پاس کیے اپنے پورے
ڈیپارٹمنٹ کا نام روشن کیا، مجھے پولیس ہائلی رینک ملنے سے پہلے ٹریننگ پر
بھیجا گیا اور ہارون کی کارگردگی مجھ سے اچھی تھی سو اسکا انتخاب ڈالفن
فورس کے لیے ہوا، سب اچھا تھا، ہم دونوں نے اپنے والدین کا نام روشن

کرنے کا جو عہد کیا اسے بھرپور نبھایا، ایک فوجی کا بیٹا ہونے کے ناطے مجھے
"اپنے ہر عمل پر فخر تھا مگر یہ سب صرف دو ماہ تک سلامت رہا
لئیق نے اسکی تعلیمی قابلیت جان کر متاثر کن مگر افسوس بھری مسکراہٹ
دی کیونکہ سی ایس ایس کا امتحان پاس کرنا ہر ایرے غیرے کے بس کی
بات نہیں ہوتی، اور پھر ڈالفن فورس کے بنتے ہی ہارون پر کاش کی اسکے
لیے سلیکشن بتا رہی تھی کہ وہ بھی اعلی صلاحتیوں کا مالک ہے۔
دو ماہ بعد ایسا کیا ہوا؟ ڈالفن فورس میں آکر بھی وہ بد بخت غدار کیسے بنا؟"
"ایسی کیا مجبوری تھی اسکی؟
لئیق کے سوال کا انداز اس بار سخت تھا تو شہریار جدون نے بھی گہرا سانس
کھینچا جیسے یہ سب یاد کرنا بھی نہ چاہتا ہو۔
اسکا ولڈ ٹور کا شوق، اسے مروا گیا۔ جوائنگ سے پہلے ملتی تین ہفتے کی چھٹی"
پر میں نے، ہارون نے، سلینا اور لال نے تین ہفتے دنیا گھومنے کا پلین بنایا مگر
ایک چھوٹے سے حادثے کی وجہ سے میری بازو فریکچر ہو گئی اور میں نہ جا

سکا، ابراہیم سلطان کی حادثاتی موت پر وہ دو بہنیں بھی اس سفر پر نہ جا سکیں، سو وہ اکیلا چلا گیا، اسکا پہلا سفر ملائشیا کی سمت تھا، اور وہاں اسکی ملاقات، اسکی روح کے کینسر یعنی ٹینا سے ہوئی، وہ لڑکی دراصل ہارون پرکاش کی تباہی کا سائرن تھی، بہت بڑی پاک دشمن تنظیم کا حصہ تھی، جو ایک مہرہ تھی ہارون کو پھنسانے کا، دو ہفتے تو ہم تینوں کو نہ تو ہارون کی خبر ملی نہ اس نے کوئی رابطہ کیا اور تین ہفتے بعد جب ابراہیم انکل کی موت کا دکھ کچھ کم ہوا تو ہارون کی طرف سے خبر ملی کہ اس نے وہاں ایک ویسٹرن لڑکی ہی ہم سب کو سے منگنی کر لی ہے۔ جو حالات تھے، اس میں اسکا منگنی کرنا "لگتا بڑا جھٹکا تھا

شہریار نے توقف کو رک کر سانس بھرا جبکہ لئیق کی دلچسپی ہنوز بڑھ رہی تھی۔

اور پھر وہ آیا، ڈالفن فورس کے ہائلی آفیسر کی جاب کو آتے ہی لات مار کر" وہ ہم سبکو ایک اور صدمہ دے گیا، اس طرح کی پوسٹ تک جانے کے لیے

لوگ اپنی زندگی گلا دیتے ہیں لیکن پتا نہیں واپسی پر اسکے اندر اپنے ملک کے لیے اتنی کدورت بھر چکی تھی کہ اس نے مجھے بھی جاب سے ہٹ جانے کی تاکید کی اور کہا کہ ایک دن وہ انہی اپنوں کے بیچ مار دیا جائے گا، میرا تو دماغ پاگل ہو جاتا تھا اسکی نفرت انگیز باتیں سن کر۔ میں، لعلین، سلینا اسکی واپسی پر اسکے بدلتے اطوار سے بہت ذہنی دباو میں اترتے گئے، پھر اسکا ٹینا سے شادی کیے ماں باپ کو گھر سے نکال دینا، لال کے ساتھ وہ سب کرنا، وہ جانور سا بن گیا۔ اسکی آنکھوں میں ہمہ وقت ایک غصہ رہنے لگا تھا، ملک سے نفرت جیسے کسی نے اسکے اندر نا جانے کیا خناس بھر دیا ہو۔۔۔

اس بار شہریار کی آنکھوں میں سرخی چھلکی تو لئیق کا دل بھی کرب زدہ ہوا، اس بدبخت کے لیے افسوس اور حقارت ایک سی چھلکی۔

میں نے آنکھ کھولتے ہی اسی کو اپنے پاس پایا تھا لئیق، وہ میرا بیسٹ فرینڈ" تھا، ہماری دوستی ایسی تھی کہ ہم نے اپنی خوشیاں اور غم بانٹے تھے، اپنے کھانے، کپڑے، جوتے، بائکس، فون، تک شئیر کیے تھے، پرکاش انکل اور

عینی فائنیشلی اتنے سٹرونگ نہیں تھے، نہ ہی ابراہیم انکل کوئی اتنے بڑے رئیس تھے کہ انکی جائیداد بینک بیلنس ہوتا، بلکہ ایمانداری سے ساری زندگی حلال کما کر اپنے بچوں کو پالتے آئے تھے،

جہاں ابراہیم انکل ریلوے ملازم تھے وہیں پرکاش صاحب ویلڈنگ کے کام کے ماہر تھے۔

میں تھوڑا ویل سیٹل تھا کیونکہ ایک تو دادا فوجی کے ساتھ خاندانی زمین دار بھی تھے سو پیسے کی کمی نہ تھی اور بابا بھی فوجی تھے، لیکن مجھے آسائیشیں اور سہولیتیں میرے ماں باپ نے صرف اتنی ہی دیں جتنی میری ضرورت تھیں، میں ہمیشہ خود کو لال، سلینا اور ہارون کی طرح مڈل کلاس رکھتا، انکی طرح عام سی زندگی جیتا تھا اور میرا خاص دن ان تین کی موجودگی کے بنا ادھورا ہوتا۔ ہم سب کے سٹیس میں فرق ضرور تھا لیکن تینوں گھروں میں بچپن سے ایک جیسا سادہ کھانا بنتا، سادہ اور عام زندگی میں بہت سکون ملتا تھا۔۔۔۔ میری ان تین سے محبت کبھی لفظوں میں بیان نہیں ہو سکتی

کیونکہ ان تینوں سے شہریار جدون کا جڑا دل مر کر بھی الگ نہیں ہو سکتا۔

سلینا کے لیے میرے دل میں اضافی خواہشیں اور محبتیں نمودار ہوتی گئیں، جو شدت پکڑتی گئیں۔۔۔۔۔۔"

وہ اپنے کرب بیان کرتا ہوا یکدم سنجیدہ ہوا، لئیق کو اندازہ تو تھا لیکن شہریار کی تکلیف واقعی اسکے لیے بھی زنجیدگی کا سبب بن رہی تھی۔

"جب لال کے ساتھ اس نے وہ سب کیا تو سلینا اور لال دونوں نے ہی اس شخص سے بائکاٹ کر لیا، لیکن میں بنا اسکے اندر آتی سفاکیت کی وجہ جانے بنا اسے اسکے حال پر نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ اسکے اندر بڑھتے تنفر نے میری نیندیں حرام کر رکھی تھیں، وہ ٹینا نامی لڑکی بھی اس تنظیم کا ایک مہرہ تھی، جسکا کام ہارون کو انکے چنگل میں پھنساتے ہی ختم ہو چکا تھا اور وہ شادی کے ایک ماہ بعد ہی واپس ملائشیا چلی گئی یہ کہہ کر کہ وہ یہاں نہیں رہ سکتی اور وہ بھی وہاں آ جائے، مگر جس روز اسکی واپسی تھی، میں نے اسے جا کر دبوچ لیا، ان دنوں میں اپنی جاب شروع کر چکا تھا، شہر کا نیا نیا انسپکٹر جس نے

آتے ہی چند جرائم یافتہ لوگوں کو دبوچ کر چند ماہ میں ہی پرموشن کروالی تھی، مجھ سے میرے افسران کو بہت امیدیں تھیں کہ میں یہ گندا سسٹم بدلنے والا انسان ہوں۔

لیکن اس روز جاتے ہوئے وہ میرے بہت اصرار پر وہیں ائیرپورٹ کے باہر رکی گاڑی میں بیٹھے بہت بری طرح رویا، ایک ہٹے کٹے مضبوط انسان کو روتا دیکھ کر مجھے اتنا فرق نہ پڑتا جتنا اپنے بیسٹ فرینڈ کو ٹوٹتے بکھرتے دیکھ کر پڑا۔۔۔۔وہ اتنی تکلیف میں تھا کہ میرا بس نہ چلا کچھ بھی کر کے اسکی اس تکلیف کی وجہ تلاش کر کے مٹادوں، لیکن اس نے مجھے کچھ نہ بتایا بس یہی کہا کہ وہ اگر اسے زندہ دیکھنا چاہتا ہے تو وہی کرے جو وہ اسے کہتا ہے، مجھے پہلے سمجھ نہ آئی لیکن ملائشیا پہنچنے کے بعد اس نے مجھے کال کی، اور جو پہلا تقاضا کیا وہ ایک ایماندار فوجی کے ایماندار بیٹے کے پیروں سے زمین سرکا گیا۔"

یہ سب بتانا واقعی شہریار جدون کے لیے اذیت کا مقام تھا مگر یہ ساری باتیں اسکے منہ سے اگلوانا اشد ضروری تھا۔

"کیا تھا وہ تقاضا؟"

لئیق کے پوچھنے پر شہریار نے اپنے بوجھل سی آنکھیں اسکے چہرے پر جمائیں۔

چونکہ اسکے بقول میری قانون کے شعبے میں ایک اچھی پوسٹ تھی،"

میرے پاس لاء اینڈ آرڈرز کے رکھوالے ہونے کا اعزاز تھا، شہر کے تمام ناکے اور تھانے میرے انڈر تھے، سو اسے اپنے گندے مقاصد کو پورا کرنے کے لیے میری ضرورت تھی۔ تھانوں، عدالتوں اور قانون کی فراہمی کو یقینی بنانے والے ہر ادارے سے لے کر ملک کی سیاسی، مذہبی، معاشرتی معلومات کا ذخیرہ، قیمتی نادرات، ماہر ورکرز، اعلی پائے کے سرجنز جن کو باندی بنایا جاتا تھا، انکو بارڈر کے ذریعے ملک سے باہر جانے دینے کا تقاضا"

لئیق کے ماتھے پر پری شکنیں اسکی برہمی عیاں کرتی خفیف سا گہری ہوئیں تو وہ بھی لئیق کی خود پر جمی اچٹتی نظروں سے بنا خائف ہوئے دل جلا سا مسکرایا۔

"تم نے اسکے یہ تقاضے کیسے سن لیے، اسکی جان کیوں نہیں لی؟"

لئیق کے برہمی سے کیے استفسار نے شہریار کے چہرے سے ساری مسکراہٹ نوچ لی۔

"یہی تو میری کمزوری تھی کہ میں کسی کی جان نہیں لے سکتا، اس رو رو کر، دوستی کا واسطہ دے کر میرے دماغ کو سن کر دیا تھا، اب لگتا ہے وہ میرے دماغ کو باندھنے کا کام بھی کرتا رہا ہوگا۔۔۔۔اس نے کہا کہ اگر میں نے ایسا نہ کیا تو وہ لوگ اسکی بوٹی بوٹی نوچ لیں گے، نہ صرف اسے ماردیں گے بلکہ اسکے ماں باپ، دوست احباب سبکو چن چن کر قبر میں گاڑیں گے۔پتا نہیں وہ کیا کیا کہتا تھا، شروع میں سمگلنگ سے اسکا کام شروع ہوا، ہر وہ چیز جو قیمتی سمجھی جاسکتی ہو، میرا کام صرف اسکے ٹرکوں کو ناکوں سے کلیرنس کا آرڈر

دیناہوتا تھاجو میرے ایک اشارے پر ہو جاتا، بارڈز کے راستے وہ اپنا کام تجارتی قافلوں کے ذریعے خود ہی کروالیتا تھا مگر اصل مسئلہ شہری حدود سے نکلنے میں ہوتا جہاں سے اسکے ٹرکوں کو بغیر جانچ کے گزرنے دینا ایک دیوانے کا خواب سمجھا جاتا تھا، اور یہیں اسے میری سب سے اہم ضرورت پیش رہتی۔

اس نے مجھے آج تک کبھی کچھ ٹھیک سے مکمل نہیں بتایا، میرے سامنے وہ روتا تڑپتا سسکتا رہتا، یہی کہتا رہتا کہ وہ مجبور ہے، وہ پھنسا ہوا ہے، ملائشیا اسے ہر ماہ بعد چکر لگتے، میرے سامنے وہ لال سے کیے ظلم پر رونے روتا، اور مجھے اسکے آنسو، اسکے واسطے، اسکی سسکیاں سب کرنے پر مجبور کرتیں۔۔۔۔وہ مجھے ایموشنلی بلیک میل کے ساتھ دماغی مفلوج کر دیتا تھا، اور آج تک اسکے لیے میں نے جو غلط کیا، وہ اسی مفلوج ذہن اور مرے ہوئے دل سے کیا۔۔۔اپنی عزت، اپنی قابلیت، وقار، خاندان کا رتبہ سب اسکے لیے داو پر لگایا لیکن اس آدمی کے اندر تو وفا تھی ہی نہیں۔۔۔

ایک بار مجھے اسکے ہی ایک دوست نے بتایا کہ وہ کالا جادو کرتا ہے، تب میں نے اس لڑکے پر ہنس کر اسے پیٹ ڈالا لیکن اب اسکے دھوکے کے بعد ہقین آگیا ہے کہ اتنا گرا ہوا شخص اپنے گندے مقاصد کو پورا کرنے کے لیے شیطانی طاقتوں سے مدد لینے اور اپنے ایمان کو غارت کرنے میں بھی عار محسوس نہیں کر سکتا"

شہریار نے یوں دقت سے سانس کی جیسے اس سے مزید ایک لفظ بھی بولنا محال ہو گیا ہو۔

"تم نے اسے اس سب سے روکنے کی کوشش کیوں نہیں کی شہریار؟"

لئیق نے اس بار لہجے میں نرمی بھری۔

"کیونکہ اس نے مجھے یہ اختیار کبھی دیا ہی نہیں، جب بہت بار میں اپنے ضمیر کی ملامت پر ڈپریشن میں چلا جاتا تو اس کی مدد کرنے سے انکار کر دیتا تھا اور پھر وہ آپے سے باہر ہو کر خود کو نقصان دینے کی باتیں کرتا، لال، سلینا سب کو مار دینے کی دھمکیاں دینے لگتا، وہ ایک سائیو قسم کا جانور بن چکا تھا،

جس کی ہاں میں ہاں نہ ملائی جاتی تو وہ نوچ کھاتا۔ یہاں تک کہ اس سے اس ایک سال ڈیل کرتے کرتے میں خود ذہنی مریض بن کر رہ گیا، سچ پوچھو تو اب تک میں اسکے ساتھ صرف اس لیے تھا کہ اسے کسی کمزور لمحے توبہ کے لیے قائل کرلوں، میں اسکے ساتھ اس جہنم میں کود چکا تھا سو واپسی کا تو کوئی رستہ نہ رہا لیکن امید تھی کہ ہو سکتا ہے اللہ کوئی توبہ کا سبب کھول دے، ایک سال سے اسکی دھمکیوں میں آرہا ہوں، ایک سال میں سات بار اسکا مال ملک سے باہر گیا لیکن اس بار اس نے اسی تنظیم کا سب سے بڑا اسک پورا کرتے ہوئے خفیہ اداروں کی کچھ ایسی معلومات جمع کی ہیں جسکے بعد وہ تنظیم اسے خود حلق کا کانٹا سمجھ کر اگل دے گی لیکن یہ بات وہ بالکل نہ سمجھ سکا، اسکے اندر ان لوگوں نے پہلے اپنے ملک کی محبت ختم کی تھی، ایک محب وطن کو غدار بنا دیا، تو وہ کیسے ہارون پر کاش پر رحم کھائیں گے۔۔۔۔اسکی دی ذمہ داریوں میں ایک ذمہ داری تمہاری تلاش بھی تھی، کیونکہ بلیک ڈائمنڈ اس پاک دشمن تنظیم کی جڑوں میں بیٹھا ہوا خوف ہے جسے بے

نقاب کر کے مروانے کا ٹاسک بھی ہارون کو ملا تھا اور تمہاری تلاش نے مجھے شہریار جدون سے ڈیول بنا دیا جس نے لعلین کو اس سب کے بیچ داؤ پر لگانے سے بھی گریز نہ کیا"

اپنی ذلت و کرب میں رندی کہانی سمیٹ کر اس نے آزردگی سے اپنی ہار پر اختتام کیا تو لئیق ایزد علوی نے بھی گہری نظریں اسکے چہرے پر جمائے کرسی سے ٹیک لگائی۔

"تمہیں وقتی آزادی دے رہا ہوں لیکن حقیقت میں ایک دوسری قید بخش رہا ہوں کیونکہ پہلے تم ہارون کے محتاج تھے اب میرے ہو گے، تمہاری ماں ہوسپٹل میں ایڈمٹ ہے، تمہارے بابا تمہاری بے گناہی کے وسیلے ڈھونڈنے میں جتے ہوئے ہیں، وہ کم سن لڑکی جسکے دل سے تم بے دھیانی میں کھیل گئے، تمہارے علاوہ زندگی کو جینے کا ہر آپشن رد کر چکی ہے۔

یہاں سے سیدھا مما کے پاس جانا، پھر بابا کو اپنی سچائی حرف بہ حرف بتا کر ایک فوجی کے انصاف پسند فیصلے کا انتظار کرنا اور اگر پھر تمہارا ضمیر تمہیں

انسان ہونے کا احساس دلائے تو مجھ سے ملنا، میں تمہارا بھلا کر رہا ہوں سو تم میرا کرو۔ مانی سے نکاح کرو گے اور اسے یہ یقین دلاو گے کہ تم اسکے لائق نہیں، اور وہ تمہیں خود ریجیکٹ کرے گی یہی تمہاری سزا ہے کہ چاہے جاتے دل سے پوری بے دردی سے دھتکار دیے جاو جو ویسے تو با ممکن ہے مگر تمہارے معاملے میں ریکارڈ کچھ اچھا نہیں سو ممکن ہو سکتا ہے، اسکے بعد تم شرافت کے ساتھ اپنے آپ کو قانون کے حوالے کر کے اپنے کیے کی جتنی سزا بنتی ہے وہ سہو گے، رونا اکے معاملے سے اب نہ تمہارا تعلق رہے گا نا لین دین۔۔۔۔۔

میرے لیے نہ تم اہم ہو نہ تمہارے ساتھ ہوتے ظلم میں دلچسپی رکھتا ہوں، میرے لیے میری بہن کی وہ خوشی عزیز ہے جو تمہاری اصلیت قریب سے جاننے کے بعد تمہیں ری جیکٹ کر کے آئے گی"

لئیق کے حرف حرف نے اس تھکے ہارے مگر بھنچے خدوخال والے کو اپنی جگہ پچھاڑ کر رکھ دیا، شیری نے اسے یوں دیکھا جیسے اسکا دماغ پھر گیا ہو۔

میں تمہارا محتاج کیوں ہوں گا؟یو آر نتھنگ فارمی۔ تمہاری اس بہن سے "
"نکاح نہیں کروں گا مر کر بھی
اب بھی اس آدمی کے لہجے میں نفرت انگیز بغاوت تھی مگر لئیق بڑے پر سکون تاثر کے سنگ کرسی سے اٹھا اور اس بندھے ہاتھوں والے سر پھرے کی گردن دبوچے اس پر خفیف سا جھکا۔
ٹھیک ہے پھر کل ہی ہر نیوز چینل پر تمہاری غداری کی خبر چلاتا ہوں، "
زلالت، دھتکار، پورے ملک کے لوگوں کی بدعائیں، کمین گاہ کی قید، نحوست، بے بسی۔۔۔۔۔۔۔۔وہ سب بھی بھگتو گے پھر جسکے مستحق نہیں ہو، تم اتنے قصوروار نہیں ہو یہ صرف میں جانتا ہوں لیکن دنیا کے آگے تمہیں دو سکینڈ میں گندا کر سکتا ہوں، تمہیں کیا لگا بلیک ڈائمنڈ کوئی خدا ترسی کا شہکار ہے، جو تم جیسے پر بہت سے رحم ایک ساتھ کرے گا؟ میں تمہیں صرف تمہاری مجبوری اور بے بسی کی رعایت دوں گا، تمہیں اپنی بہن دے کر سر پر بٹھا رہا ہوں تو اسی کو میری دی عزت سمجھنا، جب میری

دی عزت اتنی سنگین ہے تو سوچ لینا تم زلیل کس حد تک ہو گے۔ بے شک عزت اور زلت دینے والا اللہ ہے لیکن مکافات، بدلا اور کیے کا پھل بھی وجود رکھتا ہے۔

آئی ایم ایور تھنگ فار یو مسٹر شیری، سمجھدار ہو، سمجھداری دیکھانا۔ میں تمہارا منتظر رہوں گا، جب میری شرائط مان لو تو میرے آفس آجانا۔ کہتا ہوں رایان کو کہ تمہیں باحفاظت اس جہنم سے نکال کر وقتی جنت میں چھوڑ آئے"

اسکے دماغ کی چولیں، اپنے خونخوار، دھمکی خیز الفاظ سے ہلاتا وہ چلا گیا اور شہریار کو واقعی یوں لگا جیسے وہ شخص اسے واپس ذہنی اور قلبی مفلوج کر گیا ہو لیکن یہ سب کرنے پر وہ بہت پلاننگ کے ساتھ عمل پیرا ہوا تھا کیونکہ ان جیسوں کی سوچ جہاں اختتام پذیر ہوتی تھی وہیں سے بلیک ڈائمنڈ سوچنا شروع کرتا تھا۔

....★☆☆☆☆☆★....

لڑے جھگڑے اور کسی فساد کو برپا کیے بنا اس شخص نے ڈیول سے جنگ اسکو نس نس سے اپنا قیدی بنا کر جیت لی، کچھ ضروری فارمیلٹیز پوری کرنے کے بعد فجر کے وقت لئیق نے سینے پر ہاتھ لپیٹ کر تسلی سے جانچنے کے بعد کچھ کہا اور شہریار کو رہائی دی اور وہ بھی جیسے اسے آنکھیں بند کیے، اسکے ہاتھ باندھ کر یہاں لایا گیا، ویسے ہی رایان نے اسے اسکے گھر کے باہر ڈراپ کیا کیونکہ شہریار ہوسپٹل جانے سے پہلے تازہ دم ہونا چاہتا تھا، اس وقت صبح کے ساڑھے چھ بج چکے تھے، پورا ڈیفینس ایریا سحر کی نیم تاریکی میں ڈوبا تھا، پرندے خدا کی حمد و ثناہ بیاں کرنے کو اپنی خوش الحان آواز میں چہچہا رہے تھے تو موسم کی سختی کے باوجود نرم سی صبح نے گداز سے لمس وجود اور دل کو بخش رکھے تھے۔

شہریار نے جب اپنی آنکھوں پر بندھی پٹی کھولی تو رایان کا ارد گرد نہ نام و نشان تھا نہ وہ اسکی گاڑی، نمبر پلیٹ وغیرہ دیکھ سکا۔

بیزار و پریشان چہرہ، پورا وجود ایک دم سن تھا، اسکی دستک پر گھر کا دروازہ چوکیدار نے کھولا اور شیری کی اتنی لمبی غیر خاضری کے بعد واپسی پر وہ بھی پریشان سا شہریار کا احوال پوچھنے لگا۔

اس کو سرسری جواب دیے، ہوسپٹل کا ایڈریس لیے وہ اندر بڑھا، سب سے پہلے جا کر فریش ہو کر چینج کیا، ٹاول سے بال رگڑے جب وہ باہر نکلا تو آنکھیں بے اختیار ڈریسنگ مرر سے جا ٹکرائیں جو مسسل نیند کی کمی، ذہنی دباو، بھوک، پیاس کی اخیر شدت سہہ کر اپنے حجم سے بڑھ گئی تھیں اور ان نہ مدھم ہونے والی سرخائی سی گھلی دیکھائی دی، اس وقت وہ اپنے سکون و آرام، اپنی ناساز حالت کو بالکل اہمیت نہ دیتا تیزی سے گاڑی لیے ہوسپٹل روانہ ہو گیا۔

کیونکہ ممی کی یہ حالت اسکی وجہ سے تھی، پھر بابا کے اشتعال کی بھی اسے کوئی پرواہ نہ رہی۔

وہیں لئیق کی نیند کا بینڈ بج چکا تھا اور اسی وجہ سے سر کا شدید درد اسے ٹارچر کر رہا تھا، لیکن گھر جانے سے اہم اس وقت مانی سے ملاقات تھی کیونکہ رات اس نے بجھت کو اپنے آکر اسے دیکھنے کی یقین دہانی کروائی تھی۔

سو تھکن، شدید سر درد کے باوجود وہ وہاں سے فجر کے وقت ہی آفریدی حویلی نکلا، نماز راستے میں ہی آتی مسجد میں ادا کی اور خود آفریدی حویلی میں صبح سویرے لئیق کی آمد سب کے لیے خوشگوار تھی۔

مدیحہ آفریدی تو نماز دین کی پابند تھیں سو وہ فجر کی نماز کے بعد قرآن پاک کی تلاوت کیا کرتیں اور پھر ناشتہ بھی انسولین لینے کے باعث سات بجے کر لیتی تھیں۔

سلینااور بھجت ابھی اٹھے نہیں تھے جبکہ گرینی اسے لاونج میں ہی مل گئیں،اور وہ انکو بھی چہرے سے تھوڑا تھکا لگا جسکے باعث اسکی سرپرائز آمد کی خوشی کو اسکی تھکن میں ڈوبی ذات نے نگل لیا۔

"صبح صبح نانی کو اپنا چہرہ دیکھا دیا،اس عنایت کی وجہ؟"

اسکے پاس بیٹھتے ہی مدیحہ صاحبہ نے لاڈ بھری شکوہ کناں نظروں سے اپنے کندھے پر سر رکھتے نواسے کو دیکھا،وہ ایسی عنایت کرنے کا کہاں عادی تھا تبھی تو وہ ششدر سی پوچھ بیٹھیں۔

"آپ یاد آرہی تھیں اس لیے آگیا، کہتی ہیں تو چلا جاتا ہوں"

آج جناب مزاق کے نہیں بلکہ بگھڑنے کے موڈ میں تھے تبھی تو نانی صاحبہ کے ہونٹوں پر شفیق مسکراہٹ رینگ گئی،انھیں بھی لئیق کو ستا کر اچھا لگتا تھا۔

کوئی تمہیں یاد آئے اور تم اسکا اظہار بھی کرو، کل تک تو ایسا صرف"

"دیوانے کا خواب ہوا کرتا تھا۔ تمہیں اظہار کرنا کس نے سیکھایا؟

گرینی کے مسکرا کر کسی جاسوس کی طرح کیے استفسار پر وہ اپنا سر انکے کندھے سے یکدم اٹھائے بگھڑے چہرے اور عجیب نظروں سے گھورا، نانی صاحبہ کی مشکوک، دل تک جھانک لیتی نظروں کی مسکراہٹ نے جناب کو جلد مضطرب کر دیا۔

"آپ مجھے واقعی یاد آ رہی تھیں بھئی، جیسی بھی ہیں کھڑوس، موڈی، مغرور۔۔۔۔اور انا پرست۔۔۔ہیں تو میری گرینی۔۔ خیر اس سے پہلے آپ میرے اگلے پچھلے چھپائے سارے راز جان لیں، مجھے

"اجازت۔۔۔میں مانی سے ملنے آیا تھا

لاڈ کرتے بھی وہ نانی کو کرارے القابات دیتا ایسی خطرناک جاسوس گرینی سے پناہ مانگے اٹھ کھڑا ہوا تو انکے واپس سرد نظروں سے گھورنے پر مسکرایا۔

"دیکھا! نانی سے ملنے آیا تھا، یہ کہہ دیتے تو تمہارا بل آ جاتا۔۔۔۔بے فیض کہیں کے، کیسے نانی کو باتیں سنا رہے ہو۔۔۔ جاؤ مل لو پر ناشتہ کر کے

جانا۔اوراس کو کہو ہمارے دل جلانے بند کر دے، کوئی مر ور گیا پھر ہاتھ ملتی رہے گی"

وہ انکی ڈانٹ مزے سے سنتا قہقہہ لگائے اوکے باس کا اشارہ دیے انکے مانی کے لیے دیے غمزدہ اور پریشان سے پیغام کو لیتا خود بھی سنجیدہ ہو جاتا مانی کے روم کی طرف بڑھ چکا تھا، دروازے تک پہنچا تو سلینا اور بھجت بھی اپنے روم سے نکلتے ناشتے کے لیے ہی جا رہے تھے، لئیق کو دیکھ کر انکے چہرے پر خوشی سی دوڑی اور وہ خود اس گارجئیس سے کپل کو اپنی طرف آتا دیکھ کر مخصوص مسکرایا، ہاں آج اس نے جو اس کپل کی آنکھوں آنکھوں سے نظر اتاری، وہ خاص تھی۔

"میری جند کے ٹوٹے، صبح صبح تجھے دیکھ کر دل خوش ہو گیا"

بھجت تو گلے لگا جبکہ سلینا نے بھی شفقت بھری نگاہوں میں اسے سموئے صبح بخیر کہا۔

"صبح بخیر! میرا بھی، اچھے لگ رہے ہو دونوں ساتھ، میں زرا اس میڈم کی
"خبر لے کر تم سب کو ناشتے پر جوائن کرتا ہوں
لئیق کے مسکرا کر کہنے پر وہ دونوں ہی تسلی بخش نظروں سے دیکھتے وہاں
سے گئے تو بھجت نے رخ موڑ کر رحم طلب اضافی نظریں لئیق پر ڈالیں
جسکا مطلب معاملے کو قابو کرنا ہی نہیں ٹھیک کرنے کا اصرار بھی تھا اور
لئیق نے اسے مطمئین ہونے کا اشارہ کیے مانی کے روم کے دروازے پر
دستک دی جو کمرے میں اندھیرا کیے، لیمپ آن آف کرنے کا شغل فرماتی
بے جان ہو کر آڑھی ترچھی لیٹی ہوئی تھی، دستک پر لیمپ جلائے چھوڑتی
اٹھ بیٹھی کیونکہ لئیق کی آواز نے ہی اسکے اندر ڈوبتی جان کو تقویت دی۔
"اوپن داڈور مانی، بھیواز ہیر"
لئیق کی بردرانہ پکار پر وہ روہانسی ہوتی، آنکھوں میں نمی سمیٹ کر اٹھی اور
دروازے تک پہنچ کر اسے کھولا مگر لئیق تو اسکی سرخ متورم حد تک نڈھال
آنکھیں دیکھ کر ہی افسردہ ہو گیا اور جس طرح لئیق کو دیکھتے ہی وہ روتی ہوئی

پلٹی، اسکی ناراضگی اور تکلیف محسوس کرتا وہ خود بھی اندر آئے دروازہ واپس بند کر چکا تھا۔

اسکا گلاب چہرہ لمحے میں مرجھایا اور آنکھوں میں نمی چھلک سی گئی۔

آپ ن۔۔نے بھی مجھے مرنے کے لیے میرے حال پر چھوڑ دیا،"

م۔۔میں نے آپ کو اپنی س۔۔سب مجبوری بتائی تھی بھیو۔۔۔اب آپکی وائف آگئی، لالہ بھی س۔۔سیلی کو لے آئے۔۔اب م۔میری کس کو پرواہ ہے۔۔۔۔"

وہ جس طرح بھری کھاری آواز میں سسکی، لئیق نے آگے بڑھ کر اسے بازو سے تھامے اپنے روبرو کیا تو جن نظروں سے مانی نے اسے دیکھا، وہ دل پر آرے چلنے کا مفہوم بتا گئیں۔

تم اپنے بھیو کی محبت، شفقت اور فکر کو عام سمجھتی ہو مانی، لیکن تمہاری" خاطر خود سے جنگ کر رہا ہوں۔ تمہیں شیری دوں گا مگر کل سے تم کالج جاو گی سمجھی، نہ تو تمہاری آنکھوں میں آنسو دیکھوں نہ تمہیں یوں کمرے

میں بند۔ تم بہت عجیب ہو گئی ہو، بھیو پر جان چھڑکتی تھی، بند آنکھوں یقین کرتی تھی اور اب تمہارے لیے سب وہ کمینہ شخص بن گیا، ہوش میں آجاو، سب کچھ دل کے جذبات نہیں ہوتے بچے، زندگی جینے کے لیے باعزت اصول بھی بنانے پڑتے ہیں، خود کی عزت اور آبرو ہمارے اپنے ہاتھ ہوتی ہے، کسی کو یہ موقع نہیں دینا چاہیے کہ وہ ہماری خوشی اور ہمارے غم پر اختیار پالے"

لئیق کے نرمی سے اسکی گال سہلا کر سمجھانے پر اس لڑکی کی آنکھیں دھندلائیں تو پھر اسکے موند کر کھولنے پر جیسے آنسور خساروں کو جلاتے بہہ نکلے، لئیق کو مزید دکھ نے گھیرا کیونکہ مانی یہ سب واقعی جان بوجھ کر نہیں کر رہی تھی، روتے روتے جب وہ لئیق کے سینے سے لگی تو اس شخص کا اپنا دل بھاری ہو گیا۔

"ک۔۔کچھ سمجھ ن۔۔ نہیں آرہا بھیو، م۔۔میں بے بس ہوں"

وہ اخیر کرب سے سسکی جبکہ لئیق نے اسکے بالوں میں نرمی سے ہاتھ کی انگلیاں سہلائے خود بھی خزن و ملال کے سنگ کسی غیر مرئی نقطے پر نظر جمائی۔

"تم ایک اجنبی کو اپنا مالک بنا کر تمام تر طاقت اس کے ہاتھ میں دے چکی ہو۔ دکھ دینے کی، خوشی دینے کی، اداس کرنے کی، ایسا نہیں ہوتا میرے بچے، جب تم خود کو اسکے آگے اتنا بے وقعت کر رہی ہو تو وہ تمہیں کیا اہمیت دے گا، میں دل سے بالکل تمہارے اور شیری کے ایک ہونے پر راضی نہیں لیکن تمہاری تکلیف اسکا اصلی چہرہ خود بے آبرو کر کے ہی دور ہو گی اور تم بھی اسے ایزی آ چیلنج لینا۔۔۔مجھے تم سے آگے سمجھداری کی ضرور امید رہے گی۔ مجھے مایوس مت کرنا کیونکہ ہر مجرم اپنی سزا کسی نے کسی طریقے سے ضرور پاتا ہے"

یہ لئیق بھیو کیا کہہ رہے تھے، اسکا سر سا چکرایا، ہاتھ پیر پھولے، دم بخود رہ جاتی وہ اسکے حصار سے نکلی، یعنی وہ اسے شیری صرف آزمانے کے لیے

سونپ رہے تھے؟ کہ وہ اسے قریب سے پا کر انکی امید کے مطابق چھوڑ دے گی، دل تو اس لڑکی کا کانپ سا گیا پر ڈوبنے والے کو تنکے کا سہارہ بھی بہت ہوتا ہے۔

"م۔۔ میں انکو بدل دوں گی بھیو، پ۔۔ پھر بھی آپ مجھ سے انکو چھین لیں گے کیا؟، م۔۔ میں انکو اپنی عادت ڈال کر ہر شے سے بے خبر کر دوں گی آئی پرامسس"

جس طرح وہ روبرو آکر بچوں کی طرح روتی سسکتی تڑپی، یہ لئیق کے دل کو کند چھری کی طرح زخم دے گیا، مانی کس جذبے میں مبتلا تھی، خود لئیق سمجھنے سے قاصر تھا، وہ جس حسرت سے اس شیری نامی آدمی کے لیے یقین مانگ رہی تھی، لئیق کے دل پر دھرا بوجھ بھی بڑھا۔

"بعد کی بعد میں دیکھی جائے گی، لیکن مجھے اب تمہاری شکائیت نہ ملے۔ پہلے جیسی ہو جاو بھیو کی جان، ایسے اچھی نہیں لگتی۔ بھجت اور سیلنا تمہارے لیے فکر مند ہیں، گرینی الگ پریشان ہیں، سب تم سے پیار کرتے

ہیں، ایک بے قدرے شخص کی خاطر تم ہم سبکے پیار کو مت آزماو، میں نے کہاہے شیری دوں گا تو سمجھولا کر ضرور دوں گا۔ تمہارے فائنلز قریب ہیں، اور تم ان غیر ضروری معاملات کی وجہ سے اپنا فیوچر، اپنے خواب، اپنے پیشن کو پیروں تلے روندنا چاہتی ہو۔

گرو آپ چائلڈ، اب کچھ مت کرنا

"۔پرامس ودمی؟

اس بار اس شخص نے جس نرمی اور سختی کے ملاپ کا مظاہرہ کیے تحقیق طلب اور پھر یقین طلب نظریں اسکے چہرے پر جمائے اپنی بات مانی کو سمجھائی، وہ بھیگی آنکھوں سمیت مسکرا کر وعدہ بھی کر بیٹھی، تبھی لئیق نے بھی بہت پیار سے اسکے آنسو پونچھے۔

"م۔۔مجھے لگا آپ مجھے بھول گئے، آپکی وائفی بھی بری لگ رہی تھی جب آپ نے مجھے اگنور کیا۔ بھجت لالہ بھی سلینا کو لے آئے سو مجھے بہت

تکلیف ہو رہی تھی، آئی ایم سوری بھیو۔۔۔میں آ۔۔آپکو بہت تنگ کر رہی

"ہوں۔۔۔لیکن۔۔۔میں م۔۔مجبور ہوں

لئیق کے نرم ڈھارس بندھاتے انداز پر وہ بھی اپنے جذباتی پن پر پشیمان تھی

مگر لئیق نے برا نہ مناتے ہوئے الٹا مسکرا کر اسکی ناک دبائی۔

انسان کو جس پر مان ہو، اسی سے یوں بیہو کرتا ہے۔اور مجھے پتا ہے تم"

بھجت سے زیادہ بھیو کی لاڈلی ہو، اب لاڈ تو اٹھانے پڑیں گے

بھئی۔۔۔اس فضول آدمی کو تمہارا دلہا بنتے دیکھنا میرے لیے ایک صبر

آزما کام ہونے والا ہے، پر پہلے تو اس اڑیل شیری، بھجت اور گرینی کو منانا

ہے سو مجھے تم مزید اپنی ٹنشن مت دینا۔۔۔اب فریش ہو کر باہر آو، سب

"مل کر ناشتہ کرتے ہیں

لئیق کے یوں سب کہنے پر وہ تمام آنسو خود ہی مٹاتی بلش کیے یوں کھل سی

گئی جیسے اسے اسکی روٹھی زندگی مل گئی ہو، تبھی تو وہ لئیق کے جاتے ہی

فرمابرداری سے فریش ہونے بڑھی۔

اور پھر اسکی ناشتے پر مسکراتے چہرے کے ساتھ آمد، وہاں موجود ہر فرد کے لیے جھٹکا تھی، تھکن، نیند، سر درد اور ذہنی انتشار کے باوجود لئیق نے بھرپور مسکراتے انداز میں ان سب کے ساتھ ایک اچھے ماحول میں بریک فاسٹ کیا تھا۔

جبکہ ایک بار تو شہریار کے قدم ہوسپٹل کے باہر گاڑی پارک کر کے اندر جاتے کانپے تھے کیونکہ اسکے ماں باپ اسکی ہر سچائی جان چکے تھے اور وہ ان سے کیسے نظریں ملائے گا یہ سوچنا بھی وجود سے جان سرکا رہا تھا۔

لیکن ہمت جتائے، ممی کی حالت ناساز کے پیش نظر وہ ڈھیٹ بنا اندر بڑھا مگر اسکی مضطرب نظروں میں جہاں تاسف امڈا وہیں آئی سی یو روم کے باہر پریشان و متفکر سے بیٹھے بابا کی جگر پاش نظریں اسکے سبک رو قدموں کو منجمد کر گئیں، سینے پر تیر پیوست ہوا، آنکھوں میں کسی نے ریت جھونک دی۔

پرکاش انکے پاس ہی تسلی ودلاسے کے لیے موجود تھے جبکہ عینی، ڈاکٹرز کی جانب سے ملنے کی اجازت پر کچھ دیر پہلے گل کے پاس گئی تھیں۔

"وہیں رک جاو، خبردار جو تم نے ایک قدم مزید آگے بڑھایا"

افراہیم جدون کی دردوالم سے رندی مگر متکبر دھاڑ پر شہریار جدون کے جب قدم تھمے تو پرکاش صاحب کی نظریں بھی آزردہ ہو کر شہریار کی جانب اٹھیں کیونکہ افراہیم اپنی جگہ سے اٹھ کر بپھری موج بنے خوش آشام نگاہوں سے گھورتے اسکی طرف بڑھے تھے۔

"بابا پلیز مجھے ممی سے ملنے دیں"

وہ یہ التجاء کرتا اس وقت انکا لہو کھولا چکا تھا، وہ اسکے منہ پر اپنے بھاری ہاتھ کا تماچہ مار ہی دیتے اگر پرکاش بروقت انکو جکڑ کر اس ستم سے روک نہ لیتے لیکن شہریار کو بابا کی آنکھوں کی نفرت اپنا گرا مقام بتا چکی تھی۔

"مر گئے ہم تمہارے لیے، تم نے میرا مان توڑ دیا شہریار۔ دفع ہو جاو یہاں سے، جب تک تمہیں سزا نہ دے دوں، اپنی شکل مت دیکھانا۔ گھن آرہی

ہے مجھے تمہارے وجود سے کہ یہ میرا خون ہے، ناجانے تم اور ہارون جیسی اولاد ہم دو کے کس گناہ کی سزا تھی۔ تم اس بدبخت سے زیادہ گرے نکلو گے" میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا"

بابا کی نفرت، انکی تکلیف سب ہی شہریار کو اذیت سے دوچار کر رہی تھی جو غم کی بدولت ہتھے سے اکھڑے تھے، کیونکہ وہ اسکی تکلیف دیکھنے کے باوجود اسے اذیت میں جھونک رہے تھے، خود پر کاش کی آنکھوں میں تکلیف سی ہلکورے لے اٹھی تھی۔

ایسا مت کریں بابا، مجھے ممی کو دیکھنے دیں۔ آپ پھر بھلے میری جان لے لیجئے گا۔ وہ م۔۔ مجھے پکار رہی ہیں، پلیز"

مضبوط لہجہ ہونے کے باوجود آواز اتنی بھاری تھی کہ اس باپ کو خود سے زیادہ اذیت میں اس وقت شیری لگا پر وہ اس پر کوئی رحم نہیں کھا سکتے تھے، ضبط کی کوشش میں آنکھیں لال جبکہ بولنے کی کوشش میں ہونٹ کپکپا اٹھے۔

یہ سب ہمارے سروں میں خاک ڈالنے سے پہلے سوچتے تم، بہت برا کیا"
تم نے بدبخت، تم نے اپنے باپ کی تربیت، وقار اور عزت کو بکھیر دیا ہے۔
پرکاش! اسے کہو کہ زندہ رہنا چاہتا ہے تو دفع ہو جائے یہاں سے۔ یہ میری
اولاد تھا تو اب نہیں رہا۔ اگر تم مجرم نکلے شہریار جدون تو تمہیں اپنے
"ہاتھوں سے ماروں گا یاد رکھنا۔۔۔ نکل جاو
وہ کرب میں ہر لحاظ بھول گئے تھے، سخت غصے اور اشتعال کے غلبے نے
مضبوط آواز لرزائی، کیونکہ انکا دل اس وقت غم سے بوجھل تھا اور پرکاش
کی جانب شیری کی رحم طلب نظریں انکے دل کو نرم کر گئیں، انکے زہر خند
لہجے کی تپش نے شہریار کی آنکھیں نم کیں۔
ن۔۔ نہیں بابا، ایسا مت کریں۔۔۔ ممی کو دیکھنے دیں۔۔۔ ایک بار دیکھنے "
"دیں

اس بار کوئی اسکے اندر گڑ گڑایا تو افراہیم نے نفرت سے اس جذبوں کے سوداگر سے اپنا منہ پھیر لیا، دل کیسے تھم جاتا ہے یہ وہ آج جان پایا، بابا کی پھیری نظریں اسکی گردش کرتی کائنات روک گئیں۔

ابھی ایسی باتوں کا وقت نہیں میرے دوست، گل بہن اسکو پکار رہی ہے۔"

"ملنے دو۔ سزا جزا کو بعد کے لیے رکھ چھوڑو

پرکاش صاحب کے مدافعتی انداز پر افراہیم نے انھیں بھی غصیل درد بھری نظروں میں لیا اور پھر ایک خونخوار نظر وہ شہریار پر ڈالتے اسے باقاعدہ دھکیل کر وہاں سے چلے گئے اور انکا جانا پرکاش اور شیری دونوں کا دل کاٹ کر رکھ گیا۔

ابھی وہ تکلیف میں ہے، ٹوٹے مان کی کرچیاں اسکے تن من کو زخمی کر چکی" ہیں۔ جا کر ماں سے مل لو لیکن ملتے ہی چلے جانا، تمہیں دیکھ کر افراہیم کی تکلیف مزید بڑھے گی۔ اپنی زندگی تو تباہ کر چکے ہو، اپنے ماں باپ کو مرنے "پر مجبور مت کرنا

پرکاش صاحب کی آنکھیں بھی شدت درد سے بھیگ سی گئیں اور وہ اسے بنا نظر ملا کر کہے اس بکھرے شخص کے پیچھے ہی باہر گئے اور اپنی آنکھیں بے دردی سے رگڑتا جب وہ آئی سی یو روم کے پاس پہنچا تو ممی کو آکسیجن ماسک لگا دیکھ کر ہی اسکی ان سے ملنے کی ہمت ٹوٹ گئی، رخسار، آنسوؤں کے پر حدت قطرے جھلسا گئے۔

اس نے کہاں سوچا تھا کہ ایسی تکلیف برداشت کے لائق نہیں ہوتی، جو اپنی زندگی کی وجہ جیسے اپنوں پر آپ کی وجہ سے ٹوٹ پڑتی ہو۔

عینی کی نظر جب اس مجرم پر پڑی تو انکا غصہ بھی تکلیف کا روپ دھار گیا، وہ گل کی جگہ رہ چکی تھیں، جب ہارون نے انکا کلیجہ مسلا تھا سو بنا کچھ کہے وہ گل لالہ کے پاس سے اٹھیں اور باہر آئیں، رک کر اک دلبرداشتہ نظر شہریار پر ڈالی۔

"تمہارے ماں باپ، پرکاش اور عینی جتنے مضبوط نہیں نکلے شیری۔ کاش تم نے ہماری تکلیف سے عبرت پکڑی ہوتی، ماوں کے دل ٹورنے والوں کو

پھر اپنی ماں کی دعائیں بھی نہیں لگا کر تیں۔۔۔ لگنی ہو تیں تو وہ بد بخت مر
" چکا ہوتا۔۔۔

عینی کے یہ چند جملے اس پتھر وجود میں شگاف ڈال گئے، وہ جا کر روتی ہوئیں باہر لگی کرسیوں پر بیٹھ گئیں اور وہ بھی خود کو واپس ہمت سونپتا جیسے ہی اندر بڑھا، گل لالہ کی تڑپتی سسکتی آنکھیں وا کیے یوں اسکی آہٹ پہچان گئیں جیسے اسکے قدموں نے اس ماں کے دل کو بھی آہٹ دی ہو۔

وہ شرمسار، پشیمان، اپنے ہاتھوں سرزد ہوئے گناہوں کی تکلیف لیے انکے پاس ہارے مجرم کی طرح سر جھکائے جا بیٹھا اور انکا ڈرپ کی زد میں مبتلا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے ہونٹوں سے لگایا تو اسکی سوجھی بے رونق آنکھوں سے چند آنسو ٹوٹ کر اسکی بڑھی بیرڈ میں دفن ہوئے کچھ گل کے ہاتھ کی پشت کو تر کر گئے۔

اسکی بہار جیسی ممی، اس قدر ابتر حالت میں تھیں کہ دل گھٹ گیا۔

"م۔۔ مت اتاریں"

وہ اس سے بات کرنا چاہتی تھی تبھی آکسیجن ماسک ہٹانے لگی، شیری کے منع کرنے کے باوجود گل لالہ نے وہ ماسک ہٹائے بھیگی تاسف بھری آنکھیں شیری کے چہرے پر جمائیں، وہ ان سے زیادہ بجھا لگ رہا تھا۔

"م۔۔میرا شیری برا نہیں ہو سکتا، مم۔۔ماکی جان ک۔۔ کہو وہ سب جھوٹ ہے۔۔۔تم ت۔۔تو ممی کی جان ہو، ممی کی جان کیسے نکال سکتے ہو"

اس ماں کی کربناک حسرت وہ صرف ضبط سے برداشت ہی کر سکتا تھا، سانسیں تو سینے میں گھٹ گئی تھیں۔

"ب۔۔بولو ناں شیری، وہ س۔۔سب سچ نہیں ہے نہ، ت۔۔تم ہارون ج۔۔جیسے نہیں ہو سکتے۔۔۔ت۔۔تمہاری مما کا دل بہت کمزور ہے،

"م۔۔مجھے بتاو، میرا د۔۔دل کہتا ہے ت۔۔تم بے قصور ہو۔۔۔

اسکی کرب زدہ خاموشی گل لالہ کا خوف بڑھا رہی تھی تو ماں کے آنسو اس شخص کے اندر شگاف ڈالنے لگے۔

ابھی مجھ سے کچھ مت پوچھیں پلیز، م۔ میری وجہ سے آپ اس حال کو"
آئیں۔ آئی ایم سوری ممی۔۔۔ میں سب بتاوں گا مگر میرے ساتھ ٹھیک ہو
" کر گھر چلیں۔ آپکو ک۔۔ کچھ ہو گیا تو آپکا شیری بھی زندہ نہیں رہے گا۔
بالکل کسی ہلکان بچے کی طرح وہ اس کی جبین چومتا اپنی آنکھیں بے دردی
سے رگڑے بولا نہیں منت بھرے لہجے میں تڑپ اٹھا مگر گل لالہ کی
حسرت بھری دل چیرتی نظروں کی شکائیت اسے سانس لینے میں ہنوز دقت
پیش کرتی رہی اور پھر شاید تکلیف کی حد تھی یا دوا کا اثر کہ وہ یونہی حواس کھو
بیٹھیں، اپنے ہر برے عمل پر ندامت تو آج اسے بھی تھی، کچھ دیر اس ماں
کا درد بھرے تاثرات والا چہرہ دیکھنے کے بعد وہ ساری تکلیف نگلتا حتمی
فیصلہ کیے نا صرف اٹھا بلکہ بپھری موج بنا نہ صرف آئی سی یو روم سے نکلا
بلکہ اپنی گاڑی تک جا کر اس نے دقت سے روکی سانس اس سرد سی صبح کے
سپرد کی۔

اس وقت اسکا دل اپنے آپ کو واقعی ختم کرنے کا کر رہا تھا، سینے سے یہی بد دعا اٹھ رہی تھی کہ کسی کی آئی موت آج شہریار جدون کو آجائے۔

جبکہ افراہیم صاحب کی تکلیف کو دوست کا ڈھارس پہنچاتا ساتھ بھی کم نہ کر سکا بلکہ انکی تکلیف کو اس اولاد نے آکر دگنا کر دیا تھا۔

..._____...

یہ سب آپ مجھے اب بتا رہی ہیں؟ جب سب برباد ہو جاتا پھر بتاتیں ناں۔"

تو اپنے بیٹے کے ساتھ ناانصافی کرنے والی آپ بھی تھیں امے جان۔ بہت

"افسوس ہوا

نیہا کو لے کر دستگیر کی بے زارئیت پر کل سے اب تک سوچ بچار کرنے کے بعد مریم صاحبہ نے ہمت جتاتے فیصلہ کیا کہ وہ دستگیر کو سب سچ بتادیں گی تبھی ناشتے کے بعد جب وہ کمرے میں چینج کی نیت سے آیا تو مریم بی بھی

وہیں آئیں، دستگیر کو اس نیہا نامی عذاب کے پیچھے بھی زائشہ کا ہاتھ دیکھ کر حقیقی تپ چڑھی اوپر سے وہ امے کے ستم پر بھی غمناک و غضبناک ہوا، وہ ابھی سیدھا ہمایوں کیانی سے ہی ملنے جانے والا تھا اور اب سچائی جاننے کے بعد اسکی یہ ملاقات مزید اہم ہونے والی تھی۔

تو امے کیا کرتیں جگر پارم! آپکو مار دینے کی دھمکی دی تھی، ہمارا کل" جہاں آپ ہی تو ہیں بچے، اور ایک ماں سے اس دھمکی کے ذریعے کسی کا قتل بھی کروایا جا سکتا ہے۔ لیکن ہم آپکی منت کرتے ہیں، اب نیہا آپکی بیوی ہے سو اسے اسکا مقام دے کر ہمارے دل کو تسلی دے دیں۔ بھول جایئے صبور "کو، جو ہونا تھا ہو گیا، نیہا آپکے اس درجہ سفاک رویے کی مستحق نہیں ہیں وہ اپنی طرف سے دستگیر کا دل مائل کرنے پر بضد تھیں تاکہ وہ اس رشتے کو مجروع ہونے سے بچائے مگر وہ اب تو مزید اپنے فیصلے پر ڈٹ گیا تھا، سو بنا انکی کوئی بات سنے وہ سخت اور پتھریلے تاثرات سمیت کمرے سے نکل گیا، جبکہ مریم بی کا دل ہنوز سوکھے پتے سا لرز رہا تھا۔

دستگیر نے پورچ کی سمت پہنچے اپنا فون نکالے لئیق کا نمبر ڈائل کیا اور اپنے دو خاص آدمیوں کو ہر سمت آنکھیں کھلی رکھ کر چوکس رہنے کا کہتا وہ اپنی گاڑی کی سمت لپکا۔

لئیق اس وقت واپس جندل محل ہی آرہا تھا مگر دستگیر کی آتی کال اور پھر اسکے کچھ کہنے پر وہ گاڑی یکدم بریک لگا کر روک گیا، چہرے پر تشویش کے گہرے سائے بھی نمودار ہوئے۔

"لیکن یہ سب تمہیں مشکل سے گزارے گا دستگیر، کیا یہ تمہارا آخری فیصلہ ہے"

لئیق کے لہجے میں دستگیر کے فیصلے کے باعث خدا آے پنہاں تھے اور گاڑی میں آکر بیٹھتے وہ بھی مستحکم ارادے کے سنگ ہامی بھرتا لئیق کو مطمئین کرنے کے بجائے اسکی تشویش مزید بڑھا گیا۔

"میں اس فیصلے کے لیے پر امید ہوں بھائی، صبور کے وہی گھسے پٹے خیالات اتنی جلدی بدلنا آسان نہیں، اختیار چاہیے ورنہ وہ یونہی اپنا اور میرا نقصان

کرے گی، میں مسٹر ہمایوں کی طرف ہی جارہا ہوں۔ وہ ایک سمجھدار انسان ہیں اور میری بات سمجھیں گے"

دستگیر اس معاملے میں پہلے ہی بہت رعایت برت چکا تھا اور مزید معاملات خراب ہونے دینا اسکے لیے ذہنی اذیت کو بڑھانا تھا۔

"ٹھیک ہے، مجھے ابڈیٹ دیتے رہنا۔ ہوپ سو تمہاری امیدیں پوری ہوں۔ گڈ لک"

ان مشکل حالات میں لئیق اسکے سٹیٹ آف مائینڈ کو بخوبی سمجھتے ہوئے اسے مزید پرامید کرنا اپنا فرض سمجھ رہا تھا تبھی اسکے لہجے میں نرمی عودی۔

"تھینک یو بھائی، ملتے ہیں"

مشکور انداز اپنائے دستگیر نے رابطہ منقطع کیا جبکہ خود بھی وہ جندل محل پہنچنے کا خیال سوچتا کچھ فطری بیزار سا ہوا، دل یہی چاہ رہا تھا کہ کسی کا سامنا نہ ہو اور وہ جا کر سیدھا لعلین کی گود میں اپنا دردِ کرتا سر رکھ کر ایک لمبی نیند

سو جائے مگر دشمن جان رات کی گستاخی کے بعد جانے میسر بھی آنے والی تھی یا نہیں۔

دستگیر نے بھی گاڑی سٹارٹ کی اور سیدھا کیانی پیلس ہی پہنچا، صبورا بھی تک واپس نہیں آئی تھی مگر اسکا میسج آیا تھا کہ واپسی کے لیے روانہ ہو چکی ہے اور شام تک پہنچ جائے گی۔

ہمایوں کیانی اپنے کلینک تھے مگر دستگیر کی گھر آمد پر وہ اس کی اس آچانک ملاقات کی خواہش پر آدھے گھنٹے تک پیلس واپس آئے۔

لاونج میں بیٹھے دستگیر اور انکے بیچ خاموشی سی حائل تھی، چہرے سنجیدگی کی چھاپ سے اٹے کیونکہ دستگیر نے انھیں جو بتایا اس پر یکدم اور آج ہی عمل پیرا ہونا ہمایوں کیانی کو اس وقت ہتھیلی پر سرسوں جمانے کے مترادف لگا مگر دستگیر کی تجویز بہترین تھی کیونکہ انھیں خود بھی صبور کے نرم دل ہونے کے خدشات لاحق تھے۔

صبور کا ردعمل بھیانک ہو گا، ایک بار پہلے بھی ہم یہ سب کر کے دیکھ چکے "
ہیں دستگیر۔ اس بار بھی صبور نے وہی کیا تو؟ اور ابھی نیہا تمہارے نکاح میں
"موجود ہے، اس کے باوجود وہ اس فیصلے کا سن کر پورا اپیلس سر پر اٹھالے گی

ہمایوں کے لہجے میں بے قراری اور خدشے پنہاں تھے اور سچ یہ تھا کہ خود
دستگیر کو صبور کی طرف سے کسی بھیظسلم بے رحمی کی توقع موجود تھی۔

اسے اس بار قائل میں خود کروں گا، آپ مجھے بس اجازت دیں۔ ایک بار "
پہلے جس طرح میرے لیے آپ نے نکاح کے ارجنٹ ارینجمنٹس کیے
تھے، آج بھی کرنے ہوں گے۔ ابھی یہ نکاح صبور کے لیے کرنا چاہتا ہوں،
کیونکہ وہ ٹھیک نہیں ہے، نیہا کو بہت جلد چھوڑ دوں گا کیونکہ وہ خود میرے
"ساتھ رہنا نہیں چاہتی

دستگیر کے توجیہہ اور درخواست پر وہ نرم مگر فکر مند سا مسکرا کر اپنی جگہ
سے اٹھے تو وہ بھی مضطرب سا اٹھ کھڑا ہوا۔

امید ہے تم اس بار صبور کو بھاگنے نہیں دو گے اور نہ تم میری بیٹی کو مزید"
آزمائشوں میں مبتلا کرو گے۔ تمہیں بے شک میں خود غرض لگوں لیکن
اپنی صبور کی خوشیوں کے لیے میں اب بیچ میں روندے کسی دل یا دماغ کی
ہر گز پرواہ نہیں کروں گا۔ شام تک سب ہو جائے گا، وہ پانچ بجے تک پیلس
پہنچ جائے گی، اس سے پہلے تیاریاں دیکھ کر وہ مجھ پر بگھڑے، تم اس سے
"پہلے پہنچ جانا۔ گڈ لک

نرم مگر قائل سے پدرانہ انداز میں وہ دستگیر کے دل پر پڑا بوجھ ہٹاتے اسکا
سینہ تھپکتے مسکرا کر چلے گئے اور دستگیر نے یوں سانس بھرا جیسے نا جانے کتنا
بڑا مشکل معرکہ سر ہو گیا ہو۔

.._____..

لعلین کی آنکھ دس بجے کے قریب کھلی تھی، سیلی کا گڈ مارننگ کے میسج ود شرارتی ایموجی دیکھتے ہی وہ مسکرادی، کبھی اتنی دیر تک وہ نہیں سوئی تھی مگر کل رات اس ظالم نے ایسا مدہوش کیا کہ بوجھل پن کا غلبہ سانسوں سمیت پورے وجود پر طاری ہو گیا۔

بستر کو خیر باد کیے وہ اٹھ کر پہلے فریش ہوئی کیونکہ رات بنا چینج کیے، بنا میک آپ والا چہرہ واش کیے ہی وہ سو گئی تھی، فریش ہو کر ہاف وائیٹ نیٹ سلیوز والا کرتا ود ٹائیٹ پہنے وہ گیلے، گردن اور گالوں سے چپکے بال ڈرائر کی مدد سے خشک کرتی، چہرے کو موئسرائز کر کے دھیما سا میک اور کرتی کرتی یک دم اپنے آپ کو سنوارتا ہاتھ روکے ٹھٹکی، کیونکہ اسے لئیق کے لیے تیار نہیں ہونا تھا مگر وہ ہو چکی تھی، لپ سٹک مٹاتا اپنا ہی ہاتھ ہونٹوں تک لے جاتے اس نے روک کر گھبرائی سی نظر اپنے پر بہار سراپے پر ڈالی۔

لئیق کی خواہش اسکے لیے کیوں اہم ہو رہی تھی، یہی سوچ کر تو چہرے پر کئی رنگ لہرائے، گھبراہٹ کے، خود کو کھو دینے کے افسوس کے رنگ۔

محبت کر کے انسان خود کو کھو دیتا ہے، اور لعلین ابراہیم خود کو کیسے کھو دیتی، بابا کی طرح، وہ بھی تو محبت کر کے خود کو گنوا بیٹھے تھے۔

کچھ محبت سے جڑے خوف، بابا کی تشنہ ذات نے بھی اسکی ذات میں سوئی دھاگے سے پرو دیے تھے، اسکی نظر میں محبت ایک خوفناک چیز تھی اور محبوب، روح فرسا۔

دماغ نہیں مانتا لیکن پھر بھی تمہاری بات رد کرنے کا سوچوں بھی تو دل" میں عجیب اداسی چھا جاتی ہے، دماغ کی ماننا چاہتی ہوں پر دل کا کیا کروں جو "تمہاری دسترس میں بے اختیار ہو جاتا ہے۔۔۔۔

اپنے خوبصورت چہرے پر سوگوار نظریں جمائے وہ سوچ رہی تھی، آنکھوں میں بے بسی اتری۔

محبت کرنے والے اور ایک پنجرے میں قید پنچھی کی زندگی میں زیادہ" "فرق نہیں ہوتا، یہ محتاجی مار دیتی ہے

بابا کی کہی بات اسکی سماعت میں گونجی تو دکھ بڑھنے لگا مگر وہ یہ سب سوچیں جھٹک گئی، بالوں کو فیسنی پنز لگا کر ایک طرف کا پف سا بنائے، پیروں میں ہیلز سینڈل پہنے، خود پر سرسری سی نگاہ ڈالے وہ روم اور پھر لئیق کے آفس سے بھی نکل گئی۔

آج لوئے کے آنے کی خوشی میں ناشتہ لیٹ رکھا گیا تھا سولال کو باہر آکر اپنے لیٹ اٹھنے کا ملال ختم ہوا، وہ سیدھی کچن میں ہی آئی جہاں مریم بی تھوڑی فکر مند سی، بولائی سی آج اکیلے ہی ناشتہ بنانے میں مصروف تھیں، لعلین کو آتا دیکھ کر انہوں نے چہرے پر جبرا مسکراہٹ لائی مگر لال انکی فکر بھانپ چکی تھی۔

"کیا ہوا مریم آنٹی؟ آپ تھوڑی پریشان ہیں۔۔۔اور نیہا کہاں ہے، آج کیا وہ آپکی ناشتہ بنانے میں ہلپ نہیں کروا رہی

لعلین، ناشتے کی تقریبا مکمل تیاری بھانپتے، انکی پریشانی اور اکیلے کاموں میں مصروف دونوں کا جواز دریافت کرتے ملائم سے لہجے میں بولی تو انہوں نے جواباپیار سے لال کی گال سہلائی۔

انکے سر میں درد تھا، کہہ رہی تھیں مجھے آج پورا دن کوئی نہ جگائے۔ تو"
میں نے کہا آرام کرلیں۔۔ناشتہ تو بالکل تیار ہے میرے بچے، بس لوئے
" بابا کا انتظار ہے۔ پھر ساتھ میں کرتے ہیں

محبت اور شفقت بھرے انداز میں وہ ٹھیک ہونے کی اداکاری کیے یہ بتاتیں اپنی پریشانی والا سوال جس طرح رد کر گئیں، لال نے شدت سے محسوس کیا۔

آپ مجھ سے اپنی ٹنشن شئیر کر سکتی ہیں، میں سیکرٹ رکھنے میں زیادہ تو"
"نہیں پر گزارے لائق ضرور ماہر ہوں۔۔اور یہ لوئے بابا کون ہیں؟

مزید ان سے پریشانی کے بارے جاننے کو اصرار نہ کرتی وہ کہہ کر آخری جملے سے بات بدل گئی مگر اس سے پہلے وہ جواب دیتیں، بلڈی ریڈ ماڈرن

ڈریس میں، نئے نئے کیروٹین بالوں کے سنگ مہکتی چہچہاتی زائشہ نے انٹری دے کر خود ہی تعارف دینا مناسب سمجھا۔

"ارے ہنی، ہم مریم بی کو پریشان ہونے ہی کب دیتے ہیں جو یہ کچھ شئیر کرنا چاہتی ہیں۔ ماشاءاللہ سے کوئی کمی نہیں انکو، رہی بات لوئے کی تو وہ اس گھر کا دوسرا اور لاڈلہ وارث ہے۔ تمہیں میرے بیٹے سے مل کر بہت اچھا لگے گا، لئیق کے برعکس ہے وہ، نہ تو موڈی ہے نا سنگدل۔۔۔۔"

زائشہ نے جس مکاری سے لال کو ساتھ لگائے پہلے دو جملے مریم بی کو سلگاتی نظروں سے گھورتے ادا کیے اس پر وہ عورت سہمی مگر لال انکا چہرہ نہ دیکھ سکی کیونکہ اسے مروتاً ہی سہی زائشہ کے ساتھ باہر آنا پڑا، آج زائشہ کا لئیق کو ایسا سب کہنا اسے پسند نہ آیا۔

"آہاں! تو آپکا اور مسٹر فرہاد کا بیٹا ہے وہ۔۔ یقیناً آپکی طرح سوئیٹ بھی ہو گا اور فرمابردار بھی۔ کیونکہ آپ جیسی رحم دل ماں کی تربیت کوئی شہکار ہی جنم دے سکتی ہے"

بھلے لعلین دل سے اس عورت کے لیے دل میلا ہوتا محسوس کر رہی تھی مگر اس خوشامد پسند عورت کو سراہ کر اپنے انداز سے ڈیل بھی کر رہی تھی۔

ظاہر ہے، ہر خوبی ہے اس میں۔ مجھے بتائے بنا وہ سانس بھی نہیں لیتا۔"

لئیق کی طرح نہیں کہ نکاح کر لیا اور پوچھنا تو دور، بتانے کی بھی زحمت نہ کی"

زائشہ صاحبہ ہوا میں اڑتیں آخر تک جس طرح ناک بھوں چڑھائے لئیق کی خودسری کے قصے سنائے ناگواری سے بولی، لعلین کی اس پر جمی برہم، اسکا منہ نوچ لیتے ارادے بناتی نظر بے اختیار ایک خوبصورت سے کپل پر گئی جو اسی لمحے جندل محل میں داخل ہوا، لعلین کی چھٹی حس نے اسے سگنل سا دیا، آنے والے کپل کے خوشی، گھبراہٹ، جھجک اور جوش کے تاثرات دیکھ کر ہی وہ معاملہ سیکنڈوں میں سمجھ چکی تھی۔

اوہ! کہیں وہ تو آپکا فرمابردار لوئے نہیں ہے؟ جو آپکو بتائے بنا سانس بھی"
نہیں لیتا۔۔۔۔ لیکن اسکے ساتھ تو بہت پیاری سی لیڈی بھی چلی آرہی
ہے"

لعلین نے محظوظ ہوتے، بڑی بڑی پھینکتی مس زائشہ کی توجہ جب اس سر
پھرے سپوت کی طرف دلائی تو زائشہ نے گردن موڑے دیکھا تو آنکھیں
فق اور چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑا، لوئے صاحب، نک سک تیار، جلوے
بکھیرتے، مسکراہٹ کے سنگ لاراجہاں جو تھوڑی گھبرائی تھی، کے ہمراہ
عین زائشہ کے قریب رکا اور پکڑ کر ممی کو بے تکلفی سے دبوچا، وہ بچاری تو
تلملا بھی نہ سکی اور لعلین نے بہت دقت سے اپنی شرارتی، طنزیہ
مسکراہٹ دبائی۔

ہیلو میری کیوٹ اینڈ سوئیٹ مما، دیکھیں کہا تھا سنڈے آپکے ساتھ"
ہوگا۔۔۔۔ ہائے بہت مس کیا آپکو حسینہ۔۔۔۔ میٹ مائی وائف لارا
جہاں"

وہ آفت کا پرکالہ اپنی ہی مستی میں سن پڑتی زائشہ کو گرفت سے نکالتے جس طرح لارا کو اپنے حصار میں ساتھ لگاتے اسکا زائشہ کی ہستی تہس نہس کرتا تعارف دیے بولا، جندل محل کی گویا چھت ہی اس ناگن صف عورت پر جا گری، اسکی صدمے سے پیلی پڑتی صورت دیکھ کر لگ رہا تھا کہ ہاتھوں کے طوطے، چڑیاں اور کبوتر سب ایک ساتھ اڑ گئے ہیں جبکہ لعلین کا دل اس وقت ہر ٹنشن سے آزاد ہنسنے کو کیا، بچاری زائشہ پر خفیف سا ترس بھی آیا مگر زیادہ دیر نہ رہا۔

"وہ۔۔آئف۔۔۔! کیا بکواس کر رہے ہو لوئے۔۔۔۔ تمہاری یہ ہمت۔۔۔"

"جرت کیسے کی تم نے، میری نافرمانی کی

ہوش واپس آتے ہی وہ ان دو پر حقارت، اشتعال اور خونخواری سے ٹوٹ برسی جہاں خود لارا سہمی وہیں لوئے کی مسکراہٹ بھی لمحوں میں گل ہوئی جبکہ لال نے اپنی عافیت رازداری سے نکلنے میں ہی سمجھی، اور یہاں چھڑتی جنگ دیکھنے میں ویسے بھی لعلین کو دلچسپی نہیں تھی تبھی وہ پراسرار

مسکراہٹ لبوں میں دباتی ہی آہستگی سے وہاں سے رفو چکر ہوتی لان کی طرف نکل گئی جبکہ زائشہ علوی کے قہر سے اب لوئے کو نمٹنا ہی تھا، لوئے نے مما کی دھاڑ سن کر کچن سے باہر آتیں مریم بی کو لارا کے حوالے سے اشارہ کیا کہ وہ اسے اسکے روم لے جائیں جبکہ خود وہ پیر پٹخ کر نفرت سے غراتی مما کے پیچھے ہی لپکا، لارا کو اس نے آنکھوں سے فکر مند نہ ہونے کا اشارہ تو کیا مگر وہ واقعی اسکی مما کی سالم نگل جاتی نظروں سے بہت خوفزدہ ہو چکی تھی۔

جبکہ لعلین اکیلے ہی ہنستی ہوئی ٹوئکل کے پاس جاتی جاتی، کسی کے کلائی سی پکڑ کر اپنی سمت کھینچنے پر بوکھلائی، منہ سے چیخ نکلتے نکلتے بچی اور لئیق کے یوں جھٹکا دینے پر وہ اسکے سینے پر دونوں ہتھیلوں کو جمائے اس سے ٹکرانے سے بچ گئی، اس شخص کی حرکت اور پھر اسکے وجود کی مخمور مہک نے لعلین کے حواس لمحہ بھر گل کیے، لئیق کو اسکے یوں پاگلوں کی طرح ہنسنے پر اتنی فکر ہوئی کہ وہ اندر جانے کے بجائے سیدھا پہلے لان میں چلا آیا۔

لئیق کو دیکھ کر لعلین کی دھڑکنیں سن ہونا فطری تھا۔

کیا ہوا ہے، پاگلوں کی طرح کیوں ہنس رہی تھیں۔ طبعیت تو ٹھیک ہے"

"آپکی؟

برہمی اور فکر کے سنگ لئیق کے اسکے چہرے پر نظریں جما کر باقاعدہ اسکے لال کی جبین کو چھوئے پوچھنے پر وہ واپس سہمے گھبرائے تاثرات سے ہنسنے پر آئی تو اس بار لئیق کو واقعی اسکی دماغی حالت کھسکی لگی۔

تمہارے گھر سب ہی ایک سے بڑھ کر عجوبے ہیں، ہاہا۔۔ بہت فنی سین" ہوا ہے، لیکن تمہیں نہیں بتاوں گی۔ تم خود ہی جا کر اپنے فرمابردار،

"اجازت کے بنا سانس نہ لیتے سٹیپ برادر کا کارنامہ دیکھ لو۔۔۔۔۔

لعلین کے ہنس کر مزاق سا کرنے پر وہ اسے اس بار سرد نظروں سے گھورا۔

کیا الٹا سیدھا بول رہی ہیں، رات لگتا ہے میرا آپکو بہکا دینا آپکے سر چڑھ گیا" ہے"

وہ اسکی باتوں کو اسی کی طرح ہوا میں آڑاتا آخری جملے سے لعلین کا حلق کڑوا کر چکا تھا تبھی وہ اسکی گرفت جھٹک کر برہمی سے گھوری۔

"میں نہیں بہکی تھی، زیادہ شوخے مت بنو۔ تمہارا بھائی لوئے، بیوی کے ساتھ آیا ہے بھئی اسی کا کہہ رہی تھی۔ تمہاری وہ سٹپ مام مجھے بتا رہی تھیں کہ انکا لوئے تو سانس بھی۔۔۔ہاہا سانس بھی ان سے پوچھ کر لیتا ہے، وہیں آگے سے لوئے صاحب نے وہ انٹری ماری کہ مس زائشہ کا پیلا پڑتا چہرہ "دیکھنے والا تھا۔۔۔

لعلین نے اول جملے گھور کر جبکہ آخری پھر سے ہنستے ہوئے بتائے اور لئیق یہ سن کر خوشگوار سی حیرانگی میں ڈوبا، پتا نہیں کیوں مگر نہ تو اسے لوئے کی اس حرکت پر غصہ آیا نہ طیش بلکہ لعلین کی طرح وہ بھی غائبانہ مسیز فرہاد علوی کا منحوس بنتا چہرہ دیکھے ہنستا ہوا وہیں بڑے سے درخت کے سائے میں لگے جھولے پر جا بیٹھا، اور لعلین نے اچنبھے کے سنگ اسکی مشکوک مسکراہٹ دیکھتے اپنے قدم بھی اسکی طرف بڑھائے اور ساتھ ہی بیٹھی۔

ٹوئنکل اپنے چار دیواری کے بیچ بنے خوبصورت سے گھر میں دم ہلاتی واک کرتی ہوئی لعلین کے پیروں میں ہی آ بیٹھی۔

تم کیوں ہنس رہے ہو، کیا یوں چھپ چھپا کر نکاح کرنا تم لوگوں کی خاندانی رسم ہے؟"

لعلین کے منہ بسور کر پوچھے سوال پر وہ جھٹکے سے اسکی طرف چہرہ کیے یوں دیکھنے لگا جیسے وہ کچھ غلط پوچھ بیٹھی ہو مگر پھر آگے سے اسے مزید چڑانے کو قہقہہ لگائے ہنس دیا۔

آپ میری بیوی ہیں یہ چند دن میں پورے شہر کو پتا چل جائے گا سو چھپ چھپا کر ہمارا ہوا یہ نکاح پوری شان سے منظر عام پر آئے گا، رہی بات میرے ہنسنے کی تو آپ کی ہنسی کی نقل کی ہے"

دانتوں کی نمائش کرتا وہ اسے اس وقت بات گول کر دیتا زہر لگا، اسکا دل یہی کیا اسکا یہی ہنستا منہ نوچ ڈالے۔

ویری فنی، نہایت پھیکا جوک تھا"

نزاکت سے منہ پھیرے چبا کر جتاتی وہ اسے اگنور مارے جھک کر ٹوئنکل کی طرف مائل ہوئی تو لئیق نے نا صرف اسکی بازو پکڑے اسے اوپر کو اٹھایا بلکہ پیروں میں لوٹتی ٹوئنکل کو ایسا گھورا کہ وہ بچاری ڈر کر اپنے گھر میں گھس گئی۔

لعلین نے اسکی طرف غصے سے دیکھا۔

"کتنے ظالم ہو تم، ٹوئنکل کو آنکھیں نکالتے ہو۔ پہلے ہی تم نے اس سے لال چھین لی۔ میرے ہاتھوں واقعی میں پٹ جاوگے اگر تم نے اب ٹوئنکل کے ساتھ بت تمیزی کی"

وہ ٹونکل کے مرجھائے چہرے کو دیکھ کر یوں لڑنے مرنے پر اتر آئی جیسے کوئی ماں اپنے بچوں کے لیے کسی سے بھی لڑ جاتی۔

ساری تھکن، بیزارئیت، درد، تو لعلین سے آتے ہی ملاقات نے نگل لی تبھی تو وہ یونہی زرا جھک کر اسکی گال چوم گیا اور اسکی اس بے خود حرکت پر وہ غصہ بھولے سرخ رو ہوتی جنجھلا کر رہ گئی۔

میں نے ابھی اسکو فٹ بال بنا کر ایسی کک مارنی تھی کہ اسکے باقیات آپکو"
دوسرے شہر سے ملتے، لیکن ترس آ گیا۔ لیکن دوبارہ نہیں آئے گا، اسے
سمجھا دیں کہ آپکے لئیق کے قریب دوبارہ نہ آئے۔ میرے لیے اب
"تھوڑی پوزیسیو آپ بھی ہو جائیں
اسکے بے قرار، غصیل اور گھبراہٹ میں لپٹے چہرے پر شوخ، وارفتہ،
استحقاق بھری نظر جمائے جس طرح وہ اس پر جھکے اسے بینڈ سا ہونے پر
مجبور کیے یہ گل فشانیاں کیے شرارت سے مسکرایا، لال کو اپنے پورے
وجود میں برق سی دوڑتی محسوس ہوئی، پہلے تو اسے یقین نہ آیا کہ جو سن چکی
ہے وہ اسی آدمی کے منہ سے نکلا ہے اور جب یقین آیا تو نہ صرف اسکی سمت
رخ موڑے بیٹھی بلکہ دونوں ہاتھوں کو لئیق کی گردن پر جمایا۔
تم۔۔۔ تم مرو گے میرے ہاتھ سے۔ تمہیں نہ کک مار کر دوسرے شہر"
پھینکو۔۔۔ اللہ اللہ کیسے خونخوار ارادے تمہارے، معصوم اللہ کی مخلوق کے
"بارے تمہارے یہ الفاظ۔۔۔ یا خدا

وہ گردن بھلے دبانے کی نیت سے اسکے قریب ہوئی ہو مگر مجال ہو جو محترمہ کے بے لگام زبان پر دباو دینے کے علاوہ کہیں دباو دیا ہو تبھی تو آگے سے اسے اور چڑانے کو اسکی پھولی گالوں کو ہاتھ کے دباو سے اندر کو دباتا ہنسا۔ مت کرو۔۔۔اور تم میرے لئیق کہاں سے ہو گئے، ہنہ خوش فہمی کم ہی" " پالو۔۔۔آیا بڑا میرے لئیق کا سگا۔۔۔تم۔۔تم ہو ہی فضول۔۔۔۔ اپنے ہاتھ خود ہی اسکی خود پر جمی وارفتگہ نگاہوں کے شر سے گھبرا کر ہٹاتی، اپنی گالوں کو پچکارتا اسکا بے باد ہاتھ غرور سے پرے جھٹک کر وہ نہ صرف اٹھی بلکہ سرد نگاہوں سے اسے گھور کر کہے فوری اندر کی طرف بھاگی جبکہ لئیق کی مسکراتی نگاہوں نے اس لڑکی کے گم ہو جاتے سراپے کو دیکھنے کے بعد ایک مسکین سی نظر منہ پھیر کر ناراضگی جتاتی ٹوئکل پر ڈالی، اپنی مالکن کی طرح یہ رشین بلی بھی نخرے دیکھانے میں کسی سے کم نہ تھی۔

ہے ٹونکل! سوری۔۔۔۔بے فکر رہو، تمہیں فٹ بال نہیں بناوں گا۔"
بس تمہاری نک چڑھی لال کو تنگ کر رہا تھا۔ہوپ سو تم اپنا روٹھا ہوا دل
نرم کر لو۔۔۔۔اب تمہیں ٹچ نہیں کر سکتا مجبوری ہے ورنہ ہو تو تم اچھی
"خاصی کیوٹ

اس وقت وہ ایک بلی کو مناتا ہوا واقعی کیوٹ لگا جبکہ ٹوئنکل صاحبہ نے بھی یوں دم ہلائے خوشی سی ظاہر کی جیسے اہمیت پا کر وہ نہال ہوئی ہو اور جب لئیق کو خود اپنی حرکت کا احساس ہوا تو خجل سی مسکراہٹ نے اس ظالم کے چہرے کا حسن لمحے میں دہکا دیا۔

گہری سی سانس کھینچتا وہ خود بھی اندر ہوتے دھنگے کی خبر لینے جندل محل کے اندر جانے کا ارادہ کیے اٹھ کھڑا ہوا۔

کیونکہ اب تک تولوئے صاحب، اپنی مما جانی سے اس سے زیادہ بے عزت ہو چکے ہونے تھے جتنی آج وہ لال کے سامنے ہو چکی تھی، آہانت اور سبکی

کا سارا نزلہ اب بچارے لوئے بہزاد علوی پر گرنا تھا اور اوپر سے اسکی نکاح والی حرکت جو زائشہ کے پیروں لگ کر سر پر جا کر سلگ چکی تھی۔

....★☆☆☆☆☆★....

"اس دن کے لیے تمہاری پرورش کی کہ تم اپنی زندگی کا سب سے اہم فیصلہ میری مرضی اور موجودگی کے بنا کر لو۔ تم جیسی خودسر اور باغی اولاد سے بہتر تھا میں بے اولاد رہتی۔۔۔"

زائشہ علوی کے عتاب کو سہنے وہ شریف النفس بنا ہوا انکے کمرے میں موجود تھا اور انکے پر تپش الفاظ تو سہہ گیا پر بے اولاد والی بات نا چاہتے ہوئے بھی لوئے کا دل اور آنکھیں بوجھل کر گئی۔

بالکل، تاکہ آپکو لوئے نامی ٹارچر مشین کو برداشت ہی نہ کرنا پڑتا۔ آپ تو" میری ہر اچھی بری چیز کو قبول کرتی آئی ہیں پھر اتنا غصہ کیوں؟ آپ جانتی ہیں میں کسی زبردستی کے رشتے کا قائل نہیں اور آپ بھی تو میری شادی چاہتی تھیں، کس سے ہوئی لیودس، مجھے لارا کے سوا کوئی راس نہیں آسکتا، کچھ ایشو تھے جسکے باعث مجھے نکاح کرتے ہی اسے یہاں لانا پڑا۔۔ آپ اس سے ملیں تو سہی، آپکو اپنا دیوانہ بنالے گی"

لوئے نے ممی کے تابناک رویے کے برعکس خاصی افسردگی اور نرمی کا مظاہرہ کیا اور اسے تو جیسے اس وقت آگ لگی تھی، شعلہ باز آنکھوں میں اتنی سرد مہری تھی کہ لوئے کا مضبوط دل بھی بلبلا اٹھا، وہ لوئے کے لیے کوئی ایسی لڑکی لانا چاہتی تھی جو اس سے ساری عمر دب کر رہے، اب یہ نیویارک کی پیداوار دب تو نہیں سکتی تھی الٹا اسے یہ بھی ڈر تھا کہ کہیں عنقریب اسکی موت اپنی دونوں بہوؤں کے ہاتھوں ہی نہ ہو جائے۔

جس طرح آج لعلین نے اسکی زلت انجوائے کر کے وہاں سے شاطرانہ فرار کیا، زائشہ کو اس لال نامی لڑکی کو مارنا ناگزیر لگا۔

لئیق کی ماں لال نور سے بھگتنے کے بعد وہ اب ان دو دو لڑکیوں سے کیسے نمٹے گی، یہی اس عورت کی اصل ذہنی اذیت تھی۔

"کون ہے یہ لڑکی؟ کس خاندان سے اٹھالائے ہو۔۔۔ کس کا گند اخون ہے؟ کچھ پتا بھی کروایا یا نہیں۔ نیویارک کے آزاد ماحول میں پلی بڑھی اس لڑکی کو میں ہرگز قبول نہیں کر سکتی، تم نے میری عزت اس لئیق کی بیوی کے آگے دو کوڑی کر دی، کتنے فخر سے میں نے اسے کہا تھا کہ میرا لوئے مجھ سے کچھ نہیں چھپاتا۔ ماں کو ہمیشہ زلیل ہی کروانا، پہلے تمہاری الٹی سیدھی حرکتوں سے مجھے فرہاد اور لئیق کی جلی کٹی سننی پڑتی تھیں اور اب وہ لال بھی مجھ پر ہنسے گی۔۔۔۔ میرا دل چاہ رہا میں زمین پھٹے اس میں سما جاوں'، کس منہ سے اب اسکا سامنا کروں گی؟

وہ سب برداشت کر سکتا تھا پر لارا کے خلاف ایسا زہر اسکی ماں بھی اگلتی تو اسکے لیے نا قابل قبول تھا، باقی سب تو وہ سن ہی نہ سکا، گویا یہ اسکے ضبط اور برداشت پر کاری وار ثابت ہوا۔

"لارا میری بیوی ہے ممی، درخواست کرتا ہوں کہ آئیندہ اسکے خون کے بارے میں کم از کم ایسی بات مت کہیے گا۔ میری زندگی ہے، تو میری مرضی میں اسے جیسے بھی گزاروں۔ آپکو میری شادی کی جلدی تھی، وہ ہو گئی اب براہ مہربانی یہ فصول کی برہمی ترک کر دیں ورنہ کل کا جاتا آج ہی واپس چلا جاوں گا اور مڑ کر آپکو نہ اپنی شکل دیکھاوں گا نہ پھر میری وجہ سے آپکو کسی کی جلی کٹی سننی پڑے گی"

بمشکل تہذب کا دامن تھامے وہ جبڑے بھینچ کر بولا، آواز میں ہلکی سی تپش تھی اور زائشہ کو تلملانے کا موقع نہ ملا کیونکہ اسی وقت لوئے کی آمد کا سن کر فرہاد علوی کمرے میں آئے تو جہاں لوئے نے بے اختیار پلٹ کر رحم

طلب نظر ڈیڈ پر ڈالی وہیں وہ عورت پیر پٹخ کر دونوں پر حقارت آمیز نظر ڈالے خود کو واش روم میں بند کر گئی۔

لوئے ایسی ہی ڈوز ڈیڈ سے بھی امید کر رہا تھا مگر فرہاد علوی نے افسردہ اور رندے چہرے کے سنگ مسکراتے ہوئے لپک کر لوئے کو جب خود میں بھینچ لیا تو صدمے سے لوئے کی رنگت پیلی سی پڑی، یہ شاک اسکی سکت سے بڑا تھا۔

"مجھے بہت خوشی ہوئی کہ تم نے حرام تعلق بنانے کے بجائے نکاح کو فوقیت دی، میں تم سے بالکل ناراض نہیں۔ کسی کی پرواہ کرنے کی ضرورت نہیں خاص کر اس عورت کی جسے خوش کرنا کسی بادشاہ کے بس میں بھی نہیں۔ تمہاری بیوی کو وہی مقام ملے گا جو علوی خاندان کی بہوؤں کو ملتا ہے، لئیق، بھجت اور تمہاری شادی کا جشن ایک ساتھ ہو گا۔ جاؤ جا کر فریش ہو کر دونوں پہلے آرام کرو، سفر لمبا تھا۔ شام میں ملاقات ہو گی۔۔۔

وہ جتنا دکھی ممی کے رویے سے ہوا، ڈیڈ کی محبت بھری ڈھارس اور باہمت انداز نے اسکے موڈ کو ہشاش بشاش کر دیا۔

"تھینک یو ڈیڈ، آپ مجھ نکمے، نافرمان کو ہمیشہ پروٹیکٹ کرتے ہیں لیکن ممی نے مجھے ہمیشہ ہرٹ کیا۔ کبھی کبھی تو لگتا ہے وہ میری بھی سوتیلی ہی ماں ہیں"

اسکے لہجے کی تکلیف نے فرہاد کا دل بھی کند چھری سے کاٹ ڈالا جو اس عورت کے خود سے بھی سوتیلے سلوک کے ڈسے ہوئے تھے۔

"د۔۔دل میلا نہیں کرتے، جاو۔"

وہ خفیف سا ہلکلا گئے تو لوئے نے انکی گھبراہٹ دیکھتے ایک بار پھر سے شدت جذبات کے سنگ گلے لگایا لیکن اس بیچ اس شخص کی آنکھوں میں ضرور دنیا جہاں کی تکلیف اتری تھی جو لوئے کے روبرو آنے پر انہوں نے جبراً دبا بھی لی، جانے وہ شخص اتنا بے بس کیوں تھا۔

وہ اسکی گال تھپک کر اسے بھیجنے کے بعد خود بھی وہیں کرسی پر لڑھک گئے، آنکھیں تھیں کہ جانے کس احساس کے تحت لہو ہوتی چلی گئیں۔

.._____..

"اوہ! بہت برا ہوا عینی۔۔۔اب کیسی طبعیت ہے گل آنی کی؟ میں آوں؟"

وہ روم میں بگھڑے تاثرات لیے آئی مگر آگے عینی کی کال نے اور گل لالہ سے لے کر شیری والے ہنگامے تک سب بتایا جس نے لعلین کے دل کو افسردہ کیا۔

وہ وہیں تکیہ گود میں رکھے بیڈ پر ٹانگیں سمیٹے چڑھ کر بیٹھی، چہرے پر اضطراب جمع تھا۔

تمہارا نیا نیا گھر بسا ہے، گھر اور لئیق کو وقت دو، جب اسے ڈسچارج کر دیا" جائے گا تو گھر آ کر مل جانا۔

ابھی تو طبعیت اچھی نہیں ہے، شیری آیا تھا۔ بہت تکلیف میں محسوس ہوا،
"پرکاش بتا رہے تھے افراہیم بھائی نے بہت برا سلوک کیا اسکے ساتھ۔۔
عینی کے نرمی سے سمجھانے اور شیری کا ذکر غمناک ہو کر کرنے پر وہ بھی
آزردہ ہو گئی، اسے شیری کے لیے دگنا دکھ محسوس ہوا۔
عینی! شیری کا قصور اتنا نہیں ہے جتنا نظر آرہا ہے۔ آپ پرکاش بابا کو"
کہیں کہ افراہیم انکل کے اشتعال کو کم کریں۔ میرا تو دل بہت اداس ہو گیا۔
"آپ انکے پاس رہیے گا
لعلین نے فکر مندی سے کہا تو عینی نے اسے وہیں رہنے کی تسلی سونپے کال
کاٹی، وہیں لئیق جندل محل کے اندر آیا تو ہر طرف محسوس کن خاموشی
پھیلی تھی، مگر پھر زائشہ علوی کے روم کی طرف سے آہستہ آہستہ اسکی
طرف قدموں کی چھاپ تیز ہوئی تو بے اختیار لئیق پلٹا، لوئے جسکے چہرے
پر اپنے دھیان میں آتے سنجیدگی تھی، برو کو دیکھتے ہی کھوئی چمک واپس لوٹی
اور خود لئیق بھرپور توجہ اسکی طرف مبذول کیے رخ موڑے کھڑا ہوا۔

لوئے کا دل خفیف سا گھبرایا کیونکہ بروسے بے عزتی کا اسے یقین واثق تھا۔

تو تم واپس آ گئے، کونسرٹ کیسا رہا تمہارا؟"

" اور تم نے انسانی کام کب سے کرنے شروع کر دیے لوئے بہزاد؟

لئیق کے روبرو وہ ہر کوفت سے نکل آیا، امید سے بڑھ کر ملنا اسکے لیے

خوشگوار حیرت کا سبب تھا، پہلے ڈیڈ کا گلے لگانا اور لئیق کا نرم سا استفسار۔

بہت اچھا بلکہ سپر ہٹ، باقی رہی بات انسانی کام کی تو، اسکے لیے ابھی مت"

"ڈانٹیے گا بروکیونکہ ممی سے تازہ تازہ بستی کرا کے آیا ہوں

خاصی مسکین صورت بناتا وہ جس طرح ڈرتے ہوئے بولا، لئیق کی آنکھیں

خفیف سا مسکرائیں۔

گرل فرینڈ بنانے سے اور حرام تعلقات استوار کرنے سے لاکھ درجے"

بہتر ہے کہ نکاح کیا جائے، پہلی بار تم نے مجھے مایوس نہیں کیا۔ رہی بات

مسیز فرہاد علوی کی، تمہارے معاملے میں انکو ڈانٹنے اور باتیں سنانے کا پورا

"حق ہے، ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکال دو

لئیق کے نرم رویے کی اس بار لوئے کو واقعی امید تو تھی مگر لئیق نے شاید کچھ طبعیت بوجھل ہونے کے باعث ایکسٹرا نرمی دیکھادی تھی مگر لوئے کی تو دنیا جھوم اٹھی، اسکا بس چلتا تو وہ لئیق کا ہر لمحہ اپنے لیے وقف کر لیتا۔

اس سے پہلے لئیق اس پر نرم نگاہ ڈالے اپنے روم کی طرف بڑھتا، وہ آفت بنا فوری اسکی راہ میں آیا، چہرے پر شوخ مگر خوشگوار سی حیرانگی پھیلی تھی۔

آ۔۔آپ سچ میں مجھ سے ناراض نہیں ہیں؟ یا پھر میں خواب دیکھ رہا"

"ہوں؟

لوئے کے بے یقین تاثرات پر وہ خود لمحے میں سنجیدہ ہوا۔

اس کا ایک اور مفروضہ غلط ہو چکا تھا، کہ لوئے کبھی سدھر نہیں سکتا، لیکن وہ سدھرا ہوا لگا تو لئیق نے کبھی نہ کرنے والا اعتراف بھی کر ڈالا۔

ناراض نہیں ہوں، ٹھیک کام پر میں خوامخواہ ناراض کیوں ہونے لگا۔ہاں" تمہیں اس فیصلے میں اپنے پیرنٹس کو شامل کرنا چاہیے تھا، میں نے کسی

مصلحت کے تحت ایسا نہیں کیا لیکن میرے خیال میں تمہاری ایسی کوئی
"مجبوری نہیں ہو گی۔۔۔

لئیق کے خفیف سے برہم ہو کر کہنے پر وہ دلفریب سا مسکرایا، نجانے کیوں مگر لئیق جیسا بننے کے لیے وہ ہمیشہ خواب دیکھتا اور دونوں کا نکاح لگ بھگ ایک جیسی افراتفری میں ہوئے جو مماثلت پیدا کر گیا اس نے لوئے کو عجیب سی راحت دی۔

نہیں تھی یار پر ممی نے رنگ میں بھنگ ضرور ڈالنا تھا، پتا نہیں وہ میری"
کس پاکستان کی مائی سے شادی کروانے کے چکر میں تھیں۔یو نو میں کس ٹائپ کی بگھڑی چیز ہوں۔۔ سو میں نے یہ فیصلہ اپنی مرضی پر چھوڑا، آپ
"ناراض نہیں ہیں تو مجھے کسی کی پرواہ نہیں۔۔۔۔

اسکے جھنجھلاہٹ زدہ جواب پر اور آخری والہانہ انس کی شدت پر وہ ناچاہتے ہوئے بھی مبہم سا مسکرایا۔

"میں ناراض نہیں ہوں"

وہ اس وقت تھکا تھا تبھی اسکا لہجہ بجھا ہوا تھا جسے لوئے نے بھی محسوس کیا۔

"تھینکیو! آپ کیسے ہیں؟ طبعیت ٹھیک ہے آپکی؟"

لوئے کے کنسرن پر وہ جاتے جاتے پھر پلٹا۔

وہ ہمیشہ اسکی یونہی توجہ چاہنے کی کوشش کرتا تھا۔

"آئی ایم گڈ، انجوائے۔۔ڈنر پر تمہاری وائف سے ملنا چاہوں گا، ابھی سونا چاہتا ہوں۔ پھر ملتے ہیں"

رسانیت سے کہے لئیق نے اپنے قدم اپنے روم کی طرف بڑھائے تو وہ بھی مسکراتا ہوا اپنے کمرے کی طرف بڑھا اور دروازہ کھلتے ہی سہمی اور پریشان سی لارا جس طرح اٹھ کر لپک کر اس سے جا لپٹی، لوئے کی خوشی نے مزید اسکے دل کو نہال کیا۔

"لوئے، تمہاری مما تو بہت غصہ ہیں۔ مجھے تو ڈر لگ رہا ہے میرا گلا ہی نہ دبا دیں۔۔۔میں مر ور گئی تو ایمر کا کیا ہو گا"

وہ یوں خوف سے منمنائی کہ لوئے ہنستا ہوا اسے سامنے کیے اسکی فق صورت دیکھتے مسکراہٹ ہونٹوں میں دبا گیا۔

"تم مر ور گئی تو لوئے کا کیا ہو گا، اب یہ سوچا کرو۔۔۔ باقی رہی مما کی بات، انھیں قبول کرنا ہو گا۔۔۔ لیکن سب سے زیادہ خوشی ڈیڈ اور بر و کے اچھے ریسپانس پر ہوئی لارا، یعنی جو ڈیڈ مجھے نافرمانی پر کڑی سزا سناتے تھے، آج انہوں نے فخر سے گلے لگایا، اور بر و نے کہا میں نے پہلی بار انکو مایوس نہیں کیا۔۔

"اف میں تمہیں کیسے بتاوں لارا کہ میں کتنا خوش ہوں۔ یو آر لکی فار می، لارا کی ساری اداسی تو لوئے کو یوں خوش دیکھ کر ہی دور ہو گئی، وہ یوں شادی مرگ کی سی کیفیت میں تھا جیسے اسے نجانے قارون کا کونسا خزانہ مل گیا ہو۔

تمہیں مما کی ناراضگی کی کوئی پرواہ نہیں؟ اور بر و کاری ایکشن اتنا کول"

"کیسے آ گیا یکدم؟ تم تو بہت ڈرے ہوئے تھے

لارا کو بھی تجسس سا گھیرا۔

"ممی تو میرے ہر کام میں چڑتی ہیں یارا، کیونکہ انکو لگتا ہے میں پیدا ہی انکو تپانے ہوا ہوں، انکو مین مسئلہ میرے تم سے نکاح کا نہیں بس انکو اہمیت نہ دینے پر آگ بگولا ہوئی ہیں، کیونکہ وہ جیسی بھی ہوں، اپنی اولاد سے بہت سی امیدیں باندھے بیٹھی تھیں۔ باقی برو کچھ بدلے بدلے سے بھی لگے لیکن سمجھ سے باہر ہے کہ اکتائے، زندگی سے بیزار، سنجیدہ مزاج سے اس بندے کو مسکرانا کس نے سیکھایا۔

برو کچھ ڈاون سے لگ رہے تھے سو زیادہ تنگ نہیں کیا لیکن جتنے دن یہاں ہوں، انکے سر پر سوار رہوں گا اور سب جان کر رہوں گا"

لارا اسکی ان باتوں پر بے ساختہ دلفریب مسکائی کیونکہ وہ یہ سب بتاتا، اسے نرمی سے حصار تا بے قرار سا باولا لگا، اسکے لہجے میں خود سے جڑے اپنوں کے لیے بے شمار محبت تھی۔

تم خوش ہو تو میں بھی خوش، لیکن مجھے تمہاری مما کے سامنے جاتے ڈر"
"لگے گا لوئے

مخصوص نرم لہجے اور جگمگاتی مسکراہٹ کے سنگ کیے اعتراف کے ساتھ ہی محترمہ نے ڈر کو لفظ دیے تو لوئے نے اسکی ٹھوڑی پکڑے چہرہ اٹھایا اور اسکی گال لبوں سے عاشقانہ شدت سے مس کی، اسکے والہانہ لپکنے اور محبت سونپ دینے پر وہ پلکوں کی باڑ لمحوں میں گرا کر لمحے پاگل کر گئی۔

تھوڑا ریسٹ کر لو، تمہیں آج ہی مما کا فیورٹ بنا دوں گا۔ بس انکو اپنی ہاں" میں ہاں ملاتے لوگ پسند ہیں، تم بھی یہی کرنا۔ ورنہ تو وہ اپنی اولاد تک کو
"نہیں چھوڑتیں۔۔۔۔

یہ وہ سب ہنسی مزاق میں بھلے کہہ رہا ہو پر لارا کا دل ضرور تڑپ سا اٹھا۔

"لوئے! کیا مما اچھی نہیں ہیں؟"

لارا کے سوال پر وہ کچھ نہ کہتا خاموشی سے اس سے لپٹ گیا لیکن لارا کا یہ سوال اسکے دل کو ملال ضرور دے گیا، اسکے سوال کو ٹالے مسکراتا ہوا چینج کرنے بڑھا کیونکہ تھکن کی وجہ سے اسے شدید نیند آرہی تھی۔

وہ گیا تو لارا نے اسکی خاموشی میں چھپے کرب کو شدت سے محسوس کیا لیکن وہ تب تک اصرار نہیں کرنا چاہتی تھی جب تک لوئے اسے سب خود نہ بتا دیتا۔

.._____..

عینی سے بات کیے وہ وہیں بیٹھی اداس سی شیری کے متعلق سوچ رہی تھی، کیونکہ اپنی طرح اب شہریار بھی اسے ہارون کا ڈسا معلوم ہو رہا تھا، لیکن وہ اسے سلینا کے ساتھ کیے سلوک پر ہرگز معاف نہیں کر سکتی تھی۔اسی

لمحے روم کا دروازہ کھلا اور لئیق کو آتا دیکھ کر اس سے پہلے وہ ناراضگی سی عیاں کرتی اٹھتی، لئیق دروازہ بند کیے نہ صرف اس تک پہنچا بلکہ لعلین کے اٹھنے سے پہلے ہی اپنی شرٹ کے دو بٹن کھولے، کف فولڈ کر کے بازو چڑھاتا بے تکلفی سے نہ صرف اسکے پاس بیٹھا بلکہ اپنا سر اسکی گود میں دھرے تکیے پر رکھتا ترچھا سا لیٹ گیا بلکہ اپنی درد کرتی آنکھیں بھی بند کر لیں۔

اس بندے کی بے تکلفیاں ہر لمحے کے ساتھ بڑھ رہی تھیں اور لعلین کا صبر آزما رہی تھیں۔

"سر دبادیں لعلین، کسی میڈیسن سے آرام نہیں آرہا"

اس سے پہلے وہ اسے اس بے باک حرکت پر کچھ کہتی، لئیق کی بند آنکھوں سے کی فرمائش نے اسکے ہر بے رحم ارادے کو نگل لیا۔

تو میں کیا حکیم لقمان ہوں، اٹھ کر انسانوں کی طرح لیٹو۔ میں تمہارا کوئی"

"سر نہیں دباوں گی

منہ پھلا کر کہے وہ اسکو سرد نظروں سے گھورے لحاظ بھولے خفگی سے بولی
تو لئیق نے اپنی بند آنکھیں کھول کر آبرو اچکا کر اسکا الٹا چہرہ دیکھا، کیونکہ
جس طرح وہ لیٹا تھا، اسے وہ لڑکی ترچھی دیکھائی دے رہی تھی، اس شخص
کی پرفیوم کی خوشبو لعلین کو اپنے حواس منجمد کرتی محسوس ہوئی۔
آپ حکیم لقمان نہیں لیکن میرا سکون ضرور ہیں، دیکھنا چاہتا ہوں آپ"
"کے ہاتھ کا کمال
لئیق کے اسکے چہرے کا محاصرہ کیے نرمی سے کہا تو وہ فورا نظر چرا گئی مگر پھر
کچھ سوچ کر اس نے واپس اسے دیکھا جو واپس آنکھیں بند کر چکا تھا، غیر
ارادہ ہی لعلین نے اپنی ملائم ہتھیلی لئیق کے ماتھے پر رکھی تو اس شخص نے
بند آنکھوں سے ہی مسکرا کر لعلین کے مان جانے کو محسوس کیا، ہر گز کسی
کے آگے یوں جھکنے والی تو وہ بالکل نہیں تھی مگر سر دبانے میں ایسی کوئی
قباحت نہ تھی سو اس نے لئیق کی بند آنکھوں کا فائدہ اٹھائے دونوں ہاتھوں
سے اسکی کن پٹی اور ماتھا دبانا شروع کیا۔

جبکہ لعلین کی نظریں اسکے چہرے سے ہٹ کر غیر ضروری مناظر کی طرف مائل تھیں کیونکہ اس شخص کو غور سے دیکھنے کی لعلین مر کر بھی جرت نہیں کر سکتی تھی۔

"ساتھ ساتھ بتائیں کہ رونا اسے ملاقات کیسی رہی؟ آپ تو اسکا نام سننے کی روادار نہ تھیں تو ملنے کیوں چلی گئیں"

شاید وہ نرمی برقرار رکھ کر ہی یہ معاملہ نمٹانا چاہتا تھا، جبکہ لئیق کی کھلتی آنکھوں میں موجود سوال پر اس لڑکی کی آواز گلے میں گھٹ سی گئی، اس وقت اس شخص کی آنکھوں میں محبت کی ہلکی سی رمق بھی نہ تھی، ورنہ لعلین کا دل ضرور دھڑکتا مگر وہ سپاٹ چہرہ، برہمی کی شکنوں سے بھرا ہوا تھا۔

"مت پوچھو۔۔۔دیکھو تم میرے ہر معاملے میں شامل نہیں ہو سکتے۔ ہر انسان کی ذاتیات کے معاملے سیکرٹ ہوتے ہیں۔ تم بھلے میرے ساتھ

نکاح میں جڑے ہو لیکن پھر بھی میں تمہیں اپنی زندگی سے جڑا سب کچھ
"نہیں بتا سکتی

زرا ہمت کیے اس نے لئیق کے سوال کا جواب دیے اپنی توجہ اسکے سر
دبانے پر مرکوز کی مگر لئیق نے ہاتھ بڑھا کر اپنی پیشانی کو چھوتا لال کا ہاتھ
اپنے ہاتھ میں جکڑے اپنے سینے سے جوڑا، وہ خفیف سا بوکھلائی۔
"سب کچھ نہیں پوچھ رہا، صرف یہ بتائیں کہ ملاقات کہاں ہوئی اور اس
"میں کیا کیا بات ہوئی۔ دوبارہ اپنا سوال نہیں دہراوں گا لعلین

نرم لہجے کے باوجود اسکی آواز میں سختی چھائی اور لعلین نے اسکے منہ زور
تیور بھانپ کر سب بتانے میں ہی عافیت سمجھی کیونکہ وہ اس وقت غصے میں
مبتلا تھا۔

"لوکیشن میں تمہیں بھیج دوں گی، جب میں یہاں سے گھر گئی تھی تو فون
آن کرتے ہی اسکی کسی ان نون نمبر سے کال آئی تھی، رو دھو کر مجھ سے
ملنے کی درخواست کر رہا تھا، تبھی اگلے دن ملنے گئی لیکن مجھے اس پر رتی

برابر بھروسہ نہیں تھا سو اپنی گن ساتھ رکھی۔۔۔ لیکن وہاں پہنچ کر اس نے کچھ ایسی بکواس کی کہ مجھ سے برداشت نہیں ہوئی، شیری کے سب کچھ کرنے کے پیچھے بھی وہی کمبخت تھا۔ میرے دماغ نے مجھے کچھ گڑبڑ کا سائرن دیا تو میں نے پہلی فرصت میں وہاں سے بھاگنا ہی مناسب سمجھا، اور اس دن میں ہارون سے بھاگ ہی رہی تھی جب تم سے ٹکرا گئی"

لعلین سب چھپانے کے باوجود تقریباً سب بتا بیٹھی، اور رونا کے رونے دھونے والی بات کہہ بیٹھنے پر وہ اب خوفزدہ بھی تھی کہ لئیق اس سے رونا کے اس کے ساتھ کیے ظلم کا بھی نہ پوچھ لے، وہ سب تو لعلین مر کر بھی اسے نہیں بتا سکتی تھی۔

"وہ رود ھو کر کیوں بلا رہا تھا؟ جہاں تک مجھے پتا ہے وہ تو آپکا بیسٹ فرینڈ تھا۔ لیکن آپکی اس کے لیے نفرت؟ اس کے پیچھے کیا کہانی ہے"

جسکا ڈر تھا اور وہ جس سے پناہ مانگ رہی تھی، لئیق نے وہی پوچھ کر لعلین کو مشکل سے دوچار کیا۔

وہ اسکی نظروں کے انداز سے بے جان ہو رہی تھی اور پھر اسکے دل پر جمی لال کی ہتھیلی، جذب ہوتی دھڑکن کو پورے جسم پر حاوی کرنے میں لگی تھی۔

"جو ضروری تھا میں نے بتا دیا، پلیز اب تم یہ تفتیش بند کر دو"

وہ ملتجی لہجے میں منمنائی، نظریں بھی پھیر سی لیں۔

بتا دیں، بار بار مجھے کیوں تنگ کرتی ہیں۔ آپکے معاملے میں تحمل جیسی"

"کسی شے کو نہیں جانتا سو میرا صبر مت آزمائیں

وہ چاہتا تھا اسکے اندر کے غبار کو یوں کم کرے کہ اسکو سن لینی والی سماعت بن جائے، اسکے دل پر لدا وہ بوجھ اتار دے جو اسے اس رشتے سے گریزاں ہونے پر مجبور کر رہا تھا۔

لئیق کے خفیف سے برہم ہونے پر وہ اسے ناراضگی بھری نظروں سے دیکھنے لگی۔

تم کتنے ڈھیٹ ہو، نہیں بتانا مجھے۔۔۔۔ہٹو پیچھے، کیا تم خود کو میرا مالک "
" سمجھ بیٹھے ہو کہ مجھے تمہارے ہر حکم کی تعمیل کرنی ہے۔۔۔۔
اسکے سر کو تکیے سمیت پوری قوت لگا کر پرے کرتی وہ بے برحمی سے اٹھ کر بیڈ سے اتری، مگر لئیق نے وہی تکیہ بیڈ کی پشت سے ٹیکے اٹھ کر بیٹھے اسکے اٹھ کر بھڑک اٹھنے کو ملاخظہ کیا، اس لڑکی کا چہرہ سرخ بھبھول ہو گیا۔
ٹھیک ہے، کچھ نہیں پوچھوں گا۔۔۔۔رہیں آپ اپنے سیکرٹس کے ساتھ "
" خوش۔
اپنے سر میں اٹھتی ٹیس کے درد کو انگلیوں کی پوروں سے مسلتا وہ بھی اسی کی طرح تیز لہجے میں کہے اٹھ کر تکیہ بھی واپس بیڈ پر مارے وہاں سے اس سے پہلے جاتا، وہ خونخوار نظروں سے گھورتی اس آتش فشان کے راستے میں آئی۔

تم مجھ پر غصہ نہیں کر سکتے سمجھے، میں نے تم سے کبھی کچھ پوچھا؟ تو تم "
کیوں میری اماں بننے کی کوشش کرتے ہو۔۔۔۔۔ ہوا ہو گا کچھ جو مجھے اس
"سے نفرت ہے۔ اتنا کافی نہیں ہے کیا؟
وہ اسکے بگھڑنے پر فکر مند سی تھی کیونکہ اسکے سر میں درد تھا اور وہ ناچاہتے
ہوئے بھی اسکی ذہنی اذیت بڑھا چکی تھی۔
آپ مجھ سے کیسے کچھ پوچھ سکتی ہیں کیونکہ آپکا دل تو میرے لیے اب تک "
پتھر ہے، نقصان تو میرے دل کا ہوا ہے، تو تڑپوں گا بھی تو میں۔ آپ کو کیا
پرواہ، کہ میرا دماغ بھلے اس سب کو سوچ کر پھٹ جائے۔۔۔ سمجھ نہیں
"آئی آپکو کہ آپکے لیے کس حد تک سنجیدہ ہو چکا ہوں
اسکی آواز مضبوط ہو کر بھی افسوس اور ملال سے کھاری سی تھی اور لعلین
کئی لمحے اسکے گھن گرج رکھتے سخت لہجے کے زیر اثر ہی ڈوبی رہی۔
تم کتنے بد دماغ ہو، تمہارے گھر والے ٹھیک تمہیں الٹے سیدھے القابات "
سے نوازتے ہیں۔ خود سے جڑے ہر فرد کے لیے اتنا جنونی کون ہوتا ہے،

میرے لیے اتنا سنجیدہ مت ہو، میں تمہیں ایک دن چھوڑ جاوں گی۔ کیوں
"تم اپنی عادتیں خراب کر رہے ہو۔
وہ جان بوجھ کر بات اور موضوع سے ہٹی کیونکہ لئیق کا اس کی طرف یوں
شدید جذبات سے اٹی نظروں سے دیکھنا، لطف و جھجک کا سبب بننے لگا تھا۔
بات مت بدلیں لعلین !، اپنی عادتیں اگر خراب کرنا جانتا ہوں تو"
سدھارنی بھی سیکھ لوں گا۔ نہیں پرواہ کہ سب مجھے کیا سمجھتے اور کہتے ہیں،
ہاں آپکی نظروں میں اپنے مقام کے لیے سنجیدہ ضرور ہو گیا ہوں۔
آپ میری دسترس میں آئی ہیں اور اگر کھو گئیں تو میں آپکو کھو یا رہنے دوں
گا، جانتی ہیں کیوں، کیونکہ دسترس میں آجانے کے بعد بھی جو ہم سے چھن
جائے وہ ہمارا نہیں ہوتا۔ آپکو قریب اسی تجربے کو کرنے لایا ہوں، دیکھنا
"چاہتا ہوں کہ آپ مجھ سے چھین لی جائیں گی یا نہیں۔۔۔۔

یہ سب اس شخص نے بری بے بسی سے کہا، جیسے کوئی طاقت اسکا گلا دبا رہی ہو اور وہ اسکی شدت سے خوف کھا بیٹھی، اسکی آنکھوں میں ڈر تھا، اور اس ڈر کو ختم وہ صرف لئیق کو خوفزدہ کر کے کر سکتی تھی۔

"میں پھر تم سے شرطیہ چھین لی جاوں گی، دیکھ لینا۔۔۔ مجھ سے محبت کرنے کی غلطی کبھی مت کرنا، کیونکہ میرے پاس تمہارے جذبات کو سنبھالنے کی ایبلٹی نہیں"

وہ بے رنگ لہجے اور خالی آنکھوں کو اسکے درد اگلتی آنکھوں کے اثر میں ڈوبے چہرے پر جمائے بولی مگر لئیق کو تو لال کا لہجہ نیم سا کڑوا محسوس ہوا جسکی کڑواہٹ اس شخص کی زبان تک گھلتی محسوس ہوئی۔

"تو آپ مجھے خوفزدہ کر دینا چاہتی ہیں؟"

وہ اسکو شانوں سے جکڑے قریب کرتا اسکی سفاک آنکھوں میں تنبیہی آنکھیں ڈالے استفسار کیے بولا تو وہ اسکی پر تپش سانسوں کی حدت کو اپنی بے جان پڑتی سانسوں میں منتقل ہونے پر افسردگی سے مسکرا دی۔

تمہارے دل میں یہ خوف ہو گا تو محبت کی جگہ نہیں بچے گی لئیق ایزد"
علوی، مجھے تمہاری نرمی اور خلوص پر کبھی کبھی ترس آتا ہے۔ لیکن اگر یہ
"مجھے جکڑنے کا فریبی جال ہے پھر تم مارے جاو گے
وہ اتنی ظالم لگتی نہیں تھی لیکن وہ ایک بے جان سخت دل کی مالک لڑکی تھی
جسکے دل نے بس چند لمحے حرکت کر کے اپنے اندر موجود زندگی کی رمق
دیکھائی تھی، وہ اسکے لفظوں سے زخمی ہوا۔
میں جھوٹ ہوں لئیق، میرا وجود، خوبصورت دھوکے کے سوا کچھ بھی"
نہیں۔ میں ایک ڈراؤنی حقیقت ہوں جو سخت تکلیف دہ ہے، تم سے سہنی
مشکل ہو گی، میری اداس آنکھیں تمہیں ورغلانے کا کام کرتی ہوں گی
کیونکہ یہ اپنی ذاتی تڑپ میں لپٹی رہتی ہیں جو اسے دلکشی سونپ جاتی ہے،
میری موجودگی تمہارے گرد آگ بن کر بھڑکتی ہے، تم پر حملہ کرتی ہے
"اور جکڑ لیتی ہے لیکن میں مہربان نہیں ہوں

اس شخص کے حواسوں پر سخت برق بن کر گرتی وہ اپنا وہ بھیانک سچ بتا رہی تھی جس پر اسے یقین تھا، وہ لئیق کی آنکھوں میں پھیلی بے یقینی، کرب اور اذیت کی دھند کے پاریوں دمک رہی تھی جیسے سیاہ راتوں میں اکیلا مگر اپنی دھن میں مست سا چاند۔

جسے پرواہ ہی نہ ہو کہ افق کے دامن پر اکیلا وجود لیے روشن ہے۔

وہ اسکے ہاتھوں کو اپنے بازووں سے ہٹائے دور ہوئی، اس شخص کی خوشبو، سانسوں کی حدت، وجود کی گرمائش سے آزاد ہوئی، انگلی سے اس شخص کے درد کرتے سینے پر چوٹ کیے ظالم مسکرائی۔

تمہیں مجھ سے محبت نہیں ہونی چاہیے، اپنا سکون میری دھوکے باز" موجودگی سے لوٹ لینا لیکن بس اس بات کا دھیان رکھنا۔۔۔اب آرام "کرو میں تمہارے کمرے سے جا رہی ہوں

بنا اس سے نظر ملائے وہ لئیق کو وہیں ساکت پتھر کی طرح مجسمہ بناتی اسکے کمرے اور پھر آفس روم سے نکل کر آنکھوں میں ستم ڈھانے کے اثرات

چھپاتی ہوئی لان میں نکل گئی، ایک کونہ عافیت کا سمجھ کر ڈھونڈا اور گہرا سانس کھینچے وہ ٹوئکل کے پاس ہی جا کر بیٹھی۔

آنکھوں میں اتر آتی سرخائی، ہنس کر ٹالی، اور یوں کرتے ہوئے وہ منظروں کو ماتمی کر چکی تھی، بادل سوگوار ہو کر تپش لٹاتے سورج کے روبرو آکر اسکے چہرے کی تکلیف کو اپنے سائے سے ڈھانپ گئے۔

اسے سونا نہیں تھا پر اس وقت اسے یہی لگا کہ اگر اس نے چند گھنٹوں کی نیند نہ لی تو اسکا دماغ واقعی پھٹ جائے گا۔

بھجت اور سلینا ناشتے کے بعد کانفرنس میں ہی مصروف رہے اور مانی کے مل جانے کی خبر دینے کے سبب وہ بھی خوش دلی سے شامل ہوئی کیونکہ اسکا دل لئیق کی امید نے واپس مہکا دیا تھا، مانی کے خوشگوار موڈ کے پیچھے کی حقیقت شیری تک رسائی ہے، ابھی یہ حقیقت کھل کر نا جانے کیسا قہر ڈھانے والی تھی۔

شام میں ہی نکاح سر منی کے ارینجمنٹس کیانی پیلس کے لان میں ترتیب دیے جا چکے تھے، مدھم سی سجاوٹ جو ابھی جاری تھی، ہمایوں نے سر منی میں اس بار بس چند ضروری بھروسے مند احباب کو مدعو کیا تھا تاکہ اس بار کسی صورت انکی صبور کی خوشیوں میں وہ عورت زہر نہ ملا سکے، ویسے بھی لوئے کے دیے جھٹکے نے زائشہ کو سدھ بدھ بھلا دی تھی اور اسی کا فائدہ ہمایوں کیانی کو ہونے والا تھا۔

والدہ کو اس نے اپنے اور صبور کے نکاح کا بتا دیا تھا اور لئیق نے ڈرائیور کے ساتھ انھیں اس نکاح میں ہر صورت شامل ہونے کی رازداری سے تاکید بھی کی اور بھلے دل دستگیر کے اس جذباتی فیصلے سے دہل گیا ہو مگر وہ لئیق کی

بات نہ ٹالتی ہوئیں، کسی دوست سے ملنے کا بہانہ کرتیں جندل محل سے روانہ ہوئیں۔

وہیں دستگیر بھی صبور کا ہی منتظر تھا، جو آکر یقیناً اس سب پر واویلہ مچانے والی تھی۔

نکاح خواں بھی آچکے تھے اور وہ لان میں ہمایوں صاحب اور انکے چند گنے چنے دوست احباب کے ساتھ ہی براجمان تھے جبکہ خود دستگیر، پورچ کی سمت بے قراری سے ٹہلتا ہوا صبور کے انتظار کے ساتھ لئیق سے بات کر رہا تھا جسکی آنکھ کچھ دیر پہلے ہی بے طلب، نیند کی تین عدد ٹیبلٹس کھا کر کچھ دیر سو لینے کے بعد کھلی تھی اور اس بیچ لعلین نے خود کو اس سے محروم ہی رکھنے کو ترجیح دی۔

"میں ضرور آتا مگر طبعیت عجیب بوجھل سی ہے، سونے کے باوجود سر درد زائل نہیں ہوا۔ مریم بی آتی ہوں گی، میں تمہارے ہمیشہ ساتھ ہوں

دستگیر عالم۔۔۔دعا ہے صبور کے ساتھ پر سکون زندگی جیو لیکن نیہا کا معاملہ
"پورے انصاف سے ہینڈل کرنا
وہ تکیہ نیم دراز کیے بیٹھی پوزیشن میں بولتا واقعی تھکا سا لگ رہا تھا، لعلین
کچھ دیر پہلے ہی اپنے روم سے باہر گئی تھی، لارا سے ملنے کیونکہ زائشہ کے
ہنگامے کے بعد اس سمیت سب افسردہ تھے اور مریم بی بھی جاتے ہوئے
اسے یہ فریضہ دے کر گئی تھیں۔
ان شاءاللہ، طبعیت زیادہ خراب ہے تو ڈاکٹر کے چلے جائیں۔۔۔ لعلین"
"کہاں ہے؟
دستگیر کو اسکی فکر سی ہوئی تو جناب کے مرہم کا جس بے اختیاری سے پوچھ
بیٹھا، وہ بھی خود پر مسکرا دیا۔
ہمم۔۔۔دیکھتا ہوں۔۔۔وہ کہاں ہے نہیں علم، تم سب خیر خیریت سے"
"ہوتے ہی بتا دینا مجھے

لئیق کے بے دلی سے ٹالنے اور ساتھ ہی تاکید کرنے پر وہ لئیق کی افسردگی بھانپ گیا مگر فی الحال فرمابرداری سے سر اثبات میں ہلائے کال بند کرتا راہداری کی طرف متوجہ ہوا جہاں جندل محل ہی کی گاڑی انٹر دیکھتا وہ اسی جانب لپکا، خوبصورت سی دلہے کی اے جان گاڑی سے نکلیں مگر وہ انکی سرد نظریں اور اپنی طرف آتے ہوئے گھورنے پر خود بھی رحم طلب ہوا۔

آپ نہایت خود سر اور باغی ہیں دستگیر عالم، لیکن یہ یاد رکھیے گا کہ اس "
نکاح سے اگر اس زائشہ نے آپ کو نقصان دینے کی کوشش کی تو ہم اسکا
" قتل خود کر آئیں گے۔۔۔۔

برہمی کے باوجود وہ دستگیر اور صبور کے ایک ہونے پر کہیں دل سے مطمئین بھی تھیں، دستگیر نے انکو تھامے جکڑا تو وہ اور منہ پھلائے اسے پرے دھکیلتی ناراضی کے سنگ اندر چلی گئیں جہاں ہمایوں نے بذات خود ادب اور احترام کے سنگ انکو خوش آمدید کہا۔

جبکہ دستگیر کوایسی برہمی دیکھنے کی اب عادت ڈالنی پڑنی تھی، کچھ ہی دیر میں کیانی پیلس میں داخل ہوتی صبور کی گاڑی پر وہ اک لمحہ خوفزدہ سا ہوا، وہ لڑکی آج بھی اسکا دل اجاڑ بیٹھی تو شاید اس بار دستگیر کا وہ دل کبھی آباد نہ ہونے والا تھا، خود صبور، کیانی پیلس کے وسیع دمکتے لان میں ہوتی خاص تیاری پر گاڑی سے نکلتے ہی ٹھٹکی اور اصل جھٹکا اسے سامنے ہی کھڑے دستگیر کو دیکھ کر لگا، اور اس سے پہلے وہ خوفزدہ سی اس سے اپنے دل ڈوبنے کی وجہ بنتے خدشے کو جاننے کے لیے سوال کرتی، وہ اس تک پہنچا، بنا کچھ کہے اسکا ہاتھ پکڑتا تیزی سے اپنے سبک رو قدم بڑھاتا راہداری عبور کیے کیانی پیلس کے اندر داخل ہوا۔

جبکہ صبور نے اندر پہنچتے ہی اسکے ہاتھ سے اپنا ہاتھ بے دردی سے کھینچ کر نکالا اور خونخوار نظروں سے اسکے ظالم تیور دیکھ کر سہمی۔

"کیا چل رہا ہے یہاں؟ تم یہاں کیوں موجود ہو دستگیر؟ ب۔۔ باہر سب کیا ہو رہا ہے؟"

ان کہے خوف نے صبور کے ہونٹ کپکپا دیے جبکہ دستگیر نے زرا نزدیک آئے اسکے حراساں چہرے کو دیکھتے اسکی بازو جکڑی۔

"ہمارا نکاح، اور اس بار اگر تم بھاگی صبور تو زندگی میں کبھی میری شکل نہیں دیکھ سکو گی"

دستگیر کے سر پر بمب پھوڑنے پر وہ تھم سی گئی، ہوش سلب ہوئے مگر پھر وہ اسکو ہوش آتے ہی خود سے پوری قوت لگائے پرے دھکیل گئی، آنکھوں میں نمی گھل آئی، وہ دستگیر سے اس سب کی توقع نہیں رکھتی تھی۔

"تمہارا اور ڈیڈی کا پھر سے سر پھر گیا ہے، م۔۔ میں تم سے نکاح نہیں کروں گی۔ مت دیکھنا میری شکل سمجھے، م۔۔ میں خود اس سب سے تنگ آچکی ہوں اور کہیں دور چلی جاوں گی۔۔۔ م۔ مجھے گناہ گار مت کرو، میں تم سے نکاح نہیں کر سکتی۔۔۔"

اس لڑکی کے بے درد بن کر سسکنے پر، اسکی جذباتی کیفیت پر دستگیر نے بڑی مشکل سے ضبط کیا تھا مگر پھر جب اسکی بازو کھینچ کر اپنی طرف دھکیلے اسکی

آنکھوں میں غصے سے اپنی آنکھیں ڈالے گھورا، تو اس لڑکی کے حلق میں آنسوؤں کا گولا سا اٹکا۔

"تم یہ نکاح کرو گی صبور"

وہ غصے سے بولا مگر وہ روتی ہوئی اسکو پرے دھکیل کر اس سے پہلے بھاگتی، دستگیر نے جبڑے بھینچ کر اس پاگل کو بھاگ کر دبوچے واپس جکڑا۔

"نہیں کروں گی، ت۔۔ تم نیہا کے ساتھ ظلم کر رہے ہو۔۔۔۔ مجھے ن۔۔ ب۔۔ بھول جاو پلیز۔۔ ڈیڈی اور تم خود غرض ہو سکتے ہو لیکن میں نہیں۔۔۔ یاد رکھنا میں تمہیں مل کر بھی نہیں ملوں گی۔۔۔۔ م۔۔ مجھ پر رحم کرو، میرے حساس دل کو یوں پائمال مت کرو"

وہ یوں رو کر اپنے ہی حق سے دستبرداری کی جس طرح منت کر رہی تھی، دستگیر کا دل لہو ہوا۔

"ششش! اب تم کچھ نہیں بولو گی صبور، ورنہ میرا میٹر گھوما تو تمہاری ساری نیہا سے ہمدردی جھاگ بنا دوں گا۔ نکاح خواں منتظر ہیں۔ یہ نکاح کر لو پھر

بھلے تم میری طرف دیکھنا بھی مت۔ سب مہمان آچکے ہیں، اس بار اگر تم بھاگی صبور یا تم نے انکار کی کوشش کی تو کسی اور کے مارنے سے پہلے ہی میں "اپنی اس بے بس زندگی کا قصہ ختم کر دوں گا۔۔۔۔ چلو میرے ساتھ

اسکے قہر ڈھاتے الفاظ نے اس لڑکی کی چلتی دھڑکن منجمد کی، وہ اسے لیے اسی کے کمرے کی طرف بڑھا تو انٹر ہوتے ہی بیڈ پر بلیک اینڈ سلور میکسی اسکی منتظر تھی اور جلدی میں دستگیر نے اپنے بلیک ٹیکسیڈو کے ساتھ یہی میچ ہوتا اسکا برائیڈل ڈریس لیا۔

"دو منٹ ہیں، چینج کر کے آو"

اسکا ہاتھ چھوڑے وہ اسکا ڈریس اٹھا کر اسے تھمائے اسکی درد بھری شکائتی نگاہوں کو رتی برابر اہمیت دیے سپاٹ چہرے سے حکم صادر کرتے بولا، لیکن اس لڑکی کی ہٹ دھرمی پر خود ہی وہ اسکا ہاتھ پکڑے روانہ کرتا خود واپس آیا، ٹھیک دو منٹ بعد وہ آنکھیں رو رو کر سرخ کرتی اس ڈریس کو

پہن کر باہر نکلی تو وہ اسکے دمکتے سراپے پر اک لمحہ فدا سا ہوا مگر جب نظر صبور کی سوگوار آنکھوں سے ملی تو دل کاٹ گئی۔

"ت۔۔تم میرے ساتھ اچھا نہیں کر رہے، م۔۔میں تمہیں معاف نہیں کروں گی"

بھرائی آواز میں سلوٹیں پڑیں مگر دستگیر جانتا تھا اس لڑکی کو صرف وہی چاہیے سو اسکے وقتی جذباتی پن کو اہمیت دیے بنا وہ اسے پکڑ کر بیڈ کی پائینتی پر بیٹھائے خود اسکے قدموں میں بیٹھا اور اسے سفید پیروں میں خوبصورت سی بلیک مگر گولڈن شیڈ دیتی ہیلز مقید کیں، میک آپ اس نے پہلے ہی سموکی کر رکھا تھا سو وہ پرفیکٹ تھا جبکہ اپنی دلہن خود سجانے کی دستگیر عالم کو کہاں امید تھی، وہ اسکی ناراض نظروں کی پرواہ کیے بنا اسے پکڑ کر اپنے سامنے کھڑا کیے بیڈ پر رکھا دوپٹہ مائیوں کی طرح اسکے سر سے لپیٹ کر ارد گرد جیسے اوڑھائے مسکرایا، ایک لمحہ تو وہ خود اس جان سے پیارے شخص کی خوشی دیکھ کر تڑپ سی اٹھی۔

"م۔۔مت کرونہ،ا۔۔ایسے کیسے دستگیر۔۔۔۔"

وہ پھر سے سسک اٹھتی رودی تو دستگیر نے اپنے جذبات پر جبر ابند باندھے اپنے ہاتھ کی پوروں کے سنگ اسکے چہرے پر پھیلی آنسوؤں کی نمی ہٹائی اور بنا کچھ کہے اسکا ہاتھ پکڑے روم سے باہر نکلا،امے جان کو میسج کیا کہ وہ دلہن کو خود باہر لانے کو آئیں سو مریم بی کے اندر پہنچتے ہی وہ اپنی کل کائنات امے کو سونپتا خود پہلے باہر نکل گیا اور مریم بی نے آسودگی سے صبور کی پیشانی چومی،وہ روئی لگ رہی تھی اور اپنے بچے کی جلد بازیوں سے نالاں سی وہ صبور کو اپنے سینے سے لپٹا گئیں،مقصد اس بچی کی تکلیف کم کرنا تھا۔

"روئیں نہیں میرے بچے،دستگیر کے کان کھینچوں گی۔لیکن ابھی کے لیے شاید یہی آپکے اور انکے حق میں بہتر ہے،آجایئے امے کی جان"

اس شخص کی محبت ہی اتنی تھی کہ آنکھیں چھلک گئیں اور پھر مریم بی کی ممتا بھری محبت نے صبور کی آنکھوں میں تکلیف اتاری۔

وہ مجبور کردی گئی تھی، دستگیر نے اسے اس بار واقعی بھاگنے نہ دیا اور چند احباب کی موجودگی میں اسکا اور دستگیر کا نکاح ہو گیا، لیکن اسے دکھ تھا وہ اپنی ماں کی طرح کسی کا گھر اجاڑ بیٹھی ہے اور یہ اسکی حساسیت ایک فطری شے تھی اور اسکے آنسو اس لیے بھی بے لگام تھے کہ اس بار بھی اسے کسی نے سمجھنے کی کوشش نہ کی تھی۔

شام میں ہی ڈنر کر کے مہمان تو رخصت ہوئے ہی، صبور کو ڈھیروں دعائیں اور اپنے خاندانی کنگن پہنائے مریم بی بھی ڈرائیور کے ساتھ روانہ ہو گئیں کیونکہ انکو زائشہ کی جانب سے ڈر تھا کہ خدانخواستہ اسے بھنک بھی پڑی تو وہ غضب ڈھادے گی، انکے ساتھ آتا ڈرائیور بھی لئیق کا وفادار تھا سو تب بھی وہ احتیاط کے طور جلدی واپس چلی گئیں۔

سب مہمانوں کو رخصت کیے، نکاح سر منی کو فی الحال سیکرٹ رکھنے کا ان سب کو پابند کرتے ہوئے جب ہمایوں واپس آئے تو دستگیر بھی جانے ہی

والا تھا، لیکن صبور جو پتھر بنی وہیں سٹیج پر جمی بیٹھی تھی، اس کو یوں اذیت میں چھوڑنے کے حق میں نہ تھا۔

"لگ رہا ہے آتش فشان پھٹے گا، اب تم جانو اور یہ۔۔۔ میں نے اپنی ذمہ داری نبھادی۔ اسکو اس ذہنی دباو سے نکال کر جانا دستگیر ورنہ وہ ساری رات روتی رہے گی"

ہمایوں نے ایک دکھی نظر صبور پر ڈالی جو ساکت اور بے جان بنی بیٹھی تھی اور دستگیر نے غیر مستحکم سا تاثر دیے انھیں اپنی طرف سے مطمئین کیا اور وہ اسکا کندھا تھپکتے اندر کی طرف چلے گئے جبکہ دستگیر نے رخ موڑے جب صبور کو دیکھا تو اپنی سختی پر پشیمان سا ہوئے اس سے پہلے اس تک پہنچتا، وہ خود سے لاپرواہ دلکش سراپا جھٹکے سے اٹھا اور اس سے پہلے وہ بھاگ کر اندر جاتی، دستگیر نے اسکی کلائی پر ہاتھ کی پکڑ جمائے اپنی طرف کھینچا تو وہ اپنی خنجر کی طرح سینہ چیرتی آنکھیں اس کے حصار میں مبتلا ہوتے ہی دستگیر پر ڈال گئی۔

یوہرٹ می۔۔۔دوسری عورت بنادیا تم نے مجھے، ک کیا اس کی مستحق"
تھی؟ تم نے میرے ساتھ ساتھ اپنا رہا سہا سکون بھی ختم کر لیا۔ پہلے تم سے
ملی جدائی نے خون کے آنسو رلایا اور اب ت۔۔ تمہارا یوں ملنا مجھے تکلیف
"دے گا۔۔۔ہ۔۔ہر پل
جانے کتنی تکلیف تھی کہ اس لڑکی کی کھاری آواز کو اسکے دبائے گئے آنسو
نگل گئے، وہ جانتا تھا وہ حق پر ہے مگر صبور کو خود سے دور دیکھ دیکھ کر وہ عاجز
آ چکا تھا۔
دوسری عورت تو تب بنتی جب میرے دل میں پہلی عورت کے لیے کوئی"
جذبہ نمودار ہوتا، میرے لیے تو اول و آخر تم ہو صبور۔ صبر اور ضبط کی
آخری حد ختم ہو گئی تھی، سب قسمت پر چھوڑنا نہیں چاہتا تھا، تمہیں ویسے
ہی واپس چھینا جیسے مجھ سے چھینی گئی تھی۔ آئی ایم سوری، میری طرف
"دیکھو تو

وہ اسکے پھیری آنکھیں سہہ نہ سکا، مگر وہ اس وقت کسی کی جان تک لے لینے والی ظالم تھی اور اسکا اپنے چہرے پر جما ہاتھ بے دردی سے ہٹا بھی گئی۔

"نہیں دیکھنا مجھے تم جیسے خود غرض کو، یاد رکھنا میں تمہیں اسکی پوری سزا دوں گی۔ کسی دن تم سب سے دور چلی جاوں گی، کسی نے میری بے بسی کا بھرم نہیں رکھا، تم تو سب جانتے ہو کہ میرا دل یوں گھٹ جائے گا لیکن پھر بھی تم نے اور ڈیدی نے مل کر میرے حساس ہونے کا مزاق بنایا۔"

وہ اس پر جیسے پھٹ پڑی، دستگیر کے چہرے پر رنج سا اترا، وہ اس سے امید سے زیادہ ناراض ہو چکی تھی۔

"تمہاری خالی زندگی میرا سب سے بڑا امتحان تھی صبور، تم جو مرضی سزا دو لیکن میرے لیے اپنی محبت کو ایک فیصد بھی کم مت کرنا۔ مجھے سمجھنے کی کوشش کرو، نیہا کو چھوڑنے کے بعد اگر نکاح کرتا تو تمہاری وہ فسادی ماں کسی بھی گرے درجے تک جا سکتی تھی۔ لیکن اب اسے کوئی چال چلنے کی مہلت بھی نہیں دی جائے گی"

فی الحال وہ اسکی ایک بھی سننے پر راضی نہ تھی اور مسلسل خود کو اس سے چھڑوانے کی کوشش میں لگی تھی، اس شخص کا کوئی عملی لمس سہنے سے پہلے وہ سانس روک سکنے کی حد تک تڑپی ہوئی دیکھائی دی تبھی تو وہ کچھ کرنے سے خوف کھا بیٹھا۔

"یہ تمہاری خوش فہمی ہے دستگیر عالم کہ وہ مجھے اتنی آسانی سے تمہارا ہونے دیں گی، چلے جاو ابھی، تم اور ڈیڈی پر اتنا غصہ ہے کہ بتا بھی نہیں سکتی" کٹھور پن سے کہتی وہ رخ پھیر کر غرائی، اسکا حال ہارے جواری سا تھا جسکا ملال کسی صورت کم نہ ہو سکتا تھا اور سب سے بڑی سفاکی تو وہ دستگیر کے دل کو گھائل کر کے کر گئی جس طرح اس نے اسکے لپکتے ہونٹوں کو پیشانی سے مس ہونے سے روکا۔

"ٹھیک ہے تم جتنا غصہ کرنا چاہتی ہو کر لو، لیکن ہماری خود غرضی کے باعث ایک آنسو بھی مت بہانا۔ بہت مشکل سے ملی ہو صبور، تمہیں اس احساس کرب سے مکمل نجات دوں گا"

وہ اسے پا لینے کی شکر گزاری کو فراموش نہ کرتے کچھ دیر اسکی آنکھوں میں دیکھ کر بہل بھی گئی تو پھر سے دل، کسی کے گھر اجاڑ دینے کے دکھ سے کانپنے لگا اور تبھی اس نے خود پر بے وقت حاوی ہوتے دستگیر کو خود سے پرے دھکیلا۔

یقیناً اس لڑکی کے ستم سے وہ پوری جان سے ہل گیا۔

"یہی تو میری سب سے بڑی تکلیف ہے کہ مجھے غصہ کرنا اور اتارنا نہیں آتا، دوسروں کے کیے ظلم کی سزا بھی صبور خود کو دیتی ہے، میں رووں گی، جی بھر کر رووں گی، چلے جاو یہاں سے۔۔۔۔ محبت خود غرضی نہیں، قربانی کا نام ہے جو تم سے نہیں دی گئی اور اسکا گلہ مجھے تم سے ہمیشہ رہے گا"

اسے سینے پر ہاتھ سے دباو ڈالتی وہ اس شخص کو دل تک آزردہ کرتی وہاں سے روتی روتی بھاگ گئی اور دستگیر کے قدموں میں اتنی سکت نہ رہی کہ وہ اسکے پیچھے جاتا، لئیق کی بات واقعی ٹھیک نکلی تھی، وہ خود حساس تھا سو

حساسیت پسند لوگوں کی فطرت سے واقف تھا تبھی تو اس نے دستگیر سے اپنے خدشات کہے تھے۔

مگر ساری ذہنی اذیت اپنی جگہ مگر صبور اسکی ہو چکی تھی، یہ سچ اس وقت ہر ٹنشن سے نجات دینے کو کافی تھا، وہ ہر گز جانا نہیں چاہتا تھا مگر فی الحال اسکا چلے جانا ہی مناسب تھا، صبور کا غصہ اترنے تک اسے انتظار کرنا تھا جو ابھی تو جان لیوا امر لگ رہا تھا۔

....★☆☆☆☆☆★....

تم اس بات کو تسلیم کر لو کہ تمہارے مقدر میں حاکمیت لکھی ہی نہیں"

زائشہ، اپنی لالچ اور ہوس کے نیچ اور کتنوں کو پیروں تلے روندو گی؟ میں اور

ہمایوں تو چلو تمہارے ڈسے بد قسمت آدمی نکلے لیکن کیا تمہیں اپنی کوکھ
"سے جنم دی اولاد کی خوشی اور دکھ کوئی اثر نہیں کرتے
وہ بھیانک تیوروں کے سنگ کھلی کھڑکی کے پاس کھڑی تھی، کچھ دیر پہلے
ہی نیہاان دو کو ڈنر کے لیے بلانے آئی تھی جس پر زائشہ نے اسے جانے کا
کہے خود گھٹن سی محسوس ہونے پر کھڑکیوں پر گرے پردے ہٹا دیے جبکہ
وہ پہلے ہی آتش فشان بنی تھی اوپر سے فرہاد علوی کی روح میں تیزاب
انڈیلتی باتیں اسکے چہرے پر لہو چھلکانے کا سبب بنیں۔
تم اپنی یہ تقریریں بند کر لو، ایسا نہ ہو تمہیں ہمیشہ کی ابدی نیند سلا کر میں"
ایک اور سفاکیت کر گزروں، ایک اولاد بھی اس قابل نہیں نکلی کے اس
کے ذریعے میں اپنے خواب پورے کر سکوں، اوپر سے تم جیسی
نحوست۔۔۔۔حاکمیت صرف میری ہو گی، عنقریب اور سب سے پہلے تم
"ہی وہ وقت دیکھو گے

وہ عورت جو سوچتی، جانچے بنا زبان پر لا رہی تھی، مگر فرہاد علوی کا دل ضرور کانپ سا اٹھا، خدا وہ دن کبھی نہ لاتا جب انھیں اس درندہ صفت عورت کی حاکمیت دیکھنی پڑتی، بے جان پڑتے دل سے وہ اس عورت کی خواہشوں کی نفی کے لیے دعا گو ہوئے۔

"تم جیسی عورتوں کو اللہ نجانے کیوں اولاد دے دیتا ہے، یا پھر یہ ان کی بد قسمتی ہے کہ انکو جنم دینے والی تم ہو۔ ماں تو اپنے بچوں کی خوشی کے لیے مر مٹتی ہے لیکن تم تو اپنی اولاد کو اپنے سفاک مقاصد کے لیے مارنے سے بھی گریز نہیں کرتی، ابھی بھی وقت ہے، توبہ کر لو۔ طوفان سے پہلے والی خاموشی چھا چکی ہے زائشہ، گناہ کبھی نہیں چھپتا، تمہارا بھی سامنے آئے گا یاد رکھنا"

وہ فرہاد علوی کے آئینہ دیکھانے اور دھمکانے پر نہ صرف زہریلے تیوروں کے سنگ پھنکار کر پلٹی بلکہ زخمی شیرنی کی طرح اس نے لپک کر فرہاد علوی کو گردن سے دبوچا اور وہ شخص طاقت ور ہونے کے باوجود کوئی مزاحمت نہ

کرتے ہوئے، سانس پر لگتے پھندے سے کھانسنے لگا مگر اس عورت کو رحم نہ آیا بلکہ اسکا دل چاہا وہ فرہاد علوی کا کلیجہ بھی نوچ جائے۔

چیونٹی کے بھی پر نکل آئے، تم کب سے اتنے بہادر ہو گئے کہ زائشہ کو" دھمکی دو۔ اپنی اوقات مت بھولنا ورنہ تمہاری موت تمہارے ہی لئیق کے ہاتھوں کروانے میں مجھے ایک سیکنڈ بھی نہیں لگے گا۔ تم بے قصور ہو یہ صرف میں جانتی ہوں لیکن وہ لئیق ایز دعلوی ہے، گواہوں اور ثبوتوں پر یقین کرے گا جو سب تمہارے خلاف ہیں، آٹھ سال پہلے کیا ہوا، دعا کرو کبھی اسکے سامنے نہ آئے کیونکہ وہ سب تمہیں برباد کر دے گا۔ دوبارہ مجھے دھمکی دینے سے پہلے اپنے گریبان میں جھانک لینا، زائشہ، تمہارے ہی گناہوں کی وہ سزا ہے میری جان جو تمہیں آخری سانس تک سہنی پڑے گی"

ایک ہی جھٹکے سے وہ اس پھر سے جھٹکے کھاتے، خوف کے مارے سرخ چہرہ کر لیتے فرہاد کو بیڈ پر دھکا دیتی انگلی ہوا میں لہرائے اسے ایک ایک لفظ تلملا

کر جتاتی اس پر قہر ناک نظریں ڈالتی کمرے سے نکلی جبکہ فرہاد علوی کی یہ حالت اگر لئیق دیکھ لیتا تو شاید اپنے بابا کی مجبوری جاننے کے لیے زمین آسمان ایک کر دیتا۔

فرہاد علوی کی سانس گھٹ رہی تھی اور وہ سسکتے ہوئے یوں آہیں بھر رہے تھے جیسے انکے پاس واحد آسانی یعنی خودکشی کا اختیار بھی نہ رہا ہو، ہاں وہ کیسے خودکشی کر سکتے تھے بھلا؟ تب تک جب تک انکو لال نور کی قبر نہ مل جاتی، کیونکہ وہ شخص اپنی قبر اس عورت کے ساتھ چاہتا تھا۔

جبکہ زائشہ وہاں سے سیدھی لان میں ہی چلی آئی تھی، اپنے غصے کو قابو نہ کر پانے پر وہ پھنکار رہی تھی، چہرے اور گردن کی رگیں بھیانک حد تک تنی اور آنکھوں میں شعلے جل اٹھے مگر پھر اسکی نظر جندل محل کے پورچ میں آکر رکتی لئیق کے ڈرائیور کی گاڑی پر پڑی، اور پھر اس میں سے نکلتیں سجی سنوری مریم بی کو دیکھ کر زائشہ کے چہرے کی رنگت سی بدلی، تبھی اس سے پہلے مریم بی کسی کی نظروں میں نہ آنے کی کوشش میں تیزی سے

رازداری کے سنگ اندر جاتیں، راہ میں آکر انھیں سرد نظروں سے سر تا پیر گھورتی زائشہ کو دیکھ کر انکے حلق سے چیخ نکلتے نکلتے بچی، خوف کے مارے انکے چہرے پر پیلاہٹ اتری جیسے وہ زائشہ نہ ہو بلکہ موت کا فرشتہ ہو۔

اور یہ منظر اتفاق سے لئیق نے اپنے روم کی بالکونی سے دیکھ لیا، وہ کچھ تازہ ہوا لینے ہی وہاں آنکلا تھا، تھکن، نیند اور بے زارئیت یکدم ہی برہمی بنی کیونکہ زائشہ نے بہت بتمیزی کے سنگ مریم بی کی بازو جکڑے خونخوار نظروں سے اپنی طرف کھینچے گھورا۔

کہاں سے آرہی ہے یہ چمکتی دمکتی سواری، اتنی تیار ہو کر کہاں گئی تھیں"

"آپ مریم صاحبہ؟

زائشہ کے لہجے میں تضحیک تھی اور خود لئیق نے مریم بی کے پیلے پڑتے چہرے کو دیکھتے ہی واپس کمرے کا رخ کیا اور تیزی سے روم پھر آفس روم سے نکلتا وہ سبک رو قدموں کے سنگ باہر بڑھا، اسے یوں تیزی کے سنگ باہر جاتے ہوئے لال نے بھی دیکھا جو نیہا اور ملازمہ کے ساتھ ڈنر لگانے

میں مدد کر رہی تھی، لئیق کو غصے میں دیکھ کر اسے بے چینی سے ہوئی جبکہ لئیق کے بڑھتے قدم ان دو کی سمت لمحہ بہ لمحہ بڑھ رہے تھے۔

"ک۔۔ کہیں نہیں، ایک دوست کی بیٹی کی منگنی تھی، و۔۔ ہیں۔۔۔ ہمیں"

"درد ہو رہا ہے زائشہ صاحبہ

مریم بی کے تکلیف کے سنگ ہلکلا کر بتاتے اس عورت سے اپنی بازو جھٹکے سے چھڑوای چاہی مگر اس نے بے دردی سے انکی کلائی نوچ رکھی تھی۔

"اوہ یہ کونسی دوست ہے آپکی جسے میں نہیں جانتی، یاد رکھیے گا مجھ سے جھوٹ بولنے کی آپکو بہت بھیانک سزا ملے گی۔ میری ناک تلے کوئی غلطی مت کر بیٹھیے گا"

زائشہ کے تنبیہی الفاظ انکو خوف زدہ کر رہے تھے، کیونکہ مریم بی کو لے کر وہ خاصی محتاط رہتی تھی کیونکہ اس عورت کو ماضی میں وہ خاصا دھمکا اور تکلیف دے چکی تھی۔

"یہاں کیا ہو رہا ہے؟"

اس سے پہلے کہ مریم بی اس عورت کو جواب دیتیں، عقب سے ابھرتی خفا، پھنکارتی آواز نے جہاں مریم بی کا سوکھا سانس بحال کیا وہیں زائشہ کو لگا کسی نے اسکی دکھتی رگ دبائی ہو، جو ہاتھ اس نے مریم بی کی بازو نوچ کر جکڑنے کو تھاما تھا، وہ وہیں ڈھیلا پڑا اور وہ مکار عورت چہرے پر فورا جھوٹی مسکراہٹ سجائے پلٹی لیکن لئیق کی آنکھوں میں وہ نہ تو آج دھول جھونک سکی تھی نہ آج سے پہلے۔

خود مریم بی نے چہرے پر چھائی تاریکی، لئیق کو دیکھتے ہی بحال کی۔

"ک۔کچھ بھی تو نہیں، میں تو مریم بی سے یہ کہہ رہی تھی کہ انھوں نے یہ ڈریس کہاں سے لیا۔لک کتنی پیاری لگ رہی ہیں۔۔یونولوئے نے کیا حرکت کی سو میں سیڈ تھی اور میری یہ سہیلی بی پتا نہیں کہاں سیر سپاٹے کرنے گئی تھیں، بس وہی پوچھ رہی تھی"

زائشہ نے مسکین و بچاری سی مسکراہٹ چہرے پر سجائے جس ہوشیاری سے معاملہ سمیٹا، نہ تو اسکی یہ چال بازی لئیق کی آنکھوں کی سرد مہری کم کر

سکی نہ بی جان سے جبرا مسکرا کر اس عورت کی ہاں میں ہاں ملائی جا سکی، الٹا انکا دل زائشہ کے دوغلے پن پر اوب پر رہ گیا۔

ایسی ڈائن سے وہ اگر دستگیر کے لیے ڈرتی تھیں تو غلط نہ تھا اور اب تو انکو صبور کی بھی فکر لاحق ہو چکی تھی۔

"آپ اندر جائیں بی جان، ڈنر میں آپکے ہاتھ کے بنا سوجی ک حلوہ ایز آ سوئیٹ ڈش کھانا چاہتا ہوں۔ آئی ہوپ آپکو زحمت نہیں ہو گی"

بنا زائشہ کو دیکھتا وہ نرمی اور ادب کے سنگ مریم بی سے مخاطب ہوا جنکے چہرے پر انکی کھوئی سی مسکراہٹ اس عزیز بچے کی سادہ سی فرمائش پر واپس آئی۔

"کیوں نہیں بی کی جان، ابھی بناتی ہوں۔۔۔"

زائشہ کے خوف کو خود پر سے اتارتیں وہ مسکراتیں ہوئی اندر بڑھ گئیں جبکہ زائشہ کے ہاتھ پیر خفیف سے پھولے کیونکہ وہ شخص اسکو جن اچٹتی

نظروں سے گھورا، وہ زائشہ جیسی نڈر اور بے باک کو بھی ڈرنے پر مجبور کر رہا تھا۔

"مریم بی بہت نفیس اور آپ سے عمر میں بڑی خاتون ہیں، انکی بازو پکڑ کر جس طرح آپ بے ادبی سے تفتیش کرتی دیکھائی دیں، دوبارہ گریز کیجئے گا مسیز فرہاد۔ رہی بات آپکے اداس ہونے کی"

وہ تنبیہی نظریں اس عورت پر جمائے جو پھاڑ کھاتی ٹون میں بولا، اس پر زائشہ کو واقعی اپنا حلق تر کرنا پڑا کیونکہ اسے لگ رہا تھا لئیق نے سب دیکھ لیا ہے اور وہ اسے ہر گز سزا دیے بنا نہیں چھوڑے گا۔

"لوئے نے کوئی غلط کام نہیں کیا، ہاں اسکی تربیت آپ کرنے میں ناکام رہیں لیکن شاید اسکی تربیت وقت نے کر دی۔ کسی لڑکی سے ناجائز تعلق بنا لیتا تو آپکا غصہ جائز تھا، لیکن اس نے ایک جائز راستہ چنا سو میری تجویز ہے کہ آپ اپنا موڈ ان دو سے ٹھیک کریں تاکہ گھر کا ماحول خوشگوار ہو سکے۔

میں پہلی بار نرمی سے اپنی بات سمجھانے کا قائل ہوں، دوسری بار کیسے

" سمجھاتا ہوں، یہ آپ نہ ہی جانیں تو اچھا ہے

اسکے نرم لہجے میں بھی پھاڑ کھاتی وہشت تھی تبھی تو زائشہ اس کے آگے ایک حرف بھی بول نہ سکی، فرہاد کے سامنے شیرنی جبکہ وہی عورت لئیق کے سامنے بھیگی بلی بنی انگ انگ سے خوفزدہ ہو جاتی تھی جیسے وہ اسے سالم نگل لے گا۔

ہمم۔۔ لیکن اس نے یہ کرتے نہ پوچھا نہ بتایا، میں کیسے موڈ ٹھیک کر "

"لوں

زائشہ نے ہمت جتاتے بنا نظر ملائے خاصے دکھی لہجے میں منمنانے کی کوشش کی اور لئیق نے خفیف سی ناگوار نظر اس فریبی عورت پر ڈالی جو کچھ لمحے پہلے مریم بی کو کاٹ کھا رہی تھی اور اب مظلومیت کا مکھوٹھا اوڑھے یوں نظر جھکائے تھی جیسے پتا نہیں اس پر کونسے ظلم کے پہاڑ ٹوٹ گرے ہوں۔

شاید اسے بھی میری طرح اپنی زندگی کا یہ اہم فیصلہ غیر ضروری افراد کو"
بتانا مناسب نہ لگا ہو، انسان کے اپنے ہاتھ میں ہوتا ہے کہ وہ کس کے لیے
کتنی اہمیت کا حامل بنتا ہے۔ آپ نے خود کو اس لائق بنایا ہی نہیں کہ وہ آپ
"سے کچھ شئیر کرتا جبکہ فرہاد علوی کو آپ نے اس لائق چھوڑا ہی نہیں
لئیق کے تضحیک کرتے الفاظ پر وہ نفرت سی آنکھوں میں لیے اسکی طرف
دیکھنے لگی، سچ یونہی کڑوا لگتا ہے جیسے اس وقت اس عورت کو لگا تھا۔
ت۔۔ تم مجھے ہرٹ کر رہے ہو، ماں باپ کو اپنی اہمیت بنانی یا جتانی نہیں"
"پڑتی

وہ خفیف سا سلگی اور وہ زہر خند ہنسا، اس عورت کے اس جملے پر۔

کچھ ماں باپ کو ایسا کرنا پڑتا ہے، آپ اور فرہاد علوی جیسے ماں باپ کو، خیر"
امید رکھتا ہوں کہ جندل محل میں کوئی انتشار اور بے چینی کی فضا نہیں پھیلے
"گی۔ اب آپ جا سکتی ہیں

قطعیت بھرے انداز میں وہ اسکی ہستی تہس نہس کرتا خود لان کی طرف چلا گیا جبکہ زائشہ کے تن من سے اٹھتے دھوئیں سے صاف لگ رہا تھا، وہ اندر سے بھسم ہو گئی ہے، اور لئیق ایزد علوی جب خود بے بس ہو جاتا تھا تو اپنے مجرموں کا اختیار بھی چھین لیا کرتا تھا، وہ تو پیر پٹخے اندر چلی گئی مگر لئیق کھلے آسمان تلے آ کر بھی دم گھٹتا محسوس کر رہا تھا۔

یکدم ہی آنکھوں میں تکلیف سی اترنے لگی، حالانکہ اس وقت آسمان پر پھیلے ان گنت ستاروں کی چمک اسکی آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھی۔ لیکن وہ ٹھیک نہیں تھا۔

دستگیر نے معاملہ خیر و عافیت سے تکمیل پانے کی خبر بھی اسے دی تھی، اس نے لوئے اور لارا کے لیے جندل محل کا ماحول بھی مجبوراً سہی پر ساز گار کر دیا تھا، وہ شہریار پر بھی حاکمیت پا چکا تھا، وہ وقت بھی دور نہ تھا جب رونا اسکی گرفت میں آتا، سب اسکے مطابق تھا لیکن پھر بھی عجیب بے کلی تھی،

بے طلب نیند نے تو تھکن کو اور بڑھا دیا، پھر لعلین کی باتیں لگتا تھا دل کو اداسی سے تا عمر نکلنے نہیں دیں گی۔

لارا اور لوئے جب نیند لے کر فریش سے باہر ڈنر کے لیے آئے تو زائشہ کو وہاں دیکھ کر دونوں کو صدمہ ہوا کیونکہ یہ ایک ناممکن بات تھی، بچاری زائشہ تو بے بس کر دی گئی الٹا وہ لال سے بھی نظریں چھپاتی محسوس ہوئی، مگر لعلین کی فکر صرف لئیق سے لپٹی تھی سو سب کے ڈنر کے لیے آجانے کے باوجود وہ اسکی کمی پر خود ہی اسکو بلانے کی نیت سے باہر آئی۔

اور تبھی وہ اسے لان کے وسط میں جینز کی جینوں میں ہاتھ دیے کھڑا آسمان پر نکلے ستارے گننے میں محو تھا، جانتی تھی بہت سخت رویہ اپنا چکی ہے لیکن وہ سب لعلین کے لیے کرنا ضروری تھا۔

وہ بنا آہٹ کرتی اس تک پہنچی، وہ لعلین کے لیڈیز پرفیوم کی مخصوص مہک محسوس کرنے کے باوجود بے خبر بنا رہا، خود کو متوجہ کرنے سے روک لیا۔

راتوں میں عجیب سے ٹھنڈک کا احساس، موسم جلد بدل جانے کی نوعید لانے لگا تھا۔

دن خبس اگلتے تو راتیں خوشبودار، ٹھنڈک کے احساس سے لبریز ہو کر دن کی تمازت کا توڑ کر دیتیں۔

"طبعیت کیسی ہے اب تمہاری؟ سو گئے تھے یقیناً اب سر درد بہتر ہو گا" لعلین نے خود ہی اپنی انا ایک طرف رکھے اس سے فکر لٹاتے لہجے کے سنگ پوچھا جو تاروں سے نظر ہٹائے یکدم ویران اور خاموش سا اسکی سمت پلٹا۔

سونے کے لیے دماغ کا ریلکس ہونا ضروری ہوتا ہے، آپ تو میرے" حواس جنجھوڑ کر گئی تھیں۔ میری سانس روک گئی تھیں، ایسے میں آنکھیں موند کر کچھ دیر ہوش سے ناطہ توڑنا تو ممکن تھا لیکن آرام و سکون "پانا دیوانے کا خواب

وہ ناراض نہیں بلکہ بجھا ہوا تھا، وہ اس سے ایسے ہی دل جلاتے جواب کی امید رکھ رہی تھی سو لعلین نے بلکل برا نہ منایا اور دو قدم بڑھائے اسکے قریب

آکر کھڑی ہوئی، اسکے وجود سے اٹھتی مخمور خوشبو اپنی سانسوں میں گھلنے دی، یہ گستاخ اجازت دیتی وہ خوبصورت لگی، پھر جس طرح اس نے لئیق کے دونوں ہاتھ اسکی جینز کی پاکٹس سے نکال کر اپنے ہاتھوں میں مقید کیے، دلفریب تھا۔

"آئی ایم سوری، لیکن میں تمہیں بس یہ کہنا چاہتی تھی کہ آئی ایم ناٹ وائف میٹیریل۔۔۔ تم سچ جاننا چاہتے تھے، بتا دیا۔ اب تم مجھے اس کانٹریکٹ سے یقیناً آزاد کر دو گے، تمہاری کوئی خواہش ایز آ وائف شاید میں پوری نہ کر سکوں۔ سو جب تمہیں مجھ سے کوئی خوشی مل ہی نہیں سکتی، تو تم اس فضول کے تعلق کو آگے بڑھانا بالکل نہیں چاہو گے۔ عقل مندی کا بھی یہی تقاضا ہے۔ رونا اکی وجہ سے میں نے بہت کچھ کھو دیا، میں اول تو کسی کی اہمیت پانے کے حق میں نہیں لیکن جب کسی کے لیے اہم ہو جاوں تو مجھ سے اپنا غیر اہم ہونا برداشت نہیں ہوتا۔۔۔ سو مجھے اس لیے تم غیر اہم ہی رکھو اور اسی طرح چھوڑ دینا۔۔۔ تاکہ الگ ہونے کے بعد نہ تمہیں

یہ چند دن کا ساتھ تنگ کرے نہ مجھے۔۔۔اب اپنی ناراضگی ختم کر دو، آج میری آخری رات لے لو اور کل مجھے جانے کی اجازت دے دو، تم اچھے ہو سو تمہیں دکھ دینا مجھے اچھا نہیں لگے گا"

اس لڑکی کا اعتراف، ایک ایک لفظ کے ساتھ لئیق کی آنکھوں کی اذیت بڑھاتا گیا، وہ اسے چپ چاپ سنتا گیا اور وہ بنا ہچکچائے سب بولتی گئی، ایک ہی دن میں اس نے لعلین کے دو حدوں سے نکلے روپ دیکھ لیے تھے، اب کیا کچھ باقی تھا؟

ہاں اسکی رات، جو آج وہ خود دینے پر آمادہ تھی۔

"اس ایک رات کی قیمت چکانے کو پھر آپکو ہر رات میرے نام کرنی پڑے گی، سوچ لیں لعلین۔۔۔اور اس قید سے تو آپکو خود بھی رہائی پانے کی خواہش نہ رہے گی"

وہ اسکے الفاظ میں چھپی شدت پر گھبرا سی گئی اور ہاتھ بھی اسکے لئیق کے گرم مضبوط ہاتھوں میں جکڑے گئے، وہ اتنا پر یقین تھا کہ لعلین کے جسم کا رواں رواں اسکی پر تپش نظروں کی حدت سے کانپ گیا۔

ایسا کچھ نہیں ہو گا جسکی قیمت چکانی پڑے، محبت آدھی ہو کر بھی پوری" ہوتی ہے، کسی وصل کی محتاج نہیں ہوتی۔ یہ رات ہم ساتھ بیٹھ کر خاموشی "سے بھی گزار سکتے ہیں

وہ یہ کہتی نا جانے کس احساس کے تحت نظریں جھکا گئی اور وہ دل جلا سا اسکی معصومیت ہر مسکرا دیا۔

میری خاموشی سننے کا حوصلہ نہیں ہے آپ میں، اتنا بڑا ارادہ نہ کریں جو" "میری ایک نظر سے ہی ٹوٹ جائے

لئیق کے بے باک جملے نے لعلین کی آنکھوں میں ان کہا خوف اتارا۔

"ت۔۔ تم مجھے ڈرانا چاہتے ہو؟"

صبح کہا لئیق کا جملہ وہ اب دہراتی خود جنجھلائی۔

دل میں ڈر ہو گا تو محبت کی جگہ نہیں رہے گی، آپ کو بھی مجھ سے محبت "
"نہیں ہونی چاہیے لعلین۔ کیا آپ بھی اس بات کا دھیان رکھ سکیں گی
وہ جس بے رحمی سے اسے اپنے الفاظ میں جکڑ گیا، لعلین نے رحم طلب سی
نگاہ اسکی آنکھوں پر ڈالتے ہی گہرا سانس بھرے پلٹ کر اپنے ہاتھ
چھڑوائے بھاگنا چاہا مگر لئیق نے اسکی کلائی جکڑے نہ صرف روکا بلکہ اس
لڑکی کو اپنی سمت پلٹایا۔
دیکھتے ہیں اس ایک رات میں کس کی ہار اور کس کی جیت ہوتی ہے، آپکو "
اس ایک رات مجھ سے محبت نہ ہوئی تو کل آپکو رہائی ملے گی، اور اگر مجھ سے
"محبت ہو گئی تو میں ملوں گا
وہ ایسی شرط لگا رہا تھا جس کا ذکر ہی لعلین کے دل کو دہلا گیا، وہ خوف کھاتی
نظروں سے اسے دیکھتی روہانسی ہوئی۔
"ن۔۔ نہیں۔۔۔۔ یہ بہت بے رحم تقاضا ہے"

وہ اسکے ہاتھ سے اپنی کلائی آزاد کروانے کو مچل کر سسکی مگر لئیق فیصلہ کر چکا تھا۔

"آپ بھی تو بے رحم ہیں، میں نے صرف بے رحم تقاضا کیا ہے۔۔۔۔"

وہ تلخ سا ہوا، اس لڑکی نے تاسف بھری نظروں سے اسے دیکھا۔

"اور اگر محبت ہو جانے کے باوجود میں نے غلط بیانی کی، پ۔ پھر؟ "

اسے لعلین سے ایسے ہی سوال کی امید تھی۔

پھر! پھر آپ مجھے کھو دیں گی۔۔۔۔اور آپ ایسی ہی سر پھری ہیں لعلین"

ابراہیم مگر میں نہیں چاہتا آپ مجھے جان بوجھ کر کھو بیٹھیں۔۔۔ڈنر کرتے ہیں آئیں"

اسکے حواسوں پر قہر برپا کیے وہ اسکا ہاتھ تھامے جیسے اندر بڑھا، لعلین کو کچھ خبر نہ تھی کہ وہ سلامت ہے یا اسکے وجود کا ریشہ ریشہ ہوا میں معلق ہو گیا ہے۔

ڈنر پر ایک مسکراتا ماحول طاری تھا، نیہا بھی بظاہر نئے مہمانوں کی آمد پر مسکرا رہی تھی لیکن وہ ہمایوں سے ہوتی ملاقات کے بعد سے فطری اپنے دامن کو زائشہ علوی سے بچانے کی کوشش میں تھی، دستگیر کے آنے کے بعد سب نے ساتھ ہی ڈنر کیا تھا۔

زائشہ کے اندر مزید شک تب گہرا ہوا جب اس نے دستگیر کو بھی نک سک تیار دیکھا، وہ آنا تو کسی کی نظر میں نہیں چاہتا تھا مگر آ گیا اور چینج کر کے جب وہ ڈائنگ ہال تک آیا تو زائشہ علوی کی نظر خود پر جمی بھانپ کر اسکی چھٹی حس نے آلارم سا دیا۔

فرہاد صاحب چونکہ ڈنر پہلے ہی کر چکے تھے سو زائشہ کی بے رحمی سہہ کر وہ وہیں روتے تڑپتے نیند میں اتر گئے، لئیق خود انکو لینے آیا مگر انکو کروٹ پر لیٹ کر نیند میں ڈوبے دیکھ کر وہ واپس چلا گیا۔

شاید چہرہ دیکھ لیتا تو اسکے دل کو اس مجبور شخص کی اذیت کی خبر ہو جاتی۔

لارا کا خوف بھی زائشہ کی منصوعی اتر جاتے برہم تیوروں سے کم ہوا اور خود لئیق کو، لوئے کے لیے لارا جیسی حیادار، سلجھی اور سمجھدار لڑکی مناسب لگی کہ رہا سہا لوئے کے لیے میلا دل بھی ایک پر سکون ماحول میں کیا ڈنر ہر کثافت سے پاک ہو گیا۔

اور پھر کل شام میں جشن کے فیصلے کو کر کے اس نے یہ کام بھی کل ہی سمیٹ دینے کا فیصلہ لیا۔

اگر کل لعلین چلی بھی جاتی تو اسے یہ دن کبھی نہ بھول سکتا تھا۔

جشن کی تیاریاں ویسے بھی مکمل تھیں اور لئیق چاہتا تھا یہ فار میلٹی جتنی جلدی نمٹتی ہے نمٹ جائے، کیونکہ اسکے پاس پھر کئی دن تک کسی جشن کو منانے کا جواز نہیں بچنا تھا۔

.._____..

رات بھجت کو خود مدیحہ آفریدی نے سلینا کو ڈنر پر لے جانے کا کہا تھا اور مانی کی بحال ہوتی طبعیت اور مسکراہٹ کے اثر نے اسے داد و سے ایسی مہربانی کی ہر گز توقع نہ کی تھی۔

انکے بقول اب اگر وہ سلینا کو بیوی بنا ہی چکا ہے تو وہ اسے دل سے قبول کرنے کی بھرپور کوشش کرنا چاہتی تھیں، ویسے بھی وہ مانی کے ساتھ تھیں سو سلینا بہت پیارا سا بلیک اینڈ پرپل پرل لگے ڈئزائنر ڈریس میں ریڈی ہو کر خوشی خوشی بھجت کے ساتھ ڈنر کرنے فائیو سٹار ہوٹل گئی تھی، بھجت کے ساتھ زندگی کا خوشگوار آغاز اپنی جگہ مگر اسکی بات بھی عینی سے ہوئی تھی اور عینی کے سب بتانے نے اسے بھی قدرے افسردہ کیا۔

اور جب اس نے یہ سب بھجت کو بتایا تو وہ پہلے ہی لئیق سے سب کچھ جان چکا تھا، سلینا کو مانی کے یکدم ٹھیک ہو جانے پر بھی حیرت تھی کہ آخر لئیق

نے اسے ایسا کیا کہا کہ وہ چند لمحوں میں پہلے جیسی ہو کر صبح بریک فاسٹ ٹیبل پر آ گئی۔

ڈنر تو وہ اس متذبذب کیفیت میں کر چکی تھی مگر آفریدی حویلی کے قریب ہی اپنی زمینوں کے پاس بھجت نے کچھ دیر ایک ساتھ پیدل واک کرنے کی نیت سے گاڑی روکی تو سلینا نے فیصلہ کیا کہ وہ بھجت سے یہ سب پوچھے، جبکہ خود بھجت کسی سوچ میں گم تھا، سلینا کا ہاتھ اسکے ہاتھ میں مقید تھا۔

"کیا سوچ رہے ہیں؟"

سلینا کے پکارنے پر بھجت اپنی سوچوں سے چونک کر نکلا۔

کچھ خاص نہیں، تمہارے ساتھ یہ خوبصورت سی واک انجوائے کر رہا" ہوں۔ شکر ہے حویلی پے چھایا جمود کچھ ہٹا اور ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ وقت گزارنے کا موقع ملا"

بھجت کے محبت سے چور لہجے پر وہ دلفریب سا مسکائی مگر وہ اسکا ٹالنا سا بھی بھانپی کیونکہ شہریار کی واپسی اور اسکی اسکے بابا سے ملاقات کا سن کر بھجت کچھ نہیں بولا تھا۔

ہمم۔۔ویسے لئیق نے مانی کو ایسا کیا کہا ہو گا کہ وہ رو رو کر ہلکان، اپنی جان" سولی پر لٹکا کر سبکو ٹارچر کرتی مانی، یکدم ہنسی اور خوشی میں مبتلا ہو گئی۔مجھے "تو یہ رازدارانہ معاملہ تشویشناک لگ رہا ہے بھجت

سلینا نے اپنے خدشے کو زبان دی تو خود بھجت کا دل انہونی کے خوف نے لرزایا، یہ سچ ہے اگر لئیق نہ ہوتا تو وہ اب تک مانی کی شیری نامی خواہش پر تاب نہ لاتے ہوئے اسکا قاتل بن چکا ہوتا۔

لیکن لئیق اس معاملے کو کسی ایسی طرح حل کرنا چاہتا تھا تاکہ کل کو انھیں پچھتاوے سے ہاتھ نہ ملنے پڑیں۔

"اس نے ضرور اسے شیری دینے کا وعدہ کیا ہو گا"

بھجت کے اس درجہ پر سکون ہو کر بتانے پر سلینا کے قدم اسکی آنکھوں کی طرح ٹھہرے تو بھجت بھی اپنا ہاتھ کھینچ جانے پر رکا۔

وہ افسوس بھری بے یقین نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

بھجت! یہ کیا کہہ رہے ہیں۔ پلیز ایسا کچھ مت ہونے دیں۔ لئیق کیا" کرنے جا رہا ہے، اس سے اچھا تھا آپ دونوں اسے جیتے جی مار دیتے۔ سب جانتے بوجھتے کیا آپ اپنی بہن کو اس کے رحم و کرم پر چھوڑ دیں گے۔ میں جانتی ہوں وہ اتنا قصوروار نہ بھی ہو تب بھی اس نے بہت برے کام کیے

"ہیں۔ مانی کوئی کھلونہ نہیں، جیتی جاگتی لڑکی ہے

سلینا کا دل تو سوچ کر ہی کانپ اٹھا تھا تبھی تو بھجت نے دقت سے سینے پر جمی سانس خارج کیے بے بسی کے سنگ اسے دیکھا۔

مانی کی سزا یہی ہونی چاہیے، تاکہ اسے پتا چلے کہ ہر چمکتی چیز سونا نہیں" ہوتی۔ اس نے شہریار جدون کا انتخاب تب کیا جب وہ ایک درندہ بن کر عیاں ہو چکا تھا، میں اسکی اس پر جان نہیں لے سکا لیکن میں اسکی مقدر میں

لکھی سزا ٹال بھی نہیں سکتا۔ یہ کر کے یا تو اسے شیری ملے گا یا پھر زندگی بھر کبھی نا بھولنے والا سبق۔۔۔۔اور تم جانتی ہو سیلی، کبھی کبھی انسان سمجھانے سے نہیں صرف دھکا کھانے سے سنبھلتا ہے"

بھجت کی ہر بات درست تھی لیکن سیلنا کو اس سے بھی خوف آیا جو یہ سب سنگدلی سے بول رہا تھا۔

"اور اس بیچ اس نے اگر مانی کو کوئی نقصان پہنچا دیا؟"

یہ پوچھتے ہوئے سیلنا کی آواز باقاعدہ لرزی۔

"تو یہ مانی کی قسمت ہو گی اور ہم اسے چار و ناچار قبول کریں گے، وہ کوئی بات نہیں سمجھ رہی اور اسکو سمجھانے کے بیچ اگر کوئی انہونی ہو گئی، کسی کی جان چلی گئی تو بہت برا ہو گا سو لئیق کی حکمت عملی کو دیکھنا ہی اس وقت عقل مندی ہے"

وہ پہلی بار آمنہ کے لیے سنگدل لالہ بنا تھا اور یہ اس لڑکی نے خود اپنی بیوقوفی اور ہٹ دھرمی سے اپنے اوپر لالہ کی سختی حاوی کی تھی۔

آپ اسکے ساتھ ایسے سنگدل مت ہوں، وہ نا سمجھ تھی، بچی تھی۔اور جس"
عمر میں وہ ہے، انسان بھٹک جاتا ہے، اسکا یہ مطلب تو نہیں کہ ہم اپنے
"پیاروں کو آندھے کنویں میں گرنے دیں
سلینا سے اسکا ہاتھ تھامے ملتجی لہجہ اپنائے جیسے اسکا دل نرم کرنے کی
کوشش کی تھی مگر وہ نرم نہیں ہوا۔
بچی نہیں ہے وہ، بچوں کو کیا پتا محبت کیا چیز ہے۔۔۔بچی ہوتی تو بہل جاتی،"
لیکن اس نے ہمارے سینوں پر اپنی ضد سے ناسور بنا دینے کی ٹھانی جو بچپننا
نہیں، سوجھی سمجھی بیوقوفی ہے۔۔۔۔میرا موڈ خراب مت کرو سیلی، میرا
دماغ گھوما تو سب معاملہ اپنے طریقے سے ابھی نمٹا آوں گا، پھر چاہے کوئی
مرے یا جیے، مجھے کوئی پرواہ نہیں رہے گی۔ غلطی کی ہے، تو سزا بھگتے اور
اس شیری کو بھی پتا چلے کہ ایسے پنگے لینے کی کتنی بھیانک سزا ہوتی ہے۔ بڑا
عزیز وہ اسے، جا کر دیکھ لے اس عزیز شخص کی اپنی آنکھوں سے
"اصلیت۔۔جب روتی ہوئی واپس آئے گی پھر اسکی عقل ٹھکانے لگے گی

یکدم ہی اسکے مشتعل ہونے اور ان ظالم الفاظ نے سلینا کو بھی مزید کچھ بولنے کے قابل نہ رہنے دیا، اور اس وقت اسکو مزید کوئی بعث کرنی فضول لگی۔

اور ناچاہتے ہوئے بھی وہ واپسی کے لیے گاڑی کی طرف بڑھا، سارا رستہ اسکے سپاٹ چہرے پر تلخی درج رہی، سیلی کو افسوس بھی تھا اور دکھ بھی مگر بھجت اس سے بھی خفا سا ہو کر روٹھ گیا۔

واپس پہنچنے میں انکورات کے نونج چکے تھے اور سلینا کی اداسی تب بڑھی جب وہ گاڑی پورچ میں روکے بپھری موج بن کر نکلتا بنا اس سے کچھ بھی کہے حویلی کی سمت چلا گیا۔

بھجت کے غصے سے وہ ڈرتی تھی لیکن اس بار وہ اس کی بے رحمی سے ڈری تھی۔

لان میں مانی اور فریحہ دادو کو واک کرتا دیکھ کر وہ انہی کے پاس آئی، تینوں نے مل کر چائے پی اور ایک دوسرے کو اہمیت دیتے ہوئے گپ شپ کی،

صبح سے مانی اپنے پیپرز کی تیاری بھی سنجیدگی سے شروع کر چکی تھی اور ابھی دادو اسے زبردستی کمرے سے باہر تازہ ہوا لگوانے لائی تھیں۔

مانی کی مسکراہٹ دیکھ کر سلینا یہی سوچ رہی تھی کہ وہ شخص نا جانے کس حد تک اجاڑے گا، اور اگر اس نے سلینا کے نہ ملنے کا بدلہ بھجت کی بہن مانی سے لینے کی ٹھان لی تو وہ خود کو بھی شاید کبھی معاف نہیں کر سکتی تھی، دل یہ سوچ کر ہی کانپ سا گیا۔

کچھ دیر بعد وہ اندر چلی آئی، لال سے بات کرنا چاہتی تھی پر موڈ بوجھل سا تھا سو کل پر چھوڑے وہ سیدھا اپنے روم کی طرف ہی گئی۔

جناب خوامخواہ بریم سے ہوئے، کمرے میں اندھیرا کرتے، اسکے آنے کا انتظار کیے بنا ہی چینج کیے سو چکے تھے اور کل تو رات مانی کی پریشانی میں دور رہ کر گزری اور آج اس شخص نے خود ہی بیچ میں صدیوں کا فاصلہ حائل کر لیا، اپنا گلاب سا چہرہ مرجھا لیتی وہ بے دلی سے چینج کرنے گئی، جب باہر آئی تو ہنوز بھجت کروٹ پر لیٹے آنکھیں موندے ہوئے تھا۔

آئینے کے روبرو سیاہ ٹائیٹ گاون میں لپٹی اپنے آپ پر اداس سی نگاہ ڈالے وہ بوجھل پن سے پلٹی ہی کہ بھجت سے ٹکرائی، اس اچانک افتاد پر اسکا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا، جبکہ بھجت اسے اس وقت جن ہی لگا جو سیکنڈ لگائے اسکے قریب پہنچ چکا تھا۔

"مجھ سے منہ پھلا کر سو جاتے ناں، پھر آپکو اگلا پورا ہفتہ سیلی کا صرف پھولا منہ ہی دیکھنے کو ملتا"

سلینا کا سانس جو بھجت کے گھیر لینے سے ویسے ہی سینے میں اٹکا، بمشکل گہرا سانس بھر کر ناراضی سے جتاتی وہ اپنی بازو اسکی پشت پر لے جا کر باندھے لاڈ سے شکوہ کیے ساتھ لپٹی تو وہ بھی بیزارئیت سے یکدم نکلتا بے خود ہوا، اس لڑکی کے نرم گرم وجود کا لمس اسکے جسم میں حرارت جگانے کا باعث بنا تبھی تو سیلی کو اپنے گرد بھجت کی تنگ ہوتی بازووں کا احساس ہوا اور ریڑھ کی ہڈی تک سنسناہٹ ہوئی۔

بس چڑھ گیا تھا، دماغی طور پر پریشان ہوں اس لیے۔اور تم ہو ناں میرے ہر "
بگھڑے موڈ کو بحال کرنے کو۔ جس لڑکی کے لیے بھجت آفریدی اخیر تڑپا
ہو، وہ پاس ہے تو کیسے نیند جیسی غیر ضروری شے کو اپنے قریب بھٹکنے دے
"سکتا ہوں

بھجت کی جذب سے اٹی معنی خیز سرگوشی نے سلینا کے دل کو بھی لرزایا
کیونکہ وہ شخص اتنا قریب کر لینے کے بعد دور تو ہرگز نہیں جانے دے سکتا
تھا، اپنے تشنہ لبوں کی شدت دم سادھ کر قربت کے اثر سہتی سیلی کی گردن
سے سرکاتے وہ جب اسکو روبرو لائے اسکے رخسار تک رکا تو شرم وحیا میں
بے بسی نے مل کر اس دہکتے حسن کی مالک لڑکی کی پلکیں بوجھل کیں۔
وہ اسے یوں سادہ سے ماحول میں نہیں ملنا چاہتی تھی بلکہ وہ اسکے لیے پھر
سے پور پور سجنا چاہتی تھی مگر اب مہلت دینے کے حق میں وہ شخص نہیں
تھا کیونکہ صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا۔
"ب۔۔ بھجت۔۔۔ایسے نہیں پلیز"

وہ اسکی بڑھتی گستاخیوں اور قربت کے احساس سے پر خمار ہوتی نظروں کے مفہوم سمجھ کر کانپ سی اٹھی جسکی بہکتی نگاہوں کا مرکز اسکی آنکھوں کے بعد بھرے بھرے خوبصورت لب تھے جنکی نرمی، روح کے گداز لمس کی مانند مطلوب ہوئی۔

آج ماحول بنانے کو چھوڑتے ہیں، بے وقت ایک دوسرے کو مل جاتے "

"ہیں۔ ویسے بھی تم ہر روپ میں میرے دل کو ایک سی بھاتی ہو

وہ اسکے عام سے خلیے پر گہری نگاہ دوڑائے جھٹکے سے اسکے میسی جوڑے میں مقید بال کھولتا مسکرایا، اور شدید بے قراری کے باوجود بھی بھجت کے اعتراف پر وہ مسکرائی، ہاں اسکی مسکراہٹ میں ایسے رنگ بھی عیاں تھے جو جاتی ہوئی، وجود سے پل پل سرکتی جان کے سبب آجاتے ہیں، اسکے مہکتے ریشمی بالوں کی خوشبو آنکھیں موند کر محسوس کرتا وہ خود سے بیگانہ ہوئے مدہوش ہونے لگا۔

میں آپ تک پہنچتے اس لمحے کو بہت یادگار بنانا چاہتی تھی بھجت"

"مگر۔۔۔۔

یکدم ہی وہ اس حادثے کے دن اپنی تیاری سوچ کر سوگوار سی ہوئی تو بھجت نے اسکے نرم ہونٹوں پر انگلی رکھے اسکے بے لگام ہوتے دل کی دھڑکنیں فرصت سے اپنے سینے سے لپٹا کر سنیں۔

جب تم میرے قریب آتی ہو، وہ ہر لمحہ بنا کچھ کیے بھی یادگار ہو جاتا ہے۔"

مجھ میں ہزار برائیاں تھیں تب بھی تم نے مجھے قبول کیا سلینا، مجھ جیسے جذباتی کو تم جیسی متحمل مزاج، پھول جیسی نازک اور مہکتی سیلی ملی تو یہ اللہ کا مجھ پر تمام تر گناہوں کے ایک ایسا کرم ہے جسکا بدلہ میری کئی زندگیوں کی عبادت بھی نہیں اتار سکتی"

وہ اظہار کر کے اسے مقدس رتبہ دے رہا تھا، پھر ایک دوسرے کی موجودگی کا نشہ بھی تو دل اور وجود مائل کر رہا تھا، جس طرح اس نے سلینا کی پیشانی اپنے ہونٹوں سے چومی، ساری گھبراہٹ اور اداسی تو یہیں دم توڑ

گئی تبھی تو اس نے بھی باہیں بے تکلفی سے اس شخص کے گلے میں ڈال کر پھینکے جال میں خوشی خوشی پھنس کر خود سپردگی کا عاشقانہ اعلان کیا۔

دونوں کی مسکراہٹ ایک دوسرے پر اپنی محبت نچاور کرتے لمحوں کے آ پہنچنے کی خوشی سناتی محسوس ہوئیں۔

دونوں ایک دوسرے کے چہرے کا سکون اپنی ذات میں اترتا محسوس کر رہے تھے۔ شاید یہی زندگی کا حسن ہے کہ اپنے ہمراہی کے ہر جذبے و لہجے کو خود بھی اسی شدت سے محسوس کرنا، جیسا وہ اس لمحے سوچ اور محسوس کر رہا ہو۔

دونوں طرف محبت لٹانے کی ایک جیسی امنگ تھی، دونوں کو ہر ہر بوسے پر، ہر ہر لمس پر، ہر ہر وجود کے راز سے واقفت پا کر ایک جیسا لمس نشاط میسر آنے لگا تھا۔

آج موضوع محبت نہیں، چاہے جانے کی شدت ہو گی۔ محبت تو ہمارے " بیچ کسی رواں ندی کے دھیمے سروں کی طرح ازل سے موجود ہے، تمہیں ہر

طرح پالینادر اصل میری زیست کے اطمینان کا باعث ہے اور اسی کا تقاضا ہے کہ بے پناہ حدوں تک اپنے شوق، جنون اور خواہش کی تکمیل کا احترام کیا جائے"

اس شخص کے بولتے ہونٹ، اس محبت سے بھری لڑکی کی مدھم پڑتی سانسوں کی کہانیوں کے زائقوں میں محو ہوتے خاموش ہوئے تو ارد گرد پھیلی معنی خیز خاموشی میں جل تھل کر اٹھتی گھبرائی دھڑکنوں نے ارتعاش برپا کیا۔

آخری ہوش کا لمحہ لب و لہجے، رخسار و جبین کی گہرائیوں کو ہونٹوں کی والہانہ تڑپ اور شدت سے خراج تحسین پیش کرتے خمار میں ڈوبا، سرور بنا اور پھر چاند کی خوابناک روشنی نے ماحول برپا کیا، وہی جس نے دور رہنے کی ہر وجہ کو ختم کرتے ہوئے ایک دوسرے کو ایک دوسرے میں پوری رضا سے مجذوب کر لیا۔

دھیمی دھیمی چاندنی، بے خود ہوتی سانسوں کا زیر و بم، آنکھوں میں امڈتے منہ زور جذبات، ایک دوسرے کی وجود سے لپٹی ایک دوسرے کی خوشبو، انگلیوں کے سرسراتے لمس، تشنگی، شدت اور محبت! آہستہ آہستہ سارے حسن پر پراک سرور آگین لمس نے اپنی چادر تان دی۔

.._____..

دستگیر نے ڈنر کے بعد اسے کافی بار کال کی مگر پہلے اسکا فون آن تھا مگر پھر اس نے بند کر دیا، ڈیڈی سے تو وہ دگنی ناراض تھی، وہی نکاح کا جوڑا جو وہ ظالم زبردستی پہنانے کے بعد اسے اپنی دلہن بنا گیا تھا، پہنے ہی وہ بیڈ پر اوندھی لیٹی ہچکیوں سے رو رہی تھی اور وہاں لان میں ٹہلتے دستگیر کا دل ایک لمحہ بھی پر سکون نہ ہو پا رہا تھا۔

اوپر سے آج اس لڑکی نے بھی فون بند کیے دستگیر کی، اور روم کا دروازہ بند کیے ڈیڈی کی اپنے دکھ میں مداخلت روک دی تھی۔

اور اس وقت دستگیر کے پاس سلگنے کے سوا کوئی آپشن نہ تھا، اور اسی لمحے نیہا کی آمد اسکے رہے سہے موڈ کو اور بگھاڑ گئی۔

"ایک بات پوچھنی تھی تم سے، منہ پر مجھے دیکھتے ہی نخوست لانے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ تم پر دو حرف بھیج چکی ہوں اور اپنا فیصلہ نہیں بدلوں گی"

نیہا اس سے دگنی بیزار لگی اور نا جانے کیوں اسکا دماغ زائشہ کی سمت سے مزید الجھا، دستگیر کیوں اسے زائشہ سے دور رہنے کا کہتا تھا، وہ سمجھ تو رہی تھی پر یکدم اس عورت سے بے یقین ہونا اسکے لیے آسان نہیں تھا۔

"کیا پوچھنا ہے؟"

نہایت پھیکے لہجے میں سوال آیا۔

یہی کہ میری اور تمہاری اس نام کی شادی سے کیا کسی کو فائدہ ہو سکتا تھا؟"

"مطلب کوئی ایسا جسے یہ شادی کروا کے دلی سکون ملا ہو؟

نیہا کے سوال پر دستگیر نے اسے عجیب سی نظروں سے دیکھا جیسے اسے نیہا کی دماغی حالت کھسکی لگی ہو۔

ابھی جواب مت دو بھلے لیکن جلدی دے دینا اور مجھے کب چھوڑ رہے ہو"

اس دن تاریخ کا بھی بتا دو تا کہ میرا ذہنی سکون بھی لوٹ آئے جو پچھلے چھ ماہ سے تم نے غارت کر رکھا ہے، اب مجھے دنیا کی کوئی طاقت تمہارے ساتھ

"زبردستی بندھنے پر مجبور نہیں کر سکتی۔۔۔۔۔بس یہی کہنا تھا

کڑوے اور بے زار انداز و لہجے میں وہ اسکے چہرے پر آنکھیں جما کر اک اک حرف سے دستگیر کو الجھاتی وہاں سے تو چلی گئی مگر دستگیر کو ایک لمحہ ساکت ضرور کر گئی تھی، نیہا کافی بجھی بجھی لگ رہی تھی اور اسکا لہجہ سپاٹ تھا۔

اس شادی سے صرف زائشہ کے سفاک عزائم پورے ہوئے تھے سو سارا فائدہ تو اسی کا ہوا تھا اور دستگیر اس لیے بھی پریشان ہو چکا تھا کیونکہ اسے ایسا محسوس ہوا جیسے نیہا اس سوال کا جواب جانتی ہو بس یقین چاہ رہی ہے۔

اب تو وہ خود بھی سر تا پیر چکرا سا چکا تھا۔

وہیں سارا دن آوارہ گردی کرتا وہ نا جانے کہاں کہاں کی خاک چھان چکا تھا، تھانے چکر لگایا مگر وہاں سے بابا کے آکر تفتیش کرنے کی خبر اسکا حلق کڑوا کر گئی، وہاں بھی وہ زیادہ نہ رکا، گاڑی اس رات ویران سڑک کنارے کھڑی کیے وہ وہیں ساتھ جڑتی زمینوں کی طرف بنی ڈھلوان پر خاموشی سے بیٹھا تھا، سامنے شفاف آسمان پر چاند کے سنگ ان گنت ستارے تھے۔

لیکن شہریار جدون کی آنکھوں میں اجڑا پن تھا، اس سے اسکا سب چھن سا گیا تھا، عزت، وقار، اور اب رہا سہا سارا اختیار۔

اور پھر فون کی چنگارتی ٹون پر وہ خیالات سے نکلا، ہارون، ایک عمر رسیدہ بوڑھے کا گیٹ آپ کیے اس وقت ایک پی سی او پر کھڑا تھا۔

وہ اس وقت کسی سے بات نہیں کر سکتا تھا پر نمبر دیکھ کر اس نے کال اٹھالی لیکن اس شخص کی خاموشی نے اسکے ہونے کا راز افشاں کیا تبھی تو شہریار جدون کا دل پھر سے تڑپ اٹھا۔

"کیوں کیا تو نے میرے ساتھ یہ سب ہارون، تیرے ہر گناہ، تیری ہر خطاء پر میں نے ہمیشہ پردہ ڈالا۔ لیکن تو نے مجھے بے آبرو کر دیا، مجھے مار دیتا تو افسوس نہ ہوتا، لیکن تو نے مجھ سے جڑوں کو موت دی ہے"

جانے کس تکلیف کے سنگ وہ بول پایا مگر اس طرف وہ درندہ مسکرا کر اسکی تکلیف سے محظوظ ہوا۔

"کیا کرتا میری جان، مجبور تھا۔ ایک ایسا جنگلی جانور ہوں جسے اپنی بقا کے لیے دوسرے چھوٹے موٹے جنگلیوں کو ختم کرنا پڑتا ہے، پتا تھا میری اصلیت جان کر تو بہت کرب سے گزرے گا مگر میں ایسا ہی تھا شیری، تجھ پر دیر سے کھلا یہ تیری بد قسمتی ہے"

اس شخص کو اب بھی اپنے کیے بھی کوئی شرمندگی نہ تھی اور اسکی ڈھٹائی، شہریار کا خون کھولا گئی۔

"مرجا، کیڑے پڑیں تجھے مردود"

شہریار کی دھاڑ پر وہ کمینہ آگے سے خباثت سے ہنس کر اسے اور تکلیف دے رہا تھا۔

ہاہا تیری بدعاوں میں اثر نہیں، جا کسی اور کو دے۔۔۔یہ بتانے کے لیے" فون کیا ہے کہ اب شاید تو مجھے کبھی دیکھ نہ پائے، کیونکہ اب سے لئیق کی طرح تو بھی میرا کھلا دشمن ہو گا۔اور دشمنوں کی دسترس میں رونا آئے، ایسا تو ناممکنات میں سے ہے۔ تیرے اور سلینا کے نہ مل پانے کا دکھ مجھے رہے گا، اگر اس معاملے میں اس منحوس کی مدد درکار ہوئی تو میں خاضر۔۔۔کل تو ہارون پرکاش اپنے زخموں کی دوا کرنے والا ہے، ہاہا کل ایک بڑا دن ہو گا"

رونا کے ایسے الفاظ شیری کو نشتر محسوس ہوئے لیکن وہ اسکے گندے
ارادے بھی بھانپ کر متفکر ہوا کیونکہ کل وہ کچھ کرنے والا تھا۔
کیا کرے گا ہاں، دوا تو زخم کی ہوتی ہے۔۔۔۔ تیرے جسم ہر تو بدبودار"
ناسور بن چکے ہیں۔ اپنے آپ کو سرینڈر کر دے ورنہ یہی ڈیول تجھے تیری
قبر سے بھی کھود نکالے گا۔ مجھے میرے کیے کی بھلے سزائے موت ہی کیوں
"نہ ہو، تجھے اب تیری گردن سے دبوچ کر اپنے سامنے لاوں گا
شہریار نے نفرت سی لیے اسے صاف صاف چیلنج کیا جس پر وہ جس طرح
ہنسا، خود شہریار کا دل حراساں ہوا۔
ہاہاہا تو خود تو اپنے اوپر شروع ہوتی انکوئریز سے نمٹ لے پہلے انسپکٹر شہریار"
جدون، تیری کون مانے گا۔۔۔ رہی بات اس بلیک ڈائمنڈ کی، اسے تو رونا
اب ایسا تگنی کا ناچ نچائے گا کہ ساری جاسوسی چھوڑے پاگل بنا کسی دشت
کو کوچ کرنے پر مجبور ہو جائے گا۔ میرا مرہم وہ بنے گی جو ازل سے ابد تک

میری ہی رہے گی۔۔۔۔۔۔تو ابھی اپنے ماتم میں رہ، اجڑنے کا سوگ منا،
"آزادی کی قیمت چکا۔بے بس ہو جا۔۔۔۔۔ہاہاہا
نجاست بھرے قہقہے لگاتا وہ نا صرف کال بند کر چکا تھا بلکہ فوری پی سی او سے بھی نکل گیا جبکہ شہریار نے اپنے بگھڑے حواس یکجا کیے، یہ کمینہ ضرور لال کو نقصان دینے کے چکر میں تھا اور شہریار اس بار مر کر بھی لعلین کو کسی مشکل میں مبتلا نہیں ہونے دے سکتا تھا۔
کل صبح ہوتے ہی وہ لئیق کے آفس جا کر اسکی شرائط اور رونا کی اس کال کے متعلق ضروری معلومات اسے دینے کا فیصلہ لے چکا تھا۔

....★☆☆☆☆☆★....

"تم جانتے ہو میں نے کل جشن کیوں رکھا دستگیر، کل ایک بڑا دن ہے"
وہ کچھ الجھا تھا تبھی سیدھا لئیق کے ہوم آفس ہی آیا، اسے اپنی اور صبور کی کیفیت بتانے کے ساتھ ساتھ اس نے نیہا کی غیر واضع باتیں بھی لئیق کو بتائیں جبکہ یوں اچانک کل جشن رکھنے پر بھی وہ حیران تھا۔
لئیق کے جواب پر دستگیر نے نا سمجھی کے سنگ بھائی کے چہرے کے پراسرار تاثرات دیکھے۔
بھائی، ذہنی انتشار کے ساتھ یکدم آپکے جشن کے فیصلے کی اس بار حقیقتا"
"مجھے سمجھ نہیں آئی
دستگیر کوئی اور وقت ہوتا تو جان جاتا مگر اس وقت اسکے اپنے دماغ میں کئی الجھنیں سر گرداں تھیں۔
کل سمجھ آجائے گی، مجرم تک پہنچنے میں یہ جشن ہی سنگ میل ثابت"
ہو گا۔اس سب کو چھوڑو، کل کچھ وقت نکال کر نیہا کو مارننگ میں گھر سے باہر لے کر جاو اور اسے اپنی اور اسکی شادی سے لے کر اب تک کی ساری

حقیقت بتاو، اور فیصلہ اس پر چھوڑو۔ اگر وہ پھر بھی تمہارے ساتھ رہنے پر آمادہ ہو جاتی ہے تو تمہیں اسے اپنی بیوی بنا کر نہ صرف رکھنا ہو گا بلکے وہ سارے حق دینے ہوں گے جو تم پر فرض ہیں۔ لیکن اگر وہ ساری سچائی جاننے کے باوجود بھی تم سے الگ ہونے کا فیصلہ لیتی ہے تو جلد اسے عزت کے ساتھ اس قید سے نجات دو تاکہ مریم بی اسکی کسی مناسب اور اچھی جگہ شادی کروا کے اپنے دل کا بوجھ بھی کم کر سکیں"

لئیق کے تمام لفظ اور اسکا حتمی فیصلہ سنگین تھا تبھی تو دستگیر عالم کی آنکھوں میں دھند سی چھانے لگی۔

"لیکن بھائی، میں اسکے ساتھ نہیں رہنا چاہتا۔ اگر وہ اس سب کو جاننے کے بعد ضد پر اتر آئی اور اس رشتے میں رہنے کا فیصلہ کیا تو میں صبور کی مزید تکلیف بن جاوں گا۔ کیونکہ آپ جانتے ہیں، آپکی کہی ہر بات میرے لیے حکم کا درجہ رکھتی ہے"

دستگیر کے لہجے میں یاسیت و بے بسی تھی اور لئیق کو ایسا لگتا تھا کہ نیہا اگر ایک ایسے شخص کے ساتھ رہے جو اس سے محبت نہیں کرتا تو اس لڑکی کے ساتھ ناانصافی ہو گی سو اس بار آسانی وہ نیہا کو دے کر سب کے دلوں پر طاری بوجھ کم کرنے کا خواہش مند تھا۔

"دستگیر عالم! اس فیصلے کا اختیار تم اپنی من پسند لڑکی سے نکاح کر کے کھو چکے ہو، سو نیہا کو یہ حق دو ورنہ یقین جانو تم اور صبور ہمیشہ بیچ میں رہ جاتی نیہا کی وجہ سے بے سکون رہو گے، ہاں اگر نیہا اپنی خوشی سے تمہارے دل کی سچائی جان کر الگ ہو گی تو تم دو کا رشتہ بھی سنبھل جائے گا۔ تم میرے لیے بے حد عزیز ہو لیکن جہاں تم غلط ہو گے وہاں میں تمہیں غلط کہنے سے گریز نہیں کروں گا"

دستگیر کی اداسی، لئیق کے تشفی کراتے جملوں نے کم کی اور وہ لئیق کے انصاف پسند رویے کا ویسے بھی دلدادہ تھا، جس نے اپنے باپ تک کو

انصاف کی تپش سے گزار دیا، وہ اپنے سے جڑے ہر فرد کے لیے ایسا ہی منصف تھا۔

"جیسا آپ کہیں بھائی، میں کل لے کر جاتا ہوں اسے۔ دعا کیجئے گا پلیز"

وہ اسے خاصے تاسف سے دعا کی درخواست کر رہا تھا جس پر لئیق نے اپنی جگہ سے اٹھ کر دستگیر کی سمت قدم بڑھائے اور اسکا کندھا نرم پر امید نگاہوں سے دیکھتے تھپکایا۔

اسکی آنکھوں میں دوستانہ مسکراہٹ تھی۔

"ضرور، اب جاو جا کر آرام کرو۔۔۔۔ کل ایک اہم مشن بھی تمہارے حوالے کرنا ہے، بزنس میں ایک نیا دشمن منظر عام پر آیا ہے، اسکو اپنے قہر کی وارننگ پہنچانی ہے، تب تک اپنے ذہن کو ریلکس کر لو۔۔۔۔۔"

لئیق کے نرم رسانیت بھرے انداز پر وہ مسکراتا ہوا سر اثبات میں ہلائے ایک نئے ٹاسک پر پر عزم ہوئے اسکے ہوم آفس سے نکلا تو لئیق نے بھی رخ موڑے آج بہت دن بعد سگریٹ سلگانے کی نیت باندھی، اپنی نیت کی

سرزنش بھی کی مگر دل کبھی کبھی بے جا ضدی ہو جاتا یا پھر کسی بے بسی کی دلدل میں اتر جاتا تو وہ ایسے بے کار شغل بھی کرنے لگتا تھا، گرے جینز، لائیٹ آسمانی ہاف سلیوز ٹی شرٹ پہنے اسکے کسرتی وجود کی سختی اور راعنائی چھلکانے کا سبب تھی، بال ازلی مہذب انداز میں فلفی لک میں آدھے سلجھے آدھے بکھرے ہوئے، پیروں میں آکسفورڈ شوز، جناب نے لپک کر اوگنائز ٹیبل پر رکھی چیزوں کے بیچ سے سپیشل باکس سے سگریٹ نکال کر سلگایا۔

آنکھیں پہلے ہی کش پر لال ہونے لگیں، آفس روم میں بھرتے دھوئیں کے مرغولے کے پار اسے اپنا ماضی نظر آنے لگا، وحشت، بے بسی، اذیت سے بھرا ماضی۔۔۔۔۔۔

مگر جلد ہی یہ سلسلہ اسکے بیڈ روم کا دروازہ کھول کر باہر نکلتی لعلین نے توڑا، جو لئیق کی غیر موجودگی کا فائدہ اٹھائے اسکے دیے الگ کمرے کی جانب فرار ہونے کی کوشش میں اپنی دی آخری رات سفاکی سے چھین لینا

چاہتی تھی مگر اسکے ارادے لئیق کو سموکنگ کرتے دیکھ کر بدلے، دھوئیں کی یکدم اسکی اور بڑھتی شدت پر وہ باقاعدہ کھانسنے لگی۔۔

خود لئیق نے بھی اسکو آتا دیکھے فوراً سگریٹ، ایش ٹرے میں مسلا مگر وہ خفا نظروں سے گھورتی اسکی چرائی نظروں کے روبرو آکر جم چکی تھی، جلد ہی دھوئیں کے غبار دونوں کے بیچ سے مدھم ہوا تو لعلین کا سانس بھی بحال ہوا۔

وہ اسے دیکھ نہیں رہا تھا، لعلین نے اسکا پھیرا اجنبیت بھرا چہرہ ہاتھ بڑھا کر اپنی سمت موڑا اور قیامت خیز سرد مہر نظروں سے اسے گھورا۔

"مجھے لگا تھا تم کافی اچھے اور ویل مینرڈ ہو، یہ رئیسانہ شوق بھی ہیں زرا"

"اندازہ نہ تھا۔ تمہیں پتا ہے یہ سموکنگ، لنگس کے لیے کتنی خطرناک ہے باہر آتے سمے تو وہ سہمی تھی لیکن اب وہ ناراضگی بھری نظروں سے اسے دیکھ کر ڈانٹ رہی تھی۔

یہ رئیسانہ شوق نہیں، ایک مجبوری بھی ہوا کرتی ہے۔اور یہ سستا شوق تو"
"راہ چلتا فقیر بھی پال سکتا ہے
اس شخص کے پاس لعلین ابراہیم کو لاجواب کرنے کا ہر ڈھنگ موجود تھا،
لئیق کے سپاٹ جواب پر اسکے چہرے کی رنگت پیلی سی پڑی۔
"اچھے نہیں لگے تم مجھے یوں"
وہ اپنے خفگی کہے اسکے پاس کھڑی ہی آنکھیں جھکا گئی جبکہ لئیق ایزد علوی
کے ہونٹ زرا سے مسکرائے۔
"یعنی ویسے لگتا ہوں؟"
اس شاطر ماہر باز کے سوال پر لعلین نے جھٹکے سے سر اٹھایا، وہ مسکرا رہا تھا
یعنی وہ اب پہلے سے بہتر تھا۔
ایسا تو نہیں کہا، تمہیں پتا ہے ابھی میں تم سے بھاگ کر اپنے روم میں جا"
رہی تھی۔ لیکن اب پلین کینسل۔۔۔لال بہت ایماندار ہے، ایسی بے

ایمانی مجھے زیب نہیں دیتی کہ خود ہی اپنی رات دے کر میں تم سے چھین
"لوں

اس لڑکی کی آنکھیں، ہونٹوں سے زیادہ دلفریب بولتی تھیں، تبھی تو وہ دم بخود رہ جاتا، لئیق نے اپنی بازو اسکے گرد نرمی سے حائل کیے اسے زحمت ترک کرتے قریب سے دیکھا، اک لمحہ وہ لڑکی اسکے ان نرم مگر دل کو تھام لیتے انداز پر بوکھلائی مگر جلد ہی بیچ کی جھجک پر گردسی پڑتی محسوس ہوئی۔

آپ چھین بھی سکتی ہیں، کم از کم وہ سب جو آپکی بدولت مجھے ملا، اسے "

"چھینے کا اختیار صرف آپکے پاس ہے

وہ اسکے جواب پر اور اس شخص کی نرماہٹ پر اسے جس طرح دیکھ کر مسکرائی، قیامت تھا۔

وہ مسکراتی تو ایسا لگتا کہ جیسے دل کو وہ ایک جھٹکے سے کھینچ لے گی۔

میں نے تمہیں دیا ہی کیا ہے پاگل، بے چینی کے سوا۔ لیکن تم ہمیشہ مجھے "

"یاد ضرور رکھو گے کہ کوئی لعلین ابراہیم تمہاری زندگی میں آئی تھی

اسے خود پر غرور تھا تو وجہ لئیق تھا کیونکہ اس شخص نے اس لڑکی کے غرور کو ٹھیس پہنچنے دی ہی نہ تھی۔

اسے مسرت ہوئی کہ وہ ایسی جان لیوا باتیں بھی کر سکتی ہے۔

"بالکل یاد کروں گا کہ اک لڑکی، میرے قریب آکر بھی میری خواہش میں زرانہ مبتلا ہو پائی۔ یاد کروں گا کہ وہ بہت اصول پسند تھی، اسے اپنی زندگی کا اندھیرا بانٹنے کی عادت نہیں تھی۔ وہ اکیلی بھی فاتح تھی، اسے کسی کے ساتھ کی ضرورت نہیں تھی"

اس شخص کے چھپے اعتراف کے باعث اس لڑکی کی آنکھیں بوجھل ہوئیں تو روم روم میں تھکاوٹ بھر گئی، اس شخص کے لفظ بے جان تھے مگر لہجے میں ان کہی شدت تھی۔

"تم یہ کہہ کر مجھے اداس کر رہے ہو"

وہ اسکی آنکھوں میں لکھی بے قراری بھانپ کر شکوہ کر بیٹھی تو وہ اسکے گداز گال کی اور جھکا اور ہولے سے اپنے ہونٹوں کی شدت ثبت کی، پلکیں اس لڑکی کی خود ہی لرز کر آنکھوں کا سایہ بن گئیں۔

میں ہمیشہ سے سبکو اداس کرنے کا ماہر رہا ہوں، میرے میں یہ ٹیلنٹ "
"کوٹ کوٹ کر بھرا ہے

جان بوجھ کر دانتوں کی نمائش کر کے خود کو برا کہے وہ مسکرایا مگر لعلین نہ مسکرا سکی، الٹا اسکا دل چاہا اس بندے کو اس بات پر بے وجہ ڈانٹ ڈالے۔

" بات مت بدلو! بولو کیوں کر رہے تھے سمو کنگ۔۔۔ میری وجہ سے؟"

وہ واپس تفتیش کرتی آخری سوال پر بے رنگ پڑی جبکہ وہ شرارت پر اترا۔

ہنہ خوش فہمی، آپکی وجہ سے کیوں کروں گا۔ آپ کونسا میری سمتھنگ "
"ہیں

اپنے اور لال کے بیچ وہ کچھ لمحے شرارت اور مسکراہٹ کے بھی چاہتا تھا، لیکن وہ اب بھی نہ مسکرائی، یہ قربت تو جان نکال رہی تھی، وہ اسے دیکھنے کی شوقین ہونے لگی تھی، اسے لئیق کو فرصت سے دیکھنا اچھا لگا۔

"آپ تو میرا سب کچھ ہیں"

وہ یہ اعتراف زبان سے نہ کر سکا لیکن لعلین تب خوفزدہ ہوئی جب اسکے کانوں میں یہ آواز اسکے دل نے پہنچائی، اور لئیق کی آنکھوں میں ویسی ہی شدت اتری۔

آئی نو میں کچھ نہیں ہوں لیکن اچھے بھلے خوش باش بندے ہو، ایسی بری" عادتوں سے دور رہو۔ تم مجھے انجکشن سے روکتے ہو اور خود یہ وقتی فرار "کرتے پھرتے ہو۔ کہیں اپنے بھجت کی طرح پیتے بھی تو نہیں ہو؟

وہ اداس سی اسے سمجھاتی آخر تک خود ہی رک کر بھیانک تیور لیے استفسار کر کے لئیق کو مسکرانے پر مجبور کر گئی۔

"جی پیتا ہوں لیکن خون"

وہ ہنوز غیر سنجیدہ سا بولا جس پر لال نے اسے خونخوار نظروں سے گھورا۔

"بی سیریس لئیق"

وہ اسکے مزاق کرنے پر کوفت سے جنجھلائی اور نا جانے کیوں اس لڑکی کو تنگ کرنے کا بھی اپنا سرور تھا۔

"میں بہت سنجیدہ ہوں، آپکے معاملے میں تو انتہائی"

وہ اسکی پر تپش سانس ہونٹوں کے قریب محسوس کرتی زرا پیچھے کو سرک کر اسکے حصار سے نکلنے لگی جس پر لئیق نے بیچ کا فاصلہ خود ہی استوار کر لیا، لیکن ہنوز اسے خود کے قریب رکھا۔

"ٹھیک ہے سو پرامس کرو آج کے بعد سموکنگ نہیں کرو گے، ورنہ میں تمہاری جان چھوڑ کر کبھی نہیں جاوں گی"

لعلین کے دھمکانے پر وہ پہلے تو سمجھ نہ پایا جب اسکی ٹیڑھی میڑی بات سلجھا کر سمجھی تو مخصوص مسکرایا، اور باخدا مسکراہٹ لعلین کی جان لیوا مسکراہٹ سے قدرے شدید تھی۔

یعنی میں سموکنگ نہیں کرتا اگر تو آپ مجھے چھوڑ دیں گی، لیکن جون"

"صاحب تو کچھ مختلف فرما گئے ہیں۔۔۔۔

وہ سوچنے والے انداز میں جس طرح ڈرامائی ہوئے مسکراہٹ دبا کر بولا، لعلین کی آنکھوں میں بھی نرمی آئی۔

"اچھا! کیا فرما گئے ہیں وہ ایسا"

اسکے دنیا جہاں کے سب سے محفوظ حصار میں مقید وہ اپنی بازو اسکے کندھے پر ٹکا کر باندھے بڑی دلچسپی سے استفسار کیے بولی، جبکہ اس لڑکی کے یوں کرنے نے لئیق کی دھڑکن خفیف سی مدھم کی۔

یہی کہ تم جو کہتی ہو چھوڑ دو سگریٹ"

"تم میرا ہاتھ تھام سکتی ہو؟

وہ جس طرح اسکی آنکھیں دیکھ کر سرد آواز میں بولا، اسکے لہجے میں سمندر سا ٹھہراو تھا جو اپنے اندر ہزاروں طوفان سمیٹے ہوئے ہو، لعلین ابراہیم یقینا کئی لمحے کچھ بولنے کے قابل نہ رہی تھی۔

اپنے ہاتھ گھبرا کر ہٹاتی وہ اس کے اپنی کمر پر بندھے ہاتھ کھولے اس سے پہلے اس سے دور جاتی، لئیق نے اسے کلائی سے جکڑے واپس پلٹایا۔

"جواب تو دیتی جائیں مسیز؟"

لئیق نے واپس لہجے کو نرمی بخشے اسکی بے درد ہوتی آنکھوں میں جھانکے پوچھا تو وہ نظر جھکا سی گئی۔

"شاید نہیں"

اس لڑکی کو دل توڑنے میں مہارت تھی لیکن وہ بھی تو درویشانہ مسکرایا، ہاں اس وقت حالت تو مسکرانے کی اجازت نہ دیتی تھی، اور خواہشوں کے لمس، اس لڑکی کے مائل باکرم ہوتے تیوروں سے بے لگام ہونے کی کوششوں میں تھے۔

"یقینا نہیں، کیوں نہیں کہا؟"

وہ اسکے ہاتھ کو نرمی سے کھینچے واپس حصار کرا اسکے مضطرب چہرے پر اپنی نظریں جمائے بولا، دل تو اس لڑکی کا نقش نقش چرانے پر آمادہ تھا۔

اسکے سوال لعلین کو پریشان کرنے لگے۔

کیونکہ 'شاید' بہت سے بھرم رکھ لے گا، اگر کبھی تمہارا ہاتھ تھام بیٹھی تو"

"شرمندہ نہیں ہونا پڑے گا۔

وہ اس ذہین فطین سے ایسے ہی جواب کا متمنی تھا۔

آپ مجھے ہر طرح قبول ہیں پھر چاہے آپ کے اندر میری خواہش کے "

احترام کے لیے ابیلٹی موجود ہو یا نہ ہو لیکن میں آپکی کوئی خواہش رد نہیں

کروں گا، بھلے وہ خواہش میری زندگی سے چلے جانا ہی کیوں نہ ہو۔۔۔ لیکن

چلے جانے کے بعد میں یقیناً آپکو بہت یاد آوں گا، اور مجھے یاد کرتی ہوئی بے

"بس سی لعلین مجھے منظور نہیں

اس لڑکی کا پھیکا لب و لہجہ اس سے برداشت نہ ہوا تبھی تو وہ بنا سوچے، انجام

کی پرواہ کیے بنا بول گیا، جبکہ لعلین نے یہاں بھی اس شخص کے اسکا سوچنے

پر پھیکی سی مسکراہٹ اسکی سمت اچھالی۔

ہاں یہ لمحہ یوں تھا کسی مسیحا نے اسکی نبض پہ ہاتھ رکھ کے بیماری کھینچ لی ہو۔

تمہاری مما نے یقیناً تمہاری پرورش بہت دھیان اور محبت سے کی ہے"

لئیق ایزد علوی، کیونکہ تم نے اسی تربیت کا حق ادا کرتے ہوئے مجھے بے حد عزت سے اپنے پاس رکھا، میری جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی تو تمہارا ہاتھ تھامتے ہوئے ایک لمحہ بھی نہ سوچتی لیکن میں مختلف ہوں، میں اپنا ہر قدم اٹھانے سے پہلے بہت سوچتی ہوں، شاید غیر ضروری حد تک۔۔۔۔"

یہ تمہید باندھتے ہوئے اس لڑکی کے دل کی دھڑکنیں حقیقتاً دل کا ساتھ چھوڑنے لگی تھیں، اور یہ جملہ سن کر لئیق کو دلی خوشی ہوئی کیونکہ اسکی وجہ سے لعلین نور کا ذکر اس لعلین کی زبان پر آیا تھا۔

آپ سوچ لیں، صبح تک آپکے پاس بہت سے گھنٹے، بے شمار منٹس اور ان گنت سیکنڈ موجود ہیں"

وہ اسکے گرد بازو حائل کرتا اسکی گال کو چھومتے بالوں کو نرمی سے اسکے کان کے پیچھے اڑسائے خمار سے بوجھل ہوتی آواز میں گلے لگنے کی کوشش میں

سرگوشی کیے بولا، لب و لہجے میں خفیف سی شرارت نے لعلین کو گھبرانے سے بھرپور روک دیا۔

"سوچنا سال پر بھی محیط ہو سکتا ہے"

وہ اسکے بے حد قریب سانس بھرنے پر بنا خوف و خطر چیلنج دیتی نظروں سے دیکھتے بولی۔

سوچنا ایک لمحے پر بھی محیط ہو سکتا ہے جیسے آپ نے مجھ سے نکاح کرتے "

"وقت کیا تھا، نہیں سوچا تھا نہ؟

اس شخص کے پاس سے کہیں جانے پر وہ خود بھی آج راضی نہیں تھی اور اسے اپنے دل کی ایسی بغاوت پر غصے کے بجائے ترس آرہا تھا، اس شخص کے لہجے سے ہی محبت اور شدت ٹپکتی تھی جو لعلین کو زنجیر کر دیتی، باقی لمس کی کہانی تو بہت بعد کی بات تھی، وہ تھا بھی تو اپنے دل کی طرح جاذب اور اسکی شخصیت کا ٹھہراو جب لعلین کے روبرو بے قراریوں، بے خودیوں میں ڈھلتا تو وہ اور دل کو بھانے لگتا، اسکی آنکھیں کچھ دیر آنکھوں سے ہمکلام ہو

کر کسی بھی لڑکی کی دھڑکنیں منتشر کر سکتی تھیں، اور پھر وہ اس صورت و سیرت کے حسین شخص کے ساتھ ایک جائز، خوبصورت اور منفرد سے رشتے میں جڑی تھی۔

لعلین نے لمحہ بھر نظر جھکا کر اس لمحے نہ سوچنے کا اعتراف جس طرح سر ہلائے کیا، وہ مقابل کے دل کو مٹھی میں جکڑنے کا سبب بنا۔

"تو کیا آپ ایک غلطی پھر نہیں کر سکتیں، ایسا مت سمجھیے گا کہ میں آپکو خود سے محبت کرنے کو اکسانے کی کوشش کر رہا ہوں، میں جانتا ہوں آپکی آنکھیں مجھے کیا کہنے کی خواہش مند ہیں، میں تو آپکے سخت دل کو نرم کرنے کی کوشش کر رہا ہوں"

اپنے ایسے فدا لہجے کا جواز وہ محبت سے پیش کرتا نا چاہتے ہوئے بھی تب بوکھلایا جب وہ اسکے صفائی پیش کرنے پر مسکرانے کو ترک کرتی یکدم ہنس پڑی۔

مسکرانے کے بعد وہ لعلین ابراہیم کی ہنسی بھی لوٹانے کا سبب بن چکا تھا، تو کیا وہ ایسے شخص کی اہمیت اور محبت کے سائے سے نکلنے کا سوچ سکتی تھی؟ شاید مر کر بھی نہیں۔

میں نے یہ کب کہا کہ میں نے غلطی کی، ہاں شاید کہا ہو گا لیکن آئی تھنک " کوئی غلطی نہیں کی۔ اچھا ہوا جو ہوا ورنہ یہ کبھی نہ جان پاتی کہ اس دنیا میں تم جیسے مرد بھی پائے جاتے ہیں۔ مجھے لگا تھا تم میرا خالی پن جان کر مجھ پر سے اپنی نظر ہٹالو گے، لیکن تم نے تو مجھے فرصت سے دیکھنا شروع کر دیا ہے"

مسکراتے لہجے میں ہی وہ اسکی گہرائی آنکھوں میں جھانک کر نرم پڑتی اعتراف کر رہی تھی، اتنی عنایات اس شخص کے صبر کا پیمانہ لبریز کرنے کو کافی تھیں۔

"آپکو میرا دیکھنا بے چین کر رہا ہے تو آنکھیں بند کر لوں کیا؟"

وہ ایک بار پھر مسکرائی، چھینپی سی مسکراہٹ اس لڑکی پر اسکے نام کی طرح لال سے رنگ لائی۔

"نہیں، مجھے برا نہیں لگ رہا"

کہنا وہ یہ چاہتی تھی کہ مجھے اچھا لگ رہا ہے پر زرا اظہار میں کچی تھی لیکن اسکے چھپائے ہر اعتراف کو لئیق نجانے کیسے جان لیتا، شاید یہ طاقت اسے اسکے سچے جذبات نے سونپ دی تھی۔

"صبح تک شاید اچھا لگنے لگے"

اسکے معنی خیز جملے کی تیزی اور آنکھوں میں جذبات کی شدت پر وہ پھر سے نظر جھکا گئی مگر پہاڑ سی رات کا سوچ کر اسے گھبراہٹ سی نے بھی گھیرا۔

رات کیسے کٹے گی لئیق؟ م۔۔ مطلب یہ تو بہت لمبی ہے۔۔۔اور شاید"

"ہمارے پاس اتنی باتیں بھی نہیں رہیں

اس سے پہلے اس جان لیوا خاموشی میں دونوں کے مدھم سانس کا ارتعاش اس شخص کو بے خود کرتا، لال نے جنجھلا کر آنکھیں اٹھا کر پٹ سے لئیق کی آنکھوں میں ڈال کر پوچھا۔

رات کیسے کٹے گی آپکو یہ فکر کھا رہی ہے، اور مجھے یہ ڈر ہے یہ رات"

"رائگاں بیت گئی تو کیا ہو گا

اسکی گھبراہٹ کو وہ یہ کہہ کر مزید بڑھا چکا تھا، لال کو خود اپنی سماعت سائیں سائیں کرتی وحشت زدہ کر گئی۔

ایسے مت دیکھو، ت۔۔ تم مجھے اپنی فیملی کا بتادو، میں جاننا چاہوں گی۔ یعنی"

اب جب تم مجھے کافی حد تک جان چکے ہو تو میں بھی جاننا چاہتی ہوں کہ

تمہارے بابا اپنی دوسری بیوی سے اتنا کیوں ڈرتے ہیں؟ بتاتے ہوئے اچھا تو نہیں لگ رہا لیکن میں نے مسئر فرہاد کو تمہارے بابا کے ساتھ طنزیہ باتیں کرتے سنا تھا، وہ تمہاری مما کے بارے میں بھی غیر مہذب گفتگو کر رہی

تھیں۔ تمہاری رئیل مما کہاں ہیں؟۔۔۔اور وہ جو میں بھاگی تھی نہ اس میں

"میری انہوں نے اور نیہا ہیلپ کی تھی۔۔۔ سوری اسکے لیے

وہ لئیق کے جذبات سے ڈر رہی تھی کیونکہ آج تو اسکا آپنا دل باغی ہو رہا تھا سو وہ اسکے حصار سے نکل کر متذبذب سی سب بولتی گئی اور جب کنفیشن کیے بات کا اختتام کیا تو اس نے لئیق کے چہرے پر واضح سنگلاخ چٹانوں کی سی سختی نمودار ہوتی محسوس کی۔

انداز ہ تھا مجھے، ورنہ آپ جندل محل سے ہر گز نہ نکل سکتیں تھیں۔اٹس"

اوکے، آپ جس تکلیف سے گزری تھیں وہ سنگین بھی ہو سکتی تھی، اور

"آپکو کچھ ہو جاتا تو خود کو کبھی معاف نہ کر پاتا

وہ اسکے صرف آخری جملے کا جواب دے رہا تھا اور باقی سب اس نے فی الحال رد کیا مگر اسکے ناراض سے ہونے پر وہ واپس ایک قدم اسکے قریب ہوئی۔

اور جو باقی پوچھا؟ اتنی جلدی سوالوں کے جواب تو مت دو۔۔۔ طویل"
کرو، کم از کم میرے ہر جواب کو دینے میں تم ایک گھنٹہ لو تاکہ ساتھ ساتھ
"رات بھی کٹے

وہ تھوڑی مرجھائی ہوئی بولی جس پر لئیق واقعی ساری خفگی بھول سا گیا۔
یعنی اس لڑکی کو سب اس لیے جاننا تھا تاکہ یہ عنایت کی ہوئی رات کسی
طرح گھسیٹی جا سکے۔

رات تو یوں نہیں کٹے گی، آپ تو یوں قریب آکر میرا ہر لمحہ روک چکی"
ہیں۔ مسلسل آپ کو دیکھ کر آپ سے بات کر کے، میں مشکل میں پڑ سکتا
ہوں۔ پھر آپ نے تو میری مشکل کا حل بھی مجھے نہیں دینا، تو مجھے پہلے کوئی
"علاج دریافت کرنے دیں

اسکے اس درجہ بے باک انداز پر وہ سر تا پیر لرز سی اٹھی، چہرے کی اڑی
ہوائیاں دل کو جکڑ لیتے لئیق کے الفاظ پر دہائیوں کی ترجمان تھیں۔

"ک۔۔ کیسا علاج؟"

وہ اس سے سہم کر پوچھ بیٹھی، جبکہ لئیق نے اس بار اسے پہلے تمام شدتوں سے زیادہ بے خودی کے سنگ اپنے حصار میں لے کر نظر اسکے پیوست ہونٹوں، متغیر چہرے کی رنگت پر ڈالتا اپنی پیشانی اسکی جبین سے ٹکا گیا۔

"کسی بھی لمحے کوئی بھی حد پار ہو سکتی ہے، سو میرے ہاتھوں میں آپکو اپنے ہاتھ مقید رکھنے ہوں گے، اور پوری رات میری آنکھوں میں دیکھنے سے گریز برتنا ہو گا"

جذب سے اٹی گدگداتی سرگوشی نے لال کے تن من میں برق دوڑا دی، دھڑکنیں تو اس درجہ حواس جکڑتے تقاضوں پر ہی اپنی ڈگر سے ہل گئیں۔

"میری عادت ہے میں کسی کو سنتے وقت اسکے چہرے پر آنکھیں جمائے رکھتی ہوں، تم خود ہی مجھے مت دیکھنا۔ رہی بات ہاتھوں کی تو اسکی اجازت ہے، ہاتھ ہی تو ہیں، کونسا تم مجھے ان سے پورا جکڑ لو گے"

یہ وہ اسے نہیں خود کو تسلی دے رہی تھی تبھی تو وہ اسکی آنکھوں سے خود ہی نظریں چراتا ماحول کو دہکنے سے روکنے کو ہنستا ہوا گلے سے ایک جست لگا گیا تو لعلین کی رہی سہی سہل سانسیں بھی منجمد دھڑکن سے الجھ گئیں۔

میں آنکھوں سے جکڑ لیتا ہوں، پھر ہاتھ پکڑنا تو بہت بڑی عیاشی ہے"

مسیز۔ کچھ ایسا نہ ہو جائے کہ آپ صبح، چہرے پر نظریں جما کر دوسرے کو

"سننے کی عادت بھلا بیٹھیں، پھر تو غضب ہو جائے گا

وہ اسکی کان کی لو کو ہونٹوں سے مس کر کے رگ وپے پر کپکپاتی کیفیت طاری کرتی سرگوشی پر لاکھ اس سے دور ہونے کو مچلی مگر اس محصور کن لمس سے لگتا تھا وہ اسے خود سے محبت ہونے تک آزاد کرنے کے حق میں نہ تھا۔

"چ۔۔ چھوڑو مجھے۔۔۔۔ہاتھ پکڑنے والی اجازت کینسل"

پوری قوت لگاتی وہ اسکو پرے دھکیل کر بڑبڑائی اور وہ اسکی خفت پر ہنگامہ خیز مسکرایا۔

"اوپس! کینسل کا آپشن تو تھا ہی نہیں۔۔ہاہا۔اب آپکا کیا ہو گا؟"

وہ حقیقا اسے ہنس کر ڈراتا آفت لگا اور وہ چہرے پر آتے گبھراہٹ کے رنگ دباتی مسکراہٹ کو گھوٹے اسے دھکیل کر ہانپتی ہوئی روم میں بھاگ گئی جبکہ سارا سر درد، ساری تھکاوٹ تو اس لڑکی نے لئیق پر سے اتنے سے مکالمے سے ہی اتار دی، ابھی تو رات باقی تھی اور یہ سوچ کر ہی وہ خطرناک تیور لیے شرانگیز سا مسکرا دیا جبکہ لعلین کی حالت آج دیکھنے والی تھی، اسے یوں لگ رہا تھا کہ اگر وہ اسے چند لمحے مزید گلے لگائے رکھتا تو یا تو وہ بے ہوش ہو جاتی یا پھر اسکا سانس رک جاتا۔

.._____..

لوئے نے اپنی زخمی بازو اور خود کے ساتھ ہوتے حادثے کا گھر تو کسی کو نہ بتایا مگر لارا نے اسکا بیڈ تیج ضرورات سونے سے پہلے چینج کیا اور اسے

میڈیسن بھی دی، آج وہ درد کم بھی محسوس کر رہا تھا، اس بیچ وہ لوئے کی وارفتہ نگاہوں میں محصور ہوتی اسکے پاس جب نظریں اٹھا کر اسے تکتی رہی، باخدا وہ اپنے اندر کی کمیوں، حسرتوں کا ازالہ ہوتا محسوس کر رہا تھا۔

اس شخص کی مسکراہٹ موسم کی پہلی بارش جیسی منہ زور تھی جس میں وہ اپنا تن من بھیگتا محسوس کر رہی تھی، اسے میڈیسن دیے جب وہ اسکے پاس آکر بیٹھی تو لوئے نے اسکے کھینچ کر اپنے پہلو میں لیٹا دیا تو اسکے ایسے جھٹکے پر وہ پہلے تو خفیف سا بوکھلائی مگر پھر بازو لوئے کے سینے پر لپیٹے وہ اپنا سر اسکے سینے سے ٹیکے پر سکون ہوئی۔

جو بازو لوئے سے لپٹنے کے باعث دبی، لارا نے اسے لوئے کی گردن سے نکالے، اپنا ہاتھ دوسرے ہاتھ میں مقید کیے اس پر زرا حاوی سا ہوئے سہولت سے دیکھا۔

"مما اچھی ہیں لیکن وہ بہت بار بری بنیں، تم جانتی ہو میں اس روح زمین پر وہ پہلا بچہ ہوں گا جو خود کو جنم دینے والی کے لمس سے مانوس نہیں ہو سکا

کیونکہ سترہ سال میں نے اپنے ارگرد کئیر ٹیکر زد یکھی ہیں، مما نہیں
دیکھیں۔ وہ تو صبح گھر سے نکلتیں اور رات دیر سے گھر آیا کرتیں، مجھے جنم
دے کر شاید انکا کوئی بوجھ اترا تھا سو وہ مجھے ویسے ہی پال رہی تھیں جیسے اس
ملک میں ہر دوسری شوشل ورکر لیڈی اپنی اولاد پالتی تھی۔ ہاں جب ڈیڈ
نیویارک آتے تو مما ہمیشہ گھر ملتیں لیکن اس بیچ بھی ان دو کے بیچ بحث
ہوتی، وہ وقت بے وقت لڑتے۔ پھر مما ظالم اور بابا مظلوم لگتے۔۔۔ لیکن
جو نا انصافی انہوں نے اپنی پہلی بیوی اور بیٹے سے کی اس کی وجہ سے میں بھی

"ان سے کہیں دل سے ناراض رہتا۔

وہ جانتا تھا لارا اسے سننا چاہتی ہے تبھی تو وہ اسکے پوچھے بنا سب بتانے لگا، وہ
اسکی آنکھوں کی اداسی دیکھ کر اپنے ہونٹوں کا لمس اسکی گال پر دیے افسردہ
سا ہوئی۔

مطلب تمہیں مما اور ڈیڈ کی توجہ نہیں ملی، تم نے کبھی بابا سے پوچھا نہیں"
کہ وہ کیوں اس سب پر مجبور ہوئے۔ تمہاری مما سے انکو محبت ہوئی تھی
"کیا؟ پہلی بیوی سے محبت نہیں تھی جو دوسری شادی کرنے کی نوبت آئی
جو سوال لارا نے پوچھے آج تک وہ بھی ڈیڈ سے یہی سوال کرتے بڑا ہوا تھا،
زندگی کے پچیس سال، چھبیسویں کا آغاز عنقریب تھا، لیکن اسکے سوال اب
بھی مکمل جواب نہ پا سکے۔

میں جب ممی کے ساتھ جندل محل آیا تب مجھے یہاں کے ملازمین سے پتا"
چلا کہ فرہاد اور لال نور کا کپل تو آئیڈیل تھا، انکی فیملی ایک ہیپی فیملی تھی۔
تب مجھے فرہاد اور زائشہ علوی دونوں پر غصہ آیا کہ کیوں وہ ایک ہوئے اور
مجھے دنیا میں لا کر کئی دلوں کی تکلیف بنا دیا۔ لیکن بابا نے کبھی مجھے میرے
سوال کا جواب نہیں دیا، وہ بس مجھے بہلا کر ٹال دیتے۔ ہاں ایک چیز ضرور
تھی کہ میرے ممی ڈیڈ کے بیچ میرے ہوش سنبھالنے سے لے کر اب تک
ایسا کوئی رشتہ نہیں جو یہ ثابت کر سکے کہ وہ ایک دوسرے کی محبت میں

گرفتار تھے، یعنی ممی نے بابا کو کبھی اہمیت نہیں دی، وہ بس آسائشوں کی دلدادہ ہیں۔ دنیا جہاں کی ہر خوشی انکے قدموں میں ہو، ذمہ داریوں سے بھاگتی ہیں، اور ڈیڈ ساری عمر خاموش رہے، پتا نہیں انکی خاموشی کے پیچھے کونسا طوفان ہے۔

سچ بتاوں تو میں نے اس سب کے پیچھے کا سبب ہر صورت جان لیتا لیکن دل کو خدشہ ہے کہ وہ حقیقت مجھ سے برداشت نہ ہو سکی تو کیا ہو گا۔ تو اس دبی چنگاری کو کبھی کریدنے کی کوشش نہ کی۔

مجھے ڈر ہے آگ نہ بھڑک جائے، میرا وجود بروکے لیے ناقابل قبول نہ ہو جائے، انکی زرا سی نرمی، میرے لیے فکر، مجھے ایک بار دھیان سے دیکھ لینا پچھلے آٹھ سال سے میرے لیے بہت بڑی عافیت بنا ہوا ہے، اور آج تو وہ "مجھ سے اپنی فکر بڑھا کر ملے

وہ اسکا ایک ایک حرف دھیان سے سن رہی تھی، لئیق ایز دعلوی کی زرا سی پیش رفت اسکے اندر پلتا آٹھ سالا احساس محرومی پلوں میں ختم کر گیا، اور وہ لارا کے لیے پل پل مزید پیارا ہوتا جا رہا تھا۔

"تم انکے بھائی ہو، تم دو کے ڈیڈ ایک ہیں۔ کچھ بھی ہو جائے، اس رشتے کے بدولت ایک قدرتی کشش ہمیشہ تم دو کے بیچ رہے گی۔ اور مجھے تو وہ بہت سوئیٹ لگے، سب کی فکر تھی انکے لہجے میں۔ اور سب سے بڑی بات، انکا سب سے نرم سلوک، تمہاری ان سے اٹیچمنٹ فطری ہے کیونکہ نرم دل انسان جسکے دل میں سبکی فکر ہو، وہ سبھی کا پسندیدہ ہوتا ہے۔ اور یقین کرو لوئے، تم بالکل ان جیسے ہی ہو۔ شاید تم دو میں یہ وصف تمہارے ڈیڈ کی وجہ سے آیا ہو، وہ زیادہ اچھے شاید اس لیے بھی ہیں کیونکہ انھیں انکی مما کا پیار ملا ہو گا۔۔۔ماں کا پیار ملنا اور نا ملنا دو الگ شخصیات کو جنم دیتا ہے"

جس آسانی سے وہ ان دو کو کیٹیگری میں رکھے اسے مسکرانے پر اکسا گئی وہ حسین تھا، وہ اس سن کر ہر تکلیف سے نجات دیتی اسکے لیے سکون کا لمحہ تھی۔

یہ سچ ہے، ڈیڈ بہت معصوم سے انسان ہیں تبھی تو ممی سے ہمیشہ دب کر" رہے۔ آج تک انہوں نے کسی کا برا نہیں چاہا، میں نے انکو ہمیشہ پریشان، کسی الجھن میں مبتلا دیکھا لیکن انھوں نے میرا ہمیشہ ہر ممکنہ ساتھ دیا، غلط پر سرزنش کی، مجھے سزائیں بھی دیں، میری پاکٹ منی بند کی، میرے کارڈ بین کیے، گھر سے نکالا، سب کیا، جیسا ایک باپ اپنی بگھڑتی اولاد کو سنوارنے کی کوشش میں کرتا ہے۔ بس کھل کر پیار نہیں کر سکے مجھ سے، شاید انکو بھی لگتا ہو گا وہ بڑو کا حق مار رہے ہیں۔ میں ان سے اس بات پر کبھی خفا نہیں ہوا، بلکہ میں اس معاملے میں قدرتی نرم ہوں کہ وہ میرے بعد میں جبکہ بڑو کے بابا پہلے ہیں سو میرے بابا کا سارا پیار بھی انکو مل جائے تب بھی اوکے ہے۔۔۔۔ یہ جو تھوڑے بہت مجھ میں اچھائی کے چراثیم ہیں یہ

انہی کی وجہ سے ہیں۔۔۔۔رہی بات ماں کے پیار کی، ہاں وہ مجھے ماں کے ملا، وہ مجھ سے پیار کرتی تھیں، فکر بھی کرتی تھیں ہوتے ہوئے بھی نہیں لیکن اس میں بھی لاپرواہی کا عنصر شامل تھا، ایک بار ڈیڈ نے مجھے بتایا کہ تمہاری مما کی مما یعنی نانی نے بھی انھیں ایسے ہی پالا، ایسا ہی لیا دیا تعلق رکھا سو اس لیے وہ جانتی نہیں کہ یہ تعلق کیسا گہرا ہوتا ہے، میں ہنسا، اور بولا تھینک یو ڈیڈ مجھے بہلانے کی اخیر کوشش کے لیے، بھلا ماں کو بھی کیا سیکھانا پڑتا ہے کہ اپنی اولاد سے پیار کیسے کیا جائے۔۔۔۔ہاہاڈیڈ بھی عجیب "بندے تھے یارا

اپنی بات مکمل کیے جب وہ اذیت سے ہنسا تو لارا نے اپنا چہرہ اسکی گردن میں چھپائے اپنے آنسو سے ضبط کیے کیونکہ یہ شخص اپنی اس حسرت زدہ کہانی سے اسے جذباتی کر بیٹھا تھا، وہ اپنا دل بھی ہلکا کرنے کی ٹھان چکی تھی۔

م۔۔میرے ڈیڈی بھی ایسے ہی تھے، انکا بھی مجھ سے ایسا ہی تعلق تھا۔"

لیکن ممی نے مجھے اور ایمر کو اپنے دامن میں سمٹی ساری محبت عطا کی۔وہ

بھی پہلے شادی شدہ تھے مگر میری مما کو محبت کا جھانسا دے کر دل بہلانے کا سامان بنا رکھا تھا۔ وہ میری مما کو بنا شادی کے ساتھ رکھنے پر بضد تھے کہ کہیں اولاد ہو گئی تو پیروں میں بیڑیاں نہ پڑ جائیں لیکن میری ممانے اس شخص کو شادی کے لیے مجبور کیا۔

پہلے ہی سال لارا جہاں آ گئی، ذمہ داری پڑ گئی اور پھر وہ بہانے بہانے سے ہمیں اکیلا چھوڑ کر جانے لگے۔ مما جاب کرتی تھیں لیکن میری پرورش میں کوئی کمی نہ کی، ڈیڈی مہینوں بعد گھر آتے، گھر بھی میری ممانے خود لیا، وہ بہت اچھی کمپنی میں مینجر تھیں۔ کئی کڑور پتی ان سے شادی کے خواہش مند تھے مگر انہوں نے محبت کے آگے مجبور ہو کر اس شخص کو قبول کیا جو "حقیقت میں ان سے صرف دل بہلاتا تھا۔

وہ اسکی کہانی سن کر مزید افسردہ ہوا، گرفت مضبوط کیے اس نے لارا کا سر دلاسا دیتے انداز میں چوما تو وہ اسکو دیکھتی مسکرائی۔

سب ٹھیک تھا، میں نے اور ممی نے تقریباڈیڈی کو بھلادیا، وہ اتنے دن"
غیر خاضر رہے، نمبر بدل لیا کہ میری ممانا امید ہو گئیں لیکن بہت سال بعد
وہ واپس آئے، انکی پہلی شادی ٹوٹ گئی اور دل غم سے بوجھل تھا جسکو ہلکا
کرنے کو انھیں ایک بار میری ماں کی ضرورت تھی، اور اسی ضرورت کو
پورا کر کے وہ میری ماں کی کوکھ میں ایمر چھوڑ گئے، لیکن ایمر عام بچہ نہیں
تھا، وہ ہجڑا تھا اور اسکی پیدائش کو وہ میری مما کا گناہ بنا کر ہمیں ہمیشہ کے لیے
دھتکار گئے، انکے یوں بار بار چھوڑ جانے کی ہمیں عادت تھی، زیادہ فرق نہ
پڑا لیکن ایمر کو مار وہ سکتی نہ تھیں اور اسے جینے کو لے کر وہ خوفزدہ تھیں۔
یہی دکھ کہ اس نامکمل وجود کا کیا ہو گا، وہ بستر سے لگ گئیں، ڈیڈ کی بے
وفائی، انکی دھتکار، ایک بیٹی کی ذمہ داری، ایک نامکمل بچے کا بوجھ، انھیں
"نگل گیا لیکن وہ مجھے ایمر کی ماں بن کر رہنا ضرور سیکھا گئیں

اپنی مشکل زندگی چند بے ربط جملوں میں سمیٹ کر وہ آخری جملے پر ہر بوجھ
سے آزاد مسکرائی تو لوئے کو اسکی زندہ دلی پر رشک آیا، یہ تو وہ بھی جانتا تھا

کہ ایمر جیسے بھائی کی پرورش پر اسے کس کس کرب سے گزرنا پڑا ہو گا،
تبھی تو وہ مضبوط بھی ہو گئی تھی۔

وہ تیسری جنس ہے، اللہ نے اسکو بھی کسی مقصد کے لیے بنایا ہے۔نہ تو وہ"
تمہاری مما کا گناہ ہے نہ تمہاری آزمائش۔اللہ نے ہمیشہ کمتر اور چھوٹے پر
رحم کی تلقین کی ہے، یہ بے بس جنس بھی رحم اور ہمدردی کی مستحق ہے۔
وہ اسی دنیا میں سجے گا جہاں سے اسکا تعلق ہے، جہاں اسے اپنے جیسے عام
انسان ملیں گے، جو اسے اچھوت نہیں، اپنا ہم نوا سمجھیں گے۔اسکے لیے جو
"ہو گا وہ بہترین ہو گا، لیکن تمہارے ڈیڈ کون ہیں؟ نام بتاو گی؟
وہ ایمر کے لیے اچھے جذبات رکھے اسکی فکر ہٹاتا آخری سوال پر لارا کے
چہرے پر بھی تاریکی اترتی محسوس کر رہا تھا۔
وہ اسی شہر میں ہیں، نام مت پوچھو۔جب کوئی تعلق ہی نہیں تو تم جان کر"
کیا کرو گے۔انکے لیے ہمارا حوالہ شرمندگی کا باعث ہے۔وہی رہے گا پھر
"بھلے ہم دھل کر بھی کیوں نہ آجائیں۔۔۔۔۔

وہ اسکے ٹالنے پر مزید اصرار بھی نہ کر سکا کیونکہ جس طرح اس نے لارا کو سب خود ہی بتایا، امید رکھتا تھا کہ وہ بھی اسے ضرور بتائے گی۔

"ایسا ہمیشہ نہیں رہے گا، تمہیں کسی کے لیے کمتر نہیں رہنے دوں گا لارا۔"

ایسا وقت ضرور آئے جب وہ شخص اپنی اسی اولاد کی ایک جھلک دیکھنے کو ترسے گا۔۔۔ تم مجھ سے کہیں درجے بہادر ہو، اللہ نے میرے دل میں " تمہاری محبت ڈالی ہے تو بڑا بہترین کیا ہے۔۔۔۔۔

اسکی نازک بازو اپنے سر سے نکالتا وہ اسکو اپنے سینے میں شدت سے سموتا جس طرح اسکی اداسی ہٹائے یقین دلا رہا تھا، وہ اس خوش فہمی پر ہی کھلکھلا دی، اسے ٹھیک وقت پر ٹھیک محبت ہونے پر رشک تھا، یوں ایک دوسرے میں جذب ہو کر ایک دوسرے کے وجود سے اٹھتی خوشبو میں ڈھل کر، جسم و جان کی حرارت بڑھنے لگی تھی، جو شوخ، بے لگام جذبوں کو آنچ دینے کی خطاء کر بیٹھی، دونوں کے دل پھر سے مقناطیسی کشش سے جڑے اور جب جب جڑتے دل ضرور اضافی خمار میں مبتلا ہونے لگتا۔

"تم سے پہلے یہ سب کسی سے نہیں کہا لوئے، یو آر ویری سپیشل فار می"

زرا سا نظر اٹھائے اس نے جن محبت بھری نظروں کو لوئے پر جمائے جذب سے کہا، وہ تائید میں مسکراتا اسکے ہونٹوں کی نرمی پر اپنی آنکھیں مرکوز کیے جھٹکے سے استحقاق بھرا مظاہرہ کرتا نرمی کے بعد اپنی ایسی شدت پیش کر چکا تھا کہ لارا کے ہاتھ غیر ارادہ اسکی شرٹ کو مٹھیوں میں مقید کیے جکڑے، دل سینے میں پھڑ پھڑا گیا، پورے جسم کا خون اس درجہ بے باکی پر رگوں میں جم گیا، وہ سر تا پیر لرز اٹھی مگر لوئے بہزاد علوی نے یہ عاشقانہ تسلسل صرف ایک سیکنڈ کو توڑے بے خود ہو کر اس لڑکی کا ایسے جان لیوا اٹیک سے سرخ پڑتا چہرہ دیکھا اور نرمیوں، نازکیوں کو اک طرف رکھتا نشاط انگیز سفر کا ایسا منہ زاع آغاز کر گیا جو اسے اپنی کہانی سنا اور لارا کی سن کر اس وقت سانس لینے سے زیادہ ضروری لگا۔

وہ اپنے کہے میں برحق تھا کہ اپنی کہانی سنانے کے بعد اسے لارا جہاں کے پیار کی بہت ضرورت پڑتی اور اس نے اپنی اس ضرورت میں اس وقت

اپنے وجود، دل اور دماغ کا سکون شامل کیے ان لمحات کو لارا کے لیے بھی باعث عافیت بنا دیا۔

ماحول تو انکی الجھی سانسوں کے جلترنگ سے ہی گرما گیا، اور خاموشی میں بجتے یہ شرارتی بے خود ساز دلوں کی دھڑکنیں منتشر کرنے کا سبب بن چکے تھے۔

.._____..

وہیں بارہ ساڑھے بارہ کے قریب، بیڈ پر لیٹے دستگیر پر غنودگی سی اتری تو اس نے آخری بار صبور کا نمبر مندی مندی آنکھیں بمشکل کھولے ڈائل کیا اور وہ آن تھا تبھی دستگیر لیٹے سے یکدم اٹھ بیٹھا۔

اور وہ بھی بجتے فون کے پاس ہی بیڈ پر گال ٹیک کر بے جان سی لیٹی اسکی کال پر چونکی۔

"کیا تکلیف ہے تمہیں؟ بار بار کیوں تنگ کر رہے ہو؟"

کتنی بار وہ اسکی وجہ سے فون آف کر چکی تھی مگر پھر خود ہی آن کر دیتی، شاید اس سے بھی دستگیر کی تکلیف دیکھنا محال تھا۔

"آئی ایم سوری صبور، تم سے دور قرار نہیں آ رہا۔ تمہیں نہیں لگتا تم نے بہت زیادہ سخت ری ایکشن دے دیا ہے۔ میرا آرام، میری نیند تو تمہارے پاس ہے، ہاں بے قراری کو قرار ملے اگر کہہ دو کہ ٹھیک ہو"

وہ اسکے تاسف زدہ لہجے کی ہوک پر خود بھی دکھی ہوئی، چہرے پر دیر تک رونے جیسا خزن اتر چکا تھا۔

"ٹھیک ن۔۔ نہیں ہوں، د۔دل میں بہت درد ہے۔۔۔۔کتنے بے رحم ہو، یوں مجھے اپنا بنایا ہے کہ تم سے گلے لگ کر رو بھی نہیں سکی۔۔۔

یہ کہتے اس لڑکی کی آواز انسوؤں نے نگلی تو دستگیر کے دل کو بھی جیسے کسی نے کند چھری سے چیڑ دیا تھا۔

"کل گلے لگ جانا، لیکن رونے نہیں دوں گا۔ جشن ہے سو تمہیں آنا پڑے گا۔ مجھ سے مل لینا، تمہارے دل کا درد کم کر دوں گا"

وہ جو اس سب سے بھاگ جانا چاہتی تھی، جشن کی خبر نے تو اسکے موڈ کو اور بگھاڑ دیا اوپر سے دستگیر کی امیدیں جان لیوا تھیں۔

"تم سے مجھے کون ملنے دے گا دستگیر عالم، تم سے خود کو ملنے سے روکنے کے لیے میں خود ہی کافی ہوں"

اسکے اس سفاک جملے دستگیر کے چہرے پر چھائی مسکراہٹ لمحے میں نوچی۔

"یعنی میرا ہونے کی بھی سزا دو گی مجھے؟"

وہ تلخ ہوا، واپس تکیے پر سر گرائے لیٹا، دونوں کی آنکھیں اس وقت چھت کی جانب لٹکتے فانوس کے جھومروں پر تھی جن میں کئی کئی رنگ کی روشنی مقید تھی، لہجہ ہی نہیں دونوں کی آنکھیں بھی دہک رہی تھیں۔

اب تم میری ہو صبور، یہ اطمینان تمہاری ناراضگی سے قدرے بڑا ہے۔"
تمہیں اس شخص کو سزا دینی بھی چاہیے میں اف بھی نہیں کروں گا، کل نیہا
کو سب بتادوں گا، پتا نہیں قسمت اب میرے لیے کیا تجویز کرتی ہے، بہت
"دربدر ہوا ہوں، ممکن ہے اب مجھے میری منزل مل جائے
وہ اسے یہ سب بتا کر نا چاہتے ہوئے بھی پریشان کر چکا تھا، جانے نیہا کیا
فیصلہ کرے، کیا پتا وہ صبور کے دل کے لیے اچھی نکل آئے، یہ تو کل پتا چلنا
تھا۔

اگر اس نے اس سب کے بعد بھی تمہارے ساتھ ایڈجسٹ ہونے کا"
"فیصلہ کیا تو تم مجھے چھوڑ دینا، وہ دل بڑا کرے گی تو تم بھی کرنا، سمجھے
اس لڑکی کو ایسا بولتے خدا کا کوئی خوف نہ آیا، لیکن دستگیر ضرور اسکے
مشورے پر تلملا گیا۔

اس بے جوڑ پزل پیس کو اس پرائی پزل میں ایڈجسٹ کرنے کی تمہاری "
کوشش مجھے توڑ تو سکتی ہے لیکن اس خالی جگہ جیسے سانچے میں نہیں ڈھال

سکتی۔ میں وہیں فٹ آوں گا جہاں میری جگہ ہے،اور وہ تمہارے ساتھ ہے۔اب تمہیں میری موت ہی مجھ سے الگ کرے گی،جب دل چاہا مجھ سے الگ ہونے کا تو مجھے آکر شوٹ کر جانا۔۔۔۔ادھر وائز نو چانس" دستگیر کی سفاکیت،اسکی آنکھوں میں نمی سمیٹ لائی۔

"تمہیں مارنے سے پہلے میں خود ہی نہ مر جاوں،ایسی باتیں کیوں کر جاتے ہو جو مجھے مزید رلا دیں"

وہ بہت کرب سے بول پائی،اتنی کہ دستگیر کا دل اس کے پاس جانے کو بے قرار ہو گیا۔

"تم مجبور کرتی ہو ایسا کہنے پر ظالم لڑکی،اب تمہیں نہ مجھ سے بھاگنا پڑے گا" "نہ چھپنا۔دل میں نیہا کے لیے نرمی رکھو لیکن مجھے تو یوں مت آزماو

وہ واقعی اسکے جتانے پر شرمندہ سی ہوئی جبکہ دستگیر کی آنکھوں کی جلن بڑھی،اس وقت تو دستگیر کو غصے میں جانے کو کہہ دیا لیکن ابھی اسے دستگیر چاہیے تھا اور ستم یہ کہ وہ کہہ بھی نہیں پا رہی تھی۔

اس نے سرد تاثر کے سنگ دستگیر کے خاموشی اختیار کرنے پر دقت سے سانس کھینچا جیسے کہنا چاہتی ہو کہ بات نہ کر پائے گی۔

" کیا کر سکتا ہوں تمہارے لیے؟ کیا تمہارے پاس آجاوں؟"

اسکے ہوں پیار سے پوچھنے پر صبور کی آنکھیں سیل رواں سے بھریں، جلد ہی وہ آنسو اس لڑکی کی آنکھوں سے بہہ کر رخساروں تک چلے آئے۔

"ن۔۔ نہیں"

اس لڑکی نے ہاں جیسی کربناک ناں کی تھی، تبھی تو وہ مسکراتک نہ سکا، دل

اس لڑکی کی بھری آواز اور کھارے لہجے نے مسل سا دیا۔

....★☆☆☆☆☆★....

تو پھر رونا بند کرو، اچھی بھلی سمجھدار لڑکی ہو اور بچوں کی طرح بیہو کر رہی"
ہو۔ بہت لکی ہوتے ہیں محبت پانے والے، کیا لاحاصلی کی اذیت بھول گئی
"ہو، دل سے پوچھو ایک بار، کیا تمہیں سکون نہیں ملا میرے نام لگ کر؟
وہ اسکے پاس تو نہیں جا سکتا تھا پر وہ اسے اپنے ہونے کا یقین ضرور دلا سکتا تھا،
اسکا دل تو سکون سے بھرا تھا پر وہ حساس دل کا کیا کرتی جو ایک کونے سے
ادھڑ بھی گیا تھا، یا پھر کسی جگہ تیر پیوست ہو جائے تو ہونے والا درد پورے
جسم کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔

"بولو صبور"

اسکے اصرار پر صبور کے آنسو زیادہ تیزی سے بہنے لگے تھے۔

"تم بہت ظ۔۔ ظالم ہو"

سسک کر، اسکے کسی من پسند جواب کی طلب کو برباد کرنے میں تو اس لڑکی
نے مہارت پا رکھی تھی۔

ہاں تم تو جیسے بہت اچھی ہو، کب سے تڑپا رہی ہو۔ میں ابھی آیا نہ صبور تو"

"اچھا نہیں ہو گا۔ خاموش ہو جاو

اس بار وہ اسے دھمکی دیتا بولا، یہ لڑکی اسے ذہنی بے سکونی دے رہی تھی اور وہ اسکی دھمکی پر واقع جس طرح اپنی آہیں گھوٹ گئی، دستگیر کا دل مزید برا ہوا۔

میں ہوں تمہارے ساتھ، کیوں تکلیف دے رہی ہو خود کو۔ تمہیں ہر"

گلٹ سے نکال کر سب کے سامنے عزت سے بیوی کا درجہ دوں گا صبور، ابھی کے لیے معاف کر دو۔ کہو گی تو کل کان بھی پکڑ لوں گا۔۔۔۔

"تمہارے

وہ جو دانت کے کنارے سے روتی ہوئی اپنا ہونٹ بے بسی سے کاٹنے میں محو سانس روکے اسکے نرم الفاظ سن رہی تھی، آخر تک دستگیر کے شرارت بھرے لہجے پر پھیکا سا روتی آنکھوں سے ہچکی بھرتی مسکرائی۔

"چلو تم مسکرائی تو"

وہ اسکی مسکراہٹ بھانپ کر مخمور لہجے میں بولا تو اک لمحہ وہ چونکی، حیرت نے آنسوؤں کی جگہ گھیری۔

"تمہیں کیسے پتا چلا؟"

وہ بے ارادہ بڑبڑائی تو اس شخص کی جان میں بھی جیسے جان لوٹی۔

"کب روتی ہو، کب مسکراتی ہو۔ سب کی خبر ملتی ہے۔ اتنا لاپرواہ سمجھ رکھا

"ہے کیا؟ اب مجھ پر رحم کھانا صبور، کل ملتا ہوں تم سے۔۔۔

دستگیر سے بات کر کے مکمل تو نہیں لیکن وہ قدرے بہتر ہو گئی تھی اور اسکے اجازت مانگنے پر وہ بنا کچھ کہے کال بند کر گئی اور دستگیر نے یکدم بنا بائے کہے بند ہوتا فون دیکھے گہرا سانس بھرا۔

یہ لڑکی اب بھی خفا تھی مگر وہ اب کم از کم روئے گی نہیں اور اس چیز نے دستگیر کو بھی کچھ ذہنی دباو سے نکال دیا۔

.._____..

لعلین کے اندر عجیب سی افراتفری تھی، پورا وجود نادیکھائی دیتی حدت کی لپیٹ میں تھا، رات دے کر وہ اپنی دھڑکنوں کے بے ہنگم سازاب سہنے محال جان رہی تھی۔

لئیق نے اسکے اوجھل ہونے کے کچھ دیر بعد روم کی طرف جانے کاارادہ کیا، کیونکہ رایان کی طرف سے موصول ہوتی اہم خبر نے اسے روک لیا تھا۔

ایک یوایس بی ہاتھ لگی ہے سر، اس میں کچھ ایسی چیزیں ملی ہیں جو آپکو" "حیران کردیں گی

دوسری جانب اس وقت کمپیوٹر سکرین پر چلتی ایک خفیہ رات کی پراسرار وڈیو تھی جس پر رایان اور سحر کی متجسس آنکھیں جمی تھیں۔

کل رات میں آوں گا، حیران ہونے کی بہت ضرورت ہے مجھے۔امید ہے "
"سوچ سے زیادہ اچھی انفارمیشن ہو گی
وہ وڈیو تو لئیق کی امید سے کہیں درجے اچھی تھی جس پر لئیق کی بات سن کر دو دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر فاتحانہ مسکرائے۔
ارے سر کہانی میں آیا ہے ایک ٹویسٹ، ہمارا تو موڈ خوشگوار ہو گیا۔ویسے "
سونم سر بہت خفا ہیں کہ آپ نے جشن پر انھیں نہیں بلایا، آپ کہیں تو ہم انکو اپنے دادا جی کا گیٹ آپ دے کر کل لے آئیں، سچی پوچھیں تو آپکی
"وائف سے ملنے کا بہت اشتیاق ہے
رایان کے جوشیلے انداز سے لئیق نے معاملہ بھانپ لیا اور وہ سونم صاحب کی ناراضگیوں پر بے ساختہ مسکرایا۔
ٹھیک ہے، لے آنا۔ورنہ اس بندے نے مجھے اسی پر طنز کر کر کے مار دینا"
"ہے۔ایک چھٹی تم سب کا بھی حق ہے، ملتے ہیں کل

لئیق کے اجازت دینے پر دونوں کے چہروں پر مانو بہار سی اتر آئی، تبھی تو سحر اور رایان نے رابطہ توڑے اپنی توجہ کام پر دی اور لئیق ایزد علوی نے بھی قدم بڑھائے کمرے کا رخ کرنے کا سوچا۔

وہ روم میں آکر تکیے پر سر رکھ کر لیٹی فون پر کسی گیم کھیلنے میں مصروف تھی جب وہ اندر آیا، اسکی موجودگی نے لعلین کو بے چین تو کیا مگر وہ اپنی توجہ فون پر ہی دیے رہی، لئیق نے ہونٹوں پر اس لڑکی کی پر سکون دھڑکنوں میں چپکے سے ہلچل مچانے پر کیف آگیں مسکراہٹ رینگ گئی تبھی وہ بنا اسے کچھ کہے پہلے زرافریش ہونے بڑھا، طبعیت اب بہتر تھی لیکن اعصاب اب بھی تناو کا شکار تھے۔

لعلین نے بے تابی سے فون پر وقت دیکھا جو کٹنے کا نام بھی نہیں لے رہا تھا، ابھی وہ باہر آئے گا اسے اسی کی ٹنشن تھی، جسم و جان میں نادیدہ بے چینی بڑھنے لگی۔

وہ سب بس ایک فریب تھا، وہ مجھے روکنے کے بہانے کر رہا ہے، تاکہ "
"ثابت کرے کہ ہمارے بیچ سب سچ ہے، نہیں لال، خود کو سنبھالو
خود کو دلاسا دے کر سمجھانے کے باوجود دل ڈوب کر ابھرا جیسے آج وہ ظالم
کچھ ایسا کر دے گا کہ سارا اختیار چھین لیا جائے گا۔
خیر یہ دس منٹ اسے خود سے جھنجھلاہٹ میں صرف کرنے پڑے اور لئیق
کے باہر نکلنے پر جب لعلین نے بے اختیار اسے آنکھیں فون سے ہٹا کر دیکھا
تو حواس جکڑنے پر نظریں ہٹانا ہی بھول گئی، فل بلیک ٹراوزر شرٹ میں
سرخ و سفید رنگت چھلکائے وہ وجیہہ شخص دمکتا ہوا اپنے ہی دھیان میں
آئینے کے سامنے کھڑا بال سنوارتے سنوارتے خود پر جمی لال کی بے خود
نظر بھانپے ٹھٹکا، آنکھیں چھوٹی کیے غور کرنے کی کوشش کی تو وہ اسکی نظر
کی کشش سے فوری باخبر ہوئی۔

اور تبھی وہ فوراسے پہلے اسکی شوخ نظروں کے باعث نظر پھیر گئی اور تب دل دھڑکنے لگا جب لئیق ننگے پیروں ہی چلتا، اس لڑکی کے دل میں ہوتے ہنگامے کی خبر پاتا پاس بیٹھتے ہی اسکی سمت چہرہ پھیر گیا۔

"آپ مجھے نظر بھر کر دیکھ سکتی ہیں، آپکا ہی ہوں"

اسکی التفات بھری نظریں بھانپے اسکی کی روح پرور سرگوشی پر لعلین نے فون کو غیر ضروری سمجھے ایک طرف رکھا اور خود پر جھکنے کے بعد زرا پیچھے سرک کر لعلین کے ساتھ ہی اپنا تکیہ جوڑے آرام دہ انداز میں بیٹھے لئیق کو دیکھا جو اسکی طرف چہرہ کیے اسے ہی نہار رہا تھا۔

"مجھے نہیں دیکھنا"

وہ اٹھ بیٹھی، جیسے لیٹے ہوئے سانس اکھڑا ہو۔

"تو پھر کچھ پوچھ لیں"

مشورہ، اسے گہری نگاہوں میں لیے آیا اور اس وقت اسے مرنے سے بچنے کو کچھ پوچھنا ہی مناسب لگا۔

"چلو بتاو اب، مما کہاں ہیں تمہاری؟"

بناوقت ضائع کیے وہ مدعے پر آئی مبادا وہ اسکو کسی مشکل سے دوچار کر دیتا، کیونکہ ان کے بیچ کی خاموشی بھی قہر ڈھانے لگی تھی۔

"دنیا کے لیے وہ زندہ نہیں لیکن میرے لیے زندہ ہیں، لیکن کھو گئیں۔انکی قبر بھی نہیں جو مجھے صبر دے سکے، زمین و آسمان کے بیچ معلق ہو گئیں

"لعلین نور

وہ پہلے تو لئیق کے اول جملوں پر رنجیدہ ہوئی مگر پھر اپنے نام کو دہراتے لئیق کے ہونٹوں پر اسکے چہرے کا رنگ فق ہوا تبھی تو اسے پتا نہ چلا وہ نا صرف اسکی طرف سرک گئی ہے بلکہ اپنی ٹھوڑی بھی اسکی کھڑی کر کے رکھی ٹانگ پر دھری بازو پر زرا سا ٹکا کر اسکے چہرے کو غور سے دیکھنے لگی۔

"ل۔۔ لعلین نور، کیا مطلب۔۔۔۔انکا نام۔۔۔"

یہ سوال پوچھتے وہ چہرے کی زردی چھپا نہ سکی اور لئیق اسکی اڑی رنگت دیکھتا جس طرح آزردہ ہوا، وہ لعلین کو اسکا جواب دے گیا، اسکی گرد بازو

گزار کر اس بے نرمی سے لعلین کو حصار میں لیے اپنے ساتھ لگا کر بٹھایا کہ یہ سب اس قدر اچانک ہونے پر وہ کوئی مزاحمت نہ کر سکی لیکن یوں وہ اسکو باآسانی دیکھ اور سن سکتی تھی۔

ہمم۔ مما کا یہی نام ہے، آپ سے شادی کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ انکی" خواہش اور اپنی خواہش کی تکمیل چاہتا تھا۔ وہ اپنی وصیت میں مجھ آدم بیزار کو شادی کرنے کا حکم کر گئیں تھیں اور میری شرط لعلین نامی لڑکی تھی، آپ کو دیکھ کر دونوں پوری ہوئیں۔ تبھی آپ سے کانٹریکٹ کے بجائے سیدھا نکاح کر بیٹھا کیونکہ تبھی میرا آپکو کبھی چھوڑنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا"

وہ آخر اس کانٹریکٹ کی سچائی بھی بتا بیٹھا جو سن کر لعلین کا دل کانپ سا گیا، وہ اس سے کسی معاہدے کے سنگ نہیں بلکہ نکاح کے اصل رشتے میں بندھی ہے یہ سوچ کر ہی اسکے دل کو کچھ ہونے لگا۔

لئیق جانتا تھا یہ سب اسکے لیے سنگین دھچکا ہے۔

یہی نہیں، رونا نے آپکے ساتھ دو سال پہلے جو بھی کیا وہ سب میں پہلے ہی"
جان چکا تھا، آپ سے اعتراف کروانا بس میری خواہش تھی۔ مما کہاں ہیں،
نہیں جانتا کیونکہ شاید وہ خود چھپ گئی ہیں۔ انکا پتا شاید صرف اس شخص
کے پاس ہے جو انکا بیسٹ فرینڈ تھا یا انکا شوہر فرہاد علوی جس کے پاس اس
شخص کا پتا ہے، یہ بہت پرسنل معاملہ ہے"
وہ اسکو شاک پر شاک دے رہا تھا اور وہ اپنے حواس سن محسوس کرتی اسکے
چہرے کو آنکھیں اٹھائے، خود کو اسکے سہارے بے جان چھوڑے، بے
یقینی سے دیکھ رہی تھی۔
مطلب تمہاری مما، مسٹر فرہاد سے محبت نہیں کرتی تھیں۔۔۔ وہ کسی اور"
سے محبت کرتیں تھیں؟"
کچھ دیر بعد وہ اسکی نزدیکی کے سبب سن پڑتے دماغ کو بحال کرتی اسکی
شرٹ کے اوپری کھلے بٹن کو انگلی کی پور سے چھوتی اسکے مزید قریب ہوئے
پوچھتے بولی تو اپنی رخسار سے مس ہوتی لئیق کی بیرڈ والی رخسار کی چبھن پر

زراسا گھبرائی مگر وہ اسکے اچانک جھٹکا کھانے پر مسکرایا مگر جلد وہ مسکراہٹ معدوم بھی کرلی۔

اسے لعلین کا تجسس نہیں، بلکہ اسکا آہستہ آہستہ خود ہی لئیق کی طرف سمٹنا مشکل سے دوچار کرنے لگا۔

یہ سچ تھا وہ اسکے پہلو میں کسی نوخیز کلی کی طرح مہک رہی تھی، حیران پریشان، الجھی گھبرائی سی جسکی آنکھیں لئیق پر فرصت سے جمی تھیں، وہ سانس روکے اسکے جواب کی منتظر تھی۔

ہمممم۔۔ لیکن انھوں نے فیملی کی عزت رکھتے ہوئے اپنے محبت کو چھوڑ کر" وہاں شادی کی جہاں انکے گھر والے چاہتے تھے، وہ پوری ایمانداری سے فرہاد علوی کے گھر بیاہ کر آئیں، لیکن دل سے خالی وجود لیے۔۔۔۔ وہ بھی آپکی طرح فریاد علوی کی پیاری قیدی جو تھیں"

وہ اسکی آنکھیں کھوجتا، ہاتھ بڑھا کر انگلیوں کی پوروں سے اسکا اداس چہرہ چھوتا بولتا گیا اور لعلین اداسی میں اترتی گئی۔

اس نے لئیق کی رخساریوں سہلائی یوں جیسے وہ اس کو حوصلہ سا دے رہی ہو اور وہ اتنی سنگین سچویشن میں بھی مسکراہٹ دباتا نظر آیا۔

"تو تمہیں لگتا ہے وہ جہاں ہیں، اسکا پتا تمہارے ڈیڈ اور اس انسان دونوں کو ہے؟"

لعلین کے ایک بار پھر اسکی وارفتہ نظروں کی شدت بھانپ کر کیے استفسار پر وہ تکیہ کمر کے نیچے دباتا، لعلین کی طرف ٹھیک سے اپنی مکمل توجہ مبذول کر گیا تو اک لمحہ وہ جو اس پر جھکی تھی، اپنی پوزیشن کا خیال کرتی واپس اسکی بازو پر شرافت سے سر رکھے سیدھی لیٹی۔

"بالکل، لیکن وہ انسان کون ہے، میں آج تک جان نہ سکا۔ اسکا نام ممانے بھی راز رکھا اور فرہاد علوی نے بھی"

لئیق اسکی گھبراہٹ اور جھجک پر فدا ہونے سے خود کو بڑی دقت سے روکے اسکی سمت دیکھے مایوس کن لہجے میں بولا تو لعلین کے دماغ میں نا جانے کیا

آئی کہ وہ جاسوس بنی اسکی طرف واپس چہرہ کیے مسکرائی، ہاں اس بار اس نے لئیق کی طرف کروٹ بدلنے سے اجتناب برتا۔۔

اگر میں تمہیں وہ نام جان کر بتادوں؟ تمہارے ڈیڈ سے دوستی کرنی"
"پڑے گی مجھے بس۔۔۔

وہ اسکے ایسے حیران کن مشورے پر اسے دیکھتا مسکرایا، ہاتھ بڑھا کر جب لعلین کی ناک لاڈ سے دبائی تو وہ ساری شرارت بھلائے خود میں سمٹ سی گئی، اس بندے کی ایسی حرکتیں، سنجیدہ گفتگو میں بھی بہکنے کے اسباب بنا رہی تھیں۔

انھیں ویسے بھی ایک دوست کی ضرورت ہے، لیکن ان سے دوستی"
کرنے کے لیے آپکو یہاں رہنا ہوگا، اور رہنے کے لیے مجھ سے محبت کرنی
"ہوگی

وہ اسکے گلال ہوتے رخسار کی نرمی ہنوز محسوس کرتا جس طرح اسے پکڑ کر دبوچتا اپنے نزدیک سرکائے آنکھ ونگ کیے بولا، وہ اسکے آخری جملے کی

شوخی پر سرد سا گھوری جبکہ اسکے قریب کرنے پر وہ یوں خوفزدہ ہوئی جیسے کسی کو گہری کھائی میں دھکا دیا جا رہا ہو۔

اسکے سینے پر ہتھیلوں کا دباو بنا کر وہ بیچ میں فاصلہ اختیار کر گئی۔

کتنے مین ہو تم، میں تمہارا ہی بھلا کرنا چاہتی ہوں اور تمہیں اپنی پڑ گئی۔"

محبت کیے بنا بھی تم مجھے کچھ دن برداشت نہیں کر سکتے کیا؟ سوچو اگر تمہیں وہ نام پتا چل گیا تو مما تک پہنچنے میں تمہیں مدد ملے گی۔ میری جاسوس صلاحتیوں کو ویسے بھی زنگ لگنے کا خطرہ ہے، کیوں نا جاتے جاتے میں

"تمہارا کچھ بھلا کر جاوں

وہ اسے یوں شوخی سے بات کرتی بھی کیوٹ لگی، زندگی سے یکدم بھر جاتی، جیسے یہ جاسوسی کرنا اسکا پسندیدہ کام ہو، لیکن وہ اس نزدیکی کا کیا کرتا جو جان پر بن رہی تھی، وہ اتنی الگ تھی، پاکیزہ سی کہ اسے دیکھتے ہی چھونے کا دل چاہنے لگتا، اور خواہشیں ضد بن کر دل کی دیواروں سے ٹکرانے لگتیں۔

وہ جانتی تھی یوں اسکے پاس مخص موجود ہو کر ہی وہ اپنے اختیار کو ایک طرف رکھ چکی ہے مگر اس کے مزید قریب جانا، جسم سے جان کھینچ لینے سا تھا۔

وہ چپ ہوا، آنکھوں میں جذبات امڈے تو وہ سہم گئی۔

"آپ ان صلاحتیوں کو کام لا کر میرے دل کو کیوں نہیں کھوجتیں پہلے ؟"

خود سے دور ہوتی لال کو اسکی کمر میں ہاتھ جکڑ کر خود پر مکمل جھکا کر حاوی کرتا وہ اپنے چہرے تک جھول آتے اسکے بالوں کو ہٹائے جس طرح اسکی متذبذب صورت دیکھے بولا، وہ یوں اس پر جھک آنے پر شدید گھبرا گئی، اس قید سے نکلنا چاہا مگر لئیق نے اسکی کمر میں بازو لپیٹ کر لاک کر لیا تھا۔

"تمہارے دل میں بھوسہ بھرا ہے اور کچھ نہی۔۔ نہیں"

اپنا چہرہ اسکی گردن میں چھپا لیتی وہ اس پر حاوی ہوتا اپنا نازک وجود سرکا کر اسکے پہلو میں بسی مگر وہ تو اسکے اتنے قریب خود آ بسنے پر ہی جواب دینا بھول

گیا، لیکن پھر بھی اسکی لعلین کی کمر پر سرسراتی انگلیوں کے بے ادب لمس پر وہ چہرہ اٹھا کر اسے اس گستاخی پر خونخوار گھوری۔

"بھوسہ دماغ میں ہوتا ہے، دل میں تو خواہش اور محبت کا گھر ہوتا ہے"

اپنے بیر ڈزدہ گال کو لعلین کی رخسار سے رب کیے وہ اسے سخت آزمائش میں ڈال گیا جسکے بعد صرف مزید نزدیکی اختیار کرنے کا زرا بھی حوصلہ نہ تھا اور ستم یہ کہ وہ نظریں بھی اس شخص کے تقاضے کرتے خدوخال سے چرانہ پارہی تھی، اس کی سانسیں چہرے پر پھیل کر الگ ستم ڈھارہی تھیں۔

"کہا تھا ہاتھ جکڑ لیں مگر آپ نہ مانیں، اب آپ جکڑی گئیں۔۔۔بتائیں کیا سزا دوں، بتادوں وہ سچ جو یہ قربت اگلونا چاہ رہی ہے؟"

اسکے سانس بھرتے بھرتے سانس چھوڑنے کی مشکل دیکھ کر اس نے لعلین کے چہرے کو ہونٹوں سے چھونا شروع کیا تو اس کے دل میں چیخ و

پکار بلند ہوئی، اسکے پورے وجود میں ہوتی تھر تھراہٹ لئیق ایزد علوی نے اپنے محصور کن لمس سے محسوس کی۔

" پ۔۔ پلیز لئیق، میری ہمت مت آزماو"

واپس اسکے سینے میں سمٹ جاتی وہ اسے اتنی شدت سے جکڑ گئی کہ خود لئیق کو اسے روبرو لانے کے لیے پوری قوت استعمال میں لانی پڑی، اس لڑکی کی سست پڑتی دھڑکنوں کی اس ظالم کو رتی برابر پرواہ نہ تھی۔

"آپ کو آزمالوں؟"

اسکی باہوں میں چند لمحے مقید رہ کر ہی لال کو خود سے اس ظالم کی مہک آئی تو اس نے اپنا آپ اس سے چھینتے ہوئے اٹھنا چاہا مگر وہ اس بار اسے پھر سے سرگوشی میں سوال کرتا بازوؤں کے گھیرے میں جکڑ گیا۔

ہاں اب اس لڑکی کا چہرہ دوسری جانب جبکہ اس ظالم کی دھڑکن، یوں محسوس ہوئی جیسے پسلیوں کو چیڑ کر دل سے ملتی ملاتی کانوں میں سنائی دینے لگی ہو، اور سوال نے تو لال کی دھڑکنیں سینے کے گرد ہی لپیٹ ڈالی تھیں۔

"ل۔۔ لئیق، ب۔۔ باتیں کرتے ہیں۔۔۔۔ایسے مت کرو"

وہ خوف اور بد حواسی میں ڈوبی منت بھری گزارش لئیق کو روک تو نہ سکی ہاں قربت کے سحر کو گہرا کرنے پر ضرور مائل کر گئی۔

کیا کر رہا ہوں، بس آپکو اپنے قریب رکھا ہے۔ آپ نے تو چہرہ بھی پھیر"

"لیا، پھر کیا ڈر ہے ویسے؟

اسکے شرارت پر مائل جملے اور اسکو مکمل خود میں بساتے ہوئے کان کی اور ہونٹوں کو مس کر کے کہنے نے لعلین کے دل میں اس شخص کی موجودگی نے اس سے پہلا ہر لطف ثانوی کیا، اسے ایسا لگا وہ یہاں نہ آتی تو کبھی اس سکون سے متعارف نہ ہو پاتی جو اسے لئیق کے باعث ملا۔

"ت۔۔ تمہاری چپ ڈرائے گی، تب تک جب تک صبح نہ ہو جائے"

اس شخص کی قربت کا نشہ اس لڑکی کے سر پر بھی ہولے ہولے چڑھ رہا تھا۔

اتنا بولنا ہے کیا؟ لیکن مجھے لگتا ہے بس چند لمحوں میں میری زبان رہن ہو"

"جائے گی، آپ کیوں خاص ہیں لعلین؟ یہ تو بتائیں

وہ سانس بھی تبھی لے پا رہی تھی کہ اسے اس وقت لئیق کو دیکھنا نہ پڑ رہا تھا لیکن اسکی بازوؤں نے اسے جیسے خود میں مقید کر کے فرار کی ساری راہیں مسدود کر رکھی تھیں، وہ ہولے ہولے اپنا اختیار بھی کھو رہی تھی۔

"کیسی خاص؟"

وہ اسکے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں انگلیوں سمیت پیوست ہوتا دیکھتی پوچھ بیٹھی تو لئیق نے زرا اٹھ کر اس لڑکی کی گداز گال پر ہونٹوں کی مہر لگائی اور ویسے ہی اپنی گال اسکی گال سے جوڑ لی، اپنی بے ربط سانس اس نے اس درجہ بے بس قید میں دقت سے خارج کی۔

آپ سے ایک لمحہ بھی نظر نہیں ہٹائی جاتی، خود کو محروم نہیں رکھا جاتا۔"

دیکھ کر ہی لگے جیسے یہی زخم کا مرہم ہو، یہی ساری اذیت چھو کر میرے

جسم سے کھینچ لے گی۔ایک بات تو بتائیں، سچ سچ۔مجھے آپ سے محبت ہو گئی تو کیا پھر بھی مجھے چھوڑ جائیں گی؟"

وہ اسکے پہلے جملوں پر تو نہیں لیکن آخری پر تڑپ سی اٹھی، کروٹ اسکی سمت بدلتے ہی وہ اسکی بہت قریب دیکھائی دیتی آنکھوں کو دیکھنے لگی، دیکھتے رہنا سکون دینے لگا تو اس نے اتنا دیکھا کہ لعلین کی آنکھوں میں تیرگی اتری، وہ جھپک لے تبھی لئیق نے فاصلہ کاٹے نرمی سے اسکی دونوں آنکھوں کو اپنے لمس سے مہکایا۔

لیکن جب زرا فاصلہ بنا کر اس لڑکی کا چہرہ دیکھنا چاہا تو وہ آنسو چھپا لیتی اسکے چوڑے سینے میں بالکل سمٹ سی گئی۔

وہ اسکے بالوں پر ہتھیلی سہلائے، سر چومتا کچھ دیر اسے یونہی اپنے دل کے قریب آباد کیے محسوس کرتا رہا اور پھر اسکے چہرے پر جھول آتے بالوں کو اس نے لعلین کے نم چہرے سے ہٹایا تو اسے روتا دیکھ کر وہ فکر مند ہوا،

ٹھوڑی سے اسکا جھکا، اسکے وجود میں سمٹنے کی کوشش ناکام کیے اسکا چہرہ اٹھا کر اپنے سامنے کیا تو وہ دلخراش آنکھیں اسے جکڑ گئیں۔

تبھی بے اختیار اس لڑکی کی نم آنکھیں دیکھ کر اس شخص نے اپنی ڈھلتی سانسوں کی مہک کو جب اسکے نرم ہونٹوں پر فراغ دلی سے چھوڑا تو وہ لمحہ بھر بت بن گئی، جس میں لمحہ بھر نہ سانس رہی تھی نہ زندگی کا وجود۔۔۔۔

آپکی آنکھیں تو کہہ رہی ہیں نہیں چھوڑیں گی، آپکے ہونٹوں سے سننا" چاہتا ہوں۔ پھر بتاتا ہوں کہ مجھے محبت ہوئی ہے یا محبت ہونے کے مرحلے میں ہے"

اسکی جبین پر لب رکھے وہ معنی خیز سا سرور آنکھوں میں بھرے بولا اور لعلین نے نا جانے کس احساس کے تحت نفی میں گردن ہلائے ہمت سی ختم ہونے پر اس سے دور ہٹنا چاہا مگر وہ اسے ہلنے کی بھی اجازت نہ دے پایا۔

"م۔۔میرا سانس بند کرنے پر تلے ہو، پلیز دور ہو جاو مجھ سے۔۔۔۔دور ہو جاو ورنہ۔۔۔"

وہ اس بار اسکے حصار میں بھرنے پر بے اختیار بڑبڑائی، اسکی مزاحمت منہ زور تھی۔

"آپ دور جانا چاہتی ہیں؟ بتائیں۔۔۔۔ جانے دوں گا"

اسکی آنکھوں میں جھانک کر اس نے نرمی سے سوال کیا مگر اس نیم سی نرم و گداز روشنی میں بھی وہ اسکی آنکھوں کی شدت با آسانی دیکھ سکتی تھی، اسکے ہاتھ نے بے اختیار لئیق کی شرٹ کی گریبان کو سختی سے مٹھی میں بھرا۔

"ت۔۔ تھوڑا سا دور"

لال نے بمشکل منمنانے کی کوشش کی تو وہ سارا خمار بھولے مسکرایا، وہ اس سے یوں ڈری تھی جیسے وہ اسکی جان لینے کے درپر ہو۔

مطلب جانتی ہیں اپنے تقاضے کا؟ تھوڑا سا پاس آنا پڑتا ہے، باقی سب تو"

"خود ہو جاتا ہے۔ تھوڑا سا دور رہ کر، تھوڑا پاس بھی تو رہیں گی

اسکے بے باک الفاظ لعلین کے دماغ کو جنجھوڑ رہے تھے، کمبخت اپنا دل بھی تو بغاوت پر اترے اس شخص سے لپٹنے کو مچل رہا تھا۔

"م۔۔ مطلب تم اس کنارے سواور میں اس۔۔ نوچ۔۔۔"

خود کو کمپوز کیے اس نے اپنی بات لئیق کو دقت سے سمجھائی۔

"مارنا چاہتی ہیں مجھے ؟"

وہ بے اختیار بڑبڑایا تو خود لعلین کے چہرے کا رنگ فق ہوا مگر اس سے پہلے وہ اپنی زبان سے اپنی خواہش کے سرزد ہو جانے پر خود ہی یہ قربتوں کی زیادتیاں سمیٹتا، لعلین نے اسکو پاس سے اٹھتے دیکھا تو فورا سے بیڈ سے اتر کر اس کے بھاگنے سے پہلے اسکی راہ میں آئی۔

" کیا ہے اب ؟"

وہ اسے دیکھے بنا پرے دھکیلتے بولا تو لعلین نے اس بار ہاتھ بڑھا کر اسکی پھولی گالوں کو اندر کو دھنسایا تو لئیق نے اسے گھوری ڈالے دیکھا۔

ابھی جان نکل رہی تھی اور اب محترمہ دلفریب مسکرا کر محظوظ ہو رہی تھیں۔

مطلب تم مجھے ٹچ نہ کرو تو مر سکتے ہو، کیا سچی؟ اتنی بری عادت ڈال لی"
ہے تم نے خود کو میری۔۔۔اوکے ٹچ کر لینا، سچ بتاوں تم ایسے روٹھے
ہوئے بہت کیوٹ لگتے ہو دل چاہتا ہے تمہاری اس موڈ میں پکچر بنالوں،
"فریم کروا کے یہاں ڈائمنڈ کی جگہ لگادوں۔۔۔۔
وہ اسے بے قرار کرتی اب خود موڈ میں آچکی تھی، اور لئیق تو تب تھم گیا
جب اس لڑکی نے دونوں بازو اسکی کمر میں حائل کیے اپنا چہرہ اوپر اٹھائے
اسکی ٹھوڑی چومی، عجیب گدگداتی لہر لئیق کے اندر تک اتری تبھی تو اس
نے غیر ارادہ ہی اپنے بازو اس دمکتے پر بہار سراپے کے گرد حائل کر لیے۔
"آپ اب مجھے بہکا رہی ہیں"
گرفت مضبوط کیے وہ ہنوز اکھڑ کر بولا۔
لعلین نے اس بار پنجوں کے بل زرا اٹھ کر اپنے نرم ہونٹوں کو اسکی گال
سے مس کیے بلش کرتی سمائیل دی اور چہرہ اسکی گردن میں چھپالیا۔
"نہیں، اعتراف کیا ہے"

اسکی گھٹی سی آواز پر لئیق نے اسکے بالوں پر ہاتھ جکڑے زرا سا دباو دیے اس لڑکی کے چہرے کو اپنے روبرو کیا تو وہ لئیق کے یوں کرنے پر گھوری۔

پر وہ مسکرا کر اسکی جبین چوم کر اس کا ازالہ کر گیا۔

"کس زبان میں کیا ہے اعتراف؟ مجھے تو پتا نہیں چلا"

وہ انجان بنتا اچٹتی نظروں سے گھورا تو وہ شدید پیارا مسکرائی۔

محبت کا نہیں کیا، زیادہ پھیلو مت۔۔۔اس بات کا کیا ہے کہ تم پر پیار آسکتا" ہے، جیسے کسی چھوٹے سے بے بی پر بے اختیار آجاتا ہے اور اسکا منہ چوم لینے کا جی چاہتا ہے"

وہ اسے یہ سب بولتی اندر ہی اندر ہنسی تبھی تو وہ اسکی کمر جکڑتا لمحے میں اسے خونخوار تیوروں سے جکڑ کر اسکی ساری ہنسی گھبراہٹ بنا گیا۔

میں بے بی ہوں؟ میں نے آپ پر کچھ زیادہ ہی نرمی نچھاور کر دی اس لیے" آپ شوخی ہو رہی ہیں۔مجھے تنگ کریں گی تو میں بھی کروں گا، چھین لوں گا آپ سے لمحے میں آپکو"

وہ بھی بظاہر مزاق کے موڈ میں تھا پر اسکا ڈرامائی انداز سے کہا آخری جملہ لعلین کے چہرے کی ہوائیاں اڑا گیا۔

ب۔۔بے بی تو بہت کیوٹ ہوتے، م۔۔میں نے کیوٹ کہا"

ناں۔۔۔۔۔سوری۔۔۔سوئیٹ کہہ دیتی ہوں۔۔چلو ہنڈسم کہہ

"دیتی۔۔۔۔۔

وہ اس کے ڈر سے فورا منمنائی، جس طرح وہ سہم کر درستگی کرتی لائن پر آئی وہ بڑی دقت سے اس لڑکی کو بخش پایا۔

"ہاٹ کہیں"

منہ پھلائے اسکے اس لفظ پر لعلین کے چہرے پر لہو چھلکا، اور تبھی وہ اسے پرے دھکیلی گولی کی سپیڈ سے بیڈ کی طرف پلٹی اور تکیہ اٹھائے خفت زدہ سیدھا لئیق پر برسایا۔

"تم پٹو گے"

لئیق کے اپنے بچاو میں تکیے کے آگے ہاتھ رکھنے کے باوجود وہ اس پر ننھا منھا داوا بول چکی تھی۔

ہاٹ ہی تو ہوں، سخت لعلین بھی پگھل جاتی ہیں، ارے ارے۔۔۔ ظالم"

"لڑکی۔۔۔۔اتنے پیار سے تو مت ماریں

وہ اسکی ایک نہ سنتی اس پر ٹوٹ پڑی اور دیکھتے ہی دیکھتے چند لمحوں میں تکیے سے نکلتے پنکھوں نے پورے کمرے کو سفید بھبھول کیا اور خود لئیق کے بالوں پر اٹکے پنکھ دیکھ کر وہ خالی ہو جاتا تکیہ وہیں پھینکتی اسکی طرف آئے ہنسی تو وہ بھی بے اختیار ہنسا۔

مجھے آپ جیسی آئرن لیڈی سے تکیے والی مار کی بالکل امید نہ تھی ویسے،"

"آئیں تفصیلی فائیٹ کرتے ہیں

اسکے سر کے بالوں میں اٹکے پنکھ اتارتی لعلین نے اسکی شوخ نظروں سے گھبرا کر اسکی آفر پر گھورا جو اسے واپس نرم حصار کر جان لٹاتی شوخ نظروں سے دیکھ کر ڈگمگا رہا تھا۔

ہڈی وڈی کریک ہو جائے گی تمہاری، مجھے اپنے لیے پھلن دیوی ہی رہنے "
"دو میاں۔۔۔۔

وہ اسکے واپس تیور دیکھانے پر قہقہہ لگاتا ہنسا تو اک لمحہ خود تھم سی گئی، وہ یوں کھل کر پہلی بار ہنسا اور جس طرح اس نے بچاری کو خود میں ہنستے بسا لیا، خود لعلین کو لگا کوئی ہڈی کریک ہوئی ہے۔

اچھا نام دیا ہے ویسے آپ نے خود کو، یعنی میں یہ امید رکھ سکتا ہوں کہ "
"آپکو تھوڑا سہی پر اچھا لگنے لگا ہوں

یونہی اسے اپنے حصار میں مقید رکھے وہ اسکے چہرے کو تکنے کی خاطر اسکے روبرو ہوا تو اسکے متبسم لہجے اور امید بھری آنکھوں نے لعلین کو بھی مسکراہٹ بخشی۔

ابھی تو رات باقی ہے، اتنی جلدی جواب کی کم از کم لعلین سے امید کبھی "
"مت رکھنا، ہاں کل شام تک تمہیں تمہارا جواب دوں گی

فی الحال کوئی حتمی فیصلہ کرنے کے وہ زرا بھی حق میں نہ تھی، تبھی توسیدھا سبھاو بولی۔

"لیکن جواب ہاں یا نہیں ہونا چاہیے، ایسا نہ ہو ادھورے جواب دے کر

"میری بے چینی بڑھا کر چلی جائیں۔ صرف ہاں یا نہیں لعلین

اسکی سنجیدگی میں اصرار کرتی تاکید پر وہ بھی سنجیدہ ہوئی۔

"اور اگر میں تمہیں الجھا کر چلی گئی تو؟"

وہ یونہی دل میں آیا تو پوچھ بیٹھی، کبھی کبھی بے مقصد سوال کرنا دل کو عجیب سی راحت بخش جاتا ہے۔

"کیوں الجھائیں گی آپ مجھے، الجھایا تو فریقوں کو جاتا ہے، لئیق ایزد علوی تو

"آپ سے رفاقت باندھنے کا خواہش مند ہے

سنجیدگی میں گداز بھرتا وہ پھر سے اعتراف کر کے لال کو اپنے آپ میں الجھانے کی کوششوں میں تھا۔

کہیں ایسا تو نہیں تمہارا مجھے نہ چھوڑنے کا ارادہ مجھ میں موجود کمی کی وجہ "
سے پختہ ہوا ہے، تم نے ایسا سوچا ہو گا کہ اس لڑکی کو اپنا لوں گا تو ساری عمر
دبی رہے گی۔۔۔اگر ایسا ہے تو تمہاری بھول ہے کہ لعلین ابراہیم کبھی کسی
"دب کر رہ سکتی ہے
اسکی اس گل فشانی نے ایک لمحہ صحیح لئیق کے دماغ کی بتی گل کی، مطلب وہ
سمجھ نہ پایا کہ وہ اتنی عجیب و غریب باتیں سوچ بھی کیسے لیتی ہے، حالانکہ
اس لڑکی کی جگہ کوئی اور ہوتی تو پہلی نظر میں ہی فدا ہو جاتی، تبھی تو لئیق کی
مسکراہٹ، چہرے پر پھیلا سکون لمحوں میں معدوم ہوا۔
"آپکا دل کیا کہتا ہے؟ زرا صاف صاف بتانا پسند کریں گی"
لال کے چہرے پر استفہامیہ نگاہیں مرکوز کیے وہ بولا تو لہجے میں ہلکی سی
تپش نمایاں ہوئی۔
"میرا دل! وہ تو کچھ نہیں کہتا"

اس قدر صاف گوئی سے جھوٹ تراشا گیا کہ لئیق نے آئبرو اچکاتے اسکے چہرے کی معصومیت دیکھی۔

"تو مجھے کیوں آواز آتی ہے"

اسکے سوال پر وہ جو لئیق کے چہرے سے نظریں ہٹائے اسکے چوڑے سینے پر آنکھیں ٹکائے تھی، جھٹکے سے اسکی آنکھوں میں جھانک بیٹھی۔

"کونسی آواز، تمہارے کان خراب ہیں۔"

جواب تو جیسے وہ لڑکی پہلے ہی تیار کر کے رکھتی تھی۔

" میرا دماغ خراب، دل پاگل، اب کان بھی فارغ۔۔۔۔ ٹھیک ہے"

ایک بار پھر جبڑے بھینچ کر اس سے پہلے وہ جاتا، لال کی نرم ہتھیلی نے اسکے مضبوط ہاتھ کو جکڑا مگر وہ واپس نہ پلٹا تو لعلین خود ہی اس تک پہنچی۔

"تمہیں مجھ سے روٹھنا اچھا لگتا ہے؟"

وہ اسکے سوال پر اسکی طرف دیکھتے گھورا۔

"گھورو مت، جواب دو۔۔۔۔"

اسکی سرد نظروں سے بنا دیے وہ اسے ڈانٹ گئی۔

"مجھے کیا اچھا لگتا ہے، اب اعلان کرنے سے تو رہا۔۔۔پردے میں ہی رہنے دیں اسے۔۔۔۔سو جائیں سکون سے، مجھے فرہاد علوی سے کچھ بات کرنی ہے"

بھلے وہ ڈنر پر بلانے کے لیے انکے پاس گیا تھا مگر اسکا دل بابا کو لے کر عجیب فکر مند سا تھا، اور یہ فطری تھا، وہ شخص جب بھی تکلیف سے گزرتا تھا تو لئیق کے دل کو خبر ہو جاتی تھی۔

"بابا کہا کرو، نام نہیں لیتے اچھی بات نہیں۔بیوی کو اتنا ادب دیتے ہو اور انھیں ڈیڈ، ابو، بابا کچھ بھی کہہ کر یہ حق بھی پورا کرو"

وہ اسکے نام لینے پر برہم ہوئی اور وہ بدمزہ۔

یوں لگا لمحہ بھر زبان پر کڑواہٹ پھیل گئی ہو۔

صرف بیوی نہیں، لئیق سب سے ادب واحترام سے پیش آتا ہے، بابا وہ"
کبھی بنے نہیں سو میری زبان میرا ساتھ چھوڑ دیتی ہے۔آپ سے محبت
"سے پیش آتا ہوں لیکن آپ نے یہ نہیں کہا
وہ خوامخواہ اس پر بگھڑ رہا تھا، اور پتا نہیں کیوں مگر لعلین کو اسکی ناراضگی
گرویدہ کر رہی تھی، ہاتھ اب بھی اس نے لئیق کا جکڑ رکھا تھا۔
"تم نے مجھ سے کچھ زیادہ امیدیں جوڑ لی ہیں، میں اتنا سب نہیں کر سکتی"
وہ تھوڑی بے بس لگی، تبھی تو وہ اسکو مکمل توجہ سے دیکھتا اسکے سامنے ہو کر
پلٹا۔
تھوڑا بہت بھی نہیں کر رہیں آپ لعلین، سچ ہے کسی کے دل میں"
زبردستی اپنی اہمیت پیدا نہیں کی جا سکتی، ایسا ہوتا تو آپ میری آنکھیں پڑھ
"لیتیں

وہ اس کے اب تک اجنبیت بھرے رویے سے برہم بھی تھا اور ناراض بھی، لیکن وہ تو اسکی آنکھیں کب سے پڑھنا سیکھ چکی تھی، مگر یہ اہمیت زبردستی کی نہیں، دل سے فطری پھوٹتے احساس کی پیدا کردہ تھی۔

"اگر کہوں کے میں نے تمہاری آنکھیں پڑھی ہیں اور تمہاری امید سے کہیں زیادہ راز جان گئی ہوں تو؟"

لعلین کے چھینپے لہجے اور ڈوبتی ابھرتی آواز پر وہ اسکو اپنے نزدیک کیے اسکی ٹھوڑی پکڑے اسکی سہم جاتی آنکھوں میں جھانکا۔

"تو پوچھیں مت پھر، کہہ دیں"

اس لڑکی کے فدا ہوتے ارادے بھانپ کر لئیق ایزد علوی نے جو مشورہ دیا وہ اس لڑکی کو شوخ مسکراہٹ دے گیا۔

"تو کیا کرو گے پھر؟"

ڈرتے ڈرتے نظر جھکا کر اسکے کیے سوال پر لئیق نے اسکی کن پٹی چومتے اسکی گال سے اپنا رخسار رگڑتے ہی اسے زرا سا محصور کیے اسکے وجود سے اٹھتی خاص خوشبو ان ہیل کی۔

آپ کہنے کی ہمت تو کریں، جو کروں گا آپ خود دیکھ لیجئے گا۔ابھی جانے "
دیں کیونکہ آپکی اجازت میرے لیے اس وقت بے معنی ہو کر رہ چکی ہے،
"اور ایسے میں کچھ کر بیٹھوں گا

گھمبیر سرگوشی کچھ ایسے کرتا وہ اسی طرح اسکی گال سے گال مس کرتا جب اس خوش بدن کو مدہوش کر چکا تو اسکی لڑکھڑاتی سانسوں کو اپنے ہونٹوں پر سمیٹنے کا قہر ڈھا بیٹھا تو یوں لگا ٹھہرے سمندر میں طوفان کی موجیں اتر آئی ہوں، اور پھر یوں اس سے دور ہٹا تھا جیسے صدیوں کا پیاسا آج سیراب ہوا ہو۔

"جا۔۔جاو پلیز"

جب اس شخص کی وارفتگیاں، جکڑنے کی سازشیں ناقابل برداشت ہوئیں تو وہ لڑکھڑاتی آواز بمشکل حلق سے نکالے احتجاج کرتے منمنائی تھی۔

"میرے لوٹنے سے پہلے سو جایئے گا"

بنا اس کو دیکھے وہ اسکی جبین چومتا اس لڑکی کو خود سے محبت کرنے میں کامیاب کرتا دروازے کی سمت بڑھا اور دیکھتے ہی دیکھتے ہی اسکی نظروں سے اوجھل ہوا۔

اور وہ جو اسکی ارگرد پھیلی مہک کے زور کا ٹوٹتا محسوس کیے ہوش میں لوٹی تو چہرے پر خون چھلکا، کانپتی ٹانگوں کے سنگ وہ بمشکل خود کو بیڈ پر لڑھکا پائی۔

لئیق سیدھا لان میں آیا، مگر جب اسکی نظر وہاں ٹہلتی زائشہ علوی پر گئی تو وہ سیدھا بابا کے روم کی طرف بڑھا، وہ جو نجانے کس کرب میں تھے، انکی کمرے میں بلند ہوتی سسکیاں دلخراش تھیں۔

نیم روشنی میں ڈوبا کمرہ سوز زدہ تھا اور لئیق نے آہستگی سے دروازہ کھولا تو اک نظر کروٹ پر لیٹے بابا پر ڈالی جو کسی آہٹ پر اپنی تکلیف ضبط کرتے اپنی آنکھیں موند گئے۔

لئیق نے دروازہ بند کیا اور نپے تلے قدم لیتا وہ انکی طرف گھوم کر جب پہنچا تو چہرے پر چھپ چھپ کر رونے سے چھا جاتا خزن ایک ہی نظر میں بھانپ گیا، تبھی اسکے دل کو ضرب سی لگی۔

وہیں بابا کے پاس بیٹھے اس نے سینے پر جمی درد پہنچاتی سانس بھری، مگر پھر اس بظاہر سوئے وجود کی آنکھوں سے بہتی نمی وہ اس نیم روشنی میں بھی بھانپ گیا تبھی لئیق نے آہستگی سے اپنا ہاتھ بڑھا کر جب انکی رخسار چھوئی تو اسے اپنے ہاتھ کی انگلیاں تر محسوس ہوئیں اور یہی اس شخص کا سینہ تڑپا گیا۔ جھک کر اس نے بابا کی پیشانی پر ہونٹوں کے سنگ بوسہ دیا تو اس اندر ہی اندر بلکتے شخص کو جیسے لمحہ بھر قرار آیا۔

کیوں نہیں بتاتے آپ اپنی تکلیف، مجھے اور خود کو ایک سی اذیت میں "
جھونک رکھا ہے، جب سے لعلین آئی ہے آپ نے مجھ سے میرا وقت مانگنا
" بھی چھوڑ دیا

لئیق نے کرب سے سوچا، تو اس شخص کے وجود سے کم ہوتی تکلیف نے انھیں حوصلہ دیا کہ وہ آنکھیں کھولتے، انکی لرزش کرتی پلکوں نے انکی منصوعی نیند کا راز فاش کیا۔

"جانتا ہوں جاگ رہے ہیں، کیا ہوا ہے کیوں روئے ہیں؟"

لئیق کے نرمی سے استفسار کرنے پر وہ اپنی درد کرتی آنکھیں کھول کر دیکھنے لگے تو وہ جس طرح انکی آنکھوں سے بہتی نمی اپنی انگلیوں سے پونچھ رہا تھا، وہ شخص خود تڑپ گیا۔

"ن۔۔ نہیں میں رویا تو نہیں، نور یاد آرہی تھی"

وہ ایک بار پھر انگزائٹی کے شدید اٹیک کا شکار تھے، انکے جھوٹ پر لئیق نے انکو زرا ٹیک لگا کر بیٹھنے کو سہارا دیا اور انکی کمر کے پیچھے تکیہ ٹیکا۔

تو بتا کیوں نہیں دیتے کہ وہ کہاں ہیں؟ کون ہے وہ شخص؟۔۔یہ آنسو لال"

"نور کی یاد کے نہیں لگ رہے، اگر کوئی اور وجہ نکلی تو بہت برا پیش آوں گا

وہ انکی حالت دیکھ کر اول لمحے تاسف جبکہ آخر تک اشتعال دباتا محسوس ہوا

اور وہ بے بسی سے نظر جھکا گئے، لئیق کے ہاتھ کو چھونا چاہا تو اس نے خود

اپنے ہاتھ کو بابا کے ہاتھ میں جکڑا۔

"ت۔۔۔تم دور دور تھے ناں، اس لیے"

وہ شخص اسکی بے اعتنائی پر بلک سا گیا، لئیق نے افسردگی سے مسکرا کر

انکے آنسو پھر پونچھے جو بے اختیار ہوئے۔

سائیڈ ڈرا سے پہلے بابا کی میڈیسن نکالی اور انکے ہاتھ میں انکی تینوں ٹیبلٹس

رکھے وہیں کور پانی کا گلاس انھیں تھمایا تو وہ فرہاد علوی نے بنا کسی اعتراض

کے میڈیسن کھائی۔

لئیق نے ان کے ہاتھ سے گلاس لے کر سائیڈ میز پر رکھا اور اپنی ساری توجہ

انکی طرف دی، انکا تکیہ نیچے سرکائے انھیں لٹایا۔

معاف کر دیں، پچھلے ایک ہفتے بہت مصروف رہا ہوں۔ لیکن کل آپ "
میرے ساتھ واک پر چلیں، بریک فاسٹ بھی میں آپ کے ساتھ کروں
"گا۔اور کوشش کروں گا آپ کے بن کہے میسر رہ سکوں
اس کے یوں توجہ سے کچھ وقت دے دینے نے فرہاد علوی کی ساری تکلیف
دور کی تھی، لیکن وہ تو اپنا دل بابا کی ایسی حالت پر تار تار محسوس کر رہا تھا۔
"میں پھر ن۔۔ نہیں رووں گا لئیق، درد ہو گا پھر بھی نہیں "
جس طرح وہ بھیگی آنکھوں سے مسکرائے، بڑی دقت سے لئیق نے اپنی
دھندلائی آنکھیں ان سے چرائیں، انکے ہاتھ کو پکڑ کر چوما تو اس شخص نے
غنودگی سی طاری ہوتے اپنی سوجھی آنکھیں موندیں۔
اک آنسو لئیق کی آنکھ سے ٹپک کر اسکی بیرڈ میں دفن ہوا مگر وہ اپنی آنکھیں
بے دردی سے رگڑ گیا، وہ کمزور تھوڑی تھا، لیکن وہ اس بے بسی سے عاجز
ضرور آ چکا تھا۔

وہ دوا لیتے ہی ایک پر سکون نیند میں اترے مگر لئیق کا دل ہر گز انکو چھوڑنے پر نہ مانا، سو وہ یونہی ساری رات انکے پاس بیٹھا رہا، یہاں تک کہ فجر کی اذانیں بلند ہونے لگیں، اور جب زائشہ روم میں آئی تو تب لئیق بنا اس عورت پر سرسری سی نگاہ ڈالے، بابا کا ہاتھ انکے سینے پر رکھتا اٹھا اور کمرے سے نکل گیا مگر زائشہ کے تن من میں فرہاد علوی کے چہرے کا سکون دیکھ کر سانپ ضرور لوٹے۔

وہ جتنا اس شخص کا سکون غارت کرتی، لئیق اپنے چند لمحے دے کر بابا کی ہر تکلیف مٹا دیتا اور زائشہ کے لیے ایسی ہار ہی موت تھی۔

کیونکہ لئیق ایزد علوی تو بنا ہی ہر طرح کے زہر کے تریاق کے لیے تھا، وہ واپس ہوم آفس میں انٹر ہوا تو اعصاب پر اضافی بوجھ لدا تھا، ایک تھکا دینے والا دن آنے کو تھا اور پچھلی تھکن تھی کہ اتری ہی نہ تھی۔

فجر ہی آذان سنتا وہ پہلے نماز کی نیت سے روم میں داخل ہوا تو اس لڑکی کو ایک پر سکون نیند میں دیکھ کر مسکرا دیا، وہ سکون میں نہ تھا مگر لعلین ابراہیم کے سکون میں بتدریج اضافہ کر رہا تھا یہی اسکی راحت تھی۔

وضو کیے وہ نکھرا ہوا ابھی آنکھوں سے ویران لگا، نماز اس نے ہوم آفس میں ہی ادا کی اور پھر وہ واپس اس لڑکی کی بے خبری میں تیسری اور شاید آخری بار اپنا سکون ڈھونڈنے نکلا تھا۔

وہ اسکے پاس ہی بیٹھے لیٹا اور آہستگی سے اس لڑکی کے وجود کو خود میں سمو کر اسکی خوشبو ان ہیل کرتے اپنی آنکھیں بند کیں جن میں اس وقت ریت چبھ رہی تھی، وہ یکدم ہر تکلیف سے نہ صرف نکلا بلکہ یوں لگا پلک چھپکی ہے اور سحر نے صبح سے وصل کیا ہو، سات بج گئے تھے، اور اسکی نیند جب ٹوٹی تو آنکھیں کھولتے ہی اسے وہ خوش بدن اپنی سمت دیکھتی دیکھائی دی، وہ اس سے پہلے جاگ کر جانے کب سے اسے دیکھنے کی ہر کوشش کیے جا رہی تھی۔

"کیا ہوا؟ سو نہیں پائے یا روئے ہو؟"

لعلین نے اسکی آنکھوں کے کناروں پر پھیلی سرخائی محسوس کیے اسکے چہرے کے قریب چہرہ کیے سر اسکی بازو پر ٹکائے اپنی انگلیوں کی پوروں سے آنکھوں تلے سہلائے چھوا۔

"ابھی سو کر ہی جاگا ہوں، اور رونے کا کوئی سبب نہیں تھا۔ ویسے بھی مرد نہیں روتے"

مسکرانے کی ناکام کوشش میں لئیق نے اسے بھرپور بہلانے کی کوشش کی تھی مگر وہ ایسی آنکھوں سے واقف تھی جن میں کوئی کرب بلکتا رہا ہو، اسکا دل چاہا وہ ان آنکھوں پر اپنی نرم ہونٹوں کی چھاوں رکھ دے، پر نجانے کیوں وہ اتنے پاس تھا کہ اسے دیکھنا ہی وجود کی تہہ تک سکون پہنچانے لگا۔

"میں نے نیند آنے تک تمہارے آنے کو مس کیا، کیا بہت دیر سے آئے تھے؟"

وہ اسکے انتظار کرنے کے اعتراف پر اپنا رخسار اسکی نرم ملائم گال سے سہلاتا آہستگی سے اسے خود میں بسا گیا تو اسکی بازوؤں میں وہ بانکی گڑیا بنی سمٹ گئی۔

"ان کو میری ضرورت تھی سو انکے پاس بیٹھا رہا، فجر کے وقت آیا تھا"

اسکے کان کی اور آنکھیں بند کر کے سرگوشی کرتا وہ خود اس میں گم سا ہوتا محسوس ہوا اور اپنے وجود تک اترتی لئیق کی گرم سانسیں لعلین کو بہکاوے دینے لگیں۔

"مجھے جگا لیتے"

وہ اسکے مشورے پر اس سکون لوٹنے کے سلسلے کو توڑے زرار و برو آیا، وہ پلکیں گرا کر اپنے ہاتھ کی پوروں سے اسکے چہرے کو جگہ جگہ چھو رہی تھی، کبھی اسکی بڑھی شیو کی گدگداہٹ کو انگلیوں پر محسوس کرتی کبھی اپنا ہاتھ اسکی گردن تک لے جا کر اس نرمی کو اپنے دل کی نرمی سے ملاتی، تو کبھی لال کا ہاتھ اسکے بالوں میں جا ٹھہرتا، ایسے مظالم سہہ کر بھی وہ اسے دیکھنے پر ہی اکتفا کر رہا تھا۔

"مجھے کسی سوئے ہوئے کو جگانا اچھا نہیں لگتا"

اس نے مسکرا کر لال کے بالائی لب کے کنارے کو انگوٹھے کی پور سے "

دباو پہنچایا تو وہ کانپ اٹھتی ہوئی برہم ہوئی۔

اب وہ اسکے لیے خاص ہونی چاہیے تھی۔

"رات کے بعد بھی کیا میں تمہارے لیے "کسی" ہوں؟"

لعلین کی آنکھوں میں دیکھنا اسکے لیے محال ہوا تو اس نے بے اختیار اسکی آنکھوں کو باری باری چوما، دل جکڑ لیا گیا، اسکے پورے وجود میں قربت کی حدت بڑھنے لگی

"آپ تو میرا سب ہیں"

اسکی ٹھوڑی پکڑے اسکی متزلزل سانسوں کے راستے خفیف سے لب سہلائے وہ اعتراف کرتا خود لال کو اپنے دل کی بڑھتی رفتار سے الجھا بیٹھا، اور لعلین کا دل چاہا وہ اسے گہرائی سے محسوس کرے، محبت کے لیے ایک

رات تو بہت زیادہ تھی، ان دو کے لیے تو ایک دوسرے کی آنکھوں میں کچھ دیر سب بھول کر دیکھنا ہی کافی تھا۔

....★☆☆☆☆☆★....

"انکو وقت دیتے رہا کرو، تم ٹھیک ہو لئیق؟"

وہ کسی شدت پر آمادہ نہ ہوتے جب اسے پھر سے خود میں جذب کر گیا تو لعلین کو بے قراری اور فکر ہوئی، وہ یوں تھا جیسے اسے قریب محسوس کر کے اپنے بھاری دل کو تقویت دے رہا ہو، اپنی ڈوبتی ابھرتی سانسوں کو بحال کر رہا ہو، اس شخص کا آہستہ آہستہ سانس لینا، لعلین ابراہیم کے اندر تک فدا ہونے کی طلب جگا رہا تھا، اور جب لعلین کو اپنی رگ رگ میں

اترتی اس شخص کے وجود کی حدت بے قرار کرنے پر اتری تو وہ بولے بنا نہ رہ سکی۔

"ٹھیک ہوں، آپ میری غیر موجودگی میں جندل محل میں اب سے میری آنکھیں ہوں گی لعلین، کوشش کیجئے گا انکے آس پاس رہیں۔ مجھے یقین ہے آپ جلد انکی دوست بن جائیں گی"

خود میں سمائے ہی وہ اسے نرمی سے تاکید کر رہا تھا تو لعلین اسکے محصور کن حصار سے آہستگی سے خود ہی اپنی ہمت ٹوٹنے پر مزاحمت سی کیے نکلی، وہ اسے دیکھنا چاہتی تھی پر وہ دیکھنے دینا نہیں چاہتا تھا، وہ یہاں اپنے جلتے جسم و جان کو منجمد محسوس کر رہا تھا لیکن وہ نہیں سہہ پا رہی تھی، وہ اس سے بار بار آنکھیں چرا کر جس طرح آزما رہا تھا، لعلین کے دل کو تکلیف نے گھیرا۔

"میں پوری کوشش کروں گی، تم ٹھیک نہیں لگ رہے رہے لئیق۔ کچھ ٹنشن ہے تو شئیر کرو مجھ سے"

وہ اسکی لپٹکتی ہوئی شدتیں مس کر رہی تھی اور لعلین کی بے قراری نے اسکے ہر درد کو دوا دی تبھی تو وہ اسے دیکھنے کی کوشش کر سکا۔

آپ نے پوچھ لیا ہے تو سمجھیں ہر تکلیف دور ہو گئی، اب آپ مجھے کب"

"جواب دیں گی لعلین؟

وہ اسکی موجودگی کو ہی اپنی دوا کہتا لعلین کو کتنی دیر اپنے سحر میں جکڑ چکا کہ وہ کچھ بول نہ سکی، بس سرک کر اپنا چہرہ اسکے سینے میں چھپا کر اس نے جو سانسیں بھریں انکی حدت لئیق کو اپنے سینے تک پھیلتی محسوس ہوئی، وہ اسکی بے جان کرتی موجودگی پر اپنے دھڑکتے دل کے شور سے بدحواس ہونے لگی تھی۔

"ہاں جشن کے بعد دوں گی"

اسکی دبی سی آواز پر وہ اسکو دیکھنے کی کوشش میں رو برو لایا، اس لڑکی کی آنکھیں آج کہیں جانے نہیں دینا چاہتی تھیں اور اسے جانا تھا، جب جب

لعلین کو اسکی موجودگی چاہیے ہوتی تھی وہ ظالم اپنے آپ کو اسکے آس پاس بکھیر کر اوجھل ہو جاتا تھا۔

"میں انتظار کروں گا، شدت سے"

اسکی جبین ہونٹوں سے چومے اسکے دامن سے مہکتا فقرہ باندھے وہ اسکو جب خود بے ساختہ آزاد کیے زرا سی دوری اختیار کی تو وہ اسکے دور ہونے پر تڑپ سی اٹھی، ابھی تو اسے قرار آنا شروع ہوا تھا۔

"ہائے"

اسکی بے قراری بھانپ کر جان لیوا مسکرا کر یہ طلسم توڑا گیا۔

"کہاں؟"

لعلین نے بے اختیار پوچھا، تو وہ اسکی آنکھوں کی تڑپ پر اسکے پہلو سے اٹھ کھڑا ہوا، سائیڈ میز پر پڑے فون کے یکدم آلارم ٹون کے سنگ بج اٹھنے پر اس نے اسے بند کیا اور سیدھی تکیے پر سر رکھ کر لیٹ کر اسے نیند کا خمار

آنکھوں میں بسا کر دیکھتی، بہکاتی، خود کی سمت مائل کرتی لعلین کی طرف متوجہ ہوا۔

چینج کرنے، فرہاد علوی کے ساتھ کچھ وقت گزاروں گا پھر آفس نکلنا"

ہے۔ بہت سے کام نمٹانے ہیں شام تک، آپ سو جائیں، دلہن بننے والی ہیں

"سو میں چاہتا ہوں آپ فریش نظر آئیں

کہہ کر وہ اسکی مسکراہٹ میں حیا سی شامل دیکھے آنکھیں اثبات کی مانند چھپکانے پر کبرڈ کی جانب بڑھا، کئی ہینگ کپڑوں سے کچھ لمحے صرف کر کے کچھ ڈھنگ کا پہننے کو نکالے اس سے پہلے وہ چینج کرنے جاتا، وہ اسے دیکھتے رکا، جو آنکھوں میں محبت کا نیا نیا خمار لے کر اسے دیکھتی پائی گئی۔

"کچھ کہنا ہے؟"

وہ اسکے سوال پر پراسرار ہوئی، ہونٹ کا کنارہ دانت تلے دبا کر یوں دیکھا کہ لئیق ایزد علوی کی پر سکون دنیا میں تہلکہ مچ گیا۔

"کیا تم میرے دلہا بنو گے مسٹر؟"

اسکے شرارت بھرے سوال پر لئیق نے شوخ نظریں اسکے بلش کرتے چہرے پر مرکوز کیں۔

"جی، آپکو اعتراض ہے کیا؟"

مخصوص جان لیوا استفسار اور اسکے دیکھنے کی تاب نہ لائے وہ نا جانے کس احساس کے تحت سرخ رو چہرہ نفی میں ہلائے مسکرائی تو لئیق نے بھی اپنی مائل باکرم طبعیت کو قابو کیے خود کو ہنس کر اس خطرناک محترمہ کی نظروں سے اوجھل کیا۔

لعلین ابراہیم پر اس نے نا جانے کیا پھونکا کہ وہ مسکراتی مسکراتی وہیں کروٹ بدل کر آنکھیں موند گئی، جیسے واقعی اس وقت اسکا پورا وجود، اس شخص کی موجودگی سے پر سکون ہو گیا ہو اور ساری زندگی کی بے آرامی مٹ گئی ہو، دنیا کی دوسری راحت اسکے لیے بے معنی ہو کر رہ گئی، سب لئیق ایزد علوی بن گیا، وہ ایک رات میں اس سے محبت کر بیٹھی تھی، لیکن انکی اس محبت کو اظہار تک پہنچنے کے لیے آگ کا دریا عبور کرنا تھا۔

بھجت کو لئیق نے بریک فاسٹ سے پہلے کچھ اہم ذمہ داری سونپی تھی، شہریار والی بات جان کر اسے غصہ تو آیا تھا مگر وہ سب کچھ اب مکمل لئیق پر چھوڑ دینا چاہتا تھا۔

لئیق نے اسے یہ بات بریک فاسٹ پر گرینی سے کرنے کی تاکید کی تھی اور وہ انکے تابناک ری ایکشن کو ابھی سے امیجن کر کے کچھ خوف سا کھا رہا تھا۔

دل لاکھ سکڑا، سمٹا مگر پھر یقین کے سہارے پھیل کر روانی سے دھڑکنے لگا، گزری رات کی بے وقت شرانگیزیاں، وارفتگیاں یاد آئیں تو ہونٹوں پر آئینے کے روبرو نک سک تیار ہوتے متبسم لمس ابھرے اور یہ مسکراہٹ وائیٹ نیٹ کے دوپٹے والی وائیٹ اینڈ گولڈن امبائڑی کمبینیشن کرتی

ٹراوز پہن کر، ہیلز میں پیر مقید کر کے گیلے بال اندر ہی ڈرائے کیے، دودھ میں گھلے روح افزاء جیسے دمکتی ناز وادا سے باہر آتی سیلی کو دیکھ کر مزید گہری ہوئی کیونکہ اس لڑکی کے چہرے پر نظریں ملتے ہی چھا جاتی حیا، گلال، جھجھک، کاملیت کی دلفریبی، بھجت آفریدی کو رخ مکمل اس کی طرف پھیر کر دیکھنے پر اکسا گئی۔

دونوں کی نظریں ملیں اور دل دھڑکے، یہ معمول سے بڑھ جاتی دھڑکن سانس روکنے پر اکسانے لگی، ماحول پھر سے گرمانے لگی، جسموں نے حرارت بڑھالی، دل تھے کہ گرم جوش جذبات کے ٹھاٹیں مارتے سمندر سے تھرا اٹھے۔

وہ اسکی نکالی براون شرٹ اور بلیک پینٹ میں وجیہہ اور خوبصورت لگ رہا تھا، پھر آنکھوں میں رات ہوتے خوشگوار سانحے نے الوہی رنگ بھر رکھے تھے، اسکے منفرد کلون کی حواس جنجھوڑتی مہک ہو یا اس پیارے شخص کی روح تک جھانکتی نظریں، سبھی سلینا کو خود میں شرم وحیا سے سمٹنے پر مجبور

کر گئیں، چہرہ حجاب آلود ہوا تو لمبی گھنی پلکوں نے چہرت پر گر کر جذبات کی دنیا میں تلاطم برپا کیا۔

"تو فائنلی! تم مکمل میری ہو گئی سلینا"

اسکے پر بہار چہرے پر پھیلی مسکراہٹ چپکے سے چرائے اس نے ٹھہری ہوئی سانس لی تو وہ بھی شرمگیں سا مسکرا کر اسکے گلے لگی، احساس سکون اپنے اندر کچھ وقت خاموشی سے گلے لگ کر اتارنے پر وہ اس سے کچھ دور ہوئی مگر بھجت نے اسے ہنوز اپنے دلکش حصار میں مقید رکھا۔

ہمم، پہلی بار بنا کسی خوف کے آپکو اپنے قریب محسوس کر کے بہت اچھا لگا"

"بھجت۔ اتنا کہ بتا نہیں سکتی، آپ نے میرا ہر لمحہ خاص بنا دیا

اسے بھی اعتراف کر کے دلی آسودگی ملی، بھجت نے اسکی جبین چومے اس من پسند عورت کے منہ سے یہ اظہار سن کر دھیمی سی مسکراہٹ دی۔

خاص تو تم نے میری زندگی بنائی ہے، اب کوئی بھی مشکل آجائے، بھجت "
آفرئدی کے قدم کہیں بھی ڈگمگا نہیں پائیں گے، تم میری تھی، میری ہو اور
"ہمیشہ میری رہو گی

وہ اپنی تمام تر وجاہت سمیت پر سکون لہجے میں یہ اعتراف کرتا ہر
خوبصورت منظر کو مات دے رہا ہے، اور وہ نظر لگ جانے کے خدشے سے
خود ہی نظر جھکا کر پھر سے بھجت کی بازوؤں میں جا سمٹی مگر اس وقت
بھجت کے لیے داد و والا ٹاسک اہم تھا اور جب اس نے سیلی کو روبرو کیے
لئیق کی تاکید کا بتایا تو سیلی کی ساری خوشی لمحے میں خوف کا روپ دھار گئی،
دل انہونی کے خوف سے کپکپا گیا، جس دل میں لاج، شرم اور وارفتہ
نظروں کو سہنے کی ہمت پنپ رہی تھی، وہاں تکلیف اور پریشانی مچلنے لگی، خود
بھجت کے چہرے پر سنگلاخ چٹانوں کی سی سختی در آئی، آنکھیں پر نرمینکو
ترک کر بیٹھیں۔

"پلیز بھجت! لئیق کو سمجھائیں"

سیلی نے ایک آخری باران دو کے اس فیصلے میں ملتجی لہجہ اپنائے مزاحمت کرنی چاہی تھی مگر بھجت کی سنجیدگی بتا رہی تھی کہ معاملہ اب اسکے ہاتھ سے نکل گیا ہے۔

سیلی! اسکی حکمت عملی درست نہ بھی نکلی تو کم از کم کچھ برا بھی نہیں"

ہونے دے گی، وہ بہت سوچ سمجھ کر فیصلے کرتا ہے اور اپنے فیصلوں کے اچھے برے نتائج کا ذمہ بھی خود لیتا ہے، دادو اسکی اول تو مانی کی اتنی جلدی شادی پر نہیں مانیں گی دوسرا دونوں کے بیچ عمر کا فرق بھی رکاوٹ بنے گا

"لیکن تمہیں اس معاملے میں میرے ساتھ کھڑا ہونا ہے

رات اتنی حسین سونپ کر وہ سیلی سے ایک مشکل تقاضا کر کے اسکا مہکتا دھڑکتا دل پلوں میں بوجھل کر گیا مگر وہ رات بعث کر کے اسے ناراض کر چکی تھی سو اس بار غلطی نہ کرتے اس نے بے بسی سے دیکھے ہامی بھری۔

جبکہ ناشتے پر آج بھی مدیحہ آفریدی اور آمنہ پہلے ہی موجود تھے، اس خوبصورت کپل کی آمد دونوں کے چہروں پر نرم مسکراہٹ لائی، مانی نے

آج کالج بھی جانا تھا سو وہ یونیفارم میں تھی جبکہ ڈرائیور اسکا منتظر تھا بس دادو کی تاکید پر وہ ناشتہ کرنے رکی تھی۔

بھجت نے رسمی ہلکی پھلکی باتوں کے بعد جب کسی اہم بات کو کرنے کی تمہید باندھی تو جہاں مدیحہ آفریدی اپنی توجہ اسکی سمت مبذول کر گئیں وہیں مانی کا ناشتہ کرتا ہاتھ رکا، دل تو لالہ کی خود پر برہم نظر نے ہی روک دیا، اسے لگا جیسے اسکے دل کو کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا ہو۔

"دادو! ایک اہم بات کرنی تھی آپ سے، مانی کے حوالے سے"

بھجت کے سپید تاثرات دیکھ کر وہ بھی سنجیدہ و فکر مند ہوئیں جبکہ مانی کے چہرے پر پریشانی اور اضطراب کے رنگ سے لہرائے۔

"ہاں کہو! کیا ہوا میری مانی کو؟"

دادو نے پیار بھری نظر مانی پر ڈالی تو وہ بڑے جبر سے مسکرا سکی جبکہ وہ بھجت کی خفگی سی بھی بھانپ رہی تھیں۔

اسکا رشتہ آیا ہے، میں نے اور لئیق نے سوچا ہے کہ ہاں کر دیں۔ لڑکا پڑھا"
لکھا سمجھدار ہونے کے ساتھ ساتھ اس شہر کا پاور فل انسپکٹر ہے، باپ دادا
"فوجی تھے۔ فیملی بھی عزت دار ہے، ایسے پر وقار لوگ روز روز نہیں ملتے
بھجت نے یہ سب جس جبر زدہ دل سے کہا وہ بس وہی جانتا تھا جبکہ مانی اور
سیلی ایک سی ہقابقا تھیں۔

اچھا! مطلب اس سے عمر میں بڑا بھی ہو گا۔ اور تم دونوں نے سوچ بھی"
لیا، اب بتا رہے ہو۔ کوئی ضرورت نہیں اتنی جلدی اسکی شادی کی، ابھی یہ
"بچی ہے۔ اور ابھی تو اسکا کالج بھی ختم نہیں ہوا

اسے دادو کی جانب سے یہی خدشات تھے کہ وہ بنا سوچے ہی ہلکی سی
ناگواری اور ناپسندیدگی عیاں کرتیں جھٹ سے کھرا جواب دے گئیں
جبکہ مانی یوں سفید چہرہ لیے بیٹھی تھی جیسے جسم کا سارا خون سوکھ گیا ہو۔

عمر کون دیکھتا ہے دادو، بیٹیوں کے فرض جتنی جلدی ادا ہو جائیں اتنا بہتر"
ہے۔اور اتنی خوبیاں کیا گرانٹی ہے دوبارہ بھی ساتھ ملیں گی، سب سے
بڑی بات، مانی کی بھی یہی خواہش ہے"
بھجت کے اصرار پر مدیحہ صاحبہ نے جب مانی کو ششدر ہوئے دیکھا تو اس
نے فوری سر ہلائے نظر جھکالی اور انکا غصہ سلگا۔
تم سب کر چکے ہو اور مجھے بس فارمیلٹی کے طور پر بتا رہے ہو۔ تم"
دونوں کا بس چلتا تو اسے بیاہ بھی خود دیتے"
وہ اس سب پر بگھڑیں تو اس بار سیلی نے بھی گفتگو میں حصہ لینے کا سوچا۔
ایسی بات نہیں ہے دادو، حتمی فیصلہ آپکا ہو گا۔مانی کی خوشی اور اسکی آئیندہ"
کی زندگی سنور جائے گی۔اچھے لوگ ہیں، میں جانتی ہوں اس لڑکے کے
والدین کو، شریف اور نفیس لوگ ہیں"
خود مانی کو زرا امید نہ تھی کہ بھابھی اسکی اس معاملے میں یوں مدد کریں گی،
لیکن سلینا کا دل یہ کہتے پھٹ رہا تھا لیکن وہ مجبور تھی۔

اور تبھی مدیحہ آفریدی کسی سوچ میں ڈوبیں۔

"ٹھیک ہے ایک دو دن تک اسکی فیملی کو بلوالو، اگر مجھے بھی سب ٹھیک لگا تو سوچتے ہیں۔ لیکن اٹھارہ کا ہونے سے پہلے میں اپنی مانی کی رخصتی کسی صورت نہیں کروں گی، صرف نکاح۔ یہ بات تم ان کو یہاں لانے سے پہلے گوش گزار کر دینا"

وہ مانی تو نہیں تھیں مگر انکا اتنا سا اکھڑا نپا تلا، ہلکی سی تپش رکھتا اقرار بھی اس وقت مانی کار کا سانس بحال کرنے کو کافی تھا، جبکہ اس سے پہلے وہ لالہ کی سرد مہر نظروں کے بعد ان کی اس درجہ بے بس کرنے پر ڈانٹ سنتی، وہ سب کو بائے کہتی وہاں سے چلی گئی، ڈرائیور پہلے ہی اسکا منتظر تھا سو اسکے بیٹھتے ہی ڈرائیور نے گاڑی اسٹارٹ کر دی جبکہ ناشتے کے ٹیبل سیلنا جن خفا نظروں سے بھجت کو گھورتی رہی، وہ اخیر ظالم تھیں۔

چونکہ جشن میں اسے اور سیلی کو بھی ایز آ کپل جانا تھا سو آج کا دن اسی فنکشن میں صرف ہونا تھا اور بریک فاسٹ کے بعد یقینا اسے دادو کے ساتھ مل کر

شام کے لیے کچھ ضروری تیاریاں بھی کرنی تھیں اور دینے والے بہت سے تحائف بھی خریدنے تھے جس کے لیے آج انکا سلینا کے ساتھ ہی مارکٹ جانے کا پلین تھا۔

.._____..

لئیق نے سب سے پہلے بابا کے ساتھ آدھا گھنٹہ لان میں ہلکی پھلکی گفتگو کے بیچ واک کی جس میں وہ زیادہ تر اسکے اور لوئے کے گھر بس جانے کی خوشی کا ذکر کرتے رہے، پھر جب لوئے نے انھیں جوائن کیا تو تینوں نے ایک دوستانہ ماحول میں وہیں لان میں ہی بریک فاسٹ کیا۔

جشن کی تیاری مکمل تھی، لوئے اور لارا ابھی شام کا وی آئی پی کپل تھا سو تیاریاں اور چہل پہل ابھی سے جندل محل میں شروع ہو چکا تھا۔

وہ فرہاد علوی کے ساتھ کئی گھنٹے گزارنے کے بعد سیدھا آفس آیا تھا، بلیک ڈائمنڈ کے ساتھ ساتھ وہ ایک بزنس آئی کن تھا، لیکن یہ سارا پراپرٹی بزنس اور مارکٹنگ کا کام اکثر و بیشتر دستگیر سنبھالتا تھا کیونکہ یہ شروع بھی دستگیر اور لئیق نے پارٹنر شپ کے طور پر کیا تھا مگر کچھ اہم معاملات کے لیے اسے آج خود آفس آنا پڑا۔

"تم سمجھ گئے ہو دستگیر؟ کیا کرنا ہے؟"

لئیق اسکے سامنے ہی بیٹھا لیپ ٹاپ پر نظریں جمائے، اپنا نیا مشن دستگیر کو سونپ چکا تھا، لئیق کے لحظہ بھر نظر اٹھا کر اسکی متذبذب صورت دیکھے نرمی سے استفسار کرنے پر وہ سر ہلائے مسکرایا۔

" جی بھائی سمجھ گیا ہوں، ویسے کون ہے یہ وقار سادانی؟"

دستگیر کو اس نئے ولن کو جاننے کا تجسس تھا تبھی لئیق نے اپنی توجہ لیپ ٹاپ سے ہٹائے رولنگ باس چیئر کی پشت پر ٹیک لگائے ہاتھ سامنے ٹیک کر کسی غیر مرئی نقطے پر نظر جمائی۔

ایسا سمجھو ایک نیا ٹارگٹ، ایک نیا سفر۔۔۔۔ کل سے تم اس کام پر لگ"
"جانا، باقی جندل محل میں جشن کی مکمل تیاری ہو چکی ہے؟
ابھی یہ معاملہ اس نے راز ہی رکھا جبکہ جشن کی مکمل تیاری ہو چکی تھی، اور ایک گناہ گار کے شاندار ویلکم کا انتظام بھی ہو چکا تھا۔
جی بھائی سب بلکل مکمل ہے، میں واپس جا کر نیہا کو آپکے کہنے کے مطابق"
"باہر لے جاتا ہوں۔ بریک فاسٹ باہر ہی کریں گے۔ اجازت دیں
دستگیر اس سے پہلے لئیق سے جانے کی اجازت پائے پلٹا، آفس روم میں سیکیورٹی گارڈ نے انٹر ہونے کی اجازت طلب کی تو دستگیر بھی متفکر سا جاتے جاتے رکا۔
لئیق کے سر ہلانے کے اشارے پر وہ یونیفارم میں لپٹا سیکورٹی گارڈ عین لئیق کے سامنے مودب انداز میں آ کر کھڑا ہوا۔
سر، انسپکٹر شہریار جدون آپ سے ملنے آئے ہیں۔ انکا کہنا ہے کہ ملنا بہت"
"ضروری ہے

گارڈ کے بتانے پر جہاں دستگیر کے چہرے پر حیرت چھائی وہیں لئیق کو شیری سے اسی عقل مندی کی امید تھی تبھی وہ اس کے آفس آنے پر خوشگوار سی مسکراہٹ دے چکا تھا۔

"ٹھیک ہے بھیج دو اسے"

لئیق نے سنجیدگی کے سنگ کہا تو گارڈ فرمابرداری سے سر ہلائے آفس سے نکلا جبکہ دستگیر کی بے قراری لئیق بھی بھانپ رہا تھا۔

"شہریار کی کوئی چال بھی ہو سکتی ہے، ٹیک کیئر آف یور سیلف بھائی"

دستگیر نے گارڈ کے جاتے ہی لئیق کو محتاط کیا جبکہ خود وہ اسکے آفس سے نکلا، شہریار جدون کی اسکے آفس آمد لئیق کے لیے ضرور متوقع تھی کیونکہ بلیک ڈائمنڈ نے اسے حقیقت میں اپنا قیدی نہیں بلکہ اسے خود اپنی اور اس رونا کی قید سے آزادی دی تھی، جناب کا نشانہ ٹھیک ہدف پر لگا تھا اور وہ ماہر تیر انداز ثابت ہوا۔۔

لئیق رولنگ چیئر سے اٹھ کر سامنے آکر کھڑا ہوا، نظریں شہریار جدون کی منتظر تھیں تبھی شیری نے اندر داخل ہوتے ہی لئیق کو اپنا منتظر پائے، یہاں چلے آنے کی ہچکچاہٹ فوری ختم کی۔

دونوں کی آنکھوں میں اس وقت ایک جیسی سرد مہری تھی۔

"امید نہیں تھی تم اتنی جلدی فیصلہ کر لوگے، ہیو آسیٹ"

لئیق نے پہلے کے برعکس نرم رویہ اختیار کیے اسے بیٹھنے کو کہا مگر وہ تکلف کرتا رسان سے منع کر گیا، فی الحال بیٹھنے کا وقت نہیں تھا۔

فیصلہ تو تم مجھ پر مسلط کر چکے ہو، میرے ماننے یا نہ ماننے سے فرق نہیں" پڑتا۔ مانی کو خود سے بدزن کرنے کی پوری کوشش کروں گا اور اسے اپنے شر سے مکمل نجات دے کر تمہیں تمہاری بہن واپس لوٹاوں گا، اسکے علاوہ ایک اور اہم بات بتانی تھی۔ کل رات ہارون نے مجھے کال کی، کسی پی سی او سے کی۔ وہ ہر قدم بہت پھونک پھونک کر رکھ رہا ہے، اسکی باتیں سن کر مجھے خدشہ ہوا جیسے وہ آج کچھ بڑا کرنے والا ہے، اسکے پاس جوانفار میشن

ہے وہ ابھی تک ملک سے باہر نہیں جا سکی، کیا پتا آج جانے والی ہو۔۔۔۔
لیکن ایک ذاتی رائے ہے کہ آج کے دن لعلین کے ساتھ رہنا، سنا ہے
جندل محل میں جشن ہے، وہ اسکا فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ وہ اتنا شاطر ہے کہ
تمہارے پاس سے خلیہ بدل کر گزر جائے گا اور تمہیں خبر بھی نہ ہو سکے
گی"

شہریار کے یہ سب بتانے اور بروقت ہارون پرکاش کے شر سے آگاہ کرنے
سے پہلے ہی لئیق جانتا تھا کہ جشن کی آڑ میں وہ جو جال بچھا رہا ہے، اس میں
وہ ہارون ضرور پھنسے گا کیونکہ لعلین کو لئیق سے چھیننا اسکی ایک اور بڑی
ضد کا روپ اختیار کر چکی تھی۔

"ٹھیک ہے، ممی کیسی ہیں تمہاری؟ بابا سے ملے؟"

لئیق کے سوال اسے ناچاہتے ہوئے تکلیف سی دے گئے، جبکہ وہ جانتا تھا وہ
یہ سوال خود بھی کر کے شہریار جدون کے زخم ہرے کر چکا تھا، پرکاش انکل

سے شہریار کارات سے اب تک رابطہ تھااور ابھی کچھ دیر پہلے ہی گل کی طبعیت بہتر ہوئی تھی اور اسے آئی سی یو سے روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔ جب جانتے ہو تو پوچھ کیوں رہے ہو؟ کب کرنا ہے مجھے مانی سے نکاح؟" ممی کی طبعیت بہتر ہونے کے بعد ہی کروں گا سو جلدی کے لیے مجبور مت کرنا"

وہ بیزار سا اکتائے لہجے میں جس طرح پھاڑ کھاتے لہجے میں بولا لئیق نے بھی شدید سنجیدگی اختیار کیے اپنی نظر پھیری اور جا کر واپس رولنگ چیئر کی سمت جا کھڑا ہوا، شیری کھڑا تھا سو اسے بیٹھنا مناسب نہ لگا۔

کرنل افراہیم کو اپنی سچائی بتاو جا کر پہلے، اسکے بعد گل لالہ صاحبہ کی" طبعیت بہتر ہوتے ہی انھیں آفریدی حویلی لے آنا۔ سادگی سے نکاح کی تقریب کر لیں گے۔ صرف گھر کے افراد" کرنا

اسے لئیق کی بات مناسب لگی کیونکہ وہ خود اس کھیل کو سادگی سے ہی کھیلنے کے حق میں تھا، لیکن بابا تو اسکی شکل دیکھنے تک کے روادار نہ تھے اور وہ

انھیں کیسے بتائے یہ کڑی آزمائش تھی، شیری کی جبر زدہ چپ اور آنکھوں میں پھیلے سوز پر وہ اسکے چہرے کے کھوئے تاثرات دیکھ رہا تھا جو تباہ کن تھے۔

"وہ میری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتے"

اسکے لہجے میں بے بسی تھی۔

"ہر گناہ کی تلافی ہے، پہلے ڈھونڈو اور پھر کرو۔۔ باقی لعلین کی فکر دیکھا کر تم نے اسکے ساتھ کیے دھوکے کی قدرے تلافی کر دی ہے۔اب تمہیں یہ ٹاسک بھی پورا کرنا ہے، امید ہے تم مجھے اس بار مایوس نہیں کرو گے"

لئیق نے اسے مزید تکلیف سے بچانے کو پر امید نظروں سے دیکھتے کہا جس پر وہ بے دلی سے سر ہلائے اس پر سرسری سی نگاہ ڈالے اجازت طلب ہوتا اسی طرح آفس سے نکلا جیسے آیا تھا۔

جبکہ ہارون پرکاش کی آزادی کا وقت ختم اور جکڑے جانے کا کاونٹ ڈاون شروع ہو چکا تھا یہ لئیق کی آنکھوں میں یکدم ابھرتی نفرت سے صاف

واضح تھا، جبکہ دوسری جانب جندل محل میں پراسراری کے سنگ گھسنے کی ہارون پرکاش پوری تیاری کر چکا تھا، اسکا خلیہ اسکے دو ہونہار ساتھیوں نے بالکل بدل دیا تھا۔

چہرہ جو بے ڈھنگی داڑھی مونچھ کی زد میں تھا، اسکو ایک جنٹل مین لک میں تراشا گیا تھا، فرنچ داڑھی ڈیزائن جبکہ ویٹر سوٹ پہن کر وہ غنڈے موالی سے یکدم ایک مہذب لک میں آچکا تھا، آنکھوں کا رنگ بدلنے کے لیے نیلے لینز لگائے گئے، سفید شرٹ اور سفید ہی پینٹ پر سیاہ ٹائی اور جیب سے جھانکا سلک کا سیاہ رومال، سر کے عام سے کچھ لمبے بالوں کو ایک پراپر کٹ دے کر اسکو بلکل بدل دیا گیا، پیروں میں ڈک سلائڈرز، جبکہ چہرے پر شریف مسکراہٹ سجائے جب وہ فارا اور نومی کے روبرو آیا تو ان دونوں نے ہارون پرکاش کو خود بھی نہ پہچان پانے پر خباثت سے آنکھ مارے قہقہہ لگایا جبکہ رونا کی آنکھوں میں اس مست قہقہے کے بعد دیکھتے ہی دیکھتے نا صرف حیوانیت اتری بلکہ اسکے جبڑے بھی بھینچ لیے گئے۔

وہ سنور گیا تھا پر ہر موں سے وہشت تھی کہ اب بھی بھیانک حد تک ٹپک رہی تھی۔

.._____..

نکھری خوشگوار صبح زمین زادوں پر پوری آب وتاب سے اتری تو ماحول تو درختوں کے دامن میں عجیب سی یاسیت اور قنوطیت نے دل کو بوجھل سا کیا، شاید اس لیے کہ آج سورج، بادلوں کی چادر اوڑھے ہوئے تھا، شاید رات جم کر برسنے کے امکان تھے کیونکہ بادلوں کے اندر ہلکی سیاہی باآسانی دیکھی جاسکتی تھی۔

"یہاں لانے کی وجہ؟ جب سے میں نے تم سے پناہ مانگی، تم تو بڑے مہربان ہو رہے ہو۔ دیکھ لو، بتا رہی ہوں۔ اب تم منت بھی کرو تو میں تمہیں گھاس نہیں ڈالنے والی"

پہلے تو نیہا کو دستگیر کے صبح صبح بریک فاسٹ باہر کرنے کی آفر نے ہی ششدر کر دیا، جبکہ مریم بی بچاری یونہی خوش ہوئے جا رہی تھیں کہ شاید دستگیر نے اپنی غلطی بھی سدھارنے کی نیت کر لی ہے مگر دستگیر صاحب کے بھیانک ارادے انکے نازک دل کو نہ ہی پتا چلتے تو بہتر تھا۔

دستگیر کو کڑے تیوروں کے سنگ سامنے بیٹھا دیکھ کر وہ جس طرح تفاخر سے اپنی گردن اکڑائے مغرور ہوئے بولی، وہ خاصا بیزار سا ہوا، اس لڑکی کی خوش فہمیاں بھی اسکی طرح عجیب تھیں، یہ تو کوئی داتا گیر سے پوچھتا کہ یہاں بیٹھنا بھی کس قدر ناگوار ہے۔

کچھ اہم بات کرنی تھی تم سے، شاید کل تمہارے پوچھے سوال کا تمہیں" جواب بھی مل جائے۔ لیکن کسی ضد اور انتقام میں مبتلا ہو کر کوئی فیصلہ مت کرنا، بلکہ عقل سے اور بنا کسی کی ورغلائی بات پر دھیان دیے میری باتوں کو سن کر سمجھنا"

دستگیر نے بریک فاسٹ منگوالیا تھا، مگر ساتھ ساتھ اسکے اس درجہ خطرناک تمہید باندھنے پر وہ تھوڑا خود بھی سنجیدہ ہوئی، اسے اس آدمی سے اچھے کی امید تو پہلے بھی نہیں تھی اب تو اسکا دل بھی دستگیر کے لیے میلا ہو چکا تھا۔

"تم مجھے بے عقل سمجھتے ہو گے لیکن میں ایک باشعور لڑکی ہوں"

وہ یہ کہہ کر خود ہی گھبرائی، یہ جملہ اسے ہمایوں نے کہا تھا جبکہ خود دستگیر اسکے چہرے کی بدلتی رنگت دیکھے ٹھٹکا، وہ اس شخص کی کہی بات کو واقعی دل سے لگا بیٹھی تھی۔

"مجھے امید ہے تم اسکا ثبوت بھی دو گی، میں تمہیں زائشہ علوی سے دور ہونے کا اس لیے کہتا تھا کہ وہ ایک شاطر اور چال باز عورت ہے جسکی خواہش جندل محل پر راج کر کے ہر ایک کو اپنا ماتحت کرنا ہے۔ میں اور صبور سکول، کالج اور یونیورسٹی بھی ساتھ پڑھے ہیں، ہمارے بیچ محبت کا تعلق استوار ہے، یعنی تمہیں قبول نہ کر پانا میری ضد اور انا نہیں، میری بے

اختیاری تھی۔اس عورت نے صبور کو ہمیشہ مجھ سے چھینا کیونکہ اسکی خواہش صبور کی لئیق سے شادی کروا کے اسکی بدولت یہ جندل محل ہتھیانا ہے، تبھی وہ صبور کا دل بھی اجاڑ بیٹھی۔ تم بارہا ملی ہو اس لڑکی سے، وہ کیسی عادات کی مالک ہے، تمہیں اچھے سے علم ہے۔ تم سے پہلے میرا اس سے نکاح ہوتے ہوتے رہ گیا کیونکہ زائشہ کے دھمکانے پر وہ عین وقت انکار کر گئی کیونکہ اس عورت نے صبور کو مجھے مار ڈالنے کی دھمکی دی، وہیں زائشہ نے امے کو مجبور کیا کہ وہ اپنے بھائی کی بیٹی کو زبردستی مجھ پر مسلط کریں۔ اور یہی ہوا، میرے بس میں نہیں تھا کہ میں اس لڑکی کا حق کسی کو دیتا۔

یہ سب جاننے کے باوجود کیا تم ایک ایسے شخص کے ساتھ رہنا چاہتی ہو جسکے دل میں تم کبھی بس نہ سکو گی، زائشہ نے تمہیں بھی ہمیشہ اپنے مطلب کے لیے استعمال کیا۔۔۔۔۔۔یہ تم بھی جانتی ہو نیہا کہ اس کے کہنے میں آکر تم نے کتنے چھوٹے چھوٹے گناہ کیے ہیں جنکی ساری فہرست تمہارے کندھے پر بیٹھے ان فرشتوں کے ساتھ ساتھ میرے پاس بھی موجود ہے"

دستگیر کے یہ سارے الفاظ، کبھی نرم پڑنا، کبھی یکدم مشتعل ہوئے دھمکانا
!اسکے اندر آگ دہکا گیا خاص کر کسی اور سے محبت کا اعتراف
اس لڑکی کی آنکھوں میں بھسم کر ڈالتا جلال امڈا، اپنی صحیح معنوں میں آج
زلت محسوس ہوئی۔
"ت۔۔تم نے پہلے کیوں نہیں پھوٹا یہ، مطلب زبردستی گلے میں لٹکائے
"ہوئے تھے؟
وہ خونخوار تیور لیے برہمی سے غرائی، جی تو اسکا دستگیر کا گریبان دبوچنے کو
کیا۔
"ہائپر ہونے کی ضرورت نہیں نیہا۔ کیا تمہارا دل نہیں چاہتا کہ تمہاری بھی
ایک محبت بھری زندگی ہو، تم مجھ جیسے بے قدرے سے کسی ایسے کو ملو جو
تمہاری قدر کرے۔ میں نے تمہارے ساتھ اچھا رویہ نہیں رکھا جسکی وجہ
تمہاری ناپسند عادات بھی تھیں اور لمبی زبان بھی، منافقت جو وہ عورت

تمہیں بھی سیکھانے کی کوشش میں ہے لیکن اپنے تم سے بے کار جڑے
"رہنے پر اس سب کے باوجود مجھے، صبور اور امے جان کو تمہاری فکر ہے
دستگیر نے معاملہ فہمی کے سنگ اسکے سرد تیور بھانپے نرم لہجے میں بات
سمجھائی مگر وہ اسے کینہ توز نظروں سے گھورنا جاری رکھے ہوئے تھی، کچھ
بھی تھا، اسے دستگیر کے یوں اپنی محبت کی داستان سنانے پر اپنی انسلٹ فیل
ہوئی تھی۔
لیکن پھر وہ صبور کا سوچ کر کچھ کہنے سے رک گئی، صبور نے اسکے ساتھ کبھی
! برا نہیں کیا تھا، پھر اسکا نیہا کو ڈیفینڈ کرنا، اس سب سے خاص ہمایوں کیانی
خود دستگیر نے اسکے آگ جیسے تیور یکدم شانت محسوس کیے اچنبھے کے
سنگ گہری نگاہیں مرکوز کیں جو آنکھیں جھکائے کچھ سوچنے لگی تھی۔
زائشہ میم نے مجھے اسی لیے کہا تھا کہ میں تم سے کبھی طلاق نہ لوں، صبور"
جتنی بھی اچھی ہوں۔ تم نے انھیں میری رقیب بنا دیا، مجھے تم میں سچ میں
کوئی دلچسپی نہیں لیکن پھر بھی میں تمہیں اتنی آسانی سے رہائی تو نہیں دوں

گی دستگیر میاں۔ابھی تو تمہاری گردن میرے ہاتھ میں آئی ہے، میری
"تضخیک کا بدلہ تو تمہیں چکانا ہو گا ڈارلنگ پھر جا کر تمہیں صبور ملے گی
وہ جتنی بھی نرم دل ہو جاتی، ایک عورت تھی اور انتقام میں سلگتی عورت
سے بھیانک کوئی شے نہیں تھی لیکن وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ اسکی یہ
نفرت، ایک باپ کی طاقت سے ہر صورت کم ہے۔
میں تمہیں سوچ کر بتاوں گی، جتنا تنگ تم نے مجھے کیا ہے، کیا اسکی سزا"
"دیے بنا بخش دوں تم کو؟
نیہا کے معنی خیز شاطر مسکراہٹ سے کہے ان جملوں پر وہ بھی خفیف سا
تلملا یا۔
"دماغ خراب کر رہی ہو اب تم"
دستگیر کے تنبیہی سپاٹ انداز پر وہ مزے سے اپنا بریک فاسٹ شروع کرتی
اس پر طنزیہ نظریں جمائے مسکرائی، دستگیر کو سلگا کر اسے وقتی سہی پر دلی
راحت ملی۔

میرا اندازہ ٹھیک نکلا ویسے، تم مجھ سے پہلے ہی لٹے پٹے تھے سو میں تو"
تمہیں زہر ہی لگنی تھی۔ لیکن یہ سچ ہے اگر تم تھوڑا صبر سے کام لیتے تو ہمارا
"رشتہ چل سکتا تھا، میں تمہیں صبور بھلا دیتی

چھری کانٹے کی مدد سے آملیٹ کا پیس کٹ کیے چیز ساس میں ڈپ کر کے
وہ منہ میں ڈالے گہری نظروں سے دستگیر کو دیکھتی اسکی خفت سے محظوظ
ہوئی جس نے اپنے لیے صرف چائے منگوائی تھی۔

تم مزید میرا دماغ خراب مت کرو، کل چلنا میرے ساتھ وکیل کے دفتر۔"
ڈائیورس کا پراسس ختم کروانا ہے، آج پیپرز بھی بن کر آجائیں گے رات
"تک

وہ اسکی خود پر جمی نظروں سے چڑ کر بولا جبکہ نیہا کو اسکی بے بسی کا فائدہ اٹھا کر
ابھی تو مزہ آنا شروع ہوا تھا۔

اوکے اوکے بتادوں گی، اب مجھے کوئی جلدی نہیں تم سے طلاق لینے کی۔"
لوں گی بھئی لیکن آرام سے۔ تمہیں اور صبور کو ہلکی سی سزا تو دینی لازمی

ہے۔ تم نے میرے جذبات بے مول کیے اور وہ بھی میری تکلیف بنی، اتنی نہیں لیکن تھوڑی سی تو بنی ہیں۔۔۔ ویسے شادی کے چھ ماہ بعد تمہیں مجھے یوں باہر لانے کی توفیق مل ہی گئی"

وہ خود اپنی دکھتی رگ نیہا جیسی سفاک کے ہتھے چڑھا چکا تھا اور اب وہ اسے خوب سلگانے کا ارادہ بنا رہی تھی جو بھیانک تھا۔

"نیہا! تم میں اگر زرا بھی عزت نفس باقی ہے تو اس معاملے میں اپنا ایکسٹرا ذہین دماغ کم ہی استعمال کرنا، تمہیں طلاق دینے کا دوسرا بھی طریقہ ہے جو یقینا تمہیں زیادہ تضحیک زدہ لگے گا۔ ٹھوسوا کیلی بیٹھ کر، میرا ہی دماغ خراب تھا جو تم سے نرمی برتنے کا سوچ بیٹھا، زائشہ علوی کی صحبت کا کچھ تو گندا اثر تم پر ہونا ہی تھا، وقتی ہی سہی"

مزید اس میں قوت برداشت نہ تھی کہ وہ یہاں مزید اس بے مقصد کی جنگ چھیڑتی بیوقوف سے سر کھپاتا سو پہلے ہی بل ادا کیے وہ اسے وہیں چھوڑے خاصے غصے میں وہاں سے گیا جبکہ بھوک تو نیہا کی بھی مر گئی تھی۔

لیکن پھر کسی مانوس سی پکار پر نیہا نے اپنی جلتی آنکھیں اس طرف سے ہٹائیں جہاں دستگیر گیا تھا اور اس طرف موڑیں جہاں سے کسی نے اسے نرمی سے پکارنے کے بعد مسکراہٹ کے سنگ اسکے سامنے والی کرسی بے تکلفی کے سنگ سنبھالی تھی۔

اس شخص کی رعب دار وجیہہ شخصیت آج بھی نیہا عالم کو کچھ دیر گنگ کر گئی، ہمایوں کی ایک بزنس میٹنگ تھی یہاں اور آج واقعی نیہا سے ملاقات ایک اتفاق تھا۔

"کیسی ہیں آپ؟ یاد تو ہوں یا بھول گئیں؟"

ہمایوں کیانی کے مسکراتے لہجے نے اسے خفیف سا گھبرانے پر مجبور کیا مگر وہ خود کو فوراً کمپوز کرتی رسان سے مسکرادی۔

"آپکو کیسے بھول سکتی ہوں، آپ یہاں؟"

وہ اسکے روبرو نفیس لب ولہجہ اختیار کرتی اپنا سوال ادھورا چھوڑ گئی تو وہ کچھ دور بیٹھے اپنے آفس کے ورکز کی جانب دیکھ کر نیہا کو اشارہ سونپ کر واپس اپنی گہری نظروں میں اسے مرکوز کر گئے۔

ایک اہم میٹنگ تھی، دستگیر کو جاتے دیکھا۔ اکیلا کیوں چلا گیا؟ سب "

"ٹھیک ہے

ہمایوں کے نرمی سے استفسار پر وہ برہم سی ہوئی، اسکی شکوہ کناں آنکھیں ہمایوں کے دل تک تپش اتار گئیں۔

آپ کی بیٹی میرے شوہر کے دل کی حاکم نکلی اور آپ پوچھ رہے ہیں کہ "

"سب ٹھیک ہے یا نہیں

وہ نیہا کے لاجواب کرتے جواب سے اک لمحہ پریشان ہوئے، صبور اور دستگیر کا نیہا کو پتا چل چکا تھا جو انکے لیے خوفزدہ کرتی بات تھی۔

تو آپکو پتا چل گیا؟ دیکھیں نیہا، زبردستی رشتے بنائے تو جا سکتے ہیں لیکن انکو "

دل سے نبھانا بہت مشکل ہو جاتا ہے، میری کل کائنات میری بیٹی ہے اور

میں اسکی تکلیف دیکھ کر تھک چکا ہوں،۔آپ کا اور دستگیر کا رشتہ کیسا تھا یہ میں جانتا ہوں، اسے اس قید سے آزاد کریں اور آپ بھی حق رکھتی ہیں پھر کہ اس بے رنگ سے رشتے سے نکل کر کسی کی اولین ترجیح میں شمار ہو جائیں۔"

ہمایوں کے لہجے میں ان کہی پشیمانی سی در آئی تو وہ متفکر ہوئی، اسکا مقصد کوئی طنز کرنا نہ تھا، بس وہ یہ سوچ رہی تھی کہ دستگیر سے وہ طلاق تو لے لے گی مگر اس طلاق کے داغ کے ساتھ کیا اسے کوئی ایسا شخص ملنا ممکن ہے جو اسے خوشی خوشی اپنی اولین ترجیح بنالیتا۔

"میرا مقصد آپکو ہرٹ کرنا نہیں تھا مسٹر ہمایوں، محبت پر کب اختیار ہوتا ہے۔وہ مجھے نکاح سے پہلے بتاتا تو میں خود انکار کر دیتی، میں کونسا اسکے عشق میں پاگل تھی، کبھی سیدھے منہ تو بات نہیں کی تھی، ایسے شخص کے شوہر بن جانے پر خوشی سے زیادہ مجھے تو خوف لاحق ہو گئے تھے۔

آپ نے ٹھیک کہا میں حق رکھتی ہوں۔ دستگیر کے ساتھ ہمیشہ رہنے کا بھی اور اس سے آج ہی الگ ہو جانے کا بھی مگر ہمارے معاشرے کے کچھ گندے رواج ہیں، میرے دامن پر لگا طلاق کا دھبہ کیا مجھے کسی کی اولین ترجیح بننے دے گا؟ سو شاید میں دستگیر سے الگ ہونے کا پلین کینسل کر دوں۔ جب انسان کی امید ختم ہو جائے پھر اسے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اسے پیار سے رکھا جا رہا ہے یا گلے کا طوق سمجھا جا رہا ہے، لیکن کم از کم اس رشتے میں موجود رہنے سے شادی شدہ تو کہلاتی رہوں گی"

اس لڑکی کی ہر بات بجا تھی اور ہمایوں کو اسکے اعتراض پر حیرت سی ہوئی کیونکہ وہ نیہا کو اتنا گہرا نہیں سمجھے تھے، وہ زمانے کی دھتکار سہنے سے خوفزدہ تھی، اور وہ آج سچ میں نیہا کو اپنا ساتھ دینے کا سوچ کر عجیب سی دل میں راحت محسوس کر رہے تھے۔

" اگر آپکو ایسا کوئی مل جائے تو؟"

ہمایوں اسکے سپاٹ، جذبات سے عاری چہرے پر نظریں جمائے بولے تو وہ تلخ سا مسکرائی، ناشتے سے تو وہ دستگیر کے جاتے ہی ہاتھ روک چکی تھی۔

میں پہلے بھی خود کو خوش فہمیاں دلا دلا کر بیوقوف بناتی آئی ہوں، اور یہ" ماننا تو سرے سے ناممکن ہے۔ آجکل تو غیر شادی شدہ لڑکیوں کے رشتے ملنا "مشکل ہے، پھر طلاق یافتہ کے لیے ایسا کون آئے گا جو سچی محبت کرے؟

وہ طنز کے تیر برساتی اپنی ٹون بھی سخت کر چکی تھی جبکہ ہمایوں کچھ دیر خاموش ہوئے جیسے کوئی بہت با آثر لفظ ڈھونڈ رہے ہوں۔

اگر آپکو مناسب لگے تو یہ محبت میں کرنا چاہوں گا، جانتا ہوں ہماری عمر" "میں ایک لمبا فرق ہے لیکن میں آپکا دوست بننے کو ضرور ترجیح دوں گا

وہ انکے یوں پرپوز کر دینے پر ہونق رہ گئی، اسے تو لگا تھا شاید وہ اسکی شادی خود کروانے کی ہامی وامی بھر لیں گے مگر یہاں تو اس جان لیوا ڈیشنگ بندے نے اپنا آپ ہی نیلام کر دیا۔

تبھی تو کتنے ہی لمحے نیہا، صدمہ سا لگ جانے پر کچھ بول ہی نہ سکی۔

چہرے پر زردی سی کھنڈی تھی، ہمایوں نے اسے متاثر کیا تھا لیکن اس شخص کے ساتھ خود کو سوچ کر وہ بہت بری طرح اپنی اس ملاقات سے اب تک دل کو اس شخص کے خواب سے سجا لینے پر سرزنش کر چکی تھی، وہ دیکھنے میں انتہا کے وجیہہ تھے، دنیا کی ہر چیز تھی، دل بھی محبت کے لمس سے محروم تھا، وہ تو چاہتی ہی اپنے لیے کوئی شفاف دل تھی جس میں اپنی مرضی کا تحت لگا کر حکمرانی کرتی۔

مطلب اسے امید نہیں تھی کہ ہمایوں ایسا کہیں گے۔

پھر انکی فون پر کی جاتی باتیں بھی تو نیہا کے چہرے پر بوکھلائے رنگ سمیٹ لائیں۔

"ک۔۔کیا کہہ رہے ہیں؟ آپ اس عمر میں کسی کی بیوی کو کیسے پرپوز کر سکتے ہیں مسٹر ہمایوں"

یہ سب وہ اس پر اپنا اچھا تاثر ڈالنے کو بولی، جھٹ سے دھڑکتے دل کو سنبھالے کیسے ہاں کہتی، لیکن انکے وارفتہ انداز دیکھ کر اسے دستگیر اور صبور

کو سلگانے کا ارادہ واقع جھاگ بنتا محسوس ہوا اور نیہا کے برہمی سے استفسار پر ہمایوں زرا بوکھلائے کیونکہ انھیں یہی لگ رہا تھا وہ ناراض ہو گئی، ہونا بھی چاہیے تھا، دوسری ہی ملاقات میں پرپوز کون کرتا ہے۔

آپکو برا لگا تو معذرت چاہتا ہوں،۔۔۔یو آر رائیٹ میں نے نہایت فضول" "بات کر دی ہے۔۔۔

وہ معذرت کرتے اس سے پہلے اپنے الفاظ کی تردید کرتے اٹھتے، نیہا بھی گھبرا کر کھڑی ہوئی۔

"فضول نہیں ہے"

نیہا انکے پریشان ہونے پر دگنی پریشان ہوتی جو بے اختیار بولی، اس پر ہمایوں نے حیرت سے نیہا کی طرف دیکھا جو حواس باختہ سی لگی۔

"میں سمجھا نہیں"

وہ نیہا کے روکنے پر جھنجھلا کر پلٹے۔

"مطلب بیٹھیں، بتاتی ہوں"

وہ اسکی غیر واضح تاکید پر بیٹھ تو گئے مگر نیہا اسکے بعد خاصی مضطرب و بے چین سی ہوئی، ہاتھوں کو نروسنیس کے سنگ مڑورے اس نے ہمایوں کی طرف دیکھا تو اپنے ہاتھ مڑورنے بند کیے، وہ اسے آزمانا چاہتی تھی۔

"میرے بہت سے خواب ہیں، بہت سی خواہشیں ہیں جو اب تک ادھوری ہیں۔ آپ سے ایک ملاقات نے ہی مجھے بہت بدل دیا، زائشہ میم کے چہرے کو دیکھ کر اب مجھے آپکی کہی باتیں یاد آتی ہیں۔ اگر آپ مجھے میری پسند کی زندگی دینا افورڈ کر سکتے ہیں تبھی یہ ہامی بھریں، مجھے اپنی زندگی میں سب چاہیے، آپ یہ سب مجھے اس لیے آفر کر رہے ہیں تاکہ میں آپکی بیٹی کے راستے سے ہٹ جاوں، تو پھر یہ مت کہیں کہ محبت کروں گا۔ ڈیل کہیں، پھر شاید سوچ لوں"

وہ صاف گوئی سے بولی جبکہ نیہا کے ایسا سب کہنے کے باوجود وہ بنا خفا ہوتے مسکرائے۔

اگر یہ تعلق لین دین سے ہی شروع ہونا تھا تو یہ بھی انکو صبور کے لیے قبول تھا۔

"ڈیل ہی سہی، بتائیں کیا چاہیے آپکو؟"

وہ جس طرح فراغ دلی سے مسکرائے، نیہا کی آنکھوں میں چمک سی اتری۔

آپکی آدھی جائیداد، آپکا وہ پیلس۔۔۔۔ محبت سے تو دل ہی اٹھ گیا ہے، سو" اسے بیچ سے ابھی نکال دیں۔ اگر آپ یہ سب مجھے دے سکتے ہیں تو میں کل "ہی دستگیر کی زندگی سے نکل جاوں گی

ایک پل تو خود ہمایوں کو لگا وہ کچھ غلط سن بیٹھے ہیں، لیکن پھر ایک اور تلخ تجربے کی تیاری پکڑنے کی حامی بھرتے وہ مان گئے، پہلے تجربے نے سبق دیا تھا، شاید یہ تجربہ ان دونوں کے حق میں کسی محبت نامی شے کی دریافت کا سبب بن جاتا۔

ابھی تو دونوں محبت و چاہت سے بے نیاز ایک ڈیل کر رہے تھے اور ہمایوں نے اس وقت اپنی امیدیں اور سوچ بھی ایک طرف رکھے شرانگیز

مسکراہٹ دیے اٹھ کر جس بے تکلفی سے اپنا ہاتھ نیہا کی طرف بڑھایا، وہ شاطر مسکراہٹ چہرے پر سجاتی ناز سے اٹھی اور ہمایوں کا ہاتھ تھاما۔

"ڈیل منظور ہے، کل آپکی اور دستگیر کی طلاق ہوتے ہی آپکو کیانی پیلس اور اپنی آدھی جائیداد کا وارث بنادوں گا۔ اپنی بیٹی کی خوشی کے لیے میں تو اپنی جان بھی قربان کر سکتا ہوں"

انکی آنکھیں کسی غلط تاثر سے پاک تھیں، کیونکہ وہ چاہ کر بھی نیہا کا زائشہ سے موازنہ نہ کر پائے کیونکہ نیہا یہ سب ضد میں کر رہی تھی، اور وہ اسکی آنکھوں میں یہ سب دیکھ چکے تھے۔

"سننے میں بہت اچھا ہے، ڈن۔۔۔۔ میں نے تو دستگیر اور صبور کو کافی تنگ کرنا تھا لیکن آپکے اتنی جلدی مان جانے نے مجھے دگنا امپریس کر دیا۔ کل میری اور دستگیر کی ہر صورت طلاق ہو گی۔۔۔

"ملتے ہیں کل، مائی فیوچر ہبی

وہ شوخ ہنسی لیے آپنی فتنہ خیز آنکھوں میں اس شخص کو مرکوز کیے وہاں سے گئی تو ہمایوں کیانی نے ہنس کر اس لڑکی کو جاتے اسکی پشت کو دیکھا۔

"یہ لڑکی زائشہ کی صحبت میں رہنے کے باوجود خاصی معصوم ہے، ہاہا۔ بس آدھی جائیداد، ایک گھر۔۔۔۔ اتنے معمولی خواب، لو دستگیر میاں، تمہارا کام تو تمہارے ہونہار سسر نے کر دیا"

وہ اخیر غیر سنجیدہ سے ہنس کر اپنا فون نکال کر دستگیر کے نام ایک پیغام لکھ رہے تھے، وہ جو کوفت زدہ ہو کر من ہی من میں سلگتا ہوا انہیا سے ملنے جانے کو کوس رہا تھا، ہمایوں کے میسج آنے پر وہ فون احتیاط سے سرسری سا دیکھتے میسج پڑھنے لگا۔

"ڈائیورس پیپرز بنوالو، نیہا کے۔۔۔۔ کل یہ کام ختم ہونا چاہیے، وہ کوئی اعتراض نہیں کرے گی۔ یہ سب کیسے ہوا، یہ ہم فرصت سے مل کر ڈسکس کریں گے"

انکے پیغام کو پڑھنے کے بعد وہ حیران ہوا، کیونکہ جو انتقامی ارادے وہ نیہا کے دیکھ کر آیا تھا اس سے خیر کی توقع نہیں تھی مگر سسر صاحب تو واقعی ماہر سیاست دان ثابت ہوئے تھے، دل لگانے کے ساتھ ساتھ دل بہلانے کے چکروں میں ایک ساتھ کود پڑے تھے۔

!آفرین

.._____..

....★☆☆☆☆☆★....

شیری کو ختم کر دو۔اس سے پہلے ذہنی دباو سہہ سہہ کر بچارا دماغ کی نس" پھاڑ بیٹھے، دوست ہونے کے ناطے میرا فرض ہے کہ اسے اس اذیت زدہ

زندگی سے نجات دی جائے جیسے میں نے کچھ عرصہ پہلے ایک اچھے بھائی ہونے کا فرض نبھایا تھا، اس پر وار کسی پبلک پلیس پر ہوتا کہ اس بچارے کی "لاش لاوارث نہ پڑی رہے، جس سے کام کرواوگے اسے فوری ٹپکا دینا ہارون پرکاش کو جب شہریار کے ذہنی اور قلبی حالات، اسکے اہم ساتھی فارا نے بتائے تو اسے شیری کی بے بسی پر بہت ترس آیا لیکن اس نے جو حکم دیا وہ خود فارا کو بھی لمحہ بھر پتھر اسا گیا، اپنی گن میں گولیاں بھرتا ہارون، اس گن کو ویڈنگ کیک میں فٹ کرنے والا تھا کیونکہ اس نے ایک ریسٹورنٹ کے اپنے جیسے دیکھائی دیتے ویٹر کا کام ختم کرتے ہی آج جندل محل میں اسکی جگہ کیک لے کر خود جانا تھا، جبکہ واقعی اسے دیکھ کر تو خود لعلین بھی آج دھوکہ کھا سکتی تھی کیونکہ وہ یکسر بدل چکا تھا، اسکی آنکھوں میں انسانیت جیسا کچھ باقی نہ تھا۔

"لیکن باس، اسے ایسی موت دینی مناسب نہیں"

فارا کو وقتی ترس نے گھیرا تو ہارون کے چہرے پر کمینگی سے بھری مسکراہٹ اتری تھی۔

"مناسب ہے، اسکی لوکیشن ٹریس ہے سو اسکے ہوسپٹل پہنچنے اور اپنے باپ کو اپنی سچائی بتانے سے روکو اور قصہ ختم کرو، میں نہیں چاہتا وہ سچائی میرے ماں باپ کو پتا چلے۔ اپنے جگری یار سے جنگ کرنا مجھے دکھ دے گا جیسے بھائی سے جنگ کرتے تکلیف ہوئی تھی، وہ مر جائے گا تو سکون پا جائے گا، جو جیتے جی ممکن نہیں۔ اسکی سلینا چھن گئی، لال دور ہو گئی، میں سوچ سے زیادہ دھوکے باز اور کمینہ نکلا، ماں ہسپتال پہنچ گئی، باپ نے دھتکار دیا، جانے اور کیا کیا ہوا ہو گا، لئیق نے اسے اگر اپنی قید سے آزاد کیا ہے تو کوئی قیمت بھی وصول کی ہو گی، جو میری تمہاری سوچ سے کہیں سنگین ہے۔ سو "میرا اسے ختم کرنے کا فیصلہ عقل مندی ہے

ہارون کے اندر کی تکلیف بھی ختم ہو چکی تھی لیکن ماں باپ کے ذکر پر اسکے دل میں اذیت بلکنے لگی، جبکہ فارا اسے کسی جنونی پاگل کی طرح محبت سے

کیک ڈیکوریٹ کرتا دیکھ کر سپاٹ چہرے کے سنگ سر ہلاتا حکم کی تعمیل میں باہر نکل گیا اور اپنی پتلون کی جیب سے اپنا فون نکالے شہریار کا پیچھا کرتے آدمی کو اسکی موت کا فریضہ سونپا۔

شہریار جدون سیدھا ہوسپٹل ہی جا رہا تھا، لئیق کے کہنے کے مطابق اسے ہر صورت بابا کو اپنی سچائی بتانی تھی، بھلے وہ اسکا یقین کریں یا نہیں، اور ایک گاڑی چند منٹس گزرے کہ شہریار جدون کی گاڑی کا پیچھا کرنے لگی۔

شہریار کا چہرہ اس وقت ہر احساس سے عاری تھا، وہ سامنے دیکھ کر اپنے دھیان میں بھنچے خدوخال کے سنگ گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا، رات اسکا فون اچانک بند ہو گیا تھا سو مال کے پاس سے گزرتے اسے نیو فون لینے کا خیال آیا تو وہ کچھ دیر وہیں پارکنگ ایریا میں گاڑی روک چکا تھا، مکمل سیاہ میں اسکے چہرے کی دلفریبی اور وجود کی دلکشی پر آج اک تھکن کا پہرا تھا۔

وہیں کالج میں صرف دو ہی کلاسیز لینے کے بعد مانی بھی واپس گھر جا رہی تھی، کیونکہ دو ہفتے میں اسکے فائنلز شروع تھے سو اب سے کالج میں صرف

دو ہی کلاسیز ہونی تھیں، واپسی پر وہ اپنی دوست نمرہ کے ساتھ اسکی گاڑی میں ہی آگئی تھی اور اس نے ڈرائیور کو آنے سے منع کر دیا تھا، ڈرائیور کو کہے کار رکوائے وہ کچھ دیر دونوں سٹیشنری شاپ جانے کے لیے گاڑی سے اتری تھیں۔

اسے کچھ پیپرز اور نوٹ بکس لینی تھیں تبھی اس نے نمرہ کو بھی ساتھ لیا جو اسکی ہم عمر اور اچھی دوست تھی، دونوں مسکراتی ہوئیں مال کے اندر بڑھ گئیں وہیں شہریار بھی اسی مال میں پہلے ہی جا چکا تھا۔

"عمر کا تو لحاظ کرتی یار، ایسا کیا ہے اس انسپکٹر میں کہ تو جان دینے پر اتری ہوئی ہے"

اپنے ساتھ ہوتی ستم ناک وارداتوں کا اس نے نمرہ کو بھی بتایا اور اسکا دل چاہا مانی کے پاگل پن پر اپنا سر پیٹ لے۔

"میرا سب کچھ، تو مجھے سمجھ یار، مجھے ڈانٹ مت۔ انکے بغیر جینا ناممکن ہے"

مانی کی بے بسی اور تکلیف نے نمرہ کو بھی خاموش سا کر دیا، وہ مانی کے لیے بس دعا ہی کر سکتی تھی۔

فارا کا آدمی اسی مال کے باہر اپنی جیکٹ کی جیب میں سائلنسر لگی گن دبائے ارد گرد شاطر عقابی نظریں دوڑائے اپنے شکار کا منتظر تھا، وہ شیری کی پارک گاڑی سے کچھ فاصلے پر ہی اوپن بکے شاپ کے باہر کھڑا ہو گیا جبکہ شہریار نے مناسب سا فون سیٹ خریدا اور مال سے نکل آیا، جبکہ تب تک مانی اور نمرہ نے بھی اپنی مطلوبہ چیزیں خرید کر باہر کی راہ لے لی تھی۔

نمرہ نے اپنے قدم تیزی سے گاڑی کی طرف بڑھائے مگر مانی وہیں مال کی سیڑھیوں پر تھم سی گئی، پورے جسم کا خون اسکے چہرے پر آ گیا کیونکہ اس نے سامنے ہی روڈ پر شہریار کو دیکھا جو گاڑی کا دروازہ کھول کر ساتھ کھڑا فون کان سے لگائے ہوئے تھا جبکہ مانی کے ہاتھ سے بکس اور ایک دو منی شاپنگ بیگ چھوٹ کر زمین پر گرے کیونکہ ٹھیک شیری کے کچھ پیچھے وہ

ایک مشکوک آدمی اپنی جیکٹ سے گن نکال رہا تھا، اس لڑکی کے دل سوکھے پتے کی طرح لرزا اور وہ اپنی جان کی پرواہ کیے بنا اسکی طرف لپکی۔

سر! کچھ دیر پہلے ایک خفیہ گاڑی آپکا پیچھا کرتی دیکھائی دی تھی۔ محتاط" رہیے گا"

شہریار کو اسکے اہل کار کی کال موصول ہوئی تھی اور اس سے پہلے وہ کال بند کیے احتیاطاً گاڑی میں سوار ہوتا، کسی نسوانی چیخ پر اس نے بے اختیار پلٹ کر دیکھا تو اپنے پیچھے کھڑی مانی کو بازو سے لہولہان دیکھ کر اسکی آنکھیں اک جگہ ٹھہریں مگر جب اسکی بازو سے نکلتا خون اسکی ہاف وائیٹ شرٹ تر کر گیا تو وہ گھبرا کر اس کی طرف بھاگا، شہریار اور اس گن والے آدمی کے بیچ وہ جس طرح دوڑ کر وہاں پہنچی، اپنی گاڑی کے پاس کھڑی نمرہ کے چہرے کا رنگ بھی اس جان لیوا منظر سے فق ہو چکا تھا، مانی کی بازو کو گولی مارتے ہی وہ آدمی اس لڑکی کے بیچ میں آجانے پر فوری اپنی گن پتلون میں دباتا وہاں سے بھاگا جبکہ شیری ضرور اس بدبخت کو گردن سے دبوچتا مگر گرتی ہوئی

بے جان پڑتی مانی کو وہ سنبھالنے کو پہلے ترجیح دی، وہیں نمرہ نے بھی شاپنگ نکل گئی بیگ وہیں پھینکے ان دو کی طرف دوڑ لگائی، گولی اسکی بازو کو چھو کر تھی مگر وہ اس خوف سے ہی مرنے والی ہوئی، شہریار نے اسکی گال سہلائے کیا کیا کہا، اسے کچھ خبر نہ ہوئی، اپنی کھلتی بند ہوتی آنکھوں کے پار اس نے آخری بار شیری کی خود کے لیے جان ہارتی حالت دیکھ کر اک اذیت زدہ سسکی بھری اور بے جان ہو گئی، اک لمحہ تو اس شخص کا مضبوط دل بھی کانپا جبکہ نمرہ تو جیسے اس صدمے سے آدھی ہو چکی تھی۔

پریشان مت ہو، ٹھیک ہے یہ۔ دہشت سے بیہوش ہو گئی۔ تم گھر جاو،"

"اسے میں گھر پہنچا دوں گا

نمرہ تو اسکی بازو سے نکلتے خون سے ہی سہمی ہوئی با قاعدہ رو دی تو شہریار نے اس کو تسلی دی اور خود یہاں مجمعے کے اکھٹے ہونے سے خفیف سا چڑتا وہ مانی کو بازووں میں اٹھائے گاڑی کی طرف بڑھا تو نمرہ کے حراساں ہو کر پکارنے پر پلٹا۔

"آ۔۔آپ شیری ہیں؟"

نمرہ نے خوفزدہ نظروں سے پوچھا تو وہ سر ہلاتا تیزی سے گاڑی کی طرف بڑھا، اپنے ساتھ ہی مانی کو بیٹھائے اسکا سیٹ بیلڈ باندھا جبکہ نمرہ بھی تیزی سے اپنے پیچھے ہی دوڑ آتے ڈرائیور کے ساتھ واپس اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گئی، جو آدمی حملہ کر کے بھاگا تھا، وہ وہاں سے کچھ دور پہنچا تو اسے بھی کسی نے کن پٹی پر گولی مارے وہیں مار گرایا۔

جبکہ شیری اسے لیے اسی ہوسپٹل گیا جہاں مما تھیں، وہ درد سے سارا رستہ نیم بیہوشی میں بھی تڑپتی رہی اور شہریار کو اس بیوقوف پر اتنا غصہ تھا کہ اس پر نکال نہ پانے کے باعث اسکی آنکھیں انگارہ ہوئیں، اس نے اس حادثے کی خبر لئیق کو پہنچائی اور لئیق نے سارا معاملہ جاننے کے بعد بھجت کو خبر دی جو سلینا کے ساتھ ہوسپٹل جانے کو نکلا، سلیناہر گز جانے پر آمادہ نہ تھی مگر اتفاق سے یہ وہی ہوسپٹل تھا جہاں گل آنی تھیں سو وہ جانے کی ہامی بھر گئی کیونکہ اسے انکی عیادت کو بھی جانا تھا۔

"م۔۔مجھے اس سے بہت خوف آرہا ہے بھجت، آپ اکیلے چلے جائیں"
سلینا اور مدیحہ کچھ دیر پہلے ہی مارکٹ سے آئی تھیں اور بھجت کے اصرار پر وہ باقاعدہ روہانسی ہوئی مگر بھجت نے خفا نظر اسکے سہمے چہرے پر ڈالے اسے دونوں بازووں سے تھامے اپنے قریب کیا۔
"اب اسے ڈرنا ہوگا سیلی، جتنا ڈروگی وہ اتنا ڈرائے گا۔ دیکھتا ہوں میرے ہوتے ہوئے وہ تم پر نظر بھی کیسے ڈالتا ہے، جلدی چلو۔ مانی کو لینے جانا ہے"
بھجت کے سختی اور اصرار سے بہت قائل کرنے اور حوصلہ دینے پر وہ گھبرائی ہوئی ہی آمادہ ہوئی۔
ہوسپٹل پہنچے شیری نے مانی کو نرس کے سپرد کیا اور آدھے گھنٹے تک اسے وہیں باہر انتظار کرنا پڑا، ڈاکٹر نے اسکی پٹی کیے باہر آکر شیری کو اس کے بہت ہلکے سے زخم اور ہوش وحواس میں ہونے کے ساتھ دو گھنٹے تک ڈسچارج کی خبر دے کر اسکی پریشانی کم کی، یہ دو گھنٹے بھیناس لیے کیونکہ

اسکا بہت بلڈ ضائع ہوا تھا، وہ کافی ویک ہونے کی وجہ سے نڈھال ہو گئی تھی سو ڈاکٹر نے اسے بلڈ لگانے کا سجیسٹ کیا تھا۔

نرس کی موجودگی کے باوجود وہ اندر جانے لگا تو نرس نے اس وجیہہ، کڑے تیوروں والے شہریار جدون کو سرد نظروں سے سر تا پیر گھورتے روکا، وہ جو کمر ٹیک کر بیڈ کی پشت سے لگی آنکھیں موندے تھی، سماعت میں پڑتی آواز پر اس نے اپنی آنکھیں کھولیں تو شہریار جدون کی خونخوار نظریں مانی کا سانس بے ربط کر گئیں، اور روح تھی کہ فنا سی ہوئی۔۔

"آپ کیا لگتے ہیں پیشنٹ کے؟"

نرس کے کھردرے سے استفسار پر وہ جبڑے بھینچ کر پلٹا۔

"ہونے والا شوہر ہوں، مل سکتا ہوں اگر آپکی تشفی ہو گئی ہو تو"

نرس کے لہجے میں ہی کسیلا جواب دیتا وہ خاصا سلگا تبھی نرس منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑاتی کمرے سے نکل گئی اور مانی کا حلق تو یہی دیکھ کر سوکھ گیا کہ وہ آتش فشاں بنا ہے، ضرور اسی پر برسے گا۔

مانی کی پیلی پڑتی رنگت دیکھ کر اس شخص کا سارا عتاب، کرب بنا تھا، اسکی بازو پر پٹی تھی جبکہ نازک سے ہاتھ پر ڈرپ کے ذریعے بلڈ لگا تھا۔

"تمہارا دماغ خراب ہے آمنہ آفریدی، کیوں کودی تم بیچ میں۔ اللہ نے بچایا ہے، اگر تمہیں کچھ ہو جاتا بیوقوف"

آیا تو وہ اسکی عقل ٹھکانے تھا مگر اسکے بوجھل چہرے اور محبت بھری دردناک نظریں دیکھ کر بس بے بسی سے چلا سکا اور مانی کی آنکھوں میں اسکی اس پر بھی ناراضگی، نمی سمیٹ لائی۔

"ا۔۔اور آپکو کچھ ہو جاتا؟ تو"

وہ رندے لہجے میں شکوہ بھرے سسکی تو شیری نے اسکو یوں جان لیوا گھورا کہ وہ فورا اپنے آنسو رگڑ گئی۔

"تو، ہو جانے دیتی۔ تم جیسے عذاب سے تو جان چھوٹتی جو زبردستی میرے سر پر مسلط کیا جا رہا ہے"

تمام تر تکلیف کے وہ اسے بری طرح ڈانٹ ڈپٹ گیا اور اس درجہ سفاک سلوک پر اس لڑکی کی بھری آنکھوں سے نمی، رخساروں تک چلی آئی۔

آپکو کہ۔۔کچھ ہو جاتا تو میں بھی مر جاتی، ع۔۔عذاب تو نہیں ہے"

" مانی۔۔۔۔۔

نظر جھکا کر انسو بہائے وہ جس طرح بولی، شہریار جدون جو کن پٹی کی رگیں انگلیوں سے مسلتا وہیں ارد گرد بھیانک تیوروں سے چکر کاٹ رہا تھا، دل سا کٹنے پر تھم کر رکا، مانی کا رونا اسکے دل کو اذیت دے رہا تھا۔

رونا بند کرو، تمہارے یہ آنسو دماغ خراب کر رہے ہیں میرا۔ کیوں پیچھے" پڑی ہو میرے؟ کیوں بار بار میری ذہنی اذیت میں اضافہ کر رہی ہو۔ تم سے نکاح کو مجبور کر دیا گیا ہوں لیکن یاد رکھنا مانی، تمہیں مجھ سے صرف تکلیف ملے گی۔ ابھی بھی وقت ہے، اپنے اس تقاضے سے پیچھے ہٹ جاو۔

"ابھی تمہاری عمر ایسی نہیں ہے، عقل سے کام لو

تمام تر بیزارئیت اور غصے کے وہ ناچاہتے ہوئے بھی اسکے پاس آکر بیٹھا اسے اپنے جیسی سیاہی اور کالک سے بچانے کو ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا تھا، اور ذہنی انتشار کم تھے کہ اسے یہ لڑکی بھی جھیلنی پڑنی تھی۔

"ت۔۔تو یہ سب مجھے اپنی عادت ڈالنے سے پہلے سوچتے کہ یہ میری عمر کے لحاظ سے ٹھیک نہیں، کیسی کیسی باتیں کرتے تھے آپ مجھ سے، اب جب میرا دل میرے اختیار میں نہیں رہا تو آپ میرے ساتھ یہ سلوک کر رہے ہیں، اپنے ل۔یے نہیں تو میری زندگی بچانے کے لیے ہی م۔۔مجھے قبول کر لیں۔۔۔"

وہ جانتی تھی وہ خود کو بے مول کر رہی ہے لیکن پتا نہیں کیوں اسے ایسا لگتا جیسے اگر وہ شیری کے پاس نہ گئی تو وہ شخص کہیں خلاء میں کھو جائے گا اور خود وہ ساری زندگی یہ سٹیچو بن کر رہ جائے گی، وہ جانتا تھا اس نے اپنی زندگی سے سب سے بڑی غلطی مانی کو اس سب میں گھسیٹ کر کی لیکن ستم کہ وہ اپنی اس غلطی کو اپنی مرضی کے طریقے سے سدھار بھی نہیں سکتا تھا۔

وہ یوں تھی جیسے اسے زندگی کی کسی اور راحت میں کوئی دلچسپی نہ رہی ہو، اسکے دیکھنے کا دلخراش انداز، اسکے پاس بیٹھے شہریار کے دل کو رنج دے رہا تھا۔

"تم یہ بات سمجھ لو کہ تمہاری زندگی کی سلامتی مجھ سے دوری میں ہے، کتنا بڑا ہوں میں تم سے؟ وہ ایک کھیل تھا مانی، ختم ہو گیا۔ نکل آو اس افسانوی دنیا سے، مانتا ہوں گھٹیا حرکت کر چکا ہوں لیکن یہ بھی میں ہی کہہ رہا ہوں کہ مجھ تک پہنچنے کی ضد چھوڑ دو، اپنے بھائیوں کو اس آزمائش سے نکال دو۔

"میں تمہارے لیے زہر ہوں، اور زہر صرف جان لیتا ہے

ناجانے وہ اس کو کس مشکل سے سمجھا رہا تھا، اسکا دل چاہ رہا تھا کسی طرح اس لڑکی کے حوالے کو خود سے نوچ دے یا کوئی طریقہ ہو کہ وہ مانی کے دل سے اپنا آپ کھرچ کر نکال دے لیکن وہ روتی ہوئی اسکے ان بے رحم لفظوں سے ہچکیوں کی زد میں اپنا پورا نازک وجود دے چکی تھی۔

ن۔۔ نہیں چھوڑ سکتی، م۔۔ میں اپنی جان لے لوں گی۔ لیکن آپ کو"
نہیں چھوڑوں گی۔۔۔ وہ میرا گلان۔۔ نہیں دبا سکے، بہت بری ہوں ناں،
عذاب کی طرح آپ پر نازل ہو گئی ہوں تو آپ خود میری جان
"ل۔۔لیں۔۔۔۔ن۔۔ نہیں رہنا مجھے شیری کے بنا۔۔۔۔۔۔ نہیں رہنا
وہ اسکی نرمی کا ناجائز فائدہ اٹھاتی جس طرح آخر تک چیخی، اسکی یہ آواز
شہریار کو اپنا رہا سہا دماغ بھی معاوف کرتی محسوس ہوئی تبھی وہ وحشی ہوتا
اسکے منہ پر نا صرف اپنا ہاتھ جما کر غرایا بلکہ مانی کے واپس بیڈ کی پشت سے
لگ جانے پر وہ اس پر خفیف سا جھک آیا لیکن یہ ایک لمحہ دونوں کی وحشت
ناک آنکھیں ضرور ملیں، اپنے یوں اس لڑکی کے نازک وجود کی سمت جھکنے
کا فوری خیال کرتا وہ فوری اس سے دور ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔
اور مانی کی تڑپتی نگاہیں اس شخص کا سالم دل نگلنے پر مچلیں۔
ٹھیک ہے، تم ایسے نہیں مانو گی تو کرتا ہوں جلد تم سے نکاح۔ تم خود مجھ"
سے چھٹکارہ چاہو گی، میں تمہیں ہر لحاظ چھوڑے اتنا ستاوں گا مانی کہ یہ

شیری نام جو تمہاری زبان کا ورد بنا ہے، اسے زبان پر لانا تو دور، سوچتے ہوئے بھی ہزار بار سوچو گی۔ اگر اسکے باوجود بھی ہمت ہے تو آنا میرے پاس۔۔۔۔۔اور آئیندہ اگر تمہیں اتنی سی بھی خراش میری وجہ سے آئی تو " اسکا الگ بھیانک انجام دیکھنے کے لیے تیار رہنا۔۔۔

اچانک سلگتی قربت کی خفت، غصے اور اشتعال کے غلبے سے ہٹائے وہ تنبیہی انداز میں اسے وارننگ دیتا روم سے نکل گیا جبکہ وہ خفیف سا ضرور ڈری مگر شیری کو اب پانے کی طلب اسکی وہ ضد بن چکی تھی جو واقعی خوفناک تھی، اس ظالم نے تو اسکی طبعیت بھی نہ پوچھی، اتنا کٹھور اور سنگدل وہ کیسے ہو سکتا تھا، آنسو بے دردی سے رگڑنے کے باوجود اسکی آنکھیں بھر گئیں جبکہ وہ جو بپھری موج بنا وہاں سے مما کو دیکھنے ہی جا رہا تھا، یکدم راہ میں سلینا اور بھجت سے ہوتے ٹاکرے نے ان تینوں کو ساکت پتھر کا مجسمہ بنا دیا۔

سلینا کی آنکھوں میں خوف تھا تو بھجت کی آنکھوں میں نفرت لیکن شہریار جدون کی آنکھوں میں آگ تھی۔

چھوڑوں گا نہیں میں تمہیں گھٹیا انسان، تمہاری منحوسیت اسے ابھی سے "
"نوچ رہی ہے۔ کاش میرا بس چلتا تو میں تمہاری جان نکال دیتا
بھجت سے اپنا غصہ قابو نہ ہوا تو وہ لپک کر شہریار کا گریبان دبوچ گیا اور اس
ہاتھا پائی سے سلینا مزید خوفزدہ ہوئی، شہریار نے ایک ہی جھٹکے سے اپنے
گریبان سے بھجت کے ہاتھ ہٹائے اور اسے حقارت سے پرے دھکیلا۔
اتنا زہر لگ رہا ہوں تو مت تھوپو اپنی بہن میرے سر پر، رہی بات یوں "
بتمیزی کی تو جہاں بہنیں بیٹیاں دی جائیں وہاں عزت کرنی بھی سیکھنی
"چاہیے
اس کا لہجہ اکساتا ہوا تھا اور ان دو کو منہ ماری کرتا دیکھ کر نرس نے برہمی سے
وہاں قدم بڑھائے۔
تیری عزت کروں گا خبیث، تجھ پر تو دو حرف بھیجتا ہوں، وہ وقت ضرور "
آئے گا جب تیری گردن میرے ہاتھ میں ہو گی اور مڑورنے کا اختیار بھی
"ہو گا

بھجت کو اسکی اشتعال دلاتی کوشش سلگا چکی تھی مگر وہ آگے سے اسی پر استہزا یہ ہنسا اس بیچ اس نے خوف اور نفرت سے اپنی جانب دیکھتی سیلی کو جن زہریلی نظروں سے دیکھا، وہ نظریں اس لڑکی کے دل کو ٹکڑے کر گئیں اور اسکی سیلی پر نظر برداشت نہ کرنے پر بھجت پھر سے اسکا خون پینے اسکی طرف لپکا مگر سخت سی پکار پر وہ مجبوراً رکا۔

"یہ آپ لوگوں کا گھر نہیں ہے، ہوسپٹل ہے۔ مزید آپ دونے کوئی ہنگامہ کیا تو دونوں کو باہر نکال دیا جائے گا"

نرس کے کہنے اور کچھ لوگوں کے وہاں ہجوم سا بنانے پر بھجت نے بھی اپنا دہکا جلال قابو کیا۔

"ایسا وقت تجھے ملے گا، یہی سوچ سوچ کر قبر میں اتر جانا۔ دیکھ لوں گا تجھے بھجت آفریدی۔ اور دوبارہ میرے ساتھ الجھنے کی کوشش مت کرنا، تیری بہن کی سانسیں میری مٹھی میں ہیں، ایسا نہ ہو تیرا یہ غصہ، تیری بہن کی موت بن جائے"

وہ جو شہر یار کی طرف سے معافی تلافی کی امید رکھے تھے، اس آدمی کے مانی کی شہہ پر مزید خونخوار ہونے پر ان دو کے چہرے پر واقعی زردی کھنڈ چکی تھی، دونوں پر قہر ناک نظر ڈالتا وہ وہاں سے واک اوٹ کر گیا مگر بھجت اور سیلنا دونوں کی آنکھوں میں حقیقت میں خوف سا اترا۔

اس وقت مانی اہم تھی وہ سیدھا روم کی طرف ہی بڑھ گئے۔۔۔

مانی کی بازو کو گولی چھو کر نکل گئی تھی، اور اسکی اتنی سی تکلیف بھجت کی جان پر بن رہی تھی، اور اگر وہ جذبات میں آکر مانی کا قتل کر دیتا تو شاید اسی قبر میں خود بھی دفن ہو جاتا۔

وہیں دوسری طرف افراہیم جدون نے ڈاکٹر سے بات کی تو انہوں نے گل لالہ کو ہوسپٹل سے چھٹی تو دی لیکن بہت سی احتیاطی تدابیر بھی تھما دیں کیونکہ زرا سا ذہنی دباو انکے لیے موت تھا۔

شہر یار آج ہر صورت بابا کو اپنی سچائی بتانا چاہتا تھا پھر وہ اسے آج ہی شوٹ کر دیتے، اسے پرواہ نہیں تھی، افرہیم تو اسکی شکل دیکھنے کے روادار نہ تھے

تبھی شیری نے پرکاش انکل اور عینی سے سفارش دلوائی کہ وہ افراہیم جدون کو قائل کریں کہ بس دس منٹ دے دیں اور شہریار کو سن لیں، خود عینی بھی گل کو واپسیکے لیے تیار کروانے والی تھیں۔

ان دو کی سفارش پر افراہیم جدون نے سرد نگاہوں سے دوست کو بھی گھور دیا اور وہاں سے لان میں گئے تو پرکاش نے بھی انکے پیچھے ہی کچھ فاصلے پر کھڑے شیری کو باہر جانے کا اشارہ کیا اور اسی لمحے وہ ان پر متشکر سی نگاہ ثبت کیے بے قراری سے باہر نکل گیا۔

جبکہ سلینا نے بھجت کومانی کے پاس چھوڑے خود کچھ دیر آکر گل آنی کی عیادت کی، وہ سیلی کو دیکھ کر بہت دکھی ہوئیں۔

"میرے شیری کو معاف کر دو نہ سیلی، محبت کرتا تھا وہ تم سے، تمہارا دسترس سے نکلنا برداشت نہیں کر سکا تبھی وہ سب کرنے پر اترا، اسے معاف کر دو آنی کی جان"

وہ تو خود اس آدمی سے خوفزدہ تھی مگر گل لالہ کا حال دیکھ کر اسے بھی شیری پر ترس آیا کہ کیسے اسکی ماں اسکی معافی چاہنے کو بلک رہی ہے، وہ ہوسپٹل کے کپڑوں سے اپنے کپڑوں میں ملبوس ہو چکی تھیں، بس کچھ دیر میں انکی گھر روانگی تھی۔

"معاف کر دوں گی جب وہ اپنے گناہوں کی تلافی کرے گا، آپ کو ہمت کرنی ہے۔ مجھے آپ سے تو کوئی شکائیت نہیں، آپ مجھ سے یوں معافی مانگ کر مجھے شرمندہ مت کریں۔ اس نے میرے ساتھ جو کیا، وہ شاید اسکی سزا بھگت رہا ہو"

سیلی کا دل جتنا بھی برا ہوتا وہ شیری کے گرنے اور گھٹیا درجے تک اترنے کو فراموش نہیں کر سکتی تھی تبھی اس نے کوئی جھوٹی امید نہ باندھی۔

عینی اور پرکاش بھی افسردہ سے دونوں کو دیکھنے میں محو تھے، چہرے پر خزن و ملال کے رنگ تھے۔

آپ خود کو تکلیف نہ دیں، افراہیم انکل کا سوچیں۔ آپ کو انکا حوصلہ بننا"

"ہے۔ اللہ سے ناامید نہ ہوں، سب اچھا ہو جائے گا

سیلنا نے لہجہ نرم رکھے اس ماں کی تشفی کرانے کی پوری کوشش کی تھی مگر گل لالہ کے اداس چہرے نے اسے افسردہ کیا۔

وہیں افراہیم جدون چہرے پر سنگلاخ چٹانوں کی سی سختی سجائے ہوسپٹل لان میں چہرہ پھیر کر کھڑے تھے جب وہ باہر آیا، اسکے قدم یوں سست پڑے جیسے پھانسی گھاٹ جاتے مجرم کے پیروں میں سکت باقی نہیں رہتی لیکن اسے حوصلہ کرنا تھا۔

"بابا"

شیری کے تاسف سے عقب سے پکارنے پر انکے چہرے پر ناگواری چھلکی، انکا بس نہ چلا اس شخص کو جلتی بھٹی میں جھونک دیتے۔

"مر گئے تمہارے بابا، جو کہنا ہے کہو اور دفع ہو جاو ہماری زندگیوں سے"

جھٹکے سے مڑ کر اپنی کاٹ دار نظریں، شیری کے رندے چہرے پر جمائے خونخوار لہجے میں غرائے تو اسے لگا وہ کچھ بول نہ سکے گا۔

"میں ایک ایک لفظ سچ کہوں گا، اپنے خون پر آپکو اتنا تو اعتبار ہو گا کہ آپ میرے اعتراف جرم کو حرف بہ حرف سچ مانیں۔ یہ سب سننے کے بعد آپ میری جان بھی لے لیں تو اف تک نہیں کروں گا، کسی اور کے ہاتھوں بے موت مرنے سے تو یہی بہتر ہے کہ میں اسی شخص کے ہاتھوں مارا جاوں جو مجھے اس دنیا میں لانے کا سبب ہے"

وہ اسکے کھارے، مظلومیت بھرے لہجے کے باوجود اپنی کینہ توز نظریں اس پر جمائے رہے، انھیں اس سوداگر سے گھن آ رہی تھی۔

اور اسکے بعد شہریار جدون نے کرب و رودادی سے گزرا، کبھی تلخی سے ہنسا تو کبھی اسکی آنکھوں کی ویرانی اور زبان سے کیے اعترافات نے اس باپ کے جسم کی رگوں میں گردش کرتا خون روک دیا۔

اس نے اپنی کہانی لئیق کو اب بھی ادھوری سنائی لیکن بابا کو پوری سنادی، جو کہانی اس نے لئیق سے چھپائی وہ آدھی اس وڈیو میں تھی جو رایان اور سحر کو بنک سے ملی تھی، یعنی یہ سی ڈی اس روز افراہیم جدون ایک نیولا کر کھلوا کر وہاں چھپا کر آئے تھے اور شیری کے اعتراف نے انکی آنکھوں میں تیرگی، تکلیف اور اذیت کی حد مقید کی تھی۔

وہ مجرم کی طرح انکے سامنے اپنی سزا کا طالب تھا۔

تو یہ تھی اصل وجہ جسکے باعث تم اسکے ہاتھوں بلیک میل ہوتے رہے،"

"لیکن ایسی نوبت آئی کیوں۔ کون تھا وہ آدمی جو تمہارے ہاتھوں مرا افراہیم جدون کے کھردرے، نفرت کی تپش سے بھرے استفسار پر شیری کی آنکھوں میں تکلیف سی اتری۔

میں نے اسے مارا تھا لیکن مرنے والا وہ نہیں تھا، اسکا جڑواں بھائی صارم"

پرکاش تھا۔ عینی نے جب اپنے دو جڑواں بچوں کو جنم دیا تھا، تو اس میں سے ایک بچہ مرا نہیں بلکہ اس نرس نے بے اولاد ہونے کی وجہ سے اسے مردہ

کہہ کر چھپالیااور اسکی جگہ کسی دوسری عورت کے مرے بچے کو انھیں لوٹا دیا، صارم نہ صرف زندہ رہ کر پروان چڑھا بلکہ وہ خوبخو ہارون جیسا دیکھائی دیتا تھا، اس زلیل نے اپنے بے قصور، بھائی کو میرے ہاتھوں مروا کر مجھے بلیک میل کرنا شروع کیا"

شہریار کی آوازیوں لگا کسی گہری کھائی سے ابھری ہو، اور افراہیم جدون کی آنکھیں یوں تھیں جیسے کسی نے انکی آنکھوں میں ریت جھونکی ہو اور سماعت میں پگھلا سیسہ انڈیل دیا ہو۔

"ص۔صارم زندہ تھا؟اوہ میرے خدا۔۔۔۔یہ تم نے کیا کر دیا شیری"

افراہیم جدون نے اپنا دل تھامے بمشکل وہاں لگے بینچ پر خود کو لڑکھایا تو اس شخص کی آنکھوں میں بھی اپنے ہاتھ سے سرزد ہوئے اس گناہ نے سرخائی بھر دی۔

"میں نے ہارون کی موت کا بہت اچھا پلین بنایا تھا، اسے جلا کر راکھ کرنے کا، کیونکہ میں اسکے ٹارچر سے تھک گیا تھا۔ لیکن اس نے صارم کو اس روز

وہاں اس جگہ بھیجا اور میں نے بنا اسکی کچھ سنے اس کا ٹیچ کو آگ لگا دی، اپنی طرف سے اپنے جلتے سینے کو سکون دینے کی کوشش کی، ایک غدار کو سزا دی، اس جلی لاش کا ڈی این اے بھی میچ ہوا لیکن چند دن بعد اس خبیث نے میری وہ آگ لگا کر صارم کو مارنے کی وڈیو مجھے بھیجی اور خود سامنے آیا، یعنی میں اسے مار کر بھی نہ مار سکا۔ یہ سچائی مجھے ذہنی مریض بنا گئی، کہ م۔۔ میرے ہاتھوں اس معصوم کی جان گئی، تبھی تو مجھے کچھ سمجھ نہ آئی کہ میں کیا کر رہا ہوں۔۔۔۔۔ یہ سچائی کھلی تو شاید میں اس ماں کی ایک نظر سے ہی دم توڑ جاوں گا، جسکا ایک بیٹا تو غلیظ نکلا ہی، دوسرے کو میں نے مار دیا۔۔۔ آپ جانتے ہیں میرا دل پتھر نہیں ہے، وہ مجھے اپنے بھائی کا قاتل بنا " اپنی کٹ پتلی بنا چکا تھا، ہر وقت مجھے ذہنی اذیت دیتا تھا۔ کر

وہ سسکتے ہوئے بابا کے قدموں میں بیٹھا تو اس باپ نے کرب سے اس بیٹے کی پشیمان صورت دیکھی، یہ جو روگ انکی اولاد کو لگ گیا تھا، وہ تو دیمک تھا۔

اپنی جان دے کر بھی ایسے ناگہانی گناہوں کی تلافی نہیں ہوتی۔

ج۔۔جب جب عینی کو دیکھتا تھا، میرا دکھ بڑھ جاتا تھا۔اس ماں سے بیٹے "
جیسا تعلق پچھلے دو سال سے میں نے مضبوط کیا لیکن مجھے بہت تکلیف ہوتی
تھی، انکی خالی آنکھیں دیکھ کر جن میں صارم کو زندہ اپنے سامنے دیکھنے کی
خوشی، اترنے سے پہلے ہی اجڑ گئی۔وہ تو ماں ہیں، پوری دنیا ان سے چھپا لے،
لیکن کل کو حساب کے دن تو وہ اس ناجائز قتل پر میرا گریبان جکڑیں گی۔
مجھے بتائیں میں کیا کرتا، اب بھی آپ میری جان لینا چاہتے ہیں تو لے لیں،

"اپنے اس گناہ پر میں ویسے بھی پل پل مرتا آیا ہوں۔۔۔۔

وہ نجانے کیسے اپنے آنسو روکے ہوئے تھے کہ یکدم تڑپ کر رو دیے، اور
اپنے کرب سے وہ بابا کو رلا بیٹھنے کا ستم ڈھا کر خود بھی بکھر گیا۔
وہ اب بھی انکے روبرو مجرم تھا لیکن وہ اپنا پھٹا دل سنبھال نہ پا رہے تھے۔

اسے مارو گے اب تم، یہی صارم کی موت کا بھی بدلہ ہو گا۔تم نے یہ سب "
جان بوجھ کر نہیں کیا سو اس پر خود کو ملامت مت کرو، ہارون پر کاش کی

موت چاہیے مجھے بس اسی صورت تمہیں معافی ملے گی شہریار جدون۔۔۔
جو بھی ہے تم نے مجھے سخت تکلیف پہنچائی ہے، کسی سے تو شئیر کرتے، اس
"خبیث کی ہر چال میں پھنستے گئے
بابا کے ہر شکوے میں اذیت تھی اور وہ بس اتنا ہی بول پایا تھا، اسکا دل مزید
بولنے کی اجازت نہ دے سکا تو وہ بابا کے کھڑا ہونے پر خود بھی اٹھا، وہ بہت
تکلیف میں تھا۔
میں اسے خود سزا دوں گا کیونکہ اب میں بے بس نہیں، اس نے مجھے بھی"
تو مارا ہے، اسکو مارنے کا حق بھی تو میرا ہوا۔ آپ م۔۔۔ مجھ سے مت
"روٹھیں بابا، میرے پاس میری بچی کچی ہمت صرف آپ ہیں
وہ ان کے سامنے گڑگڑایا تو یہ اس باپ سے دیکھا نہ گیا تبھی انہوں نے اسے
اپنے سینے سے بھینچ ڈالا، اور ان دو کا یوں گلے ملنا وہ تینوں ہی دیکھ چکے تھے،
عینی، پرکاش اور گل لالہ جو گھر جانے کی نیت سے باہر پہنچے تھے، عینی اور
پرکاش جہاں حیران تھے وہیں گل لالہ کی متورم آنکھیں مسکرائیں کیونکہ

اگر افراہیم نے انکے شیری کو گلے لگایا تھا تو سب ٹھیک تھا اور وہ ماں اس پر دل ہی دل میں اپنے رب کی شکر گزار تھی۔

شیری کو انہوں نے گھر ساتھ چلنے کی اجازت دے دی تھی اور عینی پرکاش بھی ساتھ ہی روانہ ہوئے تھے، شہریار نے مانی سے نکاح کی بات بھی رات ہی ڈسکس کرنے کا فیصلہ کیا تھا جبکہ عینی اور پرکاش دن تک واپس چلے گئے کیونکہ وہ لال اور لئیق کی شادی کے جشن پر مہمان خصوصی کی مانند مدعو تھے۔

.._____..

لعلین آج جلدی اٹھی تھی، ہلکا پھلکا میک اوور کر کے تیار ہوئی اور اس نے سب کے ساتھ بریک فاسٹ بھی کیا، لارا کو کمفرٹیبل کرنے کے لیے نیہا

اور مریم بی اسکے پاس موجود تھیں، سیلون والی کو برائڈلز تیار کروانے جندل محل ہی بلوایا گیا تھا اور پہلے لارا تیار ہو رہی تھی، جبکہ اس بیچ لعلین نے ٹوئنکل سے ملاقات کو جب لان کی طرف قدم بڑھائے، اسکی نظر فرہاد علوی پر پڑی جو آج بھی لان میں کچھ نئے پودے لگا رہے تھے اور انکے ساتھ ایک ملازم کھڑا انکی ہدایات پر فرمابرداری سے عمل کیے اس گلاب کے گلابی پھول کے پودے کو جڑ سمیت پکڑے کھڑا تھا تبھی لعلین نے کچھ دیر ٹوئنکل سے پیار کیا اور خود وہ ان دو تک آئی، آہستگی سے اس آدمی سے وہ گلاب کا پودا لیے اسے مسکرا کر جانے کو کہا اور خود وہ پودا لیے وہیں زمین پر انکے ساتھ بیٹھ گئی۔

لئیق کی توجہ انھیں واپس مضبوط کر چکی تھی، اور وہ لئیق کے انکو وقت دینے کے سائن اس کمزور حواس اور طبعیت والے کی چہرے پر مسکراہٹ سے محسوس کر رہی تھی۔

"کیا آپکو پھول پسند ہیں؟"

لعلین کے پوچھنے پر خوشگوار سی حیرت میں لپٹے زرا پلٹے تو لعلین کو انکا پودا پکڑے دیکھ کر کسی جوشیلے بچے کی طرح مسکرا دیے، اب پھول انکو بہت پسند تھے، ہر اس رنگ کا پھول اس جندل محل کے وسیع باغیچے میں جو بن دیکھا رہا تھا جو انکی نور کو پسند تھا۔

نہیں۔۔۔۔م۔۔مجھے تو پھول نہیں پسند تھے لیکن نور انکی دیوانی تھی، وہ" اپنے چھوٹے چھوٹے بالوں میں جب اس گارڈن کا کوئی سب سے کھلا پھول " لگا کر مسکراتی تھی تو یہ پورا شہر روشن ہو جاتا

آج وہ ان سے لال نور کا ہی ذکر سننے آئی تھی اور جب وہ بتاتے بتاتے اداس ہوئے تو لعلین نے بھی چہرے پر اداسی سجائی۔

"آپکی وائف ؟"

اس نے انکے طلب کرنے پر وہ کھودی زمین میں لگانے کو انھیں وہ پھول کا پودا دیے استفسار بھی کیا جس پر وہ بس سر ہلا گئے۔

"کیا میرے جیسے بال تھے انکے ؟"

لعلین نے پھر سے پوچھا تو وہ کھوئے تاثرات کے سنگ اک لمحہ لعلین کو
دیکھنے لگے، بالکل وہ ویسی ہی تو تھی، جیسے انکی نور کا عکس ہو۔
"ہ۔۔ہاں۔اتنے ہی تھے لیکن سوری ناراض مت ہونا میری بیٹی، میری نور
کے بال تم سے زیادہ چمکدار تھے"
وہ جس طرح تھوڑا ہچکچا کر موازنے میں اپنی نور کو اوپر رکھتے بولے، وہ
ناچاہتے ہوئے بھی ہنس دی۔
"یقیناً آپکی نور مجھ سے کہیں درجے اچھی ہوں گی، خیر مجھ سے دوستی کریں
گے"

وہ انکو خوش محسوس کر رہی تھی خاص کر اسکے انکے پاس آکر چند لمحے
سونپنے پر کیونکہ وہ توجہ پاکر ہمیشہ اچھا فیل کرتے۔
گلاب کے پودے کو لگا کر وہ ہاتھ پر لگی مٹی جھاڑتے اٹھ کھڑے ہوئے تو وہ
بھی جو انکے پاس بیٹھی تھی، فوراً سے اٹھی۔

"م۔۔میں؟"

وہ اپنے سینے پر انگلی رکھ کر حیرت سے بولے تو لعلین نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا۔

"جی آپ، اللہ نے آپکو بیٹی نہیں دی سو لعلین آپکی یہ کمی پوری کرے گی، ساتھ ساتھ ہم مل کر بہت سا ٹائم گزاریں گے اور لال نور کی باتیں بھی کریں گے، آپکو پتا ہے میں فٹ بال ٹیم کی کوچ بھی ہوں، آپ میرے ساتھ میرے کلب بھی چلیے گا، ہم خوب ساری مستی کر سکتے ہیں، آپکی بوریت بالکل ہٹا دے گی لعلین"

اس دنیا میں اس شخص کو ہر وہ شخص جان سے پیارا تھا جو ان سے لال نور کی باتیں کرتا تھا، وہ اسے حسرت سے دیکھ رہے تھے جیسے یقین نہ کر پا رہے ہوں۔

"ت۔۔تو تم میرے لئیق کو کبھی نہیں چھوڑو گی؟ تم اسکا خیال رکھو گی؟ اسکی خوشی بنو گی"

وہ شخص اپنی مسیحائی بھولے جس طرح اسے لئیق کے لیے منا رہا تھا، اسے اس شخص کی بے بسی پر واقعی ترس سا آیا۔

"سب کروں گی، لیکن آپکی دوست بھی بننا چاہتی ہوں۔ میرے بابا کی دو سال پہلے ڈیتھ ہو گئی تھی، اب تک انکے جانے کا دکھ بھول نہیں سکی کیونکہ ممی تو مجھے جنم دے کر ہی چلی گئی تھیں، میری ممی اور بابا دونوں وہی تھے اور انکی موت سے میں یتیم بھی ہوئی اور بے سہارہ بھی، لیکن آپ کو دیکھ کر مجھے پہلے ہی دن شفقت سی محسوس ہوئی، آپ کی آنکھوں میں میرے لیے محبت تھی کیونکہ میں آپکے بیٹے کے نام سے جڑی ہوں۔ سو مجھے بہت اچھا لگے گا کہ میرے اور آپ کے بیچ باپ اور بیٹی جیسی محبت ہو"

وہ اسکی کہانی سن کر تڑپ سے گئے، بے اختیار اسکے سر پر ہاتھ رکھا تو لعلین کی آنکھوں میں نمی سی اتر آئی۔

"ناں میرا اب۔۔۔بچہ، یتیم ہوں تمہارے دشمن۔۔۔۔لئیق کی طرح، لوئے کی طرح میں تمہارا ابھی بابا ہوں۔۔۔جو میرے لئیق کی محبت ہو، وہ

لڑکی تو اس باپ کے لیے مسیحا ہے، میرے اسے دیے سارے دکھوں کی تلافی تم کرنا، اس جیسا دوسرا کوئی نہیں ہے کیونکہ اس نے سب ہوتے ہوئے بھی ہر محرومی برداشت کی ہے۔۔۔۔م۔۔مجھے بہت خوشی ہوئی کہ اسکا گھر بسا، اور تم جیسی پیاری لڑکی اسکے دل کی ملکہ ہوئی تو وہ شاید اپنا چھوٹا پڑتا دل اپنے اس بابا کے لیے بھی کھلا کر دے"

وہ یوں اسکے احسان مند تھے جیسے وہ کوئی فرشتہ صفت نیک بندی ہو، جس نے آکر سب بدل دیا ہو، اپنی اہمیت پر وہ دل سے آج اترائی۔

اور اپنے سر کو شفقت دیتا انکا ہاتھ کو اپنے ہاتھوں میں لے کر جس طرح دیکھا، وہ خود مسکرا سے دیے۔

"یعنی دوستی پکی؟"

وہ بھیگی آنکھوں سے کہتے بولی تو وہ بھی آفسردہ سے سر ہلاتے مسکرا دیے۔

"آپ مجھ سے اپنے دل کی ہر پریشانی شئیر کر سکتے ہیں انکل، میں کسی سے کچھ نہیں کہوں گی۔ لئیق سے بھی نہیں۔ وعدہ کریں"

یہ وعدہ لیتے ہی وہ انکے چہرے پر ملال سا دیکھ سکتی تھی جیسے وہ کچھ نہ کہہ پانے پر مجبور سے ہوں، انکی جھکی آنکھیں ملال کے بوجھ سے پر تھیں۔

"م۔۔میں پریشان تون۔۔ نہیں ہوں بچے۔۔۔۔م۔۔مجھے کیا پریشانی ہو گی، سب۔۔سب تو ہے میرے پاس"

وہ خود کو خوش باش ظاہر کر رہے تھے، انکے لہجے سے بے کلی ٹپک رہی تھی۔

"لیکن سکون کے علاوہ، مجھ پر بھروسہ کر سکتے ہیں آپ۔ میں آپکو سنوں گی بھی اور سمجھوں گی بھی۔ آپ پریشان دیکھائی دیتے ہیں، آپکی آنکھوں میں ایک خوف ہلکورے لے رہا ہے، جب آپکو لگے کہ یہ بیٹی بھروسے کے لائق ہے تو آپ مجھے بتائیں گے"

وہ اسکے سامنے مزید پریشان ہو رہے تھے، اور انکی بے چینی بھانپ کر خود ہی لعلین نے مزید اصرار نہ کرنے کا فیصلہ لیا جبکہ وہ خود واپس جاتے جاتے پورچ کی جانب آ کر رکتی گاڑی پر اندر جاتے جاتے رکی، جشن میں شمولیت

صرف مجبوری تھی مگر صبور کی آمد ابھی بھی لعلین کو کچھ خاص پسند نہ آئی، کل کی رات کے بعد تو وہ لئیق کے ساتھ کسی دوست تک کو برداشت نہ کرنے والی تھی۔

صبور گاڑی سے نکلی تو اسکا سامان پہلے ہی ملازم اندر لے کر بڑھا مگر وہ لعلین کو سامنے ہی کھڑا دیکھ کر یہاں آنے کی بیزارئیت کو قدرے کم کیے اس تک پہنچی جو خاصی سنجیدہ تھی۔

"لال! کیسی ہو ڈیئر؟"

صبور کے نرمی اور شائستہ لہجے میں پوچھنے پر لعلین نے لی دی سی سمائیل دی۔

"آئی ایم گڈ، تم کیسی ہو؟"

لعلین کے اجنبیت بھرے لہجے میں تپش صبور نے بھی بھانپ لی اور وہ جانتی تھی لعلین کو اسکا آنا کچھ پسند نہ آیا اور یہ صبور کے لیے اچھی خبر تھی، مطلب لئیق اور لعلین کے بیچ سب اسکی امید سے زیادہ اچھا ہو گیا تھا۔

میں بھی ٹھیک، تم دو کی شادی کا جشن اٹینڈ کرنا میرے لیے بہت خوشی"
"کی بات ہے، طبعیت بوجھل تھی پھر بھی آگئی، لئیق کہاں ہے؟
صبور کے اول نرم جملوں پر لعلین کی جو ناپسندیدگی زائل ہوئی وہ صبور کے آخری بے قرار سوال سے دگنی ہوئی، صبور تو اس سے مل کر ان حالات کا کرب بیان کرنا چاہتی تھی مگر لعلین تو کسی لڑکی کے منہ سے لئیق کا نام سن کر ہی آج اپنے اندر آگ محسوس کر رہی تھی۔
"گھر نہیں ہے وہ، مجھے تھوڑا کام ہے۔ تم اسکے اہم دوست دستگیر سے پوچھ
"لو، ایکسکیوزمی
وہ سرد لہجے میں کہتی اندر بڑھی تو صبور نے ناچاہتے ہوئے بھی اسکی جلن پر مسکراہٹ دی مگر گھر داخل ہوتے ہی اسے نیہا سے ٹکرانے نے مزید بوجھل کیا، لیکن وہ تب شاکڈ ہوئی جب نیہا پہلے جیسے شائستہ پروٹوکول کے سنگ صبور کو اندر لائی اور سیدھا زائشہ علوی کے کمرے تک پہنچایا، صبور کو

یہی لگ رہا تھا کہ وہ اس سے لڑے گی مگر صبور کی کوئی امید پوری کیے بنا نیہا، ان دو کے لیے کافی بھجھوانے کا کہے کمرے سے چلی گئی۔

"ی۔۔یہ نیہا کچھ زیادہ ہی میٹھی اور عجیب نہیں ہو رہی؟"

صبور کے حیرت سے استفسار پر زائشہ نے اسے کاٹ کھاتے انداز میں گھورا جو دروازہ بند کیے صبور کی بازو کھینچ کر یوں پھنکاری جیسے اسکی سانس لے لینا چاہتی ہو۔

نیہا کو کیا ہوا ہے یہ تو تم بتاو صبور؟ کیا کچھ ایسا ہے جو مجھے نہیں پتا۔ نیہا کچھ " دن سے مجھے نظر اٹھا کر دیکھ بھی نہیں رہی، پتا نہیں کہاں غائب رہتی ہے، دستگیر اور اسکے بیچ رہا سہا رشتہ بھی ختم ہونے کو ہے اور اسے جیسے کوئی پرواہ ہی نہ ہو۔

"۔اور تم۔۔۔۔۔بولو کچھ ہوا ہے کیا؟

رات مریم بی اور دستگیر کی تیاری جیسے زائشہ علوی کے حلق کا کانٹا بنی تھی، ساری رات بھی وہ سفاک سو نہ سکی اور اب اسکے تفتیش کرتے انداز پر صبور

کو بھی خفیف سا ڈر لگا کیونکہ یہ عورت فرمابرداری پر اگر اتنی ظالم تھی تو اپنی نافرمانی پر تو وہ صبور کی جان بھی لے سکتی تھی۔

"کچھ نہیں ہوا ممی، آپ خوامخواہ شک کر رہی ہیں۔ طبعیت خراب تھی آپکی بیٹی کی، چہرہ نہیں دیکھ رہیں ابھی بھی ڈل ہے، اور چھولیں۔۔ بخار بھی ہے، ڈیڈی یوں فیور میں مجھے یہاں نہیں آنے دے رہے تھے، لیکن مجھے لگا جشن میں شامل ہونا چاہیے"

وہ واقعی صبح اٹھی تو اسے فیور تھا لیکن اس نے ہمایوں سے ایک بات تک نہ کی، وہ اپنے کیے کی معافی بھی مانگتے رہے لیکن وہ ان سے ناراض رہی، میڈیسن بھی انہوں نے ناشتے کے بعد اسے زبردستی کھلائی تھی لیکن جندل محل جانے سے بالکل نہ روکا کیونکہ وہاں انکی صبور اب دستگیر کی حفاظت میں تھی۔

"فیور کیوں ہو گیا، اور کونسا جشن ہاں۔ تمہیں اس جشن میں شرکت نہیں کرنی بلکہ آگ لگانی ہے۔ اب تم آئی ہو تو اس لعلین کو راستے سے ہٹائے بنا

اگر تم نے یہاں سے قدم نکالنے کی کوشش کی تو بھول جاوں گی کہ تمہاری ماں ہوں"

اس عورت کے سفاک ارادے جان کر صبور کو اسی پر رحم آیا کیونکہ وہ جانتی تھی اس عورت کا وقت بس ختم ہونے پر دہانے پر ہے، ماں ہونے کے ناطے وہ اس عورت کی عبرت سوچ کر بھی غم زدہ ہوئی۔

"اپنی پوری کوشش کروں گی ممی"

صبور نے اپنی طرف سے بھرپور یقین دلایا مگر اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا تولوئے نے اندر جھانکتے ہی خوشگوار مسکان دی کیونکہ صبور کے ساتھ اسکی اچھی دوستی تھی، تبھی تو وہ بھی اسکی واپسی اور یوں ملاقات پر ساری اداسی اور خوف چھوڑے، دل سے مسکرادی۔

....★☆☆☆☆☆★....

ارے ارے بڑے لوگ آئے ہیں، کیسی ہو سئنئیر سٹیزن۔۔۔تم ہی "
اپنی خالہ جانی سے میری سفارش کردو یار کہ دل سے راضی ہو جائیں اب۔
جشن میں انکا ڈانس نہ ہوا تو کیا مزہ آئے گا، دیکھ بھی ایسے رہی ہیں جیسے میں
"نے تازہ تازہ انکا پرس چھینا ہو

دل کا بوجھ ہلکا ہوا تو جناب کا چونچال پن بھی از سر نو عود آیا، صبور تو اسے دیکھتے ہی نہال ہوئی لیکن لوئے کی زائشہ سے کیا ناراضگی تھی ابھی یہ وہ نہیں جانتی تھی تبھی حیران سا اسکے اس ہمیشہ کے لاڈ سے پکارے نام پر مسکرادی۔

دونوں نے ہائے فائے کیا تو وہ اسکے سفارش کروانے والی بات پر جہاں صبور ڈرا سا ممی کے تابناک تاثرات دیکھ کر ہنسی وہیں جس طرح زائشہ خونخوار

ہوتی ان دونوں پر کر خنگی سے نگاہ دوڑائے جبڑے بھینچ کر وہاں سے نکلی،
اک لمحہ دونوں کے چہروں پر سنجیدگی اتری اور ماحول پر سناٹا سا چھایا۔
"گئی بھینس پانی میں، اب میری شادی پے لڈیاں کون ڈالے گا"
مما کے واک اوٹ پر وہ منصوعی مظلومیت چہرے پر سجائے بولا تو صبور نے اسے گھورا۔
"لڈیوں کو چھوڑو، یہ تم سے ناراض کیوں ہیں بائے دا چنے جونیئر؟"
لوئے کی شرارت کے باوجود اسکی آنکھوں کی اداسی بھانپے وہ خود ہی اسکے زرا نزدیک آئی، تو اس نے یہ نکاح والا دھ۔۔ماکہ اس پر پر بھی شرارت سے گرایا۔
"نکاح کر آیا ہوں یارا، اور انھیں مجھ پر اخیر تپ چڑھی ہے"
اپنے کارنامے کو بتا کر وہ صبور کے دماغ کو لمحہ بھر سن کر گیا، مطلب لئیق کے بعد لوئے نے بھی اس عورت کے عتاب کو بیٹھے بٹھائے دعوت دے دی تھی۔

نو۔۔۔۔ مطلب۔۔جونئیر تم نے یہ کیا کر دیا۔۔۔۔ تبھی یہ توے پر"
بیٹھی تھیں، انکا ڈانس چھوڑو، یہ تمہیں تگنی کا ناچ نہ دیکھا دیں، بس اسکا
"خیال رکھو۔۔۔اللہ اللہ سب مل کر انھیں کیوں ستانے پر تل گئے ہو
اسکے نکاح پر وہ شاکڈ سے زیادہ خوف زدہ ہوئی پر وہ آفت کا پرکالہ ہنس کر
اسکا ہاتھ پکڑے ہر شے فی الحال ایک طرف کیے کمرے سے نکلا تو وہ بھی
گھبراہٹ چھوڑے اسکی جلد بازی پر ہنس دی۔
چھوڑو یار، آو تمہیں اپنی وائفی سے ملواتا ہوں۔چوائز کو نمبر دینا لیکن سو"
میں سے ایک سو ایک۔۔آخر دنیا جہاں کی سب سے پیاری لڑکی ملی ہے
"مجھے

وہ اسکے آفت پن پر ساری کوفت خود بھی بھلا گئی اور وہ اسے جب لارا سے
ملوانے برائیڈل روم میں گیا تو لارا جہاں دلہن بننے کے مراحل میں تھی،
اف! اسکا یہ ادھا ادھورا حسن بھی قیامت تھا، اتنی حسین کہ نظریں خود ہی
جھک جائیں، بے ساختہ دیوانے نے بہکی ہوئی نگاہوں سے اس آپسرا کے

جلووں پر جھر جھری لی اور یہ منظر جہاں لارا کے چہرے پر گلال سمیٹ لایا وہیں صبور، لوئے کی وار فتگیوں پر فدا ہوئی۔

جبکہ لوئے کو اس لڑکی کے ساتھ آتا دیکھ کر وہ تھوڑی گھبرائی مگر جس طرح صبور آکر لارا سے کسی بہت اپنے کی مانند گرم جوشی سے گلے ملی، لارا کی تمام جھجھک لمحے میں معدوم ہوئی۔

اوئے جونئیر! تم تو نیویارک کا واقعی سارا حسن لوٹ لائے ہو۔۔۔۔"

ھائے لارا! سو بیوٹی فل لیڈی، میں صبور ہوں، تمہارے اس بندے کی

وہ اپنا دلفریب تعارف دینے سے پہلے لوئے کو داد دینا اور لارا کو پیار سے سراہنا نہ بھولی تھی اور جس طرح وہ بے باک نظریں اپنی آدھی دلہن پر جمائے اسکی دھڑکنیں بڑھا رہا تھا یہ تو ماحول کو اور دلکش و دلربا کر گیا جیسے یہ ظالم سماج نہ ہوتا بیچ تو وہ لپک کر اس دہکتے حسن کی ملکہ کو خود میں جذب کر لیتا۔

"بہت خوشی ہوئی آپ سے مل کر"

لارا نے بھی بلش کرتی صورت کو مسکرانے کی طرف موڑے کچھ کہنے کی ہمت جتائی اور صبور کا واقعی دل خوشی سے بھر گیا مگر انکو باتیں کرتا سنتا دستگیر جو کسی اہم ڈاکومنٹ فائیل کو لینے لئیق کے ہوم آفس کی طرف جارہا تھا، اسکے قدم کانوں مئں صبور کی کھنکھتی ہنسی دیکھ کر تھمے، تو اس نے غیر ارادہ رک کر کھلے روم میں دیکھا، لوئے ان دونوں کے سنگ گپیں لگا رہا تھا جبکہ مریم بی بھی تینوں کو باتیں کرتا دیکھ کر مسکراتیں ہوئیں لارا اور لعلین کے لیے، فرہاد علوی کی تاکید پر علوی خاندان کے خاندانی زیورات نکال رہی تھیں، لیکن اس شخص کو اس وقت دنیا جہاں کی خوبصورتی کا کل صرف صبور کی ہنسی لگی، تبھی تو اس وجیہہ شخص کے ہونٹوں پر متبسم رنگ لہرائے۔

لوئے نے واقعی کمال کیا تھا، اور وہ اس گھر کی واپس آتے ہی صحیح رونق نظر آرہا تھا، ہاں ابھی اس نے لئیق کو اور اسکی بیوی کو تنگ کرنے کے کافی پلین

ترتیب دے رکھے تھے لیکن لئیق صبح سے غائب تھااور لعلین ابراہیم سے فری ہونے میں وہ ابھی خود جھجھک رہا تھا کیونکہ وہ اسے سنجیدہ مزاج اور کم گو لگی تھی۔

دستگیر نے سب پر مسکراتی نظر ڈالے اپنے قدم جب بڑھائے تو صبور کی نظر بے اختیار باہر گئی جہاں اس نے دستگیر کو ہٹتے دیکھا تھا، اسکا دل تو بہت چاہا وہ اسکے پیچھے ہی جائے مگر ہمت نہ کر سکی اور خود کو جبرا روک بیٹھی لیکن کہیں دل میں یہ سکون ضرور تھا کہ اب اسے دستگیر سے کم از کم چھپنا نہیں پڑے گا کیونکہ وہ ایسا ہونے نہیں دے گا۔

.._____..

رات کے بجائے وہ دن کو ہی آفس سے سیدھا ڈیپارٹمنٹ ہی آیا تھا کیونکہ اس وڈیو کو دیکھنے کے لیے لئیق میں بے چینی عود چکی تھی، اور پھر وہ وڈیو

دیکھ کر لئیق خاصا حیران و پریشان ہوا، یہی وہ وڈیو تھی جو افراہیم جدون نے کچھ مشکوک لوگوں یعنی خبریوں سے حاصل کی اور اسے پھر بنک لاکر میں رکھوایا جس تک آخر سحر نے پہنچ ہی دیکھا یا اور اس وڈیو کی کاپی حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی۔

اس وڈیو میں ایک تاریک اور خوفناک رات کا منظر تھا اور پھر شہریار جدون کی واضح شکل دیکھائی دی جس نے کسی اپنے ہم عمر آدمی کو پہلے اخیر پیٹا اور پھر اسے ایک آبادی سے یکسر دور بنے اس لکڑی کے کوٹیج میں قید کیا، اسکے بعد وہ اس کوٹیج پر تیل چھڑک رہا تھا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس نے اسے آگ لگادی۔

یہ سب لئیق کو مزید بے چین کرنے کا باعث بنا تھا کیونکہ شہریار جدون نے یہ قتل کر کے اپنی جان پھر سے پھنسالی تھی۔

مجھے اس مرنے والے آدمی کا چہرہ چاہیے، اندھیرے کی وجہ سے نظر آنا" مشکل ہے، پتا کرنا ہو گا کہ شہریار نے اس بے دردی سے کس کو موت دی،

اگر تو مرنے والا مجرم ہے پھر تو ٹھیک مگر کوئی معصوم ہوا تو شہریار جدون اپنی گردن ایک بار پھر طوق میں پھنسا چکا ہے، یہ وڈیو اس کیس میں ایک اہم ثبوت ہو سکتی ہے، نا صرف ثبوت بلکہ شہریار جدون کی بے بسی کا افسانہ بھی"

لئیق نے ان دو کی طرف دیکھے سنجیدگی کے سنگ کہا جس پر رایان نے فوری اثبات میں سر ہلایا۔

"سر آپ کے کہنے سے پہلے ہی میں کچھ سوفٹ ویرز یوز کر کے اسکا چہرہ واضح کرنے کی کوشش میں ہوں، مجھے کل تک کا وقت دیں۔ ایسا ہی لگتا ہے یہی وہ وجہ ہو گی جسکو بنیاد بنا کر ہارون نے شیری کو بلیک میل کیا ہو گا، ورنہ شیری کی وہ کالے جادو والی بات تو مجھے بھی گپ ہی لگی تھی"

رایان کے وقت طلب کرنے پر لئیق نے کسی سوچ میں ڈوبے ہی سر ہلایا اور رایان کے آخری جملے پر اس سمیت سحر اور لئیق بھی خفیف سا شرارت سے مسکرائے، تبھی سونم صاحب بھی آفس روم میں انٹر ہوئے تو لئیق نے

خود پر جمی انکی خفا نظر دیکھے مسکرا کر انھیں اور زچ کیا اور اپنا رخ روپنگ چیئر سمیت جناب کے مغرور اور برہم تاثرات تسلی سے جانچنے کو پھیرا۔

"مجھے ان دو کا دادا نہیں، تمہارے دوست کا رینک چاہیے برخوردار، ویسے بھی میں نہ ہوتا ناں تو ابھی تک شو ملی سے سر پیٹ رہے ہوتے، خدا کی پناہ میں انکا دادا لگتا ہوں، بھئی ابھی تو میں جوان جہاں ہٹا کٹا آدمی ہوں"

اس وقت اسے مسٹر سونم کی جانب سے ایسے ہی ہلکے پھلکے شکوے کی امید تھی اور وہ انکی ناراضگی پر اٹھ کر کھڑا ہوا، رایان اور سحر بھی مسکراتے دیکھائی دیے۔

"آپ واقعی میرے دوست ہیں مسٹر سونم لیکن ایسے دوست بہت قیمتی ہوتے ہیں جنکو دل کرتا خزانے کی طرح کسی جگہ زمین میں دبا دیا جائے" لئیق کے خفیف سی گدگداتی سنجیدگی کے سنگ دیے جواب پر وہ خود بھی آنکھوں سے بظاہر مسکرائے مگر اب لئیق کو نخرے بھی تو دیکھانے تھے سو منصوعی سا گھورے بھی۔

پھر تو تم بھی میرے وہ سڑیل باس ہو جسکا ایک قتل کی اجازت ملتے ہی"
"پہلی گردن دبانے کو دل کرتا ہے
انکے خفیف سے سلگنے پر وہ تینوں ہی انکی برہمی سے محظوظ ہوئے جو منہ
بسور کر خاصے کیوٹ لگے۔

ہاہا، خدا کی پناہ۔ بہت تپے لگ رہے ہیں، لگتا ہے بیوی بچوں کو شدید مس"
کیا جا رہا ہے۔ ٹھیک ہے آج جشن کے بعد آپ فری، ویسے بھی یہ کیس
تقریبا حل ہو چکا ہے، رونا کی موت کے بعد وہ انفارمیشن ہتھیا کر اسے اسکی
ٹھیک جگہ پر پہنچاتے ہی یہ مشن مکمل ہو جائے گا، یہ ساتھ کبھی نہ بھولنے
"کے لیے ہمیشہ میرے دل میں موجود رہے گا
ہر کیس کے اختتام کی طرح ان سب کو بھی اب بچھڑنا تھا، یہ ان چاروں پر
ایک ساتھ جو فرض عائد تھا وہ عنقریب پورا ہونے کو تھا اور واقعی ان چاروں
میں ایک عجیب سی محبت استوار ہو چکی تھی، لئیق کے اعتراف نے جہاں

سونم صاحب کے شکوے رفع کیے وہیں رایان اور سحر کی آنکھوں میں بھی ایک چمک سی اتری۔

"سچ کہا بھئی، تمہیں خوب تپایا ہے اس ڈاکٹر نے لیکن تمہارے میری الٹی سیدھی باتیں برداشت کرنے کی کہانی اپنے ہر نئے باس کو ضرور سناوں گا، باقی ہماری اصل فیملی تو یہ ہے لئیق، کیونکہ ہم نے اپنے ملک کے لیے اپنے آرام و سکون کو، اپنی فیملی کو نظر انداز کیا ہے، ہم اسی فیملی میں جیتے ہیں، گزرتے ہیں، ہم گھروں سے دوریوں ویرانوں میں آبستے ہیں، ہماری ہر سانس اپنے وطن کی حفاظت کی جدوجہد میں صرف ہوتی ہے، لیکن اپنی پوری سروس میں تم جیسا ارادوں کا پکا شخص کبھی نہیں دیکھا، ہمیشہ سے خواہش تھی کہ بلیک ڈائمنڈ کے ساتھ کوئی مشن کر پاوں، جسکے نام سے دشمن کانپ اٹھتا ہے، سوچتا تھا نا جانے وہ کیسا ہو گا، تمہیں یہ نام بلکل ٹھیک دیا گیا، مجھے تم تینوں بہت یاد آو گے، نیسکٹ مشن میں بھی مناسب لگا تو یہ لاشیں ٹٹولنے کا کام مجھے دینا، تم سے ایز آ ٹیم ممبر انسیت ہو گئی ہے"

سونم صاحب کے ایموشنل ہونے پر رایان اور سحر بھی اداس سے ہوئے جبکہ ہمشہ انکو ستانے والے یہ ڈاکٹر صاحب اتناسب کہہ کر جذباتی کر دیں گے، لئیق کو ہر گز امید نہ تھی، خفیف سا وہ بھی اداس ہوا۔

ارے یار آپ مجھے سنٹی تو نہ کریں، میں خود آپ تینوں سے بہت خوش ہوا" ہوں بلکے پوری ٹیم سے۔نہ تو اس ہونہار کپل نے مجھے کبھی مایوس کیا نہ آپ نے، بلکے آپکی کھٹی مٹھی باتیں میرا موڈ خوشگوار کر دیتی تھیں۔ہر سفر کی ایک منزل ہوتی ہے، اور اسکے بعد ایک نیا سفر شروع ہوتا ہے، اللہ نے

"چاہا تو ہم پھر کسی مشن میں ضرور ساتھ کام کریں گے

اس بار وہ تینوں کے حوصلے کو بڑھانے کے ساتھ ساتھ خود بھی پر امید ہوا تھا اور یہ سچ تھا وہ تینوں اسکو محبت بھری نگاہوں سے دیکھ کر یوں مسکرائے تھے جیسے وہ انکو بہت کچھ سیکھا کر بھیج رہا تھا۔

اس نے واقعی سیکھایا تھا، اپنی معاملہ فہمی، دور اندیشی، کام کرنے کا پر فیشنل انداز، وقت کی قدر، مجرم کو پکڑنے کے گر۔۔۔۔۔۔۔

اور یہ سب اسکے ساتھ کام کرنے والوں کو اسکی انسیت میں گرفتار کرتا تھا تو یہ فطری تھا کیونکہ وہ اپنے شکار کو تڑپا تڑپا کر آخر کار ایک دردناک موت دینے کا شوقین تھا۔

.._____..

لوئے نے صبور کے بگھڑے موڈ اور اداس دل کو اپنی شرارت بھری مسکراتی باتوں سے بہلا دیا تھا مگر لارا دلہن بن کر جناب سے دور دور برداشت نہ ہو رہی تھی سو وہ دونوں کو پرائیویسی دیتی اپنے روم میں چلی آئی، اسے خود بھی ریڈی ہونا تھا اور کچھ دیر میں جشن کا باقاعدہ آغاز ہونے والا تھا، لارا کے بعد بیوٹیشن لعلین کو دلہن بنا رہی تھی، اور لعلین کو دلہن بنتا دیکھ کر سب سے زیادہ مریم بی خوش تھیں، فرہاد نے انکو لعلین کے لیے لال نور کے زیور نکالنے کی خاص تاکید کی تھی، وہ اسے خود گفٹ کرنا چاہتے

تھے پر طبعیت بوجھل سی محسوس ہوئی تو وہ خاندانی کندن ہار اور باقی تمام زیورات انہوں نے مریم بی کے رازداری سے حوالے کیے کیونکہ یہ وہ امانت تھی جو انہوں نے لئیق کی بیوی کے لیے سنبھال کر رکھی تھی، لعلین کا تو پہلے اتنا ہیوی جوڑا دیکھ کر ہی دل گھبرا رہا تھا اوپر سے اس نازک گڑیا جیسے پر ان خاندانی بھاری زیورات کا تشدد کہاں اس سے مرمریں وجود برداشت ہوتا، جسکے رخسار لئیق کے ہونٹوں کی سختی نہ سہہ پاتے تھے وہ بھلا اتنا سب دیکھ کر کیوں نہ گھبراتی اور پھر سب سے زیادہ خوف تو آج کی رات کا تھا، ابھی سے سوچ سوچ کر وجود سے سرد لہریں اٹھ رہی تھیں کیونکہ اسکا لئیق کو دیا جواب ہاں میں تھا۔

وہیں صبور، دستگیر سے سامنا نہ ہونے کی زبان سے دعا گو ضرور تھی مگر دل تو اس کو دیکھنے ہی نہیں آج پورے حق سے پیار کرنے پر پوری شدت سے مچلا ہوا تھا، صبور، چیچ کیے، فینسی پرپل سکرٹ اور بلیک نیٹ ٹاپ پہنے اپنے دلکش وجود کی رعنائیاں بکھیرتی باہر نکلی اور اپنا بھاری دوپٹہ بیڈ پر رکھ کر زرا

دیر کو پلٹی ہی کسی کی پر تپش نظروں کا غائبانہ لمس محسوس کرتی وہ جھٹکے سے پلٹی تو دروازہ بند کر کے اندر آتے دستگیر کو دیکھ کر اسکے دل نے ہارٹ بیٹ سی مس کی، وہ خود بھی بس چینج کرنے ہی جا رہا تھا، لئیق کا منظر تھا مگر پہلے صبور سے ملاقات اہم تھی، اس خوبصورت لباس میں وہ ایک نظر میں ہی مائل کرتی محسوس ہوئی۔

دونوں کی آنکھیں سرد مہری کی کثافت سے دھل کر تڑپ سے بھریں، مگر وہ کیسے اپنے کہے سے پیچھے ہٹتی سو دستگیر کے دروازہ بند کرنے پر گھبرا کر اس سے پہلے دروازے کو لپک کر کھولتی، دستگیر نے اسکی کلائی جکڑے ایک ہی جھٹکے سے اپنی نا صرف گرفت میں لیا بلکہ بازو پوری بے تکلفی سے صبور کے مہکتے، اپنی خوشبو سے پاگل کرتے سراپے گرد جکڑی جس پر ایک لمحے میں اس لڑکی کی آنکھوں میں نمی چھلک آئی۔

"ت۔۔ تم دور رہو، ورنہ میں چلاوں گی"

اپنی خفگی اور گھبراہٹ چھپاتی وہ اپنی سلگتی آنکھیں، دستگیر کی آنکھوں میں ڈالے بولی جس کی آنکھوں میں کوئی تکلیف باقی نہ تھی، بس پل پل بڑھتا سرور تھا جو صبور کی سانسیں، سینے میں الجھا رہا تھا۔

" چلاو گی؟ کیا کہو گی کہ کوئی ہے جو مجھے میرے شوہر سے بچائے۔"

دستگیر نے معنی خیز مسکراہٹ اسکی سمت اچھالے اسکے نازک قدرتی بلش آن لگے رخسار کی نرمی ہاتھ کی پشت سہلا کر محسسوس کرتے محترمہ کی چڑ سے لطف اٹھایا جو اپنا آپ اس کے چٹانی وجود سے چھڑوانے کو بن پانی کی مچھلی سا پھڑ پھڑائی مگر جب ہمت ختم ہوئی تو خود ہی مزاحمت ترک کر کے بس ننھی منھی قوت سے اسکے سینے پر دباو ڈالنے لگی۔

" م۔۔میں یہاں صرف مجبوری کے تحت آئی ہوں، ا۔۔اگر ممی کو پتا چلا کہ تم اور ڈیڈی کیا کر چکے ہو، تو تمہاری جان لے لیں گی۔ تم سمجھتے کیوں نہیں"

وہ بتاتو مجبوری کا رہی تھی لیکن اسکی آنکھیں تو دستگیر کو یہ کہہ رہی تھیں کہ اسے صرف اسکی ضرورت ہے، دستگیر عالم کے لیے مشکل تھا، اس لڑکی سے دور رہنا جو اسکے پر سکون جذبات کے سمندر میں اپنی وارفتہ نگاہوں سے ہلچل مچا چکی تھی۔

میں اب کچھ بھی سمجھنا نہیں چاہتا صبور، میں صرف تمہیں چاہتا ہوں۔"

"اپنی آنکھوں کے سامنے، دل کے پاس، اپنے بے حد قریب

دھیمے مگر لو دیتے لہجے میں مدہوش سی سرگوشی کیے وہ یوں اس کے پر بہار وجود میں سمٹنے کی کوشش میں تھا جیسے اسے موت کا کوئی ڈر نہ ہو، وہ ڈر سے سر جھٹک کر اسے پیچھے دھکیل گئی، تو اس شخص کی آنکھوں میں لمحہ بھر تکلیف سی اتری، کوئی اتنے پیارے شوہر کو خود سے اس بے دردی سے دور کرتا ہے بھلا؟ یہ کر کے وہ خود بھی کہاں سکون سے تھی لیکن دستگیر کی نظریں دل میں حشر برپا کرنے کا سامان بنیں تو اک لمحہ وہ سانس روک گئی۔

"یہ کیا تھا صبور؟ بیوی ہو تم میری۔۔۔۔۔"

وہ اسکے یوں پرے دھکیلنے پر سخت برہم ہوا مگر وہ بنا اسکی ناراضگی کی پرواہ کیے اس سے چہرہ پھیرے پلٹ گئی۔

" جاو یہاں سے، نہیں بات کرنی مجھے تم سے۔۔۔۔"

اپنی آنکھیں جو خوامخواہ بھیگ گئیں، انھیں ہتھیلی سے رگڑے وہ رندی آواز سے سسکی مگر دستگیر نے لپک کر اسکی بازو پکڑے اسے واپس پلٹایا تو صبور اسکی آنکھوں میں پھیلی ناراضگی پر رونا بھولے سہم سی گئی۔

"صبور! مسئلہ کیا ہے؟ کل نیہا ہمارے بیچ سے نکل جائے گی، کیوں میرے اور اپنے یہ لمحات کڑوے کر رہی ہو۔ گلے لگنا چاہتی تھی تم اور اب ایسا سرد رویہ۔۔۔۔ سب بھول جاو، سب تمہاری مرضی کا ترتیب دوں گا۔ نیہا کا معاملہ نمٹ لے، ہم یہ نکاح آفیشل کریں گے۔ تمہاری ناراض آنکھیں اچھی نہیں لگتیں"

اس شخص کا لہجہ سمجھانے والا اور یقین دلانے والا تھا اور وہ کیا کرتی کہ دل پر اب بھی سل دھری تھی، اس کی جھکی آنکھوں سے چھلکتے آنسو مزید

برداشت کیسے کرتا تبھی پکڑ کر اس بیوقوف کو پوری قوت سے اپنے گلے سے لگا گیا، اور وہ کٹی شاخ کی طرح بے بس کر دی جاتی اس دنیا جہاں کے سب سے مسخور کن حصار میں قید ہوئی، آنکھیں موندیں تو چند آنسو اس دسترس پر اسکی گلاب رخساروں پر ڈھلکے، دستگیر عالم کے دل کی دھڑکن اسکے مرجھائے وجود میں منتقل ہو کر اسکے ہر انگ تک اک راحت اتار رہی تھی، جسموں نے لمحے میں ایک دوسرے کی خوشبو، حرارت چرائی، جانے کتنا تڑپی تھی وہ اس لمحے کے لیے تبھی تو ساری ناراضگی لمحوں کا کھیل ثابت ہوئی، اپنی کمر پر اس لڑکی کے بندھے بازو دستگیر کی ساری خفگی ہٹا کر مسکراتے لمس اسکے ہونٹوں پر بکھیر گئے، گلے لگ کر کچھ دیر خاموشی سے ایک دوسرے کی دھڑکنیں سننا، لمس کی زبان میں باتیں کرنا دلفریب تھا۔

اب اس تکلیف سے نکل آو، دستگیر صرف تمہارا تھا اور تمہارا ہی رہے گا۔"

رہی بات تمہاری اس ناگن ماں کی، تو اسکا اینڈ قریب ہے۔ یہاں دیکھو میری طرف"

کچھ دیر وہ اسے یونہی رونے کی اجازت دیے جب رو برولا یا تو اسکے رندے، آنسوؤں کی گرمائش سے دہک جاتے چہرے کے سارے آنسو پونچھ کر اسکی جبین چومتا جو بولا، وہ بھی اس لڑکی کو سوگوار کر گیا۔

ایک بیٹی سے اسکی ماں کی عبرت خوشی خوشی دیکھنے کی کہاں امید کی جاسکتی ہے، وہ نرم دل کی مالک اس پر بھی خزن و ملال میں اتری۔

"ک۔۔کیسے دیکھوں، دل نہیں مانتا کہ تم جیسے خود غرض کو اپنے دل کی تکلیف مٹانے کا اخ۔۔ختیار دوں"

غم و غصے سے پھٹتی آواز کے باوجود وہ اسکے لہجے کی تڑپ پر دلکش مسکرایا، اب وہ کچھ بھی کہتی، دستگیر کے لیے اس لڑکی کو حاصل کرنا ہی سب سے بڑا سکھ بن چکا تھا تبھی تو جن ہونٹوں سے وہ یہ ظالم لفظ ادا کر کے انھیں ایک دوسرے میں نا جانے کس ڈر کے سبب بھینچ گئی، دستگیر کی آنکھوں میں خمار اترا، انگوٹھے کی پور سے اسکی رخسار کو سہلائے وہ اسکی خود پر جمی برہم و ناراض آنکھوں میں بے باکی سے جھانکا۔

"یہ اختیار مجھے مل چکا ہے، تم مجھے روک سکتی ہو تو روک لو"

اسکی ٹھوڑی پر مضبوط ہاتھ کی پکڑ جما کر وہ اسکے سرخ پڑتے رخسار کو جس طرح اپنے ہونٹوں سے چھو کر اسکی لمحہ بھر میں حالت غیر کر گیا، وہ خود اسکے حصار میں سر تا پیر کانپ کر رہ گئی۔

"د۔۔۔دستگیر۔۔۔۔مت کرو۔۔۔۔جاو یہاں سے"

اسکے گستاخیوں پر آمادہ ہونٹوں پر بروقت ہتھیلی جمائے وہ اس کو روکنے کی کوشش میں آنسوؤں میں ڈھلتی سرگوشی میں بولی تو دستگیر نے ایک ہی جھٹکے سے اسکے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیے اسکی کمر پر جالا ک کیا۔

اسکی مچلتے جذبات سے بھری نگاہیں، صبور کو سارا کچھ بھلائے صرف اسکے خوف میں مبتلا کر گئیں۔

"تم جب تک محبت تھی، صبر کرنا مجبوری تھی لیکن اب تم محبت کے ساتھ ساتھ میرا سکون ہو سو تم سے دور رہنے کی کوئی مجبوری نہیں، ابھی کچھ کام ہے ورنہ تفصیل سے بتاتا کہ شوہر کس خطرناک بلا کا نام ہے"

اسکی گھبراہٹ اور خوف کو بھانپے من ہی من میں مسکراتا معنی خیز بے ربط جملے بولے اسکے کانپتے ہونٹوں کی اور صرف سانس کی حدت چھوڑتا دور ہوا تاکہ وہ روکی سانس خارج کر سکے جو اس سلگتی قربت نے رکوادی تھی، وہ اسی تپش سے سرتاپیر جکڑی گئی اور پھر جب اسے لگا وہ اسے بخش دے گا، واپس اس لڑکی کی کمر کو بازو لپیٹ کر قریب کرتا اسکی گردن کی ابھرتی رگ چومتا مسکرا کر اس لڑکی کی مدہوش اداس آنکھوں کو بے باکی سے تکتا دیکھتے ہی دیکھتے نہ صرف اس سے دور ہوا بلکہ فاتحانہ مسکراہٹ ہونٹوں پر سجاتا اسکے کمرے سے نکل گیا اور صبور کے گلال اترے چہرے کے بعد اسے لگا پورا جسم منجمد پڑ گیا ہو، اور اس ظالم نے جان حلق میں لا کر چھوڑ دی ہے۔

گہرے گہرے سانس بھرے وہ خود کو تقویت دینے لگی، جیسے دل کی رفتار، قابو سے باہر ہو گئی تھی، اسے لگا دل کو کچھ ہو جائے گا۔

مگر چند لمحے ریت سے سرکے تو صبور کے ہونٹوں پر دھیمی سی شرمگیں مسکراہٹ پھیل گئی اور یہ اسکے سکون کی ترجمانی کر گیا، اس شخص کی زرا سی

قربت نے ایسا جان لیوا اثر چھوڑا کہ گال تپنے لگے، آنکھیں چمکنے لگیں اور ہونٹ مسکرانے لگے۔

.._____..

دوپہر ڈھلی تو آہستہ آہستہ ملگجی سی شام کے لمس عالم جہاں پر اترنے لگے، دن بھر کی سوگواریت اب بھی ویسی ہی تھی، سیاہ بادلوں نے برسنے کے لیے آج اپنا موڈ بدل دیا تھا، دن بھر تپش اگلتے نرم سوچ کی خبس میں آسمان پر اڑان بھرتے پرندے بھی اپنے گھروں کو لوٹ رہے تھے، آج سر شام ہی ہر طرف ہو کا عالم چھا گیا تھا۔

وہ ممی کو ابھی سلا کر آیا تھا جو اس سے مسکرا کر باتیں کرتی اسکے بہت پیار سے کھانا کھلانے کے فورا بعد سو گئیں، گل لالہ کی طبعیت اسی سے بحال ہو گئی کہ افراہیم نے انکے شیری کو گلے لگایا تھا۔

بابا کے معاف کرنے اور ممی کی طبعیت بہتر ہونے پر اس اذیت کے مارے کو بھی کچھ سکون ملا تھا ورنہ حالات تو خودکشی پر اکسا رہے تھے، بابا کو باہر لاونج میں بیٹھا دیکھ کر وہ موقع مناسب سمجھتا انکے پاس بیٹھا تو وہ کسی سوچ سے چونک کر نکلے۔

انہوں نے شیری کے پاس آکر بیٹھنے پر اسکا پشت تھپکے نگاہ ڈالی تو اس میں ناراضگی نہیں، نرمی تھی اور اب بھی اگر اسے بابا کی یہ نظریں نہ ملتیں تو شاید وہ اپنی اس درجہ ذہنی دباو میں جان لے لیتا۔

اور تبھی اسے مزید اپنی زندگی کے سچ بتانے کی ہمت ملی اور اس نے انھیں ہمت جتائے مانی والا قصہ بھی حرف بہ حرف سنا دیا مگر اس نے بابا کو مانی کی حقیقت کچھ اس طرح بتائی کہ وہ سلینا اور بھجت پر نظر رکھنے کے لیے مانی

تک پہنچا مگر اب وہ اسکے گلے پڑ گئی ہے اور اسکے بھائی نے ہی اسے مانی سے نکاح پر مجبور کیا ہے تاکہ وہ شیری اس لڑکی کو اپنے نام کے پاگل پن سے نجات دے ویسے ہی جیسے اس نے اس معصوم کو اس سب میں پھنسایا، جبکہ نکاح کا سن کر وہ جتنے مطمئین ہوئے، اتنے ہی برہم اس نکاح نامی کھیل کو جان کر ہوئے جسکی شیری کو توقع تھی۔

جو بھی ہے شہریار، تم نے اس سب میں اس معصوم بچی کا جو نقصان کیا" ہے، کم از کم اسکی پوری ایمانداری سے تلافی کرو۔ نا جانے اس بھائی نے کس مجبوری میں آکر تمہیں اس سب کے لیے پابند کیا ہو گا، ہو سکتا ہے مانی کی حالت واقعی نا قابل برداشت ہو۔ اور آج کے حادثے کے بعد تو یہ یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ وہ بچی تمہارے لیے دل سے سنجیدہ ہے ورنہ کون کسی کی گولی کھانے بیچ میں کودتا ہے، اپنی ماں کو اس کھیل کا مت بتانا، اسے بس ایک سیدھے نکاح کا بتاو، وہ اس ایک اور خوشی پر کھل اٹھے گی"

بابا کی نرمی اور سختی کے ملے جلے تاثر کے سنگ کی تاکیدوں پر شہریار کا دماغ معاوف تو ہوا مگر ممی کی خوشی والی بات اسکے پیروں میں بیڑیوں کی صورت ثابت ہوئی، مانی کی آنکھوں میں وہ خود بھی تو آج اپنے لیے پاگل پن دیکھ کر خوف کھا چکا تھا، اور حقیقت یہ تھی کہ وہ اس سر پھری لڑکی سے نکاح کرنے سے خوفزدہ تھا، اسکے اندر ایک جنگ جاری تھی، لیکن اس لڑکی کو خود سے بدزن کرنے کے سوا وہ کسی دوسرے آپشن کو سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔

"لیکن مجھے مانی کو خود سے بدزن کرنا ہے، پلیز بابا مجھے کسی ایک فیصلے پر قائم رہنے دیں۔ میرے دل پر پہلے ہی بہت بوجھ ہیں، اس لڑکی کی زندگی اپنے ساتھ جوڑ کر برباد نہیں کر سکتا، اسے چند ماہ بلکہ شاید چند دنوں میں ہی اپنی غلطی کا احساس ہو جائے گا تو وہ مجھے خود چھوڑ جائے گی، اور کہانی بالکل ویسے ختم ہو جائے گی جیسے شروع ہوئی"

وہ کسی صورت کسی اور آپشن کا تصور بھی نہ کر سکتا تھا اور شہریار جدون کے مردہ دل کو واپس زندہ، افراہیم کے نزدیک اب مانی ہی کر سکتی تھی، شیری کا لہجہ اذیت کا عکاس تو آنکھیں کئی دن کے سوز میں مبتلا تھیں۔

"ٹھیک ہے، کب چلنا ہے آفریدی حویلی بتا دینا۔ ویسے تم پر گولی کس نے چلوائی ہو گی۔۔۔۔؟"

وہ اس بچے کی کمزور پڑتی حالت برداشت نہ کرتے مان گئے مگر پھر انکے چہرے پر سوال کرتے پریشانی اتری اور شیری کی آنکھوں میں نفرت سی چھلکی، اسکے لوگوں نے گولی چلانے والے اس مرے آدمی کا ریکارڈ نکلوالیا تھا، اسکا کنکشن ہارون سے نکل چکا تھا۔

"وہی منحوس، جسے خدشہ تھا کہ اسکی سچائی کھل جائے گی۔ بابا، پلیز مجھ سے وعدہ کریں۔ صارم کی موت والا راز آپ کسی سے شئیر نہیں کریں گے، جب مجھے مناسب لگے گا میں خود اپنے آپ کو قانون کے حوالے کر دوں گا

لیکن اس بے بسی سے پہلے میں مکمل بااختیار ہو کر ہارون کو مارنا چاہتا ہوں،

"پلیز بابا

وہ جس طرح تڑپ کر بابا کا ہاتھ تھامے منٹ کرا ٹھا، وہ خود اسکی تکلیف پر غمزدہ ہوئے۔

"میں تمہارے ساتھ ہوں شیری، پریشان مت ہو۔ صبح ہی تمہارے نکاح کی خبر گل لالہ کو سناتے ہیں، جھوٹا ہی سہی اب تھوڑا خوش ہو لیتے ہیں۔ کھیل کھیل میں ہی سہی مگر ہم جیتے جی تمہارا گھر آباد دیکھ لیں گے یہی کافی ہے، لیکن کبھی تمہارا دل اس کھیل کو سچ بنانے کا چاہا تو تم بنا کچھ سوچے میرے پاس آو گے۔ وعدہ کرو"

بابا کی ہمت بندھانے نے اسے پر سکون کیا تو وہ انکی دردناک تاکید پر کرب سے آنکھیں چرا گیا، یوں سانس لی جیسے نہ لیتا تو دم گھٹ جاتا، وہ سب تھا لیکن مانی کے لیے وہ مزید ظالم چاہ کر بھی نہیں بننا چاہتا تھا، اس کم عمر لڑکی کی آنکھوں میں جو دکھ تھے وہ شیری کو کھانے پر تلے تھے۔

بابا پلیز! وہ سب امیدیں مت لگائیں جنکو پورا کرنا میرے بس میں نہیں۔"
سیلی کی جگہ کوئی نہیں لے سکتا، وہ بیوقوف تو ہرگز نہیں جو یہ شیری نامی زہر
"پینے کو بے تاب بیٹھی ہے، وہ جلد سمجھ جائے گی
مزید وہ کچھ کہہ نہ سکا اور دلبرداشتہ سا اٹھ کر انھیں وہیں خزن و ملال میں
جھونک کر اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔
جبکہ افراہیم جدون اسکے دل کے دوبارہ بسنے کی دعا کرتے ہوئے پرامید
تھے، دنیا سے تھک جانے والا، کسی بہت اپنے کی آغوش میں سر رکھ کر اپنی
تھکن اتار لیتا ہے، اسکے اندر اگلے دن کی جنگ کرنے کا حوصلہ بیدار ہوتا
ہے، اور انکا شیری ایسے ہر سہارے کو دھتکار دینا چاہتا تھا، اسکی تھکن یونہی
بڑھتی رہتی تو وہ موت سے پہلے مر جاتا، وہ اسے تھکا ہوا نہیں دیکھ سکتے تھے
سو اب سے انکی ہر دعا اس بچی کے نام لگ گئی جو شہریار جدون کو بہت قریب
سے چاہنے والی تھی۔

وہ پرامید تھے مگر وہ ہر احساس سے بیزار، عاری، دل نامی شے سے محروم،
جسکی زندگی سراپا زخم تھی، وہ لڑکی کہاں کہاں مرہم رکھتی؟

وہیں مانی کو گولی لگی یہ حقیقت فریحہ صاحبہ سے چھپالی گئی کیونکہ وبال مچ سکتا تھا، اور جشن کے لیے بھی بھجت نے سیلی کو کہلوایا کہ وہ مانی کو ریڈی ہونے کا کہے مگر وہ بہت درد ہونے کے باوجود بھیو کی شادی کا جشن مس نہ کرتے خود ہی جانے کے لیے تیار ہو گئی تھی، ویسے بھی آج شیری کو دیکھ کر وہ ویسے ہی بہت خوش تھی بھلے وہ ظالم دھتکار گیا ہو، ڈانٹ گیا ہو لیکن اس لڑکی کے لیے یہی کافی تھا کہ وہ اسکا ہونے کو زبردستی ہی سہی مان گیا ہے۔

اف! یہ محبت بھی کتنی ظالم شے ہے نہ۔۔۔

.._____..

لئیق جب واپس جندل محل پہنچا تو پورا محل رتن کی سی چمک کے سنگ سجایا جا چکا تھا، یہ سب کام دستگیر اور لوئے کے سپرد تھا اور لئیق نے گاڑی سے نکل کر اس نارنجی شام میں ڈوبے سفید آشیانے کو سجا دیکھ کر پھیکی سی مسکراہٹ دی، جب جب اس محل میں کوئی جشن ہوتا اسے لال بہت یاد آتیں، اور آج تو جشن بھی اسکا اپنا تھا۔

ضیاع کی لہر اسکے پورے وجود میں پھیلی تھی، آنکھوں میں ماں کے پاس ہونے کی حسرت کا جہاں امڈ آیا تھا، ساری خوبصورتی پل میں ماند پڑی تھی، کیونکہ دلکشی اپنی جگہ لیکن لال نور کی کمی بھی اپنی جگہ موجود تھی۔

"کاش آپ میرے پاس ہوتیں مما، کاش۔ آپ کی کمی کوئی پوری نہیں کر سکتا، آپکی سب سے بڑی خواہش پوری ہو رہی ہے، آپکے بیٹے کی شادی کا جشن ہے۔ لیکن آپکے بغیر سب ادھورا ہے"

وہ آہستہ آہستہ قدم جندل محل کی قمقموں اور موسمی پھولوں سے سجی راہداری پر بڑھا رہا تھا، لیکن آنکھوں میں سرخائی تھی، آواز بھاری تھی۔

"بھائی! آپکا ہی منتظر تھا"

اسے وہیں پھولوں کی طرف نظر جما کر کھڑا دیکھتا دستگیر نک سک تیار سا باہر نکلا تو لئیق اسکے اپنی طرف آنے پر چونکا مگر وہ بھائی کی آنکھوں میں تکلیف دیکھ چکا تھا تبھی بنا کچھ کہے وہ لئیق سے لپٹ گیا۔

اور دونوں کو یوں گلے لگتا دیکھ کر لان میں کچھ دوستوں کو ویلکم کرتے فرہاد علوی بھی مسکرائے، دستگیر سے انھیں محبت تھی کیونکہ وہ لئیق کے دل کو کبھی ڈوبنے نہیں دیتا تھا۔

آئی نو آپ مما کو مس کر رہے ہیں، لیکن یو آر آبریومین۔ لال آنی ضرور" "ملیں گی، ہم انکی واپسی پر اس سے بڑا جشن کریں گے بھائی

دستگیر کی ہمت دلانے پر وہ اذیت سے مسکرایا، نا جانے کب آتا وہ وقت، جسکی حسرت دم توڑتی جا رہی تھی، اور پھر اسکی مسکراہٹ تب گہری ہوئی جب لوئے باہر آیا اور اسے دیکھ کر لئیق اور دستگیر دونوں نے چہروں پر مسکراہٹ لائی۔

بہت ہنڈسم لگ رہے ہو، محل کی سجاوٹ تو کمال کروائی ہے تم دونوں"

"نے۔میں امپریس ہوا

لئیق کے لہجے کی تکلیف وہ بھی محسوس کر چکا تھا مگر اسے لئیق کے سراہنے نے بہت خوشی دی تھی اور جب وہ بے اختیار لئیق کے خود ہی گلے لگا تو لئیق کی آنکھوں میں لمحہ بھر برہمی سی اتری، اس نے اسے یوں اتنی جلدی گلے لگنے کی اجازت تو نہیں دی تھی مگر پھر جیسے کسی کی خوشی اہم جاننا ضروری ہوا تو لئیق نے جبرا مسکراہٹ دیے اسکی کمر تھپکائی۔

بروکے گلے لگ کر وہ تو اپنی دنیا تسخیر کر چکا تھا مگر جس طرح لئیق وہاں سے دقت سے سانس خارج کرتا گیا، اسکے سرد پن نے لمحہ بھر لوئے اور دستگیر دونوں کو متفکر کیا مگر چونکہ دن ایسا تھا سو وہ سمجھ گیا تھا کہ بروکس اداسی میں مبتلا ہیں۔

مریم بی نے کندن ہار جب لعلین کو پہنانے کا تہیہ کیا اسی لمحے لئیق ہوم آفس روم انٹر ہوا، اسی لمحے بیوٹیشن اپنا کام کیے بیڈ روم سے نکلی اور لئیق پر

مسکراتی نظر ڈالے اجازت لیے نکل گئی جبکہ وہ اک لمحہ رکا، اس لڑکی کو دلہن سے روپ میں دیکھنے کی ہمت جمع کرنی ضروری تھی تبھی اس نے اپنے قدم آہستگی سے بیڈ روم کی طرف بڑھائے۔

"مریم آنٹی، اٹس سو ہیوی۔۔۔۔میں گر پڑوں گی یار، پہلے ہی نا جانے کتنے کلو کا ڈریس ہے"

ننھی سی جان فکر سے ہلکان تھی اور اسکے روہانسے ہو کر مریم بی کو کہنا ان کے ساتھ لئیق کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ بکھیر گیا، مریم بی نے لپک کر اسے اپنے نرم وجود میں سمویا۔

لیکن انکے یہ لاڈ مزید خوبصورت کرنے وہ ساحر کمرے میں اپنی تمام تر وجاہت سمیت داخل ہوا تو جہاں بی جان مسکرائیں وہیں وہ مومی گڑیا سے یکدم خوابوں کی شہزادی کا روپ دھار لیتی گلفام سی لڑکی کی دھڑکنیں منتشر ہو گئیں۔

بی کی جان، جگر پارم۔آپ آگئے ہیں تو اپنی اس باربی ڈال کو یہ زیور پہنا" دیجئے، ہم زرا مہمانوں کو دیکھتے ہیں، اور جلدی سے تیار ہو کر یہ خوبصورت "جوڑا باہر آجائے

مریم بی نے محبت سے نثار نگاہ دونوں پر ڈالے یہ ضروری وقت دونوں کو سونپا اور کمرے سے نکل گئیں مگر لئیق کی دھڑکنیں اب بھی تھمی تھیں کیونکہ آج اس لڑکی کی آنکھوں میں اک چمک تھی، حیا اضافی جس نے پلکوں کو بوجھل کر رکھا تھا۔

"آپکا یہ سجا روپ جان لیوا ہے لعلین"

وہ اسکے قریب آیا تو جذب سے بے اختیار اسکے ہونٹوں نے لعلین کی جبین چوم لی اور وہ اسکے بے اختیاری پر کھلکھلا سی دی، وہ آج بلکل لال نور کی طرح سجی تھی، ویسے ہی چھوٹے بالوں پر ہیرا اکسٹینشن لگا کر بہت حسین جوڑا بنایا گیا تھا، ماتھا پٹی سے ملحقہ جھمکے جنکی حرکت لئیق کے دل سے

مشابہت رکھے ہوئے تھی اور وہ اس شخص کی توصیفی نگاہوں سے لمحے میں گلاب ہوئی۔

"تمہیں اچھی لگی ہوں؟"

وہ اسکی آنکھوں میں جھانکی، بے باکی آج اس لڑکی کی آنکھوں میں تھی۔

"بہت، یہ بیوٹیشن نے جو آپکے بالوں میں ایکسٹینشن لگا کر بن بنایا، سوٹ کر رہا ہے آپ پر۔ یونو لعلین، مما بھی اپنی شادی پر یونہی سجی تھیں، انکا ڈریس بھی آپکی طرح ایسا ہی تھا"

وہ جو مسکرا رہی تھی، لئیق کے اپنی مما کو مس کرنے پر خود بھی اداس ہوئی۔

"تمہیں لمبے بال پسند ہیں تو میں بڑھالوں گی"

وہ اسکی آنکھیں کھوجتی اسکی پسند میں ڈھلنے کا عہد کرتی خوبصورت لگی اور وہ جان لمحے میں نکال لینے سا مسکرایا اور اس کی ٹھوڑی پکڑے چہرہ اوپر اٹھایا۔

نو، مجھے آپ پر اتنے ہی بال پسند ہیں جو آپکے ہیں۔ مما کے بھی اتنے تھے"
اور کمال جچتے تھے، آپ میں تو موجود ہر رنگ، آپکا ہر روپ میرا پسندیدہ
ہے"

وہ فوری درستگی کرتا جس طرح اسکی رخسار کو اپنے ہونٹوں سے چھو گیا، وہ
گلاب چہرہ چمک سا گیا، حیا نشین آنکھوں کے رموز جان لیوا تھے، وہ اس
لڑکی پر خفظ دعائیں دل ہی دل میں پڑھ کر پھونک رہا تھا اور وہ سمجھ رہی تھی
وہ اس سے نظریں ہٹانا بھول گیا ہے، رونا آج کسی بھی حد تک جا سکتا تھا اور
لئیق ایزد علوی کے لیے اس لڑکی کی جان خود سے کہیں قیمتی تھی۔

"ریڈی ہو جاو جا کر، تمہارا ویڈنگ سوٹ چینجنگ روم میں ہینگ ہے"
بیچ کی معنی خیزی اس سے پہلے لعلین کے بناو سنگار کو خراب کرتی، لعلین کی
ہنس کر دی تجویز پر عمل کرنا ہی اسے مناسب لگا اور جناب نے ہار پہننے کا
ٹاسک لعلین کو دیے خود بھی سجنے سنورنے کی ٹھانی۔

اور جب وہ ریڈی کو کر آیا تو لعلین کی وارفتہ نظریں اس ساحر کے حسن سے جا الجھیں، بلیک میں وہ ہمیشہ پر کشش لگتا آج تو گولڈ کمبینیشن نے مزید آفت مچادی۔

اور جب نک سک تیار سا اس نے لعلین کو باہر لے کر جانے کے لیے اپنا ہاتھ اسکی طرف بڑھایا تو نا صرف اس لڑکی نے ہاتھ تھاما بلکہ اس تک پہنچی اور اپنے یاقوتی رنگ میں نہائے نرم ہونٹوں کو لئیق کی گال سے جوڑے مسکرائی۔

اسکا یہ انداز جناب کے جذبات میں ہلچل مچا گیا۔

"My heart skips a beat when you kiss me, and my heart wants to breathe into those lips and smell them."

لئیق کے اس درجہ جان نکالتی سرگوشی پر وہ واقعی گھبرا گئی کیونکہ اس شخص کے ارادے وہ خود ہی یوں کر کے ظالم کر گئی مگر بھلا ہو دروازے پر ہوتی دستک کا کہ لئیق نے اس لڑکی کے ہونٹوں پر پھیلی نرمی فقط دیکھ کر ہی اکتفا کرتے بڑے جبر سے نظر پھری اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے گارجئیس سا کپل انٹر ہوا، جہاں ہنڈسم سے بھجت نے لپک کر یار کو گلے لگایا وہیں سیلی نے پیار سے اپنی گڑیا کو سینے لگایا، وہ لعلین کو یوں دیکھ کر شادی مرگ کی سی کیفیت میں تھی، چونکہ لئیق کا ارادہ مانی سے ملنے کا تھا سو دونوں دوست بہنوں کو پرائیویسی دیے ایک ساتھ کمرے سے نکلے اور وہ دو ایک جیسی پریاں ہنستے ہنستے جذباتی ہو گئیں۔

"میری جان، میرا بچہ۔۔۔۔ماشاءاللہ۔بتا نہیں سکتی تمہیں یوں دلہن بنا دیکھنے کی کتنی خواہش تھی۔اوہ میرے دل کی ٹھنڈک۔۔۔۔سیلی قربان جائے تمہاری بہار پر"

وہ خود بھی تو آج بابا کو مس کر رہی تھی تبھی سیلی کے گلے لگ کر رو سی دی تو اس بہن نے پیار نچھاور کرنے میں حدیں کر دیں۔

"س۔۔ سیلی۔۔۔۔"

وہ آنسوؤں کے آواز نگلنے پر کچھ بول نہ پائی تو سیلنا نے ایک بار پھر سے گلے لگایا۔

"کچھ مت کہو آپیا کی جان، تمہاری آنکھیں بتا چکی ہیں کہ سب خوبصورت ہو گیا۔اور یہی تمہاری بہار کے دگنے ہونے کا سبب ہے، اللہ نے اگر تمہیں محبت کرنے کی ہمت دی ہے تو دیکھنا وہ تمہیں ماں بننے کا سکھ بھی دیں گے، تم ضرور مما بنو گی۔اب رو مت، بابا جہاں ہوں گے آج خوشی سے پھولے نہ سما رہے ہوں گے کیونکہ انکی لال انکی خواہش جیسی دلہن بنی ہے، آپیا ہیں تمہارے پاس، بابا ہم دونوں کے اندر ہمیشہ موجود ہیں"

وہ جانتی تھی وہ ابراہیم سلطان کے بنا سانس بھی نہ لیتی تھی اور اب جب اسکی زندگی محبت سے بھر رہی تھی تو اسے باباشدت سے یاد آرہے تھے، لیکن سیلی کا اسکو سنبھالنا اس لڑکی کے اندر ہمت اتار گیا۔

"اب رونے کے دن ختم، ہمیشہ سہاگن رہو۔ تمہیں ہمیشہ اسی بہار میں دیکھوں، کبھی وہ دن نہ آئے جب تمہاری ان سنہری آنکھوں میں نمی آئے۔ یو لک سٹنگ، اتنی پیاری۔ رکو تم پر آیت الکرسی پڑھ لوں"

وہ جو پہلے ہی جذباتی سی تھی، سلینا کے یوں بابا کی طرح لال کے سجنے پر آیت الکرسی پڑھنے پر وہ اور غمزدہ ہو گئی لیکن اسے اس وقت مسکرانا تھا، سلینا نے اس پر پھونکا اور اسکی ہتھیلی چومتی وہ اس دل دھڑکاتی دلہن کو باہر لے کر نکل گئی۔

آج تو لعلین پر دو دو حفاظتی حصار بندھ گئے تھے، کچھ بھی ہو جاتا، اسکی زندگی پر کم از کم اب کوئی آنچ نہ آسکتی تھی۔

وہیں لئیق نے باہر جا کر پہلی ملاقات مانی سے ہی کی جو نانو کے پاس سے بھیو کو آتا دیکھ کر خود ہی اٹھ کر انکی طرف لپکی تو لئیق نے آہستگی سے اسے خود سے لگایا۔

" تم ٹھیک ہو مانی؟"

گولی چھو کر نکل جانا بھی معمولی بات نہ تھی خاص کر اس نازک سی لڑکی کے لیے، بھیو کے پوچھنے نے ہی اسے آدھا اچھا کر دیا، ورنہ اسے امید نہیں تھی کہ جشن کی خوشی میں بھیو اس سے حال پوچھیں گے۔

آپ نے اپنا وعدہ پورا کر دیا، اسکے لیے مانی اس سے بڑے زخم بھی کھا سکتی" ہے بھیو۔اب تو آپکو یقین آ گیا کہ میں شیری سے کتنی محبت کرتی ہوں،

"ا۔۔۔انھیں مجھ سے اب مت چھیننے گا پلیز

بھجت دوسرے مہمانوں کے ساتھ مصروف ہوا تو لئیق کو اکیلا دیکھ کر وہ جو کہہ بیٹھی اس کی سسک کر التجاء نے ایک لمحہ لئیق کی آنکھوں میں تیرگی اتار دی۔

"مانی! کیوں کرتی ہو ایسا بچے"

وہ جیسے اس سے اس درجہ حسرت پر خود ہی رنجیدہ ہو کر رہ گیا۔

م۔میں انکو بدل دوں گی پکا، لیکن ان کو مجھ سے واپس مت مان۔۔نگیے"

" گا۔میں نہیں دوں گی۔وہ مجھے ماریں، یا جیسا بھی سلوک کریں۔پلیز بھیو

وہ مزید خود بھی اپنے آنسو نہ روکتی وہاں سے چلی گئی اور لئیق ایز دعلوی پر

بھی صدیوں کی تھکن لاد گئی، یہ محبت کی کیسی شکل تھی جس میں صرف

تکلیف تھی؟ وہ اذیت سے بس سوچتا ہی رہ گیا۔

....★☆☆☆☆☆★....

روح زمین پر یہ شام اتری تو تھی پر قیامت برپا کرنے، کسی کو آزمانے تو کسی

کی موت کا پیغام لانے، آخر کار جشن کا وقت آ پہنچا تھا، سب سے پہلے جندل

محل کی ٹائیٹ سیکورٹی نافذ کی گئی تھی تاکہ اول تو ہارون کو یہاں گھسنے کا موقع نہ ملے دوسرا اگر وہ اپنی موت کا شوق پائے یہاں داخل ہو جاتا ہے تو اسے کسی صورت جندل محل سے نکلنے نہ دیا جائے، ہر طرف لئیق اور بھجت کے لوگ مٹر گشت کرتے دیکھائی دے رہے تھے، خود شہریار جدون نے بھی اپنے کئی لوگ سیکورٹی کے لیے جندل محل میں بھجوا دیے تھے تاکہ کسی بھی ہنگامی صورت حال میں معاملہ کنڑول کیا جائے، میڈیا کے لوگ بھی اس جشن میں شامل تھے، لئیق ایزد علوی کی زندگی کا یہ خوبصورت آغاز، میڈیا کے لوگ اپنے نیوز پیپرز اور چینلز کی زینت بنانا چاہتے تھے، پھر منسٹر بھجت آفریدی سے جڑی ہر خبر تو ویسے ہی بریکنگ نیوز بن جاتی تھی، جوں جوں الیکشن قریب آرہے تھے، وہ خود بھی اب میڈیا میں ان رہنے کی کوشش میں تھا۔

جشن ایسا شاندار تھا کہ پورا شہر کئی سال یاد رکھتا، رایان، سحر اور سونم صاحب بھی لئیق کے دوست بن کر جشن میں خوبصورت چہروں پر کھلی

مسکراہٹ کے سنگ شامل تھے، مسکراتیں ہوئیں عینی اپنے پرکاش کے پہلو میں شادماں تھیں، انکی لال کی ایسی قسمت انکے دل سے اپنے کرب دھیمے کر گئی، وہ اسکو دیکھ کر ہر سانس کے ساتھ اسکی اور سیلی کی نظر اتار رہی تھیں۔

جب انکی کوکھ میں دو جڑواں بچے پروان چڑھ رہے تھے تبھی انہوں نے انکے نام سوچ لیے، ایک صارم اور ایک ہارون، لیکن انھیں زندہ ملا تو صرف ہارون، اور اس ماں نے صارم کی موت پر ایک آنسو نہ بہایا کیونکہ وہ جانتی تھیں یہ اللہ کی امانت تھی اور اللہ نے لے لی، اور پھر انکے پاس سیلی، لال، شیری اور اپنا ہارون بھی تھا سو صارم کی موت کو بظاہر بھلا بیٹھیں لیکن انکے دل کو ہمیشہ یہ احساس رہتا کہ انکے دل کو ایک ڈھارس سی میسر ہے، آج لال کو دلہن بنا دیکھ کر انھیں ہارون کی یاد آئی تو آنکھیں دھندلا سی گئیں مگر پرکاش صاحب نے کندھے سے دبا دے کر جس طرح انھیں خود سے لگا کر ڈھارس دی، وہ مسکرا دیں۔

سلینا، بھجت ایک ساتھ دمک رہے تھے جبکہ مانی، دادو کے ساتھ ایک جگہ بیٹھی بس یہ سب دور سے انجوائے کر رہی تھی کیونکہ بازو کا درد اب آہستہ آہستہ بڑھ رہا تھا، پورا جندل محل دلہن کی طرح سجا تھا، کئی ویٹرز مہمانوں کو کھانے کے لوازمات اور پینے کو رنگا رنگ مشروبات سرو کرتے یہاں وہاں گھومتے دیکھائی دے رہے تھے، تینوں کپلز ایزآوی آئی پی اپنے اپنے سحر بکھیر رہے تھے، دھمیا دھیما وائلن میوزک پلے کرتے پروفیشنل میوزیشن ماحول کو مزید خوبصورت بنانے میں مگن تھے، جندل محل آسائش و زیبائش میں ایک عمدہ آرٹ کا نمونہ تھا، سنہری، سیاہ اور سفید رنگ کی ہر نفیس چیز اسکے حسن میں اضافہ بنتی، دیواروں سے لے کر چھتوں پر لٹکتے خوبصورت فانوسوں تک ہر چیز بیش بہا قیمتی تھی، فرش پر بچھے قالین ہوں یا نیا نکور دمکتا مخملی فرنیچر، سلکی پردے، رنگ برنگی روح کو فرحت بخشتی روشنیاں، ای سی کی تیز کولنگ نے لوگوں کے ہجوم کا خبس خود میں نگل لیا تھا، رونق، چمک دمک اپنے عروج پر تھی، آسمان پر آتش بازی کے

مظاہرے رفتہ رفتہ ہوتے مگر ایسا ہی جشن صوفیہ میں برپا تھا، صوفیہ کے ارگرد موجود کچی بستی میں رونقیں لگی تھیں جیسے کوئی میلا سجا کو، اور وجہ تھی صوفیہ کے اونر کی شادی کا جشن، یہاں سے زیادہ خوبصورتی تو صوفیہ پر اتری تھی، ہر بچے کے چہرے پر مسکراہٹ تھی، تن پر نیا لباس تھا، کھانے کو من پکوان تھا۔

بھجت اور لئیق کے کئی دوست احباب اپنی وائفز کے ساتھ جندل محل کے جشن میں مدعو تھے، کئی سیاسی لوگ، بزنس مینز، گویا یہ کوئی معمولی تقریب نہ تھی۔

چونکہ یہ ولیمہ نہیں بلکہ شادی کا جشن تھا سو سب سے پیارا روپ مین کپل پر آیا تھا جو گرینیش اینڈ گولڈ کمبینیشن ویڈنگ میکسی ڈریس میں لئیق کے ساتھ کھڑی اسکے دل کی دھڑکنیں بڑھانے کے ساتھ ساتھ ہر دیکھنے والے کی نظر میں چھائی ہوئی تھی، لئیق خود بھی بلیک ڈنر سوٹ پہنے ہوئے تھا، گولڈ ٹچ دینے کو شرٹ کی بازو کے سٹڈ گولڈن جبکہ کوٹ کی جیب سے جھکتا

سلک گولڈن رومال غضب کا ٹچ دے رہا تھا، پیروں میں ڈربی برینڈ شوز، جبکہ چہرے پر جشن کی خوشی کے برعکس سنجیدگی کا پہرہ تھا، تینوں دلہنیں لگ بھگ مختلف گولڈ شیڈ کے فرش بوس چمکتے دمکتے بھاری جوڑوں میں ایک دوسرے سے زیادہ پیاری لگ رہی تھیں، جبکہ زائشہ علوی مہمانوں کو منصوعی مسکراتے چہرے سے ملتی ملاتی دیکھائی دے رہی تھی، اسکے اندر تو اپنی ہی آتش بازی پھوٹ رہی تھی، اسکا بس نہ چل رہا تھا کہ یہاں ہنستا ہر چہرہ تاریک کر دیتی، آسانی سے سانس لیتے اپنے دشمنوں کا کلیجہ نوچ کھاتی۔

وہیں جندل محل میں داخل ہونے سے پہلے ہی ہارون نے اپنا ٹرک نہ صرف روکا بلکہ ساتھ بیٹھے فارا کی طرف کسی اشارے کے سنگ خباثت سے آنکھ ونگ کی۔

دیکھتے ہی دیکھتے اسکے اشارے پر ٹرک سے ایک دوسرا آدمی ویٹر کے لباس میں باہر نکلا جسکے ہاتھ میں بہت بڑا ڈبہ تھا۔

جب اس آدمی نے وہ کیک اس ڈبے سے نکالا تو یہ وہ کیک ہر گز نہیں تھا جسے ہارون نے خود ڈیکوریٹ کیا تھا۔

یعنی ہارون پرکاش واقعی عام مجرم نہیں تھا، پلین پوری مہارت سے بدل دیا گیا تھا۔ خدا خیر کرے۔

ہارون کے شاطرانہ اشارے پر وہ آدمی، سر ہلاتا وہ کیک لیے جندل محل کے اندر گیا تو سیکورٹی گارڈ نے اسے ویٹر ہونے کے ناطے اسکی جیبیں وغیرہ ٹٹولے اسے اندر جانے کی اجازت دے دی مگر جب اسکی تشفی نہ ہوئی تو چوکیدار خود بھی اس کیک لے کر جاتے ویٹر کے ساتھ ہی اندر بڑھا، اس آدمی کو خود بھی نہیں پتا تھا کہ وہ کیک نہیں ایک انتہائی زہریلے دھوئیں کو جندل محل میں پھیلا دینے والا ریموٹ بمب ہے جسکا نقصان زیادہ رقبے تک نہیں ہونے والا تھا، بس کیک پکڑے اس آدمی کی موت ہونی تھی مگر اس آدمی کے ہمراہ جندل محل کا چوکیدار بھی تھا سو وہ بھی خطرے میں تھا،

اس ویٹر کے کان میں ائیر فون نسب تھا جس نے اندر پہنچتے ہی رونا کو سگنل دینا تھا۔

جس پر ہارون جو کچھ فاصلے پر کھڑے کیے ٹرک میں فارا کے ساتھ بیٹھا جندل محل کی عمارت کے اوپر پھوٹتی آتش بازی، مست نگاہوں سے دیکھنے میں محو تھا، بے ڈھنگا ہنسا مگر فارا کو اسے عین وقت پر پلین بدلنے کی سمجھ نہ آئی تبھی اسکے چہرے پر الجھن تھی۔

باس! آپ تو خود جانے والے تھے وہ گن والا کیک لے کر پھر اپنا آدمی"

"ایک دوسرے کیک کے ساتھ بھیج دیا اندر، مجھے سمجھ نہیں آئی

فارا کے دماغ میں چبھتا سوال آخر اسکی زبان پر آ ہی گیا تبھی تو ہارون نے اسے تمسخر اڑاتے چہرے کے سنگ دیکھا اور اسکی گال شیطانیت بھری ہنسی کے ساتھ تھپکائی۔

رونا انام ہے میرا، کچی گولیاں تو نہیں کھیلیں۔۔۔ابھی جو اندر رہو گا وہ خود "
ہی میری لال کو باہر لے آئے گا، جب یہاں بیٹھے بیٹھے میں اپنے شکار تک
" پہنچ سکتا ہوں تو اس زخمی شیر کے پنجرے میں جانے کی کیا ضرورت ہے
رونا کے مست سے لہجے میں کہی اس بات سے بھی فارا کے پلے کچھ نہ پڑا
بس وہ اب منتظر تھا، اپنی عقابی نظریں جندل محل کے دروازے پر مرکوز
کیے۔

وہیں جشن کے دوران سب اپنے اپنے دھیان میں گم تھے، دستگیر کی نظریں
اپنی حسینہ پر بار بار جا کر ٹکتیں اور نیہا یہ نظروں کا ملاپ خاصی ناگواری سے
برداشت کرتی رہی، جو بھی تھا، وہ جتنی بھی اچھی ہو جاتی، وہ ایک عورت
تھی، اور عورت میں ایسا ظرف کم ہی دیکھا گیا ہے کہ وہ اپنے نام لگے شخص
کو کسی اور کی مطلوب نظروں میں مرکوز برداشت کرے۔

اسی لمحے دستگیر کے فون پر کوئی کال موصول ہوئی تو وہ اسکی نظروں کی تپش سے گھبرا کر مدیحہ صاحبہ اور مانی سے باتیں کرتی صبور سے نظریں ہٹائے ایک طرف آیا اور فون کان سے لگایا۔

"بہت شکریہ بتانے کے لیے"

دستگیر وہ کال سن کر پریشانی کے سنگ لئیق کی طرف بڑھا جو اپنے کچھ دوست احباب کے سنگ رایان، سحر اور مسٹر سونم کو لعلین سے متعارف کروا رہا تھا، غیر ارادہ نظر دستگیر پر گئی تو وہ ان سے معذرت کرتا وہاں سے نکل کر دستگیر تک پہنچا۔

"بھائی ایک گڑبڑ کی خبر ملی ہے، جس بیکری سے ویڈنگ کیک منگوایا تھا، وہاں کے ایک ویٹر کی موت ہو گئی ہے، انہوں نے کیک بھیجنے سے معذرت کر دی ہے"

دستگیر کے پریشانی کے سنگ بتانے پر لئیق کے ماتھے پر بھی فکر کی شکنیں نمودار ہوئیں مگر اسی لمحے انکی نظر جندل محل کے وسیع ہال میں داخل

ہوتے چوکیدار کے ساتھ آتے ویٹر پر پڑی جسکے ہاتھ میں بہت خوبصورت ساویڈنگ کیک تھا، لئیق اور دستگیر کے چہرے لمحے میں سفید پڑے، کئی مہمانوں کے ساتھ ساتھ سپیشل کپلز کی نظریں بھی اس کیک کی جانب مبذول ہوئیں۔

"جب انہوں نے کیک بھجوایا نہیں بھائی تو یہ۔۔۔"

دستگیر کا باقی جملہ اسکے منہ میں ہی رہ گیا اور اس سے پہلے، چوکیدار وہیں اس ویٹر کو کھڑا کیے لئیق اور دستگیر کی طرف جاتا، ٹرک میں بیٹھے رونا نے ٹریگر دبائا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس ویٹر کے ہاتھ میں پکڑا کیک دھماکے سے پھٹا، کہرام مچ گیا تھا، قیامت برپا ہوئی تھی، اس آدمی اور چوکیدار دونوں کے منہ سے نکلتی دلخراش چیخوں نے ہر خاص و عام کی سماعت میں پتھر برسائے، لئیق اور دستگیر دونوں کی آنکھیں پتھرا گئیں، چیخ و پکار پھیلنے سے پہلے ہر صرف موت سا سکتا سکتہ چھا گیا۔

ہیبت ناک آوازیں حویلی کے در و دیوار سے ٹکرا کر دماغ پر ہنٹر برسانے لگیں۔

لئیق اور دستگیر کے قدم انکے یکدم رک جاتے دلوں کی طرح تھم گئے جبکہ چوکیدار اس دھماکے کی دھمک سے کئی فٹ کے فاصلے پر اس بری طرح سے زمین پر پٹخا کہ اس بچارے کا سر سیدھا دیوار سے لگا، اس یکدم ہوتے دھماکے پر جندل محل کے ہال میں بھگدڑ مچ گئی، وہ ویٹر بڑی طرح لہولہاں اور بھسم ہوتا دروازے سے باہر جا پٹخا تھا، چند لمحوں میں وہ زہریلا دھواں پورے جندل محل میں پھیلنے لگ گیا جس سے ہر کوئی سانس رکنے پر کھانستا ہوا باہر کی سمت دوڑا۔

"یااللہ! یہ کیا ہو گیا۔۔۔دستگیر سب کو باہر نکالو۔۔۔ہری آپ، کوئی بھی ہال میں رہنا نہیں چاہیے۔۔۔۔سیکورٹی"

دستگیر کے ہاتھ پر ہلکی سی کوئی چیز آکر پیوست ہوئی مگر اپنی اپنی فکر بھلائے لئیق جیسے ہوش میں آتے ہی حلق کے بل چلایا جس پر ہر طرف دھواں

پھیلنے کے باعث کچھ لوگ خود ہی باہر بھاگ گئے کچھ کو اندر دھوئیں میں گھستے ہوئے دستگیر نے باہر نکالا جبکہ لئیق خود بھی اسکے پیچھے اندر گیا، سب باہر جاتے دیکھائی دیے لعلین کہیں نہ تھی تبھی وہ پریشانی کے سنگ اس خطرناک کچھ نہ دیکھائی دیتے دھوئیں میں گھسا مگر پورا ہال دستگیر اور سیکورٹی گارڈز کی مدد سے اگلے پانچ منٹ میں خالی ہو چکا تھا جبکہ لعلین کو اس دھوئیں کے مرغولوں کے بیچ وہیں گرا دیکھ کر ایک لمحہ تو لئیق کے سبک رو قدم بھی تھمے، لیکن دل کو مضبوط کرتا وہ لعلین کی سمت تیزی سے بھاگا۔

وہ بمشکل سانس لیتی سخت تکلیف میں مبتلا اکھڑے اکھڑے سانس بھرتی لئیق کو پاس آکر بیٹھتے اور خود پر جھکتے دیکھ کر اسکی شرٹ یوں مٹھی میں بھینچ گئی جیسے اسکا اس سے اخیر دم گھٹ رہا ہو، لئیق نے اسے فوری بازوؤں میں اٹھایا اور تیزی سے باہر نکلا، حویلی کے تمام ایگزاسٹ اگلے دس منٹس میں کھول دیے گئے تھے، سب مہمان لان میں خوفزدہ سے جمع ہوئے اور خود جندل محل کے افراد سہمے ہوئے تھے، اس قیامت سے سبکا دل دہلا اور

بزرگ افراد مناجات کرتے، دعائیں مانگتے، رندی صورتوں اور کپکپائی آواز میں دعائیں کرنے لگے۔

، چوکیدار کی موت کی تصدیق سحر نے کی تو سب لمحہ بھر کانپ سے اٹھے، تکلیف نے جیسے لمحے میں ساری خوشی نگل لی، وہ ویسے نہ مرتا مگر پٹخنے کے باعث اس معصوم کی جان چلی گئی۔

تمام مہمانوں کو پوری سیکورٹی کے ساتھ جندل محل سے نکال کر انکے گھروں تک پہنچاو، سحر، رایان۔۔اس آدمی کی جلی لاش کو دیکھو، کچھ ملتا ہے تو مجھے اطلاع کرنا، سب سنبھال لینا۔۔۔۔ لعلین سانس نہیں لے رہی، "م۔۔مجھے اسے ہوسپٹل لے کر جانا ہوگا

جبکہ لعلین کی طبعیت کے پیش نظر لئیق اسے سیدھا ہوسپٹل لے کر نکلا، ہر کسی کے پیروں تلے سے زمین سرکی ہوئی تھی، خوف وہراس کے باعث سب کے چہرے سفید پڑے تھے، دستگیر نے کچھ مہمانوں کو یہاں سے بحفاظت نکالنے کی ذمہ داری لوئے کو سونپی، کچھ کو بھجت لے کر نکلا،

کیونکہ ہر کوئی اتنا خوفزدہ تھا کہ اکیلا جندل محل سے نکلنے پر آمادہ نہ تھا کیونکہ سبکو اپنی جان بہت پیاری تھی اور پھر دو دو اموات نے فطری بھیانک ڈر ہر سمت پھیلا دیا تھا۔

فریحہ آفریدی، سلینا، لارا، اور یہاں تک کہ زائشہ کی شکل پر بھی خوف واضح تھا، یہ سب کیا ہوا تھا کوئی بھی نہ سمجھ سکا، دماغ سن اور حسیں مفلوج ہو کر رہ گئی تھیں۔

لیکن لئیق ضرور جانتا تھا کہ یہ اس شاطر رونا کی ہی گیم تھی، اسے پتا تھا جلد یا بدیر ویٹر کی موت کی

خبر کھلے گی اور وہ لوگ لئیق اور دستگیر کو اطلاع دیں گے تبھی اس نے بروقت پلین بدل لیا۔

ہاہا دیکھا فارا، آگئی نہ لال باہر۔۔۔۔۔اب آئے گا مزہ، بس میری لال بچ"

"جائے، تم پہنچو پہلے۔ لئیق کو ایک اور سرپرائز دینا باقی ہے

لئیق کی گاڑی جیسے ہی جندل محل سے نکلی، رونا انے خباثت سے قہقہہ لگائے فارا کو اپنا اگلا جنگل کا کام سونپے ٹرک سے اترنے کا کہا اور خود وہ اپنا ٹرک، تمسخرانہ مسکراہٹ دیے لئیق کی گاڑی کے پیچھے روانہ کر چکا تھا۔

وہ زہریلا دھواں اس لڑکی کو سب سے زیادہ نقصان دے چکا تھا اور ہوسپٹل پہنچنے تک لئیق نے جس طرح اپنے ڈوبتے، رکتے بے جان دل کو تقویت دی یہ یا وہ جانتا تھا یا اسکا رب۔۔ وہ لڑکی سانس نہیں لے پا رہی تھی اور لئیق کو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ بھی سانس نہیں لے پائے گ، اسکی آنکھیں لعلین کی تکلیف پر بھیگتی جا رہی تھیں، اسکا بس نہیں چل رہا تھا وہ اڑ کر ہوسپٹل پہنچ جاتا۔

جندل محل میں ہوتے حادثے کی خبر دو گھنٹوں کے اندر اندر میڈیا بریکنگ نیوز بن چکی تھی، خود شہریار کو جب اطلاع ملی تو وہ پہلی فرصت میں محل پہنچا، اس کے آنے سے پہلے ہی سحر، رایان تمام ضروری ثبوت اور فنگر پرنس اٹھا چکے تھے سو شہریار کے کام میں کسی نے مداخلت نہ کی۔

اسے لعلین کی فکر تھی مگر لئیق اسکے ساتھ تھا اس کی تسلی بھی تھی جبکہ اسکی ملاقات مانی اور فریحہ سے بھی ہوئی، اور جس طرح وہ تمام مہمانوں سے تفتیش کرتا سبکو اس واقعہ کے مجرم تک جلد پہنچنے کی امید دلا رہا تھا، وہ کافی متاثر ہوئیں۔

چوکیدار کی ناگہانی موت کا سبکو بہت دکھ تھا، وہ بچارا نادانی میں مارا جا چکا تھا۔ لعلین کو بازوؤں میں اٹھائے وہ ہوسپٹل انٹر ہوتے پوری قوت سے چینخا، ڈاکٹر اور نرس تیزی سے اسکی سمت دوڑے، انکے پہنچتے ہی اسے سٹریچر پر ڈالے اندر لے جایا گیا، اسکی حالت اس زہریلے دھوئیں سے بہت نازک ہو گئی تھی مگر بروقت لئیق کا اسے ہوسپٹل لانا اسکی زندگی بچا گیا۔

جب تک ڈاکٹر اسکے ساتھ آئی سی یو روم رہے، وہ مسلسل دستگیر اور بھجت سے رابطے میں رہا، سحر اور رایان سے بھی پوچھ گچھ کی، شہریار کے جائے وقوعہ پر پہنچنے کی خبر بھی اسے موصول ہو چکی تھی۔

جو مہمان بچ گئے اسے شہر یار کے لوگ انکے گھروں تک پہنچا آئے، جندل محل میں اب صرف گھر کے افراد ہی بچے تھے، سحر، رایان اور سونم صاحب بھی کام ختم ہوتے ہی وہاں سے جا چکے تھے۔

چوکیدار کی تدفین صبح فجر کے بعد رکھی گئی تھی۔

"مسٹر لئیق"

وہ اس وقت مضطرب سا کوریڈور میں چکر کاٹ رہا تھا جب ڈاکٹر نے باہر آئے اسے پکارا، لئیق بے قراری سے انکی طرف لپکا جس کی جان اسکے وجود سے سرکی ہوئی معلوم ہو رہی تھی۔

"کیسی ہے میری وائف؟"

لئیق کی حالت اس وقت شکست خوردہ سی تھی۔

روم میں شفٹ کر رہے ہیں، زہریلے دھوئیں کے باڈی میں بھر جانے" سے انکا دل کام کرنا چھوڑ گیا تھا، سخت قسم کی الرجی کے بھی ری ایکشن ہیں یعنی اس دھوئیں کچھ ایسا تھا جس کی وجہ سے وہ پہلے ہی بیہوش ہو گئیں، ایک

منٹ بھی دیر ہوتی تو انکا بچاو مشکل تھا۔ وہ بہتر ہیں لیکن صبح تک ہم انھیں انڈر ابزرویشن رکھیں گے"

ڈاکٹر کے کہے الفاظ نے لئیق کے پیروں تلے سے واقعی زمین سرکا دی، کیونکہ لعلین کی یہ طبعیت اس لیے خراب ہوئی تھی کیونکہ اس دھوئیں میں چارکول کے ذرات تھے جس سے اسے بہت سخت الرجی تھی اور رونا تو یہ بات جانتا تھا، تبھی اسے یقین تھا کہ جندل محل سے ہوسٹل صرف ایک ہی بندہ جائے گا اور وہ لعلین۔

لعنت ہو تم پر ہارون، چھوڑوں گا نہیں میں تمہیں۔ کل آخری دن ہو گا"

"تمہارا۔۔۔۔۔ مروگے تم خبیث

ڈاکٹر کے جاتے ہی وہ بھی جیسے ضبط کھو کر حلق کے بل دھاڑا، یہ سب نہیں ہونا چاہیے تھا، زرا سی لاپرواہی اس سے اسکی لعلین چھین لیتی تو وہ کیا کرتا۔ شاید زندہ نہ رہ پاتا۔۔۔۔۔۔۔

یہ رات بھیانک رات تھی، وہشت اور خوف سے بھری، جسم اب تک اس حادثے سے کانپ رہے تھے، شہریار اپنے کام میں لگا تفتیش شروع کر چکا تھا، جندل محل کے باہر سے ملتے ٹرک کے ٹائرز کے نشان اسکے لیے اہم تھے، ہارون پر کاش کی تلاش وہ خود بھی شروع کر چکا تھا جبکہ، آفریدی حویلی کے لوگ بھی جندل محل رک گئے، لعلین کی بگھڑتی طبعیت پر ہر کوئی پریشان تھا مگر سیلی کے تو آنسو ہی نہیں تھم رہے تھے۔

جبکہ زائشہ یہی سوچ رہی تھی کہ اگر وہ مر جاتی ہے تو کتنا اچھا ہو گا، اس عورت کو ابھی بھی صرف اپنے سفاک مقاصد عزیز تھے۔

جبکہ سیلنا کے آنسو کسی صورت نہ تھمے تو بھجت اسے اسکے اصرار پر ہوسپٹل لے گیا اور یہ اچھا ہی ہوا کیونکہ اسے لئیق کی فکر تھی، لال ہوش میں نہیں

تھی نہ ہی اس سے ملنے کی پرمیشن تھی لیکن وہ بہتر تھی اور اسے دیکھ کر سلینا کے آنسو تھم گئے تھے، لئیق کی آنکھوں میں تکلیف وہ دو بھی دیکھ چکے تھے مگر لئیق نے خود کو بہتر دیکھائے دونوں کو یہ کہہ کر واپس بھیج دیا کہ وہاں سبکو انکی ضرورت ہے۔

خود وہ فجر تک واپس بھی نہ جاسکا کیونکہ وہاں سب کچھ انڈر کنڑول ہو چکا تھا مگر لئیق کو یوں لعلین کو اکیلا چھوڑ کر جانا بلکل قبول نہ تھا، روم میں اسے رات ہی شفٹ کر دیا گیا تھا مگر ساری رات اسکا ٹریمٹمنٹ چلتا رہا تھا، فجر کے بعد اسے ہوش آیا تو نرس نے درد کرتی آنکھیں موند کر وہیں باہر کرسی پر بیٹھے لئیق کو اسکی وائف سے ملنے کی پرمیشن دے کر اذیت سے نکالا اور یہ بھی کہا کہ وہ ڈسچارج کی بات خود ڈاکٹر سے کر لے کیونکہ لعلین ابراہیم اب کافی بہتر تھی۔

اک لمحہ تواس شخص کے قدموں میں جان ہی معدوم ہو کر رہ گئی، انہونی ہو جانے کا ڈراس مضبوط شخص کو اندر تک دہلا چکا تھا لیکن پھر بھی وہ اس لڑکی کو ٹھیک دیکھنے کے لیے بے تاب سا روم کی طرف بڑھا۔

"!ل۔۔ لئیق"

وہ اسکو روم میں آتا دیکھے یوں اسکا نام لیے تڑپی کہ خود ہی لئیق لپک کر لعلین تک پہنچا اور اسکے پاس بیٹھتے ہی اس نڈھال پڑتی لڑکی کو بے اختیار اپنے سینے سے لگایا، جیسے وہ اسکی آخری قیمتی دولت بچی ہو، خود اسکے یوں گلے لگانے پر وہ اپنی آنکھوں کو بھیگ جانے سے روک نہ دکی۔

اس شخص کے سہمے دل کو مانو قرار آیا ہو، اور خود وہ زرا سی دیر میں مرجھا گئی تھی تبھی تو لئیق نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرے جذباتی ہوئے دیکھا، اس لڑکی کے آنسو تھے کہ یکدم بے اختیار ہوئے، اسے ہوسپٹل کے مخصوص لباس میں اسی طرح سفید پڑتا دیکھ کر ایک بار تو کلیجہ لئیق کا بھی کٹا۔

لئیق کی جان آپ پر قربان، آریواو کے لعلین۔۔۔۔کوئی درد کوئی گھٹن تو"
"نہیں

الرجی کے سائن اب بھی اسکی آنکھوں کے سرخ پن اور ناک اور ہونٹوں کی زراسی سوجن سے عیاں تھے مگر اب وہ بہتر تھی مگر دل اسکا اتنا خوفزدہ کہ آنکھیں خشک ہونے کا نام نہ لے رہی تھیں۔

وہ بول نہ پائی بس روتے ہوئے سر نفی میں ہلا کر پھر سے اسکے سینے لگی جبکہ یہ منظر اسی روم کی کھڑکی کے پردے کے پیچھے چھپ کر کھڑے ہارون نے متنفر نظروں سے دیکھے جس طرح برداشت کیا، اسکی آنکھوں سے ٹپکتی وہشت دیکھ اسکے اندر جل اٹھتی آگ کی ترجمان تھی، وہ رات سے یہاں تک، اس تاک میں کہ موقع ملے اور لعلین کو لئیق کے ارد گرد ہونے کے باوجود اٹھا کر لے جائے۔

ل۔۔لئیق۔۔سب۔۔سب ٹھیک ہیں۔۔کسی کو کچھ ہ۔۔ہوا تو"
نہیں۔۔۔۔یہ۔۔یہ رونا انے کیا ہو گا۔۔اس م۔۔میں ضرور چار کول

پارٹیکلز ہوں گے۔۔۔۔مجھے اسکے دھوئیں سے الرجی ہے، ب۔۔ بابا کی طرح۔۔۔ی۔۔یہ بات صرف رونا جانتا ہے کیونکہ ایک بار میری یونہی طبعیت اسکے ساتھ خراب ہوئی تھی۔۔۔یہ اسی کمینے نے کیا۔۔۔۔وہ مجھے "تم س۔۔سے دور کرنا چاہتا ہے، مجھے تم سے چھین لے گا

وہ اسکے آغوش میں تڑپ کر جیسے پوچھنے اور پھر خوف سے کانپنے لگی تو اپنے اہم ساتھی کی موت کا غم لئیق کی آنکھوں میں اتر آیا جس نے جندل محل کو اس مشکوک ویٹر سے بچاتے اپنی جان دے دی، اس لڑکی کی یہ تڑپتی حالت جہاں لئیق کے دل کو رنج دے گئی وہیں کھڑی میں کان لگا کر پردے کی اوٹ سے انکے ادھورے چہرے دیکھتا ہارون تلملا اٹھا، اس درندے کی آنکھوں میں سالم نگل لیتا جنون ٹپک رہا تھا۔

ایک موت ہوئی ہے چوکیدار کی، بچ نہیں سکا۔کچھ دیر میں اسکی تدفین" ہے۔۔۔لیکن آپ پریشان نہ ہوں، اسے آپکو مزید ایک خراش بھی دینے کا

موقع نہیں ملے گا،اس خبیث کو جلد ڈھونڈ نکالوں گا،اس کی موت لکھی جا چکی ہیں،روئیں مت،بی بریو"

لئیق کے بتانے پر وہ اور غمزدہ ہوئی جبکہ اسے واقعی زندگی میں پہلی بار ہارون سے حقیقی خوف محسوس ہوا تبھی تو لئیق کی تسلی اسکا دلاسا بھی کسی کام نہ آیا۔

"و۔۔وہ جانور بن گیا ہے لئیق۔۔پلیز اسے جلدی پکڑو"

وہ اسکے کانپتے وجود کو خود میں پوری قوت سے سمیٹے اسے بہلانے کی کوشش میں تھا اور ہارون پرکاش کے سینے پر سانپ لوٹ رہے تھے،کہ اسے یوں لئیق کا لال کو چھونا جھلسا رہا تھا،اسکے وجود آگ کے شعلے لپک رہے تھے۔

"اسکی ہر حیوانیت کا حساب ہو گا،آپ اب بہتر ہیں تو گھر چلیں۔۔؟"

لئیق کا بس نہ چلا وہ اس لمحے کو اپنی زندگی سے خارج کرتا جس لمحے وہ خبیث اسکو چکما دے کر اسکی گرفت سے بھاگ نکلا تھا۔

لئیق کے پیار اور نرمی سے پوچھنے پر وہ نم آنکھیں رگڑتی سر نفی میں ہلا گئی،
اسے جندل محل سے خوف آرہا تھا۔
"ن۔۔ نہیں، مجھے ڈر لگ رہا۔۔۔"
وہ ایک بار پھر بہت تکلیف میں تھی، اور اسے لئیق کی
اشد ضرورت تھی۔
شش! میرے ہوتے ہوئے کیوں ڈر رہی ہیں۔ میں ہوں آپکے پاس،"
"چلیں گھر، میرا آنسر بھی تو دینا ہے آپ نے، رات تو بیت گئی لعلین۔۔۔
وہ اسکے ڈر کو کیسے زائل کرتا کہ وہ خود بھی بہت پریشان تھا اور ہارون ان دو
کو نفرت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔
تجھے جواب مر کر بھی نہیں ملے گا لئیق ایزدعلوی، لال صرف میری"
"ہو گی۔ تجھے نہیں دوں گا لال
نفرت سے پھنکارتے وہ ان دو کو تپش لٹاتی نظروں سے دیکھ کر جو بڑبڑایا،
اگلے ہی لمحے لال کے لئیق کی طرف لپکتے انداز دیکھ کر ہارون پر کاش کے

چہرے پر زردی کھنڈ گئی کیونکہ وہ لڑکی اب جواب دینے میں ایک لمحہ دیر نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"لیکن ہم تو ساتھ ہیں، میرا جواب کسی وقت کا محتاج نہیں لئیق، م۔۔ میں تمہیں کبھی چھوڑ کر نہیں جاوں گی، ک۔۔ کبھی بھی نہیں۔ جانا ہی نہیں چاہوں گی، جاہی نہیں پ۔۔ پاوں گی"

وہ اس لڑکی کے اسکا چہرہ اپنے گرمائش دیتے ہاتھوں سے تھام کر جواب دینے پر خود اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ کی ملائم پشت پر جمائے تڑپ اٹھا، ایسے حالات میں جب اسکا دل خود اذیت میں تھا وہ اسے محبت ہونے کا اعزاز سونپ کر آزردہ کر گئی اور ہارون یوں تھا جیسے اس پر کسی نے تیل چھڑک کر آگ لگا دی ہو۔

"آپ آنسر دے رہی ہیں؟ سچ میں"

وہ اسکی آنکھوں میں ابھی سرخ ہوتی آنکھیں ڈالے بولا تو وہ آنکھوں میں آنسو بمشکل سمیٹ کر سر ہلائے اسکے چہرے سے اپنا آنسوؤں میں بھیگا چہرہ ٹکا گئی کہ لئیق کے ہونٹ خود ہی اسکی گال سے جا مس ہوئے۔

"ہمم۔۔دے رہی ہوں آنسر لئیق ایزد، یو آر سپیشل ف۔۔فارمی۔۔۔"

اس لڑکی کے سانسوں میں سانسیں منتقل کرتے اعتراف نے لمحہ بھر اس شخص کی ہمت بھی توڑ سی دی تبھی تو وہ اسکی آنکھوں میں محبت نام کی شدت دیکھتے اس چہرے کے ہر خدوخال کو تسخیر کرنے لگا تو ہارون نے حقارت سے اپنی نظر پھیر لی کیونکہ وہ یہ منظر چاہ کر بھی نہ دیکھ سکا، خدشہ تھا کہ بے وقت سب کو آگ لگا دے گا۔

لیکن لئیق ایزد علوی نے اس لڑکی کے ہونٹوں پر اپنی محبت کے اعتراف کے جو بھیگے رنگ دل کے کرب کے باوجود بکھیرے وہ دونوں کو لمحہ بھر بے خود کر گئے لیکن جذبات کی شدت نے آنکھوں میں سرخی سی بھی اتاری۔

یو آر آلسو سپیشل فار می، بائے داوے اب اور میٹھی ہو گئی ہیں، مجھ سے "
محبت کریں گی تو یہ مٹھاس اور بڑھے گی۔
لعلین۔۔۔اس لمحہ آپکی بہت ضرورت تھی مجھے، آپ چینج کر لیں آپکے
کپڑے منگوا لیے ہیں، میں تب تک ڈاکٹر سے ڈسچارج کی بات کر
"لوں۔۔۔۔
اسکے ہونٹوں سے نظر اسکی آنکھوں پر ڈالتا وہ اسکے مہک جاتے سانسوں کے
بیچ بولتا اسکی رخسار چومے اسکے بھیگی آنکھوں سے ہی شرما کر سر ہلانے پر
اٹھ کر کمرے سے نکل گیا اور وہ بھی جیسے خود کو مضبوط کرنے کا عہد لیتی
اپنے کپڑے اٹھا کر چینج کرنے واش روم گئی اور جب اپنے کپڑوں میں
ملبوس ہو کر باہر نکلی، تو ہارون جو کھڑکی میں کب سے کھڑا تھا عقب کی
طرف سے آتے ہی اس نے لعلین کی گردن دبوچے جانے کونسی رگ
دبائی کہ وہ لمحے میں ہوش کھوتی ہارون کی بازوؤں میں جھول گئی، اس شخص
کی آنکھوں میں جہاں حقارت آمیز ہنسی پھیلی وہیں ڈاکٹر سے بات کرتے

لئیق کو لگا جیسے دل میں عجیب سا درد اٹھا ہو تبھی وہ ان سے اجازت لیے تیزی سے واپس لعلین والے کمرے کی طرف بڑھا۔

"سوری لال، تمہیں کسی ایرے غیرے کے مزید منہ لگنے نہیں دے سکتا۔۔۔۔تم صرف میری ہو"

اس نے لعلین ابراہیم کے ہوش کھوتے سراپے پر اور بند ہوتی آنکھوں پر ناگوار نظر دوڑائے خود کلامی کی۔

کچھ سکینڈ گزرے کے اسی کمرے سے وہی شخص جو ڈاکٹر کے بھیس میں تھا، منہ پر ماسک پہنے ویل چیئر پر لعلین کو بٹھا کر اسکے منہ پر ماسک پہنائے وہاں سے نکل گیا اور یہاں وہ خبیث، لعلین کو لے کر کوریڈور سے اوجھل ہوا اسی لمحے لئیق نے قدم روم کی سمت بڑھائے مگر روم خالی دیکھ کر اسکا دماغ چکرا کر رہ گیا، تیزی سے باہر آیا تو تب تک ہارون، لال کو وہیل چیئر پر بٹھائے ہوسپٹل سے نکل گیا۔

یہ سب اسے لعلین کے غائب ہو جانے کے شور شرابے کے بعد ہو سپٹل کے سی سی ٹی وی کیمرے سے پتا چلا جہاں ایک آدمی، وہیل چیئر پر کسی نسوانی وجود کو بٹھائے اسے اپنے ٹرک میں ڈال رہا تھا، لئیق نے اس ٹرک کا نمبر ہوش تھامے فوری نوٹ کیا۔

لئیق نے ہو سپٹل سے کچھ فاصلے پر موجود دستگیر کو الرٹ کا سگنل دیا جبکہ لئیق خود اسی لمحے کمرے سے بپھری موج بنا اپنی گن نکالے باہر نکلا، پارکنگ میں پہنچے اپنی گاڑی میں بیٹھا اور اس ٹرک کا پیچھا کرنے لگا، ہارون کے چہرے پر شاطر مسکراہٹ تب سجی جب اس نے اپنے پیچھے لئیق کی گاڑی کو آتے دیکھا۔

"ہاہا آجا، تجھے سرپرائز دیتا ہوں"

ٹرک کی سپیڈ تیز کیے وہ خباثت سے ہنس کر بولا جبکہ اسکے ٹرک کی رفتار تیز ہونے پر لئیق نے بھی گاڑی کی سپیڈ بڑھا دی، ہر لمحہ اسکی جان، اسکے وجود سے سرک رہی تھی لیکن اسے اس وقت اپنی نہیں صرف لعلین کی زندگی

کے بچاو کی فکر تھی، لئیق کے ساتھ ساتھ رونا اکے ٹرک کا نمبر شیری اور دستگیر تک بھی پہنچ چکا تھا اور یوں وہ سب ہی تیزی سے روانہ ہوئے۔

.._____..

"شیری کہاں ہے افراہیم؟۔۔۔"

وہ شام کی سوئی اب جاگیں تو جناب نے لاڈ سے بازو گرد حصارے گل کو باہر لایا تو خوبصورت سی سجی ناشتے کی میز دیکھ کر وہ تھکن زدہ سا مسکرائیں، افراہیم نے انکی جبین چومی اور کرسی پیچھے کیے گل لالہ کو بٹھایا۔

شیری اپنے اصل فرض نبھا رہا ہے گل، تم بتاو طبعیت کیسی ہے"

"تمہاری؟

گل کی طبعیت ایسی نہ تھی کہ وہ انھیں جندل محل کے حادثے کا بتاتے اور فرض کا سن کر گل کی آدھی طبعیت تو یونہی سنور گئی، افراہیم نے انکا ہاتھ ہنوز تھاما تھا تو وہ اثبات میں سر ہلائے مسکرائیں۔

اسکے فرض کا سن کر تو اسکی ممی جی اٹھی ہیں، افراہیم! کیا سچ میں آپ نے" "شیری کو معاف کر دیا؟

ابھی بھی جیسے وہ خوفزدہ تھیں، افراہیم نے اسکا ہاتھ جکڑے جھک کر بوسہ دیا جو اس نڈھال عورت کے دل کو تقویت دے گیا۔

ہمم، کر دیا۔ اس سب کو مت سوچو گل۔ بلکہ ٹھیک ہو جاو کیونکہ اپنے" شیری کی شادی کرنی ہے۔ بھجت آفریدی، یعنی سلینا کا شوہر، اسکی بہن آمنہ۔ اور اچھی بات یہ ہے کہ اپنا شیری مان گیا ہے، تمہاری طبعیت بہتر ہوتے ہی ہم آفریدی حویلی چلیں گے، پرانی کڑواہٹیں بھی اس نئے رشتے" سے محبت میں بدلیں گی

یہ سب واقعی گل لالہ کے لیے دھچکے سے کم نہ تھا تبھی تو انکا سفید پڑتا چہرہ خود افراہیم صاحب کو تشویش دلا گیا۔

"کک۔۔کیا، میرے شیری کی شادی؟ آپ سچ کہہ رہے ہیں کرنل صاحب۔۔۔وہ مان گیا؟ ابھی چلتے ہیں۔۔م۔۔میں بالکل ٹھیک ہوں واقعی یہ مائیں سچ میں درویش ہی ہوتی ہیں، وہ جوانکے سفید چہرے سے پریشان تھے، یکدم گل لالہ کی ایکسائٹمنٹ پر مسکرا دیے، واقعی شیری کی شادی کا ذکر اس عورت کے اندر مرجھاتی زندگی کو بحال کر گیا۔"

"ارے ارے بیگم صاحبہ زرا تو دم تو لیں، پورے پورٹوکول اور تیاری کے سنگ جائیں گے بھئی آخر کار اکلوتا بیٹا ہے، پرسوں کا پلین ہے، تب تک تم مجھے فٹ فاٹ چاہیے ہو، شیری کی شادی پر اسکی حسین ممی کا ڈانس تو ضروری ہے"

گل لالہ کی ہنستی آنکھیں خود آفراہیم صاحب کا دل ہلکا کر چکی تھیں اور انکے سمجھانے پر وہ مان تو گئیں مگر دل تھا کہ ابھی جانے پر مچل رہا تھا۔

شیری یہ سب دل سے تو کر رہا ہے؟ مطلب ایسا نہ ہو اس بچی سے کوئی"
ناانصافی کر جائے۔ افراہیم! کیا وہ میرے شیری کے دل کی محرومی دور کر
پائے گی، وہ سیلی کے لیے کتنا پاگل تھا، ترس گئی ہوں میں اپنے بچے کی
"کھلکھلاتی ہنسی کو، کیا وہ دوبارہ ہنس پائے گا
مسکراتے مسکراتے گل لالہ کی آنکھیں بھیگیں تو آواز بھی کپکپا اٹھی،
افراہیم جدون کی اپنی آنکھیں ان کہے کرب سے بھر گئیں، وہ ماں امید
بھری نگاہیں ان پر ٹکائے ہوئے دم سادھ کر جواب کی منتظر تھی اور وہ کل
شام شیری کا کرب اور اسکی تکلیف یاد کرتے سوگوار سے ہو گئے۔
اللہ سے اچھی امید رکھو گل، وہ ضرور دل سے مسکرائے گا جب اسے اللہ"
کی مصلحت سمجھ آئے گی، ہم مانی کو کہیں گے کہ وہ اپنی محبت سے شیری کو
"جکڑ لے، باقی اللہ کے ہر کام اور ہر فیصلے میں بہتری ہوتی ہے
بھلے وہ خود مایوس تھے مگر اس ماں کی امیدیں چاہ کر بھی نہ توڑ پائے اور گل
اتنی سی ڈھارس پر ہی کھل اٹھیں، لیکن انکی نظر اپنے فون پر پڑی جہاں

شیری نے انھیں موجودہ صورت حال سے باخبر کرتے ہوئے رونا کے ایک بار پھر فساد کی خبر پہنچائی تھی جسے پڑھ کر وہ خود تو پریشان ہو گئے مگر گل لالہ کو بھنک بھی پڑنے نہ دی۔

جبکہ یہی صورت حال جندل محل کی تھی، آفریدی حویلی کے تمام افراد جا چکے تھے مگر لوئے مسلسل دستگیر سے رابطے میں تھا، لعلین کے ہوسپٹل سے غائب ہونے کی خبر دستگیر نے صرف اسے دی اور آگے نہ بتانے کی تلقین بھی کی مگر وہ ضرورت ان حالات سے پریشان ہو چکا تھا۔

.._____..

لئیق کی گاڑی مسلسل رونا کے ٹرک کا پیچھا کر رہی تھی اور دستگیر اور شیری بھی لئیق کی لوکیشن ٹریس کیے مسلسل انکا پیچھا کر رہے تھے، جبکہ ٹرک

چلاتا ہارون بے ڈھنگے قہقہے لگاتا تب چونکا جب ساتھ ہی سیٹ پر دھری ہو کر بے جان پڑی لعلین کا سر ٹیس سی اٹھنے پر درد کراٹھا، اسکے ہوش میں آنے پر رونا کی ہنسی مزید گہری ہوئی جبکہ لعلین اٹھ نہ پا رہی تھی کیونکہ اسکے ہاتھ رسی سے مضبوطی سے بندھے تھے اور منہ پر بھی ٹیپ تھی مگر ہمت جتا کر وہ سیٹ پر سیدھی ہو کر بیٹھی، نظر پھیر کر اس ہنستے خبیث کو دیکھا تو آنکھوں میں نفرت امڈی۔

"جاگ گئی تم، دیکھو ایڈونچر ہو رہا ہے۔ تمہارا وہ لئیق پیچھے ہی آ رہا ہے، اور تمہیں پتا ہے لال۔۔۔۔ آج تمہارے لئیق کے چیتھڑے اڑا دوں گا بلکل ویسے جیسے اس چوکیدار کو اڑایا۔ تمہیں کہا تھا ڈائیورس لے لو لیکن تم تو اسکے منہ بھی لگ گئی۔۔۔۔ غلط کیا میری جان۔۔۔ ہاہا"

اس شخص کے یہ غلیظ الفاظ لعلین کی آنکھوں میں خوف اتار گئے، اسے اپنی کہاں پرواہ تھی، اسے تو لئیق کی فکر تھی، رونا واقعی حیوان بن چکا تھا اور لعلین کو اپنا آپ بے جان محسوس ہوا۔

"لو کھول دیا منہ۔۔۔۔"

اس لڑکی کے بندھے ہاتھوں سے ہی پلٹ کر اسے مارنے پر وہ ہنستا ہوا ایک ہی جھٹکے سے اسے سیٹ کی اور واپس پٹخ کر اسکے ہونٹوں پر سے ٹیپ اتار کر اس ٹیپ کو اچھوت کی طرح باہر پھینکتا ہنسا۔

"تم اتنا گر جاوگے خبیث، خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔دوستی۔۔۔ت

"جیسے رشتے کو جس طرح تم نے گندا کیا ہے، بخشے نہیں جاوگے۔۔۔

لعلین نے اسکے کندھے پر لپک کر پوری قوت سے اپنے دانت گاڑے، یہی نہیں اپنی ایک ٹانگ سے اسکی ٹانگ کو بری طرح ہٹ کیا، زرا دیر کو ٹرک کا کنٹرول رونا کے ہاتھ سے نکلا مگر اس نے بری طرح لعلین کو اسکے بالوں سے نوچے اس بری طرح ٹرک کی کھڑکی سے پٹخا کہ وہاں لگی کوئی نوکیلی چیز لعلین کے ماتھے پر جا لگی۔

"وحشی ملعون۔۔۔۔"

وہ لہولہان ماتھے سمیت غرا کر چینخی اور لئیق نے اپنی گاڑی کی سپیڈ مزید تیز کی۔

ہاہا، ابھی کہاں۔۔۔جو تمہارے ساتھ ہو گا اصل وحشی پن تو وہ"
ہو گا۔۔۔۔تم نے اپنے دوست پر اس منحوس کو ترجیح دی اسکی سزا بھگتو گی لال۔۔۔۔میں برباد ہوا ہوں تو تمہیں بھی مکمل برباد کروں گا۔میرے تمہیں دیے زخم صرف میں مرہم سے ٹھیک کروں گا، وہ کون ہوتا ہے حصہ دار۔۔۔۔م۔۔میں نے دیکھا، یو سیڈ ہی از سپیشل فار یو۔۔۔۔۔نو و
"ڈالنگ میں ہوں جسے تمہارے لیے ہمیشہ خاص ہونا ہے
اس پاگل شخص کی یہ باتیں لعلین کے جسم سے جان سرکا رہی تھیں، اسکا بس چلتا تو وہ چلتے ٹرک سے چھلانگ لگا دیتی لیکن اس شخص کے سائے میں مزید سانس نہ لیتی۔

ت۔۔۔تم پاگل ہو گئے ہو ہارون۔۔۔۔م۔۔مت کرو یہ سب۔۔۔۔"
کیوں تکلیف دے رہے ہو۔۔۔۔میری نظروں میں۔۔م۔۔مزید مت

گرو۔۔۔کہ میں تم سے دوستی کو زندگی بھر کا ناسور بنا

"بیٹھوں۔۔۔۔۔چ۔۔ چھوڑ دو پلیز

اس کے ناپاک ارادے لعلین کی جان نکال رہے تھے تبھی وہ اسکی قید میں بے بسی سے سسک پڑی۔

"وہ تو بن گیا ڈرالنگ، لئیق تمہیں کیا دے گا۔۔۔بیزار ہو جائے گا، تم اس سے باپ بننے کا حق چھین کر اسے خود سے کب تک راضی رکھو گی۔۔۔۔۔میں بیزار نہیں آوں گا، میں تمہیں بہت محبت دوں گا۔ت۔۔ تم اسکو بھول جاو گی۔۔۔۔۔میں تو تمہارا بیسٹ فرینڈ ہوں۔۔۔ہم ساتھ خوبصورت لگیں گے"

اس شخص کی باتیں سنے لعلین کے آنسو مزید تیز ہوئے اور وہ باقاعدہ اسکی وہشت ناک نظروں سے کانپنے لگی۔

"ناں ناں۔۔۔ مجھ سے ڈرو مت۔۔۔بس ہم پہنچنے والے ہیں۔۔۔۔لئیق مر جائے گا تو تم خود ہی بیوہ ہو کر اسکی اور اسکے محل کی قید سے نکل جاو"

گی۔۔۔دیکھو میں نے سب ٹھیک کر دیا۔۔۔ چلو بیہوش ہو جاو اب میری لال"

وہ اس لڑکی کی گردن کی واپس رگ دباتا اسے لمحے میں ہر اذیت سے نکال گیا جبکہ لئیق جو مسلسل دم دیتی اذیت سے گزرے اس ٹرک کا پیچھا کر رہا تھا، یکدم ٹرک کے بیچ سڑک رکنے پر خود بھی گاڑی روک گیا، سڑک کے دونوں طرف گھنا جنگل تھا، ٹرک سامنے کی طرف مڑ کر رکا تو لئیق بھی اپنی گن لوڈ کرتا احتیاط سے اپنی گاڑی سے نکلا۔

جبکہ اسی لمحے بیہوش ہوئی لعلین کو ٹرک کی دوسری طرف سے نکلوا کر فارا کے کندھے پر لادتا وہ اسے جانے کا اشارہ کیے خود ٹرک میں لگے بمب کا ٹریگر ہاتھ میں پکڑے، دوسرے میں گن لیتا خود بھی وہیں ٹرک کے ٹائیر کے پیچھے جا کر چھپا، جب اس نے لئیق کو ٹرک کے قریب آتے دیکھا تو خود بھی جنگل کی طرف بھاگ نکلا مگر کچھ دور جا کر رک گیا۔

لئیق نے گن تانے جب ٹرک کے قریب پہنچا تو پورا ٹرک خالی دیکھ کر اسکی آنکھوں کے آگے واقعی اندھیرا چھایا۔

لئیق بلکل ٹرک کے پاس کھڑا تھا، جبکہ ہارون درخت کی اوٹ میں کھڑا اس سے پہلے وہ ٹریگر دباتا، اسکے پیروں کی سمت سے کوئی بچھوا اسکے بوٹ سے چڑھتا اسکی پتلون میں گھس کر ڈنگ گیا اور اسکے غیر ارادہ درخت کی اوٹ میں ہو کر چیخنے پر لئیق بھی اس طرف پلٹا مگر اس سے پہلے لئیق اسے دبوچتا، ہارون نے اپنے ہاتھ میں پکڑا ٹریگر لئیق کی طرف لہرا کر دیکھایا تو لئیق کے قدم تھمے۔

"بھاگنا مت خبیث"

لئیق نے غرا کر اس بچھو کے ڈنگ سے سرخ پڑتے ہارون کو قہرناک وارننگ دی مگر رونا نے اسکی وارننگ کے باوجود وہ ٹریگر دبایا، ایک دھماکے کے سنگ وہ ٹرک نا صرف پھٹا بلکہ لئیق کچھ فاصلے پر ہونے کے

باوجود کئی قدم دور جا گرا، اور اسے یوں بری طرح گرتا دیکھتے رونا تیزی سے جنگل کی سمت بھاگ نکلا۔

دیکھتے ہی دیکھتے ٹرک کے ملبے کو آگ نے لپیٹ میں لیا اور سڑک پر گرے لئیق نے سر سے نکلتے خون کی ٹیس کے باوجود دونوں ہاتھوں کے سہارے خود کو سیدھا کیا، سڑک پر آکر رکتی دستگیر کی گاڑی دیکھ کر اسے کچھ ڈھارس ملی جو یہاں ہوتی قیامت پر خوفزدہ ہوتا اپنے آدمیوں سمیت سڑک پر زخمی حالت میں گرے لئیق تک پہنچا اور اسکا ہاتھ پکڑے سہارا دے کر اٹھایا۔

لئیق کی گردن پر گہرا کٹ آیا تھا اور اس سے بھیانک حد تک خون نکل رہا تھا، ماتھے پر اور بڑھی بیرڈ بھی دائیں طرف سے لال ہو رہی تھی۔

"ب۔۔بھائی آپ ٹھیک ہیں؟ چلیں ہوسپٹل۔۔۔آپ کی گردن کا زخم گہرا لگ رہا ہے۔۔۔خدانخواستہ"

دستگیر کی اسے یوں دیکھ کر جان ہی نکل چکی تھی مگر لئیق کا دھیان اس حالت میں بھی اس طرف تھا جہاں وہ خبیث بھاگا تھا، اتنے میں شہریار اور

اسکے لوگوں کی دو عدد گاڑیاں بھی اسی سڑک پر رکیں، شہریار اس خوفناک دھوئیں کے غبار کو دیکھتا پریشانی کے سنگ گن لوڈ کرتا باہر نکلا مگر لئیق کو دیکھ کر اسکے چہرے پر بھی فکر اتری۔

"میں ٹھیک ہوں دستگیر، ہوسپٹل کا وقت نہیں ہے۔۔۔ہارون جنگل کی طرف بھاگا ہے۔۔۔ لعلین اسکے قبضے میں ہے۔۔۔میں لعلین کو اس وحشی کے رحم وکرم پے نہیں چھوڑ سکتا۔۔۔ گن اٹھا کر دو میری۔۔۔۔"

لئیق نے خود کو ٹھیک ظاہر تو کیا لیکن وہ بالکل ٹھیک نہ تھا، اسکے سر پر ہارون کا خون سوار تھا، اور دستگیر جتنا بھی کہہ لیتا جانتا تھا وہ نہیں مانے گا سو سڑک پر گری لئیق کی گن اس نے آزردہ ہو کر اٹھا کر جب لئیق کے لہولہان ہاتھ میں پکڑائی تو اس کا دل بھی کٹ گیا۔

شہریار نے اپنے لوگوں کو جنگل میں ہر طرف پھیلنے کا حکم دیا اور وہ سب لئیق کے پیچھے ہی اس طرف بڑھے جہاں ہارون بھاگا تھا، قدموں کے نشان بھی اس گیلی مٹی سے واضح تھے سو انکو پیچھا کرنے میں آسانی ہو رہی تھی۔

لئیق کے پورے جسم میں اس وقت درد اٹھ رہے تھے اور اسکے لیے سمجھنا
مشکل تھا کہ درد کی جڑ کہاں ہے، فی الحال تو اسکا دل ڈوب رہا تھا۔
دستگیر بار بار بھائی کو دیکھ رہا تھا کیونکہ لئیق کی گردن پر لگے کٹ سے
مسلسل خون رس کر اسکی شرٹ کو خون آلود کر رہا تھا۔
جبکہ ہارون اس بچھو کے ڈنگ سے ہی آدھا جکڑا جا چکا تھا، جب تک وہ
بھاگ دوڑ کر کوٹیج پہنچا، فارا نے لال کو اس کاٹیج کی ریتلی زمین پر جا کر لٹا دیا
تھا جہاں ارد گرد گھاس پھوس کا امبار تھا مگر فارا کے چہرے کی رنگت تب
پیلی پڑی جب اس نے باہر آکر بری طرح سسک کر گرتے ہارون کو دیکھا،
وہ کوئی جنگلی زہریلا بچھو تھا جس کے کاٹنے کی وجہ سے ہارون پر کاش کے
پورے جسم پر سرخ نشان ابھر رہے تھے، اسکی صورت بھیانک حد تک
سرخ ہو رہی تھی اور فارا کا اپنا دل، رونا کی یہ حالت دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا۔

....★☆☆☆☆☆★....

"ب۔۔باس! آپ ٹھیک ہیں ناں؟"

فارا نے لڑکھڑاتی آواز کے سنگ مٹی اور گرد سے اٹی زمین پر گرتے درد سے کراہتے ہارون کا کندھا جکڑے اس سے پوچھنے کی کوشش کی مگر وہ اہنی ٹانگ کو پاگلوں کی طرح یوں مکے برسانے لگا جیسے اسے اذیت ناک درد اٹھ رہا ہو۔

"ک۔۔کچھ کاٹ گیا۔۔۔فارا۔۔۔لعلین کو یہاں سے لے کر فوری نکلو۔۔لئ۔۔لئیق کو کمزور سمجھنے کی غلطی نہیں کر سکتے۔نومی کو کال کرو۔

"اسے کہو ہمیں یہاں سے جلدی نکالے

اس درد کی ٹیس کے باوجود اسے صرف یہ فکر تھی کہ وہ یہاں سے نکلیں کیونکہ بھلے وہ لئیق کو شدید زخمئ کر چکا تھا مگر اسکے اندر رگ رگ تک بلیک ڈائمنڈ کا خوف اترا ہوا تھا۔

جبکہ فارا نے سہمے تاثرات کے سنگ اسکی بات سنے اٹھ کر تیزی سے اپنا فون نکالے کال ملانی چاہی مگر ہوائی فائرنگ نے جیسے اس سمیت ہارون پر کاش کے چہرے پر خوف اور ہراس کا تاثر پھیلایا۔

صبح اتنی بھیانک تھی کہ آسمان سیاہ خوفناک بادلوں کی لپیٹ میں جنگل کو ایک وہشت کدہ پیش کر رہے تھے۔

ہارون نے بروقت اپنی گن اپنے ہاتھ میں لیے درخت کا سہارا لے کر اٹھنے کی کوشش کی، انکے چار عدد غنڈے ساتھی بھی اپنے گنز تھامے اس طرف دیکھتے محتاط ہوئے جہاں سے اندھا دھند گولیاں چل رہی تھیں۔

"ب۔۔ باس! لگتا ہے وہ بچ گیا"

فارا نے ان بھیانک قدموں کی آہٹ سنے خوف سے کانپتی آواز کے سنگ کہا جس پر ہارون نے لمحہ صرف کیا اور کاٹیج کے اندر نیم جان پڑے وجود کی حرکت دیکھتا وہ تیزی سے اپنی ٹانک کا درد بھلائے اندر بڑھا، لعلین نے ہوش میں آتے ہی خود کو اس خوفناک جگہ پائے چیخ ماری مگر اس سے پہلے

لئیق، دستگیر اور شہریار کے لوگ اس چیخ کا تعاقب کرتے، ہارون نے لعلین کو بالوں سے جکڑے بے دردی سے زمین پر سے اٹھایا اور ایک بازو اسکے پیٹ کے گرد لپیٹ کر اسکی پشت کو اپنے سینے سے لگائے اس لڑکی کو اپنی ڈھال بناتا، وحشی بنا باہر نکلا تو تب تک فارا اور اسکے لوگ، ان سب پر فائرنگ شروع کر چکے تھے۔

لعلین نے حراساں نظروں کے سنگ اپنی گرد سے جلتی آنکھیں پوری کھولنے کی کوشش کی تو اسے لئیق دیکھائی دیا، لیکن وہ جس جگہ جکڑی ہوئی تھی اسکا خوف لمحے میں بھولا اور لئیق کی گردن کو خون سے تر دیکھتے ہی اس لڑکی کی جان اسکے وجود سے صحیح مانو میں سرکی۔

ل۔۔لئیق۔۔۔۔! وہ زخمی۔۔۔۔۔ہارون چھوڑو مجھے منحوس"

مارے۔۔۔وہ زخمی ہے۔مت کرو فائر۔۔۔اسے کچھ ہو۔۔ہو جائے

"گا۔۔۔۔میں تمہارے جسم کے ٹکڑے کر دوں گی ملعون

وہ ہارون کی گرفت میں حلق کے بل چیختی ہوئی چلانے لگی جبکہ لئیق، دستگیر اور شیری کے لوگوں کے مسلسل فائر کرنے کی ڈھال پائے پل پل فائر کرتا ہارون کی طرف بڑھ رہا تھا، لیکن شہریار نے اس منحوس کو عقب کی طرف سے جکڑنے کو پچھلی طرف قدم بڑھائے تھے۔

"لعلین۔۔۔میں ٹھیک ہوں۔ گھبرائیں مت"

وہ اس لڑکی کے پاگلوں کی طرح چیخنے پر خود بھی بلند آواز میں کہہ کر درخت کی اوٹ میں ہوا کیونکہ ہارون مسلسل اسی پر فائر کر رہا تھا، لئیق کو ایسا لگ رہا تھا گردن کٹ سی گئی ہے، اس مضبوط اعصاب کے مالک کے لیے بھی آہستہ آہستہ درد نا قابل برداشت ہو رہا تھا۔

دستگیر کی اپنی جان لعلین کی طرح ہی نکل رہی تھی اور ہارون، ڈنگ کا درد بھلائے اب یہ تماشا دیکھنے میں محو تھا، لعلین کو اس وحشی کی انگلیاں اپنے پیٹ میں خنجر کی طرح گڑھی محسوس ہو رہی تھیں، وہ ہاتھوں سے بندھی تھی پھر بھی اس نے اپنے پیروں کو استعمال میں لائے ہارون کو مشکل سے

دوچار کیے رکھا تھا، وہ مسلسل اسے دھکے دیتی اسکے پیٹ اور پسلیوں میں اپنی کہنیاں پیوست کرتی پھنکار رہی تھی۔

"تمہارا کھیل ختم ہو چکا ہے ہارون، خود کو ہمارے حوالے کر دو۔ ورنہ تمہاری عبرت پوری دنیا دیکھے گی"

زرادرد کو فراموش کیے لئیق واپس درخت کی اوٹ سے نکلے غرایا، لعلین کی آنکھوں میں دردناک آنسو اس شخص کی ہمت مزید کم کر رہے تھے، دستگیر کی گن سے نکلتی گولی آخر کار فارا کی بازو کو لگی تو اس طرف سے یلغار تھمی جبکہ ہارون کا ایک آدمی بھی ٹپک گیا، لیکن ہارون خود بھی جانوروں کی طرح اندھا دھند گولیاں چلا رہا تھا۔

"ہاہا! میری عبرت دیکھنے کی حسرت لیے ہی مرے گا تو لئیق۔ ویسے ماننا پڑے گا۔ ٹرک پھٹنا بھی تجھے مار نہیں سکا، بڑا فولادی ہے تو۔۔۔۔ مجھے ایسے جان دار دشمن بہت پسند ہیں۔۔۔۔"

ہارون کے منہ سے نکلتے یہ الفاظ جہاں دستگیر اور لئیق کا غضب بڑھا گئے وہیں یہ سن کر لعلین نے حقارت کے سنگ اپنی رُسی سے بندھی کلائیاں اس بے دردی سے کھینچیں کہ رسی ڈھیلی پڑتے ہی نا صرف اسکے ہاتھ آزاد ہوئے بلکہ وہ اپنے پیٹ پر بندھا ہارون کا ہاتھ کھولتی جھٹکے سے نا صرف مڑی بلکہ اسکے منہ پر اس زور سے تماچہ مار ڈالا کہ ایک لمحہ سب گولیاں چلانا بھول کر سکتے میں چلے گئے، اس زوردار تھپڑ پر رونا کو لگا دن میں تارے دیکھائی دینے لگے ہوں، وہ نازک سی لڑکی اسکی سماعت اگلے مکے سے سائیں سائیں کرتا آلارم بنا گئی، اسکے جبڑے سے خون نکلا تو وہ لعلین کو جان سے مارتے تیوروں سے غرایا۔

وہیں شیری نے جھپٹ کر عقب سے ہارون کی گردن پر اس زور سے گھونسا مارا کہ وہ منہ کے بل جا کر زمین سے پٹخا، اور فارا سمیت اسکے باقی دو آدمی پولیس نے بروقت جکڑے اور ان سے انکی گن لی۔۔

دو سال پہلے جب میں نے تمہیں اپنے ساتھ کی ناانصافی پر نہیں بخشا رونا" تو اب کیسے بخش دوں، تم نے اسے تکلیف دی ہے جو میری زندگی کی خوشی بن چکا ہے"

ہارون کا چہرہ گرد کی وجہ سے گندا جبکہ اسکے سر اور آنکھ کے کنارے سے شیری کے پٹخنے پر خون بہہ نکلا اور رہی سہی کسر لال نے اسکے بال نوچ کر اوپر اٹھائے پوری کی، شیری نے اسکے دونوں بازو پیچھے کو مڑورے ہتھ کڑی پہنائی جبکہ لعلین نے اسکے زخمی منہ کو اپنے ناختوں سے بری طرح نوچے جس پر وہ لمحہ بھر درد سے بلبلا گیا، ہر کوئی لعلین کو یوں وحشی ہوتا دیکھ کر پتھرایا ہوا تھا اور لئیق نے جانے شیری کو کیا اشارہ کیا کہ وہ سر ہلائے لعلین کی طرف متوجہ ہوا۔

جبکہ اسی لمحے دستگیر نے مڑ کر دیکھا تو لئیق درخت سے ٹیک لگائے اپنی بازو دوسرے ہاتھ سے جکڑے گہرے سانس بھر رہا تھا، دستگیر اسکی طرف

تیزی سے دوڑا کیونکہ لئیق کو ایسا لگ رہا تھا جیسے اسکی آنکھیں اندھیرے سے جا ملی ہوں۔

" لال۔۔۔لیو۔۔۔۔"

شہریار کو خدشہ تھا کہ لعلین ہی کہیں اس خبیث کی جان نہ لے لے تبھی وہ اسے اس پر سے زبردستی اٹھائے دھاڑا مگر ان دونوں کو لئیق کے لڑکھڑانے نے مڑنے پر مجبور کیا اور دستگیر اس سے پہلے لئیق تک پہنچتا، وہ سانس رکنے اور آنکھوں کا منظر تھم جانے پر اسی طرح اپنی بازو جکڑے ہی بری طرح زمین پر گر پڑا۔

"ل۔۔لئیق"

لال نے اسکے گرتے وجود کو دیکھتے اس طرف دوڑ لگائی مگر وہ اس لڑکی کو دیکھ نہ سکا، کیونکہ گرتے ہی لئیق ایزدعلوی ہر ہوش سے بیگانہ ہو چکا تھا۔

ب۔بھائی۔۔۔۔کیا ہو گیا آپکو۔۔۔۔۔میں آپکو کچھ نہیں ہونے دوں"

"گا

دستگیر نے اس بے جان وجود تک پہنچتے انکا سر اپنی گود میں رکھے ہلاتے ڈوبتی آواز سے کہا، لیکن لعلین ابراہیم کی تو اسکی حالت دیکھ کر ہی جان نکلنے لگی تھی، وہ گردن کے زخم کی وجہ سے موت کے دہانے پہنچ چکا تھا۔

شہریار نے رونا کے منہ پر اس بری طرح سے پنچ مارا کہ اگلے ہی لمحے وہ ہوش سے بیگانہ ہو گیا جبکہ رونا، فارا اور اسکے دو ساتھیوں سمیت پولیس کے لوگ جہاں انھیں گھسیٹ کر گاڑیوں کی سمت بڑھے وہیں شیری نے ہی ایمولنس کو کال کی۔

آدھے گھنٹے تک لئیق کو قریبی ہوسپٹل پہنچایا گیا تھا، اسکی بہت بری کنڈیشن تھی جسے دیکھتے ہی ڈاکٹرز نے کوئی امید بھری نگاہ ان جان ہارتے لوگوں پر نہ ڈالی۔

اس شخص کا خون لعلین کے چہرے اور کپڑوں پر بھی لگ چکا تھا، لیکن اسکی رہن زبان، آہ وفغاں کرتے وہ دردناک آنسو زیادہ جان لیوا تھے۔

"لال! سنبھالو خود کو"

شیری نے اول تو اسے دلاسا دینے کی کوئی کوشش نہ کی کیونکہ دستگیر اسکے پاس بھائی کی طرح موجود تھا لیکن جب لال کے آنسو شیری کے دل کو اذیت دینے لگے تو وہ اسکے پاس آیا، اور لعلین نے رخ پلٹ کر اسے سوجھی متورم آنکھوں سے یوں دیکھا جیسے اسکا کلیجہ نکال لینا چاہتی ہو۔

"چھا نہیں کیا مجھے ایک بار پھر کمزور کر کے۔۔ بابا کے بعد لعلین نے کسی کو اپنی کمزوری نہیں بنایا، ل۔۔ لیکن نہیں سنبھال سکتی، تم نے اچ۔۔ ن۔۔ وہ بن گیا۔ اب بتاو کیسے دیکھ سکتی ہوں اسے یوں۔۔۔۔

اسکے دردناک آنسوؤں میں ڈھلے جواب نے دستگیر اور شیری دونوں کے دل کاٹ دیے تھے کیونکہ اس لڑکی کی سانسیں آئی سی یو روم کی جلتی روشیوں سے جڑی تھیں۔

"وہ ٹھیک ہو جائے گا، مجھے جو سزا دو گی منظور ہے۔ لیکن رومت۔۔۔۔ آئی ایم سوری، تم خود ٹھیک نہیں ہو، یوں رو کر طبعیت بگھاڑ لو گی۔ میری مانو تو دستگیر کے ساتھ گھر جاو، اسکے ساتھ میں ہوں"

شیری کو واقعی یہی لگ رہا تھا کہ وہ کسی بھی لمحے ہمت ختم ہونے پر گر پڑے گی پر وہ اس بے حس کے مشورے پر کاٹ کھاتی گھوری اور اسے نفرت سے خود سے پرے دھکیلا۔

"اسے تمہارے رحم و کرم پر چھوڑ دوں؟ تمہارا کیا بھروسہ کب کس کے کہنے پر مجبور ہو جاو۔۔۔جب تک وہ ٹھیک سے س۔۔سانس لے کر مجھے ن۔۔نہیں پکارتا، حرام ہے مجھ ہر یہاں سے جانا سمجھے تم۔۔۔چلے جاو تم دونوں۔۔۔۔"

وہ کسی جن زادی کی طرح چیخ اٹھی، اسکی یہ حالت ان دونوں سے برداشت نہ تھی، سر چکرانے پر وہ لڑکھڑائی تو شیری نے اسے لپک کر تھامنا چاہا مگر اس لڑکی نے اس حالت میں بھی یوں شیری کو دیکھا کہ وہ اسے دیا سہارہ خود ہی جھٹک گیا، وہ گہرے گہرے سانس بھرتی کرسی پر لڑھک سی گئی تو شیری نے تکلیف کے سنگ دستگیر کو دیکھا جو خود غم سے نڈھال تھا،

اس حادثے کی خبر ابھی تک کسی کو نہیں دی گئی تھی، لال کی حالت کے پیش نظر، بھجت رازداری سے سیلی کو لے آیا تھا۔

اور سلینا کو آتا دیکھتے ہی وہ روتی ہوئی آپیا سے جا لپٹی اور اتنا دردناک روئی کہ ان چاروں کی آنکھیں آبدیدہ ہو گئیں۔

"س۔۔ سیلی۔۔۔۔ اسکا بہت خون بہہ گیا۔۔۔ ڈاکٹر کو کہیں میرا سارا خون لے لیں۔۔۔۔ اسکے کپڑے بھی خون سے تر ہیں۔۔۔۔ سیلی اسے کچھ ہو گیا تو"

نرس کچھ دیر پہلے ہی لئیق کے خون آلود کپڑے اور اس کی باقی چیزیں دے کر گئی تھی اور اس نے اس طرف خوفزدہ ہو کر جیسے اشارہ کیا، خود سیلی کا دل اتنا خون دیکھ کر سہم گیا، لال نے اپنے ہاتھ میں بس اسکی شرٹ کے کف لنکس جکڑ رکھے تھے۔

بھجت، شیری اور دستگیر اس وقت ایک جیسی تکلیف میں مبتلا کھڑے تھے،
سیلی نے الگ ہوتے ہی اس بدحواس ہوتی لعلین کے سارے آنسو پونچھے
اسکی گال چومی جو آنسوؤں کی حدت سے دہک رہی تھی۔
"کچھ نہیں ہوگا اسے آپیا کی جان، دعا کرو۔۔۔رومت۔۔۔اسے ہم سبکی
"دعاوں کی ضرورت ہے
سیلی کے لاکھ دلاسے کے باوجود وہ تب کانپ سی گئی جب آئی سی روم سے
ایک ڈاکٹر باہر نکلے۔
سب ہی ایک ساتھ انکی طرف بڑھے تھے۔
"یوں لگتا ہے جسم سے سارا خون نچڑ سا گیا ہے، وہ بالکل بھی ٹھیک نہیں
ہیں۔بلڈ کا انتظام کریں آپ لوگ کیونکہ ہوسپٹل میں موجود بلڈ ہم لگا چکے
"ہیں، جلدی کریں۔ورنہ ہم انھیں اس وجہ سے بچا نہیں پائیں گے
ڈاکٹر نے تو باہر آکر یہ صور پھونکے مزید ان سبکی جان کھینچ لی تھی۔

میرا بلڈ لے لیں۔۔۔سارا لے لیں۔ لیکن اسے بچا لیں۔۔۔۔وہ کیسے مر "
"سکتا ہے؟۔۔۔اسکے بابا مر جائیں گے۔۔۔۔لال نور کو کون ڈھونڈے گا
وہ اپنی کلائی ڈاکٹر کی طرف بڑھائے جس جنونی کیفیت میں تھی وہ شدید
شاک کی سی تھی اور سلینا نے چھلکتی آنکھیں لیے اس پاگل کی کلائی واپس
کھینچی۔

لال۔۔۔میرا بچہ سنبھالو نہ خود کو۔۔۔۔۔ارینج ہو جائے گا، آو"

"یہاں۔۔۔۔۔خاموشی سے بیٹھو

بھجت اور دستگیر دونوں ہی بلڈ ارینج کرنے نکل چکے تھے اور خود ڈاکٹر بھی
واپس اندر جا چکا تھا مگر اس دوست کے دبائے آنسو شہریار جدون سے
برداشت کرنے مشکل تھے۔

"اسکارونارو کو سیلی۔۔۔۔۔"

شیری کی ڈوبتی ابھرتی آواز پر سلینا نے اسکی طرف دیکھا، اس شخص کی
آنکھیں خود بھی سرخ ہو رہی تھیں، رو رو کر اس بیوقوف نے اپنے جان

آدھی کرلی تھی، کوئی نہیں کہہ سکتا تھا یہ وہ لڑکی ہے جو رونا اپر ٹوٹ برسی تھی اور اب یہاں خود کو بے جان کرنے پر تلی تھی۔

تم نے اور ہارون نے مل کر یہ رونے ہمارے مقدر میں درج کیے ہیں،"

دکھ ہو رہا ہے اسے روتے دیکھ کر۔تب کہاں تھا تمہارا یہ دل؟ کیوں پتھر کر

"لیا تم نے

سیلنا نے اٹھ کر اس شخص کے سینے میں تیز پیوست کیا تھا، وہ لاکھ اذیت میں تھا لیکن اسکی آنکھوں میں جلا کر راکھ کرتی وہشت تھی۔

تم سے بات نہیں کرنا چاہتا سلینا آفریدی، اچھا ہو گا کہ گڑے مردے"

مت اکھاڑو۔ تمہیں کوئی سزا نہیں دی، اس کو اپنی جان بخشی سمجھو۔رہی

بات لال کی تکلیف کی تو میں ہی اسے لئیق تک پہنچانے کا وسیلہ بنا ہوں

" سمجھی

وہ تلخ ہوتا اپنے لہجے کو بھی نیم کر گیا اور سیلی حیرت زدہ تھی کہ اس بندے کو ابھی بھی اپنے کیے بھی کوئی افسوس نہیں۔

تم اتنے سنگدل کیسے ہو سکتے ہو شیری؟ نہیں جانتی کہ ایسا کیا ہوا کہ تمہیں" سب سے معافی مل گئی لیکن تم نے ہارون کا ساتھ دے دے کر اسے اس درجہ حیوانیت تک پہنچایا کہ اس نے انسانوں کو سالم نگلنا شروع کر دیا، اور ابھی بھی تم مزید کھیل کھیلنے پر بضد ہو۔ اگر تم نے مانی کے ساتھ کچھ برا کرنے کی کوشش کی تو پہلے تو نہیں لے سکی، اب تمہاری جان ضرور لوں گی"

سلینا کی نفرت بھری نظریں شہریار جدون پر جمی تھیں اور اسکے تنبیہی لہجے پر وہ استہزایہ سا ہنسا۔

لال ان دو کی بعث سننے کا سٹیمنا نہیں رکھتی تھی سو اٹھ کر وہاں سے چلی گئی، ویسے بھی دم گھٹ رہا تھا، وہ تازہ ہوا میں کچھ دیر سانس لینا چاہتی تھی۔

"اگر اسے حیوان میں نے بنایا ہے تو اسکی حیوانیت کا توڑ بھی شہریار جدون کرے گا، رہی بات مانی کی۔ اس معاملے سے کوسوں دور رہو یہی تمہارے حق میں بہتر ہے سلینا آفریدی"

وہ ایک ایک لفظ سلگ کر کہتا اسکے نام پر خاصا زور دیتے بولا اور سیلی کو مانی کے لیے مزید ڈر لگا، یہ شخص واقعی خبطی ہو چکا تھا۔

"چلے جاو یہاں سے، تمہاری ہمدردیوں کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہاں رہ کر دکھاوا کرنے کی کوشش مت کرو، تمہارے اندر کا ذہر کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔اس منحوس کا کچھ تو تم پر بھی اثر ہوا ہو گا"

اس بار سیلی واقعی اسکے جلال کو بلاوا دے رہی تھی اور وہ اسے ضرور سبق سیکھاتا مگر جانے کس احساس کے تحت اس نے سیلی سے نظریں پھیرے اپنے قدم باہر کی طرف بڑھا لیے۔

لیکن اس سے پہلے وہ ہوسپٹل سے نکلتا، لان میں بینچ پر بیٹھی لال کو دیکھ کر وہ ناچاہتے ہوئے بھی رک کر اسکی سمت لپکا جو کسی غیر مرئی نقطے پر نظریں جمائے گم صم اداس بیٹھی تھی۔

"لال! "

وہ اسے پکارتا ساتھ ہی بیٹھا تو لعلین نے اس سے منہ پھیر لیا، وہ اعتبار توڑنے والوں کو معاف نہیں کرتی تھی۔

"ہارون کو کب موت ملے گی؟ تم نے اسے اریسٹ کیوں کیا۔ ان کاونٹر کرتے تاکہ اس جیسی غلاظت ختم ہوتی"

لہجہ اجنبی رکھتے وہ درشتی سے استفسار کرتی بولی۔

"اسے ٹارچر کیے بنا موت دینا ٹھیک نہیں"

شیری کی بات پر وہ اسے خونخوار آنکھیں اس پر جما کر گھوری۔

"تمہارے تو اسکے ساتھ بھائی جیسے تعلقات ہیں، تم کیسے دے سکو گے ٹارچر؟"

لال کے لہجے میں طنز تھا، یہ جانتے بوجھتے کہ شیری اس سب میں ہارون کی وجہ سے پھنسا پھر بھی اسے اس شخص کی بے بسی پر غصہ تھا۔

"تمہیں ساری سچائی بتاوں گا لیکن صرف اس شرط پر کہ تم مجھے معاف کر دو"

وہ اس سے یوں معافی مانگ رہا تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو تبھی تو وہ اسکی شکل پر ناگوار نظر جمائے ہوئے تھی۔

"تمہیں پتا تھا لعلین بار بار ایک ہی شخص پر اعتبار نہیں کرتی، اور مجبوری تو سرے سے تسلیم نہیں کرتی۔ لیکن تم نے پھر بھی مجھے دھوکہ دیا، سچائی تو مجھے پتا چل ہی جائے گی لیکن تمہیں معاف تب تک نہیں کروں گی جب تک تم اس کو مار نہیں دیتے"

وہ کسی صورت نرم پڑنے پر آمادہ نہ تھی اور شہریار اسکی طرف دیکھ کر افسردہ ہوا۔

"اسے مارنا آسان نہیں ہے، تب تک تو بالکل نہیں جب تک اسکی اصل سچائی معلوم نہیں ہو جاتی۔ اسے وہی موت دینا چاہتا ہوں جسکے وہ لائق ہے"

شہریار کے لہجے میں تکلیف اور نفرت کی زیادتی تھی۔

ٹھیک ہے، تب تک میرے سامنے مت آنا کیونکہ اپنے ساتھ زیادتی"
"کرنے والے کو سزا میرے یہ بے قابو ہاتھ خود دے دیتے ہیں
وہ آنکھوں میں غصہ لیے بولی نہیں، پست سا جبڑے بھینچ کر چلائی تھی،
سیلنا باہر آئی تو دونوں کو دیکھ کر وہیں اداس سی رک گئی۔
"کوشش کروں گا، تمہیں کچھ دیر ریسٹ کر لینا چاہیے لعلین"
وہ اسکی طبعیت کو لے کر پریشان تھا کیونکہ وہ بالکل مرجھائی لگ رہی تھی۔
اگر لئیق کی جگہ میں آئی سی یو روم میں مر رہی ہوتی تو کیا وہ ریسٹ کر رہا"
ہوتا؟ وہ بھی مر رہا ہوتا میری طرح۔۔
بڑے محبت شناس بنے پھرتے ہو تم شہریار جدون۔۔۔ کسی پیارے پر آنچ
آئے تو کیا سکون باقی بچتا ہے؟ تمہیں کیا پتا تم نے تو محبت میں جنگ کے طور
اپنائے تھے، وہشت بھی جائز قرار دی تھی، تمہیں کیا پتا جس سے محبت ہو
اسے تکلیف نہیں دی جاتی بلکہ اسکی تکلیف خود پر لے لی جاتی ہے۔

کل جس طرح ساری رات وہ میرے لیے پریشان رہا، کیا میں اتنی کم ظرف لگتی ہوں تمہیں کہ اسے موت کے منہ میں پڑا چھوڑ کر اپنا وقتی سکون اہم جانوں گی؟؟؟ سوری ٹو سے شیری، اگر تم ایسا سوچتے ہو تو پھر تمہیں ابھی "تک محبت کا گماں ہوا ہے محبت نہیں ہوئی

اس لڑکی کی زبان سے ادا ہوا اک اک لفظ شہریار جدون کے دماغ کی نسیں پھلا گیا، وہ تو کہہ گئی، لیکن وہ یہ سب سہہ نہ سکا۔

کیا اسے واقعی محبت کے ڈھنگ پتا نہ تھے؟ وہ آنکھوں کے کنارے ابھرتی نمی بے دردی سے ہتھیلی سے رگڑتا وہاں سے اٹھ کر چلا گیا مگر اس شخص کے قدم یوں تھے جیسے پیروں کے ساتھ کئی من وزنی لوہا بندھا ہو۔

اسکے جاتے ہی سیلی اسکے پاس آکر بیٹھی تو لال نے اپنا سر آپیا کے کندھے پر رکھ دیا۔

"تمہیں بھی شیری بدلا لگا کیا؟"

سیلی نے کھوئے ہوئے پوچھا تو وہ بے دلی سے سر ہلا گئی۔

"اس وقت کچھ بھی مت پوچھیں سیلی، اس وقت دل دکھا ہوا ہے"

وہ لعلین کی بات پر خود بھی آزردہ ہو گئی۔

"پریشان مت ہو، وہ بہتر ہو جائے گا"

سیلی کا دلاسا اسے بس دلاسا محسوس ہوا تبھی اس نے اپنی بھیگتی آنکھیں سختی سے موند لیں، صبح کٹ کر دن نکل آیا تھا، بادل سیاہ تھے مگر آہستہ آہستہ موسم برسات کی جھلک دیکھاتے زمین پر پھواریں برساتے، سرسبز لان میں گرتی پھوار سے اٹھتی مہک سانسیں معطر کر سکتی تھی لیکن اس لڑکی کو اس شخص کی خوشبو درکار تھی۔

باقی ہر سانس لینے کا وسیلہ وہ رد کر چکی تھی۔

.._____..

شیری کے حکم پر رونا کو تھانے نہیں بلکہ اسکے ذاتی گودام لایا گیا تھا، یہ شہری آبادی سے دور شہریار کی ذاتی ملکیت تھا، شہریار کے چار عدد لوگوں نے اس بپھرے ریچھ کو جکڑ کر پلر رسے رسیوں کی مدد سے باندھ کر جب اسکی آنکھوں سے پٹی ہٹائی گئی تو وئیر ہاوس کی مدھم روشنی بھی ہارون کی آنکھیں چندھیا گئی مگر اس نے دھاڑ دھاڑ کر غرانا شروع کیا، اسکی یہ وحشی آوازیں سننے والا شہریار جدون باہر کھڑا اپنے ہاتھ پر سیاہ کپڑا باندھ رہا تھا، شرٹ اتار کر اس نے وہیں پھینکی اور بلیک ویسٹ اور پینٹ پہنے وہ حقارت سی آنکھوں میں سجائے جب اندر داخل ہوا تو ہارون کی آنکھوں میں خوف اترا۔

"ڈیول کی جہنم میں خوش آمدید میرے دوست"

شہریار کے چہرے پر استہزایہ مسکراہٹ تھی اور جیسے جیسے اسکے قدم ہارون کی طرف بڑھے اسے لگا گردن میں ڈالا گیا طوق بھی کس گیا ہو۔

ت۔۔تو مجھے جیل لے جانے کے بجائے یہاں کیوں لایا ہے شیری، دیکھ"
"مجھے مارنا ہے تو مار دے۔۔۔ورنہ میں تجھے مار دوں گا
اس وہشت میں ڈوبے گودام میں، ڈیول کے رحم و کرم پر ہو کر بھی وہ
نفرت سے گرجا تو شہریار اسکی ہمت پر ہنسا۔
تو لال کے ایک تماچے کی مار نکلا اور بھڑکیں تو یوں مار رہا ہے جیسے پتا نہیں"
کونسا تیس مار خان ہے، تجھے اگر یاد نہیں تو بتاتا چلوں کہ تیرے سامنے وہ
مجبور، بے بس، تیری دھمکیوں میں آنے والا شیری نہیں ڈیول ہے، جس
بے دردی سے میں نے صارم کو مارا، تجھے میری خود سے نفرت کا تو اندازہ
ہو گا۔اب جب مجھے اختیار ملا ہے تو میں ساری نفرت نکالوں گا، ہاتھ
بندھے تھے پر دیکھ۔۔۔آزاد ہیں۔۔۔۔۔تجھے اس شہر تو کیا پورے ملک کی
کوئی جیل قید نہیں رکھ سکتی سو یہ خاندانی مسئلہ ہم آپس میں خود حل کرتے
ہیں، تیرے خاتمے کے ساتھ ساتھ ملک سے وفاداری بھی نبھ جائے
"گی۔۔۔کیا خیال ہے

شہریار نے اسکے خوف کو دیکھتے تمسخرانہ لہجے میں اسکی پیلی پڑی رنگت پر چوٹ کی اور وہ ان رسیوں میں بندھا ہونے کے باوجود غرا اٹھا، اس کا چہرہ پہلے ہی لہولہان تھا مگر اب اسکی ٹھیک سے ٹیوننگ ہونے والی تھی۔

"تو مجھے نہیں مار سکتا شیری، کیونکہ تو مجھ سے طاقتور کبھی نہیں ہو سکتا۔ مار دے پھر کہہ رہا ہوں، ورنہ مجھے یوں قید کرنے کی یہ غلطی تیری عمر بھر کا ایک اور روگ بن جائے گی"

اسے ہارون کا اب بھی بے خوف ہو کر دھمکانا متاثر کر گیا اور تبھی شیری نے مٹھی میں اسکے بال لے کر بری طرح نوچتے اسکے چہرے پر کاٹ دار نگاہیں ثبت کیں اور اسی کو ورڈ ہاتھ سے گھونسا ٹھیک اس خبیث کے پہلے سے زخمی جبڑے پر دے مارا، اسکے چہرے کا خون اس سیاہ کپڑے کو آلودہ کر گیا۔

"وہ انفارمیشن کہاں ہے؟ بتا دے۔ مار دوں گا۔ تیری بھی زلالت نہ ہو گی"

"مزید اور میرا بھی میٹر نہیں گھومے گا

شہریار کے استفسار پر وہ درد کے باوجود اس پر ہنس کر شیری کو مانو آگ لگا گیا۔

"ہاہاہا۔ تو میرا پرانا یار تو رہا نہیں جو میں سیدھے سے تجھے اپنی کئی سالوں کی محنت تھمادوں کہ لیجئے شیری صاحب، میری محنت کو برباد کر دیں۔۔ ہاہاوہ سب میرے اندر ہے۔۔۔ نکال لے، ہاہا۔۔ پھر کہہ رہا ہوں شہزادے، مار دے۔۔۔۔۔ کیونکہ اس بار اگر یہ درندہ اس قید سے آزاد ہوا تو تیرے چیتھڑے پہلے اڑائے گا"

شہریار کو اس کے چہرے سے صرف غلاظت ٹپکتی دیکھائی دے رہی تھی۔

"بندہ بھیجا تو تھا تو نے مجھے مارنے کے لیے، کیا ہوا؟"

شہریار نے ہنس کر جیسے اس شخص کی آنکھوں میں آگ جلادی۔

"وہ لڑکی۔۔۔۔۔ بھجت کی بہن ہے ناں۔۔۔۔۔ کیا چکر چل رہا ہے، وہ چنی، سریلیگ پینے والی، تیری خاطر گولی کھا بیٹھی۔۔۔؟"

ہارون کے بگھڑے چہرے اور خباثت سے کیے ان سوالوں پر شہریار نے بے قابو ہوتے ہاتھ کا ایک اور مکا اس خبیث کے منہ پر مارا اور منہ سے خون پھوٹنے کے باوجود وہ پاگلوں سا ہنسا۔

"بکواس بند"

شیری کی دھاڑ پر وہ ڈرامائی ہوتا ڈرا اور پھر دانت دیکھا کر ہنس دیا، شہریار نے مٹھیاں بھینچ کر جس طرح خود پر جبر کیا یہ بس وہی جانتا تھا۔

لئیق مر گیا ہے؟ تو سن مجھے مارنے سے پہلے لال دے دینا۔۔۔۔ شادی کرا" دے ہماری، ٹینا سے تو بس وقتی کشش کا ناطہ تھا پر یار۔۔۔۔ دل تو میرا لال سے جڑا ہے، اور تجھے پتا ہے جب اس نے ا۔۔ اس لئیق کو کہا نہ کہ وہ اسکے لیے خاص ہے۔۔۔۔ باخدا دل پر چھری چلی۔۔۔۔ میری خوشی تو ہمیشہ سے لال تھی اور میں سمجھ نہ سکا۔۔۔۔ سب خراب کر دیا۔۔۔۔۔ پر تو دے گاناں مجھے لال۔۔۔۔۔۔ یار کی آخری خواہش سمجھ لے، پ۔ پھر "میں خود مر جاوں گا۔۔۔۔

اس وقت شہریار کا دماغ اسکی سٹکی باتیں مزید معاوف کر رہی تھیں، حتی کہ شیری کے آدمی بھی حیرت سے ہارون کی عجیب سی حالت دیکھ رہے تھے۔

وہ مرا نہیں ہے، تیرے جیسے شاید اسے نہیں مار سکتے۔نہ میرے جیسے۔"

رہی بات لال کی تو اب تجھے سر تا پیر لال تو کیا جا سکتا ہے پر لال کا سایہ بھی نہیں مل سکتا، چوبیس گھنٹے۔۔۔۔! اسکے بعد تیری یہ چمڑی بذات خود تیرے اس جسم سے ادھیڑوں گا۔بتادے وہ انفارمیشن کہاں ہے تاکہ تیرا چیپٹر کلوز کروں۔۔۔۔جوانو! اسے مارتے ہوئے تھکنا نہیں ہے، ورنہ اسے چھوڑ کر میں تم چاروں کی اسی گودام میں قبریں کھود دوں گا، کل میں واپس آوں تو اسکے جسم کا کوئی حصہ ایسا نہ دیکھائی دے جہاں زخم نہ ہو"

شہریار جدون نے اسکے بال جھٹکے سے چھوڑے اس پر سلگتی نظر ڈالے ساتھ ہی ان چاروں ساتھیوں پر قہر ناک نگاہ ڈالی جو ڈیول کے قہر سے از سر نو کانپ سے اٹھے جبکہ خفیف سی تپش ہارون کی سرخ آنکھوں میں بھی جگی۔

ہاہاہا۔۔۔تو یہی کر سکتا ہے شیری۔۔۔میرے یار۔۔۔۔۔مرد کا بچہ ہوتا" تو سیلی تیری ہوتی، کوئی تجھے مجبور نہ کر سکتا، ہاہا، ہاہاہا۔۔۔بزدل کہیں کا۔۔ چوبیس گھنٹے تو بہت ہوتے ہیں، مارو بھئی۔۔۔جسم کا کوئی حصہ سلامت نہ رہے۔۔۔۔۔" "

اپنے پیچھے اس کمینے کی ہنستی پکار نے شیری کی باہر تک جان سلگائی، اپنی گاڑی کے بونٹ پر رکھی شرٹ اٹھا کر پہنتا وہ آبر آلود سے آسمان کی طرف دیکھنے لگا، آہستہ آہستہ بارش برسنے لگی۔

اندر سے اس خبیث کی دلخراش چیخیں، اسکے مست قہقہوں سے اٹ کر بلند ہوتی رہیں مگر شہریار انکو ان سنی کیے بارش میں بھیگتا رہا۔

لعلین کی باتیں اسکے دماغ میں ہتھوڑے کی طرح برس رہی تھیں۔۔

اسے لگا اس ویرانے میں اچانک ہیبت ناک اندھیرا چھا گیا ہو، قہر ناک بارش میں تیزی آئی۔

ہوا کے سفاک تھپیڑے اسکی روح جھلسانے لگے۔

بڑے محبت شناس بنے پھرتے ہو تم شہریار جدون۔۔۔ کسی پیارے پر "
آنچ آئے تو کیا سکون باقی بچتا ہے؟ تمہیں کیا پتا تم نے تو محبت میں جنگ کے
طور اپنائے تھے، وہشت بھی جائز قرار دی تھی، تمہیں کیا پتا جس سے محبت
"ہو اسے تکلیف نہیں دی جاتی بلکہ اسکی تکلیف خود پر لے لی جاتی ہے۔
وہ بارش میں مکمل بھیگ چکا تھا، آسمان سر شام ہی سیاہ بادلوں کی لپیٹ میں
تھا مگر اسکے لاشعور میں لعلین کی آواز گونج رہی تھی۔
"تمہیں ابھی تک محبت کا گماں ہوا ہے محبت نہیں ہوئی"
دیکھتے ہی دیکھتے اندھیرے نے اسکے سالم وجود کو خود میں نگل لیا۔

.._____..

بلڈ بروقت ارینج ہو جانے کے باعث لئیق کی جان بچا تو لی گئی تھی مگر یہ کیس اب بھی ڈاکٹرز کو پریشان کیے ہوئے تھا، کٹ اسکی شہہ رگ کے بہت قریب لگا تھا اور اسی وجہ سے خون کے بہاو کو روکنا مشکل ہوا تھا، ٹرک کے پھٹنے سے لگتے جھٹکے سے جسمانی زخم اور خراشیں بھی آئی تھیں، ایک بازو بھی فریکچر ہوئی مگر اصل زخم گردن کا تھا جس نے لئیق کی جان خطرے میں ڈالی تھی، ماتھے اور دائیں آنکھ کے نیچے بھی زخم کے نشان آویزاں تھے۔

لیکن وہ خطرے سے اب باہر بھی تھا مگر اسکے ہوش میں آنے کو لے کر ڈاکٹرز متفکر تھے اور جب اسکا ٹریٹمنٹ کیے جانے بہت گھنٹوں کے سوہان روح انتظار کے بعد ڈاکٹرز باہر آئے تو وہ چاروں ہی بے قراری سے انکی طرف لپکے، صبح سے شام ہو چکی تھی، چوکیدار کی تدفین بھی صبح ہو چکی تھی جس میں لئیق شامل نہیں ہو سکا تھا۔

"کیسا ہے وہ؟"

لعلین نے ہی پہلے پوچھا۔

"بلڈ کافی لگا ہے، اللہ نے کرم کیا ہے۔ ہم انکی ہارٹ بیٹ بحال کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں، اب انکے ہوش میں آنے کا انتظار ہے۔ جسم پر کافی اندرونی چوٹیں بھی ہیں جو آہستہ آہستہ واضح ہوں گی، مطلب اللہ نے انکو آپ سے لے کر واپس دیا ہے۔ امید ہے صبح تک انکی کنڈیشن بحال ہو جائے گی، آپ سب میں سے اگر کوئی گھر جانا چاہے تو جا سکتا ہے۔ یہاں انکی بہت کیئر کی جا رہی ہے، آپ لوگ بھی صبح سے یہاں ہیں۔ ریلکس ہو جائیں"

ڈوبتے دل جیسے کچھ امید سی ملنے پر بحال ہوئے تھے، سلینا، بھجت اور دستگیر نے رب کا شکر ادا کیا جبکہ وہ صرف اسے دیکھنے کے لیے بے تاب تھی۔

"میں کیا اسکے پاس رہ سکتی ہوں، صرف اسے دیکھوں گی پلیز"

لعلین کے تڑپ کر پوچھنے پر ڈاکٹر نرمی سے مسکرائے۔

کیوں نہیں، ہم نے سبھی انھیں سپیشل کیئر روم میں شفٹ کیا ہے، آپ"
"انکے پاس رہ سکتی ہیں۔ لیکن وہ ابھی مکمل ٹھیک نہیں اسکا دھیان رکھیے گا
ڈاکٹر نے نرم لہجے کو برقرار رکھے تاکید کی اور نرس کو کچھ ہدایات دیتے وہاں
سے چلے گئے۔

آپ تینوں گھر چلے جائیں، وہاں سب ہمارے ایک ساتھ غائب ہونے پر"
"پریشان ہوں گے۔ میں اکیلی لئیق کے پاس رہنا چاہتی ہوں
وہ ان تینوں کو ہی خود سے دگنا تھکا محسوس کیے بولی مگر نہ دستگیر جانے پر
آمادہ تھا نہ وہ کپل۔

"جب تک وہ ہوش میں نہیں آتا، کیسے چین آسکتا ہے"
بھجت کی آواز بہت بھاری اور لہجہ غمگیں تھا۔

"بالکل، میرا بھی دل بے چین رہے گا"
دستگیر نے بھی گویا جانے سے کھرا انکار کیا مگر پھر لال نے سیلی کو جن رحم
طلب نظروں سے دیکھا وہ خود ہی پلٹی۔

ہم صبح ہوتے ہی آجائیں گے، لعلین ہے اسکے پاس۔۔ویسے بھی یہاں"
"رکنے کی پرمیشن تو ہے نہیں۔

سلینا کے سمجھانے پر وہ جیسے بے دلی سے ہی سہی مان گئے،اور لعلین کو سیلی نے جاتے ہوئے گلے لگا کر پریشان نہ ہونے کی تاکید کی تھی۔

جبکہ انکے جاتے ہی نرس آکر اسے اپنے ساتھ لئیق کے روم کی طرف لے کر بڑھی۔

آپکو پتا ہے مس لعلین،ایک ویک پہلے ایسے ہی زخم والا پیشنٹ آیا تھا،"
ایک بھائی نے دوسرے بھائی کی شہ رگ پر مخص جائیداد کے جھگڑے پر چھری چلادی تھی۔تب بھی پورے ہوسپٹل کے ڈاکٹرز نے ایڑی چوٹی کی جان لگادی تھی مگر کافی خون بہہ جانے کی وجہ سے وہ زندہ نہ بچ سکا، حالانکہ اسے خون اسکی فیملی کے سات افراد نے بھی دیا۔لیکن مسٹر لئیق بہت لکی ہیں،انکی جان بچ گئی۔یقینا یہ سب اختیار اللہ کے ہاتھ میں ہیں، یہ ڈاکٹرز
"صرف انہی کو بچا سکتے ہیں جنکی زندگی اللہ نے لکھ رکھی ہو

اپنے ساتھ چلتی نرس کی یہ باتیں اسے اور افسردہ کر گئیں، مگر نرس کا مقصد لعلین کے چہرے کی پریشانی کو شکر گزاری میں بدلنا تھا۔

آیئے، آپ ان کے پاس رک سکتی ہیں لیکن اپنا فون سائلنٹ کر لیں۔ گڈ"

"ایوننگ

نرس نے دروازہ کھولے لعلین کو اندر جانے کی اجازت دی اور خود شام کا سلام دیتی وہ پیشہ وارانہ مسکراہٹ دیے روم کے دروازے سے ہی واپس پلٹ گئی جبکہ لعلین نے جب اسکی جانب ہمت کیے دیکھا تو آنکھیں خود بخود دھندلا سی گئیں، اسے ابھی بھی بلڈ لگا تھا، ہسپتال کے سفید کپڑوں میں ملبوس، گردن پر واضح پٹی بندھی تھی، ہاف سلیوز شرٹ کے باعث اسکی کلائیوں اور ہاتھ کی پشت پر ہلکی سی خراشیں آویزاں تھیں، سر کے نفاست سے فلفی لک میں ترتیب دیے بال اب بکھر کر اسکی پیشانی پر اتر آئے تھے، جان لیوا آنکھیں لمبی نیند لینے کو بند تھیں، ہمیشہ گلاب کی طرح چمکتے ہونٹ زرا مرجھائے تھے، ماتھے کی ایک طرف بھی بینڈیج تھا، لعلین ابراہیم نے

لاکھ کوشش کی پر اس شخص کو خود سے پہلی باریوں لاپرواہ و بے نیاز دیکھ کر اپنی آنکھوں سے بہتے آنسو نہ روک پائی، قدم یوں تھے کہ سکت ختم ہو گئی ہو، اس شخص کی تکلیف نے ایسی دھند بیچ میں حائل کی کہ وہ کچھ ثانیے ایک لمحہ بھی آگے نہ بڑھی مگر پھر اپنے قدموں کو ہمت سونپے وہ اسکے پاس جا کر رکی، لئیق ایزد علوی یوں بے بس ہو جانے والوں میں سے تو نہیں تھا مگر زندگی نے اسے بہت آزمایا تھا۔

محبت میں بھی آزمائش اس پر فدا تھی۔

"اللہ کا شکر ہے تم ٹ۔۔ ٹھیک ہو لئیق"

وہ نا صرف اسکے پاس بیٹھی بلکہ جھک کر اپنے نرم ہونٹوں کی مہر اسکے صبیح پیشانی پر رکھتے کانپتی آواز میں بولی، دل تو اسکا اسکی ہر تکلیف خود پر لینے کو چاہا تھا۔

لیکن پھر اسے اپنی شیری کو کہی باتیں یاد آ کر خوفزدہ کر گئیں، وہ کیسے کسی کو محبت پر لیکچر دے سکتی ہے؟ اسے کیا پتا محبت کیا ہے؟

نہیں، شاید اسے پتا تھا محبت کیا ہے، اسکے لیے بابا کے بعد محبت، لئیق ایزد علوی تھا۔

وہ اسکے چہرے سے، گردن، دل سے، اسکے ڈرپ کی زد میں مبتلا مضبوط ہاتھ سے اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو مس کرتی اسکے حرکت کرتے وجود سے پر سکون ہوئی، اوپر نیچے ہوتا سینہ، اس شخص کے ٹھیک سے دھڑکتے دل کا ضامن تھا، یہ سچ تھا اسے آج واقعی لئیق کے سوا کسی کی ہوش نہ تھی، وہ اسکی بند آنکھوں کو بھی سرسری سا دیکھ کر جانے کس ڈر کے سبب نہ صرف آنکھیں چرا گئی بلکہ اپنا سر ترچھا کیے اس نے جھک کر لئیق کے سینے پر رکھ لیا، ایک ہاتھ کی ہتھیلی اسکی حدت زدہ گال سے جوڑی تو دوسرا ہاتھ اسکے دوسرے طرف بغل سے نکال کر اسکی بازو جکڑ لی، یوں وہ بالکل کسی چھوٹی سی اداس بچی کی طرح لگ رہی تھی، اسے دیکھنے سے زیادہ اسکے دل کی دھڑکن سننا اہم تھا۔

میں نے تم سے جھوٹ ک۔ کہا تھا، کہ تم میرے لیے صرف سپیشل ہو۔"
سپیشل تو کوئی بھی ہو سکتا ہے۔ت۔۔ تم سے محبت ہے لال
کو۔۔۔ب۔۔ بہت۔۔۔ میں بہت ڈر گئی تھی کہ تمہیں یہ سچ بتانے سے
پہلے ہی کھو دیا تو کیا ہو گا۔م۔ میری زندگی کے آگے پھر سے فل سٹاپ لگ
" جاتا

اسکے چہرے سے اٹھتی گرم سانس لعلین کے چہرے تک باآسانی پہنچ رہی تھی مگر وہ اسکے بیہوش ہونے کے باوجود سرگوشی میں اسکے چہرے سے چہرہ مس کیے بولی تھی۔

ابراہیم سلطان جب مجھے چھوڑ گئے تھے تو میں بہت روئی تھی، اس بچے کی" طرح جس کا پورا کنبہ اجڑ جائے، حالانکہ میری بڑی بہن تھی میرے پاس، میرے دوست تھے، انکے ماں باپ تھے، لیکن میرا تعلق تو صرف بابا سے تھا، وہ تڑپ، ہر اذیت کو بھی پیچھے چھوڑ گئی۔ لیکن تم پر آئی زرا سی

ت۔۔تکلیف نے مجھے اس اذیت تک پہنچادیا جو اس سے پہلے کبھی لعلین
"ابراہیم کے دل پر کھلی ہی نہ تھی، م۔۔مطلب جانتے ہو اس بات کا؟
وہ اسکے وجود سے اٹھتی اس شخص کی مہک ان ہیل کرتی آخری سوال کرتی
اسکی طرف سرخ سوجھی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی، وہ جانتا تھا وہ اسکے
پاس ہے، لیکن ماننے کے لیے حواس اور ہمت ابھی تیار نہ تھے۔
تم ہوش میں ہوتے تو پتا کیا کہتے کہ جی نہیں، مجھے مطلب نہیں پتا۔"
"نہایت ناسمجھ ہوں
وہ بھیگی آنکھوں سے اسکی گال چومتی خود ہی ہنس دی، کیونکہ وہ اسکی کھلی
آنکھیں مس کر رہی تھی، اس کی خوبصورت باتیں جو لعلین ابراہیم کو
ڈھارس پہنچاتیں۔
لیکن حقیقت میں تمہیں اسکا مطلب پتا چل جاتا، کہ اب تم لعلین ابراہیم"
کے لیے دوسرے تیسرے نہیں بلکہ پہلے رتبے پر فائز ہو۔۔۔م۔۔میں
شاید تمہیں کبھی آئی لو ویو نہ کہہ سکوں، لیکن میں ت۔۔تمہیں تھینکو

ضرورک۔۔ کہنا چاہتی ہوں۔۔۔۔اس لیے نہیں کہ تم نے میری خاطر اپنی جان مشکل میں ڈالی بلکہ اس لیے کہ تم نے میری خاطر مجھ سے شدید محبت کرلی۔۔۔۔"

اس سے بات کرنا مشکل تھا مگر جب آواز بھر جاتی تو وہ خود کو اسکے پاس ہونے کا یقین دلا کر حوصلہ دے دیتی۔

تم اس جدت کے زمانے میں شدت سے محبت کرنے والے آخری نہ سہی گنے چنے لوگوں میں ضرور شامل ہو، تم وہ ہو جسکے لیے محبت، کسی کے لیے "جان دے دینے جیسی سنگین ثابت ہوتی ہے"

اپنی وجہ سے اپنے پیاروں کو تکلیف میں دیکھنا ایک فطری دکھ ہوتا ہے، مزید وہ کچھ نہ بولی اور آنکھیں اتنی درد میں تھیں کہ وہ انھیں بند کر گئی، انھیں موندے ہوئے گہرا سانس بھرا۔

شام نے رات کا دامن تھاما، جکڑ لیا۔ آج کی یہ رات سب پر ہی بھاری تھی، شیری پر جسکا رہا سہا سکون غارت ہو گیا تھا، ہارون پر کاش کی جسے تکلیف میں

ہو کر بھی تکلیف محسوس نہیں ہو رہی تھی، افسردہ بھجت کے سینے پر سر رکھ کر لیٹی سیلی پر بھی جسکی آنکھوں میں لال کے لیے ہمت کی دعا تھی، دستگیر عالم کے لیے جسے نہ بیٹھے قرار تھا نہ اس گھٹن زدہ رات میں لان میں ٹہل کر، اور نہ ہی فرہاد علوی کو نیند میں ہونے کے باوجود تڑپ رہے تھے، لوئے اور لارا بھی اداس تھے، یوں لگ رہا تھا آفریدی حویلی اور جندل محل پر کسی بلا نے اپنے سیاہ پر پھیلا دیے تھے۔

لیکن رات جتنی بھی تاریک ہو، اسکا ایک لمحہ بھی صدیوں سا ہو تب بھی گزر جاتی ہے، ساری رات لعلین اسکے سینے سے جڑی اسکی دھڑکنوں کا بڑھتا اور گھٹتا تسلسل محسوس کرتی رہی، اسکے جسم کی حرارت کا اتار چڑھاو جانچتی رہی، اس سے نجانے کیا کیا کہتی رہی، مگر فجر کی آذان سے کچھ لمحے پہلے اسکی آنکھ لگی اور اسی لمحے لئیق ایزد علوی کے سوئے احساسات بیدار ہوئے تو اول تو کئی لمحے سر کی ٹیس اور پورے جسم کے لمحہ بہ لمحہ انگڑائی لے کر اٹھتے درد کے باعث اس سے اپنی آنکھیں نہ کھولی گئیں مگر جب حواس

آہستہ آہستہ خود پر موجود مخملی سے بوجھ کو محسوس کرتے بیدار ہوئے تو اس نے جب آنکھیں کھولیں تو ان آنکھوں کے پاس وہ تھی، جسکے بالوں نے اسے آدھے چہرے کو ڈھک رکھا تھا، ساری تکلیف تو لمحے میں رفع ہوئی جب اس نے اپنے ہونٹوں کو چھوتے لال کے رخسار کو چوما، جس طرح وہ حاوی تھی، وہ ایک لمحہ ہنس دیا مگر پھر بینڈ ہو کر بیٹھے بیٹھے ہی اس پر مکمل اپنی بازو میں ڈور سی الجھائی لال کی نازک بازو نکال کر اس نے اپنی بازو اسکے وجود کے گرد حائل کی مگر چونکہ آج وہ کچی نیند میں تھی سو اس جان لیوا حرکت نے اسے جگا دیا۔

جاگتے ہی لئیق کی مسکراتی آنکھیں ایک لمحہ اسے خواب سا لگا تبھی وہ یکدم اس پر سے اٹھ کر سیدھی ہوئی مگر لئیق نے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں ہنوز جکڑ کر اپنے دل سے جوڑے رکھا۔

وہ بہت روئی تھی یہ راز تو اسکی آنکھیں کھول گئی تھیں۔

"ت۔۔ تم واقعی مجھے دیکھ رہے ہو لئیق یا یہ میرا خواب ہے؟"

وہ اسکی کھلی آنکھیں بے یقینی سے دیکھ کر جس طرح بڑبڑائی، اسکی آنکھوں کی نمی پر وہ بھی اپنا ہاتھ بڑھا کر اسکی رخسار سے جوڑ گیا۔

"خواب اتنا خوبصورت نہیں ہوتا نہ اتنا مکمل، آپ ٹھیک ہیں یہ بتائیں"

وہ اسکے جواب دینے پر اپنے بے یقین دل کو یقین دلاتے مسکرا کر واپس اسکے سینے سے جا لگی، جیسے کسی کو صدیوں بعد زندگی تھما دی جائے۔

"میں ٹھیک ہوں، تم بتاو۔۔۔۔۔ مکمل ٹھیک ہو یا۔۔۔۔۔ یا مجھے دیکھ کر ٹھیک ہونے کی ایکٹنگ کر رہے ہو؟"

وہ اسکے کھارے سوال پر اسکے بالوں میں انگلیاں سہلائے اسکے سر پر ہونٹ رکے مسکرایا، اسے خود سے لعلین کی خوشبو آئی تو وہ جان گیا کہ وہ ساری رات اسکے پاس تھی۔

"بس گردن ہلانی مشکل ہے، ویسے بالکل ٹھیک ہوں۔ لعلین، نکاح سے پہلے جب بھجت نے مجھے بتایا تھا کہ آپ نے اسکے لوگوں کو بری طرح پیٹ دیا تب میں یقین نہیں کر سکا تھا کہ ایک لڑکی ایسا بھی کر سکتی ہے۔۔۔ لیکن

آپ نے کل اپنے آئرن لیڈی ہونے کا ثبوت دیا ہے۔۔۔۔یو نو واٹ؟
آپ کے اندر یہ انرجی صرف کبھی کبھی وقت پڑنے پر آتی ہے کیونکہ جب آپ میرے پاس ہوں تو جیسمین کے سب سے نازک پھول کا روپ دھار لیتی ہیں۔۔۔۔۔"

وہ جو رونا چاہتی تھی، لئیق کی یہ ساری باتیں سن کر نا صرف ہنس دی بلکہ واپس اٹھ کر اس نے لئیق پر منصوعی برہم نظر ڈالی جو نڈھال ہونے کے باوجود شرارت پر آمادہ بہت پیارا لگ رہا ہے، اس نے لال کی ہتھیلی چوم کر جن محبت بھری نظروں سے اسے دیکھا وہ جان تک لٹا دینے پر اکسانے جیسی پیاری تھیں۔

"تو تمہیں یہ پھول پسند ہیں؟"

وہ اسکے پسند والی بات کیسے اچک گئی، لئیق تو اسکی ذہانت کا فین ہوا۔

"کافی ذہین ہیں آپ"

وہ اسکی مسکراہٹ دیکھ کر خود بھی اس کمپلمنٹ پر مسکرائی تھی۔

ہمممم۔۔"

"تھینک یو فار ایوری تھنگ

اسکے اقرار کرنے کے ساتھ اس شکریہ کی سمجھ کم از کم لئیق کو نہ آئی تبھی تو وہ اسکی ہتھیلی پکڑ کر کھینچتا اسے خود پر جھکائے، حیران کن استفہامیہ نگاہوں میں لعلین کا چہرہ مرکوز کیے اسے دیکھنے لگا مگر اس شخص کی خواہش ان ہونٹوں کو چھونا تھا اور اس شخص کے خانوش تقاضے نے لعلین کے اندر کپکپی اتاری۔

"مطلب۔۔۔یہ تھینک یو تم بناوجہ جانے پاس رکھ لو بس۔۔۔میں ڈاکٹر کو بتاتی ہوں تم ہوش میں آگئے ہو۔"

جب وہ اسکی نظروں سے ہی کسی غائبانہ محصور کن لمس میں جکڑی تو گھبرا کر اسکے پاس سے بہانہ بنائے اٹھی مگر لئیق نے اسکا ہاتھ ہنوز جکڑے رکھا۔

"آپ جان گئی ہیں کہ ہوش میں آگیا ہوں، اتنی جلدی دنیا کو بیچ میں مت لائیں، میرے لیے آپ کافی ہیں لعلین"

اسے زرا اندازہ نہ تھا کہ وہ اسے ایسا کچھ کہے گا کہ وہ جنبش پر بھی قادر نہ رہ سکے گی، اسکی اداس آنکھیں لعلین ابراہیم سے دیکھنی مشکل تھیں تبھی وہ واپس اسکے پاس بیٹھانے پر نا صرف بیٹھی بلکہ لئیق کی رخسار جو مدھم سی زخمی تھی، اس پر نرمی سے اپنے ہونٹوں کی مہر رکھے مسکرائی، وہ یوں مسکرائی جیسے لئیق ایزدعلوی کو اس لمحہ دنیا بھلا دینا چاہتی ہو۔

....★☆☆☆☆☆★....

"آپ کا تھینکیو بلاوجہ نہیں لوں گا، وجہ کے ساتھ دیں گی تبھی قبول ہو گا"

اسکے وجود میں چھپ کر سانس لیتی لعلین کی گردن سے خمار کے سنگ لب سہلائے وہ سرگوشی نہیں، جان نکالنے کا آغاز کر رہا تھا اور لعلین ابراہیم کو اور تو کچھ محسوس نہ ہوا مگر پورا وجود نادیکھائی دیتی حدت میں ضرور مبتلا ہوا

تھا،ان دو کے دلوں میں محبت کے آلاو جلتے تھے، صرف ایک دوسرے کی محبت کے نہیں، محبت کی ارتقاء سے جڑے، بیش قیمتی، خالص آلاو! محبت کے اعتراف کے بعد ہر لمحہ دل اسے عام سے چھونے پر بھی بے جان پڑنے لگے گا،اگر اسے پتا ہوتا تو وہ کبھی اس ظالم کی محبت کی اسیر نہ ہوتی مگر یہ اختیار میں تھا ہی کب؟؟؟

"وجہ تمہارا میرے پاس واپس آنا ہے، یو نو یو آر سپیشل فار می ناو"

اسے دیکھنا اور نظر کترانا جان جوکھم کا کام تھا تبھی وہ اسکے وجود کی پناہ سے سانس کھینچ کر اس احساس سکون کو خود میں اتارنے کا سلسلہ جبرا ترک کیے ناصرف محصور کن حصار سے نکل کر بیٹھی بلکہ اس نے اپنا چہرہ بھی اس سے پھیرا مگر لئیق نے اسکا ہاتھ اب بھی ہتھیلی کے سنگ اپنے سینے سے جوڑ رکھا تھا اور اس شخص کی نظریں صرف لعلین ابراہیم کے یہ محمل سے فرار دیکھنے میں محو تھیں۔

تب من اندر دھمال مچی

جب یار نے مجھ کو "یار" کہا۔۔۔

"آپ کی خوشی بھی تو ہوں"

وہ لال کے رونا کو کہے لفظ یاد آنے پر اسکے ہاتھ کو انگلیوں کے سنگ اپنے ہاتھ میں پیوست کرتا جو مسکرا کر بولا، وہ ناچاہتے ہوئے بھی اسکی طرف چہرہ کیے ان وارفتہ نگاہوں میں مرکوز ہوئی، اپنے ہاتھ کو بے اختیار اسکے ہاتھ سے نکال لیا کیونکہ اس شخص کا سحر اب کسی لمحے بھی لعلین کو اپنے بس میں کر سکتا تھا۔

وہ اسکے مضبوط اور بھرپور جاذبیت بھرے سینے پر نظر ٹکا گئی، اس سے لئیق کی جذبات سے بھری آنکھوں میں دیکھنا مشکل تھا۔

"میری طرف دیکھیں لعلین، میری آنکھوں میں"

وہ اسکی خود پر نظریں ہر لمحہ چاہتا تھا سو اس لڑکی کو یہ خاص لمحے بے کار مناظر میں محو دیکھے وہ تھوڑا سنجیدگی سے بولا تو لعلین کو لگا وہ ہاتھ چھڑانے پر برہم ہوا تبھی تو فوری ڈر کر اپنی آنکھیں اسکی آنکھوں سے ملا بیٹھی، لئیق

کی بدلی پر سرور نظریں اور انکی تپش سے وہ بے ساختہ مضطرب ہوئی کیونکہ وہ بنا ہاتھ لگائے بھی اس کے لمس کو محسوس کرنا، اُسے چھونا جانتا تھا۔

"میں تمہیں ساری رات دیکھتی ہی رہی ہوں، آرام کرو۔ بہت مشکل سے تمہاری زندگی بچائی گئی ہے۔ میں تمہیں پہلے ہی بہت بے آرام کر چکی ہوں۔۔۔ڈر گئی تھی"

وہ اسکے چہرے سے نظر چراتی ٹھہر ٹھہر کے بول کر لئیق کو ضرور مسکراہٹ بخش گئی کیونکہ وہ اسکے اثر سے خوفزدہ تھی، کہ وہ ماحول نہیں دیکھے گا، بس وہ چھا جائے گا۔

"جس کے لیے ڈر جائیں اس سے ڈر میں دور نہیں رہ سکتیں، میں بھی ایسا ہی ہوں۔"

وہ اس کے معنی خیز جواب پر اسکو دیکھ رہی تھی پر دل بے قرار تھا اسکو قریب سے محسوس کرنے کو، اسکی سانسوں کی خوشبو دیر تک ان ہیل کرنے کے لیے۔

"تم بھی ڈرتے ہو؟"

اپنی اداسی اور لئیق کو چھونے کی خواہش بھلائے وہ حیرت سے بولی، لب و لہجے میں بے کلی تھی۔

ہمم، آپکو یہ سوال کرنے کے بجائے اپنا ہاتھ واپس میرے ہاتھ میں تھما"

"دینا چاہیے تھا

وہ اسکے منصوعی منہ پھلا کر دیے جواب بھی حواس باختہ ہوئی، اسے چھینا ہاتھ واپس اسکے ہاتھ تک لے کر جانا دقت طلب لگا تو وہ سہم کر لئیق کی آنکھوں سے آنکھیں ملائے روہانسی ہوئی۔

"ص۔۔ صرف ہاتھ"

وہ اسکے غائب دماغی سے بڑبڑانے پر ہنسا مگر گردن میں شدید درد اٹھ جانے کی وجہ سے اسکی ہنسی جلد درد دیتے تاثرات کا روپ دھار گئی اور لعلین نے خود ہی اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ پر لا دھرا۔

کیاہو گیاہے میری میسز کو، یہاں آپ پوری تو میرے ہاتھ نہیں آسکتیں"
تو ہاتھ تو تھام لیں۔ باقی کل سپیشل والا پروٹوکول تو لگتا تھا سرزد ہو گیا
"ہو گا۔۔۔۔۔ورنہ آپ اتنی مہربان کہاں ہو سکتی تھیں
وہ جس جانب اور جس پروٹوکول کی طرف گھنا میسنا بنا اشارہ کر رہا تھا، اسکا سوچ کر ہی لعلین کے گال تپ اٹھے، اور اس لڑکی کے یہ نئے نئے روپ لئیق کو پاگل کرنے کو کافی تھے۔

چونکہ وہ دوا کے زیر اثر تھا سو کچھ دیر جب لعلین گھبراہٹ کے مارے کچھ نہ بولی تو وہ واپس نیم بیہوشی اور غنودگی میں چلا گیا یا شاید وہ لعلین کے ہونٹوں کی نرمی اور مہک بے خبری میں محسوس کرنے کا طلب گار تھا جبکہ اپنے ہاتھ کو جکڑے لئیق کے ہاتھ کو ڈھیلا محسوس کیے اس نے جب چہرہ اسکی سمت پھیرا تو اسے سویا دیکھ کر وہ ساری گھبراہٹ ہٹاتی خود بھی بلش کرتی مسکرائی، اس پیار کی کوئی حد نہیں رہی تھی جو اسے لئیق پر آنے لگا تھا۔

کچھ دیر اس نے لئیق کی نیند گہری ہونے تک اسے دیکھا اور پھر جھک کر آہستگی سے اس نے لئیق کے آہستہ آہستہ سانس لیتے تسلسل کو محسوس کیے زرا اسکے ہونٹوں کو چھونا ہی چاہا مگر نا جانے کیا ہوا کہ وہ سر تا پیر اپنی ایڈوانس اس بے باکی پر اس پر سے نا صرف آنکھیں کھول لیتی اٹھی بلکہ گہرے گہرے سانس بھرتی وہ اٹھ کر روم سے نکل گئی جبکہ اسکے یوں بھاگ کر جاتے ہی لئیق مسکراتا ہوا اپنی آنکھیں کھول کر دلفریب ہنسا۔

جس وقت وہ آنکھیں بند کیے اسکے قریب آئی تب لئیق نے آنکھیں کھول کر اسکی چوری پکڑی بھی اور انجوائے بھی کی لیکن وہ اس سحر کو کسی بے خودی کے سنگ توڑنا نہ چاہتا تھا سو اس مومنٹ کو امید سے زیادہ راحت امیز پایا، خوشی یہ تھی کہ وہ اسکے پاس آنا چاہتی ہے، سکھ یہ تھا کہ وہ محبت کے ہر طرح کے اظہار کی قائل ہے۔

"جس نے آپکو روکا وہ تو محبت لگ رہی ہے، کیونکہ محبت ہی وہ واحد شے ہے جو ہو جانے سے زیادہ ہو جانے کے خیال سے ہی پاگل کر دیتی ہے"

اسکے اوجھل ہوتے سراپے کو تکتا، اسکی ارد گرد پھیلی منفرد پرفیوم محسوس کیے وہ مسکرا کر خود کلامی کیے اپنی آنکھیں موند گیا اور وہ، سمجھ نہ پائی کہ ایسا سب کیوں شدت سے چاہ بیٹھی ہے جو اسکی جان پر بن سکتا ہے۔

.._____..

ساری رات وہ بھی گھر نہیں آیا تھا، صبح لئیق کے ہوش میں آنے کی خبر ملنے کے بعد ہی وہ گھر آیا تو گل لالہ نے اسکے آتے ہی ناشتہ لگوایا اور وہ چونکہ بہت تھکا ہوا تھا سو کوئی بات کرنے سے پہلے فریش ہونے چلا گیا۔

افراہیم صاحب کو شیری نے رات ہی لئیق کے متعلق بتا دیا تھا سو وہ اور پرکاش صاحب ہوسپٹل جا کر اسکی عیادت کا ارادہ رکھتے تھے۔

جب تک شیری تازہ دم ہو کر باہر آیا، ڈائنگ ہال میں ممی مسکراتے ہشاش بشاش موڈ کے سنگ اسکی منتظر تھی تبھی تمام تر بیزارئیت کے اسکا موڈ بہتر ہوا۔

"کیسی ہیں آپ؟ فریش لگ رہی ہیں"

انکا سر چومے وہ سامنے والی کرسی سنبھالتا ان سے مخاطب ہوا جو شہریار پر محبت سے بھری نگاہیں جمائے سر کو اثبات میں ہلا گئیں۔

"میری خوشی تو یہی بات بڑھا گئی کہ تم شادی کے لیے مان گئے، افراہیم نے مجھے کل بتایا۔ ممی کی جان! تم خوش ہو؟"

وہ جو بھوک سی محسوس کرتا کچھ کھانے کو اپنے پلیٹ میں ڈالنے کا سوچ رہا تھا، ممی کے آخری استفسار پر اسے لگا اسکی ساری بھوک مر گئی ہو، اس ماں کی حسرت بھری نظریں اسکے اندر آندھی کے جھکڑ چلا گئیں۔

"آپ خوش ہیں میرے لیے یہ اہم ہے"

بڑے جبر سے اس نے یہ جملہ ادا کیے اپنی پلیٹ میں آملیٹ کا پیس رکھا،
جبکہ گل لالہ کی آنکھوں میں اسکے نظر چرانے نے افسردگی بھری۔
ادھر دیکھو، تمہیں بھی خوش رہنا ہے۔ سیلی اب تمہاری نہیں ہو سکتی، وہ"
اپنی زندگی، اپنے شوہر کے ساتھ خوش ہے۔ تم بھی اگر آگے بڑھ رہے ہو تو
"دل سے یہ کڑواہٹ نکال دو
وہ یہ سب ابھی نہیں سننا چاہتا تھا تبھی اس نے مما کی باتوں سے دل میں برپا
ہوتے حشر کو دبائے بے دلی سے ہاتھ روک کر بس پانی کا کلاس اٹھا کر لبوں
سے لگا لیا، بے قراری تھی کہ اس شخص کے ہر موں سے چھلک رہی تھی۔
"تمہارے پاس مانی کی پکچر ہے؟"
ممی کے اس ایک اور استفسار پر وہ انکی طرف اچنبھے سے دیکھنے لگا، سرسری
سا ناشتہ کرتے ہی اسے لگا من بھر گیا ہو۔
"نہیں"
دو بدو ماتھے کی خفیف سے ناگوار لہر کے سنگ جواب آیا۔

"اور نمبر؟"

ممی اسکے دل کو بوجھل کرنے پر تلی تھی،اس پر وہ بے دلی سے اثبات میں سر ہلا چکا تھااور گل لالہ کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی۔

اوکے اسے کہواپنی پکچر بھیجے، کل ہم ویسے تو مل کر آئیں گے لیکن مجھ سے "ویٹ کرنا مشکل ہے"

گل لالہ نے کہاہی اتنے مان سے تھا کہ وہ چاہ کر بھی انکار نہ کر پایا کیونکہ اس ماں کی آنکھوں میں بہت گہری خوشی تھی۔

"ہمم۔۔کہتا ہوں"

وہ خفیف سے اونہوں کرتا اٹھااور کمرے کی طرف گیا کیونکہ اسکا فون بیڈ روم میں تھا۔

آفریدی حویلی میں بھی ناشتے پر سب اداس اداس تھے،مانی نے کالج سے چھٹی کی تھی کیونکہ اسکو تھوڑا فیور تھا تبھی وہ آرام کر رہی تھی اور ناشتے پر بھی نہیں آئی تھی۔

بکس سامنے کھولے ان پر نظریں جمائے، وہ بیڈ کراون سے ٹیک لگا کر، ٹانگیں سکیڑے بیٹھی تھی جب سائیڈ ٹیبل پر رکھا فون بج اٹھا، مانی نے ہاتھ بڑھا کر فون اٹھایا تو شیری کا نام دیکھ کر وہ ایک جست ٹیک چھوڑے اٹھ بیٹھی، آنکھوں کی پتلیاں مانو حیرت سے ایک جگہ ٹھہر گئیں۔

وہ خاصے بھینچے خدوخال کے سنگ فون ملائے ہوئے کمرے سے نکل رہا تھا جیسے کسی نے گن پوائینٹ پر کال پر مجبور کیا ہو۔

"آپ واقعی مجھے کال کر رہے ہیں یا میں خواب دیکھ رہی؟"

کال پک کیے فون کان سے لگاتے ہی وہ بے یقینی سے بولی، جبکہ شہریار جدون پتھر بنا رہا۔

"اپنی پکچر بھیجو"

سپاٹ انداز میں حکم آیا جس پر وہ مزید حیرت زدہ ہوئی۔

"ممی دیکھنا چاہتی ہیں تمہیں"

اس سے پہلے کہ وہ کچھ پوچھتی، جناب نے اکھڑ کر وجہ بھی بتائی، وہ ممی کو مسکرا کر ڈائنگ پر بیٹھا دیکھ کر لاونج کی سمت آ کر کھڑا ہوا۔

"اور آپ؟"

وہ اسکے رندے لہجے میں کیے سوال میں آس تھی۔

" میں تمہیں نہیں دیکھنا چاہتا"

اس کی آس بے دردی سے ٹوڑ کر وہ اپنے موقف پر ڈٹا تھا جبکہ مانی کو لگا پورے وجود میں تھکاوٹ اتر گئی ہو۔

" بھیجتی ہوں"

اسکی بھیگی سرگوشی میں طوفان تھے تبھی اس سے پہلے وہ آنکھوں میں دبائے آنسو بے مول کرتی کال کٹ کرتی، شہریار جدون کے پکارنے نے ہاتھ کیا، حرکت کرتا دل بھی روک سا دیا۔

تمہیں ایسی تکلیف اور میری بے حسی کی عادت ڈال لینی چاہیے، اب"

تمہارا شیری نامی شوق ضرور پورا ہو گا۔ کل ممی بابا تمہاری حویلی آئیں گے۔

میں نے نکاح جلدی کرنے کا کہا ہے کیا پتا کل ہی ہو جائے، جتنی جلدی یہ
"کھیل ختم ہو اتنا بہتر ہے

اس کے سرد مہر الفاظ کا قہر تابناک تھا تبھی تو وہ غمناک سی ہوئی، وہ اس سے نفرت بھی کرنے لگا تھا تب بھی اسے خواہش تھی وہ اسکی طبعیت ایک بار تو پوچھ لیتا، لیکن وہ اسکی خواہشوں کو یونہی ریزہ ریزہ کرنے کا فیصلہ کیے بیٹھا تھا۔

وہ اب بھی کچھ نہ بولی تو شہریار جدون کے اندر پھیلا انتشار زور پکڑ گیا۔

"اور ہاں، ہمارے بیچ عام شادی شدہ کپلز جیسا کوئی تعلق نہیں ہو گا۔ یہ بات اپنے ذہن میں اچھے سے بٹھا کر آنا"

وہ اسکی بات پر تلخ سا مسکراتی اپنے آنسو رگڑ گئی جیسے شیری کا مزاق سا اڑا گئی ہو۔

"دادور خصتی پر راضی ن۔۔ نہیں ہیں۔۔۔"

وہ اسکے یہ اطلاع بہم پہنچانے پر پھنکار سا دیا۔

معاملہ میرا اور تمہارا ہے سو کسی کو ٹانگ اڑانے نہیں دوں گا، تمہیں"
رخصت کیسے کروانا ہے یہ میرا سر درد ہے۔ہاں اگر کل تک تمہارا موڈ بدل
"جائے تو بتا دینا، بخش دوں گا تمہیں

وہ اسے یہ سب اسی لیے بولا تا کہ وہ ڈر کر پیچھے ہٹ جائے مگر آمنہ آفریدی بھی اب ساری کشتیاں جلا چکی تھی، اسکے ہنس پڑنے پر وہ بھی جیسے اشتعال انگیز سا ہوا۔

آپ مجھے زیادہ سے زیادہ مار دیں گے نہ، تو سن لیں، مرنے سے ڈر نہیں"
لگتا مجھے۔ جتنا برا کرنے کا پلین بنا رکھا ہے، سب مجھ پر تسلی اور فرصت سے
لاگو کریے گا مگر ایک بات اپنے دماغ میں میری بھی بٹھا لیں، مارنا مجھے بھی
آتا ہے، لیکن میرا انداز آپکو پسند نہیں آئے گا۔۔۔۔۔اسے ڈرائیں جو آپ
"سے دب جائے، وہ کم از کم مانی نہیں ہے۔۔۔ بھیجتی ہوں پکچر

اس بار وہ بھی سلگ اٹھی، اس نے جس طرح ناراضگی سے کہہ کر کال کاٹی، ایک لمحہ تو شہریار جدون بھی تلملا اٹھا، اور ساتھ ہی مانی کا میسج موصول ہونے پر اسکا موڈ مزید بگھڑا۔

فون جا کر ممی کے سپرد کرتا وہ خود بنا کچھ مزید کھائے ہی واپس اپنے کمرے میں چلا گیا جبکہ مانی نے پکچر کے بعد ایک میسج بھی بھیجا جسے شہریار نے نہیں گل لالہ نے پڑھا تھا اور اسے پڑھنے کے بعد انکے چہرے پر تاریکی پھیل چکی تھی.

وہیں لعلین جب واپس روم میں آئی تو لئیق فون پر متوجہ سا ٹیک لگائے بیٹھا تھا، وہ اندر داخل ہوتی برہم سی ہوئی، اس بندے کو یہاں بھی چین نہ تھا، لعلین کی خفگی وہ بنا کہے بھانپ چکا تھا تبھی شرافت سے فون اک طرف رکھے وہ اس مرجھائی ہوئی لعلین کو دیکھنے لگا، اب تو لئیق سے زیادہ وہ نڈھال لگ رہی تھی۔

ابھی بجھت اور سیلنا آتے ہیں تو آپ ان کے ساتھ گھر چلی جائیں، ایک "
پر اپر نیند لیں۔ تاکہ واپس آوں تو آپ مجھے فریش نظر آئیں۔ گھر میں
میرے ساتھ ہوتے اس حادثے کی خبر کھل چکی ہے، فرہاد علوی پریشان
ہوں گے سو آپ انکو جب بتائیں گی کہ میں ٹھیک ہوں، تبھی انکا دل یقین
"کرے گا

لئیق نے نرمی سے اسکا ہاتھ پکڑ کر پاس بیٹھائے، اسکی گال سے ہاتھ کی پشت
سہلائے، گال سے مس ہوتے بال اسکے کان کے پیچھے اڑسائے نرمی سے
تاکید کی تو وہ بنا کوئی اعتراض کیے مان گئی کیونکہ اب تو اسے خود لگ رہا تھا کہ
وہ مزید کمر سیدھی کرنے نہ لیٹی تو چور چور ہو کر گر پڑے گی۔

"تم سچ میں آج واپس آجاو گے؟ مطلب تمہاری کنڈیشن تو۔۔۔۔"

سر سری سا سر ہلاتی وہ جیسے کہتے کہتے لئیق کے اپنی سمت جھکانے پر اسکی
گہری نظروں میں مرکوز ہوتے خاموش ہوئی۔

آپ نے اتنا سپیشل علاج کیا ہے، کہ لئیق ایزد علوی کے لیے آپکے سوا اب "
دنیا وی ہر دوار دہے۔ میں آپکے ساتھ زیادہ بہتر رہوں گا، یہاں رہنا
"میرے جیسے بے آرام کے لیے ایک سزا ہے
وہ اسکے منہ سے پھلانے پر مسکراتی ہوئی اسکی آنکھیں کھوجتی کھوجتی مسکرانا
بھول سا گئی اور جب اس لڑکی کی سانسوں میں پوری شدت سے گھل جانے
کی ادھوری خواہش وہ خود پوری کرنے اسکے خوبصورت ہونٹوں کی جانب
جھکا تبھی دروازے پر ہوتی دستک نے لئیق کو بے خود اور لعلین کو مدہوش
ہونے سے روک دیا اور وہ گھبرا کر نہ صرف اٹھی بلکہ لئیق اسکے پہلو سے
کرنٹ سا کھائے اٹھ کر کھڑا ہونے پر جس طرح مسکراہٹ دبا گیا، اندر آتی
سیلی نے تو لعلین سے لپٹ کر یہ مومنٹ مس کر دیا مگر بھجت، یار کی
آنکھوں کا سرور دیکھ کر بھانپ گیا کہ غلط انٹری ماری ہے پر دونوں رازدانہ
سا مسکرا کر معاملہ دبا گئے۔

لئیق کو ٹھیک دیکھ کر سیلی اور بھجت بہت خوش تھے، اللہ نے بہت کرم کیا تھا جسکے لیے دل شکر گزاری سے بھر سے گئے تھے۔

.._____..

شکر ہے آپ بہتر ہیں، جان نکال دی تھی آپ نے۔۔۔ وقار سادانی کے "سب سے خاص آدمی کو میرے لوگوں نے رات دبوچ لیا ہے لیکن آپکی طرف دھیان تھا سو میں ابھی تک گیا نہیں اس سے ملنے؟ آج رات جاوں "گا۔۔۔ آپکو آج ڈسچارج کر دیا جائے گا؟

پرکاش اور افراہیم صاحب نے بھی عیادت کا فرض آکر نبھایا، لئیق کے اصرار پر لعلین، بھجت اور سیلی کے ساتھ چلی گئی تھی کیونکہ وہ خود ٹھیک

نہیں تھی سو لئیق نہیں چاہتا تھا یہاں رک کر وہ مزید اپنی طبعیت بگھاڑے۔

جبکہ دستگیر کے لوگوں نے رات ایک خفیہ مشن ترتیب دیا تھا، بھائی کی ٹنشن کی وجہ سے وہ خود اس مشن میں شامل نہ ہو سکا تھا مگر کامیابی کے سنگ مطلوبہ آدمی دستگیر کی گرفت میں آچکا تھا۔

مریم بی نے دستگیر کے ہاتھ لئیق کے لیے مزیدار سا کھانا بھجوایا تھا کیونکہ لئیق زخمی ہے یہ خبر صبح ہوتے ہی سب کو دے دی گئی تھی۔

لوئے اور لارا ابھی ہوسپٹل جانا چاہتے تھے مگر شام تک وہ ڈسچارج ہو جانے والا تھا سو اس نے خود ہی مزید کسی کو ہوسپٹل آنے سے روک دیا تھا جبکہ فرہاد دونوں بچوں پر ایک ساتھ اترتی اس ناگہانی مصیبت سے بہت متاثر ہوئے تھے اور لئیق نے لعلین کو اس لیے بھی واپس جندل محل بھجوا دیا تاکہ وہ خود بابا کو اسکے ٹھیک ہونے کی تسلی دے سکے۔

دستگیر کے یہ سب بتانے پر لئیق سنجیدہ ہوا۔

یہ معاملہ تم سنبھالو، وقار سادانی تک تمہیں وہ آدمی پہنچائے گا۔ میں تو"
ابھی جانا چاہتا ہوں لیکن کچھ ٹیسٹس کی رپورٹ شام تک آئے گی سو مجبورا
شام تک میں یہیں ہوں۔ لعلین کو کہا ہے لیکن تم بھی فرہاد علوی کو
مطمئین کر دینا۔ ویسے کیا ضرورت تھی سبکو میرا بتانے کی؟ خوامخواہ سب
"کو باری باری ہوسپٹل آنے کی زحمت ہوئی

مشن مکمل دستگیر کے سپرد کیے وہ اسکے آخر تک برہمی سے بھی گھورا مگر وہ
کیا بتاتا کہ اس پر آئی یہ مصیبت بنا بتائے ہی سب کو پتا چل گئی تھی، فرہاد
صاحب، لوئے کو، سو اسے مجبورا لئیق کی اتنے اہم وقت غیر موجودگی کا راز
افشاں کرنا ہی پڑا۔

آپ ہم سب کا اہم حصہ ہیں بھائی، لوئے اور فرہاد صاحب بہت پریشان"
تھے، سو مجھے مجبورا بتانا پڑا۔ وہ سب آنا چاہتے تھے، صبور بھی ریڈی تھی
"لیکن میں نے خود منع کر دیا، کچھ اور بھی بتانا تھا آپکو

وہ نرمی سے لئیق کی خفگی رد کرتا آخر تک کچھ محتاط ہوا تو لئیق نے فون سے نظر ہٹائے دستگیر پر ڈالی۔

"کیا ہوا؟"

لئیق کے استفسار پر اس نے گہرا سانس لیے بھائی کی سمت دیکھا۔

"طلاق کے پیپرز بن چکے ہیں، وکیل کی کال آئی تھی کہ آج چار بجے جا کر ہم یہ معاملہ نمٹا لیں۔ امے جان کو ابھی اسکے بارے میں نہیں بتایا، صرف میں، نیہا اور ہمایوں صاحب جانتے ہیں، نیہا اتنی آسانی سے سچائی جاننے کے بعد طلاق کے لیے ہرگز نہیں مان سکتی تھی، مجھے لگتا ہے اس کے پیچھے صبور کے ڈیڈی ہیں"

دستگیر کے لہجے میں تشویش تھی جبکہ لئیق کو بھی معاملہ کچھ توجہ طلب لگا کیونکہ نیہا کیسی لڑکی تھی، یہ لئیق بھی بخوبی جانتا تھا۔

اور پھر جب دستگیر نے کل صبح والی ملاقات کا احوال سے لے کر ہمایوں کیانی کے میسیج تک کا ماجرہ لئیق کو سنایا تو اسے معاملہ صاف سمجھ آیا۔

مسٹر ہمایوں ایک نفیس انسان ہیں، کوشش کرنا سائن کرنے سے پہلے اس"
معاملے کی تہہ تک پہنچ سکو۔ نیہا ایک دم کیسے مان گئی، طلاق سے پہلے
تمہارے لیے یہ جاننا ضروری ہے۔ بعد میں اگر یہ چھپے حقائق سامنے آئے
"تو ٹھیک نہیں ہے
لئیق کا مشورہ درست تھا کیونکہ اسے دستگیر کے ساتھ ساتھ نیہا کا بھی سوچنا
تھا۔

ٹھیک ہے بھائی، پھر میں نکلتا ہوں۔ بھجت بھائی، لعلین اور سیلنا بھابھی کو"
چھوڑ کر آپکے پاس آجائیں گے۔ رات گھر پے ملاقات ہو گی، اپنا خیال
"رکھیے گا
دستگیر نے فوری اٹھ کھڑا ہوئے اجازت طلب کی تو لئیق نے سر ہلایا جس پر
وہ بھائی پر نرم سی نظر ڈالتا روم سے نکل گیا جبکہ لئیق کے ماتھے پر فکر کی
شکنیں ضرور امڈ چکی تھیں۔

کیونکہ پورا نہ سہی پر تھوڑا بہت معاملہ وہ بھانپ چکا تھا۔

وہیں سیلی اور بھجت نے پہلے لعلین کو جندل محل ڈراپ کیا توسب ہی لعلین کی واپسی پر ہال میں ہی چلے آئے، صبور تو باقاعدہ اسے گلے لگا کر ملی، لارا نے بھی نرمی اور پریشانی کے سنگ اسکی طبعیت پوچھی، مریم بی کا تو بس نہ چلا وہ اس بچی کی مرجھائی صورت بحال کرنے کو کیا کیا چولہے پر چڑھا دیتیں، اور سب سے زیادہ فرہاد علوی کی حالت ابتر تھی جنکار کا ہوا دل، لئیق کی بیوی کو دیکھ کر بحال ہوا اور جب لعلین نے انکو لئیق کے بہتر ہونے کا خود بتایا تو سب نے ہی اللہ کا شکر کیا سوائے منصوعی فکر دیکھاتی زائشہ کے۔

اچھا بھلا مر رہے تھے یہ دو منحوس، پھر بچ گئے۔ کوئی نہیں سویٹی، اگلی بار"

"تم دو موت کے منہ سے ہر گز نہئں نکلو گے

سب کو لعلین کے گرد جمع دیکھ کر زائشہ علوی کا صحیح معنوں میں خون کھول اٹھا تھا، لوئے سے مزید انتظار مشکل ہوا تو وہ اکیلا ہی ہوسپٹل نکل گیا۔

لعلین کو مریم بی ہی لئیق کے کمرے میں لائیں اور مکمل آرام کی خاص تاکید بھی کی، اور واقعی وہ اتنی تھکی تھی کہ لیٹتے ہی اسکی آنکھیں بند ہو گئیں۔

صبور نے کمرے میں آکر دیکھا تو لعلین سو گئی تھی سو وہ اندر آکر مین لائیٹ آف کرتی کمرے سے نکل گئی۔

جبکہ لوئے، بھجت کی واپسی سے پہلے ہی ہوسپٹل پہنچ چکا تھا کیونکہ بھجت کی ایک ضروری میٹنگ تھی اور وہ اسے نمٹا کر ہی ہوسپٹل نکلنا چاہتا تھا۔

لئیق نے کھانا کھالیا تھا، نرس اور ڈاکٹر کچھ دیر پہلے ہی اسکی طبعیت دریافت کرکے روم سے نکلے تھے۔

اور تبھی لوئے، دروازے کو کھولے اندر جھانکا تو لئیق نے آہٹ پر آنکھیں کھولیں، لوئے بہزاد علوی کی حقیقت میں جان نکلی ہوئی تھی مگر برو کو ٹھیک دیکھ کر اسکے ڈوبتے دل کو تقویت ملی۔

"لوئے؟ آجاو"

وہ اسکے دروازے پر ہی رک جانے پر زرا ٹیک لگا کر بیٹھتا نرمی سے پکارا تو اترے چہرے سمیت وہ قریب چلا آیا، لئیق اسکی پریشان آنکھیں باآسانی دیکھ سکتا تھا، وہ کبھی کسی کے خلوص سے انکاری نہیں تھا، بس وہ اپنے بنائے خول میں سمٹ کر رہنا پسند کرتا تھا۔

"مجھے ساری رات نیند نہیں آئی، دل کہہ رہا تھا کچھ بہت برا ہوا ہے۔ آپکی وائف نے بتایا تھا آپ بہتر ہیں پھر بھی رہا نہیں گیا، آپکو میرا آنا برا تو نہیں لگا"

اسکے اداس غمزدہ لہجے اور آخری سوال پر لئیق دھیمے سے مسکرایا اور اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا، جس پر لوئے نے اسکے کچھ فاصلے پر ہی ٹک کر بروکے جواب کو پانے کے لیے اپنی منتظر نظر اسکے چہرے پر جمائی۔

"مجھے تمہارا آنا بلکل برا نہیں لگا، بلکہ اچھا لگا ہے۔ بس ایک حادثہ ہو گیا"

"اچانک۔۔ الحمدللہ میں بہتر ہوں اب

اپنے لہجے کو نرم رکھنے کی بھرپور کوشش کیے اس نے لوئے کی خود سے جڑی برادرانہ محبت کا بھرپور بھرم رکھا۔

"آپ پر آنچ بھی آئے تو اچھا نہیں لگتا برو، ایسا لگتا ہے یہ تکلیف مجھے پہنچی ہو"

وہ کہنا چاہتا تھا پر جانے کیوں نہ کہہ سکا، بس اس نے لئیق کے ٹھیک ہونے پر آنکھوں میں خوشی سی بھر لی۔

"میں جانتا ہوں لوئے بہزاد کہ کافی معاملات میں سنگدل بنا رہا، تمہارے لیے بھی لیکن اس بار تمہاری واپسی میری پریشانی نہیں، اطمینان بنی ہے۔ میں نے کبھی تمہارا برا نہیں چاہا، بس یہ چاہا کہ تم اپنی زندگی کا مقصد پہچانو۔ ایک ایسے راستے پر چلو جو تمہیں گمراہی کے عذاب سے محفوظ رکھے۔

تمہاری عادات، تمہارا مزاج مجھے تمہاری ماں کے باعث ہمیشہ ناپسند رہا اور کچھ تم نے خود یہ کڑواہٹ گہری ہونے دی، لیکن اچھے میں تمہیں سراہنا، تمہیں ان کریج کرنا، بری چیز میں ڈس ہارٹ کرنا ہمیشہ میں نے اپنی ذمہ

داری سمجھی۔مجھے تمہاری آنکھوں میں اپنی برادرانہ محبت کی حسرت دیکھنے کا کبھی ارمان نہیں رہا نہ میں اس معاملے میں انا پرست ہوں، لیکن ہاں اصول پرست ضرور ہوں۔اب جب تم نے اپنی زندگی کو، اپنے آپ کو ایک سانچے میں ڈھالنے کا فیصلہ لیا ہے تو میں خوشی خوشی تمہارے ہم قدم کھڑا ہوں۔۔۔۔ہم جیسے بھی بھائی بنے ہوں، لیکن یہ رشتہ ایگزیسٹ کرتا ہے اور کرتا رہے گا، ہاں مجھے اس دن کا انتظار ضرور ہے جب میں تم پر رشک کر سکوں گا"

لئیق ایزد علوی، بنا کہے آنکھوں کے ہر راز کو جان لینے والا شخص تھا اور آج اس نے اپنے اور لوئے بہزاد کے اس رشتے میں بھی نرمی کا عنصر شامل کر دیا تھا اور کوئی لوئے سے پوچھتا کہ جیت کیا ہے تو وہ اس لمحے کو اپنی زیست کا حاصل کہتا جب بروز نے اسے اپنا بھائی تسلیم کیا تھا، اسکا دل تکلیف اور خوشی کی زیادتی سے پھٹنے سا لگا۔۔

آپ کو کیا پتا آپ میرے آئیڈیل ہیں، اور آپ نے اگر رشک کرنے کی"
خواہش کی ہے تو میں ایسا وقت ضرور لے کر آوں گا پھر بھلے آپکی آنکھوں
"میں لوئے نامی غرور دیکھنے کو مجھے جان سے بھی کیوں نہ جانا پڑا، منظور ہے
وہ پھر نہ کہہ سکا، بس تھکا سا مسکرا دیا۔
جیسے خوشی نے کچھ کہنے کی سکت سلب کر لی ہو۔
"تمہاری بازو کیسی ہے؟"
وہ جانتا تھا اسکے پاس جواب نہیں تبھی سوال کرتے وہ لوئے کو حیرت
کدے میں جھونک گیا۔
"ب۔۔ بازو۔۔۔۔ کیا ہوا بازو کو"
وہ آنکھ چراتے ہکلایا تو لئیق نے دوبارہ سے مسکرا کر اسکا کندھا تھپکایا۔
وہی جو نہیں ہونا چاہیے تھا، تمہاری خوشی کے لیے کیا یہ کافی ہو گا جاننا کہ"
" تم پر نیویارک میں ہر وقت میری نظر تھی۔۔۔۔

وہ بروکے ایک کے بعد دوسرے دیے جھٹکے پر تکلیف کے سنگ اسے دیکھ رہا تھا جہاں ہر بوجھ سے آزاد سی مسکراہٹ رقصاں تھی، اور آج تک لوئے کو لگتا تھا وہ وہاں اکیلا ہے۔

"ک۔۔ کیوں نظر رکھتے تھے؟"

اس بار وہ پوچھ بیٹھا، بھاری آواز تک لرزی۔

اس لیے کہ میرا فرض تھا، اپنے چھوٹے بھائی کی خبر رکھنا۔۔۔۔ورائیل" کل پکڑا جا چکا ہے، جلد اسکو سزا ہو جائے گی۔ رہی بات جمی کی، اسکا بندوبست کروا دیا ہے، تمہیں تو موج کرنے، مستی کرنے کی عادت تھی تو "اتنے دشمن کیسے بنا لیے؟ کیا لارا کی خاطر؟

تو گویا لئیق اس سے لاپرواہ ہر گز نہ تھا، اور لوئے کی آنکھوں کی ساری حسرت لئیق کے پوچھے آخری سوال پر دم توڑتے مسکراتا لمس بن گئی۔

ہمم۔۔وہ وہاں کی ایک حالات سے جنگ کرتی فائٹر گرل تھی،اور ایسوں "
کے بہت دشمن ہوتے۔مجھے اس سے محبت ہوئی تو میں نے اسکے ہر دشمن
"سے پنگاہ لے لیا
وہ جس طرح درویشی سے بولا، لئیق کے چہرے پر شرارتی سے رنگ
اترے،لوئے جیسی چیز یہ سب کہتی خاصی حیران کر رہی تھی۔
"تم دو کی سٹوری فرصت سے سننا چاہوں گا،آئی لائک اٹ"
لئیق کے مسکرانے پر وہ بھی ہنس سا دیا،ساری اداسی یہاں آکر خوشی کی کوئی
اونچی شکل اختیار کر گئی تھی۔
اور میں بھی،آپکی اور آپکی وائفی کی۔۔۔۔جب ممی نے مجھے بتایا تھا کہ "
آپ نے شادی کر لی۔۔۔میں تو شاکڈ رہ گیا۔۔۔۔سچی بتاوں ایک بار تو سر
" بھی چکرا گیا
لئیق شرارت کے موڈ میں تھا تو جناب لوئے کہاں پیچھے رہتے،اسکے آخری
جملے پر لئیق بھی بے اختیار ہنسا۔

جب مل بیٹھیں گے تو بہت باتیں ہوں گی۔۔اب تم جاو، رات میں ملتا"

"ہوں

وہ خود بھی اب بات کرتے تھک گیا تو لوئے فوری اسے آرام کرنے کے لیے فری چھوڑتا فدا اسی نظر بر وپر ڈالے کمرے سے نکل گیا، اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا مگر اسکے کمرے سے جاتے ہی لئیق ضرور افسردہ سا ہو گیا، جانے کیا سوچ کر، جانے کیا تسلیم کر کے۔

.._____..

نیہا اور وہ اس وقت ایک ساتھ ہی وکیل کے دفتر پہنچے تھے، نیہا کے چہرے پر نہ تو خوشی کا تاثر تھا نہ ہی غم کا، بس وہ ایک فرض نبھانے آئی تھی۔

وکیل کا اہم آدمی ان دو کو مسٹر فرید کے آفس کی طرف لے کر گیا تو وہ پہلے ہی انکا منتظر تھا سو خوش دلی سے دونوں کا ویلکم کیا اور پھر سیدھا مدعے پر آیا۔

"کیا مجھے طلاق کے بعد عدت بھی پوری کرنی ہو گی؟ مطلب میں کب تک دوسری شادی کر سکتی ہوں"

نیہا کے سوال پر وکیل سمیت دستگیر نے بھی حیرت سے اسکی طرف دیکھا جبکہ ان دو کے بیچ رشتے کی نوعیت پہلے ہی دستگیر نے وکیل کو بتادی تھی۔

"نو مس نیہا، جیسا کے آپ دو کی طلاق ایک سال سے پہلے ہو رہی ہے سو عدت فرض نہیں اور نہ ہی آپ دو کے بیچ آزواجی تعلق بنا ہے، سو آپ ڈائیورس کے رجسٹر ہوتے ہی دوسری شادی کے لیے بااختیار ہوں گی"

وکیل کے بتانے پر نیہا کی آنکھوں میں چمک سی لوٹی جبکہ دستگیر اسکی مشکوک حرکت پر کچھ متفکر ہوا تبھی وکیل کو کچھ دیر میں واپس آنے کا کہے وہ نیہا کی بازو زبردستی پکڑتا آفس روم سے نکلا اور وہ اسکی اس حرکت پر تلملا کر باہر آتے ہی اپنی بازو اسکے ہاتھ سے کھینچ گئی۔

"کیا چل رہا ہے تمہارے دماغ میں؟ کون ہے جس سے دوسری شادی کے لیے اتنی ایکسائیڈ ہو؟"

یہ سب دستگیر، لئیق کی تاکید کے تحت پوچھ رہا تھا اور نیہا اسے ستا کر تو دل کی بھڑاس نہ نکال پائی مگر اب ضرور اسے زچ کرنے پر آمادہ تھی۔

"اٹس نن آف یور بزنس مسٹر دستگیر عالم، اپنے کام سے کام رکھو سمجھے۔۔۔۔ میں جس سے بھی شادی کروں، اب یہ میری مرضی ہے۔

اچھا ہی ہوا کہ ہمارے بیچ کچھ نہیں ہوا ورنہ خوامخواہ تمہارے نام کی عدت کا میرے گلے میں طوق پڑ جاتا اور میں اپنے خوابوں کے شہزادے سے بہت سے ماہ دور ہو جاتی۔۔۔۔"

وہ جس طرح ہمایوں کے لیے یہ لفظ استعمال کرتی اترا رہی تھی، دستگیر کو اس بیوقوف کی الٹا فکر ہوئی کیونکہ وہ اسے اپنی زندگی سے نکال کر در در کی ٹھوکریں لگنے بھی نہیں دینا چاہتا تھا۔

"سیدھے سے بتا رہی ہو یا طلاق کا پلین کینسل کروں؟"

وہ نرمی سے نہیں بلکہ اسکی بازو بری طرح پکڑے اسکو جنھجوڑ کر غرایا تھا اور اس سے پہلے وہ کچھ بولتی، وکیل کے آفس ہمایوں کیانی کی انٹری اسے سارا کچھ سمجھا گئی۔

اپنا کیانی پیلس اور جائیداد کے کئی اثاثے وہ نیہا کے نام ٹرانسفر کر چکے تھے۔

یہ سچائی جب دستگیر کو پتا چلی تو کتنے ہی لمحے اسکی سماعت سن رہی، وہ اس بے جوڑ سے رشتے پر ہر گز مطمئین نہ تھا مگر نیہا نے اس سے طلاق لے کر ہی دم لیا، سائن ہو چکے تھے اور کل کورٹ میں وہ کاغذات رجسٹر ہو جاتے جبکہ دستگیر، نیہا سمیت ہمایوں پر بھی برہمی جتاتا آفس سے نکل گیا۔

ابھی خود ہمایوں نے بھی یہ راز نہ کھولا کہ انکے بیچ ڈیل کیا ہوئی ہے۔

جبکہ طلاق ہوتے ہی وہ گنگلی سے کڑور پتی ہو کر جیسے ہواوں میں اڑ چکی تھی، اسکے نام پیلس اور آدھی جائیداد لگانے کے بعد وہ باقی اپنا سب کچھ صبور کے نام بھی ٹرانسور کروا چکے تھے۔

اب انکے پاس انکی سیاست اور کلینک بچ چکا تھا۔

نیہااور وہ ایک ساتھ مسکراتے ہوئے وکیل کے دفتر سے نکلے۔

"میں آپکو جندل محل ڈراپ کر دیتا ہوں"

ہمایوں کی پیشکش پر وہ بنااعتراض کرتی اسکے ساتھ مالکن جیسی ادا کے سنگ فرنٹ سیٹ سنبھالے بیٹھی تو مسٹر ہمایوں بھی من ہی من میں مسکراتے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالے بیٹھے اور گاڑی سٹارٹ کی۔

"تو پھر یہ بتائیں، مجھے میرے پیلس میں کب لے جانے آرہے ہیں؟"

ان دو کے بیچ نرم سی خاموشی کا سحر نیہا کی پرجوش سی سرگوشی نے توڑا۔

"آپ جب چاہے اپنے گھر آسکتی ہیں"

وہ فراغ دلی سے اجازت دیتے مسکرائے تو وہ لمحہ بھر بے چین سی ہوئی۔

ابھی تو وہ صرف میری ملکیت بنا ہے، میرا گھر تو تب بنے گا جب آپ مجھ"

"سے شادی کریں گے

وہ اپنی بات کا مطلب سمجھانے کو زرا ہچکچائی تو جناب نے ہونٹوں پر بکھرتی مسکراہٹ فوراضبط کی۔

تو کیا شادی کے لیے آپ واقعی سنجیدہ ہیں؟ مطلب اب تو آپ کروڑ پتی" ہیں۔ آپ سے کوئی ہم عمر جوان بھی خوشی خوشی شادی کر لے گا۔ محبت تو بس وقتی چیز ہے نہ آپکے بقول، تو آپ کوئی خوبصورت ہم عمر سا لڑکا بھی پا "سکتی ہیں۔۔۔۔ میری ہلپ چاہیے تو میں کر سکتا ہوں

وہ بالکل سنجیدہ نہ تھے بلکہ اس اوور سمارٹ لڑکی کو صرف ڈرانے کی کوشش میں تھے کہ جان سکیں کہ وہ واقعی ان سے کسی طور پر جذباتی وابستگی تو نہیں جوڑے ہوئے۔

لیکن نیہا کے چہرے کا فق ہوتا رنگ بتا رہا تھا کہ اسکا دل کسی نے مٹھی میں لے لیا ہو۔

"ک۔۔ کیا مطلب۔۔۔ آپ خود مجھ سے شادی نہیں کریں گے"

گھر کی فائیل جو اس بے خوشی سے تھام رکھی تھی، بے دلی سے سامنے رکھے وہ روہانسی ہوتی ڈرائیونگ کرتے ہمایوں کی طرف دیکھ کر تاسف سے بولی

جنھیں نیہا کی بدحواس حالت مزید محظوظ کر گئی، اس لڑکی کی تو جان نکلی معلوم ہو رہی تھی۔

ڈیل تو یہی تھی لیکن میں ایک آپشن دے رہا ہوں، یہ سب میں نے اپنی" صبور کی زندگی کے لیے قربان کر دیا ہے۔ مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا اس سب سے۔ لیکن کل کو اگر آپکو مجھ سے شادی پر پچھتاوا ہوا، آپ خود کو ایک خود سے بڑے شخص سے جوڑ کر اپنی زندگی کی کوئی بڑی خطاء کر بیٹھیں، یا آپکا دل کسی اور کی محبت میں گرفتار ہو گیا۔۔۔۔ مطلب آپ خوبصورت ہیں، جوان ہیں، محبت نہ پائی نہ کی۔۔۔۔ تو بہتر ہے سوچ لیں، میں آخری چوائز تو ہو سکتا ہوں لیکن پہلی نہیں"

اسے ہمایوں کیانی کے لفظوں سے حقیقی خوف سا آیا تبھی تو وہ بے ارادہ انکی بازو پر ہتھیلی جکڑ گئی، جس پر انہوں نے بھی ٹھیک سے بات کرنے کو گاڑی سڑک کنارے کچھ دیر روک لی۔

ن۔۔ نہیں مجھے اور کسی سے شادی نہیں کرنی، آپ ٹھیک ہیں۔۔۔ میرا"
مطلب مجھے کوئی پچھتاوا نہیں ہو گا، اور آپ بڑے ہیں تو کوئی بات نہیں۔
اس دنیا میں ہزاروں ہم جیسے کپل ہیں۔۔۔۔ آپ بھی تو صبور کے بعد اکیلے
"ہو جائیں گے، سو مجھے اچھا لگے گا آپکے ساتھ۔۔۔۔۔۔ یعنی
وہ خود نہیں جانتی تھی کہ کیا کیا بڑ بڑا رہی ہے اور احساس ہونے پر اس نے
اپنی چلتی زبان، ہمایوں کی گہری نگاہوں کی تپش کے آگے دانتوں تلے
دیے روکی۔

اوکے نیہا، ڈونٹ بی پینک۔ جس دن آپ اس فیصلے سے بور ہو گئیں تو"
آپ خوشی خوشی مجھ سے آزادی لے سکتی ہیں۔ مطلب میں آپکو پابند نہیں
کروں گا، آئی نو آپ ایک مضبوط حفاظت کی خواہش مند ہیں، اور میرے
جیسا انسان جسے وقت نے حفاظت کے گر سیکھائے ہوں، وہ آپکی پہلی ترجیح
"ہے اسکے باوجود آپ آزاد ہوں گی

وہ یہ سب نہیں سننا چاہتی تھی تبھی وحشی سی ہوتی، حسیں مفلوج محسوس ہوتے طمی دروازہ کھولے گاڑی سے نکلی، شاید اس لڑکی کا دم گھٹ رہا تھا تبھی کچھ منٹس اسے اکیلا چھوڑنے کے بعد وہ خود بھی باہر نکل آئے۔

"شادی کریں مجھ سے مسٹر ہمایوں لیکن پابند کرنے والی، یعنی اس کے بعد مجھے کہیں نہ جانا پڑے۔ میں کڑور پتی ہو جاوں یا جتنی بھی امیر کبیر، ایک عورت رہوں گی۔ جسکا اکیلے اس دنیا میں جینا ناممکن ہے۔ ہمارے بیچ بھلے ڈیل ہوئی ہو، جیسا بھی معاہدہ ہوا ہو۔۔۔ لیکن شادی تو حقیقت ہو گی ۔۔۔۔۔۔۔"

وہ انکے ساتھ آکر کھڑا ہونے پر ہوا سے بکھرے بال سنوارتی انکی سمت رخ موڑ کر جو بولی وہ ہمایوں کو بھی سنجیدہ کر گیا کیونکہ ہمایوں کے یوں سب کہنے پر وہ اتنی ایگزاسٹ ہو گئی کہ نہ تو پیلس اہم رہا نہ اپنے نام لگتی جائیداد اور تبھی تو وہ اسے آزما بیٹھے تھے، انکے دل کو خوف تھا کہیں یہ لڑکی بھی دوسری

زائشہ نہ بن جائے مگر وہ ٹھیک تھے، یہ زائشہ تو دور، زائشہ جیسی بھی نہ تھی، اور اب وہ نیہا کو قبول کرنے میں مطمئین ہو چکے تھے۔

دو لوگوں کے شادی کرنے کے پیچھے چند ہی وجوہات ہوتی ہیں، محبت، ضرورت، مجبوری یا سمجھوتھا۔ ہماری اس شادی کے پیچھے تو ایسی کوئی وجہ نہیں"

وہ اسے مزید آزمانے پر اترے تو وہ ان کی گہری، روح تک جھانکتی آنکھوں سے نظر چرا گئی، وہ بہت بے کل سی تھی۔

"دوستی۔۔۔۔دوستی ہے نہ۔۔۔آپ نے کہا تھا دوست بنوں گا"

وہ ڈوبتے دل کے ساتھ یکدم بولی تو وہ اسکی حواس باختگی پر مسکرائے، حالانکہ وہ تو نیہا کو پہلے محبت کا آپشن بھی دے چکے تھے پر یہ لڑکی ان پر ہر ملاقات میں آدھی کھلتی اور آدھی چھپ جاتی تھی جو انکو دیوانہ کرنے کو کافی تھا۔

ٹھیک ہے، مریم صاحبہ سے ڈسکس کر لیں۔ دستگیر اور صبور سے میں خود "
بات کر لوں گا۔ لیکن تب تک آپ مجھ سے شادی پر نظر ثانی کر لیں شاید
"آپکا فیصلہ بدل جائے

مسکراتے ہوئے وہ واپس گاڑی کی سمت چلے گئے جبکہ نیہا کسی نظر ثانی کو کرنے کے حق میں نہیں تھی، وہ جندل محل واپسی تک بہت بے قرار رہی تھی اور اسکی یہ بے چینی ہمایوں کیانی کے لیے سرشاری کا سبب تھی۔

سو فائنلی وہ ایک ایسی عورت تک پہنچ گئے تھے جسکے دل میں انکو لے کر ہلکی سی چنگاری لگ چکی تھی۔

محبت کی نہ سہی، کسی اور جذبے کی ہی سہی جو نکھر کر محبت میں بدل جاتی ہے۔

.._____..

پورا دن وہ عجیب سی بیزارئیت کا شکار رہا، بریک فاسٹ کے بعد وہ دو تک سو یا رہا اور پھر تھانے گیا جہاں اسکے دو کام پر لگے اہل کار مودب سے شہریار جدون کے سامنے کھڑے تھے۔

ہارون کے تمام خفیہ ٹھکانے اور اسکے علاقوں کی جانچ پڑتال شروع کی جا چکی تھی، وہ انفارمیشن کہاں تھی اب تک یہ پتا نہ لگوا پانا شہریار کے لیے درد سر بنا تھا جبکہ اس مرے آدمی کی لاش بھی دفنا دی گئی تھی، اس آدمی کا بائیو ڈیٹا جب سحر اور رایان نے گھنگالا تو پتا چلا وہ ایک چھوٹا موٹا چور تھا، پیسے کے غوص پر اغوا برائے تاوان میں بھی شامل رہ چکا تھا، گویا وہ درندہ اپنے مہروں کو اپنے اوپر یوں قربان کرتا جیسے وہ انسان نہیں کیڑے مکوڑے ہوں۔

جبکہ ہارون پر کاش کی حالت کچھ مار کٹائی جبکہ کچھ اس جنگلی بچھو کے زہر کے اسکے چٹانی وجود میں پھیل جانے سے خراب ہونا شروع ہو چکی تھی، پہلے تو وہ شیری کے لوگوں کے مارنے پر آگے سے ہنستا رہا مگر شام اسکے لاغر

ہو جانے پر ان چاروں نے ہاتھ روک دیا کیونکہ اسے مارنا نہیں بلکہ صرف ٹارچر کرنا تھا۔

جبکہ شہریار نے اپنے آدمیوں کو جلد از جلد وہ انفارمیشن ڈھونڈنے کی ذمہ داری سونپے تھانے سے روانہ کیا اور خود وہ وہیں تھانے میں پیر پسار کے بیٹھا اپنا فون تھامے آمنہ آفریدی کی تصویر کھولے اسے متنفر نظروں سے دیکھنے کی کوشش میں تھا۔

صبح اس ماں کے چہرے کی اس تصویر کو دیکھنے کے بعد خوشی وہ چاہ کر بھی اپنے دماغ سے جھٹک نہ پا رہا تھا، کسی کو جھوٹی خوشی دینا، سنگین دکھ سے قدرے بڑا جرم ہوتا ہے۔

وہ یہ بات سمجھتا تھا لیکن وہ یہ بات ماننے پر ہرگز آمادہ نہ تھا وہ کسی اور راستے کا کبھی ہمراہی بن سکتا ہے، پھر لعلین کی باتیں یاد کرتا تو دھیان صرف مانی اور اس کے ساتھ کی اپنی زیادتی سے الجھ جاتا۔

شام تک لئیق کو ڈسچارج کر دیا گیا تھا، رپورٹس کلئیر تھیں مگر ڈاکٹر نے چوبیس گھنٹے کا بیڈ ریسٹ لازمی قرار دیتے ہی اسے چھٹی دی۔

بھجت اپنی اہم میٹنگ نمٹا کر جب ہوسپٹل پہنچا تو ایک زندگی اور موت کی جنگ سے لڑنے کے بعد اسکا جگری یار، نکھرے اور ہشاش بشاش موڈ میں اسکا منتظر تھا۔

اسے لئیق کو یوں دیکھنے کی عادت کہاں تھی، اس نے اس جوشیلے جوان کو ساری زندگی سٹرگل کرتے دیکھا تھا، پڑھائی میں وہ ایک بریلنٹ سٹوڈنٹ تھا اور پھر سکالرشپ میں آکسفورڈ یونی جیسی بڑی یونیورسٹی میں تعلیم مکمل کرنے کا موقع ملا، وہ ہمیشہ سے اپنے پیروں پر کھڑا ہونے کو ترجیح دیتا تھا، اور اس بیچ اس نے اپنی زندگی کے چھتیس سال کوشش اور جدوجہد پر سر و کیے تھے، بلیک ڈائمنڈ کا وہ رینک حاصل کیا جو کڑوروں میں سے کسی ایک ہونہار کو ملتا ہے، اس نے اپنی خواہشوں کو ہمیشہ دبانا سیکھا تھا، وہ ایک امیر باپ کا بیٹا ہونے کے باوجود ایک محنت کش نوجوان کی زندگی گزار کر یہاں

پہنچا تھا، صوفیہ کو اپنے بل پر روح زمین کا حصہ بنا کر اپنی ماں کے نام ایک قندیل جلائی، ان بچوں کے لیے جنکی مائیں، لئیق کی طرح چھن گئی تھیں، جنکے باپ، لئیق ایزد علوی کی طرح کھو گئے تھے، خود میں، اپنی مجبوریوں میں۔

جندل محل میں اسکی واپسی ہر کسی کو قرار بخش گئی، فرہاد علوی نے آج اس بات کا انتظار نہ کیا کہ وہ اسے بابا کہے بلکہ خود ہی اس سے لپٹ گئے، ہاں انکا انداز کسی ضدی بچے سا تھا جسے بہت مدت بعد اسکا باپ گلے لگاتا ہو۔

پھر صبور، لوئے، لارا، دستگیر، نیہا، مریم بی، سب نے ہی باری باری اسکا احوال پوچھے اپنی نیک تمناوں سے نوازا، لعلین کو کسی نے نہیں جگایا تھا کیونکہ مریم بی نے ہی تجویز دی تھی کہ اسے ڈنر تک نیند پوری کرنے دینی چاہیے، نیند سے زیادہ جسم کی تکلیف، دماغ کی جنگ، اور حواسوں کی ابتری تھی، ہارون پرکاش نے اسے اسکی بساط سے زیادہ دکھ دیے تھے، وہ مضبوط تھی مگر وہ اپنوں کے لیے دل میں موجود نرم گوشہ ختم نہیں کر سکتی تھی،

اور خود لئیق نے بھی اسے جگانے سے سبکو منع کر دیا کیونکہ وہ ساری رات فرصت سے لعلین ابراہیم کی مسیحائی چاہنے کی خواہش کیے بیٹھا تھا اور لئیق کی خواہشوں اور جذبوں کو تکمیل دینے کے لیے اس لڑکی کا ہر تھکن اور تکلیف سے نکلنا بہت ضروری تھا۔

....★☆☆☆☆☆★....

"میں آپکے نقصان کی تلافی تو نہیں کر سکتا لیکن آپکے اور آپکے بچوں کی کفالت کا ذمہ ضرور لے سکتا ہوں۔ اللہ آپکے شوہر کے درجات بلند کرے، انکی یہ قربانی ہمیشہ یاد رہے گی"

ڈنر کو ابھی وقت تھا اور لعلین بھی ابھی نہیں جاگی تھی سو لئیق نے دستگیر کے ساتھ جا کر پہلے چوکیدار کی بیوی سے خود تعزیت کی جو دکھ اور درد میں ڈوبی ہوئی تھی مگر لئیق کے خود جا کر دلاسا دینے پر اسکی روتی آنکھیں مشکوری سے بھر گئیں۔

لئیق کا دل افسردہ تھا، چوکیدار کے دو بیٹے تھے، ایک نو سال کا جبکہ ایک محض دس ماہ کا، اور پھر اسکی بیوی کے لیے تا عمر بیوگی کا روگ، مارنے والا مارنے سے پہلے ایک بار بھی نہیں سوچتا لیکن پیچھے رہ جانے والوں کی زندگی تاریک گڑھا بن جاتی ہے، لیکن لئیق ایزدان سبکی زندگی تاریک نہ ہونے دینے کی پوری کوشش کر رہا تھا۔

"ب۔۔بہت شکریہ صاحب جی، ا۔۔اللہ آپکو اجر دے۔۔۔ورنہ کون کسی کو پوچھتا ہے۔۔۔اللہ آپکو رنگ لگائے جو ہم بے سہاروں کی خبر گیری کو آئے"

اس روتی عورت کی آنکھوں میں تشکر دیکھ کر وہ اسکی تمام دعاوں پر زیر لب آمین کہے چارپائی سے اٹھا اور اس عورت کے سر پر برادرانہ شفقت کے سنگ ہاتھ رکھا۔

"آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہو تو دستگیر کو کہیے گا، ہچکچانے کی ضرورت نہیں۔ دعاوں میں یاد رکھیے گا"

انکے خلوص کا معترف ہوئے وہ دونوں سہمے بچوں پر محبت بھری نگاہ ثبت کیے دستگیر کے ساتھ ہی اس خستہ حال سے گھر سے باہر نکل گیا۔

"دستگیر! انکے گھر کی مرمت کا کام کل ہی شروع کرواو میرے بھائی، دونوں بیٹوں کو کسی چیز کی کمی نہ ہو، اور ہر ماہ اس عورت کو پیسے پہنچانا تمہارا کام ہے"

لئیق اسکے ہمراہ ان تنگ گلیوں سے گزرتا دستگیر سے مخاطب تھا مگر دستگیر موجود ہو کر بھی موجود نہ تھا، اسکے دماغ میں کچھ انتشار برپا تھا۔

"ٹھیک ہے بھائی، جیسا آپ کہیں"

وہ دو گاڑی تک پہنچے تو دستگیر کے غائب دماغی سے جواب دینے پر لئیق رکا اور پلٹ کر دستگیر پر گہری نظر ڈالی اور نظر ڈالتے ہی اس بندے کے دل میں موجود طوفانی موجوں کو بھانپ گیا۔

"کیا ہوا ہے؟ تم نے نیہا کے اتنی آسانی سے طلاق لینے کے پیچھے کی وجہ دریافت کی؟"

لئیق نے اسکے پریشان لگتے چہرے پر نظر جمائے پوچھا تو دستگیر نے اسے ساری بات بتا کر مطمئین کے بجائے متفکر کیا خاص کر ہمایوں کیانی کی ان سب میں موجودگی خود دستگیر کے لیے تشویشناک تھی تبھی اسکے چہرے پر سنجیدگی کی گہری چھاپ اتری۔

"اوہ! تو اپنی بیٹی کی خوشی کے لیے اس بار وہ بھی میدان میں اتر آئے ہیں، اگر نیہا اس سب سے مطمئین ہے تو تم بھی ہو جاو۔ مسٹر ہمایوں سے جلد ملاقات کرتا ہوں، وہ مجھ سے کچھ نہیں چھپا سکتے۔ اور یہ مت بھولو دستگیر عالم، کہ جو ہوتا ہے وہ ہماری بہتری کے لیے ہوتا ہے۔ نیہا کو اکیلا نہیں

چھوڑوں گا جب تک وہ ایک بہترین انسان کے سپرد نہ ہو جائے، سو تمہیں دل کو بھاری کرنے کی ضرورت نہیں۔ صبور کو جلد بتاو اس طلاق کا، آپس میں سب معاملہ ٹھیک کرو۔۔۔۔۔"

بہت سلیقے سے لئیق نے اسکی بے چینی اپنی وقت کی مناسبت سے دی تاکید سے رفع کی تھی، اور دستگیر کا دل واقعی بھائی سے سب ڈسکس کر کے ہلکا ہوا تھا۔

"مجھے ہمیشہ ہمت دینے کے لیے تھینکیو بھائی، آپ سچ میں میری طاقت ہیں"

وہ یہ اعتراف کم ہی کرتا تھا کیونکہ لئیق کو بے چین کرنے کی اس نے کبھی کوشش نہیں کی تھی، لئیق نے مسکرا کر اسکی گال تھپکی اور خاموشی کے سنگ گاڑی کی طرف بڑھا۔

جلد ہی وہ لوگ واپس جندل محل پہنچے، تب تک ایک مزیدار ڈنر تیار ہو چکا تھا، آج بہت دن بعد جندل محل کا ڈائنگ ٹیبل سب افراد خانہ سے بھر کر سجنے کو تھا۔

لئیق واپس آیا تو اسکی نظر لان میں واک کرتے بابا اور لعلین پر گئی جو ناصرف جاگ چکی تھی بلکہ ہلکی پھلکی تیار ہو کر دلربا اور فریش لگ رہی تھی۔

جاگنے کے بعد وہ نہ صرف فریش ہو کر تیار ہوئی بلکہ لئیق ایزد علوی کے لیے کچھ خاص تحائف بھی رازداری سے ڈرائیور کے سنگ منگوا لیے، ہاں وہ تحفے خوشبوؤں سے لدے تھے، مہکتے ہوئے لئیق کے من پسند پھول جو لعلین نے بڑی محبت سے مزید سجا دیے تھے۔

دونوں نئے نئے بنے پکے دوست جانے کونسے راز و نیاز شئیر کر رہے تھے کہ لئیق نے بس فدا، محبت سے چور سی نظر ڈالنے پر اکتفاء کیا اور دستگیر کے ساتھ جندل محل کے اندر بڑھا۔

"یعنی آپکو ان سے محبت یونی میں ہوئی، آپ نے پھر کب انکو بتایا؟"

فرہاد علوی اسے اپنی لال نور سے محبت کا بتا رہے تھے اور وہ بڑی دلچسپی سے انھیں سن رہی تھی، وہ اسکی دوستی کو قبول کر کے لعلین کو اپنی خوشی اور اپنے دلھ آہستہ آہستہ بتانے کا فیصلہ کر بیٹھے تھے۔

لعلین کے سوال پر وہ لمحہ بھر بوجھل ہو گئے۔

"ب۔۔بتا نہیں سکا۔۔۔۔بس اس لڑکی کو اپنا بنانے کی کوشش کرنے لگا،" کئی لوگ اس حسن کی ملکہ کے اسیر تھے، وہ آسمان کا چمکتا چاند تھی جسے پانے کی کسی میں بھی طلب جاگ جاتی، کوئی اور بھی تھا جو اسے پسند کرتا تھا لیکن باخدا محبت کرنے والا ہر شخص اپنی کی محبت ہی سب سے گہری مانتا ہے"

وہ انکی تاسف اور حسرت میں ڈوبی بات سن کر انکا ہاتھ تھام کر یوں دکھ سے دیکھنے لگی جیسے یہ کہانی اسکے لیے نئی نہ ہو۔

"کیا لال نور بھی اس دوسرے شخص کو پسند کرتی تھیں؟"

لعلین کے دکھی ہو کر پوچھنے پر وہ اسکے ہاتھ کو پکڑے ہی کرسی پر بیٹھے تو لعلین نے بھی انکو بیٹھنے کو سہارہ دیے خود بھی سامنے والی کرسی سنبھالی۔

"یہ مجھے پتا تھا لیکن تسلیم تب کیا جب لال نے خود بتایا، وہ کوئی خیانت نہیں کرنا چاہتی تھی سو اس نے پہلے دن ہی مجھے بتا دیا کہ وہ محبت کر چکی ہے لیکن اگر میں اسے اسکے باوجود قبول کروں تو وہ بیوی ہونے کا ہر فرض نبھانے کی کوشش کرے گی"

انکی آنکھوں میں دنیا جہاں کا درد ہلکورے لے رہا تھا اور لعلین انکی کہانی سننے کے لیے بہت بے تاب تھی۔

"یعنی وہ امانت دار نکلیں، محبت میں بھی اور آپ سے جڑے رشتے میں بھی۔ آپ نے ان سے بہت محبت کی ہو گی پھر اور وہ آپکی محبت میں جکڑ گئی ہوں گی یقینا؟"

لعلین کے مسکرا کر امید بھری نظروں سے دیکھنے پر وہ دلخراش سا مسکرائے، انھیں یہ لعلین اس وقت بہت معصوم سی گڑیا لگی۔

"عورت اگر ایک وفادار شخص سے محبت کرنے میں مبتلا ہو جائے تو اپنی قبر
اسی شخص کے دل میں بنا دیتی ہے، پھر دوسرا لاکھ اسکے دل کو ڈھونڈتا رہے،
ناکام رہتا ہے۔۔۔۔کسی کی محبت بنے بغیر زندگی گزار دینا بڑا مشکل ہوتا
ہے بچے، وہ جس سے محبت کرتی تھی وہ اسکے لیے مر بھی سکتا تھا۔ لیکن میں
"لال نور کے لیے مر نہیں سکتا تھا، مجھے تبھی وہ ملی لیکن اسکا دل نہیں ملا

وہ اپنی بزدلی کا پرچار کرتے اس وقت لعلین کو بہت غمزدہ اور اذیت میں
لگے، لیکن وہ خوش تھی کہ وہ انھیں اپنے دل کا حال بتا رہے ہیں، وہ انھیں
ہمیشہ سننے کے لیے ایک دوست کی طرح پاس موجود رہنا چاہتی تھی۔
آپکو ان کا ساتھ ملا تھا نہ انکل، یہ بھی تو کسی سے کم نہیں۔ وہ آپکے پاس"
تھیں، آپ کی نظروں کے سامنے۔ آپ کوشش کرتے تو شاید آپکو انکے
"لیے مرنا آجاتا

وہ یہ سب کہتی کسی بہت اپنے کا دکھ محسوس کر رہی تھی، اپنے پیارے بابا
کا۔

ہر کسی کے بس میں مرنا کہاں ہوتا ہے، خیر چھوڑو تمہیں بھی اداس کر"
"دیا۔ آو اندر۔ آج میرا لئیق ٹھیک ہو کر آیا ہے تو اداسی کو پرے کرتے ہیں
یکدم ہی وہ مزید کچھ کہنے سے فرار کرتے اٹھے تو لعلین نے انکے پاس آکر
مسکراہٹ دیے انکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔
"لیکن ہم یہ کہانی یہیں سے شروع کریں گے"
وہ یقین چاہتی نظروں سے اتنے مان کے سنگ بولی کہ وہ انکار نہ کر سکے بلکہ
لعلین سے باتیں کر کے وہ اپنا دل ہلکا محسوس کر رہے تھے۔
جندل محل پر چھایا جمود ہٹ گیا تھا، لوئے، لارا، نیہا، مریم بی، اور زائشہ بھی
بظاہر سبکے ساتھ مسکراتی نظر آرہی تھی مگر وہ نیہا کے رویے کے متعلق اب
اس سے صاف صاف بات کرنے کا بھی فیصلہ لے چکی تھی۔
"نیہو! یہاں دیکھو۔ کافی دن سے دیکھ رہی ہوں تم مجھ سے دور دور ہو۔ کیا
میری کوئی بات بری لگی۔ تمہیں پتا ہے تم میرے لیے بہت اہم ہو، تم پر
"بہت بھروسہ کرتی ہوں

مریم بی جب کچن سے نکلیں تو موقع ملتے ہی زائشہ اپنے پر بہار سراپے سمیت، چہرے پر احتیاط کا تاثر لیے اندر آئی تو نیہا کو خاموشی کے سنگ سیلڈ بنا تا دیکھ کر وہ اسکے پاس آکر کھڑی بولی تو نیہا نے ہاتھ روکے اجنبیت کے سنگ اس عورت کے یہ لپکتے، منصوعی پریشان تیور دیکھ کر اپنے چہرے پر فوری اعتماد لایا۔

اس عورت کو وہ مسیز ہمایوں بن کر ہی جواب دینا چاہتی تھی۔

"نو میم! ایسی تو کوئی بات نہیں۔ بس بابا کی برسی آرہی ہے تو انہی کو مس کر رہی۔ باقی آپ کے بتائے مشوروں کے باوجود میں دستگیر کو قابو نہیں کر سکی، شاید میرے میں یہ ایبیلٹی نہیں کہ کسی کی نور نظر بن پاؤں سو اب سے میں نے مزید اپنی عزت نفس کو مجروع کرنا چھوڑ دیا۔ تھوڑی اداس "ہوں بس اس لیے کسی کام یا کسی سے بات کرنے کا دل نہیں چاہتا

نیہا نے خاصے مظلوم انداز میں جواب دیا کہ خود زائشہ کو اس پر ترس سا آیا مگر نیہا کا دل آج جتنا مطمئین اور خوش تھا، یہ بس وہی جانتی تھی۔ اپنی

خوشی کو وہ خود اپنے دل میں دبانے کے حق میں تھی تاکہ زائشہ جیسی حاسد کی نظر نہ لگے۔

"اوہ میری جان! سچ کہوں تو تم اداس بالکل اچھی نہیں لگتی۔ لیکن اس سب کے باوجود غلطی سے بھی اس کو آزاد مت ہونے دینا۔ اس نے تمہیں تکلیف دی ہے تو تم بھی اسکی اذیت بڑھاو۔ بخشنا مت اسے۔ وہ تمہارا ہو یا نہ ہو لیکن کسی اور کا نہیں ہونا چاہیے، ایسا ہوا تو تم ہار جاو گی۔۔۔۔۔ کل ہم شاپنگ پر چلیں گے، تمہارا موڈ بہتر ہو گا"

زائشہ کے اسے سلگانے کے باوجود وہ من ہی من میں اس لمحے کو سوچ کر مسکرائی جب اس عورت پر یہ کھلتا کہ نیہا اپنی دنیا جیت چکی ہے اور اب اسے دستگیر کو ہار دینے کی رتی برابر پرواہ نہ رہی۔

زائشہ کے دکھاوے اور پیار سے وہ ہمیشہ جیسا خوشی کا تاثر دیتے سر ویسے ہی ہلا گئی جیسے پہلے، اور ہوناں ہو زائشہ کے اتنے میٹھے پن کے پیچھے کوئی نئ

سازش تھی، ظاہر ہے لعلین کو وہ اکیلے تو نقصان نہیں پہنچا سکتی تھی، اسے اپنی کرائم پارٹنر نیہا کی ضرورت تھی۔

سب کے دنڑ کے لیے جمع ہونے پر زائشہ بھی چہرے پر مسکراہٹ سجاتی باہر آئی، تو پہلی ہی نظر اسکی لعلین اور لئیق کی ایک دوسرے پر محبت سے اٹی نگاہوں پر گئی تو حلق تک کڑواہٹ اتری لیکن وہ برداشت کر گئی۔

سب ہی اپنی اپنی کرسی سنبھالے، خوشبو اگلتے، بھوک بڑھاتے پکوانوں سے سجی میز کے ارد گرد بیٹھ گئے۔

وہ سر تا پیر ہنوز لئیق ایزد کی مخمور نظروں میں مرکوز تھی، چپکے چپکے اسکے دل کی طرح دھڑک رہی تھی۔

چکن بریانی، جھینگا پلاو جو لئیق کا پسندیدہ تھا، مٹن قورمہ، کوکونٹ رائس، چائنیز سوپ، دال چاول، رائتہ اور الگ سے سیلڈ باول، میٹھے میں مریم بی کے ہاتھ کے بنے نان خطائی دور سے ہی من للچا رہے تھے، پینے کے لیے

فریش جوس، پانی موجود تھا، سب کی پلیٹس انکے آگے لگی تھیں، لیکن اتنی بڑی قیامت کا کوئی اثر اس وقت کسی کے چہرے پر نہ تھا۔

"ہاااا! کتنا اچھا لگ رہا ہے ہم سب ساتھ ہیں"

یہ سحر زائشہ علوی نے ہی توڑا، اپنا زہر دبا کر لہجے میں مٹھاس سی بھر لیتی وہ کئی چہروں پر جبرا مسکراہٹ لائی کیونکہ کوئی بھی وہاں بیٹھا فردا سکی اس بات پر دل سے نہ مسکرایا حتی کہ صبور تک نہیں۔

"ب۔۔ بالکل۔۔۔ گھر تو لوگوں سے ہی بنتا ہے۔۔۔۔ا۔۔ اللہ کرے یہ دستر خوان یونہی بھرا رہے، م۔۔۔ میرے سب بچوں سے اور اللہ کی دی نعمتوں سے"

فرہاد علوی کی بات پر سب دل سے آمین کیے مسکرائے تھے، اور جس طرح مسکرا کر لئیق نے فرہاد علوی کی آنکھوں میں دیکھ کر سر ہلایا، وہ مزید خوشی سے مسکرائے۔

لوئے، لارا، صبور، دستگیر، مریم بی، نیہا، لعلین۔۔۔۔ بابا، وہ خود بھی سبکے ساتھ یوں تکلیف، ذہنی کشیدگی کے باوجود پر سکون دیکھائی دیا تھا۔

"آمین! جشن ایسا نہیں سوچا تھا بالکل لیکن ہم انسان کچھ سوچتے ہیں اور ہو کچھ جاتا ہے۔ جو بھی اس حادثے کے پیچھے تھا، اسے سخت سزا دی جائے گی۔

"امید ہے ہم سب دوبارہ ایسا سخت وقت نہیں دیکھیں گے

جشن پر ہوتے ان ناخوشگوار واقعہ کے ذکر پر سب ہی لمحہ بھر افسردہ ہوئے مگر لئیق کے پر امید الفاظ کے سب کے دلوں کو تقویت بھی دی۔

ہلکی پھلکی باتوں کے بیچ ڈنر کا واقعی سبکو مزہ آیا، لیکن لعلین پر گاہے بگاہے لئیق کی نظریں ٹھہر کر اسے سارا وقت ضرور بے چین کرتی رہیں جبکہ ان دو کا یہ سرعام پیار، باقی سبکو رشک جبکہ زائشہ علوی کو حسد میں جھونکتا رہا تھا۔

اور جب لئیق کو محسوس ہوا کہ وہ عورت سلگ رہی ہے تو اس نے یہ وار فتگیاں بھی جان بوجھ کر شدید کیے اس عورت کو لگتی آگ کو پوری شان سے ہوا دی۔

وہیں آفریدی حویلی میں ڈنر پر ہی کل کے دن کی تیاری کی باتیں ہو رہی تھیں، شہریار کے حوالے سے مدیحہ آفریدی کے تاثرات اور نظریہ ایک ہی دن میں بدل گیا اور وہ خود صبح کے لیے خاصی مضطرب تھیں۔

لئیق کو چھوڑنے کے بعد بھجت، مانی کو لے کر ہوسپٹل بھی گیا تھا، ڈاکٹر نے بینڈیج بدل کر پین کلر دیے تھے جسکے باعث وہ ڈنر میں بہتر بھی تھی اور ان تینوں کے ساتھ بھی موجود تھی۔

"کل وہ لوگ آرہے ہیں ناں؟"

اپنی پلیٹ میں رائس ڈالتیں وہ کھانا کھاتے بھجت سے مخاطب ہوئیں جس نے رسان سے سر ہلایا۔

اچھی بات ہے، شہریار مجھے کافی پسند آیا ہے۔اچھا انسان لگا، لیکن بس مجھے "
عمر والی فکر کھائے جارہی ہے۔رخصتی والی بات تم انکو مت کہنا کیونکہ ایسا نہ
ہو ہماری اس شرط پر وہ آنا ہی کینسل کر دیں۔اتنا اچھا رشتہ واقعی دوبارہ ملنا
مشکل ہے، میرا مطلب ہے اسکے ماں باپ کو تو اپنے جوان جہاں بچے کی جلد
"از جلد شادی کا ارمان ہو گا

دادو کے یہ سب خدشات، سیلی، بھجت اور خودمانی کے لیے دھچکا تھے
کیونکہ دادو جان نے جو یہ یوٹرن مارا یہ ان تینوں کا ہارٹ فیل کروا سکتا تھا۔

"م۔۔مطلب آپ مانی کی شادی کے ساتھ رخصتی پر آمادہ ہیں؟"
بھجت جسکے حلق میں نوالہ سا پھنسا تھا، بڑی مشکل سے آواز حلق سے نکال
پایا اور دادو نے جیسے اسکے ہونق چہرے کو گھورا، وہ انداز خاصا دبنگ تھا جبکہ
آمنہ آفریدی کی مانو اس انکشاف اور رضامندی بھی سانس سی رک گئی۔

"ہاں اگر کل وہ لوگ مجھے اچھے لگے تو میں شادی کر دوں گی اسکی، لیکن
اسکی پڑھائی جاری رہے گی اور اسکو یہاں جیسا ماحول ملے یہ شرائط انکے
سامنے رکھوں گی۔ پھر تو اعتراض کی کوئی صورت نہیں بچے گی"
دادو کی باتیں واقعی مانی کے چہرے پر بے یقینی پھیلا چکی تھیں اور سیلی بھجت
کی بھی کچھ ایسی ہی حالت تھی۔
"واہ دادو! آپکا بھی کوئی جواب نہیں۔ شہریار کو ایک نظر دیکھ کر ہی آپ
نے بڑا سیاسی انداز اپنایا۔ مطلب اتنی جلدی تو کبھی میں نے اپنا بیان نہیں
بدلا، یعنی ہم سیاست دان تو ویسے ہی بدنام ہیں، اصل نمبر تو یہ دادیاں
نانیاں لے جاتی ہیں"
تلخ سی سچویشن کو بھجت نے جان بوجھ کر خفیف سے منہ بسورنے سے
خوشگوار کیا تو جہاں وہ مسکرا کر اسے گھوریں وہیں سلینا اور مانی بھی مسکرا
دیں۔

زیادہ شوخے مت ہو، وہ بچہ پہلی نظر میں تمہاری دادی کو پسند آگیا بس اس "
لیے۔اور اس پاگل کو سنبھالنے والا مل رہا ہے تو میں کیوں خوا مخواہ انکار
"کروں۔۔۔بس اللہ کل خیر سے معاملہ نمٹا دیں
دادو کی خوشی دیکھ کر وہ تینوں ہی دل سے تڑپے تھے کیونکہ مانی تو جانتی تھی
وہ ایسے پیاری نہیں اس ستم گر کو کہ وہ اسے سنبھالے گا، اور یہی تکلیف
بھجت اور سیلی کو تھی کہ وہ ہنستے ہنستے مانی کو جہنم میں جھونکنے پر مجبور کر دیے
گئے تھے۔

دادو کے لیے وہ تینوں ہی جبرا سہی پر مسکرا رہے تھے لیکن تینوں کا دل
حقیقت میں کرب میں مبتلا ہو چکا تھا۔

.._____..

لئیق، دستگیر کے ساتھ پہلے ہی ہوم آفس کی طرف جا چکا تھا کیونکہ اس نے بھائی کو میڈیسن دینے کی ذمہ داری خود سنبھالی تھی اور اسے وقار سادانی کے آدمی سے بھی آج نمٹنا تھا جبکہ لال، نیہا اور مریم بی کے ساتھ کچھ دیر باتیں کرتی ٹوئنکل کے پاس گئی، کچھ وقت اسکے ساتھ گزارے واپس آئی تو اسی لمحے دستگیر کمرے سے باہر نکل رہا تھا، لعلین کو دیکھ کر رسان سے مسکرایا اور چلا گیا جبکہ گہرا سانس بھرے خود کو تقویت دیتی وہ دروازہ کھولے اندر جھانکی تو لئیق وہیں ہوم آفس میں ہی صوفے پر آرام دہ انداز میں براجمان فون پر کچھ ضروری ای میلز چیک کر رہا تھا۔

"اس بندے کو بالکل چین نہیں"

دروازہ کھول کر اندر آتی وہ چپکے سے اسکے پیچھے نہ صرف جا کر کھڑی ہوئی بلکہ اپنی دونوان بازو لئیق کی گردن میں نرمی اور دلربائی سے حائل کرتی اسے بھی اپنی خوشبو اور تازگی سے مسکرانے پر مجبور کر گئی، فون ایک طرف

رکھتا وہ ایسے جان لیوا حملے کو تفصیل سے محسوس کرنا چاہتا تھا تبھی چہرے پر خماری سی چھائی۔

"لئیق"

اسکے شانے پر ٹھوڑی ٹکا کر وہ نرمی سے پکاری تو لئیق نے اسکی نرم رخسار سے اپنی گال رب کیے بے خود سا ہوئے اسکے چہرے کو دیکھا، دونوں کی سانسوں کی تپش ایک دوسرے کے چہرے کو گدگدا گئی۔

"تمہیں آرام کرنا چاہیے، یہاں کیوں بیٹھے ہو؟"

وہ اسکے سوال پر اسکے دونوں ہاتھ اپنی گردن سے کھولتا اسے پکڑ کر روبرو لایا اور اپنے پاس بٹھا دیا، اس شخص کی نظروں کا والہانہ پن لعلین کی پلکیں لمحوں میں بوجھل کر گیا، کیا کرتی، وہ دیکھ کر ہی رگ وپے میں اپنی طلب جگا دیتا تھا۔

"آرام کر کر کے بور ہو گیا ہوں، اور سونے کا تو مجھے ہرگز مت کہیے گا"

اپنی بیزارئیت عیاں کیے لئیق نے اس لڑکی کے نازک سراپے کو اپنی سمت کھینچا تو لعلین کی نظریں بے اختیار اسکے بہت نزدیک ٹھہرتے چہرے پر جا جمیں، لعلین کے ماتھے پر بھی بینڈیج تھا مگر اسکے ماتھے پر ڈھلکے بال اسکے زخم کو چھپائے ہوئے تھے مگر لئیق کے خوبصورت چہرے پر لگے زخموں کے نشان دیکھ کر وہ اداس ہوئی، خاص کر دائیں آنکھ تلے۔

"یہ بتاو ڈنر ٹیبل پر مجھے مسلسل کیوں دیکھ رہے تھے؟ تم نے اپنی سٹیپ مام کی جلن دیکھی تھی۔۔۔ پاگل، نظر پتھروں تک کو ٹکڑے کر دیتی ہے۔

"تمہیں یہ بات سمجھنی چاہیے لئیق

وہ جو خمار آلود نگاہوں میں بلا کی شرارت بھرے اسکے چہرے کو دیکھنے میں گم تھا، لعلین کے فکر سے ڈانٹنے پر گہرا مسکرایا۔

کیا یہ لڑکی اسکے اور اپنے رشتے کو لے کر حساس ہو رہی تھی؟ وہ نظر لگ جانے سے جس طرح سہمی تھی، لئیق کو عجیب سا سرور، رگ و پے میں سرائیت کرتا محسوس ہوا۔

"آپکو ہمارے اس رشتے کی فکر ہو رہی ہے؟"

وہ آج کچھ زیادہ حدیں توڑنے پر آمادہ تھا، تاکہ انکے پار جا کر لعلین کی احساسات محسوس کر سکے، حواس خمسہ کو آزمالے، اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کیے سوال پر اس نے میکانکی طور پر سر ہلا کر اسے جواب دیا۔

مجھے ہم دونوں کی فکر ہے، کسی پر بھروسہ ٹھیک نہیں ہوتا۔ کم از کم اگر" لعلین ابراہیم سے پوچھا جائے تو شاید اپنا سایہ بھی قابل اعتبار نہیں لیکن تم سے کچھ الگ ریلیشن ہے، میں سوچتی تھی کوئی کیسے ہر وقت ایک ہی انسان کا سوچ سکتا ہے، محبت کرنے اور محبوب کے خیالوں میں کھوئے رہتے لوگ پاگل لگتے تھے، میرے لیے یہ ناممکن تھا لیکن اب نہیں، میں دن کے چوبیس گھنٹے تمہیں سوچ سکتی ہوں، بنا تھکے۔۔۔۔۔"

یہ جواب وہ دینا نہیں چاہتی تھی پر وہ آنکھوں میں سحر پھونکتی آنکھیں یوں جمائے ہوئے تھا کہ اقرار خود بخود ان نرم ہونٹوں کا لمس بن کر لئیق کی

سماعت میں اترا۔ یہ مرمریں وجود، لئیق ایزدعلوی کی ہارٹ بیٹ مس کر رہا تھا۔

ایسے اعتراف کرنے سے گریز کریں، نتائج کچھ بھی نکل سکتے ہیں۔ کیونکہ "
"آپ ان ڈائریکٹلی محبت کا اظہار کر رہی ہیں مجھ سے
اپنا ہاتھ بڑھا کر اس نے لعلین کی گردن کو چھوتے بال آہستگی سے ہٹائے اور جھک کر اپنے لبوں کی شدت بھری مہر رکھی، جانے کس احساس کے تحت اس لڑکی کے رخسار دہک اٹھے، ہاتھوں میں لئیق کی شرٹ بھینچ گئی، آنکھیں موند کر یہ روح مہکاتی اس شخص کے وجود سے اٹھتی مہک اپنی سانسوں میں اتارتی ہوئی وہ کیسے لئیق ایزدعلوی کو صابر رہنے دیتی اور کچھ لمحے بعد وہ اپنی آنکھیں ڈرتے ڈرتے کھولتی جب اسے دیکھ پائی تو آنکھوں کے ڈورے رنگ، چہرے کے اڑے رنگ سب ہی لئیق کی دنیا تہہ و بالا کر گئے۔

اس نے آہستگی سے لعلین کی کمر جکڑے مزید قریب کیا اور کسی تکلف کو خاطر میں نہ لاتے ان شگفتہ سانسوں کو پوری شدت سے ان ہیل کرتا گیا، ان سانسوں کے چھوٹتے ٹوٹتے تسلسل کے بیچ اس نے کتنی بار سرگوشی میں لعلین کو سراہا، وہ گن نہ سکی، وہ اسکا وہ رخ دیکھنے کی کوشش میں تھا جو صرف بحیثیت محرم صرف لئیق ایزد پر کھلنا تھا، جو کسی اور کا ہر گز مقدر نہ تھا، ایسے ٹچ پر جسم و جان میں اک نشاط پرور حدت جاگی تھی، جو روح سے جڑی تھی، روح کی راحت، آرام اور سکون سے وابستہ تھی۔

وہ یہی سوچ رہا تھا کہ کیسے ممکن ہے کہ اس لڑکی کی موجودگی کے وقت اسکی ہر اداسی، ہر تکلیف، اینگزائٹی، ختم ہو جاتی ہے، ایسا ہی کچھ وہ بھی ان گہرائیوں میں محو ہو کر سوچنا چاہتی تھی پر سوچنے سے زیادہ یہ لمحہ ایک دوسرے کی آنکھوں کے راز جاننے پر مصر تھا۔

اور وہ یہی سوچ رہی تھی کہ وہ کیوں اس شخص کے پاس مکمل ہو جاتی ہے، اسکے دل کا، وجود کا، ذہن کا ادھورا پن دم توڑ دیتا ہے۔

نہایت نرمی سے نرم پڑتے گداز ہونٹوں کو لمس معطر سے مہکتا چھوڑے وہ اسکی جبین پر اپنے ہونٹوں کا شدت سے لمس چھوڑے بیچ کا فاصلہ اختیار کیے اسکی جذبات کے گہرے اثر سے لال پڑتی آنکھوں کو بے خود ہو کر دیکھتا مسکرایا تو لمحہ صرف کیے وہ اس اچانک سلگ اٹھتی قربت سے سہم کر اسکے وجود میں سمٹ گئی تاکہ وہ اسکے چہرے، ہونٹوں اور آنکھوں کے جان لیوا بدلتے بھیگے رنگ دیکھ کر مزید بہک نہ جائے اور اسکا بے لگام پڑتا دل، اسکی بے اختیار دھڑکن جب لئیق کے وجود میں اتری تو جناب کے ہونٹوں پر خوبصورت مسکراہٹ سج گئی۔

"فرہاد علوی سے آپکی دوستی ہو گئی؟"

کچھ دیر بیچ میں معنی خیز خاموشی رہی جسے لئیق نے ہی موضوع بدلے توڑا تو وہ اسکے حصار میں سمٹے ہوئے ہی زرا چہرہ اٹھائے اسے دیکھنے لگی۔

"ہمم۔۔ تھوڑی بہت"

اپنے پر بہار چہرے کے رنگ چھپاتی وہ لمحے میں نظر چرا گئی کیونکہ اس شخص کی آنکھیں خطرناک تھیں۔

"کیا راز و نیاز چل رہے تھے لان میں، کچھ بتایا انہوں نے آپکو؟"

پر شوق سی نگاہیں زرا افسردہ ہوئیں اور وہ اسکے سوال پر دھیما سا مسکرائی۔

"ابھی تک وہی بتایا جو تمہیں بھی پتا ہے، اسکے بعد شاید وہ اپنی کہانی سناتے سناتے تھک گئے۔ تھکنے سے یاد آیا، اٹھو ریسٹ کرو لئیق۔ تمہیں ہوسپٹل والوں نے بیڈ ریسٹ کہا تھا اور تم خود کو بے آرام کر رہے ہو"

وہ کچھ کہتے کہتے یکدم اس کے گردن پر موجود زخم کو دیکھتی اس سے ناصرف الگ ہوئی بلکہ اسکا ہاتھ دونوں ہاتھ سے پکڑے پوری قوت سے اسے اٹھانے کی کوشش کی تو وہ اٹھا لینے میں کامیاب ہوتی آئرن لیڈی سے امپریس ہوا، لیکن جب لئیق نے روم میں اسکا ہاتھ پکڑے اپنے قدم بڑھائے تو پورے کمرے میں جیسمین کے پھولوں کی سجاوٹ دیکھ کر

جہاں وہ بلش کرتی مسکرائی وہیں لئیق نے حیرت کے سنگ چہرہ پھیرے، لعلین کو دیکھا۔

سائیڈ ٹیبل پر جیسمین اور گلاب کے پھولوں کا فریش سا بکے ویلکم بیک کے خوبصورت سے نوٹ کے سنگ اپنی راعنائی بکھیر رہا تھا۔

"یہ سب؟ آپ نے کیا؟"

وہ مسکرا کر اپنے ہاتھ میں مقید لعلین کا ہاتھ اپنی طرف کھینچے اسے حصار کر جس طرح پوچھتے بولا، وہ گھبرا کر سر ہلاتی اسکے جان لیتے تیوروں سے ایڈوانس خوف کھا گئی۔

"ہاں لیکن ایمرجنسی میں یہی تھوڑا سا ہو سکا، تمہیں یہ پھول پسند ہیں تو سوچا تم انکو دیکھ کر مزید فریش ہو جاو گے"

زرا ہچکچا کر وہ خود کو بھرپور پر اعتماد ثابت کرنے کی کوشش میں تھی اور واقعی لئیق اتنے سارے پھول اور انکی سوندھی سوندھی خوشبو محسوس کیے اپنی طبعیت ایک دم اچھی محسوس کر رہا تھا۔

اب مجھے یہ نہیں آپ پسند ہیں، آپکی موجودگی میں اب انکی کوئی اہمیت"
"نہیں لعلین

ہاتھ بڑھا کر اس کے جھکے سے چہرے کو ٹھوڑی سے پکڑ کر دیکھتے وہ جذب سے بھاری یوتی آواز میں بولا کہ اسکی آنکھوں میں جذبات کا منہ زور طوفان جان نکال گیا تو اس لڑکی کی دھڑکنیں بے ترتیب ہوئیں مگر اسے یہ اظہار بے حد خوبصورت لگا، وہ عام سا اظہار لئیق ایزد نے جب کیا تو خاص ہوا۔ اجنبیت، جھجک، لاپرواہی کی نجانے کیوں ان دو کے سامنے ایک نہ چلتی تھی۔

"پھر بھی یہ سب میں نے تمہارے لیے کیا، تمہیں پسند کرنا ہو گا"
مسکراتی سنہری آنکھیں دل تک جکڑ لیتی تھیں، وہ بھی مسکرایا، دونوں کے بیچ پل پل بڑھتی کشش گستاخ ارادے بنانے کا سبب تھی سو لعلین نے خود ہی یہ طلسم توڑ کر اپنی آنکھیں جھکا کر اسکا اپنی کمر سے لپٹا ہاتھ نرمی سے ہٹایا اور اسکا وہی ہاتھ پکڑے بیڈ تک آئی، تکیے ٹھیک سے سیٹ کرتی وہ اسے

دونوں شانوں سے پکڑ کر بٹھاتی اس کی ہنوز دھڑکنیں منتشر کرتی نظروں میں مرکوز تھی۔

مجھے بہت اچھا لگتا ہے لعلین جب آپ مجھے اپنی اتنی توجہ دیتی ہیں، سپیشل" "فیل ہوتا ہے

اسکا ہاتھ پکڑے وہ اسکی نرم گداز ہتھیلی چومتا اسے وہیں خود پر ہی بٹھائے لاک کرتا مسکرایا، تو لعلین نے اسکی سمت رخ بدلے اپنی دونوں ہتھیلوں کو اسکے چہرے سے جوڑ لیا۔

کریکشن کرلو مسٹر، کیونکہ میں نے تمہیں اپنی ساری توجہ دے دی ہے۔" "اب سو جاو تھوڑی دیر

اسکی نرم محبت بھری درشتگی اور تاکید پر وہ کیسے عمل کرتا، یہ لڑکی اپنے موجودگی سے اسے اتنا پر سکون کر چکی تھی کہ نیند جیسا کوئی نشہ اس وقت مطلوب نہ تھا بس دل چاہا اس لڑکی کی سانسیں ان ہیل کرتا رہے، اسکے دل

کی دھڑکنیں خود میں منتقل کرتا رہے، اسے چھوتا رہا، نرمی سے، محبت سے، احتیاط سے کہ وہ اس شخص کے حصار کی شدت میں چٹخنے سے بچ جائے۔

"اگر کہوں کے سونا نہیں چاہتا؟"

اسکا اپنے چہرے سے جڑے ہاتھ کھولے وہ اپنی گردن کے گرد لپیٹے اسکے مرمریں وجود کو حصارے ہی بیڈ پر بیٹھے بیٹھے لیٹا تو لعلین کی سانسیں صحیح معنوں میں اسکے حلق میں اٹکیں، وہ اسکے مکمل حصار میں مبتلا، اسکے ہوش سلب کرتی سہم کر اسے دیکھ رہی تھی اور پھر اپنی ہتھیلیوں کو جس طرح دھیان سے گردن کو آرام پہنچانے کو اس نے لئیق کے سر کے نیچے رکھا، وہ اس فکر پر فدا ہوا۔

میں چاہتی ہوں تم سو جاو، جاگ کر کیا کرو گے۔۔۔۔مجھے آزماو گے"

"کیا؟

وہ خود بھی اسکی نظروں کے ارتکاز پر مدہوش سی ہوئی، ایسا سکون اسکے لیے دنیا میں اور کہیں نہ تھا۔

وہ لعلین کے سوال پر نا صرف مسکرایا بلکہ اسکے رخسار سے اپنی گال رب کئے اسکے بالوں سے اٹھتی مہک سونگھتا آنکھیں بند اور اس کے گرد پھیلی بازو جکڑ گیا۔

"محبت کرنے لگی ہیں مجھ سے ؟"

وہ یہ سوال کرنے پر مجبور تھا کیونکہ لعلین کی آنکھیں اسکا ایک ایک ٹچ آج لئیق کو راحت دے رہا تھا، دل کی حرارت تو لعلین کی بھی بڑھی جب اسکی سماعت میں لئیق نے یہ جان لیوا سرگوشی کی۔

"ایسے سوال نہیں کرتے"

گھبراہٹ دباتی وہ جواباً شرارت سے سرگوشی کرتی اپنے اطلسی ہوتے وجود کو اس پر سے ہٹائے بیڈ پر گرنے کے انداز میں لیٹی تو دونوں نے ایک دوسرے کو مسکراتی آنکھوں سے دیکھا۔

"لیکن کیوں ؟"

وہ تھوڑا حیرت زدہ ہوا۔

کیونکہ اگر جواب دے دیا تو تم مجھے قید کر لو گے، ابھی قید نہیں ہونا"

"مجھے۔۔۔۔۔اور اب تم نہ سوئے تو آئرن لیڈی بن جاوں گی

وہ اسکے پاس سے ناز و ادا کے سنگ اٹھ بیٹھی اور فوری اٹھ کر اسکے لیے تکیے ٹھیک سے رکھے اشارہ کیا تو لئیق مسکراتا ہوا اسکا بڑھا ہاتھ تھامے اٹھا اور وہیں سے سرک کر سیدھا ہو کر تکیے پر اپنا سر رکھے لیٹا۔

وہ اسکے مان جانے پر مسکرائی۔

پاس بیٹھتے ہی لعلین نے جھک کر اسکی جبین اپنے گلاب ہونٹوں سے چوم لی۔

"آپ بھی آجائیں میرے پاس، میرے قریب"

اپنی بازو پھیلاتے اس نے جس پیار سے کہا وہ نیند کی طلب نہ ہونے کے باوجود اسکی پھیلی بازو پر سر رکھے اسکے ساتھ ہی لیٹ گئی۔

اور وہ بھی لعلین کے مان جانے پر دل کو خوشی سے بھرا محسوس کر رہا تھا۔

"میڈیسن لی ہے تم نے؟"

ان وار فتگی بھری نگاہوں کے قہر سے فطری گھبرا کر وہ جیسے فکر سے بولی۔

"ہمم۔۔دستگیر نے دے دی تھی"

وہ اسکی فکر ہٹاتا اسکی جبین سے لب مس کیے اپنی آنکھیں موند گیا، وہ اسکی طرف کروٹ بدلے اسکے پہلو میں خود ہی سمٹ گئی تھی تاکہ لئیق کو کروٹ نہ بدلنی پڑے، کیونکہ اسکی گردن پر ابھی بھی بینڈیج تھا، اور وہ اسکے ہر زخم کے لیے بہت فکر مند تھی۔

زخمی ہوئی بازو کا درد بھی اب کم ہو چکا تھا، ہڈی ٹوٹنے سے بچ گئی تھی بس اپنے ہی دباو کی وجہ سے درد میں مبتلا ہو گئی تھی۔

"ٹھیک ہو؟ کمفرٹیبل ہو؟"

کچھ دیر وہ اسکو پر سکون محسوس کرتی پھر سے چہرہ زرا اٹھائے بولی تو بوجھل سی آنکھیں کھولے وہ لعلین کے فکر سے چور چہرے کو تکتا مسکرایا، ناک سے ناک رب کرتے اسکی گال چومی تو وہ اس بندے کے فری ہونے پر سمٹ سی گئی۔

چہرے پر گلال اترے۔

" ص۔۔ صرف جواب دو"

وہ اسکے مدہوش کرتے ارادوں کے بیچ سانس کھینچ کر منمنائی تو وہ مسکرانے کے بجائے اس بار اسکی گالوں کو نرمی سے دبوچتا ہنسا۔

"یہ جواب ہی تھا، اور تفصیل سے دوں کیا؟"

گھمبیر، جذبوں سے اٹی سرگوشی کرتا وہ لعلین کے دل کو پھر سے اپنی مٹھی میں لے چکا تھا اور جس طرح وہ خوف زدہ ہوتی اس میں سمٹ کر نفی میں سر ہلائے چھپ گئی، لئیق ایزد علوی کے چہرے پر اسکا سارا کھویا سکون لوٹ آیا۔

لعلین کے گرد بندھا ہاتھ کھولے زرا سا ئیڈ ٹیبل کی اور بڑھا کر لئیق نے جلتی روشنی کو بند کر دیا کیونکہ اب وہ خود بھی آرام چاہتا تھا، اوپر سے جیسمین کے پھولوں کی مسحور کن خوشبو بھی نیند اور سکون میں اضافے کا سبب تھی۔

.._____..

"آپو کی جان! کیسے ہو تم۔۔یہ بتاو کیا کیا سیکھ لیا؟"

ایمر تو وہاں جا کر بہت مصروف ہو گیا تھا، یارق پاشا کے ساتھ اور مزید ان جیسے ساتھی، اسکی سکولنگ کے ساتھ ساتھ کلب میں ٹریننگ کا بھی آج باقاعدہ آغاز ہو گیا تھا، جن میں ابتدائی چھوٹے موٹے ریسنگ کھیل تھے جو سب سے پہلے سٹیمناڈیولیپ کرنے کے لیے شروع کروائے گئے تھے۔

اور دوسرا یارق بھی وہاں جا کر انتہائی مصروف ہو چکا تھا، اپنے ڈھیر سارے کاموں کے ساتھ ایمر کے ساتھ بریک فاسٹ، لنچ اور ڈنر وہ لازمی کرتا تاکہ اس بیچ وہ اس سے گفتگو کر کے اسکے تاثرات جاننے کی کوشش کرے۔

میں بالکل ٹھیک ہوں آپو۔۔ میں نے آج سے ٹریننگ شروع کی ہے،"
یہاں یارق لالہ کا بہت بڑا میر تھن کلب ہے، مجھے یہ کام بہت پسند آیا۔ آپکو
پتا ہے مجھے ایک ماہ کے اندر بیالیس کلو میٹر دوڑ جیتنے تک پہنچنا ہے، تبھی میں
"کلب میں ایز آفٹنس ٹریز سٹوڈنٹ جوائن کر سکوں گا
ایمر اس وقت گراونڈ میں ہی تھا، اسکا راونڈ کچھ دیر پہلے ہی ختم ہوا تھا جبکہ
پورا ہال لوگوں سے اٹا تھا، ایمر کی ایکسائٹمنٹ دیکھ کر وہ بھی ہنس سی دی،
لان میں وہ آئی ہی ایمر سے بات کرنے تھی کیونکہ کل سے اسکا فون نہیں
لگ رہا تھا اور لارا کو لگا شاید سگنلز کا مسئلہ ہے۔
لوئے، بابا کے ساتھ آج گولف کھیلنے میں مصروف تھا ساتھ ساتھ اپنی
خوشی بھی بابا سے شئیر کرنا چاہتا تھا۔
"یہ تو بہت لمبی دوڑ ہو گی ایمر، کیا تم کر لو گے ؟"
لارا نے وہیں لگے صوفوں میں سے ایک پر بیٹھے خاصی فکر سے پوچھا تو ایمر
ہنس کر خود بھی ٹاول سے چہرہ خشک کیے وہیں کرسی پر بیٹھا۔

آپ و آپ مجھے اندر اسٹمیٹ کر رہی ہیں، ایسے کام تو میں باآسانی کر سکتا"
ہوں۔ آپکو پتا ہے یہاں کوئی مجھے عجیب نظر سے نہیں دیکھتا، کسی کو میں
اچھوت نہیں دیکھائی دیتا۔ یہاں سب صرف انسانوں کی طرح رہتے ہیں،
جنس کی تکرار سے بے نیاز۔ کوئی مجھے نامرد کہہ کر برے نام نہیں دیتا، بس
یہاں دوست کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ میں یہاں اگر نہ آتا تو شاید اپنے اندر
"ہمیشہ کے لیے دفن ہو جاتا۔۔۔۔

وہ ایمر کے لہجے کی نسوانیت میں آج کمی محسوس کر رہی تھی، اسکے اندر کی
کمی جلد اسکی طاقت بنتی وہ وقت دور نہ تھا، جس طرح وہ کڑک دار لہجے میں
اپنے احساسات بتا رہا تھا، ناچاہتے ہوئے بھی لارا کی آنکھوں میں نمی سی امڈ
آئی۔

تم اپنے پیروں پر کھڑے ہو جاو بس میری اور کوئی خواہش نہیں، تم مرد"
نہیں ہو تو کیا ہوا تم بن تو سکتے ہو۔ اپنے اندر کی کمی کو بالکل ویسے چھپالو جیسے
یارق لالہ نے چھپالی۔ تم نے دیکھا ہے نہ انکو، وہ ایک بھرپور مرد جیسے لگتے

ہیں، انکے اندر کا یہ نامکمل پن انکے اندر ہی دب گیا ہے، تمہیں بھی انکی طرح بننا ہے ایمر۔۔۔۔۔"

وہ جانتا تھا وہ لارا کو جذباتی کر چکا ہے لیکن اس بہن کی بدولت ہی تو وہ اس ناممکن جنگ کو جیتنے چل پڑا تھا، خالی ہاتھ کے باوجود آسمان چھونے کی خواہش کر بیٹھا تھا۔

ان شاءاللہ، میں پوری کوشش کروں گا۔۔۔آپکی پکس دیکھی تھیں۔" پرنسیز لگ رہی تھیں۔لوئے بھائی کے ساتھ خوش ہیں نہ؟ گھر میں سب نے آپکو قبول کیا؟ کوئی پریشانی تو نہیں"

چھوٹا ہونے کے باوجود وہ جس طرح اس سے فکر سے پوچھ رہا تھا، وہ اپنے آنسو واقعی نہ روک سکی کیونکہ وہ اسے بہت مس کر رہی تھی، اسے گلے لگانا چاہتی تھی۔

نہیں میری جان، سب بہت اچھا ہے۔ تم میری فکر مت کرو، تم دل لگا کر" محنت کرو۔اپنے دماغ کو کسی غلط طرف بھٹکنے مت دینا، اپنے نفس کو تم نے

خود لگام ڈالنی ہے۔ تمہیں ساری زندگی خود سے فائیٹ کرنی ہے، کیونکہ تم عام انسان نہیں ہو۔ آپو کو تم پر بہت اعتبار اور رشک ہے، میری ساری دعائیں تمہاری ہمت کے لیے وقف ہیں۔ ہم واپس آتے ہی آسٹن آئیں گے، تم دونوں سے ملنے۔۔۔اپنا بہت خیال رکھنا"

وہ لارا کی ہر بات توجہ سے سنتا تھا، عمل کرنا جتنا بھی مشکل ہو وہ کرتا تھا کیونکہ وہ ہمیشہ خود کے لیے فائیٹ کر کے ہی اس دنیا میں جی سکتا تھا۔

"آپ بھی اپنا خیال رکھنا آپو، اینڈ آئی مس یو سو مچ"

وہ خود اسے مس کر رہا تھا تبھی کہتے ہی آنکھیں سی بھر آنے پر فون بند کر گیا اور لارا کا دل بھی جیسے بوجھل ہو گیا۔

لوئے نے جب آج کی اپنی اور لئیق کی ملاقات کا بابا کو بتایا تو انکی آنکھوں کی پھیلی تڑپ دیدنی تھی۔

یعنی وہ رحم دل ہو رہا تھا اور وہ باپ اس بچے کے رحم دل ہونے کا جانے کب سے منتظر تھا۔

مجھے محسوس ہوا جیسے انکا مجھ پر سایہ، آپ کے سائے پر فوقیت لے گیا۔"
آئی نو آپ اس سے جیلس ہو سکتے ہیں لیکن یو نو میں انکی محبت کی ایک نظر
"کے لیے کتنا تڑپا ہوں
گولف کھلینے کے ساتھ وہ ایک دوسرے کا دل بھی دہلا رہے تھے، گولف
ہول میں بال ڈالے گیم کی جیت کا سہرا اپنے سر پر سجاتا وہ بابا کی طرف
بڑھا۔

"وہ زیادہ تڑپنے نہیں دیتا، پاگل جو ہے"

وہ بھی جیسے کھیل ختم کرتے دونوں ہاتھ لوئے کی گالوں سے جوڑے
دردناک سا ہنسے تو لوئے کی آنکھوں میں ویرانی اتر آئی۔
لگتا ہے آپکو بھی بروکا پیار واپس ملنے لگ گیا ہے، پہلے آپ صرف روتے"
"تھے۔اب آپ رونے کے ساتھ ہنستے بھی ہیں
جس طرح وہ بابا کی کیفیت کو بیان کرتا دلخراش مسکرایا، فرہاد علوی کی
ساری مسکراہٹ تھم کر رہ گئی۔

"ایسی باتیں مت کیا کرو"

دکھ سے تاکید کی تو وہ یونہی بنا کچھ سوچے بابا سے لپٹ گیا، شاید مدت بعد آج برو کی محبت بھری نظر کے بعد اسے بابا پر بھی رحم آیا تھا۔

میٹھی باتیں بھی کڑوی جیسی کرتا ہوں، جانتا ہوں۔۔۔ لیکن اب نہیں" کروں گا۔ بس ایک ریکوسٹ ہے۔ وہ سچ اب کھول دیں جو قبر بنا کر آپ نے اپنے دل میں دفن کر رکھا ہے۔۔۔۔ اسکا جو بھی نقصان ہو گا اسے فراموش کر دیں، برو کو بتا دیں وہ سب جس کے تحت آپ مجبور ہو کر رہ " گئے۔ بھلے مجھ سے اب بھی چھپا لیں لیکن انکو بتا دیں۔۔۔۔۔

لوئے بہزاد کی دردناک گزارش پر وہ شخص آزردہ سا ہو گیا، لوئے نے بابا پر اک تاسف بھری نگاہ ڈالی اور گالف گراونڈ سے نکل گیا مگر اس شخص نے لڑکھڑاتے ہوئے کرسی کا سہارا لے کر خود کو بمشکل لڑکھایا، نا جانے کیوں یہ معاملہ انکی جان لینے لگتا تھا۔

وہیں جب لوئے، گالف گراونڈ سے سیدھا جندل محل کے وسیع لان میں آیا تولارا کو افسردہ سا بیٹھے دیکھ کر وہ فکر مند سا نا صرف اسکی طرف آیا بلکہ اسکے ساتھ ہی بیٹھا تولارا نے چپ چاپ اپنا سر لوئے کے کندھے پر ٹکا دیا۔

ہلکی ہلکی سرد ہوا، بارش کے بعد ٹھنڈے ہو جاتے موسم میں گدازلائی تھی۔

"کیا ہوا ہے؟ سیڈ وسی کیوں بیٹھی ہو"

اسکے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں جکڑے وہ اسکی پشت سے لب مس کرتا نرمی سے بولا تولارا نے سر اٹھائے لوئے بہزاد کی زرا بدلی رنگت رکھتی بوجھل آنکھیں دیکھیں تو وہ اپنی اداسی بھول گئی، وہ یوں تھا جیسے رویا ہو، ہوسپٹل سے آکر جب اس نے لارا کو اپنی اور برو کی اچھی ملاقات کا بتایا تب تو وہ بہت خوش تھا مگر اس وقت وہ کسی ان کہے کرب میں مبتلا تھا۔

"تمہیں کیا ہوا ہے، برو سے ملنے کے باوجود اتنے افسردہ۔۔۔۔۔بتاو؟"

اپنی اداسی بھولے وہ اسکی جاننے پر مصر تھی اور تبھی وہ تمام تر آزردگی کے اسکی جبین چوم لیتا تھکن زدہ سا مسکرایا۔

"تم تو سب جانتی ہو لارا، ایسا لگتا ہے جلد سب سچائیاں کھلنے والی ہیں۔ان کے بعد لوئے بہزاد علوی کس مقام پر کھڑا ہو گا، یہ سوچ، میرے دماغ کو سن کر رہی ہے۔۔۔۔"

وہ جلد ہی مسکراہٹ ختم کرتا کسی غیر مرئی نقطے پر دردناکی سے نظر جمائے بولا، آواز میں سہما پن تھا۔

"پاگل ہو تم، ایسا الٹا سیدھا کون سوچتا ہے۔۔تم حساس ہو لیکن بھیانک حد تک ہو۔۔۔۔لک ایٹ می لوئے۔۔۔۔"

وہ اسکے منتشر، بگھڑے حواسوں کو دیکھے لمحوں میں گھبرا کر جیسے ڈانٹ گئی وہ واپس مسکرایا، وہ اسے دیکھ کر صرف مسکراتا تھا۔

"کچھ بھی ہو جائے، ہماری جگہیں نہیں بدلتیں۔نہ تمہاری بدلے گی، سب ایسا ہی رہے گا۔شاید وہ سچ جواب تک چھپے ہیں، ہمارے جاننے کے لیے

ہوں ہی ناں۔۔۔ قبل از وقت خود کو جہنم کی طرح سلگا لینا کونسی عقل مندی ہے۔ تمہیں یہ ڈر ہے کہ مما بری ثابت ہوں گی، برو کی زندگی کی تکلیفوں سے پردہ اٹھے گا جو تمہارے لیے سہنا مشکل ہے، بابا کی مجبوری "کسی بھیانک سچ پر ختم ہو گی۔۔۔۔ایسا ہی ہے ناں؟

وہ اسکے ہر رنگ کی بھیدی تھی، وہ اسکی سرخ ہوتی آنکھوں میں جھانک کر خود بھی دکھی تھی اور جس طرح لوئے نے اپنی آنکھ سے ٹپکتے بے بس آنسو کو رگڑا، وہ منظر لارا کا دل ٹکڑے کر گیا۔

"ای۔ یسے تو مت کرو لوئے"

وہ اسکا ہاتھ پکڑے روہانسی ہوئی اور وہ چہرے پر کربناک مسکراہٹ سجاتا اس لڑکی کی ڈبڈبائی آنکھوں پر باری باری جھکا اور انھیں نرمی سے چوما۔

یہ سب بہت زیادہ ہے لارا، کوئی بڑی قیامت آئے گی۔ میرا دل یونہی"

"نہیں ڈرا کرتا۔۔۔ خیر تمہیں مزید افسردہ کر دیا۔ آئی ایم سوری

اس کے خدشے غلط نہیں تھے کیونکہ اسے کچھ بہت برا ہونے کا احساس ہو رہا تھا۔

"تم صرف مسکراتے ہوئے اچھے لگتے ہو، روتے ہوئے نہیں"

وہ اسکی آنکھ سے بہتی نمی رگڑنے کے باوجود اسکے چہرے پر ثبت نمی انگلیوں کی پوروں میں جذب کر لیتی بولی تو وہ اس بار منصوعی گھورا۔

اوہ ہیلو، کون رویا ہے؟ میں؟۔۔ہنہ۔۔۔۔لوئے بہزاد علوی رونے"

"والوں میں سے نہیں، رلانے والوں میں سے ہے

وہ اسکے شوخے ہونے پر رو تو سا ہنس دی، وہ یونہی شوخیاں مارتا ہی اسے پیارا تھا، اداس ہو کر تو جان نکال لیتا تھا۔

یوں کرنے سے بہتر تم مجھے رلا لیا کرو، میں تمہاری ان خوبصورت"

" آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتی

وہ جذباتی ہو کر لوئے کو بھی سنجیدہ کر گئی۔

تبھی تو اس شخص نے محبت سے چور نگاہوں میں اس لڑکی کی آنکھیں مرکوز کیں اور پھر بے اختیار اسے خود میں سمو گیا، یہ موسم، یہ پل پل ڈھلتی خوبصورت رات، اور ان دو کا ایک دوسرے کو ڈھارس دیتا ساتھ مکمل لگ رہا تھا اور خدا نہ کرے ایسی مکمل محبتوں کو گرہن کی آنچ بھی پہنچے۔

....★☆☆☆☆☆★....

وقار سادانی کے خاص آدمی سے اسے آج ہر صورت ملنا تھا مگر نا جانے کیوں شام سے سر درد سا لاحق تھا اور اس وجہ سے اس نے ڈنر بھی ٹھیک سے نہ کیا، مریم بی سونے جا چکی تھیں سو وہ سر درد کے لیے خود ہی چائے

بنانے کچن میں آگیا، رف سے خلیے میں بھی جناب کی وجاہت خیز شخصیت ارد گرد کے ماحول پر اپنا دھاک بیٹھائے ہوئے تھی۔

حادثے کے بیچ اسکے دائیں ہاتھ پر ظالم ساکٹ لگا تھا اور تبھی اسکے ہاتھ پر پٹی بندھی تھی۔

اسے کچن میں دیکھتی صبور جو پانی پینے کی نیت سے آئی، اسے ٹی میکر کے ساتھ مشکل سے دوچار دیکھ کر بے تابی اور فکر مندی سے اندر آئی اور اسکے ہاتھ سے آہستگی سے کپ لیا۔

"ہاتھ زخمی ہے تو کیوں کر رہے ہو یہ سب، مجھے بول دیتے۔۔۔ ہٹو پیچھے" وہ اسکی اپنی لیے فکر دیکھتا سارا سر درد بھولے خفیف سا مسکرا کر شرافت سے ایک طرف ہوا، صبور نے چائے کے لیے ٹی میکر میں پانی ڈا کے چولہے پر رکھا اور خود پر جمی دستگیر کی نظروں سے لمحہ بھر بوکھلائی مگر جلد خود کو مضبوط کرنے کی کوشش کی کیونکہ دستگیر سے نکاح کے بعد اکیلے میں یہ دوسری ملاقات تھی اور اس شخص کی بارعب شخصیت ایک طرف، خود

کے اس شخص کی اکلوتی محبت اور تشنگی ہونے کے ناطے اسے گھبراہٹ بھی ہو رہی تھی۔

"ایسے مت دیکھو"

وہ اسے سرد لہجے میں ڈپٹ کر چائے کے لوازمات ٹی میکر میں ڈالے پلٹی تو دستگیر نے لمحہ لگائے اسے دونوں بازووں میں جکڑا، دستگیر کی اس جان لیوا حرکت پر صبور کا سہما دل اسکے سینے میں مچل اٹھا۔

"اب تمہیں ہر طرح دیکھوں گا سمجھی، میری اور نیہا کی کل ڈائیورس رجسٹر ہو جائے گی۔ آج ہم دونوں سائن کر آئے ہیں۔ اب مجھ سے دور مت بھاگنا صبور"

اسکے اب بھی پرے پڑے سر کنے پر وہ سخت لہجے میں کہتا وارن کر رہا تھا مگر ڈائیورس کا سن کر صبور مزید افسردہ ہو گئی۔

اسے نیہا کے لیے دلی تکلیف محسوس ہو رہی تھی۔

"کیا وہ اداس تھی؟"

صبور کے اس سوال پر وہ بری طرح بدمزہ ہوا کیونکہ اسکی نظریں صبور کو اپنے پاس موجود پاکر خمار سے بھر رہی تھی مگر اس میں وہ اس سوال سے سرد مہری لے آئی۔۔

"تم مجھے کب تک ستاو گی مزید، جان بخش دو اب۔۔۔ابھی بھی تمہیں نیہا کی پڑی ہے"

وہ اتنا ناراض اور چڑ چڑا ہو جائے گا، صبور کو امید نہ تھی تبھی اسکا غصہ زائل کرنے وہ جھٹ سے اسکے گلے لگ گئی، کیونکہ اس بندے کی برہمی کا یہی علاج تھا اور گلے لگانا جس نے بھی ایجاد کیا تھا، دستگیر عالم نے اسکو جھولی بھر دعائیں دے ڈالیں۔

اسکی ساری بے سکونی اس لڑکی نے لمحے میں سکون میاں بدل دی۔

"سوری ناں، لیکن مجھے دکھ ہو رہا ہے۔۔۔۔تم مجھ سے ایسے بات نہ کیا کرو دستگیر، تم مجھے مسلسل ڈانٹ رہے ہو"

وہ روہانسی ہوتی اس کے وجود میں سمٹ کر جس طرح ڈوبتی آواز میں شکوہ کرتی منمنائی، دستگیر نے ساری خفگی رد کیے اسکو خود سے الگ کیا اور اسکے ماتھے کو نرمی سے چھو کر دور ہوا۔

"میں تم سے کیسے بات کرنے کا خواہش مند ہوں یہ تم اچھے سے جانتی ہو، بات بھی صرف ہم دو کی ہو۔ آئی نیڈ یو، تھک چکا ہوں۔ مجھے تم مکمل چاہیے ہو صبور، بہت قریب، جب ہم ایک دوسرے کے ساتھ ہوں تو کسی اور خیال سے ہمارا کوئی واسطہ نہ رہے"

وہ اسکے لیے اپنی تشنگی مزید دبانہ پایا تو صبور کا دل بھاری ہو گیا، وہ خود کو واقعی اس بار ظالم لگی۔

"بیوی تو بنا چکے ہو، اور کتنا قریب آوں۔۔۔۔۔"

وہ بھی اداس سی تھی اور دستگیر نے اسکی کمر جکڑے جس طرح قریب آنے کا آپشن دینے کی کوشش کی، وہ اسکے ارادے بھانپ کر اسکے پیش رفت

کرتے ہونٹوں سے ڈر کر اسکی گرفت سے نکلی کیونکہ چائے ابھر کر نیچے گرنے کو تھی۔

دستگیر نے خونخوار ہو کر اس لڑکی کی یہ مداخلت برداشت کی جو چائے کپ میں ڈالے یوں معصوم بنی اسکی طرف بڑھا رہی تھی جیسے کچھ نہ کیا ہو۔

"تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا، نہیں پینی مجھے"

ناراضگی جتاتا وہ صبور کو وہیں ہونق چھوڑتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا کچن سے نکل گیا اور صبور اپنے مزاحمت پر خود کو بری طرح کوستی خود بھی تیزی سے کچن سے نکلی، وہ ایسا روکھا ہو کر مزید جان لینے لگتا تھا۔

" اف صبور! ناراض کر دیا۔۔۔۔"

خود کی سرزنش کرتی وہ سیدھا دستگیر کے کمرے کی طرف ہی گئی، ارد گرد نگاہ دوڑائی تاکہ کوئی دیکھ نہ لے اور جب بے اختیار دروازہ کھولے اندر گھسی تو دستگیر کو شرٹ لیس سا کبرڈ کے پاس کھڑے، بھینچے چہرے کے سنگ ہینگ کپڑے الٹا پلٹتا دیکھ کر اس کی حالت مزید بدحواس ہوئی اور وہ جو کبرڈ

سے چینج کے لیے پینٹ شرٹ نکال رہا تھا، صبور کے گھبرا کر آنکھیں میچ کر پلٹ جانے پر مزید تلملایا۔

"تم۔۔تم شرٹ پہنو مجھے تم سے بات کرنی ہے"

صبور نے باآواز بلند اپنی بوکھلائی آواز پر قابو پائے کہا مگر وہ عین اسکے پیچھے آکر کھڑا ہوتا صبور کی تب واقعی جان نکال گیا جب اسے سپاٹ چہرے کے سنگ، بے دردی سے پیٹ کے گرد بازو حائل کیے اپنے کشادہ برہنہ سینے سے جوڑا اور اسکی گردن پر ہونٹوں کا سخت شدت بھرا مظاہرہ کیے لمحوں میں اس لڑکی کی جان لبوں پر لایا۔

"شرٹ کے بنا بھی بات ہو جائے گی، کہو سن رہا ہوں"

ناراضگی بھرا لہجہ جو صبور کی دھڑکنیں مزید سست کر گیا، وہ اسکا ہاتھ پیٹ پر سے کھولتی رخ پلٹے ہی اسکے سینے سے جا لپٹی کیونکہ ناراض دستگیر بہت خطرناک لگتا تھا اور وہ خود کو بے وقت مشکل میں پھنسانے کا کوئی ارادہ نہ رکھتی تھی۔

"مگر مجھے تو تمہارا ارادہ بات کا نہیں لگ رہا"

خود میں سمٹ کر گہرے گہرے سانس بھر کر اس شخص کو ہر طرح اپنے وجود کی گہرائیاں تسخیر کرنے کی طرف مائل کرتی صبور نے دستگیر کی یہ ذو معنی سرگوشی سن کر ساری گھبراہٹ فوری پرے کی اور یوں چہرہ اٹھا کر گھوری کہ وہ جو اینگری مین بنا تھا، ساری خفگی بھلائے شرانگیز مسکرایا۔

مجھ سے ایسی ڈبل مینگ باتیں مت کرو مسٹر دستگیر، میں بس یہ کہہ رہی" تھی کہ تم مجھ پر غصہ مت کرو۔۔۔۔۔پہلے مجھے پوری دنیا کے سامنے اپنی بیوی ثابت کرو تبھی میرے قریب آنا۔ ورنہ اپنے ساتھ ساتھ تمہیں بھی "مکمل خوش نہیں ہونے دوں گی

صبور کے ایسے نان رومینٹک لہجے اور تمہید پر جناب کی پیشانی پر بل پڑے۔

"تم ایک نہایت ٹیڑی لڑکی ہو، ناشکری"

خفگی اور قنوطیت کی انتہا کے سنگ خود ہی بیچ کا فاصلہ بنائے وہ اس سے پہلے فریش ہونے جاتا، صبور نے ایک بار پھر اسکے سامنے آکر روکا مگر اس بار

دستگیر نے اسے مکمل اگنور کرتے اپنی نظریں پھیر لیں تو وہ ناچاہتے ہوئے بھی اسکے منہ پھلانے پر مسکرادی، دل تو بے ہنگم ہوئے دستگیر کو یوں ہوش گنواتا وجود لے کر متکبر انداز میں اپنے پاس کھڑے دیکھ کر دھڑک اٹھا تھا۔

"اور تم بہت کھڑوس ہو گئے ہو، کیا بات بات پر مجھ سے لڑا کرو گے؟"

اسکی طرف اپنی شرارت بھری آنکھیں جما کر سوال کرتی بھی وہ اسے چڑا گئی تبھی وہ خفیف سا سلگا اور جب اپنی غصے والی آنکھیں صبور پر ڈالیں تو خفیف سا وہ بھی گھبرا گئی۔

"ایسا ہی ہو گا، پتا نہیں وہ کونسی لڑکیاں ہوتی ہیں جو ایسے پیارے شوہروں کی دعائیں مانگتی ہیں جو ہر وقت چمٹے رہیں۔ اور ایک تم ہو، میرے قریب آتے ہی پتا نہیں کونسا کرنٹ لگتا ہے۔ ایک بات اچھے سے سمجھ لو، مجھ سے اپنے معاملے میں کسی نرمی کی توقع بھی مت رکھنا۔ جب مجھے تم چاہیے ہو تو تم پر فرض ہے مجھے ملو۔۔۔۔۔"

اب بھی وہ اکھڑ کر بولا تھا اور وہ دستگیر کے لہجے کی تڑپ پر دل ہی دل میں فدا ہو رہی تھی۔

"ایسے زیادہ ڈیشنگ لگتے ہو، منہ سے آگ نکالتے ڈریگن"

وہ اسکے ہنسنے پر اور اس لقب پر اسے سرد نظروں سے نا صرف گھورا بلکہ ایک ہی جھٹکے سے اپنی بازو اسکی کمر میں لپیٹی تو محترمہ کا سارا اعتماد گل ہوا۔

"دھیان رکھنا یہی آگ تمہیں جلا نہ دے، چڑیل"

اسکے چہرے کے بھٹکاتے نقوش سے ہر ممکنہ نظر بچاتا وہ اسکو برہمی سے کہتا ہوا بھی صبور کی مسکراہٹ کا سبب بنا۔

"آئی لو یو دستگیر عالم"

بے اختیار اسکے چہرے سے ہونٹوں کے قریب، بڑھی شیو سے ڈھکی گال پر اپنے ہونٹوں کو شدت سے جوڑتی وہ مزید ستم نہ کر پائی اور جناب کی اشتعال آمیز آنکھیں لمحے میں خمار آلود سی ہوئیں۔

لیکن میں بہت ناراض ہوں تم سے، تڑپا رہی ہو۔ آگے سے تڑپے ہوئے"
اس عاشق کو۔۔۔۔ گن گن کر بدلا لوں گا ایک بار میرے قابو آلو تم
۔۔اب جاو ورنہ یہیں تمہیں دن میں تارے والا حساب نہ دیکھادوں
"گا۔۔۔۔

بنا کوئی حد پار کرتا وہ اس لڑکی کی خوشی کو جس طرح غصہ ہو کر ہی سہی پر اہمیت دیے آزاد کرتا واش روم میں گھسا، وہ کتنی ہی دیر من ہی من میں مسکراتی چلی گئی، آنکھیں بند کر کے اس کمرے کی فضا میں پھیلی اس دشمن جان کے وجود کی مسحور مہک سانس کھینچ کر اتارتی وہ بلش کرتی کمرے سے نکلی اور اسے دستگیر کے کمرے سے یوں مسکرا کر نکلتا دیکھنے والی آنکھیں جہنم کی طرح سلگ چکی تھیں، زائشہ علوی کی آنکھوں میں نفرت تھی۔

اور اسی وجہ سے وہ کمرے میں آئی تو ابھی تک فرہاد علوی واپس نہیں آئے تھے، زائشہ نے اسی حقارت انگیزی کے سنگ اپنا فون اٹھا کر کوئی کال ملائی۔

دوسری طرف ایک خستہ حال سا کمرہ تھا جہاں کوئی آدمی منہ کے بل فرشی گدے پر پڑا خراٹے بھر رہا تھا۔

مگر مسلسل بجتے فون نے اس موالی خلیے میں لپٹے گندمی رنگت کے مالک اس آدمی کی نیند ٹوری تو اس نے کسمسا کر ہاتھ بڑھائے فرش پر پڑے فون کو اٹھا کر اپنی مندی مندی آنکھوں کے سامنے لہرایا مگر اس پر لکھا نام دیکھ کر اس آدمی کی نیند بھک سے اڑی۔

اٹھ کر بیٹھتے ہی اس نے یوں ڈرتے ہوئے کال پک کی جیسے وہ اس کال کرنے والے کا زر خرید غلام ہو۔

"مالکن! آپ۔۔۔آپ، خیریت تو ہے"

اس آدمی کے لہجے میں ڈر تھا۔

خیریت نہیں ہے فرقان، تمہاری ایک بار پھر ضرورت پڑ گئی"

ہے۔۔۔۔کل ملو مجھ سے آ کر اسی جگہ جہاں پہلے ملتے تھے۔ تمہیں ایک

نیا مشن سونپا ہے اور مجھے یقین ہے تم اس بار بھی بنا کوئی ثبوت چھوڑے یہ
"کارنامہ سرانجام دوگے
زائشہ کے حکم پر وہ فوری سر ہلاتا تائید کر چکا تھا جبکہ زائشہ فون کاٹتے ہی کسی
غیر مرئی نقطے پر حقارت سے اپنی نظر جما چکی تھی۔
تم کیا سمجھتے ہو دستگیر عالم! کہ زائشہ علوی کی آنکھوں میں دھول جھونک "
دوگے۔ صبور تمہارے کمرے سے نکلی ہے تو اسکے پیچھے کوئی چھوٹی وجہ
نہیں ہو سکتی، پھر اسکی وہ مسکراہٹ۔۔۔۔۔مجھے دھوکہ دیا ہے تم سب نے
اگر تو کسی کو زندہ نہیں چھوڑوں گی۔ایک بار پھر تم لوگ سلگتی جہنم سے
"گزروگے، میں تم سبکو ہر گز نہیں بخشوں گی
زائشہ کے ارادے بھیانک تھے کیونکہ وہ شاکی ہو چکی تھی اور اب اپنے
شک کو دور کرنے کے لیے وہ کسی بھی حد تک جا سکتی تھیں۔

وہیں دستگیر فریش ہو کر اپنے خاص دو آدمیوں کے ہمراہ سیدھا جندل محل سے ملحقہ اسطبل کی طرف بنے زمینی تہہ خانے کی طرف گیا تھا، چہرے پر اس نے ماسک چڑھایا۔

وقار سادانی کا خاص آدمی، رسیوں کی مدد سے بندھا وہاں قید تھا، دروازہ کھلنے کی آہٹ پر اس آدمی کا گراسر، روشنی کی درز کے باعث اٹھا تو اس نے اس دروازے کے پار سے اندر آتے آدمی کو دیکھنے کی کوشش کرنے کو اپنی آنکھیں زور زور سے میچ کر کھولیں مگر آنے والے کا چہرہ چھپا تھا بس سلگتی، خونخوار آنکھیں دیکھائی دے سکیں۔

"ک۔۔ کون ہو تم؟ کیوں مجھے یہاں لائے ہو۔۔۔ کیا چاہتے ہو؟"

دستگیر کے دونوں آدمی دروازے کے پاس رک چکے تھے جبکہ اندر داخل ہوتے دستگیر نے بڑے سکون کے سنگ کرسی گھسیٹ کر اسکے سامنے رکھی اور بیٹھتے ہی اسکے نڈھال سے سوالوں پر خفیف سا فتنہ خیز مسکرایا۔

وقار سادانی، اسی کے پالتو کتے ہو نہ تم۔۔۔۔۔ تو بتاو کہاں ہے وہ آجکل؟"

پچھلے تین ماہ سے اس نے ہماری کمپنی کو ملتا ہر پراجیکٹ ہماری ہی لوگوں کی پراجیکٹ اسائمنٹس چوری کروا کے دھوکے سے ہتھیایا، اور پھر پورا بھی نہیں کیا۔ جتنے لوگوں کو زمین بیچی وہ سب اس نے قبصہ کر کے حاصل کی تھی۔ مطلب اتنا ٹیلنٹ اس میں آیا کہاں سے، یہ کیسی ہوس ہے جو ختم نہیں ہوتی۔۔۔ تین بار اسکی دے دلا کر ضمانت تک ہو گئی، تھانے وہ پہنچنے سے پہلے رہا کر دیا جاتا ہے سو میں نے سوچا اسکے اس دماغی خناس کا خود ہی علاج کر دوں۔۔۔۔ اس پر تین کیس ابھی بھی چل رہے ہیں لیکن پچھلے تین ماہ سے وہ عدالت نہیں پہنچا، تم اسکے پیچھے اگر اسکا کام دیکھ رہے ہو تو "یقیناوہ تم سے رابطے میں ہو گا۔۔۔۔۔

دستگیر نے نرمی کے سنگ بات شروع کی مگر اختتام نفرت اور حقارت سے کیا جبکہ وہ شجاع نامی اسکا مینجر خوفزدہ ہو کر دستگیر کے بھیانک تیور دیکھ رہا تھا۔

م۔مجھے کچھ پتا نہیں سچ میں، بس انکی ای میل آتی ہے اور میں آڑر زپر "
"عمل کرتا ہوں

شجاع نے گویا جھوٹ تراشے منمنانے کی کوشش کی مگر دستگیر کا اسکے منہ پر لگتا تماچہ اس سمیت دو کھڑے دستگیر کے آدمیوں پر بھی حراس اتار گیا۔

جھوٹ بولنے سے پہلے یہ یاد رکھنا کہ وہ اس کے علاوہ بھی بہت بڑے "
جرم میں ملوث ہے، قتل کے۔ سو اگر تمہیں اپنی زندگی چاہیے تو سچ سچ
"سب بتادو

دستگیر کے جلال سے وہ شجاع نامی آدمی بری طرح سسک پڑا، اسے یہی لگ رہا تھا کہ آدھا چہرہ پیرالائز ہو گیا ہو۔

"ق۔۔ قتل۔۔۔ کس کا قتل؟"

شجاع کے ہونٹوں سے خوف کے سنگ نکلا، اسکی دائیں گال اس قدر ظالم تھپڑ سے لال ہو چکی تھی۔

ایک فون کی دو سال پرانی فوٹیج ہے جس میں تمہارا وہ باس ایک آدمی کو"
زبردستی زہر کھلانے کی کوشش کر رہا ہے، ابھی یہ علم نہیں کہ اس نے اس
کا مزید کیا فائدہ اٹھایا ہو گا کیونکہ اس قتل کا اس پر کوئی الزام نہیں لگا۔ جانے
"کس معصوم پر وہ الزام تھوپا گیا ہو گا

دستگیر کی یہ باتیں شجاع کے لیے ماننی مشکل تھیں، کیونکہ اسکے بقول وقار
سادانی اسکے نزدیک ہر گھٹیا کام کر سکتا تھا لیکن قتل نہیں۔

اگر اپنی جان بچانا چاہتے ہو تو بتا دو کس بل میں چھپا ہے وہ کمینہ، ورنہ"
"تمہاری چمڑی تو ویسے ہی میرے لوگ ادھیڑ ڈالیں گے

دستگیر کے غیض و غضب میں شجاع کی دردناک چپ نے اضافہ کیا تھا۔

کل دوپہر تک کا وقت ہے، شاید تمہارا سویا ضمیر جاگ جائے۔ اسکے بعد"
"تمہیں تمہاری اوقات کے مطابق ہی سزا دوں گا۔۔۔ سمجھے

اسکا جبڑا اپنے چٹانی ہاتھ میں دبوچ کر اس پر قہر ناک نگاہ ڈالے، دستگیر ویسے ہی اس پر یہ قید کا تسلسل برقرار رکھتا تہہ خانے سے نکلا اور اپنے دونوں آدمیوں کو اس پر اچھے سے نظر رکھنے کا حکم دیا۔

.._____..

ایک نئی خوبصورت صبح روح زمین پر اتر چکی تھی، موسم برسات کا آخری دن تھا، اور جاتے جاتے آسمان برس اٹھنے کا طلب گار تھا سو فجر سے ہی آسمان، سیاہ بادلوں کی لپیٹ میں تھا، ہلکی ہلکی روح پرور ہوا ہر خاص و عام کو مسرور کر رہی تھی، مسلسل بارشوں نے ہریالی پر رونق پھیلا دی تھی، جندل محل کے وسیع خوبصورت، تاحد نگاہ پھیلے لان میں کئی پھول اپنے جوبن پر تھے۔

لئیق نے رات بھر ایک پر سکون نیند لینے کے بعد خود کو بہتر محسوس کیا، ڈنر کی طرح سب اہل خانہ نے ہشاش بشاش چہروں کے سنگ ایک ساتھ ناشتہ کیا۔

ناشتے کے بعد سب اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے، لئیق اپنا فون لیے لان میں لگی چیئر پر بیٹھا تھا کیونکہ بھجت کی کال تھی۔

فرہاد علوی، صبور اور لعلین، تینوں آج گارڈن میں خوبصورت پھولوں کے پاس موجود تھے اور ٹوئٹکل بھی وہیں ارد گرد خوشی سے منڈلا رہی تھی۔

زائشہ ریڈی ہو رہی تھی کیونکہ اسے اپنے آدمی سے خاص ملاقات کرنی تھی۔

لوئے ناشتے کے بعد پھر سو گیا تھا جبکہ لارا، جلدی اٹھنے کی عادی تھی سو وہ مریم بی اور نیہا کے ساتھ کچن میں تھی جہاں وہ آج لارا سے لنچ کا مینیو پوچھ رہی تھیں، جندل محل میں ہر کسی کی پسند کا خیال رکھا جاتا تھا۔

جبکہ نیہا، موقعے کی تلاش میں تھی کہ کب امے جان سے بات کر سکے جبکہ دستگیر کو ہمایوں نے کیانی پیلس بلایا تھا، بلانا تو صبور کو بھی چاہتے تھے مگر انکو پہلے سارا معاملہ دستگیر سے ڈسکس کرنا مناسب لگا۔

بھجت نے لئیق کو دادو کے یوٹرن کا بتایا تو یہ اسکے لیے بھی حیران کن تھا،

وائیٹ شرٹ اور بلیک ٹراوزر میں وہ پر کشش اور تازہ دم لگ رہا تھا جبکہ بھجت سے بات کے دوران بھی اسکی نظریں لعلین پر تھیں جو فرہاد علوی کی واقعی سہیلی بنی لگ رہی تھی جبکہ صبور صاحبہ، ٹوئکل سے لاڈ کرنے میں مگن تھی۔

اسے وہ سب مسکراتے چہرے اچھے لگ رہے تھے۔

"ویسے گرینی ہمیشہ غلط معاملے میں ہی پر جوش ہوتی ہیں، کئی سال پہلے ایسے ہی ایک غلط فیصلے پر ڈٹ گئی تھیں۔اور اب جب ہم یہ سب نہیں چاہتے تو انکے اس پیچ رکاوٹ بننے کے چانس بھی گئے"

خود بھجت اس وقت لاونج میں بیٹھا تھا، پوری حویلی میں ہوتی چہل پہل سے لگ رہا تھا کہ خاص مہمانوں کے آنے کی تیاری بھی خاص ہو رہی اور اسی لیے سیلی بھی انکے ساتھ ہی مصروف تھی۔

لئیق کے تاسف سے کہنے پر بھجت کے چہرے پر بھی اداسی اتری۔

"میرا ایک دل چاہتا ہے دادو کو سچ بتادوں، لئیق جب انکو سچ پتا چلے گا تو تیری سوچ ہے وہ کتنا ہرٹ ہوں گی"

بھجت کا دل پھر سے تکلیف اور ڈر کی زد میں تھا۔

"صبر کر یار، اب بنا بنایا معاملہ خراب مت کر دینا۔ ہر چیز کا ایک مناسب وقت ہوتا ہے بھجت۔ کچھ معاملات ہم انسانوں کے بس کے نہیں ہوتے سو عقل مندی یہی ہے کہ انکو اللہ پر چھوڑ دیا جائے"

لئیق نے اسے مصلحت کے تحت سمجھایا مگر بیچ میں ایک اور کال آنے پر لئیق ڈسٹریکٹ ہوا۔

کال شہریار کی تھی۔

"کیا ہوا؟"

بھجت کے استفسار پر لئیق نے فون کان سے واپس لگایا۔

"شہریار کی کال آرہی ہے، میں تجھے کال بیک کرتا ہوں"

لئیق نے اسے کہے کال کاٹ کر شیری کی کال پک کی جبکہ بھجت کچھ فکر مند سا ہوا تھا۔

شہریار ابھی ہی گھر لوٹا تھا اور حسب توقع یہاں بھی بھرپور تیاریاں عروج پر تھیں بس گل لالہ تھوڑی اداس دیکھائی دے رہی تھیں اور وجہ مانی کا وہ خفیہ میسج تھا۔

"ہاں شہریار، کہو کیسے کال کی؟"

لئیق زرا کرسی سے اٹھ کر پورچ کی سمت بڑھ گیا جبکہ شہریار نے سیدھا اپنے کمرے کا ہی رخ کیا۔

"میں آج ہی نکاح کرنا چاہتا ہوں، دو دن بعد رخصتی۔۔۔اور ہم آج ساتھ نکاح خواں لے کر ہی جا رہے ہیں۔ میں چاہتا ہوں یہ بات تم آفریدی حویلی

والوں کو بتادو کیونکہ اگر ان میں سے کسی نے اعتراض کر کے میرا دماغ
خراب کرنے کی کوشش کی تو اچھا انجام نہیں ہوگا۔ تمہارا یہ کھیل ادھورا
رہ جائے گا اور تمہاری بہن کی تکلیف کبھی ختم نہیں ہوگی"
شہریار کے سپاٹ لہجے اور آخری زہر میں بجھے الفاظ لئیق کو حقیقی طیش دلا
چکے تھے، یہ انسان کچھ زیادہ ہی سر پر چڑھ کر ناچ رہا تھا۔
تم اپنی حدیں بھولتے جارہے ہو شہریار جدون، ایسا نہ ہو مجھے تمہیں یاد"
دلانی پڑ جائیں۔ ہارون پرکاش کو بھی اپنے وئیر ہاوس لے گئے، میرے زخمی
ہونے کا سب سے زیادہ فائدہ تم نے ہی اٹھایا ہے، اس دن ہوسپٹل میں بھی
بھجت سے منہ ماری کی، چاہتے کیا ہو تم؟ اب یہ اچانک نکاح"
لئیق کو واقعی اسکے زمین پر نہ آتے مزاج غصہ دلا گئے تھے جبکہ شہریار اس
سے کوئی بعث کرنے کے موڈ میں نہ تھا۔
تمہیں تمہارا مجرم جلد مل جائے گا، جبکہ فائدہ نہیں اٹھایا۔۔۔اپنا کچھ"
ادھورا رہتا حساب پورا کر رہا ہوں کیونکہ تم سے زیادہ وہ میرا گناہ گار ہے۔

رہی بات تمہاری بہن سے نکاح کی تو میں یہ سب جلدی سمیٹ دینا چاہتا
ہوں۔ جتنی جلدی یہ کھیل ختم ہو اتنا بہتر ہے"
اس پر تو لئیق کو وہ واقعی انتہائی سفاک لگا، لئیق اس سے جو مانی کی بدولت
بہتر ہونے کی امید لگائے بیٹھا تھا، اس لمحہ وہ لئیق کو کرچیوں میں بٹی محسوس
ہوئی تھی۔
ٹھیک ہے میں بھجت سے بات کرتا ہوں، ویسے تو ایسا ممکن نہیں لیکن"
کنفرم بتاتا ہوں"
ناگواری سے لہجے میں لیے لئیق نے کہہ کر کال کاٹی اور واپس بھجت کو کال
ملا کر جب یہ سب بتایا تو بھجت کے چہرے پر لئیق سے دگنا عتاب آچکا تھا۔
ہے کیا یہ؟ اتنا غرور۔۔۔۔ لئیق کاش تو مجھے اس کمینے کا غرور مٹی میں"
ملانے کا اختیار دے دیتا تو اسکا چیپٹر ہی کلوز ہو چکا ہوتا۔ مانی بھی رو دھو کر
صبر کر لیتی۔ ہم مجبور ہیں کیا جو اسکی ہر جائز ناجائز بات مان لیں گے"

لئیق کے اندازے سے زیادہ بھجت عتاب میں مبتلا ہو چکا تھا اور لئیق کا ریلکس دماغ ایک بار پھر دباو میں گر چکا تھا۔

یہ سب کر کے وہ جیسے خود اپنی جان سولی پر لٹکا چکا تھا۔

"دیکھ بھجت، جوش سے نہیں میرے یار ہوش سے۔۔۔ جا ابھی۔۔ فون آن ہی رکھیں۔۔۔ گرینی سے بات کر نکاح والی"

لئیق نے یہ جانتے ہوئے کہ وہ ریلکس نہیں ہو گا پھر بھی اسے ٹھنڈا کرنے کی کوشش کیے تاکید کی تو وہ تلملاتا ہوا اٹھا اور دادو کے روم کی طرف بڑھا جو کچھ شاپنگ بیگز سے کپڑے نکال کر دیکھ رہی تھیں۔

بھجت کے روم میں آنے پر وہ متوجہ ہوئیں۔

"دادو ایک ارجنٹ بات کرنی تھی؟"

دادو کو گفٹس ریپ کرنے کی طرف مصروف دیکھ کر اس نے فون، جینز کی جیب میں ارسائے، انکے دونوں ہاتھ تھامے اپنی طرف پلٹائے کہا تو وہ ساری توجہ اسکی سمت مبذول کیے فکر مند ہوئیں۔

"ہاں کہو، کہئں انہوں نے آنے سے انکار تو نہیں کر دیا"

مدیحہ آفریدی کا مانو دل ہی رک گیا جبکہ بھجت کا انکی صدمے والی کیفیت، حلق کڑوا کر گئی۔

"ارے یار سن تو لیں"

وہ خفگی سے بڑبڑایا تو دادو نے یار والی بات پر اسکا الٹا گھور کر کان دبوچا۔

"یار ہوں میں تیری؟"

دادو کو برہمی سے ڈانٹتا دیکھ کر وہ منہ پر مسکینی لایا جبکہ اس پار لئیق کے چہرے پر ضرور مسکراہٹ اتری جو فون کان سے لگائے واپس لان میں لگے آرام دہ صوفے پر آکر بیٹھ چکا تھا۔

سوری، منہ سے نکل گیا۔۔۔ مطلب آپ میری بات تو سن لیں۔۔ ملکہ "

"جذبات پہلے بن جایا کریں

بھجت کا اس وقت موڈ سخت بیزار تھا تبھی تو وہ آگے سے مسکرا کر بچارے کے زخموں پر اور نمک چھڑک گئیں۔

"اچھاناں بول۔۔کیاہوا؟"

لاڈ کے سنگ اسکی پھولی گالیں اندر کو دھنسائے وہ فوری لائن پر آئیں تو بھجت نے انکو آج ہی نکاح والی بات بتادی جس پر پہلے تو وہ شاکڈ کی سی کیفیت میں مبتلا خاموش رہیں پھر اسی خاموش تاثر کے سنگ تھوڑی پریشان سی وہ بیڈ پر بیٹھیں۔

آج ہی نکاح؟اتنی جلدی۔۔۔اور پرسوں رخصتی۔۔۔۔لیکن اتنی جلدی"

"انھیں کیوں ہے۔۔۔ہم دو دن میں سب تیاریاں کیسے کریں گے بھجت اس بار تو بھجت کو واقعی ہلکا پھلکا دماغی جھٹکا لگ چکا تھا لیکن دوسری طرف فون کے اس پار بیٹھے لئیق کی آنکھوں میں گرینی کے اس رویے پر تکلیف اتری۔

مطلب آپکو کوئی اعتراض نہیں؟صرف تیاریوں کی فکر ہے۔۔۔۔۔"

"مطلب آپ راضی ہیں

بھجت کو لگا جیسے اسکی سماعت نے کچھ غلط سنا ہو اور جس طرح مدیحہ آفریدی نے بھولے پن سے اثبات میں سر ہلایا، تکلیف اس بار بھجت کے دل کو بھی ہوئی، کتنی امید تھی اسے کہ دادو اس پر واویلہ مچائیں گی اور یہاں تک کہ ان لوگوں کو آنے سے منع کر دینے تک کا کہہ دیں گی مگر اس بار سب الٹا ہو رہا تھا جیسے کائنات کا ہر زرہ ہی یہ رشتہ جوڑنے پر تلا ہو۔

"ظاہر ہے میرے بچے، شادی ہے کوئی مزاق تھوڑی ہے۔۔۔میں تو صدمے سے بیہوش ہو جاوں گی۔بس پھر لئیق کو کہہ دینا وہ بھی بیوی سمیت آجائے، ہم مل کر شاپنگ کر لیں گے۔ویسے بھی نہ اسکی طبعیت پوچھنے جا سکی نہ جشن پر ٹھیک سے اسکی بیوی سے مل سکی۔۔۔ان شاءاللہ تیاری ہو جائے گی۔۔۔میں جاوں بہت سے کام ہیں"

خود ہی سارے فیصلے ترتیب دیتیں وہ بھجت کو ہونق سا چھوڑے، خوشی سے ہاتھ پیر سے پھول جانے پر کمرے سے نکلیں تو کتنی دیر بھجت سے کچھ بولا نہ گیا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے لئیق"

بہت دیر بعد لئیق کو اسکی ڈوبی سی آواز سنائی دی۔

"خیر ہو گی۔۔۔۔پریشان مت ہو۔۔۔شام میں ملاقات ہوتی ہے"

لئیق نے اسے نرمی سے کہا اور کال کاٹی جبکہ شہریار کو صرف میسج بھیج کر اوکے کا سائن دیا۔

لیکن یہ سب فی الحال لئیق کو بھی پریشان کر چکا تھا، لعلین کب سے اسے آبزرو کر رہی تھی، اسکا پورچ کی سمت جانا، مسلسل کال پر رہنا پھر اب افسردہ ہو جانا سو وہ کچھ دیر فرہاد علوی کو آنے کا کہے لئیق کی طرف آئی تو اس کے چہرے پر پھیلی سنجیدگی لعلین کے پاس ہی آ کر بیٹھنے پر قدرے کم کی۔

"لئیق! سب ٹھیک ہے نہ۔۔۔کافی دیر سے دیکھ رہی ہوں تم ٹنشن میں لگ رہے ہو"

زرا قریب ہو کر اسکا ہاتھ پکڑتی وہ جس طرح فکر سے پوچھ رہی تھی، لئیق کی اداسی مزید کم ہوئی۔

جبکہ صبور دونوں کو دیکھ کر جیسے دل سے مسکرا دیتی تھی وہ بہت خوبصورت لمحہ تھا۔

"بات ہی ایسی ہے، آج شام شہریار کامانی سے نکاح ہے۔۔۔۔یہ سب کیسے ہوا، کیوں ہو رہا ہے ابھی کوئی سوال مت کیجئے گا لعلین۔۔۔بس اسی وجہ سے کچھ ٹینس ہوں"

لئیق کے بتانے پر لعلین کو دھچکا لگا، پہلے تو اسے واقعی یہی لگا کہ وہ نام سننے میں دھوکہ کھا بیٹھی ہے لیکن پھر یقین دلاتے ہی لئیق سے دگنی پریشان ہوئی۔

"صرف میں اور آپ ہی جائیں گے نکاح پر، ریڈی ہو جایئے گا۔۔۔پرسوں رخصتی ہے۔۔۔۔میں چینج کر لوں پھر ایک کام سے جانا ہے۔۔۔آپ چار بجے تک ریڈی رہیے گا"

وہ اسے تاکید کرتا خود فون لے کر اٹھا اور اندر قدم بڑھائے جبکہ لعلین کتنی دیر سن سی کیفیت میں وہیں بیٹھی رہ گئی جبکہ جس لمحے لئیق اندر جا رہا تھا اسی

لمحے نک سک تیار سی زائشہ اجلت میں باہر کی طرف جا رہی تھی جب سامنا لئیق سے ہوا۔

"منحوس نے راستہ کاٹ لیا، خدا خیر ہی کرے"

لئیق کو دیکھ کر وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑائی مگر وہ اس پر ایک سرد نظر ڈالتا بنا اس سے کوئی بات کیے اندر چلا گیا مگر اسکے جاتے ہی جس طرح زائشہ نے گہرا سانس کھینچ کر باہر کی راہ لی یہ لئیق کی نظر سے چھپ نہ سکا۔

.._____..

کیانی پیلس کے لاونج میں اس وقت موت سا سکوت چھایا تھا، ساری سچائی دستگیر پر کھولنے کے بعد وہ سنجیدہ سے دستگیر کے چہرے پر نظریں جمائے ہوئے تھے جہاں تابناک تاریکی چھائی تھی۔

"یہ آپ نے کیا کر دیا مسٹر ہمایوں"

اسکی آواز میں ہنوز دہل اٹھنے جیسا اثر تھا۔

دستگیر کے چہرے پر حیرت زدہ تاثرات دیکھ کر وہ بھی فکر مند ہوئے۔

"دیکھو دستگیر، صبور میرا سب کچھ ہے۔ میں ایک بار پھر اسکی خوشیوں کو گرہن زدہ نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اور میں نے یہ خود غرضی اسی محبت کے ہاتھوں کی ہے۔ یہ کر کے میں نے تمہارے لیے بھی آسانی پیدا کی۔ تمہارے اور نیہا کے رشتے کا کوئی فیوچر نہیں تھا۔ اور اب وہ مجھ سے شادی پر رضامند ہے۔ میں نے اسے ہر طرح آزما لیا ہے"

وہ اپنی بات مزید واضح کر کے سمجھا چکے تھے لیکن دستگیر اب بھی مضطرب تھا۔

" آمے جاں کو پتا چلا تو پتا نہیں وہ برداشت بھی کر سکیں گی یا نہیں"

دستگیر کی اصل پریشانی جان کر وہ سنجیدگی زائل کیے مسکرائے۔

تم اپنی والدہ کو کمزور کیوں سمجھتے ہو دستگیر، حالانکہ ایک ماں کمزور ہر گز"
"نہیں ہو سکتی۔ خاص کر ایک بیٹے کی ماں
وہ انکی مسکراتی بات پر خود بھی چہرے کے تباہ کن تاثرات درست کر گیا۔
پھر بھی ایک میری اور نیہا کی طلاق اور اوپر سے اسکا آپ سے شادی کا"
فیصلہ۔۔۔۔ یہ سب نہ تو انکے لیے آسانی سے قبول کرنے کے لائق ہے نا
نہ صبور کے لیے۔۔ کیا اسے آپکی نیہا سے شادی کا فیصلہ ہرٹ نہیں کرے
"گا؟

وہ جتنے مطمئن تھے, دستگیر انکے برعکس اتنا ہی بے چین۔
اسے پہلے ہی کہا تھا کہ میں جو بگھار ہو گا اسے خود حل کروں گا۔ وہ نیہا کے"
لیے کیسا سوفٹ کارنر رکھتی ہے یہ تم بھی جانتے ہو۔ مجھے نہیں لگتا اسے اس
پر کوئی اعتراض ہو گا۔ ویسے اس خبر سے جو سانپ زائشہ کے سینے پر لوٹیں
"گے انکا مزہ بہت آئے گا

وہ آخر تک جس طرح معاملے کو مزاق میں ٹال گئے، دستگیر کو انکے سکون کو دیکھ کر حیرت اور صدمہ ہوا۔

"آپ کو مزاق سوجھ رہا ہے, امے جان کو کیسے بتاؤں گا"

اسے ابھی بھی رہ رہ کر تشویش ہو رہی تھی۔

"اب تک شاید نیہا انکو بتا چکی ہو"

ہمایوں کے کہنے پر وہ انکی طرف دیکھ کر متفکر ہوا۔

"میں نے نیہا کو کہا تھا کہ وہ ان سے ڈسکس کرے۔۔۔"

ہمایوں کے ایک کے بعد ایک دھچکے نے دستگیر کا واقعی ہی سر گھوما سا دیا۔

کیا کر دیا یار آپ نے، مجھے جانا ہو گا۔ پتا نہیں وہ لڑکی کس طریقے سے"

"امے جان کو یہ سب بتائے گی۔ میں آپ سے بعد میں بات کروں گا

وہ یہ سب سننے کے بعد مزید نہ رک سکتا تھا اور خود ہمایوں بھی کچھ پریشان ہو گئے سو انہوں نے دستگیر کو ہر گز نہ روکا۔

لیکن وہ اسے بروقت کال کر کے باخبر کرنے کی تاکید کرنا نہ بھولے، اور جب تک دستگیر واپس جندل محل پہنچا تو توقع کے عین مطابق نیہا، ساری سچائی مریم بی کو بتا چکی تھی اور جس وقت وہ امے جان کے کمرے میں داخل ہوا، اندر سناٹا سا طاری دیکھ کر اسے سمجھ آ گئی کہ یہ ہلکے پیٹ والی سب کچھ پہلے ہی پھوٹ چکی ہے اور اب مریم بی کے عتاب کی نیاز دونوں کو برابر ملنے والی تھی۔

"اللہ اللہ۔۔خدا کی پناہ۔ کیا آپ دو اتنے خود مختار ہو چکے ہیں کہ ہم سے پوچھنا تو دور ہمیں بتانے کی زحمت بھی نہ ہوئی، ہماری سات نسلوں میں بھی کبھی یہ نہیں ہوا جو آپ دو سر پھروں نے کیا، اوپر سے آپ نیہا بچے، یہ شادی کا فیصلہ کرتے آپکا دل نہ کانپا"

اس وقت وہ دونوں ہی مریم بی کی گھن گرج والے لہجے کے اثر میں ڈوبے خاموش کھڑے تھے جبکہ مریم بی کی افسوس بھری نگاہیں دونوں کو ایک سا بوجھل کیے ہوئے تھیں۔

آپ کا غصہ کرنا جائز ہے اے جان لیکن آپکے اس بیٹے کے ساتھ رہنے کا"
مجھ میں مزید سٹیمنا نہیں تھا۔ جب رشتہ چل ہی نہ پائے تو زبردستی لٹکے
رہنے کی کیا تک بنتی ہے، اور مسٹر ہمایوں سے شادی کا فیصلہ میں نے بہت
سوچ سمجھ کر کیا ہے۔ ساری زندگی میں اپنی خواہشوں اور اپنے خوابوں کو دبا
کر نہیں رکھ سکتی تھی۔ اور پلیز میں اس ٹاپک پر دوبارہ بات نہیں کرنا
چاہتی، میرا دل بابا کے جانے کے بعد اب مکمل سکوں میں ہے سو اسے
سکوں میں رہنے دیں"

نیہا نے اپنی بات مکمل کی اور سرد مہری سے مریم بی کی برہمی کو چنداں
اہمیت دیے بنا وہ کمرے سے نکل گئی اور اسکے جاتے ہی دستگیر نے انکے
ساتھ ہی بیٹھ کر بازو گرد حصار نا چاہا جس پر وہ بری طرح اسے جھٹک گئیں۔
اسکی زبان دیکھی ہے آپ نے، خوامخواہ کیوں دل جلا رہی ہیں، ہمایوں"
صاحب اچھے ہیں، اور نیہا کو کوئی قدر سے رکھنے والا مل جائے گا کیا کافی
نہیں۔ آپ اپنے بھائی کے سامنے روز محشر شرمندہ نہیں ہوں گی چل

کریں، رہی بات طلاق کی تو میرا گزارہ نیہا کے ساتھ ناممکن تھا، اگر آپ ان معاملات میں زائشہ علوی کی وجہ سے افسردہ ہیں تو یقین دلاتا ہوں کہ اس بار وہ منہ کی کھائے گی"

وہ جانتا تھا، والدہ، غصے سے زیادہ پریشانی میں مبتلا ہیں تبھی انکی ناراضگی کے باوجود وہ انھیں خود سے لگائے نرمی سے سمجھا رہا تھا جس پر مریم صاحبہ نے جگر پاش نگاہ دستگیر پر ڈالی تو وہ اسکے دل تک تپش دے گئی۔

"آپ جتنی مرضی وضاحتیں دے لیں دستگیر عالم، طلاق اللہ کو ناپسند ہے اور اسکا اثر کہیں نا کہیں ضرور ہو گا۔۔۔اور اگر نیہا کا یہ فیصلہ غلط نکلا اور وہ اپنی زندگی تباہ کر بیٹھیں تو یاد رکھیے گا آپکی امے جان آپکو کبھی معاف نہیں کریں گی۔ آپکو آپکی صبور مل تو گئی تھیں، پھر دل بڑا کر کے نیہا کو قبول کر لیتے۔۔۔ لیکن آپ بہت خود سر نکلے۔۔۔رہی بات زائشہ کی، تو اب ہم ان سے بالکل خوفزدہ نہیں ہیں۔ کیونکہ اگر اب انھوں نے ہمارے کسی پیارے کو آنچ دینے کی بھی کوشش کی تو ہم انکا سینہ چیڑ آئیں گے"

والدہ کی اول باتیں وہ تسلیم کیے، انکی آخر تک سلگ اٹھنے اور حقارت سے اپنے منصوبے کا بتانے پر مسکرا دیا۔

ناصرف مسکرایا بلکہ والدہ کی جبین بھی پیار سے چومی، وہ اپنی ناراضگی تب ہٹانے پر مجبور ہوتی دیکھائی دیں جب دستگیر نے انکے گھپلو سے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیے نرمی سے بوسہ دیا۔

"میں ایویں آپکو کمزور سمجھتا تھا، آپ تو فولادی نکلیں۔۔۔اس بار آپکو اس عورت کا سینہ چیڑنے سے میں بھی نہیں روکوں گا۔بس مجھ سے ناراض مت ہوں۔نیہا کے لیے یہ فیصلہ ان شاءاللہ بہتر ثابت ہو گا۔ویسے بھی وہ اسکے نام اپنا گھر اپنی آدھی جائیداد کر چکے ہیں، کم از کم کچھ بھی ہو جائے، نیہا کسی گھاٹے میں ہر گز نہیں رہے گی"

دستگیر کی سب باتیں اور سمجھانا گویا انکو سمجھ آچکا تھا مگر وہ اتنی جلدی اتنے بڑے دھچکوں پر نارمل نہیں ہو سکتیں تھیں سو انکے منہ بسورنے پر اس بار دستگیر کی ہنسی میں شرارت تھی۔

.._____..

بنا معاملے کی مکمل باخبری کے بناوہ چین نہیں پاسکتی تھی تبھی کچھ دیر تک جب بیڈ روم میں واپس آئی تو لئیق کہیں جانے کے لیے بالکل ریڈی تھا، گردن کو ہر ممکنہ بچاتے فریش بھی ہوااور بلو شرٹ اور وائیٹ پینٹ پہنے ہوئے، نک سک ریڈی، کف ذرا فولڈ کیے بالوں میں برش کر رہا تھا جب لعلین کو روم میں انٹر ہوتا دیکھ کر اسکے چہرے کی اداسی بھانپ گیا۔

جاسوس طبعیت رکھنے والوں کی بے قراری کا اسے بخوبی پتا تھا۔

"اچھا ہوا آپ آگئیں، زرا میری یہ آنکھ کے نیچے ڈرائنگ تو کر دیں"

وہ جو اس سے مانی اور شیری کا معاملہ جاننے آئی تھی، لئیق کے ڈرائنگ کروانے کی فرمائش پر خفیف سا حیرت زدہ ہوتی اسکے پاس آکر کھڑی ہوئی اور اچھنبے سے اس نے لئیق کے چہرے کو دیکھا۔

"ڈرائنگ؟ وہ کیوں"

آئبرو سکیڑے وہ جس طرح بولی، وہ مسکرا کر اپنا مکمل رخ لعلین کی طرف پلٹ گیا۔

وہی سب جس سے آپ اپنے چہرے کی سرخیاں چھپاتی ہیں، تھوڑا آکورڈ" لگ رہا ہے۔ دیکھنے والا سمجھے گا کسی کا پنچ کھایا ہے میں نے، بس تھوڑا یہ سوچ کر عجیب فیل ہو رہا ہے"

وہ جس طرح ہچکچا کر میک آپ کو ڈرائنگ کہے اپنے چہرے کا وہ نشان ہٹانے کا بولا، لعلین نہ چاہتے ہوئے بھی ہنس دی۔

"کسی نے پوچھا تو کہہ دینا اپنی بیوی سے پٹا ہوں"

ہنس کر اپنے میک آپ کو کھولتی وہ بول تو چکی تھی پر اس الزام پر محترم کیسے تسلی سے بیٹھ جاتے سو آہستگی سے لعلین کی کمر میں بازو حائل کیے میک آپ سے اسکی توجہ خود پر کیے وہ اسے مسکرانے سے سنجیدہ کر چکا تھا، یعنی دونوں کے بیچ سلگ اٹھتی قربت کچھ کروائے بنا کیسے رہ سکتی تھی۔

"ویسے ان فیوچر آپ سے ایک فائیٹ ضرور کروں گا، تاکہ پتا چلے آپ کتنی مضبوط ہیں۔ باتیں تو بہت بڑی کر رہی ہیں، آپ کا پالا ابھی تک لئیق ایزد علوی سے نہیں پڑا سو قبل از وقت اتنی پر اعتمادی اچھی نہیں مسیز"

معنی خیز، شرارت پر آمادہ موڈ میں وہ جس طرح اسے چیلنجنگ نظروں سے دیکھ رہا تھا، وہ خطرناک سا مسکراتی، بیوٹی بلینڈر ہاتھ میں پکڑے ہی اپنی دونوں بازو اسکی گردن میں حائل کرتی ہاتھ باندھ گئی، اسے لئیق کو گہری نظروں سے دیکھنا راحت دیتا تھا اور اس راحت اس سکون کی عادی ہو رہی تھی۔

"تو تم لعلین ابراہیم کو چیلنج کر رہے ہو مسٹر ہسبنڈ؟"

لال کی آنکھوں کی چمک اسے بہت پسند تھی، اسکے چہرے کا ہر نقش اسے بے قرار کرنے لگا تھا۔

"بالکل کر رہا ہوں"

کمر مزید جکڑے وہ اس ہوش ربا سراپے میں کھونے سے خود کو ہر ممکنہ باز رکھے اسی جیسے مضبوط مگر شرارت بھرے انداز میں بولا۔

"بس پھر تیار رہنا کیونکہ میں تمہارا چیلنج خوشی خوشی قبول کروں گی، ہاں ایڈوانس ہوسپٹل بکنگ لازمی کروالینا کیونکہ تمہاری کوئی ایک ہڈی تو ضرور کریک ہو گی"

اسے لعلین کے اعتماد کو دیکھ کر حیرت اور خوشی ایک ساتھ ہوئی تبھی وہ مسکرایا۔

"کافی شوخی ہیں آپ"

مسکراتے مسکراتے وہ اسکی گال چومتا ہنسا تو لعلین نے بھی احتیاط کے طور پر باہیں اسکی گردن سے خفیف سی مسکراتی حیا کے سنگ ہٹالیں کیونکہ وہ اسے خود کی سمت ہر لمحہ مائل کرنے لگا تھا۔

"اور تم شوخے۔۔۔۔ چلو اب ڈرائنگ کرنے دو۔۔۔۔"

ہنوز اسکے نرم پڑتے حصار میں مبتلا کھڑی ہی بیوٹی بلینڈر پر تھوڑی سی اپنے ہی فیس کلر پر میچ کرتی بیس لگا کر اسکی آنکھ کے نیچے بنے نشان پر لگا کر بلنڈ کرنے کے بعد کمپیکٹ پاوڈر سے وہ جگہ باقی فیس جیسی کر چکی تھی اور اس سے پہلے وہ شرارت کے طور پر لپ سٹک اٹھا کر لئیق کے بہت پیارے ہونٹوں کو ٹچ کرتی، وہ چہرہ پرے کرتا جس طرح گھورا، لعلین کھلکھلا سی دی۔

واقعی اسکے ہونٹ اتنے پیارے تھے کہ ایسے ہونٹ پانے کی لڑکیاں خواہش کرتی تھیں۔

"لگانے دو نہ اپنے پیارے ہونٹوں پر، آجکل تو آدمی بھی لگاتے۔۔۔۔"

وہ اسکے گھورنے کے باوجود اپنی شرارت پر آمادہ رہی جس پر لئیق نے خود ہی اسکے ہاتھ سے اسکی لپ سٹک چھین کر واپس ڈریسنگ پر پھینکی۔

"سوری ٹو سے میسز میں ان آدمیوں میں سے نہیں، ہمیں اللہ نے قدرتی حسن دے رکھا ہے الحمداللہ، آپ شوخی کے ساتھ بونگی بھی ہوں گی،

"بالکل پتا نہیں تھا

وہ اسکے شرارت پر آمادہ موڈ پر خود بھی شرارتی ہوا لیکن وہ ہنستی ہوئی اس سے جس طرح لپٹ گئی، یہ جناب کے گدگداتے تبسم کو خمار دے گیا۔

"تمہارے ہونٹ بہت خوبصورت ہیں سچ میں، انہی جیسوں پر شاعر نے شعر کہے ہوں گے"

وہ الگ اور منفرد تھی تو اسکی مدہوش کن حصار میں لپٹ کر کی تعریف نے بھی میلا لوٹ لیا، لئیق کو ہنستا محسوس کیے وہ تھوڑی مضطرب سے ہو کر الگ ہوئی تو اسکے ہنسنے پر بڑا مناتی اس سے پہلے اپنا ڈریسنگ پر پڑا فون اٹھائے باہر جاتی، لئیق نے بروقت اسے حصار کر دبوچا۔

تم ہنسے، تم نے میرا مذاق اڑایا۔۔۔آئیندہ میں تمہاری تعریف کبھی "
"نہیں کروں گی

منہ پھلا کر اسکی اپنے گرد بازووں کو کھولنے کی کوشش میں وہ ناراضی سے بولی تو وہ مزید ہنسا۔

"دیکھا تم پھر ہنسے"

اس بار تو لعلین کی آواز شکوہ کرتے ڈوب سی گئی جبکہ ساری شرارت پرے کرتا وہ اسکی گال سے ہونٹوں کو جوڑ کر لمحے میں اسکی برہمی دور کر چکا تھا۔

آپ نے تعریف بھی تو ان ایکسپیکٹڈ کی ہے، ہنس اس طرح والا نہیں رہا "
بلکہ اس وقت آپ کیوٹ لگ رہی ہیں، بائے داوے کبھی کسی بیوی نے
"اپنے شوہر کی ایسی تعریف نہیں کی ہو گی

اسکے ہونٹوں کا ہر لمس لعلین کو پر سکون کرتا جیسے وہ اس وقت اسکی گرفت میں مدہوش سی مسکرا رہی تھی، لئیق کی سرگوشی پر وہ مسکراہٹ گہری ہوئی۔

کیوں نہیں کی ہو گی، سب کرتی ہوں گی۔ نہیں بھی کسی نے کیا ہو گا تو کیا"
ہوا، اپنی پسند کم از کم اپنے سپیشل ونز کو لعلین ضرور بتاتی ہے۔ تم دوبارہ
مت ہنسنا، ورنہ میں تمہارے ہونٹوں کے ہر ٹچ کو ریجیکٹ کر دوں گی، بہت
"ضدی بھی ہوں یاد رکھنا

وہ ہنوز منہ پھلا کر اس سے بولی جبکہ لئیق نے مزید مسکرانے کو ایک طرف
کیے اسکو پلٹا کر اپنے روبرو کیا تو اس لڑکی کی خمار، ناراضگی اور خوشی کے
اچھوتے ملاپ سے بھری آنکھیں، اسکے دل میں نا جانے کیسا طوفان برپا کر
گئیں۔

نہیں ہنسوں گا، ویٹ کروں گا کہ آپ نیکسٹ میری کیسے تعریف کرتی"
ہیں۔ وہ یقیناً اس سے بھی سپیشل ہو گی۔ بائے داوے آئی لائک اٹ، اور
میری ہنسی اس توقع سے بڑی خوشی کی وجہ سے تھی۔ ریجیکٹ کا تو سوچیئے گا
بھی مت، آپکے مجھ پر مکمل مہربان ہونے تک یہی چند طریقے ہی تو ہیں
"میرے پاس خود کو پر سکون کرنے کے

اس شخص کی دم بخود ہوتی کیفیت اس لڑکی کو اپنے سحر میں جکڑ چکی تھی،
آنکھیں، ہونٹوں سے زیادہ بے صبری تھیں تبھی تو ان میں ہر طرح کی
آمادگی تھی، وہ یہ سب کہتے ہوئے لعلین کو اتنا پیارا لگا کہ وہ بے اختیار کبھی
اسکے ہلتے ہونٹوں کی ہر جنبیش پر نظریں جما رہی تھی کبھی اسکی جذبات
کے پر سکون سمندر میں ہلچل مچاتی وارفتگیوں کی مسکن آنکھوں کو۔۔۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

آپ اب چاہیں بھی تو میری کسی خواہش کو ری جیکٹ نہیں کر سکتیں"
"لعلین کیونکہ اب سے آپکی اور میری خواہش ایک ہو چکی ہے
اپنے پر زور مگر دھڑکنیں منتشر کرتے لمس کو لعلین کی سانسوں میں وقت
کی طناب کھینچ کر حلول کرتا وہ گھمبیر لہجے میں اسکی گال سے گال رب کرتا

سرگوشی میں بولا تو لعلین کے اطلسی ہونٹوں پر مسکراہٹ اتری تو پلکیں شرم آگیں ہو کر جھک گئیں۔

"میرا سارا آرام و سکون آپکے پاس ہے، جتنا بھی پریشان ہو جاوں، آپکو دیکھ کر سب بھول جاتا ہوں۔ آپ لمحہ بہ لمحہ مجھے جان سے پیاری ہو رہی ہیں، چند دنوں میں آپ سے جڑے رشتے نے یہ قہر ڈھائے ہیں تو ساری زندگی آپکے ذات کے طلسم کدے میں رہنے کی سوچ ہی بہکانے لگتی ہے"

اسکو جس طرح وہ اپنے سینے سے لگائے کھڑا اس تھم جاتی سانسوں والی کی سماعت میں یہ معطر لفظ اتار رہا تھا، وہ خود کو لئیق ایزد علوی میں اترتا محسوس کر رہی تھی۔

"ت۔۔ تم کہیں جا نہیں رہے تھے"

اس سے پہلے کہ وہ اسکی گردن میں چھپایا اپنا چہرہ واپس روبرو لا کر پہلے سے زیادہ گہرائی کے سنگ لعلین ابراہیم کی دھڑکنیں منتشر کرتا، وہ اسکے ہونٹوں پر اپنی نرم و ملائم ہتھیلی جما کر قربت کے اثر سے ڈری، لال پڑتی

آنکھوں کو اسکی جذبات سے بھری آنکھوں سے ملائے سرگوشیوں میں
ڈھلی آواز سے منمنائی تو لئیق کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھری۔
اور اسکی ہتھیلی پر ہی محبت سے ہونٹوں کا لمس رکھتا وہ اس سے پوری
شرافت کے سنگ فاصلہ بنا گیا۔
تھینکو، یاد دلانے کے لیے ورنہ میں تو کہیں اور ہی نکلنے والا تھا۔ڈرائنگ "
کے لیے تھینکو اور مانی شیری والا معاملہ آپ اپنی بہن سے پوچھ لیں، انھیں
سب پتا ہے۔مجھے دیر ہو رہی ہے ورنہ میں خود بتاتا۔شام میں اچھا سا تیار
ہونا ہے آپ نے، تاکہ سرمنی سے واپس آوں تو اپنے آڑے ہوش و حواس
"کا کچھ گہرا ثبوت آپکو دے سکوں جو آج آپ سج دھج کر اڑائیں گی۔۔۔
پلٹ کر بیڈ پر پڑا اپنا فون، والٹ اور گاڑی کی چابی اٹھانے کو وہ جھکا تو گردن
کے درد نے ایسی دردناک انگڑائی لی کہ لعلین جو اسکے کہے الفاظ میں جکڑی
کھڑی تھی، اسکو درد ہونے پر ہوش تھامے اسکے جھکنے سے پہلے ہی جھک کر
اسے وہ سب اٹھا کر دیتی نظر ہنوز چرائے رہی جبکہ اپنے آخری جملے سے وہ

لعلین کے چہرے کی بڑھتی رعنائیاں دیکھ کر مسرور ہوا، لپک کر اسکی گال چومی۔

" بائے"

اسکے پھر سے گداز لمس پر وہ خود میں سمٹی، مگر خود کو بے لگام ہونے سے روکا وہ اس پر بھرپور نگاہ ڈالتا کمرے سے نکلا تو لعلین نے بے ارادہ اپنی لال سی پڑتی گالوں کو یخ پڑتے ہاتھوں سے مس کیا۔

اسے لگ رہا تھا دل کی دھڑکن کانوں میں سنائی دے رہی ہے، ہر گزرتے لمحے وہ اس پر حاوی ہو رہا تھا، ہر رات کی طرح وہ ابھی سے رات کے لیے سہم سی گئی تھی، یہ جانتے ہوئے کہ وہ اسکی مرضی اور خوشی کو ہر لمحہ اہمیت دیتا ہے پھر بھی لال سے اسکا یہ صبر، یہ ضبط دیکھنا آسان نہیں تھا۔

اب جب وہ خود اسکی قربت چاہنے لگی تھی، تو اس سے لئیق کا دور رہنا خود بھی برداشت نہ تھا، نہ دوری پر قرار اور نہ اسکے قریب آنے پر وہ حواس میں رہ پاتی تھی۔

اگلے دس منٹ تو لعلین کو اپنے بگھڑے تنفس کو بحال کرنے میں لگے جو وہ ظالم بری طرح ہر بار منتشر کر جاتا تھا اور پھر وہ فون لیے کمرے سے باہر نکلی۔

لان میں پہنچ کر ہی اس نے سیلی کو کال کی اور سارے معاملے کو جان کر لعلین کی آنکھیں تکلیف اور دل اداسی سے بھر گیا، مانی کے لیے نہ سہی اسے شہریار کی خود سے اس درجہ سفاکی پر ضرور اذیت ہوئی تھی۔

سیلی مصروف تھی، نکاح کی تیاریاں شروع تھیں سو وہ جلدی فون رکھ گئی مگر لعلین کا دل حقیقت میں سوگوار ہو چکا تھا۔

.._____..

جندل محل سے نکلنے سے پہلے ہی لئیق نے رایان کی ذمہ داری لگائی تھی کہ وہ زائشہ علوی کا پیچھا کرے سو رایان ہر کام چھوڑے لئیق کے حکم پر نکل چکا تھا۔

زائشہ کی گاڑی ایک گنجان سی جگہ بازار کے پاس رکی تو رایان نے بھی اپنی گاڑی اس سے کچھ فاصلے پر پارک کی، زائشہ نے منہ پے نقاب سا اوڑھے سر کو حجاب سے کوور کیا اور اپنا بیگ تھامے سڑک اور کچھ گلیاں پار کرتی ایک رہائشی بلڈنگ میں داخل ہوئی۔

رایان نے اسکا ہنوز پیچھا کیا اور تب تک کرتا رہا جب تک وہ اسی بلڈنگ کے ایک گھر میں نہ داخل ہو گئی۔

چونکہ رایان اندر نہیں جا سکا تھا سو اس نے اس فلیٹ کا نمبر نوٹ کیا جبکہ ارد گرد جانچنے کے بعد اسے اسی چھوٹے سے بوسیدہ آپارٹمنٹ کی ایک کھلی کھڑی نظر آئی۔

چونکہ فرقان نامی وہ آدمی ایک لفڑے میں ملوث ہونے کی وجہ سے پولیس کو درکار تھا سو اس نے زائشہ کو اپنے اس نئے ٹھکانے پر ہی بلوا لیا تھا، اسکے بقول اسکا یہ گھر محفوظ تھا۔

زائشہ اندر گئی تو پہلے تو وہاں پھیلی گرد، اور خستہ حالی دیکھ کر ناک چڑھا گئی مگر وہ فرقان نامی آدمی اسکے لیے صاف ستھری کرسی اسکے بیٹھنے کے لیے اسکے پاس رکھ چکا تھا مگر زائشہ کھڑے کھڑے ہی بات کرنے کے حق میں تھی۔

رایان کو زائشہ اور وہ آدمی تو نظر آ رہا تھا مگر کھڑکی کے بند شیشے کی وجہ سے وہ انکی بات نہیں سن پا رہا تھا۔

لیکن اس آدمی کی شکل اس نے ضرور ذہن نشین کی اور وہاں سے لئیق کو زائشہ کی اس مشکوک اطلاع کی خبر دینے سیدھا باہر نکلا مگر لئیق نے اسے زائشہ کا واپس جندل محل تک پیچھا کرنے کی خاص تاکید کی تھی سو وہ اپنی گاڑی میں جا کر بیٹھ چکا تھا۔

"تم سمجھ گئے ہو نہ فرقان کے تمہیں کیا کرنا ہے؟"

زائشہ نے نا جانے کیا تقاضا کیا تھا کہ فرقان کے چہرے پر خفیف سا خوف اترا۔

"جی سمجھ گیا ہوں، کام تو بہت خطرناک ہے لیکن آپکا نمک کھایا ہے، آپ نے ہر مشکل میں مجھے بچایا ہے سو آپکے لیے ایک بار پھر اپنی جان مشکل میں ڈال دوں گا"

زائشہ کو اسکی تابعداری دیکھ کر فطری تسکین ملی تبھی اس نے مسکرا کر اپنے بیگ سے پانچ ہزار کے نوٹوں کی ایک لاکھ کی گڈی نکال کر فرقان کی طرف بڑھائے جسکو دیکھنے کے بعد اسکا ڈر زائل ہو کر شاطر چمک بنی۔

"اس سے چار گنا زیادہ کام ہونے کے بعد ملے گا یعنی چار لاکھ، سنا ہے تم پولیس سے چھپتے پھر رہے ہو۔ان پیسوں سے اپنی ضمانت بھی کروالینا تاکہ میرا کام کرنے کے دوران تمہیں کوئی ٹنشن نہ ہو۔ صبور کو آنچ بھی نہیں

آنی چاہیے کیونکہ جیسی بھی ہے وہ میری بیٹی ہے۔پہلے حقیقت جاننی ہے "پھر ایکشن لینا ہے، باقی گھر کی صفائی بھی کر لیا کرو۔۔۔گندے انسان

زائشہ نے اپنا حکم کرنے کے بعد ناک بھوں چڑھائے وہاں پھیلی بے ترتیبی اور گندگی پر طنز کیا تو وہ تھوڑا شرمندہ ہوا، زائشہ کو باہر تک چھوڑنے وہ خود آیا۔

زائشہ نے چوکنا نظروں سے ارد گرد کا جائزہ لیا اور اسی طرح منہ چھپاتی جیسے آئی ویسے ہی نکل گئی۔

گاڑی تک پہنچ کر وہ ڈرائیونگ سیٹ سنبھالے بیٹھی، زائشہ کی گاڑی سٹارٹ ہوتے ہی رایان نے بھی اپنی گاڑی کو زائشہ کے پیچھے دوڑایا۔

اس گنجان رہائشی ایریا سے نکل کر وہ ایک جیولری شاپ پر آئی تھی، اور رایان کو اسی کی توقع تھی۔

زائشہ گاڑی سے ویسے ہی نکلی اور سیدھی اس جیولری شاپ پر گئی، اس نے وہاں جا کر اپنا ایک ڈائمنڈ کا ہلکا سا ہار سیل کیا تھا، جسکی قیمت سات لاکھ لگی

تھی، ویسے تو وہ اس سے دگنا مہنگا تھا مگر دکان دار بھی لگتا تھا اس ایکسٹرا ہوشیار لیڈی کو بھانپ چکا تھا۔

سات لاکھ بھی اسکے لیے بہت تھا، کیونکہ اس نے وہ زیور خود خریدا ہوتا تو پتا ہوتا اسکی اصل مالیت کتنی ہے۔

زائشہ کے جانے کے بعد رایان وہیں رکا کیونکہ زائشہ وہیں ساتھ بنے کیفے میں کچھ دیر کافی پینے رک گئی تھی اور اسی بیچ رایان نے جیولری شاپ والے سے اسکے بارے انفارمیشن نکلوائی۔

اور اسکو شکریہ کہے وہ باہر نکلا اور واپس اپنی گاڑی میں آکر بیٹھ گیا، اسکی نظر مسلسل زائشہ علوی پر تھیں۔

مشن ختم ہونے کے بجائے مزید لٹک چکا تھا کیونکہ لئیق کے ہیڈ کو وہ انفارمیشن ایک ہفتے کے اندر اندر چاہیے تھی ورنہ بلیک ڈائمنڈ کے ساتھ وہ کچھ بھی بڑا کروا سکتے تھے، انھیں پہلے ہی اسکے شہریار جدون اور ہارون پرکاش کے سامنے ایکسپوز ہونے پر شدید غصہ تھا بلکہ پورے انٹیلیجنس

ڈیپارٹمنٹ میں لئیق کی اس کوتاہی پر غم وغصے کی لہر جاگ چکی تھی تبھی وہ انفارمیشن کے لیے مزید مہلت دینے سے انکاری تھے اور لئیق کو وہ انفارمیشن خود لے کر آنے کے آرڈرز کیے تھے، جب وہ ڈیپارٹمنٹ آیا تو اسے یہ خبر سونم صاحب سے ہی ملی تھی جو پریشانی کا سبب تھی، کیونکہ ایسی کوتاہی پر لئیق کو خاموشی سے مارا بھی جاسکتا تھا۔

"اگر انفارمیشن کسی اور غلط بندے کے ہاتھ لگ گئی تو میرا کھیل ختم، وہ ٹھیک مجھ پر برہم ہیں۔ میں نے کوتاہی برتی یار، نہ اس روز میں اور بھجت "بات کرتے نہ مانی سنتی۔۔۔۔آپ نے تو مجھے ٹنشن میں ڈال دیا ہے

اس وقت آفس روم میں سحر، سونم اور لئیق موجود تھے، سب ہی پریشان تھے۔

میری واپسی بھی کینسل کر دی۔ انکا کہنا ہے کہ جب تک انفارمیشن ڈھونڈ" کر سیو ہاتھوں میں نہیں دی جاتی، ہم سب سے انکا کوئی تعلق نہیں، نہ وہ اب ہمیں مزید سیکورٹی دیں گے۔ ہارون کا منہ ہر صورت اس ایک ہفتے میں

کھلوانا ہو گا لئیق ورنہ ہمیں سوچ سے بڑی سزا ملے گی۔ یہ ہماری ڈیوٹی لسٹ میں تھا کہ ہمیں مشن کے بیچ ایکسپوز نہیں ہونا، تمہاری اپنے سات سالہ کئیریر میں یہ پہلی غلطی ہے بس اسی وجہ سے تمہاری بدولت ہم سبکو بھی رعایت مل گئی ورنہ تم جانتے ہو اب تک ہم کہاں ہوتے"

سونم صاحب خود متفکر تھے جبکہ رایان کی کال نے لئیق کی تھکن زدہ سوچیں لمحہ بھر منتشر کیں۔

"ہاں رایان بولو"

لئیق کے پریشانی اک طرف کیے بھرپور توجہ رایان کی سمت مبذول کی۔

سر، زائشہ یہاں سبرینا نامی رہائشی بلڈنگ میں کسی مشکوک سے آدمی" سے ملی تھیں، یہ آدمی مجھے جانا پہچانا سا لگا ہے، کنفرم آپکو ریکارڈ دیکھ کر بتاوں گا۔ اسکے بعد یہ ایک جیولری شاپ پر آئیں اور اپنا ایک ڈائمنڈ نیکلس سیل کیا، سات لاکھ میں۔۔۔۔ اسکے بعد کافی پی کر سیدھی واپس جندل محل چلی گئیں"

رایان کے اس انکشاف پر لئیق کے ماتھے کی رگیں مزید خفگی سے پھولیں، کام کے مسائل کم تھے کہ اب اسے گھر کے چوروں کو بھی دیکھنا پڑتا۔

اس وقت وہ اخیر بیزارئیت میں مبتلا دیکھائی دے رہا تھا، جان پر تو بنی تھی ساتھ ساتھ ذہن بھی شدید دباو میں آچکا تھا۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ کسی کو بڑا کام سونپ کر آئی ہے، پیسہ اسکے پاس رہا نہیں ہو گا تو فرہاد علوی کے دلائے قیمتی زیورات تک بیچنے پر اتر آئی ہے، اب میری برداشت ختم ہو چکی ہے۔ واپس آجاو، یہ معاملہ اب میں "خود اپنے طریقے سے دیکھوں گا"

لئیق نے غیض و غضب پر ہر ممکنہ قابو پائے کہہ کر کال کاٹی ساتھ ہی اپنی کن پٹی کی درد کرتی رگیں انگلیوں سے دبانے لگا، جبکہ سحر اور سونم صاحب دونوں کو لئیق کی فکر تھی کیونکہ وہ کل ہی موت کے منہ سے باہر نکلا تھا۔

"ٹنشن لینے سے معاملہ حل نہیں ہو گا لئیق، کیا سوچ رہے ہو"

کچھ دیر ان تینوں کے بیچ خاموشی چھائی رہی مگر سونم صاحب سے رہا نہ گیا تو وہ بول بیٹھے۔

ہارون کو یہاں لانا ہوگا، نکاح کے بعد میں خود شہریار سے اپنا شکار واپس" لوں گا۔ پھر دیکھتے ہیں کیسے وہ مزید چپ رہتا ہے، ایک شک ہے، اسے شاید کچھ کاٹا تھا اور مجھے تشویش ہے کہ وہ ہمیں بنا کچھ بتائے مر نہ جائے، یہ کام "جلد ہی نمٹانا ہوگا۔۔۔۔

لئیق کے لاشعور میں ہارون کی وہ چیخ موجود تھی جبکہ یہ سن کر تو سحر اور سونم صاحب کے چہروں پر بھی پریشانی اتر چکی تھی۔

لئیق کے کئی لوگ بھی خفیہ طور سے ہارون کے ٹھکانوں میں چھان بین شروع کر چکے تھے۔

وہیں دوسری طرف اس جنگلی بچھو کا زہر آہستہ آہستہ ہارون کو لاغر کرنا شروع تھا مگر شہریار کے لوگ یہی سمجھ رہے تھے کہ وہ مار سے آدھ موا ہو چکا ہے لیکن حقیقت اسکے برعکس تھی، اسکے کان سے بہت تھوڑی مقدار

میں خون نکلنا شروع ہو رہا تھا، اسکے ہاتھوں کے ناخن بھی خون چھلکانا شروع ہو چکے تھے اور اسکے جسم پر سرخ دھبے الرجی کی ضرورت نمودار ہو رہے تھے اور یہ سب کسی عام بچھو کے کاٹنے کی علامات نہیں تھیں۔

.._____..

لئیق کی تاکید پر وہ بہت پیار ااور دلربا سا تیار ہوئی، اس میں اس نے لئیق سے ہی واٹس ایپ پر ڈریس سلیکشن میں ہلپ لی، اسکی طرح وہ بھی بلیک اوٹ فٹ میں، سمو کی آنکھوں کے ٹچ کے ساتھ خوب جچنے والی تھی، لئیق واپس آیا تو اس نے سب کو مانی کے نکاح کا بتایا اور سب ہی اس اچانک فیصلے سے خوش ہونے کے بجائے فکر مند ہوئے، وہ فرہاد علوی کو بھی جانے کی پیشکش کر چکا تھا مگر وہ کچھ طبعیت بوجھل محسوس کیے لوئے کے ساتھ واک پر جانا

چاہتے تھے، لئیق نے خود بھی بلیک ہی پہنا، دونوں جب سحر بکھیرتے ہوئے ایک ساتھ کمرے سے نکلے تو زائشہ علوی کی انکی خوبصورت جوڑی کو سالم نگلتیں آنکھیں جہاں لعلین کو خوف سا بخش گئیں وہیں لئیق کے اندر اس عورت کے لیے صرف نفرت تھی۔

وہ بنا وقت ضائع کیے لعلین کے ساتھ آفریدی حویلی روانہ ہوا۔

نکاح کی تقریب شام چھ بجے تھی، چار تک گل لالہ، پرکاش صاحب، عینی اور ابراہیم جدون پورے پروٹوکول کے سنگ آفریدی حویلی آچکے تھے، شہریار ابھی تک نہیں آیا تھا۔

وہ مانی کے نکاح کا جوڑا خود لائے تھے، سمپل سی وائیٹ امبائڑری لانگ فرش بوس فراک تھی جس پر گولڈ کا ہلکا پھلکا کچ تھا اور دوپٹہ بھی مانی کی نازکی کے حساب سے گل لالہ نے ہلکا سا لیا تھا۔

ڈریس کے ساتھ میچنگ ہر چیز، یعنی انہوں نے آفریدی والوں کو کوئی تکلف کرنے ہی نہ دیا تھا۔

چونکہ شہریار نے انکو، آفریدی حویلی والوں کی آدھی رضامندی کا بتادیا تھا سو باقی انہوں نے باقاعدہ مدیحہ آفریدی اور بھجت سے مانی کا رشتہ اپنے شہریار کے لیے مانگ کر رسم پوری کی تھی۔

"میری مانی ابھی بہت چھوٹی ہے گل بچے، اور ہم نے اسے بہت لاڈوں سے پالا ہے، اسکو سنگین ڈسک الرجی کی شکائیت ہے، دل نازک ہے سو اس وجہ سے بھی ہم نے اسے اپنی آنکھ کا تارا بنا کر رکھا، میں دل بڑا کر کے اسے آپکے حوالے سونپ رہی ہوں لیکن اسکا دھیان رکھیے گا۔ بہت حساس بچی ہے"

مدیحہ آفریدی کی فطری پریشانی کے سنگ تمہید پر گل لالہ پہلے تو اس میسج کو یاد کر کے آفسردہ ہوئیں اور پھر اٹھ کر مدیحہ آفریدی کے پاس بیٹھتے ہی انکا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں پیار سے تھاما۔

"آپ بالکل فکر مت کریں مدیحہ آنٹی، شہریار تو بعد میں کرے گا، یہ ماں اسکی حفاظت پہلے کرے گی۔ میں آپکی شکر گزار ہوں کہ آپ نے ہماری

اس اجلت کا مان رکھا، نا صرف ہماری خالی جھولی بھر دی بلکہ نکاح کی بھی اجازت دی۔ اسے بیٹی کی طرح رکھوں گی، آپ یہی سمجھیں کہ وہ اپنے گھر جا رہی ہے"

گل لالہ مزاج اور دل کی اتنی پیاری تھی کہ مدیحہ آفریدی کے سارے ڈر مدھم ہو گئے، حتی کہ سلینا اور بھجت کو بھی مانی کے لیے یہ دو نفوس ایک بیک بون محسوس ہو کر دل کو تسلی بخش رہے تھے۔

"اللہ اس رشتے کو مبارک کرے، مگر پرسوں رخصتی۔۔۔ یہ بہت جلدی نہیں ہے؟ مطلب ہم ایک دن میں کیسے تیاریاں کریں گے"

اپنی فکر آخر مدیحہ صاحبہ کے ہونٹوں پر آ ہی گئی جس پر گل اور افراہیم دونوں مسکرا دیے۔

"کسی تکلف کی ضرورت نہیں مدیحہ آنٹی، ہماری خواہش تھی کہ ساری شاپنگ ہم خود کریں اور یہ جو میری وائف صاحبہ ہیں، انھیں اللہ نے بیٹی نہیں دی پھر بھی شیری کے پیدا ہوتے ہی یہ اپنی بہو کے لیے شاپنگ کرنا

شروع ہو چکی تھی۔۔۔۔ ہمیں بس آپ مانی دے دیجئے گا، باقی تکلفات تو بعد میں بھی ہوتے رہیں گے۔ بس ہمارا سونا سا گھر اس بچی کے قدم رکھنے سے آباد ہو جائے"

اس بار کرنل صاحب نے بھی گفتگو میں ہلکے پھلکے لہجے کے سنگ حصہ لیا تو سب کے چہروں پر مسکراہٹ بکھر گئی، لنچ سب نے مل کر کیا اور پھر نکاح کی سرمنی کا آغاز کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

مانی جس نے ہمیشہ جینز ٹاپس پہنی تھیں، نکاح کی دلہن بن کر تو آفت بن چکی تھی، اسکی گرے آنکھیں بھلے خفیف سی تپش اور تکلیف کی زد میں تھیں مگر سلینا نے اسے ریڈی کرتے ہوئے بے اختیار اپنی آنکھوں میں لگے سیاہ کاجل کا ٹیکا اسکے کان سے پیچھے لگایا تو اک لمحہ دونوں کے دل بھر سے۔

تمہیں پتا ہے مانی، دل اللہ کا گھر ہوتا ہے۔۔۔۔ اسے ٹوٹنا نہیں چاہیے۔"

مجھے اس بے حس سے اچھے کی امید تو نہیں لیکن ایک آس سی دل سے

ضرور جڑی ہے کہ ہو سکتا ہے جسے تمہاری تکلیف کوئی اثر نہیں پہنچا سکتی
اسے یہ نکاح متاثر کر دے۔ بھلے اس سمیت سب نے اس رشتے کو کھیل بنا
دیا ہو لیکن میری ایک بڑی بہن ہونے کے ناطے تمہیں تاکید ہے کہ تم اس
رشتے کو صرف سچ سمجھنا۔ خود کو اسکے آگے بے مول کیے بنا اپنی اہمیت بنانا۔
اسے اپنا سب سے پہلے عادی بنانا، کیونکہ عادت، محبت سے کہیں درجے
جان لیوا ہوتی ہے۔ وہ محبت سے تو انکار کرے گا، لیکن اگر ایک بار اس پتھر
"دل کو تمہاری عادت ہو گئی تو چاہ کر بھی مکر نہیں پائے گا

اپنے سامنے کھڑی مانی کے پلو کے ساتھ جس طرح سیلی نے یہ باتیں باندھی
تھیں وہ اس فرشتہ صفت بھابھی سے اپنی مخالفت پر اخیر شرمندہ ہوتی
دلبرداشتہ ہوئے اسکے گلے لگ گئی، تو گویا اسے کسی نے نہیں سمجھا مگر
بھابھی سمجھ گئی تھیں۔

مانی کے آنسو سیلی کو بہت دکھ دے رہے تھے۔

آ۔۔آئی ایم سوری سیلی، آپکو بہت برا کہا۔۔۔۔ہرٹ کیا۔۔۔لیکن آپ "
نے مجھے کبھی غیر اہم ثابت نہیں کیا۔مجھے دل سے معاف کر دیں اور
"میرے لیے دعا کریں
وہ اس سے جیسے لپٹ کر رو دی، خود سیلی کی آنکھوں میں لمحہ بھر ریت سی
چبھی۔
میری ساری دعائیں تمہارے لیے ہیں مانی، اپنا دل تم ہمیشہ سیلی سے ہلکا کر "
سکتی ہو۔اللہ تمہارے نصیب میں شہریار جدون کی وہ سچی محبت لکھ دیں جو
اسے ابھی تک کسی سے نہیں ہوئی، سیلی سے بھی نہیں۔کیونکہ مجھ سے اس
نے بس اک جنوں باندھا تھا، پا لینے کا لیکن یہ سچی محبت اسے قربانی
سیکھائے گی، کیونکہ محبت تو صرف دے دینے کا نام ہے نہ کہ زبردستی
"ہتھیا لینے کا۔ہمیشہ آباد رہو میری جان
اس وقت مما کی کمی اگر کوئی پوری کر رہا تھا تو وہ سیلنا تھی اور وہ اسکے اس
خلوص کی احسان مند تھی۔

اتنی پیاری دلہن کو مزید سیلی نے بھی نہ رونے دیا اور اسے اپنے ساتھ باہر لائی، تب تک لئیق اور لعلین بھی جلوئے بکھیرنے اور تقریب کو چار چاند لگانے آچکے تھے، شہریار عین وقت پر نکاح خواں کے ساتھ ہی آیا تھا اور اسکی کوشش تھی نکاح ہوتے ہی یہاں سے نکل جائے کیونکہ یہاں آتے وقت اسے اپنے آدمی کی کال آئی تھی جو ہارون کے بے سدھ وجود کے لیے اب پریشان ہو رہے تھے اور شہریار نے انکو جلد ہی آنے کا کہا تھا، مکمل بلیک میں وہ اس وقت بنا چہرے کے کسی خوشی بھرے تاثر کے بھی محفل پر چھایا ہوا تھے، نخریلا اور مغرور سا مگر لئیق اب بھی سب پر بھاری تھا۔

شیری کو اور کوئی خوشی ہو نہ ہو، لعلین کی شرکت نے اسکی تباہ کن ہستی قدرے بحال کی اور پھر جب وہ نکاح کے لیے دلہن بنی اسکے سامنے آئی تو ایک لمحہ وہ خود گنگ رہ گیا۔

اس نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ وہ سر پھری، یوں سر پر دوپٹہ اوڑھ کر اتنی حسین لگے گی کہ وہ لمحہ بھر یہ بھول جائے گا کہ شدید نفرت کرتا ہے۔

لیکن نفرت تو کبھی فراموش نہیں ہوتی، ایک لمحہ بھی نہیں سو یہ اس شخص کی کیسی بے زاری، کیسی نفرت تھی کہ اسکی فتنہ خیز، پتھر آنکھوں میں بالکل اسے دیکھ کر ویسے نرمی چلی آئی جیسے تپتے، خبس اگلتے سورج کے سامنے یکدم ٹھنڈے سیاہ بادل آجائیں۔

جلد ہی اس نے مانی پر سے نگاہیں ہٹالیں کہ کہیں دل بغاوت کر کے منافق نہ کہلانے لگے۔

نکاح خواں نے گواہان کی موجودگی میں دونوں کا نکاح پڑھوایا، یہ چند لمحے دونوں کے دلوں میں حشر برپا کر گئے تھے، مگر شہریار نے اپنے چہرہ واپس سپاٹ کیا، اسکو اسکے آدمیوں کی مسلسل کالز آرہی تھیں جنھیں وہ نکاح تک

تو اگنور کرتا رہا مگر نکاح ہونے کے بعد سب کو آپس میں مبارک باد وصول کرتا دیکھے وہ معذرت کرتا اٹھا اور باہر لان میں نکل آیا۔

اسکے چاروں آدمی فکر مند سے بہت آہستہ سانس لیتے ہارون کی طرف متوجہ تھے۔

" کیا موت آگئی ہے، بولو"

لان میں پہنچتے کی وہ حلق کے بل دھاڑا جبکہ مقابل سے ملتی خبر لمحے میں اسکی ہستی تہس نہس کر گئی۔

" سر! ہارون کی حالت کچھ ٹھیک نہیں لگ رہی۔ ہمیں لگا کہ وہ مار سے بیہوش ہوا ہے لیکن اسکی شرٹ اتاری تو پتا چلا کہ اسے مارنے نہیں کسی زہریلی چیز سے ہوتی الرجی نے بے سدھ کر دیا ہے، پلیز آپ آکر دیکھ لیں۔۔اگر یہ مر گیا تو ہمارے ہاتھ کچھ نہیں لگے گا"

اس آدمی نے ڈرتے ڈرتے بتایا تو شہریار کے چہرے پر حقیقی تشویش اتری۔

"ٹھیک ہے آتا ہوں، تب تک ڈاکٹر کو لے کر پہنچو وئیر ہاوس میں"

اوراس سے پہلے وہ اسے جبڑے بھینچ کرتاکید کر کے پلٹتا، لئیق جو اسے کافی دیر سے اسکی مشکوک حرکتیں اور بار بار آتی کال آف کرنے کو آبزرو کر رہا تھا، عقب میں ہی کھڑا اسے اچٹتی نظروں میں لیے کھڑا تھا۔

"اگر تمہاری وجہ سے ہارون پرکاش کی وقت سے پہلے جان گئی تو چھوڑوں گا نہیں تمہیں"

لئیق ایزدعلوی کی قہرناک وارننگ پر شہریار نے اسے سلگتی نظروں سے اسکے اشتعال آمیز چہرے کو دیکھا۔

"میں جارہاہوں، اسے کچھ ہوا ہے۔۔۔۔۔شاید جو چیز اسے کاٹی تھی اس سے الرجی ہوئی ہے۔اپنی بات سے پیچھے نہیں ہٹوں گا، تمہیں وہ ٹھیک ہی ملے گا۔میرے جانے کا کوئی بہانہ تراش لینا"

کڑوے لہجے میں جواب دیے وہ بنا لئیق کی کچھ سنے ہٹ دھرمی دیکھاتا پورچ کی سمت لپکا جبکہ لئیق نے دستگیر کو فوری شیری کے پیچھے اسکے

گودام روانہ ہونے کی تاکید کی اور خود وہ اندر آیا تو سبکے چہروں پر چھائی خوشی دیکھ کر اسکا حلق کڑوا ہوا۔

خاص کر عینی اور پرکاش کے چہروں پر، لیکن اس ماں کی تکلیف اللہ کے سوا کون سمجھ سکتا تھا جسے اپنی کوکھ سے جنم دیے بچے کی ہر تکلیف محسوس ہو رہی تھی، وہ فرعون بھی ہوتا تب بھی ماں کے دل سے اس ظالم سفاک کا جو ناطہ تھا وہ توڑا نہیں جا سکتا تھا۔

سب نے ہی شہریار کے اچانک غائب ہونے کو بری طرح محسوس کیا تھا، مگر لئیق نے مناسب سا اسکے تھانے کے کسی ارجنٹ کام کا بہانہ کر کے سبکو جواب دے دیا مگر وہ خود بھی اب جلد از جلد یہاں سے نکلنا چاہتا تھا۔

مانی نے اسکی طرف جس شکر گزار نظروں سے دیکھا تھا وہ لئیق کو خوشی تو نہ دے سکیں مگر یوں ضرور لگا جیسے سینے میں خنجر پیوست ہوا ہو۔

سب کے ساتھ ساتھ اس نے اور لعلین نے بھی واپسی کی اجازت طلب کی، کیونکہ لعلین کو واپس ڈراپ کیے وہ واپس جانا چاہتا تھا تاکہ دستگیر، ہارون کو اسکے ڈیپارٹمنٹ لائے اور باقی کا کام وہ خود سرانجام دے۔

سارا رستہ دونوں کے بیچ خاموشی حائل تھی، لعلین اس جڑتے بے ترتیب رشتے کو سوچ کر جہاں پریشان تھی وہیں لئیق کی توجہ ہارون سے جڑی تھی۔

اور اسی خاموشی کے بیچ سارا رستہ کٹا اور گاڑی جندل محل کے وسیع پورچ میں آکر رکی۔

"آپ جائیں لعلین، میں آپ سے صبح ملوں گا"

وہ جو گاڑی رکنے پر اپنے منتشر سوچوں سے چونک کر نکلی، لئیق کے کہنے پر اسکی طرف اداسی سے دیکھنے لگی، یعنی ایک بار پھر اسے اکیلے رات گزارنی تھی۔

"کہاں جا رہے ہو؟"

لعلین نے بے قراری سے پوچھا۔

"واپسی پر بتاوں گا، آپ چینج کر کے سو جایئے گا۔ کچھ ارجنٹ ہے"

وہ سنجیدگی سے اپنی بات فی الحال راز ہی رکھنے کے حق میں تھا اور وہ اسے اتنا تو جاننے لگی تھی کہ وہ بلاوجہ اس سے دور نہیں رہ سکتا۔

"اوکے، بٹ میں تمہیں بہت مس کروں گی"

وہ لئیق کو خفیف سا مضطرب محسوس کرتی اسکے ہاتھ پر دباو ڈالے جس طرح جذب سے بولی، تمام تر ذہنی ابتری کے وہ مسکرایا۔

"میں بھی لیکن کچھ دن آپکو میرا وقت نہیں ملے گا، مجھے امید ہے آپ سمجھیں گی۔ ورنہ آپ کے ساتھ اپنی زندگی کا ہر لمحہ گزارنا میری اولین خواہش ہے۔ کچھ مسائل ہیں جنھیں حل کرنا ہے، آپ میرے اصل سے اچھے سے واقف ہیں سو میری طرف سے آپکو یہ ناانصافیاں برداشت کرنی ہوں گی"

وہ خود کہاں اس کو نظر انداز کرنا چاہتا تھا مگر اسکے لیے اس وقت اپنے آپ کا بچاو اور فرض اہم تھا، ہارون کی جان اہم تھی۔

وہ اسکی باتوں پر نا صرف مسکرائی بلکہ اسکے چہرے کے قریں چہرہ لا کر لئیق کے رخسار کو اپنے ہونٹوں سے مس کیے اپنی آنکھیں موند کر اسکی مخصوص خوشبو چپکے سے ان ہیل کرتی دور ہوئی۔

"میں سب سمجھتی ہوں، گڈ لک۔۔۔اپنا کام کرو لیکن اپنی ہیلتھ کو اگنور مت کرنا۔ میں بھی یہ ایک دو دن فرہاد انکل سے سچ جاننے کی کوشش کرتی ہوں۔۔۔اور اگر کوئی کلو ملتا ہے تو علی کے ذریعے چھان بین شروع کرواتی ہوں۔۔۔تم گھر کی ٹنشن مت لینا"

اسے گھر سے مکمل بے فکر کرتی وہ اسے دیکھتی باہر ہی نکلنے لگی جب لئیق نے اسکا ہاتھ پکڑے اسے غیر ارادہ روکتے اپنی سمت کھینچا جس پر وہ مبہم سا مسکراتی اپنی گہری آنکھیں لمحہ ضائع کیے بنا اسکی آنکھوں میں ڈالے اسکی سمت جھکانے سی گئی۔

"کیا ہوا، مجھے بھیجنے کا دل نہیں کر رہا؟"

لمحے میں شرارت پر اترے وہ اسے مسکرانے پر اکسا چکی تھی جسکا واقعی دل اس وقت لعلین سے مقناطیسی کشش کے سنگ جڑا محسوس ہو رہا تھا۔

"نہیں"

بنا سوچے فوری جواب آیا تھا اور وہ ایسا کچھ نہیں کرنا چاہتی تھی کہ اسکا دل مزید بے ایمان ہوتا۔

"کال کر لینا، بلکے میں خود کر لوں گی۔۔۔۔اب جاو، ورنہ تمہارا دل یہیں میرے پاس رہ جائے گا، آئی مس یو"

اس بار اسکی جبین پر اپنے ہونٹوں کی مہر لگاتی وہ اسے پر سکون سا چھوڑے لمحہ لگاتی گاڑی سے نکل گئی اور لئیق نے بے اختیار اپنے خالی ہاتھ کو دیکھا تو دل بوجھل سا ہوا، وہ تب تک وہیں رہا جب تک لعلین اسکی نظروں سے اوجھل نہ ہو گئی اور اسکے بعد وہ بھی دستگیر سے رابطہ بحال کرتا ہوا گاڑی واپس جندل محل سے نکالے روانہ ہو گیا۔

جب تک شیری، گودام پہنچا، ڈاکٹر آچکا تھا، اس نے ابتدائی طبعی امداد دے کر ہارون کی جان تو جانے سے بچالی مگر اسکے خون کا ایک سیمپل، فوری ٹیسٹ کروانے کے لیے بھجنے کی تاکید کی اور وہ دستگیر نے اپنے آدمی کے ذریعے ڈاکٹر سونم تک پہنچائی۔

جبکہ دستگیر کو یہاں سے ہارون کو لے جانے کے آرڈرز تھے۔

اپنی ٹانگ مت اڑاو شہریار جدون، تم وہ کرو جو تمہارا کام ہے سمجھے "

"۔۔ہارون پرکاش کو بھائی کے پاس پہنچاو فورا

شیری کی مزاحمت پر دستگیر اس پر نا صرف بگھڑا بلکہ اپنے آدمیوں کو حکم دیا جو اسکی تاکید پر فورا، اس نیم جان بیہوش ہارون پرکاش کو وہاں سے لے کر نکل گئے۔

اور شیری کے لوگ پیچھا کر سکتے تھے سو دستگیر خود وہیں رکا تب تک جب تک رایان نے اسے ہارون کے ڈیپارٹمنٹ پہنچ جانے کی خبر نہ دے دی۔

واقعی اگر ہارون مر جاتا تو شہریار اس نقصان کی تلافی پھر اپنی جان دے کر بھی نہیں کر سکتا تھا سو اس نے خاموشی سے یہ معاملہ لئیق کے سپرد کر دیا مگر اسے ہارون کی رپورٹس بتانے کی تاکید ضرور کی۔

.._____..

ہارون فی الحال ہوش میں نہیں تھا، اسے صوفے پر آرام دہ انداز میں سر تلے کشن رکھے لٹایا گیا تھا جبکہ لئیق کے دو لوگ مسلسل اس بند آفس روم کے باہر پہرے پر موجود تھے جبکہ لئیق کے مین آفس میں لئیق، دستگیر اور سحر بیٹھے اس وقت سونم صاحب کی رپورٹ کے منتظر تھے اور اسی بیچ لئیق نے اس سے زائشہ والا تمام معاملہ ڈسکس کیا۔

اسکا مطلب ہے اس عورت کو سچ پتا چل گیا ہے، آپ بے فکر رہیں بھائی۔"
میں محتاط رہوں گا۔ مجھے اجازت دیں کیونکہ آپکی غیر موجودگی میں میرا
"جندل محل میں ہونا اشد ضروری ہے
دستگیر نے ہارون کو یہاں تک پہنچا کر اپنا فرض پورا کر دیا تھا اور لئیق نے
اسے سب بتا کر محتاط بھی کر دیا تھا سو لئیق کی اجازت ملتے ہی وہ وہاں سے
نکل گیا۔
جبکہ لئیق کی نظر اس وقت لیپ ٹاپ پر تھی جہاں رایان نے کچھ خفیہ
جگہوں سے ملتی فائلز کو ای میل کی طرح ترتیب دیے اسے ارسال کیا تھا،
سحر ان تمام فائلیں کو ڈی کوڈ کرتی ہوئی اسکے ساتھ ہی کرسی پر بیٹھی تھی۔
یہ بھی انفارمیشن ہی تھی مگر ہارون نے اس سب کو اپنے مختلف ٹھکانوں پر
اس قدر بکھیر کر چھپا رکھا تھا کہ یہ معاملہ ہر لمحہ ذہنی اذیت بن رہا تھا۔
لئیق سر یہ دیکھیں، یہ کسی چیز کا کوڈ لگ رہا ہے۔۔۔ رایان کو یہ ہارون کے"
"گھر کے تہہ خانے کی دیوار پر لکھا ہوا ملا ہے، یہ نمبر ہماری مدد کر سکتا ہے

سحر نے لیپ ٹاپ سکرین پر ایک کوڈ فائیل اوپن کی جس پر کچھ انگریزی اور گنتی کے حروف ترتیب دیے گئے تھے، وہ گیارہ نمبر کا ڈیجٹ ضرور کسی اہم چیز کا کوڈ تھا ورنہ ہارون اسے اس خفیہ تہہ خانے کی دیوار پر نہ لکھتا۔

"نہ تو یہ کوئی لاکر کوڈ لگ رہا ہے نہ ہی کوئی نمبر پلیٹ۔۔۔۔۔ویٹ"

خود ہی اپنے جملے کو اس نے کچھ ذہن میں ہوتے جھماکے پر ادھورا چھوڑا، لئیق کے دماغ میں اس وقت صرف ایک چیز آئی تھی اور وہ اس بند فیکٹری کے کچھ ناکارہ ٹرک تھے جن کی نمبر پلیٹس کچھ ایسی ہی عجیب تھیں۔

تم لوگ اس بند فیکٹری میں موجود ٹرکس کی فوٹیج بنا کر لائے تھے، "

"دیکھاو مجھے؟

لئیق کے پوچھنے پر سحر فورا اسے اٹھ کر آفس سے نکلی اور اپنا فون اٹھا کر واپس آئی اور وہ بند فیکٹری کی فوٹیج آن کر کے لئیق کو دیکھائی۔

اور لئیق کا شک ٹھیک نکلا تھا، یہ کوڈ انہی چار ٹرکوں میں سے ایک ٹرک کی نمبر پلیٹ کا تھا۔

دونوں کے چہروں پر ایک ساتھ مسکراہٹ آئی۔

"اومائی گارڈ، مطلب وہ انفارمیشن اس ٹرک میں ہے۔۔۔ سر اس سے پہلے کہ انسپکٹر شہریار کے لوگ وہاں تک پہنچیں۔۔ ہمیں یہ ریٹ کرنا ہوگا۔۔۔ کیا خیال ہے آپکا؟"

سحر کی بات پر لئیق نے کچھ سوچتے ہی اپنی گن اٹھائی اور کان سے ائیر فون نسب کیے فوری رایان کو اپنے لوگوں کے سنگ فیکٹری پہنچنے کی تاکید کرتا اٹھا، کیونکہ اس وقت رات ہو چکی تھی اور یہی وقت اس سب کے لیے مناسب تھا۔

"ہمیں بہت احتیاط کرنی ہوگی کیونکہ ہارون کا ایک ساتھی ابھی بھی آزاد ہے، اس انفارمیشن کو وہاں سے ہٹانے یا تلف کرنے کے لیے وہ کچھ بھی کر سکتا ہے، سحر! جا کر اپنی ٹیم کو ریڈی کرو"

لئیق نے بروقت آرڈر کیے تو سحر فوری تابعداری میں آفس روم سے باہر نکلی جبکہ وہ خود بھی اپنی گن لیے، چہرے پر ماسک چڑھاتا اس سے پہلے

آفس روم سے نکلتا، مسٹر سونم کو آتا دیکھ کر وہ لمحہ بھر اجلت کے باوجود رکا۔

"رکو یار، اہم بات سنتے جاو"

سونم صاحب نے اسکو جلدی بھانپے رسان سے کہا تو لئیق کی بے چینی بڑھی۔

"جلدی بتائیں وقت نہیں ہے"

لئیق کے فوری معاملہ نمٹانے کی تاکید پر وہ بھی سنجیدہ ہوئے، ہارون کی بلڈ رپورٹس آچکی تھیں۔

پتا چل گیا ہے کہ ہارون کو ہونے والی الرجی کس وجہ سے ہوئی، اسکے بلڈ" میں ریڈ کلا نامی زہریلے جنگلی بچھو کا زہر ملا ہے، چونکہ یہ بچھو قوت مدافعت رکھتے لوگوں یعنی جوانوں کی بنسبت بوڑھوں اور بچوں کو فوری مار بھی سکتا ہے مگر ہارون کے کیس میں بھلے اسکی خوشقسمتی تھی کہ وہ مرا تو نہیں لیکن

اس ریڈ کلا یعنی سرخ پنجے والے بچھو کا ڈنگ اسکی ٹانگ کے اندر رہ گیا تھا،
"جس نے اسکی قوت مدافعت کو بھی کوئی اہمیت نہیں دی
ڈاکٹر سونم کی بتائی معلومات پر لئیق کو تشویش ہوئی کیونکہ جب تک ٹرک
تک وہ لوگ پہنچ نہ جاتے، ہارون کی زندگی بہت قیمتی تھی۔
"مطلب وہ اب بھی خطرے میں ہے؟"
لئیق کے استفسار پر انہوں نے سر کو افسوس زدہ اثبات میں ہلایا۔
صرف خطرہ نہیں لئیق، اس زہر کے اینٹی ٹوڈنے بھی اثر چھوڑ دیا ہے۔"
یعنی وہ جلد یا بدیر اس زہر کے دل تک پہنچتے ہی مر جائے گا، دوائیں صرف
زہر کا پھیلاو مدھم کر رہی ہیں، اللہ نے اس شخص کو خود ہی بہت دردناک
"سزا دے دی۔
لئیق کو اس وقت افسوس بھی تھا اور تکلیف بھی، جس زندگی پر ہم انسان مان
کرتے ہیں وہ پانی کے ایک بے یقین بلبلے سے زیادہ کچھ نہیں ہوتی۔

یہ ہوتی ہے اللہ کی لاٹھی جسکی کوئی آواز نہیں ہوتی مسٹر سونم، خیر آپ"
اسکا اینٹی ٹوڈ بنانے کی کوشش جاری رکھیں۔ جب تک ہم کامیاب نہیں
ہوتے اسکی چلتی سانسیں ہمارے لیے بہت ضروری ہیں، باقی ہم جسے
دردناک سزا کہہ رہے ہیں ہو سکتا ہے وہ اس بدبخت کے لیے کم سے کم سزا
ہو، جب تک بیٹوں کی مائیں زندہ ہوتی ہیں، وہ خود سراپا دعا بنی رہتی ہیں۔
"مجھے بھی اسکے معاملے میں کچھ ایسا ہی لگتا ہے۔ خیر ہمیں نکلنا ہے
اسکی بات میں چھپا درد خود سونم صاحب کی آنکھوں میں لمحہ بھر تکلیف سی
لے آیا، لئیق اجازت طلب ہوتا وہاں سے نکلا تو وہ بھی اپنا فرض نبھانے
واپس لیب کی طرف بڑھ گئے۔

جبکہ دوسری جانب اپنے کمرے میں جائے نماز بچھا کر دعا کو ہاتھ اٹھائے
ہوئے وہ ماں اپنے آنسو بے مول کرتی رہی تھی، سب سے پہلے تو آج بھی
عینی کی دعاوں میں لعلین اور صارم تھا، کیونکہ ان دو کا درجہ اول تھا، پھر

سیلی اور شیری بھی دعاوں میں واپس آچکا تھا، آج توانکی دعاوں میں اک نئے وجود نے شرکت کی تھی، آمنہ نے۔

اور پھر اس ماں کی دعا اس کے لیے تھی جس نے اس ماں کو خون کے آنسو رلایا تھا۔

"م۔۔میں نہیں جانتی تم کہاں ہو ہارون لیکن میرا دل کہتا ہے تڑپ رہے ہو، موت سے بدتر تڑپ۔۔۔۔کہتے ہیں جب تک ماں نہ بخش دے، وہ رب بھی نہیں بخشتا۔میں تمہیں کیسے معاف کروں کہ تم نے میرے دل پر بڑا ظالم قہر ڈھایا ہے۔۔۔۔لیکن پھر بھی اگر یہ زندگی تمہارے لیے موت سے بدتر ہے تو اللہ تمہیں ا۔۔اس سے نجات دے، ت۔۔تمہاری ماں اب تمہارے لیے فقط یہی کر سکتی ہے، ایک ب۔۔بار اگر تم مجھ سے کہتے کہ ماں مجھے معاف کر دیں۔۔۔۔۔۔۔مر جاتی لیکن معاف ضرور کر دیتی لیکن تم ن۔۔نے تو میرے دل کو ٹکڑے کر دیا"

آنسوؤں کے سنگ شدت کی گریہ وزاری نے انکا پورا وجود لرزا دیا تھا، اور لئیق کی بات ٹھیک نکلی تھی، وہ جو موت کی سختی اور تکلیف سے بیگانہ ہو کر خود سے فرموش پڑا تھا، اسے دنیا کی یہ آخری عیاشی اس ٹوٹے دل والی ماں کی اللہ سے سفارش پر ملی تھی۔

اور خود پر کاش صاحب جب جب عینی کو راتوں میں آٹھ اٹھ کر اس بے فیض کے لیے تڑپتا دیکھتے تو انکی روح کانپنے لگتی۔

وہ عینی کو جتنا بھی سنبھال لیتے، اس غم زدہ عورت کو، اذیت سے دوچار ماں کو، جتنا بھی دلاسا دے لیتے، وہ کہاں قادر تھیں کہ اپنے پھٹے دل کو سی لیتیں، دنیا لاکھ چھپا لے، ماں کو کب بتانا پڑتا ہے کہ اسکی اولاد تکلیف میں ہے، وہ تو مر بھی جائیں تب بھی اولاد کی ایک آہ پر اس دوسرے جہاں بھی تڑپ اٹھتی ہیں۔

وہ بہت صابر اور شاکر تھیں لیکن آج ان کے دل پر قیامت اتری ہوئی تھی، کلیجہ پھٹ رہا تھا، آنکھیں خود بخود اس بے فیض کے لیے بھیگ رہی تھیں،

لیکن اللہ تو بڑا مہربان ہے، وہ ایک ماں کی کب ٹال سکتا ہے کیونکہ وہ تو ماں سے بھی ستر گنا زیادہ زیادہ پیار کرنے والا ہے۔

کیسے ممکن تھا کہ وہ اس ماں کی اذیت کو ختم کرنے کا کوئی نام البدل نہ عطا کرتا، شاید وہ نعم البدل جلد عینی تک پہنچنے والا تھا، انکے پھٹے دل کو سینے وہ آرہا تھا، بہت جلد۔۔۔۔۔۔

.._____..

شہریار کو اس معاملے سے نکلنا ہی تھا، کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اس سے غلطی ہوئی ہے، اگر ہارون مر جاتا تو نا قابل تلافی نقصان ہو جاتا۔

سواس نے مزید لئیق کے اس مشن میں کوئی مداخلت نہ کرنے کا فیصلہ لیے اپنے لوگوں کو لئیق کی مدد کے لیے ہر دم تیار رہنے کی تاکید کی اور واپس گھر چلا گیا۔

فیکٹری میں کچھ بھی ہونا ممکن تھا مگر یہ مشن لئیق کو ہر صورت خود ہینڈل کرنا تھا، اگر اسکے افسران کو ایک بار پھر شہریار جدون کی مداخلت کی خبر ملتی تو لئیق کے ساتھ ساتھ اسکی جان بھی مشکل میں پھنس سکتی تھی تبھی لئیق نے شیری کو اس معاملے سے سختی دیکھا کر نکال دیا تھا۔

مزید وہ کوئی مشکل نہیں چاہتا تھا، یہ کیس ویسے ہی اسکا بہت سر درد بن چکا تھا۔

شہریار واپس آیا تو بابا اور مما اسکے لاونج میں ہی بیٹھے منتظر تھے، وہ شیری کا ڈنر پر ویٹ کر رہے تھے۔

"تم بنا کچھ بتائے وہاں سے چلے کیوں گئے تھے؟"

اسکے پاس آکر بیٹھنے پر گل لالہ نے سختی اختیار کیے استفسار کیا تو شیری نے یوں سانس کھینچی جیسے نجانے کتنا تھک گیا ہو۔

جبکہ افراہیم جدون صرف خاموشی کے سنگ شہریار کو جانچنے میں محو تھے۔

"اہم کام تھا تھانے میں"

لیا دیا بیزار انداز، گل لالہ اس میسج کی وجہ سے کل رات سو نہیں پائی تھیں، وہ شیری اور افراہیم دونوں سے یہ ڈسکس کرنا چاہتی تھیں مگر ابھی وہ خاموش تھیں تاکہ پہلے مانی بنا کسی ہنگامے کے رخصت ہو کر یہاں آجائے پھر وہ تفصیل سے ان باپ بیٹے کی کلاس لینے کا تہیہ کیے بیٹھی تھیں۔

تمہارے نکاح سے اہم کچھ نہیں تھا، اور میری بات کان کھول کر اپنے" دماغ میں ڈال لو شیری۔ وہ جسے ہم لا رہے ہیں اسے اپنے دل کا ٹکڑا بنا کر لائیں گے، اگر تم نے اسے زرا سی بھی تکلیف دی تو تمہاری یہ ماں اسی دن جا کر ہوسپٹل میں ایڈمٹ ہو جائے گی پھر روتے رہنا۔ اس سے بات کرنا تو دور تم نے ایک نظر بھی نہیں ڈالی، اتنی پیاری پری لگ رہی تھی، یہ دن

ایک لڑکی کے لیے اپنی زندگی کا سب سے خاص دن ہوتا ہے جو تم نے مانی کا عام سا بے کار دن بنا دیا، جا کر فریش ہو اور اسے کال کرو۔ تب تک ڈنر لگاتی ہوں"

اول تو وہ پہلی بار ممی کا یہ دبنگ روپ دیکھ کر حیران تھا اور یہ حیرانگی افراہیم صاحب کو بھی ویسی تھی کیونکہ اپنی کیوٹ سی لاڈلی زوجہ کو وہ بھی شاید پہلی بار اتنا تھا دیکھ رہے تھے، شہریار انکے حکم سن کر تلملا بھی نہ سکا کیونکہ ظالم کہیں کی جو اپنی طبعیت کے بگھاڑ کی دھمکی دے کر گئی تھیں وہ شہریار جدون کی کمزوری تھی۔

دونوں باپ بیٹا ہونق سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

"ممی کو کیا ہوا ہے؟ اس لڑکی کے لیے مجھے ڈانٹ گئی ہیں۔۔ بابا! کیا چکر ہے؟ ممی کو بھنک تو نہیں پڑ گئی ہمارے کھیل کی"

شہریار، زرا متفکر سا اٹھ کر کسی سوچ میں ڈوبے بابا کے پاس آ کر بیٹھتے بولا تو اسکی یہ بات بھی گل لالہ سن چکی تھیں اور انکا دل یہی کیا جا کر شیری کے

کان کے نیچے ایک لگادیں مگر وہ جانتی تھیں گھی کیسے ٹیڑی انگلی کر کے نکالنا ہے سو خفگی سے وہ وہاں سے واک آوٹ کر گئیں۔

"لگ تو ایسا ہی رہا ہے برخوردار، زرا احتیاط برتو یہی تجویز ہے۔ جاو فریش ہو کر کال کرلو، ورنہ تمہاری ممی آج جلال موڈ میں ہے سو تمہارے ساتھ میری بھی پھینٹی لگادے گی"

افراہیم صاحب کا ڈر دیکھ کر وہ تمام خفگی اور بیزاری کے مسکرایا تو جیسے افراہیم جدون نے اسکی اتنے دن بعد چہرے پر پھیلی مسکراہٹ دیکھ کر محبت سے اسکی گال سہلائی، وہ واقعی اپنے بچے کی مسکراہٹ کو دیکھنے کے ترس گئے تھے۔

"تم مسکرائے، اللہ کا شکر ہے"

وہ بابا کی بات پر فوری مسکراہٹ کو اپنے وجیہہ چہرے سے نوچ گیا۔

"آپ ممی سے ڈرتے ہیں؟ اتنی کیوٹ اور سوئیٹ وائف ہے آپکی تب بھی۔۔۔۔ لیکن یہ خوبصورت لگا، محبت ساتھ ہو تو برا وقت بھی اچھے سے

گزر جاتا ہے جیسے آپکا اور ممی کا ساتھ۔ لیکن من چاہا شخص کھو دینا، انسان کو ان راستوں سے تا عمر کے لیے بدزن کر دیتا ہے، رہی بات مسکرانے کی

"۔۔۔اب شہریار جدون صرف خود پر ہنس سکتا ہے

وہ خود سے ناراض تھا تو اسکی بے حسی نے افراہیم جدون کو بھی ویران سا کیا۔

"کیا پتا وہ من چاہا ہو ہی نہ، کیا پتا محبت پھر سے اصل چہرے کے ساتھ کسی دن تمہارے روبرو آ جائے۔اس بچی کا نازک سا دل ہے، پگلی کہیں کی، اسکی شفاف گہری درد میں لپٹی گرے آنکھیں دیکھنا، تمہارا دل چاہے گا انکی تکلیف مٹانے کو۔۔۔۔ کبھی اپنے سوا بھی کسی کا درد بانٹنے کا سوچنا۔۔۔۔

"محبت اور محبت کے گماں میں فرق سمجھ جاو گے

بابا کی یہ ساری باتیں ایک بار پھر اسکے ذہن میں اذیت رواں کر گئیں، وہ بھی اس سے لعلین جیسی باتیں کر رہے تھے، محبت اور محبت کے گماں کے بیچ حائل خلاء میں وہ ننگے پیر، ہانپتا ہوا، گھپ اندھیرے میں اندھا دھند

بھاگ رہا تھا، سانس پھول رہا تھا لیکن ضد، پہاڑ کی طرح اپنے مرکز پر جمی ہوئی تھی۔

وہ کچھ نہ بولا بس سر جھٹک کر بنا بابا کو دیکھے، اپنے کمرے کی سمت بڑھ گیا، اسکی چال میں بھی تھکن تھی جو افراہیم کا دل بھاری کر گئی۔

..._____...

....★☆☆☆☆☆★....

رونا کے پکڑے جانے پر ہارون کا دوسرا اہم ساتھی اپنے ادھورے مشن کو مکمل کرنے کے لیے پورے سفاکانہ ارادوں کے سنگ ایکٹیو ہو چکا تھا، ہارون نے اسے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ اگر وہ اور فارا کسی صورت پکڑے

جاتے ہیں تو وہ ٹرک سے وہ انفارمیشن نکال کر ملائشیا بھیجنے کا بندوبست کروا دے اور اسکا دوسرا ساتھی اپنے اس کام کو پورا کرنے کے لیے بھی آج کی رات ہی متحرک ہوا تھا۔

چونکہ اسکے وہم و گمان میں نہ تھا کہ اس انفارمیشن کا سراغ کسی صورت بلیک ڈائمنڈ تک پہنچ سکتا ہے سو وہ اس بند فیکٹری میں اپنے سولہ عدد آدمیوں کے ساتھ آہستہ آہستہ کام کرنے میں مصروف تھا جیسے اسے بہت سی فرصت نصیب ہو اور کسی خطرے کا کوئی امکان نہیں ہو۔

یہ بند، بوسیدہ فیکٹری شہر کی رہائشی آبادی سے دور دراز موجود تھی سو اس وقت رات میں یہ پورا سنسان پڑا ایریا اسکے بقول سیو تھا۔

ٹرک کے کسی ایک ٹائیر کے بیچ میں وہ اہم فائیل ہارون نے دفن کر رکھی تھی جس میں ملکی حساس انفارمیشن کا پورا ڈیٹا تھا ساتھ میں ایک پن ڈرائیور فلیش بھی تھی جس میں بہت خفیہ اور اہم وڈیوز موجود تھیں جسے ہارون نے اس فائیل کے اندر ہی اٹیچ کر رکھا تھا۔

دوٹارئیر زنومی کے لوگ چھان چکے تھے، ٹرک کو بھی الٹا کر زمین پر لٹایا گیا تھا کیونکہ ہارون کی یہ بھی تاکید تھی کہ یہاں سے اپنا کام مکمل کرتے ہی وہ اس فیکٹری کو آگ لگادے، یا بمب سے اڑادے سو پہلے ہی وہ لوگ ایک آٹو ایکٹیو بمب فیکٹری میں نسب کر چکے تھے جسکا ٹائمر، ٹریگر کے دبانے کے بعد صرف دو منٹ کے مختصر وقت پر محیط تھا اور انہی دو منٹس میں ان لوگوں نے وہ انفارمیشن لے کر فیکٹری سے نکلنا تھا۔

جبکہ اندر یہ سب صورت حال ہو سکتی ہے اسکا لئیق کو پہلے ہی اندازہ تھا، رایان کے ہمراہ چھ عدد لوگ تھے جبکہ سحر، لئیق کے ساتھ اسکی ہمراہی میں تین ٹیم ممبرز کے ساتھ مسلسل احتیاط کے سنگ بڑھ رہی تھی۔

سب کا ائیر فونز کے ذریعے ایک دوسرے سے رابطہ تھا۔

"اندر کچھ بھی ہو سکتا ہے رایان، ممکن ہے وہ لوگ پہلے سے اندر موجود ہوں اور وہ انفارمیشن ختم کرنے کے لیے ایک بار پھر ٹریگر بمب کا استعمال کریں سو ہر قدم احتیاط سے رکھنا"

رایان جو فیکٹری کے داخلی گیٹ کی سمت اپنے لوگوں کے ہمراہ آگے بڑھ رہا تھا، ائیر فون میں ابھرتی لئیق کی متفکر تاکید میں لپٹی آواز پر مزید چوکس اور محتاط ہوا، اپنی چوکنا نظروں سے اس نے نیم روشنی میں ڈوبے اس سارے سنسان ایریا پر اپنی گہری آنکھیں گمائیں۔

"سر لگتا ہے اندر وہ لوگ موجود ہیں، یہاں بیرونی بڑے گیڈ پر ہم نے جو لاک لگایا تھا وہ یہاں زمین پر ٹوٹا ہوا پڑا ہے، آپ دوسری طرف جائیں۔۔۔ یہاں سے اندر جانا ناممکن ہے کیونکہ یہ گیڈ اندر سے لاک ہے

رایان کے کچھ دیر وہاں آگے پیچھے جانچ پڑتال کرنے کے بعد آتے جواب پر لئیق وہیں سے فیکٹری کے ایگزٹ دروازے کی سمت بڑھ چکا تھا، وہ لوگ محتاط نظریں چاروں سو گماتے فیکٹری کو چاروں جانب سے گھیرے میں لے چکے تھے جبکہ اس دروازے سے صرف سحر اور لئیق اندر بڑھے۔

دونوں نے اپنی اپنی گن سامنے تانی تھی، لئیق نے اسے اپنے پیچھے رہنے کا اشارہ کیا، وہاں کھڑے دو غنڈے جب باہر ہوتی آہٹ پر پھنکارتے ہوئے

اپنی گنز ہاتھوں میں دباتے بپھری موجیں بنے باہر نکلے تو ایک کی گردن لئیق جبکہ دوسرے کی سحر نے پکڑ کر لمحہ لگائے طیش سے آٹے متنفر تیوروں کے سنگ بے دردی سے مڑوری، دونوں چند سکینڈ میں بے جان ہوتے زمین پر لڑھک گئے، دونوں کو گھسیٹ کر راستے سے ایک طرف کرتے سحر نے لئیق کو روکا کیونکہ وہ ابھی بھی گردن میں اٹھتے درد سے ٹھیک محسوس نہیں کر رہا تھا مگر اس لڑھک جاتے آدمی کو اس نے فوری راستے سے ہٹائے اپنا ہاتھ بے اختیار گردن کے زخم سے جوڑا تو سحر کی بھی لمحہ بھر پریشانی بڑھی، ٹارگٹ سے نظر ہٹائے وہ لئیق کی طرف بڑھی

"سر آپ ٹھیک ہیں؟"

سحر نے فکر مندی سے لئیق کی طرف دیکھتے پوچھا جو اسے ٹھیک ہونے کا اشارہ دیے خود فیکٹری کے اندر پہلے داخل ہوا، رایان بھی اپنے کچھ لوگ داخلی طرف روکے خود بھی انکے پیچھے آ چکا تھا۔

جیسے جیسے وہ اندر بڑھے، عجیب بدبودار دھواں سا انکو محسوس ہوا مگر ماسک پہنے ہونے کی وجہ سے دھوئیں کو چیرتے ہوئے وہ آگے بڑھتے گئے۔

اور وہیں سے لئیق اور سحر کو اندر لگ بھگ بیس کے قریب لوگ، ٹرک کی جانچ کرتے نظر آئے، ایک دائیں طرف بڑے سے چیمبر میں ٹرک کا ضائع شدہ حصہ پگھلایا جارہا تھا، اور اسی مواد کو آگ پکڑنے والے مرکب کے طور پر استعمال کیا جانا تھا کیونکہ بمب پھٹنے کے بعد یہ پوری جگہ انہی بارودی مواد سے تلف ہونی تھی، مٹی کے تیل کے ٹینکر بھی لاتعداد تھے جس پر خطرے کے سائن کا نشان بڑے سے پوسٹر کی صورت چپکا تھا، یعنی وہ لوگ کام کے بعد ہر صورت یہ جگہ اڑانے کا منصوبہ بنائے ہوئے تھے۔

"آپکا شک ٹھیک تھا سر، انفارمیشن اسی ٹرک میں ہے۔ ان لوگوں کی ان تھک تلاش سے لگ رہا ہے کہ انفارمیشن ابھی تک انکے ہاتھ بھی نہیں لگی"

سحر نے ان سب پر نظر جمائے بھاگنے کی وجہ سے پھول جاتے سانسوں پر قابو پائے اپنی رائے دی تو لئیق نے سر کو اثبات میں ہلائے اپنی عقابی نظر

دیوار کی اوٹ میں کھڑے ہو کر ہر سمت ڈالی، اور آخر کار اسے اس داخلی بند دروازے کے ساتھ اٹیچ ہوا وہ ٹریگر بمب نظر آیا، لئیق کی آنکھوں میں خفیف سی پریشانی امڈی، کیونکہ اس کے پھٹنے سے یہ پوری جگہ چند لمحوں میں تباہ ہو سکتی تھی۔

"بالکل سحر، نہ صرف انفارمیشن یہاں ہے بلکہ ان لوگوں کا پلین بھی سمجھ آگیا ہے۔ یقیناً یہ لوگ ہارون کا ادھورا کام کرنے کے بعد اس فیکٹری کو اڑانے کا منصوبہ بنا چکے ہیں۔ وہ دیکھو ٹریگر بمب۔۔۔

رایان۔۔۔ اپنے لوگوں کو داخلی دروازے سے دور ہونے کا کہو، کیونکہ ہم مزید اپنا کوئی نقصان نہیں ہونے دے سکتے"

اول جملے وہ متفکر سی سحر جبکہ اختتام تک وہ ائیر فون سے کنکٹ رایان کو بھی آرڈر دے رہا تھا، سحر کچھ تشویش میں تھی کیونکہ یہ بہت زیادہ لوگ تھے، اور ٹریگر کس کے پاس تھا یہ ان کو پتا نہیں تھا۔

سر! یہاں گیراج میں دو گاڑیاں بھی موجود ہیں۔ شاید یہ ہارون کے اس"
دوسرے ساتھی اور اسکے آدمیوں کی ہیں۔ وہ لوگ یہیں سے بھاگیں گے۔

"کیا یہاں اپنے دو آدمی چھوڑ دوں؟

رایان اس وقت بہت بڑے فیکٹری سے ملحقہ گیراج میں کھڑا تھا جہاں دو
مشکوک آدمی اس نے بھی پھڑکا دیے تھے جو مردہ سے وہیں گیراج کے
فرش پر پڑے اپنی عبرت کی داستان سنا رہے تھے۔

انھیں بھاگنے ہی نہیں دینا بچے، اچھا ایک کام کرو۔۔۔ان گاڑیوں کو یہاں"
"سے نکلوا دو۔۔۔اور یہاں پہنچو اپنے لوگوں کے ساتھ

لئیق کی تاکید کے مطابق اگلے بیس منٹس میں رایان اپنا ٹاسک پورا کیے اپنی
ٹیم کے سنگ پچھلے دروازے تک پہنچ چکا تھا جہاں لئیق، سحر اور باقی ٹیم
ممبرز موجود تھے۔

وہ سب اب بھی منتظر تھے کیونکہ لئیق نے فی الحال اٹیک کے آرڈرز نہیں دیے تھے، وہ محتاط انداز اپنائے ہوئے صرف سب پر نظریں جمائے معاملہ آبزرو کر رہا تھا۔

اگلا آدھا گھنٹہ وہ خاموشی سے اندر چلتی کاروائی دیکھتے رہے اور اس بے جا انتظار پر رایان ہی کی زبان پر سب سے پہلے کھجلی ہوئی۔

"سر ہم کس کا ویٹ کر رہے ہیں، ہمیں اٹیک کر دینا چاہیے۔۔ میرے ہاتھوں میں شدید کھجلی ہو رہی ہے"

رایان کے جوشیلے انداز اور احترام تک منہ بسورنے پر وہ دونوں ہی اسکی جلد بازی پر خندہ پیشانی سے اسے خفیف سا گھورے۔

"صبر رکھو جوشیلے جوان! پہلے ہمیں تحمل سے اس انفارمیشن کو آنکھوں میں لینا ہے۔ کیا چاہتے ہو جو اندر وہ محنت کر رہے ہیں، ہم کریں۔۔۔ کرنے دو بچاروں کو محنت، پھر انکو انکی محنت کا شاندار معاوضہ ہم ویسے بھی دے دیں گے"

لئیق کی دور اندیشی اور چالاکی پر رایان نہ صرف مسکرایا بلکہ فدا ہی ہو گیا۔

ماننا پڑے گا ویسے، آپکا دماغ آئیں سٹائین سے بھی دو ہاتھ آگے کا ہے سر،"

"مطلب وہ جو پاگل اندر کر رہے، وہ ہمارے لیے۔۔۔ہاہا

رایان کے سرگوشی میں چونچال پن سے قہقہہ لگائے پر سحر اور لئیق دونوں اسے منصوعی اچٹتی نظروں سے لتاڑا، رایان صاحب، سونم صاحب کی کمی بہت اچھے سے پوری کر رہے تھے۔

ویسے سحر کی ہمت کو سلام ہے جو تمہیں جھیلتی ہے۔ مشن پورا ہوتے"

"ہوتے سونم صاحب کا اثر تم پر ہو گیا ہے

لئیق کے مسکراہٹ دبا کر اسکے کلاس لینے پر سحر نے جس طرح کان کو ہاتھ لگائے جھیلنے والی بات پر شرارتی پر اترے توبہ کی، لئیق اپنی مسکراہٹ نہ ضبط کر سکا جبکہ رایان نے اسے جن معنی خیز نظروں سے اپنی وائفی کو گھورا وہ سحر کی آنکھوں میں مسکراہٹ سمو گیا۔

خیر مشن تھا تو یہ نظروں کی وار فتگیاں کچھ کام اور کچھ لیڈر کی موجودگی کے باعث بے لگام ہونے سے بچ گئیں، اگلے مزید بیس منٹس کے بعد اندر وہ لوگ یکدم بے دم ہو کر ہنسنے لگے، تو گویا انفارمیشن فائل انکو کئی گھنٹوں کی ان تھک محنت کے بعد مل گئی اور ان بیوقوفوں کو ہنستا دیکھ کر رایان، لئیق اور سحر تینوں کی آنکھیں ایک ساتھ چمکیں، اپنے اپنے چہروں پر تینوں نے واپس ماسک چڑھایا تو باقی ٹیم ممبرز بھی اپنی اپنی پوزیشن سنبھال کر اپنی سنائپر گنز کو ٹارگٹ پر ایکٹیو کر چکے تھے۔

لئیق کی نظر اس آدمی پر تھی جسکے ہاتھ میں وہ فائیل تھی، جبکہ اسی کے دوسرے ہاتھ میں ٹریگر تھا۔

"تم ان سب کو ہینڈل کرو، اس مین آدمی کو سزا میں خود دوں گا"

لئیق کے اشارے پر وہ سب یکے بعد دیگرے اندر فائرنگ کرتے بڑھے اور دیکھتے ہی دیکھتے فیکٹری پوری گولیوں کی دو طرفہ یلغار سے ٹھرا اٹھی اور

ان سب کی پھٹی آنکھیں اور فق ہوتے چہرے، اس ان ایکسپیکٹڈ حملے کی ترجمانی کر کے بلیک ڈائمنڈ سمیت اسکی پوری ٹیم کو دلی راحت بخش گئے۔

وہ سب بھی اپنی اپنی ہونق صورتیں درست کیے، اپنے بچاو کے لیے حواس یکجا کیے اپنی پوزیشن سنبھالے فائر کرنے لگ گئے جبکہ نومی نے اپنے لوگوں کی مدد کے ذریعے ہر صورت اس فیکٹری سے نکلنا تھا۔

سحر، رایان اور باقی ٹیم ممبرز ان سب منحوسوں پر ٹوٹ پڑے تھے اور اپنے لوگوں کی ڈھال کے بیچ بچاتا وہ رونا کا دائیاں بازو جیسے ہی وہ فائیل اپنے ہاتھ میں دبوچے فیکٹری سے باہر بھاگنے لگا، آگے سے نمودار ہوتے بلیک ڈائمنڈ کو دیکھ کر اسکے ہاتھ میں پکڑی گن اور فائل تک لرز کر رہ گئی لیکن لئیق کو تشویش تب ہوئی جب اس نے اس کے ہاتھ سے ٹریگر غائب دیکھا، بلیک ڈائمنڈ کے ماسک پر بنا ڈائمنڈ ہی اسکی پہچان تھی اور اپنے سامنے اس شخص کو دیکھ کر اس آدمی کی خفیف سی ٹانگیں بھی کانپ گئیں۔

"کہاں جا رہے ہو، بلیک ڈائمنڈ سے ملو گے نہیں"

اس سے پہلے کہ وہ آدمی، بلیک ڈائمنڈ کے خوف سے اپنے جسم پر اترتی کپکپاہٹ قابو کیے اپنی گن لئیق پر تان کر چلاتا، لئیق نے لپک کر اس کی گردن دبوچے اسکا چہرہ فیکٹری کے لوہے کے دروازے پر دے مارا، خون کا فوارہ سا اس بدبخت کے ناک اور منہ سے اس سن کر دیتے حملے پر پھوٹا مگر لئیق کو اس پر ذرا ترس نہ آیا۔

گن اور فائیل دونوں اسکے ہاتھ سے چھوٹ گری جسے فوراہی دوڑ کر باہر آتی سحر نے اپنے قبضے میں لیا جبکہ بلیک ڈائمنڈ نے اس لہولہان چہرے والے کو یہی سزا دینے پر اکتفاء نہ کیا بلکے اسکے منہ پر زوردار پنچ مارے اسے زمین پر پھینکا۔

"ٹریگر کہاں ہے؟"

لئیق نے اسکے لہولہان چہرے پر اپنی کاٹ دار نگاہیں ڈالے اس پر جھک کر اسکے گریبان کو دبوچے پوچھا تو وہ یکدم بے ڈھنگا ہنسا۔

مروگے تم سب، سب مروگے۔۔۔ہاہا۔۔۔میں وہ ہوں گا"

جو۔۔۔ب۔۔بلیک ڈائمنڈ کو مارنے کا کک کارنامہ کر جاوں گا۔۔۔۔۔

"تنظیم میرا۔۔نام سنہرے ح۔۔۔ حروف میں لکھے گی

وہ خبیث اسکو منصوعی جیت کے خمار میں کچھ بتانے کے موڈ میں نہیں تھا سو لئیق نے اس سے منہ ماری کرنے کے بجائے اپنی گن کی دو گولی سیدھا اسکے سینے پے دے ماریں اور اس کا قصہ وہیں ختم کیا۔

سحر وہ فائیل دبوچے ہی لئیق کے ساتھ اندر بڑھی جس نے رایان کو سب سے پہلے ٹریگر ڈھونڈنے کی تاکید کی کیونکہ خطرہ ابھی بھی موجود تھا۔

فیکٹری میں موجود لگ بھگ تمام لوگوں کو پھڑکا دیا گیا تھا مگر ٹریگر اب بھی غائب تھا سو لئیق نے سبکو باہر نکلنے کے آرڈرز دیے۔

خود وہ ابھی بھی اندر تھا۔زمین پر پڑے ان آدمیوں کو الٹ پلٹ رہا تھا مگر ٹریگر کو نجانے زمین نگلی تھی یا آسمان کھا گیا اور پھر باہر جاتے ہوئے لئیق کو اپنے پیچھے کسی کا خباثت بھرا قہقہ سنائی دیا اور لئیق کے مڑنے سے پہلے ہی

اس زخمی آدمی نے ٹریگر دبانا چاہا تو لئیق نے اسکے ہاتھ کا نشانہ بناتے اپنی گن چلائی مگر وہ گولی اس سے پہلے اس آدمی کو مارتی، ساتھ ہی ٹریگر بھی دب چکا تھا۔

چونکہ وہ ٹائمر ٹریگر تھا سو لیئق نے تیزی سے اپنے قدم باہر کی جانب بڑھائے مگر لئیق ابھی باہر نہ نکلا تھا کہ زوردار دھماکے سے فیکٹری کی چھت آڑی اور ایک لمحہ باہر اسکے منتظر کھڑے رایان اور سحر کے چہروں کا رنگ فق ہوا، جسم سے گویا لئیق کو باہر نہ آتے دیکھ کر جان سرکی۔

آگ اور دھوئیں کا فلک بوس مرغولہ آسمان کی تاریکی پر ہیبت ناک انداز سے پھیلا مگر ان سب کا رکا سانس تب بحال ہوا جب ان سب کی نظر مسکرا کر فیکٹری گیٹ سے نکلتے بلیک ڈائمنڈ پر گئی۔

سب کی لئیق کو زندہ دیکھ کر رکی سانس بحال ہوئی کیونکہ ایک لمحہ تو سبکو یہی لگا تھا جیسے انہوں نے اپنے آفیسر کو کھو دیا۔

جناب کے چہرے کو سیاہ دھویں نے سیاہ کر دیا تھا باقی وہ بلکل سلامت تھا۔

رایان اور سحر دور کر لئیق کی طرف گئے۔

"آپ نے تو ہماری ایک لمحہ جان نکال دی تھی سر"

رایان کی آواز ابھی بھی صدمے کے اثر میں تھی اور تبھی لئیق نے مسکرا کر اسکی گال تھپکی اور ایموشنل ہو جاتی سحر کو دیکھا جو بھیگی آنکھوں کے سنگ مسکرا کر انکی جیت کا مسکن یعنی وہ فائیل بلیک ڈائمنڈ کی طرف بڑھا رہی تھی۔

لئیق نے فوری ان سبکو یہاں سے پہلے نکلنے کی تاکید کی کیونکہ مزید وہ لوگ کوئی رسک نہیں لے سکتے تھے۔

ڈاکٹر سونم نے ان سب کا ڈیپارٹمنٹ بہت پرتپاک استقبال کیا اور جب زرا فریش اور تازہ دم ہونے کے بعد اس فائیل کی جانچ کی گئی تو ہارون پرکاش کی طرف سے جمع شدہ نا جانے کتنا اہم ڈیٹا سامنے آکر خود ان چاروں کو حیران کر گیا۔

لئیق کو آج سمجھ آئی تھی کہ آخر اس کیس کو لے کر سب اتنا بھیانک کیوں تھا اور یہ کیس بلیک ڈائمنڈ کو کیوں سونپا گیا۔ یہ تمام معلومات اگر کسی دشمن کے ہاتھ لگ جاتی تو ایسی تباہی آتی جسکا تصور کرنا بھی ناممکن تھا۔

کیس کامیابی کے سنگ پورا ہو چکا تھا اور اب لئیق کو اگلے آرڈر کا انتظار تھا۔

.._____..

فریش ہو کر وہ بلیک ٹی شرٹ اور وائیٹ ٹراوزر پہنے ٹاول سے گیلے بال رگڑتا روم میں انٹر ہوا تو بیڈ پر پڑے فون پر نظر پڑتے ہی اسکی آنکھوں کی جلن میں اضافہ ہوا، اس وقت اسکا دل کسی صورت مانی سے بعث کا نہیں تھا مگر ممی کا غصہ اور دھمکی اس قدر زور آور تھی کہ اسے مجبوراً ہی سہی پر مانی کو کال کرنی ہی تھی۔

گیلا ٹاول وہیں بیڈ پر رکھتا وہ فون اٹھا کر سرد تاثر کے سنگ مانی کا نمبر ملا کر فون کان سے لگائے خود ڈریسنگ کے سامنے کھڑا اپنے گیلے بالوں میں برش کرنے لگا۔

دوسری سمت وہ کچھ دیر پہلے ہی چینج کر کے فریش ہو کر سب کے ساتھ ڈنر کر کے روم میں آئی تھی، کل اس نے کچھ اسائمنٹس دینے یونی بھی جانا تھا سو بیڈ پر جا بجا اسکی بکس اور نوٹس بکھرے تھے۔

شہریار سے اسے کوئی امید نہیں تھی سو اس ظالم کے آج کے سرد رویے نے مانی کو کچھ خاص دکھ نہ دیا بلکہ وہ تو اس سے بھی بڑے رویے کی توقع میں تھی۔

نکاح ہونے کے بعد وہ خود کو کافی پر سکون محسوس کر رہی تھی، اسکے اندر برپا جنگ اس شخص کو اپنا بنانے ہی اپنا زور کھو چکی تھی۔

وہ نمرہ کے ساتھ رابطے میں تھی، نمرہ اپنی خالا کے گھر گئی تھی سو وہ آج نکاح پر نہیں آسکی تھی مگر کل مہندی اور پرسوں بارات پر اس نے پرامس کیا تھا کہ وہ مانی کے ساتھ رہے گی۔

وہ اپنے نوٹس ہی بنا رہی تھی جب فون پر شیری کی کال دیکھ کر مانی کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں، مگر پھر یہی سوچ کر کے وہ اسے جلی کٹی ہی سنائے گا، اسکی خوشی ماند پڑی، افسردہ چہرے کے سنگ ہی اس نے کال پک کی اور تکیے پر سر رکھے وہیں بکس کے بیچ لیٹ گئی۔

"آپ مجھے حیران کر رہے ہیں، بار بار خود ہی کال کر کے۔ دوبارہ سے کسی خوش فہمی میں مبتلا نہیں ہونا چاہتی"

فون لگتے ہی مانی کی خود اذیتی کی جھلک دیکھاتی آواز نے شہریار جدون کے ماتھے پر ناگواری سے اٹے بل ڈالے۔

"اگر تم نے ممی سے کچھ کہا ہے کیا؟ وہ تمہاری بڑی طرف دار ہو گئی ہیں۔ مجھے پتا چلا مانی کہ تم نے انکو کچھ بتانے کی کوشش کی ہے تو بہت برا ہو گا"

اسکی امید کے مطابق وہ اس پر کڑوے لہجے اور غصے سے برس کر اسے
افسردگی سے مسکرانے پر مجبور کر چکا تھا۔
ایزیوزول آپ نے میرا دل ہی جلانے کو کال کی ہے، اور میں اپنی یہ لڑائی"
اب خود لڑوں گی۔ مجھے کوئی ضرورت نہیں کسی کو اپنا طرف دار بنانے کی،
"میں اکیلی ہی آپکے لیے کافی ہوں
آج مانی کے لہجے میں مزید اعتماد اور کڑک تھی جس پر شہریار جدون بھی لمحہ
بھر ٹھٹکا۔
اسکے دل و دماغ کی وہشت تھی کہ ختم ہونے کا نام نہ لے رہی تھی اور اوپر
سے یہ لڑکی اسکی برداشت سے مسلسل کھیلتی جا رہی تھی۔
"اتنا اوور کانفیڈنس ہونا اچھا نہیں مس مانی"
وہ گویا اسکی بڑی بڑی باتوں پر طنز کرتا استہزایہ ہنسا جبکہ وہ اسکی بات درشتی
سے کاٹ بیٹھی۔
"مسیز شہریار جدون۔۔۔۔۔ سمجھے آپ"

مانی کے دوبدو سلگ اٹھنے پر شہریار نے اس لڑکی کا یہ نیا روپ دیکھ کر جبڑے بھینچے، اسکے نام کو اسکی اجازت کے بنا وہ کیسے اپنا بنا کر اترا سکتی تھی۔

زمین پر رہو سمجھی، سر پر چڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔اور جو کہا تھا" وہ اپنے دماغ میں بٹھا لینا۔ تمہیں اپنے دل کی ملکہ نہیں اپنی زندگی کا عذاب سمجھتا ہوں اور یہ بات تمہارے لیے ہر اس لمحہ یاد رکھنی ضروری ہے جب "تم میرے سامنے ہو گی

اس بار وہ بھی سفاکانہ طرز اختیار کیے رونکھے پن سے تلملایا اور وہ پھر سے اذیت سے دوچار مسکراہٹ دے گئی۔

مجھے صرف یہ یاد ہے کہ آپ میرے ہو چکے ہیں، اور میں آپکو یہ یاد دہانی" ہر لمحہ کرواوں گی۔ میں آپکی زندگی کا عذاب ہوں، مجھے پتا ہے۔ بار بار دہرا کر اپنے الفاظ کو بے وقعت مت کیجئے گا شیری۔ اور ویسے بھی مانی آپکو میرے ساتھ کی زیادتی پر سزا کی صورت ملی ہے، اور سزائیں کب آسانی "سے تسلیم کی جاتی ہیں

وہ صرف نکاح ہو جانے سے اتنی بے باک ہو جائے گی اسکا شہر یار جدون کو گماں بھی نہ تھا تبھی خفت اور حقارت کے غلبے سے اس شخص کا چہرہ سرخ ہوا۔

"اپنی حد میں رہو سمجھی"

وہ پست سا غرایا، جسم کا خون رگوں میں صحیح معنوں میں کھول اٹھا تھا۔

اب میری حدیں آپ مقرر نہیں کر سکتے، کچھ اور نہیں کہنا تو میں فون بند "کر سکتی ہوں؟

کھڑا جواب دیتی وہ آج خود بھی ظالم پن پر اتری متکبر سی ہوئی، اسے سیلی کی بات یاد تھی، اب وہ شیری کے آگے اپنی ذات کو مزید بے مول نہیں کر سکتی تھی۔

شہر یار جدون کو تو جیسے آگ لگ چکی تھی۔

"بھاڑ میں جاو"

سخت حقارت سے غراتا وہ جبڑے بھینچ کر فون پٹخ کر کمرے سے باہر نکلا

وہیں مانی کے چہرے پر کڑوی سی مسکراہٹ اتری۔

فون بند کر کے رکھتی وہ اس شخص کے ایک ایک لفظ سے ٹپکتی بے قراری محسوس کیے اداس ہوئی۔

میں جانتی ہوں شیری کہ اب آپکو کیسے اپنا بنا کر رکھنا ہے، ایسے حالات"

"نہیں آنے دوں گی جب میرے بھائی، آپ کو مجھ سے واپس چھین لیں

اسکے لہجے میں تاسف تھا، لیکن آج اسکی آنکھوں میں بہت دنوں سے ٹھہری ہوئی تکلیف ختم ہو چکی تھی۔

ڈنر کے بیچ بھی وہ آتش فشاں بنا رہا اور اسکی خاموشی کو نہ تو گل لالہ نے کریدا نہ ہی افراہیم جدون نے ایسی کوئی کوشش کی۔

گل تو خفیف سا برہم تھیں جبکہ افراہیم صاحب اسکی مانی سے کال سے سائیڈ ایفیکٹ اسکی بھینچی صورت سے پہلے ہی جان چکے تھے سو ان کے بیچ خاموشی ہی حائل رہی۔

..._____..

دستگیر نے واپس جندل محل پہنچ کر سب سے پہلے ہمایوں کیانی سے یہ سارا معاملہ ڈسکس کیا کیونکہ اگر زائشہ کو ساری حقیقت پتا چل جاتی تو وہ انکو بھی نقصان پہنچانے کی پوری کوشش کر سکتی تھی، وہ اس وقت لان میں اکیلا ہی موجود تھا، دماغ گھمایا ہوا جبکہ زائشہ پر اخیر غضبناک ہوا پڑا تھا، اس کا بس نہ چل رہا تھا کہ اس چال باز عورت کو بنا کوئی مزید چال چلنے کی مہلت دیے بنا ہی اینڈ کر دے۔

"وہ جانتی ہے ہم سب اس بار اسے ہر گز نہیں بخشیں گے تبھی ایک بار پھر بزدلوں کی طرح چھپ کر وار کر رہی ہے، میری بیوی رہ چکی ہے دستگیر، اسکی ذہنیت اتنی تو شاید بچارے فرہاد صاحب بھی نہیں جان پائے ہوں گے

جتنی میں اسے گیارہ ماہ کے عرصے میں جاگیا تھا۔ وہ کیسی ہے اور کیا کیا گھٹیا چال چل سکتی ہے، مجھے پتا ہے۔۔۔ تم بس اپنی اور صبور کی حفاظت کرو، "میں اپنے طریقے سے اس ناگن کی لگام کستا ہوں

ہمایوں صاحب تو گویا دستگیر کے محتاط کرنے سے پہلے ہی اس عورت کے ہر وار کے لیے ہمہ وقت تیار تھے۔

مجھے صبور کی حفاظت کو لے کر ٹنشن نہیں ہے، اسے یہ سب بتا بھی نہیں" سکتا۔ اس نے طعنے دے دے کر میرا دماغ خراب کر دینا ہے کہ اور کرو " نکاح، میں نے کہا تھا۔۔۔ فلاں فلاں

دستگیر کے خفت سے بڑبڑانے پر جہاں وہ اپنے لان میں بیٹھے چائے پیتے مسکرائے وہیں عقب میں کھڑی صبور جو کہ اسکی سب باتیں اتفاق سے سن چکی تھی، یوں تھی جیسے کسی نے واقعی اسکی جان نکال لی ہو، خوف کی شدید لہر اس لڑکی کے پورے وجود میں پھیل چکی تھی، دل سوکھے پتے کی مانند لرز گیا۔

اب حساس بیوی ملی ہے تو برداشت کرو برخوردار، خیر زیادہ خطرہ تم پر اور "
"مجھ پر ہے،۔ محتاط رہو

وہ انکے مسکراتی تاکید کیے رابطہ منقطع کرنے پر فون بند کیے پلٹا تو خونخوار آنکھوں سے گھورتی صبور کو دیکھ کر لمحہ لگا اسے فضا میں موجود ٹھنڈک یکدم خبس محسوس ہوئی، اس لڑکی کی پھر سے ویسی بے درد، سینے کے پار خنجر کی طرح پیوست ہوتی آنکھیں دستگیر کا دل بوجھل کر گئیں۔۔

اب اس لڑکی کو نارمل کرنا کہاں اسکے بس میں تھا، مشکلوں سے وہ اس سب سے نکلی تھی۔

مم۔۔ می کو پتا چل گیا؟ اب وہ کسی کو نہیں چھوڑیں گی۔۔۔ کہا تھا مت "
کرو۔۔۔ لیکن تم نے اور ڈیڈی نے اپنی مرضی کی اور سانپ کی بل میں
"ہاتھ کے بجائے پورا منہ دے دیا۔۔ یا اللہ اب کیا ہو گا؟

وہ یکدم خدشات کی زد میں اپنا دل کپکپاتا چھوڑے سخت لہجے میں دستگیر پر برسی جو تمام تر ذہنی ابتری، منہ دینے والی بات پر بھول گیا الٹا اسے اتنا

خطرناک سچویشن میں مسکراتا دیکھ کر صبور مزید سلگی اور لپک کر دستگیر کا گریبان پکڑا۔

"تمہیں بہت مزہ آرہا ہے اپنی جان خطرے میں ڈال کر، میں خود تو مر سکتی ہوں لیکن تمہیں کسی مشکل میں ن۔۔ نہیں دیکھ سکتی۔۔۔ تم سب م۔۔ مجھے میری کمزرویوں پر ک۔۔ کیوں آزمارہے ہو۔۔۔۔ میں "چ۔۔ چلی جاوں گی۔۔۔ میں ممی کو کچھ برا نہیں کرنے دوں گی۔۔۔۔

وہ نا صرف رودی بلکہ اسکی اس جنونی کیفیت نے دستگیر کے دل کا نا صرف ہر احساس اکھاڑا بلکہ لوئے جو آج پھر بابا کے ساتھ گالف گراونڈ میں واک کرنے والا تھا، صبور کی باتیں سن کر اسکے قدم وہیں پتھر ہوئے۔

آنکھوں میں بے یقینی اتری، دل کا ہر احساس کسی کند چھری نے کاٹ ڈالا۔

"دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا؟ اب زائشہ علوی کسی کو نقصان نہیں دے سکے گی۔ اگر اس بار بھی تم نے میرے لیے اپنی بے یقینی دیکھائی صبور تو کبھی معاف نہیں کروں گا سمجھی۔ وہ بھلے تمہاری ماں ہوں، ہر گناہ گار کو سزا

ملتی ہے۔۔۔۔ فوراً اپنے کمرے میں جاو اور اگر کوئی الٹی سیدھی حرکت کی
" تو انجام بہت برا ہو گا۔

دستگیر نے اسے جس بری طرح اسکی دونوں بازووں سے پکڑ کر با قاعدہ اپنی غصے سے سرخ ہوتی آنکھیں اسکی آنسوؤں سے پل پل بھیگتی آنکھوں میں ڈالے ڈانٹا وہ اپنے آنسو دباتی تیزی سے اپنا آپ اس سنگدل سے چھڑواتی اندر بھاگی اور اس بیچ لوئے تیزی سے اس کی نظر میں نہ آنے کے لیے چھپ گیا، اسکا دماغ یہ سب سن کر پھٹنے لگا تھا۔

صبور اور اسکی ماں ایک تھی؟ ابھی تو سچائیاں کھلنے کا آغاز ہوا تھا اور لوئے بہزاد کی دنیا دہل گئی۔

وہ بابا کے پاس جانے کے بجائے پہلے سیدھا اپنے کمرے میں گیا تو لارا کسی سے فون پر بات کر رہی تھی، مگر لوئے کو کہیں غرق محسوس کیے اس نے فوراً کال کاٹی اور فکر مندی سے لوئے کی طرف بڑھی۔

"لوئے! تم اتنی جلدی آ گئے"

لارا نے اسکے مضبوط ہاتھ تھامے اسکے چہرے پر نظر جمائے بہت ملائم سے، فکر سے چور لہجے میں پوچھا تو وہ کچھ نہ بولا، اسکے چہرے پر خون و ملال کے جو پہرے تھے وہ لارا کو اسکے اندر کی تکلیف بتا گئے مگر وہ سر جھٹک گئ۔۔

وہ لارا کا ایک ہاتھ چھوڑتا وہیں بیڈ پر بیٹھا۔

اسکی خاموشی نے لارا کو مزید بے چین کیا۔

"کیا ہوا ہے؟ چپ کیوں ہو۔۔۔۔۔ تمہاری چپ دل دہلا دیتی ہے"

اسکے پاس ہی بیٹھے وہ اسکا رندھا چہرہ اپنی سمت موڑ کر پوچھ رہی تھی اور لوئے بہزاد کو اسکی آواز سنائی نہ دے پا رہی تھی۔

"بولو پلیز"

اس بار وہ مزید اصرار کرتی باقاعدہ برہم ہوئی۔

صبور! اس کی بات سنی، وہ مما کو ممی کہہ رہی تھی۔۔۔خ۔۔خالا"

" نہیں۔۔۔۔ مطلب وہ بھی زائشہ علوی کی بیٹی ہے۔۔۔۔۔

لوئے کے بتانے پر خود لارا کی آنکھیں حیرت اور بے یقینی سے پھیلیں۔

"واٹ ؟م۔۔ مطلب۔۔۔وہ مسٹر فرہاد علوی کی دوسری بیوی ہیں"

لارا کا تو یہ جان کر دماغ ہی گھوم گیا، واقعی یہ محل تو خونخوار تھا، ہر روز کوئی نہ کوئی وہشت خیز سچ سامنے آرہا تھا۔

لارا! یہ سب اتنا الجھا ہو گا میں نے تو کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔اب تو لگ رہا" ہے صبور کو دستگیر سے الگ کرنے میں بھی مماملوث تھیں۔۔۔مجھے یہ سب کچھ جلد جاننا ہو گا۔۔۔۔یا شاید میں ان سب حالات سے عاجز آکر واپس جانے کا فیصلہ لے لوں۔۔۔۔۔یہاں آکر ہمیشہ دماغی بیمار ہو جاتا ہوں، صرف بروکی خاظر آتا تھا اس امید پر کہ اس بار وہ مجھے بھائی تسلیم کریں گے، وہ امید تو شان سے پوری ہو گئی مگر لگتا ہے وہ سب سچائیاں کھل کر مجھ سے میرا غرور چھین لیں گی۔۔۔

"ہم واپس چلیں لارا؟

وہ واقعی بہت ذہنی دباو میں تھا مگر اسکا یہاں سے جانے کا فیصلہ ایک نئ قیامت لانے والا تھا کیونکہ وہاں جولیہ نے لوئے بہزاد علوی کی تباہی کا بہت بڑا منصوبہ بنا رکھا تھا۔

"اگر تم واقعی یہاں ڈسٹرب ہو تو ہم واپس چلتے ہیں، ویسے بھی جمی مر گیا، اور ورائیل کو کل سزا ہو جائے گی۔ ابھی مجھے خبر ملی ہے۔ اب ہمیں وہاں کوئی مسئلہ بھی نہیں ہو گا۔ میرے لیے تمہاری ذہنی آسودگی اہم ہے"

وہ خود بھی جیسے لوئے کو مزید اس الجھن میں گرا نہیں دیکھ پائی اور پھر واپس جا کر وہ آسٹن پہنچ کر ایمر سے ملنے کو بھی بے تاب تھی۔

"کیا واقعی جمی مر گیا؟"

لوئے کو حقیقی حیرت ہوئی کیونکہ لئیق نے اسکے بندوبست کا بتایا تھا یہ نہیں بتایا تھا کہ اسکا کام ہی تمام کر دیا گیا ہے۔

"ہاں دراصل وہ اپنی گرل فرینڈ کی موت کی خبر ملتے ہی ورائیل سے انتقام لینے گیا اور اسی کے لوگوں کے ہاتھوں مارا گیا، منحوس وہ تو ایک دوسرے

کے وفادار بھی نہ بن سکے۔۔۔ورائیل نے اسکی گرل فرینڈ کا مڈر کیا ہے سو کورٹ میں کل گواہ پیش ہو گا۔یہی سنا ہے میں نے، کلب پے میرے ساتھ ایک لڑکی تھی اسکا بھائی نیو یارک پولیس میں ہے، اسی سے یہ ساری انفارمیشن ملی ہے"

لارا نے جس طرح یہ سب بتایا، لوئے کو دل ہی دل میں عجیب سی راحت ملی کیونکہ یہ سارا سیٹ آپ لوئے خود ترتیب دے کر آیا تھا، اس گواہ کو اسی نے پولیس اسٹیشن پہنچایا تھا اور شوسی کے ورائیل نامی اس سیاہ فام کے ہاتھوں قتل کی خبر پہنچائی مگر وہ یہ سب لارا کو بتا کر کوئی شاباشی نہیں لینا چاہتا تھا، ویسے بھی اگر وہ اسے بتاتا کہ اس سب کے پیچھے وہ ہے تو وہ جاسوس لڑکی اس سے کئی سوال کرتی اور بچارے کے لارا کو قابو کرنے کے دوران استعمال کیے سارے خربے سامنے آجائے اور وہ اب ایسا بالکل نہیں چاہتا تھا کہ اسکے اور لارا کے رشتے کے بیچ کوئی تلخی آئے۔

کل بروسے بات کرتا ہوں، انھیں جانے کا بتاتا ہوں۔۔۔ پھر پلین کرتے "
"ہیں۔

وہ اپنی تکلیف ایک طرف کیے لارا کو محبت سے دیکھتا مسکرایا تو وہ بھی کچھ پریشانی بھولے اداس سا مسکرائی۔

"جاتے ہی آسٹن چلیں گے، ایمر کو بہت مس کر رہی ہوں۔ اور دوسرا
"وہاں جا کر وہاں کا ماحول دیکھنا چاہتی ہوں تاکہ دل کو تسلی ہو جائے

لارا کی جانے کے لیے خواہش شدید تھی اور فطری تھا کہ وہ ایمر کے لیے ایسی ہی حساس تھی۔

"ہمم۔۔۔ لیکن تم نے ابھی تک بتایا نہیں کہ تمہارے ڈیڈ کون ہیں
"لارا۔۔۔۔؟

وہ یہ سوال کر کے لارا کے چہرے پر اداسی سی سمیٹ لایا، تبھی تو وہ اسکے سینے پر سر رکھے اسکے ساتھ اداس سی لپٹ گئی، خود لوئے نے اسے نرمی سے اپنے حصار میں لیا۔

وہ اس شہر کے بہت بڑے بزنس مین ہیں، لیکن پہلے تم مجھ سے ایک "
پرامس کرو کے کچھ نہیں کرو گے۔نہ اس شخص کی مجھے اطلاع دو گے کہ وہ
"کہاں ہیں نہ انکو یہ پتا چلنا چاہیے کہ انکے بچے کہاں ہیں
وہ اس سے ایک نا ماننے والا وعدہ چاہ کر اسے برہم سا کر رہی تھی، وہ اسے
اپنے لیے جیسے کچھ کرنے دینا ہی نہ چاہتی ہو۔
"اوکے، نام بتاو"
وہ بے دلی سے اقرار کیے اپنے سوال پر ڈٹا تھا۔
"وقار سادانی"
لارا کے انکشاف پر لوئے کے ذہن میں جیسے یہ نام چبھا کیونکہ وہ یہ نام کہیں
سن چکا تھا، بلکہ اسے ایسا لگ رہا تھا بار بار سن چکا ہے۔
ل۔۔لیکن تمہارے اور ایمر کے نام کے ساتھ تو جہاں لگتا ہے، وہ"
"کیوں؟
لوئے کے سوال پر وہ اذیت سے دوچار سی مما کو یاد کیے مسکرائی۔

کیونکہ میں اور ایمر، ممی کا کل جہاں تھے۔ بابا نے تو کبھی ہمیں نہ اپنا پیار دیا"
نہ نام۔۔۔ سو ہمیں ممانے خود یہ نام سونپ دیا۔ ویسے بھی وہ ممی کو سختی
سے کہتے تھے کہ وہ ان سے ہوتی اولاد کے ساتھ بھول کر بھی میرا نام نہ
"جوڑے، بس اس کہانی میں کرب ہی ہے، چھوڑو
وہ اس ذکر کو چھیڑنے تک سے بیزار تھی تو لوئے نے بھی مزید کوئی سوال نہ
کرتے اسے اپنے سینے سے لگا لیا، وہ بھی اداس اسے بلکل اچھی نہ لگی، اسکا
دل چاہا کاش وہ ان کشیدہ حالات سے نکل کر لارا کو کسی ایسی دنیا میں لے
جائے جہاں صرف وہ دو ہوں۔۔
تمہارے ساتھ اب میرا نام ہے، اور یہ سب سے زیادہ خوبصورت ہے۔"
"لارالوئے علوی۔۔۔۔ لک، بلکل ہمارے اس رشتے جیسا
وہ اسکا چہرے پر اپنے استحقاق بھری نگاہیں جمائے یہ بولتے ہی لارا کے
ہونٹوں کی نرمی محسوس کرتا جھکا اور اس لڑکی کے نرم، بوجھل دل کو
تقویت دے کر ہر گھٹن سے باہر نکال لاتے لمس کو گہرائیوں سے محسوس

کرتے وہ اس گداز قربت میں اپنے ذہنی انتشار کو بھی لمحہ بھر فراموش کر گیا۔

"بہت خوبصورت"

اپنی بگھڑے تنفس کے بیچ لارا کی مسرور سی سرگوشی، اسکی ہنستی آنکھیں لوئے بہزاد علوی کو مزید پراکسا چکی تھیں، اور اسے بہکانہ جتنا مشکل تھا، اس سے کہیں ناممکن پھر لارا جہاں کے لیے اسکے محصور کن لمس اور حصار سے آزادی پانا ہو جاتا تھا اور پھر ان دو کے گلے میں لٹکتے پینڈنٹ جب جب ملتے، قہر ہوتا، لمحے جان لیوا حد تک جادوئی بن جاتے، انکے ساتھ میں جان لیوا کشش تھی۔

وہ لارا کے ساتھ کچھ نشاط پرور وقت اور لمحے بتانے کے بعد بابا کے پاس چلا گیا کیونکہ وہ راتوں کو کم سوتے تھے، لئیق بھی موجود نہیں تھا سو اسے بابا کو اکیلا چھوڑنے مناسب نہ لگا۔

.._____..

ایک مشکل رات بیت گئی تھی، ساون کا مہینہ ہلکی سی برسات کے ساتھ اختتام پذیر ہوا تو ایک بار پھر موسم میں خفیف سی جبس بھرنے کے امکان نظر آنے لگے۔

صبور ساری رات سو نہ پائی نہ اب دستگیر کو چین میسر تھا، جبکہ لعلین بہت مشکل سے رات سو پائی تھی، لئیق نے اپنی موجودگی کی ایسی ظالم عادت ڈالی تھی کہ نا جانے کب تک وہ اسکو مس کرتی کروٹ بدلتی رہی، رات فرہاد علوی اور لوئے اتنے دوسرے کو کمپنی دینے میں بزی تھے کہ لعلین نے انکو ڈسٹرب کرنا مناسب نہ سمجھا تھا، سو وہ اپنے روم میں آکر سونے لیٹ گئی۔

ویسے بھی وہ کل ان سے انکی کہانی کا اگلا حصہ جاننے کا اٹل فیصلہ کر چکی تھی۔

ابھی لگ بھگ فجر کی دور دور بلند ہوتی اذانوں پر وہ یکدم کوئی برا سا خواب دیکھتی ہانپ کر آٹھ بیٹھی، اسکا پورا چہرہ نمی سے ڈوبا تھا تبھی اس نے فوری اپنی ہتھیلیوں کو گالوں سے جوڑ کر خود کو ریلکس کیا اور فورا بیڈ سے اتر کر اپنے فون تک پہنچی، ڈریسنگ پر رکھا اپنا فون اٹھاتے ہی اس نے اسی گھبرائے انداز سے لئیق کو کال کی۔

اس وقت لئیق، ہارون پرکاش کے سامنے ہی باس رولنگ چیئر پر بیٹھا اپنی نظریں اسکے اکھڑے سانس پر جمائے ہوئے کسی گہری سوچ میں ڈوبا تھا، رایان اسکے ادھورے کام تکمیل دینے میں رات سے مصروف تھا جن میں شہریار جدون کے ہاتھوں قتل ہوتے آدمی کا چہرہ کلئیر کرنا اور زائشہ سے ملنے والی اس آدمی کا بائیو ڈیٹا تلاش کرنا تھا۔

فون کو میز پر وائبریٹ دیکھ کر لئیق کی سوچوں کا محور ٹوٹا تو مسکرا کر لعلین کی آتی کال ریسیو کی۔

گردن کے زخم پر اس نے رایان سے نیو بینڈ تج کروایا تھا کیونکہ مشن کے بیچ ہوتی اچھل کود کے باعث بلڈ پھر سے بے قابو ہو گیا تھا اور پھر وہ کچھ تھکا اور مرجھایا بھی لگ رہا تھا، نیند آنکھوں میں تھی مگر فی الحال نیند کی طلب نہیں تھی۔

"آپ نے لگتا ہے میری کمی کو کچھ زیادہ مس کیا، ہے ناں"

لئیق کی آواز سن کر لعلین کا ڈوبتا دل جیسے سکوں پا گیا، وہ ٹھیک تھا یہ تسلی اس لڑکی کے لیے نا جانے کتنی بڑی ڈھارس تھی۔

بہت زیادہ، بے انتہا۔۔۔۔ سٹل مسنگ یو، لئیق! تم ٹھیک تو"

"ہو۔۔۔ میں نے بہت برا خواب دیکھا

فون لگتے ہی لعلین کی جذبات سے اٹی اقرار زدہ آواز نے جہاں لئیق ایزد کو دلی راحت دیتا وہیں اختتام تک اسکی گھبرائی آواز پر وہ بھی سنجیدہ ہوا جو واپس بیڈ کی طرف جا کر بیٹھی اور سہمے ہوئے ہی تکیہ اپنی گود میں رکھا۔

ٹھیک ہوں میں، برے خواب صرف ایک اشارہ ہوتے ہیں۔ مصیبت ٹل "
"گئی ہے

وہ اسکے سنجیدگی سے دیے جواب پر مزید پریشانی میں مبتلا ہوئی۔

"م۔۔ مطلب تم مصیبت میں تھے؟"

لعلین کی آواز یہ پوچھتے لرزی اور وہ گزر جاتی قیامت کا سوچ کر افسردہ ہوا۔

" ہمم، اب نہیں ہوں۔۔۔۔"

وہ اقرار کے بعد اسکے اپنے ٹھیک ہونے کی پر زور یقین دہانی بھی کروا رہا تھا۔

مطلب اب تم پر مصیبت آئے تو مجھے خبر ہو جایا کرے گی، یہ کنکشن تو"
"بہت خطرناک ہے۔ تم ٹھہرے خطروں کے کھلاڑی

اس بار لعلین کے لہجے میں لاڈ سا تھا تبھی تو سر آرام دہ کرسی کی پشت سے ٹیک کر جناب بھی مبہم سا جان لیوا مسکائے۔

"آپ بھی تو ایسی ہی ہیں"

وہ اسکے جواب پر ساری اداسی بھولے دل سے مسکرائی۔

"آئی ڈونٹ نو میں اب کیسی ہوں، واپس کب آو گے لئیق؟"

اول جملہ اداسی جبکہ اختتام اس نے بے قراری پر کیا تو یہ بے تابی لئیق کو نشاط سا بخش گئی۔

"جب آپ کہیں گی آجاوں گا"

اتنا فدا اور قربان انداز، مر مٹنے پر کیوں نہ اکساتا۔

"ہمم۔۔۔۔وہ مر گیا کیا؟"

اسکے لاجواب کرنے پر لعلین نے بڑے کرب سے موضوع بدلے اس ظالم کے بارے پوچھا تو لئیق کی کربناک نظریں ایک بار پھر ہارون پر جا ٹھہریں۔

"مر رہا ہے، اپنی لگائی آگ میں خود جل رہا ہے"

لئیق کا لہجہ بھاری ہوا تو لعلین کا دل۔

تمہیں پتا ہے لئیق، عینی نے ایک جیسے دو بچوں کو جنم دیا تھا۔ایک صارم" اور ایک یہ۔۔۔۔صارم کی پیدا ہوتے ہی موت ہو گئی اور یہ۔۔۔۔۔اس

نے اپنے ماں باپ کو جیتے جی مار دیا۔۔۔۔اسکی موت پر عینی کیسے ص۔۔ صبر
"کریں گی۔۔۔۔مجھے انکا سوچ کر بہت دکھ ہو رہا ہے
یہ انکشاف سننے کے بعد لئیق کے دماغ میں جھماکہ سا ہوا،اور اتفاق سے اسی
لمحے رایان دو اہم ضروری کام نمٹا کر اجازت لیتا اندر آیا۔
"ایک منٹ ویٹ کریں"
لئیق نے اسے ہولڈ پر کیے فون ٹیبل پر رکھے اپنی توجہ رایان کی سمت
مبذول کی جس نے لئیق کے سامنے پہلے فرقان نامی اس آدمی کا بائیو ڈیٹا
ایک فائیل کی صورت رکھا۔
سر یہ وہ آدمی ہے جس سے زائشہ صاحبہ نے آج ملاقات کی، یہ اسکا بائیو"
"ڈیٹا جبکہ آپکے لیے ایک چونکا دینے والی اور خبر ہے جناب
رایان کی یہ بات دوسری جانب لعلین بھی سن چکی تھی جبکہ لئیق چونکنے
کے لیے شدید منتظر تھا۔

رایان نے اس فوٹیج میں موجود آدمی کا چہرہ فائنلی کلئیر کر لیا تھا اور جب اس نے وہ فوٹیج زوم کر کے لئیق کو دیکھائی تو ایک لمحہ خود لئیق گنگ رہ گیا۔

وہاں لعلین بھی مستحبس تھی کہ آخر ایسا کیا چونکا دینے والا ہوا ہو گا۔

اس فوٹیج میں شہریار جدون نے جس آدمی کو تشدد کر کے اس کا ٹیج میں جلایا وہ خوبرو ہارون پرکاش جیسا تھا۔

اس کا ایک ہی مطلب تھا کہ ہارون کا جڑواں بھائی صارم زندہ تھا، شیری نے بھلے یہ سچ لئیق سے چھپائے تھے مگر بلیک ڈائمنڈ تک حقائق کسی نہ کسی طرح پہنچ ہی جاتے تھے۔

رایان سے اس سب کو بعد میں ڈسکس کرنے کا کہتا وہ اسے بھیج کر خود واپس فون اٹھا چکا تھا جہاں وہ بے حد بے چین تھی۔

"لئیق! کیا ہوا ہے؟"

لعلین کی بے تابی دیدنی تھی۔

!ہارون کا بھائی صارم، پیدا ہوتے ہی مر انہیں تھا لعلین"

۔۔۔اور آپ کے لیے یہ ٹاسک ہے کہ آپکو پتا کروانا ہے کہ یہ سب کیسے ہوا،اس ہوسپٹل کی نرس، یاڈاکٹر اس سب میں ملوث ہو سکتی ہے۔۔۔۔

"اپنے جاسوسوں کو جلدی سے ایکٹیو کریں۔۔۔یہ معاملہ بہت ارجنٹ ہے لئیق کے یہ سب بتانے پر پہلے تو لعلین کتنے لمحے کچھ بول نہ سکی اور پھر لئیق کی ہدایت پر اس نے فوراسے کال آف کی اور کچھ دیر بعد علی کا نمبر ڈائل کیا۔

وہ اس وقت ایک ڈھابے پر فجر کے لیے مسجد جاتے اکاد کا نمازیوں کو آذان تک کے انتظار تک چائے سرو کر رہا تھا جب اسکا فون بجا۔

لعلین کا نام دیکھتے ہی وہ فوراسے بیشتر وہاں سے نکل کر پچھلی جانب گیا اور جلدی سے کال پک کی۔

"کیسے ہو علی؟"

لعلین کے استفسار پر وہ مسکرایا۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں میم، حکم کریں کس لیے یاد کیا"

علی نے فوراہی مدعے کو جاننا چاہا۔

"میں تمہیں ایک ہوسپٹل کا ایڈریس اور تیس سال پہلے ہوتے وہاں ایک ٹونز ڈلیوری کیس کی ڈیٹیلز بھیج رہی ہوں، ہر کام چھوڑ دو اور وہاں جاو۔اس ڈیلوری کیس سے جڑی ہر چھوٹی بڑی چیز مجھے بتاو گے،ان میں سے ایک بچہ صارم مر گیا تھا لیکن مجھے پتا چلا ہے کہ اس روز کوئی بچہ نہیں مرا تھا۔یہ سب کھیل کس نے کھیلا،اس کے پیچھے کیا کہانی ہے۔۔۔مجھے تم آج رات تک سب پتا کروا کر دو گے"

لعلین کی تمام بات علی نے توجہ سے سنی اور فوری سر ہلائے ایکٹیو ہوا، فون بند کرتے ہی اسے لعلین نے تمام ڈیٹیلز میل کر دیں۔

"صارم زندہ تھا؟اوہ میرے خدا۔۔۔۔۔اب دعا ہے کہ علی سب پتا کروانے میں کامیاب ہو جائے"

لعلین کی تو یہ سب سن کر نیند ہی اڑ چکی تھی،اور اسے ابھی صرف لئیق کا دیا یہ ٹاسک پورا کرنا تھا۔

....★☆☆☆☆☆★....

ایک نئی صبح زمین زادوں پر اتر آئی تھی، ساون کا مہینہ بیٹتا تو خبس نے پھر سے جسم و جان جکڑے مگر پہلا ہی بھادوں کا دن بادلوں اور گرمائش کی تکرار نے ابر آلود سا کر دیا تھا۔ سورج بار بار آسمان پر چھائے دھوئیں کے مرغولوں جیسے بادلوں کے بیچ چھپ جاتا۔

آج کی آتی اس صبح میں عجیب سی چمک بھی شامل تھی، ابر آلود موسم میں چھپا سورج الگ ہی روشنی، بادلوں کے حصار کے باوجود زمین زادوں پر پھیلانے میں مگن تھا، سنٹرل جیل پشاور میں قید ایک ناکردہ جرم کی سزا

پانے والا آخر کار خود پر چلتے قتل کے الزام سے جڑے کیس کے بند ہونے پر رہائی پانے والا تھا۔

لگ بھگ سات سے گیارہ مقامی گاوں کے پینڈو لوگ ڈھول بجاتے ہوئے، پھولوں کے ہار لیے مرکزی دروازے پر کھڑے پل پل اسکی واپسی کے انتظار کی گھڑیاں کاٹ رہے تھے۔

تو ٹھیک کہتا تھا صارم، اس دنیا کا کوئی قانون اس جرم کو ثابت نہیں کر سکتا" جو تو نے سرے سے کیا ہی نہیں، اور اس دنیا کی کوئی جیل کسی بے گناہ کو زیادہ دیر خود میں مقید نہیں رکھ سکتی، سو ایک سال کی قید بامشقت سہہ کر آخر کار تو آزاد ہو گیا۔ لیکن تیرے دل کے ساتھ جو کسی بہت اپنے نے ظلم کیا ہے پتری، ایسا ظلم جو تیرا انسانیت سے اعتبار اٹھ جانے کا سبب بن گیا، تو نے ہمیشہ اپنے گرد اجنبیوں کو اپنانا ہے، لیکن جب تجھے پتا چلا کہ تیرے ساتھ یہ ظلم تیرے بھائی نے کیا ہے تو تجھ جیسا بہادر بھی ٹوٹ جائے، اس

بھائی نے جسکی تلاش میں تو نے صحراوں کی خاک چھانی، پہاڑ سر کیے،
"ویرانے کھوجے

جہاں اپنے عزیز بچے، مہربان ساتھی، مسیحا کی رہائی پر وہ تمام دس رکنی مجمعہ خوشی اور سرمستی میں پل پل اس کی باہر تشریف آوری کے لمحے گن رہا تھا وہیں فرازم بخش اپنے درد کرتے سینے کو مسلتا خود کلامی کر رہا تھا، اسکے اندر غموں سے بڑا شگاف ظالم تھا، پھر اسکی تکلیف پچھلے دس سالوں سے وہ اپنے سینے پر ناچتی محسوس کرتے آئے تھے، دل انکا بدک کر چیخ تب پڑا جب ان دو کی نظر ملی۔

یکدم یوں تھا جیسے وقت کی لگامیں کس دی گئی ہوں، دو پولیس اہل کاروں کے ساتھ وہ اپنی مخصوص مہربان مسکراہٹ کے سنگ سینہ تان کر باہر نکلا اور اسکے تمام چاہنے والوں نے باآواز بلند اسکی واپسی کی خوشی عیاں کی تو سب کی خوشی کا بھرپور جواب دینے وہ ان تک چلا آیا، بھاری توانائی کسرتی

وجود جسکی اس وقت صرف مونچھ تلے پھیلی دردناک مسکراہٹ آویزاں تھی۔

ایک اس کے جیل چلے جانے سے گاوں کا ہر کام رکا ہوا تھا، ہر مٹی اور گاڑے کے بنے گھر میں اداسی کا پہرا تھا، وہ لوٹا تو جیسے پہاڑ پر بسے اسکے گاوں میں ایک سال کے ماتم کے بعد خوشی سے عید منانے کا فیصلہ کیا گیا۔

"ماما جی"

ہاتھ کے اشارے سے ڈھول والے رشید چچا کو روک کر ان سب کا اس پیارے استقبال کے لیے مشکور ہوتا وہ فرازم بخش کے گلے لگا تو بھیگی آنکھوں والے اس شخص نے بھی جگر پاش مسکراہٹ دیے اس عزیز بچے کو سینے میں بھینچ لیا، دل پر لے گراں بوجھ، دل کو بلکنے پر مجبور کر گئے، تکلیف کے لمحے ان دونوں کے ذہن کی سکرین پر حرکت کرتے محسوس ہوئے۔۔

"مامے کی جان قربان، شکر ہے تجھے اس مصیبت سے پناہ ملی"

اپنی بھیگتی آنکھیں مسلتے فرازم نے دونوں ہاتھوں میں اسکا چہرہ تھاما صبیح پیشانی چومی، وہ روبرو آیا، بلا کا وجیہہ اور پیارا چہرہ جس پر فکر کی لاتعداد شکنیں درج تھیں، سچ میں وہ خوبخو ہارون پرکاش جیسا تھا مگر وہ ہارون نہیں تھا بلکہ وہ صارم تھا، پہاڑ پر آباد ایک چھوٹے سے پسماندہ گاوں کا محافظ، گاوں والوں کی آنکھوں کا تارا جو ایک سال پہلے ایک بہت بڑی سازش کا شکار ہو گیا تھا۔

وہ، تیس سالہ صارم، گھنی رعب دار مونچھ، گنجان داڑھی، چہرے کے خطوط میں ملاخت و دلکشی، قد کاٹھ کا بھلا، رنگ گندمی، اسے ہارون سے مختلف پیش کرتا کیونکہ ہارون کا رنگ سرخی مائل سفید تھا، مگر صارم پکے رنگ کا جی دار بھاری وجود رکھتا پہلوان آدمی، نڈر، بے خوف، یاروں کا یار، دنیا کے ہر دکھی انسان کا درد اپنے دل میں رکھنے والا اپنے چھوٹے سے گاوں کا من پسند باسی تھا اور اسکے لہجے سے لے کر اسکی ذات تک سے یہاں کا سادہ اور غیر ملاوٹ شدہ حسن جھلکتا تھا۔

وہ سب اسی پروٹوکول کے سنگ ٹانگوں پر سوار ہوتے گاوں پہنچے تو ہر گھر کی ماسی، بی بی، چچا، اور بال اسکی آمد پر اکٹھے ہو گئے، گویا اسکی واپسی نے گاوں کے ہر گھر میں خوشی پھیلادی تھی، سب جانتے تھے وہ بے گناہ ہے سو سردار کے کیس واپس لینے پر ہر فرد میں خوشی کی لہر دوڑ ہوئی تھی۔

بلند و بالا پہاڑوں کے وسیع دامن میں بنے بہت سے کچے پکے، مٹی، اینٹوں اور گاڑے کے ساتھ لکڑی کی دیدہ ذیبی کے سنگ بنے بہت سے گھروں میں یہ ایک گھر فرازم بخش کا تھا، پیشے کے اعتبار سے وہ ایک اعلی پائے کے کسان تھے، علاقے کے چوہدری کی دی زمین پر اپنے لوگوں کے ساتھ مل کر گندم، پیاز اور ٹماٹر کی فضل اگاتے اور پھر اس ساز و سامان کو شہر لے جا کر بیچتے اور جتنا منافع ہوتا اس کا آدھا گاوں کے سردار کے منشی کے حوالے کرتے جو زمین کی قیمت تھی جبکہ باقی کا پیسہ انکا ہوتا، یہاں اس علاقے کا سردار نیک دل اور اچھا انسان تھا، اسے اپنی کسانوں کی قدر و قیمت کا اندازہ تھا تبھی یہ علاقہ آس پاس کے پوش علاقوں کی نسبت کم سہولیات کے

باوجود خوشحال تھا، وہ انکے ساتھ گھر آیا تو اسکے ہاتھ کے لگائے بہت سے رنگوں کے پھول اسکی واپسی پر کھلھلا دیے، شہتوت کے درخت کو ہوا کا تیز جھونکا لہلہا گیا تو کئی کچے پکے پھل اس درخت سے ٹیک گرے، کچے صحن میں لگے سرخ گلاب کا پودا دیکھ کر وہ تیر گی رکھتی آنکھوں والا بھی مسکرایا جبکہ فرازم بخش کی آنکھیں صارم پر محبت سے جمی تھیں۔

"تیری واپسی پر پہاڑ، پھولوں اور یہ زمین تک خوش ہیں، وہ بھی جانتے ہیں کہ انصاف دیر سے سہی پر ہو گیا۔ان عدالتی مویوں نے تجھ سے ایل سال ملنے بھی نہ دیا، ترس گیا تھا تیری شکل دیکھنے کو، رب میری حیاتی بھی تجھے لگا دے، تیرے دم سے اس گراں (گاوں) کی رونق ہے پتری، جا تازہ دم ہو جا۔۔۔۔آج شامی بڑے میدان میں تیری واپسی پر میلا سجایا گیا ہے"

وہ خوبصورت پہاڑ پر بنے گھر کے بڑے آرائشی کمرے میں پہنچے تو صارم کی نظر گھر کے اک اک گوشے سے تاسف کے سنگ ٹکرائی، اس نے خود اس قید میں اس آزادی کو یاد کیا تھا۔

جب میرے دل میں قیامت برپا ہے تو میلے کیا دل بہلائیں گے، جب"
تک اپنے ساتھ ہوتی اس ناانصافی پر اس سنگدل پہرا (بھائی) اور تھانیدار
سے بدلا نہ لے لوں، صارم کو سکون نہیں آئے گا ماما جی۔۔۔۔اور اس
بدلے کے بعد ہی اب میں اپنے ماں باپ کے سامنے جاوں گا، ایک سال
سے اذیت میں ہوں، اماں اور بابا کا پتہ آج بھی میری جیب میں ہے پر
دیکھیں میری بے بسی کہ مجھے ان سے پہلے کئی سال انجانے میں دوری کی
سزا ملی اور اب تین سو پینسٹھ دن جانتے بوجھتے میرے اختیار کو سلب کر لیا
گیا۔۔۔۔یہ چھوٹا ظلم نہیں ہے، ایک بار اس سنگدل کا گریبان نوچ کر
پوچھوں کا ضرور کہ میں نے اسکا کیا بگھاڑا تھا کہ اس نے مجھے میرے ماں
باپ سے چند قدم کی دوری سے پھر صدیوں کے فاصلے پر لا کھڑا
کیا۔۔۔۔اسکے پاس تو ساری حیاتی اماں بابا تھے، میرے پاس تو ان سے
"ملنے کی صرف حسرت موجود تھی۔۔۔۔۔

ناچاہتے ہوئے بھی وہ تلخ ہوتا اس سنگدل بھائی کے لیے کرب زدہ ہوا تو فرازم بخش کی آنکھیں بھی بھیگ سی گئیں، وہ کچھ بول نہ پائے تو اسکا چوڑا سینہ تھپک کر وہاں سے اپنی بھیگی اکھیاں پونجھے اسکے لیے کچھ کھانے پینے کا بندوبست کروانے چلے گئے جبکہ صارم کی آنکھوں میں موجود تکلیف نے نفرت اور حقارت کا روپ بدل لیا۔

یہ تیس سال پہلے کی بات تھی جب عینی اور پرکاش کے ہاں جڑواں بچوں کی پیدائش ہوئی، وہ دیکھائی دینے میں ایک جیسے تھے مگر پیدائش کے وقت صحت کے معاملے میں ہارون انتہائی تندرست جبکہ صارم کمزور، بہت لاغر اور سانس کی شدید رکاوٹ کا شکار تھا۔

یوں ایک بچہ فربا اور گوڑا چٹا جبکہ دوسرے میں خون کی کمی کے ساتھ سانس کی تنگ نالیوں کا بھیانک مسئلہ تھا اور رنگت بھی دوسرے بچے کی بسنت گندمی تھی، جو کمزوری اور بیماری میں سیاہی مائل لگتی۔

پیدائش کے بعد ہارون کو تو ڈاکٹرز نے ان ماں باپ کے حوالے کیا مگر وہ صارم کو نہ دیکھ سکے کیونکہ پیدا ہوتے ہی اسے سانس کی نالی لگ چکی تھی اور اسے شیشے میں رکھا گیا تھا، جسکے بارے ڈاکٹرز نے پہلے ہی عینی اور پرکاش کو اس بچے کے رسک پر ہونے کا بتادیا اور اسی شام خبر آئی کہ صارم نامی وہ بچہ سروائیو نہیں کر سکا، اور تبھی اسی ہوسپٹل کی ایک بڑی نرس نے عینی اور پرکاش کو صارم کی ڈیڈ باڈی کی صورت ہوسپٹل میں وفات پاتے ایک لاوارث گہری گندمی رنگت کے بچے کی لاش تھمادی جسکی ماں بھی اسے جنم دے کر مر گئی تھی اور اس عورت کا آگے پیچھے بھی کوئی نہ تھا، وہ ہوسپٹل کی بڑی نرس تھی اور ڈاکٹر سمجھی جاتی تھی، اس نے لاغر صارم نامی بچہ، اس دوسری مری عورت کے بچے سے بدلا اور پھر چونکہ اسکی ماں مر گئی تھی تو اس نرس نے وہ بچہ ہوسپٹل کے بڑے ڈاکٹرز سے تمام فارمیلٹیز پوری کیے آڈاپٹ کر لیا۔

اس نرس کا نام شمائلہ علی تھا، نا صرف بے اولاد تھی بلکہ سسرالی، بانجھ پن کے باعث اسے اسکے محبت کرنے والے شوہر علی سے طلاق دلوانے کے چکروں میں سرگرم رہتے تھے مگر بے اولادی کا نقص شمائلہ میں نہیں بلکہ اسکے شوہر میں تھا، شمائلہ کو اپنے شوہر سے بہت پیار تھا سو اس معاملے کے حل کے لیے اس نے شوہر کو اپنے اس پلین میں شامل کیے اس نے وہ بچہ اپنا لیا اور سسرالیوں نے بھی بنا کسی شک و شبے کے انکے کھیل کو سچ سمجھا کیونکہ اتفاق سے وہ ایک سال پہلے ہی اپنے سسرال سے شوہر علی کو لے کر الگ ہو گئی تھی سو بچے کی پیدائش کو لے کر کسی نے کوئی اعتراض نہ کیا سب صارم کو انکی اولاد مان گئے یہ سمجھ کر کہ اللہ معجزے کرتا ہے۔۔

صارم نے ان دو مجبور میاں بیوی کی زندگی کی وہ کمی دور کر دی جو انکو نامکمل کیے ہوئے تھی لیکن شمائلہ کے دل سے اپنے اس دھوکے کی خلش تا عمر نہ جا سکی اور وہ عینی نامی اس عورت سے کیے اس دھوکے پر تا عمر سلگتی رہی۔

صارم بڑا ہوتا گیا، صارم پرکاش سے صارم علی بن کر اپنی زندگی بسر کرتا رہا، بچپن، علی اور شمائلہ کے پیار اور لاڈ میں گزارا، جوانی آئی تو کمال شباب اس پر اترا، وجیہہ کے ساتھ ساتھ وہ اچھے اوصاف کا مالک تبھی بنا کیونکہ علی اور شمائلہ نے اس بچے کی پرورش میں کوئی کوتاہی نہ ہونے دی، اور پھر بیس سال کی عمر میں اسے اور شمائلہ کو علی اکیلا چھوڑ گیا اور خالق حقیقی سے جا ملا، اور ساتھ ہی صارم کی سچائی جب سسرالیوں پر کھلی تو انہوں نے شمائلہ سمیت صارم کو بھی اپنے خاندان سے بے دخل کر دیا۔

شمائلہ بھی علی کی موت کے بعد بیمار پڑنے لگی، پیشے کی تنگی ہوئی تو علی کا دلایا گھر تک بک گیا، طبعیت ناساز رہنے لگی تو ہسپتال کی نوکری چھوٹ گئی سو اس نے اپنے میکے جانے کا فیصلہ کیا۔

اپنے بھائی فرازم بخش کے پاس آ کر پہاڑوں پر بنے اس گاوں میں رہنے لگی، شمائلہ کے میکے میں بس ایک بھائی اور بابا ہی تھے، بابا کی وفات کے بعد بھائی

نے محبت اور خلوص سے لاوارث اور اکیلی ہو جاتی پیاری بہن اور بھانجے کو اپنی چھت دی، اپنا سایہ دیا،

شائلہ، صارم کو ڈاکٹر بنانے کے لیے ہر حد سے گزری، وہ خود بھی ہونہار تھا سو سکالرشپ کے ساتھ ساتھ شائلہ نے اپنی جاب چھوڑ کر سلائی سنٹر کھول لیا، لیکن وہ صارم کو ڈاکٹر بنا دیکھے بنا اس دنیا سے چلی گئی، اسے اپنا گناہ اور علی کی ناگہانی موت نگل گئی، حقیقت میں اسے وہ گلٹ مار گیا جو صارم کو اسکی ماں سے الگ کرنے کا تھا لیکن وہ اپنے مرنے کے ساتھ اپنی ساری کہانی قلم بند کیے صارم اور فرازم بخش کے لیے چھوڑ گئی، لیکن بارش برسنے سے ٹپکتی چھت نے شائلہ کے لکھے آدھے خط کو خراب کر دیا جس میں عینی اور پرکاش یعنی صارم کے اصلی ماں باپ کا پتا تھا، اس خط میں صارم کی ساری سچائی (صارم پرکاش سے صارم علی بننے تک کی) موجود تھی، کیسے اس نے اسے آڈاپٹ کیا، کہاں سے کیا، کن کا بچہ تھا، یہ ساری معلومات

بھیگ جاتے اس بوسیدہ کاغذ نے نگل لیں تو وہ بچہ ایک بار پھر سب جانتے باپ سے دور ہو گیا۔ بوجھتے اپنے اصلی ماں

شوہر کے مرنے کے بمشکل تین سال بعد ہی شمائلہ کی موت ہو گئی تھی۔ تب کا دن تھا اور آج کا، فرازم بخش اور خود صارم نے اس تلاش میں اپنے دن اور رات ایک کر دیے۔

فرازم بخش نے شادی نہیں کی تھی، جوانی میں ایک دلربا پر دل ایسا آیا کہ وہ کسی غیر کی ہوئی تو وہ بھی اپنے نہ رہے، شادی، خانہ آبادی سے توبہ تائب ہو کر جیتے رہے، اور پھر بہن کے بیوگی کے بعد گھر آکر بیٹھ جانے پر وہ اپنا سوچنا بالکل بھول گئے کیونکہ شمائلہ ان سے عمر میں دو سال بڑی تھی اور انھیں اپنی اکلوتی بڑی بہن سے والہانہ انس تھا، پھر اسکے جانے کے بعد پچھلے کئی سال سے بس بہن کی امانت کو سنبھالے زندگی گزارنے لگے، کیونکہ شمائلہ اپنی وصیت میں لکھا تھا کہ وہ صارم کو اسکے اصلی ماں باپ تک پہنچا دیں۔

لیکن کہانی یہاں ختم نہیں ہوئی تھی بلکہ یہیں سے کہانی کا ایک نیا آغاز ہوتا ہے۔

شمائلہ کی موت کو ابھی چند سال گزرے، صارم علی تب تک انیتس سال کا خوبرو جوان بن چکا تھا، ڈاکٹری کی ڈگری مکمل کیے وہ اسی گاوں میں چھوٹی سی ڈسپنسری کھولے غریبوں کا مددگار اور مسیحا بنا،

لیکن شمائلہ کی موت سے اب تک اس نے اپنے ماں باپ اور بھائی کی تلاش میں دنیا ایک کی تھی۔

جبکہ پھر حالات نے پلٹا لیا، ہارون پرکاش، ملائشیا جا کر ایک پاک دشمن تنظیم کے بڑی طرح ہتھے چڑھ چکا تھا، اسی بیچ اسے اپنے جڑواں بھائی کا پتا بھی چلا، مگر یہ معاملہ دب سا گیا کیونکہ ان تنظیم والوں نے ہارون کے دل میں اپنے ملک کے خلاف، اسکے اپنوں کے خلاف تب تک اتنا زہر بھرا دیا تھا کہ اسے ہر ایک کو اپنے مقاصد خوپورا کرنے کے لیے استعمال کرنے کی سوچ غالب رہتی۔

اور جب ہارون نے ملائشیا سے واپس پاکستان آکر اس نے ابتدا میں اپنے سیاہ کام نکلوانے کے لیے شہریار کو بلیک میل کرنا شروع کیا تب سب ٹھیک تھا کیونکہ شیری نے اول اول کچھ ماہ تک اسکی مدد ایک دوست ہونے کے ناطے اسکی دھمکیوں میں آکر کی مگر شہریار ایک فوجی کا ایماندار قانون کا رکھوالا بیٹا، جب ہارون کی مزید مدد کرنے سے انکار کرنے لگا تو ہارون پرکاش نے اپنے بچپن سے بچھڑے بھائی تک کو اس کھیل میں شامل کرنے سے دریغ نہ کیا کیونکہ اسے اپنے دو سالا مشن کو مکمل کرنے کے لیے شہریار جدون کی اپنا مال سمگل کرنے اور انفارمیشن اکٹھی کرنے کے لیے آخر تک ضرورت تھی اور وہ اسکی کوئی دکھتی رگ اپنے ہاتھ میں لینا چاہتا تھا۔

پھر اسے اسے کچھ خفیہ ذرائع سے خبر ملی کہ اسکا جڑواں بھائی صارم پرکاش زندہ ہے اور اپنے ماں باپ اور بھائی کی تلاش میں پچھلے کئی سال سے لگا ہے سو اس نے ایک گھناونا پلین ترتیب دیا۔

شہریار اس وقت ایک طرح سے ہارون پرکاش کے لیے اتنا متنفر ہوا پھر رہا تھا کہ وہ سامنے آتا اور وہ اسکی جان لیتا اور اسی کا فائدہ اٹھائے اس نے صارم سے رابطہ کیا، عینی اور پرکاش کا ہمسایہ بن کر اسے اپنے ماں باپ کے پتے کا لالچ دیے اس جگہ بلایا جہاں پہلے ہی اسے شہریار کے ہارون کو مارنے کے پلین ترتیب دیے ہونے کی امید تھی۔

یعنی یہ سب اتفاقات وہ خود ترتیب دیتا رہا۔

اس روز شہریار نے کچھ اہم معلومات خود ہارون کو دینے کا کہے اسے اس رات وہاں بلایا لیکن ہارون نے وہاں اپنی جگہ اپنے بھائی صارم کو بھیجا اور اس دنوں ہارون نے بھی اپنا خلیہ کچھ صارم جیسا ہی بنا کر داڑھی مونچھ بھی جنگلی حد تک بڑھا رکھی تھی اور پھر رات کا وقت تھا، صارم وہاں اپنے ماں باپ کے سراغ کے لیے پہنچا مگر شہریار جدون پر اس وقت اس غدار ہارون پرکاش کا خون سوار تھا سو اس نے سب سے پہلے صارم کا منہ بند کیا، پھر اسکی سنے بنا اسے اس بری طرح پیٹا کہ رحم جیسی کوئی چیز اس میں نہ رہی اور پھر

اسے ہارون سمجھ کر وہیں بنی ایک جھونپڑی میں بند کرتے مٹی کا تیل ڈالے اس کا ٹیج کو آگ لگادی، یہ سب ایک فوٹیج کی صورت میں ہارون نے ریکارڈ کیااور شہریار کے وہاں سے جاتے ہی اس نے صارم کواپنے پروفیشنل لوگوں کی مدد سے وہاں سے نکلواکر، اسکے گاوں کا کوئی آدمی پکڑ کر اس جلتی دیا، اتفاق سے وہ آدمی اس گاوں کے سردار کا خاص آگ میں جھونک آدمی تھا۔

صارم کوہارون، جلے کا ٹیج سے نکلواکر زخمی حالت میں اسکے گھر کے پاس پھنکوا آیا۔

اس کا ٹیج میں جلایا آدمی کی لاش کا ڈی این اے بھی بدل دیا تاکہ شہریار کو یقین ہو جائے کہ اس نے ہارون کو مار دیا۔

مگر صارم کی قسمت مزید خراب نکلی کہ گاوں کے کچھ لوگوں نے ہارون کو اس سردار کے خاص آدمی کو ڈیرے سے اٹھاتے دیکھ لیا تھا، اور جب وہ گم

ہوا تو وہ سب لوگ گاوں کے سردار کے پاس گئے اور صارم پر الزام لگایا کہ ہم چشم دید گواہ ہیں۔

یوں سردار نے اپنے خاص آدمی کے اغوا پر صارم کو جیل کروادی، نہ تو وہ آدمی بازیاب ہو سکا نہ صارم اس مفت کے کیس سے نکل سکا مگر اس نے اپنے تئیں جو چھان بین کروائی اس نے اور بہت سے حقائق سامنے لائے، وہ پچھلے ایک سال سے اس آدمی کے اغواء کے کیس میں جیل بند تھا مگر آخر کار اس کیس کو خود ہی سردار نے یہ کہہ کر بند کروادیا کہ شاید وہ آدمی خود ہی کہیں چلا گیا ہو، اور عدالت نے صارم علی کو باعزت اس کیس سے آج بری کرتے ہوئے ایک سال بعد جیل سے آزادی دے دی تھی۔

مگر اب صارم، اپنے بھائی کی سفاکی اور اس تھانیدار کے اپنے ساتھ کیے سلوک کی وجہ جاننے کے لیے سرگرم ہونے والا تھا، جیل میں موجود رہ کر اس نے عینی اور پرکاش یعنی اپنے ماں باپ کا پتا بھی حاصل کروایا، جو ایک اولڈ ہوم کا تھا، نہ صرف یہ بلکہ اسکے پاس ہارون پرکاش اور شہریار جدون

نامی انسپکٹر کے بارے بھی جیل میں رہنے کی باوجود کافی معلومات اکٹھی تھیں۔

جبکہ شہریار بچارا خوامخوہ خود کو صارم کا قاتل سمجھ رہا تھا، جبکہ ہارون نے اسے قاتل نہ بننے دینے کی پوری کوشش کی تھی، وہ خود تو پھنس چکا تھا، مگر شہریار کو ایک قاتل نہ بنا سکا، شاید کوئی خفیف سا رحم دلی کا احساس اسے ایسا کرنے سے روک گیا اور پھر وہ صارم کو بھی کیسے مار سکتا تھا، اپنے ماں باپ کا وہ تو دشمن نکلا ہی تھا، لیکن وہ چاہتا تھا اسکی موت پر اسکے ماں باپ کو سنبھالنے والا کم از کم زندہ رہے۔

اور ہارون پرکاش نے شاید یہ واحد اچھا کام کیا تھا، وہ ایک شاطر انسان تھا، جب کسی کو مارے بنا اسکا کام نکل رہا تھا تو اسے خون خرابے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی اور شاید اسکی یہی ایک بھلائی اسکی موت کی سختیوں کو کم کرنے کا سبب بنی تھی مگر بہر حال وہ ایک غدار اور نافرمان شخص تھا اور

ایسوں کی سزا کسی صورت نہیں ٹلتی اور ہارون بھی جلد یا بدیر اپنی عبرت تک پہنچنے والا تھا۔

.._____..

لئیق سے بات کر لینے اور علی کو کام سونپتے ہوئے فجر کے بعد وہ پریشانی کے باعث سو نہ سکی، سو کروٹیں بدل بدل کر اضطرابی کیفیت میں اس نے صبح ہونے کا انتظار کیا۔ اٹھی، فریش ہوئی۔

بلیک اوٹ فٹ پہنے، بالوں کو پن آپ کیے لائیٹ سا میک اوور کیے، پیروں میں سنڈریلا سینڈل پہنے کمرے سے نکل آئی تھی، ناشتہ اس نے سب کے ساتھ ہی کیا تھا، ناشتے پر زائشہ کی خاموشی سب ہی کے لیے ہضم کرنے کے لائق نہ تھی اور پھر لعلین نے محسوس کیا کہ صبور بھی کچھ ٹینس ہے اور بس تھوڑا سا بریک فاسٹ کیے وہ اپنے کمرے میں چلی گئی، آج اسے بابا

واپس لینے آرہے تھے کیونکہ اب وہ مزید صبور کو بدگمان رہنے نہ دے سکتے تھے، جندل محل کا ہر فرد ہی لعلین کو ایک مسٹری لگتا تھا، اور وہ جتنا خود کو الجھنے سے بچاتی، اتنا جھنجھلا رہی تھی۔۔

لوئے کا پلین آج لارا کو اپنے سٹوڈیو اور آفس کا وزٹ کروانا تھا سو وہ ناشتے کے بعد نکل گئے تھے اور خود لارا چاہتی تھی کہ لوئے کا ذہن بھٹکے، کیونکہ واپسی وہ بروکی مرضی پر چھوڑ چکا تھا اور لئیق نے شام تک واپس جندل محل آنا تھا۔۔

صبور اپنے کمرے میں ڈیڈی کا ویٹ کیے ریڈی ہو رہی تھی جبکہ زائشہ نے اپنی کچھ اپنے جیسی شوخ حسیناوں کو اپنے ڈرائنگ روم میں جمع کر رکھا تھا، وہ ایک این جیو بھی چلاتی تھی اور اسی سلسلے میں آج اس نے اپنی سہیلیاں جمع کر رکھی تھیں۔

فرہاد علوی کو مدیحہ آفریدی نے کال کر کے خود آج اور کل کی تقریب پر مدعو کیا تھا اور وہ انکی بات ٹال نہ سکے تھے کیونکہ آج بھی وہ مدیحہ آفریدی کو اپنی ماں سمجھتے تھے اور وہ بھی فرہاد کو بہت پسند کرتی تھیں۔

فرہاد صاحب نے جب مریم بی سے ڈسکس کیا تو وہ ساتھ چلنے کے لیے خوشی خوشی تیار ہوئیں بلکہ نیہا نے بھی بوریت سے بچنے کو ساتھ جانے کی خواہش کی تو فرہاد صاحب نے خوشی خوشی اسے اجازت دی، خود وہ نک سک تیار، ریسٹورنٹ کا آج پھر چکر لگانے والے تھے۔

بس پھر آپ دونوں مارکٹ چلی جائیں تو بچوں کے لیے تحائف خرید لیں،" آپ جانتیں ہیں مریم آپا، یہ کام عورتوں کے کرنے والے ہیں اور مجھ نکمے کو انکی الف بے بھی نہیں آتی۔ ہمارا آفریدی والوں سے بہت گہرا تعلق ہے سو ہماری طرف سے کوئی کمی نہ ہو، یہ میرا کارڈ رکھیں۔ جو آپکو مناسب لگے آپ مانی اور شہریار کے لیے خرید لیجئے گا۔ ہم تین اور لئیق لعلین ہی جائیں گے، لوئے کہہ کر گیا تھا کہ آج اسکے اور لارا کے کچھ اوٹ ڈور پلینز ہیں اور

ویسے بھی مدیحہ امی، میرے لوئے کوکچھ خاص پسند نہیں کرتیں، میں نہیں

"چاہتا میرا بچہ مزید ہرٹ ہو

فرہاد علوی سیدھے کچن میں ہی آئے تھے اور اپنا کارڈ مریم بی کو تھماتے ہوئے انہوں نے متفکر اور نرم لہجے میں خاص تاکید کی جس پر وہ رسانیت سے مسکرائیں۔

"آپ فکر نہ کریں بردار، سب اچھے سے ہو گا۔"

گویا مریم صاحبہ انکی بہت بڑی ڈھارس لگیں اور دونوں پر نرم سی نگاہ ڈالتے وہ باہر آئے تو پورچ میں روانگی کے لیے تیار گاڑی کے ہمراہ ڈرائیور انکا منتظر تھا مگر ایک نظر اپنے پھولوں کو دیکھنے وہ لان میں آئے تو لعلین کو ٹوئنکل کے ساتھ دیکھ کر انکی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"اوہ! یو لک ہینڈسم"

لعلین خود ہی انکو اپنی طرف آتا دیکھتی ٹوئنکل کو گود سے اتارتی خاصی شرارت سے ہنسی تو خفیف سا وہ بھی اس تعریف پر بے چین ہوئے۔

"خوبصورتی تو اسکے ساتھ قائم تھی بچے، اب تو بوڑھا ہو گیا ہوں"

وہ محسوس کر رہی تھی کہ وہ اپنے ساتھ ہمیشہ لال نور کو جوڑتے تھے اور اب جب وہ خود ذکر کر بیٹھے تو لعلین خود بھی اپنی اداسی، ان سے باتیں کر کے مٹانا چاہتی تھی۔

"نو و! آپ اب بھی بہت پر کشش ہیں۔ آپکو پتا ہے میرے بابا بھی بہت ہینڈسم تھے، بلکل کسی انگلش موووی کے مغرور ہیرو جیسے، اور اوپر سے میں انکو ہمیشہ سج دھج کر رہنے کا کہا کرتی اور میرے ہوتے کئی لڑکیوں نے ان کو شادی کے پروپوزل بھیجے۔۔۔۔ وہ پھر بہت برہم ہوتے مجھ پر، کہتے کہ بیٹیوں کی شادی کی عمر ہے اور رشتے میرے آنے نہیں رک رہے۔۔۔ ہاہا۔

جب وہ کام پر جاتے تو میں انکے بال خود بناتی تھی، انکے شوز پالش کر کے انکو پہنانا مجھے بہت پسند تھا، کسی دن اگر مجھے جلدی یونی جانا پڑتا تو اس دن بابا گھر

کے عام سے جوتوں میں ہی کام پر نکل جاتے تھے اور پھر واپسی پر وہ ہوتے
"اور لال کی غصے بھری ڈانٹ۔۔۔۔
نجانے کیوں مگر اسے بابا کی ہر بات آجکل بہت یاد آرہی تھی اور فرہاد علوی،
اسکی ان معصوم باتوں پر تادیر ہنستے چلے گئے تو وہ بھی مسکراتی ہوئی آخر تک
خجل سی ہوئے ہنستی کیوٹ لگی۔
تمہارے بابا بہت لکی تھے کہ ایسی پیاری ڈال جیسی بیٹی تھی، بیٹیاں اپنی"
"ماں کا عکس ہوتی ہیں۔ تمہاری مما بھی بہت پیاری ہوں گی یقینا
وہ اپنی کہانی سنانے کے بجائے لال کی سننا چاہتے تھے مگر وہ اس ذکر پر اداس
سی ہوئی۔
میں نے مما کو نہیں دیکھا، بس تصویر میں۔ جو انکی بابا کے ساتھ صرف"
ایک ہے وہ بھی انکے نکاح کی۔ میں آپکو ضرور دیکھاوں گی۔ میرے بابا نے
بھی محبت کی تھی لیکن انکی محبت انھیں نہیں ملی تو انہوں نے اپنی فیملی میں
ہی ایک بیوہ بڑی کزن سے نکاح کیا، سیلی میری مما کی پہلی بیٹی تھیں، مما

جوان تھیں، ایک بیٹی کا ساتھ تھا سو میرے دادا جان نے میرے بابا سے درخواست کی کہ وہ یہ شادی کر لیں، بابا کی محبت ان سے بچھڑ گئی تھی، خواہش کے بعد بس ذمہ داری باقی رہ گئی جو انہوں نے رانیہ یعنی میری مما سے شادی کر کے پورے دل سے نبھائی، میری مما کو بہت سے ہلتھ ایشو تھے، وہ اپنے پہلے شوہر سے عشق کرتی تھیں اور ان سے جدائی کا دکھ بھی انھیں کھاتا رہا، اور میرے بابا کو انہوں نے ہمیشہ بھائی سمجھا تھا سو اچانک رشتہ بدلنے پر وہ بہت ذہنی دباو میں رہنے لگیں۔ سو وہ ایک سال بعد مجھے ان سے جدا ہو کر واپس اپنے عشق کے پاس چلی جنم دے کر مجھ سے اور گئیں۔۔۔۔ سیلی میری مما بنیں، وہ میری سوتیلی بہن ہونے کے باوجود مجھے دیکھ کر جیتی تھیں کیونکہ میری اور انکی مما ایک تھیں، پھر بابا نے بھی سیلنا اور مجھے ہمیشہ اپنے دل کا ٹکڑا رکھا، لیکن مجھ سے میرے بابا اپنی جان سے زیادہ پیار کرتے تھے، یہ میری لک، میرا یوں بننا سب میرے بابا کی

خواہش تھی، نام سے لے کر میرے اندر کی ہر عادت، خوبی، میرے بابا کی سونپی ہوئی ہے"

وہ لعلین کی کہانی سن کر لمحہ بھر سن سے ہوئے، خاص کر لعلین کے آخری جملے سن کر، دل کو کسی نے کند چھری سے کاٹ ڈالا تھا لیکن وہ اپنے دل کو بہلا کر جھٹک گئے، بھلا جو وہ سوچ رہے تھے، ایسا کیسے ممکن تھا۔

"کیا نام ت۔۔ تھا تمہارے بابا کا؟"

اپنے کانپتے دل کو سنبھالے وہ یہ سوال کر تو گئے مگر اس سے پہلے لعلین جواب دیتی، ٹوئکل نے بروقت اپنا سر اپنے گھر کی ایک دیوار سے لٹکے گملے کے بیچ پھنسا لیا جس پر لعلین فورا اسکی طرف ڈوری، ٹوئکل کو اس شکنجے سے آزاد کیا تو خود ہی ہنس دی۔

جب تک واپس آئی وہ ویسے ہی اذیت سے دوچار کھڑے تھے۔

"آپ کہاں جا رہے ہیں ویسے؟"

وہ انکا سوال ہی بھول گئی اور فرہاد علوی میں اتنی سکت نہ رہی کہ وہ یہ سوال دوبارہ دہرا پاتے۔

"م۔۔میں۔۔۔میں ریسٹورنٹ جارہا تھا۔۔۔تم چلو گی۔۔۔م۔۔میں آج تمہیں اپنے ریسٹورنٹ دیکھاتا ہوں، اور اپنے سٹاف سے بھی تمہیں ملواوں گا"

وہ چاہتے تھے کہ لعلین سے بات کریں تبھی وہ اسے ساتھ جانے کی پیشکش بھی کر گئے جبکہ لعلین تو چاہتی ہی یہی تھی۔

"کیوں نہیں، نیکی اور پوچھ پوچھ۔۔میں ابھی سکارف اور بیگ لے کر آتی ہوں۔۔۔۔ہم خوب انجوائے کریں گے"

وہ خوشی خوشی کھلکھلا کر اندر بھاگی تو فرہاد علوی نے اپنے قدم لان میں جو بن دیکھاتے دھیمے گلابی پھولوں کی طرف بڑھائے، انکی آنکھوں میں اذیت سی ناچ اٹھی۔

پھر آنکھوں میں ان پھولوں کی پتیوں کو چھوتے ہوئے نمی سے اتری۔

"ک۔۔ کہیں یہ لعلین۔۔۔۔۔ابراہیم سلطان کی بیٹی تو نہیں؟"

یہ سوال کرتے انکا دل کانپا تھا، ناجانے انکے پورے وجود پر اس شخص کا سوچ کر کپکپاہٹ سی کیوں اتری تھی، لعلین کا تعارف جب لئیق نے انکے روبرو پہلے دن کروایا تو اس نے لعلین لئیق علوی کہا تھا اور اسی وجہ سے وہ لعلین کا پورا نام نہیں جانتے تھے نہ اب تک کسی اتفاق سے بھی انکے سامنے لعلین نے اپنے پورے نام یا اپنے بابا کے نام کو لیا تھا۔

ڈر اور تکلیف کی گہری لہر اس وقت فرہاد علوی کے پورے وجود کو جکڑ چکی تھی۔

۔۔_____۔۔

وہ انکے بہت اصرار پر ساتھ آتو گئی تھی مگر ڈیڈی کے ساتھ اسکی پچھلی ناراضگی ختم ہوئی نہیں تھی کہ ممی کو سب پتا چلنے پر وہ ان سے مزید خفا ہو گئی۔

وہ بھی اسے کیانی پیلس لے جانے کے بجائے لنچ کرنے بہت خوبصورت سی جگہ لائے کیونکہ انکے بقول صبور اپنی اس من پسند جگہ آکر ان پر موجود غصہ کم کر دے گی۔

"کیا تمہیں اپنے ڈیڈی پر بہت غصہ ہے؟"

وہ اسکی فیورٹ فش پلاو منگوانے کے بعد صبور سے مخاطب تھے جو ناراض نظروں سے کب سے انھیں دیکھ کر پریشان کر رہی تھی۔

"پہلے نہیں تھا اب مجھے سب پر غصہ ہے، آپ پر، دستگیر پر، ممی پر"

وہ مضبوط ہونے کی جتنی کوشش کرتی آج آواز میں موجود لرزش دب نہ سکتی تھی۔

سوہنے وہ کچھ برا نہیں کر پائے گی، اپنے ڈیڈی پر تمہیں بھروسہ کرنا"
"چاہیے

وہ اسکے ہاتھ کو تھام کر شفقت بھرے دلاسے کے سنگ بولے مگر وہ برہم رہی، اسکی ناراضگی انھیں کوئی عام شدت کی نہیں لگی تھی۔

"کسی پر یقین ہونا ہو، مجھے ممی کے ہر حد سے گزرنے پر ضرور یقین ہے"

اس بار اسکی شکائیت لبوں پر سسکی کی صورت مچلی اور اس عورت کی سفاکی کو اسے جیسے یقین واثق ہو چکا تھا جبکہ ہمایوں کے چہرے کی یکدم رنگت بدلی۔

اسکی یہ سفاکیاں یہیں تک تھیں، میرے اور دستگیر کے ہوتے تمہیں"
پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔اس بار ویسے بھی یہ معاملہ لئیق خود دیکھ
"رہا ہے

وہ کیسے بتاتی کہ وہ اپنے لیے نہیں ڈیڈی اور دستگیر کے لیے ڈر رہی ہے، جبکہ لئیق کا ذکر اسے فطری دلاسا ضرور دیتا نظر آیا۔

ٹھیک ہے لیکن کچھ برا ہوا تو میں نہ آپ سے بات کروں گی نا اس سر"

"پھرے سے، جسے موت کے منہ میں اترنے کے سوا کچھ نہیں آتا

صبور نے گویا دل نرم کر ہی لیا مگر وہ بابا کے ہاتھ اگلے ہی لمحے یوں جکڑ گئ

جیسے نا جانے کتنی تکلیف میں ہوں۔

ڈیڈی! آپ نیہا کے لیے کچھ کریں۔ اسکی کہیں بہت اچھی جگہ شادی کروا"

دیں۔ میں اسکے لیے بہت اداس ہوں، جب جب اسے اداس دیکھوں گی،

"میرا گلٹ بڑھتا جائے گا

صبور کے تاسف سے التجا کرنے پر وہ تکان زدہ مسکرائے اور ہلکان سی صبور

کی گال نرمی سے سہلائی۔

"اچھا اگر تمہارے ڈیڈی اس سے شادی کر لیں تو؟"

یہ سوال وہ اسی نرم مسکراتے چہرے کے سنگ صبور کو دیکھ کر کر گئے جبکہ

اسکے چہرے پر لمحہ بھر سفیدی سی چھا گئ۔

"وٹ! ڈیڈی آپ؟"

وہ حیرت کے شدید جھٹکے کے سنگ بڑبڑائی تو ہمایوں کیانی کے وجیہہ پر اسرار چہرے پر ہاں میں سر ہلائے مبہم سی مسکان اتری۔

کئی لمحے تو صبور اس پر یقین ہی نہ کر سکی اور پھر جب اسکے ذہن و دل کے ڈھیر سے سوالوں کا جواب دینے کو اسے تفصیل سے آگاہ کیے خاموش ہوئے تو وہ بھی اک لمحہ اداس سا مسکرا دی۔

ڈیڈی کی آنکھوں میں ایک خاص عورت کو تلاش کر لینے کی خوشی وہ باآسانی دیکھ سکتی تھی۔

"کیا آپکو نیہا اچھی لگی؟"

صبور نے جب ڈیڈی سے نیہا کی رضامندی جانی تو یہ سوال خود ہی اسکے مسکراتے ہونٹوں اور متجسس آنکھوں میں سمٹ آیا۔

جبکہ ہمایوں کیانی کے پاس اس وقت اس سوال کا جواب نہیں تھا۔

زخموں سے بھرا انسان ہی دوسروں کے لیے بہترین مرہم بنتا ہے"

سوہنے، یہ خاصیت سبھی کو نہیں ملتی۔ عمروں کا فرق چھوڑ دیا جائے تو ہم دو

کے دلوں کو یکسانیت کے سنگ ٹیس پہنچی ہیں، میں اسے اپنا پابند نہیں کروں گا۔ اگر وہ میرے ساتھ کچھ وقت سیٹل نہ ہو سکی تو میں اسے خوشی خوشی آزاد کر دوں گا"

ڈیڈی کی سنجیدگی اور اس بڑے دل کے مظاہرے پر وہ دلفریب سا مسکرائی۔

"آئی وش وہ میرے ہیرے جیسے ڈیڈی کا دل تسخیر کرنے میں کامیاب ہو جائے، اگر وہ راضی ہے تو مجھے بہت خوشی ہو گی اسے اپنی سٹیپ مدر بنا کر۔۔۔۔ وہ ایک اچھی لڑکی ہے ڈیڈی، تبھی اسکے ساتھ برا ہوتا دیکھ کر میں پریشان تھی۔ میں آپکے اس فیصلے میں آپکے ساتھ ہوں"

صبور کی رضامندی نے گویا انکو دلی مسرت بخشی، وہ بھی تو اپنے ڈیڈی کو خوش دیکھنے کو ہمیشہ ترستی آئی تھی۔

"زندگی نے بہت سبق سیکھائے ہیں، خاموشی سے۔ انسان بظاہر آگے بڑھ جاتا ہے اور شعور کی منزلیں بھی طے کرتا ہے لیکن زندگی سٹیٹس بنانے کا

نام نہیں بلکہ ہدایت کی تلاش یا کسی کی ہدایت بن کر دلوں کو فتح کرنے کا نام ہے"

وہ گہرے خیالات کے مالک تھے تبھی انکی پرورش نے صبور کیانی میں صرف اپنی خوبیوں کو اتارا تھا، وہ سراپا بابا کا عکس تھی، جو دل سے جینے اور احساس رکھنے والے انسان تھے۔

"اور مجھے یقین ہیں میرے ڈیڈی اس لڑکی کا دل فتح کر چکے ہیں یا عنقریب کرلیں گے۔ آپکی شادی دھوم دھام سے کرنا چاہتی ہوں پلیز"

وہ سنجیدہ باتوں سے پھیل جاتی تلخی کو کم کرنے کو جیسے خود ہی آخر تک معصومیت سے منمنائی، ہمایوں کیانی کی خجل سی مسکراہٹ صبور کے اداس دل کو ہر خوف اور ڈر سے لمحوں میں آزاد کر گئی۔

.._____..

فرہاد علوی کے ساتھ آکر وہ بہت فریش فیل کر رہی تھی، فائیو سٹار لگژری دو بڑے بڑے ریسٹورنٹ، انکی زیبائش، کارکردگی اور پھر جس طرح فرہاد علوی نے اپنے پورے سٹاف سے اپنی بڑی بہو کا تعارف کروایا، وہ خود کو وی آئی پی محسوس کر رہی تھی، پھر مینجر نے دونوں سسر بہو کے لیے لگژری لنچ کا شاندار بندوبست کرتے ریسٹورنٹ کی سگنیچر ڈشیز کے ساتھ ساتھ سپیشیلٹی سے بھرپور ٹیبل سجائی۔

یہ ریسٹورنٹ واقعی بہت محنت اور توجہ سے بنا لگتا تھا، وہاں کی ہر اینٹ میں لعلین کو فرہاد صاحب کی لگن، انکے خواب، انکی محنت کا عکس چھلکتا محسوس ہوا تھا۔

وہ یہی سوچ رہی تھی کہ انسان زندگی میں جتنا بھی آگے بڑھ جائے، وہ جتنا بھی کما لے، اپنے خوابوں کا جہاں بھی کیوں نہ تسخیر کر لے، مگر بس اگر وہ محبت نہ پا سکے تو محروم کہلائے گا، فرہاد علوی کے پاس زندگی کی ہر آسائش

تھی پر انکی آنکھیں خالی تھیں، پہلو اجڑا ہوا اور دل لال نور کی یادوں کا مقبرہ تھا۔

لنچ کے بعد وہ انکے ساتھ وہیں ریسٹورنٹ کا وزٹ کرتی انکے ہمراہ چل رہی تھی جو لال کو اپنی اس محنت کی کہانی سنا رہے تھے۔

"یہ سب یونہی نہیں بن گیا، میری اس دنیا کے پیچھے میری دن رات کی لگن ہے۔ لوگ یہاں آتے ہیں تو یہاں کے معیار، یہاں کے سکون کو دلی راحت سمجھتے ہوئے دوبارہ آنے کی جستجو لے کر یہاں سے جاتے ہیں، اگر انکو پتا چلے کہ اس سکون کو رائج کرنے والا خود کتنا بے سکون ہے تو حیرت کدوں میں اتر جائیں۔

جب اس ریسٹورنٹ کا افتتاح ہوا تو وہ میرے ہمراہ تھی، میرے ہر خواب میں وہ پوری ایمانداری سے حصہ دار رہی۔"

وہ انکے ساتھ چلتی مسکرا رہی تھی جو یہاں کے در و دیوار کو محبت پاش نظروں سے دیکھنے میں محو تھے۔

"آپکی شادی ہو گئی پھر کیسا رہا سب ؟"

وہ لال کے ذکر پر انکا اجڑ سا جانا محسوس کرتی رک کر انکی سمت دیکھ کر تاسف سے بولی تو انکی آنکھوں میں حسرت سی جاگ اٹھی۔

"میرے لیے تو سب خوبصورت تھا، وہ چاند کے گرد گھومتی چکور میرے گھر کا نور بن چکی تھی، چاند سے چرائی روشنی میرے آنگن میں پھیلانے کو اس نے پہلے دن ہی میری یک طرفہ محبت کے ہر اظہار کو دل، ذہن اور وجود پر قبول کیا لیکن دوسرا دن اسکا اور میرا بالکل الگ تھا، اس نے مجھے کہا

"لال نور میری ہے، پر لال نور کا دل میرا نہیں ہے

وہ یہ کہتے ہوئے کبھی کرب سے مسکرائے کبھی انکی آنکھیں بھر آئیں، وہ انکا ہاتھ تھامے اس شور و غل کی دنیا سے انکو کھینچ کر باہر خوبصورت سے لان میں لے آئی، جہاں بادلوں نے دھوپ کو اپنے دامن میں لپیٹ کر موسم بھی کسی دکھ میں مبتلا سا ابر آلود کر دیا۔

"مشکل ہوا ہو گا آپکے لیے ؟"

وہ دونوں لان میں لگے بینچ پر بیٹھے، لان میں لگے ان دو جھولوں کو دیکھ رہے تھے جہاں دو بچے من مستی کے سنگ ہنستے ہوئے جھول رہے تھے۔

یہ سوال کرتے اور سنتے دونوں نفوس کا دل تڑپا ہوا تھا۔

"بہت، یہ تو لئیق کے آنے کی امید نے میرے پھٹے دل کو سنبھال لیا ورنہ مجھ جیسا شخص رقابت کی آگ سے تب ہی جل کر خاکستر ہو جاتا، میں یہی سوچتا تھا کہ وہ میرے بچے کی ماں بنے گی تو شاید اسے مجھ پر رحم آجائے، وہ مجھ سے محبت کرنے لگے لیکن وہ ہر فرض پورا کرتی رہی، اس نے مجھ سے

"محبت نہیں کی

انکی آنکھیں کسی اخیر درد میں مبتلا اور مضبوط آواز لرزی تو لعلین نے بے اختیار اپنی گلابی ہوتی آنکھیں فرہاد علوی پر جمائیں۔

"آپ نے تو کی تھی؟ کی تھی نہ؟"

وہ لعلین کے سوال پر تڑپ کر اسکی طرف دیکھنے لگے۔

"محبت کی تھی، بہت کی تھی"

وہ اپنی آنکھوں کو نم ہونے سے روک نہ پائے۔

تو پھر جب لال نور کو آپکی عادت ہوئی، آپ نے ان پر زائشہ نامی قہر توڑ"

"دیا۔۔۔۔۔ایسا کیوں کیا؟

اس بار لعلین کی آواز پر بھیگی تھی جبکہ فرہاد علوی کی سانسیں سی ان پر تنگ پڑنے لگیں۔

" آپ نے کہا تھا آپ مجھے سب بتائیں گے "

وہ انکو خاموش سا دیکھ کر روہانسی ہوئی مگر یہ سب بتانے کے لیے فرہاد علوی کے پاس اب بھی ہمت نہیں تھی۔

"تم وعدہ کرو، تم کسی کو نہیں بتاو گی"

وہ کسی بچے کی طرح لعلین کی طرف دیکھتے سسکے، جیسے وہ خود بھی اپنے اندر کی تکلیف بانٹنا چاہتے ہوں، لعلین نے انکا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں پیار سے لیا۔

"وعدہ۔۔۔۔۔"

وہ بولی مگر آواز لرز سی گئی اور پھر دونوں کے بیچ ایک خاموشی سے چھا گئی۔

وہ وہاں بیٹھے بیٹھے اسے نا جانے کیا کیا بتا گئے کہ لعلین ابراہیم ان کے ساتھ ہوتے اتنے سنگین ظلم پر تڑپ اٹھی۔

....★☆☆☆☆☆★....

یہ آج سے چھبیس برس پہلے کی بات تھی جب فرہاد علوی، لال نور کی تکلیفوں، ان چاہے شخص کی بے جا قربتوں، اور اس لڑکی کی اذیتوں سے مکمل شکستہ ہو چکے تھے، وہ لال نور کو محبت دے دے کر بدلے میں محبت کی ہلکی سی بھی حدت نہ پاتے تو انکے اندر ایک نا ختم ہونے والی جنگ چھڑ جاتی تھی، یہی وہ جنگ تھی جو کئی سال پہلے انکے قدم ڈگمگانے کا سبب بنی تھی۔

ان دنوں زائشہ، ہمایوں سے طلاق لینے کے بعد واپس اپنی موج مستی سے بھری زندگی میں واپس آچکی تھی، ہمایوں کے نکاح میں موجود ہوتے ہوئے اسکی نظر فرہاد علوی جیسے ایک نئے شکار پر موجود تھی، یہ تو اسکی کوکھ میں صبور تھی ورنہ وہ عورت تب ہی فرہاد کو پھنسا لیتی لیکن نو ماہ اسے چار و ناچار صبور کے جنم تک خود کو ایک حد میں رکھنا پڑا مگر صبور کی پیدائش کے ایک ہفتے بعد ہی ہمایوں نے گویا طلاق تھما کر اس سفاک عورت کو سر سے اتارے، کھلی عیاشیاں کرنے کا موقع دے دیا، وہ اس عورت سے جان چھڑوانے کے لیے لمحے گن رہے تھے کیونکہ انھیں اس عورت کا محض اپنے نام کے ساتھ جڑا نام بھی ناقابل برداشت تھا۔

چار ماہ لگے زائشہ کو، ایک نیا بکرا مکمل پھنسانے میں، وہ اسکے ریسٹورنٹ میں ابتدائی دنوں ایز آور کر گئی مگر چار پانچ ماہ کے اندر اس نے فرہاد علوی کے ٹوٹے شکستہ دل تک رسائی پائے خود کو اسکا بہت بڑا خیر خواہ ثابت کر لیا، زائشہ اپنے آپارٹمنٹ میں اکیلی رہتی تھی، اور فرہاد علوی کی دلجوئی کے لیے

وہ اکثر و بیشتر انکو اپنے گھر بلا لیتی، فرہاد علوی اکثر و بیشتر زائشہ کے پاس جانے لگے، وہ اپنے اندر کی گھٹن نکالنے جاتے مگر زائشہ نے دوستی کی آڑ میں اس ٹوٹے دل والے عاشق کو اپنی گھناونی چال میں پھنسایا، وہ جانتی تھی وہ ٹوٹے دل والا اس عورت کی زرا سی پرواہ پر اسکی طرف مائل ہو جائے گا، وہ اپنی من پسند عورت کی محبت کو ترسے فرہاد علوی، اسکی سفاک کے چنگل میں سر تا پیر جکڑے گئے۔

اور اس رات وہ بہت زیادہ دکھی اور ذہنی طور پر الجھے تھے تو زائشہ نے انھیں اپنے گھر روک لیا، اور انکو نا جانے کونسی دوا دی کہ وہ ذرا دیر لیٹے تو صبح جا کر انکی آنکھ کھلی، جبکہ وہ رات رکنے کی نیت سے ہر گز نہیں آئے تھے، لیکن زائشہ اپنا کھیل کھیل چکی تھی۔

اسکی قسمت اچھی تھی کہ دوسری بار بھی اسے ایک شریف سا آدمی مل چکا تھا، فرہاد علوی بہت غصے سے اسکے گھر سے گئے، اور زائشہ سے اسکے بعد بات بھی کرنی چھوڑ دی مگر اس عورت نے جھوٹی پریگنیسی کی رپورٹ بنا کر

فرہاد کو دیکھائی اور یہ دعوی کیا کہ اس رات جب وہ اسکے پاس رکے تو وہ سب ہوا جسکا نتیجہ یہ بچہ ہے۔

فرہاد علوی پہلے تو یقین نہ کر سکے کیونکہ وہ سب کر سکتے تھے، کسی کو لال نور کی جگہ نہیں دے سکتے تھے مگر زائشہ ایک ماہر منجھی کھلاڑی تھی، اس نے فرہاد کو اس بچے کی مدد سے اپنے چنگل میں پھنسالیا اور یوں وہ مجبورا اس سے نکاح پر مجبور ہوئے۔

لیکن نکاح کرتے ہی وہ اسے لے کر نیویارک چلے گئے، اپنے وہاں کے گھر کا زائشہ کو مالک بنایا، صرف اس بچے کی خاطر جسکا شادی سے پہلے کوئی وجود ہی نہ تھا۔

وہ زائشہ کے ساتھ ایک ہفتہ رہے، ازدواجی تعلقات قائم ہوا جسکے بعد قدرت نے زائشہ کی رسی اور ڈھیلی کرتے ہوئے حقیقت میں اسکی کوکھ لوئے سے بھر دی۔

یعنی وہ بچہ جواب زائشہ جنم دینے والی تھی، وہ ناجائز نہیں بلکل جائز تھا۔

زائشہ کی یہ حقیقت تب کھلی جب ایک کچھ دن بعد فرہاد علوی نیو یارک واپس گئے اور بہت اصرار پر انہوں نے زائشہ کے ٹیسٹ کروائے اور تب انھیں پتا چلا کہ اسکی ابھی صرف دو ہفتے کی پریگنیسی ہے۔

بس وہ دن تھا، کہ زائشہ علوی، فرہاد علوی کے لیے قابل نفرت بن گئی، وہ اسکی سچائی جان کر پہروں روئے، اپنی جان سے پیاری بیوی پر سوتن لا بیٹھنے کا دکھ انکو زندہ نگلنے لگا۔ فرہاد علوی کی نفرت سے زائشہ کو کوئی فرق نہ پڑا، اسے جو چاہیے تھا وہ مل چکا تھا، نیو یارک جیسے شہر میں اپنا ذاتی گھر، عیش، عشرت، اور پھر کوکھ میں پلتی فرہاد علوی کی دکھتی رگ، اسکا جائز وارث، لیکن وہ ناشکری عورت اس سب پر راضی نہ تھی، اسکی نظر فرہاد علوی کی پہلی بیوی کی خوشیوں پر تھی، اسکے پہلے بڑے بیٹے کے نام لگے ستر کروڑ کے جندل محل پر تھی سو وہ آہستہ آہستہ پاکستان جانے کی فرمائش کرنے لگی، فرہاد اسے کسی صورت سب کے سامنے نہیں لا سکتے تھے، تبھی ان میں آئے دن لڑائی جھگڑے ہونے لگے، لوئے تو ان دو کے بیچ پس کر رہ گیا۔

لوئے کی وجہ سے فرہاد اس عورت کو برداشت کرنے پر مجبور تھے اور وہ خود بھی بات بات پر انھیں پاکستان چلے جانے کی دھمکی دے کر دبائے رکھتی۔

جب بھی وہ دو ماہ یا چھ ماہ بعد نیویارک آتے، زائشہ کی پاکستان جانے کی رٹ ویسے ہی برقرار رہتی جو آہستہ آہستہ فرہاد علوی کو ذہنی مریض بناتی گئی کیونکہ وہ ڈرتے تھے کہ اگر زائشہ کی سچائی کھلی تو وہ اپنی بیوی اور بیٹے دونوں کو کھو دیں گے، شروع میں لال نور نے بھلے فرہاد کو دل سے قبول نہ کیا ہو مگر لئیق کے انکی زندگی میں آجائے نے انکو صبر دیا، اور وہ آہستہ آہستہ ذہنی اذیت سے نکل کر اپنی اس زندگی کو قبول کرنے لگیں۔۔

لوئے کی پیدائش کے بعد نہ تو فرہاد نے اس مکار، جذبوں کی سوداگر وحشی زائشہ نامی عورت کو دوبارہ منہ لگایا نہ وہ اسکے قریب آئی بس اس عورت کو اپنے آرام سے مطلب تھا، جندل محل ہتھیانے کا لالچ اسے بے سکون کرتا اور پھر کئی سال کے لمبے انتظار کے بعد وہ ایک دن اچانک، بنا فرہاد علوی کو بتائے اپنے سترہ سالہ بیٹے لوئے بہزاد علوی کے ساتھ جندل محل چلی آئی۔

لیکن وہ کہانی کو اب بھی ادھورا چھوڑ گئے تھے۔

کیونکہ انکی آواز جب مزید بولنے پر رندھنے لگی، آنسو بے قابو ہو کر انکے وجود کی گریہ وزاری بننے لگے تو خود لعلین نے یہ دردناک کہانی کا سلسلہ منقطع کر کے ان پر رحم کھالیا کیونکہ وہ جانتی تھی اب وہ باقی کی کہانی خود لعلین کو سنائیں گے۔

اسے بھی کچھ کام تھے اور وہ شام پانچ بجے تک سب نمٹا کر واپس جندل محل پہنچا چاہتی تھی کیونکہ اس نے لئیق کو اپنے جندل محل سے نکلنے کے لیے انفارم نہیں کیا تھا۔

لعلین انکے ساتھ تین تک رہی اور پھر کچھ اہم کام نمٹانے کا کہتی وہ ان سے اجازت لیے چلی گئی۔ ریسٹورنٹ سے نکلتے کی بیس منٹ پیدل چلنے کے بعد کیپ لی اور علی کے بتائے پتے پر پہنچی، جب تک وہ اس جگہ پہنچی، شام کے چار بج چکے تھے، یہ جگہ اسکے رائزنگ کلب سے بہت نزدیک تھی اور لعلین کا یہاں سے واپسی پر کلب جانے کا بھی پلین تھا۔

ار گرد تاحد نگاہ پھیلے قبرستان سے بچ بچاتی وہ دوسری طرف کھلی زمین کی طرف بڑھی تو اسے سامنے ہی علی کھڑا نظر آیا۔

لعلین کو دیکھتے ہی وہ مودب ہوئے آنکھوں میں تنظیم سی لیے لعلین کے قریب آکر رکا۔

رسمی علیک سلیک کے فوری بعد لعلین نے اس سے اپنی مطلوبہ معلومات دریافت کیں۔

میم، آپ کا کام ہو گیا ہے۔۔۔یہ کاغذ اس ہوسپٹل کے پرانے چوکیدار" نے نکلوا کر دیا ہے، یہ اس بچے کا ایڈاپشن فارم ہے جو اس شمائلہ نامی سینئر نرس نے ہوسپٹل سے گود لیا تھا، دونوں معاملے پتا کروا لیے ہیں، بظاہر اس دن صارم اور ہارون نامی ان بچوں میں سے صارم کی سانس کی نالی کے تنگ پڑنے اور اپنے زندہ رہنے کے لائق وزن سے لاغر ہونے پر موت ہو گئی تھی۔ڈاکٹرز نے ہارون نامی بچے کو زندہ اسکے والدین کے سپرد کیا جبکہ دوسرے کی ڈیڈ باڈی دی۔

"لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے

علی نے وہ پیپر لعلین کو تھمائی بتانا شروع کیا، لعلین نے اس پیپر پر صارم پرکاش کی جگہ اس بچے کا نام صارم علی پڑھتے ہوئے اور علی کا متجسس کرنے پر اچھنبے کے سنگ اسے دیکھا۔

جس وقت علی، ڈاکٹر سے پوچھ گچھ کر رہا تھا اسی وقت علی کو شبہ ہوا کہ اسے کوئی نظر دیکھ رہی ہے سو ڈاکٹرز کے ریکارڈ نکالنے تک علی نے کچھ دیر ان سے معذرت کی اور باہر آیا تو وہاں ایک لگ بھگ پچاس سالہ عورت تھی جو بھاگی تھی، علی کی جاسوس طبعیت یہ گوارانہ کر سکی کہ اس پیچھے کوئی معاملہ نہیں ہو سکتا سو اس نے اس کلرک کی بیوی کا پیچھا کیا جو اس گورنمنٹ ہوسپٹل میں پچھلے بتیس سال سے صفائی ستھرائی کا کام کر رہی تھی اور شمائلہ کے ساتھ جس نے اسکی اس معاملے میں مدد کی وہ یہی رضیہ تھی۔

بس پھر علی نے اسے دبوچا اور تھوڑے سے دھمکانے پر ہی اس نے فرفر ساری داستان علی کے گوش گزار کر دی۔

لیکن یہ سب علی کے منہ سے سن کر لعلین کا صحیح معنوں میں دماغ چکرا کر رہ گیا، آج تو اسے شاکس پر شاکس مل رہے تھے۔

"یامیرے اللہ! مطلب اتنا بڑا دھوکہ کیا اس شائلہ نامی عورت نے۔۔۔۔"

"صارم زندہ ہے اور عینی تیس سال سے اسکو مرا سمجھ رہی ہیں

لعلین کی آنکھوں میں عینی کی تکلیف کے بعد اس مرہم پر نمی چھلک آئی جبکہ علی بھی فکر مند سا لعلین کے اگلے حکم کا منتظر تھا۔

"میرے لیے کوئی اور حکم میم؟"

علی نے اسے کربناک سی سوچ میں ڈوبے نرمی سے پوچھا تو لعلین نے سر اثبات میں ہلائے وہ پیپر فولڈ کیے اپنے کندھے سے لٹکے بیگ میں رکھا۔

"میں چاہتی ہوں کچھ دن تم میری جگہ رائزنگ کلب میں میرا کام کرو اور میری سیکھائی ہر چیز کو اب آگے پھیلاو، کچھ فیملی ایشوز کے باعث میں وقت نہیں دے پا رہی۔ وہ میرا ریزگنیشن لیٹر بھی قبول نہیں کر رہے، یہی

آپشن دیا ہے کہ میں ایک دو ماہ اپنی جگہ اپنے کسی سٹوڈنٹ کو ٹریننگ پر ہائیر کر دوں۔ تمہیں پتا ہے

"اگلے ہفتے ولڈ کپ ٹورنامنٹ ہے، سو میری امید صرف تم ہو۔۔۔۔

وہ لعلین کے اتنے اصرار پر خوبصورت مسکرایا، یہ اسکے لیے شرف کی بات تھی کہ وہ اپنی ٹیچر کی جگہ اسکے کام کو سنبھالتا۔

آپ حکم کریں، بندہ خاضر۔۔۔۔میں اپنی پوری کوشش کروں گا۔آپ"

"بے فکر ہو کر اپنی فیملی کو ٹائم دیں

علی نے گویا یہ ذمہ داری قبول کیے اسکے کندھوں سے بہت بڑا بوجھ اتارا، لعلین کا دل خوشی سے ہمک سا گیا۔

تھینک یو سو مچ علی، تم نے مجھے کبھی مایوس نہیں کیا۔مجھے فخر ہے کہ تم"

میرے سٹوڈنٹ ہو۔اور ہاں مجھے اس شمائلہ نامی عورت کا پتا نکال کر دو، اسکے سسرال، میکے، آبائی یا نیا جس بھی گھر کا پتا ڈھونڈ سکو۔۔۔۔۔یہ

معاملہ بہت اہم ہے، تم ایزی ہو کر ایڈریس ڈھونڈو، لیکن مجھے بہت امید ہے تم سے کہ تم یہ بھی کر لو گے"

وہ پہلے ہی اپنے لوگوں کو شمائلہ نامی عورت کا پتا، اسکا حسب نسب گھنگالنے کا کہہ آیا تھا۔

سو لعلین کو اس نے بھرپور تسلی دی اور پھر وہ اسکے ساتھ ہی رائزنگ فٹ بال کلب پہنچا، وہاں لعلین نے اپنی جگہ اسکا نام دے کر ہیڈ کے غصے کو کچھ کم کیا کیونکہ وہ اب لعلین کی غیر حاضری پر سخت تپے ہوئے تھے۔

ناصرف علی کو وہاں اپنی جگہ لگوایا بلکہ اپنی کلاس کے تمام فٹ بالرز کو علی سے انٹروڈیوس بھی کروایا، وہ سب ہی علی کو جانتے تھے، وہ انکا سینئر تھا۔

لیکن میم ہم آپکو مس کر رہے ہیں، ہم نے سنا ہے آپکی شادی ہو گئی"
ہے۔۔پلیز ہمیں مت چھوڑیے گا"

وہ سب اس وقت گراونڈ میں جمع تھے اور لال نے ان سبکو علی کا بتا کر تھوڑا اداس بھی کیا۔

انہی لڑکوں میں سے ایک نے اداسی سے کہا تو باقی سب بھی ویسے ہی اداس ہوئے۔

میں نہیں چھوڑ رہی گائیز لیکن ابھی اگر کلب جوائن کرتی ہوں تو فیملی" ڈسٹرب ہو گی۔ پہلے تو تم سبکی یہ میم ویلی نکمی تھی تبھی ہر وقت مل جاتی تھی لیکن اب میرے ہسبنڈ ہیں، سسرال ہے۔ لیکن تم سب بھی میری فیملی ہو اور مجھے تم سبکی فکر ہے تبھی اپنا یہ ہونہار بچہ تم لوگوں کے لیے لے آئی ہوں۔ علی تم لوگوں کو میری کمی نہیں ہونے دے گا، یہ مجھ سے بھی ماہر کوچ ثابت ہو گا۔ باقی ہر میچ میں تم سب کو لال گڈ لک کہنے ضرور آئے "گی، اپنے کلب کا نام روشن کرنا

علی تو اتنی تعریف پر شرمندہ سا ہوا، جبکہ وہ سب لعلین کی شادی کا سن کر بہت خوش تھے، کلب میں لعلین کی غیر موجودگی کے بیچ دو لڑکیاں بھی جوائنگ دے چکی تھیں جو فی میل ٹیم کی تھیں مگر ٹریننگ کے لیے انکو لعلین کی کلاس ملی تھی اور ان کو دیکھ کر لعلین بہت خوش تھی، پڑھائی کے

ساتھ ساتھ کھیل میں یوں نیوجنریشن کا بڑھتا رجحان اسکے لیے تسلی بخش تھا۔

"ان شاءاللہ میم، ہم پوری جان لگائیں گے لیکن آپ ہمیں اپنے ہسبنڈ سے ضرور ملوانا۔ ہم آپکی شادی کی اور جیت کی پارٹی یہیں دھوم دھام سے کریں گے"

انہی لڑکوں میں سے ایک اور جوش سے بولا تو سب ہنستے ہوئے لعلین کو بھی مسکراہٹ دے گیے۔

جبکہ لال نے ڈن کا اشارہ دیتے ہی علی کی سمت دیکھا جسکی آنکھوں میں لعلین کے لیے اب مزید احترام تھا۔

"تھینک یو میم، آپ نے تو مجھے وی آئی پی بنا دیا"

وہاں سے باہر تک علی اسے چھوڑنے آیا تو اپنے احساسات شئیر کیے بنا نہ رہ سکا اور لعلین نے اسکی سمت پلٹ کر اسکی بازو سہلائے امید بھری نظر ڈالی۔

تمہیں پتا ہے ایک استاد کے لیے ہر وہ سٹوڈنٹ عزیز ترین ہوتا ہے جو"
اسے پوری ایمانداری سے استاد مانتا ہے اور اسکی سنتا ہے، تم ایسے ہی ہو علی۔
آئی وش تم بہت آگے جاو، وہ مقام پاو جو کڑوروں میں سے کسی ایک ہونہار
کو ملتا ہے۔۔۔اب میری ٹیم تمہارے حوالے ہے، اس سے تمہیں بھی
ایکسپرئنس ہو گا لیکن پرسنل جاسوس اور مخبر تم ہمیشہ لال ابراہیم کے رہو
"گے۔۔ہاہا جاو کڈ لک

وہ اسے مزید ہمت سونپے آخر تک جس طرح شرارت سے بولی، علی بھی
ہنس دیا، اسے بھیج کر وہ بھی مسکراتی ہوئی کلب سے باہر نکلی مگر توقع کے
برعکس شہریار کو کلب کے باہر اپنی گاڑی کھڑا کیے اسکا منتظر دیکھ کر وہ خفیف
سا برہم ہوئی۔

گل لالہ نے شہریار کے لاکھ منع کرنے کے باوجود مہندی کا فنکشن رکھ لیا
تھا اور وہ چاہتا تھا لال اسکی طرف آکر اس تقریب میں شرکت کرے، بھلے
یہ سب کھیل تھا لیکن وہ لعلین کی دوستی بہت مس کر رہا تھا۔

"تم کیوں ہو یہاں؟"

اس تک پہنچ کر لعلین نے کھردرے پن سے پوچھا جس پر وہ مسکرا کر گاڑی سے لگائی ٹیک چھوڑتا دو قدم لعلین کی طرف بڑھا جو اسے سرد نظروں سے دیکھنے میں مصروف تھی، آج بھی سیاہ میں ڈوبا ہوا وہ پیار الگ رہا تھا مگر چہرے کی تازگی پر اک سرد پن چھایا ہوا تھا۔

"کیونکہ مجھے عادت ہے یہاں ہونے کی، بھول گئی ہو۔ تمہیں ہمیشہ میں ہی پک کرتا تھا گنگلی۔۔۔مانا اب جندل محل کی رانی بن گئی ہو لیکن اس مسکین

"دوست سے لفٹ لے لو گی تو خوشی ہو گی

وہ خود بھی اسکی واپس دوست بنانے کے جتن کرتا لعلین کو اداس کر گیا، لیکن وہ اسے کیسے معاف کرتی بھلا، اس شخص نے اسکی بہن کو اذیت دی تھی، کم از کم شیری کا سیلی سے وہ سلوک جب لال سوچتی تو اسے شہریار کا عمل ناقابل معافی لگتا۔

رانی میں صرف اپنے شوہر کی ہوں، اور کہیں کی بننے کا مجھے ارمان بھی"
نہیں ہے۔ہاں میں بھول گئی ہوں سب، لیکن پھر بھی تمہاری سفاکی نہیں
"بھول پارہی، کہا تھا میرے سامنے مت آنا شیری
وہ سپاٹ انداز میں جواب دیتی آخر تک باقاعدہ بگھڑی تو شیری نے اسکو
روکنے کو ہاتھ پکڑنا چاہا مگر لعلین نے پکڑنے سے پہلے ہی اسکے ہاتھ کو اس
ناگواری سے دیکھا کہ وہ خود ہی مٹھی بھینچ گیا۔
وہ جلد مر جائے گا، ابھی بھلے مرا نہ ہو لیکن زندہ بھی نہیں رہا۔ میں اپنا ہر"
جرم قبول کرتا ہوں لال لیکن مجھے معاف کر دو، بہت اکیلا ہو گیا ہوں۔مانا
لئیق تمہارے لیے سب کچھ ہو چکا ہے، تم دونوں ایک ساتھ مکمل ہو گئے
ہو لیکن مجھے اپنی دوست کی بہت ضرورت ہے، مجھے اس لال کی ضرورت
"ہے جس سے اپنی تکلیف کہہ سکوں
وہ اسے واقعی بہت اذیت میں لگا تو وہ بھی خفیف سا رحم دیکھاتی اسکے روبرو
آئی۔

اب تم اپنی تکلیف مانی سے کہنا، کیونکہ میں مزید تمہاری دوست نہیں رہنا"
"چاہتی

وہ اسکا بری طرح دل توڑ رہی تھی اور شیری کی آنکھوں میں اسکے اس مشورے پر خفگی اور اذیت ایک ساتھ اتری۔

پلیز لال! مجھے اپنی دوستی سے محروم مت کرو۔۔۔۔یہ صرف ایک کھیل" ہے، اور کچھ نہیں۔ ہمیشہ تم سے اپنی تکلیف شئیر کی ہے، کسی اور کا سوال ہی
"پیدا نہیں ہوتا

وہ خفیف سا سلگا، اب بھی اسکے لہجے میں اذیت تھی اور وہ اسکے سفاکی سے اس سبکو کھیل کہنے پر اور برہم ہوئی۔

میں بھی یہی سمجھتی تھی کہ کسی اور سے کبھی کچھ شئیر نہیں کر سکوں گی،" لیکن جب سے وہ میری زندگی میں آیا ہے۔ مجھے اسکے سوا کسی سے بات کرنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی، شاید تم بھی جلد بدل جاو، اس کھیل کو ایک لمحہ کھرا سچ سمجھ کر دیکھنا، ہو سکتا ہے تمہاری سوچ بدل جائے۔ اور

اگر لال نے تمہیں دل نرم کر کے اپنا کندھا دے بھی دیا تو یہ مانی کے ساتھ ناانصافی ہو گئی کیونکہ اب تمہارا ہر لفظ، ہر دکھ، ہر پریشانی سننے کا پہلا حق اسکا ہے۔۔۔۔۔ہاں جس دن مجھے لگا تم نے مجھے دیے دھوکے کی تلافی کر لی "اس دن تمہیں اپنی یہ دوست واپس مل جائے گی

وہ نابرہم تھی نہ ناراض بس افسردہ تھی، اسے سمجھانا چاہتی تھی جو بس لال کے دل کی وہ نئی محبت بھانپ کر ہی ساکت تھا جسکی شدت انتہاوں کو چھو چکی تھی۔

لئیق سے میری جتنی مخالفت سہی، وہ مجھے جتنا زہر لگتا پے لیکن وہ واقعی " اس لائق ہے کہ اسے لعلین ابراہیم ملتی، اسے جب میں نے تمہارے ساتھ ہوتے حادثے کا بتا کر چیلنج کیا کہ بڑے شوہر بن رہے ہو، کیا اس کمی کے باوجود اس لڑکی کو بیوی بنا کر رکھ سکتے ہو؟

تو تمہیں پتا ہے وہ اس وقت کچھ نہ بولا لیکن کل اسکا جواب مجھے ملا جب میں نے تمہیں اسکے ساتھ پوری تقریب پر حاوی دیکھا، کل تم دو کو دیکھنے والی ہر آنکھ نے واجبی ماشاءاللہ کہا ہو گا۔ میں نے بھی چپکے سے کہا تھا۔

، بہت کم ہوتے ہیں اس دنیا میں ایسے خوش نصیب جنکی ایک آہ پر بھی انکا محبوب تڑپ اٹھتا ہو، وہ تمہارے معاملے میں ایسا ہی لگا ہے۔

پھر اس دن اس نے شدید زخمی ہونے کے باوجود تمہیں ڈھونڈنا اہم سمجھا، اسے صرف تمہاری پرواہ تھی، اسکی جان جا رہی تھی، تمہیں دیکھ کر اسکی آنکھوں میں جو بجھتی زندگی بحال ہوئی، میں تب بھی تم دو کے بیچ کے اس رشتے کی شدت سے پتھرا گیا، اور تم نے جس طرح اس منحوس کو پچھاڑا، جن زادی لگی، جیسے اسکو، لئیق کو نقصان دینے پر چیر پھاڑ دینا چاہتی ہو۔ اسکی خاطر ہی سہی دل بڑا کیے رحم کرو مجھ پر کیونکہ میں تمہیں اس سب " میں نہ پھنساتا تو تمہیں تمہارا مسٹر پرفیکٹ کبھی نہ ملتا۔

یہ سب کہتے ہوئے جتناوہ کرب زدہ اور آس زدہ تھا اتنی تکلیف لعلین کو ہوئی،اس شخص کے لیے دل میں پروان چڑھنے جذبے مزید تقویت پاگئے تواک آنسولال کی رخسار تک ڈھلک آیا۔

وہ ظالم اس سے سفارش بھی بڑی کرواچکا تھا،اور لعلین کوایسالگا کہ لئیق کے نام پر تواب دنیااس سے کچھ بھی کرواسکتی ہے۔

"ب۔۔بہت کمینے ہو تم شیری"

وہ جس طرح اس پر لرزتی آوازاور بھیگی آنکھوں سمیت بگھڑی،وہ دلخراش مسکرایا۔

ہمم۔۔ہوں۔۔۔۔لیکن تمہاری معافی کا شدت سے منتظر ہوں،لال"

اس وقت مجھے ایک دوست کی بہت ضرورت ہے۔میں چاہتاہوں تم اور لئیق آج اور کل میری طرف سے شرکت کرو۔انکار مت کرنا"

وہ اسکے ہر اعتراض کو اپنے اذیت سے دوچار لہجے سے رد کر چکا تھااور لعلین کو بھی اسکایوں بار بار احساس جرم میں مزید لوٹنا اچھانہ لگا۔

یہ مت سمجھنا میں نے تمہیں معاف کر دیا، تم نے مجھ سے اس پیارے "
شخص کے نام پر رحم کی درخواست کی ہے بس وہ کر رہی ہوں۔ آجائیں گے
"ہم۔۔۔۔۔ بائے
وہ اپنی آنکھوں کی نمی سمیٹ کر اپنی آنکھیں چراتی وہاں سے چلی گئی مگر
شہریار تھکا سہی پر دل سے مسکرایا۔
وہ اس ڈھلتی شام سڑک کنارے چلتی ہوئی بار بار اپنی بھیگتی آنکھوں کو رگڑ
رہی تھی، لئیق کی خود کے لیے تڑپ جان کر اسے اپنے اندر کی کمی رلا رہی
تھی، وہ اسکے لیے جان دے رہا تھا لیکن وہ اسے کیا دے رہی ہے؟ کچھ
نہیں۔۔۔۔
ایک بار پھر وہ اس کمی پر اذیت میں تھی۔
اسکے آنسو دیکھنے والی یہ سوگوار شام گواہ تھی۔
لئیق اسکا جندل محل منتظر تھا مگر اسکو غائب دیکھے وہ اسے کال ملاتا ہوا اسے
ڈھونڈنے نکل گیا تھا، لیکن لال کا فون سائلنٹ پر لگ کر اسکے بیگ میں پڑا

تھااور وہ رو رو کر اپنے آپ کو پاگل کرتی سڑک کنارے پیدل ہی چلتی جا رہی تھی اور تبھی لئیق نے اسکی لوکیشن ٹریس کیے اپنی گاڑی بھگائی۔۔

میں اتنی خود غرض کیسے ہو سکتی ہوں؟ میں کیسے بھول گئی کہ میں اسے " کوئی خوشی نہیں دے سکتی۔م۔۔ مجھ سے محبت کر کے وہ خود بھی ادھورا ہو گیا۔۔۔ نہیں لا۔۔لال۔۔۔۔اسکے ساتھ تم یہ کیسے کر سکتی ہو "

وہ اپنی خود اذیتی کے سنگ خود سے لڑتی تب چونکی جب قریب آکر رکتی گاڑی سے اس نے لئیق کو متفکر سا نکلتے اور اپنی طرف آتے دیکھا اور یہ سب اتنا اچانک ہوا کہ وہ اپنی روئی آنکھیں تک رگڑ نہ پائی جبکہ وہ جو اسکے محل سے غائب ہونے پر پریشان تھا، لعلین کی سرخ ہوتی آنکھوں کو دیکھتا برہمی بھلائے پریشان سا ہوا اور لپک کر اس لڑکی کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لیا۔

یہ کیا حرکت تھی لعلین؟ جندل محل سے نکلتے ہوئے مجھے تو بتاتیں۔ فون"
بھی سائلنٹ تھا۔ لوکیشن ٹریس کر کے پہنچا ہوں۔ ویٹ آمنٹ، آپ روئی
"ہیں؟

اسکو اس درجہ دکھ میں دیکھ کر لئیق جو اسے خفگی سے ڈانٹ رہا تھا، اسکی
آنکھیں دیکھ کر استفسار کرنے لگا۔

"ن۔۔ نہیں روئی، آنکھ میں کچھ چلا گیا"

وہ بنا اسکو مزید دیکھتی بھونڈا سا جواز دیے جس طرح اسکے سینے سے لگی،
لئیق کو اا کی تڑپ پر مزید پریشانی لاحق ہوئی، وہ شرطیہ روئی تھی اور اسکے
آنسو لئیق ایزد کے دل کو جھلسا گئے تھے۔

روئی ہیں آپ، کیا ہوا ہے۔۔۔۔ مجھے سے مت چھپائیں پلیز۔۔۔۔ آئیں"
"بیٹھیں اندر

کچھ دیر اسے خود سے لگائے وہ نرمی سے اسے الگ کرتا گاڑی کھول کر اسے بٹھائے خود بھی دوسری طرف بیٹھا مگر وہ ہنوز بوجھل پلکیں جھکائے ان کہے کرب میں مبتلا روٹی جا رہی تھی۔

"لعلین ! لک ایٹ می۔۔۔واٹ ہیپن ؟"

وہ اب بھی نہ بولی تو لئیق کو اسکا جھکا چہرہ ٹھوڑی سے پکڑے اٹھانا پڑا اور اس مخملی سے چہرے کا دکھ لئیق کے دل کو کچل سا گیا، اسکے ہوتے لعلین کی آنکھوں میں آنسو کیوں تھے ؟ فی الحال وہ رونا چاہتی تھی، تبھی کچھ بول نہ پائی تو لئیق نے بھی مزید اصرار نہ کرتے گاڑی جندل محل کی سمت روانہ کی۔

تب تک فرہاد علوی بھی واپس آ چکے تھے، دل سوگوار تھا مگر وہ مہندی کے فنکشن پر جانے کے لیے تیار ہو رہے تھے۔

کمرے میں پہنچ کر اس نے مزید لعلین کو فرار نہ کرنے دیا اور بیڈ روم میں انٹر ہوتے ہی اس نے لعلین کو پکڑ کر اپنی سمت پلٹایا اور جن استفہامیہ

نگاہوں سے دیکھا وہ ناچاہتے ہوئے بھی پھر سے تکلیف سے بھری، گاڑی
سے اترتے ہوئے ہی اس لڑکی کے مسلسل بہتے آنسو تحمل سے سہے تھے۔
اگر اب بھی آپ نے مجھے ان آنسوؤں کی وجہ نہ بتائی تو میرے دل کو کچھ "
"ہو جائے گا، مجھے بتائیں تاکہ میں آپکی تکلیف مٹا سکوں
اسکے مسلسل خاموش رہنے پر وہ خفا کے بجائے غمگیں ہوا تو مزید وہ بھی لئیق
سے کچھ نہ چھپا پائی، وہ اسے بازوں کے نرم حصار میں لیے کھڑا آزاردگی
سے اسکی جبین چومتا اسے منتظر نگاہوں میں لے کر دیکھ رہا تھا۔
م۔۔میں جس دن ہارون سے ملی تھی ا۔۔اسی دن صوفیہ گئی تھی، تمہیں "
دیکھا تھا۔ان بچوں کے ساتھ۔۔۔تمہاری ان سے محبت بہت خوبصورت
تھی، لیکن تم جانتے ہو میں تمہیں ایسی کوئی خوشی نہیں دے سکتی جس سے
تمہاری محبت خوبصورت ترین ہو۔۔۔۔آئی مین ہمارے اس رشتے کا کوئی
فیوچر نہیں، تو ہم الگ ہو جاتے ہیں۔ تم بابا بننا ڈیزرو کرتے ہو، میں تم سے
یہ خوشی چھیننا نہیں چاہتی، اور میرے ہوتے ہوئے تم نے اگر اولاد یا

وارث کے لیے دوسری شادی کی تو میں یہ برداشت نہیں کر پاوں
"گی۔۔۔۔۔تم مجھے ادھورے نہیں چاہیے، یا مکمل یا پھر۔۔۔۔۔
وہ اسکی یہ ساری باتیں تحمل سے سنتا گیا تو ساری تکان، تکلیف اور اداسی
معدوم ہوئی بلکہ وہ اس لڑکی کی اٹیچمنٹ پر آخر تک مسکرایا کیونکہ وہ یہ سب
بولتی بار بار نظر جھکا لیتی تھی اور اپنے ہاتھوں کو نروسنیس کے سنگ مڑوڑ
رہی تھی۔

"آپ واقعی اتنی منٹل ہیں یا میرے روبرو کوئی خاص پاور آجاتی آپ میں"
لئیق کے شرارت سے پوچھے سوال پر وہ روہانسی سے یکدم حیرت سے اسے
دیکھنے لگی۔

"ک۔کیا مطلب"

وہی روتوسا الجھا استفسار۔

تبھی لئیق نے اسکا وہی ہاتھ پکڑے اپنی سمت کھینچا تو دونوں کے چہرے قریں آکر تھمے، ایک دوسرے کی سانسیں ایک دوسرے کے چہرے پر گرمائش بہم پہنچانے لگیں۔۔

ابھی سے مایوس ہو رہی ہیں، ابھی تو لئیق ایزد نے اس طرف قدم بھی" نہیں رکھا۔ہاں اگر ان تھک کوشش کے بعد آپ یہ سب کہتیں تو جواز بھی بنتا لیکن ابھی تو ہم نے ایسی کسی خوشی کو وجود میں لانے کی کوئی پلاننگ ہی نہیں کی۔مجھے اللہ پر پورا یقین ہے کہ ہمیں محبت کے بعد یہ راحت بھی نصیب کریں گے، جو ممکن ہوا کروں گا۔اگر آپکا ٹریٹمنٹ دنیا کے کسی کونے پر بھی ایجاد ہوا تو وہاں آپکے ساتھ جاوں گا، آپکی اور میری زندگی اب بھی مکمل ہے لعلین، اگر اللہ نے پھر بھی باپ بننے کا شرف نہ دیا تو صوفیہ کے سارے بچے ہی اپنی اولاد مان لوں گا، لیکن وارث کی خواہش میں آپکے ساتھ کسی کو شریک نہیں کروں گا یہ وعدہ ہے۔آپ کو ہمیشہ مکمل ملوں گا۔

اس لیے روئی ہیں تو بہت بری ہیں، اب تک آپکو سمجھ جانا چاہیے کہ آپ پر
"اس طرح والا مر مٹا ہوں جو مرد کی زندگی میں صرف ایک بار ہوتا ہے
اسکی جبین چوم کر وہ اسے محبت سے یہ سب کہتا لمحوں میں اس لڑکی کا دل
اس درجہ خوشی اور راحت سے تڑپا کر رکھ گیا کہ کئی آنسو لعلین کی آنکھوں
سے بے اختیار بہہ نکلے۔

"م۔۔میرے لیے ت۔۔تم خود کے ساتھ ناانصافی کرو گے؟"

آنسوؤں کے بیچ وہ لرزتی آواز سے منمنائی تو لئیق نے اسکو پکڑ کر اپنے سینے
سے لگایا۔

آپکے لیے میں خود کے ساتھ شاہانہ انصاف کروں گا پاگل لڑکی، وارث"
کے لیے کسی کو زندگی میں لانا ہوتا تو اب تک کنوارہ نہ پھر رہا ہوتا بلکے تین
چار بچوں کا باپ ہوتا۔۔۔۔میں تو صرف محبت کے لیے علیحدہ کر کے
"رکھا گیا تھا جو میں نے آپ سے کر لی

وہ اسکے ایسے عاشقانہ، دل اور روح تڑپا دیتے جواب پر مزید غم زدہ ہوئی،
دماغ اس وقت بیوقوفانہ، بچگانہ سوچوں کا زنداں بنا ہوا تھا۔
دوبارہ ایسی فضول سوچیں اپنے دماغ میں مت لائیے گا لعلین، سمجھ"
"گئیں؟

اسے خاموش اور بے جان سا محسوس کیے لئیق نے خود ہی اسے روبرو لائے
اسکے بہت سے کرب چھلکاتے چہرے پر اپنی محبت بھری نظریں مرکوز
کیے تاکید کی تھی، مگر وہ اسکی گہری آنکھوں کی گہرائی میں اتنی محو تھی کہ
اسے لفظوں سے زیادہ آنکھوں کا دلاسا درکار تھا۔
"اگر لائیں تو کیا کروگے؟"
بہت دیر بعد وہ کچھ بولنے کے قابل ہوئی تھی، آواز یہ کہتے بھاری تھی مگر وہ
ضرور مسکرا کر ماحول پر چھائی تلخی ختم کر چکا تھا۔
امم۔۔۔۔تو آپکو کڈنیپ کر کے ان مصروفیات سے نکل کر کہیں دور"
لے جاوں گا جہاں مجھے آپکو دیکھنے کے علاوہ کوئی کام نہ ہوگا، اور آپکو تو پتا

ہو گا لعلین ابراہیم، کہ آپکی موجودگی اور میری فرصت، کیا کیا قہر نہیں ڈھا
"سکتی

اسکی سیاہ آنکھوں میں چمکتے خمار اور جملوں کے بے باک اثر پر وہ جو ٹکٹکی
باندھے اسکو راحت آمیزی سے دیکھنے میں گم تھی، لرز کر پلکیں جھکا گئی، اور
اس لمحہ اس لڑکی کے اندر تک اترتی کپکپاہٹ لئیق کو گرویدہ کر گئی۔

"جانتی ہوں، لیکن ماننا مشکل ہے"

تھکے تھکے نڈھال لہجے میں کہتی جس طرح وہ اسکے وجود کی پناہ میں اپنا آپ
حوالے کرتی اسکے سینے سے لگی، اسکے معصوم سے اس انداز پر لئیق ایزد
علوی کے خوبصورت ہونٹ، پر سکون مسکراہٹ سے سجے اور اس نے بے
اختیار ہی اپنے ہاتھوں کو لے جاتے اسکے گرد حصار بنا لیا۔

"جب میں یقین دلاوں گا تو آپ مان بھی جائیں گی لعلین، یہ معاملات آپ
"مجھ پر چھوڑ دیں، اوکے؟

کچھ دیر اسے بہتر محسوس کروانے کے بعد وہ واپس اسے روبرو لائے اسکی آنکھوں میں یقین دلاتی آنکھوں سے جھانکا تو وہ جھینپا سا مسکائی۔

اس لڑکی کی آنکھیں جب جب سوز و گداز کے ملے جلے رنگ اوڑھتیں، وہ اس مخالف جنس کے لیے اپنے گرد بنائی ہر حد توڑ دیتا تھا۔

"اب چینج کریں، آپکے لیے اپنی پسند کا ڈریس لایا ہوں۔ آج کے لیے بھی اور کل کے لیے بھی۔ امید ہے پسند آئے گا، لیکن جب آپ باہر آئیں تو اس چہرے پر بھی خوشی ہونی چاہیے"

لپک کر اپنے ہونٹوں کو نرمی سے لال کی رخسار سے مس کیے وہ اسے جس محبت سے بولا، وہ چاہ کر بھی کوئی اعتراض نہ کر سکی، حالانکہ اس وقت اسکا کہیں جانے کو من نہ تھا، بس وہ لئیق کے ساتھ رہنا چاہتی تھی۔

جب تک لعلین اسکے کہنے پر چینج کرنے گئی تب تک لئیق باہر ہوم آفس آیا تو لوئے کو اجازت طلب ہوتا دیکھ کر اس نے نرم سی مسکراہٹ چہرے پر

سجائے اسے آنے کی اجازت دی، وہ صبح سے لئیق کا منتظر تھا، کچھ دیر پہلے ہی وہ اور لارا واپس آئے تھے۔

"بروا اگر آپ فری ہیں تو دو منٹ بات ہو سکتی ہے؟"

لوئے نے تمہید باندھ کر اندر آتے پوچھا تو لئیق اسکے چہرے کی بے قراری بھانپے خود ہی لپک کر اس تک آیا۔

"ہاں کہو کیا بات ہے؟"

لئیق نے ہنوز فکر سے استفسار کیا جس پر لوئے نے اپنے اور لارا کے واپس جانے کا بتا کر لئیق کو تشویش زدہ کیا۔

"اتنی جلدی واپسی، مانا تم وہاں کے آزاد پنچھی ہو لیکن فیملی کے ساتھ کوالٹی وقت گزارنا بھی بہت ضروری ہے۔ مجھے تو لگا تھا تم ایک دو ماہ رکو گے"

لئیق کو تشویش تھی کہ لوئے کے جانے کے اچانک فیصلے کے پیچھے کوئی بڑی وجہ نہ ہو۔

"رکنا چاہتا تھا مگر گھٹن ہو رہی ہے"

وہ کچھ تھکا سا تھا اور تبھی لئیق نے اسکو شانوں سے تھامے بردارنہ شفقت کے سنگ دیکھا۔

"اگر تمہیں جندل محل سے وہشت ہو رہی ہے تو میں تمہارے اور لارا کے لیے نیا گھر ارینج کر دیتا ہوں، اگر کوئی اور وجہ ہے تو تم مجھ سے شئیر کر سکتے ہو"

وہ اسکی مشکل جاننے کی ہر ممکنہ کوشش میں تھا اور بروکے اتنے توجہ سے پوچھنے پر اسے لئیق کو سب بتانا ہی پڑا جس پر اسکے چہرے پر تلخی سی چھا چکی تھی۔

"دیکھو لوئے، یہ سب مشکل ہے لیکن ناممکن نہیں۔ میں نے کوشش کی تھی کہ تمہیں یہ سب کبھی نہ پتا چلے لیکن شاید اب تمہارے لیے یہ جاننا ضروری تھا۔ مسز فرہاد علوی کی پہلی شادی ہمایوں کیانی سے ہوئی تھی جن میں سے انکی ایک بیٹی ہے صبور اور اسکے بعد ان سے ڈائیورس ہو کر وہ فرہاد علوی کی وائف بنیں۔۔۔۔ تمہارے لیے صرف یہی جاننا کافی ہے، مزید

کسی گہرائی میں اور ان معاملات کے پیچھے چھپی وجوہات کو جاننے کی کوئی ضرورت نہیں"

وہ یہ سب سن کر پھر سے افسردہ ہوا تھا کیونکہ بروں نے تصدیق کر کے اسکے سوال تو جواب سے بھر دیے لیکن لوئے بہزاد کے اعصاب پر بھاری بوجھ اتر گیا۔

"لیکن میں اس سب سے بہت ڈسٹرب ہو گیا ہوں"

وہ اپنی کیفیت بتانے میں ناکام تھا پھر بھی لئیق اسکی حساس طبعیت پر اس گراں بوجھ کو اچھے سے محسوس کر رہا تھا۔

"کوئی ضرورت نہیں، ریلکس رہو۔ اگر تمہارا مائنڈ پھر بھی دباو میں رہے تو تم واپس جا سکتے ہو لیکن جلد واپس آنے کے لیے۔۔۔ میں چاہتا ہوں ہم سب ساتھ رہیں، اور تم میری خواہش کو یقینا حکم کا درجہ دو گے یہ میں اچھے سے جانتا ہوں۔ جاو اور جا کر لارا کے ساتھ کسی اچھی سی جگہ جا کر ڈنر کرو،

دونوں ایک دوسرے کے ساتھ وقت گزارو۔۔۔مجھے یقین ہے تم بہتر
"محسوس کروگے

لئیق سے اپنے دل کی الجھن شئیر کر کے وہ واقعی اپنے بوجھل پڑتے دل کو ہلکا محسوس کر رہا تھا اور لارا کے ساتھ وقت گزارنے والی تجویز پر وہ مسکرایا، دن بھر وہ اسی کے ساتھ تھا۔

"یو آر رائیٹ۔۔۔۔تھینک یو، مجھے سمجھنے کے لیے۔ جشن والی شام آپ کو دیکھ کر بہت پرجوش ہو گیا تھا سو بنا آپکی اجازت کے آپکے گلے لگ گیا، اس دن کے لیے سوری۔۔

"کیا میں آپکو گلے لگا سکتا ہوں برو

لئیق کو اسکا یوں تاسف سے اجازت لینا بالکل اچھا نہ لگا اور آج لئیق نے اسے خوشی خوشی گلے لگنے کی اجازت دے کر صحیح معنوں میں بھائی تسلیم کیا تھا۔

"اب جاو، اور ان خاندانی معاملات کی ٹنشن لینے کی ضرورت نہیں"

اسے خوشی خوشی بھیج کر خود لئیق کا دل بھی جیسے افسردہ ہوا کیونکہ وہ جانتا تھا لوئے کن خدشات کا شکار ہے اور اس وقت اسکو لئیق کا ایسا رویہ ہی پر سکون کر سکتا تھا۔

لوئے کے کمرے سے نکلتے ہی دستگیر نے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو لئیق جو روم کی سمت جانے کو مڑا، واپس پلٹا۔

وہ بھی لئیق کا ہی منتظر تھا۔

ان دو کے علاوہ مہندی کے فنکشن کے لیے فرہاد علوی، نیہا اور مریم بی جان جانے والے تھے جبکہ زائشہ نے جان بوجھ کر سر درد کا بہانہ بنا کر جانے سے معذرت کر لی تھی۔

"بھائی، آپ فرصت نکال کر ایک بار اس صبور کا دماغ سیٹ کر دیں۔ مجھے تو کل سے ڈر ہی لگا ہے کہ کوئی مصیبت نہ کھڑی کر لے۔ میں نے اسے کل سمجھایا تو تھا مگر آپ جانتے ہیں وہ کتنی پاگل ہے"

دستگیر کی کوفت دیکھ کر لئیق کو ہنسی سی آئی جبکہ لئیق کے مسکرانے پر جس طرح دستگیر نے رحم طلب سی نگاہ بھائی پر ڈالی، لئیق نے فورا مسکراہٹ معدوم کی۔

ابھی تو مجھے جانا ہے دستگیر، میں واپسی پر آکر صبور کو سمجھادوں گا۔رایان" کو فرقان نامی اس آدمی کے پیچھے لگادیا ہے،اسکے کچھ کرنے سے پہلے ہی وہ اسے دبوچ لے گااور پھر زائشہ بیگم کو بے نقاب کریں گے گواہ کے ساتھ۔۔۔۔ان شاءاللہ اس بار اسے کوئی چال چلنے کا موقع نہیں ملے گا۔

"محترمہ کو انہی کے بچھائے جال میں پھنسائیں گے

لئیق کی حکمت عملی واقعی لاجواب تھی،اور دستگیر کو مزید تسلی ملی جس پر وہ کچھ پر سکون نظر آیا مگر اسی وقت دستگیر کے فون پر کوئی ٹیکسٹ میسج موصول ہوا۔

ان شاءاللہ، بھائی مسٹر ہمایوں کا میسج آیا ہے کہ وہ صبور کو اب اپنے پاس ہی"
رکھیں گے، ہوپ سو وہ اپنے ڈیڈی کی بات سمجھ گئی ہو گی۔ یہ بھی کہہ رہے
"ہیں کہ انہوں نے صبور کو سب بتا دیا ہے

ہمایوں کیانی نے خود ہی دستگیر کی ایک اور بار مشکل حل کرنے کی ٹھانے
صبور کی ذمہ داری خود پر لے کر یہ معاملہ بھی حل کر لیا تھا اور لئیق کے
بقول یہ سب سے بہترین تھا۔

بس پھر یہ تو مزید زبردست ہو گیا، وہ اسے قائل کر چکے ہوں گے اور"
جب تک تم لوگوں کا نکاح ڈسکلوز نہ ہو اب اسے وہیں رہنے دینا۔ یہ
معاملات حل ہو لیں تو میں خود یہ اناوسمنٹ کر دوں گا، پھر اللہ نے چاہا تو تم
"دو کی شادی اور نیہا کا نکاح ساتھ نمٹا دیں گے

لئیق نے گویا سارے معاملات پہلے ہی سوچ رکھے تھے اور دستگیر تبھی تو ہر
معاملے میں لئیق کا مشورہ درکار رہتا تھا۔

ٹھیک ہے بھائی پھر آپ لوگ انجوائے کریں اور میں شجاع سے ملتا"

"ہوں،۔امید ہے وہ اپنی زبان آج کھول لے گا

دستگیر نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلائے اجازت لی اور لئیق کے اشارے پر وہ فرمابرداری سے اسکے ہوم آفس سے نکل گیا۔

لئیق واپس روم میں گیا تو ہاتھ میں پکڑے فون پر مانی کا میسج دیکھ کر وہ وہیں صوفے پر بیٹھا، مانی نے تیار ہو کر اپنی اور دادو کی سیلفی اسے بھیجی تھی، پیلے اور ہرے شرارے میں وہ آج بھی بہت پیاری لگ رہی تھی اور اسے یوں دیکھ کر لئیق کے چہرے پر جو بے اختیار مسکراہٹ آئی وہ جلد ہی اس سب کے انجام کو سوچ کر معدوم ہو کر رہ گئی۔

زرد وشی ایمبرائڈرڈ اسلک ٹیل ٹراوزر سوٹ میں اپنے کندھوں تک آتے بالوں کے ساتھ، پیروں میں چک کٹن گولڈ ہیل سینڈل پہنے وہ باہر آئی تو خود پر جمی لئیق کی وارفتہ نظروں سے خفیف سا بوکھلائی جو یکدم مسکراتا اٹھا اور اس لڑکی کی راعنائیوں کو مزید قریب سے دیکھنے اس تک پہنچا۔

اس ڈریس کو دیکھ کر جتنا خوبصورت آپکو امیجن کیا تھا آپ تو اس سے "

"کہیں درجے پیاری لگ رہی ہیں، پسند آیا آپکو؟

وہ جو آنکھوں میں تھوڑی اداسی اور زیادہ سی خوشی کے دبے دبے رنگوں سے لئیق کو یہ سب کہتے مبہوت ہوئے سن رہی تھی، فوری مسکرائی۔

"ہمم۔۔بہت پیارا ہے، خاص کر یہ رنگ۔۔۔۔"

وہ دل سے خوش تھی اور تبھی تو لئیق کو اسکی خوشی نے مسکراہٹ دی۔

"آپ نے اس رنگ کو آگ لگادی ہے"

وہ شرارت پر اترا تو لئیق کے بے خود جملے پر وہ لحظہ بھر حیا کی شدت سے نظر جھکا کر پلکیں گرا گئی۔

لئیق، کیا ہم شیری کی طرف جا سکتے ہیں؟ وہ مجھے کلب کے باہر ملا تھا، اس "

نے ریکوسٹ کی تھی کہ میں اور تم آج اور کل اسکی طرف سے شریک

"ہوں۔اگر تمہیں کوئی ایشو ہے تو ہم بالکل نہیں جائیں گے

ایک تو یہ لڑکی اسکے یوں ذرا سا سنور کر ہی ہوش اڑانے لگی تھی اوپر سے اسکا ہر بات کے لیے لئیق کو اہمیت دینا مزید کیف آگیں تھا۔

ہم ضرور چلیں گے، خاضری دے کر وہاں سے سیدھا آفریدی حویلی۔"

"آپ جانے میں انٹرسٹڈ ہیں تو مجھے کوئی ایشو نہیں

وہ اتنا تو جانتی تھی کہ وہ اسکی ہر بات کو اہمیت دیتا ہے لیکن وہ اسکی ہر خوشی کو اولین درجے پر رکھ دیتا تھا اور لعلین ابراہیم کے پاس کہنے کو کچھ نہ رہتا۔

"ٹھیک ہے، تم بھی چینج کر لو۔۔۔۔تب تک میں ریڈی ہو جاتی ہوں"

اسکے کہنے پر بنا لمحہ سرکائے، میک آپ سے عاری چہرے پر دھیمی سی مسکراہٹ سجا کر پلٹنے کی نیت سے دور ہوتی لعلین کی بازو پکڑ کر اپنی سمت کھینچ کر وہ اپنے جذبات کی دنیا میں اٹھتے تلاطم کا شدت بھرا مظاہرہ کرتے لعلین کے حواس جنجھوڑ چکا تھا، بہت دن بعد اس جنونی لئیق کی شر انگیزیوں کو رگ جاں تک اترتا محسوس کرتی وہ جہاں اس ہونٹوں کی شدید والہانہ سلگتی قربت سے کانپ اٹھی وہیں اسکے اس شریر اور گستاخ

مظاہرے پر لعلین کے گلابی پڑتے نرم ہونٹوں پر آڑے رنگوں والی مسکراہٹ سجی لیکن باخدا وہ کئی رنگوں کا مسکن تھی اور جب دونوں کی اس سانسوں کے گہرے مکالمے کے بعد مدہوش ہو چکی آنکھیں ملیں تو اس رنگوں، زائقوں اور شدتوں کی جسم و جان میں اترتی آسودگی انگ انگ تک گھلتی چلی گئی۔

"اب آپ ریڈی ہو سکتی ہیں، میں نے اپنا نیک کام کر لیا"

لال کے ناجانے کس احساس کے تحت سرخ پڑتے رخساروں کو نرمی سے ہونٹوں کے ہلکے سے دباو سے چھوتا وہ مسکراتا ہوا اسکی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

اور اپنے چہرے کے ناجانے کون کون سے رنگ چھپانے کو چلتی ہوئی آئینے کے روبرو آئی، آئینے میں دیکھائی دیتی آنکھوں سے آنکھیں ملانا بھی وہ ظالم مشکل کر دیتا تھا، ایک لمحے میں جان نکال کر ہنستے ہنستے دور چلا جاتا تھا۔

اب وہ یہی سوچ رہی تھی کہ اسکی جابجا پھیلی مسحور کن مہک فرصت سے اپنی سانسوں میں اتار کر اسکی موجودگی اب بھی ویسی ہی شدت سے محسوس کرے یا سنگار کر لینے کی کوشش!۔

....★☆☆☆☆☆★....

شام میں اسکی واپسی پر پہاڑ پر آباد اس گاوں کی سرحد پر دبنگ میلا سجایا گیا تھا، طرح طرح کے پکوانوں کی لذت آمیز خوشبو کھیت کھلیانوں، میدانوں تک پھیلی تھی، سردار خود بھی میلے میں آکر صارم سے معذرت کرنے آیا تھا، اسے صارم کو ایک سال سزا دینے پر پشیمانی تھی مگر تب ثبوت اور گواہوں سے وہ بھی بھٹک گیا۔

وہ پوری شان سے گاوں والوں کی خوشی میں شریک ہوا تھا، متر، یار، بیلی سب ہی صارم کی واپسی پر شادی مرگ کی کیفیت میں تھے، گاوں کے تمام افراد خوشی ہمکتے چہروں کے سنگ شریک تھے، لیکن اسکا دل اجڑے کھنڈر ساتھا۔

باہر بھلے چراغاں ہوں، دیپک جلیں، راگ گائے جائیں پر قلب اندر لگی" آگ کی تپش آنکھوں کو انگارہ کر دیتی ہے، بالکل میری طرح، کہ مجھے یہ سب آگ میں لپٹے ہیولے دیکھائی دے رہے ہیں۔ میری آنکھوں کی

"ٹھنڈک تو آپکا دیدار ہے اماں

سب کو خوشی مناتے دیکھ کر وہ خود ایک پتھریلی ڈھلواں پر سب سے ذرا فاصلہ بنا کر بیٹھا ہاتھ میں عینی اور پرکاش کا پتا تھامے اذیت سے خود کلامی کر رہا تھا۔

میں کل آرہاہوں اماں۔۔۔۔آپکے پاس۔بابا کے پاس۔۔۔۔آپکے "
شہر، لیکن آپ سے پہلے مجھے اس تھانیدار سے ملناہو گا،اسکا حساب چکتا کیے
" بنامیں سکون نہیں پاسکتا۔

وہ اس پتے پر نظر جمائے کرب زدہ تھا مگر پھر اسکے اندر شہر یار جدون کے
لیے غائبانہ نفرت سی سلگی۔

پتا نہیں مجھے دیکھ کر آپ دو برداشت بھی کر پائیں گے یا نہیں، لیکن میں "
آپ دو کو دیکھنے کے لیے بے قرار ہوں۔میری اماں کیسی ہوں گی آپ،
آپکے ہاتھ پر بوسہ دینا کتنا پیارا ہو گا، آپکے ماتھے کو چومنے کا احساس کیسا
ہو گا، ؟میرے بابا کیسے دیکھائی دیتے ہوں گے ؟ان سے گلے لگ کر میرے
دل کو کتنی راحت میسر آئے گی؟

" یامیرے مالکا، مجھے اب میری عافیت سے دور مت کرنا۔۔۔۔
سب کو خوشی مناتے دیکھ کر وہ اس میلے کی وجہ ہونے کے باوجود بہت
تکلیف اور حسرت میں مبتلا تھا، آنکھوں میں کئی درد ہلکورے لے رہے

تھے، وجیہہ ذات تناواور کرب میں ڈوبی تھی لیکن آج اسکی تکلیف حقیقت میں ختم کرنے کا آسمان پر حکم جاری ہو چکا تھا۔

عینی اور پرکاش بظاہر مانی اور شیری کی خوشی میں شریک ہو کر اپنے دکھ بھول گئے تھے پر اللہ نے ان دو پر بے شمار رحمتیں اتار دی تھیں۔

جبکہ ہارون پرکاش آہستہ آہستہ زندگی سے موت کی راہ پر گامزن ہو رہا تھا، اسکی زندگی کا مقصد ختم ہو چکا تھا اور اسکی روح زمین پر موجودگی، اسی آسمان پر غیر ضروری قرار دی جا چکی تھی۔

.._____..

دن تو دونوں نے گھومنے میں گزار دیا تھا مگر لئیق کے ڈنر کی تجویز دینے پر وہ پھر سے لارا کے ساتھ جندل محل کی وہشت سے نکل چکا تھا، آفس تو وہ لارا

کو صبح دیکھا چکا تھا تبھی سیدھا میوزک سٹوڈیو لایا، وہاں اسکا چھ رکنی سٹاف تھا اور پھر راک سٹار لوئے بہزاد علوی کے بینڈ کے دو ہونہار لڑکے اور ایک لڑکی تھی جنکو لوئے نے لارا سے انٹروڈیوس کروایا۔

وہ سب بھی لئیق ایز دعلوی اور لوئے کی شادی کے جشن پر مدعو تھے مگر اس دن ہوتے ناخوشگوار واقعہ نے ٹھیک سے لوئے کو لارا کا انٹروڈکشن کروانے ہی نہ دیا۔

جبکہ ان سب نے مل کر کل کا سپیشل ڈنر لارا اور لوئے کے نام کرتے ایمرجینسی میں ایک چھوٹی سی پارٹی کا انعقاد کیا تھا۔

جبکہ دستگیر نے جب وہاں سے سیدھا شجاع تک رسائی پائی تو دستگیر کے کل مارے جاتے سنگین تھپڑ کا اتنا گہرا اثر تھا کہ شجاع نے پوری شرافت کے سنگ وقار سادانی کے فارم ہاوس جہاں وہ آجکل اپنی ایک نئی گرل فرینڈ کے ساتھ ہولیڈئز منانے گیا تھا، اسکا پتا بتادیا جبکہ دستگیر نے اسکی انفارمیشن

ملتے ہی لئیق سے معاملہ ڈسکس کیا جس نے دستگیر کو پہلے اس شجاع نامی آدمی کی دی اس معلومات کی تصدیق کرنے کی ہدایت دی۔

وہ ایک عیاش طبعیت کا آدمی تھا اور شالے نامی وہ لڑکی اسی کی پرسنل سیکرٹری تھی اور آجکل وہ اسی کے ساتھ روح افزا مقامات کے ٹچ بنے اپنے گھر میں چھپ کر بیٹھا ہوا تھا۔

اور اتفاق سے کل رات لوئے اور لارا کے لیے آرگنائز ہونے والی پارٹی میں وقار سادانی اور شالے بھی مدعو تھے کیونکہ لوئے کے بینڈ کا زین نامی لڑکا جس نے اپنے گھر پارٹی ارینج کی تھی وہ اتفاق سے شالے کا فسٹ کزن تھا اور جب اس نے شالے کو یہ بتایا کہ وہ کل پارٹی، راک سٹار لوئے بہزاد علوی کی شادی کی خوشی میں رکھ رہا ہے تو شالے کا اس سے ملنے کی خواہش گویا پوری ہوتی نظر آئی کیونکہ وہ لوئے کی بہت بڑی فین تھی۔

وقار سادانی ایک بریٹیش وضع رکھتا ڈیشنگ سا آدمی تھا اور اسکی پہلی خاندانی بیوی سے ایک ہی بیٹی مفرہ سادانی تھی جسکی شادی ہو چکی تھی اور وہ

کینڈا اپنے شوہر کے ساتھ سیٹل تھی، اسکے اپنے باپ سے تعلقات بس گزارے لائق ہی تھے کیونکہ وہ اپنی ماں کی موت کی وجہ وقار سادانی کو سمجھتی تھی، جبکہ وقار سادانی لینڈ مافیا کا ایک قسم کا منجھا ہوا کاروباری بزنس مین سمجھا جاتا تھا، مگر جب سے اس کی، بلیک منی کو وائیٹ میں کرنے کی کوششیں ناکام ہوئیں، وہ آہستہ آہستہ قانون اور اپنے خریفوں کی نظر میں آکر اپنا عروج کھو رہا تھا، اور اب جب زندگی کے بہت طویل عروج کے بعد اسکا زوال قریب تھا تو اسے اپنے ہاتھوں سے کروائے گئے قتل نے بے چین کرنا شروع کر دیا تھا، ہاں وہ قاتل تھا، اور اسکے تمام گندے کام ایک طرف، نانصافیاں، حق تلفیاں اسکی فطرت تھی مگر کسی کی موت کا بوجھ اسکے مردہ ضمیر کو اب بھی کچوکے لگاتا تھا۔

کیونکہ اس نے کسی کے کہنے میں آکر، مجبور ہوئے ایک بے قصور، بے گناہ انسان کو ایک عجیب سی موت دی تھی۔

شالے مذہب کی ایک کرسچن لڑکی تھی، وہ بھی اس وقت وقار کے ساتھ صرف پیسے کی بدولت موجود تھی تاکہ اس ڈوبتے رئیس زادے کو جاتے جاتے جتنا ہو سکے دونوں ہاتھوں سے لوٹ لے۔

..._____...

لعلین اور لئیق ایک گاڑی میں جبکہ فرہاد علوی، نیہا اور مریم بی دوسری میں ایک ساتھ ہی جندل محل سے نکلے تو اپنے روم کی بالکونی میں کھڑی متنفر تاثرات والی زائشہ نے اپنا فون نکالے فرقان کا نمبر ملایا۔

دوسری ہی بیل پر فون اٹھا لیا گیا تھا۔

"جی مالکن! حکم کیجئے"

فرقان کے لہجے میں لپکتا احترام اس عورت کی آنکھوں میں اپنے دشمنوں کے لیے نفرت بھر لایا۔

"سچائی پتا کی تم نے؟"

زائشہ کے سوال میں کڑواہٹ تھی۔

"جی، ایک پکے آدمی سے پتا چلا ہے کہ صبور اور دستگیر کا نکاح ہو چکا ہے اور یہ نکاح اسکے ڈیڈی ہمایوں کیانی کے پیلس میں انکی مرضی کے بعد ہوا، جبکہ دوسرا انیہا نے بھی دستگیر سے طلاق لے لی ہے"

فرقان کے یہ سب بتانے پر زائشہ علوی کے وجود میں چیونٹیاں سی لوٹ گھسوٹ کرنے لگیں، یعنی واقعی سب اسکے ہاتھ سے نکل گیا تھا، ہر کسی نے اسکی آنکھوں میں دھول جھونکی تھی، گویا یہ سب زہریلی حقیقتیں اس عورت کو پاگل کرتی گئیں، پورا جسم نادیکھائی دیتی آگ سے جھلسنے لگا۔

"اوہ! تو یہ ہمایوں بڑا زہریلا نکلا۔ بدلا لے لیا اس نے مجھ سے، سب سے پہلے تم دستگیر کو ختم کرو جس نے مجھے، زائشہ علوی کی مات دینے کی جرت

کی۔ ہمایوں کی موت اخیر عبرتناک ہونی چاہیے، کہ کئی دن تک اس منحوس کی لاش گلتی سڑتی رہے۔۔ کل یا پرسوں تک یہ کام ختم کرو، اپنے مجرموں کو مزید سانس لینے کی مہلت نہیں دوں گی"

زہر میں بجھے الفاظ میں لپٹی، پھنکار کر حکم دیتی وہ فرقان کے فرمابرداری سے اقرار کرتے ہی مشتعل و مخدوش ہوئے کال کاٹ چکی تھی۔

اسکے پورے وجود میں نادیدہ آگ بھڑک چکی تھی۔

آج تک مجھے کسی نے نہیں ہرایا، اب بھی جیت میری ہوگی۔۔۔۔۔ تم مروگے دستگیر عالم! اور مجھے اپنی پیاری بیٹی کے بیوہ ہونے کا قطعی کوئی غم نہ ہوگا، رہی بات تمہاری ہمایوں کیانی، تمہیں تو وہ موت دوں گی کہ تمہاری روح تک تڑپ اٹھے گی"

اتنوں کو نگلنے کے بعد بھی یہ عورت انتقامی ہو رہی تھی، سچ کہتے ہیں لالچ کرنے والے کا پیٹ کبھی نہیں بھرتا لیکن اس بار اسکی ساری چالیں الٹی پڑنے والی تھیں کیونکہ اب میدان میں خود لئیق ایزدعلوی آچکا تھا۔

اور زائشہ علوی کی یہ زہریلی منصوبہ بندی یقیناً اسکی زندگی کی آخری پلاننگ ثابت ہونے کو تھی کیونکہ رایان، مسلسل فرقان پر نظر رکھے ہوئے تھا اور اس جوشیلے جوان کے ہوتے ہوئے فرقان کچھ کر گزرتا اب ایسا تو دیوانے کا خواب ہی تھا۔

شہریار جدون کو آج شام صرف لال کا انتظار تھا، وہ جس کے نام پر رحم مانگ بیٹھا تھا، لعلین بے بس ہو چکی تھی اور پھر لئیق اور لعلین کی مہندی کے اس چھوٹے سے فنکشن میں پوری تیاری کے سنگ آمد نے شہریار کے کرب زدہ دل کو کچھ ڈھارس دی، سب سے زیادہ خوش تو گل لالہ، عینی، افراہیم صاحب اور پرکاش ہوئے۔

عام سی مہندی کی رسم کو اس پیارے کپل نے آکر چار چاند لگائے، افراہیم جدون اور پرکاش صاحب کے چند دوست احباب بھی مدعو تھے، چھوٹی سی تقریب بھی پر رونق بن گئی۔

لئیق نے پرکاش صاحب اور افراہیم صاحب کی کمپنی کو دل سے انجوائے کیا، پرکاش صاحب کی نیچر لئیق کو دلی پسند آئی کیونکہ آج اسکی ان سے پہلی تفصیلی ملاقات تھی، دونوں نے لئیق کی طبعیت بھی پوچھی اور اسے جلد صحت یابی کی دعا بھی دی، چھوٹی سی رسم جس میں شہریار کو چار و ناچار مہندی کا دلہا بنے وہ آدھے گھنٹے کا تیل مہندی لگانے کا سیشن برداشت کرنا پڑا، لیکن لال کے آجانے نے اسے اس کوفت زدہ تقریب میں بھی صبر تھما دیا۔

وہ خود شیری کو سارا وقت ایک تشکر میں لپٹا محسوس کرتی رہی، اور پھر جب اس نے اور لئیق نے دوسرے فنکشن میں بھی شرکت کرنے کے لیے اجازت طلب کی تو وہ دونوں کو خود سی آف کرنے باہر آیا۔

لئیق کسی کال آنے کی وجہ سے پہلے ہی گاڑی کی طرف بڑھ گیا مگر لال جاتے جاتے شہریار کے پکارنے پر رک کر اسکی سمت پلٹی۔

"تھینک یو، مجھے یہ فیل کروانے کے لیے کہ اکیلا نہیں ہوں"

وہ اسکی شرکت پر دل سے مشکور تھا اور وہ اسکے اس کھیل کو سچ بننے کی دعا دینا چاہتی تھی۔

کل سے تمہیں وہ ہر لمحہ فیل کروانے والی آجائے گی کہ تم سچ میں اکیلے"

"نہیں، ہر چیز شئیر کرنی ہو گی۔اپنا سکوں بھی

شہریار کے برعکس وہ اسے یہ سب کہتی شرارت میں لگی تبھی بات سینے پر لگ کر تپش دے گئی پھر بھی وہ تلخی سے مسکرایا۔

"میرے پاس سکون ہے ہی نہیں"

اسکے جواب نے لعلین کے چہرے سے مبہم سی مسکراہٹ بھی نوچ لی۔

"کچھ دن تک شاید تم تک تمہارا وہ سکون واپس آ جائے جو غارت ہوا تھا، یہ بہت سپیشل فیلنگ ہو گی۔ تم محسوس کرنا۔ یہ ریلیشن بذات خود سکوں کا مسکن ہے، کیا تم کوشش کرو گے شیری؟"

وہ یہ سب نہیں سننا چاہتا تھا مگر وہ شیری کو امید افزاء نگاہوں سے تکتی انہی باتوں سے تکلیف دے رہی تھی۔

"نہیں کروں گا"

وہ اسے سنگدل لگا تبھی وہ بھی خفگی سے اسے سرد نظروں سے گھور کر رہ گئی۔

"فائن، سور کھوا اپنا تھینک یو اپنے پاس۔ جب دل کی گھنٹیاں بجیں گی خود ہی چودہ طبق روشن ہوں گے۔ جب اس لڑکی کے بنا سانس بھی نہیں آئے گا بچو تب پوچھوں گی کہ کہاں گیا وہ نخریلا، بد دماغ، اکڑو، جلاد شیری۔۔۔۔۔ اس نے ایک بار گلے لگنا اور تم نے سب بھول جانا۔۔۔۔۔ لکھ لو"

وہ منہ پھلا کر یہ سب کہہ کر ان ڈائریکٹلی اپنے بے بسیاں بیاں کرتی اس وقت تمام ستم کے شہریار کو کیوٹ لگی۔

"بالکل تمہاری طرح ہے نہ؟"

وہ اسکی گھبراہٹ پر چوٹ کرتا مسکرایا تو وہ بوکھلائی سی اسے گھوری مگر صاف صاف مسکراہٹ دباتی نظر آئی۔

"اپنے کام سے کام رکھو شوخے، میری طرح کوئی چاہ کر بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ تم وہاں تک جا ہی نہیں سکتے جہاں تک میرا اور لئیق کا رشتہ جا چکا ہے سو بیٹا جی اندازے لگانے کی کوشش بھی مت کرو، تمہیں بتاوں گی بھی نہیں کیونکہ نظر لگا دو گے۔ خیر، مانی کو کوئی میسج دینا ہے تو بتاو۔۔۔ چپکے سے اسکے کان میں کہہ دوں گی"

وہ لال کی یہ پیاری باتیں اور لئیق کو لے کر اسکا دلفریب سا رشک دیکھ کر اپنی ساری بیزارئیت دور ہوتی محسوس کر رہا تھا مگر اس ظالم نے آخری سوال کیے شیری کا حلق کڑوا کیا۔

"جاو، لئیق تمہارا ویٹ کر رہا ہے"

وہ اسے جان سے اتارتے ٹال گیا تو وہ خونخوار ہوتی گھوری۔

"!میسج"

دانت پیس کر وہ شیری کو تنبیہی ہو کر کہتی سلگی تو اس نے خاصا بیزار منہ بنائے یہاں وہاں آنکھیں گمائیں۔

"مجھے اسے میسج دینے کا کوئی ارمان نہیں، یہ چونچلے محبت اور سچائی سے جڑے رشتوں میں اچھے لگتے ہیں، کھیل ڈراموں میں نہیں۔۔۔ تھینک یو آ گین، تم نے میرا مان رکھا"

وہ اپنی بات جبڑے بھینچ کر کہے گیا تو لعلین اسکے لہجے کی تکلیف سے اداس سی ہو گئی۔

وہ اسے بہت بکھرا ہوا لگا تھا۔

وہ لئیق کو دیکھتی خاموشی سے گاڑی کا دروازہ کھولے بیٹھی تو بلیک میں اپنی شخصیت کے سحر بکھیرتے جناب نے اپنی حسینہ کو متفکر نگاہوں میں لیتے گاڑی سٹارٹ کی۔

"وہ ایک نمبر کا پتھر دل ہے، کیسے پگھلے گا لئیق"

وہ کھوئی کھوئی سی لئیق کی طرف دیکھتے استفسار کیے بولی تو لئیق مبہم سا مسکرایا۔

جیسے آپ پگھل گئیں، پتھر دل ہی تو تھیں۔۔۔۔مانی میں بھی تو اپنے بھیو" "کے کچھ گن ہوں گے

وہ یہ شوخ جواب دے کر لعلین کی تمام اداسی چھٹکیوں میں مسکان بنا چکا تھا۔

وہ اسے دیکھ کر خوبصورت سا مسکرائی اور یہ سفر ایسی ہی دلفریب ہلکی پھلکی باتوں کے سنگ کٹا اور فائنلی آفریدی حویلی میں ہوتی تقریب پر شرکت کے لیے وہ بروقت پہنچے۔

سب اپنی اپنی جگہ خوبصورت لگ رہے تھے، سیلنا تو مانی کی سچ میں مما بنے اسے فل مارل سپورٹ دیتی نظر آئی اور پھر جس طرح وہ لعلین کو گلے لگا کر ملی یہ لمحہ سب کی نظروں میں رشک لایا۔

مانی پر بہت روپ آیا تھا، اسکے ہاتھوں پر شہریار جدون کی مہندی لگ چکی تھی، آج تو اسکی سہیلی نمرہ بھی اسکے ساتھ اسکی ہمت بڑھانے کو موجود تھی۔

پھر مدیحہ آفریدی نے لعلین اور لئیق کے ساتھ ساتھ نیہا، مریم بی اور فرہاد کی شرکت پر دلی فرحت محسوس کی اور سبکو پیار سے گلے لگایا۔

اور پھر افراہیم جدون، گل لالہ، عینی، پرکاش سب مانی کی مہندی لیے آفریدی حویلی پہنچے، مانی کے لیے کل کے دن کا جوڑا بھی وہی لائے، اسکے لیے ڈھیڑ سی تحائف، آفریدی حویلی گویا چمک دمک رہی تھی۔

لیکن مانی کا دل اداس تھا، کیا تھا اگر وہ سنگدل بھی آجاتا۔

وہ اس کو خود کے قریب بھلے نہ آنے دیتا مگر وہ اسے دیکھ تو لیتی۔

اور تبھی مانی کو اداس سا محسوس کیے گل لالہ سٹیج پر بیٹھی مانی کے پاس آئیں جو نمرہ سے اداس سی ہو کر باتیں کر رہی تھی، ساس کے پاس آ کر بیٹھنے پر نمرہ بھی مسکراتی ہوئی پکس کا بہانہ کیے وہاں سے آٹھ کر چلی گئی تاکہ ساس بہو ایزی ہو کر بات کریں۔

گل لالہ نے اپنے فون کو اوپن کیا اور شہریار کی مہندی کی رسم کی تصویریں، مانی کو دیکھانے لگیں۔

اک پل تو مانی کی آنکھوں میں نمی سی آگئی، وہ ان تصویروں میں اسے اتنا پیارا لگا کہ مانی کا دل چاہا ان تصویروں کو ہی چوم لے، وہ سچ میں اسے بہت شدت سے یاد کر رہی تھی۔

تھوڑا نک چڑھا ہے لیکن ہم دونوں ماں بیٹی مل کر اسے سدھار دیں گے،"

تم دل کو ہر گز بوجھل نہ کرنا۔اس گھر میں تمہاری سب سے بڑی سپورٹ میں ہوں گی مانی، اس روز جب تم نے شیری کو پکچر بھیجنے کے بعد اس نکاح کے کھیل ہونے والا میسج کیا تو وہ اس نے نہیں میں نے پڑھا، اور میں تمہیں

یقین دلاتی ہوں کہ اپنی جان لگادوں گی اس کھیل کو سچ بنانے میں، میں
تمہاری مماہوں اب سے، اور تم میری بیٹی۔ میرے شیری کی خوشی تم سے
جڑے گی سو تم میرے دل کا ٹکڑا ہو۔۔"

پہلے تو وہ گل لالہ کی بات پر خفیف سا خوف کھا گئی مگر جب گل لالہ نے اسکو محبت اور شفقت کے سنگ اتنی ڈھیر تسلی دے کر گلے سے لگایا تو اسے لگا اسکے اندر نجانے کونسی سپر پاور آگئی ہو۔

گل لالہ نے آسودگی سے اسکی پیشانی چومی اور مانی کی سونی کلائی پکڑے بہت پیارا گولڈ کا اس نازک سی پری جیسا نازک بریسلٹ گفٹ کیا جو مانی کو واقعی ایموشنل کر گیا۔

"یہ میری طرف سے میری گڑیا جیسی بہو کا گفٹ، جب میری افراہیم سے شادی ہوئی تھی تب میں بھی تمہارے جیسی نازک سی گڈی تھی مگر افراہیم نے مجھے ہمیشہ اپنی جان سے عزیز رکھا۔ شہریار بھی انہی کا خون ہے، جتنا باہر سے سخت ہے، اتنا اندر سے نرم گداز۔۔۔ تم اس سے لگائی اپنی

امیدیں ختم مت کرنا کیونکہ وہ جلد انکو پورا کرے گا۔ میری بیٹی ہو تم اور ہمیشہ یہ ممی تم کو سپورٹ وومین کی طرح ملیں گی"

مانی کو اتنا سارا حوصلہ ملا کہ اسے واقعی لگا وہ اب سب کر گزرے گی، ساس بہو کے پیار کو دیکھنے والی ہر آنکھ میں سکون اترا تھا، سب سے زیادہ یہ منظر بھجت کو راحت دے رہا تھا کیونکہ اسے اس وقت اسکی ضرورت تھی۔

مہندی کی تقریب کو جلد سمیٹا گیا اور خیر وعافیت سے ہوتے اس فنکشن کے بعد سبھی نے واپسی کی راہ لی کیونکہ کل شادی تھی اور اتنی ایمرجنسی میں ہوتی شادی کی کئی تیاریاں باقی تھیں۔

فریاد، نیہا اور مریم بی بھی جا چکے تھے، لعلین اور لئیق بھی جانے کا سوچ رہے تھے مگر مدیحہ نے اتنے پیار سے ان دونوں کو رات رکنے کا کہا کہ نہ لعلین ٹال سکی نہ لئیق کو گرینی کا دل توڑنا مناسب لگا۔

ویسے بھی سچ میں لعلین کا دل بھی جانے کو نہ تھا، جندل محل کے برعکس اس حویلی میں عجیب سا سکوں اور راحت تھی جو اسے یہاں رکنے پر مجبور کر رہی تھی۔

ویسے بھی مدیحہ آفریدی کو لعلین کا فقط نام سن کر ہی اس بچی سے الگ سی انسیت ہونے لگی تھی، پھر سیلی کا کہاں دل بھرا تھا اپنی گڑیا کو دیکھنے سے۔ اور سب سے بڑھ کر وہ یہاں رک کر مانی کو اہمیت دینے والے تھے تاکہ اس بچی کو مزید حوصلہ ملے۔

.._____..

بھجت اور لئیق لان میں بیٹھے ان سارے معاملات پر گفتگو کر رہے تھے جبکہ اندر ساری خواتین خوش گپیوں میں مصروف تھیں۔

مانی کے لیے کل کا ڈریس بہت ہی خوبصورت تھا اور مانی کے لحاظ سے تھوڑا لوز تھا جسکی ارجنٹ فٹنگ کروانے شام میں بھجوادیا گیا تھا اور وہ تھوڑی دیر پہلے ہی آیا تھا سو دادو کا اصرار تھا کہ وہ ایک بار پہن کر دیکھ لے۔

وہ میرون خام ریشمی لہنگا تھا جس میں زردوزی کام کے ساتھ پھولوں اور جیومیٹرک پیٹرن کے ساتھ کام کیا گیا ہے باقی لہنگا زردوزی اور موکیش میں پیچیدہ پھولوں کا کام سے بھرا تھا، چولی کو بروکیڈ فیبرک پر بنایا گیا تھا اور اسے زردوزی کے کام سے مزید سجایا گیا تھا جبکہ آرگنزا ریشمی دوپٹہ کے ساتھ چاروں اطراف میں بھاری سرحدیں زردوزی کے کام سے اس لہنگے کو مزید چار چاند لگا رہی تھیں۔

"گل لالہ نے چن کر جوڑا لیا ہے، جیسے یہ میری مانی کے لیے ہی بنا ہو"

وہ پہن کر آئی تو دادو کا محبت سے نظر اتارنا جہاں مانی کو مسکرانے پر مجبور کر گیا وہیں خود سیلی اور لال نے مانی کو اس لباس میں اخیر سجتا دیکھے ایک دوسرے کی سمت دیکھا۔

شیری اسے یوں دیکھ کر شرطیہ بہک جائے گا سیلی، لک، وہ بالکل بدل گئی"
ہے"
لعلین کے سرگوشی کرنے پر سیلی کا دل حقیقت میں آمین کہہ اٹھا اور پھر
جس طرح سیلنا نے آٹھ کر مانی کو بہت پیار سے اسکی گال پر بوسہ دیے
دیکھا، سب اک لمحہ جذباتی سے ہوئے۔
واقعی، پریستان کی پری لگ رہی ہو، لیکن تمہاری آنکھیں اداس ہیں۔اب"
جاکر ریسٹ کرو تاکہ صبح دلہن بن کر اس سے دگنی فریش اور پیاری لگو، ہم
"بھی بس یہ سب سمیٹ دیتے ہیں
سیلی کا محبت سے کہنا مانی نے فرمابرداری سے سر ہلائے سنا اور دادو کی محبت
بھری جذباتی نگاہ پر ویسے ہی سنجیدہ ہوتی کمرے سے نکلی تو مدیحہ آفریدی کو
اداس دیکھ کر سیلی نے انکے پاس بیٹھتے ہی انکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا جو ابھی
بھی مانی کے اتنی جلدی رخصت ہونے پر فکر مند تھیں۔
"کیا بات ہے دادو، سب اچھا ہو رہا ہے تو آپ کیوں اداس ہیں؟"

لال بھی انکے ساتھ ہی متفکر ہی آکر بیٹھ گئی۔

"مانی کے لیے پریشان ہوں بچے، وہ ابھی بہت چھوٹی ہے۔ شادی کی ذمہ داریاں اسکے لیے بہت بڑی ہوں گی، رشتہ بدلے گا تو اسکے تقاضے بھی بڑھ جائیں گے، کہیں وہ اس سب سے گھبرا نہ جائے"

مدیحہ آفریدی نے ڈھکے چھپے الفاظ میں جو فکر عیاں کی وہ سیلی اور لال دونوں کو مبہم سا مسکرانے پر مجبور کر گئی۔

"اول تو مانی بہت سمجھدار ہے دادو، لیکن پھر بھی میں اسے کل گائیڈ کر دوں گی"

سیلی کے جواب پر مدیحہ آفریدی نے اسے محبت اور مشکوری سے دیکھا، وہ سیلی کو کتنا غلط سمجھی تھیں مگر وہ واقعی ایک خاندانی بچی ثابت ہوئی تھی، ہر معاملے میں اسکی سمجھداری کی وہ ابھی سے قائل تھیں اور اب تو بھجت پر موجود سیلی سے جڑا غصہ بھی دم توڑ چکا تھا۔

اوہ میرے بچے، تم نے تو میرا یہ کہہ کر دل کا بوجھ ہلکا کر دیا۔ اسکی ماں" نہیں ہے جو اسے یہ سب بتائے، میرے بتانے کی وہ اہمیت نہیں کیونکہ بہت عجیب لگے گا، تمہاری بات وہ بہت اچھے سے سمجھے گی۔ ہمیشہ خوش رہو، میرے لئیق اور بھجت کی تو دنیا سنور گئی، تم دونوں بہنیں بہت پیاری ہو"

مدیحہ صاحبہ کا یوں محبت سے واری جانا، سیلی اور لعلین دونوں کا دل نہال کر گیا۔

اور جس طرح وہ لعلین کو محبت بھری نظروں میں سمو کر بولیں، لال کو بھی دلی مسرت محسوس ہوئی۔

اللہ آپکا سایہ ہم پر سلامت رکھے، میں مانی کو اسکی مما کی کمی محسوس ہونے" نہیں دوں گی۔ آپ بھی تھک گئی ہیں آرام کریں۔ یہ سب میں اور لعلین سمیٹ لیں گے"

چونکہ دنکو شاپنگ اور پھر رات مہندی کی تقریب سے وہ تھک سی گئیں تھیں تو خود بھی سیلی کے کہنے پر نیند سی محسوس کیے دونوں کو پیار بھری نظر سے دیکھے سیلنا کے کمرے سے چلی گئیں جبکہ لعلین اور سیلنا نے تمام ڈریسز اور چیزیں مل کر سمیٹیں۔

اور پھر سیلی اپنی وارڈب سے اپنا نائیٹ سوٹ جو بلیک شرٹ اور بلیک ہی پاجامے پر مشتمل تھا، لعلین کی طرف لا کر بیڈ پر رکھ چکی تھی۔

تمہارا اور لئیق کا ساتھ والا بیڈ روم ہے، یہ تمہارا سوٹ۔اس میں سو نہیں"
"سکے گی میری گڑیا، چینج کر لینا

وہ لعلین کو بے چین محسوس کیے جیسے اسکا خیال کر رہی تھی، لعلین لاڈ سے مسکراتی سیلی سے لپٹی تو سیلنا نے بھی بھینچ کر لال کو خود میں سمویا۔

لعلین کو خوش دیکھ کر سلینا بہت پر سکون تھی۔

تھینک یو سیلی، یو آر بیسٹ۔۔۔ لیکن مجھے تو لگا آج آپ مجھے اپنے پاس"
"سونے دیں گی

وہ روبرو آتی شرارت اور اداسی سے بولی تو سلینا نے ہنس کر اسکو دیکھا۔

"سوری میری جان، لئیق کے ساتھ اتنا ظلم نہیں کر سکتی۔اب سے تمہاری ہر رات اسکی ہے، رہی بات میرے پیار اور لاڈ کی، وہ تو ہمیشہ تمہارے ساتھ ہے۔ لئیق کے ساتھ اپنے رشتے کو بنا کسی خوف کے آگے بڑھاو اور باقی سب اللہ پر چھوڑ دو"

لعلین نے سیلی سے اپنے ڈر کو آتے ہی ڈسکس کیا تھا کہ وہ اس وجہ سے لئیق کے قریب جانے سے ڈر رہی ہے، کہ اگر یہ امید ٹوٹی تو وہ پھر سے ڈپریشن میں چلی جائے گی اور سیلی اسے اسی بارے میں سمجھا رہی تھی۔

سیلی کی تاکید پر وہ کچھ اداس ہوئی۔

"مجھے ڈر لگتا ہے سیلی، میں اسے اپنی بدولت ادھورا رہنے پر کیسے مجبور کروں۔ یہ میرے لیے بہت مشکل ہے"

لئیق کے سمجھانے کے باوجود وہ اپنے دل کے خوف ختم کرنے پر قادر نہیں تھی، اب بھی اسکے اندر حراس پنپ رہا تھا۔

کچھ مشکل نہیں ہوتا آپیا کی جان، وہ بہت اچھا انسان ہے، اسے کم از کم "
تمہارا بیسٹ ملنا چاہیے۔ تم جتنا کر سکتی ہو وہ کم از کم ضرور کرو، جو مشکل
ہے، جو ڈر ہے تم اس سے شئیر کرو۔ ہسبنڈ وائف ایک دوسرے کا لباس
ہیں، وہ تمہیں کوئی عام سی محبت نہیں کرتا، اسکی آنکھوں میں تمہارے لیے
بہت خاص سی محبت ہے، آہستہ آہستہ اسکے قریب جاو، کیونکہ جس محبت
اور سلیقے سے اس نے تم سے اپنا دل لگایا ہے، وہ تمہاری تمام تر محبت،
شدت اور چاہت کا مستحق ہے۔ خود بڑھو اسکی طرف، اسے سپیشل فیل
کرواو، اسکی چھوٹی چھوٹی خوشی کا خیال رکھو، اسکی خواہش کو بن کہے سمجھنا
سیکھو "

جتنا اس کا دل بوجھل تھا، آپیا کے محبت سے سمجھانے پر وہ دل، کسی پرندے
کے پنکھ سا ہلکا ہوا تو لعلین کا ہونٹوں پر دلفریب مسکراہٹ اتری۔

بھجت تو بہت لکی ہیں پھر کہ انکو آپ جیسی وائف ملیں، منسٹر صاحب کی تو"
ہر لمحہ موج لگی رہتی ہو گی پھر، وہ بس میری سیلی کو محبت سے دیکھتے ہوں
"گے اور سیلی صاحبہ فورا سے ان پر فدا
دل کی پریشانی بہن نے دور کی تو لعلین شرارت پر اتر آئی اور سیلنا کا بلش کرتا
مسکرانا تو دل کو جکڑ گیا۔
انکی تو پوچھو ہی مت، دن اور رات کا فرق ختم کر چکے ہیں موصوف۔۔۔"
لیکن اللہ کا شکر ہے میرے مکمل ملتے ہی انکی رہی سہی بڑی عادتیں ختم ہو
گئیں اسکی بہت خوشی ہے۔ تم کہتی تھی ناں کہ بھجت عاشقی ٹوکے ہیرو
سے ہیں، ہاہا۔۔۔اب وہ صرف تمہاری آپیا کی آنکھوں سے ہی جام پیتے
"ہیں
دونوں کی یہ پرسنل ٹاک ہمیشہ ایسی ہی ہوتی تھی، کیونکہ بہن سے زیادہ سیلی
اسکی دوست، ہم جائی، ماں اور سہیلی تھی، لعلین نے اسکے بلش کرنے پر

جس طرح ہنستے ہوئے گلے لگایا، خود سیلی بھی مسکرا کر اپنی جان کی ٹوٹی کو خود سے لپٹا گئی۔

"اوایم جی، اہمم اہمم۔۔۔ماشاءاللہ۔۔۔۔بس جلدی سے مجھے خالا بنادیں"

"آپیا۔۔۔

لعلین کی فرمائش پر سیلی نے ہنس کر اسکی گال تھپکی اور اسکا سوٹ اسے تھمایا۔

"جی جی میں خالہ بناوں، اور تم اس کے آس پاس بھی نہ بھٹکو بڑی تیز ہو تم لڑکی۔۔۔ چلو بھاگو۔۔۔۔۔روم میں رکھو یہ اور جا کر لئیق کو بلاو کہ ریسٹ کرے، اسکو ابھی آرام کی ضرورت ہے، میرے والے بھی وہیں بیٹھے۔۔۔۔ صبح جلدی اٹھنا ہے۔۔۔۔۔"

سیلنا کے ہنس کر بولنے پر وہ بھی ہنستی ہوئی شرافت سے روم سے نکل کر ساتھ والے بیڈ روم میں انٹر ہوئی، سیلی کا نائیٹ سوٹ اپنے ساتھ لگا کر

دیکھا تو وہ بالکل فٹ تھا، اسے وہیں رکھے وہ کھڑکی تک آئی تو لئیق اور بھجت کو دیکھتے ہی وہ کمرے سے واپس باہر نکل گئی۔

لئیق نے بجھت کو ساری صورت حال سے آگاہ کیا تو وہ بھی کچھ پریشان نظر آیا، خاص کر ہارون پرکاش کی سنگین حالت کو لے کر جسے اسکی عبرت نے نہ زندہ چھوڑا تھا نہ مردہ، لئیق مسلسل سونم صاحب سے رابطے میں تھا جو اسے گاہے بگاہے ہارون کی کنڈیشن سے باخبر کر رہے تھے لیکن سچ یہی تھا کہ وہ جو بھی اینٹی ٹوڈ بنا رہے تھے وہ سب ہارون کے اندر پھیلتے زہر کے پھیلاو کی رفتار مدھم کرنے کے سوا اس پر کوئی اثر نہ کر رہا تھا۔

اسے گناہ اسے اس اذیت سے دوچار کیے ہوئے تھے کہ وہ مرنا چاہتا تھا لیکن موت دور کھڑی اس کی بے بسی پر قہقہے لگا رہی تھی۔

"مجھے پھر بھی تیری فکر ہے لئیق، وہ انفارمیشن تجھے خود انٹیلیجنس برانچ لے کر جانی ہے، وہ لوگ تیرے ساتھ کچھ بھی کر سکتے ہیں"

بھجت کی فکر بجا تھی کیونکہ خود لئیق بھی اسی معاملے کو لے کر تھوڑا پریشان تھا، دو دن تک اسکی اسلامہ آباد روانگی تھی، انٹیلیجنس بیورو ہیڈ IB کوارٹر اسکو آنے کے آرڈرز پہنچ چکے تھے.

اور وہ خود بھی نہیں جانتا تھا کہ اب اسکے بارے میں کیا فیصلہ لیا جائے گا۔

"وہ میرے ساتھ جو بھی کریں، مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ لیکن اگر دو دن تک ہارون نہ مرا تو اسے مجھے انکے حوالے کرنا ہو گا، اور میں صرف معاملے کو لے کر مضطرب ہوں۔"

لئیق کے جواب پر بھجت نے گہرا سانس کھینچا۔

"وہ ایک غدار ہے، تیرے دل پر کوئی بوجھ نہیں ہونا چاہیے۔ یہ بتا تیرے اور لعلین کا رشتہ کچھ بہتر ہوا؟"

بے نیازی سے سمجھاتے ہوئے جناب نے اختتام کو خوبصورت سے سوال پر کیا تو لئیق بھی خفیف سا اس ذہنی دباو سے نکلے مسکرایا۔

اور یار کی مسکراہٹ سارے دل کے دبائے راز کھول گئی تھی۔

بہتر تو بہت معمولی شے ہے، ہمارا رشتہ تو خوبصورت ہو رہا ہے۔تجھے پتا"
ہے وہ مجھے میرے کام میں بھی مددگار ہو سکتی ہے، ایک ٹاسک دیا ہے
" اسے، دیکھتے ہیں کیا کرتی ہیں محترمہ
لئیق کے مسکرانے پر بھجت بھی ویسا ہی دلکش اور کھل کر مسکرایا۔
آہ ہا کیا خوب جاسوسیاں ہوتی ہوں گی جب مل بیٹھتے ہوں گے جاسوس"
دو، تھوڑا رومانس پر بھی توجہ دے اور مجھے تایا جانو بنا جلدی سے، پھر نہ کہنا
"کہ منسٹر بازی لے گیا
خفیف سی شرارت لیے وہ لئیق کو کہتا اسکی مسکراہٹ بھی گہری کر گیا جبکہ
لئیق نے اسے منصوعی گھوری سے لتاڑا۔
آپ بڑے ہیں سرکار سو مجھے کوئی جلدی نہیں آپکی عزت خراب کروں،"
کیا کہیں گے لوگ۔ بڑے کے ہوتے چھوٹا یار پہلے باپ بن گیا۔۔۔۔مجھے
"تیرا بڑا پن بہت پیارا ہے، یہ رینک تو لے فرصت سے

لئیق نے کافی کا مگ لبوں سے لگائے ہنستے شرارتی لہجے میں جواب دے کر گویا ماحول بنا دیا تبھی تو بھجت کا قہقہہ بلند ہوا۔

"بڑی پہنچی چیز ہے تو، سب سمجھتا ہوں بچہ۔۔۔سیدھے سیدھے بول کے ابھی لال کو کسی سے شئیر نہیں کرنا تجھے۔۔۔کوئی نہیں، آئی انڈر سٹینڈ" بھجت کا چونچال پن اور چھیڑنا جتنا سنگین ہوتا، لئیق نے بس دبا دبا مسکرانے پر ہی اکتفا کیا۔

دونوں کی باتیں مزید ہوتیں مگر لعلین کو وہاں آتا دیکھ کر بھجت نے مسکرا کر فوری اس کے لیے جگہ خالی کی، اس سے پہلے وہ لئیق کو بھجت کے ساتھ بھی دیکھتی واپس جاتی، بھجت کے پکارنے پر رکی۔

"آجاو لعلین، میں نے ایک ضروری کال کرنی تھی میں جا ہی رہا تھا" بھجت کے نرمئ سے کہنے پر وہ رسان سے مسکراتی سر ہلائے رکی اور بھجت کے جاتے ہی محترمہ نے لئیق کے ساتھ ہی جگہ سنبھالی، خود پر لئیق کی

پر تپش اور بے باک نگاہوں کے لمس سے وہ لمحہ بھر بوکھلائی مگر پھر اسے یاد آیا وہ یہاں مدہوش ہونے نہیں، لئیق کو سب بتانے آئی تھی۔

شام سے اب تک اسے لئیق کو وہ سب بتانے کا موقع نہ مل پایا تھا۔

"لئیق دوسری طرح دیکھو تاکہ کچھ اہم بات کر سکوں"

اسکی محبت بھری فتنہ خیز نگاہوں سے گھبرائے وہ اسکو جس طرح نگاہوں کی شدت کم کرنے کو بولی، وہ مسکراہٹ دباتا فوری سنجیدہ ہوا۔

"کہیے، ٹاسک کا کیا بنا؟"

خود لئیق کو اس سے اپنے دیے کام کے پوچھنے کی یاد آئی تو وہ ساتھ ہی پوچھ بھی بیٹھا جس پر لعلین نے اسے علی سے ملتی تمام انفارمیشن دی مگر ابھی فرہاد علوی سے ہوتی بات چھپالی کیونکہ وہ فرہاد علوی سے مکمل کہانی سننے کے بعد ہی لئیق کو مکمل حقائق سے روشناس کروانا چاہتی تھی جبکہ لئیق کو یہ سمجھ نہ آرہی تھی کہ لعلین کو کیسے بتائے کہ صارم بھی مر چکا ہے، لیکن وہ یہ سب ابھی کنفرم نہیں کر پایا تھا۔

اور اسکا دماغ یہ ماننے پر تیار نہ تھا کہ جو دیکھائی دے رہا ہے وہ واقعی ایک حقیقت ہے۔

کیونکہ لئیق کے بقول اگر اس دن شہریار کے ہاتھوں مرنے والا صارم تھا تو صارم کی وہاں موجودگی کوئی اتفاق نہیں تھی بلکہ سوجھی سمجھی ترکیب تھی، لئیق کو یہ بھی یقین تھا کہ اس وڈیو کو بنانے والا یقیناہارون تھا اور یہی وہ فوٹیج ہو سکتی تھی جس نے شہریار کو کافی وقت مجبور کیے رکھا ہو گا۔

شہریار کو ایک بار پھر وہ دبوچنے کا سوچ رہا تھا مگر اپنی واپسی کے بعد کیونکہ یہ معاملہ کیس سے الگ تھا۔

لعلین اسے مسلسل کسی گہری سوچ میں ڈوبا دیکھ کر خود بھی فکر مند تھی۔

"امید ہے علی بہت جلد اس شمائلہ نامی عورت کا پتا ڈھونڈ لے گا، وہی ہمیں صارم تک پہنچائے گی۔ اگر وہ مل گیا تو عینی کے دل کو حقیقی مرہم مل جائے گا، میں تو صبح سے صارم کے مل جانے کی دعا کر رہی ہوں"

لعلین کے مزید خزن و ملال کے سنگ بتانے پر وہ ذہن منتشر کرتی سوچوں سے یکدم نکلا۔

ہمم، آئی وش کہ وہ جلد مل جائے۔ ویسے پرسنلی مجھے مس عینی اور مسٹر " پرکاش بہت اچھے لگے، ڈاؤن ٹوارتھ، سادہ سی طبعیت کے لوگ۔ کوئی منافقت نہیں، کسی کا برا نہ چاہنے والے، آپ جانتی ہیں ایسے لوگ اللہ کو بہت پسند ہوتے ہیں تبھی تو ایسوں کو گہرا آزمایا جاتا ہے، ان کی من پسند " چیزوں پر۔

وہ پس پردہ انکی ہارون نامی آزمائش کا ذکر کر رہا تھا اور لعلین کا گلاب چہرہ بھی اس شخص کے ذکر پر مرجھا سا گیا۔

یہ بھی سچ ہے کہ ایسوں کی آزمائش بہت طویل ہوتی ہے، یہاں وہی " "کامیاب ہے جو دوسرے کو نوچ کر کھانا جانتا ہوں۔ وحشیوں کی دنیا ہے

لعلین کے تاسف زدہ لہجے پر وہ خود ہی مزید یہ سب ختم کرتا اپنے ہاتھ کو بڑھا کر لعلین کے ہاتھ کو آہستگی سے جکڑے اسکی سمت متوجہ ہوا تو وہ

اداس سے یکدم لئیق کی توجہ ملنے پر اسکی آنکھوں میں جھانکتی مسکرائی، لئیق نے اسکے دلربا سراپے پر اک گہری نگاہ ڈالی۔

"آپ ان کپڑوں میں سولیں گی؟ یا منگوالوں۔۔۔۔۔کیونکہ آئی تھنک سیلی کے کپڑے تو آپکو لوز ہوں گے"

لئیق نے اسے ان فینسی کپڑوں میں بے چین محسوس کیے جس طرح فکر سے پوچھا، وہ اسکے انداز پر گہرا مسکرائی۔

"لوز نہیں لمبے کہو، کیونکہ وہ مجھ سے تھوڑی سی لمبی ہیں۔بٹ ہم تو پہلے بھی ایک دوسرے کے کپڑے شئیر کرتے تھے، آج بھی کرلوں گی۔انکا نائیٹ سوٹ مجھے فٹ ہے ابھی دیکھ کر آئی ہوں"

لعلین نے نرم سے لہجے میں جواب دیا تو لئیق کے چہرے اور آنکھوں میں لمحے کے ہزارویں حصے شرارت سی پھیلی۔

"نائیٹ سوٹ، اہم اہمم۔۔۔۔پھر آپکو مجھ سے کون بچائے گا مسیز"

لئیق کے آنکھ ونگ کر کے مسرور ہوتے سوال پر وہ اسکی گال پکڑ کر کھینچتی ہنسی۔

"لعلین اپنی حفاظت کرنا جانتی ہے مسٹر ہسبنڈ، چلوناں پلیز مجھے بہت نیند آرہی ہے۔ کل ساری رات سو نہیں پائی اور آج پورا دن اتنا تھکانے والا تھا کہ اب تو چکر آرہے ہیں۔۔۔ سب ویسے بھی سونے جا چکے تھے، مجھے بھی سونا ہے، اور آئی ایم شور تم بھی نہیں سوئے ہوئے تبھی آنکھیں کچھ بوجھل ہیں"

نیند کا ذکر آتے ہی لعلین نے جس طرح نشئیوں کی طرح جمائی بمشکل روکتے سونے کی جلدی مچائی، لئیق مسکراتا ہوا اسکے اٹھانے پر مگ میز پر رکھے اٹھا۔

"لیکن مجھے سونے سے پہلے سونے کا موڈ بنانا ہوگا کیونکہ آپ میری نیند اڑا چکی ہیں"

نرم سا حصار بنا کر اسکی کمر جکڑے خود سے لگائے وہ اسکے کان کی اور جھک کر جس معنی خیزی سے بولا تو لعلین کے ہونٹوں پر فرحت بخش سی مسکراہٹ کا لمس جاگا جس نے اسے لئیق کی گال سے لبوں کو جوڑے، اسکو سونپا۔

"تم سب کر لینا لیکن مجھے اس وقت تمہارے ساتھ کا سکون چاہیے"

وہ اسکا ہاتھ پکڑتی اسے لیے اندر بڑھی تو وہ بھی لعلین کے اتنے ظالم سے جملے پر شرانگیز سا ہنستا ہوا اسکے ساتھ ہی اندر بڑھ گیا۔

••———————————••

نیندا سکی آج آنکھوں سے کوسوں دور تھی، بیڈ پر سیدھی لیٹی وہ اداس سی مسکراہٹ کے سنگ فون پر شہریار کی تصویر دیکھ رہی تھی جو گل لالہ نے گھر جاتے ہی مانی کو واٹس آپ کر دی تھیں۔

گرے آنکھوں میں خفیف سی لالی کے سنگ عجیب سا درد ہلکورے لے رہا تھا، ان کہی تکلیف، من پسند نہ ہونے کا کرب۔۔۔۔

"کتنے پیارے ہیں آپ شیری لیکن دل کے بہت برے، آپکو پتا ہو گا کہ مانی آپکو یاد کر رہی ہے اسکے باوجود آپ نے مجھے کوئی کال میسج نہیں کیا، کر لیں جتنے ظلم کرنے ہیں۔ جب آپکے پاس ہوں گی تو آپکا اس طرح کی بے حسی پر گریبان پکڑ کر جنجھوڑ دوں گی"

یہ سب کہتے ہوئے اس نازک سی لڑکی کے تاثرات مزید دردناک ہوئے تھے، شہریار کچھ نئے کیس کی وجہ سے کچھ دیر پہلے ہی تھانے آیا تھا، ہارون کو لے کر لئیق نے اسے بھی اسکی ابتر حالت کا بتا کر کچھ بے چین کر رکھا تھا۔

اور پھر وقار سادانی کے خلاف چلتے کیس ایک بار پھر زور پکڑ چکے تھے کیونکہ لئیق کے علاوہ کئی اور لوگ بھی اسکے خلاف محترک ہو گئے تھے اور جج پر دباو پڑنے کا بھی امکان تھا کہ وہ ان کیسز کا جلدی فیصلہ سنائیں، وقار سادانی کا وکیل اعلی پائے کا شاطر آدمی تھا، ہر ہیرنگ پر وہ کچھ ایسی فلم ڈالتا کہ جج فیصلے کو آگے منتقل کرتا، ویسے بھی لینڈ مافیا کو آج تک کوئی قانون پکڑ نہ پایا تھا، یہ ایک نیک ورک تھا اور سب ایک دوسرے کی مدد کرتے ہوئے بہت آسانی سے خود کو قانون کے شکنجے سے نکال لیتے تھے۔

مگر لئیق اس معاملے میں خود اس لیے داخل ہوا تھا کیونکہ وہ فوٹیج سبب تھی، وقار سادانی اپنے منہ سے اس میں ایک آدمی کو زہریلے پودے کو کھلانے کا اعتراف کر رہا تھا، جو دراصل سلوپائزن تھا۔

اس وقت شہریار کے سامنے اس پلانٹ کی انفارمیشن رکھی ہوئی تھی، اس زہریلے پودے سے نکلتا محلول اگر کوئی انسان اپنے اندر اتار لے تو وہ ایک ہفتے کے اندر اندر اپنے ہر عضو کے ناکارہ ہونے پر زندگی کی بازی ہار جاتا تھا۔

لئیق نے اس کیس میں شہریار کو شامل کیا تھا کیونکہ اسے یہ معاملہ اپنی ذاتی وجوہات کے بناپر حل کرنا تھا، وہ جو بھی آدمی تھا اسکا اس فوٹیج میں چہرہ دیکھائی دینا ناممکن تھا، اس معاملے کو لئیق نے دستگیر کے حوالے کیا تھا کہ وہ اس آدمی کا پتا لگوائے تبھی دستگیر کل، وقار سادانی کے فارم ہاوس پر خود آپنے لوگوں کے ساتھ اس خبیث کو دبوچنے جانے والا تھا۔

لئیق نے اسے روم میں جاتے ہی اس پلانٹ کے بارے سونم سر سے ملتی انفارمیشن میل کی تھی اور شہریار اسی کو لیپ ٹاپ پر اوپن کیے بیٹھا تھا اور تبھی بے دھیانی میں اسکا ہاتھ فون کی ڈائیل لسٹ کو ٹچ کیا اور اتفاق سے نمبر بھی مانی کا ملا۔

شہریار کو بالکل پتا نہیں تھا کہ اسکے فون سے مانی کو کال مل چکی ہے کیونکہ وہ اپنی توجہ اندر آتے کانسٹیبل کی طرف کر چکا تھا جو اسکے لیے کافی بنا کر لایا تھا۔

مانی نے فون پر آتی شیری کی کال پر پہلے تو بے یقینی سے فون سکرین کو گھورا مگر پھر فوری کال پک کی۔

" سر! آپکی کافی۔۔۔۔"

اہل کار مگ رکھتا، شیری کے اشارے پر واپس جا چکا تھا جبکہ مانی کو پتا چل گیا کہ کال غلطی سے لگی ہے ورنہ وہ جن کال لگتے ہی اس پر شاوٹ کرتا۔

"آگے ہی دل جلا ہوا ہے، یہ کافی پی کر اور مت جلائیں"

شہریار جو لیپ ٹاپ پر نظر مرکوز کر چکا تھا، مدھم سی اس سرگوشی پر حیرت سے فون کی طرف دیکھا تو وہاں مانی کو لگی کال دیکھ کر شہریار نے اچھنبے سے فون اٹھائے کان سے لگایا، نجانے کیوں قسمت بار بار انکو ایک دوسرے سے بات کرنے پر مجبور کر رہی تھی اور آج تو شیری بھی اس عجیب سی سچویشن پر گنگ تھا۔

چین نہیں ہے تمہیں؟ ہر جگہ گھس رہی ہو۔۔۔۔ہاتھ لگ گیا اور کال"

" بھی تم کو جا لگی۔۔۔ حد ہے

وہ اسکی کوفت پر آج دل جلا سا مسکرائی، یقین ہوا کہ واقعی کال غلطی سے لگی ہے۔

"اللہ پاک چاہتے تھے کہ ہم ایک دوسرے کی آواز سن لیں ورنہ لگنے کو تو آپکی کال کہیں اور بھی لگ سکتی تھی"

مانی کے جواب پر وہ آج چاہ کر بھی چڑ نہ سکا، بس دل عجیب سا بیزار تھا، تبھی اس نے سرد تاثر کے سنگ خاموشی اختیار کی اور سر کرسی کی پشت سے ٹیک دیا۔

"آپ آجاتے تو آپکو دیکھ لیتی، بھلے مجھے نہ دیکھتے، بات بھی نہ کرتے لیکن مجھے خوشی ہوتی آپ میرے پاس ہیں"

پچھلی بار کے برعکس آج وہ اسے تنگ کرنے اور سلگانے کے بجائے اسکو اسکی اہمیت بتا رہی تھی وہ بھی بہت جان لیوا انداز میں، اس شخص کا دل اضطراری کیفیت کا شکار ہوا۔

تمہیں پہلے بھی کہا تھا اور پھر سے کہہ رہا ہوں، مجھے سے ایسی ٹون میں "
بات دوبارہ مت کرنا۔ شہریار جدون اب بھی تمہارا کچھ نہیں، یہ بات جتنی
"جلدی تسلیم کرلو اتنی تمہارے حق میں بہتر ہو گا
وہ اسے از سر نو سلگ کر ڈپٹ گیا، جبکہ اسکے اب تک ایسے رویے نے مانی کی
آنکھوں کی جلن میں اضافہ کیا۔
آپ یہ سمجھیں اور تسلیم کریں۔ میں صرف حقیقت پر یقین رکھوں گی۔ "
آپ پر جتنا اب میرا حق ہے اتنا آپکا اپنا بھی نہیں۔ میں اپنے کسی حق کو منت
کی طرح آپ سے مانگنے نہیں والی بلکہ چھین لوں گی۔ میری ضد، میری
شدت پسندی اب جتنا میرا نقصان کرے گی اتنا آپکا بھی کرے گی۔ مجھے
مرتا ہوا آپ نہیں دیکھ سکتے اسکا مجھے یقین ہے، بھلے پھر آپکو مجھ سے کتنی ہی
" نفرت کیوں نہ ہو۔ اور آپکی یہ کمزوری میرے پاس بہر حال موجود ہے

وہ یہ بولتے بولتے آخر تک آواز ڈوبنے سے روک نہ سکی تو اک لمحہ اس لڑکی کے سانسیں بے ترتیب ہوتی محسوس کیے وہ بھی سیدھا ہو کر بیٹھا، ماتھے پر ناگواری سی عیاں تھی۔

"میں تمہیں مارنے کا ارادہ کیے بیٹھا ہوں اور تم اس خوش فہمی میں بیٹھی ہو کہ میں تمہیں مرتا نہیں دیکھ سکتا، ہنہ! میں تمہیں مرتا ہوا خوشی خوشی دیکھ سکتا ہوں چھوٹی لڑکی!

یہ سب باتیں تمہاری عمر کے لحاظ سے بالکل سوٹ نہیں کرتیں مانی۔

تمہیں یاد رکھنا ہے کہ میں تمہیں بہت جلد چھوڑ دوں گا، سو اتنا اڑو کہ پر کٹنے پر جب گرو تو زیادہ چوٹیں نہ آئیں"

وہ طنزیہ لہجہ لیے یہ سب جتاتا مانی کی آنکھوں میں لمحہ لگا کر آنسو گھسیٹ لایا۔

"مطلب۔۔۔ مطلب میں مر جاوں تو آپکو خوشی ہو گئی، آپ میرا چہرہ پھر دوبارہ کبھی نہ دیکھ پائے تو آپکو سکون ملے گا؟"

اس لڑکی کے تڑپ کر کیے سوال پر شہریار جدون کے چہرے کی رنگت لمحے میں بدلی، یہ سوال امید سے برعکس اسکے سینے پر جا کر کانٹے سا چبھا تھا جو شہریار کو ہنس کر ہوا میں اڑا جانے کی توقع تھی۔

"میرے لیے نہ جینے کی ضرورت ہے تمہیں نہ مرنے کی، بس میرے ہر منظر سے جلد اوجھل ہو جانا یہی تمہارے لیے بہتر ہے"

وہ اپنے جواب کو سفاکیت سے بدل گیا تو اس لڑکی کی آنکھوں میں آنسوؤں کے باوجود امید بھری زخمی مسکراہٹ سی جاگی۔

"جس دن میں آپکی نظروں سے سچ میں اوجھل ہو گئی شیری تو مجھے پاگلوں کی طرح جگہ جگہ ڈھونڈنے والے پہلے انسان آپ ہی ہوں گے، میری بات کہیں لکھ لیں۔۔ی"

اپنے آنسو بے دردی سے رگڑتی وہ یہ کہہ کر نا صرف کال کاٹ گئی بلکہ شہریار جدون کا دل ہر منظر سے اچاٹ کر کے رکھ گئی۔

سرکشی، بے نیازی، حقارت، سب دم توڑ گئے اور اسے مانی کا یہ جملہ کانوں میں گھنٹے کی طرح بجتا سنائی دیا، ایسی تابناک گونج جس نے اسکی سماعت لمحہ بھر کہ لیے مفلوج سی کر دی تھی۔

....★☆☆☆☆☆★....

اپنا ڈریس چینج کیے، میک آپ ریمو کیے، فیس کو موئسچرائز کیے وہ روم میں انٹر ہوئی تو لئیق بیڈ پر ہی نیم دراز ہو کر ٹانگیں سیدھی کیے بیٹھا رایان کی بھیجی کچھ انفارمیشن دیکھ رہا تھا جب نظر بے اختیار آہٹ پر لعلین پر جا ٹھہری۔

فون خود ہی لئیق نے آف کیے ایک طرف رکھا اور مسکراتے ہوئے اپنا ہاتھ اسکی طرف بڑھایا جس نے بنا تکلف لئیق کے نا صرف ہاتھ کو تھاما بلکہ بلش کرتی مسکراہٹ کے سنگ وہ اسکے پاس ہی بیٹھی۔

جتنی نیند تھی وہ تو منہ دھونے سے اڑ چکی تھی اور لئیق بھی کسی قسم کی نیند کی خماری میں ہر گز مبتلا نہ تھا۔

دھڑک اٹھتے دل اور لئیق کو دیکھتے ہی اپنی بدلتی کیفیت پر قابو پائے اس نے پہلے لئیق کے کندھے پر سر ٹکایا پھر اٹھایا، مسکراتی آنکھوں سے لئیق ایزد علوی کی دل تک سکوں پہنچاتی نظر کو محسوس کیے اسکے کندھے پر محبت سے ہونٹ رکھے پھر اپنی گال رکھ کر لئیق کا بازو تھام لیا۔

ایسی جان لیوا اداوں کے بعد صبر خاصا دقت طلب تھا۔

"فرہاد علوی نے کچھ بتایا مزید"

لعلین کو پر سکون محسوس کیے اس نے بیچ میں حائل ہوتی روح پرور خاموشی کے قہر سے بچنے کو اسکا ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھ میں جکڑتے سوال کیا تو وہ جو

اس لمحہ اسکی آغوش میں مسرور آنکھیں موندے ہوئے تھی، اپنی آنکھیں کھول کر ذرا چہرہ اٹھائے لئیق کو دیکھنے لگی۔

"بتایا ہے لیکن ادھورا، مکمل بتادیں تو تب تمہیں بتاوں گی۔ اس انسان کا نام وہ مجھے جلد بتادیں گے"

لعلین ہر معاملے میں اسکی سوچ سے بڑھ کر فاسٹ تھی اور تبھی تو وہ خوشگوار سی حیرت میں ڈوبا۔

"آپ تو مجھے پروفیشنلی بھی کافی امپریس کر رہی ہیں، جو بات وہ مجھے آٹھ سال سے نہیں بتا سکے، آپ نے چند گھنٹوں میں جان لی"

وہ اسکے تعریف کرنے پر دل سے مسکرائی، کیا بتاتی کہ اس نے لئیق کی دی ذمہ داریوں کو بہت دھیان سے پورا کرنے کی کوشش کی ہے۔

"انھیں ایک دوست کی ضرورت تھی، تم سب بنے ہوگے لیکن دوست نہیں بنے۔ شاید تم سے بنا ہی نہ گیا ہو لیکن اب تک انکی کہانی بہت کربناک ہے لئیق، شاید آگے اس سے بھی بھیانک ہو۔"

وہ پھر سے انکی تکلیف محسوس کرتی خود بھی اپنے غم کو تازہ محسوس کر رہی تھی جبکہ لئیق کو علم تھا کہ ضرور کچھ دردناک ہی ہے جو فرہاد علوی اپنے اندر دبائے بیٹھے ہیں۔

"مجھے سے انکا دوست واقعی بنا نہیں گیا، میں تسلیم کرتا ہوں۔ رہی بات سچائیوں کی تو وہ ناقابل برداشت ہی ہوں گی تبھی اب تک پردے میں ہیں۔ مجھے اب زیادہ فرق نہیں پڑتا، حالات چاہے جیسے بھی ہوں، مجھے ان کے مطابق ڈھلنے میں زیادہ مشکل نہیں ہوتی"

لئیق کے سپاٹ انداز اور اس درجہ خالی پن پر لعلین کا دل اسکے دل کے افسردہ ہونے پر دھڑک کر رکا۔

"تم فکر مت کرو، ان سچائیوں کے کھلنے کے بعد سب مزید اچھا ہو گا۔ تمہارا اور تمہارے بابا کا رشتہ پھر سے مضبوط ہو گا۔ یہاں تک کہ سب پہلے کی بنسبت خوبصورت ہو گا۔ الجھنوں کو مناسب وقت پر سلجھا لینا چاہیے، یہی عقل مندی ہے"

وہ اس سے کہیں زیادہ سمجھدار تھی تبھی تو اسے لعلین کے اسکے ساتھ ہر طرح کے معاملے میں محو گفتگو ہونے پر دلی مسرت ہوئی، وہ اسکی ملائم گال ہاتھ کی پشت سے چھو کر اسے تکتا مسکرایا، اس لڑکی کی سانسوں کو راستے اپنا سانس لینا اسکا منتظر پسند مشغلہ تھا، جب ان دو کی آنکھیں ان جادوئی لمحوں میں ایک دوسرے کو گہرائیوں تک دیکھتی، سمجھتی تھیں تو دل کے سلگتے، تپتے جلتے جذبات کی آنچ دھیمی پڑتے لگتی، وہ اسکو جس طرح چھوتا، اسکے ہاتھ کی پور کا ایک ایک لمس لعلین کے اندر اب ہر لمحہ اسکی طلب جگانے لگا تھا۔

"آپ کی ہر بات ٹھیک ہے لعلین مگر کبھی کبھی لاعلمی بہت بڑی نعمت ہوا کرتی ہے، کچھ سچ ایسے ہوتے ہیں جن کو جاننے کے بعد ہم بہت شدت سے خواہش کرتے ہیں کہ کاش ہم نے اس سچ کو پردے میں ہی چھوڑ دیا ہوتا" وہ اسکی بات پر افسردہ مگر متفق ہوئی، لیکن نجانے کیوں وہ اسے یوں ڈاؤن سا زیادہ فیسینیٹ کرتا تھا اور لعلین کا دل چاہتا وہ اسکی طرف مائل ہوتی چلی

جائے، جس شخص نے اسکو اداسیوں کے گھر اندھیرے سے ہاتھ پکڑ کر نکال لیا تھا وہ بھی اسکے دل کی ہر محرومی ختم کرنے پر مچل اٹھتی تھی۔

"ہمم، یہ بات بھی ٹھیک ہے۔۔۔ لیکن اللہ سے اچھے کی امید ہونی چاہیے" وہ اسکی بات کی تائید میں از سر نو امید افزاء ہوئی تو لئیق نے رسان سے سمجھنے والے انداز میں سر کو جنبیش دی۔

"وہ تو ہمیشہ سے تھی اور ہمیشہ رہے گی، خیر چھوڑیں۔۔۔ آپ بتائیں، کیسی ہیں؟"

اپنی سنجیدہ گفتگو سمیت کر وہ مکمل دل دھڑکا دیتی توجہ لعلین پر دیے اپنی بازو اسکے ہاتھوں سے چھڑوائے، اپنی بازو اسکے گرد حائل کرتا خود سے لگائے ٹھیک سے لیٹا تو اس سوال پر اور لئیق کے حصار میں سمٹ جانے پر لعلین کے ہونٹوں کو دلفریب سی مسکان نے چھوا۔

"کیا میں جنگ پر گئی تھی؟ جو کیسی ہیں بول رہے ہو؟"

شرارت پر آمادہ وہ پھر سے اسکی طرف کروٹ بدل کر اسکی بازو پر سر رکھے اسکی گہری آنکھوں میں جھانکتی ہنسی تو ان روح شناس آنکھوں کے کنارے خمار سا چمکا۔

"میرے بہت پاس تو آپ بالکل ٹھیک نہیں رہتیں، تبھی ایڈوانس پوچھ لیا"

لئیق کے بشاش اور شرانگیز جواب پر وہ خفیف سا گھبرائی، اسکی آنکھوں کی تیز تپش سے بھی لحظہ بھر نظر چرائی مگر لئیق نے اسکی ٹھوڑی پکڑے اسکا چہرہ اوپر کو اٹھائے یہ نظریں چرانے والے قہر کو پوری شدت اور استحقاق سے ممنوع قرار دیا۔

"جب آپ میرے اتنے قریب ہوں تو صرف مجھے دیکھا کریں، تاکہ میں آپکو بہکانے والا منتر پھونک سکوں"

لعلین کے پورے وجود میں جاگتی، ہولے ہولے بڑھتی لرزش محسوس کرتا وہ دانستہ معنی خیز شرارت پر اترا تو وہ منتر والی بات پر بنا اتنی نزدیکی میں

ہونٹوں کو تکلف دینے کی گستاخی کے بدلے کے انجام کی پرواہ کیے بنا کھلھلا اٹھی، وہ اس لڑکی کے فطری خوف اور جھجک کو جس مہارت سے ہنسی میں بدل چکا تھا، آفریں تھا۔

"تم مجھے بہکانا چاہتے ہو"

خود ہی قریب ہو کر احتیاط کے سنگ اپنی بازووں کو لئیق کہ گردن کے گرد حائل کرتی وہ ذرا سا اس پر حاوی ہوئی اپنی بلا کی پر کشش سنہری آنکھوں سے دیوانے کا امتحان لیتی بولی، لئیق نے اپنے دونوں ہاتھ، خود پر جھک آتے حاوی ہوتے لعلین کے نازک وجود کے گرد باندھے۔

میں تو اور بھی بہت کچھ چاہتا ہوں، کیا آپ جاننا چاہیں گی میری خواہش؟"

"بتاوں؟

وہ اسکی مہکتی سانسوں کے چہرے پر پھیلنے پر مدہوش ہوتا اپنے چہرے کے خدوخال کے سنگ مس ہوتے ان گلاب ہونٹوں کو محسوس کرتا سرگوشیوں میں ڈھلی آواز میں بولا تو وہ جو اس پر سحر بن کر حاوی تھی،

ہونٹوں کا کنارہ دانت تلے دباتی شرمگیں مسکائی، اسکے لطف نے لئیق کو اپنی منشاء سے چھو کر بڑھنا شروع کیا تو وہ بھی جیسے اسکے روبرو ہر حد سے نکل سی آئی۔

وللہ! آج تو وہ لڑکی فتنہ خیز مسکرائی تھی۔

نو۔۔۔اٹس مائی ٹاسک۔۔۔۔میں تمہاری ہر خواہش خود جاننا چاہتی ہوں،"

"تم مجھے کچھ وقت دو گے نہ؟

وہ اسکی ٹھوڑی ہونٹوں سے چومتی اس کی جذبات سے بھری روح تک جکڑ لیتی، آنکھوں میں اپنا چہرہ اسکی سانسوں کی مہک ان ہیل کر کے اٹھاتی، جذب سے جھانک کر بولی تو لئیق نے اسکی کمر کے گرد لپیٹے ہاتھوں کو جکڑا تو لعلین اس درجہ گستاخ نزدیکی پر خفیف سا بوکھلائی، ایک دوسرے کی دھڑکن سچ میں ایک دوسرے کے وجود میں منتقل ہوتی محسوس ہوئی۔

مت کریں، آپکے ایسے جان نکالتے تیور کچھ کروا بیٹھیں گے لعلین، سچ" کہوں تو بلکل ایک لمحہ بھی آپکو مہلت دینا نہیں چاہتا لیکن دوں گا، کیونکہ

آپ یوں کر کے لئیق کی جان بھی مانگ سکتی ہیں، آپکو دیکھ کر آپکو پانے سے زیادہ آپکا ہونے کی تمنا جاگتی ہے، اور تبھی تو آپکی چاہ پر میری خواہش ہمیشہ فدا اور قربان ہو جاتی ہے"

اس شخص کے ہلتے لبوں سے بکھرے موتی، لعلین کی آنکھوں میں جہاں شوق کا جہاں آباد کر چکے تھے وہیں وہ خود پر مزید اختیار نہ پاتی ان سکون افروز ہونٹوں پر جھکی، محبت سے چھوا اور لئیق ایزد کے بکھرتے ٹوٹتے وجود میں لمحہ لگاتے ہی اپنی شدت بھری پہل سے سکون بھر دیا، اور جب اسکا چہرہ ہمت جمع کیے دیکھنے کو وہ اسکے چہرے کو دیکھنے ذرا فاصلہ بنا پائی تو لئیق کے ہونٹوں پر بکھرے مسکراہٹ کے لمس پر دل تک گدگدای سی لہر اتر گئی۔

"مجھے تمہاری جان نہیں چاہیے، تم چاہیے ہو۔ ہمیشہ اپنے پاس، جس سے میں بنا سوچے کچھ بھی کہہ دوں، بنا کسی حد کا احترام کیے جی بھر کر پیار کر

سکوں، تم مجھے کبھی نہ رکو، بس مجھے سنو، مجھے اس گہرائی تک محسوس کرو
"جس تک اترنے کی میں اس لمحہ خواہش کروں

وہ اسکو اپنی پسند کا لمس بخش کر کسی نوخیز کلی کی طرح مہکتا دیکھ کر اپنے اندر اٹھتے طوفان کی شدت کم محسوس کر رہا تھا، وہ لڑکی تو اسکو اتنا سا میسر آکر ہی تشنگی کے ہر لفظ سے غافل کر چکی تھی۔

اسکے جذبات سے آٹے دہکتے ملائم لمس کا احساس لئیق کو تادیر اپنی حسوں میں حائل محسوس ہوا مگر یہ لفظی اظہار ویسے بہت سے لمس مزید چاہنے کی خواہش، لئیق میں بیدار کر چکا تھا۔

" اسکے بعد؟"

وہ اسکے ملائم ہونٹوں، رخساروں، بے خود ہوتی آنکھوں کو نظروں کا من پسند منظر بنائے ہوئے مدہوش سا بولا تو وہ نظر لف جانے کی حد تک دلربا بنی مسکائی۔

جب تم مجھے اتنی اجازت دو گے، میں کھل کر سانس لینا سیکھ جاوں گی۔"
پھر تمہاری ان خواہشوں کو بھی پورا کروں گی جو تم لعلین کے روبرو اپنی آنکھوں، اپنے دل کی دھڑکن اور جسم کی بڑھتی حرارت سے میرے دل کو "چپکے سے کہتے ہو

لعلین کے اس جاں فزا جواب پر لئیق کے ہونٹ انتہائی جاذبیت سے مسکراتے لمس کے سنگ پھیلے تو اس نے بے اختیار ہونٹوں کی پہنچ میں آتے، لال کے گلابی ہوتے رخسار کو چوما۔

"آپ تو سب جانتی ہیں، مجھے تو لگا تھا مجھ سے بے خبر ہیں"

خود سے بے خود ہوتے لئیق نے اسکی دوسری رخسار بھی اسی شدت سے چومی، وہ اسکے کہے جملے کی دلفریبی میں محو مخملیں سے اسکے لمس گردن پر محسوس کرتی مچلی جو آج اپنے ہونٹوں کو اس لڑکی کے مرمریں وجود کے نشیب و فراز سے ہمکلام کر کے راحت محسوس کرنا چاہتا تھا۔

تم سے بے خبر کیسے ہو سکتی ہوں، گلے لگانے کے بعد کوئی کسی سے بے خبر "
نہیں رہ سکتا، لعلین اور لئیق تو پھر ایک دوسرے کی زندگی ہیں۔ بہت آزما
"لیا تمہیں، اب سوتے ہیں۔۔۔۔۔ورنہ۔۔۔
اسکو مزید ستانے پر وہ خود آمادہ نہ تھی تبھی اس سے پہلے اس شخص کی مسحور
کن مہک سے مہک جاتا اپنا آپ وہ اس پر سے سرکاتی، لئیق نے اسے یہاں
سے ساری رات نکل نہ پانے کے لیے مضبوطی سے اپنے وجود میں نا صرف
سمویا بلکہ جلتی روشنی بجھاتے ہی اس لڑکی کی سانسوں کو پوری شدت سے
اپنے پر زور اختیار میں لیا جبکہ لعلین ابراہیم کو اپنے جان لیتے حصار میں مقید
اپنے بگھڑے تنفس کو بحال کرتا دیکھ کر جناب کا اطمینان قابل دید تھا،
دونوں اس نیم روشنی میں ایک دوسرے کو مسکراتی آنکھوں سے دیکھ کر
آج دنیا بھلا چکے تھے، اور وہ اسے محبت سے چھونے میں آج بہت بے باک
ہو جانا چاہتی تھی کیونکہ وہ اسکی مہک جاتی سانسوں کا سبب بن چکا تھا۔

سلینااور بھجت کی زندگی تو محبت سے بھر چکی تھی، وہ اسکے سینے سے لگی بھجت کی طرح آج صرف مانی کے لیے دعا گو تھی، اور خود بھجت بھی اپنی ساری دعائیں مانی کو سونپ چکا تھا۔

مدیحہ آفریدی نے عشاء کی نماز ادا کیے مانی کی خوشیوں کے کیے طویل دعا کی، لیکن نجانے اب قسمت کیا کرنے کی ٹھانے بیٹھی تھی، کیونکہ کل کا دن سب بدل دینے والا تھا۔

سب کی زندگیوں میں کچھ بدلاو آنے والے تھے۔

.._____..

خوبصورت سی گداز صبح نے تاریکی کو اپنی آغوش میں لیے نکلا تو آہستہ آہستہ عالم جہاں پر روشنی کا وجود ثبت ہونے لگا، نکھری تروتازہ صبح میں روح پرور

ہوا کے مخملی جھونکے چرند پرند، حتی کہ اشرف المخلوقات کو بھی اک سرور آور تازگی بخش رہے تھے۔

اس وقت صبح کے سات کا وقت تھا اور وہ توانا، کسرتی، بھرے وجود کا مالک صارم پورے انہماک سے، کلہاڑی کے سنگ لکڑیاں کاٹنے میں مصروف تھا۔

وہیں گھر سے ملحقہ باورچی خانے میں پیڑی پر بیٹھے فرازم صاحب پھونکنی کی مدد سے لکڑیاں جلانے کی کوشش کر رہے تھے مگر رات ہوتی اچانک بارش کی وجہ سے لکڑیوں میں نمی تھی اور وہ جلنے کے بجائے دھواں اگلے جا رہی تھیں۔

وہ خوبصورت نقوش کا مالک شخص، فرازم بخش کی کوفت پر غضبناک مسکرایا۔

ہنس لے، مامے کو لکڑیوں سے منہ ماری کرتا دیکھ کر تجھے بڑا ہاسا آرہا،"
ادھر آکر خود پھونک، کہیاوی سی کہ بارش آئی ہے، اناں نوں اسطبل میں
"رکھ دے پر تجھے تورات گاوں کے لوکاں دی پئی سی
فرازم بخش کا اردو اور پنجابی سے ملا جلا لہجہ اس وقت انکی کوفت سے مل کر
مزید پیارا ہوا اور وہ جو اپنے کام میں ماہر طریقے سے لگا تھا، کندھے پر رکھے
حجاب سے اپنا ترماتھا پونچھتا اسی مسکراہٹ کے ساتھ باورچی کی طرف
بڑھا۔
اس دھویں سے آپکی آنکھیں ٹھیک ہو جائیں گی ماما جی، خود تو کل کہہ رہے"
تھے کہ جالا سا ہے۔۔۔ان لکڑیوں کا دھواں علاج ہے آپکا۔ رہی بات
رات کی تو میری واپسی ہوتے ہی چھپے گیدڑ بھی سامنے آگئے، چور نظر آئے
تھے اب پورے علاقے میں واحد میں ہوں جسکے پاس گن ہے سو سارے
لوگوں کو مجھ سے ہی پہرے کی امید تھی، میں بھی سو جاتا تا کہ چور اچکے آکر
"سب کے گھروں سے انکی محنت کی کمائی لوٹ کے لے جاتے

وہ انکی ہمیشہ سے گاوں والوں کے لیے اتنی توجہ پر کبھی کبھی برہم ہو جاتے۔

ہاں یہ تو، تونے سو آنے ٹھیک بات کی پتری۔۔۔۔اللہ جانے کون موئے" تھے جو ہم مسکینوں کے علاقے میں گھس آئے، ہمارے پاس ہے کیا جو وہ "چھین لیں گے

آخر کار صارم کے ایک ہی بار پھونک مارنے پر دھواں اگلتی لکڑیاں آگ پکڑ چکی تھیں جس پر وہ خفگی بھلائے خود بھی متفکر ہوئے۔

آپکے پاس شاید کوئی خزانہ ہو ماماجی جسے چھیننے کے لیے یہ چور، سال کی" "نیند سے جاگ گئے ہوں

صارم نے چائے کی دیگچی مٹی اور گاڑے سے بنے چولہے پر چڑھائے شرارت سے کہا تو وہ اگلے ہی پل منصوعی گھوری سے صارم کو دیکھتے مسکرائے۔

"یہ تو پس پردہ اپنے آپ کو تو خزانہ نہیں کہہ رہا؟"

فرازم بخش کے آبرو اچکانے پر صارم کا جاندار قہقہہ بلند ہوا۔

"ہاہاکافی سمجھدار ہیں آپ"

وہ ان سے یونہی مستیاں کرتا۔

"گھر کی مرغی دال کے برابر ہوتی ہے پتری، تو باہر جتنا بڑا مرغ مسلم بن

"لے، میرے لیے تو ککڑی ہی ہے

جناب کی خصوصیات کو اس خوشی اور شرارت سے بھرے گھر میں یونہی

اندر اسٹمیٹ کیا جاتا تھا۔

"نہ کریں ماماجی، ککڑی کہہ کر آپن کی شاندار جنس تو نہ رولیں، ککڑ کہہ

"لیں

وہ بھی کہاں سنجیدہ تھا، اسکے اپنے حق کے لیے بلند کیے احتجاج پر خود فرازم

بخش بھی ہنس پڑے۔

"ہاہا تیرا کچھ نہیں ہو سکتا، یہ بتا کب ہے تیری شہر روانگی؟"

وہ صبح اپنااور صارم کاناشتہ خود ہی بناتے تھے سودیسی گھی کے پراٹھے بنانے کاآغاز کیے وہ پاس ہی فرصت سے آلتی پالتی مار کر بیٹھے صارم سے مخاطب ہوئے جسکے چہرے پر لمحہ بھر سختی سی اتری۔

دو بجے بس جائے گی، پہلے تواس تھانیدار سے ملوں گا۔ پھر دوسرا کوئی"
"کام۔۔۔

صارم کے سپاٹ جواب پر وہ سر ہلائے ناشتے کی سمت متوجہ ہو چکے تھے مگر پھر سر اٹھا کر یونہی حسرت سے صارم کو تکنے لگے۔

اماں بابا کے مل جانے کے بعد مجھ مسکین کو بھول نہ جائیں، تو مامے کا دل"
"اور جان ہے صارم

وہ انکی تاسف سے کہی گزارش پر انکا ہاتھ تھامے یوں محبت سے دیکھتا مسکرایا جیسے اسے ماما جی سے اس گھٹے دل جیسی بات کی امید نہ تھی۔

آپکو کیسے بھول سکتا ہوں، میرے دکھ سکھ کے آپ شمائلہ امی کے بعد" ساتھی رہے ہیں۔ میں اماں بابا کو یہاں لے آوں گا، ہم مل کر رہیں

گے۔۔۔ویسے بھی اس کمینے نے انکو اولڈ ہوم پھینک رکھا ہے، پتا نہیں کیسا دل تھا اس خبیث کا۔۔۔ خیر آپ ناشتہ بنائیں میں گاوں کی خیر خبر لے کر آتا ہوں، پھر مجھے روانگی کے لیے تیاری بھی کرنی ہے"

انکو نرم سے لہجے میں یقین دلاتا وہ انکی خوشی سے بھر جاتی آنکھوں کو دیکھے مسکراتا ہوا اٹھا اور دیکھتے ہی دیکھتے گھر سے نکل گیا مگر جیسے ہی صارم نے قدم باہر رکھے، کسی نسوانی نازک سے وجود سے بری طرح ٹکرایا، جس نازک اندام، گلفام سی شربتی آنکھوں والی لڑکی کی اس چٹانی سینے والے شخص سے ٹکڑا کر دل و دماغ کی دنیا گھوم گئی تھی۔

یہ تو سدرہ نے بروقت ایک ہاتھ سے ہاتھ میں پکڑی پلیٹ لرز اٹھنے کو سنبھالا اور دوسرے سے دروازے کی اوٹ تھام لی ورنہ اس پہاڑ سے ٹکرا کر چوڑا ہو جاتی، ایک بار تو اس مضبوط شخص کے سینے میں پڑا دل بھی مثل گیا، کل سے اب تک صارم کی آنکھیں اسکے دیدار کی متلاشی تھیں اور آخر کار وہ خود یہ شرف دینے آگئی تھی۔۔

خود صارم کو اپنی اندھا دھند باہر روانگی پر پشیمانی ہوئی، اس بچاری کا کوئی پرزہ ٹوٹ جاتا تو کیا ہوتا، اس لڑکی کو اخیر گھبرایا بھانپ کر صارم نے خود ہی بیچ کی یہ خاموشی توڑی۔

"بچ گئی ہو؟ معاف کرنا میں جلدی میں تھا۔۔۔۔لاو مجھے دو یہ"

صارم نے فوراسے بیشتر اس جھکی پلکوں والی، چادر میں سرتا پیر ڈھکی چھپی سدرہ کے کانپتے ہاتھ سے ڈھکی پلیٹ پکڑ کر لی اور آدھے منہ کو نقاب سے فوراڈھک لیتی گھبرائی سی سدرہ کو دیکھنے لگا جو بچوں کی طرح زمین کو گھورتی سر ہلا رہی تھی۔

"ک۔۔کوئی بات نہیں، وہ بے بے نے آپ۔۔پکی واپسی پر دعا کروا کے بیسن کا حلوہ بٹوایا ہے تو وہ۔۔وہی دینے آئی تھی۔م۔۔۔میں جاتی ہوں" پلیٹ پہلے ہی صارم تھام چکا تھا جبکہ وہ اس سے یونہی گھبراتی تھی سو جان بچانے کو اس سے پہلے فرازم چچا کو بنا سلام کیے بھاگتی، وہ خود ہی دروازے پر ہوتی آہٹ سنتے باہر آئے سو سدرہ کو چار و ناچار رکنا پڑا، وہ نظر اٹھا کر بات

نہیں کرتی تھی اور اسکی یہ جھکی پلکیں صارم کے دل کو بری طرح ہمیشہ جیسے جکڑ چکی تھیں کہ وہ اپنی نظریں سدرہ کے چہرے سے ہٹانا ہی بھول گیا اور وہ اسکی اس ٹکٹکی باندھنے سے مزید بدحواس ہوئی۔۔

" اسلام و علیکم فرازم چچا"

سدرہ نے انکو دیکھتے ہی ادب سے ہچکچاتے سلام کیا جس پر وہ شفقت کے سنگ مسکرا کر اپنا ہاتھ اسکے سر پر رکھتے صارم کی تھمائی پلیٹ پکڑ چکے تھے۔

وعلیکم السلام جیتی رہ میری دھی، استانی صاحبہ کو جزاک اللہ کہنا۔یقینا آج" بھی بڑا سوادلا (مزیدار) حلوہ ہو گا"

چچا جان کے مسکرا کر پوچھنے پر وہ گھبرائی سی مسکرائی کیونکہ صارم کی موجودگی اس لڑکی پر اخیر بھاری تھی، اللہ اللہ کر کے تو بے بے کے لاکھ ترلے پر وہ یہ دینے آئی تھی ورنہ جدھر جدھر سے صارم گزر جاتا وہاں سدرہ کی صرف آنکھیں ہی تعظیم سے سفر کرتی تھیں۔

ج۔۔جی چچا کہہ دوں گی، برتن بے بے کسی بچے کو بھیج کر منگوالیں گی،"

"اللہ حافظ

فوری کہتی وہ یوں وہاں سے بھاگی جیسے وہ دونوں اسکو نگل لیں گے جبکہ سدرہ کے وہاں سے اوجھل ہوتے ہی ماما بھانجا پر اسرار سا مسکرائے۔

"یہ تو ویاہ کے بعد بھی تیرے ہتھ نہیں آنے والی برخوردار، تیرے میں پتا نہیں اس کملی کو کونسے جن نظر آتے، نکاح تو اللہ بخشے میری بہن شمائلہ کو وہ اپنی حیاتی میں تیرا اس سے کروا گئی پر تیرے رعب کے آگے وچاری کی

"آکھ بھی نی اٹھتی

صارم کو اس جانب مخمور سی نگاہ جمائے دیکھ کر فرازم بخش نے جس طرح اپنا کندھا، صارم کے کندھے سے مار کر چھیڑ خانی کی، وہ اپنی توجہ سدرہ کے گم ہوتے سراپے سے ہٹائے پر اسرار سی دلکشی کے سنگ ماما جی پر ٹکا گیا۔

"اسکی یہی حیا تو صارم علی جیسے بے چین روح والے کا سکون بنتی ہے ماما جی، آپ سے بہتر محبت کے یہ والے لجائے رنگ کون سمجھ سکتا ہے۔۔۔۔

جب وقت آئے گا تو پورے حق سے وہ میری آنکھیوں میں بھی دیکھے گی اور مجھ سے بے خوف ہو کے بات بھی کرے گی۔ ابھی وہ ایسے ہی میری عافیت ہے، اس نے نظر اٹھا کر اک واری مجھے دیکھ لیا تو یہ دوریاں سہنا بڑا اوکھا ہو جائے گا۔۔۔۔ چلیں آپ اپنی استانی جی کا بنایا حلوہ کھائیں، میں آتا ہوں" وہ صارم کے لہجے کی محبت پر مسرور ہوتے ہنسے، جانتے تھے وہ اسکا دس سالوں سے عاشق تھا، پھر شمائلہ نے اپنی حیاتی میں ہی اپنی بچپن کی سہیلی سے اسکی یتیم دھی کو لیے اپنے صارم کے عقد میں باندھ دیا، اب تو وہ چوبیس کی ہو چکی تھی، نکاح کے وقت وہ اٹھارہ کی بھی نہ تھی۔

انکو استانی جی کے حلوے سے مستفید ہونے کا مشورہ تھماتے وہ کمال رعب جماتا وہاں سے گیا تو کتنی دیر فرازم بخش من ہی من میں اچھے وقت کا سوچ کر مسکاتے ہی چلے گئے۔

.._____..

آفریدی حویلی میں بھی ایک خوبصورت صبح کا آغاز سب اہل خانہ کے مسکراتے ہشاش بشاش چہروں کی مسکراہٹ اور بریک فاسٹ سے ہوا تھا، لئیق نے لعلین کا آج کا ڈریس اور باقی تمام چیزیں ناشتے کے فورا بعد واپس جا کر خود اسے آفریدی حویلی بجھوادی تھیں کیونکہ اب انکا ایک ہی بار بارات کا فنکشن اٹینڈ کر کے ہی واپسی کا ارادہ تھا۔

لئیق کو اس بیچ ایک چکر ہارون کی خبر گیری کرنے کو بھی لگانا تھا مگر ریڈی ہونے کے بعد وہ سیدھا لان میں ہی آیا تھا، فرہاد علوی اور لوئے کو گپ شپ کرتا دیکھ کر وہ بھی مسکراتا ہوا انکی طرف بڑھ آیا اور دونوں نے شرطیہ لئیق کی نظر اتاری۔

فرہاد نے اسکو دیکھ کر آنکھوں ہی آنکھوں سے اپنے پر جمال شیر کا صدقہ اتارا، لئیق دونوں کے ساتھ ہی آکر بیٹھا، اسے لوئے بھی کل کی بنسبت فریش لگا تو دل مسرت محسوس ہوئی جبکہ لوئے کے آجائے سے وہ بابا کی طبعیت میں بھی واضح بہتری محسوس کر رہا تھا۔

سلم فٹ ڈارک بلو اینڈ بلیک کلاسی بزنس سوٹ اس پر اخیر جچ رہا تھا، اور پھر میچنگ ایسیسریز، پیروں میں برینڈ لوفرز، ایک کلائی پر بندھی گھڑی، اور بالوں کا ہمیشہ جیسا فلفی لک اسے مزید جاذب پیش کرتا۔

فرہاد علوی نے بے ارادہ ہی نظر ہٹالی کہیں انکی نظر ہی انکے لئیق کو نہ لگ جائے۔

وہیں بیٹھے ہی لئیق کی نظر ٹوئکل پر گئی جو بولائی سی لئیق کے بیٹھتے ہی اسکے پیروں میں یوں لوٹنے لگی جیسے اس سے لعلین کا پوچھ رہی ہو۔

تینوں بلی کے لال کو مس کرنے پر مسکرائے۔

آج لوئے اور لارا بھی انوائٹڈ تھے جبکہ لارا اور لوئے کی وہاں سے سیدھا پارٹی اٹینڈ کرنے کے پلین تھے۔

تمہاری مالکن رات تک آجائے گی ٹوئنکل، اداس مت ہو۔۔۔جاو جا کر"
"گھومو

لئیق نے ٹوئنکل کو دیکھتے نرمی سے ذرا جھک کر کہا تو وہ واقعی جیسے اسکی بات سمجھ گئی تھی اور اسکے وہاں سے جانے پر تینوں کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔

"لوئے! آج کے کیا پلینز ہیں تمہارے؟"

لئیق نے بابا کی خود پر جمی نظر محسوس کیے رسان سے لوئے سے پوچھا۔

پہلے مانی اور شیری کی شادی اٹینڈ کریں گے پھر وہاں سے بینڈ کے لوگوں"
"نے ایک پارٹی رکھی ہے۔وہاں انوائٹڈ ہیں

لوئے نے برو کو تفصیلی جواب دیا جس پر لئیق نے سر ہلایا۔

" گڈ، اچھا ہے گھومو پھرو۔۔۔۔"

لئیق نے مسکرا کر باہر آتی نیہا سے چائے کا کپ لیا جو مسکرا کر لوئے اور فرہاد کو بھی سرو کرتی واپس اندر چلی گئی جبکہ فرہاد اپنے دونوں بیٹوں کو ایک ساتھ دیکھ کر اپنی ساری اداسی بھول چکے تھے۔

لوئے اس سے وقار سادانی کا پوچھ رہا تھا جبکہ لئیق تھوڑا پریشان ہوا کہ آخر لوئے نے اس سے وقار کا ذکر کیوں کیا ہے، پاس بابا بیٹھے تھے تبھی وہ بعد پر ٹال گیا کیونکہ وہ انھیں پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔

کچھ دیر بعد لوئے نے کسی کال آنے پر معذرت کیے ان سے اجازت لی تو اسکے جاتے ہی لئیق نے اپنی بھرپور توجہ بابا پر ڈالی۔

"ایسے کیا دیکھ رہے تھے؟"

وہ انکی آنکھوں کا رشک بھانپ چکا تھا، نرم سی مسکراہٹ کے سنگ سوال کیا۔

"وہ جو دیکھنے کے لیے میری آنکھیں ہمیشہ ترستی رہیں، تم نے لوئے کو دل سے قبول کر لیا۔ یہ باپ تمہارا مشکور ہے"

وہ دو دن سے مسلسل لئیق اور لوئے کے بیچ کی حائل دیوار کو گری محسوس کر رہے تھے سو آج انکی زبان پر یہ اعتراف آ ہی گیا، انکی خوشی، شکر گزاری انکے انگ انگ سے چھلک رہی تھی۔

وہ یہاں زیادہ رکا ہی کب ہے جو میرے اور اس کے بیچ حائل فاصلے کم ہو" پاتے، مہینوں بعد ہمیشہ وہ ایک دو دن کے لیے پاکستان آتا رہا ہے۔ میں نے اسکے وجود سے کبھی انکار نہیں کیا، میری ناراضگی تو صرف آپ سے ہے، " آپکی چپ میری اذیت ہے۔۔۔۔

وہ بھی جیسے یہ سب کہتے ان کہے ملال میں مبتلا ہوا تھا، اور وہ کیا بتاتے کہ انھیں لئیق سے زیادہ اسکی لعلین نے اپنا بابا بنا لیا ہے۔

"کیا پتا میری چپ بھی ٹوٹنے والی ہو؟"

وہ تڑپ کر بولے تو لئیق اپنی جگہ سے اٹھ کر انکے ساتھ ہی صوفے پر بیٹھا، دقتوں سے اپنے بے قرار دل کو تقویت دے کر اپنا رخ بابا کی سمت موڑ جن کی آنکھوں بلکتی ہوئی حسرت موجود تھی۔

ایک باپ کو اپنے بیٹے کی رگ رگ سے واقفیت ہوتی ہے کہ وہ کسی بات "
پر خوش ہوتا ہے اور کس پر ناراض، آپکو بھی تھی لیکن اسکے باوجود آپ نے
میری اذیت اپنی تکلیف سے ہمیشہ بڑھائی، مجھے پچھلے آٹھ سال سے میری
ماں کی تلاش میں بے بس بنا کر رکھا ہوا ہے، تو بتائیں کیسے بے رحم نہ ہوتا۔
یہ موقع ایسی باتوں کا نہیں، لوئے میرے لیے اہم ہے اور رہے گا جسکی وجہ
"اسکا آپ سے بیٹے کا رشتہ ہے

وہ اپنے تلخ پڑتے لہجے کو خود ہی آخر تک نرم کرتا انکا ہاتھ تھامے نظر چرا چکا
تھا کیونکہ وہ باپ اسے خود ترسی بھری نگاہوں سے دیکھ کر مزید غم زدہ کر
دیتا تھا۔

"م۔۔مجھے معاف کر دو لئیق"

وہ اسکا ہاتھ بچوں کی طرح چومتے سسک اٹھے اور وہ انکی یہی تکلیف
برداشت نہیں کر پاتا تھا تبھی لمحہ بھر سختی سے اس نے اپنے چہرے پر تلخی
پھیلاتے لب بھینچ لیے۔

پلیز سٹاپ، مجھے اس طرح کر کے تنگ نہ کیا کریں۔۔۔ کسی نے ایسی"
ناراضگی بھی کہاں روا رکھی ہو گی جو میری آپ سے رہی ہے۔۔۔۔ میں
نے کہاں آپکو خود سے محروم کیا؟ کب آپکی تکلیف پر آنسو نہیں بہائے،
کب آپکے دل کی جلن کے سنگ سر تا پیر نہیں جلا۔۔۔ بس کر دیں، کم
از کم میری تمام تر محبت اور توجہ کے باوجود میرے کے لیے ترسنا بند کر
دیں۔۔۔ مجھے اچھا نہیں لگتا، میرا جتنا اختیار چلتا ہے میں اتنا آپ کو لئیق
" دیتا ہوں۔۔۔۔

وہ انکی عجیب سی اس حالت پر آج بھی غم سے نڈھال احتجاج کرا اٹھا تو وہ بھی
اپنے آنسو ضبط کر گئے، کیا کرتے، زندگی نے اتنے اتنا نگل لیا تھا کہ وہ اب
سانس بھی لیتے تو جسم درد کرنے لگتا تھا۔

ت۔۔ تم میری زندگی ہو لئیق۔۔۔۔ بابا کا غرور۔۔۔۔ میں کیا"
کروں۔۔۔ تمہارے سامنے ایسا ہی ہو جاتا ہوں، تمہیں دیکھ کر مجھے وہ
شدت سے یاد آتی ہے، جب وہ یاد آتی ہے تو میری سوچنے سمجھنے کی

صلاحتیں، تمام حسیں مفلوج ہو جاتی ہیں۔۔۔۔م۔۔میں کوشش کر رہا ہوں۔۔۔کہ اتنی ہمت جمع کر سکوں کہ م۔۔مرنے سے پہلے اپنی یہ سفاکی ختم کر دوں۔۔۔"

وہ پھر سے بچے کی طرح غم سے بوجھل، کرب سے دوچار ہوئے سسکے تو انکی بے بسی پر لئیق کا دل ساکٹ گیا، وہ دماغی مسائل کا شکار تھے تبھی لئیق نے آج تک ان پر اس معاملے میں کوئی دباونہ ڈالا تھا، کیونکہ ڈاکٹرز کے مطابق ایسا کرنے سے فرہاد علوی کی جان جا سکتی تھی، وہ اپنا ماضی خود بتاتے یہی سیو تھا اور تبھی تو آٹھ سال سے لئیق کے ہاتھ بندھے تھے۔

"اگر آپکو ان سے واقعی محبت ہے تو بڑی بے درد محبت کی آپ نے، اگر وہ واقعی زندہ ہوئیں اور صرف آپکی بدولت مجھ سے اتنے سال دور رہنے پر مجبور ہو گئی ہوئیں تو سچ کہہ رہا ہوں، اپنے آپ کو اس بڑے نقصان پر قابو نہ کر سکوں گا۔۔۔۔"

وہ انکی تکلیف کو محسوس کیے یہ ان سے کہہ نہ سکا بس اذیت سے سوچ ہی پایا اور ہاتھ بڑھا کر بابا کی تر آنکھوں سے بہتے آنسو صاف کیے۔

"میں آپکی کوشش کے کامیاب ہونے کا شدت سے منتظر ہوں، روئیں مت۔۔۔آئیں ریڈی ہوتے ہیں۔آپ آفریدی حویلی کے بڑے داماد ہیں اور گھر کے فرد جیسے ہیں سو مہمانوں کے استقبال کے لیے آپکا وہاں پہلے موجود ہونا ضروری ہے"

وہ انکو اس دردناک کیفیت سے نکالے انکا ہاتھ پکڑے اٹھاتا خود بھی اٹھا اور ساتھ ہی لے کر کمرے کی جانب بڑھا، زائشہ نے دونوں کو آتے دیکھ کر منصوعی مسکراہٹ دیے بلی کی طرح راستہ کاٹا مگر نہ لئیق نے اسے دیکھنے کی ضرورت محسوس کی نہ فرہاد علوی نے۔

وہ بابا کو انکے روم میں لایا، انکا آجکا سوٹ جو وارڈرب میں ہینگ تھا نکال کر انکی طرف بڑھا۔

شرٹ اور پینٹ ہینگر سے اتار کر بابا کے ہاتھ میں تھمائی تو وہ مسکرا کر شفقت سے اسکی گال سہلاتے نم آنکھیں جھپک جھپک کر آنسو دباتے چینج کرنے بڑھے اور انکے واپس آنے تک وہ ریک پر رکھی اپنی، ممی اور بابا کی وہ تصویر ہی ملال سے دیکھتا رہا۔

ہاتھ بڑھا کر اس نے لال نور کے چہرے کو چھوا تو آنکھوں کے کنارے انکو یاد کرتے نمی چمکی مگر وہ اپنی یہ تکلیف آہٹ پر فوری دباتا پلٹا۔

ہینڈسم سے فرہاد علوی کو اس نے خود کوٹ پہنایا، جیسے وہ انکا بچہ ہو، اور پھر انکو پکڑ کر بیڈ پر بٹھائے وہ انکے قدموں میں بیٹھا، بلکل لال نور کی طرح، موزے پہنانے کے بعد انکو شوز پہنائے، وہ بھی ایسی ہی تو تھی۔

اس شخص کا دل لئیق کے یوں مہربان ہونے پر تڑپ سا اٹھا۔

بابا کو شانوں سے پکڑ کر کھڑا کیے وہ انکے بال سیٹ کرتا مصروف سے انداز میں انھیں اتنا پیارا لگا کہ وہ اپنی نظر ہی جھکا گئے۔

نام کی creed aventus ڈریسنگ پر رکھے لال نور کی پسندیدہ پرفیوم اٹھا کر اس نے باباپر سپرے کی، اسکی خوشبو دونوں نے مسکرا کر ان ہیل کی۔

انکے سفید کوٹ کی جیب میں نفاست سے سلک کا کالار ومال اور لیپل پن لگائے اس نے وجیہہ دیکھائی دیتے جوانی والے ڈیشنگ فرہاد علوی کو اک نظر دیکھ کر اداس سی مسکراہٹ دی۔

"ل۔۔لئیق"

وہ اسکی حرکات اور واپس ملتی اتنی توجہ بھی سسک اٹھے۔

لال نور کو آپ ایسے پسند تھے مسٹر فرہاد علوی، ایسے ہی رہا کریں۔ناویو آر" ہیپی؟ لئیق ایزد علوی نے اپنی آٹھ سالہ قسم آج آپکو یوں توجہ دے کر توڑ دی"

وہ بابا کی خوشی کا اندازہ بھی نہیں لگا سکتا تھا کیونکہ وہ شخص لئیق کی ایسی توجہ کے لیے واقعی آٹھ سال ترسا تھا، انکے آنسو اب بھی بے لگام تھے مگر اس نے خفیف سا گھور کر انکو مزید رونے سے بری طرح روک دیا۔

" ل۔۔ لئیق۔۔۔"

وہ بولنا بہت کچھ چاہتے تھے مگر انکی آواز آنسوؤں نے نگلی تو لئیق نے بنا کچھ کہے انکو گلے لگا لیا، شاید جو لفظ زبان پر آنے سے انکاری ہوں وہ دل ملا لینے سے حلق میں اٹکے آنسوؤں کے شکنجے سے آزاد ہو جاتے ہیں۔

مزید وہ بھی کچھ نہ بولا بس بابا سے الگ ہوتے ہی کمرے سے تیزی سے نکل گیا اور وہ جانتے تھے آج لئیق کو آخری حد تک آزما بیٹھے ہیں، کمرے سے نکلتے ہوئے اس شیر جیسے شخص کی آنکھیں تکلیف کی انتہاؤں کو چھو چکی تھی۔

لئیق وہاں سے سیدھا ہارون کی خبر گیری کرنے گیا مگر اسکی حالت انتہائی نازک ہو چکی تھی، سونم صاحب نے بھی اپنی انتہائی کوشش کے بعد ہار مان

لی تھی، ہارون پر کاش کی اٹکی ہوئی سانس بس اسکے اندر سے رخصت ہونے والی تھی، وہ اپنے کیے کی سزا پانے والا تھا، نہ جانے اسکی آخری سسکی کس کی منتظر تھی۔

دستگیر کے ساتھ لئیق کا مسلسل رابطہ تھا جو وقار سادانی کو اسکے فارم ہاوس سے دبوچنے مشن پر نکل چکا تھا مگر اس نے اور اسکے تمام لوگوں نے فارم ہاوس پر گہری نظریں رکھی تھیں کیونکہ وقار سادانی کے وہاں موجود نہ ہونے کی خبر اسے پہلے ہی موصول ہو چکی تھی۔

دستگیر نے خود ہی فارم ہاوس کے چوکیدار کو دبوچے جب ایک کرارہ تھپڑ عنایت کیا تو اس نے فر فر سب بتایا کہ وہ کسی اہم تقریب میں شرکت کے لیے اپنی دوست شالے کے ساتھ کہیں گئے ہیں اور رات دیر سے آئیں گے۔

سو دستگیر کو وہاں رک کر ہی اس کا انتظار کرنا مناسب لگا تھا، وقار کو وہ اب اپنے ہاتھوں سے کسی صورت نکلنے نہیں دے سکتا تھا۔

جب کہ صبور نے آجکا پورا دن ڈیڈی کے ساتھ ہی گزارنا تھا، وہ ڈیڈی اور نیہا کے نکاح کے لیے اتنی پرخوش تھی کہ ماں کی سفاکی کا خوف بھی وقتی سہی پر کہیں دب سا گیا تھا۔

.._____..

اور پھر فائنلی وہ لمحہ آ ہی گیا جب بظاہر ایک کھیل مگر حقیقت میں ایک لافانی محبت کے آغاز کا وقت مقرر ہوا، وہ آج بالکل خوش نہ تھا، دل نا جانے کتنا بیزار تھا کہ خود کو دیکھنے کی بھی چاہت نہ تھی مگر اسے مانی کو رخصت کروانے جانا تھا، اسے کھیل کو پورے دبنگ طریقے سے کھیلنا تھا۔

گل لالہ کی خوشی تو انکی مہکتی، دل دھڑکاتی تیاری سے عیاں تھی، خوبصورت ساڑھی نے انکے بانکے وجود کی دلکشی کو مزید دہکا دیا، عینی

بھی بہت خوبصورت لگ رہی تھیں پر دل آج اس ماں کا تڑپا ہوا تھا، صبح سے وہ کچھ بے قرار تھیں جیسے کوئی گھٹن سینے پر بوجھ بنی ہو مگر خود کو بہتر دیکھائے وہ شہریار کی خوشی میں بھرپور شامل تھیں، انکے دل کا حال پر کاش جانتے تھے پر وہ خود بھی عینی کو بہلانے میں مصروف تھے۔

شہریار کے چہرے پر نہ خوشی تھی نہ اس کو دیکھ کر سکون نامی لفظ کا گماں ہو رہا تھا، بس خود سے بیزار اور اکسایا ہوا شخص جسے سب کرنا تھا، مگر محبت اور محبت کے گماں کے بیچ چھری بعث سے ہر ممکنہ کنارہ کرنا تھا۔

سب مسکرا رہے تھے لیکن شہریار جدون کا دل حاوی ہوتی اس پاگل لڑکی کی موجودگی کی اسیری سے ابھی سے اپنا دل گھٹتا محسوس کر رہا تھا، وہ جتنا بھی بھاگ لیتا، اسکی منزل آمنہ تک تھی۔

وہیں آفریدی حویلی میں چھائی رونق، وہاں کی لاڈلی کے رخصت ہو جانے کے فطری دکھ سے بوجھل سی تھی۔

لعلین کا آج کا ڈریس بھی انتہائی خوبصورت تھا، آرگنزا اور ٹشو پر ایک ڈبل ٹن پیشواس۔ پشواس نازک آرگنزا پر ڈیزائن کیا گیا تھا جس میں زردوزی، کرسٹل، موتی اور سیکوئن کے ساتھ ہاتھ سے مزین کام نے آگ لگا رکھی تھی۔ تانبے کے سرخ بافتوں کے متضاد تانے بانے پر پیچیدہ فلورا پیٹرن میں زردوزی، موتیوں اور کرسٹل کے ساتھ ہاتھ سے دیدہ زیب لہنگا کے ساتھ پورے جوڑے کو چار چاند لگے تھے جبکہ لئیق آج کمپلیٹ بلو میں بلیک کے کومبو کے ساتھ وجاہت خیز لک میں سوبر لگ رہا تھا، لئیق اور بھجت لگ بھگ ایک جیسی ڈریسنگ میں جاذب لگ رہے تھے جبکہ سلینا بھی آج آفت لگ رہی تھی۔ کلاسیکی سفید کچی ریشمی قمیض جس میں ہاتھ کی کڑھائی اور کرسٹل کے ساتھ ہاتھ سے sequins والے ریشمی دھاگے۔ موتی، مزین کام تھا، آرگنزا کڑھائی اور زیبائش کی تکمیل کے ساتھ آستینوں آرگنزا سمیت بہت نرم سا کام تھا جبکہ خوبصورت فلورا پھولوں والے دوپٹہ اور کچے ریشم کے سیدھے ٹراوزر میں اسکا بانکا وجود مزید دلربا لگ رہا

تھا، ہائی ہیلز کے ساتھ لمبے بالوں کا میسی بن خوب جچ رہا تھ جبکہ لعلین نے ملائم سے فریزی کرل کر کے کندھوں تک آتے بال کھلے ہی چھوڑ رکھے تھے اور پیروں میں نازک سی ہیلز پہن کر وہ ماحول کو گرمانے جبکہ لئیق ایزد علوی کے دل کو دھڑکانے میں مصروف تھی۔۔

اور پھر مانی جس پر آج انتہا کا روپ آیا تھا، دلہن بن کر تو آفریدی حویلی میں جمع ہوئی ساری حسیناوں کو مات دے چکی تھی، مریم بی اور نیہا بھی خوشی خوشی اس تقریب کا حصہ تھیں۔۔

لارا اور لوئے بھی بہت پیارے لگ رہے تھے، انکی ڈریسنگ انکی طرح ذرا یونیک تھی، راک سٹار صاحب اپنے مستیلے فل ہاٹ بلیک خلیے میں غضب جبکہ ویسٹرن سٹائل بلیک اینڈ ڈارک براون ڈیسنٹ جوڑے میں لارا خوبخو اسکا میچنگ پیس لگ رہی تھی۔

برائیڈل روم میں اس وقت سیلی اور مانی اکیلی ہی تھیں، دہکتے حسن کی مالک، آپسراہ دیکھائی دیتی دلہن کی تیاری فائنل ٹچ کے سنگ پوری کی جارہی تھی۔

لپ سٹک سے سجے صندلی لب، ہولے ہولے ابھی سے لرز کر مانی کے اندر موجود اس لمحے کے فطری ڈر کے ترجمان تھے، لمبی پلکیں حیا کے بوجھ سے رخساروں کی زینت بنی تھیں، گرے آنکھوں کی حیا، خوف سے ملی جلی لگ رہی تھی، اور مانی کی نزاکت کو مد نظر رکھے اسکو پہنائی یونیک جیولری اسکے دلہناپے کو اور نکھار رہی تھی۔

سیلی اسکی ماتھا پٹی فکس کرنے کے ساتھ ساتھ اسے کچھ ایسی رازدارنہ باتیں بھی بتارہی تھی جن کو سن کر مانی کے پہلے سے سرخ رو چہرے پر گلال سے بکھر رہے تھے، کبھی آنکھوں میں حیا کی لالی تیز ہوں لگتی تو کبھی ناجانے کیا سوچ کر اس پگلی کہیں چہرے پر الوہی مسکان سے جاتی اور پھر کبھی کبھی سیلی کی باتوں پر مانی کے وجود سے سرد لہریں اٹھنے لگتیں۔

یہ مکالمہ سیلی کے بقول اشد ضروری تھا سو اس نے بھی شرم وہ حیا ایک طرف رکھے مانی کی بھرپور رہنمائی کی۔

"یہ سب تو میرے مرنے تک کام نہیں آئے گا سیلی، وہ مجھے دس بیس سال تو خوشی سے دیکھنے بھی نہیں والے، اگلے دس بیس سال لگا کر شاید سیدھے منہ بات کرنا سیکھیں۔۔۔اور میں انکی بے اعتنائی سہہ کر پتا نہیں ایک دن بھی زندہ رہ سکوں گی یا نہیں"

خفیف سا اداس ہو کر وہ جس طرح بے ارادہ ہی اپنے وجود کو گھیر لیتی بے چینی کے باعث بولی، سیلنا نے مسکراتے ہوئے اسکا سہانا روپ آنکھوں کے راستے دل میں اتارتے ٹھوڑی سے پکڑے اسکا جھکا اداس چہرہ اٹھائے دیکھا۔

"تمہیں مرنے تھوڑی دے گا، کوئی اجنبی نہیں رہی تم اب۔بیوی ہو گی اسکی، اس پر تمہارا پورا حق ہے۔وہ دور رہنا چاہے تو بھلے رہے، تم کیا کیا کر

سکتی ہو یہ میں نے تمہیں تفصیلا بتادیا اور اسکے لیے تمہیں اس نک چڑھے کی اجازت تو بالکل درکار نہیں۔

دعا کروں گی چند دنوں میں ہی تم اسکے دل کو تسخیر کرنے میں کامیاب ہو جاو"

سیلنا نے اسکو محبت سے دیکھتے دعا دی تو وہ آمین کہتی مبہم سا لجایا مسکرائی کیونکہ اپنے ڈھیر سارے اختیارات جان کر وہ اس وقت بہت خوش تھی، سب سے بڑی خوشی اب وہ شیری کو اپنا کہہ سکتی تھی۔

دل میں آج بہت سارا سکوں بھرا ہوا تھا، اس سنگدل کے پاس جانے کی خوشی، ہر دنیاوی عافیت پر بازی لے گئی تھی۔

"یہ سب مما ہوتیں تو وہ بھی اتنی ڈیٹیل سے نہ بتاتیں جتنا آپ نے بتایا، آپ بہت زیادہ اچھی ہیں سیلی،۔

لالہ کی کسی بہت بڑی نیکی کا صلہ۔۔۔وہ نا جانے کب مجھ سے اپنی ناراضگی ختم کریں گے، بہت ستایا ہے انکو، لیکن کیا کرتی مجبور تھی"

وہ اب بھی دکھی ہو رہی تھی اور اسی لمحے لئیق، لال اور بھجت کو روم میں آتا دیکھ کر جہاں مانی کی آنکھوں میں تکلیف سی امڈی وہیں سلینا اور وہ گارجئیس کپل تب مسکرایا جب بھجت نے اپنی مانی کا یہ روپ دیکھتے جذباتی ہوتے ہی لپک کر تمام ناراضگی، غم اور غصہ لمحے میں فراموش کیے اسکو اپنے سینے سے لگایا۔

وہ جتنا ناراض ہو جاتا، مانی کو اس روپ میں دیکھ کر اسکا پتھر دل بھی موم ہو گیا، کئی آنسو مانی کی آنکھوں سے لالہ کے یوں اتنے دن بعد گلے لگانے پر بہہ نکلے۔، یہ منظر ان تینوں کو بھی سینٹی سا کر گیا۔

"میں تمہیں سے ناراض ہوں ابھی بھی لیکن تم لالہ کے دل کی ٹھنڈک ہو، نہیں جانتا تمہاری ضد کا کیا انجام ہو گا لیکن ہمیشہ تمہاری خوشی اور سکون کی دعا کرتا آیا ہوں اور آگے بھی کروں گا، ہم میں نے کسی کو اس شادی کے کامیاب ہونے کی توقع نہیں ہے لیکن ہم نے صرف تمہارے لیے سب اللہ پر چھوڑ دیا۔اب آگے تمہاری قسمت"

بھجت کی آواز کا اتار چڑھاو یہ کہتے لرزا تھا جبکہ وہ خاموشی سے بس لالہ کے سینے لگی آنسو بہا رہی تھی، لئیق نے ہی اسے مزید رونے سے روکتے سر پر ہاتھ رکھے یہ سوگواری ختم کی تو وہ نہ صرف لئیق سے جا لپٹی بلکہ نم لرزتی آواز میں جس طرح اس نے لئیق کو تھینکو کہا وہ لئیق اور لال دونوں کو آزردہ کر گیا۔

اور پھر مدیحہ آفریدی اور فرہاد صاحب بھی روم میں آئے اور مانی کی جبین آسودگی سے چومے ڈھیڑوں دعائیں دیں، اور پھر مانی کی زندگی کا سب سے خاص وقت آ پہنچا۔

بارات میں زیادہ لوگ نہیں تھے۔

بس شہریار اور افراہیم کے کچھ گن چنے احباب، پرکاش صاحب اور عینی مگر آج عینی کا دل صبح سے بہت تکلیف میں تھا سو آج چاہ کر بھی انکے چہرے پر چھایا خزن چھپ نہ پا رہا تھا۔

میں fawn texture suit دھوم دھام سے بارات آئی تھی،
وائیٹ شرٹ کے کامبو کے ساتھ،ڈوک سلیڈر کے سنگ سج دھج کر وہ آج واقعی محفل پر چھا چکا تھا، لیکن چہرہ ہر قسم کے احساس خوشی اور سکون سے عاری تھا۔

لئیق اور شہریار دونوں کی ہارون کی پل پل بگھڑتی طبعیت کو لے کر متفکر تھے کیونکہ اس شخص کے لیے اسکی آسانی موت تھی اور وہ عنقریب اس تک پہنچنے والی تھی۔

تقریب کا آغاز ہوا تو مانی کو سیلی اور لال نے لا کر شہریار کے ساتھ بٹھایا، وہ دیکھنا چاہتا تھا پر اپنے آنکھوں کی پچھلی منافقت یاد آنے پر اس نے سنگدلی سے مانی کو دیکھنے سے خود کو روک لیا لیکن جب وہ اسکے ساتھ آکر بیٹھی تو اپنے دل تک پہنچتی نادیدہ حدت وہ پوری شدت سے محسوس کر رہا تھا۔

"دیکھیں گے نہیں مجھے؟"

وہ اتنا آہستہ بولی کہ بالکل ساتھ بیٹھا وہ سنگدل بھی بمشکل سن سکا، مانی نے اسکی سامنے دیکھتی آنکھوں کو خود کی سمت مبذول ہونے کی اس لمحہ شدت سے خواہش کی تھی۔

"کوئی شوق نہیں، تمہیں دیکھنے کا"

مانی کی طرح مدھم آواز میں سرگوشی کرتا وہ لہجے کو نیم کر گیا تو وہ بھی سامنے دیکھتی اداس سا مسکرائی۔

فوٹو گرافر انکی کچھ پکس لینے میں مگن تھا تو مانی کو مسکرانا پڑا مگر اس سفاک نے ایک بار بھی مانی کو نظر پھیر کر نہ دیکھا بلکہ سٹیج پر بیٹھے ہونے کی باوجود شہریار کی توجہ مسلسل اپنے فون کی سمت تھی۔

رخصتی بھی اس نے اجلت مچاتے کروائی، اور خود لئیق بھی یہی چاہتا تھا کہ جلد تقریب سمیٹ لی جائے۔

آخر کار وہ شہریار جدون کے ساتھ سب کی دعاوں میں رخصت ہو گئی، مگر شیری جیسے ہی سب کو لے کر واپس روانہ ہوا، اسی لمحے لئیق کو ہارون کی

ناگہانی موت کی خبر موصول ہوئی،اس شخص کی اٹکی سانس آخر کار آزاد ہو گئی،ایک لمحہ تواس خبر پر خود لئیق کے پیروں تلے سے زمین سرک کر رہ گئی تھی۔

....★☆☆☆☆☆★....

دونوں گاڑیاں اپنی متوازن رفتار کے سنگ منزل کی جانب گامزن تھیں، تقریب جلدی سمیٹنے کے باوجود شام کے ساڑھے چار بج چکے تھے،ایک گاڑی شہریار ڈرائیو کر رہا تھا جس میں پیچھے گل لالہ اور مانی موجود تھیں جبکہ دوسری گاڑی میں افراہیم،پرکاش اور پیچھے اداس سی عینی براجمان تھیں جنکی نظریں باہر بدلتے مناظر میں سوگواری سے گم تھیں۔

ان کا ایک ہاتھ ہاتھ انکے دل کے مقام پر جکڑا ہوا تھا جیسے وہاں اٹھتی ٹیسوں کو دبا رہی ہوں، ماحول میں سوز و قنوطیت کی انتہا تھی۔

وہ ماں تھیں اور انکے دل کو اس ستم گر کی دردناک موت بنا کسی کے بتائے ہی معلوم ہو چکی تھی، وہ بار بار اپنی آنکھیں اضافی آنسوؤں کی نمی سے دھندلا جانے پر زور زور سے انھیں میچ رہی تھیں اور یہ دلخراش منظر پرکاش اور افراہیم جدون دونوں کی نظروں سے اوجھل نہ تھا، تبھی تو دونوں کے دل مٹھی میں جکڑے ہوئے تھے۔

"عینی۔۔۔ ٹھیک ہو؟"

پرکاش صاحب کے زرارخ پیچھے موڑ کر پریشانی سے استفسار کرنے پر وہ تڑپ کر انھیں دیکھنے لگیں جیسے سانس بھی آسانی سے نہ لے پا رہی ہوں۔

پ۔۔پتا نہیں، دل میں عجیب سی تکلیف اٹھی ہ۔۔ہے۔۔۔ بار بار"

"آنکھیں بھیگ رہی ہیں

عینی کی آواز جہاں بھیانک حد تک لرزی وہیں پرکاش صاحب کے تاسف زدہ اشارے پر افراہیم نے بھی فکر مند ہوئے ذرا دیر کو گاڑی روکی تو وہ دروازہ کھولے باہر نکلے اور عینی کے ساتھ پیچھے جا کر بیٹھے اور انکے بیٹھتے ہی عینی جس طرح دقت سے سانس لیتیں انکے سینے سے سسکتی آ لگیں، یہ سب پرکاش اور افراہیم دونوں کو ان کہی اذیت اور تشویش میں مبتلا کر گیا۔

"کچھ نہیں ہوا، سب ٹھیک ہے۔ شیری کی شادی سے ہو کر آ رہے ہیں ہم، تبھی تم اداس ہو رہی ہو۔۔۔۔ میں ہوں نہ تمہارے پاس، دل کو مضبوط کرو"

پرکاش کے ملائمت سے دلاسا دینے پر وہ ہر گز بہتر نہ ہوئیں، جبکہ افراہیم کا دل ان کہے خوف سے لرز سا گیا، ایک ماں کی ایسی حالت بلاوجہ نہ ہوئی تھی، رکی گاڑی وہ ایک بار پھر چلا چکے تھے۔

وہیں دوسری جانب شہریار بھی سپاٹ چہرے کے سنگ نظر سامنے رکھے گاڑی چلانے میں مصروف تھا، مانی کو بند گاڑی میں اچانک سے گھٹن

محسوس ہوئی تواس نے پر سکون ہو کر بیٹھیں گل لالہ کااچانک سانس روکتے ،تکلیف سے بے اختیار اپنی آنکھیں سختی سے میچ لیتے ہاتھ جکڑاتو وہ فکر سے اسکی طرف دیکھنے لگیں جو یکدم تیز تیز سانس لیتی اپنی گردن مسل رہی تھی جیسے اس کو آکسیجن کی فراہمی رک گئی ہو،ایک لمحہ توانکے پیروں تلے سے ناصرف مانی کی حالت دیکھے زمین سرکی بلکہ ہاتھ پیر بھی گھبراہٹ کے مارے پھول گئے،خود شہریار بھی پیچھے ہوتی بوکھلائی آہٹ پر متوجہ ہوا۔

"شیری۔۔۔مانی کو کچھ ہو رہا ہے"

وہ جواپنادھیان منتشر ہونے کے باوجود گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا، ممی کی شہریار کو پکارنے پراس نے فکر کے سنگ ذراسی گردن موڑی توآمنہ کی زرد پڑتی رنگت اوراکھڑتی سانسیں دیکھ کر وہ فوری پریشانی کے سنگ گاڑی روک چکا تھا۔

"ممی،ونڈواوپن کریں۔۔۔۔جلدی۔۔۔"

اے سی اور سانسوں اور وجود کی حدت کی خبس نے مانی کی طبعیت اچانک بگھاڑی تھی اور جب تک شہریار گاڑی روک کر باہر نکلے پیچھے لپکتا، گل لالہ نے پریشانی کے سنگ ونڈو اوپن کی مگر مانی کا ذرا دیر میں ہی چہرہ سرخ پڑ گیا اور اسکے دم گھٹنے پر اک لمحہ شہریار کو اپنا حلق سا بھی جکڑا محسوس ہوا مگر اس وقت وہ اپنی اس فضول کیفیت پر بیٹھ کر ماتم کرنے کے بجائے مانی کو اہم سمجھنا چاہتا تھا۔

ما۔۔مانی۔۔۔بچے۔۔۔کیا ہو گیا ہے میری جان۔۔۔شیری اسکی تو سانس"

" نہیں نکل رہی۔۔۔۔کچھ کرو

گل لالہ نے اسکے سر پر سیٹ ہوا دوپٹہ بھی آہستگی سے اتارا، جبکہ شہریار نے اسکی طرف کا ڈور اوپن کیے مانی کے آنکھیں موند لینے پر اسکا سر دپڑتا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے ہوئے اسے دیکھا جو اسکا ہاتھ بند آنکھوں اور نکلتی سرکتی جان کے باوجود جکڑ چکی تھی۔

"ان ہیلر کہاں ہے تمہارا مانی؟۔۔۔مانی۔۔۔۔۔"

وہ اسکی گال تھپکائے اسکی بند ہوتی آنکھوں کو کھلے رکھنے کی کوشش میں اسکی ڈوبتی اکھڑتی سانسوں کے باوجود پوچھ رہا تھا جس سے کچھ بولا تو نہ گیا مگر اس کا نازک وجود شہریار کی سینے سے شرٹ ضرور جکڑ چکا تھا تبھی شہریار نے سڑک کنارے موجود مال دیکھتے واپس مانی کو بے چینی سے دیکھا۔

"ممی۔۔۔۔اسے سنبھالیں۔۔۔۔میں ابھی آیا۔۔۔۔"

ساری نفرت تو اس لڑکی کے پل پل بے جان پڑتے وجود کو دیکھ کر ہی کہیں دفن ہو گئی تھی، اتفاق سے جہاں گاڑی رکی تھی وہاں سامنے ہی مال تھی جس میں چھوٹا سا میڈیکل سٹور بھی تھا، سو ممی کو کہے وہ فوری سڑک کی دوسری طرف دوڑا۔

Pri- میڈیکل سٹور سے اس نے مانی کی کنڈیشن کا بتا کر ان ہیلر لیا جو ہی ملا کیونکہ وہ بنا پریسکیپشن کے دینے پر matene Mist HFA تیار نہ تھا، یہ فوری اور ارجنٹ ریلف کے لیے شارٹ ٹرم یوزا نہیلر تھا سو

شیری نے وہی بائے کیا اور اسی رفتار سے وہ واپس گاڑی تک پہنچا، تب تک مانی کا پورا جسم ہولے ہولے کانپنے لگا تھا اور شیری کو میڈیکل سٹور سے نکلتا دیکھ کر گل لالہ کی جان میں جان آئی۔

وہ فوری اس تک پہنچا اور واپس اسکی طرف جھک کر اسکے سر کے نیچے نرمی سے ہاتھ رکھے اسکے ہونٹوں کے ساتھ انہیلر لگایا جس پر اس نڈھال پڑتی مانی نے تیزی تیزی کے سنگ اسے انہیل کیا، اور مانی کی بے ترتیب ہوتی سانسیں بحال ہونے میں کئی سیکنڈ لگے مگر وہ بلکل بے سدھ ہو گئی تھی تبھی اسکے لیے تڑپ اٹھتیں گل نے آہستگی سے اسے خود سے لگا لیا، جبکہ شیری نے بھی اک لمحہ اپنے گھٹے دل کو بحال کیے واپس ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی تو نظر بے اختیار ممی کے ساتھ لگ کر ابھی بھی مشکل مشکل سانس لیتی مانی پر گئی، ایک لمحہ تو اس لڑکی نے شہریار جدون کی جان نکال لی تھی۔

اللہ کا شکر ہے میڈیکل سٹور پاس تھا، کیسے بے جان ہو گئی ہے میری"
بچی۔۔۔اسکا تمہیں بہت خیال رکھنا ہو گا شیری، یہ تو سوچ سے بھی زیادہ
"نازک ہے
مانی کے گلے اور کانوں سے احتیاط کے سنگ وہ اسکی جیولری اتارتے اسکے
بے سدھ ہونے پر مضطرب ہوئے شیری کو ہدایات دیے بولیں تو شہریار
نے جبڑے بھینچتے گاڑی واپس سٹارٹ کی۔
استھما پیشنٹ ہے، کوئی نازک نہیں ہے۔۔۔آپ مسلسل اپنی بہو کی"
طرفداری کیے مجھے خاصا ستا رہی ہیں ممی، باقی خیال آپ رکھیں گی
"ناں۔۔۔گود جو لیا ہے آپ نے اسے
منہ بسور کر وہ بھلے آہستگی سے غرایا تب بھی گل لالہ کے ساتھ ساتھ مانی
نے بھی اسکی کوفت بھری باتیں بے جان ہونے کے باوجود سنیں، گل نے
دونوں گاڑی کے گلاس ہٹا دیے تھے تاکہ تازہ ٹھنڈی ہوا آتی رہے اور اب
وہ کافی بہتر محسوس کر رہی تھی مگر اس نے ہنوز گل لالہ کا ہاتھ جکڑ رکھا تھا۔

ہاہاتم جیلس ہورہے ہو؟تم تو ممی کی سب سے پیاری جان ہو۔باقی گود تو"
"میں تم دونوں کے بچے لوں گی بھئی

ممی کے ایسے محظوظ ہو کر مسکراتے جواب پر شہریار نے خشونت بھری نگاہیں جب بے ارادہ مرر کے سنگ مانی پر ڈالنی چاہیں تو اس لڑکی کی مندی مندی کھلی آنکھیں دیکھ کر وہ ساری کوفت اک طرف کرتا پر سکون سا ہوا، ساری چڑ کہیں دور جا دفن ہوئی۔

ٹھیک ہوناں مانی، تم نے تو ڈرا دیا بچے۔۔۔اپنا انہیلر اپنے پاس رکھا"
"کرو۔۔۔کتنا ڈر گئے تھے ہم دونوں

مانی کے ہلتے ہاتھ کو محسوس کیے وہ شیری سے نظر ہٹائے نرمی سے مانی کی گال سہلائے بولیں تو وہ مشکور سی نظر ان پر ڈالتی ساتھ ہی انکا تھاما ہاتھ مزید جکڑے افسردہ سا مسکرائی تو گل لالہ کو اس پر بے شمار پیار آیا۔

و۔۔وہ میرے بیگ میں ہی ہے، سوری آپکو پریشان کیا۔۔۔اب میں"
"ٹھیک ہوں

وہ بھلے ٹھیک تھی مگر اس سے بولنا مشکل تھا، گل لالہ نے نرمی سے اسکی جبین چومی۔

"ٹھیک ہے یہ بس ہماری جان سولی پر لٹکانی تھی اس بیوقوف نے"

شہریار اس پیچھے چلتے لاڈ پر منہ ہی منہ میں کوفت سے بڑبڑایا تو دونوں ساس بہو نے شرارت بھری مسکراہٹ دیے اسکی چڑانجوائے کی مگر مانی کی اس پر جمی آنکھیں شہریار کو مرر سے ڈسٹرکٹ کر رہی تھیں تبھی اس نے سفاکی کے سنگ مرر ہی موڑ دیا۔

"آپ مجھے واقعی مرتا نہیں دیکھ سکتے شیری، اور آپ نے یہ یقین مجھے پہلے ہی دن دلا دیا"

وہ اس ظالم کی ایسی توجہ پر اپنے وجود سے جان سرکنے پر بھی راضی ہوئے سوچ رہی تھی جبکہ اسی کوفت کے سنگ اس نے اپنے بجتے فون کی سمت دیکھا جہاں لئیق کی آتی کال اسے چڑچڑے سے خاصا متفکر کر گئی۔

ڈرائیونگ کے ساتھ ہی اس نے کال پک کر کے فون سامنے رکھا اور کان پر ائیر فون نسب کیے لئیق کی آواز سننے کا انتظار کیا۔

وہ اس وقت لان میں ہی کھڑا اسے کال کر رہا تھا۔

"ہاں لئیق، بولو کیا ہوا؟"

شہریار کے کال پر متوجہ ہونے پر نا صرف گل لالہ کی توجہ اس پر جمی بلکہ مانی نے بھی اپنا سر گل کے کندھے سے اٹھائے فکر سے شیری کی جانب دیکھا۔

"ایک بری خبر ہے، ہارون کی موت ہو گئی ہے۔۔۔۔اور حالت اسقدر خراب ہے کہ جلد از جلد تدفین کرنی ہو گی"

لئیق کے پر ملال لہجے میں بتانے پر شہریار نے واپس بریک لگاتے گاڑی روکی، تمام نفرت، تمام تکلیف ایک طرف پر اس کمینے کی ایسی موت اک لمحہ شہریار جدون کی چلتی کائنات ساکت کر گئی۔

"کفن دفن کا انتظام میرے لوگ کر چکے ہیں، قبرستان پہنچ جاو۔۔۔۔زہر کی وجہ سے اسکے ناک، کان اور منہ سے خون نکلنا شروع ہو گیا تھا سو انہوں

نے غسل وغیرہ دلوادیا، میں بھی پہنچ رہا ہوں۔ تمہیں بھی لوکیشن بھیجتا ہوں"

لئیق کو ایسا ہی لگا جیسے وہ کسی پتھر سے محو کلام ہے سو اسکی خاموشی کا احترام کیے اس نے مزید بتایا اور رابطہ توڑا جبکہ شہریار کی آنکھوں سے بے اختیار بہہ نکلتا وہ اک بے بس آنسو مانی اور گل لالہ کا دل کچل گیا۔

"شی۔۔یری کیا ہوا ہے میری جان؟ سب ٹھیک ہے"

گل لالہ کی تڑپتی پکار پر وہ جیسے ہوش میں لوٹا، سرسری سا چہرہ پھیرا تو نظر مانی سے ملی مگر اس نے فورا نظر چرا کر ممی پر ڈالی۔

"ممیٔ۔۔۔ہارون مر گیا ہے"

شہریار کے بتانے پر گل لالہ نے بے اختیار منہ سے نکلتی چیخ دباتے منہ پر ہاتھ جمایا جبکہ مانی بھی دونوں کے تاثرات دیکھ کر ان کی طرح ہی روہانسی ہوئی۔

یامیرے اللہ! وہ مر گیا۔۔۔۔۔ عی۔۔ عینی کیسے برداشت کریں گی"

" شیری۔۔۔۔۔

گل لالہ کی اپنی آنکھیں بھیگیں تو وہ بھی چہرہ واپس موڑے اذیت سے دوچار سا ہوا کیونکہ وہ اب بھی خود کو صارم کا قاتل سمجھ رہا تھا، عینی کہ تکلیف اسکے سینے پر خنجر گھونپ چکی تھی۔

آپ عینی کو سنبھال لیجئے گا، ان پر کڑا وقت آن پڑا ہے۔۔۔۔ آپکو ڈراپ"

"کر کے مجھے نکلنا ہے

غم سے نڈھال لہجے میں وہ کہتے گاڑی واپس چلا چکا تھا جب کہ گھر پہنچنے تک ان میں مزید کوئی بات نہ ہو سکی، عینی کی طبعیت کی وجہ سے افراہیم نے کچھ دیر گاڑی روکی تھی تبھی جب تک وہ گھر پہنچے، ابھی تک وہ تینوں واپس نہیں آئے تھے۔

گل لالہ اور مانی دونوں ہی افسردہ تھے اور وہ ان دو کو گھر ڈراپ کیے وہیں سے گاڑی باہر نکال چکا تھا جبکہ وہ بابا اور پرکاش کو کیسے بتائے یہ اسے سمجھ نہ آرہا تھا۔

وہیں لئیق کو لان میں کھڑا دیکھتی لال فکر مند سی اسکی طرف واپس گھر جانے کا پوچھنے آئی تو لئیق کو آزردہ کسی سوچ میں محو دیکھے وہ بھی پریشانی سے اسکے پاس آکر کھڑی ہوئی۔

"لئیق کیا ہوا؟ تم پریشان لگ رہے ہو"

لعلین نے اپنا ہاتھ اسکے رخسار سے جوڑے فکر سے پوچھا تو لئیق نے اسکا وہی ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے اداسی سے چوما۔

"ہارون۔۔۔۔اسکی موت ہو گئی ہے، اس روز کسی زہریلے بچھو نے اسے کاٹا تھا، اور اس کے زہر کی وجہ سے اسکے دل کی حرکت آج اچانک رک گئی۔۔۔۔ہی از نو مور"

لئیق کے بتانے پر اک لمحہ لعلین بھی اپنی آنکھوں میں تکلیف سی سمیٹ لائی، وہ اسکے لیے واجب القتل تھا پھر بھی اس نے اس شخص کے ساتھ اپنی زندگی کا بڑا حصہ بانٹا تھا سو وہ اپنے دل کو کرب زدہ ہونے سے نہ روک سکی۔

"دل تو اس نے ہم س۔سبکے بھی روک دیے تھے، وہ ایسی ہی موت کا مستحق ت۔۔ تھا۔۔ کاش میں یہ بیچ کے دو سال اپنی زندگی سے نکال پ ۔پاتی۔۔۔ وہ جتنا بھی برا ہو، وہ ل۔۔لال کی زندگی کا ایک بڑا حصہ رہا ہے، ا۔۔اسکی موت نے م۔۔مجھے کوئی خوشی نہیں دی، ک۔کاش وہ توبہ کر لیتا"

وہ اپنے آنسو اس سنگدل کے لیے روکنے پر قادر نہ تھی اور نہ لئیق نے اسے رونے سے روکا بلکہ خود لئیق کو اسکی موت پر اخیر ترس آرہا تھا، لعلین کو آہستگی سے اپنے سینے سے لگائے اس نے اسے اپنے نام کی بھرپور تسلی دی۔

قسمت کے فیصلے، مجبوریاں، امتحان۔۔۔۔یہی تو انسان کو بری موت مار"
دیتے ہیں۔آپکا وہ دوست رہا ہے، آپکو اسکی مغفرت کی دعا ضرور کرنی
چاہیے۔کیونکہ ایک برے انسان کے پیچھے ہمیشہ بری حقیقتیں دفن ہوتی
ہیں، ہم نہیں جانتے کہ وہ کیوں اچانک اس قدر گر گیا تھا۔سو یہ معاملات
"اللہ اور اس کے بیچ رہنے دیں
وہ آنسو بہاتی ہوئی لئیق کی ان سب باتوں پر اس سے الگ ہو کر اسے خفگی
سے دیکھنے لگی، وہ انسان کیسے اس پر رحم کھا سکتا تھا۔

تم کہہ رہے ہو یہ، تمہیں مارنے م۔میں اس نے کوئی کسر نہیں چھوڑی"
تھی۔اور اگر میرا بس چلتا اور شیری مجھے نہ روکتا تو اسے اسی دن مار
دیتی۔۔۔م۔۔میں اسکی بخشیش کی دعا نہیں کروں گی، ک۔۔کیونکہ اس
نے کوئی نیکی نہیں کی میرے ساتھ۔۔۔۔۔اس نے اچھے دنوں کو غارت
کر دیا، عینی۔۔۔۔۔۔عینی کو کس بات کی سزا ملی؟ وہ۔۔وہ تو یہ دکھ
"برداشت نہیں کر سکیں گی

وہ اس شخص کو یاد کرتی تڑپ کر سسک اٹھی تو لئیق نے اسکی اس جذباتی کیفیت پر اس بار پوری قوت سے سینے لگایا۔

"ششش۔۔۔۔کام ڈاون۔۔۔۔آپ کو اس وقت عینی کے پاس ہونا چاہیے، خود کو سنبھالیں۔مجھے بھی جانا ہے، بھجت آپکو اور سلینا کو انکی طرف ڈراپ کر دے گا۔ہارون کی موت اسکے والدین سے چھپانی مناسب نہیں اور یہ دکھ اس ماں کے لیے واقعی بڑا ہے"

لئیق نے مصلحت کے تحت اسے تاکید کی تو وہ اس سے الگ ہوتی اپنی آنکھیں رگڑے سر ہلا گئی مگر اسی لمحے لال کے ہاتھ میں پکڑا اسکا فون بجا۔ علی کی کال تھی جس پر وہ دونوں ایک ساتھ متوجہ ہوئے۔

لعلین نے فورا سے بیشتر کال پک کی۔

"میم، شمائلہ کے بھائی اور صارم علی کا پتا مل چکا ہے۔میں نے آپکو میل کیا ہے، وہ پچھلے ایک سال سے پشاور کی سنٹرل جیل میں اغواء برائے قتل کے الزام میں قید تھا، کل ہی رہا ہوا ہے۔۔۔۔۔"

لعلین کا اس وقت دماغ بلکل معاوف ہوا تھا، ایک لمحہ تو وہ صارم کے بھی براہونے پر خوف کھا کر رہ گئی تبھی لئیق نے بروقت اسکے خوفزدہ تاثرات دیکھے اس سے فون لیا اور باقی کی معلومات خود علی سے ڈسکس کیے جس پر اس نے سارا معاملہ علی کو بتایا کہ وہ ایک سال پہلے کیسے زخمی گھر کے دروازے میں ملا اور پھر علاقے کے سردار کے خاص آدمی کے اغوا برائے قتل کے الزام میں پھنسا اور یہیں لئیق کو سارا کھیل لمحوں میں سمجھ آیا۔

وہ لعلین کو بھی ضرور بتاتا مگر اس وقت جانا اہم تھا مگر اس نے لعلین کو جانے سے پہلے بھرپور تسلی ضرور دے دی تھی جبکہ صارم پر کاش زندہ ہے، یہ خبر لئیق کے لیے بہت اچھی تھی۔

ایک تو عینی اور پر کاش صاحب کے اس ناقابل تلافی نقصان کی بھرپائی قدرت نے خود کی تھی دوسرا شیری پر اس قتل کی گویا وہ کہانی ہی سمٹ چکی تھی مگر وہ شیری سے ایک بار تمام معاملہ پھر بھی ضرور جاننا چاہتا تھا، خاص کر یہ صارم کو مارنے والی سچائی جو اس نے لئیق سے چھپائی تھی۔

جبکہ سحر کو اس نے بروقت علی کے ذریعے ملے صارم کے فون نمبر کو ٹریس کرنے کے آرڈرز دیے کیونکہ اسے توقع تھی کی صارم اگر کل جیل سے چھوٹا ہے تو وہ جلد یا بدیر شہریار سے ملنے کی لازمی کوشش کرے گا۔

.._____..

لئیق، سونم صاحب، سحر کی موجودگی میں ہارون پرکاش نے آخری سانس ماں کے نام پر بھری تھی، موت کی بے رحمی نے اسے آخری وقت اپنے ماں باپ سے معافی کی مہلت بھی نہ دی۔

اسکے اندر موجود زہر نے اسے اندر سے گلا دیا تھا، ماں سے معافی کی کس اولاد کو ضرورت تھی بھلا، مائیں بھلا کب روٹھتی ہیں، وہ تو آخری سانس تک اپنے بچوں کی عافیت مانگتی رہتی ہیں، یہ موت ہارون کی آزادی ہی تھی۔

قبرستان کے احاطے میں گہری افسردہ شام کے سائے میں اسکے غسل دلائے کفن زدہ وجود کو کھودی قبر کے پاس رکھا گیا تھا، سفید چادر جس نے اسکے وجود کی سیاہی کو ڈھانپ رکھا تھا۔

گورکن نے قبر کھود دی تھی، رایان، لئیق اور امام مسجد اس وقت اس میت کے پاس کھڑے عجیب سی حالت میں تھے، نہ دکھ تھا نہ خوشی بس رگ و پے پر اس درجہ اخیر سنگین موت کا کرب براجمان تھا۔

اسی تاریک سناٹے اور ملگجی شام کی یاسیت بھری فضا میں لئیق کے فون کی ٹون بجی۔

ممی اور مانی کو گھر ڈراپ کیے وہ باہر سے ہی لئیق کے ہارون کی موت کی اطلاع پر قبرستان ہی نکلنے والا تھا۔

"لئیق! کیا پرکاش انکل اور بابا کو واقعی بتاوں؟"

گھر سے کچھ فاصلے پر وہ اپنی گاڑی سے سانس سی رکنے پر سینہ مسلتے ہوئے باہر نکلتا فون کان سے لگائے بولا تو لئیق نے آزردہ سی نگاہ ہارون پر کاش کی میت پر ڈالی۔

ہاں انکو لے آو، وہ اپنے بیٹے کے جنازے میں شرکت کرنے کے حق دار "ہیں"

لئیق کے جواب پر اس نے سر ہلائے ساتھ ہی کال کاٹی۔

وہ شخص آج کے دن مر کر شہریار جدون کے دل پر مزید قہر ڈھا گیا تھا، وہ بے دردی سے اپنی آنکھ سے اس سفاک کے لیے ٹپک پڑتے آنسو کو رگڑتا بابا کے نام ایک میسج بھیج چکا تھا، ہارون کی موت کی خبر پر اس ٹوٹے شکستہ باپ کو صرف انکا دوست افراہیم ہی سنبھال سکتا تھا۔

مانی کو گل لالہ اسکے روم میں لے کر گئیں کیونکہ اسکی طبعیت ٹھیک نہ تھی جبکہ شیری کا میسج دیکھتے ڈرائیو کرتے افراہیم کے چہرے پر لمحہ بھر تاریکی چھائی۔

عینی اور پرکاش کے اس دکھ نے افراہیم جدون کی آنکھیں انگارے کیں،
عینی کو گھر چھوڑ کر وہ پرکاش کو ساتھ لے جانا چاہتے تھے۔
شہریار سیدھا قبرستان ہی گیا، ایک بار تو گاڑی روک کر باہر نکلتے اس کے پیر
کانپے تھے، وہ سارے پل جو اس نے ہارون کے ساتھ گزارے وہ آنکھوں
میں لہو اتار لائے۔
سب ہی سوگوار تھے، وہ مجرم ہو کر بھی مر کر سب کے دل بوجھل کر گیا تھا
کیونکہ اس پر آتی ناگہانی موت سبب تھی کہ اسکے مردہ وجود پر سب کو رحم
آرہا تھا۔
آخر وہ مر ہی گیا، جسکی موت میں نے اس طرح تو کبھی نہیں سوچی"
تھی۔۔۔ آہ ہارون آہ! کاش تو نے توبہ کر لی ہوتی، تو آج تیرے اس اکلوتے
یار کو تجھے اس طرح دفنانے کی نوبت نہ آتی۔۔۔ تمام تر نفرت کے تیری
موت پر تکلیف ہوئی ہے، تیرے جانے کا کرب میرے کندھوں پر بہت
" بڑا بوجھ چھوڑ گیا

وہ قریب آیا اور اسکی میت کے پاس ہی آنکھیں رگڑتا بیٹھا، اسکے چہرے پر ڈھکے سفید کپڑے کو نہ شہریار نے ہٹایا نہ اسکی ہمت پڑی بس اسکی پیشانی پر اپنی ہتھیلی جوڑے اس نے چند آنسو اسکے مردہ جسم تک ارسال کیے۔

لئیق نے شہریار کے کندھے پر دلاسے کی خاطر ہاتھ رکھا تو شیری نے بے دردی سے اپنی آنکھیں رگڑیں اور آٹھ کر وہ بھی ان دو کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔

گورکن اپنے کام میں مصروف تھا، جبکہ وہ تینوں ہارون پرکاش کی مغفرت کے لیے اسکے ہر گناہ، زیادتی کے دعا گو تھے۔

افراہیم نے بیٹے کے کرب سے غائبانہ نڈھال ہوتی عینی کو گل کے سپرد کیے، پرکاش کو بہانے سے گھر سے باہر بلایا تو وہ حیران ہوئے، کچھ دیر پہلے ہی تو وہ آئے تھے، سارا رستہ پرکاش صاحب بے چینی سے افراہیم سے سوال جواب کرتے رہے مگر افراہیم انکو ٹالتے رہے مگر جب انکی گاڑی

قبرستان سے ملحقہ سڑک پر پہلے سے دور کی گاڑیوں کے پیچھے رکی تو ایک لمحہ پر کاش صاحب کا مضبوط دل لرزا۔

"ہ۔۔ہم یہاں کیوں آئے ہیں افراہیم"

یہ سوال کرتے انکی آواز ان کہے خوف سے کانپی تو افراہیم جدون بھی اپنی سرخ آنکھوں کے سنگ انکے ہاتھ کو تھام گئے۔

"تجھے حوصلہ کرنا ہوگا پر کاش، ہارون۔۔۔۔۔ہارون نہیں رہا"

یہ بتاتے ہوئے خود افراہیم جدون کا مضبوط دل پھٹا جبکہ پر کاش صاحب کو تو ایک لمحہ اپنی سماعت میں پتھر پڑے محسوس ہوئے۔

"ک۔۔کیا۔۔۔ن۔۔ نہیں تو مذاق کر رہا ہے۔۔۔۔و۔۔وہ کیسے جا سکتا ہے؟اس نے تو معافی مانگنی ت۔۔ تھی۔۔۔توبہ کرنی تھی۔۔۔۔ نہیں وہ سب کچھ ادھورا چھوڑ کر نہیں جا سکتا"

وہ گویا اس حقیقت پر سر تا پیر کانپتے، روتے سسک اٹھے، جبکہ انکی آواز اور کرب بھری سسکیاں سنتے وہ تینوں بھی متوجہ ہوئے، خود شہریار ہمت جتاتا لپک کر گاڑی کی طرف بڑھا۔

" میرے یار، حوصلہ کر۔۔۔اسکی موت ایسے ہی لکھی تھی۔۔۔۔"

افراہیم جدون کی اپنی آنکھیں پرکاش صاحب کی حالت بھی بھیگ گئیں اور ان تینوں کا بھی کچھ یہی حال تھا، وہ باپ جس طرح روتا ہوا گرتا پڑتا اس میت کی طرف لپکا، یہ ان چاروں کا دل کاٹ گیا۔

"ن۔۔۔نہیں۔۔۔۔ت۔۔تم ایسے نہیں مر سکتے ہارون۔۔۔۔ت۔۔تم ہمیں زندہ درگور کر کے ک۔۔کیسے جا سکتے ہو۔اٹ ٹھوناں۔۔۔معافی مانگ لو۔۔۔م۔۔میں معاف کر دوں گا ت۔۔۔تمہیں۔۔۔۔لیکن جاو م۔۔مت۔۔۔۔اپنے اس بوڑھے باپ پر ا۔۔اتنا ظلم نہ کرو"

سب کے روکنے کے باوجود وہ ہارون کی میت کے پاس بیٹھے زار و قطار روتے سسکنے لگے،ان چاروں کی آنکھیں بھی انکی تکلیف سے سرخ ہو چکی تھیں۔

خود ہی افراہیم آگے بڑھ کر اس یار کو دلاسا دینے پاس ہی بیٹھے۔

بس میرے یار! حوصلہ۔۔۔۔چلا گیا ہے وہ،اپنے کیے کی سزا پا کر۔۔۔تو" ایسے ہمت ہار جائے گا تو عینی کو کون سنبھالے گا بول۔۔۔۔۔مت کر ایسے،

"کلیجہ پھٹ جائے گا میرا

افراہیم جدون خود ہی اس اذیت سے بھرے روتے بلکتے باپ کو خود میں بھینچ کر رندی آواز سے بولے مگر جب باپ کے ہوتے جوان بچے یوں قبر نشین ہو رہے ہوں تو تکلیف سہنا بڑا مشکل ہو جاتا ہے۔

ا۔۔اس نے م۔۔میری ساری ہمت توڑ دی افراہیم۔۔۔۔باپ کے" جانے کی عمر تھی اوری۔۔یہ جا سویا۔۔۔۔۔ابھی تو اسکے ساتھ م۔۔میں نے ہنسنا تھا،اس ن۔۔۔نے مجھے بابا کہنا تھا۔۔۔۔۔و۔۔وہ کیسے جا سکتا ہے؟

عینی تو م۔۔ مر جائے گی، یہ کمبخت زندہ تھا تبھی ت۔۔ تو وہ زندہ
" تھی۔۔۔۔ وہ ک۔ کیسے صبر کرے گی؟
انکا خسارہ انکی جان لینے کو تھا اور وہ سب آزردہ سے اس کرب زدہ باپ کی
آہ وزاری پر اپنا دل بھی پھٹا محسوس کر رہے تھے۔
"اللہ سے ناامید مت ہو پرکاش، صبر کر میرے پیارے دوست "
وہ سب ہی خاموشی سے قبر کی تیاری دیکھ رہے تھے، پرکاش صاحب کی رہ
رہ کر آنکھیں بھر رہی تھیں، کلیجئے کو کوئی کند چھری سے کاٹ رہا تھا،
کنارے تک آنسوؤں سے بھرتی آنکھیں جب بہیں تو رخساروں پر سیل
رواں چپ چاپ گزرنے لگا۔
یہ تمہاری اپنی چوائز تھی ہارون، معذرت اب ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ "
بڑی مشکل سے تمہاری ماں کو میں نے اور لال کو اس نے سنبھالا ہے، ہمیں
"اتنام۔۔ مجبور مت کرو کہ تمہیں بد دعا دینے پر مجبور ہو جائیں۔۔۔۔

سماعت میں ہارون سے ہوتی آخری ملاقات لہرائی توانکے آنسوؤں میں مزید شدت آئی، دل ٹکڑے ہوا، پورے وجود میں کانٹے چبھے۔

"نہیں، یہ میرے گناہوں اور زیادتیوں کا مکافات ہے، نہیں جانتا۔۔ن
مزید کتنے دن جی سکوں گا مگر یہ دن آپ دو کا ساتھ ملا تو شاید اپنے کچھ گناہ
دھو سکوں، پہلے کی طرح مجھے دیکھ کر مسکرائیں بابا پلیز"

اس ستم گر سفاک کی بات انکے ضعیف خدوخال میں ویرانی سمو گئی، وہ ہنس نہیں پائے، وہ مسکرا نہیں پائے تھے۔

وہ اسکی موت پر رو رہے تھے۔

"کیسے مسکراوں۔۔۔۔تم نے اس باپ کے کندھے جھکا دیے ک۔
ہارون"

اپنے سارے آنسو اپنے اندر اتارتے وہ ضبط کی سنگین کوشش میں اپنی آنکھیں لال کر بیٹھے۔

اسکی نماز جنازہ امام مسجد سے پڑھوائی، مغفرت کہ دعا کی اور جیسے ہی ہارون کو قبر میں اتارا گیا، اسی لمحے صارم پرکاش نے اپنے قدم بس سے اتارے، سڑک کنارے ہی بنا تھانہ اسکی منزل تھی جس پر انکی خونخوار وحشی نظریں جمی تھیں۔

اس کی آنکھوں میں شہریار جدون کے لیے نفرت تھی۔

وہ بس سے اترا، اپنی جیکٹ میں دبائی گن ہاتھ میں لی اور خون آشام سی نگاہیں تھانے کے داخلی گیڈ پر ڈالتا وہ اندر بڑھا۔

ہارون کی موت کی خبر تھانے کے پر اہل کار کو معلوم تھی تبھی وہ جہاں جہاں سے گزر کر اندر گیا، ہر پولیس والا خوفزدہ نظروں سے اس شخص کو دیکھ رہا تھا جو ہاتھ میں گن تھامے بنا کسی خوف کے شہریار کے تھانے گھسا چلا جا رہا تھا۔

اور آخر کار اندر جاتے اسے ایک اکھڑے سرد نظروں والے آدمی نے روکا۔

"کہاں گھسے چلے جارہے ہو، صاحب اندر موجود نہیں؟ یہ کیسی غنڈہ گردی ہے۔۔۔ سر عام گن لے کر تم یہاں آئے ہو، اسکی سزا جانتے ہو سر پھرے؟"

اس پولیس والے نے تیوری چڑھائے پوچھا تو صارم نے جبڑے بھینچ کر اسکو اپنے راستے سے پرے دھکیلا۔

"اپنے اس شہریار جدون کو کہو کہ ابھی اسی وقت یہاں آئے، اسے کہنا ایک زخمی شیر اپنے ساتھ کی زیادتی کا بدلہ لینے آیا ہے، اب سزا بھگتنے کی باری میری نہیں اس خبیث درندے کی ہے۔۔۔۔ اس کے آنے تک اسکے کسی چھلکے نے میرے سامنے آنے کی کوشش کی تو بھون ڈالوں گا"

جلے بھنے لہجے میں وہ پھنکار کر ان پولیس کے آدمیوں پر اچھا خاصا رعب اور آپ دہشت جما چکا تھا جبکہ کمرے سے نکلتے ہی اس آدمی نے کانپتے ہاتھوں سے سیدھا شیری کو کال ملائی تاکہ اس آدمی کا بتا سکے جس نے اکیلے ایک گن کے بل بوتے پر تھانے کو یرغمال بنالیا تھا۔

ہارون کی تدفین ہو چکی تھی، سب ہی پرکاش کے غم کو کم کرنے کے واسطے انکو دلاسا دینے کی سعی میں تھے اور تبھی شیری نے اپنے خاص آدمی کی آتی کال دیکھ کر قبرستان کے احاطے سے نکلتے ہوئے کال پک کی مگر دوسری جانب سے ملتی خبر پر شہریار جدون کے چہرے پر صحیح معنوں میں زردی کھنڈ چکی تھی۔

پورا وجود ایک لمحہ گھوم کر رہ گیا تھا۔

جبکہ اسکے یہ تباہ کن تاثرات لئیق کی نظروں سے چھپ نہ سکے اور اسی لمحے لئیق کے فون پر بھی سحر کی آتی کال پر وہ نظریں شیری پر جمائے ہی کال اٹھا چکا تھا۔

"صارم پرکاش زندہ ہے سر، ابھی کچھ دیر پہلے وہ شہریار جدون کے تھانے داخل ہوا ہے"

سحر کی بتائی معلومات پر لئیق کے چہرے پر لمحہ بھر پر سکون سے تاثرات جاگے، شہریار جدون سے وہ یہ الجھا معاملہ جلد ہی تفصیلاً ڈسکس کرنا چاہتا تھا۔

.._____..

مانی اور شیری کی میرج سرمنی کے بعد وہ سیدھے زین میر کے گھر ہی گئے تھے، لوئے اور لارا کی شادی کے لیے اسکی آرگنائز کی پارٹی سوچ سے زیادہ شوخی اور زبردست تھی، میڈیا اور فیشن فیلڈ سے جڑے کئی لوگ مدعو تھے، لوئے کے کئی فینز، حتی کہ خوب رونق اور چہل پہل تھی، آنکھوں کو خیرہ کرتی سجاوٹ جو لوئے بہزاد علوی کے ذوق کو مد نظر رکھ کر کی گئی، دلفریب تاثر چھوڑ رہی تھی۔

زین میر بھی مذہب کا عیسائی ہی تھا، لوئے علوی کے ساتھ ہی اسکے گانے لکھتا تھا، اچھا مخلص سا انسان تھا اور پھر لوئے اسکی پارٹی رکھنے کی خوشی ٹال نہ سکا، حسب توقع اس گارجئیس سے وی آئی پی کپل کا شاندار استقبال کیا گیا اور زین نے اپنی شوخ سی وائف کے سنگ دونوں کو آتے ہی سب سے پہلے خوبصورت سے بکے پیش کیے۔

لوئے بھیا! آپ نے تو واقعی شادی کر کے کمال کر دیا، بلکہ ہمیں چونکا دیا۔"

"یہ بالکل شادی ٹائپ نہیں تھے، لارا اتنی ساری توانکی گرل۔۔۔۔۔

وہ وجیہہ نامی زین کی بیوی لوئے اور لارا کو ساتھ دیکھ کر کچھ زیادہ ہی پرجوش ہو گئی تبھی اس سے پہلے اسکی زبان پھسلتی، زین نے اپنی بیوی کو سرد نظروں سے گھورا۔

جبکہ لارا نے رسان سے مسکرا کر لوئے کی طرف نظر پھیری جو اس وجیہہ پر خاصا برہم نظر آیا اور یہی دیکھ کر لارا مسکراہٹ دباتی نظر آئی۔

کئی گرل فرینڈز ہوں گی لوئے کی لیکن آپ نے سنا نہیں شاید، آئی ایم ہیز وائف"

وہ جو خفیف سا برہم تھا، لارا کے وجیہہ کو دیے کرارے جواب پر گویا اش اش کر اٹھا اور وجیہہ صاحبہ جو زیادہ شوخی بننے کی کوشش میں تھیں، سبکی سی محسوس کیے ڈھٹائی سے مسکراتی وہاں سے منہ ماری منہ میں اس عزت افزائی پر وہاں سے چلی گئی۔

سوری لوئے بھائی، میری بیوی تھوڑی بیوقوف ہے۔۔۔ خیر آیئے آپ" دونوں آپکو کچھ سپیشل ونرز سے ملواتا ہوں"

زین بھی بے چینی کے سنگ اپنی بیوی کہ طرف سے معذرت کرتے دونوں کو سوئمنگ پول کی طرف ساتھ لایا جہاں دو سوٹڈ بوٹڈ آدمی اور دو شوخ سی لڑکیاں جن میں ایک ایجڈ تھیں، کھڑی تھیں۔

وقار سادانی، ایک ہاتھ میں انرجی ڈرنک کا کلاس جکڑے، دوسرا ہاتھ ادا سے برینڈڈ پتلون کی جیب میں ارسائے پشت کر کے کھڑا، زین کے فادر

سے بات کرنے میں محو تھا تبھی زین نے گلا کھنکھارتے ہوئے اپنی آمد کے بارے ان سبکو متوجہ کیا، شالے تو اتنے بڑے راک سٹار کو اپنے سامنے دیکھ کر شادی مرگ کی سی کیفیت میں تھی مگر ان دو نفوس کی دنیا ضرور تھم چکی تھی۔

وقار سادانی کی مغرور آنکھیں، لوئے کے ساتھ اپنی موجودگی سے اسکے حسن کو چار چاند لگاتی لارا پر جا ٹھہری تھیں۔

"لوئے بھائی، بھابھی، میٹ مائی سوئیٹ ممی سبرینہ میر فادر کامران میر، اینڈ ہیز لوولی فرینڈ وقار سادانی، بہت بڑے بزنس آئی کن ہیں، مائی فسٹ کزن شالے۔۔۔۔اینڈ بابا آپ کو بہت خواہش تھی ناں لوئے بہزاد علوی سے ملنے کی، ہیر ہی از، اینڈ لارا جہاں سے ملیں، ہمارے راک سٹار صاحب کی ڈیسٹنی"

زین کا یہ چنچل کھلا ڈھلا تعارف جہاں سبرینہ، کامران اور شالے کو انتہائی خوشی بخش گیا وہیں لارا جہاں کی آنکھوں کا ہر منظر دھندلا کر رہ گیا، یہی

کیفیت وقار سادانی اور لوئے کی تھی، لارا نے فوری اپنی کرچیوں میں بٹتی آنکھیں جھکائیں اور تیزی کے سنگ وہاں سے اپنا رونا روکتی بھاگی اور لارا کا یوں کرنا ان سبکو لمحے میں پریشان کر گیا، لوئے بروقت لارا کے پیچھے ہی بھاگا اور وقار سادانی نے بھی ان سب سے معذرت کیے گلاس وہیں ویٹر کی ٹرے میں رکھا اور تیزی سے باہر بھاگا۔

لارا اپنے آنسو روکتی بھاگ کر باہر تک پہنچی تو لوئے بھی سبک رو قدموں سے اس تک پہنچا اور اسکی بازو پکڑی۔

"لارا۔۔۔"

وہ اسکو اپنی سمت پلٹانا چاہتا تھا مگر لارا نے اسکے ہاتھ بڑی طرح جھٹکے۔

تمہیں کہا تھا مت بتانا کہ وہ کہاں ہیں، ک۔۔ کیوں لائے تم مجھے"

یہاں۔۔۔ کیا کر رہے تھے وہ یہاں، تم نے مجھے تکلیف دی۔۔۔۔۔ چھوڑو مجھے"

وہ یہ سمجھ رہی تھی کہ وقار سادانی کو وہ خود یہاں بلا چکا ہے جبکہ لوئے کے تو وہم و گماں میں بھی نہ تھا کہ وہ بندازین کے بابا کا دوست نکلے گا، وہ بری طرح اس لمحہ ہرٹ ہو چکی تھی۔

"مجھے نہیں تھا پتا تھا کہ تمہارے ڈیڈ اس پارٹی میں موجود ہوں گے لارا"

لوئے کے مظلومیت کے سنگ صفائی پیش کرنے پر وہ اذیت سے دوچار ہوتی یوں اسے سپاٹ نظروں سے گھوری کہ لوئے کے دل کو اسکی نظریں بھیانک ضرب لگا گئیں۔

پارٹی تمہاری تھی، پھر کیسے ممکن ہے کہ تمہیں علم نہ ہو۔۔۔یو ہرٹ می،"

اس دنیا میں جس سے لارا سب سے زیادہ نفرت کرتی ہے تم نے مجھے اس شخص کے سامنے لا کر کھڑا کر دیا۔۔لیو می آلون۔۔۔۔۔میرے پیچھے مت آنا، ابھی مجھے تم سے نہ کوئی بات کرنی ہے نہ تمہیں دیکھنا ہے"

اپنے سنگدل باپ کو دیکھ کر اس لڑکی میں غیض و غضب بھر چکا تھا، لوئے اسے کیسے جانے دیتا، اسے یہاں کے رستوں کا کہاں علم تھا مگر وہ جن زادی

بنی اسکے ہاتھ سے اپنی کلائی جھٹکے سے چھڑواتی نہ صرف اسے پرے دھکیل گئی بلکہ تیزی سے پورچ کی سمت بڑھی، لوئے کا تو دل اک لمحہ اس لڑکی کی اس درجہ سنگدلی پر کٹا، اس سے پہلے وہ اسکے پیچھے جاتا، وقار سادانی نے لوئے کا بازو پکڑے اسے روکا۔

"تمہاری وجہ سے وہ مجھ سے ناراض ہو گئی، کیا کر رہے ہو تم یہاں وقار سادانی؟"

لوئے نے اپنا بازو اس منحوس کے ہاتھ سے چھڑوائے سلگ کر پست سا چلائے کہا تو وقار سادانی کی بے تاب، شاطرانہ نظریں اس سمت گئیں جہاں لارامین گیڈ سے باہر نکل چکی تھی۔

"تو اس نے تمہیں بتایا ہے کہ میں اسکا باپ ہوں، مجھے اپنی بیٹی سے ملنا ہے لوئے۔۔۔۔۔"

وقار سادانی کے منصوعی تڑپ کر گزارش کرنے پر لوئے کا ایک دل یہی کیا ادب تمیز بھاڑ میں جھونک کر اس کا منہ سیک دے۔

کونسا باپ؟ باپ تم جیسے نہیں ہوتے۔۔۔۔۔دوبارہ اسکے یا میرے"
سامنے آنے سے گریز کرنا یہی تمہارے حق میں بہتر ہے مسٹر وقار
"سادانی

ایک ایک لفظ تلملا کر ادا کیے لوئے اسے باقاعدہ حقارت سے پرے دھکیلتا تیزی سے گاڑی کی طرف بڑھا، ڈرائیور کے دروازہ کھولنے پر لوئے نے اپنی گاڑی باہر نکالی، وہ یہاں وہاں نظر گمائے لارا کو ڈھونڈ رہا تھا مگر وہ دونوں اطراف میں موجود نہ تھی تبھی لوئے پریشانی کے سنگ گاڑی کا ڈور اوپن کیے باہر نکلا۔

"کہاں چلی گئی ہے یہ بد دماغ؟"

لوئے کا دل اسے غائب دیکھ کر گویا سینے میں پھڑ پھڑا گیا، لوئے نے دوڑ کر سڑک کے موڑ تک پہنچ کر بھی یہاں وہاں دیکھا مگر اسی موڑ کی بند گلی میں لارا کو کوئی وحشی قسم کا آدمی اسکے منہ پر ہاتھ جکڑے اسے دبوچ کر چھپا ہوا تھا اور لارا نے اس سڑک پر فکر مند سے لوئے کو فون کال ملاتے دیکھ کر

پوری قوت سے اس آدمی سے اپنا آپ چھڑوا کر بھاگنا چاہا مگر وہ کوئی معمولی آدمی نہ تھا، جب اس نے دیکھا لارا اس کی گرفت سے بھاگنے لگی ہے، اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑی گن بڑی طرح اسکے سر کے پیچھے وار کیے ماری جس پر لارا وہیں بے ہوش ہو کر گر پڑی جبکہ اس آدمی کو لارا کا ایک آنچ بھی نہ دینے کے احکامات تھے۔

لارا کا فون اس آدمی نے زمین پر وائبریٹ کرتا اٹھایا اور اسے بڑی طرح اسی دیوار سے پٹخا تو وہ بند ہو گیا۔

جبکہ لوئے کے وہاں سے ہٹتے ہی اس آدمی نے بے ہوش ہوئی لارا کو اٹھا کر اپنے کندھے پر لادا اور وہیں سے پچھلی طرف نکل گیا جہاں اسکی سیاہ وین پہلے ہی کھڑی تھی۔

اپنے دشمنوں کے خاندان میں اپنی بیٹی کو کیسے رہنے دے سکتا ہوں،"

"سوری راک سٹار، اب تمہیں لارا تو نہیں ملے گی

شالے کو وہیں چھوڑتا وقار بھی اپنے ڈرائیور کو چلنے کا اشارہ کیے اپنی گاڑی کی طرف بڑھا اور کھسیانی ہنسی ہنستے اس نے گیٹ سے نکلتے ہی اپنے گاڑی کے شیشے سے پاگلوں کی طرح لارا کو تلاش کرتے لوئے پر کمینگی بھری نظر ڈالی اور ساتھ ہی اسکی گاڑی وہاں سے نکلی، کچھ آگے جا کر وہ وین بھی وقار سادانی کی گاڑی سے جا ملی۔

یہ سب پارٹی میں آنا وقار سادانی کا ایک بنا بنایا پلین تھا، اپنے مینجر شجاع کی گمشدگی کا علم ہوتے ہی وہ محتاط ہو گیا تھا اور پھر لئیق ایزد علوی کے خاص ساتھی دستگیر کی اسکے فارم ہاوس تک پہنچ اسے مزید چونکا کر چکی تھی کیونکہ اسکے فارم ہاوس کا پتا صرف شجاع جانتا تھا تبھی اس کے گارڈ نے موقع ملتے ہی جب میسج کیے اسے دستگیر کے آنے کا بتایا تو اس نے سارا معاملہ پتا کروایا، لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنی بیٹی لارا اور ایمر سے ہر گز لاعلم نہ تھا بلکہ لارا کی جب اسے لوئے سے شادی کا علم ایک دوست سے ہوا جو اس دن جشن میں مدعو تھا تبھی سے اس نے لارا کو لوئے اور اپنے دشمن علوی

خاندان سے الگ کرنے کی ٹھانی اور جب شالے نے اس سے زین کی پارٹی کا ذکر کیا تو وہ خود بھی جانے کو تیار ہو گیا اور اسکے جانے کے ارادے پر تب شالے بھی بڑی حیران ہوئی تھی مگر وقار وہاں پارٹی میں شرکت کرنے نہیں بلکہ لارا کو لوئے سے چھیننے گیا تھا، اسے پتا تھا اسکی یہ بیٹی بھی اس سے نفرت کرتی ہے سو وہ ضروری ایکشن دے گی سو اسکے باہر جاتے ہی وقار نے لوئے کو جان بوجھ کر چند سیکنڈز کو روکا تاکہ اسکا آدمی، لارا کو خاموشی سے پکڑ لے، مگر لارا کوئی عام لڑکی نہیں تھی، اس وحشی آدمی کو اس لڑکی کی ہمت دبوچتے ہی معلوم ہو گئی اور تبھی اسے لارا پر وار کرنا پڑا جسکی وقار سادانی اسے کڑی سزا لازما دیتا۔

وقار سادانی واقعی ایک اور ٹکر کا ولن تھا جس نے لوئے کی آنکھوں تلے لارا کو خاموشی سے اٹھوالیا جبکہ لوئے کی حالت اس وقت انتہائی سنگین تھی، لارا کا نمبر آف ہو چکا تھا اور اسے اس مشکل وقت صرف لئیق ہی کی یاد آئی۔

لئیق کا بھی فون، قبرستان ہونے کے باعث سائلنٹ پر تھا۔

جبکہ دستگیر وہاں فارم ہاوس کے ارد گرد اب بھی منتظر اپنے لوگوں کے ساتھ وقار کو دبوچنے کے لیے موجود تھا مگر وقار سادانی اسے چکما دیتے ہوئے لارا کو اپنے دوسرے فارم ہاوس لے جا چکا تھا جسکا پتا اسکی گرل فرینڈ شالے کو بھی نہیں تھا، دستگیر کی زرا سی لاپرواہی، اس شیطان کو چوکنا کر چکی تھی مگر وہ کہتے ہیں ناں، گناہ گار جتنا بھی شاطر ہو، کوئی غلطی لازمی کرتا ہے۔

دستگیر کی یہ ناکامی لئیق کو اخیر عتاب زدہ کرنے والی تھی، خدا خیر کرے۔

لوئے کی کال آتی دیکھ کر لئیق نے قبرستان سے کچھ فاصلے پر جا کر کال پک کی۔

"کیا ہوا لوئے؟"

لئیق نے فکر مندی سے استفسار کرنے پر لوئے نے پریشانی کے سنگ ساری صورت حال بتائی جس پر لئیق کے ماتھے پر بھی فکر کی شکنیں نمودار ہوئیں۔

فکر مت کرو، مل جائے گی لارا۔۔۔ نمبر بھیجو اسکا۔۔۔ٹریس کرواتا"
ہوں۔۔۔۔۔ریلکس ہو جاو لوئے، رہی بات وقار سادانی کی وہ ایک نمبر کا
کمینہ انسان ہے، اوپر سے لارا اسکی بیٹی ہے یہ بتا کر تو تم نے مجھے بھی پریشان
"کر دیا ہے، میں تمہیں کال کرتا ہوں، تم گھر جاو فورا۔۔۔۔۔
لئیق کو اسکی آواز کپکپاتی محسوس ہوئی تو اسے دلاسا سا دیے اپنے خدشات
بھی کہے جو لوئے کا دل اور گھٹا گئے۔
پلیز برو۔۔اسے جلدی ڈھونڈیں۔۔۔۔اسے یہاں کے راستوں کا علم "
نہیں۔۔اسے ک۔۔کچھ ہو گیا تو میں جی نہیں پاوں گا۔۔وہ مجھ سے ناراض
"اور بدگمان ہو کر گئی ہے
لوئے نے بالوں میں اضطراری انداز سے ہاتھ پھیرتے جس طرح پھولے
سانس کے سنگ التجاء کی، لئیق نے گہرا سانس کھینچا۔
"کام ڈاون لوئے، کہا ہے نہ ڈھونڈ لیں گے۔۔۔۔تم جاو گھر فورا۔۔۔۔۔"

لئیق نے اسے تسلی تو دی تھی مگر لوئے کا دل مسلسل کانپ رہا تھا، لئیق نے کال آف کیے ساتھ ہی دستگیر کو کال کی جو اس وقت اپنے گاڑی میں بیٹھا گن جکڑے مسلسل وقار سادانی کے فارم ہاوس گیڈ کی طرف عقابی نظریں جمائے ہوئے تھا جب بھائی کی آتی کال پر اس نے فوراً پک کیے فون کان سے لگایا۔

"تم یہاں بیٹھے وقار کے منتظر ہو دستگیر اور ادھر وہ خبیث تمہاری ناک تلے اپنا ایک اور کھیل کھیل گیا، لوئے اور لارا کے لیے اسکے بینڈ کے زین میر نے پارٹی رکھی تھی، وہ وقار وہاں کیسے آگیا، تمہارے ہوتے ہوئے وہ فارم ہاوس سے کیسے نکلا اسکا تمہیں مجھے جواب دہ ہونا ہوگا دستگیر عالم، لارا ابھی غائب ہے۔۔۔۔مجھے جلد از جلد یہ معاملہ حل اور لارا کی خبر چاہیے، سمجھ گئے ہو تم؟"

لئیق نے سخت غصے میں دستگیر عالم کو پچھاڑ دیا جو بھائی کے غیض و غضب اور اس انکشاف پر دہل اٹھا اور وہ کیا بتاتے کہ وہ جب پہنچا اس سے پہلے وقار فارم ہاوس سے نکل چک تھا۔

"معاف کر دیں بھائی مگر وہ میرے سامنے باہر نہیں نکلا"

دستگیر نے اپنی کوتاہی دبانے کو منمنانے کی کوشش کی جو لئیق کا غصہ اور دہکا گئی، جتنا وہ نرم تھا، کوتاہی سرزد ہونے پر وہ اپنے آپ کو بھی بخشنے کے حق میں نہ تھا۔

تو کیا سلیمانی ٹوپی پہن رکھی تھی اس نے، اگر یہ مشن خراب کیا تم نے تو"
میرے غضب سے تمہیں کوئی نہیں بچائے گا دستگیر، فورا
نکلو۔۔۔ڈھونڈو اس کمینے کو، زمین میں بھی جا کر چھپا ہے تو نکال باہر کرو اسے۔۔۔لارا کو کہیں وہ ہی نہ لے گیا ہو، ایک قاتل درندے سے کچھ بھی امید کی جا سکتی ہے، جلدی انفارم کرو مجھے ورنہ میرے ہاتھوں ضائع ہو جاو گے"

اپنے غضب پر ہر ممکنہ قابو پائے بھی وہ جس طرح سخت لہجے میں دستگیر پر بگھڑا، خود بچارا پریشان ہوا کہ یہ اس سے کیسی کوتاہی سرزد ہو گئی ہے جبکہ لئیق بھی یہاں سے جلد ہی نکلنے کا بھی سوچ چکا تھا۔

.._____..

صارم کے چہرے پر انتظار کی کوفت کے باعث ناگواری چھائی تھی، کرسی پر رعب چھلکاتے متکبر انداز میں بیٹھا وہ ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے کسی غیر مرئی نقطے پر حقارت سے نظر جمائے ہوئے تھا، اسکی گن اسکی جیکٹ کی اندرونی جیب میں پڑی تھی۔

ایک گھنٹے سے وہ شہریار کے آفس میں بیٹھا اسکا منتظر تھا اور اب اسکے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا۔

جبکہ شہریار جدون کا بس نہیں چل رہا تھا وہ اڑ کر تھانے پہنچ جاتا، بہر حال ہر ممکنہ تیز رفتار اپنائے وہ ایک گھنٹے تک تھانے پہنچا تو آفس روم کے باہر ہی اسے اسکا اہل کار مجید دیکھائی دیا۔

"عجیب سنکی آدمی ہے سر، دو تین لوگوں کو پچھاڑ دیا۔ آپ بھی ذرا بچ کر رہیے گا، اس کے سر پر خون سوار ہے"

مجید کے لہجے میں خوف اور فکر ایک ساتھ امڈا کیونکہ جس طرح گن دیکھا کر وہ تھانے گھسا تھا، اسکی حرکت سبھی کو پریشان کیے ہوئے تھی اور پھر شیری کے آرڈرز بھی بروقت آگئے تھے کہ کوئی اس آدمی کو ہاتھ بھی نہ لگائے ورنہ کسی کی جرت نہ تھی شہریار جدون کے تھانے میں اسکی اجازت کے بنا گھس پاتا۔

"تم جاو، دیکھ لیتا ہوں"

شہریار نے گاڑی کی چابی اسے تھماتے تیزی سے اپنے آفس کی طرف قدم بڑھائے تو شہریار کے اندر آنے کے باوجود وہ ٹس سے مس نہ ہوا بلکہ اسکی

آنکھوں میں نفرت کا ابال امڈا، لیکن شہریار جدون کی آنکھوں میں اس وقت صارم کو زندہ سلامت اپنے سامنے دیکھ کر بھیانک تکلیف سی امڈی۔ جس کی موت کی وجہ خود کو مان کر وہ پچھلے ایک سال سے جہنم میں سلگ رہا تھا، اسے اپنے سامنے زندہ دیکھ کر اسکا پتھر دل ایک بار تو کانپا۔

جبکہ صارم نے اس کی شکل فوری پہچانتے آٹھ کر سلگتی خون آشام نگاہ شہریار پر ڈالی جیسے اسکا خون پی جانا چاہتا ہو۔

"صارم؟ کیا تم صارم ہو"

شہریار نے میکانکی طور پر اسکا کندھا حسرت سے چھونا چاہا مگر صارم نے اسکے خود کی طرف بڑھتے ہاتھ کو نفرت سے خود سے دور جھٹکا جیسے اسے زندہ جلا دینے آیا ہو۔

....★☆☆☆☆☆★....

اوہ! تو یقین آ گیا تجھے کہ میں صارم ہوں۔اس رات بھی شاید میں نے یہی "
بکواس کی تھی، لیکن تو نے میری ایک نہ سنی، مجھے بے دردی سے مارنے
پیٹنے۔۔۔اس آگ میں جھونک دیا، پھر مجھے نکال بھی دیا۔
!۔۔۔۔اس خبیث ہارون اور تیری مجھ سے کیا دشمنی تھی ہاں
کیوں کیا تم دونوں نے میرے ساتھ یہ، میری بے بسی کے تین سو پینسٹھ
دن تجھ پر اور اس پر قرض ہیں شہریار جدون اور جب تک تلافی نہ ہو گی تم
"دونوں بخشے نہیں جاو گے
وہ حلق کے بل دھاڑا اٹھا، آواز جتنی آزردہ، رنجیدہ اور غم زدہ ہوتی، اس کے
اندر ہلکورے لیتی نفرت کی انتہاوں نے شہریار جدون کے دل کو کند چھری
سے زخم لگایا، نہ صرف غرانے پر اکتفا کیا بلکہ لپک کر شیری کا گریبان دبوچا
جس کی آنکھیں انگارے کا روپ بدل چکی تھیں، صارم زندہ تھا؟ اور یہ

سچائی اس وقت شہریار جدون کی دکھے ہوئے دل کی کتنی بڑی تسلی تھی، یہ صارم کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔

اس انسان سے کوئی پوچھتا کہ اپنے ہاتھوں سرزد ہوئے قتل کی سچائی جب کسی گناہ پر کھلے ہی نہ تو رہ رہ کر اپنے ہاتھ سے جا چکے سکون پر ہوتا ملال کیسی نوکیلے کانٹے کی طرح وجود کو نوچنے لگتا ہے۔

تین سو پینسٹھ دن تک شہریار جدون کے بھی غارت ہوئے، ان تینوں سو پینسٹھ دنوں نے اسکو بھی شہریار جدون سے ڈیول بنایا تھا۔

"م۔۔میری بات سن صارم! میں تجھے سب بتادوں گا"

شہریار نے اسکے مضبوط ہاتھ اپنے گریبان سے ہٹانے کی کوشش ملتجی لہجہ اختیار کیے کی مگر صارم نے اسے کس جن زادے کی طرح گریبان سے پٹخ کر دیوار سے جامارا، ایک لمحہ تو شیری اس کی اتنی طاقت پر بوکھلایا۔

وہ طاقت نہیں تھی، وہ نفرت کا ابال تھا جو اس وقت کسی کو بھی نیست و نابود کر سکتا تھا۔

تیری بات کیوں سنوں؟تونے سنی تھی۔۔۔کہاں ہے وہ کمینہ ؟بتا مجھے۔"
پہلے تواسے اس کھیل کا بدلا دوں گا پھر تجھے بھی ویسے ہی جلاوں گا، کیونکہ تم
دونوں نے مل کر مجھے تکلیف دی ہے، میں اس دن تیرے پاس اپنی ماں اور
اپنے بابا کا پتا لینے آیا تھا، لیکن کیا معلوم تھا کہ انہوں نے میرے ساتھ
ساتھ ایک درندہ بھی جنم دیا تھا اور درندے کا یار اس سے بڑا بد بخت نکلا،
پچھلے ایک سال سے میری بد عائیں تم دونوں کے پیچھے تھیں لیکن اب میں
"خود تم دو کو تم دو کے کیے کی سزا دوں گا
وہ اس وقت انتہائی مشتعل تھا اور شیری کی کوئی بات سمجھنا نہیں چاہتا تھا،
اسکے پورے جسم کا لہو اسکے چہرے پر چھلک چکا تھا۔
"ایک بار میری بات تو سمجھ صارم پرکاش"
آزردہ رنجیدہ مگر خفیف سی تپش رکھے وہ بھی اسکی اس بے جا مخدوشی پر
بگھڑا مگر صارم نے اپنا بھاری ہاتھ اسکی گردن پر جمائے اسکا یہ عتاب اسکے
اندر ہی دفن کیا۔

یہ بتابس کہ ہارون کہاں ہے؟آج اسے مجھ سے کوئی نہیں بچا سکتا۔تو بھی"
"نہیں سمجھا

غیض و غضب نے اس وقت صارم کو پاگل کر دیا تھا، جبکہ شہریار اسکی اس ہڈ دھرمی پر رہی سہی نرمی بھی بھاڑ میں جھونکنے کا فیصلہ کر چکا تھا۔

"صارم!۔۔۔۔۔مر گیا ہے وہ۔۔۔مر گیا ہے ہارون پرکاش"

اس سے پہلے کہ صارم اسکو ویسے ہی پیٹ ڈالتا، شہریار کے منہ سے نکلتے اس انکشاف پر نہ صرف صارم پرکاش کے چہرے کی رنگت بدلی بلکہ اسکے شہریار کے گریبان کے گرد جمے ہاتھ بھی بد حواسی سے ڈھیلے پڑے۔

کئی لمحے تو اسے اپنے کانوں میں پگھلے سیسے کی طرح انڈیلی اس ہولناک سچائی پر یقین نہ آیا، اسکی زبان اور حواس نے کچھ لمحے اسکا ساتھ چھوڑا۔

ک۔۔کیا۔۔۔۔۔مر گیا ہے؟کیسے۔۔۔۔۔اسکی موت تو میرے ہاتھ"
"لکھی تھی، کیسے مر سکتا ہے وہ؟

صارم نے اسے بے دردی سے پرے دھکیلا باقاعدہ دھاڑ کر استفسار کیا جبکہ شہریار اسکے اس گھن گرج والے رویے کے ہوتے اپنی سچائی نہ بتا سکتا تھا نہ سمجھا سکتا تھا لیکن صارم اس سے پہلے جذباتی پن میں شہریار کو مار ہی ڈالتا، اسے تمام حقائق صارم کو بتانے ہی تھے۔

"بیٹھ، تیری غلط فہمی دور کرنا ضروری ہے صارم۔۔۔مجھے صفائی کا موقع دے کیونکہ جو تو سوچ رہا ہے ویسا کچھ نہیں، تیری طرح وہ میرا بھی مجرم ہے۔۔۔۔تیری طرح پچھلے ایک سال سے میں بھی قید تھا، بری طرح"

صارم کے اشتعال کے مدھم پڑتے ہی شہریار نے اسے تاسف زدہ لہجے میں اصرار کیے بیٹھایا تو وہ شہریار پر ترس کھاتا بیٹھتے بھی شیری کو خونخوار نظروں سے گھورا جبکہ شہریار اسکو دیکھ کر واقعی حیران تھا، وہ ہارون پر کاش کا واقعی عکس تھا سو اس روز شہریار کو اس پر ہارون کا جو گماں ہوا وہ غلط نہ تھا، شہریار جدون کے سر پر اس دن خون سوار تھا اور تبھی اس کو صارم کی کہی کوئی بات سنائی نہ دی تھی۔

"جلدی بک۔۔۔۔ فضول کے قصے سنانے سے گریز کرنا سمجھے"

وہ خالصادیسی لہجے میں کڑوے کیسلے انداز سے پھنکارا اٹھا جس پر شہریار کو اسے ساری سچائی بتانی ہی پڑی اور یہ سب سن کر اس پر یقین کرنا واقعی صارم کے لیے ناممکن تھا۔

دونوں کے بیچ اس کے بعد ایک طویل، درد و کرب بھری خاموشی حائل ہوئی جسے دونوں نے حسب منشا مزید طویل کیا۔

"سب ادھورا چھوڑ کر کوئی کیسے مر سکتا ہے، اسے مجھ سے اور تجھ کی کی زیادتی کا ابھی بدلا دینا تھا، اسے اماں بابا کو دی تکلیفوں کی تلافی کرنی تھی، اپنے یکدم بدبخت ہو جانے کا جواز دینا تھا، وہ ایسے کیوں مرا؟ کون دے اب اس سے جڑے سوالوں کے جواب؟ بول شہریار۔۔۔۔۔۔"

اس درجہ نے یقینی اور تکلیف سے کیے سوالوں پر شہریار نے اسے نظر بھر کر دیکھا، وہ اس سب پر یقین نہیں کر پا رہا تھا، اسکے جسم کا سارا افشار خون

آہستہ آہستہ اپنے معمول پر آچکا تھا مگر آنکھیں تھیں کہ جہنم کی طرح جل رہی تھیں۔

"اگر کچھ ہم سے چھپا ہے تو جلد سامنے لے آوں گا، لیکن تجھے مار دینے کا کرب پچھلے ایک سال سے جیسے میں نے برداشت کیا اسکے بارے تو کوئی سوچ بھی نہیں سکتا، ورنہ خود سوچ میں کیوں کرتا وہ سب؟"

شہریار کی جانب نظر جمائے بیٹھا وہ اسکے مضطرب جملے پر تلخی سے سر ہلا گیا۔

"وہ ایسا کیوں بنا ہمیں یہ وجہ تلاش کرنی ہو گی شہریار جدون، یہ سب ہضم کرنا کم از کم میرے لیے ناممکن ہے"

صارم کا شعور یہ بات مان ہی نہیں سکتا تھا کہ سب واقعی ویسا ہے جیسا نظر آرہا ہے اور ایسے ہی خیالات شہریار کے تھے۔

ایسا ہی ہو گا، پر کاش انکل بہت تکلیف میں ہیں، باقی معاملات بعد میں"
دیکھتے ہیں پہلے میرے ساتھ چل۔۔۔۔۔تو مجھ سے ویسے ہی بدلا لے لینا،
"ویسے ہی جلا دینا پر ابھی تیرے ماں باپ کو تیری ضرورت ہے
وہ یہ سب سن کر خود بھی تکلیف میں تھا خاص کر اپنی ماں اور اپنے باپ کی تکلیف جان کر، سو اس وقت تمام جھگڑے سمیٹے وہ بنا کوئی اعتراض کیے شیری کے ساتھ قبرستان جانے پر آمادہ ہو گیا۔
ہارون کی موت کی خبر عینی تک خود لعلین اور سیلی نے پہنچائی، وہ انکو اپنے والے گھر لے آئی تھیں کیونکہ عینی کا وہاں سب جان کر دم گھٹ رہا تھا، عینی نے جب سے ہارون کے مرنے کی خبر سنی وہ دردناک خاموش سی ہو گئی تھیں، نہ کچھ بول رہی تھیں نہ انکی پتھر آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے جبکہ انکی یہ کیفیت لال اور سیلی کی آنکھیں آبدیدہ کر رہی تھی، بھجت بھی انکے پاس تھا، جبکہ مانی کو گل لالہ گھر ہی چھوڑ جانا چاہ رہی تھیں، مانی نے بھی جانے کی خواہش کی تھی مگر وہ اسے رسانیت سے ٹال گئیں، وہ نئی نویلی

دلہن تھی سوانکو مانی کا جانا مناسب نہ لگا اوپر سے وہ گاڑی میں خراب ہوتی طبعیت کے باعث بالکل مرجھا گئی تھی سو اسکے لیے ریسٹ اہم تھا۔

تم یہیں رہو میری جان، چینج کر کے آرام کر لینا۔ عینی کو اللہ صبر دے"

"بس یہ دعا کرو۔۔۔ میں جلدی آجاوں گی

مانی کو پیار سے سمجھائے بولیں مگر اس پورے گھر میں اکیلے رہنے کا سوچ کر مانی کو ہول آٹھ رہے تھے۔

"لیکن م۔ مجھے ڈر لگے گا"

وہ انکا ہاتھ بچوں کی طرح تھامے روہانسی ہوئی تو گل لالہ نے اسکی جبین چومی۔

اپنے گھر ڈر کیسا میرے بچے، میں شیری کو کہوں گی وہ جنازے اور تدفین" سے فارغ ہوتے ہی گھر آجائے، ڈرائیور بابا باہر ہی ہوتے ہیں، ملازمہ بھی کوارٹر میں ہے، ڈر لگا تو اسے بلا لینا۔ میں بھی کوشش کروں گی جلدی

"آجاوں مگر عینی نے اپنا بیٹا کھویا ہے سو اس وقت اسے میری ضرورت ہے

بہت پیار سے گل لالہ نے اسکے ڈر کو زائل کرنے کی کوشش کی اور اسے پیار سے سمجھاتیں ڈرائیور کے ساتھ ہی گئی تھیں جبکہ وہ اداس سی واپس اندر چلی گئی، رہ رہ کر اس اتنے بڑے گھر سے اسے خوف آیا تو وہ تیزی سے بھاگتی نہ صرف شیری کے روم میں گئی بلکہ دروازہ بھی بند کر لیا۔

مگر ڈر اسے اب بھی لگ رہا تھا، اوپر سے یہ سوچنا کہ گھر میں وہ اکیلی ہے، اسکی طبعیت پر اور برا اثر چھوڑ رہا تھا۔

تیزی سے بیڈ کی سمت لپک کر مانی نے اپنا فون اٹھایا اور ڈریس سنبھال کر بیٹھتے ہی اس نے کانپتے ہاتھوں کے سنگ شہریار کو کال کی اور فون کان سے لگایا۔

وی اس وقت صارم کے ساتھ ہی قبرستان کی سمت گامزن تھا، صارم کا چہرہ دوسری جانب تھا جہاں وہ کربناک نظریں باہر بدلتے مناظر پر ڈالے ناجانے کن سوچوں میں محو تھا اور شیری ڈرائیونگ کر رہا تھا، فون

وائبریٹ ہونے پر شہریار نے دیکھا تو مانی کا نام دیکھ کر اسکی بیزارئیت بڑھی۔

مگر پھر کال کاٹتے کاٹتے اسے آمنہ کی گاڑی میں بگھڑتی طبعیت کا خیال آیا تو اس نے فورا سے پہلے کال پک کی۔

"ہاں بولو"

اکھڑے انداز میں پوچھا گیا۔

"ش۔۔شیری، گل ممی بھی چلی گئیں۔۔۔لعلین اور سیلی، عینی آنٹی کو اپنے پرانے گھر لے گئیں۔۔۔۔م۔۔میں نے کہا تھا مجھے بھی لے جائیں پر وہ مجھے گھر آرام کرنے کے لیے چھوڑ گئیں"

مانی کی آواز سے اسکا خوف عیاں تھا، شیری نے جبڑے بھینچ کر اسکی یہ تقریر سنی۔

"ہاں تو؟ آرام کرو۔۔۔۔کیا مسئلہ ہے"

صارم کی موجودگی کے باوجود وہ اس پر ناگواری سے بگھڑا کیونکہ اس وقت شہریار کا دل و دماغ عجیب سی وہشت میں ڈوبا تھا، ایک تو وہ اکیلی تھی اوپر سے شہریار کا سخت استفسار مانی کی آنکھوں میں نمی سمیٹ لایا۔

"م۔مجھے اکیلے ڈر لگ رہا ہے"

آنسو اسکی آواز نگل رہے تھے پھر بھی وہ ہمت کیے بولی جس پر شیری کے چہرے پر چھایا تناو بھی تھوڑی فکر بنا، لیکن وہ خود کو ہر لمحہ اب مانی سے اپنے رشتے کے بارے وارن کرتے رہنا چاہتا تھا کہ وہ بس ایک کھیل ہے۔

تو کیا تمہارے لیے دس رکنی فوج کا بندوبست کروں جو تمہارا ڈر دور کریں" اور تمہارے ارد گرد رونق لگائیں، دیکھ نہیں رہی کیسے سنگین حالات ہیں اور میں تمہارا ڈر دور کرنے سب چھوڑ چھاڑ کر آجاوں۔۔۔۔۔ میڈیسن لو اور سو جاو، لیکن مجھے تنگ مت کرو"

سخت اور ڈپٹتے لہجے میں وہ آہستگی سے مانی کو کہے ساتھ ہی کال کاٹ گیا تو صارم نے چہرہ پھیرے اسے دیکھا، شیری کے چہرے پر خفگی تھی۔

"کون تھا؟بیوی؟"

صارم کے سوال کی شہریار کو بھی توقع نہ تھی سو ہونق بنا دیکھنے لگا اور پھر جیسے حواس سنبھالے شہریار نے سر کو اثبات میں ہلائا۔

"اپنی بیوی سے ایسے بات کرتا ہے تو؟ ہارون مرا ہے، جسے مرنا ہی تھا۔اس بچاری کو تو مت مار جو تیرے لیے اپنا گھر بار چھوڑ کر آئی ہوئی ہے، تیرے ساتھ جیتی ہے۔۔۔ معاف کرنا ذاتیات میں گھس گیا لیکن ہمارے علاقے میں اگر کوئی مرد اپنی بیوی سے ایسے بات کرے تو اسے دو چپڑیں تو میں ہی

"مار جاوں

صارم کے اسکی طرف دیکھ کر کہنے پر شہریار کو خفیف سی شرمندگی ہوئی مگر وہ ہٹ دھرمی دیکھتا واپس اپنی توجہ ڈرائیونگ پر دے چکا تھا۔

"ہر بیوی پسندیدہ نہیں ہوتی، نہ ہر رشتہ عام اور نارمل۔۔۔ بعض اوقات کچھ تعلق صرف اپنے کیے کی تلافی کے لیے بنائے جاتے ہیں۔ میرا اور اسکا تعلق بھی بس سرسری اور مختصر ہے"

ڈرائیونگ کرتے اس نے سپاٹ انداز میں جواب دیا تو صارم نے اسکے سپید
،ہر تاثر سے پاک چہرے کو حیرت سے دیکھا۔
دیکھیں گے، تو اپنے کہے پر کتنا پورا اترتا ہے۔۔۔ جلدی چلا، کچھوے کی"
"سپیڈ سے نکال گاڑی
خفیف سی برہمی سے جتائے صارم نے واپس باہر دیکھنا شروع کیا تو اسکے
کہے الفاظ کی گھن گرج ایک لمحہ شیری کو ہلا سا گئی۔
مانی تو کال بند ہوتے ہی آنسو بہاتی وہیں ٹانگیں سکیڑے لیٹ گئی، ابھی تو
شروعات تھی اور اسے اتنی جلدی ہمت نہیں ہارنی تھی سو اپنے آنسو
آنکھوں میں دبائے اس نے اپنی آنکھیں سختی سے موند لیں۔
وہیں لوئے تو واپس جندل محل پہنچ گیا مگر لارا کی گمشدگی نے سبکو پریشان
کیا، زائشہ یہی سوچ رہی تھی کہ اب لارا کو کس نے اٹھوالیا پر اسکے بقول تو
یہ کرنے والا اسکے لیے اچھا ہی تھا جو خود ہی زائشہ کی راہ کے کانٹے ہٹانے
میں لگا تھا۔

جبکہ مریم بی، نیہا، اور خود فرہاد صاحب لوئے کو تسلی دینے مئں لگے تھے لیکن اس وقت لوئے بہزاد علوی کے اندر حشر برپا تھا، لارا کھو گئی تھی اور اسے ایسا لگ رہا تھا اسکی زندگی کا سفر یہیں منجمد ہو گیا ہے۔

جبکہ دستگیر اور اسکے لوگوں نے پہلے تو اسی چوکیدار کو دبوچا، اسکی کچھ دیر مار کھائی کی تو اس نے درد برداشت نہ ہونے پر وقار سادانی کو فارم ہاوس سے فرار کروانے کا اعتراف کر لیا۔

"کہاں گیا ہے وہ اب؟ تجھے آسان زبان سمجھ نہیں آ رہی؟ دستگیر اس وقت خونخوار ہو رہا تھا اور چوکیدار اسکے عتاب سے تھر تھر اہٹ کانپا جب دستگیر نے اسکو گریبان سے پکڑے گھسیٹا۔

"وہ۔۔۔وہ اپنے بنگلے۔۔۔۔"

چوکیدار کی حالت خاصی بگھڑ چکی تھی سو وہ اتنا ہی کہہ کر بیہوش ہوا تو دستگیر نے ناگواریت کے سنگ اسے دھکا دیا اور اپنے لوگوں کے سنگ وہاں سے نکلا۔

وقار سادانی کے بنگلے کا پتا نکلوانے کے لیے اس نے اسکے فارم ہاوس کے تمام ملازمین جمع کیے اور ان سبکے ہاتھ پیر رسیوں سے باندھے۔

سب ہی حراساں ہو کر دستگیر عالم کو دیکھ رہے تھے جس نے ہاتھ میں گن پکڑے باری باری سبکی طرف گمائی۔

"وقار سادانی کے بنگلے کا پتا چاہیے مجھے، ورنہ آج تم سب لوگ گئے"

دستگیر نے ان چار عدد ملازموں پر قہر ناک نگاہ ڈالے وارننگ دی تو پہلے سب خاموش رہے مگر جب دستگیر نے گن لوڈ کی تو چاروں میں سے ایک میانہ قد والا پٹھان نوجوان ملازم کانپ اٹھتے منمنایا۔

امم جانتا ہے، لیکن ام کو چ۔۔ چھوڑ دو صاحب۔۔۔ ہمارا چھوٹا چھوٹا بچہ"

"لوگ ہے

وہ آدمی دستگیر کو کچھ معقول بھی لگا سو دستگیر نے رحم کھاتے ہوئے اس کی بات سنی اور بنگلے کا پتا لیے اپنے دو آدمی یہیں چھوڑتا کہ اب کوئی اس وقار کو

مخبری نہ کر سکے اور خود لئیق کو بنگلے کا پتا مل جانے کا بتا کر بھائی کا عتاب قدرے کم کرتا فارم ہاوس سے نکلا۔

"جلدی جاو وہاں، اور مجھے انفارم کرو دستگیر عالم"

لئیق نے اسے یہ سب جلدی نمٹانے کی تاکید کی تو دستگیر اپنی گاڑی میں سوار ہوتا، اپنے آدمیوں کے سنگ وقار سادانی کے بنگلے کی طرف روانہ ہو گیا جبکہ لارا کو وہ آدمی اسی طرح اپنے کندھے پر لادھے ایک خوبصورت سے بیڈروم میں لایا اور لٹا دیا مگر اسکے مڑتے ہی وقار سادانی خونخوار ہوتا اندر آیا اور اپنے اس آدمی کے منہ پر پوری قوت سے تماچا مارا کہ اسکی اک لمحہ سماعت سن ہوئی۔

"کیسے ہمت کی تو نے میری بیٹی کو تکلیف دینے کی، کیوں بیہوش کیا اسے"

"مردود

وقار نے لہرا کر اس آدمی کا گریبان دبوچا جس اپنے ہاتھ سرزد ہوئی غلطی پر اس وحشی کے ہاتھوں مرنے والا تھا۔

س۔۔ سر۔۔ سر وہ سوچ سے زیادہ طاقتور تھی، بھاگ رہی تھی۔"

"مجبورا۔۔۔۔۔

اس آدمی نے گویا منمنانے کی سعی کی مگر وقار کا ایک اور تماچا گویا اسکے منہ پر نشان چھوڑ گیا۔

"تجھے تو بعد میں پوچھوں گا، دفع ہو یہاں سے۔۔۔۔۔ سیکورٹی دیکھ، کسی کو لارا کے یہاں ہونے کی خبر نہیں ہونی چاہیے ورنہ تم سبکو کھڑے کھڑے زمین میں گاڑ دوں گا"

سخت مشتعلانہ تیور اور تضحیکی انداز اپنائے وقار نے اسے وارننگ دی جس پر وہ سبکی اور اہانت کے احساس سے سرخ ہوتے چہرے کے سنگ سر ہلاتا کمرے سے نکل گیا تو وقار سادانی کا افشار خون بھی آہستہ آہستہ مندمل ہوا مگر جب نظر لارا پر گئی تو آنکھوں میں ان کہا سا سوز سمٹ آیا۔

"خوبجوالیانہ جیسی ہو تم لارا، میری بچی۔۔۔۔۔ مجھے اس سب کے لیے معاف کر دینا مگر میں اپنی اولاد کو اپنے دشمنوں کے خاندان میں برداشت

نہیں کر سکتا اور اس زائشہ علوی کی موجودگی میں تو تمہیں اس خونخوار محل
"میں رہنے کی ہر گز اجازت نہیں دوں گا
لارا کو دیکھتے ہی وقار سادانی کے شاطر چہرے پر اک اذیت براجمان ہو چکی تھی جبکہ اس پر نگاہ ڈالے وہ آزردگی سے کہتا ہوا کمرے سے نا صرف نکلا بلکہ دروازہ بھی لاک کر گیا اور لارا دنیا و مافیا سے بے خبر یہ بھی نہ جان پائی کہ کس جہنم میں آ چکی ہے۔

وہیں دوسری جانب قبرستان میں ہارون پرکاش کی تدفین کے بعد رایان واپس جا چکا تھا جبکہ لئیق اور افراہیم صاحب اب بھی پرکاش صاحب کو حوصلہ دینے کو وہیں ہارون کی قبر کے پاس ہی کھڑے تھے، لئیق کا لعلین سے بھی رابطہ تھا جہاں وہ اور سیلی بھی مسلسل عینی کا غم غلط کرنے میں انکے ساتھ تھیں، گل لالہ بھی پہنچ چکی تھیں۔

جبکہ پرکاش کو ہارون کی قبر کے پاس بت بن کر بیٹھا دیکھ کر افراہیم کا بھی صبر جواب دے گیا۔

اٹھو پرکاش، گھر چلیں۔۔۔۔اللہ اس پر رحم کرے گا، تمہارے آنسو اسے "
"واپس نہیں لائیں گے میرے یار
پرکاش صاحب کو ویران اور اجڑا ہوا ہارون کی قبر پر بیٹھا دیکھتے وہ اسکے پاس آکر بیٹھے جبکہ لئیق بس اس باپ کی تکلیف کے کم ہونے کی دعا کیے منتظر تھا جب شہریار، صارم کو لے کر پہنچتا۔
"م۔مجھے کچھ دیر یہیں رہنے دو افراہیم"
انکی مردہ سی آواز پر افراہیم نے اس بار لئیق کی طرف رحم طلب ہوئے دیکھا کہ شاید وہ انکی بات مان لے تبھی لئیق اپنی جگہ سے چلتا ہوا انکے قریب آیا اور انکے ساتھ ہی زمین پر بیٹھا۔
"مرنے کے بعد ہم انسانوں کے ساتھ پیش آتا معاملہ ایک راز کے سوا کچھ نہیں، ہمارے پاس دعا کا اختیار ہے کہ اللہ اسکے گناہوں کی مغفرت کریں۔ اولاد چاہے کتنی ہی بری، نافرمان، سنگدل کیوں نہ ہو، وہ ماں باپ کے لیے ازل سے ابد تک کے لیے عزیز رہتی ہے، دنیا میں جو اپنی سزا کاٹ جاتے

ہیں انکی آخرت کی سختی کم کردی جاتی ہے،اسکی یہ سزا کم تو نہیں تھی کہ وہ مرتے وقت اپنی آخری خواہش بھی نہیں بتا سکا،اپنے ماں باپ کو دیکھ نہیں سکا، ہم ناقص علم لوگ کیا جانیں موت کیا ہے، موت تو آزادی ہے۔۔وہ بھی شاید آزاد ہو گیا ہو، صبر رکھیں آپ،اللہ ضرور آپکے دل کو سکون دے گا"،آپکے صبر کا ضرور کوئی وسیلہ بنے گا"

لئیق نے جس طرح سے انکا ضعیف ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھ میں لیے انکو دلاسا دیا، وہ بھیگی کرب آمیز آنکھیں اٹھا کر لئیق پر جما گئے۔

"وہ برا نہیں تھا لئیق، میں نے بہت توجہ سے اسکی پرورش کی تھی، عینی نے اپنی پوری زندگی اپنی اس بچ چکی کل متاع پر صرف کی۔۔۔۔۔میں کیسے صبر کروں،اسکی زیادتیاں کیا کم تھیں کہ وہ ہمارے سینوں پر اپنی ناگہانی موت کا غم بھی چھوڑ گیا،اکیلا اور بے آسیہ کر گیا بچے"

وہ یہ کہتے اذیت کی انتہا میں مبتلا تھے اور انکی اس جذباتی کیفیت سے نا صرف لئیق اور افراہیم جدون کی آنکھیں سرخ سی ہوئیں بلکہ عقب کی جانب رکتی

گاڑی اور اس میں سے باہر نکلتے شہریار جدون اور صارم کی آنکھیں بھی کسی بڑے دکھ کو سہنے کی ترجمان تھیں۔

شاید ایسی موت میں ہی اسکی بہتری ہو، اللہ کے ہر فیصلے میں مصلحت ہوتی ہے۔ رہی بات کل متاع کی تو کیا آپ جانتے ہیں اللہ نے آپ کو آپکی کھوئی امانت لوٹا دی ہے"

لئیق کی نظر غیر ارادہ صارم اور شیری پر جا چکی تھی تبھی لئیق کی اس زندگی اور امید سے بھری نوعید پر پرکاش صاحب نے سرخ آنکھیں اٹھا کر حیرت سے لئیق کو دیکھا، وہ سمجھ نہ پائے کہ وہ کس امانت کا ذکر کر رہا ہے، کس خوشی کا ذکر کرتے اسکی آنکھیں چمکیں ہیں، کس امید کے سہارے اسکے چہرے کے خدوخال مسکرائے ہیں، انکا دل تو کٹا پڑا تھا، لہو رس رہا تھا۔

"ک۔۔ کیا مطلب"

وہ حیرت اور بے یقینی سے پوچھتے بولے تو آواز کانپ گئی مگر اس سے پہلے لئیق انکو کوئی جواب دیتا، صارم پرکاش کی ہمت یہیں اختتام پذیر ہوئی، وہ

اپنے جان سے پیارے بابا کو مزید اس بے حس ہارون کے لیے تڑپتا ہوا کیسے چھوڑ سکتا تھا۔

"ب۔۔بابا"

اسکے منہ سے نکلتے یہ بلکتے الفاظ پر کاش صاحب کی آنکھوں مئں خوف لائے، انکی نظر بے اختیار ہارون کی جس طرح قبر پر گئی، یہ منظر ان چاروں کے لیے دلخراش تھا۔

"ا۔۔اس نے مجھے پکارا۔۔۔۔۔۔ت۔۔تم دونوں نے سنا؟"

وہ اس پکار کو گویا قبر سے آتی سمجھ رہے تھے اور انکی تکلیف نے صارم جیسے پہاڑ کی آنکھوں میں ریت جھونک دی، دل کے اندر آندھیوں کے جھکڑ چل پڑے۔

"اس ن۔۔نے نہیں۔۔۔صارم نے پکارا ہے"

وہ اپنی کانپ اٹھتی آواز پر قابو پائے پھر سے بولا تو پر کاش صاحب بے ساختہ لئیق کا سہارا لے کر فوری اٹھے اور جب مڑ کر دیکھا تو انکے پیروں تلے سے

اس کی موجودگی نے زمین سی سرکا دی، آنکھیں حیرت اور صدمے سے پھیلیں، اک لمحے دل اپنی حرکت کھو بیٹھا، آسمان و زمین میں وہ اپنا ریت وجود معلق محسوس کرتے اپنی آنسوؤں سے دھندلی ہو جاتی آنکھوں کو مسلتے ہوئے لڑکھڑائے۔

"ص۔۔صارم۔۔۔۔۔۔ہ۔۔ہمارا صارم"

وہ بے جان پڑتے جسم طرح سسک کر تصدیق کرتے روئے، نہ یہ منظر ان تینوں کو پر سکون رکھ سکا نہ صارم نے مزید اس باپ کو سسکنے کی مہلت دی اور ان تک پہنچتے ہی اپنے بابا کو اپنے مضبوط پہاڑ سینے میں بسا لیا، وہ سکون جو اس نے پچھلے تیس سالوں سے تلاش کیا وہ اسکی رگ رگ میں اترنے لگا، بابا کی شفیق چھاؤں نے ساری اب تک کی حسرتوں کو بلکنے تڑپنے کو چھوڑ دیا۔ خود افراہیم جدون کی آنکھیں اس جذباتی منظر سے آبدیدہ ہوئیں، شیری اور لئیق بھی خزن و ملال میں مبتلا یہ سب دیکھنے میں محو تھے۔

نہ تو آپ اکیلے ہیں نہ بے آسراہ، وہ مر گیا، اس کمبخت کو مر ہی جانا چاہیے "
تھا لیکن میں زندہ ہوں بابا۔۔۔ میرے ہوتے ہوئے آپ کے کندھوں پر
کوئی بوجھ نہیں پڑ سکتا، مت روئیں اسکے لیے جس نے اللہ کی دی اتنی
نعمتوں کی ناشکری کی، مت روئیں۔۔۔۔۔۔ اس نے آپ کو اور ماں کو جو
تکلیف دی محض اسی پر وہ واجب القتل ہو چکا تھا، اس نے خود سے جڑے ہر
"فرد کو اذیت دی

وہ انکا آنسوؤں سے پل پل بھیگتا چہرہ ہاتھوں میں بھرے انکی آنکھوں سے
ٹپکتے آنسوؤں کو پونجھ کر غائبانہ ہارون کے لیے حقارت سے بولا۔

"ت۔۔ تم واقعی میرے صارم ہو؟"

بھلے خود پر اس شخص نے نفرت اور مضبوطی کا ملمع چڑھایا ہو پر بابا نے اسکے
چہرے کو حیرت سے تک کر کیے سوال نے درد سے بھر دیا۔

جی بابا، صارم ہوں۔۔۔ آپکا اور عینی کا دوسرا بیٹا۔۔۔۔۔۔ مجھے لے جائیں "
"اماں کے پاس، چلیں

انکادرد اور اذیت سے بلبلا اٹھتا جگر ایک بار پھر صارم کو گلے لگاتے، تکلیف سے دور ہوا تو وہ سب ایک ساتھ روانگی کو تیار ہوئے، جاتے جاتے بھی پرکاش صاحب کی نظریں اس سنگدل کی قبر پر جا ٹھہریں تو آنکھوں کے کئی موٹی ٹوٹ گرے اور منظر کو بوجھل کر گئے۔

"تم جاو انکے ساتھ میں بعد میں جوائن کرتا ہوں"

اپنے ساتھ چلتے لئیق کو ان سب کی ذمہ داری سونپی خود وہ بنا آنکھ ملاتا اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

جبکہ دستگیر بہت جلد وقار سادانی کے بنگلے تک پہنچنے والا تھا جبکہ دوسری طرف فرقان بھی دستگیر پر نظر رکھے ہوئے تھا مگر رایان نے اس پر اپنی عقابی نظریں پہلے سے زیادہ شدید کر دیں۔

.._____..

شہریار قبرستان سے ہی واپس گھر کی طرف چلا گیا کیونکہ تیس سال سے بچھڑے ماں بیٹے کے ملن کا دلخراش منظر دیکھنے کی اس وقت شیری میں نہ ہمت تھی اور نہ طاقت پھر ایک سال وہ اسکے باعث اپنے ماں باپ سے دور رہا، یہ ذہنی اذیت بھی اسے کچھ دیر ان سب سے دور جانے پر مجبور کر چکی تھی۔

جبکہ لئیق کا بھی ارادہ ان سبکو پہنچاتے ہی واپس جندل محل جانے کا تھا کیونکہ لوئے کو اس وقت اسکی ضرورت تھی مگر وہ صارم، افراہیم صاحب، اور پرکاش کے ساتھ خود انھیں لے کر اپنی گاڑی انکے ساتھ ہی لے جاتے روانہ ہوا تھا۔

"شیری، مانی گھر اکیلی ہے میری جان، اگر تدفین سے فری ہو گئے ہو تو گھر چلے جاو، اسکی طبعیت پھر بگھڑ گئی تو مشکل ہو جائے گی، ہم سب یہاں ہیں، عینی کا دکھ یقیناً صارم کے آتے ہی کم ہو گا، افراہیم نے مجھے سب بتا

دیا۔۔۔تم مانی کے پاس کچھ دیر رکنا پھر اگر اسکی طبعیت بہتر ہوئی تو صبح اسے لے کر آجانا"

تھانے جانے کے بجائے وہ ممی کے میسج پر مجبوراً گاڑی گھر کی طرف موڑ چکا تھا کیونکہ کہیں دل سے وہ خود بھی مانی کے لیے فکر مند تھا مگر اپنے اوپر پتھریلے خول کو چڑھائے ہوئے سفاکیت روا رکھنے کا فیصلہ کر رہا تھا، ایک لمحہ تو مانی کے پاس جانے کا احساس اسکے اندر عجیب سی اذیت دوڑا گیا، دل و دماغ کی جنگ، محبت اور محبت کے گماں کے چیخ و پکار اسے مانی کی طرف جانے سے روک رہی تھی، وہ یہ بھی چاہتا تھا کہ وہ اس سب سے نکل جائے مگر وہ یہ بھی چاہتا تھا یہ جنگ، بے فائدہ تکرار کچھ تو طویل ہو، کچھ تو دل کا بوجھ، دل سے سرکے، کچھ تو تکلیف کم ہو، کسی سوال کو تو جواب ملے۔

چوکیدار کے دروازہ کھولنے پر اپنے ذہن و دل منتشر کرتے خیالات سمیٹے گاڑی گھر کے اندر کرتے ہی وہ پورچ میں رکتا خود سپاٹ تاثرات کے سنگ باہر نکلا اور گہرا سانس کھینچے گھر کے اندر داخل ہوا۔

دروازہ کھولے ہر طرف نظریں گمائیں مگر مانی باہر تو کہیں نہ تھی سو یہی سوچ کر وہ اپنے روم کی طرف بڑھا مگر ڈور ناب گمانے پر ان لاکڈ روم کا دروازہ کھلا تو شہریار اندر آیا مگر مانی کو دلہن بنے ہی بیڈ کے کنارے سمٹ کر سو یاد یکھ مانی کے ڈر کا احساس کیے وہ اسکی اپنے کمرے میں موجودگی پر بدمزہ ہوتا روم کی میں لائیٹ آن کیے، ہاتھ میں پکڑا سوٹ کوٹ وہیں صوفے پر پھینکتا، شرٹ کے بٹن کھولتا، بے دردی سے اتارتا، پہلے سیدھا چینج اور فریش ہونے بڑھا۔

آدھے گھنٹے بعد وہ ٹراوزر شرٹ میں ملبوس، گیلے بال ٹاول سے رگڑتا باہر نکلا مگر اس نے مانی پر نظر ڈالنے کو ہنوز بھینچے خدوخال کے سنگ ممنوع کیے رکھا، جبکہ کمرے میں جلائی جاتی تیز لائیٹ نے مانی کے حواس بھی بری طرح جنجھوڑے، تبھی وہ کسمسا کر ترچھی رکھ کر سوئی گردن میں درد سا اٹھتا محسوس کیے کروٹ بدل کر لیٹی تو کمرے میں ہوتی روشنی اور کسی کی موجودگی کا احساس کیے مانی نے فوراسے آنکھیں کھولیں تو شہریار کو ڈریسنگ

کے سامنے کھڑا دیکھ کر وہ یکدم حیرت اور پریشانی سے اپنے بے خبر ہو کر
یوں سو جانے کا احساس کرتی اپنے رعنائیاں بکھیرتے وجود کو لیے
آٹھ بیٹھی، اک بار تو لگا وہ شیری نہیں اسکی آنکھوں کا دھوکہ ہے، مسلسل
رونے کے باعث مانی کی آنکھوں میں جلن اور وجود پے حدت حاوی ہو چکی
تھی، سر الگ چکرا رہا تھا۔

"ش۔۔شیری"

اسکے بے اختیار کانپتے ہونٹوں کے سنگ پکارنے پر وہ ڈریسنگ پر رکھا اپنا فون
لیے دانت کچکچاتا پلٹا اور تمام تر دل کی رحم دلی کے اپنی نظروں میں سرد
مہری کی شدت مانی کی برداشت سے کہیں زیادہ تیز رکھی جو اسکی آنکھوں
کی نفرت سے ہی جھلس کر رہ گئی۔

"یہ کمرہ تمہارا نہیں ہے سو ممی کے آنے تک تم جا کر انکے روم میں سو سکتی
"ہو، وہ تمہارا کمرہ سیٹ کروا دیں گی۔ دوبارہ تم مجھے یہاں نظر نہ آو سمجھی

تازہ دم ہو کر وہ قدرے فریش اور نکھر چکا تھا مگر مانی کے لیے اسکے اندر لہجے اور حدود میں کوئی نرمی نہ آئی تبھی تو وہ بیڈ سے اٹھ کر اپنا بھاری جوڑا دونوں ہاتھوں سے سنبھالتی، شکوہ بکناں ہوئے اسکے سامنے آکر جمی، رونے کی وجہ سے اسکا کاجل اور مسکارہ، آنکھوں کے گرد سیاہی مائل حدود بنا چکا تھا جس سے وہ اور نڈھال لگ رہی تھی مگر شہریار نے اس کو صرف حقارت سے دیکھا، نرمی سے دیکھتا تو اس لڑکی کا حسن اسے محبت سے دیکھنے پر اکسا دیتا۔

ک۔۔ کیا مطلب آپکا، آپ میرے ساتھ ایک روم میں بھی نہیں رہیں گے؟لی۔۔ لیکن کیوں شیری۔۔۔ میں آپکی وائف ہوں، آپکے ساتھ اس روم میں رہوں گی"

شیری کی سنگدلی نے اسکے حلق پر دباؤ ڈالا تو وہ جبڑے بھینچتا اسکو اس درجہ تکلیف سے سسک اٹھنے پر ظالم گھورا جس سے کھڑا ہونا یہاں تک کہ ٹھیک سے سانس لینا بھی مشکل ہو رہا تھا، اسکے جسم کی حدت، بآسانی شہریار تک پہنچ رہی تھی۔

کیوں رہوں گا؟ ہو کون تم۔ نتھنگ۔ کونسی وائف ہاں، ہنہ۔۔۔ تمہیں "
پتا چلنا چاہیے کہ کتنی گہری کھائی میں گری ہو، ہو گئی تمہاری شیری نامی
خواہش پوری۔۔۔۔ میری ماں کو بھی اپنی طرف کر لیا، اسی کو کل سمجھو
آمنہ آفریدی۔ تمہاری شکل دیکھ کر مجھے غصہ آئے گا جو میں برداشت نہیں
کر سکتا، تمہارے لیے نہ میری زندگی میں جگہ ہے، نہ دل میں، نہ اس
"کمرے میں، جاو یہاں سے شکل گم کرو
اس شخص کی بے جا انسلٹ پر مانی کی آنکھوں میں دکھ اور تاسف بھر گیا، وہ
اسکو مہربان تو اس لمحہ کہیں سے نہ دیکھائی دیا، رکتی سانسوں کو بحال کرنے
کے احسان، سیدھے سیدھے جان لینے سے چکار ہا تھا۔
" ن۔۔ نہیں جاوں گی، جہاں آپ رہیں گے وہیں رہوں گی۔۔۔۔"
رونے کے باوجود یکدم ہوتے اسکے بے باک تاثرات، شیری کے اندر ہلچل
مچا سکتے تھے جبکہ وہ اسکی دیدہ دلیری پر محظوظ ہوا۔
جس طرح زہر سے بھرا مسکرایا، مانی کو شدید اہانت محسوس ہوئی۔

میں اپنی جہنم میں رہتا ہوں سو تمہیں بھی رہنا ہو گا، کہا تھا تمہاری زندگی"
اجیرن کر دوں گا، ابھی تو شروعات ہے۔ابھی سے گھبرا گئی تم، ابھی سے
تمہارا سانس رکنے لگا، میرے خیال میں مشکل ہے تم ایک ہفتہ بھی اپنی
"ضد پر قائم رہ پاو گی"۔۔۔۔گڈ ہے
اسکا گرمائش میں لپٹا ہاتھ پکڑے باقاعدہ اپنے کمرے کا دروازہ کھولے اسے
باہر نکالتا وہ تمسخر اڑاتا مسکرایا اور مانی اسکے یوں تضحیک سے کمرے سے
نکالنے پر اپنی مضبوطی پر مزید قائم نہ رہ سکی اور اسکی آنکھوں سے چند آنسو
ٹوٹ گرے۔

"م۔۔مجھے م۔۔مت نکالیں پلیز، مجھے ا۔۔اپنے پاس رہنے دیں"
وہ اسکے باہر دھکیلنے پر رندی آواز کے سنگ لڑکھڑاتی ہوئی بولی مگر شہریار
جدون نے کوئی رحم نہ کھاتے ہوئے اس کے منہ پر دروازہ بند کیا اور
سفاکیت سے پلٹ گیا۔

حالانکہ وہ اسکا ہاتھ چھو کر اسے کو ہوتی تکلیف کی نوعیت بھی جان چکا تھا،
پھر بھی اپنے اصولوں پر پہاڑ سا جما آہوا سنگدلی دیکھا گیا۔
جبکہ مانی نے اپنی آنکھیں بے دردی سے رگڑے پلٹ کر پورے نیم
اندھیرے میں ڈوبے گھر پر نظر دوڑائی تو آنکھیں شدت سے بھیگنے لگیں۔
اسے نہیں پتا تھا گل لالہ کا کمرہ کہاں ہے سو وہ خاموشی سے سیڑھیاں
اترتے نیچے آئی اور چلتی ہوئی لاونج میں ہی آئی اور وہیں ہچکیوں کی زد میں
روٹی صوفے پر بیٹھی۔
گہرا سانس کھینچا مگر دل سہما ہوا پھڑ پھڑا اٹھا، نظر سیڑھیوں کی سمت ڈالی تو
گرے آنکھیں آنکھیں شکایت سے بھر گئیں۔
کتنے سنگدل ہیں آپ شیری، یہ جانتے ہوئے کہ ٹھیک ن۔۔ نہیں"
ہوں۔ڈر بھی ل۔لگ رہا ہے۔۔۔۔آپ۔۔آپ سے محبت بھی کرتی
ہوں، پھر بھی یوں اپ۔۔اپنے کمرے سے باہر نکال دیا، ہفتہ ت۔۔تو

بہت زیادہ ہے، مجھے نہیں لگتا چند لمحے بھی مزید زندہ رہوں
"گ۔۔گی۔۔۔۔

وہیں سر ٹیکے، ٹانگیں سمیٹ کر بیٹھتی وہ مسلسل اپنی بھیگتی آنکھیں رگڑ رہی تھی مگر شیری کا یہ رویہ اسکے دل کو تڑپا کر رکھ چکا تھا۔

خود وہ کہاں اندر پر سکون تھا، سر میں شدید درد کو زائل کرنے کے لیے پین کلر لینے کے بعد وہ فون لیے صوفے پر بیٹھا آرام کی نیت کر رہا تھا مگر چین و سکوں تو اس نے مانی کے ساتھ ہی کمرے سے باہر نکال دیا تھا پھر اس لڑکی کا گرم ہاتھ، ذہن سے نکل نہ پانے رہا تھا، اسکی بگھڑتی طبعیت کا لمحہ سوچ سوچ کر شہریار جدون کے اندر اک جنگ برپا تھی۔

دس بیس منٹ وہ فون پر خود کو مصروف کیے رہا مگر جب آنکھیں درد اور نیند سے کانٹوں سی چبھنے لگیں تو آٹھ کر بیڈ کی سمت سونے کو بڑھا اور جا کر مانی کی جگہ سے جان بوجھ کر خائف، مخالف سمت لیٹ گیا مگر چند کڑوٹیں بدلنے کے بعد دل کی بے قراری کے ہاتھوں مجبور ہوئے اٹھا اور کمرے کا

دروازہ کھولے باہر نکلا، سیڑھیاں اترتے ہوئے ہی اسکی نظر لاونج کے صوفے پر بیٹھے بیٹھے، صوفے کی بازو پر جھکی مانی پر گئی تو اپنا رویہ اپنے آپ کو رنج دے بیٹھا۔

وہ سو جائے گی اسکی تو شیری کو توقع نہ تھی تبھی انجانے سے خوف کے پیش نظر اس نے مانی کی جبین سر سری سا ہاتھ بڑھا کر چھوئی تو وہ گرم سی تھی جبکہ شہریار کے قریب جھک آنے کے باوجود وہ نہ جاگی تو وہ اسکا وہی جھٹکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے دوسرے ہاتھ کو اسکی گال سے جوڑ کر اسے جگانے کی کوشش میں تھا مگر مانی کو بے سدھ جان کر اور اسکی گہری نیند کا یقین کرتے ہی شہریار نے اسے جھک کر آہستگی سے بازوؤں میں اٹھا لیا، مانی کے چہرے کی اٹھتی گرم بھاپ شہریار کو اپنے سینے میں اترتی محسوس ہوئی تو تنے چہرے پر کچھ نرمی بحال ہوئی۔

"یہ کرنا باقی تھا شہریار جدون، حد ہو گئی"

خود کو اس ناممکن قربت کی جانب راغب محسوس کیے وہ خود پر بگھڑا، وہ لڑکی اسکے لیے غیر اہم ہوتی تو وہ بے اختیار اسکے تک واپس تھوڑی آتا۔

اس سے دگنا وزن تو اسکے جوڑے کا تھا لیکن پھر بھی شہریار کے لیے معمولی تھا، نا جانے کیا سوجھی کہ وہ مانی کو اٹھائے واپس اپنے روم کی طرف بڑھ گیا، ٹانگ سے دروازہ کھولا اور آہستگی سے اسکو واپس اسی جگہ لا کر لٹایا جہاں وہ پہلے سوئی ہوئی تھی، اور جن آنکھوں کو اس نے منافقت کے ڈر سے مانی سے چرا رکھا تھا، وہ فرصت سے اسکے پاس بیٹھ کر مانی کے چہرے پر جم چکی تھیں، اسکے چہرے کا گلابی رنگ اوڑھنا ہر نقش شہریار جدون کو اپنی جانب مائل کرنے میں منہ زور تھا، اتنا کہ وہ اسکے چہرے کے اذیت سے دوچار تاثرات کا سفر کرتا تھا گیا تو آنکھیں واپس ہٹانی چاہیں مگر پھر سے وہ آنکھیں، چہرے کی معصومیت، تکلیف اور کشش نے خود سے جکڑ لیں۔

اسکی ماتھا پٹی جو نہایت باریک سے سفید نگوں کی لائن تھی اب بھی اسکے ماتھے پر، پنز کی مدد سے اٹکی تھی اور باقی زیور تو گل لالہ نے اتار دیے تھے،

شیری نے ہاتھ بڑھا کر اسکے بالوں سے پنز اتار کر اس ماتھا پٹی کو الگ کیے سائیڈ میز پر رکھا، اسکے کھلے بال اسکے سر اور کمر سے نکال کر آدھے تکیے پر پھیلائے تو دل عجیب منافقانہ ہو کر کچھ لا یعنی خواہش کر بیٹھا مگر ایسی گستاخ خواہشوں کو وہ خود پر حرام کرنا اچھے سے جانتا تھا سو نرم نظریں واپس ظالم ہوئیں۔

نظر مانی کے بے جان ہاتھوں پر گئی تو وہ اسکے سوئے ہونے کہ ہمت ملنے پر اسکی دونوں ہتھیلیوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر توجہ سے دیکھنے لگا جہاں خوبصورت سے مہندی کے رنگ نے اسکی سرخی مائل ہتھیلوں کو اور خوبصورت کر دیا تھا، پھر نظر اسکی ملائم کلائی میں گئی تو گل لالہ کا گفٹ کیا بریسلٹ اسکی کلائی میں دلکشی سے بچ رہا تھا، اور سب سے اہم بات اس لڑکی کی کلائیوں کے جھانکتی نیلی نبضیں تھیں، اس لڑکی کا حد سے زیادہ ملائم اور نازک وجود عجیب سی دل میں گھٹن بیدار کر رہا تھا اور تبھی تو وہ اپنے آپ سے بھی عاجز ہوتا محسوس ہوا۔

اس لڑکی کو بخار میں مبتلا دیکھ کر اسے اپنے رویے پر ندامت ہو رہی تھی، اسکے اس کھیل کے بیچ پہلے ہی دن انسانیت مجروح ہوئی تھی۔

"ش۔۔یری"

وہ اپنی کربناک سوچوں سے اسکی پکار پر نکلا جو آنکھیں بند کیے ہی اسکا ہاتھ جکڑ چکی تھی، شہریار نے اسکے چہرے کو دیکھتے ہوئے اسے حرکت کرتے ہونٹوں کو دیکھا، پھر اسکی حرکت کرتی پلکوں کو۔

مگر پھر اپنا ہاتھ چھڑواتا وہ اس سے پہلے اٹھتا، مانی نے اپنے ہاتھ سے شیری کے کھینچتے ہاتھ کو محسوس کیے فوراً سے آنکھیں کھولیں تو وہ واپس بیٹھتا اسکی طرف دیکھنے لگا جو خود کو واپس شہریار کے کمرے میں دیکھ کر تشویش زدہ ہوئی۔

"تمہاری طبعیت پر رحم کھا رہا ہوں، اسکو کچھ اور مت سمجھنا۔ اٹھو اور چینج کرو۔ پھر سو جانا"

غصے سے بڑبڑاتا ہوا نا صرف وہ نظریں چراتا اٹھا بلکہ مانی کو فورا سے پہلے اٹھتا دیکھ کر وہ غیر ارادہ اپنا ہاتھ اسکی طرف بڑھا گیا جس پر مانی نے فورا سے پہلے اسے تھاما اور اٹھ کر کھڑی ہوئی۔

بنا اسے کچھ کہے وہ وہاں سے چلی گئی، گل لالہ نے اسکے بہت سارے فارمل کپڑے پہلے ہی شیری کی وارڈرب میں ہینگ کر دیے تھے سو بلیک کرتی اور بلیک ہی پاجامہ جسکے ساتھ نیٹ کا، سلور پٹی والا دوپٹہ تھا، پہن کر وہ منہ ہاتھ دھوتی ڈریسنگ روم سے باہر نکلی تو وہ صوفے پر ویسے ہی پتھریلے تاثرات سمیت بیٹھا تھا۔

"اب سو سکتی ہو، ایک دن کے لیے تمہیں اپنا روم دے رہا ہوں"

اسے باہر آتا دیکھ کر وہ کھٹور پن سے بولا اور جانے کا ارادہ بنائے اٹھ کھڑا ہوا، اسے واپس جانا تھا، عینی کے لیے وہ فکر مند تھا۔

"کچھ دیر کے لیے شیری بھی دے دیں پلیز"

وہ سیاہ میں کسی سفید ہیرے سی دمکتی، گرے آنکھوں میں حسرت سے بھرتی عین اسکے سامنے آکر رکی تو واللہ بچی سے یکدم عورت میں بدل گئی، اسکا ہر انداز ہی بچپنے کی کثافت سے پاک تھا، پھر وہ آنکھوں کا والہانہ انداز ہو، یا شہریار کو چاہنے کی حسرت اور اسکو کہنے کا بے باک اور نڈر رویہ۔

جو چیز تمہاری نہیں، وہ تمہیں نہیں ملے گی۔ میرے ماں باپ بہت رحم" دل لوگ ہیں، سو انکا کچھ اثر مجھ پر کبھی کبھی ہو جاتا ہے اور میرے ہاتھوں رحم سرزد ہونے لگتا ہے لیکن تم اس کو میری کمزوری مت سمجھ لینا، تم میرے لیے صرف ایک عذاب ہو، جسے بہت جلد اپنے سر سے اتار پھینکوں گا۔ ایک اور بات، اپنی اس بیماری کو خود تک یا میرے ماں باپ تک رکھو، "اس کو ڈھال بنا کر تم میرا دل تو کیا، میرا ایک لمحہ بھی اپنا نہیں بنا سکتی

شہریار کے ایک ایک لفظ میں دھتکار تھی تبھی تو اسکے الفاظ سے لگنے والی چوٹ کا اثر مانی کی آنکھوں میں اداسی بھر لایا۔

"سمجھ گ۔۔۔ گئی"

آنکھیں جھکا کر شیری کی طرف بڑھے قدم واپس سرکائے وہ بولی نہیں، ہار مان گئی تھی۔

اچھی بات ہے، ممی نے اگر تمہیں اسی کمرے میں میرے سر پر سوار "

کرنے کے بارے بھی زبردستی کی تو تم اپنی حدود ابھی سے سمجھ اور جان لو، تمہارے پاس ایسا کوئی اختیار نہیں جو ایک بیوی کے پاس ہوتا ہے۔ میری نظر میں تم ایک چھوٹی سی بیوقوف بچی ہو جسے میری پاس تمہاری آنکھوں پر بندھی پٹی ہٹانے کے لیے بھیجا گیا ہے۔ تمہیں لگتا تھا تمہاری زندگی فینٹسی سے بھری ہو گی سو ایسا ہر خناس اپنے دماغ سے نکال دو، نہ تو تمہاری زندگی میرے ساتھ جڑ کر نارمل ہو گی نہ تمہیں اس عرصے کے بیچ مسکرانے کی ضرورت پیش آئے گی، لاتعداد آنسو بہاتی رہو گی اگر مجھ سے امیدیں لگائیں۔۔۔۔ہاں اس جہنم سے جتنی جلدی نکل جاو اتنا تمہارے لیے اچھا ہے، جب تمہاری برداشت ختم ہو گئی تو مجھے بتا دینا۔۔۔اسی دن یہ نکاح ختم

کر دوں گا۔۔۔ پھر تم اپنی زندگی یہیں سے جاری کر لینا یا مر جانا، مجھے کوئی پرواہ نہیں"

کچھ دیر رک کر وہ واپس بولنا شروع ہوا جبکہ مانی نے اسکی ہر بات سن کر آنکھوں میں امڈتی نمی کو ہر ممکنہ روکا تو آنکھیں لال ہوتی گئیں لیکن وہ بے رحم بنا اس سے اسکے اختیارات چھینتا چلا گیا۔

"یہ ب۔۔ بھی سمجھ گئی"

وہ ایک بار بھر زندگی سے خالی ہوتی منمنائی جبکہ شہریار کو اسکا کاٹ کھاتا رونا مزید سلگا گیا، وہ چاہتا تھا وہ یوں چپ نہ رہے بلکہ اپنے حق کے لیے اس سے زیادہ بری طرح احتجاج کرے۔

مجھ سے، میرے معاملات سے، میری نظروں سے بھی دور رہو"

"گی۔۔۔ یہ بھی سمجھ آیا؟

شہریار کی برہم سوالیہ نظروں پر مانی نے گہری سانس لے کر اسکی طرف دیکھا۔

"نہیں، یہاں سمجھنے کی ص۔۔صلاحیت سے محروم ہ۔۔ہو گئی ہوں"
مانی کے ایسے جواب پر وہ تلملا بھی نہ سکا، چہرہ توقع کے بر عکس تاریک پڑا۔
سب حق چھین سکتے ہیں، ل۔۔لیکن میں وہ سب نہیں کر سکتی جو"
م۔۔میرے اختیار میں نہیں۔آ۔۔آپکو دیکھنے کے لیے ہی تو یہاں تک آئی
تھی، اسی سے محروم ہو جاوں کیا؟ نہیں۔۔۔۔ہر گز نہیں۔۔۔۔۔میں
آپ سے اپنا دل جوڑ چکی ہوں ش۔۔شیری، آپ کو دیکھ کر جینے کا اختیار ہی
تو میرے پاس واحد آسانی ہے۔۔۔۔م۔۔میں آپکو تنگ نہیں کروں گی،
مگر آپکی کوئی بے جا بات بھی نہیں مانوں گی۔۔۔۔۔آپ کوشش کر لیں،
مجھے ستا لیں، مار دیں۔۔۔۔یہاں سے اب کبھی نہیں جاوں گی، اور دوبارہ
مجھے یہاں سے نکالنے سے پہلے یہ سوچ لیجئے گا کہ ہر بار آپکو معاف نہیں
کروں گی جیسے آج آپکے کمرے سے نکالنے کے بعد خاموشی سے آپکے
واپس لانے پر آ گئی۔۔۔۔اب آپ جائیں، مجھے اب کسی سے ڈر
"نہی۔۔یں لگے گا۔۔۔میں گل ممی کا کمرہ بھی اب ڈھونڈ لوں گی

طنز، ملامت، تکلیف کی زیادتی اور چھلکتی آنکھوں اور پر نم آواز میں کہے الفاظ کو صور کی طرح شہریار پر پھونکتی وہ اسکی نظروں سے نہ صرف اوجھل ہوئی بلکہ اس پتھر کے مجسمے کو اک آزردہ تڑپتی نگاہ میں سموئے اپنے آنسو پونچھتی چپ چاپ کمرے سے نکل گئی اور شہریار جدون کارواں رواں اس لڑکی نے چھٹکیوں خلاء میں بکھیر کر رکھ دیا۔

....★☆☆☆☆☆★....

ایسے مت کریں عینی، اسکی روح کو چند آنسوؤں کے سنگ الوداع" " کریں۔۔

سیلنا کا تو عینی کی پتھرائی ساکت حالت دیکھ کر رونا نہیں تھم رہا تھا، بھجت بھی افسردہ تھا، جبکہ لعلین نے لاونج میں ہی لگے صوفے پر بیٹھیں عینی کا ہاتھ چومتے ہوئے لرزتی ہوئی آواز پر قابو کہے مخاطب کیا، گل لالہ کے آنسو بھی انکی آنکھوں میں اترے ہوئے تھے، وہ اپنی خاموشی توڑنے کا فیصلہ کر چکی تھیں۔

"کی۔۔کیسے کروں؟ وہ تو کہیں نہیں جا رہا، و۔۔وہ ت۔۔تو بس او جھل ہوا ہے لعلین۔۔۔م۔میرے دل میں بنی ہے اس۔۔اسکی قبر۔۔۔۔۔۔دل میں"

سکتے کی سی کیفیت سے وہ باہر آ تو گئیں مگر انکے بہت دیر بعد دیے جواب نے لعلین، سیلی، بھجت اور یہاں تک کہ گل لالہ کی آنکھیں بھی اذیت سے نم سی کیں۔

اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے انکی افسردہ، ہارون کی منتظر آنکھوں میں کسی کو دیکھ کر نمی چمکی، نمی سے چشمہ پھوٹا اور وہ جھیل کنارے لبریز ہوئے وہیں

دروازے سے اندر آتے پرکاش صاحب، افراہیم صاحب اور لئیق کے ساتھ وہ اس رندے، آنسوؤں کو روکے ہوئے خزن وملال سے دوچار چہرے کو دیکھتیں دھندلی آنکھوں کے سنگ لعلین کا ہاتھ تھامے لڑکھڑاتی ہوئیں اٹھیں۔

خود سیلی، بھجت، لعلین اور گل لالہ حیرت و بے یقینی میں غرق ہوئے، وہ صارم پرکاش تھا مگر وہ ہارون کا عکس تھا جسکی آنکھیں اپنی ماں پر اذیت سے جمی تھیں، تبھی ضبط کا مزید امتحان نہ لیتا وہ اپنے بھاری پڑتے قدم اٹھائے عینی کی طرف بڑھا۔

ایک قدم، اس ماں کی آنکھیں چھلکیں، دوسرا قدم، وہ رو دیں، تیسرا قدم، وہ لڑکھڑا کر گرنے لگیں تو صارم نے باقی کے سارے قدم کاٹ کر عینی کو اپنا مضبوط سہارا دیے تھام لیا۔

اک لمحہ تو سب اس منظر سے اپنے دل بلک اٹھتے محسوس کر رہے تھے۔

عینی کو لگا جیسے وہ بھی ہارون کے ساتھ مر گئی ہیں، یا یہ انکی بینائی کھو بیٹھی آنکھوں کا بس اک دھندلا یا عکس ہے۔

ج۔۔ جتنا سوچا تھا اس سے کہیں زیادہ خوبصورت ہیں آپ، پہچانا مجھے ؟"

"کون ہوں میں ؟ بتائیں

وہ اپنے دونوں ہاتھوں میں عینی کا چہرہ تھامے انکے سارے آنسو اپنی ہتھیلوں میں جذب کرتا انکی جبین پر جھکا اور بوسہ دیا، تو وہ ماں اس بچے کے اس لمس پر سسک اٹھی۔

"ص۔۔ صارم ؟ میرا ص۔۔۔۔۔"

عینی کی آواز انکے آنسوؤں نے نگلی تو بنا کچھ کہے وہ ساری حسرتیں ایک ہی لمحے میں پوری کرتا اس تڑپتی سسکتی ماں کو اپنے پہاڑ سینے میں سمو گیا تو چند آنسو اسکی دلکش آنکھوں سے بہہ کر بڑھی داڑھی میں دفن ہوئے اور اسکے یوں کرنے پر عینی جس طرح بے اختیار دردناک روئیں وہ منظر سب کی

آنکھوں میں نمی سمیٹ لایا، یہ دلخراش منظر مضبوط سے مضبوط سینے کو کاٹ گیا تھا۔

وہ چلا گیا لیکن میں آ گیا، آپکے آنسو میرے سینے کو جھلسا دیں گے "

اماں۔۔۔مت روئیں۔آپ سے پہلی ملاقات ہنستے کرنی چاہی تھی، لیکن آپ تو مجھے بھی رلا رہی ہیں۔۔۔بس کریں، میں ہوں آپکے پاس۔۔۔مجھے ہارون سمجھ لیں، پر روئیں مت"

انکو خود میں سموئے وہ جس طرح کرب سے بولا، عینی کا پورا وجود ہچکیوں کی زد میں کپکپا اٹھا، اس ماں سے نہ تو شکر کیا جا رہا تھا نہ صبر، یہ کیسی گھڑی تھی جب ایک دل کا ٹکڑا چھین کر اللہ نے انھیں وہ بچہ سونپ دیا جسکی کمی نے انکو پہروں تڑپایا، لیکن رونے نہ دیا، شاید اسی لیے کہ اسے اپنی ماں کے پاس واپس لوٹنا تھا۔

" تم۔۔تم تو بالکل اس ج۔۔جیسے ہو صارم"

لعلین کی حیرت زدہ آواز پر صارم جو عینی کو سینے لگائے ہوئے کھڑا تھا،
لعلین کی طرف دیکھتا اذیت سے مسکرایا۔
ہمم۔۔۔اس جیسا صرف دیکھائی دیتا ہوں، ویسا ہونے کے لیے شاید کئی"
" بار مرنا پڑتا ہے۔۔۔۔
لعلین اسکے جواب پر مزید افسردہ ہوئی، جبکہ عینی کا ضبط ختم ہوا تو وہ ڈھے گئیں، صارم نے انکے بے جان پڑتے وجود کو بروقت سنبھالا اسی وجہ سے سب یکدم پریشانی میں مبتلا ہوئے، شدید ذہنی دباو کے سنگ وہ سر چکرانے پر گرنے لگیں تبھی صارم نے انکو سہارا دیے اندر سیلی کی رہنمائی پر قدم کمرے کی طرف بڑھائے۔

صارم کا ہاتھ عینی نے بے ہوشی میں بھی جکڑا تھا سو وہ عینی کو بیڈ پر لٹائے خود بھی انکے پاس بیٹھا، انکے مقدس ہاتھ کو بار بار چومتا رہا، افراہیم نے پرکاش کو یہاں بھی تنہا نہ چھوڑا، بھجت نے بھی اس سے باقاعدہ تعزیت کی جبکہ

سیلی اور گل، باورچی میں عینی کے لیے کچھ بنانے چلی گئیں کیونکہ انکی طبعیت بگھڑ رہی تھی۔

جبکہ لئیق نے لعلین کو اشارہ کیا تو وہ اسکے پیچھے باہر آئی۔

"میں اب جاوں گا لعلین، آپ رکنا چاہیں تو رک سکتی ہیں۔لارا غائب ہو گئی ہے سولوئے کافی پریشان ہے۔مجھے جا کر یہ معاملہ دیکھنا ہے"

لئیق نے اسکے باہر آتے ہی اسکا ہاتھ تھامے اپنے جانے کا اور لارا کا بتا کر اسے مزید پریشان کیا جو پہلے ہی غم سے آدھی لگ رہی تھی، لئیق کے ہاتھ تھامنے پر وہ اسکے نزدیک آ کر کھڑی ہوئی۔

"میں عینی کے پاس رکنا چاہتی ہوں لیکن تم مجھے ابڈیٹ دیتے رہنا، اللہ پاک لارا کی حفاظت کریں۔مشکلات نے جیسے ہم سبکو مستقل چن لیا ہے، تمہیں آرام کی ضرورت ہے اور مسلسل تمہیں بے آرامی مل رہی ہے، آئی ایم سوری لئیق"

وہ اسکے لیے بہت پریشان تھی تو لئیق نے اسے خوامخواہ سوری کرنے پر خفگی سے دیکھا اور پھر مسکرا کر اسے گلے لگا لیا، افسردہ سہی پر وہ لئیق کے اتنی دیر بعد اتنا ہی سہی میسر آنے پر دل کو بہتر محسوس کیے مسکرائی۔

"آپ کیوں سوری کر رہی ہیں پاگل، مشکلات انہی پر آتی ہیں جو لوگ اللہ کے پسندیدہ ہوں۔ میں ٹھیک ہوں، میری فکر مت کریں۔ آپ اپنا دھیان رکھیے گا، جب واپس آنا ہو تو مجھے بتا دیجئے گا۔ میں لینے آ جاوں گا"

اسکے یوں پیار سے کہنے پر وہ فوری اثبات میں سر ہلا گئی اور اس سے پہلے لئیق جاتا، لعلین نے اسکا ہاتھ پکڑے لپک کر اسکی گال پر پیار دیا۔

"مس کروں گی تمہیں، اللہ حافظ"

اسکے ایسے جان لیوا الوداع کرنے نے لئیق ایزد کی بھی گویا ساری تھکن اتار دی، مسکرا کر لعلین کی گال ہاتھ بڑھا کر نرمی اور محبت سے سہلاتا وہ ساتھ ہی سیڑھیاں اترتا وہاں سے نکلا اور لعلین نے بھی واپس اپارٹمنٹ کے اندر قدم بڑھائے۔

..._____..

کل کااور آجکادن ڈیڈی کے ساتھ گزار کر وہ ڈنر کے بعد روم میں آئی تو دستگیر کا کوئی میسج یا کال نہ دیکھ کر اسکے چہرے پر اداسی اتر آئی، وہ بندہ اس سے یکدم ہی لاپرواہ ہو گیا تھا جسکا صبور کو گہرا رنج تھا۔

تم واقعی پتھر دل ہو دستگیر عالم، ایسا بھی کیا غصہ کہ تم نے میری خبر بھی" نہیں لی۔ مانا میں ڈیڈی کے ساتھ مصروف رہی ہوں لیکن تم نے مجھ سے یہ "جو لاتعلقی ظاہر کی اس کے لیے معاف نہیں کروں گی

دستگیر کے کسی پیغام کے نہ آنے پر صبور نے خود ہی دل میں بدگمانی پالے اسے کال ملائی اور دستگیر کا فون اس وقت وائبریشن پر تھا، جلد از جلد وہ وقار سادانی کے بنگلے تک پہنچنا چاہتا تھا۔

فون کی لائیٹ بلنگ کرنے پر اسکی اتفاقیہ نظر پڑی تو دستگیر نے بھینچے خدوخال سمیت ہی فوراسے کال پک کی، صبور جو ناامید اور ناراض ہو کر فون رکھنے لگی تھی، دستگیر کی آواز پر اسکے ہاتھ تھمے۔

"بولو صبور"

تیکھے آئیبرو سکیڑے خاصے کھردرے انداز میں وہ بولا جس پر صبور کا دل یہی کیا فون کسی دیوار سے مار دے، اسکا دل دستگیر کے ہر جذبات سے عاری جواب نے کچل ڈالا، وہ کیا جانتی کہ بچارا سخت برا پھنسا ہے، بھائی کے عتاب سے بچنے کے لیے اسے خود پر عائد فرض آج ہی نبھانے ہیں۔

پچھتا رہے ہو مجھے نکاح میں لے کر، مڑ کر ایک میسج بھی نہیں کیا؟ اور اب"

"بھی ایسا سفاک لہجہ

صبور شکوے میں بجا تھی مگر دستگیر کے لیے اس وقت وقار تک پہنچنا زندگی اور موت کا معاملہ تھا۔

ایک کام میں پھنسا ہوں، اگلے کا بھی احساس کر لیا کرو، تمہیں تو دنیا جہاں "
کا سب سے غلط، بے حس، بد دماغ میں ہی لگتا ہوں، براہ مہربانی اپنے دماغ
"کے گھوڑے مت دوڑاو۔۔۔فری ہوتے ہی کال کرتا ہوں

سخت لہجے میں کہہ کر وہ فون رکھ گیا تو صبور کا غصہ سوا نیزے پر جا پہنچا۔
فون بیڈ کی طرف روہانسی ہو کر اچھالتی وہ چہرے پر جسم کا سارا لہو چھلکا چکی
تھی۔

"اب تمہاری کال کم از کم صبور نہیں اٹھائے گی بے حس شخص"

اپنی آنکھ سے ٹپکتے آنسو کو بے دردی سے رگڑتی وہ تیزی سے وارڈ رب کی
سمت بڑھی، اپنا سوٹ کیس نکالا اور چند جوڑے پیک کرنے لگی، جبکہ اسی
لمحہ ہمایوں نے اسکے کمرے کے دروازے پر ناک کیا تو وہ خفیف سی او نہوں
کرتی اپنے کام میں مگن رہی جبکہ ہمایوں نے اندر داخل ہوتے ہی اسے
پیکنگ کرتے دیکھ کر قریب آتے اسکو بازو سے پکڑا۔

"سوہنے؟ واٹ ہیپن۔۔۔یہ پیکنگ کس لیے؟"

ہمایوں اسکی روئی آنکھیں بھی دیکھ چکے تھے تبھی فکر مند ہوئے۔

میں یہاں سے جارہی ہوں اور آپ نے اگر دستگیر کو میرا بتایا تو ساری"
زندگی آپ صبور کی شکل نہیں دیکھ سکیں گے ڈیڈی۔نہ تو میں ممی کی
ع۔۔عبرت دیکھ سکتی ہوں نہ آپکو اور دستگیر کو کسی مشکل میں اوپر سے وہ
میرے ساتھ اس بری طرح سے پیش آیا ہے کہ آپکی س۔۔سوچ
ہے۔۔۔مجھے لگتا ہے چند دن میں ہی اسے مجھ سے نکاح کے فیصلے پر پچھتاوا
ہونے لگا ہے۔۔۔۔ہ۔۔ہاں میری وجہ سے اسکی زندگی جہنم جو بن گئی
"ہے۔۔۔۔

وہ جس طرح روتی ہوئی بولی، خود ہمایوں سکتے کی سی کیفیت میں تھے،
دستگیر، صبور کے ساتھ سختی سے پیش آیا تھا مگر وہ درست تھا مگر بعد میں کیا
ہوا اسکا انھیں علم نہ تھا نہ اب یقین آیا۔
"وہ کسی کام میں مصروف ہو گا، ورنہ تمہیں کیوں اگنور کرے گا بھلا؟"

ہمایوں نے اسے پیار سے خود میں سموئے سمجھایا مگر وہ دستگیر کے اس درجہ سرد پن پر بہت دکھی ہو چکی تھی۔

آپ اسکی طرفداری کرنا بند کریں، میں یہ سب ن۔۔ نہیں دیکھ "
"سکتی۔۔۔مجھے کچھ دن جانے دیں۔۔۔۔

وہ اخیر تڑپی تھی تبھی ہمایوں کو اسکا جانا ہی بہتر لگا۔

ٹھیک ہے، اماں بی کے پاس چلی جاو کچھ دن۔۔ ویسے بھی وہ کہہ رہی "
تھیں کہ صبور اور مجھے مس کر رہی ہیں۔ میں تو نہیں جا سکتا، تم جا کر کچھ دن

"انکے پاس رہ آو

ہمایوں کیانی کے پیار سے کہنے پر صبور فورا رضامند ہوئی، آنسو بھی تھمے۔

"تھینک یو ڈیڈی۔۔۔۔"

وہ مشکور سی ہوتی انکے سینے سے لگی تو وہ افسردہ سا مسکرا دیے۔

"ویلکم سوہنے۔۔۔ میں ڈرائیور کو کہتا ہوں تمہیں انکے گھر چھوڑ آئے "

رسان سے کہتے وہ کمرے سے نکلے تو صبور بھی اپنے کپڑے پیک کرنے لگی،
بی اماں دراصل ہمایوں کی پھپھو تھیں جنھیوں نے انکی والدہ کے مرنے
کے بعد ہمایوں کی پرورش کی تھی، انہوں نے شادی نہیں کی تھی اور ساری
زندگی ہمایوں کی پرورش کے ساتھ ساتھ سکول کی پرنسپل رہ کر گزار دی
تھی، ریٹائرمنٹ کے بعد سے وہ اپنا سکول چلا رہی تھیں، جہاں غریب و
نادار بچوں کو مفت تعلیم ملتی تھی، ہمایوں کے علاوہ بچپن میں صبور کی بھی
انہوں نے ہی دیکھ بھال کی تھی مگر وہ اپنا شہر چھوڑنے اور ہمایوں کے ساتھ
آنے پر کبھی راضی نہ ہوئی تھیں کیونکہ انکی زندگی کا مقصد کچھ کرتے رہنا
تھا۔

بی اماں کے ساتھ کچھ دن رہ کر وہ اچھا محسوس کرنے والی تھی اسکا اسے یقین
تھا۔

ڈرائیور کو خاص تاکید کیے وہ صبور کو روانہ کرواتے واپس اندر آئے تو فون پر
نیہا کی آتی کال انھیں اندر جانے کے بجائے لان کی سمت لے گئی۔

نرم سی مسکراہٹ چہرے پر سجائے وہ لان میں لگی آرام دہ کرسی پر بیٹھے اور کال پک کی۔

"میں نے تنگ تو نہیں کیا؟"

وہ بھی اداس سی کچن سمیٹ کر وہیں کرسی پر بیٹھی تھی، لارا کہ وجہ سے جندل محل پورا اداس تھا تو کسی نے ڈنر بھی نہیں کیا تھا اور آج نیہا کی بھوک بھی اڑ چکی تھی۔

نیہا کے سوال پر وہ متوزان سا مسکرائے۔

"ہر گز نہیں، بلکہ اچھا لگا"

وہ صاف گوئی سے اعتراف کیے بولے تو وہ افسردہ سا مسکرائی۔

"میں نے سوچا آپ پھر سے میری اور اپنی عمر کو لے کر کچھ الٹا نہ سوچنے لگیں تو کال کر کے آپکو اپنی یاد دلا دوں، اور یہ یاد دہانی کروا دوں کے آپ مجھے جلد یہاں سے لینے آئیں"

نیہا کی آواز سن کر تو ویسے ہی وہ بشاش ہو گئے تھے اور اس پر اس لڑکی کی یاد دہانی اور حسین لگی۔

ہمم۔۔۔یاد ہے مجھے، کچھ دن چاہیں۔تاکہ ہمارے اس تعلق کے لیے"
"حالات یکدم سازگار ہو جائیں۔ کیسی ہیں آپ؟

وہ انکی آواز سے انکی افسردگی بھانپ چکی تھی تبھی کچھ بے چین ہوئی۔

آپ مجھے سے بڑے ہیں تو مجھے تم کہا کریں، مجھے عجیب لگتا ہے۔اگر آپکو"
برا نہ لگے۔ باقی میں ٹھیک ہوں، گھر میں تھوڑا ٹنس ماحول ہے۔لارا کہیں کھو گئی ہیں، لوئے بھیا کی وائف۔۔۔بس انہی کی گمشدگی پر سب پریشان ہیں"

نیہا کے شروع کی درخواست جہاں انھیں مسکرانے پر مجبور کر گئی وہیں وہ آخری جملوں پر پریشان سے ہوئے، انکا شک زائشہ پر ہی گیا تھا کیونکہ اس عورت سے کسی قسم کے گھٹیا پن کی امید کی جا سکتی تھی۔

"اوہ افسوس ہوا جان کر، اللہ نے چاہا تو وہ مل جائے گی۔ میں کرتا ہوں لئیق
سے بات، اگر میرے لائق کوئی کام ہوا تو۔۔۔۔"

وہ پر خلوص انداز میں بولے جبکہ نیہا نے سر کو اثبات میں ہلایا۔

"جی ٹھیک ہے، آپ کیسے ہیں؟ آپ صبور میم کو لے کر گئے تھے تو کیا آپ
نے انکو ہمارے بیچ کی ڈیل بتادی؟"

اس بار نیہا کے لہجے میں اخیر بے قراری تھی۔

"ڈیل صرف میرے اور تمہارے بیچ ہوئی ہے نیہا، اور یہ ہمیشہ ہمارے بیچ
ہی رہے گی۔ صبور سے اپنے اور تمہارے رشتے کو ڈسکس کیا ہے سوا سے
کوئی اعتراض نہیں"

ہمایوں کے نرم جواب اور اسے تم کہنے پر وہ دل سے مسکرائی تھی، اسے
ہمایوں کو اتنے حق سے نیہا کہنا بہت اچھا لگا۔

"وہ کیوں اعتراض کرتیں، انکو دستگیر مل گیا نہ۔۔۔ پھر بھی وہ بہت اچھی
ہیں، آپکی تربیت دیکھائی دیتی ہے ان میں"

خفیف سی افسردہ ہو کر وہ یہ کہتی آخر تک صبور کے لیے یہ سب پورے خلوص سے بولی تو ہمایوں کیانی کو دلی مسرت ہوئی۔

"تم بھی بہت اچھی ہو نیہا"

انکا یہ بنا کسی جذب کے بولا اتنا سا جملہ بھی نیہا کے لیے بہت اہمیت کا حامل تھا، تبھی تو اسکی آنکھوں میں اداسی سی سمٹ آئی۔

"آپ اپنے کام جلدی سمیٹیں اور مجھے اپنے گھر لے جائیں"

وہ انکی بات کا جواب دیے بنا بس بے تابی سے بولی۔

"یہ تمہارا گھر ہے، تم ویسے بھی آسکتی ہو۔ اگر چاہو تو کل ہم ساتھ لنچ یا ڈنر کر سکتے ہیں۔ تم اپنی پسند بھی بتا دینا مجھے"

ہمایوں صاحب تو خاصے فاسٹ چل رہے تھے جبکہ اس آفر پر نیہا بنا کسی اعتراض کے ہاں کہنا چاہتی تھی پر فطری سی جھجک کو ہاتھوں لمحہ بھر گنگ ہوئی۔

"م۔۔ میری پسند کیوں جاننی ہے آپکو؟"

اس لڑکی کے انداز میں گھبراہٹ پوشیدہ تھی۔

تاکہ تم شادی پر ہر چیز، ہر تیاری اپنی مرضی کی پاو، کیسا ڈریس چاہتی ہو،"
جیولری، اپنا روم، شادی کس طریقے کی ہو سب۔۔۔ میں کوشش کروں گا
تمہارے خواب پہلے دن سے ہی پورے ہوں، جو جو خواہش ہے تم مجھے بتا
"دینا۔۔۔۔

وہ انکی مخمور لہجے میں کہی باتیں سن کر واقعی کچھ دیر کچھ بول نہ پائی کیونکہ
اندیشہ تھا کہ آواز خوشی کے آنسوؤں سے بھر جائے گی۔

میری صورت شاید تمہیں ایک پرفیکٹ لائف پارٹنر نہ ملے نیہا مگر میری"
کوشش ہو گی باقی سب برفیکٹ ہو، خود صبور ہم دونوں کی شادی کے لیے
بہت ایکسائٹڈ ہے لیکن میرے لیے تمہاری مرضی اور خوشی بھی اہم ہے۔
"سو لنچ کرو گی یا ڈنر؟ آئی تھنک لنچ از بیٹر

وہ اسکی کنڈیشن سمجھتے ہوئے خود ہی ڈیسائیڈ کر چکے تھے اور نیہا نے بھیگی
آنکھوں کے سنگ مسکرا کر واقعی میں منظر چمکا سے دیے۔

"لنچ بہتر ہے"

اسکی بھاری آواز اسکے غمزدہ ہونے کی عکاس تھی۔

"گڈ، ٹھیک ہے میں ڈرائیور کو کل جندل محل کے باہر بھیج دوں گا۔ تم آجانا۔ یونو سیاسی آدمی ہوں سو کسی مضبوط رشتے کے بننے سے پہلے پبلک پلس پر جانا اچھا نہیں خوامخواہ میڈیا کو بریکنگ نیوز ملے گی، مجھ پر تم بند آنکھوں یقین کر کے گھر آسکتی ہو، ملتے ہیں پھر"

اسی نرم، دل لبھاتے انداز کے سنگ اپنی بات مکمل کیے وہ کال کاٹ چکے تھے جبکہ نیہا کتنی دیر یونہی افسردہ سا مسکرائی چلی گئی۔

.._____..

سر، فرقان کی گاڑی دستگیر کا پیچھا کر رہی ہے۔ بتائیں اسے یہیں دبوچ"

"لوں کیا؟

ہیوی بائیک پر مسلسل فرقان کا پیچھا کرتا رایان، ائیر فون سے لئیق سے مخاطب تھا جو بس ابھی جندل محل پہنچا تھا، گاڑی سے نکل کر فون کان سے لگائے وہ جندل محل کی وسیع و عریض راہداری عبور کیے اپنی پر وقار چال میں سبک روئی شامل کیے اندر کی جانب گامزن تھا۔

بالکل، ختم کرو اس فرقان کا کام۔۔۔ اسے زندہ پکڑنا کیونکہ زائشہ علوی"

"کے خلاف وہ ہمارے پاس واحد گواہ ہو گا

لئیق نے اسے فوری حکم دیا اور خود رابطہ منقطع کیے اندر داخل ہوا تو ہال میں ہی لوئے جو اضطرابی انداز سے چکر کاٹ رہا تھا، لئیق کو دیکھتے ہی بے قراری سے اسکی طرف بڑھا۔

"برو۔۔۔ کہاں رہ گئے تھے۔ کچھ پتا چلا لاراکا؟"

لوئے کی مضبوط آواز خدشوں کی زد میں کانپی تو لئیق نے اسکے کندھے کو جکڑے پر سکون ہونے کا اشارہ کیا اور اسکے ساتھ ہی سٹنگ ایریا کی جانب بڑھا جہاں فرہاد علوی اور مریم بی پریشان حال سے پہلے ہی براجمان تھے، نیہا شاید سونے جا چکی تھی جبکہ زائشہ، زینوں کے پار کھڑی متنفر نگاہوں سے ہال میں موجود ان سب پر اپنی عقابی نظریں جمائے تھی تبھی اسکا فون وائبریٹ کیا۔

فون فرقان کا تھا تبھی وہ وہاں سے ہٹتے ہی احتیاط کے سنگ کال پک کرتی فون کان سے لگا گئی۔

فرقان ایک شاطر قسم کا منجھا کھلاڑی تھا جسے رایان کے محتاط پیچھا کرنے کی بھی بھنک پڑ چکی تھی۔

"مالکن! کوئی گڑ بڑ لگ رہی ہے۔ایک تو دستگیر پتا نہیں کہاں جا رہا ہے اوپر سے مجھے شک ہو رہا ہے کہ کوئی میرا پیچھا کر رہا ہے۔بتائیں کیا کروں؟"

فرقان نے اپنے پیچھے گردن گمائی مگر وہاں کوئی نہ تھا مگر پھر بھی اسکی چھٹی حس اسے کچھ غلط ہونے کا اشارہ دے رہی تھی۔

"راستہ بدل لو اور یہ ہم بعد میں کریں گے، تم کسی صورت کسی کے ہتھے نہیں لگ سکتے فرقان۔۔۔۔دستگیر کی موت سے اہم ہے کہ ہم اپنا بچاو یقینی بنائیں۔۔۔۔دو تین دن کے لیے تم کہیں چھپ جانا تاکہ جسے بھی شک ہوا ہے وہ قدرے زائل ہو جائے"

زائشہ نے بروقت شیطانی دماغ کو کام لایا جس پر فرقان نے فوری فرمابرداری سے سر ہلاتے ہوئے بڑی ہوشیاری سے اپنی گاڑی دستگیر کی گاڑی سے الٹ راستے پر جب ڈالی تو رایان کے ماتھے پر ناگواری کے سنگ بل پڑے۔

فرقان کی یہ چالاکی، رایان کو امپریس کر گئی۔

وہاں دو راستے تھے جہاں ایک سڑک پر دستگیر اور اسکے لوگوں کی گاڑی جا چکی تھی جبکہ اس سے بالکل مخالف راستے پر فرقان جا چکا تھا جسکا مطلب تھا

خطرہ ٹل گیا مگر رایان نے اسکے باوجود کچھ دیر فرقان کا پیچھا کیا مگر وہ بہت ہوشیاری سے گاڑی روکتا ہوا اسے لاک کیے اس میں سے تیزئ سے نکل کر بھاگ گیا اور جب رایان نے ہیوی بائیک اسکی رکی گاڑی کے پاس جا کر روکی اور اتر کر اسکی گاڑی کے قریب جا کر دیکھا تو فرقان غائب تھا، رایان کے پورے جسم کا لہو مانو اسکے چہرے پر چھلک آیا۔

"جبیث شاطر کہیں کا"

رایان نے پست سے چلائے اپنے قدم جب اپنی ہیوی بائیک کی طرف واپس بڑھائے تو ایک بلڈ نگ کی چھت سے وہ فرقان نامی خبیث اسے کھسیانی ہنسی کے سنگ دیکھ رہا تھا۔

"تو میرا شک ٹھیک تھا، شکر ہے بچ گیا آج۔۔۔۔ورنہ مالکن نے تو مجھے مروانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی"

منہ ہی منہ میں بڑبڑاتا وہ اس بلڈ نگ کی چھت سے ہٹ گیا۔

جبکہ زائشہ اپنا فون سائلنٹ کرتی خود بھی فکر مند سے سیڑھیاں اتر آئی، وہ سب ہی لوئے کو دلاسا دینے میں مگن تھے سوماں کیسے پیچھے رہتی۔

جلدی مل جائے گی وہ، فکر مت کرو۔۔۔۔پریشان ہونے سے مسائل "

"حل نہیں ہوتے

لئیق نے ناگواریت کے سنگ منصوعی فکر چہرے پر سجا کر وہیں آتی اور فرہاد کے ساتھ ہی بیٹھتی زائشہ کو دیکھتے اپنی بات بدلی کیونکہ اس سے پہلے وہ اسے وقار سادانی کی حقیقت بتا رہا تھا۔

"بروپلیز۔۔۔۔میرا دل دہل رہا ہے۔کہاں ہو گی وہ"

لوئے کا بس رونا باقی تھا، اسے اسطرح تکلیف میں دیکھنا کسی کے لیے آسان نہ تھا، تھوڑا ترس تو زائشہ کو بھی آیا تبھی تو وہ اٹھ کر لوئے کے پاس آکر بیٹھی۔

میری جان خود کو ہلکان مت کرو، میں تمہاری تکلیف سمجھ سکتی ہوں، لئیق "

"نے کہا ہے تو وہ ڈھونڈ لے گا۔بہت ماہر ہے یہ

زائشہ بھلے افسردہ ہو کر بولی تھی مگر در حقیقت اس نے یہ لئیق کو جتایا تھا جبکہ زائشہ کی یہ جھوٹی فکر وہاں موجود کسی فرد کو درکار نہ تھی۔

آپ میری تکلیف کیسے سمجھ سکتی ہیں، آپ نے کب بابا سے محبت کی ہے؟"

لارا محبت ہے میری، میرا سب کچھ۔۔۔۔ ہم دو کے بیچ وہ رشتہ نہیں ہے جو آپکے اور بابا کے بیچ تھا سو مجھے اپنی جگہ رکھ کر سوچنے اور تسلی دینے کی کوئی ضرورت نہیں"

ایک تو اسکا دماغ پہلے ہی گرم تھا اوپر سے آج وہ بنا سوچے زائشہ کے سامنے جو بول گیا اس پر خفیف سی ناگواریت زائشہ کے چہرے پر بھی چھائی جبکہ فرہاد علوی کی آنکھوں میں لہو اترا، مریم بی خود ہی ماحول عجیب سا کڑوا اور سخت محسوس کرتیں نماز کا کہے اٹھ کر چلی گئیں جبکہ زائشہ کے چہرے کی اڑی رنگت بتا رہی تھی کہ اسکو اسکی اپنی اولاد ہی دہلا گئی ہے۔

تم اپ سیٹ ہو، تبھی ایسا بول رہے ہو۔ میری جان ممی تمہارے لیے"
بہت فکر مند ہیں۔ رہی بات میرے اور فرہاد کے رشتے کی تو محبت تھی تبھی
"تو چھبیس سال سے ہم ساتھ ہیں۔۔۔۔ہے نا فرہاد
وہ اپنی پوزیشن کلئیر کرنا خوب جانتی تھی مگر فرہاد علوی نے آج پہلی بار اس
عورت کی تضحیک کرتے نفرت انگیز نگاہ ڈالی اور اٹھ کر چلے گئے جبکہ سبکی
اور اہانت کا احساس زائشہ کو سلگا گیا۔
مل گیا بابا کا جواب؟ میرا وہ سکون جو آپ اور بابا کے جھگڑوں، بعث اور"
آپسی نفرت نے چھینا تھا اسے لوٹانے والی لارا ہے، سو آپ کبھی نہیں سمجھ
سکتیں کہ محبت کیا ہے، آپ نے کی ہوتی تو شاید آپ محبت کرنے والوں کا
"احترام کرنا سیکھ جاتیں
اس سے زیادہ وہ نہ بولنا چاہتا تھا نہ سننا اور زائشہ اسکے ان کڑوے، تماچوں
کی مثل الفاظ سے سکتے میں تھی، لوئے نے اس سے یہ سب کیوں کہا؟ کیا
اسے کچھ پتا چل گیا ہے؟

خوف کی لہر زائشہ کے تن من میں اتری اور لئیق بڑی دلچسپی سے زائشہ کے چہرے پر اترتا خوف دیکھنے میں محو تھا۔

"کیا ہوا مسیز فرہاد علوی؟"

لئیق کے محظوظ تاثرات کے سنگ کیے استفسار پر زائشہ نے حقارت کے سنگ لئیق کو دیکھا۔

"کیا زہر بھرا ہے تم نے میرے بیٹے کے دل میں؟"

تمام منصوعی اچھے پن کا اختتام ہوا چاہتا تھا اور وہ یوں تلملا کر کھڑی ہوئی کہ لئیق کو اسکی سلگتی ٹون عجیب سا مزہ دے گئی، لئیق ایزد کے سکون میں رتی برابر کمی نہ ہوئی۔

"کیا آپکو لگتا ہے مسیز فرہاد کہ آپکے ہوتے ہوئے کسی اور کو آپکی اولاد کے اندر زہر بھرنے کی ضرورت ہے؟ یہ تو آپ خود بہت مہارت سے کرتی ہیں"

لئیق کے الفاظ زائشہ کو پچھاڑ گئے، وہ اس کو اپنی خونخوار نظروں سے گھور رہی تھی جیسے اسکا خون پی جانا چاہتی ہو۔

"بکواس بند کرو اپنی، پچھلے آٹھ سال سے تمہیں برداشت کرتے کرتے میری ہمت جواب دے گئی۔ ہو کیا تم؟ کس بات کا غرور ہے تمہیں۔ مجھے ہمیشہ ذلیل کیا تم نے لیکن میں نے سہا لیکن اب تمہاری یہ میری اولاد کی زندگی میں نے جا مداخلت ہر گز برداشت نہیں کروں گی سمجھے تم۔۔۔۔۔

"زائشہ کو کھل کر سامنے آتا دیکھ کر وہ اس پر ہنستا ہوا مزے سے اٹھ کھڑا ہوا، اسکی مسکراہٹ زائشہ کو کاٹ کھا رہی تھی۔

"مجھے اس دن کا ہی انتظار تھا جب آپ اچھے پن کے اس غلاف کو خود چاک کریں، ہو گیا چاک۔۔۔۔اب آپکا اصلی چہرہ میرے سمیت ہر کوئی دیکھے گا۔ کسی ایک اولاد کے ساتھ بھی اچھا نہیں کیا، کیا سنگدلی کی کوئی ڈگری لی

تھی۔۔۔۔۔۔ عورت بری ہو سکتی ہے لیکن ماں کم از کم اس درجہ سفاک
"نہیں ہوتی جیسی آپ تھیں
وہ ایک کے بعد لفظوں کا دوسرا کوڑا زائشہ پر برسا رہا تھا اور اولاد والی بات پر
تو زائشہ کے چہرے کا رنگ فق ہوا۔
ک۔۔ کیا بول رہے ہو۔۔۔۔ میری صرف ایک اولاد ہے۔۔۔۔"
"لوئے
وہ خوفزدہ ہوتی منمنائی تو لئیق نے اسکی طرف دو قدم بڑھائے، لئیق کو اس
جذبوں کی سوداگر پر آج اخیر نفرت محسوس ہوئی۔
میں سب جانتا ہوں، مجھ سے کیا چھپانا۔ آپکے ابھی تک سارے بچے،"
سارے شوہر میری گڈ بک میں درج ہیں۔ دو ہی شوہر تھے یا کوئی تیسرا ابھی
"ہے جس سے پردہ ابھی چاک ہونا باقی ہے؟
لئیق نے بھی آج سارا لحاظ بالائے طاق رکھے اور زائشہ کے جسم پر طاری
ہوتی کپکپی دیکھ کر لگ رہا تھا کہ ابھی کچھ اور بھی قیامت ہے جو اس عورت

نے چھپا رکھی ہے، اس سے پہلے وہ گھبرا کر لئیق کے منہ پر تھپڑ مارتی، لئیق نے اس جرت پر اسکا ہاتھ نا صرف پکڑا بلکہ ایک ہی جھٹکے سے پرے دھکیلا جس پر وہ عورت جھٹکا لگنے پر لہرا کر دو قدم دور ہوئی۔

اسکی آنکھیں خوف سے سلگیں تو لئیق کی جہنم کی طرح دہک گئیں۔

"آج تو لئیق ایز دعلوی پر ہاتھ اٹھانے کی ہمت کی، دوبارہ کوشش ہوئی تو آپکو زندہ زمین میں دفن کر دوں گا۔ سمجیں۔ کوشش کیجئیے گا کہ اسے میری آخری وارننگ کے طور پر لیں کیونکہ ابھی آپکو صرف میں نے بے آبرو کیا ہے، لیکن آپکا کوئی مزید گندا قدم، آپکو اس پوری دنیا کے سامنے بے آبرو کر دے گا"

ایک ایک لفظ صور کی مانند اس سہمے حواس والی ناگن پر برساتا وہ نفرت کی انتہاوں کو چھوتی نظر سے ہی اسکی روح فنا کرتا وہاں سے گیا تو کانپتی ٹانگوں کے سنگ زائشہ وہیں صوفے پر لڑھک گئی، پورا وجود برف کی سیل میں دفن محسوس ہو رہا تھا، چہرہ نا جانے کس احساس کے تحت سرخ ہو رہا تھا۔

اس وقت کوئی زائشہ کی حالت دیکھ لیتا تو خود ہی دہل اٹھتا۔

.._____..

آپ نے کوئی بچہ نہیں بجھوایا تو میں خود برتن لوٹانے آگیا، حلوہ بہت "
"ودھیا تھا استانی جی

یہ بھی پہاڑوں کے دامن پر بسا خوبصورت سا گھر تھا جہاں رات کے اس وقت بھی روشنی تھی کیونکہ دس بجے، استانی جی اپنے اونلائن قرآن کی پڑھائی کے شاگردوں کو کلاس دیا کرتی تھیں، سدرہ نے چچا فرازم کے لیے انکی پسندیدہ چائے بنائی اور انکے پاس لا کر رکھی، جبکہ وہ جس ہستی سے مخاطب تھے وہ سفید خوبصورت جوڑے میں لپٹی انتہائی جاذب عورت تھیں، بڑی بڑی پرکشش آنکھیں، جوانی کی انتہا دلکشی کا اب بھی ثبوت

دیتیں تھیں، گھنی، عارضوں کی شان بڑھاتی پلکیں جواب جھکے رہنا پسند کرتی تھیں، چہرہ ہر داغ اور جھری سے پاک اور رنگ مائل کر دیتا سفید مگر سادگی انکے اس درجہ حسن کو گہنائے ہوئے رہتی، فرازم بخش نے قرآن پاک نہ بچپن میں پڑھا تھا نہ جوانی میں، مگر پھر انکو اس طرف رجحان ہوا تو شمائلہ کی بچپن کی دوست جو پچھلے سات سال سے یہاں رہ رہی تھیں، ان سے ملاقات ہوئی اور انھوں نے قرآن پاک انہی سے سیکھا۔

"شکریہ فرازم بھائی، خیر سے صارم واپس آگیا ہے۔ اللہ نے کرم کیا کہ اس کی مشکل آسان ہوئی۔ اچھا ہوا آپ آگئے، مجھے آپ سے ضروری بات بھی کرنی تھی"

استانی جی نے لہجہ نرم رکھے بات شروع کی تو جہاں سدرہ گھبرائی سی بے بے کی تمہید پر کمرے میں گئی وہیں فرازم بخش نے اپنی ساری توجہ استانی جی پر مرکوز کی، انکا چہرہ آدھا ڈھکا تھا پھر جہاں وہ بیٹھیں تھیں وہاں صحن میں لگے فانوس کی روشنی بھی پہنچنے سے قاصر تھی۔۔

"جی حکم کریں"

وہ بہت ادب واحترام سے بولے، کیونکہ وہ انکی استاد تھیں، پھر بہن جیسا تعلق تھا۔

میں چاہتی ہوں اب صارم کی امانت اسے لوٹا کر خود بھی بری الزمہ ہو"
جاوں، سدرہ کے بابا کے مجھ پر بہت احسان تھے اور مرنے سے پہلے وہ اپنی بے آسراہ ہوتی بیٹی مجھے یعنی اپنی منہ بھولی بہن کو سونپ گئے، میں نے اپنی پوری کوشش کی کہ یہ سات سال اسے اسکے ماں باپ کی کمی نہ ہونے دوں اور اسکی اچھی جگہ شادی کروں، سدرہ کی ذمہ داری تھی مجھ پر جس نے مجھے کئی سال سے یہاں باندھ رکھا ہے، اب میں اس فرض کو نبھا کر خود پر عائد
"باقی فرض نبھانا چاہتی ہوں

استانی جی کے لہجے میں یاس تھی جبکہ فرزام بخش بھی انکے جانے کا سن کر افسردہ ہوئے۔

آپ واپس نہ جائیں، آپ نے ہی تو کہا تھا آپ سب برداشت کر سکتی ہیں،"
اپنے بیٹے کی آنکھوں میں اپنے لیے نفرت نہیں تبھی تو اتنے سال سے آپ
اس سے دور ہیں، پھر اب کیسے سہیں گی، اور اگر اس نے بھی سبکی طرح
"آپکو مرا سمجھ لیا ہوا تو

وہ ایک دوسرے کے دکھوں سے واقف تھے، وہ سب لوگ ایک دل ایک
جان ہو کر اس جگہ آباد ہوئے تھے۔

اتنے سال جو ہمت جمع کی ہے، جانتی ہوں اسکے سامنے جاتے ہی وہ ساری"
ہمت ٹوٹ جائے گی لیکن مجھے اب اپنا دفاع کرنا ہو گا، ورنہ میں واقعی مر
جاوں گی فرازم بھائی۔۔۔۔رہی بات اسکی نفرت کی، شاید اس عورت
نے مجھ سے وہ سب جھوٹ کہا ہو، میرا لئیق تو دل تھا میرا، اسے میرے
مرنے کا یقین ہر گز نہیں آیا ہو گا، ہو سکتا ہے وہ بھی مجبور ہو کہ اس نے مجھے
ڈھونڈا نہیں، مجھ سے محبت کا دعوی کرنے والے وقت پڑنے پر مکر جاتے
ہیں، ہر کوئی مکر گیا، ابراہیم۔۔۔۔فرہاد، میری ماں، لیکن وہ نہیں مکرنے

والا، میری ایک آخری امید لئیق ہے اور اسی امید نے مجھے ہمت دی ہے کہ میں واپسی کا بھیانک سفر طے کروں۔۔۔۔۔ تبھی چاہتی ہوں سدرہ کی شادی ہو جائے"

لال نور اپنی تکلیف سمیٹ گئیں تو فرازم بخش کی اپنی آنکھیں وہران ہوئیں، وہ اب بھی بلا کی خوبصورت تھیں۔

"اللہ سے دعا کروں گا کہ آپکو آپکا بیٹا ضرور ملے، صارم شہر گیا ہے۔اپنے ماں باپ سے ملنے اور انکو لینے۔انکے آتے ہی ہم یہ فرض نبھادیں گے۔

"آپ پریشان نہ ہوں استانی جی، اللہ سب خیر کریں گے

فرازم بخش نے احترام کے سنگ یقین دلایا تو نور نے مدھم سی مسکراہٹ دیے صارم کی آسانی پر دلی خوشی محسوس کی، وہ بھی صارم کی تڑپ کی گواہ تھیں کی شمائلہ کے مرنے کے بعد اس نے کیسے اپنے ماں باپ کو ڈھونڈنے کی کوشش کی تھی۔

بچھڑے مل رہے تھے، مبارک وقت آرہا تھا۔

اور بروں کا انجام عنقریب تھا۔

.._____..

لارا کی آنکھ سر میں اٹھتے شدید درد کی ٹیس پر اٹھی تو اس نے اپنی درد کرتی آنکھیں بمشکل کھولیں، مگر آنکھیں کھلتے ہی سامنے کا منظر اسکے ہوش اڑا چکا تھا، اجنبیت بھری خوفزدہ نظروں سے وہ سر جکڑے اٹھ بیٹھی، سر کی پچھلی طرف شاید کوئی زخم تھا جس پر پٹی بندھی تھی جو سر سے لے جا کر باندھی گئی تھی۔

"میں کہاں ہوں؟"

لارا نے تکلیف کے سنگ اپنے ارد گرد کے ماحول کو پہچاننے کی کوشش کی مگر یہ جگہ اسکے لیے نئی تھی تبھی تو پورا جسم فطری ڈر سے کانپا اور اس سے

پہلے وہ بیڈ سے اترتی، دروازہ کھلنے کی آہٹ پر لارا نے اپنی آنکھیں
دروازے کی طرف جمائیں اور پھر اندر داخل ہوتے وقار سادانی کو دیکھ کر
اسکے تن من میں شرارے دوڑے۔
سر کے درد کی پرواہ کیے بنا وہ اس بستر کو اچھوت سمجھتی اٹھ کر کھڑی ہوئی،
لارا کو ہوش میں آتا دیکھ کر وقار جتنا خوش تھا اتنا ہی کرب زدہ وہ لارا کی
آنکھوں میں موجود نفرت دیکھ کر ہوا۔
میری بیٹی، بابا کی جان۔۔۔۔میرے اس آدمی نے تم پر حملہ کیا اسکے "
" لیے معاف کر دو۔۔۔۔گلے سے لگو میرے
وہ تڑپ منصوعی تو نہیں تھی مگر لارا نے اس آدمی کے خود کی طرف بڑھتے
ہاتھ بری طرح چیخ کر پرے جھٹکے۔
آ۔۔آپ نے مجھے کڈنیپ کروایا۔۔۔اتنا گرے ہوئے ہوں گے کبھی "
سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ ہمارے دلوں پر بچپن سے جو آپ نے حملے کیے،
ہمارے گلے کاٹے اسکا حساب دیے بنا کیسے امید کر سکتے ہیں آپ اس سب

کی۔۔۔۔مجھے جانے دیں یہاں سے، میں آپکی شکل بھی نہیں دیکھنا
"چاہتی
غیض و غضب میں وہ وقار سادانی سے بھی دو ہاتھ آگے تھی جس کی اس شخص کو عجیب سی راحت ہوئی مگر وہ جاننا چاہتا تھا کہ کیا وہ اسکی طرح جذباتی بھی شدید ہے؟ لارا نفرت انگیز ہوتی کسی جن زادی کی طرح دھاڑی۔
جانتا ہوں نفرت کرتی ہو، میں نفرت کے ہی لائق ہوں لیکن اپنی رگوں"
سے تم میرا خون جدا نہیں کر سکتی لارا۔ میں جتنا بھی برا ہو جاوں، میں تمہارا
باپ ہوں۔۔۔۔تم خون ہو میرا، تمہاری نفرت کے باوجود تمہارا کچھ
وقت چاہتا ہوں تاکہ اپنی بے بسی اور مجبوریاں بتا سکوں جسکی وجہ سے میں
"نے تم سب کو بے آسراہ چھوڑا
مظلومیت کا لبادہ اوڑھے وہ لارا کو جذباتی طور پر کمزور کرنے کو آنکھیں بھی بھیگو گیا مگر وہ لڑکی اپنے موقف پر پہاڑ سی جمی تھی۔

میرا بس چلتا تو یہ بھی کر گزرتی، آپ نے ممی کو جو تکلیفیں دیں وہ پاگل تو"
آپکو معاف کر گئیں لیکن آپ نے جو دکھ مجھے اور ایمر کو دیے وہ نا قابل
معافی ہیں، ایمر کو شاید آپکے گناہوں کی سزا ملی ہو، کہ اس کی ساری زندگی
سراپا آزمائش بن گئی۔ اسے تو حقارت سے مار دینے کا مشورہ دیا تھا آپ نے
ممی کو، ہم سے اپنا نام بھی چھین لیا۔ پھر اب کیسی بیٹی، کیسا باپ؟ مجھے آپکی
"کوئی مجبوری نہیں سننی۔۔۔ مجھے یہاں سے جانا ہے، لوئے کے پاس
وہ چیخ و پکار کرتی خزن و غم میں لپٹی اپنی حسرتیں لاکھ دبانے کے باوجود
کہہ بیٹھی مگر لوئے کے ذکر اور لارا کے انکو دھکیل کر کمرے سے باہر نکلنے پر
وقار سادانی کی آنکھوں مئں خفیف سی حقارت اتری تبھی اس نے لارا کی
بازو دبوچے اسے واپس پلٹایا۔
لوئے کے پاس تم کبھی نہیں جاو گی، وہ تمہارے لائق نہیں ہے۔ اتنی"
مدت بعد مجھے میری بیٹی ملی ہے، بھول ہے تمہاری کہ اب تم اس گھٹیا
"خاندان میں واپس جاو گی

وقار سادانی کے ایسے لفظ لارا کو سر تا پیر گما گئے تبھی تو وہ انکے ہاتھ سے اپنی بازو جھٹک کر تلملائی۔

"آپ کون ہوتے ہیں یہ فیصلہ کرنے والے ؟لوئے میرا شوہر ہے۔۔۔وہ خاندان میرا سسرال ہے۔۔۔آپ مجھے زبردستی یہاں نہیں روک سکتے"

وہ مزاحمت کرتی باقاعدہ روہانسی ہوئی تو وقار سادانی نے ایک بار پھر اسکی بازو جکڑیں۔

"میں تمہیں زبردستی یہاں روک سکتا ہوں کیونکہ باپ ہوں تمہارا، رہی بات لوئے کی تو تم جانتی ہی کتنا ہو اسے، چند ماہ سے ؟اسکی حقیقت جان کر تم اسکو دیکھنا بھی پسند نہیں کرو گی، جتنا برا باپ ہو جاوں، تمہیں دو غلے اور گھٹیا شخص کی بیوی رہنے نہیں دوں گا، یہ یو ایس بی ہے، اس میں تمہارے پیارے لوئے کے سارے کرتوت موجود ہیں، دیکھ لو اسے پھر خود فیصلہ کرو کے تمہیں کیا کرنا ہے۔

رہی بات اس علوی خاندان کی تو خون چوسنے والے درندے آباد ہیں
وہاں۔۔۔۔۔۔ تمہاری جان بھی لے سکتا ہوں اگر تم نے میری نافرمانی
"کی، جب تک تمہاری عقل ٹھکانے نہیں آتی، تم یہاں قید رہو گی
بری طرح لارا کے حواس جنجھوڑتا وہ شخص یہ سوہان روح باتیں کرتا اسکی
ہتھیلی میں یو ایس بی دباتا، سامنے ہی پڑے لیپ ٹاپ کی طرف اشارہ کیے
جیسے آیا ویسے ہی کمرے سے نکلا، جب تک وہ حواس بحال کرتی دروازے
تک آئی، وہ لاکڈ ہو چکا تھا۔

کئی آنسو لارا کی آنکھوں سے بہتے چلے گئے۔

بہت دروازہ کھٹکھٹایا مگر کسی نے نہ کھولا تبھی وہ آنسو رگڑتی ہوئی وہ یو ایس بی
لیے لیپ ٹاپ تک آئی۔

لوئے ایسا ویسا بالکل نہیں ہے، آ۔۔آپ مجھے میری خوشیوں سے دور کرنا"
"چاہتے ہیں

روتی سسکتی وہ بیڈ پر بیٹھی اور اس یو ایس بی کو لیپ ٹاپ آن کرتے ہی ساتھ اٹیچ کیا مگر اس میں موجود وڈیوز دیکھنے کے بعد لارا کی آنکھیں پتھرا گئیں، جولیہ نے اپنا کھیل کھیلنے کے لیے وقار سادانی سے ہاتھ ملایا تھا، جولیہ کے وقار سادانی سے بہت اچھے روابط تھے سوان کے بیچ بھی ایک ڈیل ہوئی تھی جس میں جولیہ کو لوئے کی تباہی اور وقار کو اپنی بیٹی کا علوی خاندان سے چھٹکارہ چاہیے تھا اور یہ سب وڈیوز جولیہ نے ہی ان سارے دنوں کے بیچ ایڑی چوٹی کی محنت لگا کر جمع کیں، چونکہ لوئے ایک آزاد طبعیت کا شخص رہا تھا اور اپنے فسٹریشن کو مٹانے کے لیے وہ اکثر اپنے آگے پیچھے منڈلاتی لڑکیوں کو لفٹ کرواتا رہتا تھا، پھر میوزک کی فیلڈ میں آتے ہی اسکے آئے دن سکینڈل بنتے، لوگ اسکی شہرہ آفاق کامیابی سے جل کر بھی فیک وڈیوز وائرل کرتے، پھر خود جولیہ بھی ایک شاطر لڑکی تھی، اپنی بے عزتی کا بدلہ پوری شان سے لینا جانتی تھی۔ وہ

ان وڈیوز میں کیا تھا یہ تو پتا نہ چل سکا پر لارا نے جس نفرت کے سنگ لیپ ٹاپ کی سکرین گرا کر وہ یو ایس بی اٹھ کر فرش پر ماری، وہ ضرور بھیانک تھا۔

وہ اٹھی اور واپس دروازے کی طرف بڑھی، زور زور سے ٹانگ ماری تا کہ دروازہ کھلے۔

پھر اسے ونڈو نظر آئی تو اس کا گلاس توڑنے کے لیے لارا کو کسی نوکیلی چیز کی ضرورت تھی تبھی اس نے پاگلوں کی طرح ڈریسنگ اور بیڈ سائیڈ ٹیبل کے دراز باری باری کھولے مگر لارا تب تھم کر رہ گئی جب اسکی نظر سائیڈ ٹیبل پر پڑی جہاں ایک فوٹو فریم کو الٹا کر رکھا گیا تھا۔

لارا نے اس فریم کو اٹھا کر جب پلٹایا تو اس میں موجود نفوس کو دیکھ کر اسکی دنیا تھم گئی کیونکہ وہ فوٹو فریم کسی اور کی نہیں، وقار سادانی اور دلہن بنی زائشہ علوی کی تھی۔

لاراجہاں کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کمرے کی چھت اسکے سر پر آن گری ہو۔

"ز۔۔ائشہ۔۔۔۔۔ مطلب وہ میرے بابا کی بیوی بھی رہ چکی ہے"

لارا کا دماغ گویا سنسنا اٹھا تبھی اس نے اسی ڈرا میں رکھی بڑی فوڑو البم نکالی تو وہاں لاتعداد زائشہ اور وقار کی جوانی کی تصویریں تھیں، کالج اور یونیورسٹی کی، اور پھر اسکی نظر وہیں اسی فوٹو البم میں رکھے ایک کاغذ پر گئی۔

لارا نے جب اس کاغذ کو باہر نکالا تو وہ زائشہ اور وقار کا طلاق نامہ تھا، لارا نے جب غور کیا تو اسے پتا چلا کہ وقار اور زائشہ کی شادی، تب ہوئی جب وہ دونوں ہی یونی سٹوڈنس تھے یعنی وقار کی الیانہ سے شادی اور زائشہ کی ہمایوں سے شادی سے کچھ سال پہلے مگر یہ شادی صرف دو ماہ رہی اور پھر طلاق ہو گئی، اس طلاق نامے میں شادی کی مدت بھی درج تھی۔

"یہ کیا ہے؟ دو ماہ کی شادی؟ یہ سب تصویریں؟"

لارا کا شعور یہ سب ماننے پر آمادہ نہ تھا اور وہ یہ سب جلد ہی لوئے کو بتانا چاہتی تھی، تبھی اس نے وہیں رکھی سکریو گیج کو اٹھا کر گلاس ونڈو پر مارا جس کے باعث کھڑکی کا کانچ ٹکڑے ہوا جبکہ ہاتھ باہر نکال کر اس نے فوری باہر سے لاک اوپن کیا۔

واپس آئی اور وہ یو ایس بی، طلاق نامہ، اس البم سے کچھ ضروری تصاویر نکالتی وہ ایک چھوٹے سے شاپر میں ڈال کر وہ اس ونڈو کو کھول کر باہر نکلی اور چھلانگ مار کر لان میں اتر گئی اور اتفاق سے اس وقت وہاں وقار کا کوئی آدمی بھی نہ تھا۔

لارا نے اپنی جنگلی صلاحتیوں کو مد نظر رکھا اور انھیں بروئے کار لائی اور وہ ہاتھ میں پکڑی تمام چیزوں کا شاپر منہ میں دبائے وہ وقار سادانی کے بنگلے کی دیوار پھلانگ کر باہر نکل گئی۔

اور ابھی لارا کو وہاں سے نکلے دو منٹ ہوئے تھے کہ دستگیر کی اور اسکے آدمیوں کی گاڑی اسی بنگلے کے سامنے رکی اور دستگیر چہرے پر سنگلاخ

چٹانوں کی سی سختی سجاتا اپنی گن لیے باہر نکلا، اسکے تمام لوگ بھی یکے بعد دیگرے باہر نکلے اور دیکھتے ہی دیکھتے اسکے لوگوں نے وقار سادانی کے بنگلے کو چاروں طرف سے گھیر اا ور خود دستگیر، دروازے پر بیل بجاتا زرا ایک طرف ہوا اور جیسے ہی چوکیدار نے دروازہ کھولنے کے لیے قدم باہر نکالے، دستگیر نے اسے گریبان سے پکڑے اندر دھکیلا تو اسے پیچھے ہی اسے چھ عدد لوگ بھی اندر گھسے۔

دروازے پر ہوتی منہ ماری بھانپ کر وقار کے لوگوں نے فائرنگ شروع کی جس پر دستگیر نے ایک ہی ظالم مکے سے چوکیدار کو بے سدھ کیے زمین پر پٹخا اور خود بھی گن لوڈ کرتا ہوا فائرنگ کیے اندر بڑھا، باہر ہوتے حملے پر وقار سادانی کے ہاتھ پیر پھولے اور اسی وجہ سے وہ گھبرا کر اس کمرے کی سمت بھاگا جہاں لارا تھی مگر روم کا دروازہ کھولتے ہی وقار کی آنکھیں پتھرا گئیں، لیپ ٹاپ وہیں تھا، ڈرا کھلا تھا جبکہ کھڑکی کا کانچ ٹوٹا ہوا تھا۔

" لعنت ہو تم پر "

وقار سادانی نے پوری قوت سے دھاڑ کر جبڑے بھینچے اور باہر نکلا مگر تب تک دستگیر اور اسکے لوگ اسکے بنگلے پر حاوی ہو چکے تھے، وقار سادانی کے بھاگنے کا ہر رستہ ختم ہو چکا تھا سو دستگیر نے خود ہی اس چھپے بزدل کو اندر جا کر دبوچا۔

وہ خود بھی دستگیر پر گن تانے اندر ہال میں موجود تھا، اسکے تمام رکھوالے مارے جا چکے تھے سو دستگیر نے نہ تو کوئی رحم کیا نہ ترس کھایا بلکہ سیدھی گولی اس کے ہاتھ پر ماری جس کے باعث گن، وقار سادانی کے ہاتھ سے ناصرف چھوٹی بلکہ اسے بلکنے کا موقع دیے بنا وہ لپک کر اس تک پہنچا اور اسے گریبان سے گھسیٹ کر اسے بنگلے سے باہر نکالا۔

زمین پر لیٹا اپنے لہولہان ہاتھ کو دبوچ کر وہ دستگیر کو سلگتی نظروں سے گھور رہا تھا۔

ویسے تو تجھ سے بہت سے حساب باقی ہیں پر فی الحال یہ بتا لارا کہاں ہے؟"

"

دستگیر نے نہ آو دیکھا نہ تاو، جھک کر اس خبیث کا گریبان پکڑا اور اپنی گن کی پشت ہی اسکے منہ پر ماری جسکے باعث وقار کی کن پٹی پر کٹ سا لگا اور اس سے خون رسنے لگا۔

"ب۔۔بھاگ گئی ہے وہ"

وقار سادانی کے جواب پر دستگیر نے دوسرا مکا مارے اسے کچھ کہنے کی مزید مہلت ہی نہ دی، وقار کے بیہوش ہوتے ہی وہ اپنے آدمیوں کی طرف پلٹا۔ اس وقت اگر صبورا اسے اس خونخوار حالت میں دیکھتی تو بچاری کی روح فنا ہو جاتی۔

"ڈالو اس گند کو گاڑی میں اور جندل محل کے تہہ خانے میں پہنچاو، میں لارا کو دیکھتا ہوں۔۔۔نکلو تم لوگ"

دستگیر نے خشونت بھری نگاہ زمین پر بے سدھ پڑے وقار پر ڈالی اور خود اپنی گن لہراتا اندر بڑھا، سارے کمروں کی جانچ کے بعد جب وہ اس کمرے میں آیا تو کھڑکی کا کھلا کانچ دیکھتا وہ تھما، قدم اس کمرے میں بڑھائے تو بیڈ پر

پڑی سلوٹیں، اور وہیں گرالیڈیز ائیر رنگ اسے لارا کی موجودگی کا یقین دلا چکا تھا، دستگیر نے ٹوٹے کانچ والی کھڑکی کے قریب جا کر باہر جھانکا تو غیر ارادہ نظر کھلے ڈراپر پڑی تبھی دستگیر نے وہاں فوٹو البم سے نکلی تصویریں اٹھا کر دیکھیں تو جھٹکا اسے بھی لگا، وقار سادانی کے پاس زائشہ کی لاتعداد تصویریں تھیں، کسی میں وہ اکیلی تھی تو کسی میں اسکے ساتھ وقار، وہ تصویریں اس ڈراسے نکالے دستگیر جس طرح وہاں آیا اسی طرح بپھری موج بنا اس کمرے سے نکل گیا۔

....★☆☆☆☆☆★....

مانی کو وہ گھر اکیلا تو چھوڑ آیا مگر بے چین تھا تبھی یہاں پہنچتے ہی اس نے ممی اور بابا کو گھر بھیج دیا، جانے سے پہلے افراہیم صاحب نے پرکاش کو نیند کی

میڈیسن دے کر کچھ دیر سلا دیا تا کہ وہ آرام کر لے، بھجت سلینا لعلین اور شیری یہیں تھے جبکہ صارم اس وقت سے اماں کے پاس بیٹھا ہوا تھا سو کسی نے بھی انکو تنگ نہ کیا۔

سیلی بھی تھک سی گئی تھی سو لعلین کے اصرار پر وہ بھی بھجت کے ساتھ گھر چلی گئی کیونکہ گھر مدیحہ صاحبہ بہت پریشان ہو رہی تھیں۔

کھانا، گل اور سیلی بنا گئے تھے مگر لعلین کو بلکل طلب نہ تھی سو وہ شیری کے پاس ہی باہر لاونج میں بیٹھی تھی، وہ تھوڑا اداس لگ رہا تھا۔

"ویڈنگ ٹائیٹ تو سپائل ہو گئی تم دو کی"

لعلین کے کہنے پر وہ اسکی طرف دیکھتا اذیت زدہ ہوا۔

"کونسی ویڈنگ نائیٹ،۔۔۔۔"

وہ اسکی ٹون پر خفا سی ہوئی۔

"منہ دیکھائی دی اسے؟"

لعلین کے اچٹتی نظروں کے سنگ کیے اگلے سوال پر وہ جو نظریں چرا کر سامنے ہی صوفے پر نیم دراز لیٹا تھا، پھر سے لعلین کی طرف دیکھنے لگا۔

"میرا سر مزید مت گماؤ لال"

وہ اسکے ان سوالوں پر برہم ہوتا اٹھ بیٹھا۔

ٹھیک ہے تم گمالو، الجھے ہوئے ہو؟ ہارون نے جو کچھ بویا وہی کاٹا۔ اسکے "

"علاوہ کوئی ٹنشن ہے تو بتا سکتے ہو

لعلین کے نرم استفسار پر اسکے غصے پر اوس سی پڑی۔

"ہاں ایک سوال ہے"

وہ مکمل لعلین کی طرف متوجہ ہوا تو وہ بھی کشن گود میں لے کر بیٹھتی بھرپور توجہ شہریار کی طرف مبذول کر گئی۔

"پوچھو"

لعلین نے فوری جواب دیا۔

"کیا تم سب لڑکیوں کے پاس کوئی سپیشل پاور ہوتی ہے؟"

شیری کے اس سوال پر وہ جو غم زدہ سی تھی یکدم مسکرادی جبکہ شیری کو لگا اس نے اپنا مزاق اس لڑکی کے ہاتھوں خود بنوالیا۔

"تم ہنس لو پہلے"

وہ روٹھا سا بڑبڑایا تو لعلین نے معذرت کرتے اپنی مسکراہٹ ختم کی۔

"آئی ایم سوری، لیکن تم نے سوال ہی ایسا کیا۔۔۔کونسی پاور، ایکسپلین کرو"

لعلین نے اپنے مسکرانے کی تلافی کرتے اس بار پر خلوص ہو کر پوچھا۔

"یہی مردوں کو بہکانے کی"

اس بار وہ منہ بسور کر بولا جس پر لعلین کی دھیمی دھیمی متورم آنکھیں مسکرائیں، شیری یوں منہ بناتا اسے بہت دن بعد پیارا لگا۔

"تو لگتا ہے مانی نے تمہیں تھوڑا سا بہکا دیا"

وہ اسکی دکھتی رگ بڑے شوق سے پکڑ چکی تھی اور وہ اپنے منہ سے یہ سب سلپ ہونے پر سر کسی دیوار سے دے مارنا چاہتا تھا۔

"تمہیں کچھ بتانا ہی فضول ہے"

وہ پھر بگھڑا جبکہ لعلین اس بار اٹھ کر اسکے ساتھ جا کر بیٹھی۔

مجھے اگر دوست واپس چاہتے ہو تو دل کی ہر بات شئیر بھی کرنی پڑے گی،"

"بتاو کیا ہوا ہے۔۔۔۔۔

وہ ساری شرارت بھلائے اسکی آنکھوں میں پھیلی ان گنت بے چینیوں کو شمار کرتی بولی تو شہریار نے اپنی نظریں پھر سے بوکھلا کر چرا لیں۔

سب پھیکا ہے، کھیل ہے، نفرت ہے شدید پھر بھی وہ اپنی طرف مائل کر"

رہی تھی۔۔۔آہ لعلین آہ!

،کتنا اچھا ہوتا کہ تم مجھ سے شادی کر لیتی۔ ہم لڑتے جھگڑتے، ایک دوسرے کا دکھ بانٹتے تو ایک دن محبت بھی ہو جاتی۔۔۔۔۔عام سی اچھی والی، جو ہر کسی کو ہو جاتی ہے، بھیانک اور اچانک ہوتی قربتوں کے انجام بھی بھیانک ہوتے ہوں گے"

وہ اسے یہ کہتے بہت تکلیف میں لگا اور وہ اس بات پر ہنسی روک نہ سکی۔

پاگل ! محبت یوں تھوڑی ہوتی ہے کہ اسکی پلاننگ کی جائے یا اسکی شدت "
کا کنٹرول اپنے ہاتھ میں لیا جائے، ہمیں بھی نہ ہوتی بھلے ہم جتنا لڑتے،
جھگڑتے یا دکھ سکھ بانٹتے۔ یہ محبت تو تبھی ہوتی ہے جب اسکا وقت مقرر
"ہوتا ہے، تم یہ چھوڑو میرے ایک سوال کا جواب دو
لعلین کی ابھی پچھلی باتیں اس سے سلجھی نہ تھیں اور اس لڑکی نے نئے
الجھاو سونپ دیے، وہ اسکے تمہید باندھنے پر سنجیدہ ہو کر اسکی طرف آس
سے دیکھنے لگا جیسے اسکے سوال کا شدت سے منتظر ہو۔
کیا سیلی کو دیکھ کر تمہیں اب بھی ان سے جڑی محبت محسوس ہوتی ہے، "
"مطلب وہ جنون، شدت ؟
وہ جانتی تھی وہ پہلے سے ہارون کی موت پر افسردہ ہے اوپر سے لال بھی
اسکے زخم کرید رہی تھی پر یہ ضروری تھا۔
اسکے سوال پر وہ زیادہ دور نہ گیا بلکہ کچھ لمحے پہلے کا منظر سوچا جب سیلی اور
بھجت کو ایک ساتھ دیکھ کر اس نے دل میں لگی آگ کو کوئی شدت پکڑتے

محسوس نہ کیا، بلکہ وہ اپنے جنون کو یکسر بھول چکا تھا، جیسے وہ سب ایک سراب ہو۔

وہ سہم گیا، نظر لعلین پر ڈالی تو وہ مسکرا کر اسے گہری نظروں سے دیکھنے میں محو تھی۔

"مجھے سیلی سے چڑ ہونے لگی ہے"

وہ بدحواسی کی کیفیت میں بولا جبکہ لعلین کو اسکا یہ متوقع جواب عجیب سی راحت دے گیا۔

تمہیں پتا ہے سیلی پریگنٹ نہیں تھی، اس نے جھوٹ بولا تھا، صرف اس" "لیے کہ وہ تم سے اپنا بچاو کریں۔

لعلین کی اس بات پر شہریار نے سرخ ہوتی آنکھوں کے سنگ بوجھل ہو جاتی لعلین کو دیکھا۔

جب تمہیں پتا چلا کہ وہ ماں بننے والی ہیں تو تم نے وہی ری ایکش دیا جو آپیا" کی توقع تھی، وہ تو تمہارے جذبات کو ہمیشہ سے پہچانتی آئی تھیں جو کھوکھلے

اور جنونی تھے تبھی تم سے بھاگتی تھیں، پھر اس دن تو تم نے انھیں یقین دلایا۔ مرد جس عورت سے محبت کرتا ہے اسے کچھ بھی ہو جائے کسی دوسرے مرد کے لیے نہیں چھوڑتا لیکن تم نے اس جھوٹ پر یقین کرتے ہی سیلی کو اچھوت قرار دیا، ایسا ہی ہے؟ تم جو انکو حاصل کرنے والے تھے، پھر نفرت سے مارنے کا فیصلہ کر بیٹھے۔۔۔۔۔۔۔ کیونکہ تمہاری انا پر وار ہوا اس خبر سے، تم جس مرضی سے جا کر پوچھ لو، کسی سیانے سے مشورہ لے لو، وہ تمہیں یہی کہے گا کہ تم نے سیلی سے کبھی محبت نہیں کی، محبت تو ہاتھوں میں محبوب کو دعا کی طرح اٹھا کر رکھنے کا نام ہے، اسے بے آبرو، بے بس اور برباد کر کے مارنے کا نہیں"

وہ یہ سب آزردگی سے کہتی گئی اور شہریار جدون کے اندر قیامت کا سا سماں برپا تھا، انگ انگ شدید درد میں مبتلا تھا، وہ اپنی آنکھیں اسکے رندے چہرے سے ہٹا گئی۔

مانی کے لیے سوچتے ہو؟اسکی تکلیف اگر تمہیں اثر کرتی ہے؟اسکے کہے "
لفظ اگر تادیر تمہارے ذہن کے گبند میں گھونجتے ہیں تو یہ تشویشناک ہے،
"اب تو تم نے کہا تم مائل بھی ہوئے ہو۔۔۔۔۔
وہ اپنی آنکھیں اپنے ہاتھوں پر رکھے بولی تو شیری نے گہرا سانس کھینچا، دل و
دماغ کی تکلیف بڑھ رہی تھی، علاج مسیر نہیں تھا۔
مائل ہوا تھا مگر اسکی تکلیف کو کم کرنے کی طرف، نہ کہ کسی جذبے کے "
تحت۔۔۔وہ اس سب کے لیے بہت چھوٹی ہے، خو مخواہ اس سب میں
پھنسی ہے اور میں اس سے صرف اتنی ہمدردی کر سکتا ہوں کہ اپنے آپ کو
اسکے دل سے نکالنے کی ہر ممکنہ کوشش کروں۔۔۔۔تم نہیں جانتی لال
لیکن مجھے بس تھوڑی سی آزادی ملی ہے اسکے بعد مجھے بھی اپنے گناہوں کا
کفارہ دینا ہے، جو میرے ضمیر پر بوجھ ہے اسے اتارے بنا میں چین کی نیند
نہیں سو سکتا۔۔۔۔سو اس آزادی کے بیچ مجھے مانی کو بھی خود سے آزاد کرنا
ہے"

شہریار کی آنکھوں میں امڈتے تاسف پر لعلین بھی غم زدہ ہوئی، وہ اسے انتہائی ذہنی دباو میں لگا۔

تم کوشش کرلو، دل میں سچ میں بسنے والے اتنی آسانی سے نہیں نکلتے"

شیری۔ وہ پیور ہارٹ ہے، ایک شفاف دل۔ اس بچی کے دل پر پہلی دستک تم نے دی اور اس پگلی نے اس محبت کے تناور درخت تلے اپنی قبر کھود لی۔ میرا نہیں خیال وہ تمہارے لیے کبھی بے رحم ہو گی، ایسے دل والے یا تو محبوب پر مر جاتے ہیں یا سچ میں اس دنیا کو چھوڑ دیتے ہیں، تم بھی اگر اس

"سے ایک اختیار سے باہر چیز طلب کرو گے تو وہ مر جائے گی

لعلین نے اسکی آنکھیں اب نہ دیکھیں اور یہ کہتی اسکے پاس سے اٹھی تو نظر ، عینی کے کمرے سے نکلتے صارم پر پڑی تو وہ اسکے پاس آکر سامنے بیٹھنے پر خود بھی بیٹھ گئی، عینی بہتر تھیں مگر ہارون کے لیے وہ ماں اندر ہی اندر تڑپ رہی تھی۔

صارم کی نظروں سے شہریار کی اجڑی آنکھیں مخفی نہ رہ سکیں۔

"اسے کیا ہوا ہے؟"

صارم نے شیری کو بغور دیکھا تو وہ دقت سے سانس لیتا مزید خود کو نہ سنبھال پایا اور تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا اوپر چلا گیا، تبھی صارم نے اسکی تکلیف سی بھانپے لعلین سے پوچھا۔

محبت ہے یا محبت نہیں ہے، یہ بعث اسکی جان نکال رہی ہے، اور پھر"
ہارون کے ساتھ اسکا اور میرا سارا بچپن گزرا ہے بس اسی لیے اس بے رحم
"کی موت نے دل تڑپائے ہوئے ہیں

لعلین نے جواب پر صارم نے بھی آنکھوں میں شکوے اور سوال سے بھر لائے۔

"کیا یہ اپنی بیوی سے محبت نہیں کرتا؟"

صارم کے اس سوال پر خود لعلین حیرت زدہ ہوئی مگر صارم اسے جس طرح فون پر بات کرتا دیکھ چکا تھا اسے یہ سوال کرنا ضروری لگا۔

" آج ہی اسکی شادی تھی، بارات تھی۔۔۔۔ محبت۔۔۔۔"

لعکین کے اس انکشاف اور یکدم خاموش ہونے پر حقیقا صارم کو جھٹکا لگا، شادی کے دن ہارون کی موت، صارم کو شیری کی تکلیف اب سمجھ آئی۔ اوہ! پھر اسکی چڑ بنتی تھی۔ میں نے خوامخواہ اسے سنا دی۔ دراصل جب ہم" آرہے تھے تو اسکی بیوی کی کال آئی تھی، جھاڑ رہا تھا اسے۔۔۔۔۔ مس "انڈر سٹینڈ نگ ہو گئی۔۔۔۔

صارم کے معاملہ کلئیر کرنے پر وہ ہلکا سا مسکرائی، صارم واقعی ہارون سے بہت الگ تھا، کہاں وہ لاپرواہ سا اور کہاں یہ ہر چھوٹے سے معاملے کا خیال رکھنے والا۔

دراصل اسکی بیوی اس سے عمر میں بہت چھوٹی ہے، آٹھارہ کی بھی نہیں" ہے۔ اور کچھ شادی بھی شیری کی مرضی کے خلاف ہوئی ہے تو تبھی اسکا یہ سرد رویہ ہے دوسرا وہ ذہنی طور پر کافی سارے معاملات کو لے کر دباو میں ہے۔ اللہ نے چاہا تو بہتر ہو جائے گا، تم بتاو صارم۔۔۔۔۔ کہاں رہے ہو؟ "کیسی زندگی جی ہے؟

وہ اسکی شیری کے لیے فکر ہٹائے آخر تک تجسس اور تاسف سے بولی تو وہ دلخراش سا مسکرایا۔

"سچائی تو تمہیں پتا چل چکی ہے، شائلہ امی کی موت کے بعد سے انکے بھائی کے ساتھ ہی رہا ہوں، ڈاکٹری کی تعلیم مکمل کرتے ہی چھوٹی سی علاقے میں ڈسپنسری کھولی ہے، اچھا لگتا تھا کہ رب نے میرے ہاتھ میں میری نہ سہی بہت سوں کی شفاء رکھی ہے، بس ماما جی کے ساتھ جیتا رہا ہوں، بابا اور اماں کی تلاش سات آٹھ سال سے کر رہا ہوں۔۔۔۔۔۔

وہ سب سے زیادہ خوش صارم کے ڈاکٹر ہونے پر ہوئی، عینی اور پرکاش کے صبر کا واقعی صارم انعام تھا۔

"تمہاری شفاء عینی اور پرکاش بابا کا سایہ ہے، مجھے، سیلی اور شہریار کو بھی عینی اور پرکاش نے ہارون کی طرح پیار دیا۔ وہ تمہیں بہت مس کیا کرتیں لیکن مسکرا کر، شاید اللہ ماؤں کے دل کو خود سے جوڑ لیتا ہے تبھی ڈھارس بخش

دیتا ہے۔ جب تمہارے زندہ ہونے کی خبر ملی تو بہت دعا کی کہ تم مل جاو،
"عینی کا صبر، انکا شکر، تم اسکی عملی شکل ہو
ماضی کو یاد کرتے لعلین کی آنکھیں نم ہوئیں تو ان سب کا خوبصورت بچپن
جان کر وہ تھوڑا آزردہ ہوا کیونکہ اس نے اپنی زندگی کے تیس سال گنوا جو
دیے تھے۔
ابھی وہ مجھ سے باتیں کر رہی تھیں، تمہارا ہی ذکر کرتی رہیں کہ انکی"
دعاوں میں صارم اور لال سب سے اول رہا کرتے تھے، تمہارے ساتھ جو
ہارون نے کیا وہ بھی بتایا، بہت تکلیف ہوئی جان کر، وہ ہارون کی شرارتیں
بتاتی بتاتیں رونے لگیں پھر آنکھیں بند کیں، بھلے وہ میرے مل جانے پر
خوش ہیں، صبر کر رہی ہیں لیکن اس سنگدل کی کمی، اسکے لمس، اسکی آواز،
"اسکی آنکھیں، اسکی موجودگی، اماں کی حسرت بن گئی ہے
یہ بتاتے صارم پرکاش کی مضبوط آنکھیں بھی بھیگیں تو چند آنسو لعلین کی
آنکھوں سے بھی ٹپک پڑے۔

"تم جلد انکی ی۔۔یہ حسرت سمیٹ لوگے، مجھے یقین ہے"

وہ خود تکلیف سے رند جاتی آواز سے بولی جس پر وہ اپنی کمزور پڑتی حالت پر قابو پائے پر امید مسکرایا۔

وہ بہتر ہو جائیں تو دیکھنا تمہارے لیے سب سے پہلے لڑکی ڈھونڈیں"

"گی۔۔۔۔

یہ لعلین نے دکھ کم کرنے کی نیت کو کہا تو اس بار افسردہ سا مسکرایا۔

"اسکی ضرورت نہیں ہو گی، میرا نکاح ہو چکا ہے"

وہ یہ بتا کر لعلین کی ساری افسردگی کو خوشی میں بدل گیا تو وہ کھلکھلا سی دی۔

ارے واہ، لو جی عینی کی تو تم نے مشکل حل کر دی۔۔۔کون ہے؟ کہاں"

"رہتی ہے؟ پسند ہے تمہیں؟

لعلین کے اتنے سارے سوالات پر وہ بھی ساری تکلیف بھلائے ہنسا اور اگلے ہی لمحے اپنی جیکٹ کی جیب سے اپنا فون نکالا، ایک سال پہلے وہ شاید عید کی تصویر تھی جو اسکے پاس آخری یادگار تھی۔

اسے اوپن کیے صارم نے اپنا فون لال کو دیا تو اس نے فوری تھاما۔

وہاں وہ بہت پیاری سی سدرہ تو تھی مگر اس ساتھ بیٹھے چہرے کو دیکھ کر لعلین کے چہرے کا رنگ سا بدلا، اسے لگا اس نے وہ چہرہ کہیں دیکھا ہے، لیکن اس وقت یہ یاد نہ تھا کہ کہاں، وجہ یہ تھی کہ لعلین نور اب بہت بدل چکی تھیں، انکے بال بھی کمر تک تھے اور سجنا سنورنا انہوں سے کئی سالوں سے چھوڑ دیا تھا جبکہ لعلین نے لال نور کی تصویر، لئیق کے بیڈ روم میں دیکھ رکھی تھی۔

فی الحال ذہن معاوف تھا تبھی اس نے اس معاملے کو بعد کے لیے رکھا اور سدرہ کو دیکھا۔

"یہ سدرہ ہے، اور اسکے ساتھ اسکی بے بے ہیں۔۔۔ ہمارے علاقے کی ناصرف استانی ہیں بلکہ شمائلہ امی کی دوست بھی تھیں، سدرہ کے بابا کی ڈیتھ کے بعد انکی منہ بولی بہن نے ہی سدرہ کو پالا۔۔۔۔ شمائلہ امی کی ہوتے ہی میرا اس سے نکاح ہو گیا تھا"

صارم کے بتانے پر وہ مسکرا کر فون واپس صارم کو دے چکی تھی۔

"بہت پیاری ہے تمہاری سدرہ، محبت کرتے ہو اس سے؟"

لعلین کو لگا ہی نہیں تھا کہ وہ اسکے لیے اجنبی ہے، اسکی عینی کا صارم اسکے لیے بھی بہت عزیز تھا اور خود صارم کو یہاں کسی نے اجنبیت کا احساس بھی ہونے نہ دیا، وہ لعلین کے سوال پر جاذب سا مسکرایا۔

" ہمم۔۔۔ کچی عمر کا پکا عشق کہہ لو۔۔۔۔۔"

وہ یہ جواب دیتے اسے بہت پیارا لگا تبھی وہ بھی ہنسی۔

"اللہ اسے تمہارا سکون بنائیں، اگر تمہیں بھوک لگی ہے تو کھانا لگا دوں؟"

لعلین نے اسکی طرف دیکھا جو خاصا تھک سا گیا تھا، لعلین کے پوچھنے پر وہ رسان سے منع کر گیا کیونکہ کچھ دیر وہ سونا چاہتا تھا۔

"نہیں، کچھ دیر سونا چاہتا ہوں"

صارم کے جواب پر وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"آو روم دیکھاتی ہوں تمہیں، یہاں صوفے پر کمفرٹیبل نہیں ہو گے تم"

صارم کو وہیں دراز ہوتا دیکھتی وہ فکر سے بولی۔

"پہلوان آدمی ہوں، تختے پر بھی سو سکتا ہوں۔پر سکون نیند نہیں چاہتا بس دماغ کو ہلکا کرنے کو سستانا ہے۔تم عینی کے پاس جا کر سو سکتی ہو لعلین۔۔۔۔ تھکی لگ رہی ہو اور اس سستے وحید مراد کو بھی کہہ دو کہ کچھ دیر ذہن کو سکون دے ورنہ دماغ پھٹ جاتا ہے"

کمال ادائے بے نیازی دیکھاتا وہ وہیں لیٹا تو لعلین بھی اسکے شیری کو یہ شرارت بھرے لقب دینے پر مسکراتی ہوئی کمرے میں چلی گئی جبکہ شہریار جدون کو واقعی آرام کی ضرورت تھی۔

وہیں دوسری طرف گل لالہ اور افراہیم گھر پہنچ چکے تھے،افراہیم تو آتے ہی کسی کال کو سننے لان میں ہی رک گئے مگر گل لالہ اپنے کمرے میں آئیں تو مانی کو کھڑکی کے ساتھ لگ کر کھڑا دیکھتیں وہ اندر آئیں تو وہ جو اداسی کے سنگ وقت کاٹ رہی تھی،پلٹی۔

"میرا بچہ سویا نہیں ہے؟"

گل نے قریب آتے ہی اسکی ملائم گال سہلائی تو وہ بھی رسان سے نفی میں سر ہلا گئی مگر وہ اسکو لاحق گرمائش پر فکر مند ہوئیں۔

شیری نے سونے ہی نہیں دیا، انکو میرا انکے کمرے میں ہونا برداشت "
"نہیں ہے۔ سو یہاں آ گئی

وہ اسکے زندگی کی رمک سے بے نیاز جواب پر مزید بوجھل ہوئیں اور لاڈ سے مانی کو پکڑ کر خود سے لگایا۔

بہت ہی کوئی فضول حرکت کی ہے اس لڑکے نے، تم دیکھنا اسکی طبعیت تو"
میں صاف کروں گی۔۔۔ بخار ہے تمہیں مانی اور تم یوں ٹھنڈی ہوا کے سامنے کھڑکی سے نجانے کب سے لگی کھڑی ہو، آو روم میں۔ دیکھتی ہوں
"وہ تمہیں کیسے روم سے نکالتا ہے

گل لالہ کو شیری پر اس وقت اخیر غصہ تھا، گل نے اسکا ہاتھ پکڑے کمرے سے نکلنا چاہا تو وہ انکا ہاتھ جکڑ لیتی روہانسی ہوئی۔

"ممی پ۔۔ پلیز"

وہ باقاعدہ خوفزدہ ہوئی تو گل لالہ کا دل دکھا۔

"میرے ہوتے ہوئے تم یہ پلیز وغیرہ کا لفظ بالکل یوز مت کرنا مانی، اپنے حق سے چپ چاپ دستبردار ہونے والوں کو اگلے بھی پیروں تلے روند دیتے ہیں۔ تمہیں اسکے سامنے رہنا ہے، میں جانتی ہوں اسے راہ راست پر لانا تم جیسی نازک اور چھوٹی بچی کے لیے ابھی ناممکن ہے لیکن تم دو کے بیچ موجود نکاح کی کشش تمہاری ہر لمحہ مدد کرے گی۔ آوشا باش، اگر اسے کوئی مسئلہ ہے تو وہ نکلے کمرے سے، تم نہیں۔۔۔اور رونا تو بالکل نہیں ہے"

بہت پیار سے وہ اسکو قائل کرتیں اپنے کمرے سے لے جا کر شیری کے کمرے میں لائیں تو ایک لمحہ اسکا دل بھی کانپا۔

"کچھ کھایا ہے تم نے؟"

وہ اسے بیڈ پر لا کر بیٹھاتیں پیار سے بولیں تو مانی نے نفی میں گردن ہلائی، اس لڑکی کے چہرے پر ہنوز خزن و ملال کا پہرہ تھا۔

"کیا کھاو گی؟ بتاو میں بنواتی ہوں۔۔۔"

گل لالہ کی اتنی توجہ مانی کو مزید رونے پر اکسا رہی تھی۔

"مجھے ب۔ بھوک نہیں ہے"

آنسو آنکھوں میں بمشکل دباتی وہ بولی مگر آواز بھر سی گئی اور گل لالہ کا بس نہیں چل رہا تھا ابھی جا کر شیری کو دو کھینچ کر لگا تیں۔

یوں خالی پیٹ نہیں سوتے، بتاو کیا پسند ہے۔۔۔ میں خود بنا کر دوں گی"

"اپنی بیٹی کو

گل لالہ اس معصوم کو بھرپور توجہ دے کر شیری کے برے رویے کا ازالہ کر رہی تھیں۔

ن۔۔ نہیں آپ شرمندہ مت کریں مما۔۔۔ مجھے سچ میں بھوک نہیں"

" ہے۔

وہ انکے اتنے پیار پر پریشان سی ہوئی تو گل نے پیار سے اسکی پیشانی چومی۔

ٹھیک ہے، اگر بھوک لگ بھی جائے تو کھانا بنا ہوا ہے، کوثر کو کہنا گرم کر"
دے، اسکا کچن کے ساتھ ہی کوارٹر ہے۔۔۔اب تم ہر فکر اور پریشانی بھول
کر سو جاو، اس بتتمیز کی کسی بات کو سوچنے کی ضرورت نہیں۔ کل آئے تو
"اسکی درگت میں خود بناوں گی

اسکی اداسی بھانپ کر گل نے مزید اصرار نہ کیا اور پیار سے مانی کو شب بخیر
کہتیں اٹھیں اور کمرے سے چلی گئیں تو مانی نے بھی گہرا سانس کھینچا اور تکیے
پر سر رکھے لیٹ گئی، باریک سا لحاف اوڑھا کیونکہ اے سی کی بہت لوو
کولنگ کے باوجود اسے ٹھنڈ لگ رہی تھی، شاید فیور کی وجہ سے، لیٹتے ہی مانی
نے اپنی آنکھیں موند لیں۔

وہیں بھجت اور سیلی بھی گھر پہنچے، مدیحہ صاحبہ مانی کی رخصتی پر تھوڑی
افسردہ تھیں سو دونوں نے سونے سے پہلے انکو کچھ دیر اپنی کمپنی دی۔
شہریار بھی کچھ دیر کھلی فضا کے سپرد اپنی گھٹن دیے واپس نیچے چلا گیا۔

.._____..

دستگیر سارا رستہ دھیان کے سنگ لارا کو تلاشتا آیا تھا کیونکہ وہ وہاں سے بھاگ کر اسکے مطابق جندل محل ہی گئی تھی، اور جیسے ہی دستگیر کی گاڑی جندل محل سے ایک منٹ کے فاصلے پر پہنچی، اسے لارا دیکھائی دی تبھی وہ فوری گاڑی سے اترتا اس تک پہنچا۔

وہ یو ایس بی اور چند تصویریں لارا نے شاپر سے نکال کر اپنی مٹھی میں جکڑلی تھیں۔

"لارا؟"

اپنے عقب سے آتی آواز پر وہ پلٹی تو دستگیر نے اپنے آدمی کو گاڑی جندل محل کے اندر کرنے کا اشارہ کیے خود اپنے قدم سپاٹ چہرے اور سرد نظروں سے خود کو دیکھتی لارا کے قریب روکے۔

"تم ٹھیک ہو؟ میں جب تک پہنچا تم بھاگ گئی تھی۔۔ شکر ہے تم مل گئی"
دستگیر کی گویا اسے سلامت دیکھ کر جان میں جان لوٹی جو کچھ نہ بولی بس سر
ہلا گئی سو دستگیر نے بھی مزید کوئی سوال جواب نہ کیا اور لارا کو لیے خود بھی
جندل محل میں داخل ہوا۔

سب اپنے اپنے کمروں میں تھے مگر لئیق باہر لان میں ہی موجود تھا کیونکہ وہ
دستگیر کا منتظر تھا۔

اپنی طرف آتے دستگیر اور اسکے ساتھ آتی لارا کو دیکھ کر وہ بھی فون سے
توجہ ہٹائے انکی طرف پلٹا۔

"لارا؟ آر یو او کے"

اسکے سر پر بندھی پٹی دیکھ کر لئیق نے نرمی سے پوچھا مگر وہ کچھ نہ بولی، لئیق
نے اسکے ہاتھ کی جانب دیکھا جہاں اس نے کچھ دبا رکھا تھا۔

"جی۔۔۔ لوئے کہاں ہے؟"

وہ سپاٹ چہرہ لیے ہی بولی تو لئیق کو اسکے سرد رویے پر تشویش ہوئی مگر اس وقت لارا کا مل جانا ہی بہت بڑی عافیت تھی۔

"روم میں ہے، جاو تم بھی آرام کرو۔اس سب پر ہم صبح بات کرتے ہیں" لئیق نے نرمی سے کہا تو وہ ربوٹک تاثر دیتی وہاں سے چلی گئی جبکہ دستگیر اور لئیق دونوں کو اسے عجیب سے رویے نے گمایا۔

"بھائی، وقار سادانی کو پکڑ لیا ہے۔۔۔ لیکن ایک بہت عجیب چیز ملی ہے"

"مجھے، یہ تصویریں۔دیکھیں

دستگیر نے لارا کے جاتے ہی اپنی جیکٹ کی جیب سے زائشہ اور وقار کی تصویر نکال کر لئیق کی سمت بڑھائی، وہ زائشہ علوی اور وقار کی عین جوانی کی ابتدائی دنوں کی تصویر تھی۔

"اوہ! تو میرا شک ٹھیک نکلا۔زائشہ اور وقار بہت پہلے سے ایک دوسرے کو جانتے تھے۔اب ان سوالوں کے جواب وقار سادانی ہی دے گا، اس وڈیو کلپ میں اس نے کسے زہر دیا، زائشہ سے اسکا کیا تعلق ہے اب یہ پتا لگانا

تمہاری ذمہ داری ہے۔ فرقان نامی آدمی کو بھی تم اب خود ہنڈل کرو مزید اسے رایان نہیں دیکھ سکتا کیونکہ کل رایان، سحر اور سونم سر واپس جا رہے ہیں انکو نیا مشن مل چکا ہے۔۔۔ جیسی کوتاہی آج کی تھی دوبارہ کوشش کرنا نہ ہو کیونکہ تم پر بہت انحصار کرتا ہوں"

لئیق کی تمام باتیں توجہ سے سننے کے بعد وہ آخر تک کچھ پشیمان سا ہوا۔

آپ بے فکر رہیں، اب کوئی کوتاہی نہیں ہو گی بھائی۔ میں اپنی جان لگا دوں گا"

دستگیر کے جواب پر لئیق نے برادرانہ شفقت کے سنگ اسکی گال تھپکی۔

مجھے تم سے یہی امید ہے دستگیر عالم، اب جاو جا کر کچھ کھاو پیو، فریش ہو کر آرام کرو۔۔۔۔ باقی معاملات صبح دیکھتے ہیں"

وہ اسے نرمی سے تاکید کیے بولا تو دستگیر فرمابرداری سے سر ہلائے جندل محل کی اندرونی طرف بڑھ گیا جبکہ لئیق نے بھی اپنے قدم کچھ دیر کسی گہری سوچ میں ڈوبنے کے بعد اندر بڑھائے۔

لارا یہاں آتو گئی تھی مگر اسکی آنکھوں میں ایک سوز اور پتھریلا پن تھا، وہ اپنا پاسپورٹ لینے آئی تھی، کیونکہ اس وڈیوز میں اس نے جس لڑکی کو دیکھا تھا وہ اسکو جانتی تھی، سو خود جا کر اس لڑکی کا گلا دبانا چاہتی تھی اوپر سے لوئے کے اتنے رنگین ماضی نے لارا کے اندر جنگ برپا کی تھی، سو وہ چاہ کر بھی اس سے اپنی ناراضگی کم نہ کر سکی۔

کمرے میں آئی تو نظر لوئے پر گئی جو نا جانے کتنے کرب میں ڈوبا منہ کے بل بیڈ پر اوندھا لیٹا کن کن سوچوں میں غرق تھا مگر اسکے وجود پر بظاہر نظر آتا طاری سکون دیکھ کر لارا کی آنکھوں سے دو آنسو ٹوٹ گرے۔

تم نے اچھا نہیں کیا لوئے، شاید میں تمہیں اتنی جلدی معاف نہ کر" سکوں"

وہ آنسو ضبط کرتی چلتی ہوئی وارڈرب کی سمت آئی اور وہ یو ایس بی اور تصویریں اس نے دھیان سے اپنے بیگ میں رکھیں، پھر اپنا وہیں لا کر میں رکھا پاسپورٹ اور نیویارک کا کریڈٹ کارڈ نکال کر اپنے بیگ میں رکھا، لارا

کے بھیانک ارادے بتا رہے تھے وہ چپ چاپ لوئے کو اس آگ میں اکیلے جلنے کے لیے چھوڑ جانے والی ہے۔

وہ لوئے کی طرف ظالم بھیگی نظریں جما کر کچھ دیر وہیں اسے دیکھتی رہی اور پھر آنکھیں بے دردی سے رگڑتی چیخ کرنے بڑھ گئی۔

.._____..

گہری رات کے سائے اپنے اندر موجود یاسیت بھی گہری کر رہے تھے۔

گاڑی بی اماں کے گھر کے چھوٹے سے ایک گاڑی کی جگہ رکھتے پورچ میں رکی تو ڈرائیور نے فوراً سے باہر نکلے صبور کے لیے دروازہ کھولا، خان بابا جو اماں بی کے منہ بولے بیٹے تھے، ہمایوں کیانی کی اطلاع پر صبور کا خوش دلی سے استقبال کرنے موجود تھے۔

وہ انکی مسکراہٹ دیکھتے ہی نہال ہوئی، قریب آتے ہی انہوں نے صبور کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"خوش آمدید بچہ"

انکا پیار امیٹھا لہجہ اور پیار صبور کو واقعی ذہنی ٹنشن بھلا گیا، ملازم کو اشارہ کیا جو فوری صبور کے بیگ لیتا اندر بڑھا۔

"شکریہ خان بابا، بی اماں کہاں ہیں"

وہ بے تاب نظروں سے اس بہت خوبصورت سبزے میں ڈوبے گھر میں انکے ساتھ بڑھی تو نظروں نے اس شفیق ہستی کو تلاشا۔

"ماڑا ابھی سوئی ہیں، طبعیت کچھ خراب تھا انکا، یہ مو یا بلڈ پریشر بڑا ظالم ہوتا ہے۔۔۔۔۔بچہ تم کہتا ہے تو بی اماں کو جگادوں؟"

وہ اسکو بی اماں کی طبعیت کا بتاتے ساتھ ہی رک کر بولے تو وہ رسان سے نفی میں گردن ہلا گئی۔

نہیں خان بابا، میں خود مل لیتی ہوں۔اگر جاگ گئیں تو ٹھیک ورنہ ان"
"سے صبح مل لوں گی

وہ متشکر سی بی اماں کے کمرے کی طرف نظریں جمائے بولی تو وہ سر ہلاتے مسکرائے۔

"جیسا تم چاہے بچہ، یہ بتاو کیا کھائے گا کیا پیئے گا؟"

میڈیسن لینے سے پہلے وہ خان بابا کو تاکید کیے سوئی تھیں کہ صبور کو آتے ہی ریسو کریں،اس سے کھانے کا لازمی پوچھیں۔

میں ڈنر کر کے آئی تھی خان بابا، بس بی اماں کے پاس جاوں گی۔ صبح ملتے"
"ہیں، آپ بھی آرام کریں۔اتنی رات آکر آپکو بے آرام کیا

وہ تھوڑی شرمندہ بھی تھی کیونکہ رات کے ساڑھے بارہ بج رہے تھے جس پر وہ مسکرا کر صبور کی نرمی سے گال سہلاتے وہاں سے چلے گئے، ہمایوں کا ڈرائیور صبور کو ڈراپ کیے ساتھ ہی خان بابا سے اجازت لیے واپسی کے لیے روانہ ہوا۔

صبور، آہستہ سے قدم اٹھاتی ہوئی بی اماں کے کمرے کی طرف بڑھی، نیم سی آسودہ روشنی انکے کمرے میں پھیلی تھی اور وہ نرم بستر پر پر سکون انداز میں سوئی تھیں جب صبور نے اپنا فون آہستگی سے دروازہ بند کیے وہیں ڈریسنگ ٹیبل پر رکھا اور مسکراتی ہوئی وہ ان تک آئی۔

"بہت مس کیا آپکو میری گھپلو"

صبور نہ صرف بیٹھی بلکہ سوئی ہوئیں نازنین کے ماتھے پر نرمی سے اپنے ہونٹ رکھتے ہی وہ انکے سینے پر سر رکھے لیٹی، انکا ہاتھ پکڑ کر چوما تو وہ جو دواوں کے اثر میں نیم جان سی غرق تھیں، سینے پر پہنچتی ٹھنڈک پر اپنی آنکھیں کھولتے ہی مسکرائیں۔

"میرا بچہ آیا ہے"

انکو جاگتا دیکھتی وہ فورا سے انکے گلے لگی تو نازنین نے اسکو خود میں سمو لیا۔

بہت اداس ہو رہی تھی، تو ڈیڈی نے آپکے پاس بھیج دیا۔۔۔۔خود بھی"
آپکی آغوش کا سکون مس کر رہی تھی، اور یہاں آتے ہی ساری اداسی دور
"ہو گئی

وہ اسکی صورت خود بھی دو تین ماہ بعد دیکھ رہی تھیں، لیکن وہ اسکی اداسی کی گہرائی جانتی تھیں تبھی صبور کی جبین چومی۔

میں تو کہتی رہتی ہوں اسے کہ دونوں ہفتے بعد مجھ بوڑھی کو مل جایا کرو،"
بھئی وہ ٹھہرا سیاسی آدمی، پھر ڈاکٹر۔ کہاں فرصت ملتی ہے سمجھ سکتی ہوں،
تبھی کہا تھا کہ صبور کو میرے پاس بھیج دے، ماوں کی تو بیٹوں کو روز
ضرورت ہوتی ہے، لیکن اتنی رات میں نکلنے کی کیا ضرورت تھی، میرا بچہ
"آئیندہ ایسی لاپرواہی نہیں کرنی

وہ ہمیشہ کی طرح انکے لاڈ کے بعد پیار اسا ڈانٹنے پر شرارت سے ہنسی۔

آپکا ڈانٹنا بھی مس کر رہی تھی، باقی آپ نے ٹھیک کہا۔ماوں کی ضرورت"
بیٹیوں کو ہمیشہ رہتی ہے لیکن مجھے تو ترس ترس کر بھی ممی کا کوئی لمس نہیں
"مل سکا

مسکراتی مسکراتی جس طرح وہ اذیت سے دوچار ہوئی، نازنین نے اسکی گال
پیار سے سہلائی۔

چھوڑ اس بے فیض کو، تجھے یہ بی اماں کم ہیں کیا۔۔۔جانتی ہوں تیری اس"
سفاک ماں کی کمی پوری نہیں کر سکی لیکن تجھ پر اور ہمایوں پر بی اماں کی جان
"بھی قربان ہے، میرا بچہ۔۔۔۔۔

وہ انکے خلوص پر واپس اپنا سر انکے سینے سے ٹکا گئی تو نازنین نے پیار سے
صبور کے بالوں میں انگلیاں سہلائیں۔

آپ اور ڈیڈی کے پیار نے ہی تو مجھ حساس صبور کیانی کو اب تک زندہ"
"رکھا ہے

وہ اداس تھی، صبور کے نکاح پر انکے سکول میں امتحان تھا جسکی وجہ سے وہ شرکت نہ کر سکی تھیں مگر ہمایوں ہر بات انکو بتاتے تھے اور ہمایوں نے صبور کی ذہنی کنڈیشن کا بھی بی اماں سے ذکر کیا تھا۔

"میرا بچہ، باقی یہ بتا ہمایوں کی جو بیوی بننے والی ہے، دیکھی ہے تو نے؟ کیسی ہے۔ تیرے اور دستگیر کے نکاح پر نہیں آ سکی پر اپنے ہمایوں کی شادی پر تو پہلی لڈی تیری اس بی اماں نے ڈالنی ہے"

وہ انکی بات پر ہنستی ہوئی اٹھ بیٹھی۔

"میں بہت اچھی ہے، ڈیڈی کی قدر کرے گی اسکا بھی سو فیصد یقین ہے۔ خود ڈیڈی کی شادی کے لیے بہت ایکسائٹڈ ہوں، بس ممی کچھ غلط نہ کر دیں اسکا ڈر لگا ہے بی اماں"

مسکراتی مسکراتی وہ زائشہ کے کچھ کر جانے کے خوف سے پیلی پڑی تو نازنین کا چہرہ بھی تاریک پڑا۔

نہیں کرے گی، ہمایوں نے تیری حفاظت کی ہے نہ اب تک تو آگے بھی"
کرے گا۔ بس اب تو میرے پاس رہ، جب تک وہ تیری اس لفنڈری ماں کو
"انجام تک نہ پہنچا دے
بی اماں کے مان سے رکنے کی خواہش وہ چاہ کر بھی جھٹلا نہ سکی۔
"میں آپکے پاس ہی ہوں بی اماں"
وہ واپس انکے سینے سے انکی چھوٹی سی صبور بنی لپٹی تو نازنین بھی پر سکون
ہوئیں مگر پھر صبور کے بجتے فون نے دونوں کو متوجہ کیا۔
صبور اٹھ کر ڈریسنگ تک پہنچی تو دستگیر کا نام دیکھ کر اسکا خون کھول اٹھا اور بی
اماں کو ہمایوں پہلے ہی صبور کے یہاں آنے کی وجہ بتا چکے تھے۔
"اٹھا لے نہیں تو تجھے ابھی ادھر سے اٹھانے آجائے گا وہ سر پھرا"
بی اماں کے شرارت سے کہنے پر وہ منہ پھلا گئی۔
اس نے مجھ سے بہت بری طرح بات کی تھی، میں نہیں اٹھاوں گی بی"
" اماں

فون اٹھا کر وہ افسردہ سی پاس ہی بیٹھی تو نازنین نے اسکا ہاتھ پکڑے چوما۔
اٹھائے گی نہیں تو سکون تجھے بی اماں کی آغوش میں بھی نہیں ملے گا، جا"
بات کر لے۔ڈانٹ لے، جھگڑ لے لیکن خاموشی صرف فساد برپا کرتی
"ہے۔۔۔جا میرا بچہ
دستگیر کے لیے بی اماں کا مدافعت بھرا نرم انداز صبور کو بھی قائل کر گیا تو وہ
فرمابرداری سے سر ہلاتی فون لیے انکے کمرے سے نکلی تو نازنین نے بھی
مسکراتے ہوئے آنکھیں موندیں۔

وہ باہر لان میں آئی تو تب تک دستگر چار پانچ بار کال ملا چکا تھا۔
"کیا تکلیف ہے تمہیں؟ فون کیوں نہیں اٹھا رہی"
فون اٹھاتے ہی دستگیر کی بے قرار ڈپٹ سن کر وہ منہ بسورتی وہیں
سیڑھیوں پر بیٹھی۔

وہی جو تمہیں ہے، بات نہیں کرنی مجھے تم جیسے بے حس سے، سچ یہی ہے"
کہ تم خود پرانے دستگیر کو کھو چکے ہو، بدزبان اور اڑیل بن گئے ہو۔ ایسا
"دستگیر نہیں چاہیے مجھے جو ایک لمحہ لگا کر میرا دل توڑ دے
وہ ابھی لئیق کے کہنے پر آرام کی نیت سے روم میں آیا تھا، مریم بی اسکے لیے
کھانا گرم کر رہی تھیں کیونکہ بھوک، تھکن اور نیند سے اس وقت بچارے
کا برا حال تھا۔

صبور کی آواز میں موجود درد اسے اپنی غلطی پر نادم کر گیا تبھی وہ سانس
کھینچتا وہیں بیڈ پر بیٹھتے ہی لیٹا۔

یار بہت پریشان تھا، اوپر سے تمہاری خود ساختہ سوچیں سہنے کی بالکل"
"برداشت ختم تھی۔ کہاں ہو صبور، میرے پاس آو۔ آئی نیڈ یو
وہ اسکی آواز کی تڑپ بھانپ کر ساری ناراضگی بھولے الٹا اسکے لیے بے
تاب ہوئی۔

میں تم سے بہت دور چلی گئی ہوں، نہ جاتی تو تمہارا رویہ مجھے مار دیتا۔ کچھ "
"دن مجھے دور رہنے دو، آئی آلسو نیڈ مائی سیلف
دور کا سن کر تو دستگیر کا اک لمحہ دل جکڑا۔
ڈونٹ ڈو دس صبور، آئی ایم سوری۔ بھائی نے ایک کام دیا تھا جو میں نے "
بگھاڑ دیا تھا سو وہ بہت غصہ تھے، اوپر سے لارا غائب ہو گئی تھی، خود بتاو اس
سچویشن میں، دستگیر عالم کیسے ٹھیک رہ سکتا ہے جب اس سے لئیق ایز دعلوی
"خفا ہو
دستگیر کی معذرت اور وجوہات نے صبور کو بھی اداس کیا کیونکہ وہ جانتی تھی
لئیق اسکے لیے کیا اہمیت رکھتا ہے۔
"اور کرو مجھ سے نکاح، کسی کام کے نہیں رہے تم"
وہ بولی تو خفا ہو کر تھی مگر وہ بے اختیار اس لڑکی کے کچھ بھی بولنے پر
مسکرایا، مطلب وہ لڑکی کوئی دنیا کا انوکھا ہی پیس تھی۔

"میری زندگی میں جو بھی غلط ہو گا تم نے آجا کر اسکا الزام اس بچارے نکاح کو ہی دینا ہے، صبور! مجھ سے کس جرم کے بدلے لیتی ہو ایسی احمقانہ سوچیں اپنے دماغ میں جڑ نیٹ کر کے؟"

وہ جانتی تھی وہ یہ کہتے ہوئے اخیر تپا ہوا ہے تبھی تو مسکرائی۔

"میں ایسی ہی ہوں، نہیں برداشت کر سکتے تھے تو مت بناتے بیوی"

مسکراہٹ دبائے ہی مشورہ آیا جس پر وہ سر کے نیچے بیڈ کے دونوں تکیے رکھتا دھیما سا مسکرایا۔

"میں تمہیں آخری دم تک برداشت کر سکتا ہوں، تم دستگیر عالم کی واحد محبت ہو۔ میرے سرد گرم لہجے کو پی جایا کرو صبور، میری محبت کی تمام شدت بھی تو تمہارے حصے آئی ہے"

وہ اسکے یکدم جذب سے اٹے اعتراف پر مسکرانا ہی بھول گئی، دل چاہا کہیں سے وہ سامنے آئے اور وہ اسکے سینے سے جا لگے۔

میں نہیں سہہ سکتی، جب جب تم مجھ پر غصہ کروگے میں تم سے سو قدم"

"دور بھاگ جاوں گی یاد رکھنا

وہ پھر سے اسکے رویے کو سوچتی روہانسی ہوئی۔

اور میں دو سو قدم تمہارے مزید قریب آوں گا، غصہ کرنے کے بعد والا"

"دستگیر عالم بڑا خطرناک ہو جاتا ہے، تم پاس ہوتی تو دیکھاتا

وہ اسکے شرارتی معنی خیز جواب پر بلش کرتی نظر جھکا گئی مگر اتنی جلدی غصہ اترنے پر اسے خود بھی رنج ہوا۔

"مجھے نہیں دیکھنا"

نروٹھا سا لہجہ جو دستگیر کو سرور بخش گیا۔

"مجھے تو دیکھانا ہے، وہ بھی بہت جلد"

وہ کچھ زیادہ ہی شوخا ہوا تو فون پر ہونے کے باوجود صبور کو گھبراہٹ ہوئی کہ کہیں سے وہ آہی نہ جائے، وہ اسکے سحر سے خوف کھاتی اس وقت انتہائی پیاری لگی۔

"مطلب تم پھر سے غصہ ہو گے"

صبور کی آواز میں کھار اپن عود اتو د ستگیر کی آنکھوں میں خمار چمکا۔

"ظاہر ہے، شدید والا"

اب وہ اسے مخص ستا رہا تھا۔

"آئی ہیٹ یو"

وہ چڑ جاتی مچلی اور وہ تہلکہ خیز مسکرا دیا۔

بٹ آئی لو ویو، تم سے آگے کچھ نہیں صبور۔ تم میں د ستگیر عالم کی فقط"

"سلامتی پوشیدہ ہے، اینڈ آئی مس سو مچ

جذب سے لبریز، اپنے شان سے اٹے اظہار کو صبور تک ارسال کیے وہ کال بند کر چکا تھا کیونکہ بھوک برداشت سے باہر اور نیند، دبائے جانے کے اختیار سے باہر ہو چکی تھی مگر صبور کا دل خوشی سے بھر گیا تھا۔

جبکہ لئیق بھی دستگیر کو بھیجنے کے بعد کچھ ضروری میلز چیک کرنے کے بعد خود بھی کمرے میں آیا تو فقط اک لعلین کی کمی نے اسکے لیے اسکا خوبصورت، سکون سے بھرا، پر آسائش کمرہ ناپسندہ سا کر دیا۔

اس لڑکی کی موجودگی لئیق ایزد علوی کا سکون اور کمی، بے سکونی تھی۔

وہ شدت سے اس وقت لعلین کو چاہتا تھا۔

فریش ہونے کی نیت کیے بڑھا مگر آدھے گھنٹے بعد جب تازہ دم ہوئے باہر نکلا تو بیڈ پر پڑا فون، لعلین کے نام سے جگمگا رہا تھا۔

عجیب سی راحت نے لئیق کے وجود کو حصار لیا۔

شاید اس لڑکی کو بھی اس وقت لئیق چاہیے تھا۔

"میں آپکو ہی یاد کر رہا تھا لعلین"

اس لڑکی کے ٹوٹے، اداس وجود میں اپنے ادا جملے سے جان ڈالتا ہوا وہ عینی کے ساتھ ہی تکیے پر سر رکھ کر لیٹی لعلین کی آنکھوں میں انتہائی خوشی بھر گیا۔

شیری کو وہ سر درد کی ٹیبلٹ اور چائے دے آئی تھی اور وہ بھی باہر ہی صارم کی طرح صوفے پر آ کر لیٹ گیا تھا۔

"میں بھی، تم نے ڈنر کیا لئیق؟ گردن کا زخم کیسا ہے تمہارا؟ آرام کیا؟"

اتنے سارے سوال سنتا ہوا وہ بیڈ تک آیا اور تکیہ سر کا ئے لیٹ گیا، تھکن تو اسکی آنکھوں میں بھی چھاوں بن کر اتری تھی۔

"ڈنر کر لیا ہے، زخم بہتر ہے، آرام آپکی آواز سنتے ہی آ گیا ہے"

وہ اسکے عشقیہ جواب پر مسکراتی ہوئی کروٹ بدل گئی تا کہ عینی کا آرام متاثر نہ ہو۔

"کیا کر رہے ہو؟"

وہ اس بار مدھم آواز میں بولی تو لئیق نے بھی مین لائیٹ آف کر کے دوسرا تکیہ بھی سر کے نیچے رکھا۔

"آپکو مس"

وہی محبت سے اٹا انداز، وہ اسے اب واقعی میں اپنے لیے تڑپا چکا تھا۔

"میں آجاوں تمہارے پاس؟"

لعلین کے سوال نے لئیق کو سکون دیا تو اسکا واقعی چلے آنا لئیق کے لیے کتنی بڑی راحت ہوتا مگر وہ اسکا بے وقت امتحان لے بیٹھنے کے ڈر سے اسے بلانا نہیں چاہتا تھا۔

"کیا کریں گی آکر؟"

سوال دلچسپ تھا اور وہ واپس عاشقانہ مسکرائی۔

"وہ جو فون پر نہیں بتایا جا سکتا"

وہ اسے شرارت بھرے جواب پر تمام تر تھکن کے ہنسا۔

"کافی سمجھدار ہو گئی ہیں"

دل سے کمپلیمنٹ آیا اور وہ نہال ہو کر کھلکھلائی۔

"ہمم۔۔۔ محبت سے بھرے شخص کی محبت میں جو گرفتار ہو گئی ہوں"

لعلین کے جواب پر وہ لمحہ بھر مسکرانا ہی بھول گیا، یہ لڑکی ایسی باتیں دور سے کرتی زیادہ گرویدہ کر رہی تھی۔

"ایسا ہوں کیا؟"

وہ ٹال بھی اتنا حسین رہا تھا کہ وہ لمحہ بھر خاموش ہوئی۔

"تمہاری محبت ٹھنڈی چھاوں کی طرح ہے، جب مجھے لگتا ہے کہ ہر طرف دھوپ ہے تو صرف تمہاری طرف دیکھنا بھی دل سے اس دھوپ کی تپش کا خوف گھٹانے لگتا ہے، مجھے تم سے کال پر بات کرنا بھی بہت اچھا لگ رہا ہے لئیق، تمہیں اگر مجھ سے میرا اظہار چاہیے ہوا تو مجھے لمبی سی کال کرنا، کیونکہ تمہارے سامنے میں زیادہ نہیں بول پاتی"

وہ یہ سب کہتی لئیق ایزد کی دھڑکنوں سے کھیل رہی تھی اور وہ اس لڑکی کے خود پر کھلتے یہ نئے نئے روپ تسخیر کرنے سے لطف و لذت کے نئے نئے زائقے دریافت کر رہا تھا۔

"لیکن اگر مجھے آپکا اظہار کسی دن روبرو درکار ہوا پھر؟"

وہ اسکے جان لیوا سوال پر لمحہ بھر خاموش ہوئی، اسکی خاموشی نے لئیق ایزد سے کروڑوں سرگوشیاں کر ڈالیں۔

تُو سکون کل ہے، تُو سکون کل ہے کا ورد کرتی لعلین کی دھڑکنیں، لئیق کے کانوں سے جڑھ گئیں۔

پھر بھی دوں گی اظہار لیکن تم جان لو وہ اظہار عافیت کوش کے بچائے"

"عافیت سوز بنے گا

وہ جس معنی خیزی سے بولی وہ لئیق سمجھ چکا تھا تبھی تو دونوں ایک سا منظر تھما دیتا مسکرائے۔

چھوڑیں پھر یہ سب، کل واپس آجایئے گا، پرسوں مجھے اہم کام سے روانہ"

"ہونا ہے، میں آپکے ساتھ کچھ وقت گزارنے کا خواہشمند ہوں

وہ اسکی خواہش پر دل و جان کو مائل وفدا محسوس کرتی مسکرائی۔

آجاوں گی، لینے آجانا۔۔۔۔بہت تھک گئے ہو گے۔ سو جاو تاکہ آرام"

"ملے، کل ملتے ہیں

وہ اسکی فکر میں اسکے لیے اب بھی پریشان تھی اور واقعی لئیق کی آنکھیں بھی خفیف سی بھاری ہو رہی تھیں۔

"ہمم۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔۔آپ بھی آرام کریں"
لئیق نے کہہ کر فون رکھنا چاہا مگر لعلین کی سرگوشی پر رک کر فون واپس کان سے جوڑا۔

"تمہارے ساتھ بیتے ہر لمحے کی حدت تمہاری غیر موجودگی میں بھی مجھ پر حاوی رہتی ہے لئیق، اور مجھے اس فیلنگ سے بہت گہرا پیار ہو رہا ہے۔آئی کانٹ ایکسپلین۔۔۔"

وہ اسکے اس روح مہکاتے اعتراف پر اس لمحے کا سکون کا کسی دنیاوی لذت سے موازنہ نہ کر سکتا تھا۔

"لیکن میں چاہتا ہوں کہ جس لمحے لئیق ایزد علوی آپکے پاس موجود نہیں اس لمحہ آپکو اسکی کمی اس شدت سے محسوس ہو کہ آپ جہاں کہیں ہوں، مجھ تک چلی آئیں۔۔۔۔"

وہ پس پردہ اسے اس وقت اپنے پاس چاہنے کا کہہ کر لعلین کے دل کی دھڑکنیں بڑھا چکا تھا۔

"ابھی آوں واقعی میں کیا؟"

وہ اس بار تھوڑی گھبرائی۔

"پاگل ہیں کیا، ایک بج رہا۔۔۔۔ابھی آپ یہ سمجھیں کہ اس لیول تک

"ہمارا رشتہ نہیں پہنچا، نیکسٹ ٹائم

وہ اسکے جواب پر مسکراتی ہوئی بہت پیاری لگی۔

اسے پاگل اس وقت لئیق لگا۔

"رشتہ تو بہت آگے جا چکا، چلو تم موج کر لو۔۔۔۔لیکن یہ آخری عیاشی

"ہو گی۔۔۔۔اگلی بار ایسا کہو گے تو کہیں سے بھی واقعی آجاوں گی

وہ اسے چیلنج کرتی حسین لگی تبھی وہ ہنسا۔

"سچ میں؟"

وہ پراسرار ہوا۔

"بالکل، کل کے بعد بھی شک میں ہو؟"

وہ اسے جن کل کے جادوئی لمحات کی یاد دلا بیٹھی تھی اس کے بعد تو لئیق کے لیے سونا واقعی مشکل تھا۔

کاش کل رات کے کچھ بے خود لمحے میں کہیں قید کر لیتا۔۔۔۔۔ چلیں "

"اب بھاگیں، میری نیت بگھڑ رہی ہے۔۔۔۔ بائے

وہ مزید بات بڑھ جانے کے خدشے سے جیسے یکدم بائے کہہ کر رابطہ توڑ گیا، لعلین نے کتنی ہی دیر اس کی خواہش کو محسوس کیے دل کو بے تاب محسوس کیا۔

وہ لئیق اس وقت اسکی محبت چاہتا تھا؟ یہ سوچنا ہی لعلین کو عجیب سا سکون دے گیا۔

فون رکھ کر وہ عینی کی طرف کروٹ بدل گئی تو مسکراہٹ میں درد شامل ہوا تبھی وہ انکا بے جان سا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر چومتی اپنی افسردہ آنکھیں موند گئی۔

....★☆☆☆☆☆★....

چینج کیے اپنے سر پر بندھی پٹی کھول کر وہ باہر نکلی تو لوئے اب بھی ویسے ہی لیٹا تھا اور مزید وہ اپنا دل جلانے کی پوزیشن میں نہ تھی سو اس سے پہلے صبح واپسی کی فلائیٹ سے پہلے کچھ دیر منتشر اور بدحواس دماغ کو پر سکون کرنے کے لیے صوفے کی سمت جاتی، پیر کے صوفے کے پاوں سے غیر ارادہ ٹکرانے پر ہوتے درد سے وہ آنکھیں سختی سے میچ گئی وہیں آہٹ پر وہ جو اپنی تکلیف میں تنہا جل رہا تھا، سرعت سے حواسوں کے جنجھوڑے جانے پر کروٹ پلٹا تو لارا کو دیکھ کر اسکی آنکھیں حیرت سے ٹھہر گئیں، لمحہ لگا کر وہ بیڈ سے اٹھ کر اس تک پہنچا۔

"لارا"

اسکی بازو پکڑے نرمی اپنی طرف پلٹا کر اپنے حصار میں سمونا چاہا تو وہ سرد نگاہوں سے اسکو گھورتی اسے خود سے دور کیے، لوئے کی مزید جان اسکے جسم سے سرکا کر رکھ گئی۔

ابھی تم سے کوئی بات نہیں ک۔۔ کرنی مجھے، میرے سر میں بہت درد"

"ہے سونا چاہتی ہوں

اس سے پہلے کہ وہ اپنے ڈوبتے دل کو تقویت دینے کو اسے گلے لگتا، لارا نے سنگدلی سے اسکے چوڑے سینے پر ہتھیلی ٹکا کر اسے خود سے محروم کیا تو لوئے بہزاد علوی کی آنکھوں میں تکلیف لہرائی۔

تم کہاں چلی گئی تھی لارا، آئی سوئیر میں نے تمہارے بابا کو وہاں انوائیٹ"

نہیں کیا تھا نہ مجھے علم تھا۔ تم مجھے کیسے تکلیف میں تڑپتا چھوڑ کر چلی گئی، میرا

"دل کس اذیت میں تھا تمہیں خبر نہیں ہوئی

وہ اسکے یوں اب بھی ناراض ہونے پر تڑپ اٹھا، لارا کا چہرہ تھام لیتا التجاء کرتے بولا مگر وہ ہنوز اس کو بری طرح نظر انداز کرتی اُسکے ہاتھ اپنے رخساروں سے پرے سرکا گئی۔

"نہیں ہوئی، کیونکہ تم جسے تکلیف کہتے ہو وہ میرے نزدیک بس ایک گرم ہوا کا جھونکا ہے۔۔اصل تکلیف وہ ہے جو میں دیکھ اور سہہ کر آئی ہوں، اور اتنی جلدی میں اس قیامت خیز سچائیوں کو بھلا نہیں پاوں گی۔۔۔۔"

وہ اپنی ہتھیلی اسکے سینے سے لگا کر اسکو خود سے دور کر گئی تو وہ بے جان پڑتا سماعت پر برسائے قہر کے بوجھ کے سبب چند قدم دور ہوا، اسکی آنکھوں میں لارا کے ایسے رویے نے کرب بھرا، وہ اسے کیسے ان حالات میں یوں تکلیف دے سکتی ہے جب اسے لارا کی سب سے زیادہ ضرورت تھی۔

"ایسا کیا ہوا ہے لارا؟ پلیز ٹیل می۔۔۔۔۔مجھے مارنا چاہتی ہو تو کوئی اور طریقہ اپناو پلیز، تمہارا یہ سرد رویہ بہت اذیت پہنچا رہا ہے۔۔۔۔بتاو نہ مجھے، کیا ہوا ہے، تم کیوں میری بات کا یقین نہیں کر رہی"

اسکی مضبوط آواز بھی لرزی مگر وہ دل پر جبر کرتی اس سے رخ پھیر گئی، کیسے وہ منظر جھٹلاتی، کیسے لوئے بہزاد علوی کے ماضی کو اتنی جلدی قبول کر لیتی۔

"میرا دل ٹوٹ گیا ہے لوئے"

وہ جس طرح بولی وہ بیچ کا فاصلہ بے اختیار مٹاتا اسے پشت سے ہی اپنے حصار میں لیے اپنا چہرہ اسکے بالوں میں چھپا گیا، شاید اس شخص کی آنکھ سے کچھ آنسو بھی ٹوٹ گرے تھے جو لارا کو اپنی گردن پر حدت پہنچاتے محسوس ہوئے۔

"م۔۔مجھے بتاو کیا ہوا ہے، کس نے توڑا دل۔۔۔کیا میں نے توڑا؟"

وہ خود بھی خوفزدہ تھا کیونکہ یہ سب سچ تھا کہ وہ لارا کا لوئے بننے سے پہلے ایک بھٹکا ہوا انسان تھا، جسے گناہ اور ثواب کی کوئی تمیز نہ تھی پر یہ لڑکی اسکے ماضی سے بری طرح ٹوٹ گئی تھی۔

ہمم۔۔تم نے توڑا، مجھے لگا تھا تمہاری گرل فرینڈز عام سی دوستیں ہوں گی"

"لیکن تم نے ان کے ساتھ راتیں گزاریں ہیں۔۔۔ایسا ہی ہے نہ؟

وہ اسکے خود کو جکڑنے پر نا صرف بگھڑی بلکہ ایک ہی جھٹکے سے لوئے کو خود سے دور کیا اور وہ یہ سمجھ نہ پایا کہ لارا اس سے یہ سب سوال کیوں کر رہی ہے۔

"بولو، خاموش کیوں ہو"

وہ اسکو سکتے کی سی کیفیت میں دیکھتی باقاعدہ اسکو پکڑ کر جنجھوڑ چکی تھی مگر لوئے بہزاد علوی تو اپنا آپ ایک ہی لمحے میں فنا محسوس کر رہا تھا۔

وہ تم سے محبت ہونے سے پہلے کی بات ہے لارا، تمہیں تو لوئے پوری ایمانداری سے ملا ہے، میں نے بہت سے گناہ کیے ہیں لیکن تم بنا پورا سچ جانے مجھ سے ناراض نہیں ہو سکتی"

وہ بھاری پڑتے لہجے کو بحال کیے جو دقت سے بولا اس پر وہ دلخراش سا ہنسی کہ وہ ہنسی لوئے کے کلیجے کو چیر گئی۔

"ناراض ہونے کے لیے کچھ بچا ہی نہیں، تم مجھے یہ سب خود بتاتے تو میں یہ کچھ بھی کر کے برداشت کر لیتی لیکن یہ سب مجھے کہیں اور سے پتا چلا، پورا

سچ واقعی نہیں جانتی لیکن جلد جان لوں گی پھر تمہاری سزا کیا ہو گی یہ تم سوچ لینا"

اسکو قریب آتا دیکھ کر وہ یوں اس سے دور سرکی جیسے لوئے کا سایہ بھی اسکو جلادے گا، وہ اسکی کوئی بات سننے پر راضی نہ تھی، چند گھنٹوں میں اس سے اسکی لارا بھی اس ظالم دنیا نے چھین لی تھی۔

"میرے ساتھ ایسا مت کرو لارا، میں خوفزدہ تھا کہ تم میرے ماضی کو جان کر کہیں مجھے چھوڑ نہ دو، جب سے تمہیں دیکھا تھا میں نے خود کو ہر گناہ سے روک دیا تھا، جس محبت نے مجھے ان دنیاوی گناہوں سے بچایا تم اس پر مجھے مت آزماو"

وہ اس لڑکی کے رویے پر جان ہارتا ہوا اسے بھی کہاں قبول تھا مگر وہ لوئے کو ان سب لڑکیوں کے قریب دیکھ کر پاگل ہو چکی تھی، ذہن اور دل کرب و اذیت میں ڈوب گئے تھے۔

میری جگہ خود کو رکھو ایک لمحہ۔۔۔۔۔۔ صرف ایک لمحہ۔۔۔ تمہاری"
"جگہ اگر میں ایسا کر چکی ہوتی؟ بولو۔۔۔ نارمل رہ پاتے تم؟
یہ سوال لوئے کو ڈس گئے تو وہ آنکھوں میں اشتعال امڈنے سے روک نہ پایا
اور لارا کی بازو بے دردی سے دبوچے اس نے اپنی طرف کھینچ کر اس لڑکی
کی سرخ ہوتی آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑیں۔
تم حد پار کر رہی ہو اپنی لارا، میں تم سے ملنے سے پہلے تک ایک نارمل"
انسان نہیں تھا، مجھے اچھے برے کی تمیز نہیں تھی، مجھے جو جس سے روکتا
" میں وہی کرتا تھا، ضد میں۔۔۔۔۔
وہ اپنی آواز میں غصہ اور لہجے میں تیزی لاتا بولا تو وہ ایک بار پھر آنکھوں میں
دنیا جہاں کی تکلیف بھر لائی۔
تم سے ملنے سے پہلے لارا ابھی عام لڑکی نہیں تھی، وحشی تھی۔ میں نے"
بھی ہمیشہ وہی کیا جو اس دنیا کے نزدیک غلط تھا، لیکن میں نے کبھی اپنے
فسٹریشن دور کرنے کے لیے کسی مرد کا سہارا نہیں لیا تھا، کسی مرد کی باہوں

میں نہیں جھولی، ناجائز سکون خود پر کسی طور حلال نہیں کیا، لیکن تم نے کیا، جتنا میں نے دیکھا وہ سب بھی تم نے کیسے کیا؟ کیا تم اپنے کیے کو

" جسٹیفائے کر سکتے ہو؟

وہ اس سے زیادہ ظالم بن کر غرائی جبکہ اس وقت وہ جسٹیفائے کر بھی سکتا تو نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"نہیں کروں گا"

وہ اسے آزاد کرتا اس سے دگنا سنگدل ہوا، صفائیاں کیوں دیتا وہ کیونکہ وہ تھا ہی ایسا، اس نے لارا اسے محبت ہونے سے پہلے ہر گناہ کو خود پر جائز رکھا تھا، اسنے اپنے ہر گناہ کو ڈنکے کی چوٹ پر کیا تھا تبھی تو اسکے سارے ثبوت اس جولیہ نے اس فلیش میں جمع کر رکھے تھے، جن میں وہ کبھی کسی برہنہ وجود رکھتی عورت سے لپٹا نظر آرہا تھا تو کبھی گناہ ثواب کی حدیں بھولتا ہوا وہ خود پر مرتی لڑکیوں کو اپنا آپ محظوظ ہو کر پیش کرتا ہوا۔

یہی امید تھی مجھے، کر بھی کیسے سکتے تھے تم، وہ سب سچ تھا۔ تم نے ایک "
بار بھی اسکی معافی مانگنی ضروری نہیں سمجھی لوئے؟ میرے حق کو یوں مجھ
سے پہلے ان لڑکیوں پر لٹانے پر تمہیں کوئی ملال نہیں تھا؟ ایک بار کہتے کہ
لارا میں نے ایسا کیا، اتنی محبت تو تم سے ہو ہی چکی ہے کہ تمہاری غلطی کو دل
بڑا کر کے معاف کر دیتی لیکن تم تو یہ سب مجھے کبھی نہ بتاتے، مجھ سے کی
" خیانت کو ممکن تھا تا عمر چھپا کر رکھتے۔۔۔۔
وہ اپنی آنکھوں میں اتر آتے آنسو اس بار دبا نہ سکی اور لوئے بہزاد کے پاس
خاموشی کے سوا کچھ باقی نہ رہا۔
تو تم میرے اس ماضی کو بنیاد بنا کر مجھے چھوڑ دو گی لارا؟ کیا اپنے باپ سے "
مل کر آئی ہو، یہ سب اس نے بتایا ہے تمہیں؟ کیونکہ تم وہ لارا نہیں جس
"سے میں نے پوری شدت سے محبت کی ہے
وہ یہ سوال کرتا اسے ظالم ترین لگا، آنکھوں میں ٹوٹے مان کی ان گنت
کرچیاں تھیں جو لارا کے سینے میں دب گئیں۔۔

چھوڑنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا پر وہ اسے یہ مشورہ دیتا ہوا سفاک لگا۔

مما بہت صبر والی تھیں سو بابا کے ماضی حال پر راضی رہیں، انھیں اس" سے مطلب تھا کہ وہ شخص انکے دامن میں اپنی موجودگی اور قربت کے کتنے خوبصورت لمحے ڈالتا ہے، محبت نہیں تھیں وہ انکی پھر بھی جب وہ مما کے ساتھ ہوتے تھے تو وہ انکو یوں چاہتی تھیں جیسے وہ شخص اس پوری دنیا میں صرف یہ اپنے قریب کرنے کا شرف انھیں ہی بخش رہا ہو۔۔۔انھیں فرق ہی نہیں پڑتا تھا کہ وہ باہر جہاں مرضی منہ مارتے رہیں، عجیب تھیں۔۔۔۔میں ان جیسی زرا بھی نہیں، مجھ میں ایسا صبر قطرہ بھی نہیں، میرا دل چاہتا ہے میں تمہیں گلے لگاوں لوئے لیکن ان لڑکیوں کے لپکتے جسموں کا خیال میرے اور تمہارے بیچ حائل ہو رہا ہے، تمہارے ان ہونٹوں پر ان لڑکیوں کے بوسے دور سے دیکھائی دے رہے ہیں۔۔۔۔۔ مجھے تم سے اپنی خوشبو نہیں آرہی، تم میری تکلیف نہیں سمجھ سکتے، کیونکہ

لارا اپنی ملکیت کے لیے بہت سفاک حد تک پاگل ہے اور شاید تمہیں بھی پاگل کر دے"

یہ سب کہہ کر وہ اس سے دور ہوئی اور خاموشی سے صوفے پر جا کر بیٹھی، لوئے کو اسکے یہ الفاظ نوچ گئے تھے، وہ لڑکی تو اسکو ان گناہوں کا مرتکب بھی سمجھ رہی تھی جو اس نے کیے ہی نہیں تھے۔

"تم مجھ سے زیادتی کر رہی ہو، کہیں منہ نہیں مارا۔۔۔۔ کیا کیا سوچ رہی ہو، اتنا گھٹیا تو تھا بھی نہیں جتنا تمہاری باتیں مجھے ثابت کر رہی ہیں، شاید وہ سب فیک ہو۔۔۔۔۔"

وہ اپنے غضب کو دباتا اسکے قدموں میں بیٹھا تو وہ اس سے منہ پھیر گئی۔

"میں نے یہی سوچ کر دل کو پھٹنے سے روک رکھا ہے، کسی کے کہے سنے میں نہیں آؤں گی سو خود سب تحقیق کروں گی۔۔۔۔ اور تم چپ چاپ مجھے ایسا کرنے دو گے، صبح چلی جاؤں گی اور اکیلی"

وہ غصے سے بھری ناراض آنکھیں لوئے پر ڈالے اسے مزید جھٹکا دے رہی تھی، اور لوئے خوفزدہ تھا کہ اگر اس لڑکی نے واقعی تحقیق کر لی تو اسکی زندگی ختم ہو جائے گی۔

"مجھ پر یقین نہیں ہے؟"

بڑے کرب سے وہ یہ پوچھ رہا تھا۔

اور وہ پگھلنا نہیں چاہتی تھی۔

مجھے سب سچ جانے بنا سکون نہیں آئے گا، نفسیاتی سمجھ لو مجھے اس معاملے میں۔۔۔تب تک تمہارے قریب نہیں آوں گی نہ تم آنے کی کوشش کرنا۔۔۔۔۔"

وہ اپنا ہاتھ بے رحمی سے اسکے ہاتھ سے چھڑوا گئی تو لوئے نے بھی اسکی پھیری آنکھوں کو دیکھا، وہ لڑکی اسکے لیے حساس تھی اور یہ سب فطری تھا پر وہ اپنے دل کا کیا کرتا جو کچھ برا ہونے کا سوچ سوچ گھٹ رہا تھا۔

میں تم سے دور نہیں رہ سکتا لارا، تم اسکی پاس رہ کر بھی تو سزا دے سکتی"
ہو۔اپنی ہر غلطی اور گناہ کی تلافی کرنے پر تیار ہوں لیکن تم میرے پاس
"رہو

جانے وہ اسکے معاملے میں کتنا بے بس تھا کہ کسی کی پرواہ نہ کرنے والا وہ
شخص اس لڑکی سے رحم کی التجاء کر رہا تھا۔

میں تمہارے پاس اس طرح نہیں رہ سکتی، تم مجھ سے اگرو۔۔واقعی محبت"
کرتے ہو تو مجھے قید مت کرنا۔میرا دم گھٹ جائے گا، میں جب تک سب
"سچ نہ جان لوں، اپنے قریب تمہیں نہیں آنے دے سکتی
وہ اس سے زیادہ بے بس تھی۔

"اور اگر یہ سب سچ نکل آیا تو سزا کی سختی کس حد تک ہو گی؟"

یہ سوال اس شخص نے زندگی بھر کی ہمت جمع کیے جس تکلیف سے پوچھا وہ
لارا کی آنکھوں میں بھی نمی سمیٹ لایا۔

"تمہاری برداشت سے باہر"

وہ پھر سے رخ موڑ گئی تو لوئے نے اسکی ہتھیلی اپنے ہاتھ میں لے کر اپنے دل سے لگائی اور آنکھیں لارا کی جھکی پلکوں پر ٹکائیں۔

"میں تمہارے پاس آگیا یہ اہم رکھنا، میں تمہارے پاس کن کن راستوں سے چل کر آیا اسے اہمیت نہ دینا لارا کیونکہ میری آخری منزل تم ہو، ایسا کبھی مت کرنا جو میں سوچ بھی نہیں سکتا، ورنہ ہمارا رشتہ ختم ہو جائے گا۔ لوئے بہزاد علوی نے تم سے رشتہ جوڑتے ہی خود کو پاک کر لیا تھا، اس ہر لمس، خیال، خواہش اور طلب سے محروم جو میری تباہی تھی، یہ بھی یاد رکھنا کہ تم سے کہیں زیادہ ضدی ہوں، ضد پر اڑا ناں تو اسی زندگی میں لوٹ جاوں گا جہاں سے تمہارے پاس آیا تھا۔ پھر میری تباہی دیکھنے پر اس دنیا میں سب سے زیادہ مجبور لارا ہو گی۔

"آرام کرو۔۔ چلی جانا نہیں روکوں گا

اپنے دل کی سست پڑتی دھڑکنیں غیر اہم جانتا وہ یہ چند بکھرے جملے ادا کیے نہ صرف اٹھا بلکہ دیکھتے ہی دیکھتے وہ لارا کی نظروں سے اوجھل ہو گیا اور وہ بس وہیں سر ٹکاتی اپنے بے لگام ہوتے آنسو ہی دباتی رہ گئی۔

لیکن اس شخص پر ضرور اسکی سانسیں تنگ ہوئی تھیں، کھلے ہوا دار لان میں کھڑے ہونے کے باوجود، تیز تیز سانس کھینچنے کے باوجود اسکے لگ رہا تھا وہ زندہ کسی قبر میں دفن کر دیا گیا ہے اور اس پہلے سے اذیت زدہ دل پر لارا کا یہ قہر حشر برپا کرنے کا موجب بن گیا تھا۔

.._____..

ایک نئی صبح عالم جہاں پر اتر چکی تھی، لارا صبح صبح نیو یارک واپس جا چکی تھی اور لوئے نے اسے بلکل نہ روکا۔

کل جمعہ گزر گیا تھا اور لئیق صوفیہ نہ جا پایا تھا، عدن کی فرمائش اس نے کہلوا کر پوری کروادی تھی پر فیروزہ کی صبح صبح اسے کال موصول ہوئی تھی کہ عدن کل اسکے نہ آنے پر بخار میں مبتلا ہو گئی ہے اور کل سے اس بچی نے کچھ بھی نہیں کھایا اور اپنے اتنے مسائل کے بیچ خود سے سرزد ہوتی اس ناانصافی پر وہ فجر کے بعد ہی نک سک تیار ہوتا صوفیہ چلا گیا۔

کچھ گھنٹوں کی اچھی نیند اسے تازہ دم کر چکی تھی۔

سب بچے اسکے کل نہ آنے پر باری باری اس سے شکوے کرتے مگر وہ آیا ہی بہت جلدی تھا کہ سب سوئے ہوئے تھے، وہ اندر صرف عدن کو دیکھنے کو بے چین تھا۔

چونکہ وہ صبح جلدی آگیا تھا تو عدن بھی ابھی جاگی ہی نہ تھی۔

فیروزہ کے ساتھ ہی وہ اسکے لیے اسکی فیورٹ سٹوری بکس اور چاکلیٹس کے گفٹ لیتا کمرے میں داخل ہوا تو وہ سنگل بیڈ پر آنکھیں بند کیے سوئی تھی۔

"بخار تو ابھی بھی ہے"

لئیق اسکے پاس ہی بیٹھا اور اپنا ہاتھ عدن کے ماتھے سے جوڑا تو فیروزہ نے اداس سا ہوئے سر ہلایا۔

"جی اب تو بہتر ہے، کل تیز تھا۔ مجھے لگتا ہے یہ بچی آپکے پرامسس پورا نہ کرنے پر ہرٹ ہوئی ہے، آپ جانتے ہیں ڈارک کمپلیکشن کے باعث بچوں کے تنگ کرنے پر وہ پہلے ہی مسکراتی کم ہے، تو آپکے نہ آنے پر گہرا اثر لے گئی۔۔ کل سارا دن مجھ سے آپکا پوچھتی رہی کہ ٹیچر کیوں نہیں آئے"

فیروزہ کے اپنے مطابق اندازہ لگا کر بتانے پر لئیق کو اپنے وعدہ پورا نہ کرنے پر آج پہلی بار بہت دکھ ہوا، وہ بچی شاید جتنی معصوم تھی اتنی ہی حساس تھی۔

"مصروفیات شدید تھیں فیروزہ، اتنے سارے معاملات تھے کہ ذہن سے بالکل نکل گیا۔ مجھے بہت افسوس ہو رہا ہے کہ میں اس کی خواہش پوری نہیں کر سکا"

لئیق نے عدن کا چھوٹا سا ہاتھ پکڑا تو وہ آہستہ آہستہ اپنی آنکھیں اسکے لمس پر کھولنے لگی مگر اس بچی کی آنکھوں میں پھیلی ساری اداسی، خوشی بنی جب اس نے اپنے پاس ٹیچر کو دیکھا۔

"عدن! ٹھیک ہو تم بچے؟"

وہ اسکو دیکھتے ہی جھجھکتے ہوئے فیروزہ کو دیکھ رہی تھی جس نے عدن کو پکڑ کر بیٹھایا، لئیق کے فکر سے پوچھنے پر اس نے فوری سر کو اثبات میں ہلایا تو لئیق نے اسکی گال مسکرا کر سہلائی۔

"آپ کل کیوں نہیں آئے ٹیچر؟"

وہ اسکو دیکھ کر پھر سے دکھ سے بولی تو لئیق نے زرا قریب بیٹھے اسکے بال سہلائے جو لیٹے ہونے کے باعث الجھ گئے تھے۔

بہت مصروف تھا، لیکن جیسے ہی تمہاری طبعیت کا سنا میں فورا آ گیا۔ آئی" ایم سوری بچہ، میں اپنا پرامسس پورا نہیں کر سکا، طبعیت کیوں بگھاڑ لی تم "نے؟ مجھ سے ناراض ہو گئی ہے عدن؟

وہ اسکی اداسی محسوس کرتا اسکی آنکھوں میں بہت سی حسرتیں دیکھتا ہوا اس سے بولا تو وہ کچھ دیر بس آنکھیں جھکا کر خاموش رہی۔

"ن۔ نہیں ناراض تو نی ہوئی۔۔۔۔میں ن۔۔نے کہا آپ اب ک۔۔ کبھی نہیں آئیں گے تو رونا خود آنے لگا، ابو بھی ایسے ہی چلے گئے تھے۔۔۔امی بھی۔۔۔پرامس توڑ کر"

وہ اسکی خوبصورت آنکھوں میں جمع ہوتی نمی پر خود بھی تکلیف سے بھرا تبھی تو اسکا وہی ہاتھ پکڑ کر چوما اور لئیق کے اتنے سے پیار پر وہ بھیگی آنکھوں کے باوجود کھلکھلا دی۔

"میں تمہیں چھوڑ کر کہیں نہیں جاوں گا کیونکہ تم سب میرے لیے بہت اہم ہو، صوفیہ بھی دراصل میں ہوں، تم تو کچھ سپیشل لگتی ہو۔ میں نے پرامسس توڑا ہے تو میں اسکی تلافی بھی کروں گا، عدن کی فرمائش پوری ہو گی اور صرف تمہارے لیے ہو گئی۔ میں بریک فاسٹ صرف عدن کے ساتھ کروں گا، کیا پھر تم مجھ سے اپنی ناراضگی ختم کر دو گی؟"

وہ اس معصوم بچی کے دل کو پہنچائی ٹیس کی جس شان سے تلافی کر رہا تھا اس پر عدن تو کھلھلائی جبکہ فیروزہ بھی لئیق کے اتنے پیارے رویے پر نہال سی ہو گئی۔

"ج۔۔جی کر دوں گی"

اس کے مرجھائے چہرے پر پھیلی مسکراہٹ نے لئیق کا بھاری دل بھی ہر بوجھ سے آزاد کیا۔

ڈیٹس لائک آ گڈ گرل۔۔۔۔جاو فیروزہ، عدن کی فرمائش کے مطابق"

"دال چاول کا سامان کچن میں نکالو، میں اور عدن بھی آتے ہیں

لئیق نے مسکرا کر کہا تو وہ فرمابرداری سے لئیق کی تاکید پر کمرے سے نکلی تو عدن کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔

"تم مجھے ٹیچر کیوں کہتی ہو؟"

وہ اس سے بات کر کے خود بھی اچھا محسوس کر رہا تھا اور عدن اسکے سوال پر ہونق سی ہوئی، اس بچی کو سمجھ نہ آیا کہ وہ کیا جواب دے۔

"و۔۔ویسے ہی"

وہ تھوڑا ہچکچائی۔

"تم اگر چاہو تو مجھے بابا، ابو جو تمہیں پسند ہے کہہ سکتی ہو"

لئیق کے اسکی جھکی آنکھیں اٹھا کر خود پر جما کر کہنے پر وہ یکدم بے چین سی ہوئی۔

"مزاق نہیں کر رہا، مجھے پتا ہے میں یا دنیا کا کوئی بھی دوسرا فرد تمہارے ابو کا نعم البدل نہیں ہو سکتا لیکن میں اپنی پوری کوشش ضرور کروں گا کہ تمہیں کبھی کسی چیز کی کمی محسوس نہ ہو اور تم کبھی یہ نہ سوچو کہ کاش ابو ہوتے۔۔۔۔اس دنیا میں جو بہت اچھے اور پیارے لوگ ہوتے ہیں وہ ہم سے دور کر دیے جاتے ہیں، کبھی دنیا میں ہی تو کبھی اللہ انکو پاس بلا لیتا ہے، تاکہ ہم بہادر اور مضبوط بنیں۔انکی کمی کو اپنی طاقت بنائیں"

وہ لئیق کی ساری باتیں سن کر بھی تھوڑی ڈری تھی۔

"م۔۔میں بابا بولی تو سب مجھے ماریں گے"

وہ جس طرح سب ڈان بچوں سے خوفزدہ تھی، لئیق کو اسکی معصومیت پر پیار آیا۔

"کوئی نہیں مارے گا، فیروزہ ہے نہ۔۔۔وہ سب کو سیدھا کر دے گی اور تم مجھے بابا میرے سامنے کہہ لینا، تمہیں اچھا لگے گا تو مجھے خوشی ہو گی۔۔اب اٹھو اور بخار کو پرے پھینکو۔۔۔۔مزے کا بریک فاسٹ بناتے ہیں اور اکیلے کر کے سب آفت کے پرکالوں کو جلاتے ہیں"

وہ اسکی تمام اداسی چھٹکیوں میں دور کرتا اٹھا اور اپنا ہاتھ بڑھایا جسے عدن نے تھاما اور بیڈ سے اتری، وہ بمشکل سارسال کی بھی نہیں تھی مگر اپنی عمر سے کہیں زیادہ چھوٹی لگتی تھی۔

لئیق اسے لیے کچن کی طرف بڑھا تو فیروزہ نے پہلے ہی عدن کی فرمائش پر بنتے بریک فاسٹ کا سامان نکال دیا تھا اور اس سے پہلے کہ باقی بچے اٹھتے، لئیق نے مزیدار سا بریک فاسٹ نہ صرف بنایا بلکہ عدن کے ساتھ ہی اس سے اسکی پسند پوچھتا ہلکی ہلکی باتیں کیے کرنے بھی لگا، لئیق کی تھوڑی سی

توجہ اس بچی کی حسرتوں کو معدوم کر چکی تھی،اور جتنا وہ صوفیہ میں آتے وقت افسردہ تھا،وہاں سے نکلتے وقت اسکے کندھے قدرے ہلکے تھے۔

اسکے بعد وہ سیدھا سونم،رایان اور سحر کو سی آف کرنے ائیر پورٹ پہنچا تو وہ بس روانگی کے لیے تیار تھے۔

"کل کے لیے بیسٹ آف لک، ہم آپ کے ساتھ دوبارہ کسی مشن میں کام کرنے کی ابھی سے دعا کر رہے ہیں، یہ چند ہفتے واقعی میں ہمیں زندگی اور پرفیشن کے کئی سبق سیکھا گئے سر"

رایان اور سحر کے جذبات ایک سے تھے جبکہ سونم تو دل سے اس بندے کے فین بن کر واپس جا رہے تھے۔

رایان کی بات وہ مسکرا کر اسکے کندھے کو تھپکاتا انہی جذبات سے اپنی طرف دیکھتی سحر کو بھی شفقت سے دیکھتے مسکرایا۔

"تم لوگ اس سے زیادہ سیکھو اور آگے بڑھو، نئے نئے لیڈرز کی حکمت عملی اور قیادت سے مستفید ہونا، مجھے خوشی ہے کہ ہمارے ملک کو تم جیسے

ہونہار میسر ہیں، جو اپنی زندگی کی راحتیں چھوڑ کر فرض نبھانے کو اہمیت دیتے ہیں"

وہ ان دونوں سے بہت خوش تھا اور پھر سونم سر قریب آئے اور اسکے ہیڈ ہونے کو ایک طرف کیے لئیق کو اپنے گلے لگا کر ملے تو وہ نہایت مسرت محسوس کرنے لگا۔

"تم کبھی نہیں بھولو گے مجھے برخوردار، بندے میں واقعی دم تھا تبھی تمہیں یہ نام دیا گیا۔ دعا ہے کل سرخرو ہو کر نئے مشن کے سنگ واپس لوٹو۔۔۔ تمہارا نام یونہی دشمنوں کے سینوں پر آگ کی طرح قہر برساتا رہے۔ ہمیں بھی اپنی دعاوں میں یاد رکھنا"

سونم تبریز جانے پر زرا سے جذباتی تھے کیونکہ اپنی کئی سالا سروس کے بیچ پہلی بار انھیں اپنے کسی سینئر رینک والے لیڈر سے انس ہوا تھا۔

"آپ تینوں مجھے یاد ہیں اور میں رابطے میں رہوں گا، آپکا سفر اچھا گزرے"

تینوں کو رخصت کیے وہ مسکرا کر انکے ائیر پورٹ انٹر ہوتے ہی ہاتھ ہلاتا خود ہی مسکرا دیا تو اس مسکراہٹ میں عجیب سی اداسی سی تھی۔

وہ ایک دوسرے کے اچھے ساتھی تھے اور دوستوں کو الوداع کرنا لئیق ایزد کو ہمیشہ مشکل لگتا تھا، وہاں سے وہ سیدھا جندل محل ہی روانہ ہوا۔

لال نے سبکے لیے خود ہی ناشتہ بنایا تھا، صارم کی صبح جلدی اٹھنے کی عادت بھی اسے خاصا امپریس کر گئی جبکہ خود تو وہ فجر کے لیے مسجد گیا، ساتھ زبردستی اس سستے وحید مراد کو بھی لے گیا جس نے لاکھ بچ نکلنے کی کوشش کی مگر صارم اس پر حق جما کر خوشی محسوس کر رہا تھا۔

پرکاش صاحب کی طبعیت کچھ ڈاون تھی سو وہ گھر ہی فجر کی نماز ادا کر چکے تھے۔

لعلین نے عینی کو جلدی ناشتہ کروایا تب سے وہ قرآن پاک لے کر بیٹھیں تلاوت میں مشغول تھیں اور یہی اس وقت انکے صبر کا ذریعہ تھا۔

جب تک وہ مسجد سے آئے، لعلین نے ناشتہ لگا دیا تھا۔

"تم تو بڑی سگھڑ ہو لعلین"

صارم نے سر پر لی ٹوپی اتار کر رکھی اور ناشتے سے سجی چھوٹے سے ڈائنگ کی کرسی گھسیٹتا مسکرایا تو وہ بھی اسکی رغبت اور بھوک دیکھتی اسے پراٹھا سرو کرنے لگی۔

سیلی کا کمال ہے، انہوں نے اپنا ہر ٹیلنٹ مجھ سے برابر بانٹا ہے۔۔۔۔"

"شیری، آجاو تم بھی۔۔ناشتہ کرلو

وہ مدھم سی مسکراہٹ کے سنگ بتاتی ساتھ ہی لاونج کی جانب جا کر بیٹھتے شیری سے بولی جو اپنے موزے پہننے کے بعد شوز پہنتا اٹھ کھڑا ہوا۔

نہیں لال، مجھے اب جانا ہے۔۔۔۔۔ نیند نہیں آئی یہاں، میں پھر آوں"

"گا۔ تھانے بھی جانا ہے کچھ ضروری کام ہے

شیری نے اپنی تھکن سی عیاں کی تو لال نے مزید اصرار نہ کیا سو وہ دونوں پر نظر ڈالتا اندر کمرے کی طرف عینی کو بائے بولنے گیا تو انکو تلاوت کرتا دیکھ کر وہ آنکھوں میں اداسی سی سمیٹتا انکے پاس ہی جا بیٹھا۔

اس ماں نے کل اپنا بچہ کھویا تھا لیکن جیسے ہی شیری غم سے دوچار انکے پاس بیٹھا، عینی نے قرآن پاک بند کیا اور جو آیات پڑھی تھیں وہ شیری پر پھونکیں۔

ایک لمحہ تو شہریار جدون کا دل بلک اٹھا۔

میں آپکے دل کی تکلیف کم نہیں کر سکتا آنی لیکن آپکو یہ کہنا ضرور چاہتا" ہوں کہ ہم سب آپکے بچے ہیں، مجھ میں آپکو وہ سنگدل دیکھائی دے رہا ہو گا ہے نا، مجھے بھی ساری رات وہ آنکھوں کے سامنے نظر آتا رہا۔۔۔ آپ

بہت بہادر ہیں، مجھے یقین ہے صارم آپکو اور آپکی تکلیف کو سمیٹ لے گا، وہ آپکو ہارون اور اپنے حصے کی ساری محبت دے گا۔۔۔۔۔"

وہ رات ان سے مل نہ سکا تھا مگر اس وقت عینی کو بھی اسکا یوں پاس آکر تسلی دینا غم سے کچھ نکال گیا پھر صارم نے آکر انکے دل کے زخم ویسے ہی سی دیے تھے۔

"مجھے اسکے جانے کا ب۔۔بہت دکھ ہے شیری، لیکن میرا دل کہتا ہے وہ جا کر تکلیف سے آزاد ہوا۔۔ت۔۔تم تو جانتے ہو وہ کیسا تھا، ڈالفن فورس کا کمانڈو۔۔۔تم اسکی بے بسی ضرور ڈھونڈنا، تاکہ اسکے ادھورے لفظ تمہاری کوشش سے سامنے آئیں، جانتی ہوں وہ بہت برا تھا لیکن تھوڑا سا اچھا بھی تو ہ۔ہو گا۔۔۔۔۔۔مجھے اسکے زندہ ہونے پر اسکی تکلیف کاٹتی تھی لیکن کل سے ایسا لگتا ہے وہ ہر دکھ اور کرب سے آزاد ہو گیا۔۔۔۔"

وہ یہ سب صارم کے بجائے اسے کہہ رہی تھیں تبھی تو دلبرداشتہ ہوئے عینی کو خود سے لگا گیا۔

اسکی آنکھیں، انکے آنسوؤں کی شدت پر لال ہوئیں۔

موت شاید اسکی واقعی آزادی تھی، میں پوری کوشش کروں گا ان حقائق"
کو ڈھونڈنے کی یہ میرا آپ سے وعدہ ہے۔ لیکن ایک وعدہ آپ بھی کریں،
مزید خود کو رنج نہیں دیں گی۔۔۔۔ صارم کو اپنی تکلیف کا مرہم بنا کر ویسے
ہی مسکرائیں گی جیسا ہمیں آپکو دیکھنے کی عادت ہے، ہنستیں، شرارتیں
کرتیں عینی۔۔۔۔۔ پرامس ودمی؟"

وہ ان کو یوں کہہ کر تڑپا سا گیا، اب وہ کیسے ہنسیں یہ سوچ کر انکی آنکھیں
بھیگیں۔

"میں پوری کوشش کروں گی"

وہ اپنی ہمت سے بڑھ کر بولیں تو شیری کو کچھ سکون سا ملا۔

"اب آپ صارم کے ساتھ رہیں، میں پھر چکر لگاؤں گا"

وہ ان سے اجازت طلب کرتا اٹھا تو عینی نے اسکا ہاتھ آس سے پکڑا۔

مانی کو قبول کرنے کی کوشش کرنا شیری، سیلی اب تمہاری نہیں ہو سکتی۔"
جو غلطیاں کر چکے ہو اب انکو اچھے سے سدھارو، ہارون کی طرح اپنی ماں کی
تکلیف کا۔۔ کبھی مت بننا۔۔۔۔ گل لالہ بہت کمزور دل رکھتی ہے، اللہ
"کی امان میں رہو

وہ جاتے جاتے شیری کے دل پر بوجھ دھر گئیں تو وہ بھاری سی سانس خارج
کرتا انکے کمرے سے نکلا، صارم اور لال کو، پرکاش صاحب کو بہتر محسوس
کروانے کی کوشش کرتا دیکھ کر وہ اک حسرت بھری مسکاتی نگاہ ان سب پر
ڈالتا ہوا گھر سے نکل گیا۔

اپنی گاڑی تک پہنچتے ہی اس نے سوار ہوتے ہی گاڑی اس کالونی گیٹ سے
نکال لی۔

"آج میں چلی جاوں گی، تم عینی اور پرکاش کے ساتھ رہنا۔۔۔۔"

پرکاش صاحب بس تھوڑا سا کھا کے ہاتھ روک گئے اور اٹھ کر واپس کمرے
میں چلے گئے تو لعلین نے صارم کو کہا جو اسکی بات سن کر سر ہلا چکا تھا۔

ہارون کا چہلم کرواتے ہی میں ان دونوں کو اپنے ساتھ لے جاوں گا، وہاں"
"میرا بہت پیارا گھر ہے۔ تم سب بھی چلنا
وہ صارم کے اس فیصلے سے خوش بھی ہوئی اور اداس بھی، خوش اس لیے کہ وہ دونوں اپنے بیٹے کے ساتھ جانے والے تھے اور اداس اس لیے کہ وہ عینی کو بہت مس کرنے والی تھی۔
ہاں تم شادی کرو تو ہم سب ضرور آئیں گے، تمہاری سدرہ کو تمہارا ہوتا"
دیکھنے کی خوشی ہماری اپنی خوشی ہے۔۔۔۔ عینی اور پرکاش بابا کو تم سنبھال لو
گے مجھے تمہاری خصوصیات پر چند گھنٹوں میں ہی اعتبار آگیا۔ تھینک یو
"صارم، واپس آجانے کے لیے
وہ واقعی اسے پاگل سی لگی، تبھی تو وہ اسکے سر پر ہلکی سی چپت لگاتا اسکے شکریہ پر ہنس دیا۔

بے فکر ہو کر اپنے گھر جاو لڑکی، اب وہ دونوں میری ذمہ داری"
ہیں۔۔۔۔۔ ویسے تمہارا ہسبنڈ بہت ڈیشنگ ہے، کہاں سے لوٹا ہے
"اسے؟

وہ ایک ہی دن میں لعلین کا ہارون سے بھی اچھا دوست بن گیا تبھی تو شرارت پر اترا اور وہ یکدم ہی کھلکھلا اٹھی۔

ہاہا، پاگل۔"

لوٹا نہیں ہے، قسمت کی لکیروں سے اسے چپکے سے چرایا ہے، صرف
"ڈیشنگ نہیں ہے، بہت قیمتی ہے

وہ یہ کہتی اتنی کیوٹ لگی کہ صارم کے چہرے پر بہت نرم سی شفیق مسکراہٹ سجی۔

محبوب قیمتی ہی ہوتا ہے جھلی، سب کا۔۔۔۔۔ خیر جاو میں یہ برتن خود"
سمیٹ بھی لوں گا اور دھو بھی۔۔ تم اپنے مسٹر قیمتی کو کال کرو کہ تمہیں
"لے جائے، تیاری پکڑو

وہ ایک لمحہ اسے سیلی کا میل ورژن لگا تو وہ ہنسی روک نہ سکی، وہ صارم کو برتن دھوتا امیجن کیے گدگداتی ہوئی ہنسی لیے اسکی طرف دیکھنے لگی۔

سدرہ کی تو موجیں ہوں گی پھر، او ایم جی۔۔۔۔۔ شی از سو لکی ٹو ہیو نگ آ" رئیل جنٹل مین لائک یو۔۔۔۔۔ بہت پیارے ہو تم، عینی اور پر کاش کی اس دنیا کو اب کسی کی نظر نہ لگے"

شرارت سے کہتے کہتے وہ جذباتی ہوئی تو صارم اسے ملکہ جذبات بننے سے روکتا تمام پلیٹیٹس اٹھائے اسکی ناک دباتا مسکرایا۔ آمین کہا اور کچن کی طرف بڑھ گیا، وہ بھی خوبصورت سا مسکراتی کمرے کی طرف چلی گئی۔

.. _____ ..

وہ سیدھا گھر ہی آیا، تھوڑی سکون کی نیند درکار تھی، گاڑی کی چابی ہاتھ میں گماتے اس نے اندر داخل ہوتے ہی ابتدائی راستے میں دھری میز پر رکھے قدم اپنے کمرے کی سمت لے جانے کو سیڑھیوں کی طرف بڑھائے ہی تھے کہ گل لالہ کی خشونت بھری پکار پر جناب منہ پر بیزار تاثرات لیے پلٹے۔

تمہیں احساس ہے کہ کس قدر گندی حرکت کی ہے تم نے؟ مانی کو اسی "
"کے کمرے سے نکال کر

گل لالہ آج اس لڑکے کی بینڈ بجانے والی تھیں، مانی نے انکو بتا دیا یہی سوچتا وہ تھوڑا سنجیدہ ہو کر ممی کی سمت پلٹ کر قریب آیا۔

وہ کمرہ اسی کا کہاں سے ہو گیا؟ میرا روم ہے۔ نکالا نہیں ہے بس اسے ایک "
"دم سے قبول نہیں کر پایا تو نظروں سے ہٹایا تھا

ممی کے سامنے وہ نہ تو ڈیول رہتا نہ ہی اکڑو شیری، وہ تو شوہنا سا کاکا بن جاتا جسکی ماں کی ڈانٹ سے جان جاتی ہو، اور اسکے یوں کہنے پر گل لالہ کا سارا غصہ ہی جھاگ بنا۔

"بیوی ہے وہ تمہاری، قبول کرو یا نہ کرو مگر اسے اسکے جائز حق سے محروم مت کرو میری جان۔ ایسے کسی کا اپنے لیے محبت اور چاہ سے بھرا معصوم دل نہیں توڑتے، تمہیں پتا ہے جب میری ویڈنگ نائیٹ تھی تو تمہارے بابا نے مجھے بھی اپنی طرف سے چھوٹی بچی سمجھ کر اتنی سپیس دی کہ خود پگلے باہر لاونج میں آکر سوئے اور ساری رات ٹھنڈ میں ٹھٹھرتے رہے، بلینکٹ تک لینے وہ کمرے میں نہ آئے اتنے سیدھے تھے موصوف، لیکن تم تو بہت ماڈرن اور بولڈ ہو نا پھر ایسی خشک مزاجی بھی کیا کہ سجی سنوری بیوی کو دیکھ کر دل پگھلا ہی نہیں، حالانکہ میں اس روز انکے پاس رہنے اور انکی محبت پانے کے خواب سجا کر آئی تھی۔۔۔مانی بھی اسی عمر کی ہے، پھر اسکے خواب بھی تو ویسے ہی ہوں گے۔۔۔۔مجھے تو تب افراہیم سے محبت

بھی نہیں تھی، فیملی کا ایک فیصلہ تھا، لیکن مانی تو تم سے محبت کرتی
"کرب میں مبتلا ہو گا؟ ہے۔۔۔۔۔ایک لمحہ سوچو کہ اسکا دل کس
یہ سب گل نے اسے سہیلی بنے بتایا تو وہ ممی کے اس طرح شرم دلانے پر
تھوڑا بے چین ہوا۔
لگ اسے یہی رہا تھا کہ بری طرح اپنی گردن پھنسوا بیٹھا ہے۔
"ممی میں بہت تھکا ہوا ہوں، گر پڑوں گا یہیں"
وہ منہ بسور کر ٹال گیا تو وہ بھی من ہی من میں مسکرائیں اور اسکی بیرڈ میں
ڈوبی رخسار سہلائی۔
اچھا ٹھیک ہے ہم اس پر بعد میں بات کریں گے، ریسٹ کر لو۔۔۔مانی کو"
شام میں آفریدی حویلی لے جانا رسم ہوتی ہے، تب تک اسے ریسٹ کرنے
"دو۔ مدیحہ آنٹی نے اگر اسے یوں نڈھال دیکھا تو پریشان ہوں گی
گل اسے تاکید دیتیں بنا اسکے بگھڑے موڈ کی پرواہ کیے چلی گئیں تو آفریدی
حویلی جانے کا سن کر ہی وہ حلق تک کڑوا ہوا، سڑھیاں پھلانگتا ہوا اپنے

کمرے کی طرف بڑھااور دروازہ کھولتے ہی آرام کے بجائے اسی لمحے شاور
لے کر نکلتی مانی کو دیکھ کر شہریار اک لمحہ اس کے اجلے روپ سے نظر ہٹانا
ہی بھول گیا، وہ نڈھال تو کہیں سے نہیں لگی اسے بلکہ صبح کی تازگی اسکے
رعنائیاں بکھیرتے سراپے کے آگے ماند تھی، وہ کبھی کسی لڑکی کی طرف
اسکے فگر یا خوبصورتی کے سبب مائل نہیں ہوا تھا نہ وہ ایسا بے لگام مزاج رکھتا
تھا، بچپن سے بس سیلی اور لال تک ہی اس مخالف جنس سے ہمکلام رہا تھا مگر
یہ لڑکی، ایک حسین تراشی ہوئی گلفام تھی، جسے وہ جتنا بچی کہہ کر خود کو
بہلاتا، دل رد کرتا۔ ڈنگے کی چوٹ پر اس کی آنکھوں نے مانی کے
خوبصورت ہونے کو تسلیم کیا اور یہ انسانی فطرت ہے کہ خوبصورتی کشش
ہے۔ ثقل کو بھی مات دیتی
دودھ میں گھلے روح افزاء جیسی وہ لڑکی اسے فیسنیٹ کر رہی تھی، مانی اسکی
آمد سے بے نیاز ٹاول سے بال رگڑ کر انھیں ہینگ کرتی گیلے بالوں میں
برش کر رہی تھی جبکہ اس نے آدھے بال دائیں طرف اور آدھے بائیں

طرف کیے انکی الجھنیں سلجھائیں تو شیری کی نظر اسکے ڈیٹ بوٹ شیٹ شرٹ کے گلے پر جا ٹھہری، اسکے وجود کی تراشی ہوئی مورت شہریار کے حواس جنجھوڑ رہی تھی تبھی وہ خود کی سرزنش کرتا اپنے ہاتھ میں پکڑا فون وہیں صوفے پر پھینکتا تیزی سے واش روم گھسا اور دروازہ پٹخنے پر مانی چونکی۔ حیرت اور بے یقینی سی چہرے پر سجائے اس نے بالوں کو تیز تیز ڈرائے کیا تو کئی منٹس لگے، باریک سا دوپٹہ گلے میں رول کر کے ڈالتی، شاٹ گھٹنوں سے اوپر تک آتی شرٹ اور جینز کے سنگ نازک سی چپل پیروں میں ارسائے، بنا کوئی میک آپ کیے وہ مڑی تو شیری اسی لمحہ شرٹ ٹراوزر بدل کر اور فریش ہو کر باہر نکلا۔

"تم اپنے بھائی کو کال کر دو کے تمہیں لے جائے، میں وہاں نہیں جا رہا" سپاٹ چہرے پر ناگواریت سجاتا وہ اسے شان بے نیازی سے نظر انداز کر کے کہہ کر بیڈ کی طرف بڑھا تو مانی کچھ نہ بولی بس گلاب چہرہ مرجھایا، اور

اسکے کوئی ہاں ہوں نہ کرنے پر وہ پلٹا، اسکی سرد نظر مانی کو ایک لمحہ کپکپا کر رکھ گئی۔

"ویسے تو تمہاری زبان بہت چلتی ہے، جواب نہیں دے سکتی"

اسکی چپ پر وہ اخیر چڑا تبھی وہ جاتے جاتے پھر ڈر کر رکی، یعنی مانی کی چپ اسے آگ لگا دیتی تھی۔

ممی کہہ رہی تھیں یہ رسم شوہر کے جانے کے بنا ادھوری ہوتی ہے،"

تھوڑی دیر چلیے گا، جلدی واپس آجائیں گے، ویسے بھی مجھے پیپرز کی اب

"تیاری کرنی ہے

وہ اسکے چہرے پر نظریں جمائے سنجیدگی سے بولی تو وہ اچٹتی نظریں مانی پر ڈالے جبڑے بھینچتا اسکے قریب آکر رکا، ایک لمحہ اس شخص کی تیز پرفیوم میں مانی کا سانس سا اٹکا۔

اور کیا کیا پورا ہوا ہے جو رسم کے ادھورے رہ جانے سے کوئی قہر برپا"
ہو گا، شوہر نہیں ہوں تمہارا۔ جو رسمیں کرنی ہیں خود کرتی پھرو، مجھے اس
"سب میں مزید گھسیٹنے کی ضرورت نہیں
وہ مانی کے اٹکتے سانس سے بھانپ چکا تھا کہ وہ اسکی تیز پرفیوم سے بے چین
ہوئی ہے تبھی دو قدم بیچ کا فاصلہ بناتا نا صرف فون لیے بیڈ پر بیٹھا بلکہ وہیں
لیٹ گیا۔
میں بھی نہیں جاوں گی پھر، ویسے بھی کونسا کوئی اہم ہے جانا۔ آپکے بغیر"
"میرا وہاں کوئی کام نہیں
فوری جواب گڑتی وہ بولی مگر نظر ہنوز جھکائے رکھی جس پر شیری نے اسکا
سرسری سا سر تا پیر جائزہ لیا۔
"مانی میرا دماغ مت گماو"

وارننگ پر وہ نظر اٹھا کر اپنے ہاتھوں کو نروسنیس میں مڑوتی دیکھنے لگی جو اخیر غصے میں تھا، ہونٹوں کو سختی سے باہم میچ لیتی وہ خوامخواہ گھبرائی کیونکہ وہ اسے مسلسل گہری نظروں سے دیکھنے میں محو تھا۔

"آپ کو سونا چاہیے"

شیری کی خود پر کچھ الگ سی نرم نظر مانی کو عجیب سا خوف بخش گئی تبھی وہ ناجانے کیا ہوا کہ بڑبڑاتی ہوئی کمرے سے نکل گئی اور وہ اسکے گدھے کے سر سے یوں بھاگنے پر منہ بناتا اٹھا اور کمرے کی مین لائیٹ آف کیے اندازے سے واپس بیڈ تک آیا اور لیٹ گیا، اسکی عادت تھی وہ مکمل اندھیرا کر کے سوتا تھا۔

جبکہ مانی کو باہر آتا دیکھ کر گل نے پہلے اسکی نظر اتاری، وہ بہت پیاری لگ رہی تھی اور پھر وہ انکے پاس ہی بیٹھی۔

"میں نے اسے کہہ دیا ہے وہ تمہیں لے جائے گا"

وہ گل کے پاس ہی آکر بیٹھی تو وہ جو کوئی کوکنگ شو دیکھ رہی تھیں، اس سے مخاطب ہوئیں۔

لیکن وہ جانے پر خوش نہیں ممی، میں منع کر دیتی ہوں۔ انکے بنا جا کر کیا"
"کروں گی

مانی کے معصومیت سے کہنے پر گل لالہ کا پارہ اس لڑکے کی ہڈ دھرمی پر مزید چڑھا۔

"اس لڑکے کو جوتے کھا کر ہی سمجھ آئے گی میری بات"

گل کو غصہ ہوتا دیکھ کر وہ ڈر کر خود بھی کھڑی ہوئی۔

ن۔۔ نہیں ممی سونے دیں وہ بہت تھکے لگ رہے تھے، ٹھیک ہی تو کہہ " رہے ہیں۔ نارمل شادی ہوتی تو رسمیں اچھی بھی لگتیں، ساری رات وہ جاگے ہیں تو جانے کا سن کر چڑنا برحق تھا انکا، میں سیلی کو بتاوں گی تو وہ بات سنبھال لیں گی۔ ویسے بھی اگلے ہفتے میرے پیپر ہیں تو دادو سمجھ جائیں گی
"کہ مجھے تیاری کرنی ہے

مانی نے جس طرح شیری کی طرف داری کی، گل تمام تر برہمی کے مسکرا دیں۔

تمہارا ابھی کوئی حال نہیں مانی، اچھا ٹھیک ہے کال کر لو سیلی کو پھر آو"
میرے پاس ہم مل کر کچھ ریسپیز دیکھتے ہیں، اس کے بعد تم پڑھ
"لینا۔۔۔۔۔

گل نے مسکراتے ہوئے اسکی گال سہلائی تو وہ خوشی خوشی سیلی کو میسج بھیجنے جب واپس روم کی طرف آئی تو بے اختیار قدم دروازے میں ہی تھمے۔

جس خیال سے وہ بھاگی تھی وہ از سر نو جاگا تو دل خوامخواہ گدگدایا مگر فون روم میں تھا سو وہ احتیاط سے بنا آہٹ کرتی دروازہ کھولے اندر داخل ہوئی تو کمرے میں ہوا اندھیرا دیکھ کر اسے تھوڑا ڈر لگا۔

"لگتا ہے روم کی لائیٹ خراب ہو گئی ہے"

اپنی عقل کے گھوڑے دوڑاتی وہ دروازے کے ساتھ اندازے سے دیوار کا سہارا لیتی اپنے دماغ میں ڈریسنگ کی لوکیشن امیجن کیے آہستہ سے آگے

بڑھی مگر اتنا شدید اندھیرا اوپر سے کھڑکیوں پر بھاری دبیز پردوں سے باہر کی روشنی کو بھی اندر آنے سے ممنوع کر رکھا تھا بس اس تاریکی میں مانی کو کچھ فاصلے پر موبائیل کی سکرین بلنک کرتی نظر آئی اور مانی نے اسے شہریار کا سمجھ کر اندازے کے سنگ اس سے گن کر چھ سات قدم بڑھائے تو کامیابی کے سنگ وہ ڈریسنگ تک پہنچ گئی۔

گہرا سانس بھرتے ہوئے ڈریسنگ پر ہتھیلی پھیری تو اپنا فون ہاتھ آیا۔

اوف شکر ہے تم مل گئے، دیکھوں تو لائیٹ کو کیا ہوا۔ چھوٹی والی تو جلنی "
"چاہیے تھی

موبائیل کی ٹارچ جلا کر اس نے بیڈ کی طرف نظر کی تو شیری اوندھے منہ لیٹا تھا تبھی فوری لائیٹ اس پر سے ہٹاتی وہ مین سوئچ تک پہنچی، مگر وہاں بٹن آف دیکھ کر اس نے حیرت سے مڑ کر شیری کو دیکھا۔

"اتنے اندھیرے میں کون سوتا ہے، میں تو مر ہی جاوں۔۔۔۔۔۔۔"

منہ بسورتی وہ تیزی سے پلٹی تو سر بری طرح نا صرف دیوار سے پٹخا بلکہ فون بھی ہاتھ سے گر کر قالین کو پیارا ہوا اور چیخ الگ جو اسکے منہ سے دیوار سے لپٹ پڑنے پر نکل گئی اور شہریار کی نیند بھی بری طرح برباد کر گئی۔

فون زمین پر گرا بھی الٹا تھا سو پورے کمرے میں مدھم روشنی ہو چکی تھی، اپنا ماتھا ملتی وہ پلٹی تو آگے خونخوار اندھیرے میں خوفناک حد تک چمکتی آنکھیں دیکھ کر اس سے پہلے وہ پہلے سے شدید بڑی چیخ مارتی، شہریار نے اپنا ایک ہاتھ اسکے سر سے جوڑا جبکہ دوسرا منہ پر رکھا۔

زندگی کا چین لوٹ کر کیا سکون نہیں آیا کہ میری نیند بھی حرام کر رہی"

"ہو۔۔۔زیادہ دیوار سے سر پٹخنے کا شوق ہے تو باہر جا کر پورا کرو

اپنی ہتھیلی سے اسکے ہونٹوں کے مس ہوتے ہی وہ اپنا ہاتھ بوکھلا کر ہٹا گیا جو روہانسی ہوتی اپنا زرا سا سوجھ جاتا ماتھا مسل رہی تھی۔

باہر ہی جارہی تھی، فون رہ گیا تھا۔ غلطی آپکی ہے، قبر سا اندھیرا کیا ہوا ہے"
یہاں۔۔۔۔۔اتنے زور کی لگی ہے قسم سے، دیکھیں خون تو نہیں نکل
"رہا

اس وقت اسے شدید درد تھا تبھی پلٹ کر مین لائیٹ آف کرتی وہ واپس آئی
مگر شیری کی خونخوار نظروں نے اسے واپس سہم جانے پر مجبور کیا۔

سوری۔۔۔وہ سیلی کو میسج کرنا تھا نہ آنے کا تبھی آئی تھی۔۔۔آپکو تنگ"
"کرنے کی نیت نہیں تھی شیری

وہ اسکی سرد خاموشی پر خود ہی صفائی دینے لگی، کیونکہ وہ اس پر اخیر غضبناک
تھا۔

تمہاری نیت ہو نہ ہو تم مجھے ہمیشہ تنگ ہی کرو گی سمجھی، اب جاو اور شام"
"تک اس کمرے میں قدم بھی مت رکھنا

اسکے ماتھے پر ہلکی سی خراش کو نظر انداز کیے وہ بے حسی سے کہے پلٹا تو وہ بھی
اپنا فون اٹھانے کو جھکی اور اٹھا کر واپس شیری کو دیکھا جو واپس لیٹ چکا تھا

اور اپنا سر بری طرح مسل رہا تھا تبھی وہ جانے کے بجائے بے قراری سے اسکے قریب آکر کھڑی ہوئی۔

"جاتے ہوئے لائیٹ آف کر دینا"

کروٹ بدل کر وہ حکم دیتا بولا جس پر مانی نے اپنا فون وہیں سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور اسکے پاس ہی بیٹھی اور جیسے ہی اپنا ہاتھ بڑھا کر شیری کے ماتھے کو چھوا، وہ یکدم آنکھیں کھولتا اسکا خود کو چھوتا ملائم سا ہاتھ سختی سے اپنے ہاتھ میں جکڑ گیا۔

اسکی نظریں مانی کی روح فنا کرنے کا کام خوب کرتی تھیں۔

"کیا کر رہی ہو؟"

وہ لیٹے ہی اکھڑ کر بولا تو مانی کی گردن میں گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی۔

"آہہہ۔۔س۔۔سر درد بار ہی تھی،۔۔۔۔ہاتھ توڑ دیا"

وہ اپنے ہاتھ کو اسکے ہاتھ کی ناقابل برداشت شدت سے کراہ اٹھتی نکالنے لگی مگر شیری نے ناجانے کیا سوچا اور اسکا ہاتھ آزاد کیا جو سرخ رنگت اوڑھ گیا۔

وہ دوسرے ہاتھ سے اپنا ہاتھ دباتی روہانسی ہوئی۔

کسی دن یونہی تمہاری گردن بھی دبا دوں گا لہذا مجھ سے دور"

"رہنا۔۔۔اٹھو

ایک نمبر کا سنگدل تھا، وہ اسکے آخری لفظ پر فوری غصے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

کیا دور دور کی رٹ لگائی ہوئی ہے میں کونسا قریب آئی ہوں اور آپکو کس" کردی، بندہ انسانیت کے ناطے ہی کسی کی مدد کر دیتا یا لے لیتا۔۔۔اچھا

"نہیں لگ رہا آپکو درد میں دیکھ کر تو دبانے دیں سر

اپنے ہاتھ کو مسلسل دباتی وہ بھی جیسے برس پڑی تو شیری نے وہی سر کے نیچے رکھا تکیہ اٹھا کر مانی کی اس درجہ بدزبانی پر اس کو مارا جس پر وہ اسے کیچ کرتی شعلہ باز آنکھوں سے گھوری۔

جارہی ہو یا تمہارا دنیا سے صفایہ کروں فضول لڑکی، میرے ہاتھوں قتل"
"ہو جاو گی اگر دوبارہ یہ بکواس کی

شہریار کامانی کے ان کھلے ڈھلے الفاظ پر خون اسکے چہرے پر چھلکا تو وہ وہی تکیہ اسی پر پھیکنتی پیر پٹخ کر نہ صرف وہاں سے چلی گئی بلکہ جاتے جاتے لائیٹ جان بوجھ کر آف نہ کی اور کمرے کا دروازہ بھی پورا کھول گئی۔

جس طرح شہریار نے یہ برداشت کیا یہ وہی جانتا تھا، جبڑے بھینچتا وہ اٹھا، دروازے کو پٹخ کر بند کیا اور لائیٹ بھی آف کی اور سیدھا واپس جا کر لیٹا مگر اس وقت اس نے خود کو مانی کی جان لینے سے جس طرح روکا یہ اسکی باڈی لینگوئج کی سنگینی سے واضح تھا۔

گل ممی اتنی کول اور یہ آگ کا بمباری گولہ۔۔۔۔۔شاید مرچیں کھا کر"
"انہوں نے اس جلاد کو پیدا کیا ہو گا۔۔۔اف مانی تیرا تو کچومر بنائے گا یہ کمرے سے بڑبڑاتی ہوئی وہ سیلی کو میسج کیے نکلی اور کھلے بالوں کی ایک لٹ ماتھے پر ڈھلکا کر ماتھے کی خراش کو چھپایا اور لاونج تک پہنچنے تک اس نے

چہرے پر گل ممی کو دیکھ کر مسکراہٹ سجالی لیکن اپنے منہ سے نکلے بے لگام لفظ اب خود بھی مانی کو جھرجھری سی دے گئے، اور اسے خوامخواہ سرخ رو ہوتا دیکھ کر گل لالہ من ہی من میں مسکرادیں۔

....★☆☆☆☆☆★....

فکر کی کوئی بات نہیں دادو، آپ تو جانتی ہیں کل شیری کے بہت قریبی" دوست کی ڈیتھ ہوئی ہے، رات ساری اسی میں نکلی۔ اوپر سے مانی کے "ایگزامز بھی ہیں تو بس تبھی وہ نہیں آرہی

مانی کے نہ آنے کی خبر مدیحہ صاحبہ کو پریشان کر چکی تھی مگر سیلی نے بہت اچھے سے انکی فکر ہٹائی، بھجت کچھ اہم سیاسی میٹنگز کی وجہ سے آج جلدی حویلی سے صبح ہی نکل گیا تھا سو سیلنا نے مدیحہ کے ساتھ ہی باہر لان میں ناشتہ کیا۔

ہمم۔۔اللہ اسے صبر دے اور عینی بچے کو بھی۔۔۔ چلو ایک طرح مانی نے "
سمجھداری کا ہی مظاہرہ کیا ہے، ابھی سے شوہر اور سسرال کا سوچ رہی
"ہے۔۔بس میری جان وہاں خوش رہے
موسم آج بہت اچھا تھا، ہلکی ہلکی رومان پرور ہوا چل رہی تھی جو وجود
گدگدانے کا موجب تھی، مانی کی سمجھداری کا اعتراف کرتیں وہ پر سکون
ہوئیں تو سیلی کے چہرے پر بھی مسکراہٹ دوڑی۔
آمین۔۔ان شاءاللہ وہ خوش رہے گی، میں ناشتے کے بعد عینی آنی کی "
"طرف جاوں گی گھر، کیا آپ چلیں گی
مسکرا کر چائے سرو کیے سیلنا نے آخر تک استفسار کرتے کہا تو مدیحہ صاحبہ
نے فوراہامی بھری۔
ہاں ٹھیک ہے چلوں گی،؛ تعزیت کرلیں گے۔۔۔اسکے بعد کچھ "
"گروسری کرنے چلیں گے۔۔۔
مدیحہ صاحبہ کے دن کے پلان کو جان کر سیلی فرمابرداری سے مسکرادی۔

وہیں دوسری طرف لال نے لئیق کو میسج کر دیا تھا اور اسکے آنے تک وہ ریڈی ہوئے عینی کے پاس ہی بیٹھی تھی جو اسکی نازک سی ہتھیلی چومتیں اسکی اپنے پاس موجودگی پر متشکر تھیں، سب بچوں نے مل کر انکے دکھ کو کم کیا تھا۔

"آپ ٹھیک ہیں عینی؟"

وہ اسے اداس ہر گز قبول نہ تھیں، صارم کچھ دیر پہلے ہی بابا کو لے کر واک پر نکلا تھا، لال کے استفسار پر وہ خود کو بہتر دیکھانے کی کوشش میں تھیں۔

ہمم، بہتر ہوں میری جان۔۔۔۔صارم نہ ہوتا تو پتا نہیں کیسے خود کو" سنبھالتی۔ تم سب نے اس مشکل وقت ہمیں اکیلا نہیں چھوڑا، اللہ اسکی روح کو اب خود ہی سکون دیں گے۔۔۔۔اچھا کیا تم نے جانے کا سوچا، میں اب ٹھیک ہوں"

وہ ان سب بچوں کے پاس ہونے پر دل سے مشکور تھیں اور لعلین نے ان سے لپٹ کر یوں اجنبی بننے سے منع کیا۔

آپ اور پر کاش بابا میرے، سیلی اور شیری کے لیے سگے والدین جیسے "
ہیں۔ کیسے چھوڑتے آپکو اکیلا۔ باقی ہارون کے لیے آپ بس دعا کیئجے
"عینی۔ کہ اللہ اسکی اگلی منزلیں آسان کریں
وہ خود بھی ہارون کو معاف کر چکی تھی کیونکہ ایسی دردناک موت مر کر وہ
پہلے ہی بہت سزا بھگت چکا تھا۔
آمین۔۔۔اللہ سے یہی دعا کر رہی ہوں۔ لیکن مکمل پر سکون تب ہوں گی "
"جب تمہاری گود بھرے گی۔ تب اس کے جانے کا دکھ کم ہو گا
وہ جس حسرت سے بولیں، لعلین کی آنکھوں میں اداسی سی سمٹ آئی۔
اسی لمحے ڈور بیل پر لعلین نے انکا ہاتھ چوما اور مسکرا کر اٹھی، لئیق اسے لینے
پہنچ چکا تھا اور دروازہ اوپن کرتے ہی دونوں کی محبتوں کی گہرائی رکھتی
دلنشین آنکھیں ملیں مگر بے خود ہونے سے پہلے ہی وہ لعلین کی آنکھوں
میں جمع ہوتی اداسی بھانپتا اندر آیا اور اسکے قریب ہوا، دروازہ بند کرتے ہی

لعلین کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے نرم حصار میں لے کر نزدیک بسائے، ملائم سے چہرے کے افسردہ رنگ دیکھے جو کرب کی چھاوں میں مدفون تھے۔

"کیا ہوا لعلین ؟اداس کیوں ہیں ؟"

وہ بنا کہے اسکی اداسی سمجھ گیا تو لعلین نے چپ چاپ خاموشی سے اپنا سر لئیق کے سینے سے لگائے اپنے ہاتھ اسکی کمر پر لے جا کر باندھے، یہ احساس سکون اسے اب لئیق کی باہوں کے سوا کہیں نہیں ملتا تھا،اس شخص کی مدہوش کن خوشبو اور ساحرانہ موجودگی، لعلین کے ہر زخم کی دعا بننے لگتی تھی۔

"بس ایسے ہی، عینی اسے مس کر رہی تھیں اور کہا کہ جب تک میری گود نہیں بھرتی وہ ہارون کی موت کے دکھ سے نہیں نکلیں گی"

وہ بنا کچھ چھپائے پورے صدق سے دل کا بوجھ ہلکا کرتے بولی تو لئیق بھی نرم سا مسکرایا اور پکڑ کر لعلین کو اپنے روبرو لایا، اسکی تشنہ اثر کے دلربا رنگ ان سیاہ آنکھوں میں ڈھیر سی چاہ سمولائے۔

ٹھوڑی پر ہتھیلی جما کر اس لڑکی کی جھکی آنکھیں اوپر اٹھائیں جو جھک کر قہر ڈھانے کا ظلم کر رہی تھیں۔

لئیق کے یوں کرنے پر لعلین کی سانسیں ہر بار جیسے متزلزل ہوئیں۔

"ایسا بہت جلد ہو گا لعلین، چیئر آپ۔ اداس مت ہوا کریں، آپکے لیے ہمیشہ خوش رہنا بے حد ضروری ہے۔ کہا تھا میرے ہوتے ہوئے ان سب معاملات کی آپکو فکر نہیں کرنی۔

"خیر ریڈی ہیں تو چلیں؟

اسکے اول جملوں پر لعلین کا اداس چہرہ سرعت سے سرخی میں ڈھلا جبکہ اپنے جملے کی شدت اس نے ساتھ ہی زائل کی تو وہ سر ہلاتی مسکرائی۔

"آپ بیگ لے کر آئیں تب تک میں آپکی عینی سے ملتا ہوں"

وہ اسکی گال سہلاتا نرمی سے کہے خود عینی والے روم کی طرف بڑھا تو لئیق کو کمرے میں آتا دیکھ کر وہ ساری اداسی پرے کرتیں مسکرائیں، لئیق انکے پاس ہی جا کر بیٹھا۔

"کیسی ہیں آپ؟"

وہ انکے مرجھائے چہرے کے باوجود خیریت پوچھ رہا تھا۔

" بہتر ہوں"

مسکرانے کی ناکام کوشش کی گئی۔

"ان شاءاللہ بہترین ہو گا سب، اللہ آپکو صبر دے، اور صارم کے سر پر آپ کا اور پرکاش انکل کا سایہ سلامت رہے، دعا ہے آپ اسکی خوشیاں دیکھیں "

لئیق کے پر خلوص انداز پر وہ دل سے آمین بولیں۔

"میں تمہاری اور لال کی خوشیاں بھی دیکھنا چاہتی ہوں، میری اولاد نے جو ظلم اسکے ساتھ کیا تھا لئیق، وہ مجھے چین لینے نہیں دیتا۔ مجھے تم سے بہت امیدیں ہیں، تم نے اسکے ویران اور بنجر دل کو سرسبز کیا ہے تو شاید اسکے وجود کا ادھورا پن بھی تم ہی مکمل کرو۔۔۔۔۔اسے کبھی مت چھوڑنا، کچھ بھی ہو جائے"

عینی کا لال کے لیے اس درجہ محبت سے بھرا ہونا لئیق کو مسرت و شادمانی دے گیا تھا۔

تبھی اس نے انکا ہاتھ پکڑا اور بھرپور توجہ انکی تاسف بھری نگاہوں کی سمت ڈالی۔

"آپ لعلین کی خوشیاں ضرور دیکھیں گی، فکر مت کریں۔ اللہ نے چاہا تو وہ اس کمی اور خسارے سے اپنی جنگ ضرور جیتے گی۔ بس آپکی دعائیں درکار ہیں"

وہ انکی سوچ سے کہیں درجے اچھے اوصاف کا مالک تھا اور عینی کا دل باغ باغ ہوتا محسوس ہوا۔

"میری دعائیں تم سب بچوں کے ساتھ ہیں"

وہ مسکرا کر اسے دعا دیتیں، لئیق کا دل بھی ہلکا کر گئیں اور اس منظر کی خوبصورتی لال نے آکر پوری کی، وہ آج اپنے پرانے خلیے میں لپٹی پہلے سے

زیادہ دلکش لگ رہی تھی، شارٹ فراک اور بیل باٹم شلوار کے سنگ گلے میں رول کیا اسکاف اور بال ہمیشہ کی طرح کھلے۔

"اب ہمیں اجازت دیں، اپنا خیال رکھیے گا ہم پھر آئیں گے"

لئیق نے اک وارفتہ نظر لعلین کو دیکھا تو اجازت طلب ہوتا اٹھ کھڑا ہوا۔

"اللہ کی امان میں رہو"

عینی نے دونوں کو ڈھیر سی دعائیں دیں اور رخصت کیا جبکہ وہ باہر آئے تو صارم اور پرکاش صاحب بھی آچکے تھے، لئیق ان سے بھی ملا اور پھر ان سے اجازت لیے وہ دونوں وہاں سے نکلے اور جندل محل روانہ ہوئے۔

سارا راستہ لعلین کچھ خاموش سی تھی، بارہ تک وہ واپس پہنچے تو لعلین پہلے سیدھی ٹوئکل سے ملنے گئی اور وہ لان میں بیٹھے لوئے کی سمت بڑھا۔

فرہاد صاحب ریسٹورنٹ تھے، نیہا کچھ دیر پہلے ہی جندل محل سے نکلی تھی کیونکہ اسکا ہمایوں کے ساتھ لنچ تھا جبکہ مریم بی ابھی سے دن کے کھانے کی

تیاری میں ملازمہ کے سنگ مصروف تھیں اور زائشہ کل سے اپنے کمرے میں بند، لئیق کے سامنے بے آبرو ہونے کا ماتم منا رہی تھی۔

لارا نے جانے سے پہلے وہ فلیش لوئے کے لیے وہیں ڈریسنگ پر چھوڑ دی تھی اور اسکے جانے کے بعد وہ اسے دیکھ چکا تھا جبکہ لارا نے اسے تصویریں نہیں دیکھائی تھیں۔

جبکہ دستگیر ابھی اٹھا نہیں تھا اور اٹھتے ہی اس نے وقار سادانی کی خبر لینی تھی۔

لئیق نے اک نظر لوئے پر ڈالی جو اپنے ہاتھ میں اس فلیش کو پکڑ کر بیٹھا عجیب اجڑا ہوا دیکھائی دے رہا تھا۔

لئیق نے اسکے ساتھ ہی بیٹھے اسکے ہاتھ سے وہ فلیش لی تو لوئے نے چونک کر اپنی ویران آنکھیں بر و پر جمائیں۔

اس میں کئی وڈیو یز فیک ہیں برو، کسی لڑکی کے ساتھ رات نہیں گزاری۔"

اتنا گرا ہوا ابھی نہیں تھا، ہاں مانتا ہوں بہت برے کام کیے ہیں، ڈرگز،

شراب نوشی، یہاں تک کہ لڑکیوں کے بیچ رہا ہوں لیکن لارا میرے لیے ایک بالکل الگ معاملہ ہے، اس سے لوئے نے اپنا دل جوڑا ہے لیکن وہ بھی اپنی جگہ ٹھیک ہے، ان وڈیوز کو دیکھ کر اچھے بھلے انسان کا دماغ گھوم سکتا ہے۔ لیکن میں بہت خوفزدہ ہوں، وہ مجھ سے دور ہو گئی ہے، مجھے یہاں جلنے کے لیے چھوڑ کر چلی گئی"

جو صفائیاں وہ لارا کو پیش نہ کر سکا وہ لئیق کو دے رہا تھا مگر لئیق کو اسکی کسی صفائی کی ضرورت نہیں تھی۔

وہ خود بھی لوئے کی عیاشیوں اور عادات کے سبب اتنے سال اس سے خود کو دور رکھتا آیا تھا سو لارا کی تکلیف سمجھ سکتا تھا۔

"مجھے پتا ہے تم بدل چکے ہو لوئے اور اسے بھی یہ بات تسلیم کرنے کی مہلت دو۔ لڑکیوں کا دل ہم مردوں سے کہیں درجے نرم اور نازک ہوتا ہے، جس سے محبت کرتی ہیں اسکے بٹے وجود کا خیال ہی انکے اندر ایک جنگ برپا کر دیتا ہے۔ لارا ابھی اسی سب سے گزر رہی ہے، وقار نے اسکے

دماغ میں ان وڈیوز کے علاوہ بھی کچھ زہر بھرا ہو گا جو وہ سمجھنے سوچنے کی صلاحیت کھو چکی ہے کیونکہ وہ میرا اور بابا کا پرانا خریف ہے۔ وہ ایک کمینہ اور بدبخت انسان ہے، لیکن یہ مت بھولنا کہ وہ لارا کا باپ ہے، اور وہ لڑکی یقیناً اس باپ کے لمس اور شفقت کے لیے بہت ترسی ہو گی۔۔۔۔ بعض اوقات زندگی ہمیں ایسے دوراہے پر لا کھڑا کرتی ہے کہ کسی ایک پیاری چیز کے لیے ہمیں دوسری عزیز شے قربان کرنی پڑتی ہے۔۔۔۔ خود کو اسکی جگہ رکھو اور سوچو کہ ایک طرف اسکا باپ ہو اور دوسری طرف شوہر، طرف سے اسکا دل دونوں کے لیے وہ اخیر ترپی ہوئی ہو، اور دونوں کی " کرچی ہو جائے تو کیا اسکا یہ رد عمل بے جا ہے؟

لئیق نے بہت خوبصورتی سے اس بکھرے شخص کو سمیٹا اور لارا کی پوزیشن بھی کلئیر کی ورنہ جو سنگدلی وہ دیکھا کر واپس چلی گئی تھی اس پر لوئے اس سے خفا تھا، وہ اسے ہرٹ کر گئی تھی۔

آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں برو لیکن میں اسکے بنا زندہ نہیں رہ سکتا، وہ"
میرے لیے میری زندگی سے بھی اہم ہے۔ محض اسے پانے کے لیے
لوئے نے کیا کیا جتن نہیں کیے، اس کے پیچھے اپنے غنڈے لوگ
چھوڑے، تاکہ وہ میرے اسے بچانے پر ایمپریس ہو، اسکے بھائی کی مدد کی
تاکہ وہ کسی طرح میری محبت کو تسلیم کرے، اسے اپنی محبت کا ہر طرح کا
"اعتراف دیا

لوئے کے ان اعترافات پر لئیق خفیف سا مسکرایا لیکن اس مسکراہٹ میں
اداسی تھی، لعلین دونوں کو باتیں کرتا دیکھ کر خوش تھی اور ٹوئنکل تو اب
لعلین کی یاد میں مرنے والی تھی۔

لیکن اسے اعتماد میں لے کر اپنے ماضی کی بے راہ رویوں کی معافی نہیں"
مانگی۔ جو سب سے اہم تھی، یہ جو رشتہ تم دو کے بیچ بنا ہے اسکا تقاضا تھا کہ تم
اس کی طرف پہلا قدم بڑھانے سے پہلے اسے یہ سب بتاتے، یقین کرو وہ
تم سے اگر واقعی محبت کرتی ہوتی تو سب معاف کر دیتی۔ لیکن وہی بعد میں

جب پتا چلا تو اس لڑکی کو پاگل کر گیا۔۔۔۔اب انتظار کے سوا تمہارے پاس کوئی چارہ نہیں"

وہ لئیق کی طرف دیکھ کر رنجیدہ ہوا، اپنی غلطی تسلیم کی۔

"I admit my mistake but I am very hurt by her behavior."

وہ اخیر تکلیف میں تھا تبھی لئیق نے اسکا سینہ بردرانہ شفقت کے سنگ تھپکائا۔

"آئی نو، لیکن تھوڑا ہمت سے کام لو۔۔۔۔اسکے پاس واپس جاو یہی نصیحت کروں گا۔ باقی اس وقار سادانی سے اسکا حساب دستگیر لے گا۔ تم خود کو اس سب سے نکالو"

اسے لئیق کا لارا کے پیچھے جانے کا مشورہ بہت مناسب لگا۔

چھوڑیے گامت اس کمینے کو برو، اینڈ یو آر رائیٹ۔۔۔اسے اکیلا چھوڑنا"
واقعی مناسب نہیں ہے۔۔۔وہ پہلے ہی بدگمان ہے، میری غیر موجودگی
"ہمارے بیچ کے فاصلے سنگین نہ کردے
اسے لوئے کے جواب پر اطمینان ملا۔
میں کل فجر کے وقت ایک ضروری کام سے اوٹ آف سٹی جارہاہوں، تم"
کل تک رکو۔۔۔میری واپسی کے بعد جانا کیونکہ میں چاہتاہوں میری غیر
موجودگی میں تم جندل محل میں موجود رہو، دستگیر پر بہت سی ذمہ داریاں
"ہیں
ساری اداسی بھلائے وہ برو کے اسے اتنی اہمیت دینے پر دل سے مسکرایا، وہ
اسکی مارل سپورٹ نہ کرتے تو اسے یہی لگ رہا تھا کہ اسکا دماغ پھٹ جاتا۔
آپکا حکم سر آنکھوں پر، تھینک یو۔۔۔آپ کو پتاہے آپ سے پہلے یہ"
ذمہ داری یارق نبھاتا تھا، مجھے بوسٹ آپ کرنے اور ہمت دینے کی کیونکہ
اسکے پاس یہی ٹیلنٹ تھا بس، اسے بھی شاید اب مشکل زندگی کی مزید ذمہ

داریاں بہت مصروف کر چکی ہیں لیکن اب میرے پاس آپکی سپورٹ ہے
"تو یارق کی کمی بھی محسوس نہیں ہو رہی اور اپنا آپ بہت مضبوط لگ رہا ہے
یارق کی اس سے بات نہیں ہوئی تھی تبھی وہ اسکو مس کر رہا تھا جبکہ لئیق
اسکے بہتر ہونے پر خود بھی تناو سے باہر نکلا۔
اچھے دوست اور اچھی نصیحت کرنے والے بڑے نعمت ہوتے ہیں لوئے،"
اور تم سدھر گئے ہو کیونکہ تمہارے پاس یہ دونوں موجود تھے۔یونہی خود
کو مضبوط رکھو یہی مرد کی شان ہے،دعا ہے تمہارے اور لارا کے بیچ سب
"ساٹ اوٹ ہو جائے
نرم مگر پر اثر لہجہ اختیار کیے وہ لوئے کی اداسی قدرے کم کرتا مسکرایا اور تب
تک لال بھی ٹوئکل کو اٹھا کر وہیں لے آئی۔
لعلین نے شرارت کے سنگ مسکرا کر ٹوئکل کو جس طرح پیار کیا اس پر
لئیق نے ضرور منصوعی گھورا،یہ لڑکی آفت تھی اور ایسی آفت انگیز
شرارتیں کرتی ہی لئیق کو پسند تھی۔

جبکہ لوئے کی نظریں لئیق پر تھیں جن میں لعلین لیے انٹنس لو و بہت شدت سے دیکھائی دے رہا تھا اور دل سے وہ بر واور لعلین کے لیے بہت خوشی محسوس کرتا تھا۔

.._____..

ہمایوں کیانی کی گاڑی، کیانی پیلس کے وسیع تا حد نگاہ پھیلے پورچ میں رکی تو ڈرائیور مودب سا باہر نکلا اور نیہا کی طرف کا دروازہ کھولا جس پر وہ خفیف سی مسکراہٹ اور گھبراہٹ کا امتزاج لیے باہر نکلی، ہلکی ہلکی پر کیف ہوا اور دھوپ کی دھیمی دھیمی تپش وجود کو گدگدا اور چہرے کی تازگی مزید چمکا رہی تھی۔

ہاف وائیٹ بہت پیارا اڈئزائر ڈریس، پیروں میں ہائی ہیلز مقید کیے، دائیں کندھے پر باریک نیٹ کا دوپٹہ پھیلائے ہاتھ میں اپنا فون لیے وہ باہر نکلی، پارٹی میک آپ نے چہرے کی راعنائی دگنی کی وہیں پرل ائیر رنگز اس پر دگنے نچ رہے تھے اور اس سے پہلے وہ یونہی اندر بڑھتی، ڈیشنگ سے وجیہہ ہمایوں، ایک خوبصورت کلر کمبینیشن ڈریسنگ، چہرے پر نرم مسکراہٹ اور پر وقار چال چلتے باہر ہی چلے آئے۔

نیہا کا دل ایک بار تو انکی تیاری دیکھ کر بے قابو سا ہوا، یہ خیال کے وہ اسکے لیے آج کچھ خاص تیار ہوئے ہیں، دلفریب است تھا۔

"خوش آمدید"

پر اعتماد لہجہ اور مسکراتی آنکھیں نیہا کو بلش کرنے پر مجبور کر گئی تھیں۔

"تھینک یو"

وہ گھبراہٹ چھپانہ سکی تو سووہ مزید اسے زحمت سے دوچارنہ کرتے ہوئے اپنی گہری نظریں اس پر سے سہولت سے ہٹاتے ساتھ چلنے کی پیشکش کیے خود نیہا کے دو قدم پیچھے رہے۔

نیہا نے کب سوچا تھا اس نے کہ وہ اس پیلس میں کبھی اس شان سے بھی آئے گی۔

دل کبھی اتنا خوش نہیں ہوا تھا جتنا اس شخص کی اہمیت نے دلی تسکین بخشی، ساتھ چلتا ہوا یہ شخص اسکی ملکیت بننے والا تھا، نیہا کے اندر اس خیال نے راعنائیاں بکھیریں۔

وہ انکے ساتھ ہی لاونج ایریا کی جانب آئی، انداز میں دلربائی اور جھجک تھی جو ہمایوں کو گرویدہ کرنے کو کافی تھی۔

"ہیو آسیٹ"

اسے راونڈ صوفے کی جانب بیٹھنے کا کہے وہ خود بھی سامنے سنگل صوفے پر براجمان ہوئے، انکا چہرہ ہشاش بشاش تھا یہ نیہا نے انکی خود پر جمی نظروں سے محسوس کر لیا۔

"کیسا لگ رہا ہے اپنے گھر آ کر؟"

اسے کمفرٹیبل کرنے کو وہ خود ہی بات کا آغاز کر گئے تو نیہا نے ہچکچاہٹ سے کام لیتے انکی طرف دیکھا جیسے اپنے احساسات بیان کرنے کی ناکام کوشش بھی نہ کرنا چاہتی ہو۔

ابھی وہ فیلنگ نہیں آئی جو میں چاہتی ہوں، گھر مل گیا لیکن گھر والا ابھی"

"نہیں ملا تو آپ سمجھ سکتے ہیں کہ میرے جذبات کیا ہوں گے

وہ اسکی مشکل ترین وضاحت پر جاذب سا مسکرائے تو وہ سرخ رو سی ہوئی، دل مخص انکی موجودگی اور نگاہوں کی گستاخ شدت پر ہی عجیب گدگدایا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

تو یعنی تم ہر چیز میں بھرپور ملکیت کی قائل ہو، بہت اچھی بات ہے۔۔۔۔"

"میرے خیالات بھی کچھ ایسے ہی ہیں

وہ انکے جواب پر رسان سے سر ہلاتی مسکرائی۔

"صبور میم نظر نہیں آ رہیں"

کچھ دیر ادھر ادھر نظریں گماتی وہ بیچ میں حائل ہوتی حواس اڑاتی خاموشی کو خود ہی توڑ بیٹھی۔

وہ بی اماں کے پاس گئی ہے، کچھ دن ریلکس ہونا چاہتی تھی۔ وہ میری پھپی" جان ہیں سو صبور کی داد و لگیں۔۔۔۔اور ہاں اسے میم کہنا چھوڑ دو، صرف

"صبور کہا کرو

نیہا کے جواب کے ساتھ وہ اسے صبور کے ساتھ جس طرح میم لگانے پر ٹوک گئے، وہ پہلے گھبرائی مگر پھر فرمابرداری سے مسکرا دی۔

"اور بتاو؟ تم نے لسٹ بنائی؟"

ایک بار پھر خاموشی نے بے قرار سا کیا تو اس بار وہ خود نرمی سے سوال کر گئے جب پرنیہا نے اچنبھے کے سنگ ہمایوں کو دیکھا جیسے انکی بات نہ سمجھی ہو۔

"ل۔لسٹ؟ کس چیز کی"

وہ واقعی سمجھ نہ پائی۔

"اپنے خوابوں کی"

وہ فوری بولے جس پر نیہا کا دل ایک بار پھر بے اختیار شدت سے دھڑکا۔

"میرا مطلب ہے تم اپنی شادی کیسے چاہتی ہو مجھے بتاو تاکہ میں اس حساب سے ارینجمنٹس شروع کرواوں۔۔۔"

اسے مشکل سے دوچار محسوس کیے وہ خود ہی بات کو کھل کر بتاتے ہوئے نیہا کو سمجھانے لگے مگر وہ اب بھی متذبذب سی تھی۔

"ک۔۔کچھ سوچا نہیں، سمجھ نہیں آرہا کیا کہوں۔جو آپکو مناسب لگے"

وہ اسکی ہونق صورت دیکھ کر مسکرائے، ملازمہ ان دونوں کے لیے چائے اور کھانے پینے کے لوازمات لائی تو ہمایوں نے خاموشی اختیار کیے پہلے چائے لی اور ملازمہ نے نیہا کو بھی سرو کی اور مودب سی وہاں سے چلی گئی۔

ہمم۔۔تو اگر میں سب تیاریاں اپنی پسند سے کرلوں تو تمہیں کوئی"

"اعتراض تو نہیں ہوگا؟

وہ نیہا کی مشکل آسان کرتے گویا ہوئے تو نیہا یوں تھی جیسے اس پر سے کسی نے لادا پہاڑ اٹھالیا ہو۔

ن۔۔نہیں ہوگا۔۔۔بالکل نہیں۔۔۔میں یہی چاہتی ہوں کہ سب آپ"

اپنی پسند سے کریں، مطلب ابھی سے اگر میں نے فرمائشی لسٹ کھول لی تو

"کہیں آپ ڈر کر بھاگ ہی نہ جائیں

وہ بے قراری کے سنگ بنا سوچے بول پڑی مگر آخر تک شرارت پر اتری تو ہمایوں بھی مسکرائے۔

تم نے ہمایوں کیانی کو کافی ہلکا لے لیا ہے نیہا، ڈر کر بھاگنے والوں میں سے "
" نہیں ہوں۔۔۔

وہ انکی معنی خیز ٹون پر خفیف سا گھبرائی، جھجک میں لطف میں شامل تھا۔

"مزاق کر رہی تھی"

اس نے فوراہی سہم کر تردید کی تو اس بار انکا قہقہہ لاونج میں گھونج کر نیہا کو بھی متذبذب کر گیا۔

"اچھی لگ رہی ہو"

مسکراہٹ ختم کرتے وہ اسکے خوبصورت سراپے کی تعریف کرنے پر مجبور ہوئے تو نیہا کا بلش کرتا چہرہ انکو اس لڑکی کی خوشی بتا گیا۔

"تھینک یو، آپ بھی"

یہ تو یقینا رسم نبھائی گئی تھی۔

ہمم۔۔۔کچھ اہم بات بھی کرنی تھی سو لنچ رکھا۔ میں نہیں چاہتا ہمارے "
رشتے کی ابتدا جھوٹ پر ہو، اس دن تم سے کچھ غلط بیانی کی تھی جو مصلحت

کے تحت تھی۔ لیکن میں پوری ایمانداری سے تمہارے ساتھ اپنا رشتہ

"شروع کرنا چاہتا ہوں سو تم حق دار ہو کہ مجھ سے جڑا ہر سچ جان لو

بے خودی، وارفتگی سمیٹ کر وہ اصل مدعے پر آئے اور انکی تمہید نے نیہا

کو خفیف سا خوف زدہ کیا۔

"ای۔۔یسا کیا ہے؟"

وہ اپنا ڈر چھپا نہ سکی۔

دراصل صبور کی ماں، زائشہ کی بہن نہیں بلکہ وہ خود ہے۔۔یعنی میری"

بیوی زائشہ تھی جس نے مجھے دھوکہ دے کر اس گیارہ ماہ کی شادی میں

پھنسایا۔تب یہ بات غیر اہم تھی لیکن اب تمہیں بتانا بہت ضروری ہے

کیونکہ ہسبنڈ وائف میں کوئی چیز چھپی نہیں ہونی چاہیے۔اس جھوٹ پر تم

"مجھے برا بھلا کہہ سکتی ہو، لیکن یہی سچ ہے

ہمایوں کے اس انکشاف پر نیہا کے چہرے کا رنگ فق پڑا، کتنے ہی لمحے تو وہ اس بھیانک سچائی پر کچھ بولنے کے قابل نہ رہی اور پھر اسے سمجھ آیا کہ کیوں اس نے صبور کو استعمال کیا ہو گا اور وہ عورت کتنی مکار ہے۔

وہ بہت چالاک عورت ہے، صبور کی زندگی میں کڑواہٹ بھرنے والی۔"

تمہیں بھی بہت سارے غلط کاموں میں اس نے شامل کیا، اور ایک سچ یہ بھی ہے کہ میں نے خود صبور اور دستگیر کا نکاح کروایا اور وہ عورت یہ سچ جان گئی سو دستگیر اور میری جان کے پیچھے پڑی ہے، صبور تبھی ان حالات

"سے بہت پریشان تھی۔۔۔۔

نیہا کے لیے یہ سب واقعی کسی بڑے صدمے سے کم نہ تھا، اور یہ سب نیہا کو بتانا انکو اشد ضروری لگا کیونکہ وہ نہیں چاہتے تھے کہ نیہا بعد میں ان سے بدگمان ہو کر اس شادی کے فیصلے پر پچھتائے۔

وہ اسے کچھ دیر خاموشی سے آبزرو کرتے رہے۔

بہت ہی خراب عورت نکلیں وہ، میں نے ان کے کہنے پر پتا نہیں کیا کیا کر"
"دیا۔۔۔مجھے خود پر افسوس ہو رہا ہے، میں کیسے انکی اصلیت نہیں سمجھ سکی
نیہا کی تکلیف بجا تھی، جبکہ ہمایوں خود سنجیدہ سے دیکھائی دیے۔
اگر تم یہ سب جان کر مجھ سے شادی نہ کرنے کا فیصلہ بھی کرو تو میں"
تمہیں اسکی پوری اجازت دے رہا ہوں نیہا، کیونکہ صبور کا دستگیر سے نکاح
تمہارے اسکے نکاح میں ہوتے ہوئے ہوا تھا، اور دستگیر کی میں نے ہی مدد
کی، خود غرض بنا، لیکن ایک باپ اپنی اولاد کے لیے اپنی جان بھی دے سکتا
"ہے سو میں نے بھی دینے کی کوشش کی۔۔۔

ہمایوں کیانی کی وہ بس پہلی ہی بات سن پائی اور گلاب چہرہ مرجھایا، کپ
وہیں رکھتی وہ اٹھی تو وہ بھی نیہا کے اٹھ کر کھڑا ہونے پر کپ میز پر رکھتے
کھڑے ہوئے، نیہا نے انکی طرف قدم بڑھائے اور انکے دونوں ہاتھ جس
طرح اپنے ہاتھوں میں لیے، اک لمحہ وہ پر اعتماد سے انسان بھی بوکھلائے۔

پلیز آپ بار بار ایسا کیوں کہتے ہیں، میں اب آپ سے شادی کے فیصلے سے "
پیچھے نہیں ہٹ سکتی ہمایوں۔ جو ہو گیا بہتر ہو گیا۔ میں آپ کے ساتھ رہنا
" چاہتی ہوں اور اس فیصلے میں مجھ پر یا میرے دل پر کوئی دباو نہیں ہے۔
وہ انکی امید کے بر عکس اپنے فیصلے پر مزید ڈٹ گئی تھی جبکہ اسکا یوں توجہ
سے ہمایوں کے ہاتھ تھامنا انکے لیے فرحت بخش ہوا۔
نیہا کی آنکھیں اتنے قریب سے دیکھنے کا اتفاق ضروری تھا کیونکہ وہاں ایک
شدت موجود تھی۔

"اور تم میرے ساتھ کیوں رہنا چاہتی ہو، کیا بتاو گی؟"
اپنے ہاتھوں میں نیہا کے ملائم ہاتھ مضبوطی سے تھامے وہ اسی کے بے باک
انداز میں اس سے سوال کیے نیہا کو لمحہ بھر گنگ کر گئے، جس محبت سے وہ
اسکے ہاتھوں کو تھامے ہوئے تھے یہ احساس نیہا کے لیے بہت نیا اور
خوبصورت تھا، حفاظت کا احساس۔
کسی کے ہمیشہ کے لیے ہاتھ تھام لینے کا احساس۔

"جب رہوں گی تب شاید ب۔۔بتا سکوں"

اسکے ہونٹوں نے یہ جواب دیتے کانپ کر جملے کو دلکشی بخشی اور نیہا نے اپنی نظریں جھکا لیں۔

"تھینک یو نیہا، مجھے یہ بتانے کے لیے کہ عورت تم جیسی بھی ہو سکتی ہے"

انکے جان لیوا اس اعتراف پر نیہا کی پلکیں حیا و خوشی سے گلنار ہوتی جھکیں تو وہ اپنے ہاتھ نہ صرف چھڑوا گئی بلکہ بیچ کا فاصلہ بھی گھبرا کر اختیار کیا۔

ہمایوں کیانی نے اسے اسکے بعد پورا پیلس دیکھایا، کمرے کو لے کر اسکی پسند پوچھی تو نیہا نے یہ بھی انہی پر چھوڑ دیا۔

لنچ میں دونوں نے ایک دلفریب سی کشش میں لپٹے ماحول میں کیا، وہ اسے بی اماں کا بتا رہے تھے کہ کیسے انہوں نے ہمایوں کی پرورش کی، لنچ پر انہوں نے نیہا کے لیے بہت کچھ بنوایا تھا اور نیہا نے بھی آج بنا کسی تکلف کو برتے پوری رغبت سے کھانا کھایا۔

لنچ کے بعد وہ کچھ دیر لان میں ایک ساتھ واک کرتے رہے اور پھر جب نیہا نے جانے کی اجازت مانگی تو ہمایوں نے بے تکلفی سے نا صرف اسکا ہاتھ پکڑا بلکہ اپنے قریب کھڑا کرتے ہی اپنی پینٹ کی جیب سے ایک خوبصورت سی رنگ نکالی جسے دیکھتے ہی نیہا کی آنکھیں خوشی کی زیادتی سے دھندلا سی گئیں۔

"تم پہلی بار اپنے گھر میں مالکن بن کر آئی ہو تو خالی ہاتھ تمہیں واپس نہیں بھیج سکتا، یہ چھوٹا سا گفٹ ہے اگر تم قبول کرو گی تو دلی فرحت نصیب ہو گی"

وہ بہت خوبصورت سی ڈائمنڈ رنگ تھی جبکہ اس سے زیادہ خوبصورت ہمایوں کا اسے پہنانے کا انداز۔

"ی۔۔یہ بہت خوبصورت ہے"

وہ اپنے گلابی مائل ہوتے ہاتھ پر سجتی اس رنگ کو دیکھ کر روہانسی ہوئی۔

تم سے کم۔۔۔۔ہوپ سو ہماری یہ ملاقات ہمارے بیچ کی جھجک کو"
"قدرے کم کر چکی ہو گی

وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر اس رنگ کو مزید خوبصورت ہو جاتا دیکھ کر نظروں کو نیہا کے چہرے سے دانستہ چرائے ہی بولے تو نیہا نے تیز تیز سے چند سانس لیے اپنی بے قابو دھڑکنیں سنبھالیں۔

"اب تم جاو، میرا ڈرائیور تمہیں تمہاری منزل تک پہنچا دے گا"

اس لڑکی کو خواس باختہ محسوس کیے خود ہی وہ نیہا پر یہ مہربانی کر گئے تو وہ اس پر ایک نرم انسیت انگیز نگاہ ڈالتی گاڑی کی سمت لپک گئی، کہنا چاہتی تھی کہ اسکی منزل وہ ہیں لیکن ابھی شاید یہ مناسب وقت نہ تھا، گاڑی میں بیٹھتے ہی نیہا نے یوں سرخ رو ہوتے گہرے گہرے سانس لیے جیسے اس شخص کی موجودگی میں کھل کر سانس لینے سے محروم تھی۔

وہ یہی سوچ رہی تھی کہ زرا سی دیر اس انسان کے ساتھ گزارنے پر جب اسکا دل اتنا مچل رہا ہے تو تب کیا بنے گا جب وہ چوبیس گھنٹے اس شخص کے لیے موجود ہو گئی۔

یہ سب جذبات، یہ دل کی رو بھٹکاتی سوچیں لیے وہ مخمور مسکراہٹ کے سنگ اپنے ہاتھ پر سجا وہ تحفہ دیکھ کر جیسے بلش کی وہ حسین ترین تھا۔
جبکہ ہمایوں کیانی کے دل نے اس لڑکی کے لیے تھوڑا سہی پر دھڑکنے کا فیصلہ کیا تھا، خاص کر آجکی ملاقات کے بعد۔۔۔

••_____••

بھاڑ میں گیا دستگیر، مجھے اب اس سے پہلے لئیق کی موت چاہیے"

فرقان۔۔۔اسے مارے بنا اب میں اپنا بچاو نہیں کر سکتی۔۔کل وہ کہیں جا رہا ہے، اسکی جندل محل واپسی نہیں ہونی چاہیے

کل سے اب تک اپنی ہار کا ماتم منانے کے بعد زائشہ اپنی اوقات پر اتر ہی آئی تھی، فرقان اس نئے حکم پر پہلے تو گھبرایا مگر پھر وہ زائشہ کے لیے اس پر بھی راضی ہوتا نظر آیا۔

"آپ واقعی اسے مروانا چاہتی ہیں"

فرقان نے اپنے آپ کو یقین دلانے کو دوبارہ پوچھا کہ کہیں اسکو سننے میں کوئی غلطی نہ ہوئی ہو۔

بالکل۔۔اسکی گاڑی اڑا دینا۔ ختم کرواسکا قصہ، اسے دوبارہ اس جندل محل میں نہیں دیکھنا چاہتی۔۔ بیس لاکھ دوں گی اس پر، یا شاید اس کو مار دینے کے انعام پر میں تمہیں اس سے دگنی رقم دینے پر آمادہ ہو

"جاوں۔۔۔کام ہوتے ہی تم انڈر گراونڈ ہو جانا

اتنی رقم کا سن کر فرقان کی آنکھوں میں سرور سا امڈا۔

" بے فکر ہو جائیں، وہ کل جائے گا تو واپس نہیں آئے گا مالکن۔۔۔۔۔"

فرقان کے جواب ہر زائشہ کی آنکھوں میں جنون سا ٹپکا، کال بند کیے اس نے اپنی نظریں حقارت سے کسی غیر مرئی نقطے پر جمائیں۔

" مجھ سے پنگاہ تمہیں بہت مہنگا پڑے گا لئیق ایزد، جیسے تمہاری ماں اور اسکے عاشق کا پتا صاف کیا تھا اب تمہاری باری ہے، اس بار بھی زائشہ ایک تیر سے دو شکار کرے گی۔۔۔۔۔ تم مرو گے تو ہی اب مجھے سکون ملے گا"

زائشہ کی آنکھوں میں وحشت تھی تو الفاظ سے حیوانیت ٹپک رہی تھی اور لئیق اسکے بھیانک ارادوں سے بے فکر تھا؟ کیا واقعی بے خبر تھا؟؟؟ لئیق ہو بھی جاتا لیکن بلیک ڈائمنڈ اپنے ہر دشمن کا سر کچلنا بہت اچھے سے جانتا تھا۔

جندل محل میں بھی لنچ سب نے ایک اچھے ماحول میں کیا، فرہاد علوی نے لارا کی اچانک واپسی پر لوئے سے وجہ دریافت کی تو اس نے اسکے کسی ضروری کام کا سبب پیش کیے بابا کو مطمئین کیا۔

پھر لعلین سے اسکے دوست کی موت کی تعزیت بھی کی، حالانکہ اگر انکو یہ پتا ہوتا کہ لعلین اور لئیق کے ساتھ وہ کیا کیا کر کے مرا ہے تو کبھی ایسا نہ کرتے۔

دستگیر نے بھی ایک لمبی نیند سے نکل کر لنچ سبکے ساتھ ہی کیا، مریم بی کے چہرے پر بھی سبکو ساتھ دیکھ کر مسکراہٹ تھی۔

دستگیر اور نیہا کی طلاق اور دستگیر کی صبور سے شادی اسکے بعد نیہا کے لیے صبور کے ڈیڈی کے پرپوزل تک ساری بات لئیق نے آج فرہاد علوی کے سامنے بھی رکھ دی، لوئے کو سب سے زیادہ خوشی دستگیر اور صبور کے نکاح کی تھی جبکہ ہمایوں کتنے اچھے انسان تھے یہ فرہاد علوی بھی جانتے تھے سو نیہا کے لیے انکا آپشن انھیں معقول لگا۔

لئیق کو امید نہیں تھی کہ بابا ایسا پازیٹوری ایکشن دیں گے اور لئیق نے یہ سب اوپن کر کے گویا دستگیر کے سر سے بھی بوجھ اتار دیا لیکن وہ زائشہ کی طرف سے پریشان دیکھائی دیے جو لئیق بھی بھانپ چکا تھا۔

مگر لئیق اب خود زائشہ کا معاملہ دیکھنے میں دلچسپی رکھتا تھا اور اس نے لوئے کو بھی کل تک کے لیے روکا بھی اسی لیے تھا کہ وہ اپنا کام پورا کرنے کے بیچ لوئے کی وجہ سے مطمئین رہے۔

دستگیر اور صبور کی شادی کا پلین کرتے ہیں پھر، مریم آپا آپ ہمایوں سے " ڈسکس کر لیں۔ دن رکھ لیں کوئی مبارک سار خصتی کا۔ ساتھ ہی اسکے ڈیڈی کا نیہا سے نکاح بھی ہو جائے گا۔۔۔۔۔۔ مبارک کاموں میں دیر نہیں ہونی چاہیے، اس سے پہلے کہ کسی کو فساد برپا کرنے کا موقع ملے یہ نیک فریضے نبھا دینے چاہیں"

وہ زائشہ کا ذکر ہی کر رہے تھے جو سب ہی ڈھکے چھپے الفاظ کے باوجود سمجھ گئے جبکہ فرہاد کی بات سے سب ہی متفق تھے، دستگیر نے تو باقاعدہ لئیق کو

جن شکر گزار نظروں سے دیکھا وہ لعلین نے بھی محسوس کیں تبھی دستگیر کی خوشی اور صبور کو اسکی بیوی جان کر اسے کچھ زیادہ خوشی ہوئی۔

اپنی صبور کے لیے جیلسی پر خود کو پاگل تک کہا۔

لیکن لئیق کے معاملے میں اسے چلتی ہوا تک سے دشمنی ہو چکی تھی۔

لنچ کے بعد دستگیر نے تہہ خانے کا رخ کیا تو لئیق بھی آفس روم کی جانب بڑھا، لعلین بھی مریم بی کے ساتھ کچن سمیٹواتی کمرے میں آئی تو لئیق کچھ فائلز کا مطالعہ کرنے میں محو تھا۔

لعلین کو دیکھ کر اپنا کام سمیٹے وہ اٹھ کر اس تک پہنچا، وہ پر بہار سراپا اسے دیکھتے ہی اپنی سمت مائل کرتا تھا، وہ لعلین کے ساتھ نا صرف بہت سا وقت گزارنا چاہتا تھا بلکہ اسے صبح اپنے جانے کا بھی بتانا تھا۔

وہ اسکے قریب آئی تو لئیق نے اسکے نرم گرم لمس کو محسوس کرتے بے خود انداز میں لعلین کے گداز وجود کو خود میں بھینچ لیا، یوں کر کے وہ اپنے سکون کو لافانی حد تک، چند لمحوں میں بڑھا لیتا ہے۔

"میری صبح پانچ بجے فلائٹ ہے، فجر کے بعد نکل جاوں گا۔۔۔۔۔"

اسکو خود سے الگ کیے، اسکے دونوں ہاتھ پکڑ کر اپنے نزدیک کھڑا کیے لئیق نے اسکے ہونٹوں، رخسار اور آنکھوں کو فرصت سے دیکھا مگر وہ پھر سے اسکے پہاڑ وجود کے سہارے اپنا آپ ڈھیلا چھوڑتی اسکے سینے سے جا لگتی بازو اسکی پشت پر باندھ گئی۔

"تب تک تم صرف میرے ہو"

وہ اسکے استحقاق پر خفیف سا بے خود ہوا، بازووں کی بڑھتی گرفت نے خواہش کو پوری طرح ماننے کا اقرار کیا تو لئیق کے حصار کی حدت میں ڈوبا لعلین کا وجود خفیف سا کانپا۔

"میں بھی یہی کہنے والا تھا"

اسکو پکڑ کر اپنے سامنے کیے اس لڑکی کی آنکھیں گہرائی سے دیکھتے بولا، دل اب بھی ایک دوسرے کے جسموں میں اپنی یکدم تیز ہوتی دھڑکن اتارنے میں مصروف عمل تھے۔

لئیق نے لپک کر اسکی شہ رگ پر اپنے تشنہ ہونٹوں کو رکھا تو اس لڑکی کے جسم کے ہر مسام میں فطری لرزش بیدار ہوئی، وہ بوکھلائی، آنکھیں بند کر گئی، فاصلہ خود ہی اس جادو گر نے بیچ میں حائل کیا اور خود سے بے خود ہوتے لعلین کا سرخیوں میں ڈھلتا چہرہ دیکھا جو اپنے چہرے پر اسکی نظروں کا شدت بھرا لمس محسوس کیے آنکھیں کھول چکی تھی تو نظر لئیق کی گردن سے جا ٹکرائی۔۔

"زخم کیسا ہے اب؟"

وہ اسکی گردن سے پٹی کے ہٹ کر بینڈ تیج میں بدلنے پر اپنا ہاتھ اسکی گردن کی طرف بڑھا کر چھوتے بولی جس پر لئیق نے گردن کو مس ہوتی لال کی انگلیوں پر اسکے ہاتھ کو اپنی گرفت میں مقید کیا اور ہر ہر انگلی کو اپنے ہونٹوں سے چھوا، لعلین کے پورے بدن میں برق سی دوڑی، اک لمحہ یوں لگا سانس لیتے لیتے سانس چھوڑ دے اور ہوش سے ہر تعلق توڑ دے۔

"بہتر ہے، مجھے دیکھیں بس۔۔۔۔۔زخموں کو چھوڑ دیں"

اسکی ہتھیلی اپنی رخسار سے جوڑے وہ جس طرح مدہوش ہوئے اسکی جبین سے ماتھا ٹکائے بولا، ساری اداسی پرے کرتی وہ اسے جان نکالتے ارادوں پر آفت انگیز مسکرائی، اک اک لمحہ سنبھال کر رکھنے جیسا بیش بہا تھا۔

"تو پھر کل بہت مس کیا مجھے ؟"

اسکی آنکھوں کے دلکش تقاضے جان بوجھ کر رد کرتی وہ چہرہ لئیق کے قریب لے جاتی مسکائی تو لئیق نے ساری نرمی ایک طرف کیے اسکی کمر میں لپیٹا ہاتھ قریب کیا تو سانسیں بے خود ہوتے ہونٹوں پر مچلیں اور لمس ٹکرائے مگر وہ پلکوں کو تھرا تھرا کر چہرہ زرا پرے سرکا گئی۔

"آپکو مجھے دیکھ کر کیا لگ رہا ہے ؟"

وہ دنیا بھول کر اسکے سوال میں الجھی، ہونٹوں کے کنارے کو دانت تلے دباتے لئیق کی فسوں ساز آنکھیں دیکھیں۔

"ڈر"

بناسوچے لعلین کے خوف وحیا کے سنگ اسکے ہونٹوں اور آنکھوں پر ہتھیلی رکھ لینے پر اس شخص کے مسکراتے ہونٹوں نے لعلین کی ہتھیلی جذب سے چومی۔

لطف وراحت بڑے سلیقے سے وہ لعلین کے اندر اتارتا تھا کہ وہ دنگ رہ جاتی۔

"ڈریں مت، میں آپکو محبت سے دیکھتا ہوں، محبت سے چھوتا ہوں"

آنکھوں سے ہاتھ ہٹائے اپنے سینے سے لگایا جبکہ لعلین کی دوسری ہتھیلی اس نے اپنی زخمی گردن سے جوڑی تو لعلین نے احتیاط کے طور پر اس ہتھیلی کو نرمی میں لپٹا لیا۔

"ہمم۔۔۔ پھر میں بھی چاہنے لگوں گی ایسا تو مشکل کھڑی ہو جائے گی"

اس نے بے بس سا ہوتے وہی ہتھیلی لئیق کی گال سے جوڑی، دوسرا ہاتھ دوسری رخسار سے جوڑا اور اپنے ہونٹوں کو اسکی سانسوں کی گرمائش کے قریب لے گئی۔

"آپ چاہ کر دیکھیں تو سہی"

اپنے لبوں کو گداز حرکت دیتے اس نے لعلین کی گال چھوئی، سفر بڑھتا مگر وہ بڑھنے دیناہی نہ چاہتی تھی سو بار بار اپنا چہرہ لئیق کی گردن میں چھپالیتی۔

"مشکل کا کیاہو گا؟"

مدہوش وہ بھی ہوئی، آنکھیں موند کر اس ساحر کی حواس قابو کرتی، دھڑکنیں منتشر کرتی اور روح پر سکون کرتی خوشبو سانس کھینچ کر خود میں اتاری۔

میرے اور آپکے بیچ کوئی مشکل حائل نہیں، میرے اور آپکے بیچ صرف "سکون حائل ہے"

وہ چاہتا تھا وہ اسے خود سے کچھ دور ہونے دے تبھی وہ اسکی گال سے گال الگ کرتی چہرہ سامنے لائی۔

ان آنکھوں میں اکساتی ہوئی شدت تھی، مائل کرتا جادو تھا، وہ گھبرا رہی تھی، لئیق کے وجود کی حدت اسکے وجود میں منتقل ہو کر قہر ڈھا رہی تھی۔

"کہاں جارہے ہو ویسے ؟ کیا کوئی خاص سفر ہے ؟"

وہ جو اسکے خوبصورت ہونٹوں کو فرصت سے دیکھنے میں مصروف تھا،

لعلین نے سرگوشی کی صورت اپنے ہونٹوں کو اسکی گال اور پھر کان سے

جوڑے قریب آ بستے پوچھا، اسکی خوشبو نے لئیق کو اپنے ہاتھ اسکی کمر کے

گرد مزید لپیٹتے پر نا صرف مجبور کیا بلکہ وہ اسکے سینے سے گہری لگ سی گئی

لیکن چہرے کچھ فاصلوں پر تھے۔

"ایسا ہی سمجھ لیں، فکر کی کوئی بات نہیں۔۔۔۔ریلکس"

وہ اسکے لیے فکر مند تھی تبھی لئیق نے اسکی جبین چومی، اسکی پریشانی یہ کہہ

کر ہٹادی۔

"یونیڈمی ؟"

وہ اسکی آنکھوں میں امڈتی خواہشات دیکھ کر سب بھول کر سرگوشی کیے

بولی جس پر لئیق نے آئیبرو سکیڑے منصوعی گھورا۔

جانتی ہوں ایسا سوال لڑکیاں خود نہیں کرتیں، لیکن تم جیسے لعلین کو"
دیکھتے ہو، ہر نا ممکن ممکن ہونے لگتا ہے۔ مجھے تمہارے ساتھ وقت گزارنا
ہے، تم سے بہت سی باتیں کرنی ہیں لیکن میں چاہتی ہوں آج فرہاد انکل
"سے بقیہ کہانی سنوں۔۔۔۔رات تمہیں دوں گی آئی پرامس
وہ اپنے ادھورے کام اور لئیق کی الجھن جلد حل کرنا چاہتی تھی اور خود لئیق
کے لیے بھی لعلین کا اس معاملے میں حد درجہ مبتلا ہونا اچھا لگا۔

"اپنے آخری جملے کا مطلب جانتی ہیں؟"

لئیق کی سرگوشی اور مدہوش ہو کر اسکے گداز ہونٹوں کو نرمی سے چھونا
لعلین کے اندر باقی ہر شے کی دلچسپی ختم کر رہا تھا، گھبرا کر وہ چہرہ زرا پیچھے کو
سرکائے اپنی گال اسکی گال سے جوڑ کر آنکھیں بند کر گئی۔

آج تم بتانا کہ تمہارے نزدیک اس کا کیا مطلب ہے، اب میں جاوں"
پلیز؟ ورنہ یہیں گر پڑوں گی۔۔۔۔یہ منتر یہ اسم اسیری بعد میں
"پھونکنا۔۔۔۔۔

وہ اسے دیکھ نہ سکی تو یوں اسکے قریب ٹھہر کر سانس بھرتے بولی، جبکہ اسکے سوال پر لئیق نے اپنی بیرڈ والی گال اسکی ملائم گال سے رگڑے آہستگی سے چہرہ پیچھے کو سرکائے ان ہونٹوں سے ہمکلام ہوئے اسکی سانسیں ان ہیل کیں تو آنکھیں بند کرتے ہی اس شخص کی شدت، دنیا کی سب سے دلفریب مٹھاس بن کر لعلین کو اپنی زبان تک گھلتی محسوس ہوئی تبھی تو وہ اسکی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچے، لئیق کی جانب سے ان شنگرفی پنکھڑیوں کی شرانگریزیاں نرمی اور شدت دونوں طرح محسوس کرتے اس تسلسل پر اپنی رگوں میں جم جاتے خون سے بے جان ہو کر لئیق کی سہارے خود کو چھوڑ گئی، لئیق ایزدعلوی کا بس چلتا تو اپنی بے چینی ختم کرتے ان ہونٹوں کا شافی زائقہ، دن کے ہر پہر، شب کی ہر ساعت خود پر فرض کر لیتا، لیکن وہ ٹھیک کہتی تھی یہ اظہار تباہی تھے، اندر باہر اک ہلچل مچاتا طوفان برپا کر چکے تھے، منہ زور آندھیاں جو محبت کی اخیر شدتوں کے موسم سے تھم سکتی تھیں۔

"جاسکتی ہیں تو جائیں"

نرم ہونٹوں کی گستاخیوں کو اسکے سرخ پڑتے رخسار کو چوم کر دلفریب اور شانت سا عملی اور لفظی اختتام دیا مگر لعلین کے لیے یکدم آنکھیں کھول کر اسے دیکھنا جان جوکھم کا کام تھا تبھی وہ بنا اس فسوں ساز کی قربت کے رنگ اسکی خمار آلود آنکھوں میں دیکھتی اس سے اپنا اطلسی ہوتا وجود چھڑواتی، حیا اور خوف کی ملی جلی کیفیت کے سنگ سرخ رو ہوتی تیزی سے ہوم آفس سے باہر نکل گئی جبکہ اسکے جاچکے وجود نے بھی اپنی خوشبو لئیق ایزد پر بہت بری طرح پھونک دی تھی خدا خیر کرے۔

....★☆☆☆☆☆★....

صبور نے بی اماں کے ساتھ ایک بھرپور دن انجوائے کیا، وہ انکے ساتھ انکے سکول بھی گئی، لنچ دونوں نے وہاں کے سب سے مشہور ڈھابے پر کیا، وہاں

کے پہلوان برفی کی سپیشل کڑھی اور کلیجی کھا کر صبور کو بھی شہری کھانے بھول ہی گئے، یہاں کی بات ہی الگ تھی۔

اسکے بعد وہ بی اماں کے ساتھ کلینک گئی تو خان بابا انکے ساتھ تھے، بلڈ پریشر بڑھنے کی وجہ سے وہ تھوڑی جسم میں کمزوری محسوس کر رہی تھیں تبھی ڈاکٹر نے کچھ وٹامن لکھ کر دیے۔ اسکے بعد وہ واپس انکے ساتھ گھر آ گئی، ڈنر کے لیے وہ صبور کا پسندیدہ کشمیری پلاو خود بنانے کے لیے متحرک تھیں جس میں خان بابا اور صبور بھی انکے خوشی خوشی کچن ہیلپر بنے دیکھائی دیے۔

وہیں دستگیر عالم کافی دیر سے وقار سادانی کے سامنے بیٹھا اسکی خود پر جمی متنفر آنکھوں کو دیکھ رہا تھا، یہاں بڑے بڑے مجرم سدھرے تھے پھر دستگیر کے لیے یہ آدمی تو بہت آسان ٹارگٹ تھا۔

دستگیر نے اپنے آدمی کو اشارہ کیا جس نے لیپ ٹاپ کھول کر وہ وڈیو چلائی اور وقار سادانی کی آنکھوں کے سامنے کی، دستگیر کے خطرناک تیور، وقار کی حالت پتلی کرنے کو کافی تھے۔

اپنے ہاتھ سے ہوتے اس اتنے بڑے جرم کا ثبوت یوں دستگیر اسے دیکھا دے گا یہ تو اس نے سوچا بھی نہیں تھا، تبھی خوف وہراس کے مارے وقار کی شکل پیلی پڑی، اسکا وجود مٹی کے ڈھیر کی طرح ساکت ہوا، لب خاموش تھے تو آنکھیں پتھر، دل کرلاہٹوں کے سنگ تیز تیز دھڑک رہا تھا۔

"بزنس کے معاملات ہم فرصت سے ڈیل کریں گے، تیرے اس شجاح کو پولیس کے حوالے کر دیا ہے۔ جانتا تو ہے اس سر پھرے ایس ایس پی شہریار جدون کو؟ شجاع کی باقی کھلڑی وہ اتار کر تیرے سارے گناہ سامنے لائے گا مگر میرا مسئلہ تیری یہ وڈیو ہے۔۔۔۔اس وڈیو میں تو نے وہ زہر کس آدمی کو دیا تھا؟"

دستگیر نے اپنی شر دبار نظریں اس سہمے وقار سادانی پر جمائے پہلے اسکی دھمکاتے ہوئے ہستی دہلائی اور پھر آخری سوال متنفر نظریں گہرائی سے مرکوز کیے کیا، جس پر اس شخص کا جسم بھی کپکپایا۔

"د۔۔دیا تھا لیکن وہ مرا تھوڑی تھا۔۔۔اس زہر سے کوئی نہیں مرتا"

وقار نے جھوٹ تراش کر بچ نکلنے کی سعی کی مگر دستگیر نے لیپ ٹاپ کی سکرین گراتے ہی اس کا گریبان پکڑے سر میز سے پٹخا اور اسکے سر پر اتنا دباو ڈالا کہ وقار کو لگا ناک اور جبڑے کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے، اسکی غلط بیانی دستگیر کو اخیر ناگوار گزری۔

"تو نے جس زہر کا نام لیا ہے اس میں وہ ایک خطرناک سلو پائزن ہے جسکی صرف ایک قطرہ مقدار ہی اگلے کو ایک ہفتے کے اندر اندر، اندرونی طور سے گلا دیتی ہے۔۔۔اور تو نے اس آدمی کو وہ زہر بہت زیادہ مقدار میں دیا تھا۔ وہ مرا ہو گا یقینا لیکن اسکی موت کا الزام تجھ پر نہیں لگا، تو یہ بتا کہ اس سب

کے پیچھے تیری کیا سازش تھی اور تو نے اس آدمی کی موت کا الزام کس پر
"لگایا

دستگیر نے حدوک آمیزی کے سنگ خفیف سا دھاڑ کر مزید اسکے سر پر دباو ڈالا تو اس شخص نے دلخراش سی دھاڑیں ماریں اور بن پانی کی مچھلی کی طرح سسکنے تڑپنے لگا، وقار سادانی کے تو وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ دستگیر عالم اسکے پلین کو محض اس آدھی ادھوری وڈیو سے سمجھ جائے گا مگر یہ وڈیو لیئق تک کسی خفیہ زرائع سے اس پکی خبر کے ساتھ پہنچی تھی کہ اس آدمی کی دو سال پہلے موت ہو چکی ہے سو وقار قاتل تھا اور لیئق سے اس بندے نے درخواست کی تھی کہ وہ وقار کو اسکے اس جرم کی سزا دے سو اس نے باقی معاملہ شہریار کے سپرد کر دیا اور اسے ڈیٹلز بھی میل کر دیں۔

"بتا دے وقار سادانی، ورنہ تیری ایک ایک ہڈی خود توڑ دوں گا"

دستگیر کے غضب کو للکارنے والے پچھتاتے تھے مگر وہ شخص اتنی آسانی سے سب بتانے والی چیز نہیں تھا۔

"ن۔۔ نہیں بتاوں گا۔۔۔مار دے بے شک۔۔۔"

وقار کی ہڈ دھرمی پر دستگیر نے اسے اسکے بالوں سے جکڑ کر ٹیبل سے اٹھایا اور اسکا گریبان اپنی مٹھی میں جکڑے اسکی نفرت چھلکاتی آنکھوں میں اپنی سلگتی آنکھیں گاڑیں۔

"تیرے تو اچھے اچھے بھی بتائیں گے وقار سادانی۔۔۔بہت غلط جگہ پنگاہ لیا ہے تونے، تجھے زندہ کھولتے پانی میں ڈال دیتا ہوں، پھر جس طرح تو انڈے کی طرح اچھلے گا ویسے ہی تیرے منہ سے سچ نکلیں گے، تو لوئے کا سسر ہے سو تجھے کل تک کی مہلت دے رہا ہوں، اگر اپنی عزت اور اس سخت جسم کی مضبوط چمری کا تھوڑا سا بھی خیال ہے تو یقینا تو سمجھداری کا ثبوت دیتے ہوئے مجھے کل سارے سچ بتائے گا ورنہ پھر تو دستگیر عالم کے ہاتھوں بری طرح مسل دیا جائے گا"

ایک دن کی مہلت دینا انکا دستور تھا سو دستگیر نے اسے بھی مہلت سونپی، اپنے آدمی کو اشارہ کیا جس نے فوری میز پر سے لیپ ٹاپ اٹھائے

اپنے قبضے میں لیااور دستگیر نے اسکا گریبان حقارت سے جھٹک کر کرسی کو چھوڑااور اپنے آدمیوں کواس پر کڑی نظر رکھنے کا کہتا وہاں سے نکل گیا۔

وہیں مانی نے صبح کچھ دیر گل کے ساتھ وقت گزارا پھر وہ اپنی کتابیں لے کر باہر لاونج میں ہی بیٹھ گئی، بھجت نے ڈرئیور کے ہاتھ اسکا بیگ اور ضروری چیزیں بھیج دی تھیں، نمرہ اسکے ساتھ ہی آڈیو کال پر رہی تھی اور دونوں نے ایک ساتھ ہی تیاری کی تھی، چار بجتے ہی مانی نے بے تابی سے گھڑی کو دیکھااور پھر نمرہ کو بائے کہتی اپنی کتابیں سمیٹ کر میز پر رکھے اٹھی۔

"شام ہو گئی ہے، شیری کو جگادیتی ہوں۔۔۔۔۔"

گل، سلینااور مدیحہ آج بھی عینی کی طرف گئی تھیں اور گل مانی کو کہہ کر گئی تھیں کہ شیری کو چار تک جگادے کیونکہ وہ اسی وقت تھانے جاتا تھا۔

تیزی سے سیڑھیاں چڑھتی وہ اوپر پہنچی اور آہستگی سے دروازہ کھولا، باہر چلتی ہواوں سے پردے کے زرا سے ہٹنے کے باعث کمرے میں موجود اندھیرا مدھم ہوا تھا سو مانی نے آہستگی سے دروازہ واپس بند کیااور بے آواز

قدم اٹھاتی وہ شیری تک آئی جو ایک ہاتھ میں تکیہ دبوچے دوسرے پر سر رکھے اس قدر گہری نیند میں تھا کہ وہ سارا غصہ بھلاتی اس شخص کے آرام و سکون اور غفلت پر مسکرائی۔

سوتے میں دیکھو زرا اس ڈیول کو، دنیا جہاں کا معصوم۔۔۔۔ڈیول تو"

"آپ صرف میرے لیے ہیں شیری

جانتی تھی اسکے پاس بیٹھ کر اپنی موت للکار رہی ہے لیکن وہ اسے ہر ستم کے باوجود انتہائی پیارا تھا سو وہ اسکے پاس نہ صرف بیٹھی بلکہ اپنا رخ بھی اس کی طرف کیا، اس لڑکی کے وجود سے اٹھتی بہت مخمور سی مہک شہریار کو نیند میں بھی حواسوں کو منجمد کرتی محسوس ہوئی۔

کاش آپ نے مجھے سر دبانے دیا ہوتا، آپ مجھے اپنے قریب آنے نہیں"

"دیں گے تو میں آپکا دل کیسے موم کروں گی؟

اسکے خوبصورت بے داغ چہرے پر پھیلی سیاہ بیرڈ اور اس سے چھلکتا اس شخص کا شفاف رنگ اور بند آنکھیں، اس شخص کا ہاتھ، پھر انگلیاں، وہاں

سے پھر اس شخص کے چہرے کا ہر نقش، آہستہ آہستہ سانس لینے کی آواز، اوپر نیچے یوتا چوڑا سینا، اس شخص کے سونے کا انداز، مانی کی آنکھوں کے مند پسند منظر تھے۔

اپنی ملائم ہتھیلی اس نے شیری کے ماتھے سے جوڑی، اور پھر ہتھیلی سے اسکی پیشانی پر ڈھلکے اکاد کا بال نرمی سے سہلا کر سر تک لے جاتی جھکی اور اسکی صبیح جبین پر جھک کر آنکھیں موند کر اپنے ملائمی ہونٹوں سے ہوا کے پہلے نرم جھونکے سا چھوا، جبکہ وہ جاگ رہا ہوتا تو مانی کو اس جرت پر کمرے سے تو کیا گھر سے چلتا کرتا۔

وہ شہریار جدون کی جبین چوم کر واپس اٹھی تو اس کی گرے آنکھوں میں اتراہٹ تھی۔

سیلی نے کہا تھا میں آپکو پیار کر سکتی ہوں، ابھی چھپ کر کرنے میں ہی" میری سلامتی ہے ورنہ آپ مانی کی جان لے لیں گے، لیکن جس قدر سوچا تھا یہ تو اس سے کہیں زیادہ خوبصورت ہے شیری"

وہ اتنے سے حق لٹانے پر ہی کھلھلا رہی تھی، یوں خوش ہو رہی تھی جیسے نجانے کونسا خزانہ پا بیٹھی ہے۔

آپ مجھے برے نہیں لگتے شیری، حالانکہ میری کتنی انسلٹ کرتے ہیں۔" مجھے ہرٹ کرتے ہیں لیکن میری فکر بھی کرتے ہیں، آپکو پتا ہے کہ وہ کونسی چیز ہے جو مجھے آپ سے دور ہونے نہیں دیتی؟ وہ آپکی نفرت کے اندر چھپا مانی کی تکلیف کا احساس ہے۔۔۔۔۔جب آپ نے مجھے کڈنیپ کروایا تب ہی آپکی آنکھوں میں اپنے لیے تکلیف دیکھی تھی، سو آپکی زبان مجھے جتنا دھتکارتی رہے، آپکی آنکھیں آپکے دل کا حال کہتی ہیں، اور یہ مجھے بتا چکی ہیں کہ آپکا دل تو مانی سے بھی نازک ہے"

وہ یہ سب اسے کہہ نہیں سکتی تھی نہ وہ ظالم اسے موقع دینے والا تھا لیکن لگتا یہی تھا کہ وہ شہریار کے لیے واقعی دل کے بہت پیور جذبات رکھتی تھی۔

واپس جھک کر اس نے اپنے ہونٹوں سے اسکی گال کو مس کیا، اس احتیاط سے کہ اس شخص کو گماں بھی نہ ہو۔

"میں آپ سے زیادہ کچھ نہیں چاہتی بس خواہش ہے آپ مجھ سے پہلے کی طرح باتیں کریں، آپکے جواب، سخت، دھتکار، ڈانٹ اور غصے سے سوا ہوں، آپ بولتے رہیں تاکہ آپکے دل کی کھڑکی مانی کی جانب کھلے، آپکے دل کا دروازہ آمنہ آفریدی کو مل جائے"

وہ اداس تھی، وہ اسکی لاپرواہی برداشت نہیں کر سکتی تھی۔

لیکن اسے کون بتاتا کہ اس بے درد شخص کو صرف سہنا آتا ہے کہنا نہیں آتا سو مشکل ہے اس لڑکی کے حصے میں شہریار جدون کی کوئی گفتگو آتی، وہ کیسے سمجھتی کہ اسے شہریار کی خاموشیاں سمجھنی ہیں، اس کے سلے ہوئے لبوں کی لاج رکھنی ہے، اسے جاننے کے لیے آمنہ آفریدی کو بس خود کو دیکھنا ہے جب وہ خود پہ غور کر لے گی تو اسے اسکے سارے سوالوں کے جواب مل جانے تھے۔

وہ اسکے ہونٹوں کی جانب دیکھ کر افسردہ سا مسکرائی اور بنا اسے جگائے ہی اٹھ کر واپس جانے لگی تو دوپٹے کے شیری کی ریسٹ واچ سے الجھ جانے پر نہ صرف وہ جھٹکا لگنے پر پلٹی بلکہ توازن برقرار نہ رکھتے سیدھا شیری پر جا گری۔

جتنی احتیاط برتی تھی اتنا بڑا قسمت اسکی شیری کے گرد موجودگی کا اعلان کر کے بچاری کو موت کے منہ میں دے چکی تھیں، نیند شیری کی بھی اس خود پر گرتی مانی کے باعث لمحہ بھر ٹوٹی اور آنکھیں کھلتے ہی اتنے قریب مانی کو دیکھ کر پہلے تو وہ سمجھ نہ پایا کہ ہوا کیا ہے، جبکہ وہ لڑکی یوں تھی جیسے اسکے جسم کا سارا لہو نچڑ گیا ہو، وہ اسے اتنے قریب آنے پر جان سے مار سکتا تھا لیکن اس کے دل پر یہ حکائیت چپکے سے اتر کر اسے شانت کر گئی کہ وہ مار بھلے دے لیکن وہ اس لڑکی کو مرتا ہوا نہیں دیکھ سکے گا۔۔

شیری کی آنکھیں کھلیں تو دونوں کے چہرے بہت قریب تھے، عجیب سا خمار اس لمحے میں شامل تھا، اپنی بازو مانی کی کمر میں وہ غیر ارادہ جکڑ بیٹھا تو مانی

کو چھوٹا سا ہارٹ اٹیک آیا کیونکہ شیری نے واپس آنکھیں بند کر لی تھیں، شاید وہ بہت زیادہ تھکا ہوا تھا سو نیند سے زرا سی دیر کو نکل کر واپس سو گیا مگر مانی سے یوں لگ رہا تھا سانس لینا مشکل ہے کیونکہ اسکی ناک باقاعدہ شیری کے بالائی لب سے مس ہو رہی تھی، پھر بازو کا سویا درد بھی اس طرح گرنے سے انگڑائی لے کر جاگ گیا۔

"س۔۔سو گئے؟ آج تو تو مر گئی مان۔۔۔نی۔۔۔۔یا اللہ م۔۔مجھے بچا لیں"

شیری کو جب مانی کی سانسوں کی تپش اپنے ہونٹوں پر پہنچ کر بے آرام کرتی محسوس ہوئی تو نہ صرف وہ کسمسا کر چہرہ پھیر گیا بلکہ مانی کو کسی تکیے کی طرح جیسے جکڑا ویسے ہی آزاد کیا تو مانی لہراتی ہوئی اسکے ساتھ ہی بیڈ پر گری۔

تیز تیز سانس لے کر شیری کی پشت گھورتی وہ اپنا نکلا ہوا دم بحال کیے ہمت کرتی اس زخمی شیر کے جاگنے کے خوف سے فورا اسکے پاس سے اٹھ کر بیٹھتے ہی کھڑی ہوئی۔

سانس تھا کہ اب بھی سینے میں گھٹا تھا، اتنی نزدیکی وہ بھی شیری سے، مانی کے جسم کو کپکپا چکی تھی۔

تیز تیز سانس لیتی وہ کھڑکی کی طرف آئی اور اپنا بے ترتیب ہوتا تنفس درست کیا، ناجانے کتنے منٹس اسے اس لمحے کے سحر سے نکلنے میں لگے۔ اس میں اس وقت اتنی ہمت نہ تھی کہ وہ کمرے سے نکلتی کیونکہ ٹانگیں باقاعدہ کانپ رہی تھیں، اور دل اس بے خبر سے واپس لپٹنے کی خواہش کرتا مانی کو آزما رہا تھا۔

خیر کچھ دیر بعد ہمت کیے وہ واپس شیری تک آئی، مگر اس سے پہلے وہ اسے جگانے کی کوشش کرتی، شیری کا سائیڈ ٹیبل پر پڑا فون انتہائی چنگارتی بھیانک ٹون سے بجا جو موصوف خود الارم لگا کر سوئے تھے اور جہاں مانی نے اس بھیانک آواز پر کان پر ہاتھ رکھے وہیں شیری نے اس آواز پر پلٹ کر بند آنکھوں سے ہی سائیڈ پر پڑے فون کو بند کرنا چاہا تو آنکھیں کھلتے ہی

مانی کو دیکھ کر اسکی ساری نیند اڑی اور اس سے پہلے وہ نود و گیارہ ہوتی، شیری کی آواز پر قدم تو کیا دل بھی رک گیا۔

کیا کر رہی ہو تم یہاں، کہا تھا شام تک میرے کمرے میں قدم مت"
"رکھنا

شیری کے کڑوے استفسار پر وہ چہرے کی سرخیاں لاکھ دبائے بھی چھپا نہ سکی اور چہرے پر مسکینی سی سجائے پلٹی، پھر بازو کو سہلائے درد دبانا چاہا تو شیری نے اسکی اس حرکت کو نوٹس کیا، پھر اسکے ماتھے پر خفیف سا نشان بھی وہ دیکھ چکا تھا۔

وہ شام ہو گئی ہے، گ۔۔ گل ممی نے کہا تھا آپکو چار تک جگا"
دوں۔۔۔ جگانے آئی تھی مگر آپ سوتے میں اتنے پیارے لگ رہے
"تھے کہ جگائے بنا ہی جا رہی تھی

اپنے کانپتی آواز کے سنگ نظریں بار بار شیری سے چرا کر وہ اسے مشکوک کر چکی تھی جو اس پر سر تا پیر جاسوس نظر ڈالتا اٹھ بیٹھا اور ساتھ ہی بیڈ کو خیر باد

کہے قدم زمین پر اتارے اور مانی کے سامنے آکر تن گیا جس پر مانی کے چہرے پر ایک رنگ آیا اور ایک گیا۔

"جب میں سو رہا ہوں تو میرے آس پاس دوبارہ غلطی سے بھی مت بھٹکنا۔ میں اٹھنے کے لیے آلارم لگا کر سوتا ہوں، تمہارے اس احسان کی ضرورت نہیں ہے"

چہرے پر اور الفاظ دونوں میں سختی اور وارننگ کا تاثر دیے وہ اسے سمجھا رہا تھا جو کچھ زیادہ ہی گلابی ہو کر شیری کو اب واقعی مشکوک کر گئی۔

"آپکے سوتے ہوئے میں آس پاس کیوں بھٹک نہیں سکتی؟"

مانی اس سے یہ سب بنا نظر ملائے بول رہی تھی اور اسے یوں اخیر چڑھ ہوئی تبھی اسکی ٹھوڑی پکڑ کر سختی سے اسکا چہرہ اٹھائے گھورا جبکہ مانی کے حواس مختل ہوئے۔

"میری آنکھوں میں دیکھ کر بولو، ورنہ تمہارا سر توڑ دوں گا"

وہ جھکی پلکیں شیری کے اندر عجیب سی ہلچل مچا رہی تھیں سو وہ بری طرح اسے ڈانٹ گیا۔

"وجہ یہ ہے کہ سوتے میں شہریار جدون کسی کا قتل بھی کر سکتا ہے اور کسی کی ہڈیاں بھی توڑ سکتا ہے۔۔۔۔۔ سمجھ گئی؟"

وہ جس طرح اسے ڈراتے بولا، مانی نے تھوک نگلتے ہراساں ہو کر فوری سر ہلایا مگر جس طرح شیری نے اپنا دوسرا ہاتھ سہلائے اسکی بازو تک لے جاتے روکا، مانی کے جسم میں بجلی سی اتری۔

"س۔۔ سمجھ گئی۔۔۔۔م۔۔میں نہیں بھٹکوں گی"

اسکے شرافت سے بات ماننے پر شیری نے اسکی ٹھوڑی پر جما ہاتھ ہٹایا مگر شیری کی قہر برساتی آنکھیں مسلسل مانی کا سر اور دل چکراتی رہیں اور اسکا دوسرا ہاتھ جو مانی کی بازو سے ہتھیلی کے سنگ جڑا تھا، مانی کو لگا جیسے اس بے درد شخص نے اپنے ہاتھ کے لمس سے ہی درد کو نوچ لیا ہو اور اس سے پہلے وہ روہانسی ہوتی، شیری نے اپنا وہ ہاتھ میں ہٹایا۔

"اب نکلو یہاں سے"

اسے مجسمہ بنا دیکھ کر وہ بولا نہیں بلکہ اپنی چڑعیاں کیے اسکی نظر سے اوجھل ہوا مگر وہ یوں ہونق بنی اسے کبرڈ کھولتے دیکھ رہی تھی جیسے اس نے کچھ سنا نہ ہو۔

"ش۔۔شیری"

اسکے پکارنے پر وہ خفیف سی اونہوں کرتا کپڑے نکالتا ہوا پلٹا تو اسکی سرد گھوری مانی کو پکارنے پر پچھتانے پر اکسا گئی۔

"رات کو آئیں گے آپ؟"

وہ اس کے بے مطلب سوال پر عدوات آمیز نظروں سے گھورا۔

"اس فضول سوال کا مطلب؟"

وہی سرد لہجہ جو مانی کو منجمد کر گیا۔

"ک۔کچھ نہیں"

خود کو کوستی وہ بنا جواب دیتی تیزی سے کمرے سے بھاگ گئی تو اس شخص کی آنکھوں کی ساری تندی لمحے میں غائب ہوئی۔

ذہن کے دریچے میں وہ لمحہ لہرایا جب مانی اسکے بے حد قریب تھی، وہ جاگ تو اس لڑکی کے خود پر گرتے ہی گیا تھا مگر شاید ایک تجربہ کرنے کو اس نے خود کو سویا ظاہر کیا۔

کپڑے تھامے ہی وہ چلتا ہوا ڈریسنگ کے سامنے آکر کھڑا ہوا، خود سے اس بے مقصد ڈرامے پر نظریں ملانا لمحہ بھر نڈھال ہوئیں۔

اپنے ہاتھ کو اٹھا کر شیری نے دیکھا، یہ وہی ہاتھ تھا جس نے مانی کو جکڑا تھا، اب تک نادیدہ حدت میں مبتلا تھا، پھر نظر آئینے میں خود پر ڈالی، ہاتھ دھیرے سے اٹھایا، آگے کو حرکت دیتے ہوئے اپنے بالائی ہونٹ کو چھوا، اس لڑکی کی خوف کے باعث آدھی ادھوری نکلتی بے تاب سانسوں کی تپش اب بھی اسکو اپنے ہونٹ پر پھیلتی محسوس ہوئی۔

وہ سمجھنے سے قاصر تھا کہ اس نے یہ کیا کیا ہے؟اپنا امتحان لیا ہے یا لعلین کی باتوں میں آکر اپنے دل، جذبات اور ذہن کے ٹھیک رخ کا تعین کیا ہے۔

"بکواس ہے یہ سب، صرف بکواس"

اپنے ہاتھ کو ہٹاتا وہ اگلے ہی لمحے وحشی بن کر اپنے آپ کو حقارت سے دیکھتا پیر پٹخ کر چینج کرنے بڑھ گیا۔

اسے تھانے جانا تھا مگر اس سے پہلے بابا سے بہت اہم بات کرنی تھی سو فریش ہو کر وہ تروتازہ مگر چہرے پر ایک کھنچاؤ سجاتا نیچے آیا تو بابا لاونج میں ہی نیوز چینل دیکھنے میں محو تھے جبکہ مانی اپنی بکس لیے اب لان میں چلی گئی تھی، لاونج کے گلاس ڈور سے وہ اسے نظر آچکی تھی۔

اسے یکسر نظر انداز کیے وہ سیدھا افراہیم جدون کے پاس ہی گیا جو اسے فریش دیکھ کر ٹی وی سے نظر ہٹائے اسکے پاس بیٹھتے ہی اپنی تمام توجہ اسکی سمت مبذول کر گئے۔

"بابا آپ فری ہیں؟"

شیری کے استفسار پر افراہیم صاحب نے فوری اثبات میں سر ہلایا۔

"ایک بہت اہم مسئلہ ہے جسکے بارے آپ سے بات کرنی تھی"

شیری کی تمہید پر کرنل صاحب کچھ فکر مند ہوئے۔

"ہاں بتاو کیا ہوا ہے؟"

بابا کے پوچھنے پر شیری نے گہرا سانس کھینچا۔

دراصل یہ بات میں نے کچھ وجوہات کی بنا پر آپ سے، لال سے چھپائی" تھی۔ آپ جانتے ہیں ناں کہ ابراہیم انکل کی اچانک ہوتی موت کتنی حیرت انگیز تھی، انکی موت بے شک طبعی ہوئی تھی لیکن اچانک انکے ایک ہفتے کے اندر اندر بیمار پڑنے اور مرنے کی یہ بات تب مجھے بلکل ہضم نہیں ہوئی تھی جسکی وجہ سے میں نے انکی ڈیڈ باڈی کے تدفین سے پہلے کچھ ضروری ٹیسٹ کروائے تھے"

شیری کی تمام باتوں پر افراہیم صاحب کے چہرے پر تناو چھا چکا تھا، شیری کی باتیں انکا دل دہلا رہی تھیں۔

"تو پھر؟"

وہ بے چینی سے بولے۔

تو پھر یہ کہ انکی تدفین کے دو دن بعد انکی رپورٹس آئی تھیں جس میں یہ "
لکھا تھا کہ انکے اندر ایک زہریلے پودے کا زہر ملا ہے۔۔۔۔۔ پچھلے دو
سال سے میں اس معاملے کو لے کر تحقیق کروا رہا ہوں مگر کوئی سراغ ہاتھ
نہیں لگا، اور پھر انکی کسی سے دشمنی بھی نہیں تھی کہ میرا شک کسی پر جاتا۔
رپورٹس کے مطابق اس پودے کے زہر نے ابراہیم انکل کے اندر کا ہر
سسٹم درہم برہم کیا اور سب گلا دیا۔ لیکن اب دو سال بعد کہانی میں ایک
"عجیب سا بدلاو آیا ہے

شیری نے اپنی بات مکمل بھی تجسس پر کی۔

"کیسا بدلاو، کھل کر بتاو شیری"

افراہیم کی بے چینی بڑھی۔

جس پودے سے انکی موت ہوئی وہ ایک اور کیس سے جڑھ کر میرے"
سامنے آیا ہے، لئیق کا کوئی خریف ہے، بلکہ سمجھ لیں بہت سے بزنس مین
اس کے قبضوں سے تنگ ہیں، ہے بھی کرپٹ سالیڈ مافیاڈان۔۔۔۔ لئیق
کے مطابق اس آدمی نے کسی کو بالکل وہی زہر دیا، اور دوسرا اتفاق یہ ہے کہ
یہ کیس بھی دو سال پہلے کا ہے۔ لئیق نے بس اس زہر کی معلومات اور اس
آدمی کے مینجر کو مجھ تک پہنچایا ہے۔ اسکے بقول اسکے پاس وقار سادانی کی
وڈیو ہے جس میں وہ ایک آدمی کو وہی زہر کھلا رہا ہے اور اسکا یہ بھی کہنا ہے
"کہ جسے وقار نے زہر دیا وہ مر چکا ہے
یہ سب بتا کر شہریار نے واقعی انکا سر گھوما دیا تھا۔
چہرے پر پریشانی تناولائی۔
"تو تمہیں شک ہے کہ وقار سادانی نے جسے زہر دیا وہ میرا ابراہیم تھا؟"
یہ کہتے ہوئے انکی مضبوط آواز اس یار کی تکلیف نے کھاری کی، پرکاش،
افراہیم اور ابراہیم ایک جند ایک جان جیسے دوست تھے، یہ سچ ہے کہ دو

سال گزرنے کے باوجود وہ ابراہیم کی موت کا دکھ اب بھی اپنے سینے پر تازہ محسوس کرتے تھے۔

"جی بابا، اسکے لیے مجھے لئیق سے وہ وڈیو لینی ہو گی۔۔۔۔۔۔اس نے یہ معاملہ کچھ ذاتی وجوہات کی بنا پر اپنے اہم ساتھی دستگیر کو دیا ہے۔۔۔۔۔ لیکن میں ایک بار اس وڈیو کو دیکھنا چاہتا ہوں، اگر وہ ابراہیم سلطان ہی ہوئے تو وقار سادانی سیدھا سیدھا ہمارا بھی گناہ گار ہو گا"

شہریار نے یہ سب بابا کو تبھی بتایا تاکہ وہ خود لئیق سے اس وڈیو کے بارے بات کریں کیونکہ لئیق نے شہریار کو وہ وڈیو دینے سے فی الحال انکار کیا تھا کیونکہ وہ یہ معاملہ کچھ خدشات کی بنا پر اوپن کرنے کے حق میں نہیں تھا۔

"ہمم۔۔۔ٹھیک ہے میں بات کرتا ہوں لئیق سے۔پھر تمہیں بتاتا"

"ہوں۔۔۔اگر اس نے وجہ پوچھی تو کیا ابراہیم والی بات بتا دوں؟

افراہیم نے اسکی مشکل حل کرتے استفسار کیا تو شیری نے سر نفی میں ہلایا۔

بابا پہلے مجھے کنفرم کرنا ہے، یہ بھی ہو سکتا ہے میرا شک غلط ہو۔ میرے"
ابراہیم انکل کی موت کی سچائی چھپانے پر کہیں لال پھر سے مجھ سے خفا نہ ہو
جائے، بہت مشکل سے اسے منایا ہے۔ لیکن آپ یقین کریں میں نے
ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے اس معاملے میں، لیکن جس نے بھی یہ کیا تھا وہ ماہر
"کھلاڑی تھا۔ اپنے پیچھے اس نے کوئی ثبوت نہیں چھوڑا تھا
شہریار کی بات افراہیم کو مناسب لگی۔
ٹھیک ہے تم جاو میری جیسے ہی لئیق سے بات ہوتی ہے میں تمہیں بتادوں"
"گا
بابا کے تسلی کروانے پر وہ مشکور سی نظر ان پر ڈالتا اٹھا اور اجازت لیے گھر
سے باہر نکل گیا۔
پورچ کی سمت جاتے جاتے اسے قدم غیر ارادہ تھمے، پڑھنے کے بجائے مانی،
لان میں لگے پھولوں کو توڑنے میں مصروف تھی تبھی اسے غصہ آیا۔
"کتابیں خود پڑھیں گی کیا؟ یہاں پڑھنے بیٹھی ہو یا اٹکیلیاں کرنے"

اپنے عقب سے ابھرتی آواز پر مانی نے گھبرا کر کھڑے ہوتے پیچھے دیکھا تو وہ گاڑی کے پاس کھڑا اسے گھور رہا تھا۔

"بریک لی ہے شیری"

اپنے ہاتھ میں سفید، نارنجی اور سرخ گلاب پکڑ کر وہ لان کے کنارے کی طرف آئی تو شام کی ہلکی ہلکی دھوپ کی تمازت نے مانی کے چہرے کی چمک میں اضافہ کیا اور باخدا وہ اس لڑکی کو دیکھتے ہی اپنے ستم ناک، سفاک ہونے کو فراموش کرنے لگتا تبھی خود کو بار بار یاد دلاتا کہ وہ صرف وحشی ہے۔

"یہ آپکے لیے"

تینوں پھول ڈنڈیوں اور پتوں سمیت مسکرا کر شیری کی طرف بڑھاتی وہ اسے نجانے کیوں بہت پیاری لگی مگر وہ خود کی سرزنش فوری کر گیا کیونکہ اسکے حق میں ہر گز پیارا نہیں تھا۔

نہیں چاہیں، میرا لان برباد کرنے کی دوبارہ کوشش مت کرنا۔ ہو تو تم"
بڑے نازک دل کی۔۔۔یہ نہیں پتا کہ انکو شاخ سے الگ کرو تو یہ مرجھا کر
"مرجاتے ہیں۔۔۔۔دوبارہ پھول مت توڑنا
سخت لہجے میں وہ اسکو ڈانٹا ہوا بنا اسکے اداس ہونے کی پرواہ کیے گاڑی میں
سوار ہوا۔
آپ بھی تو مانی کی شاخ ہیں، الگ کر رہے ہیں تو مرجھا کر مرجاوں گی"
"شیری
اسکے ایسے ظالم رویے پر وہ تینوں پھولوں کو تکتی رخ پلٹ گئی، مگر وہ مانی کا یہ
کربناک جملہ سن چکا تھا مگر بنا کچھ کہے وہ اس سے فرار کرتا چوکیدار کے
دروازہ کھولتے ہی گاڑی بھگا لے گیا اور مانی اسی طرح بولائی سے چلتی ہوئی
واپس کرسی تک آئی، تینوں پھول وہیں ٹیبل پر رکھے اور یونہی اکاد کا بادلوں
میں ڈوبے آسمان کو حسرت سے تکنے لگی۔

سیلی کے ساتھ مدیحہ صاحبہ کو آکر اچھا لگا، عینی سے تعزیت کیے انھیں سکون سا ملا اور پھر لگتا تھا ان سب بڑی لیڈیز کا ایک فرینڈ سرکل بننے کو تھا، جبکہ سیلی کو ان لیڈیز میں شامل ہو کر دلی خوشی نصیب ہوئی۔

صارم نے جس طرح پرکاش اور عینی کو سنبھالا تھا وہ قابل ستائش تھا، سیلی اور مدیحہ صاحبہ وہاں چار تک رکیں اور پھر دونوں دادی ساس اور بہو سیدھی وہاں سے گروسری کرنے نکل گئیں، گل لالہ شام تک عینی کے پاس ہی رہیں، انکے دل کی باتیں سننے کے لیے موجود رہیں تاکہ وہ اپنا دل ہلکا کر سکیں۔

وہیں شہریار تھانے میں تھا، شجاع سے کچھ معلومات نکلوائی تھیں سوانہی کے حوالے سے ایک دو جگہ قبضہ چھڑوانے کا پلین تھا کیونکہ وقار سادانی کی بیشتر زمینیں اس نے قبضہ کر کے ہتھیائی تھیں۔

شہریار کی دی ذمہ داری پوری کرنے افراہیم صاحب نے شام میں لئیق کو کال کی اور رسمی علیک سلیک کے فوری بعد وہ مدعے پر آئے۔

دراصل اس وڈیو میں اس آدمی کا چہرہ چھپا ہوا ہے افراہیم صاحب، تبھی"
"میں نے شیری کو نہیں دی۔ یہ تحقیق میں خود کروانا چاہتا ہوں

شام میں ہی افراہیم نے لئیق کو کال کیے اس وڈیو کے بارے سوال کیا جس پر لئیق نے وضاحت دیے سہولت سے منع کرنے کی وجہ بتائی۔

اوہ، ٹھیک ہے پھر۔ لیکن اگر تمہیں اس آدمی کا پتا چلے تو شہریار کو لازمی"
"بتانا۔ کچھ پرسنل ہے

افراہیم صاحب کے اس معاملے پر اصرار نے لئیق کو بھی متجسس کیا مگر فی الحال وہ پہلے ہی بہت سے مسائل میں گرا تھا تو اس بارے سوچ سوچ کر اپنا دماغ تھکانا نہیں چاہتا تھا۔

"جی بہتر، میں اسے بتادوں گا"

لئیق نے انھیں مطمئین کیے کال آف کی لیکن وہ جتنا خود کو کئی نئے معاملے میں الجھنے سے روکتا، اسکے اندر کے جاسوس اسے اتنا ابھارتے تبھی لئیق نے کچھ سوچتے ہوئے واپس اپنے لیپ ٹاپ میں وہ وڈیو دوبارہ سے چلائی۔

تجھے زہر دے رہا ہوں تاکہ تیری اس بے بس زندگی سے جان چھوٹے،"

لیکن تیری موت کا الزام مجھ پر نہیں اس پر آئے گا۔ چھ سال سے وہ تجھے مرا سمجھ رہا ہے لیکن تو تو بڑی ڈھیٹ ہڈی نکلا، اب سچ میں تیرا کام

ختم۔۔ہاہا۔۔۔۔ بڑا ترس آرہا ہے کہ تیری موت کے الزام میں تیرا وہ رقیب اس ناکردہ گناہ کی آگ میں تاعمر جلے گا۔۔۔۔۔۔۔تو کیا سمجھا تھا،

"سب ختم ہو گیا۔۔۔۔۔ نہیں

وقار سادانی اس وڈیو میں کسی رسیوں سے بندھے شخص کے سامنے کھڑا اسکے منہ میں وہ زہریلا سفوک زبردستی ڈالے اسکے منہ سے پانی کا گلاس لگا رہا تھا جس پر اس آدمی کی کیا حالت تھی یہ تو نظر نہیں آرہی تھی پر اس بے بس شخص کا پورا وجود ضرور کانپ رہا تھا۔

"جانور کہیں کا، یہ لوگ اتنا دماغ پتا نہیں لاتے کہاں سے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔"

محبت کا چکر لگتا ہے، تبھی رقیب کہہ رہا ہے، لیکن اصل تشویش یہ ہے کہ "اس وحشی نے اس کو مار کر اسکی موت کا کس معصوم پر الزام لگایا ہوگا

لئیق اس وڈیو کو گہری نظریں جمائے دیکھتا خود کلامی کیے بولا، مگر پھر لئیق کی نظر غیر ارادہ اس بندھے شخص کی گردن میں موجود کسی لاکٹ پر گئی تو لئیق کی آنکھیں لمحہ بھر ٹھہر سی گئیں، اسکا پینڈٹ بھی اتفاق کے اس آدمی کی گردن کی پچھلی طرف موجود تھا جو ایک ہاف فلاور شیپ پینڈٹ تھا۔

لئیق نے وڈیو وہیں پاز کی اور اس آدمی کی گردن کو فوکس کیے اس چین کو زوم کیا اور سرعت و پریشانی کے سنگ اپنے لاکر کو کھولا، جہاں ڈائری کے علاوہ وہاں ایک جیولری کیس تھا۔

لئیق نے اسے کھولا۔

اسکی چین اور اس آدمی کی گردن میں موجود چین ایک جیسی گولڈ چین تھی جسے دیکھ کر لئیق کے دماغ کی چولیں تک ہلیں اور پھر وہ آدھے پھول کا دوسرا حصہ اس وقت لئیق کے ہاتھ میں تھا، ایک لمحہ تو اس مماثلت نے لئیق ایزد علوی کو سرتاپیر گما کر رکھ دیا۔

"لال نور کی یہ چین تو انکے دوست کا گفٹ تھا اور انہوں نے بتایا تھا ایسی ہی چین اس کے پاس بھی ہے، بلکل ایک جیسا ڈئزائن اور پینڈٹ۔۔۔۔ یہ کوئی اتفاق نہیں ہو سکتا لئیق ایزد۔۔۔۔

رقیب یعنی فرہاد علوی۔۔۔۔۔۔۔ یا میرے خدا۔۔۔

کہیں ب۔۔ بابا کی خاموشی کے پیچھے یہ قتل کا الزام تو نہیں؟؟؟ چھ
"سال۔۔۔۔ پھر دو سال۔۔۔۔۔ یعنی آٹھ سال
ایک ایک کر کے ساری حقیقتیں لئیق پر قہر سی برسیں تو آنکھوں میں
تکلیف سمٹی، اسی لمحے دستگیر روم میں آیا مگر لئیق کو تباہ کن تاثرات کے
سنگ پتھرایا دیکھ کر وہ تیزی سے اسکی طرف آیا۔
"بھائی۔۔۔ سب ٹھیک ہے؟"
دستگیر نے اسکے قریب پہنچ کر باقاعدہ لئیق کا کندھا ہلایا تو اس نے غائب
دماغی سے دستگیر کی طرف دیکھا۔
"وقار سادانی نے کچھ بتایا؟"
لئیق اسکا سوال فراموش کرتا بے تابی سے پوچھ رہا تھا۔
"ابھی تک تو نہیں بتایا مگر امید ہے وہ کل تک سب بک دے گا"
دستگیر کے جواب پر لئیق نے اپنی درد کرتی کن پٹی اپنی انگلیوں کی پوروں
سے دبائی، گہرے سانس بھرے جیسے سینے پر بوجھ ہوں۔

"بھائی آپ پریشان لگ رہے ہیں"

دستگیر کو اسکی پریشانی شدید لگی تو وہ پھر سے پوچھ بیٹھا۔

"دستگیر! میرے بھائی میری واپسی تک تم اسکا ہر صورت منہ کھلاو گے۔ یہ معاملہ کسی کی زندگی اور موت سے جڑھ چکا ہے سو تم اسے اپنی جان سے بھی اہم سمجھنا۔ میرا دماغ معاوف ہو کر رہ گیا ہے، اگر وہ سچ ہے جو مجھے لگ رہا ہے تو بہت دردناک ہو گا۔۔۔۔۔انتہائی دردناک"

لئیق کی حالت اس قدر ہیجانی تھی اوپر سے لئیق کی غیر واضح جملے دستگیر کو بھی تشویش میں مبتلا کر چکے تھے، مگر وہ جانتا تھا لئیق پوچھنے پر بھی فی الحال اسے کچھ نہیں بتائے گا۔

"آپ بے فکر رہیں، اسکی زبان کھلوانے کے لیے دستگیر عالم ہر درندگی کر گزرے گا۔ آپ ٹھیک نہیں محسوس کر رہے تو کچھ دیر آرام کر لیں بھائی

لئیق کی زرد پڑتی صورت پر دستگیر کا دل بھی دہلا جس پر وہ اپنا پھٹتا ہوا سر دباتا سر ہلا چکا تھا سو دستگیر نے بھی فکر مند سے ہوئے ہوم آفس سے باہر قدم بڑھائے مگر لئیق ایزد کا سکون غارت ہو چکا تھا یہ واضح تھا۔

.._____..

وہ لنچ کے بعد سے مسلسل فرہاد علوی کے ساتھ تھی، لعلین اور فرہاد دونوں کے لیے یکدم کہانی پر آنا مشکل تھا تبھی لعلین نے یکدم ان سے کچھ نہ پوچھا بلکہ وہ کافی دیر انکے ساتھ لان میں کچھ نئے پھول لگاتی رہی۔

ان دونوں کے بیچ کی محبت دیکھ کر زائشہ کو سانپ سونگھ چکا تھا جو کافی دیر سے اپنے روم کی بالکونی میں شام کے وقت ہی نائیٹ گاون پہنے کھڑی، نرم ہوا سے اپنے اڑتے بالوں کو بنا سہلائے بت بنی کھڑی تھی۔

آج وہ پورا دن کمرے سے نہیں نکلی تھی سو چہرہ ہر منصوعی حسن سے عاری ہو کر بڑھاپے کی نشانیاں عیاں کر رہا تھا، اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ زائشہ ایک خوبصورت عورت تھی، جسے اپنے حسن پر ناز تھا لیکن اب اسکی جوانی ڈھلتی ہوئی صاف اسکے چہرے پر درج تھی اور پھر عبرت بھی تو قریب تھی۔۔

آگے بتائیں نہ فرہاد انکل، کونسی قیامت آئی تھی۔اگر آپ بہتر محسوس "کریں"

انکے گلاب کے گملے کو پانی دینے پر لعلین نے خود بھی مٹی والے ہاتھ جھاڑے تو وہ چہرہ زرا سا پھیر کر لعلین کو دیکھنے لگے۔

بہتر تو یہ سب سوچ کر میں کبھی محسوس نہیں کر سکتا بچے لیکن تم سے "وعدہ کیا ہے تو پورا کروں گا، لیکن پہلے ایک وعدہ مجھ سے کرو"

وہ گملے سے توجہ ہٹائے اٹھ کھڑے ہوئے تو لعلین نے بے قراری کے سنگ انکے چہرے کو دیکھا۔

"جی کہیں"

وہ فوری بولی۔

"حقیقت جاننے کے بعد تم مجھ سے نفرت نہیں کرو گی، نہ یہ س۔۔سب ابھی ل۔ لئیق کو بتانا۔۔۔۔اپنے سچ تمہیں بتانے س۔۔سے پہلے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں بہت بزدل انسان ہوں، م۔۔میں کسی چیونٹی کو بھی مار نہیں سکتا"

وہ انکے کپکپانے اور اس عجیب سی تمہید پر خوفزدہ ہوئی انکا ہاتھ تھامے انکو عمی لان میں لگے صوفے پر بٹھائے خود بھی ساتھ بیٹھی تو وہ حسرت سے لعلین کو دیکھنے لگے۔

"ایسا کیوں کہہ رہے ہیں، میں کیوں نفرت کروں گی آپ سے۔۔۔آپ اپنے دل کا بوجھ کہہ دیں پلیز، میں ابھی کسی کو نہیں بتاوں گی"

وہ انکی تکلیف سے بھانپ چکی تھی کہ اس شخص کو کسی بڑے دکھ نے کاٹا ہے۔

وہ اپنی زندگی کی ساری ہمت جمع کیے اپنی کہانی کا اگلا حصہ کرب سے سنانے لگے۔

زائشہ، جب لوئے کو لے کر جندل محل آئی تو جندل محل کا سکون، وہاں کی خوشی سب رخصت ہو گیا۔

لال نور کو یہ دکھ نہیں تھا کہ فرہاد نے دوسری شادی کی، انکو ایک طویل مدت تک فرہاد کی چھپی شادی نے نوچ کھایا، پھر وہ سترہ سالہ بچہ بھی تو فرہاد علوی کا خون تھا، لال نور کے آنسو، تکلیف، کرب، لئیق کو اپنے بڑی پیارے بابا سے بدزن کر گیا۔

وہ بابا سے پوچھتا رہا کہ آخر ایسی کونسی وجہ ہے جو وہ لال نور، اپنی جان سے پیاری محبوب بیوی پر سوتن لے آئے مگر فرہاد کچھ نہ بولے، انکی زبان پر زائشہ علوی نے چپ کا تالہ ڈال رکھا تھا۔

اور پھر فرہاد نے یہ کہہ کر اپنے اس عمل کا جواز دیا کہ وہ مجبور تھے لیکن نہ اس شخص نے اپنی مجبوری لال نور کو بتائی نہ لئیق ایزد کو۔

لئیق، اپنی ماں کی قربانیوں سے واقف تھا، اپنی محبت چھوڑ کر اپنی ماں کا حکم مان کر اس عورت نے فرہاد سے شادی کی تھی مگر جب انکا دل اللہ نے اس نامحرم کی محبت سے نکال کر فرہاد علوی سے جوڑا تو اس شخص نے لال نور کے دل کو یوں سوتن لا کر کرچیوں میں بدل دیا۔

وہ نرم دل عورت اپنے ساتھ ہوتی اتنی ناانصافی پر صبر نہیں کر پائی تھی، پہلے ابراہیم کو کھونا، ایسے شخص کی محبت سے محروم ہو جانا جو ہنستے ہنستے آپ کے لیے مر جائے، اسکے محبت سے مکر جانے کا ناقابل یقین جھٹکا، جانے اس شخص کو کیسی کیسی اذیتیں دی گئی ہوں گی جو وہ اپنی روح سے دور ہونے پر مجبور ہوا تھا۔

یہ سب لال نور کے لیے اذیت کی انتہا تھا اور ابراہیم کے خلاف لال نور کے دل و دماغ میں زہر بھرنے کی ایک بڑی سازش کی گئی تھی جس میں کوئی اور نہیں فرہاد اور مدیحہ شامل تھے۔

فرہاد نے جب اپنے والد کو رشتے کے لیے آفریدی حویلی بھیجا تو مدیحہ آفریدی کسی صورت انکار نہ کر پائیں کیونکہ فرہاد کے بابا، بھجت کے بابا کے بہت قریبی دوست تھے، دوسرا لال نور کا اجڑا ہوا دل بھی انکو بسانا تھا سو لال نور کی مرضی کے بنا، انہوں نے لال نور کی فرہاد سے شادی کی تھی، لال نور کو لگتا تھا شاید اب اسکی زندگی ختم ہو گئی ہے، فرہاد اور مدیحہ کی سازش نے لال نور کی نظروں میں ابراہیم کو بھی بے وفا بنا دیا تھا سو وہ بہت مشکل سے فرہاد کے ساتھ رہنے لگی، ایک ایک لمحہ کسی ناپسند شخص کے ساتھ گزارنا اسکے لیے مشکل تھا، لیکن قسمت نے لال نور کو بار بار کرچیوں میں تبدیل کیا جیسے اس بار جب فرہاد علوی کی زندگی شامل ہوتی وہ عورت جندل محل آ پہنچی۔

زائشہ اپنے بیٹے کے ساتھ آکر جندل محل میں رانی کی طرح رہنے لگی، اور لال نور اپنے ہر حق سے پیچھے ہٹ گئیں، ایک دم خاموش، فرہاد ان سے شرمندہ نہ انکے پاس آتے نہ وہ فرہاد کو دیکھنے کی خود میں مزید ہمت رکھتی

تھیں، وہ بمشکل ایک مہینہ ہی تھا جو لئیق نے اپنی لال نور کو گھٹ گھٹ کر مرتے دیکھا اور پھر جب زائشہ نے یہ دیکھا کہ لال نور اسکے آنے پر خاموش ہو گئی ہے اور کوئی واویلا نہیں مچا رہی تو وہ واپس اپنے شیطانی چالوں میں لوٹی۔

زائشہ ہر وقت لئیق اور فرہاد کے آگے پیچھے رہتی تاکہ انکی باتیں سن سکے، وہ فرہاد کے اپنے ہاتھوں سے نکلنے پر کسی نئی کمزوری کی تلاش میں سو بو لینے لگی اور قدرت بھی ایسے شاطروں کی رسی کچھ زیادہ دراز کر دیتی ہے یہ المیہ ہے، اسے اور لوئے کو پاکستان آئے آئے تین ہفتے گزرے تھے کہ آخر اسے فرہاد علوی کی ایک نئی کمزوری کا علم ہوا۔

اسکے بے نام رقیب کا جان کر زائشہ کا شیطانی دماغ مکمل طور پر ایکٹیویٹ ہوا۔

چونکہ زائشہ سے شادی کا سچ کھلنے پر فرہاد نے لال نور کے ساتھ اپنا لئیق بھی کھو دیا تھا سو وہ زائشہ کے کھیل کو ختم کر کے اسکا اختتام کرنے کا فیصلہ کر چکے تھے اور زائشہ اتنی جلدی کیسے اپنا دی اینڈ ہونے دیتی۔

اس دن لئیق اور فرہاد میں کسی رقیب نامی موضوع پر بہت سخت جھگڑا ہوا تھا، لئیق کا غصہ اور فرہاد کی خاموشی زائشہ کے لیے دلچسپ معاملہ تھا۔

اسی بعث میں زائشہ نے فرہاد اور لئیق کو بات کرتے سنا جس میں وہ لال نور کو لے کر اس دوسرے آدمی کا یعنی فرہاد کے رقیب کا ذکر کیے بعث کر رہے تھے کیونکہ لئیق کو لگتا تھا فرہاد علوی نے لال نور کی شادی سے پہلے کی محبت کا یوں سوتن لا کر بدلا لیا ہے اور فرہاد اسکے غصے سے خوفزدہ اسے مظلوم بنے سمجھانے کی کوشش میں تھے مگر وہ انکی ایک بات بھی سننے کے حق میں نہ تھا۔

زائشہ کواس ساری صورت حال پر پہلے غور کرنا پڑا، اسکے لیے سب سے پہلے لال نور کے دیوانے کو ڈھونڈنا ضروری تھا سو اس نے یہ ذمہ داری اپنے بہت بھروسے کے بندے فرقان کو دی۔

زائشہ نے اس رقیب نامی بندے تک پہنچنے کے لیے فرہاد کے سٹڈی روم کی چھان بین کی تو اس دوران اسے کچھ یونی فوٹوز ملیں، جن میں فرہاد نے ایک اینول فنکشن کے موقع پر بنی بہت سی سٹوڈنس کی پکچر میں ایک خوبرو سے لڑکے پر سرخ نشان لگا رکھا تھا، اور وہاں کالی پینسل سے آئی کل یو کے لفظ بھی درج تھے۔

زائشہ جیسی شاطر کو سمجھ آگئی کہ یہی وہ فرہاد کا رقیب ہو سکتا ہے۔

بس وہ تصویر واٹس ایپ کیے اس نے فرقان کو ارسال کی اور فرقان نے دو دن لگا کر اس آدمی کی ساری معلومات زائشہ کو نکال کر دیں کہ وہ ابراہیم سلطان ہے اور فرہاد اور لعلین کا یونی فیلو ہے، ایک مڈل کلاس غریب خاندان سے تعلق ہے سو ان معلومات کو زائشہ نے بہت مہارت سے

استعمال کرتے ہوئے اپنے حلق کے کانٹے یعنی لال نور کو راستے سے ہٹایا بھی اور فرہاد کی ایک نئی کمزوری اپنے ہاتھ لی۔۔۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

زائشہ کو لال نور کی خاموشی اور جندل محل میں موجودگی تک برداشت نہ تھی سو اس نے لال نور کو فرہاد علوی سے علیحدہ کرنے کی ایک ایسی چال چلی جو لال نور کو تو یہاں سے غائب کرتی ساتھ ہی فرہاد علوی کو بھی واپس اپنی مٹھی میں دبوچ کر اس جندل محل پر راج کرتی۔

لال نور اچانک ایک دن جندل محل سے غائب ہوئیں، زائشہ نے اپنے لوگوں کو کہہ کر اسے اٹھوانے کا ہلین بنا رکھا تھا، وہ جندل محل سے نیہا کے ساتھ واک پر نکلی، نیہا بھی اس وقت زائشہ کے ساتھ اس کھیل میں شامل

تھی اور لال نور کا دل بہلانے کو وہ اسے زائشہ کے کہنے پر گھر سے باہر لے گئی تاکہ پلین سچا نظر آئے۔۔

اس بیچ نیہا نے ہی جانے سے پہلے لال نور کا فون، زائشہ کو پہنچایا لیکن اسے یہ پتا نہیں تھا کہ لال نور کو زائشہ نے کس گندی چال میں پھنسانے کو یہ سب کیا۔

جس وقت لال نور جندل محل سے نکلیں اسی وقت زائشہ نے ایک چال ترتیب دی، فرقان کے ذریعے ابراہیم سلطان کا پتا وہ پہلے ہی نکلوا چکی تھی، چونکہ وہ لال نور کا یونی فرینڈ تھا سو فرقان کو زرا سی چھان بین کیے اسکا پتا چل گیا، ابراہیم کا نمبر نکلوائا اور لال نور کے فون سے اسے ایک عجیب سا میسج کیا جس میں یہ لکھا کہ فرہاد اسے بہت مارتا ہے، اس پر سوتن بھی لے آیا ہے سو وہ اسے آکر لے جائے، اور یہ میسج زائشہ نے فرہاد کو پڑھایا جس پر وہ طیش میں آتے لال نور کے کمرے کی طرف گئے تو آگے سے وہ غائب، رقیب کو لے کر انکے اندر کی فطری نفرت اس چنگاری نے آتش فشاں بنائی

کیونکہ انھیں لال کے اب تک ابراہیم سے رابطے نے پاگل کر دیا جو
دراصل ایک چال تھی ورنہ فرہاد سے شادی کے بعد تو نہ لال نور کی ابرہیم
سے کبھی ملاقات ہوئی نہ بات۔
اس شخص کی حالت اس روز کسی ہارے جواری سی تھی، زائشہ کتنی بدبخت
تھی یہ جاننے کے باوجود وہ اسکی باتوں میں آئے، اور لال اور نیہا کے پیچھے
ہی بہت طیش میں نکلے۔
لال نیہا کے ساتھ پہاڑوں کی طرف نکلی تھیں، انھیں قدرتی مناظر کے
سنگ کچھ لمحے گزار کر سکون چاہیے تھا، نیہا کو انہوں نے پہنچتے ہی واپس بھیجا
اور خود لال کے پاس گئے، انکی اور لال نور کی ایک ماہ کی چپ بہت جھگڑے
اور بعث پر ٹوٹی اور لال نور نے انکا گریبان پکڑے اپنے ساتھ ہوتی ناانصافی
پر اپنی چپ توڑے رو رو کر بہت واویلا مچایا اور اسی بعث کے بیچ جب فرہاد
علوی نے اپنے گریبان پر بندھے لال نور کے ہاتھ بے دردی سے
چھڑوائے تو وہ پیر پھسلنے کے باعث اس پہاڑی سے نیچے گر گئیں، فرہاد

علوی ہوش میں جب آئے تب تک لال نور گر چکی تھیں، بہت تلاش کی مگر لال نور نہ ملیں کیونکہ اس نہر میں گرتے ہی وہاں موجود فرقان، لال نور کو وہاں سے لے گیا، جبکہ فرہاد علوی اپنے ہاتھوں سے لال نور کو گنوا کر سکتے کی سی حالت میں چلے گئے اور تبھی وہ بلکل صدمے میں چلے گئے، لال نور جس اونچائی سے گری تھیں وہاں سے بچنا ناممکن تھا مگر وہ اسکی موت پر یقین بھی نہیں کر سکتے تھے کیونکہ لال نور کی ڈیڈ باڈی نہیں ملی تھی۔

فرقان اور اسکے آدمیوں نے ایک ہفتہ بری طرح لال نور کو ٹارچر کیا، اسکو کرنٹ لگائے تاکہ وہ اپنی یاداشت کھودے، جبکہ لئیق کی لال نوریوں اچانک کھو گئی تو وہ پاگل سا ہونے لگا، لئیق نے زمین آسمان ایک کر دیا مگر یوں تھا جیسے اسکی ماں کو یا تو زمین نگل گئی یا آسمان کھا گیا اوپر سے فرہاد علوی ایک زندہ لاش بن گئے۔

اور پھر فرہاد نے اپنے گناہوں کو چھپانے کے لیے اسے اس تلاش سے روک دیا، لیکن لئیق کے پوچھنے پر کوئی وجہ نہ دی۔

وہ بابا سے پوچھتا مگر وہ روسک کر اس سے معافیاں مانگتے، اور وہ سمجھ نہ پاتا کہ وہ اس سے کس چیز کی معافی مانگتے ہیں۔

زائشہ نے صرف لال نور کے ساتھ ہی ایسا نہ کیا بلکہ فرہاد کو اس گلٹ کے علاوہ بھی کسی کی موت کا سبب پیش کیا، ابراہیم کو لال بن کر میسج کیے وہ اپنے ہاتھوں لال نور کو کھو دینے کی اذیت ابراہیم کو مار کر ختم کرنا چاہتے تھے۔

ابراہیم کو ایک پرانے سے بوسیدہ قبرستان میں بلایا، ابراہیم وہاں آیا تو قبرستان میں لال نور کے بجائے فرہاد آیا اور زائشہ نے کچھ ایسا زہر بھرا تھا اور خود بھی وہ اس وقت شدید پاگل ہو چکے تھے کہ وہ ابراہیم کو دیکھتے ہی اسکا گلا پکڑ کو گھوٹ گئے، افراہیم دبلا پتلا سا آدمی تھا سو فرہاد نے اسکا گلا تب تک دبائے رکھا جب تک اسکی سانسیں نہ رکیں اور دھکا دے کر اسے وہیں پھینکتے قبرستان سے نکل گئے، جبکہ گھر پہنچے تو زائشہ نے ہاتھ سے نکلتے فرہاد کو وہ ابراہیم کو مارنے کی وڈیو دیکھا کر واپس بلیک میل کیا۔

لیکن اس روز ابراہیم مرنے سے بچ نکلا تھا، کچھ سانسیں جسم میں باقی تھیں یا شاید اسکی زندگی لکھی تھی سو وہ کسی طرح ہوش میں آتا وہاں سے بچ نکلا۔

چھ سال گزر گئے، خود زائشہ کو بھی یقین تھا کہ اس نے ابراہیم اور لال نور دونوں کو قصہ ختم کر دیا ہے، لیکن دونوں ہی زندہ تھے، لال نور کیسے بچیں؟ کس نے بچایا؟ کیوں اور کس وجہ سے وہ آٹھ سال اپنی زندگی کی وجہ لئیق سے دور رہیں؟ یہ بھی ایک لمبی کہانی تھی جو جلد کھلنے کو تھی، ابراہیم تب تو بچ گیا لیکن فرہاد علوی کے نزدیک چھ سال انہوں نے دو دو قتل کے ناکردہ جرم میں سسک سسک کر زندگی گزاری اور پھر انکو پتا چلا کہ ابراہیم چھ سال پہلے مرا نہیں تھا، بلکہ زندہ تھا۔

وہ اتنی کہانی بتا کر پھر سے بے جان ہو گئے، چھ سال کی کہانی سمیٹ کر وہ کچھ بولنے کے قابل نہ رہے، دو سال کا قصہ ابھی بھی باقی تھا اور لعلین نے انکی تکلیف محسوس کیے انکا کانپتا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا، وہ خزن و ملال،

پچھتاوے اور کرب میں سر تا پیر ڈوبے بلکتے ہوئے رو رہے تھے اور لعلین کا دل خود نہ مانا کہ وہ مزید انکا امتحان لے۔

اپنے ہاتھوں لال کو گنوانے کا دکھ اس شخص کو آج بھی نوچتا اور پھر زائشہ اسے ہمیشہ لال نور کے اپنے عاشق کے ساتھ بھاگ جانے کے طعنے دیتی، لال نور کی لاش کا نہ ملنا اور ابراہیم کا زندہ ہونا بھی اس عورت نے کیش کروایا کیونکہ اسکے بعد وہ فرہاد علوی پر سیج میں ابراہیم سلطان کی موت کا الزام لگانے پر اتری تھی اور اس میں اسکا ساتھ دیا تھا اسکے زلف اسیر عاشق

!وقار سادانی نے، ایک اور جنونیت سے بھرا افسانہ

"لال ن۔۔نور کو آپ نے دھکا تھوڑی دیا تھا جو آپ نے یہ بات لئیق سے چھپائی، وہ۔۔کم از کم ان کو ڈھونڈتا تو سہی، آپ نے اپنے ساتھ س۔ساتھ اس کو بھی کرب میں مبتلا کر دیا۔۔۔۔اسکا ایک ایک لمحہ کیسے گزرا ہو گا فرہاد انکل۔۔۔۔۔۔پھر اس شخص کی بھی موت نہیں ہوئی تھی تو پھر دو سال سے آپ چپ کیوں ہیں؟"

وہ شدید اذیت میں تھی اور وہ مر رہے تھے، فرہاد نے اسے ابراہیم کا نام نہیں بتایا تھا کیونکہ وہ لعلین کی نفرت نہیں سہہ سکتے تھے نہ اپنے لئیق کے گھر کو اجڑتا ہوا دیکھنا برداشت تھا، اگر لعلین کو وہ ابراہیم کا نام ابھی بتا دیتے تو شاید اس کی حالت فرہاد علوی سے بھی بری ہوتی۔

کیونکہ اس عورت نے پھر سچ۔۔مچ مجھے اس شخص کا قاتل بنا دیا"

لعلین۔۔۔۔ن۔۔ نہیں تھا قاتل لی یکن سارے ثبوت اور گواہ م۔۔مجھے قاتل ثابت کرتے ہیں۔۔۔۔۔ل۔ لئیق کو یہ س۔۔سب کیسے ب۔۔بتاتا، خود بتاو۔۔و۔۔۔ک۔۔کیسے کہتا اسے کہ ا۔۔اسکے بابا کتن۔۔نے برے "ہیں، وہ م۔۔مجھے معاف نہیں کر سکتا

وہ روتے ٹرپتے سسکے تو اک لمحہ لعلین کی بھیگی آنکھیں بھی ٹھہر سی گئیں۔

"اس شخص کا نام کیا تھا پلیز بتا دیں؟"

وہ غم زدہ سی ہوئی ضد پر اتری پر انکا سانس اٹک رہا تھا۔

"ا۔۔۔ابھی م۔۔ مجھ سے ککچھ سنا یا نہیں جائ۔۔۔ے ے گا بچے"

وہ گہرا سا سانس بھرتے کہہ کر اپنی درد میں لپٹی آنکھیں رگڑتے وہاں سے اٹھ گئے تو لعلین نے دقت سے اپنی سانس کھینچتی، آٹھ سال لئیق نے اس بے بسی میں کیسے سانسیں بھری ہوں گی؟ یہ سوچنا ہی لعلین ابراہیم کے وجود سے جان سرکا کر رکھ گیا۔

ابھی تو صرف چھ سال سمٹے تھے، بقیہ کے پچھلے دو قہر ناک سال اور اسکا قصہ تو ابھی باقی تھا جو یقیناً وقار سادانی کی زبان سے کھلنے والا تھا اور لعلین ابراہیم پر صورت قہر برسنے والا تھا۔

.._____..

لعلین اسکے بعد کچھ دیر مریم بی کے ساتھ رہی انکی کچن میں کچھ ہلپ کروائی، ڈنر ریڈی تھا مگر کسی کا بھی کھانا کھانے کا موڈ نہ تھا، لوئے اپنے روم میں ہی

رہنا چاہتا تھا، زائشہ نک سک تیار ہوتی شام ڈھٹائی اور ہڈ دھرمی کیے اپنی سہیلیوں کے ساتھ اوٹنگ پر نکل گئی، فرہاد کو مریم بی انکا کھانا انکے روم میں دے آئیں تو وہ کھا کر میڈیسن لیے سو گئے۔

جبکہ لئیق نے بھی کھانے سے منع کر دیا تھا تو لعلین نے بھی ٹھیک سے نہ کھایا۔

"معاملہ تو واقعی تشویشناک ہے، لیکن میری بات سن لئیق۔ ابھی اس رائتے کو پھیلانے کی ضرورت نہیں۔ جس کام کے لیے جا رہا ہے پہلے وہ کر لے، اپنے دماغ کو پر سکون رکھ"

لئیق نے سارا معاملہ جب بھجت سے ڈسکس کیا تو اس نے اسے پر سکون رہنے کا مشورہ تھمایا۔

"وہی کروں گا، لیکن یہ سچائی تو میرے وہم و گمان سے بھی سخت نکلی یار۔ فرہاد علوی کی ذہنی حالت اس وجہ سے خراب ہو گی میں نے کبھی نہیں سوچا تھا، وہ آٹھ سال سے نا جانے کس کس خوف اور تکلیف میں مبتلا تھے"

لئیق کی آواز میں تھکن تھی، جبکہ بھجت خود اتنے بھیانک حقائق پر سکتے میں تھا، زندگی کی جو مشکلات ان دونوں نے سہی تھیں، یہ ان میں برترین تھی۔

"خدا غارت کرے اس زائشہ کو، امید سے کہیں درجہ بکواس عورت نکلی۔ تیری ہمت کو سلام ہے جو پچھلے آٹھ سال سے اسے اپنی نظروں کے سامنے برداشت کر رہا ہے، مجھے یقین ہے کہ پھپیا کے غائب ہونے کے پیچھے بھی آخر کار اسی نے نکلنا ہے"

بھجت کا تو زائشہ کے لیے دل حقارت اور نفرت سے بھرا تھا جبکہ لئیق نے سر رولنگ چیئر سے لگائے دقت سے سانس کھینچی، اسکا دل اس وقت بھاری ہو رہا تھا، آنکھوں میں ریت چبھ رہی تھی۔

"نہیں بھجت، بات کچھ اور بھی ہے جو فرہاد علوی سے وابستہ ہے جسکی وجہ سے انہوں نے مجھے لال نور کی تلاش سے ہمیشہ روکا، یہ ستم وہ مجھ پر بنا کسی

بڑی وجہ کے نہیں ڈھا سکتے۔ میں واپس آتے ہی پہلا معاملہ یہی دیکھوں
گا"

لئیق کی مشکلات کا دن بدن بڑھنا بھجت کو بھی فکر مند کر رہا تھا۔

"اللہ تیرے سفر کو باعث راحت بنائے، پریشان مت ہو۔ الجھنوں کے
سلجھنے کا وقت قریب ہے"

بھجت کا ہمت دلانا اسے کچھ بہتر کر گیا لیکن آج اس شخص کی تکلیف کا اصل
مرہم صرف لعلین ابراہیم تھی۔

"ان شاءاللہ، تو بتا مانی نہیں آئی؟ رسم ہوتی ہے نہ"

اپنی الجھنوں میں اسے مانی کا خیال نہ رہا سو اسکے غائب دماغی سے پوچھنے پر
بھجت نے مسکرا کر روم میں انٹر ہوتی سیلی کو دیکھا اور خود بھی بیڈ پر بیٹھا۔

"مانی اب ہمیں کہاں گھاس ڈالے گی، شیری کی نیند کا احترام کرتے محترمہ
نے آنے کو کینسل کر دیا"

بھجت کے منہ بسور کر کہنے پر اسکے پاس آتی سیلی اور ہوم آفس میں بیٹھا لئیق ایک سے مسکرائے، دل راحت سے بھر سا گیا۔۔

"یہ تو اچھی بات ہے ناشکرے، لئیق اور بھجت کی بہن ہے بھئی، کوئی تاریخ تو رقم کرے گی ہی۔۔۔۔اچھا ہے شیری کے سر پر سوار رہے، تاکہ اس کو بھی کچھ عقل آئے۔ چل ٹھیک ہے پھر، واپس آکر تجھ سے ملوں گا"

لئیق نے اول جملے شرارت جبکہ اختتام اجازت پر کیا تو بھجت نے مسکرا کر اسے اجازت دی تاکہ وہ جانے سے پہلے کچھ آرام کر کے تازہ دم ہو جائے۔۔

بھجت نے کال آف کی تو سیلی نے جان لیتے تیوروں کے سنگ جناب کی خود پر جمی وارفتگی بھر نگاہوں سے گھبراتے ہوئے کافی مگ اسکی سمت بڑھایا تو نظروں کے یہ ظالم تیروں کی شدت خود ہی سیلی نے کم کی۔

"ویسے مانی نے آج بہت سمجھداری کا مظاہرہ کیا ہے، دعا ہے وہ بد دماغ اسکی قدر کرے۔ اتنی ناسمجھ ہو کر بھی وہ اس کے لیے کتنی حساس ہو گئی ہے۔ یہ محبت بھی بہت عجیب شے ہے"

سیلی کے جذبات جان کر بھجت کے چہرے سے مسکراہٹ زرا دیر کو غائب ہوئی، وہ جتنا اس رشتے کے لیے نارمل ہو جاتا، اس کا اخیر ذہنی اور قلبی انتشار کا سبب تھا۔

"لیکن مجھے افسوس اس بات کا ہے کہ وہ اسے ہر لمحہ تکلیف پہنچا کر خود سے بدگمان کرے گا، حالانکہ انسان عقل شعور رکھتی مخلوق ہے پھر بھی ضد، انا اور ہٹ دھرمی کے باعث کتنا کچھ گنوا دیتا ہے۔ ایسا نہ ہو اسکا دل بدل بھی جائے تو وہ اس کھیل کے باعث کچھ کر نہ سکے، لئیق واپس آئے تو کہوں گا شیری کو اس کھیل سے آزاد کر دے۔ کم از کم وہ مانی کے ساتھ ایڈجسٹ ہونے کی کوشش تو کرے"

بھجت کی سوچ بالکل درست تھی، مانی کے احساسات اور جذبات لمحہ بہ لمحہ اسے بھی سمجھ آرہے تھے لیکن انجام نے دل ڈرا رکھے تھے، سیلی تو اسکے یکدم بدلتے اس فیصلے سے نہال ہوئی۔

"یہ آپ نے بہت بہترین سوچا ہے بھجت، اسے مانی سے محبت نہ بھی ہوئی تو اپنے سامنے دیکھنے کی عادت ضرور ہو گی۔ اور ایسی عادتیں آسانی سے پیچھا نہیں چھوڑتیں"

سیلنا کی بات پر بھجت نے سر کو اثبات میں ہلایا۔

"ٹھیک کہہ رہی ہو، کل لئیق اہم کام سے جا رہا ہے، واپس آئے تو ہم اس بارے سوچتے ہیں"

بھجت نے اسکی بات کا کو اتفاق کرتے آگے بڑھایا جسکی سیلی کو خوشی تھی اور اس وقت وہ دونوں ایک جیسی فکر کے سنگ مانی کے لیے سوچ رہے تھے تبھی وہ اٹھ کر جناب کے پاس نہ صرف بیٹھی بلکہ اپنا سر بھجت کے

کندھے ہر ٹکا دیا تو جناب نے بھی اپنے مضبوط ہاتھ میں سیلی کے ہاتھ کو جکڑے نرمی سے پشت پر بوسہ دیا۔

وہیں دوسری طرف، اماں بابا کو اپنی زندگی کے تیس سالوں کی کہانی سنانے کے بعد وہ انکی خاموشی کے احترام میں کچھ دیر چپ رہا۔

پیروں کی جانب بیڈ پر بیٹھے پرکاش صاحب کی آنکھیں آبدیدہ تھیں جبکہ اپنے ساتھ بیٹھیں سینے سے لگیں عینی کو وہ انکا ہاتھ لبوں سے چوم کر رونے سے روک چکا تھا، وہ اپنے ماں باپ کو سنبھالنے میں کامیاب ہو رہا تھا۔

شمائلہ امی نے بھلے یہ سب غلط کیا، لیکن ایک عورت شاید کرنے پر آئے" تو دنیا بھی فتح کر سکتی ہے۔ انہوں نے میری پرورش ایک شہزادے کی طرح کی، مجھے کسی چیز کی کمی نہیں ہونے دی۔ انکے آخری خط میں آپ دونوں سے معافی مانگنے کے الفاظ تھے جس میں انکی کئی سالا اذیت دفن تھی"

وہ خود ہی مزید بولا تو لہجے میں آس اور تاسف تھا، جبکہ ان دونوں کے دل دکھے ہوئے تھے، آنکھوں میں لمحہ بھر افسردگی اور ویرانی چھائی۔

"آپ میری خاطر انھیں معاف کر دیں، میں شاید زندہ نہ بچتا کیونکہ پیدائش کے وقت مجھے بہت سارے مسائل تھے، لیکن اس عورت نے میری دیکھ بھال پر اپنی جان لگائی، سو مجھے بچانے کا وسیلہ بننے پر وہ معافی کی حق دار ہیں"

وہ اپنی منہ بولی ماں کے لفظوں کا جس طرح احترام کیے اسکو معافی دلوا رہا تھا یہ ثابت کر گیا کہ وہ عورت صارم کی پرورش واقعی شہزادوں کی طرح کر کے گئی تھی۔

"تم مجھے مل گئے، میں نے اسکو معاف کیا۔ تمہاری دیکھ بھال کر کے اس نے ہم بے سہاروں کے بڑھاپے کو رلنے سے بچایا ہے"

عینی کے یوں خزن و ملال چہرے اور آواز میں بھر کر فورا معاف کرنے پر صارم کو اپنی ماں سے شدید والا پیار آیا، وہ خوبصورت تھا تو وجہ یہ دونوں

تھیں، وہ مہربان وصف کا ملک تھا تو انہی کے سبب، وہ ہمیشہ سوچتا تھا کہ اسکی خوبصورت آنکھوں کا کیا راز ہے، اب وہ سمجھا تھا کہ وہ اسے عینی سے ملی تھیں اور مہربان ذات بابا کی بدولت جو رشک سے اسے دیکھتے، بھیگی آنکھوں سے ماں بیٹے کو پر سکون دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔

"میں نے بھی معاف کیا"

پرکاش صاحب نے بھی فراغ دل ہونے کا ثبوت دیا اور صارم پرکاش کا دل مانو پنکھ سے بھی ہلکا ہوا۔

ہارون کا چہلم کرواتے ہی میں آپ دونوں کو اپنے ساتھ اپنے گھر لے"

"جاوں گا، آپ چلیں گی نہ اماں؟

وہ اسکے فیصلے سے دل و جان سے راضی تھے جبکہ عینی نے تو باقاعدہ اسکے اتنے پیارے سوال پر اسکی جبین چومی۔

میں ضرور چلوں گی، تمہاری سدرہ کو بھی تو رخصت کروانا ہے۔۔۔۔۔۔"

اس سنگدل ہارون کی خوشی تو نہیں دیکھ سکی نہ اس نے دیکھنے دی لیکن

"ہم تمہاری خوشی کے لیے بہت بے قرار ہیں

وہ پھر سے ہارون کے لیے تڑپ اٹھیں تو صارم نے آزردہ ہوئے انکو خود میں بھینچ لیا، جبکہ بابا نے تشفی بھری نگاہوں سے صارم کو دیکھ کر اس میں پہاڑ سی قوت سرائیت کر دی۔

.._____..

فرہاد علوی کی کہانی اسے نارمل رہنے نہیں دے رہی تھی مگر ابھی اسے لئیق کے سامنے کچھ ظاہر نہیں کرنا تھا، وہ نہیں چاہتی تھی اسکا سفر تکلیف میں گزرے مگر اسے کیا خبر کہ لئیق کے سکون میں خلل پیدا کرنے کو حالات ہی انتہائی سفاک ہیں۔

وہ اسکے لیے کھانا وہیں لائی، ہوم آفس کے سٹنگ ایریا میں ہی ٹرے رکھی اور ڈنر لگایا جبکہ خود اسے وہاں نہ پائے وہ سیدھی بیڈ روم کی طرف بڑھی جو اوپن ونڈو کے پاس کھڑا باہر تاحد نگاہ پھیلی تاریکی سے چپ چاپ ہمکلام تھا، بے ترتیب سا خلیہ اسکے اندر برپا ہوتے طوفان کا ترجمان تھا۔

وہ اندر آئی تو اس شخص کے کلون کی سوندھی مہک لعلین کو نفس نفس میں گھلتی محسوس ہوئی، دل گداز ہوا۔

"لئیق، ڈنر کیوں نہیں کیا؟۔ آجاو میں کھانا لے آئی ہوں"

اسے خاموش سا محسوس کرتی قریب آئی تو وہ اپنی توجہ بے مقصد تاریکیوں سے ہٹائے اسکی سمت پلٹا۔

آنکھیں قیامت کے آکر گزر جانے کا اعلان کرتیں لعلین کے دل کو مٹھی میں بھر گئیں تو وہ مزید قریب آئی۔

"مجھے بھوک نہیں تھی، آپ نے کھانا کھایا"

مکمل توجہ لعلین پر کیے وہ اسکا چہرہ تکتا بولا تو لعلین نے جان بوجھ کر سر نفی میں ہلایا، حالانکہ اس نے نیہا، مریم بی کے ساتھ زندہ رہنے کی حد تک تھوڑا سا کھایا تھا لیکن لئیق کے لیے وہ پھر سے کھا سکتی تھی۔

"ٹھیک ہے کھاتے ہیں پھر"

وہ اسکا ہاتھ پکڑتا باہر لپکا تو لعلین کے ہونٹوں پر نرم سی مسکراہٹ جاگی۔

لعلین نے اسکے بیٹھتے ہی ساتھ ہی جگہ سنبھالی اور لئیق نے ڈنر خاموشی کے سنگ کیا، بس اسکی آنکھوں کی تپش نے شرطیہ اس بیچ لعلین کے دل کو دھڑکائے رکھا۔

"آپ نے فرہاد علوی سے پوچھا سچ؟"

وہ جس ذکر سے پہلو بچائے تھی، لئیق نے کھانے سے فارغ ہوتے ہی لعلین سے وہی سوال کیا، اسکی تشنگی، بے تابی نے لعلین کی ہارٹ بیٹ مس کی۔

لیکن وہ سب جان چکی تھی سوائے اس شخص کے نام کے سوا بھی تک لئیق کو بتانے کے لیے اسکے پاس کچھ نہیں تھا۔

ہم۔۔۔ لیکن ایک پارٹ ابھی باقی ہے۔اگر تمہیں برا نہ لگے تو میں ابھی" تمہیں کچھ نہیں بتا رہی، میں چاہتی ہوں تمام سچائی مکمل بتاوں، بیچ میں لٹکنا "بہت کھٹن ہے

وہ اسکے ہچکچا کر کہنے پر رسان سے سر اثبات میں ہلا گیا جیسے اسے کچھ ہوا ہی نہ ہو سوائے اس کے کہ دل اپنی شاخ سے ٹوٹ گرا ہو۔

"جیسے آپکو مناسب لگے لیکن کوشش کریں جلد یہ کام مکمل ہو" لئیق نے بنا اسے دیکھے تاکید کی تو لعلین نے فوری سر ہلایا۔

میں کل ہی ان سے سب جاننے کی کوشش کروں گی، لیکن وہ سب سننے" کے لیے تمہیں بہت سٹرونگ ہونا پڑے گا۔شاید تم اپنے بابا سے اپنے روا "رکھے رویے پر بھی پچھتاو۔۔۔

یہ کہتے لعلین کی آنکھیں جس تکلیف میں تھیں ویسی ہی تکلیف لئیق کے دل کو پہلے سے لاحق تھی۔

"میں ہینڈل کرلوں گا"

وہ کہہ کر جیسے اٹھا، لعلین کو اسکی طبعیت کچھ بوجھل لگی مگر وہ اسے روکنے کے بجائے گہرا سانس بھر کر رہ گئی اور اسے اٹھ کر اپنی موجودگی کے حصار سے نکلنے دیا۔۔

جانتی ہوں تمہیں اچھی وائبز نہیں آرہیں، سچائی جان کر ٹوٹ مت"

" جانا۔۔۔آئی ایم ود یو لئیق۔۔۔

اسکے بیڈروم میں جاتے ہی لعلین نے بھی بولائے ہوئے آنکھوں میں لئیق کی تکلیف کا سوچ کر آتے آنسو اندر ہی دبائے برتن سمیٹے اور اٹھ کر ہوم آفس سے نکلتی کچن میں آئی، جتنا وہ فرہاد علوی کی باتیں ذہن سے نکالنا چاہتی تھی وہ اتنی سر پر سوار ہو رہی تھیں۔

یہی سوچتی وہ واپس آئی، بیڈ روم کی طرف قدم بڑھائے تو لئیق کو کہیں نہ پائے وہ اندر داخل ہوئی، شاید وہ چینج کرنے گیا تھا۔

ہٹے پردوں سے آتی پر کیف ہوا لعلین کے بال لہلہانے لگی تو وہ اٹھ کر کھڑکی کے پاس آئی۔

کب وہ چینج کیے مکمل سیاہ میں جچتا اور نظر لگ جانے کی حد تک جاذب سا باہر نکلا اور کب تکان بھرے بے شدت انداز سے اس نے لعلین کو اپنی بازوؤں میں حصارا، اس بیچ کے لمحے خلاء میں حائل ہوئے، رہ گیا تو لعلین کے وجود، دل اور روح کو چھوتا لئیق کی قربت کا احساس۔

لعلین کے ہونٹوں پر بجھا متبسم رنگ پھیلا۔

"کچھ چاہیے؟"

وہ اسکی گرم سانسوں کو رخسار اور گردن کو چومتا محسوس کیے زرا چہرہ پیچھے کو سرکا کر اسکی دل گرفتار کرتی آنکھوں میں بنا خوف و خطر جھانکی جہاں آج تباہی رقصاں تھی۔

"ہمم"

چہرہ لعلین کی گردن میں چھپائے اس شخص نے بس خفیف سی سر کو جنبیش دی تو وہ اسکے سکون کو بڑھانے کی خاطر نرمی سے اپنا آپ اس سے چھڑوائے اسی حصار میں پلٹی۔

اداس کیوں ہو، ابھی تو میں نے تمہیں کچھ بتایا بھی نہیں۔۔۔۔یو آر آ"

سٹرونگ مین۔۔۔۔اور میں ہوں نہ تمہارے ساتھ۔

We will fix everything together"

وہ اپنی نرم ہتھیلوں کو اسکے چہرے سے لگائے اسکی تکلیف بنا کہے سمجھ گئی تھی، اور لئیق ایزد کے لیے وہ لڑکی وہ واحد مسیحا بنی جس نے اسکی بنا کسی بناوٹ اور پردے کے گہری آنکھیں دیکھیں جن میں ٹوٹ پھوٹ ہو رہی تھی۔

وہ اس لڑکی کی آج ایسی نظر کا منتظر تھا جسکے بعد وہ اپنی ذات سے بغاوت کر گزرتا، وہ اسکے چہرے کے قریب سانس بھرتا اسکے نقش نقش کو اپنی

سانس کے لمس، ہاتھ کی پوروں سے چھو رہا تھا جو لعلین میں لطف و راحت بڑھا گیا، جسموں کی گداز حدتیں گردش میں آئیں اور آگ کی طرح بڑھنے لگیں۔

"First you heal me, then strengthen my heart, and after that make me oblivious to this cruel world for a while."

وہ اسکے گرد نرم حصار باندھے اپنی گرفت سخت کرتا اسکے نزدیک نہ ہوا کیونکہ یہ خود لعلین نے کیا۔

اسکی جبین سے اپنے ملائم ہونٹوں کو جوڑا تو زخموں کی دوا ہوتی محسوس ہوئی۔

میں تمہیں ہر طرح مل سکتی ہوں، لیکن زخموں کو بھرنے کے لیے کوئی" اور وقت رکھ چھوڑو، ابھی لعلین تمہارا بے حد ہونا چاہتی ہے۔ یا شاید میرا

تمہارے پاس رہنا ہی وہ سب کر دے جو تم میرے ساتھ سے امید رکھتے ہو"

اسکی آنکھوں میں اظہار تھا لیکن شاید دونوں کی تکلیفوں کا مرہم اس وقت ایک دوسرے کے پاس بنا کسی اعتراض کے موجود ہونا ہی تھا۔

"مجھ سے ہر وہ بات کرو جو مجھے بتائے کہ میں تمہارے ساتھ محفوظ ہوں لئیق، یہ حق دو کہ میں تمہارے آس پاس خوشبو کی طرح رہ سکتی ہوں، مجھ سے کہو کہ میں خوبصورت ہوں، لڑنے سے کہیں زیادہ پیار کرتے حسین لگتی ہوں، شاید اتراجاوں۔۔۔۔

"مجھے زندگی نے زیادہ اترانے نہیں دیا

وہ اپنے ہونٹوں کو اسکی گال سے رب کرتی اسکے وجود میں سمٹی تو لئیق کے ہونٹوں پر پر سرور تبسم مچلا، اسکے نرم گرم وجود کی گہرائیوں کو محسوس کیے اس نے مدہوش و مسرور ہوتے لعلین کے بانکے مرمریں وجود کو سینے پر

متاع جان سا لپیٹا تو اس لڑکی کے ہونٹوں نے لئیق کے کان کی لو کو بے ارادہ چوما۔

"مجھے یہ بتاو کہ تم میری غیر موجودگی میں مجھے سامنے موجود سے زیادہ پرکشش پاتے ہو، مجھے بتاو کہ تمہیں مجھے چھونے کا احساس کسی پرانے زمانے کی کامیاب محبت کی یاد دلاتا ہے"

وہ اسکی یہ سب باتیں سن کر اس لڑکی کے بہکاتے تیوروں سے پناہ مانگ اٹھا مگر وہ اسے خود سے الگ ہونے کی اجازت کہاں دینے والی تھی، وہ دور ہونے لگا تو لعلین نے بازو اسکے گرد باندھے گرفت میں شدت ملائی۔

"مجھے بتاو لئیق ایزدعلوی، کہ تم مجھے چاہتے ہو، میری خواہش کرتے ہو اور یہ معاملہ اتنا شدید ہے کہ تمہاری سوچیں، خواہشیں، شدتیں میری رضا میں ڈھل جاتی ہیں"

لعلین کی اسے تڑپا کر اسکی کانوں میں رس گھولتی سرگوشیاں جان لے رہی تھیں اور باخدا العلین ابراہیم جان لینے میں توڈ گری یافتہ نکلی تھی، لئیق جیسے مضبوط کا دل اپنے مرکز سے صرف وہی ہٹا سکتی تھی۔

"مجھے بتاو کہ تم میرے ساتھ اپنی بہترین نیند میں اترتے ہو، مجھے بتاو کہ تم ہر پردے سے نکل کر میرے سامنے کھل جاتے ہو، تمہیں دیکھتی ہوئیں لعلین کی آنکھیں خالص تمہیں ہی دیکھتی ہیں، مجھے بتاو کہ میں پیار ہوں تمہارا، اور بتاو کہ وہ وقت مشکل تھا جب تم نے میری کچھ دن نفرت "دیکھی۔ مجھے کہو کہ تم میرے ساتھ ہو، میرے ساتھ رہو گے

وہ اسکی تمام باتیں سن کر سارے ستم شان سے سہتا مسکرایا، لیکن ابھی لعلین نے اپنا دل مکمل نہیں کھولا تھا وہ اسے ابھی بھی خود سے دور ہونے نہ دے پائی، دھڑکنیں ایک دوسرے کے دل میں اتریں تو وجود نے حدتیں بھی تبدیل کیں۔۔

مجھے یہ بھی بتاو کہ جس طرح میں تمہیں دیکھتی ہوں تمہیں پسند ہے،"
میں خواہش، جنسیت اور معصومیت سے بھری ہوں، مجھے بتاو کہ میں
مضبوط ہوں، مجھے بتاو کہ میں خوبصورت سوچ رکھتی ہوں، مجھے بتاو کہ تم
میری عزت کرتے ہو، سمجھتے ہو۔ مجھے بتاو کے تم میرے آس پاس یونہی
"رہو گے، یہ بھی کہ تم میرے بنا زندگی کا تصور مشکل جانتے ہو
اس لڑکی کا ایک ایک لفظ لئیق کو سکون اور راحت بخشتا چلا گیا، جبکہ وہ اسے
پہلوؤں سے تھامے روبرو لایا اور یوں دیکھا جیسے کہہ رہا ہو وہ یہ سب بارہا
کہتا ہے، اپنی آنکھوں سے مگر باخدا وہ سب اپنے ان خوبصورت ہونٹوں
سے کہہ کر اسے دہلا رہی ہے، اس خدشے کی آگ بڑھ رہی کہ وہ اسے اپنی
محبت کی شدتوں سے کوئی زخم نہ پہنچا بیٹھے، پر وہ تو اسے پھول کی طرح
چاہنے کا خواہش مند تھا۔
جانتی ہوں تم یہ سب ہر لمحہ بتاتے ہو، مجھے پتا ہے میں چاہی اور سراہی جا"
چکی ہوں اور ہر احساس کا مطلب اس سے کہیں بڑھ کر ہے جو میں نے

محسوس کیا لیکن یہ سب تم میرے کان میں سرگوشی کی صورت کہو جب ہم تنہائی میں ایک ساتھ ہوں، اونچی آواز میں کہو جب ہم ہجوم میں ایک ساتھ کسی واک پر ہوں یا پھر رومینٹک سے ڈنر پر جہاں کئی نئے نویلے "جوڑے حسرت سے ہماری آنکھوں میں پنپتی محبت پر دنگ ہو رہے ہوں وہ لئیق کی شوخ اور حدت آمیز نظروں کے دھانسوار تکاز پر اپنی خواہشوں کی فہرست سہم کر سمیت گئی تو ان ہونٹوں، عارضوں کے نام چند جذباتی لمس وقف کیے گئے۔

"مجھے اندازہ نہیں تھا آپ محبت میں اتنی ماہر نکلیں گی"

پر بہار چہرے پر سمٹے گلال رنگ تکتا وہ اسکی ناک سے نال رب کیے آفت انگیز مسکرایا تو دھڑکنیں تو اتنے جان لیوا اظہار کی طلب کر بیٹھتی لعلین کی بھی رکنے لگیں، اسے لگا وہ کچھ لمحے پہلے پاگل ہو گئی تھی اور اب اپنے پاگل پن کو سوچ کر اسکی سانسیں رک جائیں گی، جسم میں گردش کرتا لہو لئیق کی مزید کسی بیش رفت سے تاعمر کے لیے جم جائے گا۔

"محبت۔۔۔۔۔۔ن۔۔ نہیں تو"

وہ اسکی ہونٹوں کی نرمیوں پر ڈھائی شدت پر بوکھلائی تو ساری خماری ہٹا تا وہ اسکی گھبراہٹ اور نظریں حیا کی شدت سے جھکانے پر مسکرایا۔

"آپ اب بھی جھٹلائیں گی؟"

ٹھوڑی پکڑ کر اسکا سرخیوں میں گھلا چہرہ اوپر اٹھائے جذب و شوخی سے پوچھا گیا تو سانسیں بے کل ہو کر لعلین کے سینے میں جکڑنے لگیں۔

"ت۔۔ تم یہ سب بتاو تو شاید اقرار کر لوں۔۔۔۔۔مجھے جھٹلانے دو ابھی"

اڑے حواس جسم سے نکلتی جان کے ترجمان تھے تو جسم میں اٹھتی کپکپاہٹ، اپنے تقاضوں اور خواہشوں کی اچانک تکمیل کا خوف۔۔۔

"سرگوشی میں"

وہ بے خود ہوا، اسکے لبوں نے قریب آتے لعلین کی شہ رگ پر بسے ہر مسام پر ہولے سے حرکت کی۔

"آپ اقرار کریں گی، آج ہی"

وہ اسے ڈرا رہا تھا جس نے موندی ہوئی آنکھیں ٹھوڑی پر لئیق کے ہونٹوں کے ٹچ پر کھولیں۔

"م۔۔میں ن۔۔نے تمہیں سکون دیا بس، ورنہ تمہارے قریب آنے اور خواہش کرنے میں زمین آسمان کا فرق ہے، میری تکلیف حائل ہے۔۔۔۔۔۔ت۔ تمہاری اداسی میری جان لینے لگتی ہے لئیق۔۔۔"

اس نے لئیق کی سمت تکلیف سی دبائے دیکھ کر اپنی آنکھیں بے کار سے آنسوؤں سے بگھو لیں تو لئیق کی اسکے مخملی وجود کے گرد گرفت سخت ہو گئی۔

"یہ سب چھوڑیں ابھی آپ صرف میرا بے حد ہونا دیکھیں اور محسوس کریں۔ شاید نہیں یقیناً آپکا میرے پاس رہنا ہی وہ سب کر دے جو میں آپکے ساتھ سے امید رکھتا ہوں، آپ نے میرے سکون کا خیال رکھا، میں بھی آپکے سکون کے لیے پر امید ہوں آج کے بنوں گا، پھر کہہ رہا ہوں کہ

میرے اور آپکے بیچ صرف سکون حائل ہے، جب میری اداسی آپکی جان
"لیتی ہے تو آپکی اداسی میری کیوں نہیں لے گی۔۔۔۔۔۔

سارے خوف، اعتراضات اس شخص نے ختم کرتے ہی اس لڑکی کو اپنی مضبوط بازووں میں جکڑا، رگ رگ سے ہر خوف و حراس وہ خود دور کرنے والا تھا سو اسکی گرفت میں وہ صرف ہر ڈر بھلا کر مدہوش ہونا ہی یاد رکھ سکی اور آنکھیں بند کیے اس نے لئیق کے گردن چوم لینے پر خود کو اسکے سپرد کیا۔

مہک۔تے رہیں گے مس۔امِ بدن بھی
!!___ اگر لمس کے پھول پیہم ملیں گے

ان کے بیچ گزرے یہ سارے لمحے خوبصورت راز تھے جو ان دو کے سوا جاننے کا کسی کو حق نہ تھا، یہاں تک کہ صبح کی مہکتی ہوا بھی انکی شب زفاف

کے لمحوں سے محروم ہوئی، اندھیرے نے ان دو کے بیچ کی تاریکی زائل کیے ایک دوسرے کی روشنی ایک دوسرے میں اتار دی۔

وہ مسکراتے سرخ روچہرے کے سنگ، زندگی سے بھری آنکھیں اس بخت ور آئینے پر ٹکائے تھی جس کے عکس کی سہولت میں لپٹا وہ نک سک تیار ہو رہا تھا، فجر ہو چکی تھی، سب بدل گیا تھا، نظریں، ایک دوسرے کی اہمیت، وجود کا ادھورا پن اور بے سکونی، اور پھر خوشبوؤں میں بسے ساحر سر اپنے نے پلٹ کر اسی ناز پرور کی سمت دیکھا تو وہ اسکے نزدیک آئی، اسکے کف لنکس خود بند کیے اپنی جھکی اٹھتی پلکوں کا رقص کرتی بیچ میں بن جاتی معنی خیز چپ کو پاش پاش کرتی کامیلت کے سکھ سے گلنار ہوتے دلفریب چہرے کے سنگ مسکرائی، بھیگے خوشبودار بال ناز سے کندھوں کی سمت ڈھلکاتی، بنا میک آپ کے بھی قدرتی بلش اور حسن سے مالا مال، لئیق کی لعلین بن چکی تھی جس پر وہ اپنے نام، محبت اور ہر شدت کی صحیح معنوں میں مہر لگا چکا تھا۔

وہ بھی مسکرایا، اپنی وجہ سے اس مخالف جنس کے پور پور، انگ انگ پر آتی تازگی لئیق ایزد کو مسرور کر گئی۔

"تمہارا سفر اچھا گزرے، جلدی آنا لئیق۔۔۔۔۔اپنا بے حد ہونا تو تم نے مجھے بتا دیا، لیکن تم پر اظہار اب بھی قرض ہے، سرگوشیوں کا دلفریب فسانہ ختم ہوا، ہجوم میں بھی تم میرے ہو گے، یہ باقی ہے"

اسکے سینے پر جھک کر اپنے نرم ہونٹوں کو چھاپ لگاتی وہ اسے وعدے سے باندھ رہی تھی اور ایک وعدہ اس شخص نے اسکی جبین چومے کر بھی لیا۔

"جنگ پر نہیں جا رہا، شام تک یا زیادہ سے زیادہ کل تک واپس آ جاوں گا۔۔۔۔۔۔ہجوم میں بھی لئیق آپکا ہو گا، یہ ثابت کروں گا"

ایک بازو اسکے گرد لپیٹ کر دوسرے ہاتھ کی پوروں سے لعلین کے چہرے کے خدوخال چھوتا وہ اسے یہ کہہ کر اداسی سے نکال چکا تھا، فجر کی آذانیں دور پار اب بھی جاری تھیں۔

میں تمہارا انتظار کروں گی، تم بھول مت جانا کہ اپنے پیچھے خود پر انحصار"
کرتی لعلین ابراہیم کو چھوڑ کر آئے ہو۔ آئی نو جنگ ہر نہیں جارہے مگر
تمہیں اتنا قریب سے جاننے کے بعد کچھ ایسی اٹیچمنٹ ہو گئی ہے کہ تم کچھ
"دیر دیکھائی نہ دیے تو جسم و جان میں بے قراری نمودار ہونے لگے گی
وہ اسے اپنا بنا کر خود بھی تو کچھ ایسے ہی احساسات میں مبتلا تھا۔
یعنی آپ کو اپنا آپ سونپ کر لئیق ایزد نے آپکے دل میں اپنی دھڑکنیں"
"اتار دی ہیں،
وہ اسکے مخمور سوال پر جان لیوا مسکرائی اور فوری سر ہلایا۔
تو پھر یاد رکھیے گا لعلین ابراہیم جب تک آپکا دل دھڑکے گا، لئیق ایزد کی"
دھڑکنیں سلامت رہیں گی۔ مجھے اب نکلنا ہو گا، آپکی خود پر اوڑھی خوشبو
"میرے سفر کو اچھا کرے گی

اسکی گال اور ہونٹوں پر نرم سا الوداعی لمس بکھیرے وہ کہہ کر پلٹا تو لعلین نے ڈبڈبائی آنکھوں سے اسے دیکھتے اسکا ہاتھ جکڑا جس پر وہ نا صرف پلٹا بلکہ محبت سے لعلین کو اپنے سینے سے لگا لیا۔

دونوں نے ایک آخری بار ایک دوسرے کے وجود کی مسحور کن خوشبو ان ہیل کی۔

"فی امان اللہ"

اسکو خود سے الگ کیے اسکی جبین چومے، ماتھے سے پیشانی ٹیکے گہرا سانس بھرتا وہ نہ صرف دروازے کی طرف بڑھا بلکہ دیکھتے ہی دیکھتے بیڈ روم سے نکل گیا اور وہ نا جانے کیوں آج اسکی اپنی سمت پھیلی خوشبو کے یہیں چھوٹ جانے پر افسردہ سی ہو گئی، وہ اپنی موجودگی اپنے ساتھ نہیں لے کر گیا تھا، اسے لعلین ابراہیم کا بہت خیال تھا۔

جیسے ہی لئیق پورچ کی سمت پہنچا تو بالکونی میں کھڑی لعلین مسکراہٹ اور وقتِ الوداع ہاتھوں کو ہلانے کا سامان کرتی موجود تھی، وہ پھر سے مسکرایا۔

تھکن سی محسوس کرتی وہ خود بھی گہرا سانس لیتی واپس اندر آئی اور بیڈ پر جا کر لیٹ گئی، حفاظت کی یاد ساری دعائیں تو اس نے لئیق پر پھونک دی تھیں مگر اس بار لئیق پر منڈلاتا ہوا سایہ ان دعاوں سے کہیں بڑا تھا۔ جیسے ہی لئیق کی گاڑی جندل محل سے نکلی، زائشہ علوی نے فرقان کو میسج کر دیا لیکن یہ ہدایت کی کہ جاتے ہوئے نہیں بلکہ وہ اسے واپسی پر مارے۔

.._____..

ساری رات شجاع سے مغزماری کیے وہ دس تک واپس آیا تو بابا کو لان میں نک سک ڈیشنگ سا تیار بیٹھتے دیکھتا وہ اپنی گاڑی پورچ میں روکتا سیدھا انہی کی طرف آیا جبکہ بہت زیادہ فاصلے بلکہ وسیع لان کے آخری کنارے پر ڑٹے لگاتی مانی کو وہیں گارڈن میں نیچے بیٹھا دیکھ کر اسکے تناو سے بھرے

چہرے پر عجیب کنجوس سی مسکراہٹ دوڑی جو فوری غائب بھی ہوئی اور خدوخال تن گئے۔

لیکن اسے یکسر نظرانداز کیے وہ بابا کی طرف آیا جو اسکو آتے ہی پاس بیٹھا دیکھتے خبروں سے نظر ہٹائے مسکرائے، وہ تھکا لگ رہا تھا لیکن اس سے بڑھ کر بے چین۔

"صبح بخیر بابا، آپ نے پوچھا لئیق سے؟"

وہ جانتے تھے وہ اخیر بے قرار ہو گا سو اسکے پہلے ہی سوال پر سنجیدگی اختیار کر گئے اور نیوز پیپر فولڈ کیے میز پر رکھا۔

ہمم۔۔پوچھا لیکن اس نے بتایا کہ وڈیو میں اس آدمی کا چہرہ چھپا ہوا تھا"

تبھی اس نے وہ وڈیو تمہیں نہیں دی اور یہ بھی کہا کہ یہ معاملہ وہ خود نمٹانا چاہتا ہے، سب پتا کروا کے وہ تمہیں بتا دے گا"

افراہیم صاحب نے یہ بتا کر تو اسے مزید افسردہ کیا، ٹیک لگا کر بیٹھے تھکی سی سانس اس نرم صبح کے سپرد کی۔

"مطلب انتظار کے سوا کوئی آپشن نہیں، چلیں بہتر ہو گا"

گل لالہ کو مسکرا کر وہیں آتا دیکھ کر وہ انکی تیاری پر مشکوک ہوا کیونکہ محترمہ بلیک ساڑھی میں غضب ڈھا رہی تھیں۔

"اوھو، بڑی حسین لگ رہی ہیں۔ کہاں کی تیاری ہے آپکی صبح صبح؟"

بابا کو بھی وہ تھوڑا تیار دیکھ کر بھانپ چکا تھا کہ دونوں کے آج کچھ پلینز ہیں، اور جس طرح گل لالہ بلش کیں وہ اور حسین تھا۔

بھئی شادی کے ارمان پورے نہیں ہوئے تو ان موصوفہ کو مانی کے لیے شاپنگ کرنی ہے کیونکہ اسے کچھ چیزیں چاہیں تھیں دوسرا میرا دوست ہے نہ فیصل اسکی بیٹی کا نکاح ہے تو سوچا وہاں بھی خاضری دے آئیں، مے بی ہم اسکے بعد اوٹنگ پر نکل جائیں۔"

بابا کے پلین جان کر اور اٹھ کھڑا ہونے پر وہ شرارت بھرا مسکرایا، مانی صاحبہ تو دنیا و مافیا سے بے خبر کتابوں کی دنیا میں فوت معلوم ہو رہی تھیں لیکن اس نے شیری کی وہ شرارتی مسکراہٹ بے ارادہ دیکھ کر اچانک اپنے

دل پر جس طرح حیرت کے شدید جھٹکے کے سنگ ہاتھ رکھا وہ اس صبح کا حسین منظر تھا مگر وہ خود کو یاد دلاتی واپس پڑھنے لگی کہ وہ اس سنگدل سے ڈھیر خفا ہے۔۔

اوھو، لمبے پلینز۔۔۔۔ ٹھیک ہے جائیں۔۔۔ ویسے بھی جس طرح کے " حالات تھے، یقیناً سٹریس ڈیولپ ہو گیا ہو گا۔ اوٹنگ حق ہے دونوں کا وہ خود بھی ممی بابا کے ایک دوسرے کو یوں وقت دینے کے حق میں تھا جس پر افراہیم تو گاڑی کی طرف بڑھ گئے مگر گل لالہ نے پیار بھری نظر جب مانی پر ڈالی تو شیری کی نظریں بھی بے اختیار مانی تک جا ٹھہریں۔

"کیا یہ کل کی یہیں بیٹھی پڑھ رہی ہے ممی؟"

شیری کے خفیف سی فکر سے کیے سوال کی وجہ یہ تھی کہ وہ جس طرح مانی کو چھوڑ کر گیا تھا وہ اسی خلیے میں تھی، جبکہ شیری کا مانی پر غور؛ گل لالہ کو اچھا لگا اور انکا اوٹنگ کا پلین بھی اسی لیے تھا تاکہ مانی اور شیری گھر میں اکیلے وقت گزار سکیں کیونکہ آج ملازمہ بھی غائب تھی۔۔

ہاہا نہیں تو، ڈنر بھی کیا تھا، ناشتہ بھی کیا لیکن باقی سارا وقت پڑھتی رہی"
ہے شاید رات کو بھی کیونکہ لاونج کی لائیٹ آن ہی تھی ساری رات۔ تم
نے اسے پڑھنے نہیں دیا اپنے عشق میں ڈال کر سو بچاری پر عین امتحانات
کے وقت بوجھ پڑ گیا۔۔۔ خیر اسے تنگ کیا تو تمہارا کان مڑوردوں گی،
سچی مانی کو دیکھ کر مجھے اپنی میرڈ لائف یاد آگئی۔۔۔ ایسے ہی شادی کے
دوسرے ہفتے میرے بھی فائنلز تھے، مت پوچھو تمہارے بابا کے چھوٹے
چھوٹے دکھ۔۔۔ ہاہا۔ اور جب تک ہم واپس نہ آئیں گھر ہی ٹک کر بیٹھنا،
اور ہاں ملازمہ چھٹی پر گھر گئی ہے سو ناشتہ مانی سے بنوا لینا اور لنچ منگوا لینا باہر
سے"

گل لالہ نے جس طرح جواب کھلکھلا کر اپنے خوبصورت ماضی کو یاد کیے
دیا، شیری کے چہرے پر زردی سی کھنڈی، گل لالہ کو کیسے پتا چلا تھا اس
لڑکی کے عشق کا؟ اک لمحہ تو شیری کا دماغ گھوما تو باقی تو وہ کچھ سن نہ سکا مگر

افراہیم انکے منتظر تھے سو وہ شیری کو وارن کرتیں مسکراتیں ہوئیں چلی گئیں اور کتنے ہی لمحے شیری سن سی کیفیت میں ڈوبا رہا۔

ہوش میں لوٹا تو گردن پھیرے کچھ فاصلے پر بیٹھ کر پڑھتی مانی کو بے تاثر آنکھوں سے دیکھنے لگا۔

"پاگل لڑکی، کیسے رٹے لگا رہی ہے۔۔۔۔۔شرطیہ فیل ہو گی، پڑھائی کی عمر میں اسے عشق معشوقی پر تو نے ہی لگایا شیری اب بھگت اسکی بربادی۔۔۔۔"

وہ دل برا ہوتے محسوس کرتا نیوز پیر اٹھا کر اپنی توجہ اس سے پرے کرنے کے باوجود اسکی طرف دیکھنے پر مجبور ہوا تو خود سے کوفت ہوئی۔

"کہاں سے پلے پڑ گئی ہے۔۔۔اس سے اچھا تھا آپ اسے گود لے لیتیں ممی، میری توجہ تو ڈسٹرکٹ نہ ہوتی۔ تمہیں دیکھ کر صرف خود پر غصہ آتا ہے کہ میں نے تمہاری زندگی برباد کر دی آمنہ آفریدی، میں مزید دیر

افورڈ نہیں کر سکتا، تمہیں جلد یہاں سے جانا ہو گا اس سے پہلے کہ شہر یار
"جدون کو اپنے ارد گرد تمہیں دیکھنے کی عادت ہو جائے
دل بھلے نرم ہو جاتا پر اس نے اپنے گرد پتھر جیسا خول چڑھایا تھا جو کسی بڑی ٹھوکر کے لگے بنا ٹوٹنا ناممکن تھا۔ کچھ سوچتا ہوا کرسی سے اٹھا اور لان کے آخری کنارے کی طرف بڑھا جہاں وہ درخت کی چھاوں تلے اپنی بکس بکھیر کر بیٹھی پڑھنے میں مصروف تھی۔
اٹھو اور کچھ دیر ریسٹ کرو۔۔۔۔ عین وقت پر رٹے لگا کر کوئی فسٹ "
"نہیں آتا، کیا پڑھ پڑھ کر آنکھیں پھوڑ لو گی
شیری کی آواز پر وہ یکدم بوکھلا کر چونکی، اپنے سر پر کھڑے ہو کر احسان جتاتے سرد لہجے میں کہتا وہ اپنا ہاتھ بھی نا جانے کس احساس کے تحت مانی کی طرف بڑھا چکا تھا جس پر مانی نے ہاتھ تھمانے کے بجائے خود ہی اٹھ کر شیری کو گویا سر تا پیر سلگا دیا، اہانت کے سبب شیری کی آنکھیں سرخ سی

ہوئیں مگر زیادہ تکلیف مانی کی تھکن میں ڈوبی گرے آنکھوں نے دی کہ ساری خفگی نگلی گئی۔

میں اپنی آنکھیں پھوڑوں یا سر، آپکواس سے کوئی مطلب نہیں ہونا" چاہیے۔بہت بری لگتی ہوں نہ، میں نے اپناڈیڑالاونج میں لگالیا،اب آپ کے نہ سوتے میں آس پاس بھٹکوں کی نہ جاگتے میں۔اور میں نے اسکے بعد یہاں سے کوئی پھول بھی نہیں توڑا"

ایک ایک لفظ ناراضگی سے جتاتی وہ جھکی اور اپنی چاروں بکس اٹھائے شیری کو ہونق سا چھوڑتی اندر بھاگی،اپنے خالی ٹھکرائے ہاتھ کو دیکھتا وہ سرعت سے پلٹا جہاں وہ بھاگتی ہوئی نظروں سے اوجھل ہو چکی تھی،دکھ اپنی جگہ پر سفاک سی خوشی حاوی ہوئی۔

"سمجھدار ہو تم مانی، جلدی سمجھ گئی ہو"

سفاکیت سے کہتا وہ خود بھی اندر ہی بڑھا،پہلے تو بھوک کا توڑ کرنا تھا تبھی سیدھا کچن کا رخ کیا۔

ملازمہ آج گل کے کہنے پر ناشتے کے بعد ڈسٹنگ اور صفائی کرنے کے بعد چلی گئی تھی کیونکہ اسکی بہن بیمار تھی سو شیری صاحب نے خود ہی ناشتہ بنانے کا ارادہ باندھا۔

شرٹ کی ہاف سلیوز کو مزید کسرت کی ہوئی بازوؤں کی اور چڑھایا اور سب سے پہلے چائے رکھنے کی نیت کی مگر مانی جو لاونج میں اپنی کتابیں رکھنے کے بعد فریش ہونے کی نیت کیے کمرے کا رخ کر رہی تھی، کچن میں ہوتی آہٹ پر وہ دبے پیروں کچن میں آئی۔

شیری کو چائے رکھتا دیکھ کر وہ شرارت سے مسکرائی، مگر وہ اسے اپنے ہوتے یوں کام کرتا ناراضگی میں بھی تھوڑی دیکھ سکتی تھی سو چہرے پر خفگی سجائے وہ گلا کھنکھار کر اپنی موجودگی کا بتاتی اندر آئی تو شیری نے جبڑے مزید بھینچے پر توجہ چائے بنانے کے لیے پانی رکھنے پر دی۔

"کیا کر رہے ہیں؟"

مانی کا سوال اسے چڑا گیا۔

"جہاں سے آئی ہو وہیں نکل جاو شاباش"

کاٹ کھاتے انداز میں وہ اسے بنا دیکھتے ہی پھنکارا تو مانی نے بنا کسی انجام کی پرواہ کیے شیری کو بازو سے پکڑے پیچھے کیا۔

" ہاتھ جل جائے گا، ہٹیں میں ناشتہ بنا دیتی ہوں۔۔۔۔۔"

ایک تو اسے مداخلت زہر لگی اوپر سے مانی کا اسے بے تکلفی سے چھونا جس پر وہ اپنی بازو اسکی ہاتھ سے جھٹکے سے چھڑواتا خونخوار نظروں سے گھورتا پلٹا۔

دل جلا ہوا ہے، ہاتھ جل جائے گا تو فرق نہیں پڑے گا۔ بلکہ میں سر تا پیر" تک جلا ہوا ہوں، تمہیں کسی نے دعوت دی کیا کہ اپنی ناک ہر معاملے میں گھساو۔۔۔ تمہارے ہاتھ کے بنے تجربے کھانے سے بہتر تو بھوک

" برداشت کرنا ہے، اپنے کام خود کرنے آتے ہیں، ہٹو پیچھے

وہ اسے واقعی بچی سمجھ چکا تھا اور اب بات مانی کے ہاتھ کے زائقے اور عزت کی تھی سو اس بار پھر سے اس نے اسی قوت سے شیری کو پیچھے کو دھکیلا تو مانی بے ارادہ اسکے بروقت پلٹنے سے اسکی بازووں میں سمٹی، ایک لمحہ تو اس

لڑکی کو اسکے سامنے جکڑ لینے پر شہریار کی آنکھیں بھی ٹھہر سی گئیں، وہ بہت تیز پرفیوم لگاتا تھا اور اس بار بھی مانی کا سانس اٹکا تبھی شیری نے بیچ کے فاصلے کو کم ہوتے ہوتے یکدم بڑھائے اسے خود سے بے دردی سے دور کیا تو اس لڑکی کی رکی سانس بحال ہوئی۔

"سمجھ نہیں آرہی تمہیں؟"

سخت غصے سے وہ اسکو خود سے آزاد کیے اسکی بازو جکڑے بولا، لہجہ ہی نہیں اس اچانک بنتی سلگتی قربت کی آنچ کے سبب اسکی آنکھیں بھی جل اٹھیں، تبھی بازو کے درد کو وہ سسکی سی بھرے جس طرح آنسو اپنی آنکھوں میں دبائے ضبط کر گئی، شیری نے فوراً اسکے زخم کا خیال آتے ہی اسکی بازو آزاد کی کیونکہ درد اس لڑکی کی آنکھوں میں نمی لے آیا، یہ لڑکی اسکے غیض

بڑھانے کا سامان کیے پھر اپنی تکلیف سے شہریار جدون کو مات دے رہی تھی، بے کلی، بے چینی اور بے قابو ہوتا انتشار اس شخص اندر طوفان کی سی تیزی سمیٹ لایا۔

مجھے ت۔۔ کلیف دے کر آپ خود کو تکلیف دے بیٹھتے ہیں شیری،"

"کاش یہ بات آپکو دنوں میں سمجھ آجائے

کرب سے گزر کر وہ مسکرائی تو اس شخص کی خفگی جھاگ بن کر وجود کے آتش کدے میں واپس سمیٹنے لگی۔

دونوں کی آنکھیں بے باک حد تک ایک دوسرے کے روبرو خود کو مظلوم ثابت کر رہی تھیں۔

"ہٹ جاو کیوں مرنا چاہتی ہو میرے ہاتھوں"

شیری کی ٹون دھیمی پر ناراضگی برقرار رہی تو وہ بھی تشنہ آنکھوں کے مرکز کو بدل گئی جو کچھ دیر پہلے شہریار جدون کی کئی جذبوں کی ملی جلی کیفیت سے سرشار آنکھیں بنیں تھیں۔

مار لیجئے گا پر مجھے بنانے دیں ناشتہ، بکواس بنا تو مجھ پر الٹ دیجئے"

"گا۔۔۔پ۔۔کا

بازو کے سوئے درد کے از سر نو اٹھنے کی پرواہ کیے بنا جس طرح وہ ناشتہ بنانے پر تاسف اور اصرار کے سنگ بضد تھی، شیری نے خود ہی ہار مانی اور کاونٹر سے ہٹا، حقیقت میں وہ اس لڑکی سے ہر طرح کی نزدیکی سے فرار چاہتا تھا، وہ اسکے غصے کے باوجود یوں مان جانے پر پھیکا سا مسکرائی جبکہ وہ ویسا ہی منہ بسورے نہ صرف کچن سے نکلا بلکہ باہر ڈائمگ ہال میں آتا کرسی گھسیٹے بیٹھا، تمام ہی عضلات دباو کا شکار تھے۔

خیر دس منٹ میں مانی نے اسکے لیے چائے، آملیٹ، ٹوس ریڈی کیے باہر لگائے جبکہ وہ اسکی عادت ناشتے میں پراٹھا کھانے کی تھی سومانی نے ایک پراٹھا بھی بنایا اور لا کر کسی شیف کی طرح اس نے شیری کو سرو کیا اور مسکراہٹ دباتی وہ اسکے کچھ فاصلے پر یوں کھڑی ہوئی جیسے وہ نک چڑھا اسے اعزازی تمغہ دے گا۔

شیری نے سپاٹ چہرے کے تاثرات کے سنگ اس پر نجانے کتنا بڑا احسان کیے ناشتہ شروع کیا اور پہلی ہی بائیٹ پر مزیدار آملیٹ کے زائقے نے زبان پر گھل کر ساری بیزارئیت دور کی، اس نے چونک کر نظر بے اختیار مانی پر ڈالی، سر تا پیر بے قرار دیکھائی دیتی وہ اپنی فکر اور پریشانی میں ہلکان سی آمنہ آفریدی اسکے کسی ایک حرف کی تمنائی تھی، لیکن جتنا دل اسکی طرف مائل ہوتا، وہ اسی بے رحمی سے دل کو مانی کے ہر سو سے واپس کھینچ لیتا۔

اس چھٹانک بھر کی لڑکی نے آمیلٹ تو بالکل شیف سٹائیل میں بنایا ہے،"
لیکن تعریف نہیں کروں گا۔ خوامخواہ سر پر چڑھے گی، ناراض ہی میرے حق میں اچھی ہے"

دل ہی دل میں سوچتا وہ مانی کو ساتھ ساتھ برابر گھورا اور وہ اس آس میں رہی کہ ابھی وہ اسکے بنائے آملیٹ کی تعریف کرے گا لیکن وہ اسے حقیر اور بے مایا ثابت کرنے پر تلا تھا، وہ اسے بھرپور انداز میں ناشتہ کرتی مسلسل دیکھتی رہی۔

" برتن اٹھالواور دھو بھی دینا"

ناشتہ ختم کیے، نیپکن سے ہونٹ صاف کیے وہیں گول مول کر کے پھینکتا وہ چائے کا مگ اٹھائے شان بے نیازی سے کہے کمرے کی طرف بڑھا تو مانی نے مرجھائے چہرے کے سنگ اداس آنکھیں ایک بار شیری پر ڈالیں پھر برتنوں پر۔

"کیا جاتا اس بندے کا اگر دو لفظ تعریف کے بول دیتا"

منہ ہی منہ میں بڑبڑاتی وو برتن اٹھا کر کچن میں لائی اور انکو سنک میں رکھا اور پھر جو کام اس نے ساری زندگی نہ کیا، وہ کیا، سارے برتن نہ صرف دھوئے بلکہ انکو اپنی اپنی جگہ خشک کرتے رکھا۔

کچن صاف ستھرا کرتی اس سے پہلے وہ باہر نکلتی، شیری آیا اور خالی کپ اسکے ہاتھ میں تھماتا اسکی چڑ سے لطف لیتا واپس گیا تو اسکا دل یہی کیا کہ یہ کپ اس بندے کے سر میں مار دے۔

منہ بناتی وہ واپس پلٹی اور کپ کو اچھے سے واش کیے واپس ہینگ کرتی وہ کچن سے باہر نکلی۔

لاونج میں اسکی جگہ وہ بیٹھا تیز والیوم میں میچ دیکھ رہا تھا جس کی وجہ سے مانی نے اس بار اس ناانصافی ہر چپ رہنے کے بجائے اپنے قدم اسکی طرف بڑھائے اور ٹھیک ٹی وی کے سامنے آکر بازو سینے پر لپیٹے کھڑی ہوئی۔

"ہٹو پیچھے، میچ دیکھنے دو۔۔۔۔پتا نہیں کیا ملایا تھا آمیلیٹ میں، زبان کڑوی ہورہی ہے۔۔۔۔۔کونسا بدلا لیا ہے"

اتنے اچھے آمیلٹ کی تعریف تو دور کیڑے نکالنے پر تو وہ اور تپی، وہ اس شخص کی بے جا عداوت، غصے اور نفرت کے سبب غمگیں ہوئی۔

"آپکی زبان، اس سے زہر اگلنے کے باعث کڑوی ہورہی ہے۔ میرا بنایا آملیٹ کتنا اچھا ہوتا ہے مجھے آپ سے جاننے کی ضرورت تو ہر گز نہیں، اور بند کریں ٹی وی۔ مجھے یہاں بیٹھ کر پڑھنا ہے"

اسکواسی کی کڑوی، بدلحاظ ٹون میں تنتنا کر جواب دیتی وہ نا صرف قریب آئی بلکہ شیری کے ہاتھ میں پکڑا ریموٹ بھی کھینچنے لگی۔

"مجھے میچ دیکھنا ہے، تم باہر جا کر پڑھو جہاں پڑھ رہی تھی۔۔۔۔۔"

ریموٹ کو مزید مٹھی میں دبائے وہ اسے سلگ کر مشورہ دیتا بولا تو مانی کو اسکی سفاکی پر یقین نہ آیا۔

"تب باہر موسم ٹھیک تھا اب دھوپ نکل آئی ہے، مجھے پڑھنا ہے ورنہ میں فیل ہو جاوں گی۔۔۔آپ اپنے روم میں جا کر فون پر بھی دیکھ سکتے ہیں"

ملتجی لہجے کے کے ساتھ ساتھ دکھ اور غضب بھی بھرپور دیکھا یا گیا مگر شیری نے جب اسکے ہاتھ سے زور سے جھٹکا لگائے ریموٹ کھینچا تو وہ توازن برقرار نہ رکھتی شیری پر آن گری تو اسکے ہونٹوں کا لمس بے ارادہ ہی شیری کی گال کو نصیب ہوا اور اسی لمحے ریموٹ چھوٹ کر نیچے گرا اور مانی نے اس خطرناک نزدیکی سے بچنے کی سبیل، مزید نزدیک ہونا سمجھی اور اسکی گردن میں گرنے کے خوف سے بازو نہ صرف حائل کیں بلکہ ساتھ جا لپٹی۔

چند بے اختیار و بے خود لمحے تو پیچ کا طلسم کھا گئے، وہ تو اپنے حصار میں خوف سے ہولے ہولے کانپتی مانی کی سوچ سے بڑھی دھڑکنوں پر دنگ تھا، سانسوں کی حدت اسکے اس اس انگ تک سرائیت کرتی گئی جہاں مانی کے ہونٹوں مس ہوئے، اور شیری کی اس لمحہ کوئی مزاحمت نہ کرنا، مانی کے اندر باپر بھونچال لایا، وہ تو سالن تھا مگر وہ خود ہی اپنی پوزیشن کا خیال کرتی اس پر سے ناصرف جھجکتی، آنکھیں چراتی، بگھڑا تنفس بحال کیے اٹھی بلکہ بنا نظر ملاتی اپنی بکس اٹھائے تیزی سے روم میں بھاگ گئی جبکہ شہریار جدون کی آنکھوں نے جس طرح مانی کا پیچھا کیا، میچ میں دلچسپی ختم ہو چکی تھی یہ واضح تھا۔

مانی کمرے میں آئی اور اپنی بکس صوفے پر رکھے گہرے گہرے سانس بھرتی خود بھی وہیں بیٹھی۔

اسکے ساتھ ضد لگانے پر خود کو کوسا، لیکن اصل گھبراہٹ شیری کے اتنے شانت ری ایکشن پر تھی جو مانی کے اندر تک برق دوڑا چکا تھا۔

کیسی بد بخت فیلنگ ہے یہ ؟۔۔۔۔کیا ہو جاتا ہے مجھے ؟یہ اتنی قریب "
مزید آئی تو نہیں جانتا کیا کر بیٹھوں گا۔۔۔۔۔۔۔یہ تم نے مجھے کہاں پھنسا دیا
"لئیق ایزد علوی۔۔۔۔۔سارا انتقام تم نے ایک ہی بار لے لیا،اچھا نہیں کیا
اپنے پورے وجود کے مانی کے قریب سن پڑنے نے شہریار جدون کے اندر
حشر برپا کیا تھا،وہ سمجھنے سے قاصر تھا کہ اسکے ساتھ یہ کیا ہو رہا ہے کیونکہ
جب وہ لڑکی اسکے قریب آتی تھی تو اسکے حواس پیرالائز ہو جاتے تھے اور یہ
بے بسی شہریار جدون کی موت تھی۔

.._____..

لئیق صبح پہلے سیدھا وہاں سے ڈیپارٹمنٹ گیا تھا،انفارمیشن فائل کو ایک یو
ایس بی ڈرائیور میں کنورٹ بھی کیا،اپنا پاسپورٹ،لیپ ٹاپ اور تمام

ضروری اشیاء لیے وہ اپنی چھ رکنی ٹیم کو اپنے پیچھے ایکٹیویٹ کر کے نکلا تھا، اسکی اسلامہ آباد کی فلائیٹ جلدی تھی سو وہ اسکے بعد اپنے سفر پر روانہ ہو چکا تھا۔

جبکہ لعلین دس تک اٹھی تھی، کسی نے اسکی نیند کو نہیں توڑا تھا اور اتفاق سے ویک اینڈ شروع ہونے کے باعث سب نے ہی بریک فاسٹ ابھی نہیں کیا تھا، لوئے، فرہاد علوی، نیہا، مریم بی اور دستگیر سب ہی ناشتے پر موجود تھے اور لئیق کی غیر موجودگی میں آج زائشہ بھی سجی دھجی ڈھٹائی کے سنگ ناشتے کی میز پر آ کر سبکا حلق کڑوا کر چکی تھی کیونکہ اسے گماں تھا جیسے اسکی لئیق سے واقعی جان چھوٹ گئی ہے۔

کس قدر ڈھیٹ عورت ہے، اتنا سب کر کے بھی اسکو اپنے کیے پر زرا ملال "نہیں"

لعلین نے اپنے لیے بھی آج مریم بی کے ہاتھ کا بنایا چیز اور آلو کے چٹ پٹے مصالحے والا پراٹھا لیا لیکن وہ کھانے کے ساتھ ساتھ زائشہ پر گہری

تحقیق بھی کر رہی تھی، جو سب کو تمسخرانہ نظروں سے دیکھ کر اور زچ کر رہی تھی جبکہ فرہاد علوی تو زائشہ کے میز پر آتے ہی اپنے رگولر چیک آپ کے لیے جانے کو ریڈی ہونے کے لیے اٹھ گئے، لوئے انکو لے کر جانے والا تھا۔

"ناشتہ تو کر لیں فرہاد؟"

زائشہ کے منصوعی فکر جھاڑنے پر فرہاد علوی نے کرسی سے اٹھتے تابناخ نظروں سے جس طرح اس عورت کو دیکھا، سب نے ہی محسوس کیا، جب سے فرہاد علوی نے لعلین کو اپنی کہانی سنانی شروع کی تھی وہ زائشہ کو منہ تک لگانا چھوڑ چکے تھے اور زائشہ کے لیے انکی یہ نفرت تھوڑی فکر کی بات تھی۔

"تمہاری موجودگی میں حلق سے نوالے نہیں اترتے زائشہ، تم کھاو مزے سے۔۔۔۔لوئے، آجاو تم بھی۔۔ ہم راستے سے ناشتہ کریں گے"

فرہاد صاحب کے جواب پر زائشہ نے حقارت سے اس شخص کی اس تضحیک کو برداشت کیااور ستم یہ کہ لوئے کی آنکھوں میں بھی آج زائشہ کے لیے صرف اجنبیت تھی،ان دو کے اٹھ کر جانے پر ماحول پر سکتہ سا طاری ہوا۔

"ہیو آگڈ میل، مجھے بھی ایک کام یاد آگیا"

دستگیر نے بھی ماحول سے محظوظ ہوتے ناشتہ مکمل کیااور اٹھ کھڑا ہوااور اپنا ادھورا کام کرنے روانہ ہو گیا۔

ان دو کے جاتے زائشہ نے اپنی منصوعی محبت سے بھری نظر لعلین پر ڈالی۔

فرہاد تھوڑے ناراض ہیں مجھ سے، منالوں گی۔۔۔جہاں محبت ہو وہاں"

"چھوٹے موٹے جھگڑے تو معمولی ہوتے ہیں

نیہا، مریم بی اور لعلین کو قائل کرنے کو وہ سفاکیت سے مظلوم و بچاری بنی جبکہ وہ تینوں ہی من ہی من میں اس شیطانیت کی کوئین کے بھرم دیکھ کر یقیناہنسی تھیں۔

بالکل ٹھیک کہا، آپ کی اور فرہاد انکل کی محبت تو پھر ہے بھی کتنی مثالی۔۔"
آفٹر آل انہوں نے اپنی پہلی پیاری بیوی کے ہوتے ہوئے آپ سے شادی
"کی تھی تو یقینا بہت شدید محبت ہو گی
لعلین ابراہیم بھی کہاں کسی سے کم تھی، اسے زائشہ کو اندر ہی اندر ان
تعریفی مگر طنزیہ جملوں سے آگ لگاتے بہت راحت ملی اور ایک لمحے تو اس
سفاک عورت کے چہرے کی رنگت بدلی، لعلین نے اسکی دکھتی رگ جو
دنائی اس پر نیہا اور مریم بی بھی استہزایہ سا مسکراتیں دیکھائی دیں۔
"بالکل۔۔۔۔۔ویسے لئیق کہاں گیا ہے ہنی؟ کچھ بتایا نہیں اس نے"
اپنی آہانت اور سبکی کے سبب بدلی رنگت واپس بحال کیے ناشتہ شروع
کرتے ہی وہ لعلین سے دوستانہ ہوئے پھر بولی جس پر لعلین نے بھی سارا
لحاظ ایک طرف کیے مکمل توجہ زائشہ پر مرکوز کی۔
شام تک آجائیں گے وہ، آپ خود پوچھ لیئجے گا۔۔۔وہ آپکو بہت بہترین"
"جواب دیں گے ساسوماں۔۔۔۔۔۔

تم کے بجائے لعلین کا لئیق کو آپ کہنا جہاں نیہا، اور مریم بی کو سمائیل دے گیا وہیں زائشہ علوی کو لعلین کے شیر بن جانے اور مسلسل تضحیک سی کرنے پر خفیف سی آگ لگی۔

جبکہ نیہا کی خود پر جمی ناراض اور برہم نظر زائشہ سے مخفی نہ تھی۔

"ہمم واہ، لگتا ہے تم دو کے بیچ کافی انڈر سٹینڈ نگ ہو گئی ہے، بہت پیار سے ذکر کر رہی ہو اسکا"

زائشہ کے شرانگیزی سے کریدنے پر لعلین کے چہرے کی مسکراہٹ لمحے میں غائب ہوئی، زائشہ کو دیکھ کر اسے شدت سے فرہاد علوی اور لئیق کی تکلیف محسوس ہوئی۔

"جو پیار کے مستحق ہوں، دل اور زبان کے ساتھ ساتھ ہمارے ہر فعل و عمل سے انکے لیے محبت چھلکتی ہے۔ خیر نیہا۔۔۔۔ تم کب سے شاپنگ سٹارٹ کر رہی ہو؟"

لعلین نے جان بوجھ کر اس سے بات نہ کرتے موضوع بدلا تو نیہا نے خود کی طرف آنکھیں پھاڑ کر تکتی زائشہ کو دیکھا، تو بدلے کا وقت ہوا چاہتا تھا۔

"ک۔۔کونسی کیسی شاپنگ؟"

زائشہ کی جلن پر جہاں نیہا کو دلی سکون ملا وہیں مریم بی اور لعلین اسکے تاثرات سے کچھ فکر مند ہوئیں۔

"میری شادی کی میم۔۔۔۔ مسٹر ہمایوں کیانی سے شادی کر رہی ہوں"

نیہا کے مزے سے بمب پھوڑنے پر زائشہ علوی کا چہرہ لمحے میں خفت اور حقارت سے سرخ پڑا۔

ناجانے یہ خبر اس عورت کا کتنا خون سوکھا گئی کہ وہ بلکل سفید پڑی۔

لعلین میم، دراصل ہمایوں نے کہا ہے وہ سب شاپنگ خود کریں گے۔"

انھیں بس نیہا کافی ہو گی سو میں تو بہت ریلکس ہونے والی۔۔۔۔ باقی اے

"جان ہیں نہ۔۔۔۔ہے ناں

زائشہ کو مزید آگ لگانے کو نیہا نے یہیں بس نہ کی جبکہ لعلین اسکی خوشی پر مسکرائی البتہ مریم بی کو اس ڈائن سے خوف ہی محسوس ہوا جو سپون پٹخ کر وہاں سے جا چکی تھی۔

"نیہا۔ کیا نظر لگوانی ہے آپ نے؟ جانتی نہیں ہیں کہ یہاں کیسی جلادر ہتی ہے۔ خدا کا خوف کریں، کیوں اپنے ساتھ ہمایوں بچے کو بھی مشکل میں پھنسانا چاہتی ہیں"

لعلین کی موجودگی میں ہی مریم بی نے نیہا کو بری طرح ڈانٹا جس پر لعلین بھی متفق تھی۔

"میں بس اپنے دل کو تسکین دینا چاہتی تھی امے جان، اب انکو کچھ غلط کرنے نہیں دوں گی۔ آپ پریشان مت ہوں"

نیہا کی یہ بات مریم بی اور لعلین دونوں کے لیے شاک تھی کیونکہ نیہا، زائشہ کی کتنی اچھی دوست تھی یہ سب جانتے تھے، مریم بی نے تو شکر ادا کیا کہ نیہا اس عورت کی منصوعی اچھائی کے ٹرانس سے بروقت نکل آئی۔

ٹھیک کہہ رہی ہے نیہا، غلط کا اب احتساب ہونا چاہیے۔ میں اس میں نیہا"
"کے ساتھ ہوں

لعلین نے بھی اپنے ساتھ ہونے کی یقین دہانی کرواتے دونوں کو چونکایا جبکہ سیڑھیوں کے پاس کھڑی حقارت سے ان سب کو دیکھتی زائشہ سر تا پیر بھسم ہو چکی تھی، یعنی اسکی اچھائی کا پردہ سب سے اٹھ گیا تھا، سو اب وہ وار بھی کھل کر کرنے والی تھی۔

اوہ تو چینٹیوں کے بھی پر نکل آئے، تم نے اچھا نہیں کیا ہمایوں۔۔۔۔۔"
میری ملازمہ کو تم نے میری ٹکر پر لا کھڑا کیا۔۔۔ بڑی محبت جاگ رہی ہے اس عمر میں، تمہاری یہ آگ زائشہ ٹھنڈی کرے گی کیونکہ تم نے میرا سب سے زیادہ نقصان کیا ہے، اور تم لعلین۔۔۔ جتنا اترانا ہے، جتنا مسکرانا ہے شام تک مسکرا لو کیونکہ لئیق کی موت قریب ہے اور پھر تمہیں دھکے دے کر یہاں سے نکالوں گی۔۔۔۔۔ تم سبکو تم سبکی جگہ آکر ماروں گی۔۔۔۔
"یاد رکھنا تم لوگ

نفرت سے پھنکارتی وہ ان سب پر نظر جما کر نفرت کی انتہاوں کو چھوتے زہریلے لہجے میں کہتی پیر پٹخے وہاں سے چلی گئی۔

وہیں دوسری طرف آج بہت دنوں بعد سدرہ، بے بے سے انکی کہانی سن رہی تھی، وہ معصوم سی سدرہ یوسف، اپنی بے بے کے دکھوں سے واقف تھی اور ہر نماز میں وہ لال نور اور انکے بیٹے کے مل جانے کی دعا کرتی۔

لال نور کے ساتھ کیا ہوا تھا یہ بھی دردناک تھا۔

لال نور کو جہاں زائشہ کے لوگوں نے ٹارچر کرنے کے ایک ہفتے بعد مرنے کے لیے اس نہر میں پھینکا وہاں سے اسے ایک بھلا مانس گاوں کا آدمی نکال کر لے گیا، لال نور جیسے پہلے پہاڑ سے گریں، پھر جس طرح تشدد کیے اسے ایک ہفتہ بجلی کے کرنٹ لگائے تھے اور اسکے دماغ میں یہ بٹھایا گیا تھا کہ فرہاد اور لئیق اس سے ابراہیم کے ساتھ جڑے تعلقات کے بے نقاب ہونے پر نفرت کرنے لگے ہیں جو زائشہ نے ترتیب دیے، وہ کئی ماہ بولنے کے قابل نہ رہی تھی اور جب اس منہ بولے بھائی اور اسکی والدہ کی دیکھ بال

کے بعد وہ بہتر ہوئی تو واپسی کا ہر راستہ بند ہو گیا، اسے خبر ملی کہ جندل محل میں اسکی موت پر یقین کیا جا چکا ہے۔

سو وہ واپس جانے کی سب سے بڑی وجہ یعنی لئیق کے باوجود واپس جانے کی ہمت نہ کر سکیں اور بستر سے آ لگیں اور پھر شمائلہ کی علاقے میں واپسی لال نور کی زندگی بنی، اس نے لال نور کو کچھ عرصہ زندگی کی طرف لانے کی کوشش کی مگر وہ خود مر گئی، لال نور کی تکلیف بڑھتی گئی، منہ بولے بھائی یوسف اور انکی والدہ نے لال نور کو سنبھالا، یوسف ہی وہ شخص تھے جس نے لال نور کی زندگی بچائی مگر وہ کینسر جیسے موذی مرض کا شکار تھے اور چند ماہ بعد ہی اپنی بیٹی سدرہ کو لال نور اور اپنی اماں کی ذمہ داری بنائے وفات پا گئے، جوان بیٹے کی موت نے انکی والدہ کو بھی نگل لیا تو لال نور نے اپنی واپسی کا ہر ارادہ سدرہ کے لیے بلکل ترک کر دیا۔

سدرہ آج بھی ہمیشہ کی طرح انکی کہانی سن کر تڑپ سی گئی، اور پھر اس ماں نے جیسے اسکی پرورش کے لیے اپنی سگی اولاد تک سے دوری بنالی، یہ سدرہ

کو بے بے کا مزید احسان مند کر گیا، دونوں بے بے اور دھی رانی کی آنکھوں میں تکلیف کا جہاں آباد تھا۔

وہیں دستگیر نے وقار سادانی کو دی اپنی مہلت ختم کیے اپنے قدم تہہ خانے کی سمت بڑھائے۔

وقار کا سارا بھرم، ساری انا، ساری اکڑ چند گھنٹوں کی مار نکلی تھی، دستگیر کے ہٹے کٹے سانڈ لوگوں نے آخر کار وقار سادانی کو اپنے ہاتھ پیر بے دردی سے چلا کر یہ یقین دلا دیا کہ اسکی عبرت شروع ہوئی جاتی ہے۔

دستگیر تہہ خانے میں داخل ہوا تو وقار کو لگا موت پل پل اسکے قریب چلی آرہی ہے، اسکی سرخ گریہ وزاری کی ترجمان آنکھوں میں خوف کی لہر پوری قوت سے بیدار ہوئی۔

"چلو شاباش شروع ہو جاو وقار سادانی"

دستگیر نے اسکے سامنے کرسی گھسیٹ کر بیٹھتے ہی رعب سے کہا جس پر وہ پہلے تو خونخوار آنکھوں سے دستگیر کو گھورا لیکن خود کی طرف اس حقارت

سے دیکھنے پر دستگیر نے اسکا گریبان پکڑے گردن پر اپنا ہاتھ رکھ کر اتنا دبایا کہ وہ کراہنے لگا۔

"چ۔۔ چھوڑو۔۔۔بتاتا ہوں"

اسے سسکتے دیکھ کر دستگیر کو اس پر رحم آیا سو وقار سادانی نے اپنی کہانی اپنی زبانی سنانے کے لیے آخر ہتھیار ڈال ہی دیے جبکہ دستگیر بدستور مشتعل دیکھائی دیا۔

"زائشہ کمال۔۔۔بہت محبت کرتا تھا میں اس سے، وہ وقار سادانی کے اندر لہو کی طرح گردش کرتی تھی، جانے میرے کس جرم کی سزا تھی کہ اللہ نے مجھے اس عورت کے معاملے میں بے بس کر دیا۔۔۔۔روح، جسم، ذہن، اور دل سے میں تو آج بھی اس کا محتاج ہوں۔"

اس آدمی کی کہانی کا آغاز دستگیر کی ناپسند عورت سے ہو گا یہ اسکے لیے بھی جھٹکا تھا مگر وقار کی آنکھوں میں امڈتے دردناک آنسو اسے بھی شانت کر گئے۔

اسکی ماں ہمارے گھر کک تھی، وہیں سے میری زائشہ سے ملاقات ہوئی"

جب زلزلے کی وجہ سے انکا گھر تباہ ہوا تو بابا نے صدیقہ خاتون اور اسکی بیٹی زائشہ کمال کو ہمارے گھر رہنے کے لیے کوارٹر دیا، نہ صرف رہنے کے لیے جگہ دی بلکہ زائشہ کا ایڈمیشن بھی میرے ساتھ یونی ورسٹی میں کروایا، وہ پہلی ہی نظر میں میرے دل کو ایسی لگی کہ میں کسی اور لائق رہا ہی نہیں لیکن زائشہ اپنے حسن پر اترانے والی ایک مغرور اور سنگدل لڑکی تھی۔ میرا اسکے بنا کہیں دل نہ لگتا، جب سے اسے دیکھا، آنکھوں کے سامنے سے وہ ہٹنے کا نام بھی نہ لیتی، پھر میری ہی کلاس میں وہ سب لڑکوں کا کرش بن گئی، میرے سامنے چلتی پھرتی وہ حسن کی ملکہ، مجھ جیسے نرم دل انسان کو اپنا عاشق بنا بیٹھی۔ اسکی ادائیں، مجھے محبت پاش نظروں سے دیکھ کر گھائل کرنا، میرے سامنے منصوعی حیا میں لپٹ کر اپنی طرف دعوت دینا، یہ سب پتھیار تھے اسکے۔

جوانی کا جوش ابلنے لگا، وہ میری طرف، لپکتی تھی اور یہ میری اس لڑکی سے
محبت کو ابھارنے لگا اور پھر وہ میرے بابا کے ملازمین تھے سو میں نے ضد کر
کے باباجان کی نافرمانی کیے اس سے نکاح کیا، کیونکہ میرا نکاح اس سے پہلے
ہی بابا نے اپنے دوست کی بیٹی تسکین سے کر رکھا تھا لیکن تسکین جیسی
گھریلو سادہ سی لڑکی مجھ ماڈرن خیالات رکھنے والے کو ہضم نہیں ہوتی تھی۔
بابا نے مجھے تسکین کے لیے پابند کرتے ہوئے ہی اپنی محبت کو پانے کی
اجازت دی کہ میں تسکین کے ساتھ اپنا رشتہ بھی بنائے رکھوں، میں نے
انکی بات مان لی کیونکہ زائشہ کے بنا میں سانس بھی نہیں لے سکتا تھا۔
سب ٹھیک تھا، وہ مجھ جیسے رئیس زادے کو پا کر خوش تھی لیکن اسے مجھ
"سے محبت نہیں تھی بلکہ میری دولت سے سروکار تھا۔
زائشہ کے نکاح کی اس درجہ بھیانک سچائی نے دستگیر کے دماغ کی چولیں
تک ہلائیں، وقار سادانی میں اذیت ہلکورے لے رہی تھی۔

دو ماہ ہم نے بہت خوبصورت گزارے، مجھ سے دور رہتی تھی لیکن"
میرے ساتھ ہنستی تھی اور میں اسے عورت کی فطری جھجک سمجھ کر بہل
جاتا لیکن پھر دو ماہ بعد بابا کا بہت بڑا لاس ہو گیا، ہم رئیس زادے فقیر بن
گئے۔ بابا کا سارا بزنس تباہ ہو گیا تو زائشہ نے مجھے اس کڑے وقت میں
سنبھالنے کے بجائے مجھ سے طلاق مانگی، میں اسے مر کر بھی چھوڑ نہیں
سکتا تھا، غرور چلا گیا تھا مگر وہ جاتی تو مر جاتا لیکن وہ پھر بھی چلی گئی، اسکی
والدہ کی اچانک موت کے بعد وہ میرے پاس آئی اور اس رشتے سے نکلنے کا
تقاضا کیا یہ کہہ کر کہ وہ اس طرح زندگی نہیں گزار سکتی۔ اس نے کہا کہ وہ
طلاق چاہتی ہے، اور جب وہ پھر سیٹل ہو گا تو وہ اسکی دوبارہ بیوی بن جائے
گی، تب مجھے اس پر بہت غصہ آیا، کہ وہ میرے ساتھ میری محبت کی وجہ
سے نہیں بلکہ میرے سٹیٹس کی وجہ سے تھی، لیکن میں ان دنوں بہت
سٹریس میں تھا سو غصے میں آکر میں نے اسے طلاق دے دی۔
"لیکن میں اس عورت کے عشق سے خود کو نجات نہ دے سکا۔

وقار سادانی کی یہ سب باتیں دستگیر کا پارہ چڑھا گئیں، ایک نمبر کا بد دماغ لگا اسے وقار۔

چند سالوں میں اپنے دیوالیہ بزنس کو معافیہ کے سہارے اوپر اٹھایا، بابا اپنا" اتنا بڑا نقصان نہ سہہ سکے اور ہارٹ اٹیک سے انکی بھی موت ہو گئی۔

میں نے واپس رئیس بننے کے لیے جان لگادی، کہ کسی طرح وہ لڑکی مجھے واپس مل جائے جسکے بنا مجھ سے سانس لینا محال تھا، واپس پاور پانے کے لیے پھر میں نے غلط درست نہیں دیکھا بس کسی طرح مجھے زائشہ کے معیار تک پہنچنا تھا۔

لیکن پھر جب میں واپس بزنس کی دنیا میں نمودار ہوا تو وہ واپس میرے پاس آئی اور کہا کہ وہ مجھ سے شادی کرے گی مگر اس سے پہلے اسے حلالہ کرنا ہو گا اور اس نے مجھے کہا کہ وہ ایک آدمی سے اس بارے ڈیل کر چکی ہے، مجھے بس زائشہ چاہیے تھی سو میں اسکی پھر باتوں میں آیا، عقل مت تو میری

اس دلربا کے سامنے مر جاتی تھی، میں اسکے سامنے ہوش حواس کھو دیتا تھا
"دستگیر عالم

وقار کی آواز رندے لگی تو دستگیر نے حقارت سے اسکی اذیت ملاحظہ کی، مرد کے نام پر یہ شخص اسے دھبہ لگا جس نے اس بدبخت عورت کے آگے خود کو بارہا نیلام کیا۔

کچھ دن بعد پتا چلا اس نے اپنے باس سے شادی کرلی، وہ ہمایوں کیانی مجھ "سے لاکھ درجے کامیاب تھا اور شادی ہوتے ہی زائشہ نے اپنا نمبر بدل لیا، مجھ سے بات بند کی سو میں بھی دلبرداشتہ ہوئے کچھ دن کے لیے وکیشن پر "چلا گیا

وہ یہ بتاتے بتاتے لہجہ کھارا اور پھٹ جانے پر رکا۔

وہاں جا کر اسکی ملاقات الیانہ سے ہوئی، زائشہ کے غم سے نکلنے کے لیے اس نے دو عورتوں کی زندگی برباد کی، اسکی پاکستان والی بیوی اسکے بابا کی زندگی میں ہی اسکی منکوحہ تھی سو چند راتیں اسکے ساتھ گزار کر وہ بس خود کی

تکلیف ہٹاتا تھا، تبھی تو تسکین اور پھر ان میں سے ہوتی انکی بیٹی مفرہ سادانی تک کو وقار سادانی میں کوئی دلچسپی نہ تھی، وہ لڑکی اپنی ماں کی تکلیفوں سے واقف تھی، زائشہ کے دھوکے کی سزا اس شخص نے الیانہ اور تسکین دونوں کو دی، تسکین بھی ایک دن ٹیرس سے گر کر مر گئی، اسکی موت ایک معمہ بن کر رہ گئی تو بیٹی نے باپ سے کنارہ کر لیا، اور الیانہ کے ساتھ جو اس نے کیا وہ بھی غیر انسانی تھا۔

لیکن اس سب کے باوجود وقار سادانی کے اندر زائشہ کو پانے کی طلب نہ مر پائی بلکہ وہ وقت کے ساتھ سنگین ہوتی گئی، جب مقدر میں بربادی لکھ دی گئی تھی تو کون بچاتا اسے ؟

گیارہ ماہ اس نے اسی اذیت میں گزارے، زائشہ کو کسی اور کے پاس برداشت کرنا اسکے لیے بڑا کٹھن تھا پھر وہ ہمایوں کی بیٹی کی ماں بھی بنی۔

لیکن وقار سادانی جب بلکل مایوس ہوا تو اسے خبر ملی کہ زائشہ نے ہمایوں سے بھی طلاق لے لی، اسکی ڈوبتی دھڑکنیں گویا راہ کی ساری رکاوٹوں کے

ہٹ جانے سے بحال ہوئیں، زائشہ کو پانے کا جنون از سر نو سینے اور جسم میں سلگنے لگا۔۔

وہ یہ سب بتا کر دستگیر کو بھی رنجیدہ کر گیا، وقار سادانی کو یقیناً اپنے بابا کی نافرمانی کی سزا ملی تھی۔

اسکی طلاق کو چند ہفتے گزرے کہ میں نے زائشہ سے ملاقات ارینج" کروائی، وہ مجھ سے پہلے کی طرح خوش دلی سے ملی اور اس نے بتایا کہ ہمایوں نے حلالہ کے لیے اس کے سامنے شرط رکھی تھی کہ وہ اسے اولاد دے گی، میں اس عورت کی اس بات میں بھی آ گیا۔ چونکہ اسکی بیٹی کی پیدائش کے ہفتے بعد ہی ہمایوں نے اسے طلاق دے دی تھی سو مجھے اسکی باتوں پر یقین آ گیا۔ وہ مجھے اتنا کچھ کر کے بھی پاکیزہ اور معصوم لگتی تھی کیونکہ میری آنکھوں پر پردہ اور عقل پر پتھر پڑے تھے۔

میں نے اسکی ساری خطائیں معاف کر دیں کہ جو ہوا وہ گزر گیا۔ وہ میرے لیے آزاد ہو چکی تھی۔

ہم خوش تھے، وہ میرے ساتھ کچھ ماہ شاپنگ کرتی رہی، لیکن شادی کا جب بھی کہا وہ ٹالتی رہی، مجھے لگا شاید وہ اپنے صبور کی پیدائش کے باعث ان بیلنس ہوتے فگر کو سیٹ کرنے کے لیے وقت چاہتی ہے سو میں نے اسے دیا مگر پھر ایک دن اس نے پھر سے مجھ سے رابطہ توڑ دیا"

وہ کچھ لمحے کو سانس کے تسلسل پر لگتے پھندے پر رکا، اسکی آنکھوں میں تکلیف کی زیادتی امڈی تھی۔

"خبر ملی کہ وہ اپنے اپارٹمنٹ سے اچانک غائب ہو گئی ہے، حقیقت یہ تھی کہ اس نے میرے بجائے فرہاد علوی سے نکاح کر لیا، اور نیویارک چلی گئی۔ یہ سچائی تو مجھے نجانے کتنے سالوں بعد پتا چلی، حالانکہ نیویارک میرا شہر تھا۔ وہ اٹھارہ سال میں نے کیسے گزارے یہ صرف میں جانتا ہوں، یہاں تک کہ زائشہ کی موت پر یقین کر لیا، میرا دل نہیں مانا کہ وہ مجھ سے دھوکہ کر کے کہیں چھپ سکتی ہے۔ اٹھارہ سال بعد میں نے اسے نیویارک میں فرہاد علوی کے ساتھ ایک مال کی پارکنگ میں دیکھا لیکن بدقسمتی سے جب تک

میں باہر آیا وہ میری نظروں سے غائب ہو گئی تھی کیونکہ اس نے مجھے دیکھ لیا تھا۔

دو دن لگا کر سارا نیویارک چھان مارا تو پتا چلا وہ پچھلے آٹھارہ سال سے یہاں رہ رہی تھی اور کل ہی پاکستان چلی گئی۔۔۔۔۔یہی نہیں اسکا فرہاد علوی سے نکاح اور سترہ سالہ بیٹے لوئے کی سچائی میرے دل کو کرچی کر گئی"

وہ اپنے کہانی سمیٹنے کی طرف تھا، آنکھیں جہنم کی طرح سلگیں۔

افسوس! تجھے پھر بھی اس عورت سے نفرت نہیں ہوئی وقار"

سادانی۔۔۔۔کیسا دل تھا تیرا منحوس انسان، تجھے چاہیے تھا اس پر تو زائشہ کو اپنے ہاتھوں مار دیتا"

دستگیر کو اس پر اخیر ترس آرہا تھا جسے ایک عورت بارہا نگلتی رہی جبکہ غصہ بھی اسی شدت سے بھڑکا۔

چند آنسو اس بے بس بنے وقار سادانی کی آنکھوں سے دستگیر کے مشورے پر ٹوٹ گرے۔

ک۔۔کیسے مارتا، وہ عشق تھا میرا۔۔۔۔ عشق بھی وہ جو کسی کی بد دعا ہو۔"
اور ن۔۔ نفرت کیسے کرتا، اس عورت کے عشق نے مجھ جیسے احساس مند
کو کافر بنا دیا۔ میں فورا فلائیٹ لے کر واپس پاکستان آیا۔ کسی طرح زائشہ
سے ملنے کے جتن کیے، صرف ایک بار خواہش کی کہ میں اس سے مل
سکوں، اس سے پوچھ سکوں کہ وہ کیوں مجھے اتنی لمبی سزا دے گئی تھی، ایک
مہینے کی کوشش کے بعد آخر میں اس سے ملنے میں کامیاب ہوا، ایک کیفے
میں گیا اس نیت سے تھا کہ آج اسکی جان لے لوں گا پر کمبخت یہ دل اسے
دیکھتے ہی منافق ہو گیا۔ اسکے رو دھو کر التجائیں اور اپنی مجبوریاں بتانے پر
میرا دل پھر اسکے لیے پگھل گیا۔ اس نے کہا کہ فرہاد نے اسے اتنے سال قید
کیے رکھا، اور یہ بھی ایک جھوٹ تھا۔ خیر میں پھر اسکے جھوٹ میں آیا اور
التجاء کی کہ وہ میرے پاس واپس آجائے، شاید اسکے کوئی مقاصد تھے کہ وہ
تھی۔ یکدم فرہاد کو چھوڑنا نہیں چاہتی

جب میں نے اصرار کیا بلکہ دھمکایا کہ وہ فرہاد سے طلاق لے ورنہ میں اسکے شوہر کو اسکا ماضی بتادوں گا تو مجھ سے ملنے آئی اور رو رو کر ایک کانٹریکٹ دیکھایا۔اس میں یہ لکھا تھا کہ اسکے اور فرہاد کے بیٹے لوئے کے پچیس سال کے ہونے تک ان دو میں طلاق نہیں ہو سکتی، جسکی وجہ انکے بچے کے ذہن پر برے اثرات نہ پڑنے دینا تھا"

وہ پھر سے سسکتا ہوا رکا، لیکن حقیقیت میں ایسا کوئی معاہدہ اصل میں تھا ہی نہیں بلکہ زائشہ نے ان پیپرز پر فرہاد کے چالاکی سے خود سائن لیے تاکہ وہ وقار سادانی سے بچ سکے، وہ کسی صورت جندل محل، اور فرہاد علوی کی وقار سے کہیں دگنی جائیداد نہیں چھوڑنا چاہتی تھی۔

سب بکواس تھا، وہ عورت صرف تم سے بچنے کے لیے یہ سب کر رہی تھی۔افسوس کہ تمہارے دماغ پر پتھر پڑے تھے، جن دو عورتوں کے دل اور زندگی تم نے اجاڑی اس کی سزا تھا تمہارا یہ جنون، اپنے بابا کی نافرمانی کا بدلہ تھا"

دستگیر کو اس کی مظلوم شکل دیکھ کر کراہت ہوئی۔

"سزا ہی تھا، میرے جنون کی کیا بات کرتے ہو دستگیر عالم کے میں نے پھر کئی سال انتظار کیا۔۔اس عورت کے عشق نے مجھے پہلے کافر بنایا اور پھر قاتل۔

پانچ چھ سال گزر گئے، کیسے گزرے یہ میں اور میرا رب جانتا ہے، اس عورت نے مجھے خود کے لیے ترسا ترسا کر مار دیا تھا سو میں مرا ہوا آدمی اور کہاں جاتا، اپنے آپ کو دولت کمانے کی مشین بنا دیا کہ کسی طرح وہ مجھ سے خوش ہو کر میرے پاس آجائے۔۔اپنی بیویوں کو کرب دیے، بچوں کو دھتکار دیا۔۔" لیکن پھر چھ سال بعد وہ میرے پاس آئی

اس شخص کی آنکھوں سے تکلیف بہنے لگی تھی اور دستگیر اسکی کہانی سن کر خود بھی اذیت میں تھا۔

ایک عورت نے اپنے لالچ اور خود غرضی کے آگے کتنوں کو روند دیا تھا۔

"وہ میرے پاس آئی اور کہا کہ میرا انتظار ختم ہو گیا، میرے مردہ جسم میں جیسے جان آگئی۔ لیکن اس نے پھر میرے اور اپنے بیچ شرط رکھ کر مجھے آخری موت دی، کسی کو زہر دینے کا کہا۔ اس نے کہا وہ فرہاد سے بدلا لینا چاہتی ہے، چونکہ فرہاد کے خلاف اس نے مجھے ہمیشہ زہریلا کیے رکھا تھا سو میں خود فرہاد جیسے رقیب کو کسی بھی قسم کی سزا دینے پر آمادہ تھا، اور تبھی اس نے مجھے کہا کہ چھ سال پہلے اس نے فرہاد کے رقیب کو اسکے ہاتھ مروا کر پھنسانے کی کوشش کیے اسکی قید سے نکلنا چاہا مگر وہ زندہ بچ نکلا، سو میرے سارے دکھ تو اسی بات پر ختم ہو گئے کہ یہ سب زائشہ نے میرے پاس آنے کے لیے کیا۔ بس پھر میں نے ابراہیم سلطان کو اٹھوایا، وہ زہر کھلا دیا جس نے سب سے پہلے اسکی زبان پر اثر کیا جسکے باعث وہ کسی کو ٹھیک سے بتا نہ سکتا تھا کہ اسے زہر دیا گیا ہے، اور زہر سے انسان بلکل نیم جان اور سخت بخار میں ہفتہ مبتلا رہنے کے بعد مر جاتا ہے۔۔۔۔ زہر میں نے دیا مگر اسکی موت زہر سے ہوئی یہ سچ دفن ہوا۔۔۔"

وہ پھر سے کچھ دیر خاموش ہوا، اس خاموشی میں سب کچھ نگہ جاتا طوفان تھا۔

زائشہ نے فرہاد کو کہا کے ابراہیم زندہ ہے اور لال نور کے ساتھ رہ رہا ہے، فرہاد اسکی بات سن کر بہت طیش میں آئے، دو تھپڑ اس عورت کو بھی مار ڈالے جس نے چھ سال سے انھیں ابراہیم کے گلا دبانے کی وڈیو سے بلیک میل کر کر کے پاگل کر دیا تھا۔

وہ ابراہیم کے ریلوے آفس پہنچے، اس دن اسے شدید بخار تھا لیکن وہ پھر بھی کچھ ضروری امور کے لیے ریلوے سٹیشن آئے تاکہ اپنے ڈاکٹر دوست سے اپنا مسئلہ کہہ سکیں اور ذہر سے نجات کو کوئی کوشش کریں مگر فرہاد نے ٹھیک چھ سال پہلے کی طرح اسکے آفس جا کر اسکا گلا دبایا اور اسے دھکا دیے جب نکلے تو ایک آدمی نے انکو ابراہیم کا گلا دباتے دیکھ لیا۔

وہ واپس آ گئے مگر ابراہیم کو پھر نہ مار سکے، اس سے تین چار دن بعد زہر کے فوری اثر سے سخت بخار اور علالت کے سبب انکی موت ہو گئی لیکن فرہاد

علوی کواس بار دھمکانے والی زائشہ نہیں فرقان تھا،اس نے بروقت
بیہوش ہوئے ابراہیم کے گردن سے فرہاد کے فنگر پرنٹس اٹھائے،اوراسے
رپورٹ بناکر فرہاد کو میل کی، فرہادعلوی نے اس بار کسی کی نہ سنی بلکہ خود
تفتیش کروائی توانکو پتاچلا کہ ابراہیم کی موت اس دن نہیں اس سے تین
دن بعد ہوئی تھی، وہ ابراہیم کی موت کے گلٹ سے نکل گئے لیکن فرقان
کے پیش کیے ثبوت اتنے پکے تھے کہ فرہاداس میں پھنس سکتے تھے، لیکن
انھیں لال نور کا کچھ پتانہ چل سکااوراسکی موت کادکھ ہنوز آج تک انکونوچ
رہاہے۔

وہ فرہادعلوی کوذہنی مریض بناکراپنابدلہ بھی لے چکی تھی، وہ ابراہیم بھی"
مرگیا۔ لیکن زائشہ پھر میرے ساتھ بہتر ہوگئی، ہم ساتھ لنچ کرتے تھے،
ڈنر کرتے، لیکن جب جب شادی کی بات کرتاوہ مکر جاتی، لوئے کی شادی کو
لے کر فکر مند ہوتی کہ اب اسکے ماں باپ کی طلاق ہوئی تووہ بہت ہرٹ
ہوگا، مجھے وہ بلانے پر مل جاتی تھی سومیں نے بھی صبر کا گھونٹ بھرے

لوئے کی شادی ہونے تک اسے مہلت دے دی لیکن پھر میرا دل اسکی
عجیب سی نفرت میں مبتلا ہو گیا، اوپر سے پچھلے دو سالوں سے لئیق اور اس
جیسے کئی بزنس مین میرے حلق کا کانٹا بنے ہوئے ہیں، میرے جرائم، غلط
دھندے کھلنا شروع ہوئے تو آئے دن جیل کے چکر کٹ رہے تھے، پچھلے
ایک سال سے تو میں نے زائشہ کو میسج تک نہیں کیا، بہت پہلے اسے دفع کر
دینا چاہیے تھا لیکن دیر سے خیال آیا۔ اور پچھلے ایک سال سے میں اپنے
بچوں تک پہنچنے کی کوشش میں لگا ہوں، اس عورت نے مجھے کہیں کا نہیں
چھوڑا، سو میں نے اسکے اتنے دھکے کھانے کے بعد خود سے آزاد کر
دیا۔۔۔۔۔ میری دونوں بیٹیاں مجھ سے نفرت کرتی ہیں، بیٹے کے
بجائے اللہ نے ہجڑا دیا، یہ سب میرے گناہوں کا اجر ہی ہے۔۔۔۔ اور اب
"آجا کر میں اپنے باقی گناہوں پر لئیق ایزد کی پکڑ میں آگیا
وہ اپنی کہانی سمیٹے کرب سے چہرہ رندے دستگیر کو دیکھ رہا تھا جسکے چہرے پر
دگنی تکلیف درج تھی لیکن اس تکلیف میں نفرت کا عنصر زیادہ تھا۔

میں نے بس سنا تھا کہ یہ محبت برباد کرتی ہے وقار سادانی لیکن تمہیں دیکھ "
آج یقین آگیا کہ بے قدروں سے ہوتی محبت واقعی برباد کر دیتی ہے۔
ابراہیم سلطان کے گھر والوں کو تو پتا بھی نہیں ہو گا کہ وہ کتنی بڑی سازش
کے تحت جان گنوا بیٹھے۔اللہ اس شخص کے درجات بلند کرے، لیکن اب
اس بے گناہ کی موت کا شاندار انتقام بھائی تم سے بذات خود لیں گے رہی
بات زائشہ کی تو اسکی شاید آج آخری پر سکون رات ہو گی۔بھائی کے واپس
آنے تک تمہیں اس تہہ خانے میں اپنے کیے پر ہاتھ ملو۔۔۔لعنت ہے تم
"پر،ایک عورت کے ہاتھوں کھلونا بنے رہے
جتنی اس وقت دستگیر کو اسکی شکل سے چڑ ہو رہی تھی وہ یہاں سے جانا ہی
مناسب سمجھ رہا تھا جبکہ وقار سادانی کے پاس واقعی اب صرف سسکنے اور
بلکنے کا اختیار باقی بچا تھا۔
دستگیر کے اٹھ کر وہاں سے جانے پر وہ پہاڑ آدمی پھوٹ پھوٹ کر رویا تھا
اور اب جب وہ چاروں طرف سے جکڑا جا چکا تھا تو آخری حسرت اپنے بچوں

کو دیکھنے اور پیار سے انھیں گلے لگانے کی تھی مگر وقار سادانی کو ممکن تھا اسکی مہلت نہ ملتی۔

.._____..

فرہاد علوی کی طبعیت کچھ بہتر نہیں تھی سو ڈاکٹر نے انکو شام تک ہوسپٹل روک لیا جسکی وجہ سے لوئے بھی انکے پاس رکا۔

جبکہ کئی گھنٹوں کی فلائیٹ کے بعد لارا واپس نیو یارک اپنے گھر پہنچ چکی تھی، سفر کی تکان کے لیے وہ جاتے ہی شاور لے کر سو گئی جبکہ جولیہ کے بہت اہم دوست نے اسے لارا کے اکیلے واپس آنے کی خبر دے کر دن کی مزیدار نیوز دے دی تھی۔

جولیہ نے یہاں بھی لوئے کو پھنسانے کے لیے بہت لمبی منصوبہ بندی کر رکھی تھی لیکن لوئے کی بیوی کے اکیلے نیویارک آنے نے اسکے کھیل کو اور آسان کر دیا۔

سو وہ پہلی فرصت میں لارا سے ملنے کا منصوبہ بنا چکی تھی جبکہ لارا کے فون کے ایکٹیو ہوتے ہی جب ہوسپٹل کوریڈور میں بیٹھے ہوئے میسج آیا تو لوئے نے بے تابی سے لارا کو کال ملائی مگر اس نے بے دردی سے فون کاٹ دیا۔

جبکہ دوسری طرف لئیق کی اسلامہ آباد پہنچ کر ائیر پورٹ پر بیوروسے گاڑی اسے لینے پہنچ چکی تھی، اپنی گاڑی اس نے وہیں اپنے شہر کے ائیر پورٹ پر ہی لاک کیے چھوڑ دی تھی کیونکہ آسلامہ آباد کی فلائیٹ کے لیے ہی گیا، ان لوگوں نے IB ائیر پورٹ اکیلا گیا تھا سو وہ وہاں سے سیدھا گاڑی میں بیٹھتے ہی لئیق کی تمام چیزیں، فون سمیت اپنے قبضے میں لے لیا جو انکو آرڈر تھا۔ انٹیلیجنس بیوریو ہیڈ کوارٹر پہنچ کر وہ ان دو گارڈز کے ساتھ

دس منٹ کی پیدل واک کیے آفس روم پہنچا تو وہاں پہلے ہی میٹنگ کی صورت بیٹھے بہت سے لوگ اسکے منتظر تھے، ماحول میں یاسیت سی تھی۔ روانڈ ٹیبل کے عین اوپر ایک مدھم سا فانوس تھا جبکہ کسی کا چہرہ ٹھیک سے دیکھائی دینے سے قاصر تھا۔

بلیک ڈائمنڈ بھلے انفارمیشن پانے میں کامیاب ہو گیا تھا، رونا بھی مر گیا تھا مگر ہر جاسوس کو اسکی چھوٹی سے چھوٹی غلطی کی بھی بہت بڑی سزا ملتی تھی اور وہ انٹیلیجنس وفد بھی آج اسی معاملے کے لیے جمع ہوا تھا۔

لئیق کی لائی معلومات سے وہ مطمئین تھے کیونکہ وہ بہت اہم تھیں لیکن لئیق کو فکر اس بات کی تھی کہ اسکو وہ لوگ اس وقت کوئی ایسی سزا نہ دے دیں جو اسے ایک نئے امتحان سے دوچار کر دے، اس وقت جندل محل میں ہوتے فساد ختم کرنا اسکے لیے بہت اہم تھا۔

"ہم سب تمہاری قابلیت سے پچھلے کئی سالوں سے واقف ہیں لئیق، بلکہ تمہاری کارکردگی ہمیشہ ہمارے کسی بھی ہونہار آفیسر سے کہیں درجے

اچھی رہی ہے لیکن اس بار تم نے ایکسپوز ہو کر ہمارے کئی اگلے مشن خطرے سے دوچار کیے ہیں، اور ملک کی خاطر ہم کوئی رسک نہیں لے سکتے، سیاسی غیر مطئین حالات تمہارے سامنے ہیں، ایسے میں یہ مسئلہ ایک نئی مشکل کی سنگ میل بنے گا"

وہ مین ہیڈ تھے جنکے لہجے میں خفیف سی برہمی تھی، جبکہ وہ اپنی لاپرواہی کو تسلیم کر رہا تھا۔

"میں جانتا ہوں کیپٹن لیکن حالات کچھ ایسے بن گئے کہ سب کچھ بہت تیزی سے ہوا، میں اپنی اس کوتاہی کو تسلیم کرتا ہوں اور تلافی کے لیے تیار ہوں"

انھیں لئیق سے اسی پروفیشنل رویے کی امید تھی۔

"ہم نے تمہاری سزا تمہاری بہادری اور جواں مردی کے سبب زیادہ سخت ہونے نہیں دی بلکہ ایک مشن کی صورت ترتیب دی ہے جس کے لیے تمہیں آج ہی ملائشیا روانہ ہونا ہے"

اچانک جانے کا سن کر لئیق کے چہرے پر بھی زردی کھنڈی۔

"آج؟"

اسے اس درجہ سختی پر پریشانی ہوئی۔

"بالکل آج، رونا کی ایکس وائف کا شوہر مائل کریزگی، رونا کی جگہ پاکستان آکر اسکے ادھورے مشن کو مکمل کرنے والا ہے، اس خفیہ تنظیم نے رونا کی موت کی خبر پاتے ہی ڈر کر ٹینا کو رات ورات قتل کر دیا کیونکہ وہ بھی اس تنظیم کے لیے کام کرتی تھی، مائل بھی انکے لیے کام کرتا ہے، سو اب وہ آئے گا، تمہیں اسے یہاں گھنسنے کی مہلت دیے بنا وہیں جا کر ختم کرنا ہے اور اسکے پاس ایک پن ڈرائیو رہے، گولڈن کلر کی وہ بحفاظت یہاں لے کر آنی ہے۔۔۔ تمہاری آدھے گھنٹے بعد ملائشیا کی فلائیٹ ہے، تم اس مشن کے بیچ نہ کسی سے بات کر سکتے، نہ کسی سے یہ ڈسکس۔۔اس مشن میں تمہاری مدد کے لیے کوئی نہیں ہو گا، ایک گن اور چند گولیوں کے سوا، ہاں ٹیکنکل

معاملات ہینڈل کرنے، لوکیشن ٹریس کرنے اور ایسے دیگر عوامل کے لیے
"تمہیں ایک ڈیٹکٹنف ڈیوائس دے دی جائے گی
وہ انکی بات پر جبراً سر ہلا چکا تھا، یہ لوگ واقعی اسکی غلطی کو بخشنے کے کسی موڈ میں نہ تھے اور ایسے معاملات ضروری بھی تھے۔
"کیا میں اپنے گھر والوں کو انفارم کر سکتا ہوں؟"
یہ سوال پوچھنے کی صرف بلیک ڈائمنڈ کو اسکی ہائی رینک کی وجہ سے اجازت تھی ورنہ ایک انٹیلیجنس آفیسر صرف حکم پر سر ہلاتا تھا۔
نہیں، تمہارا فون باقی اہم چیزیں یہیں رہیں گی۔ تمہاری گاڑی تمہارے"
گھر ہمارا آدمی چھوڑ آئے گا، کہیں اور سے بھی گھر میں اطلاع دینے کی
کوشش نہیں ہونی چاہیے بلیک ڈائمنڈ تم ہر وقت ہماری نظر میں ہو گے، یہ
سختی اس لیے کیونکہ یہ مشن تمہیں اپنے سائے سے بھی چھپانا ہے۔ اور اسی
مشن کی کامیابی کی بنیاد پر تمہیں پرموشن دی جائے گی، جو غلطی تم نے کی
ہے، مرنے میں کسر نہیں چھوڑی لیکن تم جیسا آفیسر مدت بعد پیدا ہوتا ہے

سو ہم تمہیں ایک موقع دے رہے ہیں۔ ہم نہیں چاہتے جس کا نام ہی
دشمنوں کے دل کپکپا دیتا ہے وہ کسی معمولی سی غلطی کے سبب مارا
جائے۔۔۔۔ تمہاری سیکورٹی اس بار ہم دیں گے اسکی فکر مت کرنا، تمہیں
"آنچ بھی نہیں آئے گی

وہ سختی اختیار کیے بولے جبکہ ایک آخری سوال کرنے سے پہلے وہ اپنی جگہ
سے سنجیدگی اور رعب کے سنگ اٹھ کھڑا ہوا۔

میں آپکو ناامید نہیں کروں گا لیکن میری فیملی میں کچھ ایسا ہو رہا ہے کہ "
میری بنا بتائے غیر موجودگی بہت برے اثرات چھوڑے گی۔۔۔۔ اگر یہ
"فیور کر دیں

اپنی بات بتانے کا بھی صرف بلیک ڈائمنڈ کو یہاں اجازت نامہ مسیر تھا جبکہ
اس بار وہ سب لئیق کے لیے سفاک بنے معلوم ہو رہے تھے۔۔

نہیں لئیق، ہم پر بہت پریشر ہے جانباز۔ اس وقت فیملی نہیں صرف "
فرض۔۔۔۔ اور تم جیسا محب وطن انٹیلیجنس آفیسر کب سے اپنے گھر

والوں کو فرض پے فوقیت دینے لگا۔ تم تیاری کرو روانگی کی، ہم تمہیں تمہارے گھر کی اطلاع پہنچاتے رہیں گے۔ جب تک مشن پورا نہیں ہوتا، "سب کے لیے خود کو مردہ سمجھنا

وہ جانتا تھا یہ سختی اسکی کوتاہی ہی کا سبب ہے لہذا انکی بات پر آمین کہے وہ ایک بلیک بیگ تھماتے روانہ کر دیا گیا، اسے ائیر پورٹ بھی وہ خود چھوڑنے جانے والے تھے۔

....★☆☆☆☆☆★....

شیری نے کچھ دیر میچ دیکھا تو وہیں لیٹے لیٹے آنکھ لگ گئی جس پر مانی نے اسکی نیند کا ناراضگی اور اداسی کے باوجود احترام کرتے خود ہی کھانا بنالیا، ویسے

بھی کچن کے کاموں میں وہ ایکسپرٹ تھی، اور اسکی ہیلتھ کی وجہ سے اسے باہر کا کھانا سوٹ بھی نہیں کرتا تھا، کچن میں سب سامان موجود تھا۔

اسکا دل کڑی چاول کھانے کو تھا سو اس نے بنا کسی سے پوچھے ہی بنا لیے لیکن دو تک وہ کھانا بنا کر پھر سے پڑھنے روم میں چلی گئی۔

اکیلے کھانا کھانا اسے مناسب نہ لگا تو شیری کے انتظار میں خود بھی بھوکی ہی کچھ فنگر فرائز بنا کر بے وقت کی بھوک ٹالنے لگی اور پھر پڑھتی پڑھتی عہیں کتابوں کے بیچ ہی تھک کر سو گئی کیونکہ پوری رات وہ اور نمرہ پیپرز کی تیاری کے لیے جاگی تھیں، مانی کا فرائز سے ہی پیٹ بھر گیا حالانکہ ناشتہ اس نے بس دو سلائس سے کیا تھا لیکن اسکے باوجود اس نے شیری کی وجہ سے خود بھی کھانا نہ کھایا، اس سے زیادہ اسکی شیری لیے مزید محبت کیا ہو سکتی تھی۔

شیری کی آنکھ عصر کی آذان پر کھلی تو وہ ہڑبڑا کر اٹھا، ریسٹ وارچ پر ٹائم دیکھا تو آنکھیں حیرت سے پوری کھل گئیں، ایک تو وہ اتنی دیر بے وقت

سویااوپر سے اٹھتے ہی پیٹ میں بھوک نے دہائی مچائی اور لنچ کا وقت بھی نکل گیا سواس سے پہلے وہ فریش ہونے جاتا، پہلے فون نکال کر کچھ آرڈر کرنے کا سوچا مگر روم میں جاتے جاتے سوندی سی کچن سے آتی خوشبو نے اسکے قدم اور ہاتھ دونوں روکے۔

وہ خوشگوار سی حیرت کے سنگ کچن میں آیا تو چولہے پر چڑھے پین دلچسپی سے دیکھے۔

ایک کا کیپ ہٹایا تو مزے دار، مصالحے سے بھری پکوڑوں والی کڑی دیکھتے ہی شیری کی بھوک کو پر لگے، کڑھی کی شکل ہی اتنی مزے کی تھی کہ شیری نے فوری سپون نکال کر پین سے ہی چمچ بھرے منہ میں ڈالی تو مزیدار کھٹا اسکی من پسند زائقہ زبان تک گھل گیا اوپر سے مانی نے سبز دھنیہ اور سبز مرچوں کے سنگ ادرک کے سلائس گارنش کیے جس طرح ڈال رکھے تھے، کوئی بھی ہوتا، اس مزیدار کھانے کو چکھنے سے خود کو روک نہ پاتا۔

ارے واہ، یہ چھٹانگ بھر کی لڑکی تو کمال کی کک نکلی۔۔۔۔۔۔مانی! تم"
"کرنا کیا چاہتی ہو یہ سب جادو پھونک کر۔۔۔۔یا اللہ مجھے صبر دے
اسکو ایک ہی دن میں اتنے جھٹکے لگ چکے تھے کہ ساری کوفت تو وہ بھول ہی گیا، چاول بھی زیرے والے جو اپنی مرغوب خوشبو سے شیری کا دل خوش کر گئے لیکن دل تو صدا کا ڈرپوک، پھر سے اٹیچمنٹ ہو جانے کے خوف سے سینے میں پھڑ پھڑا کر رہ گیا۔

اوپر سے کچن بھی صاف ستھرا تھا، ایک لمحہ تو اسے لگا شاید ملازمہ آئی ہو اور بنا گئی ہو مگر یہ ٹیسٹ ملازمہ کے ہاتھ کا نہیں تھا نہ ممی کا کیونکہ ممی اتنا سپائسی کھانا کم ہی بناتی تھیں۔

یہی الجھن لیتا وہ مانی کو تلاش کیے سیڑھیاں پھلانگتا ہوا کمرے میں انٹر ہوا تو کتاب پر سر رکھے وہ ٹانگیں سکیڑ کر بیٹھے بیٹھے سوئی ہوئی تھی، اسکی گردن جس طرح ایک طرف کو ڈھلکی تھی، شیری غیر ارادہ ہی اسکی جانب لپکا

اور اپنا ہاتھ اسکی گردن تلے رکھ کر دونوں تکیے اسکے سر کے نیچے رکھے، پتا نہیں کیوں مگر وہ چاہ کر بھی اس لڑکی کے لیے سخت نہیں ہو پا رہا تھا۔

"کیا ہے یہ لڑکی؟ فوت بھی لگتا ہے کتابوں میں ہی ہو گی۔۔۔۔۔"

سرگوشی میں خفت کے سنگ خود کلامی کیے، اسکی ملائم گردن کو مس ہوتی اپنی ہتھیلی فوراً سے ہٹائی اور واپس اٹھ کر ان بند آنکھوں کو کھوجنے لگا، سائیڈ ٹیبل پر فنگر فرائز کی پلیٹ اور کیچپ پڑی تھی جو اس نے شاید بھوک مٹانے کو بنائے اور کھائے تھے، اکا دکا اب بھی موجود تھے۔

وہ اسے دیکھتا بلاوجہ مسکرایا اور منہ ہاتھ دھونے چلا گیا، نیند کا خمار خود پر سے اتارے نکلا تو نہ صرف وہ جاگ چکی تھی بلکہ سر بیڈ سے ٹیک کر دہری ہوئی کوئی فارمولا یاد کرتی منہ بگاڑ کر ٹھنڈے فنگر چپس کھانے میں منہمک تھی۔

"تم نے کھانا نہیں کھایا؟"

شیری کی آواز پر وہ چونکی، بوکھلا کر اسکی طرف دیکھا جو پتا نہیں بوتل کے جن کی طرح کہاں سے ٹپک پڑا تھا۔

"نہیں۔۔ نہیں۔۔آپ کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔ویسے بھی مجھے بھوک نہیں تھی تو"

فنگر چپس کی پلیٹ شرافت سے سائیڈ پر رکھے وہ منمنائی مگر شہریار کے سرد تاثر کے روبرو زبان رہن ہوئی۔

"بالکل نظر آرہا ہے۔۔۔۔آو باہر۔۔۔مر ورگئی تو میرے متھے لگ جاو گی، جب بندہ کھانا بنالے تو ٹھوس بھی لے نہ۔۔۔کیا کوئی اور آئے گا تمہیں کھانے کی دعوت دینے۔۔۔عجیب بیوقوف ہے یہ لڑکی"

خفت سے کہتا وہ نا صرف بڑبڑاتا کمرے سے نکل گیا بلکہ مانی کی آنکھوں میں شرانگیز سی مسکراہٹ اتری تبھی فورا سے کتابیں سمیٹے وہ بیڈ سے اتری۔

"دیکھا، میری کتنی فکر ہے اس بندے کو۔۔۔اف میں مر ہی نہ جاوں شیری آپکی ان اداوں پر"

محترمہ جوش میں یہ بھی بھول گئیں کہ کیسا ظالمانہ ٹکراو ہوا تھا، ابھی تو بس شیری کی پرواہ کرنا ہی ہواوں میں اڑا چکا تھا۔

جب تک وہ نیچے آئی، وہ کھانا کسی سگھڑ عورت کی طرح لگا چکا تھا، چپکے سے اس ساحر کا آنکھوں ہی آنکھوں سے صدقہ اتارتی وہ قریب آئی اور شرافت سے کرسی سنبھالے بیٹھی جبکہ شیری نے بھی دوسری طرف بیٹھتے ہی ایک بھرپور نگاہ مانی کے بلش کر کے چڑاتے چہرے پر ڈالے اپنی پلیٹ میں چاول ڈالے اور پھر کڑی۔

"یہ سب تم نے بنایا ہے؟"

مانی کو بھی پلیٹ میں چڑیا جتنے چاول ڈالتے دیکھ کر وہ اس پر اپنی گہری نظریں مرکوز کیے بولا تو مانی نے چمکتی شرارتی جھکی آنکھیں اٹھا کر شیری پر جمائیں۔

ہمم۔۔۔آپ باقی سب چیزوں کی طرح شاید یہ بھی بھول گئے شیری" کہ میں بہت اچھی شیف ہوں۔آپکو بتاتی تو تھی کہ آج یہ بنایا۔۔۔واقعی "بھول گئے؟

اسکا اترا چہرہ اور یہ سوال شیری کے ماتھے پر ناگواریت سے شکنیں سمیٹ لایا۔

"میں سب کے ساتھ ساتھ تمہیں بھی بھول جانا چاہتا ہوں، یہی تمہارے لیے بہتر ہے"

سفاکیت تو اس پر ختم تھی اور مانی کی جیسے بھوک ہی اس یکدم ہوتے سنگدل انداز پر مر گئی۔

"میرے لیے صرف آپ بہتر ہیں، میں آپ سے محبت کرتی ہوں"

شاید یہ سب کہہ بیٹھنے میں وہ بے اختیار تھی اور محبت کے نام پر وہ شخص آگ کی لپیٹ میں آ چکا تھا، اسکی آنکھوں میں شرارے دوڑنے لگے۔

"پھر شروع ہو گئی تمہاری بکواس۔۔۔۔ محبت کیا ہے؟ جانتی بھی ہو۔۔۔ اتنی عقل ہے تم میں۔۔۔۔؟ بار بار یہ سب کہہ کر تم مجھے جانور بننے کر اکسا رہی ہو آمنہ آفریدی"

وہ اسکے بھڑک اٹھنے پر آنکھوں میں آنسوؤں کی نمی سمیٹ لائی، وہ جب چاہتا تھا اسے اپنے لہجے اور ذات کے بھڑکے آتش دان میں جھونک دیتا تھا۔

"بکواس نہیں ہے یہ نہ مانی اتنی فضول اور بیکار ہے، سمجھتے کیا ہیں آپ خود کو۔ مر جاوں گی آپکے بنا؟"

وہ بھی اس بے درد شخص کے یوں موڈ برباد کرنے پر بپھری، بلکہ اتنی خوفناک ٹون میں اتر آئی کہ شیری کے چہرے پر حیرت چھائی، چینخنا یعنی اس لڑکی کو بھی آتا تھا۔

"یہ کیا بک بک کر دی ہے مانی کی بچی"

اپنے منہ سے نکلے الفاظ پر اس نے تب غور کیا جب شہریار جدون کی غصے سے بھری آنکھیں دل کچلنے تک سنگین ہوئیں، ایسا سنگین جھوٹ بول دینے پر وجود میں درد کی خطرناک لہر جاگی۔

"میرا مطلب تھا۔۔۔۔۔"

وہ سارا غصہ ایک طرف کرتی آزردگی سے آنکھیں چرائے بولی جس پر شہریار نے اپنا ہاتھ اسکی سمت ہوا میں لہرائے، غصیل تنبیہی نظروں سے اسے خاموش کروایا۔

"تمہارا مطلب جو بھی تھا، میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ میرے لیے تم مت مرو۔۔۔۔اور کون کسی کے لیے مر سکتا ہے؟ تمہارے دماغ کا یہ خناس بھی جلد نکل جائے گا، ابھی تو برتن دھلوائے ہیں، کھانا بنوایا ہے۔۔ ممکن ہے تمہاری نزاکت پر اس سے بڑے ظلم کرنے پڑیں۔۔۔۔سو باز آجاو

"خود ہی اور اپنے گھر بھاگ جاو

وہ اسے جس طرح زہریلی ٹون اور تضحیک کے سنگ یہ مشورہ دے رہا تھا وہ پلیٹ پر سپون پٹختے نہ صرف اپنی برداشت ختم ہوتی محسوس کر رہی تھی بلکہ اٹھ کر شیری تک پہنچی جو اسکے تیور بھانپتا اسے اچٹتی نظروں میں مرکوز کیے زرا کرسی پر ہی گھوم کر پلٹا۔

آج تک کوئی گھر کے کاموں سے نہیں مرا، میں بھی نہیں مروں گی"

شہریار صاحب۔۔۔۔اور یہ زہریلا مشورہ آپ اپنی جیب میں رکھ کر سنبھال لیں یہی آپکے لیے بہتر ہے۔گھر تو نہیں بھاگوں گی، آپکے ناک

"میں تب تک دم کرتی رہوں گی جب تک اس فولادی جسم میں جان ہے انتقامی تیور لیے جس طرح اس نے اپنی بازو پر ہاتھ کا پنجا مارے فولادی ہونے کا اشارہ دیا، اپنی ہی زخمی بازو پر مار بیٹھنے پر دل یہی کیا فرش پر لیٹ لیٹ کر روئے اور اسکے مظلوم درد بھرے تاثرات دیکھ کر شیری نے ہونق بنے پہلے اسکی بازو اور پھر اسے دیکھا اور پھر اس کی فولادی طاقت پر ہنسا۔

جبکہ خود پر ہنستا ہوا شیری، مانی کی آنکھوں میں دنیا جہاں کی اداسی سمیٹ لایا، لیکن وہ اس لڑکی کی معصومیت سے دل میں برپا ہو جاتے حشر سے بچنے کو ہنسی میں زہر شامل کر چکا تھا۔

"کافی فولادی جسم ہے تمہارا، جیسے ہینگر پر کپڑے لٹکے ہوں۔دو روپے کی جان ہے اور بھرم سلمان خان والے۔۔۔۔۔زمین پر آجاو، اڑنے کی

ضرورت نہیں۔ کوئی پنچھی اپنے گھونسلے سے گرا بچہ سمجھ کر تمہیں اٹھالے جائے گا۔۔۔۔ پھر وہیں سے کرتی رہنا شیری شیری"

ایک سیر تھا تو دوسرا سوا سیر، شیری کے سلگ کر وار نے مانی کا چہرہ غصے سے پھولا دیا، اتنی اچھی اور پیاری تو تھی وہ اور یہ نمونہ اسے کیا کیا بول گیا تھا۔ دونوں کی آنکھوں میں دنیا جہاں کے غصے کا ابال امڈا مگر مانی کی آنکھوں میں تکلیف کا جذبہ اضافی تھا۔

"دیکھیں شیری آپ اپنی لمٹ کراس کر رہے ہیں، م۔۔ میں اتنی کمزور کہاں سے ہوں۔۔۔۔۔"

اپنی اتنی انسلٹ پر وہ چلانے کے بجائے روہانسی ہوئی کہ آواز بھی ڈوبنے لگی اور شیری نے بیچ کا فاصلہ برقرار رکھے ہی اٹھ کر اسے کڑے تیوروں سے دیکھا۔

"دماغ سے، دماغ ہوتا تو اس جہنم میں کسی صورت نہ آتی تم۔ میں نے تمہیں دھوکہ دیا، لیکن تم ایک نمبر کی جاہل، مجھ سے ہی شادی پر تل

گئی۔۔۔۔اوبی بی، جو ہمارے ساتھ برا کرے اسے اتنی معمولی سزا نہیں دی جاتی، تمہاری پوری زندگی سپائل کی میں نے لیکن تم نے بھی جان بوجھ کر اپنا سر دیواروں سے جا پٹخا۔۔۔۔کم از کم ایک نارمل انسان ایسی بیوقوفی نہیں کر سکتا"

وہ لڑنے کے بیچ بھی صرف مانی کا سوچ رہا تھا اور وہ ہونق بنی بس شیری کے حرکت کرتے لبوں کو اور برہم و ناراض آنکھوں میں ہی مدہوش ہو گئی۔

کیا بتاتی کہ سزا دینے کے لیے بہت بڑے دل کا ہونا لازمی ہے، اور انکو سزا کیسے دی جا سکتی ہے جنکی ایک آہ بھی دل پر خنجر سی لگتی ہو۔

"معمولی سزا نہیں ہے، آپکی زندگی اجیرن کروں گی"

کچھ دیر خاموشی سے دیکھنے کے بعد وہ ڈبڈبائی آنکھوں میں غصہ بھرے بولی تو شیری کو ہاد ہی نہ رہا کہ وہ کیا کہنے والا ہے، کئی لمحے تو وہ زبان پر ہی بکھر جاتے لفظوں کے تانے ہی بنتا رہ گیا، اس لڑکی کی آنکھوں کی تکلیف

بہت فیسنیٹ کرنے کی طاقت رکھتی تھی، شیری کو ایسا لگا کسی نے اس لمحہ اسکے گرد بے بسی کا حصار بنا دیا ہو۔۔

تو کرو، شوق سے کرو۔۔۔بلکہ میری زندگی اجیرن کر کے خود بھی برباد"

"ہوتی رہنا۔یہی کرنا آتا ہے تمہیں

وہ مزید بعث کرنے کا رسک نہ لیتا اس سے پہلے تیز آواز میں چلائے جان چھڑوائے جاتا، مانی فورا سے اسکے راستے میں آئی جسکی باعث وہ دونوں پھر سے ٹکرائے۔

لیکن اس بار مانی نے سہولت کے سنگ کچھ نزدیکی قائم نہ ہونے دی کچھ وہ جلاد بنا اسے کاٹ کھاتی آنکھوں سے سرد گھورتا دور سرکا۔

ایسے کھانے کو چھوڑ کر مت جائیں شیری، آئی ایم سوری۔۔۔۔۔"

"م۔۔میں اپنے ہر لفظ کو واپس لیتی ہوں

نم آنکھیں کر کے وہ شہریار جدون کے قدم تو کیا دل بھی جکڑ سکتی تھی۔

تو پھر تم یہ سب ختم کر دو مانی۔ تمہارے لیے مناسب وقت پر بہت اچھا" لڑکا ڈھونڈوں گا۔ ابھی تمہاری عمر پڑھنے کی ہے، زندگی انجوائے کرنے کی ہے، میں آج تک مما سے انکی بہت جلدی شادی پر اختلاف کرتا آیا ہوں۔۔۔۔ آئی نو کہ میں نے تمہیں اس سب میں آنے پر مجبور کیا لیکن آئی ایم ناٹ گڈ فار یو۔ میں نہیں چاہتا مزید تم ہر اپنی کوئی حیوانیت طاری کروں کیونکہ میں تمہارے حق میں زہر ہوں۔۔۔۔۔ شوق پورا ہو گیا نہ، تم نے یہ بھی مان لیا کہ تم میرے بغیر مرو گی نہیں سو ختم کرتے

"ہیں۔۔۔۔۔۔۔

سارا غصہ ایک طرف کیے وہ مفاہمتی انداز اپنائے نرمی اختیار کیے بھی یہ سب بولتا ہوا مانی کو سفاک لگا حالانکہ اس شخص کے لہجے کی یاسیت، نرمی اور التجاء پھول سی نازک تھی پر مانی کو اسکے ایسے مشورے نوچ کھا گئے۔

اسے دفتا دیکھتے مانی کا حوصلہ جواب دے گیا تو تپش سی شہریار جدون کے دل تک بھی پہنچی۔

ن۔۔ نہیں۔۔۔ہر گز نہیں۔۔۔۔وہ ت۔تو میں نے یونہی غصے میں کہا،"
میں آپکے بغیر واقعی مر جاوں گی۔۔۔۔۔آپ کر کے دیکھ لیں،۔۔۔۔۔۔
سوچا تھا آپکے سامنے اب کبھی کمزور نہیں پڑنا لیکن میرے اختیار م۔۔میں
"آپ سے دستبردار ہونا اللہ نے لکھا ہ۔۔ہی نہیں
چند آنسو یہ کہتے مانی کی پلکوں سے آزاد ہوتے رخسار پر ڈھلکے تو شہریار جدون
کا دماغ میں لاوے سے کھول اٹھا، یہ لڑکی اسکے ضبط کا اخیر امتحان بن رہی
تھی۔

" تم بے موت ماری جاو گی کسی دن مانی۔۔۔۔۔۔"
جبڑے بھینچ کر وہ مانی کی ان ذہنی اذیت بڑھاتی سسکیوں پر ہیجانی کیفیت
میں گہرا سانس بھرے غرایا۔
"مجھے مرتا ہوا نہیں دیکھ سکتے آپ"
وہ اسی کے انداز میں غرائی تو آواز کو ٹوٹنے سے بچا نہ سکی اور شہریار جدون
کی روح فنا کرتی نظریں مانی کا سانس تک سوکھا گئیں۔

ٹھیک ہے تم میری نرمی سے اگر مزید ڈھیٹ بن گئی ہو تو اب تمہیں اپنے"
اندر کے ڈھیٹ سے ملوانا ہی پڑے گا، میں گھر نہیں آوں گا۔ باہر فٹ پاتھ پر
رہ لوں گا لیکن تمہاری وجہ سے خود پر اپنے ہی گھر کا سکون حرام کر دوں
"گا۔۔۔۔۔

شاکڈ کیفیت میں کانپتی، تیز تیز سانس لیتی لڑکی کو دیکھ کر وہ ہر نرم بھاڑ میں
جھونکتا بڑبڑایا۔

وہ اسکے اس فیصلے کی بے رحمی پر پتھرا سی گئی، ہچکی سی بھرے شیری کی
طرف بھرائی آنکھوں سے دیکھا جیسے کہہ رہی ہو ایسا مت کریں۔

"ن۔۔ نہیں شیری۔۔۔۔ پلیز"

وہ اسکی طرف لپک کر جیسے تاسف سے اسکا ہاتھ جکڑ گئی، شہریار نے یوں اپنا
ہاتھ اس سے چھڑوایا جیسے وہ اچھوت ہو۔

یس مانی یس، میں تمہیں تو کیا شاید کسی کو مرتے نہیں دیکھ سکتا اور اس"
میں میری خوبی نہیں میرے ماں باپ کی تربیت اور انکے خون کا اثر ہے،

ورنہ مجھ پر ہوتا تو میں انسان نہیں شاید کسی بھیڑیے کی صورت جنم لیتا۔۔۔۔میں تمہیں تمہارے اصل تک پہنچا کر رہوں گا، تمہاری وجہ سے کروں گا یہ۔۔۔۔سن رہی ہو چھوٹی لڑکی۔۔۔۔۔تمہاری وجہ سے شہریار

"جدون کا سکون غارت ہو جائے گا

وہ اسے اسکی کمزوری پر جان لیوا آزما کر رلا رہا تھا اور وہ ہچکیوں کی زد میں روتی سسکتی نفی میں گردن ہلائے اسکے اس رویے سے بکھیر رہی تھی۔

"م۔۔میں نہیں جانے دوں گی"

وہ اسکو گھر سے نکلنے کے ارادے بناتا دیکھ کر دوڑتی ہوش میں آتی دروازے سے جا لگی اور بازو بھی پھیلا لیے۔

"ہٹو پیچھے"

وہ اس کو دیکھتا غصے سے دانت نکوستا بڑبڑایا مگر وہ مسلسل نفی میں سر ہلاتی آنسو بہاتی اسکا دماغ خراب کر رہی تھی۔

م۔۔مجھے ڈانٹ لیں لیکن خود کو تکلیف مت دیں، پکاب کوئی"

"بک۔۔بک نہیں کروں گی۔۔۔

وہ اسکے منت کرتے انداز پر نا صرف زچ ہوا بلکہ اسکے نزدیک ہوتا اپنی پر تپش آنکھیں مانی کی آنکھوں میں ڈالیں۔

وہ سانس روکے اس کے اگلے ستم کی منتظر آنکھیں خوف سے بھرے کھڑی تھی۔

ٹھیک ہے تو مجھ سے فاصلے پر رہنا، میرا کوئی کام کرنے کی ضرورت نہیں" ہے تمہیں۔اپنے تھوڑے سے دن پورے کرو اور چلی جاو میرے زندگی

"سے، ورنہ میں واقعی تمہاری جان لے لوں گا آمنہ آفریدی

غیض کی تیز لہر اسکے لہجے کو نیم کر گئی، دانت پیس کر وہ جس طرح آخر میں دبی آواز سے چیخا تو اس شخص کی اس نفرت لٹاتے تیوروں پر اس لڑکی نے جان ہارتے ہوئے بے ارادہ اپنے پھیلے بازو دروازے پر سے سمیٹ لیے۔

"ن۔۔نہیں جاوں گی۔۔۔۔۔سن لیں کہیں نہیں جاوں گی"

شیری سے دگنا چیخ کر وہ بنا اسکی سنے تیزی سے کمرے میں بھاگی تھی اور شہریار نے مٹھیاں اور جبڑے ایک ساتھ بھینچے گہری سانس کھینچی اور دروازہ کھولتا بپھری موج بنا گھر سے نکل گیا۔

دونوں ایک دوسرے سے بڑے پاگل تھے، خدا خیر کرے۔

شام کے اداس سے لمس، عالم جہاں پر گہرائی سے ثبت محسوس ہو رہے تھے۔

لعلین کو لئیق جو ذمہ داری دے کر گیا تھا وہ آج پوری ہونا تو ناممکن تھی کیونکہ بی پی شوٹ کرنے کے باعث فرہاد علوی کو ڈاکٹرز نے ایڈمٹ کر لیا

تھااور لوئے بھی انکی وجہ سے جندل محل سے نکل چکا تھا، زائشہ علوی کے لیے گویاماحول ایک دم صاف تھا۔

لعلین نے کچھ دیر ٹوئکل کے ساتھ وقت گزاراور پھر وہ روم میں آئی تو سیلی کی کال پر اسکے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔

بھجت اور سیلی، دونوں ہی مانی کی طرف جارہے تھے۔

"کیسی ہے میری گڑیا؟"

سیلنا نے کال لگتے ہی اتنے لاڈ سے پوچھا کہ وہ اس گڑیا والے لقب پر بے اختیار ہنسی، یوں لگا کاملیت کے سکھوں سے مالامال ہو جاتی لعلین نے مسکرا کر آج کی شام کو خوبصورتی بخش دی۔

"سیلی۔۔۔اب گڑیا نہیں ہوں، مسیز لئیق ایزدکہیں"

شوخ سی پر حیا مسکراہٹ دباتے لعلین نے کھلکھلا کر جواب دیا جس پر سیلی اسے ضرور تنگ کرتی دبوچتی مگر بھجت اور مدیحہ دادو کی وجہ سے آفت بہن کو بخش دیا مگر دل تو لعلین کی اس شوخی پر گدگدا گیا۔

اہمم اہمم والا معاملہ لگ رہا ہے، بچو ہاتھ لگو تم پھر تمہیں دبوچتی"
ہوں۔۔۔۔۔ خیر ہم سب مانی سے ملنے جا رہے تھے، تم فری ہو تو تمہیں
"بھی پک کر لیں؟
وہ واقعی اس وقت بہت بور ہو رہی تھی تبھی سیلی کی اس آفر کو اس نے فوری
قبول کیا۔
آدھے گھنٹے تک بھجت، مدیحہ صاحبہ اور سیلی اسے لینے پہنچے جبکہ لعلین نے
مریم بی کو اپنے جانے کا بتایا کہ وہ ایک دو گھنٹے تک آ جائے گی۔
ویسے بھی دستگیر باہر ہی لان میں ہی تھا، تو دستگیر کی موجودگی لعلین کے
لیے پاور فل تھی۔
وہ سب مانی کی طرف جب تک پہنچے، گل لالہ اور افراہیم صاحب بھی واپس
گھر آ چکے تھے۔
خود مانی کا دل سیلی، دادو اور لالہ کو دیکھ کر کچھ بہتر ہوا لیکن سیلی کو وہ تھوڑی
مرجھائی لگی کیونکہ سیلنا اسکے دل سے واقف تھی، بظاہر تو وہ دادو، لالہ اور

اسکے سامنے بلکل پہلے سی مسکرا رہی تھی مگر دل سے نہیں، شیری کے جانے سے اب تک وہ روتی رہی تھی۔

گل لالہ تو ان سبکو ڈنر تک روک رہی تھیں لیکن بھجت اور سیلی نے ڈنر مدیحہ آفریدی کے ساتھ ہمیشہ گھر کرنا ہوتا تھا سو معذرت کرلی جبکہ لعلین کی آمد بھی ان تینوں کو بہت اچھی لگی۔

چھ تک وہ سب واپسی کے لیے پلٹے، بجھت، مدیحہ صاحبہ اور لعلین گاڑی کی طرف جا چکے تھے مگر سیلی نے سی آف کرنے آتی مانی کو کچھ دیر پورچ سے کچھ فاصلے پر روکا تو وہ اسے اکیلا پاتے ہی اسکے گلے لگ کر رونے لگی اور سیلی کو اسکے آنسو انتہائی رنجیدہ کر گئے۔

"کیا ہوا مانی، کیوں رو رہی ہو۔۔۔۔ شیری نے کچھ کہا ہے؟"

اگر بھجت یاداد وا سے روتا دیکھ لیتے تو بہت اپ سیٹ ہو جاتے اور خود مانی بھی کسی سے اپنی تکلیف شئیر نہیں کرنا چاہتی تھی، اور سیلی کا آنا تو اسے نعمت لگا۔

سیلی۔۔۔وہ م۔۔ مجھ سے بہت نفرت کرتے ہیں۔۔۔ا۔۔ نکی آنکھوں"
میں میرے لیے بیزارئیت ہے، مم۔میں مر جاوں گی۔۔۔۔و۔۔وہ مجھے ہر
صورت یہاں سے ن۔۔ نکال دینا چاہتے ہیں۔۔۔۔دو دن می۔۔میں ہی
"تھک گ۔۔ئی ہوں
مانی کی کربناک آہیں سیلی کو بہت تکلیف دے گئیں تبھی تو وہ اسے آزردگی
سے گلے لگا گئی۔

ہمت نہیں ہارنی میری جان، تم روگی تو وہ اور رلائے گا، تم منتیں کروگی تو"
تمہیں اور بے بس کرے گا۔ تمہیں اسکے سامنے کمزور نہیں پڑنا، اپنی ولیو تم
اسکے سامنے مضبوط رہ کر بنا سکتی ہو۔ خبردار جو تمہاری آنکھ سے ایک آنسو
بھی نکلا۔ میں تم سے کال پر بات کروں گی، اسکے سامنے خود کو بہادر بناو
تبھی وہ اثر کرے گا۔۔۔۔ورنہ تمہیں ستا کر یونہی اپنی ہٹ دھرمی دیکھاتا
"رہے گا

سیلی کا ہمت بندھانا اسکے آنسو روک گیا لیکن وہ بہت زیادہ تکلیف میں مبتلا تھی۔

"م۔۔میں ک۔۔کوشش کروں گی۔۔۔۔آپ۔۔آپ مجھ سے ملنے آتی رہنا سیلی۔۔۔لالہ کو یاداد و کو مت بتایئے گا۔۔۔۔ک۔۔کہیں وہ مجھ سے شیری واپس نہ لے لیں"

جس حسرت کے سنگ وہ معصوم بولی، سیلی کا دل کٹ کر رہ گیا۔

"۔۔۔میں کسی کو نہیں بتاوں گی۔۔۔۔اور آتی رہوں گی۔تم اب رونا مت۔۔۔گل آنی بہت اچھی ہیں،ان سے کہہ کر پھینٹی لگواو اس نواب کی دیکھنا کیسے سیدھا ہو گا۔ایک سیکرٹ بھی بتاتی ہوں، وہ اپنی ممی سے بہت ڈرتا ہے،انکے لیے بھی بہت حساس ہے سو تم اس چیز کو کیش کروا سکتی ہو۔ جتنا بھی بتمیز ہو جائے، وہ دل کا برا نہیں ہے سو مجھے امید ہے پرانا شیری جلد واپس لوٹے گا،اور تم سبب بنو گی۔جو درندگی اس نے میرے اور تمہارے ساتھ کی مانی وہ بھلانی آسان نہیں لیکن دیکھو میں پھر بھی اسے

معاف کر کے چاہتی ہوں کہ وہ تمہارے ساتھ ساتھ اپنا سکون بھی پا
لے۔۔۔۔ تمہیں بہت ہمت رکھنی ہے، دو دن میں ہی تھک جاو گی تو ہار
جاو گی"

سیلی کی محبت اور نرمی سے سمجھانے نے اس لڑکی کے ڈوبتے دل میں طاقت
سی بھری، ایک آنسو تمام تر حوصلے کے بھی تیزی سے پلکوں کی باڑ پار کرتا
گال پر پھسلا۔

وہ سیلی کو احسان مند بھیگی نظروں سے تکتی مسکرائی۔

سیلی اسکے لیے بالکل فرشتہ ثابت ہوئی تھی۔

"ت۔۔ تھینک یو سیلی۔۔۔ یو آر بیسٹ۔۔۔۔ آپ واقعی اس لائق ہیں کہ
آپ سے محبت کی جائے"

نم آنکھوں کے سنگ وہ مسکرائی تو سیلی نے اسکا ہاتھ جکڑے نرمی سے چوما
اور شفقت سے اسکی گال سہلاتی گاڑی کی طرف بڑھ گئی۔

جبکہ مانی بھی اپنا دل واپس مضبوط محسوس کیے اندر چلی گئی۔

لعلین کا یہ ٹور مزے کا گزرا تھا، لیکن شیری سے ملاقات نہ ہو پائی تھی ورنہ وہ خود ہی اس سر پھرے کو مزید کچھ باتیں سنا آتی۔

بھجت نے پہلے سیلی اور دادو کو آفریدی حویلی ڈراپ کیا تو لعلین بھی اندر آئی، مدیحہ آفریدی سے کچھ دیر مزید باتیں کر اسے اچھا لگا، جبکہ وہ بھی بہت محبت سے اس سے باتیں کرتی رہیں۔

بھجت نے ڈرائیور کو کہہ دیا تھا کہ وہ لعلین کو واپس چھوڑ آئے کیونکہ عین ٹائم پر اسکی کوئی ارجنٹ کال آگئی تھی۔

جبکہ لان میں کھڑیں دونوں بہنیں، کچھ سنجیدہ تھیں، سیلی اسے مانی کی حالت کا بتا رہی تھی اور لعلین کو شہریار پر اخیر غضب چڑھ رہا تھا۔

"ایک نمبر کا پاگل ہے یہ، دو دن میں ہی مانی کا جینا دوبھر کر دیا۔ مجھے بھی وہ بہت افسردہ لگی۔ جیسے پتا نہیں کتنے ٹارچر میں ہو۔ یہ آپ نے اچھا کیا کہ اسے تسلی دے آئیں۔ اس شیری کی تو میں کل ہی جا کر کلاس لیتی ہوں کہ چاہتا کیا ہے"

لعلین کو مانی پر بہت ترس آیا جبکہ سیلی خود پریشان تھی، لعلین کو شیری کی ہڈ دھرمی شدید ناگوار لگی۔

ہاں اسے تسلی تو دی ہے لیکن شیری کی حرکتیں خوفزدہ کر رہی ہیں لال،"
تم ہی اسے سمجھاو کہ حقیقت کو تسلیم کرے۔ کب تک وہ بھاگتا رہے گا،
نکاح سے بڑھ کر کچھ نہیں ہوتا۔ تمہارے قریب ہے یقینا تمہاری بات
"شہریار پر بہت اثر رکھتی ہے

سیلی اس معاملے میں مکمل طور پر شامل ہو تھی اور لعلین بھی یہی کرنے والی تھی۔

"ٹھیک ہے آپیا میں اس سے بات کرتی ہوں، آپ پریشان نہ ہوں"
لعلین نے گویا اسے پوری طرح مطمئین کیا تو سیلی نے اسکا نکھرا سا چہرہ دیکھتے ہوئے مسکرا کر خود لعلین کو بھی خفیف سا بے تاب کیا۔

"اور تم بتاو۔ تمہارے اور لئیق کے بیچ سب ویسا ہی ہے یا بات کچھ بڑھی"

سیلی اسکے لیے فکر مند تھی اور وہ جانتی تھی آپیا سے ملی تو وہ یہ سوال لازمی کریں گیں تبھی تو بلش کرتی وہ نظریں جھکا گئی۔

"بات تو بہت بڑھ گئی ہے سیلی"

نروسنیس کے سنگ وہ متذبذب ہوتی بولی تو سیلنا نے ہنستے ہوئے لال کو خود میں بھینچ لیا، آپیا اسکے ایک جملے سے ہی اسکے دل کی ساری بے قراری، سرشاری بھانپ گئیں اس پر وہ اور چھوئی موئی ہوئی۔

ان بیلوایبل۔۔۔۔۔ تمہیں پتا ہے میرا دل چاہ رہا ہے ناچوں۔۔۔۔۔"

فائنلی تم دونوں نے ایک دوسرے کو وقت تو دیا۔۔۔۔ ورنہ میں تو تم دو کی "فکروں میں ہی گھل جاتی۔۔۔۔۔۔ خوش ہے میری گڑیا؟

سیلی کی خوشی لعلین کو اور گھبراہٹ میں مبتلا کر رہی تھی، وجود نادیدہ سی حدت میں ان لمحوں کا سوچ کر ہی مبتلا ہوا تو راعنائی بکھیرتے چہرے پر سرخیاں سمٹنے لگیں اور جسم کانپ سا گیا۔

ہمم۔۔۔وہ بہت خوش تھا سیلی۔۔۔۔اور اس نے مجھے ہر خوف سے آزاد"
"کر دیا۔ لیکن ایک بات کی سمجھ نہیں آئی آپیا
وہ اپنے سکون کو لئیق کی خوشی میں ڈھال کر جب آخر تک آفسردہ ہوئی تو
سیلی نے بے تابی سے نظریں اس پر جمائیں۔
"کیسی بات؟"
سیلی نے فوری پوچھا۔
رپورٹس کے مطابق تو یہ سب بھی میرے لیے خطرناک تھا نہ، آئی مین"
ہم دو کا ایک دوسرے کے اتنے قریب آنا ل۔۔ لیکن میں تو بالکل ٹھیک
محسوس کر رہی ہوں۔ آپ کے سامنے ہی ڈاکٹر نے کہا تھا تو ویسا کچھ نہیں
"ہوا۔۔۔ک۔۔ کیا میں ٹھیک ہو گئی ہوں؟
یہ سوال پوچھتے اس لڑکی کی آنکھوں میں، خوف، جھجک اور حسرت تھی، وہ
سیلی سے کچھ نہیں چھپاتی تھی کیونکہ وہ اسکی ماں جیسی بہن تھی۔

اور لعلین کے اندر آتا اتنا پازیٹیو چینج خود سیلی کی آنکھوں کو شدت جذبات سے سرخ کر گیا۔

"اللہ تمہاری زبان مبارک کرے، ٹرئمنٹ تو چل رہا تھا دو سال سے تمہارا تو ہو سکتا ہے انجری ریکور ہو گئی ہو۔ وہ دن تمہاری آپیا کے لیے سب سے خوشی کا دن ہو گا جب اسکا اثر تمہارے وجود میں خوشبو بکھیر دے گا۔ اگر تمہارے اور لئیق کے رشتے کی شروعات ہی اتنی مبارک ہے تو وہ خود تمہارے حق میں کتنا مبارک ہو گا۔۔۔۔ تمہاری ہر تکلیف دور ہو جائے، آپیا کی تمہارے لیے یہی دعا ہے میرے جگر کے ٹکڑے"

سیلی نے آنسو نہ روکتے اسے سینے سے لگایا تو وہ خود بھی آنکھیں بگھو بیٹھی، نجانے کیوں دل بہت شدت سے بھر آیا۔

"بہت خوش ہوں تمہارے لیے، لئیق ایزد کی محبت اور وہ خود تمہارے لیے باعث راحت بنے۔۔۔۔ میں تو کہتی ہوں ڈنر تک رک جاو، خوب گپیں لگائیں گے"

سیلی تو اسے کہیں جانے نہیں دینا چاہتی تھی مگر وہ رک نہیں سکتی تھی، وہ اسے شام یا صبح تک لوٹنے کا کہہ کر گیا تھا اور ویسے بھی زائشہ کے حوالے سے وہ خود بھی لئیق کی غیر موجودگی میں محتاط رہ کر اس پر نظر رکھنا چاہتی تھی۔

آمین۔۔ نہیں سیلی میں ہر آوں گی۔ گھر میں دو گھنٹے کا کہا تھا۔ بس آپ "

"میرے لیے خاص دعا کرنا

لعلین نے سگھڑ بہو کا ثبوت دیتے اجازت طلب کی تو سیلی نے بھی محترمہ کو مزید اصرار کیے نہ روکا اور اجازت دی، ڈرائیور اسکا منتظر تھا سو سیلی کو بائے کہے وہ گاڑی کی سمت بڑھ گئی۔

.._____..

مل گئی تمہیں فرصت ؟ نہیں مطلب تم تو بہانے ڈھونڈتی ہو دستگیر عالم"
"سے پناہ کے

کچھ دیر پہلے ہی وہ چینج کیے فریش ہوا تھا اور ساتھ ہی بی اماں کے ساتھ لان میں شام کی چائے پیتے ہوئے محترمہ بیوی صاحبہ نے خود کال کر ہی لی اور وہ الٹا اس پر فون اٹھاتے ہی غصے اور شکوے جھاڑتے نروٹھے انداز میں بگھڑا تو صبور کے ہونٹوں پر دل جلے کی تڑپ گداز سی مسکراہٹ سمیٹ لائی۔

بی اماں کو خان بابا سے باتیں کرتا چھوڑتی وہ اٹھ کر اپنا چائے کا کپ اٹھاتی کچھ فاصلے پر آئی، یہاں موسم بارش کا بنا تھا، ٹھنڈی تیز آندھی چل رہی تھی مگر ایسے موسم میں دستگیر کو تنگ کرنے کا اسے الگ ہی مزہ آیا۔

ہاہاتم تو بہت تپے بیٹھے ہو سر پھرے، بی اماں کے پاس بہت خوش ہوں سو"
تمہاری یاد نہیں آئی بالکل بھی۔ خود کو نسا میسج اور کال کر کر کے تھک گئے
"ہو

وہ دور تھی اور دستگیر عالم کو اخیر تڑپانے کے موڈ میں تھی، وہ آہستہ آہستہ قدم بڑھاتا سیڑھیاں اترتا ہال کی طرف جا رہا تھا جب صبور کے یوں ستانے پر منہ بسور گیا۔

تو تم ایسا کرتی انہی سے شادی کر لیتی۔۔۔ ہنہ۔۔۔ مجھے تو تم نے ساری زندگی اپنی حسرت میں ہی رکھنا ہے۔ بہت بری ہو تم۔ سر کھجانے کی فرصت نہیں تھی، لیکن تم نے کونسا پوچھ لیا کہ زندہ ہو یا۔۔۔۔۔"

وقار سادانی کی کہانی سننے کے بعد سے وہ ہر کسی کو کاٹ کھا رہا تھا، جس طرح اس نے خود کو زائشہ کا قتل کرنے سے روک رکھا تھا یہ وہی جانتا تھا، دستگیر کے آخری جلے بھنے جملے نے گویا صبور کی سانس روکی۔

ہوا سے اڑتے بال جماتی وہ غصہ ہوئی۔

" کچھ بھی بول دیتے ہو، مار کھاؤ گے مجھ سے دستگیر عالم۔۔۔۔۔"

وہ اسکی آواز میں اڈتی تکلیف پر دل جلا سا منہ بسور گیا مگر پھر جیسے دستگیر کے قدم کان میں پڑتی آواز پر زائشہ کے کمرے کے باہر رکے۔

مارنے کے لیے ہی سہی تم میرے پاس آجاو۔۔۔آئی مس یو سو مچ"

"صبور۔۔۔اب تو تمہاری ماں سمیت سب جان گئے کہ یو آر مائن۔۔۔۔۔

وہ اپنی توجہ زائشہ کے کمرے کی جانب رکھتا صبور کی یہ کہہ کر ساری اداسی دور کر گیا۔

آجاوں گی نہ۔۔۔بی اماں کو میری ضرورت ہے۔وہ بہت ویک ہو گئی" ہیں۔ لیکن میں تم سے ملنے آجاوں گی پرامسس لیکن فی الحال میں کم از کم

"ایک ماہ بی اماں کے پاس رہنا چاہتی ہوں

وہ اسکے ملنے آنے پر ہی راضی تھا جبکہ زائشہ کے کمرے کے باہر جا کر کھڑا ہوتے دستگیر نے اپنا دوسرا کان دروازے کے ساتھ لگایا۔

"اچھا ٹھیک ہے میں تم سے بعد میں بات کرتا ہوں کچھ ارجینٹ کام آگیا" دستگیر نے اسے سرگوشی کے انداز میں کہا تو وہ مسکرا کر فرمابرداری سے مان گئی اور کال بند کی جبکہ دستگیر نے اپنا فون بھی آف کیا اور ساری توجہ اس سمت دی۔

زائشہ کسی سے بات کر رہی تھی اور دستگیر کو ٹھیک سے سنائی دینا مشکل ہوا تو اس نے بہت دھیرے سے زائشہ کے کمرے کا ہینڈل گمایا جسکے باعث دروازہ کھلا مگر زائشہ چونکہ فون پر تھی سوا سے پتا نہ چلا۔

دستگیر نے دروازے کی زرا سی درز سے زائشہ علوی پر اپنی حقارت انگیز آنکھ جمائی۔

ویری گڈ، اسکی ایسی ہی موت مناسب تھی۔اسکی گاڑی کے چیتھڑے اڑ" جانے چاہیں۔کام ہوتے ہی خبر دو تاکہ جندل محل میں ایک اور ماتم کی "تیاری شروع کروائی جا سکے۔۔۔۔ہاہا لئیق ایز دعلوی کی موت کا ماتم

زائشہ کے یہ الفاظ جب دستگیر کی سماعت میں پگھلے سیسے کی مانند اترے تو وہ دروازہ جھٹکے سے کھولے نہ صرف طوفان بنا اندر آیا بلکہ بالوں سے اس عورت کو پکڑ کر پلٹائے بیڈ پر دھکا دیا جس سے زائشہ کے ہاتھ سے اسکا فون گرا اور گرتے ہی اسکی سکرین کریک ہو گئی مگر اسکے باوجود کال لگی تھی،

دستگیر نے فون اٹھا کر اپنے کان سے لگایا اور ساتھ ہی نفرت اور حقارت سے اپنے سر سے کھنچے بالوں کو کراہ کر سہلاتی بیڈ پر گری زائشہ پر ڈالی۔

"کون ہو تم؟ اگر تم نے ایسا کیا تو تمہاری قبر دستگیر کھودے گا۔۔۔۔۔ حرام زادے"

دستگیر کی دھاڑ سنتے ہی فرقان نے فوری کال کاٹی جس پر دستگیر نے بے دردی سے فون دیوار سے پٹخے اس ڈری سہمی حقارت سے پھنکارتی زائشہ کو دیکھا۔

"نہایت ہی گھٹیا عورت ہو تم زائشہ۔۔۔ کیا کروایا ہے تم نے بھائی کی گاڑی کے ساتھ۔۔۔۔ بولو ورنہ میں تمہاری جان لے لوں گا"

اس وقت دستگیر کسی جن زادے کی طرح زائشہ کی گردن دبوچ چکا تھا اور وہ منحوس آگے سے ہنس کر دستگیر کی تکلیف کو بڑھا رہی تھی۔

"ناگن نہیں کی۔۔۔ بول، بند کر اپنی ہی نجس ہنسی ورنہ تجھے یہیں مار دوں گا"

کانوں میں سرگوشی کی صورت صور پھونکتے، دستگیر نے اسکی گردن پر
جکڑے ہاتھ پر بھی دباو ڈالا تو وہ سانس رکنے کے سبب سرخ پڑتے چہرے
کے باوجود اس پر تمسخرانہ ہنسی۔
ختم ہو جائے گا آج تمہارا بھائی۔۔۔۔ہاہا مجھ سے پنگاہ لیا تم سب"
نے۔۔۔۔سب مروگے۔۔۔ لئیق ایزد علوی کی موت ہی کافی ہے تم سب
"کو مارنے کے لیے
وہ نجس قہقہے لگاتی دستگیر کی گردش کرتی کائنات تھما چکی تھی جسکی آنکھوں
کے کنارے لال ہوئے، خوف سے دستگیر کی پیشانی پر نمی چمکی مگر وہ اپنی
پوری قوت سے اس عورت کو واپس بیڈ کی جانب دھکا دیتا دور ہٹا۔
اگر بھائی کو آنچ بھی آئی تو میں تمہیں اپنے ان ہاتھوں سے ماروں گا، تب"
"تک تم یہیں قید رہو گی غلاظت کی دکان

اسے اس کمرے میں بند کرتا وہ باہر نکلا، اسکا بس چلتا اس کے نجس وجود کو بھڑکی بھٹی میں جھونک آتا، دروازے کو لاک لگائے چابی اپنی جیب میں ڈالی اور پریشانی کے سنگ اس نے لئیق کا نمبر ملایا۔

لیکن دستگیر کے پیروں تلے سے زمین تو تب سرکی جب لئیق کا نمبر آف ملا۔

یامیرے اللہ۔۔۔۔رحم کرنا۔۔۔۔۔بھائی ک۔۔کا فون تو کبھی بند نہیں "ہوا۔۔۔۔زائشہ نے بھائی کی گاڑی اڑوانے کا کہا ہے۔۔۔۔م۔۔میں کیا "کروں۔۔۔م۔۔میں کیسے انکو بتاوں۔۔۔۔۔۔۔یااللہ کوئی راہ دیکھا مجھے

دستگیر کی حالت مخدوش ہو چکی تھی، وہیں زائشہ دروازے کو پیٹ رہی تھی اور دستگیر نے پورے محل کے ملازمین پ قہرناک نظر ڈالے اس ایریا سے کوسوں دور رہنے کا حکم کیا اور خود سانس سے گھٹنے پر وہ محل سے نکل کر باہر آیا، نیہا اور مریم بی بھی پہلے تو سمجھ نہ پائیں کہ ہوا کیا ہے لیکن معاملے کی حقیقت جان کر انکے چہرے پر فق پڑے۔۔

"میں کیا کروں میرے مولا۔۔۔۔ب۔۔ بھجت بھائی کو کال کرتا ہوں"

دستگیر کا دماغ بلکل معاوف ہو چکا تھا، ہاتھ بھی پا قاعدہ کانپ رہے تھے۔ بھجت ایک مٹینگ میں تھا مگر دستگیر کی آتی کال دیکھ کر وہ میٹنگ روک کر کانفرس روم سے باہر نکلا کیونکہ دستگیر اسے بنا کسی بڑی وجہ کال نہیں کرتا تھا۔

"ہاں بولو دستگیر"

بھجت کے استفسار پر دستگیر نے اسے سب بتا کر گویا اسکے پیروں تلے سے بھی زمین کھینچ لی، دیوار کا بمشکل سہارا لے کر بھجت کھڑا رہ پایا۔

ب۔بھائی کا فون بند ہے لالہ۔۔۔۔م۔۔میں کیا کروں۔۔۔۔میرا دل بہت خوفزدہ ہے۔۔۔۔بھائی ک۔۔کو کچھ ہو گیا تو س۔۔سب ختم ہو جائے گا۔۔۔انکی گاڑی ائیر پورٹ پر تھی، وہ واپس اسی میں آئیں گے۔۔۔۔"

دستگیر کی ڈوبتی ابھرتی آواز بھجت کو بہت دور سے آتی سنائی دی۔

"ا۔۔ایسا تو مت کہو۔۔۔۔کچھ نہیں ہو گا اسے۔۔تم ایسا کرو شیری سے رابطہ کرو،اسے کہو لئیق کی لوکیشن ٹریس کرے کہ وہ اسلامہ آباد سے واپس یہاں آیا ہے فلائیٹ لے کر یا نہیں۔۔فورا۔۔۔میں اسکی واپسی کے راستے کی طرف روانہ ہوتا ہوں،اسے اس سب کی خبر دینی ہو گی۔۔۔ ہمت سے کام لو دستگیر۔۔۔۔اسے کچھ نہیں ہو گا، ہم۔۔ہم اسے اس سازش سے بچا لیں گے"

بھجت کے ہمت دلانے پر دستگیر کچھ بہتر ہوا اور کال بند کیے مڑا تو اسی لمحے بھجت کا ڈرائیور ساحل، لعلین کو ڈراپ کیے پلٹا۔

لعلین کو دیکھ کر دستگیر کی آنکھیں مزید کرب ناک ہوئیں اور وہ بھی اندر جانے کے بجائے پورچ کی سمت آتے اخیر پریشان دستگیر تک پہنچی تو اسے فکر ہوئی۔

"دستگیر، کیا ہوا؟ تمہارا رنگ کیوں اڑا ہے؟"

لعلین نے اسکی تکلیف چھپانے کے باوجود بھانپ لی اور دستگیر اس سے کچھ بھی چھپا نہ سکا۔

ایک لمحہ تو لعلین کا سر سا چکرا گیا تبھی دستگیر نے اسکی بازو جکڑے گرنے سے بچایا، وہ لڑکی یہ سب سن کر بے جان سی ہو گئی، حد سے نازک سراپا یہ سب سن کر زمین بوس سا ہونے لگا۔

"ت۔۔ تم کیا کہہ رہے ہو دستگیر۔۔۔۔۔۔ز۔زائشہ ایسا کیسے کر سکتی ہے؟"

"ل۔۔ لئیق

وہ اپنی آواز میں اتر آتی سسکیوں کو گھوٹ نہ سکی تبھی دستگیر نے زائشہ کے کمرے کی چابی لعلین کی ہتھیلی میں تھمائی۔

"یہ سچ ہے لعلین۔۔۔۔مجھے جانا ہو گا۔۔۔ ہمیں بھائی کو جلد از جلد اسکی خبر کرنی ہے۔۔ تم زائشہ سے اگلواو کے اس نے یہ سب کسے کہا ہے۔۔۔۔وہ منحوس کچھ بتائے تو مجھے اطلاع کرنا۔ بھائی کا فون بند ہے، دعا کرو وہ ٹھیک ہوں"

دستگیر کی حالت کیا خراب ہوتی، لعلین کی تو دنیا دہل گئی تھی، وہ گیا تو لعلین بھی آنسوؤں کو بے دردی سے رگڑتی وہ چابی لیے بپھری موج بنی اندر بڑھی۔

اسکے تیور بتا رہے تھے کہ وہ زائشہ کا قتل کر ڈالے گی۔

نیہا اور مریم بی بھی اسکی حفاظت کو پیچھے ہی لپکیں، پورے محل کے گارڈز کو بھی دستگیر ایکٹیو کر گیا تھا کہ زائشہ کسی صورت محل سے نکلنے نہ پائے۔

وہ جو دروازہ پیٹ پیٹ کر دستگیر کو گالیاں دے رہی تھی، ڈورناک گھومنے پر دروازے سے لمحہ بھر حراساں ہوئے پیچھے ہٹی مگر اندر آتی لعلین کو دیکھ کر زائشہ نے خوف کے مارے دو قدم پیچھے ہٹائے مگر لعلین نے نہ آو دیکھا نہ تاو، اس عورت کو اسکے بالوں سے دبوچتے اسکے منہ پر لگتار چار تھپڑ رسید کر گئی۔

دروازے میں کھڑی نیہا اور مریم بی تو صدمے میں جا چکی تھیں۔

اگر لئیق کو آنچ بھی آئی نہ زائشہ علوی تو میں تمہارے جسم کا ایک ایک "
انگ بھی ویسے ہی جلاوں گی۔۔۔۔۔تم ابھی لعلین ابراہیم کو جانتی نہیں،
"بولو کسے لئیق کے پیچھے لگایا ہے۔۔۔نام بتاو اس مردود کا
زائشہ نے اور تو کچھ نہ سنا بس وہ لعلین ابراہیم کا نام سن کر پتھر ہو چکی تھی۔
"بول! کیا پلین ہے تیرا۔۔۔بول زائشہ ورنہ میں تیرا قتل کر دوں گی"
لعلین نے اسکی سن پڑتی سماعت پر ایک اور تماچہ مارا تو زائشہ یکدم ہی بے
ڈھنگے قہقہے لگاتی بیڈ پر گری، اسکے یوں ہنسنے پر جہاں لعلین کی آنکھوں میں
لہو اترا وہیں نیہا اور مریم بی کی تو باقاعدہ ٹانگیں کپکپا گئیں مگر لعلین نے وہیں
بیڈ پر جھک کر اپنے دونوں ہاتھوں سے اس عورت کی گردن دبوچی۔
ہاہا۔۔۔لعلین ابراہیم۔۔۔۔ہاہاہا۔۔۔۔مطلب تم جیسی منحوس سے "
تو میں ایڈوانس ہی بدلہ لے چکی۔۔۔۔بڑا مزہ آیا۔۔۔ابراہیم سلطان کی
بیٹی ہو تم۔۔۔۔لال نور کے عاشق کی بیٹی۔۔۔۔لعلین۔۔۔ہاہا بڑا پکا عاشق
"تھا، اپنی اولاد کا نام بھی اپنی محبوبہ کے نام پر رکھا۔۔۔۔۔۔

لعلین کے اسکی گردن پر جمے ہاتھ یکدم ڈھلے پڑے، آنکھوں کے آگے اندھیرا سا چھایا، پہلے تو اسے زائشہ کی کوئی بات سمجھ نہ آئی مگر اس عورت کے الفاظ جب دقت سے سمجھے تو لعلین کا دل سارکا۔

باہر کھڑی نیہا اور مریم بی نے بھی اپنے اپنے ہونٹوں بے اختیار چیخ روکتے ہاتھ رکھا، لعلین کی آنکھ سے اک آنسو ٹوٹ گرا۔

ت۔۔۔تو وہ شخص م۔۔میرے بابا تھے؟ میرے بابا تھے"

وہ۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔میرے بابا۔۔۔۔۔۔ت۔۔تم نے کیا ک۔۔کیا "میرے بابا کے ساتھ؟

لعلین کی تکلیف لافانی تھی اور زائشہ اسکی تکلیف سے محظوظ ہوئی، اس عورت کی مزاحمت کی کوشش پر لعلین نے اسکی دبوچی بازو کو زوردار جھٹکا دیا جس کے سبب اس عورت کے حلق سے دلجراش چیخ ابھر پڑی۔

لیکن وہ پھر سے وحشی بنی ہندی۔

ہاہامر وادیا۔۔۔۔ تیرے باپ کوزہر دلوایا۔۔۔۔اور تجھے پتاہی نہیں"
بابا کی لاڈلی۔۔۔۔ہاہا۔۔۔۔اب ویسے ہی تیرا لئیق بھی مرے
"گا۔۔۔۔۔۔یہ جندل محل صرف میرا ہے۔۔۔
وہ عورت شاید پاگل ہو چکی تھی اور لعلین نے اسے بعد پھر یہ نہ دیکھا کہ
اس عورت کے جسم پر کہاں لگی اور کہاں نہیں۔
ت۔۔تم نے میرے بابا کو مروایا۔۔۔۔۔۔۔بدبخت عورت۔۔۔تجھے تو"
"لعلین بتائے گی کہ موت ہوتی کیا ہے
زائشہ کو بالوں سے نوچ کر اٹھائے لعلین نے روتے سسکتے ہی پہلے اسے پکڑ
کر سخت فرش پر پٹخا اور پھر اسکے منہ پر اتنے تھپڑ مارے کہ چہرہ سرخ ہوا۔
جبکہ زائشہ کی چیخیں پورے محل میں گونجی تھیں۔
لعلین نے اسے بارہا بالوں سے پکڑ کر کبھی دیوار اور کبھی فرش پر پٹخا، اتنا کہ
وہ درد کی شدت سے بلبلا بلبلا کر جب بے سدھ ہوئی تو اپنے اسکے گندے
خون سے لہولہان ہوتے ہاتھوں کو اسے کے کپڑوں سے صاف کیے وہ وہیں

زمین پر روتی ہوئی گھٹنوں کے بل بیٹھی تو نیہا اور مریم بی بھی روتی ہوئیں کمرے میں دوڑیں۔

زائشہ بے ہوش تھی سو اس پر مریم بی نے لعنت برسائی جبکہ نیہا کو لعلین کے پاس رہنے کا اشارہ کیا۔

لعلین ابراہیم پر تو اس وقت قیامت ٹوٹ پڑی تھی، تکلیف نے حلق میں پھندا لگا دیا، بابا کی موت کا کرب سہتی یا لئیق پر کھڑی مشکل کو برداشت کرتی، یوں لگ رہا تھا جسم سے جان نکل گئی ہو۔

وہ اتنا دردناک چیخی کہ خود نیہا کی آنکھوں سے آنسو بہتے گئے، لعلین ابراہیم کی بے بس سسکیاں اس محل میں سوگواری پھیلاتے تادیر ابھرتی رہیں اور آسمان تک سر شام ہی اذیت و یاسیت کے اندھیرے میں ڈوب گیا۔۔

نیہا کے اندر تو سکت نہ تھی وہ لعلین ابراہیم کی اذیت میں اسے کوئی حرف تسلی دیتی۔

م۔۔میرے بابا۔۔۔۔میری زندگی کا ک۔۔کل۔۔۔۔ات۔۔نی"

تکلیف، یااللہ۔۔۔۔۔۔یہ کیسے ہونے دیا۔۔۔۔م۔۔میرے

"بابا۔۔۔۔۔۔۔ی۔۔یہ کیا ہو گیا

وہ صبر نہ کر پا رہی تھی، بابا کی تکلیف کا سوچ کر اسکا دل غم سے پھٹ گیا تھا۔

اسکی زندگی آج انتہائی کرب ناک مقام پر تھی، محبتیں، شدتیں اور چاہتیں لٹانے والے لوگ اسے خود سے، اپنی روح سے ہمیشہ کے لیے جدا ہوتے محسوس ہو رہے تھے، اس سے سانس لینا محال تھا، اسکے جسم میں مزید سہنے کی قوت دم توڑ چکی تھی۔

....★☆☆☆☆☆★....

نیہا نے ہی حوصلہ وہمت کیے اس سسکتی، روتی، بابا کی آغوش میں چند سانسیں بھرنے کی حسرت میں گریہ وزاری میں مدفون ٹوٹے حوصلے والی کو سہارا دیے فرش سے اٹھایا اور زائشہ کے کمرے سے لے کر باہر نکل گئ جبکہ مریم بی نے بھی نفرت بھری نظر اس بے ہوش عورت پر ڈالی اور کمرے سے نکل کر کمرہ بھی لاک کر گئیں۔

لعلین کا دم گھٹ رہا تھا سو نیہا اسے باہر لان میں لائی، اکا سانس بار بار پھندے پر رک رہا تھا تبھی نیہا نے اسے صوفے پر بیٹھائے اسکی ہتھیلوں کو اپنے ہاتھوں میں لیے مسلا مگر لعلین کی سانس مسلسل اکھڑ رہی تھی، پچھتاوے، خزن وملال سے بھرے آنسوان شفق گالوں کی ساری راعنائی اجاڑنے پر تلے تھے، نیہا تک کا دل ڈوب کر ابھرا۔

"س۔۔ سنبھالیں خود کو پلیز۔۔۔ مت روئیں لعلین"

نیہا کا اپنا دل اسکی حالت سے پھٹ رہا تھا، اور لعلین کو سسکتا تڑپتا دیکھ کر ٹوئکل بھی اسکے پیروں میں سہم کر آ بیٹھی۔

ک۔کیسے سنبھالوں؟م۔۔میرے بابا اتنی تکلیف سہہ کر گئے۔۔۔۔۔۔"

می۔۔میرا دم گھٹ رہا ہے نیہا۔۔۔۔۔د۔۔دستگیر سے پوچھو پلیز

ل۔۔لئیق سے رابطہ ہوا۔۔۔پلیز اسے جلدی کال کرو۔۔۔سیلی کو بھی

"ک۔کہو۔۔وہ میرے پاس آجائیں۔۔۔۔نیہا جلدی کرو

لعلین کی تکلیف اور رک رک کر دقت سے بولنے پر نیہا نے فورا سے دستگیر کا نمبر ملایا مگر وہ کال نہیں اٹھا رہا تھا تبھی نیہا نے پھر اسکے فون سے سیلی کو کال ملائی۔

خدا نہ کرے لئیق ایزد علوی کہ مجھے تمہاری قید سے اس موڑ پر آزادی" ملے، تمہیں میرے پاس آنا ہو گا، مجھے تمہاری اس قید نے اب جا کر تو راحت دی تھی، میری نظروں سے خدارا او جھل مت ہونا، مجھ سے کھو مت جانا، ورنہ لعلین خود کو بھول جائے گی۔وہ سارے خوف واپس مجھے گھیر لیں گے جو تمہاری لعلین کو ایک بار پھر ختم کر دیں گے"

اس لڑکی کا ہر آنسو، اسکے وجود سے سرکتی ہر سانس شدت سے دعا گو تھی، وہ اسے سن رہا تھا، بس وہ بتا نہیں سکتا تھا کہ اس نے لعلین ابراہیم کی یہ خاموش آہیں اور سسکیاں سن لیں ہیں کیونکہ وہ شخص مجبور کر دیا گیا تھا۔ سیلنا سنتے ہی سب چھوڑ چھار کر آدھے گھنٹے کے اندر اندر اس قیامت کا سنے جندل محل پہنچی، لعلین کی حالت تب تک بہت خراب ہو چکی تھی اور نیہا بے بس مگر سیلنا نے آکر اسے اپنے سینے سے لگایا تو وہ رہا سہا ضبط بھی ہار بیٹھی۔

اپنی گڑیا کو وہ آج اخیر درد میں دیکھ کر خود بھی تڑپ اٹھی اور جب نیہا نے اسے ساری بات بتائی تو کئی لمحے تو سلینا بھی کچھ کہنے کے قابل نہ رہی، ان سارے حالات و صدمات نے وجود شل اور حواس سلب کر دیے تھے، درد والم کی ناقابل برداشت لہر پورے وجود میں لہرا کر رہ گئی۔

ب۔۔بس بس آپیا کی جان۔ سنبھالو خود کو، آو کمرے میں چلتے ہیں۔ کچھ " نہیں ہو گا لئیق کو اور بابا کا انتقام اس عورت سے ضرور لیں گے۔ ریلکس

رہو، بھجت اسی راستے پر گئے ہیں، دیکھنا ہم لئیق کو بروقت بچالیں گے،

"آجاو۔۔۔نیہا اسکے لیے پانی لاو

سیلیٰ نے ہی اسے اپنے ساتھ بہلا سمجھا کر روم میں لا کر بیڈ پر بٹھایا مگر وہ بہت برار ورہی تھی، انگزائٹی اٹیک اس قدر شدید تھا کہ لعلین کی دھڑکن بہت مدھم ہورہی تھی، پورا جسم ہولے ہولے نہ صرف لرز رہا تھا بلکہ آنکھوں کے آگے اندھیرا بھی چھا چکا تھا۔

"سیلی! مم۔میں اس کے بنا مر جاوں گی۔۔۔۔اسے کچھ ہو گیا ت۔۔۔۔"

لیٹے بھی وہ مسلسل بہت بری طرح سسک رہی تھی، آواز کا اتار چڑھاو لرز رہا تھا، اسکی یہ دلسوز حالت نیہا، مریم بی اور سیلنا تک سے دیکھنی محال تھی، اسکے بس میں ہوتا تو وہ لعلین کے سارے آنسو اپنے دامن میں سمیٹ لیتی لیکن اسکا اپنا دل غم و کرب سے بوجھل و ہلکان تھا۔

سیلنا نے اسکا کانپتا ہاتھ مضبوطی سے اپنے ہاتھ میں جکڑا اور نرمی سے چوما، اک بے بس آنسو اسکی آنکھ سے بھی ٹپک پڑا اور ضبط کی توھین کر گیا۔

ایسا فضول مت سوچو، کچھ نہیں ہو گا اسے، وہ میری لال کی شادابی، اسکی"
"روشنی ہے نا اللہ اسے تم سے نہیں لیں گے میرا بچہ، سنبھالو خود کو
سیلی کی اپنی آنکھیں زرا سے رونے سے سوجھ گئی تھیں مگر لعلین کی تکلیف
نے دل لہو کر رکھے تھے۔
بابا کو بھی تو لے لیا سیلی، دیکھیں نہ بابا کو اس نے مارا۔۔۔۔ہم سمجھتے"
رہے وہ خود ہی مر گئے، میرے بابا بھی چلے گئے سیلی۔۔۔۔و۔۔وہ چلا گیا تو
میں بھی مر جاوں گ۔۔گی۔۔۔۔پوچھیں نہ بھجت سے انکو لئیق مل گیا؟
" پوچھیں نہ پلیز
وہ بالکل بدحواس ہو چکی تھی، وہ لئیق کے لیے جان ہار رہی تھی اور سیلی سے
اسکی سسکیاں دیکھنا جان لیوا تھا۔
" میں ابھی پوچھتی ہوں آپیا کی جان، فکر نہیں کرو۔۔۔۔۔"
سیلی نے اسکی جبین پر جھک کر پیار دیا اور نیہا کو اشارہ کیا کہ وہ اسکو انجکشن
دے کیونکہ اس وقت لعلین کو اس کرب سے کچھ دیر نکالنا اشد ضروری

تھا،اور جیسے ہی لعلین نے تیز تیز سانس کھینچے سر ایک طرف کو ڈھکایا، نیہا نے آہستگی سے اسکی بازو پر انجیکٹ کیا اور ستم یہ کہ جس طرح کی تکلیف میں وہ تھی، اسے انجکشن کی خبر بھی نہ ہوئی۔

یہ منصوعی آرام کے انجکشن اب اسے کیسے سکون دیتے جب وہ لئیق ایزد کے لیے بری طرح تڑپ رہی تھی، اس شخص کے ہونے سے ہی وہ بہتر ہو سکتی تھی لیکن ستم کہ قسمت نے ان دو کو نا جانے کتنی لمبی جدائی سونپ دی۔

اس شخص کے ہاتھ کا لمس"

میرے لیے دنیا کی خوبصورت ترین چیز تھا

اور پھر ایک شام کسی موڑ پر

وہ ہاتھ مجھ سے چھوٹ گیا

!یعنی میں لعلین ابراہیم

"دنیا کی خوبصورتی سے محروم کر دی گئی

دنیا کی خوبصورتی سے محروم ہوئی وہ لڑکی، اس شخص کے بنا کیسے جی سکے گی،
ابھی اسکی حالت ناساز تکتے ہوئے تو ایسا نا ممکن لگ رہا تھا۔
سیلی مزید حوصلہ نہ کرتی روتی ہوئی کمرے سے نکلی تو مریم بی نے نیہا کو اسکے
پاس رہنے کا کہا اور خود سیلی کو دلاسا دینے باہر نکلیں۔
بھجت بھی فون نہیں اٹھا رہا تھا اور سیلنا کو یوں لگ رہا تھا جسم سے آہستہ
آہستہ جان نکل رہی ہے۔
"میرے بچے، آپ خود کو سنبھالو۔۔۔۔۔"
سیلی کو باہر آکر روتے وہ دیکھ نہ سکیں تو پیار سے سیلی کو حوصلہ تھمایا۔
لال مزید کوئی بری خبر برداشت نہیں کر پائے گی مریم آنٹی، مجھے تو بہت"
ڈر لگ رہا ہے، نہ دستگیر کال اٹھا رہا ہے نہ بھجت۔ شیری! شیری کو کال
"کرتی ہوں
سیلی نے کرب سے کہا مگر شیری کا نام لیتے ہی اس نے بے تابی سے اسکا نمبر
ڈائل کیا، شیری بھی خبر ملتے ہی بھجت کے پیچھے نکلا مگر لئیق کے فون کی

لوکیشن اسلامہ آباد میں تھی، شیری نے ائیرپورٹ پر بھی کال کروائی جہاں اسلامہ باد سے آتی فلائیٹ میں لئیق نام کا کوئی پیسنجر نہ تھا، جبکہ لئیق کی کاآدمی ہی واپس IB گاڑی جوائیرپورٹ پر موجود تھی اسے وہیں موجود جندل محل لے کر جارہا تھا۔

سیلی کی کال پر شیری نے فورا فون اٹھایا۔

"سیلی فکر کی کوئی بات نہیں ہے، لئیق ابھی تک اسلامہ آباد سے واپس نہیں آیا۔ سواسکی گاڑی یہیں ائیرپورٹ پر موجود ہے۔لال کو تسلی دو، ہم اس تک محتاط رہنے کی خبر جلد پہنچادیں گے"

شیری نے گویا اسکے وجود سے نکلتی جان کا فون لگتے ہی بروقت توڑ کیا۔

"یااللہ تیرا شکر ہے، لیکن لئیق کا نمبر کیوں آف ہے،اس سے جلد رابطہ کرو۔وہ جہاں بھی ہے، خطرے میں ہے شیری اور جب تک اسکے سلامت ہونے کی یقین دہانی نہیں ہوتی، لعلین کو سنبھالنا مشکل ہے"

سیلی کے مزید بے تابی سے پوچھنے پر شیری نے تحمل سے اسکی بات سنی۔

"ہم پوری کوشش کر رہے ہیں، لعلین ٹھیک تو ہے سیلی؟"

شیری کو اسکی بہت فکر تھی کیونکہ وہ دستگیر سے سب جان چکا تھا۔

نہیں، شیری بابا کی موت زہر سے ہوئی اور زائشہ نے مروایا یہ بھی"
حقیقت کھل گئی، یہ سچائی اسے بری طرح توڑ گئی ہے، میں نے اسے بہت مجبور ہو کر انجکشن دیا ہے ورنہ وہ رو رو کر ہی مر جاتی، تم جلدی سے لئیق کی خبر دو"

سیلی کے اس انکشاف پر ایک لمحہ خود شہریار جدون کی آنکھوں میں اذیت دوڑی۔

یا میرے خدا، تو میرا شک ٹھیک نکلا۔۔۔ ٹھیک ہے سیلی پر سکون ہو" جاو۔۔۔ جیسے ہی ہمارا لئیق سے رابطہ ہوتا ہے ہم تمہیں انفارم کرتے ہیں"

شیری نے اسے کچھ تسلی دے دی جبکہ شیری کا بھجت سے رابطہ نہیں ہو رہا تھا جو مسلسل ائیر پورٹ کی طرف بڑھ رہا تھا۔

بیوروکا وہ آدمی جیسے یہاں کے ائیرپورٹ سے لئیق کی گاڑی Ib اور پھر جندل محل پہنچانے کا حکم تھا، وہ بیچ راستے میں بمب سے تباہ ہو گئی۔

بھجت جب ائیرپورٹ سے کچھ فاصلے پر تھا تو اسکے سڑک پر سے اٹھتا دھواں دیکھائی دیا جس پر اس نے اپنی گاڑی اس دھوئیں کے اٹھتے مرغولوں کے پار ہی روکی، دس منٹ تک شیری، دستگیر اور اسکے لوگ بھی پہنچ گئے۔

شام سے رات ہوئی اور جب اس تباہ شدہ گاڑی کے ملبے کی جانچ کی گئی تو وہ یہ سب جان کر سکتے میں آئے کہ وہ گاڑی لئیق ایزد کی تھی اور نہ صرف گاڑی اسکی تھی بلکہ اس میں سے کسی آدمی کی جلی لاش بھی برآمد ہوئی تھی۔

دستگیر اور بھجت کی تو اک لمحہ جان نکلی لیکن شیری نے انکو حوصلہ تھمائے رکھا۔

جب تک ڈیڈ باڈی کی جانچ نہ ہو جائے، حوصلہ رکھو دونوں۔اللہ خیر "

"کرے گا۔یہ لئیق نہیں ہو گا مجھے پورا یقین ہے

ایمر جنسی ایمولنس میں اس جلی لاش کو فارنسک ٹیم ڈال چکی تھی جبکہ یہ پورا ایریا پولیس نے سیل کر دیا۔

" میرا تو دل بند ہو رہا ہے، یہ اسکی گاڑی ہے شیری۔۔۔۔۔"

بھجت کی مضبوط آواز لرزی۔

دیکھو بھجت، میں نے چیک کروایا ہے، لئیق اسلامہ آباد سے بائے ائیر "

"اب تک واپس نہیں آیا

شیری نے حالات کے مطابق بھونڈا سا جواز دیا جوان مضطرب دلوں کی ڈھارس نہ بن سکا۔

"لیکن اگر وہ بائے روڈ آ گیا ہوا تو؟"

بھجت کی تو عقل مت ماری جا چکی تھی۔

بائے روڈ کیسے آسکتا ہے؟ پھر تو کئی گھنٹوں کا سفر بنتا ہے، یہ لئیق نہیں ہو"
سکتا۔ اس لاش کی جسامت دیکھو، دبلا پتلا کمزور سا آدمی ہے اور لئیق اچھا
بھلا مضبوط۔ ہو سکتا ہے وہ آج اسلامہ آباد ہی رک گیا ہو اور اپنی گاڑی کسی
ائیر پورٹ کے آدمی کو کہہ کر جندل محل واپس بھجوادی ہو۔ تمہیں تو پتا
ہے ائیر پورٹ پر یوں کچھ گھنٹوں سے زیادہ دیر تک گاڑی کھڑی کرنا آلوڈ
نہیں"

شیری کی اس بات پر بھجت اور دستگیر دونوں کو آسراہ سا ہوا، کیونکہ وہ جلی
لاش واقعی کہیں سے بھی لئیق جیسی نہیں تھی، ڈوبتے سکڑے دل اس
امید پر بھر سے پھیل کر دھڑکنے لگے۔۔

تم دونوں گھر جاو، صبح تک رپورٹ آجائے گی تو شک و شبہات سرے"
سے ختم ہو جائیں گے، ویسے بھی باقی کام میرا ہے۔۔۔۔ اچھی امید رکھو،
"لئیق بالکل سیو ہے

شیری کے سمجھانے پر وہ دونوں ہی واپس روانہ ہوئے مگر شیری کی فکر ہنوز برقرار تھی کیونکہ خود بھی اسکا دل کچھ خوفزدہ تھا۔

بھجت اور دستگیر سیدھے جندل محل ہی آئے، رات ساری اسی طرح اذیت کے سنگ اور کانٹوں پر رہنگتے کٹ گئی، لعلین کچھ انجکشن اور کچھ سٹریس کی وجہ سے ساری رات نیم بیہوشی میں ہی رہی، سب نے ہی جاگ کر رات گزاری اور پھر جب فجر کے بعد شیری کو اس جلے آدمی کی رپورٹس ملی تب انھیں کھولتے وقت وہ بھی ایک دفع ڈرا۔

لیکن رپورٹس اسکے چہرے پر سکون پھیلا گئی، مرنے والا واقعی لئیق نہ تھا اور یہ خبر اس نے فون کے بجائے ایک گھنٹے کے اندر اندر خود جا کر جندل محل میں دی۔

مدیحہ آفریدی بھی رات یہیں آ گئیں جبکہ لوئے اور فرہاد کو خود ہی اس معاملے سے ابھی لاعلم رکھا گیا، فرہاد علوی کی طبعیت کے باعث ڈاکٹرز نے

انکورات بھی روک لیا تھا مگر دستگیر نے اسے سب ٹھیک ہے کہہ کر بابا کے ساتھ رہنے کا مشورہ دیا۔

شیری نے رپورٹس سے ان اب ڈرے دلوں کو گویا تقویت دی مگر لئیق اب بھی لاپتہ تھا یہ اس سے بڑی تکلیف تھی۔

"ہو سکتا ہے اسے کوئی نیا مشن مل گیا ہو، میرے خیال میں ہمارے پاس انتظار کے سوا کوئی آپشن نہیں دستگیر"

شیری نے یہ بات دستگیر سے کی کیونکہ وہ لئیق کا اہم ساتھی تھا اور دستگیر کو اسکی بات صحیح بھی لگی کیونکہ لئیق اسلامہ آباد گیا تھا اور اسے مشن ملنے والی بات ہی درست لگ رہی تھی۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو شیری لیکن پھر بھی تم ممکن ہے تو پتا کرواو، لعلین کے لیے بہت فکر مند ہوں، ہمارے پاس وہ بھائی کی امانت ہے"

دستگیر کی فکر اور پریشانی ہنوز قائم تھی جبکہ شیری نے متفقہ طور پر سر ہلایا۔

میں نے اپنے لوگوں کو کہہ دیا ہے، یہ بتاو اس زائشہ کا کیا کرنا"
"ہے۔۔۔۔ کہو تو اریسٹ کر لوں؟
شیری کے لیے وہ عورت قابل نفرت تھی مگر زائشہ کا انجام کرنے کا حق صرف لئیق کو تھا۔
نہیں، اسکا اور وقار کا اینڈ بھائی خود ہی کریں گے۔ انکی واپسی تک وہ جندل" محل کے تہہ خانے میں ایک مجرم کی طرح قید رہیں گے۔ امید ہے تم
"کاپریٹ کرو گے
دستگیر کی سنجیدہ بات پر شیری نے ماننے کے انداز میں سر ہلایا۔
ٹھیک ہے، لال نے ویسے اچھا سبق سیکھایا، مزہ آگیا۔۔۔۔۔ وہ خود ہی" کافی ہے ویسے اپنے مجرموں کے لیے، دیکھنا جلد سنبھال لے گی خود کو۔ تم اور باقی سب اب ریلکس رہو۔ میں نکلتا ہوں، لال سے پھر ملنے آوں گا۔
"کوئی ابڈیٹ ملتی ہے تو میں تمہیں بتاتا ہوں

دستگیر اور باقی سب کو مریم بی نے ساری کہانی گوش گزار کر دی تھی جس پر اور کسی کو مزہ آیا ہو یا نہیں، دستگیر اور شیری کے دلوں کو ضرور ٹھنڈ پڑی تھی۔

شیری اسے کہتا اپنی گاڑی کی طرف بڑھا تو دستگیر بھی واپس اندر کی سمت چلا گیا۔

.._____..

"کیسے ہو تم ڈی کے؟"

شہریار کی گاڑی اپنے گھر کے پورچ میں رکی تو وہ کسی سے مخاطب تھا جہاں اندھیرے میں بڑی بڑی سکرین کے سامنے وہ ایک نوعمر سا جوان براجمان تھا۔

"میں ٹھیک ہوں ڈیول، حکم کریں کس لیے یاد کیا؟"

وہ شیری کا پرسنل ہیکر تھا اور شیری کی کال اسے بنا کسی وجہ کے نہیں آتی تھی۔

حکم وکم تو نہیں ہے بس ایک کنفرمیشن چاہیے تھی۔اپنی تمام تر" صلاحتیوں کو ایکٹیو کرو اور پتا کرو بلیک ڈائمنڈ مشن پر ایکٹیو شو ہو رہا ہے یا نہیں۔اس معاملے میں تمہاری ہیکنگ امید ہے ٹھیک سے کام نہ کر سکے، "مجھے مشن کا بھی پتا نہیں کروانا بس یہ کنفرمیشن مل جائے کہ وہ زندہ ہے

ڈی کے نے اسکی بات سن کر فوری سر ہلایا، کام بہت مشکل تھا مگر اسکے لیے ناممکن نہیں تھا۔

بلیک ڈائمنڈ کو لے کر تمام انٹیلجنس پراجیکٹس فائلز مزید سیکور کر دی گئی" ہیں، مجھے کچھ دیر پہلے ہی یہ سگنل ملا تھا ڈیول۔۔۔۔۔تو شاید میں اس "ٹاسک کو پورا نہ کر پاوں

ڈی کے پہلے ہی ہار مان چکا تھا۔

تم کوشش تو کرو۔۔۔۔۔مجھے امید ہے تم کچھ نہ کچھ نکال لوگے۔اور یہ "
"معاملہ ارجنٹ ہے

شیری کے اصرار پر ڈی کے نامی اس نوجوان لڑکے نے سر ہلایا۔

ٹھیک ہے ڈیول، آئی ول ٹرائے مائی بیسٹ۔۔۔کل اسی وقت مجھے کال "
"کیجئے گا

ڈی کے کے امید دلانے پر شیری نے کال کاٹی اور لان میں ہی گیا جہاں بابا حسب معمول نیوز پیپر پڑھنے میں مصروف بیٹھے تھے۔

یہ معاملہ اس نے انکے پاس بیٹھتے ہی بتایا تو افراہیم صاحب یہ سب جان کر ورطہ حیرت میں غرق ہوئے، خاص کر ابراہیم کی دردناک موت کا جان کر تو انکی آنکھیں بھی تکلیف میں اتر گئیں۔

لال سے ملنے کی ہمت نہیں ہوئی، اسے تکلیف میں پھر سے دیکھنا میرے "
"لیے مشکل ہے۔ لئیق کی جب تک خبر نہیں ملے گی وہ جان ہارتی رہے گی

شہریار کی آواز میں کھارا پن تھا اور افراہیم صاحب کو خود پر ملال کے وہ اپنے دوست کے آخری وقت انکے پاس نہ تھے، اور ابراہیم نے بھی تو کسی کو کچھ پتا نہ لگنے دیا کہ وہ پل پل مر رہا ہے۔

"اورز۔۔زائشہ۔۔اس عورت کا کیا ہو گا؟"

افراہیم صاحب نے اپنی کانپ اٹھتی آواز پر قابو پائے غائبانہ حقارت سے پوچھا۔

"اسے وہ خود سزا دیں گے کیونکہ زائشہ اور بھی بہت سے گناہوں میں ملوث تھی، لئیق کی گمشدہ ماں کا بھی کوئی معاملہ ہے۔دستگیر نے زیادہ تفصیل نہیں بتائی۔ میں نے بھی نہیں کریدا۔انکو رپورٹس کا بتا کر واپس آ گیا"

شہریار کے بتانے پر افراہیم صاحب کا دل سا دکھا، ایک عورت اتنا سب کیسے کر سکتی ہے انکا شعور یہ ماننے پر تیار ہی نہ تھا۔

"اللہ لئیق کو اپنی امان میں رکھے، ایک بات بتاو کیا لئیق کوئی سپائے وغیرہ ہے؟"

بابا کے اچانک پوچھنے پر شیری کے چہرے کا رنگ سا اڑا اور وہ شیری کے خوف سے اسکا جواب جان گئے، انھیں لئیق سے مل کر ہمیشہ کچھ الگ سی وائبز آتی تھیں اور اب اسکا اچانک غائب ہونا انھیں معاملے کی تہہ تک پہنچا چکا تھا۔

"بابا یہ مت پوچھیں یار،"

شیری کے بوجھل ہونے پر وہ رازدانہ ہوتے قریب ہوئے۔

ٹھیک ہے نہیں پوچھتا، لیکن اگر وہ ایسا کچھ کر رہا تو فکر مت کرو، اسکے غائب ہونے کے پیچھے کوئی اچھا مقصد ہی ہو گا۔ جاو تازہ دم ہو جاو۔ ہم شام میں سب لعلین کے پاس جائیں گے،، اپنی بہادر بچی کو اس تکلیف میں اکیلا نہیں چھوڑیں گے"

وہ بابا پر مشکور نظر ڈالے مسکرایا کہ انہوں نے واقعی ایک فوجی ہونے کا ثبوت دیے شیری کو مزید مشکل میں نہ ڈالا، وہ انکی بات سنتا فرمابرداری

سے اٹھ کر اندر کی طرف بڑھا جبکہ ابراہیم کی موت کا سوچ کر افراہیم جدون کی آنکھیں آبدیدہ ہو گئیں۔

.._____..

آپیا کے پیار بھرے مانوس لمس پر لعلین نے اپنی بند آنکھیں کھولیں، پوری رات وہ نیم بیہوشی میں جیسے تڑپتی رہی تھی اسکی نیہا، مریم بی اور سیلنا گواہ تھیں۔

صبح کے نو بج چکے تھے، لعلین کو اپنا پورا جسم سن محسوس ہو رہا تھا، کسمسا کر اپنے درد میں لپٹتی آنکھیں اس نے کھولیں تو سیلی نے جھک کر اسکی جبین چومی۔

سارا سکون پلوں میں تکلیف بنا تو لعلین نے اپنا کپکپاتا ہاتھ سیلی کی طرف بڑھایا۔

"لئیق! کہاں ہے وہ سیلی؟"

جاگتے ہی اس نے صرف لئیق کو دیکھنے کی خواہش کی تو سیلی کی آنکھیں واپس سرکی کے سنگ بھیگ گئیں۔

"کل رات اسکی گاڑی بلاسٹ ہوئی لیکن اس میں موجود انسان لئیق نہیں تھا یعنی مشکل ٹل گئی، وہ اسلامہ آباد سے واپس نہیں آیا ابھی تک، نہ اس سے رابطہ ہو رہا ہے"

سیلی نے اسے یہ سب بتا کر غموں کے پاتال میں جھونکا، وہ آخر کیوں کہیں نہیں تھا جب لعلین کو اسکی شدید ضرورت تھی، ان متورم سوجھی بے رنگ سنہری مائل آنکھوں میں ویرانگی سمٹ گئی

"وہ کہاں چلا گیا۔۔آپیا، میں اسے دیکھنا چاہتی ہوں۔۔۔۔۔و۔وہ کیسے اتنا لاپرواہ ہو سکتا ہے۔اس نے کہا تھا وہ آجائے گا۔۔۔۔اسے کہیں

آجائے۔۔۔۔میرا دل بہت تکلیف میں ہے، صرف وہی ت۔۔تو میرا
"علاج ہے
انجکشن دینے کے باوجود لعلین کی حالت ویسی ہی کربناک تھی اور سیلی
اسے تسلی بھی کیا دے، سمجھ سے باہر تھا۔
میری جان خود کو سنبھالو۔وہ جہاں ہو گا خیریت سے ہو گا۔ہو سکتا ہے"
جس ضروری کام کے لیے گیا ہو وہ لمبا ہو گیا ہو۔خود کو تکلیف مت دو،
"یہاں آئے آپیا کی جان
اسے آہستگی سے بیٹھاتے ہی سیلنا نے اسے خود سے لگایا، لیکن لعلین کی
آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے۔
میں نے بابا کو چند دنوں میں ختم ہوتے دیکھا سیلی۔۔۔۔مم۔۔مجھے لگتا تھا"
شاید موت ہوتی ہی اتنی خوفناک ہے۔۔۔ل۔لیکن کاش وہ ایک بار مجھے
بتاتے کہ انکو کیا ہوا۔۔۔۔۔دنیا جہاں کے ڈاکٹرز لے آتی انکی اذیت مٹانے
کو۔۔۔۔۔وہ چ۔۔چپ چاپ مرتے رہے سیلی میں کیسے برداشت

کروں؟۔۔۔ محبت نے نگل لیا انکو۔۔۔۔۔۔ میرے پیارے بابا

"۔۔۔ مجھے انکی تکلیف مار دے گی۔۔۔۔

وہ لئیق کے لیے تڑپ رہی تھی اور بابا نے دکھ نے سیلی اور لعلین دونوں کا دل کاٹے تھے، سیلی کے تو وہ سگے بابا تھے بھی نہیں لیکن باپ کے مرنے کی تکلیف کتنی بری ہے سیلی اس سے واقف تھی، پھر ابراہیم سلطان نے اسے بھی بیٹی کی طرح سنبھالا تھا۔

نیہا اور مریم بی دونوں بہنوں کو ایک ساتھ چھوڑ کر جا چکی تھیں۔

وہ بہت بہادر تھے، شاید اس زہر کا انھیں پتا تھا کہ علاج ناممکن"

ہے۔۔۔ تبھی تکلیف سہی، آخری دو چار دنوں میں وہ مجھ سے جو بھی بولے صرف تمہارے لیے تھا، ان سے بولنا مشکل تھا پر تمہاری فکر کھائے جا رہی تھی، تمہاری تکلیف سے بہت خوفزدہ تھے اور یہ بھی کہا کہ انکو کچھ ہوا تو ا۔۔ انکی لال کو بابا کی کمی مت ہونے دینا، کاش وہ یہ بھی بتاتے کہ انکو کس بے دردی سے زہر دیا گیا لیکن شاید انکی زندگی اور ہمت دونوں کا اختتام ہو

چکا تھا میری جان، صبر کرو۔ تم دیکھنا لئیق آتے ہی اس ناگن کو خود موت دے گا، بس میری جان رومت، لئیق ضرور جلدی آئے گا۔ اتنا سب بکھرا ہوا ہے، وہ بنا سمیٹے کہیں نہیں جا سکتا۔ اور تم تو اسکے لیے باعث دعا ہو، حوصلہ رکھو"

سلینا اسے جتنا سنبھال لیتی، لعلین کے دل کو صبر آنا ناممکن تھا۔

"کاش میں آخری وقت بابا کے پاس ہ۔۔ ہوتی۔۔۔ تو انکی آنکھیں پڑھ لیتی لیکن مقدر نے مجھ سے یہ بھی چھین لیا، میں نہیں برداشت کر پا رہی۔۔۔۔ ابھی تو انکی اچانک موت کا دکھ بھی ہلکا نہیں ہوا تھا۔۔۔۔ ملال نے اسکے اندر شگاف ڈال دیے تھے، صبر کسی صورت نہیں آ رہا تھا، کلب کے ایک اہم میچ کے باعث وہ مرتے وقت بابا کے پاس بھی موجود نہ تھی۔

سیلی اس کے بنا نہیں رہا جا رہا، اسکی آواز سننا چاہتی ہ۔ ہوں۔۔۔۔ وہ مجھے "
چا۔۔ چاہیے سیلی۔۔۔۔ مجھے لئیق لا دیں پلیز۔۔۔ اسے کیوں میری تکلیف
سنائی نہیں دے رہی،
"خود کو میرا سکون کہتے تھے ت۔۔ تو کہاں ہو تم لئیق ایزد۔۔۔۔۔۔۔۔۔
ہچکیوں کی زد میں پوری کانپ اٹھتی وہ سیلی سے جان مانگتی تو وہ دیتی بھی،
اسے لئیق کہاں سے لا کر دے، یہ بے بسی اسے بھی آزردہ کر رہی تھی۔
بس میرا بچہ۔۔۔۔ میرا بہادر بچہ۔۔۔ ایسے رو کر آپیا کو بھی رلاو گی"
کیا۔۔۔۔ اللہ کا شکر کرو کہ وہ واپس نہیں آیا، ورنہ اسے کوئی بچا نہ سکتا۔ کل
اس آدمی کو لئیق کے حصے کی موت ملی، نا جانے بچارا کون تھا، اللہ اس کی
مغفرت کریں۔
اللہ نے لئیق کی اگر کل حفاظت کی ہے تو آگے بھی کرے گا۔ اٹھو میری
" جان تازدہ دم ہو جاو، کچھ کھا پی لو۔

سلینا نے اسکے بال نرمی سے سہلائے اسکو دلاسا دینے کی بھرپور کوشش کی مگر وہ یکدم اپنی ساری ہمت ٹوٹتی محسوس کر رہی تھی۔

"آ۔۔آپیا۔۔۔میرے پاس رہیں۔۔۔۔۔"

وہ بہت خوفزدہ تھی اور سلینا اسے ویسے بھی اس حالت میں چھوڑ بھی نہیں سکتی تھی۔

"میں پاس ہوں، اٹھو شاباش۔۔۔۔زائشہ کو آدھ موا کر کے رکھنے والی میری شیرنی ایسے نڈھال اچھی نہیں لگ رہی، اور پھر اگر لئیق یہاں ہوتا تو میں دیکھتی کیسے تمہاری آنکھ سے ایک آنسو بہنے دیتا۔ آجائے گا وہ، ہم سبکی دعائیں اسکے ساتھ ہیں"

اٹھنے کی بالکل سکت نہ تھی پھر بھی وہ اس شخص کے ذکر پر رسان سے مان کر اٹھی اور تازہ دم ہونے گئی جبکہ سیلی کی آنکھیں اسے مرجھایا نہیں دیکھ پا رہی تھیں۔

صبور بھی صبح صبح یہ سب سن کر آچکی تھی، فرہاد علوی کو اب بھی کچھ پتا نہ تھا کیونکہ وہ بچارے خود اچانک بہت بیمار پڑ گئے تھے جبکہ لوئے اور صبور کو ساری سچائیاں بتانے کا فرض دستگیر خود لان میں ان دو کو سامنے بیٹھائے، بیٹھا نبھا رہا تھا کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ زائشہ کی سزا پر اسکے بچوں کا کوئی اعتراض آئے۔

اور یہ ذمہ داری دستگیر جیسا باہمت شخص ہی نبھا سکتا تھا۔

صبور کی آنکھوں میں آنسو تھے تو لوئے بہزاد علوی کی آنکھیں کسی ماتم کدے کا روپ دھارے ہوئے تھیں، دستگیر کو یہ سب سچائیاں بتا کر خود بھی ان دو کو اپنی سگی ماں کے خلاف کرنا اچھا تو نہیں لگا تھا پر یہ وقت کی ضرورت تھی۔

اور وہ دونوں کو سبھالنے کے لیے موجود بھی تھا۔

میں جانتا ہوں تم دونوں کے لیے وہ جتنی بری ہو جائے، ماں رہے گی۔"

لیکن یہ سچائی اپنی جگہ موجود ہے کہ اس نے معافی کی کوئی گنجائش نہیں

چھوڑی، قاتل ہے وہ، لعلین ابراہیم کے والد تھے وہ شخص جسے اس عورت نے مروایا۔ یہ سچ میرے لیے بھی بھیانک تھا، پھر لئیق بھائی کی گاڑی، وہ بچارا نا جانے کون تھا جو انکے لیے تیار کی موت کے چنگل میں پھنس گیا۔ پتا نہیں وہ کہاں ہیں، وہ یہ سب سچائیاں خود تم دو کو بتاتے لیکن مجبوراً مجھے بتانی پڑیں۔ فرہاد صاحب کو کچھ بتانا انکی گرتی صحت پر ستم ہو گا"

ان دو کی تکلیف اپنے دل پر محسوس کیے اس نے مزید چند لفظ کہے تو جہاں صبور کی آنکھیں ضبط ٹوٹنے پر چھلکیں وہیں لوئے بہزاد دردناک مسکرایا۔ اسے تو پتا تھا زندگی اسکے ساتھ ایسے ہی ظلم ڈھاتی ہے، لیکن اس وقت اسے اپنا دم گھٹا محسوس ہو رہا تھا۔

پاس نہ لارا تھی نہ برو، نہ بابا ایسی حالت میں تھے کہ وہ انکے کندھے پر سر رکھ کر کچھ دیر رو لیتا سو ضبط سے سارے آنسو اپنے اندر ہی اتار لیے جبکہ صبور کا دردناک رونا، دستگیر کو بھی اذیت سے دوچار کر گیا۔

میں نے آج تک جسے اپنے قریب کرنا چاہا وہ اس زندگی نے مجھ سے عین"
وقت پر چھینا۔ میں کیا کروں سمجھنے سے قاصر ہوں، بروم۔۔ مجھے یہاں
"چھوڑ گئے ل۔۔ لیکن دل کہہ رہا ہے سب ختم ہو گیا دستگیر بھائی
لوئے کی ناامیدی نے دستگیر کو اسکے لیے فکر مند کیا۔
لوئے۔۔۔ میرے بھائی یہ وقت ہمت ہارنے کا نہیں ہے، اگر تم چاہو تو"
نیویارک جا سکتے ہو۔ جیسے ہی بھائی کی کوئی خبر ملے گی میں تمہیں بتا دوں گا۔
ایسا نہ ہو وہاں کوئی بڑا نقصان ہو جائے، لارا کو یوں اکیلا چھوڑنا بھی مناسب
"نہیں
دستگیر کی بات بھی درست تھی مگر لوئے کا دل ہر گز اس بات پر راضی نہ
ہوا۔
میں کیسے جا سکتا ہوں، وہ مجھے اپنے پیچھے گھر کا محافظ بنا کر گئے تھے۔ اور پھر"
"بابا کی طبعیت بھی اچھی نہیں

بچارالوئے تودونوں طرف کاسوچ کر پاگل ہورہاتھااور دستگیر کو فکر تھی کہیں وہ خود کے ساتھ کچھ کرنہ بیٹھے۔

"میں ہوں یہاں، تم اچھے سے سوچ لو۔لارابد گمان ہے اور کچھ براہو گیا تو کیا کروگے۔۔۔۔۔بھائی بہت جلد واپس آئیں گے یقین رکھو"

دستگیر کو جس طرح مستحکم یقین تھا یہ صبوراور لوئے دونوں کے لیے حیرت کا سبب بنا مگر دستگیر کواب کچھ تسلی اس لیے بھی مل چکی تھی کیونکہ وہ لئیق کی مشکلات سے واقف تھا۔

"ہمم۔۔۔میرا تو سر پھٹ رہا ہے۔۔۔۔معذرت چاہتا ہوں"

وہ بدحواس سا جیسے مزید کچھ کہنے کی ہمت نہ رکھتا وہاں سے اٹھ گیا تو صبور اور دستگیر دونوں نے اس صبر وہمت کے پیکر کو جاتے دیکھا۔

صبور کے آنسو اسی شدت سے اسکے چہرے کو بگھو رہے تھے تبھی وہ سامنے سے اٹھ کر اسکے پاس آکر بیٹھا تو وہ روتی ہوئی اسکے وجود میں سمٹ گئی، شاید تکلیف اسکے بس سے باہر تھی۔

دستگیر نے بھی اسے خود میں سمو کر خاموش تسلی دی اور اسی وقت اسکے فون پر ہمایوں کی کال آئی، وہ صبور کے لیے بہت پریشان تھے، دستگیر نے انھیں بھی سب بتا دیا تھا۔

" جی میرے پاس ہے وہ، فکر مت کریں۔"

ہمایوں کیانی کی دستگیر کے اسکے پاس ہونے کا سن کر جان میں جان آئی ورنہ وہ بہت تکلیف میں تھے کہ پتا نہیں صبور یہ سب برداشت بھی کر سکے گی یا نہیں۔

اسکو اپنے ساتھ رکھنا دستگیر، یہ صبور کی تمام تر برداشت سے بڑا دھچکا" ہے۔ میری بیٹی تمہارے حوالے ہے، اسکی تکلیف کم کرنے کا اختیار صرف "تمہارے پاس ہے

خود اس شخص کی بھی آواز میں نوحے کی سی گونج تھی، دستگیر نے رسان سے انکو تسلی دیے کال کاٹی، وہ لڑکی اپنے آنسوؤں سے اسکا سینا بگھو چکی تھی اور وہ اسکا رونا روکنے پر اس وقت قادر نہ تھا۔

"بس کرو صبور، لوئے کا سوچو، لعلین کا سوچو۔۔۔انکے دکھ تم سے کہیں بڑے ہیں۔ تمہیں حوصلہ کرنا ہے تاکہ ان دونوں کے ڈوبتے دلوں کو تقویت دے سکو۔ تم خود ہی ٹوٹ جاو گی تو میں یہ سب ہینڈل کر لینے کی امید کس سے رکھوں؟"

دستگیر کے نرم لہجے میں کہنے پر وہ ہچکیاں بھرتی اسکے سینے سے چہرہ الگ کرتی اسکو دیکھ کر اور رنجیدہ کر گئی۔

"تمہاری ماں بعد میں ہے وہ، پہلے تو وہ ایک خود غرض اور سفاک عورت ہے۔۔۔اس سچائی کو جتنی جلدی ہو سکے قبول کرو، ورنہ جندل محل ماتم کدہ بن جائے گا۔ لوئے کی جگہ خود کو رکھ کر دیکھو گی تو اپنا دکھ پنکھ سا ہلکا لگے گا، لعلین کا سوچو جسے اپنے بابا کے قتل کا سچ اور لئیق بھائی کے کھو جانے کا صدمہ ساتھ پہنچا"

وہ واقعی سچ کہہ رہا تھا، وہ شاید مر کر بھی ان دو کو اپنی جگہ نہیں رکھ سکتی تھی، شاید اللہ بھی بڑے بڑے دکھ اپنے بہت صابر بندوں کے لیے سنبھال رکھتا ہے اور وہ تو بالکل صابر نہ تھی۔

"وہ قات۔۔تل کیسے بن گئیں دس دستگیر۔۔۔۔۔ی۔۔یہ سب ک۔۔وہ قات۔۔تل کیسے بن گئیں دس دستگیر۔۔۔۔۔ی۔۔یہ سب ک

"۔کیسے برداشت کروں؟

وہ جس طرح کرب سے بولی، دستگیر نے دلبرداشتہ سا ہوئے اسے پھر سے سینے میں سمویا۔

"کرنا ہوگا میری جان، تمہارے پاس تو میں ہوں، ڈیڈی ہیں لیکن لعلین کے پاس اسکا لئیق نہیں ہے۔وہ بہت زیادہ تکلیف سے گزر رہی ہے، سلینا اسکے پاس ہے لیکن تم جانتی ہو کہ محبت کرنے والا شخص جب پاس ہو تو انسان کوئی سی قیامت بھی سہہ لیتا ہے، لوئے کے پاس بھی بھلے سب ہوں، لارا نہیں ہے۔۔۔۔بی بریو۔۔۔۔ہمیں مل کر سنکو اس مشکل وقت سے نکالنا ہے"

وہ اسکے پاس تھا تبھی تو وہ زندہ تھی اور یہی سوچ کر اسے لوئے اور لعلین کی تکلیف دل کو ٹکڑے کرتی محسوس ہوئی۔

"ہ۔۔ہاں۔۔۔ی۔۔یو آر رائیٹ"

وہ حوصلے کو یکجا کیے جس طرح اپنی آنکھیں رگڑ گئی، دستگیر نے اسکی جبین محبت سے چومی۔

مجھے تم سے سٹرونگ رہنے کی توقع ہے صبور، ابھی ہم دونوں پر جندل محل کی ذمہ داری ہے۔اور ویسے بھی تمہیں روتا ہوا دستگیر عالم نہیں دیکھ سکتا، سب ٹھیک ہو جائے گا۔ تمہیں بھی اللہ صبر دے گا"

اس وقت صبور کو اس ذہنی اذیت سے نکالنا بہت اہم تھا اور دستگیر تمام تر تکلیف و پریشانی کے اپنے تمام حواس بحال کیے سب بہتر رکھنے کی پر زور کوشش میں تھا۔

لوئے کمرے میں آیا تو جیسے جسم سے ہمت ختم ہونے پر خود کو بیڈ پر لڑھکایا، سوگوار ہوتی آنکھوں سے چند بے آواز آنسو جب ٹوٹ کر اسکی بڑھی بیرڈ میں دفن ہوئے تو وہ مزید تکلیف برداشت نہ کر پایا اور بہت برا رویا۔

اپنی ماں کی سفاکیت پر اور قسمت کے لارا چھین لینے پر۔۔۔۔۔۔وہ اسے منانے کیسے چلا جاتا؟

ایک طرف کنواں تھا تو دوسری طرف کھائی۔

"شاید میں اب تمہیں کھو دوں لیکن باخدا تمہیں کھونا اپنے آپ کو فنا کرنے جیسا ہے لارا، مجھے معاف کر دینا، میں نے کہا تھا کہ جب کوئی نہیں آئے گا تب لوئے آئے گا لیکن میری قسمت تو آج آخری حد تک اجڑ چکی ہے۔

تھک گیا ہوں، میں اب کچھ سنوارنا نہیں چاہتا۔۔۔۔۔شاید لوئے بہزاد علوی اب مر کر ہی سکون پائے گا"

آج اس شخص نے بے بس ہو کر ہار مان لی تھی، لارا کو بھرے دل کے سنگ مزید دور ہونے کے لیے چھوڑ دیا تھا۔

وہ بے جان سا ہو کر بیڈ پر لیٹا اور آنکھیں سختی سے بند کیں اور ایک ہتھیلی بے اختیار تڑپ کر جس طرح اپنے آگ لگ جاتے سینے پر جمائی وہ شاید اس پوری کائنات کا اس لمحہ دلخراش منظر تھا۔

.._____..

وہ سیلی کی باتوں کو کل سے اب تک سوچتی خود کو کافی مضبوط کر چکی تھی، شاور لے کر باہر نکلی تو اپنے کمر تک آتے گیلے بالوں کو اس نے آج بلکل ڈرائے نہ کیا، فل بلیک میں وہ نکھرے رنگ وروپ کے سنگ پیروں میں نازک سی فلیٹ چپل پہنے، ہر قسم کے منصوعی حسن سے بے نیاز بھی ایسی تھی کہ کسی ننھی پتھر کا دل پگھلا سکنے کی قوت رکھتی تھی، وہ متوازن نپے تلے قدم ناپتا ہوا روم میں انٹر ہوا تو نظر بے اختیار ہی مانی کے آنکھوں میں

آتے ہی چبھتے سراپے سے ہوتی اسکے گیلے بالوں پر جا ٹھہری مگر وہ خود کو کسی احساس کے تحت مدہوش ہونے سے روکتا مانی کو فیس پر موائسچرائزر لگاتا دیکھ کر اسکی طرف لپکا، چہرے پر خفگی درج تھی۔

"یہاں تمہیں سجنے سنورنے کی پڑی ہے، اپنے پچھلوں کی کوئی خبر بھی ہے یا نہیں"

شیری کے کڑوے لہجے میں سوال کرنے پر وہ حیرت کے سنگ مڑی، اسکے کھردرے اور مضبوط سوال پر مانی کی جبین پر بل سے نمودار ہوئے۔

"ک۔۔کیوں۔۔کیا ہوا ہے؟ کل ہی تو سب مل کر گئے ہیں مجھ سے۔۔۔۔۔کونسی خبر رکھنی تھی مجھے اپنے پچھلوں کی مسٹر اگلے صاحب؟"

ایک ایک لفظ سلگ کر کہے وہ شہریار کا اپنی عجیب سی زہریلی ٹون سے پارہ چڑھا گئی، دل تو اسکا اسکی گردن مڑورنے کا کیا کیونکہ وہ پہلے ہی کافی الجھا اور آپ سیٹ تھا

"سیدھا جواب نہ دینا، بکواس کروالو بس تم سے۔۔۔۔۔۔"

اس کو غصے سے گھورتا اس سے پہلے وہ جان سے اتارتا وہاں سے جاتا، مانی نے آہستگی سے نا صرف اسکی ہتھیلی تھامی بلکہ ہاتھ جکڑ کر شیری کو جس طرح اپنی طرف کھینچا، وہ تیکھے چتون والا یکدم ہی تھم گیا۔

اسکی ایسی جرت، شہریار جدون کے دل میں پہلے سے زیادہ نوکیلا تیر ثبت کر گزری، اپنے ہیبت زدہ دل پر قابو پاتا وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ کر تلملایا۔

"سچ میں بکواس جس دن کی آپ سے برداشت نہیں ہو گی، زرا احساس ہے آپکو میرا؟ کتنا روئی ہوں۔۔۔۔۔دل کی جگہ کیا پتھر ہے آپکے سینے میں؟ لک ایٹ می۔۔۔۔آئی ایم یور وائف۔۔۔۔یور فل سٹاپ۔۔۔۔تو پھر یہ کیسا فرار ہے، مسکراتے مسکراتے مجھے رلا دیتے ہیں، کبھی سوچا ہے ایک آنسو کی کتنی بڑی قیمت ہوتی ہے شہریار جدون"

شاید آخری بار وہ نرمی سے اسے سمجھانا چاہتی تھی کیونکہ اب بھی وہ نہ مانتا تو مانی سوچ چکی تھی وہ کیا کرے گی، مزید نہ منتیں کرنے والی تھا نہ رونے والی تھی بلکہ اس شخص کو واقعی سزا دینے والی تھی۔

"ی۔۔یہ کس ٹون میں بات کر رہی ہو؟۔۔۔۔ہوش میں ہو"

وہ کچھ لمحے تو خود بھی کچھ بول نہ سکا مگر مانی کے یہ جان لیوا انداز جب دل میں چنگاریاں جگاتے محسوس ہوئے تو وہ اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ سے جنگلی بنے چھڑواتا خفت سے بڑبڑاتا اس سے دور ہوا، آمنہ آفریدی کا گلاب چہرہ اس اہانت آمیز دھتکار پر تاریک پڑا۔

"میں آپ سے محبت کرتی تھی، لیکن اب آپکو اپنی ضد بنا کر رہوں گی۔ مجھ سے چھٹکارہ تو اب آپکو مر کر بھی نہیں ملے گا، اب مانی نہیں روئے گی، اب آپکو خون کے آنسو رلاوں گی۔ دیکھتی ہوں آپ مجھے اپنے کام کرنے سے کیسے روکتے ہیں، کیسے فٹ پاتھ پر جا کر سوتے ہیں۔۔۔۔اگر آپ نے

مجھے اپنے کام کرنے سے روکا یا کوئی دوبارہ سستی سی دھمکی دی تو انجام
"بھیانک ہو گا

ایک رات میں وہ سسک سسک کا کانپتی لڑکی جیسے زخمی شیرنی بنی غرائی، خود شہریار کے دل کو دھکا لگا، اسکی کلائی جکڑ کر پوری قوت سے ڈریسنگ سے لگاتا وہ اسکی بے ادب آنکھوں میں پورے عتاب و قہر سے جھانکا جہاں اس کی امید سے زیادہ جسم جھلساتی آگ کے شعلے اٹھ رہے تھے۔

"اچھا۔۔۔ کیا کر لو گی تم؟"

وہ اسکے گرجنے اور مزاق اڑا کر اچھا کو لمبا کھینچنے پر ڈرنے کے بجائے زہر خند مسکرائی۔

"جہاں آپ جائیں گے آپکا سایہ بن کر پیچھے آوں گی، اگر آپ نے مجھے کسی کام سے روکا تو میں آپکے پرسنل ہر معاملے میں آپکی سوچ سے کہیں زیادہ گھسوں گی اور آپ کچھ نہیں کر سکیں گے۔ ویسے بھی بیوی ہوں، مجھے میرے حق زبردستی چھیننے پر مجبور نہ کریں ایسا نہ ہو میں کچھ ایسی خواہش

کردوں اور گل ممی کی تگڑی سفارش بھی ڈلوالوں کہ آپ تباہ ہو
جائیں۔۔۔۔۔داد و بھائیوں کی لاڈلی ضرور رہی ہے مانی، لیکن بزدل اور
کمزور نہیں ہے کہ کوئی اسکا حق چھینے اور وہ رو دھو کر اس حق تلفی پر چپ
سے بیٹھ جائے گی، آپ جیسے خود کے مجرم کو اپنی زندگی میں لا کر میں نے
اچھے سے آپکو ناممکن سے ممکن کے سفر کی جھلک دیکھادی ہے سو سمجھنا
مجھے نہیں آپکو ہے۔۔۔۔۔۔رہی بات فٹ پاتھ پر سونے کی تو تھوڑی جگہ
"وہاں مانی کے لیے بھی چھوڑ دیجئے گا، وہاں بھی یہ عذاب آپ پر مسلط ہو گا
سیلی کے حوصلہ دینے نے تو واقعی کمال کر دیا تھا، آمنہ کا زہر میں بجھا ہوا
تابناک لفظ لفظ شہریار جدون کے حواسوں، اور قہر کے چیتھرے سے اڑا
گیا۔
اس لڑکی کی سرخ پڑتی وحشی ناراض آنکھیں شہریار جدون کا دل کاقتل
کرتی محسوس ہو رہی تھیں۔

اور تبھی شیری نے اس لڑکی کی خود پر ایسی حاکمیت مسلط کرنے پر اپنا ہاتھ اشتعال کے سنگ مانی کی گردن میں لپیٹ لیا مگر دبا یا زرا بھی نہیں، بس وہ اسے خوفزدہ کرنا چاہتا تھا لیکن آمنہ آفریدی نے واقعی ڈر کر آنکھوں کے سامنے آجاتی دھندلاہٹ پر سختی سے اپنے ہونٹوں کو بھینچ ڈالا۔

"تم بہت بڑی غلطی کر رہی ہو، میں سچ میں تمہیں مار دوں گا اور مجھے اس پر کوئی ملال بھی نہیں ہو گا۔۔۔ تمہیں م۔۔ مجھ سے نفرت کرنی ہو گی آمنہ آفریدی اور میں تمہیں اس قابل ہی نہیں چھوڑوں گا کہ تم مجھ سے محبت کا دوبارہ اظہار کر سکو۔۔۔۔۔۔"

وہ غصے کے باوجود جسم و جان کے حصار میں لپٹا بے بس لگا تبھی تو اس لڑکی نے اسکے الفاظ کا اپنے اندر اترتے زہر کا اثر، اس شخص کے لہجے کی تڑپ اور تکلیف سے فوری زائل کر لیا لیکن مانی کی ساری مضبوطی یہیں ختم ہونے لگی مگر اسے اس وقت کمزور نہیں پڑنا تھا۔

میں آخری سانس تک اس قابل رہوں گی کہ ڈنکے کی چوٹ پر آپ سے"
محبت کا اظہار کروں۔۔۔۔۔ سمجھ کیا رکھا ہے آپ نے مجھے، کیا میری
موت سارے کھیل کو سمیٹ دے گی شیری۔ آپ کو یہ لگتا ہے تو ڈو
اٹ۔۔۔

ماردیں۔۔۔۔ماریں۔۔۔۔ماریں نہ۔۔۔۔ سوچ کیا رہے ہیں، گردن تو پکڑ
لی۔۔۔دبا بھی دیں۔۔۔۔۔ کم آن۔۔۔ آپ ک۔۔ کر سکتے ہیں۔۔ آپ
"ہر طرح سے مارنے میں ایکسپرٹ جوٹ۔۔ ٹھہرے

وہ شاید خود بھی آج اس شخص کے بے جا دھتکارنے پر پاگل ہو رہی تھی اور اس نے شہریار جدون کے اندر بھی طوفان برپا کر دیا تھا، وہ واقعی نہ سمجھ سکا کہ اس نے کیسے اسکی گردن بنا سوچے دبا دی، لیکن یہ قہر صرف دس سیکنڈ پر محیط تھا، سانس گھٹنے پر مانی کے چہرے پر سرخی چھلکی تو آنکھوں میں تیرگی تبھی شہریار جدون نے اس پر رحم کھاتے اپنے ہاتھ کی جکڑن کو ختم کیے اس لڑکی کو واقعی چند لمحے زندگی سے محروم کرنا چاہا۔۔

مانی کی آنکھیں سفاکی سے شیری کی نفرت بھری آنکھوں میں جمی تھیں مگر اسکا تنفس بگھڑتا دیکھتے ہی شیری نے اپنا ہاتھ اسکی گردن سے ہٹایا، اور اس ہاتھ کی مٹھی بنائے مانی کو سلگتی نظروں سے دیکھنے لگا جو اتنی جلدی اس شخص کے ہار جانے پر دل جلا سا مسکرائی۔

شیری کو یقین تھا اب وہ ضرور اس سے دور چلی جائے گی لیکن ہائے ری قسمت! شہریار جدون کے مقدر میں قیامت خیز محبت درج کی جا چکی تھی، ایسی محبت جسکا دوسرا کنارہ اذیت اور ملال میں گہرائی سے ڈوبا تھا اور ایک کنارہ اس لڑکی سے جڑ چکا تھا۔

"م۔۔مجھے غلط ثابت کر دیا۔۔۔۔۔م۔۔مجھے لگات۔۔ تھا آج آپ مار دیں گے اور اپنی جان مجھ سے چھڑوالیں گے۔۔۔ لیکن میں نے دیکھا کہ آپکا تو۔۔اپنا سانس کسی نے روک دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔روکا تھا نہ، میں نے روکا۔۔۔۔۔جب س۔۔سچ میں مر جاوں گی نہ ش۔۔۔شیری تو زندہ آپ بھی نہیں رہیں گے، اب تو مجھے مرنے کی بہت شدت سے خواہش ہو گئی

ہے تاکہ آپکی سزا دیکھ س۔۔ سکوں۔۔۔۔اللہ کرے جلدی مر
جاوں۔۔۔۔۔۔ج۔۔جیتے جی تو مانی سزا کیا دے گی، آپکی آنکھ کے ایک
آنسو کی وجہ بھی نہیں بن پائے گی۔۔م۔۔میرا اینڈ آپ ہیں، اسکے بعد میں
"ختم

چند آنسو اس لڑکی کی آنکھوں سے ان کرب ناک سسکیوں کے حصار میں
لپٹے الفاظ کو اپنی زبان پر لاتے، شفق عارضوں پر بہے تو شیری کی آنکھوں
میں بھی بھیانک سرخی سمٹی۔

اسے لگا جیسے اسکے وجود کے کسی نے کند چھری سے ان گنت ٹکڑے کر
دیے ہوں۔

بے ارادہ ہی اس شخص کی اذیت سے دوچار آنکھوں نے اسکی گردن کو
مرکوز کیا تو اپنی سفاکیت کے ثبوت نے اسکے دل کو پلوں میں مٹھی میں
جکڑا۔

شیری کے مضبوط ہاتھ کی پکڑ اسکی سفید ملائم گردن پر نشان چھوڑ کر گئی تو شیری کے دل پر کوڑا برسا، وہ اتنا حیوان کیسے ہو سکتا تھا۔؟اپنا آپ انسانیت کے ہر درجے سے گرا محسوس ہوا۔

کیا وہ سچ میں اسے مارنے لگا تھا، پہلی بار اس شخص کا وجود کانپا تھا، اور وہ اذیت سے اسے تکتی آنسوؤں کو اپنے اندر ہی دبائے بہت مشکل سے رونا روکے کھڑی تھی مگر جب محسوس ہوا کہ چیخ چیخ کر رونے سے ہی حلق کا پھندا ہٹے گا تو وہ وہاں سے جانے کو پلٹی مگر اپنا بے جان ہاتھ، شہریار جدون کے مضبوط ہاتھ میں جکڑ جانے کے باعث اور شیری کے اسکے پیٹ میں بازو لپیٹ کر اپنے سینے سے لگانے پر مانی کا دل صحیح معنوں میں حلق میں آیا، اس اچانک گستاخ قربت کی نہ مانی کو توقع تھی نہ اس شخص کو جو اس وقت ڈیول اور شہریار جدون کے مکوٹھوں سے آزاد کوئی تیسرا روپ بدل گیا۔

پہلی بار اپنی کسی کودی تکلیف، خود کو کئی گنا شدت سے واپس پلٹتی محسوس ہوئی تھی، اسے لگا اگر اس نے تلافی نہ کی تو شاید وہ اس وجود میں نادیدہ طور

پر پھیلتے کرب سے بلبلا اٹھے گا، جانے یہ کیسا لمحہ تھا جب دونوں کو ہر آواز سنائی دینی تھم گئی۔

اپنے ستم کا بے خود ہوتے علاج کرتا وہ اسے جکڑے یکدم اسکے نزدیک ہوا، اس لڑکی کے بدن سے اٹھتی خوشبو کسی دنیاوی مہک سے موازنے میں بری طرح ناکام تھی۔

مانی کی گردن کی اور جھک کر بے ارادہ ہی اپنے ہونٹوں کی شدت بھری جکڑن سے مانی کی نازک گردن چوم لی اور یہ گستاخی تادیر ان ہونٹوں کی اس ملائم جلد پر ڈھائی جاتی شدت سے نشان میں بدل گئی، مانی کی بند آنکھیں صدمے سے بھیانک حد تک کھلیں، جس طرح اس ظالم نے لپیٹ کر خود میں بسار کھا تھا، مانی کا رہا سہا سانس بھی سینے میں گھٹ گیا۔

"You are not the end of Sharyar jadoon, Mani, you are my destruction. Don't make me change into the most terrifying

form ever. Don't make me suffer be-
cause of you which I can't bear. My an-
ger and cruelty are only bearable for
you, my retributions are as terrible and
evil as I am."

(تم شہریار جدون کا آخر نہیں ہو مانی، تم میری تباہی ہو۔ مجھے مجبور مت کرو
کہ میں اب تک کے سب سے ہیبت ناک روپ میں تبدیل ہو جاوں۔ مجھے
اپنی وجہ سے اس تکلیف سے مت گزارو جو میں برداشت نہیں کر سکتا۔
میرے قہر اور ظلم ہی صرف تمہارے لیے قابل برداشت ہیں، میری
تلافیاں بھی میری طرح بھیانک اور بری ہیں)"

اس لڑکی کی سماعت میں صور کی مانند پھونکے ان جملوں کے ساتھ ہی وہ اس
بے بس کرتے حصار سے نکلا تو خود سے سرزد ہوتے اس بے یقین عمل پر
اس نے ہوش میں آتے ہی مانی کو خود سے کسی اچھوت کی طرح دور دھکیلا۔

وہ باقاعدہ دیوار کا سہارا لیتی گرنے سے خود کو بچا سکی، اور جب گھورتی پلٹی تو وہ جبڑے بھینچتا اپنی اس سنگین بہک کر اپنا سچ کہہ جانے کی خطا پر اس سے نظریں چراتا منہ پھیر چکا تھا۔

"چلی جاو یہاں سے۔۔۔۔دور ہو جاو مجھ سے"

اسکے چہرے اور گردن کی رگیں پھول چکی تھیں اور مانی نے بھی اپنی گردن پر ہوتی نرم سی جلن پر ہتھیلی سہلائے اس آدم زاد کو حراساں ہوئے دیکھا اور جب نگاہ آئینے سے اس نشان پر گئی تو دل اچھل کر حلق میں آیا، اپنے بالوں سے اچھے سے گردن کور کیے وہ اس پھٹ پڑتے آتش فشان سے تیزی سے ڈر کر کمرے سے بھاگ گئی جبکہ شہریار جدون نے ڈریسنگ پر رکھا ڈیکوریشن جیولری باکس ہی دھاڑ کر پوری قوت سے فرش پر مارا تو وہ اس شخص کے اندر ہوتی ٹوٹ پھوٹ عیاں کرتا کرچیاں ہوا۔

"ک۔۔کیسے چھوا میں نے اسے۔۔۔۔۔۔۔؟لعنت ہو تجھ پر شیری تو نے سب برباد کر دیا۔۔۔۔۔"

اس وقت اسے اپنے آپ سے گھن آرہی تھی لیکن خود پر دھاڑنا بے جا تھا کیونکہ واقعی اس وقت شہریار جدون اپنے آپ میں نہیں تھا، اپنے ہونٹوں کو جس طرح رگڑتا وہ نہانے گیا، یہ اسکے سلگتے، جلتے وجود کہ ترجمانی کر گیا جبکہ مانی کی حالت تو یوں تھی جیسے جسم سے کسی نے سارا لہو نچوڑ ڈالا ہو۔

....★☆☆☆☆☆★....

پاکستان میں شام اتری تو نیویارک میں نئی روشن اور چمکدار صبح طلوع ہو چکی تھی، لارا نے صبح ہی ایمر سے فون پر بات کی تھی مگر اسے یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ واپس نیویارک آچکی ہے، بس اس نے ایمر سے آسٹن میں موجود یارق پاشا کے گھر کا ایڈریس لے لیا تھا وہ کل ہی ایمر سے ملنے کا پلین بنا چکی تھی

کیونکہ ایمر کو بہت مس کر رہی تھی جبکہ اس نے اس جولیہ نامی لڑکی کے بارے کل سے انفارمیشن نکلوالی تھیں کہ وہ کس وجہ سے لوئے کے پیچھے پڑی تھی۔

فون پر لوئے کی نہ کوئی کال تھی نہ میسج تھا،اور یہ سب اسکی بدگمانی کو بڑھانے میں پیش پیش تھا، محبتیں چاہتیں اور شدتیں دیکھانے والا یکدم بے نیاز بن گیا تھااور یہ اہانت بھرا احساس کسی نوکیلے کانٹے کی طرح لارا کو چبھ رہا تھا۔

وہ باہر جانے کے لیے اچھے سے تیار ہوتی ریڈی ہوئی اور اپنا بیگ لے کر گھر سے نکلی، گھر کو لاک کیا۔

اس نے اپنی دوست سے جولیہ نامی اس سنگر کے کلب کا ایڈریس لیا تھااور وہ جانتی تھی جولیہ کے ساتھ کیا کرنا ہے۔

گھر سے باہر نکلتے ہی اسے ٹیکسی مل گئی لیکن لارا کسی کی نظروں میں بھی مرکوز تھی، کوئی چھپ کر اس پر نظر رکھے ہوئے تھا۔

آدھے گھنٹے کی مسافت پر وہ ریڈ ویلوٹ نامی کلب آچکا تھا، لارا نے ٹیکسی ڈرائیور کو رکنے کا کہا اور پیمنٹ کرتی وہ گاڑی سے باہر نکلی۔

صبح کے وقت کلب میں رش نہیں تھا بس وہی لوگ موجود تھے جن کی رات کو سنگنگ یا ڈانس پرفامنس تھی سو وہ لوگ ریہرسل کرنے یہاں گروپس اور بینڈ کے ساتھ موجود تھے۔

لارا نے گیٹ سے انٹر ہوتے اپنی آنکھوں میں گاگلز جمائیں اور پر اعتماد چال چلتی ہوئی وہ آڈینس کی جانب اکا دکا شائقین کے ساتھ ہی دو تین کرسیوں کی جگہ چھوڑے بیٹھ گئی۔

اپنے بیگ سے پانی کی بوتل نکالے ہونٹوں سے لگائے ایک سیپ بھرا اور اپنی عقابی کراہت بھری نظر سٹیج کی طرف ریہرسل کرتی جولیہ پر جمائیں، لوئے کی وجہ سے جولیہ کو کوئی کام دینے پر راضی نہ تھا مگر اس نجی کلب کا اونر وقار کا جاننے والا تھا تبھی اس کی سفارش پر جولیہ کو کام دے دیا گیا تھا۔

وہ آگئی ہے، آتے ہی تمہیں ہی ملنے پہنچی ہے جولیہ۔ محتاط رہنا۔ اپنے"
"سرکل میں خاصی وحشی مشہور ہے۔ میں کلب کے باہر ہی کھڑا ہوں
جولیہ نے کچھ دیر رک کر سانس لیا تو اپنے فون پر آتے اپنے دوست اور اس سب معاملے میں مددگار ساتھی میڈی کے میسج پر اپنی آنکھیں آڈینس کی طرف جمائیں تو اسے لارا خود کو بھیانک تیور سے دیکھتی ہی دیکھائی دی جیسے اسکی جان لینے آئی ہو۔

اوہ۔۔ تو شکار خود ہی چل کر یہاں آگیا۔۔۔۔۔ آجاو لارا، تمہیں لوئے کی"
"تکلیف ٹھیک سے بناتی ہوں

جولیہ نے تمسخرانہ ہنسی ہنسے اپنا مائک واپس رکھا اور وہاں انسٹرومنٹ پلے کرتی ٹیم کو کچھ دیر بعد کا کہے وہ وہاں سے دیکھتے ہی دیکھتے سٹیج کی پچھلی طرف گئی اور تبھی لارا نے بھی اپنی جگہ چھوڑی اور تیزی سے اس جولیہ کا پیچھا کیا۔

جولیہ وہاں پیچھے ہی بنی لیڈیز ٹوائلٹ اور چینجنگ روم کی طرف بڑھی تو کسی نے اچانک اسکی گردن سے اسے دبوچے اندر کھینچا، جولیہ کی ساری شیطانیت تب جھاگ بنی جب اندر پٹخنے پر اس نے اپنے سامنے خونخوار آنکھوں سے ہستی فنا کرتی لارا کو دیکھا، خوف کی لہر جولیہ کے اندر تک سرائیت کر گئی۔

"تجھے کیا لگا تھا جولیہ بی بی، لوئے سے اتنی لاپرواہ ہے اسکی بیوی؟ تو نے اسکی گاڑی میں ڈر گزر کھوائیں تاکہ وہ اس کیس میں پھنسے سب پتا لگوالیا۔ یہ سب میں جان گئی ہوں حالانکہ لوئے نہیں جانتا کہ میں یہ جان گئی۔ لوئے نے تیری چال میں تجھے ہی پھنسا دیا، پھر تو نے اپنی ناکامی کا بدلہ لینے کے لیے میرے باپ سے ہاتھ ملایا۔۔۔۔۔ تجھ جیسی لڑکیوں کو بہت اچھے سے جانتی ہے لارا، وہ شخص جو بدقسمتی سے میرا باپ ہے، کافی بیوقوف ہے جو اپنی بیٹی تک پہنچنے کے لیے تجھ جیسی راہ چلتی سے ڈیل کر بیٹھا۔۔۔ لیکن لارا جہاں راہ چلتی ہوئی لڑکی نہیں ہے، تیرا سر کچلنا جانتی ہوں"

لارا نے اسکی گردن دبوچتے قہر ناک نظریں اس پر جمائے کڑھے اور
زہریلے لہجے میں کہا جس پر جولیہ نے حلق پر خوف سے گھلٹی سی ابھر کر
معدوم ہوئی، اسکی آنکھوں کے سامنے گویا موت ناچی۔
لیکن تو یہ نہیں جانتی لارا کہ تجھ تک پہنچنے کے لیے اس لوئے نے کیا کیا"
کروایا، اسکے کلب کا لڑکا دوست ہے میرا۔ میرا یقین نہیں تو میں تجھے میڈی
سے ملوادیتی ہوں۔ تیرے پیچھے غنڈے لگوا کر وہ انھیں پیٹ کر تجھے
امپریس کرنا چاہتا تھا پر پلین چوپٹ کر دیے تیرے جیسی سر پھری نے،
کوئی محبت نہیں اسے ان چھوئی لڑکیاں اسکا نشہ ہیں میری جان، تو بہت
پیاری اور خوبصورت ہے سو شاید نکاح اس نے تجھے بار بار چھونے کو کیا ہو،
اب تیرے نزدیک اچھا بھی تو بننا تھا۔۔۔۔ وقار انکل نے بتایا کہ لوئے کا
خاندان بہت ظالم ہے، یہ بھی بتایا کہ وہ جو تجھ سے اور تیرے ہجڑے بھائی
سے دور رہے، اسکا سبب بھی وہی سب لوگ تھے۔ اسکا تو روز ٹیسٹ بدلتا
تھا میری جان، درجن بھر شامیں تو میں نے بھی اسکی رنگین کیں، بڑا

شدت پسند تھا، میں تو پناہ ہی مانگتی تھی اس سے، میں تجھے اس وڈیوز کی اب بھی لوئے سے رابطے میں ہیں۔ ساری لڑکیوں سے ملوادوں گی جو "ایک کو تو میں نے کل بھی لوئے سے باتیں کرتے سنا ہے،

جولیہ کی یہ باتیں لارا کے دماغ میں کوڑے سی برسیں، وہ شخص کیسے اس لڑکی کو اسکی زندگی کے اتنے سچ بتا سکتا ہے، از سر نو لارا کو اپنے باپ سے نفرت محسوس ہوئی جبکہ لوئے کے لیے دل چیڑ کر رہ گیا، آنکھوں میں لافانی تکلیف ابھر کر معدوم ہوئی۔

"ٹھیک ہے بلا اپنے میڈی کو"

لارا نے اسکی گردن ناجانے کیا سوچ کر آزاد کی اور کچھ دیر بعد وہ کلب کے باہر ہی کیفے میں موجود تھی، میڈی واقعی اسکے کلب کے لڑکوں نے پچھلے ماہ ہی کام پر رکھا تھا سو لوئے اسے نہیں جانتا تھا، اس نے لارا کو جولیہ کے کہنے پر ساری روداد سنادی، جبکہ وہ ابھی بھی خود کو تسلی دے رہی تھی کہ اسکا انتخاب غلط نہیں ہو سکتا۔

اچھاتو اگر میں بھی لوئے کا ایک نشہ ہوں تو پھر میرے اسکو چھوڑنے سے "
اسکا کیا نقصان ہو گا، نہیں میرا مطلب تو نے بکواس کی تھی جولیہ کہ اسکو
"لڑکیوں کی کمی نہیں۔ سو مجھے اس سے الگ کرنے میں تیرا کیا فائدہ ہو گا؟
میڈی اور جولیہ تھوڑی ہی دیر میں اتنا تو جان گئے تھے کہ یہ لڑکی انکی باتوں
میں آنے والی نہیں سو لارا کے سوال پر دونوں ہی لمحہ بھر گنگ ہوئے۔
شاید اسکی ضد ٹوٹے گی، اسکی ملکیت اس سے چھن جائے گی۔۔۔۔۔ میرا"
انتقام اسکو ہرا کر پورا ہو جائے گا، ویسے بھی تیرا باپ مجھے اچھی خاصی رقم
دے چکا ہے، وہ تیرا بھلا چاہتا تھا۔ نہیں چاہتا تھا کہ تو علوی خاندان کا حصہ
"بنے۔ اور تجھے بھی ہم نے اس خبیث راک سٹار سے بچا۔۔۔۔
باقی کے لفظ جولیہ کے منہ میں ہی دبے جب لارا نے اسکے منہ پر پوری قوت
سے تھپڑ مارا، اسکی تو سماعت سن ہوئی ہی تھی مگر ساتھ بیٹھا میڈی بھی اتنے
سنگین قسم کے تماچے کی دھمک سے خوفزدہ ہوا، اپنے لوگوں کی حالت
اسے بھولی تھوڑی تھی جو لارا نے کی تھی تبھی وہ حلق تر کرتا نظر آیا۔

اپنی زبان سنبھال کر بول، کوئی اس شخص کو برا کہے یہ لارا برداشت نہیں"
کرے گی، ان سب لڑکیوں سے ملنا ہے مجھے۔۔۔۔۔ باقی تو نے جو لوئے کی
"راتیں رنگین کی ہیں یہ تھپڑ اسکی تلافی کے لیے بہت ہے
لارا سے وہ دو اخیر خوفزدہ تھے جبکہ لارا نے جس طرح اپنے کھلے بیگ میں
رکھی گن دونوں کو دیکھائی، دونوں کی ساری بہادری پگھل گئ۔
اب اپنا جھوٹ ثابت کرنے کے لیے جولیہ کیا کرے، یہی سوچ کر اسے
موت پڑ چکی تھی۔

" ٹ۔۔ ٹھیک ہے ملوادوں گی۔۔۔۔۔"

جولیہ نے تھوک نگلتے جھوٹ گڑھا جس پر لارا نے دونوں کی منحوس شکلیں
کڑواہٹ سے دیکھیں اور دفع دور ہو جانے کا اشارہ کیا جس پر دونوں ہی
وہاں سے بھاگنے کے انداز میں نکلے۔

"یہ تو ڈان ہے پوری۔۔۔۔ کدھر پھنس گئ تو جولیہ۔۔۔۔"

وہاں سے باقاعدہ بھاگتے ہوئے جولیہ نے ہانپتے ہوئے خود کلامی کی مگر لارا کی آنکھوں میں گویا آگ لگ گئی۔

"تم ابھی تک کیوں میرے پاس نہیں آئے لوئے؟ کیا واقعی لارا تمہارے لیے بے وقعت تھی۔۔۔ نہیں! ہر اس لڑکی سے ملوں گی، سب کو تمہیں چھونے کی سزا دوں گی، اور پھر تم بھی بھگتو گے۔۔۔۔۔۔مجھے میرے حال پر چھوڑ کر تم ثابت کر رہے ہو کہ لارا تمہارے لیے کچھ نہیں۔ دین فائن، میں یہ سب خود دیکھتی ہوں"

دل اس شخص کے حق میں تھا تو دماغ حالات اور چالوں میں جکڑ رہا تھا، لیکن شاید قسمت ان دو کو سخت آزمانا چاہتی تھی اور آزمائش کے آگے ہم انسانوں کی نہیں چلا کرتی۔

.._____..

"بہت ٹنس ماحول ہے، ہر کسی کی تکلیف اپنی لگ رہی ہے۔ پتا نہیں یہ سب کیسے نارمل ہو گا"

ہمایوں کیانی شام میں خود جندل محل آئے، زائشہ کو تہہ خانے پہنچا دیا گیا تھا سو آج انکو جندل محل کی منحوسیت قدرے کم لگی اور یہاں سے انکا سیدھا ہوسپٹل جا کر فرہاد کی تیمارداری کا بھی پلین تھا، صبور کو دستگیر نے سنبھال لیا تھا اور اب سب مل کر لعلین کو ہمت سونپنے میں لگے تھے جبکہ نیہا ہی انکو باہر تک سی آف کرنے آئی۔

"ہو جائے گا نیہا، برائی یہاں سے ختم ہو چکی ہے۔ سب ایک دوسرے سے مخلصی سے جڑے ہیں۔ لئیق ان شاءاللہ جلد واپس آئے گا، اور لعلین کے لیے مشکل وقت ہے اللہ اسے ڈھیر صبر دے۔ میں اب چلتا ہوں۔ فرہاد صاحب اور لوئے کے ساتھ کچھ وقت گزاروں گا تاکہ ان دو کی بھی دلجوئی ہو سکے"

وہ نرم اور پر امید لہجے میں بولے تو وہ افسردہ سی مسکائی اور چہرہ اٹھا کر اس نفیس شخص کو دیکھنے لگی، دل نرمی سے دھڑکا۔

"بہت اچھا سوچا آپ نے، آنے کے لیے تھینکو۔ آپکو دیکھ کر صبور کو تسلی ملی ہو یا نہ ہو۔۔۔ مجھے ضرور ملی"

وہ اسکے دل سے انکی اہمیت کے اعتراف پر دل کو ہلکا محسوس کرتے نیہا کی آنکھوں میں جھانکے، دن بھر لعلین کے ساتھ وہ بھی روتی رہی تھی سو آنکھیں تھکن کے حصار میں لپٹی بجھی ہوئی تھیں۔

"میں حقیقت میں تمہارے لیے آیا تھا، صبور کے لیے دستگیر کافی ہے۔ وہ اسے سنبھالنا جانتا ہے لیکن میں، اب نیہا کو اہمیت دینا چاہتا ہوں"

وہ نہ بھی کہتے تو وہ جانتی تھی اہم ترین ہے۔

تبھی تو دل نے تیزی سے دھڑک کر آنکھوں کو جھک جانے پر اکسایا تو یہ اس لڑکی کے عام سے حسن کو بھی دہکا گیا۔

آپ کا مجھے اہمیت دینا، کہیں مجھے دنیا ہی نہ بھلا دے ہمایوں۔ایسا نہ ہو"

"اپنے خوابوں، خواہشوں کو بھول کر میں آپکی محبت میں گرفتار ہو جاوں

جھکی آنکھوں کے سنگ ہی وہ اپنی ہار تسلیم کر رہی تھی تبھی تو ہمایوں نے

جب اپنا ہاتھ اسکی جھکی آنکھوں کے سامنے پھیلایا تو وہ بنا سوچے تھام گئی اور

پھر چہرہ اٹھائے اس مہربان کو متحیر مظروں سے دیکھا۔

اگر تم اس رشتے کو ہمایوں کیانی کی طرح سنجیدہ لو گی تو تمہیں محبت ضرور"

"ہو گی

اسکے ہاتھ پر محبت کے سنگ دوسرے ہاتھ کا دباو ڈالتے وہ الفاظ میں بھی

شدت ملا کر ان مشکل حالات میں بھی اسے کھکھلا اٹھنے پر مجبور کر گئے۔

"اب آپ جائیں پلیز"

وہ انکا ہاتھ چھوڑتی حیا سے گلنار ہوتے چہرے کو پھیرے تیزی سے واپس

چلی گئی تو وہ بھی مسکراتے ہوئے اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گئے۔

شیری صبح ہی واپس تھانے آچکا تھا جبکہ مانی سمیت سبکا ہی شام میں جندل محل جانے کا پلین بن چکا تھا، بھیو کے حوالے سے سب سن کر وہ ویسے بھی بہت پریشان ہو گئی تھی، اور پھر جب افراہیم نے ساری صورت حال عینی، پرکاش اور صارم کو بتائی تو وہ بھی انکے ساتھ لعلین کے پاس جانے کو بیقرار ہوئے یوں وہ سب ہی ہمایوں کے جانے کے آدھے گھنٹے تک جندل محل پہنچے۔

بھجت تو اپنے تئیں صبح سے لئیق کے بارے خبر نکالنے میں لگا تھا، اور مدیحہ صاحبہ اسکے ساتھ واپس آفریدی حویلی جا چکی تھیں۔

دستگیر نے صارم، پرکاش صاحب، افراہیم کو کمپنی دی جبکہ عینی، گل لالہ اور مانی کو نیہا لعلین کے پاس اسکے روم میں لے گئیں، وہ بہتر تو تھی لیکن پریشان تھی۔

اور پھر گل آنی، عینی اور یہاں تک کہ مانی کا حوصلہ دینا اسے بہت بہتر کر گیا، سب نے لئیق کے جلدی واپس آنے کی دعا کی اور پھر لعلین کو زیادہ پریشان نہ کرتے وہ آدھے گھنٹے تک واپس بھی چلے گئے۔

لیکن سب بہت فکر مند تھے، اور لئیق کے اچانک ہوا میں معلق ہونے پر سبکی اسکے لیے دل سے دعائیں نکل رہی تھیں۔

ہمایوں وہاں سے سیدھے ہوسپٹل ہی گئے، فرہاد صاحب کو سپیشل کیئر روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا، ہمایوں کے آنے پر وہ بہت خوش ہوئے تھے۔

خود ہمایوں ان سے کافی دیر ہنسی مزاق کر کے انکا دل بہلاتے رہے اور پھر اجازت لیتے لوئے کے ساتھ ہی کمرے سے نکلے۔

فرہاد کو لئیق کا نہ بتانا، طبعیت اجازت نہیں دے رہی کہ وہ کوئی پریشانی" سہیں۔ تم بھی دل بڑا رکھو میرے بچے، جانتا ہوں وہ ماں تھی اور لئیق تمہارے لیے بیش بہا قیمتی ہے۔ لیکن اللہ اپنے پیاروں کو ہی آزمائش سے گزارتا ہے۔ لئیق جہاں ہو گا خیر و عافیت سے ہو گا، اور جلد اپنوں میں لوٹے

گا۔ کسی چیز کی ضرورت ہو، کوئی سماعت چاہیے ہوئی تو یہ بڑا سا دوست
"تمہارے لیے بھی خاضر ہے۔ جیسی میری صبور ویسے تم
وہ اپنی ساری تکلیف بہا چکا تھا اب کسی کا کندھا اسے درکار نہیں تھا پھر بھی
ہمایوں صاحب کے کنسرن پر وہ اچھا محسوس کیے مسکرایا۔
تھینک یو انکل۔۔۔ لیکن میں ٹھیک ہوں۔ بر و جلدی آجائیں گے ان شاء"
"اللہ

وہ شاید اپنی ماں کے بارے ذکر بھی نہیں چاہتا تھا جو ہمایوں نے شدت سے
محسوس کیا تبھی رسان سے اسکی گال تھپکاتے وہ چلے گئے اور انکے جاتے ہی
لوئے کے چہرے پر واپس تاریکی چھا گئی۔
وہیں اپنے آپ سے سرزد ہوتی خطا نے شہریار جدون کی ہستی دہلائی تھی۔
گل لالہ اور عینی تو جا چکی تھیں مگر مانی رات تک کے لیے لعلین آپی کے
پاس رک گئی تھی، جبکہ شیری کو لعلین سے ملنا تھا سو وہ بھی کچھ اہم کام
نمٹاتا شام کے سات بجے تک جندل محل روانہ ہو گیا۔

مریم بی اور نیہارات کا ڈنر بنا رہی تھیں اور صبورا انکی مدد کر رہی تھی جبکہ دستگیر باہر لان میں تھا۔

لعلین کو اپنے لیے ہلکان سی سیلی اور مانی کو دیکھ کر خود بھی فکر ہو رہی تھی۔

بھیو پہلے بھی ایسے ہی غائب ہو جاتے تھے لعلین آپا، جب سیلی اور بھجت " لالہ کے ساتھ وہ حادثہ ہوا تب بھی وہ غائب تھے بلکہ شادی میں بھی شریک نہیں ہوئے تھے۔ آپ ٹنشن نہ لیں، کسی دن اچانک آکر انہوں نے آپکو "سرپرائز دینا ہے

مانی صبح والے قیامت خیز لمحے یکسر بھلائے اس وقت صرف لعلین کو پر سکون کرنے میں لگی تھی اور سیلیٔ سمیت وہ بھی مانی کی اس بات پر دھیما سا مسکرائی۔

"اللہ کرے ایسا ہی ہو، مجھے انتظار ہے اسکے سرپرائز کا"

لعلین کی اداس آنکھیں اور بوجھل ہوئیں تو مانی اٹھ کر اسکے پاس بیٹھے ساتھ لپٹی۔ جبکہ سیلی دونوں کو ہی پیار سے دیکھنے میں محو تھی۔

ایسا ہی ہو گا، اداس نہ ہوں۔ بھیو بہت سپیشل ہیں آپکے لیے، آپکی آنکھوں"
سے نظر آتا ہے۔ میں ہمیشہ سوچتی تھی انکے لیے پتا نہیں کونسی نک چڑھی
آئے گی لیکن یو آر سو ہمبل اینڈ پولائیٹ۔۔۔ آپ سے ٹھیک سے مل ملا بھی
نہیں سکی میں، اپنے بکھیڑوں کے سبب۔ لیکن اب مانی آپ سے دوستی کر
کے بھیو کی واپسی تک انکی طرح خوب دماغ کھائے گی۔ بس میرے امتحان
"خیر سے نمٹ جائیں

مانی کی چلبلی سی باتیں سن کر جہاں لعلین کا دل بہلا وہیں کل کی بسبت مانی
کو آج بہتر دیکھ کر سیلی کو بھی تسلی پہنچی۔

اچھے سے تیاری کرو گی تو خیر سے نمٹیں گے۔ شیری کم از کم تمہیں تنگ تو"
"نہیں کرتا ہو گا، سو ایزیلی پڑھ پا رہی ہو گی

لعلین کے پوچھنے ہر وہ لمحہ بھر چپ ہوئی، کیا بتاتی کہ آج کی حرکت کے بعد
تو شخص نے مانی کا ہر ڈر اور جھجھک خود ہی ختم کر ڈالی تھی، دل شدت سے

دھڑکا۔

"لال۔۔۔"

اس سے پہلے وہ جواب دیتی، کمرے میں انٹر ہو کر اسے پکارتے شیری پر ان تینوں کی توجہ منتشر ہوئی۔

جہاں سیلی اسے دیکھ کر سنجیدہ ہوئی وہیں لعلین کی آنکھوں میں تکلیف سی اڈی جبکہ مانی کو لعلین سے لپٹا دیکھ کر شیری نے ضرور حیرت عیاں کی۔

اچھا کیا تم آ گئے، کمپنی دو اب بیوی اور سہیلی کو۔۔ میں ڈنر کا دیکھتی، کر"

"کے جانا

سیلی نے اسکو اندر آتے دیکھ کر رسان اور مہمان نواز لہجے میں کہا اور مسکراتی ہوئی کمرے سے نکلی وہیں مانی نے بھی بنا شیری کو دیکھے لعلین کی طرف بوکھلا کر چہرہ موڑا۔

"م۔۔ میں بھی آتی ہوں لعلین آپا، نمرہ کو کال کرنی تھی"

گھبرا کر بہانہ تراشے وہ جلدی سے کمرے سے نکلی تو شیری اور لعلین دونوں نے اسکا یوں بھاگنا دیکھ کر ایک دوسرے کو بنا کسی تاثر کے دیکھا۔

وہ اسکے پاس ہی آکر بیٹھا جو ٹانگیں سمیٹ کر تکیے سے ٹیک لگائے لیٹنے کے انداز میں اداس سی بیٹھی تھی، بابا کی موت پر صبر کرنے کی کوشش کرتی ہوئی اور لئیق کے آنے کی امید سے خود کو تقویت دیتی لال کو وہ بآسانی دیکھ سکتا تھا۔

صبح ہمت نہیں تھی تم سے ملنے کی، تم جانتی ہو تمہیں روتا ہوا نہیں دیکھ" سکتا۔ لیکن خوش ہوں کہ تم بہت بہادر ہو۔ اللہ ابراہیم انکل کے درجات بلند کریں، باقی رہی لئیق کی بات تو تم جانتی ہو اسکا اصل۔۔ اور اسکی ذمہ داریاں سمجھتی ہو۔ اس لیے تسلی رکھو، وہ خیر و عافیت سے ہو گا، لیکن اسکی غیر موجودگی میں تمہیں اسکی جگہ سنبھالنی ہے"

شاید یہی وہ دلاسا تھا جو لعلین نے خود کو دے کر اپنے آنسو روکے تھے کہ وہ جن گمنام منزلوں کا راہی تھا وہاں فرض کو اولین اہمیت دی جاتی ہے۔

وہ اسے ایک لمحہ بھول پانا مشکل جان رہی تھی، کیونکہ لعلین کے ارد گرد لئیق کی موجودگی، اس کے ساتھ گزرا ہر لمحہ اسکے پاس ڈھارس کے لیے موجود تھا۔

اس کمرے کی ایک ایک اینٹ اپنے اس پیارے مکین کے احساسات کو جذب کر کے ان جیسی ہو گئی تھی۔ پھر وہ لعلین سے بول رہی تھیں، قصے سنائے ہنس رہی تھیں، اسکے ساتھ روئی تھیں، اداس اور چیختی چلاتی رہی تھیں۔

وہ سب بے جان تھا لیکن ہر گوشے میں اسکے لیے لئیق ایزدعلوی کا احساس موجود تھا جو لعلین کو بہت جلد سمیٹنے میں کامیاب ہو گیا۔

میرا دل چاہتا ہے میں زائشہ کو بھی وہی زہر دے کر ماروں شیری، شائد" تب میرے دل کی آگ ٹھنڈی ہو سکے۔ لیکن مجھے لئیق پر بھروسہ ہے، وہ میرے بابا کے قاتلوں کو عبرتناک سزا دے گا سو میں انتظار کروں گی۔

باقی وہ ٹھیک ہے مجھے پتا ہے، شاید بے بس ہو گا ورنہ لعلین اسے پکارتی اور

وہ نہ آتا، ایسا نا ممکن تھا۔ یہی سب میرا حوصلہ ہے، بہتر ہو جاوں گی۔ اللہ پاک سے دعا کی ہے کہ مجھے ہمت دیں کہ اسکی لعلین بن کر کھڑی ہو سکوں"

شہریار کو اسکی زندہ دلی اور ہمت دیکھ کر خود بھی دلی مسرت ہوئی، یہ لڑکی اسے واقعی کبھی مایوس نہیں کرتی تھی.

"مجھے تم سے یہی امید تھی لال، لئیق کو تم جیسی وائف ملی کیونکہ صرف تم ہی اسکی مشکلات سمجھ سکتی ہو"

وہ اسکے سرہانے پر دھیما سا مسکرائی لیکن یہ تو صرف لعلین جانتی تھی کہ اس شخص کے بنا گزرا ایک لمحہ بھی کتنا مشکل ہے۔

"میری چھوڑو، تم بتاو کیا کر رہے ہو یہ سب شیری؟ مانی کو قبول کیوں نہیں کر لیتے۔ کتنی پیاری اور زندگی سے بھرپور ہے۔ میں تمہیں خوش دیکھنا چاہتی ہوں"

وہ ان حالات میں بھی شیری کو ایسا کچھ کہے گی اسے امید نہیں تھی تبھی وہ کوئی جواب نہ دے سکا بس لعلین سے نظر چرا لی۔

لیکن میں خوش رہنا نہیں چاہتا، تم مانی کو کچھ دن یہیں اپنے پاس رکھ لو۔"

"

یہ لڑکا ہمیشہ ہی لعلین کا دماغ گماتا اور اس وقت بھی وہ اسکی بات پر برہم ہوئی۔

"کیوں رکھوں؟ بیوی وہ تمہاری ہے۔ کیا ہوا میری طرف دیکھو"

لعلین غصے کے بجائے اسکی چرائی آنکھیں دیکھ کر پریشان ہوئی مگر لعلین کے اصرار پر وہ اسے دیکھنے پر مجبور ہوا۔

"پتا نہیں کیا ہو جاتا ہے مجھے، وضاحت دینی آسان نہیں"

وہ اسکے دل کی الجھن ضرور سمجھتی اگر خود بہتر ہوتی، اس نے ٹالا اور لال خاموشی سے ٹل گئی۔

تم اپنی زندگی کو آسان بنالو، جو میسر ہے اس کو قبول کرو۔ قریب جا کر"
دیکھو اسکے، وہ کیسے تمہاری توجہ سے مزید کھلکھلا دے گی۔ سب کچھ
تمہارے کہے بنا نہیں ہو گا شیری یاد رکھنا، پھر شکائیت نہ کرنا کہ لال نے
"سمجھایا نہیں تھا

وہ اسے جو کہہ رہی تھی وہ اچھے سے سمجھ کر بھی جھٹلا رہا تھا۔

تم میرے دل پر ان مشوروں سے مزید بوجھ مسلط مت کرو لال، اپنا خیال"
"رکھنا۔ میں پھر آوں گا

جانتا تھا زرا دیر رکا تو وہ اسکے دل کے سارے راز جان لے گی تبھی نظریں
چراتا ہوا اٹھتا وہ چلا گیا تو پورچ تک پہنچا ہی تھا کہ مانی کی عقب سے پکار پر
ناچاہتے ہوئے بھی رکا۔

"شیری مجھے بھی گھر لے جائیں، میں لعلین آپا کو بتا کر آتی"

وہ اسے کہہ کر اندر گئی، لعلین کو بائے کہے اپنا بیگ لیے جب تک باہر آئی،
وہ گاڑی میں بیٹھا اسکا منتظر تھا۔

دل کا سارا ڈر پرے کرتی وہ چہرے پر فطری سی جھجک سجائے اسکے ساتھ ہی بیٹھی تو شیری نے بنا اسے دیکھے یا یا کوئی بات کیے گاڑی سٹارٹ کی اور جندل محل سے نکالی۔

سارا راستہ وہ خاموشی کے سنگ ڈرائیونگ کر رہا تھا، اور مانی بس چہرہ دوسری طرف موڑے اس شخص کی اپنے ساتھ موجودگی پر ہی راضی تھی۔

اسکے باہر دیکھنے پر شیری نے نظر گمائی تو مانی کی گردن سے ہٹے بالوں تلے آویزاں نشان شیری کی آنکھوں میں چبھا۔

فوری نظر ہٹائے سامنے ڈالی۔

"اسے چھپایا کیوں نہیں تم نے؟"

شہریار کے کڑوے استفسار پر وہ جو پر سکون سی باہر بدلتے مناظروں میں گم کھلی کھڑکی سے آتی رات کی سرد ہوا سے محظوظ ہو رہی تھی، رخ موڑے حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔

"ک۔۔کسے؟"

وہ اسکے انجان بننے پر مزید سلگا۔

مگر مانی نے اسکے امڈتے غضب کو دیکھتے بے اختیار اپنی گردن کو اپنے ہاتھ کی ملائم پوروں سے چھوا، وہ لمحہ سرد لہر بن کر وجود میں اترا۔

"ووہ۔۔۔یہ بالوں کے پیچھے تھا۔۔۔۔۔کسی ن۔۔نے نہیں دیکھا"

وہ خود ہی بوکھلا کر مطمئین کرتی پھر سے خوفزدہ ہوتی باہر دیکھنے لگی۔

"اور اگر کسی کی نظر پڑ جاتی؟"

اس بار وہ خونخوار تیور مانی کو واقعی ڈرا گئے۔

"ت۔تو کسی کو کیا پتا کے کیا ہوا"

وہ اسکی معصومیت ہر سرسری سی نظر گمائے سرد سا گھورا تو وہ نظر چرا گئی۔

سب تمہاری طرح فیڈر پیتے بچے نہیں ہیں، اپنی عقل بھی استعمال کر لیا"

کرو۔۔۔۔۔وہ سب تمہاری ایک سزا تھی، کچھ اور سوچنے کی غلطی بھی

"مت کرنا

شاید اپنے عمل کو جسٹیفائی وہ کبھی نہ کرتا لیکن یہ ناممکن بھی مانی نے ممکن کر دیا تبھی وہ گھبرائی پھر خفیف سا من ہی من میں مسکرائی۔

"تو ایسی سزا کیا مانی بھی دے لیا کرے؟"

وہ اسکے آہستگی سے بولنے کو بھی سنتا یکدم گاڑی کو بریک لگا کر کڑے تیوروں سے مانی کو پلٹ کر گھورا جسکی ساری مسکراہٹ اس کے گھورنے نے نگلی۔

"بولنے سے پہلے سوچ لیا کرو کے کیا بک بک کرنے لگی ہو، اور تم اپنا آپ مجھ پر مسلط کر کے مجھے سزا دے تو چکی ہو پھر اب اور کونسی سزا۔ تمہیں یہ سب نارمل لگ رہا ہے؟ ہنہ وہ میرا تمہارے قریب آنا صرف ایک سزا تھی تمہاری، لیکن تمہاری عقل پر تو پتھر پڑے ہیں"

اپنی گھبراہٹ چھپانے کو وہ اس پر جس طرح غصہ ہوا، مانی کی آنکھیں بس شیری ہر فرصت سے جمی تھیں، وہ اسے اس لمحہ مزید پیارا ہوا۔

وہ اپنے کیے کو جتنے بھی پردے پہنا دیتا، وہ جانتی تھی وہ بہکا تھا، اور مانی کے لیے یہ بہت بڑی اچیومنٹ تھی۔

"مجھے آپکی ایسی سزائیں قبول ہیں، ان فیکٹ آئی لائک اٹ۔۔۔۔"

وہ اسکے ارادے ملیامیٹ کرتی جس طرح بے باک مسکرائی، شہریار کا صحیح معنوں میں خون رگوں میں ابلا۔

"دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا"

بڑبڑا کر وہ واپس گاڑی چلا چکا تھا اور آمنہ آفریدی نے پھر سے بے اختیار اس نشان کو چھوا تو شیری کے ہونٹوں کا شدت بھرا لمس یاد آکر پورے وجود کو اسی طرح جھرجھری دے گیا لیکن اسکے چہرے پر گلال سے اترے۔

"میں نے تمہارا گلا دبایا تھا"

مانی کی خاموشی پر مزید وہ بولا، لہجہ اسے اکسانے کی کوشش میں تھا مگر وہ انتہائی پرسکون تھی۔

"میں بھی دبا کر بدلا لے لوں گی"

اسکا سکون بڑھا تو شیری کا غارت ہوا۔

اللہ اللہ کر کے گھر پہنچا تو اس شخص نے جان چھڑواتے اسے چلتا کیا کیونکہ خود وہ ہر گز اس لڑکی کے ساتھ رہنا افورڈ نہیں کر سکتا تھا۔

وہ شرافت سے باہر نکلی مگر کھڑکی سے جھانک کر اپنی کلائی زرا دیر کھڑکی پر ٹکائے شہریار جدون کی توجہ کھینچی۔

بھاگ رہے ہیں مجھ سے لیکن بتا دوں یہ فرار ناکام جائے گا، اپنا خیال"

رکھیے گا۔ فٹ پاتھ کے اپنے جیسے باقی سب دوستوں کو اپنی اس پیاری سی

"بیوی کا آداب کہنا مت بھولیے گا ہینڈسم۔ گڈ نائٹ

اسے زچ کرتی بلکہ خوفزدہ کیے وہ مسکراتی ہوئی اندر گئی اور شہریار جدون کا دل یہی کیا سٹیرنگ ہر ہی اپنا سر دے مارے۔

گاڑی فوری ہی گھر سے نکالتا وہ جانے کہاں جانے والا تھا بس کسی طرح مانی سے اسے دور رہنا تھا۔

.._____..

آخر کار وہ ملائشیا کے شہر شاہ عالم پہنچ چکا تھا، اور وہاں بھی ایک گاڑی اسے ہوٹل تک پہنچانے کے لیے موجود تھی مگر سب سے پہلے وہ اپنے لوگوں سے ملنے گیا تھا جہاں اسے کچھ مشن سے جڑی بریفنگز دی گئی تھیں۔

اپنے اصل نام کے سنگ ہی اس نے یہاں انٹری کی تھی، جبکہ اسکے بعد اسکی منزل وہاں سے Acappella Suite Hotel تھی۔

ڈرائیور نے اسے تیز رفتاری کے سنگ اسکی منزل پر پہنچایا، ہوٹل روم پہلے ہی لئیق ایزد کے نام سے ریزرو تھا۔

سواسکے کاونٹر پر آتے ہی وہاں کے مینجر نے خود ہی لئیق کو روم کی سروکی جس پر وہ سرسری سا شکریہ کہے اپنے روم کی طرف بڑھا جبکہ اسکا سوٹ کیس ویٹر نے تھامے اسکے قدموں کی پیروی کی۔

بیگ اسکا سوٹ کیس کی شکل اختیار کر چکا تھا جبکہ ڈریسنگ بھی جینز ٹی شرٹ اور جیکٹ کے سنگ فریزی بالوں کی لک، چہرے پر نرم سنجیدگی، پیروں میں لافرز، اور نظریں ہر منظر کا پوسٹ مارٹم کرتی ہوئیں۔

اپنے ہاتھ میں موجود کارڈ کی کی مدد سے لئیق نے ڈور اوپن کیا اور ویٹر کو جانے کا کہے خود اپنا سوٹ کیس لیے وہ روم میں ساحرانہ مغرور انداز سے انٹر ہوا۔

دروازہ بند کیے جیکٹ اتار کر اک طائرانہ نظر پورے لگژری بیڈ روم پر ڈالی اور پھر ونڈوز کی طرف آکر اس نے گرے سلکی پردے ہٹا دیے۔

باہر کا خوبصورت منظر بھی لئیق کو خوشی نہ دے سکا۔

اپنے پیچھے ناجانے کون کونسی قیامت برپا کیے وہ یہاں آگیا تھا، سب سے زیادہ فکر اسے بابا اور لعلین کی تھی اور پھر لوئے جسے وہ اپنے پیچھے پابند کر آیا تھا، وہ لعلین سے کیا واپسی کا وعدہ نبھانہ پانے پر ذہنی تکلیف کا شکار تھا۔

سانسیں تھکن سے آلودہ اور دل بوجھ سے دبا تھا۔

"آئی ایم سوری لعلین، میں نہیں جانتا تھا کہ میرے اور تمہارے بیچ قریب آتے ہی زمانے حائل ہو جائیں گے۔ تم مضبوط ہو، لیکن میں کچھ نہ کر پانے پر بے چینی کا شکار ہو رہا ہوں، تمہیں میرے دل کی آواز پہنچ جائے تو شاید تم خود کو سنبھال لو۔ میرا بس چلتا تو تم سے دور ہی نہ جاتا مگر کیا کروں، اس راہ سے عشق بھی ہٹا نہیں سکتا، ان دونوں کی اپنی اہمیت ہے جو مجھ پر ایک طرح فرض ہے۔ بٹ آئی مس یو سو مچ"

دل بس لعلین سے لپٹا تھا، وہ کیا سوچ رہی ہو گی، کیسے خود کو سنبھال رہی ہو گی سب سوچنا، اعصاب اور حواس کو بیمار کر رہا تھا۔

مگر وہ کہتے ہیں نہ دنیا کا سب سے خوبصورت موسم 'من پسند' شخص کے ساتھ بتائے لمحوں کا موسم ہوا کرتا ہے، اور وہ یہ موسم ایک دوسرے کی ذات میں پرو چکے تھے، موسم گزر بھی جاتا، وقت بدل بھی جاتا یا بیچ میں کتنے ہی فاصلے کیوں نہ حائل ہو جاتے لیکن من پسند کے ساتھ بیتے لمحوں کی حدت ہمیشہ قائم رہتی ہے، اور شاید ان دونوں کو اس وقت یہی چیز حوصلہ مند کر رہی تھی۔

جبکہ اس لڑکی کو بنا سلسلہ منقطع کیے کچھ دیر یاد کیے وہ اپنی یہ سب سوچیں جھٹک کر پلٹا تو نظر اس کیمرے پر گئی جو اس پر نظر رکھنے کے لیے پہلے ہی دیوار پر نسب فانوسی بلب میں نسب کیا جا چکا تھا، یعنی وہ سب اسے واقعی کسی قسم کی رعایت دینے کے حق میں نہیں تھے۔

کچھ دیر وہ یونہی کمرے میں ٹہلتا رہا اور پھر فریش ہونے واش روم میں گیا، ارد گرد نگاہ دوڑائی، ہر چیز اورگنائزڈ تھی، آدھے گھنٹے تک وہ فریش ہو کر نکلا تو تب تک دروازے پر روم سروس بھی پہنچ آئی۔

لئیق نے ڈور اوپن کیا تو سامنے کھڑا ویٹر ٹرے میں ڈنر سجائے آچکا تھا، یہاں پاکستان کے مقابلے وقت تین گھنٹے آگے تھا۔

"سر یور ڈنر"

ویٹر نے ٹرے اجازت ملنے پر اندر آکر خوبصورت سی میز پر رکھی اور پروفیشنل مسکراہٹ دیتا وہ اچھے ماحول میں مزیدار کھانے سے لطف اندوز ہونے کی دعا دیے ویسے ہی کمرے سے نکل گیا مگر لئیق نے اسکی رکھی ٹرے کو نظر انداز کیے متلاشی ہوئے دیکھا جسکے نیپکن کے نیچے ایک فولڈ چٹ تھی۔

"Zouk Night club"

لئیق نے اس پر لکھی عبارت پڑھی جس پر اسکے چہرے کے خدوخال تنے سو ڈنر کیے بنا وہ اٹھا، اپنے بیگ سے اپنی گن نکالی، وہ فون کی طرح کی ڈیٹیکٹیو ڈیوائس اپنی جیکٹ کی جیب میں ڈالی اور کھانے کو واپس کور ڈ کیے وہ اپنی

جیکٹ اٹھاتا روم سے نکلا اور لاک کیا، کاونٹر پر رات بخیر کہے وہ ہوٹل سے باہر نکل گیا۔

.._____..

اوہ، اللہ رحم کرے۔۔۔بس رب سوہنا انہاں دی مشکلاں نوں آسان "
"کرے۔۔۔۔تو بتا اماں اور بابا کو کچھ حوصلہ ملا؟

صارم اس وقت ٹیرس پر ٹھنڈی روح پرور ہوا میں کھڑا تھا، لعلین کے لیے فکر تھی تو لئیق ایزد کے لیے ڈھیر سی نیک تمنائیں مگر فرازم بخش کے تو اسکے بنا دن رات رکے ہوئے تھے تو وہ خود ہی آج استانی جی کی طرف آئے تھے، انکے گھر میں لگے لینڈ لائن سے انہوں نے صارم کو کال کی تھی کیونکہ انکے پاس فون نہیں تھا نہ وہ ضرورت محسوس کرتے تھے۔

جبکہ صارم نے اپنے بالکل غائب ہو جانے کی وجوہات بتا کر انھیں بھی اداس سا کر دیا۔

"اللہ کا شکر ہے دونوں بہت بہادر اور باہمت ہیں، اور یہاں ان کو پیار کرنے والے بہت تھے رب کا کرم ہے۔ ہارون کی موت کا دکھ بھولنا ناممکن ہے لیکن دونوں ہی سنبھلنے کی کوشش کر رہے ہیں، جب سے اماں اور بابا لعلین سے مل کر آئے ہیں، وہ اپنا غم بھولے اس کے لیے دعاوں میں لگے ہیں۔ وہ دونوں کے لیے صارم جتنی عزیز ہے"

فرازم صاحب کے چہرے پر مسکراہٹ آئی، اللہ بھی کتنا رحیم ہے کہ مائیں جہاں بھی بسیں انکو دل سے سکھ بہم پہنچاتا رہتا ہے، ماوں کے دکھ ورنہ زمین کی تہیں ہلا دیں، آسمان ایک ماں کی آہ پر گر پڑے پر رب ان ماوں کے دلوں کو خود ڈھارس دیتا ہے۔

لال نور تو اپنی کلاس لے رہی تھیں جبکہ سدرہ نے فرازم چچا کے لیے جب چائے بنا کر صحن میں لائی تو لمحہ بھر اسکے قدم گھبراہٹ کے سنگ تھمے۔

یہ سچ تھا کہ وہ خود بھی صارم کو دیکھ نہ پانے پر بے چین تھی، اسکی خوشبو ان گلی کوچوں سے مدھم ہو رہی تھی اور سدرہ کی اداسی بس اسی بات پر ختم ہوئی کہ وہ فرازم چچا کو کال کر رہا تھا یعنی وہ ٹھیک تھا، اسے یہاں کے سب یاد تھے۔

"اللہ اس بچی کو ہمت دے، آنکھیوں کے سامنے صدا رہنے والے اوجھل ہو جاویں تو بڑا اوکھا ہو جاتا ہے پتری۔ بس تو جلدی سے آجا، تجھے پورا علاقہ یاد کر رہا ہے، سب باری باری مجھ سے پوچھ رہے ہیں کہ صارم اب کدھر گیا۔۔۔۔۔"

وہ علاقے والوں کی محبت کا معترف تھا مگر اسکا دل تو کوئی خاص خبر چاہتا تھا کہ کیا اس لڑکی نے بھی چچا سے صارم کا پوچھا، یونہی وہ پہاڑ سینے میں موجود مضبوط دل کبھی کبھی بچہ بن جاتا تھا۔

"بس چند دن دے دیں، لعلین کچھ بہتر ہو جائے۔ ورنہ اماں کا دل اور دھیان یہیں اسکے پیچھے لگا رہے گا یا کم از کم لئیق آجائے تو وہ لعلین کو

سنبھال لے گا۔قرآن خوانی رکھی ہے کل ہارون کے لیے،بس پھر ان شاء اللہ واپسی ہو جائے گی۔۔۔۔۔آپ بتائیں کیسے ہیں،وہ کیسی ہے؟استانی جی کیسی ہیں؟"

وہ انکو مطمئین کیے بولا تو سدرہ نے ہچکچاہٹ کے سنگ اپنے رکے قدم بڑھائے اور احترام کے سنگ چائے کی پیالی وہ انکے سامنے رکھتی اس سے پہلے جاتی،انکے پکارنے پر سہم کر رکی۔

بالکل ٹھیک ہیں سب، تمہاری سدرہ میرے پاس ہی کھڑی ہے۔ابھی" "اپنی گڑ والی خاص چائے بنا کر لائی ہے، بات کرے گا؟

فرازم چچا کے یوں بولنے پر سدرہ صاحبہ کے چہرے کی رنگت زرد ہوئی، سامنے بات ناممکن تھی تو بھلا فون پر وہ کیسے اس ساحر سے بات کر پاتی جہاں اشارے اور شرما کر گھبرانے کے تاثرات بھی کام نہ آتے ہوں۔

جبکہ صارم کے چہرے پر دلفریب سی مسکراہٹ اتری۔

"کیوں اسکی بے بے سی مجھے مار پڑوانی ہے آپ نے ماما جی، اور رحم کھائیں
میرے فیوچر پر۔ اس نے گرور پڑنا ہے صدمے سے پھر میں کدھر اسے
ڈھونڈتا رہوں گا"

سدرہ کی اس وقت جو حالت تھی وہ صارم بنا دیکھے بھی بھانپا تبھی تو فرازم
چچا کی دبائی مسکراہٹ تکتی وہ فورا سے وہاں سے بھاگ نکلی تو ماما جی کا مست
سا قہقہہ صحن میں پوری دلکشی سے گونجا۔

"ہاہا گئی شوٹ پٹ کے (دوڑ کر)۔۔ہاہا بھانجے کیا بنے گا تیرا۔۔۔۔۔۔چل
جلدی آجا تا کہ اسکی دوڑیں تو ختم ہوں اور میرے سونے ویڑے میں
تیرے کاکے کا کیوں کی دوڑیں شروع ہوں"

ماما جی کے شرارت پر اترنے پر وہ بھی کھل کر ہنسا۔

"ایسا نہ ہو میری ہی دوڑ لگوا دے وہ علاقے کی الڑ مٹیار، اتنی امیدیں اچھی
نہیں میرے پیارے۔ صارم پر کاش دنیا کے لیے جتنا بھی نڈر اور بے
خوف ہو، اسکے آگے تو میری بھی آنکھیں تعظیم سے جھکنے لگتی ہیں"

وہ صارم کے لہجے کی شدت پر رشک آمیز مسکرائے۔

"ہاہاتو گیا بھانجے۔۔۔۔ چل ٹھیک ہے ہم سدرہ اور تیری شادی کی تیاریاں کل سے شروع کروانے لگے ہیں۔ چھیٹی نال آجا، تاکہ تیرا یہ ماما بھی مرنے سے پہلے تیری رخ کے خوشیاں ویکھ لے"

شاید انھیں صارم کی محبت دیکھ کر اپنا زمانہ یاد آگیا تبھی تو وہ دلبرداشتہ سے ہو گئے۔

جبکہ صارم نے انکی اس بات کو دل کو دکھ دیتے محسوس کیا۔

"آپ ایسا نہ تو کہیں، میری ہمت ہیں آپ ماما جی۔۔۔ جلدی ملاقات ہوتی ہے"

وہ خود بھی تھوڑا افسردہ ہو گیا تھا اور کال بھی آف کر دی جس پر فرازم صاحب بھیگی سی آنکھوں کے ساتھ سدرہ کی بنائی مزیدار چائے پینے لگے۔

جب تک انکی چائے ختم ہوئی، لال نور بھی اپنی اونلائن کلاس لے کر فارغ ہو چکی تھیں تبھی باہر آئیں تو فرازم انکے احترام میں اٹھ کھڑے ہوئے۔

"ہو گئی صارم سے بات؟ کیا کہہ رہا تھا کب تک آ رہا ہے"

وہ انکی طرف آتیں کچھ فاصلے پر ہی کرسی پر بیٹھیں اور پوچھا۔

جی استانی جی، ہو گئی۔ وہ وہاں گیا تو اسکے دوسرے بھائی کی وفات ہو گئی،"

بس قیامت ہی آ گئی سمجھیں۔

ویسے تو کل قرآن خوانی کے بعد اسکا اماں بابا کو لانے کا ارادہ تھا مگر کہتا ہے

ماں کی ایک بہت پیاری منہ بھولی بیٹی ہے جو کچھ دکھوں سے گزر رہی ہے،

اسکے بابا کی طبعی موت اچانک سے قتل نکلی، شوہر بھی اسکا کہیں کھو گیا تو بس

"وہ اس بچی کے کچھ بہتر ہونے کا منتظر ہے

اتنا سب بتا کر وہ لال نور کو بھی اس بچی کے لیے پریشان کر چکے تھے۔

یا اللہ، یہ تو بہت تکلیف دہ ہے۔ صارم نے اپنی وجہ سے اپنے ماں باپ کو"

یقینا سنبھال لیا ہو گا۔ ایک بیٹا کھویا تو اللہ نے دوسرا دیا۔ یہ اسی پروردگار

کے کام ہیں، باقی اس بچی کی تکالیف اللہ جلد دور کرے۔ کیا کوئی رشتہ دار

"ہیں وہ انکے؟

لال نور نے دل سے ان سبکا کرب محسوس کیا جس پر فرازم بخش نے سر اثبات میں ہلایا۔

رشتے دار تو نہیں ہیں لیکن بہت قریبی دوست احباب ہیں، ماں باپ بھی" دوست تھے اور آگے سے بچے بھی۔ کہہ رہا تھا لعلین، ہارون کی بہت اچھی "دوست تھی تو اسکی بھی دوست بن گئی۔ وہ بھی پریشان تھا اس کے لیے لال نور کو بتاتے وہ خود بھی افسردہ تھے مگر لال نور اس نام پر ضرور حیرت زدہ ہوئیں۔

"ل۔ لعلین۔۔۔۔ اور اسکے شوہر کا کیا نام ہے؟"

استانی جی کے استفسار پر لمحہ بھر فرازم بخش بھی گنگ ہوئے، نام ذہن میں گھوم رہا تھا پر زبان پر آنے سے قاصر تھا۔

آئے کیا بھلا سا نام تھا، دیکھیں عقل مت میری بلکل جواب دے"

"گئی۔۔۔۔ ارے ہاں لئیق ایز۔۔۔ اد۔۔۔ ایزد۔۔۔۔ بڑا اوکھا سا نام ہے

اپنا سر کجھاتے وہ سادہ اور بھولے پن سے کہے یاد آنے پر جس طرح بولے،

لال نور کے چہرے پر سفیدی چھائی۔

دل جیسے کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا ہو۔

"ک۔۔ کیا ہوا اسکے شوہر کو بھائی"

لال نور کی آنکھوں میں تکلیف سی تھی۔

پتا نہیں، ہے ٹھیک پر کہیں چلا گیا ہے۔۔۔۔۔۔ان سبکو امید ہے جلدی"

"واپس آجائے گا

فرازم بخش کے بتانے پر بہت مشکل سے لال نور نے اپنے آنسو روکے تھے

جبکہ فرازم بخش بھی پھر کسی کام یاد آنے پر شادی کی تیاریوں کے حوالے

سے کچھ باتیں کیے اجازت لیتے چلے گئے مگر وہ سارے آنسو جو لال نور نے

روکے تھے، انکے رخساروں پر تکلیف اور سسکیوں کے سنگ ڈھلک آئے۔

یااللہ، میرے لئیق کی ح۔۔ حفاظت کرنا۔ وہ جہاں بھی گیا ہے سرخرو"

لوٹے۔ تو تم نے واقعی لعلین نامی لڑکی سے شادی کی، یعنی تم مما کو نہیں

بھولے۔ تم مما کو یاد کرتے ہو گے، میرا دل ہمیشہ مجھے بتاتا ہے۔۔۔۔

م۔۔ میری جان، میں جلد تمہارے پاس آجاوں گی۔ تم خیر وعافیت سے واپس آو۔ تم نے شادی کرلی، میں بہت خوش ہوں۔۔۔۔۔ یقیناوہ لڑکی بہت خاص ہو گی جس نے تمہارے دل کو جیت لیا۔اور پھر جیسی حالت اسکی تمہاری غیر موجودگی پر فرازم بھائی نے بتائی، وہ تم سے محبت بھی کرتی ہو گی۔۔۔۔۔ میری دعائیں تم دونوں کے ساتھ ہیں میرے بچو"

لال نور کے لیے یہ سب کچھ کسی انعام سے کم نہ تھا مگر لئیق کے لیے انکی دعائیں ضرور شدت پکڑ چکی تھیں۔

بے بے کو صحن میں بیٹھا دیکھتی، سدرہ انکی چائے بھی وہیں لائی تو انکی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر سدرہ پریشان ہوئی۔

پاس بیٹھتے ہی جس طرح اس کھوئی ہوئی لال نور کی رخسار پر ڈھلکا آنسو پونجھا، لال نور یکدم چونکیں اور پھر بھیگی مسکراہٹ کے سنگ خود کی فکر میں ہلکان سدرہ کو دیکھا۔

"ک۔۔ کیا ہوا بے بے، آپ رو کیوں رہی ہیں؟"

معصومیت کے سنگ روہانسے لہجے میں بولی تو لال نور نے اسکی گال پیار سے سہلائی۔

"کچھ نہیں، تم رخصت ہونے والی ہو بس تبھی اداس ہو گئی۔ تمہارے بابا کی یہ پیاری سی امانت اسکے حق دار تک پہنچ جائے تو میں بھی اپنے بیٹے کے پاس جاوں، مجھے اب واقعی لگتا ہے میرا جانا بہت ضروری ہو گیا"

وہ بے بے کے اچانک سے چلے جانے پر اور رنجیدہ ہوئی۔

"م۔۔ میری بے بے تو آپ ہمیشہ رہیں گی نہ؟"

سدرہ کے روتو سوال پر لال نور دل سے مسکرائیں۔

"ہمیشہ رہوں گی میری جان، تم ہی تو وہ نعمت ہو سدرہ جس کی وجہ سے میں اب تک زندہ ہوں۔ اور اپنے بیٹے تک واپس جانے کی ہمت جمع کر پائی ہوں، تمہارے لیے اب صارم ہو گا، اسکے بہت پیارے والدین ہوں گے، فراز م بھائی جیسے پیارے چچا جنکی دعائیں فورا لگ جاتی ہیں۔ اور میں تو ہمیشہ

ہوں ہی، نئی زندگی اور نئی ذمہ داریوں کے لیے خود کو تیار کرنا شروع کر دو،

"تاکہ سب خوبصورت ہو

وہ بے بے کے سمجھانے پر کچھ گھبرائی مگر آنکھیں ہنوز بوجھل تھیں۔

"م۔مجھے ان سے ڈر لگتا ہے بے بے، ا۔۔ابھی رخصت نہ کریں مجھے"

سدرہ کے گھٹ کر ان کے سینے سے لپٹ جانے اور یہ کہنے پر لال نور

باقاعدہ اسکے خوف پر ہنس دیں۔

"ڈر؟ پگلی۔پورے علاقے کا سب سے خوبرو جوان ملا ہے تمہیں، نہ صرف

خوبرو بلکہ جی دار، مضبوط حوصلے والا اور پھر انسانیت کی خدمت کرتا

طبیب۔۔۔ڈاکٹرز تو ہوتے ہی اتنے نرم مزاج اور پیارے، اور ایک تم ہو

"کہ اتنے سال نکاح کے باوجود اب تک اسکے رعب کے اثر سے نہیں نکلی

وہ سدرہ کے فطری خوف کو ہٹانے میں مصروف عمل تھیں جسے اس شخص

سے نہیں اسکی محبت کی شدتوں کا ڈر تھا کہ سوچ کر جسم کا رواں رواں

کپکپانے لگتا تھا۔

ب۔۔بے بے وہ جیسے دیکھتے ہیں، میرے ہاتھ پیر کانپنے لگتے ہیں، آپ تو"
سب جانتی ہیں کہ میں کتنی شرمیلی سی ہوں۔۔۔۔مر کر بھی ا۔۔ان سے
"نہیں کہہ سکوں گی کہ وہ مجھے کتنے پیارے ہیں
سدرہ یہ دل دھڑکاتے اعتراف صرف بے بے سے کیا کرتی تھی اور لال
نورا سکی جھجک، ڈر اور حیا پر جاذب سا مسکرائیں۔
تمہیں کچھ سوچنے اور خود کو پریشان کرنے کی ضرورت نہیں، جب اسکے"
پاس جاو گی تو وہ خود سب سیکھادے گا، اب ہم صبح سے تیاری شروع کر
دیتے ہیں، انکے آتے ہی یہ فرض نبھادیتے ہیں تاکہ میں بھی جلد از جلد
"واپس جاسکوں۔ جاو سو جاو، صبح جلدی اٹھنا ہے اور بازار چلیں گے
وہ انکی ہر بات فرمابرداری سے مانتی، دل کی لاکھ گھبراہٹ کے باوجود مان
گئی جبکہ اسکو بھیج کر لال نور نے لمبی سی سانس یوں بھری جیسے بہت تھک
سی گئی ہوں، دل کی ساری دعائیں انکی لئیق کے نام تھیں اور اب تو اس
شخص پر رہی سہی آنچ آنا بھی ناممکن تھا کیونکہ ماں کو اسکی خبر پہنچ چکی تھی۔

....★☆☆☆☆☆★....

کلب پہنچنے سے پہلے لئیق نے پہلے اپنا خلیہ بدلا، اس کلب کے لوفر لڑکوں جیسا تو وہ لاکھ کوشش کے بھی بن نہیں سکتا تھا مگر جناب نے کوشش پوری کی تھی کہ لئیق ایز دعلوی کو یکسر بدل دیا جائے۔

پر اعتماد اور مغرور چال کے سنگ وہ اندر بڑھا، کلب میں اچھی خاصی گہما گہمی اور چہل پہل لئیق کو داخل ہوتے ہی نظر آچکی تھی، اپنی گن کی تلاشی دیتے وقت اس نے گن کو اپنے پیر میں پہنے موزے میں کچھ اس طرح اٹکا کر کھلے پائنچے والی ڈینم پتلون کو پھیلا کر چھپا دیا تھا کہ سیکورٹی والے نے دھڑ تک چیکنگ کیے ہی اسے اندر جانے کی اجازت دے دی جس پر لئیق شاطر سا مسکرایا۔

لئیق کے چہرے پر شرانگیز مسکراہٹ اتری، تین چار کلرز لائٹنگ والی شرٹ اور بالوں کو پہلی بار انتہائی کھڑے کیے وہ ایک بار تو اپنے گیٹ آپ پر خود بھی یہاں آنے سے پہلے ہنسا تھا۔

جیب سے سگریٹ اور لائٹر نکالے، وہ وائن کاونٹر کی راونڈ چیئر سنبھالے، ارد گرد دیکھتا سگریٹ سلگائے کلب کے خاص بھڑکیلے گروپ پر نظریں جمائے ٹانگیں پھیلائے مڑا اور دھوئیں کا مرغولہ سا اس رنگین فضا کے سپرد کیا۔

اسکی نظر مائل کریزگی پر تھی جو کسی نہایت ماڈرن قسم کی لڑکیوں کے ساتھ مست ہو کر ناچتا ساتھ ساتھ کچھ انتہائی غلیظ حرکتیں کر رہا تھا۔

واہیات آدمی! لگ نہیں رہا کہ اسکی وہ چہیتی ٹینا کچھ دن پہلے مری ہے۔"

"بدبخت لوگ

لئیق کا بس نہ چلا اٹھ کر اس خبیث کی گردن دبا آتا، اسکی طرف دیکھنے سے بیزار ہوتا لئیق ارد گرد دیکھنے لگا تو وہیں ایک لڑکی جو ریڈ گاون ہاٹ ڈریس

میں ملبوس تھی، وائن گلاس تھامے چلتی ہوئی اس اینگری ینگ مین کی طرف آئی تو اسکی لپکتی شوخ جذبے چھلکاتی آنکھوں نے دور سے ہی لئیق کو خبردار کیا۔

"Oh! Are you new to the club?"

اس لڑکی کے پوچھنے پر لئیق نے بیزاری کے سنگ خود کے سر پر کھڑی اس لڑکی کو دیکھا جو اسے آنکھوں سے دیکھتی سالم نگلنے کی کوشش میں تھی، اسکے جسم سے اٹھتی کئی میل پرفیومز کی مجموعی مہک پر لئیق نے نظر میں ناگواریت شامل کی۔

"Yes, I heard that there are many beautiful faces here, but I think this is a lie. I did not find this environment interesting."

لئیق کے مغرور ہو کر جواب دینے پر وہ بے تکلفی سے ہنسی اور خدا گواہ تھا لئیق ایزد کو زہر لگی۔

"So maybe your near vision is bad, hot men"

اس بار وہ اس اہانت پر سلگی تھی کیونکہ کلب کے سارے لڑکے اس جانی مانی ماڈل کے زرا قریب تک آنے کو ترس رہے تھے اور اینجیلیہ نامی لڑکی خود لئیق کی طرف آئی تھی جبکہ وہ اسے منہ لگانا تو دور، پاس کھڑے ہونے پر بھی کراہت سے دیکھ رہا تھا۔۔

"If there is dirt nearby, I don't see it, I just smell it, so I take care to avoid it"

اس لڑکی پر سلگتی مسکراتی نگاہ ڈالتا وہ ویسے ہی سگریٹ پھونکتا ہنستا ہوا مائل اور اسکے یار بیلوں سے زرا فاصلے پر جا کھڑا ہوا، اپنی نظریں مائل پر جمائیں

جبکہ اینجیلیہ نے اس بے عزتی پر مٹھیاں بھینچ کر اپنے گارڈ کو مشتعل ہوئے بلایا۔

اسکا گارڈ اسکے غضب کے سنگ فوری قریب آیا۔

"Who was this? dared to insult me, find out his name. I want this men in my bungalow tomorrow."

اینجیلیہ نے پھنکارتے ہوئے اپنے گارڈ کو کہا اور خود پیر پٹختی وائن کلاس کو بھی دیوار سے پٹخ کر وہاں سے نکلی جبکہ مائل کریزگی کو لئیق ابھی پکڑنے نہیں آیا تھا بلکہ کچھ دن لئیق نے اسکا پیچھا کرنا تھا، کیونکہ اس منحوس سے زیادہ اسے وہ پن درائیو درکار تھی۔

خیر ایک گھنٹہ لئیق کو وہ ٹارچر برداشت کرنا پڑا اور پھر مائل نے اپنے یار دوستوں سے اجازت لی اور قدم کلب سے باہر نکالے، لئیق نے بھی بروقت کلب سے نکل کر مائل کا پیچھا کیا۔

مائل کسی سے فون پر باتیں کرتا پیدل ہی سڑک پر چل رہا تھا جبکہ لئیق اچھا بھلا اسکا پیچھا کر رہا تھا جب اسے ایسے محسوس ہوا جیسے کوئی اسکا پیچھا کر رہا ہو۔

پہلے تو لئیق نے اسے اپنا وہم سمجھا مگر پھر جب مائل کو اسکی گاڑی میں بیٹھتے دیکھ کر لئیق نے گاڑی وغیرہ کا نمبر نوٹ کیا تبھی اپنے پیچھے ہوتی ہلچل پر لئیق نے تیزی سے لپک کر پیچھے دوڑ لگائی تو وہ کوئی تیزی سے بھاگا۔

لئیق نے فوری اس خبیث کو نا صرف دبوچا بلکہ اسکی گردن سے پکڑ کر سڑک کے ایک طرف لے جاتا بند گلی کی طرف لپکا اور دیوار سے اس آدمی کا سر پٹخا۔

"Who are you bastard? Why are you following me?"

لئیق کے خونخوار ہو کر پوچھنے پر وہ مریل سا آدمی دم گھٹنے پر سسکنے لگا تبھی لئیق نے اسکی گردن کو زرا دباو سے آزاد کیا پر قہر ناک نگاہ ڈالی رکھی۔

مگر وہ خاموشی سے اسے گھورا تو لئیق نے واپس گردن دہائی تو وہ بلبلایا۔

"I am the bodyguard of the famous actress Angelia, she put me behind you. Tell me who you are and how dare you insult her, her people will pick you up soon."

وہ اسکی بات سنے زور کا جھانپڑ اس مریل کو رسید کرتا اگلے ہی لمحے وہیں لام لیٹ کروا چکا تھا۔

"Angelia's guard, go to hell, if you come in front of me again, she will go to hell too. Get out of here now."

باقاعدہ اسے حقارت سے کہے لئیق نے وہاں سے تیزی سے قدم موڑے اور جب تک وہ آدھ موا گارڈ اٹھتا، لئیق تو کیا اسکا سایہ بھی کہیں نہ تھا۔

زور کا مکا اس گارڈ نے بے بسی کے سنگ اسی دیوار سے دے مار۔

"Angelia will kill me, God help me.

Where did that man go? "

اس گارڈ کی حراساں حالت دیکھ کر لگ رہا تھا اسکی خیر نہیں ہے جبکہ وہاں سے لئیق نہ صرف فرار ہو چکا تھا بلکہ اس ایریا سے نکلتے ہی اس نے اس ڈیوائس کو نکالے جلدی سے مائل کریزگی کی گاڑی کے نمبر کو پٹ کیا، اس گاڑی کی لوکیشن اگلے ہی لمحے اس کی سکرین پر آچکی تھی۔

"مائل کریزگی، تو تو اب گیا"

لئیق نے اس ڈیوائس کو جیب میں اٹکایا اور وہاں سے تیزی سے نکلا، پہلے اپنا خلیہ درست کرنا تھا اور پھر واپس ہوٹل کیونکہ مائل کی گاڑی سے اسے اسکے تمام ٹھکانوں کی خبر خود ہی مل جانے والی تھی۔

اور وہ اسے کل اسکے گھر جا کر دبوچنے والا تھا مگر اس سب میں لئیق نے یہ جو اینجیلیہ نامی بلا اپنے پیچھے لگا لی تھی، یہ معاملہ سیدھا نہیں لگ رہا تھا۔

سر شجاع کی بتائی معلومات کے مطابق، وقار کا آفس سیل کر دیا گیا ہے۔"
تمام ورکرز کو انکوائری کی خبر بھی دے دی ہے۔ان سب سے بات بھی
ہوئی ہے الگ الگ، سب ہی تنگ تھے بچارے۔ تین ماہ سے کسی کو کوئی
"سلیری بھی نہیں ملی، آدھے سے زیادہ تو ریزائن دے چکے تھے
ایک کام تو نمٹ چکا تھا، شجاع کا معاملہ بھی اگلی پیشی تک حل ہو جانا تھا، اور
وقار سادانی کو دھوکہ دہی، فراڈ اور اب قتل پر سیدھا سیدھا پھانسی متوقع
تھی مگر شیری یہ معاملہ خود ڈیلے کروانے کے حق میں تھا، تاکہ عدالت کم
از کم لئیق کی واپسی سے پہلے کوئی فیصلہ نہ دے۔

ٹھیک ہے، اور دوسرے کام کا کیا ہوا۔ تم نے ہارون پرکاش کے متعلق"
"ڈیٹیلز لیں ہیں مخبریوں سے؟

شہریار کا ذہن اس وقت معاوف تھا مگر کام کے سلسلے میں وہ کوئی لاپرواہی کرنے کے حق میں نہ تھا سو سپاٹ لب و لہجے میں مزید پوچھا۔

سر کل رات تک وہ لوگ آپکو فائلز میل کریں گے، ہارون پرکاش کے"
نام بہت زیادہ پراپرٹی بھی ہے۔ صرف اس شہر میں اسکے تین گھر اور پلازہ
ہے"

یہ سب شیری کے لیے نیا تھا کیونکہ پچھلے ایک سال سے تو وہ اپنی ہی ذہنی اذیت میں رہا تھا لیکن اب عینی سے وعدہ کیا تھا سو ہارون کے متعلق اس نے چھان بین شروع کروادی۔

ہم۔۔۔اور ماں باپ کے لیے ایک بھی نہیں تھا۔ افسوس! کیا یہ سارے"
"گھر اب بھی اسکے نام رجسٹر ہیں؟

اول جملہ افسوس سے کہے شیری نے رک کر استفسار کیا۔

نہیں سر، اس نے یہ سارے گھر لعلین ابراہیم کے نام کر دیے ہیں، یہی "
نہیں پتا چلا ہے کہ اسکا بینک میں ایک لاکر بھی ہے، جو آپکے لیے توجہ
"طلب ہو سکتا ہے

اہل کار کی بات سن کر شیری کو واقعی دماغی جھٹکا لگا، لعلین کے نام وہ اپنے اس شہر کے تینوں گھر تبھی کر کے گیا تھا کیونکہ اسکے ماں باپ اسکی کسی چیز کو نہیں لینے والے تھے سو اسے یقین تھا لعلین یہ کام ضرور کرے گی۔

اور پلازے کی رجسٹری پر عینی صاحبہ کا نام ہے اور اس سے آتی آدھی "
آمدنی ایدھی ہوم جاتی ہے۔ جبکہ آدھی انکے اکاونٹ میں۔ لیکن وہ اس
"سے بے خبر ہیں

شہریار نے شدید حیرت کے سنگ اہل کار کو دیکھا، ذہن اذیت اور ملامت سے بھرتا گیا، دل کو کسی نئی مٹھی میں جکڑا۔

ہنہ! کمینہ کہیں کا۔ اپنی بخشیش کے سارے وسیلے بنا گیا ہے۔ لیکن کیا "
"فائدہ، دنیا تو خراب کر گیا۔ اور کوئی ایسی عجیب بات جو بتانا چاہو؟

شہریار نے سخت لہجے میں مزید پوچھا۔

"وہ ایک سرکس میں جوکر کی جاب بھی کرتا رہا ہے"

اہل کار کے بتانے پر شہریار کی آنکھوں میں تکلیف سی اتری، اسے وہ وقت یاد آیا جب ایک محلے کے غریب جوتے ٹھیک کرتے موچی کے بیٹے کی فیس جمع کروانے کے لیے وہ دونوں تین دن کے لیے سرکس میں جوکر بنے تھے، وہ تین دن ان دونوں نے بہت سے سبق سیکھے تھے، زندگی کے، محبت کے، اور ذمہ داری کے۔

اس وقت کا سوچا تو پورا وجود اذیت کی لپیٹ میں آیا۔

"تم جانتے ہو؟ جوکر ہونا آسان نہیں۔ لیکن اسے لگتا تھا زندگی کی سب سے آسان نوکری جوکر بننے کی ہے۔۔۔ خیر تم جاو"

شہریار کی بات اہل کار کو سمجھ آئی ہو یا نہیں لیکن وہ شہریار کی تاکید پر اسکے آفس سے باہر نکل گیا۔

"وہ معاملات بہت اچھے ہوتے ہیں جن میں ہمارے چہروں پر ہم سے یکسر
الگ پردے پڑے ہوں، وہ گلیاں بہت پیاری ہیں جہاں ہمیں جاننے والا
کوئی نہ ہو، وہ مکان اچھے ہیں جہاں ہم مہمان ہوں، وہ لوگ خوبصورت ہیں
جو ہمارے کچھ نہیں لگتے، وہ زندگی اچھی ہے جو ہمیں ملی ہی نہیں، میں نے
تمہارے ساتھ ایک یادگار زندگی جی تھی ہارون، کاش اسکا اختتام اذیت اور
پچھتاوے پر نہ ہوتا، تم مجھے اس قابل رہنے دیتے کہ تکلیف کے وقت میں
تمہیں یاد کر سکتا"

میز پر کھلی فائیل پر لگی ہارون کی تصویر پر تاسف اور آزردگی سے نظر جمائے
وہ تھکان بھرے بے تاثر انداز میں سر کرسی کی پشت سے لگا گیا۔

"میں عام سی موت نہیں چاہتا یار، کچھ خاص۔۔ کہ مجھ سے جنھیں نفرت
ہو وہ بھی جب یاد کریں تو میری کمی انکے دل پر گہری چوٹ چھوڑے"

شعور کے کسی دریچے کی جانب سے اس ظالم کے یہ سفاک لفظ شہریار
جدون کی سماعت میں گونجے، یہ تنہائی ایسی ہی کوئی کمبخت بیزار بلا تھی کہ

رات کے پچھلے پہر اُس جیسے کی مجبوریاں بھی سمجھ آنے لگی تھیں جس کو معاف کرنے کا کوئی جواز ہی پیدا نہیں ہوتا تھا، جس سے نفرت ہو چکی تھی۔

شہریار کی دردناک سوچیں، میز پر وائبریٹ کرتے فون نے توڑیں۔

شیری نے فائیل سامنے سے ہٹائی اور فون اٹھایا۔

مانی کا میسج تھا جو شہریار کو جبڑے بھینچنے پر مجبور کر گیا۔

"شیری! کھانا کھا لیجئے گا۔ اور مجھے آپکی فکر ہو رہی ہے، آر یو اوکے؟"

بھینچے خدوخال، اس فکر سے چور پیغام پر بحال ہوئے۔

کتنے ہی لمحے وہ بے حس و حرکت بس اس پیغام کو ہی دیکھتا رہا۔

مگر پھر بے دلی سے فون کو واپس رکھے کرسی پر جھول سا گیا، آنکھیں موندے، کیونکہ وہ اس وقت کچھ سوچنا نہیں چاہتا تھا۔

اور مانی جتنی بھی بے باک ہو جاتی، شیری کا جتنا جینا حرام کر لیتی، اپنے دل کو کیسے سنبھالتی جو اسکے لیے منافق بنا تڑپے بھی جا رہا تھا۔

پڑھنا اس طرح نا ممکن تھا اور نیند تو پلکوں کے آس پاس بھی کہیں نہ تھی، بستر پر پڑی شکنیں اس لڑکی کے وجود میں اٹھتی بے آرامی کی ترجمان تھیں۔

"!شیری"

اسکے خاموشی کے قہر میں ڈوبے آفس میں پھر سے میسج پیپ گونجی مگر شیری نے کوئی توجہ نہ دی۔

یااللہ! یہ کیسی محبت ڈال دی آپ نے میرے دل میں، نہ انکی دی تکلیف" چپ چاپ سہنے کا حوصلہ دے رہے ہیں نہ انکو ستا کر سکون آرہا ہے۔ میں کیا "کروں آخر؟ کیسے ان کے دل میں مانی ڈالوں۔۔۔۔۔

ناامید ہوئے آنکھوں میں نمی بھرے مانی نے بھی فون بے دلی سے اک طرف رکھا اور آنسو بہاتی تکیے پر سر رکھے لیٹی۔

جبکہ پورا دن سیلی نے لعلین کو کمپنی دی تھی اور وہ اتنی تھک گئی کہ لعلین سے پہلے ہی ڈنر کرتے ہی سو گئی، خود لعلین بھی یہی چاہتی تھی کہ وہ تھوڑا

ریسٹ کرلیں جبکہ خود وہ لئیق کے ہوم آفس میں چلی آئی، اسکا آفس بھی اسے مس کر رہا تھا، اسکے ہر ہر گوشے میں لئیق ایزد کی موجودگی وہ مسکراتی اداس آنکھوں سے دیکھنے میں محو تھی۔

"تمہارا اوجھل ہونا اس پوری کائنات کو سوگوار کر گیا ہے لئیق، تم نظر آو تو"

"مجھے بھی یقین آئے کہ زندہ ہوں

وہ گہری سی سانس بھرے متوازن ہلکے قدم بھرتی اسکی چیئر تک آئی، اک اک چیز لئیق کے لمس سے بھرپور تھی، مگر لعلین نے اس تصویر کو دیکھے پہلے تو منظر بدل لیا مگر جب وہ غور سے دیکھنے کو وہ فوٹو فریم اٹھا کر دیکھنے لگی تو ذہن میں جھماکہ سا ہوا۔

"یااللہ! ی۔۔یہ۔۔۔۔۔یہ کیسے ہو سکتا ہے؟"

اس فوٹو فریم میں لال نور اور لئیق تھا جبکہ لعلین نے یہی چہرہ تو اس روز صارم کے فون میں دیکھا تھا، یہ انکشاف اسکے اندر تک سب دہلا گیا، حیرت

کے سنگ اسکے چہرے پر زردی اتری تبھی تو لڑکھڑاتے ہوئے لعلین نے کرسی پر خود کو لڑھکایا۔

"م۔۔مجھے صارم سے پوچھنا ہوگا۔۔۔ابھی تو لیٹ ہو گیا۔۔ صبح ہی اس سے پوچھتی ہوں"

لعلین نے صدمے کے سنگ خود کلامی کی اور کسی گہری سوچ میں ڈوبی جبکہ دوسری طرف شیری کا فون اس بار میسج کے بجائے کال رنگ پر بجا۔

شیری نے آنکھیں کھولے سرسری سا دیکھا تو صارم کی کال پر فوری سیدھا ہوا۔

"کیسا ہے تو دیوداس؟"

صارم کی ٹون لمحہ بھر اسے ہارون سی لگی تو وہ اذیت کے باوجود دل جلا سا مسکرائا۔

"تجھے کس نے کہہ دیا میں دیوداس ہوں، عشق معشوقی سے توبہ کر لی میں نے"

بعض اوقات دو لوگ ازل سے ایک دوسرے کے ہم نوا ہوتے ہیں جیسے صارم سے اسکا اور لال کا یکدم کنکشن بنا تھا، عینی اور پرکاش سونے جا چکے تھے جبکہ صارم لاونج میں ہی مزے سے لیٹا شہریار کے دل سے کھیل رہا تھا۔

"ارے! ابھی سے توبہ۔۔۔ ہماری چھوٹی سی بھابھی کا کیا ہو گا۔۔۔۔ بتایا تھا مجھے لعلین نے، اس دن تجھے خوامخواہ رگڑ دیا، پھر جب تیری حالت زار پتا چلی تو دل افسردہ ہوا۔۔۔۔ کل ہارون کے لیے قرآن خوانی رکھی ہے، آجانا۔۔۔۔ میں ہارون نہ سہی اس جیسا دیکھائی تو دیتا ہی ہوں، یہ بھی جانتا ہوں کہ اماں اور بابا کی طرح تو بھی اسے مس کرتا ہے۔۔۔۔۔ میں تجھے ہارون بن کر تحمل سے سن لوں گا جی بھر کر گالیاں دے لینا، اماں بتا رہی تھیں کہ تو نے اسکے علاوہ کوئی دوسرا دوست ہی نہیں بنایا"

اس وقت شاید اسے صارم ہی کی ضرورت تھی، وہ اپنے دل کو ہلکا محسوس کر رہا تھا، دونوں بھائیوں میں گرویدہ کرنے کا ہنر ایک جیسا تھا۔

میں واقعی اسے مس کر رہا تھا صارم۔۔۔۔۔ تمام تر زیادتیوں کے وہ"
میرے دل سے اوجھل نہیں ہو گا، انسان ایک تو عشق ایک بار کرتا ہے
"دوسرا یار ایک بار بناتا ہے، ان معاملات میں نفرت تو کہیں مر جاتی ہے
صارم کو اللہ نے شاید کچھ خداداد صلاحیت دی تھی کہ وہ سمجھ جاتا تھا کہاں،
کس کو اسکے حوصلے اور کندھے کی ضرورت ہے۔
وہ شیری کی تکلیف پر خود بھی کربناک سا مسکرایا۔
کوئی نہیں، اللہ خیر کرے گا۔ تو اچھا آدمی ہے شہریار جدون، اتنا کہ اپنے"
ساتھ کی زیادتی بھی معاف کر دی تجھ پر۔ تو سامنے سے جیسا دیکھائی دیتا
ہے، اندر سے برعکس ہے۔ اور مجھے ایسے باہمت لوگ ہمیشہ پسند رہے ہیں،
جن میں سر فہرست میرے ماما جی ہیں، ملواوں گا تجھے۔۔۔۔ عشق میں
ناکامی کے باوجود زندہ دل انسان، اور اس سے بڑی خوشقسمتی کہ انکی دعاوں
میں تاثیر ہے ورنہ جسے محبت دھتکار دے اسے ہمارے معاشرے میں
"منحوس سمجھا جاتا ہے۔۔ تجھے ان سے اپنے لیے دعا لینی چاہیے، افاقہ ہو گا

وہ اسکی باتوں کے اختتام کو مشورے پر کرنے پر دل سے مسکرایا۔

"اچھا یہ بتا میں کیا دعا کرواوں گا؟ میرے پاس دل ہی نہیں، دل میں وجود
لیتی خواہش ہی نہیں۔۔۔۔ تیرے ماما جی کی دعا ضائع جائے گی"

صارم نے اسکی مغروریت میں چھپی تشنگی بھانپ کر سنجیدگی اختیار کی۔

"بس کہہ دینا کہ میرے لیے کوئی اچھی سی دعا کر دیں"

اسے صارم کے مشورے نے سنجیدہ کیا۔

"اچھی دعائیں، اچھوں کے لیے ہی رہنے دے صارم پرکاش۔۔۔۔۔ان پر
ہی جچتی ہیں۔ میں ضرور آوں گا کل اور تجھے گالیاں بھی دوں گا، تحمل والی
بات پر قائم رہنا"

مزید شاید وہ اب کسی سے بات کا طلب گار نہ تھا مگر صارم ضرور اس بدماغ
کی کربناک بات کے آغاز اور سلگاتے اختتام پر دل جلا مسکرایا۔

"ٹھیک ہے، قائم رہوں گا۔۔۔۔۔ بڑی والی نہ دینا کیونکہ مجھے سمجھ نہیں
آئیں گی"

وہ خود ہنسا تو یہ جملہ شرارت اور رعب سے اچھال کر شہریار جدون کو بھی ہنسنے پر مجبور کر گیا۔

لیکن صارم کے کال کرنے کا یہ اثر ضرور ہوا کہ شیری کے دل کا بوجھ بٹ گیا۔

"اس بدماغ کو کیوں لگتا ہے کہ وہ برا ہے؟ آہ شہریار آہ۔۔۔۔ خود کو برا کہنے کے لیے بڑی ہمت درکار ہوتی ہے، لگتا ہے بڑے زخم کھائے ہیں تو نے۔۔۔۔ اللہ تجھے صبر دے"

فون بند کیے صارم نے بڑے دکھ سے خود کلامی کی تھی، دکھ سے زیادہ فکر تھی، فکر سے زیادہ احساس تھا۔

وہیں لعلین نے واپس کمرے میں جا کر سوئی سیلی کا فون لیا اور صارم کا نمبر اپنے فون میں سیو کر لیا، وہ صبح ہوتے ہی صارم سے بات کرنے کا فیصلہ کر چکی تھی۔

.._____..

"میں کب سے یہاں ہوں، وہ م۔۔ مجھ سے ملنے کیوں نہیں آیا لوئے؟"
فرہاد علوی کی طبعیت پہلے سے بہتر تھی مگر مسلسل ذہنی دباو نے انکی حالت
بہت بگھاڑ دی تھی، وہ بابا کے سینے پر سر رکھ کر کسی چھوٹے سے بچے کی
طرح لیٹا تھا، جب انکے لوئے کے سر کو چھو کر پکارنے پر گہرا سانس بھر
گیا۔

پھر ہمت کیے اٹھ کر اس نے بابا کا نڈھال چہرہ دیکھا۔

رات کے بارہ بج رہے تھے، ہر طرح ھو کا عالم تھا۔

"بروآپکو بیمار نہیں دیکھ سکتے، وہ چاہتے ہیں آپ فٹ فائن شائن ہو کر ان
سے ملیں۔ میں ہوں نہ آپکے پاس بابا"

وہ رسان سے بولے آخر تک جس طرح محبت سے بولا، فرہاد نے اسکی رخسار شفقت سے سہلائی۔

یہ سچ تھا وہ اگر اب تک زندہ تھے تو صرف لوئے اور لئیق کی وجہ سے یا پھر لال نور کا انتظار اسلئے موت کے بیچ حائل تھا ورنہ جس ذہنی اذیت سے وہ گزرتے آئے تھے، حیرت تھی کہ اب بھی سانس لے رہے تھے۔

بابا کی مشکل زندگی نے لوئے کو ان سے بہت قریب کر دیا، فرہاد علوی ہونا کب آسان تھا۔

تم ہو تو ہی مسکراہٹ سلامت ہے، لیکن وہ جب میرے پاس ہوتا ہے تو" میرے اندر قید آنسوؤں کا طوفان رہائی پا جاتا ہے، وہ طوفان میرا اندر تباہ کر رہا ہے۔اسے ک۔۔ کہو آئے مل جائے، بابا رو نا چاہ۔۔ہتے ہیں

فرہاد علوی کی ایسی دردناک گزارش، لوئے کے مضبوط دل کو بھی کپکپا کر رکھ گئی۔

پ۔۔پلیز یار ایسا نہ کیا کریں، آپکی ایسی باتیں دل کاٹ دیتی ہیں۔۔۔۔"

آپ میرے سامنے بھی رو سکتے ہیں، آئی نو کہ کچھ دل کے بوجھ صرف

"رونے سے ہی ہلکے ہوتے ہیں

وہ اسکے کرب بھی رو تو نہ سکے لیکن سسک سے پڑے۔

ن۔۔نہیں لوئے، میرے آنسوؤں کا وہ واحد رازدان ہے۔و۔۔وہ جس"

طرح سنبھالتا ہے، م۔۔۔میں ہر تکلیف سے کچھ دیر آزاد ہو جاتا ہوں،

م۔۔میرا وجود پنکھ سا ہلکا ہو جاتا ہے، ت۔۔تم تو میری مسکراہٹ ہو،

"م۔۔میں تمہارے سامنے روتا اچھا تھوڑی لگوں گا

وہ لئیق کو جس طرح شدت سے مس کر رہے تھے، لوئے کا دل پھٹنے کے

دہانے پر تھا لیکن اذیت کہ وہ دل کو جکڑے ہوئے بے بس بنا بیٹھا تھا۔

وہ بھی چاہتا تھا بروا سے بھی آکر سنبھال لیں۔۔۔لیکن بے بسی جسم و جان

کو دیمک سی چاٹ رہی تھی۔

" آپ پہلے ٹھیک ہو جائیں، یہی شرط ہے انکی۔۔۔۔۔۔"

وہ ہمت کرتا زرا اس بار خفا ہوئے بولا اور وہ کیسے اپنی گرتی نڈھال طبعیت سنوارتے کہ یکدم جینے سے دل اٹھ سا گیا تھا۔

شاید فرہاد علوی تھک گئے تھے۔

"اسے ک۔ کہنا اسکی شرطیں بڑی ج۔۔۔جان لیوا ہیں"

وہ پھر سے سسک کر روئے تو خود لوئے کی آنکھیں سرخ انگارہ ہوئیں جس پر وہ بابا سے واپس لپٹ گیا، دونوں کے آنسو اس رات کو شاید تادیر سوگوار کرنے والے تھے۔

"آئی ایگری ڈیڈ"

لوئے کی مردہ سی سرگوشی، سسکی بن کر اس ویران خاموش فضا میں حائل ہو کر رہ گئی۔

وہیں دوسری طرف دستگیر ابھی کچھ دیر پہلے ہی روم میں آیا، تھکاوٹ جسمانی بھی تھی اور ذہنی بھی، لیکن بھائی کی غیر موجودگی اسکے دل پر بھی بوجھ بنی تھی۔

لوئے اور صبور کو تو وہ مضبوط بننے کا کہہ چکا تھا، اپنے دل کا کیا کرتا جو بھائی کے لیے بہت چھوٹا تھا۔

"اب سمجھا ہوں بھائی کہ لئیق ایزد ہونا کوئی عام بات نہیں، آپ کی جگہ گزارا ایک دن ہی دستگیر عالم کو تھکا چکا ہے۔۔۔۔۔دعا ہے آپ میرا یہ امتحان مختصر کر دیں، آپ کو دستگیر عالم کی زندگی بھی لگ جائے"

بیڈ پر آکر بیٹھا تو ذہن و دل میں اٹھتے ڈر، درد اور خوف مل گئے۔

اس شخص کی آنکھیں اذیت میں تھیں۔

اور تبھی اسکے روم کے دروازے پر ہوتی دستک پر دستگیر نے چہرے کی تکلیف لمحے میں دبائی، وہ دروازہ کھولے اداس چہرے اور سرخ ہوتی آنکھوں کے سنگ اندر داخل ہوئی تو وہ خفیف سا فکر مند ہوا۔

"صبور! کیا ہوا؟۔۔۔۔۔"

وہ اسکو اپنے پاس آکر رکتا دیکھے اسکی ہتھیلی اپنے ہاتھ میں لیے بولا تو وہ مزید اسکے قریب آکر رکی۔

"س۔۔سو نہیں پا رہی، ڈر لگ رہا ہے"

کچھ دیر پہلے کی ساری تکلیف اداس سی مسکراہٹ بنی تو اسکی ہاتھ سے پکڑے دستگیر نے نا صرف اسے اپنے قریب کیا بلکہ پاس بٹھاتے ہی بھرپور توجہ صبور پر دی۔

پھر اسکی ہتھیلی کو پیار سے چوما تو اک آنسو تیزی سے صبور کی پلکوں سے آزاد ہوتا گال پر لکیر بناتا گزرا۔

"میرے ہوتے ہوئے کیا ڈر کی اتنی مجال ہے کہ وہ تمہیں چھو سکے"

اسکی نم گال پر بنی آنسو کی لکیر پر پہلے اپنی انگلی سہلائی اور پھر اسکے قریب ہوتا اسکی رخسار چومتا اسکی آنکھوں میں جھانکا تو وہ ہچکی سی بھرتے ہی اسکے پہاڑ وجود میں چھپ گئی۔

" م۔۔مجھے اپ۔۔اپنے پاس رکھ لو دستگیر"

وہ اسکے سینے سے لگی، پشت پر سختی سے اپنی ہتھیلوں کو باندھے نم آواز سے بولی تو زرا چہرہ پیچھے کو سرکائے دستگیر نے اپنی رخسار اسکے گال سے رب کیے دونوں بازووں میں اسے اس لڑکی جیسا حصارا۔

"میں تو رکھ ہی لوں گا، کیا تم اپنے پاس مجھے رکھنا آفورڈ کر لو گی"

یہ شوخ گستاخی اس نے صبور کے غم پر اپنی قربت کے سحر کو حاوی کرنے کو کی اور کامیاب ٹھہرا۔

وہ ہوش میں لوٹتے ہی اسکے جان لیوا حصار سے سرک کر آزاد ہوئی، چہرا اناری ہوا، سانس سینے میں گھٹ گئی۔

"م۔۔میرا مطلب و۔۔وہ تھوڑی ہے"

وہ اسے بنا دیکھے منمنائی تو دستگیر یکدم اس پر حاوی ہوا جسکے باعث وہ جھٹکا لگاتی لہرا کر بیڈ کراون سے جا لگی۔

"میں تو وہی سمجھا ہوں جو میرا مطلب ہے"

اسکے نچلے ہونٹ پر بے راہ روی کے سنگ نظر کا بھٹکنا روکے وہ اسکی آنکھوں کو مرکوز کیے بولا تو صبور نے دم سادھے اپنی ہتھیلی اسکے سینے پر جمائی کیونکہ اس سے سانس لینا سہل نہ رہا تھا۔

"د۔۔دستگیر۔۔۔۔۔"

وہ اسکے جان لینے پر تڑپ سی اٹھی مگر دستگیر نے جان لینے کا ارادہ عین جان لیتے ہی ترک کیا تو خفیف سی ہونٹوں کی گالوں سے سرکتی حرکت نے ہی صبور کے وجود کو لرزایا۔

"م۔۔مت کرو نہ پلیز"

وہ لپک کر اسکے سینے سے لگی تو دستگیر نہ صرف مسکرایا بلکہ بیچ کا فاصلہ بنائے اسی کی طرح کمر بیڈ کراون سے لگائے اسکے ساتھ بیٹھ گیا۔

اس لڑکی کے جسم سے سر کی جان واپس بحال ہوئی تو وہ اسکے گرد پھیلائے بازو کے سنگ پھر سے اسکے وجود میں سمٹ گئی۔

"م۔۔میں تمہارے پاس سونا چاہتی ہوں ل۔۔لیکن کچھ مت کرنا"

اپنا پورا بوجھ دستگیر پر ڈالے وہ اس میں گم ہوتی اپنا سکون تلاشتے ہی جس طرح اسے وارن کیے آنکھیں موند گئی، کتنی ہی دیر وہ اس لڑکی کی ان زندگی سے بھرپور اداوں پر مسکراتا رہا۔

"ہاں جیسے میں شوہر نہ ہو گیا، تمہارا بے اعتبار بوائے فرینڈ ہو گیا۔۔ حد ہے بے فیض قسم کی زوجیت کی"

وہ اسکی بات پر منہ بسورتا بڑبڑایا تو وہ بھی مسکرائی۔

"ہ۔۔ہاں تم بوائے فرینڈ ہو، تبھی تو قیامت ہو۔۔۔ شوہر والی تو کوئی فیلنگ نہیں۔۔۔۔۔ سیدھا سیدھا قتل کرتے ہو اور لگتا ہے تم نے چھو لیا تو جان نکل جائے گی"

یہ سب وہ اسکے سینے میں منہ دیے بولی تھی، کیونکہ سامنے اور اسے دیکھ کر کہنے کی کہاں ہمت تھی ماہرانی میں۔

"کس کی، میری یا تمہاری"

زرا جھک کر بہکنے کی آخری کوشش کی گئی کہ ہونٹوں کا امرت نہ سہی،
رخسار گالوں کی سرخیوں سے ہی تشنہ لب مستفید ہوں پر وہ لڑکی اسے اخیر
تڑپانے میں مصروف بلکل ہی چہرہ چھپا گئی۔

"تمہاری"

یہ کہہ کر اپنی دھڑکن سہلانے کی کوشش کی مگر دستگیر کی بڑھادی، لیکن
ہزار ہا خواہش کے باوجود وہ اسے مہربان بن کر بخش گیا کیونکہ ابھی وہ خود
افسردہ تھا۔

.._____..

ایک نئی صبح عالم جہاں پر بیدار ہو چکی تھی۔

رات ساری تھانے میں کرسی پر بیٹھے کمر تختہ ہوئی تو وہ چھ بجے ہی گھر پہنچ گیا، بابا جاگنگ پر تھے جبکہ گل بھی نماز کے بعد تلاوت میں مشغول تھیں سو وہ سیدھا پہلے انہی کے کمرے میں گیا اور انکی طرف جھکا تو گل لالہ نے مسکراتے ہوئے شیری کی گال چومی اور اس پر آیات پڑھے پھونکیں۔

انکی جبین چومتا وہ آنکھوں میں اخیر قسم کی ریت چبھنے پر فوری سیڑھیاں چڑھا کیونکہ اسے یہ محسوس ہو رہا تھا کہ اگر اب بھی نہ سویا تو آنکھیں ابل پڑیں گی۔

اور اس قدر بھیانک نیند میں اسے مانی کی بھی پرواہ نہ رہی، وہ کمرے میں آیا تو ڈم لائیٹ میں وہ بیڈ کے دائیں طرف زرا سی کروٹ پر لیٹی تھی، ایک بازو کھول کر دوسرے تکیے پر رکھا تھا جبکہ دوسرا بستر پر ہاتھ کی ٹیک کے سنگ اور آنکھیں نیند میں بند۔

بنا کچھ سوچتا وہ دروازہ بند کیے نہ صرف قریب آیا بلکہ دوسری طرف سے بیڈ پر بیٹھتے ہی اپنا سر مانی کی بازو پر رکھے اسکے قریب لیٹا۔

نیند تھی یا کوئی سحر کے وہ لڑکی موجود ہو کر بھی موجود محسوس نہ ہوئی کیونکہ اس لمحے وہ سب کچھ بھولے پناہ گزین ہونے آیا تھا۔ تبھی وہ اپنے تکیے پر مانی کی رکھی بازو پر اپنا سر رکھے اسی کی سمت کروٹ بدلے نزدیک ہوا اور بنا کچھ سوچے اپنا ہاتھ بڑھا کر اسکی کمر میں حائل کیا، مانی کے چہرے سے اٹھتی گرم بھاپ تک اسے اپنے چہرے کو چھوتی محسوس ہوئی اور جانے کیسا سرور و سکون ملا کہ اپنی آنکھیں آہستگی سے بند کر لیں۔

تقریبا آدھا گھنٹہ گزرا تھا کہ مانی کی نیند، اپنی نازک سی بازو پر پڑے دباو کے سبب جھٹکے سے ٹوٹی مگر آنکھیں کھولتے ہی ہونٹوں سے مس ہوتے شیری کی داڑھی کے بالوں پر وہ لمحہ بھر گنگ سی ہوئی۔

رات وہ اسے یاد کرتے روتی روتی سوئی تھی اور شیری کو اتنے قریب دیکھ کر اسے اپنا وہم ہی لگا مگر جب بازو ہلانے سے قاصر ہوئی تو اسکا دل شدت سے دھڑکا۔

کروٹ اسکی طرف کیے وہ اپنا چہرہ تکیے میں زرا سا چھپائے گہری نیند میں تھا، مانی کی ساری گھبراہٹ مسکراہٹ میں نہ صرف بدلی بلکے زرا سا اسکی طرف ہوئے اس نے شیری کی گال چومی۔

"آپ مانی کے اتنے قریب کیسے آ گئے مسٹر کھڑوس، لگتا ہے کوئی برا خواب دیکھا جو ڈر کر مجھ سے لپٹ گئے"

نظر شیری کے اپنے پیٹ سے لے جا کر زرا کروٹ کو اٹھی کمر پر جکڑے ہاتھ کو دیکھتی وہ شرانگیز سرگوشی میں بولی، پھر سے شوخ ہوتی کھلکھلائی اور واپس اسکی گال سے ہونٹوں کو جوڑا۔

"آپکے قریب ایک الگ ہی قرار موجود ہے، شاید اسکی وجہ میری محبت اور ہمارے پیچ کا رشتہ ہے۔ میں نے رات کو جتنا آپکو یاد کر کے خود کو رلایا، میرے پاس آ کر آپ نے ان سارے حسرت زدہ آنسوؤں کی تلافی کر دی۔ آپکی نیند کے سارے لمحے کاش مجھے مل جائیں شیری، آپکی بے خبری میرے نام لگ جائے یہی کافی ہے"

بار بار اسکا شیری کے رخسار سے ہونٹوں کو جوڑنا اسے ڈسٹرب کر رہا تھا تبھی نیند میں کسمسا کر شیری نے چھپایا چہرہ سامنے کیا تو نئی قیامت برپا ہوئی، پہلے جن ہونٹوں کی دسترس وہ رخسار تھے، اب مدھم مدھم سانس لیتے ہونٹ تھے۔

اک لمحہ تو شیری کا یوں سامنا مانی کے اندر ہلچل مچا گیا مگر یہ لمحہ اس لڑکی کے مقدر میں بڑی مشکلوں سے آیا تھا سو وہ ہوش گنوانے کے بجائے اس لمحے میں جینے کی تمنائی تھی۔

کیا ساری آزمائش میری آج ہی ہو گی، اس شخص کے دیکھائی دیتے ہی" کیوں میری ساری تکلیف ختم کر دیتے ہیں آپ۔

،آپ نے ان کے سینے میں پتھر کیوں ڈالا ہے اللہ جی۔۔۔۔اگر زبردستی "کروائی جا سکتی تو باخدا میں آپکو خود سے بے حد محبت کرواتی شیری۔۔۔

وہ اپنے ہونٹوں کو آہستہ سے حرکت دیتی سرگوشی میں بولی تو آواز کو آنسوؤں نے نگل لیا۔

مانی نے دھیرے سے ہاتھ کو آگے بڑھائے اس شخص کی نہاہت احتیاط سے چھوا، پھر ہاتھ پیچھے کو ڈر کر سرکایا کیونکہ اس شخص کی مدہوش کن سانسوں کا لمس بہکا رہا تھا، سانسوں میں اترتی مخمور مہک دل کی امنگوں کو ہونٹوں تک کھینچ لائی تھی۔

وہ جتنا قریب تھا، جیسے جیسے لمحے سرکے، تشنگی بڑھنے لگی، وہ اپنا ریت ہوتا حوصلہ بچانے میں ناکام تھی۔

وہ اس لمحہ شدت سے چاہتی تھی کہ اسکے ہونٹوں کو چھو لے، انکا زہر مٹھاس میں بدل دے مگر زہر تو اس شخص کے دل میں تھا جہاں تک مانی کی رسائی ناممکن تھی، وہ آنکھیں بند کیے قریب تر ہوئی اور جب اس شخص کے ہونٹوں کو چھونا چاہا تو اپنی موندی آنکھیں اور شیری کی شرٹ پر رکھی ہتھیلیاں اس نے سختی سے کسی کھنچاو پر مزید بھینچ لیں کیونکہ کمر میں جکڑا ہاتھ جس طرح میکانکی کے سنگ سخت ہوا ویسے ہی مانی کو لگا کسی نے جسم و جان میں انگارے بھرے ہوں۔

سلگتی سانسوں کی تپش، اس شخص کے دہکتے لبوں کی نرمی اور داڑھی کی چبھن نے مانی کے حواس جنجھوڑ کر رکھے دیے، ان چند بے ہوش انداز میں ایک دوسرے میں مبتلا ہوتے بے خود لمحوں میں ان دونوں نے ہی وجہ اور اثر کے قانون کے بارے میں یا تاثر کے طریقوں کے بارے میں نہیں سوچا تھا، مانی کا دل دھڑک کر رکا جب سانسیں آزاد ہوئیں۔

وہ نیند میں تھا سراسر مگر نہیں جانتا تھا اس نے کیا کر دیا ہے، تیز تیز سانس کھینچتی وہ اپنی بازو نہ صرف شیری کے سر سے کھینچ گئی بلکہ سرعت سے اس کی سانسوں میں گھلتی خوشبو سے دامن بچائے لرز اٹھی اور وہ اسی طرح دوسری طرف کروٹ بدل کر سو گیا اور مانی نے تیز تیز سانس لیتے اس ظالم کی بے خبری پر سے سرک کر ملاحظہ کی۔

ی۔۔یہ بندہ! نیند میں بھی بہک جاتا ہے، یا اللہ ایسی فتنہ خیز نیند سے" بچانا۔۔۔۔مانی! تو ایسے ہی مرے گی اس جلاد کے ہاتھوں۔۔یا اللہ یہ میں

نے کیا کر دیا۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔ یہ سب میرا وہم تھا۔۔۔۔ہاں میں
"نے ک۔ کچھ نہیں کیا

تیزی سے واش روم کی طرف اٹھ کر بھاگے وہ دروازہ ڈر کر لاک کرتی مرر تک پہنچی تو جیسے خود کو حوصلہ دینے کے لیے اس گستاخ سلگتی قربت کو وہم کا نام دیا مگر اس لمحے کی نشاط انگیزی، جسم کی حرارت اور سرور میں جس طرح اضافہ کر گئی تھی وہ جان لیوا لمحہ مانی، کسی خیال کا حصہ کیسے سمجھ لیتی۔ ی۔۔یہ سب میرا وہم ہی تھا، اف۔۔۔ کیا ہو رہا ہے مجھے۔۔۔۔اب تو پکا"
"فیل ہو جاوں گی۔۔۔۔اف۔

اپنی رخساریں جو سرخ رنگت چھلکائے سب راز فاش کر رہی تھیں انکو سرد پڑتی ہتھیلیوں سے دبائے وہ آئینے تک سے نظر نہ ملا پا رہی تھی۔

آئندہ میری توبہ جو میں آپکے قریب آئی شیری، نیت خراب ہوتے دیر"
ہی نی لگتی۔۔۔نہ آپکی نہ میری۔۔۔۔۔ کیسا ظالم کنکشن ہے یہ۔۔۔۔۔مانی تو نہیں بچتی اب۔۔۔۔او۔۔اور اگر انکو پتا چل گیا اس کا۔۔۔۔۔۔مار دیں

گے، بھلے سب خود کیا لیکن جان میری لیں گے۔۔۔۔وہ نیند میں تھے،
لیکن مانی! سوچنے کی بات یہ ہے کہ خواب میں وہ چڑیل کون تھی جس پر
"میرا حق اس شدت سے لٹایا آپ نے شیری
خود ہی سب سوچے آخر تک وہ خود ہی روہانسی ہوئی، جبکہ یہی مانی کی
معصومیت ہی تو شیری کا قتل کر رہی تھی، ساری گھبراہٹ بھلائے آمنہ
آفریدی کو نئی ٹنشن گھیر گئی، جل بھن کر شیری کا وہ التفات بھرا بے خبر
لمس جسم و جان کو گدازسی کپکپاہٹ دے گیا لیکن جب اس کیفیت کا سبب
اسے وہ خود نہ لگی تو دل میں جلن اور تکلیف نے زور پکڑا۔
"مل جائے وہ چڑیل تو اسکا منہ نوچ لوں"
غصے سے بڑبڑاتی وہ نل کھول کر منہ پر پانی کے چھپکے مارنے لگی مگر جب ہاتھ
کی بے اختیار پورنے گیلے لب کو مس کیا تو حیا سے اسکی پلکیں گریں، سانس
سینے میں جمنے لگا، جسم سے جان از سر نو سرک گئی، خیر ہمت کرتی وہ واش
روم سے باہر نکل آئی مگر کروٹ پر لیٹے گہری نیند میں اترے شیری کو کن

آ کھیوں سے دیکھتی وہ اس بار جان بوجھ کر صوفے کی طرف آئی اور لیٹی جبکہ محترمہ بس شیری کے خواب میں آتی چڑیل کے بارے سوچ میں تھیں یہ جانے بنا کہ اس ساحر شخص کے خواب میں بھی اسکے اتنے پاس صرف وہی آئی تھی۔

خدا خیر ہے کرے! معاملہ عام تو نہیں لگ رہا تھا۔

وہیں لعلین نے صبح صبح لان میں آکر پہلی فرصت میں صارم کو کال کی، بہت لائیٹ کا میک اوور کیے، بلیک میں جاذب سے ریڈی ہوئے وہ لئیق کو جیسا پسند تھی ویسی لگ رہی تھی لیکن دل و جان سے اس شخص کے لیے بے تاب، بابا کی تکلیف سے بھری ہوئی۔

جو آج ماسٹر شیف بنا عینی اور پرکاش کے لیے خود ہی ناشتہ بنا رہا تھا۔

لعلین کا نمبر اس نے سیو کیا تھا سو اسکی کال دیکھ کر خوشگوار سی حیرت کے سنگ صارم نے کچن کاونٹر پر رکھا فون اٹھایا۔

"صارم! کیسے ہو؟"

لعلین کی فریش آواز اسے مسرت دے گئی لیکن وہ اخیر بے قرار بھی تھی۔

"میں بالکل فٹ، تم سناو۔۔۔ ٹھیک ہو اب"

وہ اسکے نرمی سے پوچھنے پر دھیما سا مسکرائی۔

ہمم۔۔ کوشش کر رہی ہوں کہ ٹھیک ہو جاوں۔۔۔۔۔ مجھے تم سے بہت"

"ضروری بات کرنی تھی

اول جملہ اداسی جبکہ آخری بے قراری سے بولی تو صارم نے وہیں کچن ڈائنگ کی کرسی گھسیٹے سنبھالی اور تمام توجہ لعلین کی جانب لگائی۔

"ہاں کہو سن رہا ہوں"

صارم کو فکر سی ہوئی۔

تم نے جو سدرہ کی بے بے کی تصویر دیکھائی تھی مجھے کیا تم مجھے واٹس"

" ایپ کر سکتے ہو۔ دوسرا ان لیڈی کا نام کیا ہے؟

وہ لعلین کی بے قراری پر خود بھی متجسس تھا۔

لیکن پہلے اس نے فون کان سے ہٹا کر اسے بے بے اور سدرہ کی تصویر بھیجی اور پھر فون کان سے لگایا۔

میں نے بھیج دی ہے، اور انکا اصل نام لعلین نور ہے، وہ سدرہ کے بابا" یوسف صاحب کی منہ بولی بہن ہیں۔ اپنے گھر والوں سے سات آٹھ سال پہلے بچھڑ گئی تھیں۔۔۔۔۔سب خیر تو ہے نہ لعلین؟"

صارم کے اتنا سب واضح بتانے پر شک کی کوئی گنجائش نہ رہی تو لعلین کی آنکھوں میں نمی سی اتری، دل کرب کی زیادتی سے بھر گیا، یہ سب لئیق کی غیر موجودگی میں کھلنا اسے رنج دے گیا، وہ سمجھ نہ پائی کہ خوش ہو یا روئے۔

صارم۔۔۔و۔۔وہ لئیق کی مما ہیں، آٹھ سال پہلے کھو گئی تھیں۔۔۔۔۔"

"

لعلین کے کرب سے بتانے پر خود لمحہ بھر صارم کے چہرے پر بھی زردی سی چھائی۔

"کیا سچ میں ؟"

صارم کے لہجے میں واضح بے یقینی تھی۔

ہمم۔۔۔اور فرہاد انکل کو لگتا تھا انہوں نے لال نور کو ہمیشہ کے لیے کھو"
دیا۔۔۔۔دیکھو نہ صارم، یہ سب کس وقت پتا چلا جب نہ لئیق یہاں ہے نہ
"ف۔۔فرہاد انکل ٹھیک ہیں۔۔۔۔

وہ آنسو روک نہ پائی تو وہیں لان میں لگے صوفے پر بیٹھی رو دی۔

میں سمجھ سکتا ہوں، لیکن اللہ غم کے وقت ایسی خوشیاں دے کر یہ بتاتا"
ہے کہ وہ بڑا مہربان ہے۔ کیا تم ان سے بات کرنا چاہتی ہو، میں نمبر دوں
"انکے گھر کا؟

وہ جانتا تھا وہ بہت اداس ہو گئی ہے جبکہ صارم کائوں ڈھارس دیتے پوچھنا
اور رلا گیا، جس جبر سے اس لڑکی نے اپنی بے اختیار دھندلا جاتی آنکھیں
رگڑیں یہ منظر دلخراش تھا۔

" ت۔۔۔تم مجھے انکے پاس لے کر چلو گے صارم۔۔۔؟"

وہ غم سے دوچار لہجے میں حسرت سے بولی۔

"یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے، میں ضرور لے کر چلوں گا۔مجھے بتادینا کب جانا چاہتی ہو۔یاایسا کرتے ہیں سب چلتے ہیں، میں، اماں، بابااور تم۔۔۔۔۔"

وہ اسکی دوستانہ تجویز بھی روتے روتے مسکرائی، شاید لال نور کا یوں مل جانا اسکی مزید تسلی بننے والا تھا۔

"ٹھیک ہے، میں سیلی اور دستگیر سے پوچھ کر تمہیں کنفرم بتاتی ہوں۔۔۔۔میں انکو یہاں لاوں گی اور فرہاد انکل اپنی ل۔۔لال نور کو دیکھ کر جی اٹھیں گے۔۔۔۔اور جب وہ واپس آئے گا تو اپنی مما کو دیکھ کر بہت خوش ہو گا۔۔۔۔۔"

وہ لئیق کہ خوشی کا سبب بننے پر جی اٹھی تو صارم کو بھی دلی فرحت ملی تبھی وہ مسکرایا۔

"ان شاءاللہ، ایسا ہی ہو گا۔۔۔۔۔"

وہ اسکے پر امید کیے خود بھی دل کو ہلکا محسوس کر رہا تھا۔

"تھینک یو صارم، تمہارے وسیلے کے سبب یہ الجھنیں سلجھ گئیں۔۔۔۔۔"

"تمہارا آنا مبارک رہا

وہ اسکے اعتراف پر دل سے مسکرایا۔

"اگر تمہیں ایسا لگتا ہے تو یہ میرے لیے اطمینان کا باعث ہے، اپنا خیال رکھو اور مجھے بتا دینا"

اسے نرمی سے کہے صارم نے کال آف کی تو وہ بھی فون بند کرتی گہرا سانس اس صبح کی فضا میں بھر گئی۔

دل خوشی سے بھر بھی جاتا تو لئیق ایزد کے پاس نہ ہونے کا دکھ اسے کھل کر مسکرانے نہیں دے رہا تھا۔

لیکن وہ اتنی خوش ضرور تھی کہ وہ لئیق ایزد کی غیر موجودگی میں اسکی ذمہ داریاں نبھانے کی ہمت جمع کر چکی تھی۔

نہیں جانتی کہ تم میرے پاس کب آو گے مگر تمہاری مما کو میں جلد انکی
اصل جگہ واپس لاوں گی، وہ اب صرف تمہاری مما نہیں، وہ لعلین کے بابا
"کی لال نور بھی ہیں، وہ میرے لیے تم سے زیادہ سپیشل ہیں۔
وہ خود کو جتنا سنبھال لیتی، آنکھیں تو لئیق ایزد کو یاد کرتے ہی شدت سے
بھیگنے لگیں اور یہ خوبصورت سی صبح اس لڑکی کے آنسوؤں نے سوگوار کر
دی۔

.._____..

....★☆☆☆☆☆★....

ملائشیا میں بھی صبح کا بھرپور آغاز ہو چکا تھا، ساری رات لئیق سو نہیں سکا تھا، بریک فاسٹ بھی لیٹ کیے وہ پھر سے ریڈی ہوا اور روم لاک کیے باہر نکلا۔ مگر ہوٹل سے باہر نکلتے اسے ریسیپشن پر کھڑے مینجر نے پکارا تو لئیق نے اپنے باہر کی سمت بڑھاتے قدم کاونٹر کی سمت بڑھائے۔

"Mr. Laiq, there is a call for you, listen to it."

مینجر نے اسکے قریب آتے ہی ریسیور کی طرف اشارہ کیا اور خود مودب ہوتا کاونٹر سے چلا گیا جس پر لئیق نے وہ ہولڈ پر رکھا ریسیور اٹھائے ارد گرد چوکنا نظریں ڈالیں۔

دوسری طرف اس کے جونیئر ہیڈ تھے، جنھیں لئیق کی جگہ اس گاڑی میں مرتے بیورو کے آدمی کی خبر مل چکی تھی اور سب ہی لئیق کو اتنی سخت سزا دینے پر پچھتا رہے تھے جبکہ کال لگتے ہی انہوں نے اسے یہ سب بتا کر سیدھا سیدھا غصہ دلایا۔

کہا بھی تھا کہ مجھے کسی کو انفارم کرنے دیں لیکن آپ لوگوں کو تو مجھے سزا"
دینے کی پڑی تھی، اب بھگتیں۔ پتا نہیں میرے گھر والوں پر کیا بیت رہی
ہو گی، اگر ان سب نے مجھے مرا سمجھ لیا تو۔۔۔ سب آپکی غلطی ہے، مجھے
"اپنی اصولوں میں باندھ کر آپ نے اپنے آدمی کی جان داو پر لگادی
لئیق کے لہجے میں واضح تپش تھی اور مقابل اسکے غضب کے آگے سرد سی
خاموشی چھائی، یہ سچ تھا کہ اسکا غضب بھرا لہجہ کسی کے بھی وجود میں سنسنی
دوڑا سکتا تھا۔

دیکھو لئیق، تمہارا غصہ جائز ہے لیکن کام کرنے کے یہی اصول ہیں"
جوان۔ اسکی جان جانی تھی چلی گئی، ہمارا بہت اچھا آدمی تھا۔ رہی بات
تمہارے گھر کی تو خبر ملی ہے کہ وہاں کسی کی موت کا ماتم نہیں ہوا، یعنی ہم
کہہ سکتے ہیں کہ وہ لوگ تحقیق کروا چکے ہیں۔ وہ جلی لاش تمہاری نہیں ہے
"وہ لوگ جان چکے ہوں گے

وہ اسے جتنا بھی سمجھا لیتے، لئیق کا دماغ اس وقت سخت دباو میں تھا، اپنی موت کی خبر وہ اپنے پیاروں کے لیے سیدھی سیدھی موت محسوس کر رہا تھا بھلے وہ خبر جھوٹی ہی کیوں نہ ہو کیونکہ اس وقت اسکے مطابق جندل محل میں موت سا سایہ لہرا رہا ہو گا۔

"مجھے اس درجہ ذہنی اذیت دے کر آپ مجھ سے مشن کے اچھے سے کامیاب ہونے کی توقع مت رکھیے گا"

وہ بپھرا جبکہ مقابل خوف سا چھایا تو وہ گہرا سانس کھینچ کر رہ گئے۔

"چیف کمانڈر بہت شرمندہ ہیں بس اعتراف نہیں کر رہے جو انکے مزاج کا حصہ ہے، تم سمجھو جوان۔ غصے کے بجائے ٹھنڈے دل سے سوچو۔ میں تمہارے لیے صرف ایک چھوٹا سا فیور کر سکتا ہوں اگر تم چاہو"

بلیک ڈائمنڈ کا غضب اور قہر برداشت نہ کر سکتا تھا سو IB اس وقت باہمی مشاورت کے بعد ڈیپارٹمنٹ نے لئیق کے لیے ایک چھوٹی سی آفر پر غور کیا تھا۔

لئیق کی پیشانی پر تناو ہنوز برقرار تھا۔

"کیسا فیور؟"

لئیق کا انداز سپاٹ تھا، درشتی سے استفسار کیا۔

تم کسی رہائشی سٹرینجر کا فون لو اور اس سے اپنے خاص آدمی دستگیر کو"

صرف اپنے زندہ ہونے کی خبر ایز آ ای میل پہنچا دو، وہ تمہارے ساتھ ایک دو مشن میں مددگار رہا ہے سو اس تک خبر پہنچانے کی تمہیں اجازت دی گئی ہے۔۔۔ لیکن مشن کو لے کر کچھ الٹا کرنے کی کوشش مت کرنا ورنہ

"تمہاری جان لے لی جائے گی

ان مشکل حالات میں لئیق کو یہ تنکے کا سہارہ بھی بہت تھا لیکن اب یہ سٹرینجر ڈھونڈنا آسان کام نہ تھا جب اسکی ساری توجہ مائل کریزگی کی طرف لگی تھی۔

"بہت شکریہ اس عظیم احسان کا"

خفگی سے کہے وہ اپنے ہیڈ جو کہ اسکی قابلیت کے معترف تھے انکو فکر مند چھوڑے ہی، فون بند کر چکا تھا جبکہ انکے چہرے پر فکر سی نمودار ہوئی۔ یہ فیورز بیر ہاشمی صاحب نے ہی لئیق کے لیے چیف سے لیا تھا لیکن لئیق ہنوز برہم رہے گا یہ انھیں افسردہ کر گیا۔

جبکہ کاونٹر پر فون واپس رکھے وہ اسی طرح پتھریلے تاثرات کے سنگ ہوٹل سے نکلا۔

مائل کریزگی کے گھر اور گاڑیوں کے شوروم دونوں کا پتا لئیق لگوا چکا تھا سو پہلے اسکے شوروم پہنچا، فل بلیک میں چہرے پر وہاں ہر دوسرے شہری کی طرح ماسک پہنے اس نے اپنی منزل تک پہنچنے کے لیے ایک گھنٹے میں دو ٹرینز بدلیں اور پھر ایک کسٹمر کی طرح ہی مائل کریزگی کے شوروم پہنچا۔ کافی بڑا شوروم تھا اور کافی ملکوں سے لائی گئی گاڑیوں کی رینج موجود تھی۔ لئیق یہاں چونکہ کچھ خریدنے نہیں بلکہ مائل کریزگی کے یہاں موجود ہونے یا نہ ہونے کی یقین دہانی کرنے آیا تھا مگر ایک گاڑی اسے پسند آگئی۔

ویسے بھی کل سے کافی دھکے کھا لیے تھے موصوف نے اور افسروں نے بھی اس مشن میں کوئی ترس نہ کھایا سولئیق نے اپنے کارڈ سے پہلے وہاں کی کے مطابق پیسے نکلوائے اور پھر Malaysian ringgit کرنسی پیمنٹ کی۔

کیونکہ اسے کچھ خریدنے کے لیے اپنا کارڈ ڈائریکٹ یوز کرنے کی بھی پرمیشن نہ تھی۔

تھی اور خاصی مہنگی تھی مگر Mitsubishi Xpander گاڑی لئیق نے اسے خریدا ہی اس لیے تھا تاکہ اسکے شوروم والے اسکی نام کو ریکارڈ میں ہائی رکھیں، اس مائل کو دانا ڈالنا بھی ضروری تھا۔

خیر وہ شوروم میں نہیں تھا سو لئیق نے گاڑی کے لیے تمام فارمیٹیلز پوری کیں اور گاڑی کی رننگ پوری کیے باقی کا سارا دن شاہ عالم گھومنے کا پلین بھی بنایا۔

اور وہاں سے سیدھا پہلے مائل کریزگی کے گھر کی طرف روانہ ہوا۔

جبکہ مائل کریزگی اپنے گھر میں اپنی نئی گرل فرینڈ فہوجہ کے ساتھ موجود تھا، جو شکل وصورت سے انڈین لگتی تھی، دونوں کا عنقریب شادی کا پلین بھی تھا مگر مائل نے اس سے دوماہ کا وقت لیا تھا تاکہ وہ پہلے اپنا مشن پورا کر لے۔

لئیق نے اپنی گاڑی مائل کریزگی کے اپارٹمنٹ کے باہر کچھ فاصلے پر روک لی، اور ہاتھ میں کافی مگ تھامے اسکے سیپ بھرتا وہ مسلسل اسکے خوبصورت سے گھر کے دروازے پر عقابی نظریں جمائے ہوئے تھا۔

"Now I am going to go to the store. So you will keep two months as two months. I will miss you."

(اب میں جاتی ہوں، سٹور جانا ہے۔۔۔۔ہوپ سو تم دو مہینے کو دو مہینے ہی رکھو گے۔۔۔مس کروں گی تمہیں)"

وہ شرٹ لیس سا، ڈھیلا سا ٹراوز پہنے، آنکھوں میں ہلکی نیند اور چہرے پر خمار لے کر خباثت بھرا مسکراتا فہوجہ کو باہر تک چھوڑنے آیا جو جاتے جاتے اس سے گلے لگی مگر مائل نے اسکی کمر جس طرح اسکے جاتے جاتے باہر گیڈ میں ہی جکڑی، لئیق نے ضرور اس منحوس کو حقارت سے دیکھا۔

And if I don't let you go?"

"(اور اگر میں تمہیں نہ جانے دوں؟)

مائل اس کو جکڑے نازیبا اور گھٹیا پن پر اترا تو فہوجہ نے ادا سے ہنس کر پوری قوت لگائی اور اسکی چٹانی سی بازو سے آزاد ہوتی تیزی سے بھاگی جبکہ لئیق ایزد نے ایک نظر اس لڑکی کو دیکھا اور پھر مائل کو۔

وہ واپس اندر جا چکا تھا مگر اندر جاتے ہی اسکا فون بجا جس پر مائل نے اپنے شو روم کے بندے کی آتی کال پک کی۔

جو اسے اتنی مہنگی کار کے بک جانے کی نیوز سنا کر خاصا خوش کر گیا۔

"People here have less inclination for such vehicles, maybe he is not from here, well transfer money to me as much needed."

(یہاں کے لوگوں کا ایسی گاڑیوں کے لیے رجحان کم ہو گیا ہے، شاید وہ یہاں کا نہ ہو، خیر مجھے پیسے ٹرانسفر کر دینا کیونکہ بہت ضرورت ہے۔")

مائل نے اسے نپے تلے انداز میں کہا اور فون بند کیا مگر ساتھ ہی اسکے گھر لگا وائرلس فون بجا جس پر مائل تیزی سے اسکی طرف لپکا۔

"Black Diamond is after you Mile, there is news that this time he is going to pen-etrate your root. Complete your task quickly or you will end up worse than

Tina. Do you know how this bastard was killed?

Remember her death scene.

We killed Haroun in the middle of the mission because that scorpion was brought by our people that day, he was running for honesty, he was turning away in the middle of the mission, with you we are like a shadow, you will make us hopeless. So they will make a lesson for the world and the hereafter.

If you fail this time, you will die, along with your mother in Azerbaijan, and remember that death will tremble with the death of both of you."

بلیک ڈائمنڈ تمہارے پیچھے لگ چکا ہے مائل، خبر ملی ہے کہ اس بار وہ تمہاری جڑ میں گھسنے والا ہے۔اپنا کام جلدی پورا کرو ورنہ ٹینا سے کہیں برا انجام ہو گا تمہارا۔ جانتے ہو نہ کیسے مارا گیا ہے اس بچاری کو؟ اسکی موت کا منظر یاد کرو۔۔۔

ہارون کو بھی مشن کے بیچ ہم نے مروایا کیونکہ وہ بچھو اس دن ہمارے لوگ پہنچا کر آئے تھے، اسے ایمانداری کا دوڑا پڑ رہا تھا، بیچ مشن میں وہ مکر رہا تھا، تمہارے ساتھ بھی ہم سائے کی طرح ہیں، ہمیں ناامید کرو گے تو دنیا و آخرت کے لیے عبرت بنا دیں گے۔

اس بار اگر تم ناکام ہوئے تو تم تو مرو گے ساتھ ساتھ تمہاری آزربائیجان میں موجود ماں بھی مرے گی، اور یاد رکھنا تم دو کی موت سے موت بھی کانپے گی"

کسی خشونت بھری آواز نے ریسیور سے ابھر کر صور پھونکا جس سے وحشت برپا ہوئی اور مائل کے چہرے پر چھائی زردی بڑھاتے ہی وہ قہر ناک آواز خاموش ہو گئی جبکہ بلیک ڈائمنڈ کا سن کر ایک بار تو مائل کا ہاتھ کانپا، فون واپس رکھے وہ چہرے پر ابھرتی پسینے کی شکنیں صاف کرتا گھبراتے اٹھا۔

"How did this black diamond get be-
hind, curse him. What should I do
now.... There is a flight to Pakistan the
day after tomorrow, how can I avoid it
until then?"

یہ بلیک ڈائمنڈ کیسے پیچھے لگ گیا، لعنت ہو اس پر۔۔۔۔اب کیا)
کروں۔۔۔۔پرسوں فلائٹ ہے پاکستان کے لیے، تب تک اس سے کیسے
بچوں۔۔۔۔۔"(

مائل کے ہاتھ پیر پھول چکے تھے، مضطرب سا وہ یہاں وہاں چکر کاٹ رہا تھا
جب ڈور بیل کی آواز پر وہ کانپ سا گیا۔
اس وقت اسکی حالت خاصی خوفزدہ تھی، کہ آہٹ بھی ڈرا گئی، خیر چہرے
کے برفیلے تاثرات درست کیے وہ باہر آیا، قدموں میں مردگی عودی۔

"Who is there?"

کپکپاتی زبان کے سنگ وہ گیٹ تک آیا تو لئیق نے اپنی نظر واپس گیٹ پر جمائی۔

"I am a garbage collector, please hand
over household waste to me.

میں کچرا اٹھانے والا ہوں، برائے مہربانی گھر کی فالتو اشیاء میرے سپرد
کریں۔)"

اس آدمی کے کہنے پر مائل نے سادھا سانس خارج کیا اور واپس اندر گیا، سیاہ بڑا سا تھیلا لا کر باہر اس آدمی کو دیا مگر مائل کریزگی کے چہرے کی اڑی ہوائیاں، اپنی گاڑی میں بیٹھے لئیق ایزد کی تیز اور رواح تک جھانک لیتی آنکھوں سے مخفی نہ رہ سکیں۔

جس طرح مائل نے اس کچرے والے کو تھیلا دے کر ڈرتے ہوئے واپس گیٹ بند کیا وہ لئیق کو ضرور مشکوک کر گیا۔

کہیں اسے اسکے پچھلوں نے بلیک ڈائمنڈ کی خبر تو نہیں دے دی، بچارے "

"کی حالت پتلی صرف میں ہی کر سکتا ہوں

جس غصے میں وہ ہوٹل سے نکلا اس وقت عجیب سا سرور یہ سوچ کر ملا، اب اس گھر کے اندر جانے کے لیے لئیق ائزد کو ایک سٹرینجر کی ضرورت تھی تاکہ ایک تیر سے دو نشانے لگائے سو وہ اپنی گاڑی سٹارٹ کرتا وہاں سے لے گیا۔

.._____..

ساڑھے گیارہ تک وہ جاگا تھا، فریش ہو کر نک سک تیار ہوئے، خود پر بے دریغ پرفیوم کا چھڑکاو کرنے کے بجائے بس ہلکا سا سپرے کیے ہی، اپنے والٹ کو جینز کی جیب جبکہ فون کو ہاتھ میں پکڑے بیڈ پر اچھالے وہ پلٹا، آج اسکا ارادہ بینک جا کر ہارون کے لاکر کی جانچ کا تھا اور پھر قرآن خوانی بھی تھی جسکی وجہ سے افراہیم اور گل لالہ تو گیارہ بجے کے ہی چلے گئے تھے، وہ بھی پہلے وہیں حاضری دینے والا تھا۔

اس کے اور مانی کے بیچ جو ہوا وہ اسے یاد تھا مگر ایک خواب کی طرح، جسے اس نے دماغی خناس کا نام دیے اٹھتے ہی دل و دماغ سے دفعان کر دیا تھا مگر چڑ ضرور تھی کہ اسے یہ منحوس خواب کیوں آیا جس کا اثر سجے سنورے ڈیشنگ روپ کے باوجود چہرے پر پھیلی سنجیدگی اور کڑواہٹ کے طور پر

جگہ سنبھالے تھااور مانی اسکی حالت تولمحہ بہ لمحہ اس لمحے کو سوچ کر بگھڑے جارہی تھی۔

نہ پڑھنے ہورہاتھانہ کہیں سکون مل رہاتھا،خود کو صبح سے شیری سے دور کیے وہ پورے گھر میں بولائی پھر رہی تھی،ہاتھ میں کتاب مگر ذہن ودل میں اس لمحے کا سحر۔

اوپر سے شیری کے جاگنے سے آج اسکواتناخوف تھاکہ جب بھی گل لالہ کی جاتے ہوئی کی تاکید پر وہ شیری کو جگانے کے لیے اوپر جانے کا سوچتی تو پورا جسم کانپ اٹھتا۔

تبھی اس وقت بھی وہ اخیر بے قراراور بے چین سی لاونج میں بک تھامے چکر کاٹ رہی تھی۔

سیڑھیوں کو بار باریوں دیکھتی جیسے وہاں سے کسی ظالم جابر بادشاہ وقت نے اترناہو۔

اس ٹنشن میں تو میں مر جاوں میرے اللہ،اف۔۔۔۔کیا کروں، کہاں" چھپوں میں۔۔۔۔ا۔اگر انکو سب یاد ہوا تو مجھے پھر سے گلاد با کر مار دیں گے"

گہرے گہرے سانس بھرتی وہ کتاب میز پر رکھتی خود صوفے پر سہم کر پیر سمیٹ کر چڑھ بیٹھی،انگ انگ لرز رہا تھا۔

وہیں شیری نے ایک آخری بھرپور نگاہ آئینے میں ڈالے اپنے وجیہہ تیکھے سراپے پر ڈالی اور بیڈ پر رکھا فون اور گاڑی کی چابی جھک کر اٹھائے وہ پلٹا۔

آج اس نے نجانے کیا سوچ کر اپنی فیورٹ پرفیوم نہ صرف بدلی بلکے مقدار بھی کم لگائی، شاید ذہن میں مانی کا تیز پرفیوم سے گھٹتا سانس بیٹھا تھا اور یہ فکر مندانہ عمل اس شخص سے غیر ارادہ سرزد ہوا جس پر اسے کوئی ملال نہ تھا۔

اسے خود بھی اس عادت کو بدلنا تھا کیونکہ وہ واقعی بہت تیز پرفیوم استعمال کرتا تھا۔

مانی اس عمل سے کیا سوچے یا سمجھے گی اسے اس بات کی پرواہ نہیں تھی،
اسکے مطابق مانی اتنی گہرائی میں نہیں جاسکتی جو کہ اسکی غلط فہمی تھی، وہ لڑکی
اسکے دل کی طرح اسکے سینے میں دھڑک رہی تھی لیکن اسے اسکا احساس
وقت دلانے والا تھا، جب اس دل کی دھڑکن شہریار جدون کے کانوں میں
سنائی دیتی بس تبھی انقلاب آنے کی امید تھی۔
"تمہیں اپنے ان وحشی حقیقت کا گماں لگتے خیالات میں مزید دخل اندازی
کرنے نہیں دوں گا آمنہ آفریدی، مجھے یہ سب ختم کرنا ہوگا ورنہ تم مجھے
کہیں کا نہیں چھوڑو گی"
وہ پاگل اب بھی یہی سمجھ رہا تھا کہ وہ اسکا خیال تھا کیونکہ وہ واقعی کسی گہری
نیند اور خمار کے زیر اثر تھا، پھر اس لمحے کی وارفتگی اور سکون نے یاداشت
کو ذہن سے دھیمے سے سرکا دیا کہ وہ سب سکون بھی شیری کا اک خیال بن
کر رہ گیا، شاید اس کی وجہ یہ بھی تھی کہ وہ زندگی میں ایسے سکون کی امید
چھوڑ چکا تھا۔

حتمی طور پر اس لڑکی کے لیے از سر نو سنگدلی سے سوچتا، آئینے میں ابھرتے اپنے وجیہہ عکس کو ناگواریت اور شاکی نگاہوں سے تکتا وہ کمرے سے نکلا، جبکہ زینے اترنے کی آہٹ پر جیسے مانی لرز کر صوفے سے اٹھی، وہ تیزی میں نیچے اترتا مانی کا سفید پڑتا چہرہ دیکھ کر لمحہ بھر اس تک آئے رکا جو یوں تھی جیسے اسکے جسم سے روح پرواز کر گئی ہو۔

"کھڑے کھڑے فوت ہو گئی ہو؟"

پھنکار کر وہ اسکے اپنی طرف عجیب سی پھٹی آنکھوں سے دیکھنے پر بگھڑا تو وہ فوری ہڑ بڑائی، خوف و یاس لہجے میں کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔

"ن۔۔ نہیں تو۔۔۔ آپ اٹھ گئے"

چہرے کے اڑے رنگ بمشکل سنبھالتی وہ جو منہ میں آیا بولی تبھی تو شیری کو مزید غضب چڑھا، چہرے کے تاثرات مزید بگھڑ گئے۔

نہیں ابھی تو صرف جاگا ہوں، دنیا سے اٹھنا باقی ہے۔۔ جس میں تم بہت "
اچھے سے کامیاب کر دو گی۔۔۔۔اب کھڑی منہ کیا دیکھ رہی ہو، ناشتہ لگاو
"جا کر۔۔۔۔۔

اس سے جان بوجھ کر فرار کیے وہ غصہ جھاڑتا وہیں بیٹھا تو مانی نے فوری فرمابرداری سے اپنے قدم کچن کی طرف بڑھائے۔

ڈریگن ہیں پورے، لیکن شکر ہے انکو یاد نہیں۔۔۔یاد ہوتا نہ تو گرجتے نہ "
بلکہ میری گردن ہی مڑور دیتے۔۔۔ شکر ہے مانی تو بچ گئی ورنہ کچھ دن بعد
تیرے قل ہوتے۔۔۔۔اف اف دل ہلکا ہو گیا۔۔۔ چل اب ناشتہ بنا لے
"سیٹھ صاحب کے لیے

اسکے ڈانٹنے پر تو وہ برا منا ہی نہ سکی الٹا جان بخشی پر کچن میں آتے ہی بڑبڑائی اور تیزی سے مسکراتے ہوئے ہاتھ پیر چلائے، گل جانے سے پہلے اسکا ناشتہ بنا گئی تھیں سو مانی نے بس تازہ چائے ہی بنائی اور دس منٹ میں ناشتہ ڈائنگ ہال میں لگایا۔

"شیری آجائیں ناشتہ تیار ہے"

وہ جو فون پر جبڑے بھینچ کر کچھ دیکھنے میں محو تھا، مانی کی آواز پر احسان جتاتا اٹھا اور ڈائننگ کی طرف بڑھا، مانی کو یکسر نظر انداز کیے کرسی سنبھالی تو وہ بھی سامنے بیٹھی اور بوتل سے گلاس میں پانی ڈالنے لگی۔

"یہ ناشتہ گل مما بنا گئی تھیں، ا۔۔امید ہے آج آپکو پسند آئے گا"

مانی نے اسکے ناشتہ شروع کرتے ہی ہچکچاتے ہوئے کہا جس پر شیری نے کوئی ہاں ہوں نہ کی بس وہ ایک ہاتھ میں فون پکڑے ناشتہ کر رہا تھا۔

مانی نے اسے مسلسل دیکھا تو اسے فون یوز کرتا دیکھ کر منہ بسور گئی۔

"پہلے ناشتہ کر لیں، ساتھ شیطان بھی بٹھا لیا ہے تو وہ کھا جائے گا سب"

جب اس سے برداشت نہ ہوا تو وہ بول ہی پڑی اور شہریار نے اسے یوں دیکھا جیسے شیطان کو امیجن کر رہا ہو۔

تو اٹھ جائے شیطان یہاں سے، بندے کو اپنی عزت عزیز ہونی"

"چاہیے۔۔۔میں کہوں گا تبھی ہی اٹھ کر جاو گی

لہجہ اکساتا اور آگ لگاتا ہوا تھا جس پر مانی کے چہرے پر لمحہ بھر غصہ ابھرا۔

"میں اپنا نہیں اس فون کا بول رہی ہوں"

وہ اپنے ساتھ ہوتی ناانصافی پر چپ نہ رہ سکی جبکہ شہریار کی نظر اسکے گلابی رنگ میں نہائے ملائم ہونٹوں پر گئی تو چہرے کی رنگت یکدم بدلی، فوری اپنی نظر نہ صرف غصیل ہوتے ہٹائی بلکہ اپنے دل و دماغ کے غبار کو لعنت بھیجی۔

"میں تمہارا بول رہا ہوں، مجھے سکون سے ناشتہ کرنے دو۔ تمہاری ٹرٹر نہیں سننا چاہتا"

اسے ہنوز زچ کرتا وہ بولا نہیں تضحیک سے غرایا تبھی وہ مزید اس کا بلکل نہ سوچتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

پانی کا وہی بھرا گلاس نہ صرف اٹھایا بلکہ اتنی تکلیف میں تھی کہ غصے نے سارا خوف دبایا اور وہی گلاس اس نے سیدھا شیری کے چہرے پر گرایا۔

ایک لمحہ تو فضا میں اس لڑکی کی اس حرکت پر موت سا سکوت چھایا۔

شہریار نے بروقت فون، پانی سے ہٹالیا تھا مگر پانی نے اسکے چہرے اور شرٹ کو بھگودیا، اس پر شہریار کے چہرے پر جو غیض کے سنگ سرخی چھلکی اس نے مانی کے وجود میں کپکپاہٹ اتاری۔

اپنا گلاس پکڑا ہاتھ بھی کانپا کہ گلاس ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گرا اور اس سے پہلے مرنے کی کسر پوری ہوتی، مانی نے پوری سپیڈ سے دوڑ لگادی۔

"آج تم مروگی مانی کی بچی"

ٹیبل کو ہاتھ سے پرے کرتا وہ بپھرے سانڈ کی طرح ناک کے نتھنے پھیلاتا نہ صرف اٹھا بلکہ اس گستاخ کے پیچھے دوڑا جو بھاگ کر نجانے گھر کے کونسے حصے جا چھپی تھی۔

"کہاں گئی ہو، نکلو باہر۔۔۔آج تمہاری گردن دبادوں گا، نکلو میں کہہ رہا ہوں۔۔۔میں خود تم تک پہنچا نہ مانی تو بہت پچھتاو گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

پورے گھر میں شہریار کی تابناک آواز گونجی مگر وہ ڈری سہمی سی گل لالہ کے کمرے میں آئی اور بنا کچھ سوچے جا کر انکی بڑی سی کبرڈ کھولے اس میں جا چھپی۔

جتنا وہ شیری کو سلگا آئی تھی اس پر اسے بھی یہی لگ رہا تھا کہ وہ واقعی آج دس سیکنڈ کی آسانی بھی نہیں دے گا۔ کبرڈ میں آ کر وہ چھپ تو گئی مگر ایک منٹ گزرتے ہی مانی کو اپنی غلطی کا احساس ہوا کیونکہ اسکا سانس، اس بند کبرڈ کے باعث اکھڑنے لگا۔

شیری نے پہلے روم میں جا کر غصے سے شرٹ بدلی اور پھر اسے ہر جگہ تلاشتا وہ واپس نیچے آیا۔

کہاں چھپی ہو، ہمت نہیں ہے کیا مجھ سے مقابلے کی۔۔۔۔میں کہہ رہا"

"ہوں اپنی سلامتی چاہتی ہو تو باہر نکل آو

ایک تو سانس رک رہا تھا اوپر سے مانی کو اس گھبر کی آوازیں صور کی مانند لگ رہی تھیں۔

مانی نے جب کبرڈ کو سانس گھٹنے پر کھولنا چاہا تو یہ دیکھ کر اسکی جان نکلی کہ کبرڈ اٹک چکی تھی، اور کھلنے میں ناکام تھی۔

"مانی! آخری بار کہہ رہا ہوں کہ باہر آجاو"

سب کمرے یہاں تک کہ گیسٹ روم اور سبکے واش روم چیک کرنے کے بعد وہ ممی کے روم میں داخل ہوا اور مانی کو اسکی آواز اتنے قریب سے آئی کہ اسے لگا آج کچھ وہ کچھ یہ اٹکی سانس اسے واقعی مار دے گی۔

شیری نے اندر داخل ہوتے ہی پہلے واش روم چیک کیا اور پھر بیڈ کے نیچے جھک کر نظر ڈالی مگر جیسے ہی وہ باہر جانے کو پلٹا، عجیب سی سسکنے کی آواز پر وہ سارا غصہ بھلائے پریشانی کے سنگ پلٹا، انہونی کا خوف، وجود میں سنسنی سی دوڑا گیا۔

"بیوقوف لڑکی"

تبھی کبرڈ پر اندر کی طرف سے اسکے ہاتھ مارنے کی آواز پر وہ قریب گیا اور پوری قوت سے مما کی وارڈرب جو باہر لگے کی لاک سے خود ہی لاکڈ ہو گئی

تھی، اس تک پہنچا اور جیسے ہی اسے جھٹکے سے کھولا، وہ لڑکی لہرا کر شیری کے سینے سے نا صرف لگی بلکہ بے جان سے مشکل مشکل سانس لیتی شہریار جدون کی بازوؤں میں جھول گئی، اک لمحہ تو اس گداز بے جان وجود کو حصار لینے پر شہریار جدون کو آوازیں آنا بند ہوئیں، بس یوں لگا جیسے اس لڑکی کی سانس نہیں، شہریار کا دل رک گیا ہو، کتنی ہی دیر وہ مرجھائی شاخ کی مانند شہریار کے وجود میں چھپی اسکے سینے میں دقت سے سانس بھرتی رہی، ایسا لگا جیسے اس شخص کے دل اور روح کو کسی نے آگ لگا دی ہو، وہ آگ جسکا سبب اس لڑکی کا سالم وجود، اور اسکی محبت میں مبتلا دل تھا، لمحے سرکتے گئے اور اس لڑکی کی جان میں جان لوٹتے ہی شیری کو بھی اپنا دل معمول پر جاتا محسوس ہوا۔

ہاتھ بڑھا کر کبرڈ واپس بند کیے شیری نے اسے بنا کچھ سوچے بازوؤں میں اٹھایا اور پلٹا وہیں بیڈ پر لٹایا تو اس لڑکی کا پورا چہرہ سرخ اور پورا جسم اب بھی کانپ رہا تھا مگر مانی نے بند آنکھوں کے باوجود شیری کا ہاتھ جکڑ لیا، وہ اسکے

پاس ہی بیٹھا، پانی سے بھیگ جاتے بال اس شخص کی صبیح پیشانی پر ڈھلکے تھے، آنکھیں نفرت سے یکدم ہی خالی ہوئیں، ایک دو منٹ لگے کہ مانی کا اکھڑتا سانس اپنے معمول پر آیا تو خود شیری کو بھی سکون سا ملا، اپنی اس کیفیت پر وہ دل سے دہل گیا۔

"تم ٹھیک ہو؟"

اپنا ہاتھ مانی کی گال پر رکھے وہ اسے پکارا تو اس لڑکی کو بہت دور سے اسکی آواز سنائی دی، ہمت بحال کیے مانی نے اپنی آنکھیں کھولیں تو شیری کو دیکھ کر آنکھوں سے بے اختیار آنسو ٹپکنے لگے جو اس شخص کا سینہ کاٹ گئے۔

"م۔۔مجھے مت ماریے گا۔۔۔۔"

وہ اسکو دیکھتی روہانسی ہوئے بولی تو شیری نے خفیف سے غصے سے اسکا یہ رونا برداشت کیا اور اسکی کمر کے نیچے ہاتھ لے جائے اسے اٹھایا تو وہ اسکو ویسے ہی شکائتی نظروں سے دیکھتی لہراسی جاتی جھٹکے سے اسکے نزدیک آ بیٹھی۔

اسکی گرم سانس شیری کو اپنے چہرے تک آتی محسوس ہوئی، اور شہریار کا ہاتھ اب بھی مانی کو سہارا دیے اسکے گرد لپیٹا تھا۔

"جب اپنی حالت کا پتا ہے تو ایسی حرکتیں کیوں کرتی ہو، کون بیوقوف کبرڈ میں چھپتا ہے۔ کچھ ہو جاتا تمہیں تو سب یہی سمجھتے کہ میں نے مارا ہے۔ قاتل بنانا چاہتی ہو تو بتاو ایک ہی بار تمہارا یہ رکا سانس ہمیشہ کے لیے روک دیتا ہوں۔ روز روز یہ تماشے میں برداشت نہیں کر سکتا"

لاکھ فکر، ہزار تڑپ کے باوجود وہ اپنے لہجے کو نرم نہ رکھ سکا، غصہ پی لیا تھا یہی کافی تھا اور وہ لڑکی آنسوؤں میں ڈوبی، بے دردی سے اپنی آنکھیں رگڑ کر اسے مشکل سے دوچار کر رہی تھی۔

"م۔۔میں ڈر گئی تھی۔۔۔اتنی جلدی۔م۔مرگ۔۔گئی تو آپ سزا سے آزاد ہو جائیں گے۔۔۔۔۔ج۔جب مجھے لگے گا آپ واقعی تھک گئے تو آپکو مر کر اس سزا سے آزاد کر دوں گی"

اس لڑکی کو دل چیڑنے کے سوا کچھ نہیں آتا تھا اور آج تو اسکے یہ الفاظ شہریار کو اپنا جگر چیر دیتے محسوس ہوئے۔

"میں نہیں چاہتا تم میرے پیچھے بے موت مر جاو، تمہارے سامنے پوری زندگی پڑی ہے۔ عقل سے کام لو، تم جیسی نازک سی بچی میری بیوی کسی صورت نہیں بن سکتی، خود کو دیکھو۔۔۔۔اور مجھے۔۔۔۔اپنی زندگی کی قدر کرو آمنہ آفریدی، یہ صرف ایک بار ملی ہے جو تم اس بکواس رشتے میں گنوا دینا چاہتی ہو"

وہ تحمل کا عادی نہیں تھا پھر بھی یہاں بیٹھا دیوار سے ٹکریں مار رہا تھا۔

"مجھے استھما ہے، میں آپ سے اتج میں بہت چھوٹی ہوں، آپکے مقابلے میں آدھی ہوں۔۔۔میں بیوقوف اور بے وقعت ہوں تبھی آپ مجھ سے چڑتے ہیں۔۔۔۔یہ سب نہ ہوتا تو کیا آپ مجھے بیوی بنا لیتے؟"

وہ اسکے سمجھانے پر الٹا اسکے دماغ کو خراب کرنے والے سوال سے اسکا پارہ چڑھا چکی تھی، شیری کی برداشت سے وہ چند دنوں میں ہی اخیر کھیل چکی تھی۔

"اور ۔۔۔۔۔ہر گز نہیں، اپنے اس ایکسٹرا دماغ کو زمین پر رکھو یہی بہتر ہے دوبارہ اگر تم نے کوئی بد تمیزی کی تو اگلی بار تمہاری ان رکتی سانسوں اور ڈوبتے دل پر کوئی رحم نہیں کھاوں گا۔انسان بنا ہوا ہوں تو مجھے انسان ہی رہنے دو"

وہ اسے بری طرح جھاڑتا جب اس سے فرار کیے اٹھا تو مانی بھی اسکا ہاتھ پکڑے لڑکھڑاتی اٹھی تو بے ارادہ شیری نے جس طرح پلٹ کر اسے سنبھالنے کو اسکی کمر تھامی یہ لمحہ جہاں مانی کی آنکھوں میں چمک لایا وہیں شیری اپنے اس عمل کے سرزد ہونے کا احساس کیے فورا اپنا ہاتھ اسکی کمر سے ہٹا گیا اور نظریں بھی چرا لیں۔

اگر آپکو میری یہ رکتی سانسیں ڈسٹرب کرتی ہیں تو دل سے کیوں نہیں"
پوچھتے کہ ایسا کیوں ہے، جب جب میری ایسی حالت ہوتی ہے آپ پریشان
ہو جاتے ہیں۔ تو اگر آپ مجھے مارنا چاہتے ہوتے تو ایسا نہ ہوتا۔ میرے لیے
دن کے کچھ لمحے سوچ کر دیکھ لیا کریں، میں اول تو آپکی جان چھوڑ کر کہیں
نہیں جانا چاہتی مگر انسان ہ۔۔ ہوں۔۔۔۔ اور انسان تھک جاتا ہے۔۔۔۔۔
آپ میرے بارے میں کیا اتنے ظالم بن چکے ہیں شیری؟ اتنے ظالم کہ آپکا
"دل بالکل ملامت نہیں کرتا

وہ اسکو سننے پر مجبور تھا کیونکہ اس لڑکی نے ہاتھ تھاما تھا، وہ چاہ کر بھی مانی کا
ہاتھ جھٹک نہ پایا بس اسکے پہلی تاکید پر ہی الجھ گیا۔
میرے پاس دل نہیں ہے، اور نہ اتنا فضول وقت کہ اسے تم پر ضائع"
کروں۔۔۔۔۔ تمہاری تھکن کا ہر توڑ یہاں سے جا کر ہی ملے گا، اور میں کتنا
ظالم ہوں یہ اب تک تمہیں علم ہو جانا چاہیے، اگر میں تمہاری گردن دس
سیکنڈ کے لیے دبانے کی ہمت کر سکتا ہوں تو مت بھولنا یہ دورانیہ طویل

بھی ہو سکتا ہے۔اور تمہارے ساتھ روا رکھے رویے پر مجھے کوئی ملال نہیں ہے"، تم نے یہ بے قدری خود چنی ہے

ناچاہتے ہوئے بھی اس نے اپنا ہاتھ مانی سے جھٹکے سے چھڑوایا اور دو قدم پیچھے ہٹا جب آنسوؤں کے بوجھ سے مانی کی پلکیں لرزیں مگر غصہ وہ چاہ کر بھی نہ دبا سکی اور اپنے دونوں ہاتھوں سے شری کی گردن دبوچی، اک لمحہ تو وہ بھی اسکے خطرناک تیور بھانپے بوکھلایا۔

"دھیان رکھیے گا آپکی گردن مانی نہ دبادے مسٹر سلفیورک ایسڈ، اتنا زہریلا بول کر بھی زہریلے کیوں نہیں ہیں آپ شہریار جدون صاحب؟"

وہ پہلے تو اسکی ٹون بدلنے پر عجیب سا گھورا پھر اپنی گردن پر رکھے اسکے ہاتھ جھٹکے سے پرے دھکیلے نہ جانے کس خوف کے تحت مانی کی بازو دبوچے اپنی طرف کھینچے اسکی سرخ، سلگاتی آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑیں۔

"کیا مطلب تھا اس بکواس کا؟"

وہ اسکے خوف کھانے پر سارا دکھ بھولے جس طرح بے باکی سے ہنسی وہ خطرناک تھا۔

ششش !۔۔۔اٹس آ بگ سیکرٹ۔۔۔۔۔اور اپنی خوشی اپنا سکون آپ " جیسے ہارٹ لیس سے کیوں شئیر کروں۔آپکی تباہی کے لیے اتنا بتادوں کے اب آپکو مجھ سے اپنی نفرت کا ثبوت دینے کے لیے مجھے مارنا ہوگا کیونکہ مجھے نہیں لگتا آپ مجھ سے دور رہ سکتے ہیں، نہ ہوش میں نہ بے ہوشی میں۔۔۔۔ادر وائز میں آپکا یونہی سایہ بنی رہوں گی۔۔۔۔اور آپکی زندگی اجیرن کرتی رہوں گی، آپکی زندگی خراب کرنے میں نہ میری رکتی سانسیں حائل ہوں گی نہ میرا چھوٹا، کمزور اور بیوقوف ہونا۔۔۔۔۔اس کے لیے صرف میرے پاس موجود آپ پر حکمرانی کی سرٹیفکیٹ ہی کافی ہے۔۔۔۔۔ناشتہ کر کے جایئے گا۔۔۔۔بائے "

زچ کرتی مسکراہٹ دیے وہ غرور سے بھیگی آنکھیں رگڑتی نہ صرف اپنی بازو شیری کی ہاتھ سے چھڑوا گئی بلکہ آہستگی سے قدم اٹھاتی وہ بیڈ روم سے

نکل گئی اور شہریار جدون کے چہرے پر چھلکی حقارت، غم و غصہ بتا رہا تھا کہ وہ اسکے صبر کا بہت برا امتحان لے گئی ہے۔

کیسی اڑیل ہے یہ لڑکی، یا تو خود مرے گی میرے ہاتھوں یا کسی دن میرا"

"ہارٹ فیل کروائے گی۔۔۔۔۔ لئیق ایزد تجھے اللہ پوچھے

جب جب وہ مانی کے آگے بے بس ہوتا، لئیق کو کوستا اور اس وقت بھی وہ پھونکیں مارتا بڑے صبر کا مظاہرہ کیے باہر نکلا۔

دل کہیں کسی کنویں میں چھلانگ لگانے کا کر رہا تھا یا پھر کسی گاڑی تلے آنے کا۔

.._____..

خوبصورت سی نیند چھنک کر آنکھوں سے ٹوٹی کیونکہ کھڑکیوں پر گرے پردے باہر چلتی ہوا نے لہلا دیے تھے، رات اس شخص نے بنا کسی آزمائش

کے لیے صبور کو اپنے پاس رکھا تھا اور اسے جگایا بھی نہیں، خود تو وہ صبح ہی اٹھ کر اپنے معمول کے کاموں میں لگ چکا تھا، رات صبور، دستگیر کے کمرے میں تھی یہ خبر کسی اور کو تو پتا نہ چلی پر مریم بی کو چل گئی کیونکہ وہ روز صبح فجر کے بعد دستگیر کو بیڈ ٹی کے ساتھ تلاوت کر کے دم کیا پانی دینے جاتی تھیں، انھیں بہت حیا آئی جب دستگیر کے بیڈ پر صبور کو دیکھا اور انہوں نے دل میں جلدی سے لئیق کی واپسی کی دعا مانگی تاکہ اپنے بچے کو اسکی یہ خوشی پورے حق سے سونپیں، وہ کچن میں بھلے نیہا کے ساتھ مصروف تھیں مگر انکی سوچیں اپنے بچوں کی طرف تھیں۔

صبور جاگی تو بہت خوبصورت سی خوشبو محسوس ہوئی جس پر اس نے جب گردن گمائی تو سائیڈ ٹیبل پر گہرے سرخ پھولوں کا بکے ایک نوٹ کے ساتھ موجود تھا۔

نیند کے خمار میں ڈوبی آنکھیں لیے وہ مسکراتی ہوئی اٹھ بیٹھی۔

تم میرے پاس تھی، لیکن میں نے صبر دیکھا کر بتادیا ہے کہ تمہارا"
دوست پہلے ہوں۔ ہوپ سو تم جلدی اس ویران کمرے میں میری ملکیت
بن کر آوتا کہ اس منحوس صبر جبر سے چھٹکارہ ملے۔ وعدے کے مطابق
"میں نے کچھ نہیں کیا سوائے۔۔۔۔۔۔

دستگیر نے جان بوجھ کر پیغام کے آخر میں آنکھ ونگ کرتا ایموجی بنایا جس پر
صبور کے گال قدرتی بلش سے دہک گئے لیکن وہ یہ بھی جانتی تھی یہ سب
اس شوخے نے اسکی صبح سنوانے کو کیا ورنہ محبت کے آداب دستگیر عالم سے
زیادہ بھلا کسے پتا تھے۔

"تم مار ڈالو گے مجھے دستگیر عالم"

گھبرا کر خود کلامی کیے اس بکے کو اٹھایا اور اسکی مخمور مہک اپنی سانسوں میں
گھول گئی۔

وہیں دوسری طرف لئیق کے ہوم آفس میں اس وقت دستگیر، سیلنا اور لعلین موجود تھے اور جو انکشاف لعلین نے کیے ان دونوں پر وہ پتھر کے مجسمے بنے تھے۔

"مجھے تو یقین نہیں آرہا"

دستگیر کی آواز صدمے سے پھٹی اور سیلی کی بھی کچھ ایسی ہی حالت تھی۔

"اب تم بتاو کہ میرا جانے کا فیصلہ ٹھیک ہے دستگیر؟ کم از کم جو ہمارے بس میں ہے ہمیں وہ کرنا چاہیے"

لعلین نے کچھ دیر خاموشی کے بعد پھر سے دونوں کو دیکھا اور دستگیر سے خاصی بے چینی کے سنگ مخاطب ہوئی۔

"بھائی کی آٹھ سالا اذیت کا گواہ ہوں، جب وہ چاہ کر بھی لال نور کو تلاش نہیں کر پاتے تھے تو باقاعدہ انکی آنکھیں بھیگ جاتی تھیں۔تب سوچتا تھا کہ مولا ایسی بے بسی کسی کو نہ دینا۔۔۔۔تمہارے آنے سے پہلے تک بھائی کی زندگی کا مقصد صرف اپنی ماں کی تلاش تھا، تم ضرور جاو لعلین۔۔۔۔مجھے

بہت خوشی ہے کہ تم نے بھائی کے لیے ان حالات میں بھی یوں سوچا، تم بہت سٹرونگ گرل نکلی"

وہ یہ سب سن کر آزردہ ہوئی، خود سیلنا ان سب سے کافی افسردہ ہو چکی تھی، کچھ دیر میں اسے بھی گھر جانا تھا، قرآن خوانی میں عینی نے اسے، بھجت اور مدیحہ صاحبہ کو بھی بلایا تھا مگر لعلین نے بھی جانے کی خواہش کی تو سیلی اسکے لیے رک گئی تھی۔

"میں اسکی کمی کو مصلحت سمجھنا چاہتی ہوں، کم از کم ہم اسکی غیر موجودگی میں اسکی ذمہ داریاں تو نبھا ہی سکتے ہیں۔ میں پھر صارم کے ساتھ کل چلی جاتی ہوں، وہ نہیں تو اسکی مما کا لمس شاید مجھے اس سے زیادہ سٹرونگ بنا دے۔ تم اور صبور رہو یہاں، میں مطمئین ہو کر جا سکتی ہوں"

وہ دونوں ہی لعلین کی ہمت پر دنگ تھے، دستگیر کو تو کچھ بولنے کے لیے لفظ نہیں مل رہا تھا جبکہ سیلی نے لعلین کی گال سہلائے جیسے اسکی ہتھیلی چومی، اسے لئیق شدت سے یاد آیا۔

ٹھیک ہے بہادر لڑکی، تم جاو۔ یہاں کی فکر مت کرو۔ لئیق بھائی بہت لکی"
ہیں لعلین کہ انکو تم جیسی لڑکی ملی۔۔۔۔۔میں تمہارا اور انکی واپسی کا منتظر
"رہوں گا۔ خیر سے جاو
وہ اٹھا تو لعلین بھی کھڑی ہوئی جبکہ دستگیر کا اس وقت یہاں جندل محل ہونا
خود ایک بہت بڑی تسلی تھی، وہ اسے لئیق کا سایہ لگتا تھا۔
تھینکیو، اسکی کوئی خبر ملی تو مجھے لازمی بتانا۔ میرا دھیان اس کی جانب سے"
"آتی خبر پر ہے
وہ اسے یاد دلانا نہ بھولی تو دستگیر نے سر ہلائے مسکراتے ہوئے اجازت لی
اور آفس روم سے نکلا۔
لعلین پلٹی تو آنسو بے اختیار گالوں پر اترے تبھی تو سیلی نے اسے اپنے سینے
سے لگایا۔
"میری جان، آپیا کے دل کا قرار۔۔۔۔۔۔روتے نہیں ہیں"

وہ چاہ کر بھی اسکی کمی پر تادیر بہادر نہیں ہو پائی اور آپیا کی آغوش نے ویسے بھی دل کا بوجھ دل میں رکھنے نہ دیا۔

اس شخص کا خیال کسی بھی لمحے بے خود ہو کر لعلین ابراہیم کو اپنی سی کیفیت میں مبتلا کر دیتا تھا، محبت سے زیادہ اس لڑکی کو اس ساحر کی عادت مار گئی تھی۔

"وہ بہت یاد آرہا ہے سیلی، پتا نہیں کتنا وقت اور اس کو دیکھنے سے محروم رہوں گی۔۔۔۔۔۔یہ بہت مشکل ہے، اسکی جگہ کھڑے ہو نا۔۔بہت مشکل ہے۔۔۔وہ آجائے گا نہ"

وہ پھر سے ریزہ ریزہ ٹوٹ رہی تھی اور سیلی نے اسے خود میں جکڑے سر اثبات میں ہلایا۔

"میرا بچہ! آجائے گا وہ۔۔۔خوش ہو جاو، اسکی مما کے پاس جا رہی ہو۔۔۔۔بہادر بننے کا وقت ہے، سبکو بتا دو کہ تم اسکی لعلین ہو۔۔۔۔۔وہ یہاں ہوتا تو تمہارے اندر کی یہ باہمت لعلین دوبارہ کبھی باہر نہ آتی جو اس

کی محبت نے کہیں گم کر دی تھی۔۔۔۔۔۔ محبت انسان کو اپنے سانچے میں
جو ڈھال دیتی ہے، نرم، گداز اور مہربان۔۔۔۔۔ "
وہ سیلی کی آخری بات پر اس سے الگ ہوتی بھیگی آنکھوں سے ہی مسکرائی،
آپیا نے سنگین سچ کہہ کر اسکا دل بہلا جو دیا۔
آپ واقعی سچ کہہ رہی ہیں سیلی، اسکے سامنے تو پتا نہیں کونسی نازک سی "
لعلین بن جاتی تھی۔۔۔۔ خیر چھوڑیں، اسکی جتنی بات کروں گی اتنا وہ یاد آ
کر رلائے گا۔ آپ بھی وہاں سے سیدھی اپنے گھر چلی جانا، بہت تنگ کیا
آپکو لیکن آپ نے مجھے ایک لمحہ اکیلا نہ چھوڑ کر مما کی کمی پوری
کی۔۔۔۔۔۔ آج میں عینی کے پاس ہی رکوں گی اور کل انکے ساتھ ہی لال
نور کے پاس جاوں گی "
وہ یہ سب کہہ کر آخر تک جیسے سانس پھولنے پر رکی، سیلی مسکرائی بھی اور
اسے اسکی فکر بھی ہوئی۔

میں تمہاری مما ہی ہوں میری جان، تم روتی ہو نہ تو لگتا ہے ممار ورہی"
ہیں۔۔۔ تمہیں وہ دونوں میری امانت جو بنا کر گئے ہیں، اور بھئی جب تک
تم خالہ نہیں بن جاتی تب تک عیاشی کر لو سیلی کے پیار کو لوٹ کر۔۔۔ بعد
"میں تو چاں چوں ہی ہوا کرے گی
سیلی کے پیار اور ہنسانے دونوں نے ایسا اثر کیا کہ وہ لپک کر جذباتیہوئے
اس سے لپٹی۔
آپ میرے لیے بے حد قیمتی ہیں، اللہ آپکو جلدی سے اولاد دے میری تو"
شدت سے دعا ہے۔ آپکا پیار آپکے بچوں سے کیسے دبو چنا ہے یہ میں جانتی
"ہوں
وہ اسکی محبت پر دل سے مسکرائی اور آمین بھی کہا۔
آمین آمین۔۔۔ ویسے میری طبعیت کچھ ڈاون تو ہے لیکن ابھی کنفرم"
وغیرہ نہیں کیا۔ تم لال آنٹی کو لے آو پھر ساتھ چلیں گے ڈاکٹر ہانیہ کے

پاس۔ تمہارا چیک آپ بھی کرواوں گی تاکہ پتا چلے کیا کنڈیشن ہے جو اتنا

"پازیٹیو سائن آیا، اللہ نے چاہا تو اچھی خبر ملے گی

وہ آپیا کے شک ظاہر کرنے پر ہی کھلکھلائی، جبکہ سیلی کا بلش کرتا چہرہ اسے

دنیا کا خوبصورت چہرہ دیکھائی دیا۔

اوئے ہوئے، مطلب بھجت لالہ نے کر دیکھایا۔۔۔اف اف میں"

"کنفرمیشن کے لیے آپکے ساتھ جانے کو بے تاب ہوں

وہ اپنے حوالے سے تو اب بھی ناامید تھی لیکن اللہ نے تو اس بار کچھ اور ہی

سوچ رکھا تھا۔

اور میں اپنے سے زیادہ تمہارے لیے ایکسائڈ ہوں، کیونکہ تم نے جو سائن"

بتایا وہ بہت بڑا ہے میری گڑیا۔۔۔۔ خیر اب جاو ریڈی ہو، پھر نکلتے

ہیں۔۔۔۔ عینی نے ہارون کے ساتھ بابا کے لیے بھی دعا کروانے کا کہا تھا،

"میں بھی ریڈی ہوتی ہوں

سیلی اسے بہت پر امید کر کے گئی تھی مگر لعلین کے چہرے پر اداسی چھائی تھی، وہ ابھی بالکل بے تاثر تھی کیونکہ جو زندگی اس نے گزاری تھی وہ اسے خوش فہم ہونے نہیں دے پائی۔

لیکن اس نے اپنے آپ میں کچھ غیر معمولی سکون اترتا ضرور محسوس کیا تھا، جو جلد اپنی شدت پکڑ کر لعلین ابراہیم پر پوری دلکشی سے کھلنے والا تھا۔

....★☆☆☆☆☆★....

اپنی گاڑی سڑک کنارے روک کر وہ کچھ پتھر سے بنے خوبصورت ایریا کی طرف بنی سڑکوں پر پیدل ہی گھوم رہا تھا، یہاں کے گھر بہت دیدہ زیب تھے مگر ایک سادگی کا عنصر غالب تھا، اسے ایک رہائشی بھروسے مند آدمی کی تلاش تھی مگر ابھی تک اسے کوئی ملا نہیں تھا۔

لئیق نے وہیں دو گلیاں پار کیے بنے چھوٹے سے چائے خانے کی طرف قدم بڑھائے اور باہر ہی موجود ٹیبل سنبھالی۔

ویٹر نے آکر مسکراتے خوش آمدیدی انداز میں آرڈر لیا اور کچھ دیر بعد بلیک چائے جس کے ساتھ دودھ کی پاورڈ فارم میں ایک پیکٹ اور ایک پیکٹ شگر کا تھا، لئیق کے سامنے لا کر رکھی جس پر لئیق نے نرماہٹ اور دوستانہ مسکراہٹ اچھالے شکریہ ادا کیا تو وہ آدمی مسکراتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔

لئیق کی نظر باہر ہی سڑک پر جمی تھی اور تبھی اسے ایک لگ بھگ چالیس کے قریب کا ایک رہائشی سا آدمی نظر آیا، لئیق نے کچھ دیر اسکی حرکات و سکنات کا مشاہدہ کیا۔

سب سے پہلے وہ آیا تو اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑے بسکٹ کو چوڑا بنائے وہیں کبوتروں اور چڑیوں کے لیے انکے کھانے کے برتن میں وہ چوڑ کر ڈالا پھر اپنے بیگ سے پانی کی بوتل نکال کر اس نے چڑیا کے لیے رکھے پانی کے برتن کو بھرا۔

لئیق اسکی اس سخاوت پر گھر س مسکرایا، حالانکہ کئی لوگ وہاں سے گزرے لیکن اس بندے کا یہ عمل اسکے اندر کی پاکیزگی عیاں کر گیا۔

یہی نہیں وہ آگے بڑھا تو وہیں سڑک پر کھلتے بچوں کو اس نے باری باری کوئی چاکلیٹ دی جس پر سب بچوں کی خوشی دیدنی تھی مگر جیسے ہی اس نے اپنے منہ میں آخری چاکلیٹ ڈالی، ایک اور بچہ دوڑتا ہوا وہاں آیا جس پر اس آدمی نے وہ چاکلیٹ مسکراتے ہوئے اس حسرت سے اپنی طرف دیکھتے بچے کو دے دی۔

کسی کی خوشی کے لیے اپنی خواہش قربان کرنے کا ہنر راہ چلتے راہگیر سمجھاتے ہوئے اس نے کم ہی دیکھے تھے۔

لئیق نے کافی کا بل پے کیا اور کچھ سوچتا ہوا پراسرار ہوئے وہ وہاں سے اٹھ کر اس آدمی کے پیچھے چل پڑا۔

وہ آدمی دو تین گلیاں عبور کرتا ایک چھوٹے سے مگر پتھر کی اعلی نقش نگاری سے بنے اس مکان کے آگے رکا اور پھر اسکا دروازہ کھولے اندر چلا گیا۔

لئیق نے کچھ منٹس وہیں رک کر انتظار کیا اور پھر اسکے دروازے پر پہنچ کر دستک دی۔

"Yes brother?"

باہر نکلتے ہی اس نے فکر سے لئیق کا سر تا پیر جائزہ لیے پوچھا۔

"can i have some water?"

لئیق کے استفسار پر وہ خوش دلی سے مسکرایا۔

"Yes, why not۔ Come in brother."

اس شخص نے مہمان نوازی کا مظاہرہ کرتے لئیق کو اپنے چھوٹے سے مقامی بنے اس گھر میں دعوت دی تو لئیق زرا ہچکچاتا ہوا اندر داخل ہوا مگر اصل جھٹکا تو لئیق کو اس گھر میں لگی بہت سی جانی پہچانی تصویروں سے لگا، وہاں

اس شہر کی مشہور اداکارہ اینجیلیہ کی تصویریں آویزاں تھیں، اور خود جیمشی نامی وہ آدمی جب پانی کا گلاس لایا تو لئیق کو ان تصویروں کی طرف متوجہ دیکھ کر خفیف سا شرمندہ ہوا۔

"Take this water, I did not put these pictures on the wall with any wrong intention. SHe is my love. Angelia Khanzada۔

(یہ لیں پانی، میں نے یہ تصویریں دیوار پر کسی غلط نیت سے نہیں لگائیں۔ وہ عشق ہے میرا۔۔۔۔۔اینجیلیہ خانزادہ)"

اس آدمی کے پکارنے اور نظریں جھکا کر وضاحت دینے پر لئیق خفیف سی حیرت کے سنگ پلٹا، وہ جس طرح ان تصویروں کی پاکیزگی بیان کر رہا تھا لئیق کو تجسس ہوا، محبت ہونے کے باوجود اس عورت کی دربدری لئیق کے لیے قابل غور تھی۔

"Do you understand Urdu?"

لئیق کے پوچھنے پر وہ سر اثبات میں ہلائے مسکرایا۔

"جی، میں دراصل پاکستان سے ہی ہوں، جمشید تبرانی، اس شہر نے دربدر کیا ساتھ جمشید تبرانی کو جیمشی بنا دیا۔۔۔ خیر تشریف رکھیں بھائی، آپ کہاں سے آئے ہیں؟"

وہ اسکے درویشی انداز اور دوستانہ لہجے کے سنگ بتانے پر وہیں آرام دہ صوفے طپر بیٹھا اور پانی کا گلاس بھی سامنے رکھا۔

"میں بھی پاکستان سے، ۔خوشی ہوئی آپ سے مل کر، تو کیا آپ اس لڑکی سے محبت کرتے ہیں تو اسے دربدر کیوں چھوڑ رکھا ہے، آپ مجھے بتا سکتے ہیں"

لئیق نے اپنے تجسس کے تحت ذاتی سوال کیا تو اس شخص کی آنکھوں میں حسرت ٹپک اٹھی، جیسے کسی نے اسکی آنکھوں میں کانٹا سا چبھو دیا ہو۔

"محبت بہت چھوٹا لفظ ہے بھائی اور ویسے بھی یہ بہت ذاتی ہے، میں آپکو
جانتا نہیں تو کیسے بتادوں"

وہ اپنی تکلیف دبانے پر مجبور تھا جو لئیق نے بھی محسوس کیا اور لئیق کے
بقول دل ہلکا کرنے کے لیے جان پہچان بنانے کا فارمولا بے کار ترین تھا۔

"ایک اجنبی سے دل کا حال کہنا میرے نزدیک زیادہ سیو ہے، آپ مجھ پر
بھروسہ کر سکتے ہیں۔ دراصل یہ لڑکی کل مجھ سے بھی ٹکرائی تھی، اس نے
اپنا آدمی بھی میرے پیچھے بھیجا تھا"

لئیق کے یوں کہنے پر جمشید کی آنکھوں میں سرخی سے پھیلی، درد انگ انگ
میں شدت کے سنگ ہلکورے لے اٹھا۔

وہ بھی یوں تھا جیسے اپنے اندر کے کرب والم کو اگر اب بھی کسی سے نہ بانٹتا تو
قیامت برپا ہو جاتی۔

"میں دو سال پہلے یہاں ایک تبلیغ کے لیے آیا تھا، بہت مذہبی گھرانہ ہے
ہمارا، بابا دربار کے گدی نشین ہیں، اور اکلوتے وارث کے ناطے مجھ پر

انحصار کرتے ہیں۔ میں آیا تو دینی معاملات کے لیے تھا مگر یہاں آکر اس لڑکی سے محبت میں گرفتار ہوا۔ ستم یہ کہ وہ بھی مجھ پر فدا ہو گئی، اپنے پیشے سے لے کر اپنے ماحول تک سے عاجز تھی سوچا ہتی تھی وہ میری طرح اچھی مسلمان بنے۔ سب اچھا تھا بھائی اور جب میں نے بابا سے بات کی تو انہوں نے مجھے بنا سوچے کافر قرار دے دیا کہ میں نے ایک ایسی لڑکی سے محبت کا کیسے سوچا جو نا جانے کتنے مردوں کی نور نظر ہے۔ شادی تو دور کی بات تھی، مجھے جائیداد، اور یہاں تک کہ گدی سے بھی محروم کر کے دھتکار دیا کہ میں بد بخت ہوں اور وہ ایک کافر کو اپنی گدی نہیں دے سکتے۔ میں اپنے ہر حق سے محروم ہوا تو اینجیلیہ کو بھی دھتکار بیٹھا، وہ میری تکلیف تھی جو پھٹ کر نکلی تھی۔ لیکن پھر جب میں نے اپنے کہے الفاظ کی تلافی کرنے کے لیے اینجیلیہ کے پاس گیا تو وہ ایک غیر مرد کے ساتھ تھی، اس نے مجھے سزا دینی پھر نہ روکی، پہلے سے زیادہ بری بن گئی اور میں چپ چاپ اسکی بربادی دیکھنے پر مجبور انہی گلی گوچوں کا آوارہ بن گیا۔ وہ مجھ سے مل کر بدل

گئی تھی، اسے اپنی اس گندی زندگی سے چھٹکارہ چاہیے تھا لیکن میں نے سب برباد کر دیا۔ سو میرے کیے کی سزا وہ خود کو پچھلے دو سال سے دے رہی ہے"

جمشید تبرانی کی یہ زلت بھری داستان لئیق تک کے رونگٹے کھڑے کر گئی، اسکا دل اس شخص کی اذیت سے واقعی دکھی ہوا۔

اس شخص کے چہرے کے زرد رنگ، آنکھوں میں اترتی خاموش سسکتی حسرت، اک بلکتا ہوا بے بس پچھتاوا، روح میں اتری بھیانک چپ ہیبت ناک شور لیے ہوئے تھی۔

"ہمارا مذہب اتنا شدت پسند تو ہر گز نہیں ہے جیسا ہم لوگوں نے بنا دیا ہے، اسلام تو نرم ترین دین ہے۔ کسی بھٹکے ہوئے کو اگر محبت سے راہ راست پر لایا جا سکتا ہے تو کیا برائی ہے، آپکے بابا نے غلط کیا اور آپ نے اس سے بڑھ کر زیادتی کی۔۔۔ اللہ بھی دل سے توبہ پر بخش دیتا ہے، ہو سکتا ہے اینجیلیہ کی ہدایت آپکے ہاتھ میں لکھی ہوتی اور آپ نے اسکا ہادی بننے سے انکار کیا،

محبت تو خود ایک بہت مقدس جذبہ ہے، مجھے بہت افسوس ہوا آپکی تکلیف جان کر"

لئیق نے نرم لہجے میں افسوس کرتے کہا تو جمشید تبرانی نے ایک دقت سے سانس بھرا جیسے کوئی پھانس سی چبھی ہو، آنکھیں دوزخ سی جل اٹھی تھیں۔

بابا نے کہا کہ میں نے اس بدکردار سے اگر محبت کی ہے تو میں بھی"
بدکردار ہوں گا، کیونکہ ایسیوں کو ایسے ہی ملتے ہیں۔۔۔۔۔۔ل۔۔ لیکن میں نے تو آج تک کسی غیر عورت کو نظر بھر کر بھی نہیں دیکھا تھا بھائی، بچپن سے دین کے قریب رہا۔ عربی میں ماسٹر تک کیا اور قرآن کا حافظ بھی ہوں۔۔۔۔۔ بابا کا یہ جملہ میرے اندر تک سب مار گیا، تب ایک لمحہ واقعی اپنا آپ اتنا گندا لگا کہ گھن آئی، دل چاہا اپنے ٹکڑے کر دوں۔۔۔۔۔ لیکن پھر بھی میرے دل میں وہ بہت شدت سے اتری ہے، کیا پتا وہ بھی ویسی نہ ہو جیسی دنیا اسے سمجھتی ہے، یہ سب تکلیف دہ ہے، بہت اذیت ناک"

وہ بنا کسی رشتے کے لئیق کو اپنی کہانی سنائے رو دیا تو لئیق نے اسکا کندھا بردارنہ شفقت سے تھپکایا، یہ دنیا کیسے کیسے دکھوں کا مسکن تھی کہ لئیق ایزد کو اپنی تکالیفیں اس بندے کے سامنے ادنی لگیں، جو دین و دنیا سب کھو کر خالی اور اجڑا ہوا رہ گیا تھا۔

"محبت ہے وہ آپکی، صرف اسے اہم رکھیں بھائی۔ دلوں اور نیتوں کا پتا صرف اللہ کو ہے۔ آپ نے اس لڑکی کے ساتھ بہت برا کیا ہے، آپکو اسے اس دنیا سے نکال کر اپنے پاس لے آنا چاہیے تھا، سب مال و دولت، حسب نسب چھن جاتا، خیر تھی۔۔۔ محبت چھن جانے دی یہ زیادتی کر دی، اور پھر کوئی کسی سے اسکا پروردگار تھوڑی چھین سکتا ہے، جو اللہ سے محبت کرتا ہے وہ درباروں اور گدیوں کا محتاج نہیں، اسے تو بس ایک سجدہ کرنے کے لیے پاک جگہ درکار ہوا کرتی ہے۔۔۔۔ وضو ہوا پاکیزہ جسم، آنکھوں میں چند آنسو۔۔۔۔۔۔۔۔ اور بس"

لئیق کے یہ الفاظ اس شخص کے بلکتے دل کو امید دے گئے تو اسکی آنکھوں میں شکر گزاری بھری نمی امڈی، اسے لگا یہ شخص اسکی مدد کو اللہ نے بھیجا ہے کیونکہ وہ مر رہا تھا، سسک سسک کر اپنے عشق کی سر عام بربادی دیکھ رہا تھا۔

"لیکن میں ہار گیا بھائی، وہ اندر سے مر گئی ہے، وہ مجھے تب تک مارنا چاہتی ہے جب تک میرا جسم بھی مر نہ جائے"

وہ ناامید تھا اور لئیق کو ایسا لگا جیسے اسکی اس شخص سے ملاقات بے سبب نہ تھی، اسکے انکی کہانی کو مکمل کرنے کا وسیلہ بنایا گیا ہے۔

"خیر میں کن باتوں میں لگ گیا، کھانا تیار ہے۔۔۔آپ نے میرے دل کی اذیت بنا کسی تردد کے سنی ہے تو آپ میرے محسن ہوئے۔ کھانا کھا کر جائیں گے تو بہت خوشی ہو گی"

اپنے کرب سمیٹ کر وہ جب اٹھا تو لئیق کو ٹالنا مناسب نہ لگا مگر اسکی نظر جمشید کے فون پر ضرور پڑ چکی تھی۔

"ٹھیک ہے لیکن کیا میں دو منٹ آپکا فون یوز کر سکتا ہوں بھائی"
لئیق نے رسان سے گزارش کی جس پر وہ سر ہلائے مسکراتا ہوا باورچی خانے کی طرف بڑھا تو لئیق نے اسکا فون اٹھایا اور فوری طور پر دستگیر کے فون پر لگی ای میل پر ایک پیغام بھیجنے کے لیے لکھنے لگا۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں دستگیر عالم، امید ہے وہاں بھی سب خیر و عافیت ہو گی۔ مجھے کچھ اہم کام ملا ہے جس کے تحت میں کسی سے رابطہ نہیں کر سکتا لیکن میں جلد واپس آجاوں گا۔ لعلین اور بابا کو لازمی یہ پیغام دے دینا کہ میں بالکل ٹھیک ہوں، میری غیر موجودگی میں کوئی معاملہ رکنا نہیں چاہیے۔ پہلی فرصت میں لوئے کو نیویارک روانہ کرو، اسے میں وہاں پابند کر آیا تھا، نیہا اور ہمایوں صاحب کا نکاح اور اپنی رخصتی بھی کروالو کیونکہ میری واپسی کا دن ابھی مجھے بھی معلوم نہیں۔ زائشہ اور وقار کی سزا میں خود مقرر کروں گا۔۔۔۔اس ای میل پر آنسر مت کرنا، بلکہ میسج پڑھتے ہی ڈیلیٹ کر دینا۔ مجھے اپنی دعاوں میں تم سب یاد رکھنا۔۔۔۔۔میری لعلین

ٹھیک نہیں ہو گی جانتا ہوں لیکن وہ سمجھ جائے گی میری مجبوری۔اللہ کی امان میں رہو، جندل محل تمہارے اور لعلین کے حوالے۔۔۔۔اسے کہنا اسے ہر لمحہ یاد کر رہا ہوں، وہ میرے ساتھ موجود ہے، میری روح کی طرح۔۔۔۔اسکو رونے مت دینا دستگیر عالم، اللہ حافظ"

لئیق نے یہ ای میل دستگیر کو بھیجی اور ساتھ ہی جمشید کے فون سے ڈیلیٹ کیے، اسکا ڈیٹا بھی ریموو کر دیا۔

وہ کافی اداس تھا، لعلین کی فکر اسے کھائے جا رہی تھی، اپنے بس میں ہوتا تو وہ اسے کبھی خود سے اتنے دنوں کے لیے دور ہونے نہ دیتا لیکن فرض اس پر عشق جتنا ہی حاوی تھا۔

دستگیر باہر ہی پورچ کی سمت کھڑا تھا، لعلین اور سیلنا دونوں ہی گھر جانے والی تھیں۔

"میرا فون روم میں ہی رہ گیا، میں ابھی آئی لال"

سیلی اپنا فون اندر بھول آئی تو لعلین کو کچھ لمحے انتظار کا کہے اندر واپس گئی جبکہ بہت پیاری سی وائیٹ اینڈ گرے میں تیار ہوئے، اس دن کی دلکشی خود پر اوڑھ کر گاڑی میں اپنا بیگ رکھتی لعلین کی نظر فون پر کچھ دیکھ کر مسکراتے دستگیر پر پڑی تو وہ چلتی ہوئی اسکی طرف آئی جسکے چہرے پر ناقابل بیان حد تک خوشی درج تھی۔

"تم کیا پڑھ کر مسکرا رہے ہو؟"

لعلین کی آواز پر وہ ہنستا ہوا اسکی طرف متوجہ ہوا اور اپنا فون لعلین کو دیا جس پر وہ اچھنبے کے سنگ فون لے کر وہ ای میل دیکھتے جب پڑھنے لگی تو اسکے چہرے پر بھی تکلیف سے بھری مسکراہٹ تھی۔

دل نے جیسے اس شخص کے اس لفظ لفظ کو اپنے اندر اتارا۔

خاص کر لئیق کا اسے یاد کرنا، شاخ جان پر مرجھائے پھولوں کو کھلا گیا، دل ڈھارس اور تسلی سے بھرا، من چاہا وہ لفظ لفظ چوم لے جو اس پیارے شخص

کااحساس، لمس اور موجود ہونا لے کر چپکے سے لعلین ابراہیم تک آ پہنچے تھے۔

آنکھ کی باڑ عبور کرتا اک شکر بھرا آنسو اس گداز گال پر اترا، اور خود دستگیر اس لڑکی کی خوشی اور تکلیف پر اپنے دل کو رنجیدہ محسوس کر رہا تھا۔

وہ دونوں ایک دوسرے کے لیے مثل دھڑکن تھے اور ایک دوسرے سے دور ہو کر بھی ایک دوسرے میں سانس لے رہے تھے۔

"اللہ کا شکر ہے تم ٹھیک ہو لئیق ایزد، تمہارا مجھے یاد کرنا میری ہمت ہے، تمہارے ان لفظوں پر، میری فکر پر، م۔۔ مجھ سے کی محبت پر قربان جاوں۔۔۔۔۔۔

" وہ ٹھیک ہے دستگیر۔۔۔۔

وہ شادی مرگ کی سی کیفیت میں مبتلا ہوئے سسک پڑی تھی اور یہی دستگیر کی حالت تھی کہ آنکھوں کے کنارے سرخ ہوئے۔

الحمداللہ،۔۔۔۔وہ ٹھیک ہیں اور جلد واپس آئیں گے۔اللہ سفر مبارک"
کرے تمہارا،اب مت رونا۔۔۔۔دیکھ لو وہ کیا کہہ رہے ہیں، تمہارے
"آنسو تم سے دور بھی بھائی تک خبر پہنچا گئے
دستگیر کا دل بھی مانو پنکھ سا ہلکا ہوا اور وہ بھی مسکراتی ہوئی سیلی کی آواز پر پلٹی
تو سیلنا تک دونوں کو مسکراتا دیکھے حیرت زدہ ہوئی۔
س۔۔سیلی۔۔۔۔لئیق ٹھیک ہے،ایک ضروری کام کی وجہ سے اوٹ"
"آف کنٹری گیا ہے
لعلین کے خوشی اور نمی سے لرزتی آواز کے سنگ بتانے پر سیلی بھی مسکرا کر
اسے گلے لگا گئی۔
سب کے چہروں اور دلوں میں گویا اطمینان رچ بس گیا۔
جبکہ لعلین اور سیلی کے جاتے ہی دستگیر نے بھی فون نکالا،پہلے بھجت لالہ
کو میسج کیا پھر لوئے کا نمبر ڈائل کیا۔

وہ اس وقت بابا کی رپورٹس لینے لیب میں آیا تھا، دستگیر کی کال پر اس نے جینز کی جیب سے اپنا فون نکال کر کان سے لگایا۔

"لوئے، کیسے ہو۔ فرہاد انکل کی طبعیت کیسی ہے؟"

دستگیر کے پوچھنے پر وہ سنجیدگی زائل کرتا لیب سے نکلا۔

"الحمداللہ وہ اب ٹھیک ہیں، ڈسچارج کر دیا ہے ڈاکٹر نے۔ ہم شام تک واپس آجائیں گے۔ سب خیر ہے گھر؟"

لوئے نے یہ بتا کر دستگیر کا دل مزید ہلکا کر دیا۔

"شکر ہے اللہ پاک کا، ہاں سب ٹھیک ہے بلکہ بھائی کی خبر بھی آئی ہے۔ وہ ٹھیک ہیں اور انہوں نے خاص پیغام تمہارے لیے دیا ہے کہ تم فورا نیویارک چلے جاو۔ وہ بھی ان شاءاللہ کچھ دن تک واپس آجائیں گے"

لوئے کے چہرے پر اس خبر نے تھکی سی مسکراہٹ لائی۔

"اللہ کا شکر ہے بروکی کوئی خبر آئی لیکن بابا کو چھوڑ کر نہیں جانا چاہتا ابھی، آپ مجھے فورس مت کیجئے گا۔ شام میں آکر بات ہوتی ہے"

وہ اسے کہہ کر کال بند کر گیا جبکہ دستگیر کے چہرے پر فکر چھائی، لوئے کا ایسا سرد رویہ اسکی پریشانی کا سبب بن رہا تھا۔

..._____..

قرآن خوانی دن تین تک ہوئی اور پھر محلے کے ہی امام مسجد نے تمام مرحومین کی ایصال ثواب کے لیے دعا کروائی اور سبکی ہی دعا کے وقت آنکھیں نم ہو گئیں۔

جانے والوں کے دکھ ہرے ہوئے تو دل بھی تڑپ گئے۔

بھجت، سیلی اور مدیحہ صاحبہ لنچ کے بعد چلے گئے تو کچھ دیر تک افراہیم اور گل لالہ نے بھی اجازت مانگی۔

جبکہ لعلین وہیں ان کے پاس تھی، شیری،؛ صارم اور لعلین تینوں ہی عینی اور پرکاش کے پاس تھے۔

جبکہ لعلین کل انکے ساتھ جا رہی تھی اور لئیق کی والدہ کے بارے بھی صارم نے شیری اور ان دو کو بتا دیا تھا، پھر آج تو لئیق کی خبر ملنے نے لعلین کے اندر مزید ہمت بھر دی تھی۔

عینی کسی صورت یہاں سے جانے پر راضی نہ تھیں مگر صارم کے لیے انھیں یہ ہجرت کرنی تھی، پرکاش صاحب رات کے کھانے کے لیے سامان لینے نکلے تو صارم نے اماں کو بھی انکے ساتھ بھیجا تا کہ وہ اولڈ ہوم سے اپنا سامان بھی لے آئیں اور سرٹیفکیٹ بھی کیونکہ اب وہ ہمیشہ صارم کے ساتھ ہی رہنے والے تھے۔

جبکہ شیری، صارم اور لعلین باہر ہی لاونج میں بیٹھے تھے۔

"تو تم دونوں کل چلے جاوگے، میں تو اکیلا ہو جاوں گا"

لعلین نے اپنے اور ان دونوں کے لیے شام کی چائے بنائی تھی جبکہ شہریار کو یہ دو ہی اب عزیز تھے تبھی اس نے شکوہ کیا تو صارم اور لال دونوں مسکرا دیے۔

"دیکھ رہی ہو لعلین، بیوی والا ہو کر بھی یہ اکیلا ہے ناشکرا۔۔۔ بھئی ہم دو مسکینوں سے پوچھو کہ کتنے غریب ہیں، محبت دسترس میں ہو کر بھی کوسوں دور ہے ہماری"

صارم نے ہی سچویشن کی تلخی کم کرنے کی سعی ہلکے پھلکے شرارت بھرے انداز سے کی جس پر وہ اسے سرد نظروں سے گھورا۔

"محبت کے علاوہ بھی زمانے میں دکھ ہیں صارم صاحب، بے بس ہو جانے کا دکھ، کچھ کہہ نہ پانے کی مجبوری کا دکھ، اور کسی ایسے کو یاد کرنے کا دکھ جو دنیا سے جا چکا ہو"

شہریار کی کرب بھرے جواب نے لعلین اور صارم دونوں کا دل دبوچا، ہارون کی موت کی بعد سے شہریار بہت بدل گیا تھا، اندر ہی اندر گھٹ رہا تھا۔

لیکن ہمیں تب تک تکلیف کو خود پر حاوی ہونے نہیں دینا چاہیے جب" تک ہمارے پاس نعم البدل موجود ہیں، تم سوچو تو سب ممکن ہے، تم نہ سوچو تو سب مشکل"

صارم کے لہجے میں اصرار تھا اور وہ خالی نظروں سے اپنی فکر میں ہلکان سے دونوں کو دیکھنے لگا۔

شیری! بتاو نہ کیا بات ہے؟ ایسے اندر ہی اندر تکلیف کو مت دباو۔ تم مجھے" روتا نہیں دیکھ سکتے تو میں تمہیں تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی۔ ہم سے شیئر کرو گے تو ہم کوئی حل نکالیں گے"

اس بار لعلین نے ملتجی ہوئے اس کو اپنا دل ہلکا کرنے کی تاکید کی مگر وہ ہٹ دھرم بنا سر جھٹک گیا، لعلین بھی اٹھ کر اسکے پاس فکر لیے آ بیٹھی۔

کچھ نہیں لال، تم دونوں میری فکر میں خود کو ہلکان مت کرو، بس میں "
تھک گیا ہوں۔ مجھ سے اور نہیں چلا جا رہا۔ مجھے کوئی تکلیف نہیں ہے، مجھے
"کوئی تکلیف کیوں نہیں ہوتی یہی مسئلہ ہے
شیری کے زندگی سے عاری جواب پر جہاں لال کو ہول اٹھنے لگے وہیں
صارم بھی اسکی سچویشن کو توجہ طلب سمجھتے گہرائی سے جانچ میں محو تھا۔
"آزرادو مکے پھینکوں، پھر بتانا درد ہوا یا نہیں"
صارم کے شگوفے پر جہاں لعلین مسکرائی وہیں شیری نے اسے گھوری سے
نوازا مگر صارم سے اتنی سنجیدگی اس وقت ہضم نہ ہو پا رہی تھی۔
"اپنی تو اسکی زندگی سیٹ ہو گئی ہے تبھی دانت نکال رہا ہے بے شرم"
شیری کے سلگنے پر وہ دونوں ہی موصوف کی چڑ پر محظوظ ہوئے۔
ہاں تو تیری سیٹنگ کرنے کے لیے اب میں ویلا ہوں، ٹھوک ٹھاک کر"
"تیری ہر چیز بھی سیٹ کر دیتا ہوں

صارم کی بتیسی اور اسے زچ کرنا جاری رہا تو لعلین نے بمشکل ہی مسکراہٹ دبائی

بھئی تم آپس میں کیوں سینگ لڑا رہے ہو، وہ تمہیں کالم ڈاون کر رہا ہے۔"

"اور تم مسلسل چڑے جا رہے ہو۔ کیا مانی نے ناشتہ نہیں دیا تھا آتے ہوئے لعلین بھی زخموں پر نمک چھڑکتی اسکی حالت پر مسکرا رہی تھی تو وہ اور بگھڑا۔

"بات ہی نہیں کرنی مجھے، چھت پر جا رہا ہوں"

وہ نروٹھے پن سے کہے وہاں سے اٹھا تو صارم اور لال دونوں نے ایک نظر اسے اور پھر افسردہ ہوئے ایک دوسرے پر ڈالی۔

وہ اس طرح صرف تبھی کرتا تھا جب بہت زیادہ ڈسٹرب ہو۔

صارم! وہ ٹھیک نہیں ہے۔ پتا نہیں اسکے اندر کیا نیا فساد اور جنگ چل رہی" ہے، وہ اپنی اس زندگی سے نالاں ہے، تم دیکھو نہ اسے، پوچھو اس سے کہ

"کیوں مجھے پریشان کر رہا ہے۔ میرا دھیان پیچھے ہی لگا رہے گا

لعلین کو اسکی بہت فکر تھی جبکہ صارم کو خود تشویش نے گھیرا۔

"وہ کسی معاملے میں بے بس ہے یہ صاف نظر آرہا ہے، تم رکو میں کوشش کرتا ہوں۔لاٹ صاحب کے نخرے بھی تو اتنے ہیں"

صارم نے پرامید ہوئے کہا مگر اسکے آخری جملے پر اپنے سمیت لال کو ہنسا گیا۔

"اچھا ہے تمہاری ٹرینگ ہو جائے گی، سدرہ بھی تو نخرے کرے گی نہ"

لعلین اسے چھیڑتی پیاری لگی۔

"نو چانس، وہ تو بڑی بیبی سی کڑی ہے۔اسے کیا پتا نخرہ کیا ہے۔۔۔۔۔۔یہ انوکھا پیس ہی کافی ہے صارم پرکاش کو نخرے دیکھانے کے لیے، تم کچھ دیر آرام کر لو تب تک میں اسکا سر کھاتا ہوں"

زندہ دلی تو اس شخص پر ختم تھی تبھی تو لعلین کھلکھلادی اور سر ہلایا جس پر صارم بھی سیڑھیاں چڑھا۔

چھت پر کھڑا دور پار سڑک پر چلتی اکا دکا گاڑیوں پر نظر جمائے وہ ریلنگ پر بازو ٹکائے پتھر بنے کھڑا تھا جب صارم بھی بنا آہٹ کیے آیا اور اسکے ساتھ ہی کھڑا ہو کر شہر کا نظارہ کرنے لگا۔

"مین مسئلہ کیا ہے؟ اب اگر تو نے آئیں بائیں شائیں کی تو چماٹ کھا جائے گا۔" صارم پرکاش کا پہلوانی روپ تو نہ ہی دیکھ تو بہتر ہے

صارم کے رعب اور اسکے لیے پریشانی عیاں کرنے پر وہ رخ موڑے اسے دیکھ کر ساری خفگی بھلا گیا۔

"مجھے ہر کسی سے دل کی بات کہنے کی عادت نہیں، اب تو لال سے بھی دل ہلکا نہیں کر پاتا۔ اسکی اپنے لیے اداسی پھر اور پریشان کر دیتی ہے۔ تو بھی مجھ سے سرمت کھپا صارم، میں کافی الجھی چیز ہوں"

وہ نرمی سے بولا کہ صارم کو برا نہ لگے مگر وہ سنجیدہ ضرور ہوا۔

شیری کی کیفیت عام نہیں تھی اور اسے اسکے حال پر چھوڑنا بھی اسکو منظور نہیں تھا۔

"دیکھ شیری، اول بات کہ میں ہر کسی نہیں ہوں۔ میں لال اور تیرا دوست بن کر رہنا چاہتا ہوں۔ اور دوستوں میں تکلفات اور راز نہیں ہوتے۔ اب تک میں تجھے اتنا تو جان گیا ہوں کہ تجھ سے کچھ پوچھنے کے لیے ہمدردی نہیں، دلی انس کا جذبہ سامنے رکھنا ہے۔ تو نے اپنا بیسٹ فرینڈ کھویا ہے تو صارم نے بھی ساتھ پیدا ہوتا بھائی گنوایا ہے، نفرت اپنی جگہ پر اسکے لیے دل میں موجود حسرت و محبت کا جہاں اجاڑا نہیں جا سکتا۔ تو اگر بتائے گا نہیں تو پاگل ہو جائے گا، سماعت نہ ملے تو بندے کا چلتے چلتے کسی دن دماغ کی نس پھٹنے سے کام خلاص ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔ یار بھلے ایک بار بنایا جاتا ہو لیکن اچھے دوستوں کی تو انسان کو ہمیشہ ضرورت رہتی ہے"

صارم کی تمام باتیں اسکے دل پر مزید بوجھ طاری کر گئیں، دل میں اک پھانس سی تھی جو نہ اگلی جاتی نہ نگلی بس وہیں زخم پے زخم دیے جا رہی تھی۔

"اگر میری ماں میری موت پر صبر کر سکتی ہوتی تو شاید میں بھی اسکی طرح مر جاتا، لیکن وہ بھی مر جائیں گی کیونکہ ان کے پاس شیری جیسا دوسرا کوئی

نہیں۔ بہت سے مسائل ہیں میرے، کچھ سلجھ نہیں سکتے کچھ کو میں سلجھانا نہیں چاہتا۔ بس ایسا لگتا ہے زندگی کا کوئی مقصد نہیں رہا، عجیب بے حس ہو گیا ہوں، جس پر خوش ہونا چاہیے وہ معاملہ تکلیف دیتا ہے اور جو سوہان روح ہو وہ چیز سکون دیتی ہے۔۔۔۔ جانتا ہوں یہ نارمل نہیں ہے لیکن پھر بھی مجھے خود کو ٹھیک کرنے کی آرزو بھی نہیں۔ ایسا لگتا ہے سب رک گیا ہے"

وہ اسکی باتیں سن کر شیری کے لیے واقعی پریشان ہوا، وہ انتہائی ذہنی دباو میں تھا۔

"کیا آمنہ آفریدی کو قبول کرنے کی کوئی گنجائش نہیں؟ کسی اور کو چاہتا ہے؟ کیا تیری تکلیف کی وجہ یہ معاملات ہیں؟ کیا اس دوسری سے اب بھی محبت کرتا ہے جو مانی کی طرف جانے میں مشکل ہے"

وہ یہ سب جان کر خوش نہ ہوا بلکہ خفیف سا سلگا، وہ ان معاملات میں بہت پوزیسیو تھا کہ کوئی اسکے ماضی کا حوالہ دے۔

نہیں ہے محبت مجھے کسی سے، اور میں ہی کیوں اپنے دل میں گنجائش پیدا"
کروں؟ مجھے ہی کیوں سب اپنے لیے ترتیب دینا پڑتا ہے۔۔۔۔ میں بس
"آزادی چاہتا ہوں، ہر رشتے سے آزادی اور کچھ نہیں
اس شخص کا لہجہ تاریک اور تیز ہوا، وہ محبت کے نام پر ہتھے سے اکھڑتا تلملا
اٹھا۔

یہ آزادی نہیں فرار ہے شیری، دنیا ہے یہاں اور اسکے قاعدے قانون"
ہمیں پابندیوں اور حدود میں جکڑے ہوئے ہیں۔ ان سے آزادی لینے والا
نہ دنیا کی نظر میں اچھا ہے نہ رب سو ہنا ذمہ داریوں سے بھاگنے والے کو پسند
کر سکتا ہے، جو حقوق اور فرض ہمارے ذمے ہیں اگر ہم ان کی ادائیگی میں
"چونکے تو ہمیں حساب دینا ہو گا
وہ خود بھی اس وقت شہریار کو مزید بوجھل کرنا نہیں چاہتا تھا تبھی توقف کو
رکا۔

" خیر چھوڑ، خود کو پریشان نہ کیا کر۔۔۔ سب اللہ پر چھوڑ دے۔"

صارم نے خود ہی اپنی نصیحتیں سمیٹ دیں مگر شیری کچھ دیر یہیں رہنا چاہتا تھا کیونکہ گھٹن سینے پر دباو ڈال رہی تھی۔

"سب بگھاڑ کر ہم جو اللہ پر چھوڑ دیتے ہیں، کہاں اچھا کرتے ہیں یار" شیری کے لہجے میں یاس تھی۔

وہ قادر ہے کہ بگھڑے سے بگھڑا کام ایک کن کہہ کر سنوار دے، تیری" الجھن سے بڑی اس رب کی ایک نظر ہے میرے دیوداس۔۔۔۔۔۔ سوچ اس بارے، ایسا تو نہیں کہ تیری مشکلات کا حل تیرے رب سے رجوع کرنے پر ہی ملنا لکھا ہو۔۔۔۔۔ وہ اپنا ذاتی رب ہے شہزادے، اس تک جانے کے لیے کیسی جھجھک اور کیسا تکلف۔۔۔ وہ سب کا ہے مگر وہ تیرا "زیادہ ہے تو یہی سوچ کے جانا۔۔۔۔ آجائیں نیچے

صارم کہہ کر چلا گیا مگر شہریار جدون کے دل کو دہلا گیا، وہ سمجھ نہ سکا کہ اس کا دل سینے میں ہے یا نیچ چوراہے پر جو مسلسل ٹھوکروں کی زد میں آئے لہو لہان ہو گیا ہے۔۔۔۔

وہیں دوسری طرف پاکستان میں چار بجے تو نیویارک میں صبح کے سات بج چکے تھے۔

حسب وعدہ، جولیہ نے کچھ لڑکیوں کو پیسے دے دلا کے گواہی پر آمادہ کیا اور یہاں تک جھوٹے لوئے کا بھی انتظام کروایا، اب جولیہ کا مقصد لوئے کو بدنام کرنے سے زیادہ لارا کے غضب سے خود کو بچانا تھا سو چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر اس نے اور میڈی نے تمام تر سچویشن بیلٹ کی۔

وہ آج کسی اور ریسٹورنٹ میں آئی تھی، جب جولیہ اور میڈی آئے تو لارا پہلے ہی ٹیبل ریزرو کیے وہاں خشونت بھرے تاثرات کے سنگ موجود تھی۔

میں دو تین لڑکیاں لے آئی ہوں، باقی نیویارک میں موجود"

"نہیں۔۔۔۔ میڈی بلاؤ تینوں کو

جولیہ نے پہلے تو خوفزدہ ہو کر لارا کی خود پر جمی گہری نظروں سے اپنی گھبراہٹ پر قابو پایا اور پھر لارا کے سر ہلانے پر میڈی باہر گیا اور کچھ دیر

تک اسکے ساتھ تین ماڈرن سی لڑکیاں آتی دیکھائی دیں اور تینوں ہی اس وڈیو میں لوئے کے ساتھ موجود تھیں تبھی تو لارا کا خون اسکے جسم کی رگوں میں کھولنے لگا۔

تینوں میز تک آکر رکیں تو ایک نظر سہمی سی جولیہ اور ایک کڑے تیوروں سے اپنی جانب دیکھتی اس لڑکی پر ڈالی۔

"یہ فیری ہے، یہ اشنا اور یہ بیا۔۔۔۔تینوں میری طرح چھوٹی موٹی سنگرز ہیں۔ تم ان سے لوئے کی رنگ بازی معلوم کر سکتی ہو"

جولیہ اتنا اعتماد نجانے کہاں سے مانگ لائی تھی جبکہ اس پر وہ تینوں ہی حراساں ہوئیں کیونکہ لارا کی نظریں انکا کھڑے کھڑے پوسٹ مارٹم کر رہی تھیں۔

"ہاں میں اسکی کچھ ماہ گرل فرینڈز رہی ہوں، لیکن اب تو بریک اپ ہو گیا۔۔۔۔ویسے بھی وہ بہت مغرور ہے، اسے برداشت کرنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں"

لارا کی خود پر جمی نظر پر پہلے بیانامی وہ لڑکی بوکھلا کر بڑبڑائی۔

"میں بھی کچھ عرصہ ہی ساتھ رہی ہوں، وہ ایک سائیکو پاتھ تھا، زیادہ دیر ایک لڑکی کے ساتھ رہنا اسکے بس کی بات ہی نہیں، وہ واقعی بہت مغرور انسان ہے، اپنے کیریئر کے چکر میں اسکی دھتکار تک برداشت کرنی پڑتی تھی کیونکہ اسکی یہاں بہت سفارش چلتی ہے۔۔۔۔ لیکن اسکو مستقل جھیلنا بہت مشکل ہے"

یہ فیری تھی جو خاصی نک چڑھی معلوم ہوئی جبکہ لارا کا افشار ہوتا خون شدت پکڑ رہا تھا اور جب اس نے تیسری لڑکی کو دیکھا تو اس سے پہلے وہ بولتی، اپنے فون پر آتی کال پر طنزیہ ہنسی۔

وہاں لوئے بہزاد لکھا تھا۔

"لک۔۔۔۔ وہ میرا اب بھی بوائے فرینڈ ہے۔ دیکھ لو اسکی کال آرہی ہے"

جولیہ اور اشنا نے شیطانی مسکراہٹ کے سنگ ایک دوسرے کو آنکھ ماری جس پر لارا نے اس ابھرتے نام کو سرخ ہوتی آنکھوں سے دیکھا۔

"یہ لوئے نہیں ہو سکتا۔۔۔کال اٹھا کر سپیکر پر ڈالو"

لارا نے اپنی کیفیت پر قابو پائے پورے یقین سے کہا جس پر جولیہ اور وہ شاطر سی اشنا پھر سے مسکرائیں۔

"اوکے فائن۔۔۔۔۔تم اپنی تسلی کر لو۔۔۔۔۔"

اشنا نے تمسخرانہ انداز میں کہا اور ساتھ ہی کال اٹھائے فون سپیکر پر ڈالا۔

"کہاں ہو اشنا ڈرالنگ، میں کافی مس کر رہا تھا تمہیں۔ یہاں آ کر بہت بور ہو رہا ہوں، وہ بیوی نامی مخلوق بھی ہاتھ سے نکل گئی۔۔۔کم از کم تم تو نا امید نہ کرو"

یہ بالکل لوئے کی آواز جیسی تھی مگر وہ لوئے نہیں، میڈی کا ایک جاننے والا وائس آرٹسٹ تھا اور اسی کو جولیہ نے بہت سے پیسے دے کر ہائیر کروایا۔

لارا اسکی آواز لاکھوں میں بھی پہچان سکتی تھی تبھی تو آنکھوں میں دھندلاہٹ چھائی۔

"میں یہیں ہوں لوئے، رکو باہر جا کر بات کرتی ہوں"

اشنا من ہی من میں لارا کو شاک دیے جولیہ کے شاطر اشارے پر فوری وہاں سے نکل گئی جبکہ باقی دونوں بھی منہ بسورتی وہاں سے چلی گئیں۔

جبکہ اس لڑکی کا دل رک گیا تھا یہ جولیہ صاف دیکھ سکتی تھی تبھی اسکے زخم پر نمک چھڑکنے وہ اسکی طرف جھکی۔

"اس آدمی کو صرف اپنی عیاشی عزیز ہے میری پیاری لارا، اچھا ہو گا کہ تم بھی اسکی محبت کے وہم سے خود کو نکال لو جسے ابھی بھی کوئی شرم نہیں ہے۔۔۔آئی ایم شیور تمہیں کوئی قدر دان شخص جلد مل جائے گا کافی خوبصورت ہو۔۔ہوپ سو اب ہم کبھی نہ ملیں۔۔۔۔ہیو آ گڈ ڈے"

جولیہ بہت چالاک تھی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ لارا اس وقت ہوش میں نہیں اور اگر لارا ایکٹیو ہوتی تو اس سمیت اس اشنا کا بھرتا بن جاتا سو اس لڑکی کے صدمے کا فائدہ اٹھاتی وہ اس پر ہنس کر چلی گئی جبکہ لارا کی آنکھوں سے چند آنسو ٹوٹ گرے، ہچکی سی بھرے خود کو رونے سے روکتی وہ اپنی آنکھیں رگڑے اٹھی، بیگ اٹھایا اور ریسٹورنٹ سے نکل گئی۔

اسکی دو گھنٹے تک آسٹن کی فلائیٹ تھی۔

لگ یہی رہا تھا کہ ظالموں نے لارا کولوئے کے لیے مکمل بد گمان کر دیا تھا۔ وہیں شام تک فرہاد علوی بھی ڈسچارج ہو کر واپس جندل محل آئے تو نیہا، مریم بی، صبور، اور دستگیر نے باقاعدہ انکا کمرہ ڈیکوریٹ کروا کر انھیں ویلکم کیا تو انکی ساری اداسی جندل محل کے پر سکون سے ماحول کو دیکھ کر بھاگ گئی۔

سب سے زیادہ سکون انکو زائشہ کی غیر موجودگی سے ملا، وہ پوچھ کر اس عورت کے حوالے سے کچھ جاننے کے ہر گز طلب گار نہ تھے، اتنی مدت بعد انکو کھل کر سانس لینے کا موقع ملا تھا، دستگیر نے آتے ہی لئیق کے اہم کام سے جانے کی اطلاع دے کر انکا دل ہلکا کر دیا ورنہ جب جب لئیق دور یا اوجھل ہوتا انکو یہی وسوسے ڈراتے کہ کہیں وہ ان سے دور نہ ہو گیا ہو۔ ڈنر پر سب نے اکھٹے ہونے کا سوچا تھا سو فرہاد صاحب کو لوئے انکے کمرے میں کچھ دیر سلا آیا تو ملازم نے اسے پیغام دیا کہ دستگیر عالم اس سے ملنے کے لیے

لان میں منتظر ہے تبھی وہ سر ہلاتا آنے کا کہے پہلے چینج اور فریش ہونے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

.._____..

وقار سادانی تو اپنی عبرت کے لیے خود کو تیار کر چکا تھا مگر زائشہ کی حالت پر کٹے چمگادڑ سی تھی جسکو اس زندان میں پل پل بھیانک موت مل رہی تھی، صبور کے پاس ہمت کبھی نہ جمع ہو پاتی کہ وہ اس عورت کا سامنا کرتی مگر اس عورت کی بے بس بن کر چیخنے چلانے نے صبور کو مجبور کر دیا کہ وہ جا کر اس ماں کو ایک بار دیکھے۔

زائشہ جسکے چہرے اور جسم پر اب بھی نیل تھے، اجڑے بھیانک حال کو پہنچی آہٹ پر اپنا گرایا سر اٹھائے روشنی کی طرف دیکھنے لگی تو آنکھیں

چندھیا گئیں مگر کچھ دیر بعد منظر واضع ہوا تو صبور کو دیکھ کر اسکی آنکھوں میں یہاں سے بھاگ نکلنے کی امید جاگی۔

زائشہ کے صرف ایک پیر میں زنجیر ڈالی گئی تھی تبھی وہ صبور کو دیکھتی لڑکھڑا کر اٹھ کر جب اسکے قریب جا کر رکی تو اپنی ماں کا حال دیکھ کر اس نازک دل والی کی آنکھوں میں ریت سی چبھی۔

"تم۔۔تم آگئی صبور۔۔۔م۔۔مجھے یہاں سے نکال دو۔۔۔۔میں تمہاری ماں ہوں،ت۔۔ تمہیں اس دنیا میں لایا۔دیکھو تمہاری جنت میرے پیروں کے نیچے ہے،مجھے یہاں سے نکال دو۔۔۔۔میں چلی جاوں گی۔۔۔بہت دور"

زائشہ کو کسی طرح یہاں سے نکلنا تھا کیونکہ اتنی جلدی وہ کیسے ہار مان سکتی تھی مگر صبور کو آج پہلی بار اس عورت سے نفرت محسوس ہوئی۔

"اگرمی۔۔یری جنت ان پیروں کے نیچے ہے تو مجھے نہیں چاہیے،صرف جنم ہی تو دیا آپ نے مجھے اور لوئے کو۔۔۔۔اور کیا کیا ہمارے لیے،ان نو ماہ

کا بدلا ہم دونوں کی زندگی میں اپنی حسرت لکھ کر لے تو لیا،
محرومی۔۔۔ماں کی آغوش کا گرم احساس۔۔۔۔قسم سے ممی، آپ
جیسی ماوں کے قدموں تلے جنت نہیں ہوتی، کیونکہ و۔۔وہ رب بہت
رحیم ہے۔وہ ہماری جنت کو آ۔۔آپ جیسی خود غرض عورت کے پیروں کا
"محتاج نہیں بنائے گا
اس لڑکی کی تکلیف زمین و آسمان دہلا گئی مگر وہ عورت زرا بھی نہ تڑپی بلکہ
اب تو اپنی ہار نے اسے دہکتا آتش فشان بنا دیا تھا۔
د۔۔دیکھو صبور، تم جذباتی ہو رہی ہو۔میں نے جو کیا تمہارے اور لوئے"
کے اچھے مستقبل کے لیے کیا۔لئیق اس ساری دولت پر سانپ بن کر بیٹھا
ہوا تھا۔جو بھی کیا اپنی خواہشوں کو پورا کرنے کو کیا، میں کیوں کسی آسائش
سے محروم رہتی، اس دنیا کے ہر قرار پر میرا پورا حق تھا۔۔۔سب تمہاری
ماں کو مجرم کہہ رہے ہیں لیکن تم۔۔۔تم تو مت کہو۔۔۔۔دیکھو بس ایک
بار مجھے اس زندان سے نکال دو۔۔۔م۔۔میں تمہیں ممی کہنے کی پرمیشن

تک دوں گی، اپنی جان بنا کر رکھوں گی۔۔۔۔ سارا پیار دوں گی میری
جان"

زائشہ اس وقت بھی اپنی بیٹی کے لیے نہیں بلکہ اپنی آزادی کے لیے تڑپ رہی تھی تبھی تو صبور نے ناگواری کے سنگ زائشہ کے اپنے رخساروں کو چھوتے ہاتھ کراہت سے ہٹائے اور اس عورت کے سائے سے گریز برتتی کچھ دور ہوئی، نظروں میں اجنبیت تھی۔

یو نو واٹ؟ اب آپ کو ممی کہنے میں مجھے خود تکلیف ہو گی۔ میرے دل کو" ٹکڑے ٹکڑے کر کے بھی دل نہیں بھرا آپکا۔ آپ کے لمس سے کراہت ہو رہی ہے، مجھے آپکے پیار کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ و۔۔ وہ صبور تو مر گئی ہے، جب اسے پتا چلا کہ اسے ایک عورت نے نہیں ایک سوداگرنی نے جنم دیا۔۔۔ مجھے اور لوئے کو مہرہ بناتے وقت آپکے اندر کی ممتا نے کیا ا۔۔ ایک بار بھی آپکو نہیں جنجھوڑا۔۔۔ ک۔۔ کیسی ماں ہیں آپ جسے اپنی کوکھ سے جنم دیے بچوں کے آنسو بھی نہیں تڑپا سکے، انکی راتوں کو اٹھ

کرلی سسکیوں کی خبر نہ ہو سکی۔۔۔۔۔ کیسی ماں تھیں آپ آخر۔۔۔۔۔۔
میں تو چلو بابا اور بی اماں کی بدولت جی گئی، لوئے کے ساتھ کی زیادتیوں پر
اللہ آپکو کبھی نہیں بخشے گا، اس ہنستے مسکراتے شخص کو آپ کے سچ نگل گئے،
"آپ نے اچھان۔۔ نہیں کیا
برسوں کا غبار اس لڑکی نے چیخ کر نکالا تو وہ عورت بھی لمحہ بھر تھم گئی۔
ماں ج۔ جیسی بھی ہو، بچوں کی آئیڈیل ہوتی ہے ممی۔۔۔ آپ نے مجھ"
سے اور لوئے سے ہمارا غرور چھین لیا۔ مٹی میں مل گئی ہماری پہچان، ایک
قاتلہ کے بچے بن گئے ہم، ا۔۔ اس سے بڑی کیا بد قسمتی ہو گی۔۔۔۔۔ ایک
ایک آنسو کا قرض چکائیں گی آپ، ایک ایک زیادتی کا بدلا دیں گی۔۔۔۔۔
"یاد رکھیے گا۔۔۔۔ ک۔۔ کاش میں آپ سے نفرت کر سکتی۔۔۔۔ کاش
اپنے بے اختیار ہو کر گال بھیگوتے آنسو رگڑتی وہ دلبرداشتہ ہوئے وہاں
سے چلی گئی جبکہ زائشہ کے چہرے پر وہ تاثر تھا جیسے ایک ہارے جواری کے
چہرے پر ہوتا ہے، جس نے اپنا سب داؤ پر لگا کر بھی خسارہ پایا ہو، لیکن اب

اسکے پیروں تلے سے زمین سرکتی یا اس زندان کی چھت اس پر گرتی، اسکی نہ معافی قبول ہو سکتی تھی نہ سزا میں کمی کا امکان تھا۔

دوسری جانب لوئے تازہ دم ہوئے لان میں آیا تو دستگیر اسی کا منتظر تھا۔

"دیکھو لوئے، وقت کی نازکی کو سمجھو میرے بھائی۔ تم تو بالکل ہمت ہار بیٹھے ہو۔ اوپر سے تم نے لارا سے یکسر بیگانگی اختیار کر لی۔ ایسا کیسے چلے گا، تم واپس جاو اور لارا کی بدگمانی خود دور کرو۔ ورنہ تم اسے کھو دو گے"

دستگیر نے بہت سمجھایا مگر لوئے جانے پر ہرگز آمادہ نہ تھا، فون بھی اسکا مسلسل کل سے بند تھا۔

دستگیر اسکے سامنے ہی بیٹھا اس مردہ وجود کو سمجھانے میں ہلکان تھا اور وہ دستگیر کے مشورے پر دل جلا سا مسکرایا، واللہ اسکی وہ ویران آنکھیں ہر سکھ کا قتل کر سکنے کی اہلیت رکھتی تھیں۔

"میں نے اسے کھو دیا ہے، اسے مجھ پر یقین نہیں رہا اور مجھ جیسا شخص اپنی ذات کے بارے کسی کو یقین نہیں دلانا پسند کرتا۔۔۔۔ محبت تو ویسے بھی

صرف لوئے بہزادنے کی تھی، زبردستی اسکے دل سے دل ملایا تھا، اس نے تو آج تک یہ بھی نہیں کہا کہ وہ مجھ سے محبت کرتی ہے۔ شاید اسے مجھ سے محبت ہو ہی نہیں سکی۔ میں تھک گیا ہوں، زبردستی سب کو خود سے جوڑ جوڑ کر، خود کو دنیا کا سب سے خوش باش انسان پیش کر کر کے، لیکن اب میں کسی کا نہیں سوچنا چاہتا۔ میں بابا کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں، انکو کسی ایک بیٹے کی اپنے ساتھ ہمیشہ موجودگی چاہیے"

دستگیر اسے اس طرح بکھرنے نہیں دے سکتا تھا، وہ بھی اسکے پاس لئیق کی امانت تھا۔

"اور اگر اس ظالم دنیا نے لارا کی بدگمانی کو نفرت میں بدل دیا؟ کیا علم کہ اسکے باپ نے اسکے دماغ میں کیسی کیسی بدگمانی نہیں بھری۔ لوئے! ایسا مت کرو۔ بھائی تمہارے اس فیصلے سے ہرگز راضی نہیں ہوں گے، اگر تم اور لارا الگ ہوئے تو یہ ان پر بوجھ بن کر رہ جائے گا، تمہاری تکلیف انکے لیے اپنی تکلیف جیسی ہے"

دستگیر لاکھ سمجھالیتا مگر اس وقت لوئے کو کچھ بھی سمجھانا، بھینس کے آگے بین بجانے سا تھا کیونکہ وہ دل و دماغ سے وحشی ہو چکا تھا، اسکی آنکھیں جلنے لگیں تو وہ بات ختم کرتا اٹھ کھڑا ہوا۔

"آئی ڈونٹ کیئر۔۔۔۔۔۔ نفرتیں سہنے میں بہت مہارت رکھتا ہوں، اسکی بھی سہہ لوں گا۔ وہ یہ نہ سمجھے کہ لوئے بہزاد علوی نے اسے قید کرنے کی کوشش کی ہے، پلیز لالہ، مجھ سے یہ دوبارہ مت کہیے گا، میں جب خود کو بہتر محسوس کروں گا تو چلا جاوں گا۔ فی الحال میرے اندر اس لڑکی کی ناراض نظریں سہنے کا حوصلہ نہیں ہے، اس نے اگر مجھے ایک بار نفرت سے دیکھا تو خود بھی نہیں جانتا کہ دوسری سانس لے سکوں گا یا نہیں۔ سو "یہ مان برقرار رہے بہتر ہے

زندگی سے محروم لہجہ، اذیت سے دوچار حسرتیں کہتا وہ جا چکا تھا اور دستگیر عالم کے کندھوں پر بوجھ آن پڑا۔

رہی سہی کسر روتی ہوئی صبور کے یکدم آکر لپٹنے نے پوری کی، وہ اسکے منع کرنے کے باوجود تہہ خانے میں گئی تھی اور دستگیر کی امید کے مطابق اذیت سے بھر کر لوٹی تھی، ان دونوں نے دستگیر کو ہلکان کر رکھا تھا۔

"اب تم شروع ہو جاو، آنسوؤں کی فیکٹری ہے کیا تمہاری صبور۔۔ یہاں کچھ ہوا نہیں اور ادھر تمہاری آنکھوں میں سونامی آجاتا"

وہ پہلے ہی لوئے کی بد دماغی پر چڑا تھا اوپر سے صبور کے رونے پر سختی سے ڈانٹ گیا جو آنسو بمشکل روکے اس سے الگ ہوئی۔

"تم ہو ہی بتمیز، رونے پر بھی ٹیکس لگا دو تا کہ گھٹ گھٹ کر مر جاوں"

اسکو سینے سے پرے دھکیلتی وہ آنسوؤں میں ڈوبتی آواز سے بولتی کہہ کر اس سے پہلے جاتی، دستگیر نے بروقت اسکی کمر کے گرد بازو لپیٹا اور اپنے حصار میں لیا، روتے روتے ہی اس لڑکی کے حواس اڑے تو دستگیر نے اپنے

ہونٹوں کو اسکی گال سے رب کیے اس لڑکی پر اپنا جادو بکھیرا تو سارے آنسو آنکھوں میں گم ہوئے۔

"ہاں جیسے تم نے میرے رومینٹک ہونے پر لگا رکھا ہے دھمکیاں نامی ٹیکس۔۔۔۔ جتنا جلدی اس عورت کی سچائی تسلیم کرو گی اتنی تکلیف برداشت کرنے میں آسانی ہو گی۔ سمجھ جاو پلیز، لوئے نے پہلے ہی ناک میں دم کیا ہوا۔۔۔۔ کم از کم اس وقت تمہارا آنسوؤں سے پاک چہرہ دیکھنے کی مجھے بہت ضرورت ہے تاکہ ان حالات کو قابو کر سکوں"

اول جملہ منہ بسورے کہا تو وہ پشیمانی میں ڈوبی تبھی اسکا اثر بھی دستگیر نے فوری زائل کیا مگر وہ بے بس تھی، وہ ایسی ہی تھی کیا کرتی۔

"کہو تو میں لوئے سے بات کروں دستگیر"

اپنی فکر بھولے اسے لوئے کا دکھ گھیرا۔

"اونہوں! آج نہیں۔۔۔۔ کل کسی وقت اسکا اچھا موڈ دیکھ کر کرنا۔ فی الحال ڈنر پر اچھا اچھا ماحول ہونا چاہیے۔ ہماری رخصتی کے ساتھ نیہا اور ہمایوں

صاحب کے نکاح کی تاریخ رکھنی ہے۔ تم کل کوئی مناسب وقت دیکھ کر

"لوئے کو سمجھاو کہ وہ واپس چلا جائے

وہ اسے خفیف سی تنبیہہ کے ساتھ رسان سے سمجھا گیا تو رخصتی کا سن کر

صبور کے چہرے پر سرخیاں اور گھبراہٹ سی گھلی۔

"رخصتی اتنی جلدی؟"

صبور سے ایسے سوال کی امید نہ ہوتی تو اسے دستگیر عالم کا دماغی خلل کہا جاتا

اور وہ حسب معمول اسکی بات پر جل بھن گیا۔

ٹھیک ہے پچاس سال بعد کر لیں گے جب ہمارے جیسے سب قبر نشین ہو"

"چکے ہوں گے، ٹھیک ہے صبور صاحبہ

ایک ایک لفظ چبا کر بولے وہ صبور کو مسکرانے پر مجبور کر گیا کیونکہ ایسا

دستگیر اسے اپنی جان سے بھی پیارا تھا۔

"اتنی دیر کا بھی نہیں کہا"

من ہی من میں مسکاتی وہ شرارت سے کہے بلش کیے آنکھیں جھکا گئی تو
دستگیر نے بھی سنجیدگی زائل کیے خمار آلودہ نظر اس لڑکی کے چہرے پر
ڈالے جبین شدت سے چومی تو وہ خفیف سی بوکھلائی۔
تم جتنا بھی ظلم کرلو، سکون تو تمہیں دستگیر عالم کے پاس ہی آئے"
گا۔۔۔اور مجھے اس پر ناز ہے کہ ہمیں آپکا سکون بنا کر اس جہان وہشت
"میں اتارا گیا ہے صاحبہ
اتنے خطرناک دستگیر سے وہ اس وقت فرار ہی چاہتی تھی کیونکہ اس شخص
کی خواہش کب رگوں میں مانند خون مچل جاتی، خبر ہی نہ ہوتی۔
"ایسے مت کیا کرو، میں دوسرا سانس نہیں لے پاتی دستگیر"
وہ اسکے گلے لگتی جیسے یہ جان لیوا اعتراف کیے بولی، وہ شخص قادر نہ رہا کہ
اپنے تیز ہوتی دھڑکنوں پر بند باندھ پاتا۔

ایک بار مجھے مکمل مل جاو صبور عالم، دوسرا سانس لینے بھی نہیں دوں"
گا۔۔۔۔اب بھاگ جاو ورنہ یہیں تمہارا کام تمام کر دوں گا۔۔۔ڈنر کا
"دیکھو میں فرہاد انکل کو لے کر آتا ہوں
اسکی شہہ رگ پر اپنے تشنہ لبوں کی مہر لگاتا وہ اسکی بے ترتیب ہوتی سانسوں
پر وارفتہ نگاہ ڈالے خود ہی اس ہوش گنواتی لڑکی کو خود سے آزاد کر گیا اور وہ
جن شرانگیز نظروں سے دیکھ کر گئی تھی وہ مچلانے اور بہکانے کا مضبوط
ہتھیار تھیں پر بچارے دستگیر صاحب، روایات میں بندھے مجبورا بھی
حدود توڑنے کی خطاء نہیں کر سکتے تھے سو مچلتے، تڑپتے اور قوت پکڑتے
جذبات کو فی الحال شرافت سے گیٹ اوٹ کال دیے ہی دل مسوس کر رہ
گئے۔

....★☆☆☆☆☆★....

"میں کال نہیں کر سکا تمہیں ڈی کے، بتاو تم نے پتا لگوایا؟"

شہریار اس وقت ڈرائیونگ کر رہا تھا، فون کان سے لگائے استفہامیہ انداز اپنائے مخاطب ہوا۔

بینک جانا تو چاہتا تھا پر آج طبعیت بوجھل تھی سو کل پر چھوڑے وہ گھر ہی طرف روانہ تھا، فون کے اس پار اسکا پرسنل ہیکر موجود تھا۔

"جی ڈیول! پتا لگوایا ہے۔ بلیک ڈائمنڈ کا سٹیٹس ایکٹیو شو ہو رہا ہے، یعنی وہ کسی خاص مشن میں ایکٹیو ہو چکا ہے۔ مزید کوئی انفارمیشن نکالنے کی کوشش کی تھی مگر سب ہینگ ہو گیا۔ شاید اس بار میری سوچ سے زیادہ سیکورٹی مرتب ہے۔ معذرت چاہتا ہوں مزید کچھ معلوم نہیں کر وا سکا"

ڈی کے کے جواب پر شیری کو اس سر پھرے شخص کے لیے فطری تسلی محسوس ہوئی، دل جیسے ہلکا ہوا

"گڈ جاب ڈی کے، بس مجھے یہی پتا لگوانا تھا۔۔۔"

شیری نے رسانیت سے کہہ کر فون رکھا اور مکمل توجہ ڈرائیونگ پر دی اور پھر فون نکالے اس پر لال کے نام ایک میسج لکھا۔

"لئیق واقعی سیو ہے، اسکے لیے رہی سہی پریشانی چھوڑ دو، یقیناوہ جلد تمہارے پاس واپس آجائے گا۔ جلدی واپس آنا کیونکہ مس کروں گا

"بہت۔۔۔ گڈ نائیٹ

لال نے اسکا میسج فوری ریسو کیا کیونکہ فون اسکے ہاتھ میں ہی تھا، اور وہ عینی کی گود میں سر رکھ کر لیٹی تھی جو پیار سے اسکے ملائم بالوں کو سہلا رہی تھیں، اسکے ہونٹوں پر بکھری مسکراہٹ عینی کو بھی سکون بخش گئی۔

"تھینک یو، جلدی آجاوں گی۔۔۔ جب تک میں واپس نہیں آتی، مانی سے دل کی حالت کہنے کی کوشش کر لینا۔۔۔ وہ بہت پیاری ہے، تمہیں تمہارے غم اور فکریں اپنی موجودگی سے بھلا دے گی"

لعلین نے دھیمی مسکراہٹ ہونٹوں لر بکھیرے میسج ٹائپ کیااور ارسال کرتے ہی فون ایک طرف رکھے ساری توجہ اپنی آنکھیں اٹھا کر خود کی طرف پیاراور نثار ہوتی نظروں سے دیکھتیں عینی کو دی جبکہ شہریار کرب بھری نگاہ میسج پر ڈالے فون بے دلی سے ساتھ والی سیٹ پر اچھال گیا۔

دل کو کسی نے مسل دیا تھا،ایسے مشورے اسے کاٹنے لگتے۔

عینی نے جھک کر لعلین کی جبین چومی تو وہ پر سکون سا مسکرائی۔

"یو آر آبریو لیڈی، آپ میری انسپائریشن ہیں عینی۔ورنہ بابا کی موت کے بعد تو لعلین مر جاتی، آپ نے سنبھالا تھا تب۔۔اب جب انکی موت کا سچ کھلا تو یقین کریں اسی ذہنی اذیت کو محسوس کیا۔کل جاتے ہوئے میں بابا کی قبر پر بھی جاوں گی، پوچھوں گی ان سے کہ وہ کون ہوتے ہیں اپنی تکلیفیں مجھ سے چھپانے والے، ساری عمر دل پر بوجھ رہے گا، کہ میں نے انکو چپ چاپ جانے دیا۔۔۔کچھ نہیں کر سکی انکے لیے"

ناچاہتے ہوئے بھی وہ مسکراتی مسکراتی اذیت سے دوچار ہوئی روہانسی ہو گئی تو عینی کی آنکھیں بھی ویرانی میں لپٹ گئیں۔

"شاید کچھ تکلیفیں صرف موت ہی ختم کرتی ہے میری جان، انکے لیے بس دعا کرو۔ وہ تمہاری آنکھ میں ایک آنسو بھی نہیں دیکھ سکتے تھے تبھی یہ کربناک سچائیاں خود ہی نگلتے رہے۔ اللہ کسی کسی کو ہی ایسا صبر دیتا ہے،

"حوصلہ کرو۔ اللہ صبر کرنے والوں کو اپنا دوست رکھتا ہے

عینی کا ڈھارس بندھاتا پیار بھرا لمس جب اس کی ہتھیلی پر بکھرا تو جلتے بلکتے دل کو قرار آنے لگا۔

"جیسے آپ، مجھے آپ سے بہت پاور ملتی ہے عینی۔ آپ میرے لیے بہت سپیشل ہیں، کیونکہ آپ نے ہمیشہ لعلین کو سپورٹ کیا، اپنی سگی اولاد اور منہ بولی بیٹی میں سے مجھے چنا۔۔۔۔۔ "

وہ لعلین کے پیار بھرے اعتراف پر دھیما سا مسکرائیں، بہت دل چاہ رہا تھا کہ وہ عینی کو مسکراتا دیکھے۔

کیونکہ تم نے ہمیشہ عینی کو سپیشل فیل کروایا، میری ساری سپیشل دعائیں "
اب تمہارے لیے وقف ہیں۔ لئیق جلد آجائے، بہت ہی پیارا بچہ ہے۔
جب جب تمہارے لیے اسکا سوچتی ہوں، لگتا ہے اللہ نے میری ساری
دعائیں قبول کرلیں۔۔۔بس دعا ہے ہارون کا تمہیں دیا زخم بھی بھر جائے
" تو اسکی قبر کی سختی بھی کم ہو۔۔۔۔۔
وہ لئیق کو فراموش نہیں کر پا رہی تھی پر عینی کے ذکر پر لعلین کا دل مچل سا
اٹھا، دل چاہا کہیں سے وہ آجائے بس، وہ نہیں آیا تو وہ دل کو خالی سا محسوس
کرنے لگی۔

"ت۔۔تم اسے معاف کردو لعلین۔۔۔۔"

اسے اداس دیکھ کر عینی نے جیسے تڑپ کر کہا تو لعلین گھبرا کر اٹھ بیٹھی
کیونکہ عینی کی رخساروں پر آنسو ٹپک پڑے۔
لعلین نے انکے آنسو فوری اپنے ہاتھوں سے پونچھے اور آزردگی سے اس ماں
جیسی عزیز ہستی کو دیکھا۔

ن۔۔ نہیں کریں عینی۔۔۔۔اسکے لیے آپ یوں میرے سامنے مت "
"روئیں۔۔۔۔۔پلیز
لال کا دل مٹھی میں جکڑا تو اس نے عینی کو اس ستم سے روکا۔
ت۔۔ تم معاف کر دو نہ اسے، اسکی جگہ اس ماں کی دعائیں آخری سانس "
تک تلافی کرتی رہیں گی۔۔۔۔۔وہ جیسا بھی تھا، وہ میرے دل کے بہت
قریب تھا۔ وہ جتنا گندا ہو جاتا، وہ کسی کو مار بھی دیتا، وہ تمہیں تکلیف دے کر
کبھی خوش نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔۔تم اسکے لیے ہم سے بھی عزیز
" تھی۔۔۔۔۔
عینی کی التجائیں لعلین کی آنکھوں میں تکلیف میں لپٹی سرخی لے آئیں۔
میں نے اسے معاف کر دیا تھا عینی، جب اسکی موت کی خبر سنی تھی۔ میں "
نے اپنی زندگی کے کئی سال اسکی دوستی پر ناز کر کے گزارے ہیں، اتنی ظالم
تھوڑی ہوں کہ اسے اس جہاں میں اپنی وجہ سے مشکل میں ڈالتی۔۔۔۔۔
وہ اپنے کیے کا پھل بھگتے گا لیکن میں نے اپنی ساری تکلیف اس پر معاف کر

دی تھی۔اب اللہ جانیں اور وہ، زیادتیوں اور برائیوں کا پھل تو اسے بہر حال بھگتنا ہی ہو گا۔اس میں ایک ماں کی دعا کتنی ڈھال بنتی ہو گی یہ بھی صرف اللہ جانتا ہے، آپ دوبارہ ایسے میرے سامنے مت روئیے گا۔میں اسکے لیے دعا نہیں کر پاتی ابھی لیکن میں اسے کوئی بد دعا بھی نہیں دیتی۔۔۔۔۔امید ہے یہ آپکی تسلی کے لیے بہت ہو گا"

لعلین کے اس مہربان عمل پر عینی کی آنکھیں مزید چھلکیں تو وہ خود بھی روہانسی ہوئے انکے گلے لگی، اور اس ماں کی اس خود غرض کے لیے تڑپ دیکھ کر وہ بھی دلبرداشتہ ہو گئی، ان ماوں کو رونے سے بھلا کون روکتا، یہ مائیں، مائیں نہ ہوتیں تو شاید محبت کا دوسرا روپ ہوتیں۔

وہیں آج صارم نے بھی بابا کو بور اور اداس ہونے سے نکالے اپنے ساتھ رات کی واک پر لایا تھا، پہلے وہ دونوں ہارون کی قبر پر گئے اور فاتحہ پڑھی اور اسکے بعد وہیں سڑک کنارے پیدل چلنے لگے، انکا ارادہ عشاء پڑھ کر ہی اب گھر جانے کا تھا۔

"آپ جانتے ہیں، آپ اس دنیا کے سب سے پیارے بابا ہیں"

ساتھ لگا کر چلتے صارم کی انسیت بھری نگاہ اور بات پر وہ دل سے مسکرائے، پیار سے اسکی گال بھی سہلائی۔

"اور تم پیارے بیٹے"

انکی شفقت اور نرم ترین ذات سے صارم کو چند دنوں میں والہانہ انس ہو گیا تھا، وہ اپنے ماں باپ کو اس دنیا کے سب سے مہربان لوگ مان چکا تھا۔

"آپ کو یاد آتا ہے وہ؟"

نجانے کیا سوجھی کہ وہ سنجیدہ ہوئے بولا تو اک لمحہ پر کاش صاحب کے چہرے پر بھی اداسی عود آئی۔

بہت، پچھتاوا سا ہے صارم۔۔۔کاش اس دن اسے ایک بار گلے لگا" لیتا۔۔۔۔وہ التجاء کر رہا تھا، اور میں زندگی میں پہلی بار اسکے لیے سخت ہو "گیا۔دل میں ایک پھانس سی ہے، کہ میرے ہاتھوں ظلم ہ۔۔ہو گیا

وہ بابا کو تبھی ساتھ لایا تاکہ انکے دل کا دکھ بانٹ لے، بابا کی تکلیف نے اسکی آنکھوں میں بھی سرخائی گھول دی۔

"اور اسکے ظلم؟ وہ کہاں گئے؟"

وہ ناچاہتے ہوئے بھی تلخ سا ہوا، اور پر کاش صاحب کے چہرے کے ضعیف خدوخال میں اک حسرت نمودار ہوئی۔

اسکی قبر میں اسکے ساتھ دف۔۔ فن ہو گئے، کاش ایک بار وہ واپس آئے تو"

"م۔۔ میں اسے مسکرا کر دیکھوں۔۔۔ کاش

وہ انکے جواب پر آزردہ ہوا اور بابا کو اپنے سینے میں بھینچ ڈالا، شاید اس بوڑھے شخص کو یہی دکھ کھا رہا تھا۔

آپ بہت بہادر ہیں یار، روئیں مت۔۔۔۔ مجھے دیکھ لیں، مسکرا"

کر۔۔۔۔ میرا بس چلتا تو اسے لے آتا، کہیں سے بھی۔۔۔ لیکن وہ کمینہ گیا ہی وہاں ہے جہاں سے لوٹنا ممکن ہی نہیں۔۔۔ شاید اسے پتا تھا اسے ڈھونڈا

"جائے گا، اور وہ ستانے اور رلانے کا شوقین کہیں بیٹھا ہم پر مسکرا رہا ہو گا

اس شخص کی آواز میں نوحے کی سی گونج تھی، اور پرکاش صاحب کچھ دیر رو کر خود کو نا صرف سنبھال گئے بلکہ بھیگی آنکھوں سے صارم کو دیکھتے مسکرائے۔

"تم اس سے لاکھ درجے پیارے اور قیمتی ہو صارم، پر وہ بے حس جو سزا دے کر گیا ہے وہ کچھ وقت دل سوگوار تو رکھے گی۔۔۔۔ تم یہ مت سمجھنا کہ ہمیں اسکی کمی، تمہاری موجودگی سے زیادہ عزیز ہے۔۔۔۔ نہیں بابا کی جان، بس اس کے اتنے دکھ تھے کہ سب پر باری باری رونا ضروری ہے۔۔۔۔۔ تم ہو تبھی تو یہ بوڑھی ہڈیوں والا بوسیدہ جسم اس زخمی روح کو سنبھالے ہوئے ہے"

وہ بابا کے خود کو اہمیت دینے پر مسکرایا، انکے آنسو پونچھ ڈالے۔

"یہ تو دل کی تسلی کو غالب خیال اچھا والا حساب ہوا بابا، آپ اس ڈنگر کے لیے روتے رہیں گے تو صارم پرکاش جیلس ہو جائے گا۔۔۔۔ کہیں نہیں گیا وہ شودا، یہیں تو ہے، آپکے دل میں۔ ہم سب کی باتوں میں، کسی نہ کسی

حوالے میں۔۔اور مجھے تو یہ بھی لگتا ہے کہ بدروح بن کر ہم پر نظر بھی رکھ رہا ہو گا،اور مجھے آپ کا اور اماں کا پیار لوٹتا دیکھ کر سڑبل بھی رہا ہو گا۔۔۔۔۔بچو میں بھی صارم ہوں،اسی کا کچھ لگتا۔۔۔۔۔ساری زندگی اب اسکو جلاوں گا دیکھیے گا"

اگر دنیا میں صارم جیسے چند مزید لوگ اور ہوں تو یہ دنیا جنت بن جائے، اس وقت بھیگی آنکھوں سے مسکراتے پرکاش صاحب یہی سوچ کر ہنسے۔

اور جب بابا ہنسے تو اس شخص کا دل خوشی اور مسرت سے بھر گیا۔

"خوب جلانا اسے، میں تمہارے ساتھ ہوں"

بابا کا محبت سے کہنا صارم کا سیروں خون بڑھا گیا تو ایک بات پھر وہ انھیں جذباتی ہوتا خود میں بھینچ گیا،اور کیا پتا ان دو کو واقعی ہارون پرکاش کی آنکھیں دیکھ کر اپنی جلن زائل محسوس کر رہی ہوں۔۔۔

کیا پتا مرنے والے کہاں جاتے ہیں؟

شاید ستارہ بن کر اپنے پیاروں کو ابد تک ایک آنکھ سے دیکھتے ہیں یا پھر
پرندے کا روپ دھار کر اپنے پروں کا سایہ پھیلا دیتے ہیں، یا پھر دل کی
کبھی نہ خرچ ہوتی دھڑکن کا روپ دھار جاتے ہیں۔
خدا جانے یہ مرنے والے کس نگر کوچ کر جاتے ہیں۔۔۔۔؟

..

..

فرہاد علوی پر ابراہیم سلطان کی سچائی اور لعلین کی تکلیف کھل چکی تھی، یہی
نہیں سب نے ہی سچائیوں کو تسلیم کیا، لیکن فرہاد علوی کا دل اب بھی لال
نور کو اپنے بد بخت ہاتھوں سے کھو دینے کا ملال کھا رہا تھا۔
ڈنر ایک خوبصورت سے ماحول میں کیا جا رہا تھا، سب کے چہروں پر
مسکراہٹ تھی مگر فرہاد علوی کو لعلین کا بنا ملے چلے جانا اذیت زدہ کر رہا تھا،

وہ اسکی خالی کرسی دیکھ کر بوجھل ہوئے، لوئے کو آخر اپنی ماں کی غیر موجودگی کے بارے ساری تفصیل بابا کو بتانی پڑی لیکن اس نے مناسب الفاظ کے سنگ یہ سب بابا کو بتایا کہ وہ سب برداشت کر گئے، بلکہ ہر فرد سہہ گیا۔۔

"آپ اپنی بہو کو مس کر رہے ہیں؟ وہ آجائیں گی۔ عینی آنٹی نے آپکو پتا ہے نہ اپنا بیٹا کھویا ہے اور پھر لعلین بھی تھوڑی اپ سیٹ تھی اپنے بابا کی وجہ سے تو انکے پاس رہنا چاہتی تھی"

لوئے نے ہی بابا کی تکلیف و پریشانی بھانپی مگر وہ جانتے تھے وہ ضرور اپنی بیٹی کھو چکے ہیں کیونکہ وہ جان چکی تھی کہ انکی کہانی کا وہ شخص اسکا باپ ہے۔

"ہمم۔۔۔۔وہ مجھ سے بس خ۔۔ خفا نہ ہو جائے، مجرم ہوں اسکا۔ بہت بڑا مجرم۔۔۔۔وہ میرے لیے لئیق جتنی عزیز ہے کیونکہ آٹھ سالوں میں وہ واحد میرے اتنے قریب آئی کہ میں اپنا دل اس کے سامنے کھول پایا، میں

اس سے معافی مانگ لوں گا۔وہ مجھے معاف کرے گی کیونکہ وہ ابراہیم کی
"بیٹی ہے
سب ہی انکی تکلیف سے افسردہ ہوئے جبکہ لعلین ان سے ہر گز خفا نہیں
تھی بلکہ وہ تو انکے لیے ہی انکی لال نور لینے نکلی تھی، کیونکہ اپنے بابا کی طرح
اسکے نزدیک یہ شخص بھی مظلوم تھا۔
ان شاءاللہ، اب یہ اداسی کی باتیں چھوڑ دیجئے انکل۔۔۔۔دیکھیں برا"
وقت جارہا ہے۔۔۔۔ہمیں اب ایک دوسرے کے زخموں کو مرہم دے
"کر نئی خوشیوں کو خوش آمدید کہنا چاہیے
اس بار دستگیر نے ماحول پر چھائی اداسی اپنی تمہید سے کم کی تو سب کے
چہرے پر نرم سی مسکراہٹ جگمگائی۔
بلکل ٹھیک کہتے ہو تم دستگیر بچے، اندر کی گھٹن اور غبار نکل جائے تو آدمی"
ہلکا ہو جاتا ہے۔زائشہ جیسی عورتیں ہم مردوں کے کیے گناہوں کی ہی سزا
ہوتی ہیں، میں کبھی یہ نہیں کہوں گا کہ اس سب میں میرا قصور نہیں تھا، بنا

قصور کے تو زائشہ نامی سزائیں نہیں ملتیں۔۔۔۔ خیر چھوڑو۔۔۔۔۔ جندل محل میں نئی خوشیوں کو آنے کا موقع دیتے ہیں، جمعے کے مبارک دن نیہا اور ہمایوں کا نکاح رکھتے ہیں، جبکہ ہفتے کو صبور کی رخصتی۔۔۔۔ میری دعا ہے یہ دونوں بچیاں اپنے گھر آباد رہیں اور ایک خوبصورت محبت بھری زندگی سے فیض یاب ہوں۔۔۔۔۔ تو پھر مریم آپا، آپ پر ذمہ داری آتی ہے کہ یہ دونوں فریضے بہت مبارک اور مناسب طریقے سے نبھانے میں "ہمارا ہمیشہ کی طرح ساتھ نبھائیں

فرہاد علوی کے فیصلے پر سب ہی مسکرائے، لوئے بھی حالانکہ اسکا دل کس کرب میں تھا یہ وہی جانتا تھا لیکن صبور کے لیے وہ دل سے خوش ہونا چاہتا تھا، جبکہ نیہا اور صبور دونوں کے چہروں پر پر حیا مسکراہٹ تھی بس صبور کی مسکراہٹ میں اداسی کا عنصر بھی شامل تھا۔

اور مریم بی تو ان فیصلوں پر قربان ہوئیں۔

آپ بالکل فکر مند نہ ہوں بردار، ہم صبح ہی کام پر لگیں گے۔۔۔۔ہماری"
دونوں بیٹیاں اپنی یہ خوشیاں ہم سبکی دعاوں کے سائے میں پائیں گی۔اللہ
اس محل کی خوشیوں کو اب ہر شر سے بچائیں اور بی کی جان لئیق بھی جلد ہم
"سبکے بیچ لوٹ آئیں

مریم بی نے جندل محل کے بڑے ہونے کا حق شان سے نبھایا اور پھر صبور
اور کیانی صاحب کی شادیوں پر بی اماں بھی تو آنے کو تھیں اور لگتا تھا
خوشیوں نے اپنے سائے کو اب جندل محل پر مستقل کر دیا۔

آمین! میرا لئیق جلدی آجائے۔۔۔۔۔تم جب تک آو گے، بابا تمہاری"
سزا سننے کے لیے خود کو تیار کر لیں گے، میں نے تم سے لال نور کو چھینا تھا
اور میں اب نہیں چاہتا یہ سچ تم سے مزید چھپاوں۔۔۔۔۔اس پر تم جو سزا دو
"گے میں قبول کروں گا

فرہاد علوی کے اندر ہمت آرہی تھی، لیکن اب انکی مزید کوئی سزا باقی نہ
تھی، کیونکہ اس شخص کی تکالیف کا بھی اختتام ہونے والا تھا۔

دستگیر کو اب بھی لوئے کی فکر تھی کیونکہ وہ سب کے بیچ بیٹھا ہو کر بھی اجڑا اور ویران دیکھائی دے رہا تھا مگر لوئے کی ضد کے آگے اس وقت دستگیر بھی بے بس ہو چکا تھا۔

.._____..

شاہ عالم میں اس وقت رات بارہ کا وقت تھا جب مائل کریزگی کے گھر کوئی سیاہ ہیولا سا اسکے گھر کی پچھلی دیوار پھلانگ کر اندر اترا، مائل لاونج میں ہی صوفے پر اوندھا پڑا خراٹے بھر رہا تھا، وہ ہیولا آہستگی کے سنگ اندر آیا اور اپنے گلوز لگے ہاتھ میں پکڑے کی پیڈ کی مدد سے اس نے دروازے کا لاک کھولا، ہلکی سی کلک کی آواز آئی جس پر لاونج میں سوئے مائل کریزگی کی آنکھیں خوف سے یکدم کھلیں مگر وہ ہیولا اندر داخل ہوتے ہی چھپ گیا۔

مائل نے فوری اٹھ کر اپنے سرہانے ہی رکھی گن اٹھائی اور اندھیرے میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے کی کوشش کی، آہستہ آہستہ قدم بڑھا کر یہاں وہاں دیکھا مگر ادھر بلی کو دیکھ کر مائل کے چہرے کا خوف زائل ہوا۔

"You stupid cat"

اس بلی کو حقارت سے کک مارے وہ بے فکر ہوتا واپس لاونج میں آیا اور اپنی گن واپس رکھے لیٹ گیا۔

یہاں مائل کریزگی کی آنکھ بند ہوئی وہیں عقب سے وہ سیاہ میں لپٹا ہیولہ منظر عام پر آیا، اسکے ہاتھ میں گن تھی مگر وہ مائل کی طرف بڑھنے کے بجائے اس کی کمپوٹر لیب میں گھسا، اور آہستگی سے دروازہ بند کیا۔

لیپ پوری اندھیرے میں ڈوبی تھی مگر اس آدمی نے اپنے ہاتھ میں پکڑی پین ٹارچ آن کی اور یہاں وہاں دیکھنے لگا، اور پھر اپنا کام شروع کیا، سب سے پہلے اس ہیکنگ ڈیوائس سے اس گھر کے تمام کیمرے جیم کیے یعنی اس

ڈیوائس کے سگنل ہی اتنے تیز تھے کہ سب کیمروں کی ریکارڈنگ خود ہی رک چکی تھی۔

سب سے پہلے مائل کریزگی کے لیب ٹاپ کو اوپن کیا اور اسکے ساتھ ایک ڈیجیٹل ڈیوائس کنکٹ کی جس سے لیپ ٹاپ آن ہونے کا ساونڈ آٹو میٹکلی سائلنٹ ہوا، اس آدمی کی نظر لیپ ٹاپ پر تھی، مگر وہ لاکڈ تھا۔

تبھی اس آدمی نے چند ہیکنگ کوڈ پٹ کیے، جن میں صرف تین اٹیمٹس کا چانس تھا اور اسکے بعد لیپ ٹاپ ہینگ ہو جانا تھا۔

پہلی دو اٹیمٹس پر پاسپورڈ غلط آیا جس پر اس آدمی نے تیسری بار پر ممکنہ احتیاط کیے جو پن کوڈ پٹ کیا اس پر اسکی آنکھیں تب چمکیں جب لیپ ٹاپ ان لاکڈ ہو گیا۔

فوری اسکے اہم فولڈرز میں جا کر سارا ڈیٹا اپنی اٹیچ ڈیوائس میں ٹرانسفر کیے اس آدمی نے وہ ڈیوائس اس لیپ ٹاپ سے اتاری اور پورے لیپ ٹاپ کے

فولڈرز کو فارمیٹ کر دیا اور یہ کرتے ہوئے اس شخص کی آنکھوں میں سرور سا امڈا۔

لیپ ٹاپ واپس رکھے وہ اسکے لاکر کو ڈھونڈنے لگا، دس منٹ کی تلاش اور پورے نیم اندھیرے میں ڈوبے لیب آفس کی جانچ کے بعد آخر کار اسے لاکر مل گیا جو صوفے کے پیچھے بنی دیوار میں نسب تھا۔

فوراً سے صوفہ ہٹائے اس آدمی نے وہی کی پیڈ اس لاکر پر بھی لگایا، وہ ڈیجیٹل لاکر تھا تبھی اسے کھولنا آسان رہا اور اس بار دوسری کوشش پر ہی وہ لاکر کھلا۔

لاکر کے اندر یہاں کی، پاکستان کی اور آذربائیجان کی کرنسی موجود تھی، جبکہ اسکے ساتھ ہی وہی گولڈن پن ڈرائیور تھا جسکی بلیک ڈائمنڈ کو تلاش تھی، اپنا ماسک چہرے سے ہٹائے لئیق نے مسکراتے ہوئے وہ پن ڈرائیور وہاں سے اٹھائی، پاسپورڈ بھی اپنے قبضے میں کیا تاکہ پاکستان جانے کا سوال ہی نہ

رہے، اچھے سے لاکر کی جانچ کرنے کے بعد لاکر کو بلکل ویسے ہی بند کیا جیسے وہ تھا۔

دونوں چیزیں اپنی جیکٹ کی اندرونی جیب میں ڈالے اس ڈیوائس کو بھی سنبھالا اور ایک ہاتھ میں پین ٹارچ اور دوسرے میں گن جکڑے وہ لیب سے باہر نکلا۔

"پہلے تو بلیک ڈائمنڈ تجھے زور کا جھٹکا زرا دھیرے سے دے گا مائل کریز گی، اور پھر دن کی روشنی میں تجھ سے غداری کا حساب لینے آوں گا۔۔۔۔۔۔

لیب سے نکلتا وہ لائیٹ آف کیے باہر آیا، ماسک اس نے واپس چڑھا لیا تھا۔ اور پھر لاونچ کی طرف نظر جمائے اس نے ایک حقارت بھری نظر اس غدار پر ڈالی اور کیمروں کو واپس ایکٹیویٹ کیے وہ خاموشی سے باہر نکلا۔

دیکھتے ہی دیکھتے رات کے اسی تابناک اندھیرے میں بلیک ڈائمنڈ اپنا آدھا کام مکمل کیے وہاں سے نکل گیا اور مائل کریزگی کے لیے کئی دل دہلاتے سرپرائز چھوڑ گیا۔

.._____..

وہ گھر پہنچا تو ڈنر لگنے والا تھا، کافی دن بعد جناب کو ڈنر پر گھر پائے گل لالہ اور افراہیم دونوں خوشگوار حیرت کا شکار ہوئے۔

مانی، گل کے ساتھ کچن میں تھی سو موصوف کی آمد پر کوئی خاص تاثر نہ دیا جبکہ بابا باہر لاونج میں بیٹھے تھے تبھی وہ سیدھا انہی کے پاس ہی آکر تکان سی عیاں کیے بیٹھا۔

تمہاری شادی کروانے کا ایک فائدہ ہوا برخوردار کہ اب تم روز گھر لازمی"

"چکر لگاتے ہو، کیا ہوا اداس ہو؟

بابا کا پہلے چھیڑنا اور پھر اداس کرتا سوال پوچھنا اسے افسردہ کر گیا۔

"اداس ہونا نہیں چاہتا بابا لیکن اعصاب پر ایک بوجھ سا ہے"

وہ شہریار کے تکان بھرے جواب پر نیوز سے نظر ہٹاتے بھرپور توجہ اس کی جانب دیے سنجیدہ ہوئے۔

جاننا چاہتے تھے کہ انکے بچے پر لدا بوجھ کس نوعیت کا ہے۔

"مانی وجہ ہے یا لئیق کی شرط؟"

بابا کا استفسار اسکے دل پر دباو ڈال گیا تبھی تو اس تاسف کے سنگ انکو دیکھا۔

اسکی شرط مجھے ماننی ہے، میرے پاس اور کوئی راستہ نہیں۔۔۔ جلد اسکی"

دی مہلت ختم ہو جائے گی اور مجھے اپنے گناہوں کی پاداش سرینڈر کرنا

ہو گا۔ سچ پوچھیں تو میں اپنے آپ کو پھر رہائی کا مستحق نہیں جانوں گا بابا،

آپ بھی یقینا میرے لیے کچھ نہیں کریں گے، فوجی کا بیٹا بھی گناہ گار ہو تو

اسکی سزا ویسی ہی ہونی چاہیے جو ایک عام مجرم کی ہوتی ہے۔۔۔۔میں اپنی سزا پوری کروں گا میں فیصلہ کر چکا ہوں۔۔۔۔رہی بات مانی کی تو اسے مجھ سے کیا ملے گا؟اسے پہلے ہی اس سب میں گھسیٹ کر میں نے اپنی زندگی کی سب سے بڑی غلطی کی ہے۔۔۔۔لئیق کی شرط کے مطابق مجھے مانی کو

"چھوڑنا ہے، سو وہ بھی طے ہے

شہریار کے لہجے میں تلخی تھی، عجیب سی ضد تھی، جیسے وہ اس سب کو صرف شرط کی وجہ سے ترتیب دے رہا ہو۔

تمہاری ضمانت کے لیے فوجی عدالت تک جاوں گا، تمہیں اکیلا نہیں"

چھوڑوں گا بابا کے شیر۔۔۔۔رہی بات لئیق کی شرط کی تو وہ پتھر پر لکیر نہیں ہے۔ لئیق کا اصل مقصد مانی کی تکلیف میں کمی ہے، اور اس بچی کی تکلیف میں کمی تم سے دستبردار ہونا نہیں کرے گا۔اسکے آنے سے اپنی ماں کے چہرے کی بہار نوٹ کرو، اس گھر کی ویرانی کا خاتمہ محسوس کرو۔۔۔۔

کیا تمہیں مجرم جاننے کے بعد وہ پیچھے ہٹ گئی؟تو تمہاری مشکلات میں

کیوں ساتھ چھوڑے گی۔۔۔۔لئیق کی شرط یہ تھی کہ اسکی بہن کا کرب کم ہو،اور محبت کرنے والے،اپنے محبوب سے دور کب کرب سے آزاد ہوتے ہیں۔۔۔۔۔۔اگر تم اسکی شرط کی وجہ سے پریشان ہو تو میں سفارش کروں گا اس سے کہ اپنی شرط واپس لے لے"

بابا کی ساری باتیں سمجھنے کے باوجود وہ جھٹلا رہا تھا کیونکہ اسے یہ سب اپنی موت لگا۔

"ہر گز نہیں،نہ تو شرط کی نوعیت بدلے گی نہ میرا فیصلہ۔۔۔۔اس لڑکی کو یہاں سے جانا ہو گا،اپنی زبان سے پھرنے سے بہتر ہے میں خود کو مار دوں"۔۔۔۔۔

وہ تلخ ہوا تو افراہیم بھی مصلحت کے تحت چپ ہوئے، لیکن شیری کی حالت انھیں عام نہیں لگی تبھی انکا دل فکر و پریشانی میں مبتلا ہو گیا۔

ڈنر لگا کر دونوں ساس بہو نے مسکراتے چہروں کے ساتھ دونوں سنجیدہ نفوس کی توجہ کھانے کی طرف دلائی۔

مانی نے اسکو دیکھا تو فکر مند ہوئی کیونکہ اسے شہریار اپ سیٹ لگا، جبکہ افراہیم صاحب نے چہرے پر نرم سی مسکراہٹ سجالی۔

آج پڑھائی کے ساتھ ساتھ شام میں مانی نے گل سے انکی سپیشل ملائی بوٹی کی ریسپی بھی سیکھی اور اسے گل مما کے ساتھ بہت اچھا لگا تھا۔

سیلئ نے بھی شام میں کال کی تھی اسے، دادو سے بھی اسکی بات ہوئی تو لئیق والی خبر نے اسے کافی مطمئین کر دیا تھا۔

ڈنر کے بیچ افراہیم صاحب ہی زیادہ بولے، شیری بس سنجیدگی سے ان سبکی باتیں سنتا رہا اور پھر سونے کا کہے چلا بھی گیا۔

جبکہ افراہیم صاحب بھی مسجد نکل گئے، گل لالہ کے ساتھ کچن سمیٹنے میں مانی نے پوری ہلپ کروائی۔

"یہ بتاو پیپر کب ہے تمہارا؟"

کچن سمیٹوا کر وہ ساتھ ہی باہر آئیں تو مما کے پوچھنے پر وہ مسکراتی پلٹی۔

منڈے کو۔۔۔۔ سیلی بتا رہی تھیں دستگیر اور صبور آپا کی رخصتی بھی"
فائنل ہو گئی ہفتے کو بارات ہے۔۔۔۔ میں تو پریشان ہوں کے پیر کی تیاری
"کروں گی یا شادیاں اٹینڈ کروں گی۔۔۔۔ قسم سے مما سن کر بڑا رونا سا آیا
وہ مانی کے ہلکان ہونے پر رک کر پلٹے ہنس دیں۔
یہ پیاری سی مانی تو انکے دل کا ٹکڑا بن چکی تھی۔
ہاہاتم بہت لائق ہو میرا بچہ، مجھے یقین ہے بہت اچھے پیپر دو گی۔۔۔ اچھا"
ہے موڈ فریش ہو جائے گا ایگزامز سے پہلے۔۔۔۔ یہ بتاوہ کھوتا کچھ سدھرا
"یا نہیں
مما کے حوصلہ بڑھانے پر وہ مسکرائی تو آخر تک ان کے سوال پر مانی کا گلاب
چہرہ اتر گیا۔
کہاں کوئی مما، مانی کا خوب دل جلا رہے ہیں۔ لیکن مجھے لگتا ہے وہ"
تھوڑے تھوڑے قائل بھی ہو رہے ہیں۔ بھیو کی شرط وجہ ہو گی انکے

ہارش ہونے کی، کیونکہ انہوں نے مانی کو چیلنج دیا تھا، میرا دل چاہتا ہے ان
"سے پوچھوں لیکن وہ ڈانٹ دیں گے سوارادہ ترک کر دیا
وہ ان کو یہ بتاتے افسردہ ورو ہانسی ہوئی تو گل لالہ نے پیار سے اسکی گال
سہلائی۔
ابھی مت پوچھو، لئیق کو واپس آنے دو پھر بات کرنا اپنے بھیو سے۔۔۔۔"
میں جانتی ہوں شیری کو، جس ضد پر اڑ جائے اس سے آسانی سے پیچھے نہیں
ہٹتا۔۔۔ لیکن تمہیں اپنا یہ پیارا سا چہرہ اداس کرنے کی ضرورت نہیں
میرے بچے، جتنا ہو سکے اسکے ارد گرد رہا کرو، ایسے وہ خود تمہارے بارے
سوچنے پر مجبور ہوتا رہے گا۔۔۔اور پھر مرد کو اپنی ملکیت کے آگے گھٹنے
ٹیکنے میں وقت ہی کتنا لگتا ہے، یہ سارے کھڑوس ہیرو، وقت پڑنے پر منجھے
"عاشق نکلتے ہیں میری جان
گل لالہ نے نایاب مشورے تھمائے تو وہ شرارت بھرا ہنسی اور ان سے لپٹ
گئی۔

"مجھے لگتا آپ میری ساس نہیں، فرینڈ ہیں۔۔ہی ہی"

وہ یہ کہتے خود بھی ہنسی اور گل لالہ کو بھی ہنسایا۔

بیسٹ فرینڈ۔۔۔۔بس یونہی مسکراتے مسکراتے اس الو کو اپنا دیوانہ کر لو"

۔۔۔۔۔میری تو ساری دعائیں تم دونوں کے لیے ہیں۔۔۔۔۔اب جاو،

پڑھنے مت بیٹھ جانا اسکے سامنے، تھوڑا اداس لگ رہا تھا۔پوچھنا اس سے،

"اس سے اس کے دل پر اچھا اثر پڑے گا

مما کے پیار سے سمجھانے پر وہ فرمابرداری سے سر ہلاتی انکو بائے کہے

سیڑھیاں چڑھ گئی، اداس تو وہ اسے بھی لگا تھا تبھی بیقراری سے کمرے میں

پہنچی تو شیری کو سینے کے بل بیڈ پر اوندھا لیٹا دیکھ کر مانی کی آنکھوں میں

اداسی سمٹ آئی۔

یہ تو سو بھی گئے، اب کیا کروں؟۔۔۔۔۔دیکھتی ہوں بلا کر شاید ابھی"

"جاگ رہے ہوں

دروازہ آہستگی سے بند کیے وہ چلتی ہوئی شیری تک آئی جسکا سر تکیے سے جڑا اور چہرہ چھپا تھا سو اسے علم نہ ہوا کہ وہ جاگ رہا ہے یا سویا ہے۔

"ش۔۔شیری۔۔۔۔۔"

اتنی آہستگی سے پکاری کہ خود کو بھی بمشکل سنائی دیا تبھی خود کو کوستی وہ زرا ڈرے ڈرے مزید قریب ہوئی اور زرا سا جھک کر شیری کا چہرہ دیکھنا چاہا۔

"شیری کیا آپ سو رہے ہیں؟"

جب چہرہ نظر نہ آیا تو بے قراری کے ہاتھوں اس نے اسکی بازو زرا سی چھو کر ہلائی جو آنکھیں نہ صرف کھول چکا تھا بلکہ اس لڑکی کے ڈسٹرب کرنے پر خونخوار ہوئے پلٹا تو مانی فورا سیدھی ہوئی۔

کیا تکلیف ہے تمہیں؟ بندہ آنکھیں بند کر کے لیٹا ہے تو ظاہر ہے سو رہا"

"ہو گا۔۔۔سکون غارت کرنے پھر آ گئی ہو تم میرا۔۔۔۔۔

اسکے پھاڑ کھاتے جواب پر وہ الٹا مسکرائی، تسلی ہوئی کہ وہ ڈریگن ٹھیک ہے، ہاں اگر منہ سے آگ نہ نکالتا تو وہ تب ضرور تشویش زدہ ہوتی، اسکے ہنسنے پر شہریار کا مزید خون سلگا۔

اور کچھ کرنے کو نہیں دیتے تو کم از کم یہ تو کرنے دیں جو میری ڈیوٹی ہے"۔۔۔۔"

سر پر موت کا فرشتہ بن کر کھڑے نہایت معصومیت کا مظاہرہ کیا گیا تو وہ جبڑے بھینچتا واپس کروٹ بدل گیا اور مانی اس بار اسکے پاس ہی بیٹھی۔

"اداس ہیں کیا؟"

کان کی طرف سرگوشی پر وہ سختی سے میچی آنکھیں کھولتا اس بار اسکی جان نکالنے پلٹا تو دونوں کے چہرے ٹکراتے ٹکراتے بچے، وہ اس کے پاس بیٹھی اس پر باقاعدہ جھکی ہوئی تھی۔

اک لمحہ وہ سحر نشین تھا، آنکھیں ملتی ہیں تو دل شرطیہ دھڑکتے ہیں جیسے اس وقت وہ ایک دوسرے میں فرصت سے محو ہوئے کہ لمحے تک رک کر ان دو کی کشش پر حیرانگی عیاں کرتے مسکرائے۔

"میں تمہیں وارن کر رہا ہوں کہ مجھ سے دور رہو"

دھکیل کر اسے خود سے پرے کرتا وہ سرک کر دور ہوتے واپس کروٹ بدلے لیٹا تو مانی نے اسکی اس بے رحم حرکت پر دل کو ڈوبتے محسوس کیا، اپنے کندھے پر درد محسوس ہوا جسے اس بے حس نے دباو سے پرے دھکیلا تھا۔

اسکی بازو کا زخم بھلے بھر گیا تھا پر گولی لگنے کی وجہ سے اب بھی کندھے میں درد موجود تھا۔

اپنا کندھا ہاتھ سے دباتی وہ رخ موڑ گئی، آنکھوں میں ناچاہتے ہوئے بھی اس اہانت و سبکی پر نمی چھلکی اور شہریار کو اسکے جواب نہ دینے نے بے قرار کیا۔

آپ صرف اداس کرتے اچھے لگتے ہیں، اداس ہوتے نہیں۔۔۔۔ایسے "
تو کوئی کسی راہ چلتے کو بھی نہیں دھتکارتا شیری جیسے آپ مجھے خود سے دور
"کرتے ہیں

وہ بھیگی آنکھیں رگڑتی دل میں سوچتی خود پر ہی مسکرائی، کندھے کا درد،
شیری کے رویے میں دبا، اور اس سے پہلے وہ واقعی اٹھ کر جاتی، اپنا ہاتھ
جکڑنے پر آنسو ہوتی آنکھوں میں حیرت بھرے پلٹی تو اپنے ہاتھ کو شہریار
کے ہاتھ میں مقید دیکھ کر صدمے میں مبتلا ہوئی۔

اب کیوں پکڑا ہے ہاتھ، دھکا تو ایسے دیا تھا جیسے میں کوئی وبائی اچھوت "
"بیماری ہوں۔۔۔۔ چھوڑ دیں کہیں یہ عارضہ آپکو نہ چمٹ جائے
ناراضگی جتاتی وہ شیری کو لمحے میں اپنے آپ سے سرزد ہوتی اس خطا پر
پچھتاوا کر واگئی تبھی تو وہ اسکا ہاتھ چھوڑ گیا۔

تم منہ بند نہیں رکھ سکتی؟ ہر وقت کی چڑ چڑ ضروری ہے کیا۔۔۔۔۔"
"جان بخش دو میری، میں ورنہ اپنا سر کسی دیوار سے مار دوں گا

نہایت کوفت سے اپنی بوکھلاہٹ دبائی گئی اور مانی نے خونخوار ہوتے اس شخص کو دیکھا۔

تو ماریں، چار دیواریں تو یہیں موجود ہیں۔۔۔۔۔روکا کس نے ہے، ہو" سکتا ہے ٹکروں سے ہی جماد ماغ بحال ہو جائے۔۔۔۔اوپس دماغ ہو گا تو "بحال ہو گا، یہاں تو بوسہ بھرا ہے، جس پر صرف آگ لگتی ہے
اپنی سبکی کسی صورت برداشت نہ تھی تبھی تو کڑے تیوروں سے تلملائی اور شیری نے اسکی یہ لمبی زبان بڑی دقت سے برداشت کی۔

"مانی تم میرے صبر کا امتحان لے رہی ہو"
اسکے تحمل کے آخری کنارے کو تھام کر غرانے پر مانی نے سلگ کر گھوری سے نوازا۔

اور آپ لے چکے ہیں، یہی تو پوچھا تھا کہ اداس کیوں ہیں؟ مانا بھئی مانی زہر" لگتی ہے لیکن کبھی کبھی دیواروں سے بھی باتیں کر لینی چاہیں۔۔۔۔ہاں میں زرا ماڈرن دیوار سہی پر آپ کو بتانا چاہیے اداسی کی وجہ۔۔۔۔۔

دیواروں کے کان تو ہوتے ہیں آپ سمجھ لیں اس والی کا چھوٹا سا منہ بھی ہے"

وہ اسکی ساری بات سنتا آخر تک چھوٹے سے منہ پر اس پر ہنسا تو وہ دانت نکوس گئی۔

چھوٹا سا منہ ؟ دوزخ کا دروازہ کہو بی بی۔۔۔۔۔ میں باز آیا اس چھوٹے" سے منہ کی بک بک سننے سے۔۔۔۔ تمہیں کیوں بتاوں کچھ، ہو کون تم؟

"نہیں بتا رہا جاو جو مرضی کر لو

وہ بھی لڑنے کو تیار، چونچ لڑاتا بلکل لڑاکا عورت بنا تو مانی نے بڑی مشکل سے خود پر قابو کیا ورنہ اسکا دل یہی کیا ایسی تالی مارے کہ بیچ میں اس سڑیل کا منہ بھی ہو۔۔۔۔

اور اپنے منہ کے بارے کیا نادر خیالات ہیں آپکے، میرا منہ دوزخ کا"

"دروازہ تو آپکا منہ جہنم کا کھڑکا

وہ اسکے سلگ کر کیے وار پر لمحہ بھر ٹھٹکا۔

دوزخ اور جہنم میرے خیال میں ایک ہی ہوتے، چنے دے کر پاس ہوتی"

"سر پھری شے، اپنی کوالیز مجھ ہر نہ تھوپو۔۔۔۔۔

وہ اسے اب سیدھا سیدھا نالائق کہہ رہا تھا اور اب مانی کے کانوں سے واقعی غصے سے دھواں نکلا، لپک کر شیرنی بنی وہ نا صرف قریب آئی بلکہ یہاں وہاں دیکھتے آجا کر تکیہ ہی اٹھائے اس نے سیدھا شیری کے سر پر برسایا۔

آج آپ میرے ہاتھوں ضائع ہو جائیں گے بتا رہی، نالائق نہیں"

ہوں۔۔۔آپ سے تو زیادہ ہی نمبر ہیں میرے۔۔۔۔خبردار جو آئندہ

"مجھے ایسا کہا۔۔۔۔ہائڈروکلورک ایسڈ کہیں کے، ہائیڈروجن گیس

وہ اسکے لقب سن کر ناچاہتے ہوئے بھی ہنسا، تکیہ بھی اپنے ہاتھ میں دبوچے ایک ہی جھٹکے سے کھینچا۔

جبکہ وہ پھونکیں مارتی واقعی بپھری گائے لگ رہی تھی لیکن واقعی کیوٹ بھی تھی۔

پتا ہے کمیسٹری کے چند ایلمنٹس تازے تازے رٹے ہیں، اعلان کیوں"
کرتی پھر رہی ہو۔۔۔انہی دو تین فارمولا زنے ہی تو بچاری کو پاسنگ نمبر
"دینے ہیں۔۔۔ہے ناں مس مانی؟
وہ اب بھی اسے زچ کیے سلگانا باز نہ آیا، مانی کا غصہ بس یہیں تک تھا کیونکہ
اب وہ اسکا نہیں اپنا سر پھاڑنے کی خواہش کر رہی تھی۔
آپ ناں اپنے منہ کو بند کر لیں شیری کیونکہ میری برداشت جواب دے"
"رہی ہے۔۔۔سب فارمولا زیاد ہیں مجھے، اور رٹے نہیں لگاتی میں
ایک آخری بار تحمل سے اس ہستی تباہ کرتے شیری کو سمجھانا چاہا مگر شیری
آج باز آنا چاہتا ہی نہیں تھا۔
"اچھا چینی کا فارمولا سناو"
شیری نے اٹھ بیٹھتے تجسس سے پوچھا جس پر مانی نے مسکینی کے سنگ
شیری کے منہ کو دیکھا، فارمولا تو نہیں تھا یاد پر بدلا لینا یاد تھا تبھی بروقت
دماغ کا گھنٹہ بجا اور آنکھوں میں سلگتی شرارت نمودار ہوئی۔

آپ زہر کا پوچھیں وہ بتاتی، چینی کا نام لیتے بھی آپ بہت کوجے لگ رہے"

"ہیں قسم سے۔۔ بھلا آپکا کیا ناطہ میٹھی کسی شے سے

مانی نے اپنی نالائقی بروقت دبائے موقعے پر چوکا مارے بدلا چکایا تو شہریار نے اسے سرد نظروں سے غضبناک ہوئے گھورا۔

"مر جاو گی میرے ہاتھوں"

شہریار نے تکیہ پرے پھینکے اٹھ کر غصے سے بھاگنا چاہا تو مانی تیزی سے اسکے راستے میں آئی، وہ اسکی چیلنجنگ نظروں سے لمحہ بھر گھبرایا پر ظاہر ہونے نہ دیا۔

اب سن کر جائیں نہ، بھاگ کدھر رہے، زہر کا فارمولا۔۔۔۔۔زہر کا"

"فارمولا ہے دی گریٹ مانسٹر شہریار جدون

ایک ایک لفظ چبا کر کہے وہ شیری کے غضب کو واقعی للکار گئی، اور اسے اخیر دلی سکون ملا اس کھڑوس کو سلگا کر۔

"میں زہر ہوں؟"

بازو پکڑ کر اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے سختی سے اپنی طرف کھینچے پوچھا جس پر وہ اپنے ڈر کو اک طرف کیے ڈھٹیائی سے سر ہلا گئی حالانکہ اتنے قریب ٹھہر کر وہ لڑکی خفیف سا کانپ اٹھی، اس شخص میں کوئی مقناطیسی قوت تھی جو اپنی سمت مائل کرتی، لمحے میں آنکھوں پر خمار آلود سحر طاری ہوا۔

"خالص قسم کے زہر"

مانی کے لہجے میں اتنی قربت مے باوجود بے باکی تھی۔

"مطلب بہت زہریلا ہوں؟"

ساری بہادری تو تب پانی بھرنے گئی جب شہریار جدون نے یہ سوال اس لڑکی کے نیم وانرم جنبیش عیاں کرتے ہونٹوں پر عجیب سی نظر دوڑاتے کیا، مانی کو لگا جیسے ایک ہی اس لمحے نے اسکے وجود سے جان کھینچی ہو۔

ن۔۔ نہیں۔۔۔۔۔بہت زیریلے نہیں ہیں۔۔۔۔م۔۔میرا مطلب"

"بلکل نہیں ہیں

گھٹی آواز کے سنگ یکسر بدلے وہ گھبرائی ہوئی بولی، وہ اس شخص کو صرف بے خبری میں ہی سہہ سکتی تھی، ہوش کا کوئی بے خود عمل سوچ کر ہی وجود لرز رہا تھا اور شہریار جدون ایسی خواہش کیسے کر سکتا تھا جو اسکی سراسر موت تھی، اپنے خیالات کی بھٹکتی رو اسکے احساسات کے بھی بخیے ادھیڑ رہی تھی لیکن ایسا منہ زور لمحہ تھا کہ وہ شدت سے اس لڑکی کو محسوس کرنے کی خواہش دل میں سر اٹھاتی محسوس کر رہا تھا، کہ وہ اس خیال و خواب جیسا سکون پھر سے خود میں اتار لے، اور دل کو یہ کہہ رہا تھا کہ وہ اس صبح کے خیال کو جھٹلانا چاہتا ہے۔

دونوں کے بیچ بن جاتی اس معنی خیز نزدیکی اور چپ نے ہولے ہولے مانی کا ڈر بھی خود میں نگل کر سرور میں بدل دیا، دونوں کی آنکھوں میں کوئی شدید لپکتا جذبہ موجزن تھا، ایک دوسرے کی طرف مائل ہونے میں کوئی کشش معاون ہو رہی تھی، اس شخص کی آنکھوں کا اپنے چہرے کے خدوخال کا اتنا سنگین جائزہ دیکھ کر مانی نے دل نے اک بیٹ مس کی، وہ

آہستہ آہستہ خود بھی بے بس ہوتا اتنا قریب آگیا کہ وہ بچ نکلنے کے لیے کوئی مزاحمت نہ کرتی ہار مان گئی، شہریار جدون کے ہاتھوں کی سرسراتی انگلیوں کے پوروں کا شدت بھرا لمس اسے اپنی کمر پر محسوس ہوا، قربت کے لمحے سلگ کر آگ پکڑ گئے، دونوں کی مدھم مدھم سانسیں اور دھڑکنیں بڑھنے لگیں۔

مگر جب وہ لڑکی سارا ڈر بھلائے خود کو اس شخص کی خواہش کے لیے خود سپردگی کے سنگ تیار کرتی سارا اختیار اسے سونپے اپنی آنکھیں سختی سے موند گئی تو شہریار جدون نے اسکے ہونٹوں کو چھوتی اپنی گرم سانسوں کے سحر سے اسے جھٹکے سے آزاد کر دیا۔

وہ یہ کیا کر رہا تھا؟ مضبوط پتھر دل سینے میں پھڑ پھڑا گیا اور اس لڑکی کا خود کو جی جان سے میسر کر دینا شہریار جدون کے دل پر سل رکھ گیا۔

"کیا تم صبح میرے قریب آئی تھی؟"

وہ جو پتا نہیں کیا کیا سوچ رہی تھی، اس ہٹلر کے غصے سے کیے سوال پر فوری آنکھیں پٹ سے کھولے اسے گھوری جو ناک پر غصہ سجائے واپس پہلے جیسا ہو کر کاٹ کھاتی نظروں سے دیکھ رہا تھا اور دور بھی ہو گیا۔

اوہیلو! کن خوش فہمیوں میں ڈوبا جا رہا ہے۔۔۔۔ میں کیوں آنے لگی"
آپکے قریب۔۔۔۔۔۔ مجھے ابھی اپنے قتل کروانے کا اتنا بھی شوق نہیں ہوا۔۔ ہٹیں پیچھے۔۔۔۔ آئے بڑے، آپکے قریب آنے کے لیے مجھے بھی اینٹی ٹوڈ کے لیے کسی زہر سے ہاتھ پیر اور منہ دھونا پڑے گا ورنہ مجھ پر آپکا زہر اثر کر جائے گا۔۔۔۔۔۔۔ ہنہ۔۔۔۔ گڈ نائیٹ، پڑھنا ہے مجھے۔۔۔۔
"آپ سوئیں سکون سے

شیری کے دور ہونے کا غصہ ڈنکے کی چوٹ پر دیکھائے وہ پورے غرور سے اپنی کتابیں اور رجسٹر اٹھائے تیزی سے کمرے سے نکلی تو شہریار نے اس بلا کے سر سے اترنے پر سکھ کا سانس بھرا مگر باہر نکل کر وہیں سڑھیوں سے اتری مانی دل کی اتھل پتھل ہوتی دھڑکنیں سنبھالے وہیں بیٹھی۔

اسے تو غرور سے جواب دے آئی تھی مگر خدا گواہ تھا اس لمحے نے بنا کچھ کروائے مانی کے پورے وجود میں حرارت بھر دی۔

اف۔۔۔! شکر ہے کچھ نہیں ہوا ورنہ واقعی فیل ہو جاتی اور آپکو مجھے " نالائق کہنے کا لائسنس مل جاتا۔۔۔۔ یا اللہ! اس بندے نے ویسے میری جان نہ لی ناں تو یہ ایسے لے جائے گا۔۔۔۔۔۔مانی! پر سکون ہو جا، کچھ نہیں ہوا۔۔۔۔۔ "

اسکی حالت بے تاب تھی، اب تک دھڑکنیں بڑھی تھیں، شیری کی وہ نظریں وجود کو اب تک لرزا رہی تھیں جو اس نے آج اپنی پسند جیسی محسوس کیں۔

اسکے لیے اس وقت یہی خزانہ تھا کہ وہ شخص اسکو چھو لینے کی خواہش میں ہوش میں بھی بہک سکتا ہے اور اب مانی جانتی تھی کہ اسے آگے کیا کرنا ہے۔

جبکہ شہریار جدون کا سکون، اسکی ان لا یعنی شدت پکڑتی خواہشات نے غارت کر دیا تھا یہ اسکی بے چینی سے صاف واضح تھا۔

بہت دن بعد وہ دونوں پر سکون ہوئے تھے، بھجت کولیئق کی سلامتی نے تسلی دی تو دادو کے ساتھ مزے سے شطرنج کھیل کر انکو کمپنی دے رہا تھا اور سیلی کے لیے مسافروں کا اپنی منزل تک جلد پہنچنے کا احساس سکون آمیز تھا۔

سیلی ڈنر کے بعد روم میں آئی تو اس نے داکٹر ہانیہ کو نا صرف کال کی بلکہ لعلین کے حوالے سے اس گڈ سائن کو بھی ڈسکس کیا، وہ لعلین کی ڈاکٹر تھی اور سیلی چاہتی تھی کہ جب تک لعلین واپس آئے وہ ہانیہ تک اسکی کنڈیشن پہنچا دے۔

"آپ نے تو مجھے سرپرائز کر دیا سیلنا، آپ جانتی ہیں کہ اسکی انجری بہت سنگین تھی۔اور میں اسکے کیس کو لے کر آج بھی فکر مند ہوں، اسکی پرسنل ہلتھ کیئر پروائڑر ہونے کے ناطے میں نے اسے stretching, ایکسرسائز تبھی ریکمنڈ کی تھیں، اور اسکا کلب strengthening جوائن کیے رکھنا ہی اسکا علاج ثابت ہوا۔اپنی باڈی کو اس نے بہت ایمانداری سے ہیل کیا ہے اور یہ سائن واقعی اسکے ٹھیک ہونے کی نشانی ہے، ایک چھوٹے سے ابڈامینل زخم تک کو ٹھیک ہونے میں کم از کم چھ ہفتے لگتے ہیں، اس حساب سے اسکے زخم کو ٹھیک ہونے میں دو سال لگ گئے یہ فطری تھا۔۔یہ جسمانی مشقت ہی دراصل اسکی فزیکل تھراپی تھی اور دو سال پہلے اسے میں نے اسی لیے کسی کھیل کا حصہ بننے کا کہا تھا تب مجھے لعلین کے ماں بننے کی ابیلٹی گین کر لینے کا صرف بیس فیصد یقین تھا۔ میں چاہتی ہوں آپ جلد اسے لے کر میرے پاس آئیں"۔

ڈاکٹر ہانیہ کی امید افزاء باتیں سن کر سیلی سچ میں جذباتی ہوئی، اس دن کے لیے نا جانے اس نے اور عینی نے کتنی دعائیں مانگی تھیں، آنکھیں خوشی کے آنسوؤں سے لبریز ہوئیں۔

"میں خود بہت شاکڈ ہوں، وہ خود بھی ٹھیک ہونا چاہتی ہے۔۔ میں اسے جلد لے کر آوں گی، تھینک یو سو مچ ہانیہ۔ آپکی حکمت عملی اور ذہانت نے میری بہن کی زندگی کا اندھیرا دور کیا ہے۔ اگر وہ واقعی ماں بننے کی صلاحیت واپس پا چکی ہے تو آپ اسکے ساتھ ساتھ ہم سبکی محسن کہلائیں گی"

ہانیہ اس وقت سیلی کی جذباتی کیفیت بخوبی سمجھ سکتی تھی تبھی مسکرائی، یہ اس کے لیے بھی ایک مشکل ٹاسک تھا۔

"میرا اس میں کوئی کمال نہیں سیلنا، سب سے پہلے اللہ کا کرم ہے۔ دراصل پرانے بزرگ لوگ جو کہہ گئے ہیں وہ حقیقت میں افاقہ دیتا ہے، جب دو سال پہلے میں نے یہ کیس اپنی دادی سے ڈسکس کیا تب انہوں نے ہی مجھے

یہ کہا کہ میں اس پیشنٹ کو کسی مشقت یا محنت کے کام پر لگاوں جیسے پرانے زمانے کی عورتیں ہاتھوں سے مزدوروں کی طرح کام کرتی تھیں، اب اتنا ماڈرن دور ہے کہ وہ چکی پے آٹا پیسنے کا، ہاتھوں سے کپڑے دھونے کا، لمبی لمبی مسافت طے کر کے پانی بھرنے کا رواج تو ختم ہو گیا سو میرے ذہن میں یہی خیال آیا کیوں نہ اس ٹام بوائے جیسی لڑکی کو کسی کھیل کے میدان میں اتارا جائے وہ پہلے ہی ایسی تھی سو یہ سب اسکے لیے روٹین کا حصہ ثابت ہوا، اور دیکھ لیں۔۔۔ میری ڈاکٹری وہیں دھری رہ گئی اور میری مرحوم

"دادی صاحبہ نے میدان مار لیا

ڈاکٹر ہانیہ یہ سب بتاتے خود بھی اداس ہوئیں اور سیلی بھی اداس سا مسکرائی۔

ہائے بزرگوں کا تو جواب نہیں، یعنی کریڈٹ گوز ٹو دادی اماں۔۔۔ اللہ "

"انکو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ آمین

سیلنا کی بے تکلفی اور پھر دعا پر ہانیہ بھی دل سے آمین کہے مسکرائی۔

ثم آمین، چلیں پھر مجھے آپ دو کا شدت سے انتظار رہے گا۔ میں خود اسکی"
"کنڈیشن ایگزیمن کرنے کے لیے بہت ایکسائڈ ہوں۔ ٹیک کیئر
ہانیہ نے مسکرا کر کہے کال بند کی تو سیلنا یوں تھی جیسے دل سے نا جانے کتنا بڑا
غبار ہٹ گیا ہو، داد و کو روم میں پہنچائے وہ کمرے میں آیا تو زوجہ صاحبہ
کے چہرے کی تازگی اور خوشی دیکھے نا صرف نزدیک آیا بلکہ نرمی سے اس
حسینہ کو حصار میں لیا، اس شخص کے وجود سے اٹھتی خوشبو اسکے کلون سے
مل کر سیلنا کی دھڑکنوں کا شور لمحے میں بڑھا گئی، تبھی تو جناب کے قریب
کر لیتے جھٹکے پر سیلی نے گہرا سا سانس کھینچے خود کو ہمت دی، اور یہ عمل
بھجت آفریدی کی آنکھوں میں خمار سمیٹ لایا۔
خود سے جڑا کوئی بھی پیارا مشکل میں ہوتا، وہ دونوں ہر ایک کی فکر میں ایک
سے نڈھال ہو جاتے تھے۔
"آہاں! بڑا مسکرایا اور گھبرایا جا رہا ہے۔ کیا بات ہے بہت زیادہ خوش ہو"

بھجت کے دھیرے سے اسکی جبین چومنے اور پھر یکدم مسکراہٹ کو
پورے استحقاق سے اپنے ہونٹوں پر سمیٹ کر خمار کی شدت کو بڑھاوا دیے
کر پوچھنے پر وہ پر حیا مسکائی اور پھر اسکے سوال پر پر اسرار سی خوشی آنکھوں
میں بھر کر دیکھنے لگی، یہ شخص جذبات کی دنیا میں فقط اک بوسے سے ہلچل
مچانے کی اہلیت رکھتا تھا۔

ہمم۔۔بہت۔۔۔وجہ بہت ساری ہیں لیکن میں چاہتی ہوں پوری"

"تصدیق کے بعد آپکو بتاوں، ابھی آپ تجسس میں رہیں

گویا محترمہ کی راز کو راز رکھنے ادائیں تو خطرناک تھیں جو بھجت آفریدی کی
چھٹی حس سے سیدھا سبھاو چھیڑ خانی کر گزریں تبھی تو آئیبرو اچکاتا ان
چہرے کی سرخیوں میں الجھا۔

اور اگر میں یہ کہوں کے تمہارے چہرے کی اس بڑھتی خوبصورتی نے"

"مجھے کسی شک میں ڈال دیا ہے تو

بھجت کے ایسے مسکرا کر جان لیتے سوال پر سیلی پہلے گھبرائی اور پھر شرمگیں سے مسکراہٹ لیے وہ بھجت کے سینے میں چھپی، اس شخص کے محصور کن لمس نے لمحے لگائے اس خوش بدن کو جکڑا۔

" ن۔۔ نہیں نہ، آپکو گیس کرنے کی بلکل پرمیشن نہیں ہے بھجت۔۔۔"

وہ اسکے دل کو صاف صاف یوں کہہ کر دھڑکا گئی تبھی تو بھجت بہت دن بعد کھل کر مسکرایا، مانو دل تک اک سکون اترا اور جب جناب سکون میں تھے تو کیسے نہ سکون ریز اس لڑکی سے یہ بیکار فاصلے بنائے رکھتے۔

"اہمم اہمم، اوکے ٹھیک ہے میری جان۔۔۔اور پیار کرنے کی پرمیشن؟"

جان بوجھ کر شرارت پر اترے وہ اسے روبرو لایا تو شرانگیز وہ آنکھیں، آنکھوں کے سارے خواہش میں لپٹے راز جان گئیں۔

سیلی نے پیچ کا فاصلہ خود ختم کیا اور اپنے نرم ہونٹوں کو بھجت کی گال سے مس کرتی ہنسی، خمار آلود ان کتھئی آنکھوں میں بلا کی شرارت تھی۔

"وہ تو صرف آپکو ہی ہے، ویسے بھی آج میں آپکو بہت مس کر رہی ہوں"

ان فتنہ خیز سرگوشیوں کے بعد اس مضبوط اعصاب والے نے پوری دریا دلی سے ہتھیار پھینکے تھے، دونوں کی آنکھوں میں شوخ سے جذبات اس بات کے گواہ تھے کہ دونوں کے دل میں کسی نئے احساس اور زندگی میں خوشگوار سے اضافے کی خبر دونوں کو پورے وثوق سے ڈالی جا چکی ہے۔

اب تو ضروری تھا کہ قطرہ قطرہ بیتتی ہوئی رات ان دو کی محبت کے رنگ کو خاموشی سے کچھ اور گہرا کر دیتی۔

.._____..

ایک نئی صبح عالم جہاں پر بیدار ہو چکی تھی، یہاں پاکستان میں سات بجے تھے جبکہ آسٹن میں ابھی رات کے دس کا وقت تھا، وہ ایمر اور یارق کے

گھر آچکی تھی اور جتنا وہ دونوں اسے دیکھ کر خوش ہوئے اتنا ہی فکر مند بھی کیونکہ وہ اکیلی آئی تھی۔

ایمر کی دو دن بعد فائنل میر تھن ریس تھی جسکے بعد وہ ایز آکلب ٹریز ممبر شپ پانے والا تھا، نا صرف ایمر کی لک بدل چکی تھی بلکہ وہ ہلکی ہلکی بڑھی بیرڈ میں اور پیارا لگنے لگا تھا، بقول آپیا کے اسے مرد نہ ہو کر بھی مرد دیکھائی دینا تھا۔

یارق نے ڈنر باہر سے ہی منگوالیا تھا، وہ لوئے کو بھی لارا کے پہنچنے کی اطلاع دے چکا تھا مگر دو تین دن سے لوئے اسکے نہ میسج کا جواب دے رہا تھا نہ کال کا کیونکہ اسکا فون اکثر و بیشتر بند تھا کیونکہ وہاں پاکستان میں وہ بابا کا ہی فون یوز کر رہا تھا۔

میں نے تمہیں بہت مس کیا، تم نے یارق بھیا کو تنگ تو نہیں کیا میری"

"جان؟

ایمر کے پاس بیٹھی وہ اسکا ہاتھ تھامے پیار سے اسکے بال سہلائے بولی تو وہ فوری مسکراتا سر نفی میں ہلا گیا۔

"میں نے بھی بہت کیا، یارق بھائی کو بالکل تنگ نہیں کیا کیونکہ سارا دن تو میری ٹرینگ ہوتی ہے سو تنگ کرنے کا ٹائم ہی نہیں ملتا۔ پھر اتنا تھک جاتا ہوں کے آتے ہی ٹن۔۔۔ہاہا میری چھوڑیں آپ بتائیں پاکستان کیسا ہے؟ آپکا گھر اور وہاں سب کیسے ہیں؟ اور لوئے بھیا کیوں نہیں آئے آپکے ساتھ؟"

وہ چاہتی تھی اب اس سے کوئی بھی لوئے کا نہ پوچھے مگر ایمر کو کیسے ٹالے یہ اخیر آزمائش تھی کیونکہ وہ ایمر کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی، اب جا کر تو وہ اپنی اس زندگی میں سیٹ ہوا تھا، لوئے کے ذکر پر اسے لگا دل کو کسی نے کانٹے چبھو دیے ہوں۔

بہت خوبصورت ہے، زیادہ گھومنے کا وقت نہیں ملا۔۔۔لوئے بزی تھا"
کچھ کاموں میں اور مجھے تم بہت یاد آرہے تھے تو اکیلی آگئی۔۔۔۔۔میری
"فکر مت کرو، تمہاری یہ نیو لک مجھے بہت امپریس کر گئی
وہ بھلے مسکرا رہی تھی پر نہ تو ایمر کو اطمینان ملا نہ اندر روم میں لیپ ٹاپ
کھول کر صوفے پر بیٹھے یارق پاشا کو جسے اب لوئے بہزاد کی بہت فکر ہو رہی
تھی۔

کچھ تو گڑبڑ ہے، وہ جتنا بزی ہو جائے۔۔۔لارا کو اکیلے تو آنے نہیں دے"
"سکتا۔ یا اللہ سب ٹھیک ہو انکے بیچ۔۔۔۔اٹھالے کال بھوتنی کے
لیپ ٹاپ سے نظر ہٹائے یارق نے اپنا فون واپس اٹھائے لوئے کو کال کی
مگر اسکے بند فون پر کوفت سے بڑبڑایا۔
لیکن مجھے کیوں لگتا ہے جیسے آپ بہت اداس ہیں آپو، آپ مجھ سے اپنے"
"دل کی بات کہہ سکتی ہیں

ایمر نے اسکی جھکی آنکھیں دیکھے لارا کا چہرہ اوپر کو اٹھایا تو ناچاہتے ہوئے بھی اسکی آنکھوں میں نمی اتری، دل میں جو غبار تھا وہ قیامت بن کر اندر قہر برپا کر رہا تھا۔

"روئیں تو مت، ک کیا لوئے بھیا سے جھگڑا ہو گیا۔۔۔آپو میرے دل کو کچھ ہو جائے گا۔ پلیز بتائیں نہ"

وہ چاہ کر بھی آنسو روک نہ پائی تو ایمر کا دل خوف سے لرزا۔

تبھی لارا نے نفی میں سر ہلائے اسکا ہاتھ پکڑے پشت سے چوما۔

"نہیں میری جان، بس کچھ ناپسند لمحے یاد آ گئے۔۔۔۔بابا سے ملی تھی"

لوئے کا معاملہ وہ کسی سے شئیر نہیں کر سکتی تھی سو یہی مناسب لگا جبکہ ایمر کی آنکھوں میں امڈتا غصہ وہ بھی محسوس کر سکتی تھی۔

یہاں تک کہ وہ اپنا ہاتھ میں ناراضی میں چھڑوا گیا۔

"ک۔۔کیوں ملی تھیں آپ؟ آپ کو پتا ہے نہ وہ ممی کے قاتل ہیں۔۔۔۔"

وہ بھی جیسے تڑپ اٹھا۔

"آپو کی جان، خوشی سے نہیں ملی تھی۔۔۔اتفاق ہوا تھا، لوئے کے جاننے والے نکلے وہ۔۔۔۔میں نے بھی ساری نفرت دیکھادی۔۔۔کوئی رعایت نہیں دی"

لارا نے اسے سمجھانے کے انداز میں بتایا تو ایمر کی آنکھوں سے سرد مہری کم ہوئی اور شدید نفرت کا روپ دھار گئی۔

"بہت اچھا کیا، وہ اسی نفرت کے ہی لائق ہیں۔۔۔۔۔مجھے کوئی بات نہیں سننی اور آپکو بھی کوئی ضرورت نہیں انکے لیے پریشان ہونے کی"

وہ یکدم ہی بڑا بن کر جیسے بولا، وہ لاکھ تکلیف و اداسی کے ایمر کا رعب والا لہجہ دیکھ کر مسکرائی۔

"تم تو بہت خطرناک ہو گئے ہو چند دنوں میں، لگتا ہے ان فیوچر مجھے ایمر جہاں کے رعب تلے دب کر رہنا ہو گا"

شرارت پر اترے وہ نا صرف خود مسکرائی بلکہ ایمر کو بھی موڈ بہتر کرنے پر مجبور کر گئی۔

وہیں لگتار کالز کے بعد آخر کار لوئے نے بند کیا فون آن کیے یارق کی کال اٹھا ہی لی، وہاں اس وقت صبح تھی سو وہ کمرے میں اندھیرا ہی کیے اوندھے منہ بیڈ پر لیٹا تھا، کال پک کیے فون کان سے لگائے کسمسایا۔

"شکر ہے تو نے کال تو اٹھائی، کہاں ہے تو لوئے بہزاد علوی؟ تجھے پتا ہے تجھ سے جب رابطہ نہ ہو تو کیا حالت ہوتی ہے میری۔۔۔۔ کیسا ہے؟"

اتنے دن بعد یارق کی آواز نے اسکی رہی سہی نیند بھی چھنا کے سے توڑی، سائیڈ میز کا لیمپ جلائے وہ دل جلا سا مسکرایا اور تکیہ درست کیے بیٹھا۔

"میں اس حالت میں ہوں یار جب خود سے بات بھی ناممکن ہے، مت پوچھ کیسا ہوں۔۔۔"

لوئے کی اذیت بھری آواز نے یارق کے خدشات سچ کیے تو وہ وہیں سے ٹیرس پر نکل آیا۔

تو میرا دل دہلا رہا ہے، ہوا کیا ہے۔۔۔لارا بھی اکیلی یہاں آئی"

ہے۔۔۔دیکھ لوئے، مانا مصروف تھا پر اتنا نہیں کہ تو اپنے دکھ درد ہی علیحدہ کر لے۔۔۔ٹورنامنٹ شروع ہے، قسم سے ساری رات پیپر ورک میں گزر جاتی اور دن کلب میں۔۔۔۔اگر میری لاپرواہی تیرا دل دکھا گئی ہے تو معاف کر دے اور بتا مجھے کیا ہوا ہے؟"

یارق کو وہ پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا مگر اس لڑکی کا ذکر لوئے بہزاد کے دل کا ہر احساس اکھاڑ کر رکھ گیا۔

میں ناراض نہیں ہوں تجھ سے، اسے سب پتا چل گیا، اس جولیہ کی بچی" نے اسکے باپ وقار کے ساتھ مل کر پتا نہیں کون کونسی کلپس جوڑ کر وڈیو بنا کر دیکھا دی، بدگمان ہو کر چلی گئی، اور کہا ہے اسکے پیچھے بھی نہ آوں کیونکہ وہ سب سے تصدیق کرنا چاہتی ہے۔۔۔۔تو خود بتا ایسے میں کیسے ٹھیک ہو سکتا ہوں"

لوئے کی باتیں ایک لمحہ تو یارق کا دماغ گما گئیں، پلٹ کر اس نے گلاس وال کے پار لاونج میں بیٹھے بہن بھائیوں کو دیکھا جو مسکرا کر ایک دوسرے سے جانے کون کون سے راز و نیاز بانٹ رہے تھے۔

ایک نمبر کا کمینہ ہے تو لوئے، وہ گئی اور تو نے اتنی آسانی سے جانے" دیا۔ کدھر گئی تیری عاشقی، جنون محبت۔۔۔؟۔۔۔فائیو فنگر زاون یور فیس۔۔۔یہاں آ اور حل کر مسئلہ۔۔۔باقی اس جولیہ کو تو میں دیکھتا ہوں کہ کونسی مرچیں چین نہیں لینے دیتیں، کہیں منہ دیکھانے کے قابل بھی رہ گئی تو میرا نام یارق پاشا نہیں۔۔۔۔فوری واپس آ ورنہ وہیں آ کر "تجھے دو چپڑیں رسید کروں گا۔۔۔آیا بڑا دیوداس۔۔۔۔

یارق کے بھڑکنے اور غصہ ہونے پر لوئے خفیف سا مسکرایا، یہ بندہ ایویں اسکی زندگی میں اللہ نے شامل نہیں کیا تھا، بلکے وہ لوئے کے دکھ کو چھٹکی میں دھول چٹانے میں ماہر تھا۔

یار میں نہیں آسکتا ابھی، وہ سمجھے گی میں جھوٹا ہوں تبھی صفائیاں دینے"
"پیچھے آگیا

لوئے کا بھونڈا سا جواز یارق کے غصے کو بڑھاوا دے گیا۔

لترنہ کھالینا اب مجھ سے فون پے ہی لوئے بہزاد علوی، جلدی آ یہاں"
ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔۔۔۔ویسے بھی پرسوں ایمر کی میرتھن
ہے، اسے اچھا لگے گا جب ہم سب وہاں موجود ہوں گے۔ باقی بات آکر
ہوگی، دوبارہ مجھے کہنا نہ پڑے لوئے کیونکہ غصے کا تجھ سے کہیں زیادہ برا
"ہوں۔۔۔اور اس لارا کے دماغ کو بھی درست کرتا ہوں، بائے
غضیل لہجے میں حکم صادر کیے یارق نے کال کاٹی تو لوئے گہرا سانس بھر کر
رہ گیا۔

جبکہ وہ واپس اندر آیا اور سیدھا کمرے کی طرف بڑھا، ڈور بیل بجی تھی جسکا
مطلب تھا کھانا آچکا ہے تبھی ایمر مسکراتا ہوا باہر نکلا اور یارق نے لارا کے

سامنے والا صوفہ سنبھالا تو وہ مشکور سی نظروں سے مسکرائی جیسے ایمر کے اندر آتے بدلاو کا شکریہ کہنا چاہتی ہو۔

یہ میں کیا سن رہا ہوں لارا؟ جولیہ نے چال چلی اور اس میں آ گئی۔۔۔ وہ" لڑکی ایک نمبر کی ٹھگ ہے۔۔۔ تم اسکی بات پر کیسے یقین کر سکتی ہو؟ کیسے "غیروں کی باتوں میں آ کر تم لوئے کی آزمائش لے سکتی ہو؟

اسے زرا اندازہ نہیں تھا کہ یہ سب یارق بھائی کو پتا ہو گا تبھی اسکی زبان رہن سی ہوئی، چہرے کی رنگت یکدم بدلی۔

انہی غیروں کی بات میں اسی پرسنٹ تو سچائی ہی تھی، میں نے ساری" تحقیق کروائی ہے۔ ان میں سے دو تین لڑکیوں سے بھی ملی ہوں، میں نے کسی پر بند آنکھیں یقین نہیں کیا۔ اور مجھے اور لوئے کو ملے عرصہ ہی کتنا ہوا تھا جو میں اسکی ہیر بنی بند آنکھوں یقین کر لوں کہ وہ مجھے دھوکہ نہیں دے سکتا۔ وہ سب وڈیوز سچ تھیں، ایڈٹنگ کیا ہوتی ہے یہ لارا ابھی جانتی ہے، یہ سب اس نے مجھے نہیں بتایا اور اسکا اصل جرم یہی ہے۔۔۔۔ اور مڑ کر

میری خبر بھی نہیں لی جیسے وہ اسی کا منتظر تھا۔۔میں مروں یا جیوں اسے
"کوئی فرق نہیں پڑتا تو میں بھی اپنا دل اسکے لیے پتھر کر لوں گی۔۔۔
وہ اتنے غبار اور غصے سے بھری بیٹھی تھی کہ پھٹ پڑی اور ایک لمحہ تو اسکے
غصے اور تکلیف نے یارق کو بھی کچھ بولنے کے قابل نہ چھوڑا۔
سماعت اور قوت گویائی لمحہ بھر سن پڑی۔
یا میرے خدا مجھے صبر دے، تم دونوں کیا دودھ پیتے چھوٹے چھوٹے بچے"
ہو جو اس طرح کی معمولی بات پر لڑنے مرنے پر آ گئے، اف لارا
اف۔۔۔وہ بد دماغ تھا ہی، تمہیں تو اچھا خاصا سمجھدار سمجھا تھا میں۔۔۔۔وہ
سب اگر سچ بھی ہے تو لوئے بہزاد کا ماضی ہے، ماضی تو ہوتا ہی کھڑے پانی
سا ہے، جو کچھ وقت بعد ہی تعفن چھوڑنے لگتا ہے۔۔۔۔اس نے یہ سب
خود کو آخری حد تک برباد کرنے کو کیا تھا، میں گواہ ہوں وہ ایسا نہیں ہے،
"رنگین مزاج تھا وہ اور یہ اسکے پیشے کی ڈیمانڈ تھی

یارق کی کوئی بات لارا سمجھنا نہیں چاہتی تھی، سوا سکے پتھرائے تاثرات پر خود ہی یارق خاموش ہوا۔

ایمر نے کھانا پک کیے باہر ڈائنگ میں لے جا کر لگانا بھی شروع کر دیا۔

"وہ اب بھی اپنی گرل فرینڈز سے رابطے میں ہے، ماضی تو چلو بدبودار سہی۔۔۔اس پر کیا کہیں گے آپ۔۔۔خود اسکی آواز سنی ہے، اس منحوس لڑکی کو ڈارلنگ کہہ رہا تھا، اور یہ بھی کہ اسکی مجھ سے جان جلدی چھوٹ گئی"

اس بار تو واقعی یارق کو اپنے کانوں پر یقین نہ آیا، لارا نے دانستہ آواز کو سرگوشیوں میں ڈھالا تاکہ ایمر نہ سن سکے، یارق کو سمجھ نہ آیا کہ یہ لڑکی کس لوئے کی بات کر رہی ہے کیونکہ وہ جسے بچپن سے جانتا تھا، وہ لوئے تو ایسا نہیں تھا۔

"ان بیلیو ایبل! اگر اس نے واقعی ایسا کیا تو قسم اٹھاتا ہوں اتنی پٹائی کروں گا کہ اسکا انگ انگ سوجھ جائے گا۔۔۔۔"

یارق نے خونخوار تیور لیے بڑے ضبط سے کہا مگر لارا کو جیسے پرواہ ہی نہیں تھی۔

"اسکی کوئی ضرورت نہیں، میں اس سے اب نہ کوئی رابطہ رکھنا چاہتی ہوں نہ رشتہ۔ وہ آزاد رہے جیسا رہتا آیا ہے، لارا اسے ایک ہی سکون کے لیے پابند نہیں کرے گی۔ آپ سے ملاقات بھلے لوئے کے توسط سے ہوئی ہو مگر آپکو لارا نے دل سے اپنا بھائی مانا ہے، تبھی میں یہاں ایک بہن بن کر آئی تھی۔ پھر آپ نے ایمر کے لیے جو کیا اسکا بدلہ مر کر بھی نہیں چکا سکتی، میں اسکی میر تھن کے بعد واپس چلی جاوں گی اپنی پرانی زندگی میں۔۔۔۔ امید ہے آپ میرے سامنے اب اسکا ذکر نہیں کریں گے۔۔۔ میں ایمر کی ہیلپ کروالوں"

لارا نے سپاٹ لہجے میں یہ سب کہا اور ایمر کی ہیلپ کا بہانہ کیے وہ یارق کو ہونق چھوڑتی وہاں سے چلی گئی جبکہ یارق نے اپنے ہاتھ کی انگلیوں کی

پوروں سے اپنی درد کرتی کن پٹی دبائی، ذہن ودل عجیب افسردہ ہو کر رہ گیا تھا۔

.._____..

چونکہ سفر تھوڑا طویل تھا سو وہ چاروں ناشتے کے فورا بعد روانگی کے لیے نکل گئے، لعلین اس سفر کے لیے بہت پر جوش تھی، وہ بابا کی کہانی جانتی تھی اور اسے بہت تجسس تھا کہ ان کو دیکھے جس کے لیے اسکے بابا نے اپنا دل اپنی بیوی تک کو نہ دیا تھا، وہ بابا کی محبت، انکے جذبات کی رازدان تھی، اور زندگی نے اسکی خواہش کو کئی خواہشات کے ملاپ کے سنگ پورا کیا تھا۔ وہ بس میں سوار تھے جو اونچے نیچے پہاڑی راستوں پر فراٹے بھرتی اپنی منزل کی طرف گامزن تھی، موسم بھیبآج ابر آلود تھا۔ صارم اور پرکاش

اگلی سیٹوں پر براجمان تھے جبکہ وہ عینی کے ساتھ بیٹھی ونڈو سے باہر تیزی سے پیچھے چھوٹتے مناظر میں گم تھی۔

اسے ایسے خاموش سفر پسند تھے، دل میں بس لئیق ایزد کی خوشی امیجن کیے وہ ان پہاڑوں کی گہرائیوں میں گم اسے یاد کر رہی تھی۔

وہیں دوسری طرف رات بھر اپنے دماغ کے گھوڑے دوڑائے مانی نے کچھ اوٹ پٹانگ پلینز بنائے تھے اور اب وہ شیری کے دل کی کیفیت جاننے کے لیے کچھ بھی کر گزرنے کو تیار تھی، خاص طور پر شیری کی کل والی خواہش کی شدت کو دیکھنے کے بعد۔

"چل مانی، اداکاری کے جوہر دیکھا۔۔۔۔ لیکن بچ کر رہنا اس مونسٹر سے"

منہ ہی منہ میں بڑبڑاتی وہ روم میں آئی تو شیری اسی وقت نہا کر نکلا تھا، پینٹ اور ویسٹ پہنے جبکہ اسکی پریس شرٹ بیڈ پر پڑی تھی۔

رات آدھا گھنٹہ پڑھتے ہی مانی ایسی سوئی تھی کہ لگتا تھا اس ظالم نے نشہ چڑھا دیا ہو۔

مغرور سے تاثرات کے سنگ وہ کمرے میں آئی تو شیری نے اسکا سوجھا منہ دیکھتے حیرت کے سنگ شرٹ اٹھا کر پہلے فوری پہنی جبکہ مانی نے اپنی بکس میز پر رکھیں اور وارڈب کی طرف بڑھی اور اپنا فریش ہونے کے لیے جوڑا نکالا، اس دوران اس نے شیری کو نہ دیکھا نہ اپنی غبارے سی پھولی گالوں کا حجم کم کیا۔

"شیری، جاتے ہوئے مجھے آفریدی حویلی چھوڑ دیجئے گا"

کبرڈ سے اپنا ڈریس نکالتی اس سے پہلے وہ یونہی منہ پھلائے جاتی، شیری کے پکارنے پر رکی۔

"اوہ تو ہمیشہ کے لیے جا رہی ہو؟"

شیری کے سلگ کر پوچھنے پر اسکی جبین پر شکنیں امڈیں اور تبھی وہ تنتناتی ہوئی پلٹی۔

ہمیشہ کے لیے جائیں میرے دشمن، ان شاءاللہ اسی ارمان کے ساتھ" ترستے رہیں گے آپ۔۔۔۔ ہنہ۔۔۔

سیلی آپا نے مارکٹ جانا ہے تو مجھے ساتھ لے کر جائیں گی۔ دادو کی بھی
تھوڑی طبعیت اپ سیٹ ہے سو مجھے یاد کر رہی ہیں، بھجت لالہ سے بھی
ملنے کا دل کر رہا ہے، جب آپ رات میں واپس آئیں گے تو مجھے پک بھی کر
لیئجے گا"

دانت پیس کر پہلا جملہ کہے آخری بتاتی وہ فوری نہانے گھس گئی جبکہ شہریار نے بینک میں پہلے ہی ایک آدمی بھیج دیا تھا تاکہ وہ انکو شیری کے آج آنے کا بتادیں۔

دس منٹس تک وہ نکھرے نم نم خلیے میں فریش ہوئے چینج کیے باہر نکلی تو شیری کو کمرے میں موجود پائے خفیف سا شرانگیز مسکرائی مگر پھر سے چہرے پر واپس سختی لائی اور وہ جو لیپ ٹاپ کھولے کچھ کام کر رہا تھا، مانی کے خفا خفا تیور بخوبی بھانپ رہا تھا۔

ویسے تو ناراض ہو کر یہ لڑکی اسکے لیے بہتر تھی مگر دل کا کیا کرتا جو اسکی بک بک کا عادی ہو رہا تھا، سو وہ چپ اور خاموش ہو کر سیدھا سیدھا ٹارچر کر رہی

تھی پھر اس لڑکی کا مجسم سراپا ہی شہریار جدون کے خیالات، جذبات اقر احساسات میں ہلچل مچانے کو کافی تھا، محض اس لڑکی کی موجودگی ہی اس شخص کے دل پر گراں بوجھ تھی۔

آئینے کے سامنے کھڑی اپنے گیلے بال ڈرائیر کے سنگ خشک کیے وہ مسلسل شیری کو نظرانداز کر رہی تھی اور خدا گواہ تھا اپنے اس ستم پر دل بری طرح ہول بھی رہا تھا۔

"بول کیوں نہیں رہی؟"

شیری کے بنا دیکھ کر پکارنے پر مانی کا دل چاہا دوڑ کر اس سے لپٹ جائے پر اب اپنی اہمیت بنانے کا وقت تھا سو اپنے دل کو لٹو ہونے سے روکتی وہ ادا سے پلٹی، باخدا اسکے بھیگے حسن نے شہریار جدون کی آنکھیں لمحہ بھر ٹھہرا دیں، کیونکہ وہ اسکے پلٹنے پر آنکھوں کو بغاوت کرنے سے روک نہ سکا۔

وہ سمجھ نہ پایا اس لڑکی کے حسن کی تفصیل جانچنے کو آغاز کہاں سے کرے، اس تراشی مورت کو کہاں سے آنکھیں سراہنا شروع کریں اور شیری کی یہ

نظر مانی کے دل کی دھڑکن تیز کر رہی تھی، کیونکہ وہ اسے ہمیشہ قطول رہنے والا تھا، اور محبوب کی ایک بھٹکی نگاہ، کس حد تک بہکا سکتی ہے یہ سوچنا بھی کسی کے بس کا نہیں، گھبراہٹ چھپانے کا فن مانی میں آچکا تھا سو اسے لاگو کیا گیا۔

"اپکو نہیں پتا؟ ناراض ہوں۔۔۔۔۔۔اس لیے بول نہیں رہی حالانکہ منہ میرا باتوں سے بھرا ہوا۔۔۔۔ لیکن آپکو کیا پرواہ بھلے مانی باتوں کو منہ میں رکھے رکھے ہی فوت ہو جائے"

دانت پیسے آخر تک صدمے سے بولی تو لمحہ بھر شیری بھی اس لڑکی کے سحر سے آزاد ہوئے ٹھٹکا۔

اب یہ ماہرانی ناراض کیوں تھی سمجھ سے باہر تھا۔

"ہوتی رہو ناراض، مجھے کوئی پرواہ نہیں۔۔۔اور سنو جا رہی ہو تو ہفتہ وہیں رہ لو۔۔۔۔ مجھ پر یہ احسان ہو گا تمہارا"

اس کے خدوخال پر چھائی نرمی سے نظر چرائے شیری نے دلی جذبات پر قابو پائے ازلی ڈھیٹائی سے اسے افسردہ کیا مگر وہ آگے سے اس سے بڑی ڈھیٹ بنی قریب چلی آئی، اس لڑکی کے قدموں کی آہٹ اپنے قریب آکر رکتی وہ کانوں سے نہیں، دل سے محسوس کر رہا تھا۔

"اور آپ پر کس خوشی میں یہ احسان کروں گی میں؟"

نہایت سفاکیت سے سوال کیا گیا تبھی تو شیری نے لیپ ٹاپ پٹخ کر بند کیے اسکی طرف توجہ دی، حقیقت میں وہ اپنے دل پر غصہ ہوا جو بکواسیات کرتا چلا جا رہا تھا۔

"کس بے باک ٹون میں بات کر رہی ہو؟ نہ تم سے رشتے میں چھوٹا ہوں نہ عمر میں، نفرت کی ایک باڑ بھی موجود ہے، مجھ سے بے تکلف ہونے کی کوشش تمہارا اپنا نقصان ہے"

شہریار کو اسکا مائل کرتا لہجہ برداشت نہ ہوا تبھی اس نے شٹ آپ کال دیے مانی کو اسکی حد سمجھائی اور یہاں آغاز ہوتا تھا مانی کے ڈرامے کا۔

صرف ٹون ہی نہیں، بے باک باتوں اور حرکتوں کا بھی پورا حق رکھتی"
ہوں۔ یہ الگ بات ہے ابھی مجھے ٹھیک سے اپنے حق نہیں پتا ورنہ بتاتی آپ
"کو۔۔۔

یہ سب وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑائی اور آنکھیں بھی زمین پر ٹکائیں تبھی تو
شیری کو کچھ سمجھ نہ لگنے پر اور غصہ آیا، لیکن اس سے پہلے وہ اسے
جنجھوڑتا، مانی مزید بولی۔

آپ چاہتے ہیں میں ہمیشہ کے لیے چلی جاوں، دین فائن۔۔۔چلی جاتی"
"ہوں

اسکے اس جملے نے شیری کے غصے کو پریشانی میں بدلا جسکے باعث اس نے مانی
کی کلائی پکڑ کر اپنی طرف کھینچی تو نتیجتا وہ جھٹکا کھاتی نہ صرف لہرائی بلکہ
شیری پر گرنے لگی مگر بروقت اپنی دوسری ہتھیلی اسکے کندھے پر جمائے
گرنے سے سنبھلی، وہ خود کو شیری کے قریب جانے نہیں دے سکتی تھی۔

"یہ جانے کے ڈراوے کسے دے رہی ہو، مجھے ؟ میں تو چاہتا ہی یہی ہوں کہ تم چلی جاو۔۔۔۔ کس خوش فہمی میں ہو کہ میں تمہیں روکوں گا۔۔۔۔

"کیوں روکوں گا؟ وہ دروازہ ہے، جاسکتی ہو۔۔۔۔۔۔

مانی نے ایسی امید نہیں کی تھی تبھی پلین چوپٹ ہوتا دیکھے اسکے چہرے پر تکلیف سی لہرائی۔

"مطلب آپ مجھے واقعی نہیں روکیں گے ؟"

اسکے کندھے سے ہتھیلی ٹیک کر اپنے سہارے کھڑی ہوئے وہ شیری کے کلائی آزاد کر کے اٹھنے پر مقابل ہی جم کر بولی اور وہ اسکی یہ حرکات مشکوک ہوئے اچھے سے جانچ رہا تھا، مانی نے آہستگی سے نظر جھکائے اسکے پرفیوم کو انہیل کیا تو اسے احساس ہوا وہ نا صرف بدل گیا ہے بلکہ بہت مدھم ہے، یہ بات وہ کل بھی نوٹ کر رہی تھی، اس سے پہلے کہ شیری کی یہ مہربانی اسکی آنکھوں کو بے ادبی سے اٹھنے پر اکساتی، اس شخص کے بے رحم جواب نے وہ گلاب چہرہ مرجھا دیا۔

ہر گز نہیں۔۔۔میں تمہیں خود سے دور کرنے کے جتن کرتا یوا شہریار"

"جدون، تمہیں کیوں روکوں گا

نہایت اطمینان سے جواب آیا تو مانی بھی سلگ اٹھی۔

ٹھیک ہے پھر پلین کینسل۔۔۔۔۔۔ان سبکو کہوں گی مجھے براہ مہربانی"

یہیں مل جائیں۔آپکا کوئی بھروسہ نہیں، مجھے چلتا کرتے ہیں اسی کو گھر لے

"آئیں جسے خواب میں کس۔۔۔۔

شہریار کا غضب لمحے میں دہکائے وہ کہہ کر زچ کرتی مسکراہٹ کے سنگ

دو قدم دور ہوئی اور آخری جملہ زندگی کی تمام ہمت کیے منہ میں ہی روکا اور

وہ اچٹتی نگاہوں میں اسے مرکوز کیے زرا قریب ہوا مگر اسکے آخری

ادھورے جملے کا مفہوم جان کر شہریار جدون کے تن بدن میں گویا آگ

لگی، اسکے خواب کا مانی کو کیسے پتا چلا؟ پورا وجود لمحے میں گھوما۔

باخدا آپکے چہرے کے اس پوز سے اندازہ لگایا۔۔۔پلیز کچھ اور"

" م۔۔مت سمجھیے گا شیری۔۔۔۔۔سچی

شیری کو دیکتے آتش فشان کی طرح ابلتے دیکھ کر وہ سہم کر دو قدم پیچھے ہٹی اور بڑبڑائی، دونوں ہتھیلوں کو اپنی گالوں سے خوفزدہ ہو کر ایسے لگایا جیسے ان بچاروں کے تھپڑوں سے ابھی لال ہونے کا اندیشہ ہو مگر اس لڑکی کی یہ جو کرسی حرکتیں اسکا سارا اعتاب بھی جھاگ بنا دیتی تھیں۔

" تم ایک ڈھیٹ شے ہو آمنہ آفریدی، مجھے بہت غصہ آرہا ہے تم پر "

جناب کا لہجہ یہ جتا چکا تھا کہ تحمل رخصت ہوتا جارہا ہے اور بھینچی مٹھیاں صبر کے شیرازے کے بکھرنے کی ترجمان تھیں۔

"اور مجھے پیار"

ازلی معصومانہ انداز جو شہریار جدون کے دل میں حشر برپا کر گیا۔

"بکواس ہو گئی شروع"

خفگی بھرا غرایا گیا۔

اب مرنے سے بھی زیادہ ایک نیا شوق ہوا ہے، جب آپکو میری عادت ہو " جائے گی تو کہیں گم ہو جاوں گی۔ پھر مجھے ڈھونڈنے دردر کی ٹھوکریں

کھاتے مجنوں شیری کتنے پیارے لگیں گے۔۔۔اف امیجن کرنا ہی کتنا

"مزیدار ہے نہ

نہ تو وہ سنجیدہ تھی نہ اداس بلکہ پورے پرتپاک انداز میں شہریار جدون کا سکون غارت کر کے ہنسا جا رہا تھا۔

اتنا دماغ پڑھائی پر لگاو تو ٹاپ کرو۔۔۔۔نالائق، چینی تک کا فارمولا نہیں"

"آتا اور کرنے چلی ہے عاشقی۔۔۔۔

واپس بڑبڑا کر بیٹھے اپنا لیپ ٹاپ آف کیے وہیں سائیڈ پر رکھتا وہ اس سے پہلے جاتا، مانی کی بات پر جبڑے بھینچتا رکا۔

"ارے بتا تو دیا تھا، بھول گئے کیا"

شرارت سے کہے وہ مسکرائی تو شیری نے پلٹ کر خونخوار ہوئے دیکھا۔

اپنی یہ چونچ بند رکھا کرو۔۔۔۔اور جب میں سو رہا ہوں تو دوبارہ"

میرے قریب بھی مت آنا، ورنہ تمہاری لاش سی آئی ڈی بھی نہیں ڈھونڈ

"سکے گی

کڑے تیور دیکھائے وہ اسے دھمکاتا تیزی سے کمرے سے نکلا تو اپنی ہنسی کوشش کے باوجود مانی نہ روک سکی۔

اب یہی چونچ آپکے دماغ کی چولیں ہلائے گی میرے پیارے شیری،"

ہاہا۔۔۔۔اف اصل مزہ تو اب آیا ہے، گڈ جاب مانی۔۔۔۔۔بس ایسے ہی تجھے اس جن زاد کو قابو کرنا ہے۔۔۔۔۔۔میرے جانے کا سن کر کیسے فورا کلائی پکڑی تھی، ہائے ے ے دل کو ضرور کچھ ہوا ہو گا۔۔۔۔اف اللہ جی بس تھوڑی سی محبت ڈال دیں اس بندے کے دل میں، ابھی تو شیری صاحب آپکو اصل مانی سے بھی ملنا ہے، ابھی تو آپ بھاگ نکلے مگر کب تک بھاگیں گے، آپکو آپ جیسی سر پھری ہی ملی ہے۔۔۔۔۔سی آئی ڈی پچاری تو اب آپکا سکون بھی ڈھونڈ نہیں سکتی میرے پیارے شیری جو میں تباہ کرنے والی ہوں۔۔۔ہاہا"

آفت بنی خود سے خود ہی باتیں کرتی وہ اس ٹیڑھی کھیر کو خاصا خوار کرنے کے پلین بنا رہی تھی اور یہ سچ تھا کہ شیری کو تنگ کر کے اسے بہت مزہ آرہا تھا۔

.._____..

ارے میرا بچہ بس کر دے صبح سے صفائیوں میں لگی ہے، تھک جائے"
"گی

چونکہ آج وہ سب آرہے تھے تو لال نور نے سدرہ کو صبح ہی چچا فرازم کے گھر بھیج دیا تاکہ وہ وہاں کی نا صرف صفائی کر دے بلکہ مہمانوں کے لیے کمرے بھی کھول کر وہاں بھی سب سیٹ کر دے اور شہر کی نسبت یہاں پہاڑی علاقے میں ہلکی ہلکی ٹھنڈ بھی شروع تھی سو بستر وغیرہ کو اس نے صبح ہی دھوپ لگوادی تھی، ابھی بھی وہ صحن کو دھو رہی تھی جب فرازم بخش

نے لکڑیوں کو کاٹنے کے بعد انھیں نفاست سے ترتیب دے کر باہر چلیانے پر رکھااور اب وہ باہر چھوٹے سے باغیچے میں پودوں کو پانی دے رہے تھے۔

"کوئی بات نہیں چچا جی، میں اس سے زیادہ کام بھی کر سکتی ہوں۔ دیکھیں نہ کتنی دھول جمی تھی، بے بے نے کہا تھا اچھے سے صفائی کرنا تاکہ مہمانوں کو اچھا محسوس ہو"

دوپٹے کو اچھے سے سر پر حجاب کی صورت باندھے، آستینیں فولڈ کیے، بہت پیارے سے سبز اور میرون چھوٹے چھوٹے پھولوں والے پرنٹ کا کاٹن کا سوٹ پہنے، ننگے پیر فرش پر وائپر لگائے وہ بے بے کی دی ہدایت دہرائے مسکرائی تو وہ بھی ہنسے۔

"جیوندی رہ میری دھی رانی، کیا کریں گھر میں کوئی عورت نہ ہو پتری تو گھر میں کیڑے پڑ جائیں، اللہ بخشے شمائلہ کو، کہیں دھول نہیں پڑنے دیتی تھی۔ اور صارم نے بھی ہمیشہ ہر کام اپنے ہاتھ سے کیا ہے، ظاہر ہے اسکی غیر

موجودگی میں دھول تو جمنی تھی۔ یہ سنسان سا مکان آج گھر بننے والا ہے،

"کیا بتاوں دل آج کتنا سکھ سے بھرا ہے

چچا کے صارم کے ذکر پر ہی سدرہ کا چہرہ گھبراہٹ اور سرخی میں ڈھل جاتا تھا، وہ بس رسان سے مسکرا ہی پائی۔

"اللہ سب اچھا کریں گے چچا جی"

سدرہ نے تمام کام سمیٹ کر سر پر کس کر لیا دوپٹہ کھولا اور ڈھیلے طریقے سے لیے اسکا ایک پلو گردن سے گما کر کمر پر پھینکا اور اب بس کمروں میں پوچارہ گیا تھا۔

"ان شاءاللہ، چل پھر تو یہ کام دیکھ۔۔۔ میں زرا کھانے وغیرہ کا سامان لے کر ڈیرے پر دے آوں۔ نظیرے کو کہا تھا ودھیا سی آلو گوشت کی دیگ بنا کر دے، ان شاءاللہ پورے گاوں میں بانٹیں گے۔ میں سوچ رہا ہوں "کھوئے والا حلوہ بھی بنوالوں۔۔۔ کیا کہتی ہے تو؟

پانی کا پائیپ سمیٹ کر صحن کے کنارے رکھتے وہ اپنا بٹوا نکال کر اس میں رکھے پیسے نکالتے سدرہ سے مشورہ کیے بولے۔

"حلوہ میں بنا لیتی ہوں، آپ سامان لے آنا۔۔۔تب تک میں صفائی کا کام سمیٹ لیتی ہوں"

سدرہ نے تو گویا مشکل ہی حل کر دی تبھی وہ مسکراتے ہوئے سر ہلاتے اسے دروازہ بند کرنے کا کہے گھر سے نکلے جبکہ سدرہ نے انکے جاتے ہی دروازہ بند کیا اور باہر آئی، پوچا دھویا اور پھر دوپٹہ وہیں باہر پلنگ پر رکھے سارے کمروں کے فرش پر بیٹھ کر پوچا لگایا، پورا گھر سدرہ نے لشکا دیا تھا۔ اور پھر صحن سے کچھ بے موسمی کم خوشبو والے گلاب توڑ کر اس نے اندر مہمان خانے میں رکھے واس میں لگائے، سب کمروں میں ائیر فریشنر چھڑکا اور پھر چھت پر جا کر سارے کھیس، کمبل اور تلائیاں تین چار چکروں میں نیچے لے کر آئی اور سب کمروں میں پہنچائے۔

سب کمروں میں موجود چارپائیوں پر نئی نکور چمکتے نفیس رنگ والی گولے کی چادریں ڈالیں اور پچھلی اتار کر واشنگ مشین میں ڈالیں۔

سب کے تکیے بھی بدلے، صرف صارم والے کمرے میں بیڈ تھا، اور دوسرا مہمان خانے میں، باقی دو کمروں میں سنگل پلنگ اور چارپائیاں تھیں مگر سب پر ایک جیسی چادریں جب ڈالیں تو گھر کی چمک میں اور اضافہ ہوا۔ مسکرا کر ساری صفائی سے مطمئین ہوتی وہ باہر آئی، پوچا دھو کر پھیلایا اور پھر منہ ہاتھ دھو کر تازہ دم ہوئی۔

تب تک چچا بھی حلوے کا سامان لے کر آ گئے، دیگ کا وہ نظیرے نائی کو کہہ آئے تھے اور اعلی قسم کا بکرے کا آٹھ کلو گوشت اسے دے کر آئے تھے، انکے پاس جتنے پیسے تھے جناب نے دل کھول کر خرچ کیے تھے، حلوے کا سامان کچن میں پہنچائے خود وہ بھی تیار شیار ہونے کے لیے نہانے چلے گئے جبکہ سدرہ نے پہلے حلوہ بنایا اور پھر اسے شیشے کے دو باولز میں ڈال کر رکھا۔

نہا کر سفید سوٹ پہنے فرازم بخش تیار ہوئے نکلے اور پھر حلوائی سے کھویالا کر سدرہ کو دیا جس نے حلوے کے اوپر موٹی موٹی کھوئے کی تہہ لگائی اور کچن سارا سمیٹ کر پھر گھر گئی۔

تب تک بے بے نے گھر کا سارا کام خود ہی کر لیا تھا اور مشین بھی لگا لی۔

"آپ نے کیوں کیا کام، میں آجاتی نہ بے بے۔۔۔ خیر یہ چھوڑیں میں کرتی ہوں۔۔۔ آپ بھی جا کر پیاری سی تیار ہو جائیں"

وہ آتے ہی لال نور کے ہاتھ سے کپڑوں کا آخری پور لیے انکو مسکرا کر اندر بھیج گئی تو وہ اس کی خوشی پر ہنس کر مان گئیں۔

"جسے تیار ہونا چاہیے وہ ہم نے صبح کی ماسی بنائی ہوئی، بچے میں نے کیا کرنا ہے تیار ہو کر۔۔۔۔۔"

بے بے کی بات پر سدرہ نے مسکرا کر انکو دیکھا، آنکھوں میں رتن سی چمک اتری۔

کیونکہ آپ تیار ہو کر اس دنیا کی سب سے پیاری بے بے لگیں گی، کبھی"
کبھی تو موقع ملتا ہے کہ میں آپکو سجا دیکھوں۔۔۔۔۔ویسے بھی جب
میزبان تیار ہو کر مہمانوں کا استقبال کریں تو ان کی سفر کی ساری تھکن دور
"ہو جاتی ہے

سدرہ کے ہچکچا کر اتنی بڑی بات کہنے پر وہ اسکی گال سہلائے پر اسرار سا
مسکرا دیں۔

اچھا جی، سمجھ رہی ہوں میرا بچہ سب۔۔۔۔کہ یہ کس مہمان کی بات ہو"
رہی ہے۔۔۔۔صارم کے آنے کی اتنی خوشی ہے میرے بچے کو؟ پرسوں تو
"کسی کی جان نکل رہی تھی

صارم کے آنے کی خود لال نور کو خوشی تھی کیونکہ اب وہ وقت دور نہیں تھا
جب وہ اپنی ذمہ داری پوری کیے اپنے لئیق کے پاس جانے والی تھیں تبھی تو
ان کے سدرہ کو تنگ کرنے میں ایک شرارت تھی اور سدرہ صاحبہ کا چہرہ
لمحے میں سرخ ہوا۔

وہ میرا مطلب یہ نہیں تھا، انکی اماں اور بابا بھی آرہے ہیں"

"نہ۔۔۔۔۔انکا کہہ رہی تھی

سدرہ نے فوری ڈر کر مطلب سمجھایا تو لال نور نے ہنستے ہوئے اس پری کی جبین آسودگی سے چومی۔

جی جی سب پتا ہے مجھے، اتنا تو تم خود کو نہیں جانتی جتنا تمہاری بے بے جانتی ہیں۔۔۔۔یہ فورا سمیٹو اور خود بھی اچھی سی تیار ہو جاو، تھوڑا سا میک آپ بھی کرنا تاکہ صارم صاحب فوری رخصتی پر مچل جائیں"

ایک تو صارم کے آنے کی فطری گھبراہٹ تھی اور دوسرا آج بے بے بھی جان نکال کر مشکل سے دوچار کر رہی تھیں، لال نور کے جاتے ہی وہ سرخ رو ہوتی تیزی سے مشین کی طرف بڑھی۔

چہرہ ست رنگی خوشی کا عکاس تھا پر دل بہت زور سے دھڑک رہا تھا، کیونکہ کچھ دن رہ گئے تھے اسکی آسانی کے۔۔۔

بے بے اور اپنا سوٹ وہ صبح جانے سے پہلے استری کر گئی تھی، تو فوراً سے مشین میں موجود کپڑے نکال کر گھنگالے اور انکو چھت پر ڈال آئی۔

پھر مشین سمیٹ کر صحن جو پورا گیلا تھا اسے دھو کر وائپر لگایا تو تب تک لال نور وائیٹ اینڈ لائیٹ گرینش کمبینیشن کے خوبصورت جوڑے میں لپٹ کر، نئ نکور چپل پہنے بہت سو بر سا تیار ہوئے باہر آئیں تو سدرہ تو دنگ ہی رہ گئی۔

یہ جوڑا کل ہی سدرہ نے بے بے کو اپنی پسند کا دلوایا تھا اور کل بازار سے آتے وہ سلائی کے لیے بھی دے آئی، چونکہ وہ سدرہ کی دوست کی امی تھیں سو انہوں نے پہلے یہ جوڑا سی کر رات تک بھجوا بھی دیا۔

اور سدرہ یقین سے کہہ سکتی تھی کہ دنیا کی ہر خوبصورت چیز اسکی بے بے کی خوبصورتی کے آگے عام ہو جاتی ہے۔

آپ اب اتنی پیاری ہیں تو اپنی شادی کے وقت تو فلمی ہیروئن جیسی ہوں"
گی، آپ کو میری ہی نظر نہ لگ جائے۔۔۔۔۔واللہ بہت سوہنی لگ رہی
"ہیں۔اللہ میری بے بے کو ہر بری نظر سے بچائے
لال نور نے دوپٹہ دائیں کندھے پر ڈال کر بالوں کو ڈھیلی سی چٹیا میں مقید
کیا تھا اور بنا کسی منصوعی حسن کے ہی سدرہ بے بے پر فدا ہوئی تو وہ ناچاہتے
ہوئے بھی مسکرا دیں اور اسکی گال بھی کھینچی۔
بس یہ باتیں تمہاری بے بے کے سامنے ہی اوٹ آف کنڑول ہوتی"
ہیں۔۔۔۔جھلی۔۔۔اچھا اب جاو تیار ہو جاو میں زرا کلاس لے
" لوں۔۔۔۔۔پھر چلتے ہیں ادھر ہی۔
لال نور اتنی تعریف پر بے چین ہوئیں تو وہ بھی بے بے کی بے چینی پر
شرارت سے ہنسی اور پھر فرمابرداری سے انکی بات مانے اپنے کمرے کی
طرف لپکی، چہرے پر قوس وقزاح کے سارے رنگ بکھر گئے تھے۔

بہت پیارا سا پیلے کلر کا سوٹ تھا جسکا پورا گلا شیشے اور ست رنگی کڑھائی کے کام سے پر تھا جبکہ شلوار پٹیالہ اور ساتھ چنری تھی جس پر کلرز ڈائے تھے، یہ سوٹ بھی سدرہ کل لائی تھی اور سلا سلایا تھا۔

کمرے میں آکر پلنگ پر رکھا سوٹ اٹھائے وہ لجائی سی مسکراہٹ کے سنگ نہانے بڑھ گئی۔

"Are you sure of this?

"(کیا تمہیں یقین ہے اس بات کا؟)

اس وقت یہ ایک عالی شان بنگلے کا ہال تھا جہاں اس وقت سیاہ نائیٹ گاون میں ملبوس اینجیلیہ اپنے گارڈ کی بتائی معلومات پر ششدر ہوئے بولی جو مودب سا ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔

"It is absolutely true ma'am, I have seen this man going to Jamshi's house and leaving after a long time. It has been ascertained, he is not a resident of Shah Alam, but a tourist.

(یہ بلکل سچ ہے میم، اس آدمی کو میں نے جیمشی کے گھر جاتے اور کافی دیر بعد نکلتے دیکھا ہے، میں اسے پکڑنا چاہتا تھا مگر وہاں سے اسکا پیچھا کیا تو اچانک راستے میں اسکی گاڑی میری آنکھوں کے سامنے سے غائب ہو گئی۔ پتا کروایا ہے، وہ شاہ عالم کا رہائشی نہیں ہے، ایک ٹوریسٹ ہے۔")

گارڈ کے مزید بتانے پر اینجیلیہ کی آنکھوں میں خفیف سی ناگواری اتری۔

"So he found his sympathizer, it should-n't have been a coincidence. Well, I want that man here, I want to know why

he went to his house, if he gets a shoul-
der to cry on, I will lose. The pain she
has caused me, I will not let her get
away with it so easily.
When my pain increases every moment
because of him, he also has no right to
reduce his pain.

تواس نے اپنا ہمدرد ڈھونڈ لیا، یہ اتفاق نہیں ہونا چاہیے تھا۔ خیر مجھے وہ)
آدمی یہاں چاہیے، جاننا چاہتی ہوں کہ وہ اسکے گھر کیوں گیا تھا، اسکو رونے
کے لیے کندھا مل گیا تو میں ہار جاوں گی۔ جو تکلیف اس نے مجھے دی ہے،
میں اسکو اتنی آسانی سے اس سب سے آزادی لینے نہیں دوں گی۔
جب میری تکلیف اسکی وجہ سے ہر لمحہ بڑھتی ہے تو وہ بھی اپنی تکلیف کم
"(کروانے کا حق دار نہیں ہے۔

اس لڑکی کی آنکھوں میں وحشت تھی، خود پر سفاکیت کا ملمع چڑھانے کے باوجود وہ اندر سے اس شخص کے ظلم سے اب بھی اذیت کا شکار تھی۔

"Maam! I try to reach this guy named Laiq, but he doesn't seem to be forth-coming. He has not left the hotel he is staying in since yesterday. It is also possible that he did not come back be-cause I did not see him come back. I activate my people.

میم! میں اس لئیق نامی آدمی تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہوں، لیکن وہ ہاتھ آنے والی چیز نہیں لگتا۔ جس ہوٹل میں رکا ہوا ہے، کل کے بعد سے نکلا ہی نہیں۔ یہ بھی ممکن ہے وہ واپس آیا ہی نہ ہو کیونکہ میں نے اسے واپس آتے نہیں دیکھا۔ میں اپنے لوگوں کو ایکٹیو کرتا ہوں")

وہ کہہ کر اینجیلیہ کے اشارے پر وہاں سے چلا گیا اور اس لڑکی کی آنکھیں جہنم کی طرح سلگ گئیں۔

"This is your punishment, Jamshid, that you may burn forever in the agony of not being able to tell anyone about your pain. If that man is your friend, then Angelia's next victim will be this man.

تمہاری سزا یہی ہے جمشید، کہ تم اپنی تکلیف کسی کو نہ کہہ پانے کی اذیت میں تاعمر جلتے رہو۔ اگر وہ آدمی تمہارا دوست ہے، پھر تو اینجیلیہ کا اگلا شکار (شرطیہ یہی آدمی ہو گا۔"

اس لڑکی کی رگ رگ میں گردش کرتا خون دہک اٹھا تھا کیونکہ وہ اپنی بربادی کے ذمہ دار اس شخص کو کوئی قریبی زخم دینے کی تمنائی تھی۔

وہیں دوسری طرف مائل کریزگی کی پرخمار نیند گردن پر جمی درندگی سے بھری پکڑ سے ٹوٹی، تو وہ ہڑبڑا کر اٹھا۔

اسکے سامنے کھڑا وہ کندھے تک آتے گھنگریالے بالوں والا کوئی حبشی تھا جسکی خون چھلکاتی انڈے سی سفید آنکھیں دیکھ کر مائل کی رنگت پیلی پڑی۔

"What happened, why did you come here?

"(کیا ہوا، تم یہاں کیوں آئے ہو؟)

مائل کی آواز باقاعدہ کانپی اور اس آدمی نے بنا کوئی رحم کھائے مائل کا سر وہیں لاونج کی دیوار سے پٹخا تو اس کے حلق سے دلخراش چیخ ابھری۔

ماتھا بہت بڑے زخم سے پھٹا اور خون رسنے لگا۔

....★☆☆☆☆☆★....

"I think you like to sleep a lot, Mile Krazigi, so I've come to give you a peaceful sleep. Under your nose, he took away our hard work of many years and you kept sleeping. Damn, your death is our survival now. All men are turning out to be bastards, worthless and useless. The place of useless things is not in our business. good bye-

میرے خیال میں تمہیں سونا بہت پسند ہے مائل کریز گی، سو میں تمہیں
ایک پر سکون نیند دینے آیا ہوں۔ تمہاری ناک تلے وہ کئی سالوں کی ہماری
محنت اڑا کر لے گیا اور تم سوتے رہے۔۔۔۔ لعنتی، تمہاری موت ہی اب
ہماری بقا ہے۔ سارے آدمی ہی حرام زادے نکمے اور بیکار نکل رہے ہیں۔
"(بیکار چیزوں کی جگہ ہمارے دھندے میں نہیں۔ گڈ بائے
اس آدمی کے قہر ناک الفاظ مائل کی آنکھوں میں موت کا خوف لائے جبکہ
یہ انکشاف مائل کی گردش کرتی کائنات نہ صرف روک گیا بلکہ سر دیوار
سے پٹخنے کی وجہ سے درد کی شدید لہر اسکے وجود میں اتری، بنا مائل کی کوئی
صفائی سنے وہ اپنے ہاتھ میں پکڑی گن اسکی کن پٹی پر تین چار واروں کے
سنگ مارتا اسے لہولہان کیے زمین پر گراتا اس سے پہلے اپنی گن کی ساری
گولیاں مائل میں اتارتا، اسے لگا کسی نے اسکی گردن دبوچ کر سانس روک
دیا ہو، اس سیاہ رنگت کے آدمی کی گویا سفید آنکھیں باہر کو ابل پڑیں۔

وہ حبشی آدمی گردن پر ہاتھ جکڑے اپنی گن وہیں پھینکتا پھڑ پھڑا کر رہ گیا،
مائل نہ صرف بیہوش ہو چکا تھا بلکہ اسکے سر سے نکلتا خون بھی فرش پر ہیبت
ناکی سے پھیل گیا جبکہ لئیق نے اس آدمی کی دوسری بازو بھی مڑوردی جبکہ
لئیق نے یہیں بس نہ کی بلکہ اپنا ہاتھ اس سیز وکرنامی آدمی کی گردن پر لپیٹے
ہی اسے جھٹکا دیے اپنے روبرو لایا جو اسکے ماسک پر بنا ڈائمنڈ دیکھ کر وہشت
زدہ ہوئے لرز اٹھا۔

بلیک ڈائمنڈ کا خوب اس آدمی کی آنکھوں سے ابلتا صاف واضح تھا۔

"How dare you touch my prey, filthy person? Now you must deliver me to your boss or the death that Black Diamond gives will remember your seven generations. Who is your head? Now don't say you are. I have seen many pet

dogs like you who do not spend more time than licking their owners' paws. I am also now looking for a matchmaker. Tell me, who is your boss?

(تم نے میرے شکار کو چھونے کی ہمت کیسے کی غلیظ شخص؟اب تم مجھے اپنے باس تک پہنچاوگے ورنہ جو موت بلیک ڈائمنڈ دے گا وہ تمہاری سات نسلیں یاد کرے گی۔ہیڈ کون ہے تمہارا؟اب یہ نہ کہنا کہ تم ہو۔تم جیسے پالتو کتے بہت دیکھ چکا ہوں جو اپنے مالکوں کے تلوے چاٹنے سے زیادہ کی اوقات نہیں رکھتے۔مجھے بھی اب کسی ٹکر کے آدمی کی تلاش ہے۔بولو کون ہے تمہارا باس؟)"

بلیک ڈائمنڈ کی قہرناک آواز کی گھن گرج اس آدمی کو لرزا گئی جو اسکی گردن دبوچے اسکے کان کے پش غرایا تھا جبکہ وہ مسلسل اپنی گردن

چھڑوانے کے لیے بن پانی کی مچھلی سا پھڑ پھڑا رہا تھا، دم گھٹنے کی وجہ سے اس آدمی کی آنکھوں میں گویا جسم کا سارا لہو چھلک چکا تھا۔

اس آدمی نے نجانے کس کا نام لیا تھا کہ بلیک ڈائمنڈ کی آنکھیں لہو چھلکا گئیں۔

پہلے تو اس نے اس خبیث کو کرسی گھسیٹے رسیوں سے باندھا اور پھر اس زخمی مائل کے بھی وہیں ہاتھ باندھے جبکہ اپنے قریب آتے اس بلیک ڈائمنڈ کی صرف آنکھیں دیکھ کر ہی وہ آدمی اپنی موت کے خوف سے لرز رہا تھا۔

لئیق نے ایک بوٹ اسکی تھائی پر دباو دیے رکھا تو وہ پھر سے درد سے سسکا اور پھر اسکا فون اسکی طرف بڑھائا۔

"You have three children, father. All four will die together if you don't do what I'm about to say. Call your head

now and tell him you've taken Black Di-
amond into custody, and call your offic-
ers here. Let's start, there should be a
crackling sound or you will lose the
sound immediately. Got it??

تمہارے تین بچے ہیں، باپ ہے۔چاروں ایک ساتھ مریں گے اگر تم)
نے وہ نہ کیا جو میں کہنے والا ہوں۔ابھی اپنے ہیڈ کو کال کرو اور اسے بتاو کہ
تم نے بلیک ڈائمنڈ نامی کو پکڑ لیا، اور اپنے افسران کو یہاں بلاو۔ چلو شروع
ہو جاو، کڑک آواز نکلنی چاہیے ورنہ تم اس آواز سے فوری محروم ہو جاو
"(گے۔ سمجھ گئے؟

ہتک آمیز لہجے میں لئیق نے اسے اپنی بات سمجھائی جو یہ سب سن کر انتہائی
خوفزدہ ہوا۔

بیورو کے خاص لوگ گھیر چکے تھے، Ib مائل کریزگی کے پورے گھر کو لئیق کی سیکورٹی اول رکھنے کے خاص آرڈرز تھے تبھی ہر کوئی ایکٹیو تھا، مائل کریزگی کے گھر کے باہر سے چھ مشکوک افراد کو حراست میں لے لیا گیا تھا اور وہ حبشی سیز وکر نامی آدمی کا بائیو ڈیٹا بھی اسے ٹیم نے ہی موصول کیا تھا، لئیق بھلے یہ مشن اکیلے ہینڈل کر رہا تھا مگر معاملہ بہت خطرناک تھا سو اسکی مدد کے لیے اعلی پر فیشنل لوگ پہنچ چکے تھے جنکی آمد کے بارے ملائشیا کے وزیر دفاع کے ساتھ باقاعدہ میٹنگ کے بعد اس مشن کی پرمیشن لی گئی تھی۔

مرتاکیانہ کرتا کہ مترادف سیز وکر نے بلیک ڈائمنڈ کی دہشت کے زیر اثر کال ملائی، اور وہ لوگ اس خبر پر جیسے پاگل ہو گئے، بلیک ڈائمنڈ کو پکڑ لینے والے اس آدمی کو اپنا خدا تک کہہ گئے، جبکہ رابطہ کرواتے ہی لئیق نے بے دردی سے اس سے فون چھینا اور سائلنسر لگی گن کی گولی سیدھی اس خبیث کی کن پٹی پر دے ماری، خون کا فوارا سا اس نجس کے سر سے پھٹا اور ارد گرد

کی دیواروں پر لہو کے دھبے جا پہنچے، اک دبی سی سسکی اس حبشی آدمی کے منہ سے نکلی اور وہ وہیں دم توڑ گیا۔

"اب تم لوگ تو کیا تمہاری سات نسلیں بھی بلیک ڈائمنڈ کا قہر نہیں بھولیں گی۔۔۔ خبیث، آہ مائل آہ، نجانے تم اور ہارون جیسے کتنے جوان بے موت مر گئے، یہ سلسلہ نجانے کب تک چلتا رہے گا۔۔۔"

غیض و غضب کے سنگ اس آدمی کو دیکھ کر خود کلامی لیے وہ پلٹا تو مائل کے سر سے نکلتا خون اسکی موت کا چیخ چیخ کر اعلان کر رہا تھا۔

لئیق نے جب زمین پر پڑے مائل کی طرف دیکھا تو نفرت اور غصے کے باوجود اس نے جھک کر اسکی نبض دیکھی مگر دیر ہو چکی تھی۔

مائل کریزگی سر پر شدید وار کی وجہ سے دم توڑ چکا تھا، بلیک ڈائمنڈ نے اک افسوس بھری نظر اس پر ڈالی اور ان خبیث مہمانوں کے استقبال کے لیے سیچویشن بنانے کی تیاری کرنے لگا۔

مائل کریزگی کے گھر کے آس پاس انٹیلجنس بیورو کے لگ بھگ چھ لوگ موجود تھے اور ان چھ میں سے دو صرف بلیک ڈائمنڈ کی حفاظت کے لیے مامور تھے۔

..._____...

ناشتہ کیے بنا ہی وہ گھر سے نکل گیا تھا، شہریار جدون، ہارون پرکاش کے لاکر تک پہنچ گیا ہے یہ خبر لیک ہو چکی تھی اور ایک سیاہ گاڑی ٹھیک شہریار کی گاڑی سے کچھ فاصلے پر رک گئی، کوئی اس پر اپنی عقابی نظریں جمائے ہوئے تھا۔

شیری کی گاڑی بینک کے باہر رکی تھی، اسکے اہل کار نے لاکر کے متعلق پہلے ہی تمام کاغذی کاروائی مکمل کرلی تھی اور چونکہ ہارون پرکاش کے لاکر

کے کاغذات پر اپنے علاوہ شہریار جدون کا نام بھی لکھ رکھا تھا سو بینک والوں نے بنا کسی اجازت نامے کے اس لاکر کی چابی شہریار کو سونپ دی۔

وہ خود ہی بنک کے اندر گیا تھا، چال میں اک تھکن اور دکھ تھا، وجود بے چارگی جیسے بوجھ میں ڈوبا تھا، ہمت نہ ہونے کے باوجود اسے سچائیوں تک بہر حال پہنچنا تھا۔

وہ متوازن چال چلتا مطلوبہ لاکر تک پہنچا اور اسے کھولا، جس میں ایک باکس، کچھ فائلیز اور ایک چھوٹا سا بیگ رکھا تھا۔

ان سب پر پڑتی پہلی نظر ہی شہریار کو تکلیف سے دوچار کر گئی، مگر ہمت کیے وہ ان سب چیزوں کو لاکر میں سے نکالے لاکر واپس بند کرتا وہاں سے نکلا۔

مینجر کا شکریہ ادا کیے بینک کی بلڈنگ سے باہر نکل آیا اور اپنے ہاتھ میں پکڑی وہ سب چیزیں اپنے ساتھ لاکر بیٹھتے ہی ساتھ ہی گاڑی میں رکھیں۔

اور کچھ سوچنے کے بعد گاڑی سٹارٹ کی، اس صبح کے دامن میں یاسیت تھی، دل بوجھ میں تھا۔

خیر اس گنجان ایریا سے گاڑی نکالے وہ سیدھا تھانے کی طرف گیا۔

"وہ فائیلز کسی صورت اس تھانیدار کے ہاتھ نہیں لگنی چاہیں تھیں، یہی نہیں اسکے باپ کے بعد وہ بھی اب ہمارے لیے ایک خطرہ بن چکا ہے، کوشش کرنا اسے اسکی گاڑی سمیت اڑا دو۔ اب یہ ایس ایس پی صرف ہمارے حلق کی ہڈی رہ گیا ہے۔ کوئی کوتاہی مت کرنا، ورنہ سب ختم ہو جائے گا"

اسی سیاہ گاڑی میں بیٹھے آدمی کے کان میں لگے ائیر فون میں ایک خوفزدہ سی آواز گونجی، جسکے باعث وہ شیری کی گاڑی کے پیچھے ہی روانہ ہوا۔

لیکن سارا رستہ اس پیچھا کرتی گاڑی کو منہ کی کھانی پڑی کیونکہ شیری کی حفاظت کے لیے اسکے لوگوں کی گاڑی ہمہ وقت اسکے پیچھے تھی، کتنی بار اس ماسک مین نے ونڈو سے نکل کر گن فوکس کرنے کی کوشش کی مگر ہر بار شہریار کے آدمیوں کی گاڑی سامنے آتی اور وہ کلر رجبڑے بھینچ کر سٹیرنگ پر مکے برسانے لگتا۔

اسی چوہے بلی کے کھیل میں تھانہ آیااور وہ دونوں گاڑیاں اس کے پورچ میں چلی گئیں جبکہ وہ آدمی اس اتنی بڑی ناکامی پر تلملا کر رہ گیا۔

لعنت ہو تم پر،اب کیا کروں۔۔۔۔۔۔۔تم مروگے شہریار"

"جدون۔۔۔۔۔تم دردناک موت مروگے

اس آدمی کے چہرے پر ماسک تھا مگر اسکی آنکھوں کی نفرت یہ بتانے کو کافی تھی کہ وہ شہریار کو مسل دینا چاہتا ہے۔

جبکہ شہریار جدون کے ہوتے تھانے کے اندر گھسنا تو دور اس پورے شہر پر میلی نظر رکھنا بھی ناممکن تھا سو اس آدمی کے پاس باہر رک کر انتظار کے سوا کوئی آپشن نہ تھا۔

"کسی کو اندر مت آنے دینا"

سیلوٹ مارتے اہل کار کو کڑے تیوروں سے تاکید کیے شیری نے مغرورانہ چال کے سنگ اپنے آفس میں قدم بڑھائے اور وہ سب چیزیں میز پر رکھیں

اور دوسرے ہاتھ میں پکڑا فون اور گاڑی کی چابی بھی سامنے رکھی، مکمل سیاہ میں اسکا پر اسرار، مغرور اور وجیہہ سراپا مزید دمک رہا تھا۔

کرسی سنبھالے بیٹھا اور اپنی تمام تر توجہ ہارون پر کاش کی ان چیزوں پر دی۔

سب سے پہلے اس نے وہ فائیلز ایک طرف رکھے اس بیگ کو بھی سامنے سے ہٹایا اور اس لکڑی کے باکس کو پکڑا جو ایک ہک سے بند تھا۔

شیری نے اس ہک کو کھولا تو اس میں رکھی چیزیں ذہن و دل اپنی طرف کھینچ گئیں۔

وہاں ایک تعویز تھا، اسے یاد تھا کہ ہارون کے بیمار رہنے کی وجہ سے عینی اسے ہمیشہ یہ تعویز پہنائے رکھواتی تھیں، اسکے ساتھ عینی اور پر کاش کے ساتھ اسکی تصویر تھی، دوسری تصویر میں وہ چاروں تھے، یہی نہیں وہاں چار فرینڈ شپ بینڈ تھے، جو اس نے لیے مگر دے نہ سکا۔

اور ایک ہیرے کی انگوٹھی تھی، شہریار نے اس انگوٹھی کو کھول کر نکالا تو ساتھ ایک فولڈ چٹ تھی۔

انگوٹھی دینے کا مطلب ریلیشن میں ہوں گے، سمجھا جاتا ہے لیکن میرے"
نزدیک یہ بس تم پر جچتا ہوا ایک نگینہ ہے لعلین، کیونکہ میری ہمیشہ سے
خواہش تھی کہ اتنے پیسے جوڑ لوں کے تمہیں کوئی مہنگا تحفہ دے سکوں،
ہمیشہ تم نے مجھے گفٹس دیے۔
لیکن اس دنیا کے رسم و رواج عجیب ہیں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ لڑکا لڑکی ساتھ
ہیں تو ضرور لوورز ہوں گے، لیکن ہم تو جانتے ہیں کہ ہم بیسٹ بڈیز ہیں،
اور میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ اس تحفے سے تم کوئی امید باندھ لو سوا سے
تمہارے نام پر ہمیشہ اپنے پاس رکھوں گا، میں تم سے محبت کر بھی سکتا تو نہ
کرتا کیونکہ تم میرے لیے قیمتی ہو، محبت میں آزمائش ہوتی ہے، جو میں قیمتی
اپنوں کے لیے افورڈ نہیں کر سکتا۔
جس دن میرے دل میں تمہیں لے کر کوئی دنیاوی مطلب آیا، میری دعا
ہے میں مر جاوں"

یہ اس نے لعلین کے لیے بہت پہلے لکھا تھا اور اس کو اپنی ہی لکھی بد عا کھا گئی تھی یہ سوچ کر شیری کے دل کو کسی نے کند چھڑی سے کاٹ سا دیا۔ شیری کا دل یہیں تھکنے لگا تھا، کیسے کسی کو اپنی ہی بد دعا نگل گئی یہ سوچنا بھی سوہان روح تھا، آنکھوں میں ملال و خزن سے بھری سرخائی گھل گئی۔

وہاں ایک اور خط تھا، جسکا ورق اب بھی خستہ تھا یعنی وہ پرانا نہیں تھا، اسے چھوتے وقت شہریار جیسے سخت دل کے ہاتھ بھی کپکپائے تھے کیونکہ اسے خدشہ تھا کہ کہیں اس خط کو پڑھ کر وہ رہا سہا اپنے جسم میں ذندان میں دفن ہو گیا تو اسکی سزائیں کون بھگتے گا اور یہ بھی کہ اگر اسے ہارون سے روا رکھے اپنے آخری رویے پر پچھتانا پڑا تو یہ اسکی برداشت سے باہر ہو گا، اپنے ٹوٹتے حوصلے کے سامنے وہ ڈٹا اور ہمت کیے اس سفاک کے ان آخری الفاظ کو پڑھنے کی ہمت جمع کی۔

"شہریار جدون! میرا واحد غمگسار!

شاید جب تک تو میرے اس خط تک پہنچے گا، میں کسی منزل پر پہنچ چکا ہوں گا۔ میری منزل جنت ہو گی یا دوزخ، یہ میں دنیا میں طے کر چکا ہوں۔ ایک دوزخی جاتے جاتے توبہ نہیں کرتا بلکہ لگے ہاتھوں پہنچ میں آتے بقیہ گناہ بھی کر لیتا ہے سو میں بھی کرنے والا ہوں اور کچھ کر چکا ہوں، تجھے مارنے سے لے کر اپنی سب سے اچھی دوست لعلین ابراہیم کو اجاڑنے تک کا ہر گناہ۔۔۔

وہ ہوسپٹل میں ہے، میں نے اسے وہاں پہنچایا اور اب وہاں سے اسے لے جاوں گا۔ مجھے اس سے محبت نہیں ہے، لیکن جو میں نے اسکے ساتھ کیا، اسکو سنبھالنے کی ذمہ داری میری بنتی ہے۔۔۔ میں چاہتا ہوں اسکا وہ نقصان جو میرے ہاتھوں ہوا، اس پر جب جب وہ روئے، اسکے آنسو میں صاف کروں، ہاں وہ قابل محبت بھی ہے لیکن میں کبھی اس قابل نہیں ہو سکا کہ اس سے محبت کرنے کے عہدے پر فائز ہو سکوں، میرے پاس نہ ماں باپ

رہے، نہ دین دنیا، سوچ رہا ہوں وہ مختلف ہے، اسے اپنا بنا کر اپنے کیے کی تلافی ہی تو چاہتا ہوں، وہ نہیں مانی تو بس جو کر سکتا ہوں کر گزروں گا۔ ۔شاید مار اجاوں، کیونکہ وہ جسکی ہے وہ مجھ سے اسے چھیننے پر قادر ہے۔ لیکن تو اسے یہ ضرور بتانا کہ میں اس وقت بہت وحشی ہو گیا تھا، رہی بات تیری تو تجھے تکلیف دے کر اچھا محسوس نہیں کر رہا، درد ہو رہا ہے۔۔۔۔۔ اس وقت میں کسی اور مشکل میں بھی گرفتار ہوں، تھک گیا ہوں تو اپنی مجبوریوں کے گلے چاق کر آیا ہوں۔۔۔۔ کہہ دیا ہے سبکو کہ اب مجھے آزادی دے دو، میری آزادی موت ہے یہ جانتے ہوئے میں نے آزادی کے لیے للکار لیا، بہت بار سوچا تجھ سے کہہ دوں، اتنی بار جان لی ہے تو ایک بار اور سہی پر کچھ کہنے سننے کا دل چاہتا ہی نہیں، اور کون مجھ سے قاتل، وحشی، غدار کو سنتا۔۔۔۔۔ تو سن لیتا پر تجھے اور کتنا ماروں یہی سوچ کر یہیں اپنی کہانی کا اینڈ کر دیا۔ ماں باپ کے لاڈلے بڑے رولتے ہیں شیری، کبھی یہ کہاوت پڑھی تھی تو بہت ہنسا تھا، لیکن اپنا اور تیرا حال دیکھ کر اس پر یقین

بات ہے کہ تیری بربادیوں میں نووے پرسنٹ میرا ہاتھ رہا، آگیا، یہ الگ جانتا ہوں تیرا دل ابھی گالیاں دینے پر مچل رہا ہے، دے لے، بددعائیں، "سب دے لے۔۔۔۔۔۔

وہ کچھ لمحے کو رکا کیونکہ اتنے سے پر سانس پھول گیا، شہریار جدون اسکی موت سے آدھا تو مر ہی گیا تھا، آدھا یہ شخص اپنے پیچھے چھوڑی وراثت سے مار دینا چاہتا تھا۔

موت تب نہیں آئی جب مانگ مانگ کر تھک گیا تھا، موت اب آرہی" ہے جب دل چاہتا ہے میں بھی عام انسان کی زندگی کا کم از کم ایک دن جی لوں پہلے کی طرح،۔۔۔۔ وہ دن جب ہم چاروں ساتھ ہوا کرتے تھے۔ کاش یہ سب کچھ الگ طرح کا ہوتا! کاش میں نے بھی وہ ٹرپ کینسل کر دیا ہوتا، کاش ہم ہمیشہ ساتھ رہ پاتے۔۔۔ مجھے زندگی کسی اور روپ میں پیدا ہونے کا موقع دیتی تو میں انسان کے روپ میں جنم نہ لیتا۔

خیر میرے ساتھ ایسا کیا ہوا تھا کہ میں کافر ہو گیا، غدار بن گیا، اپنے پیاروں کی خوشیوں کا قاتل بن گیا، یہ ان فائلز میں سب موجود ہے، تو حق دار ہے شیری، یار بنایا تھا تو یار کے دیے دکھ بھی بڑا دل کر کے سنبھال لے۔ یار کی دی موت، یار کے دیے صدمے، یار کی دی اذیت سب سنبھال لے،
کیونکہ شاید اس دنیا میں صرف تیری یاری کی آزمائش لکھی تھی، میں اپنا حساب آخرت میں دوں گا۔۔۔۔دردناک حساب۔۔۔۔۔۔

میں مر گیا تو صارم کو واپس لے آنا، وہ زندہ ہے۔

مجھے پتا تھا میں تو کسی جوگا نہیں رہا، چلو میرے ماں باپ کو قدر کرنے والی اولاد مل جائے گی۔۔۔۔۔۔تجھے اسکی موت کے الزام میں نہ جکڑتا تو تجھے استعمال کیسے کرتا، کیونکہ میرے پاس تب دو آپشن تھے۔

یا تجھے برباد کر کے مار دوں یا تجھے استعمال کر لوں۔۔۔

میں نے دوسرا چن لیا، میں تجھے ہر طرح کی موت دے سکتا تھا پر وہ نہیں، تو واحد یار تھا میرا۔۔۔۔۔

ماں باپ کو چھوڑا کیونکہ اس میں بھی میرے پاس دو آپشن تھے۔
یاوہ بھیانک طریقے سے قتل کر دیے جائیں گے یا میں ان سے ہر تعلق توڑ
دوں یہی میرے دوستوں کے لیے بھی تھا۔۔۔۔میں نے یہاں دوسرا چنا،
انکے سائے تک چومنے کے لائق تھے، کیسے مرنے دیتا انکو۔۔۔۔
ٹینا کو اس سب میں لانا ضروری تھا، ایک تو محبت اس سے ہوئی دوسرا وہ
پروٹیکٹر تھی میرا اور وہی میری بربادی بھی تھی۔
یہاں بھی دو آپشن تھے، یا تو اس سے ناجائز تعلق بناتا یا شادی کرتا، میں نے
پھر دوسرا چنا کیونکہ مجھ سا بے دین اور نافرمان، بھٹک چکا تھا۔
میں تھوڑا تھوڑا کر کے پورا مرا ہوں، میری قبر تو ان وحشیوں نے دو سال
پہلے ہی کھود دی تھی میں تو اس تک پہنچنے کی ایک آخری کوشش کرنے جا رہا
ہوں،
۔میں یہ نہیں چاہتا کہ تو مجھے معاف کر، میری آخری خواہش صرف یہ ہے
کہ مجھے میرے ماں باپ سے معافی دلوا دے۔۔۔۔۔تو، صارم اور لعلین

آخری دم تک مجھے بد دعائیں دینا، کیونکہ میں نے اپنے ارد گرد کی ساری بد دعائیں سمیٹ لی ہیں، میرے مرنے کے بعد تم سب کو لگے گا تیری، صارم اور لعلین کی دنیا سے بد دعاوں کا نام مٹ گیا ہے۔۔۔۔۔

میں نے بہت سے ناحق قتل کیے شیری، ان میں تیرا بھی تھا، تو بچ گیا یہ تیری قسمت تھی یا میری خوشقسمتی نہیں جانتا، قبر میں تجھے مار دینے کے سوال سے بچ جاوں گا یہی کافی ہے۔۔۔۔۔۔میں یہ خط لکھنا نہیں چاہتا تھا کیونکہ یہاں تک تیرا پہنچنا بہت مشکل ہو گا، بھلا ایک مجرم کے مرنے پر کون اسکے بارے جاننے کی کوشش کرتا ہے لیکن کہیں دل میں امید ہے کہ تو پھر بھی میرا سچ تلاش کرے گا۔۔۔۔۔جس دن تو میری ان چیزوں تک پہنچ گیا، تیری جان خطرے میں پڑ جائے گی یہ مت بھولنا۔۔۔۔۔۔۔اب مجھے جانا ہے، لعلین کے دل کا رہا سہا مان کرچی کرنا ضروری ہے، نہیں چاہتا وہ میری موت پر ایک آنسو بھی بہائے اور یہ اسی صورت ممکن ہے جب میں اسکے دل میں اپنی اخیر نفرت پیدا کر دوں۔۔۔۔۔۔لئیق ایزد علوی کو

مارنے کی ہر کوشش کروں گا کیونکہ اس شخص نے مجھے برا ہرایا
تیری معافی ہے۔۔۔۔۔اور تجھ سے معافی نہیں مانگ سکتا کیونکہ میں
کے لائق نہیں ہوں۔اگر مجھے تیرے ہاتھ سے موت ملے تب شاید کچھ
قابل ہو جاوں۔۔۔۔۔۔۔میں نے تیرے سوا کوئی یار نہیں بنایا شیری، تو
میرا سب سے اچھا بیلی تھا، لیکن میں نے تجھے تیری بساط سے بڑھ کر آزمایا۔
ہو سکے تو میری لاش کو ان ظالموں سے بچا لینا تاکہ مرنے کے بعد میرے
ماں باپ کے لیے قبر پر آکر آنسو بہانے کی آسانی موجود رہے۔اب چلتا
ہوں۔

"تیرا بد بخت یار، ہارون پرکاش

یہ لفظ لفظ شہریار جدون کی آنکھوں میں اذیت کی انتہا سمیٹ لائے، وہ بے
ارادہ اپنی سرخ ہوتی آنکھوں سے ٹپک پڑتے آنسوؤں کو رگڑے اس
آخری جملے پر اپنی انگلی کی پور اس بھیگ جاتے کاغذ سے مس کرتا اذیت سے
بھر گیا۔

دل کو کسی نے بے شمار ٹکڑوں میں بانٹ دیا تھا، اتنی سکت نہ رہی کہ وہ اس شخص کی اس اذیت کی وجہ جاننے کو ان اچھوت فائلز کو چھو بھی پاتا۔

دل کی تکلیف اتنی بڑھ گئی کہ آنکھیں کسی ماتم کدے کا روپ دھار گئیں، اپنا ظلم آنکھوں کے آگے آکر دل ٹکڑے کرنے لگا۔

اپنے ہاتھوں سے نفرت ہوئی جن بدبختوں نے اس زہر سے مرتے ناجانے کب سے مرے شخص کو اذیت دی، ملال تھا کہ شاید اب عمر بھر کبھی نہ گھٹ پاتا۔

وہ بھلے انکے نام کی ساری بدعائیں سمیٹ کر جا چکا تھا پر وہ شہریار جدون کو بھی برا ہرا گیا تھا۔

"ٹھیک کہا تھا تو نے کہ تجھے مار دوں ورنہ تو مجھے مار دے گا، مار دیا ہے تو نے مجھے ہارون پرکاش۔۔۔۔۔بہت برا مار دیا تو نے مجھے"

ضیاع کی لہر اسکے پورے وجود کو اپنی لپیٹ میں لے گئی تھی اور شاید شیری کا یہ زخم اب تا عمر رسنے والا تھا۔

فائلز دیکھنے کی ابھی ہمت نہیں تھی نہ مزید کچھ سہنے کا حوصلہ تھا، جان خطرے میں تھی یا دل، اس شخص کو اسکی بھی پرواہ نہ رہی۔

.._____..

وہ راستے میں رک نہیں سکے تھے سو لعلین بابا کی قبر پر واپسی پر جانے کا فیصلہ کر چکی تھی۔

صارم کا گاؤں واقعی خوبصورت پہاڑوں اور میدانوں پر واقع تھا، بس سے وہ لوگ گاؤں کی ابتدا میں ہی اترے اور تانگے والے نے صارم سمیت اسکے پرونوں کا دل سے گاؤں کی سرحد پر استقبال کیا اور چاروں کو لیے گھر کی طرف بڑھا۔

یہاں تک پہنچتے پہنچے دوپہر چڑھ گئی تھی، لیکن ابر آلود فضا میں ہلکی ہلکی رومان پرور ہوا نے چاروں کو تازگی بخشی، سب کے چہروں پر مسکراہٹ تھی وہیں صارم کے گھر میں الگ ہی چہل پہل دیکھائی دے رہی تھی۔

فرازم بخش باہر ہی بیٹھے مولوی صاحب اور گاوں کے معززین کے ساتھ ختم دلوار ہے تھے جبکہ لال نور اور سدرہ باروچی میں کھڑی ہی مولوی صاحب کی دعاوں پر ہاتھ اٹھائے آمین بول رہی تھیں۔

دعا ختم ہوئی تو سب باری باری اجازت لے کر نکلے وہیں فرازم بخش نے علاقے کے ہی دو لڑکوں کی ذمہ داری لگائی کہ وہ پورے گاوں میں دن کا کھانا بانٹ کر آئیں، جو پوری فرمابرداری سے گھر کی پچھلی طرف جا کر اپنا کام شروع کر چکے تھے، وہیں دیگ اور بقیہ تقسیم کا سامان موجود تھا۔

چچا جی۔۔۔پرونے آگئے جے۔۔۔۔گلی دی نکرتے تانگا کھلو گیا۔۔۔"

"کہندے اوتے سامان چک لیاویے

دروازے سے دو بچے اندر آ کر ان سبکی آمد کے بارے بتاتے بولے جس پر فرازم بخش کے خوشی اور گھبراہٹ سے ہاتھ پیر پھولے، لال نور مسکرائیں وہیں سدرہ کے چہرے کی بھی لمحہ بھر ہوائیاں اڑیں۔

"کیوں نئیں پتر چل کے سامان چکوانہاں دا، لنگوا گے۔۔۔"

چچا کی ہڑبڑاہٹ اور باہر نکلنے پر خود کچن میں کھڑی سدرہ کے گھبراہٹ کے باوجود دانت نکلے اور لال نور تو چچا بھتیجی دونوں کی سچویشن سے محظوظ ہوئیں۔

"تمہارے اور فرازم بھائی دونوں کے ہی زمین پر قدم نہیں لگ رہے"

لال نور نے مسکراتے ہوئے باورچی سے باہر قدم بڑھائے اور استقبال کے لیے باہر صحن تک آئیں جبکہ سدرہ باورچی کی کھڑکی سے لگی کھڑی ساتھ ساتھ روٹیاں بنا رہی تھی اور ساتھ ساتھ مسکرا کر اپنے دھڑکتے دل کو سنبھال رہی تھی، آنکھیں تو منتظر تھیں کہ کب وہ صارم کو دیکھ پائیں گی اور دھیان تو اسکا کھڑکی سے دروازے پر جما تھا۔۔

"بے بے تیس روٹیاں بہت ہوں گی؟"

ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دبا کر کیے سدرہ کے سوال پر لال نور نے ہنس کر کچن سے منہ نکال کر دیکھتی سدرہ کو دیکھا۔

"کیا پہلوانوں کا اکھاڑا سجنا ہے جو تیس۔ باولی۔۔ میرا بچہ پندرہ بنالو بہت ہوں گی۔۔۔۔"

بے بے کے جواب پر سدرہ خجل سی مسکا کر واپس گئی مگر لال نور کے چہرے پر پھیلی مسکراہٹ تو تب تھمی جب انکی نظر دروازے میں فرازم چچا سے ملتی اس بہت پیاری لڑکی پر پڑی۔

"خوش آمدید۔۔۔۔۔اللہ کی رحمت آگئی۔۔۔۔۔بہت خوشی ہوئی آپ سب کی آمد کی، کیسی ہے میری دھی"

فرازم بخش خوش دلی سے پرکاش اور پھر اپنے شیر بھانجے سے گلے لگے جبکہ لعلین کی گال سہلائے جس شفقت سے بولے وہ پیارا سا مسکرائی۔

جبکہ اک لمحہ تولال نور آنکھیں چھپکنا بھول گئیں کیونکہ انکوایسالگا جیسے وہ اپنی جوانی اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہی ہوں، وہ خوبخوان جیسی تو تھی، بالوں سے لے کر ڈریسنگ تک، اسکے پیروں میں لال نور کی پسند جیسی سنڈریلا سینڈل مقید تھی، اک لمحہ تودل تڑپ سا اٹھا۔

صارم ان سب کا چچااورانکے دوستوں سے باہر ہی مسکرا کر تعارف کروانے لگ گیا تھا، جبکہ لال نور کی آنکھیں دھندلا سی گئیں۔۔

"ک۔۔کیا یہ لعلین ہے؟"

لال نور کے ہونٹ بے آواز پھیلےاوراسی لمحے دروازے میں کھڑی لعلین کی نظر بے ارادہ صحن میں کھڑیں لال نور پر پڑی تواسکے چہرے پر بھی ویسا ہی اندھیرا چھایا۔

اک پل تودل کو کسی نے مٹھی میں جکڑا تھا، اسکے بابا کی لال نور تھیں وہ، اک آنسو تیزی سے لعلین کی گال پر ٹپکا، حسرت، محبت، عقیدت سے بھر گئی تھی وہ۔

دونوں کی آنکھوں نے بنا کچھ کہے ایک دوسرے کو پہچان لیا، لال نور نے اپنا ہاتھ بے اختیار دل پر رکھا اور تبھی لعلین نے بھی بنا کچھ سوچے اپنے قدم گھر میں رکھے۔

بابا کی پسند، لئیق ایزد کو جنم دینے والیں، فرہاد انکل کی نور، میرے مطابق" ایسی ہی تو ہونی چاہیں تھیں۔اب سمجھی ہوں آپکی محبت بابا، کس کرب سے گزرے ہوں گے آپ، اب سمجھی ہوں لئیق ایزد کے تم نے اس ماں کو کھونے کی کتنی تکلیف سہی ہے، اب سمجھی ہوں فرہاد انکل، آپکی زندگی کے خسارے کو"

اس کا دل تڑپ اٹھا تھا، اس ماں کی آنکھوں میں مجسم لئیق ایزد دیکھائی دیا تھا، وہ بالکل لئیق جیسی تھیں، ویسی ہی آنکھیں، ویسی ہی نظریں جو دیکھ کر ہی آرام پہنچانے لگیں، جن کا دیکھنا ہی دعا کی شکل اختیار کر جائے۔

وہ انکے قریب آکر رکی تو لال نور کی آنکھوں میں سرخی سی چمکی، وہ انکے لئیق کی بیوی ہونے کے ناطے انکے دل کا ٹکڑا ہی تھی۔

صارم اوران تینوں کی آمد پران دو کا یہ محبت اور شفقت کا ٹرانس ٹوٹا تو لال نور نے آگے بڑھ کر لعلین کی گال سہلائے محبت سے دیکھا اور پرکاش اور عینی کو محبت سے خوش آمدی نظروں میں مرکوز کیا۔

جبکہ لعلین نے اپنی آنکھوں میں آتے آنسو بہنے سے جس دقت سے روکے یہ بس وہ جانتی تھی یا صارم جو اس وقت لعلین کی تکلیف بخوبی محسوس کر رہا تھا۔

"خ۔خوش آمدید آپ سبکو،امید ہے سفر اچھا گزرا ہو گا"

لال نور نے عینی سے گلے ملے محبت سے کہا تو انکی آواز شدت جذبات سے لرزی اور پھر لعلین کی طرف رخ موڑا اور صارم دونوں کا تعارف آتے ہی دیتا مگر نظر بھٹک کر بلی کی طرح چھپ کر کچن سے جھانکتی سدرہ پر جا جمی تو زرا دیر وہ بھی ہر کسی سے بے گانہ ہوا۔

اس لڑکی کا دیدار ہی صارم پرکاش کی تھکن کا توڑ کر چکا تھا۔

" آپ جانتی ہیں استانی جی کہ یہ کون ہے؟"

صارم نے ہی استانی جی کی بے قراری اور لعلین کی کیفیت آسان کر بے کو لعلین کا تعارف دیتے سسپینس پھیلا یا اور لال نور اس وقت کچھ بوجھنے کی حالت میں کہاں تھیں، اس سراسیمگی کی سی کیفیت تھی جس نے دونوں لعلین کو اپنی گرفت میں لیا۔

ج۔ جانتی تو نہیں ہوں لیکن اسے دیکھ کر لگتا ہے یہ لعلین ہے،"

"م۔۔ میرے لئیق کی لعلین

لال نور کے دلفریب، محبت بھرے انداز ے پر جہاں صارم مسکرایا وہیں باقی سب لعلین کی آنکھوں سے ٹپک پڑتے آنسوؤں پر دلبر داشتہ ہوئے۔ خود ہی لال نور نے پیار سے اس عزیز بچی کو نا صرف گلے لگا یا بلکہ اس لمحہ لعلین کو واقعی لگا وہ لئیق کے گلے لگ گئی ہے، ایسا سکون جو اس شخص کے جاتے ہی رخصت ہوا وہ اسے اس ماں کی آغوش میں ملا تبھی تو اسکے آنسوؤں کی رفتار میں تیزی آئی۔

میرے لئیق کی لعلین۔۔۔۔ مما قربان جائیں تم پر۔۔۔۔۔اسکی خوشبو تم "
"سے آرہی ہے

لال نور کے پیار سے گلے لگانے نے لعلین کے ضبط کو توڑا مگر وہ اسے کیسے یوں رونے دیتیں تبھی الگ کرتے ہی اس کی جبین آسودگی سے چومی تو اس لڑکی کے بلکتے تڑپتے دل کو مانو قرار مل گیا۔

جہاں پرکاش، عینی اور فرازم بخش بھیگی آنکھوں کے ساتھ ان دو کا یہ ملن دیکھ کر روہانسے ہوئے وہیں صارم کچن کی دیوار سے لگ کر رو تو منہ بنا کر بے بے اور لعلین کو دیکھنے میں گم سدرہ کو دیکھ رہا تھا جو خود بھی ان دو کو روتا دیکھے ملکہ جذبات بنی ایموشنل ہو رہی تھی تبھی وہ بے اختیار مسکرایا۔

اور جب سدرہ کی نظر غیر ارادہ خود کو وارفتہ مسکراتی نظروں سے دیکھتے صارم پر پڑی تو وہ لرز اٹھتی نا صرف پیچھے ہٹی بلکہ تیز تیز سانس لیتی دیوار سے جا لگی۔

اتنی ہمت نہ تھی کہ اس شخص کی موجودگی میں باہر نکل کر مہمانوں سے ملتی۔

اس شخص کی نظروں میں مرکوز ہو جانا ہی سدرہ کی عافیت کا جہاں تھا، اس سے آگے وہ سوچ ہی نہیں پاتی تھی، اس شخص کی آنکھوں کا بے ادب لمس اسے چھپ جانے کے باوجود گدگدا رہا تھا۔

"یا اللہ! میں کیسے باہر جاوں۔۔۔۔ کیوں آپ نے انکو اتنا سوہنا بنایا ہے اللہ"

"جی۔۔۔۔ ایسا لگتا ہے انکو نظر بھر کر دیکھ لیا تو یہیں گر پڑوں گی

اپنی گھبراہٹ آج اسے بھی چڑا رہی تھی، بے بے نے کتنا سمجھایا تھا کہ وہ خود کو صارم سے جڑے رشتے کے لیے تیار کرے مگر یہ سب اس نازک اندام کے بس کی بات ہی نہ رہی تھی، جبکہ صارم کے دل میں اس لڑکی کی یہ ادائیں صاف صاف حشر برپا کر چکی تھیں۔

"سب آپکو بہت یاد کرتے ہیں، وہ بھی جسے اس دنیا میں سب سے عزیز اب بھی آپ ہیں۔۔۔۔ آپکو مس کرتے ہوئے بالکل کسی ایسے بچے کی طرح ہو

جاتا ہے جس سے اسکا سب چھن گیا ہو۔ میں آپکو لینے آئی ہ۔۔ ہوں
مما۔۔۔۔ لئیق کے لیے، فرہاد انکل کے لیے۔۔ آپ کی جگہ خالی ہے،
"آپکی منتظر
لعلین نے اپنے آنسوؤں پر بند باندھا مگر وہ لئیق کے ذکر پر جہاں آبدیدہ ہوئیں وہیں فرہاد علوی کے لیے انکے دل میں یا زندگی میں اب کوئی گنجائش نہیں تھی جو انکی آنکھوں کی سرد مہری سے عیاں تھا۔
ہمم۔۔۔ میں ضرور چلوں گی۔۔۔ لیکن صرف اپنے بچوں کے "
لیے۔۔۔ میں نے بھی اسے بہت مس کیا ہے، کچھ خوف تھے جو مجھے اس تک جانے نہ دے سکے میری جان۔
میرے لئیق کی پسند تو نا صرف نام سے بلکہ لک سے بھی بلکل اسکی مما جیسی ہے۔۔۔ تمہیں دیکھ کر اپنی جوانی یاد آگئی۔۔۔۔ بہت پیاری ہو تم، جتنی
"خوبصورت ہو یقین ہے تمہارا دل بھی اتنا ہی پیارا ہو گا۔۔۔۔۔

لال نور کا فرہاد کے لیے سفاک ہوتا دل لعلین بھی بھانپ چکی تھی مگر اس کے لیے لال نور کو لے کر جانا ہی بہت زیادہ تھا۔

"آپ سب کھڑے کیوں ہیں، آیئے تشریف رکھیے۔۔۔۔۔۔صارم لے کر چلو سبکو"

جذباتی منظر ختم ہوا تو لال نور نے ہی مہمان نوازی کے ناطے سب کو اندر لے جا کر بٹھایا، عینی اور پرکاش دونوں کو ہی اس گھر میں آکر دلی خوشی نصیب ہوئی، فرازم بخش تو ان سب کے آگے بچھے جا رہے تھے، انکی تو ناجانے کتنی مرادیں پوری ہوئیں۔

"واقعی لئیق کی ماں کو ایسا ہی ہونا چاہیے تھا، میرا بچہ خوش ہے نہ"

بیٹھتے ہی عینی نے اداس سی لعلین کو کہا تو وہ کمرے سے باہر جاتیں لال نور کو دیکھتی گہرا مسکرائی۔

خوشی تو بہت چھوٹا لفظ ہے عینی، آپ نے دیکھا وہ لئیق جیسی ہیں۔۔۔۔"

انکے پیار سے گلے لگانے پر وہ بہت یاد آیا۔۔۔۔۔میں تو اس لمحے کی منتظر

"ہوں جب وہ اپنی م۔۔ مما سے ملے گا

پرکاش صاحب کو فرازم بخش نے کمپنی دی جبکہ لعلین نے اپنے احساسات کھل کر عینی کو بتائے تو وہ خوشی سے لعلین کو اپنے سینے سے لگا گئیں۔

"سدرہ، جاو مل کر آو سب سے۔۔۔۔بس کرو روٹیاں"

صارم، لال نور کے ساتھ ہی کچن میں گیا تو سدرہ جو روٹیاں بنانے کے بعد اپنے ہاتھ دھونے باہر سے ہی بے بے کی تاکید سنے چولہا بند کیے بجلی کی سپیڈ سے باہر نکل رہی تھی، سیدھا صارم سے ٹکرائی جو لال نور کے پیچھے ہی انکی مدد کو وہاں آ رہا تھا، اک لمحہ تو وہ خود بوکھلایا مگر لال نور جہاں مسکرا کر

مہمانوں کے لیے چائے بنانے باورچی خانے کے اندر بڑھیں، وہ بھی اپنے ہاتھ جو صارم کی کالی قمیص پر آٹے کے نشان چسپاں کر چکے تھے، ہٹاتی آنکھوں میں خوف سمیٹ کر دو قدم پیچھے سرکی جو ایک مسکراتی نظر اس

ہوائیاں اڑے پیارے چہرے اور ایک اپنے سینے پر بنے ہاتھ کے نشان پر ڈال چکا تھا، بخدا آج اس کا دل یہی کیا کہ اس لڑکی کو پکڑ کر دبوچ لے اور کہے کہ وہ کیوں اسے پورے حق سے دیکھنے سے ڈرتی ہے، کیوں وہ اسے اپنے قریب آکر زندگی کو محسوس کرنے کا شرف نہیں دیتی، اس وقت بھی تھی جیسے اس شخص کا سایہ بھی پڑا تو وہ صارم سے یوں دور سرک کر کھڑی دل کو مائل کر ڈالے گا۔

اللہ جی یہ کیا ہو گیا۔۔۔۔۔۔۔۔ معاف کر دیں۔۔۔۔ج۔۔ جلدی میں "
"نکلی تھی۔۔۔۔ میں صاف کر دیتی ہوں

سدرہ نے گلے میں رسی کی طرح گما یا دوپٹہ جلدی سے کھول کر اپنے ارد گرد لپیٹا اور ڈر کر منمنائی اور اپنے دوپٹے کا ایک کنارہ ہی مٹھی میں دبوچے صارم کے قریب آئی اور ہوا کے جھونکوں کی سی نرمی کے سنگ اس نے سینے پر لگے آٹے کے نشانات مٹائے مگر اتنے قریب اس لڑکی کا محصور ہونا صارم پرکاش کے لیے ایک نیا لمحہ ثابت ہوا جب وہ باآسانی اس لڑکی

کے ڈھیلے گندھے بالوں سے اٹھتی مخمور سی مہک انہیل کرنے کے ساتھ اس گل بدن کے چہرے کی ہر راعنائی فرصت سے دیکھ پایا۔

"کوئی بات نہیں سدرہ گھبراو نہیں، تم نے کسی طرح یہ بورنگ ویلکم تو تبدیل کیا۔۔۔۔خود میرے قریب آئی"

وہ اسکے جواب پر متذبذب ہوتی زرا سا پیچھے سرکی، اپنے دوپٹے کو مٹھی میں دبوچے حواس باختہ ہوئے نظریں زمین پر ٹکائیں۔

"م۔۔میں کب آئی؟"

معصومیت اور خوف سے فوری الزام سے خود کو بری کرنا چاہا تبھی صارم نے خود ہی بیچ کا فاصلہ کاٹا، سدرہ کو لگا جان سینے میں ہی اٹکی ہے، کیونکہ وہ اس پر اسکی سوچ سے زیادہ اثر انداز ہوتا تھا تبھی تو وہ اس سے دور رہتی تھی۔

"مجھے تو لگا آئی ہو، آئی فیل دس۔۔۔۔۔یہ سپیشل تیاری میرے لیے کی ہے کیا کسی نے؟"

شاید نکاح کے بعد وہ پہلی بار اسے یوں سجا دیکھ رہا تھا سو جناب کے دل نے خوش فہم ہونا چاہا مگر وہ اسکے سحر سے آزاد ہوئے چہرے کے اڑے اڑے رنگوں کو سنبھالے بڑی دقت سے اس کے حصار سے نکلی اور نظر جھکا کر اقرار میں سر کو ہلائے بنا صارم کو دیکھے تیزی سے بھاگ نکلی اور لال نور اس باولی کے ویسے ہی گھبرائے رنگ دیکھے اور صارم کے محبت بھرے انداز پر دلکش مسکرائیں، اب تو انکو بچارے صارم سے دلی ہمدردی محسوس ہوئی، اور کوئی صارم سے پوچھتا کہ وہ لڑکی اک معمولی سا اقرار کر کے کیسا سکون پھونک گئی ہے۔

بڑی دقت سے خود کو سنبھالے وہ کچن میں انٹر ہوا۔

"ٹھیک ہو جائے گی، تم جانتے ہو کہ بہت شرمیلی ہے۔۔۔۔ لیکن تم سے اور تم سے جڑے رشتے پر دل سے راضی ہے۔ امید ہے تم میری سدرہ کو سنبھال لو گے، اسکی حیا لاج اور سمٹے پن کو اپنی طرف مائل کر لو گے"

مہمانوں کے لیے چائے رکھتیں وہ اندر آکر پاس ہی کھڑے ہو کر کپ ٹرے میں ترتیب سے رکھتے صارم سے مخاطب ہوئیں جس نے کپس ترتیب دیے اور پانی سے اپنی ہتھیلی تر کیے سینے پر لگے آٹے کے سفید داغوں کو مٹانے لگا جو سدرہ نے صاف کرنے کے چکر میں مزید پھیلا دیے تھے، غضب کی مسکراہٹ نے اس شخص کے ہونٹوں پر لمس بکھیرا۔

"آپ بے فکر رہیں، اسے سنبھالنے کے لیے بہت بے تاب ہوں۔اور مجھے سدرہ کی یہی شرم وحیا اور سمٹ کر رہنا پسند ہے، آپ تو جانتی ہیں کہ یہی "میرے اس سے عشق کی وجہ ہے

انھیں صارم سے ایسی ہی امید تھی اور صارم کے جذبات انھیں دلی طمانیت بخش گئے۔

"جیتے رہو، لعلین کو لے کر آئے ہو۔۔۔۔بہت شکریہ"

وہ انکے مشکور ہونے پر نرمی سے مسکرایا۔

وہ سب جان چکی تھی سو اس نے ملنے کی خواہش کی اور میں نے اسکی"
خواہش کا احترام کیا۔ آپ اپنے پیاروں میں بنا کسی فکر کے جا سکتی ہیں،
سدرہ اب میری ذمہ داری ہے اور میں یہ ذمہ داری پورے دل سے نبھاوں
"گا

اس وقت صارم کا انھیں تسلی دے کر بے فکر کرنا بہت ضروری تھا کیونکہ
وہ خود واپسی کے لیے تڑپ اٹھی تھیں اور ابھی تو یہ سچ کھلنا باقی تھا لال نور پر
کہ وہ لعلین نہ صرف لئیق کی بیوی ہے بلکہ ابراہیم سلطان کی بیٹی بھی ہے۔

"ہمیشہ آباد رہو صارم، کبھی کوئی دکھ تمہارے قریب نہ آئے۔ سدرہ بہت
خوش قسمت ہے کہ اسے تم جیسا پیارا شخص ملا اور تمہارے والدین بھی تم
"جیسے پیارے ہیں

لال نور نے شفقت کے سنگ اسکی گال سہلائی تو وہ ان جیسا مسکرایا۔

"چلیں آپ ان سب کے پاس جائیں، میں چائے لاتا ہوں"

صارم نے اصرار ہی اتنے پیار سے کیا کہ لال نور ٹال نہ سکیں اور مسکرا کر کچن سے نکلیں۔

تب تک سدرہ بھی ہاتھ دھو کر سب سے ملنے ہچکچاتی ہوئی مہمان خانے پہنچی، مگر عینی اور لعلین نے جیسے اسے گلے لگایا، اسکی ساری گھبراہٹ لمحے میں ختم ہوئی، اسے ایسا لگا جیسے یہ سب غیر نہیں صدیوں سے اسکے اپنے ہوں۔

پرکاش صاحب نے بھی شفقت سے اسکے سر پر ہاتھ رکھا تو وہ سب کو دیکھتی رسان سے بے بے کے اندر آنے پر باہر نکلی۔

اور سیدھی باورچی کی طرف گئی مگر وہاں ہوتی کھٹ پٹ پر سدرہ کے قدموں کو بریک لگی، دل مانو اچھل کر حلق میں آیا، بھاگ جانے کا خیال، پھر سے جکڑے جانے کی خواہش، سب اسکے وجود و دل کو گدگدا گئے۔

زراسا سر نکالے ایک آنکھ سے اندر جھانکی تو صارم کو چائے کپس میں ڈالتا دیکھ کر گھبراہٹ کے باوجود مسکرائی، وہ بڑے پروفیشنل طریقے سے چائے کپس میں ڈالتا ٹرے میں رکھ رہا تھا۔

"سنیں! آپ رہنے دیں میں کر لیتی ہوں"

صارم جو اپنے کام میں محو تھا، مدھم سی بوکھلائی سرگوشی پر پہلے تو حیران ہوا کہ یہ آواز آئی کہاں سے پھر جب سدرہ کو دروازے کے پار چھپا دیکھا تو ناچاہتے ہوئے بھی قہقہہ لگا گیا جو بچاری کی اور جان پر بنا۔

"تم پوری کچن میں آنے کی کوشش کر لو یہی بہت ہے"

صارم کے ہنس کر دیے جواب پر سدرہ نے گہرا سا سانس کھینچا مگر نہ تو دل اندر جانے کی ہمت جتا رہا تھا نہ صارم کو کام کرتے دیکھ کر اسے اچھا لگا تبھی ہمت کرتی وہ اندر داخل ہوئی جس پر صارم نے ایک شرارت بھری نگاہ اس دل کے جذبات میں ہلچل مچاتی نازک لڑکی پر ڈالی اور شرافت سے پیچھے ہٹا جس پر سدرہ نے فوری اسکی جگہ سنبھالی۔

"اتناڈرتی کیوں ہو؟"

اب دروازے میں وہ کھڑا تھا جبکہ آخری کپ میں چائے ڈالتے ہوئے سدرہ کے ہاتھ کپکپا رہے تھے جسے دیکھ کر صارم کا دل مزید مچلا۔

"ن۔۔ نہیں ڈرتی نہیں ہوں۔۔۔آپ جائیں نہ"

خود کو بہادر پیش کیے وہ بنا دیکھے ہی لاڈ سے منمنائی تو صارم نے باہر جانے کے بجائے قدم زرا سدرہ کی طرف بڑھائے تو بمشکل چیخ روکتی وہ سیدھی کچن کاونٹر سے کانپتی جا لگی اور اسکو اتنا سہما دیکھ کر صارم کی شرارت بھی زائل ہو کر فکر بنی اور ساتھ ہی وہ اس لڑکی کا چہرہ دیکھے واپس مسکرایا۔

کیا ہو گیا ہے لڑکی؟ کیا جن ہوں۔۔۔یا میرے سر پر سینگ ہیں۔۔۔۔"

"چہرہ دیکھو پیلا پڑ گیا ہے۔۔۔۔۔ریلکس۔۔کچھ نہیں کر رہا ابھی

اسکا خوف دیکھتے صارم نے اپنے بڑھے قدم واپس پیچھے ہٹائے تو اس لڑکی کی جان میں جان آئی، پر وہ خود افسردہ ہوئی کہ وہ اس شخص کے سامنے کیوں سہم جاتی ہے۔

ہمارا نکاح ہو چکا ہے، رخصتی بھی ہونے والی ہے۔ کم از کم اب تمہارا یہ ڈر "
"ختم ہو جانا چاہیے، دیکھو میری طرف
صارم کے نرمی سے کہنے پر سدرہ نے جھکی آنکھیں اٹھائیں مگر وہ ہنوز خوفزدہ تھی۔
"ن۔۔ نہیں دیکھ سکتی، آپ جائیں نہ۔۔۔"
واپس نظر جھکائے اس بار وہ باقاعدہ روہانسی ہوئی مگر صارم نے زرا قریب رک کر اسکی خوفزدہ حالت نا صرف ساکت کی بلکہ خود کی جانب سانس روک کر دیکھتی سدرہ کو دیکھتے جھکا اور اسکے ماتھے پر ڈھلکی بالوں کی چند لٹوں کو سہلائے اپنے ہونٹوں کی مہر لگائی اور یہ لمحہ سدرہ نے جس طرح کانپ اٹھتے اپنے ہی ہاتھوں میں آتے اپنے دوپٹے کو دبوچا، اس کی اس حالت پر وہ واقعی اپنی مسکراہٹ نہ روک سکا۔

تمہارے لیے یہ شخص بہت نرم ہے سدرہ، امید ہے تم جب میرے پاس"
آو گی تو یہ ڈر تمہارے ساتھ مزید نہیں ہو گا۔اور میں تمہاری آنکھوں میں
"صرف اپنی محبت دیکھنا چاہوں گا
اسکی جبین چومتا وہ اسکو یہ سب کہے خود ہی دور ہٹا تو سدرہ نے اپنی آنکھیں
آہستگی سے کھولیں، دل مانو صارم کے محبت سے چھونے کی شدت پر ہی
دہل اٹھا، مزید کا سوچتی تو ہیں گر پڑتی۔
یا میرے ربا، یہ لڑکی تو مجھے واقعی جن سمجھتی ہے۔۔۔۔صارم بچے منہ کا"
جنگل ہولا کرنا ہی پڑے گا ورنہ یہ تو واقعی ہاتھ نہیں آئے گی۔۔۔۔۔ایک
"بار میرے ہاتھ لگو تم سدرہ، گن گن کر بدلے لوں گا۔چڑیل کہیں کی
سدرہ کی آنکھوں میں ڈر سا دیکھے صارم نے دل میں سوچا اور پھر چیلنجنگ
ہو کر مسکراتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا کچن سے نکل گیا اور سدرہ نے اسکے جاتے
یوں سانس لیا جیسے اسکی موجودگی میں روک رکھا ہو، جبین پر اس شخص کے

ہونٹوں کا لمس پہلی بار میں ہی اتنا شدید تھا کہ اسکی حدت سدرہ کو اپنے پورے وجود کو حصارتی محسوس ہوئی۔

اپنی مرمریں ہتھیلی اٹھا کر اپنی جبین کو چھوا تو اس شخص کے محبت بھرے لمس کا احساس سدرہ کے جسم و جان میں سرشاری اتار گیا، ہونٹوں کو گلاب مسکان سے چھوا۔

وہ خود نہیں جانتی تھی کہ اسے کیا ہو جاتا ہے، بہر حال دو تین منٹس لگا کر اپنی گھبرائی حالت درست کیے وہ چائے لے کر گئی، لیکن اس نے اسکے بعد صارم کو دیکھنے سے گریز ہی برتا۔

جبکہ کھانے کے بعد وہ سوچ چکی تھی فوراً گھر بھاگ جائے گی اور صارم پرکاش ایسا ہونے دیتے یا نہیں یہ دیکھنا پڑے گا۔

....★☆☆☆☆☆★....

یارق کے غصے نے اثر دیکھا ہی دیا تھا اور لوئے کا شام ہی نیو یارک واپسی کا ارادہ جان کر جتنے فرہاد علوی حیرت زدہ ہوئے اتنا خوش دستگیر ہوا تھا۔

ویسے بھی دستگیر نے لوئے کے ساتھ ہیش آتا معاملہ بھی فرہاد علوی سے ڈسکس کیا تھا جسکے بعد لوئے کے جانے کے فیصلے نے انھیں پر سکون کیا، وہ اپنے بچوں کی ذہنی اذیت برداشت کرنے کی پوزیشن میں ہر گز نہیں تھے۔

جبکہ باقی سب آج شاپنگ پر نکل چکے تھے، بھجت اور ہمایوں کیانی کی فرہاد صاحب نے خود ذمہ داری لگائی تھی کہ وہ سب خواتین کو مارکٹ لے جائیں سو دو سیاسی خریف آج خواتین میں ایک ساتھ اچھے پھنسے تھے، بیچ میں صرف آج کا ہی دن تھا سو تیاریاں شروع کی جا چکی تھیں۔

مجھے آپکی شادی اٹینڈ نہ کرنے پر ملال رہے گا لالہ، لیکن میری ساری" دعائیں صبور اور آپکے لیے ہیں۔ وہ میری نا صرف اچھی دوست ہے بلکہ اب اس سے میرا رشتہ مزید گہرا ہو چکا ہے۔ میرا ایک پیغام برو کو دے

دیجئے گا کہ ہو سکے تو میری واپسی سے پہلے زائشہ علوی کا حساب بے باک کر دیں۔۔۔۔۔"

دستگیر اور وہ لان میں کھڑے تھے، فرہاد کچھ دیر پہلے آرام کرنے کی نیت سے کمرے میں گئے تھے مگر در حقیقت وہ لعلین کو کال کر کے اس سے بات کرنے کے تمنائی تھے مگر لعلین کا فون اوٹ آف رینج آ رہا تھا اور فرہاد علوی کی تکلیف میں کمی کا کوئی آثار نظر نہیں آ رہا تھا۔

"تمہارے لیے اس وقت لارا کو اپنی طرف واپس مائل کرنا بہت اہم ہے تمہارے لوئے، اور مجھے پتا ہے تمہارا خلوص اور دعائیں ہمارے ساتھ ہیں۔۔۔۔ ممی سے جاتے ہوئے ملو گے نہیں؟"

دستگیر اسکی تکلیف سے واقف تھا پھر بھی پتھر دل نہیں تھا کہ اس سے اسکی ماں کے بارے آسانی نہ دیتا جبکہ اس ذکر پر ہی لوئے کی آنکھیں جلن سے بھر گئیں، اس ماں نامی عورت کے ذکر تک سے سینہ درد میں اترا۔

صبور کو ممی نے بھلے جھوٹا پیار دیا بھی ہو گا، ساتھ بھی رکھا ہو گا۔اپنے"
مقاصد کے لیے استعمال کیے اسے اپنے لمس بھی بخشے ہوں گے لیکن ممی
نے آج تک میرے لیے ایسا کچھ نہیں کیا دستگیر عالم، بس جنم دیا، اور میرا
خیال ہے انکے اس احسان کا بدلا میں دینا بھی نہیں چاہوں گا۔ کیونکہ اپنے
پیدا ہونے پر مجھے کوئی فخر نہیں۔۔۔۔۔اگر ان سے مل لیا تو میں خود کو
سنبھال نہیں سکوں گا، کیونکہ اس وقت میرے پاس نہ بروہیں نہ وہ لڑکی
جس پر بہت مان تھا مجھے کہ تب تب میرے پاس ہو گی جب میرے پاس
"کوئی نہیں ہو گا۔۔۔۔۔

لوئے کے زندگی کی ہمک سے عاری جواب پر دستگیر کا دل غمزدہ ہوا تبھی تو
اس نے لوئے کا سینہ بردارنہ شفقت سے ٹھپکایا اور تسلی آمیز نگاہیں اسکے
چہرے پر جمائیں۔

تمہارے پاس اب بھی محبتوں کی کمی نہیں ہے میرے پیارے بھائی، ماں"
باپ کے دکھ مشکل ہیں، یہ گھر، یہاں کا ہر فرد تم سے محبت کرتا ہے اور کرتا

رہے گا۔لارا کے لیے ہمت مت ہارو، تم دو کی محبت اگر سچی ہے تو وہ جتنے راستے بدل لے، اسکی آخری منزل تم تک ہی آکر رکے گی۔۔۔مجھے اور صبور کو دیکھ لو، ہم بھی تو آسانی سے نہیں ملے۔۔۔۔۔ہمت رکھنی ہو گی، تمہاری تکلیف دستگیر عالم سب سے بہتر سمجھ سکتا ہے۔بھائی یہاں نہیں ہیں لیکن میں ہوں، ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں۔اللہ تمہارے دل کو تقویت دے"

دستگیر عالم ہی تو اسکا سایہ تھا جس نے لئیق ایزد کے ہر پیارے کو سنبھال لیا تھا، یونہی تو وہ لئیق ایزد کے لیے اہمیت کا حامل نہیں تھا، وہ لئیق ایزد کا دائیاں بازو تھا، دستگیر کے حوصلہ دلانے کے باوجود اسے حوصلہ نہ ملا اور یہ بے بسی کا کوئی اونچا مقام تھا۔

آمین! لالہ آپ بابا کا خیال رکھیے گا میرے جانے کے بعد، وہ لعلین سے" بات کرنے کا کہہ رہے تھے، انکی لازمی بات کروا دیجئے گا۔اس معاملے کو لے کر وہ بہت ڈسٹرب ہیں"

لوئے کو اب بھی فرہاد علوی کی فکر تھی، باقی ہر معاملہ تو اس نے اللہ پر چھوڑ دیا تھا۔

"بے فکر ہو جاو، وہ دستگیر کی حفاظت اور کمپنی میں ہیں۔ میں انکی لعلین سے بات کروادوں گا بلکہ تم خود کروا دینا کیا پتا وہ اٹھا لے۔ جاو تم تسلی سے جانے کی تیاری کرو"

دستگیر نے گویا اسکی تمام فکر ہٹائی تو وہ بھی مشکور سی نظر ڈالتا وہاں سے چلا گیا جبکہ دستگیر کی توجہ واٹس ایپ میسج نے کھینچی مگر وہاں دیکھتے ہی جناب کی آنکھوں میں الوہی چمک بیدار ہوئی۔

صبورا سے اپنے ویڈنگ ڈریس کی پکچر بھیج کر رائے پوچھ رہی تھی۔

"ویڈنگ ڈریس کے علاوہ باقی شاپنگ کرو، وہ میری پسند کا ہو گا۔ کیونکہ وہ میرا دن ہے سو من مرضیاں بھی میری ہوں گی مسیز دستگیر عالم"

میسج کے جواب میں شرارت بھرے لہجے میں استحقاق انڈیل کر وائس میسج بھیجے وہ مسکراتا خود بھی اندر بڑھا۔

جبکہ شاپنگ کرتی عوام نے تو آج پوری مال پر ہی قبضہ جمایا ہوا تھا۔

بچارے دو معصوم سیاسی آدمی تو شاپنگ بیگز ہی تھامے مظلوم دیکھائی دے رہے تھے، سیلی اور بھجت سب کے ساتھ سپیشلی فرہاد علوی کی تاکید پر آئے تھے کیونکہ ایک دن تھا اور تیاریاں اخیر۔

سیلی اور بھجت نے بھی پوری فراغ دلی سے اپنی موجودگی کا احساس دلائے انکی ذمہ داری بانٹ لی تھی۔

نیہا اور ہمایوں صاحب کا کل نکاح تھا سو آج کا ہی دن تھا سب کے پاس تیاریاں مکمل کرنے کا۔

بھجت کسی کال پر مال سے باہر نکل گیا جبکہ صبور، سیلنا اور مریم بی پورے انہماک سے شاپنگ میں بزی تھیں اور نیہا اپنے لیے کل کا کوئی ہلکے سے کام والا جوڑا سلیکٹ کر رہی تھی جب ہمایوں نے عقب سے آکر اپنی پسند کا میرون میکسی ڈریس نکالا جس پر وہ بھی انکے وجود و لباس سے اٹھتے جاندار کلون کی مہک انہیل کرتی گھبرا کر پلٹی تو بمشکل انکے چوڑے سینے سے

ٹکراتے بچی جس میں زیادہ کوشش جناب نے کی، ایک دن کا سہی پر حوصلہ اور صبر رکھنا ان پر فرض تھا۔

"یہ تو بہت ہیوی ہے ہمایوں"

نیہا کا اتنا ہیوی جوڑا دیکھ کر دل سا بیٹھا جبکہ وہ پراسرار سی مسکراہٹ دیے سیل گرل کو وہ ڈریس دھیمی مسکراہٹ سے جگمگاتے ہونٹوں کو پھیلائے، تھما چکے تھے۔

"میں چاہتا ہوں تم ہیوی سی دلہن لگو، میرے جیسی۔۔۔ دیکھنے والی آنکھ کو کوئی کمی نظر نہ آئے، میں نہیں چاہتا ان فیوچر ہمارے بچے، ہماری شادی کی تصاویر دیکھ کر ہماری عمروں کے فرق کو فوری پہچان جائیں"

ہمایوں نے اپنی نظروں کو اس کے گھبرائے چہرے سے ہٹائے بے باک ہوتے یہ جملے ادا کیے تو وہ پہلے تو سالن ہوئے انکے چہرے کو تکتی رہی اور جب انکی اتنی حد سے بڑھ جاتی خواہشات کا سوچا تو بلش کرتی نظر چرا گئی۔

ب۔۔۔بچے۔۔۔۔۔وہ کہاں سے آ گئے ہمایوں۔۔آپ تو پہلے ہی ڈیڈی "
"ہیں نہ
وہ اسکے ہچکچا کر بنا دیکھے پوچھے سوال پر مزید اسکے لیے ڈریس دیکھتے اسکی گلال پڑتی چہرے کی رنگت سے بمشکل نظریں ہٹا سکے۔
میرے خیال میں پھر سے ایکسپیرئنس کرنے میں کوئی حرج تو نہیں نہ "
پابندی ہے، ہاں تمہاری مرضی اہمیت ضرور رکھے گی، گھبراو مت تمہیں
"تنگ کرنا اچھا لگا
وہ بے باک گفتگو کرتے زیادہ پیارے لگ رہے تھے اور جس طرح وہ اپنی خواہش کو خوبصورتی سے نیہا کی مرضی پر چھوڑ گئے یہ اس لڑکی کے دل میں کیسی کیسی امنگیں جگا گیا یہ بس وہ ہی جانتی تھی، صہرہ قوس وقزاح کے رنگوں کا مسکن بنا تھا تو مستقل اس چہرے کو چند لمحے دیکھنے کے بعد ہمایوں کیانی نے اپنی نظریں ہٹا لیں۔

کچھ فاصلے پر مریم بی جان اور سیلی کے ساتھ اپنے لیے خریدے ڈریسیز دیکھتی صبوران دو کی مسکراہٹ پر اپنی نگاہیں مرکوز کیے دل سے مسکرائی، بی اماں کی اسے کال آئی تھی، وہ کچھ دیر میں خان بابا کے ساتھ کیانی پیلس پہنچنے والی تھیں، لیکن صبور کس طرف سے شرکت کرے ابھی ڈیسائڈ نہیں ہوا تھا، کیونکہ کل کا ایونٹ تو صرف نیہا اور ہمایوں کے لیے سپیشل تھا اور اسی میں صبور اور دستگیر کی مہندی کا پلین رکھا گیا تھا۔

"آپ خوش رہیں گے میرے ساتھ"

توجہ سامنے دیے وہ ایک اور پیارا سا فارمل سلک کا اوٹ فٹ چوز کرتی مسکرائی تو ہمایوں جو اسکے لیے خود بھی تین چار جوڑے پسند کر چکے تھے، نیہا کے اپنی طرف چہرہ گما کر دیکھنے پر پراسرار سا ہوئے۔

"کل بتاوں گا اور خوش رہ کر دیکھاوں گا، میرا نہیں خیال تم صرف لفظی اقرار کی مستحق ہو نیہا، تم محبت کے لائق ہو، کم از کم ہمایوں کیانی کی محبت کی ہر تفصیل کے"

نیہا کے کان کی اور جھک کر کی یہ بے خود سر گوشی، نیہا کے چہرے پر
سرخیاں سمیٹ لائی، یہ ستم ڈھا کر وہ فوری فاصلہ بنا گئے۔
اپنے ڈیڈی کو خوش دیکھ کر صبور اپنا کرب بھلا چکی تھی، جو ناانصافی اسے لگتا
تھا اس نے نیہا کے ساتھ کی ہے اسکا بوجھ اسکے دل سے کم ہو گیا تھا۔
نیہا کے لیے ہم بہت خوش ہیں، وہ ہمایوں کے ساتھ کتنی پیاری لگ رہی"
"ہیں
دل تو آج مریم بی کا بھی ہلکا ہو گیا تھا اور سیلنا صبور دونوں نے ہی انکی بات کی
تائید دلکشی سے مسکراتے ہوئے کی۔
اللہ کے ہر فیصلے میں مصلحت ہوتی ہے، دو ٹوٹے دل سب سے بہترین جوڑ"
ثابت ہوتے ہیں۔ اور پھر دیکھیں نہ مریم آنٹی، آسمانوں پر لکھا ہو تو زمین پر
مل کر ہی رہتا ہے۔ صبور کا دل بھی بوجھ سے آزاد ہو گیا اور نیہا کا بھی کل گھر
"بس جائے گا
سیلنا کو بھی ان سب معاملات کی دلی خوشی تھی۔

لیکن صبور کی آنکھوں میں اک خلش سی تکلیف اتار لائی۔

"کاش آپ نے میرے ڈیڈی کی قدر کی ہوتی ممی، وہ لاکھوں میں ایک تھے اور دیکھیں اپنے بیسٹ تک پہنچ ہی گئے، آپ نے بے قدری کر کے سب گنوا دیا۔ آپ میری زندگی کا ایک دکھ بن کر رہ گئی ہیں"

سب خوش تھے لیکن وہ نہیں تھی، زائشہ کی زیادتیاں صبور کو اپنے سکھوں میں بھی اذیت سے دوچار کر رہی تھیں اور جب صبور نے اپنی آنکھ سے بہتی نمی رگڑی تو ہمایوں نے اسے بے ارادہ دیکھا اور نیہا کو مزید اچھے اچھے ڈریس سلیکٹ کرنے کا کہتے وہ صبور کے پاس چلے آئے اور پکڑ کر اپنے سینے سے لگایا اور اسے اپنے ساتھ لگائے وہیں واک کرنے لگے۔

"میرا سوہنا کیوں اداس ہے؟"

ڈیڈی کے پیار سے پوچھنے پر وہ بھیگی آنکھوں سے مسکرائی اور رک کر انکے حصار میں ہی پلٹی۔

ہر گز نہیں، آج تو صبور بہت زیادہ خوش ہے۔ آپکی آنکھوں میں نیہا کے "
لیے جو فیلنگز ہیں وہ مجھے بہت خوشی دے رہی ہیں ڈیڈی۔ آئی آئم سو ہیپی
"فار یو۔۔۔
صبور کی تکلیف وہ سمجھ رہے تھے لیکن کیا کرتے وہ صبور کے دل سے زائشہ
کی محبت نکال نہیں سکتے تھے۔
میں اپنے بچے کے ہر کرب سے واقف ہوں لیکن کیا کروں ماں تو وہ"
تمہاری بہر حال رہے گی، تمہیں خود کو سٹرونگ رکھنا ہے، ڈیڈی کی زندگی
" ہو تم۔۔۔اور میں تمہیں اداس نہیں دیکھ سکتا۔
ڈیڈی کے پیار پر وہ آنکھوں میں آنسو لیے ان سے لپٹ گئی، وہ اسکا سر
چومتے اسے سینے سے لگائے خود بھی آزردہ ہوئے۔
"آئی لو ویو سو مچ ڈیڈی، یو آر بیسٹ ڈیڈی ان داورلڈ"
وہ ناچاہتے ہوئے بھی رو دی۔

اینڈ یو آر بیسٹ ڈاٹران داوالڈ۔۔۔۔آواب ڈیڈی اپنے بچے کو پیارے"
پیارے ڈریس دلواتے ہیں۔۔۔۔اولڈ فیشن ہوئے تو گزارا کر لینا کیونکہ
"تمہارے یہ ہنڈسم ڈیڈی زرا پرانے ہیں
اسکی آنکھوں کے سارے آنسو چھٹکیوں میں مسکراہٹ بنائے وہ بولے تو
صبور بھی ہنستی ہوئی انکے ساتھ ہی دوسری شاپ کی طرف بڑھ گئی جبکہ نیہا
کو باپ بیٹی کا پیار دیکھ کر بہت اچھا لگا۔

.._____..

مائل کی لاش ایک سیاہ چادر سے سر تا پیر ڈھک کر اپنی گن ہاتھ میں پکڑے
وہ تمام چال ترتیب دیے صوفے پر بیٹھا تھا، ہال میں نیم اندھیرا کیا جا چکا تھا،

اسکی آنکھیں داخلی دروازے پر سختی سے جمی تھیں، چہرے کے خدوخال
میں تناو بآسانی دیکھا جاسکتا تھا۔
کچھ لمحے گزرے تو مائل کریزگی کے گھر کے باہر یکے بعد دیگرے تین عدد
آکر رکیں اور دیکھتے ہی دیکھتے ان میں سے اپنے ہیڈ کوسیکورٹی Toyota
فراہم کرتے گارڈز پھرتیلے انداز سے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر باہر
نکلتے اس فرینچ داڑھی رکھتے شوخ خدوخال والا آدمی اپنے ہاتھ میں گن
تھامے باہر نکلا۔
آئی بی کے تمام لوگ اس سے پہلے ہی چھپ چکے تھے مگر سب کی نظریں
اس آدمی پر تھیں جو پھنکارتا ہوا اپنے قدم سرعت سے اندر بڑھا چکا تھا۔

"We need to catch Black Diamond alive. You guys know what to do with Sezokar. Bring this stubborn type of our beloved enemy. I'll wait here.

بلیک ڈائمنڈ کو زندہ پکڑنا، اسکی بہت ضرورت ہے ہمیں۔ سیز وکر کے)
ساتھ کیا کرنا ہے، یہ تم لوگ جانتے ہو۔ لے کر آو اس ضدی قسم کے
"(ہمارے پیارے دشمن کو۔ میں یہیں انتظار کروں گا۔

اس ہیڈ کے خمار سے دیے حکم پر لگ بھگ تمام ہی تنتناتے آدمی کاٹ کھاتے تیوروں کے ساتھ اندر بڑھے جبکہ اس ڈیلش نامی ہیڈ نے خود گھر کے احاطے میں اپنے دو گن مینز کے ساتھ رک کر انتظار کرنا مناسب سمجھا۔

بھاری بوٹوں کی دمک کے قریب تر ہونے پر بلیک ڈائمنڈ نے اپنی زمین پر پڑے سیز وکر کی لاش پر جمی نظریں اٹھائیں اور گردن موڑ کر دائیں طرف شیشے کی بڑی سی دیوار کو دیکھا جو مائل کے گھر کے وسیع لان کی طرف کھلتی تھی اور پھر اپنی نظر موڑ کر داخلی دروازے پر لگائی، لئیق نے اپنی مضبوط کلائی پر بندھی رکی گھڑی ایکٹیو کی اور اس بلنک کرتی ڈیجیٹل ڈیوائس پر نگاہ ڈالی جسکا ٹائمر شروع ہو چکا تھا۔

اور بنا لمحہ ضائع کیے بلیک ڈائمنڈ نے اپنی ہاتھ میں پکڑی گن اٹھ کر لپکتے ہوئے اس شیشے کی دیوار پر ماری اور اس سے پہلے وہ لوگ اندر گھستے، لئیق وہیں ٹوٹے کانچوں سے بچ بچاتا باہر چھلانگ لگاتا نکلا۔

جیسے ہی ڈیلش کے لوگ گھر کا دروازہ توڑتے اندر گھسے، لاونج کا سارا ایریا دھماکے سے پھٹا اور نہ صرف ہیبت ناک آواز گونجی بلکہ تمام اندر گھستے آدمیوں کے جسموں کو آگ نے پکڑا۔

باہر اپنے دو آدمیوں کے ساتھ کھڑے ڈیلش نے حلق تر کرتے ہیبت ناک آواز سنتے بھاگنے کو قدم موڑے تو دو اڑتی گولیاں اسکے دونوں گارڈز کا کام تمام کر چکی تھیں۔

اپنے سامنے سیاہ خوفناک ہیولے کو دیکھ کر ڈیلش کے چہرے پر خوف اترا، اسکے ہاتھ میں پکڑی گن کپکپا گئی مگر بنا اسے کوئی مہلت دیے گن کی گولی ڈیلش کے بازو کو چیرتی ہوئی نکل گئی، اسکے ہاتھ میں پکڑی گن وہیں زمین پر

گری، دوسرے ہاتھ سے گولی کے باعث پھٹ جاتے جسم کو دبوچنا چاہا مگر لئیق کو دیکھتی اسکی آنکھیں اخیر حقارت سے بھری تھیں۔

کے دوسرے لوگوں نے IB گھر کی طرف سے بھاگ کر آتے گارڈز کو بروقت نشانہ بنایا، جبکہ ڈیلش لڑکھڑا کر زمین پر تب گرا جب اس سیاہ خوفناک آنکھوں والے نے اسکی گردن اپنے چٹانی ہاتھ کی گرفت میں دبوچ کر اپنی طرف کھینچا۔

"Are you the last dirt or there is dirt on you too? Your desire to catch the black diamond is buried in the dust, whoever finds out about me, his death is written. Tell me, what was your plan?

آخری گند تم ہو یا تمہارے اوپر بھی گند گی موجود ہے؟ تمہارے بلیک)
ڈائمنڈ کو پکڑنے کے ارمان مٹی میں مل گئے، جو مجھے جان جاتا ہے وہ اپنی
(جان سے چلا جاتا ہے۔ بتاو، کیا منصوبہ تھا تمہارا؟
تضحیک کے سنگ لئیق نے اسکی خود پر حقارت سے جمی آنکھیں دیکھے غرا کر
پوچھا جس پر وہ یہاں تک پھیلتے دھوئیں سے دم گھٹنے پر مچلا مگر لئیق نے اسکا
گریبان پکڑے پورچ کی سمت آتے اسے مین گیڈ سے پٹخا۔

"Don't think you won, you will never finish us Black Diamond. We will go to any extent to achieve our goals, we have penetrated the roots of your people.

یہ مت سمجھنا کہ تم جیت گئے، تم کبھی ہمیں ختم نہیں کر پاو گے بلیک)
ڈائمنڈ۔ ہم اپنے مقاصد کو پورا کرنے کے لیے ہر حد سے گزریں گے، ہم
"(تمہارے لوگوں کی جڑوں میں گھس چکے ہیں۔

زخمی بازو پر ہاتھ کا دباو بڑھائے وہ کمینگی بھری مسکراہٹ اچھالتا ہنسا، لئیق کے ہاتھ کا دباو بھی اسکی گندی زبان جتنا سنگین ہوا۔

"So remember this too, everyone like you will have to compete with me. If not me, there are many others like me who will wipe out the dirty insects like you. You guys do your best, victory is written on our hearts. Whenever you interfere with our people, our lands and our affairs, you will always be pun-ished.

تو پھر یہ بات تم بھی یاد رکھنا، تم جیسے ہر ایک کو مجھ سے مقابلہ کرنا پڑے) گا۔ میں نہ سہی تو میرے جیسے اور بہت ہیں جو تم جیسے گندے کیڑوں کا

صفایہ کریں گے۔ تم لوگ اپنی کوشش کرلو، جیت ہمارے دلوں پر درج کی جاچکی ہے۔ ہمارے لوگوں، ہماری زمینوں اور ہمارے معاملات میں جب "(جب مداخلت کروگے، تم سبکا عبرتناک انجام کیا جائے گا۔

اسکے ناپاک عزائم لمحے میں مٹی میں ملائے اس آدمی کی گردن پر رکھ کر گولی چلائی، ایک سسکی بھرتے ہی وہ نجس وجود وہیں دروازے کے ساتھ ہی لگا زمین کی طرف لڑھکا جبکہ اک حقارت بھری نگاہ اس گھر پر ڈالے وہ ہر طرف سے اٹھتے دھوئیں پر سرسری سی نگاہ ڈالے اپنی گن اپنی جیکٹ میں دیے نا صرف نکلا بلکہ دو لوگ جو اسکی حفاظت پر معمور تھے اسکے اشارے پر سر ہلاتے اسکی طرف بڑھے جبکہ بلیک ڈائمنڈ کا کام ختم ہو چکا تھا سو وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا تیزی سے اس سنسان سڑک پر پہنچا اور دیکھتے ہی دیکھتے سڑک کے دوسرے کنارے جا کر گم ہوا۔

ایک ٹیز نامی بلڈنگ کا نام دیکھتے ہی لئیق نے اپنے چہرے پر لگا ئا ڈائمنڈ ماسک اتارا اور اس بلڈنگ کی بیسمنٹ کی طرف بڑھا۔

اسکی گاڑی اسی بیسمنٹ کے گیراج میں اسکی منتظر تھی، چوکنا نظروں سے ارد گرد کا جائزہ لیے لئیق اپنی گاڑی میں سوار ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے اسکی گاڑی گیراج اور اس بلڈنگ سے باہر نکل کر سیدھی سڑک پر فراٹے دار انداز میں رواں دواں ہوئی۔

اسکی منزل سیدھا ہوٹل تھی کیونکہ کل سے وہ اس مشن کی وجہ سے اپنا آرام و سکون بھولے ہوئے مصروف تھا اور اب بھوک نیند اور اگلے مرحلے اور لائحہ عمل پر توجہ دینی اشد اہم تھی۔

اسکے پیچھے کا کام وہ لوگ سنبھال چکے تھے، پورے ایریا کو سیل کر دیا تھا، کچھ ہی دیر میں ایمبولنس اور فائیر بریگیڈ کی گاڑیاں مائل کریزگی کے گھر کے باہر پہنچ چکی تھیں۔

گھر کا مین ہال والا حصہ بری طرح تباہ ہو چکا تھا اور آگ آہستہ آہستہ ہر طرف پھیل چکی تھی۔

وہیں اینجیلیہ کا گارڈ پہلے ہی ہوٹل کے باہر لئیق کا منتظر تھا، لئیق کی گاڑی ہوٹل کے احاطے میں رکی تو وہ جیکٹ اتار کر ہاتھ میں پکڑے مصروف سے انداز میں ہوٹل کے اندر بڑھا جبکہ اینجیلیہ کے گارڈ کی آنکھوں میں چمک نمودار ہوئی، بچارا جانتا نہیں تھا کہ کہاں بے موت مرنے آگیا ہے۔

لئیق نے ہوٹل کے ریسپشن پر شام بخیر کہا اور سرسری سی مسکراہٹ اچھالتا سیدھا اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔

تمام انفارمیشن اور لیگل ڈاکومنٹس اس نے پہلے ہی ہیڈ بیورو میل کر دیے تھے، پن ڈرائیور اسے خود پاکستان لے کر جانی تھی، اسکا مشن مکمل ہو چکا تھا۔

تھکن سے برا حال لیے وہ اپنی جیکٹ سے پن ڈرائیور اور وہ ڈیوائس نکال کر اپنے لاکڈ بیگ میں رکھے شرٹ کے بٹنز کھولنے ہی والا تھا جب دروازے پر دستک نے اسکے ہاتھ روکے۔

"یس؟"

لئیق نے دروازہ کھولے سامنے کھڑے روم سروس دیتے ویٹر پر استفہامیہ نظریں گاڑیں جس نے ایک نہایت ہی سستا اور بیکار موبائیل فون لئیق ایزد کی سمت بڑھایا جسے دیکھ کر لئیق کی سرد مہری مزید بڑھی، تو آفیسرز کو اس پر رحم آ ہی گیا پر ایسا فضول رحم جناب نے برے دل سے مسترد کیا۔۔

سر ہلا کر ویٹر کو بھیجے لئیق نے دروازہ بند کیا اور فون کے بٹنوں کو بے ترتیب ٹچ ہی کیا کہ کسی پاکستان کے نمبر سے آتی کال پر لئیق چلتا ہوا ونڈوز کی طرف آیا۔

ویل ڈن مائی بوائے۔۔۔امید سے اس بار بھی زیادہ کر کے آئے ہو،"
سیز وکر، ڈیلش اور یہاں تک کے مائل بھی گیا۔ سب تمہاری کارگردگی پر اش اش کر اٹھے، تم کل ہی واپس آ سکتے ہو۔ چیف کمانڈر بہت خوش ہوئے ہیں ویل ڈن"

زبیر ہاشمی کی ہشاش بشاش آواز سن پر بھی وہ جوابا بیزار چہرہ لیے پلٹا اور بیڈ پر بیٹھا۔

اٹس مائی ڈیوٹی، امید ہے میں نے اپنی غلطیوں کی تلافی کر لی ہو گی۔ مشن"
ختم ہو گیا ہے لیکن ایک پرسنل کام کی وجہ سے میں مزید ایک ہفتہ رکوں گا،
"پن ڈرائیو رمیرے پاس ہی ہے، سو فکر مت کیجئے گا وہ سیو ہے
لئیق کی تھکاوٹ اسکے لہجے کو بھی بھاری کر چکی تھی جسکا زبیر ہاشمی کو اندازہ
بھی ہو رہا تھا۔

ٹھیک ہے جیسا تم چاہو، یہ فون اب تمہارا ہی ہے۔ تم اپنے گھر والوں سے"
رابطہ کر سکتے ہو، تم پر لگی پابندیاں ختم۔ تمہاری واپسی کی فلائیٹ یہیں سے
"کنفرم ہو گی تو جب آنا ہو انفارم کر دینا
زبیر ہاشمی نے نرمی سے بات مکمل کی جس پر لئیق نے گہرا سانس کھینچے کال
کاٹی مگر اس فون کو دیکھ کر اسے صرف کوفت ہی ہوئی۔
فون نمبر زاس سے آج تک کسی کے یاد نہیں ہوتے تھے، پھر اس ناکارہ فون
کا کیا کرتا جس میں نیٹ کی کوئی سہولت نہ تھی بلکہ پرلے درجے کا تھکا ہوا
بلیک اینڈ وائیٹ فون تھا جسکی نسلیں بھی ناپید ہو چکی تھیں۔۔

بہت شکریہ اس فالتو احسان کا زبیر صاحب، اس فون کو پانے کے خواب "
ہی تو دیکھتا آیا ہوں۔۔۔۔

حد ہے ستم کی، آہ لئیق ایزد آہ، اتنا ماہر ہونے کے باوجود تم سے آج تک اپنا نمبر تک زبانی یاد نہیں ہو سکا۔۔۔۔۔۔اب تمہارا کیا کروں مسٹر لاغر سیل فون، پھینک بھی نہیں سکتا کیونکہ واپس جا کر اسے قومی خزانے میں جمع " کروانا بھی ہو گا۔۔۔۔۔۔

نہایت کوفت سے اس ہاتھ میں چھپ جاتے چھوٹے سے فون کو بیڈ کی سمت اچھالے لئیق نے زہریلی سی خود کلامی کی اور افسروں کی فراغ دلی پر چند قصدے پڑھتا، اپنے نصیب پر آنسو بہائے فریش ہونے بڑھا۔

اسے دستگیر کی ای میل تو یاد تھی پر اس بیمار اور انٹرنیٹ کا فقدان رکھتے فون پر ای میل نامی کوئی شے موجود نہ تھی، جناب دل مسوس کر رہ گئے۔

.. ..

بیل جارہی تھی مگر کوئی اٹھا نہیں رہا تھا، لوئے کی کچھ دیر تک روانگی تھی بس وہ صبور کے آنے کا منتظر تھا تاکہ اس سے مل کر بیسٹ ویشیز دے جبکہ بابا کی بے چینی کے پیش نظر اس نے انہی کے فون سے لعلین کا پھر سے نمبر ٹرائے کیا، وہاں سگنگلز کا مسئلہ تھا اور لعلین کا فون تھا بھی وائبریشن پر سو کال جانے کے باوجود اس تک لعلین کی رسائی نہ ہو رہی تھی۔

وہ لال نور، عینی اور سدرہ کے ساتھ ہی مسکرا کر باتوں میں لگی تھی، مرد حضرات کچھ دیر پہلے ہی عصر کی نماز پڑھنے نکلے تھے اور صارم نے مسجد میں اپنے بابا کا تعارف بھی کروانا تھا۔

"نہیں اٹھا رہیں"

لوئے جو بابا کے پاس ہی نک سک روانگی کے لیے تیار کھڑا کال ملا کر فون کان سے لگائے تھا، خود کی سمت دم سادھ کر حسرت سے تکتے بابا کو یہ کہہ کر مایوس کر گیا۔

"پھر س۔۔سے کرو، کیا پتا اٹھالے۔۔۔۔"

بابا کی بے چینی کے پیش نظر وہ انکے پاس ہی بیٹھا اور پھر سے کال ملائی اور اس بار لعلین کو اپنے بیگ میں ہوتی وائبریشن کا احساس ہو گیا۔

بیگ سے فون نکالا تو فرہاد بابا کے الفاظ اسکے ساتھ ساتھ لال نور کی نظروں میں بھی آئے، تبھی تو انکا عینی سے بات کر کے مسکراتا چہرہ ویران ہوا۔

لعلین نے اپنا فون لیا اور کچھ دیر تک آنے کا کہتی روم سے باہر آگئی اور کال پک کیے فون کان سے لگاتی صحن کی طرف لگے پودوں کی طرف آئی۔

"اسلام و علیکم بھابھی، میں لوئے۔۔۔ کیسی ہیں آپ؟"

فرہاد علوی کے فون سے لوئے کی آواز سن کر لعلین کو خوف سا گھیرا، فرہاد انکل کی طبعیت ٹھیک ہو یہی دل سے دعا کرتی وہ اپنی گھبراہٹ پر قابو پا گئی۔

میں ٹھیک ہوں لوئے، فرہاد انکل کیسے ہیں۔۔۔۔ تم انکے نمبر سے کال کر"

"رہے ہو سب ٹھیک ہے نہ

لعلین کی آواز میں فکر عودی تولوئے نے مسکرا کر بے صبر ہو کر فون مانگتے بابا کو دیکھا۔

"جی وہ ٹھیک ہیں، آپ کے بنا بتائے چلے جانے نے انکو بہت پریشان کر دیا ہے۔ بات کر لیں"

لعلین کو پریشان بھانپے اس نے فوری وجہ بنائی جس پر وہ دل پر بوجھ بنتا سانس خارج کرتی وہیں دو عدد بنی سیڑھیوں پر جا بیٹھی۔

"لعلین۔۔۔۔بچے تم مجھ سے بنا ملے چلی گئی۔۔۔۔۔تم مجھ سے ناراض ہو؟ت۔ تم مجھ سے نفرت کرنے لگو گی کیا؟"

لوئے سے فون لیتے وہ کان سے لگاتے ہی تڑپ کر سسکے تو لوئے انکو پر سکون ہو کر بات کرنے کے لیے خلوت دیتا اٹھ کر کمرے سے نکل گیا، لعلین نے انکی تکلیف میں ڈوبی بات پر ہاتھ بڑھا کر گلاب کے پودے پر لگے واحد گلابی پھول کی پتیاں چھوئیں۔

میں آپ سے کیوں نفرت کروں گی بھلا، آپکی فرینڈ ہوں۔اور دوست تو"
کبھی ناراض نہیں ہوتے۔ بابا میرے لیے میری کل حیات تھے،انکی
تکلیف مجھے یکدم نہیں بھول پائے گی، لیکن میں آپکو نہ تو قصوروار سمجھتی
"ہوں نہ کوئی سزا دوں گی
اس کے نرم لفظوں نے فرہاد علوی کے بلکتے دل کو قرار سا پہنچایا تو انکی
آنکھیں شکر گزاری کی نمی سے لبریز ہوئیں۔
م۔۔میں نے دوبارا سے مارنے کی کوشش تو کی ت۔۔ تھی نہ۔۔۔۔"
ل۔ لیکن وہ نہیں مرا تھا تم جانتی ہو نہ۔۔۔ت۔۔ تم مجھے اس پر بھی جو سزا
د۔۔دو گی۔۔۔م۔۔میں قبول کروں گا۔۔۔۔م۔۔میں ہر سزا سہوں گا،
"م۔۔میں اسے مارنا کسی بار نہیں چاہتا تھا لعلین۔۔۔
وہ انکے اٹک اٹک کر بولنے پر جان گئی تھی کہ وہ پھر سے ڈپریشن میں مبتلا
ہیں تبھی اسے انکی فکر ہوئی، لئیق انکے پاس نہیں تھا نہ وہ تھی۔

مجھے پتا ہے فرہاد بابا ایسا مت کریں، آپ مجھے دوبارہ کبھی صفائی نہیں دیں"
گے۔۔۔بیٹی کہا تھا نہ آپ نے تو بس مجھے ہمیشہ بابا کی طرح پیار کرنا ہو گا۔
مت کریں خود کو پریشان، میرے آنے کا انتظار کریں میں آپکے لیے کسی کو
"لے کر آوں گی

وہ انکو امید اور آس دلاتی اس شخص کی آنکھوں میں تکلیف سمیٹ لائی، وہ
اپنے لیے کسی کو نہیں صرف لال نور کو چاہتے تھے اور وہ ملنی تو نا ممکن تھی،
انکی آنکھوں سے آنسو ٹپک کر انکی داڑھی میں دفن ہونے لگے۔

"م۔۔مجھ پر اعتبار کریں گے نہ، میرا انتظار کریں گے؟"
اسکی رندھ جاتی آواز میں گونجتی سرگوشیاں اس بلکتے شخص کو ڈھارس دے
رہی تھیں۔

ہمم۔۔۔کروں گا۔۔۔۔۔تم ن۔۔ناراض نہ ہونا مجھ سے"

"ب۔۔۔بچے۔۔۔۔۔ت۔تم تو میری رازدان ہو۔۔۔۔رازدان ہو تم

وہ انکی تکلیف پر خود بھی مضبوط نہ رہی اور آنکھوں میں نمی اتری جسے اس نے فوری پونچھ بھی ڈالا۔

"کبھی ناراض نہیں ہوں گی، میرے آنے تک آپ ایک آنسو بھی نہیں بہائیں گے۔پرامسس ودمی"

اسے فرہاد سے عہد لیتا دیکھ کر عقب کی جانب کھڑیں لال نور کی آنکھیں بھی دھندلا گئیں، کیا وہ شخص رو رہا تھا جو لعلین اسے نہ رونے کی تاکید کر رہی تھی، دل کسی گرفت میں جکڑا گیا۔

"آ۔۔آئی پرامسس"

لرزتی آواز پر قابو پائے بولے تو لہجہ بھیگ گیا، لعلین انکی بساط سے بڑھ کر ہمت پر افسردہ ہوئی۔

"تھینک یو، اپنا خیال رکھیے گا۔ لئیق کی امانت ہیں آپ، یقین دلاتی ہوں کہ آپکی تکلیف بہت جلد ختم ہو گی۔۔۔۔۔۔اللہ حافظ"

رسانیت بھرے ملائم فکر سے چور لہجے میں کہے رابطہ توڑا اور وہ بھی دقت سے سینے پر بوجھ کو سانس بھر کر خارج کرتے اپنا سر بیڈ کی پشت سے ٹکا گئے۔

لعلین سیڑھیوں سے اٹھ کر پلٹی تو لال نور کو دیکھ کر اسکی آنکھیں بوجھل ہوئے پھیلیں، مگر وہ انکے نزدیک آتی نرمی سے انکا ہاتھ تھام کر دیکھنے لگی۔

"کیا وہ پتھر دل روتا بھی ہے؟"

انکے سنگدلی سے کیے سوال پر لعلین نے رحم طلب نگاہیں ان پر مرکوز کیں جو فرہاد علوی کے لیے سخت دل تھیں۔

"صرف روتے نہیں ہیں بلکہ سسک سسک کر تڑپتے ہیں، ایسی حالت جب ہر دوا اثر کرنا چھوڑ دیتی ہے، وہ اپنی کہانی مجھے سنا چکے ہیں۔ان پر آپکے جانے کے بعد ظلم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔انکو لگتا تھا وہ آپکے قاتل ہیں، اس زائشہ نے انھیں نجانے کس کس تکلیف سے گزارا۔۔۔آپکی تکلیف بھی جانتی ہوں، لیکن باخدا آپ سے انکے آنسو ہر گز برداشت نہیں ہوں گے،

سودل نرم کرلیں۔۔۔یہ بات آپ بھی جانتی ہیں کہ انہوں نے آپکو دھکا نہیں دیا تھا، وہ ایک حادثہ تھا اور اس دن انکے غضبناک ہونے کے پیچھے بھی زائشہ تھی۔۔۔۔"

لعلین کا فرہاد کے لیے مدافعتی لہجہ لال نور کی آنکھوں میں سرد مہری سمیٹ لایا تبھی وہ انکے چہرے پر چھائے گریز پر خوفزدہ سی ہوئی۔

"مجھے اس شخص سے یا اسکی تکلیف سے کوئی لینا دینا نہیں، حادثے یونہی نہیں ہوتے، انکی پرورش کی جاتی ہے اور وہ اس شخص نے کی، میرا اتنا وسیع ظرف نہیں ہے بچہ، کہ یہ برداشت کر سکوں۔

میں تمہارے ساتھ جاوں گی صرف تمہارے اور لئیق کے لیے۔نہ اپنی ماں سے ملنے کی تمنا ہے، نہ فرہاد علوی سے نہ ابراہیم سلطان سے"

پہلے دو حوالے تو لعلین نے سہہ لیے، جب انکی زبان نے اسکے بابا کا غصے سے نام لیا تو یہ وہ نہ سہہ سکی، اسکی آنکھوں سے بہتے آنسوؤں نے لال نور کا بھی دل مسلا۔

دونوں ہتھیلوں کو اسکی گال سے لگائے وہ قریب ہوئیں۔

"ک۔۔ کیا ہوا، ایسے کیوں رو دی تم؟"

انکا بے قراری سے پوچھنا، لعلین کے آنسوؤں کی شدت تیز کر گیا تبھی تو وہ کچھ نہ بولی بس لال نور کے سینے میں سمٹ گئی۔

اپنے بابا کے لیے لال نور کی بد گمانی نے اس لڑکی کے کلیجے کو سالم نگل لیا تھا۔

"لعلین"

اپنے سینے سے لگ کر روتی لعلین نے انکے ہاتھ پیر پھلائے تو وہ خوفزدہ ہوئے پکاریں مگر لعلین کے بے اختیار ہوتے آنسو کچھ لمحوں بعد ہی رکے۔

"ابھی نہیں بتا سکتی، واپسی پر بتاوں گی اپنے ان آنسوؤں کی وجہ"

لعلین نے ہچکی سے بھرے خود کو رونے سے روکتے تاسف سے کہا مگر لال نور کا گویا دل ڈوب رہا تھا۔

"تم مجھے پریشان کر رہی ہو"

لال نور نے اسکی گال پر بکھرتی نمی سمیٹے یا سیت کے سنگ کہا مگر وہ جبرا مسکرا دی۔

"آپ کو کیسے بتاوں کہ وہ شخص اپنی صفائی دینے سے پہلے ہی قبر نشین ہو گیا۔۔۔۔اللہ مجھے اسکی سکت دیں کہ انکو ابراہیم سلطان کی موت کا اور سچائی بتا سکوں"

وہ بولی تو نہیں پر اسکا دل لال نور کو تکتے کر لایا، وہ انکو مطمئین کیے مسکراتی ساتھ ہی لیے اندر بڑھی۔

..._____..

"تم دو دن مزید رک جاتے لوئے تو کیا ہو جاتا"

صبور نے اسکی واپسی کا سن کر حسب توقع اداسی کا اظہار کیا، دستگیر اور وہ اسے ائیر پورٹ خود چھوڑنے آئے تھے، صبور کی اپنے لیے فکر دیکھ کر وہ دھیما سا مسکرایا۔

"سب چاہتے ہیں چلا جاوں، البتہ میں جانا نہیں چاہتا۔ تم پریشان مت ہو سینئیر میں جلدی واپس آوں گا"

لہجے میں نرمی بھر کر لوئے نے اسکی اداسی ہٹانے کی کوشش کی جبکہ دستگیر دونوں پر نرم نگاہیں ثبت کیے سینے پر ہاتھ لپیٹے گاڑی سے لگ کر کھڑا تھا۔

"ان شاءاللہ، اداس مت ہونا۔ یو آر مائی بیسٹ بڈی۔۔ تمہاری لارا جلدمان جائے گی، جب وہ یہ جانے گی کہ اللہ نے اسکے نصیب میں تمہیں لکھ کر اسکے سارے دکھوں کا مداوا کیا ہے"

امید دلا کر وہ اسکا کندھا تھپکانا نہ بھولی، تبھی اک بے دلی سے بھرپور مسکراہٹ کا عکس لوئے کے چہرے پر بکھرا پھر یکدم سمٹ گیا۔

نظر پھیر کر عقب میں کھڑے دستگیر پر نگاہ کی تو اس میں بے بسی تھی،
دستگیر کا دل لمحے میں بوجھل ہوا۔

اب چلتا ہوں۔۔۔۔لالہ، اسے خوش رکھیے گا، میڈم صاحبہ پوری دنیا کا"
درد دل میں لیے پھرتی ہیں اور اسے مکمل خوش کرنا بڑا مشکل ہوگا۔۔۔اللہ
نگہبان، جب تک بھابھی اور برو نہیں آجاتے، بابا کا خیال رکھنا۔مجھے انکی فکر
"رہے گی

دانستہ سرد پڑتے ماحول میں اپنی شرارت گھول کر ہلکی پھلکی گفتگو کرتے
اختتام فکروں پر کیا تو وہ دونوں اسے دیکھ کر یقین دلاتا مسکرائے اور دیکھتے
ہی دیکھتے وہ ان سے رخصت ہوتے ائیر پورٹ کی سمت بڑھا۔
صبورا سکے اوجھل ہونے پر پلٹی تو دستگیر کی سنجیدہ آنکھیں، محترمہ کی چھلکنے
کو بیقرار آنکھوں پر مرکوز ہوئیں۔
"رونے کی ہمت بھی مت کرنا"

دستگیر کے رعب و متانت کی ملی جلی ترنگ میں کیے حکم پر وہ فوری آنکھیں جھپکاتی رونے سے خود کو روک گئی اور اسکا یہ جبر، دستگیر کا دل دکھا گیا۔

اسکے لیے بس دعا کرو، وہ لارا کے بنا مر جائے گا۔۔۔۔ وہ اسے واپس مل "
" جائے اسی میں لوئے کی سلامتی ہے۔۔۔

نرمی سے اسکی رخسار پر پل پل پھیلتی نمی پر انگوٹھے کی پور سہلائے سمجھایا تو وہ سر ہلاتی آنسو رگڑ گئی، اور ہلکی ہلکی دھوپ میں چمکتے دستگیر کے چہرے کو دیکھنے لگی۔

تم ساتھ ہوتے ہو تو میں بہت جلدی بہتر ہو جاتی ہیں، تھینک یو "
"دستگیر۔۔۔۔ میرے پاس ہونے کے لیے

آنکھیں جھکا کر وہ دستگیر کا ہاتھ جیسے دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر بولی، وہ انداز مقابل کو راحت دے گیا، اپنے ہاتھ کو اس شدت سے جکڑے اس لڑکی کے ہاتھوں کا نرم لمس دل کو وہ سکون دے گیا جو اور کہیں ممکن ہی نہ تھا۔

"چلو چلیں"

اسکی اداسی زائل ہوتے ہی وہ بے صبری کے سنگ گاڑی کی طرف بڑھا تو وہ بھی پیروی کیے دوسری سمت آکر بیٹھی، پورا دن شاپنگ میں گزر گیا تھا اور وہ واقعی بہت تھک گئی تھی۔

"ہم کہاں جا رہے ہیں اب؟"

سامنے نگاہیں جمائے اس نے دستگیر کی سمت چہرہ گمائے پوچھا تو محترم نے ڈرائیونگ سے توجہ ہٹائے استحاق بھری نگاہیں صبور پر جمائیں۔

"اب تمہاری بی اماں کو اپنی یہ امانت سونپنی ہے، آر یو ریڈی۔۔دو دن کے لیے دستگیر عالم سے الگ ہونے والی ہو۔۔۔۔دراصل یہ تمہارے ڈیڈی کی خواہش ہے، کل نکاح چونکہ کیانی پیلس میں ہو گا تو وہ چاہتے ہیں تم انکی طرف سے شرکت کرو اور پرسوں پورے حق سے تمہیں دستگیر عالم ہمیشہ کے لیے اپنے پاس لے آئے گا"

اول جملوں پر جیسے وہ بوجھل ہوئی اسی کا اثر زائل کرنے کو دستگیر نے اسکا ہاتھ نرمی سے اپنے ہاتھ میں لیا اور جھک کر اسکی ملائم پشت چومی، ایک دو

دن کی جدائی کا انعام اگر اس شخص تک مکمل رسائی تھی تو بھلا وہ کیوں اداس ہوتی، اسکی محبت سے بھری نگاہوں کا اقرار میں لپٹا لمس دستگیر کو محسوس ہوا تو ہونٹ مسکراتے انداز میں پھیلے۔

"! یہ سننے میں بہت خوبصورت ہے، ہمیشہ"

وہ ساری تکلیف بھلا کر اتراہٹ میں مبتلا ہوئی، اسکا یہ رشک دستگیر کے لیے بہت انمول تھا۔

" یہ محسوس کرنے میں مزید خوبصورت ہوگا، ہمیشہ"

وارفتگی بھری نگاہوں کے بدلتے اور شدت پکڑتے تیور پر وہ خود ہی مسکراہٹ روکنے کو نچلا لب ہونٹوں میں دباتی رخ موڑ گئی جو اسکے چہرے پر کھلے حیا کے رنگ دیکھتا مسرور ہوئے خود بھی توجہ سمیٹ کر ڈرائیونگ پر دے چکا تھا۔

کیانی پیلس تک دونوں کے بیچ ایک معنی خیز سی خاموشی حائل رہی اور پھر جب تک وہ پہنچے، کیانی پیلس تو ابھی سے دمک اٹھا تھا تبھی تو دونوں کی خوشگوار حیرت دیدنی تھی۔

ناصرف بی اماں اور خان بابا آچکے تھے بلکہ کل اپنے بچے کے نکاح کی تیاریوں میں لگیں وہ ہر فارغ اور کام چور ملازم کو کسی نہ کسی کام میں لگا چکی تھیں۔

پھر جب دستگیر اور صبور آئے تو انکی خوشی انتہاوں کو چھو گئی۔

خود ہمایوں بھی گھر ہی تھے، دستگیر شام کی چائے تک رکا اور پھر خود بھی بہت سے کام کرنے باقی تھے سو صبور کو انکے حوالے کیے وہ واپس آیا۔

تب تک چھ بج چکے تھے، فرہاد علوی نہ صرف خوش تھے بلکہ پہلے کی طرح وہ لان میں لگے پھولوں کے ساتھ مصروف تھے جسے دیکھ کر دستگیر کو دلی تسلی ملی۔

لوئے چلا گیا تھا اسکی فرہاد صاحب کو بہت خوشی تھی، مریم صاحبہ اور نیہا بھی سارا دن مارکٹ میں گزار کر اب بھی آخری مراحل میں پہنچے کام سمیٹوانے میں لگی تھیں۔

وہ اپنے کمرے کی طرف ہی جا رہا تھا جب نیہا کو آتے دیکھ کر نرم سی مسکراہٹ سے اسکے چہرے کی بنا تکلف کے بھانپی جا چکی خوشی دیکھنے لگا۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہو دستگیر عالم؟"

نیہا کے سوال میں غرور سا تھا۔

دونوں ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں ارسائے وہ اس لڑکی کو اپنے نصیب سے بے حد راضی دیکھ کر آج اپنا دل بھی بہت ہلکا محسوس کر رہا تھا۔

"یہی کہ تمہیں ایک قدر دان کا ہوتے دیکھنا کتنا اچھا ہے، کل تم یہاں سے چلی جاو گی۔ تم خوش ہو یہ مجھے پوچھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ خوشی بتائی نہیں جا سکتی وہ چہرے کے خدوخال میں خود ہی رچ بس کر دیکھائی دیتی

ہے، لیکن چاہتا ہوں تم اپنے دل میں موجود تمام کڑواہٹ کل یہیں چھوڑ جاو"

دستگیر کے لہجے میں نرمی جبکہ چہرے پر سنجیدگی رقم تھی اور نیہا تو خود بھی نہیں جانتی تھی کہ اسکے اندر کی تمام تر کڑواہٹ اسکا دامن چھوڑ چکی ہے۔ اسے دستگیر پر کوئی غصہ نہیں تھا، دستگیر اور صبور کے لیے کسی جلن کا کوئی وجود باقی نہ رہا تھا۔

"کڑواہٹ انسان میں نہیں ہوتی، اسکے ماحول میں ہوتی ہے۔ماحول بدلنے کی دیر تھی، نیہا بھی بدل گئی۔

یعنی تم ہو سکتے ہو اس طرح کی نیہا کی وجہ، کیونکہ یہ سچ تو ہمیشہ قائم رہے گا کہ تم نے اپنی محبت نہ پا سکنے کی آدھی سزا خود کو اور آدھی مجھ کو دی تھی، خیر جانے دیا۔۔۔۔شاید میرے لیے اللہ نے تم سے بہت بہتر لکھا تھا جو میں تم سے وقت پر محروم کر دی گئی، اب تمہیں مجھ سے دب کر رہنا ہو گا،

آفٹر آل تمہاری ساس بننے والی ہوں، تم پر حکمرانی نہ سہی تم پر اپنا رعب ضرور ڈالوں گی"

وہ اتنی گہری باتیں بھی کر سکتی تھی، دستگیر کو اس طرز کے انداز گفتگو پر مسرت بھی ہوئی اور نیہا کے غرور کا سلامت رہنا اسکو بہت اچھا لگا۔

اگر وہ اسکے ظلم کا شکار ہو جاتی، دماغی یا ذہنی ہرٹ ہوتی تو شاید دستگیر کا دل اس احساس جرم سے کبھی نہ نکل پاتا کہ اس نے خود غرضی کی انتہا کی ہے۔

درحقیقت نیہا نے مسکراتے مسکراتے اس شخص کو اس بوجھ سے آزاد کیا تھا۔

" تم سے ایسی سمجھداری کی امید مجھے نہیں تھی"

وہ صاف گوئی سے اسکی باتوں پر متاثر ہوئے بولا تو وہ مسکرا کر جانے لگی مگر پھر پلٹی۔

"مجھے خود بھی نہیں تھی"

ہنس کر وہ شرارت سے کہتی وہاں سے گئی تو وہ بھی کتنی ہی دیر نیہا کی اوٹ آف کنٹرول ہوتی خوشی ہی سوچتا رہ گیا۔

یوں سانس بھرا جیسے دل سے کتنا بڑا پہاڑ اتر گیا ہو۔

جناب نے اپنے رکے قدم تازہ دم ہونے کی نیت سے اپنے کمرے کی طرف بڑھا دیے۔

.._____..

دوپہر سے شام ڈھل آئی پر اسکی تکلیف کم نہ ہو سکی، اپنے ہارون سے روا رکھے آخری رویے کی پھانس سینے میں ایسی اٹکی تھی کہ وہ خود کو سنبھال پانے میں ناکام تھا، اور پھر لال اور صارم بھی نہیں تھے جن کی باتیں، جنکی تسلی اسے کچھ حوصلہ دیتی۔

اسی لمحے تھانے کے حدود میں انٹر ہوتی سیاہ گاڑی پر وہ باہر ہی انتظار کر کر کے کوفت سے بھر جاتے ماسک مین نے اپنی نفرت سے اٹی نظر اس گاڑی کی سمت ڈالی جو تھانے کے حدود میں داخل ہو چکی تھی۔

کب نکلے گا یہ منحوس، ایک بار تو اپنی اس بل سے نکل لے انسپکٹر، تیری"
"لاش بھی کسی کو نہیں ملے گی

مٹھیاں بھینچ کر اس آدمی نے صبر کے پیمانے کے لبر ئز ہونے پر غرا کر اپنا اشتعال دبایا۔

جبکہ دوسری جانب گاڑی رکی تو ڈرائیور باہر نکلا اور پھر پیچھے کا دروازہ کھولنے لپکا جس پر مانی نے خوفزدہ ہو کر اپنے قدم باہر نکالے، جگہ جگہ کھڑے پولیس کی وردی میں ملبوس گارڈز مشکوک نظروں سے مانی کو گھور رہے تھے اور جب ڈرائیور نے آمنہ بی بی کی گھبراہٹ محسوس کی تو خود ہی آگے بڑھا۔

"یہ شہریار صاحب کی وائف ہیں، نظریں نیچی کرو تم سب"

ڈرائیور بابا کے سخت انداز میں کہنے پر سب ہی گھبرائے اور فوری اپنی اپنی آنکھیں جھکالیں اور خودمانی نے مشکور سی نظر ڈائیور بابا پر ڈالی جو مسکرا کر واپس پلٹے۔

"بٹیا! آپ یہ دے آئیں۔ میں یہیں منتظر ہوں"

نرمی سے انکے تاکید کرنے پر مانی نے کندھے پر لیا دوپٹہ سر پر پھیلائے اسکے پلو سے خود کو فوری سمیٹا اور دو پولیس اہل کار کی پیروی میں اپنے قدموں کو موڑے تھانے کے اندر بڑھی۔

اللہ اللہ، اتنی سے عمر میں تو نے کیا کیا دیکھ لیا مانی۔۔۔دھوکہ کھالیا، عشق" کر لیا، کنڈ نیپ ہو گئی، شادی بھی کر لی اور آج تھانے بھی آگئی۔۔۔۔۔یا اللہ "شیری سے بچایئے گا، بنا بات سنے مجھے گولی نہ مار دیں بس

دل ہی دل میں خود پر حفظ آیات پڑھ کر پھونکے وہ کسی آہٹ پر ہڑ بڑا کر رکی تو دونوں اہل کار نظریں جھکائے رک گئے، ایک نے کچھ فاصلے پر بنے ہیڈ

آفس کی طرف اشارہ کیا جس پر مانی سمجھ گئی کہ وہ اسے شیری کے آفس کا بتا رہے ہیں۔

"تھینکیو"

ڈرتے ڈرتے وردی کے رعب کے باعث انکو شکریہ کہے وہ لمبا سا سانس کھینچتی اس آفس کی طرف بڑھی، شہریار جدون رولنگ چیئر کو موڑے دیوار پر لگی قائد کی تصویر پر نظر جمائے، پیر پسارے گہرے خیالات میں گم تھا جب دروازے کی طرف آکر رکتی مانی نے ڈر کو خود میں دبائے دستک دی۔

آہٹ پر اسکی کرب ناک سوچوں کا طلسم ٹوٹا، جس نے اسکے خیالات میں مداخلت کی کوشش کی تھی، وہ سزا کا مستحق تھا مگر اس سے پہلے وہ پلٹی چیئر واپس گمائے سامنے والے کو پچھاڑ دیتا، لمحہ لگا ان بے درد آنکھوں میں درد کے دائرے نے وسعت پکڑی۔

وہ نیٹ کا سیاہ دوپٹہ سر پر اوڑھے سادہ سے سوٹ میں ملبوس، ڈری اور سہمی سی شہریار کو دیکھ رہی تھی۔

کچھ لمحے تو یونہی سرک گئے مگر جب اس لڑکی کا اس خطرے کے میدان میں بیوقوفوں کی طرح چلے آنے کا احساس ہوا تو وہ اپنی کرسی سے بپھری موج بن کر جھٹکے سے اٹھا کہ اتنا ڈرا سے شیری کے خود کی طرف دیکھنے سے نہ لگا جتنا ہچکولے کھاتی رولنگ چیئر کو دیکھتے وجود میں سنسنی دوڑی اور پھر بازو سے پکڑ کر جنجھوڑ دیتے اس شخص کی خون آلود رنگت میں نہائی ناراض آنکھیں مانی کا خوف، پریشانی میں بدل گئیں۔

دماغ نام کی چیز نہیں ہے کیا تمہارے اندر، کیا لینے آئی ہو یہاں بیوقوف"

"لڑکی، یہ تمہارے آنے کی جگہ ہے

اسکی آنکھوں میں منجمد حقارت اور اذیت، مانی کے دل کا ہر احساس اکھاڑ گئی، وہ اسکے سامنے بھلے نفرت لیے موجود تھا مگر وہ رونے والی اخیر دکھی آنکھوں کے رموز پہچان چکی تھی۔

....★☆☆☆☆☆★....

"وہ۔۔۔۔۔۔ب۔۔بات تو سنیں میری"

اپنی بازو میں دھنستی شیری کے ہاتھ کی سخت گرفت چھوڑتی انگلیوں پر وہ درد سے سسکی، درد سے اسکی آنکھوں میں پانی چھلک آیا تو شیری نے رحم کھائے ہوش میں آتے دباو زائل کیا مگر اسے پکڑ کر مزید قریب کیا اور اسے شعلہ باز نظروں سے نوازا۔

اسکی پتتی ہوئی سانسیں مانی کو اپنے رخساروں کو جھلساتی محسوس ہوئیں، ایسا کیا ہوا تھا کہ وہ شخص آنکھوں میں ماتم سموئے ہوئے تھا۔

وہ۔۔وہ میں نمرہ کے گھر جارہی تھی کچھ نوٹس لینے، آپکے نام یہ کوریئر "
لیٹر آیا تھا تو افراہیم بابا نے کہا میں واپسی پر یہ آپکو دیتی جاوں، کچھ اہم ہو
"گا۔۔۔۔س۔۔سوری شیری۔۔۔۔غصہ مت کریں
بہت مشکل سے حلق میں اٹکی آواز نکالے وہ بول پائی مگر شیری کے جس
غضب کو وہ للکار چکی تھی وہ مدھم نہ ہوا، جھٹکے سے وہ اسے آزاد کرتا خود
سے دور کر گیا، جیسے وہ اس لڑکی کو جانتا نہ ہو، جب جب وہ اسے خود سے
یوں دور کرتا، وہ تڑپ جاتی۔

اسکے ہاتھ میں پکڑا لیٹر جھپٹ کر چھینا اور اسے میز کی جانب اچھالا۔
اس لڑکی کی تیز ہو جاتی سانسیں کچھ خوف سے بڑھیں اور کچھ شیری کے
جاہ و جلال کے بعد ماحول پر طاری ہوتی وہشت کے سبب۔
چند لمحے لگے، شہریار کے جسم کا افشار خون آہستہ آہستہ بحال ہوا، خود مانی
نے بھی مزید کچھ نہ پوچھا بس اسکی پشت تکتی اسکی فکر میں مبتلا ہوئی۔
"م۔۔میں جاوں شیری؟"

اس آتش فشان کو ہمت کیے مخاطب کیا تو مانی کی مدھم ہونٹوں میں ہی دب کر رہ جاتی سرگوشی پر وہ میز پر پڑے فون تک پہنچا اور اسے اٹھائے کسی کا نمبر ڈائل کیا، فون باہر گاڑی کے پاس موجود ڈرائیور بابا نے اٹھائا، شیری کے سپاٹ تاثرات، مانی کی رگوں میں گردش کرتا خون جما رہے تھے۔

دوبارہ اس لڑکی کو یہاں لانے سے پہلے میری اجازت لے لیجئے گا سمجھ"

"گئے، اب آپ گھر جائیں۔۔۔ میں اسے ڈراپ کر دوں گا

مانی نے اسکے ڈرائیور بابا سے بات کرتے پھاڑ کھاتے انداز پر حراساں نظروں سے اسے دیکھا جو فون وہیں رکھتا اسے ویسے ہی گھورتا پلٹا۔

"ش۔۔ شیری"

وہ کچھ کہنے کو بیقرار تھی مگر شیری نے ہاتھ کے اشارے سے اسکی زبان رکھوائی تو اس لڑکی کے شیری کی سمت بڑھتے قدم بھی تھمے۔

اس وقت تمہاری کوئی بکواس برداشت نہیں کر سکتا، زبان بند کر لو اپنی" ورنہ بہت برا ہو گا۔ آئیندہ تم میری اجازت کے بنا گھر سے نکلی تو اچھا نہیں "ہو گا

وہ اسکی سنے بنا اسے جھاڑنے لگا جو سمجھ نہ پائی کہ اس نے ایسا کونسا جرم کر دیا ہے کہ شیری اتنا غصے میں ہے، اسکی سرخ آنکھیں مانی کو دہشت زدہ کر رہی تھیں۔

ٹھیک ہے جیسا آپ کہیں گے ویسا ہی کروں گی، شیری کیا ہوا ہے آپکو؟"

کیا یہاں مانی کو خطرہ ہے؟ سب ٹھیک تو ہے۔۔۔ آپ فالتو میں اتنا سارا غصہ کیوں کر رہے ہیں، میں خود تھوڑی آئی ہوں۔۔ بابا نے کہا "تو۔۔۔۔۔

وہ اسکے لیے پریشان تھی جو مانی کی آواز اس وقت دماغ میں ہتھوڑے کی طرح برستی محسوس کر رہا تھا سو اسکی کسی بات کو چنداں اہمیت نہ دیتے اسکی بات درشتی سے کاٹ گیا۔

کوئی کچھ بھی کہے تم میرے ہر معاملے سے دور رہنا سیکھو، چلو ڈراپ "
"کروں تمہیں

نظریں چرا کر پلٹے وہ سرسری لہجے میں گویا ہوا اور میز پر رکھا بیگ، وہ باکس اور فائیل ایک مین بیگ میں ڈالے اسے کندھے پر ڈالا، فون اور گاڑی کی چابی لیے پلٹا تو وہ دم سادھے ویسی ہی کھڑی اسکو دیکھ رہی تھی، اسکا شیری کی طرف بے اختیار قدم بڑھانا اس شخص کی شریانوں میں درد جگا رہا تھا، لیکن وہ اسے اپنے پاس آنے سے روک بھی نہ سکا، پھر سے وہی پیرالائز ہو جاتی کیفیت، جب اسے اس لڑکی میں صرف اپنی سلامتی دیکھائی دیتی۔

شیری! جب آپ اپ سیٹ ہوتے ہیں تو مجھے آپکو دیکھ کر پتا چل جاتا"
"ہے

مزید قریب ہوئی اور اس ناراض شخص کی خوشبو اپنی سانسوں میں گھولے اپنی تشنہ نگاہوں کو شیری کی آنکھوں پر ٹکایا، لہجہ بھرا گیا۔

بنا انجام کی پرواہ کیے وہ بے اختیار ہوئے اسکے سینے سے جا لپٹی اور شیری اسکے یہاں تک آنے کے باوجود اسے کچھ نہ کہہ سکا، کندھے پر بیگ ڈالے اسی میں چابی پکڑے، دوسرا ہاتھ میکانکی طور پر اس لڑکی کو چھونے والا تھا جسے جبرا مٹھی میں بھینچ لیا گیا، وہ اتنی بری کہاں تھی اسے ورنہ خود سے دور کرنے میں وہ اسے ایک لمحہ نہ لگاتا، پھر وہ اسکی تکلیف کیوں جان گئی تھی یہ بھی تو شیری کو اذیت دیتا فسانہ تھا۔

میری سب سے بڑی پریشانی تم ہو، اتنا میری ذہنی اذیت کا خیال ہے تو چلی"

"کیوں نہیں جاتی۔۔۔۔

اس نے آج بھلے عملی نہ دھتکارا ہو پر لفظ اتنے زہریلے کہہ گیا کہ وہ خود ہی اس شخص کو اپنے نرم سے چپکے سے حوصلہ دے دیتے حصار سے آزاد کرتی روبرو ہوئی، وہ تسلیم کر رہا تھا کہ اس لڑکی نے جسموں کو آج روشناس کروا کے ستم کیا ہے لیکن وہ مانی کی دی ایسی ہر سزا کو سہہ رہا تھا، بمشکل ہی سہی۔

"میرا دل نہیں مانتا نہ"

وہ اسے جانے کتنی بے بس لگی کہ شیری کی ساری نفرت لمحے کا کھیل ثابت ہوئی، وہ اسکی آنکھوں میں دیکھنا نہیں چاہتا تھا پر وہ ایسی ساحرہ تھی کہ شہریار جدون کو بے بس کر دیتی تھی، شاید اسے اللہ نے کوئی اضافی طاقت دی تھی، شیری کے حواس پر حاکمیت کرنے کی۔

دل مان بھی جائے تو یہ ماننے کو میں راضی نہیں، ہر وہ راستہ جس پر چل کر "

"میں آپ سے دور چلی جاوں، مجھے اپنی زندگی سے ختم کرنا ہے

اسکی گرے آنکھوں نے شیری کے چہرے کا محاصرہ کیے کہا تو وہ نظریں چرا گیا، اداسی اور بے وقعتی کے احساس کے غلبے نے جہاں مانی کی آواز بھاری کی وہیں شہریار جدون کے سینے پر سل دھری۔

"تم میرا ایک لاعلاج مرض ہو اور کچھ نہیں۔۔۔"

اس سے گریز برتے وہ جان چھڑواتے انداز میں آفس سے نکلا تو پھیکا سا مسکرائے مانی نے بھی اپنے قدم اس سنگدل کے پیچھے بڑھائے۔

گاڑی تک پہنچے اپنا بیگ پچھلی طرف رکھتا، فون اور گاڑی کی چابی لیے وہ فرنٹ سیٹ سنبھالے بیٹھا تو چند لمحوں بعد مانی نے بھی ڈور اوپن کیے شیری کے ساتھ ہی جگہ سنبھالی۔

شیری نے اسکے بیٹھتے ہی سپاٹ چہرے کے سنگ گاڑی سٹارٹ کیے تھانے سے نکالی اور اسی لمحے اس ماسک مین آدمی کی آنکھوں میں چمک اتری۔

اپنی گاڑی اس نے شہریار جدون کی گاڑی کے پیچھے دوڑائی۔

مگر دو منٹس ہی گزرے تھے کہ اس آدمی کا فون رنگ کیا، ڈرائیونگ کرتے ہی اس نے کال پک کی۔

ابھی کچھ مت کرنا، ہمیں اسکی موت خاموشی اور سکون سے ترتیب دیتی" ہے۔اسکی کسی اپنے کے سامنے موت سے ہم کئی خونخوار کو اپنے پیچھے لگا لیں گے جو سیو نہیں۔

اسکے ساتھ کوئی ہے سو خوامخواہ تماشا ہو گا۔مزید انتظار کرو۔۔۔گھر سے واپس تھانے کے لیے وہ یقینا اکیلا آئے گا، اسکو تب اڑانا"

اسکے ہیڈ کے احکام پر اس ماسک مین نے فرمابرداری سے سر ہلائے اپنی گاڑی کی سپیڈ آہستہ کی اور ایک اور بے بسی پر جلن اور حقارت سے جبڑے بھینچ کر رہ گیا۔

جبکہ مانی کی وجہ سے فی الحال شہریار کی سختی ٹل چکی تھی۔

گھر تک پہنچنے اور پورچ میں گاڑی رکنے تک ان کے بیچ کوئی بات نہ ہوئی، گاڑی روک کر وہ بری طرح دروازہ پٹخ کر اپنا بیگ کندھے پر جماتا فون اور گاڑی کی چابی لیے لمبے لمبے ڈگ بھرتا اندر چلا گیا اور مانی کا چہرہ اسکے اس درجہ کٹھور پن پر مرجھا کر رہ گیا۔

••_____••

قید خانے میں وقار سادانی کی حالت دیکھنے دستگیر ڈنر کے بعد آیا تھا، وہ صرف اپنے بچوں کے لیے تڑپ رہا تھا اور دستگیر کو تمام تر نفرت کے اس شخص کی بے بسی پر صرف ترس آیا۔

جبکہ زائشہ ہر لمحہ باہر نکلنے کے منصوبے بنانے میں مصروف تھی، یہ واضح تھا کہ وہ عورت جس کی کئی مردوں کو پچھاڑ دیا ہو، اتنی آسانی سے ہار نہیں مان سکتی تھی۔

اسکے پر کٹے تھے مگر اسکی سفاکیت اور حیوانیت برقرار تھی۔

دستگیر نے دونوں کی رکھوالی پر فائز لوگوں کو مزید ایکٹیو کیا اور واپس جندل محل کے وسیع لان میں آیا تو اسے ای میل نوٹیفکیشن موصول ہوا۔

وہ ای میل دیکھتے فوراً کرسی سنبھالے بیٹھا تو لئیق نے ویٹر سے فون لے کر دستگیر کو ای میل بھیجی تھی کہ وہ اسے اپنا اور لعلین کا نمبر بھیج دے۔

دستگیر نے فوراً سے دونوں نمبر اس ای میل کے جواب میں بھیجے۔

اور دو منٹ ہی گزرے تھے کہ دستگیر کا فون کسی انٹرنیشنل نمبر سے آتی کال پر رنگ کیا۔

لئیق فریش ہو کر کچھ دیر سونے کے بعد اٹھ چکا تھا اور اب جناب ڈنر کر کے پھر سونے والے تھے۔

"دستگیر عالم کیسے ہو؟"

بھائی کی آواز سن کر دستگیر کا دل ایک بار تو کانپ سا اٹھا، خوشی کا کوئی انتہائی اونچا مقام تھا۔

ویٹر نے لئیق کا ڈنر میز پر لگائے اجازت مانگی تو لئیق کے اشارے پر وہ اسکے روم سے چلا گیا۔

"اللہ کا شکر ہے آپکی آواز تو سنائی دی، بھائی آپ بتائیں کیسے ہیں۔۔۔ کیا کام مکمل کر لیا آپ نے۔۔۔۔ واپس کب آ رہے ہیں۔۔۔ آپ ٹھیک تو ہیں"

دستگیر کی بے صبری پر لئیق آفت خیز مسکرایا، کھانے سے ہاتھ روکے ٹھیک سے صوفے پر ٹیک لگائے بیٹھا، نیند اور تھکن اب بھی خوبصورت وجیہہ چہرے پر براجمان تھی۔

"ارے میرے عزیز سانس تو لو، اتنے سوال۔۔۔ بالکل ٹھیک ہوں اور کچھ دن تک واپس آجاوں گا۔ کام مکمل ہو گیا ہے لیکن ایک مزید کام ہے اور اسے تکمیل دیے بنا میری واپسی مناسب نہیں۔۔ تم بتاو وہاں کے حالات کیا ہیں؟ لوئے واپس گیا کہ نہیں"

لئیق کے مشن مکمل ہونے پر دستگیر کا دل نہایت مطمئین ہوا مگر دستگیر نے اسے سرسری سا تمام احوال بتایا تو لئیق کے ماتھے پر شکنیں نمودار ہوئیں۔ خاص کر یہ جھٹکا کہ وہ شخص ابراہیم سلطان تھا۔

اور اس سے بڑا یہ کرب کہ وہ اس دنیا سے جا چکا تھا، لیکن دستگیر نے اسے لعلین کا لال نور کے پاس جانے کا ہر گز نہ بتایا کیونکہ وہ لعلین کا سرپرائز خراب کرنا بلکل نہیں چاہتا تھا۔

اپنے بابا کے ساتھ کی اپنی ناانصافی لئیق کو اذیت سے دوچار کر چکی تھی، یہ سارے معاملات ذہنی اذیت کو نا قابل بیان حد تک بڑھانے کا سامان کر چکے تھے۔

"ان دو کو اب میرے قہر سے کوئی نہیں بچا سکتا، میں آکر خود دیکھتا ہوں یہ معاملہ۔۔۔" لعلین نے یہ سب کیسے برداشت کیا؟

لہجے میں امڈتی نفرت نے آخری سوال پر تکلیف کا روپ دھارا، اس لڑکی کی تکلیف وہ محسوس کر سکتا تھا، چند دنوں میں اپنی زندگی سے کئی گنا عزیز ہو جاتی لعلین ابراہیم کے لیے اسکے دل نے ہمیشہ نرم اور الفت سے لبریز روپ دھارے ہوئے رکھا تھا۔

"بہت بری حالت تھی اسکی بھائی، سلینا نے ہمت دیکھائی اور اسکے پاس رہی اور باقی ہم سب بھی اسکے قریب ہی تھے۔ بہت باہمت ہے، اس تکلیف کو برداشت کر گئی، لیکن جس طرح اس نے زائشہ کی دھلائی کی، قسم سے مزہ آگیا۔۔۔"

دستگیر کے جواب پر اور لعلین کی تکلیف محسوس کیے وہ افسردہ سا مسکرایا، سر آرام دہ صوفے کی پشت سے ٹکایا۔

"واقعی آئرن لیڈی ہے وہ، کہاں ہے؟"

لئیق کی بے قراری پر دستگیر نے بہانہ تراشنے کا فیصلہ لیا گو بھائی سے جھوٹ بولنا جان جوکھم کا کام تھا۔

بھائی وہ عینی صاحبہ کے پاس رہنے گئی ہیں، انکی زرا طبعیت ناساز "تھی۔۔۔۔۔

دستگیر کی آواز زرا سی لرزی مگر لئیق نے یقین کر لیا۔

"ہمم ٹھیک ہے، اور فرہاد علوی اب کیسے ہیں؟"

لئیق کی فکر بڑھی۔

وہ بھی الحمداللہ بہتر ہیں، کیا آپ اسکے بعد لعلین کو کال کریں گے "

"بھائی؟

دستگیر کے سوال پر لئیق کچھ سوچنے کے بعد فیصلہ کن ہوا۔

نہیں، اسے اتنے دور بیٹھ کر کال کی تو وہ پھر مجھ سے ملنے کو بیقرار ہو جائے"
گی اور میں وڈیو کال نہیں کر سکتا فی الحال، ایسا تھکا ہوا فون ملا ہے کہ کیا
بتاوں۔۔۔ میں واپس آکر ہی اس سے ملنا چاہتا ہوں، فون سے مجھ پر آدھی
ملاقات اس لڑکی کے حق میں بہتر نہیں۔ تم بھی مت بتانا اسے کہ میں نے
"کال کی، جس دن آنا ہو گا میں تمہیں انفارم کر دوں گا۔۔۔۔
لئیق کے جواب پر دستگیر نے شکر کا سانس بھرا کیونکہ وہ خود بھی نہیں چاہتا
تھا انکی بات ہو ورنہ سرپرائز خراب ہونے کا خطرہ تھا۔
"ٹھیک ہے بھائی، مجھے انتظار رہے گا آپکا"
دستگیر نے نرمی سے کہا جس پر لئیق نے اجازت لیتے کال بند کی اور فون
وہیں میز پر رکھا۔
جسم و جان پر طاری ہوتی تکان نے اسکی بھوک تک نگل لی۔
وہ سب لعلین اسکی غیر موجودگی میں برداشت کرتی رہی، یہ تکلیف لئیق کا
سکون ختم کر چکی تھی۔

جب لعلین کو اسکی سب سے زیادہ ضرورت تھی تب وہ اسکے پاس نہیں تھا، لئیق ایزد کا دل اس لڑکی کی تکلیف کو صرف محسوس کر کے لیے بوجھل ہو گیا۔

.._____..

جب وہ گھر آیا تب افراہیم صاحب گھر موجود نہ تھے، بڑے تحمل سے اپنا غصہ دبائے وہ سیدھا سٹڈی روم کی طرف گیا تھا، مانی کے چہرے پر چھائی فکر اور شیری کا غصے بھرا انداز گل لالہ کو بھی فکر مند کر چکا تھا مگر مانی نے جب انھیں بتایا کہ شیری اسکے تھانے آنے پر غصہ ہیں تو وہ اور پریشان ہوئیں، مانی تو پیپر کی تیاری کے لیے روم میں چلی گئی جبکہ گل لالہ افراہیم کی منتظر تھیں۔

وہ آئے تو انہوں نے آتش فشان کی خبر دی جس پر وہ پہلی فرصت میں سٹڈی روم کی جانب بڑھے۔

فائیلز اور بیگ تو نہیں مگر شیری نے انویسٹیگیشن انکوائری کے لیگل ڈاکومنٹس ضرور کھول لیے تھے، اس کوریئر میں عدالتی حکام کی جانب سے شیری پر عنقریب انکواری شروع ہونے کے شکوک و شبہات درج تھے اگلے لیٹر میں وہ لوگ تفصیل بجھوانے والے تھے تب تک شیری تھانے نہیں جا سکتا تھا، جبکہ اسکا ہائی رینک ہونے کی وجہ سے یکلخت ابھی پوسٹ سے ہٹایا نہیں گیا تھا بلکہ صاف وارننگ دی گئی تھی کہ اس پر چلتی انکوائری تک وہ شہر اور ملک چھوڑ نہیں سکتا۔

یہ خبر شہریار جدون کو کتنی تکلیف دے چکی تھی اسکا اندازہ لگانا بھی ناممکن تھا، اگر انکوائری میں اسکے ہارون کی مدد کے جرائم کھلتے تو اسکے بابا کی عزت مٹی میں مل جاتی، اس سے جڑا ہر فرد اس اذیت سے گزرتا اور یہ سب اتنی جلدی وہ برداشت نہ کر پایا کیونکہ ابھی تو اسے مانی والا معاملہ ختم کرنا تھا۔

بابا کو متفکر سا اندر آتے دیکھ کر وہ کرسی سے اٹھا اور ان ڈاکومنٹس کو وہیں میز پر رکھے انکی طرف بڑھا۔

وہ سمجھ نہ پائے کہ شیری نے اتنی عام سی بات پر اتنا سخت ری ایکشن کیوں دیا، کیا وہ مانی کے حوالے سے فکر مند ہو گیا تھا یا کوئی اور بات تھی جو وہ ان سے چھپانے کی کوشش میں تھا۔

"کیا ضرورت تھی بابا اسے تھانے بھیجنے کی، ایک بار پہلے بھی وہ میرے حصے کی گولی کھا چکی ہے۔ اسکا احساس جرم ابھی تک تازہ ہے، خدانخواستہ کچھ اور ہو گیا تو اسکے بھائیوں کو کیا جواب دوں گا"

شیری کے بے صبری سے کیے استفسار پر افراہیم نے آگے بڑھ کر اسے کندھوں سے تھاما، وہ شیری کی ہستی تباہ بھانپ کر بہت الجھ گئے۔

"شیری۔۔۔ وہ ڈاکومنٹس ضروری تھے تبھی میں نے کہا کہ جاتے ہوئے مانی انھیں تم تک پہنچا دے۔ اور ڈرائیور اور گارڈز کی گاڑی ہمہ وقت کچھ

فاصلے پر موجود تھی۔مانی کی حفاظت میں تم جتنی کر واچکا تھا، کیا بات ہے،

"کیوں اتنے اپ سیٹ ہو

افراہیم الٹا اسکی تکلیف میں ڈوبی آنکھوں پر سہم گئے اور وہ کیا بتاتا کہ آہستہ آہستہ بربادی اور موت کی طرف جارہا ہے۔

کیا بتاوں، ناکامیوں نے جیسے مجھے اپنا مستقل شکار بنالیا ہے بابا۔۔۔"

انکوائری شروع ہونے کی اطلاع کے لیگل ڈاکومنٹس ہیں، مجھے میرے ہی

"عہدے سے ہٹادیا جائے گا

اسکی آواز بے بسی سے کھاری ہوئی تو افراہیم جدون کی آنکھوں میں تکلیف اٹڈی، شیری کے کرب کا وہ بخوبی اندازہ لگا سکتے تھے۔

تمہیں دل چھوٹا کرنے کی ضرورت نہیں میرے شیر، بابا تمہیں اس"

مشکل میں اکیلا نہیں چھوڑیں گے۔۔کچھ نہیں ملے گا انھیں انکوائری میں،

"تم خود کو ہلکان مت کرو۔فی الحال خود کو پر سکون کرو،۔آو باہر

وہ اسے اس ذہنی اذیت میں مبتلا دیکھ کر خوفزدہ تھے، بابا کے باہر لے جانے پر شیری نے اپنا ہاتھ کھینچا جیسے کسی کا سامنا کرنے کی ہمت کھو بیٹھا ہو۔

بابا یہ سب ایسا نہیں چاہتا تھا، میری وجہ سے آپ کی بدنامی ہو گی۔۔۔۔۔"

"میں یہ کیسے برداشت کروں گا، میرا دماغ پھٹ جائے گا

شیری کی آواز میں اذیت تھی تو لہجہ یہ جتانے والا کہ وہ ہار گیا ہے۔

کہا ہے نہ پر سکون رہو۔۔۔آو باہر ڈنر کرتے ہیں۔۔۔۔ہم اس پر کل" سوچیں گے۔اور کل ہی بات کریں گے۔مجھے اپنی طرف سے کوشش کر لینے دو کل تک کہ آیا یہ ڈاکومنٹس سچے بھی ہیں یا نہیں، یہ دشمن کی چال "بھی ہو سکتی ہے میرے شیر۔۔۔۔

افراہیم جدون نے اس بار سختی سے اسے قائل کیا تو چار و ناچار اسے بابا کی بات ماننی پڑی، دل کو اس سب کے جھوٹ ہونے نے کچھ امید دلائی اور حقیقت یہی تھی کہ وہ لیٹر عدالتی حکام کی طرف سے رجسٹر نہیں تھا اور بہت بڑی سازش تھی۔

ڈنر کے بیچ وہ جس بے زاری سے سب کے ساتھ بیٹھا تھا وہ سب نے ہی محسوس بھی کی، اور ڈنر بھی اس نے سرسری سا کیا اور پھر بابا کے اشارے پر بنا کوئی اعتراض کیے وہ واپس روم میں چلا گیا۔

مانی اور گل لالہ دونوں پر تسلی آمیز نگاہ ثبت کیے نیپکن سے ہونٹ صاف کرتے وہ بھی کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"اسکی فکر کرنے کی ضرورت نہیں لیڈیز، ناراض ہوا تھا کہ مانی کو کیوں بھیجا۔۔ ویسے وہ ٹھیک ہے، جگہ واقعی گھر کی بیٹیوں کے لیے مناسب نہیں تھی۔ میں نے اسکو منا لیا ہے، مانی کی فکر کر رہا تھا اور یہ ایک اچھا سا ئن ہے۔۔۔۔۔ گل مجھے ایک کپ چائے بنا کر دے دو، میں کمرے میں ہوں"

افراہیم جدون نے مفاہمتی انداز اپنائے دونوں کی فکر کم کی اور وہ مانی کی فکر میں مبتلا تھا یہ اس لڑکی کا دل اسے پہلے ہی بتا چکا تھا، گل نے مسکرا کر سر ہلایا

اور افراہیم کے جاتے ہی زرافا صلے پر ہی کرسی سنبھالے بیٹھی، کہیں گم صم ہو کر کھوئی مانی کو دیکھنے لگیں۔

"جاو اسکے پاس"

گل کی آواز پر وہ خیالوں سے نکلی۔

"لیکن یہ سب"

مانی نے میز پر بکھرے برتنوں کی طرف اشارہ کیا۔

ملازمہ سنبھال لے گی، موقع اچھا ہے میری جان۔۔۔اس نے تمہارے"

" لیے فکر ظاہر کی ہے۔۔جاو شاباش۔۔۔۔

گل کے اصرار پر وہ فرمابرداری سے سر ہلاتی اٹھی اور انکا بیست وشیز دیتا مسکراتا چہرہ تکتی زینے چڑھ گئی۔

کمرے کے دروازے تک پہنچے لمبا سا سانس کھینچا اور دروازہ کھولے اندر جھانکی، وہ صوفے پر بیٹھا، فون کی سکرین بے وجہ ہی سکرول کر رہا تھا جب

مانی کے اندر داخل ہونے پر سرسری سا اسے دیکھ کر اپنے چہرے پر غضب گھسیٹ لایا۔

"شیری، آپ مجھ سے ناراض ہیں؟"

ناصرف قریب آئی بلکہ اپنے ہاتھ شیری کی ٹانگوں پر رکھے وہیں اسکے قدموں میں سنبھل کر بیٹھی جو اپنی توجہ اس پر کسی صورت نہ دینے کا فیصلہ کیے اسکے ہاتھ ہٹاتا ناصرف اٹھا بلکہ اس سے پہلے کمرے سے نکلتا، مانی بیچ کا فاصلہ کاٹے سیدھی دروازہ بند کرتی ساتھ جا لگی۔

شیری کی ناراض آنکھیں مانی کی جان لے رہی تھیں۔

"ہٹو ضدی لڑکی"

شیری نے اسکی کلائی پکڑے پیچھے کو سرکانے کی کوشش میں بڑبڑاہٹ بلند کی مگر وہ ڈھیٹ بنی دونوں ہاتھ دیواروں سے جوڑے پورے دروازے کے سامنے جم گئی۔

شیری مجھے بتائیں کیوں پریشان ہیں، آپ کو تنگ کرنا چاہتی ہوں لیکن"
دوسرے والا۔ یہ نہیں کہ آپ میری وجہ سے ذہنی اذیت کا شکار ہوں۔
"میں تو محبت کرتی ہوں آپ سے، میں آپکی تکلیف سے خوش ہو سکتی کیا؟
اپنے چہرے کو مانی کی گلاب سی نرم ہتھیلوں میں مقید محسوس کیے وہ اسکے
ہاتھ پکڑتا فوری ہٹا چکا تھا، نہ صرف ہاتھ ہٹائے بلکہ اسکی ایک بازو گما کر مانی
کی پشت سے لگائی جس پر درد کے باعث وہ آنکھوں میں نمی اترنے کو روک
نہ سکی۔

تم میری ذہنی اذیت ہو آمنہ آفریدی، اتنی کہ تمہاری یہ ناکارہ سوچ وہاں"
تک جا ہی نہیں سکتی۔ تم میری تکلیف پر خوش ہو یا دکھی، آئی ڈونٹ
کیئر۔۔۔۔اپنی اور میری جان اس عذاب سے نکال دو اور واپس چلی
جاو۔۔۔۔اپنی فیملی کے پاس، تھک گیا ہوں تمہاری شکل دیکھ کر، میں تم
سے محبت نہیں کرتا نہ کر سکتا ہوں۔۔۔۔یہ بات تمہیں سمجھنی

ہو گی۔۔۔۔۔میری زندگی پہلے ہی ہیل بنی ہے،اسے مزید مجھ پر حرام مت کرو۔۔۔۔۔۔"

کیا نہیں تھا شیری کے الفاظ میں، تضحیک، رسوائی، نفرت، بے بسی، مجبوری، وہ صبر سے سن اور سہہ گئی پر آنکھیں اس درجہ بے وقعتی پر بھیگنے لگیں، وہ کیا اس سے اب بھی اتنا لاتعلق تھا؟ مانی کا دل کیسے مان جاتا۔ کیسے اس شخص کے عمل اور الفاظ کا یہ تضاد سلجھا پاتی۔

آپ مان کیوں نہیں جاتے کہ آپ کو مانی کی محبت چاہیے شیری، مانی کا نظر" آنا چاہیے"

وہ پھر سے اسکی طرف بڑھی، اپنی ہتھیلوں کو اسکے جلتے سینے پر ٹکائے فریاد کی۔

"نہیں چاہیے سمجھتی کیوں نہیں ہو تم"

مانی نے اسکی بازو پکڑتے اپنی طرف کھینچنا چاہا مگر وہ دور بدک کر چلا اٹھا۔

"شیری ایسے مت کریں، میرا دل رک جائے گا"

وہ دیکھ سکتا تھا کہ وہ ضبط کرتی ہوئی اپنی سانسوں کے اکھڑنے پر پھر سے اسکے پاس آئی۔

"مانی تمہیں مجھ سے صرف تکلیف ملے گی، تم سمجھتی کیوں نہیں بد دماغ لڑکی"

اسکا بس چلتا تو وہ مانی کو خود سے کاٹ کر پھینک دیتا، لیکن کیسے؟ کیسے کرے وہ یہ ظلم۔

خود اس سے الگ نہیں ہو پا رہا تھا تبھی اس لڑکی کو سمجھانے کی کوشش میں تھا۔

"آپکی د۔دی تکلیف، لاکھوں خوشیوں سے افضل ہے نہ۔۔۔۔۔میں آپکے پاس رہنا چاہتی ہوں، ہمیشہ۔۔۔۔۔ت۔۔ تھوڑی سی جگہ دے دیں۔۔۔۔اپنے اتنے قریب کے آپکو مس نہ کرنا پڑے، یہ حسرت نہ پالنی پڑے کہ کاش میں آپکو دیکھ سکوں، ہاتھ بڑھا کر چھو لوں۔۔۔۔ م۔۔مجھے ہرٹ کر لیں، مجھے جانے کا ایک بار پھر کہیں گے تو قسم سے وہاں

جاوں گی جہاں سے کوئی واپس نہیں آتا۔۔۔۔کیا آپکو یہ لگتا ہے مانی آپکے لیے مر نہیں سکتی تو غلط فہمی ہے آپکی۔۔۔۔ج۔۔جب جب آپ کہتے ہیں دور چلی جاو، واپس جاو تو میرے دل میں بہت برا درد اٹھتا ہے۔۔۔۔۔اتنا نہ آزمائیں کے آپکو مانی سے لی آزمائش پر ملال ہو۔۔۔۔۔زندگی ایک بار " م۔۔ملتی ہے، مانی بھی تب تک ہے جب تک وہ زندہ ہے۔۔۔۔۔۔۔

وہ اسکی آنکھوں میں تکتی بنا رکے بولی، اسکا لفظ لفظ شہریار جدون کی آنکھوں کو بتدریج سرخ کرتا گیا۔

تمہاری یہ بکواس باتیں مجھے بلکل نہیں سننی، تم انتہائی بیوقوف ہو، تمہیں " اپنی بے وقعتی دیکھائی نہیں دے رہی جو میں ہر لمحہ کر رہا ہوں۔ تمہیں اپنی "تکلیف محسوس نہیں ہو رہی جو میں ہر لمحہ تمہیں پہنچا رہا ہو۔۔۔۔

وہ اسکی بازو دبوچتا اپنے قریب کرتا اسکی سرخ ہوتی اذیت سے مسکرائی آنکھوں میں جھانکتے پست سا چیخا پر مانی کو کچھ برا لگنا ہی بند ہو گیا تھا۔

مجھے صرف آپ دیکھائی دیتے ہیں، خود سے بہت دور۔۔۔ناراض اور"
خفا۔۔۔میں کہیں نہیں جاوں گی، آپ کو آسان سا مشورہ دیتی ہوں۔
مجھے ماریں، اور بوری میں ڈال کر نہر میں پھینک آئیں۔۔نہ مانی رہے گی نہ
اسکی قبر بنے گی، آپ آزاد۔۔۔۔۔۔ مچھلیوں اور مگر مچھوں کا بھلا ہو جائے
"گا، چیل کوئے نوچ جائیں گے آپکے اس عذاب کو
ناتو وہ اداس تھی نہ ہرٹ، وہ پوری ڈھیٹائی سے اسے یہ نایاب مشورہ دیتی
طنزیہ ہوئے گھوری۔
اور وہ ایسے ظالمانہ اور اخیر گھٹیا مشورے پر اسکا نہیں اپنا ہی سر کہیں دے
مارنا چاہتا تھا۔
وہ بھی تمہیں کھانا پسند نہیں کریں گے، نہر کا کیا قصور جو میں اپنے سر اور"
"دھرتی کا بوجھ اس پر لاد آوں؟

سلگ کر اسکو سرد نظروں سے گھور کر سوال کیا گیا جس پر مانی نے اسکی خوبصورت آنکھیں غور سے دیکھیں، وہ تھکن میں مکمل طور پر ڈوبی ہوئی اسے بھلی نہ لگیں۔

تو پھر یہ بوجھ خوشی خوشی کندھے پر لادے رکھیں، بلکہ دل میں سنبھالنے "
"کا آپشن بھی ہے۔ کیا پتا وہاں مانی کم جگہ گھیرے

وہ اسکے غصے کو کسی کھاتے میں ہی نہ رکھتی اور بچارا غصہ بلک بلک کر چیختا خود ہی جھاگ بن جاتا۔

"تمہیں پہلے بھی بتایا تھا کہ دل نہیں ہے میرے پاس"

جبڑے بھینچ کر غرایا گیا، مانی نے نچلا لب دانت تلے دبائے اپنی گستاخی تسلیم کیے مظلومیت کا تاثر دیا۔

چلیں گردے، جگر اور پسلیاں تو ہیں۔۔۔۔ میں چھوٹو سی ادھر بھی"
"ایڈجسٹ کر لوں گی۔ بلکہ آئی تھنک آپکا جو خالی دماغ ہے، ادھر بھی

سارا غصہ کہیں دور جا مفقود ہوا، ساری بیزارئیت اس لڑکی نے اسے
سارے غموں کو بھلا کر نئی فٹیکیں دے دیں، اور وہ جانتی تھی وہ شہر یار
جدون کی زندگی کا سب سے بڑا مسئلہ ہے، وہ سامنے ہو گی تو وہ باقی مسائل
بھول جائے گا۔

وہ چاہتی تو اس سے گلے لگ کر اپنی محبت بیان کرنا تھی پر لڑ رہی تھی کہ کسی
طرح وہ سب بھول کر اس سے لڑنے لگے۔

"مانی! تم میری برداشت سے بہت برا کھیل رہی ہو۔ اسکا انجام جانتی ہو"
شیری نے دانت پیسے آخر تک دبی آواز میں تنبیہہ کی۔
لیکن وہ انجام سے بے پرواہ ہوئے اپنا سب داو پر پہلے ہی لگا چکی تھی۔

"انجام جانتی ہوں تبھی تو برا کھیل رہی ہوں"
اسکی ٹون بہکی اور شیری نے خونخوار نظروں سے اسے دیکھا جیسے اسکا خون
پی جانا چاہتا ہوں۔

"نکلو یہاں سے، تم اس کمرے میں اپنے ساتھ رکھنے کے قابل نہیں"

خود جانے کا ارادہ ٹالے وہ پھرا، اسکی کی کلائی مضبوطی سے جکڑے
دروازے کی طرف بڑھا۔
مانی نے اپنی مسکراہٹ بمشکل روکے قدم زبردستی روکے اور اپنی کلائی
شیری کی بازو سے چھڑوانے لگی۔
"کیوں، ڈر لگتا ہے آپکو مجھ سے؟۔۔۔۔۔ کہیں پیار نہ ہو جائے"
مانی کی بے باکی نے شہریار کے دماغ کی رگیں پھڑکا دیں، وہ نہ تو خوف زدہ
تھی نہ اسکے کسی ری ایکشن سے حراساں بلکہ وہ شیری کے معاملے میں
ضدی ترین تھی۔
"مانی! مانی اپنی بکواس بند کرو گی یا نہیں"
بمشکل خود کو کسی انتہائی اقدام سے روکے آخری بار سمجھانے کی کوشش کی
گئی تھی، غصہ برداشت کرنے کے سبب شیری کا چہرہ سرخ بھبھول ہوا۔
آپکو پتا ہے مانی مجھے سب پیار سے کہتے ہیں، لیکن جب آپ اس نام سے"
بلاتے ہیں تو میرا دل اچھل اچھل کر ناچتا ہے، مجھے لگتا ہے کسی دن میں آپ

سے سخت والی ناراض ہو گئی تو آپکے ان زہریلے ہونٹوں سے نکلا یہ نام
"میری ساری ناراضگی دور کر دے گا۔۔۔آپ آزما لیجئے گا
اسکے ضبط کا امتحان لیتی وہ اب بھی بس کرنے کے موڈ میں نہ تھی۔اسکی
آنکھوں کا بے تکلف لمس شیری کی الجھنیں بڑھا رہا تھا۔
تم مجھ سے ناراض ہو جاو بس بی بی تمہارا احسان ہو گا،اس نام کو اپنی زبان"
" پر اسی لمحے حرام کر لوں گا۔
اس لڑکی کی موجودگی کے جان لیوا احساس نے شیری کو سارے دوسرے
معاملات بھلا دیے،جان چھڑوانے کو وہ اس سے پرے سرکتا پلٹا، نظر دیوار
پر تھی جیسے ابھی جا کر ٹکریں مارنے لگے گا۔
مگر مانی نے سن کر جیسے ہوا میں اڑے ساتھ ہی آ کر کھڑے ہوئے جیسے زرا
سا آگے کو جھک کر چہرہ موڑے شیری کو دیکھا، شہریار جدون کے چہرے
کی رگیں ضبط سے تنیں۔
"کیا آپ پھٹنے والے ہیں؟"

مانی نے نہایت معصومیت سے آنکھیں پٹپٹائیں جس پر وہ اسے رخ موڑے زیریلی نظروں سے دیکھے زرا سا اسکی طرف پلٹا تو وہ جو آگے جھکی تھی فورا سیدھی ہو کر کھڑی ہوئی، اس لڑکی کے چہرے سے ٹپکتی شرافت اور معصومیت پر کسی کا بھی دل دھوکہ کھا جائے۔

مانی کیا چاہتی ہو تم؟ کہ تمہارے دیے اس ٹارچر سے جا کر خودکشی کر"
"لوں؟

اس بار شیری نے بھی اخیر مظلومیت اور تاسف کے سنگ سوال کیا، مانی جسکا چہرہ شرارت سے لبریز تھا، یکلخت رنگت بدل گیا، اب وہاں تکلیف سی رقم تھی۔

خودکشی حرام ہے، حرام کام جتنے کر لیے وہ کافی تھے۔۔۔اب حلال امور" نبھانے کی طرف توجہ دیں۔ ویسے میرا دل توڑنا، مجھے بار بار ٹیس کرنا بھی
"حرام ہے آپ پر

اپنے حقوق تواس لڑکی کو کبھی نہیں بھولتے تھے،مانی کی تکلیف فوراً اسکے پیارے دل موہ لیتے چہرے کے تاثرات نے نگلی، بڑی دقت سے اس نے اپنا اڈتا جلال قابو کیا۔

"یااللہ مجھے میرے گناہوں کی ایک ہی بار سزا کیوں دے دی آپ نے،اس بھوجو کی صورت"

کوفت سے بڑبڑاتا وہ ہار مانتے صوفے پر لڑھکا اور واقعی مانی کو لگا وہ غصہ پی پی کر بیہوش ہونے کو ہے،بچارے کا بلڈ پریشر اخیر ہائی ہو چکا تھا۔

"ہیں ہیں شیری آپ نے مجھے بھوجو کہا، یہ کیا ہوتا؟"

فوراً سے ساتھ بیٹھی تو شیری اسے گھورتا زرا پرے سرکا تو فورا مسکین سی مسکراتی وہ سوال جاری رکھے بولی۔

"یہ تمہارے جیسی ہی ڈھیٹ مٹی ہوتی،اٹھو یہاں سے۔۔۔۔اور جا کر پیپر کی تیاری کرو۔ مجھ پر مت مسلط ہو"

اسکے پاس بیٹھنے پر وہ یوں خار کھائے اسے جھڑ کے بولا جیسے مانی اسے سوئیاں چبھو رہی ہو، اور مانی بھی اپنے نام کی ایک تھی، مزید شیری سے جڑ کر بیٹھی۔

"!مانی"

شیری اسکے ساتھ ٹچ ہونے پر دانت نکوس کر چیخا جس پر مانی نے دونوں ہاتھ کی انگشت شہادت کانوں میں ٹھوسی۔

اچھا اچھا پلیز رویے گا مت، میں جا رہی۔۔۔۔۔ لیکن میں آپکو ہر بار پہلے "
" سے زیادہ تنگ کروں گی اس کے لیے ریڈی رہیں۔

اس سے پہلے کہ وہ اسے اٹھا کر پرے پھینکتا، مانی نے اسکے جلادی تیور بروقت بھانپے اٹھ کر معاملہ رفع دفع کیا پر آگ لگانا نہ بھولی۔

"سو ڈھیٹ مرے ہوں گے تو اس ڈھیٹ کا دھرتی پر اضافہ ہوا ہو گا"

اپنا فون آن کیے نظر جھکائے وہ سخت بے بسی سے بڑبڑایا مگر پرواہ کسے تھے، وہ تو خود کو ڈھیٹ مان ہی چکی تھی۔

سو کھڑ وس، بدزبان اور منہ پھٹ مرے ہوں گے تو آپکا ظہور ہوا ہو گا "
سلفیورک ایسڈ کے مائی باپ۔۔۔۔اخیر قسم کے جلادوں میں آپکا نام نیلے
" تھوتھے سے بنی سیاہی کی بہن یعنی نیلاہی سے لازمی لکھا جائے گا
مسلسل برداشت کرتے کرتے آخر مانی کا چھوٹا موٹا صبر بھی لبریز ہوا، وہ تو
لڑاکا عورت بنی جنگی طیارے سا وار کیے جا چکی تھی پر شہریار جدون تمام تر
غصے، عداوت اور بیزارگی کے بے اختیار مسکرا پڑا، خاص کر سیاہی کی بہن
کے بارے جان کر۔

منہ پھلا کر سیڑھیاں اترتی مانی کو تکتیں گل بھی ہنسیں پر وہ سیدھی آ کر ان
سے لپٹی، ابھی بچاری سے کچھ پوچھنا وہ خود بھی نہیں چاہتی تھیں تبھی پیار
سے اسے ساتھ لپٹائے باہر لان میں چلی گئیں۔
یہ لڑکی مجھے کہیں کا نہیں چھوڑنا چاہتی، مانی پلیز تم چلی جاو۔۔۔۔یا"
میرے خدا! اتنی سخت سزا نہ دیں مجھے، مجھے ہر معاملے میں بے بس نہ
" کریں

وہ مسکراہٹ چند لمحوں کی ثابت ہوئی، کیونکہ جن تکلیفوں نے شیری کے دل کو مرکز بنا رکھا تھا وہ اتنی جلدی پیچھا چھوڑنے والی نہیں تھیں۔

.._____..

خوبصورت سی رات نے اپنی موجودگی صارم پرکاش کے گھر مزید دلکش کر دی تھی، لعلین کی وجہ سے سب اب تک یہیں موجود تھے، دن بھر کام تو سدرہ نے پھرتیلے طریقے سے کر لیے تھے مگر شام میں جسم کا جوڑ جوڑ ایسا دکھ رہا تھا کہ اس سے کچن میں کھڑے ہونا محال ہوا۔

رات کا کھانا سب کھا چکے تھے اور برتن وغیرہ بھی سدرہ اور لعلین نے مل کر سمیٹے اور اس نے سدرہ کے ساتھ دھلوائے بھی مگر وہ چاہ کر بھی گھر بھاگ نہ سکی تھی، شام کی چائے کے بعد سب کے کمروں میں انکا بستر

لگانے کے بعد ہی وہ اور لال نور گھر جانے والی تھیں اور لعلین نے آج
سدرہ اور لال نور کے پاس انکے گھر رہنے کی خواہش کی۔
وہ کچن میں کھڑی سب کے لیے چائے بنا رہی تھی مگر بازو کو ایک ہتھیلی سے
دبا بھی رہی تھی، نیند اسقدر تھی کہ کھڑے ہونا محال تھا۔
"سدرہ! تم کب سے کاموں میں لگی ہو۔۔۔۔ہٹو میں چائے بناتی ہوں"
لعلین ہی پانی کے گلاس کچن میں رکھنے آئی تو سدرہ کو اپنی بازو سہلاتے دیکھ
کر اسکے قریب آئی تو سدرہ نے مسکراتے ہوئے لعلین کو دیکھا۔
نہیں لعلین آپی۔آپ مہمان ہیں۔میں بنا لیتی ہوں۔۔۔۔ویسے بھی گھر"
"کے سارے کام کرنے کی مجھے بچپن سے عادت ہے
سدرہ نے تکلف برتا تو لعلین نے اسکی ایک نہ سنے پکڑ کر اسے چولہے سے
پیچھے ہٹایا اور نرمی بھری نگاہیں سدرہ پر جمائیں۔
کوئی بات نہیں، مجھے اچھا لگے گا۔۔۔۔۔تم بتاو کب بن رہی ہو صارم کے"
"دل کی دھڑکن؟

لعلین کے پیار سے کیے سوال پر سدرہ جو ساتھ ہی زرا فاصلے پر کھڑی تھی، دل کی دھڑکن بننے پر گھبرائی۔

"ک۔۔کیا مطلب؟"

سدرہ کے پوچھنے پر لعلین ہنسی۔

میرا مطلب ہے کل ہی تم دو کی شادی نہ شروع کروادی جائے، ویسے بھی" ہمیں واپس بھی جانا ہے۔ تم جان تو گئی ہو گی کہ میں لال نور کو لینے آئی

"ہوں

لعلین کے یوں یکدم شادی اور رخصتی کا کہنا سدرہ کو کپکپا سا گیا، حواس باختہ ہوتی وہ رحم طلب نظروں سے لعلین کو دیکھنے لگی، اسکا دھیان چائے پر تھا ورنہ وہ سدرہ کی گھبراہٹ کو ضرور دلچسپی سے دیکھتی۔

"ج جی۔۔۔پر مجھے تو لگا کہ آپ مہینہ رکیں گی"

سدرہ کی آواز باقاعدہ لرزی۔

چائے ابل چکی تھی تبھی لعلین نے چولہا آف کیا اور مکمل توجہ گھبرائی بوکھلائی سدرہ پر مرکوز کی، نرمی سے اسکی سرخ ہوتی گال سہلائی۔

مہینہ نہیں، زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ۔۔۔۔۔واپسی ضروری ہے میری" جان۔۔۔ لیکن تمہیں دیکھ کر اور تم سے مل کر میرا دل صارم کے لیے اتنا خوش ہوا ہے کہ میں بتا بھی نہیں سکتی۔ عینی اور پرکاش بابا کی صورت تمہیں ایسے اپنے ملنے والے ہیں جو تمہیں ہلکی سی تپش بھی پہنچنے نہیں دیں گے۔

"اور پھر صارم پرکاش کی محبت ہو تم، وہ تمہیں سنبھالنا جانتا ہے

لعلین نے اپنی سمت سے یہ سب کہے سدرہ کی قدرے گھبراہٹ کم کی جو اسکے چہرے پر چھائی مسکراہٹ سے عیاں تھا۔

"م۔۔ محبت ہوں کیا؟"

وہ یہ پوچھتے حیا سے نظر جھکا گئی تو لعلین کو اس پر بہت پیار آیا۔

" اوپس میں نے کہیں اسکا بھانڈا تو نہیں پھوڑ دیا۔۔۔۔۔"

لعلین کے شرارت سے ہنسنے پر خود وہ بھی سمٹا چھوا موا سا مسکائی۔

انکی محبت انکی آنکھوں سے نظر آتی ہے، یہ الگ بات ہے میں نے کبھی"
"گہرائی میں جانے کی کوشش نہیں کی۔ مجھے ڈ۔۔ڈر لگتا ہے ان سے
سدرہ کی معصومیت اور صاف دل نے لعلین کو اور مسرت بخشی۔
ہاہاڈر، خدا کی بندی۔۔۔۔اس روح زمین پر وہ بہت نرم دل لوگوں کی"
فہرست میں یقیناً شامل ہو گا۔ جس طرح چند دنوں میں اس نے ہماری
زندگی میں ہارون کی کمی سے بن جاتے خلاء اور حسرتوں کو پورا کیا، وہ ہر کسی
کے بس کی بات نہیں۔ تم خوامخواہ اس مہربان سے ڈر رہی ہو، جب وہ
تمہیں محبت سے دیکھ کر چھوئے گا تو دیکھنا خود بخود تمہارے ڈر زائل ہو
"جائیں گے
لعلین کی باتوں پر وہ جو ڈر رہی تھی، کہیں محو اپنے دلفریب خیالات بننے لگی،
ہونٹوں پر الوہی سی مسکراہٹ تھی۔
"ک۔۔کیا سچ میں؟"

اسکے پھر سے بچوں کی طرح یقین چاہنے پر لعلین ہنس کر پلٹی اور چائے کپس میں ڈالی۔

"ایک دم سچ، جاو جا کر پرکاش بابا، فرازم انکل اور صارم کو چائے دے کر آو۔۔۔۔ میں باقی لیڈیز کی لے جاتی۔۔۔ پھر ہم چلتے ہیں تمہارے گھر" لعلین کے مسکرا کر تاکید کرنے پر وہ فرمابرداری سے مسکائی اور تین کپس ٹرے میں لیے کچن سے نکلی، تینوں مرد خضرات نے بیٹھک گھیر لی تھی، پرکاش صاحب اور فرازم بخش کی ایک ہی دن میں اچھی دوستی ہو چکی تھی سو آج وہ دو ایک ساتھ ہی بیٹھک لگانے والے تھے جبکہ صارم دونوں عزیز پیاروں کی کمپنی کے لیے وہیں موجود تھا۔

لعلین خود تو چائے نہیں پیتی تھی نہ سدرہ نے بنوائی تھی سو عینی اور لال نور کی چائے کا کپ ٹرے میں رکھے وہ بھی انکے کمرے کی طرف بڑھی۔

جبکہ سدرہ جب چائے دینے بیٹھک کی طرف گئی تو صارم اسکی وقت کمرے سے نکل رہا تھا۔

"میری چائے میرے کمرے میں دے دو سدرہ"

جان بوجھ کر اسے ستانے کو کہتا وہ پاس سے گزرنے لگا تو وہ منہ پھلاتی رکی۔

"ن۔۔ نہیں۔۔ آپ لے جائیں اپنی"

سدرہ کے ٹرخانے پر صارم نے اسے منصوعی گھورا تو فورا سے اسکی پلکیں حیا کے بوجھ سے گریں، زرا سا قریب ہوئے اس نے سدرہ کے رنگ بدلتے ملائم چہرے کو آنکھوں سے چھوا، صارم کے وجیہہ سراپے سے اٹھتی مخمور دھیمی سی خوشبو، سدرہ کو صبح کی نرم ہوا کے جھونکے سا چھو گئی، پھر اتنے قریب وہ اس شخص کو صرف خیالات میں ہی سوچا کرتی تھی مگر اب وہ اتنا قریب تھا کہ زرا سا ہاتھ بڑھا کر وہ اسے چھو سکتی تھی، دل اپنی اس دسترس پر مچل اٹھا۔

"جی نہیں، تم دے کر جاو گی ورنہ رکھو اپنی چائے اپنے پاس۔۔۔۔"

غرور سے کہتا وہ اس لڑکی کے چہرے کی راعنائیوں میں گم ہونے سے خود کو سختی سے روکتا وہاں سے گیا تو چند لمحے تو سدرہ اسکے رعب جمانے پر ہونق

ہوتی دیکھتی رہ گئی پھر جلدی سے بیٹھک میں داخل ہوئی جہاں ایک دوسرے کے قریب قریب بچھی چارپائیوں پر نیم دراز ہو کر بیٹھے نئے نئے یار بیلی اپنی اپنی زندگی کی باتوں میں مگن تھے، سیاست اور خبروں پر تبصرے کر رہے تھے، سدرہ نے مسکرا کر دونوں کو چائے دی اور تیسرا کپ ویسے ہی اٹھائے باہر نکلی۔

ایک دل کیا جا کر لعلین کو کہہ دے کہ چائے دے آئیں مگر عجیب محسوس ہونے پر اس نے اپنے نیک خیال کی نفی کی قدم صارم کے کمرے کی طرف بڑھائے۔

اللہ کرے آپ کمرے میں نہ ہوں۔۔۔۔آپ غسل خانے چلے گئے "

"ہوں۔۔۔۔

دل میں دعا مانگے وہ ڈرتے ڈرتے ہاتھوں میں خوف سے لرز جاتا کپ سنبھالے کھلے دروازے پر لہراتے پردے سے اندر جھانکی تو یہ دیکھ کر اسکے چہرے پر مسکراہٹ آئی کہ صارم واقعی کمرے میں نہیں تھا۔

ہلکا سا پنکا لگا تھا اور لائیٹ بھی درمیانے سائز کی آن تھی جبکہ چہرہ گما کر اس نے وہیں بنے واش روم کے دروازے کو دیکھا۔

اپنی دعا کے قبول ہونے پر وہ خوشی خوشی اندر آئی اور دبے پیروں بیڈ کے قریب پہنچ کر کپ وہیں سائیڈ ٹیبل پر رکھا، الماری میں صبح لا کر رکھے باریک کمبل کو نکال کر اس نے صارم کے بستر کی پائینتی پر رکھا اور اس سے پہلے خوشی خوشی کمرے سے جاتی، کھلے دروازے میں لہلاتے پردے کے سامنے تن کر کھڑا صارم اسے ہی آنکھیں چھوٹی کیے مشکوک ہوئے دیکھ رہا تھا جو بنا نظر میں آنے پر مسکراتی ہوئی بھاگنے کے چکر میں تھی۔

تیزی سے اس نے دروازے کی طرف قدم بڑھا کر باہر نکلنا چاہا تو صارم فورا اسکے سامنے آیا جس پر سدرہ نے جب یہی عمل دوسری طرف سرک کر بھاگنے کو دہرایا تو صارم ایک بار پھر راستے میں آیا۔

اس درجہ استحقاق پر اور ہر طرف سے قید ہونے پر آنسو سدرہ کی آنکھوں سے چھلکنے کو بیتاب ہوئے۔

"جانے د۔۔یں"

بمشکل رونا روکے وہ بول پائی،اور صارم اسکے یہ انداز دیکھ کر خود پر قابو سا کھو رہا تھا،وہ اسے مستقل دیکھتی نہیں تھی نہ صارم کو اپنی آنکھیں دیکھنے کی مہلت دیتی تھی۔

"سدرہ،روئی تو اچھا نہیں ہو گا، میں چاہتا ہوں تم مجھ سے بات کرو تھوڑی دیر،جب تک چائے ختم نہ ہو جائے"

وہ اسکے تقاضے اور نرمی سے قریب ہوتے اپنے پر کشش ہاتھ کو بڑھائے اسکی آنکھ سے نکل کر رخسار پر پھیلتی نمی پر انگوٹھے کی پور سے ہلکا سا رب کرنے پر رونا بھول گئی، بلکہ آنکھیں بھی صارم پر جمائے حیرت سے دیکھنے لگی، وہ اس سے باتیں کرنا چاہتا تھا اور اسکی خواہش کا جان لیوا انداز سدرہ کو اعتراض کرنے ہی نہ دے سکا۔

"ل۔۔لیکن سب ک۔۔کو کیا کہوں گی؟"

ڈرا سے صارم کے ساتھ ساتھ سب کا تھا تبھی وہ اسکی بات پر ہنستا ہوا پلٹا، سدرہ کو وہیں بستر پر بیٹھنے کا کہے خود اسکے عین قریب کرسی گھسیٹ کر الٹی سمٹ بیٹھے کرسی کی پشت پر اپنی دونوں بازو ٹکا گیا، صارم کے مکمل توجہ دینے پر وہ سر تا پیر اسکی نظروں میں مرکوز تھی تو دل شدت سے دھڑک اٹھا۔

"سب کو کہنا صارم کا انٹرویو لے رہی تھی"

صارم کے جواب پر وہ ناچاہتے ہوئے بھی سمٹا سا مسکائی پر نظر عین ستم ڈھاتے لمحے جھکالی تو صارم کی بہکنے سے بچت ہو گئی۔

"ل۔ لیکن میں تو آپکو ج۔۔ جانتی ہوں"

ہاتھوں کو نروسنیس کے تحت مڑورتی وہ بہت مدھم سا سرگوشی میں بولی۔

"اچھا، کیا کیا جانتی ہو؟"

چائے کا کپ اٹھا کر ہاتھ میں پکڑے سیپ بھرتا وہ بڑی دلچسپی سے بولا تو وہ پر سوچ انداز میں اس کے چہرے سے نظریں چرا گئی۔

یہی کہ آپ صارم پرکاش ہیں، آپ ایک ڈاکٹر ہیں۔آپ سب کی مدد"
کرتے ہیں، آپ اچھے انسان ہیں۔۔آپکو آپکے اماں بابا بھی مل گئے، آپ
"بہت خوش ہیں

رٹے رٹائے جملے معصومیت سے بولتی وہ صارم کو مسکرانے پر مجبور کر گئی۔

"ہاہاباولی! میں نے تم سے یہ سب پوچھا تھا کیا؟"

دل یہی کیا کہ اس بند عقل والی کے سر پر ہلکی سے چپت لگاڈالے پر کیا کرتا،
وہ بھولی دیہاتن، اس پہاڑ شخص کا واحد دل دھڑکاتا عشق تھی۔

صارم کے ہنسنے پر وہ پھر سے بوجھل ہوئی۔

"ت۔۔تو پھر؟"

نہایت بھولے پن کا مظاہرہ کیا گیا اور جس طرح وہ اپنا ہاتھ لے جا کر بے
ارادہ درد پر اپنی بازو سہلانے لگی اسکا احساس اسے نہ ہوا مگر صارم نے ضرور
محسوس کیا، اسکی بازووں میں درد تھا اور وہ تھکی بھی لگ رہی تھی۔

وہ جو دم سادھے صارم کے سینے پر نگاہ ٹکائے اسکے جواب کی منتظر تھی تب ساکن ہوئی جب صارم نے چائے کا کپ واپس رکھتے آہستگی سے اٹھ کر کرسی پلٹی اور اسکے قریب رکھے بیٹھا اور اپنا ہاتھ بڑھا کر سدرہ کی بازو اپنی ہتھیلی میں لی، وہ اس اچانک صارم کے نزدیک ہونے پر سہمی، اسکی انگلیوں کی پوریں صارم کے ہاتھ سے مس کیں تو اس لمس نے دونوں کو اک لمحہ ایک دوسرے میں مدہوش سا کیا۔

سدرہ نے ہچکچاتے ہوئے جب اپنی بازو صارم کی ہتھیلی سے نکالنی چاہی تو صارم نے کھنچاو ڈالا اور دوسرے ہاتھ سے آہستگی سے اسکی بازو دبانے لگا۔ لمحہ لگا تھا سدرہ کی آنکھیں بھرنے میں۔

"اتنا کام کیا کرو جتنی تمہاری جان ہے، شام سے نوٹ کر رہا ہوں کہ تم اپنی بازو دبا رہی ہو۔ ایسے تو تمہیں مائکروسکوپ سے ڈھونڈنا پڑا کرے گا"

آہستہ آہستہ دباو بڑھاتے وہ اسکی جھکی آنکھوں پر نظریں مستقل جمائے اسکی آنکھوں کے تاثر کو خود ہی امیجن کرتا بولا مگر اسے یوں صارم کا بازو دبانا بے چین کر رہا تھا۔

"م۔میں ٹھیک ہوں، مت کریں۔۔۔۔کوئی دیکھ لے گا"

متانت بھرے لہجے میں جھکی پلکوں سے ہی نا صرف گزارش کی بلکہ اسکی آواز بھی سرگوشی میں ڈھلی۔

تو دیکھ لینے دو، کوئی مسئلہ نہیں۔تمام ترحق کے باوجود اتنی دوریاں بھی" نہیں ہونی چاہیں کہ میں تمہارے لیے ایسا کچھ کرنے کا صرف سوچتا ہی رہ جاوں"

صارم کی گھمبیر، جذبات سے اٹی بات پر سدرہ نے اپنی جھکی نظریں سہم کر اسکی طرف گمائیں جو مکمل طور پر اسی کی طرف متوجہ تھا۔

یہ پہلا لمحہ تھا جب سدرہ نے اسے غور سے دیکھا، سیاہ لہر دار سر کے بالوں کو نفاست سے سلجھائے، چہرے پر گہری سیاہ داڑھی مونچھ جسکی تراش

خراش زرا سی بے ترتیب لگ رہی تھی، ہونٹوں پر رقص کرتی مسکراہٹ اور آنکھوں میں بے پناہ الف کے جذبات لیے وہ اسے محبت سے تک رہا تھا، خود بخود نظر جھکی تو صارم کے ہاتھوں پر جا اٹکی جو اسکی دوسری بازو اپنی انگلیوں کی مضبوط پوروں سے دھیرے دھیرے دبا رہا تھا۔

"آپ بہت اچھے ہیں"

اپنی بازو کے درد مدھم پڑتے محسوس کیے سدرہ نے اس بار یہ جملہ کہتے اسے دیکھنے سے گریز ہی برتا۔

"اچھا۔۔۔وہ کیسے جانا تم نے"

صارم کے مضبوط پر کشش ہاتھ نے بازووں کے بعد ہولے سے اس لڑکی کی نرم و ملائم ہتھیلی کو اپنے ہاتھ میں مقید کیا، سوال کی مشکل اور صارم کے نرم لمس دونوں نے سدرہ کے لیے بولنا محال کیا۔

"پتان۔۔ نہیں"

وہ اسے بنا دیکھے بولی کیونکہ وہ اسے اپنی خطرناک آنکھوں کا محور بنائے ہوئے تھا۔

"پتا لگوالو جلدی سے، تاکہ بات کچھ آگے بڑھے۔۔۔۔۔اب تم جاو اور ساری رات میرے خیالوں میں نہ کھوئی رہنا۔۔ایک اچھی سی نیند لینا۔۔۔۔۔"

اسے مزید مشکل سے دوچار کرتا تو شاید خود پھر اپنے جذبات بے قابو کروا لیتا تبھی یہ ملاقات ختم کیے اس نے سدرہ کی طرف دیکھا جو سارا ڈر اور گھبراہٹ بھلائے مسکرائی۔

اسکی مسکراہٹ واقعی ایسی تھی کہ صارم جیسے شخص تک کی نظریں اس کے چہرے پر ساکن کرواسکتی تھیں۔

"شب بخیر"

اسکے قریب سے اٹھے وہ دروازے کی طرف بڑھی اور پلٹ کر خود کو تکتے صارم سے مسکرا کر بولی اور دیکھتے ہی دیکھتے اسکی نثار نظروں سے اوجھل ہوئی۔

صارم نے بے ارادہ نظر اپنے ہاتھوں پر ڈالی تو دل میں اک عجیب سی راحت سرائیت کر گئی، اسے سدرہ کے ساتھ وقت گزار کر جتنی خوشی ملی تھی شاید وہ کبھی اس کو لفظوں میں نہ ڈھال سکتا تھا۔

مسکراہٹ نے اسکے چہرے کے ہر خدوخال میں ڈھل کر صارم کے سکون میں اضافے کا راز کھول دیا۔

....★☆☆☆☆☆★....

افروہیم جدون نے اپنے کچھ لوگوں سے بات کی کہ وہ اس لیگل نوٹس کو لے کر جانچ کریں جس پر ان لوگوں نے دو دن کا وقت مانگا تھا، کیونکہ ایسے

عدالتی فیصلوں کا پتا لگوانا کوئی آسان بات نہیں تھی اور آگے ہفتے اتوار کے دن بھی تھے اس لیے چار دن کا وقت انھیں دینا پڑا یعنی سوموار تک۔

وہیں دوسری جانب چائے کے بعد لعلین، لال نور اور سدرہ کے ساتھ انکے گھر چلی گئی، صارم نے بھی عینی کو کمپنی دی کیونکہ انکے پرکاش جی تو ماما جان نے ہتھیار رکھے تھے اور عینی کو پرکاش صاحب کے بنا نیند نہیں آتی تھی، لیکن صارم انکے پاس تب تک بیٹھا باتیں کرتا رہا جب تک وہ سو نہ گئیں۔

اور خود بھی انکے سونے کے بعد وہ اپنے کمرے میں گیا تھا۔

وہیں کیانی پیلس میں بی اماں کی موجودگی صبور کی بہت بڑی ڈھارس تھی۔

اپنے ان دونوں عزیز بچوں کی خوشیوں نے انکے دل کو ہمت سونپ دی، ساری بیماری دم دبا کر بھاگ گئی۔

خان بابا اور ہمایوں توکل کی تیاریوں کے بارے گفتگو کر رہے تھے اور صبور، انکی گود میں سر رکھے ایک پر سکون ہو جاتی زندگی کی امید کے خواب

دیکھے لیٹی تھی، نازنین اسکے ملائم سلکی بالوں میں دھیرے سے انگلیاں چلا رہی تھیں اور صبور کی ساری اداسی زائل ہو رہی تھی، ویسے بھی کل ڈیڈی اور نیہا کے نکاح نے اسے سارے غم بھلا دیے تھے۔

وہیں ڈنر بس سرسری سا کیے لئیق نے اسی نمبر سے صوفیہ میں کال کی، صوفیہ کے لینڈ لائن کا نمبر اسے یاد تھا کیونکہ وہ بہت آسان سی ہلپ لائن تھی، وہ نہیں چاہتا تھا کل پھر سے اسکی غیر خاصری پر عدن خود کو تکلیف دے۔

فیروزہ کو اس نے سمجھا دیا تھا کہ وہ عدن کو بتا دے کہ ٹیچر کچھ مصروفیت کے باعث ملک سے باہر ہیں۔

اور دوسری جانب مانی جب کچھ بہتر ہوئی اور گل نے اسے شیری پر بھاری پڑنے کی کچھ مزید ٹپس دیں تو وہ از سر نو پہلے جیسی شرارتی ہوئی، گل لالہ نے اسے ریسٹ کو بھیجا اور خود بھی کمرے میں چلی گئیں۔

افراہیم کی بے چینی اب سوموار تک یونہی رہنے والی تھی، جب تک وہ شیری پر آئی اس مصیبت کی جڑ تک نہ پہنچ جاتے۔

"شیری کب سدھرے گا افراہیم، میں تو ان دو کے لیے بہت فکر مند ہوں"

وہ انکے پاس بیٹھتے ہی بوجھل سی انکے کندھے پر سر رکھے فکر سے چور گھبرائے لہجے میں بولیں تو افراہیم نے اپنی الجھنیں اک طرف کیے گل لالہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور مسکرا کر انکی خوبصورت آنکھیں دیکھنے لگے۔

"ہمت رکھو گل، ابھی دن ہی کتنے ہوئے ہیں میری جان۔۔۔دونوں جب ایک دوسرے کو سمجھیں گے تبھی دلوں میں گنجائش پیدا ہو گی۔۔۔وہ مانی کے لیے ایک مشکل ٹاسک ہے لیکن امید ہے وہ زندگی سے بھری لڑکی جلد اسے اپنا گرویدہ کر لے گی"

وہ تو نا امید سی تھیں پر افراہیم کے دلاسے نے جیسے امید افزاء ہو کر ہمت دی۔

"ان شاءاللہ۔۔۔۔آپ نے اس سے پوچھا کہ وہ کیوں پریشان ہے؟"
گل ماں تھی اور شیری کب کب اذیت میں مبتلا ہوتا تھا یہ انکو خبر ہو جاتی۔
ہمم۔۔کچھ خاص نہیں ہے، کام کے سلسلے میں تھوڑا اپ سیٹ تھا۔مانی"
کے تھانے میں جانے پر خفا ہو رہا تھا کہ دشمن دار ہے سو کوئی اونچ نیچ نہ ہو
جائے"
افراہیم نے بات سی بنائی جس پر گل لالہ اسی پر خوش تھیں کہ وہ مانی کی فکر
کرنے لگا ہے۔
"اللہ میرے شیری کی حفاظت کرے، میں بہت خوش ہوں کے وہ محبت نہ
سہی محبت کی طرف جانے کی ابتداء کر رہا ہے، اسکی آنکھوں میں مانی کے
لیے نفرت نہیں ہے، کوئی اور جذبہ ہے جو غصے اور ضد کی گرد میں چھپا ہوا
ہے"
گل لالہ نے مسکرا کر کہے اپنی آنکھیں جس سکون سے موندیں، افراہیم
جدون اداسی بھرا مسکرا کر رہ گئے، کیا بتاتے کہ شیری کی زندگی میں صرف

محبت نامی روگ نہیں بلکہ ہر طرح کا دکھ شامل ہے، وہ چاہ کر بھی اتنی جلدی نارمل نہیں ہو سکتا تھا، کئی اذیتیں اپنے دل میں دفن کیے وہ سانس لیتا تھا، جی رہا تھا تو یہ بھی غنیمت تھا۔

وہیں دوسری جانب لال نور کی گود میں سر رکھ کر ان سے باتیں کرتی لعلین نے اپنی زندگی کا کھویا سکون اس ماں کی آغوش میں دوبارہ پالیا تھا۔ اس نے فرہاد علوی کے ساتھ بیتے سانحے ابھی ان کو نہیں بتائے تھے کیونکہ پھر اسے بابا کی موت کا بھی بتانا پڑتا، وہ بس ان سے لئیق کی باتیں کر رہی تھی۔

لعلین کو اپنی طبعیت شام سے کچھ بوجھل لگ رہی تھی، عجیب تھکاوٹ سی جسم پر حاوی تھی، حالانکہ وہ اس سے پہلے خود کو اتنا تھکا ہوا بلکل محسوس نہیں کرتی تھی۔

لیکن لئیق کی باتیں کر کے اسکا دل ہر الجھن سے آزاد ہو گیا۔

بہت مشکل تھا فرہاد کے ساتھ رہنا، ہر وقت لگتا کہ منافقت کر رہی"
ہوں۔ تھک جاتی تھی نبھاتے نبھاتے، پھر خود کو ہمت دلاتی تھی کہ نہیں
نور، تمہیں تھکنا نہیں ہے، اس سمجھوتے سے لگاو ضروری ہے۔ وہ شخص
مجھ ہر فدا تھا، میں ایک نظر دیکھ لیتی تو فرہاد علوی کی خوشی آسمان کو چھونے
لگتی، میں جب اس شخص کی اتنی محبت دیکھتی تو اللہ سے دعا کرتی کہ مجھ پر
رحم کریں اور فرہاد علوی کی طرف دل سے جانے کی ہمت دیں۔۔ ابراہیم
میرا سب سے اچھا دوست تھا، میں نے اسکی بیوی بننے کی خواہش کی تھی،
محبت تھا وہ میری، لیکن عین وقت پر مکر گیا، میں دونوں طرف سے لٹ
گئی۔۔۔۔ فرہاد علوی سے محبت تو نہ ہوئی پر انکی عادت ہو گئی، اللہ نے رحم کیا
اور میری تکلیف مٹانے کے لیے بہت جلد میرے وجود میں ایک ننھی جان
"کا احساس ڈال دیا

لال نور کی تکلیف وہ دل سے محسوس کر رہی تھی، بابا کے لیے انکی بد گمانی جلد دور کرنے پر بیقرار تھی لیکن لئیق کے ذکر پر جیسے وہ مسکرائیں ویسے لعلین کے ہونٹ مسکائے۔

"کیسا محسوس ہوا تھا آپکو مما، جب وہ آپکو پہلی بار پتا چلا کہ آپ مما بننے والی ہیں؟"

یہ سوال کرتی وہ اتنی پیاری لگی کہ لال نور اپنی دلفریب مسکراہٹ اپنے دلکش چہرے پر بکھرنے سے روک نہ پائیں، بلاشبہ وہ آج بھی انتہائی خوبصورت اور دلرباخاتون تھیں۔

"یہ بہت پیارا احساس تھا، سارے دکھ بھول گئی۔ مما کی سفاکیت، ابراہیم کا چھوڑ دینا۔۔۔ فرہاد سے جڑے مجبوری کے رشتے کو، سب دھول بن گیا تھا، اس احساس نے میرے پھٹے دل کو سی دیا، ایک عورت کے لیے ماں بننا، جنگجو بننے کی ٹریننگ سا ہے۔ میں نے سب سوچنا چھوڑ دیا، ہر وقت بس اپنے بچے کا سوچتی تھی، اسکے لیے خود کو توجہ دینے لگی، اسکے لیے ہیلتھی کھاتی،

اپنے آپ کو سنوارے رکھتی، اچھی اچھی کتابیں پڑھتی تھی، کوشش کرتی کہ پانچ وقت نماز پڑھوں،، اونچی آواز میں تلاوت کرتی کہتے ہیں اس سے بچے پر بہت گہرا اثر پڑتا ہے، میں اسکے ساتھ روز واک پر جاتی، یعنی میری کل دنیا میرے اندر پلتی وہ جان تھی جس نے لال نور کے اندر زندگی بھر دی۔ گویا میں خود کو لاحق ہر دکھ بھلا گئی"

اتنے پیارے احساسات لعلین کو رشک میں مبتلا کر گئے، وہ مسکرائی، اسے یہ سب سن کر اتنا خوبصورت لگا کہ آنکھیں شدت جذبات سے دھندلا گئیں۔

تم جب ماں بنو گی تو دیکھنا کتنا خوبصورت لگے گا سب، کوئی دکھ پھر دکھ نہیں لگتا"

انکی شفقت سے کہی اس بات پر لعلین کا دل آمین کہے مچلا بھی پر کہیں اب بھی دل میں اس شرف سے محروم رہ جانے کا خوف دل میں کنڈلی مارے بیٹھا تھا۔

لئیق تبھی اتنا پیار اور رحم دل ہے، آپ نے تو اسکے دنیا میں آنے سے پہلے"
ہی اس پر دنیا جہاں کی محبت اور شفقت لٹا دی۔۔اللہ نے اگر مجھے یہ شرف
"دیا نہ تو میں بھی ایسا ہی کروں گی مما
وہ اترائی تھی اور لال نور بھی۔
کیونکہ میری واحد خوشی میرا بچہ تھا، میرا لئیق ایزد۔۔۔۔اور اپنے ماں بننے"
کے بعد سب سے زیادہ خوش میں تمہارے ماں بننے پر ہوں گی میرا
"بچہ۔۔۔
لال نور کی شفقت اس کے لیے شرف تھا اور دعا سر آنکھوں پر۔
میرے ساتھ دو سال پہلے ایک حادثہ ہو گیا تھا، ڈاکٹرز نے کہا تھا میرے"
ماں بننے میں ابڈامینل انجری رکاوٹ ہے اور اسکے ہوتے میں کبھی ماں نہیں
بن سکتی سو شادی کبھی نہ کرنے کا فیصلہ کیا تھا مگر قسمت مجھے لئیق ایزد تک
کھینچ لائی۔آپ جان کر ہنسیں گی کہ ہم کچھ ہفتے پہلے جانی دشمن تھے، لیکن
مزید دشمن نہیں رہ سکا وہ، چند دنوں کا ساتھ نا جانے کیسی محبت بنا گیا کہ اب

اسکے بغیر رہنا میرے لیے بہت مشکل ہے۔اور آپ جانتی ہیں اس نے نہ صرف مجھ سے محبت کی ہے بلکہ مجھے سیکھائی بھی ہے، ناجانے وہ میری کس نیکی کا صلہ ہے، یا شاید اللہ کو میری ناجانے کونسی ادا پسند آئی کہ مجھے لئیق ایزد کا ہمسفر بنادیا، اس شخص کا جس نے اپنے قریب آنے کا مجھ سے پہلے کسی کو حق نہیں دے رکھا تھا۔

لئیق کو میں نے کہا کہ وہ مجھے چھوڑ دے، میں اسے ادھورا نہیں دیکھ سکتی۔ لیکن اس کے باوجود اس نے مجھے نہیں چھوڑا بلکہ اپنی محبت بڑھادی، میرا دل اب بھی اداس ہو جاتا ہے، کہ میں اگر کبھی ٹھیک نہ ہوئی تو اسکے ساتھ "کی اس ناانصافی پر کیسے بخشی جاوں گی

یہ سب لال نور کے لیے واقعی حیرت انگیز تھا، وہ مسکرائیں بھی اور اس بچی کی تکلیف پر دکھی بھی ہوئیں۔

اپنے بیٹے سے انھیں ایسی ہی امید تھی، اس شخص نے سچ میں اپنی ماں کی تربیت کا پورا حق ادا کیا تھا۔

"اللہ نے چاہا تو وہ ہر تکلیف دور کر دے گا میرے بچے، ابڈامینل انجری کوئی اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہے، ہر زخم کبھی نہ کبھی بھر جاتا ہے۔ ہاں وقت لگتا یہ اٹل ہے۔ ناامید نہیں ہوتے میری جان، اللہ نے چاہا تو تم اس شرف کو ضرور پاو گی اور بہت جلد۔۔۔"

مما کے تسلی دینے پر اسکا دل ہلکا ہوا۔

"آمین۔۔۔۔ آپ کے پاس رہنا، آپ سے باتیں کرنا بھی ساری فکریں اور غم بھلا دیتا ہے۔۔۔۔ ورنہ میں اسے بہت مس کر رہی تھی، نہیں جانتی وہ اتنا زیادہ کیوں یاد آ رہا ہے، شاید یہ کچھ ہفتے اس نے مجھے بہت قریب رکھا تبھی بری طرح اسکی عادی بھی ہو گئی ہوں۔ لیکن آپ سے باتیں کر کے بہت سکون مل رہا ہے"

وہ مسکرائیں کہ انکی موجودگی نے اس بچی کا حوصلہ پست کرنے کے بجائے بڑھایا ہے۔

جھک کر لعلین کی جبین چومے وہ نثار ہوئیں۔

ان شاءاللہ جلد ملیں گے اس سے، بس کل سے تیاریاں شروع کرتے"
ہیں۔۔۔۔ نکاح تو ہو چکا، خیر سے شادی نمٹا کر ہم واپس چلیں گے۔ یقین
"ہے تب تک وہ آجائے گا
بھلے پوری دنیا اسے مل جاتی پر لعلین ابراہیم کے پاس جو لئیق ایزد کی کمی
تھی وہ بدستور رہنے والی تھی۔
جبکہ دوسری طرف آج سدرہ کی نیندیں بھی اڑیں تھیں اور اسکے سکون
میں ہلچل مچاتے شیر جواں صارم صاحب کی بھی۔
آنے والے خوبصورت وقت نے دونوں کے دل گدگدا دیے تھے۔
اور پھر آفریدی حویلی میں بھی کوئی اداس تھا۔
بھجت چونکہ دن بھر شاپنگ کروانے کے بعد زرا آفس نکل گیا تھا سو آتے
ہی تھکن کی وجہ سے سونے چلا گیا مگر سیلی کچھ طبعیت عجیب محسوس کرنے
پر باہر آئی تو مدیحہ آفریدی کے کمرے کی آن لائیٹ دیکھتی وہ انکے کمرے
کی طرف بڑھ گئی۔

بیڈ سے کمر ٹیک کر لیٹیں وہ ہاتھ میں لال نور کا فوٹو فریم تھامے آبدیدہ تھیں تبھی سیلی فکر مند سی جب اندر آئی تو وہ فوری ہتھیلی سے اپنے بے قابو ہوتے آنسو رگڑ گئیں، تبھی وہ اداس سی انکے پاس آکر بیٹھی۔

بھجت نے اس سے بہت بار اپنی پھپھو کا تذکرہ کیا تھا لیکن زیادہ تفصیل نہیں بتائی تھی، بس یہ کہا تھا کہ وہ کھو گئی تھیں لیکن اب تو سیلی کو لال نور کے زندہ ہونے کا پتا تھا لیکن ابھی وہ دادو کی تکلیف کم نہیں کر سکتی تھی۔

'کیا آپکو اپنی بیٹی یاد آرہی ہے دادو؟"

سیلنا کی آواز یہ پوچھتے خود بھی بوجھل ہوئی اور مدیحہ صاحبہ نے بڑے دکھ سے سانس کھینچا۔

وہ تو کبھی بھولی ہی نہیں مجھے، اپنے شوہر کو کھویا، پھر بیٹا بھی اس سیاست " نے چھین لیا۔ صبر کیا لیکن جب یہ چھن گئی تھی تب صبر نہیں آسکا، اسکی قبر ہوتی تو شاید دل سنبھل بھی جاتا کہ اللہ کی امانت اللہ نے لے لی، جب آر " یا پار نہ ہوا جائے بچے تو دل میں ہمیشہ ایک گھٹن دبی رہ جاتی ہے۔۔۔

آج بہت دن بعد وہ نور کو یاد کر کے رو رہی تھیں اور سیلی کی اپنی آنکھیں بوجھل ہوئیں۔

"اللہ نے چاہا تو وہ مل جائیں گی، کیا پتا وہ زندہ ہوں۔۔۔۔دل بوجھل مت کریں دادو، اللہ کبھی ہمت سے زیادہ آزمائش نہیں لیتا"

سیلی کے آزردہ ہو کر امید دلانے پر وہ دلخراش سا مسکرائیں اور اپنا ہاتھ اس فوٹو فریم میں دیکھائی دیتے خوبصورت چہرے پر حسرت سے سہلایا۔

"زندہ بھی ہوئی تو میں تو مجرم ہوں اسکی، اسکی زندگی دکھوں میں جھونکنے والی۔نہ میں نے اسکے ساتھ اچھا کیا نہ اس نے کیا جس کے حوالے میں نے اپنی نور بہت سوں سے ناانصافی کیے کی تھی۔آج تک لئیق ایزد اپنی نانی کو اس ناانصافی پر معاف نہیں کر سکا، نہ وہ مجھ سے راضی تھی۔۔۔۔لیکن کیا کرتی، اپنی بیٹی کا اچھا مستقبل دیکھا، وہ جسے چاہتی تھی وہ عام سا آدمی تھا، کیا دیتا میری بیٹی کو۔اور پھر فرہاد دیکھا بھالا شریف اور کامیاب آدمی تھا، پیسہ، نام پاور سب تھی اسکے پاس، اور بھجت کے بابا کی وصیت بھی تھی کہ انکی

بیٹی علوی خاندان میں دی جائے اور پھر وہ فرہاد، نور کا دیوانہ تھا۔ میں نے بھلے سب اسکے اچھے کے لیے کیا ہو لیکن اپنی بچی کا اپنے ہاتھوں دل اجاڑنے کا جو گناہ کیا وہ مجھے راتوں کو سونے نہیں دیتا، اس آدمی کو جیسے مجبور کر کے پیچھے ہٹنے پر اکسایا، اللہ مجھے کیسے معاف کرے گا"

یہ سب کہتیں وہ جو جو بھیانک اعتراف کر رہیں تھیں، سلینا کو لگا دل کسی نے کند چھری سے کاٹ دیا ہو، وہ آدمی کوئی اور نہیں ابراہیم سلطان تھے اور بھلے وہ سلینا کے سگے بابا نہ بھی ہوں، وہ انکے لیے لال جتنی پیاری رہی تھی تبھی تو اس شخص کی بے بسیاں سلینا کو رلا گئیں۔

"اللہ سب بہتر کریں گے دادو، حوصلہ مت ہاریں"

اپنا دل کرب زدہ تھا پھر بھی سلینا نے ہمت کیے انھیں تسلی دی۔

"اللہ تو سب بہتر کرتے ہیں بچے، یہ ہم انسان ہیں جو درندوں کا روپ دھار لیتے ہیں۔ تمہیں بھی پریشان کر دیا، میں ٹھیک ہوں۔۔ جاو تم آرام کرو

انکے لہجے میں اک تڑپ اور حسرت تھی، انکے آخری جملے پر سیلی رسان سے مسکرائی اور انکا ہاتھ تھامے پشت چومی۔

آپ خود کو پریشان نہ کریں دادو، آپکی اداسی ان شاءاللہ کم ہو جائے گی۔۔۔ خیر سے ہمایوں صاحب اور نیہا کا نکاح ہے کل، انہوں نے ہم سبکو مدعو کیا ہے۔ کل ہی صبور اور دستگیر بھائی کی مہندی بھی ہے، مانی نے کہا تھا وہ کل نہیں آئے گی، دستگیر اور صبور کی شادی پر ہی آپائے گی، کیونکہ آپکو پتا ہے سوموار کو اسکا پیپر بھی ہے"

سیلی نے مسکرا کر بات بدلے کل کے دن کے اچھے اچھے ایونٹس کا بتایا تو مدیحہ صاحبہ نے سر اثبات میں ہلایا اور مسکرائیں۔

اللہ دونوں شادیاں مبارک کریں، ضرور چلیں گے۔ بالکل ٹھیک کیا مانی نے۔ اس پگلی نے تو اپنی سمجھداری سے مجھے بھی حیران کر دیا، اللہ اسے ہمیشہ آباد رکھے۔ مانی کو اتنا سکھی اور اپنے سسرال آباد دیکھ کر میرے سارے دکھ کم ہو جاتے ہیں، اللہ میرے شیری کو لمبی صحت و عافیت والی

زندگی دے جس نے میرے بھولے بچے کو سنبھال لیا۔ سسرال میں دل
"لگ گیا ہے مانی کا، بڑا سکھ ملتا ہے یہ سوچ کر
دادو کی خوشی دیکھ کر وہ بھی دل سے مسکرائی، کیونکہ شیری کی طرف سے
فی الحال سب اچھا تھا۔
آمین۔۔ بالکل ٹھیک کہا۔ بہت سمجھدار اور پیاری ہے مانی، شیری کو اسکی"
قدر کرنی چاہیے۔ اب آپ آرام کریں، اور اداس مت ہوئیے گا بالکل۔
"کل کا دن اچھا انجوائے کریں گے، آپکی اداسی دم دبا کر بھاگ جائے گی
سیلی کا یوں پاس آکر بیٹھنا، دادو کے غم سننا، انکے دل میں اس بچی کے لیے
نہایت محبت بھر چکا تھا اور ماضی کی تمام تلخیاں سیلی نے اپنے خوبصورت
رویے سے نگل لی تھیں۔
وہ یقین سے کہہ سکتی تھی کہ ان دونوں بہنوں کی پرورش بہت توجہ سے کی
گئی ہے، اور اسکا سارا کریڈٹ ابراہیم سلطان کو جاتا تھا، وہ خود تو اپنی تکالیف

سمیٹ کر دنیا سے چلے گئے تھے پر اپنی اچھی یادیں اور اپنی تربیت اپنے پیچھے چھوڑ گئے تھے۔

بابا کو یاد کرتے سیلی کا دل بھر گیا تو وہ جبرا مسکرا کر دادو کو شب بخیر کہے انکے کمرے سے چلی گئ۔

وہ کافی دیر لاونج میں بیٹھ کر پڑھتی رہی، نمرہ سے بات بھی کی جو اس سے شیری اور اسکے رشتے کا بھی پوچھ رہی تھی، مگر مانی نے کوئی پازیٹو بات نہ بتا کر نمرہ کو بھی اداس کیا۔

گھڑی کا ہندسہ جیسے ہی دو کو کراس کیا، مانی نے تھک کر کتابیں سمٹیں اور جمائی روکتے انکو اٹھائے لاونج کی مین لائیٹ آف کیے سڑھیاں چڑھ گئ۔

شہریار بھی آدھے گھنٹے پہلے سو پایا تھا، نیند تو نہیں آ رہی تھی مگر اپنی ذہنی اذیت سے چھٹکارے کو اس نے سلیپنگ پل لی تاکہ اپنے درد کرتے دماغ کو کچھ سکون دے سکے، یہ الگ بات تھی کہ نیند تو نہ آئی بس نیند کے گماں سا کچھ اس پر حاوی ہوا۔

مانی نے آہستگی سے دروازہ کھولا تو کمرے میں آج اندھیرے کے بجائے درمیانے سائز کی آنکھوں کو بہت نرمی کا احساس بخشتی روشنی کا ہر سو بکھرے ہونا، مانی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھینچ لایا۔

وہ اپنی عادت کیا مانی کے لیے بدل رہا تھا، سچ ہوتا یا نہ پر وہ خوش فہم ہونے پر راضی تھی۔

دروازہ واپس بند کیے اپنی بکس اپنے بیگ میں ڈالے وہ جمائی بمشکل روکتی بیڈ کی طرف بڑھی تو وہ کروٹ بدل کر لیٹا ہوا تھا، آنکھیں فرصت سے بند تھیں جیسے نا جانے کب کی نیند پوری کر رہا ہو۔

صوفے پر سونے کے بجائے وہ اسکے عقب میں ہی بیٹھی لیٹی اور کتنی ہی دیر فانوسی مدھم روشنی بکھرتے فانوس کو سیدھی لیٹ کر تکتی رہی، حقیقت میں شیری کو اپنے پاس محسوس کرنا ہی فرحت بخش احساس تھا، ساری اداسی سے اس لڑکی کو نکال لاتا تھا اس شخص کا نظروں کے روبرو رہنا۔

وہ نرم ملگجی سی روشنی اسے سکون دے رہی تھی، جیسے کوئی آہستہ آہستہ مانی کی ہر فکر دور کر رہا ہو۔

آپ کو کیا پتا شیری کہ میرے لیے آپکے ساتھ اتنے قریب پورے حق" سے آکر لیٹنا تک کتنا بڑا ہے، یہ احساس کہ آپکے قریب کی یہ جگہ میری ملکیت ہے، بہت خوبصورت ہے۔ نجانے آپ مجھے کب قبول کریں گے لیکن میں آپکو کبھی دھتکار نہیں سکتی، میرے لیے آپکے سوا اس دنیا میں کوئی دلچسپی ہی باقی نہیں، آپ ہی سب ہیں، کتنا بڑا دل ہوتا ہے محبت کرنے والوں کا، محبوب پر اپنا خون تک معاف کر دیتے ہیں"

اسکے ساتھ ہی اپنا تکیہ جوڑ کر سر رکھے وہ اسکی طرف پلٹی اور اپنا ہاتھ آہستگی سے شیری کی بازو کے نیچے سے گزار کر اسکے گردن نا صرف بازو باندھی بلکہ اپنا چہرہ اسکی گردن میں چھپائے اداس سا مسکرائی۔

وہ نیند میں ہونے کے باوجود مکمل نیند میں نہیں تھا، ایسا تھا جیسے اسے اپنے جسم کے ساتھ جڑتے اس مرمریں وجود کا احساس چپکے ہو گیا تھا، اسکے دل نے حرارت پکڑی، ہر بے قراری ان مانوس دھڑکنوں کی آواز اور سانسوں کی گرمائش پر سکون میں بدلنے لگی۔

" آپ کی یہ منفرد سی خوشبو، مجھے پاگل کر سکتی ہے۔۔۔"

اپنے ملائم ہونٹوں سے اسکی عقب کی جانب سے گردن پر نرمی سے لمس بکھرے وہ یوں اس میں جذب ہوئی جیسے اس لمحہ وہ جاگ بھی جاتا تو اسے اپنے یوں شہریار جدون کے قریں ہونے پر افسوس نہ ہوتا، وہ گلاب کی پتیوں سے ملائم لبوں کی سرسراتی حرکت اپنی گردن پے محسوس کیے اسکی شدت پر حیرت زدہ، ہمت پر دنگ اور بے خوفی پر افسردہ ہوا تھا، نیند و آرام کا وقتی

سکون، اس لڑکی کے بوسے تلے دب گیا، وہ اپنے ہر جذبے سمیت، اس پر سبقت کے گئی۔

اپنے سینے پر جمی مانی کی مرمریں ہتھیلی کی حرارت پر وہ اپنی درد کرتی آنکھیں کھول چکا تھا، لیکن ہلنے تک کی سکت نہ تھی جیسے وہ کانچ سا حصار ٹوٹ گیا تو شیری کی جان بھی ساتھ کھینچ لے گا، اس لڑکی کی دھڑکنیں خود میں اترتی محسوس کرنا نشاط انگیز تھا، اسکے جسم کی حرارت کا اپنے وجود کی سرد مہری پر حاوی ہونا جان لیوا۔

وہ کیسے بھاگ سکتا تھا، کیسے بچ پاتا، محبت سے؟ دسترس میں آئے اس محبت لٹاتے وجود سے۔۔۔۔دل نے حدیں توڑنے کی پہلی بار خواہش کی۔

ساری تھکن، سارا غصہ، ساری اداسی آپ سے لپٹ کر ختم کر لی مانی نے، "کاش آپ بھی ایسا کر لیتے، کہتے ہیں نہ جب رونا چاہیں اور رو نہ پائیں تو کسی سے گلے لگ جانا چاہیے"

اس بار وہ بہت مدھم سا سرگوشیوں میں ڈھلی آواز سے بولی اور باخدا یہ مشورہ اس شخص کی جان پر بنا، سمجھ نہ آئی کہ کیسے خود کو روکے جو اس لڑکی سے لپٹنے کو بے قرار ہو رہا تھا۔

کوئی طاقت اکسا رہی تھی، اسے گلے لگانے کو تڑپا رہی تھی، وہ اپنی ان بدلتی کیفیات پر موت کی سی تکلیف محسوس کر رہا تھا۔

غنودگی نے نشے سا اثر کر دیا، نیند نے کسی سکون کو پانے کی گزارش کی تبھی تو وہ آنکھیں واپس سختی سے بند کرتا خود کو بے خبر عیاں کیے زرا کسمسایا تو مانی . اسکے جاگنے کے خوف سے ڈر کر اس سے دور ہوئی

اور شاید وہ یہی چاہتا تھا، مانی نے بیچ میں فاصلہ بناتے ہی فوری اٹھ کر اپنے پیر زمین پر اتارے اور اٹھ کر سیدھی کبرڈ کی طرف بڑھی، بایک سا بلینکٹ نکالا اور ارد گرد لپیٹے شرافت سے جا کر صوفے پر لیٹ گئی، اسے غصے سے زیادہ آج اسے شیری کے مزید تنگ ہو جانے کا ڈر تھا، وہ پہلے ہی اسے بہت ستا چکی تھی۔

جبکہ شہریار کو اسکا یوں امتحان سے دوچار نہ کرنا بہت بھایا، دل میں آج مانی کے لیے ایک نرم سا احساس جاگا جسے شہریار نے آسودگی سے آنکھیں موند کر قبول کیا۔

وہ یہی تو چاہتا تھا وہ لڑکی اسے اپنے ارادوں پر ڈگمگانے پر مجبور نہ کرے۔
لیکن یہ کیسے ممکن تھا کہ ایک طرف محبت تھی تو دوسری طرف گماں ہوتا، گماں کے سفر سے تو شہریار جدون گزر چکا تھا، اب تو محبت کی اصل قیمت چکا کر خود کو محبت کے رنگوں میں رنگنا باقی تھی۔

"آپ بہت پیارے لگتے ہیں شیری، ستا کر بھی اور جب آپکو مانی ستائے،
کاش آپ کو دل میں چھپا سکتی، کاش آپکو اس دنیا سے چرا پاتی۔۔۔۔کاش آپکی ساری توجہ اپنی طرف مائل کر سکتی، مانی! یہ شخص نہیں ہارے گا، تجھے ہی ہارنا ہو گا"

کچھ دیر وہ اسے حسرت و محبت کی گہرائی سے تکتی رہی اور پھر کمبل منہ تک تانے اپنی آنکھیں موند گئی۔

کچھ دیر خاموشی حائل رہی اور پھر شیری نے جب کروٹ سیدھی کیے نظر مانی کی طرف ڈالی تو اسے سر تا پیر کمبل میں چھپا دیکھ کر نرم سی مسکراہٹ ہونٹوں کا احاطہ کر گئی۔

شہریار جدون کے گرد کوئی قید نہیں ہے پھر بھی میں ایک دائرے میں" مقید رہنے پر مجبور ہوں، اور تم اس دائرے سے باہر ہو آمنہ آفریدی، آسان زبان کہوں تو دسترس سے دور۔۔۔۔۔۔ مسلسل ایک ہی دل میں "کتنی بار توڑوں گا، سمجھ سے باہر ہے

اسے سرسری سا دیکھتا وہ واپس کروٹ بدل گیا، عجیب سی بے کلی اسکے ہر موں سے نمایاں تھی، جیسے یہ سب دل پر دھرے بوجھ کو کم کرنے کے بجائے بڑھا رہا ہو۔

.._____..

ایک نئی صبح عالم جہاں پر بیدار ہو چکی تھی۔

شاہ عالم میں تو صبح کے ساڑھے گیارہ بج چکے تھے، ڈریسنگ کے سامنے کھڑا میرون ٹی شرٹ کے بٹن بند کرنے کے بعد لئیق نے کف لنکس لگائے اور ایک پراسرار سی مسکراہٹ اپنے وجیہہ دمکتے سراپے پر ڈالی۔

لہر دار سیاہ اور زرا سی بھوری شیڈ دیتے بالوں کو نفاست سے سلجھا کر بٹھائے، خود پر پرفیوم سپرے کی اور پلٹ کر بیڈ تک آیا۔

لووفرز پہنے، واپس اٹھا اور بیڈ پر رکھی شوخ سی جیکٹ پہنے ڈریسنگ پر رکھی ریسٹ واچ پہنی، گاڑی کی چابی اور وہ فون جیکٹ کی جیب میں رکھے وہ خود کو دیکھ کر شر انگیز مسکرایا، جمشید سے اسکا خفیہ طور پر رابطہ ہو چکا تھا۔

"لئیق تم باز نہیں آو گے اوٹ پٹانگ حرکتوں سے۔۔۔۔ اسکو لگتا ہے وہ مجھے کنڈنیپ کرے گی، بچاری اینجیلیہ۔۔۔۔۔ چلو بھئی ایک نیا مشن سٹارٹ"

خود کلامی کیے اپنے دمکتے سراپے پر سرسری نگاہ ڈالے جائزہ لیے قہقہہ لگاتا وہ سیدھا بیڈ روم سے نکلا اور کمرہ لاک کیا، کی اپنے والٹ میں محفوظ جگہ ڈالے وہ ریسپشن پر صبح کا سلام کیے سیدھا باہر نکلا۔

اینجیلیہ کا آدمی حسب توقع لئیق کا منتظر تھا۔

لئیق اسے دیکھ چکا تھا مگر دانستہ ان دیکھا کیے وہ پورچ میں کھڑی اپنی گاڑی کی طرف بڑھا، مگر جیسے ہی لئیق نے گاڑی کا ڈور اوپن کیے اپنا والٹ جھک کر وہاں کے لاکر میں رکھا، کسی نے اسکے پیچھے کھڑے ہو کر اسکی کمر سے گن جوڑی۔

لئیق نے چہرے پر پھیلی مسکراہٹ فوری دبائے جلدی سے گاڑی لاک کی اور گاڑی کی چابی بہت چالاکی سے اس نے زمین پر پھینکتے ہی پاوں سے اندر کر دی۔

اور یوں ڈر کر پلٹا جیسے اس آدمی سے واقعی ڈر گیا ہو۔

"Don't try to make noise, that day you cheated me and ran away. I will not let you escape today, if you try to move, I will kill you right here. Angelia Maam wants to meet you. Show decency so that you too will be treated with kind-ness.

شور مچانے کی کوشش مت کرنا، اس دن تو تم مجھے دھوکہ دے کر بھاگ گئے۔ آج تمہیں بھاگنے نہیں دوں گا، ہلنے کی کوشش کی تو یہیں تمہارا قتل کر دوں گا۔ اینجیلیہ میم تم سے ملنا چاہتی ہیں۔ شرافت دیکھاو تاکہ تمہارے ساتھ بھی رحم والا سلوک کیا جائے۔)"

اس آدمی کے لئیق کے کان کی اور ہو کے غرانے پر لئیق نے بہت مشکل سے اس ایک روپے کے غنڈے کی دھونس پر ہنسی روکی کیونکہ یہ تو شروع سے ہی مزاخیہ کھیل تھا۔۔

میں تو ڈر گیا۔۔۔۔۔کیسے کیسے لوگ ہیں اس دنیا میں، چلو لئیق ایز دوہ" کام کرو جو آج تک نہیں کیا۔۔۔اسکے بیکار رعب سے دب جاو زرا تا کہ بچہ "تھوڑا ہوا میں اڑ لے

دل ہی دل میں لئیق نے تمسخرانہ ہوئے سوچا تو اس آدمی نے گھور کر خوفزدہ ہوتی نگاہوں سے اس آدمی کو مشکوک نظروں سے دیکھا جو بالکل ڈرانہ لگ رہا تھا مگر یکدم لئیق نے خود کو ڈرا پیش کیا کہ وہ بھی جھٹکا کھا گیا۔ جبکہ لئیق کو اسکے تاثرات دیکھ کر اخیر مزہ آیا۔

"Alright now, let's move on. All the stubbornness ended after seeing the gun.

اب ٹھیک ہے، چلو آگے لگو۔ ساری اکڑ بندوق دیکھ کر ختم ہو گئی اسکی۔)

")

لئیق اسکے ہنسنے پر خود بھی مسکرایا مگر فوری مسکراہٹ کو ہونٹوں میں دبایا بھی تاکہ اداکاری اصلی اور جان دار لگے۔

گن سے ڈرا رہا ہے، چوہا کہیں کا۔ تمہاری گردن پہلے کچلوں گا پھدکتی"

"کھچ

لئیق نے شرافت سے اسکے اپنی گاڑی کی طرف بڑھانے پر قدم بڑھائے اور منہ ہی منہ میں پیش وتاب کھاتے بڑبڑایا۔

وہ دو وہی گارڈ تھے اور لئیق کو پکڑ کر ایسے خوش تھے جیسے قارون کا خزانہ پا بیٹھے ہوں۔

آدھے گھنٹے کی ڈرائیو میں لئیق نے دونوں کی خوشی بھرپور انجوائے کی، باہر گزرتے مناظر دیکھ کر اسے اچھا لگا اور پھر گاڑی اینجیلیہ کے بنگلے کے باہر رکی۔

دونوں میں سے ایک پھنکارتا ہوا گاڑی سے اتر کر لئیق کی طرف بڑھا ہی تھا کہ یہ دیکھ کر اسکی حالت پتلی ہوئی کہ نا صرف لئیق کے بندھے ہاتھ کھلے تھے بلکہ بڑی چالاکی سے لئیق نے اسی کی گن گاڑی میں بیٹھتے ہی اچک لی۔ گارڈ کی آنکھیں یہ دیکھے خوف سے باہر ابلیں، جبکہ لئیق مسکراتا ہوا پورے اعتماد سے باہر نکلا اور گن دیکھائے دونوں چھلکوں کو پیچھے سرکنے کی تنبیہہ کی۔

"My dear, this is not something for you to play with, and I said that if you come to me again, I will give you a free ticket to hell. Now tell me to punish you for this insolence.

میرے پیارے یہ تمہارے کھیلنے کی چیز نہیں ہے،اور کہا تھا کہ میرے
سامنے دوبارہ آئے تو جہنم کی فری ٹکٹ پر سیر کروادوں گا۔اب بتاو تمہیں
"(اس گستاخی کی سزادوں۔

لئیق کے سلگاتے، طنزیہ اور دونوں سہمے آدمیوں کی ہستی فنا کرتے الفاظ
دونوں گارڈز کے چہرے پر خوف لائے، جبکہ لئیق اس سے پہلے گن ان
دونوں کی طرف کرتا، کسی نسوانی غصیل آواز پر پلٹا۔

"What is happening? You were kid-
napped and you started taking the lives
of my own guards. What kind of head-
strong and arrogant man you are. who
are you ? Lower the gun or it won't end
well.

یہ کیا ہو رہا ہے؟ تمہیں کنڈنیپ کروایا تھا اور تم میرے ہی گارڈز کی جان لینے لگے ہو۔ کس قسم کے سر پھرے اور مغرور آدمی ہو۔ کون ہو تم؟ نیچے کرو گن ورنہ انجام اچھا نہیں ہو گا۔"

اینجیلیہ کی دھاڑ پر لئیق سر سری سا اس ماڈرن قسم کی لڑکی کو دیکھنے کے بعد واپس گارڈز کو گھورا جیسے وہاں سے دفعان ہونے کا اشارہ کر رہا ہو اور واقعی ایسا ہی ہوا، دونوں گارڈز دم دبا کر جیسے بھاگے خود اینجیلیہ ہونق رہ گئی تبھی چڑ کر اس آدمی کی طرف بڑھی۔

"This is my question, what is your problem, why are you sending your useless men to me to die. Why did you want to kidnap me? Do you want to hear something else from my mouth?

یہی تو میرا سوال ہے کہ تمہیں کیا مسئلہ ہے، کیوں اپنے ان بے کار
آدمیوں کو میرے پاس مرنے بھیج رہی ہو۔ مجھے کڈنیپ کیوں کروانا چاہتی
تھی؟ کیا میرے منہ سے کچھ اور سننا چاہتی ہو۔)"
لئیق کا تضحیک کرتا انداز اسے مزید مشتعل کر گیا، اسکا بس نہ چلا اس آدمی کو
یہیں ختم کر دیتی۔

"Stop your nonsense, give me this gun.
Guards, catch him, if he tries to be
smart, put a hole in his damn head.
Let's take it inside۔

اپنی بکواس بند کرو، یہ گن مجھے دے دو۔)
گارڈز اسے پکڑو، اگر یہ ہوشیاری کرنے کی کوشش کرے تو اسکے اسی بدماغ
سر میں چھید بنا دو۔ لے کر چلو اسے اندر)"

اینجیلیہ نے اسکے ہاتھ میں پکڑی گن جھٹکے سے چھینی تو لئیق نے خود ہی گن آزاد کی جبکہ دو گارڈز جو ابھی لئیق سے پٹے نہ تھے، اسکے حکم پر لئیق کی طرف بڑھے اور بازوؤں سے پکڑا۔

دونوں ایک دوسرے کو شعلہ باز نگاہوں سے گھورے۔

"Hhhh Don't think that you took the gun away from me you sentimental girl, think that I gave you the gun out of pity. I'm not in the mood to kill anyone right now.

(یہ مت سمجھنا کہ تم نے مجھ سے گن چھینی ہے جذباتی لڑکی، یہ سمجھنا کہ میں نے ترس کھا کر تمہیں یہ دے دی۔ میں فی الحال کسی کو مارنے کا موڈ میں نہیں۔)"

اسکی فناہستی پر طنزیہ نگاہ ڈالے وہ راج ہنس سی گردن متکبر ہو کر اکڑائے
کہہ کر یوں ان گارڈز کے ساتھ گیا جیسے وہ سب اسکے غلام اور وہ مالک ہو۔
مٹھیاں بھینچتی وہ رخ موڑے پلٹی، چہرہ سرخ بھبھول ہوا۔

"What kind of arrogant and crooked man is this, the world dies for a glimpse of me and he is talking to me in such an insulting manner, does he not fear death. Or it just doesn't know about Angela's ferocity.

(یہ کس قسم کا مغرور اور ٹیڑھا آدمی ہے، میری ایک جھلک دیکھنے کو دنیا مرتی ہے اور یہ مجھ سے اس طرح کے تضحیکی انداز میں بات کر رہا ہے، کیا اسے موت کا کوئی خوف نہیں۔ یا پھر یہ ابھی اینجیلیہ کی درندگی کے بارے میں جانتا نہیں۔)"

اسے لئیق سے مل کر الٹا اپنی جان کے لالے پڑتے محسوس ہوئے تبھی تو اسکی بڑبڑاہٹ میں خوف اور خفگی کی انتہا تھی۔

لئیق تو اس سب کو واقعی انجوائے کرتا گارڈز کے ساتھ یوں چل رہا تھا جیسے موصوف نے کنڈنیپ ہونے کے لیے ہی ملائشیا میں قدم سدھارے ہوں۔

دونوں گارڑز اسے ایک فرنیچر کے فقدان والے خالی کمرے میں لائے جہاں فقط ایک میز اور کرسی تھی، شاید وہ بیسمنٹ ایریا تھا۔

دونوں نے لئیق کو اندر لا کر کرسی پر بٹھایا اور ساتھ ہی اسکے ہاتھ رسی کی مدد سے باندھ دیے، یہ سب خاصے محظوظ تاثرات کے سنگ دیکھنے کے بعد لئیق نے باندھنے کے بعد سامنے آکر کھڑے ہوتے دونوں گارڈز کو دیکھا۔ وہ مسکرا کر ان دونوں کو حیران کر رہا تھا اور مزید اسکی ہنسی برداشت کا نہ کرتے وہ دونوں وہاں سے نکل گئے اور دروازہ بھی بند کیا۔

لو جی اب پتا نہیں وہ کب آکر مجھے دھمکائے گی، ویسے کڈنیپ ہو کر مزہ بڑا"
"آتا ہے

لئیق کی شرارت جاری تھی پر وہ یوں اکیلے یہاں بور ہونے پر راضی نہ تھا،
اور ایسا ہی ہوا۔

اینجیلیہ نے جس آدمی سے لئیق کے بیک گراونڈ کو پتا لگوانے کا کہا تھا وہ آچکا
تھا، وہ اسکی طرف جانے سے پہلے اسی آدمی کو اپنے پاس بلایا۔

"Did you find out who he is and where he came from? What family does he belong to?

تم نے پتا کروایا کہ وہ کون ہے اور کہاں سے آیا ہے؟ کس خاندان سے)
"(ہے، کیا کرتا ہے؟

اینجیلیہ نے سپاٹ لہجے میں پوچھا تو وہ سر ہلا چکا تھا۔

"YES, He belongs to Pakistan, the heir of a prestigious family like Alavi. He is a high-ranking businessman by profession. He is very important in his circle of friends and a strict man of principles.

جی اسکا تعلق پاکستان سے ہے، علوی جیسے معزز خاندان کا وارث ہے۔)
پیشے کے اعتبار سے اعلی پائے کا بزنس مین ہے۔اپنے حلقہ احباب میں بہت
"(اہمیت کا حامل اور اصولوں کا سخت آدمی ہے۔
اس آدمی نے اپنی جمع کی معلومات دیں جس پر اینجیلیہ کے چہرے کی سختی
مزید بڑھی۔
"پھر تو ممکن ہے وہ جمشید تبرانی کا دوست ہو گا"

وہ انگلش کے بجائے اردو میں بولی تو وہ گارڈ جسے عربی اور انگریزی کے سوا کوئی زبان نہ آتی تھی، حیران ہوا۔

"What did you say?"

وہ آدمی دو بدو بولا تو اینجیلیہ نے نفی میں سر ہلائے لمبا سا سانس کھینچا۔

"Nothing, you go"

اسے چلتا کیے وہ چہرے پر غصے اور خفگی کے رنگ سجاتی اس سر پھرے کا دماغ ٹھکانے بیسمنٹ کی طرف بڑھی تو دو وہی بگوڑے گارڈ ساتھ ہو لیے جنکو اینجیلیہ نے خونخوار ہوئے گھورا تو شرمندگی سے دونوں نے آنکھیں جھکا لیں۔

"I have only collected garbage like you guys"

دونوں کو تکتی وہ زہریلے لہجے میں بولی۔

دس منٹ تک وہ اینجیلیہ، چینج کیے اسی کی طرح جینز شرٹ اور جیکٹ میں ملبوس، کھلے بالوں کی ٹیل پونی اور لمبی ہیلز پہنے اسی بیسمنٹ میں آئی تو اسکے ہمراہ وہی دو ڈرپوک تھے جنھیں دیکھ کر لئیق کی ہنسی بے قابو ہوئی جو اسکے پیچھے ڈر کر دبکے تھے، البتہ اینجیلیہ کے چہرے پر سنگلاخ چٹانوں کی سی سختی تھی۔

"بہت ہنسی آرہی ہے؟ تم جانتے نہیں کہ اینجیلیہ کی جہنم میں قید ہو چکے ہو۔ جمشید تبرانی سے کیا تعلق ہے تمہارا؟ اسکے گھر کیا لینے گئے تھے"

ہم زبان تھی وہ، خوامخواہ انگریزی کا رعب جھاڑنے میں اتنا وقت ضائع کیا جبکہ اسکے اس درجہ غصے سے پوچھنے پر پہلے تو لئیق کے تاثرات وہ بھی بھانپ نہ سکی مگر یکدم اس شخص کے چہرے پر چھائی نفرت نے اک لمحہ اینجیلیہ کو بھی ساکن کیا۔

"نام مت لو اسکا، ایک نمبر کا بدبخت انسان ہے۔ اسکے گھر حساب لینے گیا تھا، پتا نہیں کس لڑکی کے پیچھے اس نے میری بہن سے رشتہ توڑ دیا۔۔۔۔

یہاں تک کہ اتنے مذہبی گھرانے کے ہر فرد سے دشمنی مول لی، اپنے اتنے اچھے باپ سے قطع تعلق کر لیا، یہی نہیں اب بھی اس لڑکی کے لیے کسی کی بھی جان لینے پر اتر آتا ہے، سمجھانے گیا تھا اسے کہ باز آجائے، لیکن اسے سمجھ نہیں آئی۔۔۔۔ عشق نے کافر بنا دیا ہے اسے، اور تم کون ہو بی بی؟

"کیوں پیچھے پڑی ہو، میں پہلے ہی خاصا تپا آدمی ہوں۔۔۔۔۔

لئیق کا یہ سارا ڈرامہ کامیاب ہوا تھا، کیونکہ وہ لڑکی جو جان لینے کے تیور لیے تھی، اب وہی تاثرات تکلیف میں بدل چکے تھے، لئیق کا بیزار اور اکتایا انداز اس پر آفت ناک سجا، جناب میں یہ بھی گر تھے بلکہ اداکاری کے ماہر تھے۔

تو کیا واقعی اس نے اس لڑکی کے لیے سب چھوڑ دیا، سٹرتیج۔۔۔ آجکل"

"کے دور میں اپنی بات کا اتنا پکا مرد کہاں ملتا ہے

اینجیلیہ کی آواز بھلے متنفر تھی پر اسکی حسرتیں اسکے دھیمے پڑتے سرد پن کے باعث چھپی نہ رہ سکیں۔

پتا نہیں کون ہے وہ لڑکی، مجھے ملے تو اچھا سبق سیکھاوں۔اور کل تو جمشید"
نے حد ہی کر دی، کہتا ہے کسی بری لڑکی سے شادی کروں گا۔۔۔میں نے
سمجھایا کہ کیوں اپنی آخرت تباہ کر رہا ہے لیکن نہیں، اسے تو خود کو سزا دینی
ہے۔۔۔ جیسے وہ لڑکی اسے اور خود کو دو سال سے دے رہی ہے۔۔۔بس
"پھر دو حرف بھیج آیا میں اس پر، کہ مرو جو مرضی کرو
لئیق کی تیز غصیلی ٹون کا تیر ٹھیک نشانے پر لگا تھا کیونکہ اینجیلیہ اس بات پر
تڑپ اٹھی تھی، اسکی آنکھوں میں تکلیف اتر آئی تھی۔
"کیا وہ واقعی شادی کرنے کا سوچ رہا ہے؟"
اینجیلیہ کی آواز یہ پوچھتے نہ کانپی مگر اس لڑکی کا بکھرتا لہجہ لئیق بخوبی بھانپ
رہا تھا۔
بالکل۔۔۔ عقل گھنٹوں میں جو چلی گئی ہے اسکی، ایک منٹ۔۔۔یہ تم"
کس خوشی میں مجھ سے اسکے بارے معلومات نکلوائے جا رہی

"ہو۔۔۔۔۔؟

لئیق نے یوں ظاہر کیا جیسے وہ بہت بھولا ہو اور اینجیلیہ اسکے استفسار پر واپس خونخوار ہوئے نہ صرف پلٹی بلکہ جانے بھی لگی جب لئیق کی پکار پر رکی۔

"اومیڈم! مجھے کڈنیپ کیا ہے تو میری بوریئت بھی دور کرو۔۔۔بندہ ایک ٹی وی ہی ارینج کر دے یا پھر کم از کم کھڑکی کا ویو و مزیدار ہونا چاہیے، ان نمونوں سے کہو میرے لیے کچھ کھانے کے لیے لے کر آئیں ورنہ میں چینخ چینخ کر تم سبکے کان کھا جاوں گا، ایسا نہ ہو اس بے وقوف کا غصہ تم سب ممی ڈیڈی مخلوق پر اتر جائے"

ایک تو وہ کڈنیپ ہوا کہیں سے نہیں لگ رہا تھا اوپر سے اسکی فرمائشیں گارڈز کو تو سمجھ نہ آئیں البتہ اینجیلیہ کا اسکی اس درجہ گستاخی پر خون کھول اٹھا۔

وہ پھنکارتی پلٹی۔

"کیا چیز ہو تم عجیب سے آدمی، کتنے اریٹیٹنگ ہو؟ اپنی حد میں رہو۔۔۔۔ نانی کے گھر نہیں آئے کہ تمہاری بوریئت دور کرنے کا انتظام کیا جائے گا۔ پہلے اس جمشید سے نمٹ لوں پھر تمہیں تمہاری اس بکواس حاکمیت کا

جواب اچھے سے دیتی ہو، اینجیلیہ خانزداہ نام ہے میرا، بچ کے رہو۔ ورنہ
"تمہاری یہ شان بان اور جوانی رل جائے گی
اردو بولتے ہوئے بھی انگریزی لب و لہجے کے سنگ وہ غصہ کرتے ہوئے
بھی غصے میں نہ لگی تبھی تو لئیق کو خوشگوار سی حیرت ہوئی، اسے تو یہاں
آتے وقت کچھ اور امید تھی کہ لڑکی اسکے ساتھ کچھ غلط کرنے کی کوشش
کرے گی مگر وہ ٹھیک تھا، یہ لڑکی ویسی بالکل نہیں تھی جیسا اس دنیا کو اپنا
آپ دیکھاتی تھی۔
"اوہ! میں تو ڈر گیا۔۔۔۔ تمہاری اس باتوں سے ہمارے شہر کا بچہ بھی نہ
ڈرے، جس سے نمٹنا ہے نمٹو لیکن لئیق ایزد بور نہیں ہونا چاہیے۔ اب
"کڈنیپ کیا ہے تو بھگتو
لئیق کی زبان بلکل کینچی کی طرح چلی جس پر اینجیلیہ نے اسے یوں دیکھا
جیسے اسکا سر پھر گیا ہو، ضبط کی حد ختم محسوس کیے وہ اسکی طرف کڑے
تیوروں سے زرا بڑھی۔

تم ہو کیا ٹرٹر مشین گن کی طرح زبان چلا رہے ہو؟ کیسے ڈھٹیائی سے حکم" دے رہے ہو۔ تمہیں پتا بھی ہے کہ میں کیا کرتی ہوں تم جیسوں کے ساتھ؟"

اینجیلیہ نے اسے جس طرح بپھر کر ڈرانے کی کوشش کی وہ واقعی کیوٹ تھا، اب کوئی بلیک ڈائمنڈ سے پوچھتا کہ اسے اس کھیل کا حصہ بنے کتنا مزہ آرہا ہے، مشن کی ساری تھکاوٹ دور ہو گئی تھی، بلکہ وہ مسکرا کر اس بھرم جھاڑتی لڑکی کو الٹا سلگا کر دلی خوشی محسوس کر رہا تھا۔

مجھے نہ پتا ہے نہ مجھے جاننے میں کوئی دلچسپی ہے مس ایکس وائے ذی،" لیکن ایک بات یاد رکھنا، مجھے کڈنیپ کرنے کی سزا تمہیں ہر صورت ملے گی، وہ سزا کیا ہو گی تم اس بارے سوچو نا کہ مجھے دھمکانے کی بے سود کوشش میں اپنا وقت ضائع کرو۔۔۔۔۔ چلو شاباش جاو یہاں سے اور میرے لیے اچھا سا لنچ بھجواو۔۔۔۔۔"

رعب کے سنگ وہ اس لڑکی کی ساری اکڑ غصے اور اشتعال میں بدلے یوں پر سکون تھا جیسے واقعی یہ سارا بنگلہ خرید بیٹھا ہو، وہ تو کچھ لمحوں میں ہی اس عجیب شے کو کڈنیپ کروا کے پچھتا رہی تھی۔

مٹھیاں بھینچے جس طرح اس نے ضبط کیا یہ لئیق کو محظوظ کرنے کا سبب بنا۔

"تمہیں نہیں چھوڑوں گی، خدا کی پناہ۔۔۔۔"

پیر پٹخے وہ آگ بگولہ ہوتی نا صرف وہاں سے گئی بلکہ دروازہ بھی پٹخ گئی جبکہ وہ دو ڈرپوک آدمی ہونق بنے ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے کیونکہ جو دونوں کے بیچ گفتگو ہوئی وہ بچاروں کے سر سے گزر چکی تھی۔

لئیق کو ہنستا دیکھ کر دونوں نے اسے گھورا۔

"what are you looking at?. This was your Angelia, whose name you were threatening me with. Look, she ran

away. Now you people also take your faces and get out of here.

کیادیکھ رہے ہو؟۔۔یہ تھی تمہاری اینجیلیہ جس کا نام لے کر مجھے)
ڈرارہے تھے،دیکھولو بھاگ گئی۔اب تم لوگ بھی اپنے یہ چہرے لے کر
"(یہاں سے باہر نکل جاو۔

لئیق کے یوں کہنے پر دونوں ہی پھنکارتے ہوئے منہ ہی منہ میں کچھ
بڑبڑائے اور باہر نکل گئے جبکہ لئیق کا قہقہہ دونوں کے جاتے ہی بلند ہوا۔

جناب نے مسکراتے ہوئے ارد گرد کا سرسری سا جائزہ لیا۔

جمشید میرے بھائی، تم تو نہیں بچتے اب۔۔۔اللہ تمہارا حامی و ناصر"
"ہو۔۔۔۔۔۔

جمشید کے ساتھ اب کیا ہونا تھا اسکا سوچ کر ہی لئیق ایزد کو ہنسی آرہی تھی،
دونوں کا کیا پلین تھا یہ تو راز تھا لیکن لئیق کو اپنے اس روپ میں بہت وقت
بعد آکر بہت اچھا لگا، جیسا وہ پہلے تھا، خطرناک۔۔۔۔آفت۔۔شر

آپ مجھے اس حال میں دیکھ لیں لعلین تو اس لڑکی کا سر کچلنے یہیں پہنچ "
جائیں جس نے مجھے یہاں لا باندھا۔۔۔۔ہاہا۔۔۔زندگی کافی بور ہو رہی
تھی، ایسے تھرل کبھی کبھی کر لینے چاہیں، اپنے اندر کے بچے کو کبھی کبھی
باہر نکلنے کا موقع لازمی دینا چاہیے۔۔۔۔ چلو لئیق ایزد، دیکھو اب کتنی دیر
بندھے رہنا پڑے گا۔۔۔۔۔۔ جلدی ڈھونڈ لینا جمشید بھائی کیونکہ آپکی
"شادی کے شامیانے اس بندہ ناچیز نے ہی لگانے ہیں پھر ہی واپس جاوں گا
ہنستے ہوئے جناب خود کلامی کیے واقعی آج آفت کے پرکالہ بنے تھے اور لگتا
تھا اپنی لال نور کو واپس پانے کے بعد لئیق ایزد کے اندر کا یہ بچہ مستقل باہر
آنے والا تھا جو اس ماں کے ساتھ ہی کھو گیا تھا۔
وہ لئیق ایزد علوی جو، خود سے مختلف تھا، جسے ہر معاملے کو شرارت سے حل
کرنے کی عادت تھی۔
اپنی زندگی اس نے آٹھ سال پھیکے پن سے گزاری تھی، لیکن لعلین ابراہیم
نے اسکے بہت سے رنگ لوٹائے تھے مگر ابھی بھی اس شخص کے اندر کے

اس شرارتی بچے کا ملنا باقی تھا جسکی تلاش اسکی ماں کے ملنے کے بعد ہی ممکن تھی۔

....★☆☆☆☆☆★....

ایک نئی صبح پاکستان میں بھی پوری آب وتاب سے اتر چکی تھی، جندل محل میں گزری رات زائشہ نے تہہ خانے سے فرار کی کوشش کی تھی مگر سخت سیکورٹی کی وجہ سے پکڑی گئی جس پر دستگیر نے پہرے پر موجود اپنے لوگوں کی تعداد مزید بڑھائی اور فرصت ملتے ہی اس عورت سے ملاقات کا بھی فیصلہ کیا۔

چونکہ ہمایوں اور نیہا کے نکاح کی سر منی دو سے تین تک کے بیچ تھی سو کچھ ضروری باقی رہ جاتی شاپنگ کے لیے صبور، بی اماں اور خان بابا تینوں ہی صبح نو بجے مارکٹ نکلے اور دستگیر نے تینوں کو وہیں مال میں جوائن کیا۔

صبور کے لیے اس نے عنابی رنگ کا فرش بوش صبور کے مرمریں وجود کے مطابق لہنگا لیا اور بی اماں نے دستگیر کی چوائز کی دل کھولے تعریف کی۔

چونکہ وہ دونوں بزرگ خضرات ساتھ تھے تو دستگیر اور صبور تو بات کرنے کا موقع نہ ملا بس ایک طرف وارفتہ نگاہوں کا بے ادب لمس تھا تو دوسری طرف سرشاری، خوشی کی کوئی اعلی قسم۔ آنکھوں کی شرانگیزیوں اور شیطانیوں نے ہی ماحول کو آگ لگائے رکھی، پھر دسترس کا سکھ ویسے ہی نفس نفس میں خوشبو بکھیرے، چہرے پر نرمی اور محبت کی تمام شدتیں ہمکائے ہوئے تھا۔

گیارہ تک ان سب نے تمام امور سمیٹے، اور واپس نکلے۔

چونکہ نیہا اور ہمایوں کا نکاح، کیانی پیلس میں ہونا تھا سو وہ مریم بی کے ساتھ پہلے بیوٹی پارلر جانے والی تھی اور وہیں سے سیدھا اپنے گھر، یعنی یہ ایک حسین بات تھی کہ محترمہ رخصت پہلے ہو رہی تھیں اور ہمایوں کیانی کے تمام جملہ حقوق بعد میں اپنے نام لگواتیں۔

مریم بی اور نیہا کو بارہ تک دستگیر کا ڈرائیور پارلر لے کر نکل گیا جبکہ دستگیر، فرہاد علوی کے ساتھ ہی جانے والا تھا۔

آج تو وہ بھی خود تیار ہوئے، بہت مدت بعد لال نور کا من پسند دھیمے پیلے رنگ کی شرٹ پہن کر وجیہہ سراپا دمکاتے ہوئے جب کوٹ پہنتے باہر نکلے تو دستگیر نے جناب کی تیاریوں پر مسکراہٹ دیتے انکے قریب اپنے قدم روکے، نک سک تیار، خوشبو بکھیرتے ہوئے وہ تر و تازہ اور ہشاش بشاش لگ رہے تھے، جیسے یہ سب لعلین کے وعدے کی وجہ سے ہو، وہ لعلین سے لیا وعدہ نبھا رہے تھے۔

اوئے ہوئے، یو لک ہینڈ سم۔۔۔ ویسے انکل یہ آپ سب بڑوں کی جوانی کا"
راز کیا ہے، نہ آپ پر بڑھتی عمر کی چھاوں اثرانداز ہے نہ مسٹر ہمایوں پر۔
"کچھ راز ہم مسکینوں کو بھی بتادیں
لئیق کی کمی وہ احسن طریقے سے پوری کیے شوخ ہوتا رازدار نہ ہوئے انکی
تیاری سراہتے چہکا تو فرہاد علوی بہت دن بعد کھل کر اس کمپلیمنٹ پر
مسکائے کہ آنکھیں چمک گئیں۔
اسکا تو پتا نہیں، مجھے تو اذیتوں نے نکھارا ہوا دستگیر عالم۔۔۔ خوشی کیا ہوتی"
ہے، میں تو بھول چکا تھا، اپنی زندگی کے کئی برس تڑپتے ہوئے گزار دیے،
"لال نور پر یقین نہ کر پانے کی سزا اتنی سخت ہو گی کبھی نہیں سوچا تھا
وہ تلخ اور افسردہ ہو جائیں گے دستگیر جانتا تھا کیونکہ ابھی اس شخص کے زخم
تازہ تھے، دستگیر کی مسکراہٹ بھی سنجیدگی کا روپ دھار گئی۔

ارے یار آپ غمزدہ نہ ہوں، اللہ بہتر کریں گے۔ اتنے دن بعد آپکو یوں "
فریش دیکھا ہے، خوشی خوشی جائیں، جتنی خطاء تھی آپکی، اتنی سزا بھگت
"لی۔ اب اللہ کے رحم کا انتظار کریں
دستگیر عالم کی امید افزاء بات پر انکی اداسی زائل ہوئی، تبھی آنکھوں میں
دستگیر عالم کے لیے شفقت بھر آئی۔
جاو تم بھی ریڈی ہو جاو، تب تک میں اپنے پھولوں کا احوال جان لیتا"
"ہوں
مسکراتے ہوئے وہ شفقت کے سنگ دستگیر کی رخسار سہلاتے وہاں سے
گئے تو دستگیر نے ریڈی ہونے سے پہلے کچھ ضروری اقدامات کیے۔
وہ سیدھا جندل محل کے تہہ خانے کی طرف ہی بڑھا، چھ عدد لوگ دونوں
کی پہرے داری پر فائز تھے لیکن پھر بھی دستگیر کسی قسم کی لاپرواہی مزید
برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

وقار سادانی تو ہار مان چکا تھا کیونکہ وہ شخص بھی قاتل سے زیادہ مظلوم تھا مگر زائشہ کی فطرت بدلنے والی نہیں تھی اور وہ یہاں سے بار بار فرار ہونے کی کوششیں جاری رکھنے والی تھی۔

دستگیر کو تہہ خانے میں نخوت کے سنگ آتا دیکھ کر اس ابتر حال کو آئی عورت نے جھکا سر اٹھائے اسے نفرت بھری نگاہوں میں مرکوز کیا۔

دستگیر اس کی حالت پر طنزیہ مسکرایا۔

"آج ہمایوں صاحب اور نیہا کا نکاح ہے، سوچا تمہیں بتا دوں زائشہ بی بی تاکہ مزید تمہیں اور تمہارے دل کو آگ لگ جائے، تم سوچ رہی ہو گی کہ میں یہاں سے بھاگ جاوں، سب کو مار دینا چاہتی ہو گی لیکن افسوس تم تو اپنی مرضی سے سانس بھی نہیں لے سکتی۔ سو یہاں سے نکلنے کے خواب دیکھنے چھوڑ دو، کاش تمہارے لیے کوئی الگ سی موت ہوتی تو ہم تمہارے لیے اسکا انتظام کرتے، مگر موت تو تم جیسی چال باز کی رہائی ہے، سو میرا خیال ہے تمہیں اسی قید میں آخری سانس تک رکھنا ہی تمہاری بہترین سزا

ہے۔۔۔تاکہ تم اس بے بسی کا احساس کرو جو تم نے اپنے سے جڑے
"لوگوں کا مقدر بنایا

دستگیر کے دل میں اس عورت کے لیے نہ عزت باقی تھی نہ رحم مگر وہ عورت نفرت کی انتہاوں کو چھوتی کینہ توز نظروں سے اسے گھور رہی تھی، دستگیر کا کرخت ہوتا لہجہ اس عورت کے تن بدن میں شرارے دوڑا گیا۔ پیر میں پڑی زنجیر نے زائشہ کا نرم و ملائم پاوں نا صرف زخمی کر دیا تھا بلکہ اپنے کپڑوں کو زرا سا بھی میلا نہ ہونے دیتی وہ عورت اس گرد و غبار سے اٹے تہہ خانے میں گرد سے اٹ چکی تھی۔

چہرہ وہشت خیز ہو چکا تھا، ماتھے کی تیوریاں، دستگیر کی تضحیک کرتی ٹون پر نمایاں ہونے لگیں۔

"کیا ہوا اتنی جلدی ہار مان لی، آج پھنکار نہیں رہیں آپ؟ کیا زہر اگلنا بھول گئی ہیں۔۔۔کاش تم لوئے اور صبور کی ماں نہ ہوتی تو بھائی کے آنے سے پہلے میں تمہارا خاتمہ کر دیتا"

خشونت بھری سخت آواز نے زائشہ کی سن سماعت میں پگھلا ہوا سیسہ اتار دیا۔

دستگیر نے اسکے جلے دل کو لئیق کے ذکر سے مکمل بھسم کیا، اب اسے یہ قیامت خیز سچ بتانا ضروری تھا اور یہ حقیقت جس طرح زائشہ کے تلووں لگ کر سر پر بجھی اس پر دستگیر کو دلی خوشی میسر آئی۔

ضبط و برداشت کے تحت اس عورت کے چہرے اور ماتھے کی رگیں پھول گئیں، گہرے گہرے سانس لیتی وہ یوں تھی جیسے پھٹنے والی ہو۔

ہاہاہا زائشہ ! نہایت ہی اعلی پائے کی کھلاڑی رہی ہو تم۔ کائنات کے مالک" نے بھی تمہاری رسی خوب دراز کی کہ مس منحوس خوب موج کرو لیکن میری پیاری ساس صاحبہ اب آپ دیکھیے گا وہی کائنات کا مالک کیسے آپکی گردن میں جمایہ طوق سخت کرتا ہے۔ اب تم جلو، شاید تمہیں آگ بھی لگ جائے۔۔۔۔ لیکن میں بہت خوش ہوں، فائنلی کل میں اور صبورا ایک

ہو جائیں گے، سب بنی ہیں آپ، بہن، بیٹی، فسادن، سوداگر۔۔۔نانی بھی آپکو ضرور بنائیں گے۔۔۔۔۔"

اس پر قہر کی طرح یہ جملے برساتا وہ ہنستا ہوا دور ہٹا تو وہ کاٹ کھانے کو اسکی طرف لپکی مگر زنجیر کے پیر میں جکڑے ہونے کی وجہ سے وہیں زمین پر گری مگر اس عورت کے ارادے ٹھیک نہیں تھے یہ صاف ظاہر تھا۔

"تمہیں اس قابل چھوڑوں گی تو تم یہ سب کروگے، وہ نہیں مرا کوئی بات نہیں۔ وہ پھر سے مرے گا، اور اس بار اسے کوئی نہیں بچا سکتا۔ تم بھی مرو گے، وہ لعلین بھی مرے گی۔۔۔سب مروگے"

اب بھی اس عورت کی سفاکیت میں کمی نہ آئی اور دستگیر نے اس پر کراہت بھری نظر ڈالے اپنے قدم واپس موڑ لیے، مضبوط قدموں اور سپاٹ چہرے کے سنگ دیکھتے ہی دیکھتے دستگیر عالم آگے بڑھتا ہوا باہر نکل گیا۔

وہ پیچھے اونچی آواز میں دھاڑتی رہی، چیختی رہی لیکن دستگیر کے آدمیوں کے تہہ خانے کا دروازہ بند کرتے ہی اس عورت کی آواز بھی دھنس کر رہ گئی۔

اپنی آنکھیں اور کان کھلی رکھنا، محل کی تمام سیکورٹی الرٹ رہے گی۔ سمجھ "
"گئے

دستگیر نے سختی سے تمام لوگوں کو تاکید کی اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکل گیا۔

.._____..

"آپ کوئین لگ رہی ہیں سچی، یہ ساڑھی آپ پر آفت لگی ہے"

افراہیم جدون اور گل لالہ بھی نکاح سرمنی پر مدعو تھے اور دستگیر نے بھی اپنی اور صبور کی کمبائن مہندی پر انکو سپیشلی کال کیے انوائیٹ کیا تھا، دن کے بارہ بج چکے تھے، شیری ابھی اٹھا نہیں تھا اور افراہیم کچھ دیر پہلے ہی ریڈی ہو کر کمرے سے باہر نکلے تھے جبکہ سلک کی میرون ساڑھی کے ساتھ ڈائمنڈ کا ہلکا سا سیٹ پہنے، ہیل میں بانکا وجود اور نکھارے، بہت پیارا اسمو کی

آئیز کے سنگ میک اوور کیے تیار ہوئے گل لالہ کو پشت سے باہوں میں گھیر کر وہ تعریف کرتے چہکی تو وہ بلش کرتا مسکرائیں اور پلٹیں، مانی کا سراہنا انھیں بہت پیارا لگا۔

تھینک یو میری جان، افرہیم بھی کہہ کر گئے ہیں کہ آفت لگ رہی"

"ہو۔۔۔۔

مما کا یوں شرما کر شرارت پر اترتا مانی کو بھی ہنسا گیا۔

اسے افراہیم بابا اور گل مما کا کپل بہت گرویدہ کرتا تھا اور وہ چاہتی تھی کاش اسکا اور شیری کا کپل بھی اتنا آئیڈیل ہو۔

آچھا میری بات سنو، شیری گھر ہی ہے۔ شاید آج تھانے نہ جائے۔ اٹھے" گا تو اسے ناشتہ دینا، ملازمہ اسکا کمرہ صاف اور دن کا کھانا بنا دے گی ایک بجے آکر۔ آجکل اسکی بہن کی طبعیت خراب ہے تو گھر بھی چلی جاتی۔ تم کوئی کام مت کرنا پیپر کی تیاری کرنا، اگر وہ نہ آئی تو شیری سے بنوانا لنچ، بڑا اچھا شیف ہے۔۔۔۔ تھوڑے حکم کرنے شروع کر واس پر، پورا حق رکھتی

ہو۔ ہم رات نو دس بجے تک آجائیں گے۔۔۔دستگیر بچے نے بہت اپنائیت "سے انوائیٹ کیا ہے تو جانا ضروری ہے

گل لالہ نے اسکی گال پیار سے سہلائے اسے تاکید کی اور مانی نے مسکرا کر فرمابرداری سے سر ہلایا۔

دس منٹ تک وہ دونوں ہی نکاح سرمنی کے لیے نکل گئے تو وہ بھی آکر لاونج میں بیٹھی پڑھنے لگی، مگر پہلے دو پیپرز کی تیاری اس کی مکمل ہو چکی تھی اب بس رویژن باقی تھی، گھڑی نے ساڑھے بارہ بجائے تو اسے شیری کے ابھی تک نہ اٹھنے پر فکر ہوئی تو وہ اسے دیکھنے کمرے میں گئی۔

ڈھیلی سی شرٹ اور کھلا سا پلازو پہنے، بال یونہی کھولے، پیروں میں فلیٹ چپل ارسائے وہ سادہ سے حلیے میں بھی پیاری لگتی تھی، کمرے میں پہنچے دروازہ کھولا تو شیری کو اٹھا دیکھے وہ اسکو جگانے کی مشکل سے بری ہوئی سکھ کا سانس بھرے بوجھل قدموں سے کمرے میں داخل ہوئی۔

وہ اٹھ کر نہانے جا چکا تھا، مانی نے اپنے قدم بیڈ کی طرف بڑھائے اور بیڈ پر پڑی سلوٹیں ٹھیک کرتی وہ چادر درست کیے کھڑکیوں پر پرے پردے بھی ہٹا چکی تھی، کمرے میں آن لائٹس بند کیں کیونکہ باہر سے آتی روشنی نے ہی کمرہ روشن کر دیا۔

کمرہ صاف تھا پھر بھی ساڑھے بارہ تک ملازمہ آگئی، شیری جب تک نہا رہا تھا مانی نے ان کو کہلوا کر کمرہ صاف کروا دیا، وہ اسکے بعد وہ کھانا بنانے کچن میں چلی گئی اور مانی نے بھی ڈریسنگ کے سامنے آکر اپنے کھلے بال سمیٹ کر مسی جوڑے میں مقید کیے، اسکی طبعیت آج کچھ ڈاون تھی، سر اور گلے کے ساتھ کندھوں میں بھی ہلکا ہلکا درد تھا، سانس لینے میں بھی ہلکی سی دقت تھی مگر مانی نے اسے بہت زیادہ پڑھائی کرنے کا اثر سمجھ کر اگنور کر دیا تھا لیکن اسکا گلاب چہرہ اور شرارتی آنکھیں آج خزن میں جا گزیں تھیں۔

وہ نا جانے کن سوچوں میں محو تھی جب اسی لمحے وہ نہا کر فریش ہوئے آج اندر ہی وائیٹ شرٹ اور بلیک ٹراوز پہنے ہی اور بال ٹاول سے ڈرائے کیے

ہی باہر نکلا تو مانی کو خاموشی سے کھڑکیوں کے پار نظر جما کر کھڑا دیکھنے لگا مگر جیسے ہی مانی نے اسے دیکھنے کو اپنی آنکھیں اسکی طرف گمائیں، وہ نظر چرا گیا، ہاتھ میں پکڑا ٹاول ہینگ کیے وہ اسکی طرف بنا دیکھے بڑھا۔

مانی نے آئینے کے سامنے سے ہٹ کر موصوف کے لیے مسکرا کر جگہ چھوڑی تو وہ اس پر مشکوک سی نگاہ ڈالتا مکتبر تاثرات کے سنگ اپنے ہلکے ہلکے گیلے بالوں میں برش پھیرنے لگا۔

"تم بھی چلی جاتی ممی بابا کے ساتھ، اب جو منہ لٹکایا ہوا ہے"

شیری نے اس کی اداس شکل بھانپے سلگ کر مشورہ دیا، جس پر مانی نے اسکے وجیہہ سراپے سے بمشکل نظریں زرا سرکائیں۔۔

میرا کپل آپکے ساتھ ہے، سو میں اکیلی کیسے جاتی۔۔۔ ویسے بھی شادی کے بعد پہلا فنکشن ہے، سب مجھے اکیلا دیکھتے تو سو سوال کرتے۔ داد واپ سیٹ ہو جاتیں"

وہ بوجھل ہو کر نظر فرش پر جمائے ایک ہاتھ ڈریسنگ پر ٹکائے عجیب ڈھیلی سی کھڑی تھی جبکہ اسکے ہر تاثر اور چمک سے عاری جملے سن کر شیری نے پلٹ کر اسے دیکھا، وہ اسے ڈاون محسوس کرتا اسکے لیے فکر مند ہوا۔

"تو میں تو کل بھی نہیں جا رہا تمہارے ساتھ"

نہایت ہی سفاکیت سے اطلاع دی گئی جس پر مانی نے جھکی آنکھیں دھیرے سے اٹھائے شیری کے سپاٹ چہرے پر جمائیں اور پھر اسکی آنکھوں میں جھانکی۔

لیکن کل میں چلی جاوں گی کیونکہ دستگیر لالہ کی زندگی میں یہ خوشی بہت" مشکل سے آئی ہے، وہ بھیو کے لیے بہت قیمتی ہیں۔انکی غیر موجودگی میں

"ہم سبکا انکی اور صبور آپا کی شادی میں شرکت ہونا بہت اہم ہے

وہ سب کا سوچ رہی تھی لیکن شیری کے کل نہ جانے پر اداس بھی تھی، وہ اسے اتنی گہرائی تک سوچتا دیکھ کر حیران ہوا، سمجھ نہ پایا کہ یہ لڑکی کیا چیز

ہے؟ کبھی بہت آفت، کبھی شر، کبھی اتنی معصوم کے دل اسکی اداسی پر گھٹنے لگتا، اسے مانی کے ساتھ اس وقت ظالم رویہ رکھنا مشکل لگا۔

غیر چارادہ ہی شیری کی آنکھیں بھٹک کر اسکے خوبصورت گلابی بھرے بھرے ہونٹوں پر جا ٹھہریں، وہ دیکھنے میں اتنے پیارے تھے کہ عجیب سی کشش جاگتی، پھر اسکے چہرے کے انتہائی نازک خدوخال، وہ اپنی بھٹکتی نگاہیں سنبھالنے پر لمحہ نھر قادر نہ رہا تو خود کو پھر سے بے رحم کر کے مانی سے منہ موڑ گیا۔

"ٹھیک ہے چلی جانا، نوایشو۔۔۔۔ یہ سننے میں بہت اچھا لگتا ہے، تمہارا چلے جانا۔۔۔ کہیں بھی"

مانی نے پھر سے اس شخص کو زہر اگلنے پر تاسف سے نظر گمائے دیکھا جو منہ پھیر کر بال سیٹ کرنے لگا تھا۔

"ناشتہ لگواوں آپکا؟"

وہ اسکے زہریلے پن کا جواب اس وقت دینا ہی نہیں چاہتی تھی، نجانے کیوں دل اداس سا تھا اور شیری کو اسکے نہ لڑنے نے بے چین کیا تبھی آئینے سے اس لڑکی کی بوجھل پڑتی باڈی لینگویج بھانپنے لگا۔

"میں خود کرلوں گا جب مجھے ضرورت ہوئی، تمہیں میری آیا بننے کی کوئی ضرورت نہیں۔۔جا کر فارمولے رٹو جو کام ہے تمہارا"

اس بار شیری نے جان بوجھ کر کاری وار کیا تاکہ وہ سلگ کر کوئی جواب دے مگر مانی اس سے لڑنے کے موڈ میں تھی نہیں سو اسکے جواب پر اپنے اترے چہرے کے سنگ اس سے پہلے وہاں سے جاتی، وہ نا صرف پلٹا بلکہ بے اختیار مانی کی کلائی پکڑے اپنی طرف کھینچا۔

اس اچانک افتاد پر وہ شیری کے سینے جا لگی مگر ہوش قائم رکھے اس نے اپنی نرم ہتھیلی اسکے سینے سے لگائے فاصلہ بنا کر شیری کو ناراض شکوے بھری نظروں سے دیکھا، یہاں تک کہ آنکھیں سرخ سی ہوئیں۔

بس ہو گئی کیا؟ لڑ نہیں رہی۔ کہاں ہے تمہاری گز بھر لمبی زبان۔۔۔۔۔"

"کہیں ہار تو نہیں مان لی؟

جب اسے اتنے قریب کیا تو وہ اس گستاخی کی کیا وضاحت دے سمجھ سے باہر تھا تبھی جو منہ میں آیا ظالم بنے کہہ گیا مگر مانی نے بس اسکی آنکھوں میں موجود بے قراری دیکھ کر دل کا سارا دکھ چپکے سے مٹا لیا۔

ہار نہیں مانی مسٹر اتیج سی ایل، جانتی ہوں میرا چپ رہنا نہیں بنتا، شور کرنا"

"بنتا ہے۔۔۔پر طبعیت کچھ اچھی نہیں شیری

وہ جو اس سے ناراض ہو کر اپنی اہمیت جتانے کے چکر میں تھی فورا سے چہرے پر مسکینی سجائے اتنے سچے انداز میں طبعیت کی خرابی کو بیان کیا کہ اک لمحہ شیری کا دل تھما۔

وہ لگ بھی اسے نڈھال سی رہی تھی لیکن اسے قریب کر کے وہ اسکے جسم و جان پر حاوی تھکاوٹ عملی طور پر محسسوس کر چکا تھا۔۔

"طبعیت کو کیا ہوا ہے؟"

شیری کی ٹون فکر مند ہونے کے باوجود کسیلی تھی، وہ اسکی آنکھوں میں فرصت سے دیکھ کر پوچھ چکا تھا جو مانی کو بہکا رہا تھا۔

"مجھے لگتا ہے پھر سے طبعیت بگھڑ رہی ہے، ایسا ہی ہوتا ہے، ہفتہ ٹھیک رہتی ہوں پھر سے استھما کی شکائیت ہو جاتی ہے۔۔۔آئی تھنک صبح باہر لان میں جب پڑھ رہی تھی تو باہر مالی بابا لان کی صفائی کر رہے تھے، تبھی سے سر چکرا رہا ہے، اور ہارٹ پین بھی ہے تھوڑا تھوڑا"

ہارٹ پین اسے ہمیشہ تھوڑا تھوڑا رہتا تھا جبکہ سر بھاری ضرور تھا وہ بھی مسلسل پڑھتے رہنے سے مگر وہ شیری کو بڑھا چڑھا کر جان بوجھ کر بتا رہی تھی، شیری نے اسکے پیلے پڑتے چہرے پر تفصیلی نظر جمائی اور بنا کچھ کہے وہ اسے اپنی بازو کے جان لیوا حصار سے آزاد کیے سرعت سے کمرے سے نکلا۔

مانی کو اسکے یوں دور کرنے کی امید نہ تھی تبھی وہ اسکے پیچھے ہی بوکھلا کر لپکی۔

شیری سیدھا لان کی طرف گیا تھا، مانی کو اسکے بپھری موج بن کر باہر نکلنے نے اک لمحہ خوفزدہ کیا پھر جب وہ مالی بابا کے پاس جاتا نظر آیا تو وہ واقعی ڈری۔

"یا میرے اللہ، اب یہ مالی بابا کی درگت بنانے تو نہیں چلے گئے سستے عمران ہاشمی"

منہ ہی منہ میں بڑبڑاتی وہ پیچھے ہی باہر لان میں آئی مگر شیری کو مالی بابا کے پاس کھڑا دیکھ کر اسکے قدم تھمے، آنکھوں میں تکلیف سی اتری۔

"آپکو نہیں پتا تھا مگر آئیندہ خیال رکھیے گا، دھول مٹی اور یہاں تک کہ معمولی گرد سے بھی اسے الرجی ہے منور انکل۔۔۔جب وہ لان میں ہو تو آئیندہ یہاں کی صفائی ستھرائی سے گریز کیجئے گا"

شیری نے ڈرائیور کی بسبت مالی بابا کو بہت نرمی سے سمجھایا تو وہ آگے سے فرمابرداری سے سر ہلاتے پورچ کی سمت بڑھے اور وہ جو خود بھی اندر جا کر

مانی کی طبعیت کے بارے کوئی اقدام اٹھانے کا سوچ رہا تھا، مانی کو کچھ فاصلے پر کھڑا دیکھ کر ٹھٹکا۔

آنکھوں میں محبت بھر کر کھڑی وہ اسے تکتی قریب آئی مگر قریب آکر آنکھوں میں بسے الفت کے جہاں کو دبا لیا۔

"تم ٹھیک ہو یا ڈاکٹر کے پاس چلیں؟"

نہایت سرسری انداز اپنائے اس نے اپنی پریشانی اور تڑپ دبائے مانی کا جائزہ لیے پوچھا۔

میرے ڈاکٹر آپ ہیں، میری اتنی فکر کریں گے تو خوشی سے ہی مر جاوں" "گی۔۔۔۔شیری

یہ سب اس نے نہیں سوچا تھا جو شیری نے اسکے لیے یکدم کیا، وہ نا صرف قریب آئی بلکہ جس نرمی اور ملائم احساس میں لپٹ کر اس نے شیری کا ہاتھ تھاما، وہ اس شخص کو آزمانے کو کافی تھا، اس لڑکی کی تشنہ آنکھیں، وہ آہستہ

آہستہ خود کی سمت بڑھنا، شہریار جدون کی دنیا میں طلاتم خیز طغیانی برپا کر گیا، وہ پھر سے فرار کی راہیں تلاشنے لگا۔

"فکر نہیں کی، تمہیں تمہارے بھائیوں تک زندہ پہنچانا ہے بس اس لیے" اپنا ہاتھ اسکے ملائم ہاتھ سے چھڑواتا، اس لڑکی کی طرف اپنا آپ مائل ہونے سے روکے وہ تیزی سے اندر بڑھا، مانی کتنی ہی دیر اکیلی ہی مسکراتی چلی گئی۔

ملازمہ نے اسے ناشتہ دے دیا تھا، لنچ میں اس نے شیری سے پوچھا تھا جو دال چاول اور کباب کا کہہ کر ناشتہ ختم کیے واپس اپنے کمرے میں چلا گیا۔

اسکا ارادہ یہی تھا کہ وہ آج وہ فائیلز اور بیگ دیکھے گا مگر ذہن مانی کے گرد اور اسکی فکر میں محصور تھا اور پھر عین وقت پر اسے اسکے لوگوں نے ہارون پرکاش سے جڑی کچھ فائیلز میلز کر دیں جنھیں دیکھنا زیادہ اہم تھا، ان میں اسکے اب تک کی سمگلنگ کی مکمل تفصیل درج تھی۔

کافی دیر بعد وہ کچن میں آئی، تب تک ملازمہ کھانا بنا چکی تھی، فریز ہوئے کباب بھی فرائے کر دیے تھے، بس سیلڈ اور چٹنی باقی تھی۔

آپ بے فکر ہو کر اپنی سس کے پاس جا سکتی ہیں، چٹنی اور سیلڈ میں بنا"
"لیتی ہوں آپی

ملازمہ کو بار بار اسکی سسٹر کی کال آ رہی تھی، مانی نے کچن میں داخل ہوئے نرمی سے کہا تو ملازمہ نے مشکور سی نظر مانی پر ڈالی۔

"جی ٹھیک ہے مانی بی بی، گل آپا کی طرح آپ بھی دل کی بادشاہ ہیں، شیری صاحب بہت خوش قسمت ہیں۔۔۔سب سبزیاں دھو دی ہیں، چٹنی کے لیے پودینہ اور ڈرائے آلو بخارے بھی بگھو دیے ہیں، شہریار صاحب کو دال چاول کے ساتھ آلو بخارے اور پودینے کی تیکھی چٹنی بہت پسند ہے۔ میری سس کی ڈیلوری ہے آج، اسکا شوہر پردیس ہے، تو مجھے اسکے ساتھ رہنا پڑ رہا ہے۔ بہت مشکل وقت ہے، اسکے کیس میں کافی پیچیدگیاں ہیں، بچہ بھی الٹا ہے"

ملازمہ نے نرمی سے سب چیزوں کی طرف اشارہ کیا تو مانی اسکی آخری باتوں پر زرا بوکھلائی۔

"جی جی آپی سمجھ گئی، آپ جائیں بے فکر ہو کر"

مانی کی گھبراہٹ پر وہ بھی فرمابرداری سے کچن سے نکل گئی اور مانی نے اسکو جاتے ہوئے عجیب سا گھورا۔

اللہ اللہ کیسی کیسی خوفناک باتیں کر گئی ہیں۔ بھلا مجھ بچی کا ان سب سے کیا" " ناطہ۔۔۔۔

خفت سے بڑبڑائے وہ فورا سے اپنے کام لگی، پہلے پودینے کو گرینڈر میں ڈال کر اس میں تھوڑا پانی، نمک اور ہری مرچ ڈالے پیسا اور پھر اس پیسٹ کو ڈش میں نکالا، پھر بگھوئے آلو بخاروں کو مسل کر انکا پانی اس چٹنی میں شامل کیا، پھر آخر میں دہی شامل کیے مانی نے مزید یمی کرنے کو چیلی فلیکس بھی ہلکے سے چھڑکے، جب ٹیسٹ کی تو واقعی مزے دار تھی۔

اسکے بعد کھیرے، ٹماٹر، پیاز اور چقندر کا سیلڈ بنایا اور اس پر نمک، بلیک پیپر اور ایک لیمن نچوڑ کر اسے بھی ڈش اوٹ کیا۔

جبکہ دال چاول دونوں کی لک مزے کی تھی، کباب بھی دیکھنے سے زائقے دار لگ رہے تھے۔

یہ سب کیے وہ کچن سمیٹ کر شیری کو لنچ کے لیے بلانے واپس کمرے میں گئی تو وہ صوفے پر بیٹھا لیپ ٹاپ پر کچھ کام کر رہا تھا، کوئی ارجنٹ میلز تھیں جنکا جواب دینے کے لیے وہ مصروف ہوئے کام کر رہا تھا۔

ڈی کے کی طرف سے بھی کچھ غیر معمولی چیزیں اسے موصول ہوئی تھیں۔

مانی روم میں آئی تو شیری نے لیپ ٹاپ سے نظر ہٹائے اسے دیکھا۔

"شیری۔۔۔لنچ ریڈی ہے۔۔۔۔۔ابھی کریں گے یا بعد میں؟"

مانی کی اتنی شرافت کا وہ نہ عادی تھا نہ اسے ہضم ہوئی، دل کو بے چین کر رہی تھی وہ یوں بوجھل ہو کر۔

"تم کر لو۔۔۔مجھے کچھ کام ہے ابھی"

توجہ مانی پر دیے وہ اکھڑ کر بولا تو وہ اسے عجیب سا گھوری۔

لیکن مجھے آپکے ساتھ کرنا ہے اور مجھے اس وقت شدید بھوک لگ رہی،"
"طبعیت کا بتایا تو تھا۔۔۔آپ نہیں کھائیں گے تو میں بھی نہیں کھاوں گی
ضدی لہجہ کیے وہ غصے سے پھولی گالوں سمیت بولی،اور شیری کو تسلی ہوئی
کہ وہ اب بھی وہی ہی ضدی ہے۔
لیپ ٹاپ ایک طرف رکھے وہ پر سکون ہو کر ٹیک لگائے بیٹھا،مانی پر
نظریں گہرائی سے جمی تھیں۔
اور اگر میرا پلین تمہیں یونہی بھوکا رکھ کر مارنے کا ہوا تو میں تو کامیاب ہو"
"جاوں گا
شیری کے خطرناک تیور اور ایسی کٹھور اور ظالمانہ بات پر وہ ساری خفگی
بھلائے خوفزدہ ہوئی،اپنے قدم شیری کی طرف بڑھائے۔
"بھوکا رکھ کر مارنا چاہتے ہیں؟"
اسکے سر پر آکر کھڑی وہ اس سے سوال کر رہی تھی،وہ سمجھ نہ پایا کہ کیوں
اس لڑکی سے قریب ہونے کی خواہش زور پکڑ رہی ہے،وہ ایسی کیوں تھی

کہ اسکا سامنے ہونا اہمیت بننے لگا تھا، شیری تو ایسا نہیں چاہتا تھا کہ وہ اس پر اثر کرے، وہ سامنے کھڑی بھی ہو تو شہریار جدون کو نظر نہ آئے۔

"ہاں۔۔۔"

ڈھٹائی سے جواب دیا گیا۔

"اپنی محبت اور توجہ کے لیے بھوکا رکھیں گے تو شاید آپکا پلین کامیاب ہو جائے کیونکہ کھانا نہ کھانے سے مانی نہیں مر سکتی۔ مجھے تو پہلے ہی سب کہتے تھے کہ تم ہوا پر زندہ ہو، سو میں ہوا پر زندہ رہ لوں گی"

اسکے جواب میں تکلیف تھی بھلے لیکن اس لڑکی نے پورے غرور سے ٹکر کا مقابلہ کیا تھا۔

"لیکن اب ہوا وہ ہو جس میں آپکی سانسوں کی خوشبو شامل ہو تبھی قبول ہو گی"

یہ سب وہ کہنا نہیں چاہتی تھی، خو بخود یہ تکلیف نے سرزد کروایا، وہ اس بدزبانی اور بے باکی پر اسکا ہاتھ پکڑتا جھٹکے سے اسے کھینچتا خود پر گرا چکا تھا،

مانی کو لگا ایک ہی لمحے میں اس شخص نے اسکی پر سکون دنیا میں حشر برپا کیا ہو جب اسکے ہونٹوں کا سلگتا لمس مانی کی بے کل ہوتی سانسوں کو بے اختیار چھو کر گزرا تو دونوں پر عجیب سا احساس چھوڑ گیا کہ چند لمحہ آنکھیں ملا پانا مشکل ہوا۔

وہ اس پر مکمل جھکی، اپنے ہونٹوں کو شیری کی سلگتی سانسوں سے مس ہو جانے سے روکے انھیں بھینچ کر رہ گئی، اسکی آنکھیں شیری کی آنکھوں سے ٹپکتا جنون دیکھ کر سہم گئیں اور پھر شیری کا ایک مضبوط ہاتھ جس طرح مانی کی کمر پر دباو دیے اسے اپنے قریب رکھنے پر مجبور کر رہا تھا وہ سب سے زیادہ جان لیوا تھا، دونوں ہاتھ شیری کے کندھے پر جمائے وہ ہتھیلیوں پر دباو دیتی اس سے دور ہونے کو زرا سی مچلی کیونکہ وہ اتنے قریب آکر مانی کی پہلی سے سست پڑتی دھڑکنوں سے الجھنے کا سنگین کھیل کسی وقت بھی کھیل سکتا تھا، اسکی تیز ہوتی دھڑکن کا احساس شہریار جدون کو اس درجہ سلگتی قربت کے باعث محسوس ہو کر پاگل سا کرنے پر تلا لیکن وہ خود کو بر وقت

سنبھال گیا، مانی کے جسم میں اٹھتی کپکپاہٹ اسے ترس کھانے پر مجبور کر گئی ورنہ آج اس لڑکی نے کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔

"یہ بکواس باتیں کون سیکھاتا ہے تمہیں، تمہیں اس بات کا اندازہ نہیں کہ دو لوگوں کے بیچ تیسرا شیطان ہوتا ہے، اتنی بچی بھی نہیں ہو جو یہ سب سمجھ نہ سکو۔ کچھ نہ ہونے کے باوجود تمہاری یہ حرکتیں بہت کچھ ایسا کروادیں گی جسکی وجہ سے مجھے تم جیسی مصیبت مستقل برداشت کرنا پڑ جائے گی۔ خود پر رحم کھاؤ گی بیوقوف لڑکی یا نہیں؟"

اتنے قریب لا کر وہ اسے دور رہنے کا لیکچر دیے ظالمانہ ڈانٹ رہا تھا، لیکن جو لفظ شیری نے مدھم سرگوشیوں میں اسکے چہرے کے خدوخال پر گہری نگاہیں جمائے کہے وہ مانی کے دل کو کپکپاہٹ دے گئے، وہ اس شخص کی آنکھوں میں ہلکورے لیتی شدت سے ڈری، شیری جس متعلق اسے وارن کر رہا تھا اس کا سوچ کر ہی مانی کے وجود سے جان سرکنے لگی، پھر شیری اتنے قریب تھا کہ وہ کھل کر اس ڈر سے سانس بھی نہ لے رہی تھی کہ

کہیں پھر سے وہ اسے قید نہ کر لے، وہ کسی ایسے استحاق کے لیے بالکل تیار نہ تھی جو مانی کی جان لے لیتا۔

"ش۔۔شیری۔۔۔۔ تھوڑا سا پیچھے ہ۔۔۔ہوں"

سانس اکھڑنے پر وہ جیسے دور ہونے کو سسکی، شیری نے رحم کھائے زرا سا اپنے اسکی کمر سے جڑے ہاتھ کی شدت زائل کی اور مانی کا سفید پڑتا چہرہ اور جھکی آنکھیں دیکھیں جو اسکے دل میں حشر برپا کر چکی تھی، شہریار کی بے خود نظر بار بار اسکے کانپتے ہونٹوں اور سرخ پڑتے رخساروں سے الجھ رہی تھی، خود کی سرزنش کرتا وہ آنکھوں میں سرد مہری گھیر لایا، مانی نے ہمت کیے نظر اٹھا کر شیری کے غضیل تاثرات دیکھے تو سارا ڈر زائل ہوا۔

وہ اسکی نفرت اور ناراضگی سے نہیں ڈرتی تھی، وہ اسکے نفرت سے چھو لینے پر خوفزدہ تھی۔

وہ دو اجنبی لوگوں کے بارے میں کہا جاتا ہے، آپ مانی کا سب کچھ "

ہیں۔۔۔م۔۔میں آپ سے جو کہتی ہ۔ہوں۔۔۔سچ ہوتا ہے، کوئی نہیں

سیکھاتا مجھے، آپ نے ہی ایسا بنایا ہے مجھے۔ آپ میری آنکھوں کی اور
مسکراہٹ کی پہلے کتنی تعریف کرتے تھے، اب تو دیکھتے بھی
نہیں۔۔۔ میں خود کو یقین نہیں دلا پا رہی کہ وہ فون پر مجھ سے ڈھیڑوں بے
باک محبت کی باتیں کرنے والا، اتنا بدل گیا ہے۔۔۔ میں نے آپ سے بات
کرنے کے بعد خود سے محبت کرنی شروع کی تھی ورنہ مانی تو لاپرواہ سی تھی،
جب آپ کہتے تھے میں خوبصورت ہوں، میری گرے آنکھیں آپکو پسند
ہیں، میری مسکراہٹ جان سے پیاری ہے، میں بہت اہم ہوں۔۔ تب لگتا
تھا اس پ۔ پوری دنیا میں صرف آمنہ آفریدی ہی خوش قسمت
ہے۔۔۔۔۔۔ لیکن سب ختم ہو گیا، آپ کا وہ روپ۔۔۔۔۔ حسرت بن
گیا، میں نے آپکو ضد بنا لیا۔۔۔۔۔۔۔ نہیں چھوڑ پا رہی کچھ بھی، یہ میرے
اختیار میں نہیں ہے"
وہ اسکے حصار میں مقید یہ سب کہنے کی ہمت بہت مشکل سے جمع کر سکی،
اس بیچ وہ اس پر جھکی تھی مگر پھر اس کی تھائی پر سنبھل کر بیٹھی مگر شیری کا

ہاتھ ہنوز اسکے گرد حائل تھا اور وہ مکمل توجہ شیری پر دیے اسکی آنکھوں میں اپنی آنکھیں ڈالے یہ سب بولتی گئی، بار بار نظر جھکائی، کبھی مسکرائی تو کبھی اسکی گرے آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے۔

وہ سراسیمگی کی سی کیفیت میں تھا، یہ لڑکی اس لمحے نہ بری لگ رہی تھی نہ اچھی، بس قریب قبول تھی۔

"تمہیں بارہا کہہ چکا ہوں کہ ہمارے بیچ کم از کم اس قسم کا رشتہ نہیں بنے گا جس کی امید لے کر یہاں آئی ہو، لیکن تمہاری یہ حرکتیں کچھ غیر مناسب کروادیں گی مانی سو میں تمہیں وارن کر رہا ہوں۔ مانتا ہوں مضبوط اعصاب اور حواس کا مالک ہوں لیکن ہوں تو انسان، بھٹک گیا تو جانتی ہو کیا کیا ہو سکتا ہے"

آج وہ کسی اور ہی ترنگ میں تھا شاید گہرائی سے کھلے الفاظ میں سب بتا کر مانی کو خوفزدہ کر دینا چاہتا تھا۔

لیکن وہ خوفزدہ تو دور، پریشان تک نہ ہوئی، ہاں شیری کا سوال کرنا اسے بوکھلا کر ضرور رکھ چکا تھا۔

"کیا کیا ہو سکتا ہے، مجھے تو نہیں پتا۔ میں نہیں جانتی سچی۔۔۔۔"

مانی نے اسے زچ کرتے پوچھا تو شیری نے خفیف سا تلملا کر جبڑے بھینچے۔

"تم نہ جانو یہی مناسب ہے، اٹھو یہاں سے"

خفگی سے وہ کہتا اسے خود پر سے اٹھتے کا حکم دیتے بولا مگر مانی نے بنا خوف و خطر اپنی بازو شیری کی گردن میں حائل کیں، وہ اسکے ناراض ہونے پر افسردہ ہوئی۔

"مانی! اپنی حد میں رہو"

اسکی بے تکلفی سے گردن میں حائل بازو جھٹکے سے ہٹائے وہ اسے پرے دھکیلتے اٹھا تو وہ جو اسکے سہارے بیٹھی تھی دھرم سے زمین پر گری۔

خفیف سی مسکراہٹ دباتا وہ فوری سنجیدہ ہوا جو زمین پر اوندھی ہو کر سر اٹھاتی اسے کاٹ کھاتی گھوری۔

مجھے گرایا؟انسان ہیں یاڈریکولا۔۔۔حد ہوتی ہے اکڑے پن کی، میں کتنے "
پیار سے آپکو منا رہی اور آپ نے مجھے اتنی بے دردی سے فرش پر دے
مارا۔شیری آپ واقعی بہت سنگدل ہیں، میری ٹانگ نہیں ہل رہی، بل
"آگیا

درد واقعی اسے ٹانگ میں شدید ہوا تھا اور شیری نے بنا کوئی جواب دیے
اپنے قدم کمرے سے نکالنے کو دروازے کی طرف بڑھائے۔

بل آئے یا ٹوٹ جائے، آئی ڈونٹ کیئر۔۔۔آنا ہے تو آجاو نیچے۔۔۔لنچ "
"کرنے لگا ہوں

نہایت ظالم پن دیکھائے وہ اسے وہیں گرا چھوڑتا کمرے سے نکل گیا اور مانی
نے یوں سیخ پا ہوئے بند ہوتے دروازے کو گھورا جیسے اس بندے کا قتل کر
دینا چاہتی ہو۔

اللہ پوچھے آپکو فرعونی ہسبنڈ۔۔۔آہ۔۔۔میری ٹانگ۔۔۔اب اٹھوں "
کیسے۔۔۔کیا ضرورت تھی تجھے مانی اس بندے کی گودی میں جا گھسنے

کی۔۔۔پتا نہیں ہے کہ کیسا بے حس بندہ ہے۔۔۔آئی مما۔۔اتنا

"درد۔۔۔

لوٹ پوٹ ہوئے وہ اپنا پیر دباتی دہائی دینے لگی، ناصرف درد برداشت سے باہر تھا بلکہ جیسے وہ گری تھی اپنے ہی وزن سے پیر میں شدید موچ آچکی تھی اور وہاں سے پیر سرخ بھی ہو گیا تھا۔

لیکن اسے شیری کے رویے کا درد زیادہ تھا یہ عیاں تھا۔

بمشکل صوفے کا سہارا لیتی وہ اٹھی مگر درد کی وجہ سے چل نہ پانے پر وہیں بیٹھی۔آنسو کچھ درد اور کچھ اس بے حس نے بے اختیار کر ڈالے تھے۔

۔۔_____۔۔

آخر کار وہ مبارک گھڑی آ ہی گئی جسکا انتظار تھا، ہمایوں کیانی کا نام اس لڑکی کے نا صرف نام کے ساتھ تا حیات کے لیے جڑھ گیا بلکہ ان کے تمام جملہ حقوق اس بار اس من پسند عورت کے نام لگ گئے۔

نیہا ہمایوں کیانی بن کر وہ ہواوں میں پرواز بھر رہی تھی، سب اہل خانہ دعاوں اور محبتوں سے انکے دامن بھر رہے تھے جبکہ نیہا کے لجائے دلہنا پے پر قہر ڈھاتی وہ نگاہیں جن کا زاویہ نکاح ہوتے ہی مزید جان لیوا ہو گیا، سب کے بیچ بھی نیہا کے وجود میں سرسراہٹ بیدار کرنے کا سبب بنیں۔

سب بہت خوبصورت اور دلربا لگ رہے تھے، صبور اور دستگیر نے آج ایک سے وائیٹ اینڈ مائنز سے گرین ٹچ دیتی ڈریسنگ کیے ویسے ہی ماحول پر نشہ حاوی کیا تھا، مریم بی، بی اماں، سلینا، مدیحہ صاحبہ اور گل لالہ کا ایک پیارا سا گروپ بنا تھا، جبکہ صبور نے تمام وقت اپنے جناب کے ساتھ مل کر نیولی کپل کو ہی دیا۔

بھجبت، افراہیم صاحب، خان بابا، فرہاد علوی نے دلہے کو پوراپروٹوکول دیا۔

چونکہ شام میں چار تک جندل محل میں مہندی کا جشن تھا سو نکاح کے بعد سب ہی جندل محل روانہ ہونے والے تھے، کیونکہ دستگیر اور صبور کی مہندی کا فنکشن فرہاد علوی صاحب کی خواہش پر جندل محل رکھا گیا، وہ چاہتے تھے کہ لئیق کے سب سے عزیز دستگیر عالم کی شادی کے ایونٹ وہیں اس گھر میں ہوں تاکہ اس گھر کی وہشت کم ہو۔

صبور، ڈیڈی اور نیہا کے ساتھ ہی جندل محل جانے والی تھی جبکہ باقی سب لنچ کے بعد وہاں چلے گئے۔

خاصا شاندار انتظام کیا گیا تھا، آتش بازی سے لے کر ڈھول ڈھمکے تک ہر چیز کو مہندی کے جشن میں شامل کیا گیا تھا سو تیاری عروج پر تھی۔

جبکہ ہمایوں نے صبور کو ریڈی کروانے کے لیے بیوٹیشن کیانی پیلس ہی بلوا لی تھی، نیہاان دونوں کے پاس ہی تھی جبکہ ہمایوں صاحب لاونج میں بیٹھے منتظر تھے دونوں لیڈیز کے۔

صبور کا آج کا ڈریس بھی ہلکے حجم کا لہنگا تھا،اور نیٹ کے امبائڑری ڈریس پر گوٹے کا کڑھائی کے ساتھ مل کر بھاری کام کیا گیا تھا۔

نیہانے ڈریس بدل کر سلک کا بہت ہلکا سا مگر خوبصورت ڈریس پہن لیا تھا مگر وہ ابھی بھی بہت پیاری لگ رہی تھی۔

"میں بہت خوش ہوں تمہارے لیے نیہا، میرے ڈیڈی اس دنیا کے بیسٹ ہسبنڈ ثابت ہوں گے۔ مجھے پتا ہے تم مجھ سے بہت ناراض ہو، جو کچھ ماضی میں ہوا۔ لیکن یقین مانو میں نے ہمیشہ کوشش کی کہ تمہیں تکلیف نہ پہنچے"

بیوٹیشن نے صبور کے بالوں کا بن بنالیا تھا بس وہ اب اسکا دوپٹہ پیڈ پر پھیلائے ایڈجسٹ کر رہی تھی کہ صبور پر کیسے سوٹ کرے گا۔

اسی بیچ صبور نے خود کو محبت اور رشک سے تکتی نیہا کو دیکھا جو ڈریسنگ کے ساتھ ہی لگ کر کھڑی تھی۔

"میرے سارے گلے شکوے آپکے ڈیڈی نے دور کر دیے ہیں، مجھے دستگیر عالم سے بہت بہتر نوازا گیا ہے۔اور میں نہ تو ناراض ہوں نہ میرے دل میں کوئی تلخی موجود ہے، بلکہ میں آپکے لیے دگنی خوش ہوں"

نیہا کے بڑے پن کی تو واقعی صبور کو امید نہ تھی مگر وہ اسکا ہاتھ تھامے دل سے مسکرائی کیونکہ نیہا واقعی اچھی تھی اور ہمیشہ صبور نے اسکے اچھے دل کو دیکھا تھا، ڈیڈی کے لیے مزید دل مسرت سے بھر گیا۔

"تم مجھے تم کہہ کر پکار سکتی ہو، عمر نہ سہی رتبہ تمہارا بہت اونچا ہو چکا ہے" نیہا۔ میرے بابا کی وائف بن کر تم صبور کے لیے بھی بہت اہم ہو چکی ہو۔ اب وہ تمہارے حوالے، انھیں اپنے رنگ میں رنگو یا خود انکے رنگ میں رنگ جاو یہ تم پر ہے"

صبور کا اہمیت دینا اور محبت سے عزت دینا سب ہی نیہا کے لیے قیمتی تھا۔

پہلے تو سوچا تھا انکو اپنے رنگ میں رنگوں گی لیکن اب لگتا ہے ایسا نا ممکن"
"ہے، انکے رنگ میں رنگنا زیادہ دلفریب ہے
نیہا کی آنکھوں میں ہمایوں کے لیے الفت بھانپ کر صبور کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔

"ماشاءاللہ۔۔ نظر نہ لگے تمہاری خواہش اور محبت کو"

بے اختیار صبور نے انکے رشتے کی سچائی کا صدقہ اتارا تو دونوں آپس میں ہی ایک سا مسکرائیں۔

" آمین۔۔ چلو تم جلدی سے ریڈی ہو جاو پھر ہم نکلتے ہیں۔۔۔۔"

نرمی سے صبور کی گال سہلائے وہ اسکے سر ہلانے پر مسکراتی ہوئی کمرے سے نکلی تو بیوٹیشن نے اس خوبصورت سے نیٹ کے دوپٹے کو صبور کے سر پر اوڑھایا، آئینے میں اپنا دہکتا سراپا تکتی وہ خود ہی حیا و شرم سے بلش کیے نظر جھکا گئی۔

نیہا مسکراتے چہرے کے ساتھ باہر آئی، اس سے پہلے فون اور بیگ لینے کمرے کی طرف بڑھتی، لاونج میں ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر بیٹھے موصوف کو موبائیل میں مصروف دیکھے نہ صرف نیہا کے قدم تھمے بلکہ دل چاہا وہ ان کو نکاح کی مبارک دے کیونکہ دونوں کو ایک دوسرے کو مبارک دینے کا ابھی تک موقع نہیں ملا تھا، سیاہ پینٹ کوٹ کے ساتھ ہلکی آسمانی شرٹ، سیاہ ٹائی، سیاہ برینڈڈ شوز پہنے وہ جاذب دیکھائی دے رہے تھے، بالوں کو بہت نفاست سے سلجھا یا گیا تھا۔

لیڈیز پرفیوم کی قریب تر آتی مہک پر ہمایوں نے بے ارادہ چہرہ اٹھایا تو انکی نظر اس مہکتے شوخ سراپے سے ہٹنا بھول گئی، سلک اور نیٹ کے بہت خوبصورت میرون جوڑے میں وہ جان لیوا حد تک غضب ڈھا رہی تھی، ہمایوں کی وارفتہ نگاہیں اور مسکراتے چہرے پر وہ جو پر اعتماد تھی، لمحہ بھر گھبرائی۔

لب دبائے اٹھ کھڑے ہوتے ہمایوں کو دیکھا تو دھڑکنیں دونوں کی ابتر ہوئیں۔

ان آنکھوں نے نہ جانے کیسے دیکھا کہ وہ خود کو انکے پاس چل کر آنے سے روک نہ سکی، جسم وجان پر سرد سا اثر حاوی تھا اور تب نیہا کی جان سی اسکے وجود سے سرکی جب ہمایوں نے ایک ہاتھ بڑھا کر اسکی نازک کمر میں حائل کیا اور نیہا کا دوسرا ہاتھ پکڑے اپنے کندھے پر ٹکایا۔

وہ نظریں جھکانا ہی بھول گئی۔

مجھے لگا تم نے چینج کر لیا تو کہیں میرے موڈ میں تبدیلی نہ آجائے، لیکن" تم پہلے سے زیادہ پیاری لگنے لگی ہو، شاید وجہ یہ ہار سنگار نہیں، میرے اور تمہارے بیچ پوری رضا سے جڑتا تعلق ہے۔ نیہا ہمایوں کیانی، تم میری زندگی میں آگئی اور میں تمہارے لیے ہر لمحہ اپنی الفت اور پسندیدگی بڑھتا محسوس کر رہا ہوں، میں زندگی میں اتنا خوش صبور کی پیدائش پر ہوا تھا، اور اب جا کر

ہواہوں۔۔۔۔وہ خوشی جسکاوجود میری زندگی سے مٹ چکا تھا، تم نے واپس دلادی"

وہ یکدم انکے اتنے خوبصورت اظہار کوامید نہیں کر رہی تھی تبھی توآنکھیں چھلکنے کو بیقرار ہوئیں۔

وہ انکو پہلی بار اتنا قریب سے دیکھ کر ساکن سی تھی، گلاب رخساریں خوشی کے آنسوؤں سے لبریز ہوئیں۔

میں تمہارے ساتھ اپنی بقیہ ساری زندگی گزارنا چاہتا ہوں، ہاں تم اب" بھی اس الفت کے حصار سے آزاد ہو۔تب تک جب تک تمہارے دل میں میرے لیے احساسات نہ بیدار ہو جائیں، ہمارے اس رشتے کا آغاز حسب وعدہ دوستی سے ہو گا، لیکن اگر تم چاہو گی تو اسکی اگلی منزل محبت ہو گی۔۔۔۔میں اپنی خوشی، تمہاری خوشی میں ڈھونڈنا چاہوں گا۔ لیکن یہ سچ ہے کہ تم نے میری زندگی کی بہت سی کمیاں بس مجھے ملتے ہی دور کر دی

ہیں، سب سے بڑھ کر ایک دکھ سکھ کا ساتھی ملا ہے، جس سے میں اب ہر
"بات کر سکوں گا۔ میرے لیے یہ بہت قیمتی احساس ہے
انکے محبت سے اٹے الفاظ، انکی آنکھوں میں مجسم اپنا آپ دیکھنا، اس شخص
کا محبت سے تھامے ہوئے رکھنا، اسے اپنے آسمان پر بٹھانا سب ہی نیہا کے
لیے بالکل نیا احساس تھا، وہ تو اس سکھ اور سکون سے واقف ہی نہیں تھی جو
اس شخص کے صرف الفاظ پہنچا رہے تھے، اسے بھر رہے تھے۔
اتنا س۔۔ سب، میں ڈیزرو نہیں کرتی۔۔۔۔۔۔ میں رونے لگ جاوں"
"گی
شدت جذبات نے اس لڑکی کی پلکیں بوجھل کیں تو وہ خفیف سا
مسکرائے۔
ارے رونا نہیں، تم کونسا رخصت ہوئی ہو۔۔۔ روئیں وہ جو رخصت"
"ہوں۔۔۔۔ میں اپنی یہ تقریر سمیٹ لیتا ہوں۔۔۔۔۔ تم ریلکس رہو

ہاتھ کی انگلیوں کی پوروں سے وہ نیہا کی تر رخساروں کو سہلائے فوراسے سب جذباتیت سمیٹ گئے تو وہ نظر اٹھائے انکو دیکھتی سنجیدہ ہوئی۔

"آپ ایسا نہ کہیں نہ، تقریر تھوڑی ہے۔۔۔۔یہ سب میرے لیے بہت زیادہ ہے۔ کسی نے کبھی اتنا اہم ثابت نہیں کیا، سو یقین کرنا مشکل ہو رہا ہے"

وہ اپنی کیفیت سمجھانے کو اپنی آنکھیں رگڑتی مدھم سا بولی جبکہ جناب کی نظریں اسکے چہرے کا پورے استحقاق سے طواف کرتی نظر آ رہی تھیں۔

"تم میرے لیے واقعی اہم ہو نیہا"

دونوں ہاتھوں سے پلوں میں اس لڑکی کا صبیح چہرہ تھامے وہ بلاارادہ ہی اسکی جبین پر جھکے اور پیار بھرا لمس بکھریا تو اک لمحہ نیہا کے پورے وجود میں سرد سی لہر جاگی۔

"آپ بھی ہیں، ایسا لگتا ہے اب دنیا میں میرا جو سب سے قریبی اور اپنا ہے وہ صرف آپ ہیں"

اس بار انکے خود قریب آنے نے نیہا کو بھی ہمت دی کہ وہ اس شخص کے دل کو بھی راحت پہنچائے، انکی شخصیت کا اثر نیہا کو سمٹ کر رہنے پر اکسا رہا تھا مگر باخدا وہ ان کے پاس بہت راحت محسوس کر رہی تھی، اس اظہار پر وہ دلگرفتہ سے مسکرائے اور نیہا کو پکڑ کر سینے سے لگا گئے، یہی تو چاہتی تھی وہ تبھی تو ٹوٹی شاخ کی مانند لہرا کر انکے سینے لگتے ہی چند آنسو اس لڑکی کی آنکھوں سے ٹوٹ گرے، آنکھیں موندے انکی کمر کے گرد اپنے حائل ہاتھوں کی پہنچ میں آتا انکا کوٹ بھی مٹھیوں میں بھینچ لیا۔

"میں پوری کوشش کروں گا کہ تمہاری امیدوں پر پورا اتروں اور تمہارا یہ مان سلامت رہے، چیئر اپ۔۔۔۔اداس ہونے کی ضرورت نہیں، تم مجھے مسکراتی ہوئی زیادہ اچھی لگتی ہو"

کچھ دیر اسے خود میں جذب کیے رہے تاکہ وہ دلاسا دے پائیں جو نیہا کی تمام ترحسرتیں سمیٹ لے، اس احساس سکون کو لوٹنے کے بعد وہ اس سے الگ ہوئے اور بے خود سی نظروں سے نیہا کا چہرہ دیکھا، اسکے چہرے کے

بھٹکاتے نقوش سے بڑی دقت سے نظریں چرائیں، دوستی والے عہد پر ڈٹنا انکو ایک لمحہ اپنی بے بسی لگی کیونکہ یہ لڑکی انکی زندگی میں ہلچل مچا چکی تھی یہ صاف ظاہر تھا، وہ نیہا کو محسوس بھی نہ ہونے دے سکے کہ اس لمحے وہ کیا چاہ رہے ہیں، کتنی شدت سے وہ اسے قریب سے محسوس کرنے کی خواہش کر رہے ہیں۔

"تھینک یو سو مچ ہ۔۔ ہمایوں"

وہ اتنی محبت اور نرمی پر مشکور ہوئی اور جناب کی پہلے سے بہکتی نیت پر قہر کی طرح حاوی ہوئی۔

دل جھٹک دیتے، دماغ جھٹک دیتے، لیکن حواس کا کیا کرتے جو بجانہ رہے تھے۔

"دوستی میں نو تھینکیو۔۔۔۔ بس مسکراتی رہو۔۔۔ اب جاو دیکھو صبور ریڈی ہوئی یا نہیں۔۔۔ پھر ہم نکلتے ہیں۔۔۔۔۔"

اسکی ساری اداسی دور ہوتے ہی وہ رسان سے اپنے جذبات پر قابو پائے بولے جس پر نیہا نے مسکرا کر سر ہلایا اور پہلے اپنا بیگ اور فون لیتی کمرے کی طرف بڑھی۔

انکے چہرے پر بلا کا سکون تھا، جو صرف نیہا کی بدولت چہرے کی دلکشی میں اضافے کا سبب بنا تھا۔

صبور کو آدھا گھنٹہ مزید لگنا تھا اور اسکے بعد ان تینوں کی جندل محل ایک ساتھ روانگی تھی۔

....★☆☆☆☆☆★....

شاہ عالم میں رات کے سات بج چکے تھے، لئیق ایزد صبح سے اب تک انتظار میں خاصا بور ہو چکا تھا، اوپر سے اینجیلیہ کے لوگوں نے کوئی خاطر تواضع

بھی نہ کی، اب تو اسے بھی تشویش تھی کہ کہیں گیم الٹی ہی نہ پڑ گئی ہو مگر لئیق کوئی حکمت عملی اپنائے اور وہ سود مند ثابت نہ ہو ایسا ممکن نہیں تھا، آخر کار بہت سوچنے کے بعد جب صبر و تحمل، اینجیلیہ کے اختیار سے باہر ہوا تو وہ اپنی دو سال پہلے کھائی قسم توڑ بیٹھی۔

اینجیلیہ کی گاڑی بیس منٹ تک اسی سنسان سڑک پر رکی جہاں جمشید کا گھر تھا، سڑک پر گاڑی رکتے ہی گارڈ سرعت سے اگلی سیٹ سے اٹھ کر باہر نکلا اور پیچھے کی طرف گھوم کر آتے اس نے اینجیلیہ کے لیے گاڑی کا دروازہ کھولا، مکمل سیاہ کپڑوں میں سر پر چھوٹا سا سیاہ حجاب اوڑھے، آنکھوں پر گاگلز پہنے، پیروں میں ہیلز مقید کیے وہ سج دھج کر بھی ان گلیوں میں واپس آنکلنے پر ٹھیک نہیں تھی، گارڈ کے دروازہ کھولنے پر وہ باہر نکلی۔

اینجیلیہ کا گارڈ اسکے پیچھے لپکا تو وہ پلٹ کر خشمگیں نظر ڈالے اسے وہیں روک گئی۔

"You guys wait for me here"

دونوں گاڑ ڈپر کڑی نگاہ ڈالتی وہ اکیلی ہی جمشید کے گھر کی طرف بڑھی، قدم بار بار لڑ کھڑا رہے تھے جیسے پھانسی گھاٹ کی طرف جانے والے قیدی کی دھڑکنیں جواب دینے لگتی ہیں۔

"چلی جاو میری زندگی سے، نہیں دیکھنا چاہتا۔۔۔کچھ نہیں رہا میرے پاس، سب ختم ہو گیا۔کافر بنا دیا ان سب نے مجھے، مجھ سے میرا اللہ چھین لیا۔۔۔میرا نام۔۔۔چلی جاو میں مر گیا ہوں، کچھ نہیں کر سکتا تمہارے لیے"

دو سال پہلے کہے اس شخص کے زہر آلود جملے اینجیلیہ کی آنکھوں میں تیرگی بھری نفرت سمیٹ لائے لیکن اس نے اپنے بے قابو ہوتے آنسوؤں کو پوری ہمت سے آنکھوں میں اتارا۔

جمشید اپنے گھر کے دالان میں اضطراب کے سنگ چکر کاٹے لئیق کو کالز ملا رہا تھا مگر لئیق کا نمبر بند تھا، اسی دوران دروازے پر ہوتی دستک پر اس نے چونک کر اس جانب دیکھا، آنکھوں میں خفیف سی اذیت نمودار ہوئی۔

"لئیق برادر نے اپنا کام اتنی جلدی کر دیا"

جمشید نے فون وہیں رکھے شرٹ کی سلوٹیں سلجھائے اپنی جیکٹ اٹھا کر پہنی اور شادی مرگ سی کیفیت میں حیرت کا اظہار کیے دروازے کی طرف بڑھا، اب اسے کیا پتا کہ لئیق صاحب ہر کام فوری کرنے کے عادی ہیں۔

اپنی سست پڑتی دھڑکنوں کو سنبھالے دروازہ کھولا تو جمشید کی آنکھیں سامنے دیکھائی دیتے حسرت میں شمار ہوتے منظر پر ہی تھم گئیں۔

سوجھی آنکھیں، بکھرے بال، اداس چہرہ، سلوٹ زدہ کپڑے، جمشید تبرانی کا یہ حال دیکھ کر اس لڑکی کے دل کو کسی نے مٹھی میں مسل دیا، وہ جانتی تھی وہ برباد ہوا ہے، اتنا برباد ہوا ہو گا آج اپنی آنکھوں سے دیکھ کر خزن و ملال نے گھیرا، آنکھوں میں کسی نے ریت جھونک دی۔۔

وہ اپنے گارڈز سے سنتی تھی کہ جمشید آوارہ ہو گیا ہے، اسکا حال بھی جان لیتی تھی پر اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ اسے سامنے دیکھ کر اسکا مشقت سے پتھر کیا دل موم ہو جائے گا۔

اس شخص کی آنکھیں دو سال بعد اپنی صورت تکتی اینجیلیہ کو دیکھ کر غم زدہ ہوئیں، آنسوؤں سے ابل پڑیں۔

"ہٹو پیچھے"

اندر بڑھے وہ اسکے سینے پر ہاتھ رکھے اندر دھکیلتی دروازے کو پار کر گئی، دیواروں پر لگی اسکی تمام تصویریں اتر چکی تھیں مگر اک تصویر فرش پر گری اپنے موجودگی کا اعلان کرتی بلبلا رہی تھی، لمحوں میں وہ لڑکی سب سمجھ گئی۔

کیا مجھ سے بھی بری لڑکی مل گئی تمہیں؟ شادی کر رہے ہو۔۔۔ کہاں ہے" وہ لڑکی، سامنے لاؤ اسے بتاتی ہوں تمہاری اصلیت۔۔۔ محبت کر کے بیچ راہ دھتکارنے والے بزدل ہو تم جمشید تبرانی، مرد ہوتے تو سب چھن جانے

کے باوجود اپنی بات پر قائم رہتے، کیا کہا تھا کہ مر گیا ہوں تمہارے
"لیے۔۔۔۔ مر جاتے تو اچھا تھا
وہ نفرت اور تکلیف سے بھری پڑی تھی، پھٹ پڑی، دو سال کا غبار تھا جو
اس لڑکی نے دو سکینڈ میں دل سے نکال پھینکا، اس شخص پر انڈیل دیا جو یہ
سب سننے کی ہمت جمع کیے ہی یہاں کھڑا تھا۔
"اینجل۔۔۔ میری بات سنو"
اول تو وہ اسے سننے آئی نہیں تھی اور پھر اس نام سے بلانے کا حق وہ کھو چکا
تھا پھر بھی اسکی ہمت پر وہ اسے گریبان سے پکڑے ایک ہی جھٹکے سے
جنجھوڑ گئی۔

نہیں ہوں میں تمہاری اینجل۔۔۔ تم نے مجھے دلدل میں پڑے رہنے دیا،"
حالانکہ میں نے بھیک مانگی تھی کہ جمشید میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اس سب سے
نکال لو۔۔۔ لیکن جب آزمائش پڑی تو تم سدھ بدھ بھلا بیٹھے، چھوڑ دیا تم
نے اینجیلیہ خانزداہ کو اسی گند میں۔۔۔۔ نفرت نہیں کر سکتی تھی تبھی

تمہیں تکلیف دے رہی تھی، لیکن یہ برداشت نہیں کروں گی کہ کوئی اور
"عورت تمہیں چھوئے بھی۔۔۔۔

ساری نفرت، زراسی رقابت کے آگے پنچ ثابت ہوئی تھی، وہ اسے مورد
الزام ٹھہرا رہی تھی تو بجا تھا، تکلیف کے باوجود وہ اس لڑکی کے دکھ پر
دلخراش سا مسکرایا۔

عورت سب سہہ سکتی ہے لیکن رقابت نہیں جمشید بھائی، اگر وہ اب بھی"
آپ کے لیے محبت کے جذبات، آپکا ہونے کی تڑپ رکھتی ہوئی تو رقیب کا
"سنتے ہی الٹے پیروں آپ تک آئے گی

ذہن کے دریچے سے لئیق ایزد کی آواز ابھری، یعنی وہ لڑکی اب بھی محبت
میں جکڑی ہوئی تھی۔

میں تمہیں تو کھو چکا ہوں، کسی مسکین بچاری کا بھلا ہو جائے گا۔۔۔۔ تم"
"جاری رہو مجھے سزا دینا

جمشید بالکل لئیق کے کہنے کے مطابق ہی بولا جیسا وہ اسے سمجھا چکا تھا اور اینجیلیہ کا غصہ اور تکلیف بڑھی۔

"میں تمہاری جان لے لوں گی"

وہ بے بسی سے چینخی، اس لڑکی کی تکلیف جمشید کے دل کو تیزاب سا جلا رہی تھی لیکن وہ اس پر قادر کہاں تھا کہ اپنی غلطیوں کی یکدم تلافی کرتا۔

"وہ تو تم لے چکی ہو، یہ حسین خوبرو جوان تمہارے ہجر میں گلی گوچوں کا آوارہ بن گیا، اگر تمہارے نزدیک یہ زندگی ہے تو ہاں پھر میں زندہ ہوں گا۔۔۔۔۔وہ لڑکی مجھ سے محبت کرتی ہے، شادی کرنا چاہتی ہے، اسکا ماضی داغ دار ہے اور میں نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔۔۔۔۔۔تم تو مجھے کبھی منہ نہیں لگاو گی، تو بہتر ہے میں کسی کو لگالوں"

یہ سب جمشید کے مزاج کے بالکل خلاف تھا مگر یہ سب انکے کھیل کا جاندار پارٹ تھا، جبکہ اثر بھی ہوا، اینجیلیہ کے اسکے گریبان پر جکڑے ہاتھ مزید

سخت ہوئے اور آنکھوں میں سرخائی گھلی، تمام تر حوصلے کے وہ اپنی آنکھوں میں آئے آنسوؤں کو چھپا نہ پائی۔

تم نے اگر اس لڑکی کو دیکھا بھی تو میں تمہاری آنکھیں نوچ لوں گی"

"جمشید

وہ بے بسی سے از سر نو چلائی جبکہ اس بار جمشید نے اسکے ہاتھ جھٹکے سے اپنے گریبان سے ہٹائے اور دونوں بازوؤں سے اسے جکڑ کر جھٹکا دیا تو وہ سب بھولے تھم کر رہ گئی۔

"تم میری حاکم نہیں رہی۔۔ کیوں مانوں تمہاری بات؟"

وہ اسکی آنکھوں کی تکلیف جاننے کے باوجود ستم گر بنا، وہ رونا نہیں چاہتی تھی پر اس بدبخت سے دل جڑا ہی اتنا سنگین تھا کہ وہ آنسو چھپانے کو اس سے منہ پھیر گئی۔

تم میرے ہو صرف، تمہیں آباد اور برباد دونوں کرنے کا حق۔۔"

"صرف میرا ہے

کمزور نہ پڑتے زہریلے الفاظ میں کہہ کر وہ اسے کاٹ کھاتی گھوری، لہجہ
مکمل طور پر شکستہ تھا۔
"اب بھی نفرت نہیں کر پائی مجھ سے، اگر پتا ہوتا کہ جلن تمہیں میری گھر
تک لے آئے گی تو کب سے تمہیں یہاں بلا چکا ہوتا"
اس شخص کی آواز کے ساتھ اسکی آنکھیں بھی بھیگیں۔
"دور ہٹو۔۔۔۔ ممنوع ہو چکے شخص"
اسے خود کی طرف قریب آتے دیکھ کر وہ اسے دوبارہ خود سے پرے دھکیل
گئی بلکل ویسے جس طرح آنسوؤں کو دھکیلا۔
"ٹھیک ہے شادی پر آجانا پھر"
وہ بھی نرمی ترک کیے ایک ایک لفظ چباتا بے مروتی سے رخ پھیر گیا۔
"تمہیں سمجھ نہیں آرہی، ت۔۔ تم صرف میرے ہو۔۔۔۔ تمہیں اپنے
قریب رکھوں یاد ور۔۔۔ یہ اختیار صرف میرا ہے۔۔۔ تم کسی اور کو نہیں
دیکھو گے"

اسکے تیوروں پر وہ بپھری اسکے بازو سے پکڑے وار ن کیا، مگر وہ تو اسکی آنکھیں دیکھ کر ہی تھم گیا۔

"تو پھر تم مجھے دیکھنے کا وعدہ کرلو۔۔۔۔۔ معاف کردو مجھے۔۔۔۔۔ میرے پاس آجاو"

دونوں ہاتھوں سے اس لڑکی کی بازو تھامے اس شخص نے گڑگڑا کر سوال کیا مگر وہ نفی میں سر ہلاتی بنا کچھ کہے روتی ہوئی اسے خود سے پرے دھکیلتی اس بار باقاعدہ بھاگ کر اسکے گھر سے نکلی۔

جمشید پیچھے دہلیز تک آیا مگر تب تک اپنی موجودگی کے حسرت بھرے عکس بکھیر کر جا چکی تھی۔

اسکی آنکھیں تمام ضبط کا دامن کھو بیٹھے بھیگ گئیں۔

وہ رونا روکے خود کو پتھر کر چکی تھی، گاڑی اسے بنگلے کے پورچ میں رکی تو وہ راستے میں آتی ہر چیز کو ٹھوکر مارتی سیدھی بیسمنٹ کی طرف بڑھی۔

دروازہ دھمک سے کھلا تو لئیق بھی جو پیر میز پر رکھے مزے سے نیند میں گم تھا، اس لڑکی کو جنگی طیارے کی طرح اپنی طرف آتا دیکھ کر شرافت سے اپنے پیر میز سے اتارے سیدھا ہوا، متفکر چہرے سے اس کھولتی بلا کا چہرہ جانچا۔

"کیا ہوا؟ ابھی تک ٹی وی وغیرہ کا انتظام نہیں ہوا کیا نہ کوئی کھانے کا سین ہے۔ دیکھو میں ایک جگہ بیٹھے بیٹھے اپنے عضلات سن محسوس کر رہا ہوں، تھوڑی چہل قدمی کرنا چاہتا ہوں"

لئیق کے جلتی آگ پر تیل چھڑکنے کی حرکت پر وہ پھنکاری۔

"چھوڑ رہی ہوں تمہیں"

بمشکل خود کے غصے پر قابو پائے اطلاع دی گئی جس پر لئیق واقعی حیران ہوا جیسے اسے سننے میں غلطی ہوئی ہو۔

"آہاں۔۔۔۔اتنی جلدی۔۔۔ابھی تو میں نے تم سب کے دماغوں کا صرف دہی کیا تھا، لسی تو باقی تھی"

لئیق کے آنکھیں پھیلا کر پوچھا تو اینجیلیہ نے گھور کر اسے دیکھا۔

تم اسکے دوست نہیں مددگار ضرور ہو، اسکے گھر اپنی تصویر دیکھ لی ہے،"
دیوار سے ہٹاتے ہوئے ایک وہیں زمین پر گری تھی۔اور تمہارے بقول تم
اسکے گھر گئے تھے تو یقیناوہ تصویریں بھی دیکھی ہوں گی۔۔۔۔خاصے
نوٹنکی آدمی ہو، کیوں کی تم نے اس کمینے کی مدد؟ شادی وادی، لڑکی یہ بھی
"سب ڈرامہ ہے نہ

لئیق ایزاد شاکڈ اور اینجیلیہ خانزادہ شاکڈ، جناب کو ماننا پڑا کہ لڑکی واقعی
خطرناک ہے، ساری گیم لمحوں میں جان گئی۔

کچھ دیر تو لئیق بھی کچھ بول نہ پایا۔

کافی تیز دماغ ہے تمہارا اینجیلیہ خانزادہ لیکن ہو تو عورت، جذباتی اور عقل"
سے پیدل مخلوق۔۔۔۔ہاں مدد کی ہے کیونکہ وہ قصوروار اتنے نہیں جتنے تم
نے انھیں سزادے دی، اس شخص نے اپنی پہچان کھوئی تھی، حسب نسب،
اپنے والدین، خاندان، اپنی نیک نامی کھوئی، تم سے جو کہا وہ اس سب کا ری

ایکشن تھا۔ لیکن تم نے ایک مرد کی انا اور عزت نفس سے کھیلا ہے، میں آتے ہی سمجھ گیا تھا کہ مردوں کو اپنے چنگل میں پھنسانے والی صرف بات "ہی ہے، تم میں یہ کوالٹی ہے ہی نہیں۔۔۔۔۔

وہ پکڑا جا چکا تھا سو اب مزید بعث بیکار تھی، اینجیلیہ نے پھیکی سی ویران نظر لئیق پر ڈالی اور پھر اسکے بندھے ہاتھ جھک کر کھول دیے۔

اس نے کہا تھا وہ میرے لیے مر گیا، نہیں کر سکتا کچھ۔۔۔ یہ بھی کہ میں " جہاں مرضی چلی جاوں، مجھے خود سے دور دھکیل کر چیخا تھا مجھ پر، اسکی آنکھوں میں دھتکار تھی۔۔۔ تم بتاو اگر تم نے محبت کی ہے کسی سے تو کیا "اس کے منہ سے نکلے ایسے الفاظ تمہیں نارمل رہنے دیں گے

ناصرف وہ ہاتھ کھول چکی تھی بلکہ اس سے حسرت سے پوچھنے لگی جس پر لئیق نے اٹھ کر کھڑے ہوتے اس باہر سے مضبوط اور اندر سے کرچی ہوئی اس لڑکی کو دلچسپی سے دیکھا۔

نارمل رہنا مشکل تھا لیکن تم اپنی سزا کو دیکھو، روز ایک نئے مرد کے ساتھ"
تمہارا حوالہ۔ آئے دن تمہارے بوائے فرینڈز کی میگزین میں نیوز، کلوز
پوز، وارفتہ لپکتے انداز، تمہارا خود کو سکینڈلز میں ان رکھنا، یہ سب اسکے کیے
جرم کے آگے بہت بڑی سزائیں تھیں۔۔۔۔دو سال۔۔۔دو سال میں
کتنے لمحے آتے ہیں؟ شمار کرو، پھر تولو کہ اب بھی کس کے پلڑے میں بوجھ
"باقی ہے

لئیق کی سنجیدہ مگر جان لیوا باتیں اس لڑکی کے دل پر بوجھ ڈال گئیں۔

"ہمم۔۔۔تم مہمان بنو گے میرے؟"

وہ یکدم اسکے اس سوال پر یوں مسکرایا جیسے مزاق میں اڑا رہا ہو۔

"اور اسکی وجہ بتانا پسند کرو گی تم؟"

لئیق کی سنجیدگی پر وہ کچھ نہ بولی بس نظر جھکا گئی۔

"اپنی زندگی میں بہت سے لاجواب اور شاندار مرد دیکھے، تم نے سب پر بازی لے لی۔۔۔۔اسے پسند یدگی نہ سمجھنا مغرور انسان۔۔۔۔بس یونہی تم سے بات کرنا چاہتی ہوں۔۔۔"

وہ واقعی بہت معصوم سی لڑکی تھی اور لئیق کو عجیب سی حیرت نے گھیرا، تجسس بھی تھا۔

"میں کسی کو نہیں مل سکتا اب، مجھ پر ایک بہت پیاری آپسراہ کا سایہ ہے"

لئیق کے مزاق میں بات اڑانے پر اینجیلیہ بھی اداس سا مسکرائی، تھوڑا دکھ بھی ہوا کہ پتے کا بندہ آل ریڈی بک ہے۔

"ہاہاکافی عجیب مخلوق ہو تم لئیق ایزد، اینجیلیہ کو گما کر رکھنے والے پہلے مرد، وہ بیوی ہے یا گرل فرینڈ؟"

اسکے سوال پر وہ مغرور ہوتا مزید فاصلہ بنائے دور ہوا، اینجیلیہ کو اسکا یہ گریز بہت اچھا لگا۔

وہ لئیق ایزد کی روح ہے۔۔۔۔۔۔میری گرل فرینڈ بھی ہے اور بیوی"
بھی، میرا آخر بھی۔

خیر میرا کام ختم نہیں ہوا ابھی، تم دو کی شادی سے پہلے مجھے جانا مناسب
"نہیں لگے گا

لئیق نے اس لڑکی کا ذکر بھی اک راز بنائے اس سحر انگیز اور دلفریب انداز
میں کیا کہ اینجیلیہ کا دل چاہا وہ اس شخص کی محبت کو اک نظر دیکھے، جبکہ
اداس بھی ہوئی کیونکہ ایسی محبت وہ جمشید تبرانی کی بھی کبھی ہوا کرتی تھی۔

میں اسے معاف نہیں کر سکتی، اس نے مجھے بہت بڑا دکھ دیا ہے، میرے"
پاس صرف وہ تھا میری نجات، اور عین وقت پر اس نے میری رہبری
"کرنے سے انکار کیا

وہ اپنے آنسو چھپا نہ سکی اور لئیق کو دونوں کے لیے ایک سا دکھ تھا۔

دو سال سے وہ بھی تو سزا کاٹ رہے ہیں، امید ہے جب دل سے فیصلہ لو"
"گی تو وہ انکے حق میں ہو گا۔ مجھے انتظار رہے گا

وہ اسے امید دلاتے ہوئے رسان سے مسکرایا اور جانے لگا مگر اسکی آواز پر پلٹا۔

"سنو!

"ڈنر تو کر جاو۔۔۔۔۔

وہ دوستانہ انداز اپنائے اسے پھر سے روک گئی۔

"میرا اور جمشید بھائی کا آج جشن کا پلین ہے۔۔۔کڑی کے مان جانے پر۔۔۔۔بائے جذباتی لڑکی۔۔۔۔۔

ہنس کر وہ بھی دوستانہ نگاہ ڈالے دیکھتے ہی دیکھتے وہاں سے چلا گیا، اس سب ہنگامے میں رات ہو چکی تھی لیکن لئیق ایزدان دو کے بیچ بہت کچھ ایک ہی دن میں سلجھا چکا تھا۔

اب دیکھنا یہ تھا کہ اینجیلیہ کیا اور کب فیصلہ لیتی ہے۔

شیری روم سے کہہ کر تو یہی گیا تھا کہ وہ لنچ کر لے گا مگر ایک اہم کال کی وجہ سے وہ تب سے لان میں واک کر رہا تھا، ہارون پر کاش کے متعلق جاننا اس وقت اہم تھا اور کال کچھ لمبی بھی ہو گئی کہ اسے مانی کی ہوش ہی نہ رہی۔

"اب بتاؤ کیا ملا ہے؟"

دوسری طرف ڈی کے اپنے کمپیوٹر کے سامنے بیٹھا کچھ فولڈرز ڈی کوڈ کرتا دیکھائی دے رہا تھا، شیری کے استفسار پر وہ متوجہ ہوا۔

"ڈیول! اس نے نا صرف پاکستان کی خفیہ معلومات باہر بھجوانے کا ٹاسک لیا تھا بلکہ جس تنظیم کے ساتھ وہ وابستہ تھا وہاں کے بارے میں بھی آپکی سوچ سے کہیں زیادہ انفارمیشن اکھٹی کر چکا ہے۔ یعنی وہ لوگ ان اہم فائیلز

کو پانے کے لیے اب آپکے پیچھے لگ سکتے ہیں، کیونکہ ان فائلز میں اس
تنظیم کی تباہی ہے۔ کیا آپ نے فائلز چیک نہیں کیں"

یہ سب سن کر شیری کے دل پر رکھا بوجھ کم ہوا، وہ شخص اپنی زندگی میں ہی اپنی ہر حیوانت کا توڑ کر گیا تھا، از سر نو آنکھیں اپنے رویے کی اذیت سے سرخ ہوئیں۔

نہیں کر سکا ڈی کے، ہمت نہیں ہوئی۔ ایک دن دو مجھے، اگر تو ان فائلز"
میں واقعی اس دشمن تنظیم کی معلومات ہیں تو ہارون کی موت کا حساب لیے
بنا شہریار جدون خود پر سکون حرام کر دے گا۔ تمہیں کل اسی وقت کال
کرتا ہوں، تم اپنا کام جاری رکھو۔۔۔"

شہریار نے اسے بریف کیے ڈی کے سے رابطہ منقطع کیا اور سینے پر جمی سانس دقت سے خارج کی۔

ہارون، تم مجھے کس امتحان میں ڈال گئے ہو۔۔۔ تمہیں مجرم کہوں یا اپنا"
مددگار سمجھ سے باہر ہے۔۔۔ یا اللہ ان معاملات میں مجھے ہمت دیں"

جانے ابھی اسے کیا کیا دیکھنا تھا تبھی تو دل خوفزدہ تھا، کچھ دیر خود کی حالت سنوارے وہ واپس اندر گیا تو کچن اور باہر ڈائنگ میں چھائی خاموشی پر اسے مانی کی فکر ہوئی تبھی وہ تیزی سے زینے چڑھتا ہوا اوپر پہنچا، کمرے کا دروازہ کھولے اندر داخل ہوا تو وہ صوفے پر ہی تکیہ منہ پر دبائے وہیں سو چکی تھی، شیری نے خود پر دو حرف بھیجے اور چلتا ہوا مانی کی طرف آیا۔

"مانی؟"

اس کی بازو میں دبا کچن نرمی سے نکالا تو وہ ویسے ہی صوفے کی سمت چہرہ چھپائے نیند میں جا چکی تھی، وہ اسے بالکل جگانا نہیں چاہتا تھا مگر گھڑی کے ہندسے پر چار بجنے نے اسے فکر لاحق کی کیونکہ مانی کو بھوک لگی تھی اور پھر وہ اسے بری طرح گرا بھی گیا تھا۔

شیری اسکی ٹانگوں کی طرف بیٹھنے لگا تو درد کی وجہ سے سوئے ہوئے بھی وہ چیخ پڑی تبھی وہ ہڑبڑا کر زرا آگے سرک کر بیٹھا اور اٹھتے ہی مانی نے وہی چھینا کشن سیدھا شیری کے منہ پر مارا۔

جناب کے ماتھے پر اس وار سے بال الجھ کر ماتھے طپر ڈھلک آئے جسے ہاتھ سے واپس سلجھائے شیری نے اچٹتی نظروں سے خونخوار مانی کو گھورا۔

"ہو گیا تمہارا تو لنچ کر لیں، اس سے پہلے بچارا ڈنر کا روپ دھار جائے"

وہ سمجھ رہا تھا وہ بس غصہ ہے پر وہ پیر کے درد سے روتی روتی وہیں سو گئی تھی اور اب اس سے پیر ہلانا بھی نا ممکن تھا، شیری کے پوچھنے پر وہ آنسو دباتی رندا ہوا چہرہ پرے کرتی منہ پھیر گئی۔

"مانی۔۔۔ کیا تکلیف ہے؟"

اسکے چڑ کر پوچھنے پر وہ اسکی طرف نظریں جس طرح گما کر دیکھ رہی تھی، وہ شیری کے سینے میں گڑھ گئیں تبھی وہ تشویش زدہ ہوا۔

"کیا واقعی گرنے سے کریک ہو گئی ہو۔۔۔ لاو دیکھاو پیر"

اسکے گرنے کا منظر یاد کیے شیری نے سنجیدگی اختیار کیے اپنے پیچھے مانی کی سیدھی پھیلی ٹانگ کو پلٹ کر چھونا چاہا تو وہ پھر سے چینخی اور اس بار شیری نے اسے غضبناک ہوئے دیکھا۔

"مانی۔۔چینخنا بند کرو۔۔۔۔"

جبڑے بھینچ کر وار ننگ دی گئی مگر وہ بجائے بولنے کے رونے لگی تبھی تو شیری نے اس بار پریشانی کے سنگ اٹھ کر اسکے دودھیا سفید پیر پر نظر ڈالی جو لال ہو رہا تھا اور جب شیری نے واپس زرا سا صوفے پر ٹک کر اسکے پیر کو چھونا چاہا تو مانی کے آنسو مزید تیزی سے اسکی رخسایں بھگو گئے۔

شیری نے نظر مانی پر ڈالی جو واقعی پیر کے مڑنے پر ہوتے درد پر بچوں کی طرح ہچکیوں سے رو رہی تھی۔

" م۔۔میرا پیر توڑ دیا آپ نے۔۔۔مت ہاتھ لگائیں۔۔۔۔"

گلے میں آنسوؤں کا گولہ سا پھنسا تھا، بڑی دقت سے نگلے وہ روتی ہوئی منمنائی اور اپنا پیر بھی پیچھے کو کھینچا۔

پلاسٹک کی گڑیا جیسی ہو، اس میں میرا کیا قصور۔۔۔۔نمونی۔۔۔آتا ہوں"

"

اپنے سلوک پر شدید پشیمانی تھی اور ازالہ کیے بنا اسے سکون نہ ملتا تبھی وہ اسے ڈپٹتا ہوا اٹھا اور کمرے سے باہر نکلا۔

اس بیچ وہ مسلسل رو رو کر اپنی آنکھیں واپس لال کر چکی تھی۔

شیری کے روم میں انٹر ہونے پر مانی نے اسے غصے بھری ناراض بھیگی آنکھوں سے دیکھا جو ہاتھ میں چھوٹا سا باول اور برف کا کیوب اور آئنٹمنٹ لیے اندر آیا اور بنا اسکی آنکھوں کی تکلیف کو اہمیت دیے وہ اسکے پاس بیٹھا، مانی کا پیر پکڑ کر اپنی ٹانگ پر رکھا اور برف سے اسکی ٹکور کی تو مانی نے پھر سے روتی شکل بنائے کراہتے ہوئے پیر پیچھے کو سرکایا مگر شیری کی گھوری پر وہ شرافت سے اسے اسکا کام کرنے دے چکی تھی۔

ٹکور کرتے ہی شیری نے برف واپس باول میں پھینکی اور آئمنٹمنٹ لگا کر اسکے پیر پے گرم پٹی باندھ دی۔

مانی کے آنسو بھی تب تک تھم چکے تھے پر اسکی جان لیوا اداس آنکھیں شیری کے لیے سہنی کھٹن ہوئیں۔

آپ تو مانی کو مارنے کی خواہ۔۔ ہش رکھتے ہیں، تو پھری۔۔ یہ سب۔۔۔۔"
؟"

اسے اپنی طرف متوجہ دیکھ کر وہ تکلیف سے پھٹ پڑی تبھی شیری نے اسکا پیر واپس صوفے پر رکھا اور زرا قریب ہو کر مانی کے پاس بیٹھا، ہاں اس بیچ شہریار نے اسے دیکھنے سے گریز ہی کیا۔

"تم میرے آس پاس میری وجہ سے نہ مرو نہ کسی تکلیف کا شکار ہو یہ چاہتا ہوں آمنہ آفریدی، مجھ سے دور جا کر تم اپنے ساتھ جو مرضی کرو، رتی برابر پرواہ نہیں ہو گی مجھے۔ تمہیں پہلے بھی بتایا تھا پھر سن لو، یہ رحم دلی میرے خون میں شامل ہے، لیکن میرے جسم میں خون کے ساتھ ساتھ زہر بھی گردش کرتا ہے"

کڑوے لہجے میں شیری نے جواب دے کر مانی کی ساری امیدیں پاش پاش کر دیں۔

"نہیں، صرف زہر گردش کرتا ہے۔۔۔ جسکا کوئی اینٹی ٹوڈ بھی نہیں"

منہ پھیر کر وہ اسے بولتی خفیف سا نالاں کر گئی، وہ اسے ذہنی، قلبی اور اب جسمانی تکلیف بھی دے بیٹھا تھا، یہ سب شیری کے لیے مشکل ہوتا جا رہا تھا۔

"ہمم۔۔۔ ٹھیک کہا تم نے، آؤ کھانا کھالو"

وہ کہنا تو چاہتا تھا کہ اسکے زہر کا علاج یقیناوہ ہے پر کہنے پر پتھر کا ہو جانے کا خدشہ تھا تبھی اٹھا اور اپنا ہاتھ مانی کی طرف بڑھایا۔

"م۔۔ مجھ سے چلا نہیں جائے گا"

ڈبڈبائی آنکھیں اٹھا کر وہ بولی تو آواز کو آنسوؤں نے نگلا اور تبھی شیری نے بنا وقت ضائع کیے جھک کر مانی کو اپنی بازوؤں میں اٹھایا، اک لمحہ تو وہ سہم گئی۔

آگے سے اپنی حد بھولنے کی کوشش کرنے سے پہلے سوچ لینا کہ شہریار"

"جدون کی محتاج ہو جاؤ گی، ہر طرح۔۔۔۔

اسکے معنی خیز جملے پر مانی نے حراساں ہوئے شیری کو دیکھا اور اپنی دونوں بازو گرنے کے ڈر سے شیری کی گردن میں لپیٹیں کیونکہ وہ واقعی ڈری ہوئی تھی کہ وہ اسے پھر پٹخ دے گا۔

"میں آپ سے ناراض ہو گئی ہوں"

وہ اسے اٹھائے کمرے سے نکلا تو پہلی سیڑھی پر پہنچتے ہی مانی کی سرگوشی کر کے چہرہ اس میں چھپانے پر وہ بہت مختصر مسکرایا۔

کل سے پہلے اگر یہ ناراض ہو جاتی تو شاید شہریار کو سننے میں اچھا لگتا پر آج مانی کا یہ جملہ عجیب دل کو درد دے گیا۔

"تم مجھ سے ناراض ہی رہو"

نہایت مطمئین ہوئے شیری نے اسے لا کر ڈائنگ ہال میں لائے وہیں چھوٹے سے سیٹنگ ایریا کی طرف موجود آرام دہ صوفے پر بٹھایا، وہ اسکے جواب پر منہ پھلا گئی۔

شیری نے تمام لنچ وہیں الگ سٹنگ ایریا میں لگایا اور پانی کی بوتل اور گلاس لیے خود بھی انھیں میز پر رکھتا ساتھ ہی آکر بیٹھا جس پر وہ تھکن اور اذیت سے بسوری شکل کے ساتھ سرک کر اس سے دور ہوئی اور منہ بھی دوسری طرف کر لیا۔

"مجھے بہت بھوک لگی ہے"

شیری نے خود کھانا شروع کیا تو اسے چند نوالے لیتا دیکھنے کے بعد وہ پیٹ میں کودتے چوہوں کے ٹارچر سے تنگ آئے نروٹھے پن سے بڑبڑائی تو شیری نے اپنی پلیٹ فراغ دلی سے مانی کے سامنے رکھ دی جس میں دال چاول سلیڈ اور چٹنی سب تھا یہاں تک کہ شیری کی سپون بھی، مسکراہٹ فوراً سے مانی کے چہرے پر آکر اسے گلاب کی طرح کھلا گئی، فوراً سے ہنس کر شیری کی پلیٹ اٹھائے محترمہ نے کھانا شروع کیا جبکہ وہ مسکرا کر اپنے لیے دوسری پلیٹ بنانے لگا۔

اس لڑکی کی ناراضگی اتنی آسانی سے مٹانے کی اسے امید نہیں تھی پر مانی کے اتنے سے پے کھل پڑنا شہریار کے دل کو ناچاہتے ہوئے بھی اک نیا سا سکون بخش گیا۔

"بیوقوف لڑکی، کیسے تمہیں خود سے دور کروں۔خاص کر تمہاری ان جان لیوا حرکتوں کے بعد۔۔۔"

یہ سچ تھا کہ اس شخص کا سکون بس وقتی تھا، بھوک اچانک مر گئی، مانی کی خوشی دیکھ کر وہ زمین میں اپنا پہاڑ وجود دھسنتا ہوا محسوس کر رہا تھا، اس نے اپنی نظریں بھی مانی سے دانستہ ہٹالیں کیونکہ اسکے جذبات کل سے عجیب منافقانہ ہوئے جارہے تھے اور شیری کا ان پر اختیار بھی کمزور پڑ رہا تھا۔

.._____..

پاکستان میں شام اتری تو نیویارک میں نئی ٹھنڈی صبح طلوع ہوئی، آج ایمر کی میر تھن تھی اور آج ہی شام میں لارا کی واپس نیویارک روانگی تھی، لوئے نیویارک تو رات ہی پہنچ گیا تھا مگر آسٹن کی اسے صبح کی فلائیٹ ملی تھی جبکہ رات ہی وہ اپنے کلب کے خاص آدمیوں کو جولیہ اور اسکے ساتھیوں کو پکڑنے کا کام دے آیا تھا کیونکہ اب جولیہ کے دن لکھے جا چکے تھے۔

وہ آسٹن آرہا ہے اسکی خبر صرف یارق کو تھی۔

چونکہ نو بجے ان سب نے کلب جانا تھا، دس بجے ایمر کی میر تھن سٹارٹ ہونی تھی سو لارا سات بجے ہی اٹھ چکی تھی، یارق کے گھر کھانا وغیرہ گھر کے کچھ فاصلے پر ہی بنے ہوم کچن سے آتا تھا مگر لارا نے بریک فاسٹ کل بھی خود ہی بنایا تھا۔

ایمر اور یارق جاگنگ پر ساتھ ہی نکلے تھے اور دونوں کا جاگنگ پر جانا بھی دراصل میر تھن کی تیاری تھی۔

جبکہ لاراسب کے لیے بریک فاسٹ بنائے باہر ڈائنگ ہال میں لگانے لگی۔
وہ مصروف سے انداز میں تمام چیزیں میز پر لگا رہی تھی تبھی ڈور بیل بجی،
لارا نے چونک کر باہر کی طرف دیکھا، حیرت سے زیادہ پریشانی لاحق
ہوئی۔

"آج اتنی جلدی آ گئے یہ دونوں"

لارا نے حیرت سی عیاں کیے گلاس میز پر رکھے اور فکر مند سی وہ دروازے
کی طرف بڑھی، مگر جیسے ہی دروازہ کھولا، سامنے نک سک تیار، ہر ماتم سے
مکمل طور پر خود کو نکالے پہلی سی چمکتی دمکتی گرویدہ کرتی راک سٹار لک میں
کھڑے لوئے بہزاد علوی کو دیکھ کر اسکے چہرے پر سنگلاخ چٹانوں کی سی
سختی چھائی، وہ اذیت کی بھٹی میں جل رہی تھی اور یہ شخص پہلے سے زیادہ
خوش رو نظر آ رہا تھا، وہ کیا جانتی کہ اجڑ کر بھی اجڑا نہ دیکھائی دینے میں
لوئے بہزاد علوی ماہر تھا۔

اس سے پہلے وہ تکلیف کے دل میں زہر کی طرح پھیلنے اور اسے نہ دیکھ پانے پر ٹوٹتی ہمت پر دروازہ اسکے منہ پر پٹخ کر بند کرتی، لوئے دروازے کو دھکیل کر کھولتا غصے سے اندر داخل ہوا تو لارا اسکے یوں زبردستی گھسنے پر خفیف سی سہم کر چند قدم دور ہٹی، کیونکہ لوئے کی آنکھوں کی تکلیف، غصہ اور سرکشی سہنا لارا کے بس کا نہ رہا۔

دروازہ زور سے پٹخ کر بند کیے وہ کڑے تیوروں اور ناراض آنکھوں سے لارا کا جائزہ لینے لگا۔

عام سے خلیے میں، چہرے پر تھکن، اداسی، ملال کے سوا نفرت اور جلن کے گہرے رنگ آویزاں تھے۔

اس سے پہلے کہ وہ اسے نزدیک ہو کر جکڑتا اور جنجھوڑتا وہ اس سے یوں ڈر کر پیچھے سرکی کہ لارا کا یہ سفاکانہ رویہ لوئے کے چہرے کا سارا سکون نگل گیا۔

"کیوں آئے ہو تم؟"

یہ سوال لارا کے لیے بھلے اصولی ہو پر لوئے کے لیے صرف ایک بکواس تھی، ماتھے پر تیوریاں نمایاں ہوئیں، سوال سے نہیں، لارا کے تضحیکی انداز پر۔

اسکی سرد مہری بھیانک حد تک بڑھی۔

نہیں لارا، تمہارا یہ سوال تو بنتا ہی نہیں تھا۔ تم یہ پوچھو کہ میں دنیا میں "
" کیوں ہوں اب تک۔۔۔۔

لوئے کی آواز میں تلخی اور لہجے میں کڑواہٹ تھی، لہجہ زہر میں بجھا ہوئے کسیلا ہوا، وہ بمشکل آنکھیں بھرنے سے روک پائی، لوئے نے اسے کچھ کہنے کے قابل ہی کہاں چھوڑا تھا، وہ اسکے چہرے کے ہر نقش پر بیری بنا نگاہ دوڑائے نظر پھیر گیا۔

تو پھر تفتیش کروالی تم نے؟ کر لیا دل سیاہ میرے لیے، آگئی تم دنیا کی "
" فہرست میں۔۔۔۔۔

وہ اب بھی کچھ بول نہ سکی اور لوئے کے خود ہی قریب آ کر رکنے پر کیے سوالوں نے ویسے ہی لارا کی آنکھیں دھندلا کر رکھ دیں۔

"ہاں کر والی، کھل گئی تمہاری عیاشیوں کی پٹاری۔۔۔۔بیوی نامی مصیبت سے اچھی خاصی جان چھوٹی تھی تو کیوں آئے ہو، تمہیں لارا کی کمی کیا کہے گی جب تمہارے پاس دل بہلانے کو۔۔۔۔"

جو زہر لارا کے دماغ میں تھا وہ اگلنے پر مجبور تھی ورنہ اس شخص کو دیکھ کر کمزور پڑ جاتی، وہ اسے آخری جملہ مکمل کرنے ہی نہ دے سکا، بازو سے پکڑ کر بری طرح اپنی طرف کھینچا جس پر اس لڑکی کی آنکھوں میں جمع نفرت آنسو بنے اسکی آنکھ سے ٹپکی۔

دونوں ہی ائک دوسرے کو نفرت بھری نظروں سے دیکھنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑ رہے تھے۔

"دل بہلانے کی بات مت کرنا ورنہ بھول جاوں گا کہ تم سے محبت کرتا ہوں اور کچھ ایسا کر دوں گا جس کے بعد سب واقعی میں ختم ہو جائے گا، تم

میری آنکھوں میں دیکھ لیتی تو تمہیں جگہ جگہ جا کر میرے کردار کی تفتیش نہ کرنی پڑتی، بتاو کیا پتا چلا ہے تمہیں؟ سننے آیا ہوں۔۔ سزا بھی سناو، سہنے آیا ہوں۔ تم نے مجھے اتنی اذیت تو دے ہی دی ہے کہ اب قیامت بھی آگئی تو برداشت ہو جائے گی"

سپاٹ و سرد لہجہ جولارا کو سر تا پیر جھلسا گیا، وہ آنسو رگڑے انتقامی ہوئے جھٹکے سے اپنی بازو اس کے ہاتھ سے چھڑواتی اسکے خود سے پرے دھکیل گئی۔

مجھ سے کیا پوچھ رہے ہو، خود سے پوچھو۔ تمہارا تمہاری گرل فرینڈ سے" اب بھی رابطہ ہے، جھوٹ مت بولنا، تمہاری آواز خود سنی تھی۔۔۔۔ وہ سب تمہاری دوستیں ملی مجھے، ان کے ساتھ تم نے میرے حصے کے کتنی سارے لمحے برباد کر دیے، تقدس پائمال کیا۔ میں دل بڑا کر لیتی پر میرے ملنے کے بعد بھی تم میرے نہیں ہوئے لوئے اور اسکے بعد تمہیں قبول کرنا تو دور تمہیں دیکھنے کی گنجائش بھی باقی نہیں رہی"

وہ اسکی زہریلی باتیں سن کر الٹا ہنسا، کیونکہ سب امید کے مطابق جو تھا۔

ارے واہ تم نے تو واقعی سچ ڈھونڈ نکالا، اوپس مجھے کیا پتا تھا وہ بے شرم" لڑکی میری آواز تمہیں سنادے گی۔۔۔۔ہاں میں ایک کمینہ، بد کردار اور ناقابل قبول شخص ہوں۔۔۔ہاں لارا میں نہیں ہو سکا تمہارا، بہت اچھا کیا تم نے چھان بین کروالی۔ ورنہ مجھ جیسے نیچ کے ساتھ رہنے سے تمہارا پاکیزہ نام میلا ہو جاتا۔۔۔۔اب بتاو کیا سزا سوچی ہے تم نے اس گناہ گار کی"

وہ صفائی دینا ہی نہیں چاہتا تھا، وہ کرب میں مبتلا جو منہ میں آیا بڑبڑایا، اسکی حالت پر لارا کی سسکی سی گھٹی، اس شخص کا اک اک لفظ لارا جہاں کو نوچ کر کھا گیا۔

"دور ہو جاو مجھ سے"

وہ اسکے جان نکالتے انداز پر انتہائی غصے میں اپنا ضبط کھو بیٹھتے چیخی تو وہ لمحہ لگائے اسکے قریب ہوا، دل کو لاحق تکلیف سانس روک دینے کی طاقت پا گئی، دونوں کے گلے میں موجود وہ ادھورے دل پھر سے آن جڑے، اک

لمحہ تو دونوں نے ایک دوسری کی آنکھوں میں کرب سے دیکھا اور پھر ان ادھورے دلوں کو جو کم بخت پھر جڑ گئے۔

"دیکھو۔۔یہ پھر مل گئے لارا، بلاوجہ نہیں ملے۔۔۔دیکھو مجھے، اتنا گھناونا چہرہ ہے کیا؟ کہتے ہیں نہ برے عمل چہرے کی نحوست بن جاتے ہیں۔ کیا میرے چہرے پر تمہیں دیکھائی دی، گندگی۔۔۔ت۔۔تم تو محبت سے دیکھتی تھی، میں مر جاوں گا تمہارے بنا، مر رہا ہوں۔ مت مارو مجھے"

ایک آخری بار وہ اس لڑکی کے سامنے ہارا تھا، اسکے چہرے کو ہاتھوں میں بھر کر اسکے کانپتے ہونٹوں پر پوری شدت سے دسترس پانے کی کوشش میں اپنے ٹوٹتے وجود میں اسکی چند مستعار لی سانسیں بھی انڈیل لیں مگر وہ اسے ایک بار پھر بے دردی سے اسے اسکے جائز حق سے محروم کرتی چلائی بھی اور پرے دھکیل کر اپنا دل اس کے دل سے علیحدہ کیے اپنے ہونٹوں کو بھی ہتھیلی کی پشت سے وحشی بنی رگڑ گئی، لارا کا یہ عمل لوئے کے اندر آگ لگا گیا۔

مجھے چھونے کی کوشش بھی مت کرنا، ص۔۔ صرف سزا دوں گی"
"تمہیں

بھلے اس شخص نے اتنے قریب آئے جان نکال لی تھی مگر لارا بد گمان تھی کہ اسکے ٹوٹتے وجود میں بھی آگ سے بھڑکی اور یہاں لوئے بہزاد علوی کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا۔ لارا کو اب وہ خود معاف کرنا نہیں چاہتا تھا۔

تم کیا سزا دو گی، تمہارے حصے کی سزا میں خود دے دیتا ہوں خود کو۔ جا رہا"
ہوں تمہاری زندگی سے، اپنا دل پھر سے ادھورا کر کے۔ اپنی نحوست
تمہارے گرد سے سمیٹ کر۔۔۔۔ تمہیں میری شکل دیکھنی نہ پڑے،
" لیکن یاد رکھنا واپسی کا سوچو گی تو میری موت کی خبر ملے گی تمہیں

اس شخص کی آنکھیں ویران ہوئیں تو آواز مضبوط ہو کر بھی لرزی، وہ اسکے قہر ڈھاتے فیصلے پر تڑپ سی گئی، جی چاہا اس شخص کے منہ پر ہاتھ رکھ دے کہ ایسا مت کہے پر وہ اپنی جگہ سن ہو چکی تھی۔

تم نے محبت نہیں کی مجھ سے لارا، محبت کی ہوتی تو میری روح کی سچائی تم "
پر خود کھلتی۔ تمہیں در در کی ٹھوکریں نہ کھانی پڑتیں، بہت دل دکھایا ہے تم
نے میرا، دعا کرنا میں بدلا نہ لینے پر اتر آوں کیونکہ ایک فیصد بھی بدلا بھی
تمہاری جان لے لے گا۔اسے کہنا ہوٹل میں ہوں، ایمرکے میر تھن کے
" لیے آیا تھا۔۔۔۔۔ یہاں مزید رکا تو دم گھوٹ دو گی تم
یہاں آکر وہ پچھتا رہا تھا، یہ لڑکی تو دل پر پتھر رکھے اسے اپنی زندگی سے
خارج بھی کر چکی تھی اور لوئے نہیں جانتا تھا کہ اب یہ دکھ کیسے سہے گا، وہ
اس پر بنا کوئی نگاہ ڈالے پیچھے ہٹا اور بنا لارا کی تکلیف اگلتی آنکھوں کی پرواہ
کیے وہ جیسے آیا ویسے ہی گھر سے باہر نکل گیا اور لارا جہاں کے پاس آنسو
بہانے اور سسکنے کے سوا کوئی آپشن نہ بچا۔

.._____..

جندل محل ایک بار پھر دلہن کی طرح سجایا جا چکا تھا، مہندی کا جشن اپنے عروج پر تھا لیکن تہہ خانے میں موجود زائشہ کے دل پر سانپ لوٹ رہے تھے، تہہ خانے کے پہنچ سے دور روشن دان سے آتش بازی دیکھائی دے رہی تھی اور اسکا بس نہ چلا وہ اپنے ہر دشمن کو اسی طرح کی آگ لگا دے۔

"تم سب مجھے ہرا نہیں سکتے، زائشہ کبھی نہیں ہارے گی۔۔۔۔۔میں تم سب کو گن گن کر ماروں گی یہ وعدہ ہے تم سب سے، تم سب مجھ سے زندگی کی بھیک مانگو گے۔۔۔۔۔سب سے پہلی موت تم مرو گے دستگیر عالم"

آنکھوں میں نفرت بھرے وہ انتقامی جذبات سے لبریز ہوئے پھنکار رہی تھی، آنکھوں سے اپنی بے بسی پر آنسو ٹپک رہے تھے جنھیں بے دردی سے رگڑ دیا گیا۔

وہیں سب بہت خوش تھے، دستگیر بھی آج پینٹ شرٹ کے بجائے مہندی کے شریف دلہے بنے ہاف وائیٹ بے داغ نفیس سوٹ میں ملبوس الگ ہی سحر پھیلا رہے تھے اور پھر باقی کی کسر پہلو نشین دلربانے پوری کی۔

نیہا اور ہمایوں دونوں کے لیے آج ایک سے خوش تھے، فرہاد علوی کی آنکھیں اپنے بچوں کی خوشیوں پر بھیگ سی گئیں، مریم بی آج ہر خوف اور پریشانی بھلائے اپنے دستگر عالم کے لیے مسرت سے لبریز تھیں پھر بقیہ کسر سیلی بھجت، افراہیم اور گل لالہ کے حسین کپل نے پوری کی۔

مہندی کا فنکشن دن بھر کے ایونٹ کے باعث شام سات تک ختم کر دیا گیا، کل مین ایونٹ تھا اور سبکا کل ہشاش بشاش ہونا زیادہ ضروری تھا۔

دستگیر نے صبور سے خود ہی آج ملنے کی کوئی کوشش نہ کی کیونکہ وہ اب کچھ نامکمل نہیں چاہتا تھا نہ دامن میں اس خوش بدن سے مزید دوری بنائے رکھنے کا صبر تھا سو سات تک ڈنر لگ گیا اور پھر آٹھ تک تقریبا سب ہی مہمانوں نے اجازت طلب کی۔

سیلی اور بھجت کے ساتھ مدیحہ صاحبہ بھی تھیں سو وہ پہلے نکل گئے، جبکہ گل لالہ اور افراہیم کے ساتھ ہی ممی ڈیڈی اپنی دلہن بھی لے اڑے۔

کل بارات تھی اور کل کے لیے سب نے بہت سی تیاریاں کرنی تھیں۔

وہیں دوسری جانب سب کی مشاورت کے بعد اتوار کے دن یعنی پرسوں صارم اور سدرہ کی رخصتی بھی طے کر دی گئی، چونکہ لعلین چاہتی تھی کہ وہ جلد ہی لال نور کو لے کر واپس جائے، اور پھر صارم کی شادی بھی ضروری تھی تاکہ لال نور اپنے پیچھے سدرہ کی فکر بھلا دیں۔

فرزام صاحب، لال نور، عینی اور پرکاش صاحب نے ہی دن طے کیا تھا اور لعلین دن بھر تو سدرہ کے ساتھ ہی مصروف رہی مگر رات کو اسے سدرہ کو چھیڑنے کا خوب موقع ملا جب لال نور اپنی کلاس لینے مصروف ہوئیں۔

کل مہندی۔۔پرسوں بارات، سوموار کو ولیمہ۔۔۔۔۔کیسا فیل ہو رہا ہے"

"بنورانی؟

آج بھی لعلین، سدرہ اور لال نور کے ہی گھر تھی، سدرہ تو جب سے دن طے ہوئے تب سے پورے گھر میں بولائی بولائی بدروح بنی گھوم رہی تھی۔

ابھی جا کر وہ کچن سمیٹے کمرے میں آئی تو لعلین نے اسے دبوچا، گھبرا کر وہ لعلین کو دیکھتی روہانسی ہوئی۔

"م۔۔میں پکا مر جاوں گی آپی"

سدرہ کے ہکلا کے یہ اناب شناب بولنے پر لعلین بھی لمحہ بھر ٹھٹکی۔

"ہیں۔۔۔مریں تمہارے دشمن۔۔۔کیا بول رہی ہو، شادی وہ بھی محبت کی ہو تو بندہ تو خوشی سے مرتا۔۔۔کیا تم خوشی والے مرنے کا کہہ رہی" لعلین سامنے سے اٹھ کر اسکے پاس آ کر بیٹھی اور فکر سے پوچھا جس پر سدرہ کو مزید رونا آیا۔

"آپی قسم سے م۔۔میرا دل بہت گھبرا رہا ہے۔۔۔م۔۔مجھے بھی آپ اور بے بے ساتھ لے جانا۔۔۔"

سدرہ کے خوف سے کانپنے پر لعلین کی ساری فکر ہنسی بنی۔

"ہاہاپاگل لڑکی۔۔۔اب وہ ہمیں سدرہ کہاں دے گا،اپنے دل میں چھپالے گا تمہیں۔تم اتنا کیوں ڈر رہی ہو،اتنا پیارا تو ہے وہ۔۔۔۔"

لعلین کو واقعی اسکی معصوم سی بوکھلاہٹ پر پیار آیا۔

"وہ تو پیارے ہیں،پر انکی آنکھیں،اتنا مجھے وہ۔۔دی۔۔یکھنا۔۔۔۔م۔۔مجھے چھونا۔۔۔۔آپی قسم سے میری جان نکل جانی"

سدرہ اپنی کیفیت بتاتی ہلکان تھی اور جس طرح وہ لعلین کے ہاتھ جکڑ کر خوف سے پھڑ پھڑائی،واقعی لعلین نے ہنس کر اسے خود سے لگالیا۔

"ارے کچھ نہیں ہوگا،بھروسہ رکھو اس پر۔۔۔۔تمہیں ڈرنے نہیں دے گا۔میاں بیوی کا رشتہ بہت خوبصورت ہوتا ہے۔رخصتی ہو لینے دو پھر یہی گھبرائی میڈم ہمیں لفٹ نہیں کروائیں گی۔۔۔ہاہاڈرو مت سو

جاو۔۔۔بہت سی تیاریاں کرنی ہیں۔۔۔۔مہندی کے فنکشن کے لیے بہت ایکسائٹڈ ہوں۔۔"

لال نور اپنی کلاس لینے ابھی گئی تھیں جبکہ وہ دونوں کو سونے کا کہہ کر گئی تھیں تبھی لعلین نے خود بھی بستر سنبھالا اور اسے بھی سونے کی طرف لگایا مگر یہ تو صاف ظاہر تھا کہ سدرہ کی نیند اڑ چکی تھی۔

کچھ دیر تو سدرہ جس طرح ادھر ادھر کروٹیں لیتی رہی، لعلین بھی کتنی ہی دیر اسکی بے چینی پر مسکراتی رہی اور پھر لیٹے لیٹے فون اٹھائے صارم کو میسج ٹائپ کیا۔

جو خود بھی ماما جان کے پاس بیٹھا آج انکو کمپنی دے رہا تھا کیونکہ آج پرکاش جی عینی کے پاس تھے۔

صارم! تمہاری سدرہ تو ڈر ڈر کر آدھی ہو گئی ہے۔ابھی بھی کبھی ادھر" کروٹ کبھی ادھر۔۔۔کیسے سنبھالو گے اسے، میری مانو تو کمرے کو ساونڈ

پروف کروالو کیونکہ تم نے اسے ٹچ بھی کیا تو پورے علاقے تک اسکی خوف
"سے چیخ جائے گی

ہنستے ایموجی کے ساتھ لعلین نے اسے میسج بھیجا جس پر وہ خفیف سا مسکرایا،
ماما جی ہلکے ہلکے خراٹے لینے شروع ہو گئے تھے تبھی تو صارم کی ہنسی ان کو
دیکھ کر مزید گہری ہوئی۔

ایک راز کی بات بتاوں، میرے پاس ایک ہڈن ٹیلٹ ہے۔۔۔اسے دیکھتا"
ہوں تو اسکی زبان رہن ہو جاتی ہے۔وہ نہ کچھ بول پاتی ہے نہ کر، آپن اسی کا
"فائدہ اٹھاوں گا سمجھا کر جونئیر

صارم کے اسی شرارت سے دیے جواب پر لعلین پہلے تو ہنسی مگر جونئیر پر
اسے وہ شخص شدت سے یاد آیا۔

ہارون پرکاش، اس سے چار سال بڑا تھا تبھی اکثر اسے جونئیر کہا کرتا تھا۔

"تم مجھے اسی نام سے پکارا کرو صارم، مجھے اچھا لگے گا"

لعلین کے میسج پر صارم کے چہرے پر بھی اداسی سے چھائی۔

جبکہ لعلین نے اسکے بعد ایک میسج شیری کو کیا۔

کیسے ہو شیری، بے مروت۔۔۔مانی کیا مل گئ ہمیں بھول ہی"

"گئے۔۔۔۔۔سب ٹھیک ہے وہاں

میسج دیکھ کر وہ مسکرا ہا، صوفے پر بیٹھا وہ ہارون کی فائلیز وہیں پاس رکھے بیٹھا تھا پر کھولنے کی ہمت نہ تھی جبکہ مانی شام سے اب تک سوئی ہوئی تھی، درد کی وجہ سے اور کچھ طبعیت بوجھل ہونے کے سبب شیری نے ہی اسے سو جانے پر مجبور کیا اور پھر اسے ابھی تک جگایا بھی نہیں تھا۔

سب ٹھیک ہے لیکن میں نہیں، بہت اداس ہوں۔امید ہے تم جلد واپس"

"آجاو گی۔۔۔۔آئی کانٹ ہینڈل مائی سیلف

جواباً شیری نے بھی اسے میسج ہی بھیجا جسکو پڑھنے کے بعد وہ شیری کے لیے فکر مند ہوئی۔

کل صارم کی مہندی ہے، پرسوں بارات۔۔۔۔منگل کو ہماری واپسی ہو"

جائے گی۔بی بریو، اکیلے نہیں ہو تم۔۔مانی کے پاس رہو گے تو شاید بہتر

محسوس کرو۔۔۔ جلد ملیں گے، یہاں سگنل کا ایشو ہے ورنہ میں تمہیں کال کر لیتی"

اداس ہوئے اس نے میسج بھیجا جس پر وہ تھکا سا مسکرایا، لال کا فکر کرنا ہی بہت زیادہ تھا۔

"نو برا بلم۔۔ اسے گدھے کی خوشی بھرپور انجوائے کرنا، میں ضرور آتا لیکن نہ تو حالات سازگار ہیں نہ موڈ۔۔۔ بہت اچھا وقت گزارو۔۔۔۔ دعا کرنا اپنی خاص والی۔۔۔ گڈ نائیٹ"

شیری کی اداسی عام نہیں تھی یہ وہ جانتی تھی پر اس وقت وہ اسکے لیے بس دعا ہی کر سکتی تھی۔ فون بند کیے سائیڈ پر تکیے کے نیچے رکھے لعلین نے کروٹ بدلی تو آنکھیں اس شخص کا سایہ بن گئیں۔

میرے سارے مسائل جانِ جاناں

♡ _____ فقط تجھ سے لپٹ جانے تلک ہیں

لئیق ایزد، مزید کتنا آزماو گے۔۔۔۔اب مل بھی جاو مجھے، تمہاری لعلین "
ابھی سے تھک رہی ہے۔مجھے تمہارے گلے لگنا ہے ورنہ سب پھیکا رہے گا۔
" آئی مس یو سو مچ۔۔۔۔

اسے یاد کرنے کے لیے لعلین کے پاس بہت کچھ تھا مگر وہ اسے جس طرح شدت سے یاد کرتی تھی پھر اسکے پاس نہ ہونے پر تادیر تکلیف میں ڈوبی رہتی۔

وہیں لئیق نے ڈنر حسب وعدہ جمشید کے ساتھ کیا اور دونوں پر امید تھے، وہ لئیق کو اپنا محسن مان رہا تھا، اسکا بس چلتا تو اپنا آپ لئیق کے قدموں میں بچھا دیتا۔

جمشید کو ڈھیر سی تسلی دیے وہ گیارہ تک واپس آیا، چالاکی سے چھپائی گاڑی کی چابی نکالی اور گاڑی ان لاک کیے اپنا والٹ نکالتے جناب مسکراتے ہوئے ہوٹل میں داخل ہوئے۔

ریسپشن والے نے رات کا سلام کیا تو لئیق نے مسکرا کر جواب دیا اور اپنے قدم کمرے کی طرف بڑھائے۔

سارا دن بیٹھ بیٹھ کر کمر تختہ ہو چکی تھی سو جناب آتے ہی پہلے فریش ہوئے، پھر عشاء کی نماز ادا کی اور بیڈ پر آ کر لیٹ گیا۔

ہفتے کا کام جناب نے ایک دن میں سمیٹ تو دیا تھا مگر اسے ابھی رکنا تھا کیونکہ اینجیلیہ کا فیصلہ کیا ہوتا یہ لئیق کے لیے اہمیت کا حامل تھا۔

"کل ایک عدد سمارٹ فون خریدنا ہی پڑے گا، آپ سے بات کر لینی چاہیے لعلین کیونکہ مزید آپ سے اوجھل رہنا میرے لیے بھی ناممکنات میں سے ہے۔۔۔۔بہت یاد آ رہی ہیں، کاش میرے پاس ہوتیں"

وہ بھی اسے شدت سے یاد کر رہا تھا مگر اب دیکھنا یہ تھا کہ کل کیا نئے روپ لے کر آتی ہے، تھکن کی وجہ سے لئیق پر جلد ہی پر سکون سی نیند حاوی ہو گئی لیکن وہ دونوں دور رہ کر ایک دوسرے کے مزید محب بن چکے تھے اور انکی محبت لمحہ بہ لمحہ شدت پکڑتی جا رہی تھی۔

....★☆☆☆☆☆★....

مہندی کا فنکشن نمٹائے سب گھر آ چکے تھے، بی اماں کی تو خوشی کا کوئی ٹھکانہ ہی نہیں تھی، خود خان بابا بھی مسرت سے لبریز جذبات لیے سب بچوں کی خوشیوں کے لیے دعا گو تھے۔

وہ سب لاونج میں ہی بیٹھے تھے، نازنین صاحبہ نے اپنی پیاری بہو کو رسم کے مطابق خاندانی کنگن پہنائے اور وہ نیہا کی کلائی پر جس خوبصورتی سے سجے، خان بابا، خود ہمایوں اور صبور جو مہندی کی دلہن بنی ہی ڈیڈی کا سوہنا بن کر انکے ساتھ لگی بیٹھی تھی، خوشی سے مسکرائے۔

جبکہ اتنی شفقت اور محبت پر نیہا کچھ جذباتی ہوئی جب بی اماں نے وہ گنگن اسکی سونی کلائیوں میں سجاتے ہی اسکا چہرہ تھاما اور آسودگی سے پیشانی چومی۔

"اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے اپنے ان دونوں بچوں کی خوشیاں دیکھنے کا موقع دیا، میری صبور، میرا ہمایوں۔۔۔آباد ہو گئے۔اب اس گھر کی خوشیاں اور سکون تمہارے حوالے ہے میری بیٹی، وہ عورت تو نہ میرے بچے کا سکون بن سکی نہ اس مکان کو گھر بنا سکی لیکن مجھے امید ہے تم اس گھر کو جنت بناو گی"

سب کی نیہا سے والہانہ محبت اور یوں امیدیں باندھنا اسے بھی باعث شرف لگا، نظر خود تک پہنچتی ان محبت بھری نظروں سے ملی تو دل دھڑکا گئی، وہ صبور کے ساتھ بیٹھے اسے ہی فرصت سے دیکھنے میں محو تھے۔

"میں اپنی پوری کوشش کروں گی آنٹی"

نیہا نے ہمت جمع کیے ان کی فکر ہٹائی پر وہ آنٹی پر جیسے معصومانہ سا منہ بنائے ہنسیں، نیہا کے سوا سب ہی مسکرا دیے۔

خود نیہا بوکھلائی کہ شاید کچھ غلط کہہ بیٹھی ہے۔

آنٹی نہیں، بی اماں ہوں میں سبکی۔ تمہاری بھی۔۔۔۔قربان جاوں تم پر،"

"اپنے ہمایوں کی قسمت پر رشک کرنا بنتا ہے

وہ اسے جس شفقت سے کہتے آخر تک قربان واری گئیں، نیہا سچ میں جذباتی ہوئی تبھی تو وہ اسے سینے میں سمو گئیں۔

بھئی اپنا دستگیر تو لاکھوں میں ایک ہے، صبور کے حوالے سے جو پریشانی"

" تھی وہ بھی ختم ہو گئی۔ دعا ہے محبت کرنے والے کبھی جدا نہ ہوں

صبور کی خوشی پر وہ دل سے مسکرائیں، صبور کی فکریں آج ختم ہو چکی تھیں اور خود صبور آج اپنا دل واقعی پر سکون محسوس کر رہی تھی۔

چونکہ تقریبات نے سبکو تھکا دیا تھا سو بی اماں نے ہی سب سے پہلے اجازت طلب کی، جبکہ خود ہمایوں انھیں اور خان بابا کو انکے کمرے کی طرف

چھوڑنے گئے جبکہ صبور اٹھ کر مسکراتی ہوئی نیہا کے پاس بیٹھی جو اداس سی اپنی کلائی میں سجتے کنگن دیکھ کر نا جانے کیا سوچ رہی تھی کہ اسکا گلاب چہرہ مرجھا سا گیا۔

"کیا ہوا؟ اداس کیوں ہو گئی؟"

صبور کے نرمی سے پاس آکر بیٹھنے اور پوچھنے پر نیہا نے فوری اپنی گال پر اتر آتا آنسو ہتھیلی کی پشت سے رگڑا اور جبرا مسکرائی۔

"بس ایسے ہی، میں نے زائشہ میم کے کہنے میں آکر بہت برا کیا۔ یہاں تک کہ لئیق بھائی کی مما تک کو اس روز گھر سے جانے پر زائشہ میم کے کہنے پر مجبور کیا، لیکن مجھے نہیں پتا تھا وہ لال نور کے خلاف کیا سازش رچ رہی ہیں۔ میں تو ان پر اعتبار کرتی تھی، وہ جو کہتیں سچ لگتا۔ یہ بوجھ میرے دل پر ہمیشہ رہے گا"

نیہا کا پچھتاوا، صبور کو بھی غم سے دوچار کر گیا۔

تبھی اس نے نیہا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے دلاسا دیتے دباو ڈالا۔

دل کو تکلیف مت دو، کوئی بھی تو نہیں جانتا تھا کہ وہ اتنی ظالم ہیں۔۔۔"
میں خود نہیں جانتی کہ لئیق سے کیسے نظر ملا پاؤں گی، میری ماں کی وجہ سے
اس کی ماں نے تکلیف سہی، اسکے بابا کا سکون غارت رہا، یہاں تک کہ لئیق
کو مارنے کا پلین تک بنایا اور نا جانے ممی نے ان کے ساتھ کیا کیا ہو گا، خدا
خانے ابھی اور کتنے سچ کھلنے باقی ہیں۔ ہم سبکو ہر قسم کے حالات کے لیے
"تیار رہنا ہو گا

صبور یہ سب جس دل سے کہہ رہی تھی وہ تڑپا ہوا تھا مگر وہ بھی صبر کرنے پر
مجبور تھی، نیہا نے بھرائی آنکھیں اٹھائے صبور کو تاسف کے سنگ دیکھا۔
تم ٹھیک کہہ رہی ہو، مجھے تم سے ہمت لینی چاہیے۔ اللہ تمہارے دل کو"
"بھی سکون دے، وہ ماں ہے تمہاری
نیہا کی دلسوز بات پر وہ اس حوالے پر دلخراش سا مسکرائی۔
ہمم۔۔ میرا سب کچھ بارہا چھینتی رہی ہیں وہ، میری زندگی میں ایک ماں کی"
کمی توانکے ہوتے بھی موجود رہی، نہ رہیں تو بھی رہے گی۔ یہ جو مجھ میں

ہمت ہے یہ صرف ڈیڈی اور دستگیر کی وجہ سے، بی اماں کی موجودگی کی وجہ سے۔۔۔ چھوڑو یہ سب، جاواب ریسٹ کرو۔ ڈیڈی کے ساتھ وقت گزارو تم دو کی سپیشل نائیٹ ہے۔ کچھ زیادہ تو نہیں میں نے تمہارا اور ڈیڈی کا روم تھوڑا سا ڈیکوریٹ کروایا ہے، امید ہے تمہیں پسند آئے گا۔ باقی مجھے پورا یقین ہے کہ ڈیڈی تمہیں ہر لمحہ سپیشل فیل کرواتے رہیں گے"

صبور یہ سب اداسی بھری باتیں آج نہیں چاہتی تھی تبھی بات بھی بدلی اور نیہا روم ڈیکوریٹ کا سن کر واقعی خوفزدہ ہو کر اسے دیکھنے لگی، صبور اسکے ویلکم میں کوئی کمی نہیں چھوڑنا چاہتی تھی، وہ نیہا کو اسکی ہر خواہش کے مطابق ٹریٹ کیے نیہا کا دل کو اپنا مزید گرویدہ کر چکی تھی۔

"کیا ہوا، تم ڈر رہی ہو؟"

صبور نے اسکے چہرے پر پھیلی سفیدی بھانپے سہیلی کی طرح شرارت سے پوچھا تو وہ گھبرا کر سر ہلا گئی جس پر صبور ہنستی ہوئی خود بھی اٹھی اور نیہا کا ہاتھ پکڑے اسے بھی اٹھایا۔

"بہت کیوٹ لگ رہی ہو، یہ میرے لیے بہت ہی مزیدار فیلنگ ہے کہ
میں اپنے ڈیڈی کی وائف کو اسطرح گھبراتے دیکھ رہی ہوں۔۔۔۔ صبور
"جیسی قسمت واقعی کسی اور کے پاس نہیں
یہ فیلنگ دونوں کے لیے مزیدار تھی تبھی تو نیہا بھی چھینپا سا مسکائی۔
"بس یہ لمحہ ہی ایسا ہے، میں نہیں جانتی کہ ایک ہیپی میرڈ لائف کا خوشگوار
"آغاز کیسا ہوتا ہے سو تبھی تھوڑی گھبراہٹ ہے
نیہا نے جو دل میں تھا وہی کہا تبھی تو نیہا کی بات میں چھپی حسرت پر صبور نے
بنا کچھ سوچے نیہا کو گلے لگا لیا، خود نیہا کو لگا جیسے دل بہت زیادہ پر سکون ہوا
ہو۔
"اب تم سب جان جاو گی، کیونکہ ڈیڈی کی آنکھوں میں تمہیں دیکھ کر جو
روشنی چمکتی ہے وہ آج سے پہلے میں نے نہیں دیکھی۔ یہ واضح ہے کہ تم
میرے ڈیڈی کے لیے بہت سپیشل ہو، تمہیں محبت ملے گی اور ایسی جس کو

پانے کے لیے کئی لڑکیاں ترستی ہیں۔اور میں تمہارے لیے بہت خوش ہوں"

صبور کی خوشی اسکے عمل اور الفاظ سے عیاں تھی اور نیہا کی ساری گھبراہٹ بھی دور ہو گئی۔

"میری خوش قسمتی ہے کہ میں اس خاندان کا حصہ بنی جو چہروں کے ساتھ ساتھ دل بھی بہت انمول رکھتے ہیں، تھینک یو مچ"

نیہا کے جواب پر صبور نے آخری جملے پر بے چینی عیاں کی، وہ اسے خود روم میں چھوڑ کر آئی، ڈیڈی کا ویٹ بھی کرتی مگر بے قرار سے اس جان لیوا شخص کی کال پر صبور کو جانا پڑا۔

لیکن وہ نیہا کو بیسٹ آف لک ضرور کہہ کر آئی، دستگیر بھی نہ صرف چیچ کر چکا تھا بلکہ کچھ دیر فرہاد صاحب کے ساتھ بھی بیٹھا اور اب فراغت ملی تو کمرے میں آکر نیم دراز ہوتے ہی اپنی مہندی کی دلہن یاد آئی۔

صبور کو اسی نے میسج کیا تھا کہ وہ اسکی وڈیو کال کرنے تک چینج نہ کرے، روم میں پہنچ کر صبور نے وڈیو کال ریسو کی تو شوخ مسکراہٹ اچھالتے جناب کی صورت فون پر ابھری۔

"کیا ہوا؟ چین نہیں آرہا کسی کو،"

دلربا بنی وہ غرور سے بیٹھی اور کشن گود میں رکھے دیوانے کا حال جاننا چاہا، اتنی حسین آگر وہ آج تھی تو کل تو خوبصورتی کے ریکارڈ توڑتی، اور جناب کو اب خود پر کہاں اختیار تھا کہ اپنے جائز حقوق سے لمحہ بھر بھی دستبردار ہوتے۔

چین آئے گا لیکن فرصت سے کل، بہت ظلم کیے ہیں کسی نے، ہائے کل "میری باری ہو گی"

ایک تو وہ اتنا پیارا اوپر سے جب شرارتی خطرناک دستگیر عالم بن کر دھمکاتا تو بھلے فون پر ہی ہو، صبور دہل جاتی تھی جیسے اسکی معنی خیز شرارت پر وہ ابھی متذبذب ہوئی، چہرے پر قوس وقزاح کے رنگ اڈے، وجود لرز گیا۔

"ت۔۔ تم مجھے ڈرا رہے ہو؟"

وہ اسے چیلنجنگ نظروں سے دیکھ رہا تھا تبھی موصوفہ نے بہادری دیکھائی لیکن اسکی آواز تب بھی کانپی۔

"میں تمہیں دھمکا رہا ہوں"

نہایت ڈھٹائی سے جواب دیا اور صبور نے فورا سے وڈیو آف کیے آڈیو چلائی اور فون کان سے لگایا، دستگیر نے اس درجہ ڈیجیٹل شرمانے پر پہلے منہ بسورا پھر فون کان سے لگاتا جان بوجھ کر قہقہہ لگائے صبور کی گھبراہٹ بڑھا گیا۔

"تم بہت بتمیز ہو"

غصے سے جتایا گیا پر مقابل ہنسی جاری تھی۔

ہاہا میری جان ابھی سے گھبرا گئی تم، خود ہی تو کہا تھا دستگیر عالم! پوری دنیا کے سامنے مجھے اپنا بناو۔ تب آنا قریب۔۔۔۔ کل بنالوں گا تمہیں سب کے سامنے اپنا، پھر دور رہوں گا تو ایسی خوش فہمی سے نکل آو۔۔۔۔ بہت خطرناک ہونے والا ہوں"

جان بوجھ کر وہ صبور کو تنگ کرتا لفظی حدیں توڑ رہا تھا جبکہ وہ خوش بھی تھی مگر دستگیر کے قریب آنے کا لمحہ اسکی جان بھی نکال رہا تھا، لب دبائے دل کی ابتر ہوتی دھڑکنوں کے شور سے بدحواس ہوئے وہ اس وقت اتنی حسین لگ رہی تھی کہ اگر دیوانہ دیکھ لیتا تو اپنا سب ہار جاتا۔

"د۔۔دستگیر۔۔۔میں تمہاری پٹائی کر دوں گی۔۔۔مجھے با۔۔بات ہی نہیں کرنی تم سے کوجے"

وہ اس لیے بھی خوفزدہ تھی کہ جو فون پر ایسا ہے وہ سامنے کیا کیا کر سکتا ہے، دستگیر کے حقوق کا سوچ سوچ کر اس لڑکی کے وجود سے سرد لہریں اٹھ رہی تھیں۔

"اے لڑکی۔۔فون مت رکھنا۔۔۔ورنہ ابھی آجاوں گا تمہیں کڈنیپ کرنے۔۔۔زیادہ ملکہ جذبات بننے کی ضرورت نہیں ہے"

دستگیر کا خفگی سے پکارنا چاہتے ہوئے بھی صبور کے ہونٹوں پر مسکراہٹ لایا۔

ہنہ۔۔خوش فہمی۔۔۔اے لڑکے،زیادہ اتراومت۔۔۔میں نے عین"

"ٹائم پر بے ہوش ہو جانا پھر روتے رہنا اپنے ارمانوں پر۔۔۔۔مجھے ہلکانہ لینا

صبور کی چہک کر آتی آواز پر دستگیر بے اختیار ہنسا،چیونٹی کے پر نکلے دیکھ کر

اسے حیرت اور مزہ ساتھ آیا۔

تم بھلے بیہوش ہو جانا،مجھے کوئی ایشو نہیں۔۔۔۔لیکن تم مجھے ہلکا لینے کا"

سوچنا بھی مت۔۔۔۔میری جان کل سے دستگیر عالم کی حکمرانی شروع

"ہو گی،ماہ بدولت اپنی رعایا کی کوئی چوں چاں نہیں سنیں گے

خاصے اتراتے ہوئے معنی خیز اور بے باک انداز سے رعب جمایا گیا جو اس

بار واقعی صبور کی کھلکھلاتی ہنسی منظر عام پر لے آیا،یہ الگ بات کہ اس درجہ

کھلی ڈھلی دھمکی پر وہ کان کی لو تک سرخ ہوئی۔

ہنستی ہوئی وہ ہر منظر کو ساکن کر دینے کی صلاحیت رکھتی تھی،حتی کہ دستگیر

کی دھڑکنوں کو بھی۔

"یوں مت ہنس پگلی،پیار ہو جائے گا"

کان میں اترتی سرگوشی سی پر صبور نے ہنسی روکے بلش کرتے نظر سی جھکائی۔

"تھینک یو دستگیر عالم، مجھے اس بے بسی سے نکالنے کہ لیے کہ تم میرے نہیں ہو سکتے۔۔۔۔تم صرف میری محبت نہیں ہو، تم میری خوشی اور سلامتی کی وجہ ہو، اس ماں کے ہاتھ چومنے واجب ہیں جس نے تم کو جنم دیا۔ میں اک تمہیں پا کر اپنے سارے دکھ بھول گئی"

مزاق اور چھیڑ چھاڑ ختم ہوئی تو اس لڑکی کے اس جیسے ملائم، روح کو گدھداتی پوروں سے چھو لیتے اظہار نے دستگیر عالم کے دل کو آسودگی بخشی۔

"یہی چاہتا تھا، تمہارے دل کو اتنا ہی پر سکون۔۔۔۔اب تم پر واجب ہے میری بے قراری کو ختم کرنا۔ مجھ سے دور مت بھاگنا مزید"

یہ سب کہہ دینے میں وہ برحق بھی تھا اور بیقرار بھی، جس طرح وہ صبور کے لیے اپنی تشنگی عیاں کر رہا تھا وہ اس لڑکی کے دل کو گدگدا گیا۔

ت۔۔ تم بھاگنے مت دینا کیوں کہ میں تو تمہاری محبوبہ ہوں نہ، گریز،"
خوف، ناز، جھجھک اور شرم مجھ پر جچتی ہے۔۔ تم حاکم ہو، وہی کرنا جو تمہارا
چین بنے۔۔۔۔اب بائے، مزید کچھ بولے تو قسم سے ساری رات سو نہیں
"پاوں گی
اس شخص کے دل کو شانت کرنے کے سارے گر جانتی تھی، دستگیر عالم کا
دل اش اش کرا ٹھا۔
مسکرا کر وہ پگلی کال کاٹ گئی مگر دستگیر اسکے جان لیوا لفظوں میں ہی الجھ کر
مسکرا تا رہ گیا۔
دونوں کے لیے یہ آخری انتظار اب تک کے ہر انتظار سے زیادہ حسین اور
کیف آگیں تھا۔

.._____..

اس نے جو پیش رفت اپنے اور لارا کے کرب کم کرنے کو کی تھی وہ اسکے ہونٹوں کو جھلسا رہی تھی، بڑی مشکل سے وہ خود کو بکھرنے سے بچاتا میر تھن کے وقت کلب پہنچ ہی گیا، اور نا صرف اسکی یارق سے بات ہوئی بلکہ دونوں کے بیچ بڑھتے فاصلے یارق کا چین بھی غارت کر گئے۔

لارا ہر احساس سے عاری وہیں کراوڈ میں بیٹھی تھی اور اس سے دو سیٹوں کی لائن چھوڑ کر وہ دو سپاٹ چہرے لیے بیٹھے تھے، لارا کی آنکھیں ماتم میں تھیں، جسم و جان پتھر تھے، حواس گھائل اور ہمت ٹوٹ چکی تھی پر وہ پھر بھی سلامت دیکھائی دے رہی تھی۔

ایمر کی میر تھن جاری تھی، گراونڈ میں بڑی سی ایل سی ڈی بھی لگی تھی جس میں سب حصہ لیتے کھلاڑیوں کی لائیو کورتج چل رہی تھی۔

"اب اسے سچ میں پنچ اور غلیظ بن کر دیکھاوں گا، اسکے سامنے لڑکیوں سے باتیں کروں گا۔۔۔اسکی آنکھوں کے سامنے ٹکے ٹکے کی راہ چلتی کو گلے کا ہار بناوں گا، وہ کیا سمجھتی ہے اتنا آسان ہے لوئے سے پیچھا چھڑوانا"

یارق کا دل اسکی بے تکی اور وحشی باتیں سن کر یہی کیا کہ اپنا سر کہیں مار آئے، لوئے بپھر چکا تھا اور اب وہ سزا کے سوا کوئی راستہ کھلا رکھنا نہیں چاہتا تھا۔

لوئے، بچوں جیسی باتیں کیوں کر رہا ہے۔۔۔۔وہ کوئی غیر نہیں، محرم" ہے تیری۔ بند کمرے میں تم دو کی ساری بد گمانیاں دور ہو سکتی ہیں تو پھر "اس سر عام تماشے کا کیا فائدہ۔۔۔۔

یارق کی تاسف زدہ بات پر لوئے نے اسے بھی غصے سے دیکھا، جی تو اسکا اس پوری دنیا کو جلا کر بھسم کرنے کا چاہا تھا، کیسے زندہ تھا وہ بس وہی جانتا تھا، سانس گھٹ چکی تھی۔

بات چار دیواری سے اسی وقت نکل گئی تھی جب وہ میرے بارے تفتیش" کرنے نیویارک واپس آئی تھی۔ غیر نہیں تھی اسی کا تو دکھ ہے یارق، غیر ہوتی تو دل پر پتھر رکھ بھی لیتا، وہ تو میری رازدان تھی۔ میں نے اپنی ہر تکلیف اسکے سامنے کھول دی تھی، اسے پتا تھا میں کتنی مشکل میں ہوں

لیکن پھر بھی مجھے اکیلا کر آئی۔۔۔۔دیکھو کیسے مطمئین بیٹھی ہے، جیسے
"لوئے کی موت کا انتظار کر رہی ہو
وہ یارق سے بھی الجھا، اور اس لڑکی کو کینہ توز نظروں سے دیکھنے لگا جسکا چہرہ گراونڈ کی طرف تھا مگر لارا کی آنکھیں بھی اس وقت بھیگی ہوئی تھیں لیکن وہ دیکھ نہ پا رہا تھا۔
تو کیا وہ سب جھوٹ ہے، تو نے کسی لڑکی سے بات نہیں کی؟ پر لارا کہہ "
"رہی تھی اس نے تیری آواز سنی ہے
یارق کے اس سوال پر لوئے نے اسے بھی زخمی نظر ڈالے دیکھا، دنیا ساری اس سے بد گمان ہو جاتی مگر اس شخص کا یہ سوال کرنا ہی لوئے کو اذیت دے گیا۔
بہن کیا بنا لیا اسے، تجھے میرے دکھ دیکھائی دینے ہی بند ہو گئے "
یارق۔۔۔۔رحم کھا مجھ پر، تو جانتا نہیں اگر مجھے تو پھر لعنت ہے میری ہر
"بات پر

وہ اس سے خفا ہو جائے گا یہ یارق کو امید تھی مگر کیا کرتا، حالات نے اسے بھی تکلیف میں مبتلا کر دیا تھا۔

ایسا تو مت کہہ، میرا مطلب تھا کہ تو لارا کی بد گمانی دور کر۔۔ تو اسے الٹا"
"اور خود سے دور کر آیا ہے۔ ایسے تو کچھ بھی ٹھیک نہیں ہو گا

یارق نے اپنے الفاظ کا چناو اس بار محتاط ہوئے کیا پر لوئے ہر کسی سے اس وقت بیزار و عاجز تھا۔

دور تو اس نے مجھے کیا ہے، لوئے اسکی خاطر جھک گیا تھا تو اس نے سمجھا"
میں ہوں ہی گرا ہوا۔ اب پچھتائے گی وہ، میں اسے سزا دوں گا۔ میں اسے خود سے اتار کر پھینک نہیں سکتا پر اسے بنا سزا دیے واپس قبول بھی نہیں کر سکتا۔ وہ اب سہے گی، سچ میں وہ ہر الزام سچ ثابت کروں گا جو اس نے مجھ پر
"لگایا

لوئے کی ضد پتھر پر لکیر تھی اسکا یارق کو بھی یقین تھا سو مزید لوئے سے بحث بیکار تھی۔

نہ کرلوئے۔۔۔۔لڑکی ذات ایسے معاملے میں مضبوط نہیں ہوتی،وہ بھی"
"تیری طرح تکلیف میں ہے
کچھ دیر خاموشی کے بعد یارق نے پھر سے سمجھایا مگر وہ کچھ سمجھنا چھوڑ چکا تھا۔
تو رہے۔۔۔۔۔اسے بھی پتا چلے کہ محبت میں آزمائش شرط ہے،خالی"
دعووں سے محبت نہیں ہوتی۔۔۔۔مجھے جس بے دردی سے اس نے آج خود سے دور کیے میرے ہی حق سے محروم کیا ہے،اسے اتنا مجبور کروں گا کہ وہ اسی شدت سے مجھ تک ویسے ہی واپس لوٹے گی۔اور یہ میرا آخری فیصلہ ہے،میری انا اس سے کم پر ہر گز اب سمجھوتہ نہیں کرے گی،یہاں
"سے سیدھا نیویارک واپسی کی فلائیٹ ہے
لوئے بہزاد کے فیصلے میں شدت تھی اور وہ اپنی جگہ بالکل ٹھیک تھا،لارا نے اسکا دل بہت بری طرح دکھایا تھا اور وہ اسے ان ساری تکلیفوں سے

اب سچ میں گزار کر ہی اپنی جگہ واپس پانا چاہتا تھا ورنہ اسکے پاس صرف ایک آپشن رہ جاتا، موت کا۔۔۔۔۔۔

.._____..

مانی جب اٹھی تو طبعیت زیادہ خراب ہو گئی، پیر کے درد کی وجہ سے بخار ہو گیا تبھی شیری نے ڈاکٹر کو گھر ہی بلایا، استھما کی معمولی سی شکائیت بھی تھی اور پیر کے درد کی وجہ سے بھی مانی کو بخار ہو گیا تھا، کچھ پین کلرز اور ایک انجکشن دے کر جس وقت ڈاکٹر گئے تبھی افراہیم اور گل لالہ واپس آئے۔ مانی کی طبعیت کا سن کر دونوں نے ہی گھور کر شیری کو دیکھا جیسے اس سب کی وجہ اسے جان گئے ہوں۔

"میں نے کچھ نہیں کیا؟"

لاونج میں کھڑے دونوں کو اپنی طرف غصے سے متوجہ دیکھے شیری نے مظلومیت کے سنگ اپنا دفاع کیا مگر جہاں گل لالہ اسکی کلاس بعد میں لینے کا کہے پہلے مانی کو دیکھنے کمرے میں گئیں وہیں بابا بھی ناراض نظروں سے دیکھ کر جان نکال رہے تھے۔

"آپ کو بھی لگتا ہے کہ میں نے کیا؟"

تاسف کے سنگ وہ بابا کو تکتا بولا جو آزردہ سا ہوئے سر نفی میں ہلاتے اسکو دونوں کندھوں سے تھام گئے۔

تم جان بوجھ کر کسی کو تکلیف نہیں دے سکتے، اور وہ تو تمہاری بیوی ہے۔" تمہاری محرم، بس اچھا نہیں لگا تمہاری موجودگی کے باوجود اسکا اچانک بیمار پڑنا۔۔۔ خیر میں بہت تھکا ہوں، ہم صبح کرتے ہیں بات۔۔۔ اسکے پاس رہو شاباش"

بابا کا نرمی سے سرزنش کر کے جانا شیری کو افسردہ کر گیا، انکے جاتے ہی وہ بھی واپس کمرے میں گیا جہاں گل، اسکے سرہانے بیٹھیں جھک کر اسکی جبین چوم رہی تھیں۔

"میرا بچہ، کیا ہو گیا۔۔۔۔ صبح بھی تم ڈاون لگ رہی تھی۔اب کیسا فیل ہو رہا ہے؟ درد کیسا ہے میری جان"

مما کے مانوس محبت بھرے لمس پر مانی نے اپنی آنکھیں کھولتے مسکرا کر انکو دیکھا تو گل کو لگا ڈوبتا دل بحال ہوا ہو۔

"ابھی انجکشن لگنا ہے۔۔۔۔۔ابھی درد ہو گا اسے"

وہ جو جھوٹ بولے خود کو پرفیکٹ پیش کر رہی تھی، شیری کے لقمے دینے پر اسے سرد سا گھوری اور یہی نہیں گل لالہ نے بھی اپنے سپوٹ کو گھوری سے نوازا تو جناب شرافت سے صوفے پر جا بیٹھے اور لیپ ٹاپ بھی تھام لیا، مانی بھی اٹھ کر بیڈ کی پشت سے لگے تکیے سے کمر ٹیکے اٹھ کر بیٹھی۔

"م۔۔ مما، انجکشن سے ڈر لگتا ہے"

گل کا ہاتھ ڈر کر جکڑے وہ رو تو ہوئے منمنائی تو وہ ہنس کر اسے بیٹھتے ہی اپنے ساتھ لپٹا گئیں۔

"شیری لگائے گا، اسکا ہاتھ بہت ہلکا ہے درد نہیں ہوتا۔ میں بیمار ہوتی تو اکثر انجکشن یہی لگاتا۔ اب تم بتاو کیسی ہو؟ پیر کیسے مڑا؟ بخار بھی کروالیا"

ماں بیٹی کے لاڈ شیری سے بالکل ہضم نہ ہو رہے تھے، گل کے پیار سے پوچھنے پر مانی نے خونخوار ہو کر شیری کو دیکھا، ایک دل چاہا مما کو شیری کی بے رحمی کا بتادے مگر وہ اسکی طرح بے رحم نہیں تھی۔

شیری بھی کان وہیں لگائے پہلے ہی ممی کی ڈانٹ کے لیے خود کو تیار کر چکا تھا۔

"مما بس پیر پھسل گیا"

مانی کے جھوٹ پر شیری نے بے اختیار نظر اٹھائے اس لڑکی کو دیکھا، دل کو کسی نے مٹھی میں جکڑا۔

آئے میرا نازک سا بچہ، میں بھی تمہارے جیسی تھی۔۔۔دعا کرتی ہوں"
کہ میری طرح جلدی ممانہ بنو تم، بہت مشکل ہوتا۔ کم از کم پانچ سال اس
کھوتے کو ستانا پہلے پھر تم دونوں بے بی ہلین کرنا، باقی اللہ کے کاموں کا تو پتا
" بھی نہیں ہوتا، بس خیر ہونی چاہیے
شیری نے غصے سے ان دو اوٹ آف کنڑول گفتگو میں مصروف خواتین کو
دیکھا اور مانی نے حراساں نظر ممی اور پھر شیری کو، اک لمحہ تو مانی کو لگا رہا سہا
دھڑکتا دل بھی بے بی پر رک گیا ہو اور شرم الگ آئی، پھر جیسے شیری ممی
اور اسے کاٹ کھاتا گھورا، اس پر مانی کو لگا ابھی آکر شوٹ کر دے گا۔
"ممی۔۔۔یہ کیا بولے جا رہی ہیں یار۔۔۔۔۔"
شیری کا بس نہ چلا اٹھ کر ممی کو جنجھوڑ دیتا پر بچارا منہ ہی منہ میں بڑبڑا ہی
سکا، مانی کی تو آواز ہی خوف سے گلے میں گھٹ گئی۔
ابھی وہ خود بے بی تھی اور گل ممایہ سب بول کر اسے خوفزدہ کرنے کے
ساتھ ساتھ شیری کے مقابلے میں کمزور کر گئیں۔۔

ابھی تو تم خود بے بی ہو، تبھی کہا ہے پانچ سال تک صرف اس سے لاڈ"
اٹھواو۔۔۔ گھبرانے کی ضرورت نہیں۔اسکے کان میں یہ احتیاط ڈال رہی
"تھی، سمجھا کرو

مانی کی پیلی پڑتی رنگت اور اسکی گھبراہٹ پر گل نے اسکے کان میں سرگوشی کی تو آمنہ کار کا سانس بحال ہوا، دونوں ایک سا مسکرائیں اور شیری کو مزید غضب چڑھا۔

"خیر شیری۔۔۔۔اسکا دھیان رکھنا پوری رات"

تھکن سے انکا بھی برا حال تھا سو گل نے اسے پیار کیے اٹھ کر شیری کو مخاطب کیا۔

"آپ اسے گود میں کیوں نہیں اٹھا لیتیں ممی؟"

خاصے تپ کر منہ سے الفاظ نکلے جس پر گل تو ہنسیں، خفیف سی وہ بھی چھینپا سا مسکرائی۔

جلومت ممی کی بگھڑی جان۔۔۔ چلو جا رہی ہوں میں، صبح تک مجھے مانی"
"پہلے جیسی چاہیے۔۔ سمجھ گئے ہو تم
گل نے رعب کے سنگ کہتے شیری کی بسوری شکل ہنس کر دیکھی اور جھک کر لاڈلے کی گال چومتے ہنستیں ہوئیں نا صرف کمرے سے نکلیں بلکہ دروازہ بھی بند کر گئیں اور وہ نروٹھا سا منہ پھلائے مانی کو دیکھنے لگا۔
مانی کی نظر خوف سے جھکی تھی اور وہ بیچ میں کسی قسم کی معنی خیز چپ حائل ہونے نہیں دے سکتا تھا تبھی اپنی جگہ سے اٹھ کر مانی کی طرف بڑھا۔
اسے اپنے پاس آ کر بیٹھتے دیکھ کر مانی کی دھڑکنیں بڑھیں، شیری نے سائیڈ ٹیبل پر رکھا انجکشن اٹھائے سرنج میں بھرا اور جیسے ہی مانی کی کلائی تھامی، وہ ڈر کر پرے سرکی۔
ممی فارسی بول کر گئی ہیں کیا جو سمجھ نہیں آئی، نہیں ہو گا درد۔۔۔ لاو"
"بازو

شیری نے غصے سے اسکی کلائی واپس کھینچی تو شیری کے بھروسے پر وہ واپس ٹھیک سے بیٹھی، اسکی آنکھیں شیری پر جا جمیں۔

"ش۔۔شیری۔۔۔۔پیار سے لگائیں نہ۔۔۔"

اسے غصیل ہوتا دیکھے مانی نے پھر سے بازو پرے سرکائی، اسکی منمناہٹ پر شیری نے تلخ سی نگاہ مانی کی زرد پڑتی رنگت پر دوڑائی جسکی گرے آنکھوں سے کسی بھی وقت آنسو ٹپک پڑنے کو تھے۔

"آنکھیں بند کر لو"

شیری کی تجویز پر مانی نے نا صرف آنکھیں بند کیں بلکہ دوسرے ہاتھ کی مٹھی میں شیری کی بازو جکڑی، اک لمحہ تو وہ بھول ہی گیا کہ کیا کرنے والا ہے کیونکہ دل بہت بے اختیار ہو کر عجیب عجیب خواہشیں کرنے لگا تھا، جیسے اس وقت کہ اس لڑکی کو چھو کر دیکھے، محسوس کرے کہ محرم کا لمس پوری رضا سے خود پر حلال کیا جائے تو کیسا نشاط وجود میں آتا ہے مگر وہ اپنے جذبات لمحے میں دبا گیا۔۔

آہستگی سے انجکشن لگائے شیری نے کاٹن کا پیس اس جگہ رکھے اپنے انگوٹھے سے دباودیا جس پر مانی نے ڈرتے ڈرتے آنکھیں کھولیں۔
بس سوئی کی سی ہلکی سی چبھن محسوس ہوئی تھی اور شیری کو انجکشن واپس رکھتا دیکھ کر وہ بے اختیار آنکھیں کھولے کھلکھلائی۔

"ہیں۔۔لگ بھی گیا"

حیرت سے زیادہ اسے شاک لگا،اسکی مرجھائی آنکھیں چمک اٹھیں۔

"اب آرام کرو"

اسکی بے تکی کسی بھی بات کا جواب دیے بنا وہ سپاٹ لہجے میں کہہ کر اٹھنے لگا تو مانی نے اسکا ہاتھ فوری پکڑے وہیں بیٹھنے کو کہا جس پر وہ چار و ناچار بیٹھا۔

شیری۔۔کل میرے ساتھ چلیں نہ۔۔۔۔تھوڑی دیر کے لیے"

"سہی۔۔۔۔پلیز

آنکھوں میں ڈھیر ساری حسرت بھرے وہ معصومیت کی انتہا لیے ہوئے تھی، لہجہ اتنا پیارا کہ شیری کو جکڑ سکنے کی صلاحیت رکھتا تھا، مگر وہ اسکی چاہ

کر بھی بات مان نہیں سکتا تھا، اسے مانی کو خود سے دور کرنا تھا مگر یہ لڑکی
بہت قریب آتی جا رہی تھی
تبھی تو خود کو غصہ دلانے کی کوشش کیے اس نے اپنی بازو جھٹکے سے مانی کے
ہاتھوں سے جھٹکی۔
میں نے صبح کہا ہے نہ کہ نہیں جاوں گا، سمجھ نہیں آ رہی تمہیں میری"
"بات
لمحے میں وہ مانی کو ہیبت زدہ کیے جھاڑ گیا، مگر اب اسکی برداشت دم توڑ چکی
تھی۔
آپ جائیں گے ورنہ میں کسی اونچی جگہ سے چھلانگ لگا کر مر جاوں گی،"
"سمجھے۔ سبکو بتاوں گی کہ مجھے آپ نے گرایا
غصہ کرتی وہ خود بھی چیخی جس پر شیری نے اسے سرد نگاہوں میں مرکوز
کیا اور ایک ہی لمحہ لگائے اسکی طرف جھکا تو مانی سہم کر بیڈ کراون سے لگے
تکیے سے جا لگی۔

ابھی بتاتی ممی کو، کیوں نہیں بتایا۔۔۔۔ کیا سمجھتی ہو ڈرتا ہوں میں، تمہیں "
تکلیف دینے کے بعد مجھے کوئی ملال نہیں ہوتا۔ جسے بتانا ہے جا کر بتاو، جہاں
"سے چھلانگ لگانی ہے لگاو۔۔۔۔۔ میری جان چھوڑ دو
اسنے جو دماغ سے سوچا وہ بنا جانچے زبان پر سنگدلی سے لائے اس میں
کڑواہٹ بھی بھر گیا مگر تب اسکی زبان بند ہوئی جب مانی کی یکدم بھیگ
جاتی آنکھیں اسکے دل کا خون کر گئیں۔
اس لڑکی کے چہرے سے اٹھتی گرم بھاپ شیری کے ہونٹوں اور
رخساروں تک تپش دے رہی تھی، بخار اتنا نہیں تھا لیکن وہ بیمار ہو کر
خوفزدہ ہوئے اپنے آپ کو نڈھال کر لیتی تھی، شاید اس لیے کہ آج سے
پہلے اسکے لاڈ اٹھانے والے کئی تھے مگر اب وہ صرف اس شخص کے لاڈ
چاہتی تھی تبھی تو چاہ کر بھی خود کو سنبھال نہ پا رہی تھی۔
آپ نیلے تھوتھے سے غرارے کیا کریں شاید آپکی جان مجھ سے چھوٹ "
"جائے کیونکہ مریں ابھی میرے دشمن

اتنی سنگین صورت حال میں مانی کا آنکھیں چھپک چھپک کر آنسو دبائے منہ بسور کر کہنا، شیری کی ساری خفگی کا بینڈ بجا گیا۔

وہ آنسو رگڑے، ناراض آنکھوں سے خود پر جھک آتے شیری کو دیکھ رہی تھی اور اسکا دیکھنا برداشت کرنا شہریار کے لیے بہت مشکل تھا۔

"عجیب ہو تم قسم سے، کبھی مرنے کی مسلسل رٹ اور اب زرا سے بخار پر بھیگی بلی بن کر نڈھال پڑی ہو۔ بندے کو اتنی لمبی لمبی چھوڑنی چاہیں جس پر باآسانی عمل بھی کیا جا سکے۔ ایک انجکشن سے تو تمہاری جان نکل رہی تھی، مرنے کی بات تو ایسے کرتی ہے ماہرانی جیسے لولی پاپ کھانے جتنا آسان ہو"

سارا غصہ کہیں دور جا مفقود ہوا، چڑ کر جتاتا اس پر سے واپس اٹھے اسکی بازو پکڑے کھینچ کر ٹھیک سے بیٹھائے منہ ہی منہ میں بڑبڑایا تو مانی نے بمشکل اپنی مسکراہٹ روکی۔

"رعب بھی تو جمانا ہوتا ہے، ورنہ آپ تو مجھے مسل کر رکھ دیں"

مانی کی زبان پر ہوتی کھجلی اسے چپ نہ رہنے دے سکی تبھی تو وہ بیزار اور اکتایا ہوا شخص بھی اسکی طرف دیکھنے کو بے قرار ہوا۔

چھوٹی سی بچی لگ رہی تھی وہ، یکدم بوجھل اور افسردہ، جسکے سارے رنگ دھیمے ہو جائیں لیکن پھر بھی مسکرانے میں بہت فراغ دل تھی، اپنا بنانے میں ماہر۔

"سو جا واب"

اسے بے اختیار گہرائی سے دیکھنے کو فوری سمیٹتا وہ پھر سے اٹھا تو مانی نے یوں نظر اٹھا کر دیکھی جیسے اسکا جانا اسے مزید بیمار کر دے گا۔

شیری۔۔۔یہیں میرے پاس بیٹھ کر کام کر لیں۔۔۔۔مجھے ڈر لگ رہا ہے"

شہریار جدون کا دل خوفزدہ کر دیتی یہ لڑکی کتنی معصومیت سے اپنا ڈر کہہ رہی تھی کہ بچارا دانت ہی پیستا رہ گیا۔مانی نے شکل ہی اتنی مسکین بنائی کہ وہ ترس کھانے پر مجبور ہوا، صوفے پر رکھا لیپ ٹاپ اور فائلیز اٹھا کر سائیڈ

میز پر رکھیں اور وہیں ساتھ بیٹھا تو مانی نے مسکراتے ہوئے اپنا تکیہ زرا پیچھے کیے نیچے سرکایا اور کروٹ شیری کی طرف کیے لیٹ گئی۔

"تھینک یو۔۔۔۔۔ کھڑوس جلاد"

اسے اتنی سی خوشی بھی اچھا ہونے کے لیے بہت تھی، شیری نے اسکی طرف دیکھا تو مانی آنکھیں بند کر چکی تھی، دل عجیب سا گھٹ کر رہ گیا۔

اسکا ایک ہاتھ شیری کے بیٹھتے ہی اسکے گرد لپٹا جسے وہ ہٹا بھی نہ سکا بلکہ پکڑ کر مزید اپنے گرد ٹائیٹ کیا جسکی وجہ سے وہ خود بھی سرک کر اسکے ساتھ لگ کر بیٹھا تاکہ مانی کے ہاتھ کو ٹیک کے لیے سہارہ ملے۔

وہ کچھ ہی لمحوں میں نیند میں اتری تو اسکے آہستہ آہستہ سانس لینے پر شیری نے اسکی طرف دیکھا اور نرمی سے اپنا ہاتھ بڑھا کر اسکے تکیے پر بکھرے سلکی بالوں میں انگلیاں سہلائے اسے سر کی جانب حرکت دی، یہ سب شہریار کا سکون بڑھا رہا تھا۔

"مانی؟"

اسے تیز تیز سانس لیتا محسوس کیے شیری نے اسکا خود میں چھپا چہرہ زرا سا پیچھے سرکایا کیونکہ یوں وہ سانس لے پانے میں آسانی محسوس نہیں کر رہی تھی۔

لیپ ٹاپ، فائلز سب وہیں دھری کی دھری رہیں اور شیری نے خود بھی آنکھیں بھاری محسوس ہونے پر تکیہ درست کیا اور مانی کا ہاتھ پکڑ کر خود بھی کھسک کر وہیں لیٹا، اپنی بازو مانی کے سر کے نیچے سے گزاری تو وہ بانکی سی گڑیا سمٹ کر اسکے سینے سے جا لگی۔

لاکھ احساسات تھے دل میں لیکن وہ ہر جذبہ نظر انداز کر دینا چاہتا تھا۔ آنکھیں سختی سے بند کیے خود کو غلط اور صحیح کی بے فضول تکرار سے نکالنے کی سعی کرتا مانی کے گرد بازو حائل کر لیتے وہ بہت بے بس لگا، اس لڑکی کا اتنے پاس ہونا راحت دے رہا تھا اور شہریار جدون کی سب سے بڑی ہار اور اذیت یہی تھی۔

تمہارے بارے میں فیصلہ کرنے سے ڈر رہا ہوں مانی، یہ ڈر مجھے کہیں کا"
نہیں چھوڑے گا۔ کیا کروں میں تمہارا، کہاں پھینک آوں تمہیں۔ کیوں
شیری شیری کا ورد تمہاری زبان سے نہیں ہٹتا۔۔۔۔ کیوں تمہاری تکلیف
میرے سینے کا زخم بن رہی ہے آمنہ، کیوں؟ کیوں تم گماں سے آگے جا
رہی ہو، کیوں اپنی حد بھول جانا چاہتی ہو۔۔۔۔۔۔ میں کیسے نجات پاوں تم
"سے؟ اس جذبے سے جو مجھے جیتے جی مار دے گا

اس لڑکی کی منفرد اور مائم سی خوشبو کے ساتھ پہلی نیند کا سفر خواہش تھا مگر
دل میں جلتے آلاو سکون میں خلل کا سبب تھے۔

آج اس شخص کو دیکھ کر یہی لگ رہا تھا کہ اسے اس زندگی سے بھری مانی کی
سنگین عادت ہو چکی ہے، عادتیں تو ویسے ہی محبتوں سے زیادہ ظالم ہوتی
ہیں۔

اس وقت وہ کچھ سوچتا تو پاگل ہو جاتا تبھی چپ چاپ بس اس لمحے کو قید
کرنے کی خاطر اس نے اپنے دل و دماغ کو جھٹک کر آنکھیں نا صرف بند

کیں بلکہ اس نازک سی وجود کو خود میں شدت سے سمو لیا جسکے جسم کی حدت، شہریار جدون کے شریانوں کا درد ساری رات بڑھانے والی تھیں لیکن اسے پرواہ نہیں تھی، اسے آج مانی کا یونہی خیال رکھنا تھا، پھر اس لڑکی کی بے خبری مقدر بنتی یا نہیں۔۔۔۔

.._____..

نیہا نے کمرے کی سجاوٹ سے ہوتی گھبراہٹ ہر ممکنہ مٹالی تھی کیونکہ ہمایوں کی دوستی والی بات اسے حوصلہ دے چکی تھی، چینج کیے نیوی بلو لائنگ پرنٹ والی کرتی اور شلوار پہنے وہ میک اوور بھی ریمو کر چکی تھی، چہرہ میک اوور کے اثر سے اب بھی گلاب تھا، بالوں میں برش پھیرے نیہا نے اپنی کلائی میں سجے گنگن بھی اتارے اور انکو دھیان سے ڈریسنگ پر رکھا، اور اسی لمحے آہٹ پر بوکھلا کر پلٹی، ہمایوں کف فولڈ کر کے آستینوں کو

چڑھائے، کوٹ بازو پر لٹکائے اندر داخل ہوئے تو نیہا کی گھبراہٹ بھانپے دروازہ بند کیے پلٹے اور کوٹ وہیں بیڈ کی پائینتی پر رکھتے نیند کے لیے مکمل تیار نیہا کی طرف بڑھے، انکا اپنے قریب آنا فطری طور پر نیہا کی سانسوں کو مدھم اور دھڑکنوں کو تیز کر گیا۔

بلاشبہ وہ اب بھی اپنے لطیف خدوخال اور چہرے کی کشش سے کسی بھی عورت کو مائل کر سکتے تھے پھر نیہا کو تو انکے دیکھنے کا انداز ہی مائل کرنے کا ہتھیار تھا، خوشبوؤں سے حصار اماحول، من پسند عورت کی موجودگی، دسترس یہ سب مل کر ہمایوں کو خود سے بے خود کر سکتے تھے۔

اس سرد پڑتی لڑکی کے دونوں مرمریں ہاتھ اپنے مضبوط پر کشش ہاتھوں میں مقید کیے وہ اسے اپنے نزدیک لائے، سلگتی قربت پر اسکے بوکھلاہٹ بھرے تاثرات انکو محظوظ کر گئے۔

دونوں کے بیچ حائل یہ خاموشی قہرناک تھی۔

تھک گئی ہو؟ بہت اچھا کیا کہ چینج کر کے ریلکس ہو گئی۔۔۔۔دن کافی "
تھکا دینے والا تھا، لیکن اگر چاہو تو ہم مختلف مزے مزے کے موضوعات
"پر باتیں کر سکتے ہیں، نیند آنے تک
اسکی بوجھل پلکوں کے نازک اسباب بھانپ کر وہ خود ہی کوئی خطرناک
تذکرہ کرنے کو ٹال گئے، ہلکا پھلکا انداز اپنایا تو نیہا کی گھبراہٹ بھی کم ہوئی۔
ٹھیک ہے، مجھے آپ سے بات کرنا بہت اچھا لگتا ہے۔۔۔آپ بھی چینج "
"کر لیں تب تک میں آپکا انتظار کرتی ہوں
مسکرا کر خوشگوار سی خوشی اس نے انتظار کا کہے جناب کو بھی سونپی، سر
ہلائے اسکی گال نرمی سے سہلاتے وہ کوٹ اٹھاتے چینج کرنے بڑھ گئے، نیہا
نے پلٹ کر انکو جاتے دیکھا۔
انکے یہ عام سے انداز بھی نیہا کی جان پر بن رہے تھے، بیڈ پر تہہ ہو کر پائنتی
کی جانب رکھا باریک کمبل کھول کر وہ جوتے اتارتی بستر میں گھس گئی، فون

دیکھااور پھر سائیڈ میز پر رکھے تکیہ زراسا نیم دراز کیے کمر ٹیک کر بیٹھی اور ہمایوں کا انتظار کیا۔

کچھ لمحے بعد جناب گرے ٹی شرٹ اور ڈارک بلو ساشیڈ دیتے ٹروازر کو پہنے مصروف سے انداز میں اپنا فون دیکھتے باہر نکلے تو نیہا کے چہرے پر واپس گھبراہٹ سی آئی، ہمایوں اسکی کیفیت اچھے سے سمجھ رہے تھے، نیہا کی طرف مسکرا کر دیکھتے وہ خود بھی دوسری جانب سے بستر میں آکر بیٹھے اور تکیہ دراز کرتے ہی اپنا فون سائیڈ ٹیبل پر رکھتے نیہا کی طرف متوجہ ہوئے جو نروس سی اپنی گود میں دھرے ہاتھ مڑور رہی تھی۔

کچھ لمحے تو انھیں نیہا کا یہ کرنا ہی کہیں محو کر چکا تھا مگر پھر خود ہی بیچ کی خاموشی توڑنے کو وہ اسکے ساتھ ہی کندھے سے کندھا ملائے زرا قریب سرک گئے جس پر نیہا نے بوکھلا کر گردن پھیری۔

"کیا ہم یونہی چپ رہیں گے؟"

اسے اپنی طرف متوجہ دیکھے ہمایوں نے اسکی بہت سے خدشوں کی زبان بن جاتی آنکھوں کو دیکھا۔

"ن۔۔ نہیں، آپ بولیں میں سنتی ہوں"

وہ سمجھ نہ پائی کہ کیسے اس شخص کے باعث حاوی ہوتے سحر سے نکلے۔

"تو پھر تھوڑا سا پاس آجاو، ورنہ لگے گا کسی کی بیوی سے بات کر رہا ہوں"

سرسری شرارت بھرا انداز اپنائے ہمایوں نے نیہا کو گھبرانے نہ دیا اور بازو پھیلائی جس پر وہ مسکرا کر زرا مزید قریب ہوئی تو ہمایوں کی بازو نے اسکے گرد نرم سا حصار قائم کیا اور پھر دوسرے ہاتھ میں وہ نیہا کا ملائم ہاتھ جکڑتے اسے مشکل سے دوچار کر گئے۔

دوست تو بہت بولتے ہیں، اگر تم بات نہیں کرو گی تو کیسے چلے گا نیہا،"

"تمہاری خاموشی میرے دل کو کسی اور طرف جانے پر اکسا دے گی

انکی اس بات پر نیہا نے بے اختیار انکی طرف دیکھا، وہ انھیں ہمیشہ ایک جینٹل مین لک یا بزنس مین کی لک میں دیکھتی رہی تھی پر اس وقت بے

ترتیب سے خلیے میں وہ بہت زیادہ پیارے لگ رہے تھے، زرا نفاست سے ہٹے ہوئے بالوں نے انکی لک تھوڑی ہاٹ کر رکھی تھی، آنکھیں ویسی جذبات سے بھری تھیں جو کسی خاص کے نام وقف ہوتے ہیں۔

آپ اس وقت بہت گڈ لکنگ لگ رہے ہیں، یہ بتائیں فٹ رہنے کا کیا راز"
ہے۔ ناصرف چہرے سے بلکہ اب تک آپکی باڈی شیپ بھی پرفیکٹ ہے، کیا
"آپ جوانی میں جم کرتے رہے ہیں

مسکراتے ہوئے اپنے تجسس کے سنگ وہ یہ پوچھ کر واقعی انکو ہنسنے پر مجبور کر گئی، لیکن انھیں نیہا سے ایسے سوال کی توقع ضرور تھی کیونکہ وہ خود ایک خوبصورت لڑکی تھی اور ہر لڑکی ایک ہینڈسم سا شوہر چاہتی ہے، بڑھتی عمر کے علاوہ ہمایوں کیانی میں اب بھی سب تھا۔

جم کسی زمانے میں بہت کی، نئ نئ جوانی کے چونچلے ہیں ہم نے بھی"
پورے کیے، اس کے علاوہ اپنے کھانے پینے کا ہمیشہ خیال رکھتا آیا ہوں، جاگنگ اور صبح شام کی دو گھنٹے کی واک ہی اس فٹنس کا راز ہے۔ ویسے بھی

آجکل کے دور میں بڑھاپے کو چھپانا کونسا مشکل ہے، ٹیکنالوجی ہی اتنی ایڈوانس ہو گئی ہے"

وہ انکی صاف گوئی پر جس طرح مسکرائی، ہمایوں کو بہت اچھا لگا، نیہا کی ہتھیلی انکے سینے سے لگی تھی اور وہ بنا خوف و خطر انھیں فرصت سے دیکھ کر بہکا رہی تھی۔

آپ اب بھی ہینڈسم ہیں، بلکے آجکل کے لڑکوں کو پیچھے چھوڑتے ہیں۔۔۔اور سب سے زیادہ خوبصورت بات جانتے ہیں کیا ہے؟ کہ نیہا کے ساتھ سجتے ہیں۔ میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ بظاہر بے جوڑ دیکھائی دیتے عمروں کا طویل فرق رکھتے لوگ اتنے مکمل بھی ہو سکتے ہیں، یہاں میرے پاس اتنے قریب آپکو ہی ہونا چاہیے تھا ہمایوں"

وہ یہ سب سوچ رہی تھی تو بلا جھجھک اس نے حیا سے لبریز انداز میں کہا بھی، ہمایوں کے سینے پر رکھی ہتھیلی اٹھا کر اس نے ہمایوں کے رخسار سے لگائی تو انکے دل کو اس لڑکی نے شرطیہ بے خود کیا۔

اس نرم و ملائم ہتھیلی کا لمس ذہن و دل کی ساری توجہ کھینچ چکا تھا، خود کو جبر سے باندھنا خفیف سا مشکل ہوا۔

"اگر تم اتنی مطمئین ہو تو یہ میرے لیے بے حد مسرت کا مقام ہے"

نیہا کا اپنے گال سے جڑا ہاتھ اپنے ہاتھ میں نرمی سے مقید کیے اپنے ہونٹوں سے جوڑے چوما تو انکی شیو کی چبھن نے نہ صرف حواس جنجھوڑے بلکہ نیہا کے وجود میں عجیب سی گدگداہٹ بیدار ہوئی تبھی تو حیا سے نظر جھکا گئی اور جب ہمایوں نے اسکی جبین چومی تو خود بخود نیہا کی آنکھیں بند اور دھڑکنیں تیز ہوئیں، وہ جانتی تھی اگر اس نے اب نظر اٹھائی تو ہمایوں خود کو روک نہیں سکیں گے اور وہ یہ نہیں چاہتی تھی، دل رکنے کا خوف تھا، محبت بھرا لمس شدت اوڑھ کر کیسا ہو جاتا ہے، وہ اس کو جاننے میں بے صبری نہیں ہونا چاہتی تھی۔

تبھی نظریں جھکائے ہی وہ اپنی بازو ہمایوں کے گرد حائل کرتی ان میں سمت سی گئی۔

"اب سوئیں؟"

دل کے جذبات جگا کر سونے کی پیشکش کرتی وہ انھیں ظالم لگی پر جناب نے مسکرا کر خیال قبول کیا۔

وہ خود بھی لیٹے اور نیہا کو بھی اسی طرح سر رکھنے کو اپنا سینہ فراہیم کیا، نیہا اس حصار اور محصور کن قربت میں مدہوش سی اپنی آنکھیں موند گئی تو وہ بھی نرمی سے اسکے بالوں میں انگلیاں چلاتے سونے کی کوشش کرنے لگے۔

"آپ کی پرفیوم بہت اچھی ہے"

انکی خوشبو ان ہیل کیے بنا دیکھے ہی کمپلیمنٹ دیا مگر ہمایوں نے کچھ جواب نہ دینے پر وہ گھبرا کر سر اٹھائے چہرہ انکی سمت کیے دیکھنے پر مجبور ہوئی اور تبھی ہمایوں نے بھی اپنی آنکھیں کھولے جان لیوا نظروں سے نیہا کو دیکھا تو وہ سٹپٹا سی گئی۔

اب سے مزید اچھی ہو جائے گی جب ہر روز ہمایوں کیانی سے تمہاری"

"خوشبو آیا کرے گی

وہ اس عمر میں ایسے چیزی جملے بول کر انجوائے کر رہے تھے اور انکے شرارت بھرے انداز پر وہ بے اختیار کھلکھلائی۔

"آپ نے یہ کہہ کر ثابت کیا کہ دل تو بچہ ہے"

وہ ہنستی ہوئی جتا کر انھیں بھی ہنسا چکی تھی۔

"ہاہا۔۔۔وہ تو ہے۔۔۔بچہ بھی وہ جو بگھڑ چکا ہو"

نیہا انکی لفظی شدت پر فوری مسکرانا بھولی، بیچ میں اب جو ماحول بن رہا تھا وہ خطرناک تھا۔

"آپ بہت اچھے ہیں ہمایوں"

پھر سے ظالم لڑکی نے اپنی ہتھیلی انکے چہرے سے لگائی تو وہ بھی بنا کچھ سوچے نیہا کی جانب کروٹ بدل کر اسکی سوچ سے زیادہ قریب ہوئے تو نیہا کے چہرے کی رنگت بدلی، اپنے چہرے کو چھوتی انکی سانسوں کی حدت اسے حدوں سے بیگانہ کرنے لگی۔

لیکن تم اس وقت اچھی نہیں لگ رہی، دوست رہنے دو مجھے "

"لڑکی۔۔۔۔

انکے رعب میں کہیں انکی بے تابی بھی مخفی تھی تبھی نیہا نے بمشکل ہونٹوں پر بکھری گلال مسکراہٹ روکی۔

"م۔۔میں نے کیا کیا تو؟"

اسکی جھجھک وہ اتنی نرمی برت کر ختم کر چکے تھے تو تبھی وہ بھی شرارت اور دلربائی پر اتری لیکن جب ہمایوں نے اسکے گرد لپیٹی بازو جکڑ کر لمحے میں نیہا کے چہرے کو اپنے چہرے کے قریب لایا، وہ خوفزدہ ہوئے سر تا پیر کانپ سی گئی، مگر نہ مزاحمت اسے مناسب لگی نہ یہ دیکھنے کی تاب تھی تبھی آنکھیں سختی سے موندے ہمایوں کی شرٹ مٹھیوں میں بھینچ لی۔

وہ زرا سا اوپر اٹھے اور پیش رفت کرتے ہونٹوں سے نیہا کی دائیں رخسار کو پوری شدت سے چھوا، لمحے میں اس لڑکی کے ہونٹ مسکرائے اور آنکھیں بھی کھول لیں تو ہمایوں کو بھی مسکراتا دیکھ کر وہ جواباً شریر سا ہنسی۔

"مجھے لگا آپ۔۔۔۔"

وہ بے لگام ہوتی زبان کو انکی بے خود ہوتی نگاہوں کے لمس کے آگے خود ہی رسانیت سے روکے گھبرا کر نہ صرف سیدھی ہوئی بلکہ کروٹ بدل کر ہمایوں کی بازووں کے حصار میں سمٹی، اسکی پشت ہمایوں کے سینے سے لگی تو جناب کی تیز ہوتی دھڑکن نے نیہا کے اندر برق سی دوڑائی۔

تمہیں جو لگا وہی ہونے والا تھا، لیکن پھر تم نے ہی کہنا تھا کہ ہمایوں کیانی" خاصا بہکا آدمی ہے۔ماہ بدولت پہلے ہی دن خود پر ایسا ٹیگ نہیں لگوانا چاہتے،

"اپنی ایک ریپوٹیشن ہے

اسے بازووں میں نرمی سے بھینچ کر نیہا کے کان کی اور سرسراتی سرگوشی کیے وہ مسکرا کر اسکے بالوں میں چہرہ چھپائے آنکھیں موند گئے، اور وہ بلش کرتی کتنی ہی دیر اس بندے کی گرویدہ کرتی اداوں پر مسکراتی ہی چلی گئی، کچھ دیر وہ کچھ نہ بولے تو نیہا نے زرا سا چہرہ موڑ کر انکو دیکھا تو جناب نیند میں گم ہو چکے تھے، مسکراہٹ ہونٹوں پر نا صرف پھیلی بلکہ پلٹ کر انکی گال پر

نرمی سے اپنے ہونٹوں کی مہر لگائے وہ پھر سے مسکراتی پلٹ کر لیٹی اور اپنی آنکھیں بھی موند لیں۔

یوں ان میں سمٹ کر سونا اسے ساری رات سکون دینے والا تھا اور یقینا ہمایوں کو بھی۔

....★☆☆☆☆☆★....

ایک نئی صبح عالم جہاں پر بیدار ہو چکی تھی، چونکہ آج صارم پر کاش کی مہندی تھی تو سویرے سویرے سے پورے علاقے میں چہل پہل شروع تھی، صارم کی اس خوشی میں ہر خاص و عام مدعو تھا، عینی نے صبح صبح ہی گل لالہ کو کال کی اور سیلنا کو بھی تاکہ وہ ان سبکو صارم کی مہندی پر مدعو کر

سکیں، سوسیلی اور بھجت نے تو دستگیر کی شادی میں شرکت کرنی تھی مگر گل لالہ اور افراہیم صاحب نے صارم کی شادی اٹینڈ کرنے کا فیصلہ کیا جبکہ آج مانی اور شیری کو دستگیر کی شادی پر شریک کروانے کا فیصلہ لیا کیونکہ گل چاہتی تھیں کہ وہ عینی کے پاس جائیں، بہت مدت بعد انکی دوست کی زندگی پر سکون ہوئی تھی اور افراہیم صاحب نے بھی یہی بہترین سمجھا۔

خود وہ دس بجے تک روانہ ہونے والے تھے، ابھی آٹھ بجے تھے، افراہیم صاحب شیری کے ہی اٹھنے کے منتظر تھے تاکہ اسے آج دستگیر کی شادی پر خاصری دینے پر منا سکیں، کیونکہ مانی اکیلے جاتی یہ انکو بھی پسند نہ آیا۔

وہیں آنکھوں پر مانی کے کھل جاتے میسی جوڑے سے نکلے بالوں کی گدگداہٹ پر شیری کی نیند خراب ہوئی اور کچھ فون پر لگے الارم نے بج کر حواس جنجھوڑے تو کسمساتے ہوئے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا، بالوں کی بے ادب لٹیں پکڑ کر آنکھیں کھولے دیکھا اور پھر چہرے سے ہٹائے مگر

مزید نیند کی نہ طلب رہی نہ ضرورت، آنکھوں میں نیند کی خماری بسائے وہ چہرہ پھیرے مانی کی بند آنکھیں دیکھنے لگا، ترچھی ہو کر چہرہ اسکے سینے سے جوڑے ہوئے، وہ شیری کے گرد نازک سا حصار باندھے سو رہی تھی، شیری کی وارفتہ نگاہوں کو بج اٹھتے الارم نے بے آرام کیا۔

سائیڈ پر پڑا فون اٹھائے اسے آف کیے واپس رکھا اور مانی کی طرف زرا سا پلٹا جو ابھی تک نیند میں تھی۔

سانسوں میں اترتی مانی کی مدہوش کن خوشبو، اسکے وجود کا نرم و نازک لمس، سانسوں کی تپش، خود سے لاپرواہ وہ دلکش لڑکی ان اوصاف سے نہیں بلکہ اپنے شیری کے لیے دھڑکتے دل سے اس پر بھاری پڑتی تھی۔ وہ بہت دقت سے اپنی خواہش دباتا رہا مگر جب زرا سے فاصلے پر وہ سانسیں تسخیر ہو سکتی تھیں تو اس نے کیں، پل بھر میں بہک کر شیری نے اسکے نیم وا کھلے ہونٹوں کو چھوا مگر تشنگی میں ہوتے بدترین اضافے پر اس نے اپنی

سانسوں کے دہکے حصار سے مانی کے ہونٹوں کو آزادی دیے اپنا چہرہ زرا پیچھے کو سرکایا۔

مضبوط ہاتھ بڑھا کر اپنی ہتھیلی کے سنگ مانی کے رخسار کو چھوا، بخار نہیں تھا، دل کی بے سکونی لمحے میں تسلی بنی لیکن اپنے آپ سے سرزد ہوتی خطاء نے اک نئی بے چینی وجود میں گوندھ دی۔۔

شکر ہے اسکا بخار اترا، ورنہ ممی بابا خوامخواہ میری بینڈ بجا دیتے۔۔ تمہیں"

"خود سے اتار کر پھینکنے کی نوبت آگئی ہے اب ورنہ مجھے کچھ ہو جائے گا

شیری منہ ہی منہ میں بڑبڑایا اس سے پہلے وہ اسے مزید اپنے آپ کو محسوس کرنے پر اکساتی، اپنی ہار بھی سرگوشیوں میں تسلیم کی، اپنی بازو آہستگی سے مانی کے سر سے نکالنے لگا، وہ اپنی بازو اسکے سینے سے لے جا کر جکڑتی اسکے کندھے پر چڑھے واپس سو گئی تو وہ اسکی اس حرکت پر سیخ پا ہوتے اسکی جکڑی بازو جب سختی سے کھولنے لگا تو مانی نے یکدم کسی کے سخت ہاتھوں

کے سفاک لمس پر آنکھیں کھولیں، نیند کا خمار سہمی پریشان آنکھوں میں بسا کر اپنے اتنے قریب شیری کو دیکھتی وہ ساکن ہوئی، دل بری طرح دھڑک کر رکا۔

پھر جب اپنی پوزیشن کا خیال آیا تو خود کو شیری پر حاوی دیکھتی وہ فورا سے پرے سرکی مگر شیری کی گرد بازو میکانکی طور پر حائل ہو جانے سے وہ اس کے اوپر جھک گئی، مانی کے بال شہریار کے چہرے اور سینے پر بکھرے جنھیں وہ لمحہ لگائے اپنے چہرے سے ہٹائے اسکے کان کی اور اڑسا چکا تھا۔

"ش۔۔شیری میں نے آپکو تنگ تو نہیں کیا؟"

سہم کر وہ اس کے سپاٹ چہرے اور خود پر جمی خفیف سی برہم آنکھوں کو تکتی منمنائی، شیری اس طرح اسکی جان لینے کے در پر اترا تھا۔

"کیا ہے، فضول میں مجھ سے چپکی رہی ہو"

بناتولے اور سوچے ٹھک سے بے حسی کے سنگ جواب دیے وہ مانی کی
ساری اداسی دور کر گیا تبھی تو وہ ازلی خطرناک مسکرائی۔

"وہ تو بیمار تھی بھئی اس لیے، ورنہ نہ تو آپ دیوار ہیں نہ میں چپکیلی۔۔۔"
ویسے مجھے نہیں تھا پتا آپ اتنے کیئر نگ بھی ہو سکتے ہیں، اس سنگدل
"چہرے کے غلاف میں آپ نے ایک اور شیری بھی چھپا کر رکھا ہے نہ
وہ رات کی بنسبت خوش اور تازہ دم تھی، جبکہ اسکی یہ بات شیری کو غضب
دلا گئی، شیری کے قریب تو اس لڑکی کے رنگ ڈھنگ ہی عاشقانہ ہو
جاتے، شیری کا دل چاہا وہ اس لڑکی کے حواسوں میں اسکی خوشبو محسوس
کرے اور پھر مانی کاری ایکشن دیکھے مگر اپنی اس خواہش پر اگلے ہی لمحے
ہزار لعنتیں اس نے ایک ساتھ ارسال کیں۔

فضول سوچنے کی ضرورت نہیں، نہ تو میں کیئر نگ ہوں نہ اچھا۔ تمہیں"
"میں نے گرایا تھا سو اسکی تلافی کر دی، ہٹو
شیری اسکی نظروں کے بہکاتے، روح تک مائل سے جذبات اتارتے اثر
سے گھبرا کر اسے جھاڑے اس سے پہلے اٹھتا، مانی مزید اسکے سینے پر حاوی
ہوتی اسے واپس تکیے سے لگا گئی، مانی کی اس برداشت سے باہر ہوتی حرکت
پر وہ خفیف سا تلملایا، وہ اپنی بے بسی سے خود بے حال سا تھا۔

"آپ نے مجھے اپنے پیچھے بھی تو لگایا تھا، اسکی تلافی کون کرے گا"
وہ سنجیدہ تھی، اپنی گرے آنکھیں فرصت سے شیری کی آنکھوں میں
ڈالے اصولی سوال کر کے شہریار کے دل کو انگاروں کی زد میں جھونک گئی،
لمحہ بھر دونوں کی ملی جلی الجھتی سانسوں کے بجتے تاروں نے کمرے کے
فسوں خیز ماحول کو آتشی رنگ بخشا لیکن وہ اس سے مزید قریب ہونا نہیں
چاہتا تھا۔

اسکی تلافی اس دن ہو جائے گی جس دن ہمارے بیچ کا یہ بیکار تعلق اینڈ"
"ہو گا

اسکے کٹیلے لہجے میں کہے جواب نے لمحہ بھر مانی کی آنکھوں میں تکلیف جگائی پر وہ تب بھی افسردہ سا مسکائی، نظر شیری کے ہونٹوں پر جا ٹھہری جو خوبصورت تھے پر اپنے پر عکس فراغ دلی سے بد صورتی اگلتے تھے، پھر سے وہ اسکی آنکھوں میں جھانکی اور یوں مسکرائی جیسے اسکا مزاق اڑا گئی ہو۔

بیکار؟ میں نے ایسا مفید قسم کا بیکار تعلق پہلی بار دیکھا ہے، تلافی صرف"
آپ ہیں، مجھ سے محبت کر لیں کونسا مشکل رہا ہے آپکے لیے اب، بس
"قدموں کو میرے طرف زرا تیزی سے چلنے کا کہہ دیں

وہ اسے مسکرا کر یہ دل دہلاتے مشورے دیتی مزید ذہنی دباو میں ڈال رہی تھی تبھی شیری نے اس بار کوئی جواب نہ دیتے اسے اپنے اوپر حاوی ہونے

سے روکتے پرے سر کایا تو وہ بیڈ پر سیدھی جا گری جس پر وہ اسکے فوری بھر آتی اداس آنکھوں سے دیکھتی اٹھ کر بیٹھی۔

تمہارے دماغ کا یہ خناس ہم دونوں کا کوئی بڑا نقصان کرے گا مانی، وقت پر سنبھل جاو، اٹھ کر دیکھاو۔۔۔ پیر کیسا ہے، دیکھنا بند کرو مجھے ایسی نظر سے جیسے میں نے تم پر ظلم کے پہاڑ توڑے ہیں"

لمحہ لگائے وہ بیڈ سے اتر کر نہ صرف کھڑا ہوا بلکہ مانی اسکے ڈپٹنے پر خود بھی شرافت سے اٹھی اور زرا سی لڑکھڑا کر اٹھنے لگی تو شیری نے بے اختیار اسکا ملائم ہاتھ تھاما، مانی نے اپنے پیر پر دباو ڈالا تو درد بالکل غائب تھا بس ہلکا سا کھنچاو باقی تھا جو مانی کے لیے برداشت کرنا ممکن تھا، شیری نے اسکے ہاتھ کو فوری آزاد کیا۔

مسکرا کر نظر شیری کے متفکر چہرے پر ڈالتی وہ بنا اسکے ڈانٹنے سے ڈرے دونوں ہاتھ لے جا کر اسکی پشت پر لپیٹے ساتھ جا لپٹی۔

شیری نے خفیف سی خفگی کے سنگ مانی کے یہ تیور سہے جو اس لڑکی کے روبرو اکڑ کر کھڑا تھا۔

"شیری! درد تو بالکل چلا گیا۔۔۔۔ تھینک یو۔۔۔۔۔۔مجھے تکلیف میں نہیں دیکھ سکتے آپ، کاش میں پوری دنیا کو بتا سکتی کہ شہریار جدون میرے لیے سوچنے لگا ہے، کاش میں آپکے دل سے اپنے لیے ساری بے رحمی نکال پاوں، سچ جانتے ہیں کیا ہے؟ آپ سے شادی کی ضد مانی نے اپنے لیے نہیں، آپکے لیے لگائی تھی، مجھے پتا تھا کہ آپ جو مجھے تکلیف دیتے دیتے پیچھے ہٹ جاتے ہیں، یہ نفرت نہیں، یہ مانی کے دل جیسا محبت نامی احساس ہے۔ناجانے آپکو یہ کیسے بتا سکوں گی"

وہ کچھ نہ بولی بس کچھ دیر آنکھیں موند کر اس احساس سکون کو سمیٹتی رہی جو اسکی حسرت تھا، شیری کے گلے لگ کر ہی ملتا تھا۔

مانی! تمہیں اپنی حدوں کو یاد رکھنا ہو گا۔ بار بار میرے قریب آ کر تم"
"میرے غضب کو دعوت دے رہی ہو
اسکو کلائی سے پکڑ کر خود سے نہ صرف بے دردی سے دور کیا بلکہ کلائی پر
سخت پکڑ جمائے مانی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے غرایا۔

"بس ہگ ہی تو کیا، رو مینس نہیں کیا جو ڈانٹ رہے ہیں"
مانی کے فوری جواب پر وہ دانت پیسے غضبناک گھورا۔

"تو یہ ہگ کیا قومی خدمت میں آتا ہے؟"
نہایت چڑ کر پوچھا تو مانی خفیف سا مسکرائی۔

نہیں، یہ سائلنٹ تھینکیو ہوتا ہے۔ آپ مجھے رلاتے ہیں لیکن آپ مانی کو"
اتنا ہیپی بھی کر دیتے ہیں۔ اتنی اچھی رات گزری کہ بتا بھی نہیں سکتی، اتنے

اچھے اچھے خواب آئے، ساری تکلیفیں وہ خواب میرے دل سے چرا کر لے گئے، صبح اٹھی تو پہلا چہرہ اسکا دیکھا جو میرا فیورٹ جلاد ہے۔ تھینکیو تو بنتا تھا"

وہ اتنی پیاری نہ بھی ہوتی، اسکی موجودگی کو چار چاند لگاتی یہ کسی قابل نہ چھوڑتی باتیں ہی شہریار کو الگ سی کیفیت میں مبتلا کر دیتیں۔

"پاگل وا گل ہو کیا؟"

اسکی یہ سب باتیں اسے ذہنی مریض بنا دینا چاہتی تھیں، اسکی بازو جھٹکے سے مزید کھینچتا وہ اس پر چلایا جو اس سے بمشکل ٹکراتے بچی۔

"جی شیری، آپکے لیے"

نہایت ڈھٹائی سے جواب دیا گیا اور اس سے پہلے وہ اس لڑکی کو اس درجہ بے لگامی کی سزا دیتا، اسی وقت ڈورناک ہونے پر شیری نے فورا سے مانی کی

بازو آزاد کیے خود سے دور کیا اور جس طرح شیری نے اپنے چہرے کے دلکش گھبرائے رنگ چھپائے، مانی بلش کرتی بھاگ کر فوری واش روم گھسی اور شیری نے ہی دل کے جذبات قابو کیے دروازے تک پہنچے ڈور اوپن کیا تو بابا کو دیکھ کر وہ کچھ متفکر ہوا۔

"جی بابا، خیر تو ہے؟"

شیری کے استفسار پر وہ دھیمی سی مسکراہٹ کے سنگ اندر آئے۔

"ہاں سب ٹھیک ہے میرے شیر، بس یہ کہنا تھا کہ آج تم مانی کے ساتھ دستگیر کی شادی پر ہو آو۔۔۔ مجھے اور گل کو دس تک نکلنا ہے، عینی اور پرکاش نے بہت مان سے مدعو کیا ہے، میں اور گل چاہتے ہیں کہ ہم انکی خوشی میں شامل ہوں۔۔ پھر منگل تک لعلین کے ساتھ ہی واپس آئیں گے، تب تک مانی تمہارے حوالے ہے"

بابا نے سب کہا ہی اسطرح مان اور اصرار سے تھا کہ وہ چاہ کر بھی کوئی اعتراض نہ کر سکا، کیونکہ بابا کے بیسٹ بڈی تھے پرکاش، اور ان دو کے لیے صارم کی خوشی میں شریک ہونا زیادہ ضروری تھا۔

"ٹھیک ہے، چلا جاوں گا۔۔۔۔آپ لوگ انجوائے کریں"
شیری کے اتنی آسانی سے ماننے کی توقع نہیں تھی انھیں تبھی تو انکا چہرہ اخیر خوشی اور سکون سے بھر گیا۔

مجھے تم سے یہی امید تھی، باقی رہی بات ان لیگل ڈاکومنٹس کی تو اسکا فائنل رزلٹ منگل کو ہی ملے گا۔تب تک اپنا خیال رکھنا، گارڈ کی گاڑی ہمہ وقت باہر جاتے ہوئے تمہارے ساتھ رہے گی، ہمیں اپنی کوئی تکلیف مت دینا شہریار، مانی کی طبعیت بہتر ہے؟"

بابا کی بات ماننے کے سوا اسکے پاس چارہ نہ تھا، جبکہ انکے آخری سوال پر اس نے بے دلی سے سر اثبات میں ہلایا۔

"اسکے ساتھ اچھے سے وقت گزارنا۔اب نیچے آجاو دونوں۔ناشتے کے بعد ہمیں نکلنا ہے، راستہ لمبا ہے سو ہم چاہتے ہیں صارم کی مہندی کا فنکشن مس نہ ہو"

بابا کے نرمی سے تاکید کرنے پر وہ رسانیت سے سر ہلا چکا تھا جس پر وہ کمرے سے باہر چلے گئے۔

شہریار نے پلٹ کر اک نگاہ واش روم کے بند دروازے پر ڈالی اور پھر نظر ان فائلز پر گئی۔

یہ لڑکی اوجھل تھی اور یہی وقت تھا کہ وہ ہارون سے جڑے یہ جان لیوا حقائق اب جان لیتا۔

بیڈ کے قریب پہنچے وہ فائلز اٹھائیں اور جا کر سٹنگ ایریا کی طرف لگے آرام دہ صوفے پر بیٹھا۔

دل خوفزدہ تھا مگر اب اسے ہمت کرنی تھی ورنہ دیر ہو جاتی۔

سب سے پہلی فائیل ایک مافیا باس کے دردناک مڈر کے لیگل ڈاکومنٹس تھے جہاں اس کے قاتل کا نام اور اسکو ہوئی سزا درج تھی۔

جب ہارون ملائشیا گیا تو اسکی ملاقات وہاں ٹینا سے ہوئی، دونوں چند دنوں میں ہی محبت کے تعلق سے بندھے لیکن ٹینا کے پیچھے کچھ مشکوک اور پراسرار لوگ ہمہ وقت اسکی نگرانی پر رہتے تھے، پہلے تو ہارون کو لگا یہ بس اسکا وہم ہے مگر وہ ایک بہت تیز حسیں رکھنے والا ماہر تھا سو اسے ہمیشہ محسوس ہوتا کہ جب وہ ٹینا کے ساتھ ہوتا ہے تو کوئی ان پر نظر رکھے ہوتا ہے۔

بس اسی شک کو دور کرنے کے لیے وہ ٹینا کا پیچھا کرنے لگا، رات بھر وہ ٹینا کے اپارٹمنٹ کے باہر چھپ کر انتظار کرتا اور دو تین دن کی اس مشقت میں ہی اس پر یہ راز کھلا کہ ٹینا کے گھر کچھ مشکوک لوگ گھسے ہیں، وہ پہلے دن تو باہر ہی رکا اور جائزہ لیتا رہا، خلیے اور شان بان سے وہ لوگ ایسے نہیں تھے کہ ہارون تسلی کر کے بیٹھ جاتا، اگلے دن اس نے ٹینا سے پوچھا تو وہ ہنس کر ٹال گئی لیکن اسکی گردن پر عجیب سا سرخ نشان ہارون کی نظر سے چھپ نہ سکا جو کسی کے دانت گاڑنے یا جلد کو بری طرح سک کرنے کا تھا۔

بس پھر اس وقت وہ اپنا غصہ دبا گیا اور اگلی رات پھر سے اس نے ٹینا کے گھر کے باہر رک کر انتظار کیا، اس روز ہارون اپنے ساتھ اپنی گن بھی لایا۔

اس روز بھی وہ لوگ آئے اور انکا ہیڈ گھر میں گھسا اور اسکے لوگوں کی گاڑی کے وہاں سے جاتے ہی ہارون نے بھی اسکے اندر بڑھا، مگر یہ سب ہارون کے لیے بچھائی ہوئی ایک چال تھی اور میں ٹینا بھی شامل تھی۔

وہ جب اندر گیا تو اس نے اس مافیا کنگ کو جب ٹینا کے کپڑے پھاڑ کر زبردستی کرتے اور ٹینا کو چلاتے دیکھا تو برداشت نہ کر سکا، اس درندے آدمی کو گریبان سے پکڑے پیچھے کر پہلے فرش پر پٹخا اور پھر بنا کچھ سوچے اپنی گن کی تمام گولیاں اس مردود کے نجس وجود میں گھسا دیں، ٹینا بھی خوفزدہ ہوتی ہارون سے لپٹی کیونکہ ٹینا کا راز ابھی نہیں کھلا تھا۔

ناصرف یہ جال تھا بلکہ وہاں ہارون کے ہاتھ سے مڈر ہوئے مافیا کنگ کی وڈیو بنانے کے لیے کیمرہ موجود تھا، دیکھتے ہی دیکھتے اس تنظیم کے لوگوں کے پوری بلڈنگ کو اپنی حراست میں نہ صرف لیا بلکہ راتوں رات وہ ٹینا اور ہارون دونوں کو اٹھا کر لے گئے۔

چونکہ وہ کنگ بہت پاور فل آدمی تھا اور اسکے مڈر پر پورے ملک میں کھلبلی مچی، میڈیا یہاں تک کہ سیاسی بڑے بڑے رہنما ایکٹیو ہوئے، لیکن تنظیم نے دونوں کو سیکورٹی دیتے ہوئے کچھ ایگریمنٹ سائن کروائے جس کے تحت ہارون، تاحیات کے لیے ان غلیظ لوگوں کا غلام بن گیا۔

اگر وہ اس اگر منٹ پر سائن نہ کرتا تو اس کنگ کے لوگ اس سمیت اس سے جڑے ہر فرد کو اس کی سزا دیتے اور اپنی قربانی دے کر اس نے سبکی زندگی بچا کر اپنی طرف سے ایک وقت کے مطابق ٹھیک فیصلہ لیا تھا مگر اسے یہ خبر نہیں تھی کہ ٹینا اس سے مخلص نہیں بلکہ تنظیم تک ہارون جیسا مہرہ پہنچانے میں ایک کرائم پارٹنر تھی مگر ٹینا کو تب تک ہارون کو دھوکہ دینے کا حکم تھا جب تک ممکن تھا۔

ہارون نے خود کو اور خود سے جڑے لوگوں کو بچا تو لیا لیکن کچھ ہی دن میں اسے پتا چلا کہ یہ تنظیم مسلمانوں اور پاکستانیوں کے لیے ٹھیک نہیں بلکہ تمام مسلم ملک اس کے نشانے پر تھے۔

وہ لوگ اسے اپنے رنگ میں رنگتے رہے، پاکستان کے خلاف اسکے ذہن میں زہر بھرتے رہے، وہ خود بھی کچھ دیر کو اپنے ملک سے متنفر ہوا مگر یہ صرف وقتی تھا، تبھی وہ بظاہر ان جیسا ہو گیا مگر اپنے وطن کی فطری محبت اسکے اندر سے وہ وحشی ختم نہ کر سکے، ہارون واپس آیا تو اس نے خود کو ایک

پاکستان مخالف کے طور پر پیش کیا، کیونکہ وہ لوگ بنا عمل کے اس پر اعتبار نہیں کر سکتے تھے، شیری کو اس نے اپنے ہاتھ میں ہر اچھے برے طریقے سے لیا تاکہ کام نکلوائے، کیونکہ اس گند میں رہنے کے لیے اسے انکی ہر بات ماننی تھی۔

یوں وہ بظاہر اس دشمن تنظیم کے ہاتھوں غدار بنا رہا لیکن اس سب کے بیچ اس نے اپنی بربادی کا تفصیلی بدلہ لیا اور اس تنظیم کے خلاف بھی اسی طرح معلومات جمع کرتا رہا جیسی پاکستان کے خلاف، ٹینا سے اس نے محبت کی تھی لیکن شادی کے بعد وہ خود ہی اسکے مزاج، عادات اور رویے سے آہستہ آہستہ بدزن ہوتا رہا جسکی بڑی وجہ ٹینا کی وجہ سے اسکے ماں باپ کا الگ ہونا اور ٹینا کا بے حس محبت سے عاری رویہ تھا، ان لوگوں نے ہارون کو بہت ذہنی ٹارچر دیے تھے جس سے وہ بے حس ہوتا چلا گیا، لیکن اس نے اس سب تکلیف کے باوجود اس تنظیم کی تباہی کے لیے اسباب ان بند فائلز میں مقید کیے شیری کے نام جمع کر رکھے تھے، اب جب ہارون مرا تھا اور اس

تنظیم میں ہلچل مچی تو انکو ہیکرز سے معلوم ہوا کہ بہت سی انفارمیشن جو صرف ان تک رہنی چاہیے تھی وہ کسی نے اس ایک سال کے بیچ بہت بار لوگوں نے تفتیش کروائی تو پبلک کر کے ہیک کی تھی اور تبھی جب ان بہت سا ڈیٹا کاپی ہوا مل گیا انکو بھی ہارون کے اس لاکر کا علم ہوا مگر بد قسمتی سے ان لوگوں کو منہ کی کھانی پڑی اور ان تک شہریار جدون پہلے پہنچ گیا۔ کیونکہ ڈیول کا نام وہ لوگ جانتے تھے اور اسکا ہارون کے ساتھ کنکشن بھی، سو اب جب وہ اس تنظیم کی خفیہ معلومات والی فائل شیری تک آگئی تھی سو اب وہ لوگ شہریار جدون کو مارنے کے احکامات دے چکے تھے۔

اس فائیل میں اس تنظیم سے جڑے بہت سے پاکستانی اداروں میں چھپے لوگوں کے نام، تنظیم کے لگ بھگ تمام ہیڈ آفیسیز کی معلومات سے لے کر اگلے تین سالا بھیانک منصوبوں کی تفصیلی فہرست موجود تھی، اس کنگ کے مڈر سے لے کر اس شخص کی مجبوریوں اور اس سب کے بعد اتنا

سب کرنے پر شہریار جدون کی آنکھیں اس بار واقعی جہنم کی طرح سلگ چکی تھیں۔

وہ فائیلز اتنی قیمتی تھیں کہ اس تک پہنچنے کے لیے وہ لوگ شیری کا گھر تک اڑا سکتے تھے اور اب اسے مزید گھر میں چھپ کر بیٹھنا اپنے پیاروں کے لیے خطرہ لگا۔

فائیلز کو سب سے پہلے اس نے اپنے لیپ ٹاپ کے سیکرٹ ای میل کوڈ سے ایک فولڈر میں کنورٹ کیا اور ڈی کے کو ارسال کی جبکہ اسکے بعد شیری نے دستگیر عالم کا نمبر ملایا۔

جندل محل میں بھی شادی کی تیاریاں عروج پر تھیں، ہالز کے بجائے سارا انتظام جندل محل کے خوبصورت لان میں کیا گیا تھا، اور وہ انہی کاموں کو دیکھنے لان میں فرہاد علوی کے سنگ کھڑا تھا جب شیری کی کال پر متفکر سے زرا فاصلے پر جا کر اس نے کال پک کی۔

دستگیر! کیا تمہارا لئیق سے رابطہ ہوا ہے، بہت ارجنٹ ہے۔۔۔۔۔ پلیز"

"کچھ مت چھپانا

شیری کی بے قراری پر دستگیر بھی پریشان ہوا، اسے شیری کی ٹون پر کچھ چھپانا مناسب نہ لگا۔

"ہاں ہوا ہے، سب خیریت ہے؟"

دستگیر نے فوری جواب دیا۔

تم مجھے اسکا کانٹکٹ نمبر دو، ای میل کرنا۔ مجھے شک ہے کہیں میرا فون"

"ٹریس نہ کیا جا رہا ہو۔۔۔۔۔ جلدی پلیز

شیری نے بنا اسکا جواب سنے کال کاٹی تو دستگیر بھی پریشان ہوا، فورا سے بیشتر اس نے لئیق کا نمبر، شیری کی بلینک میل کے انسر میں بھیجا جس پر شہریار نے فوری اپنے دوسرے پرائیوٹ نمبر سے لئیق کو کال کی۔

لئیق کچھ دیر پہلے ہی نیو سیل فون لیے واپس ہوٹل آیا تھا اور اسکا ارادہ آج لعلین سے بات کا تھا مگر پرائیویٹ نمبر سے آتی کال پر وہ حیرت زدہ سا چلتا ہوا گلاس ونڈو تک آیا اور کال ریسو کیے فون کان سے لگایا۔

لئیق، آواز سے پہچان گئے ہو گے مجھے۔۔۔۔۔ فوری دستگیر کو اپنی ای" میل بھیجو، میرے نمبر پر مت بھیجنا۔ کچھ بہت اہم ہے جو تمہیں دیکھنا "چاہیے۔ ممکن ہے تمہیں ایک نیا مزیدار ٹاسک مل جائے۔۔۔۔۔۔۔

دس سکینڈ سے بھی کم بات کیے شیری نے کال کاٹی تو لئیق نے فوری ایسا ہی کرتے دستگیر کو ای میل بھیجی اور پھر دستگیر نے وہ ای میل شیری کی ای میل پر ارسال کی۔

وہ تمام انفارمیشن ایک فولڈر میں انسرٹ کر کے اس نے اسے لاک کیے اسی طرح لئیق کی ای میل پر سینڈ کی۔

لئیق نے اسے ڈی کوڈ دوسری ہی کوشش میں کر لیا کیونکہ شیری نے ہنٹ پر 'ایل اے' لکھا تھا اور وہ لال نیم تھا۔

وہ تمام انفارمیشن دیکھ کر لئیق کو بھی اسی طرح حیرت کا جھٹکا لگا جیسا شیری امید کر رہا تھا۔

اس نیچ مانی فریش ہو کر مسکرا کر مصروف شیری پر نگاہ ڈالے کمرے سے نکل گئی کیونکہ ساری رات وہ اسے پہلے ہی بہت ستا چکی تھی سو اس وقت آتش فشانی گولے کو چھڑنا مناسب نہ تھا اور اسے تجسس بھی تھا کہ گل مما آج کیا پہننے والی ہیں اور کیسا ریڈی ہوں گی۔

"کیا وہ لوگ تمہارے پیچھے ہیں؟"

کچھ دیر بعد شیری کو لئیق کا ای میل میسج موصول ہوا۔

مجھے شک ہے، کیونکہ میں انکی لسٹ میں ہارون کی وجہ سے شامل تھااور"
انہوں نے اس سب کا شک پہلے مجھی پر کیا ہو گا، اور اب تک سب جان چکے
"ہوں گے
شیری کا جواب بھی فوری آیا۔

"یہ سب فوٹو کاپی کروا کے نکال لو اور اس کی ایک کاپی اپنے تھانے کے
آفس اور ایک گھر میں رکھ دو، جبکہ اصل ڈاکومنٹس تم دستگیر یا بھجت تک
پہنچادو کسی طرح۔ اگر وہ لوگ تمہارے پیچھے ہیں تو ان تک پہنچنے کے لیے
ضرور تمہارے گھر گھسنے کی یا تھانے کو یرغمال بنانے کی کوشش کریں گے۔
اپنے ساتھ مانی اور اپنے پیرنٹس کے تحفظ کو لازمی یقینی بنانا کیونکہ وہ لوگ
ان فائلز کے لیے کسی بھی حد تک جا سکتے ہیں، ہمیں کسی طرح یہ فائلیز کی

دوسری کاپی ان کے ہاتھ لگوانی ہو گی تاکہ وہ اس بارے میں مطمئین ہو جائیں۔۔۔۔ سمجھ گئے ہو،"

لئیق کی حکمت عملی پر شیری کے دل اش اش کر اٹھا، بلکہ لئیق کی ذہانت کا اعتراف کرنے پر مجبور ہوا۔

"ڈن۔۔۔۔رات تک تمہیں ابڈیٹ دیتا ہوں۔تب تک تم بات کرو اپنے ڈیپارٹمنٹ سے اس حوالے سے، ہارون جتنا بھی گناہ گار ہو، اس نے ہم سبکی بہت مدد کر دی ہے۔آج ممی اور بابا جا رہے ہیں صارم کی شادی اٹینڈ کرنے، میں اور مانی جندل محل انوائٹڈ ہیں، اسے آفریدی حویلی پہنچا دوں گا تاکہ وہاں سیور رہے جب تک یہ خطرہ ٹل نہیں جاتا۔۔۔۔اسکی فکر مت کرو، پہلے اسی کی حفاظت عمل میں لاوں گا، تم تک یہ سب پہنچانا اہم تھا"

شیری کی اگلی ای میل پر لئیق کی فکر کچھ کم ہوئی۔

"ٹھیک ہے، گڈ لک"

وہ اس سے اجازت لے چکا تھا تبھی شیری نے فوراسے پہلے وہ فائیل اٹھائی اور سیدھا سٹڈی روم جانے کو کمرے سے نکلا، سامنے کوئی نہیں تھا سو شیری نے سب سے پہلے ان ڈاکومنٹس کی دو دو فوٹو کاپیاں پرنٹر سے نکلوائیں پھر انھیں الگ الگ دو فائلز میں پن آپ کیا، ایک فائیل وہیں لائبریری ڈسک پر رکھے اور جنل اور دوسری فوٹو کاپی کی فائیل لیے وہ واپس کمرے میں گیا۔ اس دوسری فوٹو کاپی کی فائیل کو وہیں سٹنگ ایریا میں رکھے میز پر رکھا جبکہ اوجنٹل اٹھا کر سائیڈ ٹیبل پر رکھے پہلے فریش ہونے بڑھا۔

جب تک وہ نیچے آیا، کافی وقت گزر چکا تھا، ممی ڈیڈی بالکل تیار تھے اور مانی بھی انکے ساتھ ہی بیٹھی ناشتہ کر رہی تھی۔

اپنے ایک اہل کار کو اس نے پہلے ہی کال کر دی تھی کہ وہ پیدل اسکے گھر کی طرف آئے۔

"میں دو منٹ میں آیا"

شیری ان تینوں کو سرسری سا کہے خود باہر پورچ کی سمت آیا اور چوکیدار کو اپنی طرف بلایا۔

دو موڑ دائیں طرف جائیں وہاں آپکو میرے تھانے کا حوالدار کھڑا دیکھائی"

"دے گا، یہ فائیل اسے دے کر سیدھا واپس آیئے گا۔ محتاط ہو کر

پورچ کی سمت آکر شیری نے اس فائیل کو راونڈ کیے چوکیدار بابا کو تھمائی جنھوں نے اسے اپنی باریک چادر کے اندر چھپائے ویسے ہی محتاط ہوئے لے کر گیڈ سے باہر نکلے۔

اس ماسک مین کی گاڑی اب بھی وہیں کھڑی تھی، چوکیدار کو وہاں سے نکلتا دیکھ کر اس ماسک مین نے ایک مشکوک سی نظر اس پر ڈالی مگر چوکیدار بابا کو اپنے دھیان میں وہاں سے جاتا دیکھ کر وہ واپس گھر کی طرف دیکھنے لگا۔

اسی لمحے اس ماسک مین کا فون رنگ کیا۔

"کیا تم ابھی تک شہریار جدون کے گھر کے باہر ہو؟"

دوسری جانب سے وہی بھاری آواز گونجی۔

"جی، شہریار جدون اس کے بعد گھر سے نکلا ہی نہیں۔۔۔۔۔"

اس آدمی نے حقارت سے اپنی بے بسی بیان کی۔

"بیوقوف آدمی تو وہ فائیل اسکے تھانے ہو گی نہ، اسے مارنے کو چھوڑو۔۔۔۔اپنے دو آدمی تھانے میں گھساو، کسی چائے والے یا کسی اخبار والے کی صورت۔۔اگر تو وہ فائیلز وہیں اسکے تھانے میں ہیں ہیں تو اس سے اچھی اور کیا بات ہو گی۔اسکو ٹھکانے تب لگانا جب یہ اپنی بل سے نکلا" اس چیف نے خاصے تضحیکی انداز میں اسکی عقل پر ماتم کیا جبکہ وہ آدمی خود بھی دانت پیس کر غرایا۔

یہاں انتظار کر کر کے اسکی حالت ویسے بھی خراب ہو چکی تھی۔

"ٹھیک ہے میں کرتا ہوں"

نہایت کوفت سے اس نے کال کاٹی اور ساتھ ہی اپنے دو لوگوں کو متحرک کیا۔

ان دو لوگوں نے جب تک تھانے کے قریب پہنچ کر چائے والے کو دھمکا پھسلا کر اندر جانے اور اس فائیل تک رسائی کے لیے منایا، حوالدار تھانے پہنچ بھی گیا اور شیری کے حکم کے مطابق اس نے وہ فائیل لا کر شیری کے کیبن میں ایک فائیل کے نیچے لا کر رکھ دی۔

جبکہ شیری کے حکم پر اسکے روم کے ارد گرد سیکورٹی بھی ہٹا دی گئی۔

چائے والا تھانے میں گھسا اور اس نے چند پیسوں کی لالچ میں پہلے سبکو چائے دی پھر خود کو بہت ہوشیار سمجھے وہ شیری کے آفس میں گھسا، اس آدمی نے اسے کہا تھا کہ وہاں موجود ہر فائیل کو کھول کر وہ اسکی چند پکچر لے کر سینڈ کرے تاکہ وہ باہر رہ کر ہی فائیل تک پہنچ جائیں۔

شیری کے کمرے میں خفیہ طور پر لگا کیمرہ ایکٹیو تھا جس کی لائیو ریکارڈنگ پر دوسرے آفس میں دو لوگ بیٹھے شیری کے حکم پر پورے اطمینان سے اس چائے والے کے کام دیکھ رہے تھے۔

پہلی فائیل کھول کر اس نے تصاویریں لے کر واٹس ایپ کیں تو ان لوگوں نے نفی کا اشارہ دیا، اور جب دوسری فائیل کھول کر اسکی دو تصویریں لے کر بھیجیں تو تھانے کے باہر کھڑے اس آدمی نے دوسرے کی طرف چمکتی آنکھوں سے دیکھا۔

"یہی ہے، اس فائیل کو سمیٹ کر اپنی جیب میں ڈال کر باہر لے آو۔ تمہارا دولاکھ ہمارے ہاتھ میں ہے"

اس چائے والے نے مسکرا کر فتحمندانہ تاثر دیا اور بڑی چالاکی سے وہ فائیل سمیٹ کر اپنی قمیض کی جیب میں ڈالے اپنے مگ اور کیتیلی اٹھاتا وہ شیری کے آفس سے باہر نکلا۔

سرکار تو ہیں نی آفس میں، چلوانکے حصے کی چاہ میں پی لیتا ہوں۔۔۔رب "
"راکھا

باہر موجود تمام اہل کاروں کو مسکین چہرے اور مسکراہٹ کے سنگ کہتا وہ تھانے سے نکل گیا اور پولیس کے دو لوگ اسے پیچھے ہی نکلے کیونکہ یقیناً اس بچارے کی جان خطرے میں تھی۔

شیری کو اتنا جلدی اس سب کے ہونے کی توقع نہ تھی مگر لئیق کے مشورے پر بروقت عمل کیے وہ خود کو کچھ درجہ مصیبت سے نکال چکا تھا۔ چائے والے نے وہ فائیل لاکر ان آدمیوں کے سپرد کی مگر جب اس نے دو لاکھ مانگے، ان میں سے ایک آدمی نے گن اسکی کن پٹی پر رکھی اور جب تک پولیس کے لوگ چائے والے کا پیچھا کیے اس تک پہنچے، وہ دو خبیث چائے والے کو مار کر فرار ہو چکے تھے۔

انھیں اس کی موت پر دکھ بھی تھا مگر وہ اس غصے تلے دب گیا جو اس کی غداری پر تھا۔

خیر یہ معاملہ نمٹ گیا تھا، چائے والے کے گھر تک اسکی لاش یہ کہہ کر پہنچا دی گئی کہ وہ پولیس مقابلے میں مارا گیا، اور اسکی تدفین کے اخراجات کے ساتھ وہ لوگ اسکے باپ کو کچھ پیسے بھی دے آئے۔

وہیں دوسری جانب ناشتہ ہلکی پھلکی گفتگو میں کیا اور اسکے بعد دونوں نے انھیں سی آف کیا اور خود شیری سیدھا واپس سٹڈی میں چلا گیا، گل لالہ اور افراہیم صاحب دس کے بجائے گیارہ تک روانہ ہوئے تھے، گارڈز کو شہریسر نے سختی سے سمجھایا کہ شہر کی حدود سے باہر نکلنے تک وہ ممی بابا کی گاڑی کی حفاظت کریں جبکہ خود اسے امید تھی کہ اب وہ خبیث لوگ اسکا پیچھا کرنے میں محتاط رہیں گے پھر بھی شیری اپنے لوگوں کو پورے شہر میں جگہ جگہ ایکٹیو کر چکا تھا تاکہ کسی قسم کی کوئی مصیبت کھڑی نہ ہو۔

چونکہ بارات کا فنکشن دن میں تھا سومانی نے بھی ریڈی ہونے کا پلین بنائے اپنے قدم کمرے کی طرف بڑھائے۔

کبرڈ کھولے اس نے گل مما اور دادو کے دلائے تمام ڈریسز پر مسکراتی جوشیلی نگاہ دوڑائی اور طبعیت کے مطابق سب سے ہلکے کام والا جوڑا پہننے کو نکالا، وائیٹ نیٹ کی سلور ایمبرائڈی شرٹ تھی جسکے ساتھ سلور پینسل ہیلز اور ڈائمنڈ کا بہت ہلکا سا پیڈٹ اور ائیر رنگز میچنگ کیے وہ پہننے والی تھی۔

فراک کے ساتھ سلور جامہ وار تنگ ٹراوز تھا جبکہ ہیوی سلور اور ملٹی کلرز کے ٹچ والی لیس والا نیٹ کا دوپٹہ تھا۔

اس نے یہ ڈریس اس لیے بھی چوز کیا کیونکہ شیری نے فل بلیک اوٹ فٹ چوز کیا تھا سومانی کو لگا وہ رات بنے گا تو اسے شیری کا دن لگنا چاہیے۔

مسکراتی ہوئی وہ اپنا ڈریس اٹھائے چینج کرنے گئی۔

لگ بھگ پندرہ منٹ بعد وہ نکھرے سفید گلاب کی طرح سحر حاوی کرتی آپسراہ بنے باہر آئی تو آئینے کے سامنے آکر اپنا ہی سراپا دیکھے تھم گئی۔

بالوں کو میسی جوڑے سے فوراً آزاد کیے ادا سے کندھے سے پرے جھٹکا اور جلدی سے بہت لائیٹ سا پارٹی میک اوور کیا، آنکھوں کو ڈارک امبائڑری سے میچ کیے زرا سا ڈاک شیڈ دیے ہونٹوں کو نچرل پنک ٹینٹ لگائے سوفٹ لک دی، پرفیوم سپرے کی اور پھر پیروں کو موچُرائزر لگائے، ہیلز پہنیں، بالوں کو کھلا چھوڑا اور بس آگے سے باریک سی فرنچ بریڈ بنا کر اس میں تھوڑے تھوڑے بال کھینچے جس سے فلفی لک آئی اور پھر دونوں کو پکڑ کر پیچھے پن آپ کیا۔

خود پر بھرپور نگاہ ڈالتی وہ پلٹی اور بیڈ پر پھیلا اپنا نیٹ کا دوپٹہ اٹھائے اپنے کندھے پر سرکاتے لیا۔

اسی لمحے وہ بھی چینج کی نیت سے اندر آیا تو اک لمحہ اس لڑکی کو دیکھ کر ٹھٹکا، اول لمحہ تو اسے لگا جیسے وہ مانی نہیں اسکی کوئی ہمشکل ہو، اس لڑکی یہ جان لیوا حرکتیں اور دہکتے روپ شہریار کو آگ لگانے کے ساتھ ساتھ اخیر بے بس کرنے کیں بھی پیش پیش تھے، صبح کی خطاء یاد آئی تو اپنے دیکھنے کو جبر کیے قابو کرنا چاہا۔

"شیری۔۔ کیسی لگ رہی ہوں؟"

شیری کو خود کی سمت بے خود نگاہوں سے تکتا بھانپتی وہ فورا اسکے قریب چلی آئی، اس وقت اسکا دل،، ذہن اور حواس اس لڑکی کے سامنے بے بس ہونا افورڈ نہیں کر سکتے تھے سو بڑے جبر سے اس نے مانی پر جمی اپنی نظریں اس کے دلکش آگ لگاتے سراپے سے ہٹائیں۔

"ایک دم بکواس۔۔۔"

اسے خود سے پرے دھکیلتا وہ چینج کرنے بڑھ گیا۔

ابھی میرا موڈ نہیں ورنہ آپکو اس بکواس پر بکواس قسم کا ٹارچر کرتی۔ کوئی"
"نہیں، اسکا بدلا ادھار رہا
سبکی اور اہانت کے احساس نے مانی کا چہرہ سرخ بھبھول کیا مگر وہ جانتی تھی
اب اس شخص کو کیسی اذیت دینی ہے سو اس کے بعد مانی نے نہ شیری سے
بات کی نہ اسے دیکھا، حالانکہ آج بھی وہ روز کی طرح وجیہہ و پرکشش لگ
رہا تھا، وہ چپ تھی اسی میں شیری نے اپنی عافیت سمجھی اور اسے لیے جندل
محل روانہ ہوا، سارا رستہ مانی خاموش رہی مگر شیری نے کوئی توجہ نہ دی
کیونکہ اسے اپنا پیچھا کرتی اس گاڑی کی پریشانی تھی۔
جندل محل کے پورچ میں گاڑی رکی، اس سے پہلے مانی باہر نکلتی، شیری
نے اسکی بازو پکڑے روکا، اک لمحہ دونوں کے دل دھڑک کر رکے، شیری
کا اس لیے کہ وہ اس من موہنے روپ میں شیری کے حواسوں کا قتل کرتی

ظالم بنی تھی اور مانی کا اس لیے کیونکہ اسے امید سی ہوئی کہ شاید اب وہ شخص بے خود ہوئے اسکو محبت بھرا کوئی پر زور لمس بخش دے گا۔

آج تم یہاں سے واپسی پر آفریدی حویلی جاو گی، جب تک ممی بابا نہیں" آتے۔ تمہارا تمہارے گھر رہنا سیو ہے۔ میں تمہاری بکس وغیرہ بھجوادوں گا"

اسکی ساری امیدیں توڑتا وہ مانی کا دل بھی چکنا چور کر گیا اور مانی نے اسے غصے اور تکلیف سے دیکھتے نا صرف منہ پھیرا بلکہ گاڑی سے نکلی اور پٹخ کر دروازہ بند کیے اندر چلی گئی۔

شیری نے بھی چار و ناچار گاڑی سے نکل کر اپنے قدم، اس سجاوٹ اور قمقموں میں ڈوبے جندل محل کی سمت بڑھائے، ہر طرف گہما گہمی تھی، شیری اور مانی کو دیکھ کر سب ہی جی سے اٹھے، اور آج جو نکھار دلہن دلہا پر آیا تھا وہ تو آلو ہی بہاروں کو مات دے رہا تھا، فل بلیک میں وجیہہ سے دستگیر

عالم کے ہمراہ اس دنیا کی خوبصورت دلہنوں میں سے ایک دلہن پہلو نشین تھی، دیکھنے والی ہر آنکھ دونوں کا صدقہ اتارے بلائیں رد کر رہی تھی، صبور پر سہاگن بن کر ایسا روپ سجا تھا کہ دستگیر عالم کے دل نے پہلے دیدار پر ہی فدا ہو کر خود کا ہر اختیار خود سے رخصت کیا، دونوں خوش بھی تھے مگر دل دونوں کے اداس بھی تھے، اپنے سوہنے کی خوشی نے ہمایوں کیانی کی تکلیفوں کا خاتمہ کیا، پہلو میں کھڑی نیہا نے حسرتیں سمیٹ لیں، سلینا اور بھجت بھی گریس فل لک میں محفل پر حاوی تھے اور بزرگوں کا تو اپنا نور سنگ اپنے بچوں پر نچاور کرتے دیکھائی دے رہے تھا، جو وہ دعاوں کے تھے۔۔

لیکن شہریار کی طرح دستگیر بھی فنکشن کا مین فرد ہونے کے باوجود بہت سی فکروں میں مبتلا تھا۔

جندل محل کی خوشیاں بھلے لوٹ رہی تھیں مگر ادھوراپن موجود تھا، لئیق ایزد کی کمی ہر فرد نے شدت سے محسوس کی، فرہاد علوی ہوں یا دستگیر عالم، لئیق ایزد کے بنا نہ وہ مکمل تھے نہ ہو سکتے تھے۔

لیکن صبور اور دستگیر کا ایک ہونا سبکے لیے باعث خوشی اور نئی راحتوں کے سلسلے کی نوعید تھی۔

صبور کو اس شخص نے آخر کار پوری دنیا کے سامنے اپنا بنالیا، جبکہ لئیق ایزد، ڈیپارٹمنٹ کے IB لعلین کو کال نہ کر سکا کیونکہ اسکی وہاں موجود لوگوں سے ہنگامی طور پر میٹنگ ارینج ہو چکی تھی۔

بارات کے بعد سب مہمان بھی رخصت ہوئے اور نیو کپل کو ڈھیر سی دعائیں بھی دیں، نیہا خود جندل محل رک گئی کیونکہ ایک تو اس کا رسم کے مطابق آنا بھی ہو گیا دوسرا وہ صبور کو ویسے ہی سپیشل پروٹوکول دینا چاہتی تھی جیسا اس نے دیا۔

ہمایوں کے کچھ اہم کام تھے جسکی وجہ سے وہ نہ رک پائے، جبکہ مانی نے شیری کی بات بے دلی سے ہی سہی پر مان لی اور وہ دادو، بھجت اور سیلی کے ساتھ واپسی پر آفریدی حویلی چلی گئی اور شیری نے وہ ڈاکومنٹس دستگیر کے حوالے کر دیے اور خود بھی واپسی کی اجازت لی۔

پہلے وہ تھانے ہی گیا تھا، اس چائے والے کے باپ سے اسکی موت کی تعزیت بھی کی، بچارا مفت میں رگڑا گیا تھا جبکہ شیری وہاں سے سیدھا گھر روانہ ہوا مگر گھر جانے کے دوران اسی ماسک مین کی گاڑی نے اسکا پیچھا کیا، بھلے ان کو وہ فائیل مل گئی ہو لیکن اسکو آرڈرز یہی تھے کہ شہریار جدون کا موقع ملتے ہی کام تمام کرنا ہے، اور شیری جانتا تھا کہ وہ ہر وقت خطرے میں ہے سو اسکے لوگ پہلے ہی اسکی گاڑی کو فالو کر رہے تھے۔

اس ماسک مین نے اپنی گاڑی شیری کے پیچھے زرا سے فاصلے پر رکھی تھی اور وہ کوشش میں تھا کہ کسی طرح اسکی گاڑی کو اوورٹیک کرے جبکہ ڈیول کے کچھ اسکی گاڑی کے مسلسل پیچھے تھے۔

شیری محتاط ہوئے اپنی گن بھی نکال چکا تھا مگر اس ماسک مین نے بہت ہوشیاری سے گاڑی شیری کی گاڑی کو جب ہٹ کی تو شہریار کا لمحہ بھر دھیان بھٹکا اور اسی کے بیچ بنا آواز کے گولی، گاڑی کے شیشے کو چیرتی ہوئی سیدھی شیری کے کندھے پر لگی۔

اسکے بروقت جھکنے کے باعث سر کا لگایا نشانہ چوک چکا تھا مگر کندھا بری طرح زخمی ہونے کے باوجود شیری نے جواباً اس پر حملہ کیا مگر وہ خبیث اپنی گاڑی بھگا لے گیا، شیری نے درد کے باعث مزید ڈرائیونگ نہ کر سکنے پر گاڑی روکی جبکہ شیری کی گاڑی رکنے پر اسکے لوگوں کی گاڑی بھی اس خبیث کا پیچھا کرنے کے بجائے رک گئی۔

وہ لوگ تیزی سے باہر نکلے، شیری کی پوری شرٹ خون سے تر تھی مگر وہ پھر بھی چاہتا تھا کہ وہ لوگ اسکا پیچھا کریں مگر چونکہ شہریار کو ریسکیو کرنا اہم تھا سو انہوں نے ڈیول کی جان بچانے کو اولین ترجیح دی، اسکے بھروسے مند آدمی شان نے شیری کو سہارا دے کر فرنٹ سیٹ سے نکالے پیچھے

بٹھایااور گاڑی ہوسپٹل کی سمت موڑی جبکہ دوسرے دو فوری گاڑی اس طرف لے کر نکلے جہاں شیری پر حملہ کرنے والا بھاگا تھا۔

بروقت ہوسپٹل پہنچ جانے کے باوجود شہریار کا کافی خون بہہ چکا تھا، اسے فوری آپریٹ کے لیے آئی سی یو روم لے جایا جا چکا تھا جبکہ وہ اسکا خاص آدمی شان تھا جسے ڈیول ایک باس سے زیادہ ایک بھائی کی طرح عزیز تھا۔ شیری نے اسے آئی سی یو روم جانے سے پہلے اچھے سے سمجھا دیا تھا کہ وہ اس حادثے کی خبر کسی کو نہ دے سو شان نے اس پر ہوتے حملے کی خبر کسی کو نہ دی۔

وہیں دوسری جانب شام چھ تک افراہیم اور گل لالہ، صارم کے علاقے پہنچے تو انکا بھی فرازم بخش نے راستے میں ہی پر تپاک استقبال کیا، پورا ایریا لوگوں نے لائٹنگ سے سجایا تھا، لگ رہا تھا کہ علاقے کے شیر کی شادی ہے۔

دونوں گھر بھی بہت خوبصورتی سے سجے تھے، جہاں شام ہوتے ہی سدرہ کی سہیلیاں اور سکھیاں انکے گھر جمع ہوئے ہنستی کھلکھلاتی ڈھولکی بجا کر گانے گا کر ماحول تھرا چکی تھیں وہیں فرازم بخش کے گھر ڈھول ڈھمکا اور مردوں کا بنگڑا سیشن پوری آن بان سے جاری تھا، آتش بازی اور گاہے بگاہے پھوٹتے پٹاکے ماحول کو مزید مستیلا اور جوشیلا کرنے میں پیش پیش تھے۔

ڈھول کی آواز اتنی اونچی تھی کہ دو لوگوں کی آپس میں بات محال تھی، پرکاش صاحب، افراہیم کو سیدھا مردوں کی طرف ہی لائے اور سب یار بیلی انتہائی جوشیلے انداز میں ناچ رہے تھے وہیں سدرہ کے گھر بھی مہندی کے جوڑے میں کسی حور سی دیکھائی دیتی وہ گھبرائی سی دلہن، سکھیوں کے بیچ انکے گدگداتے گیتوں پر بار بار لجا رہی تھی، آنے والے وقت کے خوف سے جسم کا رواں رواں کانپ رہا تھا، مہمانوں اور علاقے کے لوگوں کے دونوں گھر کچا کچ بھرے تھے، شور شرابا، مستی، ہنسی، قہقے، پھر سب کے

مسکراتے چہروں کے ساتھ لال نور کا مطمئین ہونا سب سے حسین تھا،
اپنی ذمہ داری خوش اسلوبی سے نبھا کر انکو لئیق ایزد تک جانے کی خوشی
تھی۔

گل کا سب سے تعارف، لال نور نے کروایا، لال نور سے مل کر انھیں بہت
اچھا لگا پھر یہ سب رونق لعلین نے بھی خوب انجوائے کی، وہ فی الحال سدرہ
کو ہی کمپنی دینے میں مصروف دیکھائی دے رہی تھی۔

لعلین بھی پیلے بہت پیارے جوڑے میں دلربا لگ رہی تھی، سب ہی
خواتین نے لگ بھگ ایسا ہی جوڑا پہن رکھا تھا جس میں مہندی کے رنگوں
کی بھرمار تھی۔

گل لالہ کے آنے پر عینی سب سے زیادہ خوش ہوئیں تھیں، اور خود یہاں کی
رونق انکی ہنسی تھمنے نہ دے رہی تھی۔

اور یہاں یہ فنکشن رات دیر تک یونہی چلنے والا تھا۔

کھانے وغیرہ کے انتظامات سب نائی نزیرے کے ذمے تھے لیکن پھر بھی لال نورنے بھروسے مند علاقے کے دو تین جوانو کو تمام کھانے کی تمام ذمہ داری سونپ رکھی تھی۔

....★☆☆☆☆☆★....

"کیسے ہیں وہ؟"

آئی سی یو روم سے باہر نکلتے ڈاکٹر کو دیکھ کر شان تیزی سے انکی طرف لپکا اور بے تابی سے استفسار کیا۔

"گولی نکال دی ہے لیکن طبعیت ابھی مکمل سٹیبل نہیں، رات پوری انڈر ابرویشن رکھیں گے۔امید ہے صبح تک بہتری ہو گی، انھیں کچھ دیر تک روم میں شفٹ کر دیا جائے گا"

ڈاکٹر نے پرامید لہجے میں شہریار کی کنڈیشن بتائی اور شان کے افسردگی سے سر ہلانے پر وہ وہاں سے پیشہ وارانہ چال چلتے چلے گئے۔

"کسی کو بتانے بھی نہیں دیا، اب کیا کروں میں"

شان نے بے چینی کے سنگ وہیں کرسی سنبھالے خود کلامی کی، ایک دل چاہا دستگیر کو بتادے مگر وہ ڈیول کا حکم ماننے کا چار و ناچار پابند تھا۔

وہیں دوسری طرف مانی، آفریدی حویلی آتو گئی مگر اسکا چین قرار اور سکون تو اس سے جدا تھا۔

کچھ دیر وہ داد واور بھجت لالہ کے پاس بیٹھی باتیں کرتی رہی اور پھر سیدھا سیلی کے کمرے میں آئی۔

"کیا ہوا میری جان؟"

سیلی اسی وقت چینج کیے واش روم سے نکلی تھی، مانی کی پریشان صورت دیکھ کر اسے فکر نے گھیرا۔

سیلی۔۔ میرا دل بہت گھبرا رہا ہے۔ وہ مجھے یہاں چھوڑ تو گئے پر میرا دل"
نہیں لگ رہا۔ ممی اور بابا بھی نہیں ہیں، شیری کا خیال کون رکھے گا۔ آپ
بھجت لالہ کو کہیں نہ مجھے گھر چھوڑ آئیں، شیری ف۔۔ فون بھی نہیں اٹھا
رہے۔ ناراض بھی میں ہوں، تو پھر و۔۔ وہ منانے کے بجائے مجھے اور
"پریشان کیوں کر رہے ہیں
مانی کی آنکھیں نہ صرف اسکی فکر میں بھیگیں بلکہ اسکا یوں تکلیف سے
قریب آکر ٹھہرتے بھیگی پر سوز آنکھوں اور آنسوؤں میں ڈوبی سرگوشیوں
میں گزارش کرنا سیلنا کو بھی خوفزدہ کر گیا، شیری جیسے خود غرض کے لیے
مانی کا اس درجہ لگاؤ اسے پژمردگی میں مبتلا کر گیا۔
پہلے تو سیلی نے اسے پر سکون ہونے کا کہتے شانوں سے پکڑ کر بیڈ پر بیٹھایا اور
اسکی فکریں ہٹانے کو وہ خود بھی اسکے پاس بیٹھی مگر وہ اخیر بے قرار تھی۔

شش !پر سکون ہو جاو میرا بچہ۔۔۔ہو سکتا ہے وہ کل بزی ہو اور تمہیں "
تبھی رہنے کا کہہ کر گیا ہو تا کہ تم ایزیلی ولیمہ بھی اٹینڈ کر لو۔۔۔۔اتنا سارا
"پریشان مت ہو، اسکی اتنی فکر کرو گی تو مغرور ہو جائے گا
سیلی نے دانستہ نرمی بھرے لہجے میں سمجھایا مگر مانی نے نا جانے کس احساس
کے تحت نفی میں سر ہلایا۔
وہ تو پہلے ہی مغرور ہیں، میں اتنی اہم نہیں کہ میری فکر پر رشک کریں "
گے۔ لیکن سیلی میرا دل عجیب سا بیقرار ہے۔ای۔۔یسا لگ رہا ہے وہ ٹھیک
نہیں ہیں۔ان کے پاس جیسے بھی رہوں ٹھیک ہے، ان سے دور جتنا بھی
سکون ہونا منظور ہے۔۔۔سیلی میں نہیں رہ پاوں گی ایک رات بھی انکے
"بغیر۔۔۔۔
وہ اتنی بے بس تھی کہ سیلنا کو بھی تشویش نے گھیرا، بار بار وہ التجاء کرتی ہوئی
قابل رحم لگی۔

اللہ اللہ لڑکی ! تم تو اسکے عشق میں باولی ہوئی جا رہی ہو۔ میری مانو تو کچھ "
دن یہیں رہو۔ تمہاری کمی تبھی محسوس کرے گا، تبھی اسے احساس ہو گا کہ
"اسے مانی کی عادت ہو گئی ہے
سلینا نے اپنی طرف سے بھلے مانی کا دل بہلانے کو بہترین سوچا تھا لیکن مانی کا
دل بے وجہ پریشان نہ تھا۔
ایسا احساس نہیں چاہیے سیلی جو مجھے ان سے دور رہنے پر مجبور کرے، اس "
بے بس۔۔ بسی سے اچھا ہے میں انکے آس پاس بے وقعت سی رہ
لوں۔۔۔۔ وہ میرے لیے ہر لمحہ مزید پیارے ہو چکے ہیں، شاید انکو بھی
"میرا کہیں دل سے انتظار ہو۔۔۔۔۔
مانی نے ملتجی ہوئے سلینا کا ہاتھ تھامے التجاء کی تو وہ اسے پیار سے خود سے لگا
گئی، دل مانی کی بے لوث محبت پر آزردہ ہوا۔
میں سمجھ سکتی ہوں، محبت کے ساتھ ساتھ وہ تمہارا شوہر ہے۔ یہ فطری "
تڑپ تو ہونی تھی۔ آج رک جاو، کل ولیمہ اٹینڈ کرتے ہی بھجت تمہیں

واپس چھوڑ آئیں گے۔ایک دن تو رہ لو، دادو تمہیں بہت مس کرتی ہیں،

"آج انکو وقت دے دو

سیلی کے اصرار پر جبرا ہی سہی پر وہ مان گئی لیکن دل تواڑ کر شیری تک پہنچنا چاہتا تھا۔

"ہمم۔۔ ٹھیک ہے"

وہ بے زاری سے مان گئی اور اسی لمحے بھجت کمرے میں آیا تو مانی کی اتری صورت دیکھتا فکر مند ہوا، لالہ کو دیکھتے ہی وہ جبرا مسکرا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

کیا ہوا؟ اداس کیوں ہے میرا بھولا بچہ۔۔۔ وہ کھوتا تنگ تو نہیں کرتا،"

"تکلیف تو نہیں دیتا؟

بھجت کا دل وسوسوں میں گھرا تھا تبھی اس نے مانی کا مرجھایا چہرہ مضبوط ہاتھوں میں بھرے جب شیری کا ذکر کیا تو وہ بہت مشکل سے آنکھوں میں امڈتے آنسو روک پائی۔

نہیں دیتے ت۔۔تکلیف۔۔۔۔وہ ویسے نہیں ہیں لالہ جیسا دنیا انکو سمجھتی "
ہے، آپ پریشان نہ ہوا کریں۔مانی کو وہ کبھی نہیں چھوڑیں گے، آپ سبکو
"مانی کی تکلیف کبھی نہیں دیکھنی پڑے گی
اسکا رندالہجہ اور یہ امید بھجت اور سیلی دونوں کو افسردہ کر گئی تبھی تو وہ مانی کو
خود سے لگائے اسکا سر چومتا، اداس سا مسکرائا۔
اللہ کرے ایسا ہی ہو، تمہاری تکلیف تمہارے لالہ کے لیے برداشت "
"کرنی مشکل ہو گی۔جاو آرام کرو، دادو کے پاس، وہ تمہیں یاد کر رہی ہیں
مانی کو خفیف سا حوصلہ ملا تو وہ جبرا مسکراتی ہوئی وہاں سے چلی گئی اور سیلی
نے اپنے قدم بھجت کی طرف بڑھائے جو مانی کے لیے از سر نو فکر مند ہو
چکا تھا۔
"یہ ٹھیک ہے کیا؟"
وہ سیلی سے پوچھتا بہت پریشان لگا۔

ہمم۔۔۔آہستہ آہستہ سب بہتر ہو جائے گا۔مانی اسکا دل جلد جیت لے گی"

"بھجت، پریشان مت ہوں

سیلی کا ڈھارس بندھاتا انداز بھی بھجت کی فکر نہ ہٹا سکا بس وہ سیلی کی امید افزاء بات کے جواب میں رسانیت سے مسکرا دیا۔

وہیں وہ دادو کے پاس آئی تو مدیحہ صاحبہ نے باہیں کھولے مانی کو اپنے سینے سے آ لگتے ہی خود میں بھینچ لیا، چند آنسو مانی کی آنکھوں سے پھسل کر دادو کے سینے میں جذب ہو گئے۔

میرا بچہ، دادو کی جان۔۔۔۔مجھے تو لگا مانی ہمیں بھول گئی۔کیا اتنا پیار ملتا"

"ہے تمہیں وہاں؟ کہ ہمارے پیار کی یاد ہی نہیں آتی

اس وقت وہ بات نہیں کرنا چاہتی تھی پر دادو کو جواب نہ دیتی تو وہ پریشان یو جاتیں تبھی ہمت کیے سر اٹھا کر انھیں دیکھتی مسکرائی۔

آپکے اور لالہ کے پیار اور آغوش کی اپنی حدت ہے دادو، لیکن اُس گھر کا"

اپنا سکون ہے۔شیری کے پاس بہت اچھا لگتا ہے، گل ممی جان چھڑکتی ہیں،

افراہیم بابا ہمیشہ شفقت لٹاتے ہیں۔ آپ سب تو یاد آتے ہیں، لیکن آپ سب سے دوری اب قابل برداشت ہے لیکن شیری سے نہیں۔ آپ بھی تو نانا جانو سے ایسی ہی محبت کرتی ہوں گی"

مانی کے معصومیت سے اتنی بڑی بڑی باتیں کرنے پر انھیں دلی مسرت ہوئی اور اسکے آخری سوال پر انھوں نے مانی کی جبین آسودگی سے چومی۔

"بالکل ایسی ہی کرتی تھی، تبھی تو انکی وصیت پوری کرنے کے چکر میں نور سے زیادتی کر بیٹھی۔ ایک عورت کے لیے اسکا شوہر، کوکھ سے جنم دی اولاد سے بھی افضل ہوتا ہے۔ اس کی جگہ جان سے پیارے بچے بھی نہیں لے پاتے،"

انکے لہجے کی تڑپ اور حسرت پر مانی کی آنکھیں بھی بھیگ گئیں، اپنی ملائم ہتھیلی کی پوروں سے اس نے دادو کی آنکھوں سے بہتے آنسو صاف کیے تو انہوں نے پیار سے مانی کا ہاتھ چوما۔

مت روئیں، مجھے نور سمجھ لیں۔ آپ ہی تو کہتی تھیں کہ میرا چہرہ نور"

"پھپھیا سے بہت ملتا ہے

وہ مانی کی بات پر بھیگی آنکھوں سے ہی ہنسیں۔

تمہارا مزاج اور پاگل پن بھی ویسا ہی ہے، کون بدبخت اتنی پیاری مانی سے"
پیار کیے بنا رہ سکتا ہے۔ شیری کو تو شکرانے کے نفل پڑھنے چاہیں، میرا بھولا
بچہ اس کا دیوانہ بن گیا ہے۔ بس تم ہمیشہ آباد رہو، کوئی مسئلہ ہو تو سیلی سے
"شئیر کر لینا، اگر تم سمجھو کے دادو سے کہنے میں شرم آتی ہے

دادو کے لاڈ سے سمجھانے پر وہ آخر تک انکے اس طرح کے سوال پر خفیف
سا بوکھلائی۔

کوئی مسئلہ نہیں دادو، وہ سب میرا بہت خیال رکھتے ہیں۔ سیلی آپا میرے"
" ساتھ ہی ہیں، مجھے اکیلا نہیں ہونے دیتیں

مانی نے انکو نظریں چراتے تسلی دی اور ان سے لپٹتے ہی آنکھیں موند گئی
جس پر وہ بھی پر سکون ہوئے مسکرا کر آنکھیں بند کر گئیں۔

وہیں دوسری جانب صبور اور دستگیر کے کمرے کو نیہا نے خود ڈیکوریٹ کروایا، جبکہ دستگیر تو کسی اہم کام کی وجہ سے جندل محل سے نکل گیا تھا مگر مریم بی، نیہا، اور فرہاد صاحب نے صبور کے ویلکم میں کوئی کمی نہ چھوڑی۔

مریم امی کی دعائیں، فرہاد بابا کا انسیت بھرا پیار اانداز سب ہی صبور کی تکلیف میں کمی بنا اور پھر نیہا ہی اس سجی سنوری آپسرا ہ کو دستگیر کے کمرے میں لائی۔

دستگیر، لئیق کے ایک اہم کام سے ہی نکلا تھا اور وہ صبور کو انفارم بھی کر کے گیا تھا۔

کمرے کے فسوں خیز ماحول داخل ہوتے ہی صبور کو مہکا گیا، نیہا نے اسے ایک بہن کی کمی محسوس نہ ہونے دی تھی۔

زندگی کتنی عجیب ہے نہ صبور، اس کمرے کو کبھی اپنی ملکیت بنانے کے " خواب دیکھتی تھی لیکن آج اس میں تمہاری موجودگی کی سب سے زیادہ خوشی بھی مجھے ہے۔ سچ کہتے ہیں کہ ہم غلط جگہوں پر کبھی آباد نہیں ہوتے،

بہتری کی خواہش کرتے ہیں پر اللہ بہت مہربان ہے، وہ ہمارے لیے بہترین چنتا ہے"

نیہا نے اک نگاہ اس کمرے پر دوڑائی جہاں کی ہر چیز صبور کے لیے بدل دی گئی تھی، رنگ سے لے کر کمرے کے مزاج تک سب پہلے والے دستگیر کے مطابق ہو چکا تھا۔

جہاں زندگی کا وجود تھا، روشنی تھی، مہک تھی، دستگیر عالم کی موجودگی کے بے شمار عکس تھے۔

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو، ویسے بھی اگر ہم دونوں ہی دستگیر کی زندگی کا حصہ بن جاتیں تو ہمارے بیچ کا یہ پیارا سا رشتہ کبھی جنم نہ لیتا۔ تم ڈیڈی کے ساتھ خوش ہو تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ تمہیں انہی کے لیے بنایا گیا تھا۔ میرے دل پر جتنے بوجھ تھے، سب اتر گئے، تمہارے لیے ہمیشہ سوفٹ کارنر تھا میرے دل میں، اور اللہ پاک نے ہم دونوں کے حق میں بہترین ہی چنا۔ جتنا شکر کریں کم ہے"

دونوں کے بیچ واقعی ایک بہت خوبصورت رشتہ بن چکا تھا، ماضی کی تمام تلخیاں آج رہی سہی بھی ختم ہوئیں تبھی تو دونوں نے ایک دوسرے کو مسکرا کر گلے لگایا۔

"ہمیشہ خوش رہو، اب تم ریسٹ کرو۔ میں بھی مسٹر ہمایوں کی خیریت دریافت کرلوں کہ میرے بغیر کیسا محسوس کر رہے ہیں۔ گڈ نائیٹ" چہکتی شوخ مسکراہٹ اچھالے نیہا نے صبور کو بھی مسکراہٹ دی اور اسکے اقرار پر وہ صبور کو چھوڑے کمرے سے نکل گئی۔

جبکہ صبور فطری خوف کے زیر اثر حواس باختہ سی پورے کمرے پر نظر دوڑائے آئینے کے روبرو آئی تو آئینے کو لاج آگئی، آج تو وہ دستگیر عالم کی دل کی دھڑکنیں اور اسکے مزاج کی صبور کے لیے وارفتگیاں جان لیوا حد تک بڑھانے والی تھی، لیکن وہ ابھی تک لوٹا نہیں تھا اسے اسکی فکر بھی لاحق ہوئی۔

وہیں دوسری جانب بی اماں اور خان بابا کے سونے جانے کے بعد ہمایوں بھی کمرے میں آئے تو عجیب سا خالی پن محسوس ہوا، اس لڑکی نے اک شب میں ہی اپنی اس کمرے میں جابجا موجودگی بکھیر دی تھی۔

وہ چینج کر کے کمرے میں واپس آئے تو نیہا کی کال پر جناب کی اداسی زائل ہوئی۔

"مس تو نہیں کر رہا کوئی مجھے"

وہ سیدھی لان میں ہی آئی تھی، جناب کے دل کو دھڑکانے میں ماہر سی شرارت پر اتری۔

بہت کر رہا ہوں، لیکن تم نے وہاں رک کر بہت سمجھداری کا ثبوت دیا۔"

لعلین بھی نہیں تھی، اسکی سگی ماں بھی اتنے سپیشل دن اسکے پاس نہیں تھی

"سو تمہارا صبور کے ساتھ ہونا مجھے بہت اچھا لگا

بیڈ پر بیٹھتے ہی وہ جس فراغ دلی سے نیہا کو سراہ گئے، اس لڑکی کا دل مزید کھلکھلا اٹھا۔

اسکی سگی ماں نہ سہی یہ بہن جیسی دوست موجود ہے اور میں اپنا بیسٹ"
دے کر خود سے سرزد ہوئی خطاوں کی تلافی کرنا چاہتی ہوں۔ آپ میرے
"ساتھ ہیں اور یہ میری سب سے بڑی خوشی ہے
نیہا کا حسین اعتراف، ہمایوں کو مسرت بخش گیا۔
ہمیشہ ساتھ ہوں، تم جس جس خوشی اور اطمینان کی مستحق تھی وہ سب تم"
"تک پہنچے گا۔ تھینک یو فار میکنگ مائی لائف بیوٹی فل
جناب کا سحر انگیز انداز فون پر بھی اتنا جاندار تھا کہ انکی موجودگی کے لمحے یاد
کیے نیہا کو اپنا آپ نادیدہ سی حدت میں مبتلا محسوس ہوا۔
"یو آر سچ آ جنٹل مین، آئی مس یو سو مچ۔۔۔۔ شب بخیر، کل ملتے ہیں"
مزید شاید وہ بات نہ کر پاتی کیونکہ اس شخص نے اتنی اہمیت دے کر نیہا کو
دلبرداشتہ کیا تھا اور ہمایوں نے بھی اسکی رضا کا احترام کیے مسکرا کر رابطہ
منقطع کیا اور نیہا نے اس سرد پڑتی رات میں گہرا لمبا سانس کھینچے خود کے
ڈوبتے دل کو تقویت دی تو کچھ لمحوں بعد اسکی آنکھیں مسکرانے لگیں۔

اور پھر آج جو مہندی کی تقریب ہوئی اس میں ہلا گلا اور اد ھم مچا کر سب ہی تھکے تو ڈھول ڈھمکا سمیٹ کر پورے علاقے کے مہمانوں کو رخصت کر دیا گیا۔

چونکہ کل شادی کا جشن تھا سو سب ہی تھکن اتارنے آرام کا سوچنے لگے، سب خواتیں، سدرہ کے گھر جبکہ تمام مرد حضرات نے صارم کے گھر میں بیٹھک لگانے کو ترجیح دی۔

لال نور کو تو عینی اور گل کی صورت اچھی سہیلیاں مل گئی تھیں اور وہ تینوں مل کر صبح کی تیاروں میں مصروف بھی ایک ساتھ تھیں جبکہ سدرہ اپنے ہاتھوں پر آئے گہرے مہندی کے رنگ پر گھبراہٹ اور خوشی میں مبتلا ابھی تک مہندی کی دلہن بنی بیٹھی تھی جب لعلین چینج کیے روم میں آئی۔

صارم کو تو آج اپنی حسینہ کا دیدار بھی نہ ہو سکا تھا کیونکہ دونوں کی مہندی الگ الگ ہوئی تھی۔

"کیا دیکھ رہی ہو؟"

لعلین نے اسکے ساتھ ہی بیٹھتے نرمی سے پوچھا تو سدرہ نے گھبرا کر نظر اٹھائی۔

"رنگ۔۔۔بہت گہرا ہے۔یہ گہرا رنگ میرے خوف بھی گ۔۔گہرے کر رہا ہے۔پلیز آپی بے بے کو کہیں مجھے نہ رخصت کریں۔ابھی بھی وقت ہے مجھے بچالیں"

کل کی بنسبت سدرہ کے آج زیادہ رنگ اڑے تھے اور لعلین یہ لمحے دل سے انجوائے کر رہی تھی۔

"ہاہاپگلی۔۔۔۔بس ایک دن تسلی اور حوصلے سے کاٹ لو۔وہ تمہاری یہ گھبراہٹ دور کر دے گا۔یقین کرو مجھ پر، سب بہت خوبصورت ہونے والا ہے۔ریلکس رہو۔۔۔جاو چینج کرو پھر ہم مل کر سحکے لیے چائے بناتے ہیں، سونا بھی جلدی ہے، صبح جلدی اٹھنا ہے،اور اگر تم نے پرا پر نیند نہ لی تو ہماری یہ پیاری سی دلہن مرجھائی ہوئی لگے گی۔جاو شاباش"

لعلین نے نرمی کے سنگ اسے قائل کیا تو وہ بنا کوئی اعتراض کرتے اڑے اڑے حواسوں سمیت ہی سر ہلاتی کپڑے بدلنے گئی اور لعلین اسی کو جاتا ہوا تکتی مسکرا رہی تھی جب پلنگ پر رکھا اسکا فون بجا۔

جب سے وہ یہاں آئی تھی، سگنلز کے ایشو کی وجہ سے کالز آنے اور جانے میں مسئلہ تھا مگر اچانک آتی کال پر وہ حیران ہوئی اور اٹھ کر فون اٹھانے کو جھکی پر اس پر آتا انٹرنیشنل نمبر دیکھ کر لعلین کی آنکھوں میں الوہی سی چمک بیدار ہوئی۔

"یہ یقیناً تم ہو لئیق۔۔۔۔۔یہ تم ہو"

بے قراری سے فون لیے وہ تیزی سے کمرے سے نکلی اور اسی سرعت سے چھت پر چڑھی، وہ اس امید کو ٹوٹنے سے بچانے کی کوشش میں تھی، کال ریسو کیے فون کان سے لگایا تو لعلین کی دھڑکن لمحہ بھر تھمی۔

وہ کچھ دیر پہلے ہی واپس ہوٹل آیا تھا اور آتے ہی لعلین کو کال کی۔

"کیسی ہیں لعلین؟"

نرمی اور محبت سے لپٹا ہوا لہجہ اور وہ جسم و جان میں سکون اتارتی آواز اتنے دنوں بعد سن کر ناچاہتے ہوئے بھی اسکی آنکھیں چھلک پڑیں۔

"لئیق۔۔۔۔ لئیق تم کہاں ہو۔۔۔ کہاں چلے گئے ہو۔۔۔۔ تمہاری آواز سننے کو ترس گئی تھی۔ بہت برے ہوت۔۔ تم۔۔۔ کون کرتا ہے ایسا"

جیسی لئیق کو امید تھی، اس لڑکی نے اس سے بڑھ کر شکوے کر ڈالے، جناب مسکرا کر بیڈ پر نا صرف بیٹھے بلکہ تکیہ بھی اٹھا کر گود میں رکھا۔

"لئیق ایزد کرتا ہے ایسے انوکھے کام، جہاں چاہے چلا جاوں۔۔۔ میرے سفر کا اختتام آپ تک ہے۔ بہت جلدی آپکے پاس آجاوں گا، اب مشکل تھا کہ آپکی آواز سنے بنا گزارا کر سکوں۔ بہت مس کیا آپکو، بہت زیادہ"

محبت اور تڑپ سے بھری لئیق کی آواز نے جہاں لعلین کے آنسوؤں میں شدت لائی وہیں اس شخص سے واپس جڑتا رابطہ یوں اثر کر گیا جیسے سینے پر

اٹکی ایک دردناک سسکی کے گھٹنے پر حلق میں دبے آنسوؤں سے نجات ملتی ہے،اس لمحے کے سکون کو وہ چاہ کر بھی لفظوں میں ڈھال نہ سکتی تھی۔

"نہیں مس کیا تم نے، کیا ہوتا تو میرے بلانے پر تم میرے پاس آجاتے۔بہت برے ہو تم لئیق ایزد، جب نہیں چاہتی تھی کہ پاس رہو تب سر پر سوار رہتے تھے اور اب جب تمہیں دیکھے بنا سانس لینا دشوار ہے تو اتنے دنوں سے مجھے اپنے آپ س۔۔سے محروم رکھا۔سزا دوں گی اسکی سن لو"

وہ خود کو سنبھال نہ سکی،اسکی ناراضگی بھی اسکی محبت کی طرح جان لیوا تھی تبھی تو وہ ساحر مسکرایا،ہر شے ساکت ہو جاتی مسکراہٹ،جب وہ لعلین کے ساتھ مسکراتا یا جب اس شخص کی آنکھوں میں لعلین دیکھائی دیتی۔

"آپکی ہر سزا قبول ہے میری جان، بس کچھ دن۔۔۔آپ بھی شاید صارم کی شادی پر اسکے گاوں گئی ہیں کیونکہ دستگیر نے سرسری سا بتایا تھا۔جب

تک آپ لوٹیں گی، لئیق ایزد بھی ممکن ہے آجائے۔ناراض مت ہوں،

"مجھ سے بات کریں

جناب کے بے قرار انداز پر لعلین بھی اپنے بے اختیار ہوتے آنسوؤں کو ہتھیلی کی پشت سے رگڑ گئی۔

"لئیق تم ٹھیک ہو نہ؟"

بہت مس کیا تھا اس نے لعلین کا یوں حال پوچھنا۔

آپ نے یہ پوچھ کر حال اچھا کر دیا، بلکل ٹھیک ہوں۔آپ کیسی ہیں،"

سب بتایا دستگیر نے۔آپ کی ہمت اور حوصلے نے مجھے بھی حیران کیا، میں جلدی آکر سب سمیٹ دوں گا۔ہر مجرم کو اسکے کیے کی سزا ملے گی، آپکے بابا کی موت کا بدلا بھی لوں گا۔مجھے آپ سے ایسی ہی بہادری کی امید تھی لعلین، آپ سچ میں لئیق ایزد کے سائے کا روپ دھار چکی ہیں، آپکی ہر

"تکلیف میری ہے، پریشان مت ہوں، سب کا حساب ہو گا

لاکھوں نے ہمت اور دلاسے دیے تھے پر لعلین کو جس کی امید بھری تسلی درکار تھی وہ تو آج ملا تھا، پھر سے اسکی آنکھیں دل کے زخم تازہ ہونے پر بھیگنے لگیں پر اب اسکا دل ہمت پکڑ چکا تھا، لئیق ایزد اسے واقعی اپنے پاس محسوس ہو کر راحت بخش رہا تھا۔

ہمم۔۔ ٹھیک ہوں، لیکن تم کال نہ کرتے تو کچھ ہو جاتا، نہیں اچھا لگ رہا" تمہیں خود سے دور دیکھ کر، پلیز جلدی آجاو۔۔۔۔م۔۔ میں سب سہہ سکتی ہوں لئیق ایزد پر تمہاری اپنے ارد گرد کمی نہیں، بہت مشکل ہو گیا ہے

" تمہارے بغیر رہنا۔۔۔۔

وہ اس لڑکی کو اتنی تکلیف دینے پر مجبور تھا ورنہ اسکا بس چلتا تو لعلین ابراہیم کو خود سے کیوں محروم رکھتا، اور جس طرح وہ رو رہی تھی، لئیق کے دل کو دکھ پہنچ رہا تھا۔

جانتا ہوں، آپکی تکلیف کا احساس بھی ہے۔ آکر تلافی کر دوں گا، جتنا آپ" نے مجھے مس کیا۔ بی بریو، میرے سامنے بھی سٹرونگ گرل بنا کریں، آپکو "مضبوط دیکھنا مجھے پسند ہے

اسکی ناراضگی بہت پیار سے مٹاتے ہوئے وہ کامیاب ہوا کیونکہ اس سانس لیتی ہوا میں نہ سہی اپنے آپ سے اسے لئیق ایزد کی خوشبو ضرور پہنچی۔

تمہارے سامنے سٹرونگ گرل رہ کر کیا کروں گی لئیق، تمہاری توجہ اور" محبت کمزور سی لعلین کو زیادہ ملتی ہے۔ مجھے اپنی پکچر بھیجنا، کال ہو پاتی تو میں تمہیں دیکھنے کی خواہش کرتی مگر شاید ابھی ہمارے ملنے کا مناسب وقت نہیں، تم ٹھیک ہو؟ کیا کر رہے ہو؟ کیسے دن گزر رہے ہیں۔۔۔۔ سب بتاو "مجھے

اتنی پیاری سی خواہش اور پھر اتنی فکر لئیق کے دن کی ساری تھکن اتار گئی، تکیہ بیڈ پر رکھے وہ وہیں لیٹ گیا۔

میری توجہ اور محبت اب صرف آپکے نام ہے، آپ لئیق ایزد کے لیے"
اس مشکل اور پھیکی زندگی کی آسانی اور مٹھاس ہیں۔ بس یہاں تھوڑی
فراغت سی تھی کل تک مگر اب تھوڑا بزی ہو گیا ہوں، آج پورا دن بھی اہم
میٹینگز اٹینڈ کیں۔ امید ہے منگل بدھ تک واپسی ہو جائے، آپ اپنا خیال
رکھیے گا۔ ایسا نہ ہو میں آوں تو آپ ویک ہوئی ہوں۔ سن لیں آپکے چہرے
کو مرجھایا ہوا نہیں دیکھنا چاہتا، میں آپکے ساتھ ہوں یاد ور، میری ساری
محبت اور دھیان آپکی طرف ہے، اتنی اہم ہو کر اگر آپ خود کو سنبھال نہ
"سکیں تو یہ تو اچھی بات نہیں

وہ اس سے بات کر کے ساری تھکن زائل محسوس کیے دھیمی سی مسکرائی،
یہ شخص واقعی حد سے زیادہ عزیز ہو رہا تھا۔

تمہیں اپنے سامنے دیکھ کر میرا چہرہ خود ہی کھل جائے گا لئیق ایزد، میں"
"تمہارا انتظار کروں گی۔ مزید دیر مت کرنا، بہت دن ہو گئے مزید نہیں

وہ اسے بارہا اپنی بے چینی کے سبب واپسی کا کہہ کر اس بار تو لئیق کا دل بھی بے چین کر چکی تھی۔

"یقین کریں مجھ پر، آپ کے پاس ہی تو آنا ہے مجھے۔۔۔میری روح کا حصہ ہیں آپ۔تو پھر بتائیں لیڈی خوب انجوائے ہو رہا ہے یا نہیں، آپکی ٹونکل تو آپکو مس کر کر باولی ہو چکی ہو گی"

اتنے دن سے لعلین کو اپنا ہوش نہ تھا پھر ٹوئنکل کہاں یاد رہتی پھر بھی وہ مسکرائی۔

"ہمم۔۔فرہاد بابا اسے یقینا کمپنی دے رہے ہوں گے، عینی اور پرکاش بابا کی زندگی میں خوشی آئی ہے اور میں چاہتی تھی میں انکے ساتھ رہوں۔ہاں انجوائے تو کیا ہے کیونکہ یہاں سب بہت خوبصورت ہے، احساس سے بندھے لوگ، جو ایک دوسرے کی خوشیوں میں دل سے شریک ہوتے ہیں۔پھر صارم نے ہم سبکے دلوں کی تکلیف بہت جلد مدھم کر دی، زخم

مندمل کر دیے۔اسکی سدرہ بھی اسکی طرح بہت پیاری ہے،اسکے ماما

"جی۔۔۔۔۔ل۔۔۔

وہ بے دھیانی میں کہتی کہتی یکدم رکی ورنہ سارے سرپرائز کا محترمہ خود بیڑا غرق کر دیتیں،خود لئیق نے محسوس کیا جیسے وہ کچھ کہتے کہتے رک گئی ہو۔

"رک کیوں گئیں؟"

لئیق نے تجسس سے پوچھا تو وہ بے آواز سا ہنسی۔

"جب تم واپس آو گے تو تمہارے لیے ایک سرپرائز بھی ہے"

تجسس کو برقرار رکھے اس بار وہ خوشی سے لبریز آواز میں چہکی جبکہ لئیق کا تجسس واقعی بڑھا۔

آہاں، کہیں ایک ہی اٹیمنٹ میں آپ نے میرا رینک تو نہیں بڑھا دیا نہ"

"مسیز۔۔۔۔ڈرائیں تو مت مجھ معصوم کو

لئیق کے جملے کی پہلے تو لعلین کو سمجھ نہ آئی مگر اسکی بات کا مفہوم سمجھ آنے پر وہ کان کی لو تک سرخ پڑی، مسکراہٹ خود ہی ہونٹوں کو چھو کر گزر گئی۔

"ل۔۔ لئیق ایز دتم۔۔۔ تم ہو ہی بو نگے"

خفت چھپانے کو وہ الٹا ڈپٹے منمنائی تو مقابل جاندار قہقہہ بلند ہو کر لعلین کے دل کی دھڑکنوں کو مزید بڑھا گیا۔

ہاہاہا۔۔۔اور آپ میری بو نگی۔۔۔۔اب آپ سرپرائز کا یوں راز دار نہ" کہیں گی تو میرا دماغ تو بس اپنی کارکردگی کے رزلٹ کی طرف ہی جائے گا،

"خیر کیا یہ سرپرائز واقعی نہیں ہے تو پھر

لئیق کی بے باک مگر لفظوں کے غلاف میں چھپی گفتگو لال کے چہرے پر گلال رنگ بکھیر گئی، چاہتی تو وہ بھی یہی تھی لیکن ابھی تک کچھ کہنا قبل از وقت تھا۔

ن۔ نہیں۔۔۔ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔کچھ اور سرپرائز ہے، تم آجاو"

" بس۔۔۔

لعلین نے جناب کو وضاحت دیتے مزید پر شوق کیا اور اب تو وہ واقعی واپسی کے لیے بیقرار ہونے والا تھا۔

"آنکھیں بند کریں آتا ہوں، آپکے خواب میں"

اسکی سرگوشی پر لعلین نے ہونٹ کا کنارہ دانت تلے دبائے سامنے تاحد نگاہ پھیلی رات کے دامن میں چمکتی روشینوں پر ڈالی۔

میرے پاس آو، خواب والا لئیق ایزد نہیں چاہیے۔اسے میں چھو نہیں" سکتی، اسکی خوشبوان ہیل نہیں کر سکتی۔ مجھ سے ا۔۔ب بات نہیں ہو گی،

" آئی م۔۔ مس یو سو مچ لئیق۔۔۔۔۔

وہ اسے اپنے پاس چاہتی تھی اور وہ نہیں تھا تبھی کہہ کر لعلین نے خود ہی کال کاٹ دی مگر اس لڑکی سے بات کر کے لئیق ایزد کو سکون مل چکا تھا اور خود لعلین کو بھی جو وقتی اسے مس کر کے آنسو بہانے کا شغل شروع کر چکی تھی۔

.._____..

شیری سے اہم کام ہونے کی وجہ سے جب دستگیر نے اسکو کال کی تو اسی وقت شان نے شہریار کا فون آن کیا تھا اور آن ہوتے ہی دستگیر کی کال اسے اٹھانی بھی پڑی اور اس نے شیری کو لگتی گولی کا بھی اسے بتایا۔

دستگیر پہلی فرصت میں گیارہ تک ہوسپٹل پہنچا، تب تک شہریار کو نا صرف روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا بلکہ وہ ہوش میں بھی آ گیا۔

دستگیر نے فوری اس سے ملنے کی پرمیشن لی اور شان کے ہمراہ ہی روم میں پہنچا، شیری اب کافی بہتر تھا پر کندھے پر لگی گولی نے اسکو ہلا کر رکھ دیا تھا، اب بھی اسے ڈرپ لگی تھی مگر نرس سے کہہ کر شیری نے بیڈ کراون سے ٹیک لگا لی تھی اور وہ تو ڈاکٹر سے ہوش میں آتے ہی گھر جانے کا مطالبہ کر چکا تھا۔

"شہریار، اب کیسے ہو؟"

دستگیر کی آواز پر شیری نے اپنی متورم آنکھیں کھولیں۔

ٹھیک ہوں دستگیر۔۔۔ بڑے نقصان کا صدقہ ہے یہ معمولی زخم۔۔۔"
اگر وہ گولی میرے کسی قریبی کو لگتی تو شاید اسکی تکلیف، زخم بھرنے کے بعد بھی اپنی جگہ قائم رہتی۔ تمہارا شکریہ تم آئے، کسی سے اس حادثے کا ذکر مت کرنا، خاص کر بھجت سے۔ میں کل تک گھر جانے کی کوشش کروں گا۔ میرے لوگ ان آدمیوں کے پیچھے ہی ہیں، جلد اچھی نیوز ملے گی"

بھلے وہ کچھ نڈھال لگ رہا تھا مگر دستگیر کو اسکی ہمت اور اپنی فیملی کا سوچنا بہت اچھا لگا۔

تم بہت مضبوط انسان ہو شہریار، مجھے بہت اچھا لگا تمہاری ہمت دیکھ کر۔"
جن کے دل میں انسانیت باقی ہو وہ لوگ پتھر دل چاہ کر بھی نہیں ہو سکتے۔
اللہ تمہارا یہ معمولی زخم جلد بھر دے، کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے بلا جھجک بتانا۔ بھائی نے بھی خاص تاکید کی تھی کہ تمہارے آگے پیچھے نظر

رکھوں۔ کل جب تم ڈسچارج ہو تو مجھے بتانا، تمہیں تمہارے گھر خود چھوڑ
"کر آوں گا۔۔۔۔۔آرام کرو، کسی معاملے کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں
دستگیر کا بردارانہ شفیق انداز شیری کو اچھا لگا تبھی وہ رسان سے سر ہلائے
مسکرایا۔

بہت شکریہ دستگیر عالم۔۔ تمہیں اتنے خاص وقت تنگ کیا، میری وجہ "
"سے تمہیں اس وقت یہاں آنا پڑا۔ میں ٹھیک ہوں تم مطمئین ہو کر جاو
شہریار کا معذرت کرنا دستگیر کو مسکراہٹ دے گیا جسکی وجہ خاص وقت پر
شیری کا دیا زور تھا۔

ارے میرے بھائی، محبت مل جائے تو ہر لمحہ خاص ہوتا ہے۔ذمہ داریوں "
کو اول رکھنا چاہیے وہ متاثر نہیں ہونی چاہیں۔۔ شان! خیال رکھنا اسکا۔ان
"شاءاللہ کل آتا ہوں مئں

وہ شیری کا کندھا تھپکائے مسکراتا ہوا شان کو ہدایت کیے باہر نکلا تو شان نے بھی اسے سی آف کرنے باہر قدم بڑھائے جبکہ شیری نے بھی انکے جاتے ہی اپنی آنکھیں موند لیں۔

دستگیر کو واپسی میں بارہ بج گئے، جب وہ واپس پہنچا تو پورچ میں اسکی رکتی گاڑی کے ہارن پر صبور جو اضطراری انداز سے دلہن بنی ادھر ادھر چکر کاٹنے میں محو تھی، لپک کر کھڑکی کی طرف بڑھی، اس شخص کو اپنے رعب دار سحر کے سنگ گاڑی سے نکلتا دیکھ کر صبور کی پلکیں حیا و خوف سے لرز کر رہ گئیں لیکن جب چہرہ گما کر وال کلاس پر نگاہ جمائی تو وہاں بجے بارہ صبور کو غصہ دلا گئے۔

"بات نہیں کروں گی تم سے"

منہ پھلا کر وہ کھڑکی بند کیے اس پر پردہ گراتی چلتی ہوئی ڈریسنگ تک آئی، آنکھیں اپنے دہکتے حسن سے الجھ کر اداس سا مسکرائیں۔

وہ اندر آیا تو مریم بی جو کچن میں پانی پینے جا رہی تھیں، اپنے لاڈلے کو آتا دیکھے خفا سی ہو کر اسکی طرف بڑھیں۔

"یہ کیسی لاپرواہی ہے امے کی جان، کب سے صبور آپکی منتظر ہیں۔ آپ امے سے تھپڑ کھانے والے کام کر رہے ہیں"

مریم صاحبہ کا لاڈ سے ڈانٹنا دستگیر کو مسکراہٹ دے گیا تبھی تو وہ ان کو خود سے لپٹائے، انکی خفگی لمحے میں دور کر گیا۔

"اسے بھی ایسے ہی منالوں گا، آپ بتائیں۔۔ دستگیر عالم کے فائنلی آباد ہونے پر خوش ہیں؟"

اول جملہ وہ شوخ ہوئے کہتا والدہ تک کو بوکھلا گیا مگر فوری دوسرے سوال سے پہلے جملے کے اثر کو زائل کیا تو وہ اپنے جگر کے اس ٹکڑے کے روبرو ہوئیں اور اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرے گال پر پیار دیتے کھلکھلائیں۔

"آپ کیا جانیں کہ ایک ماں کے لئے اسکے بچوں کی خوشی کتنی اہمیت رکھتی ہے، ہم خوش ہیں جان۔ آپ اور صبور ایک دوسرے کا سکھ سکون بنے

رہیں۔اس محل کی یہ خوشیاں اب یونہی بڑھتی رہیں، قربان جائیں ہم آپکی
"ان مسکراتی آنکھوں پر، ہماری زندگی کا کل سرمایہ ہیں آپ دستگیر
آج وہ بھی دستگیر کے بابا کو مس کر رہیں تھی اور وہ خود بھی تبھی امے کے
ایموشنل ہونے پر خود بھی ہوا اور کچھ دیر بس انھیں سینے سے لگائے رہا۔
اور آپ دستگیر عالم کی ہمت ہیں، میری ہر کامیابی کی وجہ آپکی دعا ہے۔"
آپکی انہی دعاوں نے مجھے یہ دن دیکھایا کہ آج میں اس لڑکی کو پوری دنیا
کے سامنے اپنا بنانے کے قابل ہوا جس سے بہت محبت کی ہے، مجھے دستگیر
"عالم آپ نے بنایا ہے، آپکا سایہ مجھ پر سلامت رہے
انکی جبین جس محبت سے دستگیر نے چومی، مریم بی کا دل خوشی سے لبریز
ہوا۔
آمین ماں کی جان۔۔اب جایئے اور اپنی محبت کا اس لڑکی سے پورے حق"
کے سنگ اعتراف کریں۔ ہمیں اب دادی بننا ہے یہ بات سن لیں، اور ہم
"کہے دیتے ہیں اب بہت بے صبرے ہو جائیں گے۔۔۔۔جایئے

والدہ کی پھرتیوں پر وہ وجیہہ شخص بھی آفت انگیز ہنسا، کیونکہ جناب خود بھی بہت صبر ے ہو چکے تھے، شرارت سے ہنستا ہوا وہ انکو شب بخیر کہے حکم کی تعمیل میں سر خم کیے وہاں سے گیا تو وہ بھی مسکراتیں واپس باورچی خانے کی سمت بڑھ گئیں۔

وہ آئینے کے روبرو کھڑی خود ہی کو نظر لگانے میں مصروف تھی جب دروازہ کھلنے کی آہٹ پر کسی کی آنکھیں اس روح افزاء دیدار پر ساکن ہوئیں تو کسی کی دھڑکنیں، اس جان لیوا شخص کی موجودگی سے تھم کر رہ گئیں۔

جناب نے دروازہ بند کیے یہ دل موہ لیتا منظر، دیکھا اور متوازن مگر بیقرار سے قدم اٹھائے وہ اس فسوں خیز ماحول میں اپنی دسترس سے آتش جگاتی لڑکی کے قریب آیا، اور اس سے پہلے وہ اس کو پکڑ کر اپنی جانب پلٹتا، وہ رخ خود ہی دستگیر کی طرف پھیرے اسکے ہاتھ ناراضگی سے پرے جھٹک گئی۔

سب بے قراریاں بس جھوٹ تھیں، کون دلہا اپنے من پسند دلہن کے "
پاس رات کے بارہ بجے آتا ہے۔۔۔ جاود ستگیر عالم میں تم سے آج نہیں
"بولتی
آنکھوں میں اداسی بھرے، شکوہ خود ہی ان مخملی ہونٹوں پر مچلا، دستگیر نے
لاکھ مسکراہٹ دبائی مگر آج ہونٹوں سے وہ ظالم الگ ہونے پر تیار نہ تھی،
قصدا مسکرا کر وہ اسکی جانب بڑھا۔

"مت بولنا، آج بولنا ویسے بھی غیر ضروری ہے"

ایک ہی جھٹکے سے اس کی نازک کمر میں ہاتھ لپیٹ کر وہ اس روٹھی حسینہ کو
اپنے نزدیک کھینچ کر صبور کی ناراضگی کی ایسی کی تیسی کر گیا، جبکہ صبور نے
اسے براہ راست تکنے سے گریز برتتا تاکہ دل کی بے حد بڑھتی خواہشوں کو
چپکے سے چھپا لے۔

ریڈ لپ سٹک سے سجے اس لڑکی کے صندلی لب، اس درجہ نزدیکی پر بھینچ گئے، پلکیں ہولے ہولے لرز کر اندرونی حشر کا پتا دیتیں دستگیر کو مدہوش کر گئیں۔

جھوٹ کچھ نہیں تھا، آج یہ شکوہ دھل جائے گا میری جان۔۔ باقیوں کا تو" نہیں پتا لیکن دستگیر عالم کبھی تمہارے معاملے میں بے صبرا نہیں رہا۔ اتنی پیاری دلہن ناراض ہو کر اور پیاری لگ رہی ہے، جی چاہ رہا ہے ضروری باتوں کا سیشن پرے سرکا کر بس تمہاری خوشبو کو نس نس میں بسانے لگ "جاوں

بے خود ہوتے وہ اسکا روپ تکتا گیا اور ہونٹوں سے لفظی گستاخیاں سرزد ہوئیں، صبور نے ہمت سی کیے اپنی آنکھیں اٹھا کر دستگیر کی آنکھوں میں دیکھا، اس شخص کی سانسوں کی تپش اپنے گلال رخساوں سے چھو کر اور بے قرار کر گئی۔

"ن۔۔ نہیں۔۔ مجھے باتیں کرنی ہیں"

اپنی گھبراہٹ دبائے وہ آہستگی سے اسکے گلے لگی تو دستگیر کی آنکھیں بند ہوئیں اور ہونٹ مسکرائے جبکہ دونوں بازو اس نے صبور کے گرد باندھے، اس نازک مرمریں وجود کو چند لمحوں بعد ہی اس نے بے خود انداز کے سنگ خود میں بھینچ لیا۔

"کر لینا، تم نے مجھے مکمل کیا ہے، اب تم سب کر سکتی ہو۔ بہت خوش ہوں، تمہیں مکمل پالیا صبور۔ میری واحد محبت، میری بیوی بن کر میرے پاس ہے، کتنی بڑی راحت ہے، من پسند کا باہوں میں محصور ہونا، تمہاری کمی نے دستگیر عالم کو کچھ وقت کے لیے بے حس و حشی بنا دیا تھا، لیکن

"تمہارے واپس مل جانے نے مجھے پھر سے ویسا بنا دیا جیسا تمہیں پسند تھا

وہ اسکی موجودگی سے اپنے دل کو راحتیں دیتا خوشی میں مبتلا تھا اور صبور نے جس طرح اپنا اطلسی ہوتا وجود اسکی بازوؤں کے حصار میں ہی زرا سرکا کر پیچھے کیا، وہ صبور کی اسے دیکھنے کی خواہش پر خود ہی سامنے ہوا، اس لڑکی کی

اس اظہار پر گلابی مائل ہوتی آنکھوں نے دستگیر عالم کی دنیا میں طلاتم برپا کیا۔

"تم مجھے ہر طرح پسند ہو دستگیر عالم، میں بھی بہت خوش ہوں، تم نے اپنا وعدہ پورا کیا"

اس لڑکی کی آنکھوں میں اس اعتراف پر حیا کی لالی بکھری تھی اور دستگیر عالم کی محبت بھری بے قرار نظریں اپنے چہرے پر جمی محسوس کیے وہ فورا الجا سی گئی، اس شخص کی نظروں میں پہلی بار اتنی گہرائی سے مرکوز ہونے پر صبور کے چہرے پر خون سمٹنے لگا، صرف نگاہوں کا بھٹکنا ہی جسم و جان کو حرارت بخش رہا تھا تو اس شخص کے بے لگام ہوتے قدموں پر وہ کیسے خود کو سنبھالے گی، یہ سوچنا ہی وجود کو سنسنی بخشنے لگا۔

"آج صرف تھینکو نہیں چلے گا، آج جاننا چاہتا ہوں کہ تم کتنی خوش ہو،

"صابر عاشق، شوہر کے رینک پر فائز ہے، تو ابھی اسی وقت صبر کو گڈ بائے

سرخ عارضوں پر پر شوق نگاہیں دوڑاتے وہ یہ سب کہہ کر صبور کے نازک وجود میں لرزش جگا چکا تھا، اس لڑکی کے دلہنا پے پر ایسی شرم وحیا آفت انگیز دیکھائی دے رہی تھی۔

"دستگیر۔۔۔۔"

وہ اسکے جان لیوا تقاضے کے بعد قریب تر آنے پر روہانسی ہوئی، دھڑکنوں کا دم بہ دم بڑھتا شور اور دستگیر کی حدت بھری نگاہیں دونوں ہی وجود کو ریت سا بکھیر رہی تھیں۔

"آج کوئی اعتراض نہیں، میں نے اس لمحے کا شدت سے انتظار کیا ہے"

"صبور۔ مجھے محسوس کرنے دو کہ میرے پاس تم سچ میں موجود ہو

اک محبت بھری ڈھارس تھی اور جب وہ اپنی خواہش میں شدت ملائے اسکے چہرے کو تھامے بولا تو اک لا متناہی سکون تھا جو اس لڑکی کی رگ رگ میں اترا، دستگیر نے اسکی یکدم گرتی پلکیں دیکھ کر خفیف سی مسکراہٹ دی اور ہاتھ بڑھا کر اسکے سر پر سیٹ ہوا دوپٹہ اتار کر بیڈ کی اور

اچھالا، مگر یہ بے باک جھٹکا تو وہ سہہ گئی مگر جس طرح دستگیر نے اسے زیوارت کے تشدد سے آزاد کیے اپنی قید دینے کی خطرناک تیاری کا ارادہ بنایا، وہ کانپ اٹھی۔

"ک۔۔ کیا کر رہے ہو دستگیر۔۔۔۔"

اپنے چہرے سے مس ہوتی دستگیر عالم کی انگلیوں کی گداز پوریں اسے گھبراہٹ دینے لگیں تو وہ سہم کر بولی مگر دستگیر نے اسکی مزاحمت رد کی۔

"تمہیں محبت سے چھو کر ان غیر ضروری چیزوں سے آزاد کر رہا ہوں، آج تم پر کچھ اور طرح کا تشدد سوٹ کرے گا"

اسکی دمکتی سفید گردن سے ہار ہٹائے وہ نہ صرف یہ جان لیوا سرگوشی کیے قریب ہوا بلکہ اپنے دہکتے لب اسکی گردن پر رکھے تو صبور کو لگا وہ اسکی جان نکالنے لگا ہے، دستگیر کی انگلیوں نے جس طرح وجود پر حرکت کی، صبور کے جسم میں برق دور گئی۔

پھر اس درجہ گھائل کرتے خطرناک تیور، صبور کو ڈرا گئے۔

۔۔۔۔م۔۔مجھے تم سے ڈر لگ رہا ہے، ت۔۔ تم خطرناک لگ رہے "
ہو۔۔۔۔ تم۔ن۔۔نے میری تعریف نہیں کی دستگیر، م۔۔مجھے گفٹ بھی
نہیں دیا۔۔۔ایسے کیسے۔۔۔۔ت۔۔ تم ہو ہی کوجے شوخے۔۔
"اب۔۔اب سچی میں ناراض۔۔۔۔
اس سے پہلے وہ اپنا آپ اس سے آزاد کروائے دور ہوتی، وہ اسکی ہر بات ان
سنی کیے ان بوجھل سانسوں کو اپنے ہونٹوں کی جاندار گرفت میں قید کرتا
صبور کی ہر مزاحمت نہ صرف رکوا چکا تھا بلکہ اس شخص کی شدت بھری
استحاق آمیز پیش رفت پر صبور کے جسم میں گردش کرتا لہو تک، سانس اور
دھڑکنوں سا منجمند ہوا، وہ خود کو اسکے سہارے چھوڑ کر بے جان پڑی مگر
اس لڑکی کی سست پڑتی دھڑکن نے دستگیر کو بری طرح جنجھوڑا اور اسی
سبب اختتام نرمی سے کیے اس لڑکی کے انگ انگ تک اپنی پرزور شدت کا
اثر اتارے، اسے بازووں میں شدت سے محصور کیے صبور کے لمحے مہکائے
اسے خود میں شدت سے جذب کر چکا تھا جبکہ اس طرز کی رعب دار

جسارت پر وہ ہلنے کی بھی ہمت نہ کر سکی تھی بس اپنے بے حال پڑتے سانس کو تیز تیز کھینچ کر دستگیر سے مزید بری طرح لپٹی اور اپنے ہاتھوں کی مٹھیوں میں اس شخص کی شرٹ بھی جکڑ لی۔

"تمہیں جی بھر کر دیکھ لوں تو منہ دیکھائی کر لوں، گفٹ بھی دوں گا۔ تعریف بھی کروں گا، لیکن ابھی تم صرف قبول کرو گی۔ وہ محبت جو تمہاری ہمت سے کہیں زیادہ کی شدت اختیار کر چکی ہے"

دھیمے لو دیتے لہجے میں کہے دستگیر نے اپنی رخسار، صبور کی گال سے رب کیے اس سے الگ ہوئے اسکا بے خود ہوئے چہرہ دیکھا تو وہ آنکھیں اٹھا کر دیکھنے کی سکت نہ رکھے کانپتی ہوئی اسکے قریب سرکی اور تبھی وہ اسکی رخساروں کو چومتا، نگاہیں ان جان لیوا ہونٹوں کی نرمیوں کی اور دوڑائے غضبناک مسکرایا جہاں گستاخی کے سبب بھیگی شفق نے ڈیرا جما لیا تھا۔

"دستگیر۔۔م۔۔مت کرو نہ۔۔۔۔"

اسکی بڑھتی گستاخیوں پر صبور نے اسکی طرف دیکھے سسک کر سر گوشی کی مگر یہ تو وہ بھی جانتا تھا کہ وہ لڑکی اسکی محبت بھری تمام شدتوں کے لیے دل کو مچلتا محسوس کر رہی تھی، اسکے ہر انداز سے چھلکتی بے قراری دستگیر عالم کے جذبات بڑھانے کو کافی تھی، ماحول میں اک حدت نمودار ہو رہی تھی۔

"جانتی تو ہو صبور، آج تمہاری کوئی بات نہیں سنوں گا۔ تو ان ہونٹوں کو خوامخواہ کیوں زحمت دے رہی ہو، انھیں اس کام پر لگاؤ جو میں چاہتا ہوں"

جب ذو معنی خاموشی نے طوالت اختیار کی تو اس نے صبور کو دیکھے بغیر کہا، کیونکہ اسکی محسوس کن حد تک توجہ اس لڑکی نے محصور ہوئے کھینچ رکھی تھی، سینے پر ہتھیلوں سے دباؤ ڈالے وہ اپنا بچاؤ کرنے کو مچلی۔

"ہٹو نہ مجھے چینج کرنے دو، ایچنگ ہو رہی ہے۔ سانس تو لینے دو ظالم۔۔۔۔۔"

اسے کسی طرح روک نہ پانے پر صبور کے پاس بس یہی بہانہ تھا، دستگیر شر انگیز مسکرایا اور شرافت سے سانس لینے کی مکمل آزادی بخشے دور ہوا۔

نزاکتیں تو دیکھو اس مغرور حسینہ کی، جاو چینج کر لو۔۔۔دستگیر عالم بھی"

"ایزیلی ہو کر اپنے جان لیوا مظاہرے کرنے کے حق میں ہے

اس آفت کے پرکالے کا موڈ بدلنا آج ناممکن تھا تبھی اس سلگتی قربت سے تھوڑا ہی سہی پر جان بچانے کو وہ اسے دیکھے بنا ہی اپنا بھاری جوڑا سنبھالے چینج کرنے بھاگی اور جناب کی توجہ کوٹ کی جیب میں رنگ کرتے سیل فون نے کھینچی۔

لئیق ایزد کی کال پر دستگیر مسکراتا ہوا وہیں بیڈ پر بیٹھا۔

"آپکو بہت مس کیا بھائی"

وہ بھی سونے کی تیاری میں تھا، آج لعلین سے بات کر کے ویسے ہی بہت پیاری نیند آ رہی تھی مگر دستگیر کو اس خاص دن کی مبارک دینا اہم تھی، صبح تو وہ جلدی میں بات نہیں کر سکا۔

میں جانتا ہوں، لیکن تم نے میری غیر موجودگی میں میرا ہر فرض بخوبی"
نبھایا ہے دستگیر عالم۔ نئی زندگی بہت مبارک ہو۔ دعا ہے اب کوئی دکھ نہ
"دیکھو، تمہارے اور صبور کے لیے بہت خوش ہوں
لئیق ایزدی ہر کسی کو برابر کی اہمیت دینا ہی اسکو پسند کرنے والوں کو اسکا
گرویدہ بنائے رکھتا تھا۔
تھینک یو بھائی، آپکو کچھ بتانا تھا، شیری کو گولی لگی ہے۔ کندھے کا آپریٹ"
ہوا ہے۔ میں گیا تھا اسے دیکھنے، خود کو جبرا بہتر دیکھانے کی کوشش میں
تھا۔ اسکی تکلیف کا بھی کوئی حل نکلنا چاہیے، کم از کم آپ اسے اپنی شرط سے
"آزاد کر دیں
دستگیر کے انکشاف پر لئیق کی فکر پریشانی میں بدلی، خاص کرمانی کے حوالے
سے شیری اسکے لیے اہمیت کا حامل تھا پھر وہ لعلین کا دوست ہونے کے
ناطے بھی عزیز ہو چکا تھا۔

میں نے اسے کسی شرط میں در حقیقت باندھا ہی نہیں دستگیر، ٹھیک ہو"
جائے گا سب۔۔۔ خیر شیری کے حوالے سے محتاط رہو تم، اسے تکلیف
ہوئی تو سمجھو مانی کو ہوئی۔ اور میں نہیں چاہتا وہ لڑکی، اس شخص کی تکلیفیں
دیکھ کر جان ہارتی رہے۔۔۔ تم بھی آرام کرو، میں کل شیری سے بات
"کروں گا

لئیق اس سب سے اداس ہو گیا تھا اور جس طرح اس نے بات سمیٹی، دستگیر
بھی بوجھل ہوئے فون بند کر چکا تھا۔

شہریار جدون پر جو مشکلات تھیں، امید یہی تھیں کہ وہ اپنی سنگین شدت
اختیار کرتے ہی اپنے اختتام کو پہنچنے والی تھیں۔

....★☆☆☆☆☆★....

ریلکس صبور، تم تو یوں ڈر رہی ہو جیسے دشمن کے باڈر پر جانا ہے۔۔۔۔"

"سانس لو

چینج کیے بلیک سلک ٹائیٹ سوٹ میں وہ جہاں اخیر پیاری اور دلربا لگ رہی تھی وہیں چہرے کی سرخیاں لمحہ بہ لمحہ سرور آگیں ساتھ کا سوچ کر بڑھنے پر خفیف سا بوکھلائی، لمبے لمبے سانس بھر کر خارج کیے سرد پڑتی ہتھیلوں کو گالوں سے رب کیے خود کو پر سکون کیا اور بالوں کو اچھے سے کندھوں پر اور کچھ کمر پر پھینکے ایک آخری سہمی لجائی نگاہ کے سنگ خود کا جائزہ لیے وہ پلٹی، یوں تھا جیسے دل کی دھڑک کانوں میں آکر سنائی دینے لگی ہو۔

چہرہ قوس وقزاح کے سارے رنگوں سے سجا تھا، آنکھیں روشن چمکدار اور شرمگیں تھیں، دستگیر عالم کے روبرو پوری رضا سے جانے کی ہمت کرنا بڑا جان جوکھم کا کام تھا، آج تو وہ ساحر آنکھوں سے چھو کر ہی جسم وجان کے اطمینان اور سکون کو رخصت کیے، صبور کو اپنے رنگ میں رنگ لینے کا طلب گار تھا۔

مشکل تھاان شوخ وارفتہ نگاہوں کے پر تپش بہکے لمس سہنا لیکن ساری رات یوں اس شخص سے ڈر کر بھی وہ یہاں چھپی نہیں رہ سکتی تھی سو ہمت جمع کیے اپنے بھاری پڑتے قدم واش روم سے باہر جانے کو بڑھائے اور دروازہ کھولے فطری خوف میں لپٹی کمرے میں داخل ہوئی، دستگیر جو فون کی سکرین سکرول کرتا ہوا مصروف سا بیڈ پر نیم دراز ہوئے بیٹھا تھا، آہٹ پر جب نظروں نے اس شوخ بدن کو مرکوز کیا تو فون وہیں گرائے وہ شرارتا ہنسا اور کف فولڈ کیے اس لڑکی کا سر تا پیر گہرائی سے جائزہ لیے اٹھ کھڑا ہوا، دستگیر کے اٹھنے اور عجیب خطرناک تیوروں سے بازو چڑھانے کو دیکھے صبور کا دل بیٹھا، دھڑکنیں اسکے پل پل اپنی طرف بڑھتے قدموں کے ساتھ سینے سے لپٹنے لگیں، اس وقت وہ پوری کانپ رہی تھی اور اس شخص کا رعب اور وجاہت آج جب خمار اور سرور سے ملی تھی تو سیدھا سبھاو جسم و جان کو بنا چھوئے جکڑ رہی تھی۔۔

صبور نے حلق تر کیے ڈر پر قابو پائے اپنے قدم اسکے قریب آنے پر زرا سے پیچھے سر کائے، جیسے وہ اسے لمحہ لگائے اپنے بس میں کر لے گا۔

"اس قدر بہکانے کا سامان کیے تم دور جاو گی تو قہر ڈھادوں گا، دیکھنے تو دو خود کو"

صبور کے دونوں ہاتھ پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچے اپنے کندھے پر بے تکلفی سے اسکی مرمریں ہتھیلیاں جمائیں، نازک کمر کے گرد ہاتھ لپیٹے بازو باندھے جس طرح وہ لفظوں کی شدت کے برعکس نرمی سے صبور کی جبین پر جھکا، اسکے ہونٹوں کے نرم لمس اور شیو کی گدگداتی چبھن پر اس لڑکی کے گلابی ہونٹوں پر الوہی مسکراہٹ سجی، ساری گھبراہٹ دور ہوئی تو وہ بھی نزدیک ہوئے اپنے ہاتھ اسکے کندھے سے ہٹائے گردن میں بازو حمائل کرتی اسکے مزید قریب آئی اور اس قربت کے بیچ دستگیر کے ہونٹوں نے اسکی گال کو چھوا، مہکتی سانسیں، خمار اور خواہش کی شدت سے بوجھل سانسوں کو چومنے لگیں۔

جسم وجان میں تازگی اترنے لگی، اپنی کمر پر رینگتی دستگیر کی انگلیوں اور ہاتھوں کے لمس پر وہ مزید سرخ رو ہوئی۔

دونوں کی آنکھیں کسی بہت بڑے سکون کا اظہار کرتی ہوئیں ایک دوسرے میں فرصت سے محو تھیں، ایک دوسرے کو کہیں کا چھوڑنا نہ چاہتی تھیں۔

"تم صرف مجھے دیکھو گے اتنے شریف بھی نہیں ہو، تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں تبھی دل چاہ رہا ہے تم سے، تمہاری ان روح تک جھانک کر سارے راز جان لیتی آنکھوں کے سامنے سے بھاگ جاوں"

اپنی گال نرمی سے دستگیر کی بیرڈ سے رگڑے، مبہم سرگوشی کیے وہ اسکی دھڑکنوں کا ساز آنکھیں موند کر سننے لگی تو جسموں نے ایک دوسرے کی خوشبو کو خوش آمدید کہنا شروع کیا، محبت سے بھری دستگیر عالم کی آنکھیں اسکے چہرے کا طواف کرتی بھٹکنے لگیں۔

بھاگ لیا جتنا بھاگنا تھا، اب تم دستگیر عالم سے مزید بھاگ نہیں سکتی، اب "
"تمہیں ہمیشہ میرا بن کر رہنا ہے صبور عالم

کمر میں حائل بازو سختی سے مزین کیے وہ اسے سینے سے لگا لیتا اسکی گردن کو ہونٹوں سے سیراب کرتا اپنے انہی ہونٹوں کو صبور کے کان کے قریب لائے ویسی ہی معنی خیز مسرور سرگوشی میں بولا، لہجہ فتح سے لبریز تھا۔

م۔۔میں تو اس لمحے سے تمہاری ہوں، جب دل میں تمہارے نام کا "
احساس جاگا تھا۔ جب تم سے محبت کا دل نے اعتراف کیا تھا، اسی دن خود کو
"مکمل تمہاری امانت بنا کر رکھ دیا

وہ اسکو دیکھنے روبرو ہوا اور پور پور پر اپنے رخسار اور ہونٹوں کو عاشقانہ ہو کر مس کیے اس نے صبور کی حالت غیر کی لیکن پھر بھی دقت سے سانس بھرتی بھرتی وہ جان لیوا اظہار کرتی چلی گئی، اور جب وہ ہونٹ یہ اقرار کر کے خاموش ہوئے تو دستگیر نے نرمی سے ان کی مٹھاس محسوس کیے اپنا ہاتھ اسکی گردن کے گرد جمائے اسکی سانس میں سانس بھرتے اپنی آنکھیں بند

کیں، دونوں کی دھڑکنیں بے خود ہوئیں، ماحول کو سانسوں کے زیر و بم
نے سرور آگین کیا۔

"دستگیر نے بھی تو اپنا آپ کسی اور کا ہونے نہیں دیا، میرا دل تمہارے سوا
کسی کو سوچ ہی نہیں سکا۔ نہ میرے قدم کسی اور طرف بڑھے، اسکی وجہ
تمہاری بچوں جیسی محبت تھی، جو تم نے ہر پاکیزگی سمیت مجھے سونپی۔۔۔۔
میں نے جب بھی دعا مانگی، اس میں پہلا نام ہمیشہ تمہارا رہا صبور، تمہارے بنا
میری زندگی وجود ہی نہیں رکھتی"

صدق دل سے اعتراف کیے اس نے صبور کے بالوں میں ہاتھ پھنسائے
اسکے چہرے کو گہری نظروں سے دیکھا تو وہ خود آنکھیں بند کیے اپنے
ہونٹوں کی پہنچ میں آتے اس شخص کے چہرے کو چھوتی مسکائی، ان نرم
گلاب کی پتیوں کا ملائم لمس محسوس کرنا دستگیر عالم کے حواسوں کو دہلانے کا
سبب بنا، مزید دور رہتا تو جسم و جان پر حاوی ہوتی حرارت دل کو پریشان

کرنے لگتی، تبھی تو گرفت مضبوط کرتے اس نے اپنی اور صبور کی تشنگی ناقابل بیان حد تک بڑھادی۔

"تم چاہتے ہو صبور آج دوسرا سانس نہ لے سکے"

اپنے چہرے کو چھوتے اسکے ہونٹوں پر اپنی گلابی ہتھیلی جمائے صبور نے جن چور نگاہوں سے دیکھے پوچھا، اس شخص کی مدہوشی میں وہ خوشبوئیں بکھرتی آپسراہ پلوں میں اضافہ کر گزری، اسکی ہتھیلی اپنے مضبوط ہاتھ میں پکڑ کر اسے پرے سرکائے دستگیر نے اسکے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں انگلیوں سمیٹ جکڑا، اس فسوں خیز ماحول میں پھیلی خوابناک روشنی میں اس لڑکی کے چہرے کے گلال اس شخص کو از سر نو مدہوش کرنے لگے۔

"میں چاہتا ہوں تم سانس لو تو میری اجازت سے، میں نے بہت کچھ سوچا تھا کہ تمہاری جان لے لوں گا لیکن کیا کروں تم دستگیر عالم کی زندگی ہو، ستانے کا پلین کینسل۔۔۔۔بس میرے اتنے قریب آجاو کہ تمہاری خوشبو میرے وجود کا لازمی حصہ بن جائے"

اسکی خواہش پر صبور نے مسکرا کر اسے دیکھا، اس وقت وہ اسکے لیے بیقرار اور بے اختیار ہو کر صبور کو فیسینٹ کر رہا تھا، اور اس ہار جاتے دستگیر کے لیے تو وہ اپنا سب کچھ وار سکتی تھی۔

ایڑیوں کے بل زرا سا اٹھ کر اس نے دستگیر کی صبیح پیشانی اپنے ہونٹوں سے چومی، پھر ان نرم و ملائم ہونٹوں سے باری باری اس شخص کی من پسند آنکھوں کو چھوا، ان آنکھوں کے بعد اسکے رخسار چومے، پھر ہنستی ہوئی اسکی ناک سے ناک رگڑتی اسے دیکھنے لگی جو ایسے جان لیوا مظالم پر مکمل اسکے بس میں ہو چکا تھا۔

اور پھر اپنی ہتھیلی اسکی آنکھوں پر جمائے وہ اسم محبت پھونک کر اپنا اختیار خود ہی استحقاق بھرے ملائم مگر تاثیر میں طوفان جیسے لمس کے سنگ دستگیر عالم کے سپرد کر بیٹھی۔

"میں تمہارے اتنے قریب آنا چاہتی ہوں دستگیر عالم کہ میرے لیے تمہیں پھر تم سے بھی بانٹنا ناممکن ہو جائے"

اسکے وجود میں جذب ہوتے یہ آخری دلفریب اعتراف تھا جو ہوش کے آخری کنارے کو تھامے ان پر خمار ہونٹوں نے ماحول پر پھونکا۔

ایک دوسرے کو مکمل خود پر دسترس دیتے ہوئے زندگی کے اک نئے سفر کا آغاز کیا گیا، جس میں نہ حدیں دیکھی گئیں نہ وقت، نہ کوئی دکھ یاد کیا گیا، ایک دوسرے پر اپنی حاکمیت پانے میں سرخرو ہو کر ایک دوسرے کی خوشبو ایک دوسرے میں جذب کر دی گئی۔

رات قطرہ قطرہ ڈھل کر اس خود سپردگی کا جشن منائے بھیگتی رہی اور صبح کی الوہی چمک نے آسمان و زمین کو دیکھتے ہی دیکھتے اپنی چمک کے حصار میں بھر لیا۔

وہ اسکی آغوش میں سمٹ کر نیند کی شدید اب تک کی پر سکون لہر میں لپٹی تھی، اسکی گرم سانسیں دستگیر کو اپنے سینے پر پہنچتی آرام پہنچانے کا فریضہ سونپ رہی تھیں، دستگیر نے اسکے ملائم ہاتھ کی پشت نرمی سے چومی اور مسکرا کر رات کے کسی لمحے پہنائی جا چکی ڈائمنڈ رنگ کو دیکھنے لگا، اپنی

حدوں کے پار جانے کے وہ سارے قیمتی لمحے دستگیر عالم کو غضب کا مسکرانا سیکھا گئے۔۔

نو بج چکے تھے اور دستگیر کہیں جانے کو ریڈی بھی ہو چکا تھا کیونکہ دس بجے اسے ہوسپٹل جانا تھا، مگر صبور کی نیند اس نے اس بیچ بلکل خراب نہ کی، نہ اس کے پہلو سے اٹھتے وقت نہ پھر سے واپس اس لڑکی کی خوشبو کے حصار میں لوٹتے وقت۔

ویسے بھی گزری رات اس نے صبور کو حد سے سوا آزما لیا تھا اور بس اس لڑکی کے چہرے پر بکھرے گلال دیکھنے میں ہی اک الگ سی راحت جسم و جان میں سرائیت کر رہی تھی۔

وہ اسے جذباتیت سے تکتا نرمی سے اسکے سر کی اور جھکا اور محبت سے جبین پر بوسہ دیا، لیکن جب دستگیر کی بے خودی بڑھ کر پرکشش گلابی مائل ہوتی آنکھوں اور ہونٹوں کی طرف بڑھنے لگے تو صبور نے مزید باز و اسکے گرد

جکڑے اپنا چہرہ دستگیر کے سینے میں چھپالیا، ہنس کر اس لڑکی کے فرار سے محظوظ ہوتا وہ انتہائی خوبرو لگا۔

"اٹھنے کا موڈ نہیں ہے کیا لڑکی، تمہارے اس سکون کو دیکھ دیکھ کر میرا اپنا سکون ادھر ادھر ہو جائے گا پھر مجھے کچھ مت کہنا"

صبور کے توبہ شکن انگڑائیوں کو لے کر دل دہلاتے جان لیوا ارادے بھانپے جناب نے خاصے رعب سے دھمکی دی جس پر صبور کی بند آنکھیں بعد میں کھلیں جبکہ ہونٹ پہلے مسکرائے، اپنا چہرہ دستگیر کے سینے سے الگ کرتی وہ نیند کا گلابی خمار آنکھوں میں بھر کر اسے تکتی بے اختیار انگڑائی لیتی اٹھ بیٹھی، ہتھیلی ہونٹوں پر جمائے، جمائی کو روکتے پھر سے دستگیر کے سینے پر کمر کے بل لیٹی۔

اسکے خوشبودار بال دستگیر کے چہرے کو چھو کر گدازسی شرارت کرنے لگے تو دستگیر نے بھی لمحہ ضائع کیے بنا اسکے پیٹ کے گرد بازو جکڑے گہرا سانس

بھرے اس لڑکی کے وجود سے اٹھتی نشہ خیز خوشبو اپنی سانسوں میں اتاری۔

"میں نے یہ سب اتنا مکمل اور خوبصورت نہیں سوچا تھا، تمہاری محبت کا یہ انداز مجھے اپنا گرویدہ کر گیا۔۔۔ خیر چلو تعریف کرو اور لاو گفٹ، منہ دیکھائی کا"

گہرے سانس بھرتی وہ لمحے میں دستگیر کی سمت پلٹی تو جناب کے حصار میں کوئی تبدیلی نہ آئی بس اس لڑکی کی دھڑکنیں اب دستگیر کو اپنے وجود میں اترتی اور حشر جگاتی محسوس ہوئیں۔

"تعریف تو کر چکا ہوں، کیا تمہیں یاد نہیں۔۔۔ اور خود کو دیکھو، تمہاری نس نس میں دستگیر عالم بس چکا ہے، تلاش کرو، شاید کوئی عام سا تحفہ بھی نظر آجائے"

خود سے بے خود ہوتے دستگیر نے نرمی سے اسکی گلابی گال چومے معنی خیزی سے کہا تو وہ خفیف سا بلش کرتی نظر لمحہ بھر جھکا گئی، ان خوبصورت

لمحوں کا اثر اب تک اسکے وجود کو حصارے ہوئے تھا مگر جب اپنی انگلی میں سجی وہ خوبصورت ڈائمنڈ رنگ دیکھی تو صبور نے یکلخت اس ساحر کو دیکھا، اسکی خوشی دیکھتے وہ ہنسا تو وہ بھی کھلکھلاتی ہوئی اسکے گلے جا لگی، اسکو خود میں پیار سے جذب کرتا وہ صبور کے سر پر ائز ہو جانے ہر اترایا۔

یہ میری زندگی کا دوسرا بیسٹ گفٹ ہے، پہلی تمہاری محبت ہے"

جانم۔۔۔اور مجھے سب یاد ہے۔۔۔ویسے مجھے بالکل اندازہ نہیں تھا تم اتنے وہ نکلو گے۔۔۔ شکل سے تو بہت شریف لگتے تھے، لیکن مجھ پر شر اور آفت بن کر کھلے ہو، لیکن تمہارا ہر روپ صبور کی صرف سلامتی ہے، میں حیران "ہوئی، پریشان ہوئی لیکن میں تمہاری محبت سے بھر کر پر سکون بھی ہو گئی

پہلا جملہ چہک کر اور دوسرا جملہ لجا کر کہے وہ دانستہ شرارت پر اتری، لیکن دستگیر کی چاہت سے لبریز نگاہوں کے لمس کے آگے صبور کے ہونٹوں میں دبا اظہار خود ہی دستگیر عالم کی سماعت میں اتر کر اسکی صبح حسین کر گیا۔

ابھی تو ایک ٹریلر دیا ہے میری جان، جتنا تڑپا چکی ہو وہ تو کسی حساب میں "
ہی نہیں۔ شر اور آفت کی اصل ڈیفینشن تو آہستہ آہستہ بتاوں گا۔اب اٹھ
جاو ورنہ تمہیں پھر سے کسی ڈراونے سفر پر لے جاوں گا،ابھی مجھے ہوسپٹل
"جانا ہے
اسکی سب باتوں پر حیا سے مسکراتی وہ آخری جملے پر پریشان ہوئے دستگیر
کے اٹھنے پر خود بھی اٹھ بیٹھی۔
"ہو۔ سپٹل کیوں؟"
صبور کی پریشانی دیکھ کر اسے شرارت سوجھی، ہاتھ بڑھا کر صبور کی کمر
جکڑے خود پر جھکائے وہ شدید شریر ہوتا اسکے ہونٹوں کی اور جھکا اور مسکراتا
لمس بخشے اس لڑکی کی پریشانی میں گھبراہٹ کا اضافہ کیا۔
اپنا علاج کروانے۔۔۔بہت سنگین مسئلے میں مبتلا ہو گیا ہوں، دل چاہ رہا"
"ہے بار بار تمہاری جان نکالتا رہوں

صبور نے اسکی اس درجہ بے باک مظلوم گفتگو پر گھبرا کر اپنے دانت اسکی ٹھوڑی پر گاڑے تو وہ اس کی حرکت پر ہنسا، بڑھی بیرڈ پروٹیکٹر تھی کہ اس درجہ ظلم کو چھپانا آسان تھا۔

جبکہ صبور کا دل اسکی بات پر بری طرح دھک دھک کر رہا تھا۔

"جان تو میں تمہاری نکالوں گی کوجے انسان"

شرم وحیا سے زیادہ خفت کے غلبے نے اسکی پلکیں بوجھل کیں، دستگیر نے مسکراتے ہوئے اسکی گال چومتے آزادی دی اور جھٹکے سے اٹھ کر بیڈ سے اترا۔

شہریار کو کل گولی لگ گئی تھی، اسے گھر پہنچانا ہے۔ کیسا لگا میرا"

"مزاق۔۔۔۔

صبور کی سینے میں اٹکی سانسیں محتظوظ ہو کر تکتا وہ اتنی پریشانی کی بات بتائے جیسے پچھلے کیے خطرناک مزاق پر دانت نکال رہا تھا، صبور نے پاس پڑا تکیہ اٹھائے سیدھا اس پر برسایا اور پھر اداس سی ہوئی۔

"کیا وہ ٹھیک ہے؟ مانی کا ہسبنڈ ہے نہ۔۔۔اللہ اسے صحت دے"
صبور کا فکر سے پوچھنا دستگیر کو بھی سنجیدہ کر گیا۔
آمین۔۔ہاں بہتر ہے۔میں ہوسپٹل سے ہو کر آتا ہوں۔تب تک تم"
فریش ہو کر ریڈی ہو جانا۔۔۔میں نکلتا ہوں میری جان، یہ سرخیاں اچھے
"سے چھپا لینا، بائے
اپنی جیکٹ اٹھا کر وہ اسے مطمئین کرتا اسکی اور جھکا اور سر چومتا صبور کی
مسکراہٹ وصول کیے آخری بات پر شوخی سے آنکھ دباتا باہر کی طرف بڑھ
گیا، صبور نے مسکراتے ہوئے اک نظر اوجھل ہوتے دستگیر پر ڈالی تو گزری
شب کے اک اک لمحے نے از سر نو صبور کے دل کی دھڑکن سست کی مگر
دل و دماغ جھٹکے وہ خود کو سنبھالے، فریش ہو کر ریڈی ہونے کی نیت کرتی
بستر سے نکل کر واش روم کی طرف بڑھی۔

.._____..

ایک نئی خوبصورت صبح زمین زادوں پر اتر چکی تھی، صبور اور دستگیر کا ولیمہ آج ہال میں تھا اور آج کا فنکشن بھی دن میں رکھا گیا اور چار تک سمیٹ بھی دینے کا فیصلہ کیا گیا، شہریار کی طبعیت جیسے ہی سٹیبل ہوئی تو اس نے خود ڈاکٹر سے گھر جانے کی بات کی۔

ابھی وہ اسے بالکل اجازت دینے کے حق میں نہ تھے مگر شیری کی ضد کے آگے انہوں نے بہت سی ہدایات سونپے شیری کو دس بجے تک گھر جانے کی پرمیشن دے دی، تب تک دستگیر بھی ہوسپٹل پہنچا، شان کو اس نے بھیج دیا اور خود اپنی گاڑی میں وہ شیری کو اسکے گھر چھوڑنے آیا۔

"کہو تو مانی کو ولیمے کے بعد چھوڑ جاوں تمہارے پاس؟"

شیری کو باہر لاونج میں لگے صوفے پر بیٹھتا دیکھے دستگیر نے بھی سامنے والا صوفہ سنبھالا، پین کلر کے باوجود شیری کو اپنا کندھا اور بازو ایک طرح سن

محسوس ہو رہے تھے، اب جسم کے ٹھنڈا ہونے پر حقیقی درد اٹھ رہے تھے جو اس جیسے مضبوط اعصاب والے کے لیے بھی سہنے مشکل تھے۔

"ہر گز نہیں، اسے آفریدی حویلی رہنے دو۔ میں اکیلا رہنا چاہتا ہوں۔ اور کسی کو بتانے کی ضرورت نہیں دستگیر، میں اپنا خیال رکھ لوں گا۔ تم بھی جاو، ولیمے کا ایونٹ ہے آج۔۔۔"

شیری کسی قسم کی ہمدردی اس وقت برداشت نہ کر سکتا تھا اور پھر مانی کا سامنا تو مر کر بھی ناممکن تھا۔

"بہت ضدی ہو تم، ٹھیک ہے۔۔۔۔ میرے دو لوگ تمہارے گھر کے آس پاس ہی رہیں گے، میں نہیں چاہتا مزید لاپرواہی برتی جائے۔ میں چلتا ہوں، اپنے کھانے پینے اور میڈیسن کا خیال رکھنا اور پلیز جا کر بیڈ روم میں ریسٹ کرو، ڈاکٹر نے تمہیں کم از کم چوبیس گھنٹے کی مزید بیڈ ریسٹ کہی تھی۔۔۔۔۔"

دستگیر اسکے ہارش رویے کے باوجود نرمی سے اسے سمجھائے اٹھا اور شیری نے بے دلی سے اسکی باتوں پر سر ہلا دیا، دستگیر اسے دیکھتا باہر کی طرف بڑھا مگر جاتے ہوئے چوکیدار بابا کو اپنا کارڈ دیا کہ وہ کچھ بھی پریشانی ہونے پر اسے اطلاع کریں۔

شہریار نے کچھ دیر تو وہیں بیٹھے ریموورٹ اٹھا کر چینل بدلے اور پھر کندھے کے بری طرح دکھنے پر وہ لڑکھڑاتا ہوا کندھے کی اور ہتھیلی جمائے درد بھرے تاثرات کے سنگ اٹھا اور آہستگی سے سیڑھیاں چڑھے اپنے کمرے میں آیا، درد کی وجہ سے پورا جسم اذیت میں گندھا تھا اور تبھی وہ روم کی مین لائیٹ آف کیے چلتا ہوا بیڈ تک آیا اور غنودگی سی محسوس کیے وہیں لیٹ گیا۔

جبکہ مانی کی رات ساری بستر پر کروٹیں بدلتے گزر گئی تھی، ولیمے کے فنکشن کے لیے آج وہ ڈارک میرون میکسی میں سمو کی آئیز کا ہاٹ میک

اوور کیے بھی مسلسل روم میں ٹہل کر شیری کا نمبر ملا رہی تھی مگر اسکا فون وہیں سائیڈ ٹیبل پر پڑا بلنک کر رہا تھا۔

مانی کو زیادہ فکر اس لیے بھی ہوئی کہ شیری نے ابھی تک اسکی بکس بھی نہیں بھجوائی تھیں پھر پہلے اسکا فون بند اور اب آن ہو کر کوئی جواب نہیں آ رہا تھا۔

"مجھے نہیں جانا ولیمے پر، میں یہاں مزید نہیں رہ سکتی۔۔۔۔۔آپ ٹھیک نہیں لگ رہے"

اسی طرح وہ بے قراری سے نک سک تیار ہیوی ہیل کے باعث سنبھل کر اپنے کمرے سے نکل کر سیلی کے روم میں گئی جو خود بھی ریڈی تھی اور بھجت کو مسکرا کر کوٹ پہنا رہی تھی جب مانی نے کھلے دروازے کے باوجود دستک دینے پر متوجہ ہوئی۔

مانی کو دیکھ کر دونوں دلفریب مسکرائے، کوٹ کے بٹن بند کرتا وجیہہ اور اپنی پر جمال شخصیت کا رعب رکھتا بھجت اسکے اندر آنے پر اسکی طرف بڑھا مگر مانی کی پریشانی نے اگلے ہی لمحے دونوں کو متفکر کیا۔

"کیا ہوا ہے تمہیں، چہرے کی اڑی ہوائیاں اتنے ہار سنگار کے بعد بھی جھلک رہی ہیں"

بھجت کے فکر مندی سے پوچھنے پر مانی نے بے تابی سے لالہ کا ہاتھ تھاما۔

"لالہ۔۔پلیز مجھے گھر چھوڑ آئیں۔۔۔مجھے نہیں جانا ولیمے پر۔۔آپ دستگیر لالہ سے ایکسکیوز کر دیجئے گا۔مجھے شیری کی بہت فکر ہو رہی ہے پلیز"

مانی کی تکلیف اور التجاء نے دونوں کو ہی تشویش زدہ کیا۔

"ٹھیک ہے میرے بچے۔ہم جاتے ہوئے تمہیں ڈراپ کر دیتے ہیں۔۔۔لیکن اس نک چڑھے کی اتنی فکر کر کے تم ہمیں جیلس کر رہی ہو"

بھجت نے جان بوجھ کر شرارت سے کہاپر وہ بظاہر توجبرا مسکرادی پر اسکو سکون صرف شیری کے پاس جا کر ہی ملنا تھا۔

اور تینوں نے ولیمے کے لیے ہال میں جاتے ہوئے اس بے تاب لڑکی کو ایک تک اسکے گھر ڈراپ کر دیا، چونکہ ہال جانا تھاان سب نے تو بھجت، مانی کو خود اندر چھوڑنے آیااور باہر سے ہی واپس چلا گیا۔

مانی نے بھجت لالہ کے گھر سے نکلتے ہی قدم پورچ سے گھر کی روش کی جانب بڑھائے مگر چوکیدار باباجو گیڈ بند کرتے پلٹ گئے، انکی پکار پر مانی کے قدم رکے۔

"آمنہ بٹیا"

وہ تیزی سے دوڑتے اسکی طرف آئے تومانی پریشانی سے انکی طرف دیکھنے لگی۔

"جی بابا۔سب خیریت ہے"

مانی نے ان کی پریشان صورت بھانپے پوچھا، دل انہونی کے خوف نے پھڑ پھڑا دیا۔

"نہیں بٹیا۔۔ شیری بابا کو کندھے پر کل گولی لگ گئی تھی، کل سے وہ ہوسپٹل تھے، اور بہت ضد پر ڈاکٹر نے انکو گھر آنے دیا۔ دستگیر صاحب بھی آئے تھے صبح، وہی شیری بابا کو یہاں چھوڑ کر گئے ہیں۔ آپ دھیان رکھیے گا انکا، انکی تکلیف انکی ماں اور بابا برداشت نہیں کر سکتے۔ میں تو بہت پریشان تھا کہ انکا خیال کون رکھے گا، شکر ہے آپ آگئیں"

مانی تو بس پہلا جملہ سن کر ہی تھم گئی تھی، آنکھیں اذیت سے بھیگ گئیں، خود بابا اسے یکدم روتا دیکھ کر تکلیف میں مبتلا ہوئے، لیکن مانی کی تو گویا جسم سے کسی نے جان نکال لی تھی۔

بدحواسی سے آنکھیں رگڑ کر سر ہلاتی وہ فورا سے اندر بھاگی، اپنا بیگ وہیں لاونج میں پھینکے تیزی سے زینے چڑھتی ہوئی وہ روم تک پہنچی اور دروازہ کھولے شیری کو دیکھا جو زرا سی کروٹ پر لیٹا، زخمی کندھے کے نیچے تکیہ

رکھے صبح سے اب تک سویا ہوا تھا، آنسو شدت کے سنگ مانی کی رخساروں کو جلاتے چلے گئے، ایک پل تو قدموں میں جان ہی محسوس نہ ہوئی، اسے شیری کی تکلیف نے اپنی تکلیف سے کئی گنا زیادہ رنج دیا، اسے لگا جیسے وہ اس شخص کے زخم کو روح پر گڑھا محسوس کر رہی ہے۔

م۔۔میری بے چینی، میری تکلیف بلاوجہ نہیں تھی۔آپ تکلیف میں " تھے، آ۔۔آپ درد میں تھے تو مانی کیسے سکون سے رہتی۔۔۔شیری آپ میری جان لے کر سکون پائیں گے بے حس۔۔۔۔ک۔۔کیسے نہیں بتائی "مانی کو اپنی تکلیف

وہ اپنا بھاری دوپٹہ بھی بے دلی سے وہیں فرش پر پھینکے لپک کر شیری تک آئی اور اسکے پاس بیٹھتے ہی اسکا مضبوط ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر چومتی سسک پڑی، اسکے آنسو، شیری کو نڈھال دیکھ کر مزید تیزی سے بہنے لگے، جھک کر شدت سے شیری کی گال چومتی، چہرے سے چہرہ جوڑے وہ

بمشکل اپنے آنسو سنبھال سکی کیونکہ اسے بے آرام بھی کرنا نہیں چاہتی تھی۔

نظر بے ارادہ اسکے زخمی کندھے پر گئی تو مانی کو لگا کسی نے ویسا ہی زخم اسکے دل پر چھید دیا ہو، ہچکی سی بھرے اس نے اپنی ملائم ہتھیلی کو شیری کے چہرے سے لگائے، اسکی پیشانی ہتھیلی سے چھوئی، اور پھر جھک کر اس شخص کی جبین چومی تو آنسو پھر سے بے اختیار ہوئے، مانی کے فینسی ڈریس کے باعث شیری بے چین ہوا تو وہ فوراً سے اس پر سے واپس اٹھی۔

"میں نہیں رہ سکتی آپ سے د۔۔دور لیکن اب آپ سے ناراض ہو گئی ہے مانی، آپ کا ہ۔ہر ظلم سہہ سکتی ہوں۔۔۔یہ منظور نہیں کہ آپ مجھ سے میرا یہ حق چ۔۔چھین لیں، مجھے اپنے لیے بے بس کر کے رکھ دیں۔۔۔مجھے تکلیف دینے کے ل۔لیے نہیں بتایا ہو گا مجھے، د۔۔دے دی تکلیف آپ نے مجھے۔۔۔۔۔۔یو ہرٹ می شیری"

آنسو اسکے اختیار سے باہر تھے تو شیری کی بے حسی دل کو کرچی کر گئی۔

وہ کندھے کے درد سے واضح بے چین تھا تبھی مانی اسکے پاس سے اپنی آنکھیں رگڑتی اٹھی اور پہلے چینج کرنے گئی۔

بیس منٹس تک ساری تیاری خود پر سے بے دردی سے اتارے وہ سادہ سے تنگ ٹراوزر اور شرٹ میں ملبوس باہر نکلی تو چہرہ رونے سے سرخیوں میں ڈھل چکا تھا، آنکھوں میں تکلیف ہلکورے لے رہی تھی۔

کھلے کرلی کیے بالوں کو بن بنائے وہ چلتی ہوئی شیری کے پاس نہ صرف آئی بلکہ اسکی دوسری طرف آکر اسکی بازو کھولے اس پر اپنا سر رکھے روتی ہوئی اسکے ساتھ لپٹ کر لیٹ گئی۔

اس شخص کا وجود ہلکی تپش میں مبتلا تھا یہ مانی کو اسکے پاس لیٹتے ہی احساس ہو گیا۔

"ک۔۔کتنا پریشان تھی م۔۔میں۔۔۔۔اللہ نے کیوں آپ جیسے بے حس سے مجھے اتنا جوڑ دیا ش۔۔شیری۔۔۔۔۔کیوں نہیں سمجھتے آپ کے مانی نہ۔۔نہیں جی سکتی آپکے بنا، میرا سکون ی۔۔یہاں ہے۔۔۔۔آپکے دل کی

دھڑکنوں کے قریب۔۔۔۔آپکی خوشبو کے حصار میں، آپکی سانسوں کی حدت میں۔۔۔۔ک۔۔کیوں ش۔شیری۔۔۔کیوں دی آپ ن۔۔نے مجھے اپنی تکلیف۔۔۔۔ک۔۔کس نے تکلیف دی آپکو، خدا غرق کرے اسے۔۔۔۔۔۔۔"

آنسو کسی صورت تھمنے پر نہ آئے تو اسکا دل چاہا وہ اس شخص کو کسی طرح اپنے دل میں چھپا لے، خود پر اختیار نہ رہا تبھی تو اسکا چہرہ اپنی سمت موڑا، اس کے آہستہ آہستہ سانس لینے پر روتی ہوئی وہ اسکے قریب ہوئی اور بنا کچھ سوچے شیری کے خشک پڑتے ہونٹوں کو نرمی سے چھوا، اتنے پیار سے کہ اگر وہ اسکے یہ جان لیوا انداز دیکھ لیتا تو اپنی ہار تسلیم کر لیتا، لیکن یہ کر کے بھی وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

مانی کو مزید پر سکون ہونے کا موقع نہ ملا کیونکہ شیری کی بے خبری بازو پر پڑتے مانی کے سر کے بوجھ سے آٹو میٹک دوسرے کندھے تک جاتے کھچاو

سے ٹوٹی تو وہ بے آواز اپنے آنسوؤں سے شیری کے چہرے کے قریب سانس بھرتی اسکی کھلتی نگاہوں میں فوری مرکوز ہوئی۔

کچھ لمحے تو شیری سمجھ نہ سکا کہ وہ کہاں ہے مگر جب حواس بیدار ہوئے تو مانی کو یہاں اتنی ممنوع جگہ پر موجود پائے، اسکا جلال از سر نو دہکا۔

تمہیں کہا تھا وہیں ٹک کر رہنا۔۔۔۔ تم اتنی ڈھیٹ کیوں ہو، سر اٹھاو اپنا"

"درد ہو رہا ہے مجھے۔۔۔۔اور بند کرو یہ رونا، مرا نہیں ہوں

اسے اتنے پاس واپس دیکھ کر شیری کی غرغراہٹ بلند ہوئی جس پر مانی نے فوراً آنکھیں رگڑتے اپنا سر شیری کی بازو پر سے اٹھائے اسکی بازو سمیٹ کر اسکے سینے پر اسکا ہاتھ رکھا اور بنا کچھ بولے گھبرا کر اٹھ کر جانے لگی جب شیری نے اسکی بازو دبوچے لہرا کر اسے اپنی سمت پلٹایا مگر وہ اس کے اوپر جھک آئی، اسکی سرخ انگارہ آنکھیں شیری کے دل کا خون کرتی محسوس ہوئیں۔

کیوں رو رو کر آنکھیں اجاڑ رکھی ہیں، تم ولیمے کو اٹینڈ کیے بنا کیوں آئی"

"ہو؟ اور جواب کیوں نہیں دے رہی؟

اسکی خاموشی پر جب وہ چڑ کر پھر سے گھورا تو مانی نے ہچکی سی بھرے اپنے آنسو روکے لیکن وہ اتنی تکلیف میں تھی کہ بولنا ناممکن اور رونا آسان لگ رہا تھا، پھر جس طرح وہ بمشکل سانس لینے لگی، شیری کو خود کی تکلیف بھول کر مانی کی فکر گھیر گئی۔

"مانی۔۔۔۔ میری برداشت کا امتحان کیوں لے رہی ہو؟"

وہ اسکی سسکیوں پر اپنے دماغ کو سن محسوس کیے اس بار چلایا تو مانی نے اپنی آنسوؤں کے بوجھ سے بھیگی پلکیں اٹھائے شیری کو دیکھا اور دو تین بار دقت سے سانس کھینچا، اسکے پھر سے خاموش ہونے پر شیری کا دل یہی چاہا اسکا گلا دبا دے، مانی نے آنکھیں پھیرے زرا سا اٹھ کر اپنی بازو شیری کے ہاتھ سے چھڑوانے کی کوشش کی مگر شیری نے مزید مضبوطی سے اسے جکڑا بلکہ زخمی کندھے والا ہاتھ جان بوجھ کر خود پر جھکی مانی کے گرد لپیٹا تاکہ وہ

مزاحمت نہ کرے اور مانی نے واقعی خود کو چھڑوانا اسی لمحے روکا لیکن اس نے بری طرح روتے اپنا چہرہ اسکی گردن میں چھپالیا۔

شیری کی ساری بے رحمی یہیں دم توڑ گئی جب مانی کے ہونٹوں نے اسکی گردن کو چوما، آنسوؤں نے گلے کو تر کیا، اس لڑکی کے نازک وجود نے راحت سی جسم میں سرائیت کی اور وہ بے بس ہو گیا، دونوں ہاتھ اس لڑکی کے گرد خفیف سے جکڑے، اس سکون کو تادیر محسوس کرنے کو آہستگی سے اپنی آنکھیں موندیں، جیسے وہ چاہتا ہی نہ ہو کہ وہ اس سے آج دور جائے، یونہی جسم کے درد سمیٹتی رہے، یونہی اپنی پاکیزہ مقدس دھڑکنوں کو شیری کے زہریلے دل میں منتقل کرتی رہے، شیری کا ایک ہاتھ اس لڑکی کی کمر پر پھیلے خوشبودار بالوں کو چھوا، مانی کی دھڑکن بڑھی۔

ی۔۔یو ہرٹ می۔۔۔۔۔م۔۔مجھے ایک ہی دفعہ ختم کر دیں۔۔۔۔"

ن۔۔ نہیں جینی مجھے ا۔۔ایسی زندگی۔ک۔۔کیوں مجھے چھوڑ آئے

وہ۔ہاں۔۔۔۔ساری رات انگاروں پر گزری۔۔۔ک۔۔کوئی مجھے آپکے

پاس لانے کو تیار نہیں ت۔۔ تھا۔۔۔ کیوں دی ایسی بے بسی۔۔۔۔ آپ بہت برے ہیں، بہت ظالم ہیں۔۔۔۔۔ آپکو مانی پر ترس نہیں آتا نہ۔۔۔ا ۔اب میں بھی کوئی ترس نہیں کھاوں گی۔۔۔۔۔"

وہ ہچکیوں کی زد میں اس میں چھپی چینخ چینخ کر رو رہی تھی اور شیری بس اسے سن رہا تھا، سارے لفظ تو مانی نے چھین لیے تھے، وہ اسکے لیے ممنوع نہیں رہی تھی۔

میں تمہیں یونہی خود سے ایک دن مکمل الگ کر دوں گا، آج تو تم واپس" آگئی، تب تمہارے پاس واپسی کا اختیار نہیں ہو گا۔ ختم کرو یہ سب، میں برا ہوں تم مان چکی ہو تو اس کھیل کا اختتام نفرت پر کرو۔۔۔۔ "

وہ اب بھی زہر ہی اگل رہا تھا، مانی کے آنسو لمحے میں تھمے، وہ چہرہ رو برو لائی اور غصے سے بھری ناراض آنکھوں سے شیری کو دیکھنے لگی۔

میں نے نفرت کی تو سہہ نہیں پائیں گے، آپ سے تو ابھی تک مانی کی محبت" تک برداشت نہیں ہوئی۔ بہت اچھا کھیل رہے ہیں، آپکو آسکر ملنا چاہیے،

بے رحمی کا سب سے بڑا ایوارڈ، گڈ جاب شہر یار جدون۔۔ لیکن آپکی بات کسی کھاتے میں نہیں رکھی جاسکتی، آپ مجھ سے نفرت کرتے ہیں یہی کافی ہے، میں جو کر رہی ہوں مجھے اسی پر قائم رہنے دیں"

سارے آنسو پی جاتی وہ بھی آج ہر نرمی بھاڑ میں جھونکے ویسا ہی کسیلا بولی تھی، شیری نے اسے عجیب بیزار اور حیرت سے بھری نظروں سے دیکھا۔

"کیا کر رہی ہو تم اسکا اندازہ بھی ہے؟ تمہیں پتا ہی کب ہے کہ کتنا نقصان کر رہی ہو میرا"

غصے اور بے بسی نے شہر یار کی زبان پر بھی سچ گھسیٹ لایا اور وہ اس پر طنزیہ ہنسی۔

"کیا۔۔۔۔ اس سے کم ہی کر رہی ہوں جو آپ نے میرا کیا، کیا کھائیں گے۔۔۔۔ بناوں۔۔۔۔ اعتراض یا چوں چاں کی تو وہ کروں گی جسکا آپ نے سوچا بھی نہیں ہو گا"

اس پر سے اٹھ کر وہ زرا پرے سرکی اور جس ٹون میں بولی، شہریار کے ماتھے پر ناگواری سے شکنیں نمودار ہوئیں۔

"زہر دے دو مجھے، اس وقت تمہاری شکل دیکھنے تک سے بیزاری ہو رہی ہے"

اپنے مزاج سے برعکس وہ اخیر بے فیض بنا دھاڑا اور وہ پر سکون ہوئے مسکرائی۔

"تو ہوتی رہے، ابھی نفرت بھی ہو گی۔۔ لیکن میری چپل کو بھی پرواہ نہیں ہے، آپکے لیے کچھ ہلتھی سا بناتی ہوں، کل سے تھوڑی بزی ہو جاوں گی پیپرز کی وجہ سے لیکن آپکی تیمارداری میں کوئی کسر نہیں چھوٹے گی۔ اٹھ کر ہاتھ منہ دھولیں۔ تاکہ آپکی یہ خوش فہم آنکھیں کھلیں"

بیڈ سے اترے وہ اسے کھری کھری سناتی تیزی سے کمرے سے نکل گئی اور شہریار جدون اٹھ کر بیٹھے یوں بند ہوتے دروازے کو گھورا جیسے ابھی اپنا سر ماڑ کر توڑ دے گا۔

"یہ لڑکی مجھے پاگل کر دے گی، یااللہ مجھے صبر دے"

ناجانے وہ کتنا ضبط کر رہا تھا کہ چہرہ لال بھبھوکہ ہوا، کمبل پرے مارے وہ بھی ناصرف اٹھا بلکہ منہ ہی منہ میں بڑبڑاتا ہاتھ سینے پر جمائے فریش ہونے بڑھ گیا اور آمنہ نے ایک سگھڑ بیوی کے فرائض نبھاتے ہوئے کچن سنبھالا۔

لئیق کہیں جانے کو ریڈی ہوئے آج بھی ہوٹل سے نک سک تیار ہوئے نکلا تو اپنی گاڑی تک پہنچتے جیسے ہی اس نے ڈور اوپن کیا اسکی نظر سامنے ہی کھڑی اینجیلیہ پر گئی، خوشگوار سی حیرت کے سنگ وہ گاڑی کا کھلا دروازہ واپس بند کیے مسکرا کر پلٹا۔

وہ نا صرف خوش لباس اور مطمئین تھی بلکے آج اس لڑکی کی آنکھیں الگ سی خوشی سے پر نور تھیں، کسی بہت بڑے بوجھ سے آزاد۔

"صبح صبح تم یہاں۔۔ خیریت ہے؟"

لئیق نے مسکراہٹ میں فکر شامل کیے پوچھا تو وہ دو قدم اٹھائے لئیق کے قریب آئی۔

"ہمم۔۔ جمشید کو معاف کر دیا ہے، تمہاری باتوں پر کل پورا دن سوچا، تم حق پر لگے۔ یہ بہت مشکل تھا لیکن سچ یہی ہے کہ اسے اب بھی بہت چاہتی ہوں۔ میں نے اسے نہیں بتایا، چاہتی ہوں کہ ہم مل کر اسے نکاح کا سرپرائز دیں۔ کیا تم اسکی طرح اینجیلیہ کے بھی مددگار بنو گے"

آہستہ آواز اور نرم لہجہ لیے وہ لئیق کی خوشگوار حیرت بھانپے مزید بولی، لئیق کو اسکے فیصلے پر جتنی خوشی ہوئی اس سے بڑھ کر مدد مانگنے کے انداز نے خوش کیا۔

میں خوشی خوشی تمہاری مدد کروں گا، بہت اچھا فیصلہ لیا ہے تم نے۔ تم"
دونوں کے نکاح کی مجھے سب سے زیادہ خوشی ہو گی حالانکہ میرا تم دونوں
"سے کوئی گہرا رشتہ نہیں

لئیق کے جواب پر وہ خوشی کے سنگ مسکرائی بھی اور آنکھیں جھکا کر لئیق کے آخری جملے کو خوبصورتی سے رد بھی کیا۔

"رشتہ ہے، ہمدرد کا۔۔۔۔ ہم دونوں کی زندگی کے درد سمیٹے ہیں تم نے۔
بھلے زرا سی کوشش کر کے ہی سہی، میں چاہتی ہوں تم دوبارہ آؤ تو اس لڑکی
کو ساتھ لے کر آنا جو تمہاری روح ہے۔ ہم چاروں اچھا وقت ساتھ
گزاریں گے کیونکہ اگلی بار تم میرے مہمان ہر صورت بنو گے۔ تمہاری
وائف سے ملنے اور تم دو کے بیچ کی محبت دیکھنے کی خواہش ہے۔۔۔ تم اسے
"لے کر آو گے؟

وہ اس سے ایسی فرمائش کرے گی یہ لئیق کو عجیب سی مسرت بخش گیا، ہنس کر لئیق نے اینجیلیہ کو دیکھا۔

ٹھیک ہے میں اسے ضرور لے کر آوں گا، سب لڑکیاں واقعی ایک جیسی "
معصوم ہوتی ہیں۔ کل پلین کرتے ہیں جمشید بھائی کو سرپرائز دینے کا، اور
تب تک میں اپنے رہے سہے کام سمیٹتا ہوں۔ تمہیں چائے کافی ضرور پلاتا
"لیکن میری کچھ میٹنگز ہیں۔ ہوپ سو تمہیں برا نہیں لگے گا
کل تک لئیق نے اپنے کچھ اہم کام نمٹانے کے بعد ہی اس خوبصورت
بندھن کا جڑنا ترتیب دیا تو اینجیلیہ کو اسکے تجویز پسند آئی اور وہ مسکراتی ہوئی
اسے دیکھنے لگی۔

بلکل برا نہیں لگے گا، میں کل تمہارا اور اسکا انتظار کروں گی۔۔مجھے بھی"
"کچھ کام ہیں، ملتے ہیں پھر۔ گڈ بائے
اینجیلیہ کی گاڑی کچھ فاصلے پر ہی پارک تھی، لئیق نے مسکرا کر اسے
رخصت کیا اور خود بھی جناب نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالے گاڑی سٹارٹ
کی۔

وہیں پاکستان میں شام اتری تو نیویارک میں ایک نئی صبح کا آغاز ہو چکا تھا۔

لوئے اور لارا دونوں ہی الگ الگ فلائٹس سے نیویارک نا صرف پہنچ چکے تھے بلکہ اپنا اپنا کچھ گھنٹوں تک ماتم منانے کے بعد اپنی پہلی زندگی میں ایکٹیو ہوئے۔

صبح کے پانچ بجے، لوئے کو کسی اہم کال پر ارجنٹ گھر سے نکلنا پڑا، وہ سیدھا کلب گیا تھا جہاں میڈی کو تو اسکے لوگ پکڑ چکے تھے البتہ جولیہ، لوئے کی واپسی کا سن کر خوفزدہ ہوئے کہیں چھپ چکی تھی، لوئے کے لوگوں نے اسکی تلاش میں کافی جگہوں پر ڈھونڈا لیکن وہ نہ ملی۔

اسکے علاوہ لوئے کی سابقہ رہ چکی ان تینوں گرل فرینڈز کو بھی صبح صبح انکے گھروں سے اٹھا کر کلب پہنچایا جا چکا تھا۔

میڈی، فیری، اشنا اور بیا خوفزدہ سے قطار میں کھڑے تھر تھر کانپ رہے تھے اور لوئے بہزاد علوی کرسی پر ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے متنفر ہوئے بیٹھا تھا، ان چاروں پر باری باری کراہٹ بھری نگاہ ڈالی، اسکے چہرے پر سنگلاخ

چٹانوں کی سی سختی اور پتھریلی حقارت آویزاں تھی جوان چاروں کے دل پھڑ پھڑا رہی تھی۔

ہمیں جولیہ نے پیسے دیے تھے لوئے بھائی، اللہ قسم دھمکایا بھی تھا کہ اسکا" ساتھ دیں"

میڈی کی حلق سے پھنسی آواز سب سے پہلے نکلی جس پر لوئے نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہی بڑے سکون سے قدم اسکی طرف بڑھائے اور ایسا تماچا میڈی کے منہ پر برسایا کہ وہاں موجود ہر فرد اک لمحہ سن پڑا، خود میڈی کو لگا کان سننے کی صلاحیت سے محروم ہو گیا ہے۔

پورے نیویارک میں اگر تو مجھے دیکھائی دیا میڈی تو تیرے جسم کے" ٹکڑے کروادوں گا۔ دفع ہو جا یہاں سے"

درد سے بلکتے میڈی کو گریبان سے پکڑے لوئے نے بری طرح پرے دھکیلتے خشونت بھری دھاڑ کے سنگ تنبیہ کی جس پر وہ گرتا پڑتا تیزی سے اپنی جان بچاتا وہاں سے بھاگا۔

بیا،اور فیری تولوئے سے خوفزدہ تھیں مگر اصل حالت پتلی اشنا کی تھی۔

میں ن۔۔نے وہی کہا جو سچ تھا لوئے، کہ تم میرے بوائے فرینڈ رہے"

"ہو۔۔۔۔بس جولیہ کے کہنے پر کچھ باتیں جھوٹ بیچ میں ملاد۔۔دیں

بیانے حراساں ہوئے صفائی دینے کی جسارت کی تو فیری کو بھی حوصلہ ملا۔

"میں نے بھی لوئے بہزاد"

وہ بھی دو بدو ڈر کر بولی جس پر لوئے نے دونوں پر خونخوار نظر ڈالی۔

اس پورے شہر میں کہیں تم دو کو جاب نہیں ملے گی اب، نکل جاو دونوں"

اور اپنی یہ منحوس شکل مجھے دوبارہ مت دیکھانا۔میرا نام لے کر مشہور

ہونے والی تم ٹکے ٹکے کی لڑکیاں انہی کاموں کے لیے بنی ہیں، سو تم لوگوں

"کی اتنی سزا کافی ہے۔۔۔گیٹ لاسٹ

دونوں کو نفرت سے کلب سے باہر نکالے وہ دونوں کی کسی التجاء کو ان سنی

کرتا اس تیسری لڑکی کی طرف بڑھا، جس کا خوف سے رنگ پیلا پڑ چکا تھا،

لوئے کے اپنی طرف بڑھتے قدم یوں تھے جیسے موت قریب تر آکر جسم جنھوڑ رہی ہو۔

لوئے کے اشارے پر اس کے آدمی نے انکی وڈیو زرازوم کر کے بنانی شروع کی۔

لوئے نے قدم اسکی طرف بڑھائے تو وہ گھبرا کر گردن مسلتی دو قدم پیچھے ہٹی تو لوئے نے لپک کر اسکی گردن دبوچے دیوار سے پٹخا، سانس رکنے پر وہ لڑکی اسکی بازو کو دونوں ہاتھوں سے نوچ کر پھڑ پھڑانے لگی لیکن کئی سکینڈز تک لوئے کو اسکے تڑپنے پر کوئی ترس نہ آیا۔۔

اور تم نے کیا بکواس کی تھی اشناڈارلنگ، کب تمہارے ساتھ رات" گزاری؟اس قابل ہو تم؟ کہ لوئے بہزاد علوی تم جیسی ہر آئے گئے کے گلے میں جھولنے والی کو منہ تک لگائے۔

" کب بات کی میں نے تم سے؟ کس لوئے کو ارینج کیا تم نے؟

سسکی اور اہانت الگ اور تکلیف الگ ہوئی جس نے آشنا کا چہرہ سرخ کیا، لوئے نے اسکی گردن پر جمے ہاتھ کا دباو زائل کیا تو نجات کو سسک کر گڑگڑانے لگی۔

"وہ جولیہ کا دوست ہے جعفر۔۔۔وائس آرٹسٹ۔۔جولیہ نے مجھے و اپنے کلب جاب دلوانے کا کہا اور تبھی می۔۔میں نے اسکی مدد کی۔۔۔پ پلیز چھوڑ دو مجھے۔۔۔۔۔تم کہتے ہو تو میں لارا کو سب سچ بتانے کو تیار ہوں کہ تم نے میرے ساتھ نہ کوئی رات گزاری نہ وقت، تم تو کسی کو منہ تک نہیں لگاتے تھے، مغرور شخص۔پل۔۔پلیز لوئے مجھے چھوڑ دو منت کرتی ہوں"

آشنا کی ساری اکڑ لمحے میں ختم ہوئے تکلیف بنی جس پر لوئے نے بے دردی سے اسے خود سے یوں پرے جھٹکا جیسے اس لڑکی کا سایہ تک اچھوت ہو۔

"جولیہ کے ساتھ ڈرگز بیچتی رہی ہو تم، تیار رہنا اب لوئے بہزاد علوی کے انتقام کے لیے۔نکل جاو یہاں سے"

ناگوار ئیت سے نظر پھیرے وہ چینخا جس پر وہ سہمی اور حراساں سی اپنی گردن مسلتی تیزی سے وہاں سے بھاگ گئی۔

اپنا غصہ دبانا لوئے سے مشکل ہوا مگر کسی اہم کال نے اسکی توجہ کھینچی، کال اسی کیفے اونر کی تھی جہاں اس نے لارا کی جاب کروائی تھی۔

"ہاں بولو"

لوئے نے غصے کو دبائے پوچھا۔

"مس لارا واپس آچکی ہیں، ابھی پانچ منٹ پہلے اپنی جاب پر آئی ہے۔ آپ نے کہا تھا انفارم کردوں"

اسکی اطلاع پر لوئے کا تمام غصہ کہیں دور جا مفقود ہوا، اوکے کہے وہ کال کاٹتا اپنے دونوں خاص آدمیوں کی طرف پلٹا۔

"وہ زمین میں بھی چھپی ہے تب بھی کھود کر اسے میرے پاس لاو، اسے خود نیویارک پولیس کے حوالے نہ کیا تو میرا نام بھی لوئے بہزاد علوی

نہیں۔۔۔اور اس اشنا کا بھی کیئر یر یہیں ختم ہو جانا چاہیے۔اور آگے سے
"کلب میں جو بھی نیا لڑکا رکھوا سکی جانچ پڑتال کر لینا
اپنے لوگوں کو سختی سے کہے وہ مغرور چال چلتا کلب سے نکلا،ایک نجی چینل
کی رپورٹر رائلہ سے اس کا کل ہی کانٹکٹ ہوا تھا جو لوئے کا نہ صرف انٹرویو
لینا چاہتی تھی بلکہ اسکے نئ البم اور اگلے کانسرٹ کے بارے اپنے میگزین
کے لیے کچھ سوال کرنا چاہتی تھی اور اسکی بہت بڑی فین بھی تھی،لوئے
نے اسے کیفے کی لوکیشن دے کر وہیں بلا لیا اور خود بھی اپنی گاڑی میں بیٹھے
کیفے کی طرف روانہ ہوا۔
"تمہاری سزا شروع ہوتی ہے لارا"
کڑوے لہجے میں خود کلامی کیے لوئے نے اپنی آنکھوں میں سختی بھر لی اور
لارا اپنے آپ کو پہلے ہی بہت مشکل سے سنبھالے ہوئے تھی اور یہ شخص
ضد میں آکر اس لڑکی کو مزید وحشی بنانے کی بھیانک منصوبہ بندی کر رہا
تھا۔

ایمر کی ایز آفٹنس ٹرینز سلیکشن ہونے نے اسکے دل کو بہت خوشی دی تھی،
لوئے کے بارے میں اس نے اپنا ہر فیصلہ وقت پر چھوڑ دیا تھا۔
کیفے میں ایز آویٹر جاب بھی اسکے لیے بہت تھی، سیلری پیکج اچھا تھا تبھی
اسے فی الحال یہی کرنی مناسب لگی۔
تین چار لوگوں کو کافی کیکس سرو کرنے کے بعد وہ جب باہر مزید کسٹمرز
کے آرڈرز لینے آئی تو اسی لمحے انٹرنس سے داخل ہوتے لوئے کو کسی ماڈرن
سے لباس میں لپٹی لڑکی کے ساتھ آتا دیکھ کر اسکی آنکھیں ان دو پر اذیت
سے ٹھہر گئیں، لمحے میں آنکھوں کے سکتے نے آنسوؤں کی جگہ لی، بمشکل
دیوار کا سہارا لے کر خود کو لڑکھڑانے سے روکا، آنکھوں کی دھندلاہٹ
یوں تھی جیسے کسی نے ریت جھونک دی ہو۔
لوئے اس رائلہ نامی لڑکی کے ساتھ اندر آیا، ایک خوبصورت سی کپل میز
چوز کی اور بنا لارا کو دیکھتا اسکے لیے کرسی پیچھے کو سرکانے کے بعد سامنے

خود بھی پورے رعب و غرور کے سنگ دھیمی جان لیوا مسکراہٹ کے سنگ براجمان ہوا۔

وہ جانتا تھا لارا اسے ضرور دیکھ رہی ہو گی تبھی اس نے مسکراہٹ اپنی دانستہ اس لڑکی کو جلا کر راکھ کرنے کو گہری کی، رائلہ تو شادی مرگ کی سی کیفیت میں تھی کہ اسے ایک راک سٹار نے یوں اتنی جلدی ملنے کا موقع دیا ہے۔

لارا کی آنکھوں میں ان دو کی مسکراہٹ کانٹے سی چبھن دے گئی مگر اسے اس وقت بکھرنا نہیں تھا سو پورے اعتماد سے وہ ان دو کی طرف بڑھی۔

لوئے نے بنا لارا کو دیکھے رائلہ کو آرڈر کرنے کا کہا جس پر اس نے مسکراتے ہوئے لارا سے آرڈر بک لی، اس بیچ وہ اسے بری طرح نظر انداز کیے رائلہ کو جن وار فتہ نظروں سے دیکھ رہا تھا، لارا نے بڑی مشکل سے خود کو اس شخص کی آنکھیں نوچنے سے روکا۔

"ٹو کیپیچینو ود کافی کیک۔۔۔"

رائلہ نے لجاجت سے مسکرا کر لارا کی طرف دیکھا لیونکہ وہ لوئے کی خود پر نظر سے خوش فہم ہوئے اترا رہی تھی، لارا نے اس کو پیشہ وارانہ مسکرا کر دیکھا اور خود کو نظر انداز کر کے جان لیتے لوئے پر اذیت بھری نگاہ ڈالتی وہاں سے واک اوٹ کر گئی، اسے جاتا دیکھنے کو لوئے نے بہانے سے سر ترچھا کیا، دل کو تکلیف بھی ہوئی مگر اس لڑکی کو سزا دینی اشد اہم تھی۔

جبکہ لوئے نے بھرپور مسکرا کر رائلہ کی باتوں اور سوالوں کے یوں جواب دیے کہ دیکھنے والی آنکھ انکی مسکراہٹ اور ایک دوسرے پر جمی نظروں سے کسی بھی غلط فہمی میں پڑ سکتی تھی، وہ انکا آرڈر دوسرے ویٹر کے ہاتھ انکی ٹیبل تک پہنچائے خود تب تک اندر کلاس وال سے دونوں کو دیکھتی رہی جب تک وہ وہاں بیٹھے رہے، اور جاتے ہوئے جس طرح وہ رائلہ، لپک کر لوئے سے سرسری سا گلے ملی، لارا کے تن من میں آگ لپکی، رائلہ، لوئے کی بہت بڑی فین تھی اور وہ گلے بھی اسی محبت کے طور پر

جذباتی ہوئی لگی کہ لوئے نے اسکے چھوٹے سے میگزین کے لیے اپنے خاص وقت مئں سے کچھ وقت اسے دیا۔

جبکہ لوئے اسکے ساتھ ویسے ہی کیفے سے نکل گیا، وہ آنسو جو کل سے آنکھوں میں دبائے تھے، لوئے کو یوں کسی اور کے ساتھ برداشت نہ کر پانے پر اس لڑکی کی آنکھوں سے بہتے گئے۔

اور ابھی تو یہ شروعات تھی، لوئے نے ہر دن لارا کو ایسی ہی سنگین سزادے کر اسکی برداشت آخری دم تک آزمانی تھی، آج تو وہ بس روئی تھی، کل کیا کرتی یہ ابھی سے کہنا قبل از وقت ہو جائے گا۔

....★☆☆☆☆☆★....

ولیمے کی پوری تقریب پر وہ دونوں اپنا سحر پھونک چکے تھے، چہروں پر ایک دوسرے کو پانے کی خوشی ہمک رہی تھی، جسم وجان ایک دوسرے کا ہو کر شادمانی میں مبتلا تھے۔

زیب تن Tuxedos کل جہاں صبور نے لہنگا اور دستگیر نے فل بلیک کیا مگر آج کی ڈریسنگ بالکل مختلف تھی، آج ہاف وائیٹ کے ساتھ ہاف وائیٹ اور بلیک کی خوبصورت تھیم تھی۔

کڑھائی شدہ آرگنزا کی شرٹ پر بہت باریک کام تھا، جبکہ دوپٹے اور لہنگے کے آرگنزا کے کپڑے پر کڑھائی والا خوبصورت کام تھوڑا تفصیلی اور بھاری تھا، کل کی بسبت ہاف وائیٹ میں آج وہ زیادہ دلربا لگ رہی تھی، پارٹی میک اور کے ساتھ نفیس ساڈائمنڈ سیٹ اور ہیلز میں بانکا سا سراپا اور جچتا ہوا ہاف وائیٹ اینڈ بلیک مین سوٹ Tuxedos جبکہ دستگیر عالم گروم میں جنٹل مین بنے ہر عام وخاص پر حاوی دیکھائی دے رہے تھے۔

صبور اور دستگیر کا ولیمہ بھی خیر وعافیت سے گزر گیا تو رسم کے مطابق دلہا دلہن نے آج کیانی پیلس کا مہمان بننا تھا، دستگیر کا ارادہ تو رسم کو آگے بڑھا کر ٹالنے کا تھا مگر بی اماں چونکہ کل واپس جارہی تھیں سو انکی خواہش تھی کہ صبور انکی موجودگی میں گھر آئے۔

لیکن پھر صبور کو وہ لے گئے مگر دستگیر نے جانے سے معذرت کی کیونکہ فریاد انکل کو اکیلا چھوڑنا اسے مناسب نہ لگا تو صبور نے بھی خوشی خوشی اسے اجازت دی، وہ لئیق کی غیر موجودگی میں جندل محل کا محافظ تھا اور صبور یہ بات مانتی بھی تھی اور سمجھتی بھی، ویسے بھی نیہا، ڈیڈی، بی اماں اور خان بابا کے ساتھ مل کر اوٹنگ اور رات باہر ڈنر کا پلین تھا۔

فرہاد صاحب، دستگیر کی اجازت سے آج فرصت سے ایک ملاقات اپنے مجرموں سے کرنے کا فیصلہ لے چکے تھے اور دستگیر نے انکو اجازت دی بلکہ ساتھ خود بھی ہمہ وقت موجود رہنے کا فیصلہ کیا، مگر اپنے لوگوں کو دگنی

احتیاط برتنے کا بھی حکم دیا کیونکہ زائشہ کو کمزور سمجھنے کی غلطی کرنے کی گنجائش نہیں تھی۔

ویسے بھی وقار سادانی اس حال میں تھا نہیں کہ بھاگتا اور زائشہ کی ایسی حالت چھوڑی نہیں گئی تھی کہ اس پتھر کے تہہ خانے سے نجات پاکر فرار ہوتی لیکن پھر بھی احتیاط ضروری تھی۔

وہیں دوسری طرف صارم پرکاش کی زندگی، سدرہ کے سنگ مکمل ہونے کا دن بھی گزر گیا، بارات کا جشن بھی گاوں کے رسم ورواج کے مطابق بہت سی رونق کے سنگ جمایا گیا تھا، ایک گھر سے دوسرے گھر رخصت ہونے والی دلہن کے بھی رنگ اڑے تھے، بہت پیارے سرخ اور سنہری سہاگن کے جوڑے میں کم سنگار کے باوجود وہ اس علاقے کی سب سے پیاری دلہن کہلائی جاچکی تھی، اسکا آج کا جوڑا خاص صارم کی پسند سے آیا تھا، مہندی پر وہ جتنی سادہ تھی آج اتنی دل کو اپنے دہکتے حسن کے سنگ بھا رہی تھی۔

سرخ اور گولڈن کمبینیشن کے سنگ آرگنزا کے کپڑے پر سیکوئنز
ایمبرائیڈرڈ سامنے والے حصے پر جبکہ
سیکوئنز کڑھائی والا قمیص کی دائیں بائیں طرف خوبصورتی سے جوبن دیکھا
رہا تھا، جبکہ بازووں اور بیک پر بھی ایسا ہی فینسی کام تھا، گولڈن دوپٹہ
آرگنزا پر ہی سیکوئنز کڑھائی والا تھا اور گولڈن اور سرخ موتیوں کی نفیس
تہہ نے اس کام کو مزید جاذب بنا رکھا تھا جبکہ لہنگے کے بجائے ساتھ سرخ
رنگا ہوا خام سلک ٹراؤزر تھا، پھر ہیلز کے ساتھ اور پہلی بار اتنا ہار سنگار کر
کے وہ جان لیوا لگ رہی تھی۔

GOLD اور BLACK جبکہ صارم پر کاش صاحب
شیروانی میں جلوے بکھرتے نظر آرہے تھے۔ MESH
ایک پر تعیش سیاہ اور مدھم سونے سی ہاتھ سے کڑھائی والی شیروانی جس میں
دوہری ٹون والے ہاتھ سے بنے ہوئے، جیکورڈ کاٹن ریشمی کپڑے پر
دماسک نقش تھے، اور صارم کی لکس واقعی آج ایسی گرویدہ کرنے والی

تھیں کہ سدرہ کے ہوش اڑ جاتے، بلکہ دونوں ہی ٹکر کے حسین و جمیل آج منظر عام پر آئے تھے۔

سب کی خوشی دیدنی تھی، لال نور کا دل صحیح معنوں میں آج خوشی اور سکون سے بھرا تھا، پھر اتنے سارے مہمانوں نے تقریب کو چار چاند لگا دیے۔

مرد حضرات آج بھی بنگھڑا پارٹی میں مصروف رہے تھے جبکہ سدرہ صاحبہ پورا دن تو نا جانے کیسے رونا روکتی رہی مگر جب سب نے رخصتی کی بات کی تو اسکی کاجل سے بھری آنکھیں آنسوؤں سے بھر بھر ٹپکنے لگیں۔

پچھلے آدھے گھنٹے سے وہ بے بے کا ہاتھ جکڑے مسلسل صارم کے گھر نہ جانے کی رٹ لگائے بیٹھی تھی اور سب خواتین کا یہ حال تھا کہ انھیں سمجھ نہ آئی کہ ہنسیں یا سدرہ کو چپ کروائیں۔

"کیا کر رہی ہو سدرہ، سب بیٹیاں رخصت ہوتی ہیں۔ صارم ناراض ہو جائے گا اگر اس نے تمہاری بات سن لی

عینی تک بہت پیار سے اسے سمجھا چکی تھیں، گل اور لعلین نے بھی اپنی اپنی باری کی لیکن سدرہ صاحبہ تو رو رو کر سمندر بہانے کے چکروں میں لال نور کو مسلسل پریشان کر رہی تھی۔

صارم کے ذکر پر سدرہ کی ہچکیوں میں مزید اضافہ ہوا

گل اور عینی بھی اسکے رونے پر پریشان تھیں پر لعلین نے مسکرا کر اپنے قدم پر اسرار ہوئے کمرے سے باہر نکالے۔

جبکہ لعلین کا جوڑا بھی بہت خوبصورت تھا، آرگینزا اور ماسوری ہاف وائیٹ اور لائیٹ گولڈن کپڑے پر باریک سونے کے تلے اور دھاگے کے کام کے ساتھ 'نازوک 'موتی جڑھے تھے، بالوں میں اپنے ساتھ لائی ایکسٹینشنز لگائے ڈھیلا سا بن بنائے، سنڈریلا سینڈل کے سنگ خوب جچ رہی تھی، شرارے کے گھیراو اور لمبائی میں چھوٹی شرٹ کے سنگ ہیوی دوپٹہ، دیکھنے والی آنکھ رک کر اسے سراہتی۔ باقی سب بھی بہت پیارے لگ رہے تھے۔

چونکہ اسی وقت ساری تقریب ختم ہوئی تھی اور مرد خضرات بھی آچکے تھے تاکہ رسم کے مطابق رخصتی کی جاتی۔

لعلین نے اپنا ہیوی دوپٹہ سنبھالے باہر صحن کی طرف قدم بڑھائے تو اسکی نظر صارم پر پڑی جو بابا کو اپنے کچھ شہری دوست بیلوں سے ملوا رہا تھا جو اپنی اپنی جاب سے سپیشل چھٹی لے کر گاوں صارم کی شادی اٹینڈ کرنے آئے تھے۔

"صارم۔۔۔۔"

لعلین کے پکارنے پر وہ چونک کر پلٹا، لعلین کے مسکرا کر دیکھنے پر جناب دھیما سا مسکا کر سب سے معذرت کیے اسکی طرف بڑھے۔

اوئے ھوئے، آج تو بڑے لشکارے مار رہا ہے کوئی۔۔۔ لیکن دلہا راجہ،"

اس لڑکی کو بھی تسلی دو جو اندر 'نہیں جانا' کی رٹ لگائے کب سے اپنی انرجی ویسٹ کر رہی ہے، اور ہاں کمرے میں ساونڈ پروف سسٹم کا انتظام کیا کے نہیں"

لعلین کی شرارت آج اصل کھلی تو اسکے چھیڑنے پر صارم اسکی ناک دباتا سر ہلائے ہنسا اور سدرہ کو دیکھنے کی خاطر کمرے میں بے تابی کے سنگ گیا، لعلین نے بھی مسکراتے ہوئے قدم پیچھے ہی بڑھائے۔

سب لیڈیز بچاریں عاجز آچکی تھیں تبھی ڈائریکٹ دلہے راجہ کی انٹری پر جہاں سب کے چہروں پر شرارتی مسکراہٹ اتری وہیں کمرے میں چھائے سکوت پر سدرہ نے دم سادھے اپنا متورم پڑتا بھیگا چہرہ اٹھایا تو سامنے کھڑا صارم اسی کو وارفتہ نگاہوں سے تک رہا تھا لیکن سچویشن کی مناسبت سے جناب نے فوری آنکھوں کے سراہتے لمس قابو کیے منصوعی خفگی سے اس رو رو کر آنکھیں سرخ کرتی، جذبات کو دہکاتی دلہن کو دیکھا۔

لعلین نے آنکھ ونگ کیے سب لیڈیز کو باہر جانے کا اشارہ کیا جس پر سدرہ کا دل اکیلے ہونے کے خوف سے مزید لرزا، جب بے بے پاس سے اٹھنے لگیں تو سدرہ نے سہم کر انکے دوپٹے کو یوں تھاما جیسے چھوٹی سی بچی ہو اور

بے بے کے بنا ابھی رو دے گی، سبکی دبائی مسکراہٹ لحظہ بھر انکے چہرے پر ہمکی۔۔

خیر لعلین نے ہی ماحول سازگار کرتے گل، عینی اور لال نور تینوں کو منظر سے غائب کروایا اور جاتے جاتے سر کمرے کے دروازے سے نکال کر صارم کو گڈ لک کا اشارہ کرتی ہنس کر اوجھل ہوئی۔

جبکہ صارم نے کچھ لمحے تو اسکا گھٹ گھٹ کر رونا دیکھا اور پھر اسکے برابر جب تمام تر سحر بکھیرے بیٹھا تو اک لمحہ تو سدرہ کی پلکیں صارم کے رعب اور حسن کے اثر سے لرز کر رہ گئیں پھر اب وہ اس پر حاکم بنا دیا گیا تھا اس کا فطری ڈرا لگ انگ انگ کو پھڑ پھڑا رہا تھا، اس شخص کے وجود سے اٹھتی کسی بہت دلفریب پرفیوم کی خوشبو لمحہ لگاتے سدرہ کے حواس جنجھوڑ گئی۔

"م۔۔مجھے یہیں رہنے دیں۔۔۔۔م۔۔میں نہیں جاوں گی آپکے ساتھ"

حواس بحال ہوئے تو وہ پھر سے سسک اٹھی جس پر صارم نے اسکا ہاتھ پکڑے اپنے پر کشش مضبوط ہاتھ میں لیا اور زرا سا رخ بدلے آگے کو

سرک کر بیٹھا، دوسرا ہاتھ بڑھا کر سدرہ کے جھکے چہرے اور رخساروں کی زینت بڑھاتی پلکوں کو دیکھتا اسی ٹھوڑی پکڑ کر چہرہ اٹھائے جن مائل نگاہوں سے دیکھ رہا تھا وہ سدرہ کے آنسوؤں کو آنکھوں میں ہی سمیٹ کر رکھ گئیں۔

"تمہیں مجھ سے ڈرنا نہیں ہے، ورنہ میں تم سے اپنی محبت کا اظہار کیسے کر پاؤں گا۔ تم سب سے الگ تھوڑی ہو رہی ہو، سامنے ہی تو رخصت ہونا ہے۔ اماں اور بابا ہوں گے وہاں، چچا بھی ہیں۔۔ سب سے بڑھ کر تمہارے پاس صارم ہو گا۔ ایسے رو کر تم سب کو پریشان اور مجھے دکھی کر رہی ہو۔ مجھے تو لگتا تھا تم میرے پاس آنے کے لیے بیقرار ہو لیکن میں غلط تھا، ہے نہ؟"

صارم کے لہجے میں ہلکی سی تپش آئی اور وجیہہ چہرے پر تناؤ پھیلا تو سدرہ نے آنکھیں واپس نمی سے بھرتے فوری نفی میں سر ہلایا، سدرہ نے اسکا وہی ہاتھ غیر ارادہ پکڑا تو صارم نے لمحہ بھر نظر اسکے مرمریں لمس پہنچاتے

پیارے ہاتھ پر ڈالی، پھر نظر اٹھا کر ان خوبصورت آنکھوں پر جو رو رو کر بوجھل ہو چکی تھیں

"ن۔۔ نہیں۔۔۔ای۔۔یسا نہیں ہے"

وہ اپنی کیفیت سمجھانے میں ناکام تھی تبھی بچوں کی طرح سر نفی میں ہلائے سسکی، لیکن وہ جانتا تھا اتنے عرصے لال نور کے ساتھ رہنے کے بعد ان سے یکدم دور ہونا سدرہ کی اصل تکلیف تھی، اصل دکھ تو بابا کی یاد بھی تھی، ایک لڑکی کے لیے اس دن کی کیا اہمیت ہے یہ وہ اچھے سے جانتا تھا۔

تو پھر چلو میرے ساتھ میرے گھر، جو بات ہے تم مجھ سے آرام سے" ڈسکس کر لینا۔ یوں رو رو کر سبکو ہلکان کرنا مناسب تو نہیں ہے۔ سب سمجھیں گے میں خونخوار انسان ہوں جو سدرہ ایساری ایکٹ کر رہی ہے، تمہیں اب سے رونا صرف صارم کے سامنے ہے، اب سے کسی کو تمہارے آنسو دیکھنے نہیں دے سکتا۔ اب رونا مت، چھوٹی بچی بنی زیادہ بہکا رہی ہو بتا دوں، پھر نہ کہنا صارم پرکاش نے وارننگ نہیں دی"

دروازہ کھلا تھا سو وہ کوئی عملی پیش رفت تو نہ کر سکا لیکن لفظی شدت بھرے بے باک مظاہرے کر کے سدرہ کے تمام آنسو ضرور روک چکا تھا۔

خفیف سی وہ آخری جملوں پر گھبرائی تو اسکی نظریں حیا کے بوجھ سے تھرتھراتی ہوئیں جھک گئیں۔

"م۔۔مجھے معاف کر دیں۔۔۔مجھے بابا اور دادی یاد آ رہی تھیں،

ب۔۔بے بے پرسوں چلی جائیں گی،م۔۔میں انکے بغیر ک۔۔کیسے رہوں گی۔مجھے تو انکے بغیر نیند بھی نہیں آتی"

سدرہ کا آنسوؤں میں ڈوبا لہجہ اور وجہ سن کر صارم نے اسکی ہتھیلی پکڑے نرمی سے اٹھائے ہونٹوں کے قریب لائے چومی تو وہ بوکھلا کر اسے دیکھنے کو مجبور ہوئی۔

"اب تمہاری نیند کا بندوبست کرنے والا تمہیں مل گیا ہے،ایک رات گزار کر دیکھتے ہیں۔پھر کل ڈیسائیڈ کریں گے کہ تم اب انکے بغیر رہ سکتی ہو یا

نہیں۔ڈن۔۔۔اگر تم کل بھی ایسا ہی بولی تو تمہاری بے بے کے آس پاس جا کر آباد ہو جائیں گے۔۔۔۔لیکن اگر ایک رات میں صارم نے تمہارے سارے ڈر ختم کر دیے تو تم خوشی خوشی انکور خصت کر کے میرے ساتھ "انہی پہاڑوں پر آباد ہونے کا فیصلہ کرو گی۔۔۔۔ڈیل؟

نرمی بھرے لہجے میں وہ اپنا ہاتھ مصافحہ کی صورت اسکی طرف بڑھائے نرماہٹ بھرے لہجے میں بولا تو اس پگلی نے اس ڈیل کے خطرناک نتائج کی پرواہ کیے بنا دھیمی سی بھیگی مسکراہٹ دیے صارم کا ہاتھ تھام لیا، جناب شر انگیز مسکراتے دل ہی دل میں اس درجہ معصومیت پر محظوظ ہوئے۔

اسی لمحے لعلین نے معاملات اور امن و سکون دریافت کرنے کو انٹری دی تو دونوں کو مسکراتا دیکھ کر اس حسینہ نے آنکھوں ہی آنکھوں سے صدقہ اتارا۔

"ارے واہ لڑکے، تم نے تو ہماری دلہن کے چہرے کی بہار چھٹکیوں میں واپس دلا دی۔۔۔مان گئی تمہیں صارم پرکاش۔۔۔۔۔"

لعلین نے ہنستے ہوئے دونوں کو دیکھے کہا جس پر جہاں سدرہ بلش کرتی چہرہ جھکا گئی وہیں صارم نے آفت بنے لعلین کو آنکھ دبائے شرارتی سا اشارہ کیا اور دونوں میں جانے کیا آنکھوں ہی آنکھوں سے بات ہوئی کہ اگلے ہی لمحے لعلین نے بہت دقت سے اپنے ہونٹوں پر بکھرتی ہنسی دبائی۔

خیر سدرہ کے چپ ہونے پر سب ہی پر سکون ہوئے اور خیر وعافیت کے سنگ مسٹر کلیور اپنی ووٹی کو لے اڑے، ہاں لال نور ایموشنل ضرور ہوئی تھیں کیونکہ اتنے سال سدرہ کو ماں بن کر پالے وہ سچ میں اسکی ماں بن گئی تھیں۔

سب خیر وعافیت سے مکمل ہو گیا تھا اور اب کل ولیمے کے بعد پرسوں سب مہمانوں کی بھی واپس روانگی معین ہو چکی تھی۔

.._____..

مانی نے دو گھنٹے کچن میں لگ کر جب اسکے لیے ہلکے مصالحوں والا مٹن سوپ بنایا اور کچھ سالن میں بدلا اور نرم سی تین روٹیاں بنا کر سلاد کے ساتھ روم میں لائی تو شیری واپس سو چکا تھا، مانی نے بھی اسے نہ جگایا بلکہ کھانا واپس کچن میں لے جا کر رکھا اور اپنے کل کے پیپر کی تیاری کرنے کے لیے بک پکڑے وہیں روم میں موجود سٹنگ ایریا میں آ کر بیٹھی، پڑھنے کے بیچ اس نے تب سے اب تک بار بار شیری کو دیکھا تاکہ وہ خود آرام کر کے اٹھے اور کچھ کھا لے، لائیٹ سے سفید اور ہلکے میرون کام والی کرتی شلوار میں بنا کسی منصوعی حسن کے وہ دل دھڑکانے کی حد تک پیاری اور اچھوتی لگ رہی تھی، کرتی شلوار جیسے کپڑوں میں اسکا بانکا وجود اور دلکش لگنے لگتا۔

سوا پانچ بجے شیری کی نیند کندھے کے درد سے ٹوٹی، اور مانی نے اسکے حرکت کرنے پر بک وہیں پلٹ کر میز پر رکھی اور اٹھ کر شیری کے قریب جا کر کھڑی ہوئی۔

شیری کی آنکھیں کھلتے ہی سر پر موت کا فرشتہ بن کر، سینے پر ہاتھ لپیٹ کر کھڑی اسے گھورنے میں مصروف تھی۔

"جب کہا تھا کہ ویٹ کریں، پھر کیوں سوئے۔ چہرہ دیکھا ہے اپنا، اتنا سا منہ نکال لیا۔ ٹائم دیکھیں پانچ ہو گئے، روٹین کا ستیاناس کر کے رکھا ہوا، لاٹ صاحب جب دل کرتا جاگتے۔ کوئی نماز دین بھی ہے یا نہیں، مسلمان ہیں ناں؟"

مانی کے جاگتے ہی برسنے پر وہ تکیے کا سہارا لیے بمشکل اٹھ کر بیٹھا اور خاصے بسورے منہ سے کمبل ہٹائے اپنے پیر زمین پر اتارے تو مانی زرا سا پرے ہٹی۔

"میرے اعمال جانچنے کے لیے فرشتے بیٹھے ہیں کندھوں پر، تم میری چھپی نہ بنو"

خاصے کڑوے لہجے میں بنا مانی کو دیکھے وہ اٹھا تو شدید کندھے کے درد پر بے اختیار اپنا مضبوط ہاتھ اپنے سینے سے جوڑا اور مانی جو گھبراہٹ میں اسے تھام

چکی تھی، شیری کے خونخوار گھورنے پر واپس چہرے پر غصہ سجائے دور ہٹی۔

"زہریلے کہیں کے، کھانالاتی ہوں۔۔۔۔"

اسے واش روم کی طرف جاتا دیکھے مانی بڑبڑاتی ہوئی اس پر سرد نظر ڈالے کمرے سے نکلی، شیری نے نہ صبح میڈیسن لی نہ دن میں، تبھی درد میں نہ کمی آئی نہ زخم میں کوئی سکون۔۔۔

جب تک وہ ہاتھ منہ دھوئے باہر آیا، مانی نے پروفیشنل شیف کی طرح سٹنگ ایریا میں رکھے گلاس میز پر اسکا کھانا لگا دیا تھا، پانی سے لے کر سلاد تک ہر چیز ترتیب سے رکھی تھی کہ خود شیری کو لگا بھوک بڑھ گئی ہو مگر مانی کی موجودگی میں کھانے کی طرف بڑھنا اسے انا کا مسئلہ لگا تبھی وہ شرٹ چینج کرنے کی نیت سے کبرڈ کی طرف بڑھا، کل سے وہ اسی شرٹ میں تھا سوالجھن ہو رہی تھی، مانی اسکی یہ ٹارزن جیسی حرکتیں دیکھتی من ہی من میں مسکرائی کیونکہ جانتی تھی اس شوخے کو شرٹ وہی پہنانے والی

ہے، چیبج کے لیے بھی بلیک ہی دوسری شرٹ نکالے وہ ڈریسنگ کی طرف بڑھا۔

تن کر ڈریسنگ کے سامنے کھڑے شیری نے اپنی شرٹ اتارنے کا طریقہ سوچا جو نا ممکن سا لگا۔

پھر کن اکھیوں سے اسی کو شرارت سے تکتی مانی کو جس نے فوراراج ہنس سی گردن اکڑا کر چہرے پر غصہ سجایا۔

"کسی کو مدد چاہیے؟"

مغرور ہو کر وہ یہاں وہاں نظر دوڑائے بولی تو شیری نے جبڑے بھینچ کر اپنے قدم واپس چینجنگ روم کی سمت بڑھائے مگر مانی کے یکدم راستے میں آنے پر وہ مٹھی میں پکڑی شرٹ سختی سے جکڑ کر اسے گھورا۔

" ہٹو پیچھے "

اسے پرے ہٹانے کو سلگ کر بولا مگر مانی نے بنا کسی انجام کی پرواہ کیے اسکا مضبوط گرمائش چھوڑتا ہاتھ پکڑے پلٹایا اور دونوں ہاتھوں سے اس توانا

شخص کو پکڑ کر بیڈ کی پائینتی پر بیٹھائے بے تکلفی سے اسکے ہاتھ سے شرٹ کھینچے قریب آکر کھڑی ہوئی، اتنی کہ وہ بیٹھے ہوئے بھی باآسانی مانی کی سانسوں کی خوشبو انہیل کر سکتا تھا۔

"کیا حرکت ہے یہ؟"

اسے ہاتھ سے پرے کرتا اٹھنے کو بے صبرا ہوتے غرایا تو مانی نے بہت احتیاط سے اسے واپس اسکی جگہ دھکیلے بٹھایا۔

میں آپکو بلکل نہیں دیکھوں گی، آپکی باڈی شاڈی کو مانی کی نظر نہیں لگے"

گی۔ بس شرٹ پہنانے دیں، آئی نو آپ اس معاملے میں بہت حیادار ہیں

"لیکن میں آنکھیں بند کرلوں گی

کہنے کے بیچ ہی جس طرح مانی نے اپنی آنکھیں بند کیں، چاہ کر بھی وہ شخص مزید اسے نہ ڈانٹ سکا نہ مزاحمت کر سکا۔

مانی نے اسکی شرٹ کے بٹن آنکھیں بند کیے کھولے اور اسکے قریب سرک کر بہت احتیاط سے اسکی شرٹ اتاری، جو پٹی سے نکلے خون سے زرا سی

چپک گئی تھی، مانی کے بال، شیری کے چہرے کو چھو رہے تھے اور وہ اس لڑکی کی نزدیکی کے نشے میں خفیف سا مدہوش ہوا، آنکھیں بند کیے اس لڑکی کی خوشبو محسوس کی کہ مزاحمت کی ہوش نہ رہی، لیکن مانی کی سہمی آواز نے شیری کے اس درجہ حسین سے سکون میں ارتعاش برپا کیا۔

"شیری۔۔۔ یہاں سے بہت خون نکل رہا ہے، آپ نے سو سو کر بھی اس زخم کو خونخوار کر لیا۔ کیا ہو سپٹل چلیں اسے بدلوانے؟"

مانی نے اسکی سمت نظر جمائے ڈرتے ڈرتے پوچھا جس پر وہ ہوش میں لوٹا اور اسے پرے دھکیلتا، شرٹ اس سے کھینچے اٹھ کھڑا ہوا، اب بھی خود پر اس لڑکی کو حلال سمجھنے میں دقت تھی، وہ برداشت نہیں کر پا رہا تھا کہ اسے آمنہ آفریدی کا قریب آنا سکون دینے لگا ہے، جب وہ اسکے قریب آتی تو وہ خود میں موجود نہیں رہ پاتا تھا۔

"دور رہو مجھ سے، میری ہر تکلیف سے۔۔۔ سمجھی۔۔۔"

بنامانی پر کوئی ترس کھائے وہ وہاں سے لمبے ڈگ بھرے واش روم میں جا گھسا اور مانی نے بہت مشکل سے اپنی آنکھوں میں امڈتی نمی ضبط کی، نظر فسٹ ایڈ باکس پر پڑی تو بنا اس شخص کی اہانت کی پرواہ کیے وہ اسکی طرف بڑھی اور باکس لیے بند دروازے تک گئی۔

آنسو ضبط کرنے پر اسکی آواز بھاری ہو جائے گی اسکا اسے علم تھا پھر بھی خاموشی منظور نہ تھی۔

"شیری۔۔۔یو سپٹل نہیں جانا تو پلیز خود بدل لیں۔۔انفیکشن ہو جائے گا، مجھے پتا ہے بہت درد ہوتا ہے، پلیز میرے لیے نہیں تو اپنے لیے ہی تھوڑا رحم کا مظاہرہ کریں۔۔۔۔فسٹ ایڈ باکس میرے پاس ہے، لے لیں۔۔۔۔مجھے پتا ہے آپکو میرا اپنے قریب ہونا پسند نہیں، آپ مجھے تکلیف بھی دے لیں لیکن آپ کا جسم اتنا درد برداشت کرنے کا مستحق نہیں، اللہ پاک ناراض ہوتے ہیں، جب دوا ممکن ہو تب بھی زخم کو ناسور بننے کے لیے چھوڑ دینا کہاں کی عقل مندی ہے"

تاسف بھری سرگوشیوں کے سنگ وہ بند دروازے پر حسرت سے نرم ہتھیلی جما کر بولی تو گہرے سانس بھر کر خود کو آئینے میں تکتے اس شخص نے یوں وہ بھرا سانس خارج کیا جیسے دل لہولہان ہو اور اس ٹوٹ پھوٹ کا اثر ہونٹوں اور زبان تک آ پہنچے۔

وہ پلٹا اور دروازہ کھولے مانی کے ہاتھ سے فسٹ ایڈ باکس چھینا۔

"اپنی یہ فلاسفی اپنے پاس رکھو، جاو یہاں سے۔۔ کھالوں گا کھانا"

دروازہ اسکے منہ پر بند کیے غرا کر وہ خود کو واپس قید کر چکا تھا مگر مانی نے خود کو ہر گز رونے نہ دیا اور ڈھیٹ بنی وہیں اسی جگہ آ کر بیٹھی جہاں کچھ دیر پہلے وہ بیٹھا تھا۔

"شاید اس شخص کی اپنی تکلیفیں ہی اتنی ہیں کہ انھیں مجھے دیے دکھ اور کرب کا احساس ہی نہیں ہوتا، نہیں مانی۔۔۔ یہ وقت اپنی بے وقعتی پر آنسو بہانے کا نہیں بلکہ اپنی محبت کا ثبوت دینے کا ہے۔ اب مانی نہ روئے گی نہ آپکے رویے کے باعث تڑپے گی، اب مانی آپکو پر اچھے برے طریقے سے

اپنے قریب آنے پر مجبور کرے گی۔۔۔۔۔۔جب آپ میرے قریب آجائیں گے پھر آپکے دل میں چھپی اپنی محبت کے اظہار کو پانے کے لیے میں ہر حد سے گزر جاوں گی۔۔۔۔۔۔بھلے اسکے لیے مجھے اپنی جان دینی پڑی یا کہانی میں کوئی ولن لانا پڑا۔۔۔۔۔۔"

وہ شیری کے ساتھ رہ کر اسے کافی سمجھ چکی تھی اور رو رو کر تو اس نے خود کا بیڑا غرق کر لینا تھا سو اب وہ اپنی سمجھداری اور عقل کو یکجا کیے، شیری کے اس رویے کے پیچھے کی وجہ جاننے کا فیصلہ کیا۔

"کہیں شیری اب تک سیلی سے محبت تو نہیں کرتے؟ کیا پتا یہ بھی شیری کی ایک تکلیف ہو۔جب مجھے قریب دیکھتے ہوں تو انکا دل جلنے لگتا ہو۔۔۔ن۔۔نہیں پلیز اللہ جی۔۔۔یہ برداشت نہیں کر پاوں گی، وہ مجھ سے بھلے محبت نہ کریں، وہ میرے سوا کسی کا نہ سوچیں۔۔۔پلیز۔۔۔۔"

اپنے حوصلے کو ان سوچوں سے وہ خود ہی توڑ بیٹھی تبھی تو آنکھیں شدت سے بھیگنے لگیں۔

شیری نے جیسے تیسے بینڈ تج بدلا اور درد کے باوجود شرٹ بھی بدلی اور جب باہر نکلا تو مانی کو وہیں موجود پائے، اسکے دماغ کی رگیں پھڑک کر تن گئیں۔ لپک کر اسکی طرف آئے، اسکے کلائی سے پکڑ کر کھڑا کیا تو وہ پہلے چونکی پھر شیری کی غصے بھری آنکھیں دیکھ کر مزید بجھ سی گئی۔

"کہا ہے نہ جاو یہاں سے۔۔۔ نہیں دیکھنی تمہاری شکل۔۔۔۔ کیوں تم مجھے مار دینا چاہتی ہو آمنہ۔۔۔۔"

غصے کو نکال دیا جاتا تو اس شخص کے لہجے میں صرف بے بسی اور اذیت رہ جاتی۔

"میری شکل کیا شیطان سے ملتی ہے جو آپ ڈر کر مر جائیں گے، شیطان سے تو آپکی یہ گز بھر لمبی کالی زبان ملتی ہے"

اسکے سلگ کر جواب پر بچارا شیطان کسی کونے میں بیٹھا ضرور منہ بنا چکا ہو گا، کہ بھئی آپس کی لڑائی میں مجھے کیوں گھسیٹے ہو۔

"تمہارے منہ نہیں لگنا چاہتا"

آج وہ کوئی جوابی وار کرنے کی پوزیشن میں نہ تھا تبھی جھٹکے سے مانی کی کلائی آزاد کیے سٹنگ ایریا کی طرف بڑھا اور جا کر صوفے پر بیٹھا۔

"میں بھی آپکے اس آتش فشانی منہ لگنے کو مری نہیں جا رہی، بس کھانا کھا کر میڈیسن لے لیں، پھر کل تک آپکو اپنی شکل بھی دیکھا گئی تو نام بدل دیجئے گا"

خود کو مضبوط پیش کیے وہ سختی سے اسے سناتی گھوری، شیری نے پھنکارتے ہوئے بڑے صبر و تحمل کا مظاہرہ کیے اس لڑکی کو دیکھا۔

"فارسی سمجھ آتی ہے تمہیں؟ کہا ہے نہ کھالوں گا۔۔۔چلی جاو یہاں سے"

"مانی ورنہ آج میرے ہاتھوں سے کچھ بہت برا ہو جائے گا۔۔۔۔جاو

اس شخص کی ہمت آج آخری کنارے پہنچ چکی تھی جو دیکھائی بھی دے رہا تھا سو مانی نے مزید کوئی بعث نہ کرتے شیری پر رحم کھایا اور بک اٹھاتی کمرے سے نکل گئی، اگر وہ کھانا کھالیتا تو وہ سوچ چکی تھی، کل تک نہ کمرے

میں آئے گی نہ بات کرے گی، پہلا پیپر اسکا اور نمرہ دونوں کا کل سیکنڈ ٹائم تھا اور نمرہ نے ہی اسے پک کرنا تھا۔

مانی کے شرافت سے کمرے سے جانے اور آہستگی سے دروازہ بند کرنے پر شہریار نے دقت سے سینے پر جمی سانس خارج کی اور بے دلی سے ہی سہی پر کھانا شروع کیا ورنہ وہ لڑکی آس پاس رہ کر اسکے دماغ کی کوئی رگ پھڑوا دیتی۔

ابھی غصہ دبا نہ تھا کہ شہریار کا فون رنگ کیا، کوفت سے وہ اٹھا اور بیڈ کی طرف بڑھا اور اپنا فون اٹھایا۔

لئیق کا یہ نیا نمبر اس نے کل ہی سیو کر لیا تھا۔

لئیق اپنی گاڑی پارکنگ میں پارک کرتا ایک مسجد میں داخل ہوا جہاں عشاء کی نماز کے ساتھ کچھ اور اہم کام بھی سرانجام دینا تھا۔

" کیسے ہو تم؟"

کال لگتے ہی لئیق کے فکر سے بھرے سوال پر وہ بے دلی سے واپس اپنی جگہ پر آیااور بیٹھا۔

"دستگیر نے تمہیں بھی بتادیا، حد ہے"

شیری کے کوفت سے بڑبڑانے پر لئیق نے شوز اتارے اور نرم سی مسکراہٹ کے سنگ مسجد کے احاطے میں داخل ہوا۔

شاہ عالم کی خوبصورت ترین مسجدوں میں سے وہ ایک تھی۔

"ہمم۔۔مانی کو پتا ہے؟"

لئیق کو اس سے زیادہ فکر آمنہ کی تھی۔

"ہاں اور آکر میرے سر پر سوار ہو گئی ہے ولیمہ اٹینڈ کیے بنا۔ تم نے میرے ساتھ اچھا نہیں کیا لئیق ایزد علوی"

اس وقت شیری کی ذہنی اور قلبی روح اس قدر بھٹکی تھی کہ اسے ہر کوئی اپنا مجرم نظر آرہا تھا۔

میں انتظار کروں گا اس دن کا جب تم کہو گے لئیق ایزد تم نے اپنی زندگی"
میں شاید یہی کام اچھا کیا، خبر دار اگر اسے تکلیف دی، ورنہ ساری رحم دلی
ایک طرف کر کے میں تمہارا گریبان پکڑ لوں گا، میری واپسی کا انتظار کرنا۔
یہ جو تم کہہ رہے ہو اچھا نہیں کیا، اس پر تفصیلی بات کریں گے۔اس وقت
یہ اہم ہے کہ اپنا خیال رکھو اور مانی کا بھی۔ابھی جلدی میں ہوں لیکن میں تم
"سے جلدی آکر ملتا ہوں

لئیق ایزد نے چند جملوں میں ہی اپنی بات سمیٹ دی لیکن شہریار جدون
اسے چاہنے کے باوجود نہ کہہ سکا کہ وہ اسے شرط سے آزاد کر دے۔
فون بند ہونے کے کتنی دیر بعد تک شہریار کی خالی آنکھیں کسی غیر مرئی
نقطے پر جمی رہیں، جانے اسکے دل میں کیسے کہرام تھے، نا جانے کتنی تکلیف
تھی اسے کہ اپنے مرہم کو خود سے دور کرنے پر مجبور ہو گیا تھا۔

.._____..

سدرہ کی رخصتی خیر وعافیت سے ہو گئی تھی، عینی اپنی بہو کو بہت پیار سے صارم کی دلہن بنا کر لے گئیں اور آج گل بھی انکے گھر ہی رکنے والی تھیں جبکہ لعلین نے اداس سی ہو جاتیں لال سے لپٹے انکو اپنی طرف متوجہ کیا جو گھر کے سونے پن پر بوجھل ہو گئی تھیں۔

اسکے جانے سے یہ گھر ویران ہو گیا لعلین، سات سال تک اسکی بے بے" بن کر رہی ہوں، اس نے اپنا ہر دکھ اور ہر تکلیف مجھ سے بانٹی، اسکے بابا نے جو میری زندگی اور عزت بچا کر احسان کیا تھا وہ اب بھی اتارا نہیں جا سکتا، "لیکن خوش ہوں آج یوسف بھائی کی امانت اسکے حق دار تک پہنچا دی لال نور ابھی سے سدرہ کو مس کر رہی تھیں جبکہ لعلین تو رشک میں تھی سدرہ کے لیے جسے سات سال اس ماں کی ساری آغوش میسر رہی تھی لیکن اب وہ چاہتی تھی اس ماں کا سایہ اس پر اور لئیق پر سایہ فگن ہو جائے۔

میں سمجھ سکتی ہوں مما لیکن بیٹیوں کو تو رخصت کرنا ہی پڑتا ہے۔ صارم"
"اسے سنبھال لے گا، آپ اب اپنا پیار مجھے اور لئیق کو دینے کی تیاری کریں
لعلین انکا ہاتھ پکڑے سجے صحن سے اندر کمرے میں لائی تو وہ اسکی معصوم
سی خواہش پر ساری اداسی بھولے رکیں اور مسکائیں۔
میری جان کے ٹکڑے ہو تم دونوں، میں نے تو اپنی سوتن کے بچے کو بھی"
اپنے بچے سے کم نہیں سمجھا لعلین۔ اب تو دل چاہ رہا ہے اڑ کر لئیق ایز دتک
"جا پہنچوں
وہ انکے لہجے کی تڑپ پر پھر سے انکے گلے لگی۔
آپکو پتا ہے کل لئیق نے مجھے کال کی تھی، اس نے اپنی پکچر بھی بھیجی ہے۔"
میں نے اسے کہا کہ جب وہ آئے گا تو اسکے ل۔ لیے یہ پیارا سا سرپرائز
"ہے۔۔۔۔ کہہ رہا تھا ہمارے پہنچنے تک وہ واپس آجائے گا
کل سے اب تک وہ یہ بات لال نور کو بتا نہ سکی نہ موقع ملا اور یہ سب سن کر
انکی آنکھیں تکلیف سے بھیگ گئیں، اور جب لعلین نے اپنا فون اوپن کیے

انھیں لئیق کی نئ زرامزید ڈیشنگ لک میں پکچر دیکھائی تواس ماں کی آنکھوں سے چھلکتے آنسو خود لعلین کی آنکھیں بھیگو گئے۔

فون لعلین سے لے کر نور نے اس تصویر کو چوما۔

"میرا لئیق، کتنا پیارا ہو گیا ہے۔۔۔۔میرا شیر بیٹا۔آنکھوں کو سکون مل گیا ہے، جب میرے پاس ہو گا تو تڑپتی ہوئی ممتا بھی قرار پا جائے گی۔۔۔۔کیسا ہے وہ؟ تم نے پوچھا اس سے؟"

تصویر سے تو وہ پہلے سے زیادہ ہنڈسم اور فریش لگ رہا تھا مگر لال نور کے تڑپ کر پوچھنے پر خود لعلین ہنسی اور اپنی باہیں پیار سے ممی کے گرد حائل کیں۔

"تھوڑا مزید ناٹی ہو گیا ہے آپکا صاحبزادہ، بے باک تو جناب پہلے ہی تھے مگر لگتا ہے اس بار کچھ ایکسٹر آفت بن کر آئے گا۔باقی طبعیت بھی اچھی تھی۔ میں چاہتی تھی اسکو سرپرائز ملے تبھی آپکا ذکر نہیں کیا، جب وہ آپکو آٹھ سال بعد دیکھے گا تو اسکے چہرے کی خوشی دیکھنا چاہتی ہوں"

لعلین کی باتوں پر وہ جی جان سے مسکرائیں، دل کو تسلی سی ہوئی کہ انکا لئیق ایزداب بھی ویسا ہی ہے لیکن وہ کیا جانتیں کہ آٹھ سال اس بچے نے صرف دنیاداری کے جیے تھے، سانسوں کو لینے کے بجائے گھسیٹا تھا۔

"ٹھیک کیا تم نے، وہ بچپن میں بھی بہت شرارتی تھا۔ لیکن اس سے کہیں درجے سمجھدار، کسی چیونٹی کو بھی تکلیف نہیں دیتا تھا، لیکن حق بات میں کسی کو بخشنا بھی اسکے اصولوں میں نہیں تھا، جذباتی بھی تھا، اور آج تک جذبات میں آکر اس نے خود کے ساتھ بہت سی ناانصافیوں کو روا کیے رکھا۔ تم اسکے پاس رہی ہو، یقیناً اسے جان چکی ہو گی۔"

لعلین کو ہر وہ شخص عزیز تھا جو اس سے لئیق ایزد کی بات کرتا، وہ اترائی تھی، اس پر کہ وہ لئیق ایزد کی ہمسفر ہے۔

"میں تو خود کو بھول گئی ہوں مما، اسکے سوا تو لعلین کو کوئی یاد نہیں۔۔۔۔"

اسکے دلفریب جواب پر لال نور نے مسکرا کر فون لعلین کی طرف بڑھایا اور
اسکا چہرہ تھامے آسودگی سے لعلین کی جبین چومی۔
تم دو کی محبت کو کسی کی نظر نہ لگے، اسکا سایہ تم پر سلامت رہے اور تمہارا"
ساتھ اسکی یونہی ہمت بنا رہے۔ خوش قسمت ہوں جسے تم جیسی بہو ملی،
بالکل میری ہم مزاج، میرے لئیق کو بنا کسی غرض کے چاہنے
"والی۔۔۔۔۔

مما کا پیار بھرا شفیق انداز اسے لئیق کی یاد دلانے لگتا تھا اور یہاں وہ یاد آیا
وہیں لعلین کے ہاتھ میں پکڑا فون اس شخص کے نام سے ٹمٹمایا۔
دونوں کی آنکھیں ایک سا مسکرائیں۔

"تم کر لو بات، میں تب تک چائے بناتی۔ پھر بتانا کیا کہا اس نے۔۔۔۔"
ابھی شاید خود لال نور میں ہمت نہیں تھی کہ وہ یکدم خود کو لئیق کے سامنے
جانے پر تیار کرتیں، وہ بھلے ان کے لیے تڑپتا رہا تھا لیکن وہ جانتی تھیں وہ

کہیں دل سے انکے اتنے سال دور رہنے پر بہت خفا بھی ہو گا سو جانے سے پہلے وہ لئیق ایزد کی ناراضگی سہنے کی ہمت جمع کرنا چاہتی تھیں۔

انکے جاتے ہی لعلین نے بمشکل آنسو روکے اور فون لیے سگنگلز کی بہتری کے باعث سیڑھاں چڑھی۔

آئی بی اسلامہ آباد ڈیپارٹمنٹ نے لئیق کو منگل تک واپس پاکستان آنے کے آرڈز دے دیے تھے کیونکہ اگلا مشن نا صرف بڑا تھا بلکہ خطرناک تھا سو لئیق کو مکمل تیاری کے ساتھ واپس ملائشیا ایک بار پھر آنا تھا

آج اسکا ملائشیا میں کام ختم ہو چکا تھا، کل اینجیلیہ اور جمیشید کے نکاح کے بعد پرسوں اسکی واپسی تھی یعنی اسی دن جس دن لال نور واپس آنے والی تھیں اور لئیق نے یہی بتانے کے لیے لعلین کو کال کی۔

" سنیں محترمہ! پرسوں ٹپک رہا ہوں پاکستان۔۔۔۔دل مضبوط کر لیجیے "

بیڈ پر پر سکون انداز سے آکر لیٹا کال لگتے ہی وہ جس طرح شوخ ہوئے یہ عطر ساز انکشاف کیے مسکرایا، لعلین کی آنکھوں میں خوشی کی ہمکتی کرنیں بیدار ہوئیں۔

یعنی میرا یہ جان لیوا انتظار ختم ہوا، ہم بھی پرسوں صبح واپس جا رہے ہیں،" کل ولیمہ ہے صارم کا اور کل ہی ہم نے دلہا دلہن کی گھر دعوت بھی رکھی ہے، پ۔ پلیز لئیق تم رات تک آنا اوکے۔۔۔۔ میں چاہتی ہوں پہلے میں واپس آوں تاکہ تمہارا ویلکم کروں، اگر تم پہلے آ گئے تو مجھے تمہارا استقبال نہ کر پانے پر دکھ ہو گا اور مجھے لگے گا میں بالکل اچھی وائف نہیں ہوں" لعلین کی شوخ اور زندگی سے بھری آواز اور یہ ناز و ادا بھری خواہشیں لئیق ایزد کے دل کو اس لڑکی کے پاس جلدی سے جلدی پہنچنے پر بے قرار کر گئیں۔

سفر سے واپسی پر اس سے پہلے کبھی اتنا خوش نہیں ہوا جتنا اس بار ہوں" صرف آپکی وجہ سے، پہلے مما تھیں، میرا کہیں جانے کے بعد انتظار کرنے

سے زیادہ من پسند مشغلہ شاید ہی انکے پاس کوئی دوسرا تھا، لیکن پچھلے آٹھ سال سے تو میرے سفر بھی میرے تکلیف جیسے ادھورے تھے، اس بار

"آپ ہیں تو دل چاہتا ہے اس وحشی محل میں جلد واپس آوں

لئیق کے لہجے میں اسکی ماں کی حسرت آج بھی شدت سے ٹپکی اور لعلین کا دل اسکی تکلیف پر آزردہ ہوا، ایک دل چاہا اسے بتادے پر وہ لئیق ایزد کی خوشی کو مزید سپیشل چاہتی تھی۔

اداس مت ہو پلیز۔۔۔۔ورنہ رو دوں گی۔ویسے بھی تم سے دور رہ کر" بہت رو توسی ہو گئی ہوں۔ایسی سب باتیں تم میرے پاس آکر کرنا لئیق

"ایزد تاکہ میں تمہاری تکلیف کا توڑ کر پاوں

وہ اسے بس یونہی جذباتیت کے سنگ اس اداسی سے نکال سکتی تھی اور کارآمد بھی ثابت ہوا، وہ دل سے مسکرایا، اس لڑکی کی خود کے لیے فکر جسم و جان کو سرشاری بخشتی تھی۔

آپکو دیکھنا ہی میری ہر تکلیف کو ثانوی کر دیتا ہے، خیر میں بھی کیا سینٹی"
ہوئے جا رہا ہوں۔۔۔۔آپ بتائیں کیسی رہی شادی؟ سب بہت خوش
ہوں گے، خوب رونق ہو گی۔۔۔گاوں کی شادیاں بہت مزے کی ہوتی
"ہیں، کاش میں بھی آپکے ساتھ ہوتا وہاں
لئیق نے خود ہی اداسی کا توڑ کرتے جس طرح اشتیاق سے بات بدلے
دریافت کیا، وہ ہنسی اور وہیں لگی کرسی پر بیٹھی۔
ہاں نہ بہت مزے کی تھی، صارم، عینی، پر کاش بابا سب بہت خوش ہیں، "
صارم کی دلہن کی بس جان نکلی ہوئی تھی۔۔۔۔پر ہمارے دلہا راجہ بڑی
پہنچی چیز نکلے، قابو کر ہی لیا روتی ہوئی سدرہ کو۔۔درا صل وہ بہت لاڈلی ہے
اپنی بے بے کی، تم یقین نہیں کرو گے انکے دوپٹے کا پلو پکڑ کر بچوں کی
طرح رو رہی تھی کہ مجھے نہیں جانا۔ حالانکہ بہت پیار کرتی ہے صارم سے
"بس شرمیلی سی ہے

لعلین نے جس طرح کھلکھلاتے ہوئے نازک سا احوال بتایا خود لئیق بے اختیار ہنس دیا، اب تو واقعی یہ شادی مس کر دینے پر جناب کو افسوس ہوا، جس طرح لعلین خوش تھی یقیناوہ ماحول انتہائی دلفریب ہوتا جس نے اسکی لعلین کو زندگی سے بھر دیا تھا۔

یہ سارے دلہے آجا کر اپنی اپنی والی کو قابو کر ہی لیتے ہیں، آپکو بھی تو لئیق "ایزد نے کر لیا تھا"

لعلین ہنستی ہنستی بے اختیار لئیق کے آخری جملے پر بوکھلائی، اسے لگ نہیں رہا تھا بلکہ یہ بندہ واقعی وہاں جا کر مزید شوخ ہو گیا تھا۔

"جی نہیں، لئیق ایزد کو لعلین نے قابو کیا تھا۔۔۔۔"

اترانا تو اس لڑکی کا حق تھا، اک لمحہ لئیق کو لگا ہارٹ بیٹ سی مس ہوئی ہو۔

"آہاں، اتنا غرور"

جناب متاثر ہوئے اور وہ مزید دل سے مسکائی۔

"کیوں نہ ہو، تمہاری محبت جو ہوں"

یہ کہتے ہوئے اس لڑکی کی آنکھیں محبت سے لبریز تھیں اور اس لڑکی کا یہ انداز لئیق ایزد کو مزید دیوانہ کرنے پر اکسا رہا تھا۔

"اور لئیق ایزد کون ہے آپکے لیے؟"

دور رہ کر شاید یہ روح کو تازگی بخشتا اقرار ہی کسی دلفریب بوسے کا نعم البدل تھا۔

"میرا سکون ہو تم"

اس لڑکی نے بھی نعم البدل پوری شدت سے اس پیارے شخص کو بخشا جسکی آسودگی ہونٹوں کے بوسے سے کہیں بڑھ کر لئیق ایزد کے دل کو محسوس ہوئی۔

"مت کریں میری روح رواں، سو نہیں پاوں گا۔۔۔حالانکہ آج ایک پر سکون نیند چاہتا ہوں۔واپس آکر آپکو تفصیلی بتاوں گا کہ میں نے یہاں سارے دن کیسے گزارے، کل ایک اہم فرض نبھانا ہے، دعا کیجئے گا سب

اچھے سے ہو جائے۔دو بچھڑے دل ملانے ہیں،اور ان سے اپنے اور آپکے
"ہمیشہ قائم ساتھ کی دعا لینی ہے
اس شخص کا لفظ لفظ ہونٹوں سے چھونے کے لائق تھا تبھی تو وہ اس کے
آگے مشکل میں پڑ رہی تھی کہ ایسے کونسے لفظ تراشے جو اس لڑکی کی لئیق
ایزد کے لیے تڑپ اور محبت کو بیاں کریں۔
سب بہت خوبصورت ہو گا ان شاءاللہ، سو جاو۔۔۔ تمہارا سکون میرے"
"لیے بہت عزیز ہے
وہ کچھ جذباتی ہو گئی تھی، آنسو آنکھوں سے خود ہی نمی بنے جاری ہوئے۔
ہمم۔۔یہ بتائیں آپ کے لیے کیا گفٹ لاوں؟ کوئی فرمائش ہی کر دیں،"
جب سے شادی ہوئی ہے آپ نے کچھ نہیں مانگا مجھ سے میرے سوا۔۔۔
"

لئیق سے بڑا تحفہ کیا ہو سکتا تھا لیکن پھر بھی لئیق کے پوچھنے نے اسے بہت
خوشی دی، اور وہ اقرار بھی کر رہا تھا اس لڑکی کی محبت کا۔

مجھے تمہاری خوشبو چاہیے، ایک بند بوتل میں قید۔۔تاکہ جب تم دوبارہ"
"کہیں جاو تو مجھ پر مشکل نہ پڑے

لعلین کے جواب پر وہ دلفریب سا مسکرایا، یہ لڑکی تو جان پر قہر ڈھانے کے چکروں میں تھی۔

آپ چاہتی ہیں میں ساری رات آپکو مس کر کے کروٹیں بدلتا رہوں،"
بہت تیز ہو گئی ہیں آپ چند دنوں میں ہی۔۔۔اس بوتل کا انتظام واپسی پر
"کرتا ہوں

دانستہ ماحول کی تمازت کم کرنے کو وہ ذو معنی ہوا تو لعلین نے اسکی بات کا مفہوم جانے بلش کرتے نظر جھکائی۔

"پرامسس؟"

وہ اب بھی باز نہ آئی۔

لعلین۔۔۔مت کریں، کیوں دور بیٹھے دیوانے کو تڑپا رہی ہیں۔۔۔کال "
سینٹر والے کہیں ہمارے نمبر زنہ بین کر دیں۔۔۔اتنی محبت بھری باتیں
"بچاروں سے سہنی مشکل ہوں گی
جناب کے مظلوم سی مسکین گزارش پر وہ اپنی ہنسی واقعی روک نہ پائی۔
تم بہت خطرناک ہو گئے ہو لئیق ایزد، تمہارا دور ہونا اپنی جگہ مشکل پر تم "
سے یوں بات کرنا لو وہے۔ خیر سو جاواب۔ جس وقت پاکستان پہنچ گئے تو
"سب سے پہلے مجھے کال کرنا، اللہ حافظ
اسکی نیند کا احترام خود پر واجب رکھتی وہ اسکے مہکتے انتظار میں باندھ کر کال
کاٹ چکی تھی جبکہ لئیق ایزد کے دل کو حقیقی سکون ملا تو اب نیند مزید
مدیوشی سے مل کر حواسوں پر چھانے کو تھی۔
وہ کچھ دیر وہیں ٹھنڈی ہوا ان ہیل کرتی رہی اور پھر مسکرا کر سیڑھیوں سے
نیچے اتری مگر اس بیچ لعلین نے پوری احتیاط کی، جب سے وہ یہاں آئی تھی
جان بوجھ کر چلنے پھرنے میں محتاط تھی کیونکہ دل میں خواہش اور امید

دونوں تھے کہ شاید اللہ نے بھی ان دو کے لیے کوئی سرپرائز پلین کر دیا ہو۔

یہ تو واپسی پر جا کر ڈاکٹر ہانیہ سے ملنے کے بعد ہی کنفرم ہونا تھا کہ وہ کیسی ہے۔

لال نور کے ساتھ چائے پینے کے ساتھ وہ ان سے ساری رات ہی لئیق کی باتیں کرنے والی تھی۔

.._____..

"آپ کیوں ان منحوسوں کے منہ لگنا چاہتے ہیں، میری مانیں تو دو حرف بھیجیں۔ خوامخواہ آپکے زخم ہرے ہوں گے"

پہلے وہ انکو وقار سے ہی ملوانے لے جارہا تھا مگر یکدم رک کر جس طرح بیقراری سے بولا، وہ مسکرائے اور رک کر دستگیر عالم کی خود کے لیے پریشان صورت متفکر ہوئے دیکھی۔

"تم کیوں پریشان ہورہے ہو، اتنی ہمت ہے ان بوڑھی ہڈیوں میں کہ اپنے مجرموں کی آنکھوں میں اب پوری ہمت سے آنکھیں ڈال سکوں، ایک بات کہوں دستگیر عالم"

وہ اسکی فکر ہٹاتے یکدم سوالیہ ہوئے تو انکی ہمت پر جہاں وہ مسکرایا وہیں انکے سوال نے دستگیر کی توجہ کھینچی۔

"کہیں"

دستگیر کا لہجہ نرم ہوا تو فرہاد نے اسکے شانوں کو فخر سے تھاما۔

"میں نے بچپن سے لے کر جوانی تک اور جوانی سے اب تک صرف ایک یار بنایا، فاحد عالم۔۔۔اس شخص کے خون میں وفاداری تھی، جب تمہیں لئیق کی جگہ اسکا پرتو بن کر دیکھتا ہوں تو فخر ہوتا ہے کہ میں نے فاحد عالم کو

اپنا واحد یار رکھا اور میرے لئیق نے اسی بہادر خون کے اس حصے کو اپنا واحد دوست بنایا، دل کا امیر تھا وہ، اسکے جانے کی تکلیف آج بھی میرے لاتعداد دکھوں میں سر فہرست ہے لیکن وہ میری تسلی کے لیے اپنے سائے کو میری امان میں سونپ گیا، تم نے لئیق اور لوئے کی غیر موجودگی میں مجھے انکی کمی کبھی محسوس ہونے نہیں دی، زندگی نے کئی خوشنما سال الجھائے رکھا لیکن آج کل جب بہتر محسوس کرتا ہوں تو یہ اعتراف مجھ پر فرض ہے کہ میں نے تم میں ہمیشہ اپنے فاحد کو دیکھا، جب تم میرے لئیق کے ساتھ ہوتے ہو تو میں آنکھیں بند بھی کر لوں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اپنے بابا کے نام کو، نسل در نسل لے کر چلنا۔۔۔۔۔ان دونوں کی اسکی وفاداری کو یونہی

"طرح تم بھی میرے شیر جواں بیٹے ہو۔۔۔۔ تھینک یو میرے بچے

آج واقعی وہ دل سے دستگیر کے مشکور تھے، اور بابا کے اتنے پیار سے کیے ذکر پر خود دستگیر کی آنکھوں میں تکلیف سی اتری، وہ فرہاد کے ایک ریسٹورنٹ میں پارٹنر بھی تھے، انکی طرح امیر نہیں تھے لیکن بہت اچھے

آرٹ ماسٹر تھے،اور پھر فاحد کی موت بھی ایک دلخراش حادثہ ہوئی، فرہاد کی جان بچاتے ہوئے وہ اس دنیا سے چلے گئے،اپنے واحد یار کو کھو دینے پر وہ فاحد عالم کی بیوی مریم کو اپنی بہن اور دستگیر عالم کو اپنا بیٹا بنا کر جندل محل لے آئے،تب سے دستگیر اور مریم بی اس محل کے افراد بنے، فرہاد علوی نے دستگیر کی تعلیم سے لے کر ہر خواہش وضرورت کو اپنے بچوں سے پہلے پورا کیا، مریم بی خوددار طبعیت کی مالک تھیں،اول تو وہ یوں محل آنے پر رضامند نہ تھیں مگر پھر محل کی شیف بننے پر راضی ہوئیں اور آتے ہی انہوں نے کچن سنبھالا لیکن وقت کے ساتھ انکے ہاتھ کے زائقہ دار پکوان گئے،اور وہ یہاں کی بڑی بی جان کے عہدے پر فائز اس محل کا رواج بن ہوئیں۔

دستگیر نے بھی اپنے ہر ہنر،ذہانت اور صلاحیتوں کو بروئے کار لائے بزنس کیا جس میں لئیق اسکے ہمراہ پارٹنر بنا بلکل ویسے جیسے ان دونوں کے بابا پارٹنرز کے ساتھ دکھ سکھ کے بہترین ساتھی تھے۔

....★☆☆☆☆☆★....

وہ انکی شفقت اور محبت کا معترف تھا، یہ گھر، یہاں کے لوگ ہمیشہ اسکی اولین ترجیح رہے تھے، محبتوں کے حق ادا کرنا دستگیر عالم کے خون میں سینچا ہوا جذبہ تھا، نظر ان سے ملائی تو اس شخص کی آنکھوں کو ساون کی جھری نے جل تھل کر دیا، لیکن یار کا یہ خوبخو ویسا دستگیر عالم، انکی بھیگی آنکھوں میں مسکراہٹ کا سبب بھی بنا۔

یہ میرا فرض تھا انکل، اور میں اپنا فرض ہمیشہ نبھانے کی کوشش کروں" گا۔ لئیق بھائی نے ہمیشہ مجھے سپورٹ کیا پھر چاہے وہ اموشنلی ہو یا مینٹلی۔

"مجھے خوشی ہے کہ ایک لمبے امتحان کے بعد یہ مشکلات ختم ہو رہی ہیں

جواباان کی شفقت کا بھرپور حق ادا کرتے ہوئے دستگیر نے بڑے پن کا مظاہرہ کیے نرم اور بااثر لہجے میں اعتراف کیا جس پر وہ اسکی گال دھیما سا مسکرا کر تھپکاتے اپنے باقی آنسو خود میں اتار لیتے متوازن قدم اٹھاتے اسکے ہمراہ تاریک جگہ پر تعمیر، جندل محل کے ان خونخوار تہہ خانوں کی جانب بڑھے جنکے در و دیوار مجرموں کی ہیبت ناک صورتوں کی مانند ڈراونے ہو چکے تھے،اک عجیب سرد سے سکوت کا عالم تھا، وحشت اور خوف نے ماحول پر سنسنی پھیلا رکھی تھی۔

تاریک تہہ خانے میں دروازہ کھلنے کے سبب زدروں کے پھیلنے کے سبب حائل ہوتی روشنی پر بیڑیوں میں جکڑے، وقار سادانی نے اپنا جھکا سر اٹھائے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس پار دیکھنے کی کوشش کی مگر مسلسل آنکھوں میں جھونکی گئی تاریکی نے اس زرا سی روشنی کو بھی آنکھوں کے لیے ممنوع کر دیا۔

"ک۔۔کون"

وقار کے حلق سے دبی سی دلخراش آواز نکلی جس وہ اذیت سے اس اجڑے شخص کا سر تا پیر جائزہ لیے اپنے رو کے قدم آگے بڑھا کر قریب آئے مگر دستگیر وہیں دروازے میں رک گیا، اسکی توجہ فرہاد صاحب اور وقار پر مرکوز تھی۔

فرہاد چلتے ہوئے نزدیک آئے اور اس شخص کے پاس ہی زمین پر گھٹنے کا سہارا لیے بیٹھے، وقار سادانی کی آنکھوں میں فرہاد کو دیکھ کر خوف کی لہر نمودار ہوئی لیکن انھیں صرف افسوس اور ترس آیا۔

"کیا ملا تمہیں یہ سب کر کے وقار، حتی کہ وہ عورت بھی نہیں۔ تم میں اور مجھ میں زیادہ فرق نہیں ہے، مجھے نفرت نے مجبور کیا اور تمہیں محبت نے۔ اپنا سب میں نے بھی کھویا اور تم نے بھی، لیکن میں مقتول بنا اور تم قاتل۔۔۔۔"

انکے تاسف زدہ لہجے میں حقارت بھی تھی لیکن اذیت زیادہ تھی اور وقار نے اس شخص کو یوں دیکھا جیسے کوئی موت سے جا ملتا شخص آخری بار اس

دنیا کی رونق کو تکتا ہے، اسکے وجود پر اسکے گناہ غائبانہ کوڑے برسا کر اسے نڈھال کر چکے تھے۔

محبت میرا گناہ تھی فرہاد علوی، ہر محبت میں رب نے سلامتی نہیں"
رکھی۔۔۔۔دستگیر کو سب بتا چکا ہوں اب تمہیں کیا کہوں، جنھیں بد دعا لگ جائے ایک بار انھیں کوئی دعا نہیں لگتی۔ تم مجھے جو مرضی سزا دو لیکن ایک بار مجھے میرے بچوں سے ملوا دو، میں منت کرتا ہوں تم سے، ت۔۔ تم تو بہت رحم دل شخص ہو، ایک باپ کی تڑپ بھی سمجھتے ہو، میں ان سے ملے بنا مر گیا تو قیامت تک اپنی قبر میں تڑپتا رہوں گا۔ میں اپنی دونوں بیویوں سے معافی نہیں مانگ سکا، میں اپنے کسی گناہ کی تلافی نہیں کر سکا، م۔۔ میں ابراہیم سلطان کو زہر دینے کے گناہ کا کفارہ بھی نہیں بھر سکتا لیکن میں اپنے بچوں سے معافی ضرور مانگنا چاہتا ہوں، تم ت۔۔ م کرو سفارش اس سے،
"اپنے بیٹے سے۔۔۔۔۔۔

اس شخص کی تڑپ جھوٹ نہیں تھی، اسکا گڑگڑا کر التجاء کرنا اور اس بیچ اسکی زرد پڑتی سرخ آنکھوں سے نمی بہہ کر اسکے پٹپٹری جمے گالوں پر اتری، تو فرہاد اسکی حسرت زدہ بلکتی نظروں کے انداز سے تڑپے۔

اسکے چہرے تک اسکے دل کا دھواں پہنچ رہا تھا، فرہاد علوی اس پژمردگی کے مارے پر اک افسردہ نگاہ ڈالے اٹھے تو وقار نے اس شخص کے پیر کو جس طرح پکڑا، یہ منظر دستگیر اور خود فرہاد کے لیے اذیت بنا۔

"تم جتنے برے ہو جاو، میں تمہیں سزا دینے کا حق نہیں رکھتا وقار سادانی کیونکہ اپنی سزا تم خود بنے رہے ہو۔ نہیں جانتا لئیق تمہارے ساتھ کیا کرے گا لیکن میں تمہیں تمہارے بچوں سے ضرور ملواوں گا"

یہ اس شخص نے شاید وقار پر آخری احسان کیا اور بنا اسکے سسکنے بلکنے کو دیکھے وہ تیزی سے منہ موڑ کر یہ آسانی اسے دیے تہہ خانے سے باہر نکلے تو دستگیر نے بھی اک آزردہ نگاہ وقار پر ڈالے اپنے قدم انکے پیچھے ہی باہر نکالے۔

اسکے ساتھ ہی بنا دوسرا تہہ خانہ جس کے باہر دو عدد لوگ ہمہ وقت گنز تھامے کھڑے تھے، دستگیر نے ہی دونوں کو اشارہ کیا جس پر نا صرف وہ سامنے سے ہٹے بلکہ دروازہ بھی کھولا، فرہاد علوی نے آنکھوں میں جی بھر کر حقارت انڈیلی۔

پیروں میں الگ الگ زنجیر تو تھی ہی، زائشہ کے ہاتھ بھی ایک لمبی سی زنجیر کے سنگ باندھے گئے تھے، فرہاد علوی نے دستگیر کو باہر ہی رکنے کا کہا اور خود اندر داخل ہوئے، زائشہ نے جھکا سر اٹھائے اپنے سامنے کھڑے فرہاد علوی کو دیکھا تو آنکھیں یکلخت اس شخص کو سالم و سلامت دیکھے سرخ ہوئیں، اسکی حالت پر البتہ فرہاد علوی کو کوئی رحم نہ آیا، پہروں رلایا تھا اس عورت نے انھیں، جیتے جی موت دی تھی، وہ انکے لیے ہمیشہ سے واجب القتل تھی۔

زمین پر پڑی زنجیر جھک کر ہاتھ میں اٹھائے فرہاد علوی نے اپنے ہاتھ میں پکڑ کر بے دردی سے کھینچی تو وہ اٹھ کر لپکتی گھسیٹتی ہوئی عین اس شخص کے

روبرو آکر تھمی، دونوں کی آنکھوں میں لپکتے آگ کے شعلے تھے، اس عورت کی گرم تپش سے بھری سانسیں ناگواری سے چہرہ پھیر کر برداشت کیے وہ اس سے اپنا چہرہ جس طرح پیچھے سرکا گئے، زائشہ نے اس اہانت پر مخدوش ہوتی نظر اس شخص پر ڈالی۔

"اچھوت ہے تمہاری یہ سانس بھی، تم پوری عذاب ہو زائشہ، ہمت کیسے کی تم نے لئیق کے خلاف اتنی گندی چال چلنے کی منحوس عورت، دل چاہ رہا ہے تمہیں بھی اسی طرح بمب سے اڑادوں"

اسکے مکروہ چہرے کو تکتے فرہاد تضحیک کرتے غرائے، ضبط کھو کر پھٹ پڑے۔

"تو اڑائے گا مجھے بزدل۔۔۔۔ تیری تو خود ابھی گردن میرے ہاتھ سے نکلی ہے۔۔۔ لیکن تجھے تیرے سارے سگوں سمیت اس دنیا سے میں ہی چلتا کروں گی۔ میری ہمت کا تو پوچھنا ہی مت فرہاد علوی، کہیں صدمے سے تجھے دل کا دوڑانہ آجائے"

عداوت، غصے اور نفرت کے سنگ وہ استہزایہ ہوتی ہنسی تو وہ اسکا جبڑا اپنے ہاتھ میں دبوچتے اسکی اس گھناونی ہنسی پر ہتھے سے اکھڑے۔

"تمہیں یہاں سے نجات ملے گی تو تب تم یہ سب کرو گی نہ، ہاں بزدل ہی تھا جو تم جیسی منحوسیت میرے سر پر عذاب بن کر نازل ہوئی اور میں کوئی تدبیر نہ کر سکا۔۔۔ لیکن اب بزدل نہیں رہا، تم اتنے سال اس محل میں اگر عیش کرتی رہی تھی تو وجہ صرف لوئے بہزاد تھا اور تمہیں یہ رعایت صرف اسے جنم دینے پر ملی تھی لیکن اب وہ بھی تم سے نفرت کرنے لگا ہے، صبور تمہاری شکل دیکھنے کی روادار نہیں رہی۔ تمہیں تو اسی پر شرم سے مر جانا چاہیے"

انکے کسی لفظ پر وہ سنجیدہ نہ تھی الٹا زہر بھرے قہقے لگا کر وہ فرہاد علوی کا غیض بڑھانے کی کوشش میں تھی۔

شرم سے مرنے کا تو تمہارے لیے مقام تھا بچارے فرہاد علوی۔۔۔ تبھی "
مر جاتے جب اپنی پیاری نور کو پہاڑ سے پھینکا تھا، ہائے مر ہی جاتی تو اچھا
"ہوتا۔۔۔۔۔پر بچ گئی بچاری
زائشہ کی اس درجہ حیوانیت پر فرہاد نے اسکا جبڑا آزاد کیے اسکے بال مٹھی میں
جکڑے۔
مطلب تم جانتی تھی یہ سب، وہ زندہ تھی تو کہاں چلی گئی؟ تم نے لال نور "
"کے ساتھ کیا کروایا۔۔۔۔۔
اپنا ہاتھ بڑھا کر زائشہ کی گردن پر رکھے دباو دیے وہ دھیمے مگر شدید نفرت
سے بھرے لہجے میں غرائے، ایک لمحہ تو زائشہ اس شخص کی ہمت ہر ہی
پتھرائی جسکے چہرے پر یہ سوال کرتے لہو چھلک چکا تھا، فرہاد علوی کا یہ
سفاک لہجہ اسکی ہار کا سائرن تھا تبھی تو خوف کی شدید لہر زائشہ کی آنکھوں
میں بیدار ہوئی مگر وہ الٹا اس پر زہر خند ہنسی۔
" بولو زائشہ۔۔۔۔"

گردن پر جکڑے ہاتھ پر مزید دباو دینے پر وہ ہنسی بھولے سانس پر لگتے پھندے پر دلخراش سا سسکتی مزاحمت کرتی پھڑ پھڑائی مگر فرہاد کو رتی برابر رحم نہ آیا بلکہ انکا دل چاہا اس عورت کو زندہ آگ لگا دیں، تب بھی انکے کلیجے پر لپکتے آگ کے شعلے نہ بجھتے۔

"ت۔۔تم نے خود ہی تو دھکا دیا تھا اسے منحوس۔۔۔۔۔مجھے مارے گا تو،
اتنی ہمت ہے تجھ میں۔۔۔تو نے دھکا دیا تھا، گواہ بھی ہیں میرے
پاس۔۔۔ہاں یہ الگ بات ہے کہ گر کر وہ مری نہیں بلکہ میرے لوگوں کے ہتھے چڑھ گئی تھی، اسے وہاں سے لے جا کر کس کس کس اذیت سے گزار کر انجام تک پہنچایا، یہ مت ہی جانو تو بہتر ہے، تمہارا کمزور دل شاید
"برداشت نہ کر پائے اور تم یہیں صدمے سے لڑھک جاو

اپنے دونوں ہاتھوں میں جکڑی زنجیر کے دباو سے وہ اپنی گردن پر بندھے فرہاد کے ہاتھ کو پرے سرکاتی زہریلی ٹون میں ہنسی، اسکا طنزیہ آگ لگاتا لہجہ

فرہاد علوی کی آنکھوں میں لہو اتار لایا، اک لمحہ تو یہ انکشاف انکے پیروں تلے سے زمین سرکا گیا۔

"تم ن۔۔ نہیں بچو گی زائشہ، اپنے کیے کا حساب دو گی۔ اگر تم نے اسے بھی مارا ہے تو تمہاری یہ جان مزید اس دنیا پر بوجھ نہیں بنے گی، تمہارا انجام عبرتناک کروں گا"

گردن سے دبوچے ہی وہ اسے کسی بپھرے شیر کی مانند وہیں زندان کی دیوار سے لگاتے پھنکارے اور زائشہ کی دبی دبی چینخیں سنتا دستگیر فوری اندر لپکا تو سامنے کا منظر دیکھ کر اسکے چہرے کا رنگ فق ہوا کیونکہ فرہاد علوی دونوں ہاتھوں سے اس عورت کی گردن دبا کر مارنے ہی والے تھے جب وہ تیزی سے انکی طرف بڑھا اور بمشکل فرہاد صاحب کے ہاتھوں سے اس عورت کی گردن چھڑوائی، اگر چند سیکنڈ دستگیر کو دیر ہو جاتی تو زائشہ ایک آسان موت مر جاتی۔

"چھ۔۔ چھوڑ دو مجھے دستگیر۔۔۔ مار ڈالنے دو اس گند کو۔۔۔ چھوڑ دو مجھے"

غیض و غضب نے آج اس زخمی شخص میں جن سی طاقت بھر دی تھی، خود دستگیر پہلی بار فرہاد صاحب کو اس طرح بپھرا دیکھ کر صدمے سے ساکت تھا، زائشہ بے حال ہو کر زمین پر لڑھک کر گر پڑے ی بہت مدھم سانس لے رہی تھی، اس گردن پر فرہاد کی انگلیوں کا سخت نشان بھی ثبت ہو گیا، دستگیر نے گارڈز کو اندر بلایا اور بے ہوش ہو کر بے سدھ ہوتی زائشہ کو دیکھنے کی ہدایت کیے وہ آپے سے باہر ہوتے فرہاد صاحب کو بہت مشکل سے وہاں سے باہر لایا، جنکے جسم کا سارا خون انکی آنکھوں میں آ چکا تھا۔

کیا ہو گیا ہے آپکو انکل، آپ اسے اتنی آسان موت دینے والے تھے۔"

صبر رکھیں، اس عورت کو اسکے کیے کی ساری سزا دی جائے گی۔ ریلکس ہو جائیں، آئیں میرے ساتھ"

غصے نے تکلیف پر اختتام کیا تو وہ آنکھوں سے ٹپکتے آنسو رگڑتے دستگیر کی بات مان کر اسکے ساتھ محل کی جانب گئے، دستگیر کو انکی حالت دیکھ کر اب تک خوف آ رہا تھا، اگر وہ خدانخواستہ آج صبور کے ساتھ چلا جاتا تو فرہاد

صاحب تو سچ میں قاتل بن جاتے، اس اجڑے ویران، لال نور کی موت کا دکھ از سر نو سینے پر جما محسوس کرتے سسکتے ہوئے فرہاد علوی کو انکے کمرے میں لانے پر دستگیر نے انھیں سہارا دیے بیٹھایا، انکی آنکھوں میں آنسو اور وجود پر کپکپی طاری تھی تبھی وہ انکے پاس ہی قدموں میں بیٹھا، انکا لرزتا ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھ میں لیا، انکی تکلیف نے دستگیر کو بھی دہلا دیا تھا۔

"وہ کہہ رہی ہے ا۔۔اس نے میری ن۔۔نور کو مار دیا۔۔۔دستگیر میں تو زندہ ہی اس امید پر تھا کہ میری نور زندہ ہ۔۔ہو گی۔۔۔م۔۔میں ک۔۔کیا منہ دیکھاوں گا لئیق کو، وہ مجھے معاف ن۔۔نہیں کرے گا۔۔۔ میں نہیں جینا چاہتا اب، مجھے مرنے دو۔۔۔ل۔۔لئیق کا سامنان۔۔نہیں کر سکتا"

وہ پھر سے اسی ذہنی اذیت میں چلے گئے کہ دستگیر سے انکی یہ سسکیاں سہنی مشکل تھیں، اس شخص کے پاس ایک ہی آسانی رہ گئی تھی جو فرہاد علوی کو اس ذہنی بوجھ سے نکالتی۔

پر سکون ہو جائیں، آپکی نور کیسے مر سکتی ہیں، کیا پتا کسی نے انکی مدد کر دی"
ہو، وہ مر گئی ہوتیں تو آپکو اور بھائی کو صبر آجاتا لیکن نہ آپکو انکی موت کا
یقین ہے نہ بھائی کو، اپنی یہ امید مت توڑیں، ممکن ہے زائشہ آپکو اذیت
دینے کے لیے یہ سب بولی ہو۔۔۔۔ مت روئیں پلیز۔۔۔۔ کچھ دن انتظار
کر لیں، آپکی طبعیت اتنا سارا دکھ برداشت نہیں کر سکتی، آپ بھائی اور
"لعلین کی امانت ہیں۔۔ پلیز انکل حوصلہ کریں
دستگیر نے ہر ممکنہ انکے پھٹے دل کو سینے کی سعی کی لیکن اس شخص سے
سانس لینا مشکل ہو چکا تھا، جس امید پر وہ آٹھ سال سے زندہ تھے وہ ٹوٹ
رہی تھی اور اسکی کرچیاں فرہاد علوی کو اپنے وجود میں پیوست محسوس ہو
رہی تھیں، ایسا درد پہنچا رہی تھیں جو انکے بیمار وجود سے برداشت کرنا
مشکل تھا۔

وہ ہر گز نہ سنبھل پائے تو دستگیر نے اٹھ کر سائیڈ میز پر رکھی انکی میڈیسن اٹھائی اور نکال کر ہتھیلی پر رکھے، پانی کا کورڈ کلاس لیے واپس انکے قدموں میں بیٹھا۔

"میڈیسن لے کر آرام کریں، چلیں شاباش"

انکی تکلیف اور آہوں کو دیکھنا دستگیر جیسے مضبوط شخص کو بھی دکھی کر رہا تھا، لیکن وہ دوا چپ چاپ لے کر وہیں روتے روتے کپکپاتے ہوئے، خود کو موت کی بددعائیں دیتے لیٹ گئے، دستگیر نے انکے سر سے دوسرا تکیہ نکالا اور باریک کمبل ان پر کروائے وہیں پاس ہی بیٹھا اور ایک اضطراری نگاہ اس بے حال شخص پر ڈالی، تیز دوا کے باوجود اگلے آدھے گھنٹے تک وہ شخص تڑپتا رہا اور دستگیر بس انکی تکلیف میں کمی کے لیے دعا ہی کر سکتا تھا۔

"ناجانے اس شخص کو آپ کیسے سنبھالتے آئے ہیں بھائی، آپکی ہمت کو سلام ہے۔ یااللہ اس شخص تک انکی نور جلد پہنچادیں"

دستگیر نے آرزو گی کے خود کلامی کی، لہجہ رندھا تھا تو ساری فکر اس شخص سے لپٹی تھی، اسے خدشہ تھا یہ شخص کہیں واقعی خود کو نقصان نہ دے دے سو دستگیر نے آرام و سکون کے بجائے انکے پاس ساری رات بیٹھنے کو ترجیح دی۔

.._____..

سب نے ایک ساتھ باہر اوٹنگ اور ڈنر پر بہت انجوائے کیا تھا، اماں بی کے کل واپس چلے جانے پر سب ہی اداس تھے مگر انکا سکول تھا جسے وہ خود بھی مس کر رہی تھیں اور ویسے بھی اب انکا ہمایوں آباد ہو چکا تھا، صبور سہاگن بن گئی تھی تو اس بار وہ خان بابا کے ساتھ واپس جاتے ہوئے اپنی ساری فکریں ہٹا کر جانے والی تھیں، دل مانو پنکھ سے بھی ہلکا ہو گیا۔

چونکہ ڈنر کے بعد سب اوٹنگ پر نکل گئے تو واپسی تک دس بج گئے، لیکن سب نے دستگیر کی کمی شدت سے محسوس کی تھی، وہ خود بھی نہ آکر اچھا محسوس نہیں کر رہا تھا مگر اسکے لیے آج فرہاد علوی کے ساتھ وقت گزارنا بھی بہت اہم تھا کیونکہ فرض ہمیشہ اسکے لیے اہمیت کا حامل رہا تھا اور اگر فرض کا تعلق لئیق ایزد سے ہو تو پھر تو مزید ضروری ہو جاتا تھا۔

صبور تو بی اماں کے پاس سونے انکے کمرے میں چلی گئی جبکہ خان بابا بھی سب سے اجازت لیے نماز پڑھنے کا کہے اپنے کمرے میں بڑھ گئے اور نیہا بھی پہلے ہی چینج کرنے کمرے میں جا چکی تھی، ہمایوں نے مسکرا کر اپنے قدم پہلے بی اماں اور صبور کے کمرے کی طرف بڑھائے۔

"آپ رک جائیں نہ بی اماں، ڈیڈی اور نیہا کو آپکی شفقت اور دعاوں کی ضرورت ہے، مجھے اور دستگیر کو بھی۔ اب بس کر دیں سکول کی ذمہ داری اٹھانا، کسی بھروسے مند سٹوڈنٹ کو سونپ دیں یہ فریضہ

صبور کے لاڈ بھرے شکوے میں ہمایوں بھی مسکراتے اندر آئے اور سوہنے کی لاڈ بھری گزارش کی اصرار کے سنگ تائید کی، وہ بی اماں کی گود میں سر رکھے لیٹی تھی تو ہمایوں بھی وہیں پاس جا کر بیٹھے، نازنین نے نثار نگاہ اپنے دونوں بچوں پر باری باری ڈالی، کلیجے تک ٹھنڈک اتری تھی۔

"کہتی تو تم ٹھیک ہو میرے بچے لیکن کیا بتاوں کہ اس پیشے سے اک انسیت سی ہے، سارا دن بچوں کے ساتھ رہنا، میرے دل کو سکون دیتا ہے۔ پھر فارغ رہ کر میں نے ساس بہو کے ڈرامے ہی دیکھنے ہیں، بس پھر میں ہوں گی اور نیہا۔۔۔اور ٹھک ٹھک"

اتنے سنجیدہ ماحول میں انکا چٹکلا جہاں صبور کو ہنسا گیا وہیں ہمایوں بھی مبہم سا شرارتی مسکرائے۔

"ہاہا۔۔۔ناممکن۔۔آپ اور روائتی ساس۔۔ہو ہی نہیں سکتا۔آپ تو روئی کے گولے سا نرم دل رکھتی ہیں۔۔۔بس بھئی ڈیڈی یہ انکے بہانے ہیں اور کچھ نہیں، خان بابا کی اماں زیادہ ہیں یہ اب۔۔۔۔۔"

صبور نے فوری چہک کر کہا اور صبور کے آخری گلے پر وہ خود پیارا
مسکرائیں۔

"ہاں تو وہ بھی مجھے ہمایوں کی طرح پیارا ہے، وہ اور اسکی بیوی سالوں سے
میرے پاس رہتے آئے ہیں، سلمی کی وفات کے بعد میں نے اسکو تنہا نہیں
چھوڑا، اپنے ساتھ سکول میں لگایا تاکہ اس دکھ کو روگ نہ بنائے، اللہ بخشے
سلمی کو، جتنی عورت تھی، اتنی پیاری، وفا شعار، اور پھر اولاد بھی اللہ نے
نہیں دی۔۔۔۔اسکے پاس یہ منہ بولی ماں ہی واحد آسرا ہے بس تبھی اسکی
فکر کرتی ہوں"

بی اماں کے پیار سے خان بابا کے ذکر کرنے پر خود وہ دو بھی جذباتی سے
ہوئے، صبور نے تو انکا پیار سے ہاتھ چوم لیا۔

"اللہ آپکا سایہ ہم سب پر سلامت رکھے پھپھو جان، آپ ہم سب کے سر
کی چھاوں ہیں"

خود ہمایوں بھی اعتراف کیے بنا نہ رہ سکے جس پر بی اماں کے چہرے کے ضعیف خدوخال میں شفقت امڈ آئی۔

آمین۔۔اللہ تم سبکو سکون دے۔۔۔اس بار ہر فکر ہٹ گئی ہے میری۔"

ورنہ ہر وقت تمہارا اور صبور کا دکھ کھاتا تھا۔اللہ کا شکر ہے جس نے یہ

"مطمئین لمحے بخشے

وہ ہر وقت اللہ کا شکر ادا کرتیں، کچھ دیر باتیں کرنے کے بعد ہمایوں نے دونوں ماں بیٹی کو پرائیویسی دی اور خود بھی آرام کی نیت سے دونوں عزیز ہستیوں کو شب بخیر کہے اٹھ کر صبور کی گال پیار زے سہلائے کمرے سے چلے گئے۔

"یہ دیکھیں، منہ دیکھائی"

ڈیڈی کے جاتے ہی صبور نے شرمگیں سی مسکراہٹ کے سنگ بی اماں کو اپنا ہاتھ دیکھایا جہاں دستگیر کا دیا تحفہ اخیر سج رہا تھا۔

بہت پیاری ہے، دعا ہے اس بے تاب شخص کی ہر بے قراری کا واحد علاج"
بنے میرا بچہ۔ بڑا پیارا ہے وہ، اپنے قول کا پکا۔ تجھے دکھی دیکھ کر میرا دل جلتا
تھا لیکن تیری یہ پھولوں سی مسکراہٹ بی اماں کے سیروں خون بڑھا گئی
"ہے، اللہ تم دونوں کو آباد رکھے

صبور جتنی خوش ہو جاتی لیکن اسکے اندر ابھی بھی ماں سے جڑی اذیت باقی
تھی، جسکا نازنین کو بھی بخوبی احساس تھا۔

وہ آمین کہے مسکرائی ساتھ ہی اسکی آنکھیں خوامخواہ نم ہونے لگیں۔

کاش یہ ساری خوشی مجھے سٹرونگ بنا سکے، م۔۔ ممی نے میرے دل میں"
ایک پھانس چھوڑ رکھی ہے، نہیں جانتی کب مکمل خوش ہو پاؤں گی، دل
"میں اک آگ سی دبی ہے، اسکا کوئی حل نہیں

وہ صبور کی تکلیف دہ بات سنے خود بھی حزن و ملال میں مبتلا تھیں، زرا
جھکیں اور اسکی جبین چومی، جیسے اسکے بلکتے دل کو قرار دینا چاہتی ہوں۔

بھول جااس بے فیض کو، میرے دل کا ٹکڑا۔ میرا پیارا بچہ۔۔۔۔نہ رویا" کر، بی اماں کا دل بھی روتا ہے۔ اللہ سے دعا کر وہ ہمت اور صبر بھی دے گا اور اس آگ کو ٹھنڈا بھی کرے گا۔۔۔نہ میرا بچہ، روئیں تیرے دشمن

"۔۔۔۔۔

اتنے پیار تو کوئی صبور سے جان مانگتا تو وہ جان بھی دے دیتی، یہ سچ تھا بی اماں کی ڈھارس، انکا سینے سے لگا کر پیار کرنا، صبور کی پیشانی چومنا اسے مضبوط بنا دیتا تھا۔

اٹھ کر انکے سینے میں سمٹ کر صبور نے جیسے اپنے بے اختیار ہوتے آنسو روکے وہ انھیں بھی آزردہ کر گیا۔

وہیں دوسری جانب نیہا چینج کیے اپنے بال بنا رہی تھی جب ہمایوں کے اندر آنے پر وہ خفیف سی گھبرائی مگر پھر وہ یوں دیکھ کر جاذبانہ مسکرائے کے نیہا نے ساری گھبراہٹ پرے کی اور برش وہیں ڈریسنگ پر رکھتی وہ آہستہ چال چلتی انکے نزدیک چلی آئی، بال بناتے ہوئے وہ یہی سوچ رہی تھی کہ جلد

ہمایوں کو بتادے گی کہ وہ ان کو پسند کرتی ہے، ان سے محبت کرنا چاہتی ہے مگر اک جھجک تھی، یہ کہنے میں کہ وہ نکاح ہوتے ہی اسے ہر ائک سے عزیز ہو گئے ہیں، وہ انکے ساتھ اپنے خوابوں کی حسین تکمیل چاہتی ہے۔

دونوں ایک دوسرے کو جن الفت سے بھری ہوئی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے وہ جذبات کی دنیا میں ہلچل مچانے کو کافی تھیں، اور پھر اتنے نزدیک کھڑے ہو کر ایک دوسرے کے دل کی دھڑکنوں سے وجود کی مخمور خوشبو تک سب مانوس لگ رہا تھا، ایسا دلفریب خاموش لمحہ جب کہنے کو کچھ نہ رہے مگر آنکھیں بہت بولیں، اتنا کہ سماعت تھک جائے۔

آج بھی سب بہت اچھا ہو گیا نہ، ایسی زندگی ہی میری خواہش تھی۔ جہاں" سب ایک دوسرے کو اہمیت دیں لیکن آپکی پھپھو اتنی جلدی کیوں جا رہی "ہیں ہمایوں؟ ان سے گھر میں کتنی رونق ہے

وہ خوش تھی تبھی مسکرا کر اعتراف کرنے کے ساتھ بی جان کے جانے پر اداسی سے استفسار بھی کیا۔

جس پر ہمایوں نے اسکے چہرے کی اور جھولتی بالوں کی لٹ ہاتھ بڑھا کر چھو کر اسکے کان کی اور اڑسائی تو نیہا کے چہرے پر لحظہ بھر گلابی رنگ اترے، وہ خوشبودار قربت اور مہکیلی ہوئی، وہ نیہا کو جن وارفتہ نگاہوں میں لیے دیکھ رہے تھے، وہ دل کو گدگدا رہی تھیں۔

دراصل وہ ایک مصروف خاتون ہیں، اپنی روٹین میں ہی پر سکون رہتی" ہیں لیکن انکو کہا ہے اب وہ ہفتے دو ہفتے بعد چکر لگاتی رہیں گی اور ہم بھی "جاتے رہیں گے

ہمایوں کے بتانے پر نیہا ان کے جواب پر دبا سا مسکرائی، کیونکہ اس شخص کی حواس پر طاری ہوتی موجودگی نے کھل کر سانس لینا بھی ممنوع کر دیا تھا۔

"یہ تو بیسٹ ہو جائے گا"

نیہا نے خوش دلی سے کہا اور ہمایوں کی نظروں کے بدلتے تیور بھانپے اس سے پہلے وہ نظریں جھکا لیتی واپس بال بنانے کی طرف پلٹتی، ہمایوں کے

نرمی سے کمر میں ہاتھ حائل کر کے پلٹانے پر گھبرا کر لہراتی انکے روبرو ہوئی۔

نیہا کے چہرے کے سفید پڑتے رنگوں کو گہری نگاہوں میں لے کر تکتے ہمایوں نے بیچ کا فاصلہ مزید سمیٹا۔

"ک۔۔کیا ہوا؟"

انکے خاموش ہونے پر نیہا کے ہونٹ با آواز پھیلے مگر ہمایوں نے نفی میں سر ہلائے بس اس لڑکی کے چہرے کو دیکھا، لمحے میں نیہا کی گھبراہٹ مدہم ہوئی تو اپنا ہاتھ بے ارادہ اس نے ہمایوں کی پشت پے لے جائے انکی شرٹ جکڑی۔

"کچھ نہیں، بس تمہیں تفصیلی دیکھ رہا تھا"

نیہا کے سوال کا جواب سنجیدگی سے دیے وہ اسکی بولتی آنکھوں میں جھانکے جہاں سب تھا، حیا، ڈر مگر اک چاہت بھی جو انکے نیہا کو پیار اور انسیت سے دیکھنے کو سراہتی تھی۔

"کیا میں بہت پیاری ہوں ؟"

انکے یوں اپنے چہرے کو دلچسپی سے ٹکٹکی باندھ کر تکنے پر نیہا کی طرف سے گداز لہجے میں اصولی سوال آیا تھا۔

"تم پیاری ہو یا نہیں لیکن تمہاری موجودگی ضرور پیاری ہے، دل کی فضا پر چھائی افسردگی کم کرتی ہے۔ کہتے ہیں انسان زندگی میں ایک بار دل سے کسی کی خواہش ضرور کرتا ہے، مجھے بھی ایسا لگتا ہے کہ تمہارے لیے ہمایوں

"کیانی کا دل خواہشیں کرنے لگا ہے

وہ انکے اس درجہ خوبصورت اظہار پر پلوں میں بھیگی آنکھیں لیے ان کے گلے لگی تو سکون نے آنکھیں مسرور ہو کر بند کروادیں، خود محبوب عورت کے یکدم گلے لگنے کا یہ نیا سا احساس اس شخص کی خواہشوں کی بجھی راکھ کو ہوا دے گیا، میکانکی طور پر ہمایوں نے اپنے ہاتھ نیہا کے گرد باندھے، اس احساس سکون کو محسوس کیا جو اس لڑکی کی بدولت انکے وجود پر طاری ہو گیا تھا۔

"تم بہت اچھی ہو نیہا، میں اپنی خوشی بیان نہیں کر سکتا، مجھے تم سے شرطیہ
محبت ہو جائے گی، محبت سے زیادہ خود کو دیکھتی تمہاری آنکھوں کی
عادت۔ سفر تھکاتے ہیں لیکن تمہارا ہاتھ تھام کر چلنا تازہ دم کرتا ہے، بالکل
ویسے جس طرح ایک سہانی ابر آلود شام میں کوئی ہوا کے دوش پر چلتا ہوا
سانسیں بھر کر خود میں زندگی اتارتا ہے"

انکا یہ اظہار، پل پل نیہا کو خود میں بسانا، اس لڑکی کے دل میں حشر اور
آنکھوں میں دھندلکوں کا طوفان برپا کر گیا، وہ اپنی اس درجہ خوش قسمستی
پر اپنی خوشی کو شکر کے آنسوؤں میں ڈھال گئی۔

"میری خواہش تھی میری زندگی میں کوئی ایسا ضرور آئے جسے یہ سب کہہ
سکوں، جسے کہہ پاؤں کہ میرے پاس رہے، میرے قریب آباد ہو جائے۔
مجھے اس طرح دیکھے جیسے میں چاہتا ہوں"

وہ مزید بولے، نیہا کی سانسیں دب کر سینے میں گھٹنے لگیں، آنسوؤں کو
دبانے کے باوجود اسے یقین تھا آواز بھرا جائے گی۔

جب بھی لاجواب ہو گئی آپ سے یونہی گلے لگ جاوں گی، آپ سمجھ جانا"
کہ نیہا کے جذبات، اسکے احساسات بھی آپ جیسے ہیں۔ اتنا سب پیارا پیارا
کہہ کر آپ مجھے رلا دیں گے، آپ کے ساتھ صرف مسکرانا چاہتی ہوں۔ یہ
"سچ ہے کہ آپ میرے لیے سب سے خاص ہیں
وہ آنسوؤں کو دباتی انکے ہنوز گلے لگی بولی، وہ جانتے تھے وہ نہ رونے کا کہنے
کے باوجود جذباتی ہو گئی ہے۔
میں جو محسوس کروں گا وہ اسی لمحے کہہ دوں گا، دل میں نہیں رکھ سکتا۔"
"کیونکہ اب دل میں رکھنے کا جواز ہی نہیں رہا
انکے محبت بھرے جواب پر نیہا کی بھیگی آنکھیں مسکرائیں۔
میں نے آپکو سچ میں بہت مس کیا ہمایوں۔ ایک دن میں کیا کسی کو کسی کی"
اتنی عادت ہو سکتی ہے؟ آپکے پاس خوشی محسوس ہو رہی ہے، وہ جو آج سے
"پہلے نہ دیکھی نہ سنی نہ چھو کر دیکھی

اس لڑکی کی مدھم جذبات کے دباو سے سرگوشیوں میں ڈھلی آواز پر وہ آہستہ سے گرفت میں شدت شامل کرتے گئے، اسکی موجودگی سے واقعی اس شخص کو لگاو ہو رہا تھا۔

مجھے بھی، میں نے بھی بہت مس کیا۔اور چاہتا ہوں تم مجھے ایسی بے شمار"
"عادتوں میں جکڑ لو

اسے پکڑ کر روبرو لائے تو نیہا کی آنکھوں میں اس شخص کے نرم رویے اور لمس پر آنسو تھے لیکن خوشی سے لبریز، ہمایوں کے اسکا چہرہ تھامنے پر وہ اپنے ہاتھ انکے ہاتھوں پر رکھے بھیگی آنکھوں سے ہی مسکرائی۔

"ضرور جکڑ لوں گی۔۔۔آپ چینج کر لیں پھر سوتے ہیں"

اسکے مسکرا کر کہنے پر وہ نرمی سے جھک کر اسکی جبین چومتے وہاں سے چلے گئے، گہرا سانس بھرے نیہا نے بے قراری سے پلٹ کر انھیں دیکھا۔

وہ ہر ہر لمحہ موازنہ کر رہی تھی اور یہ اس شخص کی الفت میں لمحہ بہ لمحہ گہرائی سے اترتی جا رہی تھی۔

جب تک وہ چینج کیے واپس آئے، نیہا آسودگی سے آنکھیں موندے کروٹ بدل کر انکے لیے انکی خاص جگہ چھوڑے لیٹی تھی، ہمایوں نا صرف اسکے ساتھ بیٹھے بلکہ عادت کو مزید جان لیوا کیے اپنی بازو پھیلائی جس پر نیہا نے سر رکھتے ہی زرا عقب کی جانب سرک کر خود کو ہمایوں میں جذب سے کیے انکی بازو پورے استحقاق سے پکڑ کر اپنے گرد لپیٹی۔

ملگجی اندھیرے میں، خواب ناک کیفیت میں وہ ہمایوں کے پاس ایک لافانی سکون محسوس کرتی زرا سا پیچھے پلٹی تو وہ اس سے دگنے سکون میں مبتلا آنکھیں موند چکے تھے، انکی خوشی اور اطمینان پر نیہا نے بھی واپس چہرہ موڑے اس احساس سکون کو خود میں بساتے ہی اپنی نیند سے بوجھل پلکیں گرادیں۔

.._____..

"بھئی دیکھو ہم نے تمہارا اور صارم کا کمرہ بھی زیادہ ڈیکوریٹ نہیں کیا تاکہ تم مزید نہ گھبراو، اب سے اس گھر کی ملکہ ہو تم میرے بچے۔۔۔ سارے ڈر، ساری فکریں ختم کر دو۔ تمہاری بے بے سے بڑھ کر پیار کروں گی کیونکہ تم میرے صارم کا اہم حصہ ہو۔۔۔۔۔ میں اور پرکاش اب یہیں رہیں گے، ہم ماں بیٹی کو کسی کی کمی محسوس نہیں ہو گی۔ تمہاری بے بے کی جگہ تو نہیں لے سکتی لیکن میرے لیے تم سب بہت عزیز ہو"

عینی کا پیار بھرا انداز، گل لالہ کی مسکراہٹ اور یوں کمرے میں لا کر اسے پیار سے بٹھانے پر سدرہ کی گھبراہٹ میں بتدریج کمی ہوئی، کمرہ سجا نہیں تھا بس تین چار جگہ واسز میں تازہ رنگ برنگے پھول اپنا جوبن دیکھا اور خوشبو لٹا رہے تھے، باقی صارم کا کمرہ ویسے بھی بہت خوبصورت تھا، چپے چپے سے صارم کے مزاج کی نفاست اور اسکے ذوق کا رنگ چھلک رہا تھا۔

سدرہ کی موجودگی نے تو اس کو اور چار چاند لگا دیے، گل لالہ کو شیری کی بہت فکر تھی اور انہوں نے مانی کو کال بھی کی جس پر مانی نے ان سے گولی کی بات چھپالی اور یہی بتایا کہ وہ دونوں ٹھیک ہیں لیکن ماں تو پھر ماں تھی، یہاں ہونے کے باوجود گل کا دھیان مانی اور شیری پر ہی لگا تھا پھر سب سے بڑی فکر کے وہ اکیلے تھے۔

"آ۔۔آپ بہت اچھی ہیں اماں جی، بس بے بے کے بنا رہنے کی عادت

"ن۔۔نہیں رہی

بھلے سدرہ نے مسکرا کر ہچکچاتے ہوئے کہا لیکن بے بے کے ذکر پر پھر سے اسکی آنکھیں ڈبڈبائیں تو عینی نے پیار سے اسے اپنے سینے سے لگایا۔

"تمہارے منہ سے اماں جی سن کر دل کو ٹھنڈ پڑ گئی"

عینی کی بات پر تینوں ایک سا مسکرائیں۔

ویسے دیکھ لو سدرہ، کتنی ماڈرن ساس ملی ہے تمہیں، ہم وہ ٹی وی "

ڈراموں والی جلاد ساسیں بالکل نہیں میری جان، کول لیڈیز ہیں۔ماڈرن

کے ساتھ ساتھ یہ دل کی بہت نرم ہے، عینی کو تم جیسی پیاری بہو ملی ہے تو میرا دل سب سے زیادہ پر سکون ہو گیا۔اب تم انکا بھی اماں کی طرح خیال رکھنا"

اس بار گل بولیں جس پر وہ فوری سمجھداری سے سر کو ہلا گئ جیسے انکی بات پلو سے باندھ لی ہو۔

"بہت سمجھدار ہے سدرہ۔۔۔کچھ کھانا ہے تم نے بچے؟"

عینی نے پیار سے پچکارتے اسکا حوصلہ بڑھایا اور پوچھا کیونکہ سدرہ کے رونے کی وجہ سے انکو فکر تھی کہیں اس نے کھانا بھی کھایا ہے یا نہیں، عینی امی کی اتنی فکر پر سدرہ کو دلی مسرت ہوئی۔

"نہیں۔۔۔میں نے کھا لیا تھا"

آنکھیں جھکا کر کہے وہ دونوں کو مطمئین کر چکی تھی۔

"چلو پھر تم آرام کرو، ہم بھی چلتے ہیں۔۔۔صارم کو بھیجتی ہوں"

گل اور افراہیم کے لیے کمرہ سیٹ کرنا تھا تبھی عینی اسے پیار سے تکتیں اٹھیں تو گل بھی ساتھ ہی اٹھ کھڑی ہوئیں۔

دونوں جب کمرے سے باہر نکلیں تو سدرہ نے یوں سانس لیا جیسے بہت پریشان ہو، لجائی گھبرائی نگاہیں کمرے کے چاروں طرف گھوم کر آجا کر اپنی ملائم ہتھیلوں پر آجمیں، صارم کے کہنے میں آکر وہ رونا رو کے آتو گئی تھی مگر اب پھر سے جسم کو ڈر ڈھانپ رہے تھے، دل کو کوئی احساس شدت سے مٹھی میں دبوچ رہا تھا۔

"اف۔۔کتنا مشکل ہے دلہن بننا"

دل پر رکھے بوجھ سے تنگ آتی وہ بڑبڑاتی ہوئی اٹھی، خود کو تو دیکھنے کی اب فرصت ملی تھی، تبھی تو دل دھڑک کر رکا جب اپنا دہکتا روپ ڈریسنگ میز کے سامنے کھڑے ہو کر اسے دیکھائی دیا، پور پور وہ صارم پر کاش کے لیے سجائی گئی تھی، یہ سوچ کر ہی جسم و جان سے سرد لہریں اٹھنے لگیں۔

"کتنی سوہنی لگ رہی ہوں، بہت سوہنی۔۔۔"

اپنے آپ کو اتنا پیارا لگتا دیکھ کر وہ سارا ڈر بھولے معصومیت سے کھلکھلائی تو
یہ منظر کسی نے چپکے سے آنکھوں میں بھرا، جس طرح سدرہ کبھی اپنے
رخسار، زیور اور کبھی جوڑے کو چھو کر آئینے کے سامنے کھکھلا رہی تھی،
صارم سے اپنی مسکراہٹ روکنا محال ہوا، دروازے میں اپنے وجیہہ
سراپے کے سنگ کھڑا مستقل سدرہ کو اپنی شوخ نگاہوں کا محور بنائے وہ اس
لڑکی کو گہرائی سے تکتا گیا اور اس دلکش چوری میں کئی خوشنما دل کے
جذبات ابھارتے لمحے سرکتے گئے، اور جب اس لڑکی کو ہاتھ لگا کر چھونے پر
دل نے مچل کر خواہش کی تو صارم نے بے اختیار اپنے قدموں کو اس لڑکی
کی جانب بڑھایا۔

دروازے کے بند ہونے کی آہٹ پر وہ ڈر کر پلٹی تو صارم کی مسکراہٹ نے
واپس چہرے پر گھبرائے رنگ بکھیرے جو سدرہ نے دقتوں سے چہرے
کے گلنار رنگوں سے علیحدہ کیے تھے، دل تو اس شخص کا یہیں ہاتھ سے نکل
گیا، خواہشیں طوفانوں کا روپ بدل کر وجود میں سرسراہٹ بیدار کر گئیں

مگر اسکی گھبراہٹ تکتے ہوئے صارم نے اپنی شدت بھری پر تپش نگاہوں کا لمس نرم کیا۔

"کیا ہوا لڑکی، پیاری لگ رہی تھی۔۔۔آئینے سے باتیں کرتی ہوئی"

وہ اسکے قریب چلتا ہوا آکر رکا تو سدرہ نے خجل سا ہوتے آنکھیں جھکایں، اسکی حرکت صارم دیکھ چکا تھا، تبھی تو نظر اٹھانے کی ہمت نہ رہی جبکہ اس عطر آگیں سامنے پر دونوں کے دل کی دھڑکنیں اپنی ڈگر سے ہل چکی تھیں، ایک طرف دل دھڑک رہا تو دوسری جانب وہ پوری سر تا پیر صارم کی دھڑکن بن گئی۔

"بس میں خ۔۔خود کو دیکھ رہی تھی"

صارم کی خاموشی پر سدرہ نے ہمت کیے ہونٹوں کو حرکت دی اور جب نظر اٹھا کر صارم کے چوڑے سینے سے پھر ہمت کیے اٹھا کر آنکھوں پر جمائی تو خود کے چہرے کے ہر ہر نقش کو صارم کی آنکھوں کا محور جان کر سدرہ کا دل سارکا۔

"کیوں دیکھ رہی تھی؟ یہ تو آج میری ڈیوٹی ہے۔ تمہیں دیکھنا"

صارم کے جواب میں اس لڑکی کے لیے پیار تھا تبھی تو گھبراہٹ پرے کرتی وہ مسکرائی۔

"سوچا نہیں تھا دلہن ایسی بنوں گی بس اس لیے۔۔۔۔"

باقاعدہ سرگوشی میں لفظ ادا کیے وہ جواب دیے واپس نظر جھکا گئی تبھی صارم نے مضبوط پرکشش ہتھیلی کو اسکی نازک گال سے جوڑا۔

"واللہ میں نے بھی نہیں سوچا تھا کہ دلہن بن کر تم ایسی لگو گی"

صارم کے پرخمار لہجے پر سدرہ کو خطرے کا گھنٹا سا کان میں بجتا محسوس ہوا، پورا وجود سنسنی سی میں لپٹا۔

"ک۔ کیا اچھی نہیں لگ رہی"

گھبراہٹ کو فکر میں بدلے وہ جس معصومیت سے یہ بولی، صارم پر کاش کے اندر حشر برپا کر گئی تبھی صارم اپنے اور اسکے بیچ کا فاصلہ کاٹے مزید نزدیک ہوا۔

اچھی۔۔۔تم میری خواہش اور امید سے کہیں زیادہ پیاری لگ رہی ہو،"
اتنی کہ دل چاہ رہا ہے تمہیں اب سے صرف خود تک محدود کر کے رکھ
"لوں، صرف اپنے قریب
صارم نے اسکے چہرے کے بھٹکاتے نقوش کا محاصرہ کیے کہا تو صارم کی بے
خودی کے اثر پر وہ جھٹ سے نظریں چرا گئی اور اس سے پہلے وہ بیچ کا رہا سہا
سارا فاصلہ سمیٹتا، وہ گھبرا کر ایک قدم پیچھے ہوئی۔
م۔۔م میں بہت تھک گئی ہوں، ان کپڑوں کو اتار دوں؟ میرے پیر بھی"
"درد کر رہے ہیں
اسکی پر بہار نگاہوں کا لمس اور قریب آ کر سانس روک دینے کو سہن نہ کر
پاتی وہ اسکی نظروں کے روبرو گھبرائی تو صارم نے زرا مزید فاصلہ کاٹے
اسکی جھکی پلکوں کے عارضوں پر کیے دلفریب سائے کو دیکھا اور ہاتھ بڑھا کر
سدرہ کا چہرہ اوپر کو اٹھایا۔
"لیکن ایک شرط پر، کہ تم مجھ سے بات آنکھیں اٹھا کر کرو گی"

اس شخص کے قریب آکر رکنے پر بہت مشکل سے سدرہ نے اسکی بات سن کر سر ہلایا، حالانکہ اتنے قریب تھا وہ کہ اس لڑکی کو یہ بھی خیال نہ رہا کہ یہ تقاضا کس قدر نقصان کرے گا۔

"ٹھیک ہے جاو بدل لو، میک آپ بھی اتار دو"

صارم نے نرمی سے اسے اجازت دی جس پر وہ فوری سر ہلاتی وہاں سے غائب ہوئی جبکہ خود صارم نے بھی شیروانی اتار کر ہینگ کی اور شرٹ کی آستیں فولڈ کرتا وہیں بیڈ پر بیٹھا تو شہریار کے میسج پر جناب کے ہونٹوں پر مسکراہٹ اتری۔

"سمجھ نہیں آرہا کیسے مبارک دی جاتی ہے، لیکن مجھے تمہاری شادی مس کرنے کا دکھ ہے۔ تمہاری زندگی کا بہت خاص دن ہے، تم نے اپنی محبت پا لی، پتا نہیں میری دعا لگے نہ لگے لیکن چاہتا ہوں تم اس رشتے میں ہمیشہ خوش رہو۔۔۔۔اپنی کچھ الجھنوں میں غرق تھا تبھی اتنی دیر سے میسج کیا۔

"امید ہے تم درگزر کردو گے۔۔۔۔۔شب بخیر

وہ اس سستے وحید مراد کے میسج پر اداس سا مسکرایا۔

"ایسی سڑی مبارک کون دیتا ہے، کیا بنے گا اس عجیب مخلوق کا۔ مجھے تو اسکی بچاری بیوی پر ترس آرہا ہے، ایک تو چھوٹی اوپر سے ایسا سر پھرا شوہر۔۔۔

"کیا بنے گا اس غریبنی کا بھی۔۔۔۔ اللہ تجھ پر رحم کرے شہریار

یہ خوشی تھی کہ شیری کو وہ یاد تھا لیکن صارم اس فکر مئں مبتلا بھی تھا کہ اس شخص کی تکلیف کیسے کم ہو گیٔ۔

انہی سوچوں میں وہ تادیر وہیں تکیہ رکھے کمر سیدھی کیے لیٹا رہا اور کچھ دیر بعد پیلے اور سفید سادہ سے سوٹ میں ملبوس ہو کر گیندے کا پھول بن کر باہر آتی سدرہ کو دیکھ کر صارم اک لمحہ تو نظر ہی ہٹانا بھول گیا، پیلی کرتی تلے سفید کڑھائی والا ٹراوز جبکہ پیلا اور سفید چنری کے ڈئزائن والا دوپٹہ شانوں پر بھرپور پھیلائے وہ ننگے پیروں اور میک آپ سمیٹ کھڑی تھی، روئی جیسے پیروں سے لے کر اسکے راعنائیاں بکھیرتے وجود سے اسکے سرخیوں

میں ڈھلے چہرے تک تفصیلی جائزہ لیا گیا، خود کو یوں سر تا پیر صارم کی نظروں میں محصور بھانپ کر سدرہ کے وجود کا رواں رواں لرزا۔

"کیا ہوا میک آپ ریموو نہیں کیا؟"

صارم نے اپنی جگہ سے اٹھ کر اسکی رونے کو بیتاب آنکھیں بھانپے نرمی سے اسکی رخسار سے ہاتھ لگائے پوچھا۔

"ن۔ نہیں۔۔ لعلین آپی نے اتنا سخت کیا ہے کہ اتر ہی نہیں رہا۔۔اب کیا کروں، میرا چہرہ خراب ہو گیا تو"

وہ واٹر پروف میک آپ تھا جو لعلین نے اپنا ہی یوز کیا تھا جبکہ یاد سے صارم کی ڈریسنگ پر میک آپ ریموور وائپس بھی رکھ گئی تھی، سدرہ کی پریشانی سن کر صارم نے اپنی مسکراہٹ بمشکل دبائی اور نرمی سے سدرہ کا ہاتھ پکڑے ڈریسنگ کے سامنے لایا۔

"اسے واٹر پروف میک آپ کہتے ہیں، یہ پانی سے اتنی جلدی نہیں اترتا بلکہ کلنگزنگ کرنے سے ریموو ہوتا ہے، میں دیکھاتا ہوں۔۔۔۔۔"

اسے شیشے کے سامنے کھڑا کیے خود وہ اسکے عقب میں کھڑا ہوا اور وائپ لے کر اس پر میک آپ ریموور کلنزر لگائے اس نے نرمی سے سدرہ کے گال پر سہلایا جس پر وہاں لگی بیس اس وائپ پر جب رنگ چھوڑ گئی تو سدرہ کو کچھ راحت ملی، مسکرا کر وہ صارم کے ہاتھ سے وائپ لیتی پلٹی۔

"م۔مجھے سمجھ آگئی۔میں کر لیتی ہوں"

صارم کو دیکھ کر کہے وہ فورا پلٹی تو صارم نے اپنے بازو نہ صرف سدرہ کے گرد لپیٹے بلکہ اپنی ٹھوڑی اسکے نازک کندھے پر ٹکائے جس طرح اسے دیکھنے لگا، سدرہ کے ہاتھ تو کیا پورا جسم کپکپایا۔

"تم کرو میں دیکھتا ہوں"

خود سے جڑے اس شخص کے سینے کا اثر تھا کہ سدرہ کی اپنی دھڑکنیں تھم رہی تھیں، آئینے میں دیکھتی تو صارم دیکھائی دیتا اور بنا آئینے کے وہ میک آپ صاف نہیں کر پا رہی تھی، اسکی حالت پر صارم محظوظ ہوئے اپنی ٹھوڑی اسکے کندھے سے اٹھائے اپنا چہرہ اسکی گال کی جانب موڑے اس

رخسار کو نرمی سے چومنے کے ساتھ اپنی بازووں میں جس طرح سدرہ کو بھینچ گیا، اسکے ہاتھ سے وائپ چھوٹ کر فرش پر پڑے قالین پر گرا لیکن اس شخص کے پیار بھرے بوسے نے سدرہ کی گھبراہٹ کو خود بھی لمحہ لگائے بسایا، تبھی چہرہ سرخیوں میں ڈھل گیا۔

"تم نے کہا نہیں کہ مت کریں صارم کوئی دیکھ لے گا"

سدرہ کا سکون جناب کے دل میں حشر برپا کر چکا تھا تبھی تو وہ گال سے گال رب کیے جان بوجھ کر شرارت پر اترا، سدرہ اسکی بات پر اچھوتا ہنسی اور پھر جھکی آنکھیں اٹھا کر آئینے کے اس پار دیکھائی دیتے صارم کو دیکھا۔

"کیونکہ آج تو سب کو پتا ہے ک۔ کہ میں آپکے پاس ہوں"

بولنے کی کوشش میں سدرہ کے ہونٹ پھیلے مگر ہمت کیے اس نے جملہ مکمل کر ہی لیا۔

....★☆☆☆☆☆★....

"اور یہ بھی پتا ہو گا کہ تم میرے پاس کیوں ہو؟"

اسکے نازک خفیف سے کانپتے وجود کو دھیان کی نظروں میں محصور کیے ہی وہ ایک نیا سوال کر کے سدرہ کا دھیان اپنی دھڑکنوں سے جوڑ چکا تھا، اس شخص کے پیار سے تھامنے پر سدرہ کو لگا شاخ جان پر بہار اتری تھی، اس پیار بھرے حصار میں ساری بے سکونی، تھکن اور بے آرامی اسکے دامن کو جھٹک کر رخصت ہوئی۔

"جی"

حیا سے اٹی مسکارے سے سجیں پلکیں یہ جواب دیتے لحظہ بھر عارضوں کی شان بڑھانے جھکی تھیں، اور اس لڑکی کی یہی ادائیں تو صارم کے لیے جان لیوا ثابت ہوتیں، دل میں انگڑائیوں کے سنگ جذبات مچلے، دل اس کے

نرم گرم لمس گہرائیوں سے محسوس کرنے پر بیتاب تھا تو وہ لڑکی بھی محبت ہونے کا ہر احساس دیکھنے کی طلب گار تھی، یہ الگ بات تھی کہ دل کی خواہش، زبان پر آنے سے ڈر رہی تھی، لیکن جذبوں کی آگ دونوں طرف ایک جیسے آلاو میں بدل رہی تھی۔

"کیوں ہو میرے پاس؟"

اسکے اگلے بوجھل لہجے میں کہے سوال پر پھر سے آنکھیں اٹھانے کی مشکل سے دوچار ہوئے اس دلربا نے صارم کو خوفزدہ نظروں سے دیکھا، وہ اتنا خوبصورت لگ رہا تھا کہ خود سدرہ کی آنکھیں اسے دیکھتے رہنے کی طلب گار ہو رہی تھیں، وہ کچھ لمحے جواب دینا ہی بھولی، اس روح سہلاتی گرفت میں کسے ہوش رہتا۔

کیونکہ آپ۔۔۔آپ سے میری شادی ہو گئی نہ پکی والی۔۔ج۔۔ جیسے "
"سبکی ہوتی

سدرہ کے خود کو سنبھالے ہچکچا کر بتانے پر صارم نے اسے تھامے وہیں حصار میں پلٹائے اپنے روبرو کیا تو وہ پھر سے کبھی نظر جھکا رہی تھی اور پھر شرط کی یاد آئی تو فوراً سے آنکھیں اٹھا بھی لیتی۔ان بھاری سیاہ خم دار پلکوں کا رقص، صارم پرکاش کے دل کی دنیا کو بھی یونہی اتار چڑھاو بخش رہا تھا، سب صبر، قرار تہہ و بالا ہو رہا تھا۔

"سبکی پکی ہی ہوتی ہے، لیکن ہماری ایکسٹرا مضبوط ہوئی ہے، جانتی ہو"

"کیسے؟"

صارم کا چہرہ تکتی وہ اسکے گھنبیر جذبات سے اٹی سرگوشی پر حیرت زدہ ہوئی۔

"کیسے؟"

بنا سوچے سوال آیا تھا۔

"ایسے کہ تم میری بہت بڑی خواہش بھی ہو، خوشی بھی، نکاح سے اب تک تمہیں صرف چاہتا آیا ہوں، اب محبت کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن اس سے پہلے

یہ جاننا چاہتا ہوں کہ تم بھی ایسے کسی جذبے میں مبتلا ہو یا نہیں۔۔ کل تک تم میری منکوحہ تھی، تمہاری حیا اور لاج، تم پر بندھ باندھے ہوئے تھی کہ تم اپنی رائے نہیں دے سکتی تھی لیکن اب تم مسیز صارم پر کاش ہو، میں چاہتا ہوں تم آج بتاو کہ کیا ہے تمہارے دل میں"

صارم کے الفاظ، اسکا محبت پاش لہجہ سب ہی تو سدرہ کو کسی اور ہی ملائم سی، مدہوش کیفیت میں لے گیا تھا جہاں اس شخص کی میٹھے زبان پر رس گھولتے الفاظ ہی اتنے معتبر تھے کہ وہ اپنے قدم وہیں روک چکی تھی، لیکن اس لڑکی کی آنکھوں میں صارم کی محبت ہونے پر فطری اتراہٹ نمودار ہوئی، وہ اترائی تو صارم کا دل چاہا اسے سب سے چھپا کر اپنے بے قرار دل میں رکھ لے، وہ تو ابھی سے ایک دوسرے کے حواسوں پر چھا رہے تھے کہ ماحول دہک رہا تھا، سدرہ کو محسوس ہوا جیسے کوئی طاقت اسکے گھبرانے کی شدت کو آہستہ آہستہ کم کر رہی ہے۔

اگر میں کہوں کے کوئی جذبہ نہیں تو ک۔۔ کیا آپ مجھ سے محبت نہیں"

"کریں گے صارم؟

وہ اس سے ایسے سوال کی امید نہیں رکھتا تھا تبھی خوشگوار سی حیرت چہرے کے وجیہہ خدوخال میں ڈھل گئی، وہ مستقل اسے دیکھنے میں محو لمحہ بھر خوشی ہمکتے انداز میں محظوظ ہوا۔

سدرہ کے گلابی پڑتے چہرے کو مضبوط ہاتھوں کے نرم حصار میں لیے وہ اسکی جبین چومتا واپس بے خود ہوئے سدرہ کو دیکھنے لگا جسکے چہرے کے اس لمس پر رنگ منتشر ہوئے۔

تم بس جواب دو، محبت تو ہر حال میں ہو گی کیونکہ یہ معاملہ میرے اختیار"

"سے باہر جا چکا ہے

صارم کے متانت سے مسکرانے پر وہ چھینپی مگر اسکے دلکشی سے جملہ مکمل کرنے پر وہ واپس اترائی۔

"آپ ہیں"

صارم کی بات مکمل ہوتے ہی وہ آہستگی سے اپنے ہونٹوں کو صارم کے کان کے قریب لائے بولی جس پر صارم کو اپنا کیا سوال ذہن میں لا کر یاد کرنا پڑا کیونکہ اتنے قریب آکر وہ اسے دنیا و مافیا سے بیگانہ کر رہی تھی اور جب سوال کی حسرت نے جواب کی دلفریبی سے ملاپ کیا تو دونوں کی آنکھوں میں آلو ہی چمک رقص کرنے لگی، وہ کچھ دیر خاموش ہوا تو سدرہ نے بے قراری سے صارم کو ان کہے خوف میں لپٹے سانس سادھ کر دیکھا۔

"م۔۔میرے دل میں آپ ہیں صارم"

وہ خود ہی بے اختیار بول پڑی جس پر صارم کے چہرے پر اترتی خطرناک مسکراہٹ سدرہ کے دل کو دہلا کر گزر گئی۔

"میری تو روح تک سرائیت کر چکی ہو تم، تمہاری یہی معصومیت صارم کے لیے اٹریکشن ہے۔ میں چاہتا ہوں تم ہمیشہ ایسی ہی رہو، تھوڑی پاگل سی۔ اور صرف میں بدلوں، تمہارے لیے لمحہ بہ لمحہ الفت اور محبت سے بھرتا جاوں"

اسکے شوخ سے جواب پر سدرہ نے گھبرا کر اپنے اظہار پر جھکا لیتی آنکھیں اٹھائیں تو صارم کے نرمی سے اسکے ہونٹوں کو نرمی سے چھو لینے پر یوں ساکن ہوئی جیسے کسی نے اسکے وجود سے سارا لہو تک نکال لیا ہو، اسکی پھٹی آنکھیں دیکھتے صارم نے غضبناک مسکراہٹ دبائے فوراً سے بیشتر اسے پلٹایا اور اسی جان لیوا ذو معنی خاموشی کے بیچ اس نے سدرہ کے زرد پڑتے چہرے سے میک آپ ریموو کیا جو صارم سے سرزد ہوئی گستاخی پر دم سادھے تھی اور چہرے پر خون سمٹنے لگا، پورا جسم ہولے ہولے لرز کر صارم کو اسکی کیفیت کا ادراک کرواتا چلا گیا۔

"ص۔صارم۔۔۔۔۔"

روہانسی ہوئے وہ صارم کے واپس پلٹانے پر سسکی تو اسکے آنسو اسکی گال پر ٹپکنے سے پہلے ہی صارم نے پیار سے اپنے ہاتھ کی پوروں میں جذب کیے۔

"میں خود کو مزید تم سے دور نہیں رکھ سکتا یہی سچ ہے، تم میری محبت، میرا سکون، میرا عشق ہو۔۔۔۔اور پھر تمہیں اپنا پرامس یاد ہے نہ، مجھے، تم کو

یہاں رہنے کے لیے منانا بھی ہے، کیا تم مجھ پر اعتبار کر کے مجھے یہ اجازت
"دو گی کہ میں تمہارا ہر ڈر دور کر دوں

صارم کے ایسے الفاظ سدرہ کی جان نکالنے کو کافی تھے، وہ سہمی نگاہوں سے
صارم کے جذبات کی شدت پر اس کے مضبوط سینے میں سمٹنے کی کوشش
میں تھی جو صارم نے ناکام بناتے اسے واپس خود کو دیکھنے پر مجبور کیا۔
مگر وہ خوفزدہ نظروں سے سر نفی میں ہلائے اسکے سینے میں چھپ گئی۔
"یعنی تمہیں مجھ پر اعتبار نہیں"

وہ جان بوجھ کر برا ماننے کا منصوعی روٹھا پن لیے بولا تو سدرہ نے نا جانے
کس احساس کے تحت صارم کے پھیرے چہرے کو اپنی مرمریں ہتھیلی
سے چھو کر اپنی سمت موڑا۔

ا۔۔ایسا نہ کہیں، مجھے آپ پر اعتبار ہے۔۔۔۔، پ۔۔پر آپ کیا کرنے"
"وال۔۔والے ہیں۔۔مجھے ڈر لگ رہا ہے

وہ اسکی معصومیت پر ساری منصوعی خفگی بھلائے مسکرایا تو سدرہ کو لگا اس طرز کی مسکراہٹ صرف کام تمام کرنے کا اشارہ ہے۔

"شش ! اٹس آ بگ سیکرٹ۔۔۔۔بس تم یہ بتاو کہ ڈر ختم کروانے ہیں یا یونہی شرمیلی ہیروئن بنے ساری زندگی میرے آگے پیچھے گھومنا ہے اور کانپ کانپ کر ہی آدھے ہو جانا ہے"

صارم نے بے خودی اور خماری پرے پھینک کر اس بار چیلنجنگ نظروں سے دیکھے پوچھا جس پر پہلے تو وہ بوکھلائی مگر پھر ڈرتے ڈرتے سر ہلایا۔

"بس ڈن ہو گیا، تمہارے سارے ڈر جادو کر کے غائب کروں گا۔ تم بس دیکھنا صارم پرکاش کا کمال۔۔۔آر یو ریڈی"

وہ آفت بنا سدرہ کی معصومیت پر مزید بہکتا مسکرایا تو سدرہ نے پہلے تو عجیب نظروں سے صارم کے تیور دیکھے پھر حواس باختہ سی اسکو رحم طلب نظروں سے دیکھنے لگی، مگر جب صارم نے آہستگی سے اسکی کمر جکڑے قریب کرتے اسکے ملائم رخساروں اور ہونٹوں پر اپنی اجارہ داری قائم کی تو

اس لڑکی کی ساری مزاحمت تھم گئی، دل اک بار رکا کیونکہ سدرہ کے خدشے وہ ظالم سو فیصد درست ثابت کرتا اسکے سارے ڈر واقعی آج جڑ سے اکھاڑنے والا تھا۔

اپنا ہر اختیار صارم پرکاش کے سپرد تو وہ پہلے ہی کر چکی تھی، مزاحمت ترک کر کے اس نے صارم کے جذبات اور شدت بھرے لمس دل و جان سے قبول کرنے کا بہت جلدی میں فیصلہ کر لیا۔

وہ اسے خود سے کیسے دور رہنے دیتا جو کئی سالوں سے پوری ایمانداری سے اس سے دور رہا تھا، اور پھر سدرہ نے بھی محبت کے اعتراف کے بعد جانے کیا کیا اظہار کر دیے جو فتنہ خیز سرگوشیوں کا روپ بدل کر دونوں کی بیچ کی اجنبیت اور بیگانگی کو محبت بھری توجہ اور چاہت میں بدل گئے۔

صبح کی نرم سفید چادر نے اس جان لیوا رات کے رازوں اور محبت بھرے ملن کو ڈھانپ لیا، کاملیت کا سکھ محبت کرنے والے بہت گنے چنوں کے حصے

مئں آتا ہے،اور گزری رات نے واقعی جادو کر دیا تھا کہ نہ خود پر اختیار باقی رہ سکا نہ مقابل کی خواہشوں کو رد کرنے کی ہمت باقی بچی۔

ایک ایسا جادو جسکا سحر اب صارم پرکاش کی دھڑکنوں سے سدرہ کی سانسوں کے وصل تک انکی زندگی پر سایہ فگن رہنے والا تھا۔

فجر سے پہلے ہی صارم نے اسے اپنی محبت کے حصار سے آزاد کر دیا تھا، لیکن باخدا وہ جو قید ہونے سے ڈر رہی تھی اب اسے یہ آزادی جان لیوا لگی اور اسکے کسمساتے ہوئے ملائم وجود اور مرمریں بازوؤں نے جس شدت سے صارم کو جکڑا، وہ لمحہ اس شخص کی زندگی کا حاصل تھا۔

مگر صارم کی عادت تھی کہ وہ نماز کسی صورت قضا نہ کرتا تھا اور پھر تازہ دم ہوتے ہی وہ سدرہ کو بنا کچھ کہے بس مسکرا کر تکتا بنا کسی مزید آزمائش میں ڈالتا کمرے سے نکل گیا۔

وہ خود بھی صارم کے جاتے ہی جاگ گئی، اللہ کے حضور شکر ادا کرنے کا یہ لمحہ ضائع کرنا اسے بھی نامنظور تھا، زندگی خوشبوؤں اور خوشیوں سے بھر

گئی تھی، سارے ڈر گزری رات نے چپکے سے اسکے جسم جان سے ختم کر کے صارم کی خواہشات کا تاابد تک رہتا لمس پھونک دیا۔

.._____..

لارا کے چہرے کے خوبصورت نقوش پر اداسی، درد اور تکان لانے کے بعد وہ کیا احساس کر پاتا کہ اس نے کیا کر دیا ہے؟ لیکن اس لڑکی کی زندگی یہیں ختم ہو گئی تھی۔

گھر تو وہ آگئی تھی مگر لوئے کی دی تکلیف پر صبر کرنا جسم سے جان کھینچنے سا تھا، خود کو یقین دلا پانا بہت مشکل تھا کہ وہ اسکے ساتھ ایک جان کنی کرتا کھیل رچا چکا ہے، جو دونوں کی تکلیف کو لا متناہی کرنے والا تھا۔

وہ منظر، لوئے کا اس لڑکی کو مسکرا کر دیکھنا، اسے نظر انداز کرنا، اسکی موجودگی میں بیقرار نہ ہونا، اس لڑکی کو چھونا، لارا کی آنکھوں کو لہولہان کر

رہے تھے، بیڈ پر اوندھی لیٹی تکیے سے گال جوڑے وہ اپنے آنسوؤں کو جب سے آئی بے مول کر رہی تھی۔

"تو تم نے مجھے منانے کے بجائے اور دور کر۔۔ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔۔۔ میں نے محبت نہیں کی ما۔۔ مان لیتی ہوں لیکن تم نے کیا کیا ہے؟ میں تو تم س۔۔ سے محبت کرنے کا ابھی آغاز کر رہی تھی لوئے بہزاد۔۔۔۔

"محبت نہ ہوتی تو کیوں تمہارے دی تکلیف مجھے یوں مارتی

وہ خود سے ناراض تھی لیکن آج حقیقت میں لارا کو یہ پوری دنیا خود سے برہم لگ رہی تھی، آنسو اس لڑکی کی آنکھوں سے قطار در قطار بہہ رہے تھے، دل مزید چلنے سے انکار کر رہا تھا، وہ سب سوچ سوچ کر وہ اپنا خون جلا رہی تھی، آہ وزاری نے اسکے مضبوط حوصلے کی دھجیاں اڑا دی تھیں، آنکھیں جہنم کی طرح سلگ اٹھی تھیں۔

"لڑنا، ناراض ہونا میرا حق تھا لوئے بہزاد۔۔۔ لیکن ت۔۔ تم نے اچھا نہیں کیا، تم چاہتے ہی نہیں مجھے منانا۔۔۔۔ ٹھیک ہے تم اگر ضد پر

اترے ہو تو اب لارا بھی تمہارے لیے یہ دل اس قدر پتھر کر لے گی کہ
ت۔۔تم مر بھی جاو تو نہیں پگھلے گا۔۔۔۔میری طرف سے جس مرضی
کے منہ لگو اب تم، میں بھی تمہیں لارا جہاں بن کر دیکھاوں گی، ایک
وحشی۔۔۔۔۔۔۔میں نے تمہاری تکلیف رد کی کیونکہ پاگل ہو گئی تھی وہ
سب دیکھ کر، تم اب بے قصور نہیں رہے کیونکہ تم نے مجھے وہ زخم دیا ہے
جو کبھی نہیں بھر سکتا۔۔۔۔رلا لو جتنا رلانا ہے، میں بھی ان سارے
آنسوؤں کو آنکھوں سے آزاد کرنا چاہتی ہوں۔ت۔۔تاکہ م۔۔مجھے کوئی

"فرق نہ پڑے، کہ تم کیا کرتے پھر رہے ہو
اپنے آنسو جتنے دبا رہی تھی وہ اسی شدت سے پلکوں کو بگھو رہے تھے،
حقیقت میں لوئے کا اس لڑکی کے ساتھ کا ہر لمحہ لارا جہاں کو قطرہ قطرہ مار
رہا تھا۔

ا۔۔اگر تم نے میرے ساتھ یہی سب کرنات۔ تھا تو کیوں مجھے اس"
راستے پر لائے، اپنی ماں کی محبت کا انجام دیکھنے کے بعد بھی میں نے تم سے

محبت کی کوشش کی تھی۔۔۔۔حالانکہ میں جانتی تھی یہ سب صرف آزمائش ہے، لیکن تمہاری محبت ک۔۔کا احترام کیا، کسی کے لیے نہ پگھلنے والی لارا تمہارے لیے نرم پڑی۔۔۔۔اورت۔۔تم نے کیا کیا بے حس۔۔۔۔۔آزادی مل گئی ہے تمہیں، دیکھائی دیا مجھے۔۔۔۔۔ایسی آزادی تمہیں تو واپس مل گئی لیکن لارا اپنے آپ کو تم جیسے سفاک سے کیسے آزاد کروائے گی۔۔۔۔۔۔تم نے ایک بار بھی یہ بات سمجھنے کی کوشش نہیں کی لوئے کہ میں نے کیوں تمہارے ماضی کو لے کر تمہیں تکلیف پہنچائی، تم مجھے یہاں آنے نہ دیتے۔۔۔۔ک۔۔کچھ بھی کرتے پر روک لیتے مجھے"

وہ پھر سے رو دی، اپنی ماں کو اپنے باپ کے لیے تڑپتا دیکھنے والی وہ لڑکی خود بھی ان معاملات میں ذہنی مریض بن گئی تھی، اسے لگتا تھا دنیا کا ہر مرد اسکے باپ جیسا ہے، جسے عورت کا صرف فائدہ اٹھانا آتا ہے، اس نے جو

زندگی جی تھی وہ اسے مرد ذات پر اعتبار کرنے کی سمت لے کر گئی ہی نہ تھی۔

لیکن لوئے بہزاد مختلف تھا، وہ اسے کبھی دنیا کے خونخوار مردوں جیسا لگا ہی نہیں، اس کو دیکھے بنا وہ اسکی مداح بن گئی تھی، محبت تو بعد کی بات تھی، اول عقیدت کا رشتہ تھا۔

اور لوئے بہزاد علوی کا ماضی وہ دھچکا تھا جو لا راجہاں کو اسی نقطے پر لے جا کر کھڑا کر چکا تھا جہاں سے وہ اس کی خواہش کیے چلی تھی، اپنی ماں کی طرح گھٹ گھٹ کر محبت کی بچی کچی بھیک لے کر زندہ نہیں رہ سکتی تھی۔

تبھی اس شخص کو کئی دکھ دے بیٹھی، جسکے سب دکھ دور کرنے کی خواہش رکھتی تھی، لیکن لوئے نے خاموشی اختیار کی، پھر وہ خاموشی آتش فشان بن کر پھٹی، ان کے رشتے میں ضد نے سب برباد کیا تھا، کوئی ایک بھی جھکنے پر راضی نہ تھا اور نجانے ابھی وہ سر پھرا مزید کتنی اذیتیں سود سمیت لوٹانے

والا تھا مگر لارا اس سے پہلے بھلے بدگمان تھی لیکن اب ناراض ہو چکی تھی، اور اس لڑکی کی برداشت بہت کم تھی خدا خیر کرے۔

وہ بھی اسے ایسی شکست فاش دے کر خالی ہو گیا تھا، پہلی زرا سی سزا بھی دل پر دھرے بوجھ سی تھی۔

وائلن کی دھن کانوں میں سنائی دی تو رات کے وقت سڑک کنارے چلتے ہوئے وہ اس بزرگ آدمی کے پاس رک گیا، وہ رات کے اس پل فرصت سے اپنی محبوب دھن بجانے میں مصروف تھا، لوئے بہزاد کی آنکھوں میں غم تھا، بہت سارونے کے بعد جیسے چہرہ اذیت سے بھر جاتا ہے، بالکل ویسا۔ خزن و ملال کسی نوکیلے کانٹے کی طرح اسکے مضبوط وجود میں دھنس چکے تھے۔

"If love turns into worship, the beloved becomes a stone"

"محبت پوجا میں ڈھل جائے تو محبوب پتھرانے لگتا ہے

وہ بوڑھا جو گیت گا رہا تھا اسکا مفہوم یہی نکلا، لوئے نے اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھے فرصت سے اس کا گیت سنا، دل پر ضرب سی لگی، اس لڑکی کے ساتھ بیتے گنے چنے نشاط انگیز لمحے آنکھوں کے سامنے آکر اسے مزید دکھ دے گئے۔۔

"In the same way, when hatred turns into contempt, the opposite becomes a stone even if it is constantly rejected.

بالکل اسی طرح نفرت حقارت میں ڈھل جائے تو مسلسل ٹھکرائے جانے پر بھی مقابل وجود پتھر بن جاتا ہے۔"

اس شخص کے گیت کے مفہوم نے لوئے بہزاد کی آنکھوں میں جلن جگا دی، لیکن وہ خود کو حق پر سمجھ رہا تھا اور اس پر پہاڑ سا ڈٹا تھا۔

"The only difference is that worship de-
ifies the existence while contempt turns
the opponent into a volcano

فرق صرف اتنا ہے پوجا وجود کو دیوتا جب کہ حقارت مقابل کو آتش فشاں
"بنا دیتی ہے

آنکھوں میں اس رات سی ویرانی تھی، دھن مزید تیز ہو رہی تھی بلکل
لوئے بہزاد کی ذات کے اندھیرے کی طرح۔

"The deity takes the faith of the priest,
while no one knows how much destruc-
tion the volcano will cause and what
will perish under its influence."

دیوتا پجاری کا ایمان لے لیتا ہے جب کہ آتش فشاں پھٹنے پہ کس قدر تباہی
"لائے اور اس کی زد میں کیا کیا فنا ہو جائے کوئی نہیں جانتا۔

آنکھوں کی ویرانی اذیت کا روپ دھار گئی، سانس سینے میں اٹکنے لگا۔

"Hate and love are not irrational and foolish deals."

"نفرت اور محبت دونوں ہی کم عقلی اور بے وقوفی کے سودے نہیں۔۔

یہی جملے اس کے بعد وہ شخص دہراتا گیا اور لوئے کی آنکھیں ایک ہی نقطے پر پتھر کی طرح جم گئیں۔

لوئے بہزاد علوی کو اس دنیا کی ہر خوشی ناشے بیزار کرنے پر اتر چکی تھی۔

وہ بھی تو اذیت میں تھی، لوئے بہزاد اس پر اگلا ستم کیا ڈھائے گا، اگلی ناانصافی کیا کرے گا، یہ سوچنا سوہان روح بن رہا تھا۔

.._____..

ساری رات مانی نے اپنی ضد پر قائم رہے شیری کو نظر انداز کیے رکھا، وہ گل ممی کے کمرے میں ہی رات چلی گئی اور پڑھتے پڑھتے وہیں سو گئی، اسکا پیر ایک بجے تھا اور بارہ بجے اسے پیر دینے پہنچنا تھا۔

لیکن آلارم کے نہ بج پانے پر مانی کی آنکھ خود ہی نو تک کھلی، ایک تو رات دیر تک وہ اور نمرہ ساتھ ہی پڑھتی رہی تھیں تبھی مانی نو بجنے پر ہڑبڑا کر اٹھی، اتنی دیر سونے کی اسے خود بھی توقع نہ تھی۔

"گئی بھینس پانی میں۔۔۔۔یا اللہ ابھی تو یونیفارم بھی پریس کرنا ہے، شٹ۔۔۔شیری۔۔۔۔پتا نہیں مجھے مرا سمجھ کر فاتحہ نہ پڑھ گئے ہوں۔۔۔۔اف مانی اف"

ہڑبڑا کر پورے بیڈ پر بکھری کتابیں اور نوٹس سمیٹے وہ بوکھلا کر اٹھی اور کمرے کی لائیٹ آف کیے باہر نکلی، مگر روم میں جانے کے لیے جیسے ہی مانی نے سیڑھیاں چڑھنے کی نیت کی، نگاہ لاونج کے وال گلاس سے لان میں آہستہ آہستہ ٹہلتے شیری پر گئی تو آنکھوں میں عجیب سا سکون اتر آیا۔

لیٹ لیٹ کر وہ بہت تھک گیا تھا تبھی درد کے باوجود آہستہ آہستہ واک کر رہا تھا۔

مانی کے چہرے پر لمحہ بھر مسکراہٹ آئی مگر فوری اس نے گھوٹ لی کیونکہ اسے یاد تھا کہ وہ اس شخص سے سچ میں ناراض ہے۔

ناک چڑھائے وہ تیزی سے زینے پھلانگتی ہوئی چڑھی اور کمرے میں پہنچے فوراسے پہلے کبرڈ میں تہہ کر کے رکھا یونیفام نکالا اور واپس نیچے آئی، سٹور روم میں آئرن ٹیبل تھا، مانی نے جلدی سے اپنا یونیفارم پریس کیا اور واپس روم میں آئی، صوفے کی پشت پر نفاست سے رکھے وہ جلدی سے جا کر فریش ہو گئی۔

دس منٹ میں گیلے بال ٹاول سے رگڑے وہ باہر آئی اور ڈرائیر سے بالوں کو ڈرائے کیے ڈھیلی سی چوٹی بنا کر ہیر بینڈ لگایا۔

ناشتے کا وقت تو چلا گیا، انکا ایک ہی بار لنچ بنا دیتی ہوں کچھ ہلکا پھلکا"

"سا۔۔۔۔یس

خود کلامی کیے وہ واپس نیچے آئی اور سیدھی کچن میں گھسی، فون پر انٹرنیٹ آن کیے وہیں کچن شیلف پر رکھا اور کچھ الگ سے سوپ کی ریسپی نکالی۔

امم۔۔یہ مزے کا لگ رہا ہے۔ لیکن کڑوا بناوں گی تاکہ انکو پتا چلے مانی" "ناراض ہے

خود ہی سے باتیں کیے مانی نے منہ بسورا اور فریزر سے مٹن کا قیمہ نکال کر باہر شلیف پر رکھا، کچھ سبزیاں بھی نکالیں اور انکو دھو کر چھوٹا چھوٹا گرینڈ کی طرح چاپ کیا۔

شیری نے کچھ دیر واک کی مگر درد بڑھتا محسوس کیے وہ واپس اندر چلا آیا، ناشتہ اس نے خود ہی ایک عدد کافی پی کر کر لیا تھا، مانی کی ناراضگی پر وہ کوئی تاثر دینا نہیں چاہتا تھا، لیکن کچن میں مانی کی موجودگی سے لے کر اپنے کمرے تک اسکی پھیلی خوشبو، شیری کا سکون از سر نو غارت کر گئی، جتنا خود کو اس کے شر سے بچا رہا تھا وہ اتنی حواسوں پر اپنے ہر احساس سمیت بھاری پڑ رہی تھی۔

وہ کمرے میں انٹر ہوا تو پہلی نظر ہینگ ہوئے مانی کے ٹاول پر گئی، پھر ڈریسنگ پر بے ترتیبی سے رکھے ہیئر برش پر، پھر صوفے کی پشت پر پڑا مانی کا یونیفارم۔۔

اسکے لاتعداد عکس دل پر بوجھ بنے تو وہیں بیڈ کی طرف بڑھے وہ جا کر ناصرف بیٹھا بلکہ تکیے درست کر کے لیٹے اپنا فون اٹھا کر آن کیا۔

"کیا وہ مجھ سے واقعی ناراض ہو گئی ہے؟"

فون سکرول کرتے ہوئے شیری نے ایک بار پھر کھلے دروازے کی سمت نظر دوڑائے سوچا، دل کو عجیب بے کلی ہونے لگی، کل شام سے اب تک وہ اس سے دور تھی، واقعی پوری رات نظر بھر کر بھی دیکھنے نہ آئی، مانی کی خود کے لیے فکر اور محبت پہلی بار اس شخص نے مس کی تو دل بھاری پڑنے لگا، اور آج اپنی اس بے خود کیفیت پر اس نے خود کو ملامت بھی نہ کی۔

ہونا بھی چاہیے، میں نے اسکی تذلیل کی ہے۔۔۔وہ میرا خیال رکھ رہی" تھی اور میں نے کیا کر دیا؟

ذہن ودل کی لڑائی میں وہ کس کی طرف داری کرے، فیصلہ محال تھا۔

تم نے بالکل ٹھیک کیا ہے شہریار جدون، اور اب مزید تم دیر نہیں کرو"

"گے۔آج اس سے اپنا ہر تعلق ختم کرو ورنہ کہیں کے نہیں رہو گے

دل تو مانی کا مدافعتی مددگار تھا پر دماغ میں بھرے زہر نے انگڑائی لی تو اسکے

لہو میں شرارے دوڑنے لگے، دماغ نے سفاکیت پر شاباشی دی۔

میں کیسے ختم کروں سب، اس لڑکی کو صرف اوجھل ہونے پر مس کر رہا"

ہوں۔وہ اٹھی، سب کام کر رہی ہے لیکن میرے سامنے بھی نہیں آئی نہ

مجھ سے بات کی۔۔۔یہ سب سکون دیتا لیکن کیوں اذیت بن رہا ہے اس

"لڑکی کا نظر انداز کرنا

دل پھر سے گڑگڑایا، سبکی محسوس ہوئی، اپنی اہمیت گھٹتی ہوئی دیکھائی دی تو

سینے میں ٹیس سی اٹھی۔

نہیں اسکا یہ گریز میری سلامتی ہے، ک۔کیا ہو رہا ہے آخر مجھے۔۔۔۔۔"

"یہ سب کیوں ہو رہا ہے

ذہن ودل کی آوازوں کو بے بسی سے چلا کر خاموش کروائے وہ گہرے سانس لینے لگا، دل میں غبار تھا، دل بہت بھاری تھا اسکا۔

"میں آج سب ختم کر دوں گا۔۔۔ بھلے کچھ بھی ہو جائے، آج ہی اسے جانا ہو گا میری زندگی سے، مجھ سے دور، بس شہریار جدون۔۔۔۔ تم مزید کچھ نہیں سوچو گے اب۔۔۔ بس"

اپنی درد کرتی شریانوں کو فیصلہ کن تنبیہہ کے سنگ دبایا، لیکن دل میں اذیت دبانے سے اس کی آنکھوں میں کچھ خواب ٹوٹ گئے تھے جنکے زہر نے اسکی آنکھوں کو ویران کر دیا۔

مانی نے قیمے اور سبزیوں کا بہت مزیدار سا سوپ ایک گھنٹے میں بنایا اور پھر اسے باول میں ڈال کر بہت پیار اسا ہرے دھینے سے گارنش کیا، آدھے گھنٹے تک اسے نمرہ پک کرنے آنے والی تھی اور تبھی وہ کچن فوری سمیٹ کر کام ختم کر چکی تھی۔

اب اس سوپ پر نا جانے کتنا سنائیں گے مجھے، لیکن کیا کروں شیری، آپکی" فکر ناراضگی میں بھی چھوڑ نہیں سکتی۔۔۔۔ چل مانی حلال ہونے کے لیے تیار رہ اور اپنی زبان تو نے آج گڑھ کے رکھنی ہے۔اینٹ کا جواب پتھر سے دینا ہے۔۔۔ گڈ لک"

ٹرے میں براون بریڈ کی پلیٹ، سوپ کا باول اور اونج جوس کا گلاس رکھے وہ خود کی گھبراہٹ اور خفگی گہرا سانس بھر کر دباتی ٹرے لیے کچن سے نکلی اور خود پر خفظ آیات پھونکے وہ شیر کی گھپا میں داخل ہونے کو بڑھی مگر جاتے ہوئے اپنا فون وہیں لاونج کے ٹیبل پر رکھ گئی اور سیڑھیاں چڑھے کمرے کی طرف بڑھی۔

کمرے میں مانی کے داخل ہونے پر شیری بے فائدہ اپنی توجہ فون پر دیے نیم دراز بیٹھا تھا، ڈھیٹ بنا ٹس سے مس نہ ہوا۔

مانی نے ٹرے ویسے ہی پکڑی اور شیری کے قریب جا کر رکی۔

"اہمم اہمم"

مانی نے اسے متوجہ کرنے کو ناراضگی سے آنکھیں پھیرے گلا کھنکھارا۔
شہریار کے ماتھے پر بل آئے مگر اس نے یوں ظاہر کیا جیسے مانی وہاں تھی ہی
ہیں۔
"ہمم ہمم سکیوئیر"
اس بار وہ زرا اونچا بولی جس پر شیری نے فون سے نظر ہٹائے اچٹتی نگاہ مانی
پر ڈالی جو فورا سے چہرہ پھیر گئی۔
"اہمم اہمم کیوب"
اسکی اس سر میں دھماکے کرتی آواز پر شیری کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا۔
کیوں سر پر سوار ہو؟ زندگی تو حرام کر چکی ہو کم از کم میری تنہائی کو تو"
غارت مت کرو، کیوں سمجھ نہیں آتی تمہیں کہ میرے گلے کا طوق بن چکی
ہو۔ نہیں آنا چاہتا میں تمہارے سامنے، قریب، تمہاری نظروں تک میں،
"مجھ سے دور رہو

اسے سر پر سوار دیکھتا وہ ساری جسمانی تکلیفوں کو بھاڑ میں جھونکتا فون وہیں پٹخے اٹھ کھڑا ہوا تو آمنہ نے بنا کچھ کہے اسکے لیے بنایا سوپ مڑ کر سٹنگ ایریا کی جانب دھرے گلاس میز پر رکھا اور بنا دیکھے اسکی تنہائی میں دخل دینے کی تلافی کیے آنکھیں ماتھے پر رکھتی کمرے سے نکلنے لگی تو شہریار جدون کے چٹانی گرفت پھیلاتے ہاتھ نے بے اختیار اسکی نازک کلائی جکڑ کر اپنی سمت موڑا جو بانکی سجیلی نازک سی اس موڑنے کی نیت سے دیے جھٹکے پر ہی اس چٹانی پہاڑ سے چوڑے سینے سے ٹکراتی ٹکراتی بچی، اسکے غصے کے بدلے منہ سی کرتا رچر کرتی ہوئی وہ اسکے سینے میں آگ دہلا چکی تھی، آج وہ بھی ہر حد سے گزرنے کی ٹھان چکا تھا، آر یا پار، اس بیچ لٹکے رہنے کی تکلیف اب اس سے برداشت کرنی مشکل تھی۔

وہ اسکی نفرت، چڑ، ضد، غصے کی پرواہ کرنا چھوڑ چکی تھی سو اب اسے ان آنکھوں کی سرد مہری کی پرواہ نہ تھی مگر وہ اسے اسکی ناراضگی کی باوجود اب

اتنے قریب لے آیا تھا تو مانی نے اسے جواب دینے کی نیت پکڑی ورنہ وہ فیصلہ کیے بیٹھی تھی کہ اس شخص کو چپ کی مار مارے گی۔

میرا سیکنڈ ٹائم پیر ہے، سوچا آپکا لنچ سکپ نہ ہو تبھی یہ سوپ بنایا۔ آپ " مت مانیں مگر آپکو اسکی ضرورت ہے، ہمت نہیں ہو گی تو مجھے اور خود کو آگ کیسے لگا پائیں گے، جو کھیل آپ کھیلتے آئے ہیں اس میں بہت طاقت لگتی ہے، سو نہیں چاہتی جلا کر راکھ کرنے کا سلسلہ آپکو تھکائے۔ محبت جو ہیں آپ میری، میرا جنون ہیں۔ آپکو اپنے لیے اپنا نہیں بنایا تھا، آپکے لیے بنایا اور یہ زلت قبول کی۔۔۔ مجھے ڈرانا چھوڑ دیں، اس پوری دنیا میں آپ "وہ واحد ہیں جس سے کم از کم آمنہ آفریدی بلکل نہیں ڈرتی

اسکے مشتعل رویے کے آگے اس کم عمر لڑکی کے سر پھرے جواب شہریار جدون کو سر تا پیر بھسم کر گئے، وہ اسے جسمانی، ذہنی اور قلبی ثار چر دے چکا تھا مگر وہ اس سے الگ تو کیا دور ہونے کا بھی نام نہیں لے رہی تھی زرا سی ایڑیوں کے بل پر اٹھ کر اس نے شہریار کی جلتی آنکھوں میں اپنی شعلہ باز

آنکھیں گاڑیں، وہ اسکے قریب آنے سے آج خوفزدہ ہوئے اس لڑکی کی روح سہلاتی مرہمی قربت سے خار کھائے دور ہٹا، آج وہ ہار نہیں سکتا تھا، آج اپنی ہار ہرگز گوارا نہ تھی۔

"اپنی بکواس بند کرو تم، بخش دو مجھے۔ تمہیں سمجھ نہیں آتی کہ استعمال کیا تھا میں نے تمہارا، تمہیں محبت کے فریب میں اپنے مقاصد کے لیے پھنسایا اور تم میرے گلے ہی پڑ گئی۔ جان چھوڑ کیوں نہیں دیتی میری، کیا لو گی مجھے چھوڑنے کا سر پھری لڑکی، عمر دیکھو اپنی اور حرکتیں؟"

اس وقت وہ جس اجڑے حال میں تھا اسے اپنا آپ برداشت نہ تھا پھر اس لڑکی کو تمام تر خواہش کے اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھنا مزید طیش دلا گیا، وہ شہریار کے کسیلے الفاظ پر دلفریب سا مسکرائی، سترہ سال کی عمر میں ہی اسکے پاس ستر سال کا تجربہ جو آ گیا تھا۔

"آپکی جان شیری، اور کیا ہوا میری حرکتوں کو۔۔۔ کیا آپکی بے خبری میں میں نے اپنا کوئی جائز حق وصول کیا جو برداشت نہیں ہو رہا آپ کے نازک

دل سے، سوری ٹو سے میں ابھی بہت چھوٹی ہوں، آپکی سوچ کے لیول تک کی بے باکیاں نہیں آتیں میرے کو، میری کوئی حرکت آپکی نظر میں آئے گی بھی نہیں تب تک جب تک میں نہیں چاہوں گی، کیونکہ آپ جب سو رہے ہوں صرف تبھی محبت کے لائق معصوم سے شیری لگتے ہیں اور میں "تب بنا کسی ڈر کے اپنا فرض نبھاتی ہوں، یو نو واٹ آئی مین

مسکرا کر سینے پر ہاتھ لپیٹ کر زچ کرتے انداز میں بڑے سکون سے سامنے والا کا سکون ختم کیے جواب دیا گیا تھا اور شہریار جدون کا بس نہ چلا وہ اپنے بال نوچ لیتا، یا اس لڑکی کی زبان درازی پر اسے ہمیشہ کے لیے خود سے دور کر دیتا مگر وہ لڑکی، صرف اذیت ہوتی تو تب ناں، وہ تو شہریار جدون جیسے وحشی کا کل سکون بھی بن چکی تھی۔

اسے پوری دنیا میں اپنا آپ سب سے بے بس لگا اور ایسا محسوس ہوا جیسے وہ ہار جائے گا۔

"کیا بکواس کی ہے تم نے؟"

وہ اسکی بات کا مفہوم سمجھتا بے دردی سے اسکی کلائی جکڑے اپنی سرخ وحشت ناک آنکھیں، آمنہ کی گرے آنکھوں میں گاڑے پھر سے اسے ڈرانے کو پھنکارا تو وہ خفیف سا ڈری مگر پھر جیسے اس نے فوری خود کو تقویت دیے تیز تیز سانس لیے اور یہ واحد ہتھیار تھا اس لڑکی کے پاس جب یہ بے رحم، اسکی سانسیں چھیننے کے بجائے اپنی سانس تک اس لڑکی کی رکتی سانسوں کو سونپ کر ہار مان لیتا تھا، وہ جانتی تھی وہ اسے یوں بے حال دیکھ ہر بعث چھوڑ دے گا۔

بکواس نہیں کی۔۔۔رعب ڈالا ہے۔۔۔۔دیکھیں شیری میں آپ سے " ناراض ہوں اور اگر اب آپ نے ایک بار جانے کو کہا تو بنا کوئی لحاظ کیے ہمیشہ کے لیے چلی جاوں گی۔۔۔۔۔پھر آپ چاہیں گے تب بھی لوٹ کر نہیں آوں گی، آپکی انکھیں مجھے دیکھنے کو ترس جائیں گی "

اس کا غصہ دیکھ کر مانی کو اپنے منہ سے نکلے الفاظ کی سنگینی کا احساس ہوا تو ناراضی بھری وہ آنکھیں نم سی ہوئیں، مانی کے لہجے میں تپش ہنوز قائم تھی لیکن وہ اسکو طیش دلا کر ہر گز اچھا محسوس نہیں کر رہی تھی۔

نہیں تم پہلے یہ بتاو بکواس کیا کی ہے، کونسا فرض نبھاتی ہو تم میری بے"
خبری میں۔۔اگر تم نے اب غلط بیانی کی تو بہت برا ہو گا، اس وقت میرے
"سر پر خون سوار ہے، ایسا نہ ہو تم ضائع ہو جاو

شیری کے ایک ہی نقطے پر ڈھیٹوں سا اٹکنا مانی کی حالت کچھ بگاڑ گیا اور اب تو اسے واقعی لگا جیسے یہ آدمی آج اسے کچا چبا جائے گا، دقت سے سانس بھرتے مانی نے اسے خود سے زرا سا پرے سرکائے دم سادھ کر اسکی خوف طاری کرتی آنکھوں کو دیکھ کر حلق تر کیا۔۔

مانی۔۔۔اس سوال کا جواب دینے سے بہتر ہے بے ہوش ہونے کی"
ایکٹنگ کر لے۔۔۔۔ورنہ ماری جائے گی۔۔۔۔اگر شیری کو پتا چلا کہ میں

کیا کر چکی ہوں، تیرا دی اینڈ آج ہی کر دیں گے۔۔۔بنا پیپر دیے مرنا نہیں چاہتی"

شیری کی خونخوار آنکھیں حراساں ہو کر دیکھتے مانی نے تیزی سے اپنا دماغ چلائے ترکیب تلاشی، کیونکہ اس وقت وہ بندہ وحشی ہوا تھا اور مانی نے پھر اعلی پائے کی وہ اداکاری کیے اپنا سر تھاما کہ شیری کے چہرے پر براجمان اشتعال، مانی کو لہراتے دیکھ کر گہری پریشانی میں بدلا، مانی نے کن اکھیوں سے شیری کو پاس ہوتے دیکھا تو لمحے میں اسکی یہ نوٹنکی شیری نے بھانپی کیونکہ وہ مستقل اسی پر نظریں جمائے اسکا جائزہ لینے میں محو تھا، لڑکھڑا کر وہیں لہرا کر اپنے آپ کو شیری کے سہارے چھوڑا مگر عین وقت پر شیری کے پیچھے ہٹنے پر مانی صاحبہ سیدھی دھرم زمین پر، اک لمحہ تو اسے لگا پوری دنیا آنکھوں کے سامنے گھوم گئی ہے، سماعت سائیں سائیں کرنے لگی ہے، آنکھوں کے آگے دھندلاہٹ سی نمودار ہوئی مگر شیری نے خفیف سے

محظوظ ہو کر فوری اپنی مسکراہٹ دبالی اور یہ مانی دیکھ چکی تھی اور اب شیری صاحب کا برا وقت شروع ہوا چاہتا تھا۔

یہ تو منہ کے بل نہ گرنے سے مانی کی بچت ہو گئی مگر بازو پر بوجھ ایسا پڑا کہ پرانے کئی درد جاگے، کراہ کر اپنی بازو مسلے وہ زمین پر گری پڑی تھی اور شیری سینے پر ہاتھ لپیٹے اس لڑکی کے فلاپ ڈرامے پر خود کو گھورتی مانی کے پاس ہی بیٹھا۔

م۔۔مجھے گرادیا۔۔۔پ۔۔پکڑا کیوں نہیں۔۔۔۔اب آپکو مانی کی پرواہ" "بھی نہیں رہی۔۔۔م۔۔میری بازو دب گئی، بہت درد ہو رہا۔۔۔۔۔

آنکھوں میں آنسو بھر کر وہ اٹھ کر بیٹھتی دھندلائی آنکھوں سے شیری کو دیکھ کر بولی جواب غصہ نہیں مگر مانی پر برہم ضرور تھا۔

"اب بھی یہیں رکو گی؟ میری اس بے حسی کے بعد بھی؟"

ااسکو بازو سے پکڑ کر سہارہ دے کر زمین سے اٹھائے وہ اسکی بھیگی آنکھوں میں جھانکے نرمی مگر چیلنجنگ لہجے میں بولا تو مانی نے پہلے سر اثبات میں

ہلایا مگر پھر ناک رگڑتی نفی میں گردن ہلائے اپنی آنکھیں بھی رگڑ گئی،
اسکے بازو پر جمے ہاتھ پر شیری نے اپنا ہاتھ رکھے زرا قریب کھڑا کیا تو مانی
نے بوجھل پلکیں اٹھا کر شیری کو تکلیف کے سنگ دیکھا۔
وہ شخص ہار گیا تھا، لیکن اس نے اپنی ہار کو تسلیم کرنے سے انکار کیا، مانی کی
اداس آنکھیں اسکے دل کو جکڑ چکی تھیں، خود مانی کو لگا اگر وہ اس سے دور نہ
گئی تو وہ اسے دور جانے کے قابل رہنے نہیں دے گا، ہار جاتے شخص کی
پر خمار آنکھوں میں امڈتی عجیب سی شدت مانی کے رونگٹے کھڑے کر گئی،
اسکا تنفس بگھڑا جب شیری نے اسے گلے لگانے کی کوشش کرنی چاہی مگر
بروقت اسکا یہ جان نکال لیتا حصار جھٹک کر وہ دور ہوئی۔
"اب نہیں رکوں گی، کیونکہ مجھے جو آخری خوش فہمی تھی نہ کہ آپ کو
میری تھوڑی سی فکر ہے وہ بھی ٹوٹ گئی۔۔۔۔میں جا رہی ہوں آ۔۔آپ
"کو چھوڑ کر، ہمیشہ کے لیے

اپنی بازو شیری سے چھڑوائے وہ دو قدم دور ہٹی اسے گلے لگنے سے بری طرح جھوڑ کر روکا، اب ضد کی باری مانی کی تھی کیونکہ اسے شیری کے نہ تھامنے نے بہت بری طرح ہرٹ کیا تھا، شہریار جدون جسے ہاں کی امید تھی، یکسر الگ جواب سن کر یوں تھا جیسے اسکا دل ڈوب گیا ہو۔

لیکن تم سچ میں بیہوش نہیں ہو رہی تھی، ڈرامہ تھا تمہارا۔۔۔ سو اس"
"میں کیسا دل دکھنا؟

شیری نے خود کو نارمل رکھے وضاحت دی پر مانی نے کوئی اہمیت نہ دی حالانکہ وہ اس شخص کی تڑپ پر اپنی اختیار ہار دینا چاہتی تھی مگر وہ اتنی بے وقعت نہیں تھی کہ اب وہ چاہتا اور مانی اسے میسر آجاتی۔

لیکن گر تو سچ میں رہی تھی، آپ نے کہا ہو گا اسے کیوں گرنے سے"
بچاوں۔۔۔ کہیں آپکی شان میں کمی نہ آجائے۔۔۔اب آپکو میری شکل
"دیکھنے کے لیے کوئی مجبوری نہیں ہو گی۔۔

وہ اپنا آپ اس سے پرے سرکاتی جس طرح پیچھے ہٹی، شہریار نے اسکا ہاتھ جکڑے جھٹکے سے واپس کھینچا، مانی کے دل میں تولڈو پھوٹ رہے تھے مگر ابھی تو جناب کی دکھتی رگ ہاتھ آئی تھی تو کیسے جانے دیتی۔

"اتنی بڑی بڑی باتیں کہتا رہا ہوں، تب تو تمہارے اندر کی ملکہ جذبات مری رہی۔ اب زرا سے نہ گرنے سے بچانے پر تو فلم سٹار شبنم بننے کی کوشش میں ہو، باز آجاو"

شیری نے اسکو جیسے جکڑے اپنی سمت گھسیٹا، وہ مسلسل رونے والا اخیر مظلوم منہ بنائے اپنا آپ شیری سے چھڑواتی مچلی اور اس کے کسی بھیانک جکڑ لیتے جملے کو اہمیت نہ دی، مانی کا فرار اور گریز شیری کی جان پر بنا، دل کی دھڑکن تھم گئی، بس یہی دل پر گراں ہوا کہ وہ سچ میں روٹھ گئی ہے، دور جانا تو وبال جان بنتا۔

"آپ نے مجھے میری ویلیو بتادی، شکریہ شہریار جدون۔۔۔۔ نہیں اب ایک لمحہ بھی یہاں نہیں رکوں گی"

مانی کی اور ایکٹنگ ہر شیری واقعی دہلا ہوا تھا، جس طرح وہ اس سے خود کو چھڑوانے کی کوشش میں تھی، شہریار کا دل بھی گھٹ رہا تھا، اب کہاں سکت تھی اس شخص میں کہ وہ اسے کہیں جانے دیتا، آج ہی تو محبت اور محبت کے گماں میں فرق جانا تھا وہ، اپنے ہر درد کی دوا اسے صرف مانی لگ رہی تھی جو اسکی مسیحائی کرنے سے عین وقت پر مکر جانا چاہتی تھی۔

"کیا بولے جا رہی ہو۔۔۔۔۔ سمجھ نہیں آ رہی تمہیں میری بات۔۔۔ تم کہیں نہیں جا رہی۔۔۔۔ت۔ تم ممی بابا کی امانت ہو میرے پاس۔۔۔۔"

اسکا چہرہ بے دردی سے پکڑ کر مٹھی میں بھرے وہ اسکے سختی سے گھورا مگر مانی نے خونخوار ہوتے ایک نظر شیری کی نکلتی جان کے نظارے پر دوڑائی اور اس شخص کے بوکھلانے پر مانی نے ستم جاری رکھے اسے پرے جھٹکا، وہ چاہتا تھا وہ اس سے پھر سے کبھی نہ دور ہونے کی باتیں کرے، اپنا حق چھیننے پر لڑے جھگڑے مگر یوں بات ختم نہ کرے، وہ آگے بڑھنا چاہتا تھا پر اک قدم کی بھی سکت باقی نہ رہی تھی۔۔

اتنی جلدی نہیں شیری صاحب، ابھی تو آپکی دکھتی رگ میرے ہاتھ لگی"
ہے۔ جان جارہی ہے میرے جانے کا سن کر، بہت تڑپالیا آپ نے، اب مانی
آپ کو اپنے لیے تڑپتا ہوئے دیکھنا چاہتی ہے، تبھی حساب برابر ہو گا۔۔۔
"ابھی آپ کے پاس رکنا بھی خطرہ ہے
اس شخص کے تڑپنے اور اس تڑپ کو مہارت سے دبانے کو دیکھ کر وہ دل ہی
دل میں سوچے اپنا آپ اس بار اس سے سختی سے چھڑوائے دور ہٹی جو بار بار
اسے جکڑ کر قریب لانے کی کوشش میں تھا۔
ابھی کہا نہ آپ نے کہ میں چلی کیوں نہیں جاتی، تو مبارک ہو"
آپکو۔۔۔ جشن کا انتظام کیا جائے جناب۔۔۔ جارہی ہے یہ
نحوست۔۔۔۔۔ ہمیشہ کے لیے۔ سب ختم ہوا شیری۔۔۔۔۔ سب سمیٹ
رہی ہوں، بہت بڑا بوجھ تھی نہ مانی آپکے سر کا، حلق کا کانٹا اور آنکھوں کی
" ریت تھی نہ، سب ختم ہوا۔۔۔۔۔۔۔

اپنے قدم پیچھے ہٹائے وہ شہریار جدون کے دل پر قہر ڈھاتی آنکھوں میں آنسو اور چہرے پر مسکراہٹ سجاتے دور ہوئی تو وہ اسکی طرف پھر سے بڑھا۔

"تم جانتی ہو۔۔ہو تم کیا کہہ رہی ہو؟۔۔۔ایسے ک۔۔کچھ ختم نہیں ہوتا، ہم بات کرتے ہیں"

شیری کے سوال پر وہ اذیت سے ہنسی اور اسکے دونوں شانوں سے جکڑ کر جھٹکنے پر وہ لمحہ بھر تھمی، شہریار کی حالت سے مانی کو عجیب سا ڈر لگا۔۔

"ہٹیں پیچھے۔۔۔۔"

بنا اسے کوئی جواب دیے باقاعدہ بہت احتیاط سے بیڈ کی اور دھکیل کر پوری رفتار سے کمرے کو بند کیے وہاں سے بھاگی، شیری جو اسی پر نظر جمائے ہوئے تھا، بیڈ کی اور گرنے پر اپنے کندھے کو جکڑتا اٹھا اور خونخوار تیور لیے پیچھے ہی لپکا مگر جب تک شیری نیچے پہنچا مانی نا صرف لاونج میز پر رکھا اپنا فون اٹھائے گھر سے باہر نکل گئی، بلکہ باہر سے لاک بھی لگایا۔

اسی لمحے گیڈ کے باہر نمرہ کے ڈرائیور کی رکتی گاڑی کے ہارن پر مانی نے پیچھے مڑ کر نہ دیکھا بس سپیڈ پکڑی اور جب تک شہریار دروازے کو دھکے مار کر کھولتا باہر پورچ کی سمت نکلا، مانی چوکیدار بابا سے گیڈ کھلوا کر نا صرف باہر جا چکی تھی بلکہ جب تک شیری بھاگتا ہوا گھر سے نکلا، مانی، نمرہ کی گاڑی میں بیٹھ کر جا چکی تھی۔

"بہت پچھتاو گی تم مانی، اچھا نہیں کیا تم نے"

شیری نے مٹھیاں بھینچے ہاتھ کا مکا بنائے لہرا کر وہیں باہر گیڈ پر مارا اور واپس بپھری موج بنا اندر چلا گیا، خود چوکیدار بابا ہونق رہ گئے کہ یہ ہوا کیا ہے۔

خود نمرہ اسکے پھولے سانس کے سنگ گاڑی میں آسمان سے یکدم ٹپکنے کے انداز سے بیٹھنے پر ڈری، نہ تو مانی یونیفارم میں تھی نہ اسکے پاس فون کے سوا کچھ تھا۔

بس وہ بار بار پیچھے مڑ کر دیکھنے کے بعد بے اختیار منہ پر ہاتھ رکھے ہنسی تو ساتھ بیٹھی نمرہ کو اسکی دماغی حالت کھسکی لگی۔

"تم ٹھیک ہو مانی؟"

نمرہ نے ڈرتے ہوئے اسکی بازو ہلائی جس پر مانی نے ہنسی ختم کی اور بمشکل مسکراہٹ دبائے سر ہلایا۔

پہلے آفریدی حویلی چلو، دوسرا یونیفارم ہے ادھر اور باقی بیگ بھی لینا۔۔"

"بھول جاو اس سب کو

مانی نے جس طرح بات ہوا میں اڑائی، نمرہ مطمئین تو نہ ہو سکی الٹا اسے مزید پریشانی ہوئی۔

جبکہ شیری کی حالت کیسی ہو سکتی تھی یہ بتانے کی ضرورت ہی نہ تھی، مانی کا جانا، اور اس بری طرح اس سے بھاگ کر جانا، شہریار کو نادیدہ آگ میں لمحہ لگائے جلا کر بھسم کر چکا تھا، خدا خیر کرے۔

....★☆☆☆☆☆★....

"! ہم جا کہاں رہے ہیں عزیزم"

لئیق اسے گھر سے نہ صرف پک کرنے خود آیا تھا بلکہ سیلون میں جیمشی صاحب کے دلہا بننے کی بکنگ بھی کر آیا تھا، لئیق کی پراسرار مسکراہٹ جمشید تبرانی کو حیرت کے ساتھ فکر میں مبتلا کر رہی تھی جیسے وہ کوئی بہت بڑا راز چھپانے کی کوشش میں ہو۔

"سیلون۔۔۔۔آپکی لک بدلوانی ہے۔تاکہ آپکا یہ جنگلی روپ بدلا جا سکے"

جمشید کے لیے گاڑی کا فرنٹ ڈور کھولے لئیق نے شریر لہجے میں اسے مودب ہوئے تشریف رکھنے کا اشارہ کیا، جمی نے خوفزدہ نظروں سے لئیق کو دیکھا اور پھر اسکے اصرار پر وہ ڈرتا ہوا گاڑی میں بیٹھا، لئیق کے ہونٹوں سے آج مسکراہٹ الگ ہوتی یہ ناممکن تھا، آج تو جناب کچھ زیادہ خوش تھے۔

بھائی آپ تو ایسے ڈر رہے ہیں جیسے میں آپکو مقتل لے جا رہا ہوں، چل"
"کریں

دوسری طرف سے گھومتے ہوئے آکر ڈرائیونگ سیٹ سنبھالے لئیق نے جناب کے اڑے رنگ پر ہنس کر چوٹ کی جس پر جمشید نے اسکی طرف رحم طلب نظر جمائی۔

کیا کروں گا شکل بدلوا کر بھائی، کس کے لیے سنوروں۔اس نے تو"
حقارت سے دیکھنا ہے، پھر میں جیسا بھی برباد دیکھائی دوں کیا فرق پڑتا
"ہے

جمشید نے ازردہ نگاہ ڈالے نظر چرالی اور سر پھیرے گاڑی چلتے ہی باہر گزرتے مناظر پر نظریں جمائے بے دلی اور تاسف سے آہ بھری، سوزش دل حد سے سوا تھی اور لئیق یہی سوچ رہا تھا کہ جب اس شخص کو نکاح کا سرپرائز ملے گا تو یہی کرب چھٹکیوں میں راحت میں بدل جائے گا۔

کسی کے لیے نہ سہی، اس دوست کے کہنے پر ہی سہی۔ کل میں جا رہا"
ہوں، فجر کے وقت فلائیٹ ہے، سو میری بات مانیں گے تو دلی خوشی
"ہو گی

جمشید نے چہرہ لئیق کی جانب پھیرا جو ڈرائیونگ کرنے کے ساتھ فکرو
اصرار کے سنگ ہمکلام ہوئے جواب کا منتظر تھا، گاڑی فراٹے دار انداز میں
راستہ عبور کرتی اپنی منظر تک پہنچنے کو تھی۔

"ٹھیک ہے، پھر کب آئیں گے آپ؟"

جمشید اسکے جانے کا سن کر اداس ہوا کیونکہ اینجیلیہ اب تک اسے واپس
نہیں ملی تھی اور وہ یہی سوچ رہا تھا کہ لئیق اپنا وعدہ پورا کیے بنا جا رہا ہے۔

میں ایک منتھ تک واپس آوں گا، خیر آپکا سیلون والا بہت کچھ کرے گا۔"
"پلیز کوئی انکار نہ ہو۔ جو جو وہ لوگ آپکو نکھارنے کو کریں، کرنے دیجئے گا
دس منٹ کی ڈرائیو پر مین سیلون آچکا تھا تبھی لئیق نے گاڑی روکتے تمہید
باندھی اور خود بھی نکلا اور جمشید بھی بے دلی سے منہ بنائے باہر نکلا۔

دو سال سے ایسی ہر جگہ سے وہ کنارہ کیے ہوئے تھا سو خوفزدہ تھا کہ اپنی پہلی جیسی خوش شکل صورت دیکھ کر پھر سے دل کے زخم ہرے ہو گئے تو کیا کرے گا، کیسے پھٹے دل پر مرہم رکھے گا، کیا فائدہ اچھی شکل کا جب قسمت ہی اسکی برباد نکلی تھی۔

لئیق کی جاندار تمہید کا اثر ہوا کہ اس نے کوئی اعتراض نہ کیا اور لئیق اسے وہاں چھوڑے پہلے مال گیا وہاں سے دلہے راجہ کے لیے کوئی زبردست سا مین سوٹ تلاشا، چونکہ اسے جمشید تبرانی کے مزاج کا اندازہ تھا سو ہاف وائٹ بہت نفیس اور سوبر کپڑے کا ڈیزائنر سوٹ اور اسکے ساتھ تمام اسیسریز خریدنے کے بعد ایک اچھے اور کلاسی سے شوز بھی لیے، پھر وہ جیولری شاپ پر آیا۔

اینجیلیہ اور جمشید دونوں کے لیے خود ہی گولڈ کی سنپل ویڈنگ رنگز خریدیں جو وہ دونوں کو اس نکاح کا گفٹ دینا چاہتا تھا اسکے علاوہ لعلین کے

لیے ایک بہت خوبصورت ساڈائمنڈ کا سیٹ اسے پسند آیا، لئیق نے اسے بھی خریدا۔

وہ کپل رنگز تھیں اور بہت خوبصورتی سے ان پر خاص قسم کے وائیٹ گولڈ سے نقش تراشے گئے تھے۔

یہ سب لینے کے بعد جناب نے خود پر بھی تھوڑی نظر کرم فرمائی اور خود بھی دو تین مین سلم فٹ تھری پیس سوٹس ٹرائے کیے اور لئیق کو وہ پیل براون، بہت ہی لائیٹ پنک شیڈ اور سکائے بلو پسند آئے تو اس نے اپنے لیے تینوں مختلف نئے نئے لائیٹ اور ڈیسنٹ کلرز شیڈز کی شرٹس کے کمپو کے سنگ خرید لیے، ایک ہاٹ بلیک اینڈ چاکلیٹی مکسچر میں کیجول سوٹ تھا، وہ اس نے وہیں چینج کر کے پہنا اور لش پش سا واپس سیلون پہنچا۔

جمشید کے کپڑے اور جوتے سلون والے تک پہنچائے اور خود جب تک اندر آیا، جمشید تبرانی کے بالوں اور داڑھی کو ایک نفیس تراش خراش دی جا چکی

تھی اور چہرے کی کچھ ویکس کرنے کے بعد اب اسکا سکرب اور فیشل کیا جا رہا تھا۔

لئیق کی موجودگی اسے آنکھیں بند کیے اس لیے محسوس ہو گئی کیونکہ وہ سیلون والے سے ہیلو ہائے کر رہا تھا۔

"یہ چونچلے کس لیے لئیق بھائی۔۔۔ معاملہ کیا ہے اب بتا دیں"

کافی دیر سے وہ خود پر کیے جاتے تشدد پر خاموش تھا مگر لئیق کو دیکھتے ہی جمشید بے صبری سے بول پڑا، یا یوں کہنا زیادہ بہتر تھا کہ موصوف کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا۔

"معاملہ بڑا سنگین ہے، آپ گھبرا کیوں رہے ہیں۔ بندہ ناچیز پر بھروسہ رکھیں"

لئیق نے اسکی فکر یہ غیر واضح مسکراتا جواب دے کر اور بڑھائی، خیر جمشید پھر چار و ناچار چپ رہا اور جب سب تیاری مکمل ہونے کے بعد وہ مکمل ڈریس اپ ہو کر باہر آیا تو ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر فون کو سکرول کرتے

وجیہہ وہ مسرور جناب بھی اک لمحہ گنگ رہ گئے، وہ شخص حسین اور پیارانہ صرف لگ رہا تھا بلکہ زراسی تراش نے اسکے لطیف و باکمال حسن کو نکھار دیا۔

اپنا آپ آئینے میں دیکھ کر جمشید تبرانی کو اپنی بربادی از سر نو دیکھائی دینے لگی، لئیق کی پر شوق نگاہوں کے برعکس جمشید کی آنکھوں میں اذیت ہلکورے لے اٹھی۔

"یہ آپ نے کیا کر دیا بھائی، ایسا جمشید تو مر گیا ہے۔۔۔۔مجھے کچھ اچھا نہیں لگ رہا۔ کیا ضرورت تھی اتنا سب خریدنے کی بھائی، یہ سب بہت زیادہ ہے"

اپنے آپ سے وحشت ہوئی تو وہ اذیت سے آئینے سے ناگواری کے سنگ نظر چرائے لئیق کو تکتے بولا جس پر وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور اسکے مضبوط شانے اپنے دونوں ہاتھوں سے جکڑے، اک دلاسا تھا جو لئیق ایزد کی نگاہوں میں پوشیدہ تھا، اک تسلی تھی جو اس شخص اس دوست کی اور

ارسال کی، وہ اس بے قرار روح والے شخص کو پر سکون دیکھنے کے لیے بیقرار تھا۔

"مجھ پر بھروسہ رکھیں، اور چیزیں قیمتی نہیں ہوتیں۔ دل اور انسان قیمتی ہوتے ہیں، میرے لیے آپ ایک بھائی جیسے عزیز ہیں اور یہ سب ایک بھائی نے اپنے بھائی کے لیے کیا ہے۔ خیر ہم اب نکلتے ہیں۔۔۔"

جمشید کے شکریہ کو خوبصورتی سے ٹالے وہ اپنا کوٹ صوفے سے اٹھائے نرمی سے بولا تو جمشید نے بھی اداسی بھرے انداز میں سر ہلائے لئیق کے خلوص کا اعتراف کیے اپنے قدم سیلون سے باہر نکالے اسکی پیروی کی۔

دونوں واپس گاڑی میں آکر بیٹھے تو لئیق نے اک مسکراتی نظر بے تاب سے اس شخص پر ڈالی اور گاڑی اسٹارٹ کی۔ ظہر کی اذانیں ہو رہی تھیں۔

"پہلے نماز نہ پڑھ لیں، یہیں قریب ہی مسجد ہے۔۔ پھر بتاتا ہوں کہ ہم دو کی یہ تیاری کس لیے ہے"

لئیق کے مسکرا کر تجویز دینے پر جمشید نے بھی سر اثبات میں ہلایا۔

مسجد میں ہی نکاح ہونا تھا جبکہ اینجیلیہ پہلے ہی وہاں نہ صرف موجود تھی بلکہ نکاح کے لیے مسجد کے ہی ایک حجرے میں بہت خوبصورت سفید پردے کا انتظام کیا گیا تھا، وائیٹ لمبی فراک اور بہت ہی پیارے بھاری سر پر چھائے آنچل نے اینجیلیہ کو یکدم بدل دیا، دو حجابی لڑکیاں اسکو تیار کر رہی تھیں جو خود بھی سر تا پیر سفید سلک گاون کے لباسوں میں ملبوس تھیں اور اینجیلیہ کا لباس بھی بہت مکمل اور اسکے وجود کی تمام رعنائیوں کو چھپائے ہوئے سلک اور نیٹ کے سنگ سفید اور سنہری موتیوں سے لبریز تھا، پھر وہ خوشی جو اس لڑکی کی آنکھوں میں تھی وہ اس سارے نور کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے تھی، محبت کی تکمیل کا سکھ جسم و جان کی ساری بوسیدگی کا توڑ کر گیا، اس پیارے شخص کا ہونا، دل کو خمار بخش رہا تھا، اللہ کا شکر ادا کرنے کے سوا دوسری کوئی ہوش نہ تھی، وہ اتنی جاذب اور پر کشش دلہن بنی تھی کہ دیکھنے والی آنکھ شرطیہ اک بار تو تھمنے والی تھی۔

امام مسجد نے ظہر کی نماز پڑھائی تو جمشید اور لئیق دونوں نے باجماعت نماز ادا کی اور اسکے بعد امام مسجد، لئیق اور چند مزید نمازی وہاں سے اٹھے۔

"آپ یہیں رکیں بھائی"

جمشید بھی لئیق کے اٹھنے پر کھڑا ہونے لگا تو لئیق نے اسے رسانیت سے اٹھنے سے روکا، جمشید کو اسکی حرکتیں اس بار واقعی مشکوک لگیں۔

امام مسجد اور لئیق اسی حجرے کی جانب گئے تھے، گواہاں کی موجودگی میں اینجیلیہ کا نکاح پڑھوایا گیا اور پھر لئیق، امام مسجد کے ہمراہ پر سکون مسکراہٹ کے سنگ باہر آیا، جمشید کے چہرے کے اصل رنگ تو تب اڑے جب تمام نمازیوں نے رخ اسکی طرف پھیرا اور امام مسجد شفیق سی مسکراہٹ چہرے پر سجاتے ہوئے ٹھیک جمشید کے سامنے آکر بیٹھے، لئیق نے مسکرا کر اس بوکھلائے شخص کو دیکھا جسے پہلے تو واقعی سمجھ نہ آئی کہ کیا ہوا ہے لیکن جب امام مسجد نے اس کا نکاح پڑھوانا شروع کیا تو اس شخص کی

آنکھیں بے یقینی اور تکلیف سے دھندلا گئیں، بے قرار نگاہ اٹھا کر جس طرح جمشید نے لئیق کی سمت ڈالی وہ دلخراش تھی۔

وہ شخص، وہ مہربان لئیق ایزد علوی محسن سے رہبر بن گیا تھا، آنکھوں میں نمی لیے اس شخص نے اپنی کل متاع حیات کو پوری رضا سے اپنے نکاح میں لیا، امام مسجد نے اس پیارے جوڑے کو بہت سی دعاوں سے نوازے اس نکاح کے آخر دم تک رہنے کی خاص دعا فرمائی۔

جبکہ ان سب کے جانے پر لئیق اور وہ بھی اٹھے، لئیق نے ہنس کر اپنے طرف شکوہ کناں بھیگی سرخ آنکھوں سے تکتے جمشید کو ہنستے ہوئے گلے لگایا۔

"بہت مبارک ہو جمشید بھائی، آپکی اینجل آپکی ہو گئی"

لئیق کے بردرانہ انس سے لبریز مبارکباد پر جمشید نے فرط جذبات سے اس رہبر کو خود میں بھینچ لیا، جس قدر خوشی اور سکون اس شخص کو ملا وہ بیان کرنے سے بہت اوپر تھا۔

ارے ارے مجھ معصوم کی ہڈیاں کریک کریں گے کیا، مجھے اپنی وائف "
کے پاس سلامت پہنچنا ہے۔ ویسے یہ جان لیوا دل دھڑکا تا شکریہ آپ اپنی
اینجل کا ادا کرنا کیونکہ یہ سرپرائز اسی نے دیا ہے آپکو، بہت خوش ہوں آپ
"دونوں کے لیے
بغل گیر ہو کر چہکتی شرارت سے لبریز لہجے میں سامنے ہوتے لئیق نے اس
جذباتی بندے کے کرب کو یہ سچ بتا کر بلکل جڑ سے اکھاڑ دیا، یہ سب اینجیلیہ
نے کیا؟ یہ یقین اس شخص کی آنکھوں میں تب تک نہ آسکا جب وہ دنیا کی
خوبصورت، بہت پیاری شفاف موتی جیسی دلہن بن کر انہی دو حجابی لڑکیوں
کے ساتھ حیا، دلکشی اور لجاجت سے بھر کر باہر آئی، دونوں تڑپتے ہوئے
نفوس کی آنکھوں میں تکلیف بھی تھی اور ایک دوسرے کو تاحیات اپنا بنا
لینے کی آلو ہی چمک بھی۔
لئیق نے مسکرا کر وہ ویڈنگ رنگز اپنی پرکشش ہتھیلی پر رکھے دونوں کے
درمیاں کھڑے ہو کر سامنے پھیلائی جس پر وہ دونوں دلگرفتہ مسکرائے۔

"لیں جی نکاح ہو گیا اب چھوٹی سی اینگیجمنٹ ہو جائے"

لئیق کے کہنے پر دونوں نے مسکرا کر ایک دوسرے کو وہ رنگ پہنائی، اور لئیق کا دل خوشی سے بھر گیا، دونوں کی آنکھوں میں ایک دوسرے کے لیے محبت، تڑپ، دیوانگی اور شدت تھی، جسکا لئیق ایزد نے صدقہ اتارنا فرض سمجھا۔

"اب آپ دونوں بتادو کہ میں اس جوڑے کو کہاں ڈراپ کروں؟ کیونکہ مزید یہ بندہ کباب میں ہڈی نہیں بننا چاہتا۔۔۔۔"

دونوں کے خطرناک جذباتی اور شدت بھرے آئی کانٹیکٹ پر لئیق کچھ بے چین تھا مگر دونوں کو یہاں سے گھروں تک پہنچانا بھی اسی ذمہ داری تھی۔

"میں اسکے گھر جاوں گی۔۔۔۔وہیں رہنا چاہتی ہوں"

اینجیلیہ نے جمشید کی سمت دیکھے پیار سے کہا، لہجہ محبت سے بھرا تھا اور پھر لئیق نے حسب وعدہ دونوں کو انکی منزل تک پہنچایا اور بہت سی دعائیں سمیٹے ان سے اجازت لی۔

"تھینک یو لئیق ایزد"

دونوں نے جس طرح ایک ساتھ اس محسن کا شکریہ ادا کیا، وہ دو بھی مسکرائے اور لئیق بھی۔

"مجھے خوشی ہوئی کہ آپ دو کے ملنے میں میرا کچھ حصہ رکھا گیا، دل بہت پر سکون ہوا۔ اب آپ دونوں پورے حق سے لڑ سکتے ہو، کوئی نقصان نہیں ہو گا۔ اب میرا بھی اجازت لینے کا وقت آ پہنچا دوستو، لیکن ہم پھر ملیں گے، اور امید ہے اگلی ملاقات میں آپ دونوں کے سکھ کئی گنا دگنے ہو چکے ہوں گے۔ یہ بھی دعا ہے کہ آپ دونوں نے اس محبت میں جو کچھ کھویا وہ سب واپس مل جائے"

لئیق ایزد کو الوداع کرنے کے ساتھ ساتھ الوداع ہونا بھی پسند نہیں تھا مگر وہ اپنی زندگی میں ایسے کئی پیارے دوستوں سے مسکراتے مسکراتے دور ہوتا رہا تھا، یہی اسکی خوبصورت زندگی تھی جو حسین اتفاقات پر مبنی تھی۔

ان دونوں کے دل میں لئیق ایزد کی اہمیت اسقدر تھی کہ بیان کرنا مشکل تھا، وہ دونوں کے لیے اہم ترین تھا، مسیحائی ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہوتی لیکن شاید لئیق ایزد کو یہ قوی طاقت اسکے خوبصورت اخلاق اور کردار نے بخشی تھی۔

م۔۔میں نہیں جانتا کیسے آپکا شکریہ ادا کروں بھائی، یونہی برباد رہ جاتا، "
اس لڑکی کی حسرت یونہی بنجارا کیے رکھتی لیکن آپ نے میرے اندر کے کرب کو سنا بھی اور سمجھا بھی، آپکا یہ احسان کبھی نہیں چکا سکتا۔آپ میری

"پہلی دعا میں اپنے اہل و عیال سمیت شامل رہیں گے

جمشید کے خلوص اور وابستگی پر لئیق ایک بار پھر اسے سے گلے ملا اور اسکا مضبوط سینہ جان داع طریقے سے تھپکائا۔

"مجھے بس دعائیں ہی درکار ہیں، تاعمر کے لیے"

لئیق نے مسکرا کر اینجیلیہ کو دیکھا تو اسکی آنکھیں بھی آنسوؤں سے تر تھیں۔

لئیق ایزد علوی، تمہاری جگہ کوئی نہیں لے سکتا کیونکہ اپنے تخیل میں"
تمہیں ایک مقدس مرتبہ دے چکی ہوں۔ میری مدد کی تم نے، اس دل
میں گھر کیے ظالم تک پہنچایا جس کو دور محسوس کر کر کے اپنے آپ کو خود
میں دفن کر چکی تھی، جسکو دسترس سے دور محسوس کر کے دل خون ہو رہا
تھا، جسکے ظلم کے بدلے خود کو نیلام کر دینا چاہتی تھی، جو میری روح میں
گوندھا ہوا تھا۔ تھینک یو سو مچ، مجھے راہ دیکھانے کے لیے، میرا ہادی بننے
کے لیے"

اس لڑکی کی آنکھوں سے آنسو ٹپکے پر وہ پر سکون ہونے کی نشانی تھے۔
ان دو کے لیے اتنا اہم اور قیمتی ہونا ہی لئیق ایزد کے لیے بہت زیادہ تھا،
لیکن اصل ہدایت تو اللہ نے بھیجی تھی، وہ تو بس ادنی سا وسیلہ بنا تھا۔

"بہترین ہادی صرف اللہ ہے، ہم انسان اسکی زمین پر بھیجی ہدایت ٹھیک
فرد تک پہنچانے کے بس وسیلہ بن سکتے ہیں اور کچھ نہیں۔ اپنے حصے کا
سورج نہ سہی چراغ ہی سہی، چراغ نہ سہی تو اک مشعل ہی سہی، جلانی

ضرور چاہیے۔ ہمیشہ خوش رہیں۔اور مجھے اور میرے پیاروں کو اپنی دعاوں میں یاد رکھیے گا،اب میں مزید آپ کے بیچ دوری نہیں بنوں گا۔۔۔۔اجازت دیں۔۔۔اللہ حافظ"

خوبصورتی سے سارا کریڈٹ ٹالتا ہوا وہ آخر تک دونوں کی ایک دوسرے کے لیے تڑپ اور بیقراری بھانپے شرارت پر اترا اور مسکرا کر الوداع ہوئے وہ دیکھتے ہی دیکھتے دونوں کی نظروں سے اوجھل ہوا۔

اس گھر کی دہلیز پار کر کے اپنی گاڑی میں سوار ہوتے ہوئے لئیق ایز دعلوی نے بہت دنوں بعد ایک بار پھر دل کو مکمل سکون سے بھرا محسوس کیا۔ اور وہ دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھتے بھیگی آنکھوں سے مسکرائے مگر پھر جمشید تبرانی کی آنکھوں میں اذیت اتری تو اس لڑکی کو سانس بھر کر تھام بیٹھا۔

معافی مت مانگنا، معاف نہیں کروں گی۔۔۔۔بس اب تمہاری زندگی"
بھر جان نہیں چھوڑوں گی، مجھ سے بھاگے تھے نہ، اب بھاگ پاوگے تم
"جمشید تبرانی؟۔اب تو تم نے اللہ کی رضا میں راضی ہو کر مجھے پالیا ہے
چند آنسو اس لڑکی کی رخساروں پر اترے جو جمشید کی آنکھوں کے کنارے
بھی سرخ کر گئے۔
تم سے بھاگا نہیں تھا، خود کو خود سے نوچنے کی کوشش کی تھی، کسی سے"
اسکا اللہ کوئی نہیں چھین سکتا اور میں نے یہ بات نہ مان کر اپنے رب کو خود
کئی ناشکریاں کر کے خفا کر دیا۔۔۔۔۔میرا اللہ مجھ سے راضی ہو گیا ہے،
اب اسے ناراض نہیں کروں گا۔تاکہ وہ مجھ سے دوبارہ میری اینجل کو دور
"نہ ہونے دیں
اس شخص کی تڑپ اور اس اقرار پر اس لڑکی کی آنکھیں آنسوؤں سے چھلک
پڑیں، مزید اسے رونے نہیں دے پایا تھا وہ اور اپنے سینے میں کسی متاع جان

سابسا کر اپنے تڑپتے بلکتے دل کو قرار بخشتا تھا، ایک ایسا سکون جو اب تاحیات ان دو پر سایہ فگن رہنے والا تھا۔

.. _____ ..

سفید کاٹن کے سوٹ پر سیاہ واسکٹ پہنے، پیروں میں پشاوری کھیڑی، چہرے پر خوشی سے لبریز سکون لیے ہوئے باہر سبھی کے ساتھ براجمان صارم پرکاش آج بھی سب پر بھاری تھا جبکہ کمرے میں دلہن کو سجایا جا رہا تھا، ایسا وجاہت خیز منظر کہ دیکھنے والی آنکھ ایک ہی مرکز پر ساکن ہو سکتی تھی۔

آج بھی لعلین نے ہی اسے ولیمے کے لیے ریڈی کیا تھا اور آئینے کے سامنے کھڑی سدرہ کو باہوں کے دائرے میں لیے وہ اسے پیار سے تکتی مسکرا رہی

تھی۔دونوں ہی ہاف وائیٹ نیٹ کے ایمبائرڈڈی جوڑوں میں پریاں لگ رہی تھیں، سدرہ کی تیاری کچھ خاص تھی کیونکہ وہ ولیمے کی دلہن تھی۔

"کل سے بھی پیاری آج لگ رہی ہو، تمہاری آنکھوں کا یہ شوخ مسکراتا لمس اور چہرے کے گلال وجہ ہیں اس دہک جاتی دلکشی کے۔۔۔اب بتاو ڈر غائب ہوئے یا باقی ہیں"

لعلین اسکی سرخیوں میں ڈھلی سفید رنگت کے رموز بھانپ چکی تھی پھر بھی اسے سدرہ کے منہ سے اعتراف سننے کی خواہش تھی جسکی بڑی بڑی پلکیں حیا کے بوجھ سے جھکیں اور وہ پلٹ کر لعلین کے سامنے ہوئی۔

لعلین کی متجسس شوخ نظریں اسکے چہرے کا محاصرہ کرنے میں محو تھیں۔

"اپنے پہلے رو تو ڈر پوک رویے پر ہنسی آرہی ہے، آپ نے ٹھیک کہا تھا آپی کہ سب بہت خوبصورت ہو جائے گا۔ بالکل بھی کوئی ڈر باقی نہیں بلکہ خود کو اور پیاری ہو گئی ہوں"

اس لڑکی کا لجا یا روپ اور یہ مخملی لہجے میں کیا اعتراف لعلین کا دل نہال کر گیا۔

اف لڑکی تم تو میرے مظلوم مسکین پارٹنر کے لیے جان لیوا حد تک "
پیاری ہو گئی ہو، کیا بنے گا اس بچارے کا۔ تمہارا تو پہلے ہی عاشق ہے، اب تو سانس بھی تمہیں دیکھ کر لے گا۔۔۔۔ چلو بھئی اب میں تمہاری بے بے کو کل بے فکر ہو کر لے جاوں یعنی۔۔۔۔ صارم نے ویسے کمال کر دیا، ایک "ہی رات میں تم پر اپنے رنگ چڑھا دیے اس نے

لعلین کی شوخ اور شرارت سے بھری سرگوشیوں پر سدرہ جھینپ سی گئی، مسکراہٹ نے اسکے چہرے کے خدوخال میں گھل کر مزید حسن کو چار چاند لگائے۔

"اہمم اہمم۔۔۔ کیا راز و نیاز چل رہے ہیں دونوں حسیناوں میں؟"

صارم کی اسی لمحے جان پر ورانٹری پر جہاں سدرہ کے چہرے پر شرمگیں مسکان بکھری وہیں لعلین نے ویسی ہی شوخ شرارتی نظر پر جمال سے دلہے راجہ پر ڈالی۔

"بس ہوتے ہیں نہ کچھ بہنوں والے سیکرٹ۔۔۔۔ بھئی تم نے تو کمال کر دیا، ہماری روتو دھو توڈری سہمی سدرہ کو اتنی جلدی بہادر بنا دیا۔۔۔۔ کیا راز ہے"

لعلین نے جان بوجھ کر دونوں کو چھیڑا اور جہاں سدرہ کے خوبصورت چہرے پر سرخیاں سمٹیں وہیں صارم اسے کل سے بھی کہیں پیارا سجا دیکھ کر مبہوت ہو گیا۔

"راز نہیں بس جادو پھونکا ہے اس پر، جو تم پر تمہارے ہنڈسم پیا نے پھونکا تھا لڑکی۔۔۔۔۔ تبھی تو اسکی دیوانی مستانی ہو، بس یہ سمجھو آج کے بعد سدرہ کی کیفیت بھی کچھ یہی ہو گی۔۔۔۔ ہے نہ میسیر؟"

صارم کے الٹا لعلین کو چھیڑنے پر وہ خود بھی بلش کرتی ہنسی اور دلہا دلہن دونوں کی آنکھوں کے ملتے لمحے کو رشک سے دیکھ کر بھی ہنسی۔۔

سدرہ پہلے تو صارم کے براہ راست مخاطب کرنے پر بوکھلائی اور پھر حیا کے بوجھ سے بھاری پلکیں گرا کر سر ہلا گئی۔

ہاہا یہ بہت آفت ہے سدرہ، بچ کر رہنا اس چالاکو سے۔۔۔ چلو بھئی"

"تمہاری دلہن تیار کر دی ہے اب اسے لے کر باہر آجاو، سب منتظر ہیں

دونوں پر رشک آمیز نگاہ ثبت کیے لعلین انکو تھوڑی پر ائیویسی دیتی مسکرا کر کمرے سے نکلی تو سدرہ کے چہرے کی گھبراہٹ بھانپے وہ اسکے قریب آیا اور اسکو حصار تے ہی محبت سے جبین پر جھک کر اپنی محبت کی مہر لگائی۔

سدرہ نے اس کے وجود سے اٹھی مہک میں سانس بھرتے ہوئے سکون سے اس لمس کی گہرائی محسوس کرنے کو آنکھیں موندیں۔

" تھینک یو"

صارم کے گال چوم کر کہنے پر وہ خوشگوار حیرت سے سمٹا سا مسکرائی۔

"وہ کس لیے؟"

سدرہ نے تجسس سے پوچھا تو صارم کی آنکھوں کی چمک اور خمار پر وہ اگلے ہی پل نظریں جھکاتے ہی اسکے پہاڑ وجود میں سمٹ گئ۔

" مجھے یہ بتانے کے لیے کہ میری محبت، بالکل ویسی شدت اور تڑپ کے سنگ تم پر بھی طاری تھی۔ میری ہر بے قراری کو پر سکون کرنے کے لیے، میرے بے حد آزمانے کے باوجود اف تک نہ کہنے کے لیے، میری شدت پسندی سہنے کے لیے، مجھے میرا یہ سدرہ نامی گھر دینے کے لیے۔ اور میری ایک خواہش پر اپنا سب کچھ مجھ ہر قربان کرنے کے لیے، مجھ میں اپنی خوشبو جذب کرنے کے لیے اور مجھے مکمل کرنے کے لیے"

اسے اپنے سینے میں سموئے صارم نے ایک شکریہ کئی محبت بھرے اقدامات کے لیے کافی کیا، اس محصور کن حصار میں وہ تاعمر سانس بھرنے کی تمنائی تھی۔

آپ ہیں ہی ایسے صارم کہ آپکے محبت سے چھونے سے ہی آپکی"
دھڑکنوں کا اثر میرے پورے وجود پر حاوی ہو گیا تھا،اور میرے بس میں
"کچھ نہ رہا
اس لڑکی کا پر اعتماد ہو کر جواب دینا صارم کے سکون کو مزید تقویت بخش
گیا۔
تم بہت پیاری ہو گئی ہو، کل کے بعد اپنا آپ ثانوی ہو گیا۔اب بتاو نیند"
"آجائے گی نہ تمہیں صارم کے پاس، بے بے کے بغیر رہ لو گی؟
رات کے بعد تو وہ کسی اور کو بھول ہی چکی تھی،اب بھلا کیسے اس شخص سے
دور قرار آتا۔
"مجھے آپکے پاس رہنا ہے بس،اور کچھ نہیں جانتی اب"
اسکا پھر سے صارم کے سینے لگنا اور یہ اعتراف اس شخص کی رگ رگ میں
آسودگی اتارنے کا سبب بنا۔

اپنے آپ سے سرزد ہوئے اس جادو کے ایسے پرزور اثر کی تو خود صارم کو بھی توقع نہ تھی مگر وہ اسے واقعی متعبر کر چکا تھا اور اب سدرہ اسکے پاس خوشی خوشی آباد ہونے پر راضی ہو چکی تھی۔

..._____...

چلوناں تم بھی، سیلی آپا اور دادو کے پاس بیٹھنا تب تک میں ریڈی ہوتی۔"

"راستے میں تمہیں ساری سٹوری سناتی ہوں

گاڑی آفریدی حویلی کے باہر ہی رکوائے مانی نے گاڑی سے اترتے پلٹ کر کھڑکی کی اور جھک کر نمرہ کو کہا جس پر وہ بھی دوسری طرف سے باہر نکلی اور مانی کی طرف بڑھی۔

مانی۔۔مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔تو کس سے بھاگ رہی تھی؟شیری"

"سے؟

پورا راستہ نمرہ بے قراری میں مبتلا تھی سو دروازے سے اندر جاتے وہ پوچھ ہی بیٹھی،مانی کا پالتو بہت ہی ڈراونا جونا نامی کتا اسے دیکھتے ہی دوڑ کر اسکی طرف آیا تو نمرہ کے منہ سے بمشکل چیخ نکلتے نکلتے بچی،یہ تو ساحل نے اسکے گلے میں جکڑی رسی بروقت پکڑی ورنہ نمرہ نے باہر دوڑ لگا دینی تھی۔

مانی اسکے پیلے پڑتے چہرے کو تکتی ہنسی اور اس خونخوار سی شکل والے کتے کے سر کے بال سہلائے وہیں اسکے پاس بیٹھی۔

ساحل کے ہاتھ میں اب بھی جونا کی رسی تھی اور نمرہ کی جان نکلی دیکھ کر وہ بھی مسکرایا۔

" کیسے خونخوار کام ہیں تمہارے مانی،مجھے کاٹ لیتا تو۔ہش ہش"

نمرہ کے اس سے دور سرکنے پر مانی نے اٹھ کر ساحل بھائی کو جونا کو وہاں سے لے جانے کا کہا اور خود نمرہ کا ہاتھ پکڑتی گھر کے اندر بڑھی۔

مدیحہ صاحبہ لاونج میں بیٹھی کسی میگزین کا جائزہ لے رہی تھیں اور سیلی ابھی ان کے لیے چائے بنا کر لائی تھی، نمرہ اور مانی کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر دونوں حیرت انگیز سا مسکرائیں۔

سلینا کچھ فکر مند بھی تھی مگر مانی نے آنکھ ونگ کیے سیلنا کو نا جانے کیا اشارہ کیا کہ اسکے چہرے کا رنگ بدلا البتہ مدیحہ نے پہلے اٹھ کر مانی کو پیار سے گلے لگائے لاڈ کیے اور پھر نمرہ سے بھی خوش دلی سے ملیں۔

" تمہارا تو پیپر نہیں تھا مانی؟ نہ بیگ ہے نہ یونیفام"

نمرہ تو مدیحہ کے پاس ہی بیٹھی جبکہ سیلی نے بھی مانی کی طرف دیکھے پوچھا جس پر وہ نمرہ کو دادو کی کمپنی میں چھوڑے خود بلش کرتی سیلی کا ہاتھ پکڑے، ان دو کو واپس آنے کا کہتی وہاں سے لے کر اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔

سلینا کا دل اسکی پراسرار حرکت پر بیٹھا۔

"مانی! کیا بات ہے تم مجھے ڈرا رہی ہو؟"

سلینا کا ہاتھ مانی نے اپنے روم میں لا کر چھوڑا اور مسکرا کر اپنے کارنامے سے لے کر شیری کی حالت اس نے سیلی کو بتائی جبکہ یہ سب سن کر سلینا نے واقعی صدمے کے سنگ مانی کا مسکراتا چہرہ خوفزدہ ہوئے دیکھا۔

لیکن مانی تم نے اسکے غصے کو جو بھاگ کر بلاوا دیا ہے اسکا کیا ہو گا میری"

"جان، وہ غصے کا بہت تیز ہے۔۔۔

سیلی کو نئی فکر نے گھیرا جبکہ مانی فی الحال بس ہواوں میں اڑنا چاہتی تھی، شیری اس کے لیے فیلنگ رکھتا ہے بس یہی جان کر وہ سارے دکھ بھلا کر چہچہا رہی تھی۔

ارے سیلی انکے غصے کی ایسی کی تیسی، آپ یہ سوچیں کہ ہی فیل فار"

می۔۔۔اف میں بتا نہیں سکتی کہ کتنی خوش ہوں، سب آپکی ایڈوائزز کا نتیجہ ہے سیلی ورنہ میں تو رو رو کر ختم ہو چکی ہوتی"

مانی اس وقت اپنی اس خوشی کو کسی فضول سوچ کے حاوی ہونے پر خراب نہیں کر سکتی تھی اور جس طرح وہ سیلی سے لیٹی، وہ بھی فکر چھوڑے مانی کو خود میں سموئے یوں مسکرائی جیسے دل سے صدیوں کا بوجھ اترا ہو۔

"اللہ تمہاری اس خوشی کو سلامت رکھیں، لیکن اسے مناو گی کیسے؟ وہ ضد پر اتر آیا تو۔"

گلے لگنے کو ختم کیے وہ روبرو ہوئی تو سیلی کے پیار و فکر سے پوچھے سوال پر مانی کی آنکھوں میں شرارت اتری۔

"انھیں کیسے منانا ہے مانی جان چکی ہے، لیکن ابھی انکو ہر گز منانے کا موڈ نہیں بلکہ اب مشن جیلسی شروع ہو گا۔ وہ کہتے ہیں نہ کسی کے دل کی چھپی محبت جاننی ہو تو رقیب کا فارمولا بیسٹ رہتا ہے۔ اب آپ دیکھتی جائیں سیلی کہ انکو کتنا ستاتی ہوں، انکو کیسے جیلس کرنا ہے یہ بھی سوچ لیا ہے میں نے، فی الحال تو مجھے میرا پرانا یونیفام ڈھونڈ دیں یار تا کہ پیپر دے آوں، باقی بعد میں بتاتی آپکو اپنا پلین"

اس لڑکی کو دلی قرار نصیب ہوا تھا تو پرانی چہکتی ہوئی مانی بھی لوٹ آئی جسے اس آفریدی حویلی کے در و دیوار دیکھنے کو ترس گئے تھے۔

پاگل ہو تم پوری، اسے اسکی چاہ میسر نہ ہوئی تو دنیا تہس نہس کر دے گا۔"

"اوپر سے وہ ٹھیک بھی نہیں ہے

سیلی کے ایک بار پھر خدشے پر مانی لمحہ بھر اداس ہوئی، شیری پر چلتی گولی کی خبر بھجت اور سیلنا تک پہنچ گئی تھی اور مانی کی بے قراری بھی سمجھ آ چکی تھی۔

مجھے پتا ہے سیلی لیکن میں آسانی سے مل گئی تو قدر نہیں کریں گے، میں" چاہتی ہوں انکو احساس ہو کہ مانی انکے لیے ضروری ہے، نہ صرف احساس بلکہ وہ مجھ سے خود کہیں۔۔۔۔بے اختیاری میں نہیں بلکہ پورے ہوش حواس میں مجھے ضروری ثابت کریں۔انکی تکلیف میری تکلیف ہے لیکن میں انکو تھوڑی سی مزید تکلیف دے کر انکو اور خود کو ساری زندگی کے کرب سے بچانا چاہتی ہوں"

مانی کے اسقدر سمجھداری سے یہ سب کہنے پر خود سیلی دنگ رہ گئی، اسے اس لمحہ شہریار جدون خوشقسمت لگا جسکو مانی عطا ہوئی تھی۔

"بہت اچھا فیصلہ ہے، میں تمہارا یونیفام پریس کرواتی۔۔۔۔آجاو"

سیلنا نے اسکے حق پر ہونے پر ہمیشہ کی طرح سپورٹ کیا اور پیار سے مانی کی گال سہلائے باہر نکلی۔

مانی نے اپنا فون جو اس نے گاڑی میں آف کر دیا تھا، آف رکھے ہی اپنے بیڈ پر رکھا، دل شیری کی کیفیت و حالت جاننے پر بے قرار تھا مگر پیپر کے لیے پہنچنا ضروری تھا۔

خیر بمشکل ہی وہ اور نمرہ ایگزمینیشن ہال میں پہنچی تھیں، لیکن مانی کا پیپر پہلی بار اتنا اچھا ہوا کہ اسے خود امید نہ تھی کہ وہ پڑھنے کے فوبیے میں سب کورس رٹ آئی ہے، نمرہ اور وہ پیپر دینے کے بعد واپس بھی ایک ساتھ آئیں، نمرہ کے بہت اصرار پر مانی نے اسے شیری کو تنگ کر کے بھاگنے کا بتا دیا مگر مزید کچھ نہ بتا سکی کیونکہ وہ اپنے اور شیری کے تعلق کو اپنی بیسٹ

فرینڈ سے بھی شئیر نہیں کر سکتی تھی، سیلی کی بات الگ تھی، وہ مانی کے لیے ماں سے بڑھ کر تھی۔

نمرہ نے اسکی ادھر ادھر کی باتوں پر یقین کیے بھی اسے خاصے لمبے چوڑے شوہر کی فرمابردار بننے کے لیکچر دے ڈالے اور مانی بس مسکرا کر سنتی رہی۔

نمرہ اور اسکے ڈرائیور نے اسے واپس آفریدی حویلی ڈراپ کیا تو تب تک بھجت بھی گھر آ چکا تھا۔

مانی کی بے قراری کے سنگ جانے اور اب اچانک آ جانے پر وہ بھی شیری اور اسکے لیے فکر مند تھا مگر مانی کی سچی مسکراہٹ نے اسے کچھ پوچھنے کا موقع ہی نہ دیا۔

اسکے لیے تو یہی حیرت انگیز تھا کہ پہلے جیسی کھلکھلاتی، ہنستی ہوئی مانی انھیں واپس مل گئی ہے۔

"اب تم کچھ دن رہو گی نہ؟"

شام کی چائے پر بھجت نے ہی اس کو دیکھتے پوچھا جس پر مانی نے اک لمحہ گھبرا کر سیلی کو دیکھا جو آنکھیں چھپکا کر اسے کوئی اشارہ کر رہی تھی۔

"امم آج رکوں گی۔۔ کیا پتا کل چلی جاوں۔۔۔ شیری بہت خفا ہوئے کہ میں ولیمہ اٹینڈ کیے بنا چلی گئی، آج بولے کہ گھر جانا ہے تو جا کر رہ آ وہ بالکل فٹ ہیں۔۔۔۔ خوامخواہ میری فکر نہ کرو۔۔۔۔ تھوڑے بزی تھے تبھی فون بند کر رکھا تھا"

مانی نے بڑی مہارت سے بات بنائی اور سیلی نے اسکے اس ٹیلنٹ پر بمشکل مسکراہٹ دبائی جبکہ بھجت اور مدیحہ تو مانی اور شیری کے اس کنکنشن پر پر سکون سے ہوئے، شیری کو گولی لگنے کی فکر بھی مدھم ہوئی۔

اس کے بعد وہ کچھ دیر سب کے ساتھ بیٹھی اور پھر اپنے روم میں آئی اور بند فون آن کیا۔

فون آن کرنے کی دیر تھی کہ شیری کی ان چند گھنٹوں میں کی جاتی کالز کے لگ بھگ بائیں نوٹیفکیشن موصول ہوئے تو مانی کو اس بندے کی اس درجہ بے چینی پر ہارٹ اٹیک آتے آتے رہا۔

"جب پاس تھی تو چلی جاو چلی جاو۔۔۔اب دور ہوئی ہوں تو زرا اس بندے کی بے چینیاں تو ملاحظہ فرمائیں۔۔۔۔"

بیڈ پر دھرم سے گرنے کے انداز میں بیٹھے مانی نے منہ بسورے خود کلامی کی، جس اذیت اور پریشانی میں وہ اسے دن سے اب تک جھونکے ہوئے تھی اسکا حساب لیے بنا وہ اسے ہر گز بخشنے والا نہیں تھا۔

"کال کر لیتی ہوں، دیکھتے ہیں کیا کہنے والے ہیں"

مانی نے وہیں تکیے پر سر رکھے لیٹ کر شیری کو کال بیک کی اور ائیر پوڈ کانوں میں فیکس کیے فون کو ایک طرف رکھے ہونٹ کا کنارا دانتوں میں دبائے مسکرائی۔

وہ جو خود پر اٹیک کرنے والے کے پکڑے جانے کی خبر پر تھانے جانے کے لیے تیار یور ہا تھا، فون رنگ کرنے پر لپک کر بیڈ کی طرف جھکا تو ایک بار پھر کندھا بری طرح دکھا۔

مانی کا نام دیکھ کر اس نے جبڑے بھینچے کال پک کی۔

"تم نے جو کیا ہے اسکا حساب دینا پڑے گا تمہیں"

فون لگتے ہی جناب کا خونخوار لہجہ اور وارننگ سن کر مانی کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔

کب چھوڑ رہے ہیں مجھے آفیشلی ؟دن، تاریخ بتادیں مسٹر"

"شہریار۔۔۔۔۔

مسکراہٹ دبائے وہ تنتنے اور غرور سے بولی جس پر شہریار کا بس نہ چلا وہیں جا کر اسکا گلا دباتا۔

تو اتر گیا تمہارے سر سے محبت نامی بھوت، تاریخ کا تو نہیں پتا دن میری"

"موت کا لکھ لو کہیں

شیری کے ایسے زہریلے جواب نے مانی کے چہرے کی ساری مسکراہٹ نوچ لی، مسکراتے لمس اذیت میں بدلے۔

آپ نے خود کھویا ہے مجھے،اب واویلا کیسا؟موت کا ڈر وادیں گے تو کیا"

مانی واپس آجائے گی۔۔۔ہنہ۔۔خوش فہمی۔ عقل گٹوں میں چلی گئی تھی،

"پر اب واپس دماغ میں آگئی ہے سو مجھ سے بعث نہ کریں

خود کو قابو کیے وہ اسکے مقابلے پر اتری اور شیری کا دل چاہا فون اسکے منہ پر بند کرے۔

"اگر اپنی سلامتی چاہتی ہو تو واپس آجاو مانی"

اپنی جیکٹ اٹھا کر وہ کمرے سے نکلتے شیری نے اسکی ادھر ادھر کی ہانکنے کو رکتی برابر اہمیت نہ دی اور اسے سخت لہجے میں وارن کیا۔

"آپکے پاس میری سلامتی ممکن ہے کیا؟"

اپنے احتجاج کی نوعیت بدلے کسیلا وار کیا گیا۔

تم آو پھر بات کریں گے،اور اگر اپنے اور میرے معاملے میں تم نے کسی "
" تیسرے کو شامل کیا تو انجام بہت برا ہو گا مانی۔۔۔۔
لہجہ نرم کیے اس نے مانی کو جال میں پھنسانے کی پوری کوشش کی تھی پر وہ بھی اس بار دل پتھر کر کے ہی آئی تھی کہ بھلے وہ شخص لفظوں کے جتنے تیر چلا لے، وہ نہیں پگھلے گی۔
کیا ہمارا رشتہ اب آپکا پرسنل میٹر بن گیا؟ واہ۔۔۔۔اتنی جلدی تو گرگٹ "
بھی رنگ نہیں بدلتا جتنی جلدی آپ نے بدلا۔۔۔۔میں آپکی ان چکڑی چپڑی باتوں میں اب نہیں آنے والی۔۔۔سوری ٹو سے مسٹر شیری۔اب
"آپکو میرے بنا رہنے کی عادت ڈالنی ہو گی
مانی کی یہ سب باتیں دور موجود ہو کر وہ صرف برداشت ہی کر پا رہا تھا،اس وقت اسکا کسی پر بس نہ تھا، خود پر نہیں۔
مانی! اگر تم نے مزید کوئی بک بک کی تو ابھی وہاں آ کر تمہیں لے جاوں "
"گا

شیری سے اسکا کہا آخری جملہ برداشت نہ ہوا تبھی وہ غرایا۔

"کس رشتے سے ؟ کس حق سے ؟ ہوں کون میں جس کے لیے اب آپکی غیرت، محبت اور تڑپ جاگ گئی ہے۔ وہی بوجھ تھی نہ جس کو آپ اتار کر پھینک دینا چاہتے تھے"

مسلسل اس شخص کی باتوں کو سن سن کر وہ بھی چڑ گئی، اور مانی کے پھٹ پڑنے پر شیری نے گاڑی میں بیٹھتے ہی چوکیدار بابا کے دروازہ کھولنے پر گاڑی جب باہر نکالی تو مانی گھبراہٹ کے سنگ اٹھ کر بیٹھی۔

"شیری۔۔ آپ ڈرائیو کر رہے ہیں۔۔۔ پھر چلے گئے ان منحوسوں کے آگے۔۔۔ پھر سے کسی نے شوٹ کر دیا تو۔۔۔۔"

مانی کے ہونٹوں کی یہ سرزد ہوئی تکلیف نے اس پار ڈرائیونگ کرتے شہریار تک وہ تڑپ ارسال کر دی جو اسکے بے قرار دل کی راحت بنی۔

میں خود، خود کو شوٹ کر لوں گا اگر تم کل گھر واپس نہ آئی۔۔۔۔۔ باقی تم"
میری ذاتی تکلیف ہو تو یہ مجھے ہی سہنی ہے، کسی اور کے سر پر نہیں تھوپنی
"مجھے۔۔۔۔۔۔۔ بائے

نہایت اطمینان سے وہ یہ دھمکی دیتا مانی کے سارے ارادوں پر لمحہ لگا کر پانی پھیر گیا۔

بند ہوتے فون کی سیاہ پڑتی سکرین کو ڈبڈبائی اکھیوں سے تکتی وہ وہیں سر گرائے لیٹی۔

" ایک نمبر کے بتمیز انسان۔۔۔۔"

آنسو ہوتی آنکھیں رگڑ کر وہ منہ بگھاڑے تکیہ اپنے چہرے پر دبا گئی۔

.._____..

میرے سوہنے کا خیال رکھنا دستگیر۔۔۔اللہ کی امان میں رہو۔اب چکر "
"لگاتے رہنا

بی اماں اور خان بابا کو رخصت کرنے کے بعد ہمایوں اور نیہا نے صبور اور دستگیر کو بھی خوشی خوشی رخصت کیا کیونکہ دستگیر اپنی حسینہ کو لینے آچکا تھا۔

"جی جناب جو آپکا حکم "

وہ سب شام کے وقت باہر پورچ کی سمت ہی کھڑے تھے جب ہمایوں نے صبور کو گلے لگاتے ہوئے دستگیر کو تاکید کی جسے جناب سے سر خم کیے قبول کی۔

بابا سے ملنے کے بعد صبور نے مسکرا کر نیہا کو گلے لگایا۔

"مجھے اپنے بہن بھائی کے آنے کا بہت شدت سے انتظار ہے "

نیہا کے کان میں صبور کی یہ سرگوشی، جس طرح نیہا کے چہرے پر سرخی سمیٹ لائی خود دستگیر اور ہمایوں نے دونوں کی پراسرار کھسر پھسر پر

مشکوک نگاہ دوڑائی کیونکہ صبور کے چہرے پر شرارت بھری مسکراہٹ تھی اور نیہا نے اسے آنکھیں نکالے کیوٹ سا گھورا۔

"ڈیڈی۔۔ نیہا کا بہت خیال رکھیے گا۔اور آپ بھی جندل محل آتے رہیے گا۔اب ہم نکلتے ہیں۔اللہ حافظ"

نیہا کی گھبراہٹ دیکھے خود ہی صبور نے اسکے چہرے کی سرخیاں مدھم کرنے کو مسکرا کر ڈیڈی کو کہا اور ان دو سے اجازت لیتی دستگیر کے سنگ گاڑی کی طرف بڑھی، ہمایوں بڑی دلچسپی سے نیہا کی باڈی لینگویج بھانپ رہے تھے جو بہت بے چین تھی تبھی گاڑی کے پورچ سے اور گیڈ سے نکلتے ہی ہمایوں نے نیہا کا مائم سا ہاتھ تھاما اور واپس اندر بڑھے۔

"کیا ہوا کوئی پریشانی ہے؟"

اندر داخل ہوتے ہی وہ نیہا کی زرد رنگت تکتے متفکر ہو کر اسے اپنے سامنے کھڑا کرتے رکے اور دونوں ہاتھ نیہا کی کمر پر ٹکائے جس کے باعث وہ انھیں براہ راست دیکھنے لگی۔

نہیں کوئی پریشانی نہیں ہے بس سب کے چلے جانے پر تھوڑی اداس سی"
"ہو گئی

بروقت اپنی گھبراہٹ پر قابو پائے نیہا نے بات بنائی مگر ہمایوں کی تیز نظر سمجھ چکی تھی کہ محترمہ نے بات گمانے کی ادنی جسارت کی ہے۔

"چلو مان لیتا ہوں، ویسے سب کے جانے پر تم اداس ہوئی ہو یا ڈر رہی ہو؟"
مسکرا کر نیہا کی گھبراہٹ سے محظوظ ہوئے بولے تو وہ انکی شوخ ہوتی
سرگوشی پر چھینپا سا ہنسی۔

"ڈر۔۔ڈروں گی کیوں، آپ ہیں نہ میرے پاس"
دونوں بازو ہمایوں کی گلے میں ڈالے وہ انکی غلط فہمی دلربا بنی دور کر گئی جبکہ
کمر پر ٹکے ہاتھ نیہا کے قریب سرکنے پر اسکی پشت پر بندھ گئے۔

اس لیے کہ اب ہم دو اکیلے ہو گئے ہیں، ویسے پرائیویسی دل کھول کر ملنے"
"والی ہے لیکن میں کچھ اور پلین کر رہا ہوں

وہ انکے پر اسرار ہونے پر جہاں عارضوں پر گلال بکھیرے بلش کی وہیں
ہمایوں کے پلین پر متجسس بھی ہوئی۔
"کیا پلین کر رہے ہیں؟"
نیہا نے فوری اشتیاق سے پوچھا۔
ہنی مون۔۔۔چلتے ہیں کہیں، کلنک سیاست، گھر سب سے دور۔ کیا خیال"
"ہے تمہارا؟
ہمایوں کے یکدم بنتے اس پلین پر وہ بھی بہت خوشی ہوئی، حسرت ہی تھی
اسکی کہ کبھی وہ بھی خوبصورت خوبصورت جگہوں کی سیر کرے۔
"یعنی صرف ہم دو؟"
نیہا کی خوشی اسکی آنکھوں سے چھلکی تو وہ بھی دلفریب سا مسکرائے۔
یس ڈارلنگ۔۔ صرف ہم دو۔۔۔۔۔۔رومینس، دوستی اور پرائیویسی کو"
فی الحال کرتے ہیں سائیڈ پر اور کہیں گھومنے چلتے ہیں۔ ویسے بھی کافی ٹائم
سے مصروفیت کے باعث میں بھی کسی اوٹنگ پر نہیں جا سکا، اب صبور بھی

دستگیر کے ساتھ سیٹل ہو گئی اور مجھے بھی ایک پارٹنر مل گیا۔۔۔۔ کہاں
"جانا پسند ہے تمہیں؟
وہ نیہا کی ایکسائٹمنٹ پر اپنا ارادہ مزید قوی کر چکے تھے۔
امم۔۔ پیرس چلتے ہیں، پھر وہاں سے ترکی۔۔۔ ہائے کیا بتاوں مجھے ان"
"دونوں ملکوں میں جانے کا بہت شوق ہے
اپنی خواہش کھلکھلا کر بتاتی ہوئی وہ ہمایوں کیانی کو مبہوت کر چکی تھی، نیہا کی ایسی خوشی انکے لیے اہم ہو چکی تھی اور یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ نیہا کی پہلی فرمائش پوری نہ کرتے۔
ڈن ہو گیا، پھر ایسا کرتا ہوں میں کل ہی کی فلائیٹ بک کرواتا ہوں۔۔۔"
تم نے پہلی بار کچھ کہا ہے تو بالکل رد نہیں ہو گا۔ امید ہے ہم یہ سفر بہت
"انجوائے کریں گے

اتنی جلدی ہمایوں کے مان جانے پر نیہا کے چہرے پر خوشی اور حیرت دونوں امڈیں مگر پھر پلکیں بوجھل ہوئیں تو ہمایوں نے اسے اپنے مضبوط اور آسودہ حصار میں سمیٹ کر اسکی خوشی میں کچھ راحت کا مزید اضافہ کر دیا۔ اپنے ساتھ سے، اپنی موجودگی سے اور نیہا کو نا صرف اہم کہنے سے بلکہ اسے اہم ثابت کرنے سے۔

وہیں صبور اور دستگیر کا پلین تھوڑی اوٹنگ کے بعد ڈنر کر کے واپس جندل محل جانے کا تھا۔

وہ جب آیا تھا تو اے جان کی ذمہ داری لگا آیا تھا کہ وہ فرہاد علوی کو دیکھتی رہیں۔

وہ یکدم خاموش شام کے وقت لان میں بیٹھے ٹوئنکل کو دیکھ کر دھیما سا مسکرا رہے تھے جواب لعلین کی طرح انکی بھی دوست بن گئی تھی۔

نور کے علاوہ کوئی دوسرا خیال انکے آس پاس نہیں رہا تھا، دستگیر کی دلائی امید، لعلین کا کیا وعدہ، لئیق کی واپسی۔۔۔یہی چند امیدیں تھیں جنکے سہارے وہ زندہ رہنے کی کوشش میں تھے۔

....★☆☆☆☆☆★....

وہ آج پھر صبح کے وقت کیفے آیا تھا، کل کی رات تو جانے دونوں کی کیسے گزری مگر لارا کو دیکھے بنا اسے قرار آپانا مشکل تھا، وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ کیا وہ بھی اتنی ہی تکلیف میں ہے جتنی میں وہ تڑپ رہا ہے، سزا دے کر بھی اسے سکون نہیں مل رہا۔

بھائی آج لارا نہیں آئیں، کہہ رہی تھیں فینس کلب میں انکی پرفارمنس " ہے، جمی کی موت کے بعد وہ کلب اسکے بھائی کے سپرد ہو چکا ہے، وہاں

ایک ہائی کلاس بہت بڑے بزنس مینز کی گیٹ ٹو گیدر پارٹی ہے تو اس کلب کے اونر نے کل شام خود یہاں آکر لارا کو انویٹیشن دیا تھا کہ وہ تھوڑا سا وقت نکال کر وہاں کچھ گا دیں، لارا کہہ رہی تھیں کہ وہ آج رات کی شفٹ "کریں گی یہاں کیونکہ پارٹی کچھ دیر میں شروع ہو جائے گی

اس کیفے اونر کی بات سن کر لوئے کو عجیب سی بے چینی ہوئی، بھلے وہ اس لڑکی سے اسی کلب میں پہلی بار ملا تھا مگر اب اسے لارا کا گانا کچھ خاص اچھا نہ لگا اوپر سے وہ کس کمونٹی کے بزنس مینز ہوں یہ بھی اندازہ نہ تھا پھر وہ کلب اور جمی ویڈ کن سے جڑے ناخوشگوار واقعات اب تک ذہنی انتشار کا سبب تھے۔

کیفے کے لڑکے کو سرسری سا شکریہ ادا کیے لوئے وہاں سے باہر آیا اور اپنی گاڑی تک پہنچا۔

یہاں سے فینس کلب کوئی تیس سے چالیس منٹس کی ڈرائیو پر تھا، یہ سفر لوئے نے کس بے چینی کے سنگ کاٹا یہ صرف وہی جانتا تھا۔

خیر گاڑی کو ہوا کے دوش پر اڑائے وہ کلب پہنچا تو اپنی شناخت چھپانے کو سیاہ ماسک خریدے چہرے پر چڑھائا کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کلب میں جاتے لوگ راک سٹار لوئے کو دیکھ کر لاراجہاں کو بھول جائیں، کچھ یادیں، دردناک ہونے والی تھیں۔

کلب کے باہر کھڑی سیکورٹی نے اسے جانے کی اجازت دی تو اندر داخل ہوا جہاں دن کے وقت بھی رات کا سا سماں بندھا تھا۔

من چلوں، اپنے آواز کے مستانوں کے بیچ آج پھر بہت دنوں بعد اس لڑکی نے اپنی مدھر آواز کا سحر حسب توقع قہر برپا کرتے بکھیرا تھا، لاراجہان کی آنکھیں کسی آشنا کو نہیں آج اک بے وفا کو یاد کیے جذب سے نہیں کرب سے بند ہوئیں، اس کا دیا آدھے دل والا لاکٹ اس آج بھی لاراجہاں بے تابی کے سنگ اپنی مٹھی میں جکڑا، روشنی کا تیز ہالہ لارا پر تھا۔

"I found a love for me

Darling! Just dive right in and follow my lead.....

Well i found a girl,beautiful and sweet

Oh! I never knew you were the some-one waiting for me...

Cause we were just kids when we fell in love...."

اسے یاد تھی تو بس لوئے بہزاد علوی کی بے وفائی، وہ آڈینس میں آکر ایک درمیانی قطار کی الگ تھلگ کرسی سنبھالے بیٹھ چکا تھا، مجمعے کو راک سٹار کی آمد کی خبر ہوئی تو ہر آنکھ اس کمپوز کے ایک بار پھر دھوم مچانے پر اشتیاق سے بھری۔

ہر بار کی طرح لارا کا فیورٹ گانا تھا جو وہ آج بھی گنگنا رہی تھی لیکن اس یقین کے ساتھ کہ آج وہ بے حس سفاک شخص اسکا ہم آواز نہیں بنے گا۔

"Not knowing what is was,i will not give you up this time..
But darling! Just kiss me slow, your heart is all i own...
And in your eyes you're Holding mine Baby!
I am dancing in a dark with you be-tween my arms.."

اسکی آواز کے ساتھ ہمیشہ کی طرح آج بھی وہ مردانہ آواز آملی، ہر کسی کو اس ماسک مین بن کر آتے لوئے بہزاد علوی کی آواز کا انتظار تھا، پورے کلب کا ہال مدھر گداز تالیوں کے رقص سے گونجا لیکن لارا نے آج ناصرف آنکھیں کھولیں بلکہ روشنی کے دوسرے ہالے کی حکمرانی کرتے لوئے کو حقارت سے دیکھا بھی۔

"Barefoot on the grass, listening to our favorite song.."

ان کی زندگی کے خوبصورت دن جا چکے تھے، وہ بھول جانا چاہتی تھی کہ لوئے بہزاد کے لمس میں کتنا سکون ہے، اور وہ اسے اس پر مجبور کر رہا تھا۔ پوری آڈینس پر اک طلسم حاوی تھا مگر آج ان دو کو دیکھنے والی دو جلن سے بھری آنکھیں بھی اس کلب میں موجود تھیں، انداز حقارت سے بھرا تھا۔ آج وہ اس شخص کو دیکھ کر کربناک اور طنزیہ ہنسی کسی نے غائبانہ اسکی خوبصورت بھیگی جان لیوا آنکھوں کا بوسہ لیا۔

"When you Said you looked a mess, I whispered underneath my breath but heard it.

Darling! You look perfact today..

Well! I found a women stronger than anyone i know.

She shares her dreams, i hope that someday I'll share her home...

I found a love to carry more than just my secrets..

To carry love....."

راک سٹار لوئے بہزاد علوی کی آواز سب پر اک طلسم حاوی کر چکی تھی،، روشنیوں کے دوہالے، دور اک سٹار زپر سایہ فگن تھے مگر صرف وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ سکتے تھے، اسکی آنکھیں دلفریب درویشی آنکھیں نہیں رہی تھیں، سفاک سوداگر بن گئی تھیں، دور سے ہی اس نے لارا کی آنکھوں کے چمکتے آنسوؤں میں درد کی وسعت تسخیر کی۔

"We are still kids but we're so in love

fighting against all odds..

I know we'll be alright this time..

I see my future in your eyes...

Baby!

I am dancing in a dark with you be-

tween my arms.."

مردانہ آواز پھر سے لمحہ بھر رکی، لارا نے آنکھیں واپس کھولیں تو وہ روشنی کے ہالے سے آج بھی نکل چکا تھا، اسکے پرفیوم کی حواس سلپ کرتی تیز خوشبو اب بھی لارا کے چار سو بکھری تھی، اسے لارا کا سامنا سزا کی تکمیل تک نہیں کرنا تھا، روشنی کے ہالے سے نکل کر وہ اندھیرے میں جا چکا تھا لیکن لارا کی آنکھیں اسے تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئیں۔

"I have faith in what i see

Now i know i have met an angle in per-

son and she looks perfact..

I don't deserve this

You look perfact today."

کلب کی تمام روشنیاں، میوزک اور رقص، اسکے ساتھ تھمیں تو لارا جہاں نے وہیں اندھیرے میں جا بیٹھے لوئے کو سنگدلی سے تکتے اپنی بھیگتی آنکھیں رگڑیں اور آج وہ نہ گیا بلکہ لارا جہاں تیزی سے کلب کی راہداری عبور کیے وہاں سے نکل گئی، جبکہ لوئے بہزاد اسکے پیچھے ہی باہر نکلا مگر اپنے اور لارا کے بیچ کیفے پہنچنے تک فاصلہ رکھا۔

ان دو کے کلب سے نکلتے ہی وہ مشکوک حقارت بھری آنکھیں منظر عام پر آئیں، وہ خوبخو جمی ویڈ کن جیسے خدوخال رکھتا ہی آدمی تھا جو دراصل اسکا چھوٹا بھائی فیڈرک ویڈ کن تھا۔

جمی مر چکا تھا اور اسکے مرنے کے بعد اسکا یہ کلب فیڈرک چلا رہا تھا مگر اسکے علاوہ بھی اس آدمی کے کچھ عزائم تھے جو فی الحال جاننا ناممکن تھا۔

لارا کلب پہنچی تو لوئے کو ایک نئی لڑکی کے ساتھ پہلے ہی وہاں بیٹھا دیکھ کر آج اس نے کوئی توجہ نہ دی بلکہ جاتے ہی اپنے کام پر لگی، آج لوئے اور اس لڑکی کا آرڈر بھی دوسری ویٹر لینے آئی اور لوئے کو خود بھی آج لارا کا ری ایکشن نہ دینا برا لگا، لیکن وہ سوچ چکا تھا اب اگلا وار کس حد تک سنگین کرنا ہے۔

.._____..

شہریار پر حملہ کرنے والا وہ ماسک مین شام تک گرفتار ہو چکا تھا اور نا صرف وہ پکڑا گیا بلکہ اسکے ساتھ اسکے دو ساتھی بھی شان نے دبوچ لیے جو اس

چائے والے کو مار کر بھاگے تھے مگر ان دونوں نے اس فوٹو کاپی فائیل کو آگے ارسال کر دیا تھا۔

شہریار جب تھانے پہنچا تو شان اسکا منتظر تھا، طبعیت کی خرابی کے باوجود شیری اس آدمی سے خود ملنا چاہتا تھا۔

"گڈ جاب شان، تم نے اتنی جلدی اسے پکڑا کیسے؟"

جیلوں کی طرف جانے سے پہلے شیری آفس ہی آیا تھا، شان کو سراہنے کے ساتھ اس آدمی کے جکڑے جانے پر سنجیدہ تاثرات کے سنگ حیرت بھی عیاں کی، چہرے پر رونق، فلفی بالوں کا لک، بلیک ٹی شرٹ پر براون بٹن آپ شرٹ اور بلیک ڈینم میں، پیروں کو رف وائٹ سنیکرز میں مقید کیے، ایک تروتازہ اور فریش روپ میں واپس آ چکا تھا، یہ الگ بات تھی کہ زخم اب بھی شدید درد پہنچا رہا تھا۔

ہمارے لوگوں نے اسکی گاڑی کا نمبر نوٹ کر لیا تھا سر، سو اسکا پتا اس گاڑی"
سے ہی نکلوایا۔ وہ یہاں کا نہیں ہے، خلیہ اور زبان بھلے ہماری ہو لیکن
"بریٹیش لگتا ہے

شان نے پیشہ وارانہ انداز میں وضاحت دی جس پر خود شیری کے ماتھے پر
خفگی کے سنگ بل پڑے اور اس نے فوری جبڑے بھینچ لیے۔
"پھر ہمارے لیے بہت اہم ہو سکتا ہے، خیر ملتا ہوں اس سے"
شہریار نے پر سوچ انداز میں خود کلامی کی اور سیلز کی طرف بڑھا تو حوالدار
اور وہ شان نامی جونیئر انسپیکٹر شیری کے ہمراہ ہی پیچھے لپکا۔
اس آدمی کی تھوڑی بہت درگت شان نے اتاری تھی جس کے اثرات اس
آدمی کے چہرے پر نیلوں اور خراشوں کی صورت درج تھے مگر شہریار
جدون کو اپنے سامنے سلامت دیکھ کر وہ ہتھ کڑی کے باوجود پھنکارا اٹھا، اس
آدمی کی آنکھوں میں اس قدر نفرت تھی کہ ایسی نفرت وہ پہلی بار اپنے کسی
دشمن کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔

شہریار نے بڑے غور سے اس بریٹیش وفع رکھتے آدمی کا سر تا پیر جائزہ لیا اور وہیں سامنے رکھی کرسی پر احتیاط کے سنگ بیٹھا، ابھی بھی اٹھنے بیٹھنے میں دقت تھی۔

اس آدمی کی آنکھوں میں اگ تھی جو جھلسا دینے کی قوت رکھتی تھی۔

"تم لوگ میرے پیچھے ہارون کی وجہ سے لگے ہو یہ تو سمجھ آگئی مجھے لیکن تمہاری آنکھوں میں کچھ عجیب سی نفرت ہے، اسکی کیا وجہ ہے۔۔۔۔۔

آج تک شہریار جدون اور ڈیول کو مارنے بہت سے بزدل آئے، لیکن تمہاری نفرت سب سے سولڈ ہے۔۔۔ کیا ہمارے بیچ اس سب کے علاوہ بھی کوئی حساب ہے؟"

شیری نے اسکی جلتی آنکھوں کو گہرائی سے دیکھتے اس آدمی سے تجسس کے سنگ استفسار کیا۔

"مجھے پکڑ کر تو نے اپنی اور اپنے پیاروں کی موت کو دعوت دی ہے ایس پی، جیسے میں نے اس ہارون کو موت کے گھاٹ اتارا کہ وہ بتا بھی نہیں

سکا اپنا درد، بالکل ایسے ہی تجھے بھی خاموش موت دے دی جائے گی۔ تجھے
"ہم جیسوں کی نفرت سولڈ ہی ملے گی، بنا کسی ملاوٹ کے
اس آدمی نے اصل جواب سے ہٹ کر شیری کو جب دھمکایا تو سارا اطمینان
ایک طرف کیے اس نے اپنا ہاتھ پکڑے اس خبیث کی ایک ہی لمحے میں
گردن اپنے چٹانی ہاتھ میں دبوچی جس پر اس آدمی کی نفرت اگلتی آنکھوں
میں سرخی امڈی، ہاتھ بندھے تھے سو وہ پھڑ پھڑا بھی نہ سکا۔
تیری اس گندی زبان پر مجھ سے جڑے کسی فرد کا ذکر دوبارہ نہ آئے ورنہ"
یہی زبان کاٹ دوں گا کہ بولنے کے لائق بھی نہیں رہے گا، ہارون کی
موت کا حساب بعد میں رکھتے ہیں۔ پہلے تیری موت کا کھیل رچاتے ہیں،
کون ہے تیرا باس۔۔۔ اس سے منت نہیں کرنی کہ تجھے بچائے، کوشش تو
کرے گا وہ تجھے چھڑوانے کی، بل سے نکل ہی آئے گا سو تو پہلے ہی اسکا نام بتا
"دے تاکہ ہم اسکی شاندار دعوت کا انتظام کر سکیں

وہ شاید ڈیول کو بہت ہلکا لے رہا تھا، ہلکا تو اسکا سرسری دبوچنا بھی نہیں تھا یہ اس علیش نامی آدمی کی ابل پڑتی آنکھوں سے واضح تھا۔

"نہیں بتاوں گا اسکا نام۔۔۔ڈھونڈ سکتا ہے تو جا کر ڈھونڈ لے۔۔۔۔وہ مجھے یہاں سے نکلوانے کے لیے تیری سوچ کے محور میں آتا کوئی راستہ نہیں چنیں گے، تیری ناک تلے آکر مجھے یہاں سے نکال لے جائیں گے۔۔۔تو زبان کاٹ یا جسم۔۔۔۔اپنے مقصد سے انچ بھی پیچھے نہیں ہٹوں گا۔تجھے علیش ہی مارے گا"

وہ گردن دبنے کے باوجود بکواس جاری رکھے غرایا جس پر شہریار کو اسکی ہمت اتنی اچھی لگی کہ وہ اس پر نا صرف قہقہہ لگائے ہنسا بلکہ گردن بھی آزاد کی۔

"چچ چچ پھر تو ابھی نیو ورژن ڈیول سے ملا ہی نہیں مسٹر علیش۔۔۔یہ نیو ورژن تجھے بہت پسند آئے گا۔کیوں جوانو! تم لوگ ملے ہو نئے ڈیول سے؟"

شہریار کے تمسخر اڑا کر ہنسنے پر شان مسکرایا البتہ علیش خوف کھاتی نظروں سے شیری اور پھر ان اہل کاروں کی طرف دیکھ رہا تھا جو خوشگوار سی حیرت میں خود بھی نیو ورژن کی جھلک دیکھنے کو بیقرار تھے۔

"نہیں سر۔۔۔ لیکن ملنا چاہتے ہیں"

یہ حوالدار تھا جس نے فوری اپنے دل کا دبا یا ارمان بیان کیا جس پر شیری مسکراتا ہوا پلٹا اور پھر حوالدار کے کاٹنے دار بیلڈ پر نگاہ دوڑائے شیطانی مسکراہٹ دی۔

"تو پھر زرا اپنا یہ حسین بیلڈ تو عنایت کرو میرے حوالدار صاحب"

شیری کے محظوظ تاثرات پر حوالدار نے اک زچ کرتی مسکراہٹ سے علیش کو دیکھا اور پھر تیلے پن سے اپنا لوہے کے کیلوں والا بیلڈ اتار کر شہریار کے سپرد کیا۔

"ارے واہ، کوالٹی تو بہت زبردست ہے۔۔۔ایسے کانٹے دار ہتھیار مجھے
بہت پسند ہیں، اب تم لوگ نیو ورژن ڈیول کو دیکھو اور بتانا کیسا
رہا۔۔۔۔۔اور تم بھی مسٹر علیش"

شہریار کو بیلڈ اپنے ہاتھوں پر سفاکیت سے مڑورتے دیکھ کر علیش کی ہوا
جیسے ٹائیٹ ہوئی اس پر اہل کاروں نے خوب محظوظ ہو کر نظارہ کیا۔

"م۔۔ مجھ پر ہاتھ اٹھانے کی جرت مت کرنا ایس ایس پی۔۔۔۔ورنہ
انجام۔۔۔"

اس آدمی کو مزید کچھ بولنے کی زحمت نہ دیتے شیری نے لہرا کر وہ بیلڈ اس
کے دائیں کندھے پر برسایا، ان جنگلی لوہے کہ کانٹوں سے علیش کے جسم
پر رگڑ بے پر اسکے حلق سے جس طرح دلخراش چیخ نکلی، سب کے چہروں
پر زہر خند مسکراہٹ اتری۔

"میں تم پر ہاتھ کب اٹھا رہا ہوں، میں تو تم پر بیلڈ برسا رہا ہوں"

"ہوں۔۔۔میرے جوانو! گواہ ہو نہ تم سب

بنااس خبیث کی مزید سنے دوسراوار کئی واروں کا مکسچر تھاجواسکے چہرے، گردن اورایک ٹانگ کو بھی لہولہان کر چکا تھا،اس بیچ شیری کااپنا کندھا بری طرح درد کراٹھا تھامگراس وقت وہ ڈیول تھااور ڈیول کودرد محسوس نہیں ہوتے تھے۔

سب اہل کاروں نے ویسی ہی کھسیانی ہنسی ہنسے شیری کی ہاں میں ہاں ملائی۔

نام بتااسکا، تجھے بخش دوں گا۔تونے ہارون کو بچھو سے مارا، میں تجھے سانپ"

"کے زہر سے قطرہ قطرہ ماروں گا۔۔۔۔۔نام بتادے اس آدمی کا

شیری نے اسکی گردن کوایک بار پھراپنے ہاتھ میں جکڑاجس پر وہ بلکتاہوا اپنی گردن یہاں وہاں ہلانے لگامگر شیری نے تب تک اسکی گردن دبائی جب تک وہ آخری دم دیتے کنارے پر نہ پہنچ گیا۔

"ن۔۔ نہیں بتاوں گا۔۔۔۔۔"

نڈھال ہوکر گردن ایک طرف لڑھکانے پر شیری نے اپناہاتھ ہٹایااور اپنے اہل کاروں کی طرف پلٹا۔

اس شہر کا سب سے زہریلا سانپ چاہیے کل تک، جسکے پہلے ڈنگ سے "
موت نہ ہوتی ہو مگر موت کیا ہے یہ علم ہو جاتا ہو۔۔۔۔میں نہیں چاہتا یہ
ایک ہی بار کے وار سے مرے، شان۔۔۔۔مجھے کل تک یہ کام مکمل
"چاہیے۔۔۔اسکی کل تک تم سب خوب خدمت کرو۔۔۔۔ سمجھ گئے
شہریار کے پلٹ کر اپنے اہل کاروں کو تمہید باندھنے پر علیش کی حالت یوں
تھی جیسے کاٹو تو لہو نہیں، شیری اپنے کندھے کے درد کے باعث وہاں سے
گیا تو اپنے قریب آتے اس تھانے کے وحشی جلادوں کو دیکھ کر وہ آدمی
خوف سے چیخا مگر اگلے ہی لمحے اسکی دبی چیخ مزید اسی میں دفنا دی گئی۔
وہ باہر آفس تک آیا تو بھجت کی کال پر عجیب بیزار سا منہ بنائے کرسی
سنبھالے بیٹھا۔
کیسے ہو شیری۔۔۔۔؟ دستگیر نے بتایا کہ تمہیں گولی لگی ہے۔۔۔۔اب "
"طبعیت کیسی ہے؟

بھجت باہر لان میں خاص اسی سے بات کرنے آیا تھا اور شیری کو اس وقت دستگیر پر غضب چڑھا جس نے اسے اسے لازمی بتایا تھا جسکا شیری نے خاص منع کیا۔

"اس دستگیر کا پیٹ کافی ہلکا ہے۔۔۔۔ کہا بھی تھا اعلان نہ کرے۔۔۔۔ بہتر ہوں، تبھی مانی کو بھجوایا ہے۔ نہ بہتر ہوتا تو وہ تمہارے گھر نہیں میرے گھر ہوتی"

شہریار اور بھجت کے بیچ اب بھی کڑواہٹ باقی تھی اسکا احساس بھجت کو اسکے لہجے کے سرد پن سے ہوا مگر بھجت نے برا نہ منایا۔

مانی کو خوش دیکھ کر وہ شیری سے اپنی برہمی بھی کم کر چکا تھا۔

"پھر بھی اس کے حوالے سے تمہاری فکر ہو رہی تھی، تم پہلے جو بھی تھے لیکن اب میری بہن کی زندگی کا اہم اور ضروری حصہ ہو سو میرا فرض تھا تمہاری خیریت پوچھوں۔۔۔۔ اور دستگیر نے سپیشلی مجھے نہیں بتایا بلکہ باتوں باتوں میں ذکر کر بیٹھا۔ ویسے بھی تم سے لاپرواہ نہیں ہیں ہم، اپنے

لہجے کو تھوڑا بہتر کرو۔دونوں طرف سے کوشش ہو تبھی رشتوں میں
"مٹھاس قائم کی جاسکتی ہے
بھجت کا انداز دوستانہ سا تھا جیسے وہ بیچ کی تلخی کم کرنے کی کوشش میں تھا مگر
شہریار اس وقت اچھے موڈ میں نہیں تھا۔
مجھے کوئی مٹھاس قائم نہیں کرنی، تم مجھے کبھی پسند نہیں آسکتے بھجت"
آفریدی یہی سچ ہے۔میرا رشتہ صرف مانی سے ہے، تم سے اور تمہاری بیوی
"سے کوئی تعلق نہیں نہ رکھنے کا شوق ہے
شہریار کے کڑوے پن کے باوجود بھجت اسکی دل جلی کیفیت پر دھیما سا
مسکرایا، اس شخص نے مانی سے جڑے رشتے کا اعتراف کیا تھا یہی بہت امید
افزاء تھا۔
"چلو تم نے یہ تو مانا کہ تمہارا مانی سے کوئی رشتہ ہے"
بھجت کے جتانے پر شہریار خفیف سا بے قرار ہوا، اس لڑکی کو وہ بہت مس
کر رہا تھا تبھی اسکے ذکر پر عجیب سی بے قراری دل کو جکڑ گئی۔

ہاں۔۔۔مان گیا ہوں، اور تم بھی سن لو اور لئیق کو سمجھا دینا۔ میں اسکی"
" شرط اب اسکے مطابق نہیں اپنی مرضی کے روپ میں ڈھالوں گا۔۔۔۔
بھجت کو اک لمحہ حیرت کا جھٹکا لگا تبھی اس نے فون ایک کان سے ہٹا کر
دوسری طرف لگایا۔
"ک۔ کیا مطلب تم اب مانی کو نہیں چھوڑ رہے؟"
بھجت کی آواز بے یقینی اور صدمے میں ڈھلی۔
میرے اور مانی کے معاملے سے اب ہر کوئی دو سو فٹ دور رہے یہ کہہ رہا"
"ہوں۔۔۔۔۔ خیر کام ہیں مجھے، اجازت
اپنے لہجے کو متکبر رکھے وہ بنا کوئی صفائی پیش کیے کال کاٹ گیا تو بھجت کے
چہرے پر عجیب سی اداس مسکراہٹ اتری اور اسی وقت ہی سیلی باہر لان
میں بھجت کو دیکھنے آئی مگر اکیلے اپنے جناب کو مسکراتا دیکھے وہ وہیں نہ
صرف چلی آئی بلکہ پاس بیٹھنے پر بھجت بھی اپنے منتشر خیالوں سے نکلا۔
"خیریت ہے ہنڈسم، اکیلے ہی مسکرایا جا رہا ہے"

اپنا سر بھجت کے کندھے پر ٹکائے وہ آہستہ آہستہ سرد ہوتی خوبصورت سی اس رات میں سانس بھرے متجسس ہوئے بولی تو بھجت نے بازو سیلی کے گرد حصار لیا۔

مجھے لگتا ہے وہ مانی کے لیے سنجیدہ ہو گیا ہے، لئیق کی مصلحت کام کر گئی" سیلی۔۔۔۔مجھے آج ایسا لگا جیسے وہ اب مانی کو نہ تو چھوڑنا چاہتا ہے نہ چھوڑ "سکتا ہے

بھجت کو بات کرتے اتفاق سے مانی نے سنا جو خود بھی اداس سے دادو کے سو جانے اور نیند نہ آنے پر باہر آئی تھی مگر لالہ اور سیلی کو دیکھ کر وہ وہیں رک گئی، شام سے بہت اداس تھی اور لالہ کی یہ بات سن کر آنکھوں میں مزید اداسی چھا گئی۔

"کیا سچ میں؟ کیسے جانا آپ نے"

سیلی نے فوراً سے سر اٹھائے بے قراری سے پوچھا، ویسی جان لیوا بیقراری مانی کے دل کو بھی ہوئی۔

کہہ رہا تھا لئیق کی شرط نہیں مانے گا اور یہ بھی کہ مانی اور اسکے معاملے سے "
ہر کوئی کوسوں دور رہے، اسکے لہجے میں استحقاق تھا۔ جیسے وہ مانی کے سوا کچھ
سننے کا روادار نہ ہو۔۔۔۔ سیلنا! اگر سچ میں وہ مانی کے لیے مہربان ہو گیا تو
لئیق ایک بار پھر ہمارا محسن بن جائے گا، اس نے کہا تھا مجھے، لیکن تب میں
"نہیں سمجھا۔ لیکن آج لئیق کے فیصلے اور دور اندیشی کی سمجھ آئی ہے
بھجت کی آواز اذیت و سوز سے کھاری ہوئی وہیں سیلی بھی جذباتی ہوئی مگر
مانی مزید کچھ نہ سن سکی اور واپس اندر بڑھی، یہ سب اسکے دل پر بوجھ ڈال
چکا تھا۔

"ان شاءاللہ ایسا ہی ہو گا، اداس نہ ہوں"
سیلی نے بھیگی آنکھوں سے مسکرائے اس شخص کو امید دلائی تو وہ سر ہلائے
گہرا سانس بھر گیا۔
سیلی نے اس شخص کے حصار میں سمٹ کر آنکھیں موندیں تو بھجت
آفریدی کے دل نے لئیق ایزد کو جھولی بھر دعائیں دے دیں۔

وہ روم میں آئی اور سیدھی بیڈ تک پہنچے نمرہ کے بھجوائے نوٹس کو پرے سرکا کر بیٹھے اپنا فون اوپن کیا۔

اور بنا سوچے شہریار کا واٹس ایپ کھولا تو وہ اونلائن تھا، شیری آفس میں ہی موجود تھا اور شان ہی اسکی ڈریسنگ کر رہا تھا کیونکہ علیش کو سبق سیکھانے کے بیچ اپنا زخم بھی لہو ہو گیا تھا، اس نے شان کو منع بھی کیا مگر پھر اسکے اصرار پر اس نے اجازت دی۔

مانی دس منٹ تو اسی شش و پنج میں رہی کہ وہ اسے میسج کرے یا نہیں مگر پھر جب دل اختیار میں نہ آیا تو وہ بے بس ہوئی۔

شان اسکی ڈریسنگ کیے شرٹ پہنا کر آفس سے نکلا تو وہیں شیری کو واٹس ایپ میسج موصول ہوا جس میں مانی نے کچھ نہیں لکھا تھا بس رونے والی بھری آنکھوں والا ایموجی بھیجا اور ساتھ ٹوٹا دل مگر شیری نے سین کیے فون واپس میز پر رکھے لیپ ٹاپ اوپن کر لیا۔

سین کے باوجود ریپلائی نہ آنے پر مانی کو مزید تکلیف ہوئی۔

مانی نے پھر سے میسج لکھا، آئی مس یو لکھ کر فوری مٹا دیا۔

" یہ تو کیا کر رہی ہے مانی۔۔۔ مضبوط رہنا ہے۔۔۔۔"

خود کو ملامت کیے وہ فون وہیں رکھے لیٹی پر نہ اک کروٹ قرار بچا تھا نہ دوسری جانب۔

شیری کی نظر اسکے ٹائپنگ نوٹیفکیشن کی سمت تھی مگر کوئی میسج نہ آنے پر وہ سمجھ گیا کہ میسج لکھتے لکھتے ریمو و کیا گیا ہے۔

I" جب پھر بھی چین نہ آیا تو مانی نے پھر سے فون اٹھایا اور دوبارہ سے لکھ کر ویسی ہی بھرائی آنکھوں اور ٹوٹے دل "miss you sheri کا ایموجی ٹائپ کیے بھیجا مگر فوری ڈیلٹ فار ایوری ون کیا مگر شیری کے سامنے چونکہ فون کھلا پڑا تھا سو وہ اسکے ڈیلیٹ کیے میسج کو اتفاقاً پڑھ چکا تھا۔

"تو آجاو میرے پاس۔۔۔۔"

شیری کے ریپلائے پر مانی صدمے سے سکرین کو گھورتی اٹھ بیٹھی، آنکھیں بھی رگڑیں پر نہ تو وہ جواب بدلا نہ اس جواب کی شدت۔

مانی کا دل اس شکاری کے اس جال میں کیسے نہ آتا، اور وہ جانتا تھا اس لڑکی کی کمزوری ہے۔

نہیں مانی۔۔یہ سب انکا ڈھونگ ہے۔بہروپ ہے انکا، وہ مجھے قید کرنا" چاہتے ہیں۔چاہتے ہیں کہ ہمیشہ مانی انکے لیے تڑپتی رہے، تم کیوں اس شخص کے لیے مرے جا رہی ہو۔۔۔ تمہیں جیلس بھی کرنا ہے ابھی اور تم "یہیں ہار گئی ہو۔۔۔۔

خود کو واپس سمجھاتی بجھاتی وہ اس شخص کے اس دل جکڑتے پیغام کو نظر انداز کرتی کروٹ بدل گئی۔

لیکن دل کی دھڑکن کا کیا کرتی جو کانوں میں آکر سنائی دے رہی تھی۔

لیکن چند لمحے گزرنے پر وہ واپس پلٹی اور پھر سے میسج ٹائپ کیا۔

"I hate You"

میسج کے ساتھ اس بار غصے بھرا ایموجی تھا۔

شیری نے لیپ ٹاپ سے نظر ہٹائی اور فون پکڑا، اسی لمحے شان اجازت لیے اندر آیا اور شیری کے لیے ڈنر کی ٹرے میز پر رکھی جس میں ہلکا پھلکا پر ہیزی کھانا تھا۔

"تمہاری یہ عجیب و غریب حرکتیں سہنے کا سٹیمنا نہیں ہے مجھ میں مانی، جو کہنا ہے میرے پاس آکر کہو۔ نفرت کرو یا مجھے مس کرو لیکن میری نظروں کے سامنے۔۔۔۔اب سو جاو یہ بونگیاں مار کے مجھے تنگ مت کرو، کام کر رہا ہوں"

شیری کے تقریری میسج پر مانی نے منہ پھلائے اسکی یہ سب باتیں پڑھیں اور غصے والے کوئی اکھٹے بیس تیس ایموجی میسج میں بھیجے۔

شیری ناچاہتے ہوئے بھی مسکرایا، ایسی بچگانہ حرکتیں کرتی وہ زیادہ اچھی لگ رہی تھی پر کیا کرتا کہ وہ اسے ڈانٹ کر اچھا محسوس کرتا تھا۔

"آپ کے پاس نہیں آنا میں نے، آپ خود کو شوٹ کر کے اگر دنیا سے جانے کا سوچ رہے اور یہ سمجھ رہے کہ مانی سے نجات مل جائے گی تو آپکی

بھول ہے، میں بھی کہیں سے چھلانگ مار کر مر جاوں گی اور سیدھا ٹکٹ کٹا
"کر جہنم میں آپکے سر پر آکر سوار ہو جاوں گی
مانی کے جوابی تقریری میسج پر وہ پہلے حیران ہوا پھر مسکرایا۔
"جہنم ہی کیوں؟"
شیری کے اگلے میسج پر مانی نے اداسی پرے کیے ناک چڑھائے منہ بسورا۔
آپ کی کالی سڑی زبان کی وجہ سے جہنم ملے گی، اور ویسے بھی خودکشی"
حرام ہے تو جنت تو نہیں ملنی۔۔۔۔آپکے چکر میں مانی ادھر بھی آگ میں
"جلے گی
وضاحت آمیز جواب پر شیری اسکی ذہانت پر اکیس توپوں کی سلامی دیتے
دیتے رہ گیا پر کہیں دل بھی اس لڑکی نے کند چھری سے کاٹ دیا تھا۔
"یہاں بھی آگ میں جل رہی ہو؟ میری وجہ سے؟"
شیری کے اگلے میسج پر مانی کا گلاب چہرہ مرجھا گیا، وہی آنکھوں میں بھرے
بھرے آنسوؤں والا ایوجی ساتھ روتا ہوا مظلوم منہ۔

مجھ میں ایسا کچھ نہیں کہ میں تم سے کہہ سکوں مجھ سے محبت اب بھی"
کرتی رہو لیکن میں یہ بھی کبھی نہیں چاہتا کہ تم فی الحال مجھ سے کوئی وجہ اور
وضاحت مانگو، جیسے رہ رہے تھے ہم ویسے ہی رہیں گے۔ہاں ایک فرق
"آئے گا کہ تمہیں اب جانے کے لیے نہیں کہوں گا
شیری کے اس میسج پر وہ اپنے آنسو نہ روک سکی، دل منافقت پر اترا، شیری
کی باتوں میں آنے کا دل چاہا لیکن وہ اپنے آپ کو بے وقعت بھی رہنے نہیں
دے سکتی تھی۔

بھجت لالہ کی بات ذہن میں گردش کی تو اور رونا آیا۔
وہ بنا کوئی جواب دیے فون کی سکرین آف کیے تکیے پر سر رکھے کمبل تان کر
آنسو بہانے لگی، دل و دماغ کی جنگ کلیجہ نوچ کھا رہی تھی، مگر شیری کو
جب اسکا کوئی جواب نہ ملا تو اس نے چند سیکنڈ بعد ہی کال کر دی۔
مانی اس وقت اسکی آواز سننا نہیں چاہتی تھی پھر بھی دل کے ہاتھوں مجبور،
اسکی کال پک کرنے سے خود کو روک نہ پائی۔

میں نہیں آوں گی۔۔۔آپ کی کوئی چال کامیاب نہیں ہو گی،اب آپکا"
"اعتبار بھی نہیں کروں گی

مانی نے فون کان سے لگاتے ہی جس طرح رندھے لہجے میں آنسو ہوتی آواز میں کہا،وہ اسکے لہجے کے خزن سے اسکے رونے کو بھانپ گیا۔

میرے کندھے میں بہت درد ہے،ابھی ڈریسنگ کروائی ہے کیونکہ بلڈ"
اوٹ آف کنڑول ہو گیا تھا۔اس حال میں تم مجھے یونہی چھوڑ دو گی؟مطلب کہاں گئے وہ دعوے،وہ بے باک اظہار کہ تم میری پرواہ کرتی ہو،محبت وحبت ہے،جنون ہوں میں تمہارا۔۔وہ سب واقعی بس وقتی تھا؟خناس تھا"

شیری اس لڑکی کے معصوم دل کی ہر کمزوری سے واقف تھا،جانتا تھا وہ اسکی تکلیف سہہ نہیں سکتی تبھی اسکے سوال کو رد کیے بیچ میں جان بوجھ کر اپنا کندھا لایا۔

"آپ مجھے اپنی تکلیف س۔۔سے اب پگھلا نہیں سکتے"

وہ اپنے موقف پر پہاڑ سی ڈٹی تھی پر دل تڑپ کر ریزہ ریزہ ہو رہا تھا جسکا شیری کو بخوبی علم بھی تھا۔

خناس نہیں تھا سمجھے۔۔۔ محبت کرتی ہوں آپ سے، اپنی جان سے بڑھ کر"

وہ اس لڑکی سے جو اگلوانا چاہتا تھا وہ ہو گیا، مانی کی آنکھوں سے ٹپکتے آنسو اپنی بے لگام زبان پر شدت پکڑ گئے اور شیری خود خفیف سا کرب زدہ ہوا۔

"یہ کیسی محبت ہے کہ تمہیں میرا درد بھی مجھ تک کھینچ کر نہیں لا رہا؟ سوچ لو تم کل تک۔۔۔۔ اگر آنکھ کھلتے ہی تم مجھے ہمارے کمرے میں صبح نہ ملی مانی تو یہ آنکھیں واپس بند ہوں گی کبھی نہ کھلنے کے لیے۔۔۔"

شہریار جدون نے کہہ کر نہ اس لڑکی کے آنسوؤں کو دیکھا نہ التجاء کو بس رابطہ توڑ دیا اور مانی کے رہے سہے تمام ارادے یہیں بھربھری مٹی بن کر رہ گئے۔

اب صبح اسے واپس جانا تھا ورنہ وہ شخص کس حد تک جا سکتا تھا اس کا سوچ کر ہی مانی کا دل پھڑ پھڑا کر رہ گیا۔

جبکہ شیری کچھ دیر تک وہاں سے نکلا اور گھر پہنچا، اس نے ڈنر وہیں کر لیا تھا سو آج کی یہ پھیکی رات صرف اس امید پر کاٹنے کا فیصلہ کیا کہ صبح وہ اسکی زندگی میں ہلچل مچانے والی واپس لوٹ آئے گی۔

.._____..

رات دستگیر اور صبور نے مل کر ساتھ اچھا وقت گزارا، ایک دوسرے کے ساتھ اب جو رشتہ بن چکا تھا اسکی دلکشی آنکھوں کے سامنے رہ کر، محبت بھرے لمس بخش کر اور بڑھ رہی تھی، نیہا بھی کل کے لیے پر جوش تھی، ہمایوں توکل کے سفر کے باعث جلدی سو گئے مگر نیہا کو نیند آنا مشکل تھا، وہ اپنی زندگی کے اس بہترین بدلاو پر دنگ تھی، انسان کتنا ناشکرا ہوتا ہے،

اپنے لیے ہر آنکھوں بھلی لگتی چیز اللہ سے مانگنے لگتا ہے لیکن وہ رب تو صرف بہترین سے نوازتا ہے، اور جن لوگوں کی آزمائش لی جا چکی ہو پھر انکے لیے انعام بھی رکھا جاتا ہے۔

دستگیر، صبور، ہمایوں، نیہا ان دونوں جوڑوں کی اللہ نے الگ الگ بہت آزمائش لی تھی مگر اب ایک پر سکون زندگی انعام ملی تھی، ایک دوسرے کا محصور کن لمس، محبت بھری باتیں، ایک دوسرے کی اہمیت کا عملی اور لفظی اظہار انکی زندگی کو مزید خوبصورت بنا دینے والا تھا۔

وہیں زائشہ ایک بار پھر مرتے مرتے بچ نکلی تھی مگر اسکا بچنا کسی کے حق میں بہتر نہیں تھا یہ طے تھا، فرہاد علوی ابھی تو کرب میں مبتلا تھے مگر شاید یہ انکی تکلیف کی آخری شب تھی۔

پھر سدرہ کو صارم کے ساتھ امید سے زیادہ خوش دیکھ کر لال نور کی ساری فکریں ڈھلیں اور صبح وہ سب بھی واپسی کے سفر پر گامزن ہونے والے تھے مگر ابھی لال نور کی ایک اور بڑی آزمائش باقی تھی، ابراہیم سلطان کے

موت کی سچائی، کیونکہ لعلین نے سوچ لیا تھا کہ نا صرف وہ کل واپسی پر بابا اور مما کی قبر پر جائے گی بلکہ لال نور کو اپنا یہ سچ بھی بتائے گی۔

ناجانے اب اس دکھوں کی ماری پر سچائی کھلنے سے کیا قہر ٹوٹتا ہے لیکن وہ آگاہی کا لمحہ سراسر اذیت ناک ہونے والا تھا، ایک اور رات کٹ گئی۔

اک نئی صبح عالم جہاں پر اتر آئی تھی، آخر کار بہت دنوں کی جدائی کا اختتام ہوا تھا اور لئیق ایزد علوی نے پاکستان کی سرزمین پر اپنے قدم اتارے۔

کا Ib یہاں سانس لیتے ہی جسم و جان میں اک خوشی اتری، ائیر پورٹ پر سٹاف حسب توقع لئیق ایزد کے شاندار ویکم کے لیے موجود تھا۔

گاڑی سیدھی بیورو کی طرف ہی گئی تھی جہاں اسے انٹیلیجنس بیورو پہنچ کر پہلے وہ پن ڈرائیو بحفاظت کمانڈر کے سپرد کرنی تھی۔

میٹنگ روم میں لئیق کے داخل ہوتے ہی جس طرح سب اسکے اعزاز میں اپنی اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑے ہوئے اس پر لئیق کا دل انکی سابقہ بے رحمی کو معاف کر چکا تھا۔

کیونکہ آج چیف کمانڈر نے بھی لئیق ایزد کو رشک سے دیکھا تھا، زبیر ہاشمی کا سر فخر سے بلند ہو چکا تھا۔

چونکہ اگلا مشن تنظیم کو جڑ سے اکھارنے کا تھا سو اس کی تیاری میں ایک ماہ کا وقت لیا گیا تھا۔

"تم نے ہمیں مایوس نہیں کیا بلیک ڈائمنڈ، یہ مشن تمہارے سوا کوئی کر بھی نہیں سکتا تھا۔ ویل ڈن۔۔۔ تم نے یہ ثابت کیا ہے کہ ایک انٹیلیجنس آفیسر اپنی جان سے بھی افضل ملک کے معاملات رکھتا ہے. اب تمہیں اگلے مشن کی مکمل تیاریاں کرتے ہی انفارم کر دیا جائے گا۔ اب تم بلیک ڈائمنڈ کے ساتھ اس انٹیلیجنس برانچ کے سٹاف چیف کمانڈر بھی ہو، ہر ویک تمہارا ایک لیکچر ہوا کرے گا جو ہمارے نئے سٹاف کو ایز آبریفنگ دو گے تم وڈیو کال کی صورت اور چہرہ چھپا کر، اس میں پاکستان کے تمام شہروں سے انٹیلیجنس وفد آکر تمہاری یعنی بلیک ڈائمنڈ کی وہ آن لائن کلاس لیا کریں گے، ہم نے تمہاری بزنس لائف کو دیکھتے ہوئے اتوار کا دن

چناہے،امید ہے تم باقی ذمہ داریوں کی طرح اپنی ذہانت آگے اپنے جانشینوں تک پہنچانے کی یہ ذمہ داری پوری ایمانداری سے قبول کروگے، یہ مشن کے بعد سے کلاسیز شروع ہوں گی،اسکے لیے تمہیں بیوروآنا پڑے گا۔ تمہاری سیلری سے لے کر رینک سب بیس فیصد بڑھادیا گیاہے۔

"امید ہے تم ہم سے قائم برہمی ختم کردوگے

آج زبیر ہاشمی بھی فخر سے کھڑے تھے کیونکہ چیف کمانڈر نے آج خود لئیق کواسکی شاندار کارکردگی پر سراہا تھا،وہ پن ڈرائیور یہاں تک لاکر لئیق نے اس تنظیم کو کھوکھلا تو کرہی دیا تھابس اب ایک تیاری کے ساتھ اس تنظیم کی بنیادیں گرانے کے لیے پرزور حملہ باقی تھا۔

مجھے خوشی ہے کہ آپ نے مجھے اس لائق سمجھا،آپکی برہمی اوراس پر میرا" ری ایکشن سب جائز تھا۔آپ میرے سینئیر ہیں،میرے استاد ہیں میں آپکی بہت عزت کرتاہوں۔مجھے اپنی یہ نئی ذمہ داری قبول ہے لیکن کچھ ڈیمانڈ ہے اگرآپ لوگ اس پر میری کوئی مدد کرسکیں"

چونکہ اس تنظیم تک کی معلومات تک پہنچنے میں شہریار اور ہارون دونوں اہم مددگار تھے سو لئیق کے کچھ وقت کی ضرورت رکھتے مطالبات تھے جو یقینا مضبوط تھے اور پورا چیف سٹاف اس کی بات سننے کو ہمہ تن گوش تھا۔

"ہاں تم کہو ہم ہر ممکن تمہاری بات پر عمل کروانے کی کوشش کریں گے"

اس بار بھی ایک سیاہ ہیولے کے لب جنبش کیے حرکت میں آئے، ان سب کے چہرے چھپے تھے۔

"میں چاہتا ہوں رونا کے اہم ساتھی ڈیول کے خلاف ہوتی انکوائری میرے سپرد کی جائے، چونکہ یہ معاملہ آپ سبکے انڈر آچکا ہے سو یہ کیس مجھے چاہیے۔ کیونکہ میں اسے پرسنلی بھی جانتا ہوں اور بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو اس نے مدد کی صورت فراہم کر کے اپنی کی غداری کی تلافی کی ہے۔ میں نہیں چاہتا اسکا کیس کسی دوسرے آئی بی آفیسر کے ہاتھ لگے کیونکہ جو حقائق اسکے متعلق میں جانتا ہوں وہ کوئی اور نہیں جان سکتا۔ کسی کو اسکے جرم کی پاداش اتنی ہی سزا ملنی چاہیے جتنی اسکی بنتی ہے، یہ کیس اگر کسی اور

آفیسر یا نیب ڈیپارٹمنٹ تک پہنچا تو بہت ناانصافی ہو سکتی ہے، میں ڈیول کا معاملہ ایک بہت الگ طرح سے دیکھنا چاہتا ہوں۔۔۔۔مجھے پورا یقین ہے آپ میرے لیے کم از کم اتنا فیور ضرور کریں گے"

سب نے لئیق کی بات تحمل سے سنی جبکہ اسکے بعد سب کے بیچ کچھ چہ مگوئیاں سی ہوئیں کیونکہ ایک نیا آفیسر منظر عام پر آچکا تھا جیسے ڈیول کا کیس دینے کے بارے سوچا جا رہا تھا۔

سب آفیسرز کے بیچ ہوتی سرگوشیوں پر لئیق نے سب پر گہری نظر جمائے رکھی۔

"ٹھیک ہے ہم خود بھی یہی چاہتے تھے کہ یہ اہم کیس تم ہنڈل کرو۔ لیکن ہمیں لگا مشن کی ذمہ داری کے بعد تم یہ کیس شاید نہ لینا چاہو تبھی آفتاب منصوری نامی ایک نیب آفیسر کو ہم اس کیس کو دینے کا سوچ رہے تھے کیونکہ وہ بہت انٹرسٹ شو کر رہا تھا شہریار جدون کو لے کر۔ لیکن اب جب تم نے خود یہ کیس لینے کا فیصلہ کیا ہے تو اس کیس کو ہم تمہارے حوالے

کرتے ہیں، ایک گھنٹہ ویٹ کرو۔۔۔اسکے لیگل ڈاکومنٹس لے کر
جانا۔۔۔اور ہاں آفتاب منصوری کے سامنے بھی تمہیں ایکسپوز ہونے کی
اجازت نہیں ہے نہ کسی اور کے سامنے، تم اگر اس معاملے میں اس سے
بات کرنا چاہو تو اس سے اپنی شناخت چھپا کر رکھنا کیونکہ بھلے وہ نیب کا
آفیسر ہو مگر ہم تمہیں لے کر کسی پر اعتبار نہیں کر سکتے۔دشمن اس تاک
میں ہیں کہ وہ بلیک ڈائمنڈ کو بے نقاب کریں اور تم جانتے ہو جس دن تم

"بے نقاب ہوئے، سب ختم ہو جائے گا

لئیق ایزد کو انکے اس فیور نے دلی سکون بخشا لیکن یہ آفتاب کیا چیز ہے یہ
جاننے کا لئیق کو ضرور تجسس ہو چکا تھا۔

بہت بہت شکریہ کمانڈر۔۔۔مجھے آپ سب سے اسی بڑے پن کی امید"
تھی، باقی اس آفتاب منصوری سے کیسے ملنا ہے یہ میں جانتا ہوں۔ظاہر ہے
کیس مجھے ملنے پر اسے برا تو لگے گا، دیکھتے ہیں کیا ری ایکشن آتا ہے۔۔۔میں
"منتظر ہوں، لیگل ڈاکومنٹس زرا جلدی بنوالیں۔۔۔مجھے واپس جانا ہے

رسان سے وہ ان سب سے مخاطب ہوتا اجازت لیے وہاں سے نکلا اور سیاہ ماسک چہرے پر چڑھایا۔

فل سیاہ میں وہ اس وقت دیکھنے والی آنکھ کے لیے ویسے ہی پر کشش تھا۔

لیکن لئیق ایزد وہیں آفس روم میں آکر بیٹھے اس آفتاب منصوری کا بائیو ڈیٹا چیک کرنا چاہتا تھا کیونکہ ڈیول کے کیس میں دلچسپی لینے والا کوئی عام نہیں ہو سکتا تھا۔

وہاں آفس میں دو لوگ کمپوٹر کے سامنے براجمان تھے اور لئیق کے آتے ہی مودب ہو کر اٹھے اور لئیق کے لیے جگہ خالی کرتے مسکرا کر وہاں سے چلے گئے اور لئیق نے پوری توجہ سامنے کمپوٹر سکرین پر کھلتے اس نیب آفیسر آفتاب منصوری کے فائیل فولڈر کو اوپن کیا۔

لیکن کچھ دیر کے سرچ ورک کے بعد جو حقائق کمپوٹر سکرین پر کھلے، ان کو دیکھ کر بلیک ڈائمنڈ کی آنکھیں لمحہ بھر ساکن ہوئیں۔

شہریار، ہارون اور یہ آفتاب ایک ہی ٹریننگ بیچ میں شامل تھے؟ یہ کیسا"
اتفاق ہے۔۔۔۔۔۔یونہی میری چھٹی حس اس آفتاب منصوری پر ایکٹیو
"نہیں ہوئی۔۔۔۔۔یہ آدمی گڑبڑ ہے۔۔۔۔یہ آدمی سراسر گڑبڑ ہے
لئیق کی پیشانی پر شکنیں نمودار ہوئیں تھیں اور واقعی وہ شخص کوئی عام نہیں
ایک اور ولن تھا۔

اس شہر کا بڑے منسٹر فرحان منصوری کا اکلوتا بیٹا جس نے باپ کے مرنے
کے بعد سیاست کے ساتھ ساتھ پاکستان کے نیب ڈیپارٹمنٹ میں بہت
ہائی رینک جاب پائی تھی، اور آج وہ سیاست کے ساتھ ساتھ نیب میں خفیہ
طور پر ایک آفیسر بھی تھا۔

لیکن کیا تھا وہ حقیقت میں؟

واقعی ایک ایماندار آفیسر یا پھر آنے والا تھا کہانی میں ایک نیا
!بھونچال۔۔۔۔۔۔۔

لئیق کی فکریں اور پریشانیاں تو بڑھتی نظر آ رہی تھیں جبکہ دوسری جانب ایک بڑے سے بنگلے کا منظر تھا۔

ایک گھنٹے کے اندر اندر ڈیول کا کیس بلیک ڈائمنڈ کی کسٹڈی میں آفیشلی جا چکا تھا اور اس خبر نے اس نئے شخص کے اندر آگ لگا دی تھی۔

آسائشوں سے بھرا ہوا وہ گھر جس کے لان میں پشت کر کے کھڑا اشرٹ لیس آدمی، نیلے رنگ کی شارٹ ڈینم میں ملبوس فون پر کسی سے بڑی حقارت سے مخاطب تھا۔

"بلیک ڈائمنڈ پھر میری سال کی محنت غارت کر گیا، یہ کون یہ۔ پچھلے کئی سال سے اس کو تلاش کرنے کی کوشش میں ہوں مگر وہ۔۔۔۔۔ خدا غارت کرے۔ صرف نقصان کرتا ہے اور میرے کیے کرائے پر پانی پھیر کر اسی طرح ہوا میں معلق ہو جاتا ہے۔ لیکن اس بار اس نے یہ کیس ہتھیا کر آفتاب منصوری کی ذاتیات پر حملہ کیا ہے۔ شہریار جدون میرا شکار ہے، اسے موت صرف میں دوں گا۔

علیش بھی اس ڈیول کی گرفت میں ہے، ہر طرف سے پریشر۔۔۔یہ ناکامی برداشت نہیں کر سکتا۔ بلیک ڈائمنڈ کو روکنا میرے بس میں نہیں مگر شہریار کا خاتمہ ضروری ہے۔۔۔۔اس سے پہلے کہ بلیک ڈائمنڈ اس شہریار کو انکوائری اور سزا سے بچالے، ہمیں پلین بی پر عمل کرنا ہوگا۔ شہریار کو اب ہر صورت مارنا ہے۔اسکی سب سے عزیز چیز ڈھونڈو، ہم اس ڈیول کو اسی کے ذریعے دبوچیں گے"

اس شخص کے زیر خند لہجے میں دیے احکامات پر دوسری جانب سے ناجانے کیا کہا گیا کہ آفتاب منصوری کے سیاہی مائل سگریٹ کے عادی ہونٹوں پر خباثت بھری مسکراہٹ اتری۔

"ارے واہ میرے عزیز، بہت ٹائم ہو گیا عورت ذات سے تفصیلی ملے۔۔۔ اچھا ہوا اس سب میں ایک صنف نازک شامل ہو گئی اور دشمن کی عورت تو ویسے بھی زیادہ لذیز ہوا کرتی ہے۔۔۔۔تو ڈیول جیسے سورمے کی جان اس ننھی چڑیا آمنہ آفریدی میں ہے، بھجت آفریدی کی بہن، چلو ایک تیر سے

دو شکار۔۔۔۔ہاہا کیا بات ہے، تو پھر لگ جاو اس چڑیا کو قید کرنے کی کوشش میں۔۔۔۔۔یہ سب اب جلد سمیٹنا ہو گا اس سے پہلے کہ وہ ڈیول اور بلیک ڈائمنڈ ہماری موت بن جائیں"

نفرت سے بھرے اور پھر مانی کے ذکر پر وہ شخص جیسے خباثت سے آنکھ مارے اپنی ٹھوڑی غلیظ انداز سے کھجاتا ہوا بولا، اسکے بھیانک ارادے کئی لوگوں کی زندگی میں ہلچل مچانے والے تھے۔

فون بند کیے وہ منظر عام پر آیا تھا، سیاہ آنکھیں، آنکھوں کے گرد خفیف سے حلقے، گندمی رنگت پر پھیلی بیرڈ، دیکھائی دینے میں اچھا خاصا پرکشش تھا لیکن اسکے دل کی غلاظت اسکی آنکھوں اور چہرے پر ٹپک کر اسکے گندے باطن کا بھرپور اظہار کیے اسے بدصورت پیش کر رہی تھیں۔

ناجانے کیا سوچتا ہوا وہ بے ڈھنگا ہنسا اور دیکھتے ہی دیکھتے نیلے پول میں تیراکی کرنے کو ہنستے ہنستے جھمپ مار گیا۔

....★☆☆☆☆☆★....

خوبصوت سی آبر آلود صبح نے اس سبز بوٹی کے حصار میں لپٹے سفید جندل محل کو مزید دلکشی دے رکھی تھی، آسمان آج کہیں سیاہ تو کہیں ملگجی بادلوں سے اٹا تھا جو گاہے بگاہے تپتے سورج کے سامنے آکر اسکی برہمی و تمازت کا توڑ کرتے تو زمین پر سایہ اتر آتا، نرم دھوپ اور چھاؤں کے سائے میں فرہاد علوی لان میں اپنے پھولوں کو پیار کرنے میں منہمک تھے، دل آج تھوڑا پر سکون تھا، ناشتہ سب کر چکے تھے اور اب جندل محل میں یہاں کے پیاروں کی آمد کے جشن کی تیاری میں خوشگوار اور غیر معمولی سی ہلچل دیکھائی دے رہی تھی۔

اوکے ڈیڈی خوب انجوائے کریں، جلد ملتے ہیں، اپنا اور نیہا کا خیال رکھیے"

"گا

رات دیر تک اوٹنگ اور پھر صبور کے ساتھ خوشگوار سے وقت کو گزارنے کے بیچ دستگیر صاحب بھی نوتک ساری خماریاں اتار کر فرصت سے اٹھے تھے اور آئینے کے روبرو نک سک تیار ہو کر کہیں جانے کو تیار تھے، صبور پہلے ہی نا صرف اٹھ چکی تھی بلکہ مریم بی کے ساتھ اب اس نے نیہا کی ذمہ داری بھی سنبھال لی تھی، مسٹرڈ بہت ہی پیارے ڈیزائنر جوڑے میں، ہلکی پھلکی تیار ہوئی وہ جب فون کان سے لگائے کمرے میں داخل ہوئی تو دستگیر بھی وائیٹ شرٹ اور گرے پینٹ مین ملبوس کوٹ پہنے اپنے وجاہت خیز سراپے پر مزید آگ لگانے کو پرفیوم کا چھڑکاو کرنے میں محو تھا اور تبھی وہ مسکرا کر اندر آئی اور ساتھ ڈیڈی کو انکے سرپرائزنگ ہنی مون کے لیے بیسٹ وشز بھی دیں، خود دستگیر کی توجہ صبور اور اسکے ڈیڈی کی کال کی جانب متوجہ ہوئی۔

"ادھر آو میری حسینہ! کیا ہوا، کہاں گئے ہیں مسٹر کیانی؟"

دستگیر نے اسے اپنے قریب بلش کرتی مسکراہٹ سے آتے دیکھ کر دبوچا اور وہ بھی فون پکڑے ہی اسے حصار لیتی پہلے تو دستگیر کی کلر رلکس کا تفصیلی جائزہ لیا اور پھر ڈیڈی اور نیہا کا یوں اکھٹے جانے کا سوچ کر وہ حسین سا ہنسی۔ نیہا اور انکی آدھے گھنٹے میں پیرس کی فلائیٹ ہے، ایک مہینے کے لیے گئے " ہیں۔ بہت اچھا کیا ڈیڈی نے یہ۔۔ انہی کو بیسٹ ویشیز دے رہی تھی، آنا چاہ رہے تھے پر انکی فلائیٹ بہت جلدی ہے سو میں نے کہا کہ بے فکر ہو کر " جائیں

صبور نے خوشی ہمکتے انداز میں ساری بات چہک کر بتائی تو دستگیر مسٹر ہمایوں کی پھرتیوں پر شرارت سے مسکرایا، محترم تو جوان لونڈوں کو ہر معاملے میں پیچھے چھوڑتے جا رہے تھے۔

بڑے فاسٹ چل رہے ہیں تمہارے ڈیڈی، لگتا ہے جلد تمہارا کوئی بہن " بھائی آنے کو ہے۔۔۔۔ صبور تم کتنی کیوٹ لگو گی نہ ایک ہاتھ میں اپنا بے بی " پکڑ کر دوسرے میں اپنا کوئی بہن بھائی

آفت خیز مسکراہٹ سجائے وہ لمحے میں آنکھ دبا کر شوخا ہوتا صبور کے چہرے پر حیا سے پر ہنسی بکھیر گیا، دونوں بازو اسکی گردن میں حائل کیے صبور نے گھبراہٹ فوری پرے کیے ہنس کر اسکی گال نرم ہونٹوں سے مس کی، اس سبب وہ دستگیر عالم کے سینے سے جا لگی۔

" یہ تم سب مردوں کو باپ بننے کی کچھ زیادہ ہی جلدی ہوتی ہے شاید، لو و میرج ہو یا زبردستی کی، کا کا پہلے سال ہی آنا چاہیے۔۔۔۔۔اللہ اللہ۔

اب ظاہر ہے میرے ڈیڈی کیوں پیچھے رہیں وہ بھی تو اسی دنیا کے ہیں۔انکی دوسری سہی پر نیہا تو یہ پہلی خوشی پورے پروٹوکول کے سنگ ڈیزرو کرتی ہے۔

رہی بات ہمارے بے بی کی تو رحم کھاو مجھ پر دستگیر عالم، تم آفت ایک کافی ہو، تم سا سر پھرا کوئی اور آ گیا تو میں اسے سنبھالوں گی یا تمہیں"

صبور کا شوخ لفظ لفظ دستگیر کی مسکراہٹ شرارت سے گہری کرتا گیا اور ہلکان ہوتی صبور کے چہرے کے اڑے رنگ جناب نے فرصت سے دیکھے

اور پھر ہونٹوں کے رنگ نرم سے بوسے سے دھیمے کرتے اسکی مسکرا کر جبین چومی، دل کے پر سکون ماحول میں یہ ظالم لمحے میں بھونچال لایا، چند لمحے تو دونوں کی آنکھوں نے ایک دوسرے کو دیکھنے میں ہی صرف کر دیے۔

میری جان۔۔تم صرف مجھے سنبھالو گی۔۔کوئی بے بی آیا تو اسے" سنبھالنے کی ذمہ داری میری۔۔۔تمہیں کسی کے ساتھ شئیر بلکل نہیں "کروں گا، اپنی اولاد سے بھی نہیں۔۔۔۔

دستگیر کے ایسے خمار آلود اور مدہوشی بھرے جواب پر وہ پہلے تو حیران ہوئی پھر دستگیر کی اتنی لمبی چھوڑنے پر بے اختیار ہنسی۔

ہنہ باتیں ہیں سب جناب، جب بے بی ڈائپر گندا کرے گا تب تم نے اٹھا" کر اسے میری گود میں دے جانا ہے۔۔اور اتنے تم ویلے کہ بچے سنبھالو گے، مجھے تو لگتا ہے ملک کا صدر بھی تم اور لئیق جتنا مصروف نہیں ہوتا "ہو گا۔ تم میرے لیے ہی زیادہ سا وقت نکال لو یہی کافی ہے

اتراہٹ کے سنگ وہ مسکرا کر کہتی دستگیر کو بھی وقت والی بٹ جتا کر مسکرانے پر اکسا گئی تبھی تو وہ ہاتھ بڑھا کر اسکے رخسار اندر کو دباتا اسے بازوؤں میں بھینچ کر فوری آزاد کیے ڈریسنگ سے اپنا فون اٹھائے پلٹا اور صبور اسکے ان ظالم جھٹکوں پر کیسے خود کو سنبھالتی تھی یہ بس اسے ہی علم تھا۔

"تمہارے لیے دستگیر ہر لمحہ خاضر ہے میری جان بس آجکل ذمہ داری ایکسٹرا ہے، خیر آج بھائی آرہے ہیں سو میں زرا آفس کا چکر لگا کر آتا ہوں، لعلین بھی آج پہنچ جائے گی۔اینڈ یو نو لعلین کے ساتھ ایک سپیشل گیسٹ بھی آرہا ہے۔۔۔۔تم اور امے جان تیاریاں دیکھ لینا، میری جان۔۔تم سے "شام میں ملتا ہوں، بہت سا مس کرنا مجھے

اپنا فون، گاڑی کی چابی لیے وہ لپک کر ہوا کے گھوڑے پر سوار ہوئے صبور کی گلابی گال الوداعی بوسے کے سنگ چومتا اسے تجسس میں چھوڑے ہی کمرے سے نکلا تو وہ منہ بسور کر رہ گئی۔

جلدیاں دیکھواس بندے کی۔۔۔۔ویسے کون آرہاہے لعلین کے "

" ساتھ۔۔۔

صبور بھی پیچھے ہی کمرے سے سوچتی نکلی، ناشتہ اس نے، فرہادانکل اور مریم بی نے کر لیا تھا جبکہ دستگیر بنا ناشتے کے ہی نکل گیا کیونکہ لئیق کی نئ گاڑی اسکے پہنچنے سے پہلے شوروم سے اٹھانی تھی، کیونکہ پچھلی انشورنسڈ تھی تو اسی کی قیمت پر لئیق کے ٹیسٹ کے مطابق کل ہی دستگیر اور صبور اسکی گاڑی دیکھ آئے تھے اور اسکی پیمنٹ کرنے دستگیر کو خود جانا تھا۔

صبور کمرے سے نکلی تو مریم بی کے ملازمین کے سنگ دن کے کھانے کے سامان کو کچن میں رکھوانے پر خود بھی مسکراتی ہوئی کچن کی سمت بڑھی۔

"کیا آج کچھ خاص بن رہاہے بی جان؟"

صبور کو آتا دیکھ کر بی جان گہرا مسکرائیں اور آنکھوں ہی آنکھوں سے اپنی پیاری بہو کا صدقہ اتارا۔

جی بچے، دستگیر کہہ کر گئے ہیں آج لنچ اور ڈنر میں خاص تیاری کرنی ہے۔"
خیر سے لئیق اور لعلین دونوں آرہے ہیں، ہم تو بہت خوش ہیں۔ محل کی
"رہی سہی اداسی ہٹنے والی ہے
مریم بی کی ایکسائٹمنٹ صبور کو بھی مزید پرجوش کر گئی۔
یہ تو واقعی ہے، ان دو کی کمی بہت شدت سے محسوس کی۔ لیکن کیا آپکو پتا"
"ہے کوئی مہمان بھی آرہا ہے، ایسا دستگیر نے کہا
وہ انکے تمام لسٹ کو ایک بار پھر سے چیک کرنے پر پراسرار سا ہوئی۔
ہمم۔۔ ہمیں بھی وہ پگلے تجسس میں ڈال گئے، خیر اب دیکھنا پڑے گا کہ "
"پٹاری سے کیا نکلتا ہے
گولو سا چہرہ بنا کر وہ اتنی کیوٹ لگیں کے صبور ہنسنے بنا نہ رہ سکی۔
دونوں مسکراتی ہوئیں واقعی بہت دلفریب لگیں مگر صبور ایک نظر فرہاد
انکل کو دیکھنا چاہتی تھی تبھی انھیں واپس آنے کا کہے جب لان میں آئی تو
فرہاد علوی دھیمی سی مسکراہٹ کے سنگ اپنے بہت سارے فلاور گارڈن کو

پانی دے رہے تھے اور ٹوئنکل انکی خوشی کو محسوس کرتی انہی کے قدموں میں چکر کاٹ رہی تھی۔

ارے واہ! یہاں تو کوئی بہت انجوائے کر کے پودوں کو پانی دے رہا"

"ہے۔۔۔آپکی یہ مسکراہٹ جب نظر نہیں آتی تو یہ پورا محل مس کرتا ہے صبور کی چہکتی آواز پر وہ مسکرا کر پلٹے تو صبور کے لیے آنکھوں میں شفقت بھر لائے، آخری جملے نے صبور اور انھیں ایک سا افسردہ کیا۔

میری لعلین، میرا لئیق دونوں آرہے ہیں۔۔۔۔بس تم سب ہی تو اب"

میری زندگی ہو۔۔۔لعلین کا میسج آیا تھا صبح، اس نے پرامسس کیا ہے کہ وہ میرے لیے ایک سرپرائز لا رہی ہے۔۔۔۔۔خ۔۔خوش ہوں کیونکہ اسکا سرپرائز شاید عام نہ ہو، بہت خاص ہو۔۔۔۔ہاں لئیق کے آنے کی خوشی

"ب۔ بھی ہے پر ڈر بھی ہے

صبورا نکے لہجے کی اذیت پر ایک بار پھر اپنی ماں کی سنگدلی یاد کیے دکھی ہوئی، قریب آکر اس نے بہت پیار سے فرہاد انکل کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑا تو وہ آس سے اسے تکنے لگے۔

"آپکو لئیق سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، وہ آپکے لیے کتنا مہربان ہے یہ سب جان چکے ہیں فرہاد بابا۔ جانتی ہوں ممی نے بہت تکلیف سے گزارا لیکن آپ ہمت مت ہارا کریں۔۔۔ ہم سب کے سر کی چھاوں ہیں آپ، اس محل کا اہم حصہ۔۔۔۔۔ آپکی اداسی مجھے بھی اچھی نہیں لگی

وہ اسکے اداس ہونے پر اپنا ہاتھ بڑھا کر اس پیاری بچی کی گال سے سہلاتے ناجانے کیا سوچ کر ویران سے ہو گئے۔

"مجھ سے کہیں درجے بڑا ظلم اس عورت نے تمہارے اور لوئے کے ساتھ کیا ہے، لوئے سے یاد آیا وہ مجھے سب ٹھیک ہے بتاتا ہے۔ تم اسے کال کرو، پوچھو اس سے کہ وہ کیسا ہے، اسکے اور لارا کے بیچ سب ٹھیک ہوا کہ

نہیں۔۔۔وہ مجھ سے میری طبعیت کی وجہ سے سب چھپا رہا ہے لیکن میرا دل کہتا ہے کہ میرا لوئے ٹھیک نہیں ہے"

جب سے لوئے گیا تھا فرہاد اسکے لیے بھی پریشان تھے اور جس طرح فرہاد نے التجاء کی، صبور کا دل بہت دکھا۔

"میں ابھی کرتی ہوں کال، آپ اپنے پودوں کو پانی دیں۔ پھر آپکو بتاتی ہوں"

انھیں تسلی دیے وہ وہیں کچھ فاصلے پر جا کر اپنے ہاتھ میں پکڑے فون سے لوئے بہزاد کا نمبر ملا چکی تھی۔

یہاں صبح تھی مگر نیویارک میں گہری رات کا عالم تھا، لارا اپنی نائیٹ شفٹ کر کے جب کیفے سے گئی وہ تب واپس گھر آیا تھا۔

صبور کی کال پر وہ لاونج میں ہی لیٹا بے دلی سے ریموورٹ کے سنگ چینل بدلنے میں مصروف تھا جب کسمسا کر فون اٹھا کر دیکھا تو بیزارئیت قدرے

ختم ہوئی، اپنی اور لارا کی کیفیت سے لے کر لارا کے اس وقار سے تعلق تک وہ سب دستگیر اور صبور کو بتا چکا تھا۔

"ہیے سینئیر سٹیزن۔۔۔ مل گئی تمہیں اپنے ان سے فرصت۔۔۔۔ کیسی ہو؟"

لوئے نے بھلے خود کو چھکا کر پیش کیا ہو مگر صبورا سکی تکلیف، اس کے باوجود بھانپ گئی کیونکہ اسکا لہجہ معمول جیسا کڑک اور شوخ نہیں تھا۔

"میں ٹھیک ہوں لیکن تم بتاو کوئی خبر ہی نہیں دی؟ کیا بنا تمہارا اور لارا کا۔ جھوٹ مت بولنا کیونکہ تم جانتے ہو کہ میں تمہارا جھوٹ فوری پکڑ لوں گی۔ فرہاد بابا تمہارے لیے بہت پریشان ہیں"

وہ لڑکی ذکر ہی ایسا چھیڑ بیٹھی تھی جو لوئے کے دل پر زخم کی صورت اثر انداز ہوا تبھی تو خوش شکل چہرے کے تاثرات پتھریلے ہوئے۔

"کیا بتاتا کہ سب برباد ہو رہا ہے اور میں کچھ کرنے کے لائق نہیں۔۔۔۔ سب بگھڑ گیا صبور۔ سب خراب ہو رہا ہے، نہیں سمجھ آ رہی کہ کیا کروں۔

اسے سزا دیے بنا قبول کرتا ہوں تو انا مجروع ہوتی ہے، سزا دیتا ہوں تو سالا دل بند ہونے لگتا ہے۔۔ بابا کو یہ سب نہیں بتا سکتا، انکے پہلے دکھ کم ہیں کہ میں اپنے رونے بھی انھیں سناوں"

لوئے کی ذہنی اذیت پر صبور کو اسکی فکر مزید ہوئی کیونکہ وہ وہاں اکیلا تھا، لوئے کے تاسف سے بھرے لہجے میں دنیا جہاں کا سوز موجود تھا۔

"محبت میں کسی ایک کو تو جھکنا پڑتا ہے لوئے، وہ نہیں جھک رہی تو یہ مت سمجھو کہ جھک نہیں سکتی، کیا پتا نہ جھکنے میں اسکی مجبوری ہو۔ تم تو بہت نرم اور درویش دل کے مالک ہو، پھر تم اپنی زندگی کے سب سے خاص رشتے میں انا کہاں سے لے آئے۔ ایسا مت کرو، جن سے محبت ہو انکے ظلم تو چپ چاپ بنا آہ کیے سہے جاتے ہیں، انکو سزا نہیں دی جاتی"

صبور کے دلسوز مشورے پر وہ کربناک ہنسا، دل بھی تو ایسے ہی مشورے تھما رہا تھا۔

"تم میری جگہ ہوتی تو کیا کرتی صبور؟"

اس شخص کا شکستہ لہجہ صبور سے برداشت نہ ہوا تبھی تو اس سوال پر اسکی آنکھیں بھیگ سی گئیں۔

"میں اف بھی نہ کرتی۔۔۔۔ کیونکہ میں صبور ہوں۔۔۔ لیکن وہ لارا ہے، اسکی زندگی مجھ سے ہزار درجے مشکل رہی ہے، مجھے تو میرے ڈیڈی نے گرم ہوا بھی لگنے نہ دی لیکن اس لڑکی کے سر پر آج تک اسکے بابا نے ہاتھ نہیں رکھا۔۔۔ موازنے نہیں کیے جاتے لوئے، سمجھا جاتا ہے۔اور تم نے ہی تو بتایا تھا مجھے کہ محبت کی پہل تم نے کی تھی، پھر اس سے کیسے شکوے۔۔۔۔۔ محبت کی جو پہل کرتا ہے، ظرف بھی اسی کا پہلے آزمایا جاتا ہے۔اپنی زندگی کی بچی کچی راحت کو انا کی بھینٹ مت چڑھاو، نہیں جی پاوگے اسکے بغیر"

وہ صبور سے اپنے لیے کوئی مشورہ چاہتا تھا لیکن صبور کے یہ سب لفظ ابھی اسے صرف تکلیف دے رہے تھے کیونکہ دل تو لوئے کا بھی زخمی تھا۔

اسے یقین بھی نہیں ہے میرا، محبت تو دور کی بات ہے۔وہ سمجھ ہی نہیں پا" رہی کہ میں اسے جلانے کی کیوں کوششیں کر رہا ہوں۔۔۔۔۔اس کا دماغ صرف یہ بتا رہا ہے کہ لوئے آزاد ہو گیا، عیاشیاں کر رہا ہے۔۔ تم بھی مجھے نہیں سمجھ رہی صبور، مجھے کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ بابا کو کہہ دینا بہت خوش ہے "لوئے، بہت خوش

وہ اس سے مزید کچھ بات نہیں کرنا چاہتا تھا تبھی کرب بڑھنے پر فون بند کر گیا اور صبور اسکے لہجے کی اذیت پر خود بھی سوز سے بھر گئی۔

کتنی ہی دیر لوئے کے لہجے کی تیرگی نے صبور کا دل مٹھی میں جکڑے رکھا مگر اس نے چہرے پر جھوٹی مسکراہٹ سجائے فرہاد علوی کو لوئے کا ارسال کیا جھوٹ پوری سچائی سے سنا دیا اور بھرے دل کے ساتھ واپس اندر چلی گئی۔

.._____..

فجر کے وقت سے وہ اٹھی تھی مگر بھجت لالہ کے جاگنے کا انتظار کرتے ساڑھے نو بج گئے مگر مانی کی حالت یوں تھی جیسے دل ڈوب رہا ہو۔

اسکے کل اچانک آنے اور اب صبح سے گھر جانے کی رٹ سن کر مدیحہ صاحبہ بھی فکر مند ہوئیں مگر بھجت نے ہی مانی کی سچویشن کلئیر کی اور آفس کی ایک اہم مٹینگ کے لیے اسے جلدی جانا تھا سو مانی کو بھی وہ ساتھ لے گیا، پورے سفر کے بیچ مانی بہت بے قرار رہی۔

گاڑی شہریار کے گھر کے پورچ میں انٹر کرتے جیسے ہی بجھت نے روکی، مانی کا دل چاہا بس بھاگ نکلے پر لالہ کے بازو پکڑ کر روکنے پر وہ افسردہ سی انھیں دیکھنے لگی۔

"مانی! کیا اس نے تمہیں بلیک میل کر کے بلوایا ہے؟"

لالہ کے فکر سے پوچھنے پر مانی جس طرح اضطراب سے نظریں چراتی روہانسی ہوئی، بھجت کو اسکا جواب مل گیا تبھی وہ برہم سا ہوا۔

پلیز لالہ مجھے یہ معاملہ خود ہینڈل کرنے دیں، آپ میرے لیے پریشان نہ "
ہوں۔ یہ تو آپ بھی جانتے ہیں کہ شیری کے پاس سب سے زیادہ خوش اور
محفوظ ہوں۔ پلیز مجھے جانے دیں، ساڑھے نو بج رہے ہیں، وہ جاگ نہ
"جائیں
مانی کے گھبرا کر کہنے پر بھجت نے اسکے اصرار پر بے دلی سے ہی سر ہلایا اور
مانی کو جانے کی اجازت دی، اور اسکے گھر میں انٹر ہوتے ہی وہ چوکیدار بابا
کے دروازہ کھولنے پر گاڑی گھر سے بھگا لے گیا۔

ڈراک گرے سلک اور نیٹ کی سنپل سی شرٹ کے ساتھ ٹائیٹ میں بالوں
کی ڈھیلی سی پونی بنائے، بس ہونٹوں پر لائیٹ پنک لب بام لگا کر وہ سنپل
سی لگ رہی تھی، ویسے بھی شیری کی دھمکی نے اسے ڈھنگ سے نہ بال
بنانے دیے تھے نہ تیار ہونے، اوپر سے ساری رات اک لمحہ وہ سو نہ سکی
تھی تو آنکھیں اور گال ان مظالم پر قدرتی ریڈنس کا شکار تھے۔

مانی نے ڈرتے ہوئے قدم جب لاونج میں روکے تواک لمحہ سیڑھیوں کی طرف دیکھ کراسکادم سا گھٹا۔

"کیا سمجھتے ہیں آپ کہ مجھے دھمکا کر ڈرا کر منالیں گے، نہیں مانو گی۔ کل تو بھلے سب جان بوجھ کر ڈرامہ کیاہو لیکن آپکے رات کے رویے کے بعد سخت ناراض ہوں۔ آپکواسکا حساب دیناہو گا شیری"

خود کلامی کیے اپنادبتاہواسانس، گہرے گہرے سانس بھر کر بحال کیے وہ سیڑھیاں چڑھی۔

بہت ہمت جمع کیے اس نے روم کے باہر پہنچے پھر سے کانپتے دل کو قابو کیا اور بہت آہستگی سے دروازہ کھولا تو کمرے میں پردوں سے دھیمی چھن چھن کر آتی روشنی نے مدھم سا سویرا اجگار کھا تھا مگر مانی کو عجیب سا خوف تب گھیرا جب اس نے شیری کو بیڈ پر اس وقت تک سوئے دیکھا، زخمی کندھے کے نیچے اس نے اس وقت بھی تکیہ رکھا تھااور دوسرا تکیہ دبوچنے کے انداز میں پکڑے وہ نیند میں تھا۔

مانی نے دروازہ بند کیااور وہیں دروازے کے پاس اپنی فلیٹ سٹرپٹ چپل بھی اتاری تاکہ کوئی حرکت اور آواز اس ڈریگن تک نہ جائے اور دبے پیر اٹھائے وہ بیڈ کے قریب آئی۔

زراسا جھکی اور اپنی ہتھیلی لے جاکر شیری کے ناک کے قریب روکی، سانس چل رہا تھا اور ہتھیلی پر پہنچتی اس شخص کی سانس کی حدت محسوس کر کے مانی کے چہرے کی گھبراہٹ دور ہوئی۔

اللہ کا شکر ہے وقت پر پہنچ گئی، ورنہ اس بندے کا مر کر کیا جانا ہے جو اسے "فکر ہو۔رل تو وہ جائیں گے جوان سے پیار کرتے ہیں"

منہ بسور کر وہ زراسا بیچ کا فاصلہ بناتی وہیں شیری کے پاس بیٹھی، لیکن یہ غصہ اور تکلیف بہت وقتی تھی، اس شخص کی بند آنکھیں اور اس وقت اسکے وجود پر طاری بے خبری اس پر پراتنی جچ رہی تھیں کہ مانی ناچاہتے ہوئے بھی اداس سا مسکرادی، وہ چاہ کر بھی شیری کو بے رحم نظر سے نہیں دیکھ

پاتی تھی، اس شخص کی اپنے لیے فکر اور تڑپ لمحے میں ساری ناانصافیوں کی تلافی کر گئی۔

آج بھی مانی کا سیکنڈ ٹائم پیپر تھا اور کل کے پیپر کے مقابلے میں آج جو یاد تھا وہ بھی اس شخص کے ڈرانے دھمکانے پر دماغ سے ابھی گل محسوس ہو رہا تھا۔

لیکن اتنا سب کر کے بھی اسے شیری برا نہیں لگ سکا، بلکہ وہ اسے پیار سے تکتی خود پر اور اپنی بے بسی پر مسکراتی جب نظریں اس سے پھیرے سامنے وال پر لگی شیری کی تصویر پر ٹکا گئی تو شہریار جدون کی پر سکون بند آنکھیں مانی کے اپنے پاس بکھرے بہت ہی خوبصورت پرفیوم کو محسوس کیے کھلیں، وہ اسے واپس اپنے قریب دیکھ کر افسردہ سا مسکرایا۔

مانی سامنے دیکھ رہی تھی جہاں وہ بڑے سے فوٹو فریم میں گھوڑے کی لگام پکڑے ساتھ لیے چلتا دیکھائی دے رہا تھا، مگر مانی کی آنکھیں نیند سے جھٹکے کھا رہی تھیں، ساتھ ہی مانی نے جب جمائی روکتے بے اردہ گردن موڑی تو

شیری کی کھلی آنکھیں دیکھ کر اسے گھوری مگر مانی کی آنکھوں میں گزری شب خوابی کے گلابی لمس شیری کو اچھے نہ لگے۔

"آو میرے پاس، سو جاو کچھ دیر"

اپنی بازو کھول کر مانی کے غصے کے باوجود جس طرح شیری نے اسے اپنے پاس بلایا، اس لڑکی کی ساری ناراضگی لمحے میں تکلیف بنی، اس ظالم نے بلایا ہی یوں تھا کہ اس پر جان بھی دے دی جاتی تو کم تھا۔

مانی بھرائی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی کبھی اس شخص کی کھلی بازو کو، دل تو اسکے سینے لگنے پر بیقرار تھا مگر وہ آنسو مہارت سے آنکھوں میں دبائے منہ پھیر گئی۔

ضرورت نہیں مجھے، آپکے دھمکانے پر آگئی ہوں لیکن آپ سے ناراض" ہوں۔اور کبھی نہیں مانوں گی۔آپ کی وجہ سے ساری رات سو نہیں سکی، پڑھ نہیں سکی اور ابھی ناشتہ کیے بنا بہت مشکل سے پہنچی۔۔۔ لیکن آپکو کیا، "آپ تو صرف حکم چلانا جانتے ہیں

منہ پھیرے ہی وہ روٹھے ہوئے کہتی گئی توشیری نے بھی تکیہ درست کیے اٹھ بیٹھے کمر ٹکائی اور مانی کے پھیرے چہرے کو دیکھا۔

"ٹھیک ہے آج تمہیں شہریار جدون خود ناشتہ بنا کر دے گا، شاید ناراضگی کم ہو جائے"

اٹھ کر بیٹھے وہ وہیں سے سرکتا اپنے پیر بیڈ سے نیچے اتارے مانی کے کندھے سے کندھا ملائے ساتھ بیٹھا تو وہ ناراضگی سے پرے سرکنے لگی مگر شیری نے اسکے گرد بازو حائل کرتے ہی مانی کو اس سے روکا لیکن مانی نے تب بھی آنکھیں پھیرے رکھیں، اس شخص کا چھونا مزید دل تڑپا رہا تھا۔

"آپ نے اتنی گندی دھمکی کیوں دی مجھے؟ جانتے ہوئے کہ دل کی کمزور ہوں۔ مم۔ مجھے نہیں چاہیے کچھ بھی، بھوک پیاس مر چکی ہے۔۔۔۔۔۔ اگر رات ہی دل رکنے سے مر جاتی تو شیری؟ آپ اتنے بے حس اور سنگدل کیسے ہیں"

اسکی آفر بری طرح رد کیے وہ اسکی طرف نہ صرف دیکھ رہی تھی بلکہ یہ سوال کر کے شہریار جدون کے ان پر سکون لمحوں میں اپنی پر خمار آنکھوں سے ہلچل مچا رہی تھی۔

کیوں کہ اس کے سوا کوئی آپشن نہیں تھا، ورنہ کبھی نہ۔۔۔۔۔اور تمہیں"

"یہاں نہ دیکھ کر ممی بابا جو میری کلاس لیتے وہ الگ۔۔۔۔۔

وہ اسے اپنی اذیت چھپائے جس سکون سے بتا رہا تھا مانی کو لگا ایسے لہجے میں مزید بولا تو جان لے جائے گا، وہ بہت ڈاون لگ رہا تھا مانی کو، سارے ستم شیری کے وہ ایک ہی لمحے میں بھول گئی تبھی تو خود پر غصہ آیا۔

تو ممی بابا کی ڈانٹ کی وجہ سے کیا آپ نے یہ سب، آپکی بلا سے مانی بھاڑ"

"میں جائے

وہ خود کو کسی طرح پگھلنے نہ دے سکتی تبھی بغیر وجہ بگھڑی مگر شیری اسکی کیفیت بخوبی سمجھ رہا تھا۔

"اپنے لیے بھی کیا ہے کیونکہ اچھا نہیں لگا تمہارا جانا"

اگراس لمحے وہ اسے زچ کرنے کی کوشش بھی کرتا تو وہ رو دیتی سو شیری نے وہی کہا جو سچ تھا تبھی مانی ساتھ بیٹھی نہ صرف اٹھی بلکہ اسکے سر پر آن کھڑی ہوتی اسے آبرو اچکائے دیکھ کر خفیف سا ڈر اگئ تبھی وہ بھی کندھے سے ہتھیلی کا سہارا لے کر اٹھ کھڑا ہوا۔

آپ یہ باتیں کر کے پہلے والی مانی کو تو بیوقوف بنا گئے تھے پر اسکو نہیں بنا" سکیں گے، کیونکہ یہ مانی آپکی رگ رگ سے واقف ہے۔۔۔۔۔۔اب مجھے ایسی کوئی تمنا نہیں کہ آپ مجھے اپنی خوشی اور تکلیف بتائیں۔ میں آپکی کسی

" بات کو سننے میں دلچسپی نہیں رکھتی

کڑے تیور لیے وہ ایک بار پھر سخت لہجے میں بولی اور شیری نے نا صرف اسے دیکھا بلکہ آہستگی سے دونوں ہاتھ بڑھا کر اسکے بازوؤں سے جکڑا اور اپنے قریب گھسیٹا جس پر مانی کا اعتماد، گھبراہٹ میں بدلا، اتنے پاس کہ اس شخص کی گرم سانسیں مانی کو اپنے ہونٹوں کو چومتی محسوس ہوئیں، وہ کچھ

کر بیٹھے گا یہی سوچ کر خود کے جذبات زرا سی سفاکی سے واپس خود میں انڈیل دیے۔

زمین پر رہو سمجھی۔۔۔۔نرمی برت رہا ہوں تو کیا نخرے دیکھاو گی۔"

نخرے تو اپنے نہیں اٹھائے کبھی۔ کہہ دیا ہے کہ اپنے ارد گرد تمہیں برداشت کر لوں گا تو اب کونسا ایٹیٹیوڈ دیکھا رہی ہو۔اپنی خوشی اور اپنی تکلیف میں تمہیں نہیں بتانا چاہتا ابھی"

مانی کو اب بھی امید تھی شاید وہ انسانی رویہ برتے گا مگر اس نک چڑھے کو عزت راس تھی ہی نہیں، جھٹکے سے اپنے دونوں بازو اسکے ہاتھوں سے چھڑوائے وہ پھنکارتی اسکی گرفت سے نکلی۔

آپ اپنا من وزنی غرور ہی اٹھا لیں وہی کافی ہے، دھیان رکھیے گا دب ہی" نہ جائیں اس تلے۔۔۔۔اور کیا میں راہ میں پڑا کوئی کباڑ ہوں جسے برداشت کر کے آپ مجھ پر احسان عظیم کریں گے ؟ہمت کیسے ہوئی آپکی یہ کہنے کی، سمجھتے کیا ہیں آپ خود کو"

شیری کا نخوت بھرا انسلٹنگ رویہ مانی کو آگ لگا چکا تھا تبھی تو وہ اس شخص کے درد کا بھی لحاظ نہ کر پائی اور شیری نے اسکی خونخوار آنکھیں دیکھے واقعی دل ڈوبتے محسوس کیا۔

مجھے تم سے اس طرح والا نہیں لڑنا، فریش ہونا ہے مجھے پھر بات کرتے "ہیں"

اسکی ٹون ایسی تھی کہ اگر شیری کوئی جوابی کاٹ دار وار کرتا تو معاملہ بگھڑ جاتا مگر اسکے فرار پر مانی نے جب بے دردی سے اسے روکنے کو اسکی بازو پکڑے جھٹکا دیا تو کندھے کے بہت برے درد پر شہریار لڑکھڑا کر اپنے کندھے کو دبوچے وہیں گر پڑنے کے انداز میں بیٹھا۔

مانی کا غصہ لمحے میں آنسوؤں میں بدلا۔

"س۔۔سوری شیری۔۔۔۔۔آئی ایم سوری پلیز"

مانی اسکے بیٹھتے ہی جس طرح اسکے قدموں میں بیٹھے روہانسی ہوئی، وہ اپنا درد بھلائے اس آنسو روکتی ہوئی مانی کو دیکھنے لگا۔

" اٹس اوکے۔۔۔۔۔۔"

شیری نے اسکی طرف دیکھتے نرمی سے کہا مگر چند آنسو مانی کی آنکھوں سے جب بہے تو شہریار نے درد ہونے کے باوجود برداشت کرتے ہوئے اسکی طرف دیکھا جو اسکا ایک ہاتھ جکڑے اپنے اس سنگ دل عمل پر پشیمان تھی۔

نہیں اٹس ناٹ اوکے۔۔۔درد دیا میں نے آپکو۔۔۔سوری بے دھیانی"

"میں ہوا

شیری کے زخم سے پھر سے خون رس رہا تھا جس سے اسکی گرے شرٹ بھی تھوڑی سی سرخ ہوئی تھی تبھی تو مانی کے آنسو مزید تیز ہوئے۔

"آئی نو۔۔۔۔سٹاپ کرائنگ۔۔۔۔۔آئی ایم اوکے"

اسکے رخسار کو تر کرتے آنسو ہاتھ سے صاف کیے وہ اس بار زرا سختی سے بولا

تو مانی نے آنسو تو روک لیے پر وہ کند چھری سی نظریں نہ رحم سے بھر سکی جو شیری کا دل زخمی کر رہی تھیں۔

آئی ہیٹ یو۔۔۔مجھے تکلیف دینے کے سب طریقے آتے ہیں"

"آپکو۔۔۔۔۔

اسکے زخم کو تکتی وہ سفاکی سے شیری کی خود پر جمی نظروں سے زچ ہوئے غرائی اور اس سے پہلے اٹھ کر جاتی، شیری نے اسکا ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھ ہی بیٹھایا مگر مانی نے اس سے ضد میں منہ موڑے رکھا، آنکھیں بہت درد کر رہی تھیں، نیند سے برا حال تھا۔

" زیادہ بھوک لگی ہے کیا؟"

شیری نے کچھ دیر اسے خاموش دیکھنے کے بعد پوچھا تو مانی نے خونخوار نظر شیری پر ڈالی اور پرے سرک کر بیٹھی۔

ہاتھ پیر اللہ نے دے رکھے ہیں، جب معاملہ برداشت سے باہر ہوا تو کچھ " بنالوں گی اپنے لیے

اپنی کانٹوں سی چبھتی بند ہوتی آنکھوں کو بمشکل کھولنے کے باوجود اسکی تھکن اسکے چہرے پر آکر شیری کو عجیب سا ملال دے چکی تھی تبھی وہ

آہستگی سے اٹھااور اپنی جگہ پر ہی تکیہ درست کیا، پھر مانی جو کمبل کے اوپر بیٹھی تھی اسے اٹھایااور زراپرے کی جانب بٹھاتے ہی شیری نے اسے پکڑ کر وہیں لٹادیا۔

مانی اک لمحہ اسکے اس عجیب سے رویے پر بوکھلائی۔

یونینڈر یسٹ۔۔۔۔ تم ایک دو گھنٹے سولو۔۔۔۔۔ پھر ساتھ ناشتہ کریں"

"گے۔تب تک تمہارا دماغ بھی ٹھنڈا ہو جائے گا۔۔۔۔۔۔

شیری نے اسکی آنکھوں کی برہمی کے سوال بھانپے اس کے پوچھنے سے پہلے ہی بتایااور خود جب جانے لگا تو مانی نے اسکا مضبوط ہاتھ اپنی ہتھیلی میں جکڑا۔

آپ کا یہ اچھا پن مجھے ہر گز متاثر نہیں کرے گا، سو ایکٹنگ کرنی بند"

"کریں

کڑوے لہجے میں کہتے ہی وہ اٹھ بیٹھی تو شیری کو نا صرف وہیں بیٹھنا پڑا بلکہ مانی کی جبین سے اپنی ہتھیلی جوڑے وہ اسکا سر واپس تکیے سے لگائے اس بار ہلکا سا اس پر جھکا۔

مانی کی درد بھری نظر اسکے کندھے پر تھی جہاں خون پھیل رہا تھا۔

تم ایکٹر ہو اعلی پائے کی تو میں کیوں پیچھے رہوں۔۔۔۔تم سے زیادہ "
جاندار ایکٹنگ کرتا ہوں۔۔۔۔اب آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کیا گھور رہی ہو، سو
جاو۔۔۔ پیپر دیتے ہوئے جھٹکے کھائے تو ایگزمینیشن ہال سے چلتا کر دیں
گے تمہیں۔ پھر ساری زندگی میرے سر پر چینختی رہو گی کہ میں نے فیل
"کروایا

نہ تو وہ سنجیدہ تھا نہ اس وقت کسی تکلیف کی تپش اسکے لہجے میں تھی بس مانی
کو تنگ کرنا تھا جو اس نے کر دیا۔

"ساری زندگی؟ میں آپکے ساتھ ساری زندگی کیوں رہوں گی بھلا؟"
اس لڑکی کی نیند کے خمار میں ڈوبی آنکھیں شیری کو کہیں کا چھوڑنا نہ چاہتی
تھیں مگر ابھی وہ مانی کے لیے جو سوچ رہا تھا اسکا یکدم دم اظہار مناسب
نہیں تھا، وہ اسکے مقابلے میں بہت کمزور تھی اور شاید آج پہلی بار شیری

نے اسے خود سے مضبوط دیکھنے کی خواہش کی تھی نہ کے اسے کمزور خود ہی کر دیتا۔

شہریار جدون، تمہیں اپنی اچھی بھلی زندگی خراب کرنے کے جرم میں "
"تاعمر قید کی سزا سناتا ہے۔۔۔اب سو جاو۔۔۔۔۔پلیز

مانی نے اسکے خود پر جھک کر متانت سے کہنے پر شیری کے جان نکالتے بے بس لہجے پر ڈر کر فوری اپنی آنکھیں نا صرف موندیں بلکہ بے ترتیب ہوتے سانس کو ترتیب دینے کی کوشش میں منہ پھیرا۔

میں اٹھوں تو ناشتہ ریڈی ملے مجھے، ورنہ آپکی یہ ناک چبا جاوں "
"گی۔۔۔۔۔اینڈ یس آئی ہیٹ یو

کمبل منہ تک تانے وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑائے نہ صرف ہڑبڑائے کروٹ بدل گئی بلکہ اسکے نفرت بھرے غصے کے باوجود شہریار مسکراتا ہوا اٹھا اور چینج کی نیت سے واش روم جا گھسا اور مانی کو اتنی میٹھی نیند آئی تھی کہ جب

تک شیری چینج کیے باہر آیا تو ماہرانی گدھے گھوڑے بیچ کر ٹن ہو چکی تھیں۔

چاہتا تو تھا تھوڑی سی حقدار خیانت کر لے مگر پھر مانی کے سکون و آرام کا سوچتا وہ وہیں کچھ فاصلے پر جا کر آرام دہ صوفے پر بیٹھا، چہرے سے کمبل ہٹائے وہ گہری نیند میں اتری ہوئی تھی اور دو گھنٹے وہ یہاں بیٹھ کر اسے دیکھتے ہوئے بہت کچھ سوچنا چاہتا تھا، صرف اپنے اور مانی کے متعلق۔۔۔۔۔۔

اس لڑکی کے اپنے رکھے ناروا سلوک کی بھرپائی کرنے کے بارے۔۔۔

میں نہیں چاہتا اب تم کبھی یہاں سے جاو آمنہ آفریدی، تمہیں جاتا ہوا"

"شہریار شاید اب کبھی نہیں دیکھ سکتا

اس لڑکی کی بند آنکھیں دیکھ کر اس سفاک شخص نے اہنی شکست تسلیم کی تھی، محبت کا گماں نہیں، اس بار اسے واقعی محبت ہو گئی تھی، وہ محبت جس میں اللہ ان دونوں کی سلامتی رکھ چکا تھا۔

.._____..

اجازت کا وقت آن پہنچا تھا، صارم، سدرہ، عینی، پرکاش، فرازم بخش نے ان چاروں کو بہت سی دعاوں اور پیار کے سنگ رخصت کر دیا، ان سبکی زندگی مکمل ہو چکی تھی، اب کہانی کے اختتام کا وقت تھا۔

لال نور، ان واپسی کے راستوں کو اک مدت ہوئی تھی بھلا چکی تھیں، افراہیم نرم سنجیدگی کے سنگ گاڑی ڈرائیو کر رہے تھے جبکہ گل انکے ساتھ بیٹھی تھیں اور پچھی اطراف لال نور اور لعلین براجمان تھیں، موسم آج دھوپ کی تمازت سے پاک تھا، بدل رہا تھا۔

بالکل ویسے جیسے انکے دل کے موسم بدل رہے تھے۔

کہتے ہیں کہ ہر سات سال بعد انسان کے جسم کی جلد کے خلیے مکمل بدل" جاتے ہیں، یعنی اب میں وہ لال نور رہی ہی نہیں جسے آپ نے چھوا تھا فرہاد

علوی، سولمس کی زبان بھول چکی ہوں۔ نہیں جانتی اب آپکے لیے کیا فیصلہ لوں مگر میں ان محبتوں کے بوجھ اٹھا کر تھک چکی ہوں۔ مجھے بس خاموشی سے زندگی گزارنی ہے، مجھے ایسے کسی فرد کا سامنا نہیں کرنا جو میرے ہمت توڑنے کا سبب بنے"

بند ونڈو سے باہر گزرتے مناظر پر نظر جما کر سوچ میں ڈوبی وہ عورت ذہنی دباو میں تھی، مشکل تھا اس شخص کا سامنا، حالانکہ ہونا نہیں چاہیے تھا۔ لیکن ان کا دل حساس تھا، دکھ دینے والے بھی دل کے مکین تھے۔

سفر طے ہوتا گیا اور وہ خود کو لمحہ بہ لمحہ الجھاتی رہیں یہاں تک کہ گاڑی ناصرف اس آشنا شہر کی حدود میں داخل ہوئی بلکہ ایک وسیع قبرستان سے ملحقہ سڑک پر آرکی۔

جہاں لعلین کی آنکھوں میں بابا سے ملنے پر تڑپ جگی وہیں یہ آشنا شہر اور اسکی گلیاں لال نور کے وجود میں سنسنی دوڑا گئیں، دل میں آندھی کے جھکڑ

چل پڑے، کلیجہ کسی کند چھری سے کٹا تو بے اختیار انکا دل اپنے دل پر جکڑا۔

"ہم یہاں کیوں رکے ہیں لعلین؟"

لال نور نے خوفزدہ نظروں سے لعلین کو دیکھا جو کرب سے انھیں تکتی مسکرائی اور دروازہ کھولے خود بھی باہر نکلی اور دوسری طرف سے پلٹ کر آئے اس نے انکے لیے بھی گاڑی کا دروازہ کھولا، جبکہ افراہیم اور گل لالہ بھی گاڑی سے اتر چکے تھے۔

" کچھ اہم ہے مما، یہاں بابا کی قبر ہے۔۔۔۔۔"

لعلین کی تکلیف دہ بات سن کر لال نور کے دل کو عجیب سا درد پہنچا مگر وہ پھر بھی گاڑی سے نکلیں، لعلین، لال نور اور گل تینوں نے سر پر دوپٹہ پھیلا کر لیا جبکہ قبرستان کی حدود میں پہلے افراہیم ہی داخل ہوئے۔

وہاں رانیہ ابراہیم سلطان کی قبر کے ساتھ ہی ابراہیم سلطان کی قبر تھی۔

افراہیم صاحب سب سے الگ تھلگ بنی ان دو قبروں کی طرف گئے اور قبروں کے پیروں کی طرف جاکر کھڑے ہوئے جبکہ تینوں خواتین بھی آگے آئیں مگر وہ قبروں کے سرہانے جاکر کھڑی ہوئیں، اپنے یار کی موت کا دکھ افراہیم جدون کو از سر نو محسوس ہوا تو آنکھوں میں خزن و ملال اتر آیا، ایک آنسو بے اختیار انکی آنکھ سے بہہ نکلا، گل اور لال نور بھی غم زدہ تھیں جبکہ لعلین کا دل بابا کی آس پاس پھیلی خوشبو پر تڑپ اٹھا، ہاں وہ خوشبو اسکے پیارے بابا کی تھی۔

ماحول پر عجیب سا سوز طاری تھا جیسے آسمان و زمین عجیب سے حصار میں بندھ گئے ہوں۔

افراہیم صاحب نے پہلے فاتحہ پڑھی اور پھر با آواز بلند دونوں محرومین کے ایصال ثواب کے لیے دعا فرمائی اور پھر وہ اور گل واپس گاڑی کی طرف بڑھ گئے مگر لال نور وہاں سے چاہ کر بھی جا نہ سکیں، لعلین وہیں ان قبروں کے

سرہانے بیٹھی اور بھیگی آنکھوں کے سنگ ان قبروں کی تختیوں کو دیکھنے لگی۔

"اللہ تمہیں صبر دیں میری جان، ماں باپ بہت قیمتی ہوتے ہیں۔ کسی ایک کی کمی بھی کتنی بڑی ہوتی ہے یہ میں سمجھ سکتی ہوں۔ خاص کر ماں کی کمی"

ابھی تک لال نور کی نظر ان تختیوں پر نہیں پڑی تھی، لعلین نے مسکرا کر بابا کی قبر کے سرہانے کھڑیں لال نور کو حسرت سے دیکھا۔

"لیکن میرے بابا، مجھے میری مما سے کہیں زیادہ پیارے تھے۔ وہ گئے تو میری زندگی سے سب چلا گیا۔ آپ انھیں معاف کر دیں"

لعلین کی سسک کر کی آزردہ سر گوشی پر لال نور کے دل کو کسی نے مٹھی میں جکڑا، وہ سمجھ نہ پائیں کہ لعلین نے ان سے ایسا کیوں کہا، زمین سی پیروں تلے سے سرکی پر وہ مضبوط بنی رہیں۔

"ک۔ کیا مطلب۔۔۔ میں معاف کر دوں۔۔۔ لیکن کیوں بچے۔ انہوں نے میرا کیا نقصان کیا؟ کون ہیں تمہارے ب۔۔۔۔"

لال نور کے لفظوں نے تب انکا ساتھ چھوڑا جب وہ لعلین کے پاس ہی زمین پر آکر بیٹھیں اور نظر اس قبر کی تختی پر لکھے نام پر جا ٹھہری، ایسا تھا جیسے کسی نے آنکھوں میں ریت جھونک دی ہو، وہ نام دیکھتے ہی لال نور کی آنکھیں دھندلا سی گئیں۔

چند آنسو اس عورت کی آنکھوں سے اس شخص کے نام پر بہے مگر وہ یقین نہ کر پائیں کہ وہ چلا گیا ہے، دل نے کہا شاید یہ اسکے کسی بے نام کی قبر ہو۔

ابراہیم۔۔۔ابراہیم سلطان م۔مر گیا؟ت۔۔تم اسکی بیٹی ہو"

"لعلین۔۔۔۔۔۔

مما کے کرب سے پوچھنے پر لعلین کی آنکھیں مزید تابناک ہوتی چلی گئیں۔

میں تو اپنے بابا کی وہ لعلین ہوں جسے انہوں نے آپ جیسا بنانے کی"

خواہش کی۔۔۔وہ چلے گئے، زائشہ نے زہر دلوایا بابا کو، دو سال سے ہم انکی موت کو ایک طبعی موت سمجھتے رہے مگر پھر پتا چلا وہ مارے گئے۔۔۔اور الزام لگا یا فرہاد علوی پر۔۔۔۔میرے بابا نے آپ سے نہ کوئی

بے وفائی کی نہ کبھی آپکو تکلیف دینی چاہی، انکے آپ سے شادی سے انکار کے پیچھے آپکی مما مدیحہ آفریدی اور فرہاد انکل شامل تھے، انہوں نے میرے بابا کو انکی غریبی اور مڈل کلاس کے بارے بہت برا کہا، کہ وہ لال نور کی نہ خواہشات پوری کر سکتے ہیں نہ ضروریات۔۔۔۔۔ میرے بابا آپ سے محبت کرتے تھے مگر اس روز فرہاد انکل اور مدیحہ آنٹی کی باتوں کے بعد وہ بہت دلبرداشتہ ہو گئے، آپکی مما نے انکو بہت سے پیسوں تک کی پیشکش کی، آپ سے بہتر انکے حساس دل کو شاید انکی یہ بیٹی بھی نہ جانتی ہو۔ تبھی انہوں نے فیصلہ لیا کہ وہ آپکو کسی بہترین کے سپرد کر کے ایک اچھی اور آسائشوں سے بھری زندگی جینے دیں گے اور خود پیچھے ہٹ جائیں گے۔۔۔۔۔ یہ سب بابا نے مجھے خود بتایا، بس نام کسی کا کبھی نہ بتایا کہ میں "انکے ساتھ زیادتی کرنے والوں سے حساب نہ لینے نکل پڑوں

لعلین کی آنکھیں سرخ تھیں تو لال نور اس قبر کے ساتھ بنی اس دوسری قبر کو دیکھ کر مزید رنجیدہ ہوئیں۔

میری مما، بابا کی فسٹ کزن تھیں۔۔۔وہ شادی کے کچھ سال بعد بیوہ ہو" گئیں، ایک بیٹی کے ساتھ کے سنگ۔۔۔۔۔میرے بابا نے اپنے بابا اور امی کی بات مان کر رانیہ نامی اس عورت کو اور اسکی بیٹی کو سہارہ دیا۔ کیونکہ اپنے حصے کی ساری محبت تو وہ اپنی لعلین نور پر نچھاور کر چکے تھے۔ ویسے ہی رانیہ ممی بھی اپنے پہلے ہسبنڈ کی موت کے ساتھ ہی اندر سے ختم ہو گئیں۔ پھر ایک دوسرے کے زخموں کا بس احترام کیا گیا، مما میرے بابا کو یہ لعلین دے کر خود ہمیں چ۔۔ چھوڑ کر چلی گئیں۔۔۔۔بس ایک سال رہیں وہ میرے بابا کے پاس۔۔۔۔۔اسکے بعد ابراہیم سلطان کی زندگی کا محور بس انکی دو بیٹیاں رہ گئیں۔ آپ کو چھوڑ کر وہ خود سے بھی بچھڑ گئے۔۔۔وہ مجھ میں آپ کی ہر اچھی عادت دیکھنے کے خواہش مند تھے، سو مجھے آپ جیسا بناتے چلے گئے۔ لیکن ہوش سنبھالنے سے اب تک میں نے اپنے بابا کو ہنستے آپ کے ساتھ تک تھی، ہاں وہ میرے اور ہوئے نہیں دیکھا، انکی ہنسی سیلی کے ل۔ لیے مسکراتے تھے۔۔۔۔۔۔۔انکی زندگی آسان نہیں رہی،

ضروری تھا یہ سب آپکو بتانا کیونکہ میں یہ برداشت نہیں کر سکتی کہ میرے بابا اُس جہاں کسی کرب میں مبتلا ہوں۔۔۔۔۔۔۔بحیثت محبوب انہوں نے اگر آپکا کوئی حق مارا، تو انھیں معاف کر دیں۔۔۔۔۔"

جانے کتنے کرب دبائے ہوئے بھی لعلین نے اپنے اور لال نور کے زخم ہرے کیے تھے، اپنی ماں کی سفاکیت، فرہاد علوی کی خود غرضی اور ابراہیم کی معصومیت اور مجبوری اس طرح ان پر کھلے گی یہ تو انہوں نے بھی نہیں سوچا تھا، آنسوؤں کا پھندا سا گلے میں اٹکا محسوس ہو رہا تھا، اپنی ہتھیلی اس شخص کی قبر پر سہلاتیں وہ سارا ضبط کھو دینے پر جس طرح رو دیں، خود لعلین نے انکے ساتھ آنسو بہائے۔

یہ آنسو بہنے ضروری تھے ورنہ دل پھٹ جاتا یا دماغ کی نسیں سکڑ جاتیں۔

"وہ دونوں اس سے زیادہ س۔۔سفاک ہیں، خود غرض۔۔مجھ سے ابراہیم سلطان کو چھین لینے والے، م۔۔میں کیسے اس سب پر صبر کروں۔۔۔۔۔"

"بناک کچھ کہے یہ کیسے یوں جا سکتا ہے،۔۔۔

لال نور نے بہت سے دکھ اٹھائے تھے پر ابراہیم سلطان کی موت کا دکھ سب پر سبقت لے گیا۔

آپکی مما نے اس وقت جو کیا شاید ایک ماں ہونے کے ناطے ٹھیک کیا" ہو گا، فرہاد بابا نے بھی کیونکہ محبت میں انسان کی مت ماری جاتی ہے۔ آپ ان سچائیوں کی وجہ سے ان دو سے ناراض مت ہوئیے گا۔ میں یہ سب کبھی نہ بتاتی مگر میرے لیے ان دونوں سے پہلے میرے پیارے بابا ہیں، اور ایک بیٹی ہونے کے ناطے مجھ پر سب سے پہلے اپنے بابا کی تکلیف دور کرنی فرض ہے۔۔۔۔ جب اس د۔دن آپ نے میرے بابا کا نام غصے سے لیا تو میں تبھی روئی تھی، میرے بابا کا کوئی یوں نام لے مجھ سے برداشت نہیں " ہوتا، آپ تو پھر انکی لعلین نور ہیں۔۔۔۔۔۔

لعلین کے رندھے لہجے اور ان دردناک جملوں پر لال نور نے اسکی آنکھوں سے بہتے آنسو پیار سے پونچھے۔

جس سے محبت کی جاتی ہے اس سے ناراض نہیں ہوا جاتا، ابراہیم اور میں "
یونی میں چار سال تک بیسٹ فرینڈز رہے، وہ ایک بہت نفیس انسان تھا، درد
دور کرنے کی صلاحیت تھی اس میں۔ان چار سالوں میں اس نے ایک بار
بھی اپنے حدود سے آگے بڑھنے کی کوشش نہیں کی، حالانکہ پہلے چند دنوں
میں ہی مجھے اسکی آنکھوں میں اپنے لیے چاہت کا جہاں دیکھائی دے دیا تھا،
وہ جانتا تھا لعلین نور آسائشوں میں پلی بڑھی ہے سو اپنے پیروں پر کھڑا
ہونے تک وہ مجھ سے اظہار نہیں کرنا چاہتا تھا، وہ میرے لیے ہم روح جیسا
تھا، جنکی روحیں تو آشنا ہوتی ہیں مگر جسم بالکل مخالف سمتوں کے
راہی۔۔۔اور ہمارے اس معاشرے، مذہب اور کلچر میں ایسی محبت کو
تسلیم نہیں کیا جاتا، یا تو زمینی طور پر ریجیکٹ کر دی جاتی ہے یا آسمانی۔۔۔
ہمارے وجود ایک دوسرے کو قبول کرنے کی حالتوں سے یکسر مختلف تھے
ایسی محبت جب اجڑتی ہے کیونکہ ہماری روحیں ایک جیسی تھیں۔۔۔اور
"تو بربادی دو طرفہ ہوتی ہے

اپنے آنسو سمیٹ کر وہ گہرے سانس بھر گئیں۔

اگر ہم ایک ہو جاتے تو تم اور لئیق کیسے ملتے؟ یہی بہتر تھا شاید۔۔۔۔۔"

لیکن میں نے ابراہیم کے لیے دل کو کبھی میلا نہیں کیا کیونکہ وہ بہت نایاب تھا، شاید میں اسکے قابل نہ تھی تبھی وہ قیمتی روح مجھ سے چھن گئی، وہ سب غصہ وقتی تھا۔ کیونکہ اپنوں نے وار ہی اتنے گہرے کیے تھے، فرہاد علوی سے میری ناراضگی بجا ہے، مجھ سے محبت کرنے کے بیچ جب اس شخص نے ہر چیز جائز کر دی تھی، خود غرضی اور فریب بھی تو کم از کم بے وفائی نہ

"کرتے۔۔۔۔۔مجھے بے وقعت نہ کرتے

آج بھی فرہاد علوی کی دی تکلیف اس عورت کا کلیجہ چھلنی کر رہی تھی اور وقت آگیا تھا کہ لعلین انکو فرہاد علوی اور زائشہ کی شادی کی حقیقت بتاتی۔ اور یہ سب سچائیاں لال نور کے لیے جان لیوا ثابت ہوئیں، لعلین جانتی تھی کہ یہ وقت مناسب نہیں مگر اسے اپنے بابا کی تکلیف کے ساتھ ساتھ

اس منہ بولے باپ کی اذیت کا بھی توڑ کرنا تھا جو خود مظلوم تھا، اپنی کی خود غرضی کی سود سمیت سزا کاٹ چکا تھا۔

لال نور کو اتنا رلا کر وہ خود بھی اتنا ہی روئی مگر یہ سب واپسی سے پہلے بہت بتانا اہم تھا۔

"پ۔۔ پھر بھی، میں انکے ہر احساس کو بھلا بیٹھی ہوں لعلین۔۔۔ نہیں جانتی کہ یہ سب جاننے کے بعد مجھے انکا چھونا کتنا بڑا قہر محسوس ہو گا۔

ت۔۔ تم مجھے جندل محل کے بجائے کہیں اور لے جاو پلیز۔۔۔۔۔

"دم گھٹ جائے گا میرا

وہ انکا ہاتھ پکڑے کھڑا کرتی خود بھی اٹھی تو انکے رکتے سانس پر روتی ہوئی ان سے لپٹی۔

"ا۔۔ ایسا مت کہیں نہ۔۔۔۔ پلیز مما۔ یہ آخری آزمائش ہے۔۔۔۔۔ فرہاد بابا اپنے ہر ظلم کی سزا پا چکے ہیں۔۔ پلیز انھیں مزید دکھ نہ دیں۔۔۔۔ نہ تڑپائیں انھیں۔ میرے ساتھ چلیں جندل محل۔۔۔۔۔"

وہ ان سے منت کرتی اس گھر کی خوشیوں کو مانگ رہی تھی اور لال نور سے اب اس بچی کو انکار کرنا مزید مشکل ہو گیا۔

"تم ب۔۔ بھی مجھے معاف کر دو لعلین۔۔۔ تمہارے بابا کی ہنسی اس عورت نے چھین لی۔۔۔۔م۔۔ میں نے کبھی نہیں سوچا تھا واپسی پر اسکی صورت دیکھنے کے بجائے قبر دیکھنی پڑے گی۔۔۔۔ وہ ایسی دردناک موت کا مستحق نہیں تھا۔ میری وجہ سے اسکی جان چلی گئی، م۔۔ مجھ سے محبت کر کے وہ برباد ہو گیا"

لعلین کا دل انکے معافی مانگنے پر جس طرح تڑپا، وہ آنسو دلخراش تھے جو لعلین کی آنکھوں کو تر کرتے چلے گئے۔

"نہیں مما۔۔۔ میرے بابا کے سارے درد تو آج ختم ہو گئے ہوں گے۔۔۔ انہوں نے اپنی لال نور کو دیکھ لیا۔ میرے بابا نے اپنے حصے کی ساری تکلیف دنیا میں دیکھ لی پر وہاں اس دنیا میں اللہ انکو کسی دکھ کا سایہ بھی نصیب نہیں ہونے دیں گے ان شاءاللہ۔۔۔۔۔ بس آپ نے انکے لیے

دل صاف کر لیا، میری ذمہ داری اور فرض پورا ہوا۔۔۔اب شاید انکی

"ایسی موت پر مجھے بھی صبر آجائے

لعلین کی بھیگی آنکھیں اس آسانی پر مسکرائیں تو لال نور نے بے اختیار اس پیاری بچی کو اپنے سینے سے لگایا۔

دونوں کی تکلیف پر افراہیم اور گل بھی افسردہ تھے مگر یہ دکھ ختم ہونے کو ہیں، اس بات کا یقین ان سب کے دکھی دلوں کو تقویت دینے کا سبب بننے والا تھا۔

....★☆☆☆☆☆★....

ٹھیک دن کے ساڑھے گیارہ تک لئیق ایزد اپنی منزل پر پہنچ چکا تھا، لئیق کو کی گاڑی ائیر پورٹ سے سیدھا اسکے آفس ہی پہنچانے آئی تھی جہاں IB دستگیر نے ہی لئیق کا ویلکم کیا۔

پلین ٹویل وائیٹ فٹ پینٹ، بلیک فل سلیو شرٹ، لائیٹ گرے سلم فٹ کوٹ، پیروں میں بلیک ہائی ٹاپ پہنے، بالوں کا مخصوص فلفی انداز، سن گلاسیز اتارتے ہوئے وہ گاڑی سے پر اعتماد انداز سے نکلا تو نظروں نے دستگیر عالم کو بیقرار و بے تاب سا دیکھتے ہی اس چمکتے دن کی روشنی آنکھوں میں بھر لی۔

"دستگیر عالم! میرے بھائی"

دستگیر عالم سے گاڑی سے نکلتے ہی لپک کر جس طرح وہ بردارانہ انس کے سنگ گلے لگا، خود دستگیر کو لگا جیسے مدت بعد دل کو مکمل راحت ملی ہو۔

بھائی۔۔۔۔اس بار آپ کا سب سے مختصر مگر جان لیوا ٹرپ تھا۔۔۔۔دل"

"خوش ہو گیا آپ کو دیکھ کر، کیسے ہیں، پہلے سے زیادہ ڈیشنگ ہو گئے ہیں

دستگیر کی خوشی پر لئیق نہ صرف مسکرایا بلکہ اسکی گال تھپکائی جبکہ اپنی تعریف پر ہمیشہ کی طرح لئیق ایزد کی روح بے چین سی ہوئی۔

"ہاہا خود کو نہ دیکھنے پر ڈیشنگ ہو گیا ہوں کیا پگلے۔۔۔۔۔ نکھرے ہوئے تو تم ہو نئے نویلے دلہے میاں باقی رہی میری بات تو بالکل ٹھیک ہوں دستگیر عالم، یہ ٹرپ واقعی جان لیوا تھا۔ میرے لیے بھی اور میرے ہر پیارے کے لیے بھی۔ یہاں سے دور رہنا اس بار میرے لیے بھی مشکل تھا، اللہ کا کرم ہے کہ یہ مشکل وقت گزر گیا"

لئیق نا صرف اتنے سارے دنوں میں گردن کے زخم کے ریکور ہونے پر فٹ ہو چکا تھا بلکہ پہلے سے زیادہ ہنڈسم ہو گیا تھا جسکی وجہ اسکی ڈریسنگ میں غیر معمولی تبدیلی اور بیرڈ میں ہوتا معمولی سا اضافہ تھا کیونکہ اسکے وجیہہ چہرے پر بڑھی بیرڈ زیادہ بھاتی، اب اتنے دن کہاں وہ خود کو توجہ دے پایا تھا، لیکن اس طرح وہ زیادہ پرکشش لگ رہا تھا، دستگیر نے بھائی کی ہر بات کی خوش دلی سے تائید کی۔

"جی بالکل بھائی، بہت مس کیا آپکو۔۔۔۔۔آئیں اندر"

مسکرا کر وہ دستگیر کے ساتھ ہی آفس کی طرف بڑھا تو سٹاف نے بھی لئیق کو اتنے دن بعد دیکھ کر خوشی سے ویلکم کیا اور پھر وہ وہاں سے سیدھے آفس ہی آئے۔

کوٹ اتار کر رولنگ چیئر کی پشت پر لٹکائے لئیق نے باس رولنگ چیئر سنبھالی تو دستگیر بھی سامنے آکر اسکے روبرو براجمان ہوا۔

" ہاں اب بتاو۔۔۔۔کیا حالات ہیں؟ شجاع کا فیصلہ ہوا یا نہیں؟"

وہ آتے ہی کام پر آچکا تھا اور لئیق کی یہی اچھی عادت تھی کہ وہ ہمیشہ اپنی ذمہ داریاں یاد رکھتا تھا۔

"جی بھائی کل ہو جائے گا، فراڈ اور دھوکہ دہی کے معاملے میں لمبا اندر جائے گا۔ آپ وقار کا کچھ سوچ لیں تاکہ اسکا بھی انجام ہو سکے، بچارے کی تکلیف دیکھی نہیں جاتی۔۔۔۔۔ قاتل ہے پھر بھی قابل رحم حال پر آیا ہوا ہے۔۔۔ فرہاد علوی سے اس نے اپنے تینوں بچوں سے ملنے کی درخواست

کی تھی اور انہوں نے اس سے وعدہ بھی کر لیا، اور تو اور زائشہ بھی بہت
"مشکل سے بچی ہے، فرہاد انکل تو اسے مار ہی ڈالتے اگر میں بر وقت نہ پہنچتا
یہ سب سن کر وہ ہر گز خوش نہ ہوا بلکہ چہرے کے تاثرات پتھریلے ہوئے،
دستگیر کے آخری جملے پر لئیق کے چہرے پر برہم سنجیدگی چھائی۔
اس بندے کو رحم ہی تو یہاں تک لایا ہے، ہر ایرا غیرا رحم کے لائق نہیں"
ہوتا انھیں یہ بات ساری زندگی گزار کر بھی سمجھ نہیں آئی۔ خیر۔۔۔۔۔
"تمہارے لیے ایک ٹاسک ہے دستگیر عالم
اول جملے تکلیف سے کہے لئیق نے فورا مدعے کی طرف آتے تمہید باندھی
جس پر دستگیر نے تمام تر توجہ بھائی کی جانب مبذول کی۔
"جی بھائی حکم کریں"
دستگیر نے فوری جاننا چاہا۔
آفتاب منصوری۔۔۔۔۔ ہمارا اگلا ٹارگٹ ہے۔۔۔اور یہ معاملہ تم سنبھالو"
گے، مجھے کل تک آفتاب منصوری کے بارے میں ہر چھوٹی بڑی چیز پتا کروا

کے دو، اسکی فیملی، سٹیٹس، کیا کرتا ہے، مطلب اس سے جڑی ہر
"چیز۔۔۔۔۔۔۔
اس نئے مشن کو لے کر لئیق خود پیچھے رہ کر اس آفتاب کے بارے جاننا چاہتا تھا اور یہ کام اسکے بعد اگر کوئی پروفیشنلی کر سکتا تھا تو وہ اسکی نظر میں دستگیر تھا۔
"ٹھیک ہے بھائی میں آج ہی اس کام پر لگتا ہوں، اور کوئی حکم"
دستگیر کے مزید پوچھنے پر لئیق نے سوچنے کے انداز میں سر کو جنبیش دی۔
مانی!۔۔۔۔اسکی سیکورٹی ٹائیٹ کرواو۔۔۔۔۔آجکل اسکے پیپرز ہیں سو" میں چاہتا ہوں وہ ہر وقت ہمارے لوگوں کی نظر میں رہے۔ شیری خود بھی اس مڈراٹمنٹ کے بعد محتاط ہو چکا ہو گا لیکن پھر بھی، دشمن کس قدر گندی ذہنیت کا مالک نکلے، ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ میرے جو شبہات ہیں وہ بہت خطرناک ہیں سو احتیاط ابھی سے کرنی ہو گی"

لئیق اس معاملے کو لے کر جس طرح انتہائی فکر مند تھا، دستگیر کو معاملے کی سنگینی کا بخوبی احساس ہو رہا تھا۔

"ٹھیک ہے بھائی میں اپنے لوگوں کو ابھی ایکٹیو کرتا ہوں جا کر، آپ کچھ کھائیں گے یا فوری محل چلیں گے؟"

دستگیر نے فوری ہدایت پر عمل کیے اٹھ کھڑے ہوتے جاتے جاتے پوچھا تو لئیق کو اتنی انٹینس صورتحال میں مسکراتا دیکھ کر وہ بھی خوشگوار حیرت میں مبتلا ہوا۔

"نہیں۔۔۔۔پہلے لعلین کو واپس پہنچنے دو۔ تم جاو محل۔۔۔۔جب وہ واپس پہنچ جائے تو مجھے بتا دینا۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ میرا ویکم وہ کرے۔۔۔۔تب تک میں زرا سٹاف سے مل لیتا ہوں"

لئیق کے دلفریب مسکراہٹ اور احساس سے بھرے جواب پر دستگیر بھی ویسا ہی مسکرایا اور سر ہلائے بھائی سے اجازت لیے آفس سے نکل گیا اور لئیق نے بھی اٹھ کر اپنے قدم آفس سے باہر کی سمت بڑھائے۔

گھڑی کا ہندسہ بارہ عبور کرنے والا تھا، شہریار نے آج اپنا اور مانی کا ناشتہ خود بنایا اور ٹھیک بارہ بجے وہ ناشتہ ڈائنگ پر لگائے واپس کمرے میں آیا۔
وہ اب بھی نیند میں گہری ڈوبی تھی، اسکی تھکن اترتی دیکھ کر وہ روم میں انٹر ہوا اور یوں لگا جیسے سو وہ رہی ہو مگر سکون اور اطمینان شہریار جدون کو مل رہا ہو۔

"میرے ساتھ یہ لڑکی محفوظ نہیں ہے پھر بھی میں اسے اپنے پاس آنے پر مجبور کر چکا ہوں، نا جانے کیا ہو گا اب۔۔۔اپنی وجہ سے ایک بار پھر تمہیں تکلیف پہنچنے نہیں دے سکتا، تم نے میری زندگی میں آ کر نہ میرے لیے سلامتی چھوڑی نہ اپنے لیے"

وہ کب سے مانی اور اپنے متعلق سوچنے کی کوشش میں آجا کر اس لڑکی کی فکر پر رک جاتا رہا، اس وقت بھی اسکے کئی خدشے گھیرے ہوئے تھے، علیش کو دی مہلت کچھ دیر تک ختم ہونے والی تھی، اور علیش اسکے قبضے میں ہے یہ بات اسکے باس کے لیے سکون سے بیٹھنے والی نہیں تھی اور وہ جانتا تھا عنقریب کچھ بہت برا ہونے والا ہے۔

شیری اسکے پاس ہی بیٹھا اور اپنی ہاتھ بڑھا کر اس نے مانی کے چہرے پر بکھرے بال سمیٹ کر اسکے بے داغ سرخ پڑتے رخسار سے ہٹائے تو اس لڑکی کی کشش، کشش ثقل کو مات دیتی محسوس ہوئی، اسکا اپنا آپ مانی کی طرف مائل ہونے میں لمحہ بھی نہ لگاتا اور اس نے تبھی اپنی خواہشات کی شدت کے آگے جب مانی کو دیکھا تو ڈر لگا، اس لڑکی کے لیے اپنے جذبات سے وہ خوف کھا رہا تھا، جب اپنا آپ اسکی بے خبری کے آگے مفلوج محسوس ہوا تو شیری نے یہی مناسب سمجھا کہ اس لڑکی کی اس جان لیوا بے خبری کو ختم کیا جائے۔

"!مانی۔۔۔۔"

شیری نے نرمی سے اسکی گال ہتھیلی سے رب کیے اسے جگانا چاہا مگر وہ اس نرم لمس پر جاگ تو گئی مگر کسمسا کر کروٹ بدل گئی۔

"مجھے سونے دیں نہ، آنکھیں بہت درد کر رہی ہیں۔۔۔پلیز میرا پیپر دے

"آئیں شیری۔۔۔۔اف ہلنے کا بھی موڈ نہیں

کروٹ بدل کر تکیے کو دبوچے وہ جس طرح مظلومیت سے منمنائی، شہریار نے پہلے تو اس سے تکیہ جھپٹ کر پرے پھینکا پھر اسے پکڑ کر واپس سیدھی کروٹ کروائے لٹایا تو مانی نے منہ کے زاویے بگاڑے مندی مندی آنکھیں کھولے شیری کو خود پر زرا سا جھکتے دیکھا۔

"تمہارا پیپر میں دے تو آتا مگر میرے پہاڑ جُسے سے وہ ایگزمینیشن ہال والے برقعے میں بھی پہچان جائیں گے کہ یہ مانی نہیں مانا ہے"

شیری کے بنا سوچے کہنے پر وہ سوئی سوئی بھی یکلخت ہنس دی، باخدا وہ مسکراہٹ کے شدید پیارے لمس میں ڈھلتے ہونٹ شیری کے صبر کا پیمانہ لبریز کر گئے، بڑی دقت سے اپنی بدلتی کیفیت پر اس نے قابو پایا۔

"ہاہاہا نا۔۔۔ کیوٹ لگے گا آپکو برقعہ۔۔۔ پلیز دے آئیں نہ، آپکی وجہ سے میری نیند پوری نہیں ہوئی، رو رو کر آنکھیں سوجھ گئیں۔ اور پیپر بھی ٹھیک سے یاد نہیں آرہا کہ تھا کس سبجیکٹ کا۔ میرا فیوچر آپکی وجہ سے خطرے میں ہے اور آپ میرے لیے ایک پیپر نہیں دے سکتے"

مانی کے ہنس کر آخر تک روتی صورت بنانے کے اس امتزاج پر خود شیری نے اسے مسلسل آزمانے اور مائل کرنے پر سر دسا گھورا۔

"تم زیادہ شوخی نہیں ہو رہی، میں نے کونسا تمہارا فیوچر خطرے میں ڈالا ہے۔۔۔ کتابیں کھا گیا ہوں یا تمہارے دماغ سے بائیو ڈیٹا ہیک کر لیا۔ یہ کہو کہ تھی ہی نالائق۔ اپنی نالائقی کا ملبہ تم مجھ پر نا ڈالو۔۔۔ ہنہ۔۔ اٹھو اب۔۔۔ پیپر دے آوں اسکا، ابا جی کا راج سمجھا ہے تم نے"

ایک تو وہ اپنے مزاج کے بر عکس بڑ بڑاتا جا رہا تھا اوپر سے مانی اسے مسلسل زچ کرتی مسکراہٹ اور پر خمار آنکھوں سے تک کر چڑانے میں لگی تھی، مگر شیری کا یوں سلگنا مانی کو بہت مزہ دے رہا تھا۔

"اوہیلو، نالائق نہیں ہوں۔ وہ تو عشق نے غالب نکما کر دیا ورنہ میں بھی لڑکی تھی کام کی۔

کیا فائدہ اس شہر کے ایس ایس پی کی اکلوتی بیوی ہونے کا جو میری ایک پیپر سے جان نہ چھڑوا سکے، ہنہ۔۔۔۔ناشتہ بنایا ہے آپ نے؟"

اس لڑکی کی نزاکتیں دیکھ دیکھ شیری کو صدمے مل رہے تھے، اور یہ غالب والے حوالے پر تو شیری ہر گز چپ نہ رہ سکتا تھا۔

"تم ایس ایس پی کی بیوی ہو، محکمہ تعلیم کے وزیز کی نہیں۔۔۔اور سستا غالب بننے کی کوئی ضرورت نہیں، تمہاری یہ شاعری ان کو قبر میں بھی تڑپا چکی ہو گی۔۔۔۔اٹھو۔۔۔ناشتہ بنا دیا ہے، ٹھوس لو آ کر، کیونکہ دماغ تو میرا سارا چاٹ ہی چکی ہو۔۔۔۔"

وہ پاس سے اٹھے ناک بھوں چڑھاتا تیزی سے کمرے سے نکلا تو مانی بھی ہنس کر بستر چھوڑے اٹھی۔

"اب آئے ہیں نہ آپ قابو۔ایسے ہی خدمتیں کرواوں گی اور ابھی تو آپکے ناشتے میں نقص بھی نکالنے ہیں، بہت ہستی رولنے والی ہے آپکی"

غائبانہ خطرناک ارادے کرتی وہ واش روم گھسی، ہاتھ منہ دھوئے محترمہ سیدھی نیچے تشریف لائیں تو شیری پہلے ہی کرسی گھسیٹ کر بیٹھا ٹیک لگائے فون میں لگا تھا، مانی کو آتا دیکھ کر اس نے آج فون خود ہی ایک طرف رکھا تاکہ مزید اس لڑکی سے بعث نہ ہو پائے۔

تفاخر سے اپنی راج ہنس سی گردن اکڑا کر کرسی پر بیٹھے مانی نے ناشتے سے سجی میز پر طائرانہ نگاہ دوڑائی۔

مکھن اور دودھ والے فرائے ٹوسٹ کے ساتھ سپائسی آمیلیٹ تھا اور یہ ناشتہ اتفاق سے مانی کا فیورٹ تھا مگر اسے حیرت یہ تھی کہ شیری کو کیسے پتا

چلا مگر پھر اسے یاد آیا جب وہ پہلے اس سے باتیں کرتی تھی تبھی اس نے ایک بار اپنے اس فیورٹ بریک فاسٹ کا شیری کو بتایا تھا۔
لیکن دودھ کے اتنے بڑے گلاس کو دیکھ کر مانی نے ناگواری سے منہ بسورا۔

یہ دودھ کا گلاس تم نے شرافت سے ختم کرنا ہے ورنہ بے بی کو رہا سہا سبق بھی بھول جائے گا، پھر امتحان میں انڈہ لے کر آو گی اور خوامخواہ میرا خون جلے گا"

وہ اسے جس طرح غضب دلاتے ٹریٹ کر کے شرمندہ کر رہا تھا، مانی نے اسے سیخ پا ہوئے گھورا۔

شیری میں چھوٹی بچی نہیں ہوں، خود پیئیں یہ۔۔۔اور میں آپکا بے بی نہیں آپکی وائف ہوں۔ میں تو یہ کھاوں گی"

مانی نے چڑ کر گلاس منہ کے زاویے بگاڑ کر خود سے پرے سرکائے چھری کانٹے کی مدد سے ٹوسٹ ٹرائے کیا، پہلی ہی بائیٹ میں مانی نے ذائقے کو

مزیدار پانے کے باوجود یوں منہ بسورا جیسے منہ میں زہر اتر گیا ہو اور شیری پہلے ہی جانتا تھا اسکی ایڈوانس ڈرامے بازی کو۔

"ہک ہاہ! اتنے برابر یک فاسٹ۔۔۔۔ میری زبان کا ٹیسٹ ہی خراب ہو گیا، بس زبان چلانی آتی ہے۔ کبھی ہاتھ بھی چلانے سیکھ لیتے۔۔۔۔۔"

مانی نے بنا نظر ملائے ہی واویلا مچایا اور شیری کی طرف دیکھا تو اسکی خونخوار صورت محترمہ کو لطف بخش گئی، دل یہی چاہا کہ اپنے طریقے سے اس لڑکی کی زبان کے سارے زائقے خوشگوار کر دے مگر فی الحال وہ خود اس سب سے دوری چاہتا تھا۔

"میں تمہاری میڈ نہیں ہوں، نہ مردوں کا کام ہے کھانا پکانا۔ ویسے بھی تمہاری تعریف بالکل درکار نہیں، اچھا نہیں لگا تو مت کھاو۔ جا کر خود بنالو" شیری نے کھردرے ناراض لہجے میں کہا اور فون پر کوئی میسج آتے دیکھ کر کہیں جانے کو اٹھ کھڑا ہوا۔

یہ ناراضگی ہٹا رہے ہیں آپ؟، میں نے کہا اور آپ اٹھ کر چل دیے۔"

" ایسے بھاگتے رہیں گے تو بھول ہے کہ میں مانوں گی۔۔۔۔

مانی اسکے اٹھنے پر جاتے ہی اٹھ کر بھاگنے کے انداز میں شیری کے سامنے آئی اور چیلنجنگ نظروں سے دیکھے مخاطب ہوئی جس پر وہ آبرو اچکائے اسے گھورا۔

مجھے کچھ کام ہے، تھانے جانا ہے۔۔۔۔۔ بابا کا میسج آیا تھا وہ لوگ پہنچنے "
"والے ہیں۔انھیں مت بتانا کہ مجھے گولی لگی تھی اوکے؟

شہریار کے نرمی سے سمجھانے پر وہ اسکے جانے کا ارادہ بھانپے پھر سے اداس سی سامنے آئی۔

"اور مجھے کون چھوڑ کر آئے گا پیپر کے لیے؟"

مانی نے سنجیدگی سے پوچھا، حالانکہ وہ چاہتی تھی وہ اس کے مزید نخرے اٹھائے۔

" بابا لے کر جائیں گے تمہیں پیپر دلوانے"

شیری نے ایک بار پھر اسے دیکھنے سے اجتناب برتے تحمل سے جواب دیا اور مانی نے سر ہلائے واپس میز تک قدم بڑھائے اور جا کر اداس ہوئے بیٹھی، شیری کے بغیر بریک فاسٹ جتنا بھی اچھا ہوتا، اسے برا ہی لگتا۔

"کیا واقعی برا بنا ہے بریک فاسٹ ؟"

مانی نے اسکے سوال پر وہیں کرسی پر گھومے چہرہ موڑا تو شیری کے سوال پر وہ فتنہ خیز مسکرائی۔

"نہیں۔۔۔ براترین۔۔۔۔۔۔۔"

جان بوجھ کر اسے غضب دلائے وہ ہنس کر ناشتہ واپس شروع کر چکی تھی اور شیری منہ ہی منہ میں اس لڑکی کی تعریف میں کچھ بڑبڑا کر کہے خود بھی سپاٹ چہرے کے سنگ سیڑھیاں پھلانگتا ہوا کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

.._____..

افراہیم جدون کی گاڑی جندل محل کے باہر رک چکی تھی، دھوپ اب بھی نہیں نکلی تھی، لال نور نے نظر اٹھا کر جندل محل کے گیڈ اور اس عالیشان عمارت کی سمت دیکھا تو ساتھ بیٹھی لعلین نے بھی اپنی آنکھیں محل کی سمت جمائیں اور ساتھ اذیت سے اس خوف کو دبا تیں لال نور کا ہاتھ پیار سے اپنے ملائم ڈھارس دیتے ہاتھ ست جکڑ کر دبایا۔

"مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے لعلین"

لال نور نے چہرہ اسکی سمت کیے جس بے قراری سے کہا، وہ تینوں ایک جیسا دکھ محسوس کر رہے تھے، دل افسردہ اور عجیب سے انتشار کی زد میں تھے۔

"کیوں۔۔یہ آپکا گھر ہے نہ پھر کیسا ڈر مما۔آپ ہمت نہیں ہار سکتیں، مجھے پتا ہے یوں اتنے سالوں بعد یہاں آنا آسان نہیں لیکن آپکو حوصلہ کرنا ہے۔اپنے پر ڈر کا سامنا کرنا ہے۔فرہاد بابا کی آنکھیں آپکو دیکھنے کے لیے ترس رہی ہیں"

لعلین کا ہمت دلانا بھی اس وقت انھیں مضبوط نہ کر سکا، سب کا سامنا وہ کر لیتیں مگر فرہاد کا کیسے کریں گی سمجھ سے باہر تھا، خود افراہیم اور گل لالہ انکی کیفیت پر پریشان تھے۔

"تم مجھے کہیں اور لے جاونہ"

لال نور کا ملتجی ہونا، لعلین کو بھی آزردہ کر گیا۔

ملال آنکھوں سے جھلک کر پورے چہرے پر پھیلا۔

میں آپکو آپکی اصل جگہ دیکھنا چاہتی ہوں۔۔۔۔پلیز مما میری اور لئیق کی"

"خاطر ہی سہی دل کو سنبھالیں۔۔۔۔

لعلین کا اصرار ماند نہ پڑا تو وہ گہرا سانس بھر کر پھر سے گردن موڑ کر اس وحشی محل کو خوفزدہ نظروں سے دیکھنے لگیں۔

"چلیں افراہیم بابا، ہار ن دیں"

لعلین کے کہنے پر افراہیم صاحب نے گاڑی مین گیڈ کے کچھ قریب لے جاتے ہارن دیا تو اگلے ہی لمحے جندل محل کے ڈرائیور نے گیڈ کھولا تو گاڑی سیدھی جندل محل کی وسیع و عریض راہداری پر آگے بڑھنے لگی۔

دستگیر جولان میں ہی کھڑا گارڈز کو مانی کی خفاظت پر معمور کرنے اور انکو بریف کرنے میں مصروف تھا، ہارن سن کر گارڈز کو وہاں سے روانہ کیے پورچ کی سمت بڑھا، باقی سب محل کے اندر موجود تھے۔

گاڑی پورچ میں رکی تو دستگیر عالم نے ہی مسکرا کر گاڑی سے نکلتے افراہیم صاحب سے مصافحہ کرتے ہاتھ بڑھایا اور پھر گل اور لعلین دونوں کے باہر نکلنے پر دونوں کو مسکرا کر دیکھے وہ تب بے یقینی میں مبتلا ہوا جب لعلین کے بعد گاڑی کا دروازہ کھولے ڈری اور سہمی سی لال نور نے اپنے قدم باہر نکالے۔

اک لمحہ تو دستگیر عالم کو اپنی آنکھیں دھندلائی محسوس ہوئیں، خود لال نور بھی اپنے لئیق کے سب سے پیارے دستگیر کو دیکھے پر نم ہوتی آنکھوں سے مسکرائیں تو وہ لپک کر انکی طرف بڑھا۔

"کتنے بدل گئے ہو تم جنٹل مین"

لال نور کے پیار سے دستگیر کی گال سہلانے پر وہ سرخ ہوتی آنکھوں کے باوجود مسکرایا، لال نور کا وہی ہاتھ عقیدت سے تھاما۔

اور آپ پہلے سے کہیں زیادہ خوبصورت ہو گئی ہیں، جندل محل کی کوئین" کو خوش آمدید کہتا ہوں۔۔۔۔ ہم نے آپکو بہت مس کیا نور آنٹی۔۔۔۔

"بہت زیادہ

ماحول عجیب جذباتی سا ہو گیا تھا تبھی تو سبکی آنکھوں میں نمی تھی، دستگیر کے پیار بھرے ویلکم پر لال نور کی آنکھوں میں بھی نمی سی اتری اور دل عجیب سا رکتا محسوس ہوا جسے بحال کرنے کو انہوں نے دقت سے سانس خارج کرتے اس محل میں ہوتے بدلاو دیکھے۔۔

جبکہ اس خوبصورت جذباتی ملن کے بعد افراہیم اور گل نے یہیں باہر سے ہی سب سے اجازت لی کیونکہ افراہیم صاحب کو کچھ اہم کام تھے۔
دستگیر نے انکور کنے اور لنچ کر کے جانے کا بہت کہا مگر وہ رسانیت سے ٹال گئے۔

دونوں کو رخصت کرتے ہی دستگیر نے دونوں حسیناوں کو اپنے ساتھ چلنے کا کہا، وہ جندل محل کی طرف جیسے جیسے بڑھ رہے تھے، لال نور کی دھڑکنیں سست پڑ رہی تھیں، اولیو گرین جوڑے میں کندھے پر باریک شال اوڑھے ہوئے، لعلین بہت لائیٹ سا تیار تھی، چہرے سے کچھ مرجھائی ہوئی، خزن چہرے اور آنکھوں کے حسن کو دہکا رہا تھا، اور لال نور لائیٹ ییلو اینڈ پیچ کلر کے جوڑے میں ویسے ہی دوپٹے کو گرد پھیلائے ہوئے تھیں، بالوں کا ڈھیلا سا بن ان پر بہت جچ رہا تھا۔

لعلین نے انکا ہاتھ تھامے انکو جندل محل کی مرکزی روش تک پہنچنے تک تسلی تھمائی مگر دروازے تک وہ جس طرح سانس رکنے پر لعلین کا ہاتھ دباتے رکیں، خود دستگیر کا دروازہ کھولتا ہاتھ لال نور کی گھبراہٹ پر تھما۔

"م۔۔میرا دل ڈوب رہا ہے"

لال نور کے کرب سے سسک اٹھنے پر جہاں دستگیر پریشان ہوا وہیں لعلین نے فورا سے پہلے مما کو گلے لگایا۔

"میں ہوں آپکے ساتھ، وہ بھی آتا ہوگا۔۔۔۔کیوں گھبرا رہی ہیں، آپکی ملکیت ہے یہ سب۔۔۔آپ یہاں کی حاکم ہیں۔ یہاں دیکھیں میری طرف"

دستگیر دونوں کی اتنی جلدی بن جاتی آپسی محبت اور کیمسٹری پر جہاں دھیما سا مسکرایا وہیں لعلین نے جس طرح انکو خود سے الگ کرتے اپنی ہتھیلوں کو انکے رخساروں سے لگایا، وہ ناچاہتے ہوئے بھی ہمت کرنے پر مجبور

ہوئیں، اب تو چند قدموں کی دوری رہ گئی تھی، انھیں یہ ہمت کرنی ہی پڑی۔

"کچھ برا نہیں ہوگا۔۔۔۔یقین کریں۔۔۔آئیں اندر۔۔۔دستگیر تم چلو پہلے"

پہلے وہ لال نور کا ڈر ہٹائے یقین دلاتے بولی پھر دستگیر کی طرف دیکھتے مسکرائی جو سر ہلائے دروازہ کھولے اندر داخل ہوا تو جندل محل کے ہال میں ہی فرہاد صاحب، صبور، اور مریم بی ہلکی پھلکی گفتگو کرتے براجمان تھے، سب لنچ پر لئیق اور لعلین کا انتظار کر رہے تھے۔

دستگیر کو اندر آتا دیکھ کر تینوں کی توجہ ایک ساتھ بیرونی انٹرنس کی جانب مبذول ہوئی، اک لمحہ تو دستگیر کو اکیلے اندر داخل ہوتے دیکھ کر تینوں کے دل عجیب سے بیقرار ہوئے۔

"لگتا ہے لعلین آگئی۔۔۔۔۔"

فرہاد صاحب خوش دلی سے کہے اٹھے تو صبور اور مریم بی بھی مسکرا کر اٹھیں اور دستگیر کی طرف بڑھیں مگر جندل محل میں لعلین کے داخل ہونے پر جہاں ان تین کی آنکھیں خوشی سے کھل سی گئیں وہیں جب وہ دوسرا اہم چہرہ دیکھائی دیا تو وہ تینوں اپنی جگہ پتھر کے مجسمے بن گئے تھے۔

لعلین کے ہاتھ میں لال نور کا ہاتھ شدت سے مقید تھا اور مریم بی، صبور کی آنکھیں تو حیرت اور بے یقین سے منجمد تھیں مگر فرہاد علوی کی تو حرکت کرتی کائنات تھم گئ تھی، دل میں کھنچاو پڑا تھا، درد کی لہر نور کا دیدار کرتے ہی پورے وجود میں کسی آبلے کی طرح پھٹ گئ، انکی زندگی کا دردناک لمحہ اس عورت سے محروم ہونے کا تھا مگر ان ناامید ہو جاتی آنکھوں کو اسی چہرے نے ساکن کر دیا، بنا پلک جھپکے، نگاہ موڑے، رخ بدلے وہ خود کو یقین دلاتے رہے۔

"ن۔۔۔نور۔۔۔۔۔۔ک۔۔کیا تم سبکو میری نور نظر آرہی ہے؟"

ویران اجڑی آنکھیں بھیگ گئیں، آنکھوں سے اک بے آواز آنسو اتر کر انکی بڑھی بیرڈ میں دفن ہوا اور جس طرح فرہاد علوی کی آواز گلے میں گھٹی، ان آنکھوں میں محبت یا مہربانی کی ہلکی سی رمق بھی ہوتی تو وہ سانس باآسانی لے لیتے مگر انکی نور سپاٹ چہرہ لیے انکے سامنے کھڑی تھیں، انکی نظروں کا اثر، دل پر آرے چلا رہا تھا، لعلین نے اک نظر لال نور کو دیکھا اور اک اس تھم چکی کائنات والے شخص کو جسکی جان اسکے جسم سے جاتی محسوس ہو رہی تھی۔

"آپکا سرپرائز۔۔۔۔۔آپکی لال نور لے آئی ہوں فرہاد بابا"

لعلین کے سماعت میں پڑتے الفاظ اس شخص کو بہت دور سے آتے سنائی دیے، وہ آگے بڑھنا چاہتے تھے پر قدموں میں سکت نہ رہی۔

صبور اور بی جان کی آنکھیں بھی یہ تکلیف دہ ملن تکتیں سرخ ہوئیں، خود دستگیر کے چہرے پر رنج بیٹھا تھا۔

فرہاد علوی زرا آگے بڑھے تو لڑکھڑا گئے جس پر دستگیر نے فوری انھیں سہارا دیا، اس شخص کے لڑکھڑانے نے لال نور کے وقتی ظالم بن جاتے دل کو بھی مٹھی میں لیا تھا تبھی تو وہ لعلین کا ہاتھ چھوڑے بے اختیار فرہاد علوی کی جانب بڑھ گئی تھیں کیونکہ وہ شخص انکی ایسی نظریں آج بھی نہیں سہہ سکتا تھا۔

"کیا حالت بنالی ہے آپ نے اپنی فرہاد"

وہ قریب آئیں تو دستگیر نے جو انکا ہاتھ تھاما تھا وہ لال نور نے ویسے کی اپنے ہاتھ میں لیا، جو یہاں آنے سے خوفزدہ تھیں، اپنی ساری تکلیف اس شخص کی ویران آنکھوں کے آگے فرمواش کر بیٹھی تھیں، ہر کوئی ان دو پر تکلیف سے نگاہ کیے کھڑا تھا، لیکن وہ تو اپنی تکلیف کے آگے بے جان ہو کر ہوش سے بیگانے ہو گئے، دستگیر نے ایک بار پھر انکو سہارا دیا مگر شاید یہ انکی طاقت سے بہت زیادہ تھا تبھی نور کا یوں بنا لڑے جھگڑے وہ ہاتھ تھام لینا سہہ نہ سکے، لال نور کی آنکھیں اس شخص کی حالت پر بھیگ گئیں، سارے

قہر ڈھانے کے فیصلے دھرے کے دھرے رہ گئے، اصل سزا میں تو انھیں وہ شخص مبتلا لگا جس میں اپنی نور کو اپنے سامنے دیکھنے کی تاب بھی نہ بچی تھی۔

ایمر جنسی میں ڈاکٹر تک کو بلایا گیا، دستگیر ہی انھیں اٹھائے انکے اور لال نور والے بیڈ روم کی طرف بڑھا تو سب کے ہی ہاتھ پیر فرہاد صاحب کی حالت پر پھول گئے۔

دس منٹ تک ڈاکٹر پہنچ آیا تو سب انہی کے بیڈ رو میں اضطرابی انداز میں کھڑے تھے، لعلین کی آنکھیں بھیگی تھیں، وہ اس شخص کی حالت پر بہت پریشان تھی جبکہ لال نور انکے سرہانے بیٹھیں انکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے سارے جرم معاف کیے بیٹھی تھیں، بس اس شخص کی بند آنکھیں دیکھنی محال تھیں، اسکا تڑپنا ہر گز جھوٹ نہ تھا، اور ایسے شخص کو اب وہ سزا دیں یہ سوچنا انکے آنسوؤں میں تیزی لا رہا تھا، جیسا بھی تعلق تھا، لیکن اتنا گہرا

ضرور تھا کہ وہ اس شخص کی اذیت پر کبھی پر سکون نہیں رہ سکتی تھی، سب کا ہی دل سہما ہوا تھا۔

"بہت شدید ذہنی جھٹکا پہنچا ہے، تبھی بے ہوش ہو گئے ہیں۔ انجکشن دے دیا ہے، ایک ڈیڑھ گھنٹے تک ہوش میں آ جائیں گے"

ڈاکٹر نے خطرے سے باہر کا بتا کر سبکا ہی ڈوبتا دل بحال کیا مگر لال نور سے اس شخص کی یہ حالت دیکھنی اس تسلی کے بعد بھی بہت مشکل تھی۔

"خطرے کی تو کوئی بات نہیں ہے؟"

دستگیر نے ڈاکٹر سے پھر بھی پوچھا تو وہ فوری رسانیت سے نفی میں گردن ہلا گئے۔

"نہیں لیکن انکی مینٹل کنڈیشن دن بدن ابتر ہو رہی ہے دستگیر، انھیں خوش رکھنے کی کوشش کریں۔ بہت ذہنی ٹنشن کا شکار ہیں۔ میں کل پھر دیکھنے آوں گا"

ڈاکٹر کی بات ان پانچوں نے سنی، تبھی سب ہی کے تاثرات ایک سے دکھ درد بھرے تھے۔

"جی ٹھیک ہے، آیئے میں آپکو باہر تک چھوڑ دوں"

دستگیر نے سر ہلائے تائید کی اور انھیں ساتھ لیے کمرے سے نکلا۔

لال نور نے کرب سے نظر اٹھائے لعلین پر ڈالی جو خود فرہاد بابا کے یوں ہوش کھو دینے پر دکھی ہوئے کھڑی تھی۔

صبور اور مریم صاحبہ کی بھی حالت مختلف نہ تھی، اب تو فرہاد صاحب کی طبعیت اتنی حساس ہو چکی تھی کہ وہ کوئی جھٹکا سہہ نہیں پا رہے تھے۔

"بہت سہا ہے بردار نے، انکی تکلیف کے ہم سب گواہ ہیں نور، لیکن آپ آ گئی ہیں تو اب یہ بالکل ٹھیک ہو جائیں گے۔ بہت خوشی ہو رہی ہے آپکو زندہ دیکھ کر، بہت یاد کیا ہم نے آپکو، دعا ہے اب ہم سب کوئی دکھ نہ دیکھیں۔۔

نور کو فرہاد علوی کے چہرے کی سمت تکتا دیکھ کر اس بار مریم بی نے اذیت سے دوچار لہجے میں اس بے جان شخص کو دیکھتے کہا، اس وقت سہنے کی طاقت مفلوج تھی تبھی نوچاہ کر بھی کچھ نہ کہہ پائیں۔

"آ۔۔آمین۔۔۔"

بولنے کی کوشش میں جس طرح انکی آواز کانپی، ان تینوں نے ہی انکی تکلیف دیکھتے دل بوجھل محسوس کیے، اس وقت انھیں اکیلا چھوڑنا ہی مناسب تھا۔

"میں انکے لیے کچھ اچھا سا بناتی ہوں، جاگیں گے تو بھوک لگی ہوگی۔۔۔۔"

لنچ پر لئیق اور لعلین کا انتظار کر رہے تھے ورنہ ان سے بھوک برداشت نہیں ہوتی۔۔۔آئیں صبور آپ بھی

"مریم بی خود دلبرداشتہ ہو رہی تھیں تبھی مزید وہاں نہ رک پائیں اور کمرے سے چلی گئیں جبکہ صبور نے بھی اک آزردہ نظر فرہاد انکل پر ڈالی اور پھر

پاس ہی کھڑی لعلین کو تسلی آمیز نگاہ میں سموئے اسکا بازو سہلائے خود بھی کمرے سے چلی گئی۔

لعلین نے اپنے قدم بیڈ کی اور بڑھائے۔

کہا تھا نہ آپ سے انکے آنسو برداشت نہیں ہوں گے، خود دیکھ لیں کہ " کیسی سخت سزا جھیل رہے ہیں کہ ان سے اب کچھ بھی برداشت ہونا ممکن نہیں۔ آپ انھیں معاف کر دیں پلیز، انکی دوا صرف انکی نور ہے مما " وہ اب بھی خوفزدہ تھی کہ کہیں نور اس شخص کے لیے کوئی سخت فیصلہ نہ کر لیں پر وہ کیا فیصلہ لیتی جس کا دل اس شخص کی تکلیف سے پھٹ رہا تھا۔

میں نے اس شخص کی ایسی حالت کبھی خواب میں بھی نہیں سوچی تھی"

"لعلین۔۔۔۔

لال نور کی رندی آواز کو پھر آنسوؤں نے نگلا، لعلین نے بھی اک دکھی نگاہ نور کا ورد کرتے فرہاد علوی پر ڈالی جو اپنی نور کے پاس ہونے پر آج خود تک

سے بے خبر ہو گئے تھے، وہ انکے پاس بیٹھی اور مما کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے بوسہ دیا۔

"معاف کر دیا ہے میں نے اس شخص کو، تم فکر مت کرو کوئی بے رحمی نہیں کروں گی۔ اتنی بہادر ہوتی تو اتنے سال صرف خوف کے سبب اپنے بچے سے دور نہ رہتی۔ یہ شخص ہمیشہ مجھے اپنی تکلیف سے آزماتا آیا ہے، آج بھی اس نے میری آز۔۔ آمائش لے لی اور میں نے ہتھیار ڈال دیے۔"

انکے جبر اکیے اعتراف پر لعلین سے کچھ بولا ہی نہ گیا، وہ دیکھ چکی تھی کہ وہ فرہاد کے لیے مہربان ہیں۔

"تھکی لگ رہی ہو جاو جا کر تھوڑا ریسٹ کرو۔ میں ہوں انکے پاس، لئیق نے تمہیں یوں مرجھایا ہوا دیکھا تو پریشان ہو جائے گا۔۔۔ جاو مما کی جان۔۔۔۔ خود کو ہمارے معاملے کے لیے بے کار میں ہلکان مت کرو۔ ہم سیٹل کر لیں گے۔۔"

وہ مما کے فرہاد علوی معاف کرنے پر بھیگی آنکھوں سے نا صرف مسکرائی بلکہ زرا سا لپک کر خوشی ہمکتے انداز میں لال نور کی گال چومے انکا تھینکو کیا، اور انھیں بھی لعلین کے ساتھ مسکرانا پڑا۔

تھک تو وہ واقعی گئی تھی کیونکہ پورا جسم رات سے درد میں تھا، تبھی وہ فوری فرمابرداری سے دونوں کو محبت بھری نظروں سے تکتی ہوئی کمرے سے باہر نکلی۔

لاونج میں صبور اور دستگیر کو تمام معاملہ ڈسکس کرتا دیکھ کر وہ رکی، دستگیر نے ساری صورتحال صبور کو بھی بتادی جس پر اپنی ماں کے لیے وہ مزید نفرت سے بھر گئی تھی۔

"تم ٹھیک ہو لعلین؟"

لعلین کو تھکا سا دیکھے صبور نے اسکا ہاتھ نرمی سے تھاما جبکہ دستگیر نے ڈاکٹر کو سی آف کرتے ہی لئیق کو میسج بھیج دیا تھا مگر فرہاد صاحب کی طبعیت کا نہیں بتایا تھا اور وہ بھائی کا ہی منتظر تھا۔

بس تھک گئی ہوں بہت، سفر لمبا تھا شاید تبھی۔۔۔۔ لئیق کب آئے گا"

"دستگیر؟

لعلین نے صبور کو بتایا اور ساتھ بے چینی سے پوچھا جس پر وہ لعلین کی بے قراری پر ایک سا افسردہ مسکرائے۔

"بھائی آچکے ہیں، آفس ہیں۔۔۔ میسج کر دیا ہے پہنچنے والے ہیں"

لئیق کے آنے کی خبر نے لعلین کے چہرے کی مسکراہٹ لوٹائی، اس شخص کا ذکر ہی لعلین کی آدھی تھکاوٹ دور کر گیا، اس وقت نہ تو آرام اہم تھا نہ کسی قسم کا سکون، اس وقت اسے لئیق ایزد کے گلے لگ کر وہ سارے آنسو بہانے تھے جو ابھی بھی اسکے حلق میں پھندا لگائے ہوئے تھے، خود اسکی آنکھوں میں آتی نمی پر دستگیر اور صبور دونوں ہی فکر مند ہوئے۔

میں کچھ دیر باہر جا رہی ہوں لان میں، ٹونکل مجھے مس کر رہی ہو گی۔۔۔۔ تھوڑی گھٹن بھی ہو رہی ہے، اسے کہو پلیز جلدی آئے۔۔۔۔"

لعلین بے جان لہجے میں اپنی خالی آنکھیں اٹھا کر دستھیر کو دیکھا اور نظریں جھکا کر آخری جملہ ادا کیے وہ قدم باہر کی طرف بڑھا گئی۔

"لعلین اسکی چند دن کی جدائی میں آدھی ہو گئی دستگیر عالم، تم نے دیکھا؟"

صبور کی آواز پر دستگیر نے نظر جب پھیری تو اس لڑکی کی آنکھوں میں بھی تکلیف تھی۔

ہمم۔۔بہت پیار کرنے لگی ہے بھائی سے، اور بھائی اس سے۔ تم ٹھیک ہو"

"نہ صبور

دونوں ہاتھوں میں اسکا آنسوؤں کے اثر سے رندھا چہرہ تھامے وہ صبور کو بھی ٹھیک محسوس نہیں کر رہا تھا، جس نے دل پر پڑے بوجھ کے سبب بڑی مشکل سے سانس کھینچ کر دستگیر عالم کو دیکھا۔

م۔میں؟۔۔میں نہیں جانتی۔۔۔۔۔ہر ظلم کے پیچھے میری ممی ہیں"

دستگیر عالم۔۔۔۔کس حال تک پہنچا دیا ہے انہوں نے فرہاد بابا اور انکی نور

"کو۔۔۔آئی وش میں ممی سے نفرت کر پاؤں۔۔۔۔

اسکی حالت یوں تھی جیسے وہ چینخنا چاہتی ہو مگر آواز حلق میں کانٹے سی اٹک جائے تبھی تو دستگیر نے اس لڑکی کو اپنے سینے سے لگالیا، اسکا بھی اختیار اس معاملے میں نہیں تھا کہ وہ صبور کے دل کا یہ ناسور اسکے دل سے اتار کر پھینک دیتا۔

ایسے ٹوٹنا نہیں ہے تمہیں، ابھی تو تمہیں اس عورت کو ہوئی سزا بھی" برداشت کرنی ہے۔ میں تمہارے ساتھ ہوں صبور، یوں مت رویا کرو۔

"دکھ ہوتا ہے مجھے

وہ اسے جتنا سمجھالیتا، وہ صبور تھی، جسکے بس میں اپنی ماں سے نفرت کرنا نہیں تھا، جسکے دل سے دنیا کی کوئی طاقت اسکی ماں کی محبت اور تکلیف ختم نہیں کر سکتی تھی۔

دستگیر نہ ہوتا تو شاید وہ یہ سب ہر گز برداشت نہ کر پاتی، وہ اسکے پاس تھا تو اسے حوصلہ کرنا پڑا۔

لعلین لان میں آئی تو ٹونکل جو بولائی سی وہیں لان میں بنے گھر کے آس پاس منڈلا رہی تھی، جب اس کی نظر لعلین پر پڑی تو بھاگتی ہوئی نا صرف لعلین کی طرف آئی بلکہ اسکے اٹھا لینے پر اس بے زبان بلی کی آنکھوں سے صاف پانی ٹپکا جو لعلین کا دل اور اداس کر گیا۔

او میری جان۔۔۔۔بہت مس کیا مجھے ٹونکل نے۔میں نے بھی کیا۔۔۔۔"

" لیکن کیا کرتی، جانا ضروری تھا۔۔۔۔۔

ٹونکل اسکی بات سن کر جس طرح اسکے ہاتھ سے اپنا چہرہ لگا کر ساتھ لگ رہی تھی وہ اسکا تھوڑا خفا ہونے کا انداز تھا تبھی تو لعلین خود بھی وہیں کرسی پر بیٹھی اور اسے بھی اپنی گود میں لیا مگر ٹونکل نے فوری لعلین کی گود سے اتری اور اسکے پاس ہی پڑے میز پر بیٹھی جبکہ لعلین اس بلی کی اس حرکت پر بے اختیار ہنسی۔

ہیں! تم دور دور کیوں جا رہی ہو۔۔۔۔۔کیا ہوا ٹونکل۔۔۔ناراض ہو مجھ "

"سے

لعلین نے فکر سے اسکے چہرے کے فلفی بال سہلائے پوچھا تو وہ بس لاڈ سے آدھی میز پر لٹکنے کے انداز میں بیٹھی لعلین کی گود میں سر گرا کر بیٹھ گئی جیسے سمجھ گئی ہو کہ لعلین سے اتنا دور رہ کر ہی پیار لے سکتی ہے۔

"کون کہتا ہے جانور حساس نہیں ہوتے، تمہیں لئیق کا ڈر ہے کہیں لعلین سے پیار کرنے پر وہ تمہیں سچی کی کک نہ رسید کر دے۔۔۔آہ میری سمجھدار ٹونکل آہ۔۔۔۔۔۔تم بھی یہاں رہ کر سخت اصول پرست ہو گئی ہو۔۔۔۔"

لعلین اسکی سمجھداری پر خود ہی کھلکھلاتی ہوئی ہنسی تو یوں لگا ہر چیز چمک اٹھی ہو، وہ مسکرائی تو چرند پرند بھی مسکرائے، وہ مسکرائی تو بادلوں میں کب سے چھپے سورج نے بھی نکل کر اسکی دلگرفتہ مسکراہٹ کو سراہا، پھر سے بادلوں میں جا چھپا تو ہر طرف اک ابر سا چھا گیا، لعلین اسکے سر کے بال سہلاتی رہی اور ٹونکل کی معصومانہ شریر حرکتیں لعلین کے چہرے کا سارا

خزن چرا لے گئیں پر اسکی آنکھیں اب بھی لال ہو رہی تھیں، تھکن ہٹنے کے بجائے بڑھ رہی تھی۔

کافی دیر اس نے ٹونکل سے ہلکی پھلکی باتیں کیں مگر عجیب سی تھکن حاوی تھی کہ مخص بولنے سے ہی لعلین کو لگا وہ سر تا پیر تھک گئی ہے۔

خود ٹونکل بھی کچھ دیر بعد میز سے اتر کر فرہاد علوی کے پھولوں سے بھرے گارڈن میں جا گھسی۔

جندل محل کے وسیع و عریض پورچ میں سیاہ گاڑی آکر رک چکی تھی، لیکن لعلین اپنے دل اور دماغ کے عجیب سے شور میں الجھی تھی کہ اسے خبر ہی نہ ہوئی کہ اسکا انتظار ختم ہو گیا ہے۔

اتنی تھکاوٹ کیوں ہو رہی ہے؟ لئیق مجھے دیکھ کر شرطیہ خفا ہو گا۔ کتنا" ایکسائیڈ تھی تمہارے ویلکم کے لیے مگر فرہاد بابا کی طبعیت کے بگھڑنے نے سب اداس کر دیا، شاید میری تھکاوٹ بھی رونے کی وجہ سے ہے۔۔۔۔۔ کوئی نہیں، تمہیں دیکھوں گی تو کھل اٹھوں گی۔۔۔۔

"لئیق ایزداب آ بھی جاو

وہ ٹونکل کو اٹکیلیاں کرتا دیکھنے اور اپنے آپ کی کیفیت بھانپنے میں اتنی محو تھی کہ نہ اسے لئیق ایزد کی جندل محل میں گاڑی انٹر کرنے کی خبر ہوئی نہ اس ساحر کی اپنی سمت آنے کی آہٹ موصول ہوئی مگر اس شخص کی خوشبو جب حواسوں کو جکڑنے لگی تو لعلین کی سانسیں بے ترتیب ہوئیں، وہ ناصرف گاڑی روکنے کے بعد سیدھا اسکی طرف آیا بلکہ اسکا آخری جملہ سن چکا تھا، اس لڑکی کے یوں بے بسی سے پکارنے پر لئیق ایزد کی آنکھوں میں ویرانی سمٹ آئی، وہ اسے کتنی باریوں پکاری ہو گی اور وہ اسکے پاس نہیں آسکا، محبت کرنے کے بعد وہ اسے اپنے لیے کبھی یوں رلائے گا، یہ اس نے کہاں سوچا تھا سو فیصلہ کر کے آیا تھا کہ لعلین کی دی ہر سزا قبول کر کے اس جدائی کی تلافی کرے گا۔

"آگیا ہے آپکا لئیق ایزد، دیکھیں یہاں"

اپنے عقب سے ابھرتی اس جان لیوا آواز پر لعلین نے تڑپ کر چہرہ گمایا تو اپنے سامنے لئیق ایزد کو دیکھتے وہ دفتا جواب دیتے ضبط پر سسک پڑی اور اٹھ کر اس شخص کی خود کے لیے کھولی بازووں کو تکتی بنا لمحہ ضائع کیے اسکے مضبوط سینے سے جا لگی، اس شخص نے بھی لمحہ لگائے بنا اس لڑکی کو خود میں جذب کر لیا۔

"آپکا یوں گلے لگنا بہت مس کیا میں نے، ایسا لگ رہا ہے اتنے دن بعد زندگی واپس ملی ہے، یوں لگا ہے کہ مرتے مرتے مریض کی نبض پر اسکے مسیحا نے ہاتھ رکھ کر درد سے نکلتی جان کو شفا تھما دی ہو، آپ سے کہیں زیادہ آپ سے دور رہنا میرے لیے مشکل تھا روح رواں"

سکون تو وہ تھا جو لئیق ایزد کو اب صرف اس لڑکی کے پاس میسر ہوتا، وہ اسکے سینے سے لگی اس جان لیوا حکایت دل پر مزید رو دی۔

کئی آنسو لعلین کی آنکھوں سے بہے، خود اس لڑکی کو اپنے دل کی دھڑکنوں کے اتنا قریب محسوس کر کے وہ بھی آنکھوں کے کنارے سرخ ہونے سے نہ روک سکا۔

جانے کون کون سا دکھ تھا جو لئیق کے سینے لگ کر اس لڑکی نے اپنے دبے ہوئے دل سے نکالا تھا۔

"ل۔۔لئیق۔۔۔دوبارہ مجھ سے دور مت ج۔۔جانا پلیز۔۔۔میں مر جاوں گی"

روتے روتے اس لڑکی کا نازک وجود کانپ اٹھا تھا، مگر یہ الفاظ سننے کے بعد لئیق کو مجبورا اسے خود سے جدا کرنا پڑا، یوں روتی ہوئی وہ لئیق ایزد کے مضبوط دل کو دہلا رہی تھی، بے قراری سے اسکی آنسوؤں سے بھیگی رخسار چوم کر اس شخص نے ہونٹوں نے جب وہ آنسو روکے تو لعلین نے اسکی خفا آنکھوں کو دیکھا۔۔

مریں آپکے دشمن، کیا لعلین آتے ہی مرنے کی بات، سارا موشن توڑ" دیا۔

میری جان مت روئیں، کبھی دور نہیں جاوں گا۔ بہت برا ہے لئیق

"ایزد، آپکو اتنا آزما بیٹھا، سٹاپ کرائنگ آئرن لیڈی

وہ کسی صورت رونا روکنے پر راضی نہ تھی تبھی تو لئیق نے شرارت، سنجیدگی اور آخر میں فکر کے سنگ اسے چپ کروانے کو پھر سے پیار سے اس بار جب پوری شدت سے گلے لگایا تو ایک دوسرے کے دل کی دھڑکنیں جب ایک دوسرے کے تشنہ وجود کے انگ انگ میں اترتی محسوس ہوئیں تو لعلین کے آنسو کچھ تھمے۔

وہ بھی کیسے آنسو روکتی، ان چند دنوں میں وہ بہت تکلیف سے گزری تھی، سو جتنے آنسو روکے تھے وہ سب لئیق کو دیکھتے ہی حدیں توڑ بیٹھے۔

تم برے نہیں ہو، تم میرا سب کچھ بن چکے ہو، بہت بہت مشکل ہے" تمہارے بنا رہنا۔ مجھے کوشش بھی نہیں کرنی تم سے دور رہنے کی۔

ت۔۔تم۔۔۔تم مجھ سے دور مت جانا بس۔۔۔۔مجھے ہمیشہ پاس رکھنا۔۔۔۔م میں اس ایک لمحے کی تکلیف بھی بتا نہیں سکتی جب مجھے تم "چاہیے تھے اور پاس ن۔۔ نہیں تھے

وہ آنسو توپی گئی پر تکلیف نے اس لڑکی کے جسم کو جیسے دہکایا تھا، وہ لئیق ایزد کو بھلا نہ لگا، اسکے پاس اس وقت لعلین کی تکلیف کی تلافی کے لیے اپنے محبت بھرے حصار کے سوا کچھ نہیں تھا۔

میں اب آپکے پاس ہوں، معاف کر دیں مجھے۔۔۔۔میں نے آپکی اس" خوشبو کو بہت مس کیا۔ان پاگل کرتی آنکھوں کو، ان ہونٹوں کو۔۔۔۔۔ آپ پہلے سے پیاری کیوں ہو گئی ہیں؟ یا اتنے دنوں بعد آپکو دیکھا اس "لیے۔۔۔ریڈ ریڈ سی ہو گئی ہیں، یہ رونے کی وجہ سے قہر ڈھلا ہوا ہے کیا؟ لئیق ایزد کے اسکی جبین چوم کر اسکی متورم سی آنکھوں پر باری باری لب رکھے جس طرح اسکے ہونٹوں کو شدت سے چھو کر تلافی کرنے سے گریز

کرتا بات کو بدل گیا، وہ روتے روتے لئیق کے جبر پر مسکرائی تو لئیق کو لگا وہ مسکراہٹ رکے دل کو بحال کر گئی۔

"ہاں مجھے بہت رلایا ہے تم نے تبھی ایسی ہو گئی ہوں، بات بات پر آنکھیں نم ہو جاتی ہیں۔ سب تمہارا قصور ہے، ک۔ کیوں قریب آئے تم میرے، ک۔۔ کیوں مجھے اتنے قریب لانے کے فوری بعد اتنے دن کی جدائی دی۔۔۔ اب برداشت کرو میرا رو تو ورژن"

وہ اسکے سارا ملبہ خود پر گرانے پر کچھ بہت آفت خیز سا یاد آنے پر ہنسا، جبکہ لعلین اور اسکے بیچ بن جاتی معنی خیز خاموشی اور آنکھوں کا روح تک جکڑتا اثر کچھ ایسا کروانے پر آمادہ تھا جس کے ماحول ہر گز مناسب نہ تھا۔

"آپکی یہ نم آنکھیں میرے تھوڑے سے پیار سے واپس پہلی جیسی ہو جائیں گی، یہ جو جدائی تھی یہی تو ہمارے پیار کو مزید پیارا کرنے کا سبب بنی ہے، کیا سمجھتی ہیں کہ آپکے کسی ایک بھی آنسو سے لاپرواہ ہوں، پورا حساب اس دل پر رقم ہے۔ ہر آنسو کا بدلا چکاوں گا، اب فرصت سے آپ کو وقت دوں

گا۔بلکہ اب آپ میرے دن رات سب پر قابض بھی ہونا چاہیں گی تو خوشی خوشی اپنا آپ آپکے حوالے کروں گا۔ لئیق ایزد کی محبت ہیں آپ، دل ہیں

"میرا۔۔۔۔جان ہیں میری

ساری خفگی تو وہ لئیق کے مخص لفظوں سے ہی ختم کر چکی تھی، اور کون اس شخص سے خفا ہونے کی ہمت کرتا جسکی آنکھیں بھی محبت سے چھونے کا ہنر رکھتی تھیں۔

باتوں پر بالکل نہیں مانوں گی، میرے لیے بہت سی فرصت لائے ہو جب" اسکا ثبوت دو گے تو تب مانوں گی لئیق ایزد۔ خیر چلو اندر۔۔۔۔تمہارے لیے

"سرپرائز ہے لیکن فرہاد انکل کی طبعیت بھی ڈاون ہے

اسکا پہلا جذباتیت بھرا جملہ اس لڑکی کے حسن کو دہکانے کا سبب بنا وہیں بابا کی طبعیت کے بارے جان کر لئیق کو فطری پریشانی لاحق ہوئی۔

"اوکے چلیں، خود سے تو ملنے نہیں دیا آپ نے مجھے ٹھیک سے"

لئیق نے اسکے ساتھ قدم بڑھائے جس طرح لعلین کے چہرے کو آنکھوں کا مستقل محور بنائے منہ بنائے جتایا، لعلین نے اداسی بھری آنکھیں لئیق پر جمائیں جو اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر مزید پیار الگ رہا تھا، جانتی تھی لئیق کا من پسند ملنا کیا ہے مگر اس وقت اس شخص کے دل کی اصل خوشی اس تک پہنچانی زیادہ اہم تھی۔

کہا تھا نہ سزا دوں گی، پہلے اپنے سرپرائز کو دیکھ لو پھر سوچتی ہوں تم سے"

"تمہاری پسند کی ملاقات کرنی ہے یا نہیں

جندل محل کے ہال میں انٹر ہوتے ہی دونوں کو آتا دیکھ کر صبور اور دستگیر نہ صرف مسکرائے بلکہ لئیق نے بھی نیولی ویڈ کپل کو ایک ساتھ جلوہ افروز دیکھ خوشی ہمکتی مسکراہٹ دی۔

"ماشاءاللہ، ساتھ بہت پیارے لگ رہے ہو۔۔۔۔۔"

لئیق نے دونوں پر باری باری نظر مرکوز کیے کہا تو دستگیر اور صبور نے اک دوسرے کی جانب خوشی سے دیکھا، وہ واقعی پیارے لگ رہے تھے کیونکہ لئیق ایز دنے کہہ دیا تھا۔

لیکن ہم سے کہیں بڑھ کر تم دونوں ایک ساتھ مکمل لگ رہے ہو، بہت "

"مس کیا تم دونوں کو شادی پر۔ بلکہ ایک خلاء سا بن گیا تم دو کی کمی کا

صبور نے اتنے پیار اور خلوص سے دونوں کی کمی کا ذکر کیا کہ دونوں ایک سا مسکرائے بھی اور اس اہم شادی کو مس کر دینے کا کچھ دکھ سا بھی ہوا۔

ہر کمی پوری ہو جائے گی، محبت کرنے والے ساتھ ہوں تو ہر دن جشن کا"

"ہوتا ہے، ہے نہ مسیز؟

لئیق نے ان دونوں کی طرف دیکھے کہا اور پھر لعلین کی طرف دیکھے

شرارت سے تائید چاہی جس پر وہ بلش کرتی سر ہلائے بہت دلربا اور پیاری لگی۔

....★☆☆☆☆☆★....

اسی دوران مریم بی بھی اپنے جگر پارم کی آواز سن کر ہال کی سمت دوڑی آئیں اور لپک کر اپنے سینے میں بسایا۔

"بی کی جان، اس محل کی رونق آگئی۔۔۔۔بہت یاد کیا ہم نے اپنے بچے کو"

بی جان کا محبت بھرا خلوص لئیق کی آدھی تھکن تو اتار ہی گیا، سب انکے پیار پر جی اٹھے۔

"بہت شکریہ بی جان۔۔۔۔میری غیر موجودگی میں آپ سب نے مل کر اس گھر کی بھرپور ذمہ داری اٹھائی۔"

لئیق نے انکے خلوص کا اعتراف کرنا فرض سمجھا، وہ مزید سب سے بات کرتا مگر لعلین نے بابا کی طبعیت کا جو بتایا وہ اس پر ان سے ملنے کو بیقرار تھا۔

سب ہی پر جوش تھے کہ لئیق اپنی مما کو دیکھ کر کیسا ری ایکش دے گا۔

یہ ہمارا فرض تھا بی کی جان۔۔۔ خیر آپ جا کر اپنے بابا سے مل"

"لیں۔۔۔ ہم تب تک لنچ لگواتے ہیں۔۔۔۔

مریم بی نے مسکرا کر اسکی گال سہلائی اور باورچی کی طرف بڑھیں۔

"میں بھی امے جان کی مدد کرواتی ہوں۔۔۔۔"

صبور بھی مسکرا کر انکے پیچھے ہی بڑھی جبکہ لعلین اور دستگیر نے مسکرا کر پہلے ایک دوسرے کو دیکھا پھر بے تاب سے لئیق کو جسکی نظر بابا کے روم کی جانب تھی۔

"فرہاد علوی کو کیا ہوا ہے دستگیر؟"

لئیق کے متفکر ہو کر پوچھنے پر دستگیر نے آنکھیں سی چرائیں تو لئیق نے ویسی ہی تاسف بھری نظر لعلین پر ڈالی۔

"انکے سب زخم بھر گئے ہیں بھائی"

دستگیر کے عجیب سے جواب پر وہ دونوں کو الجھن آمیز انداز سے دیکھنے لگا۔

"کیا مطلب۔۔۔۔؟"

لئیق کا دل عجیب سا گھٹا۔

"تم خود دیکھ لو لئیق ایزد"

لعلین کی پراسرار سرگوشی پر وہ دونوں پر مشکوک نظر ڈالے جب بابا کے روم کی طرف بڑھنے لگا تو دستگیر کی آواز پر رکا۔

وہ اس کمرے میں نہیں ہیں بھائی، وہ اپنے اور نور کے کمرے میں ہیں"

"آج

عقب سے دستگیر کی آواز پر لئیق کی آنکھیں کسی غیر مرئی نقطے ہر اذیت سے ٹھہر گئیں، ماں کا ذکر ہی لئیق ایزد کے دل کو تڑپا کر رکھ گیا تھا۔

"ہمم۔۔ میں دیکھ لیتا ہوں۔۔۔۔"

بنا پلٹے ہی وہ آنکھیں چرائے بولا تو مضبوط آواز میں سلوٹیں پڑیں، لئیق نے اپنے نپے تلے قدموں سے اسی روم سے دو روم چھوڑ کر آگے بنے کمرے کا رخ کیا، دروازے تک پہنچ کر عجیب گھٹن ہونے پر لئیق نے دقت سے

سانس کھینچا اور ہمت کیے جب دروازہ کھولا تو سامنے کا منظر اسکے دل کی سرزمین دہلا گیا۔

بیڈ پر دو اکھٹے تکیوں پر سر رکھ کر لیٹے فرہاد علوی کے سرہانے بیٹھیں لال نور جن کے ہاتھ میں فرہاد کا ہاتھ تھا، اس بے یقین منظر نے لئیق ایزد کے مضبوط دل کو جہاں دبوچا وہیں آنکھوں میں اس ماں کو دیکھنے کی حسرت بلکی توخوبصورت آنکھوں کے کنارے نمی اور سرخی سے لبریز ہوئے، دونوں کی جگر سوز نظر ملی تو یوں لگا دل اپنی جگہ سے ہل گئے ہوں، اس بچے کو دیکھنے کو انکی آنکھیں اور ممتا کتنا تڑپی تھی کہ آنکھوں سے متواتر بہتے آنسوؤں نے ضبط کی ساری حدیں توڑ دیں۔

اسے لگا یہ صرف آنکھوں کا دھوکہ ہے، زمین پیروں تلے سے کیسے سرکتی ہے یہ اسے آج پتا چلا۔

دستگیر اور لعلین بھی اسکے پیچھے ہی کمرے تک پہنچے، دونوں ہی لئیق ایزد کی تکلیف کو اپنے دل تک پہنچتی اور جھلساتی محسوس کر رہے تھے۔

آٹھ سال اس نے اس چہرے کو دیکھنے کی حسرت میں کاٹے تھے، آٹھ سال وہ ماں خود کو اس سے دور رکھنے پر مجبور تھی مگر آج یوں لگا ہی نہیں کہ ان کے بیچ آٹھ سال حائل ہوئے ہوں، دل ایک دوسرے کو دیکھ کر ساری تکلیفیں، سارے دکھ بھلا گیا۔

لال نور نے فرہاد کا ہاتھ انکے سینے پر رکھا اور آنسو روکتیں اٹھیں جبکہ ماں کو اپنے قریب آتا دیکھتے اس شخص کی ضبط سے سرخ آنکھیں انکا دل مٹھی میں جکڑ چکی تھیں۔

"م۔۔ مما۔۔۔۔"

اسکے ہونٹوں سے مما سننا، لال نور کے ضبط کا شیرازہ بکھیر گیا، وہ رو دیں تو دستگیر اور لعلین کی آنکھیں بھی انکے ساتھ روئیں۔

"لئیق ایزد۔۔۔۔م۔۔ مما کی جان"

ان شفیق ہاتھوں نے دنیا جہاں سے پیارے لمس اس کے چہرے کو تھاما تب بھی وہ صدمے سے نکل نہ سکا، بس خود کو یقین دلانا مشکل تھا، کہ اسے اسکی

لال نور نظر آرہی ہیں، بے اختیار وہ انکے گلے لگا، شاید یہ لمحہ ہی ایسا تھا کہ وہ ان کے گلے نہ لگتا تو دل رک جاتا۔

"یہ ۔۔۔۔۔ کہاں چلی گئی تھیں؟ کیوں میرے پکارنے پر آپ نہیں آئیں۔ لئیق ایزد علوی کی زندگی آپکے بنا ختم ہو جائے گی۔۔۔۔

"کیوں دور رہیں آپ مجھ سے؟ یہ کیسی بے رحمی ہے

اپنی تکلیف اسکے اندر تک حشر برپا کر چکی تھی تبھی وہ انکو شانوں سے جکڑے رو برو لائے جیسے اس قدر آزمانے پر خود کو سنبھال نہ سکا، اسکے لہجے میں تکلیف کا جہاں تھا، سوال میں شکوے اور ناراضی تھی۔

وہ واقعی میں ناراض ہوا تھا، اور لال نور اسکی ناراضگی کو حق جانتے سر ہلائے اسکا ہاتھ چومتیں اپنے آنسو بے مول کرتی گئیں۔

"مجھے پتا ہے تم مجھ سے بہت ناراض ہو لیکن میں مجبور تھی لئیق۔۔۔۔"

لال نور کے التجاء کرنے پر وہ اپنی سرخ ہوتی آنکھیں رگڑتا ان سے جس طرح اپنا ہاتھ چھڑوائے پرے سرکا، یہ دستگیر، لعلین اور حتی کہ خود لال نور کی آنکھوں میں نمی سمیٹ لائا۔

ایک ماں کو کیا مجبوری ہو سکتی ہے۔۔۔میں نہیں مانوں گا، آپکو مجھ سے "
دور نہیں رہنا چاہیے تھا۔مجھے اس پوری دنیا میں صرف آپ پر اعتبار تھا
نہ۔۔۔۔مجھے ت تکلیف دی۔۔۔۔میری آٹھ سال کی اذیت کی تلافی کون
"کرے گا، نہیں بولوں گا آپ سے

وہ اسے پھر سے گلے لگانے کی طلب گار تھیں مگر وہ روٹھے بچے کی طرح من مانی کر کے اپنے لازوال دکھ اور کمیاں گنواتا دلبرداشتہ سا وہاں سے جیسے گیا، نہ دستگیر کے اصرار نے اسکے سبک رو قدم روکے نہ لعلین کی دلخراش نظروں نے۔

خود لال نور جس طرح روتی ہوئیں بیڈ کی جانب لڑھکیں، لعلین تیزی سے انکی سمت آئی۔

مما۔۔۔آپ روئیں مت۔۔۔میں بات کرتی ہوں لئیق سے۔۔۔۔وہ"
تکلیف میں ہے۔جب اسے آپکی مشکلات معلوم ہوں گی تو وہ ناراضگی ختم
"کردے گا۔ سنبھالیں خود کو میں اسے لے کر آتی ہوں
لال نور کے آنسو پیار سے پونچھے وہ چلی گئی مگر وہ کیسے آنسو روکتیں،ان سے
انکا لئیق برحق روٹھا تھا اور منانے کے لیے اپنے پاس کوئی صفائی نہیں لائی
تھیں۔

دستگیر خود انکے آنسو نہ دیکھ سکا تو انکے قریب آکر انکے قدموں میں بیٹھے
جس طرح انکا ہاتھ تھام گیا وہ اور بری طرح رو دیں۔

.._____..

کیسے گزرے تم دونوں کے دن؟اس بندر نے تنگ تو نہیں کیا؟اور دیکھو"
"زرا ہمارے آنے سے پہلے ہی نکل گیا

گل واپس آچکی تھیں اور مانی بھی بس پیپر دینے جانے کو ریڈی تھی، افراہیم چینج کرنے گئے تھے اور تھوڑی دیر میں وہ مانی کو لے کر جانے والے تھے۔

"بالکل تنگ نہیں کیا، آپ بتائیں کیسی رہی صارم بھائی کی شادی؟"

مانی انکے روم میں ہی موجود تھی، مما کو جیولری اتار کر رکھتا دیکھے وہ بیڈ پر کشن دبوچے بیٹھی اور اشتیاق سے پوچھا۔

"بہت زبردست۔۔ویسے ایک سرپرائز بھی ہے تمہارے لیے"

گل نے جیولری، ڈریسنگ پر اتار کر رکھی اور پلٹیں جس پر مانی کو تجسس نے گھیرا۔

"وہ کیا؟"

مانی نے فوری پوچھا۔

تمہاری پھپھو لال نور نہ صرف زندہ ہیں بلکہ جندل محل واپس پہنچ گئی"

ہیں، لعلین لے کر آئی ہے انکو۔ایک حادثے کی وجہ سے وہ کھو گئیں اور

"ایسے معاملات ہوئے کہ آٹھ سال سے دور رہنے پر مجبور تھیں

یہ سب سن کر مانی کا بھی حیرت اور خوشی سے چہرہ زرد پڑا، جبکہ کشن وہیں رکھے وہ اٹھ کر بیقرار سے گل مما کے پاس گئی۔

"ک۔۔ کیا سچ میں؟"

بے یقینی نے اسکی آواز لرزادی۔

"جی میرے بچے، تم پیپر دے آو پھر جا کر مل آنا۔ یا پھر مناسب تو یہ ہے کہ آج انھیں لئیق کے ساتھ رہنے کا موقع دیتے ہیں، ہم کل چلیں گے"

گل ممی کی بات پر وہ نم مسکراتی آنکھوں سے سر ہلا گئی۔

"یہ بیسٹ ہے مما، لعلین آپا نے یہ کر کے ہم سبکی تکلیف دور کر دی۔ بھیو کو تو وہ اب مزید پیاری ہو جائیں گی۔ بہت خوش ہوں، دادو کی تکلیف بھی ختم ہوئی"

مانی کی خوشی پر گل بھی ویسی ہی مسرت محسوس کر رہی تھیں۔

"بچے ریڈی ہو تو آجاو۔۔ تمہیں ڈراپ کر کے مجھے ایک کام سے جانا ہے"

افراہیم صاحب ریڈی ہو کر روم میں آئے تو دونوں نے ہی مسکرا کر دیکھا، مانی بھی فرمابرداری سے سر ہلائے بیگ لینے کے لیے کمرے کی طرف گئی۔

"مانی اور شیری کے بیچ سب ٹھیک رہا، ورنہ میں تو بہت ڈر رہی تھی"

افراہیم کے نزدیک آنے پر گل نے جس طرح گہرا سانس بھرے طمانیت بھرے لہجے میں کہا، وہ اس ماں کی فکر ڈھلنے پر مسکرا دیے۔

"تم بھول جاتی ہو گل کہ وہ تمہاری ہی پرورش ہے، انسان ہے خطائیں اس سے بھی ہو گئی ہیں لیکن اس میں اپنی غلطی کو سدھارنے کا ظرف بھی ہے اور مجھے یقین ہے ہم جلد مانی اور شیری کو ایک دوسرے کے ساتھ مسکراتا ہوا دیکھیں گے کیونکہ آمنہ میں وہ ساری خوبیاں ہیں جو ایک گرویدہ کرتے انسان میں موجود ہونی چاہیں"

افراہیم کی امید افزاء باتیں، گل لالہ کے چہرے پر بہار سمیٹ لائیں۔

ان شاءاللہ۔۔ خیر آپ لوگ جائیں دیر ہو جائے گی۔۔۔۔میں بھی کچن "
کو دیکھوں، ملازمہ چھٹی سے واپس آگئی ہے زرا اسکی بھی خبر لوں گے
"ہمارے جاتے ہی بلکل غائب ہو گئی تھی۔۔۔۔۔
چینج وہ پہلے ہی کر چکی تھیں سواب جو کچھ دن گھر نہیں دیکھا تھا اسکی فکر
ہلکان کر رہی تھی، جب تک وہ باہر آئے، مانی بھی بیگ لے آئی تھی۔
گل نے دونوں پر ہی آیت الکرسی پھونکی اور انکے گھر سے جاتے ہی وہ بھی
کچن کا رخ کر گئیں۔

۔۔_____۔۔

لئیق۔۔۔۔پلیز دروازہ کھولو۔۔۔۔ایسے تو چھوٹے بچے بھی نہیں کرتے "
" جیسے تم منہ پھلا کر دروازہ بند کیے بیٹھے ہو۔

وہ ہوم آفس کے دروازے کے پاس کھڑی کب سے اینگری ینگ مین کو منانے کی کوششوں میں تھی مگر وہ دروازہ کھولنے کا فی الحال کوئی ارادہ نہ رکھتا تھا، دل بہت تکلیف میں تھا، مما کی جدائی نے پاگل کر دیا تھا، اور اب یوں آکر وہ جب مجبور ہونے کا کہہ رہی تھیں تو اسکی تکلیف مزید آسمانوں کو چھو رہی تھی۔

"پلیز لعلین۔۔۔فی الحال مجھے اکیلا چھوڑ دیں"

کمرے سے ابھرتی لئیق کی تاسف بھری گزارش پر لعلین کا گلاب چہرہ مرجھا سا گیا۔

"میں تمہیں اکیلا نہیں چھوڑ سکتی، مجھے کچھ بتانا ہے تمہیں۔وہ سچائیاں جن کی وجہ سے وہ تم سے دور رہنے پر مجبور تھیں۔ایسے مت کرو ان کے ساتھ، وہ پہلے ہی آنے سے خوف کھا رہی تھیں کہ تم ان سے روٹھ جاوگے، میری بات سن لو۔۔۔۔"

لعلین کی مسلسل اصرار پر وہ مزید بے رحم نہ بن سکا اور دروازہ کھولے ویسے ہی واپس جا کر کھڑکی کے ہٹے پردے کے پاس جا کھڑا ہوا، روٹھا اور ناراض ساجسکا یہ روپ بھی لعلین کے لیے جان لیوا تھا۔

لعلین جانتی تھی وہ کس اذیت سے گزر رہا ہے مگر سچائیاں جاننے کے بعد وہ جانتی تھی کہ وہ اپنی ناراضگی فوری ہٹا دے گا۔

"تم اتنے ضدی بھی ہو سکتے ہو میں نے کبھی نہیں سوچا تھا لئیق"

اسکے قریب جا کر لعلین نے اسکی بازو پکڑے اپنی طرف موڑا تو اسکی بے جان نظروں کے برعکس شاکی نظروں سے تکتی بولی، دل چاہا اسکی وہ درد میں لپٹی آنکھیں چوم لے، اسکے ہونٹوں کے فراموش ہوتے لمس تازہ کرے پر ابھی وہ اداس تھا تو پہلے اداسی کا توڑ لازمی تھا۔

انکے معاملے میں لئیق ایزد ایسا ہی ہے، کہاں ملیں وہ آپکو؟ کہاں تھیں وہ"

"اتنے عرصے سے؟

لئیق کے بے قراری سے پوچھنے پر لعلین اسکی اس معصوم سی ناراضگی اور مما کے لیے تڑپ پر مسکرائی۔

صارم کے گاوں، سدرہ کی بے بے۔۔۔۔زائشہ علوی نے کیاسب، فرہاد" بابا کو بھڑکایا جس پر انکے اور لال نور کے بیچ بعث ہوئی اور وہ اس پہاڑ سے گر گئیں۔ فرہاد بابا کے ہاتھوں سے چھوٹ گئیں تبھی تو وہ نہ صرف ذہنی مریض بن گئے بلکہ ایک طرح سے لال نور کے گرنے اور غائب ہو جانے کے اس احساس جرم سے کبھی نہ نکل پائے اور تمہیں بھی مجبور کر دیا۔

وہاں سے گر کر وہ زندہ بچ گئیں مگر زائشہ کے لوگوں کے ہتھے چڑھیں جو عورت نہیں سفاک درندہ تھی، بہت ٹارچر کیا اس نے لال نور کو، اور تمہارے اور فرہاد بابا کو لے کر انکے ذہن میں یہ ڈالا کہ تم دونوں نفرت کرتے ہو۔۔۔۔وہ درندے انھیں مرا سمجھ کر نہر میں پھینک آئے مگر اللہ کو کچھ اور منظور تھا، یوسف نامی ایک نیک آدمی نے انکی جان بچائی اور اپنے گاوں لے گئے۔ایک سال تک لال نور کچھ بول نہیں پائی تھیں، لیکن جب

واپسی کا سوچا تو ہمت نہ ہوئی انکی اور پھر یوسف صاحب کی اچانک موت پر انکی بے آسرہ بیٹی سدرہ انکی امانت بن گئی اور وہ تم دونوں سے دور، سدرہ کی بے بے بن کر امانت کی محافظ بن گئیں مگر اب سدرہ کو وہ صارم کو سونپنے کے بعد خود بھی اپنے لئیق ایزد کے پاس واپس آنے کا سوچ چکی تھیں، انکا دل کبھی نہیں مانا تھا کہ انکا لئیق ان سے ناراض ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔۔۔یہ میں نے تمہیں بالکل مختصر کر کے انکی تکلیف بتائی ہے کیونکہ اپنی ماں کی اذیت محسوس کرنے کے لیے تمہیں کسی حوالے یا پیمانے کی ضرورت نہیں ہے"

لعلین کا اک اک لفظ لئیق کے دل پر قہر ڈھا کر گزر گیا، آنکھوں کے کنارے سرخ ہوتے گئے اور دل پھٹنے کے دہانے پر آ گیا۔

وہ اتنا سب سہتی رہیں اور مجھے دیکھو میں ان سے ناراض ہو گیا۔۔بونگا"

نہیں کا"

اس کا لہجہ مکمل طور پر شکستہ تھا، لعلین نے اسکی آنکھ سے بہتے اس بے اختیار آنسو کو قریب آکر جس طرح اپنے ملائم ہاتھ کی پوروں سے پونچھا، وہ اسکے ہاتھ کو تھامے لعلین کو بھی لمحہ لگائے گرد باز ولپیٹ کر قریب کر چکا تھا، اس کی گردن میں چہرہ چھپائے، خود کو حوصلہ دیا، لئیق کی گرم سانسیں لعلین کو اتنے دن بعد گردن کے خلیوں میں اترتی محسوس ہو کر گدگدا رہی تھیں۔

"کیونکہ تم آج بھی انکے چھوٹے سے پوسیسیو بے بی ہو، ماں اور بچے کا رشتہ اس دنیا کا سب سے حسین رشتہ ہوتا ہے۔ چلو آو اور انکے پاس جا کر اپنے بڑے غصے کی معافی مانگو"

لعلین اسکے غصے اور ناراضگی کو تو خود میں اس پہاڑ وجود کو بسا کر اسکی پشت تھپک کر ختم کر چکی تھی مگر اسکے یوں جتانے نے لئیق کو اپنی غلطی کا شدت سے احساس کرایا۔

ہمم۔۔۔تھینک یو سو مچ۔۔۔۔آپ نے انکو واپس لا کر میری زندگی کے "

"رہے سہے رنگ لوٹا دیے ہیں

لعلین جو اسکے گلے لگنے کے بعد قریب ٹھہری ہوئی تھی، بوجھل پلکیں اٹھا کر اسکے سینے کو دیکھا پھر دھیرے سے سر اٹھائے اس کے چہرے کو، آنکھیں ملیں تو دونوں کے دل تیزی سے دھڑکے۔

تم انکے لیے تڑپتے تھے تو تکلیف مجھے ہوتی تھی، دعا کی تھی کہ انکو تم تک "

لانے کا وسیلہ میں بنوں۔ تم نے میرے لیے بہت کچھ کیا لئیق، میں بھی چاہتی تھی کچھ رٹرن کرنا۔ اللہ نے مجھے موقع دیا، تمہاری ان آنکھوں کا

"سکون میرے ہاتھ میں دے کر

سرخ خمار و تاسف سے اٹی آنکھوں سے وہ اسے تکتی سیدھا دل میں اتر کر سانس روکنے پر مجبور کر رہی تھی تبھی تو اس شخص کو اپنے بگھڑتے تنفس کو معمول پر لانے کے لیے اس کی خوشبو کا لمس درکار محسوس ہوا جو سانسوں میں گھل کر ہی لئیق کو عافیت نوازتا۔

لئیق کے قریب ہونے اور اسکے ہونٹوں کو خفیف سا لبوں سے مس کرنے پر وہ یکدم گھبرا کر زرا چہرہ پرے سرکا گئی تو ان ہونٹوں نے اسکی رخسار چھوئی، ابھی اس میں لئیق کی شدتیں سہنے کی ہمت نہ تھی اور وہ اس وقت قطرے پر قناعت کرنے والا ہرگز نہیں تھا۔

"میں نے آپکے لیے ابھی تک کچھ نہیں کیا، لیکن آپ نے مجھے اپنا قرض دار کر دیا۔ آپکو اتنا رلایا، آپکے برے اور تکلیف دہ وقت میں آپکے ساتھ نہیں تھا اسکے باوجود آپ نے میرا سوچا۔ کیوں آپ یہ چاہتی ہیں کہ آپکے بغیر

"لئیق ایزد کا سانس لینا بھی محال ہو جائے

وہ ٹھیک نہیں تھا، اسکی تڑپ کے آگے لعلین کا ہر عمل چھوٹا تھا، آنکھوں کی نمی کو اپنی آنکھوں میں مشکل سے دبائے لعلین نے اسکے رخسار کو ہونٹوں سے چھوا تو لئیق نے اسکے گرد پھیلائی بازو بھی اپنی سمت شدت سے جکڑی تو اس سلگتی قربت نے دونوں کی سانسیں الجھائیں۔

"میرا محال ہے تو تمہارا کیوں نہ ہو"

اسکے بالائی ہونٹ کو چھوتی لئیق کی سانسیں اس بے خود سرگوشی پر قریب تر آکر محسوس ہوئیں اور ان سانسوں کے پیش رفت کرتے ارادوں نے ہونٹوں کی گلابی رنگت لمحے میں مدھم کی، وہ اپنے شدت بھرے استحقاق سے سب بکھیر بیٹھا، جس میں لعلین کے ان گلابی ہونٹوں کا بکھرا رنگ سر فہرست تھا، وہ اس کے بس میں ہو گئی، دل چاہا یونہی اس میں جذب ہو جائے۔

آپکی ایسی باتوں پر کچھ بھی ظلم کر گزروں گا، دھیان رکھیے گا"

"لعلین۔۔پہلے ہی مجھ میں آپکی شدید کمی ہو چکی ہے

لئیق کے ایسے جان نکالنے پر اور لعلین کے پورے جسم کے کانپ جانے پر وہ اسکی رحم طلب نظروں پر اسکی سمت مزید نہ بڑھ سکا، پھر خود کو روکنا مشکل تھا۔

مجھے سنبھلنے تو دو لئیق ایزد، ابھی اچھا فیل نہیں کر رہی۔۔۔۔۔جب تک "
تمہیں،، فرہاد بابا اور لال مما کو ایک ساتھ مسکراتے نہ دیکھ لوں، قرار نہیں
"آئے گا

وہ اسکے کمر جکڑ کر قریب کر کے مزید کوئی جان لیوا قہر ڈھانے کے ارادے
بھانپ کر فورا منمنائی۔

آپ بھی شامل ہیں ہمارے مسکرانے میں، آئیں۔۔۔۔۔ہر جگہ اب آپ "
"میرے ساتھ رہیں۔ ہر جگہ

وہ اسکا ہاتھ پکڑے جس طرح یہ معنی خیز آخری جملہ بولے لعلین کو ساتھ
لیے بڑھا، وہ ڈر کر جیسے اسکا ہاتھ کھینچے رکی، لئیق کو بھی رکنا اور پلٹنا پڑا۔

"ہر جگہ۔۔۔۔ مطلب ہر جگہ کیسے۔ کچھ پرائیویسی بھی ہوتی ہے نہ "
لعلین کی بات پر لئیق نے بے اختیار مسکرا کر واپس لعلین کو اپنے دلفریب
حصار میں بھرا۔

"آپکی کونسی پرائیویسی رہی ہے اب بائے داوے۔یہ تو بتائیں زرا۔یاداشت تو نہیں چلی گئی کہیں"

وہ اسے جان بوجھ کر ستا رہی تھی اور لئیق کے منصوعی برہمی سے پوچھنے پر ہنسی۔

"تم بھول جاو وہ سب۔۔۔۔تم جانتے ہو میں نے وہ سب تمہارے لیے کیا تھا۔م۔۔مجھے یاد دلاو گے تو تمہیں آنکھیں اٹھا کر دیکھنا محال ہو جائے گا میرے لیے۔۔۔۔۔۔مجھے تم سے شرمانا پڑے گا جو مجھے بالکل قبول نہیں"

لعلین کے جھجک اور ہچکچا کر گزارش کرنے پر لئیق نے اسکے سر کی پشت سے ہاتھ جوڑے اپنے آپ میں بسایا اور اپنے ہونٹوں کو لعلین کے کان کے قریب لایا۔

"اس دن آپ میرے لیے حدیں بھول گئی تھیں، آج میں آپکے لیے بھول جاوں گا"

لئیق کی سرگوشی لعلین کے دل کی دھڑکن سست کر گئی۔

"ل۔۔۔ لئیق۔۔۔۔ نہیں نہ"

وہ یوں خوف کھاتی منمنائی کہ لئیق کا دل مزید بے ایمان ہوا۔

"se- یہ کیا ہو گیا ہے آپکو بونگی لعلین۔۔۔۔ایسے نہیں نہیں کر کے مجھے
"کرنے کی کوشش نہ کریں، آئیں مما منتظر ہوں گی duce

اسکی کوئی بات نہ سنے وہ آفت بنا اسکا ہاتھ پکڑے نہ صرف کمرے سے نکلا بلکہ سیدھا لال نور کے پاس ہی جانے کو بڑھا۔

فرہاد علوی ابھی تک ہوش میں نہیں لوٹے تھے اور لال نور کو انکی تکلیف کے ساتھ لئیق کی ناراضی کا غم بھی کھا رہا تھا۔

دروازہ کھلنے پر لال نور نے اپنی تاسف بھری نظر اٹھائی تو لئیق اور لعلین کو دیکھ کر وہ اٹھ کر نا صرف کھڑی ہوئیں بلکہ اپنے قریب آتے لئیق کو تکتے تکتے انکی آنکھیں دھندلا گئیں۔

وہ خود بھی آنکھوں کی نمی چھپا نہ سکا، انکا چہرہ ہاتھوں میں بھرے نا صرف وہ انکی جبین چومتا لال نور کے تڑپتے دل کو سکون دے گیا بلکہ اپنے پہاڑ وجود میں انکو شدت سے بسا کر اس تڑپتی ممتا کو بھی قرار دیا، اور دونوں کے یوں ملنے پر لعلین کی آنکھیں بھی خوشی سے چھلک پڑیں۔

"آٹھ سال۔۔۔۔آٹھ سال آپکی کمی نے پہروں رلایا ہے مجھے مما، کیوں نہیں آئیں میرے پاس۔۔۔آپ سے ناراض ہوا ہوں کبھی جو آپ نے یہ سوچا کہ نفرت کر سکتا ہوں۔آپ میری صرف مما نہیں تھیں، آپ لئیق ایزد کی بیسٹ فرینڈ ہیں۔اس پوری دنیا کو آگ لگانے کا جی چاہتا تھا جب آپ دیکھائی نہیں دیتی تھیں، ایک بار مجھ سے رابطہ کرتیں۔۔۔۔۔

میرے آٹھ سال جو سانس گھسٹتے گزرے اسکا حساب نہ آپ دے سکتی ہیں نہ یہ شخص"

وہ واقعی اس وقت لال نور کا وہی چھوٹا سا بچہ تھا جس کی تکلیف اور شکائتیں بھی بچگانہ روپ دھار چکی تھیں۔

"مما کا تمہارے بنا تھا ہی کون، ڈر گئی تھی کہ اگر تم نے بے یقین اور نفرت
بھری نظروں سے مجھے دیکھ لیا تو یہ نئی ملی زندگی بھی اسی لمحے ختم ہو جائے
گی، ذہنی طور پر مفلوج ہو گئی تھی یہ سمجھ لو۔ تم سے دور ضرور تھی پر نہ
"تمہاری تکلیف سے بے خبر تھی کہ اپنی دعاوں سے اک پل تمہیں نکالا
لال نور کے ایک ایک لفظ نے اس شخص کے اندر سکون اتار دیا تھا، آنکھیں
خود بخود شکر گزاری کے آنسوؤں سے لبریز ہو گئیں۔
زائشہ کو اپنے ہاتھوں سے ماروں گا، اس نے آپکو جتنی تکلیف دی، سود"
سمیت چکائے گی۔ میرا دل کہتا تھا آپ مجھے یوں چھوڑ کر نہیں جا سکتیں،
"پھر بھی یہ گزرے سال بہت تکلیف میں گزرے
وہ انکے روبرو آیا تو اسکی دنیا جہاں کی خوبصورت آنکھیں بھیگی ہوئی تھیں،
لال نور نے اسکی صبیح پیشانی کا بوسہ لیا اور پھر اسکا ہاتھ پیار سے چومے
مسکرائیں۔

جانتی ہوں میرا بچہ، لیکن جس نے میری جان بچائی تھی وہ اور انکی اماں"
مجھے سدرہ کی خفاظت پر معمور کر گئی تھیں، اسکا اس گاوں میں بے بے کے
سوا کوئی نہ تھا، اسکی پرورش سے شادی تک مجھے وہاں ہر صورت رہنا تھا۔
پھر فرہاد کی نفرت، انکی غلط فہمی، مجھ پر بے یقینی میرا دل واپسی پر قائل نہ کر
سکی، اور جب مجھے یہ خبر ملی کے جندل محل میں لال نور کی موت پر یقین کیا
جاچکا ہے پھر تو مجھ میں بالکل ہمت نہیں رہی تھی کہ میں واپس آنے کا
"سوچ بھی سکتی

انکی بھیگی آنکھوں میں بکھرے تاسف اور اس سارے معاملے کو سن کر
لئیق پھر سے انھیں اپنے مضبوط سینے سے لگا گیا اور دونوں کا والہانہ پیار،
لعلین کو رشک میں مبتلا کر رہا تھا تبھی کچھ دور کھڑی ڈبڈبائی آنکھوں والی
لعلین پر نگاہ پڑتے ہی نور نے اسکو بھی اپنے پاس بلایا اور پیار کیا۔

مجھے تمہاری لعلین نے ڈھونڈا،اور یہاں آنے کی ہمت بھی اسی نے دی"
ورنہ تم جانتے ہو اپنی مما کو، بے وقعتی پر اپنے حق سے دستبردار ہونا بہتر
سمجھتی ہوں۔ تمہیں کہاں سے مل گئی یہ خوابوں کی شہزادی"
اپنے دونوں جان سے پیارے بچوں کو دیکھنا بھی لال نور کے دل کو راحت
بخش رہا تھا،اور نور کے اس سوال پر لئیق نے محبت پاش نظروں سے لعلین
کو دیکھا۔
خوابوں سے چرائی ہے یہ شہزادی، میری زندگی اس وقت اتنی مکمل ہے"
کہ میں بیان بھی نہیں کر سکتا۔اور انکو دیکھو۔۔۔لال نور کرتے کرتے
تھکتے نہیں تھے اور اب بے خبر ہو گئے ہیں۔۔۔۔۔۔انکی کلاس تو لوں گا،
جاگ لیں زرا یہ۔۔۔۔انہوں نے آٹھ سال سے مجھے سولی پر ٹانگ رکھا، بتا
دیتے اس حادثے کا تو کم از کم آپکو اتنے سال خود سے دور رہنے نہ دیتا"
لئیق کے اول جملے پر جہاں لعلین نے دم سادھے اس شخص کے ہونٹوں
سے نکلتے اس خوبصورت اعتراف کو سانس سانس جیا وہیں لال نور کا دل

مسرت سے بھرا مگر لئیق نے جس طرح فرہاد علوی کے لیے خفیف سی بے رحمی عیاں کی، ان دونوں کی آنکھوں میں ویرانی سی سمٹی۔

نہیں۔۔۔ میں نہیں چاہتی تم انکو مزید کوئی سزا دو۔ میں نے معاف کر دیا"
ہے تمہارے بابا کو کیونکہ اس دن میں نے بہت غصہ کیا تھا ان پر، بے وفائی
کا الزام لگایا تھا مگر اب جان گئی ہوں کہ فرہاد نے مجھ سے بے وفائی نہیں کی،
اور صرف اس ایک بات پر میں انکی ساری زیادتیاں بھول گئی۔ میں چاہتی
" ہوں جب یہ جاگیں تو لال نور انکے پاس ہو۔۔۔۔۔۔

مما کا یوں اتنا سب ہو جانے کے باوجود لمحے میں معاف کرنا نہ تو لئیق کو اچھا لگا نہ لعلین کو امید تھی۔

"آپ کیسے معاف کر سکتی ہیں اتنی جلدی اس سنگدل شخص کو"

لئیق کا دل اذیت سے دوچار تھا۔

دوسری عورت کو زندگی میں ضرور لائے تھے پر اس سے دل نہیں لگایا،"
میرے لیے یہی بہت ہے۔ ویسے بھی اب میں مزید کوئی الجھن نہیں چاہتی

لئیق، ڈاکٹر بتا رہا تھا انکی مینٹل کنڈیشن اچھی نہیں، ایسے میں لال نور دور
"ہوئی تو سہہ نہیں سکیں گے
لعلین اور لئیق دونوں ہی انکی فکر و پریشانی پر حیرت میں تھے، ایک عورت کا
یہ روپ واقعی قابل تحسین تھا کہ وہ خود سے محبت کرنے والے شوہر کی
اگر قدر کرے تو اپنا سب لٹا دیتی ہے۔
آپ اب بھی بالکل ویسی ہی ہیں مما، دیکھا آپ نے نے لعلین۔۔۔۔"
"میری مما کی مہربانی۔۔۔۔ کوئی ستم یاد نہیں رہا انھیں فرہاد علوی کا
وہ نروٹھے پن سے جیسے احتجاج کیے تلملایا، نور تو مسکرائیں ساتھ میں وہ بھی
لئیق کا یہ جیلس سا روپ دیکھے ساری اداسی بھول گئی۔
دیکھا بھی اور اب سمجھ آئی کے تمہارے مزاج کی دریا دلی کہاں سے تم"
میں آئی۔۔۔۔ تمہاری مما سے تمہیں یہ وصف ملا اور بابا سے محبت کرتے
"رہنا، خود سے جڑے ہر فرد سے
لعلین کے اعتراف نے لئیق کی ساری خفگی نگل لی الٹا وہ بے چین ہوا۔

میرا ایک ہی تو شہزادہ ہے یہ، ظاہر ہے ہم دونوں کی تمام اچھی عادات اسی
میں چلی گئی ہیں لیکن بری بھی ہیں کچھ لعلین تو اسکی لگام کس کے رکھنا، خود
سے ناانصافی کرنے میں بہت ماہر ہے"
مما کا ساس بہو والا یونیک کمبو بنانے کی کوشش کرنا لئیق کو مزید برہم کر گیا
اور وہ دونوں ہی اسکی معصوم سی جیلسی پر محظوظ ہوئیں۔
آپ بے فکر رہیں مما، اسے خود سے ناانصافی نہیں کرنے دوں گی۔۔۔۔ خیر آئیں لنچ تو کر لیتے ہیں، سب منتظر ہیں۔۔"
لعلین نے ہی مسکرا کر ماحول کو خوبصورت بنایا مگر لال نور کو بالکل کسی شے
کی طلب نہ تھی، وہ بس فرہاد کے جاگنے کی منتظر تھیں۔
تم دونوں جاو اور جوائن کرو لنچ پر سبکو۔ میں فرہاد کے پاس رہنا چاہتی ہوں،"
یہ اٹھ جائیں تو ہم ساتھ میں لنچ کریں گے"
مما کا جواب لعلین کو تو مسکراہٹ دے گیا پر بابا کے لیے لال نور کی فکر پر وہ
ہنوز جیلس تھا۔

"انکو بس فرہاد علوی کی فکر ہے"

لئیق کے منہ بسور کر کمرے سے باہر نکل جانے پر دونوں ساس بہو شرارت بھرا ہنسیں تو لعلین نے یکدم ہی مما کو شدت سے گلے لگایا۔

تھینک یو لعلین۔۔۔۔اسکی ناراضگی اتنی جلدی ہٹنے والی شے نہیں تھی،"

تم نے مجھے واقعی اکیلا نہیں چھوڑا۔تم بھی لئیق کی طرح مما کی جان ہو۔۔۔

"خوش رہو دونوں۔۔جاو اسے دیکھو، منہ بنا کر نکلا ہے

لال نور نے اسکی جبین چومی تو اسے یوں لگا دل کو قرار مل گیا ہے۔

فوری فرمابرداری سے مسکرا کر وہ اک آزردہ نگاہ فرہاد بابا پر ڈالے کمرے سے چلی گئی جبکہ لال نور واپس فرہاد کے پاس بیٹھیں اور انکا ہاتھ اپنے ملائم ہاتھوں میں پکڑے سہلایا۔

سکون کے انجکشن کا اثر آہستہ آہستہ زائل ہو رہا تھا تبھی نور کو اپنے ہاتھ میں موجود فرہاد کا ہاتھ حرکت کرتا محسوس ہوا تو ڈوبتا دل پھیل کر دھڑکنے لگا۔

اپنے ہاتھ پر نور کے ہاتھ کے مانوس ملائم لمس پر فرہاد علوی نے اپنی درد کرتیں آنکھیں دقت سے کھولیں۔

پہلے تو وہ کئی لمحے یقین نہ کر سکے کہ انکا ہاتھ لال نور کے ہاتھ میں ہے اور وہ انکے اتنے قریب موجود ہیں۔

"ن۔نور۔۔۔۔۔ت۔۔تم میرے پاس سچ میں آگئی ہو؟"

اس شخص کی آواز میں نوحے کی سی گونج تھی جو لال نور کی آنکھوں کو لمحے میں سرخ کر گئی۔

انکا دائیاں ہاتھ میکانکی انداز میں نور کی گال سے ٹکرایا تو انکی خود کی آنکھیں آبدیدہ ہو گئیں، وہ ہاتھ اپنے ہاتھ میں جکڑے روہانسی ہوئیں تو آنکھ سے اک بے آواز آنسو رخسار پر ڈھلک آیا۔

"آنا پڑا، آنا نہیں چاہتی تھی لیکن قسمت واپس اسی در پر لے آئی"

آنکھیں تو انکی بھی درد میں لپٹی تھیں، وہ انکی پہلے جیسی نور ہی تھیں، ویسی ہی خوبصورت جسکا چہرہ درد کرتے جسم کا آرام تھا، جسکی آواز روح کا سکون تھی، جسکا لمس عافیت کا جہاں تھا۔

"مجھے معاف کر دو، اس روز میں اپنے ہوش میں ن۔۔ نہیں تھا۔ اس عورت نے مجھے کہیں کا نہیں چھوڑا تھا۔ وہ میری زندگی کا عذاب تھی۔۔۔۔۔ ابراہیم کے ساتھ جو نا انصافی میں نے کی یہ اسی کی سزا تھی۔۔۔۔۔ میں نے بہت بار سوچا تمہیں زائشہ کی حقیقت بتا دوں پر ہ۔۔ ہمت نہیں ہوئی۔ مجھے ڈر لگا کہیں تم مجھے چھوڑ نہ دو، بہت مشکل سے تمہیں اپنی عادت ڈالی تھی، لیکن اپنے دل پر اپنی ہی خطاء کے سبب قہر ڈھا بیٹھا۔ جس شخص کی ساری محبت اسکی نور کے لیے لیے تھی وہ کیسے کسی اور کو اس بیچ شامل کرتا، سب فریب تھا۔۔۔۔۔ لیکن میں نے تمہاری نظروں میں کئی سال لگا کر بنایا مقام ایک لمحے میں ٹکڑے کر دیا"

وہ بہت کرب میں مبتلا تھے، اپنے ہاتھ سے سرزد ہوئے گناہ انکے کلیجے کو نوچ کر کھا رہے تھے، لال نور کا دل بھی ابراہیم کے ذکر پر تڑپا، لیکن اس بیمار شخص کی تڑپ کا خیال رکھنا بحیثت بیوی ان پر فرض تھا۔

جو ہونا تھا ہو گیا فرہاد، نکل آئیں اس سب سے۔ میں ماضی کا کچھ دہرانا" نہیں چاہتی، ابراہیم اب اس دنیا میں نہیں ہے تو پلیز اب ہمارے بیچ اسکا ذکر نہ لائیں، مزید تکلیف نہ دیں اسکی روح کو۔۔۔۔۔ میں نے آپکو معاف کر دیا ہے، آپکی پہلی والی لال نور بننے کی کوشش کروں گی پر وعدہ نہیں کرتی" وہ اب پہلے جیسی محبت سے بھری نہیں رہی تھیں، خوابوں کی دنیا سے نکل کر حقیقت پسند ہو چکی تھیں۔

فرہاد علوی کی آنکھیں انکے معاف کرنے پر بھیگنے لگیں تو انکے آنسو نور کو دکھ پہنچانے لگے، وہ بیقرار نظروں سے نور کے چہرے کا نقش نقش یوں دیکھ رہے تھے جیسے کوئی مدت بعد اپنے کل قیمتی اثاثے کو تکتا ہے۔

تم میرے پاس آگئی میرے لیے یہی بہت ہے نور، میں اب تم سے ایسا"
کچھ نہیں مانگوں گا جو تم دے نہیں سکتی۔ت۔۔ تمہیں نہیں کہوں گا کہ کہ
مجھ سے محبت کرو، تمہیں تمہاری رضا میں آزاد رکھوں گا۔۔۔ن۔۔ نہیں
کہوں گا جو دل چاہے گا۔ت۔۔ تم بس مجھ سے کبھی دور مت جانا۔

"ت۔۔ تم میرے پاس رہنا

جملہ مکمل کرتے ہی انکے جو آنسو بہنا شروع ہوئے، تو شدت و گریہ زاری
کے باعث ان کی ہچکیاں بندھیں، تبھی تو انکی درد بھری باتوں کو سن کر
لال نور کے چہرے کی رنگت بدل گئی، وہ شخص اب بھی نہیں بدلا تھا، لال
نور کے لیے تڑپتا ہوا، انکی توجہ کو ترستا ہوا اک بے مول شخص۔

لیکن یہ صرف وہ سمجھتے تھے، ایک عورت کے لیے اسکے نکاح میں آیا
معمولی شخص بھی بہت خاص ہوتا ہے، وہ خاص ہی تھا تبھی تو لال نور انکی
تکلیف نہیں سہہ پائی تھیں۔

میں اب کہاں جاسکتی ہوں؟اپنے بچوں کے ساتھ باقی کی زندگی گزارنا ہی"
میری خوشی ہے۔اور آپکے ساتھ، یوں تکلیف نہ دیں۔طبعیت بگھڑ جائے
"گی۔بیٹھنا چاہیں گے؟

وہ پھر سے پہلی والی نور بنی جس طرح انکا ہاتھ پکڑے انکے سر ہلانے پر سہارا دے کر بیٹھا رہی تھی،اس شخص کی آنکھیں خشک ہونے کا نام نہ لے رہی تھیں۔

تبھی لال نور نے خود ہی انکی آنکھوں سے بہتے آنسو صاف کیے اور انکی جبین چومتیں پاس ہو کر بیٹھیں تو اس بلکتے تڑپتے دل کو حوصلہ سا ملا۔

"ت۔۔تم کہاں چلی گئی تھی نور،ا۔۔اس زائشہ نے کہا کہ اس نے تمہیں
ماردیا۔۔۔ت۔تمہیں تکلیف دی اس نے، میں اس زلیل عورت کو مارنے
والا تھا پر د۔۔دستگیر نے مجھے روک دیا۔م۔۔مجھے پھر موقع ملا تو میں اسے
"اس بار پہلے سے بری طرح ماردوں گا

وہ آنسو تو روک گئے پر ٹوٹے لہجے میں جس طرح یہ سب بولے، نور کو اداسی گھیر گئی۔

کسی کو مارنے کی ضرورت نہیں آپکو، اسکا معاملہ لئیق دیکھ لے گا۔ آپ" صرف مجھ پر توجہ دیں۔ کیا حالت کر لی ہے آپ نے اپنی، آپکے چہرے سے لباس تک کہیں ایک سلوٹ بھی نہیں ہوا کرتی تھی، اور اب آنکھیں اتنی ویران، چہرہ اتنا تھکن زدہ۔۔۔۔۔ یہ جانتے ہوئے کہ ایسے اجڑے فرہاد علوی کو نور کی آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں پھر بھی اپنا خیال نہیں رکھا۔

"کیوں فرہاد

وہ نور کی توجہ اور محبت پر آنکھوں میں کرچیاں سی لیے نظر پھیر گئے، کیا بتاتے کہ انھیں لال نور کا ہجر کھا گیا ہے۔

تمہاری اور ابراہیم کی موت کا الزام خود پر سہا ہے، اتنے دکھ اجاڑ ہی دیتے" ہیں انسان کو، اور ویسے بھی خود سے محبت ہی نہیں تھی مجھے، ساری محبت تم "سے جو کر لی تھی۔ میرے ہاتھ اور دامن تو خالی تھے۔۔۔۔

انکے درد بھرے جواب پر وہ اٹھ کر کچھ قریب ہوئے بیٹھیں، انکی تکلیف لال نور سے دیکھی نہیں جا رہی تھی۔

"اب خالی نہیں ہیں، واپس آگئی ہوں۔ ٹھیک ہو جائیں پلیز۔۔۔۔ میں آپکو اسطرح تڑپتا ہوا نہیں دیکھ سکتی فرہاد یہ آپ جانتے ہیں۔ میں اب مزید کوئی تلخی نہیں چاہتی۔ نہ ہمارے بیچ نہ اس محل کے سکون کے درمیان"

من پسند عورت کا جھوٹ بھی سچ لگتا ہے اور وہ تو بولتی ہی سچ تھیں، انکی آنکھیں فرہاد کی آنکھوں پر جمی تھیں جہاں آنسوؤں کی نمی اب تک براجمان تھی۔

"کیا تم مجھ سے پ۔۔ پہلے کی طرح پیار کرو گی؟ م۔۔ مجھے اپنی توجہ دو گی۔۔۔۔۔ میرا خیال رکھو گی نور"

انکے حسرت سے پوچھنے پر لال نور کا دل اخیر کر لایا، وہ چاہتے تھے وہ پھر سے انکی درد کرتی پوروں سے اپنے نرم بوسے سے درد کھینچ لیں۔۔

آپ نے میرے لئیق کو بھی میرے پیچھے بہت تکلیف سے گزارا،اب وہ"
ہمارے بیچ کے انتشار کو مزید دیکھنے کا متحمل نہیں ہو گا۔ ہم پیچ آپ کر لیتے
ہیں،اپنے بچوں کے سکون اور انکی خوشی کے لیے۔آپ نے مجھ سے بے
وفائی نہیں کی، جان چکی ہوں ساری حقیقت۔ میرا وہ غرور لوٹ آیا ہے کہ
میں آپکی اکلوتی محبت آج بھی ہوں۔۔۔۔اور یقین جانیں اس ادھورے
دل والی عورت کے لیے یہ سنبھلنے اور خوش ہونے کی بہت بڑی وجہ ہے،
"آپ کو پیار اور توجہ دینے کی پوری کوشش کروں گی

نور کی ڈھارس بندھاتی سرگوشیوں پر وہ اپنا دل پھٹتا محسوس کر رہے
تھے۔

"میں اب بھی اس لائق ہوں کیا؟"

وہ انکی آزردہ نظروں کے انداز سے دکھی ہوئیں۔

"جی۔۔۔۔ہیں۔۔۔"

وہ انکے چہرے کو تکتیں آنکھوں میں جھانکے بمشکل بول سکیں، اور وہ چاہتے تھے نور کو دل بھر کر محسوس کریں، خود کے زخم کی دوا کریں مگر اپنے قریب آنے پر نور خفیف سی گھبرا کر نظر چرا گئیں جیسے وہ ابھی کسی عملی آزمائش کے لیے تیار نہ ہوں۔

وقت دیں مجھے، اس سب کو قبول کرنے کے لیے۔"

اب چلیں سبکو باہر جا کر سرپرائز کرتے ہیں۔ سبکو یوں لگے کہ کبھی فرہاد اور "نور الگ ہوئے ہی نہیں تھے۔ آئیں

وہ انکے گریز کا احترام کیے مسکرائے اور نور کا اٹھ کر سامنے پھیلا یا ہاتھ تھامے نہ صرف اٹھے بلکہ محبت سے بھری نظریں نور پر جمائیں۔

دونوں کو ساتھ آتا دیکھ کر نا صرف جندل محل کے در و دیوار جگمگائے بلکہ ڈائنگ پر موجود ہر فرد کا دل نہال ہوا، بس لئیق تھوڑا جیلس تھا۔

مما کا بابا کے لیے اتنی جلدی پگھلنا اسے کچھ ہضم نہیں ہوا تھا تبھی اس نے بابا اور مما دونوں کو ایک سی سنجیدہ نظر میں لیا۔

مریم بی کی تو آنکھیں فرط جذبات سے بھیگ گئیں، صبور کی مسکراہٹ میں بھی تکلیف تھی، لیکن لعلین اور دستگیر کا دل حقیقی معنوں میں سکون سے بھر گیا تھا۔

"بابا کی جان۔۔۔کیسے ہو؟ تم نہ ملنے آئے نہ میری طبعیت کا پوچھا"

فرہاد نے بے قرار ہوتے لئیق کو دیکھا جو منہ بنائے اپنے لیے مریم بی کے بنائے کباب اپنی پلیٹ میں رکھے مکمل اگنور مار چکا تھا۔

"اچھا ہوں، طبعیت کا پوچھنے کی کیا ضرورت ہے آپکو آپکی پیاری نور جو مل گئیں۔اب ہمیں کس نے پوچھنا ہے"

لئیق کے جلے بھنے جواب پر پورے ڈائنگ ہال میں کھلکھلاتی سی فضا قائم ہوئی، خود فرہاد مسکراہٹ دباتے نظر آئے۔

"جیلس ہو رہا ہے"

نور نے ہنستے ہوئے سرگوشی کی جس پر سب مسکرائے مگر لئیق مظلومیت سے مما کے ظالم تیور دیکھے گیا۔

لعلین بھی دھیما سا مسکرا رہی تھی۔

"بی کی جان، اب آپ بھی بیوی والے ہیں۔ جیلس ہونا چھوڑ دیں ہمارے دل فریب کپل سے۔۔۔۔اب تو آپکو پتا ہو گا کہ ایک وفا شعار بیوی کے لیے اسکا شوہر کتنا عزیز ہوتا ہے کہ وہ اسکا ہر ظلم ہنس کر سہہ بھی لیتی ہے اور اس سے ناراض بھی نہیں ہو سکتی"

مریم بی کی اس بات پر لئیق ایزد کے دل نے اعتراف کیا کہ واقعی یہ سچ ہے۔

تینوں کپلز اس وقت مریم بی کی قربان جاتی دعاوں میں شامل تھے۔

"ٹھیک کہتی ہیں آپ بی جان، لیکن مما نے تو ریکارڈ توڑ دیے ہنہ۔۔۔انکی یہی مہربانیاں مجھے ہمیشہ ڈراتی رہیں، بلکہ عورت ذات کا یہ روپ مجھے خوفزدہ کرتا ہے۔۔۔۔آپ سے ناراض رہنے والا تھا مگر جائیں کیا یاد کریں گے معاف کیا آپکو لال نور کے صدقے۔۔۔ لیکن اگر اب آپ نے طبیعت بگاڑی تو بہت برا ہو گا۔پہلے صرف میں تھا اب نور صاحبہ بھی ہیں سو مل کر آپکی کلاس لیں گے"

لئیق کے غصے بھرے استحقاق آمیز رویے پر سہمی آنکھیں مسکرائیں مگر فرہاد علوی کی تب بھیگیں جب لئیق نے انکو سب کے سامنے آٹھ سال بعد یوں محبت سے مخاطب کیے ڈانٹا۔

اور فرہاد علوی کے سارے دکھ اسی لمحے ختم ہو گئے۔

سب کے چہروں پر ایک سی مسکراہٹ دوڑی تو آنکھیں خوشی کی زیادتی سے سب کی دلبرداشتہ ہونے پر بھیگ سی گئیں۔

.._____..

سر ہمارے علاقے میں اسے سنگ چور کے نام سے بلاتے ہیں، بہت" زہریلا ہے مگر اسکا زہر اور بھی کئی ٹارچر دیتا ہے، جیسے جسم کے مختلف حصوں سے کاٹنے کے کچھ گھنٹے بعد خون کا جاری ہونا، کبھی کبھی تو کہتے ہیں "جسم پر فالج بھی آجاتا ہے اور سوئے ہوئے ہی انسان کی موت ہو جاتی

شیری تواس خوبصورت سے سانپ کو دیکھنے میں محو تھا جسکی لگ بھگ ساڑھے ایک میٹر لمبائی تھی اور حوالدار نے اسکا اوول شیپ سر بڑی مہارت سے آپس میں باریک کپڑے سے ہلکا سا باندھ کر اسے پکڑ رکھا تھا۔ بہت اچھا لگ رہا ہے، لیکن اس منحوس کو تبھی ڈسوانا جب وہ خوف کے باوجود کچھ نہ بتائے۔ پہلی کوشش ہم اس سے اسکے باس کا نام جاننے کی کریں گے"

شیری اپنی جگہ سے تتتنے کے سنگ اٹھا تو حوالدار نے فرمابرداری سے سر ہلائے اس سانپ کو پروفیشنلی دبوچ کر اپنے گلے میں ہار کی طرح پہنا، اور شیری کے پیچھے ہی لپکا۔

علیش کو جلادوں نے شرٹ لیس کیے الٹا لٹکا رکھا تھا، جس سے اس آدمی کے چہرے پر لہو چھلکا ہوا صاف نظر آرہا تھا۔

شہریار جدون اندر آیا تو جلاد نے گرم پانی کی پالٹی سیدھی اس خبیث کے منہ پر الٹائی جس پر اسکا دماغ ابلا اور دلخراش چیخ کے سنگ علیش نے اپنی

آنکھیں کھولیں تو شہریار اور اسکے پیچھے حوالدار کو گردن میں سانپ لٹکائے دیکھتا اسکی آنکھیں دہشت سے ابلیں۔

"م۔۔مجھے مت مارنا۔۔۔۔میں تمہیں سب بتادوں گا۔۔۔رحم کرو مجھ پر۔۔۔۔"

علیش کی سسکیاں سن کر ڈیول کو جو لذت ملی اسکا نعم البدل کوئی نہیں تھا مگر ہارون کی موت کا بدلہ اس پر قرض تھا، عینی کے کرب کا مداوا باقی تھا۔

"ٹھیک ہے، پھر اپنے باس کا نام بتادو۔۔۔۔۔تم پر ڈیول کا رحم اترے گا"

شہریار اس لٹکے علیش تک پہنچا اور وہیں زمین پر بیٹھے اس نے علیش کے بال مٹھی میں دبوچے اپنی قہرناک آنکھیں اسکی سرخ آنکھوں میں گاڑیں۔

اول تو کچھ لمحے علیش کچھ نہ بولا مگر سانپ کو دیکھ کر اور ڈیول کے خوف کے آگے اسکی زبان مزید خاموش نہ رہ سکی۔

"آ۔۔آفتاب منصوری۔۔۔۔۔۔"

علیش کی زبان سے نکلتے اس نام پر شہریار کے ذہن میں جھماکہ سا ہوا، یہ نام اسے کس قدر ناگوار گزار یہ ڈیول کے سپاٹ اور حقارت سے بھرے چہرے سے عیاں تھا۔

وہ یکلخت اٹھا اور اپنے دونوں جلادوں کو وہاں سے باہر بھیجا۔

"کھولو اس کا منہ اور چھوڑ دو سانپ کو یہاں۔۔۔۔۔علیش ہمارے بہت خاص دشمن کا ساتھی ہے حوالدار جی، اس کو ڈیول کا رحم بھی خاص ملنا چاہیے۔ سوچا تھا تمہیں تڑپاوں گا علیش مگر تم اب صرف دردناک موت کے حق دار ہو۔ ہارون پرکاش کو اذیت دی تم نے، اس الرجیکل کیمیکل مواد سے بھرے بچھو سے ڈسوایا تم نے اسے۔۔۔۔۔اب یہ سانپ تب تک تمہیں ڈستا رہے گا جب تک ہارون کو دی اذیت کا مداوا نہ ہو جائے"

شہریار نے کہہ کر قدم باہر بڑھائے اور حوالدار نے بھی سانپ کا منہ کھولتے ہی اسے اس بند ٹارچر روم میں چھوڑ دیا اور تیزی سے باہر نکل گیا،

علیش کی دردناک چینخیں پورے تھانے کو تھرا رہی تھیں مگر ڈیول کے دل میں اس گندگی کے لیے کوئی رحم نہ تھا۔

بلکہ خوشی تھی کہ تھوڑا سہی وہ ہارون کے موت مرنے کا حساب چکا گیا۔

....★☆☆☆☆☆★....

آفتاب منصوری کے ساتھ اب کیا کرنا تھا وہ سوچ چکا تھا۔

وہیں دوسری جانب مانی پیپر دینے گئی اور اتفاق سے آج کا پیپر انگلش کا تھا اور بہت اچھا ہوا، واپسی پر افراہیم صاحب اپنے لوگوں سے اس لیگل ڈاکومنٹس کے بارے انفارمیشن بھی کلیکٹ کر چکے تھے مگر جب مانی اور وہ واپسی کے لیے روانہ تھے تو آفتاب منصوری کے پالتو کتوں کی گاڑی ہمہ وقت انکا پیچھا

کر رہی تھی مگر چونکہ گارڈز کی گاڑی مانی اور افراہیم کی گاڑی کے پیچھے ہمہ وقت تھی تو وہ لوگ کوئی حملہ نہ کر سکے۔

بہت سیکورٹی دے رکھی ہے اس نے اپنی چڑیا اور اپنے سگوں کو۔ کیا"

"کریں باس

یہ اسی آفتاب کا خاص آدمی ٹوکیو تھا جسے مانی کو دبوچنے کے احکامات ملے تھے، حقارت سے لبریز لہجے میں فون پر مخاطب تھا۔

تحمل میرے عزیز، کبھی تو لاپرواہی برتے گا وہ۔۔۔۔ تم پیچھا جاری رکھو۔" موقع ملے گا ہمیں ضرور، اور اس موقعے پر چوکا تم مارنا جانتے ہو

"ٹوکیو۔۔۔۔

آفتاب منصوری کی فون کے پار سے ابھرتی کمینگی بھری آواز پر ٹوکیو کے سر ہلائے کال کاٹی اور ان دونوں گاڑیوں کا پیچھا جاری رکھا جسکی خبر افراہیم صاحب کو بھی تھی کیونکہ کافی دیر سے وہ اس گاڑی کو آبزرو کر رہے تھے۔

"بابا جان سب ٹھیک ہے، آپ پیچھے کیوں دیکھ رہے ہیں"

مانی جوانکے ساتھ ہی فرنٹ سیٹ پر بیٹھی تھی، افراہیم صاحب کے فکر بھرے تاثرات اور بار بار پیچھے دیکھنے پر پوچھے بنا نہ رہ سکی۔

"کوئی مشکوک گاڑی پیچھا کر رہی ہے مانی، تمہارے پیپر بڑے خطرناک وقت شروع ہو گئے ہیں۔ مجھے کچھ اچھی وائیبز نہیں آ رہیں"

بابا کے بتانے پر مانی نے حراساں نظروں سے پہلے انکو پھر سر گما کر اس پیچھے آتی گاڑی کو دیکھا، دل خوفزدہ ہوا۔

"اللہ اللہ۔۔۔ کون ہیں یہ منحوس لوگ جو ہمارے اور شیری کے پیچھے ہی لگ گئے ہیں۔ انکو بھی گولی ماری۔۔"

پریشانی کے سبب مانی کے منہ سے بے اختیار سچ نکلا تو زرادیر کو افراہیم صاحب کے ہاتھوں سے گاڑی کا کنڑول چھوٹا مگر وہ اس وقت گاڑی روک نہ سکتے تھے تبھی صدمے کے باوجود سٹیرنگ پر ہر ممکنہ پکڑ جمائی۔

مانی نے یہ سب نادانی میں بتا بیٹھنے پر آنکھیں میچے دانت تلے زبان دبائی، خوف الگ آیا کہ شیری اس پر اسکی سچ میں جان لے گا۔

کیا مطلب۔۔۔شیری کو گولی لگی ہے، مگر کب مانی۔۔۔تم دونوں نے یہ "
"بات چھپائی۔۔۔۔۔بہت بری بات ہے بچے
بابا کا برہمی سے استفسار کرنا مانی کی آنکھیں بھی شرمندی اور تاسف سے نم کر گیا۔

ب۔۔بابا سوری وہ شیری نے منع کیا تھا، انکو کندھے پر گولی لگ گئی "
تھی۔۔۔۔۔مجھے بھی نہیں بتایا تھا، آفریدی حویلی چھوڑ کر آ گئے تھے۔میں پھر ولیمے والی صبح جب آئی تو پتا چلا۔۔۔۔۔پھر انکو اکیلا نہیں چھوڑا۔۔۔معاف کر دیں۔۔وہ شاید آپ اور گل ممی کو پریشان کرنا نہیں "چاہتے تھے
مانی نے معصومیت سے سب بتائے معافی مانگی تو وہ بس دلبرداشتہ سے شکوہ کناں نظروں سے اسے سرسری سا دیکھ ہی پائے، مانی کے رونے کے انکے غصے کو کم کر دیا۔

یہ لڑکا کبھی اپنی تکلیف خود نہیں بتاتا، یعنی معاملہ بہت بڑھ چکا ہے۔ مجھے "
اس گاڑی کے پیچھا کرنے سے ہی شک ہو گیا۔۔۔۔۔ خدا میرے بچوں کی
"خیر کرے

انکی پریشانی بھی بڑھ چکی تھی اور مانی کو اپنی خیر پھر بھی دیکھائی نہ دی۔

بابا پلیز انکو مت بتایئے گا کہ یہ میں نے بتایا، جان لے لیں گے "
"میری۔۔۔۔ منع بھی کر کے گئے تھے صبح

مانی کی تاسف سے کی گزارش پر وہ اسکی طرف دیکھتے تسلی دے گئے۔

نہیں بتاوں گا تم مت ڈرو۔۔۔۔۔ میں خود اس سے بات نکلوالوں "
"گا۔۔۔۔

گھر آچکا تھا تبھی گاڑی، چوکیدار کے دروازہ کھولنے پر گھر کے اندر داخل ہوئی تو اس ٹوکیو کی پیچھا کرتی گاڑی بھی زن سے سڑک سے گزر کر نکل گئی جس سے ظاہر تھا کہ آج اس کو مانی کو دبوچنے کا کوئی موقع نہیں ملا تھا اور یہ ایک طرح کی آفتاب منصوری کے لیے ناکامی ہی تھی۔

.._____..

پاکستان میں دن ڈھلا تو نیویارک میں نئی صبح نے انگڑائی لے چکی تھی،
لوئے پھر سے اپنے نئے کانسرٹ کے لیے سائن کر چکا تھا اور آج اسی سلسلے
میں اس کی میوزک کمپنی سے میٹنگ تھی۔
اور لوئے نے جان بوجھ کر ان سبکو بریک فاسٹ کے لیے اسی کیفے میں لایا
جہاں لارا جہاں جاب کر رہی تھی۔
لوئے کے ساتھ دو میلز اور ایک فی میل سٹاف تھا جو اگلے کانسرٹ کی تمام
منصوبہ بندی آج ہی مکمل کرنا چاہتے تھے، اور لوئے اس لیے بھی ان ذہنی
اور قلبی بے قرار حالات میں اس ایونٹ میں انٹرسٹڈ تھا کیونکہ یہ کانسرٹ
اس بار سپیشل چائلڈز اور ایڈلٹس کے لیے بہت پرزور فرمائش پر آرگنائز کیا

جارہا تھا جس سے آتا سارا پیسہ بھی انہی معذور بچوں کے ادارے جانے والا تھا۔

بہت بڑے بڑے راک سٹارز پیچھے ہٹ گئے تھے مگر لوئے نے پورے دل سے اس میں شرکت کا فیصلہ لیا تھا۔

وہ سب وینو اور تمام معاملات ڈسکس کر رہے تھے مگر لوئے کی تیز اور شاطر نظر کیفے آفس کی طرف بنے ریسپشن ایریا کی طرف موجود لارا اور اس آدمی پر تھی جو کلب کی شاندار پرفارمنس کے بعد لارا کے لیے چیک اور ساتھ پھول لایا تھا مگر لارا نے اس آدمی کی یہ مہربانی ہرگز قبول نہیں کی الٹا وہ کلب جا کر کل سے پچھتا رہی تھی۔

"میرے جتنے پیسے بنتے ہیں بس اتنے دے دو فیڈرک، اور پھول بھی ساتھ لے جاو۔ ایک دن ہو گیا، مزید نہ میری کوئی مجبوری ہے نہ تمہاری مرضی چلے گی"

لارا نے کاونٹر پر کھڑے کھڑے ہی اس خلیے سے جنگلی مولی لگتے فیڈرک ویڈکن کو سخت اور کھردے لہجے میں تضحیک بھرے انداز سے جھاڑتے جان سے اتارا مگر وہ کاونٹر پر باقاعدہ جھکا ہوا مسلسل چیک اور پھول لینے پر اصرار کیے جارہا تھا۔

"تمہارے کلب واپس آنے سے پانچ سو کسٹمرز بڑھے ہیں لارا، کیوں غرور کر رہی ہو۔ تمہارے مداح ہیں وہ سب، ہر رات تم وہاں گاو تو میرے ساتھ تمہارے بھی وارے نیارے ہو جائیں۔۔ تمہارے اور جمی کے تعلقات خراب ہوئے تھے مگر اس میں میرا اور کلب کا قصور نہیں، تم اور میں مل کر بہت پیسہ کما سکتے ہیں۔۔۔۔ یہ ویٹر کی جاب تم پر سوٹ نہیں کرتی"

لارا ایک دن کے لیے اچھے پیکج پر چلی تو گئی تھی مگر اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ اب کے بعد نا صرف گانا چھوڑ دے گی بلکہ کلب بھی نہیں جائے گی مگر یہ آدمی تو اسکی جان کو آگیا تھا۔

دیکھو۔۔۔میں نے اپنا موڈ بدل لیا ہے۔مجھے تمہارے کلب میں مستقل"
"جاب نہیں چاہیے۔اب تم جا رہے ہو یا سیکورٹی کو بلاوں؟
لارا اسکے مسلسل اصرار پر بپھری، نا صرف کاونٹر سے باہر نکلی بلکہ وہ
پھولوں کا بکے پکڑ کر فیڈرک کو تھمایا جو اس تضحیک پر آنکھوں میں شعلے جگا
چکا تھا۔
"تم بہت غلط کر رہی ہو لارا"
فیڈرک نے اسکی بازو دبوچے جیسے ہی قریب کیے دھمکایا، اس آدمی کو لگا
کسی نے گردن بری طرح دبائی ہو، لوئے جو کافی دیر سے دونوں کو دیکھ رہا
تھا، اپنے مہمانوں سے معذرت کرتا وہ اس طرف اٹھ کر آیا مگر جب اس
آدمی نے لارا کو چھونے کی جرت کی تو یہ لوئے سے برداشت نہ ہوا،
فیڈرک کو گردن سے دبوچے اسکا سر وہیں کاونٹر پر مارے اس خبیث کو
زمین پر دھکیلتا وہ اسے مار ہی دیتا اگر سیکورٹی بروقت ان گھتم گھتھا ہوئے

لوئے اور فیڈرک کو نہ روکتی، لوئے بہزاد کے چہرے پر اسکے جسم کا سارا لہو چھلکا تو چہرے اور گردن کی رگیں بھی تن گئیں۔۔

چھونے کی ہمت کیسے کی تم نے اسے، تمہارے یہ ہاتھ کاٹ نہ دوں"

خبیث۔اگر تم دوبارہ اس لڑکی کے آس پاس بھی نظر آئے تو تمہیں اس دنیا سے چلتا کر دوں گا"

لوئے کو دو سیکورٹی مین جکڑ چکے تھے اور زمین پر درد سے بلکتا فیڈرک جس خونخوار طرح سے اسے دیکھ کر اپنے جبڑے سے نکلتا خون پونچھے اٹھا، خود پتھر بنی لارا کے وجود میں جنبیش ہوئی۔

لوئے کی طرف دیکھتی وہ پھر اس زخمی فیڈرک کو دیکھ رہی تھی جو دونوں پر حقارت بھری نظر ڈالتا وہاں سے نکل گیا جبکہ سیکورٹی والوں سے اپنا آپ چھڑوائے اس نے جلتی آنکھیں لارا پر جمائیں اور بنا کسی کی پرواہ کیے لارا کا ہاتھ پکڑے اسے کیفے کے پچھلے انٹرنس سے لیے باہر نکلا۔

گاڑی تک پہنچنے تک لارا بے حواس رہی مگر گاڑی تک پہنچنے تک ہوش میں لوٹتے ہی اس نے اپنا ہاتھ نہ صرف لوئے کے ہاتھ سے چھڑوایا بلکہ اسے خود سے پرے دھکیلا۔

"میرے معاملات سے اور مجھ سے تم بھی دور رہو لوئے بہزاد، چھوڑو مجھے"

اپنا آپ چھڑوانے کے باوجود وہ نہ چھڑوا سکی، لوئے اس وقت اچھے موڈ میں ہرگز نہیں تھا سو پکڑ کر اسے گاڑی میں بٹھائے دوسری طرف سے آکر بیٹھا۔

لارا نے گاڑی کا ڈور کھولے نکلنا چاہا جس پر لوئے نے نا صرف اسکی بازو پکڑے اندر کھینچا بلکہ فوری گاڑی لاک کرتے بنا لارا کی کوئی بات سنے گاڑی سٹارٹ کر دی، اسکے چہرے پر سنگلاخ چٹانوں کی سی سختی تھی جو لارا کے اندر تک سنسنی اتار رہی تھی۔

دونوں میں پھوٹ پڑ چکی ہے فیڈرک، اب تمہیں کیا کرنا ہے سمجھ گئے ہو"
گے یقینا۔ان دونوں کو الگ کرنا ہے، بہت جلد وہ اس قید سے نکل جائیں
گے۔وہ فرہاد علوی کو اپنے چنگل میں پھنسا چکے ہیں۔بہت جلد وہ بیوقوف
آدمی، وقار سادانی کے دھوکے میں آجائے گا اور سر آزاد ہو کر یہاں واپس
"آئیں گے۔۔۔تب تک ہمیں اپنا کام پورا کرنا ہے
جیسے ہی لوئے اور لارا کی گاڑی وہاں سے اوجھل ہوئی، اپنے پھٹے گال سے
رستے خون کو حقارت سے صاف کرتا فیڈرک، ساتھ کھڑی جولیہ کی
زہریلی بات سنے پھنکارا۔
اب تم دیکھتی جاو جولیہ، اپنی تضحیک کا کیسے بدلا لیتا ہوں، نہ صرف"
تمہاری مدد کروں گا بلکہ اس لارا کا غرور بھی توڑوں گا۔بڑی اکڑ رہی تھی۔
اپنے کلب کی غلام نہ بنادی تو میرا نام بھی فیڈرک ویڈ کن نہیں، بروکی
موت کا بدلا فرض ہے مجھ پر۔اس لڑکی اور اسکے اس بھائی کی وجہ سے جمی
"مرا۔۔۔لیکن ابھی جمی کے سگے باقی ہیں۔۔۔۔

فیڈرک کے لہجے میں تپش بھی تھی اور آنکھیں انتقام سے اٹ کر لہو چھلکا رہی تھیں جس پر جولیہ نے شاطرانہ مسکراہٹ دیے اپنا ہاتھ بڑھا کر اسکے پھٹے گال سے نکلتے خون کو چھوا تو وہ کراہ کر پرے ہٹا جس پر جولیہ معذرت کرتی اسے مرہم پٹی کرنے کا مشورہ دیتی آنکھوں پر گاگلز اور چہرے پر ماسک چڑھاتی وہاں سے اوجھل ہو گئی جبکہ اسکے جاتے ہی فیڈرک کی آنکھیں اسی نقطے پر مخدوشی سے مرکوز ہوئیں جس طرف لارا اور لوئے کی گاڑی روانہ ہوئی تھی۔

اس تہہ خانے میں وقار سادانی کوئی مظلوم اور بے بس قیدی نہیں تھا بلکہ وہ صرف ایک کھیل کھیل رہا تھا کیونکہ اب اسکا ٹارگٹ فرہاد تھا، فرہاد علوی۔۔۔۔

.._____..

لنچ اور شام کی چائے کے بعد دستگیر، لئیق کے دیے اہم کام کے باعث جندل محل سے نکل گیا تھا اور ابھی تک واپس نہیں آیا تھا، جبکہ لئیق بھی سر کے درد کے باعث کچھ دیر لعلین کے بہت اصرار پر لنچ کے بعد سونے چلا گیا، خوبصورت کی شام ڈھل کر رات میں بدل چکی تھی، سورج کے نارنجی سائے افق کے پار آہستہ آہستہ مدھم ہو کر ملگجی روشنی کو خود میں ضم کر رہے تھے۔

نور اور فرہاد لان میں واک کر رہے تھے، کیف آگیں سا موسم جسم و جان کو گدگدا رہا تھا، صبور اور مریم صاحبہ بھی ساتھ میں گپ شپ کیے ڈنر لگانے کا پلین بنا رہی تھیں اور لعلین بھی سیلی کو کال ملائے لئیق کے ہوم آفس میں ہی گلاس وال کے پاس کھڑی لال نور اور فرہاد صاحب کو لان میں ہلکی پھلکی گفتگو کر کے ٹہلتا دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔

"ابھی دادو کو نہیں بتایا، آج تم سب ریسٹ کرو، ہم کل آئیں گے۔ تمہاری طبعیت ٹھیک ہے آپیا کی جان"

سیلی بھی یہ سب خیر وعافیت سے ہو جانے اور لال نور کی واپسی پر بہت خوش تھی، ابھی روم میں آئی تو لعلین کی کال پر وہیں بیڈ پر آکر بیٹھی۔

"ٹھیک ہے۔۔۔جی سیلی میں ٹھیک ہوں بس معمولی سی تھکاوٹ محسوس ہو رہی ہے۔ کھڑی ہوتی ہوں تو سر ایک بار عجیب سا بھاری ہوتا ہے"

لعلین نے اپنی کیفیت سیلی کو بتائی تو اسکے چہرے پر پراسرار سی مسکراہٹ اتری۔

"کل صبح دس بجے ڈاکٹر ہانیہ کے پاس تمہارا آپائمنٹمنٹ ہے، میں آجاوں گی تمہیں پک کرنے۔ دیکھ لیتے ہیں کہ کیوں طبعیت بوجھل ہے"

سیلی کے بتانے پر لعلین نے سر کو بے دلی سے جنبش دی۔

"ٹھیک ہے آپیا، آپ نے کنفرم نہیں کیا ابھی؟"

لعلین کے پوچھنے پر سیلی کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"ٹیسٹ کیا تھا، پوزیٹو آیا دونوں بار لیکن چاہ رہی تھی ایک بار کنفرم کر لوں۔ ابھی بھجت کو نہیں بتایا"

سیلنا کے اتنی بڑی خوش خبری سنانے پر لعلین نا صرف مسکرائی بلکہ آنکھیں تک نم ہوئیں کیونکہ خالا بننے کی خوشی، ماں بننے سے کہیں قیمتی تھی اسکے لیے۔

"واٹ؟ سچی۔۔۔۔اومائی گارڈ۔۔۔ مطلب میں واقعی خالہ بنوں گی۔۔۔۔ آئی ایم سوہیپی سیلی۔۔۔۔بہت مبارک ہو آپکو، بھجت بہت خوش ہوں گے۔۔۔ایسا نہ ہو خوشی سے پاگل ہی ہو جائیں جیجو"

لعلین کی کھلکھلاہٹ اور شرارت پر سلینا کی ہنسی بھی منظر عام پر آئی، منظر خوبصورت ہو گئے۔

"ہاہا مجھے تو پاگل تم لگ رہی پیاری سی خالا جانی۔۔۔ میری جان۔۔۔۔اب ایسی ہی خوشی کل مجھے بھی ملے تو بات بنے۔ کتنا مزہ آئے گا نہ لعلین جب ہمارے بے بیز ایک ساتھ دنیا میں آئے۔۔۔۔ہائے سیلی کی چھوٹی چھوٹی حسرتیں"

سلینا کی سب باتیں لعلین کی آنکھوں میں ویسا ہی ڈر گھیر لائیں جو دو سال سے اسکے دامن سے لپٹا ہوا تھا، وہ پر امید تھی مگر خوش فہم نہیں تھی تبھی کچھ برا سوچ کر ہی اسکا کھلا گلاب چہرہ مرجھا گیا۔

"سیلی۔۔۔ایسا ممکن تھوڑی ہو سکتا ہے۔میں ٹھیک ضرور ہو رہی ہوں مگر

" کیا پتا اس مقام تک پہنچنے کے لیے مجھے کتنا ترسنا پڑے۔۔۔۔۔

لعلین کی ناامیدی پر سیلی پر امید مسکرائی۔

"ترسیں تمہارے دشمن۔۔۔کل آنے دو تب تک خبردار جو تم نے کچھ الٹا سیدھا سوچا۔لئیق کے ساتھ زیادہ سے زیادہ وقت گزارنے کی کوشش کرو

"ٹھیک ہے نہ

آپیا کی آخری تاکید پر لعلین کے چہرے کو سرخی سی نے لپیٹ میں لیا، دل بس اس ظالم کے پاس اپنی موجودگی کا سوچ کر ہی دھڑک اٹھا، سانسیں بے ربط ہوئیں۔

"جی آپیا، مانی اور شیری کا بتائیں۔۔۔کیا حالات ہیں۔۔۔"

وہ سیلی سے پہلے شیری کو ہی کال کر رہی تھی مگر اسکا فون بند تھا۔

اچھے حالات ہیں، شیری نے مانی کو آہستہ آہستہ قبول کرنا شروع کر دیا"
ہے۔ تم ایک بار شیری سے مل لو آج کل میں، شاید وہ اپنے دل کی بات تم
"سے کہہ دے

یہ سب سن کر لعلین کے دل کو راحت سی ملی۔

جی آپیا آج تو رات ہو گئی، ویسے بھی آج کہیں جانے یا کسی سے ملنے کی"
کوئی ہمت نہیں۔ کل کرتی ہوں اس سے بات۔ نکاح میں موجود کشش اسکا

"دل مائل ضرور کرے گی ان شاءاللہ

لعلین نے کل پر معاملہ نمٹایا تو سیلی کو یہی بہترین لگا۔

"ہاں ٹھیک ہے اب تم بھی آرام کرو۔۔۔ کل ریڈی رہنا صبح دس بجے"
سیلی نے اسے یاد دہانی کرائے رابطہ منقطع کیا تو وہ بھی مما اور فرہاد بابا کو ایک
ساتھ مسکرا کر دیکھنے لگی، ان دو کا اتنی جلدی ایک دوسرے کی سمت بڑھنا،
لعلین کو سب سے زیادہ خوشی بخش رہا تھا۔

"اتنے گھنٹے سو گیا میں، آپ نے جگایا کیوں نہیں۔۔۔۔آٹھ بج گئے"
لئیق کی آواز پر وہ جو فرصت سے باہر تکنے میں محو تھی، مسکرا کر اس شخص کے روم سے باہر نکلنے پر پلٹی۔

دونوں ہی اس وقت بلیک میں سحر طاری کرتے ایک دوسرے پر حاوی ہونے کی کوشش میں تھے، اور سو کر اٹھتے جناب کی آنکھوں کی خماریاں تو حد سے گزر جانے پر اکسا دینا چاہتی تھیں۔

کیونکہ تم نے اپنے بیڈ کی نیند بہت مس کی ہو گی تو اچھا ہوا سو لیے، ناویو"

"لک ایکسٹرا فریش

لعلین کی مسکراہٹ ہی اسکے خمار کو گہرا کرنے کا سبب بنی تبھی تو وہ اسے نرمی سے نزدیک آتے ہی اپنے حصار میں بھرے جس طرح اسکی جبین پر آنکھوں میں انسیت اور شدت لیے جھکا اور اسکے نرمی سے محبت بھرا چھونے پر لعلین کی آنکھیں بند اور نرم مسکراہٹ کے سنگ جگمگاتے ہونٹ پھیلے۔

میں نے اپنے سکون کے بیچ صرف آپکو مس کیا، یہ فریشنش کچھ آپکو دیکھ"
کر آئی اور کچھ اپنی مما سے مل کر۔۔۔۔۔مجھے بے وقت سلا کر آپ نے
"اپنی مشکلیں بڑھالی ہیں، جانتی ہیں؟
اسکے ایک ایک لفظ پر وہ فدا تھی، اسکی ہر ادا پر قربان تھی، لئیق کے آخری
جملے پر وہ آنکھیں جذب سے بند کیے لئیق کے سینے میں جا سمٹی تو اس شخص
نے بھی اس نرم گرم وجود کو خود میں بھینچ سا لیا۔
"سب جانتی ہوں، ایسی باتیں کون سیکھاتا ہے تمہیں"
لعلین کی سرگوشی پر اسکے خوشبودار بالوں کی مہک ان ہیل کیے، بالوں پر
لب رکھے لئیق نے زرا سا خود کے حصار میں لیے خود سے دور کیے فرصت
اور وارفتگی سے لعلین کی گلابی آنکھیں دیکھیں۔
آپ کا میرے قریب ہونا مجھے سب سیکھا دیتا ہے، آپکی جان لینا بھی اور"
"اپنی جان آپ پر نچھاور کرنا بھی۔

قریب ہوتے اسکے نرم ہونٹوں کو جھک کر نرمی سے مس کیے، اپنی شدت کے خفیف جھونکے سے وہ لعلین کے دل کی دھڑکن اپنے اختیار میں کر چکا تھا، ہر بار اسکا استحقاق پہلے سے بڑھ کر نشاط پرور تھا۔

"تم مجھے ہر بار پہلے سے زیادہ جان لیوا چھوتے ہو، تمہاری ایسی عادتوں نے ہی بہت رلایا ہے۔ تمہارے ہونے کا احساس میرے ارد گرد تھا لیکن تم خود نہیں تھے تو سب ویران تھا"

اس لڑکی کے منہ سے ایسے اظہار جسم و جان میں کیف کی سی کیفیت برپا کر دیتے تھے تبھی تو وہ لمحے میں خود سے بے خود ہو جاتا تھا۔

"پہلے سے سوگنا زیادہ پیاری ہو گئی ہیں، میں آپکی اہمیت لفظوں میں بیان کرنے کے قابل بھی نہیں رہا لعلین۔ لئیق ایزد علوی کا دل محبت نامی اس بلا سے بہت خوف کھاتا تھا، اسی عادت، اسی اٹیچمنٹ سے ڈرتا تھا، جانتا تھا اگر مجھے کسی سے محبت ہو گئی تو بہت مشکل ہو گی، میرے لیے بھی اور اسکے لیے

بھی۔ کیونکہ میں کسی کو بھی مستقل میسر نہیں رہ سکتا اور یہ چوائز میرے
"پاس کبھی نہیں ہو گی
اپنے بغیر اسکے رہنے کا سوچنا مشکل تھا تبھی وہ اپنی موجودگی کے لمحوں میں
لعلین کو خود سے زیادہ مضبوط کر دینا چاہتا تھا۔
"محبت بلا ہے کیا؟ یعنی تم یہ کہہ رہے ہو لعلین بلا ہے"
اسے اس وقت لئیق سنجیدہ نہیں چاہیے تھا تبھی اسکی تمام باتیں رد کیے وہ
ناراضگی سے بولی تو وہ ناچاہتے ہوئے دلفریب سا مسکرا دیا، اسکی سنجیدگی قہر
تھی تو مسکراہٹ مائل کر دینے کی صلاحیت میں پر زور۔
"ہاں وہ تو ہیں آپ، خونی بلا۔۔۔ کوئی شک"
لئیق کے شوخ اقرار اور ہونٹوں سے زبان تک پھیلتے محبت بھرے لمس پر
وہ ہنسنا نہیں چاہتی تھی مگر پھر بھی بلش کرتی نظر جھکا گئی۔
محبت کی یہ سٹیج نشے کی لت لگنے کے مترادف ہے، کیا تمہیں نہیں لگتا"
"لئیق ایزد؟

وہ لعلین کے سنجیدہ ہونے پر خود بھی خماری جھٹک گیا، خوبصورتی اور ذہانت مل جائیں تو اہل دل مشکل میں پھنس جاتے ہیں بلکل لئیق ایزد کی مانند۔

"تو آپکا کیا جارہا ہے، لگنے دیں لت۔۔۔۔ابھی میں جئیں گی تو ہی یہ زیست کاٹی جائے گی۔ورنہ مشکل ہو جائے گی۔۔۔۔۔"

اسکا نرم شریر سا مشورہ لعلین کی مسکراہٹ بنا۔

اسی لمحے دروازے پر ناک ہونے پر دونوں کی توجہ ایک ساتھ منتشر ہوئی۔

"یس کم ان"

لئیق نے لعلین کو اپنے محصور کن حصار سے آزاد کیے ہوم آفس کے بند دروازے کو تکتے کہا جس پر صبور نے دروازہ کھولے دونوں کو مسکراتی نظر میں لیا۔

"بیوٹی فل کپل، اگر آپ ریسٹ کر کے فریش ہو گئے ہیں تو آجائیں۔۔ڈنر از ریڈی"

صبور کی مسکراہٹ اور شرارت پر وہ دونوں بھی مسکرائے تو صبور ویسے ہی واپس گئی جبکہ لئیق کے دوبارہ حصار نے پر لعلین کے چہرے کے رنگ سے اڑے۔

بہت باتیں کرنی ہیں آپ سے، لیکن یہ ڈنر نامی دنیاداری نبھا لینی چاہیے"

"پہلے۔۔۔۔میں چینج کر کے آتا ہوں

گال سے ہونٹوں کو جوڑے لئیق نے اسکے خوبصورت چہرے کو نظر بھرے دیکھا اور لعلین کے خوشی ہمکتی آنکھوں سے سر ہلانے پر وہ مسکراتا ہوا واپس روم کی طرف بڑھ گیا۔

.._____..

یہ ڈاکومنٹس نہ صرف فیک ہیں بلکہ عدالت میں انکا کوئی ریکارڈ نہیں"
ہے، اسکے علاوہ یہ بھی خبر ملی ہے کہ تمہارے خلاف انکوائری کسی نجی آفیسر

کے حوالے نہیں بلکہ ایک انٹیلیجنس آفیسر کے سپرد کر دی گئی ہے، یہ سارے معاملات بہت پروفیشنلی ہنڈل ہوں گے۔اور جب تک تم پر کوئی جرم ثابت نہیں ہو جاتا، تم سے نہ تمہارا تھانہ چھینا جائے گا نہ پوسٹ نہ کوئی پابندی عائد ہو گی"

وہ گھر ڈنر پر پہنچ گیا تھا کیونکہ ڈاکٹر کی جانب سے اسے اس وقت بھی مکمل بیڈ ریسٹ سجیسٹ تھی اور وہ مسلسل خود کو بے آرام کر کے تھک چکا تھا، جتنے مضبوط اعصاب ہوں مگر گولی لگنا کوئی کھیل نہیں تھا، اور ویسے بھی ہارون کا بیگ دیکھنا ابھی بھی باقی تھا اور وہ اب بے چین تھا کہ کب ہارون کے اس بیگ تک پہنچے۔

گھر آیا تو پورا جسم تھکن اور تکلیف کے زیر اثر تھا مگر ممی اور بابا کے سامنے اسے فٹ دیکھائی دینا تھا، وہ گھر آیا تو ملازمہ نے اسے آتے ہی پیغام دیا کہ افراہیم صاحب اسے سٹڈی میں بلا رہے ہیں۔

افراہیم صاحب نے ان ڈاکومنٹس کی جانچ کے حقائق شیری کو جب بتائے تو وہ زیادہ حیران نہ ہوا کیونکہ اب اسے ان ڈاکومنٹس کے پیچھے کی کہانی سمجھ آچکی تھی۔

"میں جانتا ہوں بابا اسکے پیچھے کون ہے، ایک پرانا دشمن سمجھ لیں۔ رہی بات انکوائری کی تو اسکی مجھے کوئی فکر نہیں۔ بس اپنی وجہ سے آپکی اور مما کی انسلٹ ہو گی، اس سے ڈرتا ہوں"

شہریار نے ان سے وہ فائیل لے کر بے دلی سے میز پر رکھی، اسکے لہجے میں تھکن اور پشیمانی تھی۔

"میرے شیر، تم اس انکوائری میں اگر پھنس بھی جاتے ہو تو تمہارے پاس اپنے دفاع کو اتنا کچھ ہے کہ تم خود بھی نہیں جانتے۔ وقت آیا تو بتاوں گا بھی اور تمہارے ساتھ سینہ تان کر کھڑا بھی ہوں گا۔ یہ سب سوچنا چھوڑ دو، یہ بتاو۔۔۔ کیسے گزرے دن۔۔۔ کوئی ایسی بات جو تم مجھے بتانا چاہو"

وہ خود بھی یہ سب باتیں کر کے شیری کی تکلیف بڑھانے کے حق میں نہ تھے، افراہیم صاحب کے آخری استفسار پر شہریار نے انکو پریشانی سے دیکھا کیونکہ انکا انداز ایسا تھا جیسے وہ شیری کو لگتی گولی کا جان چکے ہوں۔

"بس ٹھیک ہی تھے، آپ کو اور ممی کو مس کیا۔۔۔۔"

شیری نے یہاں وہاں نظریں پھیرے جھوٹ گڑھا لیکن اس سے جھوٹ بولنا آج بھی مشکل تھا کیونکہ اسطرح اسکی آنکھیں اسکی زبان کا ساتھ چھوڑ دیتی تھیں۔

"اور مانی کے ساتھ سب ٹھیک رہا؟"

بابا کے مزید پوچھنے پر پہلے تو شیری کو کچھ سمجھ نہ آیا کے کیا کہے مگر پھر سر کو سرسری سی جنبیش دیے اس نے جواب دیا۔

"تھانے میں سب معاملات ٹھیک ہیں؟ کیا بات ہے تھکے اور بجھے گڈ۔۔ ہوئے لگ رہے ہو۔ کہاں ہے میر افریش اور چہکتے چہرے والا شہریار

"جدون۔۔ کوئی مسئلہ ہے تو بابا سے شئیر کر لو

وہ ہر ممکنہ کوشش میں تھے کہ شیری انکو خود بتائے مگر وہ ہر ممکنہ کوشش میں تھا کہ اپنی ہر تکلیف چھپالے، حالانکہ وہ بابا سے بہت کچھ کہنا چاہتا تھا، وہ سب جو دل پر چند دنوں میں بوجھ بن گیا تھا۔

"سب ٹھیک ہے بابا، بس تھوڑا کام تھا تھانے میں۔۔۔۔"

وہ پھر سے ٹال گیا اور آنکھیں بھی چرائیں۔

"مانی اور میرا کچھ لوگ پیچھا کر رہے تھے جب اسے پیپر کے بعد واپس لے کر آرہا تھا، ایسا لگا جیسے وہ صرف مانی کے پیچھے تھے۔ کیونکہ اگر ٹارگٹ میں ہوتا تو جاتے ہوئے بھی مجھے وہ پکڑ سکتے تھے"

یہ سب وہ اسے ہر گز اس وقت نہ بتاتے مگر شیری کے مانی کے لیے بدلتے جذبات جو اسکی آنکھوں سے عیاں تھے، انہی کے باعث وہ یہ بات شیری کو کہہ بیٹھے اور اسے سن کر شیری کی آنکھوں میں جس طرح ان مردودوں کے لیے غائبانہ حقارت امڈی وہ اخیر غضبناک ہونے کے سبب تھی۔

اسکے پیپر نہ ہوتے تو باہر جانے کی اجازت نہ دیتا مگر فائنل مس ہوئے تو"
اسکے دونوں سال سپائل ہو جائیں گے۔ میری وجہ سے اس لڑکی کا پہلے کم
نقصان ہوا ہے کہ اس سب فساد کے ڈر سے اسے گھر بٹھا کر اسکا مستقبل
بھی داوپر لگادوں۔۔۔۔آپ کو ہی احتیاط برتنی ہو گی بابا، چار پیپر مزید ہیں
اسکے، میرے لوگ آپکے ہمیشہ ہمراہ رہیں گے مگر اسکی حفاظت یقینی آپ
"نے بنانی ہے۔۔۔۔باقی ان لوگوں کو کیسے دبوچنا ہے یہ میں جانتا ہوں
وہ مانی کی جس طرح فکر کرتا بابا کو اسکا محافظ بنا رہا تھا، وہ اپنے ہونٹوں پر
بکھرتی خوبصورت مسکراہٹ روک نہ پائے۔
تمہیں یہ کہنے کی ضرورت نہیں تھی، جیسے میرے لیے تم ویسی تمہاری"
مانی۔۔۔۔بس تمہیں خبردار کرنا تھا کہ دشمن تاک میں ہے۔۔۔یہ حادثہ
"کیسے ہوا؟
بابا کے نرمی سے تسلی کے بعد آخری سوال پر وہ حیرت زدہ ہوا، اگلے ہی
لمحے مانی کے بابا کو سب بتا دینے کی سوچ ہر تیوری چڑھی۔

"آپ کو مانی نے بتا دیا؟"

شیری جبڑے بھینچ کر اس ہلکے پیٹ والی پر غائبانہ برہم ہوا۔

"نہیں، تمہارا بینڈیج دیکھائی دے رہا ہے۔ کیا ہوا ہے؟ گولی لگی ہے؟"

بابا کے جواب پر شیری نے اپنی شرٹ کا اوپری سیکنڈ لاسٹ بٹن فوری گھبرا کر بند کیا جو نا جانے کیسے کھل گیا تھا۔

جی بابا لیکن میں ٹھیک ہوں۔۔ جس نے یہ جرت کی آج اسکی آخری"

"رات ہے۔۔۔۔

شہریار نے پھر سے نظر چرائی، اسی لمحے ملازمہ نے دروازہ ناک کیا اور ڈنر کے لیے دونوں کو کہے وہ افراہیم کے سر ہلانے پر واپس چلی گئی۔

اپنی ممی کو پتا مت چلنے دینا ورنہ اس نے رو رو کے گھر ڈبو دینا ہے، تبھی"

سارے فنکشنز کے بیچ وہ بے قرار رہی، ماں جو تھی، میرے بچے خود کے ساتھ ایسی بے دردی کیوں۔۔۔ آرام کی ضرورت ہے اور تم تھانے نکل گئے، ڈنر کے بعد تمہیں یہاں وہاں اچھلتے دیکھا تو پٹائی کروں گا۔ پہلے ہی

تمہارے اتنی بڑی بات چھپانے پر شدید غصہ ہوں۔۔۔ چلو آو ڈنر کرتے ہیں"

بابا کا نرمی بھرا لہجہ اور ڈانٹ سن کر وہ تمام تر بیزارئیت کے مسکرا دیا، دونوں کو ساتھ باہر آتے دیکھ کر جہاں گل لالہ کا چہرہ چمکا وہیں مانی نے بس شیری کی گلابی رنگت اوڑھتی آنکھیں ہی دیکھیں تو دل بیٹھا اور سانس بھاری سی ہوئی، ڈنر کے بیچ سب نے ہلکی پھلکی گفتگو کی اور کل جندل محل جانے کا پلین بھی ترتیب دیا۔ کل مانی کی چھٹی تھی اور وہ بھی لال نور سے ملنے کو بہت ایکسائیڈ تھی۔

ڈنر کے بعد شیری نے کچھ دیر لاونج میں بابا کے ساتھ بیٹھ کر فٹ بال میچ دیکھا، اور مانی نے گل کے ساتھ مل کر کچن سمیٹا اور پھر چائے کے ساتھ مفن بیک کیے، خود تو وہ چائے ہیتی نہیں تھی سو پڑھنے کا کہے روم میں چلی گئی۔

ممی بابا بھی کچھ دیر شیری کے پاس بیٹھے اور پھر شیری کو بھی افراہیم صاحب آرام کرنے کی تاکید کیے سونے چلے گئے۔

وہ تب بھی دس بجے تک وہیں بیٹھا رہا۔

نیند سے آنکھیں بند ہونے کا سلسلہ شروع ہوا تو ٹی وی آف کرنے کا سوچا مگر توجہ منہ پھلا کر کندھے سے کندھا ملا کر ساتھ آکر بیٹھتی مانی نے کھینچی بھی اور شہریار جدون کی آنکھوں سے نیند بھی اڑی۔

"ادھر اکیلے بیٹھ کر کونسا وظیفہ پڑھ رہے ہیں مسٹر شہریار"

آج وہ اسکے پاس بیٹھنے ہر دور نہ سرکا، بلکہ وہ اس وقت اسی چڑیل کو اپنے پاس چاہتا تھا جسے خبر ہی نہیں تھی وہ شہریار جدون کے دل میں بسنے لگی ہے، شدت سے۔

کاش پڑھ سکتا، لیکن میرے پاس کوئی مطالبہ ہی نہیں بچا۔۔۔ سمجھ سے "باہر ہے تم کو پانے کا وظیفہ پڑھوں یا تم سے نجات کا

وہ چاہ کر بھی اسکے سوال کو رد کر گزرا، اسے کچھ کہنا ابھی ممکن کہاں تھا تبھی تو مانی کو اسکی پراسرار چپ اور خود پر جمی ہر احساس سے عاری آنکھوں نے بے چین اور بے قرار سا کیا۔

"اصلی گولی لگی تھی آپکو کوئی مزاق نہیں، میں آپکی جگہ ہوتی تو اب تک سارے اپنے ذاتی کام بھی آپ سے کروا رہی ہوتی۔۔۔ریموٹ دیں ادھر۔۔۔پڑھ پڑھ کر دماغ خشک ہو گیا"

بنا شیری کی طرف دیکھے مانی نے جتاتے لہجے میں کہے اسکے ہاتھ سے ریموٹ جھپٹا مگر شہریار جو ٹی وی بند کرنے کا سوچ چکا تھا، واپس سے فٹ بال کے میچ پر اشتقاق بھری نظر جمائے ریموٹ اس سے دور کر گیا۔

"مجھے ابھی دیکھنا ہے میچ۔۔۔تم اپنے دماغ کی خشکی بگھانے کا کوئی اور طریقہ ڈھونڈو۔۔۔۔"

وہ اسکو سلگانے کے لیے زچ کرتا واپس آنکھیں میچ پر جما چکا تھا۔

"آپکو کس کر لوں"

مانی نے اسکی گال کو فوکس کیے سوچے بنا شرارت سے کہا تو شیری نے خونخوار نظر اس لڑکی پر ڈالے اسکی ساری شوخی اسی میں دفن کی۔

"میرا مطلب یہاں آپکے فیس پر"

مانی نے اسکی جان نکالتی، روح تک جھانکتی آنکھوں سے بوکھلا کر فوری تصحیح کیے اپنی انگلی بچوں کی طرح جیسے شیری کے گال سے مس کیے اپنی بات سمجھائی، بہت مشکل سے وہ غصے کو قائم رکھ سکا کیونکہ اس لڑکی کی ایسی حرکتیں اسے سخت مشکل سے دوچار کرتیں۔

"اور تم یہ فضول حرکت کیوں کرو گی؟"

ہنوز تیکھے پن سے سوال آیا، دلچسپی میں گندھا۔

اس سے میرے دماغ کی خشکی ختم نہ سہی پر شاید کم ہو جائے، ادھر وائزنو"

"پرابلم مجھے ریمورٹ دے دیں۔ میں نے کارٹون دیکھنے ہیں تھوڑی دیر

مانی کے نظریں چرا کر کہنے پر وہ اس بار مسکرایا مگر مانی کی خود پر واپس جمتی نگاہوں میں وہ مسکراہٹ نہ آسکی کیونکہ وہ فوری اسے چھپا چکا تھا۔

وہ تو تم روم میں ڈریسنگ کے سامنے کھڑی ہو کر بھی دیکھ سکتی ہو،"
کارٹونوں کی ملکہ نظر آئے گی اور تمہیں خوب انٹرٹین کرے گی، ریمورٹ
"تو نہیں ملے گا تمہیں۔ بہت زبردست میچ چل رہا ہے۔۔۔ سوری
شیری نے اکڑ کر ٹکا سا جواب دیا جس پر پہلے تو مانی نے اسکو منہ ہی منہ میں
بڑبڑاتے کچھ کہا اور پھر خود کو ریلکس کرتی سارا غصہ چہرے سے ہٹایا۔
"ٹھیک ہے تو اپنی گال مجھے دیں پھر"
مانی کے بنا سوچے دیے جواب پر وہ پھر سے اسے گردن گما کر گھورا۔
تمہارا کیا بھروسہ، دماغ کی طرح میرا خوبصورت چہرہ بھی چبا گئی تو، میں"
"کس کے چکر میں کس کس سے منہ چھپاتا پھروں گا
شیری کی بے یقینی پر مانی دبا سا مسکرائی جو شیری نے بھی محسوس کیا تبھی
اسکی ساری دلچسپی مانی کی طرف مبذول ہو چکی تھی۔
آپکی طرح آدم خور نہیں ہوں، نہ اناڑی، میری گردن پر اب بھی ہلکا سا"
نشان باقی ہے آپکی بے رحم معذرت کا۔

ہم تو وارداد یوں کرتے ہیں کہ نام و نشان کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔۔۔۔

"ہمیں چیلنج نہ کیجئے گا محترم

مانی نے شوخے پن سے غرور میں آکر یہ کہہ تو دیا مگر شہریار کو مسکراہٹ دبانے کے لیے چہرہ اس سے پھیرنا پڑا۔

جبکہ اپنے منہ سے نکلتی بکواس پر مانی کا دل چاہا اپنا سر کسی دیوار سے دے مارے۔

"سوچ سمجھ کر بولنا نہیں آتا تمہیں آمنہ آفریدی"

بے جا منصوعی غصہ جھاڑا گیا۔

میرا مطلب تھا یہ میں نے صرف رعب ڈالنے کی کوشش کی تھی"

شیری۔۔۔۔ویسے بھی آپ میرے فی الحال ہسبنڈ ہیں تو میں۔۔آپ سے ک۔۔کچھ بھی کہہ سکتی ہوں۔۔۔آپ پلیز اچھی والی سن لیا کریں۔۔ا۔۔اور ایسی بک بک کان کے فلٹر سے باہر نکال دیا کریں۔۔۔۔"

مانی نے فوری اٹھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا جس پر شیری نے فوراً اسکا ہاتھ بے تکلفی سے پکڑے اس باولی کو روکا۔

"کہاں جا رہی ہو؟"

شیری کے سوال پر وہ لمحہ بھر بد حواس ہوئی۔

میرا خیال ہے میرے دماغ کی خشکی بلکل ختم ہو گئی ہے۔۔۔۔ن۔۔ نیند" بھی آ رہی ہے تھوڑی تھوڑی۔۔ تو آپ دیکھیں اپنا فیورٹ میچ۔۔۔۔ میں جاتی ہوں۔۔۔ یا تھوڑی خشکی واپس دماغ میں ڈالتی

"ہوں۔۔۔پ۔۔پڑھتی ہوں جا کر

اٹک اٹک کر گھبراتی وہ جس طرح شیری کو صفائیاں دے رہی تھی، خدا گواہ تھا اس وقت وہ اسے کہیں جانے دے ہی نہیں سکتا تھا۔

تبھی اسکی بازو پکڑ کر کھینچی تو نتیجتاً وہ جھکا کھاتی توازن برقرار نہ رکھتے واپس شیری کے پہلو میں جا سمائی۔

پر چہرے پر ہزاروں رنگوں کا رقص ہوا تھا، اس ساحر نے دل کی دھڑکنیں اسی کے سینے میں دفنادی تھیں، اسکی آنکھوں کے شدت بھرے لمس مانی کا پورا جسم کپکپانے لگے۔

یہاں بیٹھو ٹک کر، جو کہنا ہے کہو۔۔۔۔ میں غصہ کیے بنا سنوں گا آج"

"تمہیں۔۔۔۔ یہ آفر بس آج کے لیے

غرور بھرے لہجے میں مٹھاس بھرے وہ زرا سا مانی کی سمت ہو کر بیٹھا تو اول تو وہ اسکی اتنی توجہ پر ہی کھل اٹھی اور پھر یہ آفر تو سب سے زیادہ پیاری تھی۔

"م۔ مطلب گھوریں گے بھی نہیں، مسکرائیں گے بھی؟"

مانی نے حراساں ہو کر یقین چاہا جس پر شیری نے پہلے سوال پر سر ہلایا۔

"بلاوجہ مسکرانا پسند نہیں، وجہ ہوئی تو ضرور"

شیری کے نرمی سے بات کرنے پر وہ دونوں ٹانگیں سمیٹ کر اوپر رکھتی جس طرح اسکی طرف ہو کر بیٹھی، شیری نے مشکوک نظروں سے مانی کا سرتاپا مشکوک ہوئے جائزہ لیا۔

"اور اگر میں نے کوئی الٹا سوال پوچھا تو غصہ کیے بنا جواب دیں گے؟"

جانے وہ کس رو میں تھا کہ آج ہر جواب مثبت دینا چاہتا تھا، حتی کہ خواہش تھی وہ اس سے اپنا پوچھے اور وہ بنا سوچے کہہ دے کہ اس کے لیے ضروری ضروری ہو گئی ہے۔

غصہ نہیں کروں گا، آیا بھی تو کنٹرول۔۔۔۔اور سوال تہذیب کے دائرے میں رہ کر کرو گی تو جواب ملے گا ورنہ کیا کیا مل جائے، لسٹ لمبی بھی ہے اور تم پر گراں بھی گزرے گی"

شیری نے اسکے چہرے کے بہکاتے نقوش پر بے پرا وہ سی نگاہ دوڑائے خود کے جذبات دقت سے قابو کیے، سلگایا جس پر وہ ناک چڑھائے واپس چہرہ پھیر گئی جس پر شیری کو بے چینی ہوئی۔

تہذیب کے دائرے میں رہ کر سوال نہیں کرنا تھا تبھی تمہید باندھی تھی،"

"میں نہیں لے رہی آفر۔۔۔۔۔

مانی نے جھٹ سے اپنے نیک ارادے عیاں کیے روٹھ کر کہااور ایک بار پھر

مانی نے اپنی زبان دانتوں تلے دبائی اور ڈرتے ڈرتے گردن پھیر کر شیری کو دیکھا۔

"ٹھیک ہے یہاں دیکھ کر پوچھو۔۔۔یہ نخرے مت دیکھاو"

اسکی بازو سے دبوچ کر اپنی سمت پھیرے وہ بولا نہیں اسے چڑا چکا تھا جو

اسکے یوں وحشیوں کی مانند بازو دبوچ کر اپنی سمت جھٹکا دینے پر آمنہ نے برا

سا منہ بنایا۔

"نخرے تو میں اسے دیکھاوں گی شہریار صاحب جسکو مجھ سے محبت ہو گی"

وہ جو اسکے چہرے پر نظریں جمائے دل و جان سے منتظر تھا، مانی کے اس جملے

پر اپنے جسم کی رگوں میں بہتا خون تپنے سے روک نہ سکا، تبھی تو اس شخص

کے ماتھے پر ناگواری سے بنی شکنوں کا جال بن گیا۔

"کیا مطلب تھا اس بکواس کا؟"

اسکے غیض کو بڑھانے کا سامان کیے وہ اپنی جان خود خطرے میں ڈال چکی تھی، شیری کا لہجہ اور استفسار زہریلا تھا جیسے نجانے خود پر کتنا جبر کر رہا ہو، اور مانی کو اپنے بچاو کا حل صرف غصہ دیکھائی دیا۔

"دیکھا۔۔۔ غصہ کیا آپ نے مجھ پر"

مانی نے اپنی غلطی تسلیم کرنے کے بجائے الٹا شیری کو ٹوکا جس پر وہ چہرہ پھیرے اپنا افشار ہوتا خون واپس نارمل ہونے تک کچھ لمحے ٹی وی پر نظر کیے رہا۔

جب کہہ رہا تھا دور ہو جاو میری زندگی سے تب یہ نادر خیال کیوں نہیں"

" آیا تمہیں؟

وہ بہت مشکل سے اپنے امڈتے جلال کو قابو کیے غرایا تھا۔

"سوال مجھے کرنے ہیں آپکو نہیں"

خوف دباتی وہ بے خوف ہو کر بولی۔

"دوبارہ ایسی بات زبان پر مت لانا"

سختی سے آنکھوں میں جلتی آنکھیں گارکد تنبیہہ آئی تھی تبھی تومانی نے اسکو دیکھتے ہوئے سمائیل پاس کی۔

کیوں۔۔آپکو اچھا نہیں لگا؟ یا بہت زیادہ اچھا لگ گیا جو برداشت سے باہر"

"چلا گیا؟

مانی اسکی ہمت سے برا کھیل رہی تھی مگر یہ ساری شیری نے اپنی مشکل خود بڑھائی تھی، اب نہ اسے قریب لا پا رہا تھا نہ اس لڑکی کے دور جانے پر دل آمادہ تھا۔

"فضول کی ہانکنا بند کرو، جو پوچھنا ہے وہ پوچھو"

پھر سے کھردرا لہجہ جس پر مانی نے اپنا سر اسکی بازو سے ٹکائے، مرمریں ہاتھ بھی اسکی بازو کے گرد لپیٹا۔

شیری نے بے اختیار گردن موڑے مانی کو دیکھا، اسکے ملائم ہاتھ نے جس سختی سے اسکی بازو تھامی تھی، اسکے ہاتھ کی جامنی رگیں تک واضح ہو رہی

تھیں، دل عجیب سا دھڑکا جیسے اس لڑکی کے وجود کی ایسی ہزاروں نرمیاں تسخیر کرنے کی چاہت جاگی ہو۔

بس یہ بتادیں کہ سیلی آپا سے اب بھی محبت کرتے ہیں؟ آپ نے انکو لالہ" سے چھیننے کی بہت کوشش کی، کنڈنیپ بھی کیا۔۔۔۔۔ میں نے آپ سے اس متعلق شادی سے اب تک نہیں پوچھا کیونکہ مجھے اپنا اس معاملے میں بولنا ضروری نہیں لگا۔ لیکن آج جب آپ آفر دے رہے ہیں تو بس مجھے اتنا بتادیں، تاکہ مجھے خبر تو ہو کہ جس دل میں گھر کرنے کے جتن کر رہی ہوں

"وہ خالی بھی ہے یا اس پر پرانی محبت کا بسیرا ہے

وہ سر اٹھا کر خود پر نظریں جما کر دیکھتے شہریار سے بنا ہچکچاتے بولتی گئی اور وہ سنتا گیا، چہرے کے تاثرات پتھریلے ہوتے گئے پر اسے مانی کا یہ سب پوچھنا برا نہ لگا بلکہ اپنی اہمیت مزید محسوس ہوئی۔

تمہارا اس معاملے میں اب بھی بولنا غیر ضروری ہے، کچھ اور پوچھو۔"

"سوال پسند نہیں آیا

غصہ چاہ کر بھی نہ کر سکا بس نظریں چرا لیں، وہ حقیقت شناس کسی طرح بھی موجود و میسر سے علاوہ اس وقت سوچنے پر آمادہ نہ تھا تبھی پینترا بدلا۔ پھر مجھے کچھ نہیں پوچھنا، بائے داوے آپکے دل میں گھر کرنے کے جتن" میں نے چھوڑ دیے۔ کتنی عجیب بات ہے کہ آپ سے سخت ناراض تھی لیکن پھر بھی آپ کے آس پاس موجود ہوں۔نہ آپ نے مجھے منایا نہ مجھ بیوقوف نے منانے کی مہلت یا موقع دیا۔خود ہی آکر آپکے پاس بیٹھ گئی، آپکا کوئی قصور نہیں۔جو محبت میں پڑ جاتا ہے، وہ سب سے پہلے اپنی بے وقعتی اور انا کے قتل کے ڈاکومنٹس پر سائن کرتا ہے۔میں نے بھی کیے تھے، واپس جانا چاہتی ہوں۔۔۔ لیکن جا نہیں پاوں گی جانتی ہوں۔۔۔۔۔ نہ میری واپسی میں آپ ہیلپ کر رہے ہیں نہ ہاتھ کھینچ کر بیچ کی دوری مٹا رہے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔" اپنا سر اسکی بازو سے جدا کیے، اسکی بازو کو اپنی ہتھیلی اور بازو کی گرفت سے چھڑوائے مانی نے اپنے پیر پھیلا کر زمین پر اتارے، لاونج کے اس نیم

تاریک گوشے میں دیر تک دھڑکنوں کی جلترنگ کی آواز سنائی دیتی رہی، جب پیچ کی خاموشی نے طوالت اختیار کی تو اس نے شیری کو دیکھے بغیر کہا اور جانے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی۔

تم مجھ سے ناراض تھی لیکن مجھے نہیں لگی، سو میں نے منایا نہیں"

"سنیل۔۔۔۔ کہاں جا رہی ہو، ٹک کر بیٹھو سمجھ نہیں آ رہا

ایک بار پھر شہریار نے اسکا ہاتھ پکڑے روکا تو مانی کے من ہی من میں ناجانے خوشی کے کیسے کیسے دیپ جلے تھے، یہی شیری کی تڑپ ہی تو اسے ناراض رہنے نہیں دیتی تھی، وہ یوں اسے بار بار روک رہا تھا جیسے اس لڑکی کے اٹھ کر جانے سے اسکی جان جانے لگتی ہو۔

"مجھے آپکے پاس نہیں بیٹھنا، جانے دیں پلیز"

مانی ایک بار پھر اوور ایکٹنگ کیے اعلی پائے کے ہنر دیکھاتے ہوئے آنکھوں میں ہلکے ہلکے آنسو سمیٹ لائی تبھی شیری ریموٹ ایک طرف رکھے اس

بار دونوں بازو سے اسے توجہ سے پکڑ کر واپس بٹھا چکا تھا اور ٹیک بھی چھوڑی۔

مانی نے اپنی آنکھیں شیری کے ہاتھوں پر ٹکائیں جن میں اسکے ہاتھ بلا کے خوبصورت لگ رہے تھے۔

"میں چاہتا ہوں تم میرے پاس بیٹھو، یونہی کچھ دیر"

وہ شہریار کے اس تقاضے پر اس بار سچ میں آنکھوں میں سرخی اترنے سے روک نہ پائی۔

اس لڑکی کی گرے آنکھیں واقعی خوبصورت تھیں، آج پہلی بار شہریار جدون کے دل نے اعتراف کیا۔

"لیکن میں خاموشی سے نہیں بیٹھ سکتی۔۔۔۔یا تو مجھے ہنسائیں یار لائیں، یا کچھ بنا کر کھلائیں، یا کارٹون لگا کر دیں یا۔۔۔۔۔"

وہ اسکی بچگانہ لسٹ سن کر اسکے آخری جملے پر ٹیک واپس لگائے اپنے پیر سامنے میز پر پسار کر رکھے بیٹھا۔

یا اپنی گال چپانے کے لیے پیش کروں، ہے نا۔۔۔ لیکن ایک بات مجھے "
سمجھ نہیں آرہی۔ جب میں تمہیں اتنی تکلیف دیتا ہوں، ہمیشہ غصہ کرتا
ہوں، ہرٹ کرتا ہوں تو تمہارا دل کیسے اس قسم کے لاڈ پر راضی ہو سکتا
ہے۔ مطلب کوئی ہمیں منہ نہ لگائے، ٹیس کرے، بد تمیزی کرے، اسے
"تو میرے جیسا بندہ آگ لگا کر بھسم کر ڈالے
شہریار نے اپنے کندھے سے اسکا کندھا مس کرتے اتنی لمبی تمہید باندھی
جس پر مانی نے خفیف سی مسکراہٹ دیتے شیری کی خود پر جمی آنکھیں
اشتیاق سے دیکھیں۔
آپ نے مان لیا کہ آپ مانی کے ساتھ برا رویہ رکھتے آئے ہیں، آئی لائک "
"اٹ۔۔۔۔۔ لیکن یہ بالکل الگ فیلنگ ہے، آپ نہیں سمجھیں گے
شہریار جدون نے ہتھیار ڈالنے سے پہلے آخری حربہ آزمایا، وہ خود کو شہریار
سے سیانا سمجھ رہی تھی جسکا اتنا تجربہ تھا جتنی اس لڑکی کی عمر تھی۔
"تو سمجھاو مجھے "

وہ پھر سے خود سے فرار کرتا مانی کی طرف مائل تھا،اس نے جس قدر اسکی صحبت میں اچھا لگنے کا سوچا تھا، یہ عجیب سی راحت اس خیال سے بڑھ کر تھی۔

مانی نے اپنی آنکھیں اٹھا کر شیری کو دیکھا اور اسکی طرف جھک کر اپنے ہونٹوں کو شیری کی گال سے جیسے مس کرتی کھکھلائی،اس لڑکی کی بس اتنی سی خوشی پر شہریار جدون کی آنکھوں میں اذیت دوڑ آئی۔

"یو آر سو ہینڈسم"

اس ایک لمحے کو وہ چاہتا تو قید کر لیتا پر وہ اسے قید کرنا نہیں چاہتا تھا، وہ تتلی بن کر اسکے کے گرد ہالہ بنائے ہوئے اسے زیادہ پیاری تھی۔

مانی نے اسکی چہرے پر پھیلتی گرم سانس کے ہونٹوں کو چوم لیتے لمس پر فطری گھبرا کر اپنا چہرہ اسکے چہرے سے فوری پیچھے کیا، وہ اسے دیکھنے کے بجائے مانی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں جس طرح جکڑ چکا تھا، آمنہ آفریدی کا

دھڑکتا دل اس شخص کے بے جان پڑنے اور ہتھیار ڈال دینے پر تھم سا گیا تھا۔

....★☆☆☆☆☆★....

"آئی ایم سوری مانی"

شیری نے اپنی جھکی آنکھیں اٹھا کر مانی کے سفید پڑتے چہرے پر جمائیں اور سرگوشی کی، آمنہ آفریدی کو اس لمحہ یوں لگا جیسے اس شخص کے یوں چھونے پر جسم کی تمام حسوں نے ساتھ چھوڑ دیا ہو۔

اس شخص سے سوری کی امید اسے تھی ہی نہیں، اور وہ اس سے جس طرح معافی مانگ بیٹھا تھا، مانی سے کتنے ہی لمحے کچھ بولا ہی نہ جا سکا بس وہ اپنے آنسو آنکھوں میں دبائے، شیری کے ہاتھ تھامنے کو تاسف سے تکتی گئی۔

"وہ کیوں"

وہ جاننا چاہتی تھی کہ وہ اپنے منہ سے اعتراف کرے، اپنی زیادتیوں کا۔

میں نے تمہاری زندگی خراب کردی، برا سلوک کیا، بارہا نفرت جتائی،"

"بے عزت کیا، رلایا۔۔۔اس کے لیے معاف کردو

اسکے نفرت سے دھتکارنے کی طرح، معافی مانگنے میں بھی اک کشش اور تکلیف تھی جس پر مانی نے بہت مشکل سے اپنی کانچ ہوتی آنکھوں میں امڈتے آنسو دبائے مگر پھر بھی اک آنسو جس طرح اسکی پلکوں سے چھوٹ کر شیری کے ہاتھ کی پشت پر گرا، وہ لمحہ دونوں کے لیے تکلیف دہ تھا۔

"اور باقی زیادتیاں؟ان۔۔انکے لیے کچھ نہیں"

مانی نے نظر اٹھا کر اضطراری نگاہ ڈالے پوچھا جس پر شہریار جدون نے اپنے ہاتھ کی پشت پر گرا وہ آنسو انگوٹھے کی پور میں جذب کیا اور پھر خود کو تکلیف بھری نظروں سے تکتی مانی کو دیکھا۔

وہ میری ذات کے اہم حصے ہیں، ان پر میرا اختیار نہیں۔۔۔(دل نہیں تھا"
میرے پاس، لیکن تمہیں دیکھ کر سینے میں کچھ پھر سے دھڑکنے لگا ہے آمنہ
"آفریدی)

پہلا جملہ اپنی شکست تسلیم کیے مانی کے سامنے ادا کیا دوسرا بس دل میں کہہ بیٹھا، وہ مانی کو اپنے احساسات بتانے میں خوفزدہ تھا اور جانے کتنے وقت تک رہنے والا تھا۔

"تو پھر سوری نہ کریں"

مانی نے اپنی بھیگتی آنکھیں رگڑ کر ناراضی سے منہ بھی پھیرا، شہریار جدون کے دل میں اس لڑکی کے نظر پھیرنے پر ٹیس سی جگی۔

کبھی کسی کو سوری نہیں کیا، تمہیں کر رہا ہوں۔۔۔۔محبت کرتی ہو مجھ "
"سے، تو قبول کرنا چاہیے

وہ اسکے گھبراہٹ پر بند باندھنے کے ظالم انداز اور مشورے پر سلگی، پر چاہ کر بھی آنکھوں میں غصہ نہ قائم رکھ سکی کیونکہ شیری کو دیکھتے ہی اسکی آنکھیں یوں رنگت بدل لیتیں جیسے سورج کے سامنے بادل آجائیں۔

" آپ بھی کر لیتے تو کیا چلا جاتا آپکا شیری۔۔۔۔۔"

وہ برہم ہونا چاہتی تھی پر ہو نہ سکی، آواز سرگوشیوں میں اٹ کر تاسف سے بھر گئی، اس شخص کی نظریں مانی کے چہرے پر ٹھہر گئیں، اسکے نازک سراپے کو نرمی سے اپنی طرف کھینچا تو مانی اس اچانک افتاد پر اسکے قریب جھک آتی بوکھلائی مگر اتنے قریب وہ کچھ کہنا بھول ہی گیا۔

" میرے جیسا شخص محبت کرے تو دوسرے کو ذہنی مریض بنا دیتا ہے، اور تم جیسی کسی سے محبت کرے تو اسکی تھکاوٹیں سمیٹ لیتی ہے۔۔۔۔۔ کیا ایسے دو انسانوں کا جوڑ بنتا ہے؟ ایک مہربان دوسرا بے رحم۔۔۔ ہرگز نہیں "

آمنہ آفریدی۔

وہ پھر سے نہ کہہ سکا، بس مانی کی خود پر جمی خوف اور دکھ ست بھری آنکھیں ہی دیکھتا چلا گیا۔

"کچھ انسان محبت نہیں کر سکتے مانی، وہ محبت کرنے کے لیے سوٹ ایبل نہیں ہوتے"

انکی گفتگو کسی اور ہی سمت چل پڑی تھی اور رونے کے باعث مانی کی آنکھیں بھی جلن سے بھری محسوس ہو رہی تھیں تبھی وہ آنکھوں کو جھپک جھپک کر دباتی اسکے جواب پر زہریلا ہنسی، وہ اسے اپنے قریب آنے دینا ہی نہیں چاہتا تھا ورنہ جب سانسیں الجھ رہی تھیں تو بہت کچھ مزید بھی ہو سکتا تھا، محبت نہ سہی کسی کمزور لمحے میں کیا محبت کا اعتراف ہی سہی۔۔

"فلاسفی مارنے کا نہیں کہا، ہم عام سے انسان ہیں جو بہک بھی سکتے ہیں اور بہکا بھی سکتے ہیں، محبت کر بھی سکتے ہیں اور کسی کو محبت پر لگا بھی سکتے ہیں۔ خود کی غلطی ماننے کا ظرف سب کے پاس نہیں ہوتا۔ میں بھی اپنی بہت سی غلطیاں نہیں مانتی"

مانی نے اسکے جواب اور نظروں کو بری طرح رد کیا، وہ اسکے مشکل ہونے کو اچھے سے سمجھ گئی تھی، یہ بھی کہ وہ اسکے قریب آنا چاہتا ہے مگر اپنے کہے الفاظ ایسی ہمت سے روک رہے ہیں۔

ہم جیسے عام انسان، خاص انسانوں سے زیادہ مشکل ہوتے ہیں آمنہ "

"آفریدی، تم نہیں سمجھو گی۔ جاو جا کر سو جاو

اس بار بھی بنا دیکھے شیری کی سرگوشی بلند ہوئی جس پر وہ جو اسے سمجھانے کے بعد محبت اور توجہ سے تک رہی تھی، پھر سے اداس سی ہوئی۔

"اور آپ؟"

مانی نے اپنے ہاتھ کی پشت پر شیری کے حرکت کرتے انگوٹھے کو تکتے اسکی جھکی نظروں کو تکتے ویسی ہی سرگوشی سے پوچھا، اس شخص کے ہاتھ کی پور کا لمس، دل کے بہت سے ارمان جگا رہا تھا، وہ اسکی خوشبو سے پاگل ہو رہی تھی، وہ چاہتی تھی شیری اسے اپنے وجود میں چھپا لے، اسے واقعی کہیں جانے نہ دے پر وہ چاہتا تھا مانی چلی جائے۔

" میں یہاں زیادہ کمفرٹیبل ہوں، تم آرام سے جا کر سو جاو۔"

شیری نے اسکے ہاتھ کو آزاد کیے گہری نگاہوں میں لیے اسے بے تاثر ہوئے دیکھا، وہ اسے محبت اور وارفتگی سے دیکھنے کو افورڈ نہیں کر سکتا تھا۔

"کیا آپکو میرا کس کرنا برا لگا، اگر دکھ پہنچا ہے تو سوری۔۔۔"

وہ اسے اذیت سے دوچار لگا تبھی شیری کے چھوٹتے ہاتھ کو پھر سے اپنے حدت زدہ ملائم ہاتھ میں تھام کر وہ شیری کی آنکھوں میں تاسف سے جھانکی، آواز میں سلوٹیں پڑیں، شیری کو اسکا یہ سوال رد کرنا منظور نہ تھا۔

"برا نہیں لگا"

شہریار کے سادہ جواب پر مانی کی آنکھیں الوہی چمک سے بھریں، وہ ان خوبصورت آنکھوں کی چندھیا دیتی چمک سے فرار کرنے کے جتن کرنا چاہتا تھا کیونکہ یہی اسکے لیے بہتر تھا۔

"یعنی اچھا بھی نہیں لگا"

مانی نے اس جواب پر خود کو مایوس پیش کیا۔

"لگا پر تھوڑا سا"

شہریار کی سچائی نے مانی کو شاید زندگی کی سب سے بڑی خوشی دی کیونکہ اس لمحے وہ کسی دباو میں نہیں تھا، اس لمحے وہ اپنی ساری توجہ اس عجیب سی لڑکی کے گرد حائل کیے ہوئے تھا جو متوجہ کرنے میں ماہر تھی۔

"میں ہوں ہی پیاری"

مانی نے معصومیت سے آنکھیں ٹپٹپائیں، شیری نے اسکے خود کی طرف جھکنے پر اسکے ماتھے سے ہتھیلی لگائے جس طرح خود سے دور کیا، وہ شرارت سے ہنستی اٹھی اور پیروں میں چپل ارسائے شہریار جدون کے سامنے گھوم کر پلٹی اور لمحہ بھر رکی۔

"مجھے نیند آگئی ہے ورنہ اتنی جلدی آپکی جان نہ چھوڑتی، میں روم کے صوفے پر سونے لگی ہوں جا کر۔ آپ جب دل کیا روم میں آکر اپنے بیڈ پر سو جانا۔۔۔ گڈ نائیٹ"

اپنی ہتھیلی ہاتھ بڑھا کر آگے کیے مانی نے جس طرح شیری کی گال سہلائی، وہ اس لڑکی کی عجیب بچوں سے ٹریٹ کرنے پر منہ بسورتا اسکا ہاتھ بھی خونخوار ہوئے دبوچ گیا۔

"اریٹیٹ مت کرو مانی"

پھر سے کڑوے لہجے میں ڈانٹا گیا مگر وہ آنکھیں گما کر ہنستی ہوئی اپنا ہاتھ اسکے مضبوط ہاتھ سے چھڑوا گئی۔

"آپ میرے ساتھ گزرے لمحے فراغ دلی سے ویسٹ کرتے رہیں اور میں آپکو اریٹیٹ بھی نہ کروں۔۔۔۔ہنہ اتنی بھی پیاری نہیں ہوں۔۔۔۔آپ ہوں گے سٹون، میرا دل آپکو دیکھ کر صابر شاکر ایک حد تک ہی رہ سکتا ہے، ان اور ورڈز، میں آپکو دیکھ کر بہک بھی سکتی ہوں اور لمحہ لگائے آپکو بہکا بھی سکتی ہوں۔۔ سو اپنی ساری زیادتیوں کی مکمل مجھ سے معافی مانگنے تک مجھ سے دور رہنا آپکو خود سیکھنا ہے"

بنا انجام کی پرواہ کیے کہہ کر وہ اس بار شہریار کے کسی انتہائی رد عمل کے لیے رکی نہ تھی بلکہ شہریار جدون کی دنیا میں حشر برپا کرتی وہاں سے پلوں میں اپنی خوشبو بکھیرے اسکی نظروں سے اوجھل ہو گئی اور اک لمحہ شہریار جدون کو لگا اسکا سانس لینا بھاری ہو گیا ہو۔۔۔۔اتنا بھاری کے اسے کھینچنا ناممکن لگنے لگا۔

مگر اسے آج کچھ اور فرض نبھانے تھے، ہارون سے ملنا تھا، اسکے بیگ میں دبے خزانے کو تسخیر کرنا تھا سو وہ کچھ سوچتا ہوا، سینے پر دباو دیتی سانس خارج کیے اٹھ کر سٹڈی کی طرف چل دیا۔

.._____..

وہ اسے سیدھا اپنے گھر ہی لایا تھا، گاڑی پورچ میں روکے، باہر نکل کر پہلے گیٹ بند کیا اور پھر چہرے کے پتھریلے تاثرات میں رتی برابر بھی تبدیلی نہ

کیے وہ گاڑی کی طرف بڑھا، فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولا اور لارا کی بازو
پکڑے زبردستی اسے باہر نکالا جس پر وہ اسے غصے سے تکتی باہر تو نکلی مگر
اپنی بازو بے دردی سے لوئے کے ہاتھ سے چھڑوائی۔
حقارت، آنکھوں میں تیرتی تکلیف اور چہرے پر آنسوؤں سے مٹے مٹے
نشانات سے بے نیاز، لوئے نے خود سے اپنا آپ چھڑواتی لارا کو دونوں
بازوؤں سے دبوچے جھٹکا دیا تاکہ وہ اپنی مزاحمت ختم کرے، اس بیچ وہ اس
ظالم لڑکی کو نا صرف اپنے قریب لے آیا بلکہ موقع ملتے ہی دونوں کے
ادھورے دل والے پینڈنٹ مل گئے، جنکو دیکھ کر لارا کی آنکھیں بھیگیں
اور لوئے کی تکلیف سے بھریں تبھی وہ پینڈنٹ نوچ کر الگ کر گیا، اتنی
تکلیف لارا کو ان کے الگ ہونے پر نہ ہوئی جتنی اس شخص کے دلوں کو بے
دردی سے جدا کرنے پر ہوئی۔۔
کیوں لائے ہو تم مجھے یہاں، میں تمہاری شکل بھی نہیں دیکھنا"
"چاہتی۔۔۔۔ چھوڑو مجھے لوئے بہزاد

اپنا آپ لوئے سے چھڑواتی وہ چیخی جس پر لوئے نے اسے آزاد کیا اور ہاتھ پکڑتا گھر کے اندر بڑھا، اس لڑکی کی آنکھیں ہی نہیں لہجہ بھی دہک رہا تھا۔

"مجھے بھی تمہاری شکل دیکھنے میں کوئی انٹرسٹ نہیں، اپنی زبان بند کرو ورنہ مرجاو گی میرے ہاتھوں"

لوئے نے اسکی بازو تب تک جکڑی رکھی جب تک وہ گھر کے اندر نہ پہنچے، اور تب بھی لارا کے بے رحمی سے اسے دھکیلنے پر ہی وہ اسکا چھوڑ سکا۔

"مار تو دیا ہے تم نے، اب اور کونسی موت دینا چاہتے ہو۔ کیا سمجھتے ہو، اب تمہاری بات تک سننے کی بھی رودار رہی ہوں۔ ہر گز نہیں، جا رہی ہوں یہاں سے"

کڑوے لہجے میں مسلسل لوئے کی برداشت سے کھیلتی وہ دروازے کی طرف وحشیوں کی طرح بڑھی تو لوئے نے اس بار اسکی سوچ سے زیادہ سختی سے اسکی کلائی جکڑے اپنی سمت کھینچا، اس کی گرم تپش بھری سانسیں لارا کے چہرے اور ہونٹوں کو جھلسانے لگیں۔

میری اجازت کے بنا تم ایک قدم بھی باہر نہیں نکال سکتی، مجھے کسی انتہائی"
"قدم پر مجبور مت کرو لارا
لوئے نے تیکھے آئبرو سکیڑے سختی سے تنبیہہ کی مگر وہ یوں ہٹ دھرمی
سے سر جھٹک گئی جیسے اسکی دھمکی کو مزاق سمجھ رہی ہو۔
تمہاری اجازت گئی بھاڑ میں، نہ تو میں تم سے بات کرنے میں دلچسپی رکھتی"
ہوں نہ ہی ایک چھت تلے تمہارے ساتھ سانس لینا آسان ہے۔ تم وہی
کرو جو تم پر جچتا ہے، عیاشیاں۔۔۔۔ جلاو مجھے، بہت مزہ آرہا تھا تمہیں لارا
"جہاں کے دل کو راکھ کر کے، تو کیری اون لوئے بہزاد۔۔۔۔
وہ خود بھی نہیں جانتی تھی کہ کیا بول رہی ہے، تبھی تو اس لڑکی کی حد درجہ
سنگدلی پر لوئے کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا، غصے اور اشتعال کو قابو کرنا مشکل
لگا۔
لوئے نے اسکی گردن کے گرد ہاتھ باندھے جھٹکے سے اپنے چہرے کے
قریب کیا تو لارا کی حقارت سے بھری آنکھوں میں خوف اترا۔

اپنے ہاتھ اسکے سینے پر ٹکا کر دباو دیتی وہ اسے خود سے دور کرنے لگی اور وہ یوں تھا جیسے وہ اسکی سانسیں اسی میں دفن کر دینا چاہتا ہو۔

"میں جیسا بھی ہوں، یہ برداشت نہیں کروں گا کہ تم فیڈرک جیسے ٹکے ٹکے کے آدمیوں کے ارد گرد ملو۔۔۔ جمی کا معاملہ بہت جلدی نہیں

"بھول گئی تم، باز آجاو اس سے پہلے کہ کوئی بڑا نقصان اٹھاو

لوئے کا لہجہ جو جتا رہا تھا اس پر لارا کے چہرے کا رنگ یکدم بدلا۔

"اوہ تو تم بھی نکلے وہی ٹیپکل تھرڈ کلاس مرد میرے باپ جیسے، خود چاہے جہاں مرضی منہ مارتے پھریں، پر عورت صرف اپنے ارد گرد منڈلاتی، وفادار اور پرہیز گار چاہیے۔۔ فیڈرک سے پیار محبت کی باتیں کر کے اسکے گلے میں نہیں جھولی میں۔۔ رہی بات نقصان کی تو میرا آخری بڑا نقصان تم تھے لوئے، اب مجھے مزید کچھ کھونے کا خوف نہیں۔۔۔"

زہر کو اس لڑکی کا کیسلا لہجہ مات دے رہا تھا مگر لوئے بہزاد اتنے تحمل کا عادی ہر گز نہیں تھا جسکا مظاہرہ وہ لارا کے سامنے کر رہا تھا۔

"تمہیں احساس ہے لارا کہ تم کیا کیا بول رہی ہو"

لوئے کو اس لارا سے خوف سا آیا اور وہ اپنی گردن کے گرد جکڑا لوئے کا ہاتھ حقارت سے جھٹک گئی۔

"بالکل، سوچ سمجھ کر بول رہی ہوں۔ تم عیش کرو جسکے عادی ہو، لیکن مجھ پر رعب جھاڑنے بند کرو۔ تمہاری غلام نہیں ہوں، کس کے ارد گرد رہنا ہے اور کس سے گریز کرنا ہے یہ بخوبی جانتی ہوں۔ ساری دنیا بھی میری رفیق بن جائے تب بھی اب تم میرے لیے ناقابل قبول رہو گے۔۔۔"

وہ اسکی ہر بات سنتا رہا، تحمل کا اخیر مظاہرہ کیا گیا مگر جیسے ہی وہ خاموش ہوئی لوئے نے اسکی لال رنگ اوڑھتی آنکھوں کو اذیت سے دیکھا،

"ضد لگانا چاہتی ہو؟"

لہجہ شکستہ مگر آنکھوں میں ناراضگی تھی۔

"یہی سمجھ لو، میرے راستے میں دوبارہ مت آنا ورنہ مار دوں گی تمہیں"

"لوئے بہزاد علوی

اسکے غرانے پر زمین اس شخص کے وجود سے سرک گئی تھی، کیا وہ اسے واقعی مار سکتی تھی یہ خیال ہی رگوں میں دوڑتے لہو کو منجمد کر گیا۔

تم مجھے مار سکتی ہو تو مار کیوں نہیں دیتی، ختم کرو یہ اذیت کا کھیل۔۔۔۔"

تمہیں مجھ سے محبت نہیں، تمہیں میرا یقین نہیں۔۔۔ لیکن کیا تمہیں میرا احساس بھی نہیں رہا، کیسے یقین دلاوں خود کو کہ چند دنوں میں مجھ کو مجھ سے زیادہ جان جانے والی لڑکی مجھے اب مارنے تک کا سوچ رہی ہے۔۔

تمہیں سچائی دیکھائی نہیں دے رہی، تم مجھ سے لڑو، تم مجھے تکلیف

"دو۔۔۔ لیکن تم مجھ سے دور مت جاو

وہ جانتا تھا جب تک جھکے گا نہیں، یہ لڑکی اپنی ضد پر پہاڑ سی ڈٹی رہے گی، اپنی انا مجروع کر کے وہ پھر سے اسکے سامنے التجاء کر بیٹھا، صرف اپنے اور لارا کے رشتے کو بچانے کے لیے۔

میں تم سے دور جاوں گی، اور تم انہی آنکھوں سے مجھے دور جاتا دیکھو"

گے۔۔۔ تکلیف دی ہے تم نے مجھے، اب کچھ جھوٹ نہیں رہا۔ اس لڑکی

کے ساتھ آئے تھے کیفے، مجھے جلانے کے لیے۔۔۔ تمہاری آنکھوں میں اسکے لیے جذبات بھی دیکھے تھے۔۔۔ت۔۔ تم نے اسے گلے بھی لگایا۔۔۔۔م۔۔مجھے جلانے کے لیے تم رہے سہے بھی میری نظروں سے گر گئے، س سب جھوٹ بھی ہے تو جاو نہیں یقین کرنا مجھے تمہارے کسی سچ کا۔مجھے میرے حال پر چھوڑ دو"

وہ بدک کر چینخی اور اسکی بازووں کے نرم پڑتے حصار کو بھی سنگدلی سے جھٹکا۔

تمہیں تمہارے حال پر نہیں چھوڑوں گا، تم لڑو یا مرو لیکن اب تم یہیں رہو گی۔۔۔" "

ایک بار پھر اسے بازووں سے دبوچ کر وہ برداشت ختم ہونے پر دھاڑا تو خوف سے بھری ان کانچ آنکھوں میں آنسو جمع ہونے لگے۔

اور اب تمہیں جلانے کے لیے جسے گلے لگانا ہوا یہیں لے کر آوں گا، کیا" سمجھتی ہو اتنا آسان ہے مجھ سے جان چھڑوانا۔ پاگل کر دیا ہے تم نے مجھے،

سمجھ نہیں آرہا تمہیں کیسے سزا دوں، میں نے تکلیف دی، لیکن اس تکلیف کا کیا جو تم مجھے دے چکی ہو۔ کیا فائدہ ہوا لوئے بہزاد علوی کے سدھرنے کا، جس کے لیے اس غلیظ دنیا سے دور ہوا اسی نے واپس دلدل میں دھکیل دیا۔۔۔ تم مجھے مارو گی جب تب دیکھی جائے گی، لیکن تب تک تم لوئے کی بربادی انہی آنکھوں سے دیکھو گی"

جس اذیت میں وہ لڑکی اسے جھونک چکی تھی، وہ اب اسی میں خوش رہنے کا فیصلہ کیے لارا کے حواسوں پر قہر ڈھا رہا تھا۔

"نہیں رہنا مجھے تمہارے پاس"

تکلیف نے اس لڑکی کی آواز بھی کرچیاں کی۔

"آنسو بہاو تو یہی سفاک سنگدل بدکردار وحشی آدمی ہی آخری آپشن ہو اپنے پاس تمہیں رکھوں گا یہ بھول جاو، اپنے ساتھ رکھوں گا تاکہ تم جب تمہارے پاس اپنی فسٹریشن نکالنے کے لیے۔۔۔ ہو سکتا ہے تم کسی دن ضبط کھو دو اور میری اس بکواس زندگی سے جان چھوٹ

جائے۔۔۔۔مروں گا تو صرف تمہارے ہاتھ سے، خودکشی کی سہولت میرے پاس کبھی تھی ہی نہیں۔۔۔اور جیتے جی صرف اب تمہاری اذیت میں اضافہ کروں گا۔۔۔جاو روم میں، جتنا رونا ہے تسلی سے رولو"

اسکے ہاتھ سے لارا کا فون بے دردی سے کھینچ لوئے نے اسکے حواس ان زہریلے الفاظ سے سن کیے اور باقاعدہ اسکے پکڑ کر کمرے کی سمت دھکیلا جس پر لارا نے اسے سرخ لہو آنکھوں سے پلٹ کر دیکھا۔

"تم میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے لوئے"

لارا نے عداوت اور غصے بھری تنبیہہ کی جس پر لوئے نے سرد نظروں سے لارا کو دیکھا۔

اب تمہارے ساتھ ایسا ویسا سب کروں گا یہ بات اپنے دماغ میں سمولو" اچھے سے، جاو یہاں سے۔۔۔۔دماغ خراب مت کرو مزید۔اگر تم نے یہاں سے بھاگنے کی کوشش کی لارا تو تم میرا اب تک کا بھیانک روپ دیکھو گی"

اسے باقاعدہ بازو سے پکڑے لوئے بیڈ روم کی سمت بڑھا اور لارا کو کمرے میں دھکیلے اسے وارننگ دیتے ہی دروازہ اسکے منہ پر بند کیا، اور لاک کیے وہ گہرے گہرے سانس بھرتا اسکا فون وہیں لاونج کے ڈرا میں رکھتا گھر سے باہر نکلا اور جاتے ہوئے گھر بھی لاک کیا۔

اسے واپس کیفے جانا تھا کیونکہ وہ لوگ یقینا اسکے وہاں منتظر تھے، اس لڑکی کا دماغ وہ واپس آکر درست کرنے کا سوچ چکا تھا، شاید صبور کی باتیں اسے سمجھ آگئی تھیں، اور اپنے اور لارا کے رشتے کو بچانے کے لیے وہ اب کسی حد کا خیال نہیں رکھنے والا تھا۔

لارا کے پاس اس قید میں صرف آنسو بہانے رہ گئے مگر لوئے کا یہ رویہ وہ ہر گز نہ سہہ پائی نہ اس سے اس شخص کی نفرت بھری آنکھیں برداشت ہوئیں۔

.._____..

"یہ تھی میری ہفتہ دس دن کی مصروفیات "

وہ اس وقت لان میں ٹہل رہے تھے، لعلین کو اسکے ہاتھ کو تھامے اسکے ساتھ ٹہلنا اچھا لگ رہا تھا، ملائشیا کے ٹرپ کی اتنی ساری مصروفیات جان کر وہ حیران بھی تھی اور پریشان بھی، خاص کر اینجیلیہ کے کڈنیپ کرنے سے انکے نکاح تک۔

"مطلب ون منتھ بعد تم پھر سے چلے جاوگے "

لعلین نے اپنے قدم روکے چہرہ اسکی طرف کیے بے قراری سے پوچھا تو وہ جو اسے مستقل آنکھوں کا محور کر چکا تھا، لعلین کے استفسار پر مدھم سا مسکرایا۔

اس بار آپ بھی جائیں گی میرے ساتھ، میرا کام بھی نمٹ جائے گا اور " آپ کے ساتھ وقت بھی گزار لوں گا۔ اور اس کپل کی سپیشل فرمائش بھی

ہے کہ وہ آپکو دیکھیں، آفٹر آل لئیق ایزد علوی کی محبت ہیں آپ، لوگوں کو رشک تو ہو گا ہی آپ پر"

لئیق کے محبت سے تکنے پر لعلین کا چہرہ متغیر اور سانسوں کا ربط لمحہ بھر بے ربط ہوا، وہ اسے ہر لمحہ خود میں بسا لیتا تھا، اسکا ہر لفظ محبت سے لبریز تھا، اور لعلین کے لیے لئیق ایزد کے پاس صرف محبتوں کی شدتیں بچتی تھیں، اسکی آنکھیں، ایک ایک ٹچ لعلین کو ایک نئے سکون سے متعارف کرواتا۔

میں یہی چاہتی ہوں تم جہاں جاو، مجھے ساتھ لے کر جاو۔ اسطرح میں"

"خوش رہوں گی لئیق ایزد

لعلین کے اتراہٹ بھری سرگوشی میں کہنے پر لئیق نے اسکی کمر کے گرد دونوں بازو حمائل کیے اور اس لڑکی کے گھبرا جانے پر چہرے کے رنگ بدلتے حسن کو دیکھنے لگا پھر اسکی رخسار چومے، دونوں آنکھوں کو اپنے ہونٹوں سے چھوا، اسکے نرم ہونٹوں پر جھکتے ہوئے وہ اپنا ارادہ ملتوی کیے

غضبناک مسکرایا کیونکہ اسکا آخری ارادہ ہی لعلین کی جان نکال سا گیا تھا تو شدت بھرا عمل اس ماحول میں تو اس لڑکی کے حواس اڑا دیتا۔۔

پوری کوشش کروں گا، کیونکہ سچ یہی ہے کہ آپکے بنا مجھے اپنا آپ خود" بھی ادھورا لگے گا۔ میں مکمل ہو کر جینا چاہتا ہوں اور مجھے مکمل آپ کرتی ہیں"

اسکے جذبے اسکی آواز کو بوجھل کر گئے، تبھی تو وہ آسودگی سے آنکھیں موندھے اسکے سینے سے جا لگی۔

"مجھے بھی تم مکمل کرتے ہو لئیق ایزد"

سینے میں دبی ہوئی وہ اتنا آہستہ بولی کہ لئیق کو بمشکل سنائی دیا مگر اس اعتراف نے اسکے ہونٹوں پر مسکراہٹ سجا دی۔

آہستہ آہستہ موسم ٹھنڈا ہونا شروع ہو گیا ہے، چلیں اندر چلتے ہیں"۔۔۔۔۔۔

آج دن بھر موسم ابر آلود رہا تھا مگر بارش نہیں برسی تھی تبھی اس وقت بھی سیاہ آسمان بادلوں کی لپیٹ میں تھا۔

دونوں ساتھ ہی اندر بڑھے، توڈنر کے بعد سب ہی سٹنگ ایریا میں براجمان مسکراتے ہوئے گپ شپ میں بزی تھے، دستگیر ابھی تک واپس نہیں آیا تھا اور شاید آج آ بھی نہ پاتا کیونکہ آفتاب منصوری کے حوالے سے وہ تمام حقائق خود جمع کر رہا تھا۔

صبور، لال نور، فرہاد صاحب، مریم بی سب ہی کے چہرے لعلین اور لئیق کو آتا دیکھ کر کھل سے اٹھے۔

فرہاد، نور کو نیہا کی شادی کا بتا رہے تھے اور نور حیران ہو رہی تھیں، پھر باقی تمام سچائیاں بھی وہ نور کو بتا چکے تھے کہ کیسے وقار اور زائشہ کے گناہ بے نقاب ہوئے اور انھیں جندل محل کے تہہ خانے میں جکڑا گیا ہے۔

لعلین اور لئیق بھی وہیں سب کے بیچ آ کر بیٹھے۔

بابااور مما کا پیچ آپ اس وقت اسے جیلس کرنے کے بجائے سکون بخش رہا تھا، جس طرح لئیق نے لال نور کو محبت سے دیکھا، انکی آنکھیں مسکرا اٹھیں اور پھر جس طرح اس نے ممی کو بابا کے ساتھ سجنے پر سراہتے ہوئے مسکراہٹ دی وہ آج کا حسین منظر تھی، لعلین نے خود ماں بیٹے کا شریر اور محبت بھرا آئی کانٹکٹ بھرپور انجوائے کیا۔

میرے پیچھے سب بدل گیا، دستگیر کی زندگی میں اتنا سب ہو گیا، مانی کے ساتھ بھی غلط ہوا۔۔۔لوئے۔۔۔۔ نجانے وہ کیسا ہو گا وہاں، مجھے بہت دکھ ہوا تمہاری اتنی مشکلات کا سن کر لئیق ایزد" "

مسکراتے ہوئے تمام نفوس، نور کے لئیق سے مخاطب ہونے پر لمحہ بھر سنجیدہ ہوئے۔

اب تو سب مشکلات ختم ہو گئیں مما، دستگیر عالم کو اسکی یہ محبت مل گئی، " صبور اور دستگیر نے واقعی بہت مشکل وقت دیکھا۔ لیکن اللہ بڑا مہربان ہے، وہ سکت سے زیادہ آزمائش نہیں لیتا۔ رہی بات مانی اور شہریار کی تو انکا رشتہ

بھی جلد بہتری کی طرف جائے گا، اور لوئے سے بے خبر نہ کبھی رہا ہوں نہ اب ہوں۔۔۔۔ لیکن وہ اپنے اور لارا کے بیچ کی کڑواہٹ خود ہی کم کرے یہی مناسب ہے، کیونکہ کسی تیسرے کا ان کے بیچ پڑنا، معاملہ مزید خراب کر سکتا ہے"

لئیق کی مصلحت بہترین تھی اور ہر فرد ہی اسکی بات سے متفق تھا، نور کو بھی لئیق کی باتوں نے کچھ تسلی پہنچائی۔

لال نور نے پیار سے صبور کو دیکھا جو انکے پاس ہی اداس سی بیٹھی تھی اور ہاتھ تھاما۔

"بہت پیاری دلہن ملی ہے دستگیر عالم کو، اس جیسی۔۔۔۔ دعا ہے اب تم دونوں کی زندگی میں کوئی آزمائش نہ آئے۔ میں تمہاری ممی کو تمہارے سامنے تو کیا تمہارے پیچھے بھی برا نہیں کہوں گی، کیونکہ میں نے ہمیشہ خود سے زیادتی کرنے والے کا معاملہ اللہ پر چھوڑ دیا ہے۔۔۔۔ لیکن تم میرے لیے میرے ان سب بچوں جتنی ہی پیاری ہو، جیسے میرا لئیق، میرا دستگیر اور

اب میری لعلین ہے۔ کبھی اپنی ممی کی مجھ سے کی زیادتیوں پر خود کو قصور وار مت سمجھنا، لعلین نے بتایا تھا کہ تم اپنی ممی پر نہیں اپنے ڈیڈی جیسی حساس ہو، سو حساس لوگوں کے مسائل لال نور سے بہتر کوئی نہیں جان سکتا۔ تم اور لوئے میرے لیے بہت پیارے ہو، اور ہمیشہ رہو گے"

صبور کو اس وقت لال نور کے ایسے ڈھارس بندھاتے الفاظ کی شدت سے ضرورت تھی کیونکہ وہ واقعی بہت تکلیف میں تھی، جس طرح صبور نے بھرائی آنکھوں سے اس مہربان عورت کو دیکھا، وہ منظر ہر بیٹھے فرد کے دل کو سوز سے بھر گیا۔

خود فرہاد علوی کی آنکھوں کے کنارے سرخ ہوئے۔

مریم بی نے مسکرا کر اپنی آنکھ سے آنسو پونچھا اور لعلین نے بھی رشک سے پہلے ان دونوں کو پھر ساتھ بیٹھے لئیق ایزد کو دیکھا جو سب کے بیچ بھی اسے وارفتگی سے تکنے سے باز نہ آرہا تھا اور گھبرا رہی تھی کہ ابھی جان لیوا سی

رات اور اس شخص سے قربت کے لاتعداد لمحے باقی ہیں، جسم بس سوچ کر ہی نادیدہ حدت میں ڈوبا۔

صبور سے کچھ بولنا محال تھا تبھی وہ بس آنسو آنکھوں میں دبائے ہی سر کو اثبات میں ہلا کر جبرا مسکرائی۔

نیہا کے لیے بھی خوشی ہوئی، زبردستی کے رشتے بہت امتحان بنتے ہیں۔"

ایک طرف بھی محبت نہ ہو پھر تعلق صرف بوجھ بن جاتا ہے۔ ہمایوں صاحب کے فیصلے نے کئی زندگیاں بچالیں۔ ان شاءاللہ وہ اور نیہا خوش رہیں گے۔ اپنے حصے کے سکھ ہر انسان کو کبھی نہ کبھی مل کر رہتے ہیں۔ اور لوئے کے لیے کوئی اسکا خاص اسکی زندگی میں ہے، یہ سن کر جتنی خوشی ہوئی، دگنا دکھ اسکے اور لارا کے اختلافات کے بارے جان کر ہوا"

وہ مزید بولیں، لہجہ دکھ سے اٹا بھی تھا اور پر سکون بھی، سب کے چہروں پر اداسی کا پہرہ تھا۔

میں نے اسے سمجھایا تھا، امید ہے وہ لارا کو منا لے گا۔ ویسے بھی جو زندگی لوئے نے آج تک گزاری ہے اسے ایسے بگھڑے معاملات ڈیل کرنے کی عادت ہے۔ وہ خود بھی اچھے سے جانتا ہے لارا اسکے لیے کتنی اہم ہے، وہ کوئی بیوقوفی نہیں کرے گا"

صبور نے بھی گفتگو میں حصہ لے کر امید دلائی، جبکہ فرہاد علوی کا دل اب بھی لوئے کے لیے بے چین تھا۔

"دعا ہے ایسا ہی ہو"

نور نے صدق دل سے ایسے حالات کی تمنا عیاں کی۔

خیر آپ سب اب ریسٹ کریں۔۔۔۔ میں دستگیر کی خبر لے لوں۔۔۔ ایک کام سے بھیجا تھا اسے، اور آپ دونوں بھی ایک دوسرے کو وقت دیں۔۔۔ یہ کاکا اب آپ دونوں سپیشل ونز سے کل ملے گا"

لئیق بابا کو تھکا ہوا بھانپ اٹھ کھڑا ہوا اور ممی کی طرف بڑھے جھک کر انکی پیشانی چومی، اور ساتھ میں منصوعی گھوری سے یکدم کھل اٹھتے فرہاد کو دیکھا تو ان دونوں سمیت باقی سب بھی مسکرائے۔

ممی سے پیار لیے وہ پلٹا، لعلین جو انہی کو دیکھنے میں محو تھی، اسکی طرف خطرناک نظروں سے تکتا چیلنجنگ مسکراہٹ دیے اپنا فون لیے کمرے کی طرف بڑھ گیا جس پر لعلین نے بہت مشکل سے اپنے چہرے کے گھبرائے رنگ دبائے جبکہ فرہاد واقعی بیٹھ بیٹھ کر تھک گئے تھے تبھی نور خود اٹھیں اور اپنا ہاتھ جب انکی طرف سہارے کے لیے بڑھایا تو اس منظر کو تکتیں ان تینوں لیڈیز کی آنکھیں خوشی کی ہمک سے بھر گئیں۔

"تمہارے ہوں ہاتھ تھامنے کو بہت مس کیا نور"

اپنا ہاتھ نور کے ہاتھ میں تھما کر اٹھتے ہوئے وہ کہے بنا رہ نہ سکے، لعلین، صبور اور مریم بی کی آنکھیں خفیف سی دکھ سے بھریں کیونکہ وہ شخص اب بھی تکلیف میں تھا، اب بھی خود کو یقین دلانا اک خواب سا تھا۔

میں نے بھی، آجائیں۔۔۔۔میری پرنسیز بھی آرام کریں اور مریم آپا"
آپ بھی۔۔۔۔ہر چیز کے لیے تم سب کا بہت شکریہ۔مجھے لگا ہی نہیں کہ
"اتنے سال بعد واپس آئی ہوں، میری لیے کوئی اجنبی نہیں بنا
شاید یہ اعتراف انکو کرنا ضروری لگا اور وہ تینوں ہی اس محبت پر ایک سا
مسکرائیں اور رشک سے ان دو کو وہاں سے جاتے دیکھا۔
مریم بی نے اپنی بھر آتی آنکھیں مسکرا کر رگڑیں تو لعلین اور صبور دونوں
ہی انکی سمت بڑھیں۔

"آپ ہنستی اچھی لگتی ہیں مریم آنٹی"
لعلین نے انکی گال پر پھیلتی نمی ہٹائے پیار سے جتایا تو وہ جی سی اٹھیں۔
اور آپ سب ہی مریم کی مسکراہٹ اور ہنسی کی وجہ ہیں۔۔۔۔قربان"
"جائیں ہم آپ دونوں پر۔جایئے آرام کیجئے
مریم بی نے دونوں کو باری باری شفقت سے دیکھا اور آرام کرنے کی تاکید
کی جس پر دونوں ہی مسکرا کر اپنے اپنے کمرے کا رخ کر گئیں۔

وہیں دوسری جانب آفریدی حویلی میں بھی ڈنر ہو چکا تھا، سیلی نے بھجت کو لال نور کے آنے کا بتایا تو اسے دادو کی تکلیف دور کرنی ضروری لگی سو دونوں اس وقت انکے کمرے میں انکے دونوں اطراف پاس بیٹھے تھے۔

وہ اپنی نور کے زندہ ہونے کی خبر پر خوشی کے بجائے پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھیں اور نہ تو بھجت کے پاس انکے آنسوؤں کی شدت میں کمی لانے کا سبب موجود تھا نہ سیلی میں ہمت تھی۔

بلکہ مدیحہ صاحبہ کے رونے نے ان دونوں کے دل بھی مٹھی میں جکڑ رکھے تھے۔

"کیسے سامنا کروں گی اسکا، میرے کیے فیصلے نے اسے پہروں اجاڑے رکھا۔ میرا دل کہتا تھا وہ مر نہیں سکتی، اور دیکھو وہ لوٹ آئی۔ اسے مجھ سے ناراض ہونے کا پورا حق ہے، پر اب ان بوڑھی ہڈیوں میں جان باقی نہیں رہی کہ میں اسکی شکوہ کناں نظریں سہہ پاوں۔۔۔۔"

دادو کے آنسوان دونوں کے دل پر تیزاب کی مانند گر رہے تھے پر وہ صرف آزردہ ہو کر دادو کو سننے پر مجبور تھے۔

"اولاد اپنی ماں سے زیادہ دیر کہاں ناراض رہ سکتی ہے دادو، جو ہوا وہ گزر گیا۔ اگر انہوں نے فرہاد انکل کو معاف کر دیا تو آپکو تو کب کا کر چکی ہوں گی۔۔ کل چلیں گے ہم آپکی نور کے پاس۔۔۔۔ وہ آپکی تکلیف کو اپنی تکلیف پر کل بھیٔ فوقیت دے دیں گی۔۔۔ آپکو تو اب اپنی تکلیف کم کرنی چاہیے، اللہ نے آپکو نور واپس دے دی ہے"

بھجت نے ہی ہمت جمع کیے اس اذیت سے دوچار ماں کو امید کی کرن دیکھائی۔

"میرے دل کے زخم صرف اسکی واپس پہلے جیسی مسکراتی آنکھیں دیکھ کر ہی بھر سکتے ہیں، اسکی وہ مسکراہٹ جو۔۔ ابراہیم کی مسکراہٹ کے ساتھ ہی میں نے چھین لی۔۔۔۔ اب وہ مسکرائے گی تو صرف اپنی اولاد کے لیے، اولاد کے باپ ہونے کے ناطے اس نے اس بچارے شخص کو معاف کر دیا

کیونکہ اللہ نے ہم سب کی ناانصافیوں کا پورا بدلا دیا ہمیں۔۔۔۔فرہاد آٹھ سال سے تڑپ رہا ہے اور یہ بے حس ماں تو اس لمحے سے بے سکون ہے جب اسے فرہاد کے ساتھ رخصت کیا تھا، اس روتی تڑپتی، آنکھوں میں خاموش التجائیں بھر کر میری طرف دیکھتی اپنی بچی کو۔۔۔۔۔۔۔یہ دکھ، یہ ہاتھ سے سرزد ہوئی خطائیں انسان کا ایسا روگ ہیں جو کبھی ہم سے الگ نہیں ہوتا۔۔۔تم دونوں کبھی ایسا مت کرنا، اللہ نے اگر تمہیں بیٹی دی تو اسکی شادی زبردستی نہ کرنا، بلکہ اسے اسکی پسند کے حوالے کر دینا۔۔۔۔۔۔یہ میری وصیت سمجھ لو، بہت رنج ہوتا ہے جب ہاتھ سے وقت نکل جائے۔۔۔۔۔۔"

دادو کی ساری باتیں، گزارشیں ان دونوں کو بھی آبدیدہ کر گئیں تبھی تو وہ دونوں ہی دادو کو دائیں بائیں سے جکڑ چکے تھے، اور تبھی تو انکی آنکھوں سے مزید آنسو بہہ نکلے۔

"آپ خود رخصت کیجئے گا ہماری اولاد کو بھی، ابھی آپکو بہت جینا ہے دادو"

بھجت کی بات پر وہ رونا روکے بھیگا سا مسکرائیں اور بھجت کی گال سے انکی لگتی گال پر آسودگی سے آنکھیں موندیں۔

" ہاں، تیری دادو امرت پی کر آئی تھی نہ۔۔۔۔"

مدیحہ صاحبہ کی اس شرارت پر افسردہ ماحول یکدم کھکھلا سا دیا۔

خود سیلنا افسردہ سا مسکرائی، بھجت اور انکے لاڈ حسین تھے۔

ہاں، ایسا ہی سمجھ لیں۔۔۔ خیر اب آپ روئیے گا مت۔۔۔۔ آج تو آپکو" نیند کی گولی بھی نہیں لینی چاہیے۔ نور پھپھو یا یقینا آپ سے ملتے ہی ساری

"ناراضی بھول جائیں گی

بھجت نے ایک بار پھر انھیں تسلی تھمائی تو وہ اس بار زرا حوصلے میں لگیں۔

اسی امید پر زندہ ہوں میرے بچو، خیر جاو تم دونوں آرام کرو۔۔۔۔۔ میں" تو اب نور سے ملنے کے لمحے گنوں گی۔ میری بچی نا جانے کس کس تکلیف سے گزری ہو گی۔ اللہ اسکے دل کو اس بوڑھی ماں کے لیے بھی نرم کر

"دے

دادو کے جذب سے دعا گو ہونے پر وہ ایک ساتھ آمین کہے اٹھے، بھجت نے انکا تکیہ درست کیے لٹایا اور کمبل دیے انکی جبین چومے وہ انکے آنکھیں موند لینے پر کمرے کی لائیٹ آف کیے سیلنا کے ہمراہ باہر آیا۔

"ہوپ سو دادو کی امید نہ ٹوٹے"

سیلی نے تاسف کے سنگ کہا جس پر بھجت نے خفیف سا ہمم کہے روم کی سمت قدم بڑھائے، سیلی کو بہت دلچسپی تھی کہ وہ لال نور کی کہانی سنے سو وہ بھجت کے بیٹھتے ہی خود بھی دلچسپی کے سنگ پاس ہی بیڈ پر بیٹھی اور توجہ بھجت پر ڈالی۔

"وہ بہت کائنڈ ہارٹ لیڈی ہیں، ان فیکٹ فرہاد علوی، نور اور لئیق تینوں کا دل انتہائی حساس اور نرم ہے۔ وہ دادو کو تکلیف میں دیکھ ہی نہیں سکتیں۔ ہاں یہ سچ ہے کہ چھبیس ستائیس سال اس عورت نے اپنی ماں سے کھل کر بات نہیں کی تھی، پچھلے سات آٹھ سال تو ہم سبکی زندگیوں سے ایک طرح کٹ سے گئے،"

وہ اسے یہ کہانی خود ہی سنانے لگا تو سیلی کا تجسس مزید بڑھا۔

" اکیلی بہن ہونے کے ناطے دادو اور پھپھو کا آپس میں بیسٹ فرینڈ سا کنکشن تھا، کیونکہ دادا سائیں بہت غصے والے اور پیار جتانے سے کوسوں دور رہنے والے خشک مزاج انسان تھے سو بابا اور پھپھو کا اپنی اماں سے کنکشن دوستانہ ہوتا چلا گیا۔ لیکن شادی کے بعد نور نے اپنی ماں سے جڑا تعلق بالکل سرسری کر دیا، لئیق جب پیدا ہونے والا تھا تب تو وہ بالکل ہر کسی سے کنارہ کر گئیں، دادو انھیں اصرار کر کے آفریدی حویلی پاس رہنے کے لیے لاتیں تو پہروں خاموش رہتیں، کمرے میں بند یا پھر وہ اکیلی واک پر چلی جاتا کرتیں جیسے انکا سب کچھ انکی کوکھ میں پلتا بچہ ہو، آج تک پھپھو نے اپنی ماں سے کوئی شکائیت نہیں کی بس وہ سب سے دور ہوتی گئیں اور دادو کو یہی دکھ کئی سالوں سے کھا رہا ہے کہ انکے فیصلے نے ان سے بیٹی کے ساتھ سہیلی بھی چھین لی۔ دادو، دادا سے بہت محبت کرتی تھیں، ان کا کہا کل جانتی تھیں۔ فرہاد انکل کے بابا، دادا جان کے گہرے دوست تھے، سو وہ چاہتے

تھے اپنی اکلوتی بیٹی علوی جیسے معتبر خاندان میں دیں تاکہ دوستی رشتہ داری میں بدلے، تبھی دادو نے انکی وصیت پر ہر صورت عمل کیا۔ دیکھا جائے تو غلطی کسی کی بھی نہیں ہے سیلنا، بس وقت اور حالات ہمارے لیے آزمائش اور امتحان بنتے ہیں"

بھجت کی تمام باتیں سن کر سیلی نے بھی تائید کی، واقعی غلطی کسی کی بھی نہیں تھی۔

"بہت مشکل ہو جاتا ہے بھجت جب ہم سے ہمارا سارا اختیار، خوشی چھن جائے۔ وہ ابراہیم کی محبت سے یکدم فرہاد علوی کی بیوی اور پھر انکے بچے کی ماں بن گئیں، کتنی منزلیں عبور کیں یہ سب کو دیکھائی دیا، یہ منزلیں اور مسافت کیسے کٹی یہ صرف وہ عورت جانتی ہے جس پر گزری۔ اللہ بہت مہربان ہے، بہت جلد لال نور کی گود بھر دی تاکہ اس عورت کے دل کو دنیاوی ہر محبت سے لاپرواہ کر دے اور ایک نئی محبت میں مبتلا کیا، ایک ماں اور بچے کی محبت، اس دنیا کی ہر محبت سے افضل ہے"

سیلنا کی جذباتی باتوں پر وہ اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے جیسے محبت سے ہونٹوں سے لگائے چوم چکا تھا، وہ افسردہ ہونے کے باوجود مسکرادی۔

ایک ماں کے احساسات سیلی کو اب مزید گہرے لاحق تھے، ویسے بھی ساری زندگی اس نے لعلین کی ماں بن کر گزاری تھی، بھجت کی آنکھوں میں سیلنا کے لیے محبت کی انتہا دیکھائی دیتی تھی کیونکہ وہ لڑکی اسی محبت کی مستحق تھی۔

"جب ہماری اولاد ہو گی تو میں اسے کہوں گا کہ وہ تمہاری ہر عادت سیکھے، زندگی کا ہر معاملہ، ہر مشکل تم نے دیکھی بھی اور اس میں ڈٹ کر خود بھی کھڑی رہی اور لعلین کو بھی اس دنیا سے لڑنا سیکھایا۔ تم ایک بہت پیاری ماں بنو گی سلینا"

بھجت کے پیار سے حوصلہ دینے پر وہ جو آنکھیں بھر بیٹھی تھی، بھیگی آنکھوں کے سنگ ہی نہ صرف مسکرائی بلکہ بھجت نے اسے اپنے محصور کن حصار میں جکڑے اپنی باہوں میں قید کیا۔

اس جگہ وہ جتنی بھی دلھی ہوتی، کھلھلادیتی، وہ شخص اسکے لیے نعمت سے کم نہیں تھا۔

سیلی کا دل چاہا وہ اسے گڈ نیوز کا بتادے مگر نہ بتا سکی، کل کنفرمیشن کے بعد ہی وہ بھجت کو اسکی زندگی کا یہ سب سے بڑا سکھ دینا چاہتی تھی۔

"میری زندگی کے سارے رنگ فقط تمہاری موجودگی سے ثابت ہیں، میرے ساتھ ہوتی ہو تو لگتا ہے پہاڑ جیسا ہوں۔۔۔۔ مجھ گناہ گار نے شاید کوئی ایک ہی بھولے سے نیکی کی ہو گی جسکا تم جیسا صلہ ملا۔۔ تھینک یو فار ایوری تھنگ"

اسکے لہجے اور لفظوں میں محبت کا ہر رنگ تھا اور بھجت کا ساتھ سلینا کو بھی پہاڑ کی طرح مضبوط کر رہا تھا، محبت کی ہر کمی اس گھر میں آتے ہی دور ہو گئی تھی، اب اسے بس بھجت کی زندگی کو مزید خوبصورت بنانے کا انتظار تھا، اور اس سے زیادہ لعلین کے لیے دعا گو تھی جسکی خوشی آج بھی سلینا کے لیے اپنی خوشی سے کہیں درجے بڑھ کر تھی۔

.._____..

تو وقت آگیا ہے شہر یار جدون، تم سے انتقام کا۔ بہت انتظار کیا اس وقت "
"کا، لیکن ہر بار تم نے میری منصوبہ بندی خاک میں ملادی۔۔۔۔
رات اسکے بنگلے پر بھی ہیبت ناکی سے اتر چکی تھی، وسیع ہال میں کھڑا وہ
دیوار پر لگی بہت بڑی فوٹو فریم پر کدورت بھری نظریں جما کر کھڑا تھا۔،
اس تصویر میں بہت سے لوگ تھے مگر نا جانے کون۔
آفتاب منصوری کی آنکھوں میں جلن اور اذیت کی سرخی تھی تو انداز
حقارت اور حسرت بھرا۔
آج جس پوسٹ پر تم ہو وہ میری خواہش تھی۔۔۔۔۔ کتنا کچھ کھویا تھا "
میں نے اس جگہ پہنچنے کے لیے، لیکن تم ہر بار بازی لے گئے۔۔۔ تمہاری
اور ہارون کی دوستی میں کتنی پھوٹ ڈالنے کی کوشش کی مگر ہر بار تم دو پہلے

سے زیادہ قریب آتے گئے، ہر میدان میں مجھے ہراتے رہے۔۔۔۔۔

میرے ہاتھ ہر معاملے میں خالی رہے، یہ تو بابا کی سفارش کے تحت کسی طرح نیب میں گھس گیا، لیکن تم دونوں سے تمہارا مقام چھیننے بنا میری "تکلیف کم نہیں ہو سکتی تھی۔۔۔۔۔۔ہار کی تکلیف۔۔۔

وہ شخص خود سے ہمکلام تھا، پتھر سی زہریلی نظر اس تصویر پر جمی تھی۔

ہارون کو تو اسکی قبر نے نگل لیا، اب میں تمہاری قبر کھودوں گا شہریار" جدون۔۔۔۔تم دونوں نے مجھ سے میرا غرور چھینا تھا، مجھ سے میری خواہش جھپٹی تھی، مجھے بے عزت کر کے ٹرینگ سے باہر کیا تھا، مجھ پر نااہلی کا ٹیگ لگوایا تھا، مجھ جیسا شخص جسکے لیے ہار موت ہو، اسے ہرایا تھا۔ لیکن اب میرے بقیہ آدھے انتقام کا وقت قریب آچکا ہے۔اسکے بعد "حکمرانی میری ہو گی۔۔۔۔۔۔

جانے اس شخص کے اندر کتنی نفرت اور عداوت تھی کہ اسکا انگ انگ شہریار جدون کی موت کا طلب گار تھا، آفتاب منصوری کی کہانی کیا تھی،

ہارون اور شہریار نے ٹریننگ کے دوران اسکے ساتھ ایسا کیا کیا تھا؟ وہ کیوں انکی طرح کسی بڑے عہدے پر فائز نہ ہو سکا؟ یہ سب عنقریب کھلنے والا تھا جب شہریار جدون اور آفتاب منصوری مدمقابل آتے۔

وہیں تھانے میں علیش کی بلند ہوتی سسکیاں، گہری ہوتی رات کے سنگ اسی میں دفن ہو چکی تھیں، وہ ہارون کا بیگ دیکھنے کے بعد سو نہ سکا، اور رات کے پہر گھر سے نکل کر قبرستان پہنچا، اسکے ہاتھ میں وہی چھوٹا سا بیگ تھا، کچھ خوبصورت پھولوں کے پودے تھے، ایک پانی کی بوتل تھی۔

اسی وقت شہریار کی جیب میں پڑا فون رنگ کیا جس پر شیری نے اپنی بھیگتی آنکھیں رگڑے اپنے حوالدار کی کال اٹھائی۔

جہاں وہ لوگ علیش کی ڈیڈ باڈی کے پاس کھڑے تھے، سانپ کو دبوچ لیا گیا تھا۔

"سر، علیش مر گیا"

حوالدار کے خبر دیتے ہی شیری نے سانس کھینچے فون بند کیااور ہارون کی قبر کے پاس ہی بیٹھا، اسکے ہاتھ میں ہارون کا بیگ تھا جس میں بہت سارے پھولوں اور پودوں کے بیج تھے، اور ساتھ وصیت کہ وہ ان سارے بیجوں کو لگادے، آج کی رات شہریار جدون نے ان سارے بیجوں کو بونا تھا۔

اپنا ہاتھ اسکی قبر پر سہلایا، آج پھر وہ اسے بہت یاد آرہا تھا، اتنا کہ پوری دنیا سے اسے نفرت محسوس ہو رہی تھی۔

"تیرا ایک قاتل انجام کو پہنچا لیکن ابھی بہت سے باقی ہیں، میں انکو بھی دردناک موت دوں گا پھر اپنی سزا قبول کروں گا۔۔۔یہ خوشبو اد پھولوں کے پودے میں تیری قبر پر لگانا چاہتا ہوں، تاکہ کل کو اسکے پھول اس قبرستان کے ساتھ ساتھ اپنی خوشبو سے تجھے بھی سکون دیتے رہیں۔۔۔باقی یہ سب بیج بھی لگادوں گا، تیرے اس ٹھکانے کے چار سو، تیرے ایک ایک آنسو کا یہ ایک بیج مداوا کرے گا۔۔۔پر یہ بتا جو میری زندگی میں تیری جگہ تھی وہ کون پر کرے گا ہارون پرکاش"

شیری نے اسکی قبر کی مٹی کھودی اور اپنے لان سے اکھاڑ کر لائے ان ایک ہی پودے پر گلابی رنگ کے خوشبودار پھولوں والے پودے کو بویا جسکے نوکیلی ساخت کے بے شمار پتوں میں کئی جمگھٹھوں کی صورت پھول کھلے تھے، اسکی جڑیں مٹی سے ڈھانپیں اور وہیں رکھی پلاسٹک کی بوتل سے اسکی قبر پر پانی ڈالا، وہ ایسے پھول تھے جو خود بخود چند دنوں میں پوری قبر پر پھیل جاتے، انھیں اپنی افزائش کے لیے صرف مٹی، ہوا اور تھوڑی سی محبت درکار تھی، شہریار کی آنکھیں اذیت اور آنسوؤں سے بھری تھیں، آج سچ میں یار کی اصل کمی محسوس ہو رہی تھی۔۔

"اس شہر خموشاں میں تم وہ واحد قبر نشین ہو گے ہارون پر کاش جسکی قبر پر ہمیشہ تازہ پھول دیکھائی دیں گے، تم جانتے ہو ہم یہ ساوتھ افریقہ سے لائے تھے، میرے اور تمہارے فیورٹ پیونی، سوانکو تمہاری خفاظت پر معمور کر رہا ہو۔ تم یہاں نہیں مگر تمہارے ارد گرد تمہاری کوئی ایک من پسند چیز ضرور ہو گی"

اس پودے پر تین چار گلابی پیونی آن بان دیکھاتے چمک رہے تھے جواب اس قبر کے سرہانے کھلھلانے لگے، انکی کچھ مرجھا جاتی کلیاں پھر سے مٹی، پانی اور محبت کے لمس ملنے پر جینے لگیں۔

انکی خاص بات جانتا ہے تو کیا ہے ہارون، یہ کئی رنگ بدلتے ہیں پھر بھی" خوبصورت ہیں، سفید، ہلکے سفید، بدے سفید، ہلکے گلابی، گہرے گلابی، بہت گلابی۔۔۔۔ ہم انسانوں کی طرح۔۔۔اب سے یہ تیرے ہوئے، سب تیرے ہوئے"

وہ واقعی اسکی قبر پر لگ کر کھکھلا رہے تھے، دھیمی دھیمی ہوا انکی الجھی پتیاں بکھیر کر انھیں کھول رہی تھی، اور پھر یار کے آنسو اس قبر نشین کو پہنچ رہے تھے۔

شہر یار کا دل یہاں سے آج جانے پر آمادہ ہی نہیں تھا، وہ چاہتا تھا یہیں بیٹھا رہے، حتی کہ یہ سیاہ رات، اک نئی اجالا دیتی صبح میں بدل جائے۔

کوئی دوا کام نہیں آرہی ہارون، درد حد سے بڑھ رہا ہے۔ آج اسکی حد ہو"
جائے تو ہی اگلا قدم اٹھانے کی ہمت آئے گی، میں نے تجھے معاف کیا،
تیرے پہلے قاتل کی موت کے ساتھ ہی میں نے تجھ پر اپنا قتل معاف کیا
ہارون۔۔ دعا ہے تیری قبر کی سختی اور میرے جسم کی تکلیف کا آج آخری
"دن ہو

مضبوط لہجہ ٹوٹ چکا تھا، وہ رو رہا تھا کیونکہ ہارون پر کاش کا نعم البدل اس دنیا میں اسکے لیے دنیا میں نہیں تھا، وہ ان سارے بچوں کو اس سیاہ رات میں اپنے ایک ایک دکھ کے ساتھ زمین پر دفن کر دینے والا تھا، شاید یہی وہ وظیفہ تھا جس سے وہ قبر میں جا چکا ہارون، شہریار جدون کے دل کو خاموش ڈھارس دیتا۔

آج کی یہ رات عام رات سے زیادہ خوفناک تھی، گہری، سیاہ، اور پھر تا حد نگاہ پھیلی وحشت آج اس شخص کے لیے ہم خیال بن گئی، سارے خوف، سارے ڈر، سب کچھ وہ آج دفنا دینے کا حتمی فیصلہ کر رہا تھا۔

....★☆☆☆☆☆★....

دستگیر عالم اس وقت اپنے اور لئیق کے مشترکہ آفس میں موجود تھا، کچھ ضروری کام کی وجہ سے وہ ایک دو خفیہ جگہوں پر اپنے لوگوں کے ہمراہ بھی گیا، بینک سے بھی کچھ ضروری معلومات نکلوانی تھیں۔

"بھائی بہت کچھ پتا چلا ہے، میرے کچھ لوگوں کو اسکے خفیہ ٹھکانوں کی خبر ملی ہے جو عرصے سے بند ہیں، میں وہاں جا کر دیکھتا ہوں کہ کیا حالات ہیں۔ صبح ملتا ہوں آپ سے"

دستگیر اجلت میں تھا کیونکہ ابھی اسے نکلنا تھا۔

"ٹھیک ہے مگر اپنا دھیان رکھنا، وہاں اس خبیث کا پھیلایا جال بھی ہو سکتا ہے، دستگیر عالم اس سارے ٹاسک میں تمہیں اپنی حفاظت سب سے پہلے عمل میں لانی ہے"

لئیق کی تاکید میں ڈھیروں فکر تھی تبھی آفس سے نکلتا دستگیر مسکرایا۔
آپ میری فکر مت کریں، آپ کے لیے جان بھی خاضر ہے۔۔۔۔آرام "
"کریں
دستگیر نے اسکی فکر خوبصورتیٔ سے رد کیے کال کاٹی تو کتنی ہی دیر وہ اس بندے کی درویشانہ محبت اور خلوص میں گندھی بات پر افسردہ سا مسکراتا چلا گیا، لئیق ایزد کی خوبصورت آنکھیں لان میں دھیمی دھیمی ہوا کے لہلہاتے پھولوں پر تھی۔

روم کا دروازہ کھلنے پر لئیق پلٹا تو نظر اس دلکش سراپے پر جا ٹکی اور آنکھوں کی ساری افسردگی کا توڑ ہوا، بلیک میں وہ اس وقت بالکل یوں تھی جیسے سیاہ آسمان کے وسیع دامن میں اکیلا چاند دمک رہا ہو، صرف دیدار سے ہی جسم و جان میں محبتیں اور شدتیں سر اٹھاتیں تو پھر اس گل بدن کو چھو کر اگر وہ بہکتا تو حق پر تھا، اسکی لعلین کے لیے بڑھتی وارفتگیاں جائز تھیں۔

لعلین کے چہرے پر نرم سی مسکراہٹ اور آنکھوں میں پھیلتی گھبراہٹ پر وہ مسرور سا ہوئے مکمل پلٹا، زرا سا جھک کر فون سائیڈ ٹیبل پر رکھے واپس سیدھا ہوا۔

لئیق کے اسکی طرف بڑھتے قدموں کے ساتھ لعلین کی دھڑکنیں بھی بڑھنے لگیں، رات کا سحر اپنی جگہ، اس شخص کے طلسم نے زبان رہن کی تھی، جانتی تھی اس بار وہ اسے پہلے سے زیادہ آزمائے گا، خود میں اس رات کی طرح اتار لے گا۔

وہ اسکی شوخ نظروں کی تپش سے جسم و جان کو دہکتا محسوس کر رہی تھی۔

"دنیاداری ختم ہوئی، اب زرا آپ سے ملاقات کر لینی چاہیے روح رواں،"

"یہاں آئیں میرے پاس

لئیق کی بے اختیاری و بے باکی آج لعلین سے سہنی مزید مشکل تھی، تبھی تو لئیق کے اپنی اور بازو پکڑ کر کھینچنے پر وہ ٹوٹی شاخ بنی لہرا کر اسکے سینے سے

لگی، چہرے بمشکل ٹکرانے سے بچے اور دل کی دھڑکنیں ڈگر بھلا گئیں، لئیق کے تیور، لعلین کے گرد خطرے کی گھنٹی بجا گئے تبھی وہ سہمی۔

"ایسے کون پاس لاتا ہے، مل ت۔ تو لیا تھا لئیق ایزد"

گھبراہٹ بڑھنے پر لعلین دبے دبے لہجے میں شکوہ کیے منمنائی کیونکہ اس شخص کے ارادے اسے خوفزدہ کر رہے تھے، لئیق نے مہارت سے اسکے لاڈ سے باز رکھنے کی کوشش پر اپنے ہونٹوں پر پھیلتی مسکراہٹ دبائی۔

"آپکو اپنے قریب یونہی لانے کا دل چاہتا ہے، اور دوبارہ ملنا چاہوں تو روک سکتی ہیں کیا؟۔۔۔۔ بولیں"

متبسم و معنی خیز گھمبیر لہجے میں کہتے ہوئے لئیق نے اسے اپنے حصار میں لیتے اپنی پیشانی اس کی پیشانی سے ٹکائی تو اس اچانک قربت پہ وہ گھبراہٹ بھلائے مسرور سی ہوئی پر چہرے کے رنگ ہنوز اڑے تھے۔

مگر جب دھیان لئیق کے استحقاق نے اپنی اور کھینچا تو چہرے پر کئی رنگ آکر گزر گئے۔

نہیں روک سکتی، لیکن تم میری جان لے لینا چاہتے ہو، تمہاری"

"آ۔۔آنکھیں مجھے چھور ہی ہیں، بات بڑھ جائے گی لئیق ایزد

بنا نظر ملائے وہ سانس کھینچ کر متانت سے بولی تو نظر خود بخود اسکے وجیہہ چہرے سے چوڑے سینے تک حیا اور بے بسی سے جھکی جیسے ہر بار اس شخص کی قربت نئے سرے سے لعلین کو اس پہلی سیڑھی پر لے جا کر کھڑا کر دیتی تھی جہاں سے وہ لئیق کی سمت چلی تھی، کیا بتاتی کہ اس شخص کی قربت کا سکون، لعلین کے وسیع دامن سے بھی بڑھ جاتا ہے۔

بات بڑھانا ہی تو چاہتا ہوں، محبت سے چھوتا ہوں تو کیوں گھبرا رہی"

ہیں، مجھے اسی طرح آپکو دیکھنا پسند ہے جیسے سب بھلا دینا چاہتا ہو دل۔۔۔

جیسے کسی دنیا کے خیال کا بھی ہمارے بیچ گزر نہ ہو۔۔۔یوں جیسے میری

"ساری دنیا آپ ہوں لعلین

خوبصورت لب و لہجے میں کہتے ہوئے وہ اس کے چہرے کے نزدیک ہوا تو کمر کے گرد حائل بازو بھی خفیف سے جکڑے، اتنا نزدیک کہ اس کی سلگتی سانسوں کی تپش لعلین کو اپنے چہرے پہ محسوس ہو رہی تھی۔

"ایسے مت دیکھو نہ لئیق۔۔۔۔پلیز"

اسکی نظروں کے جسم سے جان نکالتے انداز پر اپنا چہرہ لعلین نے کانپ کر اسکے سینے سے لگایا۔

"آج میرے بھرپور دیکھنے اور محسوس کرنے پر کوئی بندھ نہیں باندھ سکتیں، آج آپکو کوئی رعایت دینے کے موڈ میں نہیں ہوں جانم۔۔۔۔آج آپ کے لیے رہی سہی حدیں بھی ایک طرف کر دیں۔۔۔"

کچھ دیر اسکے حد سے زیادہ نازک وجود کی لرزش کو خود میں جذب کیے وہ بوجھل لب و لہجے میں جو جتا چکا تھا، وہ سہمی نظر اس پر ڈالے اسکے سینے سے جدا ہوئی۔

اس لڑکی کو گہری نگاہوں سے تکتے ہوئے اس نے اس کے کندھوں کے آگے ڈھلکے بال اس کی گردن سے ہٹائے پرے سرکائے، وہ لئیق کے الفاظ کے چھپے معنوں کو سمجھتی سرتاپا لرز رہی تھی، حلق ابھی سے سوکھ رہا تھا اور ہتجیلوں میں نمی جگ رہی تھی، دھڑکنوں گاد باو سینے پر بڑھ رہا تھا۔

"میں نے صرف محبت نہیں کرنی آپ سے، میں نے آپکو ہر طرح اپنے قریب رکھنا ہے۔ اتنا کہ آپ اپنی زندگی کی ہر کمی فراموش کر دیں، آپکے جسم کی خزان، آپکے سارے دکھ سمیٹ کر ہمیشہ کے لیے آپ سے دور چلی جائے، آپ مسکرائیں تو وجہ ہم دو کا ساتھ ہو، آپ کی آنکھوں میں حیا کے رنگ بکھریں تو وجہ ہم دو کی محبت کے یہ بہت ذاتی لمحے ہوں، میں پاس ہوں یا نہیں، آپ کسی بھی لمحے میری محبت کو سوچ کر بھرے ہجوم میں بھی مسکرانے پر مجبور ہو جائیں۔۔۔۔۔ رونے کا دل چاہے تو آپکو میری محبت کی پرزور شدت گدگدانے لگے پر رونے نہ دے، آپکے آنسو چرا لے، اتنی شدید محبت کرنا چاہتا ہوں آپ سے لعلین"

اس ساحر نے حکائیت دل سنانے کو لب کھولے اور آہستگی سے اپنے ہاتھ کو اسکی کمر سے لے جاتا اسکے سر تک لایا اور ہاتھ کی انگلیاں اس کے بالوں میں پھنساتا اس کے ہونٹوں پہ جھکا۔

"لئیق۔۔۔"

لعلین کو لگا اس کا دل بند ہو جائے گا، آنکھوں میں آنسو دبائے ہوئے لعلین نے اسے روکنا چاہا۔

"اس طرح نام لیں گی تو خود بھی نہیں جانتا کیا کیا کر گزروں گا، مجھے اپنے پاس رہنے دیں، جب تک رہنا چاہوں، جب تک میرے اندر آپکی کمی ختم نہ ہو جائے"

جب کمرے کی فضا سانسوں کے تصادم سے بوجھل ہونے لگی تو وہ دھیرے سے اس کی سانسوں کو آزاد کرتا سیدھا ہوا اور اس کے یوں سسک کر نام لینے پر نرمی سے ٹوکا۔

م۔۔مجھے تمہاری اتنی محبت دیکھ کر خوف آنے لگا ہے لئیق، ڈر گئی ہوں"
تمہارے لیے۔۔۔۔کسی سے نہیں کہا، مگر عجیب سے خوف آنے لگے
ہیں۔۔۔م۔۔میرا دل ایسا کمزور تو کبھی نہیں تھا۔۔۔۔ت۔۔تم نے مجھے
" اپنی محبت میں ڈال کر بزدل بنا دیا۔۔۔۔
لئیق کی سلگتی قربت اور محبت کی زیادتی پر لعلین کی بھیگ جاتی آنکھوں سے
ٹپک پڑتے آنسوؤں اور اسکے ان الفاظ ہر لئیق نے لب اس کی بھیگی پلکوں پہ
دھرتے ہوئے گرفت اس کے گرد گرفت مضبوط کرتے ہوئے اسے
اپنے وجود کے حصار میں یوں قید کیا کہ اس کی سسکیاں و خوف اس شخص
کے مضبوط سینے میں ہی جذب ہونے لگیں، وہ سارے ڈر لئیق ایزد کے دل
کی اپنے دل تک پہنچتی دھڑکن کے احساس سے جسم و دل سے رخصت
ہونے لگے۔
بہادر بھی آپکو میں ہی بناوں گا روح رواں، آپکو یوں کمزور پڑنے کی"
ضرورت نہیں۔آپ تو میری آئرن لیڈی ہیں۔ایک آنسو بھی نہیں مزید،

اتنے خوبصورت لمحوں میں آپ یہ فضول خوف خود سے لپٹانے کے بجائے
مجھے قریب کریں، بہت پیار دے کر اچانک آپ سے دور چلا گیا تھا تبھی
آپ مجھے یاد کرتی ہوئی پاگل سی ہو گئی ہیں، بٹ یو نو ایسے میرے لیے باولی
اور بے قرار سی آپ بہت پیاری لگ رہی تھیں۔۔۔۔بہت سپیشل، جس
کے لیے لئیق ایز دسب ہے، جس نے اس کے سنگ اپنی زندگی کے وہ
احساس بھی بانٹ لیے جو اس نے ہر کسی کے لیے ممنوع کر دیے تھے،
میرے لیے آپ نے اپنی پرواہ نہیں کی مجھے آپنا آپ سونپا۔۔۔۔۔سوچ
"لیں پھر مجھے کتنی عزیز ہو چکی ہیں
لئیق کی نظریں اس کی رونے سے سرخ پڑتی آنکھوں اور گلابی رخساروں
سے ہوتی اس کے بھیگے ہونٹوں تک گئی اور پھر گردش کرتی گستاخ نگاہیں
دمکتی سفید مخملی گردن پہ بھٹکیں تو جناب کی نگاہوں میں خمار سا اترنے لگا،
جسکا توڑ صرف اس لڑکی کی خود سپردگی تھی، اس کی بائیں کان کی جانب
جھکتے ہوئے دھیرے سے اپنا رخسار اس کے سرخ کان سے رگڑا تو وہ بیرڈ کی

جان لیوا چبھن پر سختی سے آنکھیں موندے اس کے قریب سرکی، اور جب لئیق کے سلگتے ہونٹوں کا لمس اپنی گردن پر محسوس ہوا تو میکانکی انداز سے لئیق ایزد میں رہی سہی بھی سمٹ کر رہ گئی۔

" میں نے آپکو بہت مس کیا، بہت زیادہ۔"

لئیق نے اسے خود میں چھپ کر دقت سے سانس بھرتے دیکھ کر اپنے دل کے فوری بہکنے پر دقت سے قابو پایا اور محبت سے چور لہجے میں سرگوشی کی۔

"میں نے بھی"

اس شخص کی خوشبو ان ہیل کرتے ہوئے وہ اپنا سانس پھلا چکی تھی، لئیق کی بے اختیاری و بے باکی کا احترام کرنا اسکی خوشی تھی مگر کیا کرتی اس شخص کی محبت ہی ایسی جان لیوا تھی کہ آگے کا سوچ کر ہی اسکی دھڑکن سینے کے گرد دوبارہ سے پہلے جیسے دبنے لگی۔

بہت سی فرصت لایا ہوں آپکے لیے اور آپ بھی مجھے بتائیں کتنا مس کیا"
ہے مجھے۔تاکہ ان جدائی کے دنوں کی ساری تلافی ایک شب ہی کر
"گزرے

مسرور و مدہوش سا ہوئے وہ اس لڑکی کے اسے ہر ممکنہ باز رکھنے کی کوشش پر اسکی کان کی لو چومے سر سرایا اور لعلین کی گھبراہٹ نظر انداز کیے اس کے کندھے پہ جھکا اور لب دھیرے سے اس کے ملائم کندھے سے مس کیے تو لعلین کی جان لبوں پر آئی۔ لعلین کے خود میں سمیٹنے سے بے چین ہوتا لئیق اسے پوری قوت لگائے روبرو لایا تو لعلین کے چہرے کے اڑے رنگ دیکھے اپنی یکدم ہونٹوں پر جگتی مسکراہٹ کو روک نہ سکا اور اسکی مسکراہٹ نے لعلین کے وجود سے مزید جان سرکانے کی سازش کی۔

میں وہی لئیق ایزد ہوں میری جان، جانے سے پہلے جسکی آپ نے بے"
وقت خود پر دسترس دے کر عادت بگاڑی تھی۔بہت اچھا ہوں لیکن کیا
"کروں مسز۔۔۔۔آج تھوڑا ظالم ہونے والا ہوں

رخساروں پہ جھکتے ہوئے خمار آلود سرگوشی کیے وہاں پھیلتا گلال ہونٹوں سے چنتا لئیق اس کی سانسوں پہ بندھ باندھتا بے خودی کے سمندر میں ڈوبا اور لعلین کے پاس بوکھلا کر آنکھیں میچنے کے سوا کوئی فرار نہ بچا۔

ظالم تو وہ بن گیا، مگر لعلین کے سارے ڈر اور خوف خود میں آج بھی مہارت سے اتار لیے۔

رات کی تاریکی، پر نور سی سحر میں ضم ہوئی، ایک بار پھر گزری شب کی وارفتگیاں اور خماریاں جسم و جان کو اپنی لپیٹ میں لے چکی تھیں۔

چہرے کے خدوخال میں تروتازگی اور فلفی نم سے بال زرا بے ترتیب ہو کر بکھرے اور اس صبیح پیشانی پر ڈھلکے ہوئے تھے، تازہ دم ہو کر وہ اور وجیہہ اور دلفریب لگ رہا تھا پھر ہونٹوں پر جان لیوا تبسم اور آنکھوں کا مسکراتا گلابی پن غضب ناک تھا۔

وہ کب کا جاگا ہوا لعلین کے چہرے کا سکون دیکھنے میں محو ساتھ ساتھ آج کے دن کے بارے لائحہ عمل ترتیب دے رہا تھا، کیونکہ دستگیر سے اہم

ملاقات کرتے ہی اسے صوفیہ نکلنا تھا اور پھر شیری سے آج ملاقات کے علاوہ بھی اسکے کئی اہم کام تھے۔

سورج کی نوخیز کرنیں کمرے کی دائیں دیوار میں نسب گلاس ونڈوز پے دستک دیے گرے پردوں کی اوٹ سے کمرے کے اندھیرے کو نگل رہی تھیں، کسی خوبصورت طرز کے جبین پر پھیلتے لمس کے احساس پر لعلین کے حواس دھیرے سے بیدار ہوئے، آنکھیں کھلیں تو خود کو لئیق ایزد کے سینے میں سمٹا محسوس کیے اپنی بازو بنادیری کے اسکے گرد لپیٹی، کیونکہ اس شخص کی گستاخیاں وشدتیں نئے سرے سے یاد آنے نے اس شخص کو دیکھنے کی ہمت سلب کرلی تھی۔

"کیا چاہتی ہیں پھر سے آپ میں کھو جاوں، اتنی قریب آئیں گی تو پھر بہک جاوں گا۔۔ میری طرف دیکھیں، یہ ظالم اپنی ہر سزا کے لیے تیار ہے"

لئیق نے بھرپور زور لگاتے ہوئے لعلین کو خود سے آزاد کروانے کی کوشش کی جو اسے یوں حصار میں قید کیے اس کی گردن میں چہرہ چھپائے ہوئے تھی جیسے اسے دیکھ لیا تو دھڑکتا دل بند ہو جائے گا۔

"ت۔۔تم۔۔بہت برے ہو لئیق۔۔۔۔نہیں بولتی تم سے"

لعلین کی آنکھیں کچھ نیند کے خمار کچھ گزری شب کے اثر سے بھرنے لگیں تو وہ اسکی مزاحمت کے باوجود اس سے جونک بنی لپٹی رہی۔

" مت بولیں، کچھ اور کر لیتے ہیں۔۔۔۔"

خمار آلود لہجے میں بولتے ہوئے اس نے چہرہ زرا پیچھے کو سرکائے لعلین کی گال سے گال کے سنگ رگڑا تو اس کی قربت والفاظ پہ اس کا دل زوروں سے دھڑک اٹھا۔

کہا تھا وہ بس ٹریلر ہے، اصل لئیق ایزد تو یہ تھا۔۔۔اب ایسے ظلم کی" عادت ڈال لیں، کیونکہ اپنی ملکیت کے لیے بہت جنونی ہوں، اب تو لئیق ایزد کے لیے ملکیت سے لاکھ درجے اوپر ہیں، یہ آنکھیں میری اپنی آنکھیں

ہیں، آپکے اندر دھڑکتا دل میرا اپنا دل ہے اور آپکا یہ وجود، میرا وجود ہے۔
پھر کیوں نہ ساری حدوں سے گزر جایا جائے، کیونکہ نہ آپکو خود میں جذب
کرتا، میری خوشی ہے آپکی اس خوشبو میں ملبوس ہو جاتا۔۔۔۔۔"
اسکے رخساروں پر پھیلتے نمکین پانی کو ہونٹوں سے چنے وہ لعلین کے ہونٹوں
پر ارے رنگوں والی جاذب مسکراہٹ بکھیر گیا مگر اس لڑکی کا اداس سا
مسکرانا بھی لئیق ایزد کے جذبات میں ہلچل مچا دیتا تھا۔
دونوں آنکھیں جب لئیق نے چومیں تو وہ بھیگا سا ہنسی۔
"تم واپس آکر ز۔۔زیادہ بے باک ہو گئے ہو، بہت زیادہ"
معصومیت بھرا شکوہ سن کر وہ ہنسا اور لعلین کی ناک سے ناک رگڑی۔
وہ تو میں پہلے ہی تھا میری جان، بس اب بیچ کی ہچکچاہٹ ختم ہو گئی، اب"
یقین آگیا ہے کہ آپ کو صرف محبت اور پیار سے چھوتا ہوں، میرا آپکے
قریب آنا آپکی اور میری تکلیف ختم کرنے کا باعث ہے۔اب آپ میں
باآسانی اپنا آپ دیکھ سکتا ہوں۔۔۔آپ لئیق ایزد کا آئینہ بن گئی ہیں جس

میں خود کو دیکھ کر سنور نا اب میرا من پسند مشغلہ ہے۔اور محبت کی زبان میں صرف محبوب کی قربت سنوارتی ہے، میری ہر بے قراری کا وجود سرے سے مٹا دیا، اتنا سب کر کے آپ یوں روئیں، گھبرائیں تو باز نہیں آوں گا بلکہ مزئد گرویدہ ہوتا چلا جاوں گا"

اس کا اک اک لفظ لعلین کو یوں لگا اسکی زبان پر مٹھاس پھیلا رہا ہو تبھی تو وہ نہ روئی نہ گھبرائی بس یوں مسکرائی جیسے زندگی کی سب سے بڑی راحت پا چکی ہو۔

"تم مجھے اپنے بنا رہنے کے قابل چھوڑنا ہی نہیں چاہتے، ہے نا لئیق ایزد" اپنا حدت پکڑتا ملائم ہاتھ لئیق کے چہرے سے جوڑے وہ بولی پر زبان نے شکوے پر مچل کر زرا سی برہمی اوڑھی، تبھی تو اسکے گال پر نرمی سے ہونٹ مس کیے سر کو شوخ مسکراہٹ کے سنگ ہلائے وہ پیچھے واپس سرکا تو لعلین لمحہ بھر لا جواب ہوئی۔

"بہت سمجھدار ہیں آپ"

آنکھ دبائے معنی خیزی سے چہک کر اترایا گیا تو وہ لئیق کی مسکراتی آنکھوں کے سبب بلش کرتی آنکھیں اسکے چہرے سے ہٹائے لمبا سا سانس کھینچے اسکی پناہوں سے اپنا اطلسی وجود لے کر سرکنے لگی تو لئیق نے اسے واپس حصار کر خود پر گرایا۔

"اب مجھے خود سے آزادی دے دو پلیز، ورنہ بھول جاوں گی کہ ایک دنیا تمہارے علاوہ بھی اس کمرے کے باہر ہے،۔۔۔۔کچھ مت کرنا لئیق، رو دوں گی"

وہ لڑکی ایسے اقرار کر کے نجات مانگ رہی تھی جو ہر گز ممکن نہ تھا، لعلین نے ڈبڈبائی آنکھوں سے آخری تمہید باندھی تو لئیق نے اسکے وجود کے گرد بازو حمائل کیے باندھیں جس پر وہ خود ہی اسکے چہرے پر جھک آئی، لعلین کے ملائم کھلے بال کناروں سے لئیق ایزد کے چہرے کو چھو رہے تھے کیونکہ وہ ہر ممکنہ اسکے چہرے سے اپنا چہرہ پرے کیے اسے دیکھ رہی تھی۔

تو آپ کریں پھر، میری رات کو گڈ بائے اور صبح کو ویلکم۔۔۔ ورنہ آپکو"
خود سے آزادی سارا دن نہیں دوں گا۔ بھلے آج وہ باہر کی دنیا ہمارے یوں
"کمرے میں بند ہونے پر کچھ بھی سوچنے لگے
لئیق کے جان لیوا ارادے اور خواہش جان کر لعلین کی گلابی رنگت اوڑھتی
آنکھوں میں خوف اترا اور چہرہ حیا کی سرخیوں میں گھلا۔
تمہارا دل نہیں بھرا لئیق ایزد، کیوں تم مجھے ہوش سے بیگانہ کرنے پر تلے"
"ہو۔۔ بس کرو۔۔۔ مجھے سانس لینے دو
وہ اسکے مزید چاہنے اور تشنگی عیاں کرنے پر بوکھلائی اور جو بڑبڑائی اس پر
لئیق نے اسکی گال پھر سے چومی اور مسکرایا۔
تو لیں سانس میری جان، کیوں میرے قریب آتے ہی آپ سانس لینا"
" بھول جاتی ہیں۔
وہ اسکی کیفیت کے سبب سرور میں مبتلا اپنی خوشبو لعلین کے حواسوں میں
اتارنے لگا تو وہ لئیق کی شدتوں کا سوچے کانپ گئی۔

گہرا سانس بھرے آنکھیں موندیں تو اپنے رخساروں، گردن اور ہونٹوں پر لئیق کے ہونٹوں کے لمس اور پر حدت سانسیں پھیلتیں اور جذب ہوتی محسوس ہونے لگیں۔

"بس۔۔بس لئیق ایزد۔۔۔۔۔خدارا چھوڑ دو مجھے۔۔۔۔۔"

اپنی سکت ختم ہونے پر وہ تڑپ اٹھی جس پر لئیق اسے آغوش میں لیے ہی نہ صرف اٹھ بیٹھا بلکہ تھوڑا متفکر ہوئے اس ہوش ربا کو خود سے آزادی دی۔

ایسے کرتی ہیں تو دل مرکز سے ہل جاتا ہے، میرے ظلم آپکی انہی"

"مزاحمتوں نے دہکائے ہیں حسینہ۔۔۔ہاہا لعلین چھوٹی بچی ہیں کیا

آزادی ملنے پر وہ جیسے اس سے ڈر کر دور سرکی، لئیق کی ساری مدہوشی قہقہے پر ختم ہوئی جس پر لعلین نے فوری پیر بیڈ سے اتارے اٹھ کر بھاگنا چاہا مگر لئیق کی کلائی تھامنے پر وہ گھبرا کر رکی اور پلٹی۔

ماروں گی تمہیں سچی، مجھے تو لگتا ہے آج اپنے چہرے کے رنگ میک اپ"

سے بھی چھپا نہیں سکوں گی،،۔۔۔۔۔مجھے کیا پتا تھا یہ جدائی کے دن اللہ

نے مجھے میری سلامتی کے لیے دیے تھے۔۔ت۔۔تم تو مجھے دنیا سے اپنی
"محبت کی فلم دیکھا دیکھا کر اب تک غائب کر چکے ہوتے
معصومیت اور خفگی آن ملی تو لئیق کی مسکراہٹ شدید جاذب ہوئی تو وہ بھی
ہنستا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔
میرے سونپے گئے یہ رنگ چھپانے کی کوشش تو کریں زرا، اگلی بار اس"
سے بھی شدید رنگ چڑھاوں گا جو مٹائے نہ مٹیں گے اور چھپائے نہ چھپیں
گے۔۔۔۔رہی بات آپکو غائب کرنے کی تو مجھے بہت مزہ آئے گا یہ کرنے
"میں۔۔۔۔
لعلین کی دھڑکنوں سے چھیڑ خانی کیے وہ پھر سے اسے آزما رہا تھا جو مزید
کھڑا ہونا بھی محال جان رہی تھی، دل چاہ رہا تھا اس ظالم کی بہکاتی نگاہ روک
دے، اسکی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دے۔
"ت۔۔تم مجھے تنگ کرنے کی کوشش کر رہے ہو"
مسلسل لئیق کے چھیڑنے پر وہ بالآخر روہانسی ہوئی۔

"میں آپکو واقعی تنگ کر رہا ہوں"

ہنس کر اسکی ٹھوڑی پر لب رکھے وہ خود ہی لعلین کے اپنی قربت سے ریت ہونے کا احساس کیے اپنی گرے شرٹ کی سلوٹیں درست کیے، فون جھک کر اٹھائے دور ہوا۔

"جائیں دی رعایت کیا یاد کریں گی، لیکن اب آپ لئیق ایزد کی ایسی بہت ساری شرانگیزیوں کے لیے تیار رہیں کیونکہ اپنے اندر کی بہار واپس جاگتی محسوس کر رہا ہوں جو مجھے شرارتوں پر اکسایا کرے گی۔ میری جان، میری روح، میرا قرار ہیں آپ لعلین۔۔۔ گزری شب کی گستاخیاں در گزر کیجئے گا۔ جائیں فریش ہو کر ریڈی ہوں میں دستگیر کی خبر لے کر آتا ہوں، وہ آگیا ہو گا۔۔۔ واپس آوں تو آپ مجھے میرے فیورٹ ڈریس اور سنگار میں چاہیں۔۔۔"

اس بار وہ بہت پیار سے لعلین کی جبین پر جھکا تو اسکا یہ سب کہنا لعلین کو مسکراہٹ دے گیا تبھی تو وہ اپنے ہونٹوں کو لئیق کی گال سے جوڑے اسکی

خواہش کا دل پسند اقرار کرتی تیزی سے نظروں سے اوجھل ہوئی تو کتنے ہی لمحے وہ اپنی اتنی خوبصورت صبح کو سوچے مسکراتا گیا اور پھر زرا ہلکے ہلکے نم بالوں میں ہاتھ پھیرے جناب نے اک نگاہ آئینے سے اپنے تروتازہ وجیہہ سراپے پر ڈالی اور کمرے کا ڈور اوپن کیے باہر نکل گیا۔

.._____..

وہ رات دستگیر کے بنا بہت اداس تھی مگر جانتی تھی کہ دستگیر مصروف ہے تبھی اسکو مس کرتے رات گزار لی پر جب وہ بریک فاسٹ کے لیے روم سے باہر جانے کو ریڈی ہو رہی تھی تبھی ڈیڈی کی آتی کال پر صبور کی ساری اداسی مٹ گئی۔

وہ اور نیہا پیرس فجر سے پہلے ہی پہنچ چکے تھے مگر پھر فلائیٹ کی تھکن کے باعث وہ صبور کو انفارم نہ کر سکے اور سو گئے، بریک فاسٹ دونوں نے ہی

بہت لگژری سے کیفے میں کیااور اب وہ لوگ پیرس کی سڑکوں پر ہاتھ میں ہاتھ ڈالے گھوم رہے تھے۔

پیرس کا موسم ان دنوں اخیر خوبصورت تھا،اور ٹھنڈ بھی ہمایوں اور نیہا کی امید سے دگنی تھی۔

"ڈیڈی۔۔۔کیسے ہیں آپ۔۔۔ پہنچ گئے؟ نیہا کیسی ہے اور یہ بتائیں موسم کیسا ہے"

صبور نے فون لگتے ہی بالوں کو برش کرنا ختم کیے پلٹ کر وہیں بیڈ پر بیٹھے تکیہ گود میں لیااور وہ صبور کی بیقراری پر ساتھ چلتی مسکراکر ارد گرد کی خوبصورتی تکتی نیہا کو دیکھا جسکا ملائم ہاتھ انکے ہاتھ میں تھا۔

"جی میرا بچہ ہم پہنچ گئے۔ موسم ویسا ہی ہے جیسا تمہارے ڈیڈی کو سوٹ کرے۔۔۔اور نیہا بھی ٹھیک ہے۔۔ تم بتاو سب ٹھیک ہے وہاں؟"

شرارت پر اترے ہمایوں نے جہاں صبور کو ہنسایا وہیں اپنے دھیان میں خود کو لگا کر چلتی نیہا بھی بلش کرتی مسکرائی۔

اوئے ہوئے، مطلب فل رومینٹک ماحول۔۔۔ گڈ گڈ ویری"
گڈ۔۔۔ یہاں کی فکر نہ کریں ڈیڈی بس اپنی نیہا پر توجہ دیں۔ وہ یقینا بہت
خوش ہو گی، ایک لڑکی کے لیے اسکا ہمسفر کل حیات ہوتا ہے۔ میں بہت
"خوش ہوں کے آپ دونوں ایک ساتھ وقت گزاریں گے
صبور کے جواباً شرارت سے چھیڑنے پر وہ بھی ہنسے اور پھر صبور کی اداسی اور
رشک کی ملی جلی کیفیت میں لپٹی باتیں سن کر وہ بھی لمحہ بھر سنجیدہ ہوئے۔
ان شاءاللہ، تمہیں اور دستگیر کو بھی آنا چاہیے سوہنے۔۔۔ اوٹنگ کے "
"لیے اس وقت یہاں کا موسم اخیر موزوں ہے
ڈیڈی کے مشورے پر وہ دستگیر کو مس کر رہی تھی، اداس سی ہوئی۔
کہاں ڈیڈی، وہ تو پریذیڈنٹ سے زیادہ مصروف ہے۔ ویسے بھی میرا موڈ"
اس وقت فیملی کے ساتھ رہنے میں ہے۔ لال نور آنٹی کل واپس آگئی ہیں،
جندل محل پھر سے خوبصورت ہو گیا ہے۔ اور میں نہیں چاہتی کہ دستگیر

میری وجہ سے یہاں سے دور ہو، آپ جانتے ہیں ابھی مجرموں کی سزا باقی
ہے، لئیق اور دستگیر ساتھ رہیں یہی مناسب ہے"

صبور کی اتنی گہری باتیں سن کر ہمایوں کو دلی مسرت ہوئی، وہ واقعی ان جیسی تھی، اپنی ماں پر تو رتی برابر نہیں گئی تھی۔

نیہا بھی ہمایوں کے رکنے پر رکی اور پلٹ کر انھیں دیکھنے لگی۔

"بالکل ٹھیک سوچا ہے تم نے، دعا ہے اس محل کے وہ دو منحوس سائے جلد انجام کو پہنچیں اور وہاں کی فضا ہر کثافت سے پاک ہو جائے۔ دستگیر کے کان ضرور کھینچوں گا کہ میرے سوہنے کو وقت کیوں نہیں دے رہا، کرتا ہوں اس بندر کو سیدھا"

بابا کے آخری جملوں پر وہ ناچاہتے ہوئے بھی ہنسی اور اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھول کر آتے بلیک میں زرا تھکے اور نیند سی آنکھوں میں بھر کر آتے دستگیر عالم کو تکتی وہ فورا سے مسکراہٹ دبائے اس سے ناراضگی سے نظریں چرا گئی۔

آمین۔۔۔جی ڈیڈی اس بندر کو ضرور سیدھا کریں۔۔۔آپ انجوائے"
"کریں میں آپ سے پھر بات کروں گی
صبور نے کہہ کر اجازت لی تو ہمایوں بھی مسکرا کر فون رکھتے خود کی طرف تکتی نیہا کو ساتھ لیے پھر سے چل پڑے اور محل کے حالات بتانے لگے۔
جبکہ صبور کے فون رکھتے ہی نظر چرا کر اٹھنے پر دستگیر نے اپنی جیکٹ اتار کر بیڈ کی طرف اچھالے اسکا ہاتھ پکڑ کر جھٹکا دیا جس پر وہ دستگیر کی بازو کی لپیٹ میں آئے قید ہوئی۔
ہے لڑکی،روٹھی روٹھی کیوں ہو۔۔۔۔اور تو اور مجھ بندر کو سیدھا"
کروانے کی سپاری بھی دے دی اپنے ابا حضور کو۔۔۔انکو اپنی زوجہ کے
" ساتھ چین کی گھڑی نہ گزارنے دینا تم۔۔۔
دستگیر نے اسکی غصے سے پھولی گال کو منصوعی گھور کر چہرہ نزدیک لے جاتے لاڈ سے ہونٹوں میں دبائی تو وہ فوری پرے سرکی۔

ہٹو پیچھے۔ میری پوری رات کیسے گزری تمہیں زرا خیال نہیں۔ تم نے"
"آئی مس یو کا میسج تک نہیں کیا مجھے۔ ناراض ہوں
روہانسی ہو کر وہ دستگیر کے سینے پر دباو ڈالے نروٹھے لہجے میں بولتی مچلی تو
دستگیر نے بنا وقت ضائع کیے پوری قوت لگائے اسے دبوچا۔
آئی مس یو ان نیو ورژن کہنے کا پلین تھا تبھی جانم، رات کی کسر ابھی پوری"
"کیے دیتا ہوں۔
خمار آلود لہجے میں بولتے ہوئے اس نے اپنا سر اس کی گردن میں گھسیڑا تو
اس کی قربت والفاظ پہ اس کا دل زوروں سے دھڑک اٹھا پر رات کی بے
قراری اور دستگیر کی دوری یاد آنے پہ وہ بھڑک سی اٹھی۔
"تو کل کہتے نہ، آج نہیں چاہیے مجھے تم"
اسکو خود سے دور کرتی وہ جتاتی بولی۔
"اللہ اللہ میں نہیں چاہیں ہوں؟"

دستگیر نے اسکی بات پکڑے جس طرح حیرت وافسوس عیاں کیے پیچھے ہٹنا چاہا، وہ بے اختیار اپنے بازو پھیلائے اسکے سینے میں جا سمٹی۔

"تم چاہیے ہو"

صبور کا معصومیت سے لائن پر آنا دستگیر کی ساری تھکن اتار گیا تبھی تو وہ اسے خود میں جذب کرتا نا صرف آسودگی سے آنکھیں موند گیا بلکہ وہ بھی اسکے سینے لگتے ہی ساری ناراضگی بھلا گئی۔

میں ہمیشہ تمہارے پاس ہوں صبور، بہت اہم کام تھا تبھی رات نہیں"

"آسکا۔ ورنہ دستگیر عالم کی بے قراریاں تم سے بہتر کون جان سکتا ہے اسکو اپنی موجودگی سے سکون بخشے وہ اسے خود سے دور کرتا صبور کا چہرہ ہاتھوں میں بھرے جبین پر جھکا تو وہ اسکی بات اور لمس دونوں پر سمٹا سا مسکرائی۔

بہت مس کیا تمہیں، کل سے دل بہت تکلیف میں تھا اور تم بھی پاس"

"نہیں تھے

وہ اسکے پیار سے سنبھالنے پر پھر سے آواز کو سرگوشیوں میں ڈھلنے سے روک نہ سکی۔

آج سارا وقت تمہارا، رات میں ڈنر باہر۔۔۔۔پرامس۔۔۔میری جان،"
میرے ہوتے ہوئے تمہیں کسی تکلیف میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں۔
فریش اور مسکراتے چہرے والی صبور چاہتا ہوں، میرے ہمیشہ آس پاس۔
"میں نے بھی تمہیں بہت مس کیا۔۔۔۔۔
نرمی سے استحقاق بھرا لمس صبور کے گلابی ہونٹوں کو سونپے وہ اسکی ناراضگی دور کرنے کے ساتھ چہرے پر گلال بھی بکھیر گیا۔

"آئی لو ویو"

اس پیار بھرے بوسے پر وہ کہے بنا نہ رہی اور جناب نے دل دہلاتی شدت سے صبور کی دھڑکنیں منتشر کیں اور سینے میں واپس سمو گیا۔
آئی لو ویو ٹو صبور، فریش ہو کر آتا ہوں پھر ایک ساتھ باہر چلتے"
"ہیں۔۔۔میری نازک سی ہلکان جان نہ خون جلایا کر اپنا۔۔۔کوجی

اسکی آنکھوں میں امڈتی نمی اپنے پیار بھرے لہجے سے ہٹاتا وہ جس طرح اسکے رخسار دباتا ہوا کہہ کر گیا، صبور ناچاہتے ہوئے بھی ہنس دی اور بال بنانے واپس ڈریسنگ کی طرف بڑھ گئی۔

وہیں ساری رات وہ گھر سے باہر رہا اور ساڑھے آٹھ تک جب واپس پہنچا تو اندر جانے کے بجائے وہیں لان میں لگی آرام دہ کرسی پر آ بیٹھا۔

گزری رات اسکے اعصاب پر بھاری رہی تھی، اپنے دکھ ایک ایک کر کے دفناتے ہوئے وہ سارے بیج تو بو دیے تھے پر قرار اب بھی جسم کے خلیوں تک جذب نہیں ہوا تھا۔

کتنی بری بات ہے شیری، تم میری کوئی بات نہیں مانتے۔ کہاں تھے" ساری رات۔۔۔ فجر کے وقت جب چوکیدار نے بتایا، کتنا پریشان ہو گیا تھا میں۔۔ ایک تو تمہیں گولی لگی ہے اور آرام کی شدید ضرورت ہے اوپر سے "تمہاری اپنے آپ کے ساتھ یہ سفاکیت سمجھ سے اب باہر جا رہی ہے

اسے لان میں بیٹھے پانچ منٹس ہی گزرے تھے جب عقب سے بلند ہوتی بابا کی برہم آواز پر وہ تھکا سا مسکرایا مگر ٹس سے مس بھی نہ ہوا، تبھی افراہیم جدون اسکے سر پر آن کھڑے ہوئے مگر شیری کی اکتاہٹ اور ہٹ دھرمی دیکھتے وہ بھی سامنے ہی کرسی سنبھالے بیٹھے۔

جو رات وہ گزار آیا تھا اس نے شہریار جدون سے آج کے دن کی ہمت چھین لی تھی، جسم تو کیا آج اسے جسم کی ہڈیاں میں درد میں محسوس ہو رہی تھیں۔

"کچھ بولو گے؟"

بابا کا برہم چہرہ خالی و حیران سی آنکھوں سے تکتا وہ انکے ہنوز برہم ہونے پر ٹیک چھوڑے بیٹھا تو درد کی ٹیس سی دائیں رخسار پر خفیف سا کھنچاؤ لائی۔

"ہارون کی قبر پر گیا تھا بابا، پھر دل نہیں چاہا اسے چھوڑ کے آنے کا۔ فجر کے بعد گورکن بابا آئے تو ہمت ہوئی واپسی کی۔ وہاں بہت وحشت ہے، ہو کا عالم ہے۔ مجھے لگا وہ اکیلا اداس ہو گا"

شیری کے عجیب سے زندگی کی ہر چمک دمک سے یکسر عاری اور بجھے جواب پر افراہیم صاحب کی برہمی پریشانی میں بدلی، عجیب سی نظروں سے انہوں نے شیری کی سرخ گوشوں والی آنکھیں تکیں جن میں قبرستان کی سی وہشت اتری ہوئی تھی۔

"تم ٹھیک ہو میرے شیر، ایسے کیوں کہہ رہے ہو۔ وہ مر گیا ہے، اور مردے کو وہشت نہیں ہوتی۔ وہاں اس جیسے بے شمار اور بھی ہیں۔ دوبارہ اتنی تکلیف نہ دینا خود کو"

بابا کے لہجے میں نرمی اور یکلخت اتر آتا ڈر بھانپے وہ خود کی تکلیف اور ویرانی قابو کر کے سر ہلا گیا۔

"اس جیسا وہاں دوسرا کوئی نہیں یہی تو سارا دکھ ہے، لیکن وہاں سکون تھا۔ ایسا لگا اسکا ہاتھ شہریار جدون کے کندھے پر اتنی دیر موجود رہا جتنی دیر میں نے اس سے باتیں کیں۔۔۔اب میں یہ بات سمجھا ہوں کہ ابراہیم سلطان

کی موت ہر آپ اور پر کاش انکل کیوں دھاریں مار کر روئے تھے بابا۔۔۔

"یاروں کی موت ایسا دکھ ہے ہی نہیں جو برداشت ہو سکے

وہ شیری کی تکلیف پر آبدیدہ ہو کر اٹھے اور اسکے پاس بیٹھتے ہی اسکا ہاتھ

اپنے ہاتھ میں لیا تو وہ آگ کی طرح تپ رہا تھا۔

صبر کرو میرے بچے، جانے والے کو کوئی نہیں روک سکتا۔ تم تو بہت"

بہادر ہو۔ اللہ سے اس دکھ سے نجات مانگو تو وہ ضرور دے گا۔ کیا حال بنایا

ہوا ہے۔۔۔ جاو جا کر کپڑے بدلو، دھول لگی ہے، یا کچھ دیر سو جاو، طبعیت

اچھی نہیں لگ رہی، اس حال میں ماں کے سامنے گئے تو وہ دکھ پہچان لے

"گی۔۔ سو کر فریا ہو جاو پھر ساتھ بریک فاسٹ کرتے ہیں

بابا کے پیار اور تکلیف سے سمجھانے اور دلاسا دینے پر وہ مطمئین تو نہ ہوا پر

ہمت کیے اٹھ کھڑا ہوا۔

میں اس دکھ سے نجات نہیں چاہتا بابا، اور یہ دھول تو میرے جسم کے "
ساتھ ساتھ آنکھوں میں بھی پڑ چکی ہے۔۔۔۔۔یہ اسکی قبر کی گرد ہے،
"بری نہیں ہے کہ اتار پھینکوں۔۔۔
اٹھ کر اپنی سیاہ شرٹ پر بیٹھی گرد تکتا وہ اذیت سے کہہ کر رکا نہیں بلکہ بابا
کی آنکھوں میں تیرگی کا جہاں چھوڑے وہاں سے مردہ سے بھاری قدم
اٹھائے گھر کے سندر چلا گیا اور کتنی ہی دیر افراہیم جدون کو از سر نو ابراہیم
کی کمی رلاتی گئی۔

مانی اب تک جاگی نہیں تھی، مگر اس وقت تک وہ جاگ جاتی تھی تبھی کسمسا
کر کروٹ بدلے وہ بے اختیار آنکھیں کھلنے پر دروازہ کھول کر روم میں
آتے شیری کو دیکھ کر پوری آنکھیں پٹ سے کھول گئی جو اپنے دھیان میں
کندھے پر ہتھیلی جما کر داخل ہوئے، اپنا فون جس طرح بیڈ پر اچھال چکا تھا،
مانی کے حواس تیزی سے بیدار ہوئے۔

مندی مندی آنکھیں کھولے وہ جمائی روکتی نا صرف اٹھ کر بیٹھی بلکہ شیری کی بلیک شرٹ پر لگی زرا زرا دھول دیکھتے ہی وہ اسکی طرف بیقراری سے لپکی جو بیڈ پر بیٹھ کر لیٹنے کی نیت سے تکیہ درست کر رہا تھا مگر مانی کے یکدم قریب آکر کھڑا ہونے پر وہ بے اختیار اسکی طرف نظر جما گیا، آنکھوں میں نیند کا گلاب رنگ سجائے، اسکے لیے ہلکان و پریشان سی وہ اسکے لیے بیقرار نظر آئی کہ شہریار جدون کا دل چاہا اٹھ کر اسکے گلے لگ جائے، یہ سوچے بنا کہ وہ اس سے حد پر رہنے پر مجبور ہے۔

شیری۔۔۔ی۔۔یہ گرد کہاں سے آئی۔۔۔۔آپ کیا رات پوری روم" میں نہئں آئے۔۔ کہاں آوارہ بنجارہ بن کر گھومتے رہے ہیں، چھوتے بچوں "کی طرح شرٹ گندی کی ہوئی ہے

اپنی ہتھیلی سے اسکی شرٹ کی مٹی جھاڑتی وہ جس طرح فکر سے ڈانٹتے بولی، شیری نے بنا کوئی جواب دیے اس لڑکی کی کلائی جکڑے خود سے دور کی اور اپنا سر دو اکھٹے کر کے رکھے تکیوں پر رکھے لیٹ گیا اور کروٹ بھی اس

طرف زرا سی بدلی جہاں مانی کھڑی تھی اور کروٹ بھی کندھے کو آرام دینے کی وجہ سے لی۔

"مجھے کچھ دیر سونے دو مانی"

آنکھیں جو درد سے ابل رہی تھیں، انھیں زبردستی میچے شیری نے متانت سے کہا جس پر وہ دور جانے کے بجائے نا صرف وہیں شیری کے پہلو میں بیٹھی بلکہ شیری کا مضبوط ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے اپنا ہاتھ اسکے ماتھے پر ڈھلکے بالوں پر سہلایا تو اس شخص کے جسم کی آگ نے مانی کی آنکھوں میں نمی لائی اور شیری نے اس کی ٹھنڈی ہتھیلی کے جلتی پیشانی پر رکھنے سے آتے آرام پر اپنے متورم آنکھیں کھولیں اور مانی کو دیکھنے لگا۔

گلابی آنکھیں اور پریشان چہرہ عافیت کا جہاں لگا، دل پھر سے دھڑکا۔

شیری۔۔۔آپ اتنے تپ کیوں رہے ہیں۔۔۔کیا ہوا ہے روئے ہیں؟"

آنکھیں بھی سوجھی ہوئی ہیں۔ میرے لیے روئے ہیں تو بتائیں ابھی انکی تکلیف دور کر دیتی ہوں"

شیری نے اسکے بے قرار اور پر سکون کرتے الفاظ پر اور آخری آفر پر بنا سوچے آنکھیں چھپکیں جیسے کہہ رہا ہو ہاں اور تبھی وہ آنسوؤں کو آنکھوں میں روکتی جھکی اور باری باری شیری کی آنکھوں کو چوما، اسکے نرم ہونٹوں کی ہر ہر سلوٹ شہریار کی بصارت نے تسخیر کی۔

جب چہرہ اٹھا کر واپس اٹھی تو مانی کی آنکھ کا آنسو ٹپک کر شیری کی آنکھ میں جا گرا اور یہ لمحہ ایسا تھا کہ وہ اپنی بازو مانی کے گرد تنگ کیے اسے واپس خود پر جھکا گیا۔

شیری کے چہرے سے اٹھتی گرم بھاپ مانی کے رخساروں کو جھلسا رہی تھی اور اسکے ہونٹ مانی کے رخسار سے مس ہو کر قیامت برپا کر رہے تھے۔

"میرے لیے روئے ہیں واقعی؟"

وہ اسکے چہرے کے قریب سانس بھرتی سسکی تو شیری اسے مزید جکڑتا اسکا سر اپنی کندھے سے لگا گیا۔

"تمہارے لیے نہیں رویا"

شہریار کی سرد سرگوشی پر مانی نے لمحہ بھر چہرہ پھیرا اور اپنے ہونٹوں کے نرم لمس سے شیری کی گردن چھوئی، گرم گردن پر سرد بوسے کا اثر اس بے جان وجود کے مالک کے اندر ہلچل دوڑا گیا۔

"چیٹر کہیں کے۔۔آنکھوں کی تکلیف پھر مجھ سے کیوں دور کروائی آپ"

"نے، چھوڑیں مجھے

وہ اس کی جان لیوا گرفت سے مچل کر نکلی مگر اب بھی ہنوز شیری پر جھکی تھی، شکوہ اسکے لبوں پر مچل سا گیا۔

"کیونکہ مجھے اچھا لگتا تبھی"

وہ اسکے سادہ سے جواب پر ساری اداسی بھلا گئی، نظر شیری کے خشک ہونٹوں پر جا ٹھہری، پھر سرخ رنگ اوڑھتی آنکھیں، چہرے کا اک اک نقش، اور خود کو مانی کی ایسی نظروں میں مرکوز دیکھ کر اس نے سر جھٹک کر مانی کی کمر میں لپیٹا ہاتھ فوری آزاد کیا لیکن وہ پھر بھی اس پر جھکی اور حاوی رہی۔

"تو پھر اچھا لگا؟"

مانی نے اسکی چرائی آنکھوں کو پھیرنے پر ہاتھ بڑھا کر اسکا موڑا چہرہ اپنی جانب پھیرے پوچھا جس نے بڑی دقت سے مانی کو چھونے کی اپنی منہ زور خواہش کو جکڑا تھا۔

"بہت"

وہ فرار نہ کر سکا اور اسکے ایک لفظ نے مانی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیری۔

"ایسے اداس اچھے نہیں لگتے شیری، آپ ہمارے ساتھ نہیں جائیں گے جندل محل؟ آپکی طبعیت سیٹ نہیں لگ رہی۔ میں رک جاوں کیا آپکے پاس؟"

مسکراہٹ بھی شیری کی آنکھیں دیکھ کر فکر میں بدلی اور شیری نے فوری نفی کا اشارہ دیا۔

میں بس نیند لوں گا کچھ گھنٹے کی، بہتر ہو جائے گی طبعیت، تم سب لوگ "
" جاو۔انجوائے کرو۔۔۔۔

شیری اسکا اپنے پاس رکنا برداشت نہ کرتے فوری ٹوکتے بولا جس پر وہ شہریار کے گھبرانے پر مزید فکر مند ہوئی کیونکہ وہ دل سے نہیں کہہ رہا تھا۔

لیکن میرا دھیان آپ کی طرف لگا رہے گا، میں آپکا سر دبا دوں"

شیری۔۔۔۔ٹانگیں، بازو اور پیر دبا دیتی ہوں بہت اچھا مساج کرتی ہوں، دادو کے لیے سیکھا تھا۔۔۔تھکاوٹ ہو گئی ہے کیا۔۔۔۔؟زخم کے درد کا اثر ہے"

مانی سے یہ سب ہر گز کروانا نہیں چاہتا تھا مگر وہ جس طرح کہتے ہی اسکی مضبوط بازو جکڑ چکی تھی، شیری چاہ کر بھی منع نہ کر سکا، چاہتا تھا اس لڑکی کی مرہمی پوریں اسکے جسم کے درد دور کریں۔

وہ اپنے نرم نرم ہاتھوں سے پروفیشنل طریقے سے آہستہ آہستہ شیری کی بازو کو دباتی اسکے مضبوط کندھے کی طرف بڑھی اور مہارت کے سنگ اپنی

لانبی انگلیوں کی پوروں سے دبایا، پھر ایسا ہی بیڈ پر چڑھے، شیری کے سیدھا ہو کر لیٹنے پر دوسری بازو کو دبایا، وہ اتنا سکون محسوس کر رہا تھا کہ آنکھیں کھولنا محال ہوا۔

"بس کرو مانی، تھک جاو گی"

شیری نے اپنی بازو پر حرکت کرتا مانی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے مزاحمت کرنی چاہی مگر وہ اسکے مدہوش و پر سکون ہونے پر چہکی۔۔

اس میں کونسی تھکن شیری، آپ یہی سمجھیں کے آپ مساج کروانے"

"آئے ہیں

مسکرا کر شیری کا ٹوکنا ٹالے وہ سرک کر بیڈ کی پائنتی کی طرف ہو کر بیٹھی اور شیری کے پیروں سے دونوں موزے اتار کر وہیں فرش پر پھینکنے اور بڑی مہارت سے فزیکل ایکسرسائز کے طریقے سے اس نے شیری کے دونوں پیر تلوان سمیت دبائے اور شیری کو لگا جتنے بھاری قدم تھے سب

درد دور ہوا اور پھر جب مانی نے کچھ دیر اسکے پیروں کا درد زائل کیے اسکی ٹانگ چھوڑنی چاہی تو وہ اپنی ٹانگ سمیٹ کر اسکے ہاتھ سے چھڑوا گیا۔

"بس مانی، تکلیف بڑھادو گی تم ان حرکتوں سے"

شیری کے گھبراہٹ بھرے گریز پر وہ فرمابرداری سے مان جاتی اسکے پاس جاکر بیٹھی جو اسے ہی منہ بنائے دیکھ رہا تھا، کیوں وہ مانی کو ان مہربانیوں سے روک نہیں پاتا، خود پر غصہ آیا۔

"دادو کو جوڑوں کا درد اکثر تنگ کرتا تھا تو انکی ڈاکٹر نے مجھے یہ کچھ سٹیپ بتائے تھے، تاکہ جب انکو درد ہو میں مساج کر دوں۔ وہ کہتی ہیں تمہارے ہاتھ میں ڈاکٹر اور دوا سے زیادہ شفاء ہے۔ آپکی تھکن کم ہوئی شیری۔۔۔"

وہ جو سکون کی ناجانے کونسی منزل پر تھا، مانی کے اشتیاق اور حسرت سے پوچھنے پر اسکا ہاتھ نا صرف پکڑا بلکہ آنکھیں اٹھا کر مانی کو محبت سے دیکھا، صرف شیری کی یہ محبت بھری نظر ہی آمنہ کے ہر دکھ کا مداوا کر گئی، اسکا دل چاہا پھر سے وہ آنکھیں چھولے۔

"وہ تھکن اتر گئی ہے جو دنیا نے مجھے بخشی، وہ تھکن بڑھ گئی ہے جو تمہاری موجودگی کے سبب مجھ پر طاری ہوتی ہے"

وہ پھر سے نہ کہہ سکا، بس اس لمحے مانی کا دل توڑنا اچھا نہ لگا تو اقرار کا فیصلہ کیا۔

"واقعی تھک گیا تھا۔۔۔۔بہت اچھا لگا، یوں لگ رہا ہے جسم ہلکا ہو گیا ہے۔"

"لیکن ایسا سب کرنے کی دوبارہ اجازت نہیں دوں گا تمہیں۔

مانی اسکے اعتراف پر مسرور جبکہ اعتراض پر حیرت زدہ ہوئی۔

"لیکن کیوں شیری۔۔۔یہ تو بس انسانیت کے ناطے کرنے والی مہربانی ہے۔ محبت نہیں ہے نہ رومینس جو آپ خوامخواہ چڑ رہے ہیں"

مانی کے فوراً سے جواب پیش کیا جس پر وہ نرم سا مسکرائے اس پر سے آنکھیں ہٹا کر تکیہ سینے میں جکڑتا کروٹ بدل گیا۔

انسانیت کے ناطے کی گئی مہربانی زیادہ جان لیوا ہوتی ہے آمنہ آفریدی،"

میرے اس شکستہ وجود کو تمہارے ملائم ہاتھوں کی پوروں نے اپنی عادت

"ڈال دی تو غضب ہو جائے گا

پھر سے دل کی آواز دل میں گھوٹی تو مانی نے وہیں نیم دراز ہو کر لیٹے اپنا سر

شیری کے تکیے پر رکھا اور اسکی بغل سے ہاتھ نکال کر اسکے سینے پر بازو لپیٹ

گئی۔

آپکی خوشبو بہت خاص ہے، اور یہ شادی کے بعد سے پیاری لگی مجھے۔ یہ"

"مانی کی حلال پسندیدگی ہے، منہ مت بنایئے گا

اسکی پشت سے ہونٹ جوڑے وہ جس طرح بڑبڑائی، شیری نے اسکی سینے

پر جمائی ہتھیلی میں اپنا ہاتھ پھنسایا تو مانی کا دل شیری کے اس عمل پر

گدگدایا۔

بونگیاں کم مارا کرو، اٹھنا نہیں تھا تمہیں؟ جاؤ اور سونے دو"

"مجھے۔۔۔ جندل محل جانے کی تیاری کرو

مانی کے لام لیٹ ہونے کے ارادے بھانپتا وہ زرا سا کمر سیدھی کیے مانی پر اپنا بوجھ مسلط کیے منہ بنائے بولا جس پر مانی نے مسکراتی ہوئے آنکھیں کھولیں۔

"یہیں رہنے دیں مجھے کچھ دیر، پورے نو بجے اٹھ جاوں گی۔ آپ سو جائیں"

"کونسا آپکو چٹکیاں کاٹ رہی ہوں

اپنے جسم کے دباو کو مانی کی دبی آواز پر واپس اٹھائے وہ مسکراتا ہوا کروٹ بدل کر آنکھیں موند گیا۔

"شیری"

اپنے سینے پر رکھے مانی کے ہاتھ کو تکتا وہ ابھی آنکھیں بند کرنے میں کامیاب ہوا ہی تھا کہ اسکی پکار پر واپس جاگا اور خفیف سی ہوں کی جسکا مطلب تھا کہو۔

"آپ نے اپنی پرفیوم بدل لی ہے نہ، آج شاید لگائی ہی نہیں۔۔۔۔ میرے لیے ہے نہ"

مانی کی خوش فہمی اور بات سن کر شہریار کی بوجھل پلکیں واپس آنکھوں کو بند کر گئیں۔

"اپنے لیے بدلی ہے، میں اپنا ٹیسٹ بدلتا رہتا ہوں۔ تم کچھ زیادہ ہی ہوا میں نہیں اڑ رہی۔ تمہیں منا کر پچھتا رہا ہوں"

اسکے جواب پر مانی لمحہ بھر ناراض سی ہوئی مگر پھر اسکے جسم کی ذاتی منفرد خوشبو انہیل کیے سر اٹھا کر زرا اوپر کو سر کی جو مانی کے مسلسل ہلنے سے کندھے میں اٹھتے درد پر بے چین ہوا۔

"کیا مسئلہ ہے تمہیں، لگ رہا ہے تیز گام پر سوار ہوں۔۔۔"

سر اٹھا کر سیدھا ہوئے وہ اسے ڈانٹ رہا تھا اور مانی نے اسکے گرد لپیٹی بازو فوری کھولی اور زرا پرے سرک کر دانت نکالے جس پر وہ اور چڑا۔

"اس طرح مجھے آپکا چہرہ نظر نہیں آ رہا تھا نہ، آپ میری بازو پے سر رکھ لیں پلیز"

مانی کا اتنے پیار سے کہنا شہریار کو لمحہ بھر گنگ کر گیا، لیکن اسکے اصرار کو رد کرنا ابھی بھی مناسب نہ لگا تو وہ بنا کوئی اعتراض کیے اپنے تکیے پر پھیلائی مانی کی بازو پر سر رکھے لیٹا تو شیری کو یوں براہ راست دیکھنے کی آسانی پر وہ پاگل سی کھکھلا دی اور شہریار جدون کو لگا سانسیں کھینچنا ایک بار پھر بھاری ہو گیا ہے۔

....★☆☆☆☆☆★....

"اب ٹھیک ہے، سو جائیں۔۔۔"

زرا سی شیری کے سینے پر اٹھ کر اسکے اوپر جھکے وہ اپنا ہاتھ بڑھا کر اسکی آنکھوں سے ہتھیلی جوڑے خود بند کرتی بولی تو وہ واقعی آنکھیں بند کر کے

اپنا ایک ہاتھ سینے پر رکھ چکا تھا جبکہ دوسرا مانی کے سر سے نکلی بازو کی کلائی کے گرد خود ہی جم گیا، دل کا سارا دھیان اس لڑکی کی موجودگی کے گرد لپٹا تھا تو وہ کیسے سو پاتا، مانی کی نگاہ اسکے ہونٹوں پر جمی تھی جو ہلنے اور پھیلنے کی کوشش میں تھے، عجیب گدگداتا ہوا احساس مانی کو خود میں سرائیت کرتا محسوس ہوا۔

"بہت عجیب ہو تم آمنہ آفریدی"

وہ جو بغور شیری کے ہونٹوں کے بعد چہرے کو فرصت سے تکنے میں محو من ہی من میں شیری کے اتنے شانت رویے پر خوش ہو رہی تھی، بنا آنکھیں کھولے، شہریار کے بولنے پر مبہم سا حیرت میں لپٹا مسکرائی۔

"غریب بھی"

مانی کے شرارت سے بولنے پر شیری نے اپنی درد کرتی آنکھیں یکلخت کھولیں بھی اور اسے گھورا، دل تو اتنے قریب ٹھہری مانی کو بنا کچھ کہے تکنے

پر آمادہ تھا،اور یہ وار فتگی کچھ خطاء سرزد کروادیتی تبھی شیری نے اپنے جذبات پر مشکل سے ہی سہی پر قابو پایا۔

"اچھا۔۔۔وہ کیسے ہوگئی تم غریب"

شیری کا نیند اور ذہنی دباو سے برا حال تھا پھر بھی دل مانی سے بات کرنے پر مچل رہا تھا۔

انسان اپنے محبوب کے لیے جب تک قبول نہیں ہوتا، وہ غریب ہی رہتا"

" ہے شہریار جدون۔

وہ اس چھٹانک بھر کی لڑکی سے نہ اس قدر پختہ محبت امید کرتا تھا نہ ایسی باتیں پر وہ واقعی محبت میں شیری سے بہت پرانی تھی۔

کتنی ہی دیر وہ کچھ بول نہ سکا، بس ان دو کی آنکھیں ایک دوسرے سے ہمکلام رہیں، اسکا دل اپنی رفتار کھو رہا تھا، کیونکہ اس پر آمنہ آفریدی کا اثر ہو رہا تھا۔

وہ ایسی تھی کہ دل اسے دیکھنے پر صبر نہیں کر سکتا تھا، اس شخص کے پاس دو ہی چوائز تھیں، یا آگے بڑھ کر اپنے عجیب سے ہوا میں معلق رشتے کو جائز طریقے سے کوئی معنی بخش دے یا اس لڑکی سے فرار کرے اور آنکھیں پھیر لے۔

یہ عمر سے بڑی باتیں تم پر سوٹ نہیں کرتیں، تم پر معصومیت سجتی ہے۔"
اور محبت، انسان کو معصوم نہیں چھوڑتی۔ وہ اداکار بن جاتا ہے، درد تکلیف چھپانے میں ماہر، منافق جسکے دل میں کچھ اور اور زبان پر کچھ اور ہو۔۔۔۔

"تم معصوم سی شرارتیں کرتی اچھی لگتی ہو

جانے وہ بدل رہا تھا یا تباہ ہو رہا تھا مگر مانی سے یہ سب کہنے میں مجبور ہو جاتا تھا، اور وہ لڑکی اپنے اندر شیری کے ایسے الفاظ کے سبب بہار برپا محسوس کرتی، کیسے چھوڑتی اس شخص کو جسے ایسا ہی کوئی توجہ سے سنبھالنے والا درکار تھا، جسے دل لگانے کے ساتھ ساتھ دل کی زندگی کے لیے مانی چاہیے تھی۔

میں شرارتیں کرتی رہوں گی ڈونٹ وری لیکن حد سے زیادہ معصومیت "
نہیں چاہیے کہ اپنی آپ سے محبت بھی بیاں نہ کر سکوں، آپ سے محبت
بہت الگ ہے، جیسے آپ کے نام کے آگے کچھ نہ بچا ہو۔
اٹھارہ سال کی ہونے والی ہوں اگلے ماہ، اور اب میں بچی نہیں رہی۔۔۔ سو
" آپ مجھے چھوٹا سمجھنا اور کہنا چھوڑ دیں۔
وہ اسکے ہمیشہ سے چھوٹا کی رٹ پر اس لمحے بھڑکی کیونکہ وہ اسے ایسا کہتے اچھا
نہیں لگتا تھا، وہ شیری کو اپنے لیے کچھ اور طرح کا چاہنے لگی تھی، بے خبری
میں قریب آتے لمحے مانی کو اس نکاح سے مزید جوڑ چکے تھے، اس کے اندر
شہریار جدون نامی خواہش زور پکڑ رہی تھی۔
"بیوقوف لڑکی۔۔۔۔ محبت کے آگے کچھ نہ سننے والی"
شہریار جدون کے دل نے خفگی سے سوچا اور کرلایا جبکہ مانی نے آنکھوں
میں تفاخر بھرا اور شیری کی آنکھیں چرانا بہت خوبصورت لمحہ تھا۔

اتناسب ہونے کے باوجود تمہاری محبت نامی رٹ ہلکی نہیں ہوئی، ٹھیک "
ہے میں نے تمہیں اپنے پاس بھلے روک لیا ہو لیکن صرف تمہاری عادت
" کے سبب۔ وہ امید مت لگاو جو ٹوٹنے پر تمہارا جینا محال ہو جائے۔
وہ اسے دوستانہ ہوئے سمجھا رہا تھا، انداز آزردہ اور فکر مندانہ تھا مگر مانی نے
اسکے سینے پر سر رکھے سارے اعتراضات ختم کر دیے۔
میکانکی طور پر شیری نے اسکے گرد بازو حائل کیا جو مانی کو مزید راحت دے
گیا تبھی وہ آنکھیں موند کر شیری کے دل کی دھڑکن محسوس کرنے لگی۔
میں کونسا منت کر رہی ہوں کہ مجھے میری امید کے مطابق پورا ہو کر "
دیکھائیں، مجھے کچھ نہیں چاہیے۔ آپکا اتنا سا نرم رویہ کافی ہے۔۔۔۔ یہ بھی
نہیں چاہتی کہ اس سے آگے بڑھیں لیکن یہ بھی منظور نہیں کہ اس سٹیج
سے آپ اپنے قدم کسی صورت پیچھے ہٹائیں۔ اتنا سا کافی ہے کہ آپکا خیال
رکھ سکوں، آپکو جی بھر کر دیکھ سکوں، آپ مجھ سے بہت سی باتیں کریں،
ہم لڑیں۔۔۔ پھر آپ مجھے منائیں۔۔۔۔ بس اتنا سا، کسی خواب سے ڈر کر

جاگوں تو آپ سر رکھنے کے لیے اپنا سینہ فراہم کریں، میرا دل رکے تو آپ پریشان ہو کر میری دھڑکنوں کی روانی کی کوشش کریں۔۔۔بس اتنا سا، اپنی اداسی مجھ سے کہیں۔۔۔۔جیسے آج کسی اور کے دکھ سے درد کرتی آنکھوں کی دوا مانی سے لی، ویسے کئی درد مجھے کہہ کر مدھم کرواتے رہیں۔۔بس اتنا سا"

وہ آہستہ آہستہ سرگوشیوں میں ڈھلتی اس شخص کی جان لے رہی تھی، شہریار جدون بے بس تھا، وہی پیرالائز ہو جاتی حالت جب وہ مانی کے علاوہ سب بھول جاتا تھا، یہ بھی کہ وہ اس سے کس رشتے میں بندھی ہے، محبت کا اثر گہرا ہے یا نکاح کی شدت، سمجھنا محال ہوتا، اتنا تو وہ جان چکا تھا، مانی سے ہوتی اٹیچمنٹ نہ تو عادت ہے نہ ضرورت، وہ اک احساس ہے جو اس نے پہلی بار محسوس کیا۔

اسکی کمر پر بکھرے ملائم بال سمیٹ کر اک طرف ڈھلکائے شیری نے اسکی گال سے ہونٹوں کو جوڑا، وہ اس پر جھکی ہوئی یوں تھی کہ مسلسل اسکی رخسار، شیری کے ہونٹوں کو چھو رہی تھی۔

"یہ اتنا سا نہیں ہے، یہ بہت زیادہ ہے پاگل لڑکی"

شیری کی بوجھل سرگوشی پر مانی نے چہرہ زرا سا سرکایا تو ہونٹوں کا تصادم ہوتے ہوتے بچا اور اس بچاو پر وہ گھبرا کر واپس اپنی گال شیری کی گال سے لگا گئی۔

نو ہو گئے ہوں گے۔۔۔۔آپ سو جائیں۔۔۔م۔۔میں بھی فریش ہوتی"

"ہوں۔۔۔

اس کا پورا وجود شیری کے محصور کن لمس اور نرم سے سانسیں الجھنے پر جکڑا تبھی وہ ہانپتی ہوئی اس پر سے اٹھی اور احتیاط کے سنگ بنا شہریار کو دیکھتی تیزی سے بیڈ سے اترے بھاگ نکلی اور وہ مانی کی ان حرکتوں پر مسکراتا ہوا نا صرف آنکھیں بند کر گیا بلکہ تکیہ بھی دبوچے کروٹ بدل لی۔

جبکہ اندر سنک کے پاس کھڑی وہ تیز تیز سانس لے کر خود کو تقویت دیے اپنا چہرہ آئینے میں دیکھ کر رخساروں سے ہتھیلوں کو جوڑ کر شیری کے ہونٹوں کا گال پر لمس محسوس کیے گھبرایا سا مسکرائی، ہونٹوں پر گدگداتا ٹچ اب بھی حدت لیے ہوئے تھا۔

"بہت بری ہے تو مانی۔۔۔جب وہ شخص لائن پر آنے لگتا ہے، تیری ہوا ٹائیٹ ہو جاتی ہے۔۔۔۔ کتنی ظالم ہوں میں، انھیں یوں خود سے الگ کر آئی۔ کہاں سے لاوں ہمت۔۔۔اف مانی اف۔۔۔۔ تیرا کیا ہو گا"

نل کھولے اپنے سرخ پڑتے چہرے پر پانی کے چھپکے مارے مگر سرخیاں تھیں کہ بڑھنے لگیں، شیری کے دل کی دھڑکن اب تک مانی کو وجود کے کنبد میں گونجتی سنائی دے رہی تھی اور وہ سمجھ نہ پائی کہ اپنی ان باولی حرکتوں کو کیا نام دے۔

.._____..

پاکستان میں صبح ہوئی تو نیویارک میں رات آچکی تھی، دن بھر وہ کانسرٹ کی وجہ سے انہی اپنے لوگوں کے ساتھ مصروف تھا مگر اسے لارا کی فکر بھی تھی سو دس تک اس نے اپنا کام سمیٹ کر وہاں سے بہت مشکل سے اجازت لی اور گھر روانہ ہوا۔

کھانا اس نے اپنے اور لارا کے لیے پیک کروایا اور آدھے گھنٹے تک اسکی گاڑی گھر پہنچی، گاڑی کو گھر کے پورچ میں پارک کیے وہ مین گیڈ بند کیے گاڑی سے کھانا اور جیکٹ نکالے، لاک کرتا گھر کی طرف بڑھا۔

دروازہ کھولا تو گھر کے لاونج میں لارا کے فون کی آواز پر لوئے نے جیکٹ صوفے پر اور کھانا جا کر کچن کی شلیف پر رکھا اور دیوار سے جڑی ڈرا سے لارا کا فون نکالا تو ایمر کی کال تھی، لوئے کو عجیب سے اضطراب نے گھیرا، نگاہیں بند دروازے پر تھیں جہاں وہ لڑکی قید تھی، اپنی سنگدلی کانٹے سی جگر میں چبھی۔

"ہیلو جونئیر کیسے ہو؟"

یارق کی لوئے سے دن میں بات ہوئی تھی جس میں لوئے نے اسے لارا کو گھر زبردستی لانے کا بتایا تھا اور اس وقت اتفاق سے ایمر نے اسکی اور لوئے کی بات سن لی تھی اور اسے لوئے اور لارا کے جھگڑے کا پتا چل گیا تھا تبھی وہ کب سے لارا کو فون کرنے میں لگا تھا مگر فون کے پار سے ابھرتی لوئے کی آواز پر، ایمر جو باہر لان میں بے قراری سے چکر کاٹ رہا تھا، چہرے پر ناراضگی کا تاثر سجائے یکدم رکا۔

میں بالکل ٹھیک نہیں ہوں، کیوں تکلیف دی ہے آپ نے میری آپو کو۔" کہاں ہیں وہ، یہ مت سمجھیے گا کہ وہ لاوارث ہیں۔ایمر جہاں ابھی مرا نہیں ہے۔آپ کو اپنی بہن اس لیے نہیں دی تھی کہ آپ انکی پہلے سے تکلیف سے بھری زندگی کے کرب اور بڑھا دیں۔آپ نے بہت مایوس کیا مجھے "لوئے بھائی

ایمر کی برہمی پر لوئے کے ماتھے پر پریشانی کی شکنیں نمودار ہوئیں تبھی وہ صوفے پر تھکن بھرے انداز میں بیٹھا، دل عجیب وہشت و بے قراری کا مسکن بنا تھا کہ قرار کسی جا ملنا نا ممکن ہو چکا تھا۔

"تمہیں یہ سب کیسے پتا چلا؟"

لوئے نے سرد مہری سے پوچھا تو وہ بھی خفیف سا برہم ہوا۔

"دن کو آپکی اور یارق بھائی کی بات سنی تھی، یہ اہم نہیں ہے۔ کہاں ہیں وہ؟ جب آپ دو الگ ہیں تو انکا فون آپکے پاس کیوں ہے۔ میری بات کروائیں ان سے"

ایمر نے برہمی عیاں کیے سپاٹ چہرے کے سنگ بات جاری رکھی اور اصرار کیا مگر اس وقت وہ اپنے اور لارا کے رشتے کو بھرپور وقت دینا چاہتا تھا۔

"دیکھو ایمر، تم دونوں کا جو باپ ہے نہ، وہی اس فساد کی جڑ ہے۔ نا اس نے جیتے جی تم دو کو اپنی اولاد مانا نہ اب وہ باز آ رہا ہے۔ لارا کے دل میں میرے

لیے نفرت ڈالنے والا وہی ہے۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں، نہ تو تمہاری آپو کو اکیلا چھوڑوں گا نہ اسکی زندگی میں مزید تکلیفیں بھروں گا۔ یہ مشکل وقت ہے، تمہیں مجھے سمجھنا چاہیے۔۔ مجھے اپنے طریقے سے سب ہینڈل کرنے دو"

لوئے کا لہجہ متانت بھرا تھا مگر ایمرا اس وقت صرف لارا کے لیے فکر مند تھا سولوئے کی کوئی بات اسے مطمئین نہیں کر سکتی تھی۔

"آپ سارا الزام اس شخص پر ڈال کر خود بچ کر نکلنا چاہتے ہیں۔ نہیں لوئے بھائی، یہ آپ کو زیب نہیں دیتا۔ آپو نے جو زندگی گزاری ہے، وہ عام اور آسان نہیں تھی۔ انکی ایک ایک تکلیف، ایک ایک آنسو کا گواہ ہوں، آپکی خاطر وہ شادی جیسی کمٹمنٹ پر راضی ہوئیں، آپ نے وعدہ کیا تھا کہ آپ انکو سنبھال کر رکھیں گے۔ انکی تکلیف برداشت نہیں کر سکتا، میں آپکو ہر گز نہیں سمجھ پایا، وہ مجھ سے سب چھپا رہی تھیں شاید اس لیے کہ میں

پریشان نہ ہوں۔۔۔۔ لیکن وہ خود کس تکلیف میں ہوں گی اب احساس ہو
"رہا ہے

ایمر کی تکلیف جائز اور غصہ بر حق تھا۔

"میں سب جانتا ہوں ایمر، مجھے چند دن دے دو۔ میں اپنے اور لارا کے بیچ
کی ہر کڑواہٹ دور کر دوں گا۔ تم مجھ سے ناراض مت ہو۔ نہ لارا کے لیے
"فکر مند ہو کیونکہ وہ میرے پاس ہے

لوئے کی باتوں پر ایمر ہر گز اعتبار نہیں کرنا چاہتا تھا پر لوئے کے اصرار نے
اسے مجبور کر دیا، کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اسکی آپو، اپنی محبت گنوائے،
بہت مشکل سے وہ لڑکی اس راستے پر نکلی تھی۔

"آپ پر پھر سے بھروسہ مشکل ہے لیکن کروں گا، انکو مت رلائیں
پلیز۔۔۔ وہ اتنی تکلیف برداشت کرنے کی مستحق نہیں۔ وہ آپکے پاس
"میری امانت ہیں لوئے بھائی، مجھے مایوس مت کیجئے گا

ایمر کی آواز نم ہوئی تو خود لوئے کا دل ان عجیب سنگدل ہوتے حالات پر زخمی سا ہوا۔

"نہیں کروں گا نا امید، کل بات کر لینا اس سے کیونکہ ابھی چاہتا ہوں اس سے بات کروں۔۔۔۔رکھتا ہوں، پھر بات ہوتی ہے"

لوئے کے اجازت طلب کرنے پر ایمر نے بھی کال بند کر دی مگر وہ لارا کے لیے بہت پریشان تھا یہ اسکی آنکھوں میں جمع ہوتی تکلیف سے واضح تھا۔

وہیں لوئے کے دل پر ایمر کی باتیں بوجھ لاد چکی تھیں، بے اختیار نظر بیڈ روم کی طرف گئی تو وہ اس لڑکی کا خیال آتے ہی فون وہیں میز پر رکھے اٹھا اور دروازے تک پہنچے ڈوران لاکڈ کیے اندر داخل ہوا تو وہ بیڈ پر اوندھی لیٹی تھی، اپنی سنگدلی دل میں خنجر سے چبھی تبھی وہ چہرے پر تکلیف لیے اندر آیا اور اس تک پہنچا جو شاید روتی روتی نیند میں جا چکی تھی۔

لوئے نے وہیں سے قدم کبرڈ کی طرف بڑھائے اور لحاف نکال کر لایا اور بیڈ پر بنا تکیے کے ترچھی لیٹی لارا پر کروایا اور خود بھی وہیں بیٹھا اور اس کے خوبصورت چہرے پر بکھرے بال نرمی سے سمیٹے۔

"میں تمہیں تکلیف دینا نہیں چاہتا لارا لیکن تم مجھے مجبور کرتی ہو، اور نہیں جانتا مزید کتنا بے بس کرو گی۔ لیکن اب تمہیں یہاں سے کہیں جانے نہیں دے سکتا، تم میری جان بھی لے لو تب بھی نہیں"

وہ اپنے سلوک پر تمام ناانصافی کے بھی پشیمان تھا، لارا کی دی تکلیف کو لمحہ لگائے بھول گیا لیکن پھر بھی دل کی حالت ایسی نہ تھی کہ وہ اس لڑکی کو آزمانے کا فیصلہ ترک کرتا۔

"وہ لمحہ کیسے بھلا دوں جب تم نے بے دردی سے مجھے خود سے دور کیا، کیسے تمہاری خود کے لیے بی یقینی معاف کروں۔ تم سے محبت ضرور کرتا ہوں لیکن تمہیں یہ اجازت نہیں دوں گا کہ تم میرے دل کے جب چاہے ٹکڑے کرتی پھرو"

اس کی آنکھیں تکتا، چہرے پر نگاہیں جمائے لوئے نے دقت سے سانس کھینچی اور لارا کا ہاتھ تھامے چوما، آنکھوں میں تیرگی سمٹی مگر جلد ہی وہ اسکے طکسمسانے پر اسکا اسکا ہاتھ آزاد کر گیا۔

مانوسیت بھری نظروں کی تپش پر لارا کی کچی نیند جھٹکے سے ٹوٹی تو آنکھیں کھلتے ہی لوئے کا دھندلایا چہرہ نظر آیا جس پر خزن رقم تھا، کچھ دیر تو وہ سمجھ نہ پائی کہاں ہے مگر جب دن والی اس شخص کی سفاکیت یاد آئی تو وہ فوری ناصرف بھرپور جاگی بلکہ حقارت بھری نظر لوئے پر ڈالے اٹھی۔

لوئے نے بروقت اسکی کلائی تھامے جکڑ کر روکا اور خود بھی اٹھ کھڑا ہوا جس پر وہ اسکے مضبوط سینے سے ٹکراتی ٹکراتی بچی، اس شخص کی قربت پر لارا کا دل اور وجود نادیدہ آگ میں جھلسنے لگا۔

رو رو کر لارا کی آنکھوں کا حجم بڑھ گیا تھا اور پھر اس لڑکی کی شکوں کناں نگاہوں کا اثر لوئے کے دل پر آرے چلانے سا تھا۔

یقین آگیا ہے مجھے کہ تم مجھ سے محبت نہیں کرتے، ورنہ یوں مجھے قید نہ "
کرتے۔ تمہیں کیا لگتا ہے لوئے بہزاد، قید کر کے تم جیت جاوگے۔ تمہاری
سزا بہت طویل ہے، نہ اس میں کمی ہوگی نہ موت سے پہلے نجات پاو
"گے۔۔۔۔اگر اپنی جان پیاری ہے تو مجھے جانے دو یہاں سے
سرد و سپاٹ لہجہ اور نفرت سے بھری آنکھیں لوئے پر جمائے وہ
سرگوشیوں میں ڈھلتی آواز کے سنگ بولی تو لہجہ رندھ گیا اور وہ ویسے ہی
پتھریلے تاثرات کے سنگ لارا کو دیکھنے میں محو تھا۔

"نہیں پیاری۔۔۔جان مجھے بالکل پیاری نہیں"
بنا سوچے سیدھا سبھاو بولے وہ لارا کو کچھ لمحے کچھ کہنے کے قابل نہ چھوڑ
سکا۔

مجھے تمہارے ساتھ نہیں رہنا، کیا فارسی سمجھو گے۔۔۔تم جیسے شخص کی "
بیوی ہونا خود ایک تکلیف جیسا ہے، تم مجھے جلاو گے تو کیا خود جلے بنا رہ سکو
گے، مجھے میرے معیار سے گرنے پر مت اکساو، کیونکہ میرا وہ روپ

تمہارے نازک دل سے سہنا مشکل ہو گا۔۔۔ ختم کرتے ہیں سب، تم اپنے راستے جاو اور مجھے میری زندگی جینے دو۔۔۔۔ باز آئی لارا جہاں ایسی محبت سے جو جینے کے قابل ہی نہ چھوڑے"

وہ اکتاہٹ بھری بیزارئیت سے پھٹ پڑتی اپنا ہاتھ اسکی مضبوط گرفت سے نکالنے کی کوشش کرتی بولی مگر لوئے نے اسکی کلائی پکڑے مزید کھینچ کر اپنا بازو اسکے گرد لپیٹا جس کے سبب وہ مزاحمت روکنے پر مجبور ہوئی، اس شخص کی تپش بھری نظریں لارا کے اندر تک گڑھے ی محسوس ہو رہی تھیں۔

ابھی کہاں مسیر لوئے، ابھی تو تم مجھے ایری غیری لڑکیوں کے ساتھ رات" گزارتے خود ان آنکھوں سے دیکھو گی۔۔۔۔ اب ضد لگائی ہے تو اس پر قائم بھی رہو۔ محبت تو ہے نہیں تمہیں، سو تم کیوں جلو گی میرے کسی اور کی طرف بڑھنے پر۔۔۔۔ ہاں فری ٹکٹ پر رومنٹک سی مووی دیکھنے کو مل جائے گی۔۔۔۔۔"

لارا اسکے زہریلا ہنسنے پر خوف زدہ ہوئی، وہ یہ سب کیسے کر سکتا ہے، لارا کا پورا جسم اک لمحے میں کانپا تو آنکھوں میں تیرگی اتری۔

"ت۔۔ تم مجھے ٹارچر کرو گے لوئے؟"

وہ یہ کہنا نہیں چاہتی تھی پر تکلیف نے یہ جملہ اسکے ہونٹوں پر بکھیر دیا، اک لمحہ تو وہ شخص بھی اذیت زدہ ہوا مگر جلد آنکھوں میں فتنہ خیزی سموئے مسکرایا۔

"ٹارچر کیسا مائی لوو، ٹارچر تو تب ہوتا اگر تم لوئے بہزاد علوی کی محبت میں پاگل ہوتی۔۔۔ تم تو مجھے منہ لگانا بھی پسند نہیں کرتی، تو یقینا محبت نہیں رہی۔۔۔ سو اب میں جو بھی گل کھلاوں، تم میں برداشت اور قوت ہونی چاہیے"

وہ بے یقین نظروں سے لوئے کو ایسا سب بولتا اور زہر اگلتا ہوا دیکھ رہی تھی، سانس روک کر اور وہ مسکرا رہا تھا اور لارا کا دل ریت ہوتا محسوس ہوا تبھی وہ کرچیاں سی آنکھوں میں بھرے اسے خود سے پرے دھکیلنے لگی مگر

لوئے بہزاد کے حصار میں اسکی اجازت کے بنا نکلنا تو دور ہلنا بھی ناممکن تھا اور لارا کے منہ سے اس درجہ شدت پر کراہ نکلی، اسے لگا جیسے وہ اسکی ہڈیاں چٹخادے گا تبھی خود ہی مزاحمت روکے کراہت بھری انگارہ آنکھوں سے لوئے کو دیکھنے لگی جو بے رحم بنا اسکی برداشت سے کھیل رہا تھا۔

"تم جو مرضی کرو لیکن م۔۔مجھے جانے دو یہاں سے، مجھے نہیں دیکھنی کوئی فلم۔۔۔تم مرو یا جیو لیکن مجھے اس گندے کھیل میں شامل کرنے کی غلطی مت کرنا ورنہ بہت پچھتاو گے"

لارا اسکے سامنے کمزور پڑنے کی غلطی نہیں کر سکتی تھی تبھی غرائی اور اسکے زہر میں لپٹے ان الفاظ پر لوئے کے ماتھے کی رگیں پھولیں پر وہ برداشت کر گیا۔

"تم ہی تو مین کردار ہو اس کھیل کا ہنی، تمہارا یہ نفرت بھرا غصہ اچھا لگنے لگا ہے۔۔میں اسے اور شدت دینا چاہتا ہوں۔۔۔اس کھیل کی شروعات میں تم سے کروں گا، تاکہ اپنے بعد جب تم لوئے کو کسی اور کے ساتھ دیکھو

تو مری ہوئی محبت تھوڑی سی انگڑائی لے کر جاگے اور تمہیں جلا
دے۔۔۔۔آو کھانا کھاتے ہیں، بہت ڈاون لگ رہی ہو۔۔۔۔۔میرے
ساتھ رات گزارنے کے لیے تم میں انرجی ہونی چاہیے، ورنہ چینج نہیں پاو
"گی نہ مزاحمت کی ہمت باقی رہے گی
لوئے کے ایسے بے باک لہجے اور کھلے ڈھلے الفاظ کی وہ کہاں عادی تھی تبھی
چہرے پر خون سمٹا، نفرت جتانے کے بجائے وہ سر تا پیر کانپی، اسے لوئے
کے ارادے ڈرا گئے، جس طرح وہ اسے آزاد کیے اسکا ہاتھ پکڑے اپنے
ساتھ لیے کمرے سے نکلا، وہ حلق تر کرتی مزاحمت کی بنا کوئی کوشش کیے
اسکے ساتھ باہر آئی۔
"تم اتنا گر جاوگے میں نے کبھی نہیں سوچا تھا، آئی ہیٹ یو لوئے"
گرم گرم آنسو اسکی رخساروں کو جلا رہے تھے اور تبھی اسکی آواز میں پھاڑ
کھاتی وحشت محسوس کیے وہ اسکو لاونج میں لگے صوفے پر بٹھائے خود بھی
میز گھسیٹ کر عین اسکے سامنے بیٹھا۔

میں گراہوا ہی جچتا ہوں ڈارلنگ۔۔۔اب تمہیں پسند آنے کا کوئی شوق" نہیں، جیسا تم مجھے سمجھتی ہو، میں ویسا بن رہا ہوں۔ تمہیں تو خوش ہونا چاہیے کہ میں تمھیں پشیمانی اور شرمندگی سے بچا رہا ہوں، اپنے صاف اور اجلے دامن پر بھر بھر کیچڑ انڈیل رہا ہوں۔۔۔۔۔۔تاکہ ویسا ثابت ہو "جاوں جیسا تم مجھے کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔۔۔

اس شخص کی مسکراتی آنکھوں میں کلیجہ دبوچنے کی اہلیت تھی تو اسکا ایک ایک لفظ لارا کے جسم سے روح تک کو کچوکے لگاتا گیا تبھی تو اس لڑکی کی آنکھوں سے اس درجہ اہانت پر دردناک آنسو ٹپکے۔

تم اس سے کہیں درجے برے ہو جیسا میں نے ثابت کرنے کی کوشش کی" تھی، مجھے چھونے کی کوشش بھی مت کرنا لوئے ورنہ میں خود کو مار دوں "گی۔۔۔ت۔ تمہارا چھونا نہیں برداشت کر سکتی

وہ اسکو میز گھسیٹ کر مزید قریب کرتا اپنی ٹانگوں کے بیچ اسکی ٹانگیں لاک کیے جس طرح اس سنگدلی پر دیکھ کر ہنسا، لارا نے ہچکی سی بھرے آنسوؤں کے پھندے کو نگلا۔

"میرا چھونا تمہارے لیے تو حلال ہے پھر اتنا دکھ کیوں جان من، ویسے بھی اب مجھ میں شرم، غیرت اور انسانیت تو رہی نہیں، تو کیا تم اور کیا میری ہوس مٹاتی دوسری لڑکیاں۔۔۔۔۔ تم اس سے مزید نفرت کرنے لگو گی، آئی ڈونٹ کیئر"

اپنا ہاتھ بڑھا کر اس نے جس طرح لارا کا رخسار چھوا وہ اسکے ہاتھ کو اچھوت کی طرح خود سے پرے دھکیل گئی اور منہ بھی نفرت سے پھیرا۔

جس پر وہ قریب سے اٹھ کر اس پر اضطراری نگاہ ڈالے اٹھ کر کچن میں گیا کیونکہ لارا نے اسکی موجودگی میں سانس روک رکھا تھا۔

وہ اٹھ کر گیا تو جس طرح لارا نے دقت سے بگھڑا ہوا سانس بحال کیا، آنسو اس تکلیف پر مزید بے قابو ہوئے۔

لوئے نے ڈنر ڈائنگ پر لگانے کے بیچ مسلسل اس لڑکی کو روتے دیکھا اور خود کو بہت مشکل سے اس سارے کھیل پر قائم رکھا، اس لڑکی کے آنسو جگر سوز تھے لیکن پھر بھی وہ اپنے اور لارا کے رشتے کو بچانے کی ایک آخری کوشش کرنا چاہتا تھا۔

اسے قریب لا کر، وہ تعلق جو نکاح کے باوجود ان میں اب تک نہیں بن پایا تھا، لوئے کے نزدیک شاید اب یہی آخری حل تھا۔

ڈنر لگانے کے بعد وہ چہرے پر واپس سختی سجائے اسکی طرف آیا۔

"آو کھانا کھالو"

لوئے نے نرمی سے ہاتھ بڑھا کر پکارا جس پر لارا نے حقارت سے اسکے پھیلے ہاتھ کو دیکھا پھر زہریلا سا اسے گھوری۔

"نہیں کھانا مجھے کچھ"

ٹکا جواب دیے وہ تب بوکھلائی جب لوئے نے اسکو بازو سے پکڑے اٹھا کر اپنے سامنے کھڑا کیا، اس اچانک افتاد اور لوئے کی بے حسی پر لارا کی آنکھیں از سر نو آنسوؤں اور شکووں سے بھریں۔

"میں خود کھلا دوں گا، لیکن وہ طریقہ تمہیں ہر گز پسند نہیں آئے گا لہذا میری ہر بات پہلی بار مانو۔ اور رونا بند کرو لارا، تمہارے یہ آنسو مجھ پر اب اثر نہیں کریں گے۔۔۔"

ہنوز کھٹور ہوئے وہ اسکو جھڑکتا ہوا ڈائنگ کی طرف لایا اور کرسی پیچھے کو سرکائے اسے بٹھاتے ہی لارا کی بازو آزاد کی اور خود بھی سرد تاثرات کے سنگ ساتھ ہی موجود کرسی سنبھالی، لارا نے مٹھیوں میں میز پر پڑا نیپکن جکڑا جس سے لوئے کو اسکے غصے کا اندازہ ہوا، جیسے آتش فشان پھٹنے کے دہانے پر ہو۔

"تم پر میری نفرت بھی اثر نہیں کر رہی تو آنسو کیا کریں گے، بھوک نہیں ہے مجھے۔۔۔۔ مجھے جانے دو اور جو مرضی کرو میری بلا سے۔۔۔ اگر تم

نے مجھے زبردستی چھونے کی کوشش کی تو میں پولیس کو بلالوں گی۔۔۔۔یہ پاکستان نہیں ہے کہ اپنی بیوی کو غلام سمجھ کر اسکی مرضی کے بنا اس سے تعلق بنا کر بچ جاوگے، یہاں اگر تم نے میری مرضی کے بنا مجھے چھوا بھی تو لمبے جیل میں جاوگے"

وہ پھر سے اسے ڈرا دھمکا رہی تھی، کسی طرح اس سائیکو سے بچنا مقصود تھا کیونکہ وہ اسے مسلسل خود سے بدگمان کر چکا تھا اور لارا کو اس سے شوہر ہونے کے باوجود ڈر لگ رہا تھا۔

لوئے نے ہنس کر اسکی پلیٹ میں فش پلاو ڈالا تو لارا کے اندر تک اسکی وحشی معنی خیز مسکراہٹ نے سنسنی اتاری۔

اوہ میری معصوم وائفی۔۔۔ تمہیں ہوش رہے گی پولیس بلانے کی تو تب" بلاو گی۔ میری قربت تمہارے حواس چھین لے گی، تم سب بھول جاو گی۔۔۔۔میری بدکرداری، میری بے وفائی۔۔۔۔۔یاد رہے گا تو صرف"

"لوئے بہزاد علوی

زہر خندی کے سنگ کہے وہ لارا کے اعصاب چٹخانے کی سعی میں خاصا
کامیاب تھا کیونکہ لارا نے اسے حراساں نظروں سے دیکھا۔
تم۔۔۔تم نہایت ہی فریبی اور بے شرم شخص ہو لوئے۔۔۔سوچنا بھی"
"مت ایسا۔۔۔مار دوں گی بتا رہی ہوں۔۔۔
سپون جو لوئے اسے ایک منٹ پہلے ہی تھما چکا تھا، پلیٹ میں پٹخے وہ حلق
کے بل اٹھ کر چیخی جس پر لوئے نے اسکی بازو دبوچے جھٹکے سے واپس
بٹھایا تو وہ دم سادھ سا گئی۔
اگر اب تم نے شرافت سے کھانا شروع نہ کیا تو یہیں تمہاری زبان بند کر"
دوں گا، اور کیا مارنے کی دھمکیاں دے رہی ہو۔۔۔۔ڈرتا نہیں ہوں
مرنے سے۔۔۔۔اب کھاو کھانا، ورنہ مجھے تونڈھال سی بیوی سے کوئی ایشو
نہیں ہو گا۔۔۔۔۔میرے لیے تو آسانی ہو جائے گی۔۔۔لیکن تمہارا کوئی
بھروسہ نہیں کہ میرے زرا سے قریب آنے کی شدت پر کب ٹکٹ اوپر کو
"کٹوا جاو

وہ بولا ہی یوں خونخوار ہو کر تھا کہ لارا کو کھانا کھانے میں ہی اپنی عافیت لگی، دل بھلے تکلیف میں تھا مگر لوئے بہزاد اسکے ساتھ تھا تو ڈر منصوعی ہو سکتے تھے پر سچے نہیں، لیکن وہ لوئے کے ایسے غیر انسانی رویے کو برداشت نہیں کر پا رہی تھی۔

لارا کے کھانا شروع کرنے پر لوئے نے دبی دبی مسکراہٹ دی اور خود بھی بنا کوئی اس لڑکی کی آزمائش لیے شرافت سے کھانا شروع کیا مگر لارا کی حالت سے جناب من ہی من میں محظوظ بھی ہوئے اور اپنے اس رویے پر تکلیف بھی ہوئی۔

.._____..

بریک فاسٹ سے پہلے ہی لئیق نے دستگیر سے ملاقات کی جس میں وہ کل سے اب تک ڈھونڈے تمام حقائق باہر لان میں ہی لئیق کے ہمراہ ٹہلتے بتا رہا تھا۔

"مطلب کافی مشکوک اور کرپٹ آدمی ہے، بیوی بچے ہیں اسکے؟"

لئیق کے استفسار پر دستگیر نے فوری سر ہلایا۔

سب پتا کروایا ہے، اسکی بیوی کچھ ماہ پہلے ہی ایک کار حادثے میں مری" ہے، اس کار میں خود آفتاب اور انکی بیٹی بھی تھے مگر وہ بچ گئے۔

وہ ملائشیا کے شہر شاہ عالم کے ایک بہت بڑے مافیا ڈان کی بیٹی تھی، پلک نام تھا اسکا اور وہ شادی کے فورا بعد آفتاب کے ساتھ پاکستان آگئی، اس آفتاب منصوری کی ایک چھ سات سال کی بیٹی بھی تھی مگر اسکی بیوی کی موت کے بعد سے اسکے ساتھ اسکی بیٹی موجود نہیں ہے۔ میں نے کافی پتا لگایا، لیکن اسکی بیٹی کہاں گئی کسی کو خبر نہیں۔۔۔ یہ پتا چلا ہے کہ دو ماہ پہلے کچھ نامعلوم افراد نے آفتاب منصوری کے یہاں پاکستان والے گھر حملہ کیا جس کے

نتیجے میں اسکی بیٹی کی ننی ماری گئی، تب سے وہ اپنی بیٹی کو کہیں غائب کر چکا ہے۔۔۔۔یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ اس پلک کے رشتہ دار یعنی اسکا باپ، اپنی نواسی آفتاب سے ہتھیانا چاہتا تھا تاکہ کل کو اسکی ماں کی جگہ اب اسکی بیٹی کو دھندے کی زینت بنائیں، کیونکہ پلک، جرائم کی دنیا میں اپنے باپ کا دائیاں ہاتھ تھی اور اس نے اپنے باپ کی مرضی کے بنا آفتاب سے شادی کی، لیکن وہ آدمی اپنی بیٹی کے ساتھ آفتاب کا بھی دشمن بن گیا، حتی کہ اپنی نواسی تک کا۔وہ مسلمان تھی اور آفتاب اور اس نے دھواں دار محبت کے بعد شادی کی تھی۔"

یہ سب واقعی چونکا دینے والا تھا، لئیق کے تاثرات سے دستگیر کو اسکی دلچسپی معلوم ہوئی۔

"اور سیاسی کیئریئر کے بارے میں کیا امیج ہے اسکا"

لئیق کو دلچسپی ہوئی تو مزید بولا، اور دستگیر اسی سوال کی توقع کر رہا تھا۔

بزنس کے حوالے سے اسکا سیاسی کیئریئر کرپشن سے بھرا ہوا ہے، نیب "
میں اسے جو عہدہ ملا ہے وہ بھی بس ایک معمولی سے انویسٹیگیشن آفیسر کا
ہے، عام اور لوسے کیس اسے دیے جاتے ہیں۔۔۔ایک دو نیب آفیسرز کی
"حمایت میسر ہے اسے تبھی شاید وہاں ٹکا ہے
دستگیر کی دی معلومات پر چلتے چلتے لئیق کے قدم تھمے اور وہ گردن گما کر
دستگیر کو تکتا اسکی طرف پلٹا۔

مطلب آفتاب منصوری نے شاہ عالم کے ڈان سے پچھلے سات آٹھ سال "
سے دشمنی مول لے رکھی ہے، بیوی کو تو نہیں بچا سکا مگر بیٹی کو چھپا دیا۔
یہاں وہ ایک اچھا باپ ہی لگا۔۔۔ لیکن شہریار کے ساتھ اسکا کنکشن کیوں
"محسوس ہو رہا ہے مجھے، اس بارے کیا انفارمیشن نکلوائی ہے تم نے
لئیق کے حیرانگی سے استفسار کرنے اور اپنے شکوک و شبہات ظاہر کرنے پر
دستگیر نے مسکرا کر بھائی کو دیکھا۔

جناب اصل کہانی تو شروع ہی یہیں سے ہوتی ہے، ہارون، شہریار اور "
آفتاب ایک ہی کالج، ایک ہی یونیورسٹی حتی کہ سی ایس ایس کا امتحان پاس
کرنے والے کلاس میٹ ہیں، جس سال ہارون اور شہریار کو ہائیلی پوسٹ
ملیں، ایک ماہ پہلے ہی آفتاب اپنی تعلیم مکمل کر چکا تھا سو ٹریننگ بیچ میں بھی
وہ تین اکھٹے ہوئے۔ یونیورسٹی کے ریکارڈ سے پتا چلا ہے کہ ٹریننگ کے بیچ
ایک کینڈیٹ کا قتل ہو گیا تھا، اور گواہ آفتاب کے خلاف تھے تو اسے نہ
صرف ٹرننگ سے نکال دیا گیا بلکہ دو تین سال کے لیے کسی بھی ہائیلی
رینک جاب کے لیے اپلائے کرنے کے لیے نااہل قرار دیا گیا۔ چونکہ اس
قتل کا الزام آفتاب پر ثابت نہیں ہو سکا تھا سو جلد اس پر چلتی انکوائری ختم ہو
گئی جسکی وجہ یہ تھی کہ وہ بارسوخ منسٹر کا بیٹا تھا، شہر کا کمشنر اس کے باپ کی
جیب میں تھا۔ اور یوں کچھ سالوں کی نااہلی کے بعد سیاست کے ساتھ ساتھ
وہ نیب میں ایز آجونئیر برانچ انویسٹیگیٹر تقرری پر لگ گیا۔۔۔۔ زیادہ تر

اسے ملتے کیس سیاسی کرپشن سے جڑے ہوتے ہیں، لیکن یہ پہلی بار تھا کہ
"اسے ایک بہت حساس کیس دینے کا سوچا جارہا تھا جواب نا ممکن ہو چکا ہے
دستگیر کی یہ سب معلومات سن کر لئیق کو سارا معاملہ سمجھ آچکا تھا تبھی
آنکھیں چمکیں اور ہونٹ عجیب سے مسکرا کر پھیلے۔
تو ممکن ہے یہ آفتاب بھی اسی دشمن تنظیم کا ایک خاص مہرہ ہو دستگیر،"
انتقام انسان کو جانور بنا سکتا ہے اور ہو سکتا ہے اس تنظیم نے آفتاب کی
نفرت کا بھی اپنے مقاصد کے لیے استعمال کیا ہو۔۔۔ہارون کی موت
کے پیچھے جو بھی تھا اسکا تعلق اس آفتاب سے ضرور ہو گا۔۔۔ شہریار سے
"ملاقات کرنی پڑے گی، شاید اسکی تحقیق آگے بڑھ چکی ہو۔۔۔۔۔
لئیق معاملے کی تہہ تک پہنچ چکا تھا اور شہریار سے ملاقات یقینا رہی سہی
گتھیاں سلجھانے والی تھی۔
تو پھر بھائی میرے لیے کیا حکم ہے، مزید کچھ پتا کرواوں، دراصل صبور"
بہت خفا ہے۔۔ کہتی ہے وقت نہیں دے رہے تو آج کا دن تو مجھے رعایت

دیں تاکہ اسکے شکوے دور کر سکوں۔۔۔کل سے آپکا تابعدار کام پر لگ
جائے گا"

دستگیر کے جھجکتے ہوئے آج کا دن مانگنے پر لئیق غضبناک مسکرایا، دستگیر نے اسکے تمام کام کر دیے تھے سواب رعایت تو جوان کا حق تھی۔

"آج تم فری ہو لاڈلے، صبور کے ساتھ وقت گزارو لیکن کل کے لیے اپنی ڈیوٹی سن لو۔۔۔مجھے آفتاب کی بیٹی کے متعلق معلومات چاہیں، دوسرا اہم کام اس بندے کا پتا لگواو جو ٹریننگ کے بیچ مرا۔۔حادثہ کیسے ہوا، اور گواہ میں کون کون شامل تھے۔۔مجھے شک ہے وہ گواہ شہریار اور ہارون ہوں گے لیکن تم کنفرم کرو۔۔۔باقی تم نے بہت اچھا کام کیا ہے میرے بھائی، میرے آدھے بوجھ تو تم بانٹ لیتے ہو۔۔اللہ تمہیں سلامت رکھے"

دستگیر عالم

بھائی کے یوں محبت سے اہمیت جتانے پر دستگیر کا سیروں خون بڑھا تبھی تو ان کا یہ بانڈ مزید مضبوط ہو جاتا تھا کیونکہ دونوں کی سوچ نہ صرف ملتی تھی بلکہ ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم تھے۔

آمین۔۔اللہ آپکا سایہ ہم سب پر سلامت رکھے۔۔میرے صلاحیتوں کو" نکھارنے والے اپ ہی ہیں بھائی، جس نے اس کوئلے کو تراش کر ہیرے میں بدلا۔میں جو کچھ ہوں صرف آپ کے دیے حوصلے کی وجہ سے ہوں "

"تبھی تو دستگیر عالم کی جان بھی آپ کے لیے خاضر ہے

دستگیر کا ایسا جواب لئیق کو دلی مسرت بخش گیا تبھی وہ اسکا سینہ تھپکائے ویسا ہی مسکرایا۔

"خوش رہو"

لئیق سر اہے جانے پر بے چین ہوتے لا جواب ہوا تبھی بس دعا پر اکتفا کیا۔

"بھائی زائشہ اور وقار کا کب اینڈ کرنا ہے؟"

دستگیر کے بھائی کی بے چینی بھانپ کر موضوع بدلنے پر لئیق کے چہرے پر سختی سی چھائی، ذکر ہی ایسا تھا کہ زبان پر کڑواہٹ گھل آئی۔

"آج بہت اہم دن ہے دستگیر۔۔۔انکا معاملہ کل دیکھوں گا۔ناشتے کے فورا بعد مجھے صوفیہ نکلنا ہے۔فیروزہ کا میسج آیا تھا کہ عدن میرا پوچھ پوچھ کر ہلکان ہو چکی ہے۔اسکے بعد شیری کے پاس جاوں گا۔تم اپنی آنکھیں کھلی رکھنا۔۔۔چلو آو اندر۔۔۔سب منتظر ہوں گے"

لئیق کے دن کے لائحہ عمل پر دستگیر نے فرمابرداری سے سر ہلایا تو دونوں ساتھ ہی اندر بڑھے۔

تب تک لعلین بھی بہت لائیٹ سا میک اور کیے، ڈارک بلو جوڑے میں ہلکے سے کرلی بالوں کے سنگ پہلے ہی ڈر کر باہر آچکی تھی اور لئیق اسکی بہار اور سرخی بنا کسی غور کے بھی دیکھ کر جس طرح مسکرایا، لعلین سب کے بیچ ہو کر بھی گھبرائی۔

جندل محل میں ناشتہ ایک خوشگوار ماحول میں کیا گیا اور پھر سب کے آج الگ الگ کام تھے، نور اور فرہاد گھر ہی رہنے والے تھے، دستگیر کاپلین آج سارا دن صبور کو دینے کا تھا، لعلین نے سیلی کے ساتھ ہوسپٹل جانا تھا اور اسکے بعد کلب جا کر علی سے ملنے کا پلین بھی تھا جبکہ لئیق کا دن بھی مصروف تھا۔

ناشتے کے بعد لئیق چینج کرنے روم میں آیا، روانگی کے لیے دس منٹ میں نک سک تیار ہوئے وہ جب روم سے نکل کر ہوم آفس آیا تو سامنے سے انٹری دیتی لعلین کو دیکھ کر جناب کے خوشبو بکھرتے سراپے میں بہار اتری اور آنکھوں میں اس نیلی تتلی کو دیکھ کر جان نکالتی مسکراہٹ۔۔

پلین نیوی بلو شرٹ اور بلیک پینٹ میں بلیک ہی کوٹ پہنے، فل بزنس شوز کے سنگ ڈریس آپ ہوئے، فلفی بالوں کی لک لہے اسیسرئز اور منفرد کلون کی مہک کے سنگ وہ اس حسینہ پر بھاری پڑا۔

آپکو کہا تھا ساتھ چلیں گے مگر آپ تو مجھے لفٹ کروائے بنا نکل گئیں۔۔۔"

"دیکھ لیں لعلین، آپکا ایسا ستم میری نازک جان سہہ نہیں سکے گی

لئیق کے گھنبیر اور منصوعی خفا لہجے کے سنگ لپک کر اس لجائی لعلین کو باہوں میں گھیر لینے پر وہ روح پرور مسکرائی تو لئیق کے دل کی دھڑکنیں بے کل ہوئیں۔

تم نازک جان کہیں سے نہیں ہو لئیق ایزد، ویسے بھی میں اگر مزید"

تمہارے انتظار میں رکتی تو پھر بریک فاسٹ روم میں ہی ہوتا۔ خیر یہ بجلی

"گراتے ہوئے کہاں جانے کی تیاری ہے

وہ اسکے وجیہہ سراپے سے آتے ہی مبہوت ہوئی تھی تبھی اول جملے ناراضی اور آخری بیوی والی پیورٹون میں بولے تو لئیق نے اسکی گلابی گال پیار سے چومی۔

لعلین کے رخسار اس جان لیوا نشیلے انداز و قربت پر مزید دہکے۔

"ڈیٹ پر جا رہا ہوں"

جان بوجھ کر لعلین کو جلانے کی کوشش کرتا وہ اسکی ناک سے ناک رگڑے بولا تو وہ منہ پھلا کر اسے گھوری اور چہرہ پرے سرکایا۔

"میں تمہارا سر توڑ دوں گی لئیق ایزد"

اس کے سلگنے پر لئیق کا قہقہہ بلند ہوا اور پھر فوری آنکھوں میں خمار سا اترا۔

ہاہا جلیس کوئین۔۔۔۔ہونا بھی چاہیے، آپکو لئیق ایزد کو چھوتی ہوا تک " سے دشمنی کرنی ہے اب میری جان۔۔

بائے داوے صوفیہ سے ڈیٹ ہے، اسکے بعد آپکے اس نک چڑھے دوست مگر بہت کام کے بندے شہریار سے ملنا ہے۔۔۔اور ساتھ میں اسے ایک "شرط سے آزادی دینی ہے۔۔۔

لئیق کے شرافت سے بتانے پر وہ خفگی بھلائے اداس سا مسکرائی، شیری کے لیے وہ خود بھی پریشان تھی۔

"مانی والی شرط۔۔۔"

لعلین کے سوال پر لئیق حیرت زدہ ہوا۔

"آپکو کیسے پتا؟"

وہ اسکی حیرانگی پر ہنسی۔

"تم اتنے سیدھے طریقے سے اسے مانی دے چکے ہو اور یہ مجھ سے ہضم نہیں ہوا۔ بس تکا لگایا۔۔ کیا واقعی تم نے اسے کسی شرط سے جکڑا تھا، کیا شیری کی وہ سب تکلیف اس شرط کے سبب تھی"

لعلین کی تاسف زدہ باتوں پر وہ خود بھی دل تک آزردہ ہوا۔

"بس ایسا ہی سمجھ لیں جاناں، بعض اوقات ساری زندگی کی تکلیف سے نجات کے لیے وقتی اذیت ایک میڈیسن کا کام کرتی ہے۔ اسے نکاح پر میں نے ہی اکسایا، دھمکا کر۔ شرط رکھی تھی کہ وہ مانی کے دل سے خود کو نکال دے، لیکن میرا مقصد ان دونوں کو ساتھ رہنے پر مجبور کرنا تھا۔ بڑے بزرگ کہتے ہیں نکاح میں کشش ہے، اور بعض اوقات دل کے چھپے جذبات بھی اسطرح بار بار ہوتے سامنے سے منظر عام پر آتے ہیں۔۔۔۔

بس یہی نیت تھی اور لگتا ہے اللہ کو میری نیت اور مانی کی سچی وابستگی پسند آگئی۔ وہ مانی کے لیے حساس تھا لیکن یہ بات اب ثابت ہو رہی ہے"

لئیق کا چند جملوں میں یہ قصہ سمیٹنا اور تاسف سے لعلین کو تکنا، اسکی آنکھوں میں خوشی کی زیادتی بھر گیا تبھی تو وہ پیار سا آنے پر اسکے گلے لگ گئی، رگ رگ میں اس لڑکی کا سکون اتارنا لئیق کا دن اور خوبصورت بنا گیا، تشنگی تھی کہ بڑھتے ہی گرفت مضبوط ہوئی۔

"تم بہت دور اندیش ہو لئیق، اور تمہارا ہر فیصلہ درست نتائج دیتا ہے یہ تم پر اللہ کا خاص کرم ہے"

لعلین کے پیار سے سراہنے پر وہ اسکے نازک وجود کو گرفت میں مضبوطی سے بسائے مبہم سا مسکرایا۔

"آپ سے نکاح میری زندگی کا سب سے بہترین فیصلہ تھا حسینہ، اور اسکے بعد سے میری دور اندیشی میں نکھار آگیا"

اسکی خوشبو سانسوں میں بسائے روبرو آیا تو وہ دل سے مسکرائی، اس شخص کا ایسا اظہار محبت لعلین کی ساری تھکاوٹ سمیٹ گیا۔

یس یو آر رائیٹ مسٹر ہسبنڈ۔۔۔ خیر میں نے تم سے پرمیشن لینی تھی۔"
سیلی کے ساتھ ڈاکٹر کے ہاں آپائمنٹمنٹ ہے کچھ دیر تک، آپیا آتی ہوں گی، دوسرا کلب جا کر علی سے ملنا چاہتی ہوں۔۔۔ وہ کہے گا کتنی بری ٹیچر ہوں، مڑ کر خبر بھی نہ لی"

لئیق اسکے صرف ایک ہی جملے کو سن سکا اور چہرے پر فکر چھائی۔

حصار کر قریب کیے جس طرح لعلین کی جبین چومی وہ خود اسکے متفکر تاثرات اور بے قراری پر دبا دبا مسکائی۔

آپائمنٹمنٹ کیوں میری جان؟ طبعیت تو ٹھیک ہے آپکی۔۔۔۔ کیا ہوا"
ہے"

لئیق کا پریشان ہونا لعلین کو سچ میں ہنسا گیا۔

ریگولر چیک آپ ہے لئیق ایزد، پریشانی کی بات نہیں ہے۔ آئی تھنک سیلی"
اور بھجت پیرنٹس بننے والے ہیں تو سیلی نے کنفرمیشن کروانی ہے جبکہ مجھے
بھی ڈاکٹر ہانیہ سے ملنا تھا، کچھ ایسے سائن شو ہو رہے ہیں جو عجیب ہیں،
"میری انجری کو لے کر تبھی انہوں نے بلایا تھا
لعلین کے زرا سمٹ کر بتانے پر لئیق پہلے مسکرایا، بھجت صاحب بازی مار
گئے تھے اسکی خوشی تو وکھری تھی اور ہنستی آنکھوں والا لئیق مزید دلفریب
لگتا اور لعلین اس وقت بھی اس مخمور طلسم میں جکڑ گئی مگر وہ لعلین کی
آخری بات پر واپس فکر مند ہوا۔
"کیسے سائن؟ مجھے کیوں نہیں بتایا آپ نے؟"
اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرے لئیق نے پوچھا تو انکی توجہ پر وہ خود بے قرار
ہوئی۔
لئیق ایزد کچھ خاص نہیں ہیں، شاید میں ٹھیک ہو رہی ہوں یہی سائن"
"تھے

لعلین کے آنکھیں چرا کر بتانے پر لئیق کی آنکھوں میں چمک سی اتری۔

"میں چلوں آپکے ساتھ ہوسپٹل"

وہ اسکی گھبراہٹ پر خود ہی مزید سوال روک گیا کیونکہ وہ گھبرائی اور اداس سی لگ رہی تھی۔

"نہیں بالکل نہیں، میں آپیا کے ساتھ جاوں گی۔۔۔تم اپنے کام نمٹاو۔۔۔جو انہوں نے بتایا، تمہیں بتادوں گی۔۔۔اب تم جاو"

لعلین کے نظریں چرا کر حصار سے نکلنے پر لئیق کو نا جانے کیا سوجھی کے اسکو حصار کر لمحہ لگائے استحقاق بھری جسارت کرتے لعلین کی گھبراہٹ بڑھا گیا اور وہ اسے اس درجہ بے وقت سا آزمانے پر گھورتی ہی رہ گئی۔

"میری جان۔۔۔شام میں ملتا ہوں آپ سے، ہوپ سو سب خیریت ہوگی"

الوداعی لمس لعلین کی جبین پر دھرے وہ اسے محبت اور فکر سے کہتا اسکی الوہی پر امید مسکراہٹ وصولے ہوم آفس سے باہر نکلا تو وہ بھی مسکراتی

ہوئی بیگ لینے روم کی طرف بڑھی کیونکہ سیلی کا اسے میسج موصول ہو چکا تھا کہ وہ اسے پک کرنے آ رہی ہے۔

....★☆☆☆☆☆★....

بابا اور مما کو لاونج میں ہی مریم بی، صبور اور دستگیر کے ساتھ بیٹھا گپ شپ کرتا دیکھتا لئیق لمحہ بھر مسکراتا ہوا رکا اور چہرے پر گدگداتا تاثر لیے چلتا ہوا لال نور اور بابا کے بیچ جا بیٹھا اور اسکی اس شرارت پر سب کے چہروں پر خوشی ہمکتی مسکراہٹ دوڑی۔

"میری جان، لکنگ فریش"

نور نے اسکے تازگی چھلکاتے چہرے کو دیکھے مسکراہا تھ تھاما، جس پر وہ سب کے مسکراتے چہرے دیکھ کر بہت دنوں بعد مکمل پر سکون ہوا۔

ظاہر ہے، آپ جو آگئی ہیں واپس۔۔۔اور ویسے بھی مجھے بہت سے مخلص"
"پیاروں کا ساتھ میسر ہے، جو ایک دوسرے کے دکھ سکھ کو اپنا سمجھتے ہیں
یہ اعتراف کی ضرورت اور لئیق ایزد علوی کی عادات میں سر فہرست تھا،
یوں سبکو ایک ساتھ دیکھ کر سبکے افسردہ دل، مسکرا رہے تھے۔
لئیق کی توجہ بھجت کے میسج نے کھینچی تو لمحہ بھر سب کی نظریں لئیق پر
مرکوز ہوئیں جو میسج پڑھ کر نرم سی مسکراہٹ ہونٹوں پر لیے مما کی طرف
متوجہ ہوا۔
آج بھجت، مدیحہ آفریدی کو لے کر آئے گا، مانی بھی آئے گی۔۔۔۔امید"
ہے آپکے اور گرینی کے بیچ بھی پیچ آپ ہو جائے۔اب اگر مسٹر فرہاد کو
"آپ نے اتنی چھوٹ دے دی تو بچاری گرینی بھی معافی کی حق دار ہیں
لئیق نے ذکر ہی ایسا کر دیا کہ سبکے چہرے اک لمحے کے لیے تاریک پڑے
مگر وہ مما کا ہاتھ تھامے جس طرح ہونٹوں سے لگا کر بوسہ رہا تھا، وہ اپنی

اداسی ہٹانے پر مجبور ہوئیں اور لئیق کے الفاظ میں چھپے اصرار پر خود بھی تلخ اور تکلیف دہ ماضی کے سبب رنجیدہ ہوئیں۔

جبکہ لئیق نے جس طرح بابا کو دیکھ کر دونوں آنکھوں کے اشارے سے اداس نہ ہونے کا اشارہ دیا وہ سب سے خوبصورت تھا۔

کوشش کروں گی لئیق، ویسے بھی اب میں کسی سے ناراض نہیں رہنا" چاہتی۔ماضی تکلیف دہ تھا لیکن کبھی نہ کبھی تو ہمیں موو آن کرنا پڑتا ہے،

"آئی ایم شیور آئی کین ہینڈل

لال نور کے تسکی بخا جواب پر لئیق نے رسان سے آنکھیں سرسری موند کر سر ہلایا اور نظر دوبارہ ہنڈسم سے بابا پر ڈالی، لال نور کی واپس ملتی توجہ اور محبت انکے ہر موں سے چھلک رہی تھی، اور ایسے ہی حالات کا وہ پچھلے کئی سالوں سے خواہشمند تھا۔

وہ نا صرف فریش لگ رہے تھے بلکہ انکی سکائے بلو شرٹ کو دیکھتے ہی لئیق کو لال نور کی مہربانی معلوم ہوئی، آج وہ فلی نک سک تیار ہو کر ڈریس آپ

تھے اور جنٹل مین لگ رہے تھے اور یہ سب تیاری یقیناز وجہ نے محبت اور توجہ کے ہاتھوں سے کروائی تھی۔

"واہ مسٹر فرہاد علوی، آج تو آپ بڑے چمک رہے ہیں۔ مما، کاش آپ انکو مجھے ستاتے ہوئے دیکھتیں۔ مجھ جیسے پہاڑ کو رلا دیتے تھے یہ دلسوز موصوف۔ اور اب دیکھیں کیسے تر تازہ پھول بنے مہک ہیں، آپ نے کیا پھونکا ہے ان پر؟"

مما کی اداسی اور بابا کا تازہ دم ہونا دونوں ہی ایک بات میں سمیٹے لئیق نے سرد نظروں سے بابا کی دبی دبی مسکراہٹ تکتے لال نور کو گردن گما کر دیکھا جو لائیٹ گرین کے سوبر سے ڈیزائنر جوڑے میں میسی بن بنائے بہت سوبر سی تیار تھیں، دائیں کندھے پر باریک سیاہ چادر لیے ہوئے اس محل کی واقعی میں ملکہ لگ رہی تھیں، انکی خوبصورتی پر چھایا سرد پن ہولے ہولے ہٹ رہا تھا، وہ نکھر سی رہی تھیں۔

لئیق کے منہ سابسور کر پوچھنے نے مریم بی، دستگیر، صبور اور یہاں تک فرہاد صاحب کو بھی مسکرانے پر مجبور کیا جبکہ لال نور نے لئیق کے دلچسپی سے متوجہ ہو کر جواب کے لیے منتظر ہونے پر اسکا ہاتھ پکڑے چوما۔

بس اپنا وقت دیا ہے، تم بھی ناراضگی ہٹادو۔ دوست بن جاوانکے واپس۔"

"سب خوبصورت ہو گیا ہے تو مکمل طور پر ہونا چاہیے

وہ انکے سامنے ہی فرہاد کی طرفداری کر رہی تھیں جس پر وہ بے اختیار بابا کو حیرت سے دیکھ رہا تھا جنکی آنکھوں میں حسرت سی جمع ہوئی، یہ دن بھی آنے تھے جب فرہاد صاحب اس سے پیچ آپ کو لال نور کی سفارش دلواتیں، اپنی زندگی کے بہت سے اچھے دن لئیق ایزد کو یاد آئے تو وہ مسکرا کر لحظہ بھر آنکھیں دونوں سے ہٹا گیا اور یہیں بابا کی آواز نے اسکی توجہ کھینچی۔۔

"اسے مجبور مت کرو نور، یہ دل سے راضی ہو گا تبھی مجھے سکون ملے گا"

وہ لئیق کو اب لال نور سے زیادہ جانتے تھے، ان آٹھ سالوں میں وہ اپنی تکلیف اور اذیت سے اسے پہروں درد میں جھونکتے آئے تھے سو اپنا آپ اتنی جلدی معافی کے لائق نہیں لگ رہا تھا۔

"ٹھیک کہہ رہے ہیں آپکے فرہاد، میری ناراضگی ان سے جائز ہے اور تھوڑی بہت ہمیشہ رہے گی۔ میں نے ہمیشہ کوشش کی کہ آپ دو کے مسائل حل کر سکوں لیکن بچپن سے لے کر اب تک میں نے ایک ذہنی دباو میں دن کاٹے، کبھی آپکی تکلیف کا ڈر رہتا تو کبھی انکی۔۔۔۔ میری فکر کرتے کرتے آپ دونے اس رشتے کو ہر ممکن بچایا، مجھے خوشی ہے اس بات کی لیکن اب آپ دونوں ایک دوسرے کو مکمل طور پر سنبھال لیں میرے لیے یہی بہت ہے۔۔۔۔۔ اس سب سے آزادی چاہتا ہوں"

لئیق کے لہجے میں تھکن سی تھی، آواز بھاری تھی اور لال نور سمیت باقی سب بھی اسکے ایک ایک لفظ کی سچائی کے گواہ تھے۔

خیر میں چلتا ہوں، مہمان آپکے حوالے۔۔۔۔۔اداس مت ہونے دیجئے"
گا اپنی ملکہ جذبات کو، اپنی مما کو دیکھتے ہی اس بندی کے جذبات جاگ
جائیں گے۔اگر یہ روئیں تو دو دو ہاتھ آپ سے ہو ہی جائیں گے مسٹر فرہاد
"علوی

بابا کی اداسی بھی کہاں اس نے قائم رہنے دی، مخصوص رعب کے سنگ وہ
اداس سی فضا میں اپنی شوخ دھمکی سے سب کے چہروں پر مسکراہٹ سجاتا
جندل محل سے روانہ ہوا، دستگیر اور صبور نے بھی ساتھ ہی زرا اوٹنگ کے
لیے اجازت طلب کی تو تینوں نے سب بچوں کو دعاوں میں رخصت کیا۔
لال نور نے اداس سے نگاہ فرہاد پر ڈالی اور انکے ہاتھ پر اپنے ملائم ہاتھ کا دباو
دیا۔

یہ اسکے اہمیت بٹورنے کے حربے ہیں، آپ جانتے تو ہیں ہمارے لاڈلے"
کو، وہ آپکو پھر سے بابا کہے گا اور دل سے کہے گا۔اداس نہ ہوں۔۔اسکی

ناراضگی ہٹ چکی ہے،اب دل پر زرا غبار سا باقی ہے،وہ بھی جلد مٹ
جائے گا"

نور کے پیار سے دلاسا دینے پر نا صرف وہ کھل کر مسکرائے بلکہ مریم بی کا
دل بھی ان دو کو تکتا آمین کا ورد کرا اٹھا۔

بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں نور، آپ کا جس پیار اور توجہ سے اس نے"
ناراضگی میں خیال رکھا ہے بردار، اس سے آپکو ناامید نہیں ہونا چاہیے۔
خیر میں کچن دیکھ لیتی ہوں، لنچ کا ابھی سے انتظام کرنا ہو گا، اللہ کی رحمتیں
آنے والی ہیں"

نور کی بات کو ہی مریم بی نے خوبصورتی سے آگے بڑھایا تو وہ اس بار تسلی
میں لگے اور مریم بی دونوں پر پیار بھری نگاہ ڈالے اٹھ کر اپنے فرض
نبھانے باورچی خانے کی جانب بڑھیں۔۔

لال نور نے اپنا سر فرہاد کے کندھے پر ٹکایا تو اس شخص کا دل انکو حصار میں
لیتے مزید راحت پا گیا۔

"لعلین کے آنے سے لئیق بہت بدل گیا، آپ نے نوٹ کیا فرہاد؟"

نور کی اشتیاق بھری سرگوشی پر خود فرہاد علوی متفقہ مسکرائے۔

بالکل۔۔۔وہ بہت پیاری بچی ہے۔اس گھر کو اور لئیق کو وہی سنبھالنے کا" ہنر رکھتی ہے۔آٹھ سال اس نے مسکرائے بنا گزارے لیکن لعلین کے آتے ہی وہ اس تکلیف سے نکلنے لگا جو اس باپ نے اسکا مقدر بنادی تھی۔وہ "صرف اچھی بیوی نہیں، وہ ایک اچھی ہمدرد اور مہربان دوست بھی ہے فرہاد کے لہجے کی پدرانہ شفقت پر لال نور چہرہ اٹھا کر مسکرائیں تو فرہاد نے انکے رخسار کو نرمی سے چوما جس پر حیا کے رنگ اس عورت کی آنکھوں میں پہلی بار اتنے حسین تھے کہ وہ مبہوت ہوئے، نظر خود ہٹالی کہیں لگ نہ جائے، یہ خاموش سحر مزید حاوی ہوتا مگر اسی لمحے لال نور کا فون بجا تو صارم کا نام دیکھ کر انکی آنکھیں مسکرا اٹھیں اور وہ اٹھ کر ٹھیک سے بیٹھیں۔

میری منہ بولی بیٹی سدرہ کا ہسبنڈ اور عینی صاحبہ کا بیٹا ہے یہ، شکر ہے اسکی"
"کال آئی

فرہاد کو متجسس دیکھے نور نے انکو بتایا اور فورا کال پک کی۔

صارم۔۔۔میرے بچے کیسے ہو۔۔۔سدرہ کیسی ہے۔۔اور باقی"

سب۔۔۔میں نے رات بہت کالز کیں مگر فون لگا ہی نہیں۔سدرہ روئی تو
"نہیں ہے، تم نے اسے رونے تو نہیں دیا

فون کان سے لگاتے ہی نور کی ہلکان کیفیت پر جہاں فرہاد دلفریب مسکرائے
وہیں وہ شوخ آنکھوں والا بھی جی جان سے مسکرایا، وجیہہ سراپا، ڈاکٹر کوٹ اور ستیتھو سکوپ پہنے لگتا تھا جناب ابھی مسیحائی کیے لوٹے ہیں۔

آج وہ سدرہ کو لے کر اپنے کلینک آیا تھا اور یہاں تھوڑے سگنلز اچھے تھے
تو کال لگ گئی۔

سب بالکل فٹ ہیں استانی جی اور آپکی سدرہ کی تو مسکراہٹ ہی نہیں"
"تھمتی اب، لگتا ہے میں نے اس پر جادو چلا دیا۔۔۔یو نو واٹ آئی مین

شرارت پر اترے وہ روم سے باہر نرسوں کے ساتھ گپ شپ کرتی اپنی سرخ جوڑے اور نئی نویلی سہاگن کی طرح سجی گلاب کا پھول بنی سدرہ کو وارفتہ نگاہوں سے تکتا شوخ ہوا تو خود نور بھی اس کی آفت خیز بات پر کھکھلائیں۔

صدقے جاوں، تم سے مجھے ایسی ہی امید تھی صارم۔۔۔۔اسکی"

"مسکراہٹ آگے بھی تھمنے مت دینا۔ جلدی آئیں گے ہم ملنے

وہ انکی بات پر مسکراتا ہوا کرسی سنبھالے بیٹھا۔

"ان شاءاللہ، آپ بتائیں۔۔سب کیسا رہا وہاں۔۔۔اتنے سالوں بعد سب سے مل کر خوش ہیں؟ ماما جی کو آپکی بہت فکر ہو رہی تھی۔اماں بابا بھی پریشان تھے یہاں کے حالات کو لے کر۔۔۔۔"

صارم نے مسکراہٹ ختم کیے فکر و سنجیدگی سے پوچھا تو وہ مسکرا کر فرہاد کا ہاتھ تھام گئیں۔

سب ویسا نہیں ہے صارم جیسا میں چھوڑ کر گئی تھی، سب لال نور کے "
لیے خوبصورت ہو گیا ہے، انکو کہو ہماری فکر مت کریں۔۔۔ سدرہ سے
"بات کراو و میری۔۔۔ اسکی آواز سنوں گی تبھی قرار آئے گا
بے بے کا اپنی لاڈلی کے لیے پیار اور انکا وہاں خوش ہونا دونوں صارم کے
دل کی تسلی بنا تبھی وہ اٹھ کر باہر آیا اور سدرہ کے قریب رکا تو وہ اسکی خوشبو
سے اسکی موجودگی بھانپے فوری مسکرا کر پلٹی۔
"بے بے کی کال"
صارم کے بتانے پر سدرہ نے خوشی کے سنگ فون اسکے ہاتھ سے لیا اور
صارم ہی کے آفس کی طرف بڑھی۔
"بے بے کیسی ہیں آپ؟"
سدرہ کی آواز ناچاہتے ہوئے بھی لرزی تو خود نور کی آنکھوں میں اداسی سی
اتری۔

میری جان، سدرہ۔۔۔۔میں ٹھیک ہوں میرا بچہ۔۔تم کیسی"

"ہو۔۔۔صارم کے ساتھ خوش ہو نہ۔۔۔۔

دونوں کو بات کرتا دیکھے وہ خود بھی اندر داخل ہوا تو سدرہ کے آنسو تکتا مسکرا کر وہیں کرسی پر براجمان ہوا۔

جی بے بے، بس آپ کو بہت یاد کر رہی تھی۔۔۔وہاں سب ٹھیک ہے"

نہ، کسی نے آپکو رلایا تو نہیں۔۔۔۔میرے حصے کا پیار سنبھال کے رکھیے گا،

"یہ نہ ہو آپ اپنا سارا پیار اپنے اچھے بیٹے کو دے دیں

سدرہ کی معصومانہ بات پر جہاں صارم بے اختیار ہنسا وہیں نور نے بھی بہت مشکل سے ہنسی پر قابو پایا جبکہ صارم کے ہنسنے پر سدرہ نے اسے خفا ہوئے گھورا۔

تم بھی تو میری اچھی لاڈلی ہو، تمہارا پیار کسی کو نہیں دوں گی۔۔۔۔اور"

یہاں مجھے کسی نے نہیں رلایا۔ تم صارم کے ساتھ خوش رہو، میں تم سے

"ملنے آتی رہوں گی میرا بچہ

بے بے کے پیار سے پکارنے پر سدرہ کا دل خوشی سے بھر گیا۔

" آپ کا انتظار کروں گی۔۔۔۔"

سدرہ نے بھی ویسے ہی لاڈ سے کہا اور کال آف کی جس پر اس ڈبڈبائی آنکھوں والی کو صارم نے اٹھ کر اپنی طرف فون بڑھاتے ہی خود بھی حصارا اور بے اختیار اسکی بھیگی رخسار پر جھک کر لب مس کیے تو اس ساحر کے محصور کن لمس نے لمحہ لگائے سدرہ کو سر تا پیر جکڑ لیا لیکن اب اسکی اس اپنایت بھرے حصار میں سب تکان، اداسی اور گھبراہٹ ختم ہو جاتی تھی۔

"ایموشنل ہو رہی ہو یا واقعی صارم پر کاش کا طاری کیا خمار ختم ہو گیا"

صارم کے گھمبیر تا اور جذبات سے بھاری آواز میں کیے سوال پر سدرہ بلش کرتی اسکے مضبوط سینے میں سمٹی۔

"آپکا خمار اب تبھی جائے گا جب اس جسم سے جان نکلے گی۔۔۔۔"

وہ اسکی اس جان لیوا اظہار کی کوشش پر کھل کر بے خود نہ ہو سکا مگر وہ اسکی دھڑکنیں بڑھا چکی تھی اور خود ہی موضوع بدلنے میں عافیت محسوس کی۔

بے بے وہاں بہت خوش لگ رہی ہیں۔ وہ مجھے بھول گئیں تو مجھے بہت"
"رونا آئے گا

اس لڑکی کے ایسے اظہار صارم کو ہر لمحہ مسیر آتے تھے جو اسکی زندگی کو ایک ترنم بخش چکے تھے مگر سدرہ کی بے بے سے بے لوث محبت اور معصومیت، صارم کو اس اظہار سے کہیں درجے پیاری لگی تبھی تو وہ اسے اپنے سینے سے شدت سے لگائے مسکرایا۔

وہ تمہیں نہیں بھولیں گی۔۔۔ ہم انکو بھولنے ہی نہیں دیں گے۔۔ان"
کے یہاں آنے سے پہلے ہم دونوں خود ہی شہر چھاپا مارنے نکل جائیں گے۔ ویسے بھی ہنی مون پینڈنگ ہے۔۔۔اور لعلین، شیری سے لمبی مزے دار باتیں میں بھی مس کر رہا ہوں۔۔۔ تم فکر مت کرو، جب کہو گی ہم بوریا
"بستر اٹھا کر سیر سپاٹے پر نکل جائیں گے

خوبصورت لب ولہجے میں کہے صارم کے الفاظ نے واقعی میں سدرہ کے سارے آنسو جذب کیے اور وہ جس طرح کھکھلائی، صارم کی آنکھوں نے اسکی خوبصورت آنکھوں کا صدقہ اتارا۔

"سچی صارم"

وہ پر شوق نگاہیں لے کر تکتی جس طرح چہکی، صارم نے ہنس کر سر ہلایا۔

مچی۔۔۔۔رونے کی ضرورت نہیں ہے۔ویسے بھی صارم ہے اب"

"تمہارے پاس سو نو ٹینشن میری جان

یقین ملنے پر سدرہ نے مسکراتی آنکھوں سے صارم کو دیکھا اور ساتھ ہی جناب کی آنکھوں میں اس غلط جگہ اترتے خمار پر فوری اپنی جان بچاتی اس کے کیبن سے شرما کر نہ صرف بھاگی بلکہ دیکھتے ہی دیکھتے صارم کی آنکھیں ٹھنڈی کرتی اوجھل ہوئی۔

جبکہ صارم نے فون واپس اٹھایا اور شیری کا نمبر ملایا۔

وہ سو ضرور رہا تھا پر صرف آنکھیں بند کیے، فون رنگ کرنے پر شیری نے نظر ادھر ادھر ڈال کر منتظر نظروں سے مانی کو تلاشنا چاہا مگر پھر حواس بیدار ہوئے تو بجتے فون کی جانب توجہ کھینچی تو اپنا ہاتھ بڑھایا اور اسے اٹھایا۔

صارم کا نام دیکھتے ہی اسکے دل کو عجیب سی تسلی ملی، جیسے وہ دل سے کہیں اسی کا منتظر تھا۔

"کیسا ہے سستے وحید مراد؟"

صارم کا ایسا شوخ سوال وہ بہت مس کر رہا تھا تبھی مندی مندی آنکھوں کے باوجود بیزائیت پرے کیے مسکرایا اور کمر کے پیچھے تکیہ رکھا۔

ویسا ہی جیسا چھوڑ کر گیا تھا۔۔۔۔کچھ بہتر ہوں۔ہارون کے ایک مجرم کو" عبرت بنا دیا، ابھی لمبی لسٹ باقی ہے۔عینی کو کہنا ان سے کیا وعدہ بہت جلد نبھاوں گا"

شیری دقت سے سانس بھرتے بولا تو صارم نے بھی تکلیف سی چہرے پر جمائے کرسی سنبھالی، وہ نیند میں تھا یہ صارم اسکی پر خمار بھاری آواز سے بھانپ گیا۔

"مطلب۔۔۔۔وہ اتنا گناہ گار واقعی نہیں تھا"

صارم کی آواز اسے دور سے آتی سنائی دی، اذیت سے دوچار لہجہ، اگلے ہی پل دونوں کے ہونٹوں پر سوز سے دوچار مسکراہٹ رقصاں تھی۔

"مجھے اکیلا کر گیا، یہ گناہ چھوٹا ہے کیا۔۔۔۔؟"

شیری کی جانب سے اس دردناک سوال کی اسے بھرپور توقع تھی، محبت تو اسے بھی اپنے ہم زاد سے والہانہ تھی، جو مٹائی اور کلیجے سے نوچی نہیں جا سکتی تھی۔

میں ہوں نا یار، نیا نیا یار سہی لیکن کبھی پرانا بھی تو ہو جاوں گا تیرے لیے،"

شاید میں بھی ہارون کی طرح تیری دوستی کے معیار پر کھرا ثابت ہو

جاوں۔۔۔کیوں تو خود کو اکیلا سمجھتا ہے۔۔۔شاید ہارون کا جانا ہی اسکی
"بہتری تھا، تو نے سنا نہیں کہ اللہ ہم پر سکت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا
صارم کے لہجے کی ڈھارس اس وقت شیری کے پھٹے دل کا پیوند تھی۔
جب لگتا ہے اکیلا ہو گیا ہوں، تیرا اور لال کا خیال ہی حوصلہ دیتا"
ہے۔۔۔۔لیکن تم دونوں میرے پاس مستقل نہیں رہ سکتے، اپنے اپنے
'ان' یعنی سپیشل ونز کو جو پیارے ہو، محبت ہمیشہ دوستی کے حصے کا وقت کھا
"جاتی ہے اور مجھے اس بات کی جلن ہے
شیری کی خفیف سی شکائیت پر تمام تر اداسی کے صارم ہنسا تو شیری نے بھی
منہ سا بنایا، وہ سچ بولنے پر مجبور تھا۔
ہاہا۔۔قسم سے تو نری کھچ ہی ہے شیری۔۔۔اب کیا تیرے جیسا سخت"
لونڈا، میرے اور لعلین کے 'ان' سے جلے گا۔۔۔۔اپنی 'ان' پر نہ توجہ دینا
شودے جو گوڈے گوڈے تیرے عشق میں ڈوبی ہوئی ہے۔کوئی پیار
کرنے والا ہو تو زندگی مست ہو جاتی ہے، ایک تو ہے سڑا ہوا کریلا۔۔۔اس

نمانی کو بھی تھوڑی سی دوست بنالے تاکہ ہمیں اس قدر فرصت سے یاد نہ کرنا پڑے تجھے۔۔۔اسے اپنا سپیشل ون بنالے، تو نے پھر ہمیں یاد بھی نہیں کرنا"

اس وقت شیری کو اسی بندے کی زندہ دلی کی ضرورت تھی اور واقعی صارم کی بات پر شیری ہنسے بنا نہ رہا۔

ناجانے کتنے دن بعد وہ ہنسی منظر عام پر آئی تھی، پر ہنستے ہنستے شیری کی آنکھوں کے کناروں پر جس طرح نمی چمکی وہ دلخراش منظر، روح میں شگاف ڈالنے کی اہلیت رکھتا تھا۔

"مان گیا ہوں کہ تو دور بیٹھے بھی شہریار جدون کا بھاری پڑتا دل ہلکا کر سکتا ہے۔۔۔۔لیکن تیرے مشورے کا جواب نہیں ہے میرے پاس

"صارم۔۔۔۔میں زندگی سے تھک سا گیا ہوں، یا شاید ہار گیا ہوں

وہ ہنسی لمحے کا کھیل تھی اور پھر سے شیری کی پتھر جیسی سنگدل بات نے صارم کو بھی بھیانک حد تک سنجیدہ کیا۔

جلدی چکر لگاوں گا، بلکہ دو ہفتے بعد یہاں ماہانہ میلا ہے۔۔۔تجھے مانی کے "
ساتھ آنا چاہیے۔۔۔۔پہاڑ بڑے اچھے دوست بنتے ہیں، شاید تیرا بھی کوئی
بن جائے۔۔۔ورنہ صارم پرکاش کا آپشن تو تیرے پاس ہمیشہ رہے گا ہی،
رہی بات زندگی کی میرے عزیز! تو یہ تو قدم قدم پر تھکاتی ہے۔۔۔۔۔
جب دل بوجھل ہو مجھے کال کھڑکا لیا کر، میں تیرے لیے ہر ضروری کام
"چھوڑ سکتا ہوں۔۔۔۔

صارم کے مہربان و قربان لہجے میں اختتام تک خود بھی تیرگی سی اتر آئی اور
خود شیری کا دل بھی اس شخص کے خلوص پر عجیب تڑپ سا گیا۔
ایسے لہجے سے اسے ہارون یاد آرہا تھا، اور ستم یہ کہ اس شخص کی شکل کے
ساتھ آواز بھی ہارون جیسی تھی بس زندگی کی چمک اور چمکار اضافی تھی۔

"تھینک یو"

وہ ہمت کیے بولا مگر آواز بھاری ہو گئی۔

تھینک یو کر اپنی بیوی کو جو تجھ جیسی ایلین مخلوق کو برداشت کرتی ہے،"
مجھے بولا تو منہ سیک دوں گا۔ چل رکھتا ہوں، سو جا واپس۔۔۔۔ جلدی ملنے
کا پروگرام بناتے ہیں۔ اور ہاں اکیلا نہیں ہے تو، یہ بات کبھی ذہن سے نکلنے
مت دینا۔ اماں کو تیرا پیغام دے دوں گا، ان دو کی تکلیف تیری وجہ سے کم
"ہو گی، تو شکریہ مجھے تیرا کہنا چاہیے۔۔۔۔ جیوندارہ۔۔۔۔ فی امان اللہ
وہ خود بھی جذباتی ہوا تو مزید بات نہ کرتے ہوئے شیری کا امتحان بھی نہ بنا
اور اس ڈوبتے دل والے کو پہاڑ سا حوصلہ دیے نرمی سے کال کاٹ دی۔

شیری نے فون ایک طرف رکھتے بے اختیار اپنے سینے پر مضبوط ہاتھ جمایا،
اک آنسو پھر سے پلک کی باڑ سے آزاد ہو کر اسکی سیاہ بیرڈ میں جذب ہوا مگر
اس ایک آنسو کے بے مول ہونے کے بعد شہریار جدون نے واپس تکیہ
نیچے سرکائے جب لیٹ کر آنکھیں موندیں تو وہ ہر رہی سہی تکلیف سے
آزاد ہو گیا تھا، یار نہ سہی یار کا عکس ہی سہی، اور شہریار جدون ایسا شخص تھا
جسکے لیے دوستی، محبت سے ہمیشہ افضل رہی تھی اور رہنے والی تھی۔

معنی خیز سی خامشی کے بیچ، گھبرا گھبرا کر لارا نے چند نوالے لیے اور ہاتھ روک دیا۔ کسی شے کی طلب نہیں تھی کیونکہ اس شخص کی نظریں وجود کے گرد جھلساتا ہوا حصار قائم کیے ہوئے تھیں، وہ لوئے کے لیے تکلیف میں تھی، اسکے اور اپنے رشتے کے سکھ پانا اسکی اولین خواہش تھی مگر لوئے کے ساتھ جو حوالے کچھ اس نے اور اس شخص نے خود چمٹا لیے تھے وہ لارا کو تکلیف سے گزار رہے تھے، بنا اسکی بدگمانی دور کیے اگر وہ اسکی طرف بڑھتا تو وہ خود بھی نہیں جانتی تھی کہ کیا جرم کر بیٹھے، لیکن وہ خوفزدہ تھی کہ اس شخص نے اگر واقعی اپنے بس میں کر کے ہرا دیا تو کیا ہو گا، وہ مر تو سکتی تھی پر اپنی عزت نفس پر ہوتے یہ وار سہنا اسکی سکت سے بڑے تھے، لیکن لوئے اسے یوں اپنے قریب نہیں کر سکتا تھا، وہ لارا کے ساتھ ایک

آخری کھیل کھلینے کی تیاری کر چکا تھا اور اب اس نے تمام کشتیاں جلادی تھیں۔

کھانا ختم کیے لوئے نے ہی تمام برتن سمیٹے اور جب تک وہ واپس باہر آیا لارا بھاگ کر واپس کمرے میں نہ صرف جا چکی تھی بلکہ خود کو کمرے میں لاک کر لیا، ماتھے پر بل ڈالے لوئے نے ایک نظر سنسان پڑے سٹنگ ایریا پر دوڑائی اور مین لائن آف کیے اپنے فون پر آتی کسی کال پر شاطر سا مسکرایا۔

"سر، تمام سیٹ آپ ہو چکا ہے۔ جیسا آپ نے کہا تھا ویسا ہی۔ لیکن آپ اپنی حفاظت یقینی بنائیے گا ایسا نہ ہو کھیل کھیل میں جان سے ہار دھو بیٹھیں، پچھلے تجربات ذہن نشین رکھیے گا"

وہ آدمی کلب کا تھا اور اس وقت نیویارک کا پ کا لباس زیب تن کیے ہوئے لوئے کے لیے ہلکان تھا۔

"گڈ جاب، گھر کی طرف آجاو اپنے لوگوں کو لے کر۔ سب حقیقی لگنا چاہیے۔ اسے لگے کہ اس نے لوئے بہزاد کو مار دیا ہے۔۔۔"

لوئے کے چہرے پر سختی اور لہجہ اس قدر سرد تھا کہ مقابل کو بھی خفیف سا ڈر لگا، لوئے نے کال کاٹی اور بیڈ روم کی طرف بڑھا، شعور میں کچھ دیر پہلے کا لمحہ گھوما جب اس نے بیڈ روم کے بیڈ کے سائیڈ میز پر ایک تیز نوکیلا سکریو کیج رکھا تھا جب لارا واش روم گئی تھی۔

کمرے سے باہر دیوار گیر ڈیوریشن شیلف پر رکھی روم کی چابی اٹھائی مگر کچھ سوچ کر مٹھی میں دبا کر اپنے ہاتھ کی ہتھیلی دروازے سے جوڑی۔

"لارا دروازہ کھولو، ہمیں بات کرنی چاہیے"

لوئے کی شانت بلند ہوتی آواز پر وہ جو دیوار میں نسب کھڑی کوایڑی چوٹی کا زور لگائے کھولنے کی کوشش میں تھی، ڈری اور ہانپ کر پلٹی، کسی بھی طرح لارا کو یہاں سے بھاگنا تھا، اسے لوئے بہزاد کا یہ روپ سر تا پیر کپکپا گیا۔

ہمارے بیچ بات کرنے کے لیے کچھ نہیں رہا، جاو یہاں سے۔ سونا چاہتی"

"ہوں

اپنی آواز میں پھیلا ڈر اور خوف بھرپور دبائے لارا نے باآواز بلند اپنی حقارت اور ناپسندیدگی کا اظہار کیا جس پر لوئے نے اپنے ہاتھ میں پکڑی چابی پھر سے دیکھی، ماتھے کی رگیں اس درجہ سکی پر پھول سی گئیں۔

"دروازہ کھول رہی ہو یا توڑ دوں، اگر میں خود اندر آیا تو تمہیں چھوڑوں گا نہیں۔۔۔ایک ایک زیادتی کا سود سمیت حساب لوں گا"

وہ جو رعب جھاڑ کر واپس پر اعتماد ہو چکی تھی اور کھڑکی کو کھولنے لگی، لوئے کی پھاڑ کھاتی آواز پر سہم کر دوبارہ پلٹی اور خوفزدہ نظروں سے بند دروازے کو دیکھا، دل سوکھے پتے کی طرح پھڑ پھڑایا۔

"لوئے بہزاد مت کرو ایسا، کیوں مجھے خود سے نفرت پر اکسا رہے ہو۔۔۔ دیکھو میں کہیں نہیں جا رہی لیکن تم مجھے مزید پریشان مت کرو، چلے جاو یہاں سے"

کھڑکی کی زنگ سے جم چکی ہک پر دباو ڈالا تو وہ نا صرف کھلی بلکہ باہر چلتی ٹھنڈی ہوا کا جھونکا لارا کے بال بکھیر گیا، واپس پر اعتماد ہوئے اس نے اس

کھلی گلاس وال کو واپس ساتھ لگائے دروازے کو دیکھ کر چنگھاڑی جہاں اسکے بعد خفیف سی آہٹ ہوئی اور اگلے ہی لمحے دروازہ دھکے سے کھلنے پر لوئے کو بپھر کر اندر داخل ہوتا دیکھ کر لارا ڈر کر کھڑکی سے جا لگی۔

لارا کے پیلے چہرے اور اڑی ہوائیاں دیکھ کر لوئے نے چہرے پر بیٹھا جلال ضبط کیا اور چابی زمین پر دے مارتے ہوئے اپنے قدم اسکی طرف بڑھائے۔

"م۔۔میرے قریب مت آنا، تم اس رشتے کے سارے حق کھو چکے ہو۔۔۔مجھے جانے دو ورنہ تمہاری زندگی برباد کر دوں گی"

لوئے کے خود کی طرف بڑھتے سبک رو قدم لمحے میں کٹے تو ان نے لارا کے زہر خند لہجے کی پرواہ کیے بنا لپک کر اسکی بازو سے دبوچے اپنے قریب کیا اور غیض و غضب سے اٹی، لہو چھلکاتی نظریں لارا کے ڈرے مگر بظاہر بھینچے چہرے ہر جمائیں۔۔

"یہ حق نہ تم نے دیا ہے نہ تم چھین سکتی ہو، آج تمہارے پاس صرف دو ہی آپشن ہیں۔ یا تو میری خواہش کے آگے ہار مان لو یا اپنی نفرت کا ثبوت دے

کر مجھے ختم کرو اور ہمیشہ کے لیے آزاد ہو جاو۔ آج کوئی تیسری راہ نہیں

"ڈارلنگ۔۔۔۔۔

سنگین الفاظ اور سنگلاخ چٹان سے سخت روپ میں وہ لاراکا دل اپنی دہشت اور بے خودی سے روک دینا چاہتا تھا، لہجہ اختتام تک کڑا اور تمسخر اڑانے والا ہوتا گیا۔

وہ کتنی ہی دیر اسکے چہرے کو ہونق بنی تکتی رہی، جیسے اپنے کانوں پر یقین نہ آیا ہو، وہ لوئے کی شدت پسندی کا یہ روپ دیکھ کر اسے کینہ توزی سے تکنے پر مجبور ہوئی۔

"تم وحشی ہو چکے ہو، ت۔۔ تمہیں احساس ہی نہیں ہو رہا کہ مجھے تکلیف پے تکلیف دے رہے ہو۔ میں بتا رہی ہوں لوئے، میرے ہاتھوں کچھ برا ہو جائے گا۔۔۔ تمہاری یہ من مرضیاں ہمارے رشتے کو رہا سہا تباہ کر دیں گی"

آواز خوف سے مدھم تھی مگر وہ نفرت اور برہمی کے سنگ بھرپور چنگھاڑی اور لوئے کے تاثرات نہ صرف پتھریلے ہوئے بلکہ چہرے پر خفیف سی اذیت دوڑی۔

تمہارے ہاتھوں کچھ برا نہ ہو تبھی تو تمہارے حواس چھین لینا چاہتا ہوں"

" لارا، کیا کچھ وقت ہم دنیا کو بھول نہیں سکتے؟

لارا کے بازو کے گرد جکڑا ہاتھ آزاد کیے وہ اپنے ہاتھوں کی پوروں سے اسکے چہرے پر بکھرے بال چھوتا بے خودی و بے باکی سے بولا تو لارا کی آنکھ میں نمی سی جمع ہوئی اور وہ نفی میں گردن ہلائے اسے دور دھکیلنے لگی مگر وہ آنچ بھی دور نہ ہوا، اس لڑکی کے تمام تر واویلے، احتجاج، غم و غصے کے اس نے لارا کا چہرہ ہاتھوں میں بھرا اور اسکے کانپتے ہونٹوں، آنکھوں اور رخساروں پر جھکا، اس شخص کی تشنگی اور شدت پر لارا جہاں کا دل سکڑا، آنکھوں سے تکلیف رسی جس پر وہ اسے پھر سے خود سے پرے کرتی کراہت سے

آنکھیں پھیر کر سسک اٹھی، وہ واقعی وحشی پن پر اترا جسکا احساس لارا کو زبان پر گھلتی نمکینی سے ہوا۔

"لوئے۔۔۔ مر جاوں گی مت کرو۔۔۔۔ میں تم سے اپنا تعلق توڑنے پر مجبور ہو جاوں گی۔۔۔ مجھے اس طرح مت چھونا مزید۔۔۔۔ میں تمہاری ہوس مٹانے کا سامان بننے سے بہتر ہے مر جاوں۔۔۔۔ مت کرو میں تمہیں وارن کر رہی ہوں۔۔۔"

سسکتی سرگوشیوں میں وہ لوئے کے لیے نفرت بھرے پھٹی مگر وہ انتہائی بڑا کھیل ترتیب دیے عادت سے مجبور مزید کھیلنا چاہتا تھا۔

"اششش، ہوس کے لیے دنیا کم نہیں ہے میری جان۔۔۔۔ تم تو سکون ہو میرا لارا، وہ سب تو جھوٹ ہے، جھوٹ مان لو اسے۔ سنو میں تمہاری زیادتی بھول جاتا ہوں اور تم میرا ماضی، حال، مستقبل سب فراموش کر دو۔۔ میرے سابقہ گناہ، موجودہ خطائیں اور مستقبل کے جرم الگ کر دو۔۔۔۔۔۔"

لوئے نے اسکے پھیرے چہرے کو اپنے روبرو کیے جبڑے سے نرم سا پکڑے اپنی سمت موڑے جان نکالتی سرگوشی کی اور چہرہ، اسکے بالوں کے قریب لانے پر لارا کے حلق سے پھنسی سی کراہ نکلی، وہ اسکے سینے پر ہاتھوں کا دباو بڑھائے مزاحمت کرنے لگی۔

"ن۔۔ نہیں ہوں تمہارا سکون۔۔۔۔ تم چھوڑ دو مجھے"

وہ اپنے موقف پر پہاڑ سی ڈٹی لوئے کو سارا کھیل خود ہی برباد کر دینے پر تلی تھی، اب تو وہ خود چاہتا تھا وہ اسے مار دے۔

مجھے ایک کوشش کرنے دو، شاید تمہیں میری سچائی جو یوں دور سے "

"دیکھائی نہیں دے رہی وہ قریب آکر نظر آجائے۔۔۔

اسکے مسلسل خود سے دور کرتے ہاتھ جھٹکے سے اپنے مضبوط ہاتھوں میں مقید کیے وہ اسے جکڑ کر انھیں لارا کی پشت پر ہاتھوں کے سبب جکڑ گیا تو لارا کو لگا پورے جسم میں اذیت اور تکلیف دوڑ گئی ہو، اس شخص کا یہ روپ لارا کے حواس بری طرح جھنجھوڑ رہا تھا تبھی اسکی سانسیں بے ترتیب ہوئیں،

نفرت، بے بسی، خوف، مجبوری، آس، منت کیا نہیں تھا لارا کی آنکھوں میں۔

"تم اس وقت پاگل ہو چکے ہو، مت کرو لوئے۔۔۔۔ تمہارا ساتھ اپنا رشتہ بڑھانے کی خواہش مر چکی ہے۔۔ مجھے مجبور مت کرنا۔۔۔ میرا تمہارے ساتھ ان حالات میں دم گھٹ جائے گا، میں تمہیں تمہاری سکت سے بڑی تکلیف دے بیٹھوں گی"

اپنے آپ کو لوئے کے روبرو بے بس محسوس کیے وہ اپنی خاموشی، التجاء و تنبیہہ پر توڑ گئی اور لوئے بہزاد اسکے اب بھی اسی نقطے ہر جمے ہونے پر سفاکیت پر اترنے کا فیصلہ کر رہا تھا، اس خود کو یاد دلانا پڑا کہ وہ یہ سب کھیل کھیل رہا ہے۔

"تم جانتی ہو کہ میری ساری تکالیف میری سکت سے بڑی ہی رہی ہیں بس ماننا چھوڑ دیا۔ ہاں اور ناں کی کیفیت میرے لیے روح کا عذاب ہے، مجھے مار دو گی تو سمجھ جاوں گا کہ تم نے شروعات ہی نفرت سے کی تھی، تم نے کیا

کہا تھا کہ تم مجھے نہیں چھوڑو گی، تمہاری جڑا تنی کمزور تھی کہ زرا سی تیز ہوا
"پرا کھڑ گئی۔۔۔۔میرے پاس یہ آخری چوائز ہے
لارا کے دونوں پشت پر باندھے ہاتھ ایک ہاتھ سے قابو کیے وہ دوسرا ہاتھ
اسکی گردن کے گرد لپیٹے اسے واپس قریب لایا مگر لارا کا ہاتھ بیڈ سے
جڑے میز پر پرے سکریو ڈرائیور سے مس ہوا اور اس شخص کے یوں
قریب ہونے سے بہتر وہ خود کو نقصان دینے کو زیادہ بہتر سمجھ رہی تھی،
لوئے نے بروقت تکلیف دہ مسکراہٹ دبائی کیونکہ وہ لارا کے ہاتھ ہتھیار
لگ جانے پر خوش تھا، اس لڑکی نے اسے واقعی پاگل کر دیا تھا۔
لوئے کے ہاتھ کی گرفت ڈھلی پڑتے ہی لارا نے وہ پیچکش ہاتھ میں آتے
ہی لوئے کو بھرپور پرے دھکیلا اور اس سے پہلے وہ خود کو نقصان دیتی،
لوئے نے اسکا ہاتھ جکڑ کر اپنی طرف کھینچا تو وہ نوکیلا آلہ سیدھا لوئے کے
سینے میں جا گڑا، کھیل کا تو پتا نہیں، لوئے کی آنکھیں ضرور اذیت سے لارا پر
ٹھہریں، جیسے مزاق سنگین ہو جانے پر بصارت پتھرا جاتی ہے۔

لاراجہاں کے حواس مفلوج اور آنکھیں آنسوؤں سے دھندلائیں، ہاتھ اس آلے کے گرد سے خود ہی ڈھلیے پڑے اور وہ لرز کر دیوار سے لگی۔

لمحہ بھر تو لاراکی حسین مفلوج ہوئیں، خود لوئے کا ہاتھ ڈھیلا پڑا اور درد کے باعث وہ خود ہی کئی قدم پیچھے سرک کر لڑکھڑایا۔

لوئے نے اس جسم میں پیوست آلہ کو پوری ہمت سے پکڑا اور اسے سینے سے نکال کر فرش پر پھینکا مگر خون کا فوارہ سا لوئے کے سینے سے نکلا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ اپنا ہاتھ سینے پر رکھے زمین پر جا گرا، وار ایسا بھی نہیں تھا کہ لوئے ہوش میں نہ رہ پاتا مگر اسے دیکھائی اور سنائی دینا واقعی لمحہ بھر تھم گیا۔

اسکا سینے پر جما ہاتھ لہولہان ہو چکا تھا اور کچھ لمحے تو لارا اسے سانس بھی نہ لی جا سکی لیکن لوئے کے حرکت کرتے سینے کو رکتا دیکھ کر وہ ہچکی سی بھرے کانپتی ٹانگوں کے سنگ لوئے کے پاس ہی لڑھک کر بیٹھی اور اپنا کانپتا ہاتھ

اسکے رخسار سے مس کیا مگر وہ یکدم بے جان سا ہوئے سانس روک لیتا اسکے جسم سے جان گھسیٹ چکا تھا۔

اسے یوں لگا جیسے اس کمرے کی چھت لارا پر گر پڑی ہو، آنکھوں سے دھواں اٹھنے لگا، آنکھوں سے قطار در قطار آنسو گرتے گئے۔

لارا نے سہم کر اسکی رکی سانس دیکھی اور روتی، چیختی ہوئی اٹھ کر واپس دیوار سے جا لگی۔

"نہیں۔۔۔یہ میں نے کیا کر دیا۔۔۔۔۔ن۔۔نہیں۔۔۔ت۔۔تم مر نہیں سکتے لوئے۔۔۔۔۔۔م۔۔مجھے قاتل بنا کر محبت کی اتنی بڑی سزا نہیں دے سکتے۔۔۔"

وہ یکدم پاگل سی ہوئے دردناک ہوتی چلائی، اسکی سسکیاں اور کراہٹیں لمحہ بہ لمحہ بلند ہوتی گئیں، کانوں میں شور برپا تھا، ایک دیو ہیکل شور جو اسے چیخ چیخ کر لوئے کا قاتل کہہ رہا تھا۔

کئی لمحے اس ماتم میں گزرت تو وہ چہرے سے آنسوؤں کو رگڑتی، گرتی پڑتی اپنے ہاتھسے سرزد ہوئے اس بھیانک اقدام پر تیزی سے باہر بھاگی مگر آگے گھر کے اندر داخل ہوتے نیویارک کا پس کو دیکھ کر لارا کے وجود سے رہی سہی زمین بھی سرک گئی، اسے یہی لگا کہ اس نے جو کیا، یہ لوگ اسے پکڑنے آئے ہیں، ان سب کی آنکھوں میں لارا کو وہشت نظر آئی، وہ قریب آئے تو اس کانپتی سسکتی لڑکی کو لگا موت نہ صرف اسکے قریب بھی آگئی ہے بلکہ نگل لے گی۔

لارا جہاں کو لگا زندگی اسی نقطے ہر ختم ہو گئی ہے اور وہ وہیں گھٹنوں کے بل گرتی ہوئی زمین پر بیٹھی اور کچھ دیر بعد اس نے اپنے ہاتھوں کو خالی خالی آنکھوں کے سنگ ہتھ کڑیوں میں مقید ہوتا دیکھ کر آخری سانس جیسے دلخراش ہچکی بھری۔

اوراس افراتفری میں لارایہ بھی نہ سوچ سکی کہ اتنی جلدی پولیس کا وہاں آنا کیسے ممکن ہوا، کیونکہ اسکے دماغ کی حسیں تو پہلے لوئے کو مار کر اور پھر اب گرفتار ہو کر ویسے ہی مفلوج ہو چکی تھیں۔

جبکہ کمرے کی طرف بڑھتے کاپس کے ساتھ زندہ سلامت زخم پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہوتا لوئے جس طرح ہنسا، وہ پولیس کے لباس میں ملبوس اسکے اپنے آدمی بھی مسکرائے۔

"سر آپکا زخم گہرا بھی ہو سکتا ہے، ہوسپٹل چلتے ہیں"

لوئے کا بہتا خون دیکھ کر ایک آدمی فکر سے بولا اور دونوں نے لوئے کو پکڑ کر باہر لایا۔

"میری فکر مت کرو، جو پلین تھا وہ چوپٹ نہ ہو۔۔اسے لگے وہ جیل میں ہے، اور لوئے مر گیا ہے۔۔دیکھتے ہیں اب وہ کہاں بھاگتی ہے۔جاو تم لوگ۔۔۔۔میں خود چلا جاوں گا ہوسپٹل"

زخم بالکل معمولی نہیں تھا لیکن اس ڈرامے کا فلاپ سین ضرور تھا کہ زخم سوچ سے گہرا تھا، لارا جہاں کود یا یہ شاید لوئے کا آخری جھٹکا اور دھوکہ تھا۔ بروقت ہوسپٹل جانے کے سبب لوئے کسی بڑے نقصان سے بچ گیا تھا مگر لارا خود کو قاتل مان کر جیل کی سلاخوں میں جا پہنچی تھی، جسکی وہشت، جہاں کا خوف لارا کے پورے وجود کو نگل رہا تھا۔

اس سیاہ اندھیری جیل سے لارا کی خوف میں دبی گھٹی گھٹی سسکیاں بلند ہونے لگیں۔

.._____..

سیلنا، اکیلی ہی جندل محل آئی تھی اور لال نور اس سے مل کر بھی بہت خوش ہوئیں، پھر بابا کی لال نور کے طور پر سلینا کی نظروں میں بھی انکے لیے

عقیدت تھی،اس نے اپنے اور لعلین کے کچھ اوٹنگ پلینز کا کہااور پھر دونوں بہنیں ایک ساتھ جندل محل سے روانہ ہو گئیں۔

لگ بھگ آدھے گھنٹے تک بھجت کی گاڑی، جندل محل میں انٹر ہوئی اور وسیع راہداری عبور کرتے جب رکی تو بھجت نے نرم سی مسکراہٹ سمیٹ رخ موڑے دادو کو دیکھا جنکی آنکھوں کے کنارے آبسووں سے تر تھے۔

کچھ سوچتا ہوا وہ بھی باہر نکلااور گھوم کر دادو کی طرف آئے انکی طرف کا دروازہ بھی کھولا۔

"کیوں دل چھوٹا کر رہی ہیں، آئیں باہر"

دادو کے آنسو اسے اچھے نہ لگے تو نرم سے لہجے میں وہ انکا ہاتھ پکڑے باہر لایا مگر مدیحہ آفریدی کا دل اس لمحے بہت بھاری ہو رہا تھا۔

"اس نے مجھے معاف نہ کیا تو کیا کروں گی بھجت؟"

دادو کے تڑپ اٹھنے پر خفیف سی تکلیف بھجت کے چہرے پر بھی نمودار ہوئی مگر وہ انکے گرد بازو پھیلائے اندر جانے کو پلٹا۔

تو آپ انتظار کیجئے گا، معافی مانگ کر صبر کیا جاتا ہے۔ معافی دینے والے "
"کے دکھ کا احساس کریں تو حوصلہ مل جاتا ہے
وہ جو بے قرار تھیں، بھجت کے کہے الفاظ نے انکی آنکھوں میں مزید نمی سی
لائی تو بے اختیار اپنا ہاتھ وہ بھجت کے چہرے سے جوڑ گئیں۔
تو اتنی گہری باتیں پہلے تو نہیں کرتا تھا، ایک بات کہوں؟ جب سے تیری"
زندگی میں سیلنا آئی ہے۔ تو میرے ضدی بچے سے، سمجھدار پوتا بن گیا
"ہے۔۔۔۔
دادو کے اس لمحے کیے افسردہ سے اعتراف پر وہ دل کھول کر ہنسا اور پیار سے
دادو کی جبین چوم لی۔
کیونکہ وہ مجھے جانتی ہے، میرا اصل پہچانتی ہے، وہ مرہم رکھنا جانتی ہے "
جہاں حقیقت میں درد ہو۔۔۔۔ جس دن بابا ہمیں چھوڑ کر گئے تھے میں تو
اسی دن آپکا بیٹا بن گیا تھا، اب آپکی بیٹی لوٹ آئی تو میں بھی واپس پوتے کے
"منسب پر چلا جاوں گا

وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے اندر بڑھ رہے تھے اور بھجت کی اتنی پیاری باتوں نے اس ماں کے دل کو راحت پہنچائی۔

"تو دادو کی جان ہے بھجت"

اسکی گال پر بوسہ دیے وہ نم آنکھوں سے مسکرائیں۔

"اور لئیق کیا ہے؟"

اسکی خفیف سی گھوری پر وہ خود بھی بہت دنوں بعد کھلکھلائیں۔

"وہ نانی کی جان ہے"

ایسا سیاسی جواب ایک سیاست دان کی دادی ہی دے سکتی تھیں، دونوں نے ساتھ قہقہہ لگایا مگر جب نگاہ دروازے سے باہر نکلتی نور اور فرہاد پر گئی تو ان دو کی دنیا جہاں کی آسودہ مسکراہٹ نہ صرف تھم گئی بلکہ دل تو چاروں کے تڑپے۔

نور کی آنکھیں بھیگیں تو اس ماں کی بھی کہاں خشک رہ سکی تھیں، غیر ارادہ ہی نور نے انکی طرف قدم بڑھائے اور مدیحہ آفریدی کی چھلک جاتی آنکھیں اس عزئز بچی پر جمی تو تڑپتی ممتا نے اپنی بازو کھول دیں۔

بھجت اور فرہاد دونوں ہی یہ خوبصورت ملن دیکھ کر آزردہ تھے۔

"ن۔۔نور"

انکی آواز اس عزیز بیٹی کو پکارتے کانپی تو لال نور کا دل انکے بے اختیار ہوتے آنسوؤں نے مٹھی میں لیا۔

میری آنکھوں کا نور۔۔۔۔۔میری بچی۔۔۔۔تجھے دیکھنے کو یہ ماں ترس"
"گئی تھی

وہ نور کے معاف کرنے اور اپنے قریب آنے کی اجازت دینے کا انتظار نہ کر سکیں اور نور کا چہرہ ہاتھوں میں بھرے اسکی جبین چومی اور گال پر پیار دیا تو کئی آنسو لال نور کی آنکھوں سے بھی ٹپک پڑے۔

وہ جیسی بھی ظالم ہوں، وہ ماں تھیں اور لال نور کا دل یہاں بھی بادل کے نرم گولے کی شکل اختیار کر گیا۔

"کیسی ہیں آپ۔۔۔۔۔؟ کمزور ہو گئی ہیں "

یہ ملن تھما تو سب ایک ساتھ جندل محل کے ہال کی سمت بڑھے، بھجت نے فرہاد صاحب کے ساتھ جگہ سنبھالی جبکہ وہ ماں بیٹی ایک ساتھ بیٹھیں، لال نور نے اسکی نقاہت زدہ آنکھیں تکتے متفکر ہوئے پوچھا تو وہ تکان بھرا سانس بھر کر رہ گئیں اور اپنے ہاتھ میں پکڑا لال نور کا ہاتھ بھی چوما۔

جس کا شوہر اچانک بنا کچھ کہے دنیا سے چلا جائے، جوان بیٹا مارا جائے، " جان سے پیاری بیٹی گمشدہ ہو جائے۔۔۔اس عورت کا زندہ ہونا بھی بہت حیرت کی بات ہے۔ میں اسی امید پر زندہ تھی کہ تم اپنی ماں کو یوں چھوڑ کر نہیں جا سکتی۔۔۔۔بہت یاد کیا تمہیں۔۔۔ان بچوں کی وجہ سے ہنستے " مسکراتے جی رہی تھی لیکن اب تم واپس آ گئی ہو تو یہ ماں جی اٹھی ہے

وہ مما کے لہجے میں امڈتی حسرت پر خود بھی دکھی تھیں، ماضی بہت دردناک تھا۔

"پرانا سب بھول جائیں ماں، مت روئیں"

جس طرح لال نور نے انکے رخسار پر پھیلتی نمی انگلیوں کی پوروں پر چن کر التجاء کی، یہ منظر بھجت اور فرہاد صاحب کو بھی غمگیں کر گیا۔

"مجھے معاف کر دو نور، ورنہ یہ آنسو نہیں تھمیں گے"

انکی تاسف کے سنگ کی گزارش پر لال نور نے بے اختیار نظر فرہاد پر ڈالی، وہ یہی سوچ رہی تھیں کہ اگر وہ اس شخص کو معاف کر سکتی ہیں تو یہ جنم دینے والی ماں تو اس شخص سے زیادہ مظلوم ہے۔

میں آپ سے کبھی ناراض نہیں ہوئی، مجھ سے معافی مت مانگیں"

ماں۔۔۔اب میں کسی کی تکلیف دیکھنا نہیں چاہتی، بلکہ معافی تو مجھے مانگنی چاہیے، ایک میری وجہ سے نا جانے کس کس نے سفر کیا"

لال نور کا خود کو الزام دینا ان تینوں کو دکھ دے گیا۔

"ناں میرے بچے، تم ایسا سوچنا بھی مت۔۔۔ تم نے تو ہم سبکے دلوں کی
اذیت ختم کی ہے۔ تم نے تو ہر رشتہ پوری ایمانداری سے نبھایا ہے"
وہ اسکی ہتھیلی چوم کر سسک پڑیں۔
"ہمیشہ کوشش کی تھی، میں کسی سے خفا نہیں ہوں۔ میرے پاس میرا لئیق
ہے، فرہاد ہیں۔ وہ شخص بھی یقیناً اپنے خلوص کا اجرِ عظیم پا چکا ہو گا، اس
جہاں نہ سہی اس جہاں سہی۔ اب مجھے کوئی دکھ نہیں۔ آپ بھی تکلیف
سے نکل آئیں"

لال نور کا دل واقعی سمندر سا وسیع تھا جس میں اس عورت نے خود سے
زیادتی کرنے والے ہر فرد کی سمت سے ملے دکھ بہا دیے تھے، ابراہیم
سلطان کی ایک منفرد جگہ تھی جو لال نور کے دل سے کوئی چھین نہیں سکتا
تھا، اور اب فرہاد علوی ایسا چاہتے بھی نہیں تھے۔

دیر سے سہی مگر انکو یہ بات سمجھ آچکی تھی کہ انکے حصے محبت کے بجائے لال نور کی وفاداری اور توجہ لکھی گئی ہے اور اب وہ اپنے نصیب پر نا صرف راضی تھے بلکہ انکے سارے دکھ آہستہ آہستہ ختم ہونے لگے تھے۔

لیکن زندان میں قید وہ دو غدار ہر گز اس محل کی سلامتی نہیں تھے۔

"مجھے پتا تھا تم جیسی کمینی چیز اتنی جلدی ہار نہیں مان سکتی"

وہ اس وقت سلاخوں کے باڑ کے آمنے سامنے آنکھوں میں شیطانیت لیے کھڑے تھے، زائشہ کے خباثت زدہ کمنٹ پر وقار بے ڈھنگا ہنسا۔

کیونکہ میں برباد ہو چکا ہوں، اب اس لت سے توبہ کی تو شاید گناہ کی کمی ہی" " مار دے۔۔۔۔

وقار کے زہریلے خباثت سے بھرے جواب پر وہ لمحہ بھر سنجیدہ ہوئی، فرہاد کی سابقہ حرکت کا سوچ کر ہی وجود آگ میں لپٹا۔

"تم میری مدد کرو وقار، جو کہو گے کروں گی"

وقار اسکی بات پر کتنی ہی دیر پاگلوں سا ہنسا، وقت نے بازی پلٹی تھی، جس عورت نے ساری زندگی کتے کی دم بنا کر رکھا تھا وہ ایک بار پھر وقار سادانی کی محتاج ہو ہی گئی۔

اب وقت تھا وقار کے بھیانک انتقام کا۔۔۔۔۔

....★☆☆☆☆☆★....

ہاہاسا ونڈ گڈ۔۔۔ مکافات کا نام سنا ہے تم نے زائشہ؟ خیر نہیں بھی سنا تو" اب جان جاو گی۔۔۔۔۔اس بار جو کہو گی وہ تمہیں مر کر بھی کرنا پڑے گا۔ تم سر تا پیر جکڑی ہوئی ہو زائشہ۔۔۔۔اور دیکھو میری ابتر حالت پر یہ لوگ رحم دل ہو کر میری لگام ڈھیلی چھوڑ چکے ہیں۔ تمہیں یہاں سے نکلنے کے لیے ایک بار پھر میری ضرورت پڑ ہی گئی۔ لیکن اس بار تم مجھے دھوکہ

نہیں دے پاو گی، پہلے مجھ سے پرانے سارے حساب چکاو پھر سوچوں گا کہ
"تمہاری مدد کرنی ہے یا نہیں

وقار کی مدد تو اسے بہر حال درکار تھی مگر دونوں ایک دوسرے کا ساتھ صرف بناوٹی دے رہے تھے، دل دونوں سے ایک دوسرے کی نفرت سے اٹے تھے، وقار کے ایسے اہانت بھرے الفاظ پر زائشہ کی کنپٹی کی رگیں اشتعال سے پھڑک کر تنی مگر جس مہارت سے اس نے اپنے غیض و غصب کو قابو کیا، وقار کا دل اس عورت کی برداشت پر اش اش کر اٹھا۔

وقار سادانی کے اس عورت کی طرف بہت حساب باقی تھے۔

"تم جیسا کہو گے کروں گی، ویسے بھی فرہاد کی موت ہی ہم دو کا پہلا مقصد ہے۔اور اس کے مرتے ہی میں آزاد ہو جاوں گی۔ پھر تم جو چاہو گے وہی ہو گا۔ جانتی ہوں تمہیں بہت تکلیف پہنچائی مگر اب میں تمہارے ہر زخم کا مداوا کروں گی۔۔۔۔ یہ سمجھ لو کہ اس بار میرا تمہارے سوا کوئی نہیں بچے گا۔ مجھے پتا ہے تمہارا مجھ پر یقین کرنا مشکل ہے پر تمہارے پاس بھی چوائز

نہیں ہے۔ سوچو اگر تمہارا یہ مظلومیت بھرا وڈرامہ آشکار ہوا تو بنا اپنے
"بچوں سے ملے بے موت مر جاوگے۔۔۔ سو فائدہ تمہارا ابھی ہے
وہ اس عورت کی حیوانیت کے اتنے اونچے لیول پر من ہی من میں دنگ
بھی تھا اور منافقت پر سراپا حیرت زدہ بھی، اب اس شخص کی رگوں میں
زائشہ کو لے کر صرف ایک ہی احساس دوڑتا تھا اور وہ تھا انتہائی نفرت کا مگر
وقار جیسا شاطر آدمی ابھی ہی تو سالوں کی نیند سے جاگا تھا، اب ہی تو وقت
آیا تھا انتقام کا۔

اسکا دل تالیاں بجا بجا کر اس عورت کی چالاکی کو خراج تحسین پیش کرنے کو
چاہ رہا تھا، جو عورت کے نام پر دھبہ تھی، دھبہ تو وہ بھی تھا، ایک دوسرے
کے دراصل یہ دونوں ہی لائق تھے۔

"اوہ ڈارلنگ، تم کیا سمجھتی ہو میں تمہیں اب بھی کہیں جانے دے سکتا
ہوں۔ آخر کو تم وقار سادانی کا عشق ہو اور آجا کر دھکے کھاتی میرے ہی
قدموں میں گری ہو۔۔۔ یہ ہوتی ہے جیت، خیر کام کی بات کر لیتے

ہیں۔۔۔۔میں پلین بنا چکا ہوں اس پر ہم کل ہی عمل درآمد کریں گے۔
تیار رہنا، لیکن یہاں سے تم میرے ساتھ ہی نکلو گی۔۔۔۔۔۔تب تک ان
زنجیروں سے آخری ملاقات کرلو (کیونکہ بعد میں بذات خود تمہارے گلے
"میں وقار سادانی نام کا طوق ڈالوں گا)
اول جملے زائشہ سے کہے آخری جملہ زہر خندی سے سوچتا وہ اس شاطر جال
باز کی نظروں سے اوجھل ہوا تو زائشہ کی آنکھوں میں آگ امڈی۔
تجھے بھی قبر میں گاڑوں گی حرام زادے، میرے حلق کی تا عمر ہڈی رہا ہے"
تو۔۔۔۔بس ایک بار اس بیوقوف کے سہارے یہاں سے نکل جاوں، پھر
"اسے اسکی عاشقی کے بدلے خوبصورت سی موت دوں گی
وہ بھلے انتقامی ہوئے خود سے بولی تھی مگر زندان کی دیوار کی اوٹ میں چھپا
وقار اسکی یہ خرافاتی باتیں نا صرف سن چکا تھا بلکہ یوں مسکرایا جیسے نا جانے
کتنا سکون ملا ہو۔

زائشہ کا کھیل ختم ہونے والا تھا اور وہ اسی کے ہاتھوں ماری جانے والی تھی جسے اس عورت نے ساری عمر پل پل مارا تھا اور ایک دوسرے کی سب سے بہترین موت یہ دونوں ہی تھے۔

خدا کی لاٹھی بے آواز ہے اور اب ایک نئی تاریخ رقم ہونے کو تھی۔

..

لئیق کی گاڑی سوا گیارہ تک صوفیہ کے وسیع پورچ میں رکی تو وہ پہلے سے وہاں کھڑی بڑی سیاہ گاڑی دیکھ کر ٹھٹکا اور پھر گاڑی سے نکلا تو فیروزہ کو اپنی طرف آتا دیکھ کر چہرے کی حیرانگی دبائی۔

"خوش آمدید، اس بار بھی سب نے بہت مس کیا آپکو"

فیروزہ نے قریب رکتے ہی مسکرا کر کہا جس پر لئیق بھی سر ہلائے مسکرایا مگر وہ دیکھ سکتی تھی کہ اسکی توجہ اس گاڑی کی طرف تھی جو پورچ میں اسکی گاڑی کے ساتھ کھڑی تھی۔

"میں نے بھی، کیا بات ہے فیروزہ۔۔۔کوئی مہمان آیا ہے؟"

لئیق نے اپنی بے چینی بڑھنے پر پوچھ ہی لیا جس پر وہ رسان سے سر ہلاتی لئیق کے بلڈنگ اور آفس روم کی طرف بڑھنے پر خود بھی اسکے قدموں کا تعاقب کرنے بڑھی۔

"جی دراصل عدن کے کسی دور کے رشتہ دار کا ڈرائیور آیا ہے، اس نے عدن کے ساتھ ساتھ سب بچوں کے لیے تحائف لائے، وہ خود ہی بانٹ رہا ہے۔۔۔پوری سیکورٹی اور چیکنگ کے بعد اسے اندر آنے کی اجازت دی گئی ہے، یہی وہ آدمی تھا جو آپکی غیر موجودگی کے وقت عدن کو یہاں چھوڑ کر گیا تھا"

فیروزہ کے تفصیل بتانے پر لئیق کی چھٹی حس نے اسے کسی گڑبڑ کا اشارہ دیا تبھی وہ سیدھا آفس کی جانب بڑھا۔

"اگر وہ تحائف بانٹ چکا ہے تو اسے میرے آفس لاو فیروزہ، دیکھوں تو سہی عدن کا رشتہ دار اتنا امیر کبیر ہے تو اس نے اس لاوارث بچی کو صوفیہ بھجوانے کے بجائے اپنے پاس کیوں نہیں رکھا"

لئیق کے استفسار پر وہ خود بھی متفکر سی سر ہلائے دروازے سے ہی پلٹی اور لئیق نے اپنا کوٹ اتار کر رولنگ چیئر کی پشت پر لٹکایا اور خود وہ گلاس وال سے باہر کا نظارہ دیکھنے لگا، لگ بھگ دو منٹ ہی گزرے تھے کہ دروازے پر ہوتی مبہم دستک پر لئیق جو پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ گھسائے ہوئے کھڑکی کی جانب چہرہ کیے کھڑا تھا، پلٹا۔

اور فیروزہ کے ساتھ آتے اس آدمی پر اپنی تیز پوسٹ مارٹم کرتی نظریں جمائیں، وہ آفتاب منصوری خود تھا، جسے پہچاننے کے لیے لئیق کو بس چند سیکنڈ لگے، خلیہ زراڈرائیور والا کیے اس نے اپنا گیٹ آپ یکسر بدل رکھا تھا

تاکہ عدن اسے پہچان نہ سکے اور یہیں سے لئیق ایزدعلوی کو ساری کہانی سمجھ آئی۔

"اسلام و علیکم سر، آپ سے ملنے کی بہت جستجو تھی۔پہلے آپ سے دو تین بار ملاقات نہیں ہو سکی"

آفتاب نے لہجہ بھی مسکین و مشکور رکھے فوری آگے بڑھ کر مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا جس پر لئیق نے بھرپور توجہ دیتے اسکا ہاتھ خوش دلی سے تھاما جبکہ فیروزہ کا کام ختم ہو چکا تھا تبھی وہ آفس سے نکل گئی۔

"وعلیکم السلام، خوش آمدید۔۔۔ہیو آسیٹ"

لئیق کے مہمان نوازی نبھانے پر وہ مسکرا کر خفیف سی بوکھلاہٹ کے سنگ کرسی پر بیٹھا۔

"کیا لیں گے آپ، چائے کافی؟"

لئیق نے اس پر گہری نگاہ ثبت کیے ریسور اٹھایا مگر اس نے کسی تکلف برتنے سے بروقت روکا۔

"نہیں سر تکلف کی ضرورت نہیں، مجھے بس آپ سے ملنا تھا۔ کچھ بتانا تھا"
آفتاب منصوری کے چہرے کی پریشانی بھانپ کر لئیق ایزد کو ایسا ہی لگا جیسا
وہ اپنا سچ خود بتانے والا ہو۔
"ٹھیک ہے کہیے میں سن رہا ہوں"
لئیق کی دلچسپی بڑھی تو اس کو بھی حوصلہ سا ہوا۔
دراصل عدن میری سگی بیٹی ہے اور میں اسکے رشتہ دار کا ڈرائیور نہیں"
بلکہ اسکا باپ آفتاب منصوری ہوں، یقیناً یہ سن کر آپکو حیرت ہوئی ہو گی کہ
باپ ہونے کے باوجود وہ یہاں کیوں بھجوائی گئی۔ میں یہی بتانا چاہتا تھا مگر
ہر بار آپ سے ملاقات نہ ہو پاتی تھی۔۔۔۔ عدن کی جان کو خطرہ تھا تبھی
مجھے اسکی ماں کی موت کے بعد اپنی موت کا ڈرامہ کرنا پڑا۔۔۔۔ کیونکہ وہ
میرے بغیر نہیں رہ سکتی تھی۔۔۔۔ صوفیہ کا بہت نام سنا تھا، تو بس اپنی بچی
"کی عافیت مجھے یہیں لگی اور میں نے اسے یہاں بھجوا دیا۔۔۔۔

تو گویا وہ شخص خود ہی سب بتا کر لئیق کی الجھن حل کر چکا تھا مگر نا جانے کیوں لئیق کو اسکی عدن سے محبت بہت سچی لگی اور دکھ بھی ہوا کہ وہ اپنی بیٹی کی خفاظت کے لیے اسکے لیے مر گیا، بہر حال ایک مجرم کے لیے بلیک ڈائمنڈ کی ڈکشنری میں رحم جیسا کچھ نہیں تھا مگر وہ اس وقت لئیق ایزد علوی کے مہربان روپ میں تھا۔

"لیکن عدن کی جان کو خطرہ کس سے ہے آفتاب صاحب"

لئیق کو اس آدمی سے ملنے کے لیے کوئی مشقت کرنی ہی نہ پڑی اور آفتاب منصوری کے تو وہم و گماں میں بھی نہ تھا کہ جس بلیک ڈائمنڈ نے کئی سال سے اسکے منصوبے غارت کر رکھے تھے وہ اسکے سامنے بیٹھا ہے، لئیق کو عجیب سا لطف محسوس ہوا۔

یوں چھپن چھپائی کے کھیل اسکے پسندیدہ تھے۔

"اپنے نانا سے، وہ ملائشیا کا بہت بڑا ڈان ہے۔۔۔۔میری صرف یہ خطاء تھی کہ میں نے اسکی بیٹی سے محبت اور اسکی بیٹی نے اپنا سب مجھے بنایا۔

شادی کے بعد وہ میرے ساتھ پاکستان آگئی، ہم مذہب تو تھی میں نے اسے ہم زبان اور اس ملک کے کلچر میں جذب کر دیا مگر ان سات آٹھ سالوں میں ایک دن بھی ایسا نہیں تھا جب اس آدمی نے ہمیں سکون سے رہنے دیا ہو۔ پہلے مجھ سے اور عدن سے پلک کو چھین لیا اور اب وہ پچھلے کئی ماہ سے عدن کے پیچھے تھا، کسٹڈی نہ ملنے کا غصہ اور سابقہ نفرت۔ عدن کے سامنے اسکی نینی مر گئی، تبھی مجھے عدن کی ذہنی اور قلبی حالت کی بہتری کے لیے اسے یہاں بھیجنا پڑا، یہ سب آپ سے ڈسکس کرنا چاہتا تھا، وہ بہت حساس اور معصوم بچی ہے۔ آپ کی سخاوت اور محبت کا سن کر میں اسے یہاں بھیجنے پر مجبور ہوا"

وہ یہ سب سچ کہہ رہا تھا لیکن بہر حال وہ ایک مجرم تھا اور اللہ نے اس سے اسکی سب سے پیاری چیزیں چھین کر دنیا میں ہی سزا دے دی تھی۔

"سن کر بہت دکھ آفتاب صاحب، لیکن عدن یہاں نا صرف محفوظ ہے بلکہ خوش بھی ہے۔ مجھے پہلے ہی شک تھا وہ نارمل بچی نہیں ہے، بہت سے دکھ

تھے اسکے اندر۔ماں باپ کی کمی کالازوال غم۔۔۔۔لیکن آپ نے خود کو اسکے لیے مر اثابت کر کے مناسب نہیں کیا،ایک بچہ اپنے والد کے لیے کیا احساسات رکھتا ہے یہ آپ بخوبی جانتے ہوں گے۔خیر اب آپ صوفیہ سے "کیا امید رکھتے ہیں؟

لئیق کا انداز زرا سا سرد ہوا کیونکہ وہ عدن کی اپنے بابا کے لیے حسرت بھولا نہیں تھا۔

"جانتا ہوں غلط کیا مگر میرا اسکے نزدیک مر جانا اسکی بھلائی ہے اور یہ آپ نہیں سمجھیں گے۔جس پر گزرتی ہے وہی جانتا ہے جناب۔۔۔مجھے صوفیہ سے اور کچھ نہیں چاہیے بس ایک گزارش ہے کہ آپ عدن کو باقی بچوں سے الگ ٹریٹ کریں۔اپنی ماں پر جانے کے سبب ملتے ڈراک کمپلکشن کی وجہ سے وہ شروع سے خاموش بچی رہی ہے،اسکے بعد بہت سے دکھ اسکو احساس محرومی میں مبتلا کر چکے ہیں۔۔۔آپ اسکا ایکسٹرا خیال رکھیں گے تو

میں اسکے لیے پے بھی کردوں گا۔بس وہ یہاں دماغی اور قلبی پر سکون
رہے۔۔۔۔۔میرے ساتھ اسکا سکون ممکن نہیں ہے"
آفتاب کی بے بسی اور عجیب سی تکلیف پر لئیق اس کے حوالے سے دل نرم
کرنے کا سوچ چکا تھا، وہ جیسا بھی ہو، وہ یقیناایک اچھا باپ ضرور تھا جو اپنی
بیٹی کو اپنے شر سے بچانے کی ہر ممکنہ کوشش کر رہا تھا۔
صوفیہ میں موجود ہر بچے کا خاص خیال رکھا جاتا ہے آفتاب صاحب، اس"
کے لیے آپکو پے کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ کسی ضرورت مند کو دے کر
دل کا اطمئینان حاصل کرلیں۔۔۔۔عدن کے لیے آپ فکر مت کریں،
میری بھرپور توجہ اس بچی پر رہے گی، ممکن ہے میں اسے کل کو خود ہی
ایڈاپٹ کرلوں۔۔۔۔کیونکہ اسکے ساتھ میرا جو کنکنشن ہے وہ بہت
خوبصورت ہے"
لئیق کے یہ جملے آفتاب منصوری کی آنکھوں میں حقیقی نمی لائے کیونکہ وہ
تھوڑا جذباتی سا ہو گیا تھا، در حقیقت وہ ایسا ہی کچھ چاہتا تھا۔

کیونکہ اپنا انجام تو وہ جانتا تھا سو اپنے بچی کی زندگی برباد کرنے کے حق میں نہیں تھا۔

"تھینک یو سو مچ مسٹر لئیق، جیسا آپکے بارے سنا تھا آپکو ویسا ہی پایا۔ میری بہت سی پراپرٹی عدن کے نام ہے، جسکے لیگل ڈاکومنٹس اسکے نام کے بینک اکاونٹ میں موجود ہیں، جسکی تمام ڈیٹیل اسکی صوفیہ کے ایڈمیشن فائل کے ساتھ میں نے کنکٹ کردی تھی۔ کبھی اسکی کفالت آپ پر بوجھ نہیں بنے گی، نہ اسے کسی چیز کی کمی ہونی چاہیے۔۔۔۔ آپکا یہ احسان کبھی چکا نہیں سکتا۔ بہت شکریہ آپکا"

وہ اسکے احسان کے آگے شکر گزار ہوئے آنکھوں میں جیسے نمی سمیٹ لایا، لئیق کو ایک مجرم کی ایسی حالت پر خاص ترس نہ آیا۔

"یہ سب غیر ضروری ہے مسٹر آفتاب، ہمیں جو بہتر لگے گا ہم کریں گے۔۔۔ آپ بے فکر ہو جائیں۔ تو کیا آپ عدن سے کبھی نہیں ملیں گے؟"

لئیق کی نظریں اس آدمی کے چہرے کے دکھ بھرے تاثرات کا گہرا جائزہ لے رہی تھیں تبھی لئیق کے استفسار پر اس نے سر کو بے بسی اور خزن کے سنگ نفی میں ہلایا۔

"فی الحال ملنا مناسب نہیں، اسے دیکھ لیا ہے کافی ہے۔ آپ سے یہ سب شئیر کرنا اہم تھا، اب مجھے اجازت دیں۔۔۔ بہت خوشی ہوئی آپ سے مل کر"

وہ اسکا گریز بھانپے آفتاب کے اٹھ کھڑا ہونے پر خود بھی اٹھا اور آفتاب کا بڑھایا ہاتھ لمحہ بھر توقف کے تھاما۔

"مجھے بھی، ہیو آ گڈ ڈے"

لئیق نے رسمی سی مسکراہٹ دیے کہا جس پر وہ مشکور و ممنون سی نظر ڈالے اجازت طلب ہوتا لئیق کے آفس سے نکلا تو لئیق کے چہرے پر چھائی مسکراہٹ لمحے میں خفگی بنی۔

لئیق نے کرسی واپس سنبھالی اور کسی گہری سوچ میں ڈوبا، مگر پھر دستک پر لئیق کی سوچیں منتشر ہوئیں، نظر فیروزہ کے ساتھ آتی عدن پر گئی تو لئیق کے چہرے پر نا صرف مسکراہٹ آئی بلکہ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر فیروزہ کا ہاتھ تھام کر آفس روم میں انٹر ہوتی بے قرار عدن تک پہنچا جو بہت اداس تھی پر لئیق کو دیکھتے ہی اس بچی کی آنکھیں خوشی کی زیادتی سے چمک گئیں۔

"آپ کہاں چلے گئے تھے ٹیچر"

عدن نے فیروزہ سے ہاتھ چھڑوائے لپک کر لئیق کا ہاتھ تھاما تو لئیق نے اسے وہیں کرسی سنبھال کر بیٹھے عدن کے دونوں ہاتھ پکڑے اپنے پاس کھڑا کیا۔

میں ایک لمبے سفر پر گیا تھا، فیروزہ کو پیغام بھیجا تھا کہ عدن کو بتادے۔"

سوری بچے، تمہارے یہ ٹیچر کب بزی ہو جائیں کچھ خبر نہیں۔ لیکن تم نے

"اس بار طبعیت نہ بگھاڑ کر مجھے بہت خوشی دی

لئیق نے اسکی گال سے ہتھیلی جوڑی تو وہ اسکے سمجھانے پر سر ہلاتی آخر تک دھیما سا مسکرائی۔

"کیونکہ مجھے یقین تھا آپ مجھے نہیں چھوڑیں گے"

عدن کی بڑی بڑی آنکھیں خوشی اور یقین سے بھری تھیں جس پر لئیق اور فیروزہ ایک سا مسکرائے۔

"بالکل۔۔اور یہ یقین تم نے ہمیشہ قائم رکھنا ہے۔میں آج کچھ جلدی میں ہوں، فرائے ڈے کو پورا دن ساتھ رہیں گے اور مل کر کھیلیں گے بھی۔ تب تک تم فیروزہ کے ساتھ مزے سے رہو، اور کوئی بھی تنگ کرے تو اسکی خبر دو، ہم مل کر عدن کو تنگ کرنے والے کو اتنی گدگدی کریں گے کہ وہ ہمیشہ کے لئے توبہ کر گزرے گا"

لئیق کے دوستانہ اور پیار بھرے لہجے اور انداز نے اس بچی کے دامن میں موجود بابا کے لمس کی کمی پوری کی تھی تبھی وہ چند ملاقاتوں میں ہی لئیق کے لیے بہت حساس ہو گئی تھی۔

دباسا مسکرا کر سر ہلائے عدن نے فرمابرداری کا مظاہرہ کیا اور فیروزہ کا ویسے ہی ہاتھ پکڑے آفس سے نکلی جیسے آئی تھی جبکہ انکے جانے کے فورا بعد لئیق نے بھی شہریار جدون سے ملنے کے لیے تیاری پکڑے اپنا کوٹ، فون اور گاڑی کی چابی اٹھائے آفس روم سے باہر کی جانب قدم بڑھا دیے اور شیری کو میسج بھی بھیج دیا۔

..

مانی نے وائیٹ سٹریٹ ٹروازر پر اولیو اینڈ سلور ائمبائرڈ وائیٹ کرتی پہنی اور نیٹ کا اولیو ائمبائرڑی دوپٹہ کندھے پر پھیلائے سیٹ کیا اور گیلے بالوں کو ڈرائے اور سٹریٹ کر کے آج کھلا چھوڑے دائیں کندھے سے آگے ڈھلکائے، ایک لٹ سمٹے بالوں سے نکال کر کن پٹی کے ساتھ لہرائی جس پر آئینے میں خود کا دیکتا روپ تکتے اسکے گلابی ہونٹوں پر مسکراہٹ جگی۔

لاک ہیل والے سلور گلیٹر والے جوتے پہنے آئینے کے سامنے کھڑے اپنا آخری جائزہ لیا، ناشتہ وہ بابا اور گل ممی کے ساتھ کر چکی تھی، صبح کے ساڑھے بارہ بج چکے تھے اور دس منٹ تک وہ ان دونوں کے ساتھ ہی جندل محل روانہ ہونے والی تھی، تین گھنٹے کی نیند لے کر شہریار بھی اٹھ چکا تھا اور لئیق کا میسج پڑھتے ہی وہ فریش ہونے جا چکا تھا، ان سب کے جندل محل جاتے ہی وہ بھی تھانے جانے والا تھا۔

"شیری۔۔ نکل بھی آئیں، آپکو بائے کہے بنا نہیں جا پاؤں گی۔۔۔۔"

لپ ٹنٹ تھوڑا گہرا پنک کیے مانی نے بے قراری سے ہانک لگائی اور اسی لمحے شاور بند ہونے کی آواز پر مانی کی آنکھوں میں بے خود سی چمک جگی۔

"میری ہر بات کو اہمیت دینے لگے ہیں، میرے لیے یہی کافی ہے۔ مجھے یوں دیکھ کر آپکا دل شرطیہ دھڑکے گا، ٹوڈے آئی وانٹ سمتھنگ سپیشل فرام یو"

الوہی مسکراہٹ چہرے کے خدوخال میں بسائے وہ زرا پیچھے جا کر اپنا مکمل سراپا تکتی چھینپا سا اپنی چاہت کا سوچے گلاب بنی مسکائی، بالکل کم سنورنے کے باوجود وہ انتہا کی خوبصورت لگ رہی تھی۔

اسکے قدرتی بلش رکھتے چہرے کے خدوخال، شہریار جدون کو مائل کرنے کی اہلیت رکھتے تھے۔

مزید دو منٹ گزرے تو واش روم کے دروازے کے کھلنے پر شیری بلیک پلین سلم فٹ پینٹ اور وائیٹ ویسٹ میں ملبوس نم نم خلیے میں ٹاول گلے میں لٹکائے باہر نکلا تو مانی اسکے جان لیوا سراپے سے دقت سے نظر ہٹاتی اسکے زخم کی فکر میں قریب چلی آئی، کسرت کرتے اسکے بازو ویسٹ سے جھلک رہے تھے، وہ تازہ دم ہو کر وہ ویسے ہی مانی کو اپنے وجیہہ حسن سے بہکا رہا تھا۔

"شیری۔۔۔آپ نے نہا لیا کیا؟ زخم میں پانی نہیں گیا ہو گا"

مانی نے اسکی گردن میں لٹکے ٹاول کو پکڑنا چاہا مگر وہ اسکے ہاتھ کو پکڑ کر نرمی سے اپنے وجود سے دور کرتا آئینے کے سامنے جا کر جما، مانی نے اسکا گریز محسوس کیا اور یہ بھی کہ شیری نے اسے دیکھا تک نہ تھا۔

نہانے سے پہلے زخم کو ور کیا تھا، ڈونٹ وری۔۔۔ تم جاوا بھی تک یہیں "ٹہل رہی ہو۔۔۔۔"

شیری نے اپنے بینڈ تج کو ہاتھ کی پوروں سے چھو کر درست کرتے اسے ہنوز بنا دیکھے اطلاع دی جو جانے کے بجائے اسکے روبرو ہی آ کھڑی ہوئی جیسے چاہتی ہی نہ ہو کہ وہ شخص سکون سے رہے۔

" شیری۔۔۔ پلیز آج گھر رہ کر ریسٹ کرنا آپ۔۔۔"

اسکی تیاری بھانپے مانی کے ملتجی ہو کر گزارش کرنے پر شیری نے سرسری سا اسے نظر آئینے سے سر کا کر اسکو دیکھا جو اسکے لیے بے قرار تھی۔

اولیو، سلور اینڈ وائیٹ میں چہرے کی دلفریب سرخیوں کے سنگ وہ جان، دل اور روح تک کو پیاری لگی، شہریار جدون کی آنکھوں نے مبہوت ہوئے

اقرار کیا پر جلد ہی اس کے سراپے سے نظر سمیٹ کر چرالی، وہ اسکے مقابلے میں بہت کمزور و نازک تھی اور وہ اس سفر میں قدم رکھتا تو سب اجاڑ دیتا۔

"گھر ہی رہوں گا۔ تمہارے بھیو سے اہم ملاقات ہے، کچھ دیر تک آجاوں گا۔ تم لوگ بھی جلدی واپس آجانا"

شیری نے گردن موڑی اور قدم کبرڈ کی طرف بڑھائے، بہت لائیٹ سی ڈل سنگر یا کلر شرٹ پہننے کے لیے نکالی۔

"ٹھیک ہے آجائیں گے، آپ ٹھیک ہیں نہ اب؟"

مانی نے مسکرا کر استفسار کیا اور وہ اسی بے چینی پر گھوم کر پلٹا اور بغور مانی کا اس بار بھرپور جائزہ لیا۔

"کیا ٹھیک نہیں لگ رہا؟ تم کچھ زیادہ ہی میری بوا نہیں بن رہی، مجھے یہ سب پسند نہیں ہے۔۔۔ جاو ممی بابا ویٹ کر رہے ہوں گے۔"

ٹاول گردن سے نکال کر ہینگ کی اور شرٹ پہنی جس پر مانی کی نظریں شدت سے جمی تھیں، وہ اس سے کترا رہا تھا، گھبرا رہا تھا لیکن ویسا کچھ نہیں کر پا رہا تھا جو مانی چاہتی تھی۔

"کیا واقعی چلی جاوں؟"

شیری کے چہرے پر پر شوق سی مگر مایوسی بھری نگاہ ڈالے مانی بولی تو وہ شرٹ پہن کر پلٹا اور عجیب سی نظروں سے مانی کو دیکھنے لگا۔

مگر پھر نظروں میں مانی کی عام سے کچھ زیادہ تیاری آئی تو آنکھوں کی اجنبیت کم کیے وہ مانی کے نزدیک بڑھا۔

"کیوں، جانے کا دل نہیں چاہ رہا"

شیری کے اپنی طرف بڑھتے قدموں پر وہ خفیف سا بوکھلائی مگر شیری کے سوال نے رہی سہی پر اعتمادی بھی چھینی کیونکہ وہ اسے قریب آکر ڈریسنگ سے لاک کر چکا تھا، عین روبرو آتے، جب مانی کے پیچھے سرکنے کی جگہ ختم ہوئی تو شیری نے اپنے قدم بھی روکے۔

دل تو چاہ رہا ہے لیکن آپ سے دور جانا مشکل ہے شیری، میرے دور"

"جانے پر پھر سے آپکو کچھ ہو گیا تو

گھبراہٹ چھپانے کی کوشش کیے مانی نے اپنا ڈر اس کی آنکھوں میں دیکھ کر ظاہر کیا جس پر شیری کی آنکھوں میں نا جانے کیسا خمار اترا کہ وہ اپنا ہاتھ بڑھا کر مانی کی کمر پر ٹکائے اسے اپنے قریب نہ صرف کر چکا تھا بلکہ اس اپنائیت بھرے حصار میں مانی نے غیر ارادہ اسکی شرٹ کو مٹھی میں بھینچا اور سہم کر شیری کی جذبات سے مبہم سی لال پڑتی آنکھوں میں دیکھا۔

"تم کیا خود کو میرا باڈی گارڈ سمجھ رہی ہو؟"

شیری نے ہنوز اپنی آنکھوں میں اسکا چہرہ مرکوز کیے اسکے چہرے کے بھٹکاتے خدوخال سے خود کو بچائے سوال کیا، مانی نے بنا سوچے نفی میں سر کو جنبش دی۔

" امام ضامن۔۔۔۔"

اسکے دو لفظوں نے شیری سے کہنے اور سننے کی سکت لمحہ بھر سلب کی، اسکی آنکھوں کا مرکز مانی کے گلابی بھرے بھرے ہونٹ تھے، پھر وہ آنکھیں جو روح تک جھانک لیتی تھیں۔

"اور اگر تمہاری موجودگی میں مجھے کچھ ہو گیا مسنی پھر؟"

کچھ دیر وہ چپ رہا بس اس لڑکی کی آنکھیں کھوجتا رہا، اور اسکے بعد اسکے پوچھے سوال پر مانی کو لگا دل کسی نے مٹھی میں لیا ہو، مانی نے اسکی چہرے تک پھیلتی پر تپش سانس کے حصار میں گھبرا کر سانس کھینچا۔

"میری موجودگی میں آپکو کچھ نہیں ہو گا"

ڈر سا لہجے میں چھپائے بھی وہ پر یقین تھی تبھی وہ لمحہ بھر مسکرا کر نظر مانی کے چہرے سے ہٹائے، اپنا ہاتھ بڑھا کر اسکے بالوں کو چھونے لگا، عجیب سا سرور مانی کو اسکے یوں قریب ملا کہ وہ دور جانے کا سوچ کر ہی دل ڈوبتا محسوس کرنے لگی۔

"اور اگر کہوں کہ تمہاری موجودگی میں مجھے کچھ ہو رہا ہے تو؟"

مانی کے چہرے کو پر خمار، جذبات سے اٹی نظروں کا محور واپس بنائے سوال آیا تبھی وہ اسے دیکھتی تمام تر دلکشی کے مسکرائی اور بے اختیار اپنے ملائم ہونٹوں سے شہریار کی گال چھوئی، اس ایک لمحے میں بہت کچھ ہوا تھا، شہریار جدون کا دل دھڑکا تھا اور مانی کا ہونٹوں سے زرا پرے مس ہوتے شیری کے ہونٹوں کا لمس محسوس کیے دل رک گیا۔

تو یہیں کہوں گی کہ پہلے اس اپنے جیسی سر پھری بیماری کا نام معلوم "
" کریں، تبھی علاج کر کے شفاء دوں گی۔۔۔۔

شہریار کو بے حواس ہی چھوڑے وہ کہہ کر اپنی خوشبودار و طلسمی موجودگی کا سحر سمیٹے کب اس شخص کی نظروں سے اوجھل ہوئی، شہریار سمجھ ہی نہ سکا کہ ہوا کیا ہے، حتی کہ وہ بے ارادہ اسکو پکارنے کے لیے پیچھے تک گیا مگر دروازے تک پہنچ کر اپنے قدم، اپنے بھٹکتے دل کی طرح روک لیے۔

جب چاہتا ہوں کہیں مت جاو تو ہمیشہ چلی جاتی ہو، کاش تمہیں روک "
"لیتا

اپنی روح کو جنجھوڑتی اس لڑکی کی موجودگی اس شخص کو عادی بنا رہی تھی،
اور یہ عادت شہریار جدون کی فطرت بنتی دیکھائی دے رہی تھی۔
وہاں سے وہ چلی تو گئی پر اپنا دھڑکتا ہوا دل شیری کو ہی سونپ گئی۔

.._____..

سیلی اور لعلین بروقت آپائمنٹمنٹ کے لیے ہوسپٹل پہنچ چکی تھیں اور ہانیہ دونوں کو دیکھ کر بہت خوش بھی تھی اور پرجوش بھی۔
لعلین کے کچھ ٹیسٹ ہوئے تھے جن میں سے بلڈ ٹیسٹ کی رپورٹس پرسوں آنی تھیں، مگر سیلی کی بلڈ رپورٹس پازیٹیو آچکی تھیں کیونکہ وہ دن پہلے آخر بلڈ سنپل دے چکی تھی اور لعلین یہاں آتے وقت جتنی اداس تھی، خالا بننے کی خوشی نے سارے ڈر و خوف نگل لیے تھے۔

لیکن سیلنا آپکو بہت کیئر کرنی ہے، آپکی اٹیچ زیادہ ہے سو احتیاط بھی اسی"
حساب سے بھرپور ہونی چاہیے۔پہلے تین ماہ تو آپکو فل بیڈ ریسٹ سجیسٹ
کروں گی۔آپ اور مسٹر بھجت ایک صحت مند بچے کے ماں باپ بنیں، یہ
"دل سے دعا ہے
سیلی کی آنکھیں نم بھی تھیں اور دل شادی مرگ کی سی کیفیت میں مبتلا تھا،
کنفرمیشن کے بعد تو سیلی سے اپنے آنسو روکنے بالکل محال تھے، بھجت کی
خوشی کا لمحہ سوچ سوچ دل نہال ہوئے جا رہا تھا۔
آمین۔۔سن رہی ہیں نہ آپیا۔۔۔۔اب سے فل ریسٹ۔میں بتا نہیں سکتی"
کہ کتنی ایکسائیڈ ہوں۔۔اف کوئی مجھے خالا کہنے والا آ رہا ہے۔۔۔۔۔۔۔،
"دل کر رہا ہے جھوم جھوم کر دنیا کو بتاوں
لعلین کے چہرے اور لہجے کی ہمکتی خوشی پر سیلی اور ہانیہ دونوں ہی ہنس
دیں۔
" کیا پتا کوئی آپکو مما کہنے بھی آ رہا ہو۔۔۔۔"

ہانیہ کی بات پر لعلین لمحہ بھر گنگ ہوئی پھر بے یقینی سے سیلنا کی طرف دیکھا۔

"لیکن ایسے تو کوئی آثار نہیں ہیں، یورین ٹیسٹ نیگیٹو ہے پھر کیسے؟" لعلین نے ہچکچاتے ہوئے استفسار کیا۔

"مجھے فائنل رپورٹس کے لیے آپکا بلڈ ٹیسٹ چاہیے اور فائنل دو دن بعد ہی ہو گا پیاری لڑکی، چونکہ ہوسپٹل کی لیبارٹری میں کچھ تعمیراتی کام چل رہا سو آپکا بلڈ ٹیسٹ کے لیے ہم نے اپنی دوسری لیبارٹری بھیجا ہے، کل یا پرسوں تک آئیں گی رپورٹس اور اسی کے بعد آپکی ابڈامنیل ہیلتھ اور پریگننسی کے بارے کچھ کہا جا سکتا ہے لیکن مجھے اچھی وائبز آ رہی ہیں، بعض اوقات پریگنسی کے آثار جلدی سامنے نہیں آتے، تو میں کسی عام سے ٹیسٹ کے بجائے آپکا بلڈ ٹیسٹ ہی کانٹ اینڈ کنسیڈر کروں گی تاکہ رپورٹس سولڈ اور ٹھیک آئیں۔ یورین ٹیسٹ کے نیگیٹو آنے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ بلڈ ٹیسٹ بھی نیگیٹو آئے، میں نے بہت سی لیڈیز میں

دیکھا ہے جنکی پریگنسی بلڈ ٹیسٹ میں پازیٹیو اور یورین ٹیسٹ میں نیگیٹو ہوتی ہے۔خون میں پریگنیسی جلد سامنے آجاتی ہے۔۔سو آپ امید قائم رکھیں"

ہانیہ کی یہ باتیں لعلین کے دل کو عجیب سی خوشی دے چکی تھیں، بے ساختہ ہاتھ دل پر جا جما جیسے دھڑکن بڑھ سی گئی ہو۔

"ان شاءاللہ، اسے دیکھ کر مجھے بھی اچھی وائبز آرہی ہیں اور مجھے لگتا ہے کہ یہ اگر ابھی نہیں بھی ہے تو جلد ممی بننے والی ہے۔۔۔۔"

سیلی نے اسکی گھبراہٹ مزید بڑھائی تو دونوں کو شرارت بھرا مسکراتا دیکھ کر لعلین کا چہرہ حیا سے بلش ہوا اور لمحہ بھر اس کیفیت نے لعلین کی سانسیں اور ڈھڑکنیں بے ترتیب کیں۔

"بالکل سیلنا، لعلین نے جو مجھے پرسنلی سب بتایا اسکے مطابق یہ امید سے ہو سکتی ہیں، آپ تو جانتی ہیں یہ سارے معاملات۔ڈاکٹر سے لیڈیز کا کچھ پرسنل نہیں رہتا۔اور جو سنیر وانہوں نے بتایا اور جتنے دن ہو چکے ہیں انکی

ڈاون طبعیت کو، مجھے تو لگتا ہے اچھا سائن ہے۔ لعلین کو لے کر میں کچھ ہوا
میں کہنا نہیں چاہتی سو پوری تصدیق ہونے کے بعد ہی ہم کچھ سوچیں
گے۔۔۔ لیکن ایک بات ڈن ہے، پریگنیسنی ایزی نہیں ہو گی آپکی، ایک
بے بی کے بننے سے دنیا میں آنے تک آپ کچھ اندرونی تکالیف کا شکار
بہر حال رہیں گی کیونکہ آپکا باڈی سسٹم ویک ہو چکا ہے، لیکن اللہ کا شکر ادا
کریں کہ آپکو یہ صلاحیت اس رب نے لوٹا دی کہ کم از کم آپ ماں بننے کا
سفر شروع کر سکتی ہیں"

ہانیہ کی امید دلاتی باتوں نے لعلین کو بہت حوصلہ دیا تھا اور اب دو دن کا
انتظار صدیوں کے انتظار کے مترادف تھا لیکن ضروری بھی تھا۔

وہ دونوں جب تک ہوسپٹل سے فری ہوئیں، دن کا ڈیڑھ بج گیا تھا اور پھر
دونوں نے ہلکا پھلکا کچھ باہر ہی کھایا، پھر لعلین کچھ دیر کلب گئی، علی اور باقی
فٹ بال ٹیم پلئیر سے ملاقات کی، اور جب تک وہ دونوں واپس جندل محل
پہنچیں تو کافی سارے پیارے مہمان پہنچ چکے تھے۔

لال نور نے اپنی ماں کو بھی معاف کر دیا، اور پھر لنچ پر مانی، افروہیم صاحب اور گل لالہ نے آمد نے ماحول مزید خوشگوار کر دیا۔

مانی اتنی بڑی اور پیاری ہو گئی تھی کہ لال نور کو تو پہلے یقین ہی نہ آیا کہ یہ وہی آٹھ سال پہلے کی ننھی گڑیا ہے، اور جندل محل کی خوشیوں کو کسی کی نظر لگتی یا نہ لگتی، عنقریب بہت بڑا بھونچال آکر سب ضرور بکھیر دینے والا تھا۔

.._____..

اسکی گاڑی کے تھانے کے حدود کے اندر آتے ہی شیری کو لئیق کی آنے کی خبر اسکے لوگوں سے مل چکی تھی مگر وہ پھر بھی رکا۔

"علیش کا کیا کیا تم لوگوں نے؟"

شہریار کے تند ہی سے استفسار پر دونوں اہل کاروں نے ایک دوسرے کا چہرہ دیکھا۔

"جو آپ نے کہا تھا سر، آفتاب منصوری کو اسکی لاش و دنوٹ بھیج دی ہے" دائیں طرف کھڑے آدمی نے جو کہا اس پر شہریار کے چہرے پر نفرت سی ابھر کر معدوم ہوئی۔

"بہت خوب، اب اس بھیڑیے کے اپنی خندق سے نکلنے کا انتظار کریں گے۔۔۔مجھے اور لئیق کو کوئی ڈسٹرب نہ کرے"

شیری کی تاکید پر دونوں نے فرمابرداری سے سر ہلایا تو شیری بھی اپنے مین آفس کی سمت بڑھا۔

اور لئیق کو وہاں دیکھ کر آج ناپسندیدگی اور ناگواری کے جذبات غائب تھے پھر بھی چہرے پر سنجیدگی سجائے وہ نا صرف اندر داخل ہوا بلکہ لئیق کی جانب دیکھے بنا اپنی کرسی سنبھالی۔

لئیق نے فون میز پر رکھے تمام تر توجہ شہریار پر دی۔

"طبعیت کیسی ہے اب؟"

لئیق کو اسکی بہر حال فکر تھی اور لئیق کے پوچھنے پر وہ مزید سنجیدہ ہوا۔

"ٹھیک ہوں، کیا خبریں ہیں"

شہریار سیدھا سبھاو مدعے ہر آیا تو لئیق نے بھی اسے تمام حقائق بناوقت ضائع کیے بتائے، جبکہ آفتاب منصوری کے حوالے سے لئیق کے جو شبہات تھے وہ بھی اس نے سامنے رکھے، بس ڈیول کے خلاف ہوتی انکوائری کی بات چھپالی، مصلحت کے تحت۔۔

"وہ میرے اور ہارون کے بلاوجہ منہ لگتا تھا، عجیب سائیکو انسان تھا۔ ہم نے ہر بار اسکی بے ہودگی اور ہٹ دھرمی کو ہلکا لیا، اسکی ہر ممکنہ کوشش ہم دو کو بے عزت کرنا، بے چین کرنا تھا۔ وہ اسی کے گروپ کا لڑکا تھا، یار تھا اسکا۔ مجھے اور ہارون کو ٹرینگ سے نکلوانے کے لیے اپنے اسی یار کے ساتھ مل کر ڈرگ کی سکیم چلانے والا تھا مگر عین وقت پر اپنے ہی دوست سے منہ ماری اور ہاتھا پائی کے بیچ وہ آدمی آکیڈمی کے چھت سے گر کر مر گیا،

میں نے اور ہارون نے اسکی وڈیو بنالی، لیکن یہ سچ تھا کہ وہ اسے مارنا نہیں چاہتا تھا۔ یہ ایک چھینا جھپٹی کے سبب ہوتا حادثہ تھا مگر ہم مزید اسکی نہ شکل برداشت کر سکتے تھے نہ موجودگی تو وہ وڈیو وائرل کر دی جسکے باعث اسکا وقتی طور پر کیئریئر تباہ ہو گیا لیکن ہم جانتے تھے کہ جیسے ہی وہ وڈیو کسی ایسا ہی ایکسپرٹ کے ہاتھ لگی، وہ قتل اور حادثے کا فرق جان لے گا، اور ہوا۔۔۔اس پر لگتے قتل کا الزام جلد ہی مٹ گیا، لیکن ہمارا مقصد بس اپنی ٹریننگ کے بیچ اس منحوس سے نجات تھا جو پورا ہو گیا۔۔۔اسکے بعد تو ہمیں یاد بھی نہیں رہا وہ، لیکن امید نہیں تھی وہ اس سب کو انا کا مسئلہ بنا کر ہماری جان لینے پر اتر آئے گا۔۔۔۔ہارون کو اسی کے آدمی علیش نے مارا ہے اور آفتاب کو یہ آرڈرز تنظیم نے دیے اور اس سے صاف واضح ہے کہ آفتاب منصوری بھی اس دشمن کا مائل، ٹینا اور ہارون کی طرح خاص آدمی ہے۔۔۔۔"

شیری کی یہ سب باتیں اور اعترافات سن کر لئیق کے چہرے پر بھی تشویش اتری۔

یعنی اسکے تمام اندازے درست تھے۔

مطلب وہ تم دونوں کی دوستی سے حسد کرتا تھا، اور پہلے تم دو کو الگ" کرنے میں لگا رہا اور پھر اس ذلت کا بدلا لینے کے لیے اس نے ہارون کی موت کے بعد تمہیں مارنے کی ٹھانی۔۔۔۔۔ لیکن وہ ایک قابل رحم روپ بھی رکھتا ہے، بحیثیت باپ۔۔۔۔۔ مجھے بہت افسوس ہوا، ہر گناہ کے پیچھے ایک گناہ گار ہوتا ہے اور ہر گناہ گار کے پیچھے ایک لا متناہی تکلیف۔۔۔۔ خیر" دیکھتے ہیں علیش کی موت پر اسکا کیا ری ایکشن آتا ہے

لئیق کو یہ معاملہ توقع سے زیادہ سیدھا لگا تو اس نے بات سمیٹی جبکہ شیری ہر گز پر سکون نہ تھا، خاص کر مانی کو لے کر۔

وہ کھل کر سامنے آئے یہی مقصد تھا میرا، ورنہ اس رذیل علیش کو زندہ" " زمین میں گاڑ کر ہارون کی موت کا بدلا لیتا۔۔۔۔

شیری کی آواز تیز اور لہجہ خود ہی کڑواہٹ سے لبریز ہوا۔

"مانی اور بابا کی گاڑی کا کچھ لوگ آجکل پیچھا کرتے نظر آئے ہیں، اس شخص کی نظر مانی پر ہے یہ واضح ہے تبھی میں نے علیش کی لاش اسے بھجوا کر طیش دلانے کی کوشش کی ہے تاکہ وہ یہ پیٹھ پیچھے کرتے واروں کے بجائے میرے سامنے آئے"

لئیق اسکے لہجے کو بڑی دلچسپی سے آبزرو کر رہا تھا اور جس طرح اس نے مانی کا نام لیا، لئیق کو خوشی ہوئی کہ چلو اس نے خود ہی موضوع بدل لیا، یہ سب لئیق کو پہلے ہی معلوم تھا، اسکی چھٹی حس اسے اکثر قبل از وقت باعلم کر دیتی تھی۔

"مانی پر ہاتھ ڈالنے کی غلطی کرے گا تو رہی سہی رعایت اور رحم ختم۔۔۔ تم ہر وہ اقدام اٹھاو جو تمہیں ضروری لگتا ہے، تم سے کچھ اور بھی کہنا تھا

اول جملہ غائبانہ غصہ دبائے ادا کرتے لئیق نے زرا سا مقابل ہو کر کرسی سے آگے سرک کر دونوں ہاتھ میز پر ٹکاتے تمہید باندھی تو شیری نے تمام تر توجہ لئیق پر جمائی۔

"اپنی ذات پر بات نہیں کرنا چاہتا نہ فی الحال تمہاری شرط پر بات کرنے کا"

"مناسب وقت ہے لئیق، میں نے بھجت کو بتا دیا تھا۔ تم اس سے پوچھ لینا بات کو ٹالتے ہوئے وہ موضوع سے ہٹنے کی کوشش میں تھا مگر لئیق نے اسے ایسا کرنے نہ دیا اور درشتی سے بات کاٹی۔

"دیکھو شہریار، وہ شرط مانی کے دکھ کو کم کرنے اور تمہاری ضد کو توڑنے کے لیے رکھی تھی۔ میں جانتا ہوں انسان چند دن کسی بے زبان جانور کے ساتھ رہے تو اسکی بھی سنگین عادت ہو جاتی ہے اور ہم جیتے جاگتے انسان ہیں، جذبات اور احساسات میں کہیں زیادہ مضبوط اور شدت پسند۔"

لئیق کی ان ساری غیر واضح باتوں پر وہ الجھ کر اسکی طرف دیکھنے لگا جیسے اسے لئیق کا ایک لفظ بھی سمجھ نہ آیا ہو۔

یعنی تم یہ کہنا چاہتے ہو اب مجھے اسکے سامنے خود کو برا ثابت کرنے کی"
ضرورت نہیں؟ لیکن اس کھیل میں شہریار جدون خود کے لیے برا بن گیا۔
تم یہ مہربانی میری تکلیف کو کم کرنے کے لیے کر رہے ہو لیکن یقین مانو
لئیق ایزد، اب یہ پہلے سے بڑا ظلم ہو گا۔ اپنے چند اختتامی کام مکمل کرتے ہی
خود کے تمام جرائم قبول کر کے پھر سے سبکی زندگیوں سے مائنس ہو جاوں
گا۔۔۔۔۔ تو تم بتاو، ہمیں جو ایک دوسرے کی عادت ہے، وہ کتنی تکلیف
دے گی۔۔۔۔۔ میری زندگی کا کوئی خاص مقصد نہیں رہا کہ میں اس سزا
سے بچنے کی کوشش کروں، سومانی کے لیے پہلے سے زیادہ پریشان
ہوں۔۔۔۔ کیا کروں اسکا؟ کہاں پر اسکی جگہ ترتیب دوں۔۔۔۔ دل میں،
"دھیان میں یا اپنے ساتھ گھسیٹ کر گزرتی زندگی میں
وہ تکلیف میں نہیں تھا مگر یہ اذیت بھرے لفظ اسکے اندر کا ویران جزیرہ
دریافت کر رہے تھے، لئیق ایزد علوی نے اس فیصلے کے ایسے جان لیوا اور
خزن و ملال سے بھرے نتائج نہیں سوچے تھے۔

نارمل ہونے کی کوشش کرو، زندگی سزاو جزا پر ختم نہیں ہوتی شہریار"
جدون۔۔۔زندگی ان مشکلات کو سہہ کر اور ان امتحانوں میں ثابت قدم رہ
کر گزاری جاتی ہے۔اپنی زندگی کو ان سرد سوچوں کے حوالے مت کرو، وہ
ایک اچھی ہمدرد بنے گی تمہاری۔ تم سے محبت کے علاوہ اس نے اپنے سے
جڑوں کو آج تک مایوس نہیں کیا نہ اپنی تربیت پر کبھی سیاہی لگنے دی،
تمہارے معاملے میں وہ حد سے گزری یہ واحد غلطی تھی اسکی اور اب مجھے
بھی لگتا ہے کہ اسکا تم سے جڑتا یہ رشتہ اللہ کی رضا ہی تھی۔ ہم سب کسی نہ
کسی کے لیے ضروری ہوتے ہیں، سو اس فرد کے جذبات کی قدر ہی ہمیں
"زیب دیتی ہے
وہ جانتا تھا اس وقت شہریار کسی قسم کے لیکچر کو سہہ نہیں سکتا تبھی اپنی بات
مکمل کرتے ہی وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا تو شیری نے بھی کھڑے ہوتے،
خود کو مہربان نظروں سے تکتے لئیق کو یوں دیکھا جیسے کسی میں ہمت ختم ہو
چکی ہو۔

"لیکن میں اس سب پر مطمئین نہیں"

وہ اب بھی عجیب و غریب سوچ رہا تھا۔

محبت کا جواب محبت سے دینا تو اس دنیا کا سب سے آسان کام ہے شہر یار" جدون، تب تو اور سہل ہو جاتا ہے جب دل کسی دکھ میں ہو، اس حالت میں کسی کا بے لوث چاہنا کسی بھی دوا سے زیادہ اثر انگیز ہوتا ہے۔ تمہیں نہیں لگتا کہ ذاتی دکھ صرف ذات سے جڑے بہت قریبی فرد کو ہی بتانے چاہیں۔

" وہ عمر میں چھوٹی سہی، سمجھداری میں شاید مجھ سے بھی آگے ہے۔۔۔۔ لئیق کا لفظ لفظ بظاہر تو اسکے دل کے بوجھ اتار رہا تھا مگر شہر یار جدون کو اپنی آنکھیں اور ذہن بھاری محسوس ہو رہا تھا۔

چھوٹی سی زندگی ہے، اسے گھمبیر نہ بناو، جو وقت آزاد میسر ہے اسے آزاد" پرندے کی طرح گزارو۔۔۔۔ امید کروں گا کہ تم مانی کو مزید کسی آزمائش میں مبتلا نہیں کرو گے، تم اسے محبت نہیں دے سکتے لیکن جو اپنا نام دے رکھا ہے وہ اسکے پاس رہنے دو۔۔۔۔ باقی اللہ پر چھوڑ

دو۔۔۔۔میں نے تمہیں ہر شرط سے آزاد کر دیا ہے، دل کو ہلکا کرو اور "بھرپور توجہ اس نئے دشمن پر دو۔۔۔۔۔میں تم سے رابطے میں رہوں گا شہریار کی طرف بڑھے وہ اسکا کندھا ہمدردانہ انداز سے تھپک کر اپنی بات ختم کرتا اسکو ڈھارس بندھاتی نظروں سے تکتا دروازے کی سمت بڑھ گیا اور شہریار جدون کن پٹی کی ابھرتی رگوں کو مسلتا ہوا واپس کرسی سنبھالے بیٹھا، دل عجیب بے چین ہو رہا تھا۔

سمجھ سے باہر تھا کہ دل کے نہاں خانے میں اتنی افراتفری کیوں ہے۔

وہیں دوسری جانب آفتاب منصوری کے سامنے زمین پر اسکا سب سے خاص آدمی مرا پڑا تھا اور اسکی آنکھوں سے آگ نما نادیدہ شعلے لپک رہے تھے۔

دو اسکے آدمی لاش کے کچھ فاصلے پر کھڑے اس مخدوش حالت میں پہنچے آفتاب کو دیکھ رہے تھے جو علیش کے ہاتھ میں رکھا وہ نوٹ جھک کر نکالنے کے بعد جبڑے بھینچ کر اسے پڑھنے لگا۔

بزدلوں کی طرح پیٹھ پیچھے وار کرنے والوں کو ہم بڑے گندے نام سے "
پکارتے ہیں منصوری، امید نہیں تھی کہ ہم سے انتقام لینے کی خاطر تم اپنے
ملک تک سے غداری کر گزروگے۔۔۔۔میں نے توحدیں پھلانگنے میں
احتیاط برتی لیکن تم کمینگی کے سارے درجے عبور کر گئے۔وہ حادثہ سہی پر
ہارون کی موت سے تم نے اپنے ہاتھ رنگ لیے اوراب میرے پاس
تمہارے لیے رحم کی بھیک بھی نہیں رہی۔۔۔۔۔تم مجھے مارنا چاہتے ہو تو
مرد کے بچے کی طرح میرے سامنے آنے کی جرت کرو۔ تمہیں اسی بل
میں زندہ نہ دفنادیا تو میرا نام شہریار جدون نہیں۔یہ ٹریلر تھا،اس بات کا کہ
ڈیول کا انتقام شروع ہی انتہا سے ہوتا ہے۔۔۔۔اب تم خود سوچ لو کہ
میری درندگی کا اختتام کس درجہ دل دہلاتا ہوا ہو گا۔میرے کسی پیارے پر
اپنی گندی نظر ڈالنے سے پہلے یہ سوچ لینا کہ میرے قبضے میں جب آوگے تو
دینا اپنے اس گند کو سب سے پہلے میں تمہاری آنکھیں ہی نوچوں گا۔دفنا

خود ہی، اور خود اپنی بل سے نکل کر باہر آو، ڈیول کی جہنم تمہاری شدت
"سے منتظر ہے۔۔۔۔

شہریار جدون کا بھیجا یہ نوٹ پڑھتے ہوئے آفتاب منصوری کی رگوں میں اسکا لہو کھول چکا تھا، وہ نوٹ پیپر اپنی مٹھی میں بھینچے وہ حلق کے بل دھاڑا۔ یہاں تک کہ اسکی وہشت سے بھری دھاڑ پر اسکا بنگلہ تھرا اٹھا۔

"ڈیول! تمہیں میری آنکھیں نوچنے کا موقع نہیں ملے گا کیونکہ میں اب
"تمہارے سینے سے تمہارا دل نکال لوں گا۔۔۔۔۔

اس وقت اس درندے پر خون سوار تھا، اسکی آنکھیں ہی نہیں لہجہ بھی جہنم کی طرح سلگ رہا تھا۔ اپنے آدمیوں پر خونخوار نگاہ ڈالے وہ انکو بھی حراساں کر رہا تھا۔

"ٹوکیو کو خبر کرو، اسکی بیوی کو جتنا جلدی ہو سکے اٹھاو، اس بیچ جو بھی
مزاحمت کرے اسے کاٹ کے رکھ دینا، اب تم نے آفتاب منصوری کی مردانگی للکار لی ہے شہریار، اب تمہیں بتانا ہی پڑے گا کہ میں ہوں

کون۔۔۔اب تمہارے سامنے آوں گا مگر تب جب تم سر اٹھانے کے لائق
"نہیں رہو گے۔۔۔۔۔

اس شخص کی آنکھوں سے ابلتی ہوئی نفرت یہ بتانے کے لیے کافی تھی کہ وہ درندگی کے بھی ہر درجے کو پار جانے کا تہیہ کر چکا تھا۔

خدا محبت کرنے والوں کی خیر کرے۔

....★☆☆☆☆☆★....

"You have to avoid moving the arm too much for a week, water should not go to the wound for a few days, take special care of this. The wound is very deep,

God willing, there could have been a great loss, you could have died."

آپکوایک ہفتہ بازوزیادہ ہلانے سے گریز کرنا ہے،اوردھیان رکھیے گا کچھ دن زخم تک پانی نہ جائے۔زخم بہت گہرا ہے،خدانخواستہ کوئی بڑانقصان بھی ہوسکتا تھا،آپ مر بھی سکتے تھے۔"

ڈاکٹر کے لہجے میں صاف فکر تھی مگر لوئے کی آنکھوں میں اس وقت عجیب سا خمار چھایا تھا، جبکہ اسکا اہم کلب کا ساتھی پوریز بھی پریشان سا کچھ فاصلے پر کھڑا ڈاکٹر کی بتائی احتیاط پر سر ہلا رہا تھا۔

"Thank you very much sir, will take care."

"(آپکا بہت شکریہ جناب،احتیاط برتی جائے گی۔)

ڈاکٹر ایک آخری سرسری سی نگاہ اس سر پھرے مریض پر ڈالے کمرے سے نکلا تو لوئے نے اپنے پاس آکر رکتے پوریز کو مشکوک نظروں سے دیکھا جسکے ہاتھ میں دھرا فون رنگ کر رہا تھا۔

"سوری سر، لیکن یارق برو کو آپکی تمام تر خبر مل چکی ہے۔ پچھلے دو گھنٹے میں یہ انکی ساتویں کال ہے"

پوریز نے معذرت کرتے لوئے کا فون اسکی طرف بڑھایا تو اسکے ماتھے پر خفیف سی شکن اتری، جانتا تھا یارق اس سب پر کبھی نہیں بخشے گا۔

"اب ہو گی اس سے میری لمبی کلاس۔۔۔ خیر میں کرتا ہوں بات تم لارا کی خیریت دریافت کرو اور اس لڑکی کی کیا حالت ہے یہ بھی مجھے پل پل کی خبر دے کر بتاو"

لوئے نے اس سے فون لیا اور سرد لہجے میں تاکید کی جس پر وہ فرمابرداری سے ہوسپٹل کے روم سے باہر نکلا۔

لوئے نے درد کی ٹیس سی اٹھنے پر بری سی شکل بنائے زراٹیک لگاتے ہی کال پک کی جہاں یارق پاشا دہکے ہوئے آتش فشاں کو مات دے چکا تھا،اس کا بس نہیں چل رہا تھا ابھی آسٹن سے آکر اس کمینے کی گردن مڑور دے۔

"ابھی مت ڈانٹنا یار۔۔۔ابھی بڑے درد میں ہوں"

وہ جو اسکی فون پر ہی درگت بنانے والا تھا،لوئے کی تاسف بھری تمہید پر جبڑے بھینچ کر رہ گیا۔

"یہ تیرے درد تیری اپنی پیدا کردہ خرافات ہیں سمجھا، کر کیا رہا ہے تو لوئے بہزاد؟اس لڑکی کو منا رہا ہے یا مزید خود سے نفرت پر اکسا رہا ہے؟تم دونوں میرا یادل فیل کرواو گے یا میٹر گماو گے۔لوئے باز آجا،ورنہ تو مجھے ایک بھیانک روپ میں دیکھے گا۔کیا ضرورت تھی اس تھرڈ کلاس ڈرامے کی؟مر جاتا تو کیا کرتا میں؟تو نے ایک بار بھی نہیں سوچا۔۔۔۔۔"

تکلیف کے سنگ یارق کا پھٹ پڑنا جائز تھا مگر لوئے جیسے سر پھرے کے نزدیک اذیت سے نکلنے کے لیے یہی آخری راستہ تھا۔

مجھے یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ لڑکی مجھ سے نفرت کر کے میری جان لے"
سکتی ہے، نہیں لے سکتی وہ میری جان۔۔ خود کو اسکے ہاتھ سے یہ زخم خود
لگایا ہے لیکن چاہتا ہوں وہ اس بات کا احساس کرے کہ مجھے کچھ ہوا تو مر وہ
بھی جائے گی۔ اسکے علاوہ اس نے میرے جیسے بد دماغ کے پاس کوئی حل
نہیں چھوڑا تھا یارق"

اس شخص کی طرح اسکی وضاحتیں بھی بے ڈھنگی تھیں، یارق نے اضطرابی
انداز میں اپنے آفس روم میں چکر کاٹتے یہ خرافاتی منتق سنے خود کو یوں
کرسی پر لڑھکایا جیسے اس شخص سے اس قدر بچپنے اور ایسے بھونڈے جواز کی
توقع نہ رکھتا ہو۔

اسکے پاس جا اور بتا اسے کہ تو نے آج تک کتنے دھوکے دیے، محبت اور"
جنگ میں سب جائز نہیں ہوتا لوئے بہزاد۔ ہم جیسوں کے پاس اختیار نہیں
مگر ہوتا تو تجھے یارق پاشا بتاتا کہ محبت کیسے کرتے ہیں اور اسے نبھاتے کیسے

ہیں، تونے اسے کھیل بنا رکھا ہے۔ مزید لارا کی تکلیف بنا تو یاد رکھیں، اس

"بار میں تیرا نہیں لارا کا ساتھ دوں گا

یارق نے لہجہ مدھم رکھنے کی بھرپور کوشش کی مگر پھر بھی لہجہ آخر تک

ناگواری اور غصے کے سنگ تیز ہوا، جانا تو اسے بھی تھا مگر دو دن تک

ہوسپٹل سے نکلنے کی اسے پرمیشن نہیں تھی۔

ہاں جانتا ہوں، لوئے کا تو وقت پڑنے پر سایہ بھی ساتھ چھوڑ دیتا ہے۔۔۔"

"تو آخری ہمدرد بھی چھوڑنا چاہتا ہے تو تیری خوشی پر لوئے بہزاد قربان

اس شخص کی بے حسی، یارق تک کی آنکھوں میں تیرگی لے آئی۔

بکواس نہ کر، اگر تو نے دو دن کے اندر اندر اسے سچ سچ شروع سے اب"

تک سب نہ بتایا لوئے تو نہ صرف میں وہاں پہنچ جاوں گا بلکہ تجھے اتنا پیٹوں گا

کہ تجھے سمجھ نہ آئے گی کہ مرہم کہاں کہاں لگانا ہے۔ مار دوں گا تجھے اگر تو

"نے دوبارہ خود کو انچ بھی اذیت دی

مزید وہ بات نہ کر سکا کیونکہ اس بد دماغ نے یارق پاشا کی ہمت بھی توڑ سی دی تھی۔

کتنی ہی دیر لوئے، دلخراش نظروں سے بند فون کو تکتا رہا اور پھر آنکھیں موند کر کمر ٹیک لی۔

وہیں وہ جیل جیسا ایر یالارا کے لیے موت کدے سے بھی بر تر تھا، وہ پل پل خود کے ہاتھ سے سرزد ہوئے ظلم پر آنسو بہا رہی تھی۔

اپنے ہاتھوں کو نفرت سے تک رہی تھی اور لوئے کے کلب کا خاص آدمی پوریز جب پہنچا تو لارا جہاں کے آنسو اسے بنا کسی تگ و دو کے دیکھائی دیے، اس سے پہلے وہ لارا کی طرف بڑھتا، اسکا فون رنگ کیا۔

یارق پاشا کی کال پر وہ آدمی واپس پلٹ کر مڑا۔

"جی یارق برو"

اس آدمی نے فکر مندی سے استفسار کیا۔

فون لارا کو دو، اور اگر تم نے یہ بات لوئے کو بتائی تو آتے ہی پہلا گلا تمہارا"
"دباوں گا۔۔۔۔دو اسے فون

یارق کے درشتی بھرے دبنگ حکم پر وہ آدمی کچھ سوچتا ہوا زندان کی جانب بڑھا جہاں وہ ٹھنڈی زمین پر کسی غیر مرئی نقطے پر اذیت سے آنکھیں جمائے بیٹھی تھی، جیسے اپنا سب کچھ ہار آئی ہو۔

"لارا؟"

عقب سے آتی آواز پر لارا نے اجنبیت بھری نظروں سے گردن موڑی تو پوریزا اسکی طرف فون بڑھا رہا تھا جس پر لکھے یارق پاشا کے نام کو پڑھتے ہی اس لڑکی کی آنکھیں مزید بھیگیں۔

فون خوفزدہ ہو کر اس آدمی کے ہاتھ سے لیے لارا نے فوری کان سے لگایا۔

"م۔۔میں اسے مارنا نہیں چاہتی تھی، اس نے میرا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف ک۔۔کھینچا اور اسے لگ گئی۔۔۔۔انھیں کہیں نہ یارق بھیا مجھے بھی مار دیں مگری۔۔یوں قید نہ کریں۔۔۔آپ تو میرا یقین کریں گے نہ،"

اس لڑکی کی ہچکیاں اور درد بھری فریاد سن کر یارق کی آنکھیں بھیانک حد تک سرخ ہوئیں مگر ناجانے اس پار یارق نے کیا کہا کہ لارا کی آنکھوں میں اذیت کے سنگ حقارت سی اتری اور کئی آنسو آنکھوں سے ٹپکتے گئے۔

بہت مزہ آتا ہے نہ اسے کھیل کھیلنے میں، اب ایک کھیل ہم دو اس ڈنگر" کے ساتھ کھیلیں گے۔ تم سمجھ گئی ہو نہ۔ ظاہر نہ کرنا کہ تم سب جانتی ہو۔

"اب کوئی بیوقوفی نہ میں تمہیں کرنے دے سکتا ہوں نہ اسے

ناجانے دونوں کا کیا پلین تھا مگر یارق پاشا کے اس ایک اور احسان نے لارا کے دل کو رلا دیا۔

"ت۔۔ تھینک یو۔۔۔۔۔۔۔"

لارا نے ہچکی سے بھرے اپنے آنسو روکے سر گوشی کی اور فون، یارق کے سمجھانے کے مطابق ہی اٹھ کر باہر اس کھڑے آدمی کے پیروں میں پٹخا۔

اس کو کہہ دینا تم، کہ مجھے جتنا جلدی ہو سکے مار دے ورنہ اسکی بچ جاتی" سانسیں اس بار پورے ارادے سے چھین لوں گی۔۔ یہ بھی بتانا اسے کہ

اب وہ لارا کی نفرت کے حصار میں داخل ہو چکا ہے۔۔۔۔جاو۔۔۔دفع ہو

"جاو۔۔۔۔نکل جاو یہاں سے تم بھی۔۔۔۔۔اکیلا چھوڑ دو مجھے

غیض، غضب، دکھ، اذیت نے اس لڑکی کے اندر طاقت بھری تو سنسان پڑا کوریڈور تک اسکی چیخوں سے گونج اٹھا جبکہ وہ آدمی منہ بسورتا اپنے ٹوٹے فون کے ٹکڑے اٹھاتا تیزی سے وہاں سے نکلا تاکہ لوئے کو خبر دے کہ یارق نے اسے لوئے کے زندہ ہونے کا بتا دیا ہے۔

جبکہ اس آدمی سے وہاں سے نکلتے ہی لارا وہیں گھٹنوں کے بل بیٹھے پھوٹ پھوٹ کر روئی۔

ناجانے لوئے کے زندہ بچ جانے کا سکھ رلا رہا تھا اسے یا پھر اپنی محبت کی اس نہج پر آکر ملتی سلامتی کا مگر یارق پاشا نے ایک بہترین قدم اٹھا کر دونوں کے رشتے کی ہر کڑواہٹ ختم کر دی تھی، وہ ساری سچائیاں جو وہ سر پھرا ہٹ دھرمی میں مزید جھوٹ بنا چکا تھا، یارق نے ہر بات کھول کر لارا کو بتا دی

اور یارق کی کسی بات سے انکار وہ نہ کر سکی کیونکہ اس وقت وہ جس حالت میں مبتلا تھی، یہ بھی سانس آسانی سے بھرنے کا وسیلہ بن چکا تھا۔

.._____..

تھانے سے وہ شام چھ تک ہی کچھ اہم امور نبھائے فری ہوا تھا اور گاڑی جیسے ہی تھانے کی حدود سے نکلی، شہریار نے بابا کو کال ملائی۔

وہ سب بھی جندل محل سے شام کی چائے کے بعد اجازت لینے والے تھے، شیری کی کال پر افراہیم صاحب جولیئق، فرہاد اور باقی سب کے ساتھ ہی بیٹھے تھے، فون لیے اٹھ کر ایک طرف آئے۔

"ہاں کہو برخوردار"

بابا کے مخاطب کرنے پر شیری نے اک نظر ونڈو سے باہر ڈالی۔

"آپ اور ممی واپس آجائیں، مانی کو میں خود پک کر لوں گا"

شہریار کی فکر بھری تاکید پر وہ دلفریب مسکرائے۔

"کیوں۔ بابا پر بھروسہ نہیں رہا یا وہ تمہیں جان سے پیاری ہو گئی ہے"

بابا کے اس سنجیدہ سچویشن میں ایسا چھیڑنے پر وہ خوامخواہ سا مسکرایا مگر انتہائی مختصر۔

"اس وقت حالات ایسے خراب ہیں کہ مجھے آپ، ممی اور وہ تینوں ایک سے عزیز ہیں۔ ایسا نہ ہو مانی کے سبب آپکو یا ممی کو کوئی نقصان پہنچ جائے۔ میں ساتھ ہوں گا تو دشمن وار کرنے سے پہلے ہزار بار سوچے گا، اور اسکے باقی

"پیپرز بھی خود ہی دلواوں گا

شہریار کے بدلتے فیصلے نے اس باپ کے دل کو راحت بخشی، بہت مدت بعد وہ شہریار کو محبت کے جذبے میں اتنا گہرا ڈوبا دیکھ کر نہال ہوئے۔

"یہ بہترین ہو گا، ٹھیک ہے میں اور گل بس نکلتے ہیں۔ تم آجاو اسے لینے"

بابا نے نرمی سے کہہ کر رابطہ توڑا تو شہریار جدون کے دل نے ہارٹ سی مس کی، شاید لئیق کے شرط سے آزاد کرتے وقت وہ اتنا مطمئین نہیں تھا جتنا اب بہت سی سوچ بچار کے بعد ہو گیا تھا۔

کچھ دیر کی ڈرائیونگ کے بعد وہ کچھ سوچتا ہوا مال پہنچا، یونہی پہلی بار کسی کے لیے کچھ سپیشل کرنے کا دل چاہا تو اپنے قدموں کو روک نہ سکا۔

شاید وہ مانی کا ڈھنگ سے شکریہ کہنا چاہتا تھا، سو اس لڑکی کے لیے ایز آ ہسبنڈ کچھ تحفہ خریدنے کا سوچا۔

پہلے تو کافی وقت اسے سوچ بچار پر گزرے کہ اس آفت کی پرکالہ کو کیا چیز پسند ہو گی، لیکن اسکی پسند اس لمحے ذہن سے فراموش تھی تو اگلا خیال یہ آیا کہ اس لڑکی پر کیا سجے گا، یہی سوچ کر وہ جیولری شاپ میں گھسا۔

بہت سے زیورات آویزاں اپنے چھب دیکھا رہے تھے اور شہریار جدون کو سمجھ نہ آیا کہ اس ستارے کے روبرو ان منصوعی دمکتی چیزوں میں سے ایسی کیا چنے کہ اسکے مرتبے کا حق ادا ہو۔

وہ کاونٹر کے نزدیک آیا تو جیولری شاپ والے نے اس کھوئے کھوئے وجیہہ کسٹمر کو بھرپور توجہ اور پیشہ وارانہ مسکراہٹ سے نوازا۔

"خوش آمدید، کیا لیں گے سر؟"

اس آدمی کے استفسار پر شیری اپنی سوچیں جھٹک گیا جیسے سوچنا تھکا رہا ہو۔

"کچھ ایسا سپیشل دیکھائیں جو ایز آ تھینک یو گفٹ سوٹ ایبل ہو"

آخر کار شیری نے اپنی کشمکش بیاں کی جس پر وہ شاپ اونر نرم سا مسکرایا۔

"کس کے لیے؟ وائف، بس دوست یا گرل فرینڈ؟"

اسکے سوال پر شہریار کا چہرہ لمحہ بھر تاریک پڑا، پرانے خوف تھے کہ اس شخص کے وجود کو جنجھوڑ گئے۔

"سپیشل فرینڈ"

بہت دیر بعد وہ بول پایا جس پر شاپ اونر نے مسکرا کر اپنا رخ بدلا اور کچھ دیر بعد وہ ایک سیاہ مخملی جیولری کیس اٹھا کر سامنے لایا اور کھول کر شیری کے سامنے رکھا۔

وہ ایک بہت یونیک سا سلور نیلس تھا جس کا پینڈنٹ وائیٹ للی کا پھول تھا، اور اس پھول کے مڈ میں چھوٹے چھوٹے ڈائمنڈز نسب تھے، یہی نہیں اسکے ساتھ وائیٹ للی کے ہی دو ٹاپس تھے اور ایک رنگ بہت ہی نازک اور پیاری سی۔

"یہ ہماری لیٹیسٹ کلیکشن ہے رات ہی آئی، یہ پہلا پیس ہے۔امید ہے آپکو پسند آئے گا"

شہریار کی اس خوبصورت کیس پر توجہ بھانپے شاپ اونر نے مزید بتایا جس پر شیری نے صرف وہ نیکلس اس کیس سے نکال کر اپنی ہتھیلی میں لیے مسکرا کر دیکھا۔

وہ اتنا خوبصورت تھا کہ اسکی بڑھتی دلکشی شہریار نے ابھی سے مانی کی گردن میں سج کر بڑھتی ہوئی محسوس کر لی۔

"یہ پیک کر دیں،۔۔۔(اسے جیولری پسند نہیں ہے شاید۔۔۔۔لیکن پھر بھی یہ خوبصورت ہے)"

شہریار نے اپنی چوائز بتائے آخری جملے دل میں سوچے اور کارڈ سے ہی اس جیولری پیس کی پیمنٹ کیے وہ باہر نکلا اور پھر بکے شاپ سے ایک خوبصورت ملٹی کلرز روزیز کا بکے خریدا اور گاڑی کی پچھلی سیٹ کی جانب رکھے وہ پہلے دونوں چیزیں گھر اپنے روم میں چھوڑ کر آیا پھر سیدھا جندل محل روانہ ہوا۔

جب تک وہ پہنچا، آفریدی حویلی والے بھی جا چکے تھے، اور ممی بابا بھی، بس مانی ہی تھی جو باہر لان میں بھیو کے ساتھ ٹہل کر باتیں کر رہی تھی۔

"لو۔۔ تمہارا بندہ بھی آ پہنچا۔۔۔۔ میں تو کہتا ہوں آج دونوں رک جاو"

لئیق اور مانی دونوں نے ایک ساتھ ہی انٹرنس گیٹ کی جانب سے جندل محل میں داخل ہوتی شہریار کی گاڑی دیکھے کہا تو وہ بلش کرتی مسکرائی۔

"رکنا بہت مشکل ہے بھیو۔۔۔۔ آپ کو تو پتا ہے وہ زخمی ہیں، اپنا بالکل خیال نہیں رکھتے۔۔۔ سو میرا انکے پاس ہونا ضروری ہے۔ بس یہ پیپرز ہو جائیں پھر سب کہیں گھومنے کا پلین کرتے ہیں۔۔۔"

مانی کی فکر اور خوشی پر لئیق اس چھوٹی سی مانی کے خلوص پر دنگ سا ہوا، خوشی بھی تھی کہ مانی اس رشتے کو بہت خوبصورتی سے نبھا رہی ہے۔

"میں آتا ہوں لال سے مل کر"

شیری کی آواز پر وہ دونوں ہی پلٹے اور مسکرائے جس پر شہریار پہلے گاڑی سے نکل کر سیدھا جندل محل گیا۔

"اسے شرط سے آزاد کر دیا ہے، امید ہے تم دو کے رشتے کو یہ آزادی راس آئے۔ برا نہیں ہے وہ، یہ بات میں بھی جان گیا ہوں"

مانی کے کندھے تھام کر لئیق نے اسے اپنے روبرو کیے بتایا تو وہ شدت جذبات سے آنکھیں نم کرتی لئیق کے سینے سے لگی۔

"سارا کریڈٹ آپکو جاتا ہے بھیو۔۔۔آ۔۔آپ نے مانی کی زندگی لوٹائی۔۔۔۔میں نے آپکو اس معاملے میں ہمت سے بڑھ کر آزمایا۔ لیکن آپ کے بہترین فیصلے نے آپکی مانی کی زندگی اور خوشی کی حفاظت کی۔"

وہ اسے جذباتی دیکھ کر خود بھی دل تک افسردہ ہوا۔

تمہارے آنسو مجھ سے نہیں دیکھے جاتے، تم نہ تو میری کزن ہو نہ بہن،"
تمہیں بچوں سا پیار دیا ہے۔ بھجت اور میری ہمیشہ کوشش رہی کہ ہم
تمہاری زندگی کو خوشیوں سے بھرا رکھیں، جو مصائب ہیں وہ ہم دو تک
رہیں۔ تم تک کسی دکھ کی تپش نہ آئے۔ اللہ نے تمہاری وابستگی اور دل کی
"سچائی کا انعام دیا ہے، خوش رہو بھیو کی جان
اتنے پیار پر مانی کی آنکھیں مزید شدت سے بھیگیں مگر وہ لئیق کے آخری
جملے میں رچے بسے لاڈ پر جس طرح بھیگی اکھیوں سمیت ہنسی وہ لئیق ایزد
کے دل کو بھی راحت بخش گیا۔

وہیں شہریار جب اندر پہنچا تو سامنے ہی اسے لعلین دیکھائی دی جو کچن سے
ڈنر کا انتظام ہی دیکھ کر آ رہی تھی، نور اور فرہاد دونوں ہی سٹڈی میں تھے،
فرہاد صاحب کا وکیل مدثر آیا ہوا تھا جبکہ دستگیر اور صبور تو آج لمبی اوٹنگز پر
مگن تھے۔

شیری کو اتنے دنوں بعد اپنے سامنے دیکھ کر لعلین کی آنکھیں جس طرح کھلکھلائیں، وہ خود اس تروتازہ حسینہ کو تکتا اسکے قریب چلا آیا۔

"کتنی بری ہو تم لال، کتنا مس کیا۔۔۔۔۔"

آتے ہی اسکا شکوہ سنے وہ ہنسی اور اسکا ہاتھ پکڑے لئیق کے ہوم آفس روم کی طرف بڑھی۔

اور تم بھی ہو۔۔۔۔ بیٹھو۔۔اور بتاو مجھے کیسے ہو؟ دل کے حالات کیسے "ہیں؟

سٹنگ ایریا کی طرف اسے لاتے ہی وہ شہریار کے بیٹھتے ہی خود بھی پاس بیٹھی اور ساری توجہ اپنے الجھے بکھرے سے اس سرپھرے دوست پر ڈالی۔

" دل کے حالات؟"

وہ جس طرح ہونق بنے بیٹھتے بڑبڑایا، لعلین کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔

"بگھڑ گئے ہیں یا سدھر گئے ہیں۔۔۔۔بتاو نہ شیری، ٹھیک ہو تم؟"

اس بار لعلین کی آنکھوں میں تاسف اور لہجے میں آس تھی۔

ہمم۔۔۔ ٹھیک ہوں۔ تم نے ٹھیک کہا تھا مجھے سیلنا سے کبھی محبت ہی"

"نہیں تھی۔ محبت کیا ہے یہ تو میں جانتا ہی نہیں تھا

شہریار کے شکست تسلیم کرنے پر وہ مسکرائی پر درد بھرا۔

"اور اب؟ اب جان گئے ہو کیا؟"

وہ دم سادھ کر اسکے چہرے کو تکتی بولی تو شہریار کو آج ہاں کہنے میں

ہچکچاہٹ کے بجائے دقت ہوئی، حلق بھاری سا ہوا۔

جاننا چاہتا ہوں، لیکن وہ جاننے دینا ہی نہیں چاہتی۔۔۔ اسکا بس چلے تو بیچ"

کی ہر دیوار گرادے، سمجھنے اور سوچنے کا موقع ہی نہ دے۔ لیکن میرے

دل پر اسکے ساتھ روا رکھے سابقہ رویوں کے جو بوجھ ہیں وہ اسکی طرف

"جانے سے روک رہے ہیں۔ اپنا آپ اسکے لائق نہیں لگ رہا لال

اس وقت دنیا کا وہ خوبصورت ترین دل تھا جس نے بنا سوچے لال کے سامنے اعتراف کر دیا تھا، کتنے ہی لمحے لعلین سے کچھ بولا ہی نہ گیا، بس وہ اسکی جھکی آنکھوں کی تادیر تعظیم کرتی رہی، حلق اس کا بھی بھاری ہوا۔

"میں جانتا ہوں وہ میرے سوا کسی کی نہیں رہی سو اب اسے چھوڑنے کی ہمت بھی نہیں ہو رہی۔ میرے لیے ایسا رشتہ بنانا کتنا مشکل ہے یہ تم بہتر جان سکتی ہو کیونکہ میری رازدان ہو۔ لیکن کچھ کہو پلیز، مجھے کوئی تسلی ہی دے دو، تمہارے الفاظ کیوں کھو گئے ہیں"

لعلین سے بولنا مشکل ہے یہ وہ اسے دیکھتے ہی سمجھ گیا تبھی وہ اسکے جتانے پر نم سی آنکھیں رگڑتی ہنسی۔

"میں یہ سوچ رہی ہوں کہ جب تم یونہی اسکے سامنے اپنے جذبے ظاہر کرو گے کہ الفاظ تو اسکے بھی کھو جائیں گے، وہ تمہاری التفات بھری اک نظر سے جی اٹھے گی۔ لیکن مجھے سب سے زیادہ خوشی تمہارے لیے ہے، کہ تم محبت کے فضول گماں سے نکل کر محبت کی اصل کو پہنچ گئے۔۔۔۔۔ سیلنا

سچ میں مما بننے والی ہیں، وہ اور بھجت اتنے قریب ہو گئے یہ بھی اللہ کا تمہارے لیے اشارہ ہے کہ وہ بنی ہی بھجت کے لیے تھیں۔۔۔۔۔۔اور تم جیسے پاگل کے لیے مانی کو بنایا گیا تھا، دور سے چیزیں اکثر گماں سے باہر کی دیکھائی دیتی ہیں لیکن قریب جا کر ہی معلوم ہوتا ہے کہ اس میں ہمارا کتنا سکھ اور دکھ شامل ہے"

وہ بولتی گئی اور شہریار جدون کے دل سے بوجھ اترتے گئے، اور حیرت کی بات یہ تھی کہ نہ آج اسے سلینا اور بھجت کا حوالہ برا لگا نہ انکی اولاد کا سن کر کوئی نفرت یا جلن ہوئی۔

یہی وہ ڈیول تھا جو سیلی کے ایسے جھوٹ پر بپھر گیا تھا مگر وقت نے کیسی بازی پلٹی تھی کہ آج اس شخص کے ارد گرد مانی کے سوا کوئی خیال باقی نہ رہا تھا۔

"مجھے ان دو سے کوئی لینا دینا نہیں۔۔۔ چھوڑو انھیں"

وہ جس طرح منہ پھیر کر نڑوٹھے پن سے بولا، لعلین کو اسکی معصومانہ حرکت کھل کر ہنسنے پر مجبور کر گئی۔

"مانی کو بتاو یہ سب، وہ ڈیزرو کرتی ہے۔ پرامس کرو"

اسکا ہاتھ تھامے لعلین نے جو وعدہ مانگا وہ شہریار کو واپس اسے خوفزدہ نظروں سے تکنے پر مجبور کر گیا۔

بتانے کے بعد کیا ہو گا اسکے باوجود یہ مشورہ دے رہی ہو، ظالم"

"عورت۔۔۔۔۔

وہ اسے منہ بسور کر کہتا بولا تو وہ پھر سے ہنسی۔

"تو ہونے دو۔ میاں بیوی ہو"

لعلین نے یہ اتنی جان لیوا بات ہوا میں اڑائی جس پر شیری نے اسے خشمگیں نظروں سے لتاڑا۔

دیکھ رہا ہوں، شادی کے بعد سے تم بھی فاسٹ ہو گئی ہو۔۔۔۔۔ پیور"

"سہاگن عورت

وہ ہنوز خفا خفا بڑبڑایا اور لعلین کو اس وقت انتہا کا پیارا سا بھولا بیبا بچہ لگا۔

"تم فکر مت کرو، تمہاری مانی بھی ہو جائے گی فاسٹ۔۔۔"

لعلین نے اسے چھیڑا جبکہ اس سے زیادہ فاسٹ مانی قہر ہی تھی، شہریار کے دل نے جھرجھری لی۔

"اسکے فاسٹ ہونے سے اللہ کی پناہ، جتنی ہے وہی وبال جان ہے"

منہ بسور کر بڑبڑاتے ہوئے وہ ساتھ ساتھ مانی سے جیسے پناہ مانگ رہا تھا، لعلین کی ہنسی مزید گہری ہوئی۔

گھبراتے ہوئے بہت کیوٹ لگ رہے ہو، اسے آہستہ آہستہ بتاو اپنی"

"فلینگز۔۔آج سے ہی شروع کرو

شرارت چھوڑ کر وہ واپس دوستانہ ہو کر سنجیدہ ہوئی تو شیری نے بے دلی سے سر کو جنبیش دی۔

"پیپر ہو لیں اسکے پھر"

شیری کے سر پیر غائب سے جواب پر لعلین نے خفا ہوئے اسے گھورا۔

اسکے پیپر کیا تمہیں کاٹ رہے؟ دنیاداری الگ رکھو اور لو ولائف"

الگ۔۔۔ویسے بھی سڑ سڑ کر تم خاصے بورنگ ہو چکے ہو۔ تھوڑی اپنے

اندر رومنٹنگ وائبز لاو۔۔۔مانی کو آج کچھ سپیشل سا فیل کروادو دیکھنا
"اسکے پیپر پہلے سے اچھے ہوں گے
لال تو اسے اور بہکانے اور رولنے پر تلی تھی تبھی وہ رحم طلب نظروں سے اس ظالم کو دیکھ رہا تھا جو اسکی کیفیت جان کر بھی ظالم مشورے تھما رہی تھی۔

تم یہ اسے پوچھنا کہ کتنا رومینٹک ہے شہریار جدون، مجھے تو خود بھی نہیں"
"پتا میں کیا کیا کر دیتا ہوں۔۔۔(نہ نہ کرتے ہوئے بھی)

اسکے واپس منہ ہی منہ میں بڑبڑا کر گھبراہٹ کے سنگ اٹھنے پر وہ سب سن کر مسکراتی ہوئی خود بھی کھڑی ہوئی، وہ مزید رکتا تو یہ لڑکی اسے مزید خطرناک بنا دیتی۔

آئندہ میری توبہ جو تم سے لو ولائف سے جڑا مشورہ مانگا، لئیق ایزد کو تو اللہ"
"پوچھے۔۔۔ایک ہی معصوم دوست تھی اسے بھی چالاکو ماسی بنا دیا

شہریار کے جل سلگ کر کہنے پر کتنی ہی دیر لعلین ہنسی کہ اس جل ککڑے کے ہونٹ بھی زرا سے مسکراتے ہوئے پھیلے۔

"ہاہا۔۔۔تم مجھے چالاکو ماسی کہہ رہے اور اس بندے کے لیے لعلین ابھی بھی بہت انوسیٹ سی گڑیا ہے۔۔۔۔۔خیر میں تمہیں بنا تمہارے پوچھے بھی مشورے تھماتی رہوں گی ڈونٹ وری۔۔۔۔لال کی دعا تمہارے ساتھ ہے بچہ"

اترا کر وہ اتنی پیاری لگی کہ کتنی ہی دیر شیری اسکی یہ خوشی ہی تکتا رہا، یہ سچ تھا لعلین سے اسکا تعلق ان گزرے دنوں کے ساتھ مزید حسین ہو گیا تھا اور وہ دن دور نہ تھا جب شہریار جدون کے لیے دوستی کا مطلب لعلین اور صارم بن کر رہ جاتے۔

"تم ہنستی ہو تو پوری دنیا ہنستی ہے لال، تھینک یو فار ایوری تھنگ۔۔۔۔۔تم کبھی میرا ساتھ نہ چھوڑنے کے لیے۔تم شہریار جدون کی زندگی میں ایک نعمت جیسی ہو، اپنے ہینڈسم کے ساتھ بہت خوش رہو اور دس بچے ہوں

تمہارے تاکہ فرصت ہی نہ ملے تمہیں مجھ غریب مسکین کو ایسے ٹاکسک
"مشورے دینے کی
پیار سے ڈھیر سی اہمیت جتاتا وہ آخر میں جس طرح اسکی ناک زور سے
دبائے گھورا، وہ خفیف سی آہ کرتی واپس ہنس دی۔
بچو دس ہوں یا بیس، یہ سپیشل پرٹوکول لال تمہیں ہمیشہ دے گی جب تک"
"خود تم ایک ابا کے رتبے پر نہ فائز ہو جاو
لعین کی باتیں شیری کو سچ میں گھبرانے پر مجبور کر رہی تھیں تبھی اب وہ نو
دو گیارہ ہونے میں ہی اپنی عافیت جان رہا تھا۔
اوبی بی، سانس لے۔۔۔خود تو اپنے اماں ابا کے پنگھوڑے سے نکل"
لوں۔۔۔یا میرے خدا مجھے صبر دیں، یہ لڑکی تو کچھ کروا کے ہی سانس
"لے گی۔۔۔
جناب کے بوکھلانے اور سہم جانے پر لعلین نے بمشکل ہنسی کو لگام لگایا اور
دونوں ساتھ ہی باہر آئے جہاں مانی بالکل ریڈی تھی۔

لئیق اور لعلین نے دونوں کو باہر آکر سی آف کیا، ڈنر کے لیے بہت روکا مگر شیری نے رسان سے منع کر دیا جبکہ دونوں کو جاتا دیکھتے وہ دو بھی ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر مسکراتی آنکھوں سے بہکانے لگے۔

"سب سیٹ ہو گیا ہے، یور اک ہینڈسم۔۔۔یونو اس نے مانی سے محبت کا اعتراف کیا ہے لئیق، او میرے خدا میں بتا نہیں سکتی کہ اسے محبت کرتا دیکھ کر میرے دل کو کتنی راحت ملی ہے"

لعلین کی خوشی اور اتنی ایکسائٹمنٹ پر خود لئیق ہنسا۔

"وہ پہلے بھی مانی کے لیے حساس تھا اور یہ بات مانی نے مجھے جب کڈنیپ ہونے کے بعد بتائی تو تبھی امید لگائی تھی کہ یہ دن جلد آئے گا۔ مجھے بھی خوشی ہے کہ مانی کا دل اب کبھی نہیں ٹوٹے گا"

لئیق کے چہرے کو تکتی وہ اسکے جواب پر بے اختیار اسکی گال سے ہونٹوں کو جوڑے مسکرا کر گلے لگی تو لئیق ایزد نے اس لڑکی کی خوشی اسکے انگ انگ تک محسوس کی اور سینے میں بھینچ سا لیا۔

خیر یہ تو بتائیں ڈاکٹر نے کیا کہا، موقع نہیں ملا آپ سے پوچھنے کا۔ سب "

"ٹھیک ہے؟

کچھ دیر اسے خود میں بسانے کے بعد لئیق نے اسے روبرو لائے فکر سے پوچھا تو لعلین کے رخساروں پر یکدم گلال سے اترے۔

"سب ٹھیک ہو گیا ہے لئیق ایزد، یعنی۔۔۔۔"

وہ ہچکچاہٹ کے سنگ بولی مگر لئیق ایزد نے اسے واپس گلے لگائے اپنی خوشی عیاں کی تو دل دونوں کے دھڑک سے گئے۔

"یعنی آپکو لئیق ایزد کی محبت نے عملی بھی چھو لیا"

وہ اسکے سینے میں جذب کر کے کیے اعتراف پر اپنی بازو بھی اسکے گرد جکڑ گئی، اس شخص کے وجود سے اٹھتی عود اور اسکے جسم کی ذاتی خوشبو نے لعلین کے اندر تک راحت اتاری۔

اب میں ماں بن سکتی ہوں لئیق،ا۔۔اب میری وجہ سے تمہاری زندگی کی"
یہ خوشی ادھوری نہیں رہے گی۔تم سوچ بھی نہیں سکتے کہ مجھے اس سب
"نے نئی زندگی بخشی ہے۔۔۔۔آئی ایم سو ہیپی
خوشی کی زیادتی نے اس لڑکی کی آنکھیں نم کیں تو لئیق ایزد نے اسے واپس
روبرو لائے حصار میں بھرا اور اسکی دونوں آنکھوں پر محبت سے ہونٹ
رکھے۔

آپ اس سے پہلے بھی میری مکمل راحت رہی ہیں،اب تو وہ بن گئی ہیں"
"جسکا اظہار کوئی لفظ نہیں کر سکتا

محبت سے چور لہجے میں وہ اسکی گال پر محبت بھرا لمس بکھیرے بولا تو لعلین
کی بھیگی آنکھیں بھی اس دلنشین لمس پر مسکرائیں اور پھر اسکی ہتھیلی کو پکڑ
کر اپنے ہونٹوں کی مہر لگاتا ہوا وہ اسے جان سے پیارا لگا۔

"آئی مس دس سو بیڈلی۔۔"

وہ اسکے اس پیار بھرے لمس پر بے اختیار بولی۔

آئی آلسو۔۔۔۔ خیر آپ ڈنر کا دیکھیں میں زرا وکیل کا معاملہ دیکھوں"

"کے فرہاد صاحب کیا کچھڑی پکار ہے ہیں۔۔۔ آجائیں اندر چلتے ہیں

دونوں مسکرا کر ساتھ ہی اندر بڑھے وہیں وہ پھول اور جیولری کیس شہریار پہلے ہی گھر چھوڑ آیا تھا سو واپسی کے لیے ڈرائیونگ کرتے ہوئے دونوں کے بیچ معنی خیز سی چپ حائل تھی، ٹوکیو کی گاڑی ہمہ وقت شہریار کی گاڑی کا پیچھا کر رہی تھی مگر ایک فاصلے سے کیونکہ گارڈز کی گاڑی بھی پیچھے ہی تھی اور شیری کا مکمل دھیان اسی طرف تھا، بابا اور ممی بھی گھر خیریت سے پہنچ چکے تھے۔

"شیری"

مانی کے پکارنے پر وہ لمحہ بھر متوجہ ہوا۔

ابھی چپ کر کے بیٹھو مانی، نہیں چاہتا میری توجہ ڈرائیونگ کے بیچ"

"تمہاری طرف ہو۔۔۔۔۔ اٹس ناٹ سیو

شہریار کے نرمی سے ڈانٹنے پر مانی نے مسکرا کر اسکی بازو پکڑی اور ساتھ لگ گئی جس پر شہریار دل مسوس کر رہ گیا۔

"آئی لو ویو شہریار جدون"

مانی نے سرگوشی میں ڈھلتی آواز میں کہا اور آنکھیں موند لیں اور وہ سرگوشی شہریار جدون کی اسکی جانب توجہ کھینچنے کے لیے بہت زیادہ تھی۔

"بہت چالو ہے یہ ایس ایس پی، ماں باپ کو اکیلا بھیج کر بیوی کا خود ڈرائیور بنا ہوا ہے باس، حکم کریں۔ دونوں کو بھون ڈالوں؟"

ٹوکیو کی آواز اس بپھرے سانڈ کو اور مخدوش کر چکی تھی۔

"نہیں۔ مارنا نہیں ہے ٹوکیو۔۔۔ اسکی بیوی کو قابو کرنا ہے، شہریار جدون نے اگر خود کو اپنی بیوی کا محافظ بنا لیا ہے تو اسکے پاس ہم سے نمٹنے کے کئی پلین ہوں گے۔ دشمن بہت طاقتور ہے سو ہمیں بھی ہوش و حواس قابو کر کے ہی حملہ کرنا ہے۔۔۔ پیچھا کرتے رہو"

آفتاب منصوری ہر قدم پھونک پھونک کر رکھ رہا تھا حالانکہ اس وقت انتقام نے اسکی سدھ بدھ بھلادی تھی مگر اتنے سالوں کی محنت اپنے کسی جذباتی عمل سے وہ برباد کرنے کے حق میں ہر گز نہ تھا۔

"تم لوگ صرف میرا پیچھا ہی کرتے رہو گے بزدلو! ہمت ہے تو اپنے پالتو کتے کو میرے سامنے لا منصوری۔"

شہریار نے سرسری سی نظر بیٹھے بیٹھے آنکھیں سکون سے بند کر لیتی مانی پر ڈالی اور اپنے پیچھے آتی ٹوکیو کی گاڑی کے وہاں سے ہٹنے پر وہ بھی سپیڈ تیز کیے غائبانہ حقارت سے سوچتا انتقامی ہوا۔

آج بھی وہ بخیر و عافیت گھر پہنچ گئے مگر شہریار کی چھٹی حس اسے کسی بڑے نقصان کی خبر دے چکی تھی۔

.._____..

"یہ سب کیا ہے؟"

بھجت، سیلنا اور مدیحہ صاحبہ گھر پہنچ چکے تھے، داد و اور سیلی کے اندر جانے پر وہ اپنے آدمیوں کے اشارے پر رکا تو ساحل نے کچھ ڈاکومنٹس اور جیولری کیسیز بھجت کی سمت بڑھائے تبھی بھجت نے اچنبھے سے استفسار کیا۔

"سر یہ آپکے نام نوٹ کے سنگ کوریئر آیا ہے، کسی ڈیول کی طرف سے" ساحل کے اطلاع پہنچانے پر بھجت کے چہرے پر حیرانگی اتری تبھی اس نے ساحل کو جانے کا اشارہ کیا اور خود وہ کوریئر اٹھا کر لان میں لایا۔

سب سے پہلے اوپر ایک نوٹ تھا۔

"یہ تمہاری پراپرٹی کے تمام وہ ڈاکومنٹس ہیں جو تم نے سلینا کے نام کیے تھے، کچھ جیولری ہے ڈائمنڈ اینڈ گولڈ کی۔ یہ سب میرے آدمیوں نے تب ضرورت کے تحت اٹھوایا تھا تاکہ یہ ثابت ہو سکے کہ سلینا تمہیں دھوکہ دے کر تمہارا سب لوٹ کر لے گئی ہے اور تم اس سے نفرت کرو اور چھوڑ دو۔۔۔ خیر۔ کسی چیز میں کوئی خیانت نہیں ہوئی بلکہ یہ سب

مخفوظ رکھا گیا تھا۔ امید ہے تم دل بڑا کرو گے، اور ماضی کو فراموش کرنے کی کوشش کرو گے۔

ایک اور بات، اس دن تم سے ہارش رویہ رکھا فون پر، لیکن بعد میں احساس ہوا کہ مجھے تمہارے ساتھ ایسے پیش نہیں آنا چاہیے تھا۔ تم سے اور سلینا سے مجھے اب کوئی مسئلہ نہیں، معافی نہیں مانگوں گا کیونکہ میری غلطیاں، تمہاری غلطیوں سے کم ہی ہوں گی۔ سو حساب چکتا ہو جائے گا۔۔۔۔۔۔

"نام تو جان گئے ہو گے، شہریار جدون

یہ نوٹ پڑھ کر بھجت کی آنکھوں میں نہ صرف خوشی سی چمکی بلکہ کتنی ہی دیر وہ اس شخص کی اس طرح کی تلافی پر مسکراتا ہی چلا گیا۔

یہ سب پراپرٹی پیپرز، جیولری تو اسکے ذہن میں ہی نہیں رہی تھی مگر شہریار جدون انصاف پسند ہونے کی کوشش کر رہا تھا سو اس نے فیصلہ کر کیا تھا کہ جس کا جو جو ادھار ہے، سب چکائے گا۔

بھجت کواندر آتا نہ پائے سیلی بے قرار سی باہر آئی کیونکہ وہ اسے گڈ نیوز سنانے کے لیے بہت بے صبری ہو رہی تھی مگر بھجت کو لان میں بیٹھ کر ڈائمنڈ کی جیولری کھول کر تکتا دیکھتی وہ خود بھی حیرت کے سنگ پاس چلی آئی۔

لیکن ان سب چیزوں کو دیکھ کر اسکے ذہن میں جھماکہ سا ہوا۔

"ب بھجت۔۔۔یہ سب۔۔۔یہ سب کیسے ملا آپکو۔۔۔یہ تو مانی کا ہے نہ" سلینا کے پاس آکر بیٹھنے پر بھجت نے مسکرا کر سیلی کو دیکھا جو پریشان و متفکر تھی۔

"یہ سب شیری نے اٹھوایا تھا جب تمہیں کڈنیپ کیا تھا تاکہ ثابت کر سکے کہ تم مجھے دھوکہ دے کر فرار ہو گئی۔۔۔اسے تب شاید یہ بات پتا نہیں تھی کہ محبت پرست انسان ان دنیاوی چیزوں کو انکی اوقات پر رکھتا ہے اور احساس قیمتی جانتا ہے۔ لیکن جب اسے پتا چلا وہ غلط تھا تو اس نے ایک ایک کر کے اپنے کیے گناہ کی تلافی کر دی۔۔۔امانت بھجھوائی ہے اس نے، اور

مجھے اس بندے کے سدھرنے پر حیرت ہو رہی ہے۔۔۔کیسے کوئی اتنا بدل سکتا ہے سیلی، وہ جو خون پینے والا خونخوار شخص تھا، تمہیں مجھ سے نوچ لینے کی خواہش رکھنے والا ہر شے سے بے خبر ہو کر رہ گیا ہے۔۔۔۔۔"

بھجت کے تاسف بھرے لہجے میں خزن تھا تو ویسی ہی تکلیف سلینا کی آنکھوں میں اتری۔

"ساری بات تربیت کی ہے بھجت، ہمارے ساتھ کھیل کود کر بڑا ہوا ہے، اسکے وقتی بھٹک جانے نے ہم سب کو خون کے آنسو رلایا مگر کہتے ہیں نہ صبح کا بھولا شام کو گھر لوٹ آئے تو اسے بھولا نہیں کہتے۔بے خبر تو ہونا ہی تھا اسے، محبت کر کے دل بے خبر ہی تو ہو جاتے ہیں، کہاں ہوش رہتی ہے کہ اک دنیا محبوب کے علاوہ بھی ہے۔۔۔اس بندے نے بدل کر بھی رلا ڈالا"

سیلی کی ہر بات میں تکلیف اور خوشی کی ملی جلی کیفیت جذب تھی اور بھجت نے اسکی ہر بات کی فراغ دلی سے تائید کی۔

یہ لے جاو، سنبھال لو۔۔۔مانی آئے تو ممی کا یہ ڈائمنڈ سیٹ اسے دے "
"دینا۔فیورٹ تھا اسکا
بھجت کی تاکید پر سیلی نے مسکرا کر جانا چاہا مگر پھر بھجت کچھ سوچتا ہوا اسکا ہاتھ تھامے اٹھ کھڑا ہوا تو وہ لحظہ بھر بوکھلائی۔
بائے داوے، تم لعلین کے ساتھ کہاں گئی تھی آج؟ سسٹرز اوٹنگ پلین "
"تھا یا اہمم اہمم
بھجت کے حصار نے پر سیلی کے چہرے پر اسکے آخری الفاظ پر گلال بکھرے۔
"آپ نے تو گیس کرنا تھا، کریں پھر۔۔۔۔کہاں گئی ہوں گی ہم۔۔۔۔۔"
وہ حجاب بھرے ناز سے معاملہ اب بھی راز رکھنے پر بضد اپنی شوخ ادا سے بھجت کے دل کی دھڑکن متاثر کر چکی تھی۔
"امم۔ہوسپٹل؟"

بھجت کے فوری بھانپ جانے پر سلینا شرمگیں سا ہنسے بھجت کے پہاڑ وجود میں سمٹی تو جناب کے شک و شبہات سب زائل ہو گئے۔

"جی"

دبی سی سیلی کی آواز پر وہ بے صبر اہوتا اسے پکڑے روبرو لایا جیسے اب انتظار کا ایک پل بھی وبال جان ہو۔

" لیکن کیوں؟ بتادو سیلی۔۔۔۔"

وہ بھجت کے بے تاب ہونے پر نرم سا مسکرائی اور اپنے ہونٹوں کو بھجت کے کان سے جوڑا۔

بتاتو دیا ہے مسٹر، آجکل آپکو اتنا سارا میسر ہوں تو سمجھ جائیں کچھ دوری"

"آنے والی ہے

سیلی کی شرارت بھری سرگوشی پر وہ مسکرایا تو خود ہی وہ اسکے نرم حصار میں روبرو ہوئی۔

دوری کی ایسی کی تیسی۔۔۔۔کیا سچ میں بابا بننے والا ہوں؟ کیا لئیق"
"بھی؟

بھجت کے جان لیوا سوال پر وہ دلفریب سا مسکرائی، چہرے پر قوسین کے سارے رنگ بکھرے۔

"یہ رینک آپکو ہی ملے گا ابھی، لعلین کا ابھی کنفرم نہیں ہے مگر دونوں کزنز اور یاروں نے ساتھ ساتھ بابا بننے کی پوری تیاری کر رکھی ہے۔۔۔
"آئی ایم امپریس۔۔۔بھ۔

ہنس کر شرم وحیا کے چہرے پر پھیلتے رنگ دباتی وہ ابھی کھل کر جملہ بھی مکمل نہ کر پائی جب بھجت کے شدت سے گلے لگانے پر بازو اسکے گرد باندھے نا صرف مسکرا کر خاموش ہوئی بلکہ اس شخص کے محبت بھرے حصار کا مطلب بھی سمجھ گئی۔

شاید یہ توقع سے کہیں بڑے سکھ کا اثر تھا کہ اس شخص کے پاس کہنے کو کچھ نہ رہا۔

سیلی۔۔۔ تم سوچ بھی نہیں سکتی یہ میری زندگی کا سب سے خوبصورت"
لمحہ ہے جب مجھے تم نے ایک نئے رتبے پر فائز کر دیا، اتنی خوشی مانی کی
پیدائش پر نہیں ہوئی تھی حالانکہ بہت دعاوں اور منتوں کے بعد اللہ نے
مجھے چھوٹی سی گڑیا دی تھی، تم نے تو مجھے میسر سکھوں کی شدتیں اور معنی
تک بدل دیے۔۔۔۔ میری جان، میں تمہاری اس سکون و راحت پہنچاتی
"ذات پر قربان ہو جاوں

اس لڑکی کے وجود سے الگ ہوئے وہ اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں
بھرے اسکی جبین پر جھکا اور محبت سے ہونٹ رکھے، جذبات کی شدت نے
بھجت کی آواز تک کپکپا دی اور خود سیلی کی آنکھوں میں خوشی کی زیادتی نے
نمی سے بھر دی۔

آپ کو اتنا خوش دیکھ کر مجھے مزید کسی سکھ کی تمنا تک نہیں رہی بھجت،"
بہت خوش ہوں کہ اللہ نے مجھے آپکی خوشی بڑھانے کا وسیلہ بنایا۔ آپکی
"آنکھوں کی یہ چمک دیکھنے کے لیے بہت پر جوش تھی۔۔۔۔

خود سیلی کی آواز کانپی تو بھجت نے پھر سے اسے سینے سے لگایا۔

میری زندگی کی بہار ہی تم ہو تو یہ چمک دمک بھی تمہارے دم سے "
ہے۔۔۔میری جان، تم نے مجھے سچ میں مکمل کر دیا۔دادو کو بتاتے ہیں، وہ تو
" جی اٹھیں گی۔۔۔۔

بھجت کی خوشی اور ہاتھ پیر پھولنے پر وہ اتنی جذباتی صورت حال میں بھی ہنسی، خود ہی بھجت نے وہ فائیلز اور جیولری کیس اٹھائے اور سلینا کا ہاتھ تھامے اندر بڑھا۔

اور توقع سے کہیں بڑھ کر وہ عورت نہال ہوئی، دونوں بچوں کو گلے لگا کر اس خوشی کے نصیب کرنے کی ڈھیڑوں دعائیں کر ڈالیں۔

آفریدی حویلی میں یہ خبر یہاں کے در و دیوار کی ویرانیاں سمیٹ لینے والی تھی۔

.._____..

دیر آئے درست آئے، اب ڈائکورس کا ویسے فائدہ نہیں۔ مر تو وہ جانے"
"ہی والی ہے

وکیل نے فرہاد صاحب کے کہنے پر کل ہی زائشہ اور انکی طلاق کے کاغذات بنوا لیے تھے اور یہ سب نور اور لئیق دونوں کے لیے حیرت کا سبب تھا مگر لئیق کے منہ بسور کر دیے لقمے پر جہاں وکیل مسکراتا نظر آیا وہیں لال نور کچھ پریشان سی تھیں۔

مرے میری بلا سے بھاڑ میں جائے، جب سے اسکی اصلیت کھلی ہے"
میرے اندر آگ لگی ہے۔ اس نخوست کو مزید اپنے نام سے جڑا برداشت نہیں کر سکتا۔ سائن کروالو اسکے اور مدثر! یہ کل ہی رجسٹر ہو جانے
"چاہیں

فرہاد علوی نے اپنے سائن کر دیے تھے اور انکے لہجے میں نفرت تھی، مدثر انکا وکیل تھا جس نے فرمابرداری سے سر ہلائے انکے کہے کے عین مطابق کرنے کی یقین دہانی کروائی۔

چلیں پھر میں خود سائن کرواوں گا اس سے، آپ جائیں مدثر انکل۔۔۔"

"صبح نو بجے سے پہلے پیپرز آپکے آفس پہنچ جائیں گے

لئیق نے وہ فائیل بابا سے لے کر بند کی اور مدثر صاحب سے مخاطب ہوا جو سر اثبات میں ہلائے اٹھے اور مصافحہ کرتے اجازت لیے سٹڈی سے نکل گئے جبکہ فرہاد اور لئیق دونوں نے بے اختیار پریشان سے لال نور کو دیکھا تو اس بندی کی اس میں بھی فکر پر ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرائے۔

"آپ دونوں کو ہنسی سوجھ رہی ہے اور مجھے اس عورت پر ترس آرہا ہے"

مما کی خدا ترسی کا تو وہ پہلے ہی خاصا فین تھا مگر اس وقت اسے یہ لال نور کی خود سے زیادتی محسوس ہوئی، یہی جذبات فرہاد علوی کے تھے۔

آپ دونوں کا ایک ہی مسئلہ ہے، دونوں ٹکے ٹکے کے ایرے غیروں پر "
"ترس کھا لیتے ہیں۔

لئیق کی برہمی پر وہ دونوں ہی پریشانی کی سنگ لئیق کو دیکھنے لگے اور اسی لمحے لئیق کا ہی ایک خاص آدمی اجازت لیے اندر آیا، اس نے لئیق کو اپنے پاس بلایا تو نور اور فرہاد دونوں کو بے چینی ہوئی، اس نے لئیق کے کان کی اور جھک کر کچھ سرگوشیاں کیں جس پر لئیق کا خون کھول سا اٹھا اور پھر اسے جانے کا اشارہ کرتا دونوں محترمین پر برہم نگاہ ڈالے واپس اپنی جگہ سنبھالے بیٹھا۔

"کیا ہوا لئیق، سب ٹھیک ہے؟"

بابا کے استفسار پر لئیق نے انھیں سرد سا گھورا تو وہ اور پریشان ہوئے۔

"لئیق۔۔۔کچھ بولو نہ"

لال نور کا دل تو اسکی سنگین چپ پر دہلا۔

یہ آپکے شوہر نامدار اس چھٹے بد معاش وقار کو دلاسے دے آئے تھے کہ "
آیا بن کر انکو انکے بچوں سے ملواوں گا۔ اتنا وہ لائق ہوتا تو اللہ اس سے اسکی
اولاد چھینتا ہی کیوں؟ دستگیر نے جب مجھے بتایا کہ وقار بڑے برے حال پر
جا پہنچا سسک سسک کر اپنے بچوں سے ملنے کی التجاء کر رہا ہے تو مجھے یہ بات
کچھ ہضم نہ ہوئی سو میں نے ایک پلین ترتیب دیا۔ وقار کو زنجیروں سے
آزاد کروا کر زائشہ کے ساتھ والے زندان میں بند کروایا۔
یہ تو میں نے اپنے خاص آدمی کو اس پر کھلی چھوٹ دے کر راز دار نہ
اصلیت جاننے کو معمور کر رکھا تھا کہ اس خبیث کی اوقات معلوم ہو گئی
ورنہ آپ سب بیٹھے پچھتا رہے ہوتے۔ اس نوٹنکی باز نے اس بار دستگیر تک
"کو گمراہ کر دیا
بابا کی اتنی بڑی کوتاہی پر وہ مزید ناراض تھا مگر دونوں کے چہرے کی اڑی
رنگت پر اس نے منہ سا بنایا۔

رہی بات زائشہ علوی کی تو اسے موت میں نہیں دوں گا لوو ونز۔۔۔اسے "
موت دے گی اسکی سب سے بڑی غلطی و قار سادانی۔۔۔۔۔۔ہم صرف
تماشا دیکھیں گے،اور میں کل انھیں بگھانے بھی والا ہوں۔۔۔دو ایک
جیسے منحوس ایک ساتھ بھاگنے کا پلین کر چکے ہیں تو لئیق ایز دعلوی کیسے ولن
"بنے، تھوڑا خدا ترسی کا شکار تو آپکا یہ سو پونڈ کا بچہ بھی ہے
دونوں کی پشیمانی اور اداسی اپنے شوخ لہجے سے جذب کیے وہ تمسخر اڑائے
ہنسا تو وہ دو بھی اپنے آفت بچے کے واپس ایکٹیویٹ ہونے پر مسکرائے۔
"تم نہیں بدلو گے آفت کہیں کے۔۔۔"
نور کا خوف سادبا کر جتانے پر وہ دونوں پر پیار بھری نگاہ کیے نفی میں گردن
ہلائے ہنسا۔
سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔۔۔۔ابھی ہی تو شرارتیں کرنے کا واپس موڈ"
بحال ہوا ہے مما۔بہت سال خود سے ناراض رہ کر گزارے ہیں۔۔اب
ایک ساتھ تلافی کروں گا۔۔۔خیر آپ دونوں ڈنر کے لیے پہنچیں میں تب

تک ان دو کا ہلکا ہلکا دل دہلا کر آتا ہوں۔۔۔۔ویسے زائشہ کی طلاق ہونا بھی اشد ضروری تھی۔۔۔۔میرے پلین کے مطابق اب وقار کو وہ بگھوڑی مل جانی چاہیے،ایک دن کے لیے ہی سہی۔۔بچارا بہت ترسا ہوا ہے اسکے لیے"

ایسے خطرناک ارادوں سے اتنے آرام سے آگاہ کیے وہ دونوں پر مسکراتی نظر ڈالے اٹھا اور فائیل کو ہاتھ میں رول کرتا دروازے کی طرف بڑھا۔

نور نے حراساں ہوئے فرہاد کو دیکھا۔

یہ لئیق کیا کرنے لگا ہے فرہاد،ان دو خطرناک مجرموں سے کھیلنا چاہتا" ہے۔خدانخواستہ وہ بدبخت میرے لئیق کو کوئی نقصان نہ پہنچادیں"

نور کا دل سوکھے پتے سا پھڑ پھڑایا تو فرہاد خود بھی اٹھے اور شانوں سے پکڑ کر گھبرائی نور کو بھی اپنے روبرو کھڑا کیا۔

فکر مت کرو نور، لئیق نے صرف ہم دو کا نہیں،اپنی لعلین ابراہیم کے" حصے کا بدلا بھی لینا ہے۔وہ جس بھی حد تک جائے مجھے قبول ہے۔ان دو کی

موت آسان نہیں ہونی چاہیے،اور وہ اپنی حفاظت کرنا جانتا ہے۔بہت جلد
"یہ دنیاان جیسے گند سے پاک ہو جائے گی۔۔۔۔
فرہاد کے دیے حوصلے کے باوجود وہ ڈر رہی تھیں تبھی بے قراری سے فرہاد
کے سینے لگیں تو وہ بھی مبہم سا مسکرا کر لال نور کو خود میں محصور کر گئے۔

.._____..

....★☆☆☆☆☆★....

دروازہ کھلنے کے سبب کوریڈور میں آویزاں مشعلوں کے سبب زندان میں
پھیلتی روشنی پر بھاری قدموں کی آہٹ سنے زائشہ جو ایک کونے میں زمین
پر بیٹھی کسی تیز دھاری سلاخ سے اپنے پیر میں بندھی زنجیر کھولنے کی

کوشش کر رہی تھی، تیزی سے گھبرا کر اس سلاخ کو اپنے پیچھے پھینکا اور اس طرف دیکھنے لگی۔

دروازہ واپس بند ہوا تو اسکی چندھیائی آنکھیں اپنے سامنے لئیق ایزد علوی کو دیکھ کر لہو کی طرح ہوئیں۔

ارے واہ، حسن کی دیوی، گرد کی دیوی بن گئی۔۔ چچ چچ۔۔۔ کیسی ہیں"

"آپ زائشہ صاحبہ؟

قدم اٹھا کر وہ نا صرف اسکے قریب آیا بلکہ وہ جو نفرت و خوف کی ملی جلی کیفیت کے سنگ دیوار سے لگی، اسکے قریب ہی بیٹھا اور گرد و غبار سے سیاہی مائل ہوتی زائشہ کو دیکھے تمیز کا بھرپور دامن سنبھالے مخاطب ہوا مگر اسکے لہجے سے ٹپکتی تضحیک پر زائشہ کے جبڑے تنے۔

کیسی ہو سکتی ہوں، تمہیں مارے بنا اب یہ گرد ہٹانے کا فائدہ نہیں۔۔۔"

جلد واپس حسن کی دیوی بنوں گی اور تم منوں مٹی تلے دبا دیے جاؤ گے

"منحوس

بنا انجام کی پرواہ کیے بنا وہ تڑخ کر غرائی جس پر لئیق کی نگاہ تحقیر آمیز ہوئی پر وہ پھر بھی مسکرایا۔

"یہ تو وقت طے کرے گا بی بی کہ آپ پہلے دفن ہوتی ہیں یا آپکی موت بننے والے افراد۔۔۔ خیر تمہارے لیے سرپرائز ہے، آزادی زندان سے نہ ملی ہو مگر فرہاد علوی سے مل گئی۔۔۔۔ چلیں سوتیلی صاحبہ، اچھے بچوں کی طرح سائن کریں"

اس شخص کے بھڑکیے تاثرات اس عورت کو بہت کچھ باور کروا رہے تھے مگر زائشہ کو اصل دھچکا تب پہنچا جب لئیق نے اسکے سامنے طلاق کے پیپرز رکھے اور خود اٹھ کر کھڑا ہوا۔

ہاتھ میں پکڑا پین اس کھلی فائیل پر پھینکا جس پر زائشہ اس ناگوار مطالبے پر مٹھی بھینچی سن رہ گئی اور پھر متنفر نظر سر پر کھڑے لئیق پر ڈالی۔

"وہ بزدل مجھ سے اتنی آسانی سے پیچھا نہیں چھڑوا سکتا، تمہارے ساتھ ساتھ وہ بھی مرے گا"

اسکے زہریلے الفاظ پر لئیق نے سرد سی مسکراہٹ دی۔

"اپنی زہریلی زبان سنبھال لیں ورنہ میری تہذیب اور تربیت بھی آپکے مطابق بپھر جائے گی، سائن کریں۔۔۔۔۔ باقی جو ہو گا میں خود دیکھ لوں گا"

وہ اس قدر سخت غرایا کہ اسکی آواز کی وہشت سے زائشہ کا پورا وجود لرزا تبھی منہ ہی منہ میں خرافات بکے اس نے اس طلاق نامے پر دستخط کیے کیونکہ حق مہر زائشہ کے لیے طویل تر عیاشوں کے لیے کافی تھا ویسے بھی اب وہ لمبا ہاتھ مارنے کے ارادوں میں تھی۔

اسکے سائن کرنے پر لئیق نے جھک کر وہ پیپرز اٹھائے وہ دو قدم پیچھے جا کھڑا ہوا اور اس فائیل کو واپس راونڈ کیے اس عورت پر نگاہ جمائے جو اک مضحکہ خیز حال کو پہنچی ہوئی تھی تب بھی اللہ نے توبہ کی توفیق نہ دی۔

اسے دیکھ کر لئیق کو صرف ایک تکلیف ہوئی کہ یہ عورت لوئے بہزاد علوی کو جنم دینے والی عورت ہے اور شاید یہی وہ وجہ تھی کہ وہ اپنے ہاتھوں سے اسے سزا دینے کے حق میں نہ تھا، اک لافانی قوت بیچ میں حائل تھی۔

"توبہ کرنے کا کوئی موڈ نہیں یعنی؟"

لئیق کے افسوس سے جتانے پر وہ پھنکار کر منہ پھیر گئی۔

تم سبکو توبہ کرنے کی مہلت ہی نہیں ملے گی، دفع ہو جاو یہاں سے۔۔۔۔"

"تم نے تو رشتوں کا تقدس پائمال کیا ہے

یہ سب زائشہ کی زبان سے سننا واقعی مزاخیہ تھا تبھی وہ ناچاہتے ہوئے بھی اپنا امڈتا زہر بھرا قہقہہ روک نہ سکا، زائشہ نے اسے خونخوار نظروں میں سمویا۔

ہنسنے کے لیے معذرت لیکن آپ نے جوک ہی بہت مزیدار سنایا زائشہ "

صاحبہ، رشتے اور انکا تقدس۔۔ یہ الفاظ آپکی زبان پر آئے، اور اپنی توھین کروا بیٹھے بچارے۔ یہ میری تربیت ہی ہے زائشہ کہ تم سے زبان سے بات

کر رہا ہوں ورنہ چاہتا تو اپنی گن کی تمام گولیاں تمہارے سفاک دل میں اتار دیتا۔ تم نے میری ماں کے ساتھ جو کیا، صرف اس پر تمہارا قتل لئیق ایزد علوی پر جائز ہو چکا ہے لیکن نہیں، تم یونہی سسک سسک کر مرو گی یہی تمہاری سزا ہے۔ چاہتا ہوں کہ وہ وقت آئے جب تم موت کی بھیک مانگو اور تمہیں موت نہ آئے۔۔۔۔۔۔رشتے اور تقدس تو تم نے ساری عمر پائمال کیے، اب تمہارے لیے میرے دل میں رہا سہا رحم بھی ختم کیونکہ اب تم فرہاد علوی کی بیوی کے منسب سے بھی اتر گئی کہ تمہیں لحاظ و مروت میں کوئی رعایت دیتا۔۔۔اب تم اپنی موت کے دن گنو جو تمہیں بہت جلد آئے گی"

زہر خند ہو کر وہ لئیق کے ہر ہر لفظ پر پاگلوں سا ہنسی تو وہ بھی اس پر حقارت بھری نگاہ ڈالے وہاں سے چلا گیا مگر لئیق کے اوجھل ہوتے ہی زائشہ کے پورے وجود میں خوف دوڑا تبھی اس نے وہ لوہے کی سلاخ اٹھا کر پھر سے اپنے پیر میں جکڑی بیڑی کھولنے کی کوشش شروع کی وہیں وہ پیپر زا اپنے

آدمی کے سپرد کر کے اپنی سٹڈی تک پہنچانے کا کہے وہ وقار سادانی کے
زندان میں داخل ہوا جو چہرے پر مسکینیت اور مظلومیت کا نقاب چڑھائے
یوں رحم طلب نظروں سے لئیق کو دیکھ رہا تھا کہ خود لئیق کا دل چاہا بچارے
کو تسلی سونپ دے۔

"سنا ہے اپنے بچوں کے لیے بہت تڑپ رہے ہو، چچ چچ اگر اتنا ہی آخرت کا
ڈر تھا تو کیوں خود کو برباد کیا"

لئیق اسکے سامنے ویسا ہی ظاہر کر رہا تھا جیسا وقار نے سبکو خود پر ترس کھانے
پر مجبور کیے نرم سلوک روا رکھنے پر اکسایا تھا۔

"تم مجھ پر ایک احسان کر دو لئیق۔۔ت، تو کیسے بچ جاتا، بربادی مقدر تھی
ایزد علوی۔۔۔۔اس تڑپتے ہوئے باپ کو مرنے سے پہلے بچوں سے ملوا
دو۔ تمہارے مہربان باپ نے وعدہ کیا تھا۔۔۔۔میں تمہارے سامنے ہاتھ
جوڑتا ہوں"

وہ پھر سے بلک بلک کر سسکنے لگا اور لئیق کا دل چاہا اسے آسکر سے نواز دے، مطلب اس قدر منافقت پر تو لئیق کا دل اوب گیا، لوگوں کے چہرے کئی کئی نقابوں تلے تک انکی اصلیت پہچان جانے والا بلیک ڈائمنڈ کیسے اس وقار سادانی کے اس نقاب سے دھوکہ کھا سکتا تھا۔

یہی تو بلیک ڈائمنڈ کی مہارتیں گردانی جاتی تھیں۔

اوہ۔۔۔فرہاد علوی نے اگر وعدہ کیا ہے تو پھر تو وہ ضرور نبھائیں گے۔وہ" کیا ہے نہ علوی خاندان کے مرد، اپنی کہی بات سے مکرتے نہیں

ہیں۔۔۔۔مجھے بھی تم پر تھوڑا تھوڑا ترس آرہا ہے۔شجاع کو جیل ہو گئی آج، تمہارا بزنس سارا ٹھپ ہو گیا، فیکٹری دیوالیہ ہو گئی۔تمہارے دو تین گھر بینک والوں نے ضبط کر لیے۔۔۔میرا انتقام تو پورا ہو ہی گیا ہے سو میں تمہیں جلد رعایت دینے کا سوچتا ہوں۔۔اب تم کیا نقصان دو گے ہمیں، تمہاری اکڑ تو ٹوٹ گئی۔۔۔۔تم تو ہار گئے۔۔۔اب تو تمہیں قید رکھنا بھی زیادتی ہو گی"

لئیق نے ترس کے جذبات کے سنگ جب یہ سب کہا تو اس شاطر فڑاڈیے کی آنکھیں لمحہ بھر شیطانیت سے چمکیں مگر وہ مزید سسک سسک کر اپنی اداکاری کے جوہر دیکھانے لگا جس پر لئیق اٹھ کھڑا ہوا، وقار نے اسکا پیر پکڑے اپنا چہرہ گرد سے اٹی زمین سے جوڑا تو لئیق نے فوری اسے خود سے پرے کیا اور دو تین قدم دور ہٹا۔

"ہو وقار سادانی۔۔۔۔ چچ چچ بہت افسوناک ملے لینا اپنے بچوں سے، جلدی انتظام ہو جائے گا۔ تم تو آل ریڈی مر چکے"

لئیق نے اسکے پژمردہ وجود پر گہری نگاہ ثبت کی اور زندان سے باہر نکلا مگر اوٹ میں جا کر رکا تو ایک آنکھ زرا سی اندر جمائے دیکھا جہاں وقار سادانی پاگلوں کی طرح ہنس کر اپنے چہرے سے گرد ہٹا رہا تھا اور لئیق نے چہرہ واپس موڑے زہریلی مسکراہٹ دی اور تیزی سے قدم وہاں سے نکالے۔۔

جبکہ ڈنر سب نے ایک خوشگوار ماحول میں کیا مگر لئیق کا دل بار بار ہنسنے کو چاہ رہا تھا، وقار سادانی کی حالت ایک لطیفے سے کم نہ تھی اور اسکی گاہے بگاہے چہرے پر پھیلتی مسکراہٹ سبھی نے محسوس کی مگر سب جانتے تھے یہ بے خودی بے سبب نہیں تھی، کچھ تو تھا جس کی پردہ داری تھی۔

.._____..

"تو اب کوئی شکوہ تو نہیں رہا؟ آج کا پورا دن بندہ ناچیز نے تمہیں دیا"

کچھ لمحے پہلے ہی وہ جندل محل واپس لوٹے تھے، دستگیر نے گاڑی سے نکل کر گھوم کر صبور کی طرف کا ڈور اوپن کیا تو وہ اسکا پھیلا ہاتھ تھامے باہر نکلی۔

تم مجھے اپنی پوری زندگی دینے کے پابند ہو، ایک دن سے صبور کا دل کہاں"

"بھرے گا

دستگیر کو لاجواب کیے وہ اسکے گرد بازو حصار کر ساتھ چلنے پر مسکرایا۔

پوری زندگی تمہاری ہی ہے، بس یہ رہی سہی الجھنیں ختم ہو جائیں تو رہی"

"سہی زمانے کی طرف محصور میری باقی توجہ کا مرکز بھی تم ہو گی

دستگیر عالم کے ایک ایک لفظ پر صبور کو یقین تھا، تبھی تو چہرے کے

خدوخال خوشی کے اظہار میں ڈھلے۔

"ممی کا کیا سوچا ہے لئیق نے؟"

مسکراتے مسکراتے وہ رک کر دستگیر کی سمت پلٹی تو اسکے چہرے کے

تاثرات بھی منجمد ہوئے۔

سزا کے سوا کوئی آپشن نہیں صبور، دل بڑا کرو۔ تمہیں حوصلے کے ساتھ"

"اس آخری آزمائش سے گزرنا ہے، مجھے تم سے بہت امیدیں ہیں

دستگیر کا لہجہ بھی یہ تمہید باندھنے کے بیچ کھارا ہوا تو دنیا جہاں کی ویرانی، صبور

کی آنکھوں میں اتر آئی۔

"کیا وہ ممی کو موت کی سزا دے گا؟"

دل پر لدے گراں بوجھ کے سبب اسکی آواز میں آس سی گھلی۔

"کیا تمہیں لگتا ہے کہ لئیق ایزد علوی اس سے کم پر راضی ہو گا"
وہ صبور کو کوئی جھوٹی امید نہیں دینا چاہتا تھا، اس لڑکی کی آنکھوں میں
حسرت کا جہاں صاف دیکھائی دے رہا تھا۔
بھائی نے ایک مشکل زندگی گزاری ہے۔ بچپن سے دوست بنانے سے"
خوف کھاتے تھے کیونکہ دوستی کو لے کر وہ بے دل رہے، پریشان رہے،
تبھی میرے آگے کبھی اس معاملے کو جانے ہی نہیں دیا۔ میں نے انکو بہت
خوش بھی دیکھا اور بہت غمگیں بھی۔ یہ سمجھو کہ انکے اچھے برے دنوں کا
واحد ساتھی رہا ہوں لیکن یہ پچھلے آٹھ سال ان کی بساط کے بڑھ کر
دردناک تھے۔ وہ کیسے بخش دیں اس عورت کو جس نے ایک گناہ
نہیں، انھیں کئی تکالیف پہنچائی ہیں۔ لیکن اتنا ضرور جانتا ہوں کہ وہ
انصاف کریں گے اور اپنے ہاتھ اس عورت کے خون سے ہر گز نہیں
"رنگیں گے

دستگیر چاہے لاکھ ڈھارس بھرے الفاظ کہہ لیتا، صبور کے اندر کی اذیت نے کسی بڑے صبر کے ملنے تک یونہی درد کا شکار رہنا تھا۔

میں سب جانتی ہوں، کوشش کر رہی ہوں کہ خود کو سنبھال"

"پاوں۔۔۔۔

سانس دقت سے کھینچتے وہ اسکے سینے سے لگ جاتی روہانسی ہوئی، دستگیر نے نرمی سے اسکے بالوں میں انگلیاں پھیرے زرا الگ کرتے ہی جبین پر لب دھرے تو اس لڑکی کے تڑپتے دل کو راحت ملی۔

"مجھے یقین ہے تم اس کوشش میں کامیاب ہو گی"

وہ جبراد ستگیر کے مان پر مسکرائی۔

"ان شاءاللہ۔۔ خیر تم اندر جاو مجھے لوئے کی خیریت پوچھنی ہے۔۔۔۔"

خود کے ڈوبتے دل کو تقویت دیے صبور نے مسکرا کر کہا جس پر وہ اسکی گال سہلاتا سر ہلائے جندل محل کے اندر بڑھا جبکہ وہ بھی راہداری عبور کیے فون آن کرتی لان میں نکل آئی۔

وہیں لگی کرسی پر بیٹھے صبور نے لوئے کا نمبر ملایا۔

جو اس وقت بھی ہوسپٹل میں تھا۔

صبور کی کال پر تھکی تھکی آنکھیں کھولیں اور فون اٹھا کر کال پک کی۔

"کیسے ہو لوئے، فکر ہو رہی تھی تمہاری۔۔۔۔ صبح سے تمہارا فون آف کیوں تھا"

فون لگتے ہی صبور کے پریشان لہجے پر وہ مبہم سا مسکرایا، کسی کو تو اسکی فکر تھی۔

"بس ایسے ہی، موڈ نہیں تھا کسی سے بات کا۔ تم بتاو سب کیسا ہے وہاں۔ بابا کی بھی مس کالز تھیں، برو کی بھی مگر ابھی کسی سے بات کی ہمت نہیں۔۔۔۔"

وہ تھکا ہوا لگا تبھی صبور کی پریشانی بڑھی۔

"تو میری کال بھی نہ اٹھاتے نہ، مغرور کہیں کے"

شاید وہ اسے مسکرانے پر مجبور کرنا چاہتی تھی اور کامیاب بھی ہوئی۔

"تمہاری بات الگ ہے سینئیر، تم بہت اپنی ہو"

لوئے کے دلفریب جواب پر صبور کی آنکھوں میں نمی سی جگی۔

"بہت سے معاملات تمہاری ذہنی اذیت ہیں جانتی ہوں، بھلے تم وہاں چلے گئے ہو مگر ممی کے لیے سزا کا سوچ کر تمہیں بھی ویسی ہی تکلیف ہوتی ہو گی جو مجھے ہوتی ہے۔ لیکن تم مجھ سے کہیں زیادہ بہادر ہو یاد رکھنا۔ لارامانی یا نہیں؟"

وہ یہ سب باتیں سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا، آخری سوال پر تو دل میں ٹیس سی جاگ اٹھی۔

"کسی کے بارے بات نہیں کرنا چاہتا، جلد واپس آجاوں گا۔ جیسے ہی انکی سزا پر عمل درآمد ہو گیا"

وہ زندگی سے بیزار اور اکتایا ہوا تھا۔

"مطلب اب تک فضول کی ضد میں اڑے ہوئے ہو، مت کرو"

لوئے۔۔۔۔بس کر دو۔اب تو مجھے لگ رہا ہے تم اپنی تکالیف کی فسٹریشن

نکال رہے ہو لارا پر اور وہ تم پر۔ رحم کھاو ایک دوسرے پر، اور میں بھی تمہیں یہی مشورہ دوں گی کہ جلد واپس آجاو اسے لے کر۔۔۔ یہاں ہم سب مل کر تمہاری لارا کو منالیں گے۔۔۔۔ اکیلے تم مزید اکیلے ہوتے جا رہے ہو اور یہ کم از کم میں نہیں دیکھ سکتی"

صبور جو کہہ رہی تھی وہ سچ تھا اور اب وہ یہ بات مان چکا تھا، پوریز نے اسے خبر پہنچادی تھی کہ یارق نے لارا کو لوئے کے زندہ ہونے کا بتادیا سو اب وہ یارق پر بھی غضبناک تھا۔

مجھے لگنے لگا ہے کہ میں کسی کے لائق نہیں ہوں، ایک حسرتوں کا مارا" شخص جسے سکون قبر میں ہی ملے گا۔ ایک آخری کوشش کی تھی کہ لارا سمجھ جائے گی، اپنی غلطی مانے گی مگر وار ہی کسی اپنے نے ایسا کر دیا کہ اب تو سب واقعی ختم ہوتا محسوس ہو رہا ہے۔۔۔ ایک آخری بار اس سے ملوں گا، انا پرے کر کے۔۔۔ مان گئی تو ٹھیک ورنہ سب چھوڑ چھاڑ کر اسے خود سے

نجات دے کر ہمیشہ کے لیے واپس اپنی دنیا میں چلا جاوں گا۔ شاید اس کے
"بعد لوئے بہزاد علوی کسی کو نہ ملے

اپنے اذیت سے دوچار لہجے کو ہر درجہ مضبوط رکھنے کے باوجود قہر ڈھاتا وہ
رابطہ توڑ گیا اور اس بند ہوتی کال نے صبور کے دل کو مزید رنج زدہ کر کے
رکھ دیا۔

وہیں دستگیر سیدھا بھائی کے پاس ہوم آفس میں ہی گیا تھا اور لئیق کے پلین
سے لے کر وقار کی شیطانیت کا سن کر خود دستگیر ہقا بقارہ گیا۔

کیا چیز ہے یہ بدبخت۔۔۔ خدانخواستہ کوئی نقصان ہو جاتا تو میں خود کو کبھی"
معاف نہ کرتا بھائی۔ اسکے آنسو اتنے سچے تھے کہ مجھے لگا واقعی وہ تکلیف میں
"ہے

دستگیر کی پریشانی اور پشیمانی پر لئیق کے چہرے پر بھی سختی در آئی۔

ایسے لوگ کبھی نہیں سدھرتے دستگیر عالم جنکے دل سیاہ کر دیے جائیں،"
جو شخص اپنے باپ کا نہ ہوا، بیویوں کا نہ ہوا، وہ بچوں کا ہو جاتا تو شاید اس

شخص کی آخرت کے سنورنے کے کچھ چانس نکل آتے مگر یہ گناہ کی لذت بڑی خراب شے ہے۔ زائشہ علوی اور وقار سادانی کی سب سے اچھی سزا یہی ہے کہ وہ ایک دوسرے کے لیے عذاب بن جائیں"

لئیق کی تمام حکمت عملی اور کل کی پلاننگ سب دستگیر کو متاثر کر چکی تھی، جو چیز کسی کے وہم و گماں میں بھی نہ ہوتی، وہ لئیق کے لیے سوچ کا پہلا لیول تھی۔

وہ اس عورت کو ایسا ستائے کہ زائشہ بی بی کو ہوش ہی نہ رہے کچھ فساد برپا کرنے کی۔۔۔ لیکن بھائی، ان دو کو فری ہینڈ چھوڑنا رسک بھی ہے، اگر دونوں کا وقتی اشتعال ایک دوسرے کے لیے تھم گیا تو سوا سیر والا معاملہ ہو گا۔۔۔ اس عورت کے دل میں ہم سب کو مار دینے کی حسرت ابل رہی ہے"

دستگیر کے خدشات بالکل درست تھے اور لئیق ایزد کوئی بھی فیصلہ بنا سوچے سمجھے نہیں لیتا تھا۔

ان دو کی جو آپسی منافقت ہے وہی ہمارا سب سے بڑا ہتھیار ہے دستگیر"
عالم، رسک تو ہر شے میں ہے، یہاں تک کہ سانس لینے جیسے پر یقین عمل
میں بھی، کب لی جاتی سانس آخری ہو جائے کچھ خبر نہیں۔ رسک تو لینا
ہو گا، اپنی نسلوں کی حفاظت کے لیے ایسی برائی اور گندگی کا ہر ممکنہ خاتمہ
"ضروری ہے
لئیق کے مستحکم فیصلے پر اسے یقین تھا مگر پھر بھی دل میں ہنوز ایک ڈر سا
کنڈلی مارے بیٹھا تھا۔
اور ویسے بھی ہم انھیں فری ہینڈ ضرور چھوڑ رہے ہیں، بخش نہیں رہے۔"
ان پر نظر رکھیں گے۔ پتا نہیں کیوں مگر مجھے لگتا ہے میرے ہاتھ میں اس
دو کی موت نہیں لکھی گئی۔ تو خوامخواہ خود کو کراہت سے گزارنے کا کیا
مطلب، جب وہ ایک دوسرے سے لڑ کھپ کر مر رہے ہیں تو ہمارے لیے
"یہی اچھا ہے

لئیق کا لہجہ یکدم دشمنوں کے لیے سفاک ہوا تو دستگیر کے چہرے کا تناو بھی زائل ہوا۔

بہت دور اندیش ہیں آپ بھائی، یونہی دستگیر عالم آپکو استاد نہیں جانتا۔"
آپکی زندگی کے بیشتر الجھاو، آپکے درست اور سہی فیصلوں نے سلجھائے
"ہیں۔مجھے آپ سے ہر دن کچھ نیا سیکھنے کو ملتا ہے

تناو ہٹا تو آپسی فضا دوستانہ ہوئی، دونوں کے چہروں پر مسکراہٹ دوڑی۔

میرا کوئی کمال نہیں دستگیر عالم، اللہ نے مجھ میں روح ہی بڑی صابر اتاری"
ہے۔ویسے بھی زندگی نے کافی ٹھوکریں لگا کر سبق سیکھائے ہیں، اب بھی
"استادی نہ آئے تو پھر تو بڑے شرم کا مقام ہے

لئیق کے شوخ ہونے پر دستگیر بھی ہنس دیا۔

ہاہا آپ بھی نہ، اچھے بھلے ہونق بندے کا ہاسا نکال دیتے ہیں۔۔۔ خیر مجھے"
بتائیں کل کی ڈیوٹیز وہی ہیں یا اب بدلاو آئے گا۔۔ کیونکہ عدن کا معاملہ اور

آفتاب کے ہاتھ سے قتل ہوئے اسکے دوست کی روداد تو آپ نے خود ہی جان لی"

دستگیر کے اول جملے پر وہ بھی خفیف سا مسکرایا مگر اختتام تک سنجیدگی اختیار کرلی اور دونوں ہاتھ میز پر رکھے، ٹیک چھوڑ کر بیٹھے بھرپور توجہ دستگیر عالم پر مرکوز کی۔

"ظاہر ہے بدل جائیں گی، تمام سکیورٹی ڈی ایکٹیویٹ کرنی ہے تاکہ وہ دو خود کو شاطر چال باز سمجھ کر نہ صرف فرار ہو جائیں بلکہ انکو یہ لگنا چاہیے کہ وہ ہم سبکی آنکھوں میں دھول جھونک گئے ہیں۔

تم جندل محل کے خفیہ گیٹ کے باہر اپنے چھ سات آدمیوں کے ساتھ موجود رہو گے اور جیسے ہی وہ لوگ وہاں سے فرار ہوں گے، تم نے اپنے لوگوں کو ان کے پیچھے لگا دینا ہے۔۔۔۔۔بس باقی کام خود ہو گا۔۔۔اسکے فورا بعد پورے محل کی سیکورٹی واپس ایکٹیو ہو جائے گی۔۔۔یہ سب بہت مہارت سے ہونا چاہیے"

لئیق کی ایک ایک بات دستگیر نے پوری توجہ سے سنی، اور سر ہلایا۔
کل کے دن کے لیے وہ خود بھی کافی پر جوش تھا، مشن سے پہلے پہلے وہ یہاں کا ہر معاملہ حل کرنا چاہتا تھا اور دستگیر عالم بھی اپنی ڈیوٹیز جان چکا تھا، اب دیکھنا یہ تھا کہ کیا واقعی لئیق ایزد کی حکمت عملی اس بار بھی کامیاب ہوتی یا پھر غیر متوقع ہار سے ہمکناری ہوتی۔

.._____..

ڈنر کے بیچ بھی مانی سست سی تھی کیونکہ اسکا مسئلہ تھا کہ نیند آئی ہو تو برداشت کرنا مشکل تھی مگر پھر بھی وہ گل مما اور افراہیم بابا سے مسکرا مسکرا کر نور پھپھو کی باتیں کر رہی تھی اور شہریار جدون آج اسے دیکھنے کے لیے فرصت لیے بیٹھا تھا۔
"تب میں دس سال کی تھی نہ تو مجھے اتنا بڑا اور پھر شادی شدہ جان کر وہ پریشان رہ گئیں، کہتیں تم اتنی چھوٹی سی سہاگن بن گئی"

مانی کے مسکرا کر بتانے پر گل اور افراہیم جہاں مسکرائے وہیں شہریار بس مانی پر وارفتگی کے سنگ نظر جمائے ہوئے تھا اور یہ خود مانی نے بھی اور ان دونے بھی محسوس کیا۔

"یہ بھی بتاتی نہ کہ اپنے شیری کی آنکھوں کا تارہ ہو"

گل کے پیار سے بات سے بات ملانے پر مانی نے خود پر مر کو زوہ جان لیوا آنکھیں دیکھیں تو گال خفیف سے لال ہوئے اور آج ممی کی بات پر وہ بے چین بھی نہ ہوا۔

"تارہ نہیں ہوں ابھی، لیکن اب کانٹا بھی نہیں رہی"

مانی کی خاضر جوابی تینوں نفوس کو متاثر کر گئی اور شہریار جدون نے اس بار دانستہ اس لڑکی کے چہرے سے مسکراہٹ دبائے نظر ہٹا ہی لی، وہ نظر ہٹاتا ہوا بھی جان لیوا لگا۔

تم دونوں ہنی مون کا پلین کیوں نہیں بناتے، مانی کے پیپرز ہو جائیں تو تم"

"بھی تھانے سے آف لو اور گھوم پھر آو

اسکی نظروں کی تمازت خود ہی افراہیم صاحب نے بات بدل کر کم کی جس پر وہ بابا کی طرف دیکھتا سر سری سا سر ہلا گیا اور آج اس بندے کے بناوا ویلا مچائے اقرار نے گل اور مانی دونوں کو عجیب سی خوشی بخشی۔

"ساری زندگی پڑی ہے گھومنے پھرنے کے لیے، ابھی مانی کا مکمل سٹڈیز پر فوکس ضروری ہے۔ مجھے کچھ میلز دیکھنی ہیں، میں کمرے میں جا رہا ہوں۔ ممی اپنے ہاتھ کی ایک کپ کافی بھیج دیں۔ آپ سب سے صبح ملتا ہوں"

شہریار نے اپنی نظروں کے بے خود تیور سنبھالے اور ممی کو مخاطب کرتا اپنا کھانا ختم کیے ڈائنگ سے اٹھ کر چلا گیا جس پر دبی دبی مسکراہٹ کے سنگ افراہیم صاحب بھی چائے کی فرمائش کیے وہاں سے نو دو گیارہ ہوئے۔

میدان میں ساس بہو رہ گئی تھیں۔

"کچھ ٹھیک ہوا وہ تمہارے ساتھ؟"

مانی جو شیری کے بدلتے رویے اور نگاہ کی تپش کے نادیدہ حدت میں ڈوبے خیالات میں محو تھی، مما کے پوچھنے پر خفیف سا چونکی۔

جی۔۔۔ بالکل تو نہیں مگر میرا بہت خیال کر رہے ہیں۔ یہ سب آپکی"
"سپورٹ کے سبب ہوا مما
مانی کے گھبرا کر کیے اعتراف نے گل کو بھی حقیقی راحت بخشی۔
جی نہیں میرا بچہ، یہ سب تمہارے خلوص کی وجہ ہے۔ بس تم دونوں"
ایک ساتھ خوش رہو، میری اور افراہیم کی اور کوئی خواہش نہیں۔ تم ہو ہی
اتنی پیاری کہ تمہیں دیکھ کر پیار کرنے کا دل چاہتا ہے سو وہ بھی کرنے لگے
"گا مما کی جان۔۔۔۔

دل کو تقویت دیتا ڈھارس بھرا پیار اسے اور بہادر بناتا، مانی نے اپنی گال سے
جڑی گل لالہ کی ہتھیلی اپنے نازک ہاتھ میں لیے چومی۔
تھینک یو مما، میں جاوں انکے پاس؟ دل ان کے اوجھل ہونے پر نجانے"
"کیوں اداس سا ہو جاتا ہے
مانی کی بے قراری پر گل شرارت بھرا ہنسیں۔
"آو کافی بنا کر دیتی ہوں، وہ لے کر جاو۔۔۔۔۔۔"

گل کے کہنے پر مانی مسکرا کر انکے ساتھ ہی کچن کی طرف بڑھی، شیری کی فیورٹ کافی بنا کر گل نے مانی کو تھمائی اور پیار سے اسکی گال پر بوسہ دیا، مانی نے جواباً چہکتی کھلکھلاتی مسکراہٹ دی اور کافی مگ لیے کچن سے باہر نکلی اور سڑھیاں چڑھ گئی۔

روم تک پہنچے مانی نے احتیاط سے دروازہ کھولا اور دھیان سے گرم کافی کا مگ بیڈ سے جڑی ٹیبل پر رکھا مگر اس سے پہلے وہ پلٹتی، جہازی سائز بیڈ کے عین وسط میں لائیٹ گرے اور ڈارک گرے بیڈ شیٹ پر بہت خوبصورت سے بکے دیکھ کر مانی کی آنکھوں میں حیرت اور اشتیاق ساتھ چمکا اور تبھی وہ بے اختیار اس بکے کو اٹھا کر اس سے اٹھتی خوشبو انہیل کرتی آلو ہی مسکرائی۔

"کیا یہ شیری نے میرے لیے لایا ہو گا؟"

مانی نے تجسس کے سنگ خود کلامی کی تو نظر ڈریسنگ ٹیبل پر پڑے خوبصورت سے مخملی جیولری کیس پر جا ٹھہری۔

بکے وہیں سائیڈ ٹیبل پر رکھتی وہ اس سے پہلے اس تک پہنچتی، شیری کے واش روم سے نکلنے پر جہاں وہ لمحہ بھر مانی کے چہرے کی رنگینی اور سرخیوں پر ٹھٹکا وہیں مانئ نے اپنے قدم غیر ارادہ شیری کی طرف بڑھائے، آنکھوں میں خود بخود خمار سا اترا۔

"شیری۔۔۔یہ پھول کس لیے؟"

مانی نے بے قراری سے اسکے نزدیک رکے پوچھا تو شیری نے اپنا ہاتھ بڑھا کر مانی کی کمر میں جمائے اپنے قریب کیا تو وہ اپنے چہرے کے ہر خدوخال میں اترتی شہریار کی سانسوں کا لمس محسوس کیے سہم کر دم سادھ گئی۔

"تمہارے تھینک یو کے لیے"

شہریار جدون کے ایسے پر خمار سنجیدہ جواب پر مانی کو لگا وہ کوئی خواب دیکھ رہی ہے، اپنی کمر پر جکڑے شیری کے ہاتھ سے اپنی ہتھیلی جوڑی، عجیب سرو آگین سی کیفیت تھی، مدہوش سی فضا میں سانسوں اور دھڑکنوں کا انتشار برپا تھا۔

"ت تھینک یو۔۔۔ مگر کیوں؟"

وہ اسکے چہرے ہر نظر جمائے ہنوز تجسس، خوف اور حیرت کے سنگ بڑبڑائی۔

"تم میرے روکنے پر میرے پاس رک گئی، اس لیے۔۔۔۔۔ مجھے لگا یہ ضروری ہے۔۔۔ مجھے لاحق سر پھری بیماری کا نام تم جو ہو آمنہ آفریدی۔۔۔"

شہریار جدون کی انگلیوں نے جس طرح اسکی کمر پر حرکت کرتے اسے مزید قریب کیا، مانی کو لگا جسم میں برق سی دوڑی ہو تبھی وہ اپنی ہتھیلوں کو اسکے سینے پر احتیاطا جما گئی، اپنا بگھڑتا تنفس بحال کرنے کی کوشش میں سانس کھینچا، شہریار جدون کے یہ الفاظ اسکو جنجھوڑ گئے۔

"ک۔۔ کیا کہہ رہے ہیں، جان لیں گے کیا؟"

مانی نے اسکی بے خود نظروں کے اثر سے لرز کر پلکیں جھکا کر دھیان اس شخص کے دل کی بڑھتی ہارٹ بیٹ کی سمت لگایا جو یوں پاس ہو کر کانوں تک سنائی دے رہی تھی۔

" نہیں، بس تمہارے سوال کا جواب دے رہا ہوں۔۔۔۔"

اپنے بہکتے وجود و دل کو لگام دینے کی بھرپور کوشش کرتے شیری نے اسے سینے کی گرفت سے آزاد کیا مگر اسکا ہاتھ پکڑے جس طرح ڈریسنگ کے سامنے لایا، مانی سے اپنا چہرہ تک آئینے میں تکنا محال ہوا، اس شخص کی قربت، دھڑکنوں کو سانسوں کے گرد لپیٹ رہی تھی۔

ممی نے تمہیں گفٹ دیا تھا شاید لیکن ہسبنڈ نے کچھ نہیں دیا، سو آئی ہیو "

"سمتھنگ سپیشل فار یو

شہریار کا اک اک لفظ مانی کو گھائل کرتا گیا اور جب وہ جیولری کیس کھول کر شیری نے اس نیکلس کو نکال کر خود مانی کی صراحی دار گردن کی زینت بنائا

تومانی نے خوفزدہ نظر ایک خود پر ایک شہریار جدون پر ڈالی، اس شخص کے ہاتھ کی اک اک پور کا جسم کو چھونا، کیف آگین تھا۔

وہ واقعی مانی کی گردن کے لیے ہی تراشا جیولری پیس تھا۔

"یہ میری زندگی کا بیسٹ گفٹ ہے"

مانی نے اس پیڈنٹ کو بے خود اور مدہوش سی کیفیت میں ہاتھ کی ملائم پوروں سے چھوتے ہی اسکے روبرو ہوئے آنکھوں میں جھانک کر کہا تو شہریار جدون نے بھی خفیف سا مسکرا کر اس لڑکی کو ساتھ مسکرا کر راحتیں بخشیں۔

تمہیں اچھا لگا خوشی ہوئی، میں اسے لیتے ہوئے کافی کنفیوز تھا کیونکہ تم" نے اب تک کوئی جیولری پہنی نہیں۔۔۔۔یہ سوٹ کرے گا تم پر بس یہی "سوچ کر لیا

شہریار کی آنکھوں کا مرکز اب بھی اس لڑکی کا جھلکتا ہوا حسن تھا، مگر یہ جواب دینے کا اختتام، اس نے مانی کی آنکھوں کو تکنے پر کیا، جو شاید ایسا سب

سننے کی ہر گز امید نہیں لگا رہی تھی، اسے تو لگا تھا یہ دن نا جانے اسکی زندگی میں ہے بھی یا نہیں۔

آپ سے چپکنا ہوتا ہے تو تبھی نہیں پہنتی کہ آپکو کچھ لگ گیا تو۔۔۔۔"

م۔۔ مطلب زیادہ تر تو آپ ہلے ہی رہے ہیں شادی سے اب

"تک۔۔۔۔ ویسے مجھے یہ سب بہت پسند ہے

لاکھ گھبراہٹ کے باوجود جس طرح وہ بے اختیار سچ بولی، لاکھ دل پر قابو کے بھی دھڑکنیں اس لڑکی کی آنکھیں تکتے ہی منتشر ہو رہی تھیں، وہ جانتا تھا وہ اسکی بیوی ہے، اب تو عزیز سی ہو گئی ہے لیکن پھر بھی آگے بڑھنے میں کچھ رکاوٹ تھی، شاید وہ مانی کے لیے کچھ زیادہ حساس تھا، وہ لڑکی اسکی عملی شدتیں سہنے کا حوصلہ نہیں رکھتی تھی مگر وہ دل کا کیا کرتا جو آج مانی کو ہوش و حواس میں پوری گہرائی تک محسوس کرنے کا طلب گار ہو رہا تھا۔

تمہیں جو پسند ہے تم آج کے بعد کر سکتی ہو، مطلب جیسا چاہے بن سنور "
سکتی ہو۔ میں تمہارا خود سے چپکنا کم کر دوں گا پھر تمہیں کوئی ایشو نہیں
"ہو گا

شیری کے ذو معنی الفاظ وہ لمحہ بھر سمجھ نہ سکی تبھی پریشان سی ہوئی، کچھ پل
پہلے کی خماری نے تکلیف کا روپ بدلا۔

ک۔۔ کیوں کریں گے آپ ایسا۔۔۔۔ نو۔۔۔ میں زندہ نہیں رہوں گی "
"پھر

اسے تکتی وہ نا صرف روہانسی ہوئی بلکہ اس پہاڑ کے وجود میں سمٹی، اسکے
الفاظ کی شدت نے تادیر شہریار جدون کے گرد راحتیں حائل کیے رکھیں،
مانی نے اپنے کمر سے لپٹے شیری کے ہاتھوں کو اپنی سمت دباو دیتے محسوس
کیا تو وہ دم سا گھٹنے پر چہرہ اسکے سینے سے نکالے روبرو ہوئے اپنا چہرہ اسکے
چہرے سے بمشکل پرے سرکا سکی، اور شہریار جدون کے لیے اسے دیکھ کر
نظر کترانا جان جوکھم کا کام ہوا۔

تم زندہ رہو تبھی تو یہ چپکا چپکی ختم کرنی ضروری ہے، ویسے بھی انسان کو"
"اپنی ملکیت کے لیے حسرت کا شکار نہیں رہنا چاہیے

وہ اب بھی اسے کھلے ڈھلے الفاظ کو سمجھ نہ سکی پر شہریار کے تیور اسے ضرور خوفزدہ کر رہے تھے۔

ک۔ کیا مطلب شیری، اتنی مشکل باتیں تو مت کریں۔۔ اردو سبجیکٹ"
"میں بہت بری ہوں

وہ اسکے جواب اور جھنجلاہٹ پر واپس مسکرایا مگر نہایت مختصر۔

"وہ تو تم سب میں ہو"

شیری نے اسکے پھولے رخساروں پر نظر گما کر زچ کرتی مسکراہٹ دی تو وہ بے عزتی سی پر منہ بسور گئی مگر شہریار کی بات ابھی ختم نہیں ہوئی تھی۔

آسان الفاظ میں کہوں تو تمہیں اپنے ہمیشہ قریب رکھنا ہے اب تاکہ بار بار"
"چپکنے کی نوبت ہی نہ آئے

یہ پہلا جملہ تھا جو اسے نا صرف سمجھ آیا بلکہ مانی کے وجود سے سرد لہریں اٹھا گیا۔

"یعنی آپ نے مان لیا کہ آپ میرے ہسبنڈ ہیں"

دونوں ہتھیلوں کو شیری کے سینے پر جما کر وہ اسکے چہرے کے قریب چہرہ کے جاتی بولی تو کچھ لمحے وہ اس سانسوں کے فسوں سے بوجھل ہوتی قربت میں کچھ کہہ نہ سکا اور بے بس ہوا، پھر اپنی نظروں کے مرکز میں آئے ان ہونٹوں کی ساری نرمیاں قریب سے محسوس کرنے کی ٹھانی، مانی کے منہ سے نکلنے کو بے قرار سارے لفظ اس شخص کے استحقاق میں دب کر رہ گئے، اس شخص کے سخت لمس سے کہیں درجے شدت بھرا احساس اس نرم مگر جسم و جان تک کپکپاہٹ اتار دیتے لمس نے چھوڑا، تیزی سے سرخ پڑتے چہرے اور شہریار جدون کی من مرضی پر وہ سانس رکنے کے باوجود آنکھیں میچ گئی، اس شخص کو بس آغاز یاد رہا، انتہا کی کوئی حد نہ رہی، وہ تو جب مانی کا وجود اپنے شدت بھرے حصار سے سرکنے لگا تو اس نے آہستگی

سے اسے خود سے آزادی دیتے ہی اپنی پیشانی، مانی کی پیشانی سے ٹکا کر اسکی چکا تھا۔ طرح آنکھیں موندیں، کیونکہ سانس دونوں کا معمول سے بڑھ کتنی ہی دیر مانی کا پورا جسم کانپتا رہا، اس سے شہریار کے قریب سانس لینا محال ہو رہا تھا۔

نوو۔۔میں نے مان لیا کہ تم میری بیوی ہو۔۔۔اور بیوی جیسی بھی ہو"

"قریب ہی اچھی لگتی ہے

وہ خود بھی بولنے کی ہمت جمع کرنے میں کئی لمحے سرکا گیا اور دیکھنے کے بجائے مانی کے کپکپاتے وجود کو آہستگی سے اپنی بازووں میں بھینچ کر خمار آلود سرگوشی کی۔

وہ تو ہوش میں رہ ہی نہ سکی، اس آغوش میں جانے کب تک اکھڑے سانس بھر کر شہریار جدون کا امتحان لینے والی تھی، شیری کی سرگوشی نے مانی کے دل کی رفتار بھی بڑھائی۔

" اب نہیں بولو گی تم کچھ ؟"

شہریار نے کچھ دیر اسکے بے جان پڑنے پر اسکی گھبراہٹ اور بوکھلاہٹ کا احترام کرتے ہوئے مہلت دی مگر جب وہ واپس معمول پر سانس لیتی اسکے سینے کو گرمانے لگی تو شیری کا پھر سے سوال آیا مگر مانی میں اتنی سکت نہ تھی کہ وہ اسکے سینے سے الگ ہوتی، مانی نے سینے میں منہ چھپائے ہی سر نفی میں ہلایا جس پر وہ اسے یوں ہی خود میں بسائے رہا، حتی کہ اسکی شرٹ سے سینے تک پہنچتی نمی نے یہ حصار توڑا کیونکہ اس ایموشنل کوئیں کا حسب توقع اس سب پر بھی رونا شروع تھا۔

لو جی۔۔۔رونے کی کسر باقی تھی، مجھے تمہاری یہ نزاکتیں دیکھ کر ہارٹ اٹیک نہ آجائے۔ ہسبنڈ ہسبنڈ کی رٹ تمہی نے لگا رکھی تھی، ایک جھلک بھی برداشت نہیں ہوئی کیا مانی بی بی"

اسکے لپٹ لپٹ کر ہچکیاں بھرنے پر شیری کی زبان پر کھجلی ہوئی تو وہ بڑبڑائے بنا نہ رہ سکا جس پر مانی نے مزید کوئی ری ایکشن نہ دیتے بس اس شخص کی نظروں میں آنے سے پہلے بھاگنے کی تیاری پکڑی مگر جیسے ہی وہ

اسکے حصار سے نکل کر پلٹی، شیری نے اسکے پیٹ کے گرد ہاتھ لپیٹے لمحہ لگائے اسکی کمر کو اپنے سینے سے جوڑے لاک کیا۔

"کہاں جاو گی بھاگ کر؟ کیا کوئی جگہ ہے اب میرے علاوہ"

شہریار کا یہ روپ مانی کے لیے نا قابل یقین تھا اوپر سے اس شخص کے لفظ، اسکو جنجھوڑ رہے تھے۔

"آ۔۔آپ نے میری ہر خواہش کو رد کیا اور جب خ۔۔خود دل چاہا تو بنا پوچھے۔۔۔۔۔۔"

کہتے کہتے وہ رو کر احتجاج بلند کرتی جان لیوا جھٹکے سے پلٹا دی گئی اور مجبوراً وہ سرخ گوشوں والی آنکھیں، شہریار کو دیکھنے پر مجبور ہوئیں۔

"دل چاہا؟ سیریسلی۔۔۔۔یہ سب دل چاہنے پر نہیں ہوتا مانی، یہ سب دل کے ماننے پر ہوتا ہے۔ سکون دیتا ہے تمہارا میرے پاس ہونا۔۔۔۔۔"

وہ اسکی تکلیف دہ شکائیت ہر خود بھی نہیں جانتا تھا کہ کیا کہہ بیٹھا ہے، ہوش تو تب آئی جب اپنے ہونٹوں کے سنگ وہ گلاب کی پتیوں کے مس ہونے کا

احساس رگ جان تک اترا، کیونکہ اس اعتراف پر وہ خود کو بھی روک نہ سکی، ہوا کے مہکتے ہوئے جھونکے کی طرح ہونٹوں سے نکلتی اسکی سانسیں ان ہیل کرتی اسکی رخسار سے ہونٹوں کو جوڑے وہ اپنی بازو، شیری کی گردن میں حائل کیے نم آنکھوں سے مسکرائی تو شیری نے بے اختیار اسکی کمر پر دونوں ہاتھ جمائے۔

آپکے ہونٹوں سے یہ اظہار کہ مانی سکون ہے، بہت جلد امید نہیں کیا تھا۔"

مجھے تو پہلے ہی پتا تھا کہ آپکا سکون میں ہی ہوں۔ تبھی تو ہاتھ دھو کے آپکے پیچھے پڑی تھی۔ بتمیز کہیں کے"

ہنوز اپنی نرم گال، شیری کی گال سے جوڑے ہی وہ کبھی روئی تو کبھی ہنسی اور وہ آخری جملے پر مسکرایا۔

"میں نے ایسا کچھ نہیں کہا، زیادہ شوخی مت بنو"

مزید پرمائل کرتی یہ لڑکی دور ہی بھلی ہے، یہی سوچتے وہ اپنی گردن میں حائل اسکی بازو کھولتا بڑبڑایا جس پر مانی نے واپس پہلے سے زیادہ مضبوطی سے ہاتھ باندھے۔

"آپ نے خود حد توڑی ہے، اب اگر مجھ سے دور بھاگے تو روؤں گی بہت زیادہ"

اسکے لہجے میں مان اور شدت تھی جس پر شہریار بھی لمحہ بھر ساکت ہوا، وہ بالکل پاگل تھی، شہریار کی زندگی کا سارا اندھیرا ایک متفقہ لمس نے نگل لیا تھا۔

"میں تم سے دور بھاگوں گا مانی، جب تک مجھے مناسب لگے گا۔ اٹس ناٹ سیو فار یو۔۔۔۔۔"

اس بار شیری نے اسکے ہاتھ کھولے نرمی اور سنجیدگی سے سمجھایا مگر وہ روہانسی ہو کر اسکے سینے سے لپٹی۔

آپ ناراض کرنا چاہتے ہیں مجھے، دور ہی رہنا تھا تو مکمل رہتے۔۔۔ کیا"
ضرورت تھی میرا دماغ خراب کرنے کی، اب اگر آپ نے کوئی بھاگنے کا نیا
" شوشہ چھوڑا تو آپکو چھوڑ کر چلی جاوں گی
وہ اسکی قربت کے لیے پاگل ہوتی جو بولی اس پر شہریار نے پوری قوت
لگائے اسے اپنے سینے سے جدا کیا اور خشمگیں نظروں سے نوازا۔
"تم ہم دو کا یہ رشتہ چھوڑ کر اب کہیں نہیں جا سکتی یہ دماغ میں بٹھالو"
شہریار کے لہجے میں ضد تھی اور یہی ضد مانی کی حسرت تھی، پوری ہو کر
اتنی جلدی سامنے آئی ہے، یہ یقین کرنا بہت مشکل تھا۔
"جاوں گی"
وہ بے جا تکرار کرتی غرائی جس پر شیری نے اسے سرد نظروں سے گھور کر
ہی ٹھٹھرا دیا۔
"کیا کہا؟ جاو گی۔۔۔۔ کہاں؟"
شیری کو اسکی ہٹ دھرمی پر غصہ آیا۔

"دور۔۔۔۔ جہاں آپ میرے لیے تڑپیں۔۔۔۔"

مانی کی آنکھوں کی تکلیف غائب اور زبان کی تیزی دگنی ہونے پر شیری نے ہاتھ نرمی سے اسکی گردن پر جمایا تو وہ لمحہ بھر سہمی۔

میں تمہارے لیے کیوں تڑپوں گا، ایڈی تو آکسیجن۔۔ جاو پیپر کی تیاری"

"کروشاباش۔۔۔۔ دور وہے میں اتنا ہی ہوتا ہے

شیری نے اسے پرے کیے پلٹ کر بیڈ تک پہنچے بیٹھا تو مانی نے بپھرے سانڈ سی گھوری دیے دیکھا اور لپک کر اس تک پہنچی۔

آپ مجھے اتنا سپیشل فیل کروا کے یوں اگلے ہی لمحے انسلٹ کر رہے تو کوئی" سکون نہیں ہوں آپکا۔۔۔۔ میں گھر جا رہی ہوں، نہیں رہنا مجھے ایسے سرد "گرم آدمی کے ساتھ

مانی کے مظلومیت اور تکلیف کے سنگ کہہ کر جانے پر وہ ہنستا ہوا اسے وہیں کمر سے جکڑ کر نرمی سے خود میں جکڑ گیا جس پر شیری تو لیٹا، وہ بھی اس پر جھک آئی۔

مانی نے اپنی کہنی احتیاط سے اسکی بازو سے نکالی تاکہ شیری کا کندھا نہ دکھے اور بال بھی سمیٹے تاکہ اس ظالم کو بنا کسی رکاوٹ کے دیکھ اور محسوس کر سکے۔

"سرد گرم آدمی؟ یہ کونسا ہوتا ہے۔۔۔یہ تو بتاتی جاو"

ایک تو وہ شیری کے زرا سے بہکنے کے بعد اکڑنے پر چڑی تھی رہی سہی کسر اسکے سوال نے پوری کی۔

آپ۔۔۔اچھے بھلے تھے، پھر سے کھڑوس پنے کا دوڑا پڑ گیا۔۔۔مجھے " تو سکون راس ہی نہیں ہے۔آئی ہیٹ یو، آپ میری فلینگز کو ہمیشہ ہرٹ کرتے ہیں۔دور رہ کر بھی اور پاس آکر بھی۔۔۔مووِیز میں تو اس کے بعد بہت کچھ ہوتا ہے اور تو اور اگلے سین میں بے بی بھی آجاتا اور ایک آپ ہیں، متھا لگا کر مجھے سبق پڑھانے لگ گئے۔۔۔مطلب آپکے اندر دل نامی " شے ہے بھی یا نہیں

اس وقت وہ جس قدر دہکی تھی، کچھ نہ سمجھی کہ کیا کیا بک بک کر گئی ہے
جبکہ شہریار نے بہت مشکل سے اپنی ہنسی روک کر خود کو زرا خفا ظاہر کیا۔
خدا کی پناہ! یہ کس مووی میں اگلے سین میں بے بی آ گیا۔۔۔؟ کونسی"
"مووی دیکھتی رہی ہو

شہریار نے خود ہی مانی کے اچانک گھبرا کر چپ ہونے پر حیرت ظاہر کی تو لمحہ بھر وہ بھی دبا دبا مسکرا کر آنکھیں جھکا گئی۔

اب کیا وہ سارا پراسیس دیکھاتے، ڈیسنٹ مووی میں ایسا ہی ہوتا ہے۔۔۔"
یہاں ہیرو ہیروئین قریب آئے وہیں اگلا سین انکا انکے بے بی کے ساتھ
" کھیلنے کا آ جاتا۔۔۔

مانی نے ہنوز نظریں جھکائے ہی معلومات میں اضافہ کیا تو شیری نے اسکے گھبرائے چہرے پر گہری نظر جمائی جس پر مانی کی دھڑکنیں بڑھیں۔
لیکن حقیقت میں کچھ ڈیسنٹ اور سیدھا نہیں ہے سو جتنا اس سب سے"
"دور رہو گی تمہارے لیے بہتر ہے

شہریار کے سنجیدہ ہونے پر مانی نے بھی اس بار خفیف سا خوفزدہ ہوئے اسے دیکھا۔

"تو پھر سارے کپلز ایک دوسرے سے دور کیوں نہیں رہتے، انکے اتنی جلدی بے بیز کیسے آجاتے ہیں"

مانی کے دلچسپی اور خفیف سی جھجھک سے کیے سوال پر شیری نے اسکے سر پر چپت رسید کیے منہ بسورا۔

"کتنا فالتو ٹائم ہے تمہارے پاس یہ فضولیات سوچنے کے لیے، سب کا جو بھی معاملہ ہو۔ ہمارا ان جیسا نہ ہے نہ ہو گا۔ چلو اب جا کر پڑھ لو، فیل ہوئی نہ تم مانی تو تمہاری گردن مڑوڑ دوں گا"

اس لڑکی سے گریز کو ہی وہ بریم ہوا پر مانی آگے سے دانت نکالتی اسے اور چڑا گئی۔

"او کے پڑھتی ہوں نہ شیری مگر ایک بات کہہ سکتی ہوں؟"

وہ جانتا تھا، سوال کوئی بھیانک ہی ہو گا پھر بھی جناب نے سننے کی ہمت جمع کیے ہامی بھری۔

"ہاں کہو۔۔۔۔"

شہریار کے حوصلہ افزاء جواب پر مانی نے اسکی طرف دیکھے شرارت سے مسکراہٹ دی۔

"مجھے آپ اتنے ہی رومینٹک چاہیں، م۔۔ مطلب ایسے ہی جیسے آپ نے آج مجھے سپیشل فیل کروایا۔۔۔مجھے ایسا رومینٹک لوو چاہیے"

مانی کے رک رک کر اور شرما کر کہنے پر وہ ناچاہتے ہوئے بھی ہنسا۔

" یہ رومینٹک نہیں، مطلبی پیار ہے۔۔۔ سیلفیش لوو۔۔۔۔"

شیری نے ہنس کر اسکی تصحیح کی تو مانی سے اس پر سے اٹھ بیٹھتے منہ بگاڑا۔

"جی نہیں، یہ ہسبنڈ وائف لوو ہے۔۔۔۔۔آپکو کیا پتا"

وہ اسے یوں معصومانہ حرکتیں کرتی کسی بھی لمحے مسکرانے پر مجبور کر سکتی تھی۔

مجھے سب پتا ہے، اب نکلو یہاں سے۔ پڑھنے کے بعد شرافت سے آ کر"

"یہاں مجھ سے کچھ فاصلے پر سو جانا، میں بھی تھک گیا ہوں۔ سونا چاہتا ہوں

خود پر جھکی مانی کو آزاد کیے وہ خود بھی ٹھیک سے لیٹا تو وہ جو شرافت کے کسی

احساس کو فی الحال جانتی نہ تھی، پاس ہی بیٹھے شیری پر جھکی۔

"مانی! باز آنا ہے یا نہیں"

شیری نے جبڑے بھینچ کر تنبیہہ کی مگر وہ اپنے ہونٹوں کو اسکی گال سے

پوری زور سے رب کرتی مسکرائی۔

میں پڑھنے کے بعد آپکو ٹائیٹ ہگ کر کے سونا ہے اور یہ میرا حتمی فیصلہ"

ہے۔ آپ تنگ ہوں یا پریشان۔۔ اب آپکو مجھ سے پناہ نہیں ملے

گی۔۔۔ بائے داوے تھینکیو، ان پھولوں کے لیے، اس پینڈٹ کے لیے

"اور اس ک۔۔۔

اس سے پہلے وہ شیری کا ضبط مزید آزماتی، شیری نے اپنی ہتھیلی اسکے منہ پر جمائے ویسے ہی خود سے پرے کیا تو وہ نہ صرف اٹھی بلکہ کتنی ہی دیر پاگلوں کی طرح ہنستی گئی۔

بکس بیگ سے نکالیں اور نوٹس لے کر کہیں اور جانے کے بجائے وہیں بیڈ پر چڑھ کر بیٹھی جس پر شیری نے اسے گھورا اور پھر خود بھی کروٹ زرا سی بدلے لیٹا، لیکن مانی کے دل میں اپنے نام کی بہار ضرور برپا کر چکا تھا، اب کس کا دل کتابوں میں لگتا، سو وہیں سرہانے بکس سرکاتی وہ نا صرف لیٹی بلکہ بازو جھٹکے سے شیری کی بازو تلے سے نکالے یوں ساتھ جڑی کے شیری کو لمحہ بھر خود کوفت ہوئی۔

مجھے پیپر کی ساری تیاری ہو گئی، مجھے آپکے پاس سونا ہے آج۔۔۔۔ گڈ"

"نائیٹ شیری

اس چمٹی مخلوق کی چہکتی سرگوشی پر وہ زرا سا پیچھے کو سرکا اور پھر ہنس کر اس پر بلینکٹ کروائے خود بھی اسکا اپنے پیٹ کے گرد بندھے ہاتھ پر ہاتھ رکھے

آنکھیں بند کر گیا، ہاں اسکے ہونٹوں پر مانی کو لے کر اخیر غضبناک مسکراہٹ ضرور بکھر چکی تھی جو انکے عجیب کھٹے میٹھے رشتے کی ابتدا کا سائن تھی۔

....★☆☆☆☆☆★....

خوبصورت سی سردرات نے جندل محل کی عمارت کو اپنے حصار میں بھر رکھا تھا، آہستہ آہستہ بدلتے موسم اور خبس کے اختتامی دن، نئے موسموں کی خوشی، عالم جہاں پر ثبت کرنے کی کوشش میں تھے۔

دستگیر کے ساتھ کل کی تمام پلاننگ ترتیب دینے بعد جناب عشاء کی نماز بابا کے ساتھ ہی مسجد ادا کرنے گئے، دستگیر کو اس نے کچھ اہم کام دے رکھے تھے۔

بہت دن بعد لئیق کے ساتھ مسجد جانا اور پھر رات کے وقت پیدل ہی واپسی کا سفر ان دو کے رشتے کی تلخیاں کم کرنے کی ایک لئیق ایزد کی طرف سے کاوش تھی۔

"کیا تم واقعی مجھ سے ناراض ہو؟"

وہ جندل محل سے کچھ ہی فاصلے پر کھڑے تھے، بابا کے ساتھ کافی واک کر لی تھی، انکے سوال پر لئیق نے نہ صرف گردن پھیری بلکہ مکمل پلٹ کر ان پر توجہ دیے مسکرایا، اسکی یہ دلاسا دیتا متبسم انداز اس شخص کے ڈوبتے دل کو بحال کر گیا۔

"نہیں، مگر یکدم دوست بننے میں وقت لگے گا۔ آپ جانتے ہیں بہت چھوٹا دل رکھتا ہوں، خاص کر انکے لیے جن سے شدید محبت کا رشتہ ہو۔ آپکی تسلی کے لیے کافی ہے کہ اب ناراض نہیں ہوں"

وہ صاف گوئی سے بابا کو تکتے بولا تو وہ اسکی ہر ممکنہ کوشش پر دل سے
مسکرائے، لئیق کا ہاتھ پکڑ کر جس والہانہ پن سے چوما، وہ مما کے آنے کے
بعد اب جا کر پہلے والی اہمیت پائے اترایا۔
"تم نے مجھے کبھی مایوس نہیں کیا، مجھے فخر ہے کہ میں لئیق ایزد علوی کا باپ
ہوں۔۔۔جیتے رہو بابا کی جان، تم اپنی لعلین کے ساتھ ایک بہت
خوبصورت زندگی گزارو کہ دنیا تم دو کے ساتھ پر رشک کرے"
بابا کی یہ دعائیں اس نے آمین کے ورد کے سنگ قبول کیں اور انکو ساتھ
لگاتے ہی جندل محل میں داخل ہوا، بابا کو انکی نور تک ایمانداری سے
پہنچائے وہ خود بھی ہوم آفس کی طرف بڑھا مگر ساتھ ساتھ اکلوتے یار کی
خوشی کو دگنا کرنے کا فیصلہ کیا اور بھجت کو کال ملائی۔
"اوئے سانڈ، آخر تو مجھ سے پہلے باپ بن ہی گیا۔۔۔مبارک ہو
جگر۔۔۔"

لئیق کے شوخ سے جملے نے کال لگتے ہی اس جانب بھجت کا جاندار قہقہہ بلند کیا۔

شکریہ شکریہ عزیزم! تیرے باپ بننے کا بھی شدت سے منتظر ہوں"

میرے اتھرے گھوڑے۔۔۔پر ایک بات سن لے، اگر تیری میری اولاد ساتھ ساتھ دنیا میں آئی اور مخالف جنس ہوئی تو ابھی سے رشتہ پکا۔۔۔بعد

"میں مکرنے کی کوشش بھی کی تو پیٹ ڈالوں گا تجھے

بھجت کے اس قدر جوش بھرے جواب پر کتنی ہی دیر لئیق بھی ہنستا گیا،

ہوم آفس کا روم کھولے جناب نے اپنے قدم اندر بڑھا کر دروازہ بند کیا۔

ہاہاہا کوئی حال نہیں تیرا بجھت، تُو تو مجھ سے بھی فاسٹ ہے۔۔۔او یار"

"آنے تو دے پہلے ان بچاروں کو

لئیق کے گدگداتے جواب پر اس بار بھجت بھی کھل کر مسکرایا۔

خیر ہو گئی میرے یار، بہت خوش ہوں۔دعا ہے یہ خوشی جلد تجھے بھی"

"نصیب ہو

مزاق کے بعد محبت بھری دعا نے لئیق کی مسکراہٹ گہری کی۔

آمین۔۔۔ان شاءاللہ۔ چل اب تیرا زیادہ وقت نہیں لیتا۔آج سیلی کو" سپیشل پرٹوکول دے۔۔ کل ملنے کا پلین کرتے ہیں، گرینی تو بہت خوش "ہوں گی۔۔۔۔مبارک دینا انھیں اور سلینا کو

خوشی تھی ہی اتنی بڑی کہ سب کی زندگی پر چھایا جمود ایک طرح ہٹ سا گیا۔

ہاں بہت خوش ہیں، دے دوں گا تیری مبارک۔۔۔ کرتے ہیں پھر گپ" "شپ کل، آرام کر تو بھی

بھجت نے گرم جوشی کے سنگ اجازت طلب کی اور لئیق نے بھی غائبانہ سی مسکراہٹ دیتے اپنی خوشی اور سکون نامی اس لڑکی کی سمت رخ کیا۔

"آہاں، یہ اتنی جلدی بیڈ کیوں پکڑ لیا آپ نے؟"

لعلین کسی انگلش ناول کی بک تھامے بلینکٹ میں دبک کر تکیے دراز کیے بیڈ پر بیٹھی تھی جب لئیق کے روم کے اندر آکر پوچھنے پر چمک اٹھتی آنکھوں

سے مسکرائی اور کتاب بند کیے سائیڈ میز پر رکھی، لئیق نے بھی دروازہ بند کیا اور کوٹ اتار کر ہینگ کیے، کفس فولڈ کیے قدم اس گل بدن کی سمت بڑھائے۔

"بس سر چکرا رہا تھا تو سوچا آرام کر لوں"

لئیق کے قریب آنے پر لعلین نے ٹیک چھوڑی جس پر وہ نا صرف پاس بیٹھا بلکہ وہیں لعلین کی گود میں سر رکھے لیٹ گیا، بے اختیار لعلین اسکے ان جان لیوا انداز پر بلش کر گئی۔

"سر چکرا رہا تھا یا مجھے چکر دینے کی کوشش ہو رہی تھی حسینہ"

لعلین کی ہتھیلی پکڑ پر ہونٹوں پر جمائے وہ جس طرح شوخ ہوا، اسی ہاتھ کی انگلیوں سے لئیق کی ناک دباتی ہنسی۔

"تمہیں چکر دینا آسان تھوڑی ہے، تم تو اڑتی چڑیا کے پر گن لیتے ہو ظالم"

ادائیں تو حشر برپا کرنے والی تھیں اور یوں اسکی گود میں سر رکھے لیٹ کر وہ دنیا کی ساری فکریں بھلا کر اس سکون سے ہمکلام تھا جو اللہ نے اس لڑکی کے

وجود میں اسکے لیے رکھا تھا، جسکا نرم گرم وجود، راحتوں کے خزانوں کو مات دیتا تھا، جسکی خود پر سایہ فگن آنکھیں جسم و جان میں نشاط بھر دیتی تھیں۔

"طبعیت کیسی ہے آپکی؟"

واپس وہ مقدس ہتھیلی اپنے سینے سے لگائے فکر سے پوچھا تو لعلین نے آنکھیں چھپک کر اچھے ہونے کا اشارہ دیا اور وہ لئیق کو یوں کرتی کیوٹ لگی اور پھر لعلین نے آہستگی سے اپنی انگلیوں کی پوریں لئیق کے بالوں میں سہلائیں تو وہ آنکھیں موندے مسکرایا۔

"تم اس مشکل زندگی سے کبھی تھکے نہیں لئیق؟"

وہ سکون کی نا جانے کس منزل پر جا پہنچا تھا مگر لعلین کی مدھم پکار پر واپس ہوش کی مزید دلفریب دنیا میں آیا اور اپنی آنکھیں کھول کر اس لڑکی کا راحتوں میں اضافہ کرتا چہرہ دیکھا۔

تھکا ہوں، آپ نے تھکن مٹا دی جیسے اس وقت آپ کی موجودگی میرے"
"بے چین دل کو آسودگی بخش رہی ہے۔۔۔۔

وہ اس سے ایسے ہی بے خود و مخمور جواب کی امید لیے تھی مگر لعلین نے سر کو مسکرا کر نفی میں جنبیش دی۔

نہیں۔۔یہ والی تھکن نہیں۔۔۔جب تمہاری زندگی میں میں نہیں"
تھی۔۔۔لال نور بھی نہ تھیں تب کا پوچھ رہی ہوں۔خود کو کیسے پر سکون
"کرتے تھے؟۔۔

لعلین کے سوال کو واضح کرنے پر وہ نا صرف مسکرایا بلکہ اس لڑکی کا ہاتھ دل پر مزید دبایا، وہ محسوس کر سکتی تھی کہ لئیق ایزد علوی کے دل کی شوخ دھڑکنیں یکدم پر سکون ہو کر ہتھیلی کو دھڑکانے لگی ہیں۔

واک پر نکل جاتا تھا، یا کسی ویرانے میں۔۔۔۔مسجد میں یا پھر سو جاتا تھا،"
"کبھی کبھی ایک ادھ سگریٹ بھی پھونک لیتا تھا

وہ اسکی صاف گوئی پر دلفریب مسکرائی، جھک کر اپنے ہونٹوں کا لمس اسکی صبیح پیشانی پر بکھیرا تو جناب کی رہی سہی ہر بے آرامی کا اختتام ہوا۔

"تم نے زندگی میں کبھی جھوٹ بولا؟"

شاید وہ اس سے بہت سی باتیں کرنا چاہتی تھی اور لئیق اس سے آخری سانس تک بنا تھکے ہمکلام رہ سکتا تھا۔

بہت بولے، گننا مشکل ہیں۔۔۔۔۔ لیکن کبھی جھوٹ بول کر کسی کا"
نقصان یا فائدہ نہیں کیا"

وہ اس بار بھی لعلین کو اپنے خوبصورت لب و لہجے میں دیے جواب سے لاجواب کر گیا، اس بار لئیق نے اپنی دونوں آنکھوں سے لعلین کے ملائم ہونٹوں کا لمس محسوس کیے مسکراہٹ دی۔

تم نے مجھ سے پہلے کبھی محبت کرنے کا سوچا تھا؟ تم اتنے ہینڈسم ہو۔ کیا"
"کوئی لڑکی عاشق نہیں ہوئی، خاص کر تمہارے ان ہونٹوں کی؟

یہ سوال کرتی وہ تھوڑی ہچکچائی مگر لئیق کے اس درجہ اچھوتے اور نایاب سوال اور حیرت پر ہنس پڑنے پر لعلین کی گھبراہٹ بھی قدرے دور ہوئی تو وہ بلش کی۔

آپکو کیا لگتا ہے میں کسی کو اپنے ہونٹوں پر نظر ڈالنے کی مہلت دیتا ہوں" گا؟اور کسی کو کبھی اتنی جرت دی ہو گی کہ وہ میرے منہ پر مجھے پسند کر لینے کا اعتراف کر دیتی، میڈم ! ہم ہمیشہ ایک بریںڈ رہے ہیں، اور بریںڈ تک ہر کسی کی پہنچ مشکل ہے۔

آپ کے لیے خاص وی آئی پی سروس ہے ان ہونٹوں کا ہر شدت بھرا اور نرم لمس آپکے نام محفوظ ہے۔۔۔۔۔"

وہ یوں مغرور، خود پر اتراتا ہوا لعلین کو کتنی ہی دیر مسکرانے پر لگا چکا تھا جبکہ وہ یوں صرف لعلین کے سامنے شوخ ہونا پسند کرتا تھا۔

کیونکہ وہ ہنستی تھی تو ساری دنیا اس لڑکی کی طرح کھکھلا دیتی تھی۔

"تم نے اپنا آپ میرے لیے سنبھال کر رکھا ہوا تھا یہ کہو مسٹر"

شاید وہ اتنی رومینٹک کبھی نہ تھی مگر اس شخص نے اظہار کے ڈھنگ بھی سیکھا دیے۔

" میں نے اپنا آپ، آپ پر قربان کرنے کے لیے سنبھال رکھا تھا۔"

وہ اسکے بے خود جواب پر مسکرائی اور پھر لئیق کی مسکراہٹ نے توجہ کھینچی تو لعلین نے ہاتھ بڑھا کر اسکے ہونٹوں کو چھوا۔

تمہارے ان ہونٹوں کی بھی ایک الگ خوشبو ہے لئیق ایزد، جواب مجھے "

"سانس لیتے ہوئے محسوس ہوتی ہے

لعلین کی مسکراتی ہوئی آنکھیں اور یہ اظہار سننے کے بعد وہ بچ نکلنے کی کوئی راہ نہ چاہتا تھا۔

"آپ کیوں یہ چاہتی ہیں کہ آپکے سر کے چکر بڑھا دوں"

لئیق کے سوال پر پہلے تو لعلین نے نا سمجھی سے اسے دیکھا مگر پھر ان ڈھکے چھپے شدت بھرے الفاظ کا مفہوم سمجھ آنے پر بمشکل امڈتی مسکراہٹ

روک سکی اور گالوں پر گلال سے اتر کر لئیق کے دل کے جذبات میں ہلچل مچا گئے۔۔

ہر گز نہیں، شرافت سے آو میرے پاس۔مجھے سونا ہے،ایک لمبی"

"پر سکون نیند

لعلین کی مسکراہٹ گھبراہٹ پر ختم ہوئی جس پر لئیق نے اٹھ کر بلیکنٹ ہٹایا اور لعلین کے لیٹتے ہی اپنی بازو پھیلائی اور لعلین کے اس پر سر رکھتے ہی وہ اسے جکڑ کر خود سے لپٹا گیا جس پر وہ بے اختیار ہنسی۔

"شرافت کس چڑیا کو کہتے ہیں، کاش مجھے بھی پتا ہوتا"

جان لیوا سی جذبوں سے اٹ کر بوجھل ہو جاتی سرگوشی کیے لئیق کے شدت بھرے پیش رفت کرتے ہونٹوں نے آہستہ آہستہ اسکے چہرے کو رخساروں سے چھوا اور آخر کار اس لڑکی کے مند پسند لمس سے اسکی مسکراہٹ پر آئی بہار دگنی کی، فضا تادیر بڑھتے سانسوں کے زیر و بم سے

بوجھل ہوئی تو طلسم ٹوٹا، اپنے لب اسکی کن پٹی سے مس کیے وہ اسے اپنے وجود میں بسا چکا تھا۔

"لئیق ایزد"

وہ سانسیں بحال کرتے ہی اسے پکاری تو لئیق نے اسکی پر خمار سی آنکھوں کو بے خودی سے دیکھا۔

"کہیں"

بوجھل گھمبیر لہجے میں بولا گیا۔

"تمہیں بیٹی چاہیے یا بیٹا؟"

وہ ایسے سوال پر ساری خماری بھلائے شرارت بھرا ہنسا اور اپنی ناک، لعلین کی ناک سے رب کی۔

"مجھے آپ سلامت چاہیں بس"

اسکی گال محبت سے چوم لیتے وہ جو بولا، کتنی ہی دیر لعلین کچھ بولنے کے قابل نہ رہی، خدشہ تھا کہ اگر بولی تو آواز کانپ جائے گی۔

پریگنیسی بہت ٹف ہو گی میری، یہ بھی کہا ڈاکٹر نے۔۔۔انٹرنل پین رہیں "
"گے

وہ بہت ہمت کیے بولی مگر لئیق اسکی یہ کیفیت بہت اچھے بھانپ رہا تھا، شاید وہ لئیق ایزد سے اجازت مانگ رہی تھی، تکلیف سہنے کی اجازت، اسے محبت بھرا کامل سکھ بخشنے کی اجازت، اسکی خواہش کو سر آنکھوں پر رکھنے کی اجازت۔

"تو پھر آپکو ہمیشہ میری محبوبہ ہی رہنا چاہیے"

وہ اسکے اس سب کو ہلکا لینے پر اس بار روہانسی ہوئی۔

"مگر ماں بننا میری خواہش ہے، ایسے تو مت کہو۔پہلے ہی دل خوفزدہ ہے"

وہ اس بار اپنے آنسو چھپا نہ پائی تو لئیق نے ہونٹوں کے کناروں سے وہ نمی محبت سے چنی۔

آپ میری وجہ سے اتنی تکلیف کیوں سہیں گی، مجھے تو آپ چاہیں نہ"
۔۔۔۔۔اپنی آخری سانس تک۔۔۔ہر کسی کے بغیر اب گزارہ ممکن ہے،
"آپکے بغیر تو سانس لینا تک ممکن نہیں رہا

وہ اسکے لیے اتنا حساس ہو گا یہ لعلین نے جتنا سوچا اس سے بڑھ کر پایا، وہ اپنی مرمریں ہتھیلی اسکے گال سے جوڑے بھیگی آنکھوں سے مسکرائی۔

میں ہمارا بے بی چاہتی ہوں لئیق، جیسے بھی آئے بس وہ ایک بار میری"
زندگی کا حصہ بنے۔اس کے لیے ہر تکلیف سہہ لوں گی کیونکہ تم میرے پاس ہو۔یہ نعمت اگر اللہ نے مجھے واپس دی ہے تو صرف تمہارے لیے۔
"تاکہ میں تمہاری محبت کا تھوڑا سہی حق ادا کر سکوں

وہ حد درجہ جذباتی ہو رہی تھی تبھی لئیق نے اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔

آپ میری محبت کا حق مجھے اپنا آپ سونپ کر ادا کر چکی ہیں، آگے مت"
سوچیں۔میرے لیے خود کو تکلیف دیں گی تو برداشت کیسے کروں گا۔آپکی
"راحت، آپکا آرام بہت اہمیت رکھتا ہے۔

وہ اپنی خواہش پر لعلین کو فوقیت دیتا ہوا اسے مزید اپنا دیوانہ کر رہا تھا، جو اس مسحور کن گرفت میں مدہوش ہو چکی تھی۔

میری راحت اسی میں ہو گی کہ تمہیں اپنی وجہ سے نامکمل دیکھنا نہیں"

"پڑے گا، میری دھڑکن واقعی تمہارے دل سے جا ملی ہے لئیق ایزد۔۔

یہ اعتراف ان دونوں کے لیے باعث تسکین تھا، لئیق نے اسکی سمت محبت سے بھری نظر کی تو وہ تڑپ بھرا مسکرائی۔

آپ پوری کی پوری مجھ سے آ ملی ہیں میری جان، اور مجھ میں جذب ہو" چکی ہیں۔۔اس کے آگے لفظ بچے ہی نہیں، کچھ کہنا مناسب ہی نہیں، کچھ "بعث جائز ہی نہیں

جواباوہ بھی دل کو دھڑکنے پر چھوڑے ان معطر سانسوں کے حصار میں سانس بھر کر اعتراف کیے لعلین کو اپنے بس میں کر چکا تھا اور اسکے بعد لمس کی زبان نے لفظوں کو واقعی آج شب کے لیے پھر سے غیر اہم کر دیا، اور یہ ذاتی لمحے صرف جسم و جان کی راحت و عافیت تھے۔

.._____..

ایک نئی صبح عالم روح پر بیدار ہوئی، رات وہ جو اس سے فرار کیے نیند میں اتر گیا تھا، اس وقت پر سورج کی نو مولود گداز کرنوں نے اسکے سوئے وجود پر دستک دیے حواس جنجھوڑے تو مانی کو اپنے سینے میں سمٹا محسوس کرتے اسکی آنکھ سکون ریز احساس کے سنگ کھلی۔

وہ مکمل اس کو تھامے ہوئے، اپنا چہرہ شہریار کی گردن میں چھپائے گہری نیند میں ڈوبی ہوئی تھی، اس لڑکی کا پورا وجود، شہریار کے سینے میں جذب معلوم ہو رہا تھا، بند آنکھیں کیے بھی وہ اس شخص کی دھڑکنوں کو مسلسل بڑھا رہی تھی، اسکا بے خبر ہونا، دل میں حشر برپا کر رہا تھا۔

"تو تم نے مجھے ہرا ہی دیا مانی، میری کوئی تدبیر کام نہ آسکی۔ جو کبھی سوچا بھی نہیں تھا وہ کر گزرا ہوں، ایسی بے اختیاری جیسے میرا سب سکون تمہارا

محتاج ہو گیا ہو، تمہاری طرف اب بھی نہ بڑھتا تو اپنے اندر برپا اذیت بھری جنگ میں خود کو کھو دیتا۔۔۔اب وہ حلق بھاری کرتا ہوا بوجھ کہیں دفن ہو گیا ہے، صرف تمہیں محبت سے دیکھنا ہی میری سلامتی ثابت ہوا"

وہ اس وقت دنیا جہاں سے زیادہ اپنی اور پیاری لگ رہی تھی تو اسے اپنی اس کیفیت سے کوفت نہ ہوئی بلکہ وہ خود سے تو اعتراف کرنے میں کہیں آگے بڑھ چکا تھا، مانی کا اپنے سینے سے لپٹا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر اسکی گداز لانبی انگلیوں کو ہونٹوں سے جوڑے، محبت پاش نگاہوں کا مرکز مانی کی بند آنکھیں، ہونٹ اور گردن بنائی جہاں وہ للی کا پھول یوں تھا جیسے دمک اور چہک رہا ہو۔

اپنی گزشتہ شب بڑھ جاتی خواہش کی تکمیل کا سوچتے ہی شہریار جدون کے ہونٹوں پر گہری پراسرار مسکراہٹ رینگی۔

کیا کل اس نے اپنے اور مانی کے رشتے کو ایک نئی سمت دے کر ٹھیک کیا؟

جب یہ سوال ذہن میں گردش کیا تو اسے مانی کے حرکت کرتے دل کی

دمک اپنے جسم میں اترتی اور اس لڑکی کی گرم سانسوں کی حدت گردن کو جلاتی محسوس ہوئی، وہ پھر سے خود کو لمحہ بھر مانی کے لائق نہ جانتے آزردہ ہوا۔۔

اسے خود سے دور کرنے کی لاکھ کوشش کے بعد اس خواہش کو نہ دبا سکا جو مانی سے اسکی جڑھ چکی تھی۔

نرمی سے اس لڑکی کا چہرہ زرا سا پیچھے سرکائے مانی کے آدھے چہرے پر ڈھلک آتے بال ہٹائے تو وہ رخ ماہتاب سا چہرہ شہریار کا پھر سے امتحان بنا، نگاہ ان ہونٹوں پر گئی تو سابقہ شدت اور زبان پر گھلتے زائقے نے شہریار کے جسم میں حدت نمودار کی۔

مانی۔۔۔۔۔میرا کندھا دکھ رہا ہے۔۔۔ مجھ پر کیوں چڑھ کر سو رہی ہو۔"

"ظالم، بے درد لڑکی

جب اپنے جذبات حد سے باہر نکلے تو وہ اسے گھبرا کر پکار بیٹھا اور مانی گہری نیند میں ہونے کے باوجود فورا سے بند آنکھیں کھول کر اس پر سے ہٹ کر بیڈ پر منتقل ہوئی مگر سر ہنوز شیری کے سینے اور کندھے کے بیچ ہی ٹکایا۔

"سوری۔۔۔م۔۔مجھے آپ کو فیل کرنا تھا اس لیے"

بند آنکھوں سمیت وہ بڑبڑائی تو شہریار نے کراہتے ہوئے اپنی بازو ہلائی اور گھور کر اس لڑکی کو دیکھا۔

"میری بازو نہیں ہل رہی اور اسے فیل کی پڑی ہے"

کوفت سے بڑبڑائے وہ اس کو خود سے پرے کرتا بڑبڑایا جس پر مانی نے بمشکل بڑی سی جمائی روکتے نا صرف آنکھیں کھولیں بلکہ شیری کو واپس لٹا کر بیڈ سے لگایا۔

" میں ہوں ناں، مساج کرتی ہوں۔۔۔مارننگ مساج۔۔۔۔"

فوری اٹھ کر وہ شیری کی بازو کو پکڑ کر مندی مندی آنکھیں کھولے جمائی لیے ہولے ہولے دبانے لگی جس پر شیری نے اسکی مسلسل جمائیاں لے کر

بھنگیوں کی طرح ہچکولے کھانے پر مسکراہٹ دبائی اور اسکی کمر سے لے جاتا ہاتھ گما کر اسے نہ صرف واپس خود پر جھکا گیا بلکہ بلیکنٹ میں خود کو اور مانی کو اسکے کندھے تک کیے چھپالیا، بازو دبانا تو اسے یاد ہی نہ رہا بس شہریار جدون کے بے اختیار، روح و جسم تھرا دیتے لمس نے رہا سہا نیند کا سارا خمار مانی کی آنکھوں سے نوچا، مانی نے سانس رکنے اور دم گھٹنے پر اسکے سینے پر مکا برسایا اور جھٹکے سے خود کو چھڑوا سکی، اسکے سرخ پڑتے چہرے اور ہونٹوں کی سرخیوں کو دیکھ کر شیری کی آنکھوں میں مزید خمار اترا۔

کیا آپ مجھے کھا لینا چاہتے ہیں شیری، ب۔۔ بریک فاسٹ نہیں ہوں"

" آپکا۔۔۔۔۔۔

پھولے سانس کے ساتھ بڑبڑاتی وہ مزید جان لیوا لگی۔

"اس وقت اچھی لگ رہی ہو، کیوٹ سی۔۔۔ایکسٹرا ریڈ لائک روز"

وہ جو اسکے شدید استحقاق پر رونے والی تھی، شیری کے اگلے جملے ہر حراساں سی ہو کر شیری کا منہ تکنے لگی۔

یہ آپ ہی ہیں نہ یا آپ کے اندر کوئی جن گ۔۔ گھس آیا ہے۔۔۔آپ "
کی آر میں وہ تو نہیں کر رہا یہ سب۔۔۔اتنی پیاری بھی تو ہوں، جن عاشق ہو
"سکتا ہے

مانی کے خوفزدہ ہو کر پرے سرکنے پر شیری نے اسے مزید بازووں میں
جکڑا کہ وہ اسکے چہرے پر واپس جھکی اور شیری کے ہونٹ اسکی گال کو مس
کر گئے۔

"انسان بھی تو ہو سکتا ہے"

مانی کو شہریار کے لمحہ بہ لمحہ خود میں بسانے پر اپنی ہارٹ بیٹ تیز ہوتی
محسوس ہو رہی تھی، گہرا سانس کھینچ کر اس نے اپنی ڈوبتی ہمت بحال کی۔

"انسان نہ ہو، آپ ہو جائیں"

حلق تر کرتی وہ بے اختیار ڈر کر اپنے چہرے کو اسکی گال سے جوڑے منمنائی
جس پر شہریار کی مسکراہٹ آفت انگیز ہوئی۔

"مطلب تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ میں انسان نہیں"

وہ خفیف سا بگھڑا تو مانی نے زرا چہرہ پرے کیے واپس سانس کھینچا۔

"آپ تو میری جان ہیں"

شیری کے روبرو وہ یہ بھی بنا انجام کی پرواہ کیے کہہ بیٹھی جو اس بات پر مسکرانہ سکا بلکہ عجیب دل میں ٹیس سی جگی۔

اور اب سنجیدہ ہونا ضروری تھا۔

"جان ہوں؟"

شہریار کے اسکی آنکھوں میں جھانک کر کیے سوال پر وہ فوری سر ہلایا، جس پر وہ اسکے سر پر ہاتھ کا دباو ڈالے سینے میں سمو گیا، کتنی ہی دیر وہ آنکھیں بند کیے شہریار کے وجود کی خوشبو انہیل کرتی رہی، کتنی ہی دیر ان دونوں کے پاس کہنے کو کچھ نہ رہا۔

مجھے آپکے اتنے قریب رہنا ہے، آخری سانس تک۔۔۔۔میری ہر صبح"
آپکے قریب ہو اور ہر رات سکون سے بند ہوتی آنکھوں کا سبب آپکا پاس
"ہونا ہو۔۔۔آپکے دل کی دھڑکن میرا نام لینے لگے بس یہ چاہتی ہوں

وہ اسے کسی قابل چھوڑنا ہی نہیں چاہتی تھی اور وہ اب خود کو روکنا مشکل جان رہا تھا تبھی موضوع بدلا اور وہ اسکی خاموشی پر چہرہ اسکی گردن سے نکالے روبرو ہوئی۔

"پیپر کب ہے تمہارا، فسٹ ٹائم یا شام میں؟"

وہ اسکی بات ٹالے اپنا ہاتھ بڑھا کر مانی کے کھلے بالوں کو چھو رہا تھا، مانی نے اسکے چہرے کے قریب چہرہ ٹھہرایا۔

آج اور باقی سارے فسٹ ٹائم ہیں۔۔۔آج کے بعد تین گیپ ہیں، دو" تھے مگر ایک سنڈے بھی ہے۔یعنی آپکو فل ستانے والی ہوں۔"

وہ ہنوز شرارت پر آمادہ تھی لیکن شہریار کچھ اور سوچ رہا تھا، ان تین دنوں میں اس خبیث آفتاب کا خاتمہ تبھی مانی بھی اسکے سنجیدہ اور سرد تاثرات بھانپ گئی۔

"تمہیں واپسی پر آفریدی حویلی نہ چھوڑ دوں، مزے کرنا"

شہریار کے پر سوچ مشورے پر مانی نے خفگی سے آئبرو سکیڑے۔

مجھے ہمیشہ خود سے یونہی دور بھیجتے رہیں گے تو محبت کیسے کریں گے "

شیری، جب آپکو میری زرا سی عادت ہوتی ہے، تو آپ مجھے بھگانے کے

"چکروں میں لگ جاتے ہیں۔ مجھے کہیں نہیں جانا، یہیں رہنا ہے

اسکے لہجے کی ضد پر شہریار نے گہرا سانس کھینچا جسکی حدت مانی کو رخساروں تک پہنچتی محسوس ہوئی۔

محبت نہ کر پایا تو بھی چلے گا؟ جو رشتہ تمہارے ساتھ ہے وہ محبت سے "

"زیادہ مضبوط ہے

وہ اپنا سوال اسکی آنکھوں میں دیکھ کر کرتے ہی جواب بھی خود دے گیا جس پر مانی کچھ لمحے خاموش سی رہی۔

"لیکن میں نے تو آپکو محبت کی ہے، مجھے رٹرن بھی چاہیے اب "

وہ اپنے موقف پر پہاڑ سی ڈٹ گئی اور گال بھی شیری کے سینے سے جوڑے سر کندھے پر ٹکایا۔

محبت کر کے رٹرن نہیں مانگتے آمنہ آفریدی، شاید صرف اپنا بیسٹ دیتے"
ہیں۔ تم نے دیا، اور میں نے اپنے فیصلے بدل لیے، تم میرے پاس ہو،
تمہاری حفاظت سے لے کر تمہاری خوشی کا خیال رکھوں گا، سو اس سے
"زیادہ کیا چاہتی ہو؟
وہ اسے حقیقت پسندی سے قائل کر رہا تھا اور وہ سر اٹھا کر بھوئیں اچکا لیتی
اسے خفگی سے دیکھنے لگی۔
آپ کے دل میں جگہ بھی تو چاہیے، ایسے تو لگے گا آپ پر ابھی بھی بوجھ"
ہوں۔۔۔۔ تھک جاوں گی، آپ پل میں کچھ اور پل میں کچھ روپ بدل
" لیتے ہیں، ایسا شیری نہیں چاہیے۔۔۔۔۔
یہ سب بتاتے بتاتے وہ آواز کو نمکینی میں گھلنے سے روک نہ سکی، اور وہ اس
کی خواہش جان کر پھر سے پھیکا سا مسکرایا۔
"پھر کیسا چاہیے؟"

وہ جانے کس رو میں تھا کہ اپنی ساری توجہ مانی کو دے بیٹھا، یہ جانتے ہوئے کہ وہ کسی بھی لمحے کمزور پڑ سکتا ہے۔

"ویسا جیسا آپ تھوڑی دیر کے لیے بنتے ہیں"

مانی کی آواز یہ کہتے خفیف سی لرزی اور وہ اسکے خوف کھانے پر اتنی خطرناک ڈیمانڈ پر کھل کر مسکرائا۔

"وہ تھوڑا ہی بہتر ہے، جس طرح کھانے میں نمک کے زیادہ ہونے سے اس کے زائقے کا توازن بگھڑ جاتا ہے بالکل ویسے بہت زیادہ اٹیچمنٹ بھی اچھی نہیں ہوتی۔ دنیا خوبصورت رشتوں کو بہت جلد نظر لگا دیتی ہے مانی، تو بہتر یہی ہے کہ خوبصورتی کا محور ہم صرف اپنے آس پاس رہنے دیں۔۔۔۔۔"

وہ اتنی گہری باتیں کرتا کہ اکثر تو مانی کے سر سے گزر گئیں مگر وہ پھر بھی دل سے کھلکھلائی، جیسے صرف مسکرانا ناکافی تھا۔

تو ہم کونسا اعلان کر رہے ہیں شیری کہ نظر لگے گی، ہمارے آس پاس تو یہ "
خوبصورتی موجود رہنی چاہیے نہ، آپ نے مان لیا ہے کہ ہمارا رشتہ
"خوبصورت ہے، مانا ہے نہ آپ نے؟
وہ کہنے کے بعد سمجھ پایا کہ کیا کہہ گیا، مگر اس وقت مکرنے کی خواہش ہی نہ تھی۔
"ہمم۔۔کچھ دنوں سے تمہارے ساتھ جڑا یہ تعلق خوبصورت ہو رہا ہے "
وہ اعتراف کر رہا تھا اور مانی کے دل پر سابقہ حسرتوں کی تکلیف نے سایہ کیا،
یہ جملہ سننے کے لیے وہ مر بھی سکتی تھی، اگر اس سے اسکا سب چھین لیا جاتا
تب بھی وہ شہریار جدون کے ایسے چند الفاظ کا سودا کر لیتی۔
اچھا لگتا ہے تم سے باتیں کرنا، تمہیں ستانا۔۔۔بار بار میری دھتکار پر "
میری طرف آتی رہی ہو، کتنا کچھ کیا میں نے تمہارے ساتھ مگر تمہارے
ان ہونٹوں سے میرا نام نکلنا نہیں رکا۔۔۔۔کتنے آنسو دیے، کتنی بار

تمہارا دل روکا، یہ سب کرتے ہوئے خوشی نہیں ہوتی تھی مجھے، ویسی ہی
"تکلیف مجھے محسوس ہوتی تھی۔۔۔۔

وہ خود بھی اذیت سے دوچار ہوا اور مانی کی آنکھیں بھی بھیگنے لگیں، بول تو وہ
کچھ نہ پا رہی تھی تبھی ہچکی سی بھرے اپنے بے اختیار ہوتے آنسو روکے۔

"تو پھر ک۔۔ کیوں خود سے دور کرتے رہے ہیں مجھے ؟"

آنسو ہوتی آنکھوں سمیت رندھ جاتی آواز میں سوال آیا۔

چھوڑو یہ سب، رومت۔۔۔۔۔۔ سب ٹھیک ہے اب۔۔ جاو ریڈی ہو جا"

"کر۔۔۔ دیر نہ ہو جائے

آج تو مانی کے آنسو بھی شہریار کے دل پر گراں بوجھ تھے مگر وہ کہیں جانے
پر آمادہ نہ تھی۔

پہلے بتائیں کہ میں آپکے لیے سپیشل ہو گئی ہوں نہ ؟ مطلب مانی آپکی"

"زندگی میں کتنی اہم ہے اب ؟

وہ شہریار کے اٹھ کر بیٹھنے پر خود بھی بیٹھی اور اسکی سمت نزدیک ہو کر بیٹھے اپنی ہتھیلی اسکے رخسار سے لگائے، دوسرا ہاتھ اسکی گردن میں حائل کر گئی جس پر شہریار نے اسکو بازو حصار کر تھاما۔

وہ اسکے سوال پر الجھ کر رہ گیا، یہ لڑکی اسے بچ نکلنے کا کوئی راستہ دیناہی نہیں چاہتی تھی۔

"یہ کیسا سوال ہے مانی؟"

شہریار نے ہار ماننے سے قبل پینترا بدلنا چاہا۔

"بتائیں نہ شیری"

وہ اصرار کرتی روہانسی ہوئی۔

"تمہیں اتنے قریب کیا ہے تو کیا یونہی کر دیا سب؟ مانتا ہوں بے عقل اور بیوقوف ہو مگر اتنا تو جانتی ہو گی کہ یہ سب صرف خاص رشتے میں ہی ممکن ہوتا ہے"

وہ اسکے جواب پر خفیف سا بوکھلائی، جانتی تو سب تھی مگر کیا کرتی کہ دل اس شخص کے حرکت کرتے ہونٹوں سے یہ اقرار سننے پر بضد تھا۔

"جی۔۔۔۔ لیکن میرے جیسی محبت آپکو مجھ سے نہیں ہے، میں ت۔۔تو"

"آپ کے بنا رہ ہی ن۔ نہیں سکتی شیری،

آنسو اس کی آنکھوں سے ٹپک کر رخساروں کو تر کر گئے، اور وہ سمجھنے کے انداز میں سر ہلائے افسردہ ہوا۔

"جانتا ہوں، محبت جس سے جیسی بھی کرنے ہو اسے کرنے کی پوری اجازت دینی چاہیے۔۔یہ شدت اور کمی کا معاملہ انسان کے ہاتھ میں نہیں ہے۔چیئر آپ۔۔۔۔روتو سی بہت بری لگ رہی ہو۔۔۔۔"

"

وہ اسکی بھیگی آنکھیں برداشت نہ کر پاتا آخر تک غرایا تو وہ ناچاہتے ہوئے بھی انہی پر نم آنکھوں میں شیری کو بسائے مسکائی۔

"اب روئیں مانی کے دشمن۔۔۔۔اب تو میں شہریار جدون کے لیے وائف میٹیریل بن گئی ہوں نہ"

وہ خود ہی اس کے اٹھ کھڑا ہونے پر خود بھی اٹھ کر آنسو پونچھے اترائی تو وہ بے اختیار پلٹ کر مسکرایا۔

"میٹریل ہو۔۔۔۔وائف میٹیریل بننے Cuddle ہر گز نہیں،ابھی تم میں تمہیں کچھ سال لگیں گے"

شہریار کے شرارت سے جتانے پر وہ پہلے اسے گھوری پھر خود ہی شرم بھرا ہنس پڑی۔

"بے شرم نہ ہوں تو"

منہ چھپا کر بڑبڑائے وہ اس سے پہلے نو دو گیارہ ہوتی، شیری کے بازو تھامنے پر رک کر پلٹی۔

"خود تو جیسے تم سٹوڈنس کو شرم کی کلاسیز دے کر آرہی ہو"

شیری کے برہمی سے گھورنے پر وہ مانی نے دونوں ہاتھ لے جا کر شیری کی پشت پر باندھے اور ٹھوڑی اسکے سینے سے لگا کر چہرہ اٹھائے خود کو گھورتے جناب کو پٹپٹائی اکھیوں سے دیکھا۔

پھر بھی شیری، آپ نے بہت بے باکی سے میری ڈیفینیشن کی ہے، یعنی"

"مجھے شرم سی آئی نہ تبھی کہہ دیا

اپنی طرف معصومیت بھرا اسکا دیکھنا اور پھر شیری نے یونہی مسکراتے ہوئے اپنے ہونٹوں کو اسکی جبین سے جوڑا تو مانی کی شرارت و خوشی کو چار چاند لگے۔

"اب آپ خود مجھے بہکا رہے ہیں"

مانی نے اسکے ہونٹوں کو فوکس کیے شدید امڈتی خواہش کے تحت گھبرا کر کہا تو شیری نے اسکے دونوں ہاتھ کھولے پرے کیا اور پکڑ کر واش روم کی طرف دھکیلا۔

جس پر مانی نے ہنستے ہوئے بھاگ کر واش روم میں گھستے ہی دروازہ لاک کیا جس پر شہریار بھی یخ ہو چکی کافی کا مگ دیکھے رات کا منظر یاد کیے مسکرایا اور اسے اٹھائے کمرے سے باہر نکل گیا۔

.._____..

تمہیں لئیق سر نے آزادی تھمادی ہے، وہ چاہتے ہیں تم اپنے بچوں سے جا"
کر خود مل لو۔ تمہارے لیے جندل محل کے اس زندان سے نکلنے کے لیے
"پچھلا دروازہ کھول دیا گیا ہے، جب دل چاہا چلے جانا مگر۔۔۔۔۔۔
تھری پیس میں ملبوس گارڈ نے وقار سادانی کے پاس آکر اسے کھردرے
لہجے میں اطلاع دی جس پر اس نے تاسف بھری نگاہ اس آدمی پر ڈالی، اس
وقت وہ اتنا خوش تھا کہ یہ بھی سمجھ نہ سکا کہ اسے اتنی آسانی سے آزادی
کیوں دی جارہی ہے۔
"مگر کیا"

اس نے فوری بے قراری سے سر اٹھائے منتظر نگاہوں سے پوچھا۔
"مگر ایک کام کرنا ہوگا تمہیں، وہی تمہاری آزادی کی شرط ہے"

اس آدمی نے مزید تجسس پھیلایا۔

"کیسی شرط"

وقار کچھ حیران وپریشان ہوا۔

"تم زائشہ کو ساتھ لے کر نکلو، محل میں کوئی ایسا ہے جو زائشہ کی آزادی کے لیے پریشان ہے، اسی نے مجھے منہ مانگی رقم دی ہے، تم اس عورت کو یہاں سے آزادی دلوادو، اس کے بدلے تمہیں منہ مانگا انعام ملے گا۔ یہ اسکے زندان کی چابی ہے۔۔اور ہاں ایک اور خبر ہے شاید تمہارے کام کی ہو،

"فرہاد صاحب نے زائشہ کو کل طلاق دے دی ہے

وہ آدمی لئیق کی تاکید کے مطابق ہی سب پری پلینڈ پی بولا جس پر لمحہ بھر وقار نے کچھ سوچا اور پھر شاطر نظر اس پر ڈالے وہ چابی اسکے ہاتھ سے لی۔

"شکریہ تمہارا دوست، تم جاواب"

وقار نے مشکور ہوتے ہوئے کہا اور وہ آدمی جیسے ہی باہر نکلا، اس نے لئیق کو کام ہونے کا اشارہ دے دیا جو اس وقت جندل محل کے ڈائنگ ہال میں

سب کے ساتھ خوشگوار ماحول میں ناشتہ کر رہا تھا، اسکے فون کی میسج ٹون ہر خود دستگیر نے بھائی کو پر اسرار سی نظر ڈالے دیکھا، لئیق کے اشارے پر دستگیر نے ناشتے سے ہاتھ روکا اور سب سے معذرت کیے وہاں سے اٹھ کر گیا۔

وہیں وقار سادانی نے اس چابی کے سنگ پہلے زائشہ کے زندان کا دروازہ کھولا تو وہ خفیف سا گھبرائی مگر وقار کو قریب آتا دیکھ کر اسکی آنکھوں میں بھی آزاد ہو جانے اور اپنا انتقام عنقریب لے لینے کی چمک اتری۔

"تم نے یہاں کی چابی کیسے ہتھیالی؟"

وہ اس خوشی کے باوجود تجسس کے ہاتھوں پوچھ بیٹھی، وقار نے اسکے پیر اور ہاتھ کی زنجیریں کھولیں اور سہارہ دے کر زمین سے اٹھا کر کھڑا کیا۔

"محل میں کوئی ایسا ہے جو تمہاری مدد کرنا چاہتا تھا، ہو سکتا ہے تمہاری بیٹی"

"ہو۔۔۔۔ ورنہ مجھے تو تمہارا نکلنا مشکل ہی لگ رہا تھا۔۔۔

وقار کے غیر واضح جواب پر لمحہ بھر زائشہ بھی اچنبھے سے اسے گھوری کیونکہ یہ سب تو دیوانے کا خواب تھا، صبور کے دل کی نفرت وہ بھولی کہاں تھی۔

"اگر یہ انکی چال ہوئی تو؟"

اس سچویشن میں بھی زائشہ کا خناسی دماغ کام کر رہا تھا مگر وقار تو الگ ہی نشے میں مبتلا تھا، زائشہ کی کلائی جکڑے جب اس نے قریب کیا تو وہ سہم کر تلملائی۔

"ابھی باتوں کا وقت نہیں ہے ڈارلنگ۔۔۔ابھی نکلنا اہم ہے۔۔لٹس گو"

اس سے پہلے وہ اسے یوں چھونے پر جھاڑتی، وہ اسکی بنا کوئی بات سنے اسکا ہاتھ پکڑے وہاں سے نکلا اور حیرت اسے بھی تھی کیونکہ نہ تو دور دور تک کوئی گارڈ تھا نہ کسی کی آہٹ کا گزر تھا۔

خیر پانچ منٹ کی طویل راہداری عبور کرتے وہ دو جب جندل محل کے پرانے اور خفیہ بیرونی گیڈ تک پہنچے تو وقار کچھ محتاط ہوئے رکا، دروازے پر تالے کے بجائے کنڈی تھی۔

"وقار، یہ ضرور چال ہے۔۔۔۔۔۔"

زائشہ نے اسے حد سے زیادہ پر سکون ماحول دیکھتے وارن کرنا چاہا مگر وہ اسکی بنا کوئی بات سنے یونہی آگے بڑھا اور گیڈ کا زنگ آلود لاک کھولتے ہی باہر نکلا۔

اس طرف بھی سارا ایریا سنسان تھا، اور تبھی وقار نے سیدھی سڑک کی جانب اپنے قدم بڑھائے۔

دستگیر کے لوگ کچھ فاصلے پر رہ کر انکا پیچھا شروع کر چکے تھے۔

وقار، زائشہ کو لے کر پہلے ٹیکسی میں سوار ہوا، دستگیر نے اپنی گاڑی خود پیچھے بگھائی، وہ اسے کسی اپنے ہی ایک گھر لے کر گیا تھا جو ڈیفینس میں ہی تھا۔

دستگیر نے اپنے لوگ اس ایریا کے ارد گرد پھیلا دیے تھے اور خود گاڑی اس گھر کے دروازے سے کافی فاصلے پر مزید تین چار گاڑیوں کے سنگ روک لی اور اپنی نظریں اس گھر کے گیٹ پر جما لیں۔

گھر بہت اچھا اور سہولتوں سے اٹا ہوا تھا، مگر زائشہ کو اب آزاد ہوتے ہی پہلا کام اس وقار سے جان چھڑوانے کا کرنا تھا۔

وہ اسے یونہی ہاتھ پکڑے بیڈ روم میں لایا تو زائشہ نے منافق بنے مسکراہٹ دی جیسے وہ اس سے بہت مخلص ہو۔

"جانتا ہوں زرا چھوٹا گھر ہے مگر ہمارے لیے کافی ہے، فرہاد کی موت کا پلین کل سے ترتیب دیں گے۔ آج ہم اپنی پرانی یادیں تازہ کریں گے ڈارلنگ۔۔۔۔۔ تم فریش ہو لو میں تمہارے لیے کپڑوں کا انتظام کر کے آتا ہوں"

وقار کے امڈتے ہوئے اور لپکتے ہوئے انداز پر زائشہ کو آگ سی لگی مگر اس وقت چونکہ وہ اسکی محتاج تھی سو کوئی اعتراض نہ کرتے جبرا مسکرائی۔

لیکن اسکے اندر امڈتے زہر کا اثر اسکی آنکھوں تک پہنچا۔

وقار نے دروازے کی طرف قدم بڑھائے اور خباثت بھری مسکراہٹ دے کر اس پلٹ کر کمرے کا جائزہ لیتی زائشہ کا سر تا پیر جائزہ لیتا باہر نکلا مگر جاتے ہوئے اس نے کمرے کو باہر سے لاک کیا۔

"سب سے پہلے تم مروگے وقار، جلدی آؤ تاکہ تمہاری روح کو پرواز دی جائے"

زہریلے لہجے میں خود کلامی کیے وہ جیسے ہی کمرے سے نکلنے کو پلٹی، دروازے کو لاک دیکھ کر زائشہ کا پورا وجود سرد پڑا، دروازے کا ہینڈل کئی بار گمایا مگر خود کو یہاں قید دیکھ کر زائشہ کو لگا جیسے زمین وجود تلے سے سرک گئی ہو۔

"مردود۔۔۔مجھے قید کرنے کی ہمت کیسے کی تم نے۔۔۔۔کھولو دروازہ۔۔۔۔۔وقار۔۔۔"

وہ حلق کے بل چلائی مگر وقار تو پہلے ہی جا چکا تھا، دستگیر نے اسے گھر سے گاڑی پر نکلتے دیکھا اور ساتھ ہی اسکا پیچھا کیا، وقار وہاں سے پہلے سیدھا بنک

گیااور رہے سہے بچے کچے پیسے بینک سے نکوائے، بہت سے خفیہ اکاونٹ اب بھی اسکے بینکوں میں موجود تھے۔

وہاں سے وہ مال گیااور بڑی مسکرا مسکرا کر لیڈیزاور جینٹس شاپنگ کی، اور پھر کسی پرانی غیر تعمیراتی جگہ گیا جہاں اسکی ملاقات اسکے ایک اور خاص آدمی فضل سے ہوئی، اسی نے ارجنٹ قاضی کا انتظام کیا۔

جب وہ اپنے لوگوں اور قاضی کے ساتھ واپس ڈیفینس آیا تو دستگیر نے اسکی گاڑی کے گھر میں انٹر ہوتے ہی اپنی گاڑی اسی جگہ لا کر پارک کی اور لئیق کو کال ملائی جو اس وقت لان میں لال نور کے ساتھ ٹہل کر باتیں کر رہا تھا، صبور، لعلین اور فرہاد صاحب تینوں ٹوئکل کے ساتھ خوبصورت سے گارڈن میں مصروف تھے۔

"بھائی، سب ہمارے پلین کے مطابق ہو رہا ہے۔ کچھ دیر میں زائشہ وقار بننے والی ہیں۔۔۔ہاہا مجھے تو سوچ کر ہی مزہ آرہا ہے"

دستگیر کی ابھرتی مستی بھری سرگوشی پر وہ خود بھی دبا سا مسکرایا، مما کی توجہ گارڈن کی طرف تھی ورنہ وہ ضرور لئیق کے ہنسنے کا ماجرہ سننے کی خواہش کرتیں۔

"چلو کوئی نہیں، مرنے سے پہلے دونوں کو تھوڑا انجوائے کرنے دو۔۔۔۔"

بس تم نے اپنی نظریں ان پر پتھر کی طرح گاڑے رکھنی ہیں، مجھے یونہی مزے مزے کی خبریں دیتے رہو۔۔۔"

مما کو وہیں سب کے ساتھ چھوڑتا وہ خود واپس جندل محل کی اندرونی روش کی طرف بڑھا تو دستگیر کی آنکھیں بھی چمکیں۔

" جی بھائی، میں بھی بہت انجوائے کر رہا ہوں۔۔۔۔۔۔"

دستگیر نے شرارت سے کہے کال کاٹی وہیں لئیق نے بھی ہوم آفس کا رخ کیا۔

وہیں دوسری طرف شیری نے مانی کا گیارہ تک پیپر کے ختم ہوتے ہی اسے لینے پہنچ چکا تھا اور آج آفتاب منصوری اور ٹوکیو دونوں ہی شکار دبوچنے کی تیاری میں تھے۔

"سر، ہم اسکی ماں کو بھی تو اٹھوا سکتے تھے۔ سنا ہے اپنی ماں کے لیے بھی بہت حساس ہے"

ٹوکیو کے حیرت عیاں کرنے اور مشورہ تھمانے پر آفتاب کے چہرے پر نجس سی مسکراہٹ چھائی جس پر اس نے رخ موڑ کر ٹوکیو کو دیکھا۔

"مائیں سب کی سانجھی ہوتی ہیں ٹوکیو، ماوں کو نہ جنگ میں لاتے ہیں نہ دشمنی میں۔۔۔۔۔ بدلا مجھ پر فرض ہے، شہریار نے مجھے مزید گرنے پر مجبور کیا ہے، میں چاہتا ہوں مرنے سے پہلے ایک بار اسکا اکڑا ہوا سر اپنے سامنے جھکا ہوا دیکھوں۔۔۔۔۔ تبھی اسکی بیوی کو اس سے چھیننا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔"

آفتاب منصوری میں شاید ابھی بھی خفیف سی اچھائی موجود تھی مگر گناہ کے عفریت نے اسے بہت تیزی سے نگلنا شروع کر دیا تھا، توبہ کے سوا پاکی کا کوئی حل نہیں تھا۔

آج اسکے گارڈز کی گاڑی ساتھ نہیں آئی، آگے پیچھے بھی کوئی نہیں ہے۔"

"آج وہ ہمارے قبضے میں باآسانی آجائے گی

ٹوکیو نے مطلع کرنے ہر آفتاب منصوری، زہر بھرا مسکرایا، اور اپنی عقابی کسیلی آنکھیں یونی کے گیڈ پر جمائیں۔

"وہ دبوچی جاچکی ہے ٹوکیو"

آفتاب کے اس جملے پر ٹوکیو نے چونک کر آفتاب کو دیکھا اور پھر دونوں ایک سا بھیانک ہنسے۔

وہیں ایگزمینشین ہال سے مانی پیپر دے کر جلدی فری ہوئی تو جاتے جاتے اسے اپنے کھل جاتے بالوں کو سمیٹنا تھا تبھی وہ لیڈیز ٹوئلٹس کی طرف گئی مگر جیسے ہی مانی نے قدم اندر رکھا اور آئینے کے سامنے کھڑی ہو کر اپنے بال

باندھنے لگی، عقب سے نمودار ہوتے سیاہ ہیولے نے تیزی سے اسکے منہ پر سیاہ رومال رکھااور چند سکینڈز لگے کہ مانی اس آدمی کی بازووں میں بے ہوش سی ہوئے جھول گئی، اسکا فون بھی باہر لانے کے بیچ اسکے کندھے پر لٹکے بیگ سے فرش پر گر پڑا۔

اگلے ہی لمحے اس پہاڑ آدمی نے مانی کو کسی گڑیا کی مانند اپنے کندھے پر ڈالا اور باہر نکلا، ناجانے کس کس خفیہ راستے سے وہ اسے وہاں سے باہر لیے نکلا جیسے وہاں کے ہر راستے سے باخبر ہو اور وہیں پچھلی طرف آکر رکتی وین میں مانی کو سیٹ پر لٹائے ہی وہ خود باہر نکلا اور ڈرائیور کو خباثت سے ہنس کر اشارہ کیا۔

وہیں شیری نے دو تین بار گاڑی میں بیٹھے ہی مانی کو کال کی مگر پہلے مس کالز جارہی تھیں جسکا مطلب تھا وہ ابھی پیپر میں بزی ہے مگر یکدم فون بند ہونے پر وہ گاڑی سے سرعت سے نکلا۔

اسے ہوتی تکلیف میری راحت ہے ٹوکیو، مانی کو فارم ہاوس لے کر پہنچو تم"
بھی، میں اپنے دشمن کی تکلیف انجوائے کر کے آتا ہوں۔۔۔اس آمنہ
"آفریدی کو چھونا تو دور کوئی نظر بھر کر دیکھے گا بھی نہیں یہ سب کو بتا دینا
جس جگہ انکی گاڑی کھڑی تھی وہاں سے اسے شہریار گاڑی سے نکلتا اور یونی
گیڈ سے اندر جاتا دیکھائی دیا، ٹوکیو نے فرمابرادیٔ سے سر ہلایا اور ہڈی میں
چہرہ چھپاتے وہ گاڑی سے نکل گیا جبکہ شہریار جدون جب تک ایگزمینشین
ہال تک پہنچا، تمام سٹوڈنس جا چکے تھے، تبھی پہلا خیال لیڈیز ٹائلٹ کا آیا،
وہ تیزی سے اس ایریا کی طرف بڑھا مگر وہیں باہر کوریڈور میں فرش پر
گرے مانی کے فون پر نظر پڑتے ہی شہریار جدون کی دنیا اندھیر اور حرکت
کرتی کائنات تھم کر رہ گئی۔

....★☆☆☆☆☆★....

دل میں اذیت کی انتہا اتری اور حواسوں پر جیسے پتھر برس گئے، وہ کہاں چلی گئی؟ یہ خیال ہی شہریار جدون کی رگوں میں دوڑتے لہو کو منجمد کر گیا۔

فوری شان کو کال ملائی اور کچھ دیر میں تمام ادارے کو سیل کر دیا گیا، شہر کے طاقتور ایس ایس پی کی بیوی دن دہاڑے یونی سے غائب ہوئی ہے، یہ خبر کچھ ہی لمحوں میں جنگل میں پھیلی آگ کی طرح ہر کسی تک پہنچی۔

اگلے آدھے گھنٹے کے اندر اندر پورے یونی ہال کو شہریار کے لوگوں نے گھیر لیا تھا، غیر ضروری سٹوڈنس کے نکلتے ہی پورا ایگزیمینشین ہال اور یونیورسٹی ایریا سیل کروا دیا گیا تھا، ہر کوئی حراساں تھا کیونکہ ہر جگہ پولیس کے لوگ منڈلا رہے تھے۔

تمام سٹاف، ٹیچرز سہمے ہوئے اس شخص کو دیکھ رہے تھے جسکے جسم کا لہو اسکی آنکھوں میں چھلک چکا تھا، جو اس پوری دنیا کو آگ لگا دینا چاہتا تھا، اس

لڑکی کا نظروں سے اوجھل ہونا، کوئی معمولی تکلیف یا خراش نہ تھی، اس لڑکی کی حفاظت نہ کر پانا، شہریار جدون کے لیے سوہان روح کرب تھا۔

"شہریار صاحب۔۔۔۔۔دیکھیں ہم بہت معذرت چاہتے ہیں مگر یوں یونیورسٹی سیل کرنا ٹھیک نہیں"

تمام ٹیچرز اور سٹاف تو خوفزدہ ہوئے زبان رہن کیے کھڑا تھا مگر پرنسپل صاحب کو ضرور یہ سب اپنا لافانی نقصان ہوتا دیکھائی دے رہا تھا سو اس زخمی شیر کو مخاطب کرنے کی جسارت کی جو شان اور کمپوٹر لیپ کے اونر پر سے نظر ہٹائے یوں مخدوش حالت میں آئے پلٹا کہ اسکی نظر ہی سبکے کھڑے افراد کے جسم میں سنسنی دوڑا گئی۔

"کیسی سیکورٹی ہے تم لوگوں کی، دن دہاڑے اسے کوئی بھی اٹھا لے گیا اور کسی نے دیکھا بھی نہیں۔جب تک میری بیوی نہیں مل جاتی تم سب یہیں رہو گے اور یہاں کوئی کام نہیں ہو گا۔۔۔۔۔کیسے کوئی اسے یہاں سے لے کر جا سکتا ہے؟جواب چاہیے مجھے۔۔۔۔تم سب ذمہ دار ہو اسکے، یہاں

سٹوڈنس کو تم لوگوں کے سپرد کیا جاتا ہے، کیا اس لیے کہ کوئی لچا لفنگا یہاں گھس کر کسی کو بھی اٹھا کر لے جائے۔۔۔۔۔۔پر ایک کو دردناک سزا ملے گی"

تمام سیکورٹی کمیروں کی جانچ کے ساتھ ساتھ داخلی دروازے بند کیے گئے تھے، شان نے تمام سی سی ٹی وی فوٹیجیز دیکھنے کی ذمہ داری لی تھی جبکہ شہریار جدون کی دھاڑ میں ایسا سرد پن تھا کہ وہ آگ کو بھی منجمد کر دیتا، کسی کے پاس بھی اس لاپرواہی کی صفائی میں کہنے کو کچھ نہ تھا کیونکہ بہت بڑی لاپرواہی ہوئی تھی جو وہ آدمی بنا کسی کی نظر میں آئے اندر گھسا بھی اور نکلا بھی اور شہریار کے بقول ایسا سب کسی اندر کے آدمی کی مدد کے بنا نا ممکن تھا سو اس وقت وہ سب لوگ شیری کے لیے مشکوک تھے۔

وہ سب شہریار جدون کے گھن گرج رکھتے الفاظ سے خوفزدہ تھے، یونی کی ریپوٹیشن کے ساتھ ساتھ دوسری کلاسیز کے پیپرز بھی تھے جو اس ہنگامے سے رک چکے تھے۔

دیکھیں شہریار صاحب، یونی سے کسی کا بنا سیکورٹی سے گزرے نکلنا"
ناممکن ہے۔ ہم خود پریشان ہیں کہ آمنہ آفریدی کیسے غائب ہو گئیں۔
یہاں آئے ہر سٹوڈنٹ کی ذمہ داری ہماری ہوتی ہے مگر آپ ہمیں اس کا
ذمہ دار بنا کر ہمارا نقصان تو مت کروائیں۔ بورڈ کے امتحانات ہیں، تھوڑا
" کا پریٹ کیجئے

پرنسپل معزز انسان تھے اور انہوں نے بہت نرم رویہ رکھے ایک بار پھر
شہریار کو سمجھانا چاہا اور وہ طیش میں شاید کسی کی یہاں گردن ہی مڑور دیتا
اگر شان کی آواز اسے روک نہ لیتی۔

وہ تیزی سے اسکی طرف بڑھا جو پچھلے گیٹ سے اس آدمی کے مانی کو اٹھا کر
نکلنے کی فوٹیج نکال چکا تھا۔

شہریار کی آنکھوں میں لیپ ٹاپ پر چلتی وہ فوٹیج دیلھے خون اترا تبھی وہ لپک
کر پرنسپل کی سمت بڑھا۔

پچھلے گیڈ پر کوئی سیکورٹی نہیں ہے، کیوں۔۔۔۔ فوٹیج میں صاف ظاہر "
ہے کہ اسے وہاں سے لے جایا گیا۔۔۔ اگر میری بیوی کو آنچ بھی آئی تو تم
سب لوگوں کو چھوڑوں گا نہیں۔۔۔۔۔ تم لوگوں کو اس لاپرواہی کا حساب
"دینا ہو گا

شہریار کے حلق کے بل غرانے پر پرنسپل صاحب خود اس فوٹیج کو دیکھ کر
بھونچکا رہ گئے، پچھلے گیڈ پر ایک چوکیدار بیٹھتا تھا اور وہی پچھلے سنسنان
کوریڈور میں بھی رکھوالی کیا کرتا تھا تبھی وہ اس درجہ لاپرواہی پر مٹھیاں
بھینچ گئے۔

"سیکورٹی تھی وہاں بھی۔۔۔۔۔۔"

وہ بہت مدھم سا شرمندگی سے بھرے منمنائے۔

اس وقت یہاں وبال مچانے سے اہم مانی کی حفاظت تھی تبھی وہ اس پرنسپل
کی اس بات پر تلملا پڑا اور جب خود انہوں نے شان کی دیکھائی فوٹیج دیکھی
تو انھیں شدید شرمندگی ہوئی اور تبھی پرنسپل صاحب نے غضبناک ہو کر

گردن پھیرے وہیں سٹاف میں کھڑے کسی آدمی کی طرف دیکھا جو انکے دیکھنے پر خفیف سا گھبرایا بلکہ اسکے پسینے جس طرح چھوٹے تھے، صاف ظاہر تھا کہ وہی گناہ گار تھا۔

شہریار نے اپنی عقابی تیز نظریں پرنسپل اور اس چوکیدار کے آئی کنٹکٹ پر ڈالی اور لپک کر اس سادہ سے کلرک کے لباس میں لپٹے ڈرے، سہمے اور زمین کو دھندلائی آنکھوں سے گھورتے اس آدمی تک پہنچا اور اسے گردن سے دبوچے بنا کسی کو اپنے اور اس آدمی کے بیچ گھسنے کی اجازت دیے گھسیٹتا ہوا پچھلے کوریڈور سے باہر نکلا۔

آپ سب دعا کریں کہ انکی بیوی مل جائے، ورنہ بہت برا ہو گا یہاں۔۔۔"

"اس آدمی کو ہم خود دیکھ لیں گے

پرنسپل نے پریشانی سے پیچھے جانا چاہا مگر شان نے انکو تند ہی سے روکا اور تنبیہی نظریں تمام سٹاف پر ڈالے سیل ہوا ایریا ان سیل کروائے اپنے سات رکنی آدمیوں کے سنگ فوری شیری کے پیچھے ہی باہر قدم بڑھائے۔

جبکہ وہ سب سہمی نگاہوں سے ایک دوسرے کو تکتے ہی رہ گئے۔

باہر لاتے ہی شہریار نے اس آدمی کی گردن دبوچے پچھلے گیڈ کی طرف جاتی سیدھی راہداری پر لائے روکا اور دائیں کھردری دیوار سے اس منحوس کی پشت رگڑی تو وہ تکلیف اور درد پر بلبلایا، اس ڈرے آدمی کی آنکھوں سے آنسو اور خوف نکلا مگر شہریار جدون گویا اس مردود کا خون پی جانا چاہتا ہو۔

تو تھا یہاں پہرے دار؟ مطلب تو نے مدد کی ان حرامیوں کی۔۔۔۔بول" ورنہ یہیں تیرا کھیل ختم ہو جائے گا۔ کون تھا وہ جو یہاں سے باہر نکلا؟ بول

"ورنہ تیری چمڑی ادھیڑ دوں گا

شہریار کا بس چلتا تو اس آدمی کا کلیجہ نوچ لیتا، خود وہ بھی دو تین جھانپڑ پر ہی سیدھا ہوئے سسک پڑا، شہریار نے اسے ڈیول کی زرا سی جھلک دیکھائی تو اس آدمی کے حلق سے چینخیں ابلیں۔

"ر۔۔رحم کروسائیں۔۔۔۔م۔۔مجھے پیسے دیے تھے اس آدمی نے کہ پانچ منٹ کے لیے پچھلا گیڈ کھولنا ہے۔۔۔خدا کی قسم میں اور کچھ نہیں جانتا۔۔۔۔میں۔۔میں تو دروازہ کھول کر چائے پینے چلا گیا تھا"

اس بچارے کو خوف تھا کہ وہ انسپکٹر اسے آج بخشے گا نہیں جبکہ شہریار نے اسکی گردن مزید جبڑے بھینچ کر دبائی، وہ اس وقت آپے سے باہر آچکا تھا۔

"کس نے دیے پیسے؟"

شہریار کے غرانے ہر وہ خوف و درد سے سر تا پیر کانپا۔

"ک۔کال کی تھی۔۔۔۔"

سانس گھٹنے کے سبب وہ منمنایا جس پر شیری کی کن پٹی کی رگیں حقارت سے تنیں۔

"کس نمبر سے۔۔۔۔فون کہاں ہے"

شہریار نے اسے جھٹکے سے دیوار سے ہٹایا تو وہ جان بخشی پر اس نے کانپتے سسکتے اپنی پتلون کی جیب سے فوری فون نکال کر مطلوبہ نمبر نکال کر شیری کو تھمایا۔

جبکہ اس آدمی کو گھسیٹ کر زمین پر دھکا دیا جو بچارا اپنی گھٹی جان واپس بحال ہونے پر تیزی سے وہاں سے رینگتا ہوا بھاگ گیا۔

"فوری یہ نمبر ٹریس کرو شان۔۔۔۔ فوری۔۔۔۔۔ لٹس گو"

شہریار نے وہ نمبر کھولے حقارت سے دیکھا اور شان کو فون تھمائے تیزی سے باہر نکلا، اسکے لوگ پہلے ہی اسکی گاڑی پچھلے گیٹ کے باہر لا چکے تھے۔

جبکہ اندر مچتے وبال پر آفتاب منصوری وہاں سے بنا شہریار کا جلال دیکھے ہی نو دو گیارہ ہو گیا۔

گاڑی میں سوار شہریار سے ڈرائیو کرنا محال ہوا تو خود شان نے اسکی جگہ سنبھالی جبکہ شہریار جدون سے واقعی اس لڑکی کے سبب سانس لینی مشکل ہوئی۔

جس دن آپکی نظروں سے سچ میں اوجھل ہو گی شیری تو مجھے پاگلوں کی "
طرح جگہ جگہ ڈھونڈنے والے پہلے انسان آپ ہی ہوں گے۔۔۔میری یہ
"بات کہیں لکھ لیں

سماعت میں سنائی دیتی اس لڑکی سرگوشی نے شہریار جدون کی آنکھ سے اک بے بس سا آنسو ٹپکا دیا، اب تو وہ اسکا اوجھل ہونا برداشت ہی نہیں کر سکتا تھا۔

شان نے اسکی تکلیف بھانپے گاڑی کی سپیڈ نہ صرف بڑھائی بلکہ سیدھا تھانے کی طرف رخ کیا۔

ٹوکیو کا وہ خاص آدمی بیرو تھا جو مانی کو لے کر فارم ہاوس پہنچا اور تب تک پہلے ہی ٹوکیو وہاں استقبال کو آ چکا تھا۔

بیہوش مانی کو وہ ایک بیسمنٹ میں لے کر گئے اور اسے کرسی پر بٹھائے اسکے ہاتھ اور پیر رسی کے چھوٹے چھوڑے ٹکڑوں سے باندھ دیے تاکہ وہ جاگ کر بھاگنے اور مزاحمت کرنے کی کوشش نہ کر سکے۔

اسے چھونا تک نہیں ہے، سر کے سختی سے آرڈر ہیں۔ وہ اسے کوئی نقصان"
نہیں دینا چاہتے بلکہ مقصد صرف شہریار جدون کی اکڑ توڑنا ہے۔۔۔ سمجھ
"گئے ہو تم دونوں

بیرو کے باہر نکلنے پر ٹوکیو نے دو سوٹڈ بوٹڈ گندمی رنگت کے مالک دو وحشی دیکھائی دیتے گارڈز کو سختی سے تنبیہہ کی اور انکے سر ہلانے پر وہ بیہوش مانی پر نگاہ ڈالے خود بھی بیسمنٹ سے باہر نکلا۔

جبکہ انکے پہنچنے کے آدھے پونے گھنٹے تک آفتاب منصوری بھی فارم ہاوس پہنچ آیا، اسکی گاڑی اسکے فارم ہاروس کے پورچ میں آکر رکی تو چہرے پر کمینگی سجاتا وہ گاڑی سے اترا اور مانی کے پہنچ جانے کی اپنے آدمی سے خبر ملتے ہی دائیں ہاتھ سے ٹھوڑی کھجاتا، خباثت سے ہنسے بیسمنٹ کی طرف بڑھا۔

مانی کو جس بے ہوشی کی دوا سے بے سدھ کیا گیا تھا اسکا اثر بھی اس دیری تک زائل ہوا تو وہ اپنی آبلے کی مانند دھکتی آنکھیں کھولنے کی کوشش میں کسمسائی تو سر میں اٹھتی ٹیس پر منہ سے سسکی سی نکلی۔

یہاں مٹی تو نہیں تھا مگر مکمل بند بیسمنٹ کے سبب مانی کو بھرپور سانس لینے میں دشواری ہو رہی تھی، روشندان بھی تقریبا بند تھا، باریک سی درز تھی جس سے خفیف سے آکسیجن اندر آ رہی تھی مگر مانی کے لیے وہ ناکافی تھا، تیز سانس کھینچ کر خارج کیے وہ سر تا پیر لرز اٹھی۔

دو ہٹے کٹے گن مین بیسمنٹ کے دروازے پر کھڑے تھے، مانی کو ہوش میں آتا دیکھتے دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر آنکھیں کھولتی مانی کو۔

سر، آنکھیں اور حلق سب ہی شدید جل رہا تھا، پیروں کے تلوے آگ کی طرح تپ رہے تھے، اور سانس گھٹنے کی تکلیف اس سے سہنی مشکل تھی مگر اسکی دھندالائی آنکھوں نے جب خود کو ان دو مشکوک آدمیوں کے سامنے اور حواس نے خود کو جکڑا محسوس کیا تو مانی کا چہرہ لمحے کے ہزارویں حصے تاریک پڑا۔

خوف کی شدید لہر نے جسم و جان کو کاٹ سا دیا، حراسان نظروں سے ان کو تکتی وہ پھر سے دقت سے سانس خارج کر سکی۔

ارد گرد گھبرا کر نظر پھیری تو بڑی بڑی دیواروں اور بہت اونچی چھت کے سوا ایک نیم کھلا روشن دان دیکھائی دیا جبکہ اپنے ہاتھ پیپر بندھے دیکھ کر مانی شدید خوفزدہ ہوئی۔

ذہن پر زور دیا تو یاد آیا وہ بال ٹھیک کرنے واش روم میں گئی تھی اور پھر اس جھٹکے نے اسکے اندر سنسنی اتاری۔

"ک۔کون ہو تم لوگ۔۔۔۔۔۔ک۔۔کیا میں پھر سے کڈنیپ ہو گئی" مانی کے حراساں ہو کر بڑبڑانے اور اس غیر متوقع سوال پر وہ دونوں آدمی ہونق ہوئے۔

میں پوچھ رہی ہوں تم دو کون ہو سانڈ کہیں کے، مجھے یہاں کیوں" لایا۔۔۔باندھا کیوں ہے۔۔۔۔۔ش۔۔شیری۔۔۔شیری کو کیسے پتا نہیں چلا کہ تم لوگ مجھے لے کر نکلے۔۔۔۔منحوسوں۔۔۔۔کیوں میرے شیری کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑے ہو۔۔۔۔گولی تم لوگوں کے باس نے ہی

ماری تھی نہ۔۔۔۔۔۔ کہاں ہے وہ کمینہ۔۔۔۔اسکا تو منہ نوچ لوں
" گی۔۔۔۔۔۔

ان دو کو منہ میں چنے ڈال کر گھورنے پر اس بار وہ حلق کے بل چینخی، اتنی تیز کہ دونوں کو اسکی تیز کان پھاڑتی آواز سے کراہٹ ہوئی اور انگلیاں کانوں میں ٹھوسنی پڑیں۔۔

"چپ کر کے بیٹھو لڑکی۔۔۔۔ورنہ تمہاری زبان بند کر دیں گے"

انہی میں سے ایک نے منہ پر نخوست سجا کر وارن کیا تو مانی نے اسے خونخوار ہوتے دیکھا اور ساتھ ساتھ گہرا سانس کھینچے اپنے بندھے ہاتھ کلائیوں کے سنگ مڑورے مگر اسے بہت سختی سے باندھا گیا تھا۔

یکدم ہی دروازہ کھلنے پر جہاں وہ دو مودب ہو کر ایک طرف ہوئے وہیں مانی نے اس اندر آتے سیاہ میں لپٹے وحشی اور کمینگی بھری مسکراہٹ دیتے آدمی کو اپنی طرف دیکھا تو اسکی گرے آنکھیں نفرت، خوف اور تکلیف سے لال ہوئیں۔ آفتاب منصوری نے اس ڈری سہمی مگر بہادری سے خود

کو گھورتی لڑکی کو زچ کرنے کو مسکرا کر دیکھا اور چند قدم اٹھائے مزید قریب آیا۔

"ارے واہ! دشمن کی عورت تو کڑوروں میں ایک نکلی۔۔۔تم تو چھوٹی سی معصوم سی لڑکی ہو بھئی۔۔۔یہ ڈیول جیسے سورمے کے ہتھے کیسے لگ گئی۔۔۔۔۔"

آفتاب کا اس تضحیک سے شیری کا ذکر کرنا مانی کی رگوں میں خون کھولا گیا۔

"منہ سنبھال کر بات کرو جو بھی ہو۔۔۔۔۔تم کیا سمجھتے ہو کہ مانی اس بندے کی کمزوری ہے جو تم مجھ پر ہاتھ ڈال کر خود کو جیتا ہوا سمجھ بیٹھے ہو۔۔۔۔۔بہت تھوڑے سانس رہ گئے ہیں تمہارے پاس کیونکہ مجھے کنڈنیپ کرنے پر وہ تمہیں زمین کی ساتویں تہہ میں گاڑ دیں گے۔۔۔۔۔۔"

مانی نے ڈرے بنا چنگھاڑے کہا جس پر آفتاب منصوری تادیر قہقہے لگاتا گیا، اور اپنے آدمی کو اشارہ کیا جو فوری کرسی گھسیٹے قریب لایا، آفتاب نے اپنا بوٹ اس کرسی پر رکھا اور سلگتے متبسم انداز سے قہقہہ لگاتا مانی کی اور جھکا جس نے کراہت بھری نظر اس ناقابل برداشت آدمی پر ڈالی، پورے جسم کا لہو گویا چہرے پر سمٹ آیا۔

"میں نے سنا ہے تمہیں اس نے بھی کڈنیپ کیا تھا، تم تو اسکی دیوانی مستانی ٹائپ چیز ہو چھوٹی سی بہادر لڑکی۔۔۔۔ مگر تم اسکے ساتھ سوٹ نہیں کرتی، تم میرے ساتھ سوٹ کرو گی۔۔۔۔ ویسے بھی جلد یا بدیر تمہارے شیری کو عمر قید یا موت کی سزا ہو جائے گی، وہ تمہارے کس کام آئے گا؟ کیا ملے گا ایز آ وائف تمہیں اس سے؟ انتظار، حسرت، تشنگی کے سوا۔۔۔۔۔ تم مجھ جیسے کسی قدر دان کی مستحق ہو آمنہ آفریدی۔۔۔۔۔"

اس آدمی کا خباثت سے بھرا چہرہ اور حیوانیت سی ٹپکاتا اک اک لفظ مانی کے تیز ہوتے سانس کو اور بڑھا رہا تھا، اسے لگا جیسے وہ اگلا سانس کھینچ نہیں پا رہی۔

جسم سے اس آدمی کے لفظ جان نوچتے محسوس ہوئے۔

"ت۔۔تم دور رہ کر بات کرو حیوان۔۔۔۔وہ کیوں سزا پائیں گے؟ مجرم نہیں ہیں۔اور انہوں نے مجھے کیوں کڈنیپ کیا یہ ہمارا ذاتی معاملہ ہے۔۔۔۔تم نے اپنی شکل دیکھی ہے، غ۔۔غلاظت ٹپک رہی ہے۔۔۔۔۔اگر تم نے مجھے نہ چھوڑا تو کسی کو منہ دیکھانے کے قابل نہیں رہو گے۔۔۔۔گندے آدمی چلے جاو۔۔۔۔۔۔۔شرم نام کی چیز نہیں،

" ت۔۔تم مرو گے کیونکہ شیری کو تم نے گولی مروائی۔۔۔۔۔۔

وہ اسکی کسی بات پر یقین کرنا ہی نہ چاہتی تھی اور ہر ممکنہ اس آدمی کی نظروں سے اٹھتی تپش پر عجیب سی جلن محسوس کر رہی تھی، اس آدمی کا

دیکھنا بھی تیزاب جیسا کسیلا تھا، وہ اسکے دیکھنے پر بھی تکلیف میں اتر رہی تھی۔

"چچ چچ۔۔۔۔ تم تو بہت ہی معصوم ہو۔۔۔۔ وہ ڈیول نامی درندہ ہے، مر جائے گا یا مار دیا جائے گا پیاری لڑکی۔۔۔ لیکن تمہیں اتنی سی عمر میں بیوہ ہوتا دیکھنا بہت دکھ کی بات ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ میں بہت اچھا آدمی ہوں، سچ کہہ رہا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔ تم مجھ جیسا لائق شوہر ڈیزرو کرتی ہو۔۔۔۔"

وہ اسکے غلیظ جملے سن کر سہمی، حراساں نظر اس آدمی پر ڈالی جسکا ایک ایک لفظ مانی کو کانوں میں اترے پگھلے سیسے سا محسوس ہوا۔

"میں صرف انکی ہوں س۔۔ سنا تم نے۔۔۔۔ وہ تمہیں چیڑ دی۔۔یں گے۔۔۔ مت دیکھو مجھے اسطرح۔۔۔۔۔ دفع ہو جاو"

اس سرخ پڑتی، زرا زرا کپکپاتی لڑکی کی آنکھوں میں خون اور نفرت دیکھے آفتاب خباثت سے ہنسا، مانی نے اپنے اندر اٹھنے والی کپکپاہٹ پر بھرپور قابو پایا ورنہ آنسو آنکھوں میں امڈ کر رخساروں پر اتر چکے تھے۔

ہائے۔۔۔چیڑ تو تم نے میرا دل دیا۔۔۔اتنی کم سن یو کر محبت میں اتنی"
پکی۔۔۔محبت بھی اس بد بخت سے۔

بہت ہی پیاری ہو تم۔۔۔۔۔۔بادل جیسی ملائم۔۔۔کاش تم مجھے پہلے مل جاتی تو اس ڈیول کے بچے کو بیچ میں گھسنے ہی نہ دیتا۔۔۔۔۔خیر ابھی بھی دیر نہیں ہوئی۔۔۔۔۔" "

مانی کے سینے پر بڑھتا درد اور دباو اسکے حلق میں اٹھتے درد سنگین کر رہا تھا، اب تو وہ کچھ بول ہی نہ پائی، اس آدمی کی روح تک کو زخم لگاتی نظریں، اسکی استہزایہ مسکراہٹ، اسکا دیکھنا، بولنا سب مانی کے حواس سن کر رہا تھا۔

" ت۔۔تم مجھ سے دور رہنا۔۔۔۔۔مجھے چھونا بھی مت۔۔۔۔"

آفتاب کے اٹھنے پر مانی سانس روکے اسے قریب آتے دیکھ کر جلبلا اٹھی مگر وہ ہنس کر اپنے دونوں ہاتھ مانی کی کرسی کے بازووں پر رکھے اس پر جھکا تو مانی نے آنسو بہاتے اپنا چہرہ اس ناجائز شخص سے ٹکرانے سے ہر ممکنہ بچانے کو پیچھے سرکایا۔

"گندے ہٹو پ۔۔ پیچھے۔۔۔۔"

وہ اس بار سسک اٹھی تو آفتاب نے خود ہی مسکر کر فاصلہ بنایا کیونکہ اسے ترس سا آگیا۔

"فکر مت کرو، جب تک وہ زندہ ہے تمہیں صرف آنکھوں سے چھونا بھی بہت ہے۔۔۔۔۔۔ خیر جتنی جلدی ہو سکے اسکی موت کی خبر کے لیے خود کو تیار کر لو پیاری لڑکی۔۔۔۔۔۔۔ باخدا ڈری ہوئی اور پیاری لگ رہی ہو۔۔۔۔ یقین کرو اچھا آدمی ہوں، اپنی دسترس میں لا کر بھی تمہیں صرف دیکھ رہا ہوں۔۔۔۔ شریف بھی ہوں۔۔۔۔ ڈرو نہیں۔۔۔۔۔ سانس لو ٹھیک سے۔۔۔۔۔۔۔"

مانی کی طبعیت کے بگھڑنے پر وہ پوری کپکپائی تو آفتاب اس ڈر سے پیچھے ہٹا کہ شاید وہ اسکے قریب آنے پر مرنے والی ہو گئی ہے مگر مانی نے تیز تیز سانس بھرے جس طرح اسے نفرت سے دیکھا، آفتاب بے دم ہوئے ہنسا۔

مانی نے تیز تیز سانس کھینچا مگر یوں تھا کہ خوف سے حلق پر پھندا لگ گیا ہو تبھی تو سانس کھینچتے کھینچتے مانی کا پورا چہرہ سرخ ہوا، آنکھوں میں آنسو امڈے۔

"اتنی نازک لڑکی جو سانس لیتے بھی تھک جائے، ہائے ہر سخت لونڈے کا کرش ہو سکتی ہے۔۔۔۔۔۔ یہاں میں پگھل گیا۔۔۔۔ہاہاہا۔۔۔۔۔

تمہارے زخمی شیر کی خبر لیتا ہوں، تب تک تم یہ تھوڑی سی قید انجوائے کرو بے بی ڈال۔۔۔رومت۔۔۔مر جاو گی۔۔۔۔۔۔"

آفتاب نے کمینگی کے سنگ ہنسے دائیں آنکھ دبائے معنی خیزی سے کہا اور مانی کے حقارت سے منہ پھیرنے پر نا صرف اسے آخری تاکید مست و نازیبا انداز میں کیے وہاں سے باہر نکلا بلکہ وہ دو مسٹنڈے بھی اسکے پیچھے ہی نا صرف باہر نکلے بلکہ بیرونی طرف پتھر کی طرح جم گئے۔

مانی نے اپنے روکے آنسو بے اختیار آنکھوں کے سپرد کیے تو تکلیف اور خوف نے اسکے پورے جسم کو کپکپا سا دیا۔

"ن۔۔ نہیں مانی۔۔رومت۔۔۔۔شیری تجھے اس جانور کے رحم وکرم پر
نہیں چھوڑیں گے۔۔۔۔۔دنیا جو مرضی کہے آپ مانی کے ہیرو ہیں
شیری۔۔۔پلیز جلدی آجائیں، یہ درندہ، مجھے اس سے بہت ڈر لگ رہا
ہے۔۔۔اچ۔۔ چھی وائیبز نہیں آرہیں۔۔۔۔مجھے کچھ ہو رہا
ہے۔۔۔۔۔ایسے مرنا نہیں چ۔۔چاہتی شیری۔۔۔اب تو مرنا نہیں
"چاہتی۔۔۔۔۔۔

اپنے آپ کو سنبھالنے کے جتن کرتی ہوئی وہ سوز سے اٹ کر رہ گئی مگر دل کو اک تسلی تھی کہ وہ شخص اس سے جب نفرت میں انجان نہیں رہا تو اب کیسے اسے یہاں مرنے کے چھوڑ سکتا ہے سو سکڑا ہوا دل شہریار کے نام پر پھیل کر پھر سے دھڑکا اور اسکی اکھڑتی سانس آہستہ آہستہ معمول کی سمت بڑھی۔

"وہ آئیں گے مانی، وہ اب ضرور آئیں گے۔۔۔۔۔۔۔یا اللہ مجھے انکا امتحان
" نہ بنانا پ۔۔پلیز۔۔۔۔۔۔یہ کیا مصیبت آگئی بیٹھے بٹھائے۔۔۔۔

ڈر کے مارے وہ بہت اونچے روشندان کی سمت حسرت سے دیکھتی روئی مگر پھر خود کو تسلی دی مگر آنسو تھے کہ آنکھوں میں ٹھہرنے اور دبنے سے انکاری، مانی کی رخساروں کو جلانے لگے۔

وہیں شہریار نے جب یہ سب لئیق کو بتایا تو وہ بھی اسکی طرح ہی پریشان ہوا، اگر یوں کہا جائے کہ سب ہنستے مسکراتے افراد کے پیروں تلے سے زمین سرک گئی تھی تو غلط نہ ہوگا۔

چونکہ دستگیر، لئیق کی دی ذمہ داری نبھانے میں مصروف تھا سو لئیق خود ہی گاڑی لیے تھانے کی طرف نکلا تھا کیونکہ شیری اور شان تھانے ہی موجود تھے، لئیق جب تک پہنچا، اسی لمحے اس آدمی کے نمبر سے اسکی لوکیشن ٹریس ہوئی اور لئیق نے شہریار کے ساتھ جانے کا اصرار کیا تو دونوں کی گاڑیاں ایک ساتھ تھانے کی حدود سے باہر نکلیں۔

وہ نمبر اسی بیرو کا تھا جو فارم ہاوس کے اندر ہونے کی وجہ سے نا صرف ٹریس ہو چکا تھا بلکہ لگ یہی رہا تھا کہ آفتاب منصوری کا کھیل آج ہی نمٹنے والا تھا۔

.._____..

"سر آپکو پریشن نہیں ہے، طبعیت ابھی ٹھیک نہیں ہوئی آپکی"
بہت انتظار کر لیا تھا مگر اب مزید بیچ میں لٹکے رہنے کی ہمت نہ تھی تو وہ ہاتھ پر لگی ڈرپ کھینچ کر اتارے اٹھا اور سیاہ ہڈ پہنی، پوریز کے فکر کے سنگ بولنے پر وہ رخ پلٹے اسکی جانب مڑا۔

"اب طبعیت یا تو بالکل ٹھیک ہو گی یا پھر ٹھیک ہونے کے لائق نہیں رہے"
"گی پوریز۔۔۔ چلو۔۔۔۔لارا کا معاملہ مزید لٹکایا نہیں جا سکتا
لوئے اسکی کسی بات کو اہمیت نہ دیتا روم سے نکلا تو پوریز نے بھی چار و ناچار اپنے قدم پیچھے ہی بڑھائے۔

یارق پاشا نے لارا کو لوئے کے زندہ ہونے کا ضرور بتایا تھا مگر یہ نہیں کہا تھا کہ وہ جہاں ہے وہ جعلی جیل ہے سو وہ ہنوز خوفزدہ سی ان سیاہ دیواروں کو دیکھ رہی تھی۔

"تم نے میرے ساتھ اتنے کھیل کھیلے لوئے بہزاد، اور نام دیا اسے محبت کا۔ تم جیسے شخص سے محبت کرنا بہت مشکل تھا پھر میں نے کیسے کر لی۔۔۔۔؟ مانتی ہوں غلطیاں میری بھی ہیں، اپنی باتوں سے میں بھی مکری ہوں مگر تم نے ساری حدیں پار کر دیں۔۔۔۔"

سلاخوں سے کمر ٹیک کر بیٹھی وہ ان سارے حالات کو سوچ رہی تھی، اپنی غلطی تسلیم کرنا اسکے لیے مشکل نہیں تھا مگر وہ یہی سوچ رہی تھی کہ اسے آخر ہو کیا گیا تھا؟

یارق پاشا کی باتوں پر اسے بھلے یقین نہ ہوتا، اسے خود بھی علم تھا کہ اس نے کیا کیا بھیانک کر دیا ہے۔

وہ اپنے لیے کبھی سٹینڈ لینا سیکھ ہی نہیں سکا لارا، اس سے زندگی نے جو"
بھی چھیننا چاہا، وہ چپ چاپ اس سکھ سے دستبردار ہو جاتا تھا۔ محبت اس
نے کبھی کی ہوتی تو اسے اسکے ڈھنگ پتا ہوتے، اب تم کہو گی کہ محبت ہر
کوئی پہلی بار ہی کرتا ہے۔۔۔ مگر اسے تو زندگی نے کسی سے جی بھر کر لاڈ
اٹھوانے کا موقع بھی نہیں تھا۔ ہم پیدا ہوتے ہی سب سے پہلے اپنی ماں کی
محبت سے بھرے جاتے ہیں، باپ کی شفقت ہمارے اندر انڈیلی جاتی
ہے۔۔۔ اس شخص کی تو بنیاد ہی کھوکھلی تھی، اسے وہ مکتب ملا ہی نہیں جہاں
سے دوسری تمام محبتیں کرنا سیکھائی جاتی ہیں۔۔۔۔۔ وہ اس جگہ سے خالی
ہے جہاں کا خلاء بھرنا اب ممکن نہیں۔۔۔۔ تم نے اسکے کردار کو پرکھنا چاہا،
حالانکہ تم جانتی ہو وہ کیسا ہے۔۔۔ یہ بھی جانتا ہوں کہ تم بھی بے بس تھی
مگر وہ زیادہ تھا۔۔۔۔۔ اگر اس نے گناہ کیے ہیں تو وہ کفارے بھی ادا کرتا
رہا ہے، ایک بنجارے کو تمہاری صورت گھر ملا تھا، خود سوچو جب وہ سائبان
چھیننے کی کوشش کی جائے تو اس شخص کا حال کیسا ہو سکتا ہے۔۔۔۔ اس

نے جان بوجھ کر تم سے ضد لگالی، اسے لگا وہ ہار گیا ہے، لیکن تم نے بالکل بھی سمجھداری اور محبت کا ثبوت نہ دے کر اسے مزید وحشی بنا دیا۔۔۔۔

"

یارق کی فون پر کی جاتی سب باتیں لارا کو اب یاد آئیں تو اسکی آنکھوں میں افسردگی اور ندامت اتر آئی۔

نہ تو اس نے گناہ کر کے اسے کبھی چھپایا ہے نہ اس بات سے انکار کیا کہ وہ" برا ہے، تم پر آ کر اسکی زندگی تو کیا وہ خود رک گیا لارا۔ اب جب اسے لگتا ہے تم چھن جاو گی تو وہ ہر وہ ٹھیک غلط حرکت کر رہا ہے جو اسے سمجھ آ رہی ہے، اگر اس سب کے بعد بھی تم دو الگ ہو گئے تو مجھ سے میرا وہ یار بھی چھن جائے گا۔ اور میں لوئے بہزاد کی دوستی کے چھن جانے پر زندہ نہیں رہ

" سکتا کیونکہ اس پوری دنیا میں میرا صرف وہی اپنا ہے۔۔۔۔

پھر سے اسکی آنکھیں یارق کے رندھے لہجے نے انگارہ کیں۔

ہم اسے اسی کے طریقے سے سیدھا کریں گے، تم جو چاہے کرو۔اس سے "
لڑو یا اسے برا بھلا کہہ لو۔یہ مت کہنا کبھی کہ تم اسے چھوڑ دو گی۔وہ یہ
محض بات بھی برداشت نہیں کر سکتا۔تم جب جب اسے کہو گی کہ تم اسے
چھوڑنے لگی ہو، وہ زندگی سے بدزن ہوتا جائے گا، پیچھے۔۔۔۔بہت پیچھے
"چلا جائے گا۔

مزید سوچتی تو شاید آنسو روکنا محال ہوتے، گہرے گہرے سانس بھر کر اس
نے گردن موڑے ویران اور سنسان پڑے تاریک کوریڈور کو حسرت سے
دیکھا جیسے لوئے بہزاد کی ہی منتظر ہو۔

مگر وہاں دور دور تک کوئی نہ تھا، اب تو رونے کی سکت بھی باقی نہ رہی تھی۔
کچھ دیر گھٹنوں پر سر رکھے وہ اس خاموشی اور سکوت کو سنتی رہی مگر کچھ
منٹس ہی گزرے کہ کسی کے بھاری قدموں کی دمک نے لارا کو سر اٹھانے
پر مجبور کیا۔

"تم سے ملنے کوئی آیا ہے لارا، کیا ملنا چاہو گی؟"

جیل کی سلاخوں سے دور پوریز کی مضحکہ خیز آواز پر وہ جو سر گرائے بیٹھی تھی، جھٹکے سے سر اوپر کیے نہ صرف اس نے اپنی دھندالائی آنکھوں کو مرکز پر یکجا کیا بلکہ اٹھ کر اس آدمی کو دیکھتی سلاخوں کے نزدیک لگ کر کھڑی ہوئی۔

"کون آیا ہے؟"

وہ اسے متنفر دیکھائی دے رہی تھی تبھی پوریز کسی کے اشارے پر زہر خند مسکراتا ہوا ایک طرف ہوا اور بلیک ہڈی میں منہ چھپا کر سامنے آکر کھڑے ہوتے اس شخص کے ہونٹوں پر لارا صرف دل جلی مسکراہٹ دیکھ پائی۔

"میں آیا ہوں ڈارلنگ، تمہارا لوئے۔ پیارا ہبی۔ چچ چچ کتنی بری بات ہے ان سب نے تمہیں میری موت کے الزام میں یہاں لا پٹخا۔ بٹ یو ڈونٹ وری، میں تمہارا معاملہ ہی ہنڈل کرنے والا ہوں سبکو بتادوں گا کہ زندہ ہوں، گند الگ رہا ہو گا ان سلاخوں میں بے بس ہو کر آزادی کے لیے سسکنا۔۔۔ بس تمہیں میری آفر قبول کرنی ہو گی کہ ہر بات بھول کر

میرے پاس آجاواور میں اپنی لارا کو یہاں سے تو کیا، زندگی کی ہر تکلیف
"سے دور کر دوں گا

جس کی موت کے الزام میں وہ پچھلے کئی گھنٹوں سے اس اذیت ناک قید میں مبتلا تھی، وہ کیسے اب بھی اس کے سامنے کھڑا ڈھٹائی سے اسکی آزادی کا سودا کر رہا تھا، سارا رحم ایک بار پھر سنگدلی بنا۔

لارا نے بروقت پھنکارتے ہوئے سلاخوں سے بیچ سے ہی لوئے کی گردن دبوچی اور یہ تو لوئے بھی جانتا تھا کہ وہ نازک حسینہ اس سے ہزار درجے طاقت ور ہے تبھی لارا نے جس طرح اسکا گلا گھونٹا تھا، لوئے کی سانس اکھڑ سی گئی مگر وہ لارا کی آنکھوں میں امڈتی نفرت پر ڈھیٹائی سے مسکرا رہا تھا۔

لارا کا بس چلتا تو اس بد دماغ کے سر کے سارے سکریو کس دیتی، پوریزا نکے گھتم گھتا ہونے پر کچھ گھبرایا مگر لوئے نے اسے وہاں سے نکلنے کا اشارہ کیا تو وہ دونوں آگ پانی کو میدان میں تنہا چھوڑے وہاں سے نکل گیا۔

"تمہارے پاس آجاوں تاکہ تم وہی کرو جو کر کے مجھے یہاں پہنچایا، مجھ سے کھیل کھیلا۔۔وہ بھی اپنی موت کا۔ تم کیسے اتنے بے حس ہو سکتے ہو لوئے۔ مجھے اس قید میں رہ کر جل سڑ کر مرنا بھی پڑا تو خوشی خوشی مروں گی، جب تمہاری موت کا الزام مجھ پر لگ ہی چکا ہے تو تمہاری ان اوچھی اور نا قابل برداشت حرکتوں کے باعث اسے سچ ثابت کرنا میرے لیے بالکل مشکل نہیں۔اس وقت میرے پاس تم جیسے بدماغ کے لیے کوئی رحم نہیں"

وہ اس سے جتنی ناراض تھی اتنی تکلیف اپنے وحشی ہونے پر تھی، جسم کی رگ رگ درد میں مبتلا تھی کیونکہ اس شخص لے سینے پر وہ کئی وار کر بیٹھی تھی اور اب معافی مانگنے اور دینے کی سکت ختم ہو چکی تھی۔

"میں تمہیں بے موت مرنے دوں گا بھی نہیں لارا، تمہیں پورا چانس ملے گا لوئے کی جان لینے کا پر اسکے لیے تمہیں جیل سے باہر نکلنا ہو گا۔ سامنے آکر مقابلہ کرو گی تو مجھے مرنے کا مزہ آئے گا۔۔۔میں نے تو سوچا تھا تم مجھے مار دو گی۔۔۔۔۔مگر

اپنی قوت جولارا کے روبرو عہ کہیں دفن کر دیتا تھا، جھٹکے سے دیکھائے
اسکے ہاتھ اپنے گریبان سے چھڑوائے اور اسے پیچھے دھکا دیا جسکا بس نہ چلا
اس آدمی کے حلق میں ہاتھ ڈال کر دل نوچ لے جسے اپنے کیے پر اب بھی
کوئی شرمندگی نہ تھی الٹا لارا اس خوف میں تھی کہ اس پاگل کا میٹر پھر سے
پھرا تو وہ سچویشن سنبھال نہ سکے گی، یوں خود کو جھٹکنے سے اس شخص کا سلا
ہوا سینہ درد کرا اٹھا پر اسے آج کسی کی پرواہ نہ تھی۔
چلے جاو یہاں سے، اپنی بے گناہی خود ثابت کر لوں گی۔ لیکن اسکے بعد "
میرا تم سے کوئی تعلق نہیں ہو گا،
تمہارے لیے بدلی تھی لارا، وحشی سے انسان بنی تھی اور تم نے پھر سے
"مجھے وحشی بنا دیا ہے لوئے بہزاد علوی۔
حلق کے بل دھاڑتی ہوئی اور ہر لحاظ بالائے طاق رکھتی چینخی تھی کیونکہ
صبر ختم ہو چکا تھا۔

لوئے کی آنکھیں اس لڑکی پر ہی جمی تھیں جو اس سے حقارت کے سنگ منہ پھیر چکی تھی، کیونکہ اسے لوئے سے صرف خوف محسوس ہو رہا تھا۔

"ٹھیک ہے ختم کرتے ہیں یہ کھیل، وہ سب سچ نہیں تھا لارا، مجھے ایک بار صفائی کا موقع دو۔۔۔آج لوئے بہزاد اپنی انا ایک طرف رکھتا ہے"

وہ لہجہ نرم کیے بلکل یکسر لوئے بنا تڑپ سا اٹھا اور لارا نے رخ بدلے اسے ان کینہ توز نظروں سے دیکھا تو لوئے کا دل کپکپا اٹھا۔

"سچ اور لوئے دو الگ چیزیں ہیں، تم سر تا پیر فریب ہو اور یہ بات پوری دنیا جانتی تھی میں ہی بے خبر تھی۔۔اب جیو یا مرو، مجھ سے تعلق بنانے کی جرت بھی مت کرنا۔۔۔"

اس لڑکی کی براون آنکھوں کے کنارے دہشت طاری کرتی سرخی اتری تھی اور لوئے کے پاس اس لڑکی کی اس درجہ بھیانک نفرت سہنے کے سوا کوئی حل نہ بچا تھا۔

لارا! ڈونٹ ڈو دس، تم کلیجہ چیڑ دینا چاہتی ہو۔ تم مجھے مار نہیں سکی، یہ "
ثبوت کافی ہے کہ اب بھی تمہارا دل لوئے بہزاد علوی کا اسیر ہے، اور محبت
"تو مرتا ہوا نہیں چھوڑتی
وہ پھر سے جیسے اسکی منت کرتے تڑپ اٹھا تھا اور وہ نہ صرف آنکھوں میں
اپنے سفاک رویے کے سبب ٹوٹی سی کرچیاں بسائے پلٹ گئی اور چہرہ
پھیرے واپس بیٹھ گئی اور کان میں بھی انگلیاں ٹھونس لیں، جیسے اس پاگل
شخص کو مزید سننا نہ چاہتی ہو۔
اس سے پہلے کہ میں چیخ چیخ کر تمہاری عزت کا فالودہ کروں اور مجھے ملی "
سزا کا رخ تمہاری گردن کی طرف ہو، چلے جاو یہاں سے۔ کل ہی تمہیں
"جیل سے نکل کر نہ دیکھا یا تو لارا نام نہیں میرا
بنا کچھ سنے وہ پھر سے پست سا چیخی تھی مگر آج کسے جانا تھا، ڈھٹائی تو ویسے
ہی لوئے بہزاد علوی پر ختم تھی، ساری تکلیف کہیں دور جا مفقود ہوئی تبھی

وہ وہیں فرصت سے جیل کے باہر کمر سلاخوں سے لگائے سب کچھ ہارے جواری کی طرح بیٹھ گیا۔

جیل سے مت بھاگنا، یہ پاکستان نہیں ہے،۔ماردیں گے یہ لوگ تمہیں"

موقعے پر ہی، اب رہائی تمہیں صرف لوئے بہزاد علوی دلا سکتا ہے مائی لوو۔

"مت کرو ضد کیونکہ مجھ سے ضد لگا کر آج تک لارا صرف ہاری ہے

وہ بھلے کان میں انگلیاں دیے بیٹھی تھی پر اپنی کمر سے جڑتی لوئے کی پشت پر اس نے وہ انگلیاں ہٹائے اسکی آواز اور تنبیہہ سنی اور یہی حقیقت تھی جو وہ ظالم کہہ رہا تھا، ویسے بھی وہ جس طرح یہاں اکیلی کئی گھنٹوں سے اب تک موجود تھی، زندگی میں پہلی بار اسے موت سے ڈر لگا تھا مگر وہ لوئے کے سامنے اگر کمزور پڑتی تو اپنی غلطیوں کا اسے بھی اعتراف کرنا پڑتا۔

ہلکی سی مسکراہٹ لوئے کے ہونٹوں پر اتری اور خاموشی کا طویل وقفہ لیا گیا۔

"اینڈ کریں؟"

اس ظالم کی گھمبیر سرگوشی پر اک آنسو ٹوٹ کر لارا کی گال پر پھسلا۔

کیا؟ محبت؟"

تعلق؟

تماشا؟

"یا پھر اذیت؟

وہ اس سے زیادہ دکھی تھی، کھیل کھیل میں کھیل کہیں بیچ میں رہ گیا تو وہ اسکی طرف دیکھنے کو بیٹھے بیٹھے سرکی۔

"بیچ کا خلاء"

وہ اب بھی اس سے بے پرواہ لگا پر تھا نہیں، لارا کی آنکھ سے ٹپکتا ہوا آنسو لوئے بہزاد کے کلیجے کو بھیگو گیا تھا۔

"تم نے ب۔۔بہت تکلیف دی مجھے"

وہ ناچاہتے ہوئے بھی سسک پڑی۔

میرے دامن میں یہی تھا لارا، تمہاری زرا سی دوری کے بعد پھر سے یہی "
" بچا کچا سامان رہ گیا ہے۔۔۔۔۔

وہ اب بھی اسی سمت بیٹھا اندھیرے سے ہمکلام تھا۔

مرنے دیتے نہ، کیوں میرا ہاتھ کھینچا۔۔۔اور مجھے جیل کیوں بھجھوایا تم "
" نے؟

وہ اسکی سرگوشی پر یکدم پلٹا اور دل جلا ہنستے ہوئے زمین سے اٹھ کھڑا ہوا تو لارا نے ان سلاخوں کو تھامے آس بھری نظر اٹھا کر اس پر ڈالی۔

" یہ میرے کلب کا بیسمنٹ ہے، جیل نہیں۔۔۔۔۔"

لوئے نے وہیں زمین پر دھری کی اٹھائے جب لاک اوپن کر کے دروازہ کھولا تو لارا پہلے تو کچھ لمحے کچھ بول نہ سکی اور پھر جن زادی بن کر پھنکارتی نہ صرف اٹھی بلکہ باہر نکلتے ہی لوئے کا گریبان پکڑا، مگر درد سے سینہ جکڑنے کے باوجود لوئے کی آنکھوں میں شوخ رنگ تھے۔

تم نے یہ بھی دھوکہ دیا بے شرم؟ یارق بھائی نے مجھے یہ نہیں"

"بتایا۔۔۔۔۔ایک جیسے ہو تم دونوں۔۔۔۔۔کمینے کہیں کے

وہ جھٹکا دیتی دانت نکوستی چینخی جس پر لوئے نے ایک بازو اس لڑکی کے گرد لپیٹی تو لمحہ بھر الارا کی اسکے گریبان پر جکڑی گرفت کمزور ہوئی۔

" کمینے نہ ہوتے تو یار کیسے ہوتے۔۔۔۔۔۔"

وہ مسکرایا تو لارا نے واپس بھیگتی آنکھوں میں غصہ بھرا۔

بات نہیں کرنی مجھے تم سے، تم نے مجھے بھی تکلیف دینے والا بنایا اور خود"

کو بھی۔۔۔۔مر جاتے تو کیا کرتی؟ کیا کرتی لوئے بہزاد۔۔۔۔میں تم سے

" محبت کروں یا نفرت، تمہارا زندہ ہونا ضروری ہے سمجھے ہو تم۔۔۔۔

وہ سمجھ نہ پائی کہ اس شخص کو سزا دے یا اپنے کیے کی معافی مانگے، سمجھ سے باہر تھا کہ کس کا ستم بڑا ہے کیونکہ دونوں نے ایک جیسی قیامتیں ڈھائی تھیں۔

" محبت کرتا ہوں تم سے، کرتا رہتا ہوں۔۔۔۔۔"

وہ اسکی گال پر پھیلتی آنسوؤں کی نمی اپنے ہاتھ میں جذب کرتا ہارتے ہوئے اسکی رخسار چومتا بولا تو اس لڑکی کی آنکھوں میں مزید تیرگی اتری۔

"کوئی شخص کسی کو محض اس لیے اذیت دے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے، تو یہ نارمل نہیں ہے۔۔۔ ہم دونوں نارمل نہیں ہیں۔۔۔۔۔ تبھی تو ایک لڑکھڑایا تو دوسرے سے سنبھالا نہ گیا"

وہ اب بھی غم و غصے سے اٹی پھٹی، اور لوئے اپنے زخم سے امڈتی تکلیف اس بار فراموش نہ کر سکا اور ہاتھ سینے پر غیر ارادہ جمایا تو لارا نے اسکا گریبان گھبرا کر چھوڑا، اپنا دیا زخم پھر سے دل میں ٹیس سی جگا گیا۔

"میں ہر اس شخص کے لیے تکلیف بنتا آیا ہوں جسکو خوش دیکھنے کی خواہش کی تھی۔۔۔ تبھی آج اس کھیل کے اختتام پر میں نہ کوئی ضد کروں گا نہ اعتراض، فیصلے کا اختیار تمہیں دوں گا۔۔۔ آج بھی میرے پاس کوئی صفائی نہیں، میں نے اپنا دفاع کرنا سیکھا نہیں، سو مجھے تم آج دل کھول کر سزا دے سکتی ہو۔۔۔۔۔۔۔ اب نہ کوئی بدلا لوں گا نہ اف کہوں گا، تمہیں حق

ہے کہ تمہارے حق کھانے والا سزا پائے۔۔۔۔۔۔۔ لیکن جواب ہاں یا نہیں میں ہونا چاہیے۔۔۔ کیونکہ بیچ میں لٹکنے کی اب مجھ میں سکت نہیں۔۔۔۔"

وہ اپنی شکست مان چکا تھا، کم از کم اس لڑکی سے اب مقابلہ کرنا اسکے اختیار میں نہیں تھا اور لارا نے تڑپ کر اسکی اور نگاہیں جما کر دم سادھ سا لیا۔

"جا کر ریسٹ کرو لوئے۔۔۔۔ زخم گہرا ہے"

وہ دانستہ نظر چراتی اپنی ہتھیلی اسکے سینے سے لگائے بولی تو اس چرائی آنکھوں کی تیرگی، انکے چھپکنے پر گالوں پر رینگ گئی۔

"چلو میرے ساتھ۔۔۔۔"

اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ میں جکڑے وہ پلٹا تو لارا نے اسکا ہاتھ کھینچے روکا۔

"ہاں نہیں کی سمجھے تم"

وہ سخت تکلیف و غضب سے غرائی تب بھی لوئے نے اسکا ہاتھ آزاد نہ کیا اور کلب سے نکل کر اپنی گاڑی تک پہنچنے تک اسکا ہاتھ لارا کے ہاتھ میں مقید رہا اور ہتھیلوں نے حرارت ایک دوسرے سے تبدیل کی۔

"ناں بھی نہیں کی تو اس بھرم کے قائم رہنے تک تو میرے پاس رہ سکتی ہو،

"اب تک ضد میں سلامت کھڑا ہوں مگر سچ پوچھو تو بہت درد ہو رہا ہے

وہ اسکے کمزور کرنے پر روہانسی ہوئی، وہ واقعی بے جان لگ رہا تھا۔

"اوکے۔۔۔۔ لیکن فائنل جواب تک پاس بھی نہیں بھٹکو گے۔۔۔۔"

وہ اس وقت بھی ظالم عہد باندھ کر لوئے بہزاد کے دل کو رنج زدہ کر گئی تب بھی وہ مسکرایا۔

"دور بھی مت کرنا، اس حالت میں تم دور دیکھی نہیں جاو گی۔۔۔ تمہارا دور ہونا درد میں اضافہ کرے گا لارا"

شاید جو اسکے دل کے کرب سے کمزور نہ پڑی وہ اسکے سینے کے زخم پر ٹوٹ کر بکھری اور جبراہامی بھر کر لوئے کے بیٹھتے ہی خود ڈرائیونگ سیٹ

سنبھالے بیٹھی اور لوئے پر نظر ڈالی جو سینے پر ہاتھ رکھے درد بھرے تاثرات دیے آنکھیں موند کر سر ٹکا چکا تھا۔

" لارا"

وہ جو بہت مشکل سے اپنے بھاری پڑتے دل کو ڈوبنے سے بچا رہی تھی، اس شخص کے بند آنکھوں سے پکارنے پر بے اختیار گردن موڑے اسے دیکھنے لگی۔

تکلیف، درد، زلت، رسوائی کے بعد بھی جو چیز اپنی جگہ کھڑی رہتی ہے" وہی محبت ہے۔۔۔۔۔۔سچ میں، پہلے نہ سہی تمہیں اب مجھ سے محبت ہو جائے تو تمہاری اس ہاں کے بعد مر بھی جاوں تو کوئی حسرت باقی نہ رہے گی"۔۔۔۔۔

وہ اسکے اس سنگدل پکارنے پر دھیان سونپنے پر پچھتائی، کیونکہ وہ دل چیڑ گیا تھا۔

وہ لاکھ خود کو اس سے پرے دھکیل دیتی مگر لاراب شاید دنیا میں اس کے سوا کسی کے لیے دستیاب نہیں رہی تھی۔

.._____..

ابھی تک میری طلاق بھی رجسٹر نہیں ہوئی اور تم نے یہ تماشا لگا"
"لیا۔۔۔تم پاگل ہو گئے ہو کیا وقار

اسکے حواسوں پر نکاح کی خبر نے صحیح کوڑے برسائے تبھی وہ اسے نوچ کھاتی اس پر چڑھ دوڑی، وقار کے لائے ڈریس میں وہ اس سوئے ہوئے ریچھ کے تمام جذبات اور نفرت وانتقام کو بڑھاوا دینے کے سبب تھی، وقار کے قہقہہ لگانے پر زائشہ کا حلق سوکھا۔

ہو گئی رجسٹر، فرہاد علوی کے وکیل نے ایک گھنٹے پہلے ہی تمہیں آزادی"
دلوادی۔۔۔اب یہ عدت ودت کے جھنجھٹ میں نیک اور شوہر سے

والہانہ محبت رکھتی عورتیں پڑتی ہیں، اور تم کیسی شے ہو جانم یہ تم اچھے سے جانتی ہو۔ اگر تم نکاح کے بغیر ہی اوکے ہو تو نو پرابلم ہنی۔۔۔۔ مجھے کوئی ایشو نہیں۔"

اس درجہ اہانت اور سبکی نے زائشہ کے تن بدن میں شعلے دوڑا دیے، اور اس پاگل کے سامنے اسے اپنی عافیت منہ بند کے کے فی الحال نکاح کرنے میں ہی دیکھائی دی۔

چند اپنے جیسے لچے لفنگے گواہاں کی سنگ زبردستی وہ آخر کار اس بگھوڑی کو لگام ڈال ہی گیا، وقار سادانی کے فتح مندانہ تاثرات یہ بتانے کو کافی تھے کہ محبت کا کاٹا ہوا، آجا کر انہی بے اختیاریوں کے ہاتھوں ہی مرتا ہے۔

فضل کا کندھا تھپکاتے ہوئے اس نے اپنے آدمیوں اور نکاح خواں کو کام ہوتے ہی گھر سے چلتا کیا اور خود گنگناتا ہوا کمرے کی طرف بڑھا، رنگ برنگے کھانوں سے کمرے کے وسط میں پڑا میز بھرا تھا اور وقار نے تو اپنی وقتی بھوک مٹالی مگر زائشہ کے حلق سے نوالا بھی اترنے سے انکاری تھا۔

....★☆☆☆☆☆★....

زائشہ مٹھیوں میں بیڈ شیٹ جکڑے اپنی اس درجہ بھیانک شکست پر حقارت سے بلبلا اور پھنکار رہی تھی اور جب وہ دروازہ کھول کر خباثت سے ہنستا کمرے کے اندر آیا تو اٹھ کر اسکے سامنے جا تنی جیسے اس شخص کو چیر پھاڑ ڈالے گی۔

مگر وقار نے دروازہ بند کرتے ہی اپنے قدم زائشہ کی طرف بڑھائے خباثت سے اس عورت کی مخدوش حالت سے محظوظ ہو کر قہقہہ لگاتے اسے گلے لگانا چاہا تو اس نے پوری قوت سے وقار کو خود سے پرے دھکیلا اور آنکھوں میں شعلے بھر لائی۔

تم نے اپنی ضد پوری کر ہی لی۔۔۔۔۔۔کیا ملا تمہیں یہ کر کے وقار"
"سادانی۔۔۔۔یہ بعد میں بھی ہو سکتا تھا، میں کہیں بھاگ رہی تھی کیا۔
زائشہ کے حلق پھاڑ کر چیخنے پر وہ اس پر نا صرف مدہوش و مسرور ہوئے
ہنسا بلکہ بازو اس عورت کی کمر میں لپیٹے اسے اپنے قریب کیا جس پر وہ
عورت لاکھ مزاحمت کے بھی اس جھٹکے اور چٹانی گرفت میں ہلنے تک کی
سکت کھو گئی، اس شخص کا یوں چھونا انگاروں پر گھسیٹنے سا تھا، زائشہ کو لگا
اسکا انگ انگ جھلس کر رہ گیا ہو۔

میری جان تم ہر بار وعدہ کیے مکر کر بھاگ ہی تو جاتی ہو تبھی اس بار رسک"
لینے کی گنجائش ہی نہیں تھی۔پہلے نفس پوجا پھر کام دوجا۔۔۔۔اب فرہاد
کی موت ایک غیر اہم چیز ہے جانم۔۔۔۔اب وقت ہے ایک دوسرے کی
واپس پرانی محبت بن جانے کا۔۔۔۔۔یہاں تم فرہاد کے چنگل سے نکلی اور
"یہاں تمہیں اس ترسے عاشق نے دبوچ لیا۔۔۔۔۔

وہ جو یہ سب مر کے بھی نہیں چاہتی تھی، وقار کے لپٹے چپڑتے بے باک جملوں کی شدت اور خود سے لپٹانے پر وہ مزاحمت کرتی مچلی مگر اس شخص نے اسے یوں سینے لگائے نفرت سے گھوٹا کہ اک لمحہ زائشہ کے منہ سے دلخراش سسکاری نکلی، کلیجہ منہ کو آیا، خوف وہراس سے جسم کارواں رواں چٹجا، اسے لگا جیسے وہ اسکی ہڈیاں توڑ دے گا۔

"وـ وقار۔۔۔۔م۔۔مت کرو۔۔۔درد۔۔۔"

وہ اس سے پہلے اذیت پر بلبلاتی، وقار کی وحشی ہو کر آزاد کرنے پر گہرا سانس کھینچ گئی۔

ششش۔۔۔! درد کا نام تمہاری زبان پر نہ آئے کیونکہ یہ درد کی توھین" ہو گی۔ درد تو اب وہ ہو گا زائشہ جو میں تمہیں دوں گا۔۔۔۔۔۔۔ تم نے کیا سمجھا تھا اب بھی تمہیں واپسی پر تمہارے پیر چومنے والا وقار ملے گا؟ اب تو تم سو مقدس پانیوں سے دھل بھی جاو تو میرے لیے نجس رہو گی اور تم اسی" کے لائق ہو کہ تمہیں محبت سے نہیں درندگی سے چھوا جائے

یکدم اس آدمی کی بدلتی اور زہریلی ہوتی ٹون پر زائشہ کے پورے وجود میں ڈراترا، اسکے زہر میں بجھے الفاظ سے زائشہ کے چہرے کی رگیں پھولیں۔ اسے وقار کے وحشی پن سے شدید خوف آیا تو گلے کی گھلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی جیسے اس نے تھوک نگلا ہو۔

ت۔۔تم ایسا نہیں کر سکتے۔۔۔دیکھو ہمیں مل کر فرہاد کو مارنا"

ہے۔۔۔فرہاد وجہ تھا ہمارے بیچ کی آخری دوری کی۔۔۔۔۔تم بھول رہے ہو کہ زائشہ تمہارا عشق ہے۔۔۔۔۔دیکھو وقار تم ہوش تھامو۔۔۔۔۔میں اب کہیں نہیں جاوں گی میری جان، وہ سب میرے لیے اپنی کامیابی تک پہنچنے کے مہرے تھے۔۔۔میری اصل خوشی تو تم تھے۔۔۔۔میں اپنے خواہشوں کی ہوس میں تمہیں روندتی رہی مانتی ہوں گناہ کیا مگر کیا کرتی مجھے اس دنیا سے اپنے حصے کے سکھ چھیننے تھے۔۔۔۔۔تم میری اصل چاہت ہو۔۔۔۔م۔۔مجھے تکلیف کیسے دے سکتے ہو"

زائشہ نے اسے ایک آخری کوشش کرتے متانت، منت سمجاجت اور گڑگڑاتے ہوئے گزارش کی مگر وقار سادانی اب اپنی نفرت کو صرف درندگی میں بدلنے کے لائق بچا تھا، اپنا ہاتھ بڑھا کر اس نے زائشہ کی گردن پکڑی جس پر زائشہ نے سانس کھینچے اس شخص کے اگلے کسی بھی فعل کے لیے سسکی بھرے تیار کیا مگر اپنا چہرہ اس عورت کے قریب ٹھہرائے وہ یکدم واپس لے گیا جیسے کسی کا کچھ نجس دیکھ کر دل اوب جائے۔

زائشہ کو خفیف سی تسلی ہوئی کہ وہ ایک بار پھر اپنے مگرمچھ کے آنسوؤں سے اسے جنجھوڑنے میں کامیاب ہوئی مگر اس شخص کا رک جانا، دراصل خود کو اس بے درد انتقام کے لیے تیار کرنا تھا۔

واپس اس کی گردن دبوچے، بنا زائشہ کی تکلیف کی پرواہ کیے اسے بے دردی سے بیڈ پر دھکا دیا، اس درجہ ہیبت ناک سلوک پر زائشہ کا وجود لمحے میں گھوما۔

تم میری بن کر رہتی تو تمہارے پیر تک چومنا، دوسری عورتوں کے "
ہونٹ چومنے سے افضل مانتا زائشہ۔ لیکن تم نے مجھے اپنے پیچھے ساری عمر
کتا بنائے رکھا۔۔۔ سو تم اب پہلے میرے وہ سارے غم، دکھ اور بے بسی
بھلانے کا سامان بنو پھر اگر زندہ بچ گئی تو میرے ساتھ فرہاد کی موت میں
" بھی شامل ہو جانا

اس عورت کو اپنے سر پر کھڑی موت دیکھائی دی تو جسم کا رواں رواں
کانپ گیا، وقار نے اپنی شرٹ کے نا صرف بٹن کھولے بلکے وحشی بنے
شرٹ اتار کر کسی اچھوت کی طرح خود سے پرے پھینکی۔

"وۓ قار۔۔۔ نہیں"

زائشہ کے حلق سے پھنسی پھنسی آواز نکلی مگر وقار نے اس پر جھکتے ہی اسکا
منہ اپنے چٹانی ہاتھ سے بند کیا اور کچھ دیر بعد زائشہ کی چینخوں کی آواز نے
اس پورے گھر کو تھرا کر رکھ دیا۔

اپنی محبت میں سر تا پیر ڈوبے شخص کو وہ عورت آج مکمل برباد کرنے میں کامیاب ہو ہی گئی تھی، خدا نے اسکی رسی کو دراز آج کے دن کے لیے ہی کیا تھا، اور زائشہ علوی کی سب سے بڑی سزا ہی وہ تیزاب جیسے لمحے تھے جو اس ناپسند مرد نے اسکے اور اپنے ایک کر کے رکھ دیے تھے۔

.._____..

گاڑی پورچ میں روکے وہ پہلے باہر نکلی اور دروازہ بند کیا اور پھر واپس گاڑی کی طرف بڑھی تو لوئے خود ہی دروازہ کھولے باہر نکل آیا، چال سے صاف جسم کے درد چھلک رہے تھے۔

میڈی کے لوگ، لوئے کے گھر کے باہر ہی موجود تھے اور لوئے اور لارا کا ایک ساتھ آنا انکو بھی جلبلا چکا تھا اور وہ بروقت یہ خبر میڈی اور جولیہ تک پہنچا چکے تھے۔

اور جولیہ کو یہ پتا چلنا کوئی اچھا سائن نہ تھا۔

"آرام سے"

لوئے کو درد میں دیکھ کر لارا نے جس طرح روٹھے ہوئے بھی اسکا ہاتھ مضبوطی سے تھاما، بہت دنوں بعد وہ یوں مسکرایا جب آنکھیں بنا کسی نفرت و ناراضگی کے ملیں اور دل دھڑکے اور دونوں ساتھ ہی اندر بڑھے۔

تمہیں ریسٹ کرنا چاہیے لوئے، کچھ دیر میں صبح ہو جائے گی۔۔۔۔ نیند"

"لے لو

اسکا ہاتھ پکڑے ہی وہ بیڈ روم میں انٹر ہوئی تو وہ سب ایک بار یاد آکر تو لارا کی آنکھیں سرخ کر گیا۔

مگر اس وقت اسکی ساری توجہ لوئے کی طرف تھی، اسے دونوں تکیے درست کروا کے بٹھائے وہ لمحہ بھر اس پر جھکی تو کمبخت گلے میں لٹکے دل پھر سے آن ملے، دونوں کو ہمیشہ ہرانے جڑھ جاتے تھے۔

دل ملے تو بہت تکلیف میں ڈوبی دونوں کی آنکھیں بھی ملیں۔

"تم میرے پاس بیٹھ جاو"

وہ ٹھیک سے ٹیک لگائے بیٹھا اور لارا کا ہاتھ پکڑے پاس ہی بٹھایا تو اس بار لارا نے ان پینڈٹ کو الگ کیے زرا فاصلہ بنا کر بیٹھنے کو ترجیح دی۔

فرش پر لوئے کا خون اب بھی جما ہوا تھا جسے دیکھ کر لارا کا دل مزید کٹ رہا تھا، اسے تکلیف میں مبتلا دیکھے لوئے نے اسکی ہتھیلی اپنے ہاتھ میں لے کر دیکھی تو لارا کی توجہ بھٹکی۔

تم ہوسپٹل سے اتنی جلدی کیوں نکلے ؟ بہت گہرا اترا تھا وہ سکریو گیج۔۔۔"

"د۔۔دل تو بچ گیا ہے نہ لوئے ؟

بہت دقت کے باوجود لارا کا یہ پوچھتے ہوئے سانس سا اکھڑا اور وہ اس وقت ہر تکلیف سے آزاد لارا کو اپنے پاس بیٹھائے فرصت سے دیکھنے میں مصروف تھا۔

ہمم۔۔بچت ہو گئی۔۔۔نہ بھی ہوتی تو تم مجھے رو رو کر یاد کر رہی ہوتی اس"

"وقت کہ اچھا تھا، بڑے دکھ دے کر گیا کمینہ کہیں کا

وہ اس کے اس سنگین لمحے چونچال پن سے کام لینے پر خود بھی آنکھوں کے کنارے نم ہونے سے روک نہ سکی اور بے اختیار اسکے ہونٹوں پر اپنی وہی ہتھیلی جمائی جسکی لوئے کو توامید تک نہ تھی۔

اس سے پہلے وہ ناراضگی کا یاد آنے پر اپنی اس حرکت کا مداوا کرتے ہاتھ گھبرا کر اور باعث شرمندگی کھینچتی، لوئے نے اسکی ہتھیلی مزید ہونٹوں سے جوڑی۔

تمہیں برا صرف میں کہہ سکتی ہوں، تم نہیں۔۔۔خاموش رہو لوئے"

"بہزاد

اپنا ہاتھ گھبرا کر کھینچتی ساتھ تلملائی تو لوئے نے چپ چاپ ہاتھ آزاد کیا مگر اسے کہیں جانے کی اجازت نہ دی۔

میں نے آج تک جو کیا، غلط سہی۔۔سب خود کو شانت کرنے کو کیا مگر" اب جو کروں گا صرف ہم دونوں کے لیے ہو گا۔ تم مجھے چھوڑ سکتی ہو، لیکن " تم مجھے مت چھوڑو۔۔۔میرے پاس تم جیسا اور کوئی نہیں

لوئے بہزاد کی دنیا جہاں کی تشنہ گزارش نے اس لڑکی کا دل کند چھری سے کاٹ سا دیا، اس نے اپنی کتھئی جھیل سی آنکھوں میں کس مشکل سے آنسو روکے تھے یہ بس لارا جانتی تھی۔

"میرے پاس تو جیسے لائن لگی ہے نہ۔۔۔۔ بکواس ہی کرنا"

اس وقت وہ ہر گز اس بد دماغ کے آگے ہارنا نہیں چاہتی تھی تبھی سلگ کر بولی اور وہ بے اختیار ہنسا۔

"کیا کروں بکواس آدمی جو ہوں۔۔۔۔۔ تم تو مجھ سے بڑی پاگل ہو"

وہ اسکو مزید چڑا رہا تھا کیونکہ اتنے سے دنوں میں اس لڑکی نے اسے خود کے لیے ترسا کر رکھ دیا تھا۔

"تبھی تو۔۔۔ پاگلوں کو پاگلوں سے دور رہنا چاہیے"

وہ اسکی طرف دیکھنے سے گریز برتے منہ پھیر لیتی منمنائی اور لوئے نے ہاتھ بڑھا کر اس کا پھیرا ہوا چہرہ اپنی سمت موڑا۔

"پاگلوں کو عقل والے منہ نہیں لگاتے جانم"

لوئے کے خفیف سے معنی خیز جملے پر وہ اسکے ہاتھ پر ہاتھ مارتی گھوری۔

"سور ہے ہو یا سر میں ڈنڈا مار کر سلاوں؟"

وہ ابھی خود بہت تھکن سے بے حال تھی تبھی اخیر زچ ہوئی۔

ایسے کون سلاتا ہے، دل کے آس پاس چھید لیے پھر رہا ہوں"

صاحبہ۔۔۔۔۔مزاق نہیں ہے۔پتا نہیں کتنے سٹیچیز لگے ہیں، اس بے فیض لڑکی سے اتنا بھی نہیں ہوا کے میڈیسن کے نام پر تھوڑا سا گلے ہی لگ جاتی"

لوئے کے منصوعی خفگی اور مظلومیت کے سنگ منہ ہی منہ میں بڑبڑانے پر خفیف سی وہ بھی مسکرائی مگر گلے لگنے والی بات پر جس طرح لوئے کو گھوری، آنکھیں گما کر منہ بسورتا وہ لارا کی تمام خفگی مٹا کر رکھ گیا۔

لارا جہاں ہوں میں، ہر چیز میں شدت پسند۔۔۔ تھوڑا سا گلے لگنا نہیں آتا"

"مجھے

اسکی اداس شکل مرکوز کیے وہ جتا کر بولی جس پر لوئے کی آنکھیں بھی مستیلی سے ہوئیں۔

توزیادہ لگ جاو، میں قریب آوں گا تو تمہیں لگے گا پھر سے ہوس مٹا رہا"

"ہوں

وہ ناچاہتے ہوئے بھی لارا کے گزشتہ گریز کا سوچے لہجے کو سرد پڑنے سے روک نہ سکا مگر اسکا مقصد لارا کی دل آزاری کرنا نہ تھا مگر اس لڑکی نے دھندلا جاتی آنکھوں کے سنگ چہرہ موڑ لیا، اپنی بے حسی پہروں رلانے کی طاقت رکھتی تھی۔

" آئی ایم سوری۔۔۔۔۔"

یہ تین لفظ بہت حقیر تھے تبھی تو ساتھ میں اسکی آنکھوں سے آنسو بھی ٹپکے۔

سوری فار واٹ ؟ کچھ ہی گھنٹے گزرے ہیں جانم۔۔۔ میرا قریب آنا"

"تمہارے لیے یوں تھا جیسے میں گلی کا کوئی آوارہ ہوں۔۔۔۔۔۔۔ خیر

وہ اپنے الفاظ میں امڈتی ناگواری اس بار بھی چھپا نہ سکا تو وہ اسے ڈبڈبائی آنکھوں سے چہرہ پھیرے دیکھنے لگی جیسے اس شخص کی شکائیت نے لارا کے دل کو مٹھی میں جکڑ کر بھینچ ڈالا ہو۔

تم اپنے کہے سے مکر رہے ہو، انالارہے ہو، ایسے کروگے تو کبھی ہاں نہیں" "کہوں گی

وہ اسے وارن کر کے ڈرانا چاہتی تھی مگر وہ بس اسے اذیت سے تکتا ہی رہا یہاں تک کہ لارا کی آنکھیں بھیگ گئیں۔

"اوکے۔۔۔کچھ نہیں کہہ رہا بٹ آئی وانٹ یو"

تھکن سی لہجے میں لیے وہ معاملہ فوری نمٹا گیا، لارا کے دل پر رکھا بوجھ، لوئے کے اس جملے نے دگنا کیا تو وہ اٹھ کر اسکے مزید قریب سرک کر بیٹھی مگر آنکھوں میں بہت سا کرب ہلکورے لے رہا تھا۔

تم۔۔تم مجھے درد دینے کے لیے چھوڑ رہے تھے۔۔۔۔بیڈ ٹچ تھا وہ۔۔۔۔"

ت۔۔ تبھی سکون دینے کے بجائے م۔۔مجھے ہرٹ ہوا۔۔۔۔وہ سب منہ

سے نکل گیا۔۔۔کیونکہ تمہارا وہ روپ خواب میں بھی نہیں سوچا
" تھا۔۔۔۔آئی ایم سوری لوئے، فار ہر ٹنگ یو آلوٹ۔۔۔۔۔
وہ اسکے قریب سرکتے ہی خود کو اس جگہ پاتے ہی سسک کر روئی تو لوئے
نے اسکا اک اک حرف جگر پاش مسکراہٹ کے سنگ سنا اور اسکی آنکھوں
سے ٹپکتے آنسو ہاتھ کی پشت سے ہٹائے۔
تو پھر ہاں کر دو، تمہیں مجھ سے معافی مانگنے کی ضرورت ہی نہیں پڑے"
"گی، تمہاری ہر غلطی، ظلم اور دی ہوئی تکلیف بھلا دوں گا لارا
اسکی رخسار سے گرم مگر مضبوط ہتھیلی کی پشت ٹکائے اس میں جذب ہوتے
آنسوؤں کی حرارت محسوس کیے وہ لارا کو یہ سب کہہ کر رہا سہا بھی خود میں
دفن کر چکا تھا کیونکہ وہ سچ میں معافی نہیں مانگ پا رہی تھی۔
ت۔۔تم پھر سے زبردستی ہاں کروانا چاہتے ہو۔ایموشنل بلیک میل کر"
"رہے ہو۔۔۔

لارا کی رندھی آواز میں شکوہ اور سرخ ہوتی آنکھوں میں درد تھا جس پر وہ اسکی ہتھیلی دل سے جوڑ بیٹھا۔

"تم مان نہیں رہی نہ، حالانکہ جس طرح میں تمہیں دیکھ رہا ہوں۔۔ تمہیں تو سب بھول کر اپنا آپ میرے لیے میسر کر دینا چاہیے تھا"

لوئے بہزاد کی گھمبیر سرگوشی نے لارا کے وجود میں جلن سی نمودار کی۔

"میں نے کسی لڑکی کے ساتھ رات نہیں گزاری لارا، پھر تمہیں مجھ سے ان لڑکیوں کے جسموں کی مہک کیسے آئی تھی؟ حیرت ہے۔۔۔

وہ سب میری گرل فرینڈز ضرور تھیں لیکن میں نے انھیں صرف مطلب کے لیے ساتھ رکھا تھا کیونکہ وہ میرے لیے گلیمر تھیں، جس طرح وہ میرے نام سے مقبول ہوتی تھیں، انکی موجودگی میری بھی ویورشپ بڑھاتی تھی کیونکہ آجکل اسی کا زمانہ ہے کہ ایک ہاتھ لو اور ایک ہاتھ دو۔۔۔۔۔ تم نے سوچا بھی کیسے کہ میں اتنا آزاد خیال شخص ہو سکتا ہوں کہ ہر کسی کو منہ اور گلے لگاتا رہوں۔۔۔ ماں لاپرواہ تھی پر بابا اور بروکا

سایہ تو میرے سر پر تھا نہ جو میری الٹی حرکتوں پر میرا دانا پانی بند کر دیتے تھے، پھر یارق پاشا میری ہڈیاں سیک دیتا اگر کسی ایک آدھ چھچھوری کو کس بھی کر دیتا۔۔۔ تم جانتی نہیں ہو اس افلاطون شے کو، وہ جتنا کیوٹ "دیکھائی دیتا ہے، خدا کی پناہ۔۔۔ اسکے اندر ایک جلادن ساس موجود ہے یہ سب کہہ کر وہ لارا کو تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا مگر اب اسے یہ سب کہنا ضروری لگا اور لارا کی آنکھوں میں صرف شرمندگی تھی، تبھی تو اس تکلیف کے سبب وہ یارق کے حوالے پر مسکرا تک نہ سکی۔

"تم نے واقعی کسی گرل فرینڈ کو کس نہیں کی؟"

لارا نے اب بھی بے یقینی سے پوچھا مگر اسکے اس معصوم سے سوال پر لوئے کی خفگی ضرور دور ہوئی۔

ایک کوکی تھی، اسکا نام ہے لارا۔۔۔۔۔ لیکن تب جب وہ میری گرل" فرینڈ پلس بیوی بنی۔۔۔ ویسے بھی یہاں یہ سب روٹین ہے یار۔۔۔ تمہیں تو میرے کسی کو گلے لگانے پر بھی آگ لگ جاتی ہے، جو میں اکثر کو

لگاتا ہوں کیونکہ یہ میرے پیشے کی ڈیمانڈ ہے۔۔اس دن کیفے میں وہ رپورٹر میری جبڑا فین تھی سو بہت خوش تھی تبھی سوچا ایک تیر سے دو نشانے لگاتا ہوں۔۔ فین خوش اور بیوی جیلس"

وہ یہ سب اتنے سکون سے بتا رہا تھا کہ لارا کا پھر سے خون کھولا، دل یہی کیا کہ مکا مار کر اس کا ناک پکوڑا بنا دے۔

اب تم اپنے کسی فین کو بھی گلے نہیں لگاؤ گے، نہ کسی لڑکی سے مسکرا"
"مسکرا کر بات کرو گے

لارا کے وارن کرنے پر لوئے اسکے یکدم رعب جمانے پر خود بھی بے خود ہوا اور دونوں ہاتھ اسکے گرد لپیٹے اسے خود پر جھکا لیا جس پر وہ اس پر مکمل جھک آتی، کہنیاں لوئے کے سینے پر ٹکائے ہاتھوں کو اسکی گردن کے گرد باندھ بیٹھی اور لارا کے ہونٹوں پر لوئے کی پھیلتی پر تپش سانس کا لمس، لارا کو سانس روکنے اور ہونٹ بھینچنے پر مجبور کر گیا۔

"مطلب تم ہاں کر رہی ہو؟"

لوئے نے اسکی ٹھوڑی سے ہونٹ جوڑے مدہوشی بھری سرگوشی کی، لارا نے آنکھیں موندھتے اپنا چہرہ اسکی گردن میں گھسیڑا، لوئے بہزاد کے دل کو سکون سا پہنچا۔

نہیں مگر ناں کا آپشن ڈیلیڈ کر رہی ہوں، اب ہولڈ ہے۔۔۔اگر تم مجھ "

بد دماغ کو وہیں پاکستان میں ہی اس دن سب انسانوں کی طرح بتا دیتے یا سمجھا لیتے تو نوبت یہاں تک نہ آتی۔ لیکن تم لیچڑ گھوڑے کی طرح ایک ہی جگہ ڈھیٹائی سے اڑ گئے۔ تم مجھے کھو دیتے لوئے، میں تمہیں کھو

"دیتی۔۔۔۔کیا بچتا ہمارے پاس بولو؟

اس کی آنکھ سے ٹپکتے گرم پانی نے لوئے کی گردن بھیگوئی اور اس لڑکی کے الفاظ نے دل پر رنج زدہ بوندیں گرائیں۔

"ایک دوسرے کا دل"

اس کے ایسے جواب پر وہ چہرہ اسکی گردن سے نکالے روبرو ہوئی تو اس کی روتی آنکھیں لوئے کو بہت اداس کر گئیں۔

اپنے رخسار کو اسکی گال سے رب کیے وہ اسے نارونے کا اشارہ کرتا خود بھی آزردہ ہوا۔

"کیا فائدہ دلوں کا، جب وہ سلگ سلگ کر راکھ ہو جاتے۔۔۔۔۔آئی ایم سوری لوئے۔۔۔۔۔پ پتا نہیں میں نے تمہیں کیا کیا کہہ دیا۔۔۔۔" وہ معافی مانگتی جس طرح روئی، لوئے نے اسکے دونوں رخسار محبت سے چوم کر اس لڑکی کو بے فائدہ آہ وزاری سے روکا۔

"سب کہہ سکتی ہو مگر دوبارہ میری محبت کو ہوس کا نام نہ دینا نہ یہ کہنا کہ مجھے چھوڑ دو گی۔۔۔باقی تم پر لوئے بہزاد کا خون بھی معاف ہے"

وہ اسکے ایسے دلگرفتہ جواب پر تڑپ سی اٹھی، وہ سنگدل اسکے آنسوؤں میں ایسے جان لیوا جواب سے شدت لایا۔

"آئی مس یو سو مچ۔۔۔۔۔آئی مس دس لوئے بہزاد"

بے اختیار ہی وہ لوئے کی گال سے ہونٹوں کو جوڑے خوشی اور دکھ کی ملی جلی کیفیت میں منمنائی تو راحت تو اس تڑپتے بلکتے شخص کو بھی ملی۔

" بہت بری ہو تم لارا۔۔۔۔۔۔"

یکدم ہی وہ خود دلبر داشتہ ہوا مگر ان گلاب ہونٹوں کے اکھڑتی، بوجھل اور تشنہ سانسوں پر بکھرتے نرم لمس نے لوئے بہزاد کی آنکھوں میں نشاط بھرا۔

اسکے لارا کے گرد بندھے ہاتھ، سانسوں کی جکڑن کے سنگ بڑھے اور شدید ہوئے۔

وہ خود بھی شاید اتنی تکلیف میں تھی کہ دل کے بھرنے کا سوال بھی ناممکن ہوا۔

بہت دیر بعد جب یہ جان لیوا ماحول، اس مریض پر وبال بننے کا خطرہ ہوا تو لارا نے خود ہی اپنے اس شخص کو سونپے اختیار کو واپس لیے سانسیں اس شخص کی خوشبو سے آزاد کیں۔

تم مجھ سے کہیں درجے برے ہو، تڑپا کے رکھ دیا ہے تم نے مجھے ایسے "

" لوئے کے لیے۔۔۔۔

وہ مسکرائی بھی مگر اذیت زیادہ تھی، ہاتھوں سے چھوٹتا ہوا یہ شخص واپس مل گیا ہے یہ اس قربت نے یقین بخشا۔

"یولو واونلی دس ٹائپ آف لوئے؟ ایم آئی رائیٹ"

وہ پھر سے ایک آنکھ اچکا کر سوال کیے شوخا ہوا جبکہ اس بار وہ اداس سا ہنسی۔

آج وہ مُسکرا دیے، آج ہماری زندگی"

"آگ سے پھول بن گئی، پھول سے جام ہو گئی۔۔

پھر سے اس لڑکی کے گداز لبوں کو تکتا وہ کہتے ہی انکی راحت بٹوڑے پھر سے اسے اپنے وجود میں بسا گیا اور ایک بار پھر لوئے بہزاد پر جسم کے ہر درد بے اثر ہو کر رہ گئے۔

۔۔_____۔۔

یہ مت سمجھنا کہ تمہارے عشق میں مرا جا رہا تھا، بس اپنے ڈیوز پورے "
کرنے تھے وہ کر دیے، تم جیسی کے تو عیش ہی رہے ساری عمر، نفرت
نفرت میں بھی کئی مردوں کے بستر کی زینت بنی ہو۔ اب تم میرے لیے
صرف ایک جسم بچی ہو زائشہ سوایسی زلت کی عادت ڈال لو، کیونکہ تم وقار
سادانی کی پیاری قیدی بن چکی ہو۔۔۔۔ جس پر آجا کر آخری حاکمیت میری
"ہی نکلی۔۔۔۔۔ہاہاہا۔۔۔۔

شرٹ پہن کر بٹن بند کیے وہ سسکتی بلکتی، نفرت اور تکلیف کی انتہاؤں کو
پہنچی اس عورت پر غلاظت اگل رہا تھا جسکے پورے جسم کو روح سمیت نوچ
کر وقار سادانی نے اپنا انتقام لے لیا تھا اور شاید یہ اس شخص نے واحد نیک
کام کیا ہو۔

تم ن۔۔نے تو محبت کا دعوی کیا تھا وقار۔۔۔۔یہ کیسی محبت تھی؟ میں "
نے جو کیا اپنی طرف سے جائز کر کے کیا۔ عیش و عشرت پر میرا پورا حق تھا،

مجھے لگتا تھا تم ہمیشہ میرے کیے کو معاف کروگے۔ لیکن تم بھی آجا کر ویسے ہی ہوس پرست نکلے۔۔۔۔۔"

آنسو رگڑ کر وہ اٹھ کر اسکے سامنے آئی جسکے چہرے اور گردن تک پر لاتعداد تشدد کے نشان آویزاں ہو کر وقار کے انتقام کی بھرپور کہانی سنا رہے تھے، تار تار لباس سے جھانکتا اس عورت کا برہنہ نیل زدہ وجود، اجڑن جانے کی داستان چیخ چیخ کر سنا رہا تھا۔

"اب تم مجھے ہوس پرست بھی کہو گی تو خوشی سے قبول کروں گا، تم نے مجھے جانور بنایا۔ اور جانوروں کے دلوں میں رحم اور انسانیت نہیں ہوتی۔ بڑی اکڑتی تھی نہ تم، بہت عیش کیے، ملا کیا۔۔۔ آج زندگی کے اس موڑ پر اسی کے لیے بے وقعت ہو کر اسکے بستر کی زینت بنی ہوئی ہو جس نے بچوں جیسی محبت کی تھی تم سے، پاک۔۔۔۔۔۔ بنا کسی غرض کے۔۔۔۔ جب تم میری بیوی بنی تھی، یاد کرو کہ ایک بار بھی تمہیں تمہاری اجازت کے بغیر نہیں چھوا تھا۔۔۔۔ حالانکہ مرد اپنے اختیار میں آئی عورت کو خود سے

دور رکھ ہی نہیں سکتا، جیسے دن اور رات فطرت کا حصہ ہیں ویسے شوہر کا بیوی کی طرف مائل ہونا قانون فطرت ہے۔۔۔۔۔ لیکن تم نے مجھے دھوبی کا وہ کتا بنایا جو نہ گھر کا رہا نہ گھاٹ کا۔۔۔۔اب تم سے صرف نفرت ہے مجھے زائشہ، نفرت بھی ایسی ویسی نہیں۔۔۔۔۔وہ نفرت جس پر تمہاری شکل دیکھتے ہی گھن آئے"

آج پہلی بار زائشہ کا دل تڑپا تھا، اسے لگا وہ دنیا جہاں کی بدکردار اور وحشیہ کا روپ بدل چکی ہے، دنیا جو مرضی کہتی پر آج اس شخص نے جو کر دیا اور کہہ دیا وہ زائشہ کے دل کو پہلی بار چیڑ چکا تھا۔

لیکن اب وقت توبہ اور رہائی دونوں بیت گئے تھے۔

"تم کبھی میری ایک شب کی اذیت کا سوچو گی تو تمہیں اپنے آج اس درجہ زلیل ہونے کی تکلیف بہت معمولی لگے گی، کیا کیا نہیں کیا تم نے میرے ساتھ۔ قاتل بنایا، برا شوہر، بدبخت، برا کمینہ باپ، برا انسان۔۔۔۔ تم چاہتی تو میرا ہاتھ تھام کر مجھے سنوار سکتی تھی، لیکن تم نے مجھے اجاڑ دیا۔ تو

تمہیں کیسے آباد رہنے دوں۔ تم انگ انگ سے اجڑی ہو تبھی میرے جلتے دل کو راحت ملی۔۔ میں وقار سادانی، چیونٹی تک کو اذیت نہ دینے والا ایک

"تمہاری وجہ سے دیکھو آج کیا بن گیا

تکلیف تو اس شخص کے لہجے میں بھی تھی مگر کوڑے برساتی اس شخص کی نفرت اور حقارت، زائشہ کی رو رو کر سوجھ جاتی آنکھوں میں مزید ورم سمیٹ لائی۔

اب تو میں خود کو اپنے بچوں سے آخری ملاقات کرنے کے بھی لائق نہیں" سمجھتا لیکن کوشش کروں گا، فرہاد علوی کو کس جرم میں قتل کروں؟ یہ سوچنا پڑے گا۔ تمہارے ساتھ بھی حساب چکتا ہوا۔۔۔ روز اسی اذیت سے گزرو گی، قید سہو گی میری۔۔۔۔ اب وقار سادانی بھی تمہاری سزا مکمل کرنے کے بعد خود کو جلد قانون کے حوالے خوشی خوشی کرے گا۔ تم میری نفرت سے تو نہیں مرو گی، تم میرے خود سے محبت سے دستبردار ہونے پر ضرور مرو گی زائشہ۔۔۔۔۔۔

"ہٹو۔۔۔۔

اسے اچھوت کی طرح خود سے پرے دھکیلتا ہوا وہ ایک ایک لفظ زائشہ کی سماعت پر کوڑے سی برسائے نہ صرف دور ہوا بلکہ دیکھتے ہی دیکھتے کمرے سے نکلا اور لاک کر گیا اور وہ روتی سسکتی وہیں بیڈ پر لڑھک کر اپنی بے وقعتی پر آنسو بہانے لگی۔

آج اسے احساس ہوا تھا کہ اس نے ساری زندگی صرف زلت کمائی، اور جو عیش و عشرت کر کے سکون پایا آج اسی شخص نے تذلیل کی تاریخ رقم کرتے مٹی میں ملا دیا۔

مگر کیا وہ اب بھی ہار گئی تھی؟ اسکی آنکھوں سے لہو کے ساتھ نفرت بھی ٹپک رہی تھی، خدا خیر کرے۔

.._____..

بہت شاطر آدمی ہے، یقیناً اسے پتا ہو گا کہ تم اس چوکیدار تک پہنچ جاو"
"گے۔ یہ سب کافی نہیں ہے۔۔۔۔۔
وہ لوگ اس لوکیشن تک پہنچ تو آئے تھے مگر یہاں لگ بھگ بہت سے فارم ہاوس تھے، اور باقی کا ایریا اسطبل اور کھلی اراضی پر مشتمل تھا۔
لئیق نے گاڑی سے نکلتے، دوسری طرف سے گن لے کر باہر آتے شیری کو دیکھا اور ارد گرد طائرانہ نگاہیں ثبت کیے اپنے خیالات کا برملا اظہار کیا جس پر شہریار کی فکر و پریشانی بڑھی۔
تو پھر کیا کروں؟ اس نے مجھ سے دشمنی کی خاظر ہارون کو مروا دیا لئیق۔"
"مانی کے ساتھ تو وہ اس سے برا کر سکتا ہے
شہریار کے مخدوش ہو کر دیت جواب پر لئیق کسی سوچ میں ڈوبا مگر پھر یکدم نا جانے کیا خیال آیا کہ وہ اپنا فون نکال کر کوئی نمبر ملا چکا تھا۔
"مانی کو کچھ نہیں ہو گا"

لئیق کو کال ملاتے اور یہ کہتے دیکھ کر شہریار نے بھی توجہ اسکی سمت دی،
شام ہونے کو آگئی تھی اور جیسے جیسے سویرا مدھم ہو رہا تھا ویسے ہی شہریار
جدون کے دل کی دھڑکنیں سست پڑ رہی تھیں۔
اسے کچھ ہونے دے بھی نہیں سکتا، اسے آنچ بھی آئی تو نہیں جانتا خود"
"کے ساتھ کیا کر گزروں
شہریار کی تکلیف دہ بے بسی پر لئیق نے اسکا سینہ تھپکایا اور توجہ فون کے اس
یار ڈالی۔
"اسلام و علیکم، جی لئیق بھائی"
فیروزہ نے ہی کال پک کی۔
ہاں و علیکم السلام فیروزہ۔۔۔مجھے عدن کے گارڈین کا نمبر سینڈ کرو"
"فورا۔۔۔۔جو اسکی فائیل میں ہے
لئیق کے بولنے پر شہریار نے اچھنبے سے اسکی طرف دیکھا اور لئیق کے کال
بند کرتے ہی فیروزہ نے لئیق کو اسکا نمبر بھیجا جس پر لئیق کے چہرے پر

عجیب سی مسکراہٹ اتری اور شہریار کو الٹا غضب چڑھا کہ یہ اتنی سنگین سچویشن میں دانت کیوں نکال رہا ہے۔

"تم ہنس رہے ہو؟ تم اس سچویشن مین کیسے ہنس سکتے ہو سر پھرے آدمی"

شہریار کے تلملانے پر لئیق نے محظوظ ہو کر قدم شان کی طرف بڑھائے اور اسے وہ نمبر دیا۔

"اسے فوری ٹریس کرو۔۔۔ جلدی شان"

لئیق کے شان کو مخاطب کرنے پر شیری نے ہنوز اسے چڑ کر گھورا جس پر لئیق خود ہی واپس اس زخمی شیر کی طرف بڑھا۔

"کیونکہ میں جوش میں بھی ہوش نہیں کھوتا عزئزم! ابھی پتا چل جاتا ہے کہ وہ کہاں ہے۔۔۔۔ لیکن میری بات سن لو، وہ میرا شکار ہے۔۔۔۔ تم اپنی مانی کو لے کر بنا کوئی وبال مچائے شرافت سے یہاں سے نکل جانا۔۔۔۔۔۔ سمجھ گئے"

لئیق کے ایسے مشورے اور تاکید پر شہریار کا خون کھول اٹھا۔

تم پاگل ہو۔۔۔میں تو اس آفتاب کو زمین میں گاڑ کر ہی واپس جاوں گا اور"

"یہ بات تم اچھے سے سمجھ لو

شہریار کے ہٹ دھرمی سے سر جھٹک کر غرانے پر لئیق نے اسے سرد نگاہوں سے لتاڑا۔

شہریار جدون ! اٹس مائی آرڈر۔۔۔۔۔۔تم پر ہوتی انکوائری مجھے ملی ہے،"

"ضد کرو گے تو لمبا پھنساوں گا

آخر کار وہ سچ سامنے آ ہی گیا جو لئیق چھپائے ہوئے تھا مگر اس بے لگام گھوڑے کی لگام کسنا صرف اسی رعب کے سنگ ممکن تھا، کچھ لمحے تو شیری اسکی اس بات پر کچھ بول ہی نہ سکا، اور پھر دانت نکوسے جس طرح غرایا، خود کچھ فاصلے پر کھڑا شان اور باقی اہل کار خوفزدہ ہوئے کہ آخر اسے ہوا کیا ہے۔

ت۔۔تم۔۔۔تم لئیق ایزد بہت شاطر چیز ہو۔۔۔جتنے زمین کے باہر ہو"

اتنے اندر ہو، شکل ہی معصوم ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پھر سے بے بس کرنا

چاہتے ہو۔ وہ ہارون کا قاتل ہے، تم مجھے اس معاملے میں بے بس نہیں کر سکتے کیونکہ میرے لیے ہارون کے مجرم کو زندہ زمین میں گاڑنا اس وقت موت اور زندگی کا مسئلہ ہے۔۔۔اور اب جو اس نے میری بیوی پر ہاتھ ڈال کر مجھے آزمانے کی کوشش کی ہے، اسکا دل اسکے سینے سے نکال کر ہی مجھے چین آئے گا"

شہریار کے ہاتھ باندھ کر وہ خود بھی تکلیف میں تھا مگر اس کسی صورت شہریار کو وہ کسی مصیبت میں نہیں جھونک سکتا تھا، شہریار کے ایسے بھیانک ارادے، لئیق کو بھی فکر سے دوچار کر گئے۔

"دیکھو شہریار۔۔۔وہ صرف ہارون کا قاتل نہیں وہ اس تنظیم کا مہرہ بھی ہے۔ مجھے اس سے انفارمیشن نکلوانی ہے، اگر وہ بنا کچھ بتائے مر گیا تو سمجھو یہ جنگ ہم ہار جائیں گے۔ ہم اس تنظیم کا خاتمہ کبھی نہیں کر سکیں گے۔ یونہی بار بار وہ سفاک لوگ کئی ہارون، کئی آفتاب اور کئی مائل ختم کرتے رہیں گے۔۔۔۔اسے موت آئے گی اس میں دو رائے کا امکان تک

نہیں، لیکن اسے موت وقت پر ہی آئے، یہی مناسب ہے۔ مجھے خدشہ ہے کہ وہ تنظیم جلد آفتاب کو بھی ہارون اور مائل کی طرح مروادے گی سو مجھے جلد از جلد اس سے تمام سچائیاں اگلوانی ہیں۔۔۔۔۔۔ بات کو سمجھو"

لئیق کو مجبوراً تمام حقائق کھول کر بتانے ہی پڑے اور شہریار کا بس کا نہ چلا وہ کہیں جا کر ٹکریں مارے، زندگی نے ہمیشہ اسے عین وقت پر بے بس کیا تھا اور اس بار بھی مجبوری نے اسکے ہاتھ پیر بیڑیوں سے جکڑ دیے تھے۔

"تم نہیں جانتے یہ بے بسی موت سے برتر ہے لئیق ایزد"

اس شخص کی آواز میں خزن تھا، تو آنکھوں میں ملال، تبھی لئیق نے اسکا کندھا بردارانہ شفقت سے تھپکایا۔

"تم سے کہیں زیادہ بہتر جانتا ہوں اس بے بسی کے دکھ کو، مجھے پتا ہے تم بہت سی تکلیفیں ایک ساتھ جھیلتے رہے ہو مگر بھروسہ کرو، اب سب نارمل ہونے میں کچھ ہی وقت رہ گیا ہے۔ رہی بات مانی کی تو وہ اسے ہاتھ بھی نہیں لگائے گا"

لئیق ایزد کی وہ بس آخری بات سن سکا اور اسے حیرت تھی کہ لئیق ایک مجرم کے لیے اتنا پر یقین کیسے ہے۔

"ک۔کیسے کہہ سکتے ہو تم؟ وہ مانی کو کیوں ہاتھ نہیں لگائے گا؟ اتنا یقین کیسے ہے تمہیں؟"

شہریار کا شعور اس طرح کی بات ماننے پر سرے سے راضی نہ تھا۔

"کیونکہ وہ خود ایک بیٹی کا باپ ہے، جسکے لیے اسکا دل محبت اور شفقت سے اٹا ہے۔یقین تو نہیں مگر اس سے ایسی کسی حرکت کی امید نہیں ہے مجھے جو مانی کا نقصان کرے گی۔۔۔۔۔ویسے بھی ہم پہنچ چکے ہیں، مانی کو جلدی چھڑوالیں گے"

لئیق کے جواب پر شہریار نے اسے تاسف سے دیکھا مگر کچھ کہنے سے پہلے ہی شان نے بروقت ٹریس کروا کے لوکیشن لائے دونوں کو مخاطب کیا۔

"سر، اس فارم ہاوس میں یہ نمبر ایکٹیو ہے۔۔۔۔"

شان کی معلومات پر جہاں لئیق مسکرایا وہیں شیری کی آنکھوں میں سرخی اتر آئی۔

دونوں نے اپنی گن لوڈ کی جبکہ لئیق نے فی الحال سیاہ ماسک چہرے پر چڑھائے وہیں رک کر انتظار کرنا تھا تاکہ پہلے شیری اور مانی یہاں سے بحفاظت نکل جائیں۔

پریشان مت ہو گل۔۔۔ جلد مانی مل جائے گی، شیری کا میسج آیا ہے کہ وہ" "جلد پہنچ جائے گا اس تک

گل کو مانی کی گمشدگی کا وہ کبھی نہ بتاتے مگر جب شیری نے بابا کو کال کی تو اتفاق سے گل نے سن لیا اور وہ سے اپنے دونوں بچوں کی سلامتی کے لیے ہلکان تھیں۔

میرے بچے کی خوشی ہے وہ افراہیم، پھر سے چھن گئی تو اس بار وہ آخری"
سانس تک نہیں سنبھلے گا۔ یہ کون بدبخت ہیں جو میرے بچے کو چین سے
"جینے نہیں دے رہے

گل کو بہت سی پریشانی اور فکر نے گھیرا تھا، خاص کرمانی کے لیے، لڑکی ذات تھی پھر یہ کچھ دن اسکا گل کے ساتھ ایک بیٹی جیسا تعلق بن گیا تھا، اور پھر سب سے اہم، وہ انکے شیری کی زندگی کا اہم حصہ تھی۔

یہ تم پوچھ رہی ہو گل، یہ تو تب سوچتی نہ جب شیری کو اس سب میں"
جانے کی اجازت دی تھی۔ یہ پیشہ کتنا سخت ہے، تم سوچ بھی نہیں سکتی۔
سر پر کفن باندھ کر نکلتے ہیں، اور پھر یونہی ایمانداری کی سزا میں انکے پیاروں
"کو دبوچ لیا جاتا ہے۔۔۔۔اب ہمارے پاس دعا کے سوا کیا آپشن ہے

افراہیم صاحب کا دل تو پہلے ہی دکھا ہوا تھا، شہریار کی مشکلات تھکا چکی تھیں جبکہ گل گہرا سانس ہی بھر کر رہ گئیں۔

"یااللہ میرے شیری کی دنیا کی حفاظت کریں، مانی پر کوئی آنچ نہ آئے"

اس وقت واقعی دعا کے سوا کوئی حل نہ تھا وہیں آفریدی حویلی میں بھی پریشانی اور تکلیف چھائی تھی، مدیحہ صاحبہ الگ رو رو کے آدھی ہو چکی تھیں اور سلینا کا الگ دل دہلا ہوا تھا، جبکہ بھجت مسلسل لئیق سے رابطے میں تھا۔

"سیلی۔۔ بھجت سے پوچھو میری بچی کا کچھ پتا چلا یا نہیں؟"

دادو کے کئی بار کہنے پر وہ بھجت کو کال کر چکی تھی مگر انکو تب تک سکون آنا ناممکن تھا جب تک وہ مانی کے مل جانے کی خبر نہ پا لیتیں۔

"آپ روئیں مت دادو، میں پوچھتی ہوں۔ان شاءاللہ مانی آج ہی مل جائے گی"

سلینا نے انکو تسلی دی اور خود وہیں پاس سے اٹھ کر بھجت کو کال ملائی۔

"بھجت۔۔۔ دادو پوچھ رہی ہیں کچھ پتا چلا، مجھے ڈر ہے انکی طبعیت نہ بگھڑ جائے۔ پلیز شیری کو کہیں اسے جلدی ڈھونڈے"

سیلی نے افسردگی کے سنگ پوچھا مگر بھجت کی طرف سے مانی کے سراغ مل جانے کی خبر نے سیلی کی آنکھوں میں خوشی سی بھری۔

"جی ٹھیک ہے"

سیلی نے کال آف کی اور دادو کی طرف بڑھی جو تاسف سے سلینا کو تک رہی تھیں۔

"مانی جہاں ہے اس جگہ کا پتا چل گیا ہے دادو، شہریار اور لئیق دونوں ہی مانی تک پہنچنے والے ہیں۔ پلیز رونا بند کریں، آپکی طبعیت نہ بگھڑ جائے"

موہوم تسلی نے جیسے انکے ڈوبتے دل کو بحال کیا اور سیلی کو خود بھی اب یقین تھا کہ شیری کے ہوتے ہوئے اب مانی کو کچھ نہیں ہو سکتا۔

وہیں جندل محل میں بھی سب پریشان تھے، صبور، لعلین، لال نور، مریم بی اور فرہاد علوی سب ہی مانی کی گمشدگی پر ہال میں ہی بیٹھے بات کر رہے تھے۔

"یہ دشمنیاں پتا نہیں کب جان چھوڑیں گی، اللہ میری بچی کو اپنی امان میں رکھے۔۔۔ میرا بھولا سا بچہ نا جانے کہاں ہو گا"

لال نور تو سب سے زیادہ تکلیف میں تھیں۔

خیر ہو گی نور، بچے ڈھونڈ رہے ہیں۔ان شاءاللہ مجرم سخت سزا پائے"

"گا۔۔۔یہ دستگیر کہاں ہے صبح سے، لئیق بھی چلا گیا۔۔۔

فرہاد نے پر امید ہوتے تسلی دی اور دستگیر کے صبح سے غائب ہونے پر تعجب کا اظہار کیا تو صبور نے بھی کندھے اچکائے، کیونکہ ناشتے کے بعد سے وہ صبور کو بھی دیکھائی نہیں دیا تھا۔

"پتا نہیں فرہاد بابا، شاید لئیق کے کسی کام میں مصروف ہو"

صبور نے لاعملی کا اظہار کیا تو وہ سر ہلا گئے۔

"چلو اللہ خیر کرے، لوئے کی خبر لی تم نے؟"

وہ پھر سے صبور سے مخاطب ہوئے تو لال نور، مریم بی اور لعلین تینوں نے صبور کو دیکھا جو افسردہ سا مسکرائی کیونکہ اسی لمحے لوئے کا میسج اسے ریسیو ہوا۔

اس پریشانی کے عالم میں ایک اچھی خبر آگئی ہے، لوئے اور لارا کا پیچ اپ" ہو گیا ہے شکر ہے اللہ کا۔ کہہ رہا ہے وہ لارا کو لے کر جلد پاکستان آجائے گا"

صبور کے اس خبر کو سنانے پر سب ہی اداسی کے باوجود یوں مسکرائے جیسے دل سے نجانے کتنا بڑا بوجھ اتر گیا ہو۔

یااللہ شکر ہے آپکا۔۔۔ ہمارے لوئے بابا کی تکلیف کم ہوئی۔۔۔۔۔"

ہمارے سب سے شرارتی بچے، اللہ انکو اب کبھی انکی لارا سے دور نہ کرے"

مریم بی کی تو خوشی ہی چھپائی نہ گئی اور ہر فرد نے الگ الگ اس پر اللہ کا شکر کیا۔

لعلین سے بھی لئیق کا رابطہ تھا سو اسکی کال پر وہ مسکرا کر معذرت کرتی وہاں سے اٹھ کر کچھ دور آئی۔

"کیا ہوا؟ مانی ملی لئیق؟"

لعلین کے بے تابی سے پوچھنے پر وہ جو گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا تھا مسکرایا۔

"گیا ہے وہ سر پھرا اپنی مانی کو لینے، سب کو بولیں پریشان نہ ہوں۔۔۔۔۔"

"ہم مانی کو ساتھ ہی لے کر آئیں گے"

لئیق کی طرف سے تسلی بخش جواب پر خود لعلین کا سہما دل خوف سے آزاد ہوا۔

"یا اللہ آپکا شکر ہے، اوکے مگر اپنا اپنا خیال رکھنا دونوں۔۔۔ ہم سب شدت سے منتظر ہیں۔۔ جیسے ہی مانی مل جائے، اطلاع دینا لئیق ایزد" لعلین کی تاکید پر لئیق مسکرایا۔

"جی ٹھیک ہے"

لئیق نے کہہ کر رابطہ توڑا تو لعلین بھی مسکراتی ہوئی واپس ہال کی سمت بڑھ گئی۔

.._____..

"پھر آ گئے ہو تم؟ عزت راس نہیں ہے کیا؟"
مانی کی حالت ڈر ڈر کر اور رو کر بہت خراب تھی مگر پھر بھی آفتاب منصوری کے واپس آنے نے اسکے اندر دم ہارتی ہمت از سر نو دہکائی، دونوں گارڈز پھر سے دروازے کے پتھر بنے واپس اسی جگہ آ کر جم چکے تھے۔

"ہاہا۔۔۔ عزت ہے ہی نہیں تو اس کیا ہو گی۔۔۔۔ تمہارا زخمی شیر تو تھانے کی طرف گیا تھا یہی لیٹسٹ خبر ہے۔ ویسے بھی وہ یہاں تک کبھی نہیں پہنچ سکے گا۔ عجیب بات ہے، کہ بیوی غائب ہوئی اور وہ اسے ڈھونڈنے کے بجائے تھانے چلا گیا۔۔۔ چچ چچ تم ہی مری جا رہی تھی اس کے لیے بچاری"

آفتاب اسکے صبر سے برا کھیل رہا تھا، جبکہ آمنہ آفریدی خود کو صرف ایک ہی امید سے باندھے ہوئے تھی جواب باہر ڈھلتی شام کے سبب ٹوٹ رہی تھی، مانی کے فیس پر ہلکی ہلکی سوجن آنے لگی تھی جو سکن اور بریتھ انفیکشن کی نشانی تھی مگر اپنی پوری جان لگا کر وہ خود کو سنبھالے ہوئے تھی۔

"کیا تمہیں کوئی بیماری ہے؟ڈاکٹر بلاوں کیا"

واپس سامنے رکھی کرسی پر آکر بیٹھے آفتاب نے اسکی آنکھوں اور چہرے کی سوجن دیکھتے پوچھا تو مانی نے حقارت سے نظر پھیری کیونکہ اس شخص کا انداز زچ کرنے سا تھا۔

"دفع ہوج۔۔جاو۔۔۔۔م۔۔میرے شیری مجھے لینے ضرور آئیں گے پھر"

"تمہیں اپنے لیے کوئی ڈاکٹر ڈھونڈنے کی ضرور۔۔رت پڑے گی

مانی نے ہچکی سی بھرتے خود کو ہمت دی مگر آفتاب نے گردن موڑے اپنے آدمی کو اشارہ کیا جس پر وہ فوری اسکے قریب آئے رکا تو آفتاب نے اس سے

اسکی گن لی جسے دیکھ کر مانی کا پورا جسم کانپا کیونکہ آفتاب نے گن کی نلی مانی کے ماتھے سے ٹیک لی تھی۔

"شرافت سے بتادو نہ ورنہ تمہیں اس تکلیف سے نجات کے لیے مفت کا اوپر بھیجنا پڑے گا، تمہیں تکلیف دینے کی نیت تھوری ہے۔۔۔مر گئی تو میرے ہاتھ کیا آئے گا بے بی ڈال۔۔۔۔بتاو یہ تمہاری سانس کیوں رک رہی ہے، چہرہ کیوں سوجھ رہا ہے؟"

آفتاب کے اس درجہ زبردستی دھمکی دے کر پوچھنے پر مانی کی آنکھوں سے مزید آنسو ٹپکے مگر ساتھ ہی ہوتی ہوائی فائرنگ پر جہاں آفتاب کے ہاتھ کے طوطے اڑے وہیں مانی کو لگا ڈوبتی سانس یکدم بحال ہوئی ہو، پیروں کی مٹی کی دھول اڑاتا ہوا آدمی بیسمنٹ کی طرف دوڑا تو خود آفتاب بھی بوکھلا کر اٹھ کھڑا ہوا اور پلٹا۔

"سر۔۔۔۔۔۔۔فارم ہاوس کو پولیس نے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے"

اسکی اطلاع پر جہاں آفتاب کو مرچ لگی وہیں مانی کی آنکھیں مسکرائیں۔

اب تم یہ سوچو کہاں کہاں مرہم لگاوگے منحوس۔۔۔میرے شیری"

"تمہیں تمہاری نانی یاد دلوائیں گے اب

مانی نے اس زخمی درندے کے زخموں پر نمک چھڑک کر قہقہہ لگایا جس پر وہ اسکا منہ ضرور توڑتا مگر اس وقت باہر برپا ہوئے قہر سے نمٹنا ضروری تھا سو وہ تیزی سے گن لوڈ کرتا باہر بڑھا جبکہ مانی کا دل جلد از جلد بس شہریار جدون کو اپنے پاس دیکھنے کو بے قرار تھا۔

....★☆☆☆☆☆★....

"اسے یہاں کا کیسے پتا چلا؟ کیسے؟"

بیسمنٹ سے نکل کر فارم ہاوس کی طرف تقریبا بھاگنے کے انداز میں بڑھتے ہوئے، آفتاب کی دھونس بھری مخدوش دھاڑ فارم ہاوس کے در و دیوار سے ٹکراتی گونجی مگر کسی آدمی کے پاس جواب نہ تھا اور فائرنگ کی قریب تر آتی آواز پر آفتاب کو جان کے لالے پڑتے محسوس ہوئے، اسی لمحے ٹوکیو کی آمد پر آفتاب منصوری نے اسکی طرف بھی سپاٹ چہرہ جمائے دیکھا مگر شاید اسکے پاس بھی کوئی بری خبر ہی تھی۔

"سر۔۔۔ صوفیہ کا اونر لئیق ایزد، اس لڑکی کا بھائی ہے۔۔۔ یعنی بھجت اور لئیق کزن ہیں دونوں۔۔ یہ بات مجھے بھی تھوڑی دیر پہلے ہی پتا چلی۔ ہو سکتا ہے وہیں سے آپکا نمبر ٹریس کیا گیا ہو کیونکہ بیرو کو تو میں نے یہاں آنے سے روک دیا تھا کہ اس یونی کے چوکیدار کے تھرو کہیں وہ انسپکٹر یہاں تک نہ پہنچ جائے"

اس پہلے سے سرتاپیر تلملاتے آفتاب کو ٹوکیو نے جب یہ سب بتایا تو آفتاب منصوری کے چہرے کا رنگ بھی لمحے میں فق ہوا۔

"ک۔۔کیا کہہ رہے ہو، میرے محسن کی بہن ہے یہ۔۔۔۔یا خدا، میرے ہاتھ ٹوٹ جائیں۔۔۔۔۔کیسے کر سکتا ہوں میں یہ کمظرفی۔۔۔۔۔۔

مطلب اپنے دشمن کو اب میں تکلیف بھی نہیں دے سکا۔۔۔۔آہ آفتاب

"آہ۔۔۔۔یہ کیا ہو گیا

آفتاب منصوری کا دل شرمندگی اور بے بسی سے پھٹ پڑا جس پر ٹوکیو نے بھی ندامت سے سر جھکائے افسردگی کا اظہار کیا۔

"سر، لیکن ہم شہریار جدون کو بخش بھی نہیں سکتے۔ تنظیم آپکی لاش تک غائب کروادے گی۔۔۔۔اور وہ آپکا سسر ویسے ہی کتوں کی طرح آپکو اور عدن کو کاٹ کھانے کے در پر تلاش کروا رہا ہے۔۔۔۔ایسے میں تنظیم سے بغاوت کر کے آپ اپنی رہی سہی حفاظت بھی داو پر لگا بیٹھیں گے۔۔یہ مت بھولیں کے آپکے سسر کی تنظیم سے بہت اچھی سلام دعا ہے، وہ مل گئے تو آپکو بہت بری موت دیں گے"

فائرنگ دونوں طرف سے برابر جاری تھی، ماحول پر سنسنی اور جمود چھایا تھا جبکہ آفتاب منصوری کو نرم پڑتے دیکھ کر اسکے خاص ساتھی ٹوکیو نے سمجھانے کی جسارت کی تو آفتاب نے کن پٹی کو انگلیوں کی پوروں سے دبایا، اس وقت تمام حسوں نے اسکا ساتھ چھوڑ دیا تھا، خالی و ویران نظروں سے اس نے ٹوکیو کو دیکھا۔

"کیا کروں پھر، اپنے محسن کی بہن کو بیوہ کر دوں؟ میں مر تو جاوں گا ہی مگر اپنی بچی کو مرتا نہیں دیکھ سکتا، میری عدن اس لئیق ایزد کے پاس ہی محفوظ رہ سکتی ہے ٹوکیو۔ مجھے لگتا ہے جس بے بسی سے میں نے ہارون کو مرنے پر مجبور کیا، اس سے دگنا برا انجام میرا ہو گا۔ ہارون کی ناحق موت مجھے جلد نگل لے گی۔۔۔ اگر میں پھنس جاوں کبھی تو تمہیں اجازت ہے ٹوکیو کہ تم میری بنا سوچے جان لے لو، یاد رکھنا یہ تم پر ذمہ داری عائد ہے۔ میں شہریار سے نمٹتا ہوں تم آمنہ آفریدی کے ہاتھ پیر کھولے اسے عزت سے باہر لے کر آو"

آفتاب منصوری کی آنکھوں میں تکلیف تھی اور ٹوکیو اسکے حکم کا پابند
فرمابرداری دیکھائے اسکی آخری دردناک گزارش پر تکلیف بھری ہامی
بھرے وہاں سے ہی پلٹا جبکہ آفتاب نے اپنے باقی لوگوں کے ہمراہ گن لوڈ
کی اور تیزی سے فارم ہارس کے داخلی دروازے کی طرف بڑھا مگر خود نکلنے
سے پہلے اس نے اپنے آدمی کو باہر بھیجنے کا فیصلہ کیا۔
تم باہر جاو اسے اسے کہو فائرنگ روکے، ہماری طرف سے بھی فوری"
"جوابی یلغار کا جواب رکنا چاہیے۔۔جاو
آفتاب کی تاکید پر اسکا آدمی بپھری موج بنا باہر نکلا اور جب گن ہوا میں لہرا
کر دروازے کی سمت سے اندر بڑھتے شہریار کو اشارہ کیا تو شیری نے اپنی
گن نیچے نہ کی مگر شان اور باقی اہل کاروں کی نیچے کروائی، آفتاب منصوری
کے لوگوں نے بھی فائرنگ فوری روکی۔
کہاں ہے تمہارا وہ بزدل خبیث مالک۔۔۔اسے کہو کہ اپنے کتے باہر بھیجنے"
"کے بجائے خود باہر آئے

شہر یار جدون کی گرج دار، حقارت سے لپٹی دھاڑ کر وہ آدمی زرا سہم کر اسکی تنی گن کے سامنے آکر رکا۔

"آرہے ہیں، تم گن نیچے کرو پہلے"

اس آدمی کے زچ کرنے پر شیری نے ہاتھ بڑھاتے ہی اسکی گردن دبوچی جس پر آفتاب کے سب آدمیوں نے واپس گنز تانیں، مگر شیری کو اسکی گردن مجبورا بنا مڑورے ہی چھوڑنی پڑی کیونکہ اسے بھی فالتو کے کباڑ اور کچرے سے منہ ماری کرنے کا شوق نہ تھا۔

اسے کہو شہر یار جدون کی گن اسکی اوقات طے کر ہی نیچے ہو گی۔۔۔اگر تم سب اپنی سلامتی چاہتے ہو تو گنز نیچے کر لو ورنہ ایک ایک کو بھون ڈالوں گا"

شہر یار کا اشتعال آمیز لہجہ سب پر خونخوار نگاہ گاڑے مزید تیز ہوا جس پر سب نے کچھ سوچتے ہوئے اپنی گنز واپس نیچے کیں۔

جبکہ دوسری طرف مانی حراساں نظر سے ٹوکیو کو دیکھ رہی تھی جس نے پہلے اسکی رسیاں کھولیں اور بنا اس پر نظر ڈالے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔

"آجاو باہر، تمہاری قید ایک مہربان جان پہچان کے صدقے ختم کی جارہی ہے۔۔۔۔۔۔ شکر کرو کہ اس جہنم سے بنا کوئی نقصان پائے واپس جارہی ہو"

مانی کو اسکی بات مسلسل بگھڑتی طبعیت کے سبب سمجھ تو نہ آئی مگر وہ اسکے سرد اشارے پر شرافت سے کرسی سے اٹھ کر گہرا سا سانس کھینچے باہر نکلی۔ کچھ دیر کی مسافت طے کرنے کے بعد آفتاب منصوری کو فارم ہاوس کے انٹرنس میں کھڑا دیکھ کر مانی نے اسکو خونخوار نظروں سے گھورا۔

"جاکر اسے کہو کہ معاملہ صلح صفائی سے نمٹانا چاہتا ہوں، مجھے چھوڑ دے اور بدلے میں اپنی بیوی لے لے"

آفتاب کو ٹوکیو سے بات کرتے دیکھ کر مانی کو صدمہ سا ہوا، اس آدمی کا یکسر الگ روپ دیکھ کر وہ واقعی سر تا پیر گھومی جبکہ ٹوکیو، آفتاب کے حکم پر فارم ہاوس سے باہر نکلا تو شیری نے اپنی گن، زمین پر پڑے سسکتے بلکتے اس آدمی سے ہٹائے اس پر جمائی مگر وہ بنا خوف و خطر آکر شہریار کے سامنے رک گیا۔

"اپنی بیوی لو اور چپ چاپ یہاں سے چلے جاو، اگر کوئی فساد مچایا تو تمہاری بیوی کو ختم کر دیا جائے گا۔۔۔۔۔۔"

ٹوکیو کے کہنے کی دیر تھی کہ شہریار نے اس بار کسی کی پرواہ کیے بنا ٹوکیو کی گردن دبوچے ایک ہی گھونسے سے زمین پر پٹخایا اور شہریار اسکو مار مار کر ہی دنیا سے چلتا کر دیتا اگر مانی کی چیخ پر اسکی توجہ نہ ہٹتی۔

فارم ہاوس کی روش کی جانب آفتاب کھڑا تھا جس نے مانی کی کلائی پکڑے اپنی گن اسکی کن پٹی سے جوڑ رکھی تھی، اس آدمی کی آنکھوں سے ٹپکتا سرور اور مانی کو اس طرح چھونا، دونوں ہی شہریار کے وجود میں انگارے

بھر گیا، مانی تو شیری کو دیکھتے ہی رو دی، اور اس درجہ برا روئی کہ اسکی سانس اکھڑ کر رہ گئی۔

"ہاتھ ہٹا اپنا اس سے مردود۔۔۔۔ ورنہ مر جائے گا میرے ہاتھوں"

شہریار کی ڈھاڑ پر وہ آگے سے ڈھیٹائی سے کھسیانی ہنسی ہنسا اور مانی کا ہاتھ مزید مضبوطی سے جکڑا جس پر وہ ہچکیاں بھرتی مزاحمت کیے اس سے اپنی کلائی چھڑوانے لگی۔

تو کیا موت کو مزاق سمجھتا ہے شہریار جدون؟ موت مزاق نہیں"

ہے۔۔۔۔۔ تیرے لیے ہارون کی قبر اس بات کا ثبوت ہے۔۔۔۔۔ لگتا ہے تجھے اپنے انتقام کے بیچ یہ لڑکی بھی عزیز نہیں رہی۔۔۔۔ ایسے کرے گا تو تیری اس پیاری بیوی کو جہاں جہاں میرا ہاتھ چھو رہا ہے وہاں منہ بھی لگ سکتا ہے"

آفتاب کی کمینگی بھری تنبیہہ پر شہریار نے حقارت سے اسے دیکھا اور پھر اسکے ہاتھ کو جس نے مانی کی بازو جکڑ رکھی تھی جبکہ مانی کی حالت اس پر تو

واقعی ٹھیک نہیں رہی تھی یہ وہ اسکی بھیگتی ڈری سہمی آنکھیں دیکھ کر ہی جان چکا تھا۔

"چھوڑ دے اسے، ورنہ ہاتھ سے محروم ہو جائے گا۔۔۔اتنی ہمت ہے تو مجھ سے براہ راست مقابلہ کر بزدل بگھوڑے، موت کی حقیقت ثبوت کے ساتھ تجھے نہ سمجھائی تو میرا نام بھی شہریار جدون نہیں"

آگ کو مات دیتا لہجہ لیے شہریار نے بپھر کر کہا مگر آفتاب الٹا اسے یوں سلگتا دیکھ کر محظوظ ہوئے ہنسا جبکہ مانی کو لگا اس منہ ماری کے بیچ وہ ضرور سانس لینے میں ہار بیٹھے گی، اسے شیری کا چہرہ دھندلاتا ہوا محسوس ہوا، شیری آہستہ آہستہ قدم اٹھائے ان دو کی طرف بڑھ رہا تھا۔

"چچ چچ بہت جل رہی ہے تیری۔۔۔بچارا۔۔۔۔۔میرا تجھ سے انتقام اسی لمحے پورا ہوا۔۔۔۔اب تجھے آفر دیتا ہوں کہ اپنی یہ بیوی لے اور بنا پیچھے مڑے چلا جا یہاں سے کیونکہ اگر تو نے بپھرنے کی نیت بھی کی تو ہم دو تو

مریں گے، تیری یہ معصوم بیوی بھی روندی جائے گی۔۔۔۔۔۔یہیں
"دشمنی ختم کرتے ہیں، تواب مجھے نہیں جانتااور میں تجھے۔۔۔۔۔۔۔۔
اس آدمی کی یہ سب باتیں شہریار کے جسم میں لہو کو تپا چکی تھیں، اگر لئیق نے اسے بے بس نہ کیا ہوتا تو وہ اس منحوس کے جبڑے چیڑ کر ہی جاتا۔
"چھوڑا سے۔۔۔۔۔۔پھر سوچتا ہوں تجھے چھوڑنا ہے یا دفنانا ہے"
شہریار اس درجہ تحمل کا ہر گز عادی نہ تھا مگر اس وقت یہ ضروری تھا کیونکہ مانی کے آنسو نہ اس سے برداشت تھے نہ وہ خوفزدہ سے اسے بھلی لگ رہی تھی اوپر سے اس لڑکی کا اٹکتا، ٹوٹتا ہوا سانس شہریار کا دل بھی مٹھی میں لے چکا تھا۔
ہاہا۔۔۔سیاست دان تو میں ہوں، سیاسی ڈیل تو کر رہا ہے۔۔۔۔جیسے میں" تجھے جانتا نہیں۔۔۔۔اپنے لوگوں کو پہلے باہر بھیج، اپنی گن پھینک، پھر تجھے
"یہ لڑکی ملے گی

آفتاب کی شیطانیت اور اس دھمکی پر شہریار نے چار و ناچار فارم ہاوس کو گھیر لیتے تمام لوگوں کو ایک خفیہ سا اشارہ کیا جس پر سب ہی اپنی گنز سمیت فوری باہر نکلے مگر یہ صرف ایک چال تھی البتہ شان نے اپنی گن فورا پینٹ کی پچھلی طرف گھسائے اپنے قدم وہیں جمائے رکھے۔

"چل چھوڑ اب اسے"

شیری نے اپنی گن بھی وہیں زمین پر پھینکی جس پر آفتاب نے قہقہہ لگاتے ہوئے مانی کی نا صرف کلائی چھوڑی بلکہ اسے جس طرح دھکا دے کر شہریار کی طرف دھکیلا، وہ لڑکھڑاتی ہوئی سیدھا شیری کے سینے جا لگی، سر تا پیر کانپتی ہوئی وہ بس ہچکی سی بھرتے ہی بے جان سی ہو گئی، اپنی ایک بازو مانی کے گرد لپیٹتے ہی شان نے اپنی گن ایک سیکنڈ میں شیری کی طرف پھینکی اور شہریار نے بروقت کیچ کی اور بنا کوئی مہلت دیے ٹھیک گولی آفتاب کے اسی ہاتھ میں ٹھوکی جس سے اس نے مانی کو پکڑا تھا، خون کا فوارا سا آفتاب کے ہاتھ سے پھوٹا جبکہ اسکے حلق سے اس درد و تکلیف کے سبب دلخراش دھاڑ

بلند ہوئی، اسکی اپنی گن اس کے ہاتھ سے گری جسے بروقت پیر سے پرے کرتا شان اسے اٹھا کر اسی بلکتے ہوئے مردود پر تان چکا تھا، ٹوکیو بھی وہیں زمین پر پڑا اکھڑے سانس بھر رہا تھا۔

باہر جاتے تمام شہریار کے لوگ تیزی سے واپس اندر بڑھے اور ایک منٹ کے اندر اندر آفتاب منصوری کا ہر آدمی موت کی گھاٹ اترا یہاں تک کہ شان نے اس زمین پر سسکتے بلکتے ٹوکیو پر رحم کھائے فی الحال بخشا جبکہ گولی کے شدید درد پر آفتاب بلبلاتا ہوا زمین پر پن پانی کی مچھلی پھڑ پھڑا کر چیخا، مانی کے بے جان ہونے شہریار کا دل الگ روکا۔

"اب حساب برابر ہوا آفتاب، تیری آنکھیں بھی نوچ کر نکالتا جس سے تو نے میری بیوی کو دیکھنے کی جرت کی، لیکن وہ تیرے پاس احسان کیے چھوڑ رہا ہوں تاکہ تو ان سے اپنی بربادی دیکھے۔۔۔۔۔"

شہریار نے پیر کے ٹھڈے سے آفتاب کے منہ پر پنچ مارا اور خود مانی کے اکھڑتے سانس پر وہ شان کو پورا فارم ہاوس سیل کرنے کا حکم دیتا اسے اپنی

بازووں میں اٹھائے باہر نکلا تو بلیک ڈائمنڈ کی سیاہ فوج حملے کے لیے راستے میں تیار تھی۔

"کیا ہوا۔۔۔مانی ٹھیک ہے نہ؟"

شہریار کی بازووں میں بے سدھ مانی کو دیکھے لئیق نے پریشانی کے سنگ رک کر پوچھا۔

ڈر گئی ہے، میں نے اپنا کام کر دیا ہے۔۔۔۔اسے ہوسپٹل لے کر جانا" ضروری ہے۔۔۔اب وہ کمینہ تمہارے حوالے۔۔۔۔لیکن اسے موت

"لازم ملنی چاہیے یاد رکھنا ورنہ میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا بلیک ڈائمنڈ کو تاکید و تنبیہہ ساتھ کیے وہ تیزی سے اپنی گاڑی کی طرف بڑھا، مانی کو فرنٹ سیٹ پر ہی بٹھائے سیٹ بلیڈ باندھا اور دوسری طرف سے آکر فوری ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی، اس لڑکی نے ہوش گنوا کر شہریار کی دنیا بھی دہلا دی تھی۔

"میں تمہیں کچھ نہیں ہونے دوں گا مانی، میری زندگی ہو تم"

اس لڑکی کا بے جان پڑتا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر آزاردگی سے چومتا وہ اپنی آنکھ سے ٹپک پڑا بے درد آنسو رگڑے فوراً سیدھا ہوا اور اپنا سیٹ بلیڈ باندھتے ہی گاڑی سٹارٹ کی اور ہوسپٹل کی طرف بڑھائی جبکہ آفتاب منصوری زخمی حالت میں بلیک ڈائمنڈ کے سپرد کر کے شان بھی اپنے لوگوں کے ساتھ وہاں سے رخصت ہو گیا اور اب پورے فارم ہاوس پر بلیک ڈائمنڈ کے لوگوں کا قبضہ تھا۔

آفتاب تو ہاتھ پر لگی گولی سے ہی صدمے میں جا چکا تھا مگر لئیق اسکے ہوش میں خود ہی آنے کا منتظر تھا تاکہ اگلا سرپرائز وہ اسے خود دے سکے۔

.._____..

ٹوکیو اور آفتاب، بلیک ڈائمنڈ کی نا صرف کسٹڈی میں آ چکے تھے بلکہ جلد انکو بلیک ڈائمنڈ کی جہنم میں لے جایا جانا تھا، آفتاب کے ہاتھ کی مرہم پٹی لئیق

نے بھی نہیں کروائی تھی بلکہ وہ کافی دیر سے اسکے سر پر کرسی گھسیٹ کر ٹانگ پر ٹانگ جما کر بیٹھا، اسکے ہوش میں آنے کا منتظر تھا۔

پورا فارم ہاوس لئیق نے سیل کروا دیا تھا۔

یکدم ہی آفتاب کے سسکنے پر لئیق کی بلیک ڈائمنڈ کے سپیشل ماسک کے پیچھے سے جھانکتی مشتعل آنکھوں میں غصہ اترا جبکہ خود آفتاب کی بھی جب آنکھ کھلی تو ہاتھ سے اٹھتے درد کو اس ماسک نے بھلا کر رکھ دیا، بلیک ڈائمنڈ کی ایک ہی نشانی تھی تبھی اسے دیکھ کر آفتاب کا چہرہ خوف سے سفید پڑا۔

"ت۔تم کون ہو؟ یہاں کیسے آئے"

زمین پر پڑے پڑے ہی وہ منمنایا، اسکی آواز کا اتار چڑھاو، سر پر بیٹھے اس شخص کی وہشت سے لرزا۔

میں؟ میں شاید تمہاری موت ہو سکتا ہوں آفتاب منصوری۔۔۔۔۔وہ" انسپکٹر تو پتا نہیں کیا سوچ کر تمہیں چھوڑ گیا پر اچھا ہوا مجھے میرا شکار زندہ مل گیا۔۔اب کوئی آخری خواہش ہے تو بتا دو شاباش"

لئیق کے لہجے کا سکون اس شخص کا چین ضرور غارت کر گیا تبھی تو آفتاب منصوری کا پورا وجود تھر تھر کانپا۔

"ت۔۔تم بلیک ڈائمنڈ ہو نہ۔۔۔۔۔ منحوس۔۔۔۔وہ گیا تو تم میرے پیچھے پڑ گئے۔۔۔۔دیکھو مجھے چھوڑ دو، ورنہ مارے جاو گے۔۔۔۔"

آفتاب اس سے خوفزدہ اٹھ کر پرے سرکا تبھی لئیق نے اسے گریبان سے پکڑ کر جھٹکا دے کر اٹھایا اور خود بھی اٹھ کھڑا ہوا جس کے سبب اس کو اپنے ہاتھ سے ناقابل برداشت ٹیسیں اٹھتی محسوس ہوئیں تبھی حلق سے دلخراش چیخ نکلی۔

"اچھا! پر تمہارے تو سارے آدمی مارے جا چکے ہیں۔ یہ ایک ٹوکیو بچا ہے پر لگتا ہے اسکی بھی آخری سانسیں چل رہی ہیں۔ تم سے اس انسپکٹر کا کیس چھینا میں نے، مجھے مناسب نہیں لگا تم جیسے لچے لفنگے کے پاس اتنا اہم معاملہ رہے۔۔۔اب تم مجھے یہ بتاو کہ اس تنظیم نے تمہیں کس مقصد کے لیے یہاں بھیجا ہے؟ میں جانتا ہوں شہریار سے تمہارا ذاتی اختلاف رہا ہے لیکن

اپنے ملک کوان مردودوں کے آگے بیچ کر تم نے اگر اپنی ذاتیات کو تسکین
"دی ہے تو تم اسکے کم اس ملک کے گناہ گار زیادہ ہو
آفتاب اسکا گھن گرج رکھتا لہجہ اور انداز دیکھ کر حیرت زدہ تھا کہ بلیک
ڈائمنڈ تو اسکی رگ رگ سے واقف ہے، پورے وجود میں درد کے سنگ
خوف کی لہریں سی سرائیت کر رہی تھیں۔
"د۔۔دیکھو میں کسی تنظیم کو نہیں جانتا بلیک ڈائمنڈ۔۔۔میں بس شہریار
اور ہارون سے اپنی زلت کا بدلا لے رہا ہوں۔ان دو خبیثوں نے مجھے
میرے دوست کا قاتل قرار دیا تھا۔۔۔۔م۔۔میں اور کچھ نہیں
جانتا۔۔۔۔میں نے ہارون کو کسی کے کہنے پر نہیں مارا بلکہ خود مارا
ہے۔۔۔۔اور شہریار کو بھی م۔۔میں خود مارنا چاہتا تھا پر عین وقت پر اسکی
بیوی میرے مسیحا کی بہن نکل آئی اور قسم سے اب تو میں نے شیری کو بھی
"بخش دیا۔۔۔۔۔میرا کسی تنظیم سے کوئی تعلق نہیں

آفتاب کے منہ سے نکلا یہ انکشاف اک لمحہ لئیق کے دل کو غمگیں سا کر گیا اور تبھی لئیق کو اپنے نرم پڑتے دل کو سمجھا کر سخت کرنا پڑا کہ اس وقت وہ لئیق ایزد نہیں، ان جیسے غلیظ غداروں کی موت ہے جسکے دل میں رحم نامی کوئی جذبہ نہیں۔

"اچھا۔۔تو پھر علیش نے جو شہریار جدون کو بیان دیا ہے تنظیم کے خلاف۔۔اسکی رپورٹ ہم تک پہنچ چکی ہے، علیش نے مرنے سے پہلے اسے دھمکایا تھا کہ تنظیم اسے کاٹ ڈالے گی۔۔۔وہ کیا تھا، علیش کے ساتھ تمہارے روابط اور گٹھ جوڑ کی پوری تفصیل ہے میرے پاس۔اس لیے دوبارہ اگر تم نے جھوٹ گڑنے کی کوشش کی تو میں تمہارے جسم کی چمڑی ادھیڑ دوں گا، سیدھے طریقے سے بتاو کے یہ سب شروع کہاں سے ہوا۔۔۔۔تم، ہارون اور مائل کریزگی کیسے مہرے بنے اس سب کے" لئیق نے اس بار اپنے غیض و غضب کی بھرپور جھلک دیکھاتے آفتاب کے حواس اسکی گردن پر پکڑ رکھتے ہاتھ پر دباو دیے جنجھوڑے جبکہ جس طرح

لئیق نے اسکی گردن دبوچ رکھی تھی، آفتاب منصوری سے سانس لینا مشکل تھا لیکن وہ زمین پر حرکت کرتے ٹوکیو کی طرف دیکھ رہا تھا جیسے اس سے کچھ اشارے میں کہہ رہا ہو اور تبھی ٹوکیو نے ایک لمحہ لگائے اٹھ کر اپنی گن پتلون سے نکال کر سیدھا آفتاب کو گولی ماری جو لئیق کے بروقت اپنے ساتھ اسے بھی گھسیٹ کر پرے دھکیلنے پر اسکے پیٹ میں جا گھسی جبکہ لئیق کے ہی آدمی نے ٹوکیو پر جوابی فائر کیا جس پر وہ وہیں چند سانسیں بھرے ہچکی لیتا دم توڑ گیا البتہ لئیق کے لیے آفتاب کا یوں مرنا سراسر نقصان تھا تبھی اسکے پیٹ پر لگتے وار نے اسے کچھ حوصلہ دیا۔

یہ انکے کام کرنے کا انداز تھا کیونکہ ٹوکیو کو یہی ہدایت تھی کہ اگر کبھی آفتاب منصوری اس صورت حال میں بے بس ہو جائے تو اسے کسی طرح بھی کر کے بلیک ڈائمنڈ کے شکنجے میں پھسننے نہ دیا جائے اور ضرورت ہو تو اسے مار دینے تک کی اجازت تھی اور ٹوکیو نے یہی کرنا چاہا مگر بلیک ڈائمنڈ کی بروقت اپنائی حکمت عملی کے سبب نہ صرف ٹوکیو کا کھیل ختم ہوا بلکہ

اسے امید تھی کہ آفتاب بھی بچ جائے گا، یہ فارم ہاوس سیونہ تھا سوبلیک ڈائمنڈ کی طرف سے جلد یہ ایریا چھوڑنے کے آڈرز کے ساتھ آفتاب کو ریکسو کرتے ہوئے اسکے اندر گراونڈا نفیسٹیگین سیل میں پہنچانے کے احکامات جاری ہوئے اور اس پر جلد ہی عمل درآمد بھی کر لیا گیا۔

لئیق نے سبکو کال کر مانی کی خیریت پہنچادی تھی لیکن سب پھر بھی پریشان تھے مگر اس وقت اسکی سبکو تاکید یہی تھی کہ مانی کو شیری کے پاس ہی رہنے دیا جائے۔

..._____..

ڈاکٹر کے روم سے نکلنے پر شیری بیقرار سا انکی طرف بڑھا، چہرے پر خزن و غم کے پہرے تھے۔

"میری وائف ٹھیک تو ہے؟"

شہریار کی بے چینی پر ڈاکٹر نرم سا مسکرائے۔

"مانی ٹھیک ہے بس کچھ انفکیشن ہوئے ہیں۔آکسیجن کی کمی کی وجہ سے لیکن اب وہ خطرے سے مکمل باہر ہے، آج اگر ہم اسے یہیں رکھ لیں تو زیادہ بہتر ہے کیونکہ لاپرواہی سے اسکی الرجی بڑھ نہ جائے۔ باقی تم مل سکتے ہو وہ ہوش میں آگئی ہے"

ڈاکڑ طارق، بابا کے ہی دوست تھے اور تبھی شیری کو اس وقت انہی کا خیال آیا تھا، مانی ٹھیک تھی یہ شہریار کے ڈوبتے دل کو بحال کرنے کے مترادف تھا۔

"تھینک یو سو مچ انکل"

شیریار نے مشکور ہوئے کہا تو وہ مبہم سا مسکرائے اور اسکی رخسار تھپکاتے وہاں سے نرس کے ہمراہ چلے گئے جبکہ وہ جو سر بیڈ کراون سے ٹیکے کمرے کو تھکی تھکی آنکھوں سے تکنے میں مصروف تھی، شیری کو دیکھ کر اسکی اداس آنکھوں میں چمک اتری۔

"شیری"

مانی کی چہکتی پکار پر وہ بھی اذیت سے مسکرایا اور اسکے پاس آکر رکے بے اختیار جھکا اور پہلے مانی کی جبین چومی اور بیٹھتے ہی مانی نے خود ہی مسکرا کر اپنا ہاتھ شہریار کے ہاتھ میں تھمایا، جسے اس شخص نے بنا ہچکچاتے ہونٹوں سے لگایا، اپنے لیے اس شخص کو تڑپتا دیکھ کر مانی کی متورم آنکھوں میں زندگی سی چمکی لیکن تکلیف نے دونوں کی آنکھوں میں سرخی سمیٹی، وہ مزید قریب ہوا تو وہ سانس کھینچتی رونا بمشکل روکے اپنی آنکھیں اٹھا سکی جن سے آنسو بے ارادہ ٹپکے، جس پر شہری نے اسکے چہرے کو تھامے وہ سارے آنسو سمیٹے اور اسکے سرخ پڑتے ہلکی سی سوجن میں ڈوبے رخسار کو پیار سے چوما۔

ڈرا دیا تھا تم نے آمنہ آفریدی، زرا سی دیر میں مر جھا گئی تم۔۔۔۔ٹھیک" ہو تم؟"

اپنے لیے وہ اسے ڈراتو بنا کہے بھی جان چکی تھی تبھی ٹیک چھوڑ کر بیٹھتے ہی شہریار کے گرد بازو پھیلائے اسکے سینے میں سمٹی، اس لڑکی کا سانس لیتا وجود، اس وقت شہریار کو عافیت کا کل جہاں لگا۔

"نہیں۔۔۔ڈر تو میں گئی تھی، کہ پتا نہیں کیا قیامت آگئی ہے۔۔۔۔ایک لمحہ تو لگا آج سچ میں مر جاوں گی شیری۔۔۔۔لیکن یہ بھی پتا تھا آپ مجھے اکیلا نہیں چ۔۔ چھوڑ سکتے۔۔۔۔"

ابھی بھی وہ ہلکے بخار میں مبتلا تھی، پورا جسم اسکا گرمائش اگل رہا تھا اور آواز بہت بھاری جیسے دقت سے حلق سے نکلی ہو، اسکے سسک پڑنے پر شیری نے اسے خود میں مزید شدت سے بسایا۔

"کچھ نہیں ہوا، سب ٹھیک ہو گیا ہے۔۔۔۔ریلکس۔۔۔وہ سب مت سوچھو۔۔۔۔یہ تم اتنی بیمار کیسے ہو گئی۔۔۔۔۔اگر یقین تھا میں آوں گا تو ایک بھی آنسو کیوں بہایا۔۔۔۔تم یونہی مار ڈالو گی خود کو مانی۔۔۔۔کیا کروں میں تمہارا پاگل لڑکی"

اسکے بالوں میں نرمی سے ہاتھ پھیرے مانی کے رہے سہے خوف کو ختم کیا تو وہ خود ہی اسکے سینے سے الگ ہوئی، اسکی سرخ سوجن میں ڈوبی آنکھوں میں خوشی صاف صاف درج تھی مگر شیری سے اسکا یہ نڈھال وجود اور چہرہ ہر گز سہانہ گیا، وہ اسکے پیار بھرا ڈانٹنے پر اسکی گردن میں چہرہ چھپا لیتی نم آنکھوں سے مسکرائی۔

آئی مس ی۔۔یو سو مچ۔۔۔۔اس نے اچھی باتیں نہیں کیں۔۔ڈرایا"

"مجھے۔۔۔۔۔اب میں ٹھیک ہو جاوں گی، آپ نے مجھے پیار جو کیا

اس لڑکی کا اس وقت یہ سب حسرت و تاسف کہنا شیری کی آنکھوں میں سرخی سمیٹ لایا تبھی تو اسکے یہ سب کہنے پر وہ اسکے نڈھال ہونے کے باوجود اسکی ملائم سلوٹوں والے خشک ہونٹوں کو محبت بھری نرمی سونپ کر اسے واپس اپنے سینے سے لگا گیا، کتنی ہی دیر مانی نے بھی کوئی مزاحمت نہ کی مگر اس آدمی کو لگتی گولی کا دھندلایا سا منظر یاد آنے پر وہ ہونٹوں پر خوف سے زبان پھیرتی اس کے حصار سے نکلی۔

مجھے چھونے پر آپ نے اس گندے کا ہاتھ مفلوج کر دیا؟ اگر اس"

"ن۔۔نے مجھے کوئی بیڈ ٹچ کر دیا ہوتا تو؟

مانی کی آنکھوں کے سامنے سے اس آدمی کا لہولہان ہاتھ اور زلت ہٹ نہ پائی تو وہ حراساں نظروں سے شیری کو دیکھتے بولی جس پر شہریار نے اسے خفگی سے گھورا۔

"جو ہوا نہیں اس کے متعلق بات بھی کیوں کر رہی ہو، خاموش ہو جاو"

وہ اس کے پہلے ہی بیمار پڑنے پر پریشان تھا اوپر سے لڑکی آزمانے کے لیے موقع محل بھی نہیں دیکھتی تھی۔

"ب۔۔بتائیں نہ شیری؟"

وہ اسکا پھیرا چہرہ اپنی سمت موڑے ضد پر اتری۔

تو اسکے اتنے ٹکڑے کر دیتا، کہ شمار کرنا ناممکن ہوتا۔ تمہیں اب کوئی"

چھوئے بھی یہ برداشت نہیں ہے، اب آرام کرو۔۔۔آج یہیں روکا ہے

"ڈاکٹر نے

اول جملے شدت سے تیز لہجے میں کہے وہ مانی کی بھیگ پڑتی آنکھوں کے سبب خود ہی اسے واپس ٹیک لگوائے اٹھنے لگا تو مانی نے اسکا مضبوط ہاتھ جکڑا جس پر شیری کو واپس بیٹھنا پڑا کیونکہ مانی جب سے جاگی تھی اسے بیک پین شروع تھا جو اسکے لیے اچھا سائن نہ تھا۔

"م۔۔مجھے یہاں نہیں رہنا، مجھے گھر جانا ہے۔۔۔۔پلیز شیری مجھے خود سے دور نی کریں ابھی۔۔۔۔۔یہاں ڈر لگ رہا ہے، وہ نرس پھر سے انجکشن لگائے گی، اسکا ہاتھ اتنا گندا ہے، ایسے لگا کسی نے میری بازو میں کیل گاڑ دیا ہو۔۔۔م۔۔مجھے نہیں رہنا ادھر۔۔۔۔۔آئی ہیٹ ہوسپٹل"

وہ بچوں کی طرح انجکشن پر جس طرح روئی، اتنی سنجیدہ اور کشیدہ صورت حال میں بھی شیری مسکراہٹ روک نہ سکا، مانی نے اپنی بازو بھی جس طرح مظلومیت سے اسے دیکھائی، شیری کو مزید ترس آیا کیونکہ واقع مانی کی بازو پر ریڈنس آچکی تھی کیونکہ نرس کا ہاتھ بہت بھاری تھا دوسرا مانی کو یہاں رکنا بھی بے چین کر رہا تھا۔

" تو تم چاہتی ہو انجکشن میں لگاوں؟"

شیری نے اس سے اعتراض کی جڑ پوچھی مگر وہ ساتھ ہی آنکھیں رگڑے سر نفی میں ہلا گئی۔

" یہاں کنفرٹیبل نہیں ہو؟"

مانی نے اس بار سر کو آہستگی سے اثبات میں ہلایا۔

"کیوں؟ کوئی پریشانی؟۔۔۔۔۔کچھ پرابلم ہے تو مجھے بتا سکتی ہو"

اسکے آنکھیں جھکانے ہر شیری کو اسکی گھبراہٹ محسوس ہوئی تو وہ لہجہ نرم رکھے پوچھتے بولا۔

کچھ پرسنل ہے ن۔نہ شیری۔۔۔بس مجھے گھر جانا ہے، کچھ باتیں صرف "

"لیڈیز کے پیچ ہوتی ہیں۔۔۔۔آپکو نہیں پتا نہ

مانی کے روہانسے ہو کر چڑنے پر شیری نے اپنی مسکراہٹ دبائی اور فوری کچھ سوچتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

" ٹھیک ہے تم چینج کر لو، میں طارق انکل کو بتا آتا ہوں۔۔۔۔۔۔"

شہریار کے شرافت سے چلے جانے پر مانی نے گہرا سانس بھرا اور بیڈ سے اتری اور واش روم گھسی، ہوسپٹل کے کپڑے چینج کر کے اپنے پہنے اور بیک پین کے شدید درد کی وجہ سے آنکھوں میں اتر آتی تکلیف کو بھرپور دبایا۔

"اب شیری کو کیسے بتاوں؟ لیڈیز پرابلم کا تو صرف لیڈیز کو پتا ہوتا ہے نہ اور یہ پین اسی کا سائن ہے، جلد گھر پہنچ کر خود کو ریسکیو کرنا ہوگا۔۔۔۔۔ خیر بتانے کی ضرورت بھی کیا ہے مانی کہیں بک بک میں یہ بھی نہ بتا دینا۔۔۔۔

"بہت امبیر سنگ ہے۔۔۔۔

بہت مشکل سے قدم اٹھاتی وہ واپس بیڈ تک آ کر بیٹھی، طبعیت دگنی ناساز تھی مگر اس وقت اسکو گھر ہی بہتر لگ رہا تھا۔

بیس منٹس تک شہریار واپس آیا تو مانی کے واپس گھبرانے پر خود کو بھرپور سنجیدہ رکھے قریب آیا اور اپنا ہاتھ مانی کی طرف بڑھایا۔

"چل لو گی یا اٹھا لوں؟"

مانی کا دل اس وقت یہی کر رہا تھا کہ وہ اسے اٹھا لے پر اپنی تکلیف کو دبانے کی بھرپور کوشش کیے وہ اسکا ہاتھ پکڑے اٹھ کر کھڑی ہوئی۔

"پیر سلامت ہیں شیری، آپ نے تو مجھے بڈھا سمجھ لیا۔۔۔میں خود چل لوں گی"

مانی نے بنا اس سے نظر ملائے خفیف سی خفگی جتا کر کہا اور شہریار نے بھی مزید تنگ نہ کرتے کمرے سے نکلتے لائیٹ آف کی اور یونہی اسے لیے باہر گاڑی تک پہنچا، رات کے دس بج چکے تھے مگر پھر بھی وہ کچھ دیر پہلے مانی کی اس پرابلم کا حل نامی تمام چیزیں خود نہ صرف خرید مرلا چکا تھا بلکہ اسکے لیے طارق انکل سے ہی بیک پین ریلیف میڈیسن بھی بائے کر لی تھی مگر وہ ڈنر کے بعد ہی لی جا سکتی تھی۔

"شیری۔۔آپ کیا مارکٹ چلے گئے تھے، یہ شاپنگ بیگز؟ میرے لیے پھر سے گفٹ لائے کیا"

مانی نے فرنٹ سیٹ سنبھالی ہی تھی کہ نظر بیک پر پڑے شاپنگ بیگز پر گئی تو اسے حیرت ہوئی مگر تجسس آمیز خوشی زیادہ تھی۔

شیری نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور بیٹھتے ہی سیٹ بلیڈ باندھے نظریں سامنے فوکس کیے سر ہلایا۔

" گھر جا کر دیکھ لینا، ابھی آرام سے بیٹھو۔۔۔۔"

مانی کے پیچھے اڈنے پر شیری نے اسے نرم سا ڈانٹا تو وہ منہ بسور گئی۔

اوکے۔۔۔۔ لیکن مجھے بتا کر جاتے، ہو سکتا ہے مجھے بھی کچھ چاہیے "

"ہوتا

چہرہ باہر کی طرف پھیرے وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑائی جس پر شہریار نے مسکرا کر گاڑی سٹارٹ کی۔

"کیا چاہیے؟ بتاو لے لیتے ہیں"

شہریار نے بڑے تجسس سے آفر کرنے کے بعد ساتھ بیٹھی اس طوفانی افلاطون کی خاموشی محسوس کی جو ہاتھوں کو نروسنیس کے سنگ مڑورے جارہی تھی، دل الگ گھٹ رہا تھا۔

ن۔۔ نہیں، ایسا کچھ خاص نہیں بس میرا چاکلیٹ شیک پینے کو دل چاہ رہا"
"تھا

مانی نے گردن واپس باہر گمائی جس پر شیری کے گاڑی کچھ لمحے بعد روکی۔ وہ اوپن کیفے ہی تھا جہاں کا چاکلیٹ شیک بہت مشہور تھا، مانی نے گاڑی رکتے دیکھ کر حیرت سے نظر پھیری تو شیریار اس ویٹر کو شیک کا شاید پہلے ہی آرڈر دے چکا تھا تبھی اسکے دے کر جانے پر شہریار نے مسکرا کر اسے پیمنٹ کی اور وہ سٹر اوالا کین مانی کی سمٹ بڑھایا جسے مانی نے ڈرتے ڈرتے تھاما۔

"اور کچھ، بے بی کو آئس کریم، مارش میلو، یا کینڈیز بھی چاہیں کیا؟"

شہریار کے مسکرا کر پوچھنے پر مانی کی آنکھیں بھی خفیف سی مسکرائیں مگر وہ فوری بلش کرتی نظر چرا گئی۔

"جی نہیں، اتنی بھی کاکی نہیں کہ یہ سب کھاوں۔۔۔یہ تو میرا فیورٹ ہے"

"بس تبھی۔۔آپ میرا مزاق نہ اڑائیں، بہت سنگین صورتحال ہے

مانی نے سٹرا منہ میں لیتے سیپ بھرتے وضاحت دی اور پھر سے باہر دیکھنے لگی، جبکہ مزید اس بندے سے کچھ کہنے کا اس میں حوصلہ نہ رہا۔

خیر گھر پہنچے تو گل اور افراہیم دونوں کی جان میں جان آئی مگر اس وقت مانی کا آرام ضروری تھا سو گل اسے خود ہی روم میں لائیں اور مانی کو تبھی حوصلہ ملا کہ وہ مما سے یہ سب کہے۔

"ارے، تو تم شیری کو بتاتی نہ۔۔۔۔۔"

گل اسکے پاس ہی بیٹھیں بولیں تو وہ مما کی ایڈوائز پر مزید گھبرائی۔

انکو کیسے بتاتی مما، یہ تو بہت پرسنل ہے۔۔۔وہ کیا سوچیں گے، میں تو یہ "
سب دادو کے سوا کسی سے شیئر نہیں کرتی تھی، انکے بعد آپ سے
"کیا۔۔مجھے یہ بیک پین دو دن پہلے تبھی ہوتا ہے، یہ سائن ہے
مانی کی گھبراہٹ پر گل نے ہنس کر اس جان سے پیاری مانی کے دونوں ہاتھ
چومے کیونکہ اس وقت انھیں مانی پر ڈھیر سا پیار آیا۔
چلو کوئی بات نہیں، جو تمہیں چاہیے مل جائے گا۔یہ بتاو طبعیت کیسی "
ہے، یہ انفکشن تو بہت سنگین لگ رہا ہے، میرا بچہ نڈھال ہو کر رہ گیا
"ہے۔۔۔ مما کی جان
گل کے پیار سے اپنے ساتھ لگانے پر وہ تھکا سا مسکرائی۔
بس اس مصیبت کے الارم نے طبعیت اور بے حال کر دی۔۔۔۔۔بہت "
"برا پین ہوتا ہے
مانی کے چڑ کر بتانے پر وہ دوبارہ ہنسیں مگر اسی لمحے ملازمہ وہ شاپنگ بیگز لیے
اجازت لیتی اندر آئی۔

"یہ شہریار بھائی نے بھجوائے ہیں، کہہ رہے ہیں روم میں رکھ آوں"
ملازمہ نے انسر داخل ہوتے کہا جس پر گل نے سر ہلایا تو وہ کمرے سے نکلی
جبکہ گل نے خود ہی اٹھ کر شاپنگ بیگ کھولے تو انکے چہرے پر حسین
مسکراہٹ اتری۔
مانی تو آنکھوں میں ہوتی جلن کے سبب ملازمہ کے آنے سے پہلے ہی
آنکھیں موند چکی تھی۔
"میرا شیری کتنا سمجھدار ہے، ممی قربان جائے تمہاری مانی سے اس قدر
"گہری محبت اور فکر پر۔۔۔۔۔
گل نے مسکرا کر وہ شاپنگ بیگ اٹھائے اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھیں
اور دونوں بیگز مانی کی کبرڈ میں رکھ دیے۔
"اپنی ڈریسنگ روم کی کبرڈ دیکھ لینا، جو چاہیے سب موجود ہے۔۔۔اب تم
آرام کرو۔۔۔میں تمہارا ڈنر شیری کے ہاتھ بھجواتی ہوں اور کمر درد کے
"لیے میڈیسن بھی

کچھ دیر بعد مما کی آواز پر مانی نے بند ہوتی آنکھیں بمشکل کھولیں اور مسکرائی۔

"مما تھینک یو سو مچ"

مانی نے مشکور ہوتے انکا ہاتھ تھاما جس پر وہ جھکیں اور پیار سے اسکا سر چوما۔

تھینکیو تم شیری کا کرنا، تم نے نہیں بتایا مگر اسے اندازہ ہو گیا ہو گا۔ آجکل" یہ چیزیں پرسنل نہیں رہیں میرے بچے اور ویسے بھی جو مسئلہ ہو تم اب سے شہریار کو سب سے پہلے کہا کرو۔ اس طرح تم دو کے رشتے میں مزید مضبوطی آئے گی۔۔۔ وہ بہت ذمہ دار ہے، بہت سمجھدار ہے۔ تمہیں کبھی پریشان نہیں ہونے دے گا"

مما کا ڈھکے الفاظ میں سمجھانا اور یہ انکشاف لمحہ بھر مانی کو خوفزدہ کر گیا، سارے درد تو بھول ہی گئے۔

"کتنے چالاک لومڑ ہیں یہ شیری۔۔۔۔ میسنے"

مانی نے منہ ہی منہ میں بڑبڑائے اپنی گھبراہٹ قابو کی مگر گل ضرور صبح کی ساری اداسی بھول کر مسکرائیں اور پیار سے مانی کی گال سہلائے روم سے ناصرف گئیں بلکہ دروازہ بھی بند کر گئیں جبکہ مانی کو دس منٹ تو اپنی پتلی حالت بہتر کرنے میں لگے اور پھر وہ ہمت کیے اٹھی، چینج کے ساتھ ساتھ کچھ تازہ دم ہوئی اور ہنوز گھبرائی ہوئی ہی جب باہر نکلی تو اسی لمحے شہریار روم میں انٹر ہوا اور اسکے ساتھ ملازمہ جس نے ڈنر کی ٹرے اٹھائی تھی، شیری نے اسے وہیں سٹنگ ایریا کی طرف ٹرے رکھنے کا کہا جس پر وہ میڈیسن بھی وہیں رکھے کمرے سے نکلی جبکہ فریش اور کچھ بہتر ہو جاتی مانی کو دیکھتا وہ پلٹا تو وہ واپس نظریں کچھ فطری گھبراہٹ کے سبب چرا گئی۔

"آجاو۔۔ڈنر کرلو۔۔۔پھر میڈیسن لے کر سو جاو۔۔۔ہوپ سو صبح تک اچھلتی کودتی نظر آو گی۔۔۔۔"

شیری نے اسکی چرائی نظر کو کوئی اہمیت نہ دیتے اسکے نزدیک رکا اور اسکے گرد بازو پھیلائے سٹنگ ایریا کی طرف لایا مگر وہ بیٹھنے کے بجائے اسکے سینے سے جا لگی۔

شہریار جدون کی پشت پر بندھی اسکی ٹھنڈی ہتھیلوں نے اسے راحت و سکون سا بخشا مگر اس شخص کے روح افزا حصار میں مانی کی من پسند حدت تھی تبھی تو ساری تھکن جسم سے جدا ہوتی گئی۔

"تھینک یو"

مانی کے اسکے وجود میں چھپ کر سرگوشی کرنے پر شہریار نے بازو اسکے گرد زرا شدت سے حصارے تبھی وہ چہرہ اٹھانے پر مجبور ہوئی۔

"یہ تھینکیو، سوری سب ہمارے رشتے میں اب غیر ضروری ہے۔ میں جانتا ہوں یکدم میرے الفاظ تمہارے لیے قابل اعتبار نہیں ہو سکتے نہ میں تمہارے جیسی ڈھیٹ محبت کر سکتا ہوں، لیکن میری توجہ تمہیں مسرور کرنے کا سبب ضرور بن سکتی ہے۔"

مانی کو اسکے ایسے نرم لہجے کی کہاں عادت تھی تبھی تو امید سے بڑھ کر یہ شخص اسے حیران کر رہا تھا، اس اپنائیت بھرے حصار میں ہر ڈر اسکا دامن چھوڑ چکا تھا، یہ دن اور یہ شام گویا مانی کی زندگی میں آئی ہی نہ ہو۔

"ب۔۔ بھرپور توجہ"

مانی نے روتے روتے سانس کھینچ کر تصیح کی تو وہ بے اختیار پھر سے ہر شے ساکت کیے مسکرایا۔

"یس وہی، اب کچھ کھالو تاکہ تمہاری انرجی بحال ہو۔۔۔۔ آجاو۔۔۔۔"

تمہاری دادو بہت پریشان تھیں، سب کو بتادیا ہے کہ تم مل گئی ہو اور جسے تمہاری خبر گیری کرنی ہے وہ براہ مہربانی کل تشریف لائے"

شہریار نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے پہلو میں بٹھایا تو وہ شیری کے اتنے پیار سے ٹریٹ کرنے پر مسکرائی مگر اسکے آخری جملے پر منصوعی گھوری۔

"آپ نے روڈ ہو کر کہا یہ؟ بہت بری بات ہے۔۔۔۔"

مانی کے ٹوکنے پر شہریار نے اسکے لیے سوپ باول میں نکالے، مٹن کے چھوٹے چھوٹے پیس بھی ڈالے، بوائیل سبزیاں ایڈ کیں، ایک بوائل ایگ ڈالا اور تھوڑا سالٹ اور بلیک پیپر ایڈ کیا۔

"ظاہر ہے طبعیت تمہاری اچھی نہیں اور مفت کا رش لگ جاتا، مانتا ہوں سب تمہاری فکر میں ہلکان ہیں مگر یوں مریض کے ارد گرد لوگ جمگھٹا لگاتے، مجھے بالکل پسند نہیں۔۔۔اگر تم کل تک واپس پہلے جیسی نہ ہوئی تو کل بھی سب کو آنے سے منع کر دوں گا"

شیری نے اسکے باول سپون زبردستی تھمائے جس طرح گھورتے دھمکی دی، وہ ناچاہتے ہوئے بھی بلش کرتی مسکرائی۔

"مریض نہیں ہے مانی، آپ مجھے کہہ کہہ کر اور یوں ٹریٹ کر کے ضرور بنا دیں گے شیری۔۔میں بالکل ٹھیک ہوں نہ"

مٹن اور ویجی سوپ کا پہلا سیپ بھرتے ہی مانی کو گل مما کے ہاتھ کا سپیشل زائقہ محسوس ہوا تو مانی نے چہرہ پھیرے خفگی سی عیاں کی۔

شکل دیکھو اپنی، دیکھتے ہی تمہاری تندرستی اچھے سے پتا چل رہی ہے۔"

"میری آدھی زندگی تو تمہاری تیمارداری میں ہی گزر جائے گی مانی

شہریار کے لہجے کی فکر پر وہ پگلی ہواوں میں نہ اڑتی تو کیا کرتی، چہرہ اسکی طرف کیے شیری پر جھک کر اسکی ٹھوڑی چومتی ہنسی جس پر اس نرم لبوں کے ایسے شریر لمس نے اس بندے کئی سوئی خواہشیں جگادیں۔

جب آپ مجھے میسر رہیں گے تو مجھے باولے ڈاگ نے کاٹا جو خوامخواہ بیمار" پڑوں گی۔۔وہ تو سچویشن کے حساب سے دل کمزور پڑ گیا، ورنہ اس وحشی کو خود ہی مارکاٹ آتی، بکواس کر کے مجھے ڈرا رہا تھا۔۔۔گندے گندے نام

"سے بلا رہا تھا تو مجھے بہت ٹنشن ہوئی تبھی طبعیت بگھڑ گئی

مانی نے اپنے لیے بآواز بلند احتجاج کیا جس پر شہریار کی اپنی آنکھوں میں انگارے سے دہکے، اسکا چہرہ چھو کر حدت کے ساتھ ساتھ نرمی محسوس کی اور جبین چومی، شیری کے ایسے چھوٹے چھوٹے محبت بھرے عمل، مانی کو سکون وراحت کے ساتھ تحفظ کا احساس دلاتے تھے مگر وہ افسردہ تھا۔

تم نے اسکی بکواس سن کر دل پر لگائی ہیں یہ سائیڈ ایفیکٹ اس چیز کا ہے"
مانی،۔یہی کہہ رہا ہو گا کہ مجرم کے ساتھ رہ رہی ہو، بدذن کر رہا ہو گا
میرے لیے یا میری موت اور سزا سے تمہیں ڈرا رہا ہو گا۔یہی اوقات تھی
اس کی۔۔۔۔لیکن تمہارے سامنے شہریار پردے میں چھپا ہوا نہیں ہے،
تمہیں اب تک خود سے دور رکھنے اور اوائیڈ کرنے کی وجہ بھی یہی تھی کہ
کل کو نہیں جانتا میرے ساتھ کیا ہو اور تم ایک بار پھر میرے پیچھے روتی رہ
جاو گی"

ماحول یکدم تلخ ہوا تو مانی نے بھی اپنا ہاتھ روکے دونوں ہاتھوں سے شہریار کا
ہاتھ جکڑا اور رخ بھی شیری کی طرف پھیڑ کر بیٹھی۔

روتی میں صرف آپکی دھتکار اور نفرت پر تھی شیری، آپ میرے ہو کر"
جس بھی سفر پر جائیں گے مانی کی دعاوں اور پیار کے حصار میں رہیں
گے۔۔۔۔اپنی وجہ سے آپکو ملتی سزا روکنے پر میں قادر تھی وہ میں نے بھیو
کو بے بس کر کے رکوادی تھی مگر کل کو اگر آپ پر کوئی اور مشکل آئی تو میں

آپکو اکیلا تھوڑی چھوڑوں گی۔۔۔۔۔میں جانتی ہوں ہم سے نادانی یا بھول میں جو گناہ ہوتے ہیں انکی سزا بھی جھیلنی پڑتی ہے لیکن اس سے دل اور ضمیر ہلکے ضرور ہو جاتے ہیں۔۔۔۔آپ نے مجھے قبول کیا ہے تو مانی۔۔۔اتنی ساری سٹرونگ ہو گئی ہے، سواب نہیں رووں گی بلکہ آپکو کبھی اداس بھی نہیں ہونے دوں گی"

وہ اس لڑکی کی یہ سب باتیں سن کر بے جان سا ہو گیا، جیسے اس نے ہاتھ پھیلا کر اتنا سارا سٹرونگ ہونا بتایا، اس شخص کے دل میں ٹیس سی جگی، کیونکہ مانی سے اسے ہر وہ لفظ سننے کو ملتا تھا جسکا شہریار نے تصور بھی نہیں کیا تھا، اتنی ہی عمر میں وہ ہر معاملے میں کس قدر ایماندار اور سچی تھی، یہ سب شہریار جدون کو جنجھوڑ کر رکھ گیا۔

اس لمحہ واقعی ایسا لگا جیسے اس لڑکی میں پھونکی روح کچھ خاص ہے، وہ عام ہو کر بھی عام نہیں تھی، اس لڑکی سے ہمیشہ شہریار کو اچھی وائبرز آئی تھیں،

جسے ہم کسی اللہ کے پیارے یا بہت اچھے انسان سے مل کر دل کو مسرور محسوس کرتے ہیں۔

"میں نے تم سے کبھی نفرت نہیں کی مانی، کبھی بھی نہیں۔۔۔۔ تمہاری عمر میں اتنی برداشت، صبر اور سمجھداری کا ہونا ممکن نہیں تبھی حیران ہو رہا ہوں۔۔ حالانکہ جس عمر میں تم ہو اس وقت تو نئے نئے شباب کا غرور ہی نہیں سمٹتا، خواہشوں کو لگام ڈالنا بھی محال ہو جاتا ہے، قدم خود بخود غلط کی طرف مائل ہونے لگتے ہیں۔۔۔ کیونکہ اس عمر میں کائنات کا مالک اچھائی اور برائی کی تمیز کا اختیار ہمارے ہاتھ میں سونپ دیتا ہے۔۔۔ اور اس اختیار کے ملنے پر کئی بھٹک جاتے ہیں"

وہ اس کو گہری نظروں سے تکتا اس لڑکی کی سوچ اور وابستگی پر عجیب سی کیفیت کا شکار تھا، مانی کے ملائم ہاتھ اپنے لمس کی قوت سے شیری کی دھڑکنوں کو بڑھا رہے تھے، وہ ہر لمحہ اسے خود میں مبتلا کر رہی تھی، وہ شہریار جدون کے دل پر راج کرنے کی سب سے زیادہ اہل تھی۔

"میں بھی تو بھٹکی تھی آپکو لے کر"

مانی نے سنجیدگی کو ختم کرتے منمنانے کی کوشش کی جس پر وہ بھی سنجیدگی ختم کرتا اسکی گال ہاتھ کی پوروں سے چھوتا مسکرایا۔

"نہیں۔۔۔ تم نے اپنا حق چھینا تھا۔ جس سے محبت ہو جائے اسے کسی اور کے لیے نہیں چھوڑنا چاہیے۔۔۔۔ کیونکہ یہ حسرت کاش بن کر ساری زندگی ستاتی ہے۔۔۔ تم اس کاش کے چنگل سے آزاد ہو گئی اور یہ بھٹکنا نہیں سنورنا کہلاتا ہے"

شہریار کی یہ پہلی مشکل بات تھی جو مانی کو سمجھ بھی آئی اور وہ جواباً چمک اٹھتے چہرے سے کھلکھلا بھی دی، اور مانی کی مسکراہٹ کا اب شیری کی خوشی سے گہرا تعلق تھا۔

"اور اگر آپکو کسی کاش کوش نے تنگ کیا تو؟"

یکدم وہ گرے آنکھوں کی ہنسی کسی افسردہ کر دیتے خیال سے ماند پڑی اور وہ مانی کے اشارے کو سمجھ کر سنجیدہ سا ہوا۔

تو تم ہو نہ، مجھے ان فضولیات کی طرف جانے ہی نہیں دو گی۔۔۔۔ہمیشہ "
میسر رہو گی تو مجھے بھی کیا باولے ڈاگ نے کاٹا ہے جو اپنے خیال کو تم سے
"ہٹنے دوں گا

وہ اسی کے انداز میں ویسا ہی استحقاق بھرا لہجہ لیے چمکارا تو اس لڑکی کی
مسکراہٹ پر واپس دگنی بہار اتری۔

مطلب آپکو مجھ سے تھوڑا تھوڑا لو وہو گیا ہے، کیونکہ خیالوں میں تو"
"صرف وہی ہوتا نہ جو دل میں ہو

مانی کے نتائج اخذ کرنے اور اس سر پیر غائب سی منتق پر اس بار وہ کھل کر
ہنسا، جیسے جانے کتنے دنوں بعد ہنسنے کی آزادی ملی ہو۔
آج اس ہنسی نے شہریار کے دل کو کوئی زخم نہ دیا۔

"ہنس کیوں رہے ہیں شیری؟"
لاڈ سے شکوہ کرتی وہ اسے گھوری۔

تمہاری لاجکس بھی تمہاری طرح بچپنے کے کنارے پر ابھی کم عمر سی آباد"
ہیں، خیالوں میں وہی ہوتا ہے جسے آپ اپنا خیال بننے کی اجازت دیتے ہیں۔
اور اجازت کا پوچھو گی تو تمہیں بہت سی قریبی اجازتیں مل چکی ہیں۔۔۔۔تو
"مخص خیال میں آنا کیا چیز ہے
شہریار کے لہجے کا بھاری پن، اور یہ اعتراف مانی کی رہی سہی تھکاوٹ بھی
نگل گیا، وہ جن وارفتہ نظروں سے مانی کے چہرے کے خوبصورت، ہونٹوں
سے تادیر جوڑنے کے لائق خدوخال کو دیکھ رہا تھا وہ سب جان فرسا سا اثر
مانی کے اختیار اور دل پر چھوڑ رہی تھیں، اور اس بار مانی یقین سے کہہ سکتی
تھی کہ وہ اسے واقعی بخشنے والا نہیں ہے سو عافیت اسی میں تھی کہ وہ خود کو
اس شخص کی شدت سے بچالے۔
آپکے منہ سے آئی لو ویو سننے کی خواہش مجھے تب تک نہیں ہو گی، جب"
"تک آپ مجھ سے ایسی ڈبل مینگ باتیں کرتے رہے۔۔۔۔ہی ہی

اپنی گھبراہٹ چھپائے وہ شرارت سے ہنسی تو شہریار نے بھی مسکراتے ہوئے اپنی توجہ اس آفت پر سے بڑی مشکل سے ہٹائی جو واپس اپنا ڈنر شروع کر چکی تھی۔

"بیوقوف، ڈبل مینگ اور دل کی سچی باتوں میں فرق تک تو کرنا نہیں آتا اور باتیں دیکھو اسکی پھنے خان کو مات دیتی ہیں، مجھے تم واقعی بہت آزماو گی آمنہ آفریدی۔۔۔۔۔۔ لیکن تم سے دل لگا کر، دل کو کسی اچھے کام پر لگا دیا، فی الحال یہی کافی ہے اور باعث تسکین بھی"

اسے خوشی خوشی سوپ انجوائے کرتا دیکھ کر شہریار نے خود کی ہر ضرورت بھی ختم محسوس کیے وہیں ٹیک لگا لی اور اس وقت اسکے لیے مانی کو بنا آنکھیں جھپکائے دیکھنا بہت ہی خوبصورت احساس تھا، اور اس زائقے کو گہرائی سے محسوس کرنا جو اسکے ہونٹوں پر مانی کے سبب بکھر کر ہر طلب کی شدت کم کر رہا تھا۔

....★☆☆☆☆☆★....

"سر، جولیہ کی طرف سے ایک بیڈ نیوز ہے۔لوئے، لارا کو واپس اپنے گھر لے آیا ہے۔ صلح ہو گئی"

زائشہ کی اس درجہ عقل ٹھکانے لگانے کے بعد خود وقار کا سکون غارت ہوا جب فضل نے گھر سے کچھ فاصلے پر آکر اسے یہ خبر دی۔

"خدا غارت کرے، پتا نہیں علوی خاندان کے مردوں کے پاس ایسی کونسی گیدر سنگھی ہے کہ عورت ذات کی عقل مت سب مر جاتی ہے۔۔۔خدا خدا کر کے لارا کو اس لوئے سے الگ کیا تھا، سارے پلین پر پانی پھیر دیا۔۔۔جب تک لارا اسکے پاس ہے، وہ میری طرف آنا تو دور دیکھے گی بھی نہیں اور اب میں اپنی اولاد کو خود مار دوں گا پر علوی خاندان کا حصہ نہیں رہنے دوں گا۔۔۔۔بس یہ میری ضد ہے۔۔۔فرہاد علوی کی وجہ سے ہی میں زائشہ کی چال میں پھنس کر قاتل بنا تھا اور وہ فرہاد مرے گا نہیں

لیکن اپنے بیٹے کا دکھ ضرور دیکھے گا۔۔۔۔۔۔پھر وہ زائشہ کی اولاد ہے،
"تکلیف تو اس عورت کو بھی ہو گی
وقار کے سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت ایک طرح مفلوج ہو چکی تھی، اسے سمجھ نہیں آرہا تھا وہ اب کیا کرے، اسکی حالت اس ہلکے کتے سی تھی جو آخر میں خود کو نوچ نوچ کر ادھیڑتے ہی مر جاتا ہے اور اسکی کیفیت اور حال دیکھ کر لگ رہا تھا وہ بھی بے موت مرنے کے دہانے پر ہے۔
فضل کی حالت بھی وقار کے عجیب سے حال پر ویسی ہی ہونق تھی۔
"آپ کرنا کیا چاہتے ہیں مالک؟"
فضل نے آخر دماغ میں پھڑ پھڑاتا سوال بلند کر ہی دیا۔
"لوئے کی موت۔۔۔۔۔جو لیہ کو حکم دے دو یہ کام جلد ہو جائے اور جب
"تک وہ لوئے کو مار نہ دے، اس سے رابطہ کرنے کی ضرورت نہیں
وقار کے نفرت سے فیصلہ کن ہونے پر اک لمحہ فضل کے چہرے کا بھی رنگ لٹھے کی مانند سفید ہوا۔

جبکہ لوئے کی موت، کس کس کی موت بنے گی اسکا حساب لگاتے ہوئے اس جانور کی آنکھوں میں صاف صاف وہشت ٹپک رہی تھی مگر وہ کہتے ہیں نہ مارنے والا کبھی کبھی خود بری موت مر جایا کرتا ہے، یہاں بھی کچھ ایسا ہی سین تھا۔

..._____...

ٹھیک ہے تم لے جاوا سے، امید ہے تمہارا پلین خراب نہ ہو۔۔۔۔وہ"

"لوگ تو واقعی درندے ہیں۔۔آفتاب بھی ایک پیادہ ہی نکلا

شیری اس وقت لان میں کھڑا تھا جب لئیق نے اسے آفتاب پر ہوتے حملے کی خبر دی مگر بلیک ڈائمنڈ کے لوگ اسے وقتی ریسکیو دینے میں نا صرف کامیاب تھے بلکہ بلیک ڈائمنڈ کے حکم پر آفتاب کو وہ اپنے خفیہ زمین دوز

انفیسٹیگین ڈیپارٹمنٹ لے گیا تھا جہاں ایک بار پھر آخری مشن پر سونم صاحب کی لئیق ایزد کے پاس واپسی ہو چکی تھی۔

سحر اور رایان ملائشیا ابھی سے روانہ ہو چکے تھے کیونکہ اس مشن میں بھی لئیق نے اپنے انہی ہونہاروں کو چوز کیا تھا۔

"وہی تو میں تمہیں سمجھا رہا تھا، خیر امید ہے وہ بچ جائے یا کم از کم ہمیں تنظیم کی کمزوری بتا دے۔۔۔۔اس میں کوئی شک نہیں کہ آفتاب منصوری، اس تنظیم کا خاص آدمی ہے اور کافی اثر و رسوخ رکھتا ہے۔۔۔ خیر

"میں اسے اپنی ٹیم کے حوالے کر کے گھر ہی جاوں گا، تم بتاو مانی کیسی ہے؟

لئیق کی آخری بات پر شیری نے بھی قدموں کا رخ گھر کی طرف پھیرا، مانی کا ذکر ہی اسکے چہرے پر آسودگی سمیٹ لایا۔

"بالکل ٹھیک ہے، فکر مت کرو۔۔۔۔ تھوڑی ڈاون ہے بس تبھی آج سبکو آنے سے روکا تھا کیونکہ اسے مکمل ریسٹ چاہیے"

شہریار کے فکر بھرے جواب پر وہ بھی جو جنگل کے سنسان ایریا سے نکل کر اپنی آن ہیڈ لائیٹس والی گاڑی کو لاک کیے اندرونی طرف بڑھ رہا تھا، مسکرایا اور ارد گرد نظر دوڑاتے مزید قدم تیز کیے۔

"ٹھیک کیا ہے، دو تین دن اسے آرام کے مل جائیں گے ویسے بھی کیونکہ اگلا پیراسکا منڈے کو ہے۔۔ تم بھی اسکے ساتھ ریسٹ کرو دو تین دن پھر جواب ڈیٹ ہوئی میں تمہیں انفارم کر دوں گا۔۔۔۔اللہ حافظ"

لئیق کو کیونکہ ڈیپارٹمنٹ سے ایک چکر لگا کر جندل محل جا کر دستگیر سے بھی معاملہ تفصیلی جاننا تھا سو اس نے اجازت لیتے ہی قدموں میں تیزی لائی اور ڈیپارٹمنٹ پہنچا جہاں وہ ناٹی سے جناب اشتیاق بھری نگاہیں راہوں میں پھیلائے اپنے چیف صاحب کے منتظر تھے۔

"بہت یاد کیا تمہیں برخوردار، کسی اور کے ساتھ کام کرنے میں مزہ ہی نہیں رہا سچ میں"

بلیک ڈائمنڈ انفیسٹیگین سیل کے فارنسک لیب میں ایک بار پھر سونم تبریز کی واپسی جہاں انکی خوشی تھی وہیں لئیق انکو دیکھ کر بے اختیار گرم جوشی سے گلے لگا، باقی ٹیم ممبرز بھی انکی واپسی پر خوشی ہمکتے چہروں کے ساتھ مسکرائے۔

"میں نے بھی بہت مس کیا، تبھی تو آپکو واپس بلوالیا۔ آپکی پھیکی جگتیں اب میری بھی عادت بن گئیں"

لئیق کے اس احترام سے خوش آمدید کرنے پر سونم صاحب کا دل باغ باغ ہوا مگر جلد انکو سنجیدہ ہونا پڑا کیونکہ آفتاب کی حالت اچھی نہیں تھی۔

"امید ہے اس بار بھی تمہارے ساتھ کام کر کے بہت مزہ آئے گا نخریلے ہیڈ، سحر اور رایان تمہیں شاہ عالم میں جوائن کریں گے، ابھی دونوں اپنے ہنی مون پر ہیں، لیکن مشن کی تیاری مکمل ہوتے ہی ایکٹیو ہو جائیں گے"

سونم صاحب کے مزید خوش دلی سے بتانے پر وہ مسکراتا ہوا انکے ساتھ ہی فارنسک لیب کی طرف بڑھا جہاں آفتاب کی گولی وہ نکال چکے تھے مگر اسکے آکسیجن اور بلڈ کی نالی لگی تھی، حالت کچھ اچھی نہیں تھی۔

"اچھی بات ہے، ان بچاروں کو بھی ساتھ رہنے کا وقت ملا۔۔۔ خیر اسکی کیا کنڈیشن ہے؟"

لئیق کی نظریں آفتاب کے اوپر نیچے ہوتے سینے پر جمی تھیں، جبکہ سونم صاحب نے بھی چہرے پر سنجیدگی رقم کیے اسے دیکھا۔

"اچھی نہیں ہے لئیق، بہت خون بہہ گیا ہے۔ اور دوسری بات یہ ڈایابٹرز کا پیشنٹ بھی ہے، اور اسکا بلڈ پریشر نیچے ہونے کا نام بھی نہیں لے رہا۔ اسکے بارے میں زیادہ امید نہیں ہے"

سونم صاحب کی طرف سے یہ سب سن کر لئیق نے افسوس بھری نظر اس شخص پر ڈالی جو در حقیقت خود بھی اتنا گناہ گار نہ تھا۔

کچھ بھی کر کے اسکو ہوش میں لائیں مسٹر سونم، ہم اسکی موت افورڈ نہیں"
کر سکتے۔اسکے سینے میں دفن راز کئی ہارون، مائل اور آفتاب کو بے موت
مرنے سے بچا سکتے ہیں، اس سلسلے کو ختم کرنا پڑے گا ورنہ ہم اس جنگ کو
کبھی جیت نہیں سکیں گے۔یہ ہمارے پاس آخری موقع ہے، اور ہار کی
"گنجائش بھی نہیں
لئیق کا سنجیدگی اور پریشانی کے سنگ اسکی زندگی کو اہم ثابت کرنا خود سونم
صاحب کے چہرے پر تناو لایا۔
" میں اپنی پوری کوشش کروں گا"
اس وقت انکے پاس آفتاب منصوری کی زندگی بچانے کے بہت کم وسائل
تھے سو انہوں نے صرف کوشش پر ہی اکتفا کیا۔
آپکے واپس آنے نے مجھے یہاں سے ایک بار پھر بے فکر کر دیا، ابھی مجھے"
"جانا ہے۔۔۔ جیسے ہی ہوش میں آئے مجھے انفارم کریں

وہ انکی اہمیت کی معترف تاکید کرنا نہ بھولا جس پر انہوں نے اسے بھرپور مطمئین کیے وہاں سے بھیجا جبکہ وہاں سے لئیق سیدھا جندل محل ہی گیا کیونکہ دستگیر سے باقی کا معاملہ جاننے کی اسے خاصی بے تابی تھی۔

دستگیر بھی اپنے لوگ وقار کے گھر کے باہر پہرے پر چھوڑے گھر کے لیے روانہ ہوا۔

جب تک لئیق گھر پہنچا، دستگیر کی گاڑی پہلے سے جندل محل کے پورچ میں موجود تھی۔

گاڑی روکے وہ باہر نکلا تو آنکھیں لان میں ٹوئنکل کے ساتھ مسکرا کر باتیں کرتی لعلین کو دیکھ کر دن بھر کی تھکاوٹ سے آزاد ہوئیں، دل اس جان سے پیاری لڑکی کے دیدار پر دھڑک سا گیا۔

مگر جیسے ہی ٹوئنکل نے لئیق کو دیکھا، وہ جو لعلین کے پاس ہی پیر میں بیٹھی مستیاں کر رہی تھی فوراً ڈر کر اپنے گھر میں گھس گئی تبھی لعلین نے بھی

حیرت سے ٹوئنکل کی یہ حرکت نوٹ کی مگر آہٹ پر مڑی تو لئیق کو دیکھتے ہی اسے سارا معاملہ سمجھ آیا تبھی دونوں ایک ساتھ ہنس دیے۔

"تم تو گبر کی طرح میری ٹوئنکل کا سانس خشک کر دیتے ہو، یہ ماجرا کیا ہے"

"ہینڈسم

اپنے قریب اس ساحر کو رکتا دیکھ کر لعلین نے شوخ ہوئے نظریں اس حسین چہرے پر اشتیاق سے جمائے پوچھا جس پر لئیق ایزد نے پہلے اس حسینہ کو اپنے نرم حصار میں لیا اور اسکے خوبصورت کھلے گلاب سے چہرے سے سانسوں کے سنگ گفتگو کی، وہ اداسی بھلائے مسرور ہوئی۔

"وہ آپکی طرح پگلی نہیں، بہت سمجھدار ہے۔ جان گئی ہے کہ آپکا یہ وقت صرف میرا ہے تبھی شرافت سے گھر میں گھس گئی"

لئیق کے بے خود اور شریر پڑتے جواب پر لعلین کے رخسار قدرتی بلش سے چمکے تو وہ مسکراہٹ دبانے کو لحظہ بھر اس وجیہہ شخص کی وارفتہ نگاہوں سے لرز کر نظر جھکا گئی۔

تو میں نے کب انکار کیا اپنا وقت تمہیں دینے سے لئیق ایزد، میں تو خود "
پورا دن تمہیں یاد کرتے کرتے تھک گئی ہوں۔ منتظر تھی کہ کب تم آؤ اور
"مجھے کہو کہ میرا وقت چاہتے ہو
وہ اسکے من پسند روپ میں ڈھلی اور یہ حکائیت دل سنادی جس نے لئیق
ایزد کے ہونٹوں پر متبسم و مسرور رنگ سجائے، آنکھوں میں محبت کا جہاں
اترا تو محبت کی پھوار بھری شدت اس نے ان ہونٹوں کو بخش کر ماحول
عاشقانہ کیا۔
"آپ مجھے یاد کر رہی تھیں؟ سچ میں "
اسکی سانسوں کے منہ زور جھونکے دل کی دھڑکن کو سست کر گئے تبھی
لعلین نے اسکی بہکتی نگاہوں سے لرز کر پلکیں جھکائیں تو وہ اس نرم ہوا کے
آنچل سے بندھی رات کا حسن دہکا گئی۔
ہمم۔۔ فکر ہو رہی تھی تمہاری۔ وہ دونوں بھی واقعی ٹھیک ہیں نہ لئیق؟"
"اور تم نے ڈنر کیا؟

وہ تو بس پہلا جملہ ہی سن سکا کیونکہ اس وقت اسکا موڈ صرف اپنے اور لعلین کے بارے کہنے اور سننے کا تھا۔

"میری فکر کے ساتھ پوری دنیا کی فکر کریں گی تو خفا ہو جاوں گا، میرے سامنے صرف مجھے دیکھا کریں۔اب آپ نے موشن توڑ ہی دیا ہے تو بتا دیتا ہوں کہ مانی اپنے شیری کے پاس خیر و خیریت سے ہے اور میں نے ڈنر نہیں کیا"

لئیق کے خفا سے ہونے پر لعلین اسکی جیلسی محسوس کیے ہنسی اور اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ میں جکڑتے یونہی اندر کی جانب بڑھی، وہ اس سے صاف صاف خفا تھا، کیونکہ جناب پوری لعلین ابراہیم شدت سے چاہ رہے تھے۔

"میرے سکون! تم خفا ہوتے ہو تو اور پیارے لگتے ہو، میرا دل چاہتا ہے ہر سانس لیتی چیز کو جا کر بتاوں کہ یہ روٹھا ہوا لئیق ایزد میری ملکیت ہے، اور میرے لیے بہت جنونی ہے۔۔۔۔اب مان جاو پلیز"

اسکا ہاتھ پکڑ کر ہال کی سمت لائے لعلین نے چہک اور اترا کر کہا اور نا صرف خود رکی بلکہ عین لئیق ایزد کے روبرو آکر اپنی آنکھوں کی روشنی کو اس شخص کے دیدار سے مزید طاقت بخشی۔

"یہ آپ مجھے منا رہی تھیں؟"

قریب ٹھہر کر اسکے من پسند چہرے کو آنکھوں کا محور بنائے نے خود ہی سے سوال کیا گیا جس پر وہ فوری سر ہلاتی کھلھلائی۔

"مجھے ابھی ایسا ہی منانا آتا ہے لئیق ایزد، ویسے بھی اتنی پیاری وائف سے بھلا کون خفا ہو گا"

وہ خفیف سے شوخ تفاخر میں اور دلربا لگی تبھی تو اسکی کمر سے ہاتھ جوڑے لئیق نے اسے اپنے قریب کیا اور لئیق کے یہیں شروع ہونے پر وہ ادھر ادھر گھبرا کر تکتی سہمی۔

"میں ہو گیا ہوں، آپ میرے اور اپنے بیچ دنیا کو لائی ہیں"

لئیق نے ناراضگی برقرار رکھی جس پر وہ بمشکل ہنسی روکتی قریب ہوئی اور اسکی رخسار سے ہونٹوں کو مس کیا۔

"اوکے آئی پرامس کہ اب سے میں ہمارے بیچ دنیا نہیں لاوں گی، مطلب جب تم چاہو گے صرف تبھی میں ہم دو کے علاوہ کوئی بات کروں گی۔۔۔ میں تمہارے لیے تمہارا فیورٹ کچھ بنا سکتی ہوں، مطلب تم کیسے مانو گے مجھے بتا دو نہ"

لعلین کے واقعی سنجیدہ ہونے پر لئیق نے اپنی ہنسی روکی جس پر لعلین نے اسے گھورا۔

"مطلب تم مجھے الو بنا رہے تھے؟ میری جان نکل رہی تھی لئیق"

لعلین اس کے دل دہلانے پر روہانسی ہوئی تبھی وہ ہنستا ہوا ہی اسے گلے لگائے سینے کے ساتھ بھینچ گیا تو لعلین کی آنکھیں بھی مسکرائیں اور ہتھیلوں نے بے اختیار لئیق کی پشت پر باندھ کر یہ سکون گہرائی سے محسوس کیا۔

آپ مجھے یونہی اہمیت دیا کریں، ورنہ اس اہمیت کو لوٹنے کے لیے میں کچھ "
"بھی کر گزروں گا۔ سمجھ گئی ہیں نہ روح رواں۔۔۔۔

اسے الگ کرتے ٹھوڑی سے چہرہ اوپر کو اٹھائے خاصے ذومعنیت بھرے
لہجے میں سمجھایا گیا جس پر وہ ناچاہتے ہوئے بھی اس درجہ رعب پر مسکائی۔
سمجھ گئی ہوں سر پھرے، خیر کیا کھاوگے ؟سب تو سونے جاچکے۔۔۔۔"
"اب یہ بندی ہے سروس کے لیے، حکم کریں سرتاج
لعلین کے فوری سر ہلا کر آفر دینے پر لئیق کی آنکھوں میں پھر سے شرارت
اتری۔
امم، آپکو کھاوں گا۔۔۔۔وہ بھی جی بھر کر۔۔۔۔۔میرا اور دستگیر کا ڈنر لگا"
"دیں میں زرا دستگیر عالم کی خبر لے کر آتا ہوں
لعلین اسکے جواب پر کان کی لو تک سرخ پڑی جبکہ وہ ہنستا ہوا دستگیر کے
کمرے کی طرف بڑھا جو کچھ دیر پہلے ہی واپس آیا تھا مگر خود جانے کے
بجائے دستگیر نے گارڈ کے ہاتھ دستگیر کو پیغام بھیج کرا ہنے ہوم آفس بلوائا

اور لعلین نے بھی بلش کرتے مسکراتے چہرے کے ساتھ دونوں کا ڈنر لگانے کچن کا رخ کیا۔۔

.._____..

پاکستان میں گہری رات تھی تو نیویارک میں ایک نیا دن نکل کر ڈھلنے کی طرف گامزن تھا، لوئے کو صبح بریک فاسٹ کروا کر لارا نے سختی سے مکمل ریسٹ کروایا اور خود بھی وہ صبح سے پہلے گھر کی صفائی میں بزی رہی اور پھر لنچ بنایا، ایمر سے بات بھی کی اور اسے اپنے اور لوئے کے ہیچ آپ کا بھی بتا کر مطمئین کیا۔

یارق بھیا کا سپیشل شکریہ ادا کیا، اور پھر کچھ دیر باہر لان میں بیٹھی رہی، لوئے کی آنکھ ڈھائی بجے تک کھلی تو وہ مسلسل لیٹ لیٹ کر عاجز آتا اٹھا اور کمرے کی صفائی ستھرائی خوشگوار حیرت سے تکتا سیدھا باہر نکلا، لارا کو

متلاشی نگاہوں سے دیکھتے جناب جب باہر آئے تو وہ ہلکی ہلکی کم تپش رکھتی دھوپ میں بیٹھی کسی میگزین کو پڑھ رہی تھی، میز پر اونج جوس کا گلاس رکھا تھا، لائیٹ گرے ٹی شرٹ اور کھلے ٹراوزمیں میسی بالوں کا جوڑا بنائے سادہ سی ہو کر بھی اپنی راعنائیوں اور موجودگی واہمیت کے سبب بہکا رہی تھی۔۔

"تم نے مجھے جگایا نہیں لارا، اتنا آرام تو میں نے پوری زندگی نہیں کیا"

لوئے کی فریش آواز سنے وہ میگزین وہیں رکھتی مسکرا کر اٹھی اور لوئے کی ہر درد سے نجات پاتی آنکھیں تکتی اسکے قریب آئی اور لوئے نے بے اختیار ہی اپنے ہاتھ اسکی کمر میں حائل کرتے اپنے قریب کیا۔

"لیکن اب کرنا پڑے گا، تمہارا کانسٹرٹ کب ہے؟"

لارا کے اصرار کے ساتھ سوال پر لوئے اسے گلے لگا تو مسکراہٹ لارا کے ہونٹوں پر بھی مچلی، اس احسان سکون کو دونوں نے بہت مس کیا تھا۔

"اسی سنڈے، تم ساتھ چلو گی نہ میرے؟"

کچھ دیر بعد جواب دیتے وہ روبرو آیا تو لارا نے فوری مسکرا کر سر ہلایا۔

ہاں، سپیشل چائلڈ اکیڈمی کے بچے ہوں گے تو میں ضرور جاوں گی۔ایمر"
کی وجہ سے مجھے ایسے تمام بچے دل کے بہت قریب لگتے ہیں جو عام حالت
سے مختلف ہو کر پیدا ہوتے ہیں۔ تم نے انکے لیے یہ کانسرٹ کرنے کا جو
"فیصلہ کیا، بہت خوشی ہوئی لوئے بہزاد
وہ اسکو پورے دل سے سراہ رہی تھی اور لوئے کو اب مزید اس سب کے
لیے اچھا لگا۔
غور کیا جائے تو میں بھی ایسا ہی ہوں، جسمانی نہ سہی پر اک عمر ذہنی"
"مفلوج رہ کر زندگی گزاری، وہ سب میرے لیے بھی عزیز ہیں
لوئے کے لہجے کی خلش پر لارا کے چہرے کی تازگی بھی لمحہ بھر ماند پڑی جس
پر وہ بے اختیار اسکی دونوں رخسار چوم بیٹھی، یہ اسکا لوئے کی اداسی ختم
کرنے کا سب سے جان لیوا طریقہ رہا اور لوئے کو اپنے سارے درد بھول کر
رہ گئے۔۔

اداس مت ہو، اب کوئی مجبوری نہیں رہی اداسی کی۔ت۔۔تم نے مجھے"

"معاف کر دیا ہے نہ لوئے؟

اپنی دونوں ہتھیلوں کو لوئے کے چہرے سے لگائے وہ اسے سمجھانے کے ساتھ ساتھ آخر تک خوفزدہ سی ہوئی جس پر لوئے نے اپنے اسکی کمر کے گرد بندھے بازو جب جکڑے تو لارا نے بے اختیار ہاتھ اسکی گردن سے لے جاتے بازو گلے میں حائل کیں مگر وہ سانس روکے لوئے کے جواب کی منتظر تھی۔

میں نے دل کو ایسا پتھر کیا ہی نہیں جسے موم ہونے کے لیے تمہاری"
معافی کی ضرورت پڑے، تم ہاں کر دو تو میرا ڈرا دل بھی اس جان لیوا
"خدشے سے آزاد ہو جائے گا

اسکی آنکھوں کی تڑپ پر لارا کا دل چاہا جواب دے دے مگر جب تک لوئے کے سب زخم بھر نہ جاتے، وہ ایسا رسک نہیں لے سکتی تھی، دونوں کے

گلے میں لٹکتے دل اتنی نزدیکی پر ہمیشہ کی طرح جڑے تو لمحہ بھر دونوں کی آنکھوں میں جذباتیت کا خمار اترا۔

"کروں گی مگر ابھی نہیں"

لارا نے نظر خفیف سی جھکائی مگر پھر پوری ہمت کیے لوئے کی آنکھوں میں جھانکی۔

"ابھی کیوں نہیں؟"

لوئے کے بے صبر استفسار پر لارا نے اسے بے چینی سے دیکھا۔

"مطلب یہ کہ تم پہلے مکمل ٹھیک ہو جاو، پچھلا زخم ابھی بھرا نہیں تھا کہ تم نے اس بار سینے پر قہر ڈھالیا۔ مجھے اب ہمارے بیچ کسی قسم کی ذہنی، جسمانی اور قلبی تکلیف کی رکاوٹ نہیں چاہیے۔ آئی ہوپ سو تم سمجھ گئے ہو گے"

لارا کے ہچکچا کر کہنے پر لوئے نے اپنی امڈتی مسکراہٹ بہت دقت سے روکی تبھی لارا نے اسے سرد نظروں سے گھورا۔

ہنسو مت لوئے، چلو کھانا کھاتے ہیں۔۔۔اپنی یہ آنکھیں سنبھال لو، مجھے "
"پریشان کر رہی ہیں

لارا نے اسکی گردن میں حائل بازو ہٹاتے ہی گھبرا کر سرکنے کی کوشش کی مگر لوئے اسکی کمر مزید جکڑتا اس ہنسی کو سرور بناتے ہی لارا کے بگھڑتے سانس کی روانی اپنے استحقاق سے مزید متاثر کر گیا، تشنگی نے گرفت کی مضبوطی پر مزید شدت پکڑی جس پر لارا نے ہی اسے اس ظلم سے روکتے خود سے پوری ہمت لگائے دور کیا تو اسکی مدھم پڑتی سانسوں کو لوئے کے تشنہ لبوں سے آزادی ملی۔

میں اپنا کیا کیا سنبھالوں میری جان، کیونکہ میں پورا ہی تمہیں پریشان "
"کرنے والا ہوں

لارا کی گھبراہٹ سے محظوظ ہوتا وہ جو آنکھ شرارت و خمار سے دبائے بولا، اس لڑکی کے چہرے پر حیا و شرم سے خون سمٹا تبھی وہ میگرین ہی اٹھا کر

اس کے سر پر برساتی تیزی سے اندر بھاگ گئی اور جناب بھی شرانگیز سا مسکراتے ہوئے پیچھے ہی لپکے۔

.._____..

دستگیر آتے ہی تازہ دم ہوا اور لئیق کے بلانے پر وہ اپنا فون چارج پر لگائے روم سے نکلنے لگا تو صبور نے دروازے میں کھڑے ہوئے خشمگیں نظروں سے تکتے روکا۔

"آتا ہوں میری جان بھائی بلا رہے ہیں"

صبور کی پھولی رخساروں کو دبائے لاڈ جتایا جس پر وہ مسکرا کر ایک طرف ہوئی۔

اب تو لگتا ہے لئیق میری سوتن سی بن گیا، میں جیلس ہو رہی ہوں دستگیر"

"عالم

دستگیر کی بیقراری پر وہ شکوہ کرتی بولی جس پر وہ نا صرف ہنسا بلکہ نرمی سے اسکے رخسار کو چوم لیا۔

لعلین کو بھی اس وقت میں اپنی سوتن ہی لگ رہا ہوں گا مگر کیا کروں،"
ذمہ داریاں ہیں، کچھ فرائض ہیں جو محبت کی طرح ہم دونوں پر ازل سے ابد تک فرض رہیں گے۔۔میں آکر تم سے بات کرتا ہوں، اور تمہاری آنکھوں کی اس اداسی کا بھی توڑ کرتا ہوں"

محبت بھرے سنجیدہ لہجے میں وہ صبور کی شکائیت دور کیے اسکی جبین چومے مسکراتا ہوا کمرے سے نکلا تو وہ بھی مسکرائی۔

لئیق اسکا ڈائنگ ہال میں منتظر تھا کیونکہ لعلین نے دونوں کا ڈنر لگا دیا تھا، مریم بی سونے جا چکی تھیں سو لعکین نے انکو جگانا مناسب نہ سمجھا۔

بھائی، مجھے زائشہ پر تھوڑا تھوڑا ترس بھی آرہا ہے۔خدانخواستہ یہ بات صبور یا لوئے کو پتا چلی تو دونوں بہت ہرٹ ہوں گے"

دستگیر کے جذبات، لئیق سے مختلف نہ تھے مگر اس عورت نے کوئی مزید چوائز چھوڑی ہی نہیں تھی۔

دیکھو دستگیر عالم! یہ سب میں بھی خوشی سے نہیں کر رہا۔ میرا نہ مزاج" ایسا ہے نہ تربیت کہ میں کسی مجرم تک کو اتنا بے بس کروں لیکن وہ دو اسی کے لائق ہیں، جب اللہ نے انکو توبہ کی ہدایت نہیں دی تو سمجھو وہ کسی انسانی "رحم کے بھی ہر گز مستحق نہیں ہیں

لئیق کی بات اور لہجہ دانستہ تلخ ہوا اور دستگیر نے اثبات میں سمجھنے کے انداز میں سر کو جنبیش دی۔

اب آگے کا کیا پلین ہے؟ زائشہ کے ساتھ اس وقار نے کیا کیا کر دیا ہو گا" اسکا اندازہ تو یقینا آپکو بھی ہو گا۔ ان دو کے بیچ نہ اختلاف ہمارے حق میں "ہے نہ اتفاق۔۔۔ اب آپ کیا سوچ رہے ہیں

دستگیر کی سوال پر لمحہ بھر لئیق خاموش ہوا، کھانے سے بھی ہاتھ روک دیا جبکہ یہ سب اتفاق سے لعلین نے سن لیا جب وہ کسی کام سے کمرے سے کچن جا رہی تھی۔

"وہ دو ایک دوسرے کی جلد موت بنیں گے دستگیر عالم، اس سے کم کے وہ لائق ہیں بھی نہیں۔ انھیں یہاں سے آزادی دینے کے پیچھے میرا مقصد اس گھر کا سکون ہے"

لئیق کے جواب پر لعلین کی آنکھوں میں سرخی سی اتری اور تبھی وہ الٹے پیروں پھری موج بنی کمرے کی طرف واپس بڑھ گئی۔

"تم ان دو کو کیسے آزاد کر سکتے ہو لئیق ایزد؟ تم نے وعدہ کیا تھا کہ تم میرے بابا کی موت کا بدلا لو گے۔۔۔۔۔ اچھا نہیں کیا تم نے"

وہ لئیق اور دستگیر کی ادھوری باتیں سن کر اذیت میں اتری اور بے قراری سے ہوم آفس میں چکر کاٹنے لگی تاکہ لئیق آئے اور وہ اس سے اس کا جواب مانگ سکے۔

وہ دونوں جلد کوئی نہ کوئی غلطی ضرور کریں گے جو انھیں انکی سزا تک "
لے جائے گی، وقارا گر آزاد ہے تو وہ پھر سے لوئے اور لارا کے خلاف کوئی
سازش رچانے کی کوشش ضرور کرے گا، اور فرہاد علوی تو ویسے ہی ان دو
کے نشانے پر ہیں۔۔۔۔۔ تم لوئے کو خبر دار کر دو کہ محتاط رہے، باقی کل
"میں خود دیکھتا ہوں کیا کرنا چاہیے
لئیق کی حکمت عملی اور ہدایات پر دستگیر نے فرمابرداری سے سر ہلایا۔
ٹھیک ہے بھائی، میرے لوگ ہمہ وقت زائشہ اور وقار کے پیچھے ہیں۔ "
امید ہے انکو کسی پر وار کرنے کا موقع نہیں ملے گا۔۔۔۔ میں صبح ہوتے ہی
"نکل جاوں گا۔ دیکھتے ہیں اب یہ نیا خطرناک کپل کیا کیا مزید گل کھلاتا ہے
لئیق کو اسکی تجویز پر سر ہلانا پڑا پر در حقیقت وہ کسی سوچ میں گہرائی سے اترا
ہوا معلوم ہو رہا تھا۔

.. _____ ..

پاکستان میں گہری رات ہوئی تو پیرس کے چمکتے شہر میں خوشبودار شام اتری نامی فینس Boutary تھی، ہمایوں کیانی اس وقت نیہا کے ہمراہ ریسٹورنٹ کھانا کھانے آئے تھے اور اسی بیچ انکے خاص آدمی کی کال نے انکو حیرت میں مبتلا کیا کیونکہ جو خبر انکو ملی تھی وہ ہوش اڑانے سی تھی۔

بلیک لانگ گاون شرٹ اور تنگ ٹروازکے سنگ ہائی ہیلز میں سج دھج کر نیہا تو پہچانی نہ جارہی تھی، ہمایوں نے تو ایک دو دن میں ہی اسے پورا پیرس گما دیا تھا، دن رات دونوں کے مختلف جگہوں کی سیر میں گزرے تھے اور آج وہ زرا واپس ہوٹل آئے تھے مگر ہمایوں نے ہی تجویز دی کہ وہ یہاں کھانا کھائیں۔

بہت حیرت انگیز! مجھے دستگیر سے کنفرم کرنے دو، تم مجھے ابڈیٹ دیتے"

"رہنا

ہمایوں کے کال آف کرنے پر نیہا نے بیقراری سے انکی طرف دیکھا جو دستگیر کو کال ملا رہے تھے مگر اسکا فون چارجنگ پر ہونے کے سبب وہ اٹھا نہ پایا کیونکہ لئیق اس وقت دستگیر کے ساتھ تھا اور اس سے ساری تفصیل جان رہا تھا سو صبور نے ہی دستگیر کے فون پر آتی ڈیڈی کی کال مسکراتے ہوئے پک کی۔

"ڈیڈی، دستگیر کچھ لئیق کے ساتھ بزی ہے۔۔۔۔ خیریت ہے آپ کہیں اسکی کلاس لینے تو کال نہیں کر رہے؟"

مقابل سے صبور کی آواز ابھرنے پر انکے تناوزدہ چہرے پر مسکراہٹ اتری۔

"ہاہا ایسا ہی سمجھ لو، میرا سوہنا کیسا ہے؟ اگر تو اب بھی تمہیں دستگیر نے اگنور کیا ہے تو بتاو، ڈبل درگت بناوں گا"

ڈیڈی کے شریر ہونے پر وہ خود شرارت سی آنکھوں میں لیے ہنسی اور نیہا کے لیے ہمایوں کی یہ مسکراہٹ بیش بہا قیمتی تھی۔

میں بالکل فٹ، لوئے اور لارا کا پیچ آپ ہو گیا ڈیڈی سو سمجھیں آپکا سوہنا"
ایکسٹرا خوش ہے۔آج تھوڑی پرابلم بھی ہو گئی تھی، مانی کڈنیپ ہو گئی تھی
مگر اللہ کا شکر ہے لئیق اور اسکے ہسبنڈ شیری نے اسے ڈھونڈ لیا۔۔۔۔۔
"باقی دستگیر نے کل مجھے پورا دن دے کر تلافی کر لی تھی
صبور کے یہ سب بتانے پر وہ مزید متفکر ہوئے، جو خبر انکو زائشہ کے حوالے
سے ملی تھی وہ چاہتے تھے کہ کبھی لوئے اور صبور کو پتا نہ چلے۔
"اللہ خیر کریں، تم ٹھیک ہو؟"
ڈیڈی کے پیار سے پوچھنے پر صبور کی آنکھیں خوامخواہ ہی جھلملائیں۔
کوشش کر رہی ہوں ڈیڈی، میری چھوڑیں آپ بتائیں نیہا کے ساتھ اچھا"
"لگ رہا ہے؟ وہ آپکے ساتھ خوش ہے؟
صبور کے لہجے کی یاسیت پر ہمایوں کے چہرے پر بھی دکھ سا اترا اور نیہا بس
مدھم سی مسکراہٹ دیے دونوں کو بات کرتا دیکھ رہی تھی۔

ہاں نیہا خوش ہے، کل سے ہم نے کافی جگہیں گھومیں۔۔۔کل رات"
ایک یہاں کی ٹریڈ شنل شادی میں شرکت کی، ایک پرانی جان پہچان نکل
آئی تھی۔۔۔سورات پھر ہم وہیں رکے، اسکے بعد ابھی گھوم پھر کر واپس
آئے ہیں۔۔۔"

ڈیڈی کی طرف سے اتنا سب سن کر وہ اپنی اداسی بھلائے ہنسی۔

اہم اہم مطلب فل ٹائم دیا جارہا ہے، چلیں کوئی تو ہے جو مکمل خوش اور"
مطمئین ہے۔بٹ آئی مس یو ڈیڈی"

وہ پھر سے لہجے کی اداسی چھپا نہ سکی اور اسی لمحے لئیق کو تمام حالات بتا کر ڈنر
مکمل کیے واپس آتا دستگیر روم میں انٹر ہوا تو صبور نے اداسی فوری چہرے
سے ہٹائی۔

آئی مس یو ٹو سو ہنے، جلدی آجاوں گا۔۔۔دستگیر آیا ہے تو اسے فون دو"
"زرا

آہٹ اس پار بھی پہنچ چکی تھی تبھی صبور نے قریب آتے دستگیر کو اسکا فون دیا جس پر دستگیر نے فون بھی لیا اور بیٹھتے ہی کان سے لگایا جبکہ صبور بھی چینج کرنے بڑھ گئی۔

"کیا احوال ہیں جناب والا؟"

دستگیر کی آواز پر اور چھیڑنے پر وہ نرم سا مسکرائے مگر بہت مختصر۔

"بہت اچھے حال ہیں لیکن یہ میں کیا سن رہا ہوں دستگیر؟ کیا واقعی وقار نے زائشہ سے نکاح کر لیا۔۔وہ جندل محل سے کیسے نکل گئے؟ مجھے تو ٹنشن ہو رہی ہے کہ ان دو فسادیوں سے اب ہر کوئی ایفیکٹ نہ ہو جائے"

یہ اتنی رازدارنہ خبر، سمندر پار پہنچی اسکی دستگیر کو بھی حیرت تھی مگر سامنے ایک سیاست دان تھا یہ سوچ کر دستگیر وہیں نیم دراز ہوئے لیٹا لیٹا مسکرایا۔

"یہ سچ ہے لیکن یہ نکاح بس چند دنوں کا کھیل ہو گا، بے فکر رہیں ان دو کو کسی وار کی مہلت نہیں دی جائے گی۔آپ یہاں کی ٹنشن نہ لیں"

دستگیر کے اس درجہ مطمئین ہونے پر ہمایوں کی پریشانی مزید بڑھی اور اب تو نیہا بھی پریشان ہو چکی تھی۔

"کیسے نہ لوں، اگر صبور کو یہ سب پتا چل گیا تو وہ یہ مزید جھٹکا نہیں سہے گی، یہی کیفیت اس بچے کی ہو گی جو اللہ اللہ کر کے ابھی لارا کی طرف سے پر سکون ہوا ہے۔۔دستگیر عالم، صبور کو رونے مت دینا، مجھے میری بچی عجیب سی تکلیف میں محسوس ہوئی ہے"

ہمایوں کے فکر مند ہونے نے خود دستگیر کو آزردہ کیا کیونکہ وہ خود بھی صبور کی تکلیف مکمل ہٹانے میں بے بس تھا۔

"آپ مجھ پر بھروسہ رکھیں، میں اسے ہر ممکنہ سنبھالنے کی کوشش کروں گا۔ ہماری کوشش یہی ہے کہ صبور اور لوئے کی مزید تکلیف نہ بڑھے مگر جو سچائی ہے وہ ان دو کو دل بڑا کر کے ماننی ہی ہو گی اسکے سوا کوئی چارہ نہیں"

دستگیر کی بات بھی سو فیصد درست تھی تبھی وہ لمحہ بھر خاموشی اختیار کر گئے۔

ہمم۔۔ ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن اسکو اکیلا مت چھوڑنا، میں اور نیہا بھی جلد "
واپس آجائیں گے۔اس سچویشن میں، صبور کو اکیلا نہیں چھوڑنا چاہتا۔وہ بھی
"مجھے مس کر رہی ہے

ہمایوں کا واپسی کا فیصلہ نیہا کو بھی مناسب لگا مگر اتنی جلدی یہاں سے جانے کا اسکا دل نہیں تھا مگر وہ ہمایوں کی صبور کے لیے محبت کو بھی سمجھتی تھی سو اس نے تائید بھراری ایکشن ہی دیا۔

اسے اکیلا نہیں چھوڑوں گا یہ آپ بار بار مجھ سے مت کہا کریں، وہ میرے "
"لیے کیا ہے اسکا آپکو بھی علم ہے۔۔۔۔۔

دستگیر کے خفا سا ہونے پر وہ بھی کچھ بے چین ہوئے مگر کیا کرتے، اپنی جان سے پیاری صبور اسے سونپ کر خود تا عمر یونہی فکر مند رہنے والے تھے۔

"ہمم۔۔۔ ٹھیک ہے، کوئی ابڈیٹ ہو تو مجھے انفارم کرنا۔۔۔۔رکھتا ہوں"

اجازت طلب ہوتے وہ فون آف کر گئے جس پر بیقرار نیہا کی آنکھوں کے سوال وہ بنا کہے بھی جان گئے۔

"کیا ہم واقعی واپس جا رہے ہیں ہمایوں؟"

نیہا کے ہچکچاہٹ سے پوچھنے پر ہمایوں نے سر اثبات میں ہلایا۔

"سچویشن کچھ عجیب ہو گئی ہے نیہا، صبور کو میری ضرورت ہے۔اس وقت اپنی بیٹی کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتا جب اسے اسکی زندگی کا سب سے بڑا دکھ اسکی ماں کی ہار اور شکست کی صورت ملنے والا ہے، مجھے امید ہے تم دل بڑا کر کے"

"اس ٹرپ کے مختصر ہونے کی قربانی دو گی

ہمایوں کو خود بھی یوں نیہا سے کیے وعدے توڑنے کا قلق تھا مگر نیہا کو انکے شرمندہ ہونے نے تڑپا سا دیا تبھی وہ اٹھ کر ساتھ آ کر بیٹھی اور اپنا ہاتھ انکے ہاتھ پر رکھے دباو ڈالا۔

"آپ میرے لیے محبت کرنے کی شروعات کر رہے ہیں تو کیا میں اتنی سی قربانی بھی نہیں دے سکتی، آپکو چھوٹا چھوٹا ہونے کی ضرورت نہیں۔ میں

خود واپس جانا چاہوں گی اور ہم مل کر صبور کی اداسی کو کم کریں
گے۔۔۔۔۔"

نیہا سے انکو اسی رویے کی امید تھی تبھی تو انکو مسرت ہوئی کہ یہ لڑکی واقعی انکی بیسٹ چوائز ہے۔

"تھینکیو سو مچ نیہا۔۔۔تم میرے سارے بوجھ بانٹ رہی ہو، میری تنہائی کو اپنی موجودگی سے آباد کر رہی ہو، محبت تو بہت معمولی شے ہے، تم تو مجھے اپنے عشق میں لگا دو گی"

یہاں آکر یہ پہلا اعتراف تھا جو نیہا کو نصیب ہوا کیونکہ ایک دوسرے کے لیے اتنی فرصت اب تک دونوں کو کم ہی ملی تھی۔

"مجھے اچھا لگے گا آپکا عشق بن کر، سمائیل کریں۔۔۔ایسے سنجیدہ اور اداس سے آپ بالکل اچھے نہیں لگتے"

نیہا کی شوخ شرارت پر وہ بے اختیار اسکا ہاتھ پکڑ کر چومتے جس محبت سے مسکرائے، وہ نیہا کے لیے کسی عملی اظہار و شدت سے کہیں افضل تھا۔

وہیں صبور چینج کیے سونے کے کپڑے پہنے جب تک روم میں آئی، دستگیر کسی گہرے خیال میں اترا تھا تبھی صبور کے پاس آنے تک کی خبر نہ ہوئی، خیال توتب منتشر ہوئے جب وہ اسکے پاس آکر بیٹھی۔

"آج پورا دن کہاں تھے تم دستگیر؟"

آخر اسے یہ مصروف ترین بندہ میسر آ ہی گیا تھا، دستگیر اسکے چہرے کو تکتا وہیں اپنا سر صبور کی گود میں رکھے ٹھیک سے لیٹا اور صبور کی ہتھیلی اپنے سینے سے جوڑی۔

"بھائی نے ایک کام دیا تھا، مس کر رہی تھی مجھے؟"

اس وقت وہ صرف صبور کو دیکھنے اور سننے کی خواہش رکھتا تھا اور اسکے پوچھنے پر صبور نے روہانسے ہوئے سر ہلایا۔

"ہاں، لوئے اور لارا کی وجہ سے خوش تھی تو تمہیں مس کرنے کی طرف سے دھیان کچھ دیر بٹ گیا مگر پھر دل عجیب اداس سا ہو گیا تو پھر سے تم کو

مس کرنے لگی۔ کیا کوئی ایسا دن اور رات نہیں دو گے جب تم صرف
"میرے آس پاس ہو گے ؟
صبور کی یہ باتیں اسکے مضبوط دل تک کو کرچی کر گئیں، وہ اسکے وقت کے
لیے آجکل کچھ زیادہ حساس بھی تبھی تھی کیونکہ صبور اندر سے ٹوٹ رہی
تھی جسکا دستگیر کو بخوبی احساس تھا۔
میری ہر سانس تمہاری ہے، ایسی باتیں کیوں کرتی ہو؟ میں تمہارے پاس"
"ہوں صبور، ہر وقت پاس ہوں
وہ اسکی تکلیف اور حسرت پر اٹھ بیٹھا تو صبور نے بھی اسکے گلے لگانے پر کوئی
مزاحمت نہ کی اور اسکے سینے میں سمٹ گئی۔
کبھی کبھی مجھے کچھ اچھا نہیں لگتا دستگیر، میرا دل چیخنے کو چاہتا"
"ہے۔۔۔م۔ میرے دل پر دھرا یہ بوجھ کیوں نہیں ہٹ رہا
وہ یکدم جیسے مسکراتی مسکراتی روئی، دستگیر عالم نے اسے اپنے آپ میں
مزید بسایا۔

نہیں، روتے نہیں ہیں۔۔۔۔۔ کیا ہو گیا ہے تمہیں صبور، کیوں پریشان"
کرتی ہو خود کو، میرے پیار میں کوئی کمی آگئی ہے کہ میرا پاس ہونا بھی
"تمہیں سکون نہیں دے رہا

دستگیر اسکی کیفیت سمجھ کر بھی ویسی سمجھنے سے قاصر تھا جس سے وہ لڑکی گزر رہی تھی۔

"تم س۔۔ سمجھتے ہو میں یہ سب جان کر کر رہی؟ تم میری جگہ نہیں ہو
دستگیر۔۔۔ ہوتے تو پوچھتی، م۔۔ میری جگہ صرف لوئے ہو سکتا ہے۔
میری تکلیف صرف اسے سمجھ آسکتی ہے۔۔۔۔ تم اور تمہاری محبت کہاں
"تک میری دلجوئی کرے گی، یہ دکھ تو مجھے اکثر پریشان کرتے رہیں گے
وہ نہ تو ناراض ہوئی نہ برہم، بس دستگیر کے سینے سے جدا ہوتی اپنا تکیہ
درست کرتے کروٹ بدل کر لیٹ گئی۔

"لیکن یوں خود کو ٹارچر کرنے سے کیا ملے گا تمہیں؟"

وہ بھی قریب ہی لیٹا اور بازو اسکے سر سے نکالے صبور کو خود کی سمت کیے اسکے چہرے کو انگلیوں کی پوروں سے چھوا تو وہ دلسوز سا مسکرائی۔

نہیں کر رہی، تم مجھے یہاں سے کہیں دور لے جاو۔۔۔ جہاں صرف"

"میرے آس پاس تم ہو دستگیر عالم

وہ اپنا چہرہ اسکی بازو سے ٹکائے خود بھی کروٹ واپس اسکی طرف بدلے دستگیر کے گرد نازک سا حصار باندھ گئی۔

"ٹھیک ہے لے جاتا ہوں، پھر شکائیت مت کرنا کہ یہ میں کہاں لے گیا"

وہ جو اداس سی تھی، دستگیر کے اسکا چہرہ اٹھا کر سانسوں کو جکڑنے پر آنکھیں پھیلائے اسکے سینے پر دباو دینے لگی، مگر یہ مزاحمت، دستگیر عالم کے جاندار لمس کی شدت بڑھنے پر آہستہ آہستہ ختم ہوئی اور جب وہ مکمل اسکے بس میں ہوئی تو دھیرے سے پر فسوں قربت میں زرا سے فاصلے کی ملاوٹ کی گئی۔

"ی۔۔ یہ نہیں کہا تھا بتمیز"

سانس بحال کرتی وہ اسکی اس درجہ بے باکی پر اسکے سینے میں شرم وخوف سے سمٹی تو دستگیر کا جان دار قہقہہ کمرے میں گونجا۔

مجھے تو تمہاری تھکی آواز میں کہی اس خواہش کا یہی مفہوم سمجھ آیا تھا،"

کیونکہ محبت کی زبان، زرا مختلف ہے۔ تم جانتی ہو نہ صبور، تمہاری اداس آنکھیں میرے دل کو درد دیتی ہیں۔ میں کیسے تمہیں مکمل پر سکون کروں،

"یہ میرے لیے مشکل نہ بنایا کرو۔۔۔ادھر دیکھو

وہ اتنے پیار پر بھی آنکھیں نم کرتی جب اسکے پکارنے پر اسکے سینے سے الگ ہوئی تو دستگیر نے اسکی دونوں آنکھوں پر ہونٹوں کی مہر لگاتے وہ سارے آنسو مٹائے، آجکل وہ یوں تھی کہ ہنسے بھی تو آنکھوں کے کنارے نم ہو جاتے تھے۔

میں تمہارے پاس ہوں، ہمیشہ۔۔۔ تمہاری ہر تکلیف کی گہرائی جانتا ہوں" لیکن بعض اوقات ہم انسان بہت مجبور ہو جاتے ہیں۔ میرے بس میں ہو تو میں تمہاری ہر حسرت مٹا دوں، تمہاری زندگی میں اس عورت کی جگہ کوئی

نہیں لے سکتا، ایک ماں اپنے بچوں کے لیے کتنی پیاری ہوتی ہے اسکا بخوبی احساس ہے مجھے، لیکن میرے پاس تمہارے اس درد کی اپنی محبت کے سوا کوئی دوا نہیں"

وہ اسے بہت پیار سے بولا اور یوں دستگیر کا حوصلہ دینا اسے ہمیشہ بہتر کرتا تھا تبھی وہ اسکے آخری کہے جملے پر بھیگی آنکھوں کے باوجود مسکرائی۔

تمہاری وجہ سے ہی تو زندگی اچھی لگتی ہے دستگیر عالم، آئی ایم سوری"

"تمہیں بھی اپ سیٹ کر دیا۔ آئی پرامس میں اب نہیں رووں گی

وہ اپنی بساط سے بڑا وعدہ کرتی ہوئی اس وقت دستگیر کو بھی آزردہ کر گئی۔

رونے سے نہیں روک رہا کیونکہ یہ آنسو دل کا غبار کم کرتے ہیں مگر خود کو" مضبوط بناو بس یہ چاہتا ہوں، تم میری جان سے بڑھ کر عزیز ہو صبور،

"تمہارے سارے دکھ مجھے بھی جلاتے ہیں

وہ اسکے لیے بہت پریشان تھا مگر صبور نے اسکے وجود میں واپس سمٹ کر اس بار سچی مسکراہٹ دے کر دستگیر کو بھی مطمئین کیا۔

"تھینک یو مجھے اس وقت پیار سے ہینڈل کرنے کے لیے، صرف تم وہ واحد ہو جسکے پاس آکر مجھے اپنے سارے دکھ بے وقعت لگنے لگتے ہیں دستگیر" وہ اس بار مسکرایا کیونکہ صبور کو پر سکون کرنے میں کامیاب ہوا، اسے اپنے بازووں میں بھینچ کر جناب نے یہ اظہار قبول کیا۔

"وہ بھی میں ہی وہی ہوں جس کے پاس تمہیں اپنے سارے دکھ بے کار لگنے لگیں گے اب، تمہاری اداسی تفصیلی دور کرتا ہوں تاکہ مجھے کل پھر سے ریڈ ریڈ بلش کرتی صبور دیکھائی دے"

دستگیر کے معنی خیز دل کی دھڑکن بڑھاتی سرگوشی پر صبور کا پہلے سے بے جان پڑتا دل رکا۔

"ن۔۔نو۔۔۔۔"

سینے میں چھپے ہی وہ خوف سے منمنائی جس پر دستگیر کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔

"ٹنشن ریلیز ہو گی نہ پگلی۔۔۔۔"

دستگیر کے اصرار پر وہ سہم کر چہرہ اسکے سینے سے ہٹائے روبرو ہوئی۔

"م۔۔مجھے اب کوئی ٹنشن نہیں سچی"

صبور کی پیلی پڑتی رنگت دیکھ کر دستگیر مزید مائل بہ کرم ہوا اور اسکی ناک سے ناک شرارت سے رگڑے ہنسا جس پر صبور کو واقعی سب بھول گیا، بس کانوں میں خطرے کا سائرن گونجا۔

چلو پھر میں دیتا ہوں ٹنشن، وہ یہ کہ تم اب صرف یہ سوچو کہ کل اپنے" چہرے کے سرخیوں میں ڈھلتے رنگ کیسے چھپاو گی۔۔۔۔اب مجھے

"ڈسٹرب مت کرنا کیونکہ میں ہواوں میں پرواز بھرنے والا ہوں۔۔۔۔

دستگیر کے ظالم ارادے بھانپ کر صبور نے ڈر کر پرے سرکنا چاہا مگر اب ایسا ممکن نہ تھا، اپنی قربت کی ہمیشہ خواہش رکھتی صبور کی مزاحمتیں تھمانا اس جوان کے لیے کونسا مشکل تھا، جبکہ مزاحمت اور صبور کی زبان دونوں ہی محبت بھرے شدید پہلے ہی لمس پر جب روکے گئے تو دستگیر عالم کی آنکھوں میں اترتا خمار، لمحے میں اپنی شدتوں سے تجاوز کر گیا۔

اسکے پورے جسم پر زخموں کے نشان اور نیل اسکی ہار کا ماتم اسکے ہمراہ کر رہے تھے، لیکن زائشہ کے اندر ایک ایسی آگ دہک رہی تھی جسکی شدت اس ہر جسم و روح پر لگے زخم نے دہکائی، اپنے ہاتھ میں پکڑی تیز دھاری چھری کو زائشہ نے اپنی آستین میں پھنکارتے ہوئے چھپایا۔

سادہ سی سیاہ لائنگ والی قمیص اور سفید شلوار پہنے، دوپٹے سے بے نیاز ہو کر وہ بند کھڑکی کے ساتھ لگی کھڑی باہر پھیلے اندھیرے کو خالی نظروں سے دیکھ رہی تھی، جب گھر کے پورچ میں آکر رکتی وقار کی گاڑی دیکھتے اسکی آنکھوں میں مزید انگارے بھرے۔

وہ گنگناتے ہوئے جیت کے خمار میں مبتلا تھا، گاڑی سے نکلتے ہوئے اسکے قدم خوشی سے لہلہائے جبکہ کوٹ بھی ہاتھ میں پکڑے وہ باقاعدہ زمین پر گھسیٹتا ہوا لیے آرہا تھا۔

"منا آئے ہو میری بربادی کا جشن؟"

کچھ لمحے بعد کمرے کا دروازہ کھلنے پر زائشہ نے پلٹ کر اس کا سر تا پیر حقارت سے جائزہ لیا جس پر وہ ہاتھ میں پکڑا کوٹ وہیں لہرا کر صوفے کی طرف پھینکتا اپنے آدھے سے زیادہ ہوش و حواس میں مبتلا اس عورت تک پہنچا جسکا ایک گال زخمی اور ہونٹ کا نچلا کنارہ بھی پھٹا تھا، بوٹ شیپ گلے سے جھانکتی سفید گردن لاتعداد سرخ نشانات سے اٹی تھی۔

"ابھی تو اپنی آزادی کا منایا ہے ڈارلنگ، تمہاری بربادی کا تو ہر رات مناوں گا۔ لیکن آج تو تمہیں ویڈنگ ڈے کا تحفہ دے چکا ہوں سو آج رات موج کرو۔ درد تو نہیں ہو رہا میری جان کو؟"

وقار نے اسکے قریب رکتے جب اسکے پھٹے گال کو تضحیک سے چھونا چاہا، زائشہ نے اسکا ہاتھ یوں نفرت سے پرے جھٹکا جیسے اس آدمی کا سایہ بھی اب اچھوت ہو۔

" تم نے واقعی مجھے اپنی محبت کے حصار سے خارج کر دیا وقار؟"

اس بار اس عورت کی آنکھوں میں ٹوٹے ہوئے مان کی انگنت کرچیاں تھیں جس پر وہ شخص بھی سرور و مدہوشی کے حصار سے نکلا اور آنکھوں میں انگارے بھرے۔

" تم اسی قابل تھی زائشہ بیگم، کر دیا خارج۔ یقین نہیں آرہا تو اپنے جسم اور روح پر لگے ان زخموں سے پوچھ لو۔۔۔۔ بچاری چچ چچ، یہاں سے باہر بھی نہیں جا سکتی کیونکہ تمہیں میں نے کہیں منہ دیکھانے کے لائق جو نہیں چھوڑا۔۔۔۔ برا لگ رہا ہے، چیخنے کا دل چاہ رہا ہے میری بنو کا؟"

جانے کس طرح وہ وقار کے ایسے غلیظ لفظ سہہ رہی تھی مگر شاید خود کو یقین دلانا بھی ضروری تھا کہ یہ آخری شخص بھی اسکا نہیں رہا تا کہ وہ اسکی موت

کے لیے خود منا پاتی، وہ چاہتی تھی وہ اسکی نظروں میں اخیر حد تک گر جائے تاکہ اسکی موت زائشہ کو تکلیف نہ دے۔

"نہیں، میرا دل چاہ رہا ہے میں اپنی جان لے لوں"

آنسو اسکی آنکھوں سے اس بے بسی کے ساتھ ٹپکے اور وقار نے ترس کھاتے ہوئے کمینگی کے سنگ اسکا چہرہ تھاما۔

نہیں نہیں، اپنی جان لینے کی تم کیوں زحمت کرو گی جان جاں۔ جب" مرنے کا دل چاہا میرے پاس آجانا، میں تمہیں مزے دار سی موت دوں گا"

وہ اس پر خباثت کے سنگ ہنسا جس پر زائشہ نے اپنے چہرے سے اسکے ہاتھ بے دردی سے ہٹائے اور چہرہ بھی پھیرا۔

"فرہاد علوی کو مارنا کب ہے؟"

زائشہ کے اس غیر متوقع سوال پر پہلے تو وہ حیرت زدہ ہوا پھر کتنی ہی دیر پاگلوں کی طرح ہنسا اور جب ہنس ہنس کر پسلیاں ایک دوسرے پر چڑھیں تو بے دم ہوئے وہیں بیڈ ہر گرنے کے انداز میں بیٹھا۔

"یعنی تم نہیں سدھرو گی۔۔۔ہاہاہا۔۔۔۔آہ زائشہ ہاہاہا۔اپنی موت سر پر کھڑی ہے اور پوچھ رہی ہے فرہاد کو کب مارنا ہے۔۔۔۔ہاہاہاہا۔۔۔۔۔او"

"زائشہ او۔۔۔تم واقعی سینے میں پتھر لے کر پیدا ہوئی تھی

اسکی یہ مکروہنسی زائشہ کی اس آگ کو مزید بڑھا رہی تھی مگر وہ چاہتی تھی اسکی شدت آتش فشان تک پہنچ لے۔

"تم نے میرے ساتھ جو کرنا تھا کر لیا، تم نے مجھے اپنا قیدی بنایا ہے تو منظور ہے یہ قید مگر ان سب کو مارنے میں میری مدد کرو ورنہ تمہیں اپنی ہوس مٹانے کا دوبارہ موقع نہیں دوں گی"

زائشہ کے منہ سے یہ سب سن کر وہ ہنسی روکے حیرت سے اس عورت کو دیکھنے لگا جسکی آنکھیں سرخ تھیں، مگر اسکے ساتھ جو ہوا اسکا کوئی ملال باقی نہ تھا۔

....★☆☆☆☆☆★....

"کیا چیز ہو تم زائشہ ؟ تمہاری جگہ کوئی عزت دار عورت ہوتی تو اس زلالت اور بے عزتی کے بعد خود کشی کو ہی فوقیت دیتی۔ مطلب میں نے تمہیں جو زلیل کیا، تمہیں تو لگتا ہے اسی کا انتظار تھا۔ ہک ہاہ، سمجھ آ گیا۔ آج تک مردوں کے ساتھ زبردستی تم کرتی آئی تھی، اب کسی نے تمہارے ساتھ کی تو تمہیں یقینا کچھ الگ سی فیلنگ آئی ہو گی۔ تکلیف کیوں ہوئی ہو گی

تمہیں بھلا، تم یہی تو چاہتی تھی تبھی اپنے اجڑنے کے باوجود مجھ سے بات کر رہی ہو، حالانکہ تمہارا مجھ پر تھوکنا بنتا تھا، چچ چچ"

وقار کے اٹھ کر کھڑا ہونے اور اس درجہ بکواس پر زائشہ کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا اور تبھی اسکا ہاتھ اٹھ کر وقار کے منہ پر تماچے کی چھاپ چھوڑ گیا۔ اسکے یہ زہر میں بجھے لفظ زائشہ کے اندر کا آتش فشاں پھاڑ بیٹھے جسکے بعد اس شخص کی موت طے تھی۔

زائشہ کے ہاتھ اٹھانے پر وقار نے پھنکار کر اسے کینہ توز نظروں سے دیکھا جیسے اسکی جان نکال لینا چاہتا ہو۔

"بس بہت ہو گیا تمہاری بکواس مزید سننے کا مجھ میں حوصلہ نہیں، سمجھ کیا رکھا ہے تم نے مجھے کہ کوئی بازاری عورت ہوں، یا مردوں کے جسم کی ہوس رکھنے والی وحشیہ ؟۔ تم جیسے کی جانوروں والی اس محبت سے محروم ہی اچھی تھی میں اور اب لگتا ہے ساری عمر تم سے بھاگ کر میں نے واحد ہی کوئی اچھا کام کیا تھا مردود، خود کو محبت نامی لفظ سے جوڑتے ہوئے تمہیں

شرم آنی چاہیے، خدا غارت کرے، میری ہوس صرف دولت تھی، مرد نہیں، وہ بچارے تو میری خواہشوں کے بیچ بے گناہ روندے گئے بس اور خدا نے مجھے دونوں سے اولاد دے کر پوری سزا دی جسکا اندازہ اب ہو رہا ہے، ان دو کو مجھ جیسی ماں کی اولاد ہونے پر شرم سے مر جانا چاہیے۔ تم "جیسے زلیل انسان کو مزید زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں

اپنی آستین میں چھپائی تیز چھری دھاڑ دھاڑ کر چلاتے ہی زائشہ نے اس انسانیت کے ہر درجے سے گر جاتے وقار کے سینے میں گھسائی تو دنیا اس شخص کی لمحے میں اندھیر ہوئی، کئی آنسو زائشہ کی آنکھوں سے اس بے بسی پر بہے، اس شخص کے منہ سے نکلتے خون پر وہ مزید سسکی، مگر اسکی آنکھوں میں وقار کے سسکنے، بلکنے اور تڑپنے نے لہو اتارا، اس کے گندے خون تک سے کراہت ہوئی۔

"ی۔۔۔یہ ک۔۔۔کیا ک۔۔۔۔کیات۔۔م ن"

وقت آخر اس شخص کو توبہ کی توفیق بھی نہ ملی اور اسکے منہ سے یہی آخری لفظ ٹوٹ کر نکلے، آنکھوں میں موت کی تکلیف اتری۔

"تم میری زندگی میں دوبارہ نہ آتے تو میری آنکھیں کبھی نہ کھلتیں، میرے منہ پر جو تماچے تم نے آج برسائے ہیں، اس جہاں ایک عدالت تمہارے حساب کے لیے بھی لگے گی، تمہیں قاتل بنایا، درندہ بنایا، اور دیکھ لو وقار سادانی، میں نے تمہیں وعدے کے مطابق مردہ بھی بنا دیا۔۔۔ خس کم جہاں پاک۔۔۔۔ لعنت ہو تمہاری زندگی پر"

زائشہ نے خون سے لت پت وقار کو خود سے کراہتے ہوئے پرے دھکیلا جس پر سیدھا بیڈ پر گرا، کچھ آخری سسکیاں بھریں اور وہیں دم توڑ گیا جبکہ زائشہ نے اسکے سینے میں گڑھی وہ چھری جھٹکے سے وحشی بنے اسکے چھلنی سینے سے نکالی اور اسی مردود کے کپڑوں سے چھری پر لگا خون صاف کیے وہ کبرڈ کی طرف بڑھی، وہاں لٹکے بیشمار کپڑوں کے بیچ سے کالی ہی چادر نکال

کر خود پر اوڑھی اور بیڈ پر پڑے اس مردہ خبیث پر تھوکتی ہوئی وہاں سے تیزی کے سنگ باہر نکل گئی۔

دیکھتے ہی دیکھتے وقار سادانی کا کھیل ختم ہو گیا تھا مگر ابھی زائشہ کے گناہوں کا بہت سا حساب باقی تھا، وہ گھر کے مین گیڈ کے بجائے پچھلی طرف سے دیوار پھلانگ کر اندھیرے میں وہاں سے بھاگ گئی اور نہ تو دستگیر عالم کے لوگوں کو اندر ڈھلتی قیامت کی خبر ہو سکی نہ یہ کہ زائشہ سچ میں ہر قید سے فرار ہو چکی ہے۔

وقار سادانی کی موت کا یہ منظر اسکے بوئے ہوئے بیج کا ثمر تھا، اس نے ابراہیم سلطان کو مارا تھا، یونہی بے بس کر کے کہ وہ کسی کو اپنی تکلیف بھی بتا نہ سکے تھے اور اب وہ اپنے ہاتھ سے کیے قتل کا مکافات پائے جہاں خراب کے لیے عبرت کا نشان بن کر رہ گیا۔

زائشہ کی اگلی منزل کیا تھی ابھی یہ طے کرنا باقی تھا، موت تک کیا وہ خود پہنچنے والی تھی یا پھر موت خود اس تک جانے کا فیصلہ لے رہی تھی، یہ تو وقت ہی طے کرنے کو تھا۔

..._____..

لگ بھگ رات بارہ بجے تک لئیق ہوم آفس داخل ہوا تو نارا ضگی بھری انگارہ آنکھیں لے کر شکوے بھرے انداز سے تکتی لعلین اسے حیرت کے ساتھ خوفزدہ بھی کر گئی، لمحہ بھر تو لئیق کو لگا پرانی لعلین لوٹ آئی ہو جس کی آنکھیں ہی دل کا خون کر دیتی ہوں، وہ سمجھ نہ پایا کہ کچھ دیر پہلے وہ محبت اور شرارت سے بھری ہوئی آنکھیں دنیا جہاں سے روٹھی ہوئی کیوں لگ رہی ہیں۔

"اتنا غصہ؟ کیا ہوا ہے میری جان"

لئیق نے دروازہ بند کیے قدم لعلین کی طرف بڑھائے تو وہ ناراضگی کے سنگ تکتی اسکے قریب آئی، چہرے پر سنگلاخ چٹانوں کی سی سختی سجائے ہوئے جس پر لئیق کو سنگین تشویش ہوئی، اپنے ہاتھوں کے پیالے میں اس کا روٹھا ہوا چہرہ بھر لیتے محبت سے پوچھا۔

"تم نے میرے بابا کے قاتلوں کو قید سے آزاد کر دیا؟ لیکن کیوں لئیق ایزد۔ تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ تم انکو بہت بری سزا دو گے۔ اس سے اچھا تھا میں خود ان دو کو مار دیتی۔۔ت۔۔ تم نے انکو کیوں رہائی دی"

لعلین کو یہ سب پتا چلنا لئیق کے لیے نئی مشکل تھی مگر وہ غصے اور ناراضگی میں جائز تھی تبھی لئیق نے تاسف بھری نظر لعلین پر ڈالے اسکا ہاتھ تھاما مگر وہ اپنا ہاتھ جھٹ سے بچھڑ کر چھڑوا گئی اور اسکے یوں کرنے پر لئیق نے بھی افسردگی کے سنگ اسے دیکھا۔

"یہ بھی انکی سزا ہی ہے، ایسے مت کریں میری جان، مجھ سے ناراض ہو کر باخدا آپ میری جان لے لیں گی۔۔ بیٹھیں میں آپکو سمجھاتا ہوں"

لئیق کو اسکے اشتعال کو کم کرنے کا حل صرف ساری سچائی اسے بتانا ہی لگی، وہ اسکے ہاتھ پکڑ کر وہیں آرام دہ صوفے پر بٹھانے پر بیٹھ تو گئی مگر خفا و پر نم نظر اس نے ہنوز لئیق پر جمائے رکھی، اور لئیق کو افسوس ہوا کہ وہ لعلین کی نادانستہ پھر سے اذیت بن بیٹھا ہے۔

"اف! اتنا غصہ۔۔۔ آنکھوں کی ناراضگی کم کریں پہلے پھر بتاتا ہوں سب" اسکا ہاتھ واپس اپنے پر کشش ہاتھ میں جکڑے لئیق نے اسکی دودھیا ہتھیلی پر لب رکھے مگر وہ اس وقت اچھے موڈ میں نہ تھی تبھی اپنا ہاتھ اس سے چھڑوا کر اپنی بھیگتی آنکھیں رگڑ گئی۔

"مجھے کچھ نہیں سننا، تم نے اپنا وعدہ توڑا ہے لئیق۔۔۔ تم بھول گئے ہو کیا کہ وہ دونوں تمہارے ممی بابا کے بھی مجرم ہیں۔ تمہارے بھروسے بیٹھی تھی ورنہ اپنے بابا کے قاتلوں کو عبرت بنانے سے مجھے کوئی نہیں روک سکتا۔ یہ آزادی انکی سزا کیسے ہو سکتی ہے؟ تم قاتلوں پر مہربان نہیں ہو سکتے"

وہ اس وقت جن زادی بنی جو سوچ رہی تھی بد حواسی میں وہی زبان پر لا رہی تھی اور لئیق کی کوئی بات سننے پر سرے سے راضی نہ تھی، لئیق کو لگا وہ اس لڑکی کی پہاڑ جیسی ناراضگی کسی صورت دور نہیں کر سکے گا۔

مجھے پتا ہے آپ اکیلے ہی انھیں عبرت بنانے کی صلاحیت رکھتی ہیں"

آئرن لیڈی مگر وہ دو کوئی عام سزا ڈیزرو نہیں کرتے، میں چاہتا تھا انکو اس تکلیف کا احساس ہو جو وہ ساری زندگی دوسروں کو دیتے رہے ہیں۔اس بے بسی کا ادراک ہو جو انکی وجہ سے ہم سبکا مقدر بنی رہی، میں نے کوئی وعدہ

"نہیں توڑا۔وہ دونوں سزا پائیں گے بلکہ انکی سزا شروع بھی ہو چکی ہے

لئیق نے نرمی سے اپنی بات سے لعلین کو قائل کیا جو اسکے ہر لفظ پر یقین رکھتی تھی، اپنی تکلیف جبرا بھول کر اس نے لئیق پر از سر نو اعتبار کیے اسے آس کے سنگ دیکھا، اسکی ایسی نظر لئیق کے دل پر بوجھ طاری کر گئی۔

"کیسے شروع ہوئی ہے سزا؟ بتاو نہ مجھے سب ؟"

لعلین کے گزارش کرنے پر لئیق کو اسے تمام معاملہ کھول کر بتانا ہی پڑا اور اس سب کو سننے کے بعد لعلین کی آنکھوں میں کربناکی اور سرخی سمٹی، سارا غصہ تکلیف کی شکل اختیار کر گیا، اسکی دنیا جہاں کی خوبصورت بھوری آنکھوں سے دو آنسو ٹوٹ گرے۔

"اگر میں ان دو کو موت کی سزا دیتا تو لارا، لوئے اور صبور ان تینوں کے سامنے کبھی نظر نہ اٹھا پاتا بھلے یہ انصاف کہلاتا، ویسے بھی موت بھی کوئی سزا ہے کیا؟ موت تو خود ایک آزادی ہے۔ اب وہ ایک دوسرے کو ختم کریں گے، کیونکہ برائی جب حد سے بڑھتی ہے تو مٹ جاتی ہے۔ باقی وہ دونوں صرف جندل محل کی قید سے نکلے ہیں، میری قید سے نہیں"

لعلین کو لئیق کے الفاظ سے کچھ حوصلہ ہوا ورنہ وہ بہت تکلیف میں مبتلا ہو گئی تھی۔

"مجھے لگا تم نے وعدہ توڑ دیا ہے، آئی ایم سوری"

لعلین کو اپنے غصے پر ملال ہوا مگر لئیق اسکے جائز غصے پر قطعا خفا نہ ہوا بلکہ اسکی رخسار چومتے تمام آنسو پونچھ ڈالے۔

"میں نرم دل ضرور ہوں مگر قاتلوں اور وحشیوں کے لیے ویسا ہی ظالم اور سفاک بھی ہوں۔ مجھے انڈر اسٹیمیٹ کرنے کی کوشش بھی مت کیجئے گا"

لئیق نے یہ وقتی اداسی اور کشیدگی کا ماحول فوری زائل کیا تو وہ اس کی سمت دیکھتی اداس سا مسکرائی اور لئیق کا ہاتھ تھامے پشت سے عقیدت و محبت کے سنگ ہونٹوں سے لگایا۔

"نہیں کروں گی، بس تمہیں جب انکو آزادی دینے کا کہتے سنا تو میں حواس ہی کھو بیٹھی، سوری نہ مجھ سے تم پہلے ہی خفا تھے میں نے اور ناراض کر دیا۔۔۔ بابا کے قاتل کے لیے میرے دل میں کوئی رحم نہیں ہے لئیق ایزد"

اسے لئیق پر غصہ کر کے ندامت ہوئی، جبکہ لئیق اسے فوری اپنے محبت بھرے حصار میں بھر کر سینے میں سمو گیا۔

میں آپ سے بالکل خفا نہیں ہوں، باقی رحم انکے لیے کسی کے دل میں "
نہیں ہے۔ جلد وہ اپنے انجام کو پہنچیں گے، آپ دل پر بوجھ مت
"ڈالیں۔۔۔۔

لعلین کی اداسی آہستہ آہستہ اس اپنائیت بھرے حصار میں ختم ہوتی گئی۔

خیر کل صوفیہ چلیں گی میرے ساتھ، آپکو عدن سے ملوانا ہے۔۔۔مے "
بی ان فیوچر میں اسے ایڈاپٹ کرلوں۔ بہت پیاری بچی ہے، شاید آپ نے
"دیکھا ہوا سے

لئیق کے کچھ دیر بعد یوں آفر کرنے اور ایڈاپٹ کے خیال پر لعلین پھر سے
اداس ہوئی اور اسکے حصار سے بھی خوفزدہ ہوئے نکلی، اسکا گلاب چہرہ
مرجھا سا گیا۔

کیا مطلب تم نے ایڈاپٹ کا کیوں سوچا؟ کیا تم کو ہمارے بے بی کے آنے "
"کی امید نہیں ہے لئیق ایزد؟

وہ اس معاملے میں اس قدر حساس ہو گی اسکا خود لئیق کو بھی اندازہ نہ تھا،
تبھی تو وہ لعلین کے تکلیف و کرب سے پوچھنے پر سنجیدہ ہوا۔
پاگل ہو گئی ہیں کیا لعلین، کیوں امید نہیں ہو گی۔۔۔۔میری ساری"
امیدیں ہی مجسم آپ ہیں میری جان۔عدن کا معاملہ اور کہانی کچھ لمبی ہے
تبھی چاہتا ہوں کل آپ میرے ساتھ چلیں،اس سے ملیں اور اسکو جانیں
بھی۔اسکی کہانی سننے کے بعد آپکا دل بھی یہی چاہے گا کہ آپ اسے یہاں
"لے آئیں
لئیق نے خوبصورت لب و لہجے میں لعلین کی حساسیت اور اداسی دونوں کو
زائل کیے بتایا جس پر وہ گہرا سانس یوں بھر گئی جیسے دل سے کوئی پہاڑ اترا
ہو اور اسکی اس معصومانہ حرکت پر لئیق ایزد کی دلفریب مسکراہٹ اسکے
ہونٹوں پر رینگی،دھیان اس کی جھکی آنکھوں نے اپنی طرف مضبوطی سے
کھینچا۔

تم مجھے آج ڈراتے ہی جارہے ہو، مجھے لگا تم ناامید ہو گئے ہو اسی لیے بے"

"بی ایڈاپٹ کا سوچ بیٹھے

لعلین کی خوف وڈر میں ڈوبی سرگوشی اسے سنجیدہ کر گئی۔

جب تک آپ میری زندگی میں ہیں، میں نہیں جانتا کہ ناامیدی کیا ہے۔"

"آپ میری ہمت اور طاقت ہیں

لئیق کے لہجے میں محبت اور یقین کی آمیزیش نے لعلین کے دل کو تقویت بخشی۔

عدن کو ماں باپ کی محبت کے ساتھ ساتھ اپنا گھر ملے گا جسکی وہ مستحق"

ہے، باقی آپکی اور ہماری اولاد کی اہمیت کیا ہے وہ مجھے بتانے کی ضرورت

"نہیں۔ محبتیں بانٹنی چاہیں، یہ سلسلہ رک گیا تو دنیا ختم ہو جائے گی لعلین

اس بار وہ لئیق کے یہ جذباتیت بھرے جملے سن کر ہر اداسی سے پاک

مسکرائی، جناب کی باتیں ہی امرت نشین تھیں تو پھر وہ خود کتنا پیارا تھا اسکا

تصور کرتے ہی وہ تھک سکتی تھی۔

اوکے میں پھر تمہارے ساتھ کل ضرور جاوں گی اور عدن سے خوشی"

"خوشی ملوں گی لیکن کل کچھ اور بھی ہونا ہے لئیق سو مجھے وہاں بھی جانا ہے

مسکرا کر بتاتے بتاتے وہ آخر تک زرا ہچکچائی جس پر لئیق کو دو دن والے

گیپ کی یاد آئی تبھی وہ لعلین کے بلش کرتے چہرے کو دیکھتا خطرناک سا

ہنسا، اور اسکی یہ معنی خیز ہنسی، لعلین کے دل کو گدگدا کر رکھ گئی، مگر خود ہی

لعلین کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھتے لئیق نے ہنسی میں شرارت کی

تمازت کم کی اور مسکرایا۔

"میں آپکے ساتھ جاوں گا کل وہاں، کل کا پورا دن ہماری مسیز کا"

محبت سے کہے وہ لعلین کے ہونٹوں پر جھکا اور ماحول انکے آپسی فسوں سے

جب تک بوجھل نہ ہوا، اسکی خوش انیہل کرنی لئیق نے نہ روکی، جب دل

اس لمس کو پوری شدت سے نہال ہوئے تو سانسوں کی ڈور کو دوری کا پیوند

لگا، دونوں کی مسکراتی، خوشی سے بھری، امید سے اٹی آنکھیں ایک

دوسرے سے ملیں اور دل دھڑک اٹھے، کتنی ہی دیر وہ اسکی پر تپش

نظروں کے اثر سے گھبراتی رہی،اور وہ فرصت سے اسکا گلابی پڑتا چہرہ اپنی آنکھوں کا محور بنائے رکھا،اس لڑکی کی خوشبو اسے کسی بھی لمحے پاگل کر سکنے کی طاقت رکھتی تھی۔

"م۔۔میں بہت نروس ہوں کل کے لیے لئیق،اگر رپورٹس پازیٹو نہ آئیں"

"تو میں نے گلا پھاڑ پھاڑ کر رونا ہے پہلے ہی بتا رہی ہوں

وہ اسکی بوکھلاہٹ اور بات بدل کر بنائے نیہ ارادے پر بے اختیار خماری پرے کرتا پھر سے ہنسا۔

"مطلب آپ میری ٹرینگ کل سے ہی شروع کروائیں گی،بے بی نے بھی آکر گلا ہی پھاڑنا ہے سو مجھے پریکٹس ہو گی اسکی اماں کی چیخ و پکار سن کر"

لئیق کے شرارت سے کہنے پر لعلین کتنی ہی دیر ہنستی گئی یہاں تک کہ اس لڑکی کی یہ مکمل مسکراہٹ لئیق ایزد کو اپنا مداح کر گئی،وہ اس کی ہنسی کا صدقہ اتارتا من ہی من میں مسکایا،اس ہنسی کو نظر لگنا،لئیق ایزد علوی کو نظر لگنے سا تھا۔

"اتنامت ہنسیں،تاوان مانگ بیٹھوں گا آپکی اتنی خوشی کا"

پر خمار لہجے میں وہ لعلین کے ہنسنے سے سرخ پڑتے چہرے پر نگاہیں دوڑاتا، انگوٹھے کی پور سے اسکی نچلے گلابی ملائم لب کو سہلائے گھمبیر وجذبات سے اٹے لہجے میں بول کر لعلین کو گھبرانے پر مجبور کر گیا، کیونکہ اسے اندازہ تھا کہ لئیق ایزد کا تقاضا کتنا جان لیوا ہو سکتا ہے۔

"ن۔۔نو۔۔۔۔میں بالکل نہیں ہنس رہی لئیق ایزد"

فوری ہنسی روکی گئی مگر آنکھوں کا کیا کرتی جہاں امیدوں کے دیپ بہت روشن ہو گئے تھے،اسکا اپنی گال سے جڑا ہاتھ بھی لعلین نے گھبرا کر ہٹایا جو بے ادب ہونے کی کوشش میں تھا مگر لئیق ایزد کی انگلیوں کا سرسراتا لمس لعلین کو اپنی کمر پر محسوس ہوئے مدہوش کرنے کی سازش میں پیش پیش ہوا تو اس ساحر کی حواس جنجھوڑتی خوشبو کو آنکھیں بند کیے وہ خود میں اتار گئی۔

وہ میکانکی طور پر اسکی آنکھوں پر جھکا، وہ لئیق ایزد کے ہر ہر ٹچ پر پر بہار ہونے لگی، اسکے ہونٹوں نے لعلین کی درد کرتی آنکھوں کا ہر درد چن لیا۔

"ویسے مجھے تو اچھی وائیبز آرہی ہیں آپ سے، آپکو چھوتا ہوں تو جسم و جان میں اضافی مٹھاس سی اترتی ہے۔اضافی دل آپ کی طرف جھکتا ہے، اضافی شدتیں بڑھتی ہیں، اضافی جذبات مچلتے ہیں۔۔شاید آپ پر لئیق ایزد کی اضافی نچھاور ہوتی محبت، آپکے بڑھتے رتبے کے سبب ہو"

وہ لئیق کے امید افزاء اظہار پر پھر سے کھلکھلائی، دل چاہا اسکی بات پر بند آنکھوں یقین کرے اور ان ہونٹوں کے صدقے چلی جائے جو اتنا مبارک بول بیٹھے ہیں، لعلین کا اس معاملے میں بچوں کی طرح مچلنا، لئیق کو بہت پسند تھا۔

"تم نے کہا ہے تو لگتا ہے اللہ نے یہی سوچا ہو گا میرے لیے تبھی تمہارے ہونٹوں کی بہار بنا، اور زبان کی مٹھاس۔

تم دعا کرو لئیق ایزد، زندگی نے مجھے ہمیشہ مایوس کیا ہے، لیکن اب میں مایوس ہونا نہیں چاہتی۔ میں تمہارے ساتھ کھل کر جینا چاہتی ہوں، ہر کمی اور خوف سے نکل کر۔۔۔۔ تم دعا کرو، تمہاری دعائیں قبول ہوتی ہوں گی"

لعلین کی ماں بننے کی اس قدر والہانہ خواہش لئیق کو بھی راحت بخش رہی تھی، کیونکہ یوں بھی وہ لڑکی لئیق ایزد کو ڈھیروں محبت اور اہمیت دے رہی تھی، وہ لمحہ بہ لمحہ اسے اپنے قریب کر کے اپنے اختیار میں لے رہا تھا۔

میں تو صرف یہ دعا کروں گا کہ مجھ سے آپکو کبھی چھینا نہ جائے، میری" زندگی آپ کی زندگی تک ہو، ایک لمحہ بھی کم یا اضافی نہیں۔ اب اس بیچ اگر اللہ کو مجھے بے بی دینا مناسب لگا تو دے دیں گے، واٹ آبگ ڈیل روح رواں۔۔۔۔ مجھے تو اب سے لے کر آخری سانس تک آپ سے پیار ادوسرا کوئی نہیں ہو گا"

وہ اسکی دعا کو رد کرتا جتنے بھی اظہار کرتا وہ لعلین کو اس وقت اداس ہی کرتے کیونکہ وہ اپنی اس خواہش پر سمجھوتا کر ہی نہیں سکتی تھی، خاص کر اب کیونکہ اسکی یہ خواہش لئیق ایزد کی طرح اس میں سانس لے رہی تھی، اسکی محبت کی طرح تبھی تو وہ چہرہ دکھ سے پھیرے اسکے حصار کو جھٹک کر روٹھ گئی۔

"مجھے تم سے نہیں بولنا، تم چاہتے ہو میں دوسروں کے بچے دیکھ دیکھ اپنا خالی پن محسوس کر کے ڈپریشن میں چلی جاوں۔۔۔"

لعلین کے واپس بگھڑنے اور اچانک موڈ بدلنے پر لئیق کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔

"ابھی ہماری شادی کو ٹائم ہی کتنا ہوا ہے؟ مجھے سمجھ نہیں آتی لڑکیاں تو اپنے فگر کو لے کر اتنی ٹچی ہوتیں کہ بچوں والا سین کرنے سے ہی کوسوں دور بھاگتیں اور ایک آپ ہیں، آپ نے تو لگتا ہے شادی ہی مما بننے کے لیے کی ہے"

لئیق نے اسے ہنسانے کے چکر میں اور برہم کیا جس پر لعلین نے کشن ہی اٹھائے لئیق پر برسایا اور ناراض ہو کر اٹھ کر جانے لگی جب لئیق نے اسکی کلائی تھامے روکا اور خود بھی اٹھا۔

"ناراض ہو گئی ہیں؟"

لئیق کے معصومیت سے پوچھنے پر وہ اور چڑی۔

"تم کیا جانو شادی کے بعد ماں بننے کی خواہش خود بخود ہی شدت پکڑ لیتی ہے، اور مجھے تو اس احساس سے قدرت نے کچھ پل محروم کر کے بہت برا آزما بھی رکھا ہے، تم میری تڑپ تب سمجھتے اگر تم لعلین ہوتے۔ رہی بات فگر کی تو میں اس رتبے کے لیے کچھ بھی قربان کر سکتی ہوں، مجھ سے میرا سب لے کر بھی یہ دولت دی جائے تب بھی قبول ہے۔۔۔۔۔ہاں تمہارے سوا، کیونکہ تم مجھے ہر حال میں میرے پاس ہی چاہیے ہو"

لعلین کے ایک ایک لفظ میں شدت تھی جبکہ اسکی آخری ضد میں لپیٹی بات نے لئیق کے دل کو مٹھی میں لیا۔

خفا ہو کے اتنی پیاری کیوں لگتی ہیں آپ؟ڈبل حسینہ ہو کر مجھے بہکانے"
لگتی ہیں۔مزاق کر رہا تھا لعلین، آپکو ہنسا کر جال میں پھنسانے کی کوشش کر
"رہا تھا،اتنا بھی نہیں سمجھیں آپ
لئیق کے مظلومیت سے بتانے پر وہ ساری خفگی بھلائے ہنسی اور بازو بے
تکلفی اور پورے حق سے لئیق کی گردن میں حائل کیں، جیسے ابھی کچھ دیر
پہلے کوئی اداس ہی نہ ہوا ہو، خود بخود لئیق نے اسکو اپنے نرم حصار میں لیا۔
"اوہ، تو آپ جال پھینک رہے تھے مسٹر ہسبنڈ"
لعلین کی واپس آتی شوخی پر جناب بھی پٹڑی سے اترے اور چہرہ بناوار ننگ
دیے ہی لعلین کی گردن میں چھپائے سانس بھرتے بازووں کی گرفت
بھی مضبوط کی۔
"جی ہاں، پلیز اس جال میں پھنس جائیں نہ میسز"
لاڈ سے سرگوشی کرتا وہ منمنایا جس پر لعلین کی کھکھلاہٹ نے کمرے کی
فضا میں جلترنگ چھڑکا۔

پھنسوں گی لیکن ایک شرط پر، تم دعا مانگو گے وہ بھی تہجد کے وقت اٹھ "
"کر

لعلین کی اس انوکھی فرمائش پر لئیق نے اسکی شہ رگ پر اپنے تشنہ لب رکھ کر حسینہ کے حواس اڑائے اور ساتھ ہی چہرہ اسکی گردن سے نکالے اپنی گال لعلین کی گال سے مدہوش ہوئے رب کی، لعلین کے دل کی دھڑکنیں اپنی دگڑ بھلا سی گئیں۔۔

"تہجد گزار نہیں ہوں میں لعلین، گناہ گار سا بندہ ہوں"

لئیق کی صاف گوئی پر وہ پھر سے اسے خود میں سمٹ سمٹ کر جان نکالنے سے روکتی رو برو لائی۔

"میرے لیے پلیز تم اتنا نہیں کر سکتے؟"

لعلین نے آنکھوں میں نمی لیے منت سی کی جس پر جناب نے آنکھیں چھپکاتے ہی لعلین کو سنبھلنے کی مہلت دیے بنا بازوؤں میں اٹھایا جس پر وہ گھبرا کر لئیق کی شرٹ کو مٹھی میں جکڑ گئی۔

"ٹھیک ہے میرے لیے پہلے کچھ کریں پھر سوچوں گا"

آنکھ ونگ کیے وہ لعلین کو کہتا مزید خوفزدہ کر گیا۔

ٹھیک ہے پھر مائیکروسکوپ کا انتظام کر لینا صبح یاد سے کیونکہ میں نے"

"نہیں نظر آنا کل کسی کو

لعلین نے منہ بسورنے پر لئیق کا قہقہہ ہوم آفس میں گونجا جبکہ

فرمابرداری سے زوجہ صاحبہ کی تاکید پر عمل درآمد کرتے ہوئے جناب

فتحمندانہ تاثرات کے سنگ اپنے روم میں انٹر ہو گئے، جبکہ ہنسی کی گونج اس

لڑکی کی بھی گونجی اور دونوں کی محبت کا یہ منفرد انداز اپنی شدتوں کے سنگ

حسین تر ہونے والا تھا۔

.._____..

ڈنر مما بابا کے ساتھ ہی کیے وہ گہری رات سے ہمکلام ہوئے کافی دیر لان میں ٹہلتا رہا، مگر پھر صارم کے میسج پر اس نے مسکرا کر فوری کال بیک کی جو اس وقت خود بھی چھت ہر گرما گرم چائے کا مگ تھامے اندھیرے اور ٹھنڈ سے ہمکلام تھا، شاید اسکا بھی نیند اور بیگم سے کچھ وقت ادھار لے کر یار کی دل جوئی کا موڈ تھا۔

"کیسا ہے ٹھنڈے گرم آدمی؟"

صارم کے اک نئے لقب پر شہریار واقعی ہنس دیا، اب تو اسے خود بھی یقین ہو گیا کہ وہ واقعی ایسا ہے کیونکہ دو بہت اہم ووٹ ہو چکے تھے، آج شہریار کی مسکراہٹ ہر بوسیدگی اور خلش سے پاک تھی۔

اچھا ہوں، تو بتا کیا ہو رہا ہے۔۔۔۔ تیری پیاری سدرہ تو بہت مشکل میں"

"ہو گی، چوبیس گھنٹے اس بچاری کے سر پر سوار جو رہتا ہے

شہریار کے لہجے کی تروتازگی اور اس بے تکلف چیڑ خانی نے صارم کو بھی دلی سکون بخشا کیونکہ ایسا زندگی سے بھرا ہوا شہریار جدون اسے زیادہ عزیز تھا۔

یہ جو بیویاں ہوتی ہیں نہ شہریار صاحب انکو سر پر سوار شوہر ہی اچھے لگتے"

"ہیں، نہیں یقین آتا تو خود آزما لے۔

یہ آفت نے شیری کے جذبات کو مزید بھڑکانے کی جیسے قسم کھا رکھی تھی، وہ تو مانی کی طرف اتنی جلدی بڑھنے کا کبھی نہ سوچتا مگر بھلا ہو لعلین اور صارم جیسے دوستوں کا جنہوں نے دھکے سے شیری کی لو ولائف سیٹ کر ہی دی تھی۔

"مانی بہت الگ ہے، اسکی چاہتیں تو ابھی بچگانہ سی ہیں"

یہ وہ بے اختیار کہہ بیٹھا اور شیری کے لہجے میں مانی کے لیے بسا ہوا والہانہ پن خود صارم کے لیے آج کی بریکنگ نیوز تھی مگر وہ کچھ افسردہ سا ہوا۔

وقت کے ساتھ میچور ہو گی، لڑکیاں ایسی ہی معصوم ہوتی ہیں، وہ تو پھر" بھی تجھ سے بہت چھوٹی ہے۔

ویسے ابھی کال کرنا مناسب تو نہیں تھا پر لعلین سے شام کو میسج پر بات ہوئی تھی اسی نے مانی کے کنڈیشن ہونے کا بتایا، خیر وعافیت سے مل گئی اللہ کا شکر ہے"۔۔۔۔۔

صارم کے اس وقت کال کرنے پر شیری بالکل بے چین نہیں ہوا تھا بلکہ وہ جب جب صارم کو یاد کرتا اسکا میسج یا کال خود ہی آجاتی، شاید انکے دل جڑھ رہے تھے، اسکے افسوس کرنے اور خوشی کا اظہار کرنے دونوں پر شیری نے سر ہلایا۔

"ہاں اللہ کا شکر ہے، مل گئی وہ۔ تیرے لیے ہر لمحہ مناسب ہے صارم تو مجھے کسی وقت بھی کال کر سکتا ہے، ویسے مجھے لگتا ہے تو نے مجھ سے میرے بعد لعلین بھی چھین لی، دیکھو زرا اس لڑکی کو۔ ایک ایک خبر تجھے پہنچاتی ہے"۔۔۔۔

اس سستے وحید مراد کے اعتراف کے بعد آخر تک جلنے سلگنے پر صارم پر کاش کا جاندار قہقہہ بلند ہوا۔

ہاہا تیرا کچھ نہیں ہو سکتا جل ککڑے شیری، لعلین بہت سپیشل ہے، اک"
الفت سی ہو گئی ہے اس سے، وجہ اماں کا اسکے لیے محبت سے بھرا ہونا بھی
ہے اور جس طرح میری اور ہارون کی کمی اس اکیلی نے پوری کی، میں
آخری سانس تک اسکا شکر گزار رہوں گا۔۔۔۔ تجھ سے تیری دوست نہیں
"چھینی فکر مت کر

صارم کے لہجے کی نرمی پر شہریار بھی ویسا ہی دلفریب مگر شرارت بھرا
مسکرایا۔

"عینی اور پرکاش انکل کی سنا، کیسے ہیں؟"

شہریار کو خود بھی وہ دونوں یاد آ رہے تھے، جبکہ ان دو کا بھی یہی حال تھا،
شیری، سیلی، لئیق، لعلین سب کی عینی باتیں کرتے تھکتی نہ تھیں۔

دونوں مزے میں، بابا کو ماما جی کی صورت اچھا یار بیلی مل گیا اور ماما جی کو"
صارم پرکاش کی خوشیوں سے بھرا ہوا گھر، اماں اپنی لاڈلی بہو کے ساتھ
"خوش ہیں اور میں ان سب کے ساتھ پر سکون

صارم کی مکمل زندگی ہر شہریار کو رشک آیا، کیونکہ وہ واقعی رشک کے قابل تھا۔

"اور میں تجھے اپنا یار بنتا دیکھ کر مطمئین ہو رہا ہوں، تجھے وہ کمینہ ہم سب کے لیے زندہ چھوڑ کر گیا ہے، اسکے اس احسان نے ہمارے سارے دکھ ثانوی کر دیے۔ زندگی میں تجھ جیسا ایک دوست لازمی ہونا چاہیے صارم پرکاش۔" اور مجھے لگتا ہے اب شہریار جدون بدقسمت اور بے بس نہیں رہا

آج وہ خود خوش تھا تو اسے زندگی خوبصورت لگی، صارم اسکے اس زندہ دل اعتراف پر جی سا اٹھا۔

"تو یہ چیز میرے عزیز، تجھے ایسا باہمت اور مایوسی سے دور دیکھنا چاہتا ہوں۔ میرے پاس ہارون کی امانت ہے، جسکی میں ہمیشہ حفاظت کرنے کا خواہش مند ہوں"

صارم کے یہ مسیحائی الفاظ، شہریار کے دل کو مرہم دے رہے تھے۔

"نہ کیا کر صارم، میرے پاس کوئی تو لفظ رہنے دیا کر"

شیری کی بھاری پڑتی آواز پر صارم بھی ہنسا۔

"اچھا اچھا اب ایمو شنل نہ ہو جائیں، رات کافی ہو گئی ہے۔۔۔آرام کر، پھر گپ لگاتے ہیں۔اور اب اپنی چھوٹی سی مانی کو بھی اہمیت دینی شروع کر تاکہ تیرے جیسے بے ذوق پر بھی عشق کا رنگ پکا چڑھ جائے۔۔۔رب راکھا، اللہ تجھے سکون بخشے"

صارم سمجھ گیا تھا کہ وہ لاجواب ہوا ہے تبھی مٹھاس بھرے شریر لہجے میں کی تاکید کو خوبصورت سی نصیحت پر ختم کرتے ہی رابطہ منقطع کیا اور کتنی ہی دیر شہریار جدون اس طویل ترراات کے رموز کھوجتا گیا۔

خنکی سی فضا میں بڑھی تو وہ واپس اندر چلا گیا، ناجانے کیوں مگر دل اک شکر بھرا سجدہ کرنے کی خواہش میں مچلا، گھڑی ایک بجا رہی تھی، رات کا یہ لمحہ پر سکون اور عافیت سے لبریز تھا۔

جانے کتنے دنوں بعد وہ باوضو ہو کر اپنی سٹڈی کی جانب روانہ ہوا اور اللہ کے روبرو کچھ باتیں اور راز کہنے کے لیے سجدہ شکر کا انتخاب کیا، وہ نہیں

جانتا تھا خشوع و خضوع سے دعا کیسے مانگی جاتی ہے لیکن اس نے آج یہ پہل شکر سے شروع کی اور شکر پر ختم کر دی، بس مانی کا نام لیا، اور دعا کو بنا کسی خواہش سے باندھے اللہ کو ارسال کر دی۔

اگر اسکی زندگی سے مصائب ہٹا لیے جاتے تو وہ کیسے اپنی قیمتی چیزوں کی پہچان کر پاتا، مصائب و مشکلات نے اسے کندن بنایا تھا اور جب دل ہر دکھ سے آزاد ہو تو انسانیت کی معراج یہی ہے کہ وہ اللہ کا شکر کرنے کو فوقیت دیتا ہے۔

وہ پھر سے سب گفتگو سمیٹ کر سٹڈی سے باہر نکلا، ممی بابا سونے جا چکے تھے اور مانی کو بھی وہ سلا آیا تھا سو خود بھی فون مانی کے آرام کو برقرار رکھنے کی خاطر نیچے پی سائلنٹ کیے سیدھا زینے چڑھتا اپنے روم کی طرف بڑھا۔ چند گھنٹے ہی نیند لی تھی وہ مگر پھر بے چینی اور عجیب سی گھٹن پر خود ہی جاگ گئی تبھی تو اسے بک پکڑ کر پڑھتے دیکھ کر شیری نے اندر داخل ہوتے ہی

گھوری سے نوازا، وہ اسے آرام و سکون کے ساتھ نیند لینے کو چھوڑ کر گیا تھا اور یہ لڑکی ہمیشہ کی طرح کچھ الٹا ہی کرتی پائی گئی۔

"تمہیں تو سونے کے لیے کہا تھا؟ اور ابھی تمہاری حالت ہے ایسی کہ پہلے سے سوجھی آنکھوں پر ستم ڈھا رہی ہو۔۔ بند کرو بکس۔۔۔ آج اور کل پورا دن ریسٹ کرو۔۔۔۔ ہفتے اور اتوار کو جتنی آنکھیں پھوڑنی ہیں پھوڑ لینا۔۔۔۔"

شیری نے اسکی گود سے اسکی کمیسٹری کی بک لی اور سائیڈ میز پر رکھی، نوٹس بھی اٹھا کر صوفے کے سنگ لگی گلاس میز پر رکھے جبکہ وہ اس درجہ روعب جھاڑنے پر پھیکا سا مسکرائی پر ساری توجہ اپنے ہنڈسم سے شیری پر دی جو مانی کو اس وقت کچھ زیادہ ہی پیارا لگتا تھا۔

"مجھے سونے میں مزہ نہیں آرہا تھا شیری، میری کمر میں درد تھا بس تبھی آنکھ کھل گئی۔۔ آپ بھی مجھے سلا کر بھاگ گئے تو سوچا پڑھ ہی لوں

مانی نے اسکی طرف چہرہ اٹھائے معصومیت سے بتایا تو وہ دروازہ بند کیے مین لائیٹ آف کیے، درمیانے سائز کی روشنی کمرے میں جلاتا خود بھی اسکی طرف بڑھا اور بلیکنٹ ہٹائے مانی کے مسکرا کر زرا پرے سرکنے پر ساتھ ہی کمر ٹکائے بیٹھا اور خود پر بھی باریک بلینکٹ اوڑھا، مانی کے گرد بازو گزارے شہریار نے اسے سینے سے لگایا جس پر مانی نے آسودگی سے سر اسکے سینے سے ٹکائے آنکھیں موند لیں۔

"میں ہوں پاس تو اب مزہ آئے گا، تمہیں عادت ہو گئی ہے میری تبھی بے چین ہو، مجھے کچھ کام تھا تبھی تمارے سوتے ہی چلا گیا، ممی بابا کے ساتھ ڈنر کیا، گپ شپ کی پھر تھوڑی واک کی۔۔"

شہریار کے غائب ہونے کی تمام روداد سنانے پر مانی نے چہرہ اٹھائے شیری کو محبت بھری نظر سے دیکھا جس پر اس نے بھی اپنی توجہ مانی کی سمت کی، اسکی آنکھیں اب بھی گلابی رنگ میں نہائی تھیں، گلابی ہونٹوں پر آتشی مسکراہٹ لیے وہ شہریار کے دل کے منہ زور جذبات کا رخ صاف صاف

اپنی طرف کر رہی تھی اور پھر اس نے اپنی ہتھیلی شیری کے دل سے
جوڑی۔

"آپ کا زخم بھی گہرا ہے، ریسٹ کر لیں۔۔۔۔"

مانی نے اپنی ہتھیلی اس کے سینے سے پھیرتے اسکے کندھے کو چھوئے روکی،
شیری نے اسکے مرمریں ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں انگلیوں سمیت جکڑا تو مانی کی
آنکھیں شیری کی اس بے باک حرکت ہر حیا سے اٹ کر مسکرائیں۔

میری چھوڑو، ٹھیک ہوں۔۔۔۔۔ تم ٹھیک ہو جاو بس، مجھے ہنستی مسکراتی،"
میرا سر کھاتی ہوئی چاہیے ہو۔ جسکی باتیں کبھی ختم نہیں ہوتیں، جو مجھے
سارے غم بھلا کر کسی دنیا میں لے جاتی ہے جہاں میں بھی تمہاری طرح
"بچہ بن کر ضد پر اڑ جاتا ہوں

وہ اسے پھر سے محبت سے پکار کر یہ سب کہہ کر جان لے رہا تھا، اسے بہکا رہا
تھا، اور مانی کے چہرے کی بدلتے رنگ وہ خوب جاننے لگا تھا تبھی اپنا چہرہ خود
ہی قریب لائے اپنی رخسار مانی کی گال سے رب کیے نرمی سے اسکے ہونٹوں

پر جھکا، مگر وہ نرمی اس لڑکی کے نرم گرم وجود کے لمس کے سنگ ایک لمحے میں تشنگی اور شدت سے لبریز ہو گئی۔

مانی نے اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھے اپنا چہرہ اوپر کو اٹھائے آنکھیں خوف سے بند کیں مگر تب گہرا سانس بھر گئی جب وہ چند ساعتوں بعد اسے اپنے آپ کی ہر بے اختیاری سے آزادی بخش گیا، شہریار نے اسکے سرخیوں میں گھلتے چہرے کو بیچ میں فاصلہ بناتے دلچسپی و خمار کے سنگ دیکھا مگر وہ اتنی نرمی کے باوجود ہانپ سی جاتی فوری شیری کی آنکھوں کے اثر سے لرز کر اپنی نظر جھکا گئی، سانس رکنے کے باوجود اسے شیری کا دور ہونا اچھا نہ لگا۔

"بس اتنا سا۔۔۔۔۔ بیمار ہوں گی تو پیار بھی تھوڑا کریں گے کیا؟"

جھکی نظروں سے ہی وہ شیری کے گریبان کے بٹنوں سے کھلتی شکوہ کناں سرگوشی میں بولی جس پر وہ آنکھوں میں جمع ہوتے خمار کو لمحے بھی ختم کر گیا، شیری نے اسکا جھکا چہرہ ٹھوڑی سے پکڑ کر اوپر اٹھایا تو وہ گلال میں لپٹے

چہرے اور قربت کی آنچ کے سبب سرخی مائل ہوتی آنکھوں کو پٹ سے شیری کی آنکھوں میں ڈال گئی۔

"زیادہ پیار کیا تو مر جاو گی۔۔۔۔۔ تمہیں ماردوں کیا؟"

شہریار کے اسکی آنکھوں میں جھانک کر کیے سوال پر مانی کا دل لمحے میں کانپ کر رہ گیا، شہریار جدون کی نگاہوں کا واسطہ اسکے چہرے کے ہر بھٹکاتے نقش سے بے تکلفی سے جڑا تھا تبھی وہ اسکی نظروں کی تپش کے سبب فطری گھبرائی۔

"ن۔۔ نہیں"

فوری نفی میں گردن ہلائے وہ اپنا چہرہ پھر سے اس کے سینے میں چھپا گئی مگر شہریار کے چہرے پر دل نشین مسکراہٹ اور جسم و جان میں سرور و نشاط ضرور اتار گئی۔

چلو سو جاو، ورنہ میرا دل عجیب خواہش کرنے لگے گا۔۔۔ویسے بھی یوں نڈھال ہو کر تم مجھے کسی قابل نہیں چھوڑ رہی۔ تمہاری تیمارداری کرنے کے لیے مجھے اپنا دل بہت بڑا کرنا ہو گا۔۔یو نو واٹ آئی مین۔۔۔۔۔"

اس بار شہریار نے جس طرح اپنی تشنگی عیاں کی، وہ مسکرانا چاہتی تھی پر دھڑکنوں کے بے خود تصادم پر مسکرا بھی نہ سکی بس شہریار کے کہے کے مطابق شرافت سے تکیہ نیچے رکھ کر سر اس پر رکھے لیٹی۔

"اوکے س۔ سوتی ہوں لیکن ایک بات پوچھ سکتی ہوں شیری؟"

وہ بھی اسکے ساتھ ہی اپنا تکیہ جوڑے لیٹا اور ابھی آنکھیں بند کیے آتی جمائی روکی ہی تھی کہ مانی کے کندھے پر چڑھ کر اسکے چہرے پر جھک آنے پر شیری نے بازو اسکے گرد حائل کی اور بوجھل سی نگاہیں اس شوخی پر ثبت کیں جسکا یوں پاس ہونا ایسا سکون دے رہا تھا کہ آنکھوں میں بے طلب ہو کر بھی نیند جمع ہونے لگی۔

"ہاں پوچھو۔۔ورنہ تم نے میری نیند بھی اڑا کر رکھ دینی ہے"

شیری کے اس درجہ عجیب اجازت دینے پر وہ منہ بنائے گھوری۔

"رہنے دیں، مجھے نہیں پوچھنا"

مانی نے ناراضگی سے اپنا سر واپس اپنے تکیے پر رکھا جس پر وہ خود کروٹ بدلے کندھے کے درد کے باوجود اس پر خفیف سا جھکا۔

" پوچھ لو مانی، سچ میں بہت نیند آرہی ہے۔۔۔۔"

شیری کے اس پر جھکنے نے ہی مانی کی گھبراہٹ بڑھادی تھی مگر اسے پوچھے بنا نیند نہیں آنی تھی سو پوچھنے کی ہمت اکھٹی کی۔

"اوکے، لیکن اگر آپ نے میرا مزاق اڑایا تو میں آپکا سر پھوڑ دوں گی"

مانی کے فضول میں تمہید باندھنے پر شیری اپنا سر اسی کے کندھے پر رکھ گیا جس پر مانی کی آنکھیں خوامخواہ مسکرائیں، ہاتھ پھیر کے اپنے چہرے کو گدگداتے شیری کے بال سہلائے اسے شیری پر ڈھیر سا پیار آیا، مانی کی لانبی انگلیاں جب شیری کے بالوں میں سرسرائیں تو نیند میں خمار و سرور بھی شامل ہوا۔

"نہیں بناتا مزاق یار۔۔۔۔بول بھی لو اب۔۔۔"

وہ اپنی آنکھیں موندے ہی بڑبڑایا، یہاں اس لڑکی کے کندھے پر سر رکھ کر آنکھیں موندنے میں سکون کچھ اضافی تھا۔

جسے میرا دل چاہتا ہے میں آپکو سپیشل والا پیار کروں کیا آپکا بھی چاہتا ہے؟"

مطلب آپکو کیا فیلنگ آتی ہے، دل کو کک۔۔کچھ محسوس ہوتا ہے یا پھر آپ

"صرف میری خواہش کو پورا کرتے ہیں۔۔۔۔پلیز س۔۔سچ بتانا شیری

مانی کی ہچکچاہٹ اور اس سوال پر شیری نے اپنی سکون سے موندی آنکھیں کھولیں اور واپس سر اس کے کندھے سے اٹھا کر مانی کو دیکھا۔

تم کتنی فارغ ہو نہ مانی، مطلب جو بات کسی کے وہم و گماں میں بھی نہ ہو"

وہ پتا نہیں کہاں سے گھسیٹ لاتی ہو۔۔۔۔اب یہ کوئی پوچھنے والا سوال

"تھا؟

شیری کے الٹا ڈانٹنے پر وہ رو تو سا منہ بنا گئی اور اسے خود سے پرے بھی کرنا چاہا مگر وہ مزید اس پر حاوی ہوا جس پر اسکا کندھا مزید دکھا، مانی کو غصہ بھول کر اسکی فکر ہوئی جو درد سے باقاعدہ کراہ اٹھا۔

"آپ میرا مزاق بنا رہے ہیں نہ تبھی اللہ پاک نے درد کروایا، میں نہیں بولتی آپ سے اب۔۔۔اپنی جگہ لیٹیں، پھر کہیں گے میں نے درد جان بوجھ کے کروایا۔۔۔آپکو کوئی فیلنگ نہیں آتی مجھے پتا چل گیا"

شہریار نے اس کی ناراضگی کے باوجود واپس اپنے تکیے پر سر رکھا جبکہ مانی نے جیسے منہ موڑ کر کروٹ بدلی، ٹھیک چند سکینڈ گزرتے ہی وہ خود واپس پلٹ کر لیٹی جس پر شیری جب ہنسا تو مانی نے اسکی بازو پر مکا رسید کیا۔

"جب وقت آئے گا تب فیلنگ بھی آئے گی اور تمہاری سختی بھی، کبھی کبھی منہ بند کرنا ہی عافیت ہوتی ہے۔ادھر آو، اور یہ منہ کم بنایا کرو۔۔۔۔۔"

پکڑ کر اسکے سر کے لیے قریب کرتا اپنی بازو سر سے گزارے وہ مانی کو
قریب کرتے ہی آنکھیں موند گیا مگر اس لڑکی کو اب بھی قرار اور چین نہ تھا
اور پھر سے چہرہ اٹھایا۔
ابھی کوئی فلینگ نہیں ہے کیا شیری؟ پھر آپ مجھے پیار کرتے وقت "
" سپیشل والا مسکراتے کیوں ہیں؟
مانی کے ہچکچا اور مسکرا کر لیے سوال اس غریب کے سر میں درد کروا کر ہی
تھمنے والے تھے۔
" تو کیا میرے مسکرانے پر بھی پابندی ہے؟"
وہ الٹا اسے چڑانے کو بیزار سا ہوا۔
اور آپ پر کون کون سی پابندی لگا رکھی میں نے جو یہ منہ ٹیڑھا کر کے جتا"
"رہے ہیں
وہ بھی چنگاری پکڑتی سلگی۔

تمہیں نہیں پتا آمنہ آفریدی؟ تمہیں زیادہ دیر دیکھنے کی پابندی ہے مجھ پر"
کہ اگر دل و دماغ کی تمہارے معاملے میں صلح ہو گئی تو میں دیکھنے میں بے
ادب ہو جاوں گا، تمہیں زیادہ فیل کرنے پر بھی پابندی ہے، یہ آپسی تعلق،
سرور اور خوشی کو لمحہ بہ لمحہ بڑھا رہا ہے، جب یہ سب بڑھتا ہے تو چھو کر
دیکھنے اور اپنے سکون کو بڑھانے کی خواہش زور پکڑ لیتی ہے۔
، تمہیں جنٹلی ٹچ کرنا سیو نہیں ہے، تمہیں میری وجہ سے کچھ ہوا تو اس
"سبب مجھے کیا کیا ہو جائے گا وہ تو بتایا بھی نہیں جا سکتا

مانی اسکے ہر ہر لفظ پر سن سی ہو کر رہ گئی جیسے وہ شخص قریب کر کے، سماعت
کو یہ سب کہہ کر مفلوج کر گیا ہو۔

"ش۔۔ شیری آپ کتنے بے شرم ہیں"

اسکے چہرے پر شیری کے الفاظ کا تمام تر مفہوم سرخی چھلکا گیا جبکہ اس
لقب پر وہ ساری خماری بھلائے ہنسا۔

"تو تم مجھے بے شرم ہونے پر مجبور نہ کرو لڑکی، میرا منہ کھلوا کر پھر مجھے منہ پھاڑ کر بے شرم کہہ دیتی ہو، کچھ کر بیٹھا تو تم نے تو مجھ پر کوئی کیس کر دینا،

"میں تمہاری بیک دباتا ہوں آہستہ آہستہ۔۔ تم سو جاو

مانی اسکے کھلے ڈھلے الفاظ کے سبب اب چپ رہنا ہی محفوظ جان رہی تھی تبھی شیری کے سینے سے لگا کر آہستگی سے اسکی کمر دبانے پر وہ اسکے سینے میں سمٹ کر ہی مسکرائی۔

"شیری، آپ بھی کسی دن مجھ سے بیک دبوا لینا تاکہ مجھے جو یہ کرواتے شرم سی آرہی اسکا ازالہ ہو جائے۔۔۔ تھوڑا زور سے دبائیں بہت مزہ آرہا ہے"۔۔ جب تک میں سو نہ جاوں پلیز یونہی کرتے رہنا"

مانی کی فرمائشی لسٹ پر شیری نے جب اسکی شرٹ سرکا کر اپنا ہاتھ اسکی برہنہ کمر پر رکھا تو مانی کی آنکھیں خوف و شرم سے کھلیں۔

"ش۔۔ شیری۔۔۔۔ م۔۔ مجھے شرم آرہی ہے"

مانی نے اسکی شرٹ مٹھی میں جکڑے سرگوشی کی۔

"میں کونسا تمہیں دیکھ رہا ہوں مانی"

شیری کے آنکھیں موند کر ہی دیے جواب پر مانی مزید جھینپی۔

"ب۔۔بٹ مجھے ایسے کچھ کچھ ہو رہا ہے، آپکا ہاتھ۔۔۔"

وہ بولتے بولتے رکی کیونکہ شیری کا ہاتھ اسکی کمر پر سرکتا جا رہا تھا۔

"پلیز آپ مجھ سے کل ہی اپنی بیک دبوا لینا۔۔۔۔اوکے شیری"

اس لڑکی کو احسان اتارنے کی اس گھبراہٹ میں بھی جلدی تھی تبھی وہ مزید اسے خود میں بسائے مسکرایا۔

میرا تم جی بھر کر امتحان لے کر ذہنی مساج (ٹارچر) دیتی ہو وہی کافی ہے،"
اور تمہارے جیسی پتلی کمر یا تھوڑی ہے میری جو تمہارے پدے پدے
ہاتھوں میں آئے گی۔۔۔نہ ہی زحمت کرو۔۔اب تمہاری آواز نہ آئے،
"۔سو جاو۔۔۔۔

شیری کے سلگ کر کہنے پر وہ پتلی کمر یا پر جس طرح دباد با ہنسی، خود شیری نے سائیڈ لائیٹ مسکراہٹ دباتے گل کر دی جبکہ مانی کے لیے اس طرح

سوپانا کتنا مشکل تھا یہ شیری سوچ بھی نہیں سکتا تھا کیونکہ اسے تو اپنے ارمان پانی میں بہتے ہوئے نظر آکر جلا بھنا رہے تھے مگر مانی کے لیے اتنی جان لیوا سچویشن میں سوپانا جان جوکھم کا معاملہ دیکھائی دے رہا تھا۔

....★☆☆☆☆☆★....

ایک نئ صبح زمین زادوں پر اتر چکی تھی، پیرس کا موسم ایسا نہیں تھا کہ اس لمحہ یہاں سے رخصت ہوا جاتا کیونکہ پھولوں پر جان پرور بہار تو ابھی آئی تھی مگر وہ ہمایوں کے ساتھ اپنے خوابوں کی تکمیل کے سنگ انکی تمام فکروں اور پریشانیوں کو بانٹنے کی بھی طلب گار تھی۔

رات تو وہ سیر سپاٹوں کے بعد ڈنر کر کے جب واپس آئے تو ہمایوں کچھ اپ سیٹ تھے تبھی سو بھی جلدی گئے، نیہا کی آنکھ صبح کے سات بجے تک کھلی وہ بھی سماعت میں ہمایوں کی اترتی آواز پر۔

وہ نک سک تیار ہوئے، فون پر کسی سے مخاطب آج کی ہی واپسی کی فلائیٹ کنفرم کروا رہے تھے جب نیہا نے مندی مندی آنکھیں کھولیں اور کمفرٹر ہٹائے اچنبھے کے سنگ انکو تکتی اٹھ بیٹھی۔

"بہت شکریہ آپکا"

ہمایوں نے سرسری سا شکریہ ادا کیے رابطہ منقطع کیے رخ موڑا تو آنکھوں میں نیند کا خمار اور فکر سی سمو کر کھڑی ہوتی نیہا کو دیکھتے وہ نرم سا مسکرائے اور اسکی طرف بڑھے، انکے قریب آتے اور ہاتھ پھیلانے پر نیہا نے اپنے دونوں ہاتھ انکے مضبوط ہاتھوں میں تھمائے اور بے حد قریب آکر کھڑی ہوئی۔

"یعنی ہم آج ہی واپس جا رہے ہیں؟"

نیہا نے کنفرم کرنے کو استفسار کیا۔

ہمم، لیکن آئی پرامسس ہم پھر واپس آئیں گے اور پہلے سے زیادہ دن" رکیں گے۔ تم اداس مت ہونا، میں تمہارا ہمایوں کیانی بعد میں ہوں مگر

صبور کا ڈیڈی پہلے ہوں۔ سو اسکے لیے میری موجودگی اس وقت بہت اہم ہے"، وہ بتائے گی نہیں مگر وہ مشکل میں ہے"

نیہا انکے خدشوں اور بار بار یقین دہانی کروانے پر مبہم سا مسکرادی، شاید وہ نیہا کو ابھی بھی نہیں سمجھے تھے۔

"آپ وہاں ہوں یا یہاں، میرے تو بہت پاس ہوں گے۔ تو پھر یہ بار بار اجنبیوں کی طرح خدشات میں کیوں گر رہے ہیں۔ کیا آپکو نیہا ایسی لگتی ہے کہ آپکے اور صبور کے پیار پر کبھی بھی بے چین ہو گی۔۔۔۔ہاں اگر میں پہلے والی نیہا ہوتی تو پھر تو واپسی کا سن کر ہی فساد برپا کر ڈالتی۔۔۔۔۔ لیکن میں خود کو بہت پر سکون اور ٹھہرا ہوا محسوس کرنے لگی ہوں۔ صرف آپکے میرے پاس ہونے نے میری ہر حسرت مٹادی ہے"

خوبصورت اور دلربا لب و لہجے میں وہ پورے حق سے ہمایوں کی آنکھوں میں جھانک رہی تھی جو سمجھ نہ پائے کہ اس لڑکی کے مل جانے پر اللہ کا کیسے

شکر ادا کریں، انکی آنکھوں میں فدائین جیسی محبت رقصاں تھی، ہاتھ بڑھا کر وہ نیہا کے رخسار کی نرمی محسوس کرتے سنجیدہ ہوئے۔

"جب ہمارے پاس محبت اور توجہ ہوتی ہے پھر ہم اپنی فکر کرنا چھوڑ دیتے ہیں، میں نے بھی تمہارے ملتے ہی اپنی فکر کرنا چھوڑ دی۔ تم واقعی بہت پیاری ہو نیہا، میں اب تمہارے سوا کسی کا نہیں سو میرا ہر راستہ نیہا نامی منزل تک ہے اب"

وہ تو نیند پوری کر چکی تھی پر ہمایوں کی آنکھوں میں تھکن اور اداسی کا پہرہ تھا، وہ انکے بوجھل اعتراف پر بھی یوں مسکرائی جیسے نا جانے کونسی خوشی پا بیٹھی ہو۔

"جب آپ یہ کہتے ہیں کہ اب میرے ہی ہیں، آئی فیل سو وی آئی پی۔۔۔۔ میرا بھی تو آپکے سوا کوئی اپنا ذاتی نہیں رہا اب۔۔۔۔۔ صبور کے لیے مشکل وقت ہے، اور مشکل وقت میں اپنوں کا ساتھ مرہم نہ بھی بنے، تھوڑی مسیحائی ضرور کرتا ہے۔۔۔ آپکو اس ٹرپ کے شارٹ ہونے پر مجھ

سے سوری کرنے کی دوبارہ ضرورت نہیں ہمایوں، مجھے شرمندگی ہو گی کہ میری وجہ سے آپ بے چین ہیں۔۔۔۔مجھے آپکے ساتھ رہنا ہے بس،

"جہاں بھی رہوں اس سے اب کوئی فرق نہیں پڑتا

نہایت سلیقے اور خوبصورتی سے وہ انکے ہاتھ سے اپنا دوسرا ہاتھ بھی آزاد کیے اپنی ملائم ہتھیلوں کو انکے چہرے سے جوڑے شدت جذبات سے یقین دلاتی اور دل کے بوجھ ہٹاتی بہت پیاری لگی۔

بے اختیار انکے ہاتھوں نے نیہا کی کمر کو حصار اجس پر لحظہ بھر نیہا کا دھیان انکے ہاتھوں کی کمر پر ہوتی سرسراہٹ نے بھٹکایا تو چہرے پر حیا و خوف کے سنگ سرخیاں گھلیں۔

"تم بیوی سے پہلے میری دوست بن گئی ہو، میری بھی یہی خواہش تھی"

اس لڑکی کی لاج سے اٹی آنکھوں میں نرم زاویہ نگاہ سے آنکھیں ڈالے اعتراف نے نیہا کی گھبراہٹ کچھ کم کی۔

"میں آپکا سب کچھ ہوں۔ میں آپکی سپیشل ون ہوں"

چہرے کی مسکراہٹ نے جسم و جان کی راعنائی سے مل کر مزید اسکے حسن کو دہکایا اور اس لڑکی کی جذبات سے گلابی پڑتی آنکھوں سے نظر ہٹانا ہمایوں کیانی کے لیے ناگزیر ہوا کیونکہ انکو خدشہ تھا وہ جذبات کی رو میں بہت برے بہہ جائیں گے۔

وہ اسکو یک ٹک دیکھنے کے بجائے اسے پکڑ کر گلے لگاتے خاموشی سے نیہا کی اہمیت عیاں کرتے اس لڑکی کے دل کو بھی پوری شدت سے دھڑکا گئے۔

بہت سپیشل۔۔۔۔۔زندگی میں پہلی بار جینے میں لطف آیا ہے، جب جب "

"تمہیں گلے لگاتا ہوں نیہا، ہڈیوں تک راحت اترتی ہے

وہ جو خفیف سی انکے خود میں بسانے پر ایموشنل تھی، انکی گھمبیر سرگوشی پر بے ارادہ ہنس دی، اسکی نرم ہتھلیاں ہمایوں کی پشت پر سرکتیں انھیں عجیب سا سرور بخش رہی تھیں۔

"ہنسی کیوں؟"

گلے لگائے ہی سوال کیا گیا جس پر نیہا نے مسکراہٹ گہری کیے انکے وجود میں سمٹے گہرا سانس بھرا جیسے اس شخص کی خوشبو اب نیہا کی من پسند تھی۔

"ہڈیوں والا یہ جملہ کسی مووی میں بھی نہیں سنا نہ تبھی"

نیہا کی شرارت وہ اسکا چہرہ دیکھے بنا بھانپ گئے۔

تو میں نے کونسا کوئی ڈائلوگ بولا ہے، میں تو سچ کہہ رہا ہوں۔۔۔۔۔تم"

"بس گلے لگا کر ہی میرا کام تمام کر سکتی ہو، اتنی پاور فل ہو

وہ پھر نے انکی معصومانہ تعریف پر ہنسی اور اپنے گرد بندھی ہمایوں کی بازو کھولے جبرا روبرو ہوئی۔

اور آپ تو دیکھ کر ہی مجھے اپنے بس میں کر لیتے ہیں، امیجن کر لیں پھر"

"اپنی پاور

نیہا کی آنکھوں میں بھی دھانسو محبت تھی، وہ محبت جو اس لڑکی کی حسرت تھی، کسی ایسے سے کرنے کی چاہت جو پورا اسکی ملکیت ہو۔

"تمہیں میرا ساتھ واقعی میں اچھا لگ رہا ہے؟"

جانے کیا سوچ کر وہ نیہا کے لب ور خسار کو چھونے کی خواہش جبرا دبا کر یہ بولے تو وہ بھی حیرت انگیز سا مسکائی، اتنے قریب انکی بازووں کے حلقے میں کھڑی ہو کر، انکے چہرے کی حدت اپنے چہرے تک محسوس کرتی ہوئی بھی کیا وہ انکے ساتھ سے ناخوش ہو سکتی تھی؟

"ایسا کیا کہوں کے آپکو یقین آئے"

جذبات کے بوجھ نے نیہا کی آواز بھاری کی، آنکھوں کے کنارے سرخ ہوئے۔

"کچھ بھی ایسا جو مجھے تمہاری طرف بڑھ جانے کی ہمت دے"

ہمایوں کے تقاضے نے ڈھک چھپ کر بھی نیہا کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے روک دیا، خود کو انکی نظروں میں میسر و موجود محسوس کرتی وہ خفیف سی خوفزدہ ہوئی۔

بولتی تو دل پر قہر اترنے کا خدشہ تھا، خاموش رہتی تو زندگی سے کمایا ہوا یہ انمول شخص روٹھ جاتا۔

"آپ میری طرف بڑھنا چاہتے ہیں؟"

جواب نہ سوچ پاتی وہ بڑبڑاہٹ میں اک نیا سوال پوچھ بیٹھی، ہمایوں نے اسکی کمر میں ہاتھ ڈالے بیچ کی بے سبب دوری مزید کاٹی، اتنی کے لب و رخسار کا تصادم کسی وقت بھی متوقع تھا۔

"میں تمہیں تھوڑا سا محسوس کرنا چاہتا ہوں"

انکی صاف گوئی نے نیہا کے وجود میں کپکپاہٹ دوڑائی، بھلے وہ جانتی تھی یہ انکا حق ہے اور وہ خود بھی اس نئے احساس کی خواہش مند تھی مگر وہ ہر طرح نیہا پر بھاری تھے، انکی شخصیت کا رعب، نیہا کی جان سی نکال لیتا۔

مگر اب تو ص۔۔ صبح ہو گئی۔۔۔۔ پھر ہمیں تو واپس بھی جانا ہے نہ،"

"پیکنگ بھی کرنی ہے

نیہا کی گھبراہٹ پر وہ ساری خماری بھلائے اسکی بات پر مسکراہٹ دباتے نظر آئے۔

"میں نے تم سے ہماری گولڈن نائیٹ تو نہیں مانگی نیہا"

ہمایوں کے شرارت پر اترنے پر وہ انکی بات کا مفہوم سمجھے خود بھی بد حواسی سے سرخیوں میں ڈھلی۔

"م۔۔مجھے پتا ہے، میں تو بس ویسے ہی بتا رہی تھی نہ۔۔۔۔۔ٹائم نہیں ہے نہ سپیشل مومنٹس کے لیے"

نیہا نے اپنی پوزیشن کو ور کرتے نظریں چراتے بات بنائی۔

"کیونکہ وہ مانگوں گا نہیں، چھین لوں گا"

نیہا کی بے چینی اپنے معنی خیز جملے سے مزید بڑھاتے وہ خود اس وقت جان لیوا لگے تبھی تو نیہا نے رحم طلب نظروں سے انکو دیکھا جنکی آنکھوں کا محور بھانپ کر نیہا کے وجود میں تھرتھراہٹ بیدار ہوئی۔

"پ۔۔پلیز ایسی باتیں مت کریں ابھی یہ مجھے seduce کر رہی ہیں۔۔وی آر فرینڈز نہ"

نیہا نے انکی آنکھوں کے منہ زور جذبے و خواہش دیکھے ڈرتے ہوئے گزارش کی جس پر جناب کی آنکھوں میں خمار اترا۔

اگر تم بہک رہی ہو تو سمجھ لو معاملہ دوستی سے آگے بڑھ گیا، میں نے کبھی"
نہیں سوچا تھا کہ اس عمر میں بھی کوئی میرے لیے بہک سکتا ہے اہم اہم
اور بہکنے والی حسینہ کو تو دیکھیے،، یہ فیلنگ تو بہت مزیدار ہے۔ آئی تھنک میں
"آج بھی کافی ہینڈسم ہوں

وہ شرارت سے نیہا کو مزید ڈراتے مسکرائے جوان سے ڈر کر جس طرح
لپٹی، انھیں کافی دیر ہنسی کو مسکراہٹ میں بدلنے پر لگی۔

"You are not only handsome you are also very dashing and hot."

نیہا کی اس سرگوشی پر کمرے میں ہمایوں کا بلند ہوتا قہقہہ اس لڑکی کے
چہرے کو گلال میں لپٹا گیا۔

زندگی کے شور میں تم ہی وہ سکون تھی جسکی میں تلاش میں تھا نیہا ہمایوں"
کیانی، تمہارے منہ سے ایسا کمپلیمنٹ اگر روز ملا تو میں شاید واپس اپنی
"جوانی میں لوٹ جاوں گا

ہنسی تھمی تو اس لڑکی کے نرم گرم وجود کو خود میں بھینچ کر وہ سارے دکھوں سے ناطہ توڑے بس اس سکون کو پیارے ہوئے جو اس وقت اس لڑکی کے جسم سے ان میں منتقل ہو رہا تھا، وہ نیہا کو ابھی پریشان کرنے سے باز ہی رہے کیونکہ انکے لیے اس لڑکی کی اس وقت یہ مسکراہٹ اور گلے سے لگتی گرم جوشی کسی بھی بوسے سے کہیں درجے افضل اور سرور آگیں تھی۔

" ٹھیک ہے دستگیر بھائی، میں محتاط رہوں گا۔۔۔"

دستگیر اٹھ چکا تھا اور صبور کے ساتھ ہی وہ باہر جانے والا تھا مگر لئیق کی تاکید کے مطابق لوئے کو محتاط کرنا نہیں بھولا تھا، نیویارک میں اس وقت رات تھی اور لارا ہی اپنے اور اس کے لیے ڈنر بنا کر ڈائنگ پر لگا رہی تھی مگر اسکی توجہ لاونج میں بیٹھے لوئے کی سمت ہی تھی۔

اور ہم سب تم دو کے منتظر ہیں، ساری فیملی جمع ہو یہ اب سبکی خواہش "
ہے۔امید ہے تم لارا کے ساتھ یہاں واپس آکر جلد ہم سبکو سرپرائز کرو
"گے۔پھر بات ہو گی۔آرام کرو تم، ہماری تو صبح ہو گئی
دستگیر نے مسکرا کر اسے کہا اور کال کاٹی جبکہ لوئے کو بھی اس نے اب تک
زائشہ اور وقار کے نکاح کا نہیں بتایا تھا کیونکہ جانتا تھا جس تکلیف میں اسکی
صبور ہے ان دنوں، وہ بھی ایسے ہی کرب میں ہو گا۔
دستگیر کے رات محبت سے سمیٹ لینے نے ایک بار پھر صبور کے اندر
حالات سے لڑنے کی ہمت بھر دی تھی۔
جبکہ لوئے کو اداس بھانپ کر لارا جب اسکے پاس ڈنر کے لیے بلانے آئی تو
اسے کسی گہرے خیال میں غرق محسوس کیے پاس ہی بیٹھی، اس لڑکی کی
مانوس خو آبو لوئے کو محسوس ہوئی مگر خیالات سوچ سے کہیں گہرے
تھے۔۔
"کیا سوچ رہے ہو؟"

لارا نے اسکے ہاتھ کو نرمی سے اپنے ملائم ہاتھ میں بھرا تو وہ اپنے ذہن کے دردناک خیالات جھٹک کر لارا کا چہرہ نہارتا میانہ روسا مسکرایا۔

"کچھ خاص نہیں، بس خود کو جب بھی واپس جانے کا کہتا ہوں دل عجیب وحشت کا شکار ہو جاتا ہے، انکا زندہ ہونا وبال تو مر جانا ملال سا ہے۔ سمجھ نہیں آتا کہ جب اللہ نے مجھے انکے لیے سخت دل کرنا ہی تھا تو انکو میری ممی نہ بناتے۔ شاید میں انکے لیے عین وقت پر ٹھیک سے سخت دل نہیں ہو رہا"

لوئے کے لہجے میں یاسیت تھی تو لہجہ تھکا ہوا، اور وہ اسکی اداسی سن کر اپنے دکھ پھر سے ہرے محسوس کرتی بوجھل ہوئی۔

"ماں باپ جیسے بھی ہوں، ہم میں انکا احساس اور خون دوڑتا ہے، اور اس خون اور احساس کو ہم میں سے صرف موت نکال سکتی ہے۔ میں تمہاری تکلیف کم تو نہیں کر سکتی مگر اتنا ضرور کہہ سکتی ہوں کہ جو ہم سے چھیننے والا ہو اسکے لیے دل میں صبر اتار دیا جاتا ہے۔ میں بھی اپنے نام نہاد بابا کے

مرنے کا یقین خود کو دلا چکی ہوں، غائبانہ تو ہمارے لیے وہ کب کے مر گئے لیکن اگر انکو جسمانی موت آ بھی گئی تو مجھے خود کو یقین دلانے کی نوبت نہیں آئے گی۔ میری مما کو دیے اس شخص کے دکھ ہی اسے کھا جائیں یہ بددعا میں نے اس شخص کو ہر لمحہ دی ہے۔ روز محشر خدا مجھے اور ایمر کو انکے نہیں "میری مما کے نام سے پکاریں، بس اور کوئی خواہش نہیں

دونوں کی تکلیف ایک جیسی پہاڑ تھی، وہ کیسے نہ سمجھتی کہ وہ شخص سچ میں موت پا چکا ہے، کیونکہ بیٹیوں کے دل میں باپ پر آئی قیامت کی خبر زمین پر پہنچنے سے پہلے اترتی ہے، وہ غائبانہ جان چکی تھی کہ اسکا، اسکی ماں کا اور ایمر کا گناہ گار سزا پا گیا۔

مجھے لگتا ہے کہ مجھے میری ممی سے کبھی ویسی محبت ہو ہی نہیں سکی جیسی ہر " دوسرا بچہ اپنی ماں سے کرتا ہے، وہ کبھی بابا کے بہت جبر سے گزرنے یا تنگ آنے ہر ہاتھ اٹھا لینے پر چیختی تھیں تو میں کمرے سے بیزار ہو کر نکل جاتا، کبھی انکے پاس جانے کا دل ہی نہیں کرتا کہ ممی سے پوچھوں وہ عام مما کیوں

نہیں ہیں، وہ اور بچوں کی طرح میرے ہاتھ، میرا ماتھا بار بار محبت سے کیوں نہیں چومتیں۔۔۔۔وہ مجھے کیوں نہیں کہتیں کہ میرا لوئے بہت ہنڈسم ہے، کاش انہوں نے مجھ سے میرا حال کبھی ماں بن کر پوچھا ہوتا تو میں آتے وقت ان سے آخری ملاقات ہی کر لیتا۔اب سوچ رہا ہوں کیا وہ میری آخری ملاقات بھلے وہ شکووں سے بھری ہی کیوں نہ ہوتی، واقعی ڈیزرو نہیں کرتی تھیں؟"

وہ بھی شاید پچھتا رہا تھا، دل پر سل دھری تھی، کیا کرتا صبور کی طرح اس عورت نے لوئے کو بھی تو خود سے محروم رکھا تھا، پہروں اور مدت اپنے ممتا بھرے لمس کو ترسایا تھا، لارا کو لگا کسی نے اسکا دل کند چھری سے کاٹا ہو۔

"تم ملنا چاہتے ہو تو مل لو، کون روکے گا تمہیں؟"

لارا نے اسکا چہرہ اپنی سمت موڑتے امید سی دلائی جس پر وہ تلخی سے ہنس دیا۔

ملنے کی کوئی خواہش نہیں، یہ تو میں اک ضرورت کہہ رہا تھا۔۔۔ خیر "

"چھوڑو

وہ خود ہی اذیت سے مسکرا کر موضوع بدلے اٹھا، لارا کے پاس جیسے کوئی جواب ہی نہ رہا، وہ اسکی دلجوئی کرنے سے کچھ اس لیے بھی گریزاں تھی کیونکہ پہلے بھی اس نے لوئے سے کیے سارے وعدے بے حس ہو کر توڑے تھے، وہ اب بھی اپنے سابقہ ستم پر پشیمان تھی۔

ڈنر بھی لوئے نے بے دلی سے کیا۔

پھر وہ اٹھ کر تازہ ہوا کے لیے چھت پر چلا گیا، روشیوں میں نہائے شہر نے سونے کے وقت میں بھی بیداری کر رکھی تھی۔

وہ اسکے لیے اسکی فیورٹ کافی بنائے لائی تو وہ مسکرا کر پلٹا، لارا اپنی دلکش موجودگی اور راعنائیوں سمیت، اترے مرجھائے چہرے کے سنگ اسکے پاس آکر کھڑی ہوئی تو لوئے کے دل کو اس کی اداس آنکھیں ایک آنکھ نہ بھائیں۔

"مجھے اس وقت اسکی ضرورت تھی"

لارا اسکی کان کی اور جھک کر کی سرگوشی پر چونکی۔

"کس کی؟"

لارا کے بوکھلا جانے پر وہ اسکی کیفیت بغور بھانپے سنجیدہ ہوا اور مگ وہیں ریکنگ پر رکھے دونوں بازو لارا کے گرد حصار کر باندھے جس سے اسے لارا کی تمام توجہ ملی۔

"اس کافی کی اور تمہاری۔۔۔۔میں تھوڑا عجیب ہو جاتا ہوں، خاص کر یہ وقت بہت صبر آزما چل رہا ہے۔ لیکن تم میرے پاس ہو تو یہ وحشت زیادہ دیر مجھے جکڑے نہیں رکھ سکتی"

وہ اسکے جان لیوا اور اس مشکل وقت کیے حسین اعتراف پر مبہم سا مسکرائی مگر نہایت مختصر۔

"اب تم نے مجھ سے وعدے ہی اتنے پکے کر لیے ہیں کہ تمہیں چھوڑنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، اب لارا تمہارے پاس ہی رہنے والی ہے۔"

خوشی سے بھری اس کی آنکھیں لوئے کی آنکھوں میں فرصت سے جمی تھیں اور وہ اتراتی ہوئی دنیا جہاں کی حسیناوں کو پچھاڑ سکنے کی اہلیت رکھتی تھی۔

"یہ سننے میں بہت راحت دے رہا ہے"

لوئے کے اسکے رخسار کو چھو کر مدہوش سا ہونے پر وہ بھی گداز مسکائی، اسکے ہونٹوں کا لمس انتہائی شریں تھا۔

"یہ محسوس کرنے میں ہمیں تسلی اور سکون بھی دے گا، میں نے تمہیں بہت ہرٹ کیا ہے نہ لوئے؟ کیا تم میرے لیے روئے تھے جب میں دور ہوئی؟"

ناجانے کیا سوجھی کہ وہ اس دردشناس سے یہ سب پوچھتے خود بھی آنکھیں نم کر بیٹھی۔

"ہمم۔۔۔بہت رویا تھا، کچھ وقت کے لیے دنیا اندھیر ہو گئی تھی۔لگا جس آس پر زندہ تھا وہ ٹوٹ گئی، زندگی حلق کا کانٹا محسوس ہو رہی تھی"

لوئے کے صاف صاف بتانے پر لارا کی آنکھ سے بے ارادہ ہی اک آنسو ٹوٹ گرا مگر لوئے نے بروقت اس انمول آنسو کو اپنے ہاتھ کی امگلی کی پوروں میں جذب کیا۔

"آئی ایم سوری لوئے، ت۔ تم مجھے بھی اتنا ہی رلا لینا۔۔۔۔ میں بہت ظالم ہو گئی تھی۔ تمہیں کیسے اتنا رلا گئی"

اپنی اس دی تکلیف کا ملال شائد نوکیلے کانٹے کی طرح لارا کو تادیر چبھنے والا تھا اور وہ اسے رونا تو دور اب اداس بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

"میں نے بھی پورا بدلا لیا ہے تمہیں ستا کے۔۔۔۔۔ بھول جاتے ہیں وہ سب، اس وقت تو مجھے یاد بھی نہیں کہ دکھ چیز کیا ہے؟"

اس نازک سراپے کو نرمی سے کھینچ کر اپنے حصار میں بھرے بوجھل اعتراف، خود لارا کو اس دم دیتی کیفیت سے نکال گیا، لمحے میں ان ہونٹوں کے کچے رنگ مدھم کیا، مٹا دیتے ہوئے اس نے لارا کے بڑھتے سکون کو محسوس کیے اپنے استحقاق سے اسکے ہونٹوں کو نرمی سے آزاد کیا تو لوئے کے

چہرے کو لارا کے ہاتھ کی پوروں نے محسوس کرتے مسرور مسکراہٹ دی۔

"آئی وش تمہیں اب کبھی یاد نہ آئے کہ دکھ کیا ہے، میں تم سے بہت پیار کرتی ہوں لوئے بہزاد"

اسکے محصور کن حصار میں ٹوٹی بکھری حالت میں حکائیت دل سنا کر وہ لوئے کی دھڑکنیں بڑھا چکی تھی۔

"جب تم ہاں کر کے مجھے خود پر ساری کی ساری اجازت دے دو گی، لوئے بہزاد کا یہ دکھوں سے مکمل ناطہ اب بس تب ہی ٹوٹے گا۔۔۔۔۔"

وہ اس سر پھرے سے ایسے ہی جواب کو امید کر رہی تھی تبھی اسکے وجود میں مزید سمٹی۔

"بہت جلدی ہاں کر دوں گی، تمہاری سوچ سے بہت پہلے"

اپنی رخسار اسکی رخسار سے رب کرتی وہ اس کے حصار سے نکلی تو دونوں کی آنکھیں پھر سے مسکرا کر ملیں۔

"مجھے بے تابی سے انتظار ہے"

لوئے نے اسے گہری نگاہوں میں لیے جتایا جس پر وہ چھینپا سا مسکرائی اور کافی مگ اٹھا کر ناز سے لوئے کو تھمائی۔

"مجھے مت دیکھو یوں مزید، اسے اہمیت دو جو ہمارے پیار کو دیکھ کر جل بھن کر اور کڑوی ہو جائے گی۔"

لارا کے شرارت سے کہنے پر لوئے نے ہنس کر کافی کا سیپ بھرا اور دونوں مسکرا کر ایک ساتھ ان روشینیوں میں محو ہو گئے۔

.._____..

گھر سے آتی عجیب سی تعفن کے سبب دستگیر کے آدمی جب وقار کے گھر کے آس پاس مٹر گشت کر رہے تھے تو یکدم ٹھٹکے، جندل محل میں سب ہی

ناشتے کی میز پر مسکراتے ہنستے چہروں کے سنگ براجمان تھے اور لئیق اور لعلین کے آنے کے منتظر تھے جب دستگیر کا فون اسکے آدمی کی آتی کال کے سنگ بجا۔

"معذرت چاہتا ہوں، یہ کال ضروری ہے"

دستگیر نے رسانیت سے کہا اور سب کے سر ہلانے پر وہ اٹھا اور فون لیے جندل محل سے باہر نکلا۔

"ہاں بولو"

دستگیر نے باہر آتے ہی اپنے آدمی کو مخاطب کیا۔

"سر کل رات وقار گھر آیا مگر اسکے بعد اب صبح کے دس ہونے کو ہیں نہ کوئی باہر نکلا نہ کوئی آواز آئی، بلکہ یہاں جب میں گیٹ کے پاس آیا تو عجیب سی بدبو محسوس ہوئی۔ کیا کروں، اندر جاوں یا یہیں رک کر انتظار کروں؟"

اس آدمی نے یہ سب بتا کر دستگیر کی پریشانی بڑھائی، اسکے جبڑے کی رگیں سی تنیں۔

"اندر جاو مگر محتاط رہنا، دیکھو کیا چل رہا ہے۔اپنے لوگوں کو لے کر جانا"

دستگیر کی اجازت ملنے پر وہ آدمی فرمابرداری سے سر ہلاتا فون رکھتے ہی اپنے لوگوں کی طرف بڑھا اور ان سب کو گاڑی سے نکلنے کا اشارہ کیا، تمام لوگ ایک ساتھ وقار کے گھر کی طرف بڑھے۔

ایک آدمی نے دروازہ پھلانگا اور پھر اندر سے گیٹ کھولا، جیسے جیسے وہ اندر گئے، وہ عجیب سی تعفن بڑھی۔

مگر جیسے ہی وہ لوگ پہلے کوریڈور میں موجود بیڈ روم کی طرف بڑھے، سب اپنی جگہ تھم کر رہ گئے۔

وقار، لہو میں لت پت، بیڈ پر مردہ پڑا تھا اور وہ بدبو اسی کے جسم سے اٹھ رہی تھی، ان سب کے چہرے یکدم سفید پڑے، آدھے لوگ زائشہ کی

تلاش میں باہر نکلے مگر گھر کی پچھلی طرف سے ایک آدمی کو دیوار کے ساتھ زائشہ کی سیاہ چادر کا اٹکا چھوٹا سا ٹکڑا ملا۔

مگر پورے گھر میں زائشہ کا کوئی نام و نشان نہ تھا۔

خوف کی شدید لہر ان سب آدمیوں کے دل میں بیدار ہوئی، سب گھر سے باہر نکلے اور اس ماجد نامی آدمی نے فوری دستگیر کو کال بیک کی جو تب تک وہیں لان میں کھڑا اپنے آدمی کی کال کا منتظر تھا۔

مگر اس پار سے سنائی جاتی خبر نے دستگیر عالم کی روح جنجھوڑ کر رکھ دی، سفید پڑتے چہرے کے سنگ وہ تیزی سے فون کال آف کرتا سرعت سے جندل محل کے اندر بڑھا۔

لئیق اور لعلین بھی ناشتے کے لیے باہر جانے کو ریڈی تھے، ہاف وائیٹ اینڈ گرین امبرائڈری شرٹ اور تنگ شلوار کے سنگ بونینزا کے دوپٹے کے سنگ، ہلکے ہلکے کندھوں تک آتے بال کرل کیے، ایک سائیڈ سے پف بنا کر پن آپ کیے، گردن میں لئیق کا دیا پینڈنٹ اور پیروں میں ہیلز پہن کر

وہ لئیق ایزد علوی کو مبہوت کیے تھی جو آج خود بھی وائیٹ پینٹ اور اولیو شرٹ پہنے، جاذب اور وجیہہ ہونے کی حدیں پار کر رہا تھا، دونوں ساتھ اور ستم کہ ایک دوسرے کے جب روبرو ہوتے تو منظر آگ پکڑ لیتے، دونوں کی آنکھیں ہی ایک دوسرے کو پور پور سے چھو لیتی تھیں۔

گزری رات کی فتنہ خیزیوں کی سرخی لعلین کے رخساروں پر پھیلی تھی، آنکھیں اس شخص کی شدتوں کے اثر سے سہمی تھیں، چہرہ اسکی من مرضیوں کے سبب گلال ہو رہا تھا، وجود اسکی بے اختیاروں کے اثر سے ہولے ہولے لرز رہا تھا اور لعلین بار بار لئیق سے نظر ہٹا کر یوں سانس بھر رہی تھی جیسے اسے دیکھتے وقت سانس نہ لے پا رہی ہو۔

"جب آپ میرے پاس ہو کر میرے سوا ہر جگہ دیکھتی ہیں تو مجھے اپنا آپ بے وقعت لگتا ہے"

وہ گھبرا رہی تھی تبھی لئیق کو دیکھنے سے گریز چاہتی تھی مگر اس شخص کا ایسا شکوہ لعلین کو اسے شدید گہری نظروں سے دیکھنے پر مجبور کر گیا، وہ سامنے

تھاتووہ کہاں اس قابل تھی کہ اس کو دیکھنے کے سوا آنکھوں کی کوئی راحت تلاش کر پاتی تبھی تو دل اسکے شکوے پر کانپ اٹھا۔

"اف لئیق ایز داف، ساری رات تم نے مجھے ایک لمحہ بھی خود سے نظر ہٹانے کی اجازت نہیں دی، ابھی مجھے سنبھلنے کے لیے تم سے نظر چرانی پڑ رہی ہے"

وہ باقاعدہ روہانسی ہوئی، اس شخص کی محبت اور شدت لعلین کے وسیع دامن سے تجاوز کر رہی تھی۔

"لیکن میں چاہتا ہوں آپکو سنبھلنے کے لیے بھی مجھے دیکھنے کی ضرورت پڑا کرے"

وارفتگی سے وہ لعلین کے گلابی چہرے کو تکتا محبت سے بولا تو وہ اسکے نرم حصار میں سمٹے ہی اسکے سینے سے لگتی مسکرائی۔

"کوشش کروں گی لیکن بہت مشکل ہے، تمہارے سامنے سنبھلنے کا دل ہی نہیں چاہتا"

ایسی دلفریب بے بسی کیوں نہ دل کے جذبات مچلا دیتی، اسے دونوں بازووں سے تھامے لئیق روبرو لایا اور آنکھیں موند کر اسکی جبین پر ہونٹ رکھے، باری باری یہ مہربان لمس اس لڑکی کی رخساروں اور نرم ہونٹ کو بخشتے بیچ کا فاصلہ بنائے دھڑکنوں کی بڑھتی آنچ گہرائی سے محسوس کی۔

"میرے سامنے آپکو سنبھلنے کی ضرورت ہی کیا ہے، یہ فرض مجھ ہر سجتا ہے روح رواں۔ میں آپکی سنگین عادت کا شکار ہو چکا ہوں، مجھے آپ سے دور قرار ہی نہیں آتا، چھین چکی ہیں آپ مجھ سے ہر اختیار"

وہ اپنے بے حد ہونے کو جس طرح جسٹیفائے کرتا ہوا لعلین کے دل کو مٹھی میں لے گیا اسکے بعد کتنی ہی دیر وہ خود بھی اپنی حد میں نہ رہی، اسکے سانسوں میں گھلتے ملائم لمس لئیق ایزد کو ہمیشہ شانت کرتے، وہ اسکی تشنگی کا خاتمہ کرنے کی کوشش میں اپنا ضبط اخیر آزما گئی کہ کتنی ہی دیر فضا میں سانسوں کے بے خود لمس تھٹھراتے رہے، بہت دیر بعد زبان نے حلق اور ہونٹوں کا ساتھ دینے کی ہامی بھری۔

" تم نے دعا کی تھی نہ لئیق "

وہ جانتی تو تھی کہ وہ اسکے پہلو سے جلد نکل گیا تھا مگر وہ مکمل خمار سے باہر نہ تھی سو وہ دھندلا سا حوالا ہی ذہن نشین تھا۔

"ہمم۔۔کی تھی۔۔۔۔۔"

اسکے اقرار ہر وہ نم آنکھیں کرتی ہنسی مگر اسی لمحے لئیق کے ہوم آفس اور وہاں سے روم کے دروازے کی طرف بڑھنے اور دستک دینے پر وہ اس سے دور ہوئی۔

"میں آپیا کو بتالوں کے میں تمہارے ساتھ جاوں گی، تم دیکھ لو کون ہے"

لعلین کے مسکرا کر کہنے پر وہ اپنا فون اور کوٹ اٹھائے اسکی گال سہلاتا کمرے کے دروازے پر ہوتی دستک پر باہر آیا تو دستگیر کے چہرے کی اڑی ہوائیاں دیکھ کر ٹھٹکا۔

"دستگیر عالم! کیا کوئی جن دیکھ لیا"

لئیق نے اسکے چہرے کو مرکوز کرتے بازو پر کوٹ تہہ کیے متفکر ہوئے پوچھا۔

"بھائی، وقار۔۔۔۔۔۔ہی از نو مور۔ وہ اپنے گھر میں اپنے کمرے کے بیڈ پر مردہ ملا، اسکے سینے پر وار کیا گیا ہے اور ایک اور بری خبر یہ ہے کہ زائشہ فرار ہو گئی۔ یقیناً اسی نے وقار کو مارا ہے"

دستگیر کی جانب سے ملتی یہ حیرت انگیز اور دھچکے سے بھری خبر لمحہ بھر لئیق کے حواس بھی جنجھوڑ گئی، مانا اسکا پلین کچھ ایسا ہی تھا مگر اتنی جلدی وقار کی موت کی اسے امید نہ تھی۔

"مطلب زائشہ کے ساتھ اس نے بہت برا کیا ہو گا تبھی وہ اس شخص کو مارنے پر مجبور ہو گئی۔ اچھا ہوا ایک تو راہ سے ہٹا، لیکن زائشہ آزاد ہو گئی یہ خاصا تشویشناک ہے دستگیر عالم۔ شہریار کو خبر کرو کے اسکے گھر کا معاملہ سنبھالے، کیونکہ یہ پولیس کا کام ہے۔۔ باقی تم اپنے لوگوں کو زائشہ کی

تلاش پر لگادو، جندل محل کی سیکورٹی بڑھاوتا کہ ہر ممکنہ نقصان سے بچت ہو سکے"

لئیق کی تمام ہدایات سنے دستگیر نے سر اثبات میں ہلایا اور لئیق کے اشارے پر وہ ہوم آفس سے باہر نکل گیا جبکہ لعلین نے سیلی کو کال کیے جب لئیق کے ساتھ جانے کا بتایا تو وہ مزید خوش اور ایکسائٹڈ ہوئی۔

"یہ تو بیسٹ ہو جائے گا میری گڑیا، لیکن مجھے فوری انفارم کرنا جو بھی ہانیہ نے بتایا، پوری امید ہے کہ اچھی خبر ملے گی۔ ہم سب مانی کی طرف جا رہے ہیں، داد و کا دل اسے دیکھ کر ہی سکون پائے گا"

سیلیٔ نے مسکرا کر تاکید کی تو لعلین نے اسے فوری بتانے کی یقین دہانی کرواتے کال بند کی اور آئینے میں اپنے دلربا سراپے کا بھرپور جائزہ لیے جب وہ روم سے باہر نکلی تو لئیق کو انتہائی گہرے خیالات میں ڈوبا دیکھ کر وہ اس تک آئی جو گلاس وال کے پاس کھڑا تھا۔

لئیق! کیا ہوا سب ٹھیک ہے۔۔۔ناشتے پے سب ویٹ کر رہے ہوں"
"گے
لعلین کی پکار پر لئیق اپنی سوچوں کے سمندر سے نکلا اور پلٹ کر لعلین کے
روبرو ہوا۔
ابراہیم سلطان کا قاتل اپنے انجام کو پہنچ گیا، زائشہ نے اپنے مہرے کو خود"
"ختم کر دیا
لئیق کے یہ سب اچانک بتانے پر لمحہ بھر وہ بھی گنگ ہوئی جیسے اسے اپنے
کانوں پر یقین نہ آیا ہو۔
"کیا مطلب وقار سادانی م۔۔مر گیا؟"
لعلین کی آواز یہ پوچھتے صدمے سے کانپی۔
یس، وہ اپنے انجام کو بڑی دردناکی سے پہنچا ہے لعلین، اسکی سب سے"
بڑی بدقسمتی دیکھیں کہ اسی عورت کے ہاتھوں مرا جسے کبھی اس نے بے

حد چاہا تھا، نہ توبہ کی مہلت ملی نہ بچوں سے معافی مانگ سکا، ویسے بھی اسکے
"تینوں بچے اسے بہت پہلے ہی مرا مان چکے تھے
یہ واقعی اسکی عبرتناک موت تھی جس سے فطری دل لرزے، لیکن لعلین
کو اس خبیث کی موت پر کوئی دکھ نہیں تھا بلکہ بابا کی موت کا آدھا بدلہ لینے
پر اسکی آنکھوں میں لئیق کے لیے عقیدت تھی۔
"یہ سب تمہارے پلین کے سبب ہوا، تھینک یو سو مچ لئیق ایز دمیرے دل
کا بوجھ کم ہو گیا۔ لیکن ابھی وہ عورت باقی ہے، لئیق اس نے اگر کسی کو
"نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو پھر؟
لعلین کے دل میں اپنے لیے نہیں بلکے اب جندل محل کے ہر فرد کے لیے
خوف تھا۔
"میری جان آپ مجھ پر بھروسہ رکھیں، آپ سمیت اس محل کے ہر فرد کی
حفاظت جان سے افضل رکھوں گا۔ خیر ناشتہ کر کے ہم صوفیہ نکل جائیں

گے، سبکو یہ نیوز ناشتے پر نہیں بتا سکتا ابھی لیکن فرہاد علوی اور ممی اس خبر
"سے یقیناپر سکون ہوں گے۔۔۔ لٹس گو
اسے لئیق پر بند آنکھوں یقین تھا تبھی وہ افسردہ سا مسکائی اور لئیق کا ہاتھ
تھامے باہر نکلی۔
دستگیر کے سوا باقی سب ناشتے پر موجود تھے، لال نور کی آنکھیں دونوں کو
ساتھ آتے دیکھ کر چمک اٹھیں، یہی کیفیت فرہاد علوی کی تھی۔
فرہاد علوی کا آج ہوٹل جانے کا پلین تھا نور کے ساتھ مگر لئیق نے انھیں
آج بھی گھر رکنے کی تاکید کی مگر وہ وجہ نہ بتا سکا جبکہ اپنے اور لعلین کے آج
کے مصروف دن کا بھی بتایا۔
دستگیر تو پہلے ہی لئیق کی ہدایات پر عمل درامد کرنے جا چکا تھا سو ایک
خوشگوار ماحول میں ناشتہ کرنے کے بعد لعلین اور لئیق نے اجازت لی اور
روانہ ہو گئے۔

.._____..

مانی نے ایک پر سکون نیند لے کر خود پر حاوی تمام تر تھکن ایک ہی شب میں خود سے اتار پھینکی اور تبھی شہریار نے بھجت کو آنے کی اجازت بھی دی تھی کیونکہ مانی خود بھی دادو سے ملنا چاہتی تھی۔

ناشتہ چاروں نے ساتھ ہی کیا تھا، گل کی تو آنکھیں ہی ان دو پر نہ ٹھہر رہی تھیں، اپنے شیری کو انہوں نے آج سے پہلے اتنا پر سکون بہت کم دیکھا تھا۔

دستگیر نے اسے وقار کی موت کی خبر پہنچائی تو شیری نے شان کو ٹیم لے کر جائے وقوعہ پر پہنچنے کی تاکید کی اور خود بھی تھانے جانے کے لیے ریڈی ہونے گیا۔

مانی کا بخار اتر چکا تھا، بس چہرے پر تھوڑی تھوڑی ریڈنس رہ گئی تھی جو ایک دو دن تک مکمل چلی جاتی۔

سیلی، بھجت لالہ اور دادو کے آنے نے اسے بھی پھول کی طرح کھلا دیا تھا،
جب تک شیری فریش ہو کر اور چینج کیے نکلا، مانی نہ صرف چینج کر چکی تھی
بلکہ لائیٹ سا میک اور کر کے چہرے کی رہی سہی ریڈنس بھی چھپا دی،
آنکھیں تو ویسے ہی اب اسکی مسکراتی رہتی تھیں۔
یو لک فریش۔۔۔بس اسی لیے تمہارے گھر والوں کو آنے کی اجازت دی"
ہے۔ لیکن پھر بھی تمہیں ریسٹ کرنا ہے، اگر مجھے پتا چلا تم نے خود کے
"ساتھ لاپرواہی برتی ہے تو مجھے بہت غصہ آئے گا
ٹاول سے بال رگڑتا ہوا وہ باہر نکلا تو مانی کے چہکتے رنگ وروپ پر دہکتی
منصوعی حسن کی آتش بھانپے پر سکون ہوا مگر اس تک پہنچتے ہی رعب
جمانے کی بھرپور کوشش کی جو مسکراتی ہوئی اسکے کسرتی وجود کے جلوے
بے تکلفی سے تکتی فرمابرداری سے سر ہلا رہی تھی اور تبھی وہ جلد شرٹ
پہننے کے حق میں نظر چراتا پایا گیا۔

اتنی سپیشل نائیٹ کے بعد مانی پر بہار آنی تو طے تھی، آپ ساری رات"
"میری بیک دباتے رہے۔۔۔ادھر لائیں زرا یہ ہاتھ اپنا۔۔۔۔۔
مانی نے اسکے شرٹ پہننے سے پہلے ہی اسکے ہاتھ سے چھینی اور جس طرح شیری کا ہاتھ پکڑے ہونٹوں سے لگایا، سنجیدہ ہونے کے باوجود وہ ہونٹوں پر رینگتی مسکراہٹ نہ روک سکا، اس لڑکی کا ہر ہر کام انوکھا تھا۔
بس بس، اتنے لاڈ کرنے کی ضرورت نہیں۔ڈیوٹی ٹائم میں مجھے مت"
"بہکاو۔۔۔

شیری نے فوری بے چینی پر قابو پائے شرٹ اسکے ہاتھ سے لی اور پہنتے ہی اپنے بال سیٹ کرنے لگا، اور مانی اسکی تیاری مبہوت ہوئے تکتی اسے اور پیاری لگی۔
"میں نے آپکے ہاتھ پر کس کی، اس سے کون بہکتا ہے شیری۔۔۔۔"

مانی نے اسے خود پر پرفیوم کا بس ایک سپرے کرتے دیکھ کر معصومیت سے شکوہ کیا جب پر شہریار بھرپور خود کو پلٹائے مانی کے روبرو بھی ہوا اور ٹھنڈی ہتھیلیوں کو مانی کی گرم رخساروں سے جوڑا تو وہ اس گدگداہٹ پر بلش کی۔

تم جہاں مرضی چھولو، میں شرطیہ بہک سکتا ہوں۔۔۔رہی بات سپیشل" نائیٹ کی تو یہ ایک عام سی رات تھی آمنہ آفریدی، جب میں نے تمہاری "تکلیف کو کم کرنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہی تھی

وہ اسکے سامنے اعتراف کرنے میں اب ہچکچاہٹ محسوس نہیں کر رہا تھا تبھی تو یہ اظہار بھرا یقین مانی کی آنکھوں میں مزید چمک لایا۔

"میرے لیے تو سپیشل ت۔ تھی نہ، پہلی بار کسی نے مجھے ایسے ٹچ کیا"

مانی کی شرمگیں مسکراہٹ کے سنگ یہ بات شیری کو ہنسا گئی پھر اس شخص کا دھیان مانی کے ہاتھوں نے کھینچا جو اسکے ہاتھوں پر دھرے گئے۔

بس اتنے سے پے تم اسے سپیشل قرار دے رہی ہو بیوقوف لڑکی، میرے" "لیے تو عام تھا یہ، سوچو میرے نزدیک پھر سپیشل والا ٹچ کیا ہوگا

شہریار کی بے خود سر گوشی پر مانی کا پورا وجود لرزا، وہ اسکے آگے کچھ سوچنے کی اہل ہی نہ تھی۔

"اف، مجھے نہیں سوچنا"

ڈر کر وہ جیسے شہریار کے پہاڑ وجود میں چھپی، کتنی ہی دیر وہ اسکو اپنے دل و وجود کے قریں محسوس کرتا مسکراتا چلا گیا۔

"میں ہمارے رشتے کو کچھ وقت کے لیے یہیں سمیٹنے کا فیصلہ کر چکا ہوں، جب تک تم میری شدتوں کو سہنے کے قابل نہیں ہو جاتی، جب تک خود تم میں ہمارے رشتے کو آگے بڑھانے کی خواہش نہیں پیدا ہو جاتی، شہریار جدون تم سے کوئی تقاضا نہیں کرے گا"

مانی اسکے یہ کھلے الفاظ سن کر مسرور سی مسکرائی، اسے شہریار کا اپنے لیے اتنے نرم انداز میں سوچنا ایموشنل کر گیا۔

"آپ مت کرنا، میں خود کر لوں گی۔۔۔۔جب سر گھوما تو آپکو گمانے میں سیکنڈ بھی نہ لگاوں گی"

مانی کی بے اختیار کی سرگوشی پر وہ حیرت اور صدمے سے اسے پکڑ کر روبرو لایا تو وہ لمحہ لگائے نظر جھکا گئی۔

"تم چاہتی کیا ہو مانی؟ ڈراو تو مت مجھے"

وہ اسے جان بوجھ کر ڈرے انداز سے مخاطب کیے ہنسا گیا۔

میں چاہتی ہوں ہمارا رشتہ کسی لمحے کہیں بھی نہ سمٹے، آپ کو کیا پتا آپکے" فزیکل ہونے سے مجھے کتنا اچھا لگتا ہے۔۔۔ مطلب سٹرونگ فیل کرتی ہوں سو یہ کوئی لاجک نہیں کہ آپ میرے ہلیتھ ایشوز کو بنیاد بنا کر مجھے اپنا پیار ہی دینا کم کر دیں۔ آپ کو مجھ سے ڈرنے کی کیا ضرورت ہے شیری، میں آپکو بہکا کر خود ہی آپ سے ڈر کر دور بھاگ جاتی ہوں تو آپ کو ہمارے "بیچ حدیں بنانے کی ضرورت نہیں

مانی نے ایک ایک لفظ بنا ہچکچائے شیری کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا تو وہ اس ظالم لڑکی کے کچھ بھی کہہ دینے پر لمحہ بھر سن سا پڑا۔

خدا کی پناہ! ایسی باتیں وہ کس آسانی سے کہہ گئی تھی۔

مجھے پتا ہے مشرقی لڑکیاں ایسا نہیں بولتیں لیکن میں تھوڑی مغربی ہوں"
آپ کے اور اپنے رشتے میں، مجھے آپ سے کچھ بھی کہنے کے لیے سوچنا نہ پڑے بس، اور آپ میری فضول بکواس بھی تحمل سے سن لیں یہی چاہتی ہوں۔ مجھے آپکے دل کے ساتھ ساتھ فنریکلی بھی آپ سے اٹیچ رہنا ہے اور یہی میری خواہش ہے، آپکے دل میں میرے لیے جو فیلنگز آ رہی ہیں وہ میرے دل کا سکون ہیں لیکن آپ کو فیل کرنا، یہ بھی سکون دیتا ہے اب،
"یعنی تب سے جب آپ مانی کے ہوئے ہیں
وہ بنا رکے جھجک اور ہانپ کر بولتی گئی، اتنا جان لیوا کہ شیری کے پاس اسے خاموش کروانے کی کوئی تدبیر نہ رہی۔
"بس مانی سٹاپ۔۔"
وہ اسکے جبڑے سے ہتھیلی جوڑے اسکے ملائم ہونٹوں ہر اسکی ہاتھ کے انگوٹھے کو رکھتا سرد آنکھوں سے گھورا۔
"کیا کچھ غ۔۔غلط کہہ دیا؟"

مانی نے اپنے ہونٹوں کو چھوتے اسکے ہاتھ کو مٹھی میں جکڑے ڈر کر پوچھا
جس پر وہ نفی میں سر ہلائے اسے پکڑ کر واپس بازووں میں بھینچ گیا۔
کچھ باتیں آنکھوں کے لیے رہنے دینی چاہیں، اس منہ کو کبھی بریک بھی"
"لگایا کرو، (اتنے تقاضے کرو گی تو کیسے خود کو تم سے دور رکھ سکوں گا)
شیری کی آواز مضبوط ہو کر بھی لرزی، خود سے کی سرگوشی اسکے صرف
دل نے سنی۔

اچھا اچھا سوری۔۔۔۔ میں اب سے جو چاہوں گی آپکو اشارہ دے دیا"
کروں گی۔ آپ سمجھ جانا۔ بائے داوے آپکی یہ نیو پرفیوم بہت اچھی ہے،
"آپکی اپنی خوشبو سے مل کر اور زیادہ پیاری ہو گئی ہے
وہ اسکی ان باتوں سے کیسے دامن بچائے، بڑا مشکل تھا، اسکے سراہنے پر وہ
اسکو خود سے آزادی دیتے مسکرایا۔
تھینکیو۔۔۔ اب میں جاوں؟ نہ مستی نہ اچھل کود۔۔۔۔ جیسے ہی سب"
واپس جائیں، شرافت سے روم میں آکر بستر میں گھس جانا۔ الرجی بڑھ گئی

تو انجکشن لگیں گے وہ بھی اس نرس کے ہاتھ کے، پھر میں بھی نہیں لگاوں
"گا۔۔۔۔۔اوکے

مانی کی آنکھوں کی خوشی اور شرارت بھانپے وہ اسے ڈھیر سی تاکیدیں کرتا گیا اور وہ بس ٹکٹکی باندھ کر اسے تکتی اسکے شوق بڑھاتی گئی، دل کی شانت ہوتی دھڑکنوں میں طلب کے سر بکھیر کر انھیں بڑھاتی گئی۔

"اوکے اتنی تاکیدیں مت کریں شیری۔ میں آگے ہی بگھڑتی جا رہی ہوں"

مانی کے کچھ دیر قبل کہے ایک ایک جملے کا احساس اسے فطری جھجک و شرم بخش رہا تھا تبھی شیری نے اسکی جھکی آنکھوں کو خود پر مرکوز کرنے کو اسکا چہرہ اٹھایا۔

میں نے اب ایسا بھی نہیں کہا، تم ہر روپ میں فیسینٹ کرتی ہو، مجھے"

"نہیں، میرے مزاج کو

گہرائی سے ان آنکھوں کا انگ انگ ٹٹولتا وہ اسکے گلابی رخسار کے سنگ ہولے سے لب مس کیے بولا مگر وہ آنکھیں موند لیتی اس دنیا کے سب سے عافیت انگیز حصار میں آسودگی سے مسکرائی۔

"تو پھر مجھے بھی آپ کے مزاج سے محبت ہو گی اب، آپ سے نہیں"

فوری بدلا واحتجاج دونوں لیے اور کیے وہ شہریار کی مسکراہٹ کا سبب بنی۔

" ڈن ہو گیا آمنہ آفریدی۔۔اب جا رہا ہوں میں۔اپنا خیال رکھنا۔"

فوری بنا کوئی واویلہ کیے وہ اس سے چند قدم دور ہٹا تو وہ خود ہی واپس اسکو جکڑتی قریب ہوئی، متبسم آنکھیں کسی شرارت پر آمادہ تھیں۔

"پورا دن کیسے گزرے گا، اپنی خوشبو مجھ میں ان ہیل کر کے جائیں نہ"

مانی کے خفیف سی گھبرا کر کی خواہش پر شہریار نے اسکی آنکھوں سے ہونٹوں تک کا سفر کرتے نا جانے کیوں پھر نے اپنی نگاہوں کا محور مانی کی آنکھوں کو بنایا تو شیری کی بھٹکتی اور سنورتی نظروں کی آنچ نے مانی کی دھڑکنیں بڑھائیں، وجود کپکپایا۔

"پھر جا کون سکے گا یہ کر کے، آئی ہیواین ادر آپشن۔۔۔۔"
مانی نے اسکی سمت دم سادھے تکتے وہ دوسرا آپشن تجسس سے جاننے کی خواہش کی۔
"مجھے آپ ویسا ہی چھوئیں گے جیسا میں خواہش کروں گی، یہ ہمارے بیچ ڈیل ہوئی ہے ابھی۔۔۔۔اگر الٹرنیٹ آپشن کی طرف جائیں گے تو مجھے لگے گا آپ مجھے عام شوہروں کی طرح عام سی بیوی سمجھتے ہیں"
مانی کے سرے سے ہی اعتراض اٹھانے پر وہ پھر سے مسکرایا، مانی کی کمر میں بازو لپیٹے اپنے نزدیک کھینچا تو وہ ٹوٹی شاخ کی مانند اس میں جذب ہوئی۔
"جو رشتہ ہمارا ہے، مجھے نہیں لگتا کسی اور کپل میں یہ سچویشن سیم ایسی ہو گی، میں متبادل ڈھونڈوں گا کیونکہ مجھے تم سے اس وقت بھاگنا ہے"
مانی کی گردن پر اپنے تشنہ لب شدت سے رکھے وہ اسکی شہ رگ چومتا کئی بوسے کشید کرتا گیا اور مانی کی کھلکھلاتی ہنسی کا سبب بنا تو وہ چھینپا سا مسکرا کر اسکی شدت میں کمی کو اسے مزاحمت کیے خود سے دور کرنے لگی مگر شہریار

جدون نے بچ نکلنے کے لیے جو تدبیر چنی تھی وہ اس لڑکی کو دیکھتے ہی بیکار گئی اور اگلی دسترس وہ بے ارادہ ان سانسوں پر کر چکا تھا اور تب تک اپنی خوشبو، مانی کی خواہش کے تحت اس میں ان ہیل کی جب تک وہ خود سانس رکنے پر اسے خود سے پرے نہ ہٹا گئی۔

دونوں کی پر خمار، مدہوش آنکھیں ملیں اور ساتھ ہی کمرے میں دونوں کی آفت خیز ہنسی گونجی، ہنستے ہنستے دونوں ہی شرارت سے بھر گئے۔

ہاہا کیا فائدہ ہوا بچ نکلنے کا، آپ تو میرے جال میں ایسے بھی نہ نہ کرتے"

پھنس گئے مسٹر شیری۔۔۔۔۔ہاہاہا یو آر سو انوسینٹ۔۔۔یہ لیسن ہے آگے کے لیے، میں آپکے حواسوں پر اس سے زیادہ سوار ہوں جتنے آپ "میرے حواسوں پر ہیں۔۔۔۔

اتراکر ہنستی وہ شیری کو اپنی ان مار ڈالتی حرکتوں سے کسی قابل نہ چھوڑتی تھی، وہ بھی خجل سا ہنسا اور اس ہنستی لڑکی کے رخسار زور سے ہاتھ کے سنگ اندر کو دباتا بنا اسے دیکھے جس طرح باقاعدہ اس سے بھاگ کر کمرے سے

نکلا، کتنی ہی دیر مانی منہ پر ہاتھ رکھے ہنستی چلی گئی، اسکی ہنسی اسکے چہرے کی ہر بوسیدگی کو نگل گئی۔

چہرہ پھیر کر جب نظر آئینے سے ملی تو بے اختیار اپنے ہونٹوں کو ہاتھ کی نرم پوروں سے جب اس نے چھوا تو پورا وجود اس شخص کی کچھ دیر پہلے سونپی شدت کا سوچ کر ہی نادیدہ حدت میں ڈوبتا محسوس ہوا۔

جس طرح وہ کھلکھلائی، لگا ساری زندگی بس یہیں آر کی ہے۔

.._____..

شہریار کے پہنچنے سے پہلے ہی شان نے پورا گھر سیل کیا اور تمام فنگر پرنٹس اور ملتے شواہد بھی اٹھائے، چونکہ وقار سادانی ایک سزا پانے والا مجرم تھا سو اسکی ناگہانی موت کا پورا ریکارڈ عدالت کو درکار تھا، وقار کی تدفین اسکے

پوسٹ مارٹم ہونے کے بعد ہی ہونی تھی تاکہ اس بات کی تصدیق کروائی جا سکتی کہ وقار کو کس چیز سے وار کر کے قتل کیا گیا۔

شہریار ہی یہ معاملہ دیکھ رہا تھا۔

جبکہ سونم صاحب کی حفاظت میں سونپا آفتاب منصوری اپنی زندگی کے نجانے آخری پل کاٹ رہا تھا یا اسکی زندگی ابھی باقی تھی یہ کہنا بالکل قبل از وقت تھا۔

بھجت، سیلنا اور مدیحہ صاحبہ کے آنے نے مانی کے چہرے کی رہی سہی اداسی بھی ہٹا دی اور جب ان سبکو سیلی کے ماں بننے کی خبر ملی تو مانی کی خوشی انتہاوں کو جا پہنچی۔

پھپھو بننے کا یہ احساس اسکے لیے ایک بہت پیارا اور نیا سفر تھا پھر لالہ اور سیلی کی زندگی کے اس مکمل ہونے پر مانی کا دل خوشی سے لبریز ہو گیا، ان کے ساتھ ساتھ نمرہ بھی اسکی تیمارداری کے لیے آئی کیونکہ مانی کو دیکھے بنا اسے چین آنا بھی مشکل تھا۔

....★☆☆☆☆☆★....

زائشہ نے اپنا ٹھکانہ ڈھونڈ تو لیا تھا مگر وہ زیادہ دیر وہاں رک نہیں سکتی تھی کیونکہ اسکو لہولہان دیکھ کر فرقان کی آنکھوں میں سوالوں کے ساتھ ساتھ ہمدردی اور ترس تھا جو وہ جیتے جی قبول نہیں کر سکتی تھی، سیلی بھجت اور مدیحہ صاحبہ کی بھی مانی سے مل کر طبعیت مسرور ہوئی، وہ سب تو پہلے ہی جانے والے تھے مگر گل اور افراہیم نے سبکو اتنے پیار سے لنچ کے لیے روکا کہ کوئی منع نہ کر سکا۔

.._____..

اس صبح کے دامن میں ڈھیروں امیدیں، بہت سے خواب، ان گنت
خواہشیں محفوظ تھیں، ہلکی ہلکی دھوپ کے سنگ نرم نرم ہوا کے جھونکے
جسم و جان کو راحت بخش رہے تھے، یہ رومان پرور ٹھنڈی ہوا صرف محبت
کرنے والوں کے اعزاز میں ایسی گرم دوپہروں کی شدتیں کم کرنے کو چلتی
تھیں، وہ ایک دوسرے کے ساتھ ابھی سے مکمل لگتے تھے، آسمان و زمین کا
ہر زرہ ان دو کے ساتھ کی دلکشی کو سراہتا، ہوا سے لہلہاتے بالوں کو جمائے
وہ اس تحریر پر آج بھی گاڑی سے نکلتے ہی رکی۔

"میں صوفیہ ہوں، تمہاری سایہ دار چھت، میرا دامن اس پوری دنیا سے
وسیع ہے، آو میں تمہارا ہاتھ کبھی نہ چھوڑنے کے لیے تھام لوں"

اس عبارت کو پڑھتے وہ آج بھی ویسے ہی مسکرائی جیسے پہلی بار، نجانے
یہاں آکر اسے آج پھر اتنا سکون کیوں ملا تھا، شاید اس لیے کہ یہ چھت

لئیق ایزد کی ملکیت اور اسکے عکس سے مالا مال تھی، دل خوشی اور سکون سے بھر گیا۔

"کیا دیکھ رہی ہیں"

لئیق کے نرمی و تجسس سے پکارنے پر وہ چونک کر پلٹی تو وہ اپنی گاڑی کو پارک کروانے کے لیے چابی صوفیہ کے چوکیدار بابا کو دیے اسکی سمت متوجہ تھا۔

تمہارے کتنے چہرے اور روپ ہیں یہ جاننے کی کوشش میں ہوں، تم نے"

"کیا سوچ کر صوفیہ کی عمارت کھڑی کی تھی لئیق ایزد

لعلین کی آنکھوں میں شوق کا جہاں آباد تھا، وہ اسکے جواب کو دیے بنا کچھ دیر اسے مخمور نگاہوں کا مستقل محور بنائے رہا پھر اسکا ہاتھ پکڑتا اندر بڑھا۔

یہ گھر بنایا تو کاروباری معلاملات کے لیے ایک ادارے کی شکل میں تھا"

جیسے بہت سے اور گورنمنٹ سے تصدیق شدہ ادارے کام کرتے ہیں اور تنخواہوں کے سنگ ماہانہ فنڈز بھی حاصل کرتے ہیں مگر گورنمنٹ انکی

مالک ہوتی ہے مگر جب یہ بن کر تعمیر ہوا تو میرا دل راضی نہ ہو سکا کہ میں اپنی اس دنیا کو فنڈز، تنخواہوں پر یا گورنمنٹ کے آرڈرز پر چلاوں سو مجھے اسے پرائیویٹ رکھنا ہی بہتر لگا، سو میں نے اسے اپنی کچھ الگ سی ملکیت بنا لیا۔ اس پر خرچ ہوتا ایک ایک پیسہ حلال اور محنت کی کمائی کا ہے، جس میں کچھ حصہ فرہاد علوی ڈالتے، کچھ دستگیر ڈالتا ہے اور کچھ میں۔"

اپنی زندگی یہ سفر بھی اپنی روح رواں کو سنانے کی خواہش لیے وہ اسے بتانے لگا تو وہ تھم جاتی اسکے الفاظ کی دلکشی میں محو پس و پیش سے بیگانی سی ہوئی۔

"جب مما کھو گئی تھیں تو تب میں نے اسکی صحیح معنوں میں بھاگ دوڑ سنبھالی ورنہ پہلے اسے دستگیر ہی دیکھ لیتا، لیکن تب یہ تھا کہ ہائیر کی گئی ٹیچرز یقین کے قابل نہ تھیں۔ بچوں سے انکار و یہ لاپرواہ اور جارحانہ رہا جو سراسر غلط تھا، صوفیہ کا نظام ان لاپرواہ استادوں نے درہم برہم کیا۔ لیکن پھر میں نے جب یہاں کے حالات دیکھے کہ یہ تو میرے خواب جیسا کچھ نہیں بنا سو

مجھے خود ایکشن لینے پڑے، بابا پر ریسٹورنٹس کی ذمہ داریاں ہیں، دستگیر بھی میرے کاموں اور بزنس میں مصروف رہتا ہے سو مجھے خود ہی کچھ قابل لوگوں کو ڈھونڈنا پڑا جن پر میں صوفیہ کو اور یہاں کے بچوں کو لے کر بھرپور یقین کر سکتا تھا"

وہ لعلین کے ساتھ اندر بڑھا، وسیع پارکنگ ایریا سے گزرنے کے بعد انہی پٹھان چوکیدار بابا نے ان دونوں پر پیار و شفقت بھری نگاہ ڈالے اندر آنے پر خوش آمدید کہا جہاں تاحد نگاہ سفید ٹائلوں سے بنے کوریڈور آج بھی صفائی ستھرائی جھلکا رہے تھے اور آدھا حصہ کچی زمین تھی اور جہاں کچی زمین تھی وہاں وسیع و عریض سرسبز لان تھا اور اسی سمت وہاں سے آج بھی دھواں اٹھتا صاف دیکھائی دے رہا تھا سامنے بہت پیارا سا گارڈن ایریا تھا جہاں رنگ برنگے پودوں، پھولوں اور سایہ دار درختوں کی بہتات کے علاوہ چھوٹے بڑے رنگ برنگے جھولے لگے تھے، المختصر خوبصورتی کی انتہا تھی۔

لعلین بہت تجسس سے اسکا ہاتھ تھامے اسے سن رہی تھی، اس ساحر کے
ہونٹوں کو چوم کر نکلتا ایک ایک لفظ قابل تعظیم اور باعث راحت تھا۔۔
مجھے سب سے پہلے فیروزہ ملی، ایک دارالامان میں کیئر ٹیکر تھی، میرا انہی"
دنوں ایک اہم کام کے سبب وہاں چکر لگا کیونکہ میں ایسی جگہوں پر ہر نئی
لائی جاتی عورت کو دیکھنے اس امید پر جاتا کہ شاید وہ لال نور ہوں، لیکن
قسمت نے مجھے فیروزہ جیسی ایک بہت پیاری مددگار سونپی۔ اسکے ماں باپ
مر چکے تھے، بھائی شادی شدہ تھا اور بیوی بچوں والا سو بیوی کے کہنے میں
آکر فیروزہ کو دارالامان چھوڑ دیا سو اس نے اپنی زندگی وہیں کی صاف صفائی
میں گزارنے کا فیصلہ کر لیا، مگر وہیں اس ادارے کے بیچ کچھ وہیں کے
خبیث نشئیوں نے اس سے بہت بری طرح زیادتی کی جسکے سبب وہ شادی
کرنے اور ماں بننے کے لائق نہ بچی، ڈاکٹرز نے آپریٹ کر کے اسکے اندر سے
سب کچھ تلف تو کر دیا مگر کھوکھلی ہو گئی وہ بچی، اسکے مجرم تو ہم سبکی
کوششوں سے پکڑے بھی گئے اور مارے بھی گئے مگر وہ دوبارہ نہ جی سکی،

شاید رہی سہی مر جاتی اگر اسے وہیں چھوڑ دیا جاتا۔ میں اسے یہاں لے آیا، صوفیہ کی چابی اسے تھمائی اور اسے زندگی گزارنے کا ایک نیا مقصد ملا۔۔۔

"

یہ سب سن کر لعلین کی آنکھوں میں بے اختیار تکلیف اتری، فیروزہ دونوں کو دیکھ کر جب مسکراتی ہوئی انکی طرف آئی تو لئیق نے جن شفقت بھری نظروں سے بہت پیاری اس لڑکی کو دیکھا، ویسی ہی محبت اور عقیدت لعلین کو فیروزہ سے ہوئی جو یہاں کا اہم حصہ تھی۔

ماشاءاللہ، آپ اپنی وائف کو لے کر آئے ہیں۔۔۔۔اسلام و علیکم لعلین "

"آپیا۔ میں فیروزہ ہوں، یہاں کی کیئر ٹیکر۔۔ کیسے ہیں آپ دونوں

فیروزہ کے محبت سے پوچھنے پر لعلین نے بے اختیار اسے گلے لگایا تو خود فیروزہ کی آنکھیں کسی کے بہت مدت بعد گلے لگانے پر اس مانوس عقیدت و شفقت پر بھیگ سی گئیں جو لئیق اور لعلین دونوں نے محسوس کیا۔

وعلیکم اسلام میں ٹھیک ہوں، تم کیسی ہو۔مجھے بتایا لئیق ایزد نے کہ تم"
یہاں کی سپیشل ممبر ہو، بہت خوشی ہوئی تم سے مل کر۔اپنے نام کی طرح
"ہی انمول اور پیاری ہو

لعلین نے اسے گلے لگاتے پھر الگ کیا تو فیروزہ سے بس اتنے والہانہ پن پر شکر بھرا مسکرایا ہی جا سکا، لئیق ایزد کے لیے تو وہ بہن اور بیٹی دونوں تھی، جانتا تھا وہ دلبرداشتہ ہوئی ہے سو کچھ دیر بیچ میں محبت بھری چپ حائل رہی۔

شکریہ آپیا، آپ ہمارے لئیق بھائی کے ساتھ بہت سج رہی ہیں۔۔۔آیئے"
ناں اندر۔۔۔۔سب بچے شدت سے انکے منتظر تھے، دراصل آج انہوں نے لنچ بنانا ہے سو جمعے کے روز سب ایکسٹرا پر جوش ہوتے۔۔۔۔بلکہ آپ دونوں یہیں رکیں میں سب بچوں کو جا کر بتاتی کہ آج گرینڈ مستی
"ہو گی۔۔۔۔۔۔

وہ خوشی سے پھولے نہ سماتی جس طرح بوکھلا کر اپنے آنسوان دونوں سے چھپائے اندر بھاگی، لعلین نے مسکرا کر لئیق کو دیکھا جو خود بھی فیروزہ کو ہی جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

اسکی یہ مسکراہٹ واپس لانے پر تمہیں اللہ بہت کچھ نوازے گا لئیق ایزد،" دیکھ لینا۔

کاش وہ بھی ٹھیک ہو سکتی تو اسکی میں خود بہت اچھی جگہ شادی کرواتی۔اسکی "تکلیف تھوڑی ہی سہی میں محسوس کر سکتی ہوں

اول سراہنے کی حدیں کیے لعلین کے حسرت سے اختتام کرنے پر وہ اسکا تھام کر روبرو لایا اور اپنی تمام تر توجہ اس دنیا کی سب سے دلربا لڑکی کو بخشی۔

مجھے اللہ نے آپ سے نوازا ہے روح رواں، شاید یہ فیروزہ کی مسکراہٹ" کی وجہ سے ہی ہو۔ورنہ مجھ جیسے سر پھرے کو آپ سی سمجھدار کہاں ملتی "بھلے میں ساری زندگی ڈھونڈتا رہتا

وہ اسکے اس اعتراف پر روتے روتے ہنس دی تو لگا یہ صبح سے ملتی دوپہر جگمگا اٹھی ہو، لئیق ایزد کسی کسی لمحے معتبر کرنا نہ بھولتا۔

رہی بات شادی کی تو اسکے بقول شاید وہ کبھی یہ رشتہ بنانے کے اہل ہی نہیں رہی جانم، آپ کو تو اس حادثے نے صرف زخم لگایا تھا۔ لیکن فیروزہ کے پاس سرے سے کوئی اہلیت تک نہیں بچی کہ وہ کبھی ماں بن سکے اور جو حادثہ اسکے ساتھ ہوا وہ کبھی شادی کرنے کا سوچتی ہی نہیں، یہ سب شاید اسکے لیے مرنے کے مترداف ہے کیونکہ آپ جانتی ہیں ایسی بچیاں اگر خدانخواستہ کسی غلط ہاتھ لگ جائیں تو یہ دنیا انکو انکے دامن پر لگے ان داغوں " کو جتا جتا کر مار ڈالتی ہے۔

لئیق کے سمجھانے پر لعلین نے بہت کرب سے آنکھیں میچے سر ہلایا اور مشکل سی سانس خارج کی۔

" اللہ اسکے لیے اس جہاں کوئی نیک روح چنے گا ان شاءاللہ، اسکے علاوہ کون ملا تمہیں؟ "

لعلین نے خود کو حوصلہ دیے اگلا سوال کیا تو لئیق کی نظر چوکیدار بابا کی سمت پلٹی۔

"شیر خان، اپنے چار بیٹوں کا ستایا ہوا، انکے اتنے بڑے بڑے بنگلوں کے ہوتے ہوئے، پیٹ کی بھوک بجھانے کے لیے کھجور اور انجیر بیچنے پر مجبور تھا۔۔۔دونوں میری پسندیدہ اشیاء ہیں سو اس توسط سے میری شیر خان سے ملاقات ہوئی، مجھے اس نے اپنے علاقے کی گڑ والی چائے پلائی اور میں انکو پکڑ کر یہاں لے آیا، آپ کو شاید پتا ہو کہ یہ پختون پٹھان لوگ بڑے وفادار ہوتے ہیں۔ یہ بندہ سچ میں وفاداری کا نمونہ ہے، انکے یہاں ہونے پر کوئی پرندہ بھی صوفیہ میں پر نہیں مار سکتا۔

پھر وہ سیکورٹی مین مطہر رضوان ہے، مزدور تھا، صوفیہ کا تعمیراتی کام کروانے کے بیچ ہی میری اس سے ملاقات بھی ہوئی اور اسکے حالات بھی پتا چلے، ایک ٹانگ سے تھوڑا معذور ہونے کے سبب کوئی اسے اپنی بیٹی بھی نہیں دیتا تھا پھر جب بھائیوں کی وجہ سے سڑک پر آیا تو سگے ماموں نے بھی

اپنی بیٹی سے اسکا رشتہ توڑ دیا، بچپن کی منگیتر تھی، رشتہ ٹوٹنے پر خودکشی کر کے مر گئی کیونکہ بہت پیار کرتی تھی لیکن دنیا نے یہ محبت تکمیل پہنچنے نہ دی، سوتیلے بھائی نے باپ کے مرتے ہی دونوں کریانے کی دکانیں اس سے ہتھیا لیں اور باپ جو قرضہ چھوڑ کر مرا، اسکے چکانے کے چکر میں اس نے اپنا گھر بھی بیچ دیا۔ یہ بھی صوفیہ کا اہم ستون ہے اب"

لئیق کے منہ سے ان سب کی الگ الگ کہانیاں سن کر وہ کبھی حیران ہو رہی تھی کبھی مسکرا رہی تھی تو کبھی انکے دکھوں پر رو دیتی۔

"تمہیں اسے کاروان کے لیے اللہ نے بہت خاص لوگ دیے لئیق ایزد،"

"جن پر مشکلات کی حد اتری ہو سب کو صوفیہ نے اپنے دامن میں پناہ دی وہ رشک سے مسکرائی تو وہ بھی غضب مسکرایا۔

"بے شک۔۔اسکے علاوہ چھ فی میل ٹیچرز ہیں، دو پروفیسر ہیں۔۔۔ تین مزید سیکورٹی مین ہیں، کچھ صوفیہ میجمنٹ سٹاف ہے جن میں مالی، باورچن، دھوبی، ڈاکٹر، نرس، یوگا ٹیچر، میوزک ٹیچر، اور ایسے کئی لوگ

شامل ہیں جنکو ماہانہ انکی توجہ، شفقت اور ذمہ داری کا معاوضہ ایک اچھی اماونٹ میں ملتا ہے۔ان سبکی بھی ایسی ہی مشکلات سے بھری کہانی ہے، المختصر کہ ان سب میں سے اکثر کی اپنی کوئی فیملی نہیں اور تبھی یہ سب "صوفیہ کو اپنا گھر اور یہاں کے بچوں کو اپنی اولاد سمجھتے ہیں

لئیق کی باتیں سنتی وہ مسکرائی تبھی بہت سے بچوں کا جمگھٹا فیروزہ کے باہر نکلنے کے ساتھ انکی طرف بڑھا اور سب پیارے پیارے گولو مولو اور کچھ نازک نازک بچوں کے بیچ مسکرا کر لئیق اور لعلین کو تکتی عدن سب بچوں کی طرح انکی طرف نہ بھاگی بلکہ فیروزہ کا ہاتھ پکڑے وہیں رکی۔

سب بچے باری باری لئیق سے چپکے اور سب کی لاتعداد کہانیاں، فرمائشیں اور شکایتیں سن کر لعلین ابراہیم کو لگا وہ جیتے جی جنت میں آگئی ہے، نہ کوئی دکھ رہا نہ کمی۔

کوئی بچہ منہ پھلا کر لئیق کو شکائیت لگا رہا تھا کوئی کہہ رہا تھا آج لنچ اسکی فرمائش کا بنے گا، کوئی اہنا نیا کھلونا اسے دیکھا رہا تھا اور سب بچوں کو باری باری لئیق کا اہمیت دینا سب سے حسین تھا۔

سب کو منا کر لئیق نے خوش کیا تو سارے واپس اوپن کچن کی طرف دوڑے مگر عدن وہیں فیروزہ کا ہاتھ تھامے کبھی لئیق کو کبھی اسکے ساتھ کھڑی اس بہت پیاری لڑکی کو ہچکچا کر دیکھ رہی تھی۔

"کیا یہ عدن ہے؟"

لعلین نے عدن کی حسرت دیکھتے لئیق کی طرف زرا سا جھک کر سرگوشی کی۔

"ایک ایسے مجبور باپ کی بیٹی جو اپنی بچی کی زندگی بچانے کے لیے مرنے سے پہلے اسکے لیے مر گیا، وہ سمجھتی ہے اسکے ماں باپ دونوں مر گئے لعلین۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ماں مار دی گئی اور باپ نے خود کو جھوٹ کا اسکے لیے مار دیا"

لعلین کی آنکھیں اس بچی کی اتنی سی عمر میں اتنی تکلیف پر بھیگیں۔

وہ فیروزہ کے ساتھ چلتی ہوئی دونوں تک آئی تو لعلین کو کچھ پوچھنے کی مہلت نہ ملی۔

"ٹیچر، کیا یہ آپ کی وائف ہیں؟"

عدن کے چہرہ اٹھا کر سہمے ہوئے لئیق سے پوچھنے پر وہ مسکراتا ہوا اسکے قدموں میں ہی بیٹھا۔

"جی ہاں، یہ میری وائف ہیں۔۔۔۔۔ کیسی لگی آپکو میری سپیشل ون؟"

لئیق کے پیار سے پوچھنے پر عدن نے چہرہ اٹھائے لعلین کو دیکھا پھر لئیق کو، کھکھلائی۔

"شی از سو پریٹی، آپ جیسی ہیں"

عدن کی سرگوشی لئیق کو تو ہنسا کر گئی ہی ساتھ فیروزہ اور لعلین بھی ہنس دیں۔

اور تم مجھ سے کہیں زیادہ بیوٹی فل ہو عدن، اومائی گارڈ یور بلو"

"آئیز۔۔۔۔۔۔

لعلین کے ویسے ہی پاس بیٹھنے پر عدن نے گھبرا کر لعلین کو دیکھا جیسے یقین نہ آیا ہو کہ وہ اسے خوبصورت کہہ رہی ہیں، فیروزہ کی آنکھیں تو عدن کی حسرت پر ہی سرخ سی ہو کر مسکرا رہی تھیں۔

"آپکو میرا نام کیسے پتا؟"

عدن کے سوال پر لعلین نے مسکرا کر لئیق کو دیکھا جو اشارتا کندھے اچکاتے ہنس کر لعلین کو مزید مسکرانے پر اکسا گیا۔

یہ تمہارے ٹیچر تمہاری باتیں کرتے نہیں تھکتے، کہہ رہے تھے عدن"

"میری فیورٹ ہے

لعلین نے اسی کے انداز میں جب کہا تو عدن کی آنکھیں مسکرائیں اور لئیق پر یوں جا جمیں جیسے وہ اس سے اسکی تصدیق چاہ رہی ہو۔

"کیا میں آپکی فیورٹ ہوں ٹیچر؟"

عدن کے معصومیت سے پوچھنے پر لئیق نے مسکرا کر ہاتھ بڑھائے اسکی رخساریں سہلائیں۔

"موسٹ فیورٹ، ویسے تم اس سیکرٹ میں میری لعلین کو بھی شامل کر سکتی ہو۔یعنی میں، تم، لعلین اور فیروزہ۔۔۔ہم سب اس راز میں شامل ہیں"

لئیق کے پراسرار ہونے پر جہاں فیروزہ اور عدن کے دانت نکلے وہیں لعلین کو اخیر تجسس ہوا۔

"ہیں ہیں بھئی یہ کونسا سیکرٹ ہے؟"

لعلین کے بچوں کی طرح احتجاج پر وہ تینوں ہنسے۔

"انکو بابا اور آپکو ممی کہنے کا"

عدن کے فوری بولنے پر لعلین کی آنکھوں میں لمحہ بھر تکلیف سی جاگی جبکہ جس طرح عدن نے اسے مما پکارا، نجانے کیوں دل اسکو گلے لگانے کا کیا

تبھی لعلین نے بے اختیار عدن کو گلے لگایا، لئیق بھی اٹھ کھڑا ہوا، دونوں کا یہ پیار اس نے اور فیروزہ نے رشک سے دیکھا۔

"کیا میں آپکو ممی کہہ سکتی ہوں؟ مجھے اتنا سارا اچھا لگے گا"

عدن کے آس سے پوچھنے اور اپنی باہوں کا ہالہ بنا کر کھولنے پر لعلین نے اپنی رخسار پر بہتا آنسو بروقت پونچھا۔

"یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے، تم مجھے ممی کہو گی تو مجھے بھی اتنا سارا اچھا لگے گا۔ مجھے تو تمہاری آنکھوں سے ہی لو وہو گیا۔۔۔ اتنی پیاری اور پیور "نیلی آنکھیں میں نے اس سے پہلے صرف موویز میں دیکھی تھیں

لعلین نے اسکی جس طرح تعریف کی یہ عدن میں مزید خود اعتمادی کا باعث تھا۔

لئیق اور فیروزہ تو دونوں کی باتوں میں ہی کھو چکے تھے جو ایک دوسرے سے یوں گھل مل گئیں تھی کہ لگتا تھا اب کسی اور کو لفٹ ملنی مشکل ہے۔

میری ممی کی بھی نیلی آنکھیں تھیں، وہ اپنی آنکھیں مجھے دے کر اللہ پاک "
"کے پاس چلی گئیں۔۔۔۔

عدن کے اذیت سے مسکرا کر کہنے پر لعلین کو اسکی بات نے رنجیدہ و غمگیں کیا، لئیق اور فیروزہ کی مسکراہٹ بھی آزردگی بنی۔

" اوہ میرا بچہ، ادھر آؤ۔۔۔۔۔"

لعلین کے پھر سے گلے لگانے پر وہ بھی اس بار اپنی بازو پھیلا گئی جبکہ لعلین کا عدن سے پہلی ملاقات میں اٹیچ ہونا لئیق کے لیے باعث مسرت تھا۔

وہ تمہیں اپنی آنکھیں اس لیے دے کر گئی ہیں تاکہ تم ان سے یہ بیوٹی فل "
سی دنیا دیکھو، بہت سی کامیابیاں کو پاو۔ بہت کچھ دیکھو۔۔۔۔اداس نہیں ہونا، لئیق ایز دیعنی تمہارے ٹیچر کی طرح اب سے میں بھی عدن کی سپیشل
"فرینڈ اور ممی ہوں

لعلین کے پیار اور توجہ پر وہ جس طرح کھلکھلائی وہ خوبصورت ترین تھا، فرمابرداری سے سر ہلاتی وہ فیروزہ کا ہاتھ پکڑے باقی بچوں کی سمت بڑھی تو

لئیق نے ہاتھ بڑھایا جس پر لعلین نے مسکرا کر تھاما اور اٹھ کر کھڑی ہوتے عین لئیق کے روبرو آئی۔

"مجھے عدن کو اپنی بیٹی بنانے میں کوئی اعتراض نہیں، ہمیں اسے واقعی گھر لے جانا چاہیے۔ شی ڈیزرواوورلوو"

لعلین کے اقرار پر لئیق پہلے تو حیرت زدہ ہوا پھر مسکرایا۔

"مجھے پتا تھا آپ بالکل میرے جیسی ہیں"

یہاں وہ صرف آنکھوں سے چھو سکتا تھا اور چھو کر لعلین کو مہکانے میں خوب مہارت بھی رکھتا تھا۔

"تمہارے جیسی؟ خدا کی پناہ۔۔۔۔اتنی بے باک و سر پھری نہیں ہوں باخدا۔۔۔۔

لیکن اسکی ماں کو کیوں مارا گیا؟ باپ نے ایسا سفاک فیصلہ کیوں کیا لئیق ایزد"

اول جملہ ہنس کر کہے ساتھ ہی وہ فیروزہ کے ساتھ جاتی عدن کو تکتی پوچھ بیٹھی جس پر لئیق نے اسے چند جملوں پر محیط عدن کی کہانی سنادی جسکو سننے کے بعد لعلین کو اس بچی کے لیے بہت دکھ محسوس ہوا۔

"پتا نہیں آجکل کے ڈیجیٹل پیرنٹس کو کیا ہو گیا، اولاد کے لیے انسیت ہی مرتی جارہی ہے، حالانکہ کہا جاتا ہے اولاد سے زیادہ عزیز اولاد کی اولاد ہوا کرتی ہے۔ اللہ اس بچی کے نانا کو یا تو ہدایت دے یا اسکے شر سے عدن کو مکمل نجات دلادیں"

لعلین کو انتہائی افسوس ہو رہا تھا۔

"خیر آج آپ کچھ بنائیں سب کے نجات ہے ملے گی اور بہت جلد۔۔۔ لیے۔ کیونکہ اب سے آپ نے صوفیہ پر بھی اپنی تھوڑی توجہ دینی ہے، کیونکہ آپکا لئیق ایزد مشن کے بعد ایکسٹرا بزی ہو جائے گا تو یہ جمعے والا ٹاکس میری جگہ آپکو ہی کرنا پڑے گا"

پہلے مشن کی افسردگی کم ہوئی نہ تھی اور اس بندے نے نئی الجھن ڈال دی۔

"پھر سے مشن؟یعنی پھر سے جدائی لئیق ایزد؟"

وہ جس طرح روہانسی ہوئی، لئیق اسکی رحم طلب نگاہوں کے زاویے پر مسکرایا۔

جی نہیں،اب جدائی کا سوچیے گا بھی مت کیونکہ آپکی موجیں"

ختم۔۔۔اس بار آپکو شاہ عالم ساتھ لے کر جاوں گا۔۔۔۔اہمم اہمم۔۔۔۔

"اب آپکو لئیق ایزد علوی کے بنا رہنے کی کبھی مشکل پیش نہیں آئے گی

گھبراہٹ الگ پر اس شخص کا ہمیشگی کا ساتھ لعلین کارواں رواں مہکا گیا۔

"سچ میں؟"

وہ بوکھلائی سی بولی۔

"یس۔۔کیونکہ میں آپکے بغیر نہیں رہ سکتا میری جان"

بے بس مگر جان لیوا سے اعتراف پر وہ بلش کرتی نظر جھکا گئی۔

"میں بھی"

گھبرائی سی مسکراہٹ دیے وہ مسکرا کر واپس اپنا ہاتھ لئیق کے ہاتھ میں مقید کیے اوپن کچن کی سمت بڑھی جہاں آج فل مستی پلین کے ساتھ صوفیہ میں ایک بار پھر جمعے کی رونقیں اور برکتیں دگنی ہونے والی تھیں۔

.._____..

وقار سادانی کی ڈیڈ باڈی پوسٹ مارٹم کے لیے بھجوادی گئی تھی، وہیں دستگیر کی طرف سے ملتی اطلاع پر شہریار اور وہ راستے میں ایک دوسرے کی گاڑی آمنے سامنے روکے اپنی اپنی گاڑی سے کیونکہ دستگیر کے پاس اسکے لیے اہم خبر تھی۔

فرقان نام ہے اسکا، چھوٹا موٹا غنڈا ہے مگر وقار اور زائشہ کا پرانا ساتھی"

"ہے، مجھے یقین تو نہیں مگر ہو سکتا ہے زائشہ اس وقت اسی کے پاس ہو

دستگیر نے جب یہ انفارمیشن شہریار کو دی تو اسے یہ نام جانا پہچانا لگا۔

میرا خیال میں میں اس کچرے کو جانتا ہوں، ٹھیک ہے میں دیکھتا ہوں یہ"
"معاملہ۔۔۔تم بے شک واپس چلے جاو
شہریار نے اسے معاملے کے متعلق مکمل بے فکر کیے روانہ کیا اور خود بھی وہ شان کو اس فرقان نامی آدمی کے بارے بریف کرتا ہوا گاڑی میں واپس بیٹھا۔
ریکارڈ میں اسکا نام وانٹڈ میں درج ہے سر، لئیق ایزد کی گاڑی جو اڑی تھی"
اسکے پیچھے بھی یہی تھا۔اسکے سارے ٹھکانوں پر پچھلے کئی دن سے چھان
"بین کی جا رہی ہے مگر یہ کہاں ہے اس وقت کچھ کہنا مشکل ہے
ائیر فون کی جانب سے شان کی ابھرتی آواز پر شہریار نے گاڑی سٹارٹ کی۔
ٹھیک ہے اسکی فیملی کا پتا کرواو، دیکھتے ہیں کہاں بھاگتا ہے۔۔۔۔میں"
"تھانے پہنچتا ہوں تب تک مجھے اسکے خاندان کی خبر دو
شہریار نے سپاٹ لب و لہجے میں تاکید کرتے ہی رابطہ توڑا اور گاڑی سیدھی تھانے کی حدود کی سمت بڑھائی۔

اسی لمحے شہریار کے پرائیوٹ نمبر پر کسی پرائیوٹ ہی نمبر سے آتی کال پر شیری نے گاڑی لمحہ بھر روک کر سڑک کی سائیڈ لگائی اور بھرپور توجہ اس خاص کال پر دے ہے فوری پک کیے فون کان سے لگایا۔

"تم ہمیں بلیک ڈائمنڈ کا اصل نام بتادو، تمہیں ڈی آئی جی کا عہدہ پلیٹ میں رکھ کر دیا جائے گا ڈیول۔ تمہاری زندگی سنور جائے گی، یہاں تک کہ تمام بڑے شہروں کی کمانڈ تمہارے سپرد کی جائے گی۔ ہم جانتے ہیں تم نے بلیک ڈائمنڈ کو دیکھا نہ بھی ہو، اسکا نام ضرور جانتے ہو گے کیونکہ نہ صرف آفتاب منصوری کے اسکے ہتھے چڑھنے میں تم شامل ہو بلکہ تمہاری انکوائری بھی بلیک ڈائمنڈ کے پاس جا چکی ہے۔ اور بلیک ڈائمنڈ یہ سارے تعلق تم سے چھپ کر نبھا رہا ہو گا ایسا ہمیں نہیں لگتا۔ ایک اسکا نام بے نقاب کرنے پر تم اس ملک کے پاور فل ڈی آئی جی بن سکتے ہو"

اس کرخت اور کڑک آواز کے ساتھ اس آدمی کا مطالبہ بھی شہریار جدون کے لیے ناقابل برداشت تھا، اسکے چہرے کی رگیں بھیانک حد تک ابھر کر اسکی برداشت کی ترجمانی کر گئیں۔۔

"تم اتنا کچھ جانتے ہو تو نام بھی خود پتا کروالو، کیونکہ ڈیول کسی کے ہاتھ کی کٹپتلی نہیں ہے، ہو کون تم؟ تمہاری جرت کیسے ہوئی مجھ سے لین دین کرنے کی"

شہریار کا زہریلا مگر شانت انداز اس پار اندھیرے میں بیٹھے وجود میں لاوا دوڑا گیا، پھنکارتی ہوئی سانس اس اندھیرے میں سگریٹ کے دھوئیں کے ساتھ ابھری۔

"میں وہی ہوں جس نے ایک ایسی آفر تمہارے ایماندار باپ کو بھی کی تھی، لیکن اسے ایمانداری کا بہت بخار چڑھا تھا۔ اسی سبب اس نے ہماری آفر ہمیشہ جھٹلائی۔ مر بھی جاتا مگر اسکے حصے کی گولی اسکی بیوی نے کھالی، بچاری کے کوکھ میں پلتا دوسرا بچہ وہیں مر گیا اور تمہاری ماں گل لالہ، پھر

کبھی ماں بننے کے لائق نہ رہی اور بہت مشکل سے بچی۔۔۔۔شاید تمہیں اسکی خبر نہ ہو شہریار جدون کیونکہ تب تم ٹرینگ کے لیے گئے تھے، زیادہ لمبی کہانی نہیں ہے۔۔۔اسے کہا تھا ہمارے لیے کام کرے، لیکن وہ سمجھتا تھا جس رینک پر وہ ہے وہاں بناغداری اور کرپشن کے رہنا ممکن ہے۔۔۔۔۔"

اس آدمی کی یہ ساری بکواس سن کر شہریار کے اندر آگ لپکی، آنکھوں کے کنارے سرخ ہوئے۔

"اگر یہ سچ ہوا تو تیری قبر ڈیول ہی کھودے گا، اپنی موت کا انتظار کرتب تک۔۔۔تجھے بلیک ڈائمنڈ کی خبر ملنے سے پہلے ڈیول کی حیوانیت سے ملنا ہوگا۔۔۔۔۔رکھ فون۔۔۔۔خبیث"

شہریار کا بس نہ چلا وہ اس کا سینا چیڑ آتا، فون کے پار ابھرتے نجس قہقہے کو شہریار نے بیچ میں ہی کاٹے گاڑی تھانے کے بجائے سیدھی گھر دوڑائی۔

سیلئ، بھجت، نمرہ اور مدیحہ صاحبہ لنچ تک رکے تھے اور اسکے بعد واپس چلے گئے جبکہ مانی بھی شیری کے کہے کے مطابق اسکے بعد سو گئ۔

شہریار کے اچانک گھر آنے اور بابا اور ممی کو اپنے سامنے بٹھانے پر وہ خود بھی فکر مند تھے کیونکہ شہریار کی آنکھوں سے لہو ٹپک رہا تھا۔

"آپ دونوں نے مجھ سے اتنی بڑی سچائی کیسے چھپائی؟"

شہریار کی کڑک دار، برہم آواز پر گل لالہ اور افراہیم دونوں نے سہم کر پہلے ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر شیری کو، اسکی آنکھیں ہی نہیں، لہجہ بھی جہنم بنا تھا۔

"کس سچائی کی بات کر رہے ہو؟ میں کچھ سمجھ نہیں پا رہا"

افراہیم صاحب کے ڈر کر کیے استفسار پر شیری کے چہرے کی رگیں ضبط و آزردگی سے تنیں۔

یہی کہ ممی کو گولی لگی تھی، میرا کوئی آنے والا بہن بھائی مرا تھا۔۔۔۔"

مما کی حالت بہت خراب تھی۔۔۔۔ لیکن یہ سب مجھے کیوں نہیں پتا؟ مجھ

"سے اتنی بڑی بات چھپاتے آپ دو کو زرا خدا کا خوف نہیں آیا

شہریار کو یہ حقیقت پتا چلنے پر دونوں کے چہرے کا رنگ لمحہ بھر فق ہوا،

شیری کی شکوہ بھری نظریں جہاں گل کی آنکھوں میں تیرگی بھر گئیں وہیں

افراہیم صاحب کا اپنا کلیجہ مسلا گیا۔

"ت۔۔ تمہیں یہ سب کیسے پتا چلا؟"

افراہیم صاحب کے آنکھیں چرانے پر وہ غصے سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا

تو وہ دو بھی پر نم سے اٹھے۔

یہ اہم نہیں ہے، ایسی نوبت کیوں آئی جواب دیں مجھے۔۔۔۔ آپ دونوں"

کو کس نے حق دیا تھا مجھ سے یہ سب چھپانے کا۔۔۔۔ ممی کو کچھ ہو جاتا نہ تو

"میں آپکو کبھی معاف نہ کرتا

شہریار کی تیز اور مشتعل آواز پر افراہیم اسکی طرف بڑھے اور شانوں سے اسکو تھامے جھٹکا دیا جیسے اسے سمجھانے اور قائل کرنے کی کوشش میں ہوں۔

اسی لمحے گل روتی ہوئیں وہاں سے اپنے کمرے میں چلی گئیں تو دونوں کی دلخراش آنکھوں نے اس عورت کی پھر سے جاگتی تکلیف شدت سے محسوس کی۔

"اس عمر میں جب تم جیسا جوان اور شیر بیٹا ہو پھر سے ماں بن جانے پر تمہاری ممی تم سے یہ سب کہنے میں ہچکچا رہی تھی، دو ماہ ہی ہوئے تھے اسکی پریگنیسنی کو، ہم خود بہت حیران تھے کہ اس عمر میں یہ کیسے ہو گیا، وہ مجھے بھی روکتی رہی کہ ہم شیری کے واپس آنے پر ہی اسے یہ نیوز دیں گے۔ میری بھی ریٹائرمنٹ قریب تھی۔ سوچا تمہاری ٹریننگ کے بعد ہی ہم یہ سب اوپن کریں گے۔ مگر انہی دنوں مجھے کچھ دھمکیاں ملیں کہ میں جس نے ساری سروس ایمانداری سے کی، غداری کرے۔ کرپشن پر اکسایا جا رہا

تھا، اہم راز مانگے جا رہے تھے۔ اور میں آخری وقت اپنے فرض سے
غداری کرنے سے بہتر مر جانا ٹھیک جانتا تھا۔ لیکن مجھے نہیں پتا تھا میرا یہ
انکار میری نہیں، گل کی اتنے سالوں بعد پھر سے وجود پاتی خوشی نگل لے
گا۔ ہماری گاڑی پر حملہ ہوا مگر وہ گولی مجھے نہیں گل کو لگ گئی اور اس نے
پہروں دعائیں مانگا کرتی کہ اسے اپنے اس بچے کو کھو دیا جس کے لیے وہ
شیری کی بہن چاہیے۔۔ وہ بچ گئی مگر اس نے مجھ سے وعدہ لیا کہ ہم یہ بات
تمہیں بتا کر تکلیف نہیں دیں گے۔۔۔۔ میری بھی ریٹائرمنٹ ہوئی تو ان
مردووں نے خود ہی میرا پیچھا چھوڑ دیا مگر میں اسکی کسے سزا دیتا کیونکہ مجھے
"نہیں پتا تھا وہ کون لوگ ہیں

بابا کی یہ ساری کرب بھری باتیں سن کر شہریار جدون کی آنکھوں میں اپنی
ماں کی حسرت اور محرومی نے نمی بھر دی، اسے سمجھ نہ آیا یہ سب وہ کیسے
برداشت کرے، کتنے ہی لمحے تو جبر و صبر نے اسے کچھ بولنے ہی نہ دیا۔

ممی نے پتا بھی نہیں لگنے دیا کہ وہ کتنی تکلیف میں ہیں، آپ دونوں کو کچھ" ہو جاتا تو میں تو ویسے ہی مر جاتا بابا۔۔۔آئی ایم سوری میں نے خوامخواہ غصہ کیا"

اسکے تاسف سے گزارش کرنے پر بابا نے اسے پکڑ کر سینے سے لگایا تو چند آنسو اس مضبوط شخص کی آنکھوں سے بھی ٹپک پڑے۔

وہ صبر کر گئی کیونکہ میں بالکل ٹھیک تھا، اس نے کہا کہ ہماری اس اولاد" نے اپنی جان کا صدقہ ہمارے لیے دیا ہے۔ کیونکہ مجھے یا اسے کچھ ہو جاتا تو پیچھے رہ جانے والوں کی زندگی تاریک گڑھا ہو جاتی۔ آئی ایم سوری شیری" بابا کی آزردہ ہو کر معذرت کرنے پر وہ روبرو ہوا اور اذیت سے بابا کو دیکھنے لگا۔

جس نے ممی کی یہ خوشی چھینی اسے جلد عبرت نہ بنایا تو میرا نام بھی" شہریار جدون نہیں

وہ یکدم نفرت سے بھرا جس پر افراہیم کا دل بھی کسی احساس نے مٹھی میں جکڑا۔

"لیکن تمہیں یہ اتنی سیکرٹ بات کیسے پتا چلی، یہ تو عینی پرکاش کے سوا کسی کو نہیں پتا تھا"

افراہیم صاحب کی تشویش پر شیری کے جبڑے تنے۔

"وہ مجھے بھی آفر دے رہا ہے لیکن بے فکر رہیں، اب اسے اپنا کوئی نقصان کرنے کی مہلت نہیں دوں گا۔۔۔میں ممی کے پاس جاتا ہوں، خوامخواہ رو رہی ہوں گی۔۔۔آپ پریشان نہ ہوں، جب تک شہریار جدون ہے آپکو اور ممی کو مزید کوئی تکلیف نہیں ہونے دے گا"

وہ انھیں ہونق ہی چھوڑتا تیزی سے ممی کے کمرے کی طرف بڑھا تو افراہیم نے دل پر ہاتھ جکڑے صدمے سے خود کو صوفے پر لڑھکایا، اپنے واحد اثاثے پر اس مصیبت کا سایہ انکو دہلا چکا تھا۔

شہریار جب روم میں انٹر ہوا تو گل لالہ وہیں بیڈ پر بیٹھیں آنسو بہا رہی تھیں، شیری کا دل تو انکے ان آنسوؤں نے ہی کچلا۔

وہ چلتا ہوا نہ صرف قریب آیا بلکہ انکے قدموں میں بیٹھ کر جب انکا پیارا ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھ میں لے کر چوما تو اس ماں کے آنسو مزید بے اختیار ہوئے اور سسکیوں نے انکے پورے وجود کو جکڑا۔

"اشش، ایک آنسو بھی نہیں ممی۔ بابا نے سب بتا دیا مجھے۔ اگر آپ اس عمر میں نہ سہی کبھی بھی پھر سے ممی بن جاتیں تو میں بہت جیلس ہوتا، کیونکہ آپکا پیار ڈیوائڈ ہو جاتا جو مجھ سے بالکل برداشت نہ ہوتا"

شہریار کے غمزدہ اور لاڈ سے شکوہ کرنے پر وہ روتے روتے مسکرائیں اور شیری کا گال دوسری ہتھیلی سے سہلایا۔

"مجھے بیٹی کی بہت خواہش تھی، خواب دیکھا تھا کہ وہ بیٹی ہے۔۔۔ مگر شاید اللہ پاک بھی نہیں چاہتے تھے کہ میری تم سے جڑی محبت بٹے۔ تبھی انہوں نے اسے لے لیا"

ممی کے لہجے کی حسرت نے پہلی بار شہریار کو اخیر تکلیف پہنچائی۔

"آپکو بیٹی لا کر دی تو ہے، مانی"

شہریار کی اپنی آواز تکلیف سے دبی تو وہ پھر سے آنسو بہاتی بھی جبرا مسکرائیں۔

ہاں نہ، مانی کے آنے کے بعد سے تو مجھے کوئی حسرت نہیں رہی۔۔۔تم" مجھ سے ناراض مت ہونا کہ میں نے یہ چھپایا، ہمیں لگتا تھا تم اپنے بہن بھائی کا سن کر جیلس یا ناراض ہوگے، یہ بھی وجہ تھی۔۔پھر اس عمر میں ممی بن کر مجھے بھی شرم آرہی تھی"

ممی کی سہم کر کہی باتوں پر وہ بھی افسردہ سہی مسکرایا اور پھر سے ممی کا ہاتھ پیار سے چوما۔

مزاق کے علاوہ، میں کبھی ناراض نہ ہوتا۔۔۔اور آپ سے بالکل" ناراض نہیں ہوں ممی بلکہ خود پر افسوس ہے کیسے آپ دو کی یہ چھپائی تکلیف نہیں جان سکا۔مانی اب آپکی ہی بیٹی ہے، اس سے بھی اللہ نے اسکی ممی بچپن

میں لے لی کیونکہ آپ جیسی سوئیٹ ماں جو اسے ملنی تھی۔۔۔۔اور ویسے بھی جب سے وہ اس گھر میں آئی ہے، میں نے آپ کے بنا کہے بھی آپکی آنکھوں میں اس حسرت کو ختم ہوتے محسوس کیا ہے"

وہ اتنا گہرا تھا یہ جان کر گل کی آنکھیں تمام آنسوؤں سے لمحے میں پاک ہوئیں اور بے اختیار وہ شیری کی صبیح پیشانی چوم کر مسکرائیں۔

"تھینک یو مجھے۔۔۔۔ ممی کی جان ہو تم، اور وہ بھی میری جان بن گئی ہے اس جیسی بیٹی دینے کے لیے، وہ صرف میری بیٹی نہیں بنی وہ تمہاری بھی بہار واپس لائی ہے۔پرامسس کرو مجھ سے شیری، اب اپنی ممی کو اپنا کوئی دکھ نہیں دو گے"

اس وقت وہ بہت حساس ہو رہی تھیں اور شہریار نے بنا سوچے ان سے وعدہ کر لیا، لیکن یہ وعدہ کرتے اسکا دل کتنا کرب زدہ تھا یہ صرف وہی جانتا تھا، اس وقت اس ماں کی آنکھوں میں زندگی کے رنگ بھرنا اہم تھا۔

نہیں دوں گا، لیکن آپ بھی پرامس کریں کے دوبارہ بالکل نہیں روئیں"
"گی۔آپکو ابھی بہت سی خوشیاں دیکھنی ہیں، آپکی ہر تکلیف ختم ہو جائے گی
اتنے پیار سے وہ وعدہ مانگ رہا تھا تو گل کو کرنا پڑا۔
ان شاءاللہ، جب دادی بنوں گی تو اس دنیا کی سب سے مسرور لیڈی بن"
"جاوں گی
وہ ممی کے واپس شرارتی ہونے پر خود بھی ہنسا۔
پہلے آپ اور مانی جی بھر کر ممی بیٹی کھیل لیں چند سال پھر دادی بھی بنا"
"دوں گا آپکو۔۔۔۔ خیر مجھے جانا ہے، یہ سب سن کر رہا نہیں گیا تو آ گیا
وہ اس گفتگو سے گریز برتتا اٹھ کھڑا ہوا تو گل بھی بے تابی سے اسکا ہاتھ
جکڑے اٹھیں۔
گھر آ گئے ہو تو لنچ کر لو شیری، ہم نے بھی کچھ دیر پہلے ہی کیا۔ پھر چلے"
"جانا۔۔۔ابھی سب گئے ہیں۔مانی کو نیند آ رہی تھی تو وہ سونے گئی تھی

ممی کے اصرار پر وہ پلٹا مگر فون پر سینڈ کی گئی لوکیشن اور میل نے اسے رکنے کی اجازت نہ دی۔

"ممی ابھی ارجنٹ ہے جانا، ڈنر ساتھ کریں گے۔۔۔۔۔رونا نہیں ہے آپ
"نے، دنیا کی سب سے بیسٹ اور بیوٹی فل ممی ہیں آپ

انکی جبین چومتا وہ انکی ساری کھوئی مسکراہٹ واپس لائے بولا تو وہ مزید اسے روک نہ پائیں کیونکہ جانتی تھیں اس وقت وہ روکنے سے بھی نہ رکے گا۔

جبکہ روم سے نکلتے ہی جب اسے اپنے صبح بھاگنے کا منظر یاد آیا تو یونہی ایک نظر مانی کو دیکھنے کی خاطر وہ زینے چڑھا اور سیدھا کمرے میں آیا کہ دیکھے وہ واقعی آرام کر رہی ہے یا نہیں، دروازہ کھولا تو وہ بیڈ پر سمٹ کر دائیں طرف ایک تکیہ سر کے نیچے اور دوسرا سینے سے لگائے بنا کسی بلینکٹ کے ہی سوئی تھی، دن میں موسم اچھا تھا مگر رات میں ہلکی ہلکی سرد لہر جاگ جاتی تھی۔

اس دل وجان سے عزیز لڑکی کو دیکھتے ہی شہریار جدون کی آنکھیں احساسات اور سرخی سے لبریز ہوئیں، وہ اس کے قریب آیا اور چند لمحے اسے دینے کو پاس ہی بیٹھا، دل کی دھڑکنوں کا سارا دھیان وہ بے خبر وجود لمحے میں چھین بیٹھا۔

اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر اسکی رخسار کو چھوا، جسم وجان میں صرف سکون اترا، یہ احساس کہ اس لڑکی نے اسکے ساتھ ساتھ اسکی ممی کی زندگی کی حسرت مٹائی، آج مانئ کو حقیقی معنوں میں شہریار جدون کے لیے خاص کر گیا۔

وہ اسے بہت احتیاط سے چھو رہا تھا مگر پھر بھی شیری کی پرفیوم اور اسکی موجودگی نے مانی کو اسکے لمس سے مضطرب کیا تبھی وہ آنکھیں کھولتے ہی زندگی سے بھرپور مسکرائی۔

"شیری، آپکو پتا ہے سب جب واپس چلے گئے تو میں نے سوچا کاش شیری واپس آجائیں۔ آپ آگئے سچ میں یا میں خواب دیکھ رہی ہوں"

مندی مندی آنکھوں میں نیند کا ہلکا ہلکا خمار پھر کر تکتی وہ اپنی معصوم سی خواہش کہہ کر شہریار جدون کو بھی سنجیدہ کر گئی، دل چاہا وہ اس لڑکی کو بنا کسی بہانے کے گلے لگا لے اور تب تک لگائے رکھے جب تک اسکی تکلیف کی آخری ڈور بھی روح کے دامن سے کھل کر اتر نہ جائے۔۔

سچ میں ہوں، اہم کام کے کے لیے کچھ دیر آیا تھا سوچا جاتے جاتے دیکھتا"

"جاوں کہ تم نے میری بات مانی یا نہیں

شہریار کی خود پر جمی آنکھیں جن میں شدت تھی، مانی کو گدگدا رہی تھیں اور اسکی توجہ مانی کو گلاب کرنے کو کافی تھی۔

مانی آپکی بات نہیں مانے گی تو کس کی مانے گی، سب سے گپیں لگا لگا کر"

تھک ہی اتنا گئی کہ آکر شرافت سے سو گئی۔ آپکو پتا ہے شیری، میں پھپھو

"بننے والی۔۔۔۔اوئے ہوئے مزے، میں تو ولڈ کی بیسٹ پھپھو بنوں گی

جذباتیت سے کہتی کہتی وہ جس طرح یکدم کھلکھلائی، وہ خود اسکی خوشی اور پرجوش کھلکھلاہٹ پر مسکرایا۔

کوئی شک نہیں، تم دنیا کی بیسٹ وائف بھی ہو اور بیسٹ بیٹی بھی تو پھپھو"

"بننا کیا چیز ہے

شہریار کے بے اختیار ایسا کہنے پر وہ مسکراتی مسکراتی اٹھ بیٹھی تو شیری نے اس پر سے اپنی نظر ہنوز نہ ہٹائی بلکہ ایک بازو کا جان لیوا حصار بنا کر اسے لاک کیا۔

"کیا میں واقعی بیسٹ وائف ہوں؟"

مانی کے تجسس میں ڈر سا سرائیت ہوا تھا جس پر وہ کچھ نہ بولا بس مانی کو پکڑ کر گلے لگا گیا، شاید یہ اسکا خاموش تھینکیو تھا، وہ خود لمحہ بھر حیران تھی کہ اس آگ کے گولے کو پرانی فلموں کے رومینٹک ہیروز کی طرح اچانک کیا ہوا جو بس چپ چاپ گلے لگا بیٹھا، لیکن شہریار کے اس طرح پاس کرنے میں بھی بہت شدت اور محبت کی حد تھی کیونکہ اسکے ہاتھوں کی پوروں کے لمس مانی کو جسم و جان میں گھل کر راحتیں منتقل کرتے محسوس ہوئے۔

یو آر ویری سپیشل فار می آمنہ آفریدی، مجھے نہیں لگتا تھا میری کہانی میں تم"
سی چھوٹی سی بے ضرر لڑکی کبھی اتنا اہم کردار بھی نبھا سکتی ہے، اب شاید تم
نہیں تو شہریار جدون نہیں۔ تمہیں ہمیشہ میرے پاس رہنا ہے، تاکہ مجھے
"زندگی دوبارہ کبھی بدصورت نہ لگے

وہ واقعی آج الگ سا تھا تبھی تو مانی کے دل کی دھڑکنیں بھی ان شدت
بھرے، محبت سے لبریز اظہار پر کچھ زیادہ بڑھ رہی تھیں حالانکہ وہ نہ بے
خود تھا نہ مدہوش، وہ پورے صدق دل سے اپنے دل کا حال کہہ رہا تھا۔

شیری۔ آپ نے بھنگ وغیرہ تو نی پی نہ، آنکھیں بھی رومنٹک والی ریڈ ہو"
"رہیں، اور آپ خود بھی وحید مراد بن رہے

وہ ایک بار پھر اس حوالے پر مسکرایا، صارم بے اختیار یاد آیا مگر مانی نے اسے
سستا وحید مراد نہیں بولا تھا، شیری کی پراسرار مسکراہٹ آمنہ کو اور
مشکوک کر گئی۔

"یہ رومنٹک والی ریڈ کیا ہوتی ہیں؟"

بڑے تجسس سے وہ اپنی معلومات میں اضافے کا طلب گار تھا تبھی وہ تھوڑا ساشرمائی۔

"جیسے آپکے کس کرنے پر میرا فیس رومنٹک والا ریڈ ہوتا نہ ویسی"

مانی کے ہچکچا کر بتانے پر شہریار پھر سے غضبناک مسکرایا۔

"مانی تم اور تمہاری ایکسپلنیشنز۔۔۔ چلو سو جاو، رات میں ملوں گا"

اسے واپس لٹائے وہ اس سے پہلے اٹھتا، مانی نے اسے آہستگی سے خود پر جھکایا۔

"میرے لیے برگر لائیں گے پلیز، میکو بہت کریونگ ہو رہی۔۔۔ گھر میں مجھے کوئی فاسٹ فوڈ کھانے نہیں دیتا تھا مگر کبھی کبھی دادو چھپ کے منگوادیتی تھیں۔۔۔ مجھے پتا سٹمک پین ہو جاتا مگر کبھی کبھی کھانے سے کچھ نہیں ہوتا شیری"

مانی کی فرمائشی لسٹ سن کر شیری نے دائیں آئیبرو اچکائے اسے گھورا اور پھر اسکی ناک سے ناک رگڑی۔

"کوئی بیماری رہ گئی ہے جو تمہیں نہ چمٹی ہو"

شہریار کے بڑبڑانے پر وہ اسکے انداز اور ڈانٹ پر ہنسی۔

نہیں، ایکچولی میں اللہ پاک کو بہت پیاری ہوں تبھی انہوں نے مجھے اتنے"

" سارے ہلتھ ایشو دیے، تاکہ میں سٹرانگ بن سکوں۔۔۔۔۔

مانی کی ایک بار پھر اس عجیب وضاحت ہر شیری نے منہ بنایا۔

"ویری فنی۔۔۔لے آوں گا اب ریسٹ کرو"

شیری نے اسے واپس لٹاتے پھر سے اس پر سے اٹھنا چاہا تو وہ اسے دوبارہ روک گئی اور اب کی بار اسکے ملائم ہاتھوں نے شیری کے گریبان کو پکڑا تو لمحہ پھر اپنی اس حرکت پر وہ سہمی، مگر شہریار نے کوئی نوٹس نہ لیا، شاید اسے مانی کا یوں قریب کرنا کلک کیا تھا۔

سوری، آپکے بٹن کھل گئے۔۔۔۔شکر ہے ٹوٹے نہیں۔۔۔شیری بڑا سا"

"برگر لانا

مانی کی منمناہٹ پر شیری نے اسے واپس سرد سا گھورا جو اسکے دونوں کھل جاتے بٹن شرافت سے بند کرتی دیکھ رہی تھی، اور واپس اٹھ بھی بیٹھی کیونکہ نہیں چاہتی تھی شیری کا زخم دکھے۔

"تمہارے سائز کا کافی ہے؟ آرڈر پر بنواتا ہوں"

شیری کے ڈپٹنے پر مانی کے دانت اسکی کوفت کے سبب نکلے۔

اب اتنا بڑا بھی نہیں مانگا، اچھا کچھ دیر بیٹھیں میرے پاس۔ جب تک مجھے"

"واپس نیند نہیں آتی

خجل سے ہوئے اس نے شیری کی جانب زرا جھک کر سرگوشی کی۔

"کام ہیں مجھے، ایک ایک لمحہ قیمتی ہے"

شہریار نے سادہ سے لہجے میں اجازت چاہنے پر اصرار کیا تو مانی کی آنکھیں شیری کے چہرے کا طواف کیے خود ہی شوخی میں ڈھلیں۔

"میں بھی تو قیمتی ہوں"

اتراہٹ اور تفاخر میں مبتلا مبہم سی سرگوشی شیری کی سماعت میں اتری۔

ہمم قیمتی تو بہت چھوٹا لفظ ہے مانی۔ خیر سو کر اٹھو تو مما کے ساتھ ٹائم "
گزارنا، بلکہ شام کی چائے ممی بابا کے ساتھ پینے کی عادت ڈال لو۔ میں ڈنر
"تک ملتا ہوں۔۔۔دیکھ لو مسلسل کالز آ رہی ہیں جانا اہم ہے
شاید مانی کی نیند اور اسکا سکون ایسا ہی اظہار چاہتا تھا، شہریار کے مسلسل
وائبریٹ کرتے فون پر مانی کو اس پر ترس آ ہی گیا۔
آپ سے زیادہ پیاری ہیں وہ مجھے مسٹر، آپکو یہ کہنے کی بالکل ضرورت "
نہیں تھی۔ آپ بھول رہے ہیں کہ مجھے اس گھر میں رہنے کی ہمت انہوں
نے ہی دی کیونکہ آپ تو اول دن سے مجھے چلتا کرنے کے چکروں میں
"تھے، مانی آپکو اگنور کر دے پر انکو نہیں۔۔۔۔
مانی کی گل سے والہانہ محبت آج شیری کو پہلے سے زیادہ خوبصورت لگی۔
مجھے پتا ہے تم ہر رشتہ نبھانے میں بہت سلیقہ رکھتی ہو، بس یونہی کہا۔ مجھے "
اس سے تسلی ملی۔ اب سو جاو کچھ دیر، طبعیت ٹھیک ہے یا آج شام پھر سے
"ہوسپٹل ہو آئیں؟ کیا خیال ہے

وہ اس بار شیری کے لیٹانے پر اسے وارفتگی سے تکتی لیٹی بھی اور شیری کے سوال پر نفی میں گردن بھی ہلائی۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں، ہوسپٹل نہیں پلیز۔۔۔مجھے اس دنیا کی سب سے بری جگہ ہوسپٹل لگتی ہے۔سو جاوں گی تو مزید فریش ہو جاوں گی۔آپ جائیں"

مانی نے ہوسپٹل کے نام پر منہ بسورے منت کی تو وہ مسکرا کر سر ہلائے اٹھا تو ایک بار پھر مانی نے اسکا ہاتھ پکڑے روکا۔

"اب کیا ہے؟"

شیری دوبارہ سے بھاگنے کا موڈ بالکل نہیں رکھتا تھا مگر مانی کی شرارت بھری آنکھیں اسکو سنجیدہ رہنے دے ہی نہیں سکتی تھیں۔

"آئی لو ویو شیری، آپکی یوں وائف بن کر زندگی گزارنا میری سب سے بڑی خواہش تھی کہ جب چاہا کروں آپ میرے پاس آجائیں

وہ اپنی محبت بھری آنکھیں شہریار جدون پر جمائے رہی اور وہ خود نا صرف واپس بیٹھا بلکہ جھک کر مانی کی رخسار چومی، اور اسکے اس اپنی جانب سے بہت نرم مگر مانی کے لیے شدت بھرے لمس پر وہ بلش کرتی اسکی آنکھوں میں جھانکی۔

"دوبارہ میں تم سے اس چار دیواری کے بیچ رومینس نہیں کرنا چاہتا۔۔یہ بہت بورئنگ ہے۔۔۔رومینس بھی تیمارداری ہو جیسے"

اپنے ہونٹوں کو مانی کی رخسار سے بے خودی کے سنگ مس کرتا وہ سرگوشی میں بولا تو وہ حیرت سے ہنسی۔

"ہیں۔۔پھر کہاں کریں گے؟"

مانی کا دل لحظہ بھر پھڑ پھڑایا۔

"لانگ ڈرائیو نگ، کسی پیاری جگہ تمہارے ساتھ واک یا پھر جنگل میں کیمپنگ"

مانی اسکی پہلی دو باتیں تو ہضم کر گئی مگر تیسری پر ہنسے بنا نہ رہ سکی۔

"آپ کی مانی کوئی شیر چیتا اٹھالے گیا تو نقصان آپکا ہی ہو گا"

وہ اسے جیلس کرنے کی کوشش میں تھی۔

جنگل کا چیتا بھی میں ہوں اور شیر بھی، بائے داوے میں تمہارا اونلی بیڈ"

روم ہسبنڈ نہیں بننے والا۔۔۔جہاں دل چاہے گا میں تمہارا ہاتھ پکڑ کر جکڑ

"لوں گا، سو گیٹ ریڈی

شیری کی ڈراتی ہوئی سرگوشیوں پر مانی کے چہرے پر حیا نشین سرخی چھلکی۔

"ممی بابا کے سامنے نہیں پلیز، مجھے بہت شرم آئے گی"

مانی کے حراساں ہو کر کہنے پر وہ بے اختیار ہنسا۔

اتنا بھی بے شرم نہیں ہوں اب آمنہ آفریدی، تم تو کچھ زیادہ ہی ہتھے سے"

"اکھڑی مخلوق ہو۔۔۔۔

وہ اسکے تیور بھانپے خاصا متذبذب تھا اور وہ شیری کی ناک سے ناگ رگڑ کر

ہنستی ہوئی اسکے موڈ کو جانے کے حوالے سے بھرپور تباہ کر رہی تھی۔

"میں تو ایسی ہی ہوں، آپ کو اب گزارہ کرنا ہو گا مسٹر شیری"

اپنی راج ہنس سی گردن اکڑا کر خاصے غرور سے اطلاع دی گئی۔

گزارے کی ایسی کی تیسی۔۔۔۔۔تم مفت میں کسی دن رگڑی جاو گی باز"

"آجاو مانی۔۔۔۔۔گڈ بائے

شیری کی مسکرا کی تنبیہہ پر مانی ہنسی اور شیری نے بھی مسکرا کر ہلکی سی جان نکالنے کی نیت باندھی مگر مانی کے سنجیدہ و مدہوش ہونے پر ہنس کر اپنا چہرہ اپنے مسکراتے ہونٹوں کو امرت سے مستفید کیے بنا ہی پیچھے کو سرکا گیا جس پر شیری کے پھر سے بھاگنے پر مانی نے تکیہ اٹھا کر پیچھے پھینکا مگر وہ دروازہ بند کر کے جا چکا تھا، اسی ہنسی ہنسی میں محترمہ منہ پر دونوں ہتھیلوں کو رکھتے ہوئے اگلے ہی لمحے شرما کر تکیہ چہرے پر دبا گئی۔

.._____..

لعلین نے سب بچوں کے لیے چیز سپیگیٹی بنائی اور میٹھے میں فیروزہ کے ساتھ مل کر یمی سافروٹ ٹریفل اور اچھی بات یہ تھی کہ اسے یہ کرتے اپنی ٹھہر جاتی زندگی کا احساس ہونا ختم ہو گیا، لئیق ایزد کے ساتھ اسکی اس دنیا میں نمایاں ہونا اسکے لیے بھی باعث راحت تھا، جمعے کی نماز وہیں صوفیہ کی مسجد میں لئیق نے ادا کی کیونکہ وہاں کے قاری صاحب جو بچوں کو قرآن پڑھاتے تھے، ہر جمعے کا خطبہ وہی دیتے تھے۔

نماز کے سب لنچ سب نے اکھٹے کیا اور چونکہ لعلین کا ڈاکٹر ہانیہ سے تین بجے اپاٹنٹمنٹ تھا سو اسے اور لعلین کو ڈھائی تک سب سے اجازت لینی پڑی، ابھی عدن کو وہ نہ لے جا سکتا تھا کیونکہ زائشہ ابھی آزاد تھی اور جندل محل پر خطرہ منڈلا رہا تھا۔

تین کے بجائے ہوسپٹل پہنچنے تک ساڑھے تین بج گئے مگر ہانیہ نے پھر بھی لعلین کے لیے سپیشل ٹائم الگ کر رکھا تھا۔

لعلین کی حالت بہت نروس تھی کیونکہ یہ سچویشن اسکی زندگی میں پہلی بار آئی تھی، جبکہ جس طرح اسکے ہر موسے بے تابی و بے قراری چھلک رہی تھی، لئیق کی آنکھیں خفیف سی اسکی نروسنینس اور گھبراہٹ پر مسکرا رہی تھیں۔

"مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے لئیق"

لعلین کے خوفزدہ ہو کر سرگوشی کی صورت عقب کی جانب کھڑے لئیق کو پکارنے اور واپس پلٹنے پر وہ جو ہوسپٹل کے ہی وسیع پورچ میں اسکے پیچھے کھڑا تھا، مسکرا کر لعلین کی کیفیت دیکھتا اسکے دونوں ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھوں میں مقید کیے ایسی مخمور نگاہوں سے دیکھنے لگا جنکا اثر لعلین ابراہیم کے روم روم میں چراغ جلا گیا، صرف اسکی وہ نظریں، لعلین کی ہر تکلیف، اداسیٔ اور گھبراہٹ کو لمحے میں ختم کر گئیں۔

لیکن مجھے بالکل ڈر نہیں لگ رہا، کیونکہ مجھے پتا ہے وہی ہو گا جو ہمارے"
لیے بہتر ہے۔سچ پوچھیں تو میں نے صرف آپکی سلامتی اور عافیت کی دعا
"مانگی تھی،اور وہ ضرور قبول ہو گی

لعلین کو اس وقت وہ جتنا بھی حوصلہ دے لیتا، وہ اسی شش و پنج میں
بہر حال مبتلا رہنے والی تھی کیونکہ اسکی زندگی اس وقت امید اور ناامیدی
کے بیچ بنی لکیر کے گرد حائل تھی،اس شخص کا پر احساس لمس ہتھیلوں
سے دل تک راحت کو گزارتا اور اتارتا گیا پر اس لڑکی کے دل کی دھڑکنیں
ہنوز بڑھی ہوئی تھیں۔

"میرا دل بہت زوروں سے دھڑک رہا ہے لئیق ایزد"
گھبرا کر لئیق کا ہاتھ جکڑے وہ باقاعدہ روہانسی ہوئی تبھی لئیق نے اسے نرمی
سے اپنے حصار میں لیا،اس اپنائیت بھرے دلاسے نے مزید دل کو ڈھارس
بخشی۔

ریلکس آئرن لیڈی، میں آپکے ساتھ ہوں تو آپکو گھبرانے کی ضرورت "
"نہیں۔۔ لٹس گو۔۔۔پہلے ہی ہم آپکی ڈاکٹر تک پہنچنے میں لیٹ ہو گئے
گلے لگانے سے وہ لعلین کو مضبوط ہوتا دیکھ کر مسکرایا اور اسکے ساتھ ہی ہانیہ
کے کیبن کی طرف بڑھا جسے نرس نے پہلے ہی لعلین کو لے کر آنے کا کہا
تھا سو نرس کی بتائی لوکیشن کی سمت وہ دو ساتھ بڑھے، لعلین کی
نروسینیس لئیق کے ساتھ ہونے سے قدرے کم ہوئی مگر ختم نہ ہو سکی،
سانسوں کا ربط بار بار بگھڑ کر بے ترتیب ہوتا تو لئیق کے ہاتھ پر پڑتے دباو پر وہ
اگلا سانس آسانی سے بھرتی۔
ہانیہ نے دونوں کا مسکرا کر اپنے کیبن میں ویلکم کیا، اور لعلین سے تو وہ
باقاعدہ گلے ملی اور پھر دونوں کو بیٹھنے کا کہے خود بھی سامنے اپنی کرسی
سنبھالے بیٹھیں، دونوں ساتھ اتنے پیارے اور مکمل لگ رہے تھے کہ ہانیہ
کو دل ہی دل میں انکے اس دلفریب کپل کے لیے ماشاءاللہ کہنا پڑا، دونوں
بہت جاذب لگ رہے تھے۔

مجھے بہت خوشی ہوئی مسٹر لئیق کہ آپ آج انکے ساتھ آئے ہیں کیونکہ "
"آپکا آج یہاں ہونا ضروری تھا
بنا کوئی تمہید باندھے ہانیہ نے سیدھا مدعے پر آنا مناسب سمجھا جبکہ لعلین کا دل تو ہانیہ کے ان پہلے جملوں سے ہی خوف کھا گیا، چہرے پر زردی سی کھنڈی۔
ٹھیک ہے، تو پھر آپ بتائیں کہ کیا رپورٹس آئی ہیں۔ لعلین کچھ دنوں "
سے کیوں کمزوری محسوس کر رہی ہیں، انکی صحت بھی پہلے کی بنسبت
"تھوڑی ویک ہوئی ہے
لعلین تو حیران تھی لئیق پر جس نے بنا ہچکچائے پورے اعتماد سے ہانیہ سے سب پوچھا تبھی ہانیہ نے لعلین کی بلڈ رپورٹس کی فائیل اپنے سامنے کھولی۔
"پلیز یہ مت کہیے گا کہ رپورٹس نیگیٹو ہیں ہانیہ"
لعلین کے افسردگی سے بھری سسکی ابھرنے پر ہانیہ اور لئیق دونوں ہی فکر مند ہوئے کیونکہ وہ ایک لمحہ یوں لگی جیسے جان ہار دے گی۔

"لعلین !کالم ڈاون۔۔۔۔جو ہو گا بہتر ہو گا"

لئیق نے اسکا ہاتھ جو روم میں آتے وقت چھوڑا تھا، واپس مضبوطی سے جکڑا مگر وہ بہت پینک سی ہو رہی تھی، دل بہت بری طرح سکڑ سمٹ رہا تھا اور ہانیہ کو اسکے باوجود سب سچ بتانا ہی تھا۔

ایکچولی رپورٹس واقعی نیگیٹو ہیں۔ لیکن آپ بہت جلد کنسیو کر لیں گی"

لعلین کیونکہ آپکی مدر بننے کی ابیلٹی آہستہ آہستہ اپنی نیچرل حالت میں آئے گی اور اس پے شاید کچھ ماہ لگیں، ہفتے بھی لگ سکتے ہیں"

وہی ہوا تھا جسکا لعلین کو خدشہ تھا، اسکی بھوری آنکھیں یکدم سرخ ہوئیں مگر وہ لئیق کی وجہ سے رو نہ سکی کیونکہ وہ شخص اسکا ہاتھ تھامے ہوئے تھا، اور اسکے پاس ہونے پر وہ اتنی تکلیف میں نہ اتر سکی جتنی اس نے امید کی تھی۔

یعنی میری آزمائش طویل ہے، کتنی پر امید تھی میں مگر سب امیدیں لمحے میں ٹوٹ گئیں"

لعلین کا گلاب سا چہرہ مرجھایا تو آنکھوں میں آنسو جمع ہوئے اور وہ دونوں ہی لعلین کی امید ٹوٹنے پر افسردہ تھے۔

ایسامت کہیں لعلین، آپ کو یہ جو چکر آرہے یہ ویکنس کی وجہ سے ہیں۔" آپ نے جو نیند کی ڈرگز لینی یکدم چھوڑی ہیں انکا سائیڈ ایفیکٹ ہے کیونکہ اس نے آپکے ایمیون سسٹم کو متاثر کیا ہے کیونکہ آپ ایکسٹرا ڈوز لیتی رہی ہیں، پریگنیسی کے لیے آپ کو انٹرنلی سٹرونگ ہونا ہوگا، رہی بات آپ جو ویک ہو رہی ہیں وہ آپکے اور آپکے ہسبنڈ کے جڑتے ازواجی رشتے کے سبب ہے سو آپکو اپنی میر ڈلائف سٹرونگ کرنے کے لیے اپنی ڈائٹ بھی اسی حساب سے سٹرونگ کرنی ہے۔اسکے علاوہ اب آپکے کنسیو کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں، میں آپکو کچھ ضروری وٹامنز دوں گی جو آپکو کنسیو کرنے میں ہلیپ کریں گے"

ہانیہ کی پرامید کرتی تمام باتوں کے باوجود وہ اداس تھی، دل چاہ رہا تھا چیخ چیخ کر روئے اور لئیق اس آتش فشان کا بخوبی علم رکھے ہوئے تھا مگر اس وقت اسکے لیے لعلین کے حوالے سے ہانیہ کی باتیں سننا بھی اہم تھا۔

تھینک یو سو مچ ڈاکٹر ہانیہ، یہ آپکی پیشنٹ لعلین کچھ زیادہ ہی حساس ہیں۔" انھیں کوئی ایسی میڈیسن بھی دیں ہلیز جس سے انکا ممی بننے کا شوق زرا اچھے "سے لئیق ایزد کی بیوی بننے میں بدل جائے

لئیق نے ہی معاملہ سنجیدہ اور صورتحال سپاٹ محسوس کیے شرارت سی کی جس پر ہانیہ تو مسکرائیں البتہ لعلین کو مزید رونا آیا، ہانیہ دونوں کی کمسٹری اور کپل دونوں پر رشک کرتی ہنسی۔

ہاہاسو سوئیٹ، میں یہی کہہ رہی ہوں کے ابھی مکمل وقت یہ آپکو دیں۔" آپ جانتے ہیں مسٹر لئیق کہ لعلین ماضی میں کافی ہیلتھ کرائسیز سے گزری ہیں، وہ ڈر گز میں نے ہی سجیسٹ کیے تھے، کیونکہ یہ ایک طرح ڈپریشن میں چلی گئی تھیں۔ لیکن اسکی اوورڈوز بھی کچھ ایشو کریٹ کر گئی کیونکہ وہ

باڈی کو اپنا عادی بنا کر کھو کھلا کرتی ہے، لیکن مجھے پورا یقین ہے کہ آپ انکا اب بہت خیال رکھیں گے فزیکلی بھی اور مینٹلی بھی، جتنا ہو سکے آپ لعلین کو وقت دیں، اور پلیز انکی ڈائٹ تھوڑی ہیلتھی کریں، ورنہ یہ بہت جلد غائب بھی ہو سکتی ہیں"

ہانیہ نے بھی اختتام جس طرح بے تکلفی اور مسکراہٹ پر کیا، ہلکی سی لعلین بھی اداسی بھولے مسکرائی۔

جبکہ لئیق ایزد کی خود پر جمی محبت بھری نظریں، اس لڑکی کا دل پر سکون کرنے کو کافی تھیں۔

"میں انکا خود خیال رکھوں گا، باقی کوئی رسٹرکشن تو نہیں بندہ ناچیز پر ان کو لے کر؟"

لئیق نے بھی کھل کر پوچھا جبکہ اسکے ہانیہ سے یوں کہنے پر وہ خود چھینپ کر رہ گئی اور ہانیہ سے لعلین کی گھبراہٹ ہر گز مخفی نہ تھی۔

بالکل نہیں مسٹر لئیق، آپکا انکے قریب رہنا انکی ہیلتھ کے لیے بہت"
ضروری اور اچھا ہے اور یہ اسی سے نکھریں گی بھی اور کنسیو کرنے میں
جلد کامیاب بھی ہوں گی۔ بلکہ میں تو سجیسٹ کروں گی کہ آپ انکو پہلے
سے زیادہ سپیشل ٹائم دیں۔ اور لعلین، پلیز آپ نے کوئی ٹنشن نہیں لینی
کیونکہ اب آپ ممی بہت جلد بن جاو گی، کوئی ایشو نہیں سوائے ویکنس
کے۔۔۔ اپنی میر ڈلائف انجوائے کریں کیونکہ بے بی کے بعد یہ وقت آپ
بہت مس کریں گی، پھر سب کافی بدل جاتا ہے۔۔۔۔ میرے ہسبنڈ
صاحب کو بھی بچوں کی بڑی خواہش تھی اور اب بچارے بے بی کے بعد
سے میرے وقت کے لیے اپائنٹمنٹ لیتے پھرتے اور میں بہت بار خود
"ہیلپ لیس فیل کرتی

ہانیہ کا یوں دوستانہ ہو کر سب کہنا لئیق اور لعلین دونوں کو بہت اچھا لگا اور وہ
اداس سا سہی پر مسکرائی۔

جبکہ اتنی کھلی چھوٹ لئیق ایزد کو جو ملی اس پر وہ فطری اس جن سے خوفزدہ تھی اور جناب کے دل میں اتنا سپیشل پروڑو کول ملبے پر لڈو پھوٹ رہے تھے جو اسکی خطرناک ہنستی آنکھوں سے واضح بھی تھا۔

"سن رہی ہیں نہ لعلین، ہیلپ لیس"

لئیق کے معنی خیزی کے سنگ سرگوشی سی کرنے پر لعلین گھبرا کر اسکی طرف چہرہ گما گئی جبکہ ہانیہ بھی دونوں کے آئی کانٹیکٹ پر مسرور سی ہوئی۔

اب تک کا یہ اسکے لیے فیورٹ اور سپورٹنگ کپل تھا اور بہت کم اس نے ایسے کاپریٹیو ہسبنڈ دیکھے تھے۔

"یہ وٹامنز اور کیلشیم سپلیمنٹس ہیں جو روز ایک لینی ہے جبکہ یہ فولک ایسڈ ٹیبلیٹ آپکو دن میں دو دفع۔۔۔اور مسٹر لئیق انکو رات بڑا گلاس دودھ وہ بھی خالص شہید کی ایک چمچ کے ساتھ پلانا آپکی ذمہ داری ہے۔اور انھیں خوش رکھنا ہے۔۔۔مجھے یقین ہے اگلی ملاقات ہماری آپکے آنے والے بے بی پر ہوتی ڈسکشن پر منحصر ہو گی ان شاءاللہ"

ہانیہ کے اتنے پیار اور توجہ سے لعلین کو ٹریٹ کرنے پر خود لئیق کو بہت اچھا لگا جبکہ وہ جانتا تھا لعلین ابراہیم بہت تکلیف میں ہے سو دونوں نے ایک ساتھ ہانیہ سے اجازت لی اور لعلین کے باہر نکلتے ہی وہ بھی اسکی رپورٹس لیے پیچھے ہی نکلا۔

گاڑی تک پہنچنے تک دونوں چپ رہے مگر باہر جا کر وہ مزید اس بولائی مخلوق کا اترا چہرہ نہ برداشت کر سکا۔

لئیق ایزد! میں تمہاری خوشی پھر نہیں دے سکی تمہیں۔۔آئی ایم"

"سوری

ناچاہتے ہوئے بھی لعلین کی آنکھیں سرخ ہوئیں اور آواز تک تکلیف اور درد سے لرزی۔

میری خوشی آپ ہیں لعلین، آپ کیوں فکر کر رہی ہیں۔ فکر تو تب کریں" گر ہماری شادی کو بہت سال ہو گئے ہوتے، ویسے بھی آپ نے سنا نہ کہ ابھی آپ کے لیے ممی بننا سیو نہیں تھا تبھی تو اللہ نے میری دعا اس طرح

قبول کی، میں کیا اتنا خود غرض ہوں کہ اپنی اس ثانوی خوشی کے لیے اپنی اس اول روح کو خطرے سے دوچار کروں۔ مجھے صرف اس صورت باپ بننا ہے جب یہ سب آپکے اور آپکی جان کے لیے کسی قسم کے خطرے کا سبب نہ رہے۔۔۔۔اور میں نے دعا بھی یہی کی تھی کیونکہ مجھے اندازہ تھا آپکی اس حالت کا، میں پاس ہوں تو آپ کیوں پریشان ہیں"

وہ اسکے رخساروں سے ہتھیلوں کو جوڑے سمجھا رہا تھا مگر اس وقت لعلین سے اس امید کے ٹوٹنے کی تکلیف برداشت کرنا بہت مشکل تھا۔

بس مجھے ہرٹ ہوا ہے نہ، میں بہت خوش تھی اور دیکھو خوشی مجھ سے" روٹھ گئی۔ تم نہیں سمجھتے مجھے لئیق، م۔۔میں اس معاملے میں بہت حساس ہوں۔ میں تمہارے لیے بہت سوچتی ہوں، مجھے بھی یہ خوشی دینی ہے تمہیں۔۔۔م۔۔مجھے اس معاملے میں کیوں آزمایا جا رہا ہے، میں نہیں سہہ پا رہی۔۔۔۔۔"

لعلین کے آنسو ایک طرف پر اسکی یہ بچوں سی خواہشیں ایک طرف لئیق کو دیوانہ کر گئیں تبھی وہ اسکے گلے لگاتا نہ صرف محبت سے دلاسا دے گیا بلکہ گاڑی کا فرنٹ ڈور اوپن کیے بنا کوئی جواب دیے اسے بٹھایا، لعلین نے کوئی مزاحمت یا اعتراض نہ کرتے بیٹھتے ہی سر سیٹ سے ٹکایا تو لئیق بھی فائیل پچھلی سیٹ پر رکھے ساتھ ہی جگہ سنبھالے بیٹھا اور اسکے بیٹھتے ہی لعلین نے اپنا سر اسکے کندھے پر افسردگی و تکلیف سے ٹکا لیا۔

میں چاہتا ہوں آپ پہلے میری سٹرونگ سی وائف بنیں، جتنی آپ دنیا کے لیے ہیں ابھی اتنی لئیق ایزد کے لیے مضبوط نہیں ہیں۔ آپکو ممی بھی تو میرے لیے بننا تھا نہ؟ جواب دیں مجھے؟"

لئیق کے پیار سے پوچھنے پر وہ افسردہ سی سر اٹھا کر اسکی طرف دیکھنے لگی اور پھر سر کو آس اور حسرت کے سنگ ڈبڈبائی اکھیوں سے اثبات میں جنبیش دی۔

"تو پھر میری خواہش آپکے ساتھ بہت سا وقت گزارنے کی بھی تو ہے، یہ کون پوری کرے گا۔ آپ تو ابھی سے ہمارے بیچ ولن لے کر آنے کی کوششیں کرنا چاہتی ہیں۔ میں آپکے لیے کس قدر جنونی ہوں اسکے باوجود آپکو میری آنکھیں تک نہیں کہہ پائیں کہ آئی وانٹ اونلی یو فار آلا نگ ٹائم۔۔۔۔۔"

لئیق ایز دا سکی اداسی کیسے قائم رہنے دیتا، وہ اداس ہونے کے باوجود لئیق کے یوں شدت سے اپنی خواہش کہنے پر مسکرائی اور اسکی مسکراہٹ پر لئیق نے اسکی ہتھیلی پکڑ کر ہونٹوں کے سنگ شدت سے چومی اور وہ اس فیورٹ ٹچ پر سب بھول گئی۔

"مطلب تم مجھے اپنی طرف لگا کر میرا دھیان بے بی سے ہٹانے کی کوشش کر رہے ہو"

وہ اسے یہ سوال کرتی واقعی معصوم سی گڑیا لگی، یہ پبلک پلیس نہ ہوتی تو اس وقت وہ نا جانے جذبات کی رو بہکائے کہاں پہنچ چکا ہوتا۔

جب تک بے بی خود آنے کی خواہش نہ کرے، اسے زبردستی دنیا میں"
لانے کی لاجک آج تک مجھے سمجھ نہیں آئی سچی اور تب تو بالکل نہیں جب
مس اماں کی اپنی حالت دودھ پینے والے بچے جیسی ہو۔۔
۔۔۔اور بھولیں مت آپکی اس ٹمی میں آئے گا وہ اور آپکو اسے یہیں کافی
سارے منتھس کیری رکھنا ہو گا، فگر کو چھوڑیں، جب اسکے وزن اور
حرکتوں پر آپ سے دو پل کھڑے ہونا بھی مشکل ہو گا پھر آپ نے مجھے ہی
"کوسنا کہ لئیق ایزدیہ مجھے کہاں پھنسا دیا ظالم

وہ اسکی ان ساری بڑبڑاتی، شرارتی، آفت انگیز باتوں پر بے اختیار ہنس دی،
چہرہ سرخیاں چھلکانے میں اخیر کر گیا اور جب وہ ہنسی تب جا کر لئیق کے دل
کو قرار آیا۔

"اب تم مجھے ڈراو تو مت لئیق ایزد"

ہنسنے کو ختم کیے وہ شکائیتی ہوئی اور جناب اتراہٹ میں مبتلا۔

تبھی تو کہہ رہا ہوں جو ہوا اچھا ہوا میری جان، شکر کریں کہ اتنی سنگین"
قربتوں کے باوجود اللہ پاک نے بی بے پر لاک نہیں کیا، وہ خود چاہتے ہیں
کہ ہم تھوڑا انجوائے کریں۔ آپ بھی تھوڑی سٹرونگ ہوں تاکہ اپنی اس
"چھوٹی سی ٹمی میں بڑا سا مسٹریمی کیری کر سکیں۔۔۔۔
وہ جو سمجھ رہی تھی اس اداسی سے تادیر نہ نکل سکے گی، لئیق کے ایسے
پیارے شرارتی انداز پر ساری افسردگی بھلا گئی۔
"ہاہا مسٹریمی؟ مس یمی بھی ہو سکتی ہے"
لعلین کے ہنسنے پر لئیق بھی سیدھا ہو کر بیٹھے ہنسا۔
جو بھی ہو خیر اور مناسب وقت پر ہی آئے، ویسے بھی آپکو میرے ساتھ"
کچھ ہفتوں تک ملائشیا جانا ہے، اگر بے بی کا سین آن ہو گیا تو ممکن ہے آپکو
سفر منع ہو جائے سو جدائی آ جائے گی۔۔۔ سو میری جان ہر مومنٹ کو لئیق
ایزد علوی کی طرح انجوائے کرنا سیکھیں۔ اب اجازت ہے گاڑی ڈرائیو
"کرنے کی؟

وہ اتنا شوخ اور آفت پہلے بھی تھا مگر اب تو کھل گیا تھا تبھی وہ بھی ساری اداسی ہٹائے مسکا کر سر ہلائے محترم کو اجازت سونپ گئی۔

"اب لگی ہیں آپ لئیق ایزد کی آئرن لیڈی۔۔۔۔ چلیں بتائیں گھر جانا ہے یا کہیں گھومنا ہے آپکو۔۔۔ وعدے کے مطابق آجکا پورا دن آپکا ہے"

گاڑی ڈرائیو کیے وہ چہکتی مسکراہٹ سمیت بولا مگر وہ اس وقت بس گھر ہی جانا چاہتی تھی، ویسے بھی شام ہونے کو تھی۔

"نہیں مجھے گھر جانا ہے، ممی بابا کو تم گھر میں باندھ آئے تھے۔ وہ بور ہو رہے ہوں گے۔۔۔ گھر ہی چلتے ہیں، سب کے ساتھ مجھے اچھا محسوس ہو گا"

لعلین کی خواہش لئیق کے سر آنکھوں پر تھی تبھی گاڑی جندل محل کی سمت دوڑانے سے پہلے وہ اسکی ہتھیلی پھر سے چومتا مسکرایا تو وہ بھی بھرپور مسکرائی جبکہ لال نور اور فرہاد دونوں ایک ساتھ ہر گز بور نہیں ہو رہے

تھے بلکہ صبور، مریم بی، فرہاد اور لال نور مل کر پرانے فوٹوز دیکھ کر ہنس رہے تھے۔

دستگیر اور لئیق کی لاتعداد بچپن کی تصویریں جو خود صبور پہلی بار دیکھ کر ہنس رہی تھی کیونکہ وہ بچپن سے ہی آفت تھا، پھر کئی تصویریں تو خود صبور کی تھیں، لال نور اور فرہاد کی ایسی ایسی پیاری کپلز فوٹوز کے دیکھنے والا اس جوڑے کی دلکشی میں گم ہو جاتا، مریم صاحبہ تو دستگیر کے بابا کی تصویر ہی دیکھ کر اداس ہوئے جا رہی تھیں مگر صبور کا انکے ہاتھ کو تھام کر پیار سے دلاسا دینا بہت ہی خوبصورت تھا۔

لوئے کی بھی چند تصویریں تھیں مگر صبور کے ساتھ کیونکہ وہ بچپن سے صرف صبور سے ہی اٹیچ رہا تھا۔

یہ سب خزانہ ہے سچی، لئیق اور دستگیر یہاں بھی یکجان لگ رہے"

"ہیں۔۔۔دیکھیں نور مما۔۔۔۔

صبور نے ایک بہت ہی پیاری فوٹو جس میں دونوں گھوڑوں پر سوار تھے اور فرہاد نے دونوں گھوڑوں کی لگام تھام رکھی تھی، لال نور تو خود جذباتیت سے بھر گئیں۔

"بالکل، تمہارا دستگیر ہمیشہ میرے لئیق کا سایہ بن کر رہا ہے۔ اسکی ڈھال، اسکا دوست، اسکا مددگار"

لال نور نے بھی اس فوٹو کو محبت سے دیکھا۔

"ہاہا یہ دیکھیں، بھجت بھائی اور لئیق کی فائیٹ۔۔۔۔ہاہا بھجت بھائی بچپن میں کتنے موٹے تھے، بچارے لئیق کے اوپر چڑھے، اسکا سانس بند کیا ہوا" ایک اور فوٹو جس کو دیکھ کر سب ہی شدید ہنس دیے۔

"بھجت واقعی گول گپا تھا پورا، مگر ذمہ داریوں نے اسے اس عیش اور بچپن سے بڑی جلدی نکال دیا، بھائی اور بھابھی کی وفات کے بعد تو وہ بچپن سے سیدھا فرائض کی طرف آگیا۔ خاص کر مانی جب چند ماہ کی اسکی گود میں

آئی۔۔۔۔میرے لئیق کا دوسرا سب سے پیارا ساتھی اور

"دوست۔۔۔۔۔

بھجت کی مشکلات کا سوچے وہ تھوڑی افسردہ ہوئیں جبکہ فرہاد انکے پاس تسلی کے لیے موجود تھے۔

لیکن اب انکی زندگی سب سے پیاری ہوگئ مما، سیلی جیسی بہت پیاری"

وائف، پھر اب خیر سے اولاد کی خوشی۔۔مانی خیر سے آباد ہے، اپنے ہسبنڈ کے ساتھ خوش۔۔اللہ پاک آزمائش کے بعد یونہی اپنے پیاروں کو بہت سا

"نوازتے ہیں

صبور کی بات پر سب کا دل خوشی سے ہمک اٹھا۔

ایسا ہی ہے میرے بچے، یہ دیکھو یہ لوئے کی واحد برتھ ڈے پارٹی کی"

تصویر جو یہاں پاکستان ہم سب نے آٹھ سال پہلے سیلیبریٹ کی، کیونکہ جو ہوا تھا اس میں لوئے کی کوئی خطاء نہیں تھی۔وہ بہت خوش ہوا تھا، اس کی آنکھوں کی خوشی آج بھی مجھے یاد ہے، لیکن اسکے بعد سب خوشیوں کو نظر

لگ گئی۔۔۔۔اسکی سالگرہ پھر آنے والی ہے،اگر وہ اس بار بھی پاکستان آیا تو دھوم دھام سے اسکی برتھ ڈے سیلبریٹ کریں گے تاکہ اسکی اب تک کی "تمام اداس برتھ ڈیز کا ازالہ ہو سکے

لال نور کے دل میں لوئے کے لیے جو شفقت تھی اس نے صبور، فرہاد اور مریم بی تینوں کا دل تڑپا سا دیا۔

ان شاءاللہ، تمہیں اور لوئے کو ماں نہ ملی ہو مگر ماں کی محبت اب میری" آخری سانس تک ملے گی، تم تو ویسے بھی کوئی بہت پیاری سی روح ہو۔۔۔۔۔تمہارے پاس تو دو دو مائیں ہیں، مریم آپا اور میں۔۔اور تمہاری "بی اماں تو ہیں ہی بڑی پیاری

صبور کی چھلک اٹھتی آنکھوں پر لال نور نے جس پیار سے صبور کو گلے لگایا، وہ منظر سب کی آنکھوں میں نمی سمیٹ لایا مگر صبور کے دل کو اس ماں کے ممتا بھرے لمس نے ضرور سکون دیا۔

اللہ جب کوئی بہت قریبی رشتہ چھینتا ہے تو بڑے بڑے مرہم بھی دیتا"
ہے، جیسے میں یہاں سے دور تھی تو اللہ نے مجھے سدرہ دی۔ میری ممتا کو اللہ
نے تڑپنے نہ دیا، ویسے ہی تم سے ماں چھینی ہے تو اتنی ساری مائیں دے کر
تم پر کرم کیا ہے۔۔۔۔۔ میرا پیارا بچہ، دستگیر کی ہو کر تو تم اور پیاری لگتی
ہو"

لال نور کی محبت نے صبور کو نہ صرف سنبھال لیا بلکہ وہ انکے آخری
کمپلیمنٹ پر بھیگی آنکھوں سے ہی ہنس دی تو سب کے چہروں پر روشنی
اتری۔

اللہ بس اس محل کی خوشیوں کو اب یونہی دائم آباد رکھیں، آمین۔۔۔ ہم"
سب کے لیے مزیدار سی چائے لاتے ہیں، خیر سے نیہو اور ہمایوں بھی آج
پہنچ جائیں گے، خوشی دوبالا ہو جائے گی"

مریم بی کے یہ سرپرائز کھول دینے پر جہاں نور اور فرہاد چونکے وہیں مریم بی
کے دانت تلے زبان دبانے پر شاکڈ سی صبور بھی ہنس دی۔

"ہاہاسوری بھئی، مریم صاحبہ کا پیٹ بہت ہلکا ہے۔۔۔۔آجاو صبور کو کیز بیک کریں مل کر۔۔۔۔"

وہ خود ہی خجل ہوتیں ہنسیں تو صبور بھی ڈیڈی کے آنے کا یہ سرپرائز سن کر مزید اچھی ہو گئی اور مسکراتے ہوئے مریم صاحبہ کے ساتھ ہی کچن کی اور بڑھی۔

"فرہاد، آپ نے دیکھا اس محل میں اللہ سکون اتار رہے ہیں۔ہر کسی کے چہرے پر ہی نہیں دل میں بھی راحت اتر رہی ہے، صبور اور لوئے کے لیے ہم یہ وقت مشکل نہیں رہنے دیں گے۔ہم ان دو کو اس دکھ سے اکیلے لڑنے نہیں دیں گے، مجھے اگر ان دو سے اپنی استطاعت سے بڑھ کر پیار کرنا پڑا تب بھی کروں گی، کیونکہ آپ میرے ساتھ ہیں، میرا دل چاہتا ہے میں اپنے سب بچوں کے ساتھ اور آپکے سنگ یونہی اب مسکراتی رہوں"

نور کی اتنی خوشی اور دل کی کشادگی پر فرہاد علوی بھی محو حیرت تھے کیونکہ اب لال نور کا دل انکے لیے بھی بے حد کشادہ تھا۔

تم تو پہلے بھی ایسی ہی محبت سے بھری ہوئی تھی نور، بس میں نے تم سے "
چاہی ہی وہ شدتیں تھیں جو تم جیسی نرم دل لڑکی کے بس میں نہ
تھیں۔۔۔۔مجھے افسوس ہے کہ تم جیسی عورت سے اتنی لمبی جدائی کے بعد
بھی میں کیسے زندہ بچ گیا، میری زندگی کا سب سے خوبصورت فیصلہ تم ہو
"نور

فرہاد کے محبت بھرے لہجے کی وہ پھر سے عادی ہو رہی تھیں، جس طرح وہ
انکی جبین چوم کر دونوں ہتھیلوں کو فرط جذبات سے ہونٹوں سے لگا رہے
تھے، انھیں اپنا آپ پھر سے مقدس اور اہم محسوس ہو رہا تھا۔
آپ اس عمر میں ایسے دلفریب اظہار کر کے ہمارے جوان شیروں کو ہرانا"
"چاہتے ہیں فرہاد؟ ناٹ فئیر۔۔۔۔
وہ شرارت سے آنکھیں پٹپٹاتی مسکائیں تو وہ نور کی معصومانہ شکائیت پر کھل
کر ہنسے۔

کیوں بھئی، عشق تو بندہ ناچیز نے بھی کیا ہے سو اظہار کی اجازت مجھے بھی"
ہے اور اس عشق کی یہی بات تو نرالی ہے کہ یہ آخری سانس تک بھی جوان
"وتر و تازہ رہتا ہے

جناب کے تیور خطرناک اور الفاظ، نور کا دل دھڑکا رہے تھے، اور جس طرح وہ مستقل نور کو نظروں کا محور بنا لیتے وہ گھبرا جاتیں۔

آپ بھی نہ، اب آپکی عمر دادا بننے کی ہے جناب۔۔۔۔ ہسبنڈ کے رینک"
"سے نکل آئیں

وہ خفیف سا شرما تیں بہت پیاری لگیں۔

میں دادا بننے کے ساتھ ہسبنڈ ہونا ایزیلی افورڈ کر لوں گا آپ ٹنشن نہ لیں"
"محترمہ

انکا چھیڑنا اور یہ معنی خیزی کتنی ہی دیر نور کے چہرے کی چھلکتی سرخیوں کا سبب بنی اور محترمہ نے اپنی گھبرائٹ کو چھپانے کے لیے فوٹوز میں خود کو گم کر لیا۔

.._____..

واہ،اس عورت کی کہانی تو واقعی دلچسپ ہے۔ مطلب پہلے یہ بنی وقار کی" بیوی، اس کے بعد بنی ہمایوں کیانی کی بیوی، پھر بنی فرہاد علوی کی بیوی، پھر آجا کر بنی وقار کی بیوی۔۔۔۔ چچ چچ دستگیر عالم تم تو مجھے ہنسانے کے چکروں میں ہو۔۔۔۔۔اب تم کہہ رہے ہو کہ فرقان بھی اسکا عاشق ہے"

شان نے فرقان کے تمام ٹھکانوں کی خبر نکال لی تھی اور وہ شہریار کے ساتھ ہی سڑکوں پر کافی دیر سے گاڑی دوڑا رہا تھا تبھی دستگیر کی جانب سے آتی کال اور اس نئے ٹویسٹ نے شہریار کی کوفت و بیزارگی ختم کی کیونکہ دستگیر کو آدھا کام کر کے چین نہ آیا تو وہ فرقان کے آبائی محلے چلا گیا، ویسے بھی لئیق ایز دعلوی کا شاگرد ہو اور ادھورا کام چھوڑ دے، ایسا تو ناممکنات میں سے تھا۔

یہ مجھے بھی کچھ دیر پہلے پتا چلا ہے، فرقان کے گھر اور پرانے محلے گیا تھا۔"
وہیں سے یہ بریکنگ نیوز پتا چلی ہے، فرقان لڑکپن میں ایک عام سا چور تھا،
بوڑھی ماں تھی جسکی موت کچھ سال پہلے ہی ہوئی ہے۔ زائشہ سے اسکا
رابطہ جوانی میں وقار کے توسط سے ہی ہوا تھا تب یہ سولا سترہ سال کا جوان
تھا، یہ جو فرقان ہے یہ وقار اور زائشہ دونوں کے لیے کام کرتا رہا ہے، لال
نور آنی کے ساتھ جو ہوا اس میں بھی یہ فرقان شامل تھا۔ زائشہ کے لیے ہر
راستہ بند ہے سو وہ اسی کے کسی ٹھکانے پر ہو گی، اسکے محلے سے پتا چلا ہے کہ
فرقان کسی اپنی عمر سے بڑی عورت کے عشق میں گرفتار تھا، یہ بات جب
نئی نئی شروع ہوئی تو پورے محلے میں مشہور تھی اور ایک بزرگ نے مجھے
ایک پرانی فوٹو دی ہے اور بتایا کہ یہ عورت تھی اور وہ محترمہ آل راونڈر
زائشہ صاحبہ نکلیں۔ آج تک اس نے تبھی شادی بھی نہیں کی، چھوٹا سا چھ
رکنی آدمیوں کا گینگ ہے اسکا، لیکن اب وہ چور نہیں، چھٹا بد معاش بن چکا
ہے"

دستگیر کی انفارمیشن پر کم مگر اسکی اتنی تیز سروس پر شہریار ضرور حیران تھا، تبھی یہ سب سن کر غضب ناک اور متاثر کن مسکرایا۔

"یہ سب تو کام کی بات ہوئی مگر تمہارے اتنے تیز زرائع کو داد ضرور دینا چاہوں گا، ویسے آپس کی بات ہے دستگیر عالم، میں تمہیں ایویں سا بیکار آدمی سمجھتا تھا، لیکن تب جب مجھے لئیق ایزد سے اور اس سے جڑے ہر فرد سے نفرت تھی مگر اب جب بے کار کی جلن و حقارت ہٹی ہے تو سمجھ آ رہی ہے کافی ہنر مند بندے ہو"

دستگیر خود بھی جندل محل ہی روانہ تھا اور اسکا پلین صبور کے ساتھ ہی ائیر پورٹ جانے کا تھا کیونکہ آٹھ نو تک ہمایوں اور نیہا بھی واپس پہنچنے والے تھے۔

گاڑی کی سپیڈ کم کیے وہ شیری کی باتوں پر بے اختیار ہنسا۔

"تم قریب سے ہمیں جان گئے ہو شہریار اس لیے تمہارے یہ بیان بدل گئے، سب بھائی کی تربیت ہے۔ ورنہ بابا کا شفیق سایہ تو بہت جلد میرے سر

سے اٹھ گیا تھا، یہ ہنر انہی کا دیا اور بانٹا ہوا ہے۔ تم انکو مزید جانو گے تو انکی
"بہت سی خصوصیات دریافت کرو گے۔۔
لعلین کے بعد دستگیر عالم وہ دوسرا فرد تھا جسکا دل شہریار نے اس شخص کے
لیے انسیت سے لبریز دیکھا بھی اور محسوس بھی کیا اور اسے عجیب سی خوشی
محسوس ہوئی۔

بات تو ماننے والی ہے، جب تک انسان آزمایا نہیں جاتا، یہ دنیا اسکی اہمیت"
تسلیم نہیں کرتی۔ میں بھی اسی ستم گر دنیا کا حصہ ہوں۔۔۔۔۔ وقت بہت
سوں کی اہمیت اور قدر کرنی سیکھا دیتا ہے۔ تمہارے جیسے دوست اور
ساتھی پر وہ یقیناً غرور کرتا ہو گا، مجھے بہت خوشی ہو رہی ہے تمہارے اور
"لئیق کے اس میجیکل بانڈ پر
خود دستگیر کے لیے شہریار کے اس ملائم اور عاجزی بھرے لہجے کی توقع تک
کرنا ناممکن تھا مگر اسے مسرت محسوس ہو رہی تھی کہ شہریار جدون ایک
اچھے انسان میں بدل رہا ہے۔

ہمارے حلقہ احباب میں تم بھی شامل ہو اب، ہاں یہ الگ بات ہے کہ تم"
یہ تسلیم کب کرو۔ مانی کی وجہ سے نہیں بلکہ تم نے جو اپنے مزاج کو شر پسند
سے عافیت پسند بنایا ہے یہ آسان نہیں تھا، پھر ہماری مدد کر کے تم نے اپنے
گناہوں کی کافی تلافی کی ہے۔۔۔۔ سچ پوچھو تو ہم سبکو تمہارے مزاج کے
"بدلنے نے بہت خوشی دی ہے
دستگیر عالم دوستوں کا دوست، اسکے مزاج کا نرم پن ہی گرویدہ کرنے کو
کافی تھا اور پھر شیری کو ہمیشہ یہ دو یک جان ہی لگے تھے۔

خوش رہو دستگیر عالم! خیر میں زرا اس زائشہ کا انتظام کر لوں پھر بات"
"ہو گی۔۔۔ جیسے ہی وہ ہمارے ہتھے چڑھتی ہے میں تمہیں انفارم کرتا ہوں
اپنی ستائش بے چینی بنی تو وہ فورا بات بدل تار ابطہ توڑ گیا جس پر دستگیر نے
بھی مسکرا کر گاڑی کی سپیڈ بڑھائی۔

شام کے لگ بھگ پانچ بجنے والے تھے اور شان نے گاڑی ایک سنسان زیر تعمیر ایریا کی طرف کچھ عقب میں روکی جس پر شیری نے بھی اپنی عقابی نظریں سامنے جمائیں۔

"یہ کونسی جگہ ہے شان؟"

شیری نے ارد گرد نگاہ دوڑائے سرسری سا پوچھا۔

"سر یہ وقار سادانی کی ہی قبضہ کی جگہ ہے، یہاں پلازہ بننے والا تھا مگر جسکی زمین تھی اس نے عدالتی کاروائی کروائی جس سے اپنی جگہ تو نہ واپس لے سکا مگر یہاں تنازعہ کے سبب عدالت نے کام رکوا دیا اور اب تو یہ پوری جگہ حکومت کی جیب میں جائے گی۔۔۔۔"

شان کے بتانے پر شیری نے افسوس سے سر ہلایا۔

"کیا فائدہ اتنے ناحق قبضوں کا، قبر تو اسے چند انچ ہی ملے گی۔ بے موت مارا گیا اور عدالت میں بھی اسے پھانسی ہی دی جاتی، چلو زائشہ بی بی کے ہاتھوں مر کر بچارے کو تکلیف کم ہوئی ہو گی۔۔۔۔"

شیری کے آخری جملے کے بعد ہنسنے پر شان بھی ویسا ہی مسکرایا، دونوں ہی نظر اس زیر تعمیر بلڈنگ کی اور ہوتی ہلچل پر تھی۔

"کیا واقعی محبوب کے ہاتھوں مر کر تکلیف کم ہوتی ہے سر؟"

شان کی دلچسپی پر شہریار نے چہرہ پھیرے شان کو دیکھا جسے اپنے نالج میں ناجانے کیوں یہ پوچھ کر اضافہ کرنے کی بیٹھے بٹھائے سوجی تھی۔

"میرے خیال میں تکلیف زیادہ ہوتی ہو گی"

شہریار کے کچھ لمحہ سوچ کر دیے جواب پر شان سنجیدہ سا ہوا۔

"لیکن سر میں نے موویز میں دیکھا ہے، ایسی سچویشن میں ہیرو ہنستے ہنستے مر جاتا ہے جب وہ اپنے پیار کے ہاتھوں مرے، یعنی گولی یا چاقو نہ ہو، پھول لگا ہو"

شان کی یہ سب باتیں شہریار کو سنجیدہ نہ چھوڑ سکیں، کمبخت ہنستا بھی تو جان لیوا تھا۔

"یہ آجکل کی نئی نوجوان نسل کو ہوا کیا ہے بھئی، کیسی موویز دیکھتے ہو تم لوگ۔۔۔۔مجھے ان سستی فلموں پر پابندی لگوانی پڑے گی، ہمارا ایوتھ خراب ہو رہا ہے"

شیری کی بات کا مفہوم شان کو تو سرے سے سمجھ نہ آیا الٹا وہ جھل سا ہوئے مسکرا دیا۔

"سوری سر، میں نے دراصل کل ہی ایسی موووی دیکھی تو پوچھ لیا۔۔۔۔۔"

شان کے شرمندہ ہونے پر شیری نے ہنس کر اسکا سینہ آگے کو جھک کر تھپکایا جس پر اسکی بھی شرمندگی زائل ہوئی۔

"ارے شان میاں! خدا ایسا وقت کسی دشمن پر بھی نہ لائے کہ اسے اس کے ہاتھوں تکلیف ملے جس سے وہ محبت کرتا ہو۔بس یہ دعا کیا کرو۔۔۔۔ رہی بات وقار کی تو اسکا گناہ صرف محبت نہیں ہو گا، اور بھی کئی قرض ہوں گے جسکو اتارنے کے لیے اس نے یہ تاوان بھرا۔۔۔"

شہریار کی تاسف بھری اس گہرائی میں ڈوبی بات کو سمجھنے کے لیے شان کو مہلت درکار تھی۔

"سر۔۔۔وہ رہا فرقان"

ان دو کی یہ نازک گفتگو کا ٹرانس شان کی تیز گونج سی آواز نے توڑا کیونکہ اس بلڈنگ سے فرقان بڑی تیزی سے نکل کر اپنی بائیک کی طرف بڑھا تھا۔

"واہ، شکار خود شکاری کے جال میں پھنسے گا۔ پیچھا کرواسکا، یہی اب ہمیں زائشہ تک پہنچائے گا"

شہریار کی تاکید پر شان نے فوری فرقان کے پیچھے ہی گاڑی بھگائی اور ساتھ ہی باقی اہل کاروں کو بھی لوکیشن بھیج کر اپنے پیچھے لگایا۔

فرقان نے ایک کریانے کی دکان پر رک کر کچھ کھانے پینے کا سامان لیا اور پھر میڈیکل سٹور سے کچھ ادویات جو اسے زائشہ نے لکھ کر دی تھیں، اور

جب وہ یہ سب خرید رہا تھا تبھی ہی شیری اور شان کو اپنا پلین کامیاب نظر آیا۔

فرقان وہاں سے سیدھا ایک کم گنجان قصبے کی طرف بڑھا جہاں بہت سی سڑکیں اور پھر گلیاں تھیں، یہیں اسی جگہ اس کا ایک فلیٹ تھا اور زائشہ وہیں موجود تھی، گھر تک شان نے اسکا پیچھا کیا مگر شہریار گاڑی میں ہی بیٹھا رہا۔

فرقان نے ارد گرد نظر گمائے اپنے گھر کا دروازہ کھولا اور تیزی سے جب اندر بڑھا تو شان نے بھی گلی کراس کرتے اسکے گھر کے پاس پہنچ کر شیری کا کال ملائی۔

"سر، دروازہ کسی عورت نے کھولا تھا۔ کیا حکم ہے"

شان کی اطلاع پر شیری کی آنکھوں میں خوشی اور خمار سا چمکا۔

فرقان کو ابھی کچھ مت کہنا، اسے اپنا کام کر کے یہاں سے نکلنے دو۔ پھر ہم" دیکھتے ہیں اندر بیٹھی دوشیزہ زائشہ ہے یا کوئی اور۔۔۔ جیسے ہی فرقان نکلے، "مجھے بتاو

شہریار کے لوگوں کی دوسری گاڑی بھی پہنچ چکی تھی جبکہ شیری کی بریفنگ پر شان نے فرمابرداری سے سر ہلایا اور وہیں گلی کی اوٹ میں کھڑا چکر کاٹنے لگا۔

فرقان سے تمام ضرورت کی اشیاء لینے کے بعد وہ اسکے سامنے ہی بیٹھی تھی اور اسے بھی زائشہ نے بیٹھنے کا اشارہ کیا جس پر وہ بے قرار سا کافی فاصلے پر جا کر بیٹھا۔

"مجھے گن چاہیے"

فرقان کی آنکھوں میں خفیف سا ڈر اترا جب زائشہ نے اپنی لمبی خاموشی اس مطالبے پر توڑی۔

کہیں ایسا تو نہیں آپ مجھے شوٹ کرنا چاہ رہی ہیں، میں لئیق ایزد کو مارنے "
"میں ناکام ہوا تھا مالکن

فرقان نے ڈرتے ڈرتے پوچھا جس پر زائشہ نے اسے ناگوار ئیت سے دیکھا۔

نہیں میں اسے خود شوٹ کروں گی، مجھے جندل محل سے وقار کے ساتھ "
بھگانے کے پیچھے یقیناوہی شاطر تھا، اسے پتا تھا وقار کے ہوتے ہوئے مجھے جندل محل میں قید رکھنے کی ضرورت نہیں۔اسکے ماں باپ تو بہت معصوم اور بیوقوف تھے پر وہ خبیث پتا نہیں کس پر چلا گیا۔اسے ختم کرنے کے بعد میں ملک سے باہر چلی جاوں گی اور اسکا انتظام تم کروگے، بہت مال ہڑپ کیا ہے تم نے میرا، اور ابھی بھی حق مہر کے چھ کڑور میرے پاس ہیں سو میرے کام آوگے تو عیاشی کے سنگ میں تمہیں بھی یہاں سے باہر بلوالوں "
گی

زائشہ کے ناپاک عزائم الگ مگر چھ کڑور کی رقم کا سن کر فرقان کی رال ضرور ٹپک چکی تھی۔

"بیوقوف ہی تھا وہ جو حق مہر میں اتنی رقم لکھ دی، لیکن اسکی نجات بہت کم میں ہو گئی آپ سے۔ شکر منائے فرہاد علوی"

فرقان کے تمسخر اڑانے پر زائشہ نے اسے سرد نظروں سے دیکھا تو اسکی نجس مسکراہٹ فورا تھمی۔

"میرا مطلب۔۔۔"

فرقان نے شرمندگی چھپانے کو کچھ کہنا چاہا مگر زائشہ نے ہاتھ ہوا میں بلند کیے اسے منہ بند رکھنے کی تنبیہہ کی۔

"تمہارا مطلب اہم نہیں میرے لیے، گن کا انتظام کرو، میں مزید یہاں نہیں رک سکتی۔ وقار کی موت کا جلد سبکو علم ہو جائے گا، اور مجھی پر سب کا شک ہو گا سو میں چاہتی ہوں جلد یہاں کا کچرا سمیٹ کر یہاں سے چلی جاوں"

زائشہ نے کھردرے انداز سے حکم صادر کیا جس پر فرقان نے فوری عمل درآمد کرتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوئے جانے کی اجازت طلب کی۔

"ٹھیک ہے لیکن مجھے بھی ساتھ لے کر جائیں مالکن کیونکہ وہ لوگ کتوں کی طرح مجھے بھی تلاشتے پھر رہے ہیں"

فرقان کے یکدم تاسف سے اٹ جانے پر وہ بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی، اس میں کوئی شک نہ تھا کہ ان زخموں نے بھلے زائشہ کی حالت خوفناک کردی تھی پر وہ آج بھی بہت حسین اور دلکش عورت تھی اور یہ فرقان تو بہت مدت سے زائشہ کا مرید تھا، عمر سے دگنی عورت کے عشق میں لٹا پٹا تبھی تو زائشہ کا کوئی حکم آج تک اس نے نہیں ٹالا تھا۔

"تم میرے ساتھ جا کر کیا کرو گے؟"

زائشہ کا سوال سادہ تھا مگر فرقان نے دل جلی مسکراہٹ دیے اپنی نظر ادب سے جھکائی۔

" وہی جو یہاں کر رہا تھا، آپکے حکم کی تابعداری۔۔۔"

فرقان کے جواب پر وہ بھی زہریلا ہنسی، یہ سب وفاداری، تابعداری اسے اب صرف ایک ڈھونگ لگتا تھا۔

"تمہیں اتنی رقم دے جاوں گی کہ تم اپنا دفاع کر لو گے، یہاں رہ کر تم میرے لیے جاسوسی کرتے رہنا"

زائشہ کی بات چار و ناچار فرقان نے سر ہلائے مانی مگر در حقیقت وہ اسکے بالکل حق میں نہ تھا۔

"جیسا آپ کہیں، میں گن پہنچا دوں گا آپ تک۔ یہاں آپ بالکل محفوظ ہیں۔ ہر ضرورت کی چیز میسر ہے۔ میں ہھر آوں گا"

فرقان نے اسکی طرف دیکھے کہا اور زائشہ کے سر ہلانے پر وہ اجازت طلب ہوتا دروازے کی طرف بڑھا۔

"میرے علاوہ کسی کے کہنے پر دروازہ مت کھولیے گا مالکن، آئیں دروازہ بند کر لیں"

فرقان کے تمہید باندھنے پر زائشہ نے بیزارئیت سے سر ہلایا اور فرقان کے گھر سے نکلتے ہی وہ دروازہ بند کیے واپس اندر گئی جبکہ جیسے ہی فرقان ادھر ادھر محتاط نظریں گماتا گلی سے نکلا، دروازے پر واپس ہوتی دستک پر زائشہ جو جا کر ابھی بیٹھی ہی تھی اٹھ کر واپس دروازے تک آئی۔

"اب کیا ہے فرقان"

زائشہ نے دروازہ کھولے بیزارئیت سے کہا مگر سامنے کھڑے کسی اور آدمی کو دیکھتے ہی زائشہ کی آنکھوں میں خوف اترا، اس سے پہلے وہ دروازہ شان کے منہ پر بند کرتی، شان نے اسے اندر کو دھکیلتے ہی دروازہ بند کیا اور گن زائشہ پر تانی۔

"ک۔۔کون ہو تم؟"

زائشہ کی حلق سے اٹکی ہچکی نکلی جس پر اگلے ہی لمحے شان نے مسکرا کر داخلی کھلتے دروازے کو دیکھا جہاں سے شہریار داخل ہوا، شان کو تو نہیں مگر وہ شہریار نامی اس ڈی ایس پی کو ضرور پہچان چکی تھی اور اس وقت ان دو کو

خود پر ہنستا دیکھ کر زائشہ کو اپنی موت اپنی آنکھوں کے سامنے ناچتی محسوس ہو رہی تھی۔

تو تم لوگوں کو اس مردود کی موت کی خبر ہو گئی۔ لیکن مجھے پکڑ کر تم"
لوگوں کو کوئی فائدہ نہیں ہو گا کیونکہ وہ ایک قاتل تھا، میرے لوگ جلد
"میری ضمانت کروالیں گے

زائشہ اس وقت اگر ان سے ڈر جاتی تو یہ اسکی اپنے لیے توھین ہوتی، شہریار صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا بڑے تجسس سے اس کی ہمت ملاخظہ کر رہا تھا، شان اور دو عدد لیڈیز کانسٹیبل ہاتھ میں ہتھ کڑیاں لے کر کھڑیں شیری کے آرڈر کی منتظر تھیں۔

تمہیں خود پر کچھ زیادہ اعتماد نہیں زائشہ بیگم، نہیں میرا مطلب قتل کر"
کے آئی ہو اور پکڑی جانے کے باوجود دل کو تسلیاں دے رہی ہو۔ واہ
بھئی۔۔ تمہارے آدمی نہیں تمہارا آدمی کہو، جلد وہ بھی تمہارے ساتھ
حوالات کی سیر کر رہا ہو گا۔۔۔۔۔ ویسے وجہ کیا بنی کہ تم نے اپنے پیارے

شوہر کو اس بے دردی سے مار دیا۔۔۔اور کس ظالم نے کی تمہاری یہ تار تار حالت"

شہریار کا لفظ لفظ زائشہ پر خوف طاری کر رہا تھا مگر وہ اسکے اہانت و سبکی پھیلاتے سوال پر جیسے پھنکاری وہ دلچسپ تھا۔

"اپنے کام سے کام رکھو تم، زائشہ کو کمزور سمجھنے کی غلطی مت کرنا۔اور یہ چسکے لینے بند کرو، اریسٹ کرنا ہے یا مارنا ہے جو بھی کرنا ہے کرو لیکن تمہاری بکواس نہیں سننا چاہتی"

زائشہ کے بپھر کر غرانے پر شہریار بھی جبڑے بھینچ کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"میری بکواس تو ابھی شروع بھی نہیں ہوئی مس زائشہ۔۔میری پیاری بہنو! عزت سے زائشہ صاحبہ کو تھانے لے کر چلو، انکو اچھے سے سمجھا دینا کہ یہ کس جہنم میں تشریف کا ٹوکرا لے کر جا رہی ہیں۔۔۔ہم زرا یہ گھر چھان کر آئے"

وہ تمسخرانہ ہو کر کہتا بولا اور گھر کو مشکوک نظروں سے دیکھنے لگا جبکہ لیڈی کانسٹیبل نے فوری ہدایت پر زائشہ کو ہتھ کڑیوں میں جکڑا اور باقاعدہ گھسیٹتے ہوئے باہر نکلیں جبکہ اس گھر کی چھان بین اپنے طریقے سے وہ شان کے سپرد کرتا خود بھی لمبے لمبے ڈگ بھرتا گھر سے باہر نکل گیا۔

.._____..

شام کا آہستہ آہستہ رات سے وصل دلفریب تھا، ٹھنڈی شامیں دل کو گداز کرنے لگتیں اور دن کی خفیف سی خبس کا ازالہ ہونے لگتا۔

"مجھے پتا ہوتا کہ آپ آرہے ہیں تو منع کر دیتی، ڈیڈی مجھے بہت برا لگ رہا کہ آپ میری وجہ سے نیہا کو ٹھیک سے مزید گما نہیں پائے"

دس گیارہ گھنٹے کی طویل فلائیٹ کے بعد آخر کار ہمایوں اور نیہا واپس پاکستان پہنچ چکے تھے، جبکہ دستگیر اور صبور دونوں کو لینے ائیر پورٹ پہنچ چکے تھے، ہمایوں نے اسکو ساتھ لگاتے پیار سے مسکرا کر دیکھا۔

ہم نے بہت گھوما سوہنے، میں خود تمہیں مس کر رہا تھا۔اور نیہا خود آنا"
"چاہتی تھی، پوچھو زرا اس سے

ہمایوں کے مسکرا کر کہنے پر نیہا نے بھی ویسی ہی مسکراہٹ دی جبکہ دستگیر بھی ڈیڈی لاڈلی کے لاڈ نیہا ہی کی طرح انجوائے کر رہا تھا۔

تمہارے ڈیڈی بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں، مجھے کوئی حسرت نہیں رہی کہ "
ہم یہاں نہیں جا سکے یا وہاں۔۔ سچی پوچھو تو گئے ہم ہنی مون کے لیے تھے
"پر ایک دوسرے کے لیے بمشکل تین چار گھنٹے ہی ملے ہوں گے

نیہا نے شرارت سے آخر مین وجہ بتائی جس پر صبور کی اداسی بھی ہنسی بنی اور ہمایوں بھی بڑے خطرناک سے ہو کر نیہا کی سمت دیکھنے لگے جو انکی گہری نظروں کے سبب بلش کرتی اور پیاری لگی۔

اوہو۔۔ پھر تو گڈ ہو گیا۔۔ لیکن میں نے سوچا آپ دو گئے دو ہو مگر تین ہو"
"کر لو ٹو گے۔۔۔ ہائے میرے چھوٹے چھوٹے ارمان
صبور کی معصومانہ مگر اخیر شرارت بھری دہائی پر اس بار دستگیر بھی ہنسا اور وہ دو بھی جبکہ نیہا کی ہنسی میں شرمگیں رنگ تھا۔
یہ بات ہے تو پھر تم دو کو بھی ہم نے تین دیکھنے کی خواہش کر رکھی ہے،"
"ہے نہ ہمایوں
نیہا کی خاضر جوابی پر ایک بار پھر سب کے ہونٹوں پر ہنسی رینگ گئی۔
چاروں ائیر پورٹ سے سیدھے جندل محل ہی جانے والے تھے مگر چونکہ بہت لمبی فلائیٹ کے سبب وہ تھک گئے تھے تو ہمایوں ہی کی تجویز تھی کہ وہ کل فرصت سے اور تھکن اتار کر ہی جندل محل جائیں۔
سب منتظر تھے جناب، ڈنر پر آپ دو کا خاص انتظار ہو گا سب کو۔۔۔"
"میری مانیں تو آج جندل محل کے ہی مہمان بن جائیں

دستگیر کی آفر بھی عمدہ تھی اور ویسے بھی نیہا کا دل امے جان سے بھی گھبرایا تھا اور لال نور سے بھی وہ ملنے کو بے چین تھی سو نیہا کے اصرار اور صبور دستگیر کی خوشی کے سبب وہ بھی جانے کو مان گئے، اور یقیناً آج جندل محل میں جشن جیسا سماں بندھنے والا تھا۔

....★☆☆☆☆☆★....

"اسے کل کورٹ پیش کرنا ہے، فرقان کو ابھی آزاد رہنے دو تاکہ پتا چلے کہ اسکی پشت پناہی واقعی زائشہ اور وقار تک ہی منحصر ہے یا کہانی میں کوئی مزید ٹویسٹ ہے۔ میں فرقان کے اگلے سٹیپ کو دیکھنا چاہوں گا کہ یہ فرض اور محبت نامی خناس اسے کس کس مزید حیوانت پر اکساتا ہے"

زائشہ کو حوالات میں بند کروانے کے بعد شہریار نے باہر آفس روم میں کرسی سنبھال کر بیٹھتے اپنے سامنے کھڑے شان کو مخاطب کیا، گھر کی جانچ پرتال کے بیچ وقار کو مارنے والے ہتھیار سمیت بہت سا پیسہ اور جعلی ویزے برآمد ہوئے تھے اور اسی وجہ سے شہریار نے یہ فیصلہ لیا تھا۔

"ٹھیک ہے سر، زائشہ نے جو اقرار کیا تھا اپنے گھر اسے میں نے ریکارڈ کر کیا تھا۔ وہ سزا سے نہیں بچ سکتی"

شان نے مزید کیس کو آسان کرتے یہ بھی اقرار کیا جس پر شہریار نے سر ہلایا، نظر اٹھا کر گھڑی کو دیکھا جو شام کے سات بجا چکی تھی۔

"ٹھیک ہے پھر میں چلتا ہوں، فرقان کے پیچھے اپنے لوگ لگائے رکھو۔۔۔۔ کچھ بھی اپڈیٹ ہو مجھے انفارم کرنا"

پورا دن سڑکوں پر دوڑتی گاڑی میں بیٹھ کر اور یہ سب سمیٹنے میں وہ بھی تھک چکا تھا تبھی اجازت لی مگر باہر اپنی گاڑی تک پہنچ کر شیری نے ڈی کے کو کال ملائی جو اس وقت بھی کمپوٹر سکرین کے سامنے بیٹھا تھا۔

"جی ڈیول"

فوری فون کے پار سے احترامی استفسار بلند ہوا۔

"جو پرائیویٹ کال لنک تمہیں بھیجا ہے، کچھ پتا چلا کال کرنے والا کہاں موجود ہے؟"

شہریار کے سپاٹ سوال پر ڈی کے کے لیپ ٹاپ کی بورڈ پر چلتے ہاتھ تیز ہوئے۔

"مجھے لگتا ہے وہ اوٹ آف سٹی ہے، ایگزیٹ لوکیشن جاننے میں چوبیس گھنٹے لگیں گے ڈیول مگر میرے پاس کچھ اور اہم انفارمیشن ہے جو یقیناً آپ سے جڑی ہوئی ہے"

ڈی کے کے اس نئے حوالے اور ذکر پر شہریار نے بھی سنجیدگی سے اپنے قدموں کا رخ وہیں لان کی سمت کیا۔

"کیسی انفارمیشن؟"

شیری کے لہجے میں اضطراب تھا۔

آپکی اس پوسٹ کی جگہ مجھے تین سال کے لیے ہائیر کرنے کی خبر لیک"
"ہوئی ہے، یعنی آپ خود سمجھ جائیں کے معاملہ کیا ہو سکتا ہے
ڈی کے کی جانب سے یہ سن کر اک لمحہ شہریار کے چہرے کی رنگت سی
بدلی، چہرہ سپید پڑا۔
مطلب مجھے سزا دی جائے گی؟ لیکن میرے پاس تو ایسی کوئی خبر نہیں"
آئی۔ مطلب مجھے اس رینک سے ہٹایا نہیں جائے گا؟ تم تک یہ لوگ کیسے
"پہنچے ڈی کے؟
شہریار کے ان سب سوالوں کے جواب صرف بلیک ڈائمنڈ کے پاس تھے۔
سر آپکو پتا ہے میرا آئی بی ڈیپارٹمنٹ میں آیز آپر و فیشنل ہیکر پروفائیل"
موجود ہے، بھلے میں اسکے ساتھ آپکا پرسنل ہیکر ہوں لیکن یہ بات صرف
میرے اور آپکے بیچ ہے۔ اور آپکے لیے سزا کو مشن میں بدلا جا رہا ہے یہ
بھی سنا میں نے، آپ سے بلیک ڈائمنڈ جلد رابطہ کرے گا۔ میرا نام وہ لوگ
اس لیے لے رہے کیونکہ انکو یہ رینک آفیشلی کسی اور کو نہیں دینا بس معینہ

مدت تک کے لیے ایک آفیسر چاہیے جو یہاں کا نظام آپکی طرح دیکھ سکے
اور آپ کو ملی دوسری خفیہ ذمہ داریاں بھی نبھا سکے، اور اس لیے
آرگنائزیشن چاہتی ہے کہ آپکی غیر موجودگی میں آپکے تھانے کی بھاگ دوڑ
میں سنبھالوں۔۔۔ابھی تک مجھے آپائنٹمنٹ لیٹر نہیں ملا لیکن امید ہے یہ
خبر بالکل سچی ہو گی"

یہ سب سننا شہریار کی ذہنی الجھن ایک طرح سے بڑھا بھی گیا اور سزا کی
نوعیت کے بارے وہ پریشان بھی تھا۔

"اگر میری غیر موجودگی میں میری جگہ تم سنبھالو گے تو پھر تو میں جنگ پر
بھی جا سکتا ہوں ڈی کے، کیونکہ تم پر بند آنکھوں یقین ہے مجھے"

شہریار کا اسکی اہمیت کا اعتراف خود ڈی کے کی ماسک سے جھانکتی آنکھوں کی
خوشی بنا۔

"اس عزت کے لیے مشکور ہوں ڈیول، لیکن مجھے خدشہ ہے کہ آپکی سزا کی
نوعیت کا بدلنا آپکے لیے نئی مشکل نہ بن جائے کیونکہ یہ ادارے رحم کے

کسی لفظ کو نہیں مانتے،ان لوگوں نے تو بلیک ڈائمنڈ تک کی غلطی پر در گزر نہیں کیا تھا۔۔۔۔میں چاہتا ہوں آپ بلیک ڈائمنڈ سے رابطہ کریں اور یہ سب اس سے ڈسکس کر کے کلئیر کریں"

ڈی کے کی تجویز پر شہریار نے سر سری سی سر کو جنبش دی، لئیق نے اسے انکوائری کا تو بتایا تھا مگر اسکی سزا جیل کی سلاخوں کے سوا ہو گی اسکا کوئی ذکر نہیں کیا تھا۔

ٹھیک ہے ڈی کے، میں کنفرم کر کے تمہیں انفارم کرتا ہوں۔ تم اس پرائیوٹ لنک کو جلد از جلد ڈیٹیکٹ کرو کیونکہ مجھے یہ کام اپنی سزا سے پہلے نمٹانا ہے"

شہریار کی بریفنگ پر ڈی کے نے پروفیشنل انداز میں سر ہلایا اور ساتھ ہی رابطہ منقطع کیا جبکہ شہریار نے کچھ دیر سوچنے کے بعد لئیق ایزد کو کال ملائی۔

جندل محل آج واقعی جشن کا سا سماں پیش کر رہا تھا، نیہا اور ہمایوں نے آ کر یہاں کے سکون اور خوشی کو دوبالا کر دیا تھا پھر آفریدی حویلی والوں کو بھی ڈنر پر انوائیٹ کر لیا گیا تھا۔

لئیق بابا کی سٹڈی میں ہی بیٹھا ڈنر سے پہلے کچھ ضروری ای میلز چیک کر رہا تھا جب شہریار کی کال پر مبہم سا مسکرایا اور فائیل بند کیے کام سے توجہ ہٹائے کال پک کی۔

"تم کیا کرتے پھر رہے ہو؟"

شیری کی خفا آواز ابھری اور بنا سمجھائے بھی وہ شیری کے سوال کی نوعیت سمجھ گیا۔

"ایک ملاقات کرتے ہیں، پروفیشنلی۔۔۔ تم کل میرے آفس آ جانا۔ کچھ اہم چیزیں تمہیں بتانی ہیں"

لئیق ایزد کے سیدھے سبھاو بلانے پر وہ جبڑے بھینچ کر رہ گیا۔

لیکن اس سب کی کیا ضرورت تھی؟ میری سزا کو سزا رہنے دیتے، گلے کا"
"طوق کیوں بنانا چاہتے ہو لئیق ایزد
اس وقت وہ شہریار کی برہمی سمجھ سکتا تھا اور وہ جائز بھی تھی مگر ابھی تک وہ بہت سے معاملوں سے بے خبر تھا۔
کیونکہ تم بھولتے جا رہے ہو کہ تم کون ہو، سزا ملتی تو شاید خود سے لیا دیا"
تعلق بھی کھو دیتے۔ تمہارا فیصلہ کرنے کا اختیار میرے پاس ہے، اور میں تمہیں تباہ کرنے کے بجائے سنوارنے کو ترجیح دینا چاہتا ہوں۔ تبھی کہا ہے کہ کل ملتے ہیں، تحمل لے کر آنا کیونکہ میری بہت سی باتیں تمہیں سخت
"آزمائیں گی
لئیق کی غیر واضح باتیں شہریار کو مزید بے سکونی بخش رہی تھیں، وہ اس وقت چیزیں سمجھنے کی پوزیشن میں نہیں تھا مگر لئیق پر اسے اب اعتبار آ چکا تھا۔

ہمم۔۔آجاوں گا۔۔۔بائے داوے زائشہ پکڑی گئی ہے۔لیکن مجھے شک "
تھافرقان کا کنکشن کہیں اور بھی ہے سواسے ابھی آزاد ہی چھوڑا ہے تاکہ
"اسکی نگرانی ہو سکے
شہریار کے کچھ قبل پہلے کہ تیکھے لہجے میں نرمی آئی۔
تم جیسا عقل مند آدمی یہی کرتا اچھا لگتا ہے، شاطر ہونا اور بعض اوقات "
بے حسی کے سارے ریکارڈ توڑنا ہماری مجبوری ہے۔مانی کیسی ہے اب؟اور
"تمہارا زحم؟
لئیق کا اپنا لہجہ اسکے لیے مہربان تھا، آخری دو سوال فکر سے لبریز تھے۔
"وہ بھی ٹھیک ہے اور میں بھی۔۔۔ٹھیک ہے کل ملتا ہوں تم سے "
شہریار شاید تین سال کے اس جملے کو لے کر کچھ اب سیٹ تھا تبھی مزید
بات نہ کی اور نہ لئیق نے اسے مجبور کیا۔

زندگی اس مقام پر تھی کہ اپنی جگہ سے ایک دن بھی او جھل ہونا دل کو عجیب سا ملال دے رہا تھا، وہ کیسے اس جگہ سے اتنے وقت دور رہ سکے گا جہاں اسکا دل لگ چکا تھا۔

مانی کی فرمائش پر اسکے لیے زنگر لیتے سمے اس نے آج زنگر پارٹی کا سوچے سب کے لیے آرڈر کیے، اور سیدھا گھر پہنچا، مانی نے حسب وعدہ اپنی شام کا بہت سا وقت گل اور افراہیم کو دیا تھا، ریٹائرمنٹ کے بعد وہ پراپرٹی ڈیکنگ کا کام کرتے تھے اور انکا یہ کام اکثر و بیشتر گھر رہ کر بھی ہو جاتا کیونکہ اونلائن کا دور تھا اور کبھی کبھی دن بھر وہ گھر سے باہر بھی رہتے مگر شہریار کے بقول انھیں اب ممی اور گھر کو زیادہ وقت دینا تھا۔

مانی دن کی بنسبت واقعی رات میں تازہ دم اور پہلے کی طرح شرارت سے بھری جب لگی تو شہریار کو اپنی طبعیت اچھی ہوتی محسوس ہوئی۔

ویسے تو گل نے آج ڈنر میں پلاو اور رائتہ بنایا تھا مگر زنگر پارٹی کا اپنا چارم تھا، مانی خوش تھی یہ سب سے خوبصورت تھا، مگر شہریار جدون کا دل تو تین سال کے گرد ہی جکڑا ہوا تھا۔

پہلے کی بات الگ تھی، وہ ممی بابا سے اکثر دور رہا تھا، پہلے پڑھائی، پھر ٹریننگ، اور اکثر و بیشتر کئی کئی ماہ کی ٹریولنگ مگر اس بار وہ مانی کے بغیر رہنے کے پوائیٹ کو بھی سوچ رہا تھا، جس کی جھلک دیکھ کر وہ کچھ گھنٹے ہی ٹھیک گزار پاتا تھا اس سے دور کئی سال گزارنے کیا آسان تھے؟

مانی نے بھی محسوس کیا جیسے ڈنر کے بیچ وہ چپ چپ تھا، کہیں کھویا سا، کسی دماغی دباو کے زیر اثر مگر ابھی اسے صرف غور کرنا ہی مناسب لگا۔

.._____..

سب میں لئیق کو موجود نہ پائے وہ سٹڈی میں آئی تو لئیق کسی سے فون پر مخاطب تھا۔

"ٹھیک ہے میں اسے کل مکمل انفارم کر دوں گا، تھینکیو"

لعلین کو اندر آتا دیکھ کر لئیق نے رابطہ حتمی جملے کہہ کر منقطع کیا اور مکمل توجہ مہکتی کھلی ہونے کے باوجود تھوڑی اداس لعلین کی جانب لگائی۔

"سب ڈنر پر تمہیں مس کر رہے، فری ہو گئے ہو یا ابھی کچھ اور باقی ہے"

لعلین اسکے ہمیشہ سے بھرپور توجہ دینے پر خود کو خاص سے کہیں زیادہ محسوس کرتی۔

"ہو گیا سب، آپ بتائیں ٹھیک ہیں؟"

دونوں ہاتھ لعلین کی رخساروں کے سنگ جوڑے لئیق نے اسکی اداس انکھوں سے دل کی اندرون کیفیت بھانپے نرمی سے پوچھا۔

بہتر ہوں، لیکن دھیان یکدم ہٹ پانا آسان نہیں ہو گا۔اپنا آپ آدھا"

"آدھا کیوں فیل ہو رہا ہے لئیق ایزد

لعلین نے اس سے کچھ نہ چھپایا، جیسا وہ محسوس کر رہی تھی، پوری سچائی سے بتایا، آواز حسرت میں ڈھلی۔

"کیونکہ اپنی خواہشات سے پیچھے ہٹنا ہمیشہ مشکل ہوتا ہے، لیکن میں آپکو آدھا آدھا محسوس نہیں ہونے دوں گا۔ آپکو مسکراتے رہنا ہے، میرے لیے"

اسے وقت بے وقت لئیق کے ایسے لفظ درکار رہنے والے تھے جو اسے اس صبر آزما وقت میں ہمت دیتے۔

"تمہارے لیے کچھ بھی کر سکتی ہوں، لیکن تمہارے سامنے ویسی ہی رہوں گی جیسی ہوں۔ تمہیں میری ہر بات، ہر کیفیت سننی اور سمجھنی پڑے گی۔ میرے آنسو سہنے ہوں گے کیونکہ میرے پاس اب ڈر گزر کی سہولت نہیں رہی"

وہ اسے جیسے مدھم مدھم بول کر اپنے موڈ سوئنگز کے لیے ذہنی طور پر تیار کر رہی تھی، انداز نہایت جان لیوا تھا۔

میں ہوں نہ جیتا جاگتا آپکا ذاتی نشہ۔۔۔اس کی ایک خاص بات بتاوں،"
آپکو ایفیکٹ نہیں کرے گا۔سنا تھا نہ آپ نے روح رواں،اب آپکی بہار
"لئیق ایزد ہے،مجھے صبح دوپہر شام بہت سالیں گی تو اچھی ہو جائیں گی
اس وقت وہ اسے بہکانے نہیں آئی تھی مگر وہ تو جان ہارنے میں لمحہ نہ لگاتا
تھا،لئیق ایزد کو اس دُنیا کی تمام خوبصورتی اُن سرمئی آنکھوں میں نظر آئی
جو اس مشورے پر اسکی جانِب محبّت سے اٹھیں اور احترام و حیا سے جُھک
گئیں۔

اسکے نرم ہونٹوں پر متبسم رنگ بکھر گئے۔

"میں تم سے بہت پیار کرتی ہوں لئیق ایزد"

جونہی ان ہونٹوں سے سماعت طلب اظہار نکلا،انھیں وارفتگی سے
ہونٹوں سے شدت سے مدہوش کن ہوئے قید کر لیا گیا،بڑھتی طویل تر
ہوتی سانس سانس چھیڑ خانی اور فسوں خیزی اس حسن پری کے رخساروں

پر آتشی گلال بکھیر گئی، بوجھل ہوتے منظروں کے سبب قربت میں دور ہونے کی اجازت شامل ہوئی۔۔

لئیق ایزد علوی کے لیے اس روح زمین پر چاہے جانے کے صرف آپ "
"لائق تھیں۔ گویا آپکی تخلیق ہی میرے چاہنے کے لیے کی گئ تھی

ایسے روح پرور اظہار نے اسے مزید حوصلہ دیا کہ وہ جیسی بھی ہے لئیق ایزد کا آخر کہلائی اور بنائی جا چکی ہے، اس شخص کا سارا سکون بس اسی دل، روح اور وجود کے گرد حائل ہے۔

منظروں نے ابھی انکی محبت پر دیر تک لجانا تھا مگر دنیاداری کے سبب دو طرفہ مسکراہٹ پر بات ختم کر دی گئ۔

جندل محل میں واقعی آج خوشیوں کا رقص برپا تھا، نیہا کی واپسی، لال نور کو اپنی آنکھوں کے سامنے پھر سے دیکھ کر اسکو اپنے ہاتھوں سے سرزد ہوئے گناہ از سر نو یاد آکر ستانے لگے مگر آفرین تھی وہ عورت جس نے باقی سب کی طرح نیہا کے پچھتاوے اور پشیمانی بھی بس گلے لگا کر ختم کر دیے۔

ہمایوں کے لیے انکے دل میں اچھے جذبات تھے، ایک تو وہ صبور اور دستگیر کی محبت کی سلامتی بنے تھے اور پھر جس طرح نیہا کو اپنی زوجیت میں لیا وہ قابل ستائش تھا۔

بہت بڑی مزیدار اور بھوک بڑھاتے کھانوں سے سجی جندل محل کی میز، اور کرسیاں سنبھال کر بیٹھے سب پیارے، ایک دوسرے کے لیے سچائی اور خلوص سے بھرے افراد۔

مدیحہ آفریدی کے دکھ تو وقت کے مرہم نے واقعی دور کر دیے تھے، انکی زندگی میں اب کوئی کاش باقی نہ تھا، جن خوشیوں کی وہ ہمیشہ طلب گار رہیں، بہت لمبی مسافت طے کرنے کے بعد وہ آج میسر تھیں۔

بھجت اور سلینا کی خوشی تو ان کے چہروں سے ہٹنے کا نام نہ لیتی، تلخ، کٹھن، کڑوی اور ناقابل برداشت کے سلسلوں سے گزر کر اب انکی زندگی شیریں ہو چکی تھی۔

لعلین کے لیے آج کا خسارہ چھوٹا نہیں تھا مگر جب وہ اپنا ہاتھ لئیق کے ہاتھ میں تھما دیتی تھی تو اسے سارے ڈر، ساری کمیاں اور سارے خوف چھوڑ جاتے تھے، اسے یقین تھا اللہ اسے مزید نہیں آزمائیں گے، وہ مان گئی تھی کہ شاید اسکے دل کو کندن بننے میں ابھی وقت ہے، اسکے دل کی ساری خواہشیں تو لئیق ایزد سے جڑ کر تکمیل پا چکی تھیں مگر یہ ایک خواہش مکمل نہ ہو کر بھی اپنا حسن برقرار رکھے ہوئے تھی۔

لئیق ایزد کی اہمیت، اسکی محبتوں سے گندھے شب و روز، اس شخص کے پر سکون لمس، عافیت انگیز قربتیں، اسکی باتیں، وہ پورا، بس محبت تھا، اور لعلین کو اس محبت نامی شخص کے آگے اب کچھ نہیں سوچنا تھا، جب اسکا ہاتھ لعلین کے ہاتھ میں تھا تو وہ خود کو مکمل سمجھ سکتی تھی، بنا سوچے۔

دستگیر اور صبور کی نرم مسکراہٹ اس گھر پر چھائے نرم و نازک دعاوں کے حصار جیسی تھی، اپنی اپنی جگہ سب ضروری۔

لال نور کو نہ پہلے تھا نہ زندگی سے اب کوئی شکوہ رہا، وہ تو مثل آب تھیں،
وقت نے جس سانچے میں ڈھالا، ڈھلتی گئیں، مگر کیا واقعی یہ خوشیاں اب
دائمی تھیں؟

زائشہ پکڑی جا چکی تھی، وقار اپنی عبرت پانے کے بعد اپنی منتخب قبر میں
پہنچنے کو تھا مگر کیا سکون بھری زندگی کی قیمت یہیں تک تھی؟
یا پھر ابھی ان سب کی زندگیوں میں ایک آخری بھونچال آنا باقی تھا؟
یہ تو وقت جانتا تھا کہ کس جگہ جا کر اختتام کیے قلم توڑنا لکھا گیا ہے۔

.._____..

آج مجھے تمہارے ہاتھ کی چائے پینی ہے شیری وہ بھی سپیشل، بلکہ ہم"
سبکو۔اب یہ زنگر تبھی ہضم ہوں گے ورنہ ساری رات پیٹ میں بے چینی
"ہوتی رہے گی

ڈنر کے بعد گل کی آتی فرمائش نے شہریار کو بھی سوچوں کے سمندر سے نکالا، وہ انکی خواہش پر سادہ سا مسکرایا۔

"میں بنا دیتا ہوں"

بنا اعتراض کے وہ مسکرا کر کہتا اٹھا اور کچن کی طرف بڑھا جس پر مانی نے بے قرار نظروں سے شیری کو جاتے دیکھا۔

"میں بھی دیکھتی کیسے بناتے سپیشل چائے، مجھے بہت تجسس ہو رہا ممی بابا"

مانی کے دانت دیکھا کر زرا ہچکچانے پر دونوں نے ہنس کر اسے پیچھے جانے کی اجازت دی جس پر مانی سیدھی شیری کا پیچھا کرتی کچن کی طرف بڑھی جہاں وہ ٹی کیٹل چولہے پر چڑھائے اس میں چار کپ پانی ڈال رہا تھا، آہٹ کے باوجود نہ پلٹا کیونکہ اس لڑکی کی موجودگی بنا آہٹ بھی اپنی دلفریب آمد کی خبر دے دیتی تھی، اسکے سنجیدہ لب رازدارانہ مسکرائے جب مانی کی خوشبو سانسوں سے لپٹ کر گدگدا گئی۔

"شیری! مجھے بھی سیکھائیں اپنی سپیشل چائے"

مانی کی کان کی اور باقاعدہ جھک کر کی سرگوشی پر شہریار نے کیبنٹ کھولے سپیشل سیکرٹ اجزاء والا جار نکالا اور شیلف پر رکھا جسے مانی نے بغور دیکھا۔

"کچھ خاص نہیں کرنا، بس ان انگریڈنٹس کو ایک ایک کر کے ایڈ کر دینا ہے، چائے بن جائے گی"

شہریار نے اس جار میں ہاتھ ڈالے سوکھے سوکھے اجزاء نکالے جس پر مانی نے ایک نظر اس کی پرکشش سپید و سرخ ہتھیلی پر ڈالے مسکراہٹ دی اور اسکے ہاتھ سے وہ سب اپنے ہاتھ میں لیے۔

"اوکے بتادیں پھر یہ کیا کیا ہیں"

مانی نے ان خشک اجزاء پر انگلیاں پھیرے اشتیاق و تجسس سے پوچھا۔

"یہ کچھ خشک پھول ہیں جن میں جیسمین اور روز شامل ہیں، ایپل سیڈز، اسکے علاوہ دار چینی، سونف، الائچی، اور منٹ ڈرائے لیوز، لیمن۔۔۔۔اور اینڈ پے تھوڑی سی شکر حسب ضرورت۔۔۔۔۔"

شہریار کے اتنا تفصیلی سمجھانے پر مانی کا سنجیدہ چہرہ مسکراہٹ میں ڈھلا۔

آپ نے یہ ریسپی کسی حکیم سے تو نہیں لی شیری، مطلب اتنی ساری"
"اچھی چیزیں
اسے وہ سب ٹی کیٹل میں ڈالتا دیکھے وہ متبسم نگاہوں میں شیری کو محور بنائے بولی جس پر وہ مکمل رخ بدل کر کھڑا ہوا، نظروں کا تصادم، چہرے تک پہنچتی گرم سانسوں کا لمس اس فتنہ گر دور کی واحد راحت تھا۔
یہ ٹریننگ کے دوران ہمارے ایک سر بناتے تھے، انہی سے سیکھی ہے۔"
" تمہارے لیے یہ بہت اچھی ہے، خاص کر سٹمک ایشو میں۔
اپنا ایک ہاتھ مانی کی کمر میں لپیٹ کر وہ اسے قریب کرتا یہ نادر اطلاع دینے کے ساتھ ساتھ اپنی قربت کی آنچ کے سبب مانی کو بھی جکڑ گیا جو عین اپنے وجود کا بوجھ شیری پر ڈالے اس سے فوری آن لگی۔
"میرے ہر ایشو میں صرف ایک چیز اچھی ہے"
اپنی آنکھیں شیری کے چہرے پر جمائے وہ بھاری لہجے کے سنگ بولی تو شہریار جدون کی آنکھوں میں خمار کے ساتھ تجسس بھی اترا۔

"وہ کیا؟"

چائے کے ساتھ ساتھ دل کے جذبات کی آنچ بھی تیز ہوئی جبکہ اسکے آہستہ پڑتے لہجے اور سوال دونوں نے مانی کو خود میں جذب سا کیا۔

"آپکی موجودگی، آپکا میرے پاس ہونا"

نہایت آہستہ آواز میں اپنے چہرے کو شیری کے چہرے کے قریب لے جا کر ٹھہرائے بولی، سمندر کے اندر چھپی طعیانی جیسا اثر تھا اس لڑکی کے فقط ان چند لفظوں میں۔

"اگر کبھی تمہیں میں دیکھائی نہ دیا، ایسا ہوا کہ تم مجھے سن نہ پائی، بہت سارے دنوں کے لیے میرے لمس سے محروم ہونا پڑا تو تم تب بھی اس مشکل میں میرا ساتھ دو گی مانی؟"

دھیرے سے اپنے ہاتھ کو اسکی نرم رخسار سے سہلا کر، آنکھوں میں آنکھیں ڈالے وہ اس سے یہ سوال کر کے دہلا ہی تو گیا تھا، کتنی ہی دیر تو وہ سمجھ نہ سکی اسکے سوال کو رد کرنا ہے یا جواب دینا ہے۔

"ک۔۔ کیا کہہ رہے ہیں شیری؟"

وہ اپنے رخسار سے جڑے شیری کے ہاتھ کو اپنی مرمریں ہتھیلی سے چھوئے سہلاتی مزید اس میں سسک کر سمٹی، اسکے اس خوف کو مدھم کرنے کو شہریار نے اسے شدت سے گلے لگایا جیسے اپنا بھی ان کہا سا ڈر دبا دینا چاہتا ہو۔

"کچھ نہیں لیوا ٹ"

شیری نے اسکی پشت پر ہتھیلی سہلائے ٹال دیا جس پر اس پشت پر ہاتھ کے حرکت کرنے سے بدن تک منتقل ہوتی حدت کے سکون بخش لمس نے کچھ لمحہ مانی کو آسودگی بخشی مگر ذہن اس شخص کے اوجھل ہونے پر واپس الجھا تبھی وہ اپنی پوری قوت کے سنگ اسکی بازوؤں کے منجمد حصار سے نکلی، چہرے کا رنگ اڑا تھا۔

"بتادیں مجھے، میں سب سن سکتی ہوں۔ واویلا مچاؤں یا ہنسوں یہ بعد کی بات ہے شیری"

مانی کے بے تاب ہونے اور اصرار پر وہ بنا کچھ کہے اسے واپس اپنی سمت کھینچتا ہوا اسکے ہونٹوں پر جھکا، اس سرور کو ان ہیل کرتے سمے خود کو تین سال نامی چبھن سے رہائی دلوائی تو مانی کو اپنے آپ سے دوری کے خیال سے کچھ لمحے چھٹکارا، اسکی روح کو اس شدیدانہ انداز سے چھو کر واپس خود میں جکڑ گیا جو سمجھ نہ سکی کہ یہ بے وقت پیش رفت اس وقت اس شخص کی خواہش تھی یا بہلانے کا منتر۔

"جب مجھے تمہاری ضرورت اور خواہش دونوں شدید ہو جائیں گی تب تم مجھے دیکھائی تک نہیں دو گی مانی، میں نے سب کے بغیر رہنا سیکھا ہے، سیکھ سکتا ہوں۔۔۔۔ تمہارے بغیر کیسے رہوں گا، اس معاملے میں میری کوئی سوچ انسانی نہیں رہ پاتی۔۔۔۔ وحشی ہو جاتی ہے"

وہ اسے کہہ نہ سکا مگر نا جانے کیوں دل اس لڑکی سے اوجھل ہونے پر کسی صورت رضامند نہ تھا اور وہ تو مدہوش کر کے پش و بیش سے بیگانی کر دی گئی تھی تاکہ اس سے سوال ہی نہ کر سکے۔

آئی فیل یور فیلنگ دس ٹائم، مجھے لگا آپ نے مجھے محبت سے ٹچ کیا"

"ہے۔۔۔۔ کیا سچ میں

اسکے مضبوط کشادہ سینے میں آہوں کی مانند سانس گھسیٹنے کے کچھ لمحوں بعد مانی نے زرا سا پیچ کا فاصلہ بنائے گلابی ہوتی آنکھیں سہم کر اٹھائیں اور ہونٹوں کو حرکت دیے چند لفظ کہے۔

"آئی وانٹ سپینڈ سم ٹائم ود یو، چائے کے بعد کہیں چلیں؟"

اسکا جواب رد کیے وہ نئی خواہش کرتا اسکے رخسار کو انگلیوں کی پوروں سے چھوتے بولا جبکہ وہ مسکرائی۔

"ایسا ہی سپیشل ٹائم دیں گے تو ٹھیک ہے"

شہریار کے جذبات کی بجھتی کیفیت میں چنگاری تو وہ اس جملے سے ہی لگا چکی تھی اور اسے بہت دقت سے مانی پر سے نظریں ہٹا کر چہرہ گمانا پڑا کیونکہ چائے بن چکی تھی۔

سب کے ساتھ چائے پینے کے بیچ بھی شیری کی نظروں کی آنچ نے مسلسل مانی کو میٹھی میٹھی چبھن دی، اور شیری نے بھی اپنے اندر کی گھٹن کو کم کرنے کو واک کا نام دیا اور وہ مانی کے ساتھ پیدل ہی گھر سے باہر نکلا، سنسان سڑکیں، مگر دور دور تک لگی ہیڈ لائٹس نے اس لمحہ بھی روشنیوں کے ہالے کو چار سو ثبت کر رکھا تھا۔

چاند آسمان کی دبیز چادر پر بے شکل ہو کر بھی مہارت سے جگمگا رہا تھا، مانی اپنے ہاتھ کو تکتی چل رہی تھی جو شہریار جدون کے ہاتھ میں تھا، ٹھنڈی ہوا کے جھونکے وقفے وقفے سے آکر روح تک سے اٹکیلیاں کر رہے تھے۔

"جب تم پاس نہیں ہوتی، میں تمہیں مس کرتا ہوں"

مانی نے اپنی توجہ اپنے ہاتھ اور زمین پر اپنے اور شیری کے سائے سے ہٹائے بے اختیار اسکے چہرے پر دی۔

"میں بھی"

اپنے ہاتھ میں پیوست شہریار کے ہاتھ کو ہونٹوں سے لگا کر اقرار کرتی وہ اس چمکتی رات سے زیادہ روشن ہوئی تھی۔

"جب پاس ہوتی ہو تو لگتا ہے ادھورا کچھ نہیں رہا، آئی فیل مائی سلیف پازیٹو اینڈ انرجیٹک"

یہ دوسرا اظہار بھی مانی کی پلکوں کو حیا و خوشی سے گرا سا گیا، مگر وہ پھر سے اسے دیکھ کر مسکرائی۔

"اور وہ بہت کچھ سننے کی تمنائی فرصت سے اپنی نظروں کا محور شیری کو بنا چکی تھی۔

"اور یہ کہ کبھی میں تم سے دور چلا گیا تو تمہیں بہت مس کروں گا، میرے اندر نیگیٹیویٹی واپس آجائے گی"

شہریار کی صاف گوئی اور یوں اذیت سے اپنی بے بسی بتانے ہر وہ چلتی چلتی رکی، اسکے دونوں ہاتھ تھام کر سامنے رک گئی، خفا و اداس سی۔

اگر آپ مجھ سے مجبوراً دور ہو بھی گئے تو میرے لیے آپکا فیورٹ ہونا اس مشکل وقت کی آسانی ہو گا، مجھے پتا ہے آپ کیوں اداس ہیں۔ جو کچھ آپ نے ماضی میں کیا اسکی سزا کہیں آپکو ہم سب سے دور نہ کر دے، یہی پریشانی ہے نہ۔۔۔۔ آپکے ضمیر کے بوجھ کی کمی کی خاطر میں اس مشکل وقت کو ہینڈل کر لوں گی۔۔۔ مطلب کوشش کروں گی، میری فکر ہے آپکو؟"

اپنے دونوں ہتھیلوں میں اسکے ہاتھ جکڑے وہ اتنا سب جو بولی اس کا بے کار جانا اسکے کوشش نے عیاں کیا جبکہ مانی کے سوال پر وہ سر ہلا گیا، وہ عجیب اذیت سے دوچار جنبیش تھی۔

"میری فکر نہ کریں، آپ مانی کے ہیرو ہیں۔ اور ہیرو کے کندھے پر پشیمانی اور تھکاوٹ کے بوجھ اچھے نہیں لگتے۔ میں سمجھ لوں گی کہ یہ میری اور آپکی خوشیوں کا صدقہ ہے، ساری زندگی اب مانی نے آپ کے پاس ہی رہنا ہے۔ میں نہیں جانتی کہ شہریار جدون کے آگے میرے لیے کوئی لفظ،

احساس، حوالہ یاراستہ باقی ہے۔ جہاں چھوڑیں گے وہیں کھڑی ملوں گی،

"اپنی جھولی بھر محبت کے ساتھ

شہریار جدون کی بھاری پڑتی سانسیں، ان گداز ہونٹوں میں پیوست ہو رہی تھیں تو اس لڑکی کی دلسوز مسکراہٹ نے شہریار جدون کی آنکھوں میں دھند سی پھیلائی۔

"دنوں کی بات نہیں کر رہا مانی"

وہ اس کے تحمل کو برداشت نہ کرتا اسکے مطمئین ہونے پر یہ کہہ کر مزید چوٹ کر گیا، مگر وہ پھر سے مسکرائی۔

"دنوں کی جدائی، جدائی نہیں بس گماں ہوتی ہے مسٹر شیری۔ اصل ہجر تو طویل ہوتے ہیں۔ احساس اور یادیں وقت مانگتی ہیں۔ کیا سالوں دور رہیں گے؟ یا صدیوں؟"

وہ اب بھی پر سکون تھی اور شہر یار چاہتا تھا وہ مزاحمت کرے، اس قدر احتجاج کرے کے جدائی خود اپنا ارادہ بدل کر ان دو کے بیچ سے اپنا غیر ضروری وجود لے کر نکل جائے۔

"سالوں"

وہ پھر سے ویسا ہی بے بس ہوا۔

میری شکل نہ بھول جانا بس، میری آواز نہ بھلا دینا باقی ستے"

خیراں۔۔۔ مینز سب ٹھیک۔ آپ مجھے شدت سے یاد کریں گے تو میں خوشی خوشی اگلی سانس بھر لیا کروں گی۔ یہ فیلنگ کہ مجھے شہر یار جدون اس وقت زور کا ٹائیٹ ہگ کرنا چاہتا ہے، مجھے عجیب سی گدگداہت دے گا۔۔۔ ہی ہی۔۔۔ اور مجھے وی آئی پی فیل آئے گی، ایسا لگے گا میں آپکو تڑپا رہی ہوں"

وہ اب بھی سنجیدہ نہ تھی اور شہر یار اس کے چہرے سے نظر ہٹا کر دقت سے سانس کھینچ سکا۔

جب اس لمحے سے گزرو گی تو مجھے نہیں لگتا مسکرا بھی پاو گی، جیسے میں "
تمہیں جانتا نہیں۔ یہ سب فیک ہنسی میری آنکھوں میں دھول جھونکنے
"کے لیے ہے بس

اسکا ہاتھ پکڑ کر وہ واپس گھر کی سمت چل پڑا اور مانی کے چہرے سے
مسکراہٹ اسکے جملوں نے نگل لی۔

نو شیری، میں بہت صابر بھی ہوں۔۔۔۔ کیا لگتا ہے آپکو مانی میں "
برداشت نہیں ہے؟ برداشت ہے، آپکو پرایا دیکھتے وقت بھی تھی اور بہت
"اپنا ہونے کے بعد بھی ہے

وہ اسکے الفاظ ذہن سے جھٹک کر بس چل رہا تھا۔

ممی گئیں، بابا گئے۔۔۔ میں نے ان سے جڑی عادتیں چھوڑ دیں، میرے "
اندر بہت صبر ہے، کیونکہ دادو کہتی ہیں ہمیشہ موجود کے مرہم سے ناموجود
کے زخم کو ڈھکنا چاہیے، جو دنیا سے اوجھل ہو گئے میں تو ان تک کے لیے
صبر کر گئی۔۔۔ آپ تو فقط میری دنیا سے اوجھل ہوں گے، مجھے واپس

مکمل مل جانے کے لیے، مجھ سے میرے جیسی محبت کا جب لوٹ کر
اعتراف کریں گے تو میں چیخ چیخ کر دنیا کو کہوں گی، سنو! میں نے ایک
"پتھر کو تراش لیا
وہ اسکی باتیں سن کر اس بار رک گیا، اسے دیکھا جسکی آنکھوں کی چمک اسے
خیرہ کر رہی تھی۔
"بس کرو مانی، تکلیف دے رہی ہو مجھے"
وہ اس پر چیخنا چاہتا تھا پر آواز حلق سے ایک منت کی مانند ہی نکل سکی۔
تو کیا آنسو بہانے بیٹھ جاوں، ابھی سے رونے لگوں کہ میں آپکے کہیں"
"جانے پر مر جاوں گی۔۔۔ پھر اچھے رہیں گے آپ؟
وہ شیری کی چڑ پر الٹا بسوری شکل سے بگھڑی۔
ہاں کہو ایسا، کیونکہ تم ایسی شانت اور متحمل نہیں ہو سو بننے کی اداکاری"
مت کرو۔ میرے سامنے کم از کم ویسی رہو جیسی ہو۔۔۔۔۔۔مجھے
"تمہارے آنسو بھی پیارے ہیں جو میری اہمیت اور کمی کا حوالہ بن کر بہیں

وہ بھی جیسے پھٹ پڑا، مانی نے عجیب سی نظروں سے شیری کو دیکھا جو یہ بڑبڑانے کے بعد نظریں بڑے کرب سے اس سے پھیر گیا۔

"آپ کو میرے رونے دھونے کی یاد آرہی کیا جو مجھے روتا دیکھنے کی ایسی بے رحم خواہش فرمارہے ہیں۔ بہت ہی کوئی شوخے ہیں آپ، میں نہیں بولتی۔۔۔ جارہی ہوں واپس"

وہ صرف شیری کے سرد رویے سے ہرٹ ہوئی مگر اس سے پہلے جاتی وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر روک چکا تھا، چاند کی ایک آنکھ ان دو پر شرارت سے کھلی اور سایہ فگن تھی۔

"میرے ساتھ رہو"

وہ اسکے روکنے پر ساری خفگی بھلائے قریب ہو کر رکی۔

"آپ لان میں چلتے ہیں، یہاں گرد ہے۔ مجھے کچھ ہو گیا تو آپکو بھی تکلیف ہو گی"

وہ اسکے نازک پن کو لمحہ بھر فراموش ہی کر بیٹھا تھا، واپسی تک وہ اسکا ہاتھ تھامے رہی، چاند نے لان میں آنے تک بھی ویسا ہی پیچھا کیا، نا جانے کیوں آج اسکا اندر جانے کے خیال سے ہی دم گھٹ رہا تھا۔

"اب ٹھیک ہو؟"

شیری نے اسکے سرخ ہوتے رخسار تکتے فکر سے پوچھا جس پر وہ بنا کچھ کہے اسکے سینے میں سمٹی۔

"وہاں یہ پاسیبل نہیں تھا، گرد تو اک بہانہ تھا"

مانی کی سینے میں دبک کر شرارتی ہنسی پر وہ بھی بازو اسکے گرد لپیٹ کر مسکرایا۔

"مانی؟"

وہ اسکے پکارنے پر جی جان سے متوجہ ہوئی۔

"جی مانی کی جان"

دونوں بازو شیری کے گرد لپیٹے ہی چہرہ اوپر وہ اٹھائے شیری کے ہونٹوں سے نکلتی پکار کے اثر میں سانس بھرتی وہ اسے کچھ زیادہ ہی دل کے قرین لگی۔

"تم واقعی رہ لو گی؟"

اسکی جبین سے لب مس کیے زرا چہرہ پرے سرکا کر اس بار سرگوشی میں پوچھا۔

"نہیں"

آنکھوں میں نمی سمیٹے اس نے ساری ہمت ترک کرتے سچ بولا اور اسکا سچ شہریار کو تڑپا گیا۔

"کیوں؟"

وہ اس وقت خود سے ناراض تھا تبھی ایسا بے کار سوال پوچھ بیٹھا۔

"کیوں کے مجھے پھر سے آٹیفیشل ان ہیلر کی محتاجی کرنی پڑے گی"

ڈبڈبائی آنکھوں سے سسکی بھرے لفظوں میں جواز دے کر وہ شہریار جدون کی ساری اداسی کا بینڈ بجا گئی، وہ ہنسا تو لگا مانی کی دنیا ہنسی ہے۔

"میرے لیے زیادہ نہیں تو ایک بار روز ایسا ہنس دیا کریں"

وہ اسکے سنجیدہ ہونے پر خود بھی ہوا۔

"اس سے کیا ہو گا؟"

وہ متجسس تھا کہ اس لڑکی کو شہریار جدون کی ہنسی سے ملتا کیا ہے۔

میری نبض پر اچھا اثر پڑتا ہے، دل کی دھڑکنیں روانی پکڑ لیتی ہیں۔ آپ"

"سے پیار بڑھ جاتا ہے

بنا خوف و خطر یہ کہہ کر وہ ہر نرمی مسترد کرتی اپنے چہرے کو ایڑیوں کے بل اٹھ کر شیری کے چہرے کے قریب سرکا گئی، اسکے وجود کو تو پہلے ہی شہریار کے بازوؤں نے جکڑ رکھا تھا۔

تیز رفتاری سے چلتی ان سانسوں کے شور کو سننے کے بیچ بے اختیار اسکی نظر تیزی سے رنگ بدلتی ان پر خمار آنکھوں سے ٹکرائی جو مقابل آنکھوں میں

گہری ہوتی خواہش کو لمحے کے ہزارویں حصے سمجھ گئیں اور پھر لمبی گھنی سیاہ پلکوں کا جھکنا دیکھ کر وہ نئے سرے سے بے بسی محسوس کرنے لگا، یہاں آکر اختیار کے سرے اسکے ہاتھوں سے ریت کی مانند پھسل جاتے تھے۔

اپنے وجود تک سرائیت کرتے اس شخص کے ہاتھوں نے حدت اتارنی شروع کی وہیں وہ خود آگے بڑھ کر اپنے ہونٹوں کی سلوٹوں کے گہرے مشاہدات کرتی ان ملائم مگر ٹھہری رکتی تیز ہوتی سانسوں کی خوشبو محسوس کیے آنکھیں بند کرتا اسے مزید خود میں سمیٹ بیٹھا۔

حواس اس بے ترتیب و بے روشن چاندنی تلے آپسی قربت نے رفتہ رفتہ اڑائے تو ہولے ہولے ان بے خودی سے سرزد ہوتی لغزشوں پر قابو پائے وہ اس سے مانی کی خواہش کے بعد ہی دور ہوا مگر چہروں کے بیچ زیادہ فاصلہ نہ آیا تھا۔

وہ پھر سے چاہنے کی خواہش میں جارحانہ قریب ہوئی مگر شہریار جدون نے چہرہ پھیر ایوں وہ گلاب لب اسکی بیرڈ سے اٹی گال سے جامس ہوئے اور دونوں کی آنکھیں اس رانگ ڈائریکشن اور احتیاط پر مسکرائیں۔

"آئی لو ویو سو مچ"

وہ اسکی احتیاط پر بالکل خفا نہ ہوئی بلکہ پہلی دی اجازت اور محبت نے دوسرے گریز کا اثر خوبصورتی سے زائل کیا۔

"یہ مت کہا کرو، اچھا نہیں لگتا جب میرے پاس اسکا جواب نہیں ہوتا"

بے بس سے انداز میں وہ اسکی گال سہلائے بولا تو وہ شدت بھرے انداز کے سنگ اسکے سینے پر سر رکھے اپنی بازو شیری کے گرد لپیٹ کر آنکھیں موند گئی۔

" آپکا جواب مجھے قبل ہی مل گیا، مجھے نیند آرہی ہے بہت سخت۔۔۔۔۔"

وہ بالکل بے جان ہو گئی تھی اور مانی کی یہ حالت کیوں تھی یہ سوچ کر ہی شہریار کی آنکھیں شرارت سے ہنسیں۔

"اتنے سے پے نیند، میرے کچھ کر بیٹھنے پر تم یقیناکومے میں چلی جاو گی"
شیری نے اسکی مدہوشی پر چوٹ کی مگر وہ واقعی نیند اور خمار میں لپیٹی تھی
کہ اب تو آنکھیں بھی کھلنے سے انکاری ہوئیں۔
سالوں ہیں اس میں ابھی، تب تک سٹرونگ ہو جاوں گی۔۔۔مجھے اٹھا کر"
"لے جائیں پلیز شیری۔۔۔۔
اپنا بوجھ مکمل اس پر لادے وہ بند آنکھوں سے ہی منمنائی اور شہریار نے
مسکراتے ہوئے اسے بازووں میں اٹھایا اور اندر بڑھا، ممی بابا اپنے روم میں
جا چکے تھے تبھی شیری نے شکر کا سانس بھرا اور اس مدہوش مخلوق پر
مسکراتا ہوا سیڑھیاں چڑھا، کمرے کا دروازہ ٹانگ سے کھولے اندر آیا اور
نرمی سے اسے بیڈ کے میٹرس پر لیٹائے اسکے سر کے نیچے تکیہ رکھا تو وہ اپنی
آنکھیں کھولے خود پر جھکے شیری کو دیکھتے شرارت سے مسکرائی۔
"ڈرامے بار"
شیری نے اسکی ناک پر دانت گاڑتے اسکی ہنسی پر سلگ کر سرگوشی کی۔

مجھ سے دور رہنا آج ورنہ میں آپکو کہیں جانے نہیں دوں گی، مجھ پر ایک "
بے ادب چڑیل کا سایہ ہوا ہے، اپنی حفاظت خود کریں۔۔۔۔۔بعد میں
مجھ معصوم پر کوئی الزام نہ دھرا جائے کہ کسی کا ایمان ڈگمگا دیا اور کسی کی
"عزت لوٹ لی۔۔۔۔

خود پر جھکے شیری کو خود پر مزید حاوی ہونے سے مصلحتاً روک کر پرے کرتی
وہ جس طرح نیند میں ہی بڑبڑائی، وہ اس پر سے اٹھا اور کتنی ہی دیر کروٹ
بدلتے ہی گہری نیند میں اتر جاتی مانی کو دیکھتے مسکراتا رہا۔

تم سے اب دور رہنا ہی میری عافیت ہے آمنہ آفریدی، خدا کی پناہ تم سے "
"اور تمہاری ان حشر سامانیوں سے

اپنا تکیہ بیڈ سے اٹھائے جھرجھری سی لیے شیری نے قدم صوفے کی سمت
بڑھائے اور تکیہ رکھتے ہی بیٹھا مگر نظروں کا حصار تو اب بھی وہ لڑکی تھی
جسکے نرم ہونٹوں کا شدید گھیراؤ اب تک شہریار کو اپنی لی جاتی ہر سانس پر
حاوی محسوس ہو رہا تھا۔

ناوآئی فیل سووی آئی پی،"

"مگر ماردو گی تم مجھے اپنی کمی سے۔۔۔۔۔بہت برا مارو گی مانی

گہرا سانس کھینچ کر اپنی تمام تر توجہ مانی پر سے سمیٹے وہ لیٹ گیا، آنکھیں چھت پر غیر مرئی نقطے پر جمی تھیں، نظر پھر سے بھٹکی، سانس لیتے اس وجود پر جا ٹھہریں اور اس سب کو روکنے کے لیے اسے مجبوراً کروٹ بدلنی پڑی۔

یہ رہا تمہارا اور ڈیڈی کا روم، میں نے سوچا اب تم ایز آ مسیز ہمایوں گھر آئی" ہو تو تمہارے لیے روم بھی سپیشل ہو۔۔۔۔ڈیڈی بہت تھکے لگ رہے تھے اور تم بھی۔ تبھی سب جلدی سونے چلے گئے، بریک فاسٹ پر ملاقات ہو گی۔۔۔۔۔"

صبور نے اسکے اور ڈیڈی کے لیے روم کی لک نہ صرف چینج کروائی بلکہ دیوار پر نیہا اور ہمایوں کے نکاح کی تصویر سے اسے سرپرائز بھی کیا۔

"تھینک یو سو مچ، وہ تو پیلس واپس جانا چاہتے تھے مگر دل بڑا کر کے رک ہی گئے آج، میں خود یہاں سبکو بہت مس کر رہی تھی۔"

نیہا کی خوشی جان کر صبور کو ڈیڈی کے جلد واپس آنے کی اداسی بھی کم ہوئی۔

"ڈیڈی تمہارے ساتھ بہت خوش ہیں نیہا، کیا تم بھی واقعی خوش ہو؟"

اب تک صبور کے دل میں ڈر بیٹھے تھے۔

"بہت خوش ہوں، وہ بہت اچھے ہیں۔ مجھے محبت اور توجہ دیتے ہیں، میری ہر خواہش سر آنکھوں پر رکھتے ہیں، راتیں انکے احساس اور اپنائیت بھرے حصار سے سکون ریز ہو گئی ہیں، دن انکے دیدار، محبت بھری نظروں اور موجودگی سے چمک گئے ہیں۔ اور کیسے بتاوں کہ نیہا کتنی خوشی ہے"

صبور کی آنکھیں اس درجہ محبت بھرے اعتراف پر بھیگیں تو اس نے بے اختیار نیہا کو گلے لگایا۔

"آئی ایم سو ہیپی، انھیں جلدی سے پھر ڈیڈی بنا دو نہ نیہا۔۔۔۔اس محبت بھرے احساس سے وہ محروم ہیں۔ میں تو نا جانے کیسے انکی اور ممی کی زندگی میں آگئی تھی کیونکہ ان دو کا بس چلتا تو صبور کا اس دنیا میں آنا نا ممکن تھا، لیکن چاہتی ہوں تم سے انکی جو اولاد ہو وہ اپنے دنیا پر آنے پر مجھ سے کہیں زیادہ خوش ہو۔۔۔۔۔"

صبور کی ایسی خواہش نے نیہا کو اداس سا کیا۔

"ایسے نہیں کہتے صبور، ان دو کا جیسا بھی زبردستی یا نفرت کا رشتہ ہو لیکن تعلق تو جائز ہی تھا، جس نے تم کو انکی زندگی کا حصہ بنایا۔ ہمایوں کے لیے تم اتنی قیمتی ہو جسکو بیان کرنا مشکل ہے۔ ایسا دوبارہ مت کہنا، ممی تمہاری جیسی بھی تھیں، تم پر نو ماہ کا وہ قرض ہمیشہ رہے گا۔۔۔۔۔۔دستگیر کے ساتھ خوش رہو اور اپنی زندگی کے یہ سیاہ باب ہمیشہ کے لیے بند کر دو"

وہ بھلے عمر میں چھوٹی سہی پر سگی سے بہتر ہی ماں بن کر سمجھا رہی تھی اور صبور کے لیے مسکرانا بھی مشکل سا ہوا۔

"کوشش کر رہی ہوں، تھینک یو۔ ڈیڈی کو انکی زندگی کا سکون لوٹانے کے لیے"

نیہا کے لیے جو عقیدت و محبت وہ محسوس کر رہی تھی اسکا اظہار مشکل تھا۔

"سکون تو تمہارے ڈیڈی نے میرا لوٹایا ہے، ورنہ مجھ سے عام سی لڑکی کہاں اتنی خاص محبت کی مستحق تھی۔ آئی ایم سو لکی۔۔۔۔ اداس مت ہوا کرو، ساری زندگی تم نے اداسی میں ہی کاٹ دی نہ، محبت پر توجہ دو گی تو دکھ خود بخود بے کار لگیں گے"

نیہا سے بات کر کے وہ اور پر سکون ہوئی، دل سے بوجھ ہٹے پھر ڈیڈی کے روم میں آنے پر وہ تو مسکرائی ہی جب وہ اسے آتے ہی اپنے ساتھ لگا گئے ساتھ نیہا کے چہرے پر بھی بہار آئی۔

نیہا کو اپنے رنگ میں رنگ ہی دیا آپ نے ڈیڈی، وہ مجھے آپکی طرح پیار"
"سے سمجھا رہی ہے

صبور کے گداز بھرے لہجے اور شکائیت دونوں نے نیہا اور ہمایوں کی
مسکراہٹ گہری کی۔

کیونکہ میرا سوہنا صرف پیار کا ہی مستحق ہے، میری جان ہو تم۔ میرے"
" دل کا ٹکڑا۔ ڈیڈی ہمیشہ تمہارے ساتھ ہیں، اب تو نیہا بھی ہے۔

ہمایوں کے اسی پیار کو وہ شدت سے مس کر رہی تھی تبھی انکے گلے لگی تو
انکو لگا وہ رو دی ہے۔

"آپ ولڈ کے بیسٹ ڈیڈی ہیں، آئی لو ویو"

آواز کو آنسوؤں نے نگلا مگر وہ بھیگی آنکھوں سمیت مسکائی۔

"اور تم ولڈ کی بیسٹ بیٹی، ڈیڈی آلسو لو ویو سو ہنے"

اگر وہ مزید رکتی تو شاید پھوٹ پھوٹ کر رو دیتی تبھی مسکرا کر وہ دونوں پر پیار بھری نظر ڈالے آرام کا کہے چلی گئی اور دونوں نے صبور کا یوں جانا شدت سے محسوس کیا۔

"آپ کیوں اداس ہو گئے، وہ سنبھل جائے گی ان شاءاللہ"

نیہا کے نرمی سے پکارنے پر وہ بند دروازے سے نظریں ہٹا کر نیہا پر ثبت کر گئے۔

"آئی نو، تھینک یو سو مچ"

نیہا کو انکا شکریہ کہنا اور نرم سے بازوؤں کے حصار میں بھر نا دونوں گرویدہ کر گئے۔

اتنا تھینکیو مت کہا کریں، مجھے پھر لگتا ہے جیسے ہمارے بیچ تکلف کا تعلق"

"موجود ہے

نیہا کی نرم سی شکوہ کناں سرگوشی مقابل کے ہونٹوں پر مسرور کن مسکراہٹ پھیلا گئی۔

تو پھر جب تم اپنی موجودگی سے مجھے لاجواب کرتی ہو تو میں کیا کہہ کر"
"تمہارا حق ادا کیا کروں؟
انکے سوال پر نیہا نے مسکرا کر ہمایوں کی آنکھوں کے متبسم رنگ کھوجے پھر اپنا سر انکے سینے سے ٹکاتی انکے وجود کا حصہ بنی، اس بیچ وہ اسکے بالوں سے اٹھتی مخمور خوشبو اور جسم سے اٹھتی نہایت نرم خوشبو میں باری باری سانس کھینچ گئے، یہ خاموشی، دونوں کے حواس خمسہ پر اک بے اختیاری کی تہہ چڑھا گئی۔
بس مجھے یہاں تک لے آیا کریں، میں سب کہنا، سوچنا اور سمجھنا بھول" جاتی ہوں۔ جب سب بھلا دوں گی تو کسے ہوش رہے گا کہ وہ حق تلفی پر "احتجاج کرے
موندی آنکھوں سمیت آہستہ آہستہ سانس لیتی وہ مکمل انکے مسحور کن خوشبو کے زیر اثر تھی، حصار غیر متوقع تنگ ہوا تو نیہا نے گھبرا کر اپنی آنکھیں کھولیں، وہ ہمایوں کیانی کے دل میں سرمستی کے جذبات کو ہوا

دے کر بچ نکلنے کو پھڑ پھڑائی مگر وہ کسی عام گرفت میں کہاں تھی جو رہائی ممکن ہوتی۔

"ہمایوں"

بے قابو ہوتی دھڑکنوں اور سانسوں کو استوار کرنے کے بیچ پھولی سانس کے سنگ نیہا کی منمناہٹ نے مقابل کو ہوش دلایا جس پر وہ اسے آزاد کرتے سنجیدگی سے نیہا کو دیکھنے لگے جو انکی آنکھوں میں جمع ہوتے جذبات کی ان گنت کہانیاں پڑھ کر دنگ رہ گئی۔

"سونا چاہیے، ورنہ تھکن کچھ اور مرہم مانگ بیٹھے گی۔۔۔آجاو"

نیہا کی آنکھوں کی کشش سے خود کو بے نیاز ثابت کیے وہ اسکو ساتھ لے کر بیڈ کی جانب بڑھے۔

آپکو اپنی خوشی اور اپنے سکون کا بھی سوچنا چاہیے۔میں نے آپکو کبھی روکا"

" تو نہیں، یا آپکو میری آنکھوں میں گریز دیکھائی دیا کبھی؟

نیہا کے رک کر انکے ہاتھ کو اپنی مرمریں انگلیوں سے چھو کر پکڑنے کی کوشش میں انکی نظریں نیہا کے حجاب آلود چہرے پر جمی تھیں، نیلی نسوں والے سرخی چھلکاتے ملائم ہاتھوں کا لمس، دھیان، خواہش اور چاہت کو بڑھا رہا تھا۔

"میں تمہیں مزید تھکانا نہیں چاہتا"

انکے سنجیدگی سے دیے جواز پر وہ خود ہمت کرتی انکے چہرے کے قریب سرکی اور ہونٹوں کو انکے چہرے سے چھوا، اک لمحہ وہ خود آنکھیں بند کیے مسکرائے۔

"آپکو پتا ہے ہمایوں، آپ کے پاس نیہا کو نہ کوئی تکلیف ہوتی ہے، نہ الجھن، تھوڑی سی افسردگی ہوتی ہے جب آپ اپنی خواہش کو دبا لیتے ہیں۔ ایسے تو میں اور آپ دور ہی رہ جائیں گے"

وہ نیہا سے یہ دوری اسکی خاطر بنائے ہوئے تھے، انکے نزدیک شاید نیہا کے لیے یہ سب بہت زیادہ تھا مگر مسلسل ہمایوں کے ایسے گریز اب اسے افسردہ کر رہے تھے۔

"مجھے تمہارا خیال بھی تو رکھنا ہے"

انکی آواز کا پر خمار و بے بسی میں ڈھلنا، اور انکے دلوں کا ایک دوسرے کی طرف جھکاو، اور انکا پھر سے نا مانا جا سکتا جواز نیہا کو ہنسا گیا۔

"مجھے یقین ہے آپکو میرے قریب رہ کر بھی میرا خیال رکھنا آتا ہو گا"

وہ خود سپردگی کی مانند اپنا آپ انکی طرف خود مائل کر چکی تھی جس پر وہ بھی ہار مان بیٹھے، ان گلاب رخساروں پر ہونٹوں کی شدت بھری مہر کے بعد بنا اس کو سنبھلنے کا موقع دیے بغیر ان گلاب پنکھڑیوں پر مہر ثبت کرتے دور ہٹے، قوسین کے سبھی رنگ نیہا کے سرخیوں میں دم بدم ڈھلتے چہرے پر اترے گئے۔

"کیا مجھے آتا ہے، یوں بھی تمہارا خیال رکھنا۔۔۔؟"

بے ترتیب سانسوں کو استوار کرتی حیا واتراہٹ میں سراپا مبتلا اس لڑکی کو یہ سوال جیسی سرگوشی بوکھلا گئی، دل کی دھڑکنیں سینے سے لپٹی تھیں۔

"آپکو بہت اچھے سے سب آتا ہے"

بنا نظریں اٹھائے ہی وہ سرگوشی میں بولی کیونکہ جسم و جان کارواں رواں لرز رہا تھا، پلکیں اسکے ہوش ربا چہرے کی چھاوں بننے میں محو تھیں، بے اختیار ان رکتی سانسوں والی لڑکی کو اپنے بس میں دوبارہ کرتے وہ بھی زندگی میں پہلی بار اتنے مسرور ہوئے کہ شاید انکی یہ شدتیں، آج بیچ کے حائل ہوئے تمام پردے چاک کر کے ہی دم لیتیں۔

....★☆☆☆☆☆★....

اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ وہ بہتر ہے، یہ سب سہہ لے گی تو اسے یہ حقائق بتا"
دو، میں بھی کل یہ سب لوئے اور لارا سے وڈیو کال پر ڈسکس کرنا چاہتا
ہوں، جتنی جلدی یہ تکلیف ختم ہو گی اتنا اچھا ہے دستگیر عالم۔ ایک ہی بار
زخم کی گہرائی معلوم ہو گئی تو تم صبور کی اور وہ دونوں ایک دوسرے کی دل
"جوئی اچھے سے کر سکیں گے۔ تم سمجھ رہے ہو؟

اس وقت لئیق ایزد کے ہوم آفس میں اسکے سامنے کرسی پر براجمان دستگیر
بہت ذہنی دباو میں مبتلا تھا، لئیق کی آنکھیں جن میں افسردگی کی اسکی جھکی پر
ملال نظروں پر مرکوز تھیں۔

"وہ پہلے ہی بہت ذہنی تکلیف کا شکار ہے بھائی"

بہت دیر بعد بوجھل پڑتی سانس گھسیٹ کر دستگیر عالم کے حلق سے آواز
نکلی اور نظریں اس نے تاسف سے لئیق پر جمائیں۔

تبھی میں نے یہ فیصلہ لیا ہے دستگیر، بار بار اسے اس سب سے نکالتے رہو"
گے تو نہ وہ سکون سے رہے گی نہ تم۔اسے کبھی نہ کبھی تو یہ پتا چلے گا ہی،
"وقت یہی مناسب ہے۔۔۔۔کوشش کرو
لئیق کے سلیقے سے کیے اصرار پر دستگیر نے ہمت اکھٹی کرتے ہوئے شش و
پنج کی غالب کیفیت کے باوجود سر ہلایا۔
"ٹھیک ہے بھائی، کوشش کرتا ہوں۔۔۔"
دستگیر نے بھاری پرتے لہجے میں ہامی بھری اور جانے کو اٹھ کھڑا ہوا۔
مجھے یقین ہے اب جب تمہارے ساتھ ساتھ اسکے ڈیڈی بھی آ گئے ہیں،"
"وہ اس سب کو برداشت کر لے گی۔جاو آرام کرو
نرماہٹ میں مبتلا لئیق کی تاکید پر دستگیر نے اسے خالی نظروں سے دیکھا اور
پلٹا اور دیکھتے ہی دیکھتے لئیق کی نظروں سے اوجھل ہوا۔
لئیق سے یہ سب معاملات ڈسکس کرنے کے بعد وہ صبور کی فکر میں بیڈ روم
کی طرف بڑھا، دروازہ کھولا تو اس سے پہلے اسکے وجود کی خوشبو نے اندر

داخل ہوئے صبور کے تڑپتے دل کو سکون دیا اور دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آہٹ پر اسے دیکھتے ہی کاوچ سے اٹھ کھڑی ہوتی، لپک کر دستگیر عالم کے گلے لگ گئی۔

ایسا تکلیف دہ خوش آمدید وہ اب کبھی نہیں چاہتا تھا جب اسکے سینے کو صبور عالم کے آنسو بھیگوتے جائیں اور اسکے پاس تسلی کے لیے کوئی لفظ یا کوئی راہ نہ بچے۔

"پھر رو رہی تھی تم؟"

گلے لگے ہی اسکے کان کی لو پر جھکتے غصیل سی سرگوشی کی اور دونوں بازو صبور کے دائیں بائیں آگے کو بڑھا کر اسکی پشت پر جکڑے، اس لڑکی کی سسکی بھری سانس دستگیر کے وجود میں اتر کر ویرانگی رائج کر گزری۔

"شاید آخری بار، یا شاید سیکنڈ لاسٹ۔۔۔"

سسکی کی صورت جوابی سرگوشی جو دستگیر کے سینے میں دب گئی، وہ بقیہ سارے آنسو حلق میں دبا کر اس سے دور ہوئی تو دونوں کی آنکھیں ملیں،

اس لڑکی کی آنکھوں کے کسی حسرت میں شمار نہ آتے دکھ نے دستگیر کے دل کے نہاں خانوں میں اک سوز سرائیت کیا تبھی وہ بے ارادہ جھکا اور محصور کیے ہی اسکی آنکھیں باری باری چومیں۔

" مطلب ایک بار پھر روگی، کیا لگتا ہے میں تمہیں اسکی اجازت دوں گا؟"

اسکے کان پر جھکے کھلے ریشمی بالوں کے جال کو پڑے ہٹاتے دستگیر نے اسکی گردن میں چہرہ گھسائے لب اسکی شہہ رگ سے سہلائے جس پر وہ سانسیں استوار کرتی اسکے واپس روبرو تکنے پر اسکی اس کوشش پر مسکرائی۔

نہیں دوگے اجازت، مگر میری آنکھیں تمہاری بات ایک آخری بار نہیں" مانیں گی۔۔۔۔ایک اور بار شاید صبور بہت زیادہ روئے گی اور تمہیں "پوری ہمت کے ساتھ میرے وہ آنسو دیکھنے اور پونچھنے ہوں گے

سرگوشی سے بھی مدھم آواز میں وہ چہرہ بالکل دستگیر کے چہرے کے نزدیک لاکر روکتی بولی۔

"آخری بار کہہ کہہ کر تم مجھے زیادہ مت آزمانا صبور"

اسکی سیاہ آنکھوں میں تاسف و حسرت کی سرخی بغور تکتی وہ اپنی ٹھنڈی ہتھیلوں کو دستگیر کے چہرے سے جوڑ گئی تو خود ہی اسکے گلابی ہونٹوں پر نرم سا متبسم رنگ چھایا۔

"نہیں آزماؤں گی، تم میری واحد خوشی ہو، جان بوجھ کر تمہیں افسردہ تک نہ کروں"

وہ ویسے ہی سابقہ لہجے میں بولی مگر دستگیر نے اسکو شانوں سے پکڑے وہیں صوفے پر بیٹھایا اور خود بھی اسکے سامنے ہی اپنی تمام دل و جان سے توجہ صبور پر ٹکائی۔

"ڈیڈی آگئے ہیں، اب میں سٹرونگ فیل کر رہی ہوں"

دستگیر کو پاس آکر بیٹھتا دیکھے اسے اپنی آنکھوں اور ہونٹوں کی سرخی پر نظر دوڑاتے محسوس کر کے وہ زرانروس سی ہوئی، یوں رخسار ہتھیلوں سے رگڑے نم آواز سے بولی جیسے اسکی آنکھیں آنسوؤں کے لمس سے اسی لمحے محروم ہو گئی ہوں۔

تو پھر اتنا روئی کیوں ہو؟ میں افسردہ ہو گیا ہوں۔ میں نے تمہیں سٹرونگ "
"کرنے کے لیے کیا کچھ نہیں کیا صبور؟

شکوہ وہ کرنا کہاں چاہتا تھا پر اسکی زبان یہ بولتے سمے اسکے اختیار میں نہ تھی۔

تم نے ہی تو کیا ہے، تم نے ہی تو محبت سے یکجا کیا ہے کہ میں یہ دیکھ پانے "
کے لائق ہوئی ہوں کہ اس مشکل وقت میں میرے آس پاس سب ہیں۔

تم ہی تو وہ بنیاد ہو جس پر صبور کے ٹوٹ جاتے حوصلے ایک بار پھر اپنے
قدموں پر کھڑے ہو گئے، تم نے ہی تو مجھے دل بڑا کرنے کی طاقت دی ہے
دستگیر عالم، میرے لیے تم سے آگے کوئی بھی نہیں۔ جب جب لڑکھڑاتی
ہوں، تمہارا ہاتھ اول تو گرنے نہیں دیتا، گر جاوں تو سنبھال لیتا ہے۔ میں
نے تمہیں بہت اداس کیا، لیکن میں وعدہ کرتی ہوں، تمہارے لیے اور
"ڈیڈی کے لیے اب سب برداشت کر لوں گی

وہ ضبط، صبر اور ملال کے سارے رنگ لیے بولتی گئی اور دستگیر کا ہاتھ انگلیوں کے سنگ اسکے سیاہ بالوں میں سر سراتا رہا، مگر اسکی بے داغ گلابی گال تک آکر رکا، صبور کے دونوں ہاتھ دستگیر کے دوسرے مضبوط ہاتھ کو شدت سے جکڑے ہوئے تھے۔

"سچ کہہ رہی ہو؟"

دستگیر کو اسکی ڈوبی ہوئی آنکھوں میں جھانک کر یقین مانگنا پڑا جس پر اس نے آنکھوں میں آنسو دقت سے دباتے سر اثبات میں ہلایا۔

تو پھر یہ آخری آنسو تم آج ہی بہالو، زائشہ صاحبہ جیل میں پہنچ گئیں۔"

"وقار سادانی کے قتل کے الزام میں

صبور جو سانس روک کر اسکے کسی پیار بھرے لمس کی منتظر تھی، ایسی ہولناک سچائی سن کر اسکی پہلے سے ماتم کرتی آنکھوں سے چند آنسو ٹوٹ کر رخساروں پر گرے، لکیر بناتے ہوئے اسکے لباس کے گلے اور کچھ بکھرے بالوں میں جذب ہوتے گئے۔

"ک۔۔کیا۔۔۔قتل۔۔۔؟ممی نے قتل کر دیا اسے؟"

بولنا اس وقت جان کنی سا تھا پر وہ اپنی سماعت میں اترے اس پگھلے سیسے کا سبب جاننے پر بضد تھی، گلے میں آنسوؤں کا پھندا لگا تھا۔

"ہاں، بھائی نے ان دو کو موت کی سزا نہیں دی بس آزادی دے دی۔ فرہاد علوی نے بھی زائشہ کو ڈائورس دے دی تھی۔ یہاں سے نکل کر وقار نے پہلے زائشہ سے زبردستی نکاح کیا اور پھر اگلی ہی صبح وہ وقار سے اسکا انتقام لے کر فرار ہو گئی مگر کہاں جاتی، پکڑی گئی۔ اس پر وقار کی موت صبح تک ثابت ہو جائے گی، اس عورت کے باقی گناہ تو تم جانتی ہو۔ لعلین کے بابا کو وقار اور زائشہ نے مارا، لال نور کو مارنے کی کوشش کی، فرہاد علوی کی زندگی جہنم سے بر تر بنائی"

دستگیر کا ایک ایک لفظ صبور کی سسکیوں اور کرلاہٹوں کو بلند کرتا گیا، اسکے درد کی زیادتی نے دستگیر عالم کی آنکھیں تک انگارہ کیں۔

پلیز جتنا رونا ہے رولو، لیکن اب میں مزید تمہاری آنکھوں میں اس"
عورت کی حسرت نہیں دیکھ سکتا۔ تم رولو صبور، میں اور میرا کندھا
تمہارے اس درد کے بیچ تب تک میسر رہے گا جب تک تمہارے دل کا
"سارا غبار دور نہ ہو جائے

اسکا ہچکیوں کی زد میں کانپتا وجود نرمی سے اپنے وجود کے مرہمی حصار میں سمیٹے اس نے صبور کی سسکیوں کو خود میں گھوٹا تھا، جو واقعی دردناک رودی، اتنا کہ دستگیر عالم کو ڈر لگا کہیں ان سسکیوں نے اس لڑکی کی جان لے لی تو وہ کیا کرے گا۔

ناجانے کون کون سی حسرت کرچیوں میں بٹی تھی، جانے دل پر لگے کتنے پیوند ادھڑے تھے، جانے اس کا کب کا کیا ضبط بکھرا تھا۔

کئی لمحے دستگیر عالم کو اسکی خاموش آہوں کو سنتے اور برداشت کرتے گزر گئے، اس لڑکی کا دل پھٹ رہا تھا پر افسوس کوئی اسکے زخم کو اس وقت سینے کی اہلیت نہیں رکھتا تھا۔

دستگیر کو وہ بے جان لگ رہی تھی، اسکے ہاتھوں کی ہتھیلوں، انگلیوں کی پوروں کو دیوانہ وار لبوں سے چومتا وہ اسکے اپنے سینے میں چھپے چہرے کو دیکھنے کا طلب گار تھا مگر وہ اپنے آنسو اس سے بھی چھپا کر مزید اس میں سمٹ رہی تھی، اس لڑکی کا پورا وجود لمحوں میں آتش بن کر رہ گیا۔

گھڑی کا ہندسہ کئی لمحے سرکنے کی منادی کرواتا ہوا دستگیر کی آنکھوں میں چبھ رہا تھا۔

کئی منٹس مسلسل رونے کے بعد وہ اپنی بازو دستگیر کی بغل سے نکالے اسکی گردن میں حائل کیے اس کے وجود کی گہرائی میں اپنا آپ سپرد کیے سمٹی تو دستگیر نے بھی دونوں بازویں اسکے وجود کے گرد حصار لیے۔

رونا روکے وہ بس ہچکیوں میں سانسیں بدلائے اس میں سانس بھر رہی تھی۔

نرمی سے اسکی کمر ہتھیلی سے سہکائے دستگیر نے زرا پیچھے کو چہرہ سرکائے اسکی رخسار چومی۔

"وہ۔۔وہ مر جائیں گی کیاد۔۔دستگیر عالم"

صبور کی آنسوؤں میں گھلتی سسکی پر دستگیر نے اسکے گرد حائل بازو کھولے اسکا چہرہ تھامے اپنے روبرو کیا جسکی آنکھیں سرخی اور سوجن میں نہا چکی تھیں۔

"قاتل کی سزا، سزائے موت یا عمر قید کے سوا کچھ نہیں۔ تمہیں دل بڑا کرنا ہے۔ تم اپنا وعدہ پورا کرو گی، آخری بار رو چکی ہو۔اب مجھے تمہاری آنکھوں میں ایک آنسو بھی نہیں دیکھنا۔ تمہیں خود کو حقیقت تسلیم کروانی ہے، ہر مجرم کو اسکی سزا ملتی ہے، ہمیں صبر کرنا پڑتا ہے صبور۔۔۔۔۔"

اسکے رخساروں کو جلاتے خاموش آنسو اپنی انگلیوں کی نرم پوروں سے ہٹائے وہ اسے سمجھا رہا تھا اور وہ سمجھ بھی رہی تھی۔

"میں ص۔۔صبر کروں گی، ایک قاتل کے ل۔۔لیے مزید کوئی آنسو نہیں۔ میں نہیں رووں گی دستگیر عالم، میں کبھی نہیں رووں گی

جہاں صبر مشکل و نا ممکن تھا وہاں وہ وعدہ کر رہی تھی تبھی تو دستگیر نے اسکی اس ہمت پر رشک آمیز مسکراہٹ دی، وہ تو جانتا تھا یہ لڑکی وعدوں میں کتنی پکی ہے۔

مجھے تم سے یہی امید تھی، میری بیوی ایسی ہی سٹرونگ ہونی چاہیے، تم تو" پہلے میرا عشق ہو، میری محبت ہو۔ تمہاری مسکراہٹ میرے دل میں روح پھونکتی ہے، یہ تمہیں دیکھ کر دھڑکتا ہے۔ میری جان، میں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں۔ دستگیر عالم کی محبت تمہیں کبھی حسرت زدہ رہنے نہیں دے گی"

وہ کچھ بہتر ہوئی تو اس شخص کی سانس میں سانس لے کر قرار آنے لگا، مگر وہ اس وقت ہر دکھ سے دوری کی خاطر خود ہی ان سانسوں کی حدود سے آگے جانے کی طلب گار تھی تبھی اسکی خواہشوں کو بنا کہے سمجھتے ہی دستگیر عالم نے فاصلے کاٹ کر لمحے میں ان بھیگی سانسوں کو اپنے ہونٹوں کی شفاء بخشی، یہی نہیں اسکے پورے وجود کو اپنے شفایاب کرتی قربت کا سکون پہنچانے کی

خاطر وہ اسے یونہی خود میں مقید کرتا بازوؤں میں اٹھائے بیڈ کی طرف بڑھا، شدت اور قربت میں بنا کوئی کمی کیے روشنی کو بیچ سے کاٹ ڈالتے ہوئے اپنا آپ اس پر منتقل کیا مگر جب اسکی منمجد سانسیں، دستگیر کے حلق میں آکر اٹکیں تو وہ اسے آزاد کیے اسکی فکر میں اس سے دور ہٹنے لگا مگر صبور نے اسکی شرٹ کا کالر دونوں ہاتھ سے جکڑے اسے دور ہونے سے روکا۔

"مجھ سے دور مت جاوا بھی"

اسکی آواز دستگیر کو بہت دور سے آتی سنائی دی اور اس خواہش پر وہ دور جانے کا خیال ترک کرتا اپنے آپ کو صرف صبور کے لیے موجود و میسر کر بیٹھا جب تک صبور کے دل سے اس ہولناک غم کی رمق تک نہ مٹ جاتی، آج صحیح معنوں میں صبور کو دستگیر کی ضرورت تھی۔

.._____..

"اف! مجھے نہیں پینا لئیق۔۔۔۔"

حسب توقع لئیق ایزد کے ہاتھ میں ہنی ملک کا گلاس دیکھے وہ جو ابھی آکر بیڈ کراون سے کمر ٹیک کر بیٹھی اور بلینکٹ میں گھسی تھی، مغرور و شرارت بھرے چہرے کے سنگ اسے کمرے میں داخل ہوتا دیکھے ہی خوفزدہ ہوئے منمنائی مگر لئیق ایزد نے قریب رکتے ہی پاس بیٹھ کر پہلے گلاس لعلین کی طرف بڑھایا۔

"ٹھیک ہے پھر میں آپ کے پاس بھی نہیں آوں گا، اسے پینا زیادہ مشکل ہے"

"لئیق ایزد سے دور رہنا؟

کڑے تیور لیے وہ منصوعی ضد کے سنگ بولا تو لعلین نے ٹیک چھوڑے سیدھا ہوتے ہی اسکے ہاتھ سے فوری گلاس لیا۔

"لئیق ایزد سے دور رہنا"

مسکراتی مگر زرا زرا خفا ہوئے وہ لبوں سے لگائے پورا گلاس منہ بنا بنا کر مکمل پی گئی، جبکہ اسکے بالائی لب پر زرا سے بن جاتے سفیدی مائل نشان پر فوری

جھکتے اپنے حصے کی مٹھاس پوری بے باکی سے چراتا وہ اس بیچ اسکے ہاتھ سے گلاس اور اسکے وجود پر چھائی ساری بے چینی اپنے قبضے میں لے گیا اور لئیق ایزد سے ایسی جنون خیز گستاخی کی امید اسے ہر گز نہ تھی تبھی پورا وجود لمحہ لگا کر کانپ کر رہ گیا۔

کتنے ہی لمحے وہ اپنی نظر نہ اٹھا سکی، لئیق نے گلاس بیڈ سے جڑے سجاوٹی میز پر رکھی اور اپنا دھیان ان جھکی پلکوں پر دیے قریب ہو کر بیٹھے دیکھا، لعلین کی شرم وحیا پر وہ سنجیدہ لب مسکرائے۔

"اپنے آپ کو بہتر کرنے کے لیے اپنی انرجی بڑھانی ہو گی اپکو، ان فیکٹ"

"میرے اتنے قریب آنے کے لیے بھی

لئیق کے مسلسل خود کو محبت پاش نگاہوں سے تکنے پر وہ کمزور پڑ رہی تھی تبھی اسکے خود ہی بولنے پر گہرا سانس بھر کر اسے دیکھنے لگی۔

"ہمم۔۔ کوشش کروں گی"

لعلین کے خود ہی بات ختم کرنے پر وہ اسکا ہاتھ نرمی سے اپنے ہاتھ میں لیے اپنے سینے سے جوڑے خود بھی سنجیدہ ہوا۔

"میں نے دستگیر کو کہا ہے وہ صبور کو سب سچ بتادے، لوئے اور لارا کو یہ حقائق کل خود بتاوں گا۔ کیونکہ اب مزید یہ سب ان سے چھپانا بہتر نہیں ہے، جیسا کہ اب زائشہ کو سزا خود قانون دے گا، تو ممکن ہے ان دونوں کو تھوڑا بہت صبر آجائے"

لئیق کے یکدم سنجیدگی اختیار کرنے پر وہ بھی کچھ بجھ سی گئی، گھبراہٹ نے ملال کا روپ بدلا۔

"دعا ہے انکو حوصلہ ملے، دستگیر بہت اچھے سے صبور کو سنبھال لے گا، جبکہ لارا اور لوئے جس مشکل کے بعد واپس آن ملے ہیں، ایم شیور وہ ایک دوسرے کی اس تکلیف کو بہت اچھے سے سمجھیں گے بھی اور ایک دوسرے کی ڈھارس بھی بنیں گے"

دل میں موجود بات خود بخود زبان سے ادا ہوئی جس پر لئیق کی پریشانی بھی قدرے زائل ہوئی ورنہ اسے لگ رہا تھا جیسے اس نے کچھ جلدی کر دی۔

"بس یہی سوچا تھا، آپکی سوچ مجھ سے ملنے لگی ہے"

اول جملہ لعلین کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا اور آخری اٹھ کر اسکے پہلو میں جا کر بیٹھتے، جس پر اس چہرے کے سنجیدہ خدوخال متبسم ہوئے، بازو گرد حائل کر کے اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے وہ لعلین کی آنکھوں میں پوری شدت سے مرکوز ہوا۔

"دل مل جائیں تو سوچ ملتے کتنی دیر لگتی ہے لئیق ایزد"

سرسری مگر بوکھلائے لہجے میں کہے وہ اسکی گہری نظروں کے ارتکاز سے گھبرا کر اسکے سینے میں راحت سمیٹنے کی خاطر اپنا چہرہ چھپائے سرگوشی میں بولی، لئیق ایزد کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے اور لعلین کے گرد لپیٹی اسکی بازو جکڑی گئی جس پر وہ مکمل اسکی پناہوں میں اس پر زرا حاوی سی ہوئے محصور ہوئی۔

"ایک سانس لینے کی دیر بھی نہیں لگی آپکو لئیق ایزد میں ڈھلنے کے لیے"

رقص کرتی ذو معنی خاموشی کو لئیق ایزد کے گھمبیر لہجے اور حکایت دل نے توڑا، لعلین نے سہم کر چہرہ اٹھائے آنکھیں اس پر مرکوز کیں جو پہلے ہی دل و جان سے اسکی جانب متوجہ تھا۔

"تم پھر سے خطرناک ہو رہے ہو لئیق ایزد"

خود پر جمی ان مخمور جذبات کی شدت سے بھری آنکھوں سے پریشان ہوتے وہ اس کی محبت پر شکوہ کر بیٹھی۔

"میں تو پیدا ہی خطرناک ہوا تھا روح رواں"

ضرورت سے زیادہ شوخ لہجہ، فتحمندی اور خمار جس پر لعلین کی سانس پھولنے لگی۔

"مت دیکھو نہ ایسے"

آنکھیں موند کر تیزی سے کہا مگر لئیق ایزد کی مہکتی پر تپش سانسیں چہرے کی جلد میں سرائیت کیے لعلین کے فرار کو دشوار کر رہی تھیں۔

آپکو صرف ایسے ویسے دیکھنے سے جی نہیں بھرتا، آپ ایسی ہیں ہی نہیں"

"لعلین کہ صرف دیکھ کر سکون پاوں

اسکی کمر کے دونوں اطراف بازووں کی گرفت بنائے وہ اسے پہلو سے اٹھا کر اپنے اوپر کیے اپنے چہرے کے روبرو کرتا بولا جس پر لعلین نے اسکے چہرے کو تکنے سے دانستہ احتیاط برتے چہرہ پھر سے لئیق کی گردن میں چھپایا، دونوں ہاتھ لئیق کی گردن کی اطراف لے جاتے باندھے۔

اسکے ہونٹوں کو چھو کر نکلتی گرم سانس لئیق کو اپنی گردن کی رگوں کو دہکاتی محسوس ہو رہی تھی۔

"لئیق ایزد تم میری جان لینا چاہتے ہو کیا؟"

اس درجہ قریب کر کے بھی وہ اسے خود میں جذب کرنے کے جتن کر رہا تھا تبھی وہ گھبرا گئی۔

آپکو دیکھنے سے آپکے جسم کی یہ لافانی خوشبو صرف مجھے دور کہیں محسوس"
ہوتی ہے لیکن آپکو اسطرح اپنے آپ میں جذب کر کے میں اس خوشبو کو
"خود میں اتار لیتا ہوں، کیوں ہر بار میرے چھونے پر آپکی جان جاتی ہے؟
اپنے ہاتھوں کی گرفت اپنی کمر پر ڈھیلی محسوس کیے وہ اس نزدیکی سے آزاد
ہوئی اور چہرہ اسکی گردن سے نکال کر پرے سرکائے لئیق کو دیکھا، شبنمی
آنکھیں لیے، بے ترتیب سانسوں کو استوار کرنے کی کوشش کرتے
ہوئے۔

کیوں کہ تم صرف کہتے ہی نہیں تم لعلین ابراہیم کے لیے واقعی بہت"
"جنونی ہو

کچھ قبل پہلے اسکی گردن میں حمائل بازو آزاد ہوئیں، ایک لمحے میں وہ اسکے
چہرے کی اور بڑھی جو مسکرا کر تکتا پہلے ہی ایسی مہربان الفت و راحت کے
لیے منتظر تھا۔

کیونکہ آپکے معاملے میں لئیق ایزد میں نہ صبر ہے،نہ تحمل نہ"
"برداشت۔۔۔۔۔۔

اس سیاہ آنکھوں میں امڈتے خمار کے سائے پر نگاہ جمائے وہ انکو اپنے ہونٹوں پر مرکوز تکتی ہونٹوں کو میانہ روئی سے پھیلاتے ہنسی۔

میں جب تھک جاتی ہوں نہ لئیق ایزد تو تمہاری ایسی تشنگی اور چاہ میرے"
اعصاب پر غالب آتا بہت سا بے کار بوجھ ہٹا دیتی ہے، میں تمہاری کوئی
"خواہش کبھی ادھوری نہیں رہنے دوں گی، جانتے ہو کیوں؟

وہ اسکے بہت قریب ٹھہر کر اسکی سانس میں سانس لیتی یہ خوبصورت تجسس پھیلا گئی جس پر لئیق ایزد کے آتش جذبات کو مزید لو پہنچی۔

"کیوں؟"

آنکھوں میں ٹھہری خمار کی سرخی لیے نرم سا لمس اسکی متذبذب سانس سے آگے کا سفر طے کرتے ہونٹوں کو لئیق نے بے صبر ہو کر استفسار کے سنگ عطا کیا تو حیا کی سرخی لعلین کے رخساروں کو چوم گئی۔

کیونکہ محبت کے سارے رنگ جو اس روح زمین پر اللہ نے اتارے وہ"

"سب مجھے تم میں نظر آتے ہیں لئیق ایزد

اس بار بات دوطرفہ مسکراہٹ کے ساتھ ساتھ دوطرفہ محبت کی بوچھاڑ اور وارفتگی پر ختم ہوئی تھی۔

قطرہ قطرہ بھیگتی ہوئی رات ایک بار پھر لعلین اور لئیق کی محبت کی شدت کے سنگ جاذبیت اور محویت اوڑھ کر سرکتی چلی گئی۔

.._____..

ایک نئی صبح زمین زادوں پر اتر چکی تھی، خوشگوار، مہکتی، پررونق، جندل محل میں ہوتی چہل پہل سے واضع تھا کہ ناشتے کی پرزور تیاری کی جارہی ہے، لئیق کا پلین ناشتے کے فورا بعد آفس نکلنے کا تھا جبکہ اس نے دستگیر کو آج پھر صبور کے ساتھ رہنے کی تاکید کی۔

اپنے اختیار سے ماوراہوئے وہ نیہا کو اپنی زندگی کا مجذوب حصہ بنا کر زندگی میں پہلی بار سکون سے متعارف ہوئے مگر اس ٹوٹی بکھری، یکدم انکے جذبات کی ہر شدت سہہ لیتی نیہا انکو خوفزدہ کر رہی تھی، وہ برہم بھی تھے کہ کیوں اس لڑکی نے انکو حدیں توڑنے سے روکا نہیں۔

"اٹھ جاو نیہا"

گرے شرٹ کے بٹن بند کیے، کف لنکس لگائے نک سک تیار وہ آئینے میں خود پر بھرپور نگاہ دوڑائے زرا سے پلٹے تو مدہوش و مسرور سی نیند لیتی نیہا پر نظریں پڑتے ہی دلبرانہ ہوئیں مگر ہنوز فکر سے لبریز!

انکی پکار جیسے نیہا نے سنی ہی نہ تھی تبھی انھیں آئینے سے ہٹ کر چلتے ہوئے نیہا تک آنا پڑا، وہ اسکے قریب ہی تکیہ اسکی بازووں سے نکالے بیٹھے تو نیہا نے کسمسا کر کروٹ انکی طرف بدلی اور بے تکلفی سے سر انکی گود میں رکھا، اسکی دمکتی سفید گردن پر بنے نشان پر مسکرا کر لب رکھتے وہ اسکی نیند بری

طرح توڑ بیٹھے جو اس گدگداتے لمس پر بند آنکھوں سے ہنس کر انکی سنجیدگی کا توڑ کر گئی۔

مجھے زندگی کی سب سے خوبصورت نیند سے یہ کون ہنڈسم سا بندہ جگا رہا"

"ہے؟ارے یہ تو مسٹر ہمایوں ہیں

گلابی پر خمار آنکھوں میں شرارت اور حیا کا جہاں بھر کر انھیں کھولتی،

ہمایوں پر فرصت سے انھیں جمائے وہ بولی تو انھیں بھی مسکرانا پڑا۔

بے وقت مجھے بہکا کر نہ تم نے رات اچھا کیا نہ اس وقت، اٹھو"

اب۔۔۔۔ایسی پھیکی گولڈن نائیٹ وہ بھی سسرال میں؟میں بالکل

"خوش نہیں

وہ خفا ہو کر بولے تو وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھی، ایک لمحہ انکی برہمی نے نیہا کی جان نکالی۔

"پھیکی تھی کیا واقعی ہمایوں؟ایسے تو مت کہیں؟"

آنکھوں میں تاسف بھرے وہ انکے رخسار سے حدت میں ڈوبی اپنی ہتھیلی لگائے بولی جس پر وہ بازو اسکے گرد نرمی سے حائل کر گئے۔

"پھیکی نہیں تھی مگر عجیب لگ رہا ہے"

وہ تھوڑے بے قرار ہوئے تو وہ بھی بھیگی آنکھوں سمیت ہنسی۔

"کیا کسی کتاب میں یہ لکھا ہے کہ سسرال جا کر مرد گولڈن نائیٹ نہیں منا سکتا؟ ہم دونوں ایک دوسرے کے قریب تھے، میرے لیے تو یہ اہم تھا۔ ویسے بھی آپ نے کافی تکلف برتا ہے، سو اسے آپ گولڈن نائیٹ کا ٹریلر

"کہیں تو زیادہ بہتر ہے کیونکہ مجھے بھی ایسی پھیکی نائیٹ نہیں چاہیے

وہ نیہا کی بدلتی بے باک ٹون پر پہلے تو حیران ہوئے پھر رات والی کے برعکس اس گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھتی نیہا کو دیکھ کر انکا دل عجیب سی لے میں دھڑکا۔

"یہ پھیکی تھی کیا؟"

وہ انھیں اپنا کہا سوال بنانے پر جس خوبصورتی سے مجبور کر گئی تھی، دونوں بے اختیار ہنسے۔

ہنستے ہوئے دونوں کی آنکھوں میں سرور و خمار اترا۔

"مجھے پتا ہے اس وقت مجھے شرمانا تھا ہر لڑکی کی طرح مگر مجھے بہت سپیشل فیل ہوا، مجھے لگا دل پر سے کسی نے بہت بڑا بوجھ ہٹا دیا ہے، آپ نے میری خواہش اور اپنی خواہش کی اس تکمیل کو کسی دوسرے وقت کے لیے نہیں رکھا، مجھے یا میری خواہش کو ٹالا نہیں۔ آئی لو یو سو مچ"

ایک ہی شب کی خفیف سی وارفتگیوں اور بے اختیاریوں نے نیہا پر بہار لے آئی تبھی تو وہ اس لڑکی کی خوشی پر دنگ تھے، جیسے وہ اسی اہمیت کی منتظر تھی۔

"تم سچ میں ناراض نہیں، تمہارے ہاتھ پکڑانے کے بہانے میں نے تمہیں پورا تھام لیا"

وہ اب بھی تھوڑے فطری خوفزدہ تھے، اتنی جلدی وہ اس لڑکی کے روبرو بے بس ہو جائیں گے ایسا انہوں نے بھی کہاں سوچا تھا مگر شاید وہ بھی ہمایوں کی واحد خوشی بن چکی تھی۔

"میں نے اپنا ہاتھ آپکو اسی لیے تھمایا تھا کیونکہ مجھے آپ کے مزید قریب آنا تھا، میں آپکے جائز حق وصول کرنے پر کیوں ناراض ہونے لگی ہمایوں" وہ آنکھیں ہمایوں کو اس دنیا کی اس لمحہ سب سے خوش آنکھیں لگیں۔

"لیکن میں نے کہا تھا ہم دوست رہیں گے جب تک تم چاہو گی، میں نہیں جانتا اتنے ساکن وجود میں یہ ساری خواہشیں اور شدتیں کہاں سے آئیں۔ شاید یہ تمہارے حصے کی وہ محبت ہے جو ہمایوں کیانی میں محفوظ رکھی گئی تھی"

وہ اب بھی کچھ افسردہ تھے، نیہا کو اتنی جلدی خود پر دسترس عطا کرنا انکے لیے بھی ایک بے یقین معاملہ تھا۔

آپ یہ سب نہیں سوچیں گے آج کے بعد، آپ یہ بتائیں آپکو نیہا نے "

"سکون بخشا؟ آپکو میری موجودگی راس آئی، آپکا دل دھڑکا

وہ انکی کسی بات کو نہ سنتی بس انکو سننا چاہتی تھی اور نیہا کے اتنے سارے

شوخ و بے خود سوالوں پر وہ اسکی آنکھوں کے گلابی پن پر مسکرائے۔

"سکون کا تو پوچھو ہی مت"

انکے لہجے کا بہکتا انداز، نیہا کی آنکھوں کا گلاب پن مزید شدید کر چکا تھا، وہ

انکے وجود میں شرمگیں متبسم چہرے کے سنگ چھپی، گزری شب کی

کارستانیاں اسکے پورے وجود کو از سر نو لرزہ براندام کر گئیں۔

"میں بہت خوش ہوں ہمایوں"

وہ انکی ساری گھبراہٹ و بوکھلاہٹ سرے سے ہی مٹا گئی، اسکی آنکھوں کا

شوخ اظہار ہمایوں کو اپنے بڑھتے قدموں پر پشیمانی نہ کرنے دے سکا۔

"میں بھی۔۔اب جاو ورنہ پھر سے تم پر دل آجائے گا"

اسکے بالوں کو کے جال کو نرمی سے اسکے کندھے اور رخسار سے ہٹائے وہ سرگوشی میں ڈھلی آواز میں بولے جس پر وہ انکے حصار سے اک ادا سے نکلی اور دیکھتے ہی دیکھتے اپنا اطلسی سراپا انکے حصار سے آزاد کیے ہمایوں کیانی کی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

اور وہ تادیر اپنے اندر اور باہر چھا جاتی آسودگی کا احساس لیے مسکراتے چلے گئے۔

وہیں آج بہت دن بعد شیری اور افراہیم ایک ساتھ مارننگ جاگنگ پر گئے تھے، افراہیم صاحب کی آج ایک ارجنٹ میٹنگ تھی جسکی وجہ سے وہ آتے ہی گھر کے اندر چلے گئے مگر شہریار باہر لان میں کھڑا شان سے کال پر بات کر رہا تھا۔

ٹریکنگ سوٹ میں بھاری شاندار لمبا چوڑا اکسرتی وجود دیکھنے nick بلیک والی آنکھ کو ٹھہر کر سراہنے پر اکسا سکتا تھا، پیروں میں جاگرز پہنے وہ لان میں فون کان سے لگائے ٹہل رہا تھا، صبح کی نرم روشنی شہریار کے چہرے پر

وہاں کی چمک میں اضافے کا سبب تھی،اسی لمحے بمشکل جمائی روکے وہ باہر لان میں نکلی،ایک مسکراتی آفت انگیز نگاہ اس حسین صبح پر ڈالی جو شہریار جدون تک پہنچ کر محبت،اور دیوانگی کی حدوں سے تجاوز کر گئی۔

ابھی تک سب نے ناشتہ نہیں کیا تھا،مانی بھی جاگتے ہی زرا تازہ دم ہوتی سیدھی شیری کو تلاشتی باہر پہنچی۔

"چلو ٹھیک ہے مجھے ایک ضروری کام سے جانا ہے میں واپس سیدھا وہیں آتا ہوں"

شہریار نے شان کو بریف کرتے ہی جب کال منقطع کیے گردن موڑی تو مانی کی توبہ شکن انگڑائی پر وہ لمحہ بھر آنکھیں جھپکنا بھول گیا،یوں لگا ابھی اس مومی گڑیا کی کوئی ہڈی ٹوٹ کر زمین پر جا گرے گی۔

ماحول پر لمحے میں حدت طاری ہوئی اور خود پر جمی شہریار کی ان بدلی بدلی نظروں کی میٹھی میٹھی چبھن محسوس کرتی وہ گلابی چہرے پر کھلی مسکراہٹ سمیت عین اسکے سامنے آکر رکی۔

گھٹنوں سے کافی اوپر آتی ڈھیلی سی گلابی شرٹ اور تنگ سفید پاجامے میں اپنے ویسے ہی رنگ وروپ سے موسم بے ایمان کر رہی تھی، بال مکمل طور پر بے ترتیبی سے کھولے ہوئے، دودھیا سرخی چھلکاتے ننگے پیر جولان کی گھاس میں دھنسے دیکھائی دے رہے تھے، اسکے پیروں پر نگاہ جاتے ہی شیری کا موڈ بدلا۔

"ننگے پیر؟"

شیری کی خفگی پر مانی نے اپنے پیر دیکھے ساتھ ہی ہنسی۔

"صبح صبح یوں گھاس پر چلنے سے آئی سائیڈ تیز ہوتی مسٹر ہسبنڈ"

مانی کے فوراً وضاحت ڈھونڈنے پر شہریار نے اسے گھورا۔

اور کتنی تیز نظر چاہیے تمہیں، میرے ہر بدلتے رنگ کو بہت مہارت"

"سے پکڑ لیتی ہو

ایک ہی لمحے میں اسے کھینچ کر اپنی طرف کیا جس پر مانی نے شرارت سے ہنستے اپنے دونوں پیر شیری کے جاگرز پر رکھے اور یوں اس سے چمٹ کر

کھڑی ہوئی جیسے پیر اسکے شوز سے اترے تو جل جائیں گے، ایک دوسرے کا حصہ بنے وہ ماحول کو مدہوش کر بیٹھے۔

"شیری! رات کی خیر تھی ابھی وہاں سے کسی نے دیکھ لیا ہمیں اتنا قریب بھی تو بہت برا لگے گا۔۔۔۔ ممی اور بابا دونوں اندر ہیں"

اپنے ہونٹوں کے ساتھ شیری کی ٹھوڑی مس ہونے پر وہ سہمی، نگاہ بار بار پیچھے ڈالی۔

"سو واٹ؟ تم میری بیوی ہو۔۔۔۔"

شیری کے لہجے کی من مانی پر وہ بھی نیند کا ہلکا ہلکا خمار لے کر اسکے پیش رفت کرتے ہونٹوں کو تکتی یکدم بوکھلائی۔

"لیکن آپ اور میں کیسے ہسبنڈ وائف ہیں، یہ تو صرف ہمارا سیکرٹ ہے۔۔۔۔ اگر یہاں کسی نے دیکھا تو مجھے شرم سے ہارٹ اٹیک آجائے گا۔ اوپر سے آپ نے سر تا پیر یہ کالا جوڑا پہن کر اور قیامت ڈھائی ہوئی کہ مجھ سے کنٹرول نہیں ہو رہا۔۔۔ میں یہ نہیں دیکھوں گی کہ ہم کہاں ہیں"

اسکے ہاتھ کا کمر پر رینگتا ہوا بے ادب لمس اسی بے خودی میں حد تجاوز کر جاتا مگر مانی نے اپنا ہاتھ پیچھے لے جاتے شیری کے بے لگام ہوتے ہاتھ کو جکڑا اور خفگی و بے بسی کی ملی جلی کیفیت کے سنگ اپنے ہونٹوں کو اسکی نظروں کی دسترس سے احتیاطا آزاد کیا۔

"آج اور کل تم صرف شرافت سے پیپر کی تیاری کرو گی، ورنہ میں تمہاری جان لے لوں گا"

شیری نے اسے پیر واپس گھاس پر منتقل کرواتے بیچ کا فاصلہ بنایا اور آنکھوں کی قوت کا استعمال اس اصرار میں زیادہ کیا جبکہ مانی نے اسکے بخش دینے پر ہنوز آفت خیز سمائیل پاس کی۔

"جان تو آپ جان لے لینے کے ارادے سے ہی لے چکے ہیں، بائے دا وے یو لک ہاٹ۔۔۔۔ کہاں گئے تھے، آہاں جاگنگ شاگنگ۔۔۔۔ باڈی شاڈی۔۔۔۔ لیکن مجھے کیا، یہ آپکے ڈولے آپکی سسکس پیکس میرا تو نقصان کرتے ہیں"

مانی نے اسکا سر تا پیر جس طرح بے باکی سے جائزہ لیا، شہریار کو لگا وہ لڑکی نظروں سے ہی پوسٹ مارٹم کر گئی ہے تبھی الجھن آمیزی سے مانی کی جائزہ لیتی نظریں، اسکا جبڑا نرمی سے ہاتھ میں دبوچ کر اپنے چہرے پر جمائیں۔

"تمہارا کیسے نقصان ہوا؟"

شیری کے سوال میں ڈھیر سارا اضطراب تھا۔

"میں آپکو اٹھا نہیں سکتی نہ، میرے ارمان پانی میں بہہ جاتے"

مانی کے معصومیت سے بتانے پر وہ جو اخیر تپا تھا، بہت مشکل سے مسکراہٹ دبا پایا۔

تم مجھے اٹھانا کیوں چاہتی ہو؟ کہاں تم جیسی دو روپے کی جان کہاں میں"

"ماونٹ ایوریسٹ۔۔۔ مطلب اتنا اور کانفیڈنس لاتی کہاں سے ہو مانی؟

شیری کے آئیبرو اچکا کر گھورنے پر وہ ہونٹوں پر پھسلتی ہنسی روکتی قریب آئی اور اپنے جبڑے پر جما شیری کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا، لمحہ لگا تھا اس لڑکی

کے دل کی آہستہ آہستہ چلتی روانی، شہریار کے جذبات میں طغیانی برپا کر گزری۔

"آپ جو جو میرے لیے کرتے ہیں، میرا دل بھی چاہتا ہے کروں۔ دل چاہتا ہے اپنی ان گلاب کے پھولوں کی ٹہنیوں جیسی بازوؤں میں آپکو بھر کر روم میں لے جا کر زور سے بیڈ پر پٹخوں، کتنا مزہ آئے"

مانی کی بھیانک خواہش پر شیری نے جھرجھری لی۔

"میں نے تمہیں کب پٹخا؟"

شیری نے استفہامیہ نظروں سے مانی کے متبسم تاثرات جانچے۔

"وہی تو، آپ ایسا کر ہی نہیں سکتے یہ تو میری خاص سی خواہش ہے،۔۔۔۔ اب رکتی چلتی سانسوں والی مانی تو قبول ہے آپکو مگر ٹوٹی کریک ہڈیوں والی نہیں۔ تو آپ ایسا ٹرائے بھی مت کرنا"

وہ ہرگز نہ خود سنجیدہ تھی نہ شہریار کو رہنے دینا چاہتی تھی۔

تمہاری خواہش نازک سی ہوتی تو میں ابھی پوری کر دیتا لیکن تم میں یہ جو"
پہلوان والی خواہش سر اٹھا رہی اس کچرے کو جتنی جلدی ہو سکے اپنے
"بھوسے بھرے دماغ سے نکال دو۔۔۔۔ چل نالائق پڑھ جا کر
شہریار نے اسکا سر پکڑے چلتا کرتے پلٹایا جس پر مانی کی ہنسی اس پر نور صبح
کے حصار میں کھنک کر اور حسین ہوئی۔
نالائق نہیں ہوں، جب اچھے مارکس لاوں گی نہ پھر آپ نے ہی میری"
جھک جھک کر تعریفیں کرنی اور اپنے ان الفاظ کی معافی مانگنی بچو۔۔۔۔مانی
"تو لگتا ہے اب ٹاپ کرے گی، ہائے ہائے مزے
مانی نے پلٹ کر واپس گردن موڑے احتجاج کیا اور وہ اسکے بھرموں پر
مزاق اڑاتا ہنسا۔
"یہ بھی بتا دو کس میں ٹاپ کرو گی؟"
شیری نے مسکراہٹ دباتے سرگوشی کی جس پر مانی کو تھوڑی تھوڑی بے
عزتی کی فلینگ آئی پر اس نے نظر انداز کیا۔

"آپکو بہکانے میں، ہاہاہ۔ہاہا"

اس سے پہلے کہ شیری اسکی گردن واقعی دبوچتا وہ ہنس کر کہتی دور ہٹی۔

"مانی! زبان کو بریک لگانا سیکھو"

دانت کچکچا کر تنبیہہ آئی۔

بہکنا حق ہے آپکا، اور بہکنے دینا میرا فرض۔۔۔۔۔اس میں کیسی"

"بریک۔۔۔۔۔

وہ ہنوز گلاب کی طرح کھلکھلا کر ہنسی۔

"جاو بھاگو یہاں سے"

مسکرا کر نظریں پھیرتا وہ خود کی عافیت چاہ بیٹھا جو بنا چھوئے بھی مقابل سرشاری کے جذبات اتار کر اترا کر ہنستی اندر بڑھی۔

"آئی لو ویو"

اندر جاتے جاتے بھی وہ شہریار جدون کی دھڑکنیں اپنے جو بصورت اظہار سے منتشر کرنا نہ بھولی تھی۔

.._____..

ناشتے کے فورا بعد لئیق آفس روانہ ہوا اور شہریار نے بھی پہلی فرصت میں اپنی الجھن مٹانے کا فیصلہ کیا۔

"سر! مسٹر شہریار جدون آپ سے ملنے آئے ہیں"

وہ ابھی آدھے گھنٹے پہلے ہی آفس پہنچا تھا۔

"ہاں بھیج دیں اسے اور ہمیں کوئی ڈسٹرب نہ کرے"

لئیق نے مصروف سے انداز میں نظر لیپ ٹاپ سے ہٹائی جس پر وہ آدمی باہر نکلا، لئیق ایزد نے فائیل کا کام سمیٹا اور توجہ اس طرف دی جہاں آفس روم میں داخل ہوتے لمبے چوڑے مغرور سے شہریار جدون کی پر وقار چال نے لئیق کو مسرت بخشی۔

"ویکم۔۔۔کیسے ہو۔۔۔بیٹھو"

لئیق کے اپنی جگہ سے اٹھ کر مصافحہ کی مانند ہاتھ پھیلانے اور شائستہ بھاری لہجے میں خیریت دریافت کرنے پر شہریار نے اس کا ہاتھ تھاما مگر چہرے پر سنجیدگی کی گہری چھاپ تھی۔

"ٹھیک ہوں، بیٹھنے نہیں آیا، کل جو تم نے مجھے الجھن میں ڈالا تھا اسکی تفصیل جانے بغیر مجھے چین نہیں ملے گا"

شیری نے اسکی پیشکش سرد مہری سے جھٹلائی اور جھنجھلاہٹ کے سنگ سوال کیا جس پر لئیق بھی میز اور کرسی کی درمیانی جگہ سے نکل کر اسکے عین روبرو آکر رکا۔

"میں نے بھی تمہیں بے چینی اور الجھن سے نجات کے لیے بلایا ہے، میرے اس فیصلے کے پیچھے تمہاری اور تمہاری فیملی کی بھلائی ہے"

لئیق نے بنا کوئی تمہید باندھے مدعا بیان کیا جبکہ وہ اسکے پہلے ہی جملے پر جبڑے بھینچ گیا پھر ایسا مسکرایا کہ مقابل کی نرمی منجمد ہو کر رہ گئی۔

"اچھا! تم پھر اس بھلائی کی کھل کر وضاحت کرنا پسند کرو گے؟"

سیاہ آنکھوں میں خفگی بھرے وہ بولا مگر لہجہ خود بخود تیز ہوا۔

"انکوائری کے بیچ تمہاری کچھ خفیہ سرگرمیوں کی خبر ملی ہے، میں اپنے تک ضرور رکھتا لیکن مجھ پر بھی ایز آ انکوائری آفیسر کچھ پریشر ہیں، تمہارا ہارون کے ساتھ کنکشن آفیشلی اور تمام تر حقائق میں نے بیورو تک پہنچائے مگر ایک ریکوسٹ کے ساتھ کہ وہ تمہاری سابقہ باقی کارکردگی کو مدنظر رکھنا مت بھولیں اور کوئی ایسی سزا نہ دیں جو تم ڈیزرو نہیں کرتے۔ اور اسی کے نتیجے میں ان سب نے باہمی مشاورت کے بعد تمہیں ایک سیکرٹ مشن پر بھیجنے کا فیصلہ لیا ہے، اس سے نہ تمہاری پوسٹ کو خطرہ ہوگا نہ تمہارا تھانہ اور شہروں کی حاکمیت چھینی جائے گی بلکہ اس تمام عرصہ تمہارے تھانے کا انچارج انہی کا ایک آدمی سنبھالے گا، میں یہ بھی جانتا ہوں وہ آدمی تمہارا یا نیب والے نہیں جانتے نہ جان سکیں گے۔ یہ IB ہیکر ہے لیکن یہ بات فیور انہوں نے تمہارے بابا کی ریکوسٹ کے بعد بھی اسطرح ترتیب دیا کیونکہ وہ انکے اہم ساتھی رہے ہیں۔ مختصر کہوں تو اگر تمہیں سزا ہوتی تو تم

سے تمہاری پوسٹ نہ صرف چھین لی جاتی بلکہ تاحیات تم نااہل ہو جاتے، بنا بنایا نام اور وقار خطرے میں چلا جاتا، یوں چند سال کی قربانی دے کر تم اپنی زندگی، اپنے مرتبے اور وفاداری کو ثابت کر سکو گے۔ قانون جذبات پر فیصلے نہیں لیتا کہ وہ تمہاری مجبوری اور ہارون کی وقتی غداری کو بنا کسی بڑے معاوضے کے بھلا دے گا"

لئیق ایزد کی ہر بات شہریار جدون کے دل پر موجود بوجھ کو کم تو کرتی گئی مگر اس دکھ کا وہ کیا کرتا جو جدائی نامی، حلق کا کانٹا بنتا محسوس ہو رہا تھا۔

"مشن کیا ہو گا؟"

کچھ دیر حسب منشاء خاموشی اختیار کرنے کے بعد شہریار نے اگلا سوال کیا۔

"یہ مجھے ابھی نہیں پتا، وہ تمہیں جاسوس بنا کر کسی ملک میں بھی بھیج سکتے ہیں اور صورتحال اس سے قدرے سنگین بھی ہو سکتی ہے۔ تمہاری جان کو خطرہ نہیں ہو گا کیونکہ وہ لوگ تمہیں حفاظت دیں نہ دیں، میں ضرور دوں گا۔ تین سال زیادہ نہیں ہیں، تاعمر کی بے بسی سے ہزار درجے بہتر ہیں۔ اللہ

نے تمہیں یہ بچ نکلنے کا موقع اسی لیے دیا ہے کیونکہ عزت اور ذلت دونوں اسکے ہاتھ ہیں اور وہ تمہارے لیے عزت چن چکے ہیں۔ میرا اس میں صرف یہ حصہ ہو گا جو میں تمہاری حفاظت میں ڈالوں گا۔ باقی میں نے وہی کیا جو میری ڈیوٹی تھی، فیصلہ ان لوگوں نے خود کیا ہے کیونکہ وہ ڈیول کی قابلیت کو سمجھ گئے ہیں، اس منفی طاقت کو مثبت میں بدلنے کی یہ انکی ایک کوشش ہے"

شہریار کی صبیح پیشانی پر پڑی شکنیں آہستہ آہستہ زائل ہو چکی تھیں مگر وہ پلٹ کر کچھ سوچتا ہوا کرسی پر بیٹھا جس پر لئیق نے بھی اسکے سامنے رکھی کرسی سنبھالی۔

"مانی کے حوالے سے اپ سیٹ ہو؟"

لئیق کے شہریار کے چہرے کا بغور جائزہ لے کر کیے نرم استفسار پر شہریار نے نظریں اس پر مرکوز کیں۔

نہیں اپ سیٹ نہیں ہوں، جیسی سچویشن تم بتا رہے ہو۔ مجھے تو رابطہ "
کرنے کی بھی پرمیشن نہیں ملے گی۔ بابا تو سمجھ جائیں گے مگر ممی اور مانی کے
"لیے میری اس قدر شدید غیر موجودگی مشکلات نہ لے آئے

وہ اپنا خدشہ بلا جھجک لئیق سے کہہ بیٹھا۔

مشکل ہو گا یقینا، بلکہ بہت مشکل مگر انکی خوشی اور سلامتی کے لیے تمہیں "
یہ قربانی دینی ہو گی۔ کچھ پانے کے لیے کچھ کھونا پڑتا ہے۔ جہاں تک بات
ہے گل لالہ آنٹی کی تو وہ ایک فوجی کی بیوی رہی ہیں، انکے اندر حوصلہ اور
ہمت ضرور ہو گا۔ اور رہی بات مانی کی اسکے لیے تمہاری نجات اور آسانی
اپنی خوشی اور راحت سے عزیز ہے یہ مجھے بتانے کی ضرورت نہیں۔۔ اسکے
پاس ہم سب ہیں، سنبھل جائے گی، اسکے پاس تمہارا نام اور تمہاری محبت
ہے، ایک لڑکی کو مضبوط ہونے کے لیے یہ سب کافی ہوتا ہے، وہ سمجھ
جائے گی تمہاری اس ہجرت کا مقصد اور یقین ہے مجھے تم اسے اب آخری
"سانس تک اپنے ساتھ کھڑا پاؤ گے

لئیق ایزد کے ڈھارس پہنچاتے مہربان جملے، ہمت بندھاتے لفظ شہریار کے تناو میں کمی اور فکروں کی طغیانی میں سکون اتار رہے تھے جسکا وہ معترف تھا۔

"مجھے اسکے حوصلے پر شبہ نہیں ہے لئیق ایزد، تم جانتے ہو اسکی طبعیت ٹھیک نہیں رہتی۔ وہ جتنا خود کو بہتر کرلے مگر میرے پاس نہ ہونے سے کہیں نہ کہیں تو متاثر ہو گی۔ جب مجھے اسکی کوئی خبر نہ ملی، اسے میری خبر نہ ملی تو تم اس بے بسی کو یقینا محسوس کر سکتے ہو۔۔۔۔تب کیا ہو گا؟"

وہ آزردہ تھا، لہجہ شکستہ اور لفظ ٹوٹے ہوئے۔

"میں جانتا ہوں سب، لیکن کیا کریں ہمارے پاس چوائز نہیں ہے شہریار۔ میں کوشش کروں گا تمہاری اسے اور اسکو تمہاری خبر پہنچتی رہے۔ اسکے علاوہ میں تمہاری آسانی کے لیے کچھ نہیں کر سکتا۔ میرے بس میں جو تھا میں نے کیا اب آگے تمہاری قسمت"

لئیق خود اس معاملے میں ایک حد تک ہی خود مختار تھا کیونکہ بات اس بار ڈیول کے متعلق تھی جسے اسکے گناہوں اور لغزشوں کی سزا اکیلے سہنی تھی۔

"کب جانا ہے مجھے؟"

سر کو سمجھنے کے انداز میں جنبیش دیے وہ سانس کھینچے حتمی فیصلے کی صورت اٹھ کھڑا ہوا۔

"دو تین ہفتے تک، اس بیچ تم اگر مانی کے ساتھ اوٹنگ پر جانا چاہو تو میں پرمیشن لے دوں گا۔ لیکن ملک کے اندر ہی"

لئیق بھی اسکے چہرے ہر نظریں جمائے اٹھ کھڑا ہوا۔

"ٹھیک ہے مانی کے پیپرز ہو لیں، اسے لے کر صارم کے گاوں جانے کا پلین ہے۔ پھر جانے ہم سب کب مل سکیں۔ اگر ہو سکے تو تم اور لعلین بھی ہمارے ساتھ چلنا، جانے سے پہلے کچھ اچھی یادیں بن جائیں گی"

شہریار کی پیشکش پر لئیق نے خوش دلی سے مسکراہٹ اسکی سمت اچھالی۔

"ڈن، یہ تو بہت زبردست ہو جائے گا، سب کپلز چلتے ہیں۔۔۔ ویسے بھی مما کی پیاری بیٹی سدرہ سے ملنے کا مجھے بھی بڑا اشتیاق ہے۔ ہماری بھی دو تین ہفتے تک روانگی ہے، ہو سکتا ہے میری اور لعلین کی بھی تمہارے ساتھ ہی پھر پاکستان مکمل واپسی ہو"

لئیق کے فورا مان جانے پر جہاں وہ مغرور بھی مسکرایا وہیں لئیق کے آخری جملے پر ٹھٹکا۔

"کیا مطلب؟ تم اور لعلین ملائشیا شفٹ ہونے کا سوچ رہے ہو؟"

شہریار کو تجسس نے گھیرا۔

"ابھی سوچا تو نہیں مگر ہو بھی سکتا ہے، لوئے اور لارا واپس آجائیں تبھی اس متعلق کچھ کہہ سکوں گا۔ لوئے کو اپنے سنگنگ کیریئر کے ساتھ اپنا آفس دوں گا کہ سنبھالے اور اب بابا کے ریسٹورنٹ بھی ان فیوچر دستگیر اور لوئے کو ہی سنبھالنے ہیں، میں اور لعلین آتے جاتے رہیں گے۔

کیونکہ اب میرا آنا جانا لگا رہے گا تو ممکن ہے وہاں گھر لینا پڑے۔اور یہ تین چار سال ہمارے بھی سفر میں گزریں"

لئیق کی جامع وضاحت پر شہریار نے سر کو آہستگی سے جنبیش دی اور اسی لمحے شہریار کے فون پر شان کی کال آئی۔

"ہاں شان"

شہریار نے کال پک کرتے فون کان سے لگایا مگر اس جانب سے ملتی کچھ متوقع خبروں پر شیری کے چہرے کی سنجیدگی زائل ہوئی۔

"ٹھیک ہے میں پہنچتا ہوں"

شہریار نے اسکی تمام بات تحمل سے سنے اجازت لی مگر لئیق ضرور یہ معاملہ جاننے میں دلچسپی رکھتا تھا اور شیری نے اسکے پوچھنے کا انتظار بھی نہ کیا۔

وقار کا پوسٹ مارٹم ہو گیا اور اسے دفنا دیا گیا، اسے اسی تیز دھاری چاقو" سے مارا گیا جو فرقان کے گھر سے ملا اور اس پر زائشہ کے فنگر پرنٹس ہیں۔ اسے عدالت پیش کرنا ہے، ممکن ہے آج ہی فیصلہ ہو جائے، سارے

ثبوت اور گواہ اس کے خلاف ہیں۔ آج ہیرنگ ہفتے کی وجہ سے خطرے میں تھی مگر جج صاحبان سے ارجنٹ معاملے کے حوالے سے فیور لیا ہے۔

"میں نکلتا ہوں

شہریار کے تفصیل بتانے پر لئیق ایزد کے چہرے پر بھی سنجیدگی چھائی، زائشہ جب تک سزا پا نہ لے وہ سب کے لیے چلتا پھرتا، جیتا جاگتا خطرہ تھی۔

"ٹھیک ہے تم جاو، جو ہوا مجھے بتا دینا۔۔۔اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم مجھے ہمیشہ اپنے ساتھ پاو گے"

لئیق کے نرم لہجے میں ایک پھر وصول کی جاتی ڈھارس پر وہ تمام تر اجلت کے جاتے جاتے رک کر پلٹا۔

"ایک بات تو بتاو لئیق ایزد! تم میری یہ مدد صرف اس لیے کر رہے ہو کہ تمہاری بہن میرے پاس ہے یا کوئی اور وجہ بھی ہے"

شہریار کے تجسس اور سوال دونوں پر لئیق ایزد بے ارادہ مسکرا سا دیا جس پر شہریار کی اس پر جمی نظریں گہری اور مشکوک ہوئیں۔

ہر گز صرف یہ وجہ نہیں، تم لعلین کے لیے بھی بہت اہم ہو اور اس لڑکی" کی زندگی میں جو چند اپنے بچ گئے ہیں وہ سب میرے لیے عزیز ہیں۔ تم دو کے بیچ تلخیوں اور آزمائشوں نے پہاڑ تک کھڑے کیے مگر ایک دوسرے کو کبھی اکیلا نہیں کیا۔ میں محبت ہوں شاید تبھی اسکی زندگی میں اول نظر آتا ہوں پر دوستی کی بات آئے تو تم اول ہو، دوستوں کو دوستوں سے جدا ہوتا لئیق ایزد نہیں دیکھ سکتا۔ تم خوش اور پر سکون رہو گے تو مانی اور لعلین بھی خوش رہیں گی۔ اسے تم میری فطرت سمجھنا کوئی مدد نہیں نہ کوئی احسان۔ ممکن ہے میں یہ سب کر کے تمہارے کسی احسان کا بدلا چکا رہا ہوں۔۔۔۔۔"

وہ سب سنتا رہا پر لئیق کے آخری جملے پر بے چین ہوئے مسکرایا، بات سرے سے ماننے والی تھی ہی نہیں۔

میں نے تم پر کونسا احسان کیا ہے لئیق ایزد؟ میں نے تو شاید ایسا کوئی نیک" کام کبھی سوچا بھی نہیں"

وہ بھلے تلخ ہوا پر لہجہ یاسیت میں مکمل بھیگا ہوا محسوس کیا جا سکتا تھا۔

"یہ پردے کی چیزیں، پردے میں ہی رہنے دو۔ جو بھرم قائم ہیں انھیں قائم ہی قبول کرو۔ کچھ چیزوں کی کھوج ممکن نہیں ہوتی شہریار جدون دستگیر کی کہی بات اس وقت شیری کے دماغ میں گھومی تو اس بار وہ تلخی کی کثافت سے پاک مبہم سے بھی خفیف مسکرایا۔

"کچھ انسانوں کی بھی نہیں، جیسا کے تم۔۔۔۔۔ بائے"

اپنے اس جملے سے وہ لئیق کی مدد کا سارا حق ادا کیے پورے غرور سے اپنا سر مزید اکڑا کر پر وقار چال چلتا اس کی نظروں سے اوجھل ہوا اور لئیق ایزد جسے اب اس آدمی کا اٹھا سر مسرت دے کر گیا تھا، نا جانے کیا سوچ کر ہنس دیا۔

اپنی کھوج تو آج تک وہ خود بھی نہیں کر پایا تھا کہ لئیق ایزد علوی حقیقت میں کون ہے؟ کیا ہے؟

اور آخر کیوں ہے؟؟؟؟؟

....★☆☆☆☆☆★....

عدالت پہنچنے تک اسے ایک گھنٹہ لگا مگر تمام تر کوششوں کے باوجود مبادا آج ہر صورت فیصلہ ہوتا مگر ایسا ممکن نہ ہو سکتا، جج صاحبان کچھ مزید گواہوں کے منتظر تھے سو عدالت سوموار تک برخاست کر دی گئی کیونکہ عین وقت پر کچھ ضروری امور سامنے آنے کے سبب زائشہ کو ایک دن کی مزید مہلت مل گئی، دوسرا زائشہ کورٹ میں وقار سادانی کے قتل سے بھی مکر گئی، یہاں تک کہ اسکا فرقان نامی آدمی سے تعلق ہے، یہ بھی جھٹلا دیا جسکی بنا پر عدالت کی طرف سے اسے بھی یہ ایک دن اپنی بے گناہی ثابت کرنے کے لیے دیا گیا کیونکہ اسکے خلاف تمام ثبوت پہلے ہی مکمل تھے مگر اصل بات یہ تھی یہ ابھی معلوم نہ ہو پا رہی تھی۔

مکمل سیکورٹی کے بیچ زائشہ کو واپس تھانے پہنچایا گیا جبکہ فرقان جب واپس دوپہر کا کھانا اور زائشہ کے لیے گن لیے اپنے اسی اپارٹمنٹ آیا تو زمین تو اسکے پیروں سے سرک گئی تھی جب اس نے زائشہ کو وہاں سے غائب دیکھا، شہریار کے لوگ مسلسل اسکے پیچھے تھے سو وہ اپنی گن لوڈ کر کے پتلون کی جیب میں دبائے بڑی اجلت میں وہاں سے نکلا۔

وہیں دوسری طرف لئیق کو آفس کا پینڈنگ کام دیکھتے شام ہو گئی اور اسکا ارادہ لارا اور لوئے کو ساری حقیقت بتا کر ہی واپس جانے کا تھا، وہ نیویارک میں صبح ہونے کا منتظر تھا، گزشتہ شب چونکہ لوئے اپنے کانسرٹ کی ریہرسل میں بزی رہا تھا اور لارا ابھی اسکے ہمراہ تھی تبھی وہ رات گھر آئے بھی لیٹ تھے پھر لارا کی طبعیت بھی یکدم کچھ بگھڑ گئی تھی۔

پاکستان میں شام کے پانچ بجے تو لئیق نے گھڑی پر نظر جمائی اور لیپ ٹاپ آف کیے فون اٹھا کر ڈائل لسٹ اوپن کی، دل پر بھاری سا گراں بوجھ اب

تک قائم تھا کیونکہ لوئے کے دکھوں اور تکلیفوں میں اسے بھی یہ آخری اضافہ کرنے پر حالات نے مجبور کر دیا تھا۔

"کیا تم جاگ رہے ہو لوئے؟"

لئیق نے لوئے کے واٹس ایپ پر پیغام ارسال کیے دو منٹ ہی انتظار کیا کہ اس طرف سے آن لائن دیکھائی دیتے لوئے نے میسج پڑھتے ہی جواب لکھا۔

"جی برو ابھی جاگنگ کر کے آیا ہوں، کیا ہوا سب ٹھیک ہے؟"

لوئے کے فکر بھرے جواب پر لئیق نے اسے آڈیو کال ہی کی جسے لوئے نے بروقت پک کی۔

لارا ابھی جاگی نہیں تھی جبکہ وہ لان میں ہلکی ہلکی صبح میں بلیک ٹراوزر شرت اور شوز کے سنگ فریش سا ٹہل رہا تھا۔

"کیسے ہو لوئے؟"

کال لگتے ہی بروکا فکر بھرا استفسار، لوئے کو مزید اچھا کر گیا، چہرے کے خدوخال تک مسکرائے، نگاہ خوبصورت سی صبح کے چہرے پر ثبت کی۔

"میں ٹھیک ہوں، آپ کیسے ہیں؟ اور باقی سب؟"

ملائشیا سے واپس آنے کے بعد لئیق کی اس سے بس میسجیز پر ہی ایک دو بار بات ہوئی تھی سو اتنے دن بعد اسکی تازہ دم آواز سن کر لئیق کو بھی مسرت ہوئی۔

"سب ٹھیک ہیں۔ کیا لارا نہیں جاگی؟ تم دونوں سے کچھ اہم باتیں کرنی تھیں۔۔ کل تمہارا کانسرٹ بھی ہے، اسکے لیے بھی بیسٹ وشیز دینی تھیں۔۔۔ تمہارے اور لارا کے بیچ پچھلے دنوں جو جو ہوا، قصوروار کون تھا اسکا حساب مل بیٹھ کر تفصیلی کریں گے کیونکہ میں ابھی اس معاملے کو بند ہی رکھنا چاہوں گا۔"

بروکے سنجیدہ مگر نرم انداز میں تمہید باندھنے پر جہاں وہ فکر مند ہوا وہیں لئیق کا ایک بار پھر اس سے باخبر ہونا اسے الگ ہی راحت بخش گیا، لئیق ایزد علوی کے روبرو اپنی اہمیت جب بھی بڑھتی وہ ہواوں میں پرواز بھر لیتا تھا۔

دراصل رات ہم کافی لیٹ آئے تھے، وہ تو ابھی سو رہی ہے کل پورا دن"

"اسکی طبعیت بھی کچھ بوجھل تھی۔آپ مجھ سے کہہ دیں، جو بھی کہنا ہے

لوئے کے دل کو خدشوں نے بنا معاملہ جانے ہی گھیر لیا تھا، ویسے بھی وہ اپنے ذہن و دل کو ہر قسم کی خبر کے لیے تیار کر چکا تھا۔

بیٹی جو تھی، وقار مر چکا ہے لوئے۔۔۔۔ تمہیں یہ بات اس لڑکی کو بہت"

سلیقے سے بتانی ہو گی۔اور اس وقت ایک دوسرے کو سنبھالنا بھی تم دونوں

"نے ہے

لئیق کے اپنے لہجے میں آزردگی تھی جبکہ یہ سن کر لوئے کے چہرا بھی لمحہ بھر سپید پڑا، باپ جیسا بھی ہو، مر گیا تھا اور وہ جانتا تھا یہ تکلیف بظاہر نہ

سہی، لارا جہاں کے دل کے نہاں خانوں تک کئی دن غالب ضرور رہے گی۔

اچھا ہوا وہ زلیل مر گیا برو، میرے اور لارا کے بیچ جتنی دوری آئی اسکا" سبب وہ کمینہ تھا۔ یہی نہیں جو لیہ کو میرے سر پر لادنے والا بھی وہی تھا، بس ایک بار اسکی وہ چمچی میرے ہتھے چڑھی تو اسے بھی وقار کی طرح جہنم واصل کر دوں گا۔۔۔ لارا نفرت کرتی تھی اس شخص سے جس نے اسکی، اسکے بھائی اور ماں کی زندگی جہنم سے بدتر کی تھی اور جلد اسے صبر بھی

"آجائے گا۔۔ ویسے کس نے مارا ہے اس منحوس کو

لوئے کا لہجہ تکلیف کے ساتھ ساتھ حقارت سے لبریز تھا مگر لئیق اسکے آخری سوال پر افسوس سے سر جھٹک کر رہ گیا، اسے اسکی ماں کے بارے یہ سچ بتانے کے لیے اس مضبوط شخص کو بھی ساری ہمت یکجا کرنی پڑ رہی تھی، رولنگ چیئر سے اٹھ کر گلاس وال تک پہنچے، ایک ہاتھ جینز کی جیب میں گھسائے، نگاہیں دور پار سڑک پر چلتی گاڑیوں کی آمد و رفت پر ٹکائیں۔

"زائشہ صاحبہ نے"

اک لمحہ لوئے کو لگا کسی نے پگھلا سیسہ اسکی سماعت میں انڈیل دیا ہو، جسم میں گردش کرتا لہو اس سچ کو سن کر منجمد ہو کر رہ گیا۔

آنکھوں کے کنارے سرخی سے لبریز ہوئے۔

"میں جانتا ہوں یہ سب بتا کر میں نے تمہاری دل کی تکلیف کو ہوا دی ہے لیکن یہ سب تمہیں جاننا ہی تھا، یقین مانو میں تمہاری اور صبور کی تکلیف سب سے بہتر محسوس کر سکتا ہوں۔ان دو کو آزادی دی تھی، کیونکہ مجھ میں آج بھی خود سے زیادتی کرنے والوں کی جان لینے کی ہمت نہیں ہے۔ اور وہ آزادی ہی ایک کی موت اور دوسرے کی سزا بن گئی۔ اگر کہیں سے کوئی رعایت نکلتی تو شاید لئیق ایزد علوی اس عورت کو تمہارے اور صبور کے صدقے معافی دینے کا سوچ بھی لیتا لیکن ان دونوں نے میرے پاس کوئی دوسرا آپشن نہیں چھوڑا تھا"

وہ جانتا تھا اس وقت لوئے سے کسی لفظ یا ٹوٹے جملے کی امید کرنا سراسر حماقت ہے سو خود ہی سب جواز سوچے، لوئے کی آنکھوں میں نمی تھی، اک کرب جسکو کوئی نام دینا ناممکن تھا، بہت دیر بعد وہ کچھ لفظ کہنے کے قابل ہوا۔

"آپ کیوں ایسا بول رہے ہیں برو، اتنے سال آپ نے سب جانتے بوجھتے ممی کو اس محل میں رہنے کی اجازت دی جو اگر آپکی جگہ میں ہوتا تو ایسا سوچ بھی نہ پاتا کیونکہ لوئے بہزاد میں لئیق ایزدسا ظرف نہیں ہے۔ میں جانتا ہوں یار آپ نے ممی کو میرے اور صبور کے صدقے آنکھوں کا کانٹا ہونے کے باوجود ایک مدت برداشت کیا، آپ انکو مار بھی دیتے تو آپ پر اپنی ممی کا خون معاف کر دیتا۔۔۔۔۔مجھے پتا تھا انکا اینڈ یہی ہو گا لیکن پھر بھی تکلیف اس بات کی ہے کہ وہ میری ممی ہیں۔"

لوئے کے ٹوٹے لفظ، شکستہ لہجہ خود لئیق کو خزن میں مبتلا کر گیا۔

میں تمہاری تکلیف سمجھ سکتا ہوں لیکن یہی کہوں گا کہ خود کو مضبوط کرو"
لوئے کیونکہ ممکن ہے یہ تمہارا ابھی آخری امتحان ہو، تمہارے دل میں جو
اس عورت کا مقام ہے وہ جوں کا توں ہی رہے گا۔نہ ہم میں سے کوئی بھی
کبھی تمہیں تمہاری ماں کے نام کے سبب تکلیف دیں گے یا دکھ ہونے دیں
گے۔تم میرے بھائی ہو، میرے دل میں تمہارے لیے محبت اور شفقت کا
جہاں موجود ہے جو میری آخری سانس تک قائم رہے گا۔اپنی ماں کی سزا
اور سختی میں کمی کرنے کی دعا کا حق نہ تم سے چھینا جائے گا نہ صبور سے۔بس
"میں یہ چاہتا ہوں تم مزید کسی تکلیف کے قریب بھی نہ جاو
لئیق کا ڈھارس بندھانا بھی اس وقت اسے سکون نہیں دے سکتا تھا،
حالانکہ لئیق کا اتنا پیار اور شفقت بھرا انداز ایک عمر لوئے کی حسرت میں
شمار رہا تھا۔
میں نے ان سے نہ محبت مانگی نہ شفقت، بس کہا تھا ایک نارمل ماں بن"
"جائیں۔ان سے وہ بھی نہیں ہوا تو کیا ماتم مناوں انکی سزا کا

لوئے کی تکلیف وقتی سہی پر بڑھی تھی یہ لئیق کو بھی محسوس ہو رہا تھا۔

"واپس آجاو لوئے، اکیلے مزید اداس ہوتے رہو گے۔ مجھے تمہاری اور لارا کی
دونوں کی فکر ہے"

لئیق کو ضروری لگا کہ لوئے کو اس وقت اسکے پاس ہونا چاہیے۔

"کل ایک سپیشل کانسرٹ ہے برو، لارا اور میں ساتھ پرفارم کرنے والے
ہیں۔۔۔ جیسے ہی ممی کا فیصلہ ہو گا میں اور لارا پاکستان واپس آجائیں گے۔
تب تک اسے اور مجھے یہ تنہائی ویسے بھی درکار ہو گی تاکہ ہم ان ناگہانی
دکھوں کو پی سکیں۔۔اور جولیہ کا حساب باقی ہے"

لوئے کے واپسی کے فیصلے نے جو زائشہ کی سزا سے ناطہ جوڑا اس پر لئیق کو
بھی لوئے کی بے بسی اور اذیت محسوس ہوئی اور جولیہ تو اب لئیق کے لیے
قابل سزا تھی۔

"کل کے لیے بیسٹ آف لک، تم دو کو ان بچوں کی دعائیں ضرور لگیں گی
جنکے چہرے کل نا جانے کتنی مدت بعد کھلائیں گے۔

مجھے یقین ہے تم اور لارا ایک دوسرے کو سنبھال لوگے، ہم سب کو تم دو کا انتظار رہے گا۔ اکیلے نہیں ہو تم لوئے، لئیق ایزد کا ہاتھ ہمیشہ تمہارے کندھے پر رہے گا"

ہمیشہ کی طرح اس نے لوئے کے اس اچھے اقدام پر حوصلہ افزائی بھی کی اور اپنے ساتھ کا یقین بھی بخشا جسکی اس وقت اس ٹوٹے بکھرے بچے کو شدید ضرورت تھی جسے اسکی ماں کا ایسا دردناک سچ معلوم ہوا تھا۔

تھینک یو، مجھے ہمیشہ سپورٹ کرنے کے لیے، آپکی سختی اور نرمی دونوں" ہی خوبصورت ہیں بروـــ بائے داوے آئی مس یو سو مچ"

اداس سا ماحول لوئے کے اس یاد کرنے والے اعتراف نے خوبصورت کر دیا، اور دونوں ہی افسردہ سا مسکرائے۔

یاد تو تم بھی آرہے ہو، اپنا خیال رکھنا۔۔۔ ممی اور فرہاد علوی دونوں" تمہیں بہت یاد کرتے ہیں۔۔۔۔۔"

وہ بروکے اب تک بابا کو نام سے پکارنے پر خفیف سا چونکا۔

"آئی السو مس دیم، کیا ابھی تک آپ نے انکو بابا کہنا شروع نہیں کیا؟"

لوئے کے سوال پر لئیق کے چہرے پر متبسم سی خاموشی چھائی، واپس کرسی کی جانب قدم بڑھائے بیٹھا اور ٹیک لگا کر بیٹھتے جناب کی آنکھیں بھی خالی سی ہوئیں۔

"تم آوگے تو دونوں ساتھ انکو بابا کہیں گے، مے بی تمہاری بڑھ ڈے اور ان دو کی ویڈنگ اینورسری کے کما پائن جشن پر۔۔۔۔۔"

لئیق کا ارادہ جان کر تمام تر تکلیف کے لوئے کی آنکھیں مسکرا اٹھیں، اسے تو یاد ہی نہیں رہا تھا کہ اسکی سالگرہ، فرہاد اور نور کی ویڈنگ اینورسری کے دن ہی آتی ہے۔

"ان شاءاللہ، کیا نور آنٹی اب بھی ویسی ہی خوبصورت ہیں؟ کیا مجھے بہت یاد کر رہی ہیں؟"

لوئے کے یہ سوال حسرت اور تکلیف سے بھرے تھے۔

ہاں ویسی ہی ہیں، ممی کے لیے تم بھی میرے جیسے ہولوئے۔اور تمہاری"
اہمیت فرہاد اور نور کی زندگی میں اسی سے ثابت ہو جاتی ہے کہ تم تینوں کی
زندگی کا ایک بہت خاص دن ایک ساتھ جڑا ہے۔۔۔۔۔اور یہ واحد معاملہ
"ہے جس میں لئیق ایزد کبھی جیلس نہیں ہوا
وہ برو کے خوبصورت سے جواب پر مسکرا دیا۔
تبھی تو آپ میرے آئیڈیل ہیں برو، جتنا اچھا ہوں آپکے اور بابا کی وجہ"
"سے ہوں۔اور جتنا برا، وہ ممی کی مہربانی ہے
وہ پھر سے اذیت زدہ ہوا۔
ایسا نہیں سوچتے، بی پازیٹو۔۔۔۔۔چلو اب میں رکھتا ہوں کیونکہ مانی کی"
طرف جانا ہے، تم اپنا اور لارا کا دھیان رکھنا۔میں پھر بات کروں گا تم
"سے
لوئے سے اجازت طلب کیے اسکے اجازت دیتے ہی وہ کچھ دیر خود بھی
افسردہ رہا اور جندل محل جانے سے پہلے اس نے مانی سے ملنے کا فیصلہ لیا،

سونم صاحب کی طرف سے ابھی تک آفتاب کی طبعیت میں بہتری کا کوئی سائن نظر نہ آیا تھا بلکہ وہ ہوش میں جیسے ہی آتا اسکی حالت اور بگھڑنے لگتی تھی اور فی الحال تو یہ معاملہ امید پر ہی ٹکا ہوا تھا۔

.._____..

لئیق جب مانی سے ملنے پہنچا تو سب شام کی چائے پینے اور خوش گپیوں میں مصروف تھے، افراہیم صاحب دونوں خواتین کو اپنی سروس کے بیچ کے مزیدار واقعات سنا کر ہنسا اور چونکا رہے تھے اور جب لئیق ایزد نے انکی اس خوبصورت محفل میں شمولیت اختیار کی تو مزید چار چاند لگے، بلیک فٹ چینو رنگ (sage) کے سنگ ہم رنگی ٹی شرٹ اور ساتھ بیج (Chino) کا بلیذر پہنے، لہردار بالوں کو شاندار لک دے کر ترتیب دیے، پیروں میں

ڈک سلائڈرز پہنے اپنی وجیہہ شخصیت کا سحر بکھیرتا ہر کسی پر بھاری دیکھائی دے رہا تھا۔۔

مانی سے وہ ویسے بھی ایک ملاقات چاہتا تھا، افراہیم صاحب کو کسی اہم کام سے نکلنا پڑا تو انکو تو اجازت لینی پڑی جبکہ گل نے بھی دونوں کو کچھ دیر گپ شپ کے بعد ایک دوسرے کے ساتھ وقت گزارنے کے لیے اکیلا چھوڑا اور ڈنر کی تیاری کروانے بڑھیں۔

مانی کی طبعیت پہلے سے بہتر تھی مگر لئیق کو تو وہ ابھی بھی مرجھائی لگ رہی تھی۔

میں آپکو ہی مس کر رہی تھی، باقی سب تو مل کر گئے لیکن آپکی الگ بات "

"ہے بھیو

اسکی مسکراتی آنکھیں اداس ہو جائیں گی یہ خیال ہی لئیق کے دل کو جکڑ رہا تھا مگر اسے خود سے لگائے وہ بس گہری سوچوں میں غرق

تھا، دونوں، خوبصورت سی شام میں سر آسمان چمکتے آخری ساعتوں کے سورج کو تکنے میں محو تھے۔

"میں نے بھی تبھی آج سوچا اپنے بچے سے مل کر آوں، میں خود فکر مند تھا۔ شہریار نے تمہاری بہت اچھے سے کیئر کی، تبھی تم ایک دم فریش لگ رہی ہو"

شیری کا ذکر ہی مانی کی آنکھوں میں زندگی جگا گیا۔

"آپ مجھے شیری نہ دیتے تو میرا نا جانے کیا ہوتا بھیو، وہ جہاں ہوں، جہاں رہیں لیکن اب مجھے پتا ہے وہ مانی کے سوا کسی کے نہیں ہیں۔ میں نے کہا تھا نہ میں انکو بدل دوں گی، مان گئے ہیں نہ آپ مجھے"

اس شخص کا ذکر چہک کر کرتے جیسے وہ اختتام تک اتراہٹ سے شوخ ہنسی، خود لئیق اسکی بات پر ہنسا، ہاتھ بڑھا کر اسکی ناک دبائی۔

"کیسے نہ مانتا، آخر کو تم لئیق ایزد اور بھجت کی بہن ہو، مجھے تمہاری کوالٹیز پر پورا بھروسہ تھا تبھی تو یہ خطرناک رسک لیا۔ ویسے بھی شہریار صرف غلط

راستے پر تھا، غلط نہیں تھا۔اور سیانے کہتے ہیں کبھی بھی برے شخص سے نفرت نہ کرو، بلکہ اسکی برائی سے کرو۔ تم جیسی پیاری بیوی ملی ہے اسے، تمہارے روپ میں شوخ، کھنکھتی، مسکراتی، اٹکیلیاں کرتی زندگی ملی ہے تو وہ کیسے نہ بدلتا"

لئیق ایزد کا اسکی ہمت بڑھانا مانی کی آنکھوں میں ناچاہتے ہوئے آنسو لے آیا، اس شخص کی دوری کا خیال ہی جان سوز تھا۔

"آپ نے ہمیشہ مجھے بھجت لالہ سے بڑھ کر پیار دیا بھیو، اور میری زندگی کے اس سکھ کا وسیلہ بھی آپ بنے ہیں ورنہ دنیا والے تو مجھ سے شیری کو چھین لیتے۔ جب جب مجھے شیری کی اہمیت اور انکی محبت ملتی ہے تو میرے دل سے آپکے لیے دعا نکلتی ہے۔ آپ اور لعلین آپا ہمیشہ ایک ساتھ رہیں"

اسکی دعائیں لئیق کو جان سے بھی پیاری تھیں تبھی محبت و شفقت سے اسکی جبین چومے وہ اسکے چھوٹی سی مانی سے اتنی بڑی اور سمجھدار آمنہ آفریدی بن جانے پر دنگ تھا۔

"آمین۔۔۔میں نہیں جانتا کہ اس نے تم سے ذکر کیا ہے ابھی یا نہیں مگر کچھ سالوں کے لیے اسے تم سے اور گھر سے دور جانا پڑے گا۔میں جانتا ہوں تم اسکے بغیر نہیں رہ سکتی لیکن یہ ہمارے بیچ طے ہوا تھا کہ تم کبھی ہمت نہیں ہارو گی۔یہ چند سال شہریار کی زندگی پر لگے گرہن اور فرض پر لگے داغ کو مٹانے کا سبب بنیں گے جس میں اسے تمہاری سب سے زیادہ ضرورت ہے"

وہ پہلے ہی بہت مشکل سے اس تین سالا جدائی کے حصار سے نکلی تھی مگر پھر سے اسے محسوس ہوا جیسے دل کسی نے مٹھی میں لیا ہو،سانسیں منتشر ہوئیں۔

مانی کی آنکھوں کی مسکراہٹ لمحہ لگتے ہی ختم ہو گئی اور ویرانگی کے سائے نمودار ہوتے گئے۔

"کیا ذکر۔۔۔۔ تین سال کا کہہ رہے تھے، تین گھنٹے بھی مشکل ہیں بھیو۔ پتا نہیں کیا ہو گا میرا، لیکن میں انکو یہی کہوں گی کہ میں رہ لوں گی، مانی انکو پریشان نہیں کرے گی"

مانی کے یوں کہنے نے لئیق کو تکلیف پہنچائی، وہ اس وقت مانی کے لیے کچھ نہیں کر سکتا تھا اور یہ بے بسی سب سے بری تھی۔

"تمہیں یہی کرنا چاہیے، کیونکہ اس وقت وہ مجبوری میں گرفتار ہے۔ تمہارے آنسو اسے کمزور کریں گے، باقی تمہیں ہم سب ہر گز اکیلا نہیں چھوڑیں گے۔ شیری کی کمی تو پوری نہیں ہو گی مگر تمہارے یہ تین سال اداس اور تنہا نہیں رہیں گے۔۔۔۔ تم اس کو مسکرا کر رخصت کرنا میرے بچے، کیونکہ وہ تمہارے اور اپنے اچھے مستقبل کے لیے یہ ہجرت کر رہا

ہے۔۔۔مجھے تم سے ایسی ہی امید ہے کہ تم یہ جدائی اس پر آسان کرو گی،

"جب وہ تمہاری ہنستی آنکھیں چاہے تو دل سے مسکرانا

لئیق کی ساری باتیں وہ گرہ لگا کر دامن سے باندھ بھی لیتی تو اس تکلیف کا کیا کرتی جو شیری کو کہیں آس پاس نہ پانے کا سوچ کر ہی رگوں میں بہتا خون جما رہی تھی۔

میں پوری کوشش کروں گی کہ انکے سامنے ایک آنسو بھی نہ بہاوں،"

"لیکن آپ سے تو اپنے دل کی بات کہہ سکتی ہوں نہ۔۔۔۔

مانی کی آنکھوں میں جمع ہوتی نمی اور اس آس زدہ حسرت پر لئیق بھی ویسا ہی رنجیدہ ہوا، اسکی گال نرمی سے آنکھوں سے ٹپکتے آنسو کو پونچھا۔

بالکل، بھیو تمہیں سننے کے لیے ہمیشہ موجود ہیں میرے بچے۔۔۔"

مسکراتی ہوئی تم اچھی لگتی ہو، اسکی غیر موجودگی میں اپنی ہیلتھ کا دھیان خود بھی رکھنا ہو گا کیونکہ وہ تمہارے لیے بہت پریشان تھا۔اسے بھی پتا ہے کہ

تم اسکے بغیر نہیں رہ سکتی لیکن جانا ضروری ہے۔ جیسا اسکے لیے سانس لینا
"اور اب تم سے محبت کرنا ضروری ہے
لئیق کے پیار سے سمجھانے کے باوجود مانی کے آنسو اسکی کانچ سی گرے
آنکھوں سے بے اختیار تھے بہت تبھی تو وہ اپنا چہرہ لئیق کے سینے سے لگا
گئی۔

"یہ ب۔۔بہت مشکل ہو گا بھیو، آپکے بغیر جیسے لعلین آپا کی حالت تھی
اس سے بھی مشکل ہو گا کیونکہ آپ تو چند دنوں کے لیے انکی نظروں سے
"اوجھل ہ۔۔ہوئے تھے۔پر میرے شیری تو۔۔۔۔۔۔
وہ مزید کہہ نہ پائی کیونکہ خدشہ تھا کہ آواز کو آنسو نگل لیں گے۔
"تم، لعلین سے زیادہ سٹرونگ بن کر دیکھانا۔۔۔وہ میری آئرن لیڈی
ہیں تو تم بھی تو بہادر بچہ ہو۔۔ایسے نہیں رو، جانے سے پہلے وہ بہت سے
دن تمہارے ساتھ رہے گا سوا بھی سے اداس مت ہو۔ جلد کوئی اوٹنگ
"پلین کرتے ہیں

اسکے آنسو لئیق کی ان باتوں نے واقعی روکے، شیری کے ساتھ بہت سے دن کا سوچ کر ہی وہ رونا بھول گئی، چونکہ شہریار کو آج تھانے اور باقی معاملات کی وجہ سے ڈنر تک آنے نہ ہوا مگر افراہیم اور گل لالہ نے لئیق کو بناڈنر کے جانے کا نہ دیا، لعلین کو اس نے انفارم کر دیا تھا جو خود بھی شام میں آپیا کی طرف چلی گئی تھی، سیلی کاریگولر چیک آپ تھا جسکے ساتھ لعلین بھی گئی تھی اور اسکا ڈنر بھی آفریدی حویلی ہی ہوا۔

جبکہ دستگیر نے آج کا سارا دن صبور کو دیا اور وہ دونوں، صبح ہی نیہا اور ہمایوں کے ساتھ کیانی پیلس چلے گئے تھے اور نیہا اور ہمایوں نے آج ان دو وہ وہیں رکھنے کا پلین کیا تھا۔

ویسے بھی دستگیر کو اس وقت صبور کا ڈیڈی کے پاس ہونا زیادہ بہتر لگا تھا۔

.._____..

"سر! فرقان کا فون مسلسل ٹریس ہو رہا ہے۔ گھر سے نکلنے کے بعد وہ اب تک کسی سنوکر کلب میں ہے، نکلا نہیں ہے۔ اسکی اس پیج دو بار اس پرائیوٹ نمبر پر دو دو منٹ بات ہوئی"

شان نے ایک پیپر پرنٹ شہریار کے سامنے میز پر رکھے اس متعلق باخبر کیا جبکہ شیری کی توجہ اس عام سے معاملے میں خاص کڑی یعنی پرائیوٹ نمبر پر اٹکی تبھی چہرے کے خدوخال مشکوک ہوتے تنے۔

شہریار نے وہ پیپر ہاتھ میں اٹھا کر اسکا سرسری جائزہ لیا۔

"اب یہ نیا ٹویسٹ کہاں سے آ گیا۔۔۔ فرقان کا مزید کس سے تعلق ہے یہ کچھ دلچسپ معاملہ لگ رہا ہے۔ یعنی ہم نے اسے چھوڑ کر بہت اچھا کیا شان، اسی بہانے ہم اس فرقان کے اوپر تک پہنچ سکتے ہیں"

وہ پرائیوٹ کال لنک کی صورت پرنٹ تھا اور تبھی شہریار کے دماغ کی ڈوریاں الجھ رہی تھیں کیونکہ یہ وہی پرائیوٹ نمبر تھا جس سے اسے دھمکایا گیا۔

بالکل سر، مجھے تو فرقان کے پیچھے کسی تگڑے آدمی کا شبہ ہے، ورنہ وہ معمولی سا غنڈا ہی تو ہے، پولیس سے کیسے بچ سکتا ہے۔ ضرور اسکی پشت پناہی تگڑے ہاتھوں میں ہے"

شان نے بھی معاملے پر غور کرتے اپنی رائے دی جس پر شیری ہنوز سوچوں میں محو رہا۔

"ایسا ہی ہے شان، خیر اپنے آدمیوں کو کہو کے سنو کر کلب کے چاروں طرف نظر رکھیں۔ ایسا نہ ہو وہ ہمارے لوگوں کو چکما دے کر وہاں سے نکل جائے اور وہ لوگ پہرے پر ہی بیٹھے رہ جائیں"

شہریار نے اسے چوکنا رہنے کی تاکید کی جبکہ شان فرمابرداری سے سر ہلاتا اسکے آفس روم سے نکلا، اور ساتھ ہی شہریار کی توجہ رنگ کرتے فون پر گئی جہاں ڈی کے کے حروف واضح دیکھے جا سکتے تھے۔

پیشانی پر الجھن خیز شکنیں زائل کرتے ہوئے شیری نے فون اٹھایا اور اٹھ کر کھڑا ہوتے ہی آفس روم سے باہر نکلا۔

"کہو کیا خبر ہے؟"

شہریار نے تھانے کے سیدھے بنے کوریڈوز عبور کرتے اپنے قدم باغیچے کی سمت بڑھائے، نرمی لیے گلابی سی شام کا منظر اس پر خوشگوار تاثر چھوڑ گیا۔

"ڈیول! پتا چل گیا ہے کہ وہ پرائیوٹ نمبر کہاں ہے اور کس کے نام ہے"

ڈی کی جانب سے وہ اسی خبر کا منتظر تھا۔

"بہت خوب! کون ہے کہانی کا یہ نیا ولن"

شہریار کا تجسس بڑھا کیونکہ اپنے ٹکر کے دشمن ہمیشہ سے اسے فیسینٹ کرتے تھے۔

آپ جان کر حیران رہ جائیں گے کہ یہ پرائیوٹ نمبر، وقار سادانی کے"

"سالے کے نام ہے

ڈی کے کی جانب سے ملتی اس خبر نے واقعی شہریار جدون کو لمحہ بھر حیرت و بے یقینی کے حصار میں لا کھڑا کیا۔

واٹ ! وقار کا سالا ؟ارے یار اسکی اتنی بیویاں تھیں اب میں اسکا کون "
"کون سا سالا ڈھونڈوں گا
شہریار کی جھنجھلاہٹ پر اس پار بھی آنکھوں میں شریر سا رنگ جاگا۔
بے فکر رہیں ڈیول یہ بھی ڈھونڈ لیا ہے، زائشہ اور الیانہ اکیلی بہنیں تھیں "
سو پیچھے رہ گئی اسکی خاندانی بیوی تسکین سادانی، مفرہ سادانی کی ماں۔۔بہت
بڑے پاکستانی ہاکی پلئیر کی بیوی ہے وہ تبھی مشہور بھی ہے، اپنی ماں کی
موت کا الزام اپنے باپ پر ڈال کر کافی عرصے سے اس سے لاتعلق تھی۔یہ
موصوف اسی تسکین کے اکلوتے بڑے بھائی ہیں، نام ہے بہرام عزیز۔۔۔
"

ایک کے بعد ایک مضحکہ خیز انکشاف، شہریار کی آنکھیں حقیقت میں
تمسخرانہ ہوئیں۔
یعنی یہ معاملہ تو خاندانی نکل آیا، چلو ایک تیر سے دو شکار کریں گے۔اب "
دیکھا جائے تو صاف ظاہر ہے کہ یہ فرقان بھی اسی بہرام کا ساتھی ہے،

کیونکہ فرقان سے بھی اسی پرائیوٹ کال لنک سے رابطہ کیا گیا ہے، مطلب
یہ بہرام بھی اس تنظیم کا مہرہ ہے۔اور خاندانی کے ساتھ ساتھ ملکی
معاملات سے بھی لگے ہاتھوں نمٹ رہا ہے۔۔۔۔بہت مزہ آئے گا اس
"سانپ کو کچلنے میں
شہریار کا مست لہجہ ،ڈی کے کو بھی محظوظ ہونے پر اکسا گیا۔
"ایسا ہی ہے، فرقان آپکو اس بہرام تک پہنچنے میں مدد کر سکتا ہے ڈیول"
ڈی کے کی تجویز پر شہریار کے دماغ میں کچھ آیا۔
"اچھا یہ بتاو یہ بہرام عزیز دنیا کے سامنے کیا کرتا ہے؟"
شہریار نے فوری دماغ میں چلتا سوال پوچھ لیا۔
ٹریول ایجنسی کا مالک ہے، مطلب ساتھ ساتھ کالا دھندا بھی فل اون"
فائیر، خفیہ طور پر غریب اور مجبور لوگوں سے انکا تھوڑا بہت پیسہ ہتھیا کر
بارڈر کراس کروائے ملک سے باہر بھجوانے کا بھی کام کرتا ہے اس لالچ پر
کے اچھی نوکری ملے گی، بے روزگار، بھوک کے ستائے، ہاتھوں میں

ڈگریاں لے کر چپلیں گھسیٹتے ہوئے مجبور جوان اس خبیث کا ٹارگٹ ہیں۔ لیکن ریکارڈ کے مطابق وہ بچارے وہاں جا کر اسی کی فیکٹریوں یا کارخانوں میں دو دو ٹکے کے لیے غلام بنے ہوئے ہیں، یا پھر پاک دشمن تنظیموں کے ہتھے لگ جاتے ہیں"

شہریار کے چہرے پر یہ حقائق جان کر حقیقی حقارت امڈی، جب جب ہارون کا کوئی گناہ گار سامنے آتا اسکی رگوں میں دوڑتا خون گرما جاتا اور شہریار کو سارا کھیل سمجھ آ چکا تھا کہ اصل گناہ گار آفتاب منصوری بھی نہیں بلکہ یہ درندہ ہے۔

تو اصل ماسٹر مائینڈ یہ بہرام ہے، بہت اچھا کام کیا ہے تم نے ڈی کے۔" واقعی ثابت کیا ہے کہ تم ڈیول کے شاگرد ہو۔۔۔۔اب تم ایک کام مزید کرو، یہ پتا لگواو کے یہ بہرام عزیز، فرقان کے ساتھ کیوں ہے، اسکا فرقان سے کیا مقصد جڑا ہے کیونکہ ایسے لوگ غنڈے موالی پالنے کے شوقین ہوتے ہیں مگر میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ ضرور اس بہرام کا زائشہ

سے بھی کوئی کنکشن ہے کیونکہ یہ زائشہ ہی اس بچاری کی بہن کی موت کا سبب ہو گی کیونکہ وقار کے دل میں زائشہ تھی۔۔۔۔اپنے جاسوس اس کام پر لگاو، سوموار کو اس زائشہ کا فیصلہ ہو جائے گا، کوشش کرنا یہ سب اس سے پہلے جان لو"

تمام الجھن بنتے خیال، الفاظ بنا کر اس نے ڈی کے کو نئی ذمہ داری دی جسے اس نے خوشی خوشی قبول کیا اور دونوں کا رابطہ کٹا۔

"شیری! آئی مس یو۔اب آ بھی جائیں گھر"

میسج ٹون پر شہریار کی سوچیں ایک بار پھر بری طرح منتشر ہوئیں تو مانی کی بے چینی نے شہریار جدون کے دل میں اداسی اور راحت ایک جیسی شدت سے اتاری۔

اس لڑکی کا نرم حوالہ تک، اسکے دل اور وجود کی نرم گلابی رنگ کی نرماہٹوں کا خیال ہی شہریار کے دل و دماغ پر چھائی کثافت دھو دینے کا ہنر رکھتا تھا۔

"تھوڑا لیٹ ہو جاوں گا، لیکن سونا مت"

شہریار کے پیغام پر وہ جو ڈنر لگوانے میں گل ممی کی مدد کر رہی تھی، رکی اور پلٹ کر ریک پر رکھا فون اٹھایا۔

لئیق اور افراہیم صاحب لاونج میں رکھے صوفوں پر براجمان ہلکی پھلکی گفتگو میں مگن تھے۔

"لیکن ہم تو آپکا ڈنر پر ویٹ کر رہے تھے شیری، رہی بات سونے کی تو آپکے جانے سے پہلے کی آپکی تمام نائٹس مانی کی ہیں"

میسج بھیجنے کے ساتھ وہ تھوڑی اداس تھی، اسکے بغیر ایک ڈنر کرنا دشوار لگا۔

"تھوڑا کام ہے مانی، تم ڈنر کر لو۔۔۔میں بھی کر لوں گا"

شہریار نے اسے جواب دیا اور ساتھ ہی شان کے بلانے پر وہ فون سائلنٹ کیے واپس اندر بڑھا مگر مانی کا اترا چہرہ گل نے ضرور بھانپ لیا۔

"کیا ہوا؟ ڈنر پر نہیں آرہا شیری"

ملازمہ کے ہاتھ تمام برتن لگواتیں گل، اسکے قریب رکیں اور نرمی سے پوچھا۔

نہیں۔ کہہ رہے ہیں کام ہے۔ ممی میرا انکو دیکھے بغیر حلق سے نوالا بھی"
نہیں اترنا۔انکو یہ پتا بھی ہے تب بھی نو کہہ دیا۔بندہ آدھے گھنٹے کے لیے
"ہی آجاتا
مانی کی پرنم آنکھیں اور شکوے پر گل نے ہنس کر اسے گلے سے لگایا اور مانی
کو اس پر مزید رونا آیا۔
اوہ میرا پیارا بچہ، واقعی بزی ہو گا ورنہ وہ کسی بھی چیز کو ممی کے ہاتھ کے "
کھانے کے لیے چھوڑ سکتا ہے۔اور پھر تمہیں انکار کرے، چانس ہی
نہیں۔۔ چلو آج تمہارے بھیو کے ساتھ کرتے ہیں ڈنر انجوائے، آئے تو تم
"اچھے سے خبر لینا اسکی
گل کے پیار سے بہلانے پر وہ بھلے بہل گئی پر شیری کی اتنی سی کمی تک مانی کو
ہلکان و پریشان کر رہی تھی تو وہ تین سال کا سوچتی تو سانس رکنے لگتی اور
ساری یہ تکلیف بس شیری سے ہونے والی عنقریب جدائی کا سبب تھی جو
اب شاید مانی کو یونہی رہ رہ کر ستانے والی تھی۔

لئیق کاارادہ ڈنر کے بعد آفریدی حویلی جانے کا تھااور وہاں سے لعلین کو پک کر کے جندل محل کالہذاڈنر کے بعد وہ آدھا گھنٹہ مزید رکااور پھر اجازت لیے روانہ ہو گیا۔

.._____..

لارا کواس نے خود نہ جگایابلکہ اسکے جاگنے کاانتظار کیا،اس بیچ یہ تکلیف بانٹنے کے لیے صبوراسکے پاس تھی،وہ اور دستگیر آج صبح سے کیانی پیلس کے مہمان بنے تھے،خود ہمایوں کے کچھ دوست احباب آج ڈنر پر مدعو تھے، سیاسی کارکن بھی جوان سے انکی بیٹی اورانکی شادی دونوں کی دعوت مانگ رہے تھے سوآج چونکہ صبوراور دستگیر بھی موجود تھے سوانہوں نے ایک چھوٹی سی گیٹ ٹوگیدر رکھی۔

نیہا تو ملازمین کے ساتھ ڈنر کا سارا انتظام دیکھ رہی تھی جبکہ دستگیر اور ہمایوں کچھ پہلے سے آتے مہمانوں کو کمپنی دینے میں مصروف تھے۔

اور وہ اپنی تکلیف لوئے سے کہنے اور اسکی سننے اسے کال کر چکی تھی۔

"مشکل نہیں ہوا تمہارے لیے؟ مجھے فکر ہو رہی ہے تمہاری سینئیر"

وہ اب لاونج میں آ چکا تھا، گٹار سے دھنیں بکھیر کر تھک ہار کر اسے صوفے کی دائیں کنارے کھڑا کیے خود ٹانگیں پھیلا کر لیٹے بنا آواز کے چینل بدلا۔

"بہت ہوا، لیکن سنبھلنے کے سوا آپشن نہیں تھا۔ تمہارے اور لارا کے لیے بھی مشکل ہے۔ میری فکر مت کرو، ڈیڈی، دستگیر سب میرے پاس ہیں"

وہ بھی باہر لاونج میں آ کر بیٹھی تھی، کچھ ہی دیر میں مہمان آنے والے تھے جبکہ بہت پیارا سا پنک بٹن آپ شارٹ فراک، تنگ ٹروازر کے سنگ پہنے، بالوں کو کھلا چھوڑے، ہیلز میں، وہ بہت شاندار لگ رہی تھی۔

"ہاں اسکے لیے واقعی مشکل ہے، تب سے اب تک یہی سوچ رہا ہوں کہ اسے یہ سب کیسے بتاوں۔ لیکن ضروری ہے"

لوئے کی آواز میں اداسی اور بے بسی تھی جو صبور کی آنکھوں تک لمحے میں پہنچی۔

"ہمم۔۔ تم ٹھیک ہو؟"

صبور کے کچھ دیر بعد مدھم سے سوال پر وہ دل جلا سا مسکرائا۔

ابھی تو نہیں ہوں، وہ اس سب کو برداشت کر لے تو شاید میں بھی بہتر ہو"

"جاوں

لوئے کی آواز اسکے کانوں میں پڑی تو وہ جو لوز سا میسی بالوں کا جوڑا باندھے، گرے شرٹ اور گرے ہی تنگ پاجامے خے سنگ ننگے پیر ہی گھر کے سادہ سے خلیے میں نیند سے اٹھ کر کمرے سے باہر آ رہی تھی، آنکھوں سے رہی سہی نیند بھک سے اڑ گئی، قدموں میں سکت نہ رہی کہ لوئے تک کا فاصلہ کاٹ لیں۔

اللہ اسے صبر دے، اس نے اپنے اس باپ کو کھویا ہے جسکی حسرت، ایک" بار گلے لگنے کی خواہش ضرور اس لڑکی کے دل میں سانس لیتی ہو گی۔ تم

اسے سنبھالنے کے ساتھ ساتھ اپنا دل بھی بڑا رکھنا کیونکہ کب ہمیں ممی کی
"موت کی خبر ملے کچھ خبر نہیں
آخری جملہ ادا کرتے وقت جس طرح صبور کی آواز سسکی بنی، وہ لوئے کے
لیے بھی دل چیرنے سا تھا۔
" ہمم ٹیک کیئر "
لوئے کی دبی سی آواز پر صبور نے کال آف کی جبکہ لوئے کا دھیان آہٹ پر
لارا کی سمت گیا تو وہ فوری صوفے سے اٹھا اور ٹھہر جاتی بصارت میں لاتعداد
آنسو بھر کر تکتی لارا کو دیکھتے ہی پکڑ کر اسے اپنے گلے لگایا، شاید اس ایک
گلے لگنے نے دونوں کے دل کو دل کی کربناک حالت سے آشنائی دلا دی۔
وہ اسکی کمر آہستگی سے سہلائے خود میں نا جانے کتنے لمحے جذب کیے رہا۔
"بول بھی دو لو۔۔لوئے۔۔۔کیا برداشت کرنا ہو گا اب مجھے "

سسکی بنی وہ سر گوشی، لوئے بہزاد کا دل تڑپا کر رکھ گئی، وہ اسکو اپنے حصار میں ہی سموئے زرار و برولایا اور اسکے مضطرب و پریشان چہرے کو اپنی گلابی مائل ہوتی دکھ سے لبریز آنکھوں میں مرکوز کیا۔

"تمہارے بابا! ہی از نو مور۔۔۔اور کسی اور نے نہیں میری ممی نے مارا ہے انھیں۔اس بار میں نے تم سے کچھ نہیں چھپایا۔۔۔پہلے سن لو، مجھے مت چھوڑنا"

وہ لوئے کے ہلتے ہونٹوں سے نکلتی اس بھیانک سچائی کو سن کر اپنی آنکھوں سے ٹپک پڑتے آنسو کو فوری رگڑی اور دلخراش سا مسکرائی، اسکی مسکراہٹ نے لمحہ بھر لوئے سے قوت گویائی سلب کر لی۔

"اب لارا سانس لینا تو چھوڑ سکتی ہے لیکن تمہیں نہیں، رہی بات انکے مرنے کی تو تم نے دیکھا لوئے، اس شخص نے ہمیں کتنی تکلیف دی ہے، وہ ہمارے کتنے گناہ گار تھے ک۔کہ اللہ نے انکو ہم سے ملنے کی مہلت ہی نہ دی۔۔۔"

وہ سسک سسک کر بولتی سانس رکنے پر اسے بھرپور کھینچے اسکے حصار سے نکلتی جا کر صوفے پر لڑھکی تو لوئے بھی لمحہ ضائع کیے بنا اسکے پاس ہی جا کر بیٹھا، اسکا ہاتھ شدت سے اپنے ہاتھ میں لے کر چوما جو نفرت کے باوجود اس شخص کی موت پر سر تا پیر دہل گئی تھی۔

"وہ شخص اپنی کی زیادتیوں کا صلہ اس جہاں ضرور پائے گا۔ تمہاری مما کے جتنے حق اس نے کھائے ہیں، پورا حساب ہو گا۔ تم مت رو پلیز"

شاید اسے اپنے آنسوؤں کی بندش برقرار رکھنے اور دل کو معمول پر دھڑکانے کے لیے لارا کی مسکراہٹ درکار تھی مگر وہ روئی تو لوئے بہزاد کو لگا وہ یہ منظر کبھی نہیں دیکھ سکتا جس کا مرکز لارا کی آنسوؤں سے لبریز آنکھیں ہوں۔

"نہیں میں رو تو نہیں رہی لوئے، میری ممی اگر زندہ ہوتیں تو وہ ضرور رو رو کر آج دوبارہ مر جاتیں۔ اچھا ہوا وہ بہت پہلے ہی دنیا چھوڑ گئیں۔ جتنی محبت میری ماں نے اس شخص سے کی تھی اتنی تو شاید اس دنیا میں بھی موجود

نہیں۔ وہ اپنی قبر میں بھی تڑپ رہی ہوں گی تبھی میرا دل اداس تھا، اس شخص نے تو یونہی مرنا تھا، ہم مظلوموں کے آنسوؤں نے انکو یونہی نگلنا تھا۔ ایمر کو آج تک اس شخص نے چھوا بھی نہیں، ہجڑا ضرور تھا پر اچھوت تو نہیں کہ اس بچے کو ایسا تڑپایا اور ترسایا گیا۔۔۔۔ نا جانے اس شخص کی ایمر سے کی یہ ناانصافی کیسے معاف ہو گی، جیتے جی وہ باپ کے لمس تک سے

"محروم رہا، بس یہ سب میرے لیے بھولنا بہت مشکل ہے

لارا کی تکلیف اس وقت وہ بہت اچھے سے سمجھ سکتا تھا، تبھی تو اسکے ساتھ آنسو بہانے سے لے کر اس لڑکی کے ساتھ ہنسنے تک وہ اسکا ہم سفر بن جانا چاہتا تھا، وہ ابھی اپنے دکھ میں مبتلا تھی مگر لوئے کی خاموشی پر جھٹکے سے اپنی آنکھیں اس کی زرد رنگت اور سرخ انگارہ نظروں پر جما بیٹھی، اس صبر وہمت کے پیکر پر جس نے اپنی ماں کا ایک اور بھیانک روپ دیکھ کر بھی ضبط تھام رکھا تھا۔

لارا کے دل کو کسی نے کند چھری سے کاٹ دیا۔

"آر یو او کے لوئے؟"

اسکا ہتھیلی سے لوئے کی گال سہلا کر پوچھنا اسے بھی ہنسا گیا اور جس طرح وہ اسکو خود میں بیٹھے ہی بسا گیا، دونوں کی آنکھوں سے آخری آخری ملال، اور دکھ کی کثافت بہہ نکلی۔

میرا ٹھیک ہونا تمہارے ٹھیک ہونے سے مشروط ہے، روتی رہو گی تو"

"تمہارے ساتھ روتا رہوں گا

بہت دیر تک وہ اسکو حوصلہ دیتی رہی اور پھر کان کی لو کو مس ہوتے لوئے کے ہونٹوں سے اسکی سماعت میں اترتی بھیگی سرگوشی نے لارا کی آنکھوں سے آنسوؤں کو مزید جاری کیا۔

"اور مسکرائی تو؟"

وہ جانتی تھی یہ ابھی صرف خواب سا ہے پر اپنے سے زیادہ اسے لوئے کی فکر تھی کیونکہ وہ اسے یوں ٹوٹا اور بکھرا نہیں چھوڑ سکتی تھی۔

"تو مسکراوں گا"

اسکے چہرے کو دیکھنے کے لیے اسکے سامنے ہو کر پورے حوصلے سے جواب دیا تو بھیگی آنکھوں سمیت مسکرائی۔

"اکیلے نہیں ہو تم، تمہارے جیسی لارا ہے نہ تمہارے پاس"

خود زخموں سے چور مگر اس وقت اسکا یہ دلبرانہ ڈھارس پہنچاتا روپ، لوئے کے سارے درد پر مرہم بن کر رہ گیا۔

وہ جانتے تھے ہمیں ایسے دکھ ملنے ہیں، تبھی مجھے تمہاری محبت میں ڈال"

"دیا

لوئے کو اپنی حالت پر یہ اعتراف کرنا ہی پڑا۔

صرف تمہیں نہیں لوئے بہزاد، مجھے بھی تو اللہ نے تمہاری محبت میں ڈالا"

"ہے۔۔۔۔۔میری زندگی میں خوشی جہاں ایمر ہے تو سکون تم ہو

بھیگی آنکھیں، ہلکورے لیتے درد کو ہر ممکنہ سمیٹے ہوئے تھیں پر ہونٹ، لوئے کو سکون پہنچا رہے تھے، تبھی تو وہ بھی ہمت کرنے کا فیصلہ خود میں

مضبوط پا رہا تھا، دونوں کے دل جب جب ملتے، سکون، راحت، آرام و
عافیت سبھی سے جھولیاں بھر جاتیں۔
جانتا ہوں۔۔۔ایک دوسرے کے صرف عروج پر نہیں، ہم ایک "
"دوسرے کے زوال پر بھی ساتھ رہنے کے لیے بنے ہیں
اسے پکڑ کر واپس سینے میں چھپائے بھاری سی سرگوشی کی اور شاید اس
وقت انکا درد ایک دوسرے کی موجودگی ہی کم کرنے والی تھی، دکھ بڑے
ہوں تو حوصلے بھی بڑے کرنے پڑتے ہیں ورنہ جینا مشکل ہو جاتا ہے۔

.._____..

اسے گھر پہنچنے تک رات کے دس بج گئے تھے، ایمرجنسی طور پر کچھ کام
آ گئے تھے جو شہریار کو جلدی آنے نہ دے سکے۔

ڈرائیور بابا کے گیٹ کھولنے پر شہریار نے گاڑی گھر کے اندر داخل کی اور بند کیے گاڑی کا دروازہ کھولے اترا اور ایک مشکور نگاہ اب تک اسکے لیے جاگے چوکیدار بابا پر ڈالتا وہ سیدھا اندر بڑھا۔

ٹین رنگ کی ٹی شرٹ اور اس پر کھلے بٹنز والی چار کول بٹن آپ پہنے، بلیک جینز کے ہمراہ، پیروں میں ہم رنگے آکسفورڈ شوز، بالوں کا میسی بکھرا انداز جو اسکی تھکی، ویران سی حالت پر شاندار طور پر جچ رہے تھے، کچن کی طرف رخ کیا اور پیاس کا احساس ہونے پر ایک گلاس پانی پیا جبکہ ڈنر وہ کر چکا تھا سو نیند اور تھکن کو اتارنے کا سوچے زینے چڑھنے لگا۔

کمرے کے باہر پہنچے، رک کر آہستگی سے پہلے دروازہ کھول کر جھانکا، جہازی سائز بیڈ پر کروٹ پر لیٹی مانی پر نگاہ پڑتے ہی دل کا سارا دکھ ختم ہو کر رہ گیا، نیم سنہری روشنی میں وہ اسکا آرام بنا غور کے بھی جان گیا۔

مکمل اندر داخل ہوتے ہی وہ مانی کے قریب چلا گیا، اسکی سوئی حالت اور بند آنکھیں دل میں نا جانے کیوں کانٹے سی چبھیں، یوں لگا وہ ایک خوبصورت

شب سے لڑکی کی بے خبری کے سبب محروم ہوا ہے، مگر صبح کے لمحے یاد کرتے اسکے ہونٹوں پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

دوا کھٹے کر کے رکھے تکیوں پر سر رکھ کر دائیں طرف سوئی مانی کو تکتے کھڑے کھڑے ہی وہ اس پر جھکا، اسکی کن پٹی کی حرکت کرتی رگ پر لب رکھے، وہ کسمسا کر سامنے ہوئی جس پر اپنے آنے کی پراسرار سی خبر دیے وہ اسکی نرم سانسوں کی خوشبو محسوس کیے رخسار چومتا واپس اٹھا، اس دلبرانہ، جان فرسا سی قربت کے سبب مانی کی حرکت کرتی پلکیں اس لڑکی کے منصوعی سو جانے کا راز فاش کر گئیں۔

سنجیدہ ہونٹوں پر جان لیوا مسکراہٹ لیے وہ پلٹا، اوپر پہنی شرٹ اتار کر کاوچ کی طرف اچھالی اور صوفے پر وہیں بیٹھتے ہی اپنے شوز اتارے اور پیروں کو موزوں سے آزاد کرتے اٹھ کر آستین زرا زرا چڑھائے ہاتھ منہ دھونے کی نیت سے وہ واش روم کی جانب بڑھا اور اسکے اوجھل ہوتے ہی مانی کی آنکھیں وا ہوئیں اور اپنے قریب اب تک بکھری شہریار کی خوشبو

سونگھتے ہوئے اس نے سانس خارج کی اور خود کو ناراض ثابت کیے واپس آنکھیں میچ لیں۔

لگ بھگ دو تین منٹس تک وہ ہاتھ منہ دھوئے باہر نکلا تو جینز کے بجائے ٹراوز پہن لیا تھا۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی اسکی نظروں نے مانی کے منصوعی بے خبر ہونے کا احساس پایا تو دل کی دھڑکن بڑھی اور ریسٹ واچ اتار کر وہیں ڈریسنگ پر رکھے، وہ ننگے پیروں کے سنگ چلتا ہوا اسکی طرف آیا اور قریب ہی ٹک کر بیٹھا۔

"تمہیں کہا تھا سو نا مت مانی"

وہیں بیٹھے بیٹھے جھک کر سرگوشی کرتے اپنا دائیاں ہاتھ مانی کے سر سے گزارتے اپنے ہونٹ مس کرنے چاہے مگر وہ نا صرف آنکھیں کھول چکی تھی بلکہ لمحہ لگا کر سرک کر کروٹ بدلتی شہریار سے کوسوں دور جا لیٹی، وہ خوبصورت تراشے سنجیدہ لب پھر سے غضبناک مسکرائے۔

جاگ رہی ہوں لیکن مجھے آپ سے بات نہیں کرنی، کہا بھی تھا کہ مس کر "
رہی ہوں پھر بھی اتنا لیٹ آئے۔ جانتے ہیں نہ ہمارے پاس بہت کم وقت
"ہے، اس میں سے بھی۔۔۔۔

کروٹ بدلے ہی تکیے میں چہرہ چھپا کر اپنی آواز کو ہر ممکنہ ٹوٹنے سے بچائے
وہ بولتی گئی مگر اسکی زبان توتب گنگ ہوئی جب بالکل نزدیک اسی کے تکیے
پر لیٹتے ہی شہریار نے پکڑ کر اسے کسی پلاسٹک کی گڑیا کی طرح اپنے اوپر منتقل
کیا اور وہ ہل نہ سکے اس کے لیے اپنے دونوں ہاتھ بھی مانی کے گرد لپیٹے، وہ
روہانسی ہوتی اس ظالم کے حصار میں بے حس و حرکت سی قید ہو کر رہ گئی۔

اس میں سے بھی میں نے تمہارا حصہ کاٹ لیا یہی نہ، ڈونٹ وری ابھی "
تلافی ہو جائے گی۔ میرے جانے کے بعد جی بھر کر نیندیں پوری کرنا
کیونکہ اب سے میرے جانے تک تم رات بھر سو نہیں سکتی۔۔۔ نو
"پرمیشن

اپنی آنکھوں کو اسکی گلابی آنکھوں میں گاڑ کر شدت بھرے جملے ادا کرتا وہ اسکی رخسار سے ہونٹوں کو رگڑے مانی کو اسکے سابقہ جملے سے لاحق ہوتے خوف سے نکال نہ سکا بلکہ اپنی پر خمار، سرور سے بھری نظروں سے مانی کے جسم سے جان نکال کر رکھ گیا، وہ کیا بتاتا کہ وہ گرے، خمار کے گلابی حصار میں ڈوبی آنکھیں اسکے دل میں طلب وچاہ کی شدتیں کو، حدوں سے تجاوز کر رہی ہیں، شہریار جدون کے پیش رفت کرتے ہونٹوں کا رخ مانی کے تیز تیز سانس لینے کی اور جس شدت سے ہوا، ماحول پر اس فسوں گرنے جادو پھونکا، یہاں تک کہ آج اسکی کبھی نہ منتشر ہوتی دھڑکنیں تک اپنے تقاضوں کے منہ زور طوفان کو بھانپ کر تھم گئیں، آمنہ آفریدی کے سرخ پڑتے چہرے پر گلابی مائل ہوتے ہونٹوں، بے ترتیب سانسوں اور حرکت کرتے دل کی دلکشی نے ماحول کو آگ لگا کر رکھ دی۔

ک۔ کیاارادے ہیں آپکے شیری۔۔۔مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ سوئیں گے "
نہیں تو کیا کریں گے۔۔۔م۔۔میرا مطلب آپ میرے ساتھ کچھ غلط تو
"نہیں کریں گے نہ

وہ جو صبح بڑی چہک چہک کر بہکا رہی تھی،اس شنکجے میں اسکی سانس کے ساتھ کام کرتا دماغ بھی رک گیا،اپنی خواہش کے جان پرور حصار سے آزاد کرتے ہی مانی کے پھولے سانس کے سنگ بڑبڑانے پر اپنے ہونٹوں کو مسکراہٹ میں ڈھلنے سے شہریار نے بڑی مشکل سے روکا۔

فی الحال تو ارادے نیک ہی ہیں، میں تمہارے ساتھ غلط بھی کروں تو وہ"
ٹھیک ہو گا سو دوبارہ یہ بک بک مت کرنا کیونکہ اگر مجھے غصہ آگیا تو میرا تو
کچھ نہیں جائے گا، تمہارے یہ تین سال خاصے مشکل ہو جائیں گے۔۔۔۔
"باتیں کرنی ہیں مجھے تم سے۔۔۔بتاو دن کیسا رہا؟

مانی نے اسے مزاحمت کر کے اس خمار و سرور سے نکال کر خاصا چڑ چڑا کیا مگر وہ ضرور اپنی دبی بازو اسکے سینے سے نکال کر گردن میں باندھے اس پر

مزید ٹھیک سے سمٹی کیونکہ اس وقت وہ اپنی باڈی لینگوئج سے مانی کو بہت برا آزمارہا تھا اور اسکی دھڑکنیں مانی کے دل میں منتقل ہو کر لا یعنی اور بھیانک خواہشیں کر رہی تھیں۔۔

🔥🔥🔥

....★☆☆☆☆☆★....

"اچھا رہا بھیو آئے تھے"

مانی کی آنکھیں اسکی آنکھوں میں فرصت سے جمی تھیں، شہریار نے اپنا ہاتھ اسکی پشت سے لے جاتے عقب کی جانب شرٹ کے گلے تک لایا اور دوسرے ہاتھ سے اسکے سر پر دباو دیے اسکا چہرہ اپنی سمت کیے اسکی گردن پر مدہوشی و سرور کی کیفیت کے سنگ تشنہ لب رکھے، مانی نے اسکی منہ زور شدت سے گھبرا کر چہرہ مزید اسکے رخسار سے جوڑا۔

"آئی مس یو ٹو"

شیری کے سرگوشی میں کہے جملے نے مانی کے ہونٹوں پر گھبراہٹ کے باوجود مسکراہٹ بکھیری۔

"بٹ میں نے کب کہا کہ آئی مس یو"

چہرہ اسکی رخسار سے علیحدہ کر کے روبرو لاتی وہ منصوعی مغرور ہوئی جس پر اس بار شیری نے اسکی گردن دبوچے خود پر جھکایا۔

سانسوں، جسم و جان کی ساری تشنگی مٹنے تک وہ اسکے نرم ہونٹوں سے گفت وشنید کرنے کے بعد اسکی جذبات اور شدت سے نم ہوتی آنکھوں کو بغور دیکھنے لگا جو گلاب ہو کر رہ گئیں۔

"یہ پینڈنگ جواب تھا، میں چاہتا تھا تم مجھے مس کرو۔ دیکھنا چاہتا تھا مجھے یاد کرتی ہوئی کیسی لگتی ہو تبھی جان بوجھ کر دیر سے آیا"

اسکے گلاب ہونٹوں سے نظر بڑی دقت سے ہٹا کر خمار کے بادلوں میں ڈوبی وہ گرے آنکھیں تکتے لب سرسرائے جس پر مانی کی آنکھیں خفیف سی دھندلائیں۔

لیکن اس لمبی جدائی کے بعد واپسی میں جان بوجھ کر دیر مت کرنا شیری،"

"ایک دن کی بھی نہیں

وہ یہ ذکر اس وقت اپنے اور مانی کے بیچ نہیں چاہتا تھا، وہ بس مانی کے قریب بہت سی یادیں بنانا چاہتا تھا۔

"ایک سانس لینے کی بھی دیر نہیں کروں گا"

وہ خود کہیں دل سے پر ملال تھا اور مانی نے جس دقت سے آنسوؤں کو دبائے مسکراہٹ دی وہ قہر ناک تھا۔

تو میں کہاں تھی؟ جی۔۔۔ بھیو کے ساتھ بہت سی باتیں کیں۔ ہم نے"

مل کر ڈنر کیا پھر وہ چلے گئے، میں نے پورا دن پیپر کی بہت اچھے سے تیاری

"کی

وہ بات بدلنے کے ساتھ نظریں بھی بدل گئ،اپنی دائیں رخسار شیری کے کندھے سے جوڑ کر سر ٹکالیا۔

" میری طرف دیکھومانی"

اسکے چہرہ پھیرنے نے شیری کو بے قرار کیا جس پر وہ دونوں بازو اسکے سینے پر ٹکائے،ان پر ٹھوڑی ٹیکے فرصت سے اسے دیکھنے لگی۔

دیکھ رہی ہوں نہ،بیچ بیچ میں آپکے لشکاروں سے چندھیا جاتی آنکھوں کا"

نظارہ بدلنا بھی ضروری ہوتا ورنہ آپ نظر آنے بند ہو جائیں گے،میرا ہوش

"اڑ جائے گا جو میں ابھی بالکل افورڈ کرنے کی سچویشن میں نہی،

وہ اسے کبھی سنجیدہ نہیں رہنے دیتی تھی جیسے اس بار،شہریار کی آنکھیں اسکے جسم میں برق سی دوڑانے کا سبب تھیں حالانکہ وہ اسے بنا کسی گستاخی و بے خودی کے عام سا بس خود میں جذب کیے ہوئے تھا مگر یکدم شہریار کی اسکی شرٹ کے پار کمر پر سرکتی ہتھیلی نے مانئ کے دل کی دھڑکن بھی تیز کی۔

"کمر درد ٹھیک ہے؟"

بے ادب لمس فورا مسیحائی میں بدلا تو وہ شیری کے واپس ہلکا ہلکا دبانے اور سوال دونوں پر بوجھل سا مسکرائی۔

جی۔۔۔ لیکن آپ نے اگر ابھی کے ابھی ہاتھ نہ ہٹایا تو میرے دل میں "

"درد ضرور اٹھ جائے گا

یہ کہتے ہوئے اسکی نظر جھکی جبکہ شہریار کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے۔

"دل میں کیوں درد اٹھے گا؟"

شہریار کے حیرت سے پوچھے سوال پر مانی نے خود ہی اسکا ہاتھ بھی اپنی بیک سے ہٹایا اور اپنے آپ کو شیری پر سے میٹرس پر منتقل کیا مگر ہنور وہ اسکے پہلو میں ہی لیٹی تھی، اسے مانی کا دور ہٹنا اچھا نہ لگا۔

"میرے پاس کیوں نہیں ٹک رہی، میرے قریب رہو"

ایک بار پھر مانی کی نظریں چرانے پر شہریار نے اسے گھیر کر اپنے قریب سرکایا اور کروٹ مانی کی طرف پلٹی۔

"شیری! آپ اس طرح والار ومینٹک مت ہوں نہ پلیز"

ہتھیلی کی مٹھی بنائے اسکے سینے سے شرٹ جکڑے اسکی کھلی بازو پر سر رکھی ہی تھی کہ شہریار نے اسے مزید قریب کھینچا، اس سبب اس نے مانی کو اپنی سانسوں کے حصار میں لا کھڑا کیا تھا۔

تو پھر دور دور مت جاو مجھ سے، میں تمہارے آنسو، تکلیف اور دوری"

"تینوں افورڈ نہیں کر سکتا

گھمبیر سرگوشی جو ہونٹوں سے سانس لے کر نکلی اسکی تپش مانی کے رخساروں تک پہنچی، وہ خود نہیں جان پائی کہ کب اسکی آنکھوں سے اک آنسو ٹپک گیا۔

میں کیوں آنسو بہانے لگی، بس آپ پیار کرتے کرتے مجھے ڈرا دیتے ہیں۔"

"یہ سب چھوڑیں، میرے پاس آئیں

اسکی بازو سے مانی نے سر اٹھایا اور تبھی شہریار نے اپنی پھیلی بازو سمیٹی اور مانی نے جیسے ہی اپنی بازو اسکے سرہانے کے ساتھ پھیلائی، شہریار نے اپنا سر

اسکی بازو پر رکھے اس میں چہرہ چھپائے بازو گرد لپیٹی جس سے مانی کے دل کے بڑھتی حرکت وہ گہرائی سے محسوس کرنے لگا۔

"اب بتائیں شیری، کیوں چہرہ اترا ہوا ہے۔ کیوں اداس ہیں"

وہ مانی کے نازک وجود میں خود کو چھپائے ہوئے تھا جب مانی کے اسکے کان کی سمت جھکاو کے ساتھ کیے سوالات پر شیری نے اسے مزید جکڑا۔

کچھ مت پوچھو مانی، بس یہیں رہنے دو مجھے۔ کچھ یاد مت دلاو، مجھے اچھا"

لگ رہا ہے تمہارے دل کی یہ نازک سی دھڑکنیں سن کر، اتنی نازک کہ تم سانس لیتی ہو تو انکا تسلسل لمحہ بھر ٹوٹ جاتا ہے، مجھے سمجھنے دو کہ ہمارا رشتہ

" بھی اتنا ہی خوبصورت ہو چکا ہے

وہ اسکے ہر لفظ پر تکلیف محسوس کرتی اپنی آنکھوں کو مزید نہ روک سکی، وہ اسے یوں تڑپ کر دل کی بات کہہ کر تڑپا گیا تھا۔

بہت دقت سے مانی نے آنسو دبائے پر اسکی آنکھ سے بہتی نمی اس شخص کو اس سکون سے لمحے میں نکال گئی، وہ چہرہ پرے سرکائے اسے دیکھنے لگا۔

"ہے! تم رو کس خوشی میں رہی ہو؟"

شہریار کی خفا آواز پر مانی نے فوراً آنکھیں رگڑیں اور نظر بھی چرائی۔

"نہیں رو رہی شیری"

نظریں چرائے ہی رندھے لہجے میں جتایا گیا تبھی وہ زرا جھٹکے سے اٹھ کر لیٹے اسکے برابر لیٹا۔

"آئی وش ہم کبھی دور نہ ہوتے، لیکن ممکن ہے یہ وقتی دوری، تمہارے

"مجھ سے ہمیشہ کے لیے چھن جانے کی تکلیف سے نجات کا وسیلہ ہو

اپنی انگلیوں کی پوریں مانی کے رخسار پر پھیرے اسکے بے لگام آنسو فوری پونچھے تو مانی نے نا صرف سر ہلایا بلکہ اسکی طرف کروٹ لیتے ہی اسکے پہاڑ وجود میں سمٹی۔

"اللہ پاک مجھے آپ سے کیسے چھین سکتے ہیں بھلا، انکو تو سب پتا ہے، وہ بھی جو میں آپ سے آج تک نہیں کہہ سکی۔ میری کوئی زندگی ہے آپکے بنا؟ بنا زندگی والی مانی کا دنیا میں کیا کام؟"

نم آواز میں سرگوشی کیے وہ شیری کو یہ کہہ کر مسکرانے پر مجبور کر گئی، وہ مانی کے لیے حد سے کہیں زیادہ پیارا تھا۔

"رومت، مسکراو۔ایسی مانی نہیں پسند جسکے آنسو مجھے بھی تکلیف میں مبتلا کریں۔مجھے اچھا لگ رہا تمہارے پاس، کچھ اور سوچنے کا من ہی نہیں"

اسکے سر سے بازو گزارے اپنے قریب کرتا، اسکے رخسار کی نمی اپنی ہتھیلی میں جذب کی اور وہ اسکی خواہش پر مسکرا بھی دی۔

"میرا بھی، آپکو سوچنے بیٹھتی ہوں تو ویسے بھی دنیا بھول جاتی ہے۔میں رہ لوں گی شیری، میرے لیے پریشان نہ ہوں اور نہ مجھے رلائیں نہ خود اداس ہوں۔میں بس کبھی کبھی آپکو کہیں نہ پا کر تھوڑا سا رو کر ٹھیک ہو جاوں گی، یہ سوچ کر کے اس وقت آپ جہاں ہیں میرے لیے ہی ہیں"

وہ خود کو ہر ممکنہ سلامت پیش کر رہی تھی جو حقیقتا نہیں تھی، وہ اسکی آنکھوں میں صاف دیکھ رہا تھا جہاں ابھی سے اک کرب براجمان ہو چکا تھا۔

اوکے ہم اب اس متعلق کوئی بات نہیں کریں گے، ویسے بھی میں جب"
جاوں گا تو بتا کر نہیں جاوں گا کیونکہ مجھے بائے کہنا بہت برا لگتا ہے، اس بار تو
تمہیں کہنا ہے سو زہر لگ رہا ہے۔۔۔۔تم سمجھ جانا کہ یہ میرے لیے ایک
"آسانی ہے، مجھ پر یہ فرض معاف کر دینا
وہ تھوڑا رنج زدہ، بہت سا بے بس اور بے شمار الجھا تھا اور مانی کے دل پر اسکا
اچانک جانا قہر برپا کر گیا پھر بھی وہ پورے دل سے مسکرا کر ہامی بھر گئی۔
یہ بھی معاف کر دیا بھلے دل کتنی ہی تکلیف سے کیوں نہ دوچار ہو جاتا۔
"مجھے بھی آپکو بائے کہنا سوٹ نہیں کرے گا"
وہ اسے دیکھتی بھلے مسکرا کر بولی پر شیری کی آنکھوں سے ان گرے
آنکھوں کا درد نہ چھپ سکا۔
"مانی۔۔۔ایسے مت کرو پلیز"
وہ اسکی گزارش پر آنکھیں چراتی مسکائی۔

کچھ نہیں کر رہی شیری، لیکن جانے سے پہلے آپ مجھے میرے آئی لو ویو کا"
جواب دے کر جائیں گے۔اور کوئی جھوٹا جواب نہیں بلکہ پیور، نہیں محبت
" تو آپ ناں کہہ دینا۔۔۔
آنکھیں چراتے ہی وہ کھاری آواز میں بولی مگر اسکی یہ خواہش شہریار جدون
کو باندھنے کی سازش کرتی نظر آرہی تھی اور وہ اتنا سنگدل تو نہیں تھا کہ
زندگی کے ساتھ ساتھ اس لڑکی کا سانس لینا بھی دشوار کر کے جاتا۔
"ناں کا سوال نہیں رہا، چلو سو جاو۔۔۔۔ تمہارا جواب تمہیں مل جائے گا"
مزید خود کو اس نعمت خداوندی سے محروم رکھنے سے وہ مشکل میں پڑ رہا تھا
تبھی مانی کی عافیت ہی بہتر لگی۔
"واقعی سو جاوں؟ آپ نے جگا کر نہیں رکھنا تھا مجھے؟"
مانی کی حیرت اور حیرانگی پر شہریار کی آنکھوں میں بھی خمار سا لہرایا۔

ابھی تم میرے کسی کام کی نہیں ہو، نہ میں چاہتا ہوں میرے جانے تک "
میرے کام کی مجھے دیکھائی دو۔ میں حدود دسترس میں توازن رکھنے کا
" قائل ہوں، خود کو اتنا ہی عیاں کروں گا جتنا ہم دونوں کے لیے بہتر ہے
وہ اسے ڈھکے چھپے الفاظ میں جو سمجھا رہا تھا، مانی کو سمجھنے میں کچھ لمحے لگے
تبھی چہرہ سرخیوں میں ڈھلا۔

مطلب آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ جب آپ مجھے اپنے قریب کریں تو میں "
مزاحمت کر کے اپنا آپ آپ سے دور لے جاوں؟ آپکو خود پر زرا سی بھی
اجازت نہ دوں۔ آپ کی دسترس سے نکل جاوں، آپکی خوشی کو جھٹلا کر خود
کو آپ سے محروم کر دوں۔۔۔۔ اگر آپکی تمہید کا مفہوم کچھ ایسا ہے تو
سوری، میں اپنی جان تو دے سکتی ہوں، آپ کو خود سے محروم نہیں کر
"سکتی۔۔۔ گڈ نائیٹ

اسے یہ برا لگے گا یہ شہریار کو اندازہ نہ تھا تبھی وہ نا صرف اسکی بازو پر سے سر اٹھا کر دور سرک کر لیٹی بلکہ آنکھ سے ٹپکتا آنسو بھی رگڑا، شہریار نے فوری اسکے گرد بازو لپیٹے کروٹ اسکی طرف بدلی۔

"!مانی"

اسکے کان کی اور جھک کر نرم سا پکارا پر وہ ہنوز اس کی ستم گرانہ خواہش پر روٹھی رہی۔

"مجھے اچھا لگتا ہے آپکا میرے لیے خ۔خود کو سرینڈر کرنا، میرے ل۔۔لیے خود کو میری خواہش بنا دینا۔جو چاہوں اسکے لیے اجازت د۔دینا۔آپ ہوتے کون ہیں مجھے یہ بتانے والے کہ مجھے آپ سے کتنا اور کب پیار کرنا ہے اور کب رک جانا ہے۔۔۔۔۔"

مانی کی ہچکیاں اسکی سسکیاں سنے وہ اسی سوچ میں تھا کہ کس بد دماغ سے کیسی بکواس کر بیٹھا ہے۔

"او ملکہ جذبات! بریک لگاؤ"

شیری کے منہ بسور کر اسے مزید گھوٹنے پر وہ بالکل نہ مانی۔

"یو آر لائک آسٹون شیری۔۔۔۔تو آپکے حصے کے جذبات بھی اللہ پاک نے مجھ میں انسٹال کر دیے۔یو آر سو روڈ، ہارٹ لیس مین۔۔۔۔"

وہ اسکی طرف واپس کروٹ بدلتے اسکے سینے پر مکا برسا تو بیٹھی پر اب بھی اس شخص کا زخم، ایسے شدید وار پر درد سے بھرا مگر شیری نے اسکے وار کو مسکرا کر برداشت کیا جس پر مانی کا دل چاہا اپنے ہاتھ کو توڑ دے۔

"سوری"

فوری ناراضگی نے دکھ کی جگہ لی۔

"آپ مجھے سکون دیتے ہیں نہ۔۔۔یہ مت بھولا کریں، میری بے سکونی کیوں بڑھا دیتے ہیں، محبت کی پھوار سے راحت بخشنے کے بعد ایسے تنبیہی الفاظ کو اپنے لہجے کی آگ میں سلاخ کی طرح سلگھا کر میرے دل میں گاڑ دیا یہ بھی نہیں سوچا کہ ایسا سوچ کر بھی مانی کو کچھ ہو سکتا ہے"

وہ سچ میں ہرٹ ہوئی تھی اور اب شیری بھی سر کسی دیوار سے مارنے کا طلب گار تھا۔

"میں نے ایسا بھی کیا کہا ہے کہ تم میری جان لینے پر اتر آئی ہو؟"

احتجاج کرتا ہوا وہ اس وقت مانی کو اتنا پیارا لگا کہ اپنے ڈرامے کو دل چاہا سچ کر دے۔

"یہی کہ میں آپکو اپنی طرف بڑھنے سے روکوں، کیونکہ آپ میں جن وارد ہونے لگتے مانی کی ادائیں دیکھ کر پھر آپکو خود پر کنٹرول نہیں رہتا، آپ چاہتے کہ یہ بھرم ودوری قائم رہے تاکہ مانی کو ہمارا بے بی اکیلا نہ پالنا پڑ جائے"

وہ اسکی اداسی وتڑپ پر بنا سوچے بڑبڑائی مگر یہ سب بک دینے کا احساس ہوتے ہی مانی کو لگا کاش زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے، خود شہریار کے چہرے کی رنگت اتنی بے باک وضاحت پر بدلی۔

"بیڑا غرق ہو جائے تیرا مانی، یہ کیا بول بیٹھی ہے۔اب تو تیری موت پکی"

شہریار کی غصیلی نظریں اسکے اندر تک گڑھ رہیں تھیں تبھی تو وہ ہلنے کے بھی قابل نہ رہی۔

"کیا بکواس کر رہی ہو؟ تمہارا دماغ کہاں پہنچ گیا ہے مانی۔۔۔۔۔؟ تم اپنی پھینٹی لگوانے کی کوشش کر رہی، زبان کو کبھی لگام بھی لگایا کرو"

شیری کا دل تو یہی کیا کہ اسکی گردن دبا دے جبکہ مانی نے لرز کر پلکیں گرائیں، جو کہہ بیٹھی تھی وہ چلو بھر پانی میں ڈوبنے کا مقام تھا۔

"دوبارہ تم نے یہ فضولیات سوچیں تو تمہارا گلا دبا دوں گا، تم خود کو سنبھال لو وہی کافی ہے۔ یہاں مجھے اسکی فکر کھائے جا رہی اور یہ ابھی سے دس سال آگے چل رہی ہے۔۔۔۔ حد ہوتی ہے"

دل تو اسکا مانی کو جنجھوڑنے کا کر رہا تھا پر وہ خود ایسی بک بک پر پشیمان تھی تبھی شیری کو بھی لہجہ نرم رکھنا پڑا۔

"س۔ سوری شیری۔۔ زبان پھسل گئی نہ۔۔۔۔ میرا وہ مطلب نہیں تھا۔۔۔ مطلب آپکے ہاتھ ہے نہ سب، یعنی یہ

مانی کی منمناہٹ پر وہ یوں گھورا کہ مانی کی زبان خوف سے رکی۔

"میرے ہاتھ صرف یہی ہے کہ تم ایک نارمل زندگی گزارو، تمہیں میں وحشی درندہ لگتا ہوں کیا کہ تمہارے بچپن کو ذمہ داری بنا دوں؟ پانچ سال سے پہلے نو بے بی اور یہ بات ابھی سے ذہن میں بٹھالو۔ میری واپسی کے باوجود مزید دو سال تمہیں اس بارے سوچنا بھی نہیں ہے"

شہریار کے سنجیدہ اور برہم ہونے پر مانی نے اداس ہوئے اسے دیکھا۔

"مطلب ہم پانچ سال تک دو کناروں کی طرح رہنے والے، ہائے مطلب میں خود کو چنی کا کی سمجھنا شروع کر دوں۔۔۔اوکے آج سے میں آپکو بے بی دیکھائی دوں گی، بہکانے والی مانی گئی، فیڈر پیتی ہوئی ملنی۔ کہتے ہیں تو دادو سے اپنا بچپن کا جھولا اور واکر بھی منگوالیتی۔۔۔۔میں تو بھئی بہت چھوٹی ہوں، میرا تو بچپن شریف چل رہا"

جل بھن کر بڑبڑاتی وہ شہریار کو ایک بار پھر سنجیدہ نہ رہنے دے سکی۔

"باز آنا ہے تم نے یا نہیں؟"

یہ کچھ زیادہ ہی چبھتا محسوس ہوا۔

آ گئی جناب۔۔۔اب نو کس نو ہگ، نو کڈلنگ۔۔۔۔اب صرف آپ مجھے "

" گودی میں اٹھا کر جھولے دینا۔

مانی سے پنگا لے کر وہ خود پچھتاتا یہ تو جناب کو یقین تھا۔

" میں سب کروں گا اور تم مجھے اریٹیٹ کرنا بند کرو مانی"

خونخوار تیور لیے شیری شدید بدمزہ ہوا اور مانی کو اسکی دکھتی رگ دبائے

قرار سا ملا۔

"جی نہیں، اب آپ مجھے ٹچ بھی نہیں کریں گے "

ضد کی تو وہ بھی بہت بری تھی مگر اگلے ہی لمحے شہریار نے اسکو جکڑے

قریب کرتے وہ سب کیا جسکو مانی صاحبہ نے ممنوع کیا تھا اور دونوں کے

سارے ارادے دھرے کے دھرے رہ گئے کیونکہ خمار آنکھوں میں پھیلا

اور دونوں پاگلوں کی طرح ہنس دیے۔

ایسے دعوے نہ کیا کریں میری جان جومانی کی ایک انگڑائی سے ہی پاش"
پاش ہو جائیں، آپ نہ مجھے بے بی سمجھتے ہیں نہ میں ہوں سو یہ فضول کی
حدود بندی سے آگے سے گریز کیجئے گا۔۔۔۔۔۔۔مجھے آپکی محبت چاہیے،
لاڈ نہیں۔وہ دینے کے لیے میرے پاس میرے بھائی اور داد وہیں۔۔۔۔۔
"

شہریار کی آنکھوں میں بے باکی سے آنکھیں گاڑ کر وہ اسے کسی قابل نہ چھوڑ
رہی تھی، جبکہ شہریار اس لمحہ واقعی مظلومیت کا شہکار لگا۔

"سو جاو مانی، تھپڑ کھاو گی اب"

اپنے آپ کو اس چڑیل کے شر سے بچائے شیری پرے سرکا مگر وہ اس پر
آدھی سے زیادہ چڑھ کر حاوی ہوئی۔

"سلادیں نہ، اپنے سٹائیل سے۔۔۔۔"

مانی کی خواہش سن کر شہریار نے خوفزدہ نگاہ اس بہکی بلا پر مرکوز کی اور
واقعی وہ اس وقت شہریار کو ڈرا ہی تو چکی تھی۔

اگر تم مزید مجھ سے چپکی تو کاوچ پر چلا جاوں گا، مجھے کچھ نہیں کرنا، جان"
"چھوڑو

اس سے پرے سرک کر سونے کی کوشش کرتا وہ دور ہوا اور مانی نے بہت مشکل سے ہنسی روکی۔

بڑے آئے تھے مانی کی جان نکالنے والے، اپنی نکل رہی جان۔۔۔۔۔"
"اگلی بار مجھ سے بعث کی تو اپنے بال کھول دوں گی

وہ اسکے اس بار شرافت سے سینے پر جھک کر دھمکانے پر چونکا۔

"اچھا! وہ کیوں کھولو گی۔۔۔ڈرانے کے لیے؟"

شہریار کا دلچسپی بھرا سوال سنے وہ اسکے چہرے پر جھکی اور گال اپنے گلابی لبوں سے چومی جس پر شہریار نے اسے سرد نظروں سے لتاڑا۔

آپکو مارنے کے لیے۔۔۔۔۔شکر منائیں کہ آپکو زندگی کی تین سال مل"
رہے ہیں شہریار صاحب، ورنہ میرے رحم و کرم پر آپ میرے سوا کسی
"کے نہ رہتے، اپنے بھی نہیں

اسی کے سینے پر آسودگی و تھکن کے سنگ سر رکھ لیتی وہ یہ کہہ کر نیند سے بوجھل ہوتی آنکھیں میچ گئی، وہ غضبناک مسکرایا اور اپنے بازو اس زندگی جیسی لڑکی کے گرد پورے جوش سے حائل کیے۔

ایسی آمنہ آفریدی، شہریار جدون کی واقعی جان لے سکتی ہے۔ تم بھلے "

"آفت ہو، لیکن تم میری ہو مانی

ایک لمبی بحث کا اختتام شہریار جدون کے ہونٹوں سے نکلے اعتراف پر ہوا تو وہ اسکے سینے سے سر اٹھا کر چہرہ گمائے اسکی یہ سب کہتے وقت آتشی سنہری جان لیوا ہو جاتی آنکھیں دیکھنے پر مجبور ہوئی۔

دونوں مسکرائے تو ماحول کو آگ لگ گئی۔

"میں آپکی ہوں، سر سے پیر تک "

خمار کے بادل ان گرے آنکھوں میں غالب آئے اور اس بار شہریار جدون نے اسکے ہونٹوں کے بدلتے ذائقے، بے باک ہوتی خواہش پوری شدت سے اپنی نس نس تک اترتی محسوس کی، اور یہ قربت اتنے سے فسوں کے

سنگ ایسی ہی دہکی ہوئی بچی، جب مانی کا دل کانپ اٹھا تب خود ہی رہائی کو تڑپے اس نے اسکے سینے میں چہرہ چھپا کر اپنی عافیت کا رخ بدلے خمار و نیند کو خود پر اوڑھا مگر شہریار جدون کو اسکے آئی لو ویو کا جواب ضرور مل چکا تھا۔

.. _____ ..

بہت دنوں بعد نانی پر رحم آیا ہے، یہ بھی تمہاری لعلین آئی اور تمہیں "
" کھینچ لائی ورنہ تم کہاں مجھے اتنا سارا ملتے

لئیق بھلے ڈنر کر آیا تھا مگر چونکہ آج یہاں بھی کافی اسکے پسندیدہ پکوان بنے تھے سو پیٹ میں رکھی تھوڑی سی گنجائش اس نے آفریدی حویلی کی جانب سے ملتی ڈنر کی آفر پر پُر کرنے کا فیصلہ کیا۔

لعلین، سیلی کے ساتھ تھی اور بھجت اور لئیق نے مدیحہ آفریدی کو گھیرا تھا، لئیق سے وہ شکوہ کرنے میں سچی تھیں، کہاں ملتا تھا وہ مہربان آسانی سے۔

میں نے سوچا کہ آپ کو آپکی نورمل گئ،اب ہمیں کس نے پوچھنا ہے۔سو"
"ہم خود ہی دیوار سے جا لگے
اعلی پائے کی اداکاری کے جوہر دیکھائے وہ اپنی مظلومیت سے نہ صرف
بھجت کو ہنسا گیا بلکہ گرینی نے بھی لگے ہاتھوں اس دیوداس ٹائپ نواسے کا
کان دبوچا جس پر ڈنر لگاتیں وہ حسین بہنیں اور ایک دوسرے سے پیاری
دوشیزائیں بھی ہنس دیں۔
"فلمی نہ بن زیادہ، گرینی سے پٹنا ہے تجھے"
وہ واقعی خفا ہوئیں جس پر لئیق نے شرارت ترک کی اور انکا وہی ہاتھ اپنے
ہاتھ میں لیے بوسہ دیا، وہ لئیق کی ایسی محبت پر جی سی اٹھیں۔
آپکی مار بھی اچھی ہی ہوگئ۔۔مارلیں گرینی، ویسے بھی کچھ لوگ کہہ "
"رہے ہیں کہ لئیق ایزد بگھڑتا جا رہا ہے

لئیق کی نظریں اپنی والی پر جس شوخی سے ٹکیں، سب نے لئیق اور لعلین کا آئی کانٹیکٹ دیکھے من ہی من میں سمائیل دی جبکہ سیلی نے تو باقاعدہ ہنس کر لعلین کو چھیڑا۔

"دادو! چپل دوں"

بھجت صاحب کا گفتگو میں ایسا حصہ سب کو ہنسا گیا جبکہ لئیق نے یوں بھجت صاحب پر نگاہیں جمائیں جیسے دل کا رواں رواں گا رہا ہو کہ "دوست

"دوست نہ رہا

ناٹ فئیر بھجت صاحب! کل کو کوئی کام پڑا تو خصور میرے ہی در پر آئیں"

" گے، سو ایسی شرلیاں چھوڑتے سمے احتیاط کا دامن تھام لیں

اس وقت نہ تو وہ خود سنجیدہ تھا نہ وہاں کوئی سنجیدگی کو جاننا چاہتا تھا، بھجت کا قہقہہ آفریدی حویلی کے در و دیوار میں گونجا۔

"اوئے! میرے سامنے میرے جان سے پیارے پوتے کو دھمکا رہا ہے"

لئیق کا دل ایسی طوطا چشمی پر دھک سے رہ گیا، منصوعی مسکینیت کے سنگ لئیق نے گرینی کی اس درجہ سنگدلی پر معصومانہ اداس تاثر دیا جو مسکراہٹ دبائے بیٹھی بہت دن بعد یوں کھل کر ہنسی تھیں۔

"ہک ہاہ! بے وفا گرینی"

منہ بسورے وہ شکوہ کرتا سب کو تو کیوٹ لگا ہی، لعلین تو اسکا یہ روپ دیکھ کر اور فدا ہو گئی۔

وہ تینوں تو ہنس رہے تھے جبکہ لعلین کی آنکھوں میں پھیلے رشک پر سیلی نے اسے عقب سے بازووں میں بھرا تو ہونٹوں پر خود بخود مسکراہٹ پھیلی۔

تمہارا لئیق آل راونڈر ہے، دادو کی طبعیت بوجھل تھی پر دیکھو کیسے اسکے ساتھ بچی بن گئی ہیں۔ بھجت بتا رہے تھے کہ کبھی کبھی وہ لئیق کو بہت مس کرتی ہیں، ایسے لئیق کو۔ ان نواسے پوتے نانی دادی کا رشتہ بہت کیوٹ ہے"

سیلی کے رشک بھرے جملوں پر وہ بھی زرا چہرہ ترچھا کیے آپیا کو دیکھے مسکائی۔

میں لئیق کو اکثر یہاں لاتی رہوں گی، تاکہ اسکی گرینی کو اسے مس نہ کرنا"
پڑے۔۔ بائے داوے، مس ممی۔ آپ نے سنا تھا نہ کہ ہانیہ کیا کہہ رہی تھیں، بہت رسکی پریگنیسی ہے، مجھے آپکی بہت فکر رہے گی پلیز اپنا بہت خیال رکھیں"

لعلین کے پہلے جملے پر وہ مسکرائی تو آخری ہدایات پر پیار سے پلٹ کر حصار لیتی لعلین کو گلے سے لگایا، ہمیشہ یوں ان دو کے دل کو راحتیں ملتیں۔

بھجت مجھے کوئی کوتاہی کرنے دیں گے بھی نہیں، انکا بس چلے تو سیاست " بزنس سب چھوڑ کر میرے سرہانے بیٹھ جائیں۔ جس روح نے آنا ہے وہ آ کے رہے گی، تم بھی جلد ماں بنو گی میری اس وقت ہر دعا تمہارے لیے بھی ہے"

سیلی کا پیار بھرا لہجہ اور دعا جس پر وہ کچھ اداس سی ہوئی۔

بہت سی دعا کرنا آپیا، کہتے ہیں ایسی حالت میں دعائیں رد نہیں ہوتیں۔"
باقی بھجت آپکی کیئر کرتے رہیں گے کیونکہ جان ہیں آپ انکی۔اور میں بھی
چکر لگاتی رہوں گی، یہ احساس کہ آپ ایک بے بی کو جنم دیں گی اور مجھے یہ
"ماں جیسی سیلی اس بے بی سے شئیر کرنی ہو گی، کھٹا مٹھا سا ہے
لعلین کی باتوں پر سیلی بے اختیار ہنسی اور پیار سے لعلین کی گال چومی۔
میرا پہلا بچہ تو تم ہی رہو گی، آپیا کی جان بستی ہے تم میں۔۔۔۔خواہش تو"
یہی تھی کہ تم بھی ماں بن جاو لیکن شاید اللہ کے ہاں اس سے بہتر لکھا ہے۔
"ضرور آتی رہنا کیونکہ مجھے تو تھوڑا سا سفر بھی آج منع ہو گیا
اپنے آپ کو سیلی کا بے بی وہ ہمیشہ چاہتی تھی تبھی آپیا کے پیار پر کھکھلائی اور
آنے کی پوری یقین دہانی بھی کروائی۔
"آپ فکر نہ کریں، میں آتی رہوں گی۔۔۔۔"
لعلین کے اقرار پر سیلی بھی مسکرا دی۔

ڈنر سب نے مزے دار سے ہلکے پھلکے ماحول میں کیا، لئیق نے بس چکھنے کی حد تک سب کھائا کیونکہ آل ریڈی مانی کی طرف وہ اچھے سے ڈنر کر کے آیا تھا۔

گیارہ ساڑھے گیارہ تک لئیق اور لعلین نے ان سب سے اجازت لی تو بھجت اور سلینا ہی دونوں کو باہر تک سی آف کرنے آئے۔

"سیلی، اپنا خیال رکھیے گا"

لعلین نے جاتے جاتے بھی تاکید نہ بھلائی جس پر بھجت نے یہ فریضہ مسکراتے مسکراتے خود سنبھالا۔

"فکر مت کرو لعلین، بھجت آفریدی تمہاری آپیا کا خیال خود رکھے گا"

سیلی کے لیے بھجت کی محبت کے وہ دونوں معترف تھے سو لعلین ہر فکر بھلائے سیلی سے گلے ملی اور یاروں نے بھی گرم جوشی سے گلے لگے اجازت طلب کی۔

جب تک لئیق اور لعلین کی گاڑی آفریدی حویلی سے نکل نہ گئی، بھجت اور سلینا وہیں کھڑے رہے۔

کن پٹی پے بھجت کے ہونٹوں کی مہر کے ساتھ، ساتھ لگانے پر وہ اسکے روبرو ہوتی مسکرائی۔

"دنیا جان جائے گی اب کہ تم بھجت آفریدی کے لیے کتنی قیمتی ہو سیلی، یہ نو ماہ صرف تمہارا نہیں میرا بھی ٹاسک ہے، اور ان نو ماہ میں اپنا آرام و سکون تم پر بنا سوچے وار نہ دیا تو میرا نام بھجت آفریدی نہیں"

محبت سے اٹے، خوبصورت لب و لہجے میں وہ سیلی کو یہ کہہ کر اتنا جذباتی کر گیا کہ وہ نم آنکھوں سے مسکراتی اسکے گلے جا لگی، کیونکہ ان دو کا سکون اب ایک جیتی جاگتی شکل کی صورت انکی زندگی میں آنے والا تھا اور یہ سفر دونوں کے لیے مبارک ہو، دل کی ہر دھڑکن بس یہی دعا کر رہی تھی۔

جبکہ لعلین اور لئیق کا سفر بھی خوبصورت تھا، دھیمی سی وائلین ٹیون گاڑی کے اندر کے ماحول کا سکوت توڑ رہی تھی اور لعلین نے اپنا سر لئیق کے

کندھے پر رکھے دونوں ہاتھوں سے اسکی بازو تھام رکھی تھی، ایک
دوسرے کے مخص پاس ہو کر ہی انکے دل کی دھڑکنیں منتشر و بے باک ہو
جاتی تھیں۔
تمہارا اور گرینی کا رشتہ بہت خوبصورت ہے لئیق، تم ہر رشتے میں کتنے "
"پیارے ہو
لعلین کی آواز، شدت جذبات سے دھیمی تھی اور وہ اک نظر اس لڑکی پر
ڈالے واپس سامنے نظریں جمائے میانہ روسا مسکرایا۔
وہ مجھ سے نور سے زیادہ پیار کرتی ہیں سو مجھے ہمیشہ انکو انکی محبت کا صلہ دینا"
پڑا، پہلے جبر کے سنگ لیکن اب نیچرل ہو گیا سب، جب ممی نے انکو معاف
"کر دیا تو میری کیا مجال کہ دل میں انکے لیے رنجیش رکھوں
مسکراہٹ نے سنجیدگی کا روپ بدلا تو لعلین نے اسے نظر اٹھائے دیکھا۔
بہت اچھا کیا تم نے، ممی کی جنگ بہت اچھے سے لڑی، اب تم جتنے پیارے "
ہو اتنے ہی سب کے سامنے رہو تو مجھے بھی اچھا لگے گا۔ یعنی گرینی کو بھی

وقت دیا کرو کیونکہ اس عمر میں انکو بہت سا پیار چاہیے ہو گا۔ فرہاد بابا کے "لیے تو اب لال نور ہیں، اب انکو میسر رہو جنکو تمہاری زیادہ ضرورت ہے

لعلین کے سر اٹھا کر یہ سب کہنے پر لئیق نے اسکا مرمریں ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے بے تابی سے چوما تو اسکے ہونٹوں پر فطری متبسم رنگ اترے، وہ جب جب چھوتا، کوئی اسم محبت پھونک دیتا جسکے حصار سے وہ تادیر نکل نہ پاتی تھی۔

"ایسا ہی کروں گا، آپکو اچھا لگنے کے لیے ہی تو اب جینا ہے روح رواں"

وہ اسکے پھر سے محبت سے بھر جانے پر شوخ و کھکھلاتا ہنسی، لئیق ایزد کا دل چاہا کاش وقت اسی مسکراہٹ کے جان لیوا لمس کو تسخیر کرنے کے لیے رک جائے۔

وقت کیسا بھی ہو، ماحول جو بھی ہو، وہ لعلین کی جان لینے کا ہر ہنر جان چکا تھا۔

بابا کہنا بھی شروع کر دو پلیز، اب تو مشکل نہیں ہو گی۔ تمہیں پتا ہے ایک "
دن میں بابا سے ناراض ہو گئی، کیونکہ انہوں نے میری فیورٹ شرٹ نہیں
"پہنی تھی اور اسی ناراضگی میں انکو مسٹر ابراہیم سلطان کہہ دیا
یہ معاملہ بیان کرتے ہوئے وہ محسوس کر سکتا تھا کہ لعلین کی آواز بھاری
ہوئی ہے۔
"پھر؟"
لئیق کے بے صبری سے کیے استفسار پر لعلین کی آنکھوں سے اک آنسو
ٹوٹ گرا۔
وہ کئی گھنٹے روتے رہے، میں تو خفا تھی سو اسی ناراضگی میں سو گئی مگر وہ نہ "
سو سکے۔ جب جاگی تو میرے سرہانے بیٹھے بیٹھے سوئے ہوئے تھے، جیسے
کوئی روتے روتے نیند میں اتر جائے۔ بہت پچھتائی تھی، وعدہ کیا دوبارہ ان
کو ایسا نہیں کہوں گی کیونکہ میرا یوں اجنبیت سے پکارنا انکے دل کو بہت
بری طرح ہرٹ کر گیا۔ جیسے میرے پاس وہ واحد اپنے تھے ویسی انکی بھی

لعلین واحد تھی۔۔۔۔۔ سوچو فرہاد بابا کتنے سالوں سے یہ سہہ رہے ہیں، ہو
" سکتا ہے تکلیف انکو بھی ہوتی ہو۔۔۔۔ سب بابا ایک جیسے ہی تو ہوتے ہیں
وہ خود بھی لعلین کی تکلیف پر آزردہ ہوا، دل جیسے پھٹ سا گیا۔
میں انکی تکلیف ختم کر دوں گا آئی پرامس میری جان، یہاں آئیں۔ میں "
ہوں آپکے پاس، روئیں مت۔ آپکے بابا جہاں ہوں گے مسرور ہوں گے۔
جب وہ آپکو میرے پاس اتنا خوش دیکھتے ہوں گے تو انکی زندگی کے ہر دکھ کا
" مداوا ہو جاتا ہو گا

اسے روتا دیکھے وہ اسے ڈرائیونگ کرتے ہی ساتھ لگائے بولا جبکہ بابا کو یاد
کرنے کے لیے لعلین کو کسی موقعے کی ضرورت نہیں تھی، وہ تو اسے لال
نور کو دیکھنے پر بھی شدت سے یاد آجاتے تھے۔
وہ ہمیشہ میرے لیے پرنس چارمنگ کی خواہش کرتے تھے، تم واقعی ویسے "
"ہی ہو

اسکے اتنے پیار سے دلاسا دینے پر لعلین کا محبت بھرا لمس تو بنتا تھا جو اس نے اپنے ہونٹوں سے لئیق کی گردن پر عطا کیا، وہ اسکے قریب کرنے پر اسکی مخصوص جان سے پیاری خوشبو میں محصور ہوئی، لعلین کے ہونٹوں کا اسکی گردن پر بکھرا پر حدت لمس، لئیق ایزد کی کمزوری تھا۔

ڈرائیونگ کے بیچ ایسی گستاخی نہ کریں لعلین، میں بھول جاوں گا کہ گاڑی"
"چلا رہا ہوں

اس لڑکی کا یوں بہکانا لئیق کو احتجاج بھی کرنے نہ دے سکا، وہ اسکی وارننگ پر پھر سے ہنسی، اسے لئیق کی تشنگی و حسرت نے عجیب سی راحت دی۔۔

یہ رِدائے جاں تجھے سونپ دوں"
کہ نہ دھوپ تجھ کو کڑی لگے
تجھے دکھ نہ دیں میرے جیتے جی،
"سرِ دشت غم کی تمازتیں

ہونٹوں کی گستاخی تو روک دی پر اس لڑکی کی سرگوشی نے اس شخص کے دل میں ہلچل ضرور برپا کی، وہ اسکے رخسار کو چومتی اسکا اپنے ہاتھوں میں جکڑا ہاتھ اپنے گلاب بوسوں سے پرنور کر گئی، یوں لگا اسکی ہتھیلوں میں سب لکیریں لعلین کے نام سے سج گئی ہوں، پھر وہی ہاتھ لعلین نے اپنے حرکت کرتے سینے سے جوڑا، ہتھیلی میں دل کی دھڑکن اتر گئی۔

"سب بنے ہوں گے اپنے بننے پر!

"تیرے بننے پہ ہم بنے ہوں گے!

لئیق کی جواباً کی دلفریب سرگوشی، اس لڑکی کو تاحیات اپنے، لئیق ایزدعلوی کے لیے اہم ہونے پر اترانے پر اکسا سکنے کی بھرپور اہلیت رکھتی تھی۔

جندل محل پہنچنے تک یہ جاوداں حصار برقرار رہا، چونکہ کھانا کچھ زیادہ ہو گیا تھا سو وہ چاہتا تھا سونے سے پہلے لعلین کے ساتھ تھوڑی واک کرے۔

اور ایک رات آسمان سے ملاقات، ستارے گننے کا شغل اور ایک دوسرے کی دھڑکنیں سننے پر اگر صرف کر دی جاتی تو سودا گھاٹے کا ہرگز نہ تھا۔

رات بیتی تو پاکستان میں ایک نیا دن زمین زادوں پر اتر چکا تھا، سنڈے کے سبب کچھ کو ڈھیر سی فراغت نصیب تھی تو کچھ آج حد درجہ مصروف تھے، شہریار کچھ اہم معاملات اور کل کے اہم فیصلے کی بدولت صبح بنا بریک فاسٹ کے ہی تھانے نکل گیا، مانی کو وہ آج صرف آرام اور پڑھنے کی تاکید کر کے گیا تھا اور رات گھر نہ آنے کا بھی بتا دیا تھا، وہ اداس تو ہوئی تھی پر شہریار کی ڈیوٹی اور ذمہ داریوں کے سبب اس نے آج کی رات اسے آزادی دے دی کیونکہ شہریار کا ارادہ اس بہرام عزیز کے لیے کی جاتی تفتیش میں خود حصہ لینے کا تھا، وہیں آفتاب منصوری کی کچھ بہتر ہوتی حالت پر سونم صاحب نے لئیق کو خبر دی کہ وہ ڈیپارٹمنٹ آجائے کیونکہ آفتاب منصوری کی زندگی کا

کوئی بھروسہ باقی نہ تھا، وہ خود مرنے سے پہلے اپنی اٹکی ہوئی سانس سے نجات کے لیے اپنے سینے میں دفن سب راز کھولنے کا طلب گار تھا۔

لارا اور لوئے ایک دوسرے کو سنبھالنے میں قدرے کامیاب تھے اور آج کا دن دستگیر، لوئے، ہمایوں اور نیہا نے بھرپور گھومنے پھرنے میں پلین کر رکھا تھا اور خود لئیق نے دستگیر کو کچھ دن صبور کے ساتھ ہی رہنے کی تاکید کی تھی۔

جب شہریار تھانے پہنچا تو فرقان کے پیچھے جو شیری کے لوگ موجود تھے، ان سے یہ اطلاع موصول ہوئی کہ فرقان واقعی انھیں چکما دے کر اس سنوکر کلب سے فرار ہو گیا ہے، جبکہ فرقان کا عین وقت پر بھاگنا کوئی اچھی خبر نہ تھی سو آج کا پورا دن اس کمبخت کی تلاش میں ہی بیت گیا اور بہرام عزیز بھی کوئی عام کھلاڑی نہ تھا کہ اس تک پہنچ آسان ہوتی، وہ بڑے بڑے منسٹروں، اعلی افسروں کی سفارشیں جیب میں رکھ کر گھومنے والا خبیث تھا جس کو ہاتھ ڈالنا ایک کٹھن معاملہ تھا۔

وہیں لئیق جب تک آفتاب منصوری کی حالت دیکھنے ڈیپارٹمنٹ پہنچا، وہ واقعی ایک ابتر حال کو پہنچا ہوا تھا اور اب کسی بھی وقت اس کی زندگی ختم ہونے کا امکان تھا سو لئیق نے وہیں اسکے پاس ہی رکنے کا فیصلہ لیا۔

سارا دن اسی میں کٹا جبکہ فرقان کے ساتھ ساتھ بہرام عزیز کی تلاش میں خود شہریار مصروف تھا، نہ وہ گھر جا سکا نہ لئیق اور یہ دن بھی بیت گیا۔

ایک نئے دن کا آغاز ہوا مگر زائشہ کی طرف سے کوئی پیش قدمی یا وکیل سے ملاقات نہ ہونے پر سب کو یقین تھا کہ آج اسکا فیصلہ ہر صورت ہو گا۔

مگر وہ کیا قیامت ڈھانے کا سوچے بیٹھی تھی یہ صرف وہ جانتی تھی۔

.._____..

پاکستان میں نیا دن اترا تو نیویارک میں رنگا رنگ سی رات اتر آئی، لوئے اور لارا اس کانسرٹ میں ایک ساتھ پرفارم کرنے والے تھے، جبکہ انکے اس

ایونٹ کی خبر میڈی نے جولیہ تک پہنچادی تھی، جو آج ہی لوئے کو مار کر اپنی ذمہ داری پوری کرنے کا فیصلہ کیے اس کانسرٹ ہال میں خلیہ بدل کر پہنچ چکی تھی۔

اسے یہ خبر نہیں تھی کہ وقار سادانی مر چکا ہے کیونکہ وقار کی موت کے بعد اسکے سارے ساتھی بھی انڈر گروانڈ ہو چکے تھے کیونکہ پولیس جگہ جگہ چھاپے مار کر انکو تلاش کر رہی تھی سو وقار کے خاص آدمی فیض نے بھی جولیہ کو اس کام سے منع نہ کیا بلکہ اسے خود اس وقت جان لے لالے پڑے تھے۔

بہت بڑا سٹیج جس پر راک سٹار لوئے اور اسکی بی لوڈ وائفی کا ڈانسنگ پوز بڑی سی سکرین پر دیکھا جا سکتا تھا، پورا ہال سپیشل بچوں سے بھرا تھا جو لوئے بہزاد علوی کے تمام گانوں کو انجوائے کرنے کے بعد اسکا اور اسکی وائف کا کپل ڈانس اور موسٹ فیورٹ سونگ گنگنانے کے منتظر تھے۔

ہوٹنگ اور تالیوں کی گونج نے ماحول تھرا دیا تھا، آج روشنیوں کے دوہالے نہیں بلکہ ایک تھا کیونکہ آج وہ ایک دوسرے سے کوسوں دور نہیں بلکہ دھڑکنوں کے پاس تھے۔

بولڈ بلیک تھری پیس میں لوئے جبکہ گلابی گھیرے دار فراک میکسی میں، بالوں کو پرل فینسی ہیئر سٹائیل کے سنگ قابو کیے، وہ آج واقعی لوئے بہزاد کی ملکہ بنی دلوں کو دھڑکا رہی تھی، روشنی کا ہالہ ان دو پر آکر ٹھہرا تو پورا ہال از سر نو ہوٹنگ سے گونج اٹھا۔

وہ نظر لگ جانے کی حد تک حسین تھے، وہ محبت پرست آزمائے جانے والے تھے۔

"Well i found a boy, Handsome and sweet"

لارا کی آواز ان سروں کے سنگ بکھری، دونوں کے کان پر ائیر فون اور ہونٹوں کے پاس ایک چھوٹا سا مائک موجود تھا، اس وقت کوئی دکھ اور کوئی

تکلیف موجود نہ تھی، آڈینس میں بیٹھی وہ لڑکی جسکی آنکھوں میں حقارت تھی، جلن اور نفرت کی چنگاریاں، اپنی جیکٹ میں دبائی گن جکڑے جبڑے بھینچ گئی۔

"I Never knew you were the someone waiting for me"

لوئے کی آواز کا جادو بکھرا، دونوں مسکرا کر ایک دوسرے کی آنکھوں سے ہمت لے رہے تھے۔

"cause we may be kids

But we we're so in love"

لارا کی آواز میں زندگی کی رمک جاگی، آنکھیں مسکرائیں اور دل دھڑک اٹھے۔

"Fighting againts all odds"

دونوں کی زندگی کے سرد گرم لمحوں، آنکھوں کے آگے کسی فلم کی
صورت چلنے لگے، کبھی ہنسا رہے تھے تو کبھی رلا رہے تھے م

"I know we we'll be alright"

لیکن امید اور بہت سی مشکلات کے بعد ایک دوسرے کو واپس مل جانا
ہونٹوں کی جگتی مسکراہٹ کا سبب تھا، ٹمٹماتی روشنی، مدھر موسیقی، ان دو
کا سحر، ماحول پر اک طلسم چھڑک رہا تھا۔

"This time! Darling just hold my hand.

Be my girl, l'll be your man"

گاتے ہوئے اس نے لارا کی طرف ہاتھ پھیلایا جسے اس آپسرا ہ نے بنا
سوچے مسکرا کر تھاما۔

"I see my future in your eyes.

Baby!

I am dancing in the dark

With you between my arams"

وہ پیش و پیش سے بیگانے ایک دوسرے میں محو زندگی کی آخری سانس بن کر ایک دوسرے کے لیے دھڑک رہے تھے۔

"Barefoot on the grass, listening to our fav song"

دونوں کی ہنسی، چھپا کر رکھنے کی مستحق تھی، اور ان کی تکلیف میں ڈوبی بظاہر مسکراتی آنکھوں کا قہر بھیانک تھا۔

"When i saw you in that dress, looking so beautiful "

اس کو سراہتی لوئے بہزاد کی توفیصی نظروں کا ہر کسی نے چپکے سے صدقہ اتارا، مگر دل میں تکلیف کا زہر پھیلنے لگا۔

"I don't deserve this"

لارا کی آنکھوں میں چمکتی نمی پر لوئے نے اسکا ہاتھ تھام کر اپنے سینے سے لگایا، اسکے آنسو کسی کی نظر میں آنے سے پہلے ہی پورے استحقاق سے چرائے، اسکے دل نے چپکے سے اسکی خوشبو ان ہیل کی، شاید آخری بار۔

"Darling! You look perfact"

رقص کرتی موسیقی تھمی ساتھ ہی فضا میں فائر کی آواز گونجی اور دیکھتے ہی دیکھتے لوئے بہزاد کی پر نسیز خون میں لت پت ہوئے اسکے بازوؤں میں جھول کر رہ گئی، دل ہمیشہ کے لیے الگ ہوئے اور سانسیں تھم کر رہ گئیں۔

بھگدڑ مچنے کے باوجود جہاں وہ بچے اور ٹیچرز سٹاف پریشانی کے سنگ سٹیج کی طرف دوڑے وہیں فائر کر کے بھاگتی جولیہ کو فوری سیکورٹی نے پکڑ لیا تھا مگر لوئے بہزاد علوی کی حرکت کرتی کائنات ضرور تھم چکی تھی، اسکے حصے کی گولی لارا جہاں نے خود پر روکے اسکی محبت کا کچھ ایسا جواب دیا جسکی لوئے بہزاد کو امید بھی نہ تھی، بازوؤں میں بے حس و حرکت آخری بار اسے دھندلائی مگر مسکراتی آنکھوں سے دیکھتی لارا جہاں، اس شخص کے

سینے میں سکڑ جاتے دل کو روکنے کا سبب بنی، کئی آنسو اسکی آنکھوں سے بہتے گئے، وہ چیخا، حلق کے بل، بازووں میں اٹھا کر اس لوگوں کے ہجوم سے وہ لارا کو نکال لے گیا، ہوسپٹل تک کا سفر کیسے کیا وہ نہیں جانتا تھا، اسکے چہرے اور گردن پر لارا کا خون اپنی دردناک کہانی سنا رہا تھا، وہ اس سے چھین لی گئی تو وہ کیا کرے گا؟

شاید لارا جہاں کی آخری سانس لوئے بہزاد کی جان لینے کی طاقت رکھتی تھی، ہوسپٹل کے کوریڈور میں بھاگتا وہ حلق کے بل چیخا، ہوسپٹل سٹاف دوڑ کر اس اجڑے شخص تک پہنچے مگر نا جانے اس لمحے کے سوا قیامت کونسی کہلائی جاتی کیونکہ وہ ان مسیحاوں کی آنکھوں میں موت کا خوف دیکھ کر ساکن تھا، دل کا ہر درد اس آزمائش پر نا قابل برداشت ہوتا گیا۔

"م۔مجھے مت چھوڑنا لارا، مجھ سے د۔۔دل الگ مت کرنا"

اسے آئی سی یو روم جاتے دیکھ کر وہ گھٹنوں کے بل زمین پر گرا تھا، اذیت و بسی نے لوئے بہزاد کی دنیا اس وقت اندھیر نگری کر کے رکھ چھوڑی تھی،

خبر ملتے ہی پوریز بھی ہوسپٹل پہنچا مگر لوئے کی تکلیف، اسکا صدمہ صرف لارا کی چلتی دھڑکنوں سے کم ہو سکتا تھا۔

.._____..

جندل محل پر چھائی یہ سوگوار سی صبح عجب یاست و قبوطیت سے بھری تھی، رات لئیق واپس نہیں آسکا تھا کیونکہ آفتاب منصوری نے اسے وہ سارے رازدے دیے تھے جو اس شخص کی آخری سسکی بنے حلق میں اٹکے تھے اور فجر کے بعد ہی آفتاب منصوری کی موت ہو چکی تھی سو لئیق اب تک وہیں تھا، عدن کے سچ میں یتیم ہو جانے کا دکھ وہ محسوس کر سکتا تھا، لیکن آفتاب منصوری نے مرنے سے پہلے اس تک جو جو حقائق پہنچا دیے تھے وہ ممکن تھا بلیک ڈائمنڈ کو اس خونخوار تظیم کے خاتمے میں مدد دیتے۔

لعلین تورات بھر سونہ سکی تھی کیونکہ لئیق کے بنا رہنے کی عادت نہیں تھی لیکن وہ اس کی ذمہ داریوں کو جانتی تھی پھر آج تو دن بھی بھیانک تھا اور لئیق نے اسکی صبور کی دلجوئی کرنے کی ذمہ داری بھی لگائی تھی جو صبح صبح ہی کیانی پیلس سے واپس گھر آچکے تھے کیونکہ لئیق چاہتا تھا اسکی غیر موجودگی میں دستگیران تمام معاملات میں اسکی جگہ کھڑا رہے۔

وہیں لال نور کے دل کو بھی آج انہونی کے خوف اور گھبراہٹ نے گھیر رکھا تھا، تب تو انکا دل مزید کرب زدہ ہو کر رہ گیا جب انکو یہ معلوم ہوا کہ زائشہ کے خلاف گواہی دینے آج فرہاد علوی کو بھی عدالت جانا ہے، بھلے دستگیر ساتھ تھا اسکے باوجود انکا دل سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا۔

"میرا دل بہت گھبرا رہا ہے فرہاد، کیا آپکا گواہی دینا بہت ضروری ہے؟"

فرہاد کو بھی آج عدالت جانا تھا مگر لال نور کا دل انھیں مسلسل کسی برے احساس سے ڈرا رہا تھا تبھی انکو کوٹ پہناتے ہوئے نور نے ڈر کر روکنا چاہا۔

میرے ساتھ جتنا برا کیا ہے اس نے، یہ میرا حق ہے کہ اپنے اندر کا زہر "
آج اس پر نکال دوں۔ فکر مت کرو، وہ میرا اب کچھ نہیں بگھاڑ سکتی کیونکہ
"وہاں بہت سی سیکورٹی ہو گی۔ میں جلدی آجاوں گا
فرہاد نے دونوں ہاتھوں میں نور کا خوفزدہ چہرہ تھامے انکی جبین چومی مگر وہ
پر سکون نہ ہوئیں اسکے باوجود وہ چلے گئے اور انکو جاتا دیکھتیں نور کی آنکھیں
ناجانے کس خوف کے تحت دھندلا کر رہ گئیں۔

🔥🔥

....★☆☆☆☆☆★....

دستگیر اور صبور کچھ دیر پہلے ہی واپس جندل محل آئے تھے اور فرہاد صاحب
کے ساتھ دستگیر ہی کورٹ جانے والا تھا کیونکہ لئیق اسکی فراہم کی معلومات

کے سبب وہ وہاں بندھا تھا مگر دستگیر کو اس نے پھر بھی محتاط رہنے کی تاکید کی تھی جبکہ شہریار اور دستگیر پر وہ اپنی ذمہ داری ڈال کر مطمئین تھا کہ ان دو کے ہوتے ہوئے کوئی مسئلہ یا ہنگامہ برپا نہیں ہو سکتا مگر آج تو دن ہی سوگوار نکلا تھا، جسکی صبح کے دامن میں ہی ڈھیڑوں ہراس مدفون تھا۔

صبور کی حالت کس قدر ابتر تھی یہ سب جانتے تھے، اسکے اندر ہی اندر درد کا شدید احساس ہچکولے لے رہا تھا اور اسے لگ رہا تھا وہ اپنا دستگیر سے کیا وعدہ پورا نہیں کر پائے گی۔

مریم بی، لعلین اور خود لال نور اس بچی کی ڈھارس بندھانے کو اسکے پاس موجود تھے۔

فرقان کی خبر بھی پولیس کے محکمے کو صبح سویرے تک مل چکی تھی اور شیری خود زائشہ کو کورٹ لے کر روانہ ہوا جبکہ شان کو اس فرقان نامی کچرے کو دبوچنے کے آرڈر دیے۔

وہیں دوسری طرف فرقان بھاگ دوڑ کر اپنے اصل مالک تک پہنچ تو گیا مگر اسے علم نہیں تھا کہ شان اور اسکے لوگ یہاں آنے تک اسکا پیچھا کرتے آئے ہیں۔

وہ مالکن کو لے گئے۔۔۔ کورٹ پیش کریں گے اور آج ہر صرف ان کا"

"فیصلہ ہو جائے گا

اس وقت یہ ایک اندھیرے میں ڈوبا غیر تعمیر شدہ کھوکھلا ایریا تھا جہاں کسی سیاہ بھاری بھرکم آدمی کے عین سامنے کھڑا فرقان رنج و بے بسی سے اس سامنے والے سے مخاطب تھا جسکے ہاتھ میں پکڑے سگریٹ سے دھوئیں کے مرغولے اٹھ کر اندھیرے میں پھیل کر معدوم ہو رہے تھے، اس سوٹڈ بوٹڈ آدمی کا دوسرا ہاتھ اسکی پتلون کی جیب میں اڑسا ہوا تھا۔

"بہت خوب! ایک گواہ میں ہوں گا، زائشہ کی دردناک سزا کا"

اس بھاری آواز میں مانوسیت کا عنصر تھا کیونکہ یہ وہی آواز تھی جو شہریار جدون سے پچھلے دنوں ایک پرائیوٹ فون کال کے سنگ ہمکلام ہوئی تھی۔

وہ تو ٹھیک ہے مالک مگر آپ نے کہا تھا جب وہ پکڑی جائیں گی تو آپ مجھے "
اپنی ان سے نفرت کی وجہ بتائیں گے، ایسا کیا بگاڑا ہے آپکا اس عورت نے
"کہ آپ اسے پھانسی کے تختے تک دیکھنا چاہتے تھے
فرقان کی شکل پر ادب واحترام کے ساتھ تکلیف براجمان تھی، لہجہ تاسف و
گڑگڑاہٹ سے بھیگا اور آواز ادب واحترم کے سنگ اپنی محبوبہ کی پکڑ پر
لرزی، زائشہ کی سزا اس کم سن عاشق کے لیے اب بھی برداشت کرنا کہاں
آسان تھی۔
اپنی بہن کی تکلیف اور اسکی موت کا بدلا، تسکین۔۔۔۔مری نہیں تھی"
بلکہ اسے زائشہ نے مارا جسکا ثبوت کئی سالوں کی تلاش کے بعد مجھ تک پہنچ
گیا، زائشہ ایک سائیکو عورت ہے جو خود بھی وقار سے محبت کرتی تھی، وقار
کو چھوڑنا اسکی زندگی کا سب سے برا فیصلہ تھا کیونکہ اس بات کا احساس اسے
بعد میں ہوا، لیکن ضد کے آڑے آنے کے سبب وہ نہ خود اسے ملی نہ اس

شخص کو کسی کے ساتھ برداشت کر سکی۔ مینٹل ہاسپٹل میں دو بار کئی کئی ماہ رہی ہے وہ، شی از ناٹ آنارمل وومین۔

زندگی نے ختم ہونے سے پہلے مجھے اپنی بہن کے قاتل کا انجام دیکھا دیا

"فرقان، اب میری ہر سانس میرے مقصد کے حوالے۔۔۔۔۔۔

وہ آدمی منظر عام پر آیا، شکل وصورت کا بھلا مانس، لگ بھگ پچاس کی عمر کے ارد گرد، اسکی آنکھوں میں بھیانک انتقام کی سرخی ہلکورے لے رہی تھی، بہرام عزیز نام تھا اسکا، ایک تیر سے دو نشانے لگانے کا ماہر۔

"لیکن میں انکو پھانسی چڑھتا نہیں دیکھ سکتا مالک"

دل میں دفن نامراد محبت نامی جذبے نے سر اٹھایا تو فرقان کے منہ سے منت بھری سسکی برآمد ہوئی جو مقابل کو بھی آہ بھرنے پر مجبور کر گئی، فرقان نے اسکی حادثاتی طور پر جان بچائی تھی، اور تب سے اپنے چھوٹے موٹے کام کے لیے وہ فرقان کو استعمال کرتا آیا تھا مگر زائشہ سے محبت کے باوجود اس نے بہرام عزیز سے وفاداری نبھائی اور اسی وفا کے سبب وہ

فرقان کے لیے رحم دل تھا، نہ اس نے فرقان کو کبھی زائشہ کے کام آنے سے کبھی روکا تھا، کیونکہ وہ جانتا تھا وقت سزاوار کو ایک دن ضرور جکڑتا ہے، زائشہ بھی جکڑی گئی اور پھر گھر کی سی سی ٹی وی فوٹیج جو اس وقت وقار نے غائب کروا کے زائشہ کو بچانے کی کوشش کرتے اپنی بیٹی تک کی نفرت اور خود پر تسکین کی موت کا الزام سہہ لیا وہی غائب فوٹیج جس میں زائشہ بہت واضح طور پر تسکین کو ٹیرس سے دھکا دیتی نظر آ رہی تھی، کچھ ماہ پہلے گئی اور بہرام نے زائشہ کے گرد آہستہ آہستہ ہی بہرام عزیز کے ہتھے لگ حصار تنگ کیا اور اسکی عبرت اسی کے آدمی کو استعمال کر کے دلوائی مگر فرقان، بہرام عزیز کا بہت مقروض تھا کیونکہ جب اس نے بہرام کی جان کچھ انڈر ولڈ کے لوگوں کے حملے سے بچائی تب فرقان بہت سے پیسوں کا قرض دار تھا سو بہرام عزیز نے نہ صرف اسکا قرض چکایا بلکہ اسے اپنا غلام کیا، وہ فرقان کے دل میں زائشہ کے لیے نرم جذبات سے بھی باعلم تھا سو

اس کھلاڑی کو فرقان کا استعمال کرنے اور اسے اس سب کے بیچ اپنی مرضی سے نچوانے کا ہنر بھی بخوبی آتا تھا۔

"ٹھیک ہے تو اسے سزا ہونے سے پہلے ہی اپنے ہاتھوں سے مار دو فرقان، تمہیں تھوڑا سکون مل جائے گا اور مجھے میری بہن کی موت کا بدلا۔۔۔۔ یہ کر لو تو آنا، تمہارے یہاں سے جانے کے تمام انتظامات پورے ہو چکے ہیں۔ تم یہ کچھ دن میری بہت مدد کی، میرا تم پر قرض ختم ہوا، ماریشیز جا کر اپنی نئی زندگی جینا۔۔۔۔ تمہارا پاسپورٹ، ویزا اور ایک اچھی رقم منتظر ہے"

بہرام عزیز کے کہے کے مطابق وہ انگارہ ہوتی آنکھوں سے سر ہلائے وہاں سے حکم کی تعمیل کو نکلا مگر شان کے لوگ اسکے پیچھے ہی تھے، شان نے جب اسے اس زیر تعمیر آبادی سے یکسر دور اس ویران بلڈنگ سے نکلتے دیکھا تو اپنے آدمیوں کی ایک گاڑی اسکے پیچھے لگائی جبکہ خود وہ دو اہل کاروں کے سنگ اس بلڈنگ کی طرف بڑھا۔

خاندانی معاملات تو نمٹ گئے، اب باری آتی ہے پروفیشلنزم"

کی DALG کی۔۔۔۔۔بلیک ڈائمنڈ! تمہیں کھوجنا ہی میرا بچاوہے،

" کامیابی کا سہرا بہرام عزیز کے سر سجے گا۔ہاہاہا

وہ آدمی پر خمار جیت کے نشے میں قہقہے لگاتا تب ساکن ہوا جب مٹی دھول کے غبار کو اڑاتا ہوا اسکا آدمی اسکی طرف ہراساں ہوتے دوڑا، بلڈنگ کی پچھلی طرف بنے ہیلی پیڈ پر اسکا پرسنل ہیلی کاپٹر روانگی کے لیے تیار کھڑا تھا۔

"سر نکلیں یہاں سے، ریٹ پڑ گئی ہے"

اس آدمی کی اطلاع پر بہرام عزیز کی آنکھوں میں حقارت کے شعلے جلے مگر اس وقت کسی کی گرفت میں آنا بھی موت تھی سو وہ تیزی سے باہر کی سمت اپنے دو ساتھیوں سمیت بھاگا، شان اور اسکے لوگ مسلسل فائرنگ کرتے آگے بڑھے، اگلے چند منٹس میں پوری بلڈنگ میں پھیلے بہرام عزیز

کے لوگ تو مارے گئے مگر جب تک وہ کھلے آسمان تلے بنے گیراج کی طرف آیا تو بہرام عزیز کا ہیلی کاپٹر اڑ چکا تھا۔

شان نے ہاتھ کا مکا بنائے رسائی میں آتی گاڑی کے بونٹ پر دے مارا، جگہ جگہ پڑی بہرام عزیز کے آدمیوں کی لاشوں کی جانچ کا اشارہ کیا مگر بد قسمتی سے تقریباً سب مر گئے تھے مگر ایک مرنے کے دہانے پر آخری سانسیں بھر رہا تھا۔

"کون ہو تم لوگ؟ کس کے لیے کام کرتے ہو؟"

شان خود زانوں کے بل بیٹھے اس بلکتے سسکتے آدمی کا گریبان پکڑے اس پر جھکا۔

"ڈ۔۔۔۔۔ا۔۔۔ان"

اس آدمی کے منہ سے بس اتنا ہی نکلا اور اسکے ساتھ ہی وہ سسکاری بھرے دم توڑ گیا مگر شان کے چہرے کی ہوائیاں ضرور اڑ چکی تھیں۔

ڈان! اب یہ ڈان کہاں سے آگیا۔۔۔۔ شہریار سر کو بتاتا ہوں۔۔۔ نکل" گیا ہمارے ہاتھ سے وہ منحوس۔۔۔۔۔ اپنے لوگوں کو کہو کہ فرقان ہمیں "زندہ چاہیے، پہلے دیکھنا ہے کہ وہ کہاں جارہا ہے اسکے بعد اسے دبوچنا شان نے مخدوش حالت میں اٹھ کر اپنے لوگوں کو باقاعدہ چیختے کہا اور تیزی سے بلڈنگ سے باہر نکلا۔

جبکہ دوسری جانب زائشہ کو جج کے سامنے پیش کرتے وقت شہریار جدون بھی پر فیشنل خلیے اور وردی میں عدالت پہنچ چکا تھا، سالوں بعد ایسے موقعوں پر اسے یہ وردی پہننے کی مجبوری ماننی پڑتی تھی۔

زائشہ کے چہرے پر کوئی تاثر نہ تھا بلکہ وہ بالکل خاموشی سے نظریں جھکائے ہوئے مجرم کی طرح کھڑی تھی، اسکی نفرت بھری نظریں کمرہ عدالت میں لگی نشستوں پر براجمان فرہاد علوی اور دستگیر عالم پر گاہے بگائے جا کر ٹھہرتیں پھر واپس پلٹ آتیں۔

لگ بھگ آدھے گھنٹے کے بیچ تمام ثبوت اور گواہ جانچے گئے، بہرام عزیز کی جانب سے وائس ریکارڈنگ اور چند دستاویزی ثبوت جج کو خفیہ اور رازداری سے فراہم کیے گئے جس پر شہریار کی بھرپور عقابی نظریں جمیں تھیں

"فیصلے سے پہلے آپ کچھ کہنا چاہیں گی زائشہ بی بی"

جج صاحبان میں سے ایک نے قلم توڑتے ہی نظر کھٹہرے میں کھڑی اس قاتلہ پر ڈالے تیز اور سخت لہجے میں پوچھا جس پر اس نے اپنی نظریں اٹھائے دقت سے سانس کھینچی۔

"نہیں، مجھے کچھ نہیں کہنا"

کہنے کے لیے اسکے پاس کچھ نہیں تھا، شہریار کو اسکے پر سکون انداز ضرور ورطہ حیرت میں ڈال رہے تھے کیونکہ اسکی خاموشی، طوفان سے پہلے والے سکوت سی تھی پھر جس طرح وہ بار بار دستگیر اور فرہاد کو کدورت بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی وہ بھی شہریار کو تشویش میں مبتلا کر رہا تھا،

یہی نہیں، ہفتے کو وہ جن جرائم اور قتل سے مکری تھی آج سب کا اعتراف بھی کر لیا۔

تمام گواہوں اور ثبوتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے زائشہ بی بی اقدام قتل اور " کئی فسادات برپا کرنے میں ملوث پائی گئی ہیں۔ابراہیم سلطان، تسکین بیگم اور وقار سادانی کے قتل کے ثابت ہونے کے بعد عدالت ملزمہ کو مجرم قرار دیتے ہوئے تاعمر، موت تک قید بامشقت کی سزا سناتی ہے۔عدالت اس بات کا بھی فیصلہ سناتی ہے کہ زائشہ بی بی کے نام موجود تمام جائیداد اور اثاثہ جات ضبط کر لیے جائیں،اور تاعمر کسی سے ملنے کی اجازت نہیں دی " جائے گی۔۔۔۔عدالت برخاست ہوتی ہے

چونکہ فیصلہ یہی متوقع تھا سو شہریار کو کچھ خاص متاثر نہ کر سکا سوائے کہانی میں اس نئے ٹویسٹ کے، یعنی تسکین کا قتل وہ کنجی تھی جس نے بہرام عزیز کو اس معاملے میں ملوث کیا، زائشہ تو قتل کرنے میں واقعی کھلاڑی نکلی تھی جو ڈیول تک کو شاکڈ کر گئی۔

زائشہ کو سنٹرل جیل روانہ کیا جانا تھا اور وہیں اسکی سزا کا آغاز ہونا تھا مگر سنٹرل جیل کے پروفیشنل اہل کاروں کے بیچ ہونے کے باوجود وہ ماہر شاطر چال باز عورت جب جکڑ کر عدالت سے باہر لائی گئی تبھی دستگیر اور فرہاد بھی شہریار کے سنگ باہر آئے اور تینوں ہی زائشہ کو نفرت سے دیکھ رہے تھے۔

اور تبھی جانے کب وہ عورت لمحے کے ہزارویں لمحے اپنے ہم قدم چلتے اہل کار کی جیب سے اسکی گن نکال کر سامنے کھڑے فرہاد علوی کو شوٹ کر گئی یہ اتنا اچانک ہوا کہ ہر سماعت سن اور حواس مفلوج ہوئے، دستگیر جہاں خون میں لت پت ہوتے فرہاد کی طرف پریشانی سے لپکا وہیں اہل کاروں نے پاگلوں کی طرح اپنا انتقام لے کر قہقہے لگاتی زائشہ کو لمحے میں دبوچتے گن لی مگر اسی بیچ ایک اڑتی گولی نے چند لمحے میں زائشہ کا کھیل ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا، اس عورت کی ہنسی ایک دلخراش سسکی پر رکی اور ایک آنسو فرقان کی آنکھ سے ٹپک کر اسکی بڑھی بیرڈ میں جا دفن ہوا۔

عدالت کے باہر مچ جاتی بھگدڑ کے باوجود شہریار اپنی جگہ سے باقاعدہ بھاگ کر زمین پر گرتی اس عورت تک پہنچا مگر گولی ٹھیک اسکے سینے کے آر پار جاکر زائشہ کو اس لافانی سزا سے نجات دے گئی جواب یقین پھانسی کی مستحق ہو چکی تھی۔

فوری ایمولنس کو کال کرنے کے ساتھ فرہاد کو ہوسپٹل روانہ کیا گیا کیونکہ گولی انکے بھی سینے پر لگی تھی، دستگیر اور شہریار کی حالت مختلف نہ تھی کیونکہ یہ سب ہونے کا ذہنی دباو الگ اور لئیق ایزدکی دی ذمہ داری سے غلفت الگ دل دہلا گئی۔

فرقان وہاں سے اپنا کام کرتے ہی بھاگ گیا مگر کچھ دور جاتے ہی اسکو شان اور اسکے آدمیوں نے فوری گھیرا چونکہ وہ لوگ اسکا پیچھا کرتے پیچھے ہی آچکے تھے۔

"ہلنے کی کوشش بھی مت کرنا"

پولیس والا گاڑی سے نکلتا گن کی نال اس پر جمائے غرایا مگر فرقان کے چہرے پر جیت کی خوشی اور آنکھوں میں ڈھیر سا سکون تھا۔

دنیا سمجھ رہی ہے میں نے انکو مار دیا، حقیقت میں میں نے انکو بچا"

"لیا۔۔۔۔اب میری باری ہے

ہنستے ہنستے ایک لمحے میں وہ اپنی کن پٹی پر گن رکھے اپنا کھیل بھی ختم کر گیا، خون کا فوارا سا پولیس کے لوگوں کے چہرے اور وردیوں تک پہنچا۔

وہاں موجود سب لوگوں کے چہرے دیکھتے ہی دیکھتے لٹھے کی مانند سفید پڑے، جب تک شہریار جائے وقوعہ تک پہنچا، اسے فرقان کی لاش ہی مل سکی۔

دونوں کے اس درجہ اخیر اور دل دہلا دیتے انجام نے ہر کسی پر سکتہ طاری کر دیا، روح جنجھوڑی گئی مگر شہریار کو فرہاد علوی پر حملہ ہو جانے کا شدید ملال تھا کیونکہ وہ سب لوگ اسکی امانت تھے، فرہاد علوی سے اس عورت

نے مرتے مرتے بھی اپنا انتقام لے لیا تھا کیونکہ وہ زندگی اور موت کے دہانے پر آ پہنچے تھے۔

..._____..

"اگر کہتا ہے تو میں آجاوں تیرے پاس؟"

پوریز نے لوئے اور لارا پر ہوتے حملے کی خبر یارق پاشا تک پہنچادی تھی جسکی وجہ سے یارق کو آسٹن میں یوں ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھنا نامنظور تھا، ہوسپٹل کے سنسان کوریڈور میں بیٹھا لوئے بہزاد جسکی آنکھیں انگارے کومات دے رہی تھیں، اس مہربان آواز کے دلاسے پر ہلا تک نہیں۔

"کیا کرے گا تو آکر یارق، مجھے اس وقت کسی تسلی کی ضرورت نہیں۔ جب تک اس جولیہ کو اپنے ہاتھوں سے زمین میں دفن نہیں کر دیتا، مجھے سکون نہیں آئے گا"

جولیہ کو کوپس کے حوالے کر دیا گیا تھا اور اسکی سزا کتنی بھیانک ہونے والی تھی اسکا لوئے کو بھی علم تھا اور یارق کو بھی۔

"فکر مت کر اس کا حساب ہو چکا ہے، یہ سب اس نے وقار کے کہنے پر کیا۔ خود تو منحوس مر گیا پر موت کے بعد بھی اپنی بیٹی کی اذیت بن گیا، وہ تجھے مارنے آئی تھی۔ ایمر کی ٹریننگ پیک پوائیٹ پر ہے اور اسے کسی کے حوالے نہیں چھوڑ سکتا، ابھی بھی خود کا مکمل بچاو کرنے کے لیے اسے وقت درکار ہے۔ پریشان مت ہو، لارا کو کچھ نہیں ہو گا۔۔ اور قانون کو ہاتھ میں لینے کی ضرورت نہیں، میری بات ہو گئی ہے۔ جولیہ اور اسکے تمام کارندوں کے ساتھ کوئی نرمی اور رعایت نہیں برتی جائے گی"

یارق خود بھی اس وقت پارکنگ ایریا کی طرف سے گاڑی لاک کرتا فٹنس کلب کی بلڈنگ کی طرف گامزن تھا جبکہ یہ سب سن کر لوئے بہزاد کی آنکھیں مزید سلگ اٹھیں۔

"اگر لارا کو کچھ ہوا تو اسی قانون کی دھجیاں بکھیر دوں گا، اس لڑکی کو زندہ زمین میں دفن کر دوں گا اور اسکے لیے مجھے دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔۔۔۔میں ٹھیک ہوں یارق، پریشان نہ ہو میرے لیے"

کڑے خود مختار تیور اور جھوٹی تسلی دیے وہ سخت وحشت و بربریت دیکھائے فون کاٹ گیا اور یارق کی آنکھوں میں بھی ویسی ہی تکلیف اتری۔ اپنے ہاتھوں پر لگے لارا کے لہو کو تکتیں لوئے کی آنکھیں لمحے میں بھیگیں، قدرت نے اس شخص پر غموں کے پہاڑ توڑے تھے، ابھی تو ممی کی موت اور بابا پر آتی مصیبت نے صرف لوئے کے دل کو غائبانہ آزردہ کیا تھا، ابھی تو لارا یاد تھی، اسکی وہ آخری مسکراہٹ جسکے بدلے ہنستے ہنستے وہ اپنی زندگی سے دستبردار ہو سکتا تھا۔

آئی سی یو روم کا دروازہ کھلنے کی آہٹ پر لوئے نے اپنی آنکھیں رگڑے سر اٹھایا تو نرس کے ہاتھ میں لارا کا لباس اور اسکی چیزیں دیکھے دل کرب سے اٹ گیا۔

"These are some of your wife's belong-ings"

نرس کے قریب رکنے پر لوئے اپنی جگہ سے اٹھا، وہ ادھورا دل لوئے نے اپنی ہتھیلی میں فوری کسی خزانے کی طرح جکڑ لیا، جبکہ باقی چیزیں دے کر نرس تو چلی گئی مگر لوئے بہزاد سے اپنے قدموں پر کھڑے رہنا مشکل ہوا، وہ ادھورا دل بھی لارا کے خون سے رنگا ہوا تھا، لوئے نے واپس بیٹھتے ہی اس پینڈٹ کو اپنی انگلیوں کی پور سے چھوا، دونوں دل ادھورے ہو گئے تھے اور اس کی سانس حلق میں لگے آنسوؤں کے آخری پھندے کے پار پھنسی ہوئی تھی۔

تم مجھے چھوڑ گئی تو لوئے بہزاد علوی اپنی ماں کی موت کا دکھ کیسے سہے گا"
لارا؟ میں نے سب سے زیادہ تم سے محبت کی تھی، اپ۔۔اپنی ممی سے بھی
زیادہ۔۔۔۔کیوں تم نے میری حصے کی اذیت خود میں اتار لی۔۔۔یہ جانتے
"بوجھتے کہ می۔۔یرے پاس تم آخری اپنی تھی
وہ اس وقت اذیت کے کسی بہت اونچے مقام پر تھا، دل تو سینے میں مردہ ہو
کر رہ گیا تھا، یہ دن جب اسکا لارا کو پہنائا پینڈٹ اس سے جدا ہوا، دیکھنے اور
سہنے کی لوئے بہزاد میں بالکل سکت نہ تھی۔
پھر اسکا خون سے سرخ ہوتا لباس، جانے کس طرح وہ سانس لے پا رہا تھا۔

"Come back to me Lara, I can't bear to lose you. Don't leave me alone, I can't take it anymore. I am not able to bear the pain of your death."

وہ مضبوط آواز کرچیوں میں بٹ چکی تھی،اوراس وقت اسے یہ پوری دنیا اپنے ساتھ ماتم کرتی محسوس ہورہی تھی۔

وہیں پاکستان میں بھی سب پر الگ الگ قیامت اتر آئی تھی،زائشہ کی موت سے لے کر فرہاد علوی کی ہارتی زندگی تک ہر کسی پر الگ الگ قہر ٹوٹا تھا۔

دستگیر کو سمجھ نہ آرہا تھا کہ وہ فرہاد علوی کو دیکھے یا صبور کی خبر لے کیونکہ زائشہ کی موت سے لے کر فرہاد علوی پر عدالت کے باہر ہوتے حملے کی خبر میڈیا نے ہر چینل کی زینت بناڈالی تھی۔

لئیق ایزد علوی تمام ذمہ داری اپنی ٹیم کو دیے خود بھی یہ سنتے ہی ہوسپٹل پہنچا جہاں دستگیر اور شہریار پہلے ہی موجود تھے جبکہ شان اپنے لوگوں کے سنگ بہرام عزیز کے بنگلے کی لوکیشن ملنے پر اسکے گھر کی کھوج کرنے نکل چکے تھے۔

کیسے ہوا یہ سب ؟اتنی سیکورٹی کے باوجود وہ یہ کیسے کر"

"گزری۔۔۔۔جواب دو تم دونوں۔

لئیق ایزد کی سخت غصیلی اور بلند آواز دور سے ہی ان دو کو تکتے گونجی جو لئیق کے اسی غضب سے خفیف سے افسردہ تھے۔

"یہ سب بہت اچانک ہوا بھائی۔۔۔۔اس عورت نے سنبھلنے کی مہلت ہی نہ دی"

دستگیر کی اپنی آنکھیں پشیمانی اور دکھ سے سرخ تھیں اور چہرہ افسوس کے تاثر سے لبریز جبکہ لئیق ایزد نے ویسی ہی خونخوار نگاہ شہریار پر ڈالی، اس کا چہرہ لمحوں میں سرخ ہوا، دونوں کی نااہلی پر گردن، چہرے اور آنکھوں کی رگوں میں خون سا ابلا۔

"وہ سنٹرل جیل کے اہل کاروں کے قبضے میں تھی، میرے ہتھے چڑھتی تو اسے ہلنے کی بھی مہلت نہ ملتی۔وہ لوگ اس عورت کی چالاکی اور شیطانیت سے ناواقف تھے لئیق۔دیکھو غلطی کسی کی نہیں، پریشان مت ہو، فرہاد انکل کو کچھ نہیں ہوگا"

شہریار کی یہ سب باتیں لئیق کو مزید طیش دلا گئیں، اس وقت وہ آتش فشاں بنا ان دو ماہر کھلاڑیوں کی اس درجہ لاپرواہی پر غضبناک تھا۔

"تم دو کو کہا تھا اس معاملے میں رتی برابر کوتاہی نہ ہو مگر وہی ہوا جسکا ڈر تھا، بہت مایوس کیا ہے تم دونوں نے مجھے۔ میری نظروں سے اس وقت دونوں ہٹ جاو ورنہ کچھ کر بیٹھوں گا۔ لیومی آلون"

لئیق کی حالت اس وقت نہایت مخدوش تھی اور دستگیر نہایت پشیمانی کے سنگ اسکے غرا کر جھاڑنے کے باوجود اسکی طرف بڑھا مگر لئیق نے ہاتھ ہوا میں بلند کیے تنبیہہ کی جس پر شہریار نے اسے مصلحتا اس وقت جانے کا ہی اشارہ کیا کیونکہ لئیق کا غصہ جائز تھا۔

"پریشان مت ہو وہ اس وقت جائز غصے میں ہے، ہماری کوتاہی کی وجہ سے اسکے بابا زندگی اور موت کے بیچ پہنچ گئے، تم جاو گھر صبور اور لال آنٹی کو حوصلہ دو۔ میں بھی لعلین کو اس جن کے پاس ڈراپ کر کے خود نکلتا ہوں۔ دونوں کی تدفین سے لے کر باقی معاملات دیکھنے ہیں"

دستگیر کا دل ہر گز بھائی کو اس وقت اکیلا چھوڑنے کا نہیں تھا مگر صبور کا سوچ کر وہ اور زنجیدہ ہوا، تبھی شہریار نے اسے پہلے جندل محل ہی ڈراپ کیا۔ ایک بار پھر جندل محل کی خوشیاں ماتم میں بدل گئی تھیں، صبور کے پاس اب آنسو بہانے کا اختیار نہیں تھا، لیکن ممی کی ایسی موت اسے خاموش ضرور کر گئی، نیہا اور ہمایوں بھی سنتے ہی جندل محل پہنچ آئے، آفریدی حویلی والے بھی وہیں تھے جبکہ مانی، گل اور افراہیم صاحب بھی یہ ناگہانی خبر سنتے جندل محل پہنچے، صبور کو ان سب کی تسلی اور لال نور کو دلاسے کی ضرورت تھی۔

شہریار کا دل اندر جانے پر ہر گز آمادہ نہ ہوا ویسے بھی وہ جلد یہ وردی نام کی ذمہ داری سے آزادی چاہتا تھا کیونکہ سزا پوری ہونے تک اسے اپنا آپ اس کے لائق نہیں لگ رہا تھا تبھی آج یہ سکون نہیں تکلیف تھی۔

بس اس نے دستگیر کے ہاتھ لعلین کو پیغام بھجوایا جو خود بہت پریشان تھی، صبور کی صدمے والی حالت دیکھنا مشکل جبکہ لال نور کے آنسو تو ویسے ہی اسکے سینے کو جھلساتے پھر سب سے زیادہ فکر اسے لئیق کی تھی۔

دستگیر نے آتے ہی لعلین کو لئیق کے غصے کا بتاتے ہی شہریار کے آنے کی اطلاع دی اور خود کمرے میں خود کو بند کر لیتی صبور کے پاس گیا۔

لعلین کو باہر آتا دیکھ کر شہریار نے گاڑی سے لگائی ٹیک چھوڑی جو بے تابی سے چلتی اس تک پہنچی، وردی میں بہت دن بعد شیری کو دیکھ کر وہ اسکی تعریف ضرور کرتی مگر ابھی دل کا دھیان اپنے موصوف کی جانب تھا۔

"تمہارا جن بہت بگھڑا ہوا ہے، سنبھال لینا۔ مجھے تو لگ رہا تھا کہ میری اور دستگیر کی گردن دبا دے گا، جتنا نرم دل ہے اتنا خونخوار بھی ہے"

لعلین کی اداس آنکھیں دیکھ کر شیری نے اسکو زرا سا مسکرانے پر اکسایا مگر وہ لئیق کی تکلیف محسوس کیے اور روہانسی ہوئی۔

"مجھے لے چلو تم اسکے پاس"

لعلین نے ملتجی ہوئے کہا جس پر وہ سر ہلائے گاڑی سے ایک طرف ہٹا اور ڈور اوپن کیے لعلین کو بٹھایا جبکہ دوسری طرف سے خود بھی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور دیکھتے ہی دیکھتے گاڑی جندل محل کی حدود عبور کر گزری۔

ہر کوئی لال نور کی تکلیف میں انکے پاس تھا، خود مانی تھی، جبکہ صبور کی تکلیف اس وقت سب سے زیادہ تھی، دستگیر نے دروازے کا ناب گمایا تو وہ کھلا، بند کھڑکی کے پار تکتی وہ سرخ آنکھوں کے سنگ خاموش کھڑی تھی، اسکا سر تا پیر تکلیف و خزن میں مبتلا سراپا تکتے ہی دستگیر کی آنکھوں میں بھی تاسف بھر گیا۔

وہ اسکے نزدیک آکر رکا اور بازو سے پکڑے صبور کو پلٹایا جسکی آنکھوں میں ہلکورے لیتی تکلیف سے زیادہ سوہان روح اس دنیا میں کچھ نہ تھا۔

"وہ مر گئیں دستگیر۔۔۔اور جاتے جاتے یہ بتا گئیں کہ وہ میرے آنسوؤں کے ہر گز لائق نہیں تھیں۔اگر فرہاد ب۔۔بابا کو کچھ ہو گیا تو یہ گلٹ مجھے سچ میں مار دے گا۔ب۔۔بیت مشکل سے ممی کے کیے گناہوں

کے اثر سے خود کو نکالا تھا۔۔۔۔۔یہ ب۔۔بوجھ کیسے سہوں گی دستگیر
" عالم۔۔۔۔
وہ رو نہیں رہی تھی پر وہ پور پور بھیانک تکلیف سے دوچار دستگیر کے سامنے سسک اٹھی، جیسے اس وقت سانس لینا بھی اس لڑکی کو درد پہنچا رہا تھا۔
اللہ پر بھروسہ رکھو میری جان، وہ ہمت سے زیادہ ہمیں نہیں آزماتے۔"
ہم سبکی دعائیں فرہاد انکل کو زندگی کی طرف لے آئیں گی۔رہی بات زائشہ کی تو، ممکن ہے اب تمہیں تھوڑا صبر آجائے۔ برائی کا برا انجام ہوتا ہے،
"دل کو مضبوط بناو۔اللہ نے یہ تکلیف دی ہے تو مرہم بھی وہی دے گا
اسکی آنکھوں سے بہتی تکلیف اپنے ہاتھوں کی پوروں میں جذب کیے دستگیر نے اسکی جبین چومی اور پکڑ کر اپنے سینے سے لگایا مگر آخری بار رو لینے کے باوجود دستگیر کے گلے لگتے ہی وہ پھر سے رو پڑی۔

نجانے ک۔۔کب ملے گا مرہم، بہت مشکل ہ۔ہے دستگیر۔۔۔۔میں "
کیسے صبر ک۔کروں۔وہ میرے لیے خود کو رو۔۔نا بھی حرام ک۔۔کر
"گئ ہیں

ہچکیوں کی زد میں اس لڑکی کا پورا وجود لرز رہا تھا اور دستگیر اس وقت خود کو بے بس محسوس کر رہا تھا۔

میں ہوں نہ تمہارے پاس صبور، سنبھالو خود کو۔۔۔۔یہ آخری دکھ "
"برداشت کر لو

وہ اسکے گلے لگنے کے باوجود آنسوؤں میں آتی شدت نہ روک پائی اور اپنا وعدہ بھی توڑ گئی، اسکے رونے سے کہیں خوفزدہ اسکا نہ رو کر اندر ہی اندر گھٹنا تھا سو اسکے آنسو اسکی آنکھوں سے آزاد ہو کر اس لڑکی کو صبر دے سکتے تھے۔

مگر شاید یہ سب اسکی سکت سے زیادہ تھا تبھی روتے روتے بے جان پڑتے صبور کے وجود نے دستگیر عالم کی رگوں سے جان سی سرکائی۔

وہ ہوش گنوا چکی تھی اور دستگیر عالم کا دل اک لمحہ تو حرکت کرنا ہی بھول گیا۔

"ص۔۔ صبور! کیا ہو گیا میری جان"

اسے بازوؤں میں بھرے وہ بیڈ پر لٹائے اسکی گال تھپکائے بولا مگر شاید وہ اسے سن تو پا رہی تھی پر کچھ کہنے کی طاقت گنوا چکی تھی۔

کچھ ہی دیر میں ڈاکٹر تک پہنچ آئی، ہر کوئی صبور کی طبعیت کی خرابی پر اپنا اپنا دکھ بھول گیا حتی کہ لال نور بھی اپنی پریشانی بھلائے اس بچی کے سرہانے آکر بیٹھیں، حالانکہ فرہاد پر آئی تکلیف انکو نڈھال کیے ہوئے تھی۔

افراہیم، گل لالہ، سیلی اور بھجت کچھ دیر تک واپس چلے گئے کیونکہ انکے بقول رش بھی مناسب نہ تھا مگر مدیحہ صاحبہ اور مانی یہیں رکیں کیونکہ لال نور اور صبور دونوں کو ضرورت تھی جبکہ نیہا، مریم بی اور ہمایوں بھی پاس ہی تھے۔

ڈاکٹر فسیحہ جو انہی کی فیملی ڈاکٹر تھیں، نے آکر صبور کا معائنہ کیا جبکہ انجکشن بھی دیا اور خود دستگیر ہی انھیں سی آف کرنے باہر آیا۔

ایسی حالت میں انکا اتنا ذہنی دباو لینا ٹھیک نہیں دستگیر، آئی تھنک شی از" ایسپیکٹنگ۔۔۔ باقی کنفرم آپکو بلڈ ٹیسٹ کی رپورٹ آنے کے بعد انفارم کرتی ہوں۔ انکو انجیکشن دیا ہے، کچھ دیر تک ہوش میں آجائیں گی۔ شام تک آپکو یس نو کی بھی اطلاع دیتی ہوں"

یہ خبر سن کر دستگیر لمحہ بھر کچھ بول ہی نہ سکا، سمجھ نہ آیا کہ کیسے ری ایکٹ کرے، بس آنکھوں کے گوشے ضرور سرخ ہو کر رہ گئے۔

"تھینک یو سو مچ"

دستگیر نے انکو سی آف کرتے گہرا سانس کھینچے قدم واپس بڑھائے، تب تک سب ہی صبور کے پاس موجود تھے، نیہا اور مریم بی اسکے اور لال نور کے لیے کچھ بنانے کے لیے کچن کی طرف بڑھیں مگر ہمایوں اور نور اس

بچی کے لیے ایک جیسے پریشان تھے، مانی اور مدیحہ صاحبہ بھی باہر چلی گئیں کیونکہ دادو کا بھی بی پی بڑھ چکا تھا سو وہ انکو لیے باہر آ گئی۔

میری بچی! اللہ اسے صبر دے۔ دستگیر بچے اسکے پاس رہو، اور مجھے"

"ہوسپٹل بجھوادو پلیز۔ فرہاد کو دیکھے بنا مجھے سکون نہیں ملے گا

لال نور کے رندے لہجے میں کی گزارش پر ہمایوں نے دستگیر کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور خود ہوسپٹل جانے کی ہامی بھری۔

"میں لے جاتا ہوں نور صاحبہ کو ہوسپٹل، تم اسکے پاس رہو دستگیر عالم"

ہمایوں کے کہنے پر دستگیر نے مشکور سی نگاہ ان پر ڈالی اور نور بھی جھک کر صبور کی جبین چومے اٹھ کر کمرے سے نکلیں تو ہمایوں بھی کاوچ پر رکھا اپنا کوٹ اٹھاتے قریب آئے اور صبور کے پاس بیٹھے، اسکا ہاتھ پکڑ کر پیار سے چوما، اپنی بچی کو اس حالت میں دیکھنا انکے لیے بھی کہاں آسان تھا۔

مگر انھیں یہ یقین تھا کہ اللہ اب مزید انکی صبور کو نہیں آزمائیں گے، دستگیر پر نرم سی نگاہ ڈالے وہ خود بھی اٹھے اور کمرے سے نکل گئے۔

جبکہ دستگیر عالم اسکے پاس بیٹھا ہی تھا کہ ہاتھ تھامتے ہی صبور کی بند آنکھوں کی پلکوں نے دھیرے سے حرکت کی۔

اسکی ہتھیلی اپنے ہاتھ میں جکڑ کر چومتے خود دستگیر کی آنکھوں سے اک آنسو ٹوٹ گرا۔

"ٹھیک ہو تم؟"

اسکی متورم کھلتی آنکھوں کو تکتے دستگیر نے نرمی سے اسکی گال سہلائے پوچھا جس پر صبور نے نفی میں گردن ہلائی۔

"ہو جاو ٹھیک، اللہ نے تم سے ممی لے کر تمہیں ممی بنانے کا سوچ لیا ہے"

دستگیر کے الفاظ پہلے تو صبور کو سمجھ ہی نہ آئے مگر جب اسکی بات کا مطلب سمجھ آیا تو وہ نقاہت کے باوجود اٹھنے لگی جس پر دستگیر نے ہاتھ اسکی کمر میں لپیٹے اسے بٹھایا مگر وہ روتی ہوئی اسکے سینے سے جا لگی۔

میری جان! مجھے اس تکلیف کے باوجود ایسی خوشی دے کر برا آزما بیٹھی"

"ہو۔۔۔۔۔ سمجھ نہیں آرہا تمہیں سنبھالوں یا خود کو

خود دستگیر کی آواز بھاری تھی اور وہ ہنستے ہنستے رو پڑتی اسے مزید تڑپا گئی۔

بس! مت رو پلیز۔۔۔۔رحم کھاو خود پر صبور عالم۔۔۔۔تمہارے آنسو"

"برداشت نہیں کر سکتا

یہ موقع ہی ایسا تھا کہ نہ آنسو روکنے محال تھے نہ دل کو مکمل قرار آپانا آسان تھا۔

چونکہ لال نور بھی ہوسپٹل چلی گئیں سومانی بھی شیری کو میسج کیا کہ وہ اسے اور دادو کو آفریدی حویلی ڈراپ کر دیں کیونکہ کوئی گاڑی اولیبل نہ تھی اور سیلی اور بھجت بھی ہوسپٹل ہی گئے تھے۔

.._____..

آپریشن تھیٹر میں فرہاد علوی کی سرجری جاری تھی اور باہر بنے کوریڈور میں ٹہلتے ہوئے لئیق ایزد کے دماغ میں اس وقت کئی معاملات اور سوچیں

گردش کر رہی تھیں، دل میں یہ خوف بھی اپنی شدت اختیار کیے ہوئے تھا کہ اگر وہ بستر مرگ پر پڑا شخص، اسکے منہ سے بابا سنے بغیر کہیں چلا گیا تو ساری عمر وہ اپنے دل پر یہ بوجھ لے کر زندہ نہیں رہ سکے گا۔

لال نور کی خالی پڑتی زندگی اب ایک آزمائش دیکھائی دے رہی تھی، وقت نے بارہا اسے بہت قریبی رشتوں کو لے کر آزمایا تھا مگر اس بار اسکی ہمت پر یہ دکھ خطرے بن کر منڈلا رہے تھے۔

"لئیق ایزد"

انہی سوچوں میں اس آزردہ شخص کی سماعت تک مانوس سی پکار پہنچی تو لئیق نے اس آواز کا تعاقب گردن گما کر کیا جہاں وہ پریشان سی اسی کی سمت آ رہی تھی، شہریار کو مانی کا میسج موصول ہوا تھا سو وہ اسے باہر سے ہی ڈراپ کیے واپس چلا گیا، پہلے گھر جا کر چینج کرنے کی نیت کی پھر مانی کو پک کرنے کا ارادہ۔

"میری جان تم ٹھیک ہو؟"

قریب آکر رکتے ہی وہ اسکے گلے لگی، لئیق نے بھی چہرے کی تندہی و سختی زائل کیے بہتر ہونے کا اشارہ دیے بازو کھولے اس کو حصارا۔

"کیسا ہو سکتا ہوں لعلین، جن پر ذمہ داری ڈال کر گیا تھا وہ ایسی کوتاہی کر گئے ہیں کہ معاف بھی نہیں کی جا سکتی"

لئیق کی آواز مضبوط ہونے کے باوجود خفگی سے بھری تھی جس پر لعلین نے بھی نظریں پھیر کر آپریشن تھیٹر کی جانب گمائیں۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا، کیسے ہیں فرہاد بابا؟"

اسکے چہرے سے ہتھیلی جوڑے وہ مضطرب سی ہو کر بولی۔

"آپریٹ ہو رہا ہے، ابھی تک کچھ نہیں بتا رہے"

لئیق نے بے بسی بھرے لہجے میں بتایا جس پر لعلین اسکا ہاتھ پکڑے وہیں لگی چیئرز کی جانب لائی اور اسکے بیٹھتے ہی خود بھی اسکا چہرہ تکتی ساتھ ہی بیٹھ گئی جسکی آنکھوں کی تکلیف باآسانی دیکھی جا سکتی تھی۔

اللہ انکو صحت دیں، پریشان مت ہو۔اب انکے پاس انکی نور اور لئیق "
دونوں ہیں بھلا وہ کہاں جا سکتے ہیں۔اتنی ساری مشکلات سہنے کے بعد اللہ
" پاک اپنے پیاروں کو مایوس نہیں کرتے
لعلین کی یہ سب باتیں سن کر وہ تلخ سا ہوا، جس پر لعلین بھی افسردہ ہوئی۔
لیکن اسکے باوجود وہ اپنے ہاتھوں سرزد ہوئے گناہوں کی پوری سزا پا رہے "
ہیں، آپکے بابا کو بھلے جان سے مارنہ ہو پر کوشش تو کی، کیا آپ نے سچ میں
"فرہاد علوی کو معاف کر دیا ہے لعلین ؟

اس وقت لئیق کے اس ذکر نے اس لڑکی سے بھی ڈھارس بندھانے کی
ہمت چھین لی کیونکہ جن معاملات میں وہ دل بڑا کر چکی تھی انکو سوچنا بھی
نہیں چاہتی تھی۔
مشکل تھا معاف کرنا لیکن ناممکن نہیں، میرے فرہاد بابا کو معاف کر "
دینے کے پیچھے بہت سی وجوہات ہیں لئیق ایزد۔سب سے بڑی وجہ وہ اس
" شخص کے والد ہیں جو میرا سب بنا یعنی تم۔

لعلین نے رخ زرا لئیق کی جانب پھیرا اور اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے ہونٹوں سے لگایا، لئیق ایزد کی آنکھوں میں واضح تکلیف غالب آئی، اسکے دل کی سست پڑتی دھڑکنیں اور منتشر سانسیں لعلین کو بھی بے قرار کر گئیں۔

پھر وہ بابا کی لال نور کے شوہر ہیں، آخری سانس تک لال نور پر حاکم۔۔۔"

اور پھر ساری زندگی فرہاد بابا نے جو تکالیف، بے بسی اور اذیت برداشت کی وہ بھی وجہ تھی کہ میں نے ان کا ابراہیم سلطان پر ڈھایا ہر ظلم معاف کیا

" کیونکہ بابا ہوتے تو وہ بھی یہی کرتے۔۔۔۔۔

اس الجھے بکھرے، سوچوں کے سمندر میں غرق شخص کی دلی و ذہنی آسودگی لوٹاتے لوٹاتے وہ خود اپنی ویرانی اور دکھ چھپا نہ سکی اور وہ لئیق ایزد اسکی خلش والم سات پردوں میں بھی جان سکتا تھا۔

"یہ سب وجوہات نہ ہوتیں تو؟"

لئیق کے استفسار پر لعلین نے اس پر سے نظریں ہٹا کر جھکائیں اور اپنے ہاتھ میں موجود لئیق کے مضبوط و پر کشش ہاتھ کو دیکھتے مسکائی، اس شخص کی خوشبو سانس کھینچ کر خود میں اتاری تو مزید بولنے کی ہمت ملی۔

تو بابا کو زرا سی بھی تکلیف پہنچانے والا میرے لیے واجب القتل ہوتا،"

لیکن نہیں۔ وہ مجھے خود کے لیے اتنا سنگدل ہونے نہیں دے سکے، اپنا دکھ سب سے پہلے اس بیٹی سے بانٹ کر ہی انہوں نے اپنے کیے ظلم کی تلافی کر دی۔ بابا بہت خوش ہیں یہ لعلین ابراہیم کا دل اسے بتانے لگا ہے، یقین کرو

"اب میرے دل میں فرہاد بابا کے لیے کوئی رنجیش نہیں

جھکائی نظریں ہنوز جھکی رہیں مگر اسکی آنکھوں سے ٹپکتے آنسو نے ضرور لئیق کے ہاتھ کی پشت پر گرتے ہی جذب ہو کر ایک بیٹی کی تکلیف عیاں کر دی، لئیق نے اسکی ٹھوڑی پر ہاتھ بڑھا کر پکڑ جماتے اسکا جھکا چہرہ اٹھایا اور یوں مسکرایا کہ وہ روتی تڑپتی لعلین ابراہیم بھی ویسا ہی مسکرا اٹھی۔

"آپکا دل کتنا شفاف اور وسیع ہے یہ ان خوبصورت آنکھوں سے نظر آتا ہے لعلین، پھر بھی آپکی اس تکلیف کو بانٹنے کے لیے لئیق ایزد آپکے پاس ہمیشہ موجود ہے"

اس لڑکی کی اتنی سی تکلیف بھی لئیق سے برداشت نہ تھی اور جب وہ لعلین کی جبین چومتے یہ اعتراف کر بیٹھا تو وہ رہا سہا بھی بہتر ہوئی، یوں لگا تڑپتے ہوئے دل کو کسی نے قرار بخش دیا ہو۔

"میں خود ان کو بہت سے معاملات میں معاف نہیں کر پا رہا، لیکن جب انکی تکلیف اور سزا کا سوچتا ہوں تو دل نرم پڑ جاتا ہے۔ اور اب جب ہم سب کو انکی ضرورت ہے، خاص کر لوئے کو تو وہ اس حالت کو آ پہنچے۔ انسان اپنے ان قریبی رشتوں کو لے کر بہت بے بس ہوتا ہے، بھلے یہ ہمارے دل کا بارہا قتل بھی کر دیں تب بھی خون سے جڑے اس تعلق کا مان نبھانا پڑتا ہے"

وہ اسکی ہر کیفیت ہر رنگ سے واقف تھی، کیونکہ آٹھ سال وہ ایک لمبی جنگ لڑ کر یہاں پہنچا تھا جب ہر لمحہ اس میں خود کو ختم کرنے کی خواہش سر اٹھایا کرتی پر وہ یہ سوچ کر رک جایا کرتا کہ کئی لوگوں کا اللہ نے اسے سائبان بنا رکھا ہے۔

"جب جب ماضی یاد کریں گے، سوائے دکھ کے کچھ حاصل نہیں ہو گا لئیق ایزد۔ سب تلخیاں بھلا کر ہی ہم مستقبل اور حال کو خوبصورت بنا سکتے ہیں۔ انھیں کچھ نہیں ہو گا، وہ ہم سب کے ساتھ پھر سے مسکرائیں گے"

پھر سے لئیق کا ہاتھ پکڑے اپنے ملائم ہاتھ سے دباو دیے وہ اسکی ساری اداسی لمحوں میں آدھی کیے بانٹ چکی تھی اور لئیق کو اب خود بھی یقین ہوا جیسے یہ لڑکی جو کہتی ہے وہ حق ہے، لعلین کے جسم سے اٹھتی مخمور خوشبو ان ہیل کرتا وہ اتنا پیار الگا کہ وہ خود نظر جھکا کر اسکے وجود میں جا سمٹی۔

"تھینک یو، میرے پاس آنے کے لیے"

بازو گرد حائل کرتے وہ اسکی موجودگی کا حسین اعتراف کیے لعلین کو بھی مبہم سا متبسم کر گیا۔

"شیری نے بتایا کہ تم خونخوار جن بنے ہو، اور اپنے اس جن کو صرف یہ چڑیل ہی سنبھالنے کا ہنر رکھتی ہے"

لعلین کی شرارت نما سرگوشی پر وہ بھی خفیف سا مسکرایا۔

"ابھی لئیق ایزد کا غصہ دیکھا ہی کہاں ہے اس نے، دیکھ لیا تو وہ آپکا دوست پلس جلاد بھی پناہ مانگے گا۔ دونوں میرے ہاتھ سے مرتے مرتے بچے ہیں"

وہ اب بھی غائبانہ غصیل ہوا تو لعلین نے منصوعی سا ڈرے ہی سمائیل دی۔

"مجھ پر مت کرنا کبھی، ورنہ بھاگ جاوں گی"

لعلین کی سرگوشی مدھم ترین ہو کر بھی اسے اچھے سے سنائی دی۔

"یہ کہیں کہ بھاگ آوں گی، کیونکہ آپکا ہر راستہ لئیق ایزد علوی کی سمت جاتا ہے۔ آپ پر تو تب بھی غصہ نہیں کیا کھل کر جب میرا شدید سر درد ہوا

کرتی تھیں،اب تو آپ وہ سب بھی بن گئی ہیں جو کسی کو بنانے کا کبھی میرا ارادہ نہ تھا"

اسکی موجودگی نے لئیق کو شانت، سمندر کے ٹھہراو سا سکوت بخشا جس پر وہ بہت اترا رہی تھی پھر اسکے کندھے سے سر ٹکائے آنکھیں موند بیٹھی۔

"محبت کرنے والا شخص اپنی محبت نامی شدتوں میں تیز جبکہ دنیاداری کے تقاضوں میں نرم پڑ جاتا ہے، تم نے وہ کہاوت نہیں سنی کہ محبت میں مبتلا سپاہی اگر جنگ لڑنے چلا جائے تو وہ دشمن کو بندوق سے ہلاک کرنے کے بجائے اسے پھول پیش کرے گا۔"

وہ اسکی سرگوشیوں کے بعد اس کہاوت پر ویسا ہی دل جلا مسکرایا، کیوں کہ بات تو سچ تھی۔

"یہی تو برائی ہے محبت شناس ہونے کی، ہم اپنا دفاع کرنے کا ہنر کھو دیتے ہیں"

وہ متفق تھا، اور وہ اسکے کندھے پر سر رکھے مسکرا رہی تھی۔

ہاں لئیق ایزد! محبت ہم بھلے ایک شخص سے کرتے ہوں، لیکن مہربان"
"سارے زمانے پر ہو جاتے ہیں

دونوں کے چہرے پر چھائے غم کے بادل چھٹے، دل جو دکھ کی شدت سے سکڑ رہے تھے، پھیل کر دھڑکنے لگے۔

ان دو کی آنکھوں ایک دوسرے کے دل کو تسلی دے رہیں تھیں تو ہاتھوں میں مقید ہاتھ، دلاسے، اس اپنائیت بھرے ساتھ میں ہر تکان، ملال، خزن، کھوکھلا ہو کر رہ گیا۔

اسی لمحے آئی سی یو روم کا دروازہ کھلنے پر وہ دونوں ہی ایک ساتھ اٹھ کر دو جونئیر ڈاکٹر اور نرسوں کے ہمراہ نکلتے انکے فیملی ڈاکٹر قریشی صاحب کے قریب آنے پر رکے۔

فرہاد نے بہت ہمت دیکھائی، جس نے سینے میں داخل ہوتے اس لوہے کو" اپنے سابقہ دکھوں کے آگے چبھن ہی محسوس کیا ہے یقینا۔ فکر مت کرو، تمہارے بابا خطرے سے باہر ہیں۔ کوئی دعا کام آگئی، رات تک کچھ

آبزرویشن ہو گی پھر ہم کمرے میں منتقل کریں گے۔ تبھی تم سب مل لینا۔۔۔پہلے اسکی نور ملے یہ اس بڈھے کی اس حالت میں بھی خواہش ہے۔۔۔۔۔"

لئیق کے کندھے پر ہاتھ سے ٹھپکاتے ڈاکٹر قریشی اس ڈوبتے دل والے کو یہ خبر سنا کر واپس مضبوط بناتے دونوں کی مشکور و ممنون نظر وصول کیے آخری جملہ دانستہ شرارت سے کہہ کر وہاں سے چلے گئے جبکہ لعلین نے مسکراتے ہوئے لئیق کا واپس ہاتھ پکڑا۔

"دیکھا! کہا تھا نہ۔۔۔۔وہ بہتر ہیں"

لعلین کی مسکراہٹ تکتا وہ بھی پرامید مسکرایا۔

"لئیق۔۔۔۔۔"

اس سے پہلے وہ اسے کچھ کہتا، نور کی آواز پر وہ دونوں متوجہ ہوئے، وہ بھی دونوں کے چہرے کی مسکراہٹ دیکھ کر تڑپتے دل کو سنبھال گئیں۔

ہمایوں صاحب بھی ساتھ ہی تھے۔

آتے ہی وہ لئیق سے گلے ملے جبکہ لعلین نے بھی مما کا ہاتھ تھاما۔

"آپکے فرہاد ٹھیک ہیں مما، ابھی ڈاکٹر نے بتایا کہ وہ آپکو یاد کر رہے تھے"

مما کی بیقراری لعلین نے انکے سوال کرنے سے پہلے ہی ہٹادی جبکہ وہ اس پر بھی اپنے آنسو نہ روک پائیں۔

کچھ دیر ہمایوں رکے اور پھر دوبارہ آنے کا کہے وہ چلے گئے جبکہ لال نور تو منتظر تھیں کہ کب وہ ہوش میں آئیں اور وہ انکے پاس چلی جائیں، بھجت اور سیلی بھی کچھ دیر تک پہنچے اور سن سب کے سہمے دل کچھ قرار پا گئے۔

دوسری جانب شیری نے پہلے مدیحہ صاحبہ اور مانی کو آفریدی حویلی پہنچایا اور جب وہ وہاں سے اجازت لے کر نکلا تبھی اسے لعلین کا فرہاد کے بہتر ہونے کا میسج ملا اور شیری نے بھی دل پر دھڑا بوجھ اترتا محسوس کیا۔

مانی اسکو سی آف کرنے باہر آئی تو اسکا ہاتھ پکڑ لینے پر شہریار رک کر پلٹا، گاڑی کا ادھ کھلا دروازہ بند کیا اور پلٹ کر مکمل مانی کے روبرو ہوا۔

مانی نے اسکے پہاڑ وجود کو حصارے جس طرح اپنا آپ اسکے سہارے چھوڑا اور سینے لگی، ناچاہتے ہوئے بھی وہ مانی کی ان اداوں پر اسکو محصور کرتا مسکرایا۔

"تم تو ایسے مل رہی ہو جیسے صدیوں کی مجھ سے گھبرائی ہوئی تھی"

اسکی ننھی منی گرفت کے برعکس شدید جکڑ پر اور مدھم دھڑکنوں کی روانی نے شہریار کو ہنسنے پر مجبور کیا۔

آپ کل رات گھر نہیں آئے تھے، ایسے لگ رہا تھا میں دنیا میں ہوں ہی"

"نہیں۔۔ پھر آج یہ سب ہو گیا، آئی ایم سواپ سیٹ

مانی کا زرا سا اسکے سینے سے چہرہ پرے سرکا کر جواب دینے پر وہ کچھ بول ہی نہ سکا، اسکے ریشمی کھلے بالوں میں نرمی سے ہاتھ پھیرا جس پر مانی نے چہرہ اٹھا کر ڈبڈبائی گرے آنکھوں سے شہریار کو تڑپ کر دیکھا، شیری نے اسکی دونوں آنکھیں چومے اپنا قرار وصولے اسکی خوشبو اور سانسوں کے حصار میں سانس بھری۔

سب ٹھیک ہے، بی بریو۔۔۔۔دادو کے پاس رہو جب تک انکی نورا اور "

"فرہاد واپس نارمل نہیں ہو جاتے کیونکہ میں کچھ دن مزید گھر نہیں جا سکتا

شہریار نے سنجیدگی سے اسکے بالوں کو پکڑے کمر پر ڈھلکائے بتایا جس سے

وہ اور اداس ہوئی۔

"آپ واقعی آج بھی نہیں گھر آئیں گے؟"

مانی کے روہانسے ہو کر پوچھنے پر شہریار نے اسے پکڑ کر خود سے آزاد کیا۔

نہیں، پہلے ہی تم سب نے مجھے فری کا ڈرائیور بنا کر میرا کافی وقت لے "

لیا۔ مجھے اب کچھ کام نمٹانے ہیں، تم یہیں رکو تمہاری بکس اور باقی چیزیں

ڈرائیور کے ہاتھ بھجوا دوں گا۔ فری ہوتے ہی میں تمہیں گھر لے جاوں گا۔

میں کال کروں گا رات میں، جس نے یہ سب فساد برپا کیا ہے اسے مجھے ہر

صورت اپنے جانے سے پہلے دبوچنا ہے۔ میں نہیں چاہتا میرا دھیان سزا

سے ہٹ کر اپنی اس ادھوری ذمہ داری پر لگا رہ جائے۔ جانے سے پہلے

"بہت سا وقت دوں گا تمہیں یہ وعدہ ہے، سو اداس مت ہو

شہریار اسے اس وقت بہلا رہا تھا کیونکہ اسکے بس میں ابھی بس یہی تھا، اور وہ شیری کی زندگی مزید مشکل بنانے کے حق میں نہ تھی تبھی فوری مان گئی۔

"بہت سے وقت کا مطلب بہت سا ہی ہونا چاہیے شیری، ان گندے لوگوں سے پھر سے کوئی سوغات مت لے آنا، ابھی آپکا پچھلا زخم بھی مکمل نہیں بھرا۔ اپنا خیال رکھیے گا"

مانی کی تاکیدیں سن کر وہ اسکے اتنے بڑے بن جانے پر مسکرائا اور واپس شدت سے گلے لگاتے ہی محبت سے مانی کے سر پر بوسہ دیتے دور ہوا اور مسکرا کر اس حسینہ پر نگاہ ڈالتے ہی گاڑی کا ڈور اوپن کیے سوار ہوا۔

مانی اسے تب تک دیکھتی رہی جب تک شہریار کی گاڑی آفریدی حویلی کی حدود سے نکل نہ گئی۔

جبکہ لئیق ایزد کسی کال پر ان دو وہیں کرسیوں پر براجمان لیڈیز سے کچھ دور سنسان ایریا کی طرف آیا اور کسی جانے پہچانے انٹرنیشنل نمبر سے آتی کال ریسو کیے فون کان سے لگایا۔

....★☆☆☆☆☆★....

سر! ایک بری خبر ہے، لوئے اور لارا کے کانسرٹ کے بیچ جولیہ نے ان پر" گولی چلادی تھی۔ جو مس لارا کو لگ گئی۔ شی از ان ڈینجر۔ ہم نے پوری چھان بین کر کے ہال میں آتے لوگوں کو دیکھا اور جانچ کی تھی لیکن وہ منحوس روپ بدل کر آئی تھی، گن بھی اسے وہیں ہال کے اندر سے کسی نے پہنچائی۔۔ وہ اور اسکے سارے ساتھی پکڑے جا چکے ہیں اور جولیہ نے سب گناہوں کا اعتراف بھی کر لیا ہے۔ وہ وقار کی آلہ کار تھی"

مقابل سے ملتی اس ذہنی دباو مزید بڑھاتی خبر پر لئیق ایزدعلوی کا رہا سہا سکون ایک بار پھر غارت ہوا، اشتعال آمیز انداز میں وہ جبڑے بھینچ کر رہ گیا۔

"لعنت ہو اس شر انگیز عورت پر، تم لوگوں کو اس کوتاہی کی سزا بھگتنی ہو گی یار کھنا۔ لوئے کے پاس کون ہے اس وقت؟ کسی طرح اس تک میڈیا کی خبریں پہنچنے سے روکو، اگر اس حالت میں اس نے زائشہ کی موت کی خبر بھی سن لی تو کہیں اسکے دماغ کی کوئی نس ہی نہ پھٹ جائے، کاش میں اس وقت اسکے پاس جا سکتا"

لئیق کی آواز بے بسی سے بھاری ہوئی جبکہ وہ آدمی جو وہیں ہوسپٹل کوریڈور میں ہی چھپ کر کھڑا تھا، لوئے کے کچھ فاصلے ہر کھڑے آدمی کو دیکھنے لگا۔

"سر اسکے دوست یارق پاشا کا اہم ساتھی پوریز موجود ہے یہاں"

لئیق کو یہ سن کر بھی تسلی نہ ہوئی کیونکہ لوئے بہزاد کے پاس اس وقت دنیا جہاں کے ہمدرد بھی ہوتے تو لئیق کے نزدیک کم تھے۔

جولیہ کو سخت سے سخت سزا ملنی چاہیے، ورنہ تم لوگ مجھے اپنا منہ بھی مت دیکھانا"

لئیق نے ہر ممکنہ اپنے جلال پر قابو پائے پست سا غراتے ہی غصے سے رابطہ توڑا اور لئیق کے سرخ پڑتے چہرے کو لعلین نے دیکھا تو تھا مگر ابھی لال نور کی وجہ سے وہ اس سے پوچھ نہ سکتی تھی، پر اتنا ضرور سمجھ گئی تھی کہ کچھ برا ہی ہوا ہے۔

جب تک لئیق کال آف کیے لعلین، سیلی، بھجت اور نور کی جانب آیا تبھی نرس بھی انکی سمت بڑھی، فرہاد صاحب کے آپریشن تھیٹر سے کمرے میں شفٹ کرنے کی خبر دینے اور نور کو ملنے کی اجازت دینے جس پر لال نور نرس کے ہمراہ وہاں سے چلی گئیں جبکہ بھجت اور سلینا نے بھی فرہاد

صاحب کی بہتر ہوتی حالت پر لئیق اور لعلین کو تسلی بہم پہنچاتے اجازت طلب کی، انکے جانے کے بعد لعلین کو اس سے معاملہ دریافت کرنا تھا مگر لئیق کی توجہ مسلسل فون کی سمت تھی تبھی لعلین نے اسکی بازو پکڑے اپنی طرف مکمل موڑتے متوجہ کیا۔

"کیا ہوا ہے لئیق ایزد؟ کوئی اور بری خبر مت سنانا"

لعلین نے ڈرتے ڈرتے اسکے سپاٹ چہرے پر چھائے خزن کو بھانپے پوچھا جس پر لئیق نے دقت سے سانس کھینچی۔

"لارا ان آئی سی یو، کانسرٹ میں کسی مخالف نے گولی چلادی، مجھے لوئے کی بہت فکر ہو رہی ہے۔ صبور بھی اس سچویشن میں نہیں ہو گی کہ لوئے کو تسلی دے اور مجھ میں اسکی تکلیف سننے کا حوصلہ نہیں، اسے کہا تھا یہ آخری تکلیف ہو گی۔ لیکن اسکی آزمائش ہے کہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی"

لئیق کی آواز اختتام تک جس طرح ڈوبی، لعلین بھی اسی رنج و غم کی کیفیت کا شکار ہوئی، اسکا ہاتھ تھامے لئیق کی پریشان صورت نظروں میں مرکوز کی۔

"بہت برا ہوا، لارا کے لیے دل دکھ گیا۔ تم لوئے کو کال کرو لئیق، ابھی اسے زائشہ کی موت کا مت بتانا نہ فرہاد بابا کا بس اس کو تسلی دو یقیناوہ تمہارے کسی ایک سادہ سے جملے سے بھی بہتر ہو جائے گا"

لعلین کا اسے ہمت دینا لئیق کو بھی یہ مشکل فیصلہ لینے میں مدد دے گیا کیونکہ یہ سب اسے ہی لوئے کو بتانا تھا۔

"یو آر رائیٹ۔۔۔ آپ یہیں رہیں میں آتا ہوں اسے کال کر کے"

اپنی فکر میں گھلتی لعلین کی گال سہلائے وہ باہر کی طرف بڑھا تو لعلین نے بھی اپنے قدم روم کے دروازے کی طرف بڑھا یے اور دروازے میں نسب گلاس کے ذریعے اس نے فرہاد بابا کا ہاتھ تھام کر پاس بیٹھیں غمزدہ نور کو دیکھا تو دل عجیب سی تکلیف سے تڑپ اٹھا۔

وہیں لارا کا آپریٹ تو ہو چکا تھا مگر اب تک وہ کومہ میں تھی۔
نیویارک میں وہ بھیانک رات کٹ کر اگلی سحر طلوع ہو چکی تھی جبکہ
پاکستان میں بھی آسمان کو گلابی اور نارنجی سی بوجھل شام نے اپنی لپیٹ میں
لے رکھا تھا۔

پوریزرات سے ہوسپٹل میں ہی لوئے کے ارد گرد موجود تھا مگر اب تو وہ
بھی تھک گیا تھا تبھی اسے لوئے کی زیادہ پریشانی تھی۔
ہوسپٹل کوریڈور میں لگی کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھا فون ہاتھ میں لیے
وہ نیوز سکرول کرتا اذیت کے سنگ ہاتھ روک گیا، جہاں زائشہ کی ناگہانی
موت سے لے کر فرہاد علوی پر ہوتے قاتلانہ حملے کی خبر نے لوئے کی
آنکھوں میں لہو اتارا۔
شاید قدرت بھی اس شخص کا اخیر امتحان لینے کا فیصلہ کر چکی تھی۔
اسی لمحے بروکے نام کا اس بھیانک خبر دیکھاتی سکرین پر ابھرنا لوئے کے
دل کو مزید ضرب لگا گیا۔

چند آنسو اسکی سوجھی آنکھوں سے ٹپکے مگر لوئے نے بے دردیٔ سے اپنی آنکھیں رگڑے کال پک کی۔

لئیق بھی ہوسپٹل کے باغیچے کی سمت لگے بینچ پر آکر بیٹھ گیا، نظر تاحد نگاہ پھیلی شام پر مرکوز تھی۔

"لوئے! میرے بھائی تم ٹھیک ہو؟ کیسی ہے اب لارا؟"

لئیق کی آواز سن کر ہی اسکا بنا بنایا ضبط ٹوٹا مگر شاید وہ سارے دکھ سہنے کی طاقت بھی پا چکا تھا تبھی لئیق کو خبر بھی نہ ہونے دی کہ وہ کس کشمکش کی زد میں گھٹ رہا ہے۔

آپریٹ تو ہو گیا ہے مگر وہ۔۔ ہوش میں نہیں آرہی بر و۔۔ کئی گھنٹے بیت گئے، ڈاکٹر کہہ رہے ہیں وہ جینا ہی نہیں چاہتی، اسکی ول پاور ختم ہو گئی۔ یہ جانتے بوجھتے کہ مجھے سنبھالنے کی اس پر ذمہ داری ہے وہ ایسی سنگدلی کیسے کر سکتی ہے"

اس دکھیارے کا بھیگا لہجہ لئیق کی سماعت سے سیدھا دل کو دکھا گیا، یہاں تک کہ لئیق کی اپنی آنکھیں زرد رنگ بدل لیتی صبر کرنے کی شدت عیاں کر بیٹھیں۔

"یہ ہماری چوائز نہیں ہوتی لوئے کہ ہم بہت پیارے رشتے کو کھو دینے کے باوجود ویسے ہی سالم رہ سکیں، ہم سے بچھڑنے والا ہر شخص ہمارے اندر کی ایک خاصیت، ایک شوخی اور ایک تسلی اپنے ساتھ لے جاتا ہے، ہر ساتھ چھوڑنے والا ہمارے اندر خلاء بھر دیتا ہے۔ تم دو تو جیتے جی اپنوں سے بچھڑے ہو۔

بڑے بڑے صابر و شاکر بندے ایسی آزمائش پر ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں۔ جانتے ہو اس دنیا میں اچھے لوگوں کی اتنی آزمائش کیوں ہے کیونکہ اللہ کو انکا صبر، انکے آنسو، انکا شکر بہت پسند ہے"

لئیق کی اپنی آواز یہ سرگوشیاں کرتے مکمل ٹوٹ گئی تھی اور لوئے سے اپنے آنسو روکنا محال تھا، اسکا دل تو چیخ چیخ کر رونے پر بضد تھا پر یہ کمبخت تکلیف، جسم کی رگوں میں خون سی جم کر رہ گئی تھی۔

لیکن میں تو اچھا بھی نہیں تھا، کیا اچھا کیا ہے لوئے بہزاد علوی نے۔ کب "منایا ہے اپنے پیدا کرنے والے کو کہ اسکو میرے آنسو اتنے پیارے ہو گئے۔ زندگی کے جتنے سال خود کو بے حس بنانے میں گزرے، یہ چند دن سارے کس بل نکال کر رکھ گئے برو۔ مجھے لگتا تھا دنیا ہی کیوں نہ ختم ہو جائے، میرے سب مجھ سے منہ موڑ کیوں نہ لیں، نفرت کے لائق کیوں نہ بن جاوں، میں وہ واحد شخص بچ جاوں گا جسے رونا نہیں آتا ہو گا۔۔۔۔۔ ایک محبت میں پڑ کر اپنے سوئے سارے درد جگا بیٹھا ہوں، شاید میں نے ہمیشہ کی طرح اپنے لیے یہ راستہ بھی غلط چنا"

اسکی یہ باتیں سامع پر بہت بھاری اذیت اتار رہی تھیں، اس وقت لوئے کی تکلیف اگر کوئی محسوس کر سکتا تھا تو وہ لئیق ایزد علوی تھا، دل میں اخیر

کرب تھا،اس بھائی کے حلق سے نکلتی پھنسی پھنسی آہیں دل چیڑ رہی تھیں۔

محبت ہنسنے کے ساتھ رونے کے ڈھنگ بھی سیکھاتی ہے لوئے،اور پھر رو" رو کر ہی توان آنکھوں کی میل اور گرد ہٹتی ہے، تبھی تو ہم دل کی بصارت والے بنتے ہیں۔یہ وقت بھی گزر جائے گا،پریشان مت ہو۔وہ جلد بہتر ہو جائے گی،ابھی اسکے دل اور جسم پر لگے زخم ہرے ہیں"

لئیق سے بھی بات کرنا مشکل تھی، کیونکہ اسکا دامن بھی اس وقت حوصلے سے خالی تھا۔

اور لوئے بہزاد علوی کی منظروں کی دلکشی وروشنی ہلاک کرتی وہ مسکراہٹ کچھ پار کرسیوں کی جانب بیٹھے پوریز کا بھی دل چیڑ گئی۔

اور میرے زخم کا کیا برو، میرے پاس تو اس وقت وہی واحد مرہم بچا" ہے۔خیر میں نے بھی آپکو سینٹی کر دیا۔آج ممی کا فیصلہ ہونا تھا، کیا ہوا؟"

سب جاننے کے باوجود یہ سوال کرتے ہوئے لوئے کی آواز کانپتی تو لئیق کا دل ساکن سا ہوا، دل میں دکھوں نے شگاف ڈالے۔

لئیق کے مطابق پہلے سے اذیت کا شکار لوئے مزید یہ ہولناکی سننے کا متحمل نہ تھا مگر وہ کیا جانتا کہ لوئے اسی کا بھائی ہے، صابر اور مضبوط۔

"تم اس سب کو فی الحال چھوڑ کر لارا کے ساتھ رہو، یہاں کے معاملات دیکھنے کے لیے ہم ہیں۔ س۔ سب ٹھیک ہے یہاں"

یہ جھوٹ بولنے کے لیے لئیق ایزد کو بھی زندگی کی ساری ہمت جمع کرنی پڑی اور وہ پھر سے بھیگی درد والم میں جذب آنکھوں سمیت مسکرایا۔

"آپ کس کس دکھ کی خبر کو مجھ تک آنے سے روکیں گے؟ سب جان چکا ہوں۔ مر گئیں وہ اور جاتے جاتے بابا کو جو زخم لگا گئیں اس کے بعد میری ان کے لیے رہی سہی محبت مردہ ہو کر رہ گئی۔ بابا تو ٹھیک ہیں نہ برو، خدا کے لیے اس سے زیادہ کچھ برا سنا تو چلتا دل ممکن ہے یہیں رک جائے۔ لارا کے لیے ہی سہی مجھے جینا ہے"

لوئے کی تکلیف، گزارش اور سسک اٹھنے پر لئیق کی آنکھ سے بھی خزن والم بے اختیار جمع ہوا، لمحے میں آنکھیں سرخی میں نہا کر رہ گئیں، دل جیسے اس بھائی کی آس بھری التجاء پر پھٹ کر رہ گیا۔

"وہ ٹھیک ہیں، میں آجاوں تم دونوں کے پاس؟"

لئیق کی بھاری آواز اور اسکی تڑپ پر لوئے کا دل کرچی سا ہوا۔

"مجھ سے ا۔۔ایسا کچھ مت پوچھیں پلیز"

مزید شاید وہ کچھ نہ کہہ سکا، اور دونوں کا رابطہ کٹ کر رہ گیا، یہ اداس سی شام مزید سوگوار ہو کر رہ گئی۔

کندھے ہر کسی ہاتھ کا اپنائیت بھرا لمس محسوس کرتے ہوئے لئیق نے اپنی آنکھوں کے وہ چند بے قابو ہوتے آنسو جس کرب سے پونچھے، لعلین خود قریب ہی آکر بیٹھی اور اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور ہونٹوں سے چھوا۔

"تم رو رہے ہو لئیق ایزد؟"

یہ سوال کرتی وہ اسکی دنیا جہاں کی ماتمی آنکھوں کی سمت دیکھنے کی ہمت نہ کر سکی۔

وہ مجھ سے چھوٹا ہے لعلین، معصوم اور سچا لیکن مسلسل رلایا جارہا ہے،"
کاش اسکی تکلیف کم کر پاتا۔

اس حالت میں لوئے کو اکیلا چھوڑا ہے، خود کو کبھی معاف نہیں کر سکوں گا
کیونکہ اس وقت اسے کسی اپنے کی مارل سپورٹ کی ضرورت تھی اور
میری ذمہ داریاں مجھے ہمیشہ مجبور اور بے بس کر دیتی ہیں۔ وہ سب جان
گیا، اپنی ماں کی موت بھی۔ لارا بھی ٹھیک نہیں ہے، نہ وہ اسے چھوڑ کر
" پاکستان آسکتا ہے

ایک نئی ذمہ داری کا فیصلہ صادر ہوا تھا اور اگلے مشن کے جلدی شروع
ہونے کی خبر بھی اسے موصول ہو چکی تھی جسکی وجہ سے شہریار کو ملی
مہلت بھی قدرتی کم ہونے والی تھی، لیکن وہ لوئے سے جانے سے پہلے مل
کر اسکو خود ڈھارس دینے کا طلب گار تھا۔۔

ملائشیا سے پہلے ہمیں ان کے پاس جانا چاہیے، وہ بہت صبر والا سہی پر اسے "
اپنے دکھ درد بانٹنے کے لیے یقیناً کسی کا کندھا درکار ہو گا۔ میں تمہارے
"ساتھ چلوں گی میری جان، پریشان مت ہو
لعلین تو دل و جان سے اسکا ساتھ دینے پر راضی تھی جس پر لئیق بھی
افسردگی سے سہی پر مسکرا دیا کیونکہ وہ خود بھی یہی سوچ رہا تھا، مگر اس
وقت اسے لوئے کی بے بسی اور دکھ نڈھال کر رہے تھے۔

.._____..

ایک لمبی سوہان روح اذیت کے بعد آخر لوئے کو ڈاکٹر نے اپنے آفس میں
بلوا ہی لیا، لارا کو آبرویشن روم میں منتقل کر دیا گیا تھا۔

"The girl is still in danger, her heart is
not beating normally, her brain is

stressed and until Lara's brain is decompressed, it is difficult for her to come back to life. You try to talk to Lara, tell her how important her survival is to you, she needs prayers and your company more than medicine.

(وہ لڑکی اب بھی خطرے میں ہے، اسکے دل کی دھڑکن نارمل نہیں ہے،
اسکا دماغ ذہنی دباو کا شکار ہے اور جب تک لارا کے دماغ کا یہ دباو نہیں ہٹے
گا، اس کے لیے زندگی کی طرف آنا مشکل ہے۔ تم لارا سے بات کرنے کی
کوشش کرو، اسے بتاو کہ اسکا زندہ رہنا تمہارے لیے کتنا اہم ہے، اسکو دوا
سے زیادہ دعا اور تمہارے ساتھ کی ضرورت ہے۔)"

لوئے کے دل پر وہ یہ کہہ پر مزید گراں بوجھ طاری کر چکے تھے جسکے پاس لارا کا سامنا کرنے تک کی ہمت باقی نہ رہی تھی، اسکی گردن پر اب بھی لارا کا خون موجود تھا، ویران اور اجڑی آنکھیں ناگہانی دکھ کی خبر سنا رہی تھیں۔

"Can she hear me?

"(کیا وہ مجھے سن سکتی ہے)

لوئے کے تاسف بھرے استفسار پر ڈاکٹر گریکن نے اثبات میں سر کو جنبیش دی۔

"She can not only hear you but also feel you. In such cases, with the emotional support of the partner, the patient can be brought back to life sooner, because these drugs only heal the physical wounds, but the touch of a loved one

gives the courage and strength to really live.

وہ نا صرف تمہیں سن سکتی ہے بلکہ محسوس بھی کرے گی۔ایسے کیسز)
میں پارٹنر کی جذباتی مدد سے مریض جلد زندگی کی طرف لایا جا سکتا ہے،
کیونکہ یہ دوائیں تو صرف جسمانی زخم بھرتی ہیں مگر کسی بہت اپنے عزیز کا
"(لمس، اصل جینے کی ہمت اور طاقت دیتا ہے۔

ڈاکٹر گریکن کے نرم ڈھارس بندھاتے جملوں نے لوئے کے اندر ہوتی
ٹوٹ پھوٹ کو قابو کرنے میں مدد دی، وہ مسکرائے تو لوئے کو بھی انکا ساتھ
دینا پڑا۔

ایک گھنٹہ وہ خود سے لڑتا رہا، خود میں ہمت بھرتا رہا اور پھر نرس کی پیروی
میں لوئے کو لارا کے روم میں پہنچایا گیا مگر دروازے کے پاس ہی اسکے قدم
لارا کو بے جان و بے خبر تکتے ہی مزید چلنے ہی سکت کھو بیٹھے۔

لیکن وہ اسکی تھی، اسے سنبھلنا اور سنبھالنا تھا تبھی وہ اسکے پاس جا کر بیٹھا، ڈرپ کی زد میں آگ بن کر تپتا ہوا وہ مرمریں ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھ میں لیتے ہی وہ جھکا اور اپنے لبوں کو اسکی دہکتی جبین پر رکھا، اسکی انکھیں آنسوؤں کے نمکین پانی سے لمحہ میں آزاد ہوئیں۔

"تم جانتی ہو لارا، میں تمہارے ب۔۔بغیر نہیں جی سکتا، تم میرے دل کے صحرا کی راحت ہو، مجھ سے یوں گریز مت برتو۔۔۔۔"

اس لڑکی کی نہایت آہستہ چلتی دھڑکن محسوس کرنے کو وہ اسکے سینے پر سر رکھے کسی بچے کی طرح رو دیا، اسکی آنکھوں سے پھیلتی نمی نے لارا کے نہایت مدھم حرکت کرتے سینے تک اپنی تپش سرائیت کی۔

"مجھے اس وقت تمہاری ضرورت ہ۔۔ہے لارا، لوئے بہزاد تمہارے ہوتے ہوئے کسی اور کے سامنے آنسو بہادے اس سے پہلے مجھ تک واپس آجاونہ پلیز، م۔۔میں تمہاری آنکھوں میں ایک آنسو بھی آنے نہیں دوں گا، میں تمہیں اس وحشی دنیا سے چھپا کر رکھوں گا۔۔۔۔دوبارہ میری وجہ

سے تم پر آنچ بھی آئی تو میری جان لے لینا۔۔۔۔ لیکن ا۔۔اس وقت

"میرے پاس آجاو

وہ اس لڑکی سے التجائیں کرتا سسک اٹھا اور کیسے وہ اب بھی فرار کرتی، اپنے پہلے سے سست پڑتے دل پر اس شخص کی آہ زاری اور قہر ڈھا رہی تھی، اپنی رکتی ٹھہرتی سانسیں استوار کیے، درد میں ڈوبی آنکھیں آہستگی سے وا کیے ان آنسوؤں کو بے مول کرتے لوئے کے دل کی سست دھڑکنیں لارا کے وجود میں منتقل ہوئیں۔

"م۔۔مزید آنسو بہایا تو دل پھٹ جائے گا لوئے بہزاد"

اسکے سر کے بالوں میں سراسراتی لارا کی انگلیوں کے لمس اور سرگوشی سے بھی مدھم سسکنے پر لوئے نے کرب سے چہرہ اٹھایا تو وہ نڈھال آنکھوں والی اسے ہی جان ہارتے ہوئے دیکھ رہی تھی، لوئے بہزاد ان آنکھوں کے کھل جانے پر بھی ٹوڑ سا گئا، رہا سہا ضبط بھی کرچیاں ہو کر رہ گیا۔

اسکے سلے وجود سے اپنا بوجھ اٹھائے لارا کے چہرے کو ہاتھوں میں بھرا اور جھکتے ہی انبساط بخشتے لبوں کو دیوانگی وہ کرب سے اپنی قید بخشے اسکو محسوس کر کے اپنے رکتے بلکتے دل کو راحت سونپ کر وہ اس لڑکی کے پورے وجود کو اپنے حصار میں بھر بیٹھا، جو لوئے کی جذباتیت پر کراہ اٹھتی ایک ہاتھ اپنے پیٹ پر اور دوسرا خود پر حاوی لوئے کے سینے پر رکھتے سسکی تبھی وہ شخص جیسے ہوش تھام سکا اور پرے سرکتے ہی لارا پر رحم کھائے اسکے تیز ہوتے تنفس پر گھبرایا۔

"جان لو گے میری، ظالم"

وہ پھولے سانس سے احتجاج کرتی منمنائی تو لوئے کی شدت پر اسکی آنکھیں آنسوؤں سے اٹیں، اسکے سر کے نیچے سے ہاتھ گزار کر اسکے سر کے نیچے آرام دہ تکیہ رکھتے وہ اسکو کمفرٹیبل کرواتے ہی پھیکا سا مسکرایا اور اسکی سرخ پڑتی رخسار چومی۔

"جان تو میری چلی جاتی اگر تم مزید مجھ سے بے خبر رہتی"

سینے سے آہستگی سے لگانے پر لارا کسی ٹوٹی شاخ کی مانند اسکے مضبوط سینے میں چھپی، دونوں کی تکلیف حد سے سوا تھی۔

"لوئے درد ہ۔۔۔ہو رہا ہے مجھے"

شدید ٹیس پر وہ جس طرح اس سکون ریز گرفت میں بھی تڑپی، لوئے نے اسے آہستگی سے واپس نرم میٹرس پر لٹاتے ہی اسکی جبین پر جھک کر نرم سا بوسہ عطا کیا تو وہ درد و تکلیف کے باوجود بھیگی آنکھوں سے ویسا ہی مسکرائی جیسا اس لمحے جب لوئے کو لگا تھا زندگی ختم ہو گئی ہے، اس لڑکی کے پیٹ پر ہاتھ رکھتے ساتھ ہی اس نے لارا کی خود سے زیادہ سرخ آنکھیں دیکھیں تو نظر چرا گیا۔

"تم بچو۔۔ں کی طرح کیوں رو رہے تھے لوئے"

گولی لارا کے پیٹ کو لگی تھی تبھی اب تک درد شدید تھا مگر وہ کچھ لمحوں بعد ہی سب بھول گئی کیونکہ لوئے کی آنکھیں اسکے درد سے زیادہ بھیانک ہو رہی تھیں۔

"کیونکہ تم جینے سے مکرنے کی کوشش میں تھی"

وہ چاہتا نہیں تھا پر لارا کی سنگدلی کے سبب کہہ بیٹھا۔

"ممی چ۔۔چلی گئیں کیا؟"

اپنی نقاہٹ میں ڈوبی آنکھیں لوئے پر درد نا کی سے جمائے وہ بنا کہے اس کا کرب جان گئی تبھی تو لوئے بہزاد کی آنکھیں مزید بھیگ گئیں، بولا نہ گیا بس وہ سر ہی ہلا پایا اور اس جنبش میں دنیا جہاں کا دکھ سمٹا ہوا تھا۔

"یہاں آو واپس، رولو"

اسے اپنے پاس بلاتی ہوئی وہ خود اپنی آواز کو بھیگنے سے روک نہ سکی۔

نہیں، تم زخمی ہو۔مجھے اس وقت صرف تم چاہیے ہو لارا، ٹھیک ہے"

"لوئے بہزاد۔تم نے آنکھیں کھول لیں میں بہتر ہو گیا

وہ اسکے بازو کھولنے کو تکتا تاسف سے منع کیے خود کو مضبوط ثابت کرنے میں بری طرح ناکام تھا تبھی تو لارا نے خود ہی وہ پھیلے بازو سمیٹ لیے۔

تم کیوں میرے سامنے آئی تھی ل۔لارا؟ تمہیں کچھ ہو جاتا تو میں کیا"
"کرتا؟

بہت مشکل سے وہ لارا سے یہ دو جملے کہہ سکا، وہ اس دواوں کی مہک سے اٹی فضا اور آکسیجن ماسک کی اب تک ارد گرد پھیلی بد صورت خوشبو میں بمشکل سانس گھسیٹ پائی۔

وہ گولی تمہیں لگنے دیتی تو ت۔تم سمجھتے لارا نے جبراہاں کہی ہے، میں"
چاہتی تھی تمہیں آنچ بھی نہ آئے، کیا پتا تھا مجھے ہوتی تکلیف تمہیں زیادہ
درد دے گی۔آئی ایم سوری لوئے،ل۔۔لیکن اب شاید م۔۔میرے پاس
اگر ایسی بے شمار زندگیاں بھی ہوں تو وہ میں تم پر قربان کرنے سے پہلے
ایک لمحہ بھی نہ سوچوں۔میں تو لمحہ ب۔۔بھر یہ بھی بھول گئی کہ ایمر کی
زندگی ہوں۔۔۔۔مجھے اس لمحے تمہارے سوا سب ن۔۔نظر آنا بند
"ہ۔۔ہو گیا تھا

وہ اسکو حسرت سے تکتی بولتی گئی اور آخری جملے پر جس طرح ہونٹ بے آواز پھڑ پھڑائے، وہ اسکے جکڑے ہاتھ کو دیوانہ وار ہونٹوں سے لگائے اپنی آنکھوں پر بندھ باندھے ہوئے تھا۔

"میں اتنا سنگدل لگتا ہوں تمہیں؟"

لوئے کی آواز ڈوبی اور لارا کا دل پھر بھی وہ مسکرائی۔

ہمم۔۔ہو، کیونکہ تم نہیں جانتے کہ تمہارے آنسو کتنے پاک اور خوبصورت ہیں، یہ تمہاری آنکھیں لارا سے کیا ملیں، آنسو انکے عاشق بن بیٹھے۔ مجھے تو لگتا ہے تم نے رونا ہی میرے ملنے کے بعد سیکھا۔

مر بھی گئی تو ان آنسوؤں سے تم مجھے اس جہاں بھی تڑپا کر رکھ دو گے ظالم کہیں کے۔

اس تکلیف کے مقام پر ہم دو کا ایک دوسرے کے پاس ہونا سب سے اہم ہے، میں نے تم پر آتی تکلیف کو خود پر لے کر اپنی تکلیف کا توڑ بھی کرنا چاہا تھا، سنا نہیں وہ تم نے کہ درد کو درد مارتا ہے"

وہ اس حالت میں ایسی باتیں کر کے لوئے کا ضبط اخیر آزما رہی تھی۔

"اس درد کو مارنے کے چکر میں جو تم مجھے مارنے لگی تھی وہ؟ تم ابھی ٹھیک نہیں مگر اس کے لیے تمہیں ہر گز نہیں معاف کروں گا"

وہ بھی روٹھ گیا تھا، اور وہ اسے اب کبھی روٹھنے نہیں دینے والی تھی۔

"منظور، میں تم سے اپنی م۔۔ معافی نکلوالوں گی۔ پریشان مت ہو لوئے بہزاد، اب تمہیں چھوڑنے کا دوبارہ خیال بھی پاس نہیں بھٹکنے دوں گی، آئی ایم سوری اس گندے وقت م۔۔ میں تمہاری لارا تم سے دور ہو گئی، اپنا کندھا بھی نہیں دے سکی۔ رو لو نہ پلیز ویسے ہی، ورنہ میں رو دوں گی"۔

اس صبر و ہمت کے پیکر کو یہ تکلیف ضبط کرتے دیکھنا لارا کے لیے بہت مشکل تھا اور تبھی وہ واپس اسکے سینے پر سر رکھ گیا مگر شاید اب آنسو اسکی آنکھوں سے نہیں دل سے بہنے لگے تھے۔

"درد ہو رہا ہے؟"

لارا کو بے چین محسوس کیے ہی وہ بولا جس پر وہ مسکراتی ہوئی اپنے ہاتھ کی انگلیوں کی پوروں سے اسکے سر میں لمس پہنچاتی فوری نفی میں سر ہلا گئی۔

"درد ختم ہو رہا ہے، تمہارا بھی اور میرا بھی"

غنودگی کا اثر تھا کہ وہ یونہی اسے رونے کے لیے اپنا آپ سونپتی واپس آنکھیں موند چکی تھی۔

..

بلیک ڈائمنڈ تک کچھ خفیہ میلز کے ذریعے اگلی حکمت عملی ارسال ہو چکی تھی جس میں اگلا مشن اگلے ہفتے سے ہی شروع کرنے کی ڈیڈ لائن کے ساتھ شہریار کی اٹلی روانگی کے آرڈرز بھی موجود تھے، یہ سب وہ خود شہریار کو نہیں بتانے والا تھا کیونکہ یہ ذمہ داری اسکی جگہ آپائنٹ ہوتے نئے ایس ایس پی پر لگائی گئی تھی۔

شان کے لوگ بہرام عزیز کے بنگلے کے چاروں طرف مٹر گشت کر رہے تھے مگر چونکہ اسکے وہاں ہونے نہ ہونے کی اطلاعات میں تضاد تھا سو شیری نے انکو اپنے پہنچنے تک حملے سے روک رکھا تھا۔

"کی ڈیفنس برانچ میں بھی DALG ڈیول! ہی از مافیا کنگ۔ اور وہ شامل ہے، آرگنائزیشن کا تیسرا ہیڈ"

ائیر فون سے ڈی کے کی پرتپاک آواز بلند ہوئی جس پر شہریار جدون کے ڈرائیونگ کرتے ہاتھ تھمے، گاڑی کے ٹائیر بدصورت سی آواز پیدا کرتے رکے اور چہرے پر سنگلاخ چٹانوں کی سی سختی چھا گئی۔

"کیا ہے اب؟ DALG واٹ! یہ"

شہریار کی آنکھوں میں صاف حقارت امڈی، گاڑی کا دروازہ کھولے وہ بپھری موج بنا باہر نکل آیا، شام نے رات کی شکل اختیار کر لی تھی مگر سفر تھا کہ طویل سے طویل ہوتا جا رہا تھا۔

اصل فساد کی جڑ اور پاک دشمن تنظیم جو بلیک ڈائمنڈ کا اگلا ٹارگٹ ہے، یہ "
بہرام عزیز اس تنظیم کا ایک خاص حصہ اور تیسرا بڑا پارٹنر ہے، اسکا خاتمہ،
کی تباہی کا آغاز ہے کیونکہ بہرام کی موت کے بعد اسکے دو (DALG)
مزید پارٹنرز رہ جائیں گے جنھیں بلیک ڈائمنڈ وہاں جا کر خود ختم کرے گا۔
مجھے اپارٹمنٹ لیٹر ایشو ہو گیا ہے اور آپکے پاس بھی صرف ہفتہ ہے
کی (DALG)والوں کو IB بہرام کو ختم کرنے کے لیے کیونکہ
جانب سے کچھ دھمکیاں اور وارننگز ملی ہیں جسکے سبب یہ مشن جلدی
سرانجام دینے کا فیصلہ لیا گیا ہے، ٹھیک اگلے سوموار کو رات گیارہ بجے آپکی
"اٹلی کی فلائیٹ ہے

یہ سب سن کر تو شہریار کا دماغ رہا سہا بھی معاوف ہو کر رہ گیا، جبڑے
بھینچتے ہوئے وہ اپنی کن پٹی مسلے گاڑی کے ساتھ جڑ کر کھڑا ہوا، رات کم
بھیانک تھی مگر اس بے بسی کی تاریکی بیان کرنا مشکل تھی جو اس وقت
شہریار کو اپنے گرد حائل محسوس ہوئی۔

خداغارت کرے انھیں، ابھی بھی تین پارٹنر زرہتے۔ کتنوں کو مارا جا"
چکا۔ یہ لوگ بڑھتے ہی جارہے ہیں ڈی کے، بہرام عزیز کوئی عام آدمی
"نہیں کہ اسے ہفتے میں دبوچ لوں۔ تم نے تو مجھے پریشان کر دیا
شہریار کی بے قراری وپریشانی مقابل بھی ویسی ہی صورت اختیار کیے ڈی
کے کی آنکھوں میں اتری۔

سر آپکو یہ کرنا ہوگا، ورنہ وہ بہرام نا جانے پاکستان کس مقصد سے آیا ہے،"
بڑی تباہی ہی مچے گی۔ آپکی مدد کے لیے موجود ہوں، اسکے تمام اکاونٹ،
تمام رابطوں کے ذریعے ہیک کیے جارہے ہیں۔ وہ زیادہ دیر چھپ کر نہیں
"رہ سکتا

ڈی کے کی وضاحت ہر شہریار نے کربناک سی سانس بھری، زندگی اتنی
مشکل اسے کبھی نہ لگی جتنی اس لمحہ۔

" ٹھیک ہے، ابھی کال بند کرو۔۔۔۔ دماغ سن ہو گیا ہے میرا۔۔۔۔"

شہریار کی حالت سمجھتے ہوئے ڈی کے نے فرمابرداری سے رابطہ منقطع کیا جبکہ اس وقت ایک ایک لمحہ قیمتی تھا تبھی وہ وقت ضائع کیے بناواپس گاڑی کی طرف بڑھا، انکے پاس ایک ہفتہ ہے یہ وہ شان سے ڈسکس کر چکا تھااور نئے ایس ایس پی کی جلد تعیناتی کا بھی بتایا جس پر شان سمیت باقی اسکے ساتھی بھی افسردہ ہوئے، اس وقت ڈیوٹی اہم تھی سواس میٹنگ کو جلد ختم کر دیا گیا۔

پہلے جانچ بنگلے کی ہوئی مگر وہاں دو طرفہ فائرنگ اور یلغار کے باوجود پولیس کے ہاتھ بہرام کے چند پالتو بے کار کتوں کے سوا کچھ نہ لگا سوا گلا ٹارگٹ بہرام عزیز کاٹریول ایجنسی آفس تھا، شہریار نے یہ معاملہ شان پر چھوڑنے کے بجائے خود اپنی ٹیم کی قیادت کی۔

وہ ایک خفیہ طور پر بنی شہری آبادی سے کچھ الگ کئی سنسان کوریڈور میں بنے آفس رومز والی دو منزلہ بلڈنگ تھی، چھاپے کی مخبری ہو جانے کی وجہ سے تمام ورکرز اور سٹاف جگہ خالی کر چکے تھے، لیکن پھر بھی شہریار اور

شان کی مزاحمت کرنے کئی لوگ سامنے آئے اور بنا رحم کھائے بھون دیے گئے۔

"محتاط رہنا سب"

پہلی منزل کی مکمل جانچ کے بعد شہریار خود ہی دوسری منزل کی جانب سبک رو قدم لیے بڑھتے بولا اور گن تانے ہی محتاط ہوتے سیڑھیاں چڑھیں، یہاں بھی نچلی منزل کی طرح لمبے لمبے کوریڈور تھے اور کچھ فاصلے پر ایک آفس تعمیر تھا، شہریار نے ہر آفس روم میں داخل ہوئے سرسری سا جائزہ لیا، دیواروں پر ٹریولنگ کے حساب سے لگی پینٹنگز، کچھ ملکی نقشوں کے سوا کوئی چیز قابل غور نہ تھی۔

شان بھی گن تانے شہریار کی ہی پیروی کرتا آگے بڑھ رہا تھا۔

"سر! یہ اتنے آفس؟ بہرام عزیز صرف ٹرویول ایجنسی نہیں چلاتا شاید"

"بہت سے اور بھی دھندے کرتا ہو گا

ایک آخری آفس میں داخل ہونے پر انکو دیواروں پر نسب کمپوٹر سسٹم کو دیکھ کر حیرت ہوئی اور تبھی شان نے اپنی رائے پیش کی، شہریار جدون کی آنکھوں میں نفرت کا ابال اور رگوں میں دوڑتے لہو کی گردش بڑھی۔

جعلی ویزے دے کر معصوم لوگوں کو لوٹتا تھا خبیث، یہاں سے اس"

آفس کے ہر سٹاف پر نظر رکھی جاتی تھی شان۔ یہ سب لوگ بھی یہاں کسی نے کسی مجبوری کے تحت غلام تھے، ہر ایک کو اس ڈان نے کسی نہ کسی کمزوری کے تحت یہاں کام کرنے ہر مجبور کرر کھا تھا۔ اس ٹریول ایجنسی کا

"مقصد ہی اس دشمن تنظیم کے لیے کارندے جمع کرنا تھا

شہریار نے گن نیچے کرتے میز پر بکھرے بہت سے کاغذات پر کھے اور پھر وہاں لگی لاتعداد کمپیوٹر سکرین دیکھتے بتایا جس پر شان خود شاکڈ تھا۔

"مطلب پھر ہارون، مائل اور یہ آفتاب بھی یہیں سے پھنسے؟"

شان کی حیرت اور فکر سے کیے سوال پر شہریار رخ موڑے پلٹا۔

ان دو کا تو نہیں پتا مگر ہارون کا واحد ولڈ ٹور کا خواب کیسے اتنی آسانی سے "
پورا ہو گیا اب یہ ضرور سمجھ آگئی ہے شان، ہارون اسی ٹریول ایجنسی سے اس
تنظیم کے ہتھے لگا۔ کیونکہ وہ اس وقت اپنی جاب پر بھی ٹھیک سے نہیں لگا
تھا، اسکے پاس پیسہ بھی اتنا نہیں تھا، کم پیسے میں ولڈ ٹور کا لالچ ! اس بہرام کو
"زندہ چھوڑ دیا تو مجھے کبھی سکون نہیں ملے گا
ساری کہانی شہریار جدون کو اب سمجھ آئی تھی، قدرت اسے ہارون سے
جڑے ہر مجرم تک پہنچانے میں مدد گار ہو چکی تھی۔
یا خدا! جانے کتنے ہمارے نوجوان ان فرعونوں کے ہتھے چڑھے ہوں گے "
سر، میرا تو دل کانپ اٹھا ہے۔ اگر ہم اس سب تک نہ پہنچتے تو یہ خونی کھیل
"یونہی چلتا رہتا
شان کی آواز صدمے سے پھٹی۔

ایسا ہی ہے شان ! خیر یہاں ہمارے لیے کچھ خاص نہیں۔ بہرام عزیز کو"
چھپنے کا بہت شوق ہے تو اب ہم اسے پکڑنے کے لیے اسی جیسا جال بچھائیں
"گے

شہریار اگلا قدم کونسا اٹھانے والا تھا یہ ابھی تک اسکے مضبوط و شرد بار
تاثرات سے جاننا مشکل تھا۔
لیکن سر ابھی تک ہمارے پاس اسکی ایگزیٹ لوکیشن نہیں ہے، پتا نہیں وہ"
اس شہر میں ہے بھی یا نہیں۔ اسکے پاس اپنا پرائیوٹ ہیلی کاپٹر تھا، وہ ایک
وی آئی پی آدمی ہے سو پرسنل پلین بھی ہو گا، اب جب اسے ہمارے اپنے
پیچھے ہونے کی خبر بھی موصول ہو گئی ہے تو وہ ہر قدم پھونک پھونک کر
"رکھے گا

شان اور وہ ساتھ ہی واپس نچلی منزل آئے تبھی ساتھ چلتے شان نے اپنے
خدشات بھی کہے، شہریار کا چہرہ بالکل سپاٹ اور تاثرات سرد تھے۔

وہ یقیناپاکستان سے بھاگنے کی کوشش کررہاہوگااور ہمیں سب سے پہلے "
اس پاکستان میں جکڑناہوگاشان جو کیسے ہوگامیں جانتاہوں ویسے بھی اسے
ایس ایس پی شہریار جدون کے اپنے پیچھے ہونے کی خبر ضرور ہوگی مگر ڈیول
کی نہیں، سووہ احتیاطی تدابیر ایک پولیس والے سے بچنے والی اپنائے گاشان
"میاں۔اوراسے میں دبوچوں گاڈیول بن کر
اس انتہائی کشیدہ حالت میں شہریار کاشرانگیز مسکراناخوداسکی ٹیم کو بھی فکرو
اضطراب سے نکال لایا، خاص کر شان کو۔

"اوہ! میں تو بھول ہی گیا تھاسر آپکے اس پہروپ کو"
شان نے اسکے ہمراہ ہی اس دومنزلہ بلڈنگ سے نکلتے خجالت سے سر
کھجانے منمناہٹ دی جس پر وہ پہاڑوجود رکھتاسر پھراآفیسر متکبر سی
مسکراہٹ کے سنگ شان کا کندھاتھپکائے آگے بڑھ جاتااپنی گاڑی میں
سوار ہوا۔

تین سال تک خود سے جونئیر مگر انتہائی بھیانک ایس ایس پی کی ماتحتی ملے"
گی تو تم سب لوگ ڈیول کے نام کو زبان کا ورد بنا ہی لو گے کہ ہمیں وہ جلاد
"ہی راس تھا، کوئی ہمیں اس لافانی بلا سے بچائے
اسکے ہنس کر معاملہ دبا دینے کے باوجود ہر کوئی شہریار کے جانے کا سنے
از سر نو اداس ہوا، خاص کر ساتھ ہی سوار ہوتا شان۔
"کیا وہ آپ سے بھی دو ہاتھ آگے ہے؟"
شہریار کی سمت دیکھتے شان نے ڈرتے ڈرتے پوچھا جس پر شہریار کو ہنسنا پڑا۔
میرا شاگرد ہے، مگر مجھ سے بڑا استاد نکلا۔۔۔۔۔بہت یاد آنے والا ہوں"
میں تم سب کو۔۔۔۔ خیر تفصیل جلد پتا چلے گی، فی الحال تھانے چلتے ہیں۔
"بہت سی پلاننگ کرنی ہے
شہریار کے معاملہ ٹالنے پر شان بھی کچھ نہ پوچھ سکا اور اب اس تجسس کو
یقیناڈی کے کی آمد تک یونہی برقرار ہی رہنا تھا۔

.._____..

شہریار نے تھانے پہنچتے ہی پہلا کام بہرام عزیز کے پاکستان سے بھاگ نہ ڈیپارٹمنٹ نے کی، تمام ہوائی Ib پانے کے متعلق کیا جس میں اسکی مدد کمپنیوں کے سٹاف سے ارجینٹ میٹنگ اور بہرام عزیز کے پرسنل پلین کے ضبط کا معاملہ شہریار جدون کی کوششوں اور درخواست پر کل ہی طے پایا جانا تھا، اسکے پاس رہی سہی مہلت ختم ہو چکی تھی اور تبھی ایک معاملہ آمنہ آفریدی کو یہ حقائق بتانے کے متعلق بھی تھا جو سب سے مشکل تھا۔

"میں تم سے کیا وعدہ شاید نبھا نہ سکوں مانی"

کچھ دیر پہلے ہی وہ شان کے بہت اصرار پر تھوڑا سا کھانا کھا سکا تھا، بہرام عزیز کی موجودہ لوکیشن ڈی کے نے ہیک کر لی تھی مگر اس پر ہاتھ ڈالنے کے لئے لمبی پلاننگ درکار تھی پہلے اسے مکمل جکڑنے کی ضرورت تھی۔

مانی دادو کے روم میں ہی انکے پاس لیٹی تھی، وہ تو سو گئیں مگر مانی کو اسکی آواز سنے بنا نیند آنی مشکل تھی، شہریار کی تمہید پر وہ کروٹ دوسری جانب بدلے لیٹی، پھر سے شیری کے دور ہو جانے کا دکھ گرے آنکھوں کے کنارے سرخ کر گیا۔

" بہت سے وقت والا؟"

سرگوشی کے باوجود بھی وہ اسکی اداسی بھانپ گیا جو رو کر خاموش ہو جانے جیسی آواز تھی۔

"ہاں، میری روانگی ایک ہفتے تک ہے"

شہریار نے دقت سے جواب دیا، سر رولنگ چیئر کی پشت سے تھکن و اداسی کے سنگ ٹکایا، ایک ہفتے کا سن کر مانی کی آنکھیں چھلک پڑیں، مگر اسے شیری کی تکلیف بڑھانی بھی منظور نہ تھی، وہ سب جانتا تھا، وہ بھی مانی کی سرگوشی جیسی ہچکی نے بتایا۔

کوئی بات نہیں شیری، میں سمجھ سکتی ہوں۔آپ جانے سے پہلے اپنے"
سب کام نمٹائیں، مانی آپکو اپنے پاس آنے کا کہہ کر پریشان نہیں کرے گی۔
میں یہ کچھ دن آپ سے الگ رہنے کی ٹریننگ سمجھ لوں گی۔مجھے نیند آرہی
" ہے، سو جاوں؟

آنسو تو اس آخری امید کے چھن جانے نے مانی کی آنکھوں میں بھرے اور وہ اسکے یوں بہانہ بنانے پر مزید خود کو بے بس محسوس کر رہا تھا، دل میں کھنچاو سا پڑا۔

"ناراض ہو؟"

شہریار کے سادہ سوال پر مانی کے ہاتھ کال کاٹتے کاٹتے رکے، جس دقت سے وہ رونا روکے بیٹھی تھی وہ صرف وہی جانتی تھی۔

"نہیں تو"

فوری رد کیا گیا، وہ جتنا بہلا لیتی اب اپنی اداسی تک شہریار سے چھپانے پر قادر نہ رہی تھی۔

"مس کر رہی ہو؟"

پھر سے سوال، مانی نے آنکھ سے بہتی نمی جبرا مسکراتے ہتھیلی سے رگڑی۔

"نہیں تو"

وہی رندھا ہوا لہجہ، شہریار کی مسکراہٹ اسکے خوبصورت ہونٹوں پر نمودار ہو کر معدوم ہوئی۔

میں تو کر رہا ہوں، صبح تھوڑا جلدی پک کروں گا تمہیں، ناشتہ مت کرنا"

"بریک فاسٹ ہم کہیں باہر کریں گے

شیری کے پلین کو سن کر وہ اور مرجھائی۔

"آپ بزی ہیں تو رہنے دیں، لالہ مجھے یونی لے جائیں گے شیری"

مانی کی اجنبیت اور روٹھا پن شہریار کو اچھا نہ لگا۔

"تم مجھے تکلیف دو گی؟"

بھاری آواز ڈوبی تو مانی کو لگا اسکی سانس رک سی گئی ہو۔

ن۔۔ نہیں، آپ کو سب سمیٹنا ہے سنڈے تک۔۔۔۔ میرے مسائل "
"اور کام آپکا وقت ضائع کریں گے بس تبھی کہا
مانی نے فوراً بات بنائی۔
میں نے تمہیں بھی تو ڈھیڑ سا آنکھوں میں بسانا ہے لیکن بات تو سچ ہے کہ "
میرے پاس ایک لمحہ بھی نہیں، کیوں اداس ہو رہی ہو، میں تمہارا ہو کر اسی
دنیا میں موجود رہوں گا۔ ایسے کرو گی تو میں کیسے جا پاؤں گا تم سے اتنے
دور "

بھاری مگر پر نم لہجہ جس میں ڈانٹ سی تھی، مانی کی آنکھیں مزید شدت سے بھیگیں، مزید وہ اپنی تکلیف نہ دبا پائی۔

میں آپکے ب۔۔ بغیر ایک لمحہ بھی نہیں گزار پا رہی شی۔۔ یری۔ کیسے "
رہوں گ۔۔ گی۔۔ سمجھ نہیں آ رہا۔ ابھی آپ کچھ دوری پر ہیں، رابطے
"میں ہیں ت۔۔ تب بھی کچھ سنائی اور دیکھائی دینا بند ہو۔۔ کر رہ گیا ہے

ہچکی سی بھرے وہ اپنی آواز مزید آہستہ کر چکی تھی مگر اس پار تو یہ سماعت میں اترے خزن کا اثر اس شخص کی آنکھوں میں تیرگی سمیٹ لایا۔

"جانے سے پہلے ایک پورا دن تمہارا آئی پرامس"

شہریار کے پھر سے وعدہ کرنے پر وہ روتی روتی مسکرا دی۔

"یہ وعدہ بھی توڑ دیا تو؟"

مانی کے سوال پر لمحہ بھر شہریار بھی خاموش ہوا۔

تو تم جو سزا دو گی وہ قبول کروں گا، اب سو جاو صبح پیپر ہے، لاسٹ کب"

"ہے؟

شہریار کو سزا ہی تو نہیں دے سکتی تھی تبھی تو اس خام خیالی پر مسکرا دی۔

"فرائے ڈے کو"

اداسی کے سنگ بتایا۔

تمہیں فرائے ڈے کو گھر لے آوں گا شام میں، کوشش ہو گی تب تک "
اپنے کام نمٹالوں۔ شب بخیر اور پلیز مانی اب آنسو مت بہانے بیٹھ جانا، میرا
"ساتھ دو پلیز

کڑی تاکیدوں کے سنگ اتنے دن کی ایڈوانس جدائی کا قہر ڈھائے شہریار
نے آواز کو ہر ممکنہ ٹوٹنے سے بچاتے کال بند کی مگر وہ آنسو روکنے پر قادر نہ
تھی، کیونکہ اسکی حالت شہریار تک اچھے سے سمجھنے سے قاصر تھا۔

"فرائے ڈے۔۔۔۔تب تک تجھ پر مسکرانا حرام ہے سنا تو نے مانی"

فون بند کر کے رکھے وہ خود کو تکلیف کے سنگ ڈانٹ کر تکیہ سر پر دبا گئی،
مگر بلاشبہ وہ رو رہی تھی اور اس وقت شہریار جدون اپنی زندگی کے مشکل
وقت سے گزر رہا تھا جب ان بہتے آنسوؤں کے دل پر ہوتے احساس کے
باوجود اسکے ہاتھ میں صرف مانی کو دینے کے لیے جدائی تھی۔

.. _____ ..

اگلے تین چار دن شہریار اور لئیق دونوں کے مصروف گزرے کیونکہ بہرام عزئز کو قابو کرنے کا پلین ترتیب دینے کے ساتھ اس پر ہاتھ ڈالنے کی پوری تیاری میں تین چار دن لگ گئے، لارا ابھی بہتر ہو کر آج ڈسچارج ہونے والی تھی جبکہ فرہاد صاحب بھی گزشتہ دن بہتر ہو کر واپس جندل محل آچکے تھے، گویا اس آخری امتحان میں سب نے ایک دوسرے کی بھرپور ہمت بندھائی، زائشہ کی تدفین کے ساتھ اسکی آخری رسومات ایک عام طریقے سے نبھاتے ہی جندل محل کے سوگ کا اگلے ہی دن اختتام کر دیا گیا، صبور کو جو خوشی اولاد کی صورت اللہ نے دی تھی وہ صبور کے دکھ کو کم کرنے میں مکمل تو نہ سہی پر تھوڑی بہت مددگار ضرور تھی، لئیق اور لعلین کا ارادہ ملائشیا سے پہلے نیویارک جانے کا تو تھا مگر لوئے کے جلد لارا کے ساتھ پاکستان آنے کے فیصلے پر انکا پلین کینسل ہو گیا، جبکہ وہ سب تو صارم کے گاوں نہ جاسکے مگر جمعے کو جناب صارم پرکاش خود ہی اپنی پلٹون

کے ہمراہ سب کو سرپرائز دینے کا ارادہ کیے اپنے گاوں سے صبح صادق ہی چل پڑے تھے، فرازم صاحب وہیں رک گئے تھے کیونکہ دونوں گھروں کی دیکھ بھال کے ساتھ اپنے کام کو چھوڑنا مناسب نہ تھا ویسے بھی انکے بچوں کا جانا ضروری تھا سو پرکاش، عینی، سدرہ اور صارم ہی روانہ ہوئے تھے۔

اور ان تین چار دنوں میں دستگیر نے جندل محل میں رہ کر ہی اندرونی معاملات دیکھے تھے اور صبور کے ساتھ اسکے دکھ میں بھرپور شریک رہا، نور کے لیے فرہاد کو یوں دیکھنا مشکل تھا مگر وہ اللہ کی شکر گزار تھیں جس نے انکو اس سنگین آزمائش سے جلد نکال کر فرہاد واپس دے دیے، سیلی، بھجت ، مدیحہ صاحبہ، افراہیم اور گل لالہ نے بھی اس مشکل وقت جندل محل والوں کو ہر گز اکیلا نہ کیا۔

مانی کا بھی آج آخری پیر تھا اور آج وہ شیری کے بجائے بھجت لالہ کے ساتھ ہی یونی جانے والی تھی کیونکہ شہریار پچھلے چار دن سے انتہائی مصروف تھا اور وہ اسکے بعد مانی سے ملنے بھی نہ آسکا، بہرام عزئز کی کراچی

سے یہاں واپسی کی خبر ملتے ہی پولیس نے اسے جکڑنے کے منصوبے پر آج ہی عمل درآمد کا فیصلہ کیا تھا کیونکہ پچھلے دو تین دن سے ڈی کے کو یہ اطلاعات موصول ہوئیں تھیں کہ بہرام ملک سے بھاگنے کی کوششوں میں ایک شہر سے دوسرے شہر جارہا ہے چونکہ اس معاملے میں ہوائی کمپنیوں کا تعاون لیا گیا تھا سو اسے اب تک کوئی بیرون ملک فلائیٹ نہیں مل پائی تھی، اسکا پرائیوٹ پلین بھی ضبط کر لیا گیا تھا تاکہ وہ کسی صورت ملک سے باہر نہ جاسکے۔

لارا کی طبعیت اور اسکی تکلیف بھی کم ہو چکی تھی جسکی وجہ لوئے کے دکھ کا اس سے کہیں بڑا ہونا تھا، لارا کو ایک ویک تک ٹریول کی پرمیشن نہیں تھی مگر اسکے بعد اس پر سفر کی پابندی ہٹ جانے والی تھی تبھی لوئے نے پاکستان جانے کا فیصلہ کیا اور اسی ہفتے جولیہ کا فیصلہ ہونا بھی متوقع تھا۔

.._____..

ایک خوبصورت، امید افزاء، زندگی سے بھری صبح، جندل محل کی تاھد نگاہ پھیلی سفید عمارت پر اتر چکی تھی، آج خاص صبح نمودار ہوئی تھی۔

ناشتے پر حسین سے ملتے سرپرائز نے جندل محل کے ہر فرد کے چہرے پر چمک لادھری، صارم، سدرہ، عینی اور پرکاش کی آمد نے یہاں چھائے جمود کو رہا سہا بھی ختم کر دیا۔

لئیق رات سے کچھ اہم کام میں مصروف تھا سو اسکے علاوہ باقی سب موجود تھے اور لئیق کا ارادہ صوفیہ سے چکر لگا کر ہی واپس آنے کا تھا کیونکہ آجکا مشن شہریار جدون اور اسکے پولیس ڈیپارٹمنٹ کے سپرد تھا، سدرہ تو کتنی دیر نور کے گلے لگی رہی، اور بے بے کو دیکھ کر اسکی آنکھیں کیسے نہ چھلکتیں، پھر عینی اور پرکاش سے مل کر لعلین کی ساری اداسی بھی ہوا ہوئی، صارم کی مسکراتی آنکھیں ہمیشہ کی طرح ڈھارس بنیں۔

اور اتنے پیارے مہمانوں کی خاطر فرہاد صاحب بھی بستر کو خیر آباد کہے ڈائنگ پر آچکے تھے، صبور، دستگیر، مریم بی، لعلین، نیہا، ہمایوں سب کے چہرے مسکرا رہے تھے۔

"میری جان! دل تمہیں دیکھ کر باغ باغ ہو گیا۔ فرہاد! آپ ملے ہیں میری سدرہ سے؟"

نور کے لاڈ و پیار سے تعارف کروانے پر فرہاد صاحب نے بھی شفقت بھری نظر اس معصوم سی پری پر ڈالی۔

"ہاں جی، بہت پیاری سی گڑیا ہے۔ میرے لیے بہت اہم جس نے میری نور کی زندگی میں اندھیرا نہیں ہونے دیا۔ میں بھی اب سے تمہارا بابا ہوں سدرہ"

وہ پہلے ہی جذباتی تھی اوپر سے انکا پدرانہ خلوص مزئد سدرہ کو سینٹی کر گیا۔ سب ہی ان دو کے پیار بھرے انداز پر مسکرا دیے، نیہا اور ہمایوں صاحب بھی دو تین دن سے یہیں تھے اور اب جب جندل محل کے مہمان آچکے

تھے سو وہ بھی آج واپسی کا سوچ چکے تھے، ویسے بھی انکی صبور کافی حد تک سنبھل چکی تھی۔

"آپ سب ہمارے مہمان ہیں اور اللہ نے اس گھر میں یہ رحمتیں بھیج کر یہاں کی اداسی کا خاتمہ کر دیا، جب تک یہاں ہیں جندل محل آپکے لیے خاضر ہے۔"

یہاں کیا کیا ہو چکا تھا اسکا جان کر وہ چاروں بھی بہت اداس ہوئے تھے اور ویسے تو صارم کا ارادہ یہاں سٹے کا نہیں تھا مگر اب لال نور نے اتنے پیار سے ان چاروں کو یہیں رکنے کا کہا تو وہ منع نہ کر سکے۔

"بالکل عینی، آپ سب یہیں رکیں۔۔۔ویسے بھی بہت مس کیا ہے میں نے آپکو"

عینی تھوڑی بے چین تھیں اور انکی بے قراری انکی لاڈلی نے پیار بھرے مان کے سنگ دور کی تو وہ مان جاتی اسکی گال سہلائے مسکرا دیں۔

"بے بے آپکا بیٹا کدھر ہے؟"

سدرہ چونکہ لال نور کے پاس ہی بیٹھی تھی تبھی اسکی آہستہ سرگوشی بھی سب نے سنی اور مسکرائے جبکہ نور تو باقاعدہ اس پری کا ملائم ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے چومتی مسکائیں۔

"وہ شام تک آجائے گا میری جان، تم سے ملنے کا بہت خواہش مند ہے"

"لئیق۔ دیکھنا چاہتا ہے کہ اسکی ممی کی لاڈلی سدرہ کیسی ہے

لال نور کے پیار سے جتانے پر وہ تھوڑا بوکھلایا سا مسکرائی مگر جب آنکھیں صارم سے جا ملیں تو اس مرد جاہ کے آنکھوں سے ہی دیے خوبصورت پیار پر اس کی چہرے پر اعتماد واپس بحال ہوا۔

ناشتہ ایک خوبصورت ماحول میں کیا گیا۔

وہیں جب سب کے آنے کی خبر آفریدی حویلی والوں کو پتا چلی تو دونوں لیڈیز بھی جندل محل جانے کو تیار ہوئیں سو بھجت جب مانی کو یونی ڈراپ کرنے گیا تو پہلے سیلی اور دادو کو اس نے جندل محل ڈراپ کیا۔

مانی کو یونی گیٹ کے باہر اتارنے کے لیے بھجت نے گاڑی روکی۔

آج مجھے شیری پک کر لیں گے لالہ، میں یہاں سے گھر ہی جاوں گی،"

"پریکٹیکل ورک بھی ہے تھوڑا سو تین چار تک فری ہوں گے آج ہم

مانی کے اترے چہرے پر گھر جانے کے خیال سے جیسے رونق آئی، جو پچھلے تین چار دن سے غائب تھی کیونکہ خود بھجت جان چکا تھا کہ شیری کن مسائل میں مبتلا ہے کیونکہ لئیق نے اسے بھی تمام حقائق بتا دیے تھے اور لعلین کو بھی۔

"ٹھیک ہے میرا بچہ، اپنا خیال رکھنا"

بھجت نے اسکا سر چوما اور وہ لالہ کی تاکید پر سر ہلائے گاڑی سے نکلی تو اسی لمحے نمرہ بھی اسے دروازے میں ہی ملی، دونوں سہیلیوں کو ایک ساتھ یونی گیٹ عبور کرتا دیکھتے ہی بھجت نے بھی گاڑی واپس موڑی۔

وہیں ناشتے کے بعد صارم اور لعلین باہر ہلکی ہلکی دھوپ میں ٹہلتے ہوئے ٹوئنکل کے کرتب دیکھتے مسکرا رہے تھے، وہ اسے یہاں برپا ہوتی مصیبتوں کی ساتھ ساتھ تفصیل بتا کر بھی خاصا چونکا چکی تھی۔

....★☆☆☆☆☆★....

اللہ پاک کرم کریں، مشکلات کے بعد ہمیشہ آسانی ہوتی ہے لعلین۔امید "
ہے جنہوں نے اپنے ماں باپ کھوئے، اللہ انکو جلد صبر دے۔ تم بتاو کیسی
ہو؟اور وہ نک چڑھا کیسا ہے؟میرا پلین آج اس سے ملنے کا ہے، بڑا دل
"گھبرایا ہوا ہے اس سے

صارم کی دعاوں کے بدلے آمین اور شیری کے ذکر پر وہ اداس سا مسکرائی،
لئیق نے شہریار کے جانے کا لعلین کو بھی بتادیا تھا اور چونکہ صارم بھی انکا
اہم حصہ تھا سو لعلین نے اسے بھی سب بتا کر اک لمحہ پریشان کر دیا، اور یہ
بھی کہ موصوف کل سے اسلامہ آباد پہنچے ہوئے ہیں۔

واٹ ! اتنی بھیانک سزا۔۔۔۔۔ایسی سزا کا مستحق نہیں تھا۔اپنی چھوٹی سی"
"مانی سے کیسے دور رہ پائے گا، میرا تو دل اداس ہو گیا
صارم نے افسردگی عیاں کرتے افسوس کیا جس کی لعلین نے بھی تائید کی۔
جو بھی ہے صارم اس نے گناہ تو کیے تھے اور وہ چند برے اعمال ہی اسکی"
آزمائش بن گئے، وہ بھٹک گیا تھا۔ کیوں اور کیسے یہ کہاں دیکھا جاتا ہے،
سزائیں تو بہر حال سہنی پڑتی ہیں۔ میں نے خود جب سے سنا ہے مجھے چین
نہیں آرہا، اس بندے نے اپنے آپ کو اپنی بساط سے بڑھ کر سنوارا پھر بھی
"سزا سے اپنا دامن نہیں بچا سکا
لعلین کا اپنا لہجہ بھیگا اور آواز غم سے کھاری ہوئی۔
ہارون اور اسکی قسمت دونوں بڑی بے فیض نکلیں لعلین، ایک زمین کے"
نیچے تڑپ رہا ہے اور ایک اوپر۔ کاش ہم اسکے لیے کچھ کر پاتے۔ میں ضرور
"جاوں گا آج اس سے ملنے واپس آ لے زرا
صارم کا دل نہایت تکلیف کی زد میں تھا۔

تمہیں دیکھ کر وہ جی اٹھے گا، شاید یہ ہجرت کرنا اس پر تمہارے دلاسے "
سے قدرے آسان ہو جائے، ہم سب نے آنے کا پلین کیا تھا تمہارے
گاوں پر نہیں ممکن ہو سکا، بہت اچھا کیا تم سب کو لے آئے۔ تم ہمیشہ
"سرپرائز کرتے ہو

وہ اداس ہونے کے باوجود صارم کی موجودگی کی اس تسلی پر مسکرائی تو وہ
بھی کھل کر ہنسا۔

"دراصل میں تم سے اور شیری سے گھبرا سا گیا تھا لڑکی، وہ کیا ہے کہ دل تو
میرا بھی اس ہارون جیسا ہی ہے، لپکنے میں ماہر اور بہت وسیع۔ ویسے بھی
عینی تم دونوں لاڈلیوں کو بہت یاد کر رہی تھیں، اور سدرہ بے بے کو۔ بس
"سوچا تم سب کے اس مشکل وقت میں ڈھارس بن جائیں

صارم کا زندگی سے بھرا لہجہ اور اسکی مہربان آنکھیں لعلین کو اس شخص کی
یاد دلاتی تھیں تو وہ سچ میں جذباتی ہو جاتی جیسے اس وقت آنکھوں کو چرا چکی
تھی۔

کبھی کبھی وہ بہت یاد آتا ہے مجھے، جب سے یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ اتنا گناہ"
گار نہیں تھا۔ کاش وہ موت کے سنگ نہ بچھڑا ہوتا، اسکے واپس لوٹنے کی
امید ہوتی۔ معاف تو اسے کر دیا مگر ایک حسرت ہے کہ کاش اسکے سامنے
کر دیا ہوتا، یہاں تک دکھ ہوا کہ اس پر ہاتھ اٹھایا۔۔۔۔اس نے مجھے خود
"سے خوانخواہ نفرت پر اکسایا جو مجھے ہمیشہ ملول رکھے گا
لئیق کی جانب سے اسے تمام سچ معلوم ہو چکے تھے اور تبھی وہ ہارون کے
لیے یکسر بدل گئی تھی، اسکی آنکھوں جیسا دکھ صارم کی آنکھوں میں بھی
شدت سے براجمان تھا۔
اس میں اور مجھ میں صرف یہی فرق ہے کہ وہ خبطی تھا اور میں درویش"
مزاج۔ تم بھی مجھے ہارون سمجھ لو، اسکے معاملات اب وہ دو جہاں کا والی
"سنبھال لے گا لعلین۔۔۔۔
صارم کی ڈھارس پر وہ اسکا چہرہ مسکرا کر تکتی سر ہلا گئی کیونکہ وہ دیکھنے میں تو
بالکل ہارون پر کاش تھا۔

اپنی صورت، اپنا عکس اور اپنی اچھی یادیں ہم سب پر حاوی کر گیا ہے، اور "
کیا ثبوت چاہیے اسے اپنی بے گناہی کا۔ اور تم اس جیسے نہیں ہو، تم اس سے
کہیں درجے اچھے ہو صارم۔ تمہیں دیکھتی ہوں تو لگتا ہے لعلین ابراہیم
"اس پہلے والے ہارون سے واپس نواز دی گئی
اس اہمیت پر خود صارم کی آنکھوں میں نمی سی چمکی۔
" رلائے گی کیا پگلی۔۔۔۔"
اس اداس ماحول میں صارم کی بھیگی شریر ہنسی لعلین کی مسکراہٹ بھی
واپس لائی۔
نہیں، تم ہنستے اچھے لگتے ہو صارم۔ شیری کو کچھ ایسا ضرور کہہ دینا پلیز "
جس سے اسکے اندر ہارون پر کاش کی کمی مدھم ہو جائے۔ وہ بتائے گا نہیں
مگر وہ ہارون کو ہر لمحہ بہت شدت سے یاد کرتا ہے، یہ اسکی آنکھیں کہتی
"ہیں

آس کے سنگ کہتی وہ صارم کے دل کو تڑپا سا گئی، کہ اس مضبوط اعصاب والے کو بھی نظریں چرا کر سانس کھینچنی پڑی۔

"جانتا ہوں، تبھی تو اللہ نے مجھے اسکے مشکل وقت میں یہاں بھیج دیا۔ وہ بہت بہادر ہے، یہ آزمائش بھی جھیل لے گا۔ بس اسکی چھوٹی سی مانی دور ہو گی اسکا مجھے بہت دکھ ہے، میں سمجھ سکتا ہوں اس رشتے میں جب خوشی اور رضا شامل ہو تو دوری اور جدائی قیامت سے زیادہ سخت محسوس ہوتی ہے"

صرف وہ نہیں، اس جدائی کی رمز لعلین ابراہیم بھی اچھے سے جانتی تھی تبھی تو دونوں کی آنکھیں ایک سے خزن سے بھر کر رہ گئیں، یہ صبح بھی ان دو کے دبائے غم سے عجیب اداس و پر نم سی ہو کر رہ گئی۔

.._____..

پاکستان میں صبح کے دس بجے تو نیویارک میں رات کے بارہ بج چکے تھے، ایک گھنٹے پہلے ہی لوئے اور لارا واپس گھر پہنچے تھے۔

ڈنر وہ لارا کو ہوسپٹل سے لانے سے پہلے ہی دو گھنٹے کے لیے گھر آکر بنا چکا تھا کیونکہ ابھی بھی وہ مکمل ٹھیک نہ تھی، اور ہوسپٹل کا پھیکا کھانا کھا کھا کر سخت بور ہو چکی تھی، باہر کا کھانا آلو ڈنہیں تھا سو لوئے نے خود ہی ویجٹیبل چکن سوپ کے ساتھ اپنا فیورٹ پلاو بنایا تھا، یارق کے ساتھ رہنے کے سبب اور ایک عمر اکیلے رہنے کی وجہ سے بندہ آدھا ماسٹر شیف تو ہو ہی گیا تھا۔

سو لارا کو روم میں بیڈ پر لا کر آرام دہ طریقے سے بٹھائے خود وہ ڈنر گرم کرنے کچن میں گیا تھا اور تبھی وہ ایمر سے بات کر رہی تھی، یارق نے اس پر ہوتے حملے کی خبر اس بار ایمر کو نہیں ہونے دی تھی اور نہ لارا نے ایمر کو بابا کی موت کا بتایا کیونکہ یہ ذکر اب وہ نہ اپنی زبان پر لانا چاہتی تھی نہ خود سے اتنے دور موجود ایمر کے دل کو اداس کرنا چاہتی تھی۔

"ہم پاکستان جانے سے پہلے تم دونوں سے مل کر جائیں گے، میری جان تم
جب چاہے مجھ سے ملنے پاکستان آ جانا اور میں اور لوئے بھی آتے جاتے
رہیں گے"

وہ اور یارق بھی ڈنر ہی کر رہے تھے، آپو کی تر و تازہ آواز اور خوشی نے ایمر
کی فکریں رہی سہی بھی ختم کر دیں۔

"لیکن آپو اگر آپکے سسرال والوں نے مجھے آپ سے ملنے کی اجازت نہ
دی تو؟ ہجڑا ہوں نہ"

ایمر کے دردناک سوال نے یارق کے ساتھ لارا کا دل بھی اس حسرت پر چیڑ
سا دیا۔

"خبردار جو یہ لفظ آئندہ تمہاری زبان پر آیا، تم صرف لارا جہاں کی جان ہو
ایمر۔ اتنے ہینڈسم اور اتنے مکمل دیکھائی دیتے ہو کہ کوئی نہیں کہہ سکتا
میرے ایمر کے پاس اتنی بڑی کمی ہے، یاد رکھنا ایمر یہ دنیا صرف ہمارا ظاہر
دیکھتی ہے، جو تمہیں دیکھانا آ چکا ہے۔ تمہارے اندر کی اس کمی کے

رازدان وہ لوگ ہیں جو تمہیں جان سے پیارا سمجھتے ہیں۔ تم ایک پر اعتماد فٹنس ٹیچر بنو گے اور میں دنیا میں سر اٹھا کر فخر سے بتاوں گی کہ یہ میرا ایمر ہے"

چونکہ وہ وڈیو کال پر تھی سو اسکی یہ سب باتیں ایمر اور یارق دونوں کو جذباتی سا کر گئیں۔

"آپکو واقعی م۔۔ مجھ پر فخر ہو گا آپو"

حسرت نے ایمر کی باریک سی آواز شدید بھاری کر دی۔

"مجھے اپنے ایمر پر کب فخر نہیں ہوا، جس طرح میرے لیے پچھلے دنوں تم لوئے سے لڑ پڑے تھے، غصہ کیا۔۔۔۔ اومائی گارڈ، مجھے لوئے نے بتایا تو یقین ہی نہیں آیا کہ یہ سب میرے ایمر جہاں نے کہا۔ مجھے ایسا لگا لارا یتیم نہیں رہی"

اس بار دل تو لوئے کا بھی دکھا، جو روم میں انٹر ہوا تو نظریں لارا سے ملیں، ڈنر ٹرے وہیں بیڈ کے کنارے رکھے وہ خود بھی لارا کے ساتھ آ کر بیٹھا تو

ایمر نے سکرین میں نظر آتے اس خوبصورت کپل کو دیکھتے اپنی اس یتیم نامی لفظ پر بھیگی آنکھیں رگڑیں جو سمجھ بھی نہ سکا کہ اس بار لارا نے سچ میں اسکے یتیم ہو جانے کا دکھ بھی اپنے پیار میں دفن کر دیا، یارق بھی اٹھ کر ایمر کے ساتھ آکر بیٹھا تو چاروں کے چہرے آج ہر دکھ و پریشانی سے آزاد نظر آئے۔

"میں آگے بھی ان سے لڑوں گا، اگر انہوں نے آپکو اتنی سی بھی تکلیف پہنچائی۔ میں نے ہمیشہ خواہش کی ہے کہ جس طرح ساری زندگی میری آپو میرے لیے دنیا سے لڑی ہیں، کبھی ان کو میری ضرورت ہو تو میں انکا ہاتھ تھامے اپنے پاس کھڑا کر کے دنیا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مقابلہ کر سکوں"

ایمر کی محبت اور یہ خواہش ان تینوں کا دل تڑپا گئی، خود لارا کی آنکھیں ایمر کے اندر آتے ان ناقابل یقین بدلاو پر بھیگ گئیں بھلے لوئے نے اسے اپنے ساتھ لگا رکھا تھا۔

میری توبہ جو ئیر کہ میں تمہاری آپو کو اداس بھی کروں، واقعی تم نے خود"
کو لارا کی جس جلدی مضبوطی بنایا۔ مجھے اور یارق کو بھی تم پر فخر ہے، میرا
یارق تو تھا ہی ہیرا، آج یہ جوہری بھی ثابت ہوا جس نے تم جیسے بے شکل کو
سانچے میں ڈھال دیا۔ اب جیسے تمہاری لارا میری امانت ہے ویسے اپنا یہ
بیسٹ بڈی یارق میں نے تم سے بانٹا ہے، کبھی یارق بھائی کا ساتھ مت
چھوڑنا، اور ہماری دعا ہے تم بھی مستقبل میں بالکل یارق پاشا بنو، جس کے
" مقدر میں کئی تم جیسے ایمر کی رہنمائی اور حفاظت لکھی جائے

یارق پاشا کی مسکراہٹ اس وقت مزید گہری ہوئی کیونکہ لارا اور لوئے کی
آنکھوں میں اسکے لیے جتنی عزت سے اس سے بڑھ کر ایمر کے دل میں
جاگ چکی تھی۔

"مجھے تو لگتا ہے میری ممی بابا دونوں ہی یارق بھیا ہیں اب"

یہ سنٹی ماحول کو ایمر کے ہی شرارت بھرے قہقہے نے حسین کیا، چاروں کی آنکھوں میں اب وہ خوشی گردش کر رہی تھی جو آج سے کچھ ماہ پہلے دیوانے کا خواب ہوا کرتی تھی۔

کچھ مزید باتیں ہوئیں اور یہ خوبصورت سا رابطہ منقطع ہوا، لارا نے فون دائیں طرف رکھی میز پر دھرا اور اپنا سر لوئے کے کندھے سے لگا گئی، جسم و جان آسودگی کے نادیدہ حصار میں لپٹے تھے۔

"میں بہت پر سکون ہوں لوئے، میرا بھائی جسے بچوں کی طرح پالا اور سنبھالا، جسکے لیے ہمیشہ اللہ پاک سے کہتی تھی کہ اسکا کیا ہو گا؟ یہ کیسے اس ظالم و حشی دنیا میں سروائیو کر سکے گا، وہ سنور گیا"

وہ خود بھی پر سکون تھا مگر لارا کا سکون زیادہ اہمیت کا حامل تھا۔

"لارا، اس دنیا میں کوئی بے مقصد پیدا نہیں کیا سنوارنے والا بھی اللہ ہے گیا۔ کچھ انسان محبت کرنے کے لیے اور کچھ ان معصوموں کی طرح محبت ایجاد کرنے کے لیے بنائے گئے، ایجاد کرنے والوں کو اس چیز کا فیض کم و

بیش ہی ملتا ہے۔ جب تک یارق اسکے ساتھ ہے، ایمر کے اندر کا اعتماد
"صرف بڑھے گا۔ تم اسکی فکر اب چھوڑ دو، تم صرف مجھ پر توجہ دو
دو تین دن سے وہ اسے بیمار دیکھ دیکھ کر خود بھی اداس تھا، اور لوئے کی
آخری بے قرار بات نے لارا کے قدرتی مدھم سے گلابی ہونٹوں پر
مسکراہٹ کا دھیما سا رنگ بکھیرا، چہرہ پھیرے وہ لوئے کے خوبصورت و
وجیہہ تازہ دم چہرے کو تکتی کھل کر مسکرائی۔
تم پر توجہ دینے کے لیے مجھے ان پیٹ کے چند سٹیچیز سے نجات چاہیے،"
"جس کے لیے مزید دو دن لگیں گے
لارا کی مسکاتی سرگوشی کا مفہوم سمجھتے وہ بھی مسکرایا، دونوں کے دکھ ایک
دوسرے کے ساتھ نے ثانوی کر دیے تھے، لارا نے اسے براہ راست
دیکھنے سے ساتھ ہی گریز برتا۔
تم میرے پاس ہو، مجھے اور کچھ نہیں چاہیے لارا۔ یہ تین چار دن مشکل"
تھے، ممکن ہے ان دکھوں کا سایہ تاعمر ہمارے دلوں پر ثبت رہے مگر میری

تکلیف میں کمی کا بڑا سبب تمہاری یہ مسکراہٹ ہے، جسے اب میں کبھی ان ہونٹوں سے الگ نہیں چاہتا۔ مجھے سانس لینے کے لیے تمہاری مسکراہٹ چاہیے ہو گی"

لوئے نے اسکی اب بھی ہلکی ہلکی سوجی آنکھوں کو نرمی سے لبوں سے چھوا اور وہ اسکی خواہشوں کی تعظیم میں اسکا من پسند مسکرائی، اپنے چہرے کو لوئے کے چہرے کے خود قریب کیا، قصدا اپنی نظروں کے حصار میں لوئے کے ہونٹوں کو جب لیا، وہ نرمی کا فارمولا ترک کیے، بازو اسکی کمر میں لپیٹتے ہی اپنے مزید نزدیک کھینچے اسکے ہونٹوں کی مسکراتی خوشبو، اپنے ہونٹوں پر اوڑھ لیتا وہیں لارا کے دل کی دھڑکنیں بڑھا گیا، نرمی جیسا کوئی تاثر نہ پائے لارا سر تا پیر اسکی شدتوں اور من مرضیوں کے رخ ہونٹوں سے رخسار، رخساروں سے شہ رگ تک اور اس حدود سے نیچے اترتے محسوس کرتی مچلی تو وہ اس خمار و سرور سے جھٹکے سے نکلا، گویا نڈھال لارا پر رحم کھایا گیا۔

"مجھے ایسی آفر سوچ سمجھ کر کرنا، بہت ترسا ہوا عاشق ہوں ڈارلنگ"

لوئے اسکے سرخ پڑتے چہرے اور بے ترتیب سانسوں پر چوٹ کرتا خود ہی پہلو سے اٹھا مگر وہ اسکی جان لیوا دھمکی اور ٹون پر کان کی لو تک سرخ پڑ گئی، کھانے کی ڈھانپی ٹرے اٹھا کر جناب اس بار ساتھ کے بجائے لارا کی سہمی نگاہوں کے عین سامنے آ کر بیٹھے اور سامنے رکھی۔

جدائی، نفرت، انتقام اور تکلیف کے باوجود بھی تم نے مجھے کہیں بھی نہیں"

"بخشا، ابھی بھی ترسے ہوئے ہو لوئے بہزاد

وہ اسکی ہر بار سکت سے بڑھ جاتی عملی گستاخی سے آج بھی خائف خوفزدہ ہوتی منمنائی تو وہ من ہی من میں ہنسا تو آنکھیں متبسم سی جھلک دے بیٹھیں، مستقل اپنی بے خود نظروں میں لارا کو بسائے ہوئے وہ ویسے ہی قہر ڈھا رہا تھا۔

اپنا حق تمہارے معاملے میں چھوڑنے کا سٹیمنا نہیں تھا، انہی سحر ناک"
کوششوں نے ہی تو کام دیکھایا، لمس کی زبان بڑی خطرناک ہوتی ہے، جسم
"کو ایک بار اسکی عادت لگ جائے، سمجھو معاملہ ختم
لوئے کی ایسی بے بسک وضاحت پر پہلے وہ حیران پھر ہنسی۔
"ایسا ہے کیا؟"
لارا کی مسکراہٹ پھر سے اسے بہکا رہی تھی۔
تبھی تو اہل دل، محبت اور لمس کے لفظ کو ملانے سے خوف و اجتناب"
برتتے ہیں لارا، فلسفوں میں محبت کو جسم و لمس سے ماورا لکھتے ہیں، کیونکہ
انھیں بھی پتا ہے، چھونے کے راحت آمیز، جنتی زائقے سے مزین معاملے
نے دخل دے دیا تو اس محبت ہر لکھے انکے سارے فلسفے سیاہی بن کر رہ
جائیں گے۔ میرے لیے تم ان چھوئی محبوبہ بھی رہی ہو جسے بنا چھوئے اپنا
سمجھا، میں نے وہ محبت بھی کی مادآم! اب یہ بھی کروں گا کیونکہ یہ مجھ پر
پھونکے گئے تمہارے لمس کا اثر ہے۔۔۔ پھر ستم یہ کہ میری جائز محبوبہ ہو

تم، دیکھنے، سننے اور تمہیں چھونے کا ہر طور پر حق ہے۔۔۔۔۔ مجھ سے سر
" پھرے لوگ اپنے ایسے حق سے بھی محروم ہو جائیں تو مر نہ جائیں گے
وہ کھانا کھانا بھول کر لوئے کے لفظوں میں ہی کہیں جذب ہو کر رہ گئی،
کھانے کی ٹرے بے دلی سے دائیں طرف رکھتی وہ خفیف سے درد کے
باوجود ٹیک چھوڑے اٹھی اور ٹانگوں کو دہرا کر کے ان کے سہارے اٹھی
اور لپک کر لوئے کے گلے جا لگی۔

اسکے سلے وجود کو اس لڑکی کے نرم وجود کی مانند تھامتے وہ وہیں اسے گلے
لگائے ہی خود پر گرا گیا جس پر دونوں کی آنکھیں خمار آلود اور ہونٹ مسکرا
اٹھے۔

"تم ایک بہت بڑی فلم ہو لوئے بہزاد"

یہاں وہ آتو گئی پر جانتی تھی واپس نہ اس سے ممکن ہے نہ وہ پاگل اب کم پے
بخشے گا، تبھی بے بسی سے بڑبڑائی۔

اب تم نے مجھے بہکایا ہے تو مجھے تب تک میسر رہو لاراجب تک یہ تشنگی"
میرا دامن چھوڑ نہ دے، اس لمحے کے لیے میرے اندر ایک نئی تشنگی جگاو
جو میری خواہش ہونے کے باوجود دکھوں نے کہیں دل کے اندر دبادی
ہے"

اسکے چہرے کے نرم خدوخال اپنی خمار بھری آنکھوں سے تکتا وہ جملہ مکمل کر ہی پایا تھا کہ لاراجہاں نے اسکی خواہش خود ہی مان لیتے اپنی دھڑکنیں بڑھانے اور گھٹانے، سانس چلنے اور رکنے کا اختیار مکمل طور پر لوئے بہزاد کے ہونٹوں کو سونپ دیا، فسوں خیز سی قربت نے دونوں کی آنکھیں سرشاری سے بھر دیں، اور ایک دوسرے کا مزید ایک دوسرے کے لیے بے قرار ہونا اس حسین رات کا دلفریب احساس بن کر رہ گیا۔

.._____..

صوفیہ میں کچھ گھنٹے اس نے جو گزارے وہ سارا وقت عدن آفتاب کو دیا، لیکن لئیق ایزد کا دل اس بچی کے سر سے اٹھتے آفتاب منصوری کے سائے پر سارا وقت ان کہے ملال میں ڈوبا رہا، جانے ایسے کتنے مزید بچے تھے جن کے سر پر انکے باپ کا سایہ یونہی اٹھ جاتا تھا، محض ان غلظ آرگنائزیشن کی سفاک منصوبہ بندیوں اور سنگدلی کے باعث۔

خیر دل پر اسکے بھی بوجھ دھرا تھا سو وہ جمعے کی نماز سے پہلے ہی صوفیہ سے نکل آیا، پارکنگ میں کھڑی اپنی گاڑی تک پہنچا تو ایک اہم انفارمیشن میل اسے موصول ہوئی۔

لئیق نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور بیٹھتے ہی شیری کے پرائیوٹ نمبر پر کال کی۔

شہریار اس وقت اسلامہ آباد کے شہر میں موجود تھا، وہ کل رات ہی یہاں ایک اہم کام کے لیے پہنچا تھ اور اسکا اٹلی کے سفارت خانے میں موجود ہونا کئی معاملات کی وجہ سے تھا۔

"کہاں ہو تم شہریار؟"

وہ سفارت خانے کا کام ختم کیے وہاں سے باہر نکل چکا تھا جب فون کے اس پار سے لئیق کی نرم آواز گونجی۔

بہرام عزیز کے بارے ایک اہم معاملہ علم میں آیا تھا اسی کی چھان بین"

"کرنے اسلامہ آباد آیا ہوں

شہریار مکمل بلیک میں سن گلاسز چڑھائے سحر ناک حد تک شاندار لک میں گاڑی میں بیٹھتے ہی بولا جس پر لئیق کو عجیب سی مسرت نے گھیرا کیونکہ اسے خوشی تھی کہ خبر پہلے ہی ڈیول تک پہنچ چکی ہے۔

بہت خوب، ڈی کے کافی کام کا بندہ ہے۔ وہ خبیث ملک سے باہر بحری مال"

بردار جہاز میں جانے والا ہے اور یہ جہاز کراچی سے روانہ ہو گا، اسکی ایک گھنٹے میں کراچی کی فلائیٹ ہے سو اسے اسکے گھر سے دبوچ لو، ہوٹل اور IB اسکے کمرے کا نمبر تمہیں ای میل کر دیا ہے، اسے اریسٹ کر کے

کے ہیڈ پر انچ والے اسے تم سے اپنے قبضے میں لے لیں گے چاہے مردہ ہو یا
"زندہ، یہاں سے تمہارا کام ختم۔ واپس آجانا
لئیق کی دی اگلی انفارمیشن نے شہریار کو مزید چھان بین سے بچالیا۔
"سوچ رہا ہوں یہ کام ہوتے ہی یہیں سے اٹلی روانہ ہو جاوں لئیق ایزد"
یہ گاڑی شہریار کو ائیر پورٹ پر ہی حوالے کی گئی جبکہ ڈرائیونگ سٹارٹ
کرتے ہی شہریار نے گاڑی مین روڈ پر ڈالے ہوٹل کا رخ کیا تو لئیق اسکی
کرب بھری سرگوشی کو سن کر افسردہ ہوا۔
"سنگدل زندگی بن رہی ہے تو کم از کم تم تو مت بنو"
لئیق کے لہجے میں دکھ کی آمیزش تھی۔
تم نے کیا ہے سنگدل، جیل میں کم از کم اس سے مل تو لیتا لیکن تین سال"
اسکی شکل بھی نہیں دیکھ سکوں گا لئیق ایزد اور یہ چیز مجھ پر آخری ملاقاتیں
مشکل کر رہی ہے، ممی بابا کو پھر سے اپنے واحد بیٹے کی ایک طویل جدائی
"سہنی ہے

وہ جتنا بھی پروفیشنل ہو جاتا، اس وقت اپنے جذبات پر اسے بالکل اختیار نہ تھا۔

"ٹھیک ہے ایک سوال کا جواب دو پھر، اٹھے سر کے ساتھ چلنا پسند کرو گے یا جھکی نظروں سے؟"

لئیق کے سوال بھی اسے اس وقت سنگدل لگے۔

"جانتے ہو جواب"

شیری کی آواز سرگوشی میں ڈھلی۔

"تو پھر قربانی دو، محبت بھی یہی سیکھائی ہے شہریار جدون کہ قربان کر دو۔ اپنا سکون، اپنی خوشی، اپنی قیمتی متاع۔۔۔۔ محبت آج تک کس کو آسانی سے ملی ہے، جو آسانی سے دسترس میں آجائے وہ محبت نہیں ہوتی۔ محبت میں مبتلا ہو گئے ہو تو اسکے تقاضوں کا احترام بھی مضبوط دل سے کرو، یہ جدائی دائمی نہیں بلکہ پھر سے ایک خوبصورت طویل ساتھ کی ابتدا ہو گی"

وہ ماہر، سلیقہ منداسے جتنا بھی اسے سمجھالیتا، شہریار جدون کے لیے کچھ بھی آسان نہیں تھا، جیسے جیسے اسکی ہجرت قریب تھی، اسے مانی کا سامنا کرنے میں دشواری پیش آرہی تھی، یہ جانتے بوجھتے آج وہ صرف اسکی منتظر ہوگی، وہ یہاں دوسرے شہر اپنے فرائض نبھارہا تھا۔

"میں مانی سے دور نہیں جاناچاہتا لئیق ایزد"

ناچاہتے ہوئے بھی شہریار جدون کی زبان یہ کہنے پر مجبور ہوئی، لہجہ بہت بکھرا ہوااور آواز کھاری تھی، لئیق ایزد کا دل دکھ سے بھرا کیونکہ اسکے پاس شہریار جدون کے لیے کوئی آسانی نہ تھی۔

"میں جانتاہوں، مجھ سے وہ سب مت کہو شہریار جس کے بارے میں لئیق ایزد شدید بے بس ہے، کام ہوتے ہی واپس آجانا۔ جو دو تین دن ہیں وہ فیملی کے ساتھ گزارو۔ لعلین کا میسج آیا تھا، صارم سب کو لے کر یہیں آگیا ہے۔ سب کے ساتھ یہ کچھ وقت گزارلو شاید تمہارے لیے تین سال گزارنے آسان ہو جائیں"

مزید لئیق بھی کچھ نہ کہہ سکا، لیکن صارم کے آنے کا سن کر شہریار کے دل کو ضرور راحت سی ملی۔

ان تین دنوں نے میرے تین منٹ بھی آسان نہیں کرنے لئیق ایزد،"

"ستم کہ تم یہ جانتے بھی ہو پھر بھی یہ سب کہہ کر شہریار جدون کو بہلا گئے دل جلے لہجے میں کہے شہریار نے سرد سی خود کلامی کی جبکہ اس وقت بہرام ہوٹل Marriott عزئز جیسا کچرا دبوچنا اہم تھا سو شہریار کی منزل برانچ کے زیر اثر تھا سو وہ لوگ شہریار کو IB تھی، چونکہ یہ مشن بھی بھرپور مدد فراہم کر چکے تھے، پورا ہوٹل خالی کر دیا گیا تھا۔

اپنے لگژری روم میں سٹیم باتھ خے مزے لیتا بہرام عزئز جسے گماں تھا کہ وہ لاہور، کراچی اور راولپنڈی کے پولیس ڈیپارٹمنٹ کو چکما دے کر یہاں برانچ والوں اور ڈیول Ib آگیا ہے، جب روم سروس کے بہانے اسے نے دبوچا تب اسکے پیروں تلے سے زمین سرکی، وجود لمحے میں گھوم گیا۔

"ت۔۔تم؟"

بہرام جو باتھ گاون میں ہاتھ میں سنہری شربت کا گلاس جکڑے مست سی مسکراہٹ کیے اپنے آرڈرز کیے لنچ کا منتظر تھا، سر تا پیر سیاہ سوٹڈ بوٹڈ چھ سے سات آدمیوں کو دروازے پر دیکھے ہکلا کر رہ گیا جس پر شہریار نے ان سب کو باہر ہی روکنے کا کہا اور خود اپنے قدم اندر بڑھائے، بہرام کے نجس سینے پر کراہت سے ہاتھ رکھے وہ اسے کمرے کے اندر دھکیلتے رحم و نرمی کو بدلائے طاق رکھ چکا تھا، اس آہانت و تضحیک پر اس بہرام کے چہرے پر واضح خوف دیکھتے شہریار نے اسے اسکے گاون کے گریبان سے دبوچتے ہی کمرے کی دائیں دیوار سے بری طرح پٹخا کہ وہ درد کو ظاہر کرنے ڈھنگ سے چیخ بھی نہ پایا

"ہارون پرکاش کا والی وارث۔۔ڈیول، تم نے ہی اسے آرگنائزیشن کے ہتھے چڑھایا تھا؟"

ڈیول کی دہشت سے وہ ویسے ہی کانپ رہا تھا اوپر سے ہارون پرکاش کا حوالہ ہی اس آدمی کے تن بدن میں تھرتھراہٹ لے آیا۔

"دیکھو میں کسی ہارون کو نہیں جانتا، یہ لوگ کون ہیں؟"

موت سامنے دیکھ کر بھی بہرام عزیز نے زہر اگلا اور یہ ڈیول کے غضب و جلال کو للکارنے کا سبب بنا، گریبان سے پکڑے ہی شہریار نے اسے پوری قوت سے منہ پر لگ بگھ چھ سات تماچے مارتے ہی اسکی ساری اکڑ توڑی جبکہ آئی بی کے لوگوں کو یہی آرڈرز تھے کہ شہریار اگر اسے مار بھی دے تو روکیں مت کیونکہ ڈیپارٹمنٹ نے بھی اس بہرام عزیز کی لاش ہی واپس تنظیم کو ارسال کر کے اسکی غلظ دھمکیوں کا جواب اور اپنے حملے کی وارننگ دینی تھی، شہریار کے چند منٹس پر محیط غیر انسانی اور برے تشدد کے بعد آخر بہرام عزیز نے اعتراف جرم کر لیے۔

"وہ بہت کام کا آدمی تھا، ڈالفن فورس کا کمانڈو، جوائنگ بھی جلد تھی وہ۔۔ اسکی یعنی بہت ماہر۔۔۔ چنا ہوا۔ نہایت لائق، ذہین و فطین۔ اسکے محلے کا ایک آدمی ہمارا ساتھی تھا، اسی نے ذکر کیا جبکہ ہیڈ کو ایسے ہی کسی آدمی کی ضرورت تھی اور انکے نزدیک ملک کا وفادار ہی ایک اچھے غدار میں بدلا جا

سکتا ہے۔ وہ ولڈ ٹور کا شوقین تھا سو ہمارے اس آدمی نے ہارون کو اسی کا لالچ دے کر یہاں پہنچایا، وہ اچھا بھلا سمجھدار تھا مگر ہم بھی ٹرینڈ تھے، اسے پتا بھی نہ لگنے دیا کہ جس ٹریول ایجنسی نے اسکے ولڈ ٹور کے خواب کو پورا کیا وہ اسکو اور اسکی ملک وفاداری کو اپنے لیے استعمال کرنے والی ہے۔ وہ یہاں سے جاتے ہی ہماری آرگنائزیشن کے ہتھے چڑھا، اس سے ایک بڑے ڈان کا قتل کروانے کی سازش ہم نے ہی رچائی، ٹینا نامی لڑکی نے اس میں ہمارا ساتھ دیا۔ اور یوں ہارون پرکاش جیسا ماہر، لائق، بہادر اور بہت سی خوبیوں کا اہم حصہ بن گیا DALG کا مالک وہ پہاڑ جیسا جوان"

یہ سب اس غلیظ کے منہ سے سن کر شہریار کی تکلیف ایک بار پھر ہری ہوئی، جی چاہا وہ اس بدبخت کا سالم کلیجہ نوچ لے۔

"کیا ہر ملک میں تم لوگوں کی ایسی ہی ایجنسی تھی؟"

شہریار نے اسکے کرہت چہرے پر نظر جمائے مزید پھاڑ کھاتے پوچھا۔

صرف مسلم ممالک میں، کیونکہ مسلمانوں کوانکے دین ومذہب سے "
جلدی جکڑا جاسکتا ہے اور یہ لوگ اپنے ملک کے لیے جتنے جنونی ہوتے ہیں
اگرانکوزہریلا کردیاجائے تواتنے ہی خطرناک ثابت ہوتے ہیں،اب تک
ہمارے تمام کارندے مسلم ممالک سے جمع شدہ تھے،مائل،آفتاب،
"ہارون۔۔۔

اس آدمی کی یہ نفرت انگیز فسادی باتیں سن کر مزید شہریار سے برداشت نہ ہوا تبھی ایک بار پھر اس زخموں سے چور چور بہرام کو اسکی گردن سے دبوچ کر ظالمانہ لہرایا جس پر درد کے سبب اسکے حلق سے کرلاہٹوں سی بھیانک آوازیں نکلیں۔

یہ تمہاری سب سے بڑی غلط فہمی ہے بہرام عزیز،خود مسلمان ہو کر بھی "
تم سمجھ نہیں سکے کہ ایک مومن مرتو سکتا ہے مگر اپنا آپ بیچ نہیں سکتا۔
وہ تینوں بھلے غدار بنے لیکن پس پردہ وہی تین تمہاری اور تمہاری اس ڈیتھ
"اینڈ لائف گیم نامی آرگنائزیشن کی موت بننے میں مددگار ہوئے ہیں۔۔۔

یہ انکشاف اس وقت بہرام پر آسمانی بجلی سا گرا، طیش و درد سے اس کی آنکھیں ابل پڑیں۔

"کیام۔۔ مطلب؟"

بہرام عزئز کی آواز صدمے سے پھٹی جس پر شہریار نے اسکی پتلی ہوتی حالت پر تمسخرانہ قہقہہ لگایا۔

"آفتاب اور ہارون کی دی معلومات نے تمہاری آرگنائزیشن کے چیتھرے اڑا دینے کی بھرپور تیاری کروادی جبکہ مائل کے آذربائیجان کے گھر کی تلاشی کے بعد بھی ہمیں کچھ ایسی چیزیں ملیں جو یہ بتا چکی ہیں کہ تم لوگوں کی جڑ کہاں ہے۔۔۔۔"

شہریار کی یہ باتیں سن کر بہرام عزئز کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑا۔

"میں ایسا نہیں ہونے دوں گا"

وہ اب بھی غرایا جس پر شہریار نے اسکی گردن پر جکڑا اپنا ہاتھ مزید دبایا تو بہرام کی مکروسسکیاں بلند ہوئیں۔

تم بچو گے تو اب اپنی اور اپنے ان دو ساتھیوں کی بربادی روک سکو گے،"
پاکستان کا ایک معزز نام بہرام عزیز کسی ایس ایس پی کے نہیں بلکہ ڈیول
کے ہاتھ مارا گیا سو ڈیول پر کس نے پوچھ کچھ کرنی ہے، ڈیول کا تو کوئی
پروفیشنل ریکارڈ بھی نہیں۔،
باقی تمہارے وہ دو ساتھی بلیک ڈائمنڈ کا مزیدار سا لنچ بن جائیں گے اور
دیکھتے ہی دیکھتے یہ گند، انہی بے نام طاقتوں کے طفیل پیروں کی دھول بن
جائے گا۔
چچ چچ۔۔۔۔۔ تم سے تو ایک خاندانی حساب بھی باقی ہے، میرے ماں باپ
کو دی تکلیف جسکے بدلے میں تمہاری جان لے لوں تب بھی حساب برابر
نہیں ہو گا۔ تمہاری موت سے جانے کتنی ماوں کے کلیجے اجڑنے سے بچیں
گے، ہارون پرکاش کی بے گناہی بہت جلد ثابت ہو گی، بلکہ ہر اس معصوم کی
جو تم لوگوں کے ہتھے لگ کر اپنی جان، وقار اور عزت گنوا بیٹھا لیکن تم لوگ
"نہ تمہاری اب دنیا باقی رہے گی نہ آخرت

اس آدمی کے زخموں پر دباو بڑھاتے شہریار نے جب اسکے حلق سے اٹھتی بھیانک چینخیں سنیں تب اسکے جلتے دل کو قرار آیا، ہارون پر کاش کا دکھ آج ہلکا ہوا تھا جب شہریار نے ایک ہی جھٹکے سے بہرام عزیز کی گردن اس سفاکی سے مڑوری کہ گردن کی ہڈی کے ٹوٹنے کی آواز سے باہر کھڑے وہ پانچ چھ آدمی تک دہل سے گئے۔

اپنا فرض نبھاتے ہوئے ڈیول کے چہرے پر خوشی تو تھی مگر آنکھوں میں تیرگی کا پورا جہاں آباد تھا، سینے میں یار کی بے بسی، تکلیف کا روپ بدل کر سنگین ہوئی۔

پورا ہوٹل پہلے ہی سیل تھا سو شہریار اس غلاظت کے ڈھیر کو جہنم واصل کیے، وہ گند، انہی چھ لوگوں کے سپرد کیے ہوٹل سے نکل گیا۔

اسکی واپسی کی فلائیٹ چونکہ پہلے ہی کنفرم تھی سو وہ سیدھا وہاں سے ائیر پورٹ روانہ ہو گیا۔

ڈیول کا کام ویسے بھی ختم ہو چکا تھا، دل سے بہت سے بوجھ اترے تھے پر آہ جدائی کا جان لیوا دکھ اپنی بھرپور شکل میں اب تک اسکے سینے پر براجمان تھا۔

.._____..

وہیں لئیق بارہ بجے تک جندل محل پہنچا تو ممی کی لاڈلی سدرہ سے ایک خوبصورت و شفیق ملاقات نے اسکی افسردہ طبعیت بحال کی، خود سدرہ ، لئیق سے بھلے تکلف اور جھجھکتے ملی ہو مگر اسے بے بے کا بیٹا بہت بھایا، اور پھر وہ لعلین اور لئیق کو ساتھ دیکھ کر مسرور دیکھائی دی، لئیق نے اس سے ہلکی پھلکی گفتگو کی مگر ابھی محترمہ بس ہاں اور ناں میں ہی جواب دے پائیں جبکہ مریم بی اور نور دونوں نے ہمایوں اور نیہا کو لنچ کے لیے روکا مگر دونوں نے فائنلی تین چار دن کی لمبی مہمانی سے سبکدوش ہوئے کیانی پیلس کی راہ

لی مگر صبور کے لیے وہ اب ہمیشہ خاضر رہنے والے تھے، دستگیر کے ہونے نے انکی یہاں سے جڑی فکریں ہٹادی تھیں، سب ایک پر سکون ماحول میں بھلے گفتگو کر رہے تھے پر لعلین کا دھیان لئیق ایزد پر تھا جو یہاں ہو کر بھی یہاں نہ تھا مگر وہ اس سے فرصت میں دل کی اداسیاں جاننے کا سوچ چکی دو تین دن سے اسے بھی لئیق کے ساتھ وقت گزارنے کی تھی ویسے بھی مہلت نہ ملی تھی وہیں دوسری جانب شہریار کی شام چار تک اپنے شہر واپسی ہو چکی تھی۔

کہاں ہے سستے وحید مراد؟ پہنچ آیا ہوں واپس تیرا سر کھانے"

"کو۔۔۔لوکیشن بتا

شہریار کو واپسی میں شام کے چار بج چکے تھے، ائیر پورٹ سے سیدھا وہ مانی کو یونی سے پک کرنے ہی جا رہا تھا، لنچ کے بعد صارم، لال نور کی لاڈلی انکے سپرد کیے عینی اور پرکاش کو لیے پہلے افراہیم اور گل لالہ کی طرف گیا مگر وہاں سے اسے پتا چلا کہ شہریار کل رات سے اسلامہ آباد گیا ہے تبھی اماں

بابا کو ہارون کی قبر پر خاصری دلوانے کے بعد وہ انھیں بھیج کر خود ابھی بھی قبرستان میں ہی موجود تھا، گاڑی وہ دستگیر کی لائے تھے سو پرکاش صاحب نے واپسی پر خود ہی ڈرائیو کی کیونکہ صارم کو شیری سے ملنا تھا۔

"خدا خیر ہی کرے پھر، لوکیشن تو بتا میں ایک گھنٹے تک پہنچتا ہوں۔ بلکہ ایسا کر گھر آجا"

وہ ڈرائیونگ کرنے کے بیچ بھی صارم کی موجودگی کے سبب مسکرایا اور وہ آفت جناب لش پش ہو کر بھی گرد سے اٹی زمین پر ہارون کی قبر کے پاس درویش کی طرح براجمان تھے۔

"فاریور کائینڈ انفارمیشن میں تیرے گھر سے چھاپا مار کر آ بھی گیا اور اماں بابا بھی مل چکے افراہیم انکل اور گل خالہ آنٹی سے، بابا کو کہا کہ آپ لے جائیں اماں کو واپس جندل محل مجھے ایک سڑا کریلا پک کرے گا، اب یہاں تو کوئی دور پار گھر تک پہنچنے کے لیے لفٹ بھی نہیں ہے سرکار خود سمجھ جا میری لوکیشن"

صارم کے تجسس کو شہریار نے لمحہ لگاتے ہی بھانپا، تبھی اسکی مسکراتی آنکھیں کسی دکھ میں مبتلا نظر آئیں۔

"ہارون کی قبر پر ہی ہو گا، چل ٹھیک ہے گھنٹے تک ملتا ہوں"

شہریار کے فوری بھانپنے پر صارم بھی ویسا ہی مسکرایا، ہارون پرکاش کی قبر پر اسکے نام کی تختی آج بھی موجود نہ تھی۔

"گھنٹے سے پہلے کیوں نہیں؟"

صارم کے فوری پوچھنے پر شہریار کی نظر مانی کی یونی کے گیٹ کو مرکوز کر چکی تھیں تبھی گاڑی بھی اس نے روک دی۔

"مانی کو یونی سے پک کر کے گھر پہنچانا ہے، اس سے پہلے بھی کئی وعدے توڑ چکا تھا۔ اسکا ٹوٹنا وہ افورڈ نہیں کر سکتی۔ چل بائے"

شیری کے خوبصورت سے جواب پر صارم اسکی اتنی نرم و شیریں زبان پر خوشگوار سی حیرت سے ہنسا اور فرمابرادی سے کال کاٹی۔

ہائے یہ عشق کے روگ! آپ تو کام سے گئے شیری صاحب۔۔۔۔"

انسان کے پاس جب محبوب اور دوست دونوں ہوں تو بچارا دوست ہی پستا ہے"

ہارون کی قبر پر نظریں جمائے صارم کی کی سرگوشی اس شام کی سرد سی ہوا نے بھی سنی اور اس قبر نشین نے بھی۔

ٹھنڈی ہوا کے ملائم جھونکے آہستہ آہستہ تیز ہو رہے تھے، ہارون کی قبر پر لہلاتے پیونی کے پھولوں نے اس کی تربت بھی سجا ڈالی تھی، ان بہت سے گلابی شیڈ رکھتے لاتعداد پھولوں کے ہمراہ نئی کونپلیں نہ صرف نکل چکی تھیں بلکہ وہ آہستہ آہستہ قبر پر پھیل رہے تھے۔

تمہاری قبر کو اتنا احترام اور پیار دینے والا صرف شہریار جدون ہی ہو سکتا ہے، آہ ہارون آہ! کاش تم نے ایک بار اپنے وہ درد بھی اس سے بانٹے ہوتے جنہوں نے تم کو شیری سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چھین لیا"

اک آنسو اسکی مسکراتی آنکھ سے اس لافانی خسارے پر بہہ کر اس قبر میں جا جذب ہوا۔

ہوا کے تیز جھونکے اس درد کی آخری حد میں مسکراہٹ کے ہمراہ بہتے مقدس آنسو کے لمس سے مزید جان پرور اور ٹھنڈے ہوتے گئے۔

وہیں یونی گیٹ کے باہر گاڑی روکے وہ بس مانی کا منتظر تھا جو دس منٹ پہلے ہی نمرہ کے ہمراہ ایگزامنیشن ہال سے باہر نکلی تھی، نمرہ کا ڈرائیور آچکا تھا مگر وہ تب سے مانی کے ساتھ ہی موجود تھی تاکہ اسکے جانے کے ساتھ ہی باہر نکلے۔

تم نے جو معاملہ بتایا میں تو پریشان ہو گئی نمرہ، ہنڈسم اور ہنر مند تو وہ ہیں" آفٹر آل وہ میرے لالہ کے اہم آدمی ہیں مگر تم تو ان موصوف کو سیدھا دل ہی دے بیٹھی۔ مطلب تمہاری کیسے مانی جائے گی، آئی نو محبت یہ چیزیں نہیں دیکھتی نہ میرے نزدیک یہ سب اہم ہے، محبت پاس نہ ہو تو یہ پیسہ، دولت، سٹیٹس سب بے معنی لگتا ہے جیسے شادی کے سٹارٹ میں مجھے

سب بے وقعت لگتا تھا، اور پھر تمہاری ممی بابا تمہاری شادی کسی ہم پلہ یا اپنی فیملی کے مطابق خاندان میں شادی کرنا چاہتے ہوں گے سو وہاں بہت "پرابلم ہو گی

وہ دونوں ہی یونی کے بیرونی گیٹ کی طرف جاتی راہداری پر آہستہ آہستہ قدم بڑھاتیں کسی پراسرار معاملے کو لے کر محو گفتگو تھیں، سیاہ گھٹنوں سے کچھ اوپر تک آتی کرتی اور سیاہ تنگ پاجامے کے ساتھ آج مانی نے گلے میں ویسا ہی سلور لیس دار پٹی والا کڑھائی دار ململ کا دوپٹہ ڈال رکھا تھا، کھسے کے سنگ سرخی چھلکاتے پیر عیاں تھے اور آج بالوں کی بھی چھٹیا بنا کر آگے کندھے کے ایک طرف ڈال رکھی تھی، محترمہ ڈیول کو قابو کرنے کا ایکسٹرا سامان کیے آج تو دیکھتے ہی اس بندہ بشر کا دل جکڑنے والی اہلیت پائے ہوئے تھی اور پھر وہ گرے آنکھیں، صبیح ماتھے پر ڈھلکی بالوں کی دو باروری لٹیں کسی کا بھی ایمان ڈگمگا سکتی تھیں، جیولری کے نام پر کانوں میں ڈولتے چھوٹے چھوٹے جھمکے۔

آئی نو یارا، لیکن میرے دل و دماغ پر وہ چہرہ کئی دنوں سے حاوی ہے، دل"

"میں کچھ تو شاید نا جانے کب سے تھا، احساس اب ہوا ہے

نمرہ خود اسی کی طرح آج فرائے ڈے کی وجہ سے مکمل مشرقی لباس میں مانی کی طرح ہی پیاری لگ رہی تھی مگر اتنی بے قرار۔

اسی لمحے مانی کے ہاتھ میں پکڑا فون میسج ٹون سے تھرتھرایا تو وہ شیری کے میسج کو دیکھتے اپنی بے قرار سہیلی کو دلاسا دینا تک بھول گئی۔

"میں آ چکا ہوں، فری ہو گئی ہو تو باہر آ جاو"

شیری کے وعدہ پورا کرنے پر الوہی سی مسکراہٹ ان گلابی ہونٹوں پر بکھری اور نمرہ بنا اسکے بتائے ہی سمجھ گئی کہ اس دل کی طرح دھڑکتی سجنی کا سجنا آ پہنچا ہے۔

میں تم سے اس پر گھر پہنچ کر کال پر تفصیلی بات کروں گی نمرہ، ابھی"

"شیری امپارٹنٹ ہیں، چلو چلتے ہیں۔ تمہارا ڈرائیور بھی منتظر ہو گا

مانی نے اسے بھرپور تسلی دی تو نمرہ بھی اسکی بے چینی بھانپے ہنس کر فوری مان گئی، باہر نکلتے ہی نمرہ نے اسکو گلے لگائے بائے کہا اور خود وہ چند قدموں پر ہی کھڑی شیری کی گاڑی دیکھتے لمبا سا سانس کھینچتی بڑھی جبکہ شہریار جدون کی وارفتہ آنکھیں مانی کے قریب رکنے، گاڑی میں بیٹھنے تک اس سے لمحہ بھر نہ ہٹیں بلکہ مانی کے آکر بیٹھنے اور خود پر شیری کی فرصت سے جمی نظر کے سبب بوکھلانے پر وہ بڑی دقت سے مسکرایا۔

دو تین دن سے ان ویران آنکھوں پر چھائی سوگواریت، شہریار کو دیکھتے ہی چمک بن گئی۔

"تو فائنلی آپ نے ایک وعدہ پورا کر ہی دیا، سیم کلر۔۔۔۔میری نقل کی ہے آپ نے؟"

اسکی آواز پر شہریار نے گاڑی سٹارٹ کرتے اس بھیڑ والی سڑک سے نکالے مین روڈ پر ڈالی اور مانی کو اسکا نظر بھرے بنا آنکھیں چرا لینا پھر سے اداس کر

گیا،اسے کیا پتا تھا ان آنکھیں چرانے کے پیچھے دل کے منہ زور مچلتے جذبات کا طوفان تھا۔

"مجھے دیکھا بھی نہیں اپنی ان دوسری سپیشل نظروں سے، آج آپکے لیے ریڈی ہوئی تھی شیری کہ اتنے دن بعد مجھے دیکھ کر آپ وہ والا مسکرائیں گے"

مانی کی اداسی بھانپے شہریار نے اسکی گود میں پڑا ہاتھ اپنے پر کشش ہاتھ میں محبت سے لیا۔

"بلیک از مائی فیورٹ، اور تمہیں آنکھ بھر کر دیکھنے کے بعد مجھے کیا کیا ہو جائے گا، یو نو ویری ویل۔۔۔۔اور آج تو تم ویسے بھی میری پسندیدہ لگ رہی ہو، ابھی ایک دوست کے پاس جانا ہے ورنہ ابھی تمہیں ان نظروں سے دیکھتا بھی اور مسکراتا بھی"

شیری کے لفظوں کا مفہوم، ان گرے آنکھوں کی ساری اداسی نگل گیا اور تبھی وہ شرارت بھرا مسکرائی کیونکہ اس وقت وہ بھی اس قدر پر کشش اور

جاذب لگ رہا تھا کہ مانی اسے دیکھ کر ہی مبہوت ہوئے جا رہی تھی، سیاہ رنگ کے باوجود پاکیزگی اور خوبصورتی کا ایسا امتزاج کسی نے شاید ہی کبھی امیجن کیا ہو۔

مطلب پھر سے دور جائیں گے، یعنی وعدے کے وفا ہونے میں بھی"

"بیوفائی کا رنگ چھڑکیں گے

مانی اسکی بازو سے لگ کر قریب سرک کر بیٹھتے سرگوشی میں بولی، وہ سب سن لینے کے سبب سنجیدگی اختیار کیے مانی کی منفرد خوشبو میں سانس بھرے مسکرایا جو اسے تین سال گزارنے کے لیے خود میں شدت سے قید کرنے کی ضرورت تھی۔

اب تم کہو گی تو بھی دور نہیں جاوں گا آمنہ آفریدی، ہم یہ سارا وقت" سپیشل بنائیں گے۔ لیکن صارم کو لے کر میں کوتاہی نہیں برتنا چاہتا، خدانہ " کرے ہارون کی طرح مجھ سے مزئد کوئی چھن جائے۔۔۔۔۔

محبت کے ساتھ ساتھ مانی اسکے اندر دوستی کی شدت پر بھی اترائی، اس نے شیری سے کبھی اس معاملے میں بات نہ کی تھی پر اسے شہریار کے اس وصف پر غرور ضرور تھا۔

"آمین۔۔آپ ضرور جائیں، میں ویٹ کرلوں گی"

مانی کی مسکراتی سرگوشی پر شہریار نے اسکی جبین چومی اور وہ اسکے ساتھ لگی ویسے ہی آنکھیں موند لیتی مسکرادی۔

"بہت پیاری لگ رہی ہو، ایسے ہی رہا کرو۔بیوی میٹرئیل بن کر"

شرارت پر اترے جناب نے بھی سرگوشی کردی اور مانی نے ہنس کر اسکی طرف دیکھا جو آج نا جانے کیوں مانی کو اپنی الفت و محبت میں پور پور ڈوبا دیکھائی دے رہا تھا۔

مجھے پتا ہوتا آپ جیسے ماڈرن، بولڈ اور ہینڈسم کو میرا یہ مشرقی روپ پسند آئے گا تو مانی یہ پہروپ کب کا بدل لیتی۔۔۔۔مجھے بہت اچھا لگا آپکا تعریف کرنا"

اسکی دھڑکنوں کی آوازمانی کو مسرور و مدہوش کر رہی تھی اور وہ اسکی اتنی سی تعریف پر خوش ہو جائے گی، یہ شہریار کو ان خوبصورت لمحوں میں بھی آزردہ کر گزرا، ہونٹوں ہر رقص کرتی مسکراہٹ سمٹ کر رہ گئی۔

باقی کا سفر خاموشی مگر بہت سی دل کی رازدارنہ سرگوشیوں کی نظر ہوا۔

افراہیم اور گل لالہ بھی مانی کے واپس آنے پر بہت خوش تھے، جبکہ مانی کے ساتھ ہی وہ کچھ دیر روم میں آیا تاکہ چینج کر لے۔

مانئ نے اپنی تمام بکس سمیٹ کر انھیں خوشی خوشی گڈ بائے کیا اور ملازمہ کو کہہ کر تمام بکس جس بے صبری سے سٹور روم پہنچانے کا کہا، وہ خود ہنس دی۔

بس آپی لے جائیں ان کو، ان شوخیوں نے میرا کتنے ماہ سے سانس سوکھا" رکھا تھا۔ قسم سے آخری پیر کی خوشی الگ ہی ہوتی۔۔۔۔دور کریں یار انکو "میری نظروں سے

جب شیری چینج کیے باہر نکلا تو مانی صاحبہ ملازمہ کو بکس تھما کر دہائی دیتے چلتا کر رہی تھی جس پر اسکے بھی فرمابرداری کے سنگ دانت نکلے اور سر ہلاتی وہ اسکا بیگ اور تمام نوٹس لیے کمرے سے نکل گئی۔

"اتنی تنگ آگئی ہو ان کتابوں سے؟"

شیری کے قریب آتے ہی حصار نے اور کان کی اور جھک کر سرگوشی پر وہ فوری اسکے حصار میں ہی پلٹی۔

"اور نہیں تو کیا، انکے بہت سے نقصان تھے۔ مجھے آپکے ساتھ ٹھیک سے وقت نہیں گزارنے دیا، ان پیپرز کی ٹنشن نے بہت سے لمحے چھین لیے جو میرے اور آپکے اور خوبصورت ہو سکتے تھے۔ پھر ان کتابوں کو دیکھ دیکھ کر آپ بھی مجھے چھوٹو سے بچہ سمجھنے لگتے تھے"

معصومیت، دکھ اور افسوس کی ملی جلی کیفیت میں وہ اپنی بازو شیری کی گردن میں حائل کرتی اس سے جھولتی ہوئی بولی تو مقابل نے لمحہ لگائے جکڑا اور بڑی دقت سے اس لڑکی کے نرم گرم لمس سے توجہ سرکائی، مانی

کے مظلوم تاثرات سے شیری کو واقعی اس پر ترس سا آیا تبھی وہ بمشکل ہنسی روکتا جب نظر آیا تو مانی کے رخسار خفت سے اور پھولے۔

ابھی پریکٹیکل، رزلت اور تمہارا ایم ایس سی باقی ہے، یاد رکھنا یہی کتابیں" تمہیں میرے بعد مصروف رکھنے والی ہیں۔ رہی بات سپیشل ٹائم کی تو تمہارا یہ اعتراض جلد ختم ہو گا، باقی چھوٹا سا بے بی نہیں ہو، تم تو شہریار جدون کے "ہوش اڑانے والا میکانزم ہو

خود پر جمی ان مانی کی آنکھوں کی حدت محسوس کیے شہریار نے حقیقت پسندی اختیار کی۔

اسکے رخساروں کو محبت سے چومتا وہ مانی کی دھڑکنیں بڑھائے اپنی رخسار اسکی گال سے رگڑتا اسکے وجود کی کشش کے سبب آگے بڑھا اور اسکی گردن کی ابھرتی رگوں سے ہونٹوں کو جوڑتا بہکا نہیں مانی کا صبر ناتمام کر رہا تھا، جو پہلے ہی اسکے سینے سے لگی اسکے رحم و کرم پر آچکی تھی۔

"شیری! آپکے بعد والا جملہ مت کہیں نہ۔ رونے لگوں گی، اور یہ کچھ دن تو
"مجھے اپنی ساری توجہ آپ کو دینے دیں پلیز۔۔۔۔

اپنی گردن کی جلد تک پیوست ہوتی شیری کی گرم سانسیں برداشت کرنے کے بیچ بلند ہوتی منمناہٹ پر وہ جو اس پر مدہوش ہوا حاوی تھا، دور ہوئے بے خودی سے مانی کو دیکھنے روبرو ہوا۔

"نہیں کہوں گا"

گردن کی حدود سے شیری کی سانسیں آزاد ہو کر جب مانی کے رخساروں سے ہوتی اسکے نرم و نشاط پرور ہونٹوں تک پہنچیں تو وہ شہریار کی خود پر جمی من پسند نظروں اور پیش رفت کرتے ہونٹوں کی اگلی شدت ہر اپنا سانس سینے میں گھٹتا محسوس کرنے لگی، شیری کی بھاری سیاہ پلکوں کی مدہوش گردش اور آنکھوں کے پر خمار گلابی رنگ سے خوف کھاتی وہ چہرہ زرا سا پیچھے سرکا گئی اور یوں سانس لی جیسے قبل از وقت رک گئی تھی۔

"آپکو ج۔۔ جانا تھا شیری"

شیری کے ہونٹ اپنی مطلوبہ چاہت کی خواہش میں مانی کے رخساروں سے پر کسی جام کے پیاسے کی مانند ہونٹوں کی جانب سرکتے اسکی جان نکال رہے تھے۔

ناجانے کیوں مگر اس لمحہ وہ تمام تر خواہش کے اس لمحے کے سحر سے خوف کھاتی عین رسائی کے لمحے اسکے ہونٹوں پر ہتھیلی جما کر لرزی آواز سے منمنائی، شیری کی سنجیدہ و مدہوش آنکھیں اس تکرار پر خفیف سا مسکرائیں تو مانی کو اسکے ہونٹوں کا لمس اپنی ہتھیلی پر پھیلتا محسوس ہو کر اور بری طرح کمزور کر گیا۔

"جو چاہتا ہوں وہ کرنے دو مانی"

اپنے ہونٹوں پر جمی مانی کی ٹھنڈی ہتھیلی ایک ہی جھٹکے سے پکڑ کر اسکا ہاتھ پیچھے کو لے جاتے اسکی کمر سے جوڑے جکڑا، دوسرا ہاتھ مانی کی کمر میں پوری شدت سے لپیٹے اسے واپس اپنی طرف کھینچتے ہی وہ سر جھکائے پھر

سے مانی کے ہونٹوں پر جھکنے لگا مگر اس بار وہ واقعی کانپ کر اپنا چہرہ اسکی گردن میں چھپا کر اس میں خود سپردگی کی مانند سمٹ کر جذب ہو کر رہ گئی۔

"ش۔۔۔شیری"

مانی کی دردناک ہچکی اسکے شیری کے مضبوط و کشادہ سینے میں سمٹنے کے سبب دب گئی، ضرورت سے زیادہ بھاری آواز، منتشر سانسیں اور آنسوؤں میں ڈھلتی سسکی، اس نشاط انگیز لمحے اسکے رو دینے کا قہر شیری کو سینے جسم کے ساتھ روح پر بھی چڑھتا محسوس ہوا۔

"کیوں مانی؟۔۔"

اسکی کمر میں لپیٹے ہاتھ کو ڈھیلا کیے اسکا جکڑا ہاتھ آزاد کرتے ہی وہ اسکو دونوں بازووں میں بسائے مانی کے یکدم رونے اور ہچکیوں کی زد میں آجانے پر اسکی کمر نرمی سے سہلائے اسکے کان کی اور جھک کر اس فرار و آہ زاری کی شکائیت میں سر گوشی کی مگر وہ اسے مزید جکڑ کر سسکنے لگی یہاں تک کہ شہریار کو اپنی گردن مانی کے آنسوؤں سے تر محسوس ہونے لگی۔

"..مانی پلیز سٹاپ کرائنگ"

اسکے ملائم بالوں میں ہاتھ پھیرتے آواز و سرد و سپاٹ اور لہجے کو بھاری ہونے سے وہ روک نہ پایا تو ہچکیوں کے بعد مانی کا سانس بے ترتیب ہوا تو لگا شہریار جدون کے حلق میں بھی جدائی کے عنقریب آتے دکھ نے پھندا لگا دیا تھا۔

جدائی کی اس منہ زور تکلیف نے شہریار کی آنکھوں میں کچھ دیر قبل چھائے خمار کے بادل کی جگہ سہولت سے لی۔

م۔۔میں کیسے رہوں گی آپکے بناشیری، مجھے توہرپل آپکی ایسی محبت اور "
شدت چاہیے ہوگی۔میں کس کوت۔۔تنگ کروں گی،کسے غصہ دلاوں
گی۔۔۔کس کے ہوش اڑاوں گی۔۔۔۔۔جب کہیں بھی سکون نہ ملاتو میں
"..کہاں جاوں گی شہریار۔۔۔مت جائیں مجھ سے دور
تمام تر ضبط ٹوٹ کر رہ گیااور وہ اسکے اسکے پورے نام سے پکارتی سخت
اذیت میں مبتلا تھی،وہ پوری کانپ رہی تھی اور اسکے جسم ودل پر ابھی سے
جدائی کے اترتے قہر شہریار کو بھی غم زدہ کر رہے تھے،وہ اسے ساتھ
لگائے کھڑا تھاتو باآسانی اسکی کپکپاہٹ سے لے کر دل کی سست دھڑکن
سے واقف ہوا۔

جاناضروری ہے مانی،میرے سفر کو یوں روکر مشکل مت بناو۔ورنہ تم "
"..سے پہلے مجھے کچھ ہو جائے گا

شاید وہ بھی بہت بے بس تھا مگر مانی یہ سن کر فوراً اس سے دور ہوئی جیسے اس سے ایسی سنگدل دھمکی کی امید نہ رکھتی تھی اور اپنی خوبصورت آنکھوں کے سارے آنسو بھی پورے صبر سے ہتھیلوں کے سنگ رگڑ دیے جو نم ہوئیں تو شہریار نے وہ دونوں ہتھیلوں کو اپنے ہونٹوں سے باری باری جس طرح چوما، مٹے آنسوں کے نشان نئے آنسوؤں سے اٹ گئے۔

آئی ایم سوری شیری، بس دل کو کچھ ہو رہا تھا۔۔تو کہہ دیا۔۔۔پلیز" آپ میرے آنسوؤں پر مت جائیں۔آئی سوئیر آپ کے سفر کو مانی مشکل نہیں بنانا چاہتی، رو تو سی ہوں، رونا آئے تو روک نہیں سکتی۔۔۔۔سوری پلیز.."

وہ اسکے سامنے جس طرح تکلیف و غم سے روئی روئی پشیمان ہوئی، اپنی ہتھیلوں کی ٹھنڈک شہریار کے چہرے کی جلد میں سرائیت کی، شہریار نے لمحہ لگائے اسکے چہرے کو ہاتھوں میں بھرتے اسکے ان ہلتے ہونٹوں سے نکلتی بقیہ ساری رکتی سانسیں اپنے وجود میں اتار لیں، اس کو مزید نہ رونے

دیانہ کچھ کہنے، بلکہ وہ مزاحمت کرنے کی ننھی منی کوشش بھی کرتی رہی مگر شہریار جدون کی تشنگی کم ہونے کے بجائے ان سانسوں سے ہونٹوں کی گہرائی پر حاوی دسترس اور تصادم پر بڑھی، ان فسوں خیز سلگتی قربت کے من چاہے لمحوں سے جانے کتنے لمحوں بعد مانی کو نجات ملی جب وہ خود منجمد ہوگئی، شہریار نے چہروں کے بیچ فاصلے کو مشکل سے بڑھائے انگوٹھے کی پور سے اسکی گلابی بالائی لب کو سہلایا، دونوں کی خمار و تکلیف کے ملے جلے اثر سے گلابی مائل ہوتی آنکھیں ملیں تو دل اس بار ایک سی شدت سے دھڑکے ،خود سے اور ارد گرد سے بے خبر ہوتے ایک بار پھر اپنا ہوش کھوتے مانی کی بحال ہوتی سانس پر قہر ڈھاتے اسکے ہونٹوں کو پہلے سے زیادہ جان لیوا اپنی دسترس میں لیا، تب تک جب تک اس شخص کا اپنا سانس نہ پھول گیا، مانی آنسوؤں کی بہت سی وجوہات ان نشاط انگیز لمحوں کے صدقے نظر انداز کرتی اسے دیکھنے کی ہمت کھو بیٹھی تو اس سلسلے کے ٹوٹتے ہی وہ اسکے وجود

میں سر تا پیر کانپتی جا سمٹی جس نے کسی متاع کی طرح اس لڑکی کو خود میں چھپا سا لیا۔

سوری مت کہنا آگے سے، مجھے سب پتا ہے مانی۔ تمہیں کچھ بتانے یا" جتانے کی ضرورت نہیں۔ جتنا مشکل تمہارے لیے ہے اس سے کئی گنا میرے لیے ہے، کیونکہ.."

شہریار کے چہرے کی اپنی رنگت کچھ لمحے سرخ ہو گئی جبکہ سانسوں میں اب بھی بے ترتیبی تھی، لہجہ غم سے بھاری جب وہ کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

"کیونکہ؟"

وہ اسکی شرٹ کے کالر کو مٹھی میں دبوچے بھیگی آنکھوں سے اسکے وجود سے سرک کر پرے ہو کر اسے تکتی اسکی سانس میں سانس مشکل سے خارج کرتے پھر سے روبرو ہوئی اور اب شہریار جدون کا فرار نا ممکن ہو چکا تھا۔

"..کیونکہ جان سے پیاری ہو گئی ہو مجھے"

اسکی وہی آنسوؤں سے بھیگتی آنکھیں چوم کر اسے گلے لگالیتا شہریار خود بھی اس اعتراف پر اپنی آنکھوں سے بہتے وہ چند آنسو دردناکی سے رگڑ گیا، مانی نے اسکے وجود کی سب سے دلفریب پناہوں میں جذب اسے بھی اپنی بازوؤں کے حصار میں سمولیا۔

"اٹ میز یو لوو می شہریار جدون؟"

وہ اسکے سوال پر سرخ ہوتی آنکھوں سمیت اسے شدت سے گلے لگائے ہی روتا ہوا ہنس دیا، بڑی مشکل سے خود کو سنبھالا۔

"یس، آئی لو ویو"

روبرو ہو کر اس جملے سے مانی کے چہرے پر اترتے قوسین کے رنگ اپنی آنکھوں سے تک رہا تھا جو کچھ لمحے تو اسے بھرائی آنکھوں سے ہی تکتی رہی کیونکہ یہ سننے کے بعد وہ مر بھی جاتی تو کوئی دکھ نہ تھا، پھر اس ظالم کی چند سالا جدائی کیا چیز تھی، وہ اسکی رخسار چومتا ہوا اس بار خود مانی کی چاہت پر

اسکے چہرہ اسکی جانب نزدیک کرنے پر بے اختیار ہوا مگر مانی نے جلد ہی سانس بھرتے اس کو دیکھنے کی چاہت کیے یہ طلسم توڑ دیا۔

"اب میرے آئی لو ویو کا آپکے پاس ہمیشہ جواب ہوا کرے گا، رہ لوں گی اب۔۔۔۔ تین سال، خوشی خوشی.."

اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کی نرم شافی پوروں سے شیری کے چہرے، گردن، دل کو چھوتی وہ نجانے کتنے بڑے سکھ سے فیض یاب تھی کہ اتنی خوشی شاید ہی شہریار جدون نے اس روح زمین پر دیکھی ہو۔

"ہمیشہ ہو گا جواب، میری آخری سانس تک۔ ہر ادیا تم نے مجھے، اپنی محبت میں مبتلا کر کے۔ تمہاری طرح ہی یہ دوری مشکل ہے اب لیکن چاہتا ہوں میری ہمت نہ ٹوٹے، یوں روتی رہو گی تو نا ممکن ہو گا آمنہ، خود کو سنبھالو، میرے لیے پلیز.."

اس شخص کی لال انگارہ ہوتی آنکھوں کو اپنے چہرے کے ہر نقش پر مرکوز بھانپتی وہ بھول ہی گئی کہ وہ اسے کیا سمجھا رہا ہے بس بنا سوچے انہی روتی آنکھوں سے اثبات بھرا اشارہ سونپا۔

"اب ممی کے ساتھ ڈنر کا دیکھوانکو کمپنی دو، دو تین دن سے وہ بھی تمہیں بہت مس کر رہی تھیں، رات میں جلدی آجاوں گا تمہارے پاس۔ بہت سی باتیں کرنے کے لیے.."

ایک الوداعی نرم لمس مانی کے مسکراتے ہونٹوں کو سونپے اس چھو لینے کی نرمی اس بار بھی ترک کرتے خود کو گہرائی میں اترنے سے روکتا فوری اس سے دور ہوا اور نظریں دقت سے اسکے گلابی چہرے سے ہٹائے مانی کی ملائم گال سہلاتا وہ بیڈ پر رکھی اپنی جیکٹ اٹھائے اسے حصار سے آزاد کرتے ہی کمرے سے نکل گیا اور مانی نا جانے کتنی دیر تک ویسے ہی روتی روتی مسکراتی رہی، آنکھیں میچ کر ناک کے ذریعے سانس لیتے اس ساحر کی چار سو کسی

آسیب کی طرح پھیلی خوشبو سمیٹے سانس خارج کی اور اس بیچ ہتھیلی سے بے اختیار دل کی جگہ جکڑ بیٹھی، اسے لگا اب بھی اسکی سانسوں میں شہریار کے ہونٹوں کی خوشبو بکھری ہے، اب بھی وہ نرم گرم شدت اسکے انگ انگ کی لرزش کا سبب ہے، وہ پھر سے چلا گیا تھا مگر آمنہ آفریدی کو لگا وہ اس میں اتر گیا ہے اور اب وہ اسے سے کبھی دور نہیں ہو گی، چند آنسو تب ان آنکھوں سے بہے جب آئینے نے مانی کو اپنے ہونٹوں اور آنکھوں کی خوبصورتی سو گنا بڑھ جاتی دیکھائی۔

"آپکے محبت کے اقرار کے بعد یوں چھونے نے مانی کی جان لے لی شہریار.."

وہ سمجھ نہ پائی کہ شیری کے اظہار محبت پر ہنسے یا اس قیمتی شخص کے دور جانے پر بلکتے سسکتے آہیں بھرنے لگے، آہ! سہی کہتے ہیں ایسے دو لوگوں کے بیچ کی جدائی، موت سے بدتر ہوا کرتی ہے۔

.._____..

وہاں سے اسکا سفر صارم پر کاش جیسے ہمدرد تک جا ٹھہرا، وہ مہربان گلے لگا تو دل کے بہت سے دکھوں پر مرہم سا محسوس ہوا، صارم سے اسے اسکے ہم زاد کی خوشبو جب آئی تو نا چاہتے ہوئے بھی دونوں مضبوط اعصاب والوں کی ہمت ٹوٹی تو آنکھوں کے کنارے سرخ ہو کر رہ گئے۔

ہارون کی قبر پر اسکے نام کی تختی اپنے ہاتھوں سے نسب کرنے کے بعد وہ بھی صارم کے ساتھ ہی مٹی کی ڈھلوان پر آ کر بیٹھا اور گرد آلود ہاتھ جھاڑے، دونوں کی نظریں اسکے نام پر ایک جیسی تاسف و ملال کی کیفیت کے سنگ مرکوز تھیں۔

"..تونے جان بوجھ کر اس قبر پر نام کی تختی نہیں لگائی تھی شیری؟"

صارم کی استفہامیہ نظریں خود پر جمی محسوس کرنے کے باوجود شیری کو اسکی آواز بہت دور سے آتی سنائی دی کیونکہ وہ اپنے خیالات سے محو جنگ تھا، دھیان بھٹکا سو سر جھٹک کر خالی آنکھیں صارم پر کاش کے چہرے پر جمائیں۔۔

"تب یہ پہچان کا مستحق نہیں تھا لیکن اب ہے، ہم انسان جتنے بھی مضبوط ہو جائیں، ایسے معاملات میں ڈر جاتے ہیں۔ میں بھی ڈر گیا تھا کہ کہیں وہ لوگ اسکی قبر بھی ہم سے چھین نہ لیں۔ مرنے والے، اپنے پیچھے رہ جانے والوں کو اپنی قبر کی صورت ایک صبر کی بوند بخش جاتے ہیں۔ پھر اسی تنکے کے سہارے ہمیں جینا پڑتا ہے.."

وہ گہری باتیں ہمیشہ سے کرتا تھا پر اب ذہن و دل کو ملی پختگی نے اسے نکھار دیا تھا، اسکے ضرورت سے زیادہ بھاری لہجے میں کوئی کشش تھی۔

دیکھا جائے تو اس ہم زاد نے تیرے ساتھ کچھ اچھا نہیں کیا پھر بھی تو نے"
دوستی کے تقاضوں کو بہت اچھے سے نبھایا۔ میں نے کہیں پڑھا تھا کہ یا تو
"انسان عاشق اچھا ہو سکتا ہے یا یار۔۔۔ تو کیا ہے شہریار؟
صارم کی نظریں شہریار کے پر سوچ تاثر سے مزین چہرے پر انسیت کے
سنگ جمی تھیں تبھی اپنے سوال کے سبب شیری کی نرم سی مسکراہٹ اس
نے بھرپور دیکھی، جو اگلے ہی لمحے نا جانے کیا سوچ کر معدوم ہو کر رہ گئی۔
شاید میں انسان تک اچھا نہیں، چھوڑ یہ سب۔۔۔۔ میں کبھی کسی چیز میں"
"اچھے ہونے کا دعوی نہیں کر سکتا۔۔
وہ اس موضوع سے کترا گیا تبھی صارم اسکی درویشی پر بے ترتیب سا ہنس
دیا۔

مجھے تیرے سے ہمیشہ اچھی وائبز آئیں، تب بھی جب پہلی بار یہاں تیری"
".. جان لینے آیا تھا۔ اور ایک تو ہے کہ مانتا ہی نہیں کہ کچھ الگ چیز ہے

وہ خطرناک سنجیدہ ہونے کے باوجود چیز کے ایک اور دلکش خطاب پر
ہونٹوں پر آتے متبسم رنگ قابو نہ کر سکا۔
پیونی کے پھول اس گہری ہوتی شام کی تیز ہوا کے سنگ اپنے سراپوں کو
کھول کر لہلہاتے ہوئے بصارت کو عجیب سی تازگی و آسودگی بخش رہے تھے
پھر ساتھ صارم تھا تو دل کے بوجھ ویسے ہی بٹ سے گئے۔

"مجھے لگتا ہے سبکو مجھ سے آتی اچھی وائبز نے ہی برباد کیا، ورنہ جو معاملات
سرے سے ممکن نہ تھے وہ طے پا گئے اسکی مجھے بھی حیرت ہے.."
شیری کا اشارہ سمجھتے ہوئے صارم نے بھرپور توجہ اس سر پھرے پر مرکوز
کی اور شیری اسکی اتنی توجہ پر خفیف سا مضطرب ہوا جو کس سنگدلی سے آباد
کو برباد کہہ رہا تھا۔
"آباد! مانی والا معاملہ؟ ہے نہ؟"

صارم کے گھور کر درشتگی کروانے کے سنگ تجسس آمیز سوال پر شیری نے سر کو بے جان سی اثبات زدہ جنبیش دی تو صارم کی مسکراہٹ اس جان لیوا مان جانے پر مزید گہری ہوئی۔

"ہم جدون۔ شہریار تجھے پتا ہے میں تجھ سے اچھی وائبز آئی ہوں گی، اسے بھی
سب انسانوں کی جیسے ایک منفرد خوشبو ہے ویسے ایک منفرد اور الگ رنگ
کی روشنی بھی ہے، یہی ہمیں لوگوں کی سمت مائل کرتی ہے۔ اچھی روشنی،
زیادہ تر تیز چمکدار سفید اور آنکھوں سے دل تک اترتی محسوس ہوتی ہے اور
اس سے ویسی ہی روشنی رکھنے والے مائل ہوتے ہیں۔ اسی طرح سیاہی مائل
روشنی کو سیاہی رکھتے وجود ہی کھینچتے ہیں۔ دو یکسر الگ انسان ایسے ہی تو شدید
محبت اور خلوص کے رشتوں میں بندھ جاتے ہیں .."

وہ صارم کی کمپنی پہلے سے زیادہ لطف انگیر محسوس کرتا اسکے فلسفے پر میانہ رو
سا مسکرایا، اسے صارم کے فلسفے بہت پیارے تھے۔

باتیں تیری ٹالنے والی ہیں ہی نہیں، ایسا ہی ہے، اسکی روشنی بھی کچھ الگ"
ہے، مجھے اپنا آپ روشن دیکھائی دیا جب جب میں نے مانی کی آنکھوں میں
"..دیکھنے کی جرت کی

وہ کہیں اور ہی بیدار تھا اور صارم کو رشک تھا اس محبت پر جو شیری سے
سرزد ہوئی، اپنی اس کیفیت سے وہ خود ہی نکل آیا کیونکہ یہی مناسب تھا۔

"..ویسے بہت اچھا کیا تو سب کو لے کر آگیا"

صارم کے سنجیدہ ہونٹوں پر امڈتی مسکراہٹ اس معترف لب کشائی اور
موضوع سخن بدلنے پر مزید گہری ہوئی۔

"تو ٹھیک ہے شیری؟"

صارم نے بہت پہلے پوچھنے والا سوال بہت بعد میں کیا، جو شہریار کے
ہونٹوں ہر رقص کرتی آسودہ مسکراہٹ کو لمحہ بھر معدوم کر گیا۔

ہمم۔۔ ٹھیک رہوں گا تبھی گزارہ ہو گا۔ ورنہ خود تو مشکل میں گرا ہوں،"
"..اپنے رشتوں کو بھی انتشار میں مبتلا کر دوں گا
وہ ٹھیک نہیں تھا اور اسکا یہ جواب پس پردہ یہی اعتراف کر رہا تھا، لہجہ کھارا تھا۔
کوئی نہیں، تین سال چھٹکی بجاتے گزر جائیں گے۔ زندگی بہت تیز ہو گئی"
"..ہے عزیزم۔ ہاں، عادتیں اور محبتیں تھوڑا آزمائیں گی
صارم کے دلاسے کے بعد آخری ہار مانتے جملے پر وہ سانس کھینچ کر اس ٹھنڈی سی شام کے حوالے کرتا تاحد نگاہ پھیلے مہیب سناٹے سے ہمکلام ہوا۔

یہی عادت اور محبت ہی تو ہمیں بتاتی ہے کہ ہم جیتے جاگتے انسان ہیں، انکی" آزمائش سر آنکھوں پر۔ میں جانتا ہوں سنبھال لوں گا خود کو، فکر بس مانی کی
"..ہے، ممی بابا کو تو اپنے بیٹے سے دور رہنے کی عادت ہے

آسمان ہر سیاہ بادل، قبرستان کی حدود سے نکلتے ہی ٹنڈ منڈ برہنہ درخت، بے ثمر ٹہنیاں اور اداس شاخوں پر بیٹھے ملول پنچھی، سب کے سب اس اداسی میں شامل تھے، صارم اسکے لہجے میں امڈتی بے بسی محسوس کر چکا تھا۔

وہ بھی سنبھل جائے گی، پریشان مت ہو۔۔۔ خیر مجھے ڈراپ کر دیں"

".. خضور ساتھ اماں بابا اور میری وائفی سے بھی مل لینا۔۔۔ کیا خیال ہے

چونکہ شام سے آہستہ آہستہ رات کا وصل ہو رہا تھا تبھی صارم کی تجویز پر اسے عینی سے کیا وعدہ یاد آیا تو اب اس جگہ سے رخصت ہونے کا فیصلہ ہی بھلا لگا ورنہ یہاں وقت گزارنے کو تو شاید زندگی بھی کم تھی۔

نیک خیال ہے، چل دھرتی کے بوجھ تجھے تیری منزل پر پھینک کر"

آوں۔۔ آج تو قسم سے میری بھی واٹ لگی ہوئی ہے۔ ایک تو کل ایمرجنسی اسلامہ آباد روانگی اور آج واپسی کی فلائیٹ پھر تب سے گردش کرتی میری ہستی۔۔۔۔۔۔ دل تو چاہ رہا ہے یہیں لام لیٹ ہو جاوں"..

شہریار نے زمین سے اٹھتے اپنی جینز اور شرٹ جھاڑتے منہ بسورے بتایا تو صارم کو اسکی تھکن اسکے چہرے سے ویسے بھی دیکھائی دی۔

اب یہ دو تین دن وہ آرام کرے، صارم کو دے، مانی کے ساتھ گزارے، جانے کی تیاری کرے سمجھ سے باہر تھا۔

چل کوئی نہیں اپنی مانی کے ساتھ اہم اہم والا ٹائم گزارنا، تیری ساری تھکن بھاگ جائے گی۔ سچی آزمودہ ٹوٹکا ہے۔۔ دعائیں دے گا مجھے"..

جناب بھی اپنے پتلون جھاڑتے زمین پر دھری جیکٹ اٹھا کر پہنتے چونچال پن میں تجویز دینا نہ بھولے اور شیری کی اداسی اڑن چھو ضرور ہوئی۔

تو ابھی بچہ ہے میرے پیارے، شہریار جدون تجھ سے اس معاملے میں" دس ہاتھ آگے ہی ہو گا"..

اترا کر سر اٹھا کر لمبا ڈگ بھر کر قبروں کی حدود سے آگے بڑھتے شہریار کی بات پر صارم کا دبنگ قہقہہ گونجا جو اندھیرے کی وجہ سے فون کی ٹارچ جلا چکا تھا۔

"..یاخدا! بچاری مانی کیسے تجھ جلاد کو برداشت کرتی ہو گی پھر"

قبرستان کی حدود سے نکل کر وہ لوگ گاڑی تک پہنچے تو صارم کے سوال کا جواب دینے محترم غرور سے پلٹے۔

ہم برداشت نہیں کیے جاتے میرے دوست، ہم میں اپنی موجودگی"

"..سازگار کرنے کا ڈھنگ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے

خوبصورت لب ولہجے میں دیے شہریار کے شدت و محبت کی آمیزش رکھتے جواب پر کتنے ہی لمحے صارم شوخ مسکراتا رہا، اور یہاں تک کہ اپنے بارے میں زندگی کا پہلا اعتراف کرنے پر وہ بھی ویسا ہی مسکرا دیا، دونوں کی اگلی منزل اس شہر خموشاں سے جندل محل کی جانب تھی جہاں مزیدار ساڈنر تیار تھا سو شیری کو بھی سب نے ڈنر کے لیے روک لیا مگر پہلے عینی سے اک ملاقات قرض تھی۔

میں نے آپ سے کیا وعدہ پورا کر دیا عینی، جلد دنیا بھی اسکی بے گناہی کا"
"..اعتراف کرے گی

سب کے بیچ سے عینی کو اپنے ساتھ باہر لائے وہ لان میں ہی انکے ہمراہ آہستہ قدم اٹھائے ٹہل رہا تھا جس ماں کی آنکھوں میں تشکر بھرے آنسو اور وہ سکون موجود تھا جسکی وہ مستحق تھیں۔

ماں کے دل کو تو اپنے عیب دار بچے بھی دنیا جہاں سے پاکیزہ لگتے ہیں، اس"
کا معاملہ کچھ الگ تھا، راتوں کو میری اکثر نیند ٹوٹ جایا کرتی تھی، ایسا لگتا وہ
مجھے تڑپ تڑپ کر پکار رہا ہے۔ یہ دکھ ساری زندگی مجھے بہر حال رہے گا کہ
"..اس سے اپنی ناراضگی سخت نہ کرتی

عینی کی تکلیف نے شیری کے دل پر ضرب لگائی، وہ انکو ساتھ چلتے چلتے روکتا خود بھی رکا اور دونوں ہاتھوں سے انکی بازو تھامے اپنی بھرپور توجہ ان پر دی۔

ایسامت سوچیں عینی، اس نے جتنا آپکو ہرٹ کیا، آپ اس سے ناراضگی" میں برحق تھیں۔ اسکی کچھ خطائیں تو میں بھی معاف نہیں کر سکتا، لیکن کیا کریں، ہمارے پاس چوائز نہیں۔ آپ کی تسلی کے لیے یہ کافی ہو گا کہ وہ واقعی برا نہیں تھا، اسے برا بننا پڑا، برائی سے کی جاتی جنگ بالکل کیچڑ میں ہوتے دنگل کے مقابلے جیسی ہے، جیت بھی جائیں تو وقتی بدن میلا اور گندا ہو جاتا ہے.."

وہ شیری کی احسان مند تو تھیں مگر دل کا کیا کرتی جہاں ہارون نامی خلاء ہمیشہ اپنی اول شکل میں برقرار رہنے والا تھا۔

عینی نے اسکی گال سے اپنی ہتھیلی جوڑے شفقت بھری نگاہوں سے شہریار کی آسودہ آنکھوں کو دیکھا جو آئینے کی طرح شفاف ہو گئیں تھیں، جن میں آج بھی انھیں ہارون نظر آرہا تھا، تبھی تو آنکھوں سے چند آنسو ٹوٹ کر انکی رخساروں کو بھیگا گئے۔

"..میں تمہارا یہ احسان کبھی نہیں چکا سکتی شیری"

!یہ کہتے عینی کی آواز کانپ گئی اور اس کا دل

"بیٹے، ماوں پر احسان نہیں کرتے عینی۔ ویسے بھی یہ سب میں نے اپنے لیے بھی کیا ہے، مجھے خود کو یقین دلانے میں مشکل کا سامنا تھا کہ میرے بچپن کا ساتھی، جس کے ساتھ میں نے اپنی تمام خوشیاں اور دکھ بانٹے وہ کیسے اتنا سنگدل ہو سکتا ہے۔ اس کھوج کے پار میرا ابھی تھوڑا بہت سکون دھرا تھا، اب شاید ہمیں ہارون پرکاش کی موت پر صبر آجائے..."

خود شہریار کا لہجہ بھیگا و افسردہ تھا، عینی کے تمام آنسو پونچھتا ہوا وہ لعلین کی نظر میں آکر اسے بھی محبت و رنج سے مسکرانے پر مجبور کر گیا جو باہر دونوں کو ڈنر کے لیے ہی بلانے آئی تھی۔

"..اہمم اہمم یہاں تو ایموشنل سین چل رہا ہے"

لعلین کی مدھم سی شرارتی سرگوشی پر وہ دونوں بھی اذیت سے نکلے اور مسکرائے مگر دونوں کی آنکھوں میں براجمان خزن دیکھ کر وہ بھانپ چکی تھی کہ موضوع کیا ہو سکتا ہے۔

"..عینی کو مجھ پر پیار آرہا ہے بس"

شہریار کے مسکرا کر بتانے پر عینی نے فوری سر اثبات میں ہلایا اور لعلین خود بھی ویسا ہی جذباتی ہوئی۔

عینی کا پیار تم سب کے لیے ہمیشہ بڑھتا رہے گا،"

مجھے تم سب بہت یاد آئے، خاص کر لعلین اور تم۔۔۔صارم ہمیں اس کی کمی محسوس نہیں ہونے دیتا لیکن پھر بھی کبھی کبھی بہت افسردہ ہو جاتی ہوں.."

عینی کے یکدم بے بسی سے کیے اعتراف پر وہ دونوں بھی اداسی سے انھیں تکنے لگے، لعلین نے تو باقاعدہ عینی کو گلے لگایا جیسے انکی تڑپتی ممتا کو قرار دینا چاہتی ہو۔

"تو آپ جب چاہیں یہاں آجایا کریں عینی، میں نے خود آپکو بہت مس کیا.."

لعلین کے پیار سے انکو اداسی سے نکالنے پر وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر چومتی مسکرائیں۔

"اب آتی رہوں گی، تم بتاو۔۔۔مانی اور تم ٹھیک ہو؟ سچ پوچھو تو صارم نے مجھے سب ٹھیک کا بتا کر بارہا مطمئین کیا مگر جب تک میں اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لوں یا تمہارے منہ سے نہ سن لوں، مجھے یقین نہیں آئے گا.."

عینی نے ذکر ہی کچھ ایسا چھیڑ دیا کہ لعلین کی آنکھوں میں شرارت اور شہریار کے چہرے پر اضطراب سا اتر آیا، وہ بغور شیری کے چہرے کو تکتیں جواب کی منتظر تھیں۔

عینی اس سے کیا پوچھ رہی ہیں، موصوف چھوٹی سی مانی کے عشق میں "

".. گوڈے گوڈے ڈوب چکے ہیں

لعلین نے مظلوم سے شیری کو بڑی مہارت کے سنگ اس سوال کی آزمائش سے نکالا تو عینی کی شرارت بھری بے یقین نظریں شیری کو مزید کنفیوز کر گئیں، آنکھیں چراتا وہ مزئد پیارا لگا۔

"مطلب صارم نے سچ بتایا، کیا واقعی شیری؟"

عینی نے جیسے آس و شفقت کے سنگ اسے تکتے یقین چاہا جس پر وہ دل جلا سا مسکرایا۔

مجھے لگتا ہے اس عشق کی خبر میرے سوا سب کو ہو گئی، خدا کی پناہ تم سب"
سے۔ بائے داوے آپکی اس لاڈلی اور اس آفت لاڈلے نے ہی مجھے اس
".. کھائی میں دھکیلا۔ میں نے ان دو کی آپکو شکائیت بھی لگانی تھی
شیری کی چوڑی پکڑی گئی تو جناب بچ نکلنے کے لیے احتجاج کیوں نہ بلند
کرتے، اس بار تو عینی بھی اس معصومانہ شکوے پر ہنس پڑیں۔

پھر تو یہ دونوں آسکر کے مستحق ہیں لاڈلے، خدا کا شکر ہے تمہارے سر"
سے بھی فضول کا جنون اترا۔ یونہی آباد رہو تم، بلکہ تم سب۔۔۔۔ یہاں آو
".. عینی کی جان
دونوں کو ہی گلے لگاتیں وہ کہیں دل سے مسرور ہو کر چہکیں جبکہ لعلین
صاحبہ جو بلانے آئی تھیں انکے بھی آکر گپوں میں لگ جانے پر صارم
صاحب پھدکتے ہوئے باہر آئے تو اماں کے دو لاڈلوں کو ملتے لاڈ میں فوری

آکر گھسے، اور یوں عینی کی آنکھوں کی ساری تکلیف، خوشی کا حسین سا روپ دھار گئی۔

صارم اور عینی اندر بڑھے تو لعلین نے بھی اپنے قدم شیری کے ہمراہ جندل محل کی طرف بڑھائے، وہ مسکرا رہا تھا تبھی لعلین چلتے چلتے رکی تو وہ بھی اسکے سبب رکا۔

"یہ مسکراہٹ، کسی دکھ کو چھپانے کا ڈھنگ تو نہیں؟"

وہ اسے سب سے زیادہ گہرائی سے دیکھتی تھی اور آج بھی اپنے دل کی اصل کیفیت وہ صرف لعلین سے کہنے میں آسانی محسوس کرتا تھا۔

"..میں نے اس سے کہہ دیا لعلین"

یہ بولتے وقت شہریار کے ہونٹوں پر خوبصورت مگر نہایت مدھم متبسم رنگ تھے، وہ تھوڑا بے چین تھا، لعلین تو اس نیوز پر کھکھلا سی دی گویا یہ بات ماننے میں اسکے دل کو چند ساعتیں لگ گئیں۔

"واٹ! سچ میں۔۔۔۔یعنی شہریار جدون نے خود کو فائنلی محبت کی قید کے سپرد کر دیا۔ کیساری ایکشن تھا اسکا؟"

کھانے کی تو لعلین کو ہوش ہی نہ رہی جبکہ لعلین کی ایکسائٹمنٹ پر وہ خود ہنس پڑا، لیکن اس ہنسی میں کچھ درد بھرا سا بھی موجود تھا۔

"مجھے لگتا ہے وہ اب یہ سال میرے بغیر گزار لے گی، بہت خوش تھی۔ان فیکٹ ایسی خوشی شاید میری نظروں سے اس سے پہلے نہیں گزری۔ تم نے سچ کہا تھا لال، یہ محبت، اس محبت کے گماں سے یکسر مختلف اور خوبصورت ہے کیوں کے اسے ہاتھ لگا کر چھوا جا سکتا ہے، جیسے خوشبو اگلتے پھول کو چھو کر وہ خوشبو ہمارے ہاتھ کی پوروں میں سما جاتی ہے یہ بھی ہمارے جسم کے ساتھ یہی کرتی ہے.."

وہ شیری کے اس محبت سے رندھے انداز اور بھاری لہجے سے خود بھی افسردہ ہوئی، اسکا ہاتھ ڈھارس بندھاتے ہوئے تھاما جیسے کہنا چاہتی ہو کہ وہ اس کے ساتھ ہے۔

"بالکل ایسا ہی ہے، میں بہت خوش ہوں کے تم نے ٹھیک وقت پر ٹھیک محبت کی بھی اور اسکا اظہار بھی کیا، محبت ! اظہار کے بنا بالکل ویسی ہے جیسے پھول بنا خوشبو کے۔ تمہاری مانی کا ہم بہت خیال رکھیں گے، تم اپنی زندگی میں حائل ساری تاریکیاں ختم کر کے جب لوٹو گے تو یہ محبت اس سے بہت آگے کی شدت اختیار کر کے تمہارا خوش آمدید کرے گی۔ خود کو اکیلا کبھی مت سمجھنا، لئیق نے کہا ہے وہ تمہارے لیے ہر ممکن آسانی کرنے کی کوشش کرے گا.."

وہ لئیق کے ذکر پر نرم اور اداس سا مسکرایا، یہ نام کچھ الگ اہمیت اختیار کر چکا تھا، اور پھر اسے لعلین کی دعائیں میسر ہیں اسکا اسے یقین تھا۔

اسے ہمیشہ اپنی مٹھی میں قید کر کے اور اپنے پاس سنبھال کے رکھنا لال،"
اس جیسے لوگ دوبارہ نہیں ملتے۔اس پر غصہ بھی ہے مگر اسکا احترام زیادہ
ہے، باخدا اگر اسکے اختیار میں ہوتا تو میری سزا ختم بھی کر دیتا مگر ہم سب
ایک حد تک خود مختار ہیں یہی اس دنیا کے رواج ہیں۔جو بھی ہے، مجھے ہر
ممکنہ مدد فراہم کی، وجہ بھلے تم اور مانی کیوں نہ ہو، اسکے ظرف کا معترف
ہوں، رہی بات مانی کی تو اسے خود کو سنبھالنا سیکھا جاوں گا، مجھ سے زیادہ
بہادر اور سمجھدار ہے۔میرے دور ہونے کے سوا کسی چیز سے نہیں ڈرتی،
"..تم دعا کرنا میرے لیے

وہ اس سے دعا کا کہتے ہوئے رنج زدہ تھا اور لعلین تو اسکی اول تاکید پر ہی
جکڑی گئی، آنکھوں میں عجیب پانی سا جمع ہوا، اسکے ہاتھ پر دوسرے ہاتھ کا
دباو ڈالے لعلین نے اپنی بہت سی دعائیں خاموشی سے نم آنکھوں کے
سنگ اسکے نام کیں۔

تمہاری نصیحت پلو سے باندھ لی ہے، اور دعائیں ہمیشہ تمہارے ساتھ"
ہیں۔ تمہاری واپسی کا انتظار رہے گا کیونکہ تمہاری خوشی دیکھنے کا سب سے
"..زیادہ ارمان لال کو ہے
دونوں کی آنکھوں میں اس مشکل وقت کے سبب تکلیف سی تھی، مگر امید
ہی تھی جوان کو وہ آنسو دبا کر مسکرانے پر مجبور کر گئی۔

دونوں ایک ساتھ ہی جندل محل کے اندر بڑھے۔
ہمایوں اور نیہا واپس جا چکے تھے جبکہ باقی سب کو شیری کے آنے کی بہت
خوشی تھی، مانی کی کمی تھی مگر وہ ممی بابا کے ساتھ ڈنر کرنے کے بعد نمرہ
سے تفصیلی اسکا مسئلہ سننے اور حل ڈھونڈنے میں مصروف تھی، جبکہ شیری
کے جانے کی خبر بھی خود افراہیم نے گل کو بتائی تو وہ بھی اداس ہوئیں مگر
افراہیم نے انکو یہ نہ بتایا کہ وہ سزا جھیلنے جا رہا ہے، ورنہ شاید وہ ماں اس
طرح کی جدائی ہر گز برداشت نہ کر پاتی۔

ٹھیک ہے شیری جالیں پھر ہم اس معاملے میں کسی اعتبار کے بندے کو"
شامل کرتے ہیں، ابھی میرا دل شیری کے جانے کی وجہ سے اداس ہے۔
"..آئی ہوپ تم سمجھ سکتی ہو
ممی بابا کو آپس میں بات کرنے کے لیے اکیلا چھوڑے وہ خود ٹیرس پر
ریلنگ پر ہاتھ جما کر کھڑی باہر ہلکی پھلکی روشنیاں اور ٹریفک تکتی ساتھ نمرہ
سے فون ہر مخاطب تھی۔

یس۔۔۔اداس مت ہو، آجائیں گے یارا۔ میرے بابا بھی ممی سے چھ"
سال دور رہے تھے پردیس، انکے انہی چھ سالوں نے ہمارے دن بدلے
ورنہ ہم بہت غریب سے تھے، بابا ڈرائیور تھے اور بہت مشکل سے گزارہ
ہوتا تھا، پھر جب اللہ نے انکو اولاد دی تو ذمہ داری بڑھی اور پھر انکو مجھے اور
ممی کو چھوڑنا پڑا۔ گھر کے مردوں کو گھر کی خوشحالی کے لیے اور چھائے
اندھیرے کو اجالے میں بدلنے کے لیے گھروں کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ تم جب

بھی اداس ہو گی، ہم شاپنگ پر چلے جایا کریں گے۔ ویسے بھی رزلٹ تک
"..اب ہم نے موجیں ہی کرنی
نمرہ کے مسکرا کر یہ سب کہنے پر وہ بھی مسکرائی مگر ویرانگی کے سائے
گرے آنکھوں میں شدت سے درج تھے۔
"سب یہی کہتے ہیں کہ مانی کو اکیلا فیل کرنے یا بور نہیں ہونے دیں گے مگر
تم نہیں جانتی نمرہ، ہسبنڈ کی اہمیت اور وہ بھی ایسا جس سے شدید محبت ہو،
اسکی دوری، زندگی کو ویران کر دیتی ہے۔ جب تمہاری زندگی میں سپیشل
"..ون آئے گا پھر تم سمجھو گی میری سچویشن
مانی کے موازنے پر نمرہ کی آنکھوں میں بھی اداسی چھائی، دل جس کے لیے
دھڑکنے لگا تھا وہ رسائی سے کوسوں دور تھا۔

"..آئے تو تب نہ"
نمرہ کے منہ بسور کر آہ بھرنے پر مانی بے اختیار ہنسی۔

ارے صبر رکھ لڑکی، مجھے اپنے شیری کو خیر وعافیت سے الوداع کرنے دو"
پھر دیکھنا میں تمہارا یہ مسئلہ کیسے حل کرتی، ساحل بھیا کو منالیا سمجھ سب
حل اور وہ میرے خیال میں میری بات کو ضرور اہمیت دیں گے۔ مجھ پر
"..بھروسہ رکھو

مانی اسے ہر ممکنہ یقین دلاتی بے فکر کرنے کی کوشش میں تھی جس پر نمرہ کو بھی ساتھ نبھاتے مسکرانا پڑا مگر وہ شدید بے قرار تھی یہ واضح دیکھا جاسکتا تھا۔

.._____..

عینی اور پرکاش کو انکا کمرہ دیکھانے کے بعد لعلین نے سدرہ اور صارم کو بھی انکا روم دیکھایا، جبکہ خود اسکی توجہ بس لئیق کی جانب لگی تھی جو ڈنر کے

بعد کچھ دیر ہی شیری کے پاس بیٹھا اور پھر اسکے جاتے ہی اپنے ہوم آفس چلا گیا، دستگیر اسکے ہمراہ ہی کچھ کاروباری امور پر ڈسکشن کرنے گیا تھا۔

لال نور تو اپنی سدرہ سے مل کر اور پھر فرہاد کے لمحہ بہ لمحہ بہتری کی طرف گامزن ہونے پر ویسے ہی گلاب کے پھول کی طرح کھل گئی تھیں، چونکہ ابھی انھیں ریسٹ درکار تھا سو وہ کپل بھی جلد اپنے کمرے کا رخ کر گیا اور صبور نے مریم بی کے ساتھ کچن سمیٹنے کے بعد آرام کرنے کو رکھا۔

"..یہ رہا تم دونوں کا روم"

لعلین نے روم ڈور اوپن کرتے اپنے قدم اندر بڑھائے اور پھر سدرہ اور صارم نے اندر داخل ہوتے یہاں کی خوبصورتی دیکھے مسکرا کر سراہا۔

"..آپکا یہ پورا محل ہی بہت پیارا ہے لعلین آپی"

سدرہ نے تو اپنی پسندیدگی چہک کر بتائی جبکہ صارم لیڈیز کی مسکراہٹ سے ہی مسرور ہو گیا۔

تم سب کے آنے نے یہاں کی رونق دوبالا کر دی، ویسے سدرہ تم نے بتایا"
نہیں تمہیں میرا ہنڈسم کیسا لگا۔ تم نے تو لئیق سے کھل کر بات ہی نہیں کی،
"..آفٹر آل وہ تمہاری بے بے کا لاڈلہ ہے
سدرہ ایک بار پھر زرا اس ذکر پر ہچکچائی جسے صارم اور لعلین دونوں نے
محسوس کیا۔
دراصل بات یہ ہے کہ میرے دل میں اک خوف سا ہے، کہ کہیں لئیق"
بھائی مجھ سے خفا نہ ہوں۔ انکی ممی کو اتنے سال اپنی بے بے بنائے پورے
"..حق جمائے نہ تو اس لیے
سدرہ کے ہچکچانے کی یہ وجہ تو ان دونے سوچی بھی نہ تھی تبھی تو لعلین
جہاں اسکا چہرہ تھامے ہنسی وہیں صارم بھی اپنی حسینہ کے خدشات سن کر
ہنٹوں پر امڈتی مسکراہٹ روک نہ پایا۔

ہاہااو میری پیاری اور معصوم سدرہ! تم واقعی پگلی ہو۔ وہ ایسا نہیں ہے"
جان، بہت نرم دل اور پیارا ہے۔ وہ تو تمہیں لال نور کی بہار کے قائم رہنے
کا سبب مانتا ہے، بالکل بھی دوبارہ ہچکچانے کی ضرورت نہیں بلکہ تمہاری
"..شکل میں لئیق کو اتنی پیاری بہن ملی ہے وہ تو بہت خوش ہے
لعلین نے اتنے پیار سے سدرہ کی ہچکچاہٹ مٹائی کہ وہ خود اپنے شائے
رویے پر تھوڑی بے چین ہوئی۔

"..اوہ! میں نے تو پھر بہت غلط کیا۔ میں ان سے صبح سوری کروں گی پکا"
فورا سے بیشتر اپنے اجنبیت بھرے رویے کی تلافی کا فیصلہ لیتی وہ صارم اور
لعلین دونوں کے دل کو مسرور کر گئی۔

ٹھیک ہے میری جان، اب تم لوگ آرام کرو۔ ناشتے پر ملتے ہیں۔ تمہیں"
مل کر اپنا شہر گمائیں گے۔ ابھی تم اپنے مسٹر ہنڈسم کو وقت دو۔ بائے
"..بڈی

دونوں کو خوش دلی سے آرام کا کہے وہ کمرے سے گئی جس پر صارم نے مسکرا کر سدرہ کو اپنی مخمور بازووں میں حصار اتو وہ اس اچانک افتاد ہر خفیف سا بوکھلائی، مگر صارم کے جبین پر محبت سے ہونٹ رکھنے نے اس میں راحتوں کی فراوانی سرائیت کر دی، دونوں کی آنکھیں ایک دوسرے کو محبت سے چھو رہی تھیں۔

"لعلین ٹھیک کہہ رہی ہے، وہ بہت نفیس انسان ہے۔ لیکن میں تمہاری کیفیت بھی سمجھ سکتا ہوں، یہ ہچکچاہٹ فطری ہے۔ ڈونٹ وری، ہم ہفتہ یہیں ہیں۔ تمہارا اور لئیق ایزد کا یہ خوبصورت کنکشن نکھر جائے گا"

صارم کے اسکی کیفیت سمجھ جانے پر وہ یوں تھی جیسے دل سے پہاڑ بوجھ اترا ہو۔

"ان شاءاللہ، ویسے انکی اور لعلین آپی کی جوڑی کتنی خوبصورت ہے نہ"

صارم۔ میں نے تو بے بے کے بیٹے کو دیکھتے ہی دل میں ماشاءاللہ کہا، بالکل

لال نور کی فوٹو کاپی ہیں۔اداس اس لیے تھی کہ انہوں نے آٹھ سال اپنی ماں سے دوری سہی اور اسکی وجہ بے بے کو ملتی میری کفالت تھی۔۔"
وہ یہ سب بولتے ہوئے افسردہ ہوئی تبھی تو صارم نے اسے اس اداسی و فکر پر آدت سے اپنے سینے سے لگالیا۔

میں جانتا ہوں مگر یہ فیصلے اللہ کے ہیں، مصلحت تھی تبھی ایسا ہوا۔ تمہیں" چھوٹا چھوٹا ہونے کی ضرورت نہیں، تمہارا ابھی لال نور پر پورا حق ہے میری جان!"

صارم کے اتنے پیار سے سمجھانے پر گویا سدرہ کا دل پنکھ جیسا ہوا تبھی تو الگ کرتے ہی جناب کو سدرہ کی من پسند ہنسی اپنی سمت مائل کر گئی اور اب اسکا نتیجہ بہت ساری محبت اور پیار ہی تھا اور تبھی اسکے بڑھتے شدت بھرے ارادوں پر وہ پہلی پہلی قربت کی مانند صارم پر کاش کا دل بن کر دھڑک گئی۔

.._____..

دستگیر اور صبور کی زندگی میں آتی اولاد کی خوشی نے لئیق کا اداس دل قدرے بہتر کر دیا تھا، اسے لگا یہ صبور کے صبر کا وہ انعام ہے جسکی اس وقت اس لڑکی کو اشد ضرورت تھی۔

اللہ نے طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالا، امید ہے اب جب وہ خود ماں" بنے گی تو زائشہ کی سنگدلی اور موت پر اسے آہستہ آہستہ صبر آجائے گا مگر پھر بھی تم اسے کبھی اکیلا مت چھوڑنا دستگیر عالم، ہم بھی مزید کچھ دن ہی "یہاں ہیں۔ پیچھے سے یہ محل، ہر چیز تمہارے سپرد ہو گی۔۔

وہ کچھ آفس ورک کے لیے ساتھ تھے مگر کام ختم ہوا تو لئیق کو ضروری لگا وہ یہ سب دستگیر سے کہے، سپنے پیچھے اسے جندل محل کا نگران مقرر کرے۔

آپ بے فکر رہیں بھائی، پیچھے کی کوئی فکر مت کریں۔ آپکی ہر ذمہ داری"
".. تہہ دل سے قبول ہے۔ مشن کے لیے ابھی سے بیسٹ آف لک
دستگیر کا اسے بڑا سہارہ تھا ورنہ شاید وہ اتنی الجھنیں ہر گز نہ سنبھال پاتا، مبہم سا مسکرایا جس میں اداسی کا عنصر تھا مگر دستگیر کو خود کے بجائے اس شخص کی اداسی مٹانے کے لیے لعلین مناسب لگی جو سب کو انکے کمرے
دیکھانے کے بعد خود بھی لئیق ایزد کی خبر لینے آ پہنچی تھی۔
اسکی مخمور، روح تک اترتی خوشبو نے اسکے ہوم آفس داخل ہونے سے پہلے لئیق ایزد کو بتا دیا کہ وہ آئی ہے، دستگیر نے فائیلز اٹھائیں اور اجازت طلب کیے اٹھ کھڑا ہوا۔
".. ٹھیک ہے بھائی صبح ملاقات ہوتی ہے، ریسٹ کریں"
مسکرا کر اجازت طلب کیے وہ جاتے جاتے رکا اور لعلین کو دیکھتے خفیف سی موصوف کی اداسی کی اطلاع آنکھوں سے دی اور کمرے سے نکل گیا جبکہ

لعلین خود بھی نوٹ کر رہی تھی کہ وہ جب سے واپس آیا ہے کچھ اداس ہے۔

دروازہ بند کیے وہ چلتی ہوئی لئیق کے قریب جا کر رکی جو پہلے ہی بیٹھے بیٹھے اسکے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے مستقل محبت بھری نظروں میں مقید کیے ہوئے تھا، مسکرایا بھی پر لعلین کو وہ مسکراہٹ بس فریب لگی، لئیق کے بیٹھے بیٹھے لعلین نے اس کی طرف جھک کر اسکی جبین چومتے سب سے پہلے پر سکون کیا، جو قریب آ کر رکتی لعلین کے دل کی حرکت اپنے ہونٹوں سے چھو کر مسرور ہوا مگر اس ایک لمحے نے جسم و جان کو سرشار سا کیا، مگر لعلی کو بہلانے کے لیے یہ جاوداں ٹچ ناکافی تھا، وہ اسکے ہر ہر موڈ کو پہچاننے لگی تھی، ہر بدلتے رنگ کو سمجھنے لگی تھی۔

"کیا بات ہے لئیق، اپ سیٹ ہو؟"

وہیں اپنے ہاتھ چھڑوا کر اسکی تھائی پر بیٹھے وہ اپنی بازو اسکی گردن میں لپیٹے بیٹھی تو لئیق نے احتیاط اسکے گرد بازو لپیٹی جو رخ اسکی طرف موڑے دم سادھے، پریشان و متفکر سی لئیق کے رولنگ چیئر سے سر ٹیکا کر خود کی طرف تکنے کی جانب متوجہ تھی۔

"نہیں اپ سیٹ نہیں ہوں، آپکو کیوں لگا؟"

وہ فوری نہ مانا بلکہ بہلانے کی کوشش کی مگر لعلین کو اعتبار نہ آسکا، ہاتھ کی نرم پور سے وہ اسکے بالوں میں انگلیاں پھیرتی انہی انگلیوں کو اسکے چہرے کے نقوش پر بھٹکاتی کچھ دیر اسکا خطرناک و بے باک جائزہ لیتی رہی۔

"کیونکہ تمہاری آنکھوں کا بلش غائب ہے، کیا عدن کے ڈیڈ کی ڈیتھ کی وجہ سے اداس ہو۔ یا پھر مانی کے لیے؟"

اسکے ہر رنگ سے لعلین کو واقفیت تھی، وہ اس سے اپنی کوئی اداسی چھپانے کا اہل نہ رہا تھا۔

دکھ ہوا اسکے سر سے واقعی باپ کا سایہ اٹھ گیا، مانی کے لیے اداس نہیں"
ہوں بس فکر مند ہوں۔ پہلی بار زندگی میں یہ لمحہ آیا جب کسی نے مجھ سے
"..اپنی بے بسی کہی لیکن میرے پاس اسکے دینے کو تسلی بھی نہ تھی
اسکا اشارہ کس طرف تھا یہ لعلین بنا بتائے سمجھ گئی تبھی تو اپنے ہونٹوں سے
بے اختیار اسکی گال پر رکھی نوازش کے بعد وہ اسکے خوبصورت چہرے کو
مسکرا کر تکتی آنکھوں میں جھانکی، لئیق ایزد کا دل بس اتنی وارفتگی، اتنے
سے استحقاق پر ہی معمول پر دھر کنے لگا، اسکے ہاتھ لعلین کی کمر پر رینگتے
کمزور کر رہے تھے پر اس لمحے وہ اپنا دھیان ان احساسات سے سرکانے کے
جتن کرتی بس اسکی اداسی کا خاتمہ چاہتی تھی۔

ہم انسان ہیں نہ لئیق، پرفیکٹ تو نہیں ہیں کہ جو چاہیں وہ کر بھی پائیں۔"
جتنا تم سے ہو سکا تم نے کیا، مزید خود کو پریشان مت کرو۔ وہ اس سب سے
بہت کچھ سیکھے گا، مانی بھی اس لمبی جدائی کو اپنی طاقت بنائے گی۔ وہ

سٹرونگ گرل ہے۔رہی بات عدن کی تو ملائشیا سے واپس آتے ہی ہم اسے جندل محل آفیشیلی لے آئیں گے۔جب تم اسے یہاں اپنی آنکھوں کے سامنے خوش دیکھو گے تو تمہارا یہ مہربان دل سکون پائے گا.."

شاید اسے لعلین کے انہی خوبصورت الفاظ کی ضرورت تھی تبھی تو اسکی آنکھیں پہلے جیسی چمک اٹھیں اور باخدا چمکتی آنکھوں والا لئیق ایزد، اس لڑکی کے لیے اپنے آپ سے کہیں زیادہ پیارا تھا۔

"..آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں، ایسا ہی ہو گا"

اسکی ہتھیلی محبت سے چومتا وہ لعلین کی اداسی بھی لمحوں میں مٹا گیا جو سانسیں استوار کیے اس کے اتنے قریب ہونے کو محسوس کرتی بہت پیاری لگ رہی تھی، باخدا اتنے قریب ان دو کا دل معمول پر جو کچھ دیر دھڑکنے لگتا، حد کرتا تھا۔

یس، تم اداس ہوتے ہو تو لعلین کی پوری دنیا اداس ہو جاتی ہے"

ہنڈسم۔۔۔۔۔ تم کو ایک مزے کی بات بتاوں، شیری نے مانی سے اظہار

".. محبت کر دیا

وہ اسکے پہلے جملے سے شرطیہ بہکتا مگر اگلی اطلاع نے جناب وسرور و مدہوشی سے جھٹکے سے نکالے شاکڈ کیا اور لئیق کا حیرانگی بھرا تاثر خود لعلین کو ہنسا گیا۔

"کیا واقعی؟"

لئیق کا سوال کرنے کا انداز خاصا کیوٹ تھا تبھی تو وہ شوخ سی مسکرائی اور دونوں ہتھیلوں کو اسکے رخساروں سے بچگانہ طریقے سے جوڑے سر ہلایا۔

ہاں نہ، جانے سے پہلے اس نے یہ اچھا کیا۔ مانی کے دل کو راحت رہے گی"

کہ وہ جہاں بھی ہے اب اس کی محبت میں ڈوبا ہوا ہے۔ خود شہریار کے لیے یہ اعتراف آسان نہیں تھا۔ میں جانتی ہوں وہ بہت مشکل انسان ہے، کچھ

وقت پہلے ایسے شہریار جدون کی امید کرنا بھی پاگل پن تھا لیکن وہ بالکل بدل گیا۔ میں بہت خوش ہوں کہ یہ سب انکے بیچ آتی لمبی جدائی سے پہلے سمٹ گیا.."

خوشی اور آسودگی بیان کرنا مشکل تھی لیکن پھر بھی لئیق کو اسکی مسکراہٹ اور سکون سے اسکی خوشی کی شدت کا بخوبی اندازہ ہو رہا تھا۔

"انھیں یہ جدائی اب تھوڑی آسان لگے گی، مشکل بھی ہو گا۔ میں شیری کی جگہ ہوتا تو میری حالت تو عجیب و غریب ہی ہوتی.."

اس سنجیدہ سچویشن میں وہ لئیق کے جھرجھری لے اٹھنے پر بہت مشکل سے ہنسی روک سکی کیونکہ دل چاہا وہ اس پر ڈھیر سا اترائے۔

"تم ہمارا ان سے موازنہ مت کرو، کیونکہ ہر محبت دوسری سے مختلف ہے اور شدتیں بھی الگ۔ میں اگر تمہارے بنا رہ سکتی تو یقیناً مجھے بھی تمہاری

لمبی جدائی سے آزمایا جاتا لیکن میں تمہارے بغیر واقعی نہیں رہ سکتی لئیق

"..ایزد

اسکی خوبصورت آنکھیں تکتی ہوئی وہ جذب سے بولی، آنکھوں میں خمار و انس کے گہرے سائے لئیق ایزد کو جکڑنے کی لافانی قوت لیے ہوئے تھے۔

"..میں بھی نہیں رہ سکتا"

لہجہ یہ جتانے والا تھا کہ وہ آجا کر بس یہیں ہارا ہے۔

یہ سننے کے بعد وہ خود میں چاہ کر بھی سمٹ نہ پائی اور پھولوں کے نرم احساس سے بھی ملائم لمس اس نے لئیق ایزد کے ہونٹوں پر جھکتے ترتیب دیا جس نے ایسی دھنیں بکھیریں جو ساز و آواز کا فسوں برپا کر گئے، سانسیں آزادی پا گئیں تو اسے اعتراف کرنا پڑا کہ لعلین ابراہیم آنکھوں میں نمودار ہونے والی خُوبصورت چمک کے ساتھ کہیں زیادہ خُوبصورت ہو جاتی ہے،

اسکی خوبصورتی قلب وروح کی خوبصورتی تھی جس نے بیچ کے جڑتے تعلق سے لے کراب تک لئیق ایزد کو صرف سکون بخشا تھا۔

آپکی یہ مسکراہٹ اندھیروں میں جلتے دیے سی ہے، آپکی موجودگی اس غم"
"..زدہ کو ہر فکر سے بے خبر کر سکنے کی ماہر ہے لعلین
اسکی حکایت قلب پر لعلین کے بھیگے گلابی لبوں پر آتشی رنگ ابھر کر
معدوم ہوئے اور پلکیں حیا سے لرزیں۔

میرے ہوتے ہوئے تمہیں غم زدہ ہونے کی ضرورت نہیں لئیق ایزد،"
"..غم انکو ہوں گے جنکے پاس لعلین نہیں۔آئی لو ویو
اسکی صبیح پیشانی پر اپنے ہونٹوں کی مہر ثبت کرتی وہ اسے ایک بار پھر اپنے
بس میں کر بیٹھی اور اس بار تقاضے لئیق ایزد کے تھے اور جسم وجان سے
سرکتی جان لعلین ابراہیم کی۔

"..حواسوں پر پھر چھا رہی ہیں آپ لعلین"

وارننگ دینے کے انداز میں وہ اسکے بہکاتے تیوروں کی سختی پر آواز بلند کر بیٹھا جو اپنے دل کا اب کچھ نہیں کر سکتی تھی جسکی دھڑکنیں نا سنبھالے جانے کی حد تک بگھڑ چکی تھیں اور پھر یہ تنبیہہ جن بے خود نظروں سے کی گئی وہ جادو گری کا فن جانتی تھیں تبھی اسکا دل مقابل کے تیوروں کے بدلتے جان لیوا رخ پر گھبرایا۔

"..میں چاہتی ہوں تم اداسی بھول جاو بلکہ اپنی زندگی سے یہ لفظ مٹا دو"

بے ترتیب ہوتی سانسوں کے بیچ بولنے کی کوشش کیے وہ اسکے قریب کرنے پر اپنے چہرے کو چھوتی مخمور سانسوں سے بچ بچاتی دشواری کا سامنا کرتی محسوس ہوئی۔

آپکے میری زندگی میں آتے ہی اداسی کا وجود مٹ گیا تھا لعلین"

"..ابراہیم

اس پر بہار نگاہوں میں غالب آتی شدت پر نظر جمائے لئیق ایزد نے سرگوشی کرتے اسکی گردن کو ہونٹوں کی حدت بخشتے محبت بھری جو گستاخی کی اسکا اثر لعلین کو چبھن کی صورت گردن کی ملائم جلد کی تہہ تک اترتا محسوس ہوا اور اس سے پہلے اسکی کندھے سے بے خودی کے سبب شرٹ سرکتی، لعلین نے خود ہی ہار مانتے اس کے تھائی سے اٹھتے بھاگ کر اسکے برابر سے نکلنا چاہا مگر وہ لمحہ لگائے اٹھ کر اسکی کلائی جکڑے اپنی طرف کھینچ کر لعلین کے لیے فرار کی راہیں مسدود کر گیا، اسکی گردن پر چمکتا لو و بائیٹ دیکھتے لئیق کی آنکھوں میں خمار اور شرارت اتری مگر وہ اب بھی اپنی گردن کی دوسری طرف ہتھیلی رکھے اس کارگردگی کے بدلے ہوتی چبھن پر دوسرا ہاتھ اسکے سینے پر جمائے خفا نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"..تم نے کچھ کیا ہے لئیق ایزد، جان لے لوں گی تمہاری"

اپنی گردن کی دوسری طرف جمی لئیق کی مسکراتی ہوش ڈگمگاتی نظر سے وہ اسکی شرارت بھانپے باقاعدہ سہم کر منمنائی۔

میں نے آپکو بگھڑے ہوئے لئیق ایزد کی چھوٹی سی جھلک دیکھائی ہے،"

"..تفصیلی ملنا چاہیں گی

اسے پکڑ کر اپنی طرف کھینچتے نہایت اطمینان سے اطلاع دی جس پر گھبراہٹ کے باوجود لعلین اسکے حصار میں آسماتی اپنی مسکراہٹ نہ روک سکی۔

"..میں بگھڑی نہ لئیق ایزد تو منہ چھپاتے پھروگے"

لعلین کے دھمکانے پر لئیق کو مزید شرارت سوجھی،اس لڑکی کی دھمکی کا اشارہ لئیق ایزد کے چہرے کے کس حصے کی جانب تھا،یہ سوچ کر ہی وہ بہکا۔

میرے ہونٹوں سے یہ قہرناک نظر ہٹالیں، یہ آپکے لیے بولتے ہیں،"
آپکے لیے پھلتے ہیں، آپکے لیے گنگناتے ہیں، آپ کے لیے خوشبو لٹاتے
ہیں۔ آپکی سانسوں کو چنتے ہیں، آپکو تسخیر کرتے ہیں، آپ پر سحر پھونکتے
"..ہیں۔۔۔۔۔انکے سوا پورا لئیق ایزد تشدد کے لیے خاضر ہے

جان برجھ کر پرے سرکتا یہ کہہ کر ایک ایک لفظ سے وہ وہ لعلین کو کانوں
کی لو تک سرخ کر گیا تبھی اسکے سینے ہر پنچ مارتی وہ اسکے سینے میں ہنس کر
چھپی اور لئیق ایزد کا قہقہہ ان شرارت بھرے نشاط انگیز لمحوں کا حاصل
ٹھہرا، بھلے وہ بوکھلا گئی تھی پر وہ ہنس دیا اور ساحر کی شوخ ہنسنی نے لعلین کو
سب کچھ بھلا کر رکھ دیا، ویسی ہی محبت بھری مہر لعلین نے لئیق کی گردن
پر لگائی اور اس احساس سکون کو محسوس کرتے لئیق ایزد نے اسکو مزید خود
میں محصور کر لیا جیسے اسکی دھڑکن اپنے وجود میں اتار لینے کا خواہش مند
ہو۔

ہاں.... لمحہ صدیوں پر بھاری ہوتا ہے

لمحہ، جو تیری میری آنکھوں کے کھلنے کا جواز ہے
لمحہ، جو عافیت کی بے خودی میں سرشار ایک مسلسل رقص ہے
لمحہ جو تو ہے
!لمحہ جو میں ہوں۔۔۔۔۔۔۔

.._____..

ڈنر کے بعد جندل محل والوں سے فائنلی دس تک کامیابی سے اجازت پائے وہ ڈرائیونگ کیے واپس گھر کی جانب گامزن تھا، اسی لمحے شہریار کے فون پر ہوتی کال بلنگ پر شیری کی توجہ فون کی جانب گئی جہاں دیکھائی دیتے نام کو دیکھ کر اس کی گہری آنکھوں میں تجسس اور ہونٹوں پر پراسرار مسکراہٹ رینگی۔

"بولو ڈی کے؟"

شیری نے کال پک کیے ائیر فون کان پر نسب کیے فون سامنے ڈیش بورڈ پر رکھے ہنوز ڈرائیونگ پر توجہ مرکوز کیے پوچھا۔

"ڈی کے نہیں، دانیال ساحل خان، آج آپکا ڈی کے بن کر کال نہیں کی"

"..شہریار سر

دوسری جانب آج وہ ماسک اس وجیہ و سنجیدہ چہرے سے ہٹ چکا تھا جبکہ مقابل سے سنے جاتے ان الفاظ پر شیری کی آنکھوں کا تجسس و اشتیاق مزید بڑھ سا گیا۔

"آج اس نمبر سے بڑی دنوں بعد کال کرنے کی کیا ضرورت پیش آگئی"

"..دانیال، آج ویسے میں تمہیں یاد بھی کر رہا تھا

شہریار کو کال کرتے سمے وہ اس وقت آفریدی حویلی کے لان میں بے تاثر چہرے کے سنگ کھڑا تھا، ہاتھ میں ریزگنیشن لیٹر تھامے، آج ہی شہریار نے یہ راز لئیق کے آگے افشاں کیا تھا تبھی اس معاملے کو وہ ذہن میں بیدار محسوس کیے خوشگوار سے تجسس کا شکار تھا۔

"ایکچولی میں نے ایک اجازت لینی تھی، آپکے کہنے پر میں نے یہاں ڈرائیور کی جاب شروع کی تھی مگر اب جب مجھے ایک نئی ذمہ داری مل گئی ہے تو اس جاب کو چھوڑنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ویسے بھی اب ہمیں کونسا بھجت آفریدی کی جاسوسی کرنی ہے۔ سوچا جاب چھوڑنے سے پہلے آپ کی رائے جان لوں..."

ساحل جو بھجت کا پچھلے کچھ ماہ سے خاص آدمی اور ڈرائیور تھا دراصل وہی شہریار کا شاگرد اور ڈیول کا پرسنل ہیکر یعنی ڈی کے تھا، مگر یہ سب کہتے سمے ساحل کا لہجہ کچھ بجھا تھا۔

ہاں اب تمہیں یہ جاب کرنے کی ضرورت نہیں۔ بھجت تمہیں نہیں"
"..روکے گا تم چھوڑ سکتے ہو جاب
شہریار کے متوقع جواب پر دانیال نے مسکرا کر ہاتھ میں پکڑا وہ لفافہ خالی نظروں دیکھا، شاید یہاں آتے وقت وہ مشین شخص جاتے ہوئے دل پر کوئی بوجھ لیے جا رہا تھا۔
"..اب یہاں دل بھی نہیں لگتا سر"
ناجانے کیوں مگر شیری کو وہ کچھ افسردہ لگا۔

"..ٹھیک ہے مگر کوئی اور بات ہے تو تم مجھ سے شئیر کر سکتے ہو دانیال"
شیری کے احتیاطاً نرمی سے کیے استفسار پر دانیال نے سر کو بے بسی سے جھٹکا۔
کچھ خاص نہیں سر، بعض اوقات نئی ذمہ داریوں کو خوش اسلوبی سے"
"..نبھانے کے لیے پرانے فرائض سے دستبردار ہونا پڑتا ہے

دانیال کے لہجے میں چھپی یاس وہ بھانپ تو گیا مگر اسے اس وقت دانیال خان کو کریدنا مناسب نہ لگا، دل میں وسوسے بھی تھے کہ کہیں یہ پاگل اسی کی بیوی کو تو دل نہیں دے بیٹھا اور تبھی اسے دانیال سے بھی جانے سے پہلے ایک ملاقات ضروری لگی۔

"ٹھیک ہے جانے سے پہلے تم سے ملنا چاہوں گا اور اپنے تھانے کے لوگوں سے تمہاری ملاقات میری موجودگی میں ہو جائے تو دل کو خوشی ہو گی، کل آجانا.."

شہریار کی خواہش اسکے لیے حکم کا درجہ رکھتی تھی۔

"اوکے سر، اللہ حافظ.."

فرمابرداری سے شیری کی خواہش کا مان رکھے ساحل نے رابطہ توڑا مگر شہریار کی توجہ اسی کے بدلے لہجے کی سمت مبذول تھی جو گھر تک پہنچنے تک اسے الجھائے رکھتی۔

وہیں ہلکے پھلکے پیار بھرے لمحات کے بعد لئیق نے لعلین کے ہاتھ کی کافی کی فرمائش کی تبھی لعلین اسکے لیے خود بنانے کمرے سے نکلی تھی اور لئیق بیڈ پر نیم دراز لیٹا بھجت آفریدی سے فون پر مخاطب تھا۔

کچھ ایسا بتایا گیا جس پر بھجت کے چہرے پر خفگی نمودار تھی اور غصہ دبانے کی بھرپور کوشش سے چہرے پر سرخی چھلک گئی۔

مطلب مجھ پر نظر رکھنے کے لیے اس نے یہ بھی کیا؟ آہ لئیق ایزد، یہ تو نے" ".. مجھے کس فسادی اور شاطر کا سالا بنا دیا ہے

بھجت کی جلالی و بے بس بڑبڑاہٹ نے لئیق کو ہنسنے پر مجبور کیا۔

یہ مجھے بھی آج پتا چلا ہے، اب جب کہ وہ شہریار کی پوسٹ سنبھالنے والا" ہے تو تیرے ہاں سے جلد جاب چھوڑ دے گا۔ اسے محسوس مت ہونے دینا کہ تو سب جانتا ہے، بہت کام کا بندہ ہے۔ شہریار نے خود ٹرین کیا ہے ".. اسے، تجھے یہ کہانی کبھی تفصیل سے سناوں گا

معاملہ گوش گزار کرنے کے بعد لئیق نے تمہید باندھی مگر بھجت صاحب کے چہرے کے تاثرات ہنوز بگھڑے تھے۔

"اگر یہ شہریار جدون میری مانی کی خوشی نہ ہوتا تو اس پر اسکی گردن ضرور مڑوڑتا۔ مطلب اپنے آلہ کار کو اس نے میرے گھر گھسایا تھا، جب مانی کڈنیپ ہوئی تو ساحل اور اس شیری کی ملی بھگت تھی۔۔۔۔ میں بھی کہوں اسکی موجودگی میں کوئی مانی کو کیسے لے کر جا سکتا ہے... دل تو چاہ رہا ہے اس ساحل خان کی بھی ایک کلاس لوں.."

بھجت کا بس نہ چلا وہ ان سب کی گردن مڑوڑ دے اور لئیق کے دبے دبے ہنسنے ہر وہ مزید دہکا۔

"دیکھ بھجت وہ سب اب ماضی بن چکا ہے، بھول جا۔ مانی خوش ہے اس کے لیے دل کی یہ خلش در گزر کر.."

لئیق نے اسکے واپس اشتعال آمیز لہجے کو بھانپے سمجھا یا مگر بھجت آفریدی کی سٹڈی کے دروازے میں کھڑے ساحل پر نظر پڑتے ہی ساکن ہوا۔

"..چل ٹھیک ہے پھر، کل ملتے ہیں مانی کی برتھ ڈے پارٹی رکھی ہے"
بھجت نے لئیق سے اجازت لیے توجہ اس پر مرکوز کی اور تمام برہمی ایک طرف کیے چہرے کو سپاٹ رکھا جو بھجت کی بات سن کر بس سنجیدہ سا کھڑا تھا۔

ساحل خان اجازت ملتے ہی سیدھا بھجت کے پاس ہی گیا مگر توقع کے برعکس بھجت نے اسکا جاب چھوڑنے کا لیٹر خوشی خوشی لیا جس پر خود ساحل بھی متعجب ہوا مگر لئیق نے پہلے ہی بھجت کو سب حقائق بتادیے تھے تبھی اب کچھ کہنے کا فائدہ نہ تھا۔

"تم میرے بہترین ساتھیوں میں شامل رہے ہو ساحل، تمہارے ان چند ماہ کے کام سے میں بہت خوش ہوں۔فیوچر کے لیے بیسٹ آف لک.."

بھجت آفریدی نے اسے مستقبل کے لیے اچھی دعائیں دیں اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ جو یہاں ساحل بن کر کچھ ماہ کے لیے آیا، دانیال خان بنے واپس اپنے نئے فرائض کو سنبھالنے کی تیاری کے ارادوں کے سنگ یہاں سے رخصت ہو گیا جبکہ اسکے سٹڈی سے باہر جانے کے بہت دیر تک بھجت اس ڈیول کی شیطانی سوچ کو ہی کھوجتا رہ گیا۔

شہریار جدون واپس گھر پہنچا تو ساڑھے گیارہ بج چکے تھے، گاڑی لاک کرنے کے دوران لان میں ٹہلتے بابا پر غیر ارادہ نگاہ پڑی تو قدم بے اختیار اس جانب بڑھائے، جانتا تھا وہ کن سوچوں میں محو بے قرار ہیں تبھی آکر انکو کندھوں سے نرمی کے سنگ جکڑ کر جس طرح اپنی سمت پلٹایا، دونوں کے چہروں پر تھکن زدہ مسکراہٹ چلی آئی۔

"کیا ہو گیا آپکو، اتنا اداس تو میں بھی نہیں بابا۔ ممی کو بتایا آپ نے؟"

انکے چہرے سے دل کے اضطراب کو بھانپے دل جلے لہجے میں جتانے کے بعد اپنی سونپی ذمہ داری کے بارے سوال بھی کیا، جس پر افراہیم جدون کی آنکھوں میں سرخی کے سنگ درد ہلکورے لے اٹھا۔

ہمم۔اداس سی ہوئی لیکن سو گئی،اسے یہ نہیں بتایا کہ یہ جدائی اسکے شیری" کی سزا ہے۔وہ مانی اور تمہارے لیے بہت فکر مند تھی،یہی کہتی رہی کہ دونوں الگ کیسے رہیں گے۔تم نے اس بارے ضرور کچھ سوچا ہو گا

"..شیری

بابا کے الفاظ کا مفہوم شہریار کے چہرے پر عجیب سی بے چینی سمیٹ لایا، نظریں چرا کر خود کو کسی حتمی فیصلے کے لیے تیار کرنے میں کئی ساعتیں سرک گئیں۔

وہ اپنی پڑھائی مکمل کرے گی، کچھ دن یہاں کچھ آفریدی حویلی رہے گی"
جیسا وہ چاہے۔عام زندگی، کسی کمی کے بنا۔اس کے علاوہ کچھ نہیں سوچا بابا،
"... ممی کو آپ نے سمجھانا ہے کیونکہ مجھ سے نہیں ہو گا
شہریار کے سنجیدہ یاسیت بھرے جواب پر انکی آنکھوں میں تاسف اترا،
اپنے بچے کی آسانی کے لیے وہ زیادہ کچھ نہ کر پائے اسکا ملال انکو کھائے جا رہا
تھا۔
ممی کی بھی فکر مت کرو، خیر اس پر ہم صبح بات کریں گے۔جاو مانی کو ٹائم"
"..دو
اس وقت وہ بھی بس تنہائی کے طلب گار تھے اور وہ بھی شدید تھکا تھا تبھی
بابا کو شب بخیر کہتے واپس بڑھ گیا اور افراہیم جدون پر ملال سے اسے جاتا
تکتے رہ گئے۔
مانی ابھی تک ٹیرس پر ہی کھڑی تھی، اب راتیں خوبصورتی سے سانس لینے
کو آسان کرنے لگی تھیں، روم میں مانی کی غیر موجودگی پر وہ اسے دیکھنے

چھت پر چلا آیا تو ریلنگ کے ساتھ لگ کر کھڑی، دونوں بازو جنگلے پر ٹکائے وہ سامنے تاحد نگاہ پھیلی روشنی سے باتیں کر رہی تھی جب آہٹ پر چونک کر پلٹی تو آنکھوں میں چمک اور ہونٹوں پر دنیا جہاں کی خوبصورت مسکراہٹ سج گئی۔

شہریار کو دیکھتے ہی اپنے قدم موڑے وہ اسکی طرف بڑھی جو اسے اس وقت یہاں پائے کچھ خفا تھا۔

"اس وقت یہاں کیا کر رہی تھی؟"

مانی اسکے پاس آکر رکی تو شیری نے سر تا پیر اسکا جائزہ لیا، اسکے پوچھنے پر اس نے اپنے ہاتھ سے آسمان پر چمکتے جنوبی ستارے کی طرف اشارہ کیا، مانی کے ہاتھ کے تعاقب میں وہ بھی آسمان کو فرصت سے دیکھنے لگا، آنکھیں نرم سی مسکراہٹ میں لپٹ گئیں۔

اس سٹار کو میں نے شہر یار کا نام دیا ہے، جب آپ چلے جائیں گے میں "
"..یہاں آکر آپ سے باتیں کروں گی۔ یہ آپ ہیں
وہ اس ستارے کو دیکھتا مانی کی آواز پر اسکی طرف دیکھنے لگا، آنکھوں میں براجمان آسودگی لمحے کا کھیل ثابت ہوئے اور اس بچپنے پر ہنسا، پکڑ کر مانی کو اپنی طرف کھینچتے ہی اپنے سینے سے لگایا، اسکی سانسوں میں اترتی خوشبو اور یہ گرفت لمحہ لگا کر مانی کو پر سکون کر گئی۔

"اور میں کس سے باتیں کروں گا؟"
سرگوشی سے بھی آہستہ شیری کی آواز جسے وہ سن بھی دقت سے پائی کیونکہ دھیان شہر یار کے دل کی دھڑکنوں کی آواز سننے کی جانب وقف تھا۔
آپ بھی اسی سے شیری، یہ آسمان پر سب کے لیے ایسا ہی روشن چمکتا"
"..ہے

جس سہولت سے وہ جدائی کا رابطہ ڈھونڈ چکی تھی، اپنے اس آسانی سے مانی کی زندگی میں ریپلیس ہونے پر اسے دل جلا مسکرانا پڑا۔

"... کیا تمہارا اس سے گزارہ ہو جائے گا"

اس بار وہ شہریار کی بھاری پڑتی آواز پر اسکے سینے سے الگ ہوئے زرا پرے سر کی تاکہ اس شخص کو جی بھر کر دیکھ سکے۔

ٹائم گزر جائے گا نہ، میں اب بالکل نہیں روؤں گی بلکہ مسکرا کر آپکو بائے" کہوں گی۔ گزارہ نہ بھی ہوتا نظر آیا تو کہوں گی کہ ہو جائے گا۔ آپ میری فکر مت کریں.."

دونوں ہتھیلوں میں شیری کا چہرہ بھر کر بولتی وہ اسے اور تکلیف دے رہی تھی، کیونکہ وہ اس وقت بہت تھکا ہوا تھا، جھوٹ سننے اور دل کو بہلاتے ہوئے حوالے نہیں چاہتا تھا۔

"خیر روم میں چلتے ہیں.."

اسکے زبان کی بات چھین لیتی، اسے لاجواب پائے وہ شیری کا ہاتھ مضبوطی سے جکڑے پلٹی تو اک نظر اس شخص نے اپنے ہاتھ پر ڈالی اور مانی کے سنگ کھنچتا گیا جہاں وہ لے گئی۔

روم میں پہنچتے ہی وہ اسکے روبرو کھڑی ہوئی جس پر شہریار نے اپنا ہاتھ بڑھا کر اسکی گال چھوئی، ہر احساس سے عاری کیفیت اسکے چہرے کے خدوخال میں دیر پا رہی۔

"آپ جب چلے جائیں گے تو میں خود کو بزی کر لوں گی، مجھے بھی ایک مشن پورا کرنا ہے۔ ابھی آپکو نہیں بتا سکتی لیکن جب آپ واپس آئیں گے تو بتاوں گی کہ اتنے دن میں نے کیا کیا۔۔۔ آپ بتائیں ڈنر کیسا رہا، آپ اپنے دوست سے مل لیے..."

وہ یہ معاملہ رازداری میں ہی رکھتے ہوئے بھی شہریار کو متجسس کر چکی تھی، تبھی شہریار نے مشکوک نظروں سے مانی کی چھپائی ہوئی مسکراہٹ دیکھی۔

"..بات سنو! کونسا مشن۔الٹی سیدھی حرکتیں مت کرنا"

مانی کے تیوروں کے سبب شہریار نے اسے دونوں بازووں سے پکڑ کر اپنے طرف کھینچے ڈرانا چاہا جس پر وہ ایسے جھٹکے پر بے باک مسکرائی۔

الٹی سیدھی حرکتیں میں صرف آپکے سامنے کرتی ہوں اور ساری"
سنبھال لوں گی شیری، میں بہت سنجیدہ سے مشن کی بات کر رہی ہوں۔

"..ابھی نہیں بتا سکتی پلیز انسیسٹ مت کرنا

آنکھوں میں ڈھیر سی معصومیت اور سنجیدگی بھرنے کی کوشش میں وہ شہریار کو قائل کرنے میں کامیاب تھی مگر یہ راز معاملہ کیا ہے یہ جانے بنا شہریار کو ایک بے چینی لاحق رہنے والی تھی۔

ٹھیک ہے بھروسہ ہے تم پر، میں چینج کر لوں پھر سوتے ہیں۔بہت تھک"
"...گیا ہوں

مانی کے اصرار پر وہ مان گیا اور چینج کرنے بڑھا تو مانی نے بھی مسکرا کر اپنے قدم بیڈ کی طرف بڑھائے اور بیٹھتے ہی تکیہ گود میں لیے اپنا فون سائیڈ میز سے اٹھایا اور سکرول کرنے لگی، سیلی اور لالہ کے علاوہ بھیو کا بھی سپیشل پیغام دیکھ کر مانی کی آنکھیں مسکرا دیں، وجہ کیا تھی اس مسکراہٹ کی یہ واضح تھا۔

دس منٹ کے بعد شہریار چینج کیے باہر آیا تو مانی کے اسکے پاس آکر ساتھ ہی بیٹھ کر لیٹ جانے پر خود بھی فون کو بیڈ کی دوسری جانب رکھا اور شیری کی پھیلائی بازو پر سر رکھے اسکے ساتھ لیٹی۔

"کیا ہارون بھائی آپکے بیسٹ فرینڈ تھے شیری؟"

مانی کو نا جانے کیوں یہ خیال آیا تو وہ بنا سوچے پوچھ بیٹھی جس پر شہریار نے سر اسکی طرف گمائے افسردہ نظر بھی مانی پر ڈالی۔

ہاں میرے بچپن کا دوست تھا، میں، لعلین، ہارون"

"...اور _____ سلینا

سب نام لینے کے بعد وہ رکا اور پھر سیلنا کا لیتے وقت وہ اس سے نظر پھیر گیا جسے مانی نے محسوس بھی کیا۔

اوہ! یعنی آپ کا گروپ تھا۔ واو، آپکی اور لعلین آپا کی دوستی تو دیکھی ہے" تھوڑی سی لیکن ان دو کے ساتھ آپکا کنکشن کیسا ہو گا یہ بھی امیجن کر سکتی

"..ہوں

وہ اپنی دھن میں مسکاتی گئی اور وہ اسکی بات سن کر بے قرار ہوا کہ پتا نہیں وہ پاگل کیا کیا امیجن کر رہی ہو گی۔

میرا ان تینوں سے الگ کنکنش تھا، جو سمجھایا نہیں جا سکتا مانی۔ تم امیجن" نہیں کر سکتی"..

آواز میں اتر آتی تھکن کا دباو قابو کرنے میں ناکام ہوئے وہ بیزاریت سے بولا جس پر مانی نے اسکی بازو پر سر رکھے ہی کروٹ اسکی طرف بدلے اس پر تھوڑا جھکاو برقرار رکھا تو مانی کے دل کی دھڑکنیں اپنے سینے سے قریب ہوتی محسوس کیے فطری بے جان سا ہوا، دل اسکو نا جانے مزید کتنا قریب کر لینے پر آمادہ تھا پر بیچ کی حدیں اسے اس جدائی سے پہلے برقرار رکھنی تھیں۔

"پلیز بتائیں نہ شیری، میں دیکھنا چاہتی ہوں کہ کسی کے ساتھ آپکا میرے.."

"..جیسا تعلق تو نہیں تھا

وہ عجیب ضد میں آئی تبھی شیری نے اسکی طرف دیکھتے آبرو خفگی سے اچکائے۔

"..نیند آرہی ہے مجھے مانی"

جان چھڑوانے کے لیے بھونڈی سی کوشش مگر مانی اس سے سب جانے بنا سونے والی نہ تھی۔

آئی پرامسس میں آپکو سلادوں گی اسکے بعد، مجھے بتائیں نہ شیری۔ آئی ایم"
"..یور وائف۔ مجھے آپ کے ماضی کے بارے سب جاننا ہے
اسکے اصرار نے شہریار کو مزید انکار نہ کرنے دیا تبھی اسے مانی کو سب بتانے کے سوا کوئی دوسرا حل نظر نہ آیا۔
بہت سی ایسی باتیں جو میں سلینا سے نہیں کہہ پاتا تھا وہ لال سے کہتا تھا،"
"..اور پھر مزید اس سے بھی نہ کہی جا سکتی میری باتیں ہارون سنتا تھا
شاید اس سے خوبصورت وضاحت ممکن ہی نہ تھی جو ان چاروں کے اس تعلق کو جسٹیفائے کرتی، مانی نے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی شیری کے رخسار سے جوڑی اور آنکھوں میں دنیا جہاں کی چاہت سمیٹ لائی۔
"ایسی کونسی باتیں تھیں جو آپ سیلی سے نہیں کہہ پاتے تھے؟"

وہ نہ تو اداس تھی نہ شہریار جدون کے سیلی سے جڑے سابقہ جنون پر اسکے لہجے میں جلن کی آمیزش تھی، بس وہ معصومانہ سا تجسس تھا، بہت سے لمحے دونوں کی ایک دوسرے پر جمی آنکھوں نے اپنے نام کیے۔

"یہی کہ وہ میری ہے، مجھے بہت اچھی لگتی تھی وہ، لیکن میں اس سے عمر میں بہت چھوٹا تھا اور وہ مجھے میری جیسی نظر سے دیکھتی ایسا تو ممکن ہی نہیں تھا۔ اسکا پرفیکٹ ہونا، کم مگر بااثر میسر ہونا، اس میں ہمیشہ ایک پازیٹیویٹی نظر آئی تھی، لیکن تمہارے بھائی کی پراسرار انٹری نے میری وہ پسندیدگی عجیب سے جنون میں بدل دی، مجھے لگتا تھا ہم چاروں کا یہ ساتھ کسی ایک کے بھی بیچ سے نکلنے سے ٹوٹ جائے گا، ہمیشہ ہم چاروں نے ایک ساتھ رہنا تھا مگر پھر سیلی کی بھجت سے جڑی طویل محبت مجھے کچھ ایسی تکلیف پہنچا گئی کہ میں سمجھ نہ سکا کہ انسانیت کے تقاضے اس جنون میں مجروع ہو کر رہ جائیں گے.."

وہ بے تاثر ہو کر یہ سب بولا تو مانی کو عجیب سا دکھ گھیر گیا، لاحاصلی کتنی اذیت ناک ہے اسکا مانی کو بخوبی علم تھا۔

"پھر کیا ہوا؟"

مانی کی سرگوشی پر وہ اس کیفیت سے نکلا تو آنکھیں مانی کی متفکر و ملول آنکھوں میں ڈالے کروٹ بدل کر اسے اپنے بازوؤں کے دلفریب حصار میں لیا اور اسکی جبین جس پیار سے چومی وہ مانی کو سرور و خوشی بخش گیا۔

"...پھر میری زندگی میں ایک طوفان آیا، آمنہ آفریدی نام کا"

وہ ہر گز سنجیدہ نہ تھا نہ مانی کو رہنے دیا، اسکی رخسار بھی شدت سے چومی تو وہ اداس آنکھوں سمیت ایسی اہمیت پر کھلکھلا دی۔

"..اس طوفان نے آپ کے ہوش اڑا دیے"

ان چھوئی مسکراہٹ نے مانی کے ہونٹوں کا احاطہ کیا تو یہ سرگوشی اور دلفریب ہوئی۔

نہیں، تمہارے ارد گرد رہنے نے بتایا کہ محبت تو وہ ہے جو تم نے کی ہے۔"

میں نے جب تمہاری محبت کا موازنہ اپنے جنون سے کیا تو میں بڑا سا شہر یار چھوٹا ہو گیا اور تم چھوٹی سی مانی، بڑی۔ میرے ان سنگین فیصلوں کے پیچھے میرے اور بڑے مسائل تھے مانی، جو تمہیں بتا بھی نہیں سکتا۔ ان دنوں میں ایسا شہر یار نہیں تھا، میں دوست کی سنگدلی اور چاہت سے دستبردار ہونے کے دکھ کی دلدل میں سر تا پیر دھنسا ہوا آدمی تھا۔ جسے کسی بھی طرح وہشت سے نکلنا تھا بھلے میرے پیروں تلے پھر سیلی روندی جاتی، تم یا لعلین۔۔۔۔۔ سب کے ساتھ حسب ضرورت دھوکہ کیا، تکلیف دی۔

"... کیونکہ میرے پاس تب یہی تھا

وہ ناچاہتے ہوئے بھی اپنی زندگی کے کرب بیان کرتا خود بھی ان ہاتھ سے سرزد ہوئی خطاوں پر پشیمان تھا، مانی نے سب سن کر بھلا دیا، یاد رکھا تو صرف اپنی اہمیت کو۔

"اب بھی کیا آپکی سیلی آپا کے لیے محبت قائم ہے؟"
مانی کے آس زے پوچھے سوال پر شہریار کے چہرے پر سنجیدگی چھائی۔

"میں نے اس سے محبت کی ہی نہیں، مجھے لگتا تھا کی مگر لگنے اور ہونے میں زمین آسمان کا جو فرق ہے وہ تمہارے میری زندگی میں آنے نے بتایا، بس ..اسے چاہا تھا۔ایک غیر انسانی طریقے سے پانے تک کی کوشش کی تھی" وہ صدق دل سے بولا اور اسکی سچائی اسکی سیاہ محبت کی شدت کے غلبے سے بھری آنکھوں سے عیاں تھی تبھی مانی نے چہرہ نزدیک سرکاتے ہی اسکے وجود میں خود کو نرم سا بسایا تو وہ اسکے ہونٹوں کی گرمی اپنے وجود کو آرام پہنچاتی محسوس کرنے لگا۔

"آپ سیلی آپا سے بھی لعلین آپا کی طرح جانے سے پہلے دوستی کرلیں" شیری، اب جب بیچ میں وہ جنون بھی نہیں رہا تو کڑواہٹ کیوں ہے۔میں نے محسوس کیا جیسے آپ ان سے ناراض ہیں، وہ بھی ہیں۔۔۔۔مجھے یہ اچھا

نہیں لگے گا کہ کوئی آپ سے مزید خفا رہے۔ وہ بھی تو آپکی دوست تھیں،
"..پھر اب کیوں نہیں دیکھائی دیتیں
وہ مانی سے ان گزارشوں کی توقع خواب میں بھی نہیں کر سکتا تھا تبھی تو اس لڑکی نے شہریار کو حیران و پریشان کر دیا۔
مانی! فضول کی خواہشیں مت کرو۔ جو کچھ ہو چکا ہے اسکے بعد پہلے جیسی"
"..دوستی کا کوئی سوال بھی پیدا نہیں ہوتا
وہ اس سے دور ہوتے خفگی سے بڑبڑایا مگر مانی نے اسکی شرٹ کا کولر دبوچے کروٹ سیدھی کرنے سے روکتے واپس اپنے قریب کرتے باقاعدہ خود پر جھکایا جو ہنوز بریم و سرد نظروں سے مانی کے مسکین تاثرات دیکھ رہا تھا۔

اسے میری خوشی سمجھ لیں، کل دادو نے ہمیں آفریدی حویلی ڈنر پر"
انوائیٹ کیا ہے۔ میرے لیے اتنا تو کر دیں۔ لالہ سے آپ نے اپنا ری لیشن درست کیا تو سیلی آپا کا کیا قصور۔۔۔ یہ جہاں سارا، دل لے کر پھرتا رہے،

ہم اپنی محبت صرف اپنے محبوب کو دیتے ہیں اور یہ فطرت ہے، جو بدلی نہیں جاسکتی ..."

وہ ہنوز اس پر دباو دے کر پریشان کرتے بولی، اصرار ہی ایسا تھا کہ شہریار جدون میں انکار کی سکت کم ہوتی محسوس ہوئی، وہ اس سے رحم چاہتا تھا تبھی خود کو ڈھیلا چھوڑتے مانی پر حاوی ہوا، کئی لمحے بس ایک دوسرے کو محسوس کرنے میں مہک دار ہوئے، وہ اسکی پشت پر ہتھیلی سہلائے اسے حوصلہ تھما رہی تھی۔

"..میں اس سے نظریں نہیں ملا پاتا"

وہ یہ سچ کہنا نہیں چاہتا تھا مگر مانی نے جب جان لینے کا فیصلہ لیا تھا تو اپنی کمزوری بھی اس نے آمنہ آفریدی کے ہاتھ میں لا تھمائی۔

"کیوں؟"

وہ اسکے واپس سر مانی کے بالوں اور گردن سے نکال کر تکنے پر آنکھوں میں جھانکی، سرگوشی کی۔

"..آئی ڈونٹ نو۔۔۔۔مجھے پریشان مت کرو مانی"

خود اپنی کیفیت سے جھنجھلا گیا۔

"...پلیز شیری"

ناجانے کیوں مگر وہ اس جان لیوا حوالے کے پیچھے ہی پڑ گئی تھی۔

مانی تم مجھے پھر سے ٹارچر کر رہی ہو، بتا رہا ہوں پرسوں کا جاتا ابھی چلا"

"...جاوں گا

اسکی دھمکی سن کر مانی کی آنکھیں لمحوں میں آنسوؤں سے بھیگیں جس پر شہریار کو اپنے تیز و سخت لہجے پر شدید ملال ہوا، وہ اس کو خود پر جھکنے سے روکتی پرے دھکیلتی دور سرک کر لمحے کے ہزارویں حصے دوسری جانب سے بیڈ سے اتر کر اس سے پہلے کمرے سے نکلتی، شہریار نے غضبناک ہوتے اٹھ کر بروقت اسکی کلائی تھامے اپنی طرف کھینچا تو مانی نے اسکے سینے

پر ہتھیلوں کو جما کر اس سے خود کا ٹکرانا روکا مگر وہ رو رہی تھی، شہریار جدون کو خود پر غضب چڑھا کہ وہ کیوں ایسا کہہ بیٹھا ہے۔

"آئی ایم سوری مانی، میرا مطلب یہ نہیں تھا۔ مجھ سے وہ سب مانگ رہی ہو جو ناممکن ہے۔ لک ایٹ می..."

وہ اسکو سرخ مظلومانہ آنکھوں سے تکتی اور شرمندہ کر رہی تھی تبھی شیری نے اسکی ٹھوڑی پکڑ کر اسکا دکھ کم کرنے کی سعی کی اور شیریں نرم لہجے سے اپنے سخت الفاظ کی تلافی کی۔

"میں آپکو اس آخری احساس جرم سے بھی آزاد دیکھنا چاہتی ہوں، آپ ان سے نظریں کیوں نہیں ملا پائیں گے پتا ہے لیکن یہ مستقل رہا تو دل مزید کڑوے ہوں گے۔ ہم سب ایک فیملی ہیں شیری، چند لوگ ہیں۔ میں نہیں چاہتی کسی کے دل میں کسی کے لیے میل رہے۔ آپ ایک قدم بڑھائیں گے تو وہ دس بڑھائیں گی، امن پسند لڑکی ہیں۔ کیا سمجھتے ہیں وہ آپکا گریبان

پکڑ کر حساب مانگیں گی، ایسی نہیں ہیں۔ آپکی تو دوست رہی ہیں، آپکو تو پتا ہے انکا۔ ایک چھوٹی سی کوشش پلیز.."

وہ خفگی بھلا کر جس طرح شیری کے دونوں ہاتھ جکڑ کر منت وتاسف سے گزارش کر رہی تھی، وہ ابھی سے افسردہ ہو گیا۔

"پلیز نہ میری جان، ایک دوست تو آپ نے کھو دیا ہے، اگر زرا سی کوشش پرسیلی واپس مل جائیں تو کتنی اچھی بات ہے۔ میری وجہ سے ہچکچانے کی ضرورت نہیں آپکو، مجھے انکا اور انکے دل کا بھی پتا ہے اور اب آپکا بھی.."

وہ اسے ہر خدشے سے نکال بھی رہی تھی اور قائل بھی کر لیا، یہی لگا کہ وہ چاہ کر بھی مانی کو انکار نہیں کر سکتا۔

"مانی تم کیوں اتنی پاگل ہو؟"

آواز باقاعدہ شکوہ کرتے ڈوبی اور مانی ہنس کر اس سے لپٹ گئی، گال شیری کے کشادہ سینے پر دل کے مقام پر جوڑے، وہ خود بھی بازو کھولتا ہوا اسکے

اعتدال میں دھڑکتے دل کی دھڑکن کی سمت مائل ہوا جو یہاں ہمیشہ کی طرح سانسیں بھی آہستہ لینے لگتی تاکہ شیری کو سن سکے۔

"...ہاں کہہ دیں نہ"

وہ اسکے ہونٹوں سے بس ایک لفظ کے نکلنے کی منتظر بے صبر ہوئی منمنائی

جس پر شیری کا اسکی کمر پر رینگتی ہتھیلی تھمی، پکڑ کر اسے روبرو لایا۔

"ٹھیک ہے لیکن انجام کی ذمہ دار تم ہو گی، اگر اس نے میرا گریبان پکڑ کر

"..حساب لینا چاہا تو آفریدی حویلی کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا

وہ اسکے ڈرامائی دھمکانے پر بھی ہنسی، بلکہ کھل کر کھلکھلائی جس پر شہریار کو بھی مسکرانا پڑا۔

منظور ہے، بائے داوے کل میری برتھ ڈے ہے اور یہ ڈنر اسی وجہ سے"

"..رکھوایا دادو نے

مانی کی سادگی پر وہ ہنستا ہوا اسے واپس خود میں جذب کر گیا جو اپنے سپیشل ڈے کا خود بتا چکی تھی۔

مطلب یہ کاکی پٹاکی کل آٹھارہ کی ہو جائے گی، یہ سننے میں بہت ہی"
"..خطرناک ہے اور تمہارے لیے بھیانک بھی ہو سکتا ہے

وہ جو اسکے سینے لگی دنیا و مافیا سے بے گانی تھی، شہریار کے ہونٹوں سے نکلتی یہ بے باک سرگوشیاں سن کر جھٹکے سے اس سے دور ہوئی، دل شدت سے دھڑک اٹھا۔

نو شیری، جو آپ سوچ رہے ہیں ایسا کچھ مت کیجئے گا۔ مجھے ہمارا بے بی"
"...اکیلے نہیں پالنا نہ

وہ باقاعدہ لرزی تو شہریار نے بمشکل امڈتی ہنسی کو بریک لگائی۔

"او مینل! تمہیں کیا لگتا ہے ہاتھ لگانے سے ہی بے بی ہو جائے گا؟"

شیری کا دل چاہا اسکی عقل کو اکیس توپوں کی سلامی پیش کرے جبکہ مانی اسکی ڈپٹ پر تھوڑی سٹپٹائی۔

"... مطلب آپ ہاتھ لگانے کا کہہ رہے تھے، میں سمجھی"

گہرا صدمہ بتدریج کم ہوا مگر پھر بھی بولتے بولتے مانی کی زبان کو بریک لگی کیونکہ شہریار اسے خشمگیں نظروں سے گھور رہا تھا۔

"تھپڑ لگاوں گا ایک اور مجھ سے پہلے اٹلی پہنچ جاو گی اڑ کر۔ چلو سو جاو جا کے،"

"... دماغ کا دہی کر دیا ہے

اس آفت سے بچ بچاتا شہریار فوری شرافت سے واپس اپنی جگہ لیٹا اور وہ بھی شرمگیں سی شرارتی مسکراہٹ دباتی واپس آئی اور شیری کی سمیٹی بازو پورے استحاق سے کھولے اس پر اپنا سر رکھے بازو اسکے سینے کے گرد لپیٹ لیا اور اس سے پہلے واقعی مسکراتے ہی وہ آنکھیں موند لیتی، شہریار نے بازووں میں لپیٹے ہی اسے خود پر منتقل کیا، اس آفت کی پڑیا کو سنبھلنے کا موقع دیے بنا اسکو اپنے چہرے پر جھکاتے ہی ان نشاط آور ہونٹوں کو نرمی، شدت

اور ناجانے کس کس طور سے ہلکان کیا، یہاں تک کہ ان شدتوں نے جب اختتام نرمی پر کیا تو مانی کی سانسیں ان سانسوں کی دوری پر رکیں، یہ استحاق بخشنے کے بعد مانی کا پر خمار آنکھوں سے شیری کے بے ادب ہونے کو تکتے ہونٹ کا کنارہ دانتوں میں دبا لینے پر شوخ ہنسا۔

"Happy birthday My personal Boomb..."

شہریار کے انوکھے وش اور اس لقب پر وہ کتنی ہی دیر ہنسی، وہ اس ہنسی کو اپنی بصارت میں ہمیشہ کے لیے قید کرتا رہا۔

"یس میں آپکا بمب ہوں اور جب آپ واپس آئیں گے تو آئٹم بمب بن چکی ہوں گی..."

مانی کے اسکے سینے پر واپس سر رکھ کر شرمگیں ہنسنے پر شہریار لے دل کی دھڑکن تھمی۔

"...میں نے نہیں آنا پھر واپس"

پر خمار سرگوشی جسکے ساتھ ہی کمرے میں اندھیرا ہوا کیونکہ روشنی میں شہریار کی توجہ مانی کھینچتی اور وہ سچ میں اس قدر تھک گیا تھا کہ نیند نہ لیتا تو آنکھیں دائمی سرخ ہو جاتیں اور وہ لڑکی ہوش چھین لینے کے سارے ہنر رکھتی تھی۔

"اب مجھے آپ ان باتوں اور دھمکیوں سے خوفزدہ نہیں کر سکیں گے،

"..آپ کو یہ محبت لے آئے گی میرے پاس، جو آپ کو مجھ سے ہو گئی

وہ دھیمی سی روشنی میں بھی اسکے سر اٹھا کر تکنے اور بہت سا مضبوط ہو جانے پر خود بھی جیسے نا جانے دل سے کتنا ہلکا ہوا تھا۔

"ایسا ہی ہے، چلو سو جاو پلیز۔۔۔ صبح تمہارے اس خاص دن کو کیسے مزید

"..خاص کرنا ہے یہ سوچتے ہیں

شیری کی بند ہوتی آنکھیں تکتی وہ بھی ہر شرارت سے نکلی اور واپس اسکو جکڑے اپنے چہرے کو شہریار کے چہرے کے قریب سرکائے آنکھیں موند گئی۔

"..گڈ نائیٹ"

مانی کا سر چومتے ہی اسے مزید بازوں میں محصور کیے اس پر بھی کمبل اوڑھاتے شہریار نے اپنا تمام دھیان مانی سے ہٹایا اور توجہ نیند پر دی جو مانی کے اتنے قریب دھڑکتے دل کے سبب بہت مشکل ہو رہا تھا۔

.._____..

کیانی پیلس میں بھی خوبصورت سی رات اپنے جوبن پر تھی اور بہت دنوں بعد نیہا بھی انھیں پر سکون دیکھ رہی تھی، وہ انکے ساتھ ہی لاونج میں بیٹھی نیٹفلکس پر انکی فرمائش پر مووی دیکھ رہی تھی جو خود بھی ٹانگیں پھیلا کر میز پر رکھے ہوئے نیم دراز بیٹھے تھے، پاپ کارن کا باول تھامے، ہمایوں کے کندھے پر سر ٹکائے جنکی نظر بھلے سامنے دیوار میں نسب ایل سی ڈی پر تھی مگر دھیان نیہا کے گرد محصور تھا۔

اتنے دن ہو گئے ایک بات پوچھنا چاہ رہی تھی پر ہمت نہیں ہوئی۔ اگر"

"آپ ناراض نہ ہونے کا وعدہ کریں تو کیا پوچھ لوں؟

اسے ہمایوں کے روبرو سب پوچھنے کا حق تھا تبھی اسے تمہید باندھنے پر وہ خوشگوار سے تجسس کا شکار نظر آئے۔

".. تم جو چاہو پوچھ سکتی ہو نیہا"

اسکے رخسار سے اپنے ہاتھ کی پشت محبت سے سہلائے وہ نیہا کا چہرہ حجاب آلود ہونے پر مجبور کر گئے۔

"زائشہ ! جیسی بھی تھیں آپکی ان سے لگ بھگ ایک سال شادی رہی ہے۔ کہتے ہیں نکاح میں بہت کشش ہوتی ہے، آپکے اور انکے بیچ بھی تو بہت سے سپیشل مومنٹس آئے ہوں گے۔ مطلب جب میں امیجن کرتی ہوں تو صبور کی وجہ سے آپ دو کا ساتھ اچھا دیکھتی ہوں لیکن آپکی نفرت کا سوچ کر تھوڑی الجھ جاتی ہوں۔ انکی ایسی دردناک موت پر آپ افسردہ تک نہیں ہوئے.."

وہ یہ سب جھجک کر پوچھ رہی تھی اور لہجہ کچھ دھیما تھا جبکہ ہمایوں نے ایل سی ڈی سکرین پر چلتی فائیٹ کی آواز ریموٹ سے کم کی اور مکمل طور پر نیہا کی طرف اپنی توجہ مبذول کی۔

ضروری نہیں نیہا کہ مرد کی زندگی میں آنے والی ہر عورت اس کے لیے "
سپیشل ہو، زائشہ نے مجھے ٹریپ کیا جسکی وجہ سے وہ ہم دو کی ایک وڈیو
بنانے میں کامیاب ہو گئی جس میں اسکے مگرمچھ کے آنسو اور غلیظ ڈرامے
بازی میرے لیے بہت نقصان کرتی۔ صرف اس وجہ سے اس سے شادی
کی مگر مقصد اس سے وہ وڈیو ہتھیانا تھا، اور جس ذہنی اذیت سے اس نے
مجھے گزارا تھا، مجھ پر فرض تھا کہ اسے اس زبردستی کے رشتے کے نتائج
سمجھاتا۔ لیکن مجھے علم نہیں تھا اللہ نے میری اولاد اس عورت کے نصیب
میں لکھی تھی، میں نے چند دنوں میں اس سے وہ وڈیو تو ہتھیالی مگر اس بیچ
ہمارا تعلق جڑھ گیا جو واقعی نکاح کی کشش تھی یا میرا انتقام، اللہ بہتر جانتے
ہیں۔ اس وڈیو کو حاصل کرنے کے بعد میں زائشہ کو بہت بری سزا دیتا لیکن
میرے بچے کی ماں بن کر وہ میرے غضب سے بچ گئی، وہ چند ماہ اسے
اسکی کوکھ میں جنم لیتی صرف اس لیے اپنی نظروں کے سامنے رکھا کیونکہ
اس ننھی جان کا کوئی قصور نہ تھا، ان نو ماہ میں اس عورت نے مجھ سے

نجانے کیا کیا اس بچے کو مار دینے کی دھمکی دے کر نکلوایا، صبور پیدا ہوئی تو اس عورت کو اسی طرح خود سے اتار پھینکا جیسے وہ جونک مجھے چمٹی تھی۔ میں شاید جتنا نرم دل ہوں، اس کے ساتھ سمجھوتہ کر بھی لیتا لیکن وہ عورت کسی ہمدردی یا محبت کے لائق نہ تھی۔ اور نہ اس دس گیارہ ماہ میں اس نے میرا دل جیتنے یا میری نفرت کو کم کرنے کی کوشش کی۔ صبور کی صورت اسکا تو پرائز بانڈ لگ گیا تھا، اس سے اتنی نفرت تھی کہ میں کبھی کبھی جب اسکو صبور کی ماں سوچتا تو مجھے تکلیف ہوتی پھر پیدا کر کے بھی اس نے صبور کو خود سے محروم رکھا، تو خود بتاو کیا میرے دل میں اس سفاک عورت کے لیے رحم ہونا چاہیے تھا؟"

یہ سب سن کر خود نیہا کو لگا وہ یہ پوچھ کر ہمایوں پر ظلم ڈھا بیٹھی ہے، فورا باول سائیڈ پر رکھے اس نے ہمایوں کا ہاتھ اپنے ملائم ہاتھوں میں بھرا۔

آئی ایم سوری میں نے آپکو تکلیف پہنچادی، بہت برا کیا انہوں نے۔"
ناجانے کیسی عورت تھیں، ورنہ ایک لڑکی کے لیے اسکا شوہر اور گھر پھر
جب اللہ اولاد بھی دے تو کل جہاں ہوتا ہے۔ میں نے یہ اس لیے پوچھا کہ
"..تھوڑی جیلس تھی
وہ اپنے اس ذکر کا سبب بتائے روہانسی ہوئی تو وہ نیہا کی جلن پر تمام تر
کڑواہٹ بھلائے مسکرا دیے۔

تمہیں کیوں جلن تھی نیہا؟ تم میری زندگی میں آنے والی بھلے دوسری"
عورت سہی لیکن میرے دل میں تم سے پہلے کوئی نہیں تھا۔ اور جو خلاء
تمہارے آنے نے میری زندگی میں پورا کیا وہ اس جیسی ہزار بھی پورا کرنے
کی اہل نہ تھیں۔ تم نے تو اس آدم بیزار ہو جاتے شخص کو واپس محبت کے
اس زمانے میں لا کھڑا کیا جو مجھے لگتا تھا میں نے گنوا دیا۔ میں تمہارے ساتھ
"..وہ خوشی محسوس کرتا ہوں جس سے اب تک لاعلم تھا

وہ انکے الفاظ اور شیریں لہجے میں کھو سی گئی تبھی تو اسے لاجواب و آزردہ تکتے ہمایوں نے نہایت آہستگی سے اسکی پیشانی پر پوری شدت سے لمس چھوڑا اور پیچھے سرکتے ہوئے بے خود انداز میں جب نیہا کی نم آنکھیں دیکھیں تو بازو اسے گرد لپیٹ کر مسکرا دیے، انکے سینے سے لگے وہ بھی روتے روتے ہنس دی۔

آپ بہت اچھے ہیں ہمایوں، مجھے بھی آپ سے پیار اب دوسرا کوئی" نہیں۔ جس طرح کی زندگی چاہی تھی مجھے اس سے بھی پیاری دے کر آپ نے کسی مزید سکھ کا خواہش مند نہیں چھوڑا۔ میں آپکو کبھی بوڑھا نہیں ہونے دوں گی آئی پرامسس.."

نیہا کی سرگوشیوں میں بھی انکے لیے راحت تھی جبکہ آخری سرگوشی پر نہ صرف وہ ہنسنے بلکہ خود نیہا بھی مسکراہٹ دباتی نظر آئی۔

میں بوڑھا ہو بھی گیا تو ہمارا ہاٹ کپل جوانوں کو پیچھے چھوڑ دے گا، ڈونٹ"
"..وری

شرارت پر اترتے وہ نیہا کو بلش کرنے پر اکسا گئے تبھی تو چہرہ انکے سینے سے نکالے وہ انکو محبت سے تکنے لگی تو وہ بھی بے خود سے ہوئے اسکا لجایا رنگ و روپ اپنی آنکھوں کے راستے دل میں اتارنے لگے۔

ویسے اگر اللہ نے ہمیں بھی بے بی دے دیا تو صبور کے لیے کتنی مزیدار"
"..سچویشن ہو گی، وہ ممی کے ساتھ آپا بھی بن جائے گی

ہمایوں کی محبت بھری نظریں چہرے پر محسوس کیے وہ یہ بات انکو دیکھ کر نہ کہہ سکتی تھی تبھی واپس انکے سینے سے لگی بولی جو نیہا کی ہنسی پر دگنے مسرور ہوئے۔

"..یہ اسکے لیے دگنی خوشی ہو گی، اپنا کچھ وقت مجھے دو، پھر سے"

ہمایوں کے یکدم معنی خیزی اور گدگداہٹ آمیز انداز سے کانوں کی اور جھک کر سرگوشی کے سنگ کہنے پر نیہا جو کچھ پر اعتماد تھی، جھٹکے سے سر

اٹھائے انھیں خوفزدہ ہوئے دیکھا جنکی شرارت پر آمادہ آنکھیں نیہا کے وجود سے جان سی سرکا گئیں۔

"!مووی"

نیہا نے ہونق ہوتے بنا آواز کے چلتے ایل سی ڈی کی جانب جناب کی توجہ مبذول کروانے کی کوشش کرتے سرکنا چاہا۔

مووی! کچھ اچھی نہیں لگ رہی تھی۔ مجھے نیہا کیا نی اچھی لگ رہی ہے،"

"اسکا کیا حل ہے؟

نیہا کے گھبراہٹ کے سنگ سرخ پڑتے عارضوں پر پر شوق نگاہیں دوڑاتے وہ بولے تو انکی سرگوشی کی صورت ہونٹوں سے خارج ہوتی سانس کی حدت انکے قریب کرنے پر نیہا کو اپنے رخسار پر محسوس ہوئی۔

".. کیا چاہ۔ چاہ رہے ہیں آپ ہمایوں، ڈرائیں تو مت"

نیہانے انکے لمحہ بہ لمحہ نزدیک آنے پر حلق سے بمشکل آواز نکالے مزاحمت کے لیے ہاتھ سے انکے سینے پر دباو دینا چاہا مگر وہ اسکا ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھ کی گرفت میں لیتے ہی اپنی گردن میں حائل کرتے اسے دیکھ رہے تھے جو انکی نظروں کی حدت سے چہرے کو سرخ پڑنے سے روک نہ پائی۔

تم سے چاہت سہی مجھے، لیکن"

تم کو توڑوں گا بے ارادہ میں

"... جیسے لکنت سے لفظ ٹوٹتے ہیں

دھیمے جذبوں سے چور لہجے میں وہ بولے اور نرم سے استحاق بھرے لمس کے اور قربت کی تپش کے باوجود اسکی آنکھیں مسکرائیں، وہ اسے اپنی بازووں میں اٹھا چکے تھے مگر وہ انکے مزید بنتے ارادے اور آنکھوں کے منہ زور جذبات کے روبرو پریشان دیکھائی دی۔

جب میرے بالوں کا رنگ چاندی ہو گیا"

اور آنکھیں نیند سے بوجھل رہتی تھیں

اور آتشدان کے پاس کانپتا سَر نیچے کئے بیٹھنا

کوئی کتاب ہاتھ میں لینا اور آہستہ آہستہ پڑھنا

اور سوچنا، خواب دیکھنا

اپنی اِنہی آنکھوں کی جواں ملائم چمک کو یاد کرنا

جو کسی بے رحم نے پیروں تلے پائمال کی تھی۔

اور اِنہی پلکوں کے گھنیرے سائے پانا۔

کتنے ہی لوگوں نے مجھ سے محبت کی

میرے حسین باوقار لمحات کے ساتھ

اور میری خوبصورتی کو پیار کیا، سچا یا جھوٹا

لیکن تم نے کچھ اور محبت کی

میری خانہ بدوش رُوح کے ساتھ

اور چاہا میرے حُزن آشنا چہرے پر بدلتی رُتوں کو

نشاط بن جائیں، حیات بن جائیں
اور جب روح و جسم کی سُلگتی سلاخوں کے پاس
ذرا اپنے آپ کو گرم پاؤں گا۔
اپنے آپ سے یعنی تم سے ذرا سی سرگوشی کروں گا
کہ کسطرح میری زندگی میں
تمہاری شکل میری محبت نمودار ہوئی
اور پھر اس ساتھ نے محبت کی سَر بفلک چوٹیوں پر ڈگ بھرے
اور اُس سکون نے اپنا مُنہ لجا کر چھپا لیا
میرے مقدر کے آسمان پر
"..... کتنے ہی ستاروں کے جُھرمٹ کے بیچ
وہ انکے ہونٹوں کو حرکت کرتا سنتی گئی، آنکھوں میں نمی تھی تو جب منظر
بدل کر وہ اسے اپنی اور اسکی شب سنوارنے اپنے حجرہ ذات میں لے آئے تو

آہستگی سے اسکے ملائم پیر زمین پر اتارے، بازووں کا گھیرا وحاوی رکھا تو وہ انکے حصار میں کھڑی تھی، ہونٹوں پر الوہی مسکراہٹ لیے۔

میں تمہارے اور اپنے ساتھ کو وہاں تک لے جانا چاہتا ہوں نیہا جہاں"
میرے جھریوں والے ہاتھوں کی لرزش پر تم میرا اور میں تمہارا سہارا بن جایا کروں گا، کیا تم میرا ساتھ میرا سہارا بنو گی... کیا تم میری خاطر سب کچھ "قربان کر دو گی کیا تم زندگی کی آخری سانس تک میرا ساتھ نبھاؤ گی؟
انکے اس سب سوالوں پر وہ کچھ نہ بولی بس مسکرا کر انکے گلے لگ گئی، اور خود سپردگی محبت کی زبان میں شاید اسی کو کہتے ہیں۔

.._____..

ایک نئی خوبصورت صبح زمین زادوں پر اتر چکی تھی، جبکہ نیویارک میں آتے اس نئے دن سے رات تک بہت کچھ ہوا، لوئے اور لارا سے ملنے انکی پوری ٹیم اور اس، یتیم خانے کے بہت سے بچے تیمارداری کے لیے آئے پھر آج جولیہ کے خلاف ان دو کی دی گواہی کے بعد آخر کار وہ فتنہ گر عورت بھی تاعمر کے لیے نیویارک جیسے ملک کی خونخوار سلاخوں میں قید ہو گئی، لوئے کے بقول یہ اس لڑکی کے لیے بہت کم سزا تھی مگر پھر بھی اسے تسلیم کرنا پڑا، لارا اسکے پاس تھی اب راک سٹار کو مزید کسی چیز کی ضرورت باقی نہ رہی تھی۔

وہیں پاکستان کی نئی صبح کا ذکر کیا جائے تو چونکہ مانی کی برتھ ڈے تھی تو آج کا ڈنر سب کا آفریدی حویلی میں تھا جبکہ جندل محل والے سب باشندوں نے بھی آج دن بھر گھومنے کا پلین کیا تھا، صارم اور سدرہ دونوں کو اپنے شہر کی سیر کروانی تھی، پھر اسکے بعد لعلین کا پلین انھیں اپنے کلب لے کر جانے کا تھا۔

آج فرہاد صاحب بھی فائنلی بستر کو خیر آباد کہے لال نور کے ساتھ ریسٹورنٹ جانے کو تیار ہوئے تھے، گویا ہر کوئی جمود و ساکن حالت سے نکلنے کا خواہش مند تھا۔

ناشتے پر سب ہی تر و تازہ اور مسکراتے چہروں کے سنگ براجمان تھے، سدرہ بھی گزرے دن کے بنسبت آج پر اعتماد تھی کیونکہ اسے لئیق سے اپنے کل کے رویے کی معافی بھی مانگنی تھی۔

دستگیر اور صبور ایک دوسرے کے ساتھ پرفیکٹ لگ رہے تھے پھر اب تو دونوں کی زندگی کو مکمل کرنے والے احساس نے دلوں کو دائمی راحت بخش دی تھی۔

آج سدرہ کو اپنا خوبصورت سا شہر گمانے کا پلین ہے، تم بھی ہمیں جوائن کرو اگر فری ہو..."

لعلین کو وہ صبح ہی بتا چکا تھا کہ اسکی کچھ اہم میٹنگز ہیں، اگلے مشن کی بریفنگ کے ساتھ ساتھ اسے اپنی پہلی کلاس اون لائن آج ہی دینی تھی جسکے لیے وہ آج کچھ مصروف تھا مگر رات تک آفریدی حویلی میں منعقد برتھ ڈے پارٹی میں شمولیت کا اس نے بھرپور یقین دلایا تھا۔

سدرہ بھی اپنے نام پر ناشتہ کرتی متوجہ ہوئی تو لئیق اسے ہی دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔

"سوری گائیز میں تھوڑا بزی ہوں، تم لوگ شیری اور اورمانی کو شامل کر لو۔ میں آپ سبکو شام آفریدی حویلی جوائن کروں گا۔ سدرہ کو تم سب بور مت ہونے دینا.."

لئیق ناشتہ ختم کر چکا تھا تبھی مسکراتے لہجے میں کہے جگہ خالی کی اور اپنا سیل فون لیے اٹھ کھڑا ہوا۔

"بھائی جان!"

اس سے پہلے لئیق جاتا، سدرہ کے پکارنے پر جہاں سب خوشگوار سی حیرت میں ڈوبے وہیں وہ کسی کے پہلی بار اسطرح مخاطب کرنے پر پر مسرت تاثر کا اظہار کیے رکا، لال نور، فرہاد، مریم بی، عینی، پرکاش، صارم، لعلین سبکی توجہ ان دو پر تھی۔

"..جی سدرہ"

نرم انداز میں وہ اس کی طرف توجہ دیے بولا۔

دراصل کل آپ سے بات نہیں کر پائی کیونکہ تھوڑا ڈر رہی تھی، یہاں" آنے سے پہلے مجھے لگا جیسے بے بے کا بیٹا مجھ پر بہت خفا ہو گا کہ میں نے انکی ممی اتنے سال اپنے پاس رکھیں لیکن آپ بے بے سے زیادہ پیارے ہیں۔ پھر بھی اگر آپ مجھ سے خفا ہیں تو میں زیادہ ساسوری کرتی ہوں۔ آپکی جگہ کبھی نہیں لی، بلکہ ہم تو کرتے ہی آپکی باتیں تھے.."

سدرہ کی باتیں سننے کو وہ واپس بیٹھا اور ہلکان محترمہ کی فکر مسکراتے ملاحظہ کی، پھر نظر لال نور پر ڈالی جو خود نثار ہوتی نظروں سے اپنے بچوں کو دیکھنے میں مصروف تھیں۔

"ممی کو تم جیسی بیٹی مل گئی، اس کے لیے آٹھ سال تو کیا مزید بھی مجھے دور رہنا پڑتا تو سودا مہنگا نہیں تھا سدرہ۔ میں تم سے کیوں خفا ہوں گا، تمہاری وجہ سے میری ماں کو جینے کا مقصد ملا ورنہ وہ تو جس ذہنی اذیت سے دوچار ہو کر ہم سے بچھڑی تھیں، ختم ہو جاتیں۔ یہ گھر اب جتنا ہمارا ہے اتنا تمہارا بھی ہے کیونکہ لئیق ایزد کے لیے تم قابل عزت اور شفقت ہو اور ہمیشہ رہو گی۔ یہاں آ کر آپ سب نے ہماری آسودگی میں اضافہ کیا ہے، آپ سب میرے لیے قابل عزت ہیں.."

لئیق ایزد علوی سے ایسے ہی جواب کی امید تھی، سدرہ تو کھلکھلا سی دی، سب کے چہروں پر ایسی حسین مسکراہٹ رقص کر گئی جس نے اس صبح کو مزید حسین کر دیا۔

لعلین نے جن محبت بھری نظروں سے لئیق کو دیکھا وہ اس صبح کا سب سے دلفریب منظر تھیں، پھر لئیق کے لیے لعلین سے جڑا ہر فرد بھی قابل تکریم تھا، بھلے وہ اسکی زندگی میں ہارون پرکاش کا عکس بن کر شامل ہوتا صارم ہوتا یا لعلین کو ماں باپ کی شفقت دینے والے وہ دو پیارے ہوتے، پھر یہ محبتیں بانٹنا تو اسکے مزاج میں سوئی دھاگے سے سیا گیا تھا۔

آفریدی حویلی کی چہل پہل صبح سے ہی شروع تھی، مانی کی برتھ ڈے اسکے لاڈلے ہونے کی وجہ سے ہمیشہ بہت اچھے سے منائی جاتی تھی اور آج بھی برتھ ڈے گرل کے اس دن کو مزید خوبصورت بنانے کے لیے تیاریاں شروع تھیں۔

مانی اور شیری نے بھی ایک مسکراتے ماحول میں ممی بابا کے ساتھ بریک فاسٹ کیا، چونکہ سب کی اوٹنگ کے پلین میں وہ دو بھی شامل تھے سو لعلین کا میسج شیری کو ناشتہ کرتے ہی موصول ہو چکا تھا۔

گل بھلے اداس تھیں مگر جب شیری کے دل کے آباد ہونے کا سوچتیں تو اپنے بچے کی یہ عنقریب آتی جدائی کا صدمہ کچھ کم ہو جاتا۔

"سب کا اوٹنگ کا پلین ہے، مجھے اور مانی کو بھی جانا ہو گا۔ آپ دونوں بھی چلیں"..."

مانی تو تیار ہونے چلی گئی مگر شیری ابھی تک ان دو کے ساتھ ہی بیٹھا اپنی چائے پی رہا تھا۔

"ارے یار ہم بڈھے کیا کریں گے تم جوانوان کے بیچ، تم دونوں جاو گھومو۔ میں تمہاری ممی کے ساتھ بہت ٹائم بعد لانگ ڈرائیو نگ اور ایک رومانٹک سی موووی دیکھنے کا پلین بنا چکا ہوں، ہو سکتا ہے ہم لنچ بھی موم بتی والا کریں..."

یہ سب افراہیم اپنی حسینہ کی اداسی ختم کرنے کو کرنے والے تھے اور وہ ممی بابا کی اس محبت پر آج بھی ہمیشہ جیسا مسکرایا، بابا کے ہوتے اپنی بیوٹی فل ممی کی فکر اسے کبھی ہوئی ہی نہیں تھی۔

"میرے جانے کے بعد آپ ممی کو روز سپیشل ٹائم دیجئے گا، اگر مجھے واپسی پر شکائیت ملی تو لڑوں گا..."

وہ دو بھرپور کوشش میں تھے کہ گل کا موڈ بہتر ہو مگر وہ جانتی تھیں بہت سا اداس ہونے والی ہیں۔

"مانی کیسے رہے گی تمہارے بنا؟"

ممی کا تاسف سے پوچھنا ان شرارت پر آمادہ باپ بیٹے کو بھی سنجیدہ کر گیا۔

"جیسے میں رہوں گا ممی، اچھا ہے نہ اسے پڑھائی کے بیچ ہسبنڈ نامی الجھن سے نجات ملی رہے گی۔ آپ تو سمجھ سکتی ہیں کہ سٹڈی اور میرڈ لائف کو ساتھ لے کر چلنا کتنا مشکل ہے، میں کونسا ہمیشہ کے لیے جا رہا ہوں..."

شیری نے انکا ہاتھ عقیدت سے پکڑے ہونٹوں سے لگایا مگر انھیں شیری کے بہلانے پر بھی قرار نہ آیا، الٹا وہ مزید مضطرب ہوئیں۔

"تم ہمیں اپنی خوشیاں دیکھنے کے لیے بہت آزمارہے ہو شیری، ممی تھک گئی ہیں.."

ناچاہتے ہوئے بھی گل کی آواز آنسوؤں کی زد میں کانپی تو دکھ اسے بھی ہوا۔

"ممی کے پاس میرے ہنڈسم سے بابا ہیں نہ، آئی پرامسس کہ آپ شہریار جدون کی بہت سی خوشیاں دیکھیں گی۔ بس یہ چند سال۔ مانی کو پتا ہے میں اسکے سوا اب کسی کا نہیں، اور وہ یہ سال اسی خوشی میں گزار دے گی۔ سب پہلے کی طرح خوبصورت ہو گا، یقین کریں..."

اپنے ساتھ لگاتے وہ بھلے انھیں دلاسا دے رہا تھا پر بابا سے نظریں ملیں تو یہ دلوں کو مزید کمزور کر گیا۔

میں تمہاری مانی کا بہت خیال رکھوں گی، تم اسکی فکر مت کرنا۔ لیکن اپنا"
وعدہ ضرور پورا کرنا۔ ممی تمہیں بہت سارا مس کرے گی میری آنکھوں کی
ٹھنڈک .."

یہ جذباتی ملن وہ خود ابھی سمیٹنے کے حق میں تھا کیونکہ نہیں چاہتا تھا اسکے
جاتے ہوئے کسی کی آنکھ میں آنسو ہو۔

مجھے پتا ہے یہ، آپ اپنا بھی خیال رکھیے گا۔ جاتے ہوئے مجھے رلانے کی"
کوشش بھی نہیں ممی کیونکہ آپ جانتی ہیں مجھے بائے کہنا کمزور کرتا ہے۔
اب مسکرائیں اور جا کر ریڈی ہوں، بابا کے ساتھ ایک خوبصورت دن
گزاریں .."

انکی جبین محبت سے چومے بولا اور اب جا کر گل لالہ کو اس جدائی سہنے کی
ہمت ہوئی، وہ گئیں تو دونوں باپ بیٹا کی آنکھیں پھر سے آملیں تو وہ اٹھے
جس پر شہریار کو بھی اٹھنا پڑا۔

"..مجھے تم پر فخر ہے شیری، میرے شیر بیٹے"

یہ ایک جملہ اس بکھرے بچے کو پہاڑ سا یلکجا اور مضبوط کر گیا اور پھر گلے لگا کر محبت سے تکنا مزید ڈھارس تھا لیکن وہ اسے مزید افسردہ نہ کر سکے۔

"... جاو تم بھی ریڈی ہو۔ آجکا اور کل کا دن صرف مانی کو دو"

اسکی خاموشی کا بھرم قائم رکھے ہی افراہیم صاحب نے اسے نرمی سے کہا جس پر وہ مسکراتا ہوا وہاں سے تھکن بھرے قدم اٹھاتا چلا گیا۔

شہریار کو مانی کے ہمراہ سب کے ساتھ اوٹنگ پر جانے سے پہلے چونکہ تھانے جانا تھا سو مانی کے تیار ہونے کے بیچ ہی وہ روم میں آکر اپنی جیکٹ، گاڑی کی چابی اور فون لیے مانی کو ایک گھنٹے تک واپس آنے کا کہہ کر ہوا کے گھوڑے پر سوار سا باہر نکل گیا۔

چونکہ ابھی اوٹنگ تھی سومانی نے بلیک لیڈیز جمسوٹ پہنااور پیروں میں لیڈیز نیک، بالوں کو ٹیل پونی میں سمیٹے وہ آئینے کے سامنے کھڑی خود کو دیکھ کر مسکرا اگلابی مسکراہٹ لیے اپنے آپ کو دیکھتی ممی بابا کی تیاری دیکھنے کمرے سے نکل گئی تاکہ جب تک شیری واپس آتا، وہ ممی سے کچھ مزید فیشن ٹپس لے لیتی کیونکہ رات کو اسے بہت حسین دیکھائی دینا تھا۔

جبکہ شہریار جدون جب تھانے اپنی سحر انگیز آمد کی خبر کے سنگ پہنچا تو اسکے تھانے میں پہلے ہی نئے ایس ایس پی ساحل دانیال خان کا پر تپاک استقبال نہ صرف ہو چکا تھا بلکہ شان نے دانیال خان کا اپنے پورے سٹاف سے تعارف بھی کروادیا تھا، یہاں اپنے محسن کی جگہ پر آکر ساحل خان کو ایک فطری بے چینی واضطراب کا سامنا تھا، کیونکہ آج اگر وہ زندہ اور اس قدر ہنر مند تھا تو صرف ہارون اور شہریار کی بدولت، وہ دنیا کے سامنے گناہ گار دیکھائی دیتے تھے لیکن انسانیت سے کبھی ان دو دوستوں کا بہت گہرا تعلق بھی جڑا تھا اور ساحل دانیال خان اسی کی جیتی جاگتی تصویر تھی۔

ساحل ابھی اپنی ذات کے خول میں سمٹا ہوا دیکھائی دے رہا تھا اور اسکے چہرے کے تاثرات، باڈی لینگوج پورا وقت سپاٹ ہی رہے جیسا کہ ایک برفیشنل اور کاروباری آدمی ان معاملات میں ہونا چاہیے، اسکی سنگین سنجیدگی سے تھانے کے تمام لوگوں کو شیری کے کروائے گئے غائبانہ تعارف کا کچھ کچھ یقین آچکا تھا کہ بندہ بے وجہ بات اور بے کار کے بے تکلف ہونے سے کوسوں دور رہنے والا ہے۔

رسمی سب لوگوں سے علیک سلیک کے بعد شہریار اسے اپنے آفس ہمراہ ہی لایا، اسکی جاندار و شاندار شخصیت کا رعب ساحل جیسے وجیہہ پر اب بھی حاوی تھا یہ ان دو کے بیچ استوار ادب، احترام اور حائل فاصلے سے بھرپور عیاں ہو رہا تھا۔

ساحل تھوڑا بے چین تھا اس کا اندازہ شہریار کو اسکی جھجک اور حد درجہ خاموشی سے ہو چکا تھا، نئے ایس ایس پی کی تھانے تعیناتی اور آج آمد کی خبر

پر ڈی ایس پی، اے ایس پی تک آج تھانے موجود تھے کیونکہ شہریار چاہتا تھا کہ سب ساحل سے اسکی موجودگی میں مل لیں۔

"..بیٹھو ساحل"

رولنگ چیئر سنبھالتے شہریار نے اسے بھی نرمی مگر سنجیدگی کے سنگ بیٹھنے کا کہا، جس پر وہ رسمی مسکراہٹ شہریار کی سمت اچھالے سامنے ہی رکھی کرسی پر براجمان ہوا، خود پر گہری شہریار جدون کی نظریں، ساحل کو مزید متذبذب کر رہی تھیں جو کافی دنوں بعد اسے اپنے سامنے دیکھ کر خوش ہوا، گرے رنگ کے جوگرز اور ٹی شرٹ پر زرا گہرا مگر ہم رنگی بمبر پہنے شہریار سادہ ہو کر بھی شاندار لگ رہا تھا جبکہ ہاف وائیٹ سوٹ پر سرمئی ویس کوٹ پہنے دانیال خان کی بھی ایک الگ شخصیت ابھری معلوم ہو رہی تھی۔

"کیسے لگے تمہیں میرے لوگ؟"

اسے کمفرٹیبل کرنے کو شہریار نے پہلا ہی سوال دوستانہ ہوئے کیا اور توجہ بھرپور ساحل کے رازدارنہ سمجھ نہ آتے تاثرات پر دی۔

"سب بہت ماہر اور پروفیشنل ہیں، میری امید کے عین مطابق، ویسے تین بڑے شہروں کی بیک وقت کمانڈ سنبھالنی آسان نہیں ہے۔ مجھے بہت عجیب لگ رہا ہے اور خوف بھی آرہا ہے کہ یہ اتنی بڑی ذمہ داری مجھ سا عام ہیکر کیسے سنبھالے گا.."

وہ تو یوں تھا جیسے شیری کے پوچھنے کا منتظر ہو، اسے یوں دوبدو جواب دینے اور ڈر سا جانے پر شہریار بھی کھل کر مسکرایا۔

"ارے میرے بچے، تم تو ابھی سے گھبرا گئے۔ ابھی تو پارٹی شروع ہوئی ہے۔ تم ہمیشہ پوچھتے تھے کہ یہ پوسٹ جتنی بڑی ہے اسکی عیاشی اور موج بھی کیا اتنی ہی زیادہ ہے تو وقت آگیا ہے دانیال خان، اب تم خود ایکسپیرینس کرنا۔

باقی تینوں شہروں میں تعنیات انسپکٹر میرے وفادار ساتھی ہیں، اور تمہیں
".. صرف یہاں کی قیادت بھرپور طریقے سے سنبھالنی ہو گی
وہ شہریار کے ہمت دلانے پر جبراً ہی مسکرایا ورنہ اس ذمہ داری سے اسکا دل
دماغ اور حواس سب دبے تھے۔
میں اپنی پوری کوشش کروں گا، آپ جتنا ماہر نہیں ہوں نہ ہو سکتا ہوں"
".. لیکن آپکی جگہ چند سال کام کرنا میرے لیے فخر کی بات ہے سر
اسکی یہ سب باتیں شہریار متبسم چہرے کے سنگ سننے میں محو تھا اور نرم سی
سر کو جنبیش بھی دی۔
میرے لیے بھی، کہ تم اس قابل ہو گئے کہ ان لوگوں نے میرے نعم"
البدل کو ایز آدانیال خان چنا۔ امید ہے تم یہ سب مجھے مزید سنوار کر ہی
".. لوٹاو گے جیسا میں چھوڑ کر جا رہا ہوں

ساحل کو شہریار جدون کی خود سے وابستہ امیدیں صاف صاف بیقرار کر رہی تھیں یہ اسکے چہرے کے انتشار اور بار بار نظریں چرانے سے عیاں تھا۔

"..ان شاءاللہ"

وہ پر عزم تھا جبکہ شہریار اسکے چہرے کی کچھ الجھن دیکھنے میں محو تھا۔

یہ تو ہو گئی کام کی بات، تمہارے والد میرے بہترین استاد تھے"

دانیال۔۔۔درویش آدمی تھا وہ شخص جو واحد ایسا انسان تھا جو میرا اور ہارون کا ایک جیسا ساتھی کہلایا جا سکتا ہے، مجھے زندگی کی بہت سی حقیقتیں سمجھانے والے۔ مرنے سے پہلے وہ تمہیں میرے پاس اپنی امانت چھوڑ کر گئے تھے کہ میں انکا حق تمہیں کچھ بنا کر لٹا سکوں۔اب بتاو کس ذہنی الجھن کا شکار ہو، تمہیں نہ سٹوڈنٹ سمجھا ہے نہ بھائی، اپنی اولاد سمجھ کر رکھا ہے، تمہاری آواز میں کل تکلیف تھی اور وہی آج آنکھوں میں اتری ہوئی ہے.."

یہ سب کہتے ہوئے شہریار تو فکر مند و سنجیدہ تھا مگر دانیال خان کی صورت پر یہ سب عیاں ہو جانے پر پریشای دیکھائی دی، وہ نہیں چاہتا تھا اسکے اندر برپا طوفان مر کر بھی شہریار جدون کے علم میں آئے تبھی دل سوکھے پتے سا پھڑ پھڑ اا ٹھا۔

"نہیں سر! دراصل بابا کی یاد ہی وجہ ہے۔جب سے یہ ذمہ داری ملی ہے میں انھیں کچھ زیادہ مس کر رہا ہوں، آپ نے ان سے کیا وعدہ نبھا دیا ہے اسکی خوشی بھی انکی یاد کے دکھ میں شامل ہے.."

فوراسے بیشتر ساحل نے صفائی پیش کی مگر شہریار جسے چہروں سے لے کر لہجے تک پڑھنے آتے تھے، وہ ساحل کے بہلانے میں نہ آسکا۔

"لیکن جہاں تک مجھے یاد ہے تم تو اداس ہونے والی شے نہیں تھے دانیال، جو بھی مسئلہ ہے بتا دو تاکہ جانے سے پہلے حل کر جاوں ورنہ میرا دھیان تمہارے اس دکھ دبائے چہرے پر لگا رہ جائے گا، اور بھولو مت کہ اس ذمہ

داری کو نبھانے کے لیے تمہیں مکمل بیدار رہنا ہے۔ کہیں دل تو نہیں دے
بیٹھے کسی کو؟ جوانی آچکی ہے تم پر بھی.."

شہریار کے تائید طلب نظروں اور سوالوں پر دانیال خان کے چہرے پر کئی رنگ آکر گزر گئے، جبکہ شیری کی تحقیق طلب نظریں مزید شدید ہوئیں تو اسے ڈھونگ رچائے ہنس کر معاملے کو ٹالنا پڑا جو شیری کو خفیف سا برہم کرنے کا سبب بنا۔

"سر مجھے کہاں فرصت ہے دل لگانے کی، ویسے بھی زندگی مجھے یہ مہلت نہیں دیتی کہ کام سے علاوہ کچھ سوچ سکوں.."

پھر سے نظریں چرانے کی کوشش اور شہریار کو مزید کریدنا کچھ پسند نہ آیا۔

"ہمم۔۔ ٹھیک ہے تو تم مجھ سے شئیر نہیں کرنا چاہتے، معاملہ واقعی کوئی سنگین ہے شاید.."

شہریار نے منصوعی خفگی سی جتائے اپنی غیر اہمیت پر احتجاج سا کیا تو وہ فوری بوکھلا یا۔

"..نہیں سر ایسی بات نہیں ہے"

ساحل نے فورا شہریار کی سمت رحم طلب نظریں جمائیں جیسے وہ اسکی ناراضگی سے خوف کھا بیٹھا ہو۔

ٹھیک ہے تمہارے پاس کل شام تک کا وقت ہے پھر میری فلائیٹ ہے،" اگر تمہیں لگا کہ مجھے کچھ بتانا ضروری ہے تو تمہاری ہر بات سننا چاہوں گا۔ ورنہ شاید پھر تین سال تک تمہیں چاہ کر بھی کچھ کہنے کا موقع نہ ملے۔اب کل سے میری جگہ سنبھال لو،ڈی آئی جی تم سے آج ایک میٹنگ کریں گے، جس میں ضروری بریفنگ ہو گی۔۔۔بیسٹ آف لک"..

شہریار سے مزید اصرار نہ ہو سکا جبکہ وہ اپنی بات سرسری لہجے میں کہے اٹھ کھڑا ہوا تو ساحل نے بھی کرسی چھوڑے اٹھ کر قدم شہریار کے ساتھ ہی آفس سے باہر بڑھائے۔

شان تمہارا دائیاں ہاتھ رہے گا، اس پر ہمیشہ منحصر کر سکتے ہو۔ اور تم"
سب! دانیال ساحل خان کو کسی شکائیت کا موقع مت دینا۔ تم سب مجھے
"..دعاوں میں یاد رکھنا۔ بہت جلد ملیں گے

چونکہ یہ ملاقات اسکی اپنے سٹاف سے بھی الوداعی تھی سو سب بہت جذباتی تھے خاص کر شان، جبکہ نئے ایس ایس پی کو وہ لوگ اپنا آفیسر مان چکے تھے کیونکہ شہریار نے انکو دانیال خان کو قبول کرنے میں بہت مدد دے دی تھی، خود اسکا سب سے تعارف کروا کے۔

سر! میں آپکو بہت یاد کروں گا۔ یہ جگہ آپکے بغیر ویران ہو گی بھلے پھر"
"..کتنے ہی آفسر بدلتے رہیں

یہ شہریار کے تھانے کا حوالدار تھا جو باقاعدہ نم آنکھیں لیے جذباتی ہو کر سبکو دکھی کر رہا تھا۔

یہ ویرانی دائمی نہیں ہے میرے عزیز! دنیا مسافر خانہ ہے اور یہ زندگی"
کے وقتی الوداع ہمیں اس آخری رخصت کے لیے تیار کرتے ہیں۔ دل

چھوٹا نہ کریں۔ یہ سب یہیں سے شروع ہو گا۔ تب تک آپ دانیال خان کے ساتھ ویسے ہی پرفیشنل ہو کر کام کریں۔ امید ہے میرے جانے کی کمی یہ ہونہار بھرپور پوری کرے گا"..

وہ شہریار جدون کے خود پر قائم بھروسے اور اعتبار سے نا جانے کیوں اور غم زدہ ہوئے جا رہا تھا، جانے اس شخص کے اندر کونسا دھواں اٹھ رہا تھا جو چہرے کے خوبصورت خدوخال پر مانند تاریکی حاوی تھا۔

سب نے اداسی کے سنگ ہی سہی پر اپنے ڈیول کو بہت سارے دنوں کے لیے رخصت کر دیا، دانیال خان کی گاڑی بھی شہریار کے پیچھے ہی تھانے کی حدود پار کر گئی۔

شیری گھر پہنچا اور فریش ہو کر اسی خلیے کے سنگ وہ لوگ جندل محل پہنچے، وہاں سے لعلین، صبور، دستگیر، صارم اور سدرہ کو پک کیا اور گھومنے نکل گئے۔

سیلی اور بھجت کو بھی وہ لے کر جاتے مگر وہ دونوں پارٹی گرل کی پارٹی کی تیاریوں میں مصروف تھے۔

لنچ بھی سب پلٹون نے باہر ہی کیا اور چونکہ ڈنر آفریدی حویلی میں تھا سو شام چھ تک ساری پلٹون ایک مزئدار سا دن مزید یادگار بنا کر واپس لوٹے، لعلین ان سبکو اپنے کلب بھی لے کر گئی، علی سے سبکا تعارف کروایا تو کلب والوں نے ان سبکو بنا لنچ کے جانے نہ دیا، سدرہ اور صارم نے بھی بھرپار انجوائے کیا، پھر یار ساتھ تھا تو اس چھوٹی سی عیاشی کے مزے اور دوبالا ہو گئے، دستگیر نے بھی سبکو بھرپور سیر سپاٹوں کی جگہیں گمائیں لیکن اتنا گھومنے کے باوجود سب ایک دوسرے کی پیاری کمپنی کی وجہ سے بالکل نہ تھکے۔

لئیق کی اون لائن کلاس وہ بھی پہلی خاصی اچھی گئی تھی، بلیک ڈائمنڈ کے ذمے لگے فرائض اسے ہمیشہ یونہی نبھانے تھے، لعلین کا کپل اس اوٹنگ

میں ادھورا تھا لیکن مجبوری تھی، وہ جناب ویسے بھی ساتھ نہ ہو کر بھی لعلین کے پاس ہی محسوس ہونے لگے تھے۔

.._____..

آفرہدی حویلی میں اترتی یہ شام خوبصورت تھی کیونکہ سب ایک چھت تلے آن جمع ہونے والے تھے، ایک دوسرے کے لیے محبتوں کی پر خلوص شدتیں رکھتے دلوں میں والہانہ پن عود چکا تھا۔

نیہا اور ہمایوں کو بھی اس فیملی تقریب میں سب کی طرح مدعو کیا گیا اور وہ کپل بھی اس خوشی میں شریک ہونے پہنچا۔

افراہیم نے اپنا پورا دن بھلے گل لالہ کو دیا مگر وہ پھر بھی اداس رہیں، وہ لوگ وہیں سے آفریدی حویلی نکل گئے۔ جندل محل سے بھی دو گاڑیاں روانہ ہو

چکی تھیں جبکہ لعلین نے لئیق کا ویٹ کیا اور اسکے آنے کے بعد وہ وہ آئی پی کپل ایک ساتھ روانہ ہونے والا تھا، لئیق کے سب کے ساتھ نہ جانے کا وہ گلہ کرنا چاہتی تھی مگر موصوف جب سے آئے تھے، کسی نہ کسی فون کال پر مصروف تھے، وائن کلر ٹی شرٹ کے ساتھ وائیٹ پینٹ اور ہم رنگی سوٹ کوٹ پہنے، دائیں ہاتھ کی کلائی میں چمکتی گوال ڈائیل والی مہنگی گھڑی، پیر اپنے Aviators آکسفورڈ میں مقید جبکہ آنکھوں پر سجتے وائن کلر کے، سحر میں لپٹے جناب لعلین کے ریڈی ہونے کے منتظر تھے اسی بیچ فون کان سے لگائے ہی آفس روم کی جانب قدم بڑھائے اور وہیں سے مسکراتے ہوئے کمرے کی جانب۔

"میں بالکل نہیں بھولا جناب، آپ بھول گئے۔ یہ بتائیں کیسا چل رہا ہے سب؟"

لئیق جب روم میں داخل ہوا تو کال پر تھا ورنہ اپنی حسینہ کو وارفتہ نگاہوں کے ساتھ ساتھ لفظی ستائش و توصیف سے لازمی نوازتا، خود لعلین نے اپنی

توجہ کانوں میں ائیر رنگز ڈالنے کی سمت ہی دی جبکہ لئیق ایزد کی آنکھوں میں ٹھہرے رنگ نے دل کے نہاں خانوں میں ہلچل بیدار کی جس پر اسکے ہونٹوں پر خوبصورت مسکراہٹ بکھری، اپنے دہکتے ہوش ربا سراپے اور دیدار سے وہ کسی کا بھی ایمان ڈگمگا سکتی تھی پھر یہ تو لئیق ایزد تھا، اسکی چاہت میں پور پور جنون اور شدت سے سرشار۔

"سب بہت زبردست ہے لئیق بھائی، دراصل بابا سائیں نے مجھ سے رابطہ کیا، انھیں میرے ساتھ روا رکھے سلوک پر بہت ملال ہو رہا ہے۔ یہاں تک کہ میری اینجل سے شادی پر بھی انہوں نے مزید کوئی سختی نہیں دیکھائی.."

مقابل جمشید نے تازدہ دم مسکراتے چہرے کے سنگ یہ خوشی سب سے پہلے لئیق سے بانٹی جو حیرت زدہ اور مسرور ایک ساتھ ہوا، توجہ لعلین سے دقت سے سرکائی۔

کیا بات ہے آپکی، دیکھا اللہ نے اس نکاح کو آپکے حق میں کیسا مبارک کیا"
ہے۔ بھئی پھر تو گرینڈ ولیمہ جشن بنتا ہے۔ آفٹر آل جمشید تبرانی کے
"..سارے مسائل جو حل ہو گئے
لئیق کی شوخ تجویز مقابل بھی مسکراہٹ بکھیر گئی اور لعلین کی سماعت بھی
اسی جانب اٹکی تھی جو خود کو مزید سنوارنے میں مصروف تھی۔

جی بھائی دراصل آپکے ہی منتظر ہیں، میری اور اینجل کی زندگی میں آپ"
ایک ہادی بن کر آئے ہیں سو ہم آپکے بنا یہ جشن ہر گز منعقد نہیں کر سکتے۔
"..آپ نے کہا تھا آپ آئیں گے، کب آئیں گے لئیق بھائی
جمشید کے خلوص اور اتنے مان پر لئیق کو دلی مسرت ہوئی۔
ان شاءاللہ کچھ دنوں تک ہم آئیں گے، مجھے اور میری میسیز کو آپ دو کی"
"..اس خوشی میں شریک ہو کر دلی خوشی ملے گی
لئیق کے آنے کی خبر جمشید کے لیے شادی مرگ کی سی حالت تھی۔

ان شاءاللہ بھائی، ہمیں آپ دو کا شدت سے انتظار رہے گا۔ فی امان"
اللہ.."

اسی گرم جوشی کے سنگ جواب دیتے اور اجازت طلب کرتے ہی جمشید کی طرف سے رابطہ ٹوٹا البتہ لعلین کو ضرور تجسس تھا تبھی تو وہ چاکلیٹی لئیر ڈ میکسی ڈریس میں بہت سو برسی تیار ہو کر جب اپنی خوشبوئیں اور راعنائی بکھیرتی پلٹی تو لئیق ایزد علوی کو اس حسن کی ملکہ کے لیے کچھ لفظ تراشنے کے لیے لمحے سر کانے پڑے۔

آہاں! اس بگھڑے ہوئے لئیق ایزد کی شرارت تو آپ نے بڑی کامیابی"
سے چھپالی.."

پر شوق نگاہیں لعلین کے چہرے پر فرصت سے ٹکائے وہ معنی خیزی سے بولتا اسکی گردن پر مدیوشی کے سنگ ہتھیلی پھیرتے نزدیک چہرہ لا کر روکے بولا جو دونوں بازو اسکی گردن میں حمائل کرتی ادا سے مزید نزدیک ہوئی۔

شرارت نہیں تشدد کہتے ہیں اسے مسٹر، میرے پاس تو لمبے بال بھی"

"..نہیں جو میں تمہاری شرارتیں چھپانے کو ان بچاروں سے مدد لوں

لعلین کے معصومانہ احتجاج پر اسے ہنسی سی آئی جسے لئیق نے بڑی مشکل سے حلق میں دبایا، بازو اسکے پر بہار وجود کے گرد لپیٹ کر سانس بھرا۔

آپ تو ہلکان ہو کر اور جان لیوا لگتی ہیں۔ مجھے سیدھا سیدھا بہکا رہی ہیں کہ "

میں آپکو مزید یونہی تنگ کیا کروں، ویسے ابھی آپ کے لیے لئیق ایزد میں بہت نرمی ہے، جس دن آپ نے مجھے سچ کا پاگل کر دیا پھر تو بڑی مشکل

"..پیش ہو گی

مسکرا کر ان مخمور آنکھوں میں جھانکتے دانستہ شریر لہجہ اختیار کرتے اسکی رخسار سے ہونٹ سہلاتے اسی گردن کے چھپائے نشان پر بہکتے لب رکھے تو وہ بھی گہرا مسکائی، حواس پر حاوی لئیق کی خوشبو خود سے محسوس ہوئی جو اسکو دیکھنے اور سننے میں فرصت سے لگی تھی۔

"..منع کر رہی ہوں سر پھرے"

نہایت مدہم سرگوشی جسے سن کر وہ مسکرانے پر مجبور ہوا، سانس میں سانس لے کر بھی بات ماننے والی نہ لگی۔

"..لیکن میں منع نہیں ہو سکتا"

ضد کی صورت جواباً سرگوشی ہوئی اور مہکتے ہوئے لمس مانند ابر بکھرتے اگر وہ اسے ہوش نہ تھماتی، لعلین نے اسے خود سے نرمی سے آزاد کرتے توجہ وال کلاک کی جانب دلوائی۔

"..ہمیں دیر ہو رہی ہے لئیق"

اسکی شدتوں کا سوچ اس بے وقت وہ گھبرا اٹھنے میں برحق تھی تبھی لئیق نے بھی اسکے سر دپڑتے ہاتھ تھامے بچ نکلنے کا راستہ دیا جس پر لعلین تیزی سے اسکی نظروں سے ہٹتی ساتھ سے گزرتی کمرے سے باہر نکلی اور خود پر اک بھرپور نگاہ آئینے کے سنگ ڈالتے وہ بھی لعلین کے پیچھے ہی باہر نکلا، پورا سفر خوبصورت سی خاموشی اور آنکھوں کی کھٹی میٹھی چھیڑ خانی کی نظر

ہوئے اور پیارا ہوا، وہ لوگ مارکٹ بھی رکے اور مانی کے لیے اسکی برتھ ڈے کا گفٹ بھی لیا اور پھر سیدھے آفریدی حویلی پہنچے۔

وہیں مانی تو بالکل تیار ہو کر آئینے کے سامنے کھڑی اپنا آخری جائزہ لے رہی تھی جبکہ شہریار جب سے آیا تھا آفیشل کالز ہی نمٹانے میں لگا تھا، تبھی وہ تیار بھی لیٹ ہوا اور ہوتے ہی پھر سے کال سنتا ہی کمرے میں داخل ہوا۔ مانی نے سپیشل برتھ دے کے لیے اپنا فیورٹ میرون سلک کا سلور سکویر نیک شئیر ڈاے لائن ڈریس چوز کیا اور ساتھ سٹریپی ہیلز، میک آپ اس نے تھوڑا سموکی رکھا تاکہ رات کے فنکشن میں وہ گلو کرتی نظر آئے، شہریار بھی میرون شرٹ اور بلیک پینٹ اور کیجول بوٹس میں، کف لنکس لگاتے ہوئے بھی فون پر مصروف تھا مگر مانی کی خفا گھوری پر شہریار نے ان غیر ضروری کالز کا رابطہ فون کو سائلنٹ کرتے ہی توڑ دیا۔

مانی نے شیری کا گفٹ کیا لل پینڈٹ ائیر رنگز کے ساتھ پہنا تو اور پیاری لگی اور محال تھا اس بندہ بشر کے لیے اپنی آنکھوں کو اسکے روح پرور دیدار سے محروم کرنا تبھی تو بے ارادہ ہی اسکے پاس چلا آیا۔

"..تم اتنا کیوں سج رہی ہو، ابھی مت سجو"

اسکو آکر بازوؤں کے دل دھڑکاتے حصار میں بھرتے بوجھل سی سرگوشی کی جو شہریار کا کہا مانتی مسکراتے ہی اسکے حصار میں پلٹی اور اپنی آنکھوں کا محور اس بے قرار شخص کو بنایا۔

"یہ تو نارمل تیاری ہے مسٹر، آپکے لیے جب سجوں گی تو یہ پوچھنے کی مہلت بھی نہیں ملے گی آپکو.."

اپنی آفت نگاہیں شہریار پر جمائے وہ بھی سرگوشی میں بولی جبکہ شہریار جدون کے پاس اگر مرنے یا اس لڑکی سے جدا ہونے کے اس لمحے دو آپشن ہوتے تو وہ بلا جھجک مرنے کا چن لیتا مگر یہ ظالم دوری نہ سہتا۔

"اور وہ کب سجو گی؟"

اداسی چھپائے بھی نہ چھپی تو مانی کی مسکراہٹ بھی لمحے میں ختم ہوئی جب وہ اپنی رخسار، مانی کی گال سے رگڑتا اس کو خود میں بساتے بوجھل و مدہوش سرگوشی میں بولا۔

"..جب آپ واپس آئیں گے"

وہ اس وقت شہریار کو ان پہلیوں سے برا آزما رہی تھی جسکے لیے بچھڑنا بڑا مشکل تھا۔

"برتھ ڈے پارٹی سے؟"

وہ شیری کے سوال پر ہونٹوں پر امڈتی مسکراہٹ بے رحمی سے دبا گئی۔

جی نہیں، آپکے سفر سے واپسی پر۔۔۔۔۔دوبارہ اگر ایسا کہا تو میں آپکو"

"..جانے نہیں دوں گی۔مجھے سٹرونگ رہنے دیں

اپنی ہتھیلوں میں اسکے چہرے کو تھام کر انگلیوں کی نرم پوریں خدوخال سے مس کیے جذب و بے بسی کے سنگ بولتی گئی اور وہ اسے اپنی بازووں کے محور میں جکڑتا ہوا آہستگی سے اپنے سینے سے لگا گیا۔

"کیا گفٹ چاہیے ؟"

وہ جانتی تھی کہ وہ اس سے زیادہ مشکل میں ہے تبھی ان بازووں میں بنا اعتراض کیے تب تک رہنے کا سوچ چکی تھی جب تک وہ خود اسے آزادی نہ دیتا بھلے جسم اپنی اپنی حدت کیوں نہ بدل لیتے۔

آپکی آواز کی ڈھیروں ریکارڈنگز، جن میں آپ مجھ سے لاتعداد بار الگ" طریقوں سے اظہار محبت کریں، کچھ وہ جملے جنکو سننے کے بعد مجھے نیند آجایا کرے، کچھ وہ جنکو سننے کے بعد میں رونے کا فیصلہ ترک کردوں، کچھ وہ جن میں یہ تاکید ہو کہ مجھے اپنا، اپنے دل کا کتنا خیال رکھنا ہے۔۔۔۔کچھ وہ جو سنتے ہی مجھے لگے آپ میرے سینے پر سر رکھ کر مسکرا رہے ہیں، ایسے بہت سے لمس جنکو میں چھو تو نہ سکوں گی پر محسوس کروں گی.."

وہ ایسا سب امید نہیں کر رہا تھا تبھی اس لڑکی کی یہ خواہشیں سن کر آنکھوں کے کنارے کچھ چمکنے سے روک نہ پایا، مزید اسکو خود میں جکڑا جیسے اندیشہ ہو کہ یہ خوشبو ابھی چھن جائے گی۔

اس سے زیادہ بڑا ظلم ڈھانا نہیں سوجھا تمہیں؟ ہو کیا چیز تم آمنہ "
"..آفریدی۔ کیوں میرا جانا حرام کر رہی ہو
بے بسی، دکھ اور محبت کی شدت اسکی خفت بھری ڈانٹ سے ٹپک رہی تھی تبھی تو وہ بھری آنکھوں سمیت مسکرائی۔

آپ تو بہادر ہیں شہریار، مجھے بہادر رہنے کے لیے یہ آسرے چاہیں۔ مجھے "
یہی گفٹ چاہیے بس اور آپکا فرض ہے یہ سہولت دے کر مجھ پر یہ جدائی
"..آسان کریں
ضد و جنون بھرے لہجے میں وہ اس سے اپنا آپ آزاد کرواتی آنکھیں پلک چھپکنے کی ساعت میں رگڑتی بنا دیکھے ہی سرک کر پاس سے گزرنے لگی مگر وہ اسکی بازو جکڑے واپس کھینچے اسے اپنے قریب ٹھہر جانے پر مجبور کر چکا تھا۔

منظور ہے، اگر تم مجھے میرے جانے تک روتی نظر آئی تو اچھا نہیں ہو گا"
"..مانی

دھمکی بھی تڑپ کر دی گئی جس پر وہ دل جلا مسکرائی اور ہنس کر شیری کو اور سلگا گئی۔

ارے بھئی نہیں رو رہی، آپ کہہ کہہ کر سینٹی کر دیں وہ الگ بات ہے۔"
تین سال میں جتنے زیادہ دن ہیں اتنی راتیں بھی ہوں گی، ان کے آگے آپکی آوازوں کے لاتعداد ٹکڑے گرما نگ رہی ہوں تو برحق ہوں۔ خیر چلنا
"..چاہیے، سب پہنچ گئے ہوں گے

اس ماحول کے درد بھرے حصار کو جھٹک کر وہ اپنے دوپٹے کو نفاست سے کندھے پر پھیلائے بال ایک طرف کرتی مسکرائی مگر وہ وہیں ساکن ہو چکا تھا تبھی اسے اپنی طرف دیکھتا محسوس کیے وہ جھنجھلائی۔

شیری اس طرح دیکھنا بند کریں ورنہ اونچا اونچا چلاوں گی کہ مجھے یہ بندہ"
"..تاڑ رہا ہے

نجانے کیوں مگر شیری کا گہری جان لیوا، حسرت بھری نظروں سے دیکھنا اس وقت اسے جذباتی کر رہا تھا، یہ واحد حل تھا اسکے پاس بچ نکلنے کا، جس پر وہ بھی مسکرا کر اپنی نظریں مانی سے چرا گیا۔

آئینے سے ہمکلام وہ پر ملال آنکھیں ہنسیں، خود پر، اور مانی نے خود کی سرزنش کی کیونکہ وہ ان آنکھوں کے لمس کے لیے ترس جانے والی تھی۔

خیر یہ بیچ کی حدت بڑھاتی قربت کو اختتام بخشتے وہ بھی آفریدی حویلی روانہ ہو گئے جہاں سب پہلے ہی ان دو کی سپیشل آمد کے دل و جان سے منتظر تھے۔

مانی وہاں پہنچی تو اسکی توجہ اسی طرف تھی کہ کسی طرح اسے ساحل بھائی دیکھائی دیں مگر پارٹی کے بیچ اسے وہ کہیں نہ دیکھائی دیے۔

خود شہریار نے نوٹ کیا جیسا وہ سارا وقت تھوڑی فکر مند تھی۔

شہریار ایک ضروری کیس کے لیے اوٹ آف کنٹری جا رہا ہے سبکو اسکے جانے کے متعلق یہی بتایا گیا تھا، تمام افراد ہی تھوڑے بہت فکر مند تھے مگر

چونکہ یہ طے تھا سو سبکو نارمل ہونے میں زیادہ وقت نہ لگا، مدیحہ صاحبہ کو یہ سب سے بہتر اس لیے لگا کیونکہ مانی کی اتنی جلدی شادی ہونے پر وہ پہلے بھی فکروں کا شکار تھیں، سب بہت پیارے لگ رہے تھے اور مزید خوبصورت بات یہ تھی کہ آج سب ایک چھت تلے جمع تھے، الگ الگ ہونے کے باوجود سب کے بیچ جڑتے تعلق نے ان سبکو جوڑ دیا تھا۔

لعلین ابراہیم کو سب ایک یونہی درکار تھے، اور جب جب وہ سبکو مسکراتا ہوا دیکھ رہی تھی، اسکی لئیق ایزد سے محبت بڑھ رہی تھی، نمرہ، امی کی اچانک طبعیت خراب ہونے کی وجہ سے آنہ پائی تھی مگر اس نے مانی اور شیری کے لیے گفٹ ضرور ڈرائیور کے ہاتھ بھجوا دیے اور اسی کا پوچھنے مانی باہر لان میں آئی تھی۔

امی کا بی پی بہت ہائی ہو گیا تھا مانی، قسم سے میں بہت سیڈ ہوں کہ تیرا اتنا اہم دن مس ہو گیا"

نمرہ نہ آنے پر بہت اداسی میں مبتلا تھی مگر مانی کو اسکی امی کی فکر کرنا بہتر لگا۔

"ارے یار کوئی بات نہیں، امی زیادہ ضروری ہیں۔اب کیسی ہیں وہ؟"

مانی نے اسے بہت دوستانہ ہو کر اس گلٹ سے نکالے اسکی امی کی طبعیت دریافت کی جو اس وقت ممی کے پاس ہی بیٹھی تھی، اسکے ڈیڈ شیراز آفندی کچھ دیر پہلے ہی ڈاکٹر کو سی آف کرنے کمرے سے نکلے تھے۔

"..اب بہتر ہیں"

نمرہ پریشان تھی یہ مانی کو اسکے بجھے لہجے سے صاف پتا چل رہا تھا۔

"الحمداللہ، چلو ٹھیک ہے تم انکے پاس رہو۔ہم پھر بات کرتے ہیں"

مانی کو بھی چونکہ اندر جانا تھا سو اس نے اجازت چاہی مگر نمرہ کی پکار پر اسے فون بند کرتے کرتے رکنا پڑا۔

"تم نے بات کی مانی؟"

نمرہ کیا جاننا چاہ رہی تھی اسکا مانی کو بخوبی علم تھا۔

ابھی تو وہ مجھے کہیں دیکھائی نہیں دیے لیکن میری جیسے ہی ملاقات ہوتی"
"..ہے میں تمہیں ٹیکسٹ کرتی ہوں

مانی نے اسے تسلی تھمائی اور فون کاٹتے ہی وہ واپس اندر جانے کے بجائے لالہ کے نئے آتے ڈرائیور انکل کی طرف بڑھی جو چوکیدار بابا کے پاس کھڑے چائے پینے کے ساتھ باتیں کر رہے تھے جب مانی کے قریب آکر رکنے پر دونوں نے اپنی توجہ اس پر دی۔

بھائی، کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ لالہ کے پچھلے ڈرائیور ساحل بھائی کہاں"
"ملیں گے؟

مانی نے دونوں کو سلام کرتے ہی فوری ساحل کا پوچھا جس پر اس نئے عامر نامی ڈرائیور نے چوکیدار کی طرف دیکھا پھر مانی کی طرف۔

ساحل خان کل جاب چھوڑ گیا ہے،۔ میں آج ہی آیا ہوں، بھجت سر کا نیو"
"..ڈرائیور

یہ سن کر مانی کے چہرے پر سفیدی چھا گئی، وہ دو خود مانی کے پریشان چہرے کو دیکھ کر کچھ متفکر تھے۔

"واٹ! وہ اچانک جاب کیوں چھوڑ گئے۔ وہ تو لالہ کے بہت اچھے ساتھی تھے..."

مانی نے اسی افسوس کو برقرار رکھتے پوچھا۔

"یہ تو علم نہیں آمنہ بی بی، آپ یہ بھجت سر سے پوچھ لیں..."

عامر نے کندھے اچکاتے لاعلمی کا اظہار کیا جس پر وہ اسی اداسی کے سنگ چلتی ہوئی واپس پلٹی۔

"میں نے نمرہ کو کتنی امید دلائی تھی، یہ کیا ہو گیا۔ ساحل بھائی جاب ہی چھوڑ گئے... یا اللہ اب میں نمرہ کی مدد کیسے کروں گی..."

مانی کی پریشانی اسکی گرے آنکھوں سے ٹپکتی کسی اور کی نظروں سے ہر گز مخفی نہ تھی، شہریار نے اسکے باہر آنے سے لے کر چوکیدار اور ڈرائیور تک

جانے اور پھر پریشانی سے واپس آنے سب کو آبزرو کیا تبھی تو وہ اپنے
دھیان میں چلتی چلتی یکدم رکی۔
نظر اٹھائی تو شیری مشکوک نظروں سے اسے تکتا ملا، مانی نے گھبرا کر
چہرے کے رنگ فوری دبائے۔
"کیا کوئی مسئلہ ہے مانی؟"
شیری کا استفسار خاصا روڈ تھا۔
"نہیں تو، نمرہ کی ممی کی طبعیت بگھڑ گئی تو وہ نہیں آسکے گی۔ یہی بتانے
کے لیے کال کی تھی اس نے.."
مانی نے فورا بہانہ تراشا جبکہ شیری کی نظریں اسے کسی شک ہو جانے کا
ضرور بتا چکی تھیں۔
"اللہ صحت دے انھیں، سب اندر تمہیں ڈھونڈ رہے، آجاو.."

شہریار نے یونہی عیاں کیا جیسے وہ اسکے بہلانے پر بہل گیا ہے تبھی وہ چہرے پر چھائے دکھ کو دباتی مسکرا کر اسکے ساتھ تو بڑھ گئی مگر شہریار کی اسکے بعد پل پل توجہ مانی پر ہی جمی رہی اور اسے یقین تھا کہ یہ لڑکی کچھ چھپا رہی ہے۔

فنکشن دس بجے تک چلا اور ڈنر کے بعد کچھ گیسٹ چلے گئے جبکہ مانی، شہریار اور لئیق لعلین رہ گئے۔

شہریار اور لئیق تو پہلے ہی لان میں ٹہل رہے تھے جبکہ مانی اندر دادو اور لالہ کو بائے کہتی لعلین اور سیلی کے ساتھ ہی باہر آئی، شہریار نے جب مانی کو دیکھا تو وہ اسے سیلی سے بات کرنے کا اشارہ کر رہی تھی۔

وہ سب بھی لان میں چلے آئے، تقریب شاندار ہوئی تھی اور سب سے اچھا یوں سب کا ایک ساتھ مل بیٹھنا تھا جسے کم از کم شہریار بہت مس کرنے والا تھا۔

"بہت اچھا تھا سب، موڈ فریش ہو گیا سلینا۔ ویسے آپکے ہاتھ کے کھانے کی تعریف نہ کی تو ناانصافی ہو گی.."

سب نے سیلی کے کھانے کی تعریف کی تھی سوائے لئیق اور شہریار کے،
جبکہ لئیق نے تو یہ حق بھی جاتے جاتے ادا کر دیا مگر شہریار خاصا سنجیدہ
دیکھائی دیا، مانی پر غصہ بھی تھا جس نے ایک نا ممکن معاملے میں اسکے ہاتھ
پیر باندھ رکھے تھے۔

"تھینک یو لئیق بھائی، ویسے میری گڑیا بھی بہت اچھی شیف ہے۔ کبھی اس
سے بھی کھانا پکوائیں تاکہ محترمہ کی یہ گھریلو کوالٹیز بھی آپکے سامنے
آئیں.."

سیلی نے ذکر ہی ایسا کر دیا جس پر لئیق حیرت زدہ جبکہ لعلین تھوڑا بے چین
ہوئی، مانی ہنوز شیری کو دیکھ کر آنکھوں سے ہی بات کرنے کا اشارہ کیے
اسے چڑا رہی تھی۔

"لعلین! آپ نے ذکر بھی نہیں کیا۔ بس سیلنا اب آپکی اس لاڈلی کے ہاتھ
کے بنے کھانوں کو کھانا ہی رہ گیا۔ یہ میرے ساتھ جانے والی ہیں، دیکھیے گا

انکی یہ کوالٹیز کیسے نکھرتی ہیں۔ پھر تو لئیق ایزد ہو گا اور اسکی فرمائشی لسٹ.."

لئیق کے مسکرا کر اپنے ارادوں سے باخبر کرنا جہاں باقیوں کو ہنسنے ہر مجبور کر گیا وہیں لعلین نے گھور کر لئیق کو دیکھا جو اسے زچ کرتی مسکراہٹ دیتا بہت کیوٹ لگ رہا تھا۔

"..آپیا! یہ کیا ظلم ڈھادیا آپ نے مجھ مسکین پر"

مستقبل کا سوچ کر ہی لعلین نے باقاعدہ جھرجھری لی۔

"ہاہا میری جان لئیق بھائی تم پر ظلم کرنا تو دور، کوئی ظلم ہونے بھی نہیں دیں گے۔بے فکر رہو.."

سلینا کی تسلی اور لاڈ پر وہ مسکرا تو دی مگر دل میں اس جن سے پناہ ہی مانگی جا سکتی تھی تبھی تو وہ لعلین کی حالت سے جی بھر کر محظوظ ہو رہا تھا۔

"بالکل، خیر اب ہم نکلتے ہیں۔ میرا بچہ آگین سالگرہ کی بہت مبارک ہو۔"

"ٹھیک ہے شہریار، اللہ حافظ۔۔۔۔اینڈ بیسٹ آف لک فار یور جرنی.."

چونکہ رات کافی ہو گئی تھی سو لئیق کو اب اجازت لینا ہی مناسب لگا، مانی کو پیار سے تکتے وہ شہریار سے جس طرح گلے ملا یہ لمحہ اس سمیت وہاں موجود سبکے دل کو مسرور کر گیا۔

چونکہ مانی اور شیری بھی جانے والے تھے مگر لئیق اور لعلین کو سی آف کرتے ہی اسے یوں بنا شیری کے سیلئ سے بات کیے چلے جانا ہر گز منظور نہ تھا تبھی یکدم پلٹی۔

"اوہ میں دادو کا گفٹ تو وہیں بھول آئی، شیری ویٹ میں ابھی لے کر آتی.."

شہریار جو سر سے بھاری مصیبت کے ٹلنے پر مطمئین تھا، مانی کی چالاکی پر منہ بسور گیا جو فورا سے اندر بھاگی تاکہ شہریار اور سلینا کو بات کرنے کا موقع ملے، سلینا کے چہرے پر نہ خفگی تھی نہ شہریار کے کسی سلوک کی پھانس اسکے دل میں باقی تھی بلکہ وہ تو خود مانی اور شیری کے الگ ہونے پر باقیوں کی طرح اداس تھی۔

وہ اس سے بات نہیں کر پائے گا اسکا بھی اسے علم تھا تبھی یہ فریضہ خود سلینا نے نبھایا جو مسلسل شہریار کے یہاں وہاں نظریں گمانے پر اسکی بے چینی اچھے سے سمجھ چکی تھی۔

"..میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے شیری"

سیلی کے اس جملے کی بازگشت اسے اپنی آنکھیں کو بے ارادہ سیلی پر جمانے پر مجبور کر گئی، وہ کچھ لمحے کچھ بول ہی نہ سکا، آنکھوں میں تاسف کی انتہا تھی۔

"..لیکن میں نے تم سے کب معافی مانگی ہے"

اب بھی لہجہ مغرور رکھے وہ اکڑا جبکہ وہ خوبصورت سا مسکرائی۔

میں نہیں چاہتی تم معافی مانگو، تم نے جو کیا تھا وہ ایک غلطی تھی اور" دوستوں کی تمام غلطیاں قابل معافی ہوتی ہیں شیری۔ میرے دل میں تمہارا مقام پہلے کی طرح واپس بن چکا ہے صرف اس وجہ سے کہ تم نے اپنی بے لگام خواہشوں، ضد اور بربریت کو قابو کرنا سیکھا۔ تم کوئی غیر تو ہو نہیں کہ میں تمہارا گریبان پکڑ کر چیخوں یا چلاوں نہ سیلی ایسی اگریسیو

لڑکی ہے۔بس یہ چاہتی ہوں کہ تمہیں مجھ سے نظریں نہ چرانی پڑیں، تم میری لال کے لیے ہمیشہ سپورٹیور ہے،اسی طرح سیلی تمہارے لیے رہنا چاہتی ہے.."

اس شخص کی ساری بے بسی، دل کا گراں بوجھ اگر کوئی اتار سکتا تھا تو سیلنا کا یہ نرم رویہ ہی تھا، وہ اب بھی کچھ کہہ نہ پایا لیکن اس نے دوبارہ سیلی سے نظر نہ چرائی اور وہ جو بہانے سے اندر گئی تھی، داخلی دروازے کے پاس رک کر ہی اس نے شہریار جدون کے اعصاب سے اترتا یہ بوجھ نم آنکھوں سے دیکھا تو اسے لگا شیری سے زیادہ اسکا دل ہلکا ہوا ہے۔

"تم سب معاف کر چکی ہو؟"

بہت دیر بعد وہ ہمت اکھٹی کیے بس یہی پوچھ سکا، لہجے میں آس و حیرانگی ہنوز گردش کر رہی تھی۔

"ہاں، نہ کرتی تو تمہاری ان آنکھوں کی اجنبیت برقرار رہتی۔اور میرا دل دشمنوں کے لیے بھی ایسا سرد نہیں، تم تو میری آنکھوں کے سامنے رہ کر

پلے بڑھے اور آج اتنے بڑے پہاڑ بنے ہو، دوست ہو۔ میں نے دکھی ہو کر
بھی تمہارے لیے صرف دعا کی ہمیشہ، تب بھی جب تم مجھے قید کر کے
بھجت سے چھین لینا چاہتے تھے۔ اور دیکھو تمہیں وہ دعا لگی ہے جسکا شاید
کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ تمہاری محبت کی اصل حق دار آمنہ تھی جو
"..اللہ نے تم تک پہنچادی
وہ آج بھی ویسی ہی مہربان تھی، چاہے جانے کی مستحق جسکو پانے کا مستحق
بھجت جیسا قسمت کا دھنی ہی تھا۔

شہریار جدون کی ہر بوجھ سے آزاد ہوتی آنکھیں پہلے سے ہزار درجے
خوبصورت ہوئیں۔

"..تھینک یو"

اسے یہ کہنے میں سوچنا نہ پڑا اور مانی بھی ان دو کے پاس جب آ کر رکی تو
دونوں کی مسکراہٹ اسے بھی ملی۔

مانی! اس کو تم ہی سمجھاو کے دوستوں کو تھینکیو نہیں بولتے۔ بلکہ "
"..دوستوں کو شکریہ کے بجائے ایک پیاری سی دعا دیتے ہیں
آنکھوں میں شرارت بھرے دیکھ وہ شیری کو رہی تھی مگر مخاطب مانی سے تھی جس نے چہک کر سیلی کی تائید کی۔
"..جی بالکل شیری، چلیں دعا دیں میری سیلی کو اچھی سی"
مانی نے بھی رعب ڈالے سیلی کی ہاں میں ہاں ملائی اور وہ دعائیں دینے والا بھی بنا دیا جائے گا، یقین کرنا مشکل تھا۔

دعا دے دی ہے، جب لگے گی تمہیں پتا چل جائے گا سیلنا بھجت "
آفریدی۔ خیر اب ہمیں بھی اجازت دو۔ (مانی بی بی۔۔۔۔ تمہیں تو میں گھر
"..جا کر پوچھتا ہوں)
شہریار کا دعا دینے کا انداز بھی الگ تھا، فدا ہونے کا جی چاہتا، سیلی نے مسکرا کر شیری کے تین سالا سفر کے لیے نیک دعائیں سونپیں اور دونوں کو سی آف کیا، مانی کی مسکراہٹ اسکے ہونٹوں سے آج ہر گز ہٹنے والی نہ تھی اور وہ

جو اسے ڈانٹنے کا ارادہ کیے گاڑی میں بیٹھا، دل چاہا ہی نہ کہ اسکے ہونٹوں سے
یہ مسکراہٹ لمحے بھر کو بھی جدا ہونے دے۔
سیلی کا اپنا دل بہت ہلکا تھا تبھی جب پلٹی تو بھجت کے چوڑے سینے سے
باقاعدہ ٹکرائی تو دونوں ہنس دیے۔
مسکراہٹ کا روپ دھارتی ہنسی کسی پر سکون احساس کا جلد ہی روپ بدل
گئی، اسکی جبین چومے وہ سلینا کو بازوؤں کے حصار میں لیے کھڑا تھا اور
ماجرہ بھانپنے کی تگ و دو جاری تھی۔

میں نے شیری کو خود سے جڑے احساس جرم سے آزاد کر دیا بھجت، تاکہ "
جتنا ممکن ہو سکے اسکا دامن پچھتاوں سے آزاد ہو کر ہلکا ہو جائے۔ یہ دل اور
ذہن پر چھایا بوجھ، جسم رکھتے سامان سے زیادہ بھاری ہوتا ہے۔ پیر تھک
جاتے ہیں۔ میں نہیں چاہتی اسکی تھکن میں اضافے کا کوئی معمولی سا سبب
".. بھی میری ذات سے جڑا ہو

جب اسے بھجت سے عافیت و آسودگی میسر آئی تو سیلی نے اسکی آنکھوں میں دیکھ کر یہ سب کہا اور بھجت آفریدی دنگ تھا کہ اللہ نے اس لڑکی کو کس مٹی سے تخلیق کر دیا ہے، ہر گزرتے لمحے وہ بھجت کو اپنی محبت و الفت میں پور پور مبتلا کرتی جا رہی تھی۔

"تم فرشتہ صفت عورت اس لافانی دنیا میں شاید بھٹک کر آ گئی ہو، ورنہ تم جیسا ظرف اب ممکن نہیں رہا۔ جب جب تمہیں دیکھتا ہوں سلینا، اللہ کا شکر ادا کرنے کی توفیق ملتی ہے۔ تم اتنی مبارک اور متبرک ہو اس گناہ گار کے لیے، تم نے جو آج کیا وہ تمہاری جگہ میں ہوتا تو شاید اس خوبصورتی سے مر کر بھی نہ کر پاتا.."

اسکے اس فیصلے میں سراہ کر بھجت نے اسکے دل کو مزید شاد ماں کیا، کھل کر مسکرائی، بھجت کی دیوانہ وار نگاہوں سے اب تک گھبرا جاتی وہ اسکے پہاڑ وجود میں جذب ہو کر رہ گئی۔

میرے ساتھ آپ ہیں، مجھے اللہ نے ماں بننے کی سعادت دی، مجھے "
".. مبارک بنانے کا سبب آپ ہیں بھجت

اپنے کردار کی خوشنما خوشبو کا سہرا وہ بھجت کو سونپ کر اسکے دل کو جن راحتوں سے نواز دیتی تھی وہ اس شخص کو اس پوری دنیا کا خوش قسمت بنا دیتی تھیں۔

.._____..

پاکستان میں رات کے دس بجے تھے مگر نیویارک میں ابھی صبح کے بارہ بجے تھے، کل کا دن انتہائی مصروف گزارنے کے بعد اور کچھ دیر پہلے ہی وہ لوگ گھر آئے تھے کیونکہ لارا کا ریگولر چیک آپ تھا اور ڈاکٹر نے اسے ٹریول کی پرمیشن بھی دے دی تھی کیونکہ زخم بہت اچھے سے ہیل کر رہا تھا۔

لارا نے چینج کیا اور گھر کے نارمل خلیے میں آہستہ آہستہ چلتی باہر آئی تو لوئے کو ایپرن پہن کر کچن کا خلیہ بگاڑتے دیکھ کر ہنسی اور کچن کے دروازے میں کھڑی ہوئی۔

"لوئے.. ہٹو میں بناتی ہوں لنچ۔ تم نے تو مجھے آرام کروا کر وا کے بگاڑ دیا ہے"

آج وہ بہت ٹائم بعد سی فوڈ لایا تھا کیونکہ اسکے بقول لارا کو جلد ریکور کرنے کے لیے ایسی ہی اچھے کھانے درکار ہیں، لارا کی پیشکش پر وہ مسکرا کر پلٹا اور لارا کے کچن کیبن کے پاس آنے سے پہلے ہی بیچ میں حائل ہوئے اسے اپنے حصار میں بھرا۔

"بالکل نہیں، ابھی تم صرف ریسٹ کرو۔ بندہ ہے نہ تو پھر تمہیں کیا ٹنشن ہے، ویسے بھی یہ سب اورر کوک ہو گیا تو بدمزہ ہو جائے گا، اور میں نہیں چاہتا ہمارے سی فوڈ لنچ کی بربادی ان حسین ہاتھوں سے ہو.."

وہ اسے جس مہارت سے روک چکا تھا، لارا سمجھ نہ پائی کہ ہنسے یا ری ایکٹ کرے۔

"..میں بور ہو رہی ہوں، کچھ کرنے کو نہیں ہے"

نہایت روہانسے ہو کر بے بسی بتائی کیونکہ ہمیشہ سے زندگی کی جنگ لڑتے ہوئے اس نے خود کو آرام و سکون سے دور ہی رکھتے زندگی کاٹی تھی مگر یہ شخص اسکو اب کسی بے آرامی کے قریب بھی بھٹکنے دینا نہیں چاہتا تھا۔

لارا کی بوریئت کے بارے جان کر ان شریر آنکھوں میں لمحہ سر کنے سے پہلے بے خودی عود ی اور لارا کو اپنے اطراف خطرے کی گھنٹیاں بجتی سنائی دیں۔

"بہت کچھ کرنے کو ہے، تم مجھے دیکھ کر مسکرا سکتی ہو۔ میری تعریف کر سکتی ہو کہ مسٹر راک سٹار آپ باورچی بن کر بھی ہاٹ لگ رہے ہیں.."

لوئے کے مشورے حقیقی معنوں میں لارا کا دل اسکے سینے میں دھڑکنے سے کچھ ماورا کر گئے، دھڑکن تو محسوس کی جاسکتی تھی پر دل کے ساتھ ہوتی یہ چھیڑ خانی تو دھڑکنوں کی آواز محسوس کروا سکتی تھی۔

"..لیکن تم باورچی بن کر کیوٹ لگ رہے ہو"

مسکراہٹ ہونٹوں میں دبائے ہی لارا نے شرارت کرنی چاہی جبکہ وہ اپنا اگلا استحاق بھرا مظاہرہ لارا کے حواس سلب کرنے بناوار ننگ کے اسکے انہی متبسم ہونٹوں کی نرمیوں پر کیے سارے رنگ چرا لیتا لارا کا بیان عملی طور پر بدوانے میں کامیاب تھا، اس لڑکی کا دل لمحے میں جکڑنا اور اسے پورا پورا اپنی محبت کے سبب دھڑکانا لوئے کا پسندیدہ مشغلہ بن چکا تھا۔۔

"میں کیوٹ نہیں ہوں لارا، میں تمہارا امتحان ہوں۔ بائے داوے تمہارا چہرہ گلابی ہو کر ضرور کیوٹ وائبز دے رہا ہے.."

بائیں آنکھ بے باکی سے دبا کر وہ لارا کے سرخیوں میں ڈھلتے چہرے سے محظوظ ہوا جو ہاتھ کا پنچ بنائے اسکے سینے پر مارتی لمحے میں دور ہوئی اور میرنیٹ ہوئی فشن اور پرونز کو توجہ دی ورنہ لوئے بہزاد لمحہ لگاتا اور لارا کو اپنی راحت کی اس سب سے بڑی جیتی جاگتی وجہ کا اعتراف کرنے پر مجبور کر دیتا جو وہ ابھی افورڈ نہیں کر سکتی تھی۔

"یہ سب چھوڑو، ہم آسٹن کب جائیں گے لوئے۔اور پاکستان۔ٹرویول کی پرمیشن تو مل گئی نہ.."

لارا نے ماحول کی حدت کم کرنے کو خود ہی موضوع بدلا جبکہ سوشی پلیٹر جو لوئے نے پہلے ہی ریڈی کر دی تھی، سویا ساس کے ساتھ میز پر رکھی۔

"ہاں میری کوشش ہے کہ ہم بھابھی اور بروکے ملائشیا جانے سے پہلے پاکستان پہنچ جائیں، میں بروسے کنفرم کرتا ہوں کل ہی کہ وہ ایگزیٹ کب جانے والے ہیں۔تو ہم ایک دن آسٹن رہ کر سیدھے پاکستان نکل جائیں

گے۔۔۔اب میں کچھ ماہ وہیں رہوں گا، بروکے جانے کی وجہ سے دستگیر بھائی کو بزنس میں ہیلپ کروں گا۔۔"

لوئے نے مصروف سے انداز میں لارا کو بتایا تو وہ فوری سر ہلا گئی، اس شہر کی ہوا سے اب وہ خود بھی کچھ پل نجات چاہتی تھی۔

"اور میں وہاں اپنا کوئی کیفے اوپن کر لوں گی، کیونکہ مجھ سے فری بیٹھنا بہت مشکل ہے۔ کیک بھی بیک کیے جا سکتے ہیں، تم کیا کہتے ہو۔۔"

لارا نے پین میں اولیو آئل ڈالتے اسے ہیٹ اپ ہونے دیا جبکہ لوئے مسکراتا ہوا اسکے عقب میں آ کر رکا۔

"میں تمہیں تین چار بے بیز دے دوں گا تم انھیں سنبھالنا، ویسے بھی بابا کے دو ریسٹورنٹ ہیں۔ تم ایک سنبھال لینا پورا نئے کی کیا ضرورت ہے۔۔"

لارا کے ہوش تو اسکی پہلی ہی پھلجھڑی پر اڑے، یوں گردن گما کر گھوری جیسے اسکا سر توڑ دے گی۔

چار!۔۔۔۔۔دس کیوں نہیں میری جان بلکہ بارہ تو مسٹ ہونے"
چاہیں۔۔کرکٹ ٹیم جو بنانی ہے ہم نے۔۔۔پاکستان میں بھی اب چار کا
رواج ختم ہو رہا ہے لوئے بہزاد اور جیسیٔ مہنگائی ہو رہی ہے وہاں دو پر بھی
پابندی لگ جانی، تم مجھے پھر جیل بھجوانے کے پورے پلین کر رہے ہو۔ باز
"..آجاو، صرف ایک بے بی بس
میر نیٹ فش پیس پین میں احتیاط سے رکھے وہ اول تو اسے شرم دلانے کو
بڑبڑائی مگر پھر دنیا کے کشیدہ ہوتے حالات کی ساری فکریں کرتے فیصلہ
کن ہوئی کیونکہ لوئے صاحب کے ارادے اسے حقیقت میں ڈرا چکے تھے۔
ہاہا ایک، ایک تو لاڈلا ڈمیں ہی ہو جائے گا ڈارلنگ۔۔۔باقی پوری لائف"
کیا ہم بور ہو کر گزاریں گے۔نووے۔بچے تو چار ہوں گے اور یہی میرا
آخری فیصلہ ہے۔۔اب تم نے اعتراض کیا تو چار سے گیارہ بارہ ہونے میں

وقت نہیں لگے گا۔۔۔ چلو شاباش ہٹو، تم سوشی ٹرائے کرو یہ مجھے کرنے دو.."

لوئے نے اسکے تاثرات سے محظوظ ہوئے محترمہ کو سائیڈ پر کیا جس پر لارا نے اس کچی مچھلی کو دیکھ کر گندا سا منہ بنایا۔

"یہ بلا تم ہی کھاو غیر انسانی شوق رکھنے والے، میں سن باتھ لینے جا رہی ہوں۔ یا اللہ اس ظالم سے میری حفاظت فرمائیں۔۔ کیا کیا اول فول کھاتا ہے یہ شخص۔۔۔۔ کچی مچھلی۔۔۔۔ شکر ہے میں مچھلی نہیں ورنہ اسکے پیٹ کا کب کا نوالہ بن چکی ہوتی.."

باقاعدہ جھرجھری لیے وہ سوشی پلیٹر سے دو فٹ دور ہو کر سرکتی جیسے کچن سے بھاگی، لوئے بہزاد کے مست قہقہے نے اسکا باہر تک پیچھا کیا۔

باہر آئی تو موسم کی خوبصورتی نے ہونٹوں پر گداز تبسم جگایا، ہلکی ہلکی دھوپ نہ زیادہ تپش والی نہ ٹھنڈی اور اب یہ موسم اسے لوئے کے ساتھ کے سنگ اور حسین لگ رہا تھا۔

.....

میں نے سوچا تھا تمہیں ڈانٹوں گا مگر تم یوں مسکراتی رہو گی تو ایک لفظ"
"..بھی نہیں کہہ پاوں گا

ڈرائیونگ کرتے ہی اسکی مسلسل اور متواتر مسکان، شہریار جدون کے اس بے بس شکوے پر تھمی، گردن گما کر شہریار جدون کو دیکھا جو اسکی مسکراہٹ تک سے ہرٹ ہوئے جا رہا تھا۔

مجھے بہت اچھا لگا آپکا سیلی سے یوں واپس گھلنا ملنا جیسے بیچ میں وہ بد نما دن" آئے ہی نہ ہوں۔ میں کیوں نہ مسکراوں شہریار، میرے دل کو سکون ملا ہے.."

اسکی بازو تھام کر زرا آگے کو سرک کر بیٹھے ہی اپنا سر اسکی بازو سے ٹکائے آنکھیں موند گئی، اب شہریار کے ساتھ یوں سفر اسے بہت سالوں بعد نصیب ہونا تھا سو وہ اسکا ایک ایک لمحہ جینا چاہتی تھی۔

"..میں نے بھی نہیں سوچا تھا وہ مجھے شرمندہ ہونے سے یوں بچالے گی" مانی کی آہستہ آہستہ دھڑکتی دھڑکن محسوس کیے وہ خوشگوار لہجے میں بولا تو ہونٹ مانی کے بھی مسکائے۔

"دوست اسی کو کہتے ہیں، آپ خوامخواہ پریشان ہو رہے تھے۔ میں نے بھی انکو شروع میں لالہ کو ہم سے چھین لینے والی چڑیل سمجھا تھا، خدا گواہ ہے، وہ بہت پیاری ہیں۔ جب میری آپ سے شادی ہوئی تھی تب مجھے بہت سی پرسنل اڈوائزدیں بلکل مما کی طرح، سب بتایا کہ شادی شدہ لڑکی کے لیے کیا کیا ضروری ہے"

اپنی ہی دھن میں وہ یہ سب بول گئی جسکا ہوش میں تصور بھی مشکل تھا تبھی شہریار کے ہونٹوں پر غضب کا تبسم مانی کی اس مدہوش و شانت کیفیت پر ابھر کر معدوم ہوا۔

"..اچھا! یعنی تمہیں سب پتا ہے"

مانی جو نہایت پر سکون تھی، شیری کے اس سوال کی سرگوشی سنتے ہی پٹ سے آنکھیں کھول کر اپنا سر اٹھائے اسے دیکھنے لگی۔

"ن۔۔ نہیں، میرا مطلب تھا شیری کہ انہوں نے یہ بتایا کہ میرا آپ پر اور آپکا مجھ پر کس قدر حق ہے۔ پلیز کچھ الٹا مت سوچئے گا.."

فوری گھبرا کر تردید کیے وہ نا صرف اسکی بازو آزاد کر گئی بلکہ سمٹ کر اپنی جگہ بیٹھی مگر شہریار نے اسکی بازو کھینچے واپس اسے اپنی طرف دھکیلا تو وہ مزید ڈری۔

"..ایک لمحے کے لیے بھی دور مت جانا، پلیز"

وہ تمام تر مزاحمت بے اختیار ختم کر بیٹھی، دل شہریار کے حکم پر سر خم کیے دھڑکا، آنکھوں کی پتلیاں اس وجیہہ چہرے پر ساکن ہوئیں۔

"کیوں۔رہا نہیں جا رہا؟"

وہ بھی کچھ اداس ہوئی اور اسی کیفیت میں سوال کیا، شہریار نے لمحہ بھر سامنے سے نگاہ ہٹائے مانی کے چہرے کو دیکھا اور بنا سوچے سر کو نفی میں ہلایا۔

"..ایسے تو مت کریں، میں آپکے سوٹ کیس میں چھپ جاوں گی شیری"

واپس روہانسی ہو کر اس میں سمٹے باقاعدہ التجاء کی۔

"..کاش تم میری مٹھی میں آجاتی"

اسکے کان پر جھکتے شہریار نے اک بے بس سرگوشی کی جس پر مانی کی آنکھیں بھیگ سی گئیں۔

"..اور مٹھی کھلتے ہی ریت بن کر زمین پر گرتی، ہے نہ"

وہ خود کو کمزور نہیں کرنا چاہتی تھی تبھی رندھی آواز سے ہی بڑبڑائی، انداز میں بچگانہ سا جلال تھا۔

"اسی ہتھیلی کو دل سے لگاتا بھلے وہ ریت سے اٹی ہی کیوں نہ ہوتی، تمہیں گرنے دے سکتا ہوں کیا؟"

پھر سے اس ظالم کے تڑپانے کے ڈھنگ، رونے سے منع کر کے اب وہ خود مانی کو افسردہ کر رہا تھا۔

"پلیز شیری۔ کیوں جاتے جاتے میری طبعیت بگھاڑنا چاہتے ہیں۔ میں آپکو اچھے سے بائے کرنا چاہتی ہوں.."

بے بسی کی آخری حد پر اس نے شیری سے التجاء کی اور وہ اسکی خوشی کے لیے بہت سی باتیں دل میں سمیٹ گیا۔

واپس آکر اس نے ممی بابا کو شب بخیر کہا اور سیدھا روم میں آیا، تب تک مانی چینج کر چکی تھی اور بالوں کو برش کیے انکے ڈھیلے سے بن میں ڈھال رہی تھی جب شہریار نا صرف روم میں آیا بلکہ مانی کے قریب رکتے ہی اسے یہ

زلفیں سمیٹنے سے روکتے ہی اسکے ہاتھوں سے ہیئر بینڈ لے کر ڈریسنگ پر رکھا اور مانی کے بال کھولے جو آبشار کی مانند اسکی کمر پر پھیل کر اسکے پھول بدن کی چھلکتی راعنائی کا نقاب بنے ورنہ آج وہ اسے اپنے نرم گرم لمس چکھنے پر تفصیلی مجبور کیے کہیں کا نہ چھوڑتی، پلٹ کر وہ بنا اسے دیکھتی شیری کے سینے سے لگی تو یہ خاموش مگر بہت کچھ کہتے احساس کو محسوس کرنے وہ بھی بازو مانی کے گرد حائل کر گیا۔

"..تھینکیو مانی"

بہت دیر بعد جب وہ خود بھی کچھ سنبھل کر بہتر ہوئی تو شیری کی مدھم آواز پر اسکے روبرو ہوئی مگر ہنوز شہریار نے اسے اپنے ساتھ لگا رکھا تھا۔

"وہ کیوں؟"

وہ بھلے مسکرائی پر اسکی آنکھیں یوں تھیں جیسے مستقل درد سا دل میں گھل رہا ہو اور اثر آنکھوں تک اتر آیا ہے۔

میری اس مشکل میں مدد کرنے کے لیے، مجھے ہمت دینے کے لیے۔ مجھے "
یہ فیل کروانے کے لیے کہ کوئی میرا بھی ایسا ہے جس کا آخر ہوں۔ جسے
اپنے دل سے زیادہ میرے دل کے بوجھ یاد رہے، میں تمہیں بہت مس
".. کروں گا، شاید اتنا جتنا آج تک کسی نے کسی کو نہیں کیا
اپنے چہرے سے جڑے شیری کے مضبوط ہاتھوں پر اپنی ہتھیلوں کی
ٹھنڈک پہنچائے وہ اس اہمیت پر آزردہ ہونے کے باوجود مسکرائی۔
"... میں بھی کروں گی، ہر لمحہ "

جذب نے مانی کی آواز بے حد بھاری کر دی، اب وہ اسے یہ بھی کہاں کہہ
سکتی تھی کہ وہ اسے چھوڑ کر مت جائے، مگر اسکی آنکھیں زبان کی طرح
مجبور نہ تھیں وہ تو ڈنکے کی چوٹ پر سب کہہ رہی تھیں، ہجرت کرتے
مسافروں کی آنکھوں میں کتنا درد ہوتا ہے یہ ان سے بچھڑنے والا محبوب
ہی سمجھ سکتا ہے۔

مجھے ایسے دیکھیں گے تو خوف کھا جاوں گی، ایسے کوئی کسی کو آخری بار"
دیکھتا ہے۔ ہم ان لوگوں جیسے تو نہیں ہیں شیری، دل کو مضبوط رکھیں۔
"..میں ابھی تو آپکے پاس ہوں
مزئد اس کی صبر آزما نگاہیں اس سے سہی نہ گئیں تو وہ واپس اس سے لپٹ کر
گڑ گڑا سی دی۔
میرا دل پہاڑ جیسا تھا، لیکن تمہارے سامنے چھوٹا سا پتھر تک نہیں"
رہا۔۔۔ تم نے میرے ساتھ اچھا نہیں کیا آمنہ، مجھے اپنی ایسی عادت ڈال
"..دی ہے کہ یہ تین سال، گہری کھائی سے بھی تاریک لگ رہے ہیں
وہ اسکو سینے سے لگائے ہی سوز کی کیفیت میں بڑ بڑایا جس میں تلخی نمایاں
تھی اور وہ اپنے اطراف سے نرمی کے سنگ اسکی بازو کھول کر سرد نظروں
سے گھوری۔
آپ مجھے رلانا چاہتے ہیں، لیکن سوچ لیں۔ صرف رونا نہیں میں نے،"
"..تین سال کی ایڈوانس بے بسی کا واویلہ مچانا ہے

وہ اسے آخری بات دھمکا رہی تھی کیونکہ مزید اس لڑکی میں سہنے کا حوصلہ نہیں تھا۔

"..روئی تو جان لے لوں گا"

یکدم ہی وہ بھڑکا تبھی تو وہ اور الجھی کہ آخر یہ بندہ چاہتا کیا ہے، پکڑ کر اسے بیڈ کی پائنتی پر بیٹھائے وہ اسکے پاس ہی جا کر کھڑی ہوئی اور بازو اسکی گردن میں حائل کیے شیری کا سر اپنے سینے سے لگایا۔

"..تو مت رلائیں پھر"

مانی کی حسرت بھری گزارش پر شہریار نے اسکے گرد بازو حائل کیے اور چہرہ اسکے سینے میں چھپایا، مانی کو اس وقت صرف شیری کی فکر تھی جو اس سے زیادہ اداس تھا، وہ اسکے دل کی دھڑکن کو باآسانی محسوس کر سکتا تھا، اور وہ اس وقت نہ گھبرا رہی تھی نہ شہریار کے خود میں سمٹنے پر بے چین تھی بلکہ کہیں اور ہی غرق تھی۔

"..شیری! سوتے ہیں"

شہریار کی بڑھتی گستاخی جب لاڈ سے تجاوز کرتی محسوس ہوئی تو وہ فورا سے پہلے اس جان لیوا حصار سے نکلی اور تبھی وہ بھی ہوش میں لوٹا تو مانی کی مشکوک حرکتیں ذہن میں یکدم بیدار ہوئیں۔

"..یہاں آو زرا"

اسے بھاگتا دیکھے شہریار نے ایک ہی جھٹکے سے کھینچ پرمانی کو خود پر گرایا، توازن برقرار نہ رکھتے سیدھی شہریار پر جا گری مگر وہ اس وقت کسی خمار و سرور کے بجائے خفگی میں تھا، بیڈ پر چونکہ وہ بھی لیٹ چکا تھا سو فوری ہاتھ کی پہنچ میں آتے تکیے کو کھینچ کر سر کے نیچے رکھا اور سینے پر بکھر جاتے مانی کے بال پکڑ کر سمیٹے۔

"..شیری کیا ہو گیا، آنکھیں کیوں نکال رہے ہیں"

اس پر حاوی مانی نے اسکے گھورنے کے بیچ بمشکل حلق سے آواز نکالی۔

بتاو کیا مسئلہ ہے، یہ جانتے بوجھتے کہ ہمارے پاس صرف آج کی رات"
ہے۔ تم اپنی توجہ مجھے دینے کے بجائے نا جانے کن سوچوں میں گم ہو، کوئی
"..بات ہے تو کہہ دو
اسے مانی کا کہیں اور کھویا ہونا زرا برداشت نہ تھا تبھی لہجہ سخت کیے وہ اسے
ڈانٹ گیا۔
شیری! آپکو اپنے سیکرٹ مشن کے بارے بتانا تو نہیں تھا پر اب مجبوری"
ہے کیونکہ آپ ناراض ہو رہے۔ ایکچولی میری دوست نمرہ ہے نہ وہ ساحل
بھائی سے محبت کر بیٹھی ہے۔ میں نے اسے پوری امید دلائی تھی کہ میں
ساحل بھائی سے بات کر کے انکو منالوں گی مگر آج جب گھر گئی تو پتا چلا وہ
جاب ہی چھوڑ گئے۔ مجھے سچی کا رونا آ رہا تھا، نمرہ کی حالت سمجھ سکتی ہوں۔
جب اسے یہ کہوں گی کہ میں اسکی مدد نہیں کر سکتی تو وہ کتنی دکھی ہو جائے
"..گی

کچھ ایسا ہی شیری بھی امید کر رہا تھا تبھی تو ہلکان و پریشان ہو کر یہ روداد سناتی مانی کو سننے کے بعد وہ کافی پر سکون نظر آیا۔

"اوھو یہ تو بین الاقوامی مسئلہ ہے جسے محترمہ آمنہ آفریدی کے سوا کوئی حل نہیں کر سکتا، ہنہ اب تم یہی مسئلے حل کرنا۔ میں سونے لگا ہوں.."

بھلے دل ہلکا سا ہوا مگر وہ روٹھ کر اسے خود سے ویسے ہی جھٹکے سے بیڈ پر گراتا منہ بنائے پرے سرک کر ٹھیک سے لیٹا جس پر مانی نے فوری اٹھ کر اسکی بازو جکڑی۔

"شیری، ناراض تو نہ ہوں۔ وہ میری اکلوتی دوست ہے.."

چہرے پر دنیا جہاں کی معصومیت سجائے منت کی گئی جس پر وہ اپنی خفگی سنجیدگی میں بدل کر اسکی طرف دیکھنے لگا جو دل و جان سے پہلے ہی اپنی توجہ شیری پر دیے ہوئے پاس آکر بیٹھی۔

"اب میری سنو! وہ جو ساحل تھا وہ دراصل تمہارے گھر میں میرا جاسوس تھا۔ بھجت اور سیلی کے ساتھ ساتھ تم ہر نظر رکھنے کو بھیجا تھا میں نے اسے،

ہی ازمائی مین۔۔۔اوراب وہ میرے کام سے کہیں اور بزی ہو گیا ہے۔

"..صدمے سے نکل آو باہر

یہ سب شہریار نے اسے جس طرح گولی کی رفتار سے بتایا، کئی لمحے تو وہ سکتے کی سی کیفیت میں کچھ بول ہی نہ سکی، کیونکہ اسے خدشہ تھا آواز حیرت سے پھٹ جائے گی۔

کیا؟ جاسوس۔۔۔اللہ اللہ نمرہ کا دل ایک جاسوس لے اڑا۔۔۔ناٹ"
فئیر شیری، یہ کیسی کیسی خرافاتی حرکت کر رکھی آپ نے۔ توبہ وہ ساحل بھائی شکل سے کتنے معصوم لگتے تھے، آپکے آدمی ہیں تو آپکی طرح خطرناک

"..ہی ہوں گے۔۔۔ہائے میری اکلوتی دوست کدھر پھنس گئی

دہائی وحیرت کا برملا اظہار کیے مانی نے آنکھیں پھیلائے بڑبڑاتے جو بھی کہا اس پر شہریار کو ضرور ہنسنا پڑا۔

لیکن مجھے لگتا ہے وہ نمرہ کے بجائے کسی اور میں دلچسپی رکھتا ہے، جسکا ابھی"
"..تک مجھے بھی علم نہیں

یہ سننے میں مانی کو لگا کسی نے اسے پکڑ کر جنجھوڑ ڈالا ہو، کتنے ہی لمحے وہ سن سی ہو کر رہ گئی۔

واٹ ! کوئی اور۔۔۔۔ یا خدا۔ نمرہ تو یہ سن کر بہت ہرٹ ہو گی۔ کون ہے"

"وہ چڑیل۔ شیری، کیا آپ اس بارے کچھ نہیں کر سکتے ؟

صدمے سے پیلی پڑتی صورت کے سنگ وہ روہانسی ہوئی جس پر شہریار نے اسکے سوال کے جواب میں آئبرو سکیڑے اور پکڑ کر مانی کو خود پر حاوی کیے لیٹا یا۔

"..فی الحال بھاڑ میں جائیں سب، اپنی توجہ مجھے دو ورنہ اچھا نہیں ہو گا"

شہریار کے جنونی ہونے پر مانی جو اس پر حاوی ہونے کی گھبراہٹ سے نہ نکلی تھی، اسکے چڑنے پر بمشکل ہنسی روک سکی۔

"...سو مین"

مانی نے ہنوز دل جلایا۔

یس آئی ایم۔۔۔۔میرے اور تمہارے بیچ کسی کا ذکر بھی برداشت "
"..نہیں ہے

ناجانے کیوں مگر شہریار کو جو شک لاحق تھا وہ اسے اندر سے عجیب سی تکلیف دے رہا تھا کہ اگر اسکا اندازہ ٹھیک ہوا تو ناجانے وہ اسکی ساحل خان کو کتنی کڑی سزا دے بیٹھے گا۔

میں نہیں کروں گی اب کسی دوسرے کا ذکر، جو آپکو پسند نہیں وہ میرے "
"..لیے بھی غیر ضروری ہے

وہ فوری شہریار کی الجھن سمجھ کر بات بدل گئی تو وہ بھی خفگی سے نکل کر مانی کی خوبصورت آنکھیں اور مسکراہٹ دیکھنے لگا۔

"میرے گفٹ کا کیا ہوا؟"

اپنے ہونٹوں پر بھٹکتی شیری کی نظر کی تپش سے گھبرائے وہ فورا اسکا دھیان بھٹکانے کو بولی۔

"..تم سو جاو گی تو ریکارڈ کروں گا"

صاف گوئی سے جواب دیا تو وہ اسکے چہرے سے چہرہ جوڑے وہیں سر ٹکا گئی۔

"اور اگر میں سونا نہ چاہوں تو"

مانی کی آواز میں شوخی تھی۔

"..میں بھی سونا نہیں چاہتا"

وہ اسے اپنی خواہش پہلے ہی بتا رہا تھا اور وہ تبھی مسکائی، دل کی دھڑکنیں آہستہ آہستہ بڑھ رہی تھیں، جسم کی حدت شدت پکڑ رہی تھی، فسوں خیز لمحے کسی اور طرف رخ کرنے کا امکان لیے ہوئے تھے، شہریار کے ہاتھ مسلسل مانی کی کمر پر رینگ کر امتحان سے دوچار کر رہے تھے اور پھر جب اسکی نائیٹ شرٹ کمر سے سرکی اور شیری کا ہاتھ اسکی کمر کی ملائم جلد سے مس ہوا تو مانی کی مسکراہٹ تھمی بھی اور چہرے پر سرخی سی چھلکی۔

"..شیری! اس طرح مت ٹچ کریں"

نہایت آہستگی سے مانی نے اسکے دہکتے گدگداتے لمس سے نجات مانگی مگر وہ تو جیسے اسکی سننے کے موڈ میں ہی نہ تھا۔

"..مجھے تنگ مت کرو"

رعب واستحقاق سے آنکھیں موند کر اپنے سکون میں مانی کو ہلچل برپا کرنے سے روکا اور ہاتھ کی بے ادبی اور گستاخی مزید سنگین کی جس پر وہ سر تا پیر لرز اٹھی۔

"..اور آپ۔۔۔ب جو مجھے کر رہے"

سر اٹھا کر غصے سے بولی جس پر اسی کمر پر رینگتے ہاتھ کو جکڑے خود پر جھکاتے ہی وہ اسکے اعتراض کرتے ہونٹوں کو اپنی سانسوں کی خوشبوؤں میں بھیگنے کی پوری ظالمانہ قید بخش چکا تھا جو سزا تھی، اسکے سکون میں حلل ڈالنے کی، مانی خود کو اس طرح شیری کے رحم و کرم میں مبتلا دیکھ کر سر تا پیر کپکپاہٹ میں لپٹی، اسکے سینے پر دباؤ دیتے پرے سرکی تو چہرہ مکمل سرخ ہو چکا تھا۔

آپ اپنے پ۔۔پرامس سے مکر رہے، ایسے تو آپ مجھے مار دیں گے"
شیری۔پلیز رحم کھائیں۔ویسے نہ مری تو آپکی ایسی کمی سے لازما مر جاوں
"..گی۔۔۔۔مجھے سمجھنے کی کوشش کریں
وہ سانس تیز تیز کھینچتی اس پر سے پرے سرکتی اٹھ بیٹھی اور شہریار نے
واپس بازو کھینچے اسے خود پر جھکایا تو اپنی آنکھوں سے ٹپکتے آنسو وہ روک نہ
سکی۔

"..مجھ سے دور مت جاو پلیز"

وہ آنکھوں کی نمی شیری کے بوجھل بے بس جملے نے چھلک اٹھتے آنسو میں
بدل دی تبھی روتی ہوئی وہ واپس اس کے سینے سے جا لگی۔
"..اوکے لے لیں جا۔۔۔جان مانی کی۔۔آپ سے اچھی تھوڑی ہے"
سسکی بھرتے ہوئے اس لڑکی نے خود سپردگی کا اعلان کیا مگر وہ بس اسے
خود میں بسانے پر ہی اکتفاء کر سکا، دیکھ چکا تھی اسکے جنون کی شدت نے مانی
کو آدھا کر دیا تھا۔

"..اچھی ہے، جب بہت پیاری ہو جائے گی پھر لوں گا"

مانی کے آنسو اداس سی ہنسی میں بدلے کیونکہ یہ کہہ کر وہ ویسے بھی جان لے چکا تھا۔

"..میرا دل د۔۔دیکھیں ابھی تک کانپ رہا ہے"

وہ اسے بتا رہی تھی جو اسکے حرکت کرتے سینے کا رقص بھرپور اپنے جسم میں اترتا محسوس کیے اسکے دل کی شوریدہ آواز کو اپنے کانوں سے سن رہا تھا۔

"..تم پوری کانپ رہی ہو، حد ہے مانی"

تھوڑی برہمی تو اسکا حق تھا جس پر مانی نے چہرہ اسکی گردن سے نکالے اداس ہوئے دیکھا اور اسکی ناراضگی تکتے ہی اپنے ہونٹوں کا لمس اسکی گال پر رکھا جسے شہریار جدون نے بڑی شدت سے سرکا کر واپس اپنی بوجھل سانسوں کی جانب کرتے ہی کروٹ لی اور یوں مانی اس پہاڑ تلے دب جانے کے باوجود بخش دیے جانے پر خطرناک سا ہنسی، بھیگی آنکھوں کے سنگ۔

"..بہت بری ہو"

جھک کر اسکی پیشانی چومتا اسکے چہرے کا ہر ہر نقش اپنے ہونٹوں کی مہر سے مہکائے مانی کے ہاتھ میں انگلیاں جکڑے اسکے کندھے پر سر رکھ کر آنکھیں موند گیا۔

"ہاں بری ہی ہوں، کوئی اور ہوتی تو تین سال کا پیار ایڈوانس میں ایک ہی رات میں نکلواتی پھر آپکے چودہ طبق ہوتے روشن۔ لیکن بندی ابھی بہت معصوم سی بچی ہے سو بری کا لیبل منظور ہے۔اب سو جائیں.."

شیری نے ہی ڈھیل دی کہ میڈم سر چڑھ کر اترائیں۔

"اسکا بدلا لوں گا یاد رکھنا.."

آنکھیں موندھے ہی وہ انتقامی ہوئے بڑبڑایا۔

"یاد رکھوں گی، بس آپ مت بھولنا.."

شرارت بھری مسکراہٹ دبائے وہ شیری کے آدھے توانا و پہاڑ جسم کے خود پر حاوی بوجھ کو بھی راحت ہی محسوس کر رہی تھی جو خود مانی کے جواب پر ہونٹوں کو متبسم رنگ میں پھیلنے سے روک نہ سکا۔

میں تو ابھی بھی اپنے چودہ طبق روشن کروانے کو دل و جان سے خاضر "

"..ہوں، انسان کو باتوں سے زیادہ عملی طور ہر سٹرونگ ہونا چاہیے

وہ اسے کس طور پر یہ جتا رہا تھا، لہجے میں امڈتے محسوس کن جذب کے سبب مانی نے اپنی آنکھیں کھولیں۔

تو اپنی ننھی جان کے لحاظ سے کیا میں اپنے کہے میں عملی طور پر سٹرونگ "

"..نہیں ہوں، بائے داوے آپکو مجھ سے ڈرنا چاہیے شیری

سوال کے ساتھ ہی وہ اسکی بے خود نگاہوں کے ملائم اثر کو محسوس کرنے کے بیچ دھمکا بھی رہی تھی، شہریار نے بازو کھول کر تکیہ کھینچے مانی کے برابر میں رکھ کر اپنا سر رکھتے ہی نظر اس سے ہٹالی۔

مجھے تم سے ڈر لگا تو اس کو ہٹانے کے لیے میں جو کروں گا وہ تمہارے حق "

"..میں بالکل بہتر نہیں ہو گا آمنہ آفریدی

یہ کہنے کے لیے وہ دانستہ نظریں چرا چکا تھا اور مانی نے ہونٹوں پر امڈتی مسکراہٹ اک ادا سے دباتے اسکی بازو کھینچ کر اپنے سر کے نیچے کھولی اور

مکمل اسکے ساتھ جڑھ کر لیٹی، اپنا ہاتھ بڑھا کر شیری کی گردن کے اطراف لپیٹا، شہریار کو گردن اسکی جانب موڑ کر مانی کی گلابی پڑتی، دکھ، محبت اور ضد کے اچھوتے ملاپ سے سجی احمر آنکھیں دیکھنی پڑیں جو شہریار جدون کے جذبات کے سمندر میں خفیف سی لہر برپا کر گزریں۔

"آپکو ڈراوں؟"

مانی نے اپنا ہاتھ اسکی گردن سے ہٹائے شرٹ کے بٹنز پر رکھا تو مانی کے بٹن کھولنے پر شیری نے اسکا ہاتھ وہیں جکڑ کر مٹھی میں غضبناک تیور دیکھائے لاک کیا۔

"کیا ہے میری عزت پر کیوں ہاتھ ڈال رہی ہو؟"

مانی کی گلابی آنکھوں میں آنکھیں گاڑے سلگ کر بولا۔

"مجھے آپکے بائسپس اور سیکس پیکس دیکھنے ہیں اور وہ ٹیٹو بھی جسکی آپ بلیک وولف بن کر ڈی پی لگاتے تھے"

مانی کے نہاہت اطمینان سے دیے جواب پر شیری نے اسکی مشکوک دبائی مسکراہٹ آئیبرو اچکا کر ملاخظہ کی۔

"..میلا نہیں لگا جو تمہیں سب دیکھنا، بھاگو یہاں سے"

اسکا ہاتھ اپنے گریبان سے ہتائے نروٹھے پن سے ڈانٹا مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوتی پھر سے زرا اٹھ کر اس پر جھکی اور ایک بار پھر شیری نے اسکے دونوں ہاتھ پکڑ کر پیچھے باندھے تو وہ بالکل بے بس اور بے حرکت سے اسکی قید میں گرفتار ہوئی، خفیف سا گھبرائی بھی کیونکہ شرارت الٹی بھی پڑ سکتی تھی۔

"اب کہاں جاو گی مجھ سے بچ کر، مجھے ڈرانا چاہتی ہو۔ لیکن جکڑی ہوئی تو تم ہو مانی۔۔۔دیکھو دل تمہارا ایسی حرکتیں کر رہا ہے جو بے وقت بہکا سکتی ہیں.."

وہ مانی کو جکڑے زرا چہرہ اٹھا کر اسکی ٹھوڑی چومتا جذبات کی رو میں بہنے لگا تھا اور وہ تیز تیز سانس لیتی اپنے بے قابو دل کی حرکت کی تیزی کے سنگ شہریار کا ایمان ڈگمگا رہی تھی۔

ش۔۔شیری۔۔۔پکاب نہیں کروں گی۔لیکن آپ میرے سامنے کبھی"
"..مکمل شرٹ لیس نہیں آئے بس تجسس تھا کہ کیوں خود کو چھپاتے ہیں
خود کو شیری کے رحم وکرم پر محسوس کیے وہ صاف گوئی سے بولی جو بات
کے بیچ اسکی سیاہ لمبی پلکوں کی لرزش، بات کے آخر تک ہونٹوں کو دانت
سے نوچنے اور اس تجسس سے ایک جیسا محظوظ ہوا۔
یہ مرد کے اندر موجود حیا کی ایک قسم ہے،"
"..اب سے پہلے تک ہمارا رشتہ عام تھا سو مجھے وہ جھجک برقرار رکھنی تھی
وہ اسکے سنجیدہ جواب پر اور اس جواب کی خوبصورتی پر پہلے مسکرائی اور پھر
کمر پر بندھے ہاتھوں کے دکھنے پر سسکی جس پر شیری نے فورا اسکے فتنہ خیز
ہاتھ آزاد کیے۔
لیکن اب کیوں برقرار رکھنی ہے یہ جھجک، میرا حق ہے میں آپکو اس"
"..طرح دیکھوں

اپنے انوکھے حق جتانے اور بازو شیری کی گردن کی اطراف لپیٹنے پر وہ نظر پھیرے ہنسا۔

امید نہیں تھی کہ یہ چھٹانک بھر کی لڑکی اتنی منہ پھٹ ہو گی، انسان کو" کچھ باتیں کہنے سے پہلے سوچنا چاہیے۔'اس طرح' سے میں کچھ بھی مطلب لے گیا تو؟"

واپس اپنی آنکھیں مانی پر جمائے وہ اپنے ان شوخ ذو معنی سرگوشی پر مانی کے چہرے کو سرخ کر چکا تھا جس نے فوراً شرم و خوف سے اپنا چہرہ اس کی گردن میں گھسیڑا۔

"..شیری آپ بہ--بہت بتمیز ہیں"

دبی سی منمناہٹ پر شہریار اسکے گرد بازو لپیٹ کر ہنسا کیونکہ یہ لڑکی اسکی زندگی کی ایام اسود کا نور تھی، اس جدائی میں وہ مانی کی یہی باتیں یاد کر کے ہنسنے والا تھا۔

تومت اس زخمی شیر کو جگاو بھیگی بلی، بائے داوے میری باڈی پر کوئی ٹیٹو"
نہیں۔ وہ فیک ٹیٹو تھا جو کچھ دن بعد مٹ گیا تھا۔ جبکہ میں تمہیں اپنے
بائسپس اور سیکس پیکس واپسی پر آکر دیکھاوں گا کیونکہ اسکی تمہیں بھاری
"..قیمت چکانی پڑے گی
یہ جانتے ہوئے کہ وہ لفظی گستاخی کچھ بڑھا گیا ہے تبھی مانی کو مزید آزمائش
میں ڈالنے سے خود کو جیسے بھی سہی پر روک لیا۔
وہ اسکی گردن سے ہونٹ مس کرتی مسکرا رہی تھی جسکا احساس شیری کو
گردن کی جلد کے ساتھ لگتے حرارت پہنچاتے ہونٹوں کی پھیلتی جنبیش
سے ہو رہا تھا۔
"ا۔۔اور وہ قیمت کیا ہو گی؟"
آنکھیں زور سے میچے جلدی سے کہا مبادا وہ بات بدلتا، اور جانتی تھی شہریار
جدون کے جواب کو سن کر دل کو کچھ ہو بھی سکتا ہے۔

کچھ ایسی سزا کہ تمہیں ہوش ہی نہ رہے مجھے 'اس طرح' دیکھنے کا۔ یو نو"

"واٹ آئی مین؟

مانی کے خوف سے لطف اٹھائے اسکے کان کی لو کو چھو متے لفظ سر گوشی سے بھی مدھم آواز میں کہے اور اس سے پہلے وہ آتشی سٹپٹائی ہوئی نگاہیں شیری پر ڈالنے کی ہمت کر پائے اسکو دیکھنے سے لیے چہرہ گردن اور کندھے سے نکالتی، شہریار نے اپنے تشنہ ہونٹوں کو اسکے رخسار سے جوڑا، محبت سے چھو کر یہ سفر گردن سے بھٹکتا اسکے دھڑکتے دل تک جا پہنچا مگر خدا گواہ تھا کہ وہ اپنے عہد اس گل بدن سے پائے نشاط کے سبب خود توڑ بیٹھتا اگر بجتے فون نے اسے مانی پر رحم کھانے پر مجبور نہ کیا ہوتا۔

اس وقت جس نے بھی یہ جرت کی اسے دوکان کے نیچے دینے کی شدت سے خواہش دباتا وہ مانی کی مسکراہٹ سے اور چڑا جو آزادی جیسا احساس ملتے ہی اس سے دور سرکی، فون تب تک بج بج کر دماغ میں درد کر چکا تھا تبھی شیری نے اٹھتے ہی شرٹ ٹھیک کی اور ڈی کے کی آتی کال پر شدید

بدمزہ ہوا، مانی پر نظر گئی جو کمبل سر تک اوڑھے سونے کی اداکاری کیے اسے اور غضب دلا گئی۔

"ہاں بولو ڈی کے، اس نامناسب وقت کال کی وجہ؟"

مانی کو اسکا غصے بھرا استفسار چونکا ہی تو گیا تبھی شرارت بھلائے اس نے کمبل سے منہ نکال کر اس آتش فشانی بمبارگن کو دیکھا۔

خود دانیال کو لگا کاش اس شرمندگی سے بہتر ہے زمین پھٹے اور وہ اس میں اتر جائے مگر یہ انفارمیشن دینا اس وقت زندگی موت جیسا تھا۔

"سوری سر! دوسرے پارٹنر کے آلہ کار کی خبر ملی تھی تو سوچا آپکو انفارم کر دوں۔ کیا کل اسے اریسٹ کر لوں؟ ابھی صرف شک ہے.."

مقابل سے ملتی اتنی مطلوب خبر پر شہریار کا سارا غصہ اور چڑ کہیں دور جا مفقود ہوئی، کچھ دیر پہلے غصے کے تاثرات شرر انگیز مسکان میں بدلے۔

اسی طرح فون لیے شہریار بنا مانی پر نظر ثانی کیے کمرے سے نکل گیا۔

"سنگدل انسان.."

مانی نے اسکے جاتے ہی غصے سے بڑبڑا کر واپس کمبل سر تک تان لیا۔

.._____..

سبز بوٹی کے حصار میں لپٹی سفید جندل محل کی فلک بوس عمارت پر اترنے والی یہ رات ہزار بوسیدہ راتوں کے بیچ سے دھل کر، شفاف ہو کر اس پر اتری تھی، سب واپس نہ صرف پہنچ چکے تھے بلکہ سب نے چینج کرنے کے بعد مریم بی کے ہاتھ کی سپیشل چائے کی فرمائش کی تھی تاکہ سونے سے پہلے سب مل بیٹھ کر کچھ باتیں کر سکیں۔

لئیق سبکو اپنے اور لعلین کے کچھ دن تک ملائشیا ایز آہنی مون جانے کا بتا رہا تھا کیونکہ اپنا اصل مقصد وہ چھپا کر رکھنے کا پابند تھا پھر کچھ ضروری کاموں کا کہہ کر اس ٹور کو مہنیوں پر محیط کرنے کی بھی اطلاع پہنچائی، سب اہل خانہ

کے چہروں پر طمانیت و آسودگی کے گہرے سائے تھے، نیہا اور ہمایوں کچھ دیر پہلے ہی واپسی کے لیے نکلے تھے۔

"اس بار ایک دو ماہ لگ جائیں گے، لعلین میرے ساتھ جائیں گی۔ میں تو کہتا ہوں صارم تم ہماری واپسی تک یہیں رک جاو.."

سبھی چائے پی رہے تھے، دن بھر گھومنے کے بعد رات فنکشن نے بھی اعصاب ہر تھکن اترنے نہ دی، رہی سہی سب کی پر خلوص و شاندار کمپنی نے تکان سے آزاد کیا، لئیق کی دوستانہ تجویز پر صارم کھل کر مسکرایا۔

"میں ضرور رکتا مگر آپ تو جانتے ہیں گاوں کی واحد ڈسپنسری کا انچارج ہوں، دراصل میرا یہاں آنے کا مقصد کچھ اور بھی تھا، ڈسپنسری کے لیے کچھ فی میل نرسینگ سٹاف اور اگر ایک گائنی سپیشلسٹ مل جائے تو گاوں کی عورتوں کے لیے بہت آسانی ہو جائے گی۔ سوچا تھا اس مقصد کے لیے آپ سے یا شیری سے ہیلپ لوں گا، وہ تو اپنی ہی الجھنوں میں پھنسا ہے سو اس سے نہیں کہہ سکا.."

سنجیدہ ماحول اور صارم کا یہ نیک مقصد لئیق سمیت سبکو انتہائی بھلا معلوم ہوا، اس پر اسے سراہا جانا بنتا تھا، سب ہی صارم کے اس نیک خیال کے سبب سب کے چہرے خوبصورت سی خوشی ہمکتے تاثر میں لپٹے نظر آئے۔

"بہت ہی بہترین خیال ہے، گاوں کے لوگ اکثر انہی سہولیات کے فقدان کے سبب صحت و تندرستی سے محروم رہ جاتے ہیں۔اس میں تمہاری دستگیر مدد کرے گا، یہ ایسے بہت سے پرائیوٹ کلینک کے اونرز کو جانتا ہے.."

لئیق نے یہ ذمہ داری دستگیر پر عائد کی جو سر تائیدی انداز میں ہلا کر بھائی کی حمایت میں مسکرایا۔

"یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ میرے کئی جاننے والے ایسے ہیں جو تمہارا کام کر دیں گے، بہت اچھا طبعی سٹاف فراہم کریں گے.."

دستگیر نے اسکا مسئلہ گویا چھٹکیوں میں حل کیا۔

اگر ایسا ہو گیا تو بہت اچھا ہو جائے گا، اب تو سدرہ بھی میرے ساتھ ہی"
کام کرتی ہے۔ بہت سے بزرگ تو اس نے مزے دار سوپ بنا کر اور پلا کر
"ہی تندرست کر دیے

صارم نے وارفتہ شوخ سی نظر بے بے کی لاڈلی بن کر انکے ساتھ بیٹھی
سدرہ پر ڈالے مسکرا کر کہا تو سب جہاں ہنسے وہیں وہ بس سمٹا سا مسکرائی مگر
ساتھ بیٹھی لال نور نے ضرورا اسکی ہتھیلی پکڑ کر شفقت سے چومی۔

بہت خوب ہے پھر تو، یونہی انسان مل جل کر کام کرے تو ہر کام بہترین"
"..نتائج لاتا ہے۔ اور جب نیت خالص ہو تو اللہ برکت ڈالتے ہیں

فرہاد صاحب نے بھی خوش دلی سے گفتگو میں حصہ لیے سدرہ اور صارم کو
اس نیک فریضے اور اچھے سلوک پر داد دی۔

"..اور آپ کی وہاں کیا مصروفیات ہیں اب عینی"

لال نور نے عینی کی سمت دیکھا جو بس اپنے سب بچوں کو سن اور دیکھ رہی
تھیں، مریم بی نے بھی اپنی توجہ انکی طرف دی، ایسے بھرے جندل محل کی

خواہش انکی اول رہی تھی، جہاں ہر دوسرا فرد محبت کے احساس میں سرتاپیر بسا ہوا تھا۔

"وہی جو اولڈ ہوم تھیں، گاوں کے لوگ ویسے تو بہت سگھڑ اور محنتی ہوتے ہیں، کھانے پکانے میں وہ زیادہ تر اپنے ہاتھ کے ہنر کو اہمیت دیتے ہیں مگر بڑے پیمانے پر پکائے جاتے پکوان کی ڈیوٹی مجھے دی گئی ہے.."

عینی کا وہاں بھی من پسند مشغلہ انکے ساتھ سبکو مسرت دے گیا، زیادہ مطمئین لعلین تھی کیونکہ اسے بخوبی علم تھا کہ عینی آرام سے بیٹھنے والی لیڈی ہر گز نہیں ہیں۔

"ارے واہ پھر تو آپ بالکل بور نہیں ہوتی ہوں گی عینی، اور آپ کیا کرتے ہیں پرکاش بابا؟"

لعلین کو زیادہ فکر پرکاش کی تھی جو ریٹائرمنٹ کے بعد سے بس اپنی عینی کے ہو کر رہے تھے، لیڈی کی مصروفیت پر پرکاش بابا کیا کرتے ہوں گے اسکا سبکو تجسس ہوا۔

میں ! ہاہا کیا بتاوں میرا بچہ۔ فرازم بھائی کے ساتھ کھیت کھلیان آباد کرتا"
ہوں، پھر وہ مجھے اپنے ساتھ روز کسی نہ کسی یار بیلی کے گھر لے جاتے ہیں۔
مجھے تو لگتا ہے اس بندے کی پوری دنیا سجن ہے، ساری زندگی دفتروں کی
فائلیں دیکھ دیکھ اپنے اندر جو بیزاری بھری تھی، وہ سرسبز کھلے میدان اور
بلند برف پوش چوٹیاں دیکھ کر ختم ہونے لگتی ہے۔ پھر اللہ نے اتنی خوشیاں
".. عطا کی ہیں کہ دامن میں بسے دکھ کم ہونے لگتے ہیں

انکی یہ پر شوق باتیں سبکو اس ماحول کا غائبانہ ہی دیوانہ کرنے کی اہل تھیں،
مگر اختتام پر انکے لہجے کی یاسیت نے سبکو ہی لمحہ بھر اداس کیا۔
گویا ایک اداس ہوا تو سبکو اپنا اپنا دکھ ہرا سا محسوس ہوا، کسی نے ماں کو یاد کیا
اور کسی نے بابا کو، کسی نے ہم زاد کو، کسی نے زندگی کے اچھے دنوں کی
تکلیف کو۔

ویسے میرا بھی یہی ارادہ ہے، اپنے دونوں ہوٹل اپنے بچوں کے سپرد کیے،"
"نور کے ساتھ کسی پہاڑ کے دامن میں جا بسوں

سسکی اداسی کو فرہاد صاحب کی دلفریب خواہش نے ختم کیا تو نور بھی انکی خواہش پر شرمگیں سا مسکرادیں جبکہ لئیق نے بابا کو ضرور خشمگیں نظروں سے لتاڑا جو اسکی لال نور کو مکمل ہتھیانے کے چکروں میں تھے، سب نے بیک وقت باپ بیٹے کا آئی کانٹیکٹ دیکھے پس لب سمائیل پاس کی۔

لیکن یہاں اپنے بچوں کو دیکھ کر، مریم آپا سے گپ شپ کر کے، اور اپنے "سٹوڈنٹس کو وقت دے کر دن گزار لیتی ہوں، وہاں کیا کروں گی فرہاد" نور کے متبسم سوال میں حیرت تھی اور سب کی نظریں فرہاد صاحب پر ٹکی تھیں، جبکہ فرہاد صاحب کی مسکراہٹ کسی گدگداتی شرارت کی ترجمان تھی۔

"وہاں تم صرف مجھے دیکھنا۔۔۔۔اگر کوئی جیلس نہ ہو تو"

بابا کی شرارت بھری نظر خود پر محسوس کیے لئیق نے انکی چالاکی بغور ملاحظہ کی مگر آج قلبی جلن ترک کر دی، جبکہ نور کے گال سب کے بیچ بیٹھے ہونے کے سبب کچھ گلابی ہوئے۔

"کوئی جیلس نہیں ہو گا لیکن ممی آپکو پوری نہیں مل سکتیں محترم"

جواب دیتے ہوئے اس نے صرف بابا کو مرکوز کیا جو خفیف سا کھلکھلا اٹھے، مگر اب تک اس شخص میں بابا کہلانے کی خواہش ویسی ہی شدید تھی، کسی نے محسوس کیا ہو یا نہیں، لعلین اور لال نور نے ان دو کی آنکھوں میں پنپتا محبت کا جہاں ضرور تسخیر کیا۔

سب کپلز ہی ایک دوسرے کو محبت سے دیکھ کر منظر اور حسین کر رہے تھے اور مریم بی کی تو اب یہ سب دیکھ کر صرف آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔

چائے کے بعد سبھی آرام کرنے بڑھے، مگر لئیق کو ایک فون کال سننے جندل محل کے باغیچے کی طرف جانا پڑا۔

سب چونکہ اوٹنگ سے تھوڑے تھکے تھے سو سونے اپنے اپنے کمروں میں چل دیے اور لعلین بھی لئیق کو دیکھنے پیچھے ہی باہر لان میں چلی آئی، موسم کچھ زیادہ ہی خوبصورت ہو رہا تھا، رات میں ٹھنڈک کا جاوداں احساس ہولے ہولے نمودار ہو کر دل دیوانہ کر تھا، بلیک نائیٹ سوٹ میں جو کرتی

اور پاجامے پر مشتمل تھا، بازووں کے گرد باریک شال لپیٹے وہ دبے پیروں اس کے قریب سے گزری۔

"کون ہے یہ آدمی رایان؟ کیا کرتا ہے؟"

لعلین جب قریب آئی تو اسے لئیق کی سنجیدہ و متفکر آواز سنائی دی سو وہ اسے ڈسٹرپ کرنے کے بجائے ٹوئکل کے پاس چلی گئی تاکہ لئیق اطمینان سے کال سن لے۔

اپنا گاڑیوں کا شوروم ہے، اچھا مالدار ہے۔ لیکن سر یہ بھی جلد مارا جائے"

گا، ہارون، آفتاب اور مائل کو تو ہم نہیں بچا سکے، اگر کوئی حکمت عملی ترتیب نہ دی تو اگلا نمبر اسی کا ہے۔ اور ممکن ہے یہ آخری ہو۔۔۔۔"

رایان کی اس جانب سے ابھرتی آواز تشویش دلا گئی تبھی لئیق نے انگلیوں کی پوروں کے سنگ کن پٹی مسلی۔

اور اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ یہ بھی ایک مہرا ہے، اگر یہ ان پارٹنرز میں سے کوئی ایک ہوا تو؟"

یہ بات تو رایان کے وہم و گماں میں بھی نہ تھی تبھی چہرہ ایک پل میں لٹھے کی مانند سفید پڑا۔

"..یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں سر"

رایان کا دماغ بھی جھنجھنا گیا۔

مجھے اس آفتاب کے سسر پر بھی شک ہے کہ ایک پارٹنر وہ بھی ہو گا"

کا کیونکہ پچھلے دو سالوں سے وہ کھلے عام بد معاشی کر رہا ہے، DALG اپنی بیٹی تک کی جان لی لیکن اسے پوچھنے والا کوئی نہیں۔ ضرور اس پر تگڑے نام کا سایہ تھا۔ بہرام تو مر گیا، ہو سکتا ہے باقی دو پارٹنر یہی ہوں۔

تم یہ دو کام میرے آنے سے پہلے کرو تا کہ ہمارے پاس مزید مضبوط معلومات ہوں۔ اس طرح ہمارا وقت بچے گا۔۔ بلکہ یہ تم صبح تک کنفرم کرو.."

لئیق کی ہر بات رایان نے توجہ سے سنی جو ساری گیم سمجھ چکا تھا مگر یہ نام ضرور لئیق کے شعور میں گردش کر رہا تھا۔

ٹھیک ہے سر، میں اس شاہ عالم کے چھٹے بد معاش کے بارے معلومات"
".. نکلواتا ہوں
رایان کو سن کر لئیق نے پر سوچ سی سر کو جنبیش دی۔
ٹھیک ہے، باقی اس آفندی سے میں خود کل ملتا ہوں۔ دیکھتا ہوں کیا توپ"
"چیز ہے یہ
رایان اور سحر کا ہنی مون پیریڈ ختم ہوتے ہی ڈیوٹی آن ہو چکی تھی اور اب
یہ کام وہ پوری توجہ سے کرنے والا تھا۔
".. ٹھیک ہے سر، میں آپکو کل صبح تک سب بتاتا ہوں"
رایان نے کہہ کر رابطہ توڑا جبکہ لئیق اس نام کو کہیں سنا محسوس تو کر رہا تھا
مگر بہت سا دماغ پر زور دینے کے باوجود سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ یہ نام اس
نے کہاں سنا ہے، لئیق کو انتہائی پریشان بھانپے وہ ٹوئکل کو اسکے گھر میں
رکھے گیڈ بند کرتی اٹھی اور چلتی ہوئی اسکے ساتھ آکر کھڑی ہوئی، زرا سا

آگے کو جھک کر گردن موڑ کر لئیق کو دیکھا جو ناجانے کن معاملات میں غرق تھا۔

"کیا کچھ ہوا ہے؟"

لعلین کی آواز اسے ان سوچوں کے سمندر سے نکال باہر لائی، اسکے پریشان چہرے کو تکتے سوال کیا، لئیق کے چہرے پر چھایا سپاٹ اثر دیدار جان سے زائل ہوتے ہی اسکی آنکھیں شوخ چمک سے بھریں۔

"...جی، دل کی دھڑکن تیز ہو رہی ہے"

اسے اس درجہ غیر سنجیدہ دیکھ کر وہ آنکھیں نکالے گھوری جو ہونٹوں کو بھینچ کر ان پر امڈتے شریر لمس دبا چکا تھا۔

"بی سیریس، تم کن معاملات میں الجھے ہو لئیق ایزد۔ مجھے پتا ہے یہ تمہاری پروفیشنل زندگی ہے جو راز جیسی ہے لیکن مجھے کبھی کبھی بہت تجسس ہوتا ہے، جب تمہیں کسی غدار کا سر کچلتا امیجن کرتی ہوں تو دل رکنے لگتا ہے.."

آج پہلی بار وہ اس خطرناک موضوع پر آئی اور لئیق کو اسکی دلچسپی پر عجیب سی راحت ملی، یہ کہتے وہ باقاعدہ جھرجھری لیتی مزید جان لیوا لگی۔

صرف سر نہیں کچلا، بہت سوں کا سالم کلیجہ بھی نکالا ہے ان ہاتھوں"

"..نے

وہ جس طرح غائبانہ ان ملک غداروں کے لیے آنکھوں میں اشتعال کی سرخی لیے بولا، لعلین کی آنکھوں میں خوف اترا جس پر اس نے لئیق کے دونوں ہاتھوں کو اپنی ملائم ہتھیلوں میں مقید کیے دیکھا جو اتنے خوبصورت تھے کہ انھیں دیکھنے کے لیے کئی لمحے آنکھوں کو ٹھہرنا پڑتا۔

"ان ہاتھوں نے؟ سچ میں"

ہچکچاتی ہوئی وہ بہت پیاری لگی تبھی تو محترم کی آنکھیں پر خمار اثر کے غلبے میں آئیں۔

"آپکو کیا لگا، یہ ہاتھ صرف آپکو محبت سے چھونے کے لیے بنے ہیں؟"

گھمبیر سے استفسار اور اسے پکڑ کر بازوؤں کے حلقے کی زد میں لا کھڑا کرنے پر لعلین نے ہونٹوں پر امڈتی مسکراہٹ دبائی۔

"جب یہ مجھے چھوتے ہیں تو باخدا ایسا ہی لگتا ہے"

اس سے زیادہ خوبصورت جواب ممکن ہی نہ تھا جو ان ہونٹوں نے سماعت کو بخشا۔

"..وہ تو پھر لئیق ایزد کی مہارت ہوئی نہ"

وہ خود پر پھر سے صرف لعلین کے روبرو اترایا جو اس لڑکی کی آنکھوں میں الوہی چمک جگا گیا۔

"تمہیں بلیک ڈائمنڈ بن کر خوف نہیں آتا؟"

جو نام عام انسان کو سننے کو بھی کم و بیش ملتا، لعلین کے پاس وہ جیتی جاگتی شکل میں میسر تھا تو اسکی حیرت، تجسس، غرور فطری تھا، یہ سوال کرتے وہ بہت مسرور سی لگی۔

نہیں، وہ میں نہیں بنتا بلکہ میرے اندر موجود کوئی طاقت ہے جو اس"
بندے کو کبھی بے کار نہیں ہونے دے گی ورنہ جو عشق مجھے ہوا ہے وہ کسی
کام کا کہاں چھوڑتا ہے روح رواں!۔ لئیق ایزد تو صرف ایک ہی شے کے
".. قابل ہے۔ آپ سے شدید محبت
وہ اب بھی سنجیدہ نہ تھا، تبھی مسکرا کر اسکے گلے لگ جاتی وہ اس رات کا لمحہ
مزید یادگار بنا کر اسکے سینے لگی دھڑکی۔
ہم جب ملائشیا سے واپس آئیں گے تو کیا تم مجھے رائزنگ کلب واپس"
"جوائن کرنے دو گے؟ آج سر پوچھ رہے تھے کہ میں کب واپس آوں گی
ناجانے کیوں مگر وہ خود بھی اپنی زندگی کو واپس متحرک چاہتی تھی جس میں
لئیق کی بھرپور رضامندی درکار تھی۔
آپ اگر ممی نہ بنیں واپسی تک تو جوائن کر لیجیے گا، لیکن اگر بے بی کا سین"
"آن ہو گیا پھر آپکو کچھ منتھ مزید ویٹ کرنا ہو گا

لعلین کو امید نہیں تھی وہ اتنی جلدی مان جائے گا تبھی تو مسکرا کر اس سے الگ ہوئی تو آنکھیں بھی ہونٹوں کی طرح کھلھلائیں۔

"..ایسے مت کہو ممی نہ بنی، بنوں گی ان شاءاللہ"

وہ بھول گیا تھا کہ محترمہ اس معاملے میں بہت حساس ہیں، خوبصورت مسکراہٹ نے لئیق کے ہونٹوں کو چھوا اور جس طرح وہ اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرے اسکی پیشانی پر آمین کی سرگوشی میں جھکا، اسکے پیار بھرے لمس نے لعلین کے اندر تک روشنی اتاری، اپنے ساتھ لگاتے وہ لعلین کو لیے واپس جندل محل کی جانب بڑھا۔

وہیں دستگیر کے گھٹنے پر سر رکھ کر آسودہ چہرے پر پھیلے ان گنت اطمینان کے سنگ وہ اسکے کہانی سنانے میں کھوئی تھی، وہ کوئی لو وسٹوری تھی جو وہ دستگیر عالم سے سن رہی تھی۔

وہ جاتے جاتے رکا اور پلٹا، وہ مستقل ڈبڈبائی آنکھیوں سے اسکی پیٹھ "
گھورنے میں لگی تھی، جب آنکھوں کے سامنے اس کا چہرہ آیا تو روتے
روتے مسکرادی۔

وہ بھی مسکرا اور بولا کہ مور اپنی مورنی سے یا مورنی اپنے مور سے جدا ہو کر
زندہ نہیں رہتے ہیر۔ مرن برت رکھ لیتے ہیں، کھانا پینا ترک کر دیتے ہیں
"اور چپ چاپ مر جاتے ہیں۔ اور تم میرے لئے مورنی ہو

وہ بولتے بولتے صفحہ پلٹنے کی خاطر رکا تو صبور نے آنکھیں پر شوق ہوئے
دستگیر پر جمائیں۔

تم ایک اچھے وائس آرٹسٹ بھی بن سکتے ہو، تمہاری آواز میں بہت "
"..خوبصورتی ہے

کہانی سناتے سناتے وہ صبور کے کمپلیمنٹ پر توجہ کتاب سے ہٹائے اسے
دیکھنے پر مجبور ہوا جو اسکی آغوش میں اول دنوں والی صبور بن کر محصور تھی،
دل خوشی سے سرشار ہوا۔

"تم سہہ لوگی کہ میری آواز دنیا بھر کی لڑکیاں سنیں؟"

دستگیر کے شریر اور آنکھیں چھوٹی کر کے پوچھے سوال پر وہ یکدم گھبرا کر اٹھ بیٹھی، اور دستگیر ہنوز شرارت پر مائل اسے مستقل دیکھنے میں محو تھا۔

"ہر گز نہیں، میں اپنا مشورہ واپس لیتی ہوں"

سرک کر اسکے سینے سے سر لگاتے صبور نے منمنا کر اپنی دی تجویز خود ہی واپس لی اور بازویوں باندھی اسکے گرد جیسے اسے بتا رہی ہو کہ وہ سارا اسکی ملکیت ہے، کتاب سائیڈ پر رکھے دستھیر اسکے کمر پر بکھرے بال اور پشت سہلاتا اسکی پوزیسیونیس پر مسکرایا۔

"کل تک اس مصنف کو پڑھنا بھی محال تھا اور آج میں تمہیں اسکی کہانی سنا رہا ہوں، یہ بس بہت قریبی رشتے میں ممکن ہے کہ انسان کے ذوق و شوق بدل جاتے ہیں"

صبور کے کان پر بکھرے ملائم بالوں کو سمیٹ کر پیچھے کو اٹکائے، وہ ویسے ہی ہنوز مدھم آواز میں بولا۔

مجھے اس کہانی سے نہیں، تمہاری آواز اور لہجے سے مطلب ہے۔ ورنہ اتنی"
کہانیاں جی لی ہیں کہ یہ سب فسانے آجا کر مجھے اپنے اندر زیادہ تفصیلی مل
"جاتے ہیں

صبور کے فلسفیانہ جواب پر دستگیر عالم کے ہونٹوں پر بکھری مسکراہٹ لمحے
میں معدوم ہوئی۔

"تو اب تک تمہیں خود میں پائی جاتی کونسی کہانی سب سے زیادہ پسند آئی؟"
تجسس سا آنکھوں میں بھرے سر زرا سا جھکا کر دستگیر نے اپنی پائیدار
گرفت میں سکون سے سانس بھر کر آنکھیں موند لیتی صبور کو دیکھا۔

"تمہاری اور اپنی"

یہ جواب دینے کے لیے صبور کو ایک لمحہ بھی سوچنا نہ پڑا، اپنے مضبوط ہاتھ
میں صبور کا ہاتھ جوڑے وہ اس من پسند جواب سے شادمانی کی کیفیت میں
ہنسا۔

"ہماری بھی کہہ سکتی تھی"

وہ چونک کر متوجہ ہوئی تو سر اٹھائے دستگیر کو دیکھا جو آنکھوں کا محور بنائے اسے چاہت سے تک رہا تھا۔

"ہماری، میں بے بی بھی آتا ہے، میں تمہیں ہمیشہ الگ اہمیت دینا چاہتی ہوں"

اس درجہ جذباتی جواب پر دستگیر عالم کا دل دھڑک کر رکا، پورے وجود میں قربت کی سوندھی سوندھی مہک پھیلتی گئی۔

"لیکن تمہاری یہ مسکراہٹ اسی بچے کی بدولت لوٹی ہے، ورنہ تم کہاں مجھ سے سنبھالی جاتی"

وہ صاف گوئی سے بولا اور صبور نے میکانکی طور پر اپنا ہاتھ اپنے پیٹ پر رکھا، اسکے ہاتھ پر دستگیر کے ہاتھ کا رکھا جانا لمس مزید سکون بخش گیا۔

"یہ تو وہ مرہم ہے جو میرے دل کے زخم پر لگا ہے، جب سے تمہاری یہ خوشبو مجھ میں بیدار ہوئی ہے، مجھے یاد ہی نہیں رہا کہ میں نے ماں کھو دی ہے۔ اسکے لیے تو دنیا چھوڑ دوں، ماتم کیا چیز تھی۔ اصل بہادر تو یہ احساس

بناتا ہے۔ کہ پیروں تلے جنت آنے والی ہے، لیکن کیا میں نے اپنی جنت کھو
"دی ہے دستگیر عالم
وہ جتنی خوش تھی، آخری حسرت بھرے سوال پر اتنی بکھری ہوئی دیکھائی
دی، دستگیر نے اسکی پیشانی جذب سے چومے سر نفی میں ہلایا۔
ایسی عورتوں کے پیروں تلے سے جنت چھین لی جاتی ہے صبور عالم جو"
اپنے پیروں کے نیچے کی زمین بن جاتی قیمتی اولاد کو مسل کر آگے گزر جاتی
ہیں۔ تمہاری جنت ہماری اس اولاد کی آنکھوں میں ہو گی، ایسا دوبارہ مت
"سوچنا
دستگیر کے اس جواب نے صبور کو دلی طمانیت اور راحت بخشی تبھی تو وہ کھل
کر مسکرائی۔
"تم بھی ہو نہ میری اس دنیا کی جنت "
اچھوتا ہوا متبسم ورشک سے لبریز احساس تھا جس نے صبور کے پورے
وجود کو حصار لیا، سر ہلا کر تائید میں مسکراتے دستگیر نے اسے پھر سے اپنے

محصور کن لمس میں جکڑ کر کہانی کا ٹوٹا سلسلہ جوڑا اور وہ مسکرا کر اسکے حرکت کرتے ہونٹوں کو تکتی رہی، سننے میں اچھا ضرور تھا پر باخدا دیکھنے میں انتہائی سکون انگیز۔۔۔!

"..یہ سب تو کافی شاکنگ ہے ڈی کے"

لان میں لگی کرسی پر آکر بیٹھتے شہریار نے اپنی حیرت عیاں اس پار توجہ سادھے بیٹھے دانیال پر کی۔

"جی سر، اسکے خلاف پہلے ہی ایف آئی آر کٹی ہے کراچی کے سول تھانے میں۔ مجھے کچھ دیر پہلے ہی خبر ملی، جب مزید اسکے رابطے اور اکاونٹ ہیک کیے تو اسکا کنکشن بہرام عزیز سے نکلا، دو تین بار اسکی ضمانت کروانے میں بہرام کا ہاتھ ہے.."

ڈی کے نے سنجیدگی و مستعدی سے مزید چونکایا جس پر شیری نے سر کو جسم کرسی پر ڈھیلا چھوڑتے پشت سے ٹیکا۔

"ٹھیک ہے اگر کورٹ کی طرف سے کل تک اریسٹ وارنٹ مل جاتا ہے تو اریسٹ کرلو، اپنے شک کو دور کرو کہ واقعی مہرہ ہے یا معاملہ مزید سنگین ہے۔ ویسے بھی یہ سب اب تم نے خود دیکھنا ہے، مجھ پر ڈیپنڈ کرنا بند کرو.."

اسکی بات پر سمجھنے کی طرح سر ہلاتے آخر تک دانیال نے اسکے لہجے کی فطری سختی بھانپی جو اس وقت کال کرنے کی وجہ سے تھی، تبھی شہریار کے کوفت بھرے انداز پر است مزید شرمندگی نے گھیرا۔

"..ابھی عادت نہیں ہے خود پر انحصار کی، اجازت چاہتا ہوں سر"

شیری کسی صورت اسکی دل آزاری کرنے کی نیت نہیں رکھتا تھا مگر جو خدشہ شہریار کو لاحق تھا وہ قدرتی اسکے دل میں دانیال کے لیے تپش لا چکا تھا اور بے رخی خود سرزد ہوئی۔

"! سنو"

شیری کی تحکمانہ پکار پر دانیال کے حرکت کرتے ہاتھ تھمے۔

ابھی پھر پوچھ رہا ہوں، بتا دو اپنا مسئلہ، میرا نہیں خیال شام تک کی مہلت "
"..بھی ملے

اسے بار بار دانیال کو کریدنا اچھا تو نہیں لگ رہا تھا مگر کیا کرتا، خود کو اسطرح کا بے سکون رکھنا شہریار سے برداشت نہ تھا۔

"..ج۔۔جب آپ واپس آئیں گے پھر بتاوں گا"

دانیال کے ٹالنے پر شہریار کی پیشانی پر شکنوں کا جال بنا۔

"..کیوں اریٹیٹ کر رہے ہو دانیال خان"

اسکی ڈھیٹائی پر شہریار کی آواز اونچی اور لہجہ تیز ہوا اور دانیال کے اندر گرہ سی پڑی، دل گھٹا۔

وہ اس وقت اپنے گھر کے لاونج میں باہر لگے صوفے پر بیٹھا تھا اور میز کی سطح پر اسکی حسرت زدہ آنکھوں کا محور مانی اور نمرہ کا اکھٹا فوٹو تھا جس میں دونوں مسکرا کر ایک دوسرے کی طرف دیکھتی ہوئیں کیپچر ہوئیں محفوظ تھیں۔

"I feel something for someone, but situation is so awkward and miserable "

آخر کار اس شخص کی زبان نے اپنی بے بسی کا اعتراف کیا تو شہریار کی آنکھوں میں لمحے کے ہزارویں حصے سرد مہری اتری۔

لیکن ایسا کیوں؟ ایسا کیا عجیب و غریب ہے جو تمہیں اس قدر ذہنی ابتری" سے گزار رہا ہے۔ یو فیل فار سمون۔۔۔ پھر مسئلہ کیا ہے، کیوں ماتمی شکل بنا "کر گھوم رہے تھے؟

وہ اب بھی خفا تھا، اس لڑکے نے شہریار کو غضب دلا رکھا تھا۔

میں ایک عام سا ہیکر ہوں سر، نہ آگے پیچھے کوئی، چند روپے کمانے والا،،"
وہ عیش و آرام میں پلی لڑکی ہے جسکے ماں باپ اسے ایک لائق شخص کو
سونپیں گے۔ سو میرے یہ جذبات لاحاصل ہیں بس اسی کا دکھ منا رہا ہوں
"..آجکل

اسکی یہ بھونڈی وجہ سن کر شہریار کا خون اسکے جسم کی رگوں میں کھول اٹھا۔

"کون ہے لڑکی؟"

شیری کو تپ چڑھی تھی جسکا اندازہ دانیال کو اسکے کھردرے استفسار سے
ہی ہوا تبھی لاحاصلی بھری تاسف زدہ نگاہ اس نے مانی پر ڈالی اور فوری ہٹا کر
نمرہ پر مرکوز کی۔

"کیسے بتاوں آپکو کہ میرے جذبات لاحاصل ہی رہنے والے ہیں شہریار
جدون، کیونکہ جسے میں نے چاہا وہ میری زرا بھی نہ تھی نہ ہے نہ ہو سکے گی۔
کیونکہ اس لڑکی کی آپ سے جڑی محبت اس قدر سچی تھی کہ ناجانے میرے
جیسی عام سی کتنی چاہتیں رد ہو گئی ہوں گی، یہ سچ اگر میری زبان پر آیا تو اس

احسان فراموشی کے احساس نے میری جان لے لینی ہے۔ میں نے اسی لمحے اس لڑکی کو اپنے دل سے نکال دیا جب سنا کہ وہ آپکے عشق میں مر گئی.."

پچھتاوں کی راکھ میں اس شخص نے اپنی چند دن کی چاہت پورے تپاک سے دفنادی اور اسے لگا اتنا سب کر کے بھی شہریار جدون اس سے ناواقف ہے۔

"..نمرہ"

دل مضبوط کیے دانیال نے اپنی کربناک خاموشی توڑی مگر شہریار جدون کچھ لمحوں تک اسے سن نہ سکا، شاید اسکی خامشی پر تحقیق کی جارہی تھی، دفتا وہ سنجیدہ ہونٹوں کے کنارے مسکراہٹ میں ڈھلے۔

"ہمم۔۔۔اچھی چوائیز ہے، لیکن امید ہے نمرہ تمہارے لیے کچھ لاحاصل نہیں رہنے دے گی دانیال ساحل خان۔ شی آلسو فیل فاریو، اب اسکے باپ

پر ہاتھ ڈالو گے تو اسکو سنبھال کر اسکے ہیرو بھی بن جانا۔۔۔ہیپی اینڈ نگ ہو جائے گی۔۔۔ لیکن میں تمہیں آمنہ آفریدی سے رکھی جاتی چند دن کی چاہت پر سرزنش نہیں کروں گا"..

ان قہرناک جملوں کی بازگشت پر دانیال کو لگا کسی نے اسکے حلق پر چھری چلا دی ہو، شہریار جدون تھا وہ، یہ بات شاید ساحل بھول چکا تھا، اسکا پورا جسم اپنے اس راز کے اس بری طرح فاش ہونے پر کانپ اٹھا۔

"..س۔۔سر"

دانیال نے گڑگڑاتے ہوئے کچھ کہنا چاہا مگر شہریار نے درشت لہجے میں اسے روکا مگر وہ ابھی رک جاتا تو سب ختم ہو جاتا۔

"سر میں نے۔۔۔میں نے یہ سب جان بوجھ کے نہیں کیا۔آپکے دل میں اس کے لیے کوئی جذبہ نہیں تھا اس وقت، آپ جانتے ہیں آپ اسے یوز کر رہے تھے۔م۔۔میرے دل میں اس لڑکی کے لیے ہمدردی تھی فقط، وہ اس وقت بھی آپ سے باوفا تھی سر، اسکا گواہ میں ہوں۔آپ سے بات کر

کے اسکے چہرے سے مسکراہٹ کا نہ ہٹنا ہی میرے بڑھتے قدموں کو روکنے کے لیے کافی تھا۔ خدا گواہ ہے میں نے اپنے دل کو بہت حدوں اور پہروں میں جکڑا ہوا تھا، یہ سچ آپ کی آنکھوں میں دیکھ کر میں مرتے دم تک نہیں کہہ سکتا تھا کہ کچھ دن مجھے اس لڑکی کی کچھ الگ سی فکر ہوئی تھی۔ مجھے خدشہ تھا شاید آپ میری جان لے لیں، یا مجھے احسان فراموشی کا الزام دیں۔۔۔۔۔م۔۔مجھے معاف کر دیں، میرے لیے وہ لڑکی اب مزید قابل عزت ہے کیونکہ وہ آپکی زندگی کا اہم حصہ ہے، کبھی کسی غلط نظر سے نہیں دیکھا اسے، ہمیشہ عزت سے نظر ڈالی، رشک آتا تھا کہ وہ کیسے بنا کسی کو دیکھے اسکی جوگن بنی ہے، دکھ بھی ہوتا تھا کہ اس کا دل جب ٹوٹے گا تو شاید نہ آپ جوڑیں نہ کسی کو جوڑنے دیں۔۔۔مجھے رشک آتا تھا آپ پر، اس شخص پر جس نے مجھ جیسے ریت کے زرے کو آفتاب جیسا چمکدار بنایا ہے۔۔"

ساحل کے بھیگے آنسوؤں اور کرب میں ڈوبے لہجے اور اذیت بھرے اعترافات نے مزید نہ اسکا دل بوجھل رہنے دیا نہ شہریار کی جلن بڑھی بلکہ یہ اقرار اس لمحے اہم تھا کیونکہ شاید یہ حقیقت دبی رہتی تو کسی آتش فشاں کا روپ بدل کر بھیانک ہو کر باہر نکلتی۔

"م۔ مجھ سے خفا مت ہوئیے گا سر، آپکے سوا میرا اس دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ حتی کہ آپ میری زندگی کا یہ فیصلہ کرنے میں بااختیار ہیں، جس سے کہیں گے آنکھیں بند کر کے شادی کر لوں گا باخدا.."

دانیال کی تڑپ پر شہریار جو نجانے کس کیفیت میں لاجواب سا ہوا بیٹھا تھا، افسردہ سی مسکراہٹ دیے خاموشی اور سکوت توڑا۔

"نمرہ کا نام کیوں لیا پھر؟"

شہریار کے غیر متوقع سوال پر دانیال نے گہرا سانس کھینچا۔

".. کیونکہ مجھے پتا تھا وہ لڑکی مجھے پسند کرتی ہے"

دانیال کے جواب پر شیری مسکرایا، بلکہ اشتیاق آمیز تھی وہ مختصر مسکراہٹ۔

لیکن نمرہ نے تواس کام کے لیے مانی کو لگایا ہوا کہ وہ تم سے یہ جانے،"

"تمہیں کیسے پتا کہ نمرہ تم میں انٹرسٹڈ ہے؟

شیری کو ہنوز تجسس تھا۔

اسکی آنکھوں میں صاف پسندیدگی دیکھائی دیتی ہے، کہنے کی نوبت نہیں"

"..آتی۔ جو حساس لوگ ہوں وہ محبت کی یہ زبان فوری سمجھ لیتے ہیں

اسکے جواب پر شہریار کو دلی طمانیت سی ملی۔

بس پھر ٹھیک ہے، اب تم کیسے اس لڑکی کی محبت کی اس خاموش پہل کا"

ایک اچھا جواب دیتے ہو یہی تمہارے اندر کی شفافیت کو عیاں کرے گا،

مانی تو شہریار جدون اب کسی کو نہیں دے سکتا برخوردار، نہ اس دنیا میں نہ اُس دنیا میں۔ لیکن نمرہ تمہارے لیے بہترین رہے گی، تمہیں اسکے معاملے میں دل کو حدوں اور پہروں میں قید نہیں رکھنا پڑے گا۔

واپس آتے ہی پہلا معاملہ یہی دیکھنا چاہوں گا، مجھے مایوس مت کرنا
"..دانیال

وہ جو جان ہارتے حال میں تھا، شہریار جدون کے دل کے صاف ہونے پر خود بھی جیسے مسرور سا مسکرایا، نم آنکھیں محسن کو تکلیف دے بیٹھنے کے خدشے کی ترجمان تھیں۔

"آپ کے ساتھ ہی سجتی ہے وہ لڑکی سر، مجھے شرمندہ مت کریں۔ مجھ سے ناراض تو نہیں ہیں؟"

اب بھی وہ سہما ہوا تھا، آواز لرزی ہوئی۔

"اگر تم یہ سب اب بھی نہ بتاتے تو ضرور بہت برا ناراض ہوتا، تم نے سب سچ سچ بتا کر اپنا دل بھی ہلکا کیا اور میرا بھی۔ یہ سب مقدر کی بات ہوتی ہے، میرا بھی چند ماہ پہلے تک اس لڑکی سے محبت یا شادی کا کوئی ارادہ نہ تھا لیکن اب وہ لڑکی میری زندگی کا سب سے خاص حصہ ہے دانیال خان۔ یہ بھی مقدر میں یونہی طے تھا، اپنی زندگی کو فل سٹاپ مت لگاؤ اور آگے بڑھو۔

نمرہ اب اپنے اس باپ کے سبب جس ذہنی تکلیف سے گزرے گی اس میں تمہارا اسکے قریب ہونا اچھا رہے گا۔مانی میرے پیچھے تم دو کے ساتھ رہے گی، ہوپ سو سب اچھا ہو گا.."

چند مخلصانہ تجویزات کے سنگ اس نے دانیال کی پشیمانی اسکے دل کا سارا بوجھ اتارا اور خود بھی ایک اچھے موڈ میں اسے بائے کہا جس نے واقعی دل کو پنکھ جیسا ہلکا محسوس کیا، آنکھیں تکلیف سے ہمیشہ کے لیے آزاد ہو گئیں۔

بہت دیر تلک وہ اپنی قسمت کے ہیر پھیر پر کھتا وہیں بیٹھا رہا، کبھی مسکرایا تو کبھی آنکھوں میں ان کہی حسرت اتر آئی۔

"مجھے لگتا تھا تم تو عام سی ہو بے وقوف، سر پھری، بیکار سی، اب جب معلوم ہوا اللہ نے میرے لیے تمہیں کہاں کہاں سے چھین چھپا کر محفوظ رکھ کر مجھ تک پہنچایا تو خود پر پہلی بار رشک آرہا ہے آمنہ آفریدی.."

وہیں بیٹھے بیٹھے اس کہانی کے بوجھ سے آزاد ہوتے ہوئے قدم واپس بڑھائے، صرف تین دنوں کے لیے آمنہ آفریدی کے لیے ایک لمبے اظہار کا فسانہ لکھا، محبت سے بھرا، اظہار محبت کی حدت سے سرشار۔

کئی گھنٹے مانی کے نام لکھے خطوں پر صرف ہوئے پھر باری آئی مانی نے اصل تحفے کی جو شیری نے ایک ہفتہ پہلے ہی امیزون سے آرڈر کیا تھا جبکہ اسلامہ آباد سے اس نے مانی کے لیے وہاں آفس سے وہ خاص تحفہ پک کر لیا تھا مگر ابھی تک اسے دیا نہیں تھا، لیکن وہ اسے یہ خوبصورت گفٹ دے کر یقینا بہت سا خوش کر دینے والا تھا۔

اور آخری رات بھی گزر کر ان دو کے جسموں کو بنا ایک دوسرے سے واقفیت دیے سرک گئی، فجر کی آذانیں بلند ہوئیں مدھم ہوئیں، پرندے چہچہائے، پر فضا ہوا چلی، سحر نے آہستہ آہستہ صبح سے وصل کیا، مگر وہ ایک پر سکون نیند لیتی مانی کو توجہ سے دیکھ رہا تھا، اس سے بہت دور بیٹھا، صوفے

پر دراز ہو کر، آنکھیں جیسے اپنے آرام و سکون سے آزاد ہو کر اس لڑکی کے گرد محصور ہو گئی ہوں۔

وہ رات کب شہر یار کا انتظار کرتی سوئی اسے بھی خبر نہ ہوئی، پرندے کی تیز چہکتی گونج پر اسکے سوئے احساسات بھی آہستگی سے بیدار ہوئے تو شہر یار نے مانی کے بستر پر، مرمریں کسمساتے وجود کو تکتے مسکراہٹ دی، شہر یار totwoo جہاں بیٹھا تھا وہیں گلاس میز پر ایک گفٹ پیکج پڑا تھا جس پر کے برینڈ کا سلوگن اور نام تھا شاید اسی پیکج میں مانی کا گفٹ موجود تھا۔

""There are no goodbyes for us. Wher-ever you are,you will always be in my heart"

مانی نے جاگتے ہی اپنی بازو اپنے پہلو میں پھیلا کر جس طرح شہر یار کو ڈھونڈا، وہ منظر شہر یار نے اپنی آنکھوں میں یہ جملے بولتے بسایا، کیسے اپنے پہلو میں اس شخص کو نہ پا کر وہ تڑپ اٹھی اور اٹھ بیٹھی مگر مانی کی پریشان

آنکھیں خود پر جمی شیری کی نگاہوں کے اثر سے فوری مسکرائیں، وہ گہری آنکھیں مانی کے چہرے پر رقم سرخی و جھنجھلاہٹ بھانپے پوری آب و تاب سے چمکیں۔

کمبل پرے پھینکتی وہ اٹھ کر بیڈ سے اترتی فورا سے سٹنگ ایریا کی طرف آئی اور شیری کی گود میں بیٹھتے ہی بازو اسکی گردن میں باندھے ساتھ جا لگی، نرم گرم وجود کی حدت میں آسودہ ہوئے اسے سمیٹ لیا گیا۔۔

"..آپ نے رات ضائع کر دی شیری"

کھڑکی کے بند پٹ پر لہراتے پردے کی اوٹ سے جھانکتی نرم صبح کی الوہی کرن دیکھتی وہ منہ بسورے منمنائی، آنکھوں میں نیند کا خمار اب بھی باقی تھا۔

"میں نے رات تمہیں چھوئے بنا بھی حسین کر لی، تم کیا جانو لڑکی۔۔ تمہارا ایک ایک بے خوابی کا لمحہ اپنی آنکھوں میں قید کیا، تم سوتے میں کتنی بار

کروٹ بدلتی ہو، کتنی بار آنکھیں مسلتی ہو، کتنی بار سانس لیتی ہو، سب
ذہن و دل میں محفوظ کر لیا.."
ایسے دل کو روک دیتے جواب کی اسے توقع نہ تھی تبھی کھل کر مسکرائی اور
شیری کی گال چومتے پیار کو شدید کیے جتایا۔
"میرے لیے ریکارڈ کیے اظہار محبت؟"
یکدم ہی پیار سمیٹے سوال آیا جس پر شیری نے نفی میں سر کو جنبیش دی۔

بس تین خط، ہماری میرج اینورسری کے لیے، باری باری میری طرف"
والے سائیڈ ٹیبل سے نکال کر لیٹر پڑھنا ہے، ہر لیٹر ایک سال کے لیے
ہے۔ نو چیٹنگ.."
وہ شیری کی حد درجہ کنجوسی پر بجھ کر رہ گئی۔
"بس تین، بہت برے ہیں آپ۔۔۔ ہیں شیری یہ کیا ہے؟"

اداسی نے فوری رخ بدلا جب اسکی نظر اس گفٹ پیکج پر پڑی، اشتیاق آمیز نظریں شیری پر جمائیں تو سنجیدہ لب پھر سے پھیلے۔

"This is your birthday gift"

اسے وہ پیکج خود اٹھا کر تھمائے شہریار نے بتایا تو وہ فوراً اس کی گود سے اٹھ کر سامنے میز پر اسکی طرف منہ کیے بیٹھی، اسے کھولنے کے لیے محترمہ میں صبر نہ تھا۔

"لیکن یہ آپ نے کب خریدا...؟"

مانی نے اسکے اندر رکھے وائیٹ اینڈ بلیک مخملی کیس کو باہر نکالتے تجسس سے پوچھا جب شہریار بس ساری توجہ مانی پر فرصت سے جمائے بیٹھا تھا۔

"ایک ہفتے پہلے جب پتا چلا تھا ہمارے بیچ یہ زمینی فاصلے آنے والے ہیں تبھی کچھ یونیک ڈھونڈنے کی تلاش میں اسے آرڈر کیا اور جب اسلامہ آباد گیا تو وہاں سے آتی شپمنٹ سے اسے پک بھی کر لیا ورنہ اسے یہاں پہنچنے تک ابھی مزید دو دن لگتے..."

شہریار کو سنتی وہ مزید تجسس میں مبتلا ہوئی اور جب اس مخملی کیس کو مانی نے اوپن کیا تو وہاں دو ٹچ پریسلٹس تھے جن پر کلاسک سن اور مون ایلمنٹس کے خاکے ترتیب تھے، کلاسک سن والا گولڈن جبکہ مون سٹار والا بلیک چین سے منسلک تھا۔

مانی نے حیرانگی کے سنگ انھیں چھو کر دیکھا کیونکہ وہ دو تھے، دیکھنے میں بہت خوبصورت، گلاس ٹچ سکرین پر مبنی۔

"شیری! یہ تو بہت پیارے ہیں لیکن ان پر یہ الگ الگ سائن کیوں۔اور کیا ..."

"اس میں سے ایک آپکا ہے، گولڈن میرا پھر اور بلیک آپکا

مانی نے ان دو کو اپنی ملائم پوروں سے چھوا جس پر وہ مسکرایا اور بلیک والا مانی سے لیے اسے ٹچ کیا تو مانی کے گولڈن والے بریسلٹ کی سکرین فلیش کر کے وائبریٹ ہوئی جس پر وہ لمحہ بھر تھم گئی۔

یہ لونگ ڈسٹنس ٹچ پریسلیٹ ہیں، بلوتوتھ اور چارجنگ کے ذریعے کام"
کرتے ہیں بدھو۔ جب میں اپنے والے کو ٹچ کروں گا تو تمہارے والا
اٹومیٹکلی بلنک کر کے وائبریٹ کرے گا، اور تمہیں بتائے گا کہ شہریار
"..جدون تمہیں مس کر رہا ہے
وہ شیری کے منہ کو ہونقوں کی طرح تک رہی تھی، کیونکہ اس قسم کی چیز
اس نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچی تھی۔
اسے ایک گھنٹہ چارج کرنا ہوگا جس کے بعد یہ سات آٹھ گھنٹے آرام سے"
چلتا رہے گا، واٹر پروف بھی ہے۔ جب جب تمہیں مس کروں گا، یہ تمہیں
"..بتائے گا۔ ہے نہ مزے دار گفٹ
مانی نے گھبرا کر ہنستے ہوئے اپنی حیرت عیاں کی اور فورا سے پہلے اپنی کلائی
پھیلائی جس پر شیری نے گولڈن بریسلٹ اسکی کلائی میں پہنایا جو مانی کی
نازک سی بازو پر اخیر سجا۔

یہ میری زندگی کا سب سے پیارا گفٹ ہے شیری، میں ب۔۔بتا نہیں سکتی"
"..یہ مجھے کتنا پسند آیا۔کیا جب میں اسے ٹچ کروں گی تو آپکو بھی پتا چلے گا
یہی خوشی تو وہ چاہتا تھا جس نے مانی کو پگلا دیا تبھی شہریار نے مسکرا کر اپنی
بازو سامنے کی اور مانی بے بلیک جینٹس والا اسکی بازو میں پہنایا۔
"..کروٹچ"

شہریار نے اسے دیکھتے کہا جس پر جب مانی نے اپنے والے کے گلاس ڈائل کو
ٹچ کیا تو شیری کے بریسلٹ کے گلاس ڈائل میں بنا چاند ستارہ نیلی روشنی سے
جگمگایا اور وائبریٹ کیا جس پر مانی شدید پیارا ہنسی۔
اومائی گارڈ۔۔۔!ان.بیلیوایبل۔۔۔۔یہ۔۔یہ کیا چیز بنائی ہے ان لوگوں"
"..نے شیری۔۔۔میں تو اسے ہر وقت ٹچ کرتی رہوں گی
اس چھوٹی سی چیز نے ان دو کو جیسے جوڑا، مانی کی خوشی بیان سے باہر تھی۔
اسکی کلائی پکڑ کر کھینچتے مانی کو خود پر گراتے ہی دونوں بازو گرد لپیٹ کر حائل
کیے اور خود بھی ٹیک صوفے کی پشت سے لگائی، اس اچانک افتاد پر ان گلابی

ہونٹوں پر بکھری مسکراہٹ، شیری کے بخشے سانسوں پر حاوی لمس پر فوری سمٹی، آنکھوں میں حیا کی لالی اتری۔

"ہر وقت مت کرنا، ورنہ میرا دل کیسے لگے گا وہاں۔ کیا گفٹ واقعی پسند آیا؟"

اسکی دھڑکن اپنے وجود میں منتقل کروانے کے بیچ تاکید اور سوال کیا تو وہ اسکے حرکت کرتے ہونٹوں سے نظر بچاتی اسکی آنکھوں میں جھانکی۔

"بہت پسند آیا، آپ نے اب تک جو جو گفٹ دیا وہ میرے لیے دنیا جہاں کی دولت سے قیمتی ہے۔ اپنی محبت سمیت، میں ہر وقت اسے ٹچ نہیں کروں گی بلکہ آپکے مس کرنے کا ویٹ کروں گی۔ آئی لو ویو شیری.."

یہ محبت بھری نظریں، یہ بازوؤں کے پر سکون حلقے، یہ نشاط، یہ عافیت چند گھنٹوں کی مہمان تھی، دونوں کے دل ایک دوسرے سے دگنے اداس تھے پر یہ جدائی ان دو کے رشتے کی خوبصورتی کو بڑھا دے گی اسکا دونوں کو یقین بھی تھا۔

اب میرے روز روز کے اظہار کی ضرورت نہیں پڑے گی تمہیں، شہریار"
جدون تم سے بے پناہ محبت کرتا ہے، جب تمہیں پتا چلے گا کہ میں تمہیں
مس کر رہا ہوں تو یہی سمجھنا کہ میری ساری محبت کی تم اکلوتی وارث ہو
آمنہ آفریدی۔ تو خود سے بھی میرے حصے کی محبت کرنا۔ جیسے میرے
دماغ کا دہی کرتی رہی ہو ویسے اداسی کا بھی بینڈ بجاتی رہنا، جب جب اداس
ہو گی مجھے خبر ہو جائے گی سو میں بھی اداس ہو جاوں گا۔ اس لیے میرے
"..لیے خوش رہنا میرے پیچھے

مزید وقت باقی نہیں تھا سو یہ چند پیار بڑی ہدایات اس نے مانی کو اتنے
قریب کر کے کیں تاکہ وہ غور سے سنے پر اسے کیا پتا وہ تو اسکی آنکھیں، چہرہ
، ہونٹ تکنے اور سانسوں میں شامل ہوتی سانس کی حدت میں گم ہے۔
مجھے ایک دکھ ہے، تین سال آپکے اس پیارے فیس کو پیار سے کون"
"..دیکھے گا شیری، آپکو کس کون کرے گا، آپکو ہگ کون کرے گا

اتنی سنجیدہ صورتحال میں مانی کا وکھرا صدمہ شہریار کی سنجیدگی کا بھی بینڈ بجا گیا، اپنی کھردری ہلکی ہلکی بیرڈ والی گال مانی کی ملائم گال سے جان بوجھ کر رگڑی جس پر وہ بھی پس لب مسکائی، اس گدگداتے لمس۔

"حد ہوتی ہے مانی، مجھے میرے خسارے کس معصومیت سے گنوا رہی ہو ظالم لڑکی۔ یہی تو وہ وجوہات ہیں جو مجھے جانے سے روک رہی ہیں اور تم میرے جلے پر نمک چھڑک رہی ہو.."

اخیر تپ کر شکوہ کیا جس پر وہ یکے بعد دیگرے کئی بار اسکی رخسار چومتی اپنے گلابی ہونٹوں کو مزید سرخ کیے مسکراتی روبرو ہوئی۔

"یہی تو مجھے بھی پریشان کر رہا ہے، بہت سی چاہت اور شدت کے مستحق یہ ہماری شادی کے اول پر بہار سال دوری کی نظر ہونے جا رہے ہیں۔ مجھے آپکے اس خسارے کی خود سے زیادہ فکر ہے.."

وہ اسکی فکر میں ہلکان تھی، پور پور چاہت میں ڈوبی ہوئی اسے پاگل کر رہی تھی۔

بس بس زیادہ سینٹی ہونے کی ضرورت نہیں، میری ساری کمیاں اور" خسارے تین سال کی جنگ کے بعد تمہیں دیکھتے ہی اپنی وقعت کھو دیں گے.."

خود ہی اسے ہلکان کر کے پھر خود ہی فکر سے نجات دیتا اپنے سینے میں جذب کیا جو چند لمحے کچھ نہ بولی بس اسکے دل کی دھڑکنیں آخری بار تفصیل سے اپنے دل سے محسوس کیں۔

اپنا خیال رکھیے گا ش۔۔شیری، ایک آنچ بھی نہ آئے آپ پر۔۔نہ" جسمانی، نہ ذہنی نہ قلبی.."

اسکی آواز میں ٹوٹے کانچ سے چھنکار واضح تھی اور شیری نے بس آنکھیں موندھے ہوئے اسکی سن کر مزید اسے بازووں میں جکڑ کر اپنا جواب دینے کو ہی بہتر سمجھا۔

تم بھی، اپنا انہیلر ہمیشہ پاس رکھنا۔ڈسٹ سے دور رہنا، طبعیت زرا سی" بھی گڑبڑ محسوس ہو تو فوری ممی بابا کو انفارم کرنا۔اور کھانے پینے کا دھیان

رکھنا، زیادہ فاسٹ فوڈ نہیں۔اکیلے رات میں یہاں ڈر لگے تو ممی کو پاس سلا لینا یا انکے پاس چلی جانا، بابا کہیں نہ کہیں اڈجیسٹ کر لیں گے۔آفریدی

".. حویلی بھی جاو تو اپنے دادو بھائی کی نظروں کے سامنے رہنا

اپنی ہدایت سے دگنی شہریار کی تاکیدوں پر وہ بھی ویسا ہی کرب آمیز مسکرائی۔

"انہیلر تو میں نے کئی دن سے دیکھا بھی نہیں، اب پھر سے اس بچپن کے ساتھی کو منہ لگانا پڑے گا۔ہک ہاہ۔۔۔جب آپکو یاد کروں گی تو اس کی مسٹ ضرورت پڑے گی.."

کان کی اور جھکی مانی کی سرگوشی پر شیری نے اسکی کمر کے گرد لپیٹی بازو آزاد کیں جس پر وہ سامنے ہو کر شیری کو دیکھنے لگی۔

"بس نہ، اداس نہیں ہوتے۔اتنا پیارا گفٹ دیا ہے، اب تو مسکرا دو.."

اسکی مرجھائے پھول سی صورت دیکھے وہ مانی کے فطری پریشان ہونے پر بگھڑا۔

"..دل ک۔ کو کچھ ہو رہا ہے سچی"

کوئی تسلی، کوئی پیار بھرا لفظ مانی کے لیے سود مند نہ رہا بلکہ وہ پہلے سے زیادہ برا اسکی اور جس طرح روتی ہوئی واپس اس کے وجود میں سمٹی، شہریار کے لیے پھر سے اسے شروع سے سنبھالنا ممکن نہ تھا۔

"..مانی مت کرو پلیز، ادھر دیکھو"

بیزاریت سی عیاں کیے وہ منہ بسورے بولا جس پر مانی نے ہچکی سی بھرتے ہوئے اسے نم آنکھیوں سے دیکھا۔

"مجھے سب تاریک لگ رہا، ایسے لگ رہا ہے آپکے او جھل ہوتے ہی سب ختم ہو جائے گا شیری۔ میری زندگی رک جائے گی، کیوں ہر پیارے انسان سے دور ہونا پڑتا ہے مجھے.."

اسے تکتا ہوا وہ خود افسردہ تھا، جس نے اپنی زندگی کی قیمتی شے گنوادی ہو
اسے زمینی جدائی اتنی مشکل نہیں لگ رہی تھی لیکن بات اسکے اور مانی کے
بیچ جڑے اس جائز رشتے کی تھی جو اس دنیا کا سب سے حسین تعلق تھا۔
کیونکہ اللہ شاید ہمارے صبر و شکر اور تحمل کو دیکھنے کے متمنی ہوں، تاکہ "
ہمیں اس کے بدلے کچھ بہترین انعام سے نوازیں۔اور بات سنو! کچھ
تاریک نہیں ہوگا، میں دور جارہا ہوں، لیکن تمہاری زندگی سے، دل سے،
دماغ سے، تمہارے اندر سے تو کہیں نہیں جارہا۔۔۔اب تم مجھے اس
"..طرح منہ بنا کر پریشان کر رہی ہو
مزید وہ کوئی اداسی نہیں چاہتا تھا لیکن مانی کو یہ بات سمجھ آنی مشکل تھی۔
اوف! تین سال۔۔۔یا اللہ میں پتا نہیں کیسے رہوں گی۔بہت ہی بتتمیز"
ہیں آپ شیری۔اتنی عادت ڈال دی ہے کہ آپکی غیر موجودگی موت لگ
"..رہی۔۔۔اوف اوف

بے بسی سے سانس بھر بھر پھونکیں مارتی وہ برہمی سے کہے اس کے حصار سے نکل کر اٹھ کھڑی ہوئی جبکہ اسکے اس رویے پر شیری بھی کاوچ سے بے چینی کے سنگ اٹھا اور اسکا ہاتھ پکڑے واپس اپنے نزدیک کھینچتے ہی بازو گرد لپیٹی۔

مانی نے بے جان ہو کر سر اسکے سینے سے ٹکا دیا۔

"..اوکے میں نہیں رووں گی، مجھے یونہی کچھ دیر گلے لگا کر رکھیں"

آنسو رگڑ کر اپنی بازو بھی شہریار کی کمر کی دونوں اطراف سے لے جا کر اسکی کشادہ کمر پر باندھے رندی آواز میں منمنائی، شہریار نے سر جھکا کر اسکی جبین چومی اور مسکرایا۔

تمہارا دل نہیں بھرے گا لیکن میں ضرور لیٹ ہو جاوں گا بہت کچھ کرنا"

ہے اب مجھے اپنے سوا کسی اور کے لائق بھی رہنے دو، میری

آفت۔۔۔۔ سنبھالو خود کو، کیوں مجھے بھی رلانا چاہتی ہو۔ روتا ہوا شہریار

جدون اتنا بھیانک ہے کہ تم خود کہو گی کہ پلیز چلے جائیں یہ بد صورت رونا لے کر کہیں.."

دانستہ شرارت کے سنگ اسکے کان کی اور جھک کر بولا مگر وہ ہنسی بھی تو روتی صورت کے ساتھ۔

" ..ویری فنی"

منہ بگاڑ کر سرد مہری سے کہے وہ بولائے قدم اٹھاتی ہاتھ منہ دھونے بڑھی جبکہ شہریار جدون اسکو جاتا دیکھے بس زندگی سے ہاری ہوئی اک سمائیل ہی پاس کر سکا۔

.._____..

ایک نئی صبح زمین زادوں پر اتر چکی تھی، سکائے بلو چیمبرے شرٹ کے ساتھ ہاف وائیٹ جینز کے ہمراہ برینڈ شوز کے سنگ دراز قامت قدمزید وجیہہ دیکھائی دے رہا تھا، لعلین جو ہاف وائیٹ چکنکاری کے نفیس کام سے سجے لوز ہاف وائیٹ شارٹ کرتے اور وائیٹ فٹ ٹائیٹ میں دوپٹے سے بے نیاز اپنے کندھے تک آئے بالوں کے سنگ بنا کسی منصوعی حسن کے بھی دلربا بنی لئیق ایرز کی نظروں میں مرکوز تھی، ہاف وائیٹ مرزونی فیبرک بلیذر موصوف کو پہنائے دانستہ مسکرادی کیونکہ اس بندے کو پاس ہو کر وارفتہ نگاہوں سے دیکھنے اور نظر لگانے کے سوا کچھ نہ سوجتا۔

"..کبھی تو مجھ سے نظر ہٹالیا کرو سر پھرے"

بلیذر کا کولر پکڑ کر نفاست سے بٹھائے اسے اسکا فون اور والٹ دینے کو لعلین پلٹی اور ڈریسنگ پر رکھی جناب کی دونوں چیزیں مڑ کر تھمائیں اور مسکا کر اپنی تاکید کاری ایکشن بھی چاہا۔

"آپ بنا سج دھج کر بھی دیکھنے کے قابل ہیں حسینہ، پھر یہ نظریں یہ گستاخی
کیسے نہ کریں۔ تھینکیو.."

جواب کی دلفریبی، اسکے خوبصورت ہاتھوں سے فون اور والٹ لے کر سائیڈ پر رکھے، لعلین کے ہاتھوں کو تھام کر مزید بڑھائی، فقط ان محسوس کرتی آنکھوں کا لمس ہی اتنا جان آور تھا کہ وہ زیادہ دیر اسے دیکھ نہ پاتی تھی۔

"ناشتہ نہیں کروگے ہمارے ساتھ.."

آج وہ کچھ جلدی میں تھا ورنہ یہ فیملی ٹائم اسکا پسندیدہ تھا۔

"نہیں، آپ بتا دیجئے گا اہم میٹنگ تھی۔۔۔ میں جلدی آجاوں گا۔ میری جان.."

لعلین کے شفاف گلابی چہرے کو گہری نظروں سے تکتے بازووں سے پکڑ کر اسے اپنے نزدیک کیا اور جیسے والہانہ شدت سے گلے لگایا کہ دل کی دھڑکنیں ایک دوسرے کے وجود میں اتریں، وہ لئیق کے پیار بھرے

حصار میں کھکھلائی، جیسے ناجانے کتنی مدت بعد اس پیاسے کو یہ تشنگی ختم کرنے کا موقع ملا ہو۔

"میری بے قراریوں پر ہنسا مت کریں آئرن لیڈی، آپ میرے لیے بہار کا وہ پہلا خوشبودار لمحہ ہیں، جسے ہمیشہ اپنی سانسوں میں بھرتے ہوئے مجھے اک نئی خوشی اور سکون ملتا ہے.."

اس شخص میں اتنی گرم جوشی، اتنی شدت، حرارت، حلاوت، چاہت اور اپنائیت تھی کہ وہ اسے ایک گہری نظر دیکھ کر ہی اپنے آپ کو تازہ دم محسوس کرتی، وہ اپنے گلے لگا کر لعلین ابراہیم کو اپنے لیے سر تا پیر ڈھڑکانے کا ہنر جانتا تھا۔

"تمہارے ملنے کے بعد لال کی زندگی میں سب سے خوبصورت جانتے ہو کیا ہوا ہے لئیق ایزد، میں تمہارے گلے لگ کر پورے وثوق سے تمہیں اپنا کہہ سکتی ہوں۔ لیکن کہیں جاتے ہوئے گلے مت لگایا کرو مجھے، پھر تمہارے واپس آنے تک بہت بے قرار رہتی ہوں.."

اس محبت بھرے حصار میں لپٹی ہوئی وہ اس کے سحر سے خائف معصومیت سے شکوہ کر گئی جس پر لئیق ایزد کے چہرے کے ملاخت ودلکش نقوش اک گدگداتے تبسم میں نہا گئے، گلے لگانے کی ساعتیں تمام کرتے ہی وہ اس لڑکی کے شکوہ کناں ہونٹوں پر پوری بے خودی سے جھکا، لمحوں کو پاگل کر دیا گیا، اپنی خوشبو لعلین میں اتارنے کا دلفریب انداز اس لڑکی کی دھڑکنیں سینے میں ہی کہیں جامد کر کے رکھ گیا۔

"....میں آپکو اپنے لیے بے قرار ہی تو رکھنا چاہتا ہوں، ہاہا"

اس فسوں گرنے لمحوں میں صدیوں کی شدت استوار کرتے ان سانسوں سے ہونٹوں کے تمام زائقے اپنی زبان پر گھولے اور لمحہ لگا تاثر انگیز ہنس کر ناصرف دور ہٹا بلکہ اپنا والٹ، فون اور گاڑی کی چابی لیے اس بے خود و مدہوش آپسرا کو سمجھ نہ پانے کی حالت اضطراب میں اپنا منتشر تنفس بحال کرتا چھوڑے کمرے سے نکل گیا۔

"!لئیق ایزد"

اپنے پیچھے لعلین کی دبی اریٹیٹنگ مٹھیاں بھینچ کر لگائی آواز پر ہوم آفس سے بھی نکلتے سبک رو قدموں والا وہ سر پھرا، مسرور سا مسکرایا جبکہ لعلین نے جب اپنا زرد پڑتا چہرہ اور گلابی ہونٹ گردن گما کر آئینے میں دیکھے تو چڑ اور برہمی کی باوجود ہونٹوں پر ہمک آتے شرمگیں رنگ نہ دبا سکی، خود کو بمشکل کمپوز کیے قدم چہرے کی سرخیاں چھپانے کو بڑھائے۔

جندل محل میں بریک فاسٹ آج بھی سب نے لئیق ایزد کے بغیر کیا کیونکہ وہ صبح ہی کسی اہم کام کی وجہ سے نکل گیا تھا، رایان نے اسکا دیا کام پورا کر دیا کا دوسرا بڑا پارٹنر کوئی اور نہیں شیراز آفندی تھا جو دنیا DALG تھا اور کے سامنے ایک گاڑیوں کے شوروم کا مالک تھا مگر در حقیقت وہ اس تنظیم کا ایک اہم حصہ تھا جو ملک کے خفیہ رازوں کو کئی کڑوروں اور اربوں میں دشمن ملکوں کو بیچتی تھی، اور تیسرا پارٹنر میکال سریز نامی وہ آدمی تھا جو

آفتاب منصوری کا سسر بھی تھا مگر شاہ عالم کے ایک بڑے ڈان کی صورت ایک کھرب پتی کے طور پر زندگی گزار رہا تھا۔

لئیق سیدھا سونم تبریز سے ملاقات کرنے آیا تھا جہاں رایان اور سحر لائیو وڈیو میں ساری انفارمیشن دینا چاہتے تھے، لئیق اور سونم دونوں دیوار پر نسب کمپوٹر سسٹم کے روبرو کھڑے تھے۔

"یہ شیراز آفندی ایک عام ساڈرائیور تھا مگر بہرام عزیز سے اسکی ملاقات ..." کے بعد اس کے دن کیسے پھر گئے زرا یہ ملاخظہ کریں سر

رایان نے کمپوٹر سکرین پر تمام حاصل کیے گئے ریکارڈ دیکھاتے بتانا شروع کیا

"یہ چھ سات سال ملائشیا رہا، تب انکی یہ تنظیم کسی بڑے نیٹ ورک یا ویب سے الحاق شدہ نہ تھی، سو یہ تینوں کئی سال تک مل کر چھوٹے موٹے دھندے چلاتے تھے، مگر پچھلے دو سالوں میں اس تنظیم کا بیک وقت ہمارے تین دشمن ملکوں سے الحاق ہوا اور انکی یہ بیکار سی تنظیم اس بلندی

کی سطح پر آئی کہ اسکے خاتمے کے لیے آئی بی ڈیپارٹمنٹ کو بلیک ڈائمنڈ کی ضرورت ہیش آئی۔ان لوگوں نے کئی مسلم ملکوں سے اپنے کارندے جمع کیے،انکی مدد کے لیے ان تینوں دشمن ملکوں نے خفاظت مہیا کی۔اسلحہ، ملک میں چھوٹے موٹے بلاسٹ،خون ریزی،فساد یہاں تک کہ کچھ حادثے بھی ان لوگوں کی پلانگ کے تحت ہوئے۔جیسے بہرام عزئزٹریول ایجنسی کی آڑ میں یہ غداری کر رہا تھا ویسے ہی یہ شیراز آفندی گاڑیوں کی سمگلنز میں بھی ملوث رہا ہے،ایک دو بار پولیس نے پکڑنے کی کوشش کی ویسے بھی یہ مگر علاقائی ایس ایچ او کو دے دلا کہ اس نے معاملہ دبالیا۔ لوگ بہت پروفیشنل تھے سو یہ ثبوت کم و بیش ہی چھوڑتے تھے، تبھی کسی عام فورس کے بس میں ان پر ہاتھ ڈالنا نہیں تھا.."

رایان سب بتا کر لمحہ بھر خاموش ہوا تو اس نام کو لئیق نے کہاں سنا تھا، دھماکے کی صورت اسکے دماغ میں نمودار ہوا تبھی چہرے پر تشویش بھی اتری۔

"..ایک منٹ میں ایک کال کرلوں"

لئیق نے اسے یہیں روکے خود اپنا فون نکالا اور زرا دور جا کر کھڑا ہوا۔

مانی ریڈی ہو چکی تھی اور شیری کے فریش ہونے کا ویٹ کر رہی تھی تاکہ سب ساتھ ناشتہ کریں مگر بھیو کی صبح صبح کال پر اسکے بال برش کرتے ہاتھ تھمے۔

فوری فکر مندی سے پلٹ کر اس نے فون اٹھایا اور کال ریسیو کی۔

"..جی بھیو سب خیریت ہے اتنی صبح صبح کال"

مانی کی فکر کے برعکس لئیق تھوڑا مضطرب تھا۔

ہاں میرا بچہ سب ٹھیک ہے، یہ بتاو تمہاری جو دوست ہے نمرہ۔اسکے فارد"

"کا کیا نام ہے؟

بھیو کے اچانک یہ سوال کرنے پر حیرت مانی کو بھی ہوئی۔

"..شیراز انکل۔۔۔شیراز آفندی۔۔۔لیکن آپ کیوں پوچھ رہے ہیں"

مانی کے منہ سے ہی لئیق نے یہ نام سن رکھا تھا سو رہا سہا شک بھی دور ہوا۔
بس ایسے ہی، انکے گھر کا ایڈریس مجھے ٹیکسٹ کر دو۔ کچھ کام تھا ان"
"..سے
لئیق نے اسے مطمئین کیا جس پر وہ فرمابرادی سے کال بند کرتے ہی انھیں
نمرہ کے گھر کا ایڈریس اور لوکیشن بھیج چکی تھی مگر نظر نمرہ کی رات سے
اب تک چھ مس کالز پر گئی تو مانی کو لگا دل کسی نے کاٹ دیا ہو۔
جانتی ہوں تم مجھ سے ساحل بھائی کا پوچھنا چاہتی ہو لیکن مجھے سمجھ نہیں"
"..آ رہی میں تمہیں کیا جواب دوں۔ شیری سے بات کرتی ہوں
وہ افسردگی سے خود کلامی کرتی واپس بال بنانے لگی جبکہ دوسری جانب لئیق
کو مانی کی طرف سے میسج وصول ہوا تو وہ واپس سکرین کے سامنے آیا۔
ڈی کے بھی یقیناً اس آدمی تک پہنچ چکا ہو گا، تم یہ انفارمیشن پھر بھی"
شہریار کو میل کر دو۔ باقی اس میکال سریز کو وہاں جا کر جو بھی سرپرائز دینا
ہے وہ میں خود دوں گا، شاید آفتاب اور اسکی بیوی کا انتقام بھی میرے ہاتھ

میں لکھا ہوا ہے۔ ویل ڈن رایان۔۔ ابھی کے لیے تمہارا کام صرف میکال پر نظر رکھنے کا ہے۔ باقی تم اور سحر میرے آنے تک مزید گھوم پھر سکتے ہو۔

"..اس شیراز کو نیا ایس ایس پی سنبھال لے گا

لئیق نے اسے مزید ہلکا پھلکا کیے وڈیو کال ڈس کنکٹ کی اور وہیں کرسی گھسیٹے بیٹھا تو سونم صاحب نے بھی سامنے والی جگہ سنبھالی۔

"میکال کوئی عام آدمی نہیں ہو گا برخوردار، تمہیں ہر قدم پھونک پھونک کر رکھنا ہے.."

سونم کو اسکی اس بار زیادہ فکر تھی۔

"جانتا ہوں، وہ عام انسان بھی نہیں مسٹر سونم جس نے اپنی بیٹی کو مار دیا۔ اسکا اینڈ کر کے مجھے جو سکون ملے گا اس کی راحت شاید میں مرتے دم تک بیاں نہ کر سکوں۔ اس بچی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسکرانا کتنا

آسان ہو گا، کہ اسکے ماں باپ کا انتقام اس شخص نے لیا جسے اللہ نے اسکی کفالت سونپی.."

بہت دن بعد وہ یوں اپنی زندگی کو سونم کے سامنے بیان کرتا انھیں بھی الوہی سی خوشی میں مبتلا کر گیا۔

"میں محسوس کر سکتا ہوں اس راحت کو، کسی اور کو انصاف دلانے کی خوشی، اپنا مقدمہ جیتنے سے ہزار گنا زیادہ ہوتی ہے۔ وہ خوشی ہمارا دامن کبھی نہیں چھوڑتی جو ہم کسی اور کو سکھ دے کر پاتے ہیں.."

خوبصورت ورشک آمیز لہجے میں وہ خود بھی مسکرائے اور لئیق کو بھی مسکرانے پر مجبور کیا۔

"بالکل، ساری کڑیاں آجا کر کیسے جڑیں، کبھی کبھی مجھے بھی حیرت ہوتی ہے۔ خیر اب آپ بھی فری ہیں، فیملی سے مل لیں جا کر۔ میری بھی چند دن تک روانگی ہے، آپ ہمارے ساتھ چل رہے ہیں کیونکہ آپکی ضرورت پڑ سکتی ہے.."

یہاں کا کام آفتاب منصوری کی موت کے بعد ہی ختم تھا مگر وہ لئیق کے منتظر تھے۔

"میں تمہیں اکیلے موجیں کرنے جانے دوں گا بھی نہیں کھڑوس ہیڈ، ویسے مشن کے بعد ایک دبنگ سی پارٹی ضرور تم سے لیں گے۔ آفٹر آل ہمارے کئی سال کی محنت رنگ لانے والی ہے.."

وہ شوخ ہوئے تو انکے ازلی چونچال پن پر لئیق بھی ہنس دیا۔

"کیا یاد کریں گے کہ کس بلیک ڈائمنڈ سے پالا پڑا تھا، دے دوں گا پارٹی ورنہ آپ نے مجھے طنز کے تیر مار کر ہی ہلاک کر دینا ہے۔۔۔ چلیں پھر مجھے اجازت دیں.."

وہ بھی جیسے شریر سا ہوتے اٹھ کھڑا ہوا اور سونم تبریز کی گدگداہٹ بھری مسکراہٹ بھی انکے چہرے پر پھیلی۔

"خوش رہو میرے دشمن.."

انوکھی اجازت ملنے اور دعا پر وہ بھی مسکراتا ہوا آفس سے نکلا جبکہ سونم صاحب بھی یہاں کی ٹیم سے سب سمیٹوا کر خود بھی نکلنے والے تھے۔

.._____..

نمرہ کی والدہ شازیہ آفندی کی طبعیت اچانک بگھڑی اور سنبھلنے پر آ ہی نہ رہی تھی، ایک تو مانی فون پک نہیں کر رہی تھی دوسرا امی کی لمحہ بہ لمحہ گرتی صحت نے نمرہ کو ہلکان کر رکھا تھا، پھر ستم یہ کہ اسے وہ دونوں بتا بھی نہیں رہے تھے، وہ بابا کو بھی کل سے غصے اور پریشانی میں دیکھ کر ان سے کچھ پوچھنے سے بھی ڈر رہی تھی۔

"تم میری کال کیوں پک نہیں کر رہی مانی؟ پلیز مجھے بتاو کہ تمہاری بات ہوئی؟ امی کی طبعیت بہت بہت بری ہے، کم از کم تم تو مجھے اس ٹنشن سے نکال دو یارا.."

نمرہ نے تھک ہار کر کال کے بجائے مانی کے لیے میسج چھوڑا مگر وہ تب شہریار کے ساتھ باہر تھی اور سب ناشتہ کر رہے تھے۔

جب مانی ناشتے کے بعد روم میں آئی تو سیدھی فون کی طرف بڑھ کر اسے اٹھایا، میسج پڑھ کر وہ مزید رنجیدہ ہوئی تبھی شہریار کو روم میں آتا دیکھے وہ بے قراری سے اسکی طرف بڑھی جو خود بھی چینج کر کے ریڈی ہو کر تھانے جانے والا تھا کیونکہ ڈی آئی جی اس سے بھی ایک ملاقات کرنا چاہتے تھے اور چونکہ شہریار کو پہلے اسلامہ آباد پہنچنا تھا لہذا شام کے بجائے اسے دن تک نکلنا تھا اور اب نہ اسکے پاس مانی کے لیے وقت تھا نہ گھر کے لیے نہ اتنی مہلت کے جاتے جاتے صارم سے ملتا لیکن صارم صاحب نے شیری کو اسلامہ آباد چھوڑ کے آنے کا پورا پلین ترتیب دے کر پہلے ہی اپنی شیری سے ملاقات کا بندوبست کر رکھا تھا۔

"!شیری"

مانی کو اپنے پاس رکتے دیکھ کر شہریار نے اسکے افسردہ چہرے کو دیکھا۔

"..اب یہ مت کہنا کہ نمرہ کی بات ہے"

وہ اسکے تاثرات سے بھانپ گیا تبھی وہ مزید رنجیدہ ہوئی۔

"اسکی امی کی طبعیت بہت خراب ہے، بار بار پوچھ رہی مجھ سے۔ میں کیا کروں شیری، پلیز مجھے ساحل بھائی کا پتا بتادیں، میں خود ان سے جا کر بات کرلوں گی"

مانی کی اس معاملے میں دلچسپی اور تڑپ فطری تھی کیونکہ نمرہ اسکی واحد دوست تھی۔

"تم ساحل سے مل لینا لیکن آفریدی حویلی جا کر، میں اس معاملے کا لئیق کو بتا جاوں گا۔ وہ تمہاری ہلپ کردے گا اسے وہاں بلوا کر۔ اس معاملے کو تم خود ہنڈل کر لینا۔ ساحل کو کوئی اعتراض نہیں ہے، اب نکل آو اس سب سے۔ میں جارہا ہوں، ہو سکتا ہے تھانے سے ہی سیدھا اسلامہ آباد نکل جاوں.."

ساحل کی رضامندی پر وہ جتنی خوش ہوئی، مانی نے اتنے روہانسے ہو کر شیری کی آخری بات سنی تو آنسو پھر سے آنکھوں سے ٹپکے جس پر شہریار نے اسے پکڑ کر اپنے سینے سے لگایا۔

"میری آفت، روکے بائے نہیں کہنا ورنہ مجھے بھی رونا آجائے گا۔ تمہیں ہر دن میری محبت محسوس ہو گی، پاسیبل ہوا تو میں تمہیں لمبے لمبے مزید لیٹرز لکھوں گا کیونکہ ہوپ سو اس پر پابندی نہیں ہو گی..."

وہ رو رہی تھی کیونکہ ایک تو شہریار جا رہا تھا دوسرا اسکی زندگی سے اس جان سے پیارے شخص کے لمس رخصت ہو رہے تھے، وہ نہ چاہ کر بھی رو رہی تھی کیونکہ شہریار کا جانا اس پر بہت بڑا ظلم تھا۔

خط پر مانی نے اسکے مہکتے حصار میں سمٹ کر بھیگی آنکھوں سے اسکو دیکھا، اس ٹچنگ بریسلٹ سے بڑھ کر تھی خط کی سہولت۔

"پرامس کریں کہ آپ مجھے لیٹر لکھیں گے، اور ہر منتھ لکھیں گے..."

ڈبڈبائی آنکھیں شیری پر مرکوز کیے وہ معصومانہ یقین چاہنے کا انداز لیے بولی جس پر وہ مسکرا کر سر جھکائے اسکی جبین پر جھکا اور پیار سے چومی کہ اس لڑکی کے تڑپتے دل کو راحت ملے۔

"آئی پرامسس، اس کے لیے کچھ بھی کرنا پڑا کروں گا۔ تمہیں اپنی خیریت بتاتا رہوں گا بس تم خود کا بہت خیال رکھنا، یہ سمجھنا کہ تم اب شیری ہو۔ پلیز مانی، رونا مت۔ یہ تین سال پلک جھپکتے گزر جائیں گے، میں واپس آوں گا، پھر کبھی دور نہ جانے کے لیے۔ کچھ ایسا ضرور کہہ دو تاکہ مجھے تسلی رہے کہ میری یہ بہادر بیوی، میرے واپس آنے تک یونہی پر بہار رہے گی.."

اسکا ہر لفظ دل سے باندھ بھی لیتی، اسکے دو آنکھوں سے ڈھیر سا دیکھ بھی لیتی تو اپنے ہاتھ سے شیری کا چھوٹتا ہاتھ برداشت نہیں کر سکتی تھی۔

"آپ۔۔ آپ کسی اور لڑکی کو دیکھنا بھی مت.."

آنکھیں جو آنسوؤں سے بھری تھیں انھیں رگڑ کر وہ منمنائی تو شیری کو بے ساختہ ہنسی آئی۔

"میری آنکھیں تم پر آکر رک گئی ہیں اب میں جسے بھی دیکھوں، تم ہی نظر آو گی۔ تمہاری محبت میرے پاس ہے، مجھے مزید کسی کی طلب نہیں رہی.."

مسکرا کر کیے اس شخص کے اس اعتراف پر وہ اترا بھی نہ سکی کیونکہ ابھی بہت اداس سی تھی۔

"لیکن آپ پاس نہیں ہوں گے تو مانی کے لیے یہ کائنات بھی ناکافی ہے، مجھے اپنا ایک ہاتھ ہی دیں جائیں شیری.."

اس وقت وہ جدائی کی تکلیف سے باولی ہوئے روتی جا رہی تھی اور ہاتھ والی بات پر وہ ہنس کر ایک بار پھر اسے خود سے لگا گیا۔

"رات چاہتا تو تھا کہ تمہیں پورا شیری دے دوں، تم ہاتھ ہی نہیں آئی.."

بوجھل و گھمبیر سی شوخ سرگوشی پر شہریار نے اسے اپنے وجود میں مزید جکڑا، اور مانی کا دل چاہا خود کو کوسے۔

"..ابھی دے دیں نہ پلیز"

مانی کی فوری دوبدو دبی سی گھٹی سہمی سرگوشی پر شیری کے ہونٹوں پر پھیلی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔

"وہ آفر محدود مدت کے لئے تھی، ویسے بھی اگر تم مجھے کل مل جاتی تو تم سے دور ہونے کی ہمت کبھی نہ کر پاتا۔ سو جو ہوا اچھا ہوا۔۔۔انتظار کی اپنی دلکشی ہے.."

وہ اسے خود سے کہیں زیادہ بے بس لگا۔

"اب مجھے جانے دو چینج کر کے نکلنا ہے۔ اسلامہ آباد پہنچنے میں کئی گھنٹے لگ جائیں گے۔ اس سے پہلے تھانے جانا ہے.."

وہ گھنٹوں اسکے گلے لگی رہتی تب بھی دل کی حسرت نہ بھرتی اور وہ سنگدل اسے قبل از وقت ہی چھوڑنے والا تھا۔

مجھے اپنے سامان میں رکھ لیں شیری، م۔۔میں کیسے رہوں گی۔۔۔ایک "
"..ل۔لمحہ بھی مشکل ہے

اسے خود سے الگ ہوتا دیکھے مانی نے اسکے کالر کو پکڑے واپس خود کی سمت کھینچے چہرہ اسکے سینے سے لگایا، شہریار نے اسکے دونوں ہاتھ اپنے کولر سے چھڑوائے اور نرمی کے سنگ اسکے چہرے کے تمام چھلکتے آنسو اپنے ہاتھ کی پوروں میں جذب کیے۔

"..رہ لو گی، شہریار جدون کی محبت ہو تم۔بی بریو آمنہ آفریدی"

کڑک دار لہجے میں وہ اسکی بھیگی سرخ آنکھوں میں جھانکا مگر وہ کسی صورت دل کو سمجھا نہ پا رہی تھی۔

"I can't live without your physical touch, I can't sleep without your good night kiss, I can't smile without your

presence, I can't breathe without seeing you."

ناجانے کتنی تکلیف تھی جو وہ سہہ رہی تھی مگر اسکے باوجود اسکے ہر موں سے جدائی کی اذیت کا چھلکنا شہریار کو خزن زدہ کر رہا تھا۔

"مانی! تم مجھے مشکل سے گزارنا چاہتی ہو۔ یہ چاہتی ہو میرا دھیان تم سے بندھا رہے،

Don't do that Amore mio, let this jour-ney be easy on me.

"(ایسا مت کرو میری محبت، یہ سفر مجھ پر آسان رہنے دو۔)

اسکے سر کو ہتھیلی سے سہارا دے اسکی ٹھوڑی کو پکڑ کر جھکی نظریں اٹھا کر خود پر مرکوز کرتے درخواست کی جس پر وہ بے دلی سے ہی سہی پر مان جاتی نظروں سے دیکھتی لمحے میں شہریار سے دور ہوئی۔

"..چلے جائیں مجھ سے دور"

اسکے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑواتی وہ اسے وہیں چھوڑے روم سے نکل گئی اور شہریار جدون گہرا سانس بھرتا خود بھی اپنے قدم وہاں سے متوازن چال کے سنگ سرکا گیا کیونکہ جانے کا وقت ہو چکا تھا۔

آج رونقیں کیانی پیلس پر سایہ فگن تھیں، دستگیر اپنی گاڑی گھر ہی صارم کے لیے چھوڑ آیا تھا جبکہ وہ، فرہاد صاحب، صبور، سدرہ، لال نور، عینی، پرکاش صاحب، مریم بی الگ الگ گاڑی میں کیانی پیلس پہنچ چکے تھے۔

سدرہ کو صبور اور نیہا اپنا گھر دیکھا رہی تھیں اور وہ حیران بھی تھی کیسے صبور کے ڈیڈی نے اتنی کم عمر لڑکی سے شادی کر لی، عینی، پرکاش صاحب، لال

نور، مریم بی، فرہاد صاحب، دستگیر اور ہمایوں صاحب باہر لان میں سب مل کر ہلکی پھلکی گفتگو میں مگن تھے۔

"ہمارے ادھر ایسی شادیاں عام ہیں، میں تو ان کو کہتی کہ چچا جان کی بھی کروادیں مگر شاید بات جب محبت کی ہو تو سب کچھ دوبارہ شروع کرنا مشکل ہوتا ہے..."

وہ تینوں ایک ساتھ ہی تمام گھر سدرہ کو دیکھائے واپس زینے اترتیں ہال کی طرف بڑھ رہی تھیں، سدرہ کی بات پر صبور اور نیہا دونوں مسکرائیں، تینوں حسینائیں ایک دوسرے سے زیادہ پیاری اور موہنی لگ رہی تھیں۔

"ایسا ہی ہے سدرہ، ڈیڈی اور ممی کی شادی حادثاتی سمجھ لو، نہ وہ خوش رہے۔ لیکن نیہا نے اس گھر میں آتے ہی سب سنبھال لیا، ڈیڈی کو بھی اور اس گھر کو بھی..."

صبور کے رشک پر نیہا کو خوشی ہوئی اور سدرہ نے آبرو اچکا کر خوشگوار سی حیرت عیاں کی۔

یہ توزبردست ہو گیا، آپکی جوڑی بھی بہت اچھی ہے نیہا آپی، اور دستگیر"
بھائی تو بھائی جان کے بہت اچھے دوست ہیں نہ سو آپ بھی ان کے ساتھ
حسین لگتی ہیں، مجھے یہاں کر بہت اچھا لگا، جب یہاں آرہے تھے تب میں
بہت ڈری ہوئی تھی، لیکن یہاں سب نے یوں پیار دیا جیسے نا جانے کب
"..سے ہم سب کا رشتہ ہو
سدرہ کی ہچکچاہٹ یوں سب سے گھل مل کر بالکل ختم ہو چکی تھی، نیہا اور
صبور نے بھی مسکراتے ہوئے تائید کی۔
تمہیں ہم سبکے دل یونہی خلوص اور گرم جوشی سے بھرے ملیں گے"
"..سدرہ، تم سب کے آنے کی ہم سبکو بہت خوشی ہے
نیہا نے بھی مسکرا کر بات کی مگر سدرہ تب چونکی جب اس نے فش اکویریم
دیکھے اپنی خوشی عیاں کی۔
"..کیا میں اسے قریب جا کر دیکھ سکتی ہوں"

سدرہ نے ایسی رنگ برنگی مچھلیاں اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیکھی تھیں تبھی وہ ہچکچائی جس پر نیہا اور صبور دونوں سر ہلاتے ہنسیں اور سدرہ آکویریم کے پاس جاکر کھڑی ہوئی، اسکی خوشی اور حیرت پر صبور اور نیہا بھی ہنس دیں۔

"..بہت انوسیٹ سی ہے لال نور کی یہ منہ بولی بیٹی"

نیہا نے سامنے نظر جمائے کہا جس پر صبور نے مسکرا کر تائید کی۔

"..ہمم۔۔بہت"

صبور کی زندگی میں اولاد کی خوشی ہی دراصل آج کے اس لنچ کی وجہ تھی، نیہا نے رخ موڑے اسے دیکھا تو صبور بھی خود پر مرکوز نیہا کی نگاہوں کے سبب متوجہ ہوئی۔

"تمہارے لیے بہت خوش ہوں صبور، بلکہ میں اور ہمایوں تمہاری اس خوشی کو ڈسکس کرتے رہتے ہیں۔سچ بتاوں تو ہمایوں کو لگتا ہے اگر یہ بے بی

نہ آتا تو شاید انکی صبور کو سنبھالنا ایسا آسان نہ ہوتا۔ جو دکھ تمہیں ملا ہے، یہ
"..خوشی اس سے ہزار گنا بڑی ہے
نیہا اسے ٹھیک سے مبارک نہ دے پائی تھی کیونکہ زائشہ کی موت کے
سبب وہ اسے بے بی کی مبارک دینا مناسب نہ سمجھتی تھی مگر آج چونکہ
ہمایوں نے یہ لنچ صارم کی فیملی کے لیے اور صبور دستگیر کی اس خوشی کے
لیے ارینج کیا تھا سو اسے لگا اب وقت مناسب ہے۔
صبور تو دیکھتے ہی اسے گلے لگی، نیہا نے اسکی پشت سہلائی تو آنکھوں میں
مسکراہٹ چلی آئی
تھینک یو نیہا، تم نے ہمیشہ مجھے اپنے خلوص سے بے حد پر سکون کیا۔ دعا"
ہے اللہ تمہیں بھی جلدی سے ماں کے رتبے پر فائز کریں تاکہ اس خوشی
"..کے ساتھ میں اپنے ڈیڈی کی خوشی بھی دیکھ لوں
نیہا کی محبت کا صلہ اس خوبصورت دعا سے بہتر کچھ نہیں تھا تبھی تو اس لڑکی
کا دل آمین کہے دھڑکا مگر چہرے پر فطری سی حیا بکھر کر اسکا حسن دہکا گئی۔

"..آمین"

نیہا نے بولتے ہی مسکراہٹ دی جبکہ دونوں سدرہ کی طرف متوجہ ہوئیں تو وہ محترمہ فرصت سے ہر فش پر غور و فکر کرتی بہت کیوٹ لگ رہی تھی، خود نیہا اور صبور بھی اسکے پاس گئیں اور سدرہ کو ان مچھلیوں کے نام صبور نے جب بتائے تو سدرہ کی خوشگوار حیرت تھی کہ مزید بڑھتی چلی گئی۔

..---------..

صارم نک سک ریڈی ہو کر جندل محل کے داخلی دروازے سے باہر نکل رہا تھا جب لعلین پر نظر پڑتے وہ بھی لان کی سمت چلا آیا، آج سب ہمایوں اور نیہا کی طرف انوائٹڈ تھے لنچ پر، باقی سب جا چکے تھے بس لعلین ہی گھر تھی اور لئیق کی منتظر تھی۔

"ارے واہ بڑے ڈیشنگ لگ رہے ہو"

لعلین نے اسے دیکھتے ہی شوخ سراہتی سمائیل پاس کی اور ٹوئنکل کو اپنے ہاتھوں سے نکالتے گھاس پر آزاد کیا۔

"آپن ہیں ہی بڑے حسین اہمم اہمم، بائے داوے سب چلے گئے تم نہیں گئی؟"

ٹوئنکل کے پاس ہی زانوں پر بیٹھے صارم نے اسکے سر کے بال سہلائے تو وہ آگے سے مست سارد عمل دے کر دونوں کو ہنسا گئی۔

"..ہاں لئیق کا ویٹ کر رہی تھی، تم شیری کو سی آف کرنے جا رہے ہو"

لعلین نے اسکی تیاری سے اندازہ لگاتے پوچھا جس پر صارم نے سر ہلائے افسردہ سی مسکراہٹ دی اور اٹھ کر کھڑا ہوا۔

"ہاں، اس کو جاتا دیکھنا آسان نہیں ہو گا لیکن پھر بھی اسے بیسٹ آف لک کہنا ہے۔ پہلے اسکے گھر سے پک کروں گا، تھانے پہنچاوں گا پھر وہاں سے ائیر پورٹ.."

صارم نے اپنے دن کے احوال کی ترتیبی بیان کی تو دونوں کی آنکھوں میں ویرانگی سی عود آئی۔

"اللہ اسکے سفر کو آسان کریں، میں اسے کال کر رہی تھی پر نمبر بزی تھا، جب تم لوگ ائیر پورٹ پہنچو تو مجھے وڈیو کال میں لینا۔ اسے بیسٹ آف لک کہنا چاہتی ہوں.."

لہجے میں اداسی مگر ہونٹوں پر دھیمی سی مسکان لیے وہ بولی جس پر صارم نے سر اثبات میں ہلایا۔

"میرے خیال میں یہ سفر شہریار کے لیے بہت بہترین رہے گا، ضرور لوں گا۔ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے وہ ایک الگ شیری بن کر لوٹے گا۔ اداس مت ہو، جس طرح تمہاری زندگی میں اس بندہ ناچیز نے ہارون کی کمی پوری کی، شیری کی بھی کروں گا.."

امید افراء اور زندگی سے بھرے الفاظ کی اس وقت سبکو بہت ضرورت تھی اور صارم کا یہاں ہونا ان حالات کی بہت بڑی آسانی تھا۔

ان شاءاللہ، تم ایسا کر گزرو گے کیونکہ ہمارے دلوں کو تم پر پورا اعتبار"
"..ہے۔ جاوویٹ کر رہا ہو گا
لعلین کی مسکراہٹ اور یقین نے صارم کے دل کو بھی راحت دی تبھی وہ اسے بائے کہے پورچ کی جانب بڑھا اسی لمحے لئیق ایزد کی گاڑی جندل محل میں داخل ہوئی۔

صارم اس سے ملتا ہوا تیزی سے گاڑی میں سوار ہوا اور کچھ دیر میں گاڑی جندل محل کی راہداری عبور کر گئی، جبکہ ہنڈسم سے جناب بھی سیدھے لان میں ہی متوازن چال چلتے پہنچے تو لعلین نے اسکی صبح کی شرارت پر دور سے ہی اسے خشمگیں نظروں سے گھورا اور پرے بد کی۔

"..ایسے مت دیکھیں پیار ہو جائے گا"

اسکے پر بہار چہرے کو جذبوں سے چور نگاہوں کا محور بنائے لئیق قریب آ کر رکا تو لعلین نے مزید آنکھیں خفگی سے بھریں۔

"..میں نہیں بولتی تم سے"

فوری بازو سینے پر لپیٹ کر رخ موڑا گیا جس پر وہ دھیرے سے بازو لعلین کے اطراف پھیلاتا اسے پشت سے حصار کر اپنے سینے سے لگا گیا، روٹھی آپسراہ کے نرم ہونٹوں پر متبسم رنگ جگا۔

"مجھے اچھا لگتا ہے آپکے چہرے کے سرخ رنگ دیکھنا، جیسے کسی بارش کے شوقین کو قوسین کو دیکھنے کی چاہت کی بری پر زور لت لگ جاتی ہے۔ مجھے بھی لگ گئی ہے، بے اختیاری۔ بائے داوے آج موسم آپکی طرح گلفام سا ہے یا آپ نے میرے سارے موسموں میں اپنی چمک گھول دی ہے.."

دھوپ کے سامنے بادلوں کے ہیولے جبکہ سورج کے سامنے مجسم بادل منڈلاتے ہوئے اس سفید عمارت کو اک دھندلکے میں چھپا چکے تھے، لعلین کے کانوں کی اور جھک کر دھیمی لودیتی سرگوشی نے لعلین کو بھی کھلکھلاتے موسم کی جانب دھیان کرنے پر مجبور کیا، کس کی مجال تھی کہ وہ اس شخص سے نہ بولنے کے دعوے کرتی۔

تم پاس ہو تو موسم خوبصورت لگنے لگا ہے ورنہ آج میں بہت اداس ہوں"
"..لئیق

لعلین کی سامنے کسی غیر مرئی نقطے پر جمی آنکھیں یکدم آنسوؤں سے
دھندلائیں تو وہ اسے نرمی سے اپنے حصار میں بھرے روبرو لایا۔
شیری کے جانے کی وجہ سے، آئی نو۔۔۔ لیکن یہ ہجرت اس کے لیے"
"..بہتر ہے لعلین۔پریشان مت ہوں
وہ شہریار کے لیے فطری فکر مند تھی اور لئیق نے اسکی اداسی کو جیسے اہمیت
دی اور فوری بھانپا، نرم مہربان سے احساس نے لعلین کے دل کو اپنی
گرفت میں لیا، اپنی ہتھیلیوں کو لئیق کے کشادہ سینے سے جوڑے، پلکیں
اٹھائے اپنی آنکھیں اس اپنے جہاں دار کے چہرے پر جمائیں۔
آئی نو لئیق ایزد! لیکن کس دل سے وہ مانی کو بائے کہے گا، وہ لمحہ سوچ کر"
ہی میرے دل کو تکلیف ہو رہی ہے۔کتنا مشکل ہوتا ہے اس شخص کے بغیر
رہنا جسکے لمس کی عادت ہمارے جسم کے ہر حصے کو ہو چکی ہو، باخدا اظہار

کے بعد تو جان فرسائی ہے یہ جدائی۔ تم اسکے لیے دعا کرو کے وہ کمزور نہ پڑے.."

دھیرے سے اپنی آنکھیں لئیق کی آنکھوں میں ڈالے وہ اپنی کیفیت بیاں کرتی جس طرح دعا کا کہے بے بسی سے خاموش ہوئی، لئیق کو خود سے آج سچ میں بابے والی فیلنگ آئی تبھی تو سنجیدہ ہونٹوں کے کنارے متبسم ہوئے۔

"سبکی ساری دعائیں قبول نہیں ہوتیں لیکن پھر بھی آپ کے کہنے سے پہلے ہی میں نے دعا کی ہے، مانی کے لیے میں بھی افسردہ ہوں۔ سب بہتر ہوگا ڈونٹ وری.."

دعا کی یقین دہانی پر وہ کھل کر مسکرائی اور نرمی سے اسکے اطراف بازو پھیلائے اسکے سینے سے لگی، خوشگوار سی مسرور حیرت و خوشی لئیق کے چہرے پر پھیلی۔

اس دعا پر تمہیں صبح کے تشدد کے لیے معاف کیا، جاو کیا یاد کرو گے کس"
"..لعلین ابراہیم کے ہوئے ہو

زرا چہرہ سرکا کر یہ مہربانی بخشی جس پر لئیق ایزد کے خوبصورت چہرے پر مزید دلفریبی رقص کرا اٹھی، اسکے نرم سراپے کو خود میں بھینچ کر سانس بھری، لئیق کے بجتے فون نے یہ ساحرانہ حصار توڑا اور چونکہ کال شہریار کی تھی تو اسے اٹھانی تھی۔

آپ ریڈی ہوں جا کر پھر نکلتے ہیں کیانی پیلس، میں زرا شیری سے بات کر"
"..لوں

شہریار کا نام لئیق کی فون سکرین پر دیکھ کر اور لئیق کی بات پر وہ مسکرا کر تیار ہونے بڑھی جبکہ لئیق نے اس کی کال اٹھائی جو بس مکمل ریڈی ہو کر کمرے میں اپنی فائنل لک دیکھنے کے ساتھ فون کان سے لگائے ہوئے ڈریسنگ کے سامنے کھڑا تھا۔

لئیق کو ساحل خان اور نمرہ والی ساری روداد اس نے کال لگتے ہی چند جملوں میں سمیٹ کر بتائی۔

"ٹھیک ہے میں دیکھ لوں گا یہ معاملہ، صارم آرہا ہے تمہارے گھر۔ تمہیں ائیر پورٹ وہی ڈراپ کرے گا.."

لئیق نے اس وقت ذکر ہی ایسی ہستی کا کر دیا جو جدائی کا کرب سہتے اس شخص کو بھی افسردہ سہی مسکرانے پر مجبور کر گیا۔

"ٹھیک ہے، لعلین کالز کر رہی تھی۔ میں اٹھا نہیں سکا۔ اسے کہنا پریشان نہ ہو۔ ائیر پورٹ پہنچتے ہی اسے کال بیک کروں گا۔ مانی کا خیال رکھنا لئیق، مجھے اس پاگل کی بہت فکر ہو رہی ہے.."

شہریار کے لہجے اور آواز میں تھکن اس پار بھی اتری محسوس ہوئی جس پر لئیق نے سر کو سرسری سی جنبیش دی۔

بے فکر رہو شہریار، اپنے سفر پر دھیان دو۔ میں تم سے کسی بھی طرح"
رابطہ بحال کر لوں گا۔ اپنا خیال رکھنا اور پیچھے کی ٹنشن لینے کی ضرورت
"..نہیں

یہ سب لئیق کے لیے بھی شاید اتنا ہی مشکل تھا جتنا شہریار کے لیے، بے بسی کے سنگ وہ بیڈ پر آ کر بیٹھا، آنکھیں مانی کو ڈھونڈ رہی تھیں جو یقینا کوئی کونا ڈھونڈ کر رونے کا شغل ہی فرما رہی تھی۔

"..ہمم۔۔ تمہارا ہر معاملے کے لیے بہت شکریہ لئیق ایزد۔ اللہ حافظ"

آواز سی بھاری لیے یہ چند لفظ کہے اور شیری نے رابطہ توڑا مگر لئیق ایزد کو ضرور افسردگی نے گھیر سا لیا، خوبصورت سا موسم اداسی کی لپیٹ میں آ گیا۔

.._____..

ایک گھنٹے تک صارم صاحب حسب توقع یار کے گھر پہنچ چکے تھے، گل لالہ اور افراہیم صاحب کی اداسی اسکی خوبصورت سی موجودگی نے بھلے کم کی مگر ختم ہونی ناممکن تھی۔

گل لالہ نے لنچ جلدی بنوالیا تھا سو وہ شیری کو بنا لنچ کیے جانے نہ دے سکیں، لنچ کے بیچ بھی صارم نے ہی ہنسی مزاق کیے پر ملال سی سچویشن نارمل کی جبکہ شہریار کی توجہ مانی پر تھی جسکی کاٹ کھاتی چپ اسے ابھی سے چبھ رہی تھی۔

لنچ کے بعد چونکہ شیری کو تھانے بھی پہنچنا تھا سو روانگی کی تیاری جلد ہو گئی، صارم نے ہی اسکا چھوٹا سا بیگ خود گاڑی تک پہنچایا جبکہ ممی اور بابا سے ملنے کے بعد وہ روم میں آیا جہاں وہ اسی وقت منہ دھو کر واش روم سے نکلی تھی، شہریار کو دیکھ کر دھلے چہرے پر پھر سے آنسوؤں اور کرب کے آثار امڈے اور جب تک شہریار اسکے پاس آکر رکا، وہ گرے آنکھیں سرخی میں نہا چکی تھیں۔

"..چلے جائیں پلیز شیری۔۔۔مزید نہیں رونا چاہتی"

شہریار کے اسے گلے لگانے کا ارادہ بھانپ کر وہ سسک کر دور ہوئی جیسے اسکا ریت وجود چھونے سے بکھر جانے کا خدشہ ہو، شہریار جدون کی آنکھیں تیزی سے سرخ ہوئیں۔

"..مانی ایسا مت کرو"

پکڑ کر اسے گلے لگائے بہت بے بسی سے بولا گیا لیکن وہ کیا کرتی، جان نکل رہی تھی اور یہ سنگدل واویلے کا اختیار بھی نہیں دے رہا تھا، مانی کے آنسو اسکے سینے کو چند لمحوں میں بھگو کر رکھ گئے۔

"..مجھ س۔۔سے دور مت جائیں ش۔۔شیری"

ہچکیوں کی زد میں وہ سسک اٹھی، اسکے کانپتے وجود کو خود میں شدت سے بھینچنے کے باوجود وہ اس لڑکی کے وجود کی لرزش پر قابو پانے میں ناکام تھا۔

کیوں جان لینا چاہتی ہو، مزید روئی تو کچھ ہو جائے گا۔ میرے پیچھے بھی"
"..یونہی روتی رہو گی تو کیسے برداشت کروں گا۔ مانی، سنبھالو خود کو

وہ زندگی میں بڑے بڑے امتحانوں سے گزرا تھا پر یہاں آکر بس ہو گئی،
اسکے بہتے بے لگام آنسوؤں کو جتنا پونچھا، وہ اور بے قابو ہوئے، اسے خود
سے جدا کیے اسکی آنکھوں میں جھانکا جہاں مرجھائی ہوئی روشنی آخری
سانس لیتی صاف دیکھائی دے رہی تھی، شیری کے ہاتھ کو اپنی ہتھیلی میں
دبوچے وہ اسکے سینے سے لگی آنکھیں جن میں حسرت اور اذیت کی شدت
بلکتی تڑپ مچل رہی تھی، اٹھا کر دیکھا۔

"میں تمہارے پاس ہی واپس آوں گا، ایسے مت رو۔ پلیز۔ مجھے تکلیف ہو
رہی ہے تمہارے رونے سے، میرے بس میں ہوتا تو میں تم سے کبھی دور
نہ جاتا آمنہ، آئی ایم ہیلپ لیس۔۔۔ مجھے کمزور مت کرو، میری ہمت بنو
جیسے میری تاریک زندگی کی روشنی بنتی آئی ہو۔۔۔ مجھے مسکرا کر بائے کہو
"..تاکہ میرا رکا ہوا دل واپس دھڑک اٹھے

اسے خود سے لگائے اسکی تمام تکلیف دل سے محسوس کیے وہ اسے اپنی بے بسی سمجھا رہا تھا اور مانی کو ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ وہ اب شاید کبھی مسکرا نہیں سکے گی۔

ک۔کیسے مسکراوں۔۔۔۔میں نہیں رہ پاوں گی شیری۔۔۔آپکی جدائی"

"کے س۔۔سبب مر گئی تو؟

اس وقت وہ ہوش میں ہوتی تو سمجھتی کہ کس قدر جان نکال رہی ہے، مانی کے ہونٹوں سے نکلے ان الفاظ نے اس شخص کے دل کی رہی سہی حرکت بھی سلب کر لی، اپنی زبان سے سرزد ہوئے اس سفاک جملے کا احساس اسے تب ہوا جب شہریار کی آنکھوں میں نمی امڈتی دیکھی، اصل جان تو اب نکلی تھی اسکی۔

"..آ۔۔آئی ایم سوری شیری"

اپنی مرمریں ہتھیلوں کو شیری کے چہرے سے جوڑے اپنے ظلم کی معافی مانگی مگر وہ اسکے وہی ہاتھ پکڑ کر باری باری چومتا ہوا پکڑ کر اسے واپس اپنے

وجود میں بسا گیا، اک آنسو ٹوٹ کر اسکے رخسار سے ہوتا بڑھی شیو میں گم ہوا تھا۔

"اب جب مجھے جینے کی وجہ ملی ہے تو تم ایسی باتیں کر کے مجھے ختم کر دو گی مانی۔ میں بہت مشکل سے خود کو سنبھالے ہوئے ہوں، مجھے تمہاری تکلیف کا احساس ہے، خدا گواہ ہے جو میرا دل تم سے دور جانے پر رتی برابر بھی راضی ہو، مجھے پتا ہے میرے بغیر تمہاری زندگی کچھ نہیں رہے گی، لیکن پھر بھی میری درخواست ہے مجھے یوں رو کر مت آزماو، میرے پاس ابھی تمہارے آنسو ختم کرنے کا اختیار نہیں نہ تمہارے پاس رہنے کی آسانی، مجھے تکلیف مت دو.."

وہ اسے رلا دے گی یہ تو اس نے کبھی نہیں چاہا تھا تبھی تو سارے آنسو حلق کے پار دبا کر اس نے اپنی کمر کے اطراف بندھی شیری کی بازو کھولیں اور اسکی آنکھ سے بہتی وہ نمی اپنی ٹھنڈی ہتھیلوں سے جذب کی، بڑی دقت سے بھیگی آنکھوں سے مسکرائی۔

قہر ہے آپکا مجھ سے دور جانا مگر قیامت ہے آپکی آنکھ کا آنسو۔۔ معاف کر"
دیں، بہت ہی فضول ہوں۔۔۔۔ میں نہیں رو رہی، آپ پریشان نہ ہوں۔
میں خود کو ہر ممکنہ سنبھالوں گی وعدہ ہے۔ پلیز شیری خود کو ایزی کریں،
میرے پاس تو سب ہوں گے آپ اکیلے ہوں گی۔۔۔ میری جان مسکرا کر
بائے کہوں گی آپکو۔۔۔۔ معاف کر دیں مجھے، میری جان سے بھی کہیں
".. قیمتی ہیں آپ، میں سٹرونگ بننے کی پوری کوشش کروں گی
شہریار کی بے بسی اس لڑکی کو اپنے دکھ کو کہیں پیچھے چھوڑ دینے پر مجبور کر
چکی تھی اور اس وقت شہریار کے پاس سچ میں کوئی لفظ نہ رہا تھا۔
اس لڑکی کی محبت بھری تمازتیں بہت ستانے والی تھیں۔
".. وعدہ کرو مجھ سے دوبارہ ایسا نہیں کرو گی"
اسے بالکل یقین نہیں تھا اس جھوٹی مسکراہٹ پر، تبھی تو وہ وعدہ مانگنے پر
سٹپٹائی، کچھ ایسا کرنا تھا تاکہ شیری وعدہ بھول جائے، تبھی اسکی گردن کے
اطراف بازو لپیٹ پر ایڑیوں کے بل زرا اٹھ کر اس قامت نشین شخص کی

بے جان سانسوں میں اپنی سانسیں گھولے اسے وعدہ لینا اور خود کو وعدہ کرنا بھلا گئی، شہریار نے خود سے امر بیل کی مانند لپٹی مانی کی کمر جکڑے اسکی پہل کو جانے کتنے اختتام دیے پھر سے پرزور شروعات کیں، جیسے ہی دور ہونے لگتا اور وعدے کا خیال دماغ میں لاتا پھر سے وہ اسے خاموش کروا دیتی، کئی لمحے مانی نے اس شخص کو اس سے بھرپور لوٹا، مگر تشنگی تھی کہ بڑھتی جا رہی تھی۔

مانی کا چہرہ سرخ اور رخسار یوں ہو گئے جیسے ابھی پھٹ جائیں گے اور خون رسنے لگے گا، یہی کیفیت اسکے بے جان سانسیں رواں کرتے ہونٹوں کی تھی۔

وہ اس نرم گرم وجود کی حاوی کی بے خودی و سرور سے نکلا تو وہ کچھ دیر اسکے سینے سے ہانپتی کانپتی لپٹی رہی، شاید اس شخص کی خوشبو کو اپنے اندر اتار رہی تھی۔

"وعدہ؟"

اتنا قہر ڈھانے کے بعد بھی وہ شخص وعدے سے لپٹا تھا جس پر مانی نے سانس کھینچتے چہرہ اسکے سینے سے نکالا، پھر سے بنا دیکھے اس شخص کے رخسار سے ہونٹوں کو جوڑا۔

"ممکن ہوا تو ضرور، ایسا وعدہ نہ مانگیں جو زیادہ بری طرح میری جان پر بن جائے۔اب میں چہرہ پھیر رہی ہوں، پلیز چلے جائیں شیری۔ میں آپکو جاتا ہوا نہیں دیکھ سکتی۔۔۔بس مزید کچھ نہیں.."

اسکے سینے سے بڑے دکھ سے جدا ہوتی وہ چہرہ پھیرے بولی تو آنکھوں سے آنسو نے اختیار بہے مگر اس مضبوط شخص کو برا تڑپا گئی۔

آہستگی سے اسکو پشت سے اپنے خوشبودار پہاڑ وجود میں بھر کر اسکے گردن کو شدت سے چوما تو کئی مزید آنسو مانی کی آنکھوں سے اس شدت بھرے لمس پر بہہ نکلے۔

"اپنا بے حد خیال رکھنا آمنہ، واپسی پر آکر پہلے تم سے ملنا چاہوں گا۔ میری زندگی ہو تم، سلامت رہو گی تو ہی خوشی سے جی سکوں گا۔ تمہیں کچھ ہوا تو

یادرکھنا شہریار جدون کہیں باقی نہیں رہے گا۔میں تمہاری یہ خوشبو، پیار بھری موجودگی، تمہاری آنکھیں، تمہاری مسکراہٹ، شرارت، بے باکی

"سب بہت مس کروں گا۔ہر لمحہ۔۔۔۔۔سن رہی ہو؟

اسکی گردن سے لب سرکائے اسکے کان تک روکے وہ یہ سب بولتا ہوا آخری جملے پر اسکی گال سے ہاتھ لگائے اپنی طرف پلٹائے اسکی آنکھوں سے بہتے آنسو بھی پونچھ گیا جو نم آنکھوں سے سر کو بس ہلکی سی جنبیش ہی دے سکی۔

"..ج۔۔جائیں نہ پلیز"

وہ اپنا چہرہ واپس ہٹائے اسکی گرفت جھٹکتے سسکی، مگر شیری نے پھر سے اسکا چہرہ اپنی طرف کیا اور اسکے پیٹ کے گرد لپیٹا ہاتھ بھی جکڑا، ماتھے پر شدت سے لب رکھے، پیار بھرا احساس مانی کے اندر تک اترا۔

"..آئی لو ویو"

نرم سا لمس اسکے گلابی ہونٹوں پر رکھتے وہ مانی کی مسکراہٹ پانے میں کامیاب ہوا، اسکے حصار میں فورا سے پلٹی اور پوری شدت سے اسکے گلے لگی۔

آئی لو ویو ٹو، آپ سے جدائی خود سے جدائی ہے لیکن میں مسکرا رہی ہوں۔ صرف آپکے لیے، اپنا بھی خیال رکھیے گا۔اب جائیں، ورنہ دیر ہو جائے گی"

وہ جو اسے جاتا ہوا نہیں دیکھ سکتی تھی، اسکے گلے سے لگی ہی بولی اور پھر الگ ہوئی تو اک بار سینے میں دھڑکتا دل اس دل کی جسمانی جدائی پر پھڑ پھڑایا، لیکن وہ مسکرائی، شہریار جدون کا خوبصورت و پر کشش ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر ہونٹوں سے لگاتی وہ اسکی کوئی جنونی سی مرید ہی لگی تبھی تو اس جان لیوا لمحے بھی وہ مسکرا دیا۔

"If you say goodbye to me after a kiss, we never apart."

اسکو اپنے قریب کیے جاتے جاتے کی جاتی مزید خواہش پر وہ مسکرائی، جتنا شدید، جتنی دیر، جتنا گہرا، جتنا مدہوش اس شخص نے چاہا اتنی دیر اسے میسر رہی، نہ رکتی سانسوں کو بیچ میں مداخلت کرنے دی نہ اپنے تڑپتے، سسکتے، الوداعی لمس پر ملال کرتے دل کو کسی سرگوشی کرنے کی اجازت دی، بس اپنے چہرے کے ہر ہر نقش کو تعظیم سے نرمی سونپی جسے جسے اس شخص کے ہونٹوں نے چھونا چاہا، جیسا بھی، جتنی دیر بھی۔

وہ خود جب اس سے دور ہوا تو مانی کی گلابی آنکھیں اور ہونٹوں کی مسکراہٹ نے اسکے دل کو سکون بخشا۔

"یہ تین سال کے لیے کافی ہے، مجھے نہیں لگتا کہ تمہارا زائقہ آخری سانس تک بھی اب میری زبان سے ہٹ سکے گا۔ مجھے سکون مل گیا ہے، راحت بھر دی ہے تم نے میری زندگی میں اب کسی مصائب و دکھ کی پرواہ نہیں۔ میرے اندر، باہر، سکون باقی رہ گیا۔۔۔۔۔ میں تمہیں ہر لمحہ مس کروں گا، میری زندگی کی رونق ہو تم آمنہ شہریار جدون۔۔۔۔۔۔ اللہ حافظ.."

اسکے ہاتھ چومتا اک آخری لمس اسکی جبین کو بخشے اپنی محبت بھری آنکھوں کا بھرپور لمس مانی کو سونپے وہ تیزی سے اس سے دور ہوا اور بنا پلٹے ہی اپنا ہاتھ آمنہ کے ہاتھ سے چھڑواتا کمرے سے نکل گیا اور وہ جو اسکے اوجھل ہونے تک جبرا مسکرا رہی تھی، وہ آنکھوں سے اوجھل ہوا تو مانی کو لگا چڑھے دن نے رات کی شکل اوڑھ لی ہو۔

شہریار جدون پھر کسی سے نظر نہ ملا سکا، افراہیم نے گل کو سنبھال لیا تھا جبکہ شہریار کے خامشی سے گاڑی میں آکر بیٹھتے ہی صارم نے بنا اسکی آنکھوں کی نمی تکتے گاڑی سٹارٹ کی اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک لمبی مدت کے لیے اس گھر کی رونق رخصت ہو گئی۔

.._____..

وہ لوگ پہلے تھانے پہنچے، پورا راستہ شیری اندر ہی اندر کسی کرب کا شکار رہا جسکا صارم کو بخوبی احساس تھا تبھی اس نے اسے نہ کریدا جبکہ ڈی آئی جی سے ایک ارجنٹ میٹنگ کے بعد وہ اپنی رہی سہی ہر ذمہ داری ساحل کے سپرد کیے روانگی کے لیے نکل گیا، ائیر پورٹ پہنچنے تک دن ڈھل گیا تھا لیکن ٹھیک وقت پر وہ لوگ نکل آئے تھے۔

"شیری!۔اداس نہ ہو۔اچھے دنوں کے لیے برے دنوں کی شرط ماننی پڑتی ہے عزیزم۔بتا تیرے لیے کیا کروں شہزادے.."

ڈرائیونگ کے بیچ ہی مزید اس بندے سے وہ جان لیوا چپ نہ سہی گئی، اب تو وہ بچھڑ آیا تھا اب دل کچھ دلاسے اور تسلی میں مبتلا تھا۔

"مس کروں گا تجھے بھی.."

سر سیٹ سے ٹکائے ہی گردن موڑے شیری نے اسے خالی نظروں سے دیکھا جو اس پر جی جان سے مسرور ہوا۔

کرنا بھی چاہیے، چند دنوں میں تیرا بڑا سر کھایا ہے صارم پرکاش نے۔"

تیری واپسی کا بہت شدت سے انتظار رہے گا، تب تک تجھے ماما چچا تایا بہت

".. کچھ بننا ہے، امید ہے تیری واپسی نئی خوشیوں کا سنگ میل ثابت ہو گی

اس لمحے صارم کی دلجوئی پہاڑ سا مضبوط کرنے کو کافی تھی، تبھی تو شہریار کی

لال انگارہ آنکھیں اپنی اصل چمک اور دلفریبی میں لوٹ چکی تھیں۔

ہوپ سو، آتا جاتا رہیں یہاں۔ ممی کو عینی آنی سے مل کر اچھا لگے گا۔اور بابا"

کو بھی دوست سے مل کر خوشی ہو گی۔مجھے پتا ہے یہ کہنے کی ضرورت نہیں

مگر دوست کی ضرورت انسان کو ہر عمر میں رہتی ہے سو لعلین کی خبر لیتے

رہنا، اور سب سے ضروری ہارون کی قبر پر حاضری لازمی دینا، اسے اکیلا

".. مت چھوڑنا

ان سب تاکیدوں میں جو بات صارم کی آنکھوں میں تیرگی اتار لائی وہ

ہارون کی قبر پر حاضری کی ہدایت تھی۔

".. جا اوئے شہریار، دل چیڑنا تو کوئی تجھ سے سیکھے شودیا"

صارم کی خفت بھری سرگوشی کو سنے شہریار نے دلخراشیٔ کے سنگ اپنی نظریں چرا کر باہر بدلتے شام کے منظروں پر نگاہ جمائی۔

"..سوری"

بڑی دقت سے یہ بول پایا جبکہ دونوں کی آنکھیں جھلملاتی دیکھائی دیں، باقی کا سفر کرب ناک چپ نے نگلا اور ائیر پورٹ پہنچتے ہی صارم نے لعلین کو لائیو کال پر لیا جو ابھی تک کیانی پیلس میں ہی تھی بس کچھ دیر تک سب واپسی کے لیے نکلنے والے تھے، وڈیو کال کے باوجود لعلین نے اسکی آنکھوں کا خزن بھانپ لیا۔

"اپنا خیال رکھنا شیری، اور یہاں کی بالکل فکر مت کرنا۔ میں تمہیں مس کروں گی، اللہ کی امان میں دیا تمہیں.."

اس وقت خود لعلین کے پاس لفظ نہ تھے کہ وہ اسے ڈھنگ سے بائے کہتی۔

میں بھی تمہیں مس کروں گا، دعا ہے واپسی پر تمہارے اور لئیق کے چنو"
منو میری واپسی کو اور دلکش کریں۔ اللہ تمہارے نصیب میں جلد اولاد
"..لکھیں۔ اپنا بھی خیال رکھنا لال، میرے قیمتی خزانے
وہ جذباتی ہوئی اور شیری نے چنو منو کی دعا جیسے دی وہ لعین اور صارم
دونوں کو ہنسا گئی۔
"..ہمم۔۔ان شاءاللہ۔۔۔مزید بات کی تو رو دوں گی۔۔۔بائے شیری"
آنسو تو وہ یہ کہتے ہوئے بھی روک نہ سکی جبکہ کال بند کرتی وہ پلٹی تو اسے
سنبھالنے کو اسکا لئیق ایزد بازوؤں کے پر سکون حصار میں اسے بھر کر
سمیٹ لینے کو موجود تھا وہیں دوسری جانب صارم نے اسے گلے لگایا اور
نا جانے کتنی دیر لگائے رکھا۔
کچھ اور کروں نہ کروں، ہارون کی قبر پر حاضری ضرور دوں گا۔۔۔بے"
فکر رہ۔۔۔رب راکھا، اللہ سوہنا تجھے ہمت عطا کرے۔ چل نس جا اب،
"..ورنہ میں نے بھی رو پڑنا ہے

ایسے وکھر راہی جدا ہونا فی الحال شہر یار کو راس تھا کیونکہ نہیں چاہتا تھا مزید روئے یا کسی کو رولائے، اور یوں دیکھتے ہی دیکھتے وہ شخص صارم پر کاش کی نظروں سے یوں اوجھل ہوا جیسے وہاں تھا ہی نہیں، اس پہاڑ جیسے حوصلے والے کا گردش کرتی کائنات رکی تھی۔ اک لمحہ ہی سہی۔

صارم جو چند دنوں میں ہی اس بندے سے یاروں سا جڑ گیا، حیران تھا کہ زندگی میں یہ یاری تو محبت پر بھی بازی لے گئی تھی۔

اس نے بھی اپنی زندگی میں ماما جی کے سوا کسی کو کہاں دیکھا یا پرکھا تھا، کسی کو اجازت کہاں دی تھی کہ وہ صارم پر کاش سے ملے مگر اب محبت پانے والا وہ شخص ایک انوکھی یاری سے جب مستفید ہوا تو اس پر منکشف ہوا کہ دلداری کو ہمیشہ یاری سے کم درجہ میسر ہے، اور ایک دوست کو رخصت کرنا، کئی بار محبوب کی جدائی کے برابر ہوا کرتا ہے۔

.. _____ ..

لارا کی طبعیت جیسے ہی بہتر ہوئی، وہ اور لوئے آسٹن پہنچ چکے تھے، یارق پاشا کی جلتی ہوئی آنکھوں کو اس جوڑے کو ساتھ دیکھ کر آسودگی و راحت ملی اور ایمر سے وہ گولی لگنے کا مزید نہ چھپا سکی کیونکہ وہ جب آتے ہی اسے گلے لگا تب لارا کو درد بھرے تاثرات دیتے دیکھا جسکے بعد لارا کو ہر بات ایمر کو تفصیلا بتانی پڑی جو اس بچے کے لیے قیامت خیز جھٹکے سے کم نہ تھا۔

یارق اور لوئے نے بھی بہن بھائی کو ایک ساتھ وقت گزارنے دیا۔

ایمر بہت پریشان تھا، اور جس باپ سے نفرت تھی اسکی واقعی موت کا غم کہیں نہ کہیں اس بچے کو بالکل توڑ گیا۔

مگر یہ سب لارا نے اسے پاس آکر بتایا تاکہ وہ ایمر کے ساتھ رہے اور اسے سنبھال لے، وہ اسکے ساتھ ہی کاوچ پر بیٹھی تھی اور ایمر نے اپنا سر لارا کے کندھے پر ٹکائے آپو کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں شدت و کسی انہونے خوف کے سنگ جکڑا تھا، لارا نے اسے بابا کی موت پر آنسو بہانے سے بالکل نہ روکا۔

مشکل وقت گزر گیا آپو کی جان، یہ سب دور بیٹھے تمہیں اس لیے نہیں"
بتایا کہ ڈر تھا تم روتے رہو گے۔ اور لارا تمہارے آنسو برداشت نہیں کر
سکتی، اب کچھ برا نہیں ہو گا۔ میرا ایمر ایک بڑا آدمی بنے گا اور لارا کا پورا میکا
"..بھی

اسکے دودھیا سرخ خوبصورت ہاتھ کو پکڑ کر چومتی وہ آخری جملہ اسکے
مسکرانے کے لیے بولی جس پر وہ اپنی آنکھیں رگڑتا لارا کے لیے مسکرایا
بھی۔

مجھ سے آپ جو جو چھپاتی ہیں، کوئی خواب میں آکر مجھے بتا جاتا ہے۔ تبھی"
آپ سے اس دن بات کر کے سکون نہیں ملا تھا مجھے۔ آپ کی تکلیف ایمر
جہاں سے چھپ نہیں سکتی، پہلے تو ٹھیک تھا لیکن اب میں کمزور اور بزدل
سا ایمر نہیں ہوں، آپ مجھ سے ہر بات شئیر کرنا تا کہ میں آپکو سنبھالنے
"..والا بن پاؤں۔ ہمت بن سکوں آپکی

سنجیدہ مگر اداس ہوئے وہ سر اٹھائے لارا کی طرف تاسفت سے تکتے بولا جو ایمر سے ایسی باتوں کی توقع تک نہیں رکھتی تھی، مگر وہ اس کی امید سے کہیں زیادہ سنور چکا تھا۔

تم میری تب بھی ہمت ہی تھے جب دنیا کو تم لارا کی آزمائش دیکھائی" دیتے تھے میری جان، اب تو تمہیں جینے کے بہترین ڈھنگ آ گئے، تمہیں پتا ہے تم ہنڈسم بھی ہو گئے ہو، یکدم بہت میچور۔ تمہیں دیکھ کر ممی کی یاد آتی ہے کیونکہ تمہاری آنکھیں بالکل ممی جیسی ہیں۔ شاید وہ تمہاری

"..آنکھوں سے ہی دنیا دیکھتی ہوں

وہ ان خوابوں جیسی باتوں پر یقین رکھ سکتا تھا کیونکہ یہ لارا کہہ رہی تھی، وہ ہنڈسم والی بات پر زرا بے چین سا ہوئے واپس سر لارا کے کندھے پر رکھ گیا۔

دیکھتی ہیں، مجھے ہمیشہ خواب میں آکر گلے لگاتی ہیں اور کہتی ہیں کہ میری"
وجہ سے چین نہیں مل رہا انکو۔ بہت دن سے خواب میں نہیں آئیں، کہیں
"..ناراض نہ ہو گئی ہوں کہ آپکے مشکل وقت میں انجان رہا
وہ ایمر کی دلسوز بات پر تڑپ اٹھی، آنکھوں کو نم ہونے سے روک نہ سکی۔
پاگل، ایسے مت سوچو۔ انکو تمہارے معاملے میں سکون مل گیا ہو گا۔ اب"
وہ ہمارے بابا کے لیے پریشان ہوں گی۔ تم تو جانتے ہو کتنی پاگل تھیں وہ
"..وقار سادانی کے لیے۔ یہ سب مت سوچو
لارا نے اسے بہلانا چاہا مگر وہ دل جلا سا مسکرایا۔
نہیں سوچتا آپو، خود بخود دماغ میں آتا ہے۔ خیر آپ ٹھیک ہیں نہ؟ میرے"
پاس رہیں کچھ دن۔ آپکے ہاتھ کے کھانے بہت مس کرتا ہوں، آپکا پیار،
"..توجہ سب کچھ
ایمر کی لاڈ سے کی فرمائش پر لارا ابھی افسردہ سا مسکرائی، اسکا ہاتھ پکڑے پھر
سے شفقت سے چوما۔

میں ٹھیک ہوں آپو کی جان، میں خود تمہیں بہت مس کرتی ہوں۔ کچھ "
دن رہوں گی فکر مت کرو، اور ہم آسٹن آتے رہیں گے۔ میں تمہیں اکیلا
"..نہیں چھوڑوں گی

کچھ دن کا سن کر ایمر کے چہرے کی راعنائی لوٹ سی آئی۔

جب آپکا اور لوئے بھیا کا بے بی ہو گا نہ تو پلیز اسے بھی یہاں لایا کرنا، میں "
نے دعا کی تھی اللہ مجھے پیاری سے بھانجی دیں۔ میں اسے بالکل آپکی طرح
"..پیار کروں گا، مجھے بہت شوق ہے

ایمر کی جانب دیکھے وہ خفیف سی اداس ہوئی، جس حسرت سے ایمر نے یہ
سب کہا وہ لارا کو اخیر دکھی کر گیا۔

کیوں نہیں لاوں گی، تم اکلوتے ماموں ہو گے میرے بچوں کے۔ بار بار "
خود کو ڈی گریڈ مت کیا کرو، دکھ ہوتا ہے۔ اللہ تمہاری دعا ضرور سنیں۔
ایمر! آپو کی جان بستی ہے تم میں، میرے بس میں ہوتا تو میں دنیا جہاں کی
"..خوشیاں تم پر وار دیتی

اپنے آنسو وہ یہ کہتے چھپانہ سکی اور ایمر کی بھیگی مسکراہٹ کا سبب بہت کچھ تھا، اسکی زندگی کا کل سرمایہ لارا تھی اور وہ اپنی اس دنیا سے بہت خوش تھا، سر ہلا کر اس نے لارا کی طرف دیکھا تو دونوں ایک سا مسکرائے، دلفریب، دلکش اور پیارا۔

.._____..

زمیں زادوں پر رنج زدہ سی شام اتر چکی تھی، سخت سنگین اور ظالم، آفندی ولا میں بھی وحشت کا سا سماں تھا، شیراز آفندی کا اریسٹ وارنٹ آچکا تھا اور جلد ہی ساحل خان اسے جکڑنے آنے والا تھا۔

ہمیشہ کہا تھا تھوڑا کما کر دیں مگر حلال کا دیں، لیکن پیسے کی ہوس نے آپکو" آج انسانوں کا سوداگر بنا دیا شیراز، اس سب کو سننے سے بہتر تھا میں مر جاتی.."

بستر پر بیمار پڑی وہ عورت غضب واذیت سے رخ موڑ کر کھڑے منتقر تاثرات والے شیراز آفندی سے مخاطب تھی جو اپنی جگہ پتھر کے مجسمے سا تھما تھا، چہرے پر سنگلاخ چٹانوں سے سختی اور ناگواریت درج تھی۔

"بکواس بند کرواپنی، کل سے تمہاری یہ باتیں اور لعن تان سن سن کر کان پک گئے ہیں۔ یہ سب میں نے تمہارے اور اپنی نمرہ کے اچھے مستقبل کے لیے کیا۔ یاد نہیں کیسے سڑک پر آ گئے تھے ہم، یہ دنیا اچھے لوگوں کی نہیں رہی شازیہ۔ اس وقت نہ کوئی دوست رہا تھا نہ رشتہ دار، یہ پیسہ ہی عزت دیتا ہے.."

اس عورت کی آنکھوں سے بہتے آنسوؤں کی کوئی فکر نہ کرتے وہ شخص الٹا دھاڑا جبکہ شازیہ آفندی جو ایک سادہ نماز دین کی پابند نیک خاتون تھیں، اپنے شوہر کے راتوں رات امیر بننے کا کل ہی راز جانی تھیں اور تب سے بستر مرگ سے آ لگی تھیں۔

ن۔۔ نہیں، مجھے اور نمرہ کو آپکی اس حرام دولت کی کبھی ضرورت نہیں"
تھی۔ہ۔۔ ہم تو سمجھتے تھے کہ آپ پردیس ہمارے لیے گئے تھے حلال
روزی کمانے، لیکن آپ تو اس ملک کے غدار بن گئے۔ میں سب معاف کر
سکتی ہوں شیراز، آپکو اس پر کبھی نہیں بخشوں گی جو آپ نے یہ سب مجھ
سے چھپایا۔ گھن آرہی ہے مجھے آپ سے، نمرہ کے دل پر کیا گزرے گی
جب اسے پتا چلے گا کہ اسکا باپ اس ملک کا غدار ہے۔۔۔۔ یہ کرتے
ہ۔ ہوئے خدا کا خوف نہیں آیا، سو اور طریقے تھے پیسہ کمانے کے، یہی
"ک۔۔ کیوں؟
شازیہ کے آنسو تواتر سے بہہ رہے تھے، بلکتی، سسکتی کرلاتی ہوئیں پھٹ
پڑیں جبکہ شیراز آفندی کا بس نہ چلا وہ خود پر چیختی چلاتی اس عورت کی
گردن دبادے۔
بس، مزید تمہارے منہ سے اگر ایک ہچکی بھی نکلی شازیہ تو تمہاری زبان"
ہمیشہ کے لیے بند کردوں گا۔ اگر نمرہ کو بھنک بھی لگی تو تم میرا بھیانک

روپ دیکھو گی۔۔۔ارے اس ملک نے دیا ہی کیا تھا مجھے جو میں وفاداری کرتا پھرتا، کتوں کی طرح جاب کے لیے چپلیں گھسیٹیں، کسی نے منہ بھی نہیں لگایا۔ایسے ملک کا وفادار رہ کر مجھے کونسا انعام ملتا، جو کیا میرا حق تھا۔

"..اگر تم نے مزید کوئی بکواس کی تو جان لے لوں گا تمہاری

وہ شخص آپے سے باہر آتا مخدوش لہجے میں چلایا اور اس عورت کی آنکھوں سے آنسو مزید شدت سے بہے کہ کیسے محبت چاہت رکھنے والا شخص دیکھتے ہی دیکھتے درندہ بن کر رہ گیا ہے، اسی لمحے دروازے پر ہوتی خوفزدہ دستک پر جہاں شازیہ نے اپنے آنسو سہم کر پونچھے وہیں شیراز نے بھی چہرے پر نرم مسکراہٹ سجائی کیونکہ اندر داخل ہونے والی نمرہ تھی جسکے چہرے پر سفیدی چھائی تھی۔

"کیا آپ دونوں لڑ رہے تھے؟"

نمرہ نے آواز سنی تھی پر وہ کیا کہہ رہے تھے یہ نہ سن پائی پھر امی کے چہرے کی اذیت سے بھی اسے اندازہ ہوا جیسے کچھ برا ہوا ہے۔

"..ہم کیوں لڑیں گے میری جان"

شیر ازنے قریب آتے لپک کر نمرہ کو اپنے سینے لگایا مگر اسے بابا کا لہجہ اخیر بناوٹی لگا۔

یقین تو نہیں آرہا مگر کر لیتی ہوں، میں یہ کہنے آئی تھی کہ باہر پولیس آئی ہے۔چوکیدار بابا نے انکو اندر نہیں آنے دیا، مجھے بولا کہ آپ سے اجازت لے کر آوں.."

پولیس کے ذکر پر جہاں شازیہ صاحبہ کی حالت مزید بگھڑی وہیں رنگ تو شیر از آفندی کے چہرے کے بھی اڑے۔

"پولیس کیوں آئی ہے بابا؟"

اس شخص کے اڑے رنگ نمرہ نے بھی بھانپے جس پر وہ جبرا مسکرایا پر اپنا خوف نہ دبا سکا بس خونخوار نظر اپنی بیوی پر ڈالی۔

"..ویسے ہی آئی ہو گی میرا بچہ، تم اپنے ماں کے ساتھ رہو میں دیکھتا ہوں"

اسے جیسے تیسے بوکھلا کر مطمئین کیے وہ دروازے سے نکلا تو نمرہ بھی امی
کے پاس ہی آکر بیٹھی جو اچھی بھلی اچانک بستر سے آلگی تھیں۔
"امی! کیا بات ہے اچانک اتنی بیمار کیسے ہو گئیں۔ کوئی بات ہے تو مجھ سے
شئیر کرلیں۔ آپکو ایسے نہیں دیکھ سکتی پلیز.."
کل سے وہ خود امی کی طبعیت کے لیے بہت پریشان تھی اور شازیہ نے تڑپ
کر اسے سینے سے لگایا جیسے وہ عورت نہ جانے کس کرب کا شکار ہو۔
"میری ایک بات غور سے سنو نمرہ، اگر تمہاری ممی بابا کو کچھ ہو جاتا ہے تو
تم اپنے کسی رشتہ دار کے پاس نہیں بلکہ مدیحہ آنٹی کے پاس چلی
جانا۔۔۔مانی کی دادو کے پاس.."
نمرہ انکی ہدایت پر ساکن ہوئی، دل رکا، آنکھیں تک بھیگیں۔
"ک۔۔کیا کہہ رہی ہیں آپ امی"
نمرہ کی آواز باقاعدہ کانپی جب وہ سسک پڑی۔

میں جو کہہ رہی ہوں بس وہ سنو۔۔نہ میرے گھر والے نہ تمہارے بابا" کے گھر والے اعتبار کے لائق ہیں۔ان لوگوں نے ہمیں اچھوت سمجھ کر جیسے اکیلا چھوڑا تھا،وہ لوگ قابل بھروسہ نہیں ".."

اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ امی کیا بولے جارہی ہیں،ذہن بالکل مفلوج تھا۔

وہیں ساتھ ہی ملازمہ کے کمرے میں طوفانی طریقے سے آنے پر نمرہ اور شازیہ دونوں چونکیں۔

"..باجی! وہ۔۔وہ صاحب جی کو پولیس اریسٹ کرنے لگی ہے"

ملازمہ کے اپنے ہاتھ پیر پھولے تھے،چہرے کا رنگ فق تھا جس پر شازیہ تو کچھ نہ بولیں رونے کے سوا البتہ نمرہ ضرور یہ سن کر بپھری موج بنی کمرے سے نکلی۔

شان اور اسکے لوگوں کے ساتھ گیڈ پر شیر از آفندی منہ ماری کر رہا تھا جبکہ باہر گاڑی میں پر سکون تاثر کے سنگ بیٹھا دانیال مزے سے یہ واویلہ انجوائے کر رہا تھا۔

"تم لوگ کس جرم میں میرے بابا کو اریسٹ کر رہے ہو، ہٹو۔۔۔ پیچھے ہٹو.."

نمرہ کی چنگارتی چیخ پر جہاں شان کی توجہ مبذول ہوئی وہیں اس نسوانی آواز کو دانیال کی سماعت نے بھی سنا جو اریسٹ وارنٹ اپنے ہاتھ میں لیے گاڑی سے باہر نکل آیا۔

"دیکھیں آپکے بابا ایک مطلوب مجرم ہیں، ہمارے کام میں رکاوٹ نہ ڈالیں.."

شان نے نمرہ کو دیکھتے سمجھایا مگر لہجہ سرد رکھا خود شیر از آفندی کو اس وقت آگ لگی تھی جبکہ مجرم پر نمرہ نے جن خنجر نظروں سے بابا کو دیکھا وہ اس آدمی کو کند چھری سا زخم دے گئیں۔

بکواس بند کرو تم لوگ، کوئی جرم نہیں کیا میں نے۔۔۔اریسٹ وارنٹ "
"کہاں ہے میرا؟
شیراز کے دھاڑ کران پولیس کے لوگوں کی طرف خونخوار نظریں گاڑنے پر اس سے پہلے شان جواب دیتا، اسکے کندھے کو پکڑ کر ہٹاتے دانیال ساحل خان نے وہ قانونی کاغذ لہرا کر تنتناتے شیراز آفندی کے سامنے لہرایا، جبکہ پولیس کی وردی میں ساحل خان کو دیکھ کر نمرہ کی حرکت کرتی کائنات الگ تھلگ کر رہ گئی۔

یہ رہا تمہارا اریسٹ وارنٹ مسٹر آفندی، بنا کسی پکے ثبوت کے کم از کم "
ایس ایس پی خود تمہیں اریسٹ کرنے نہ آتا۔اب شرافت سے میرے لوگوں سے کاپریٹ کرو ورنہ تمہیں مارنے کی بھی ہمیں مکمل پرمیشن ہے.."

ایک ایک حرف نفرت و حقارت سے شیراز کے اعصاب پر قہر سا ڈھائے وہ اس آدمی کو کپکپانے پر مجبور کر گیا جسے اپنی پکڑ پر زمین و آسمان کانپتے

محسوس ہو رہے تھے مگر نمرہ پھر ایک لفظ بھی نہ بول سکی، بس خود کو سمجھا رہی تھی کہ ہوا کیا ہے۔

شیراز آفندی کی مزید کوئی مزاحمت برداشت نہ کیے شان اسے گھسیٹتا ہتھکڑی میں جکڑے باہر بھی نکل گیا اور نمرہ میں اتنی سکت نہ بچی کہ وہ بابا کو ان وحشیوں سے بچا پاتی۔

ساحل نے ایک سرسری سی نظر نمرہ پر ڈالی، وہ یوں تھی جیسے ابھی اس پر چیخ اٹھے گی۔

"..م--میرے بابا مجرم نہیں ہیں"

وہی ہوا، وہ چیختے ہوئے یہ بھی بھول گئی کہ یہ شخص اسکے دل کا واحد حکمران ہے، اسکی چیخ پر ساحل نے کان میں دھنستی اس چبھتی آواز پر کراہت کا اظہار کیا۔

تو کیا میں یہاں چور پولیس کھیلتا نظر آرہا ہوں تمہیں؟ وہ کتنا مجرم ہے یہ جاننے کے لیے تھوڑا انتظار کرو.."

نہایت غصے سے کہتا وہ اس سے پہلے خود بھی وہاں سے واک آوٹ کرتا، نمرہ کی آواز نے اسکے قدم روکے، اپنا عہد شاید دوسری وجہ تھی رکنے کی۔

"کتنے سنگدل ہیں آپ، وہ میرے بابا ہیں۔۔کیسے گھسیٹ کر لے گئے آپکے لوگ۔۔۔۔میں کہہ رہی ہوں نہ میرے بابا کوئی مجرم نہیں ہیں تو میری بات مانیں پلیز.."

اذیت و بے بسی سے گڑگڑائی مگر وہ اس وقت اسکے آنسوؤں پر توجہ دینے کے موڈ میں نہ تھا، اس کے لیے وہ کوئی اور وقت رکھ چھوڑنا چاہتا تھا۔

"آپکے ماننے والی ہوتی تو ضرور مانتا مس نمرہ، ہمیں ہمارا کام نہ سمجھائیں یہی آپکے لیے بہتر ہے.."

سخت کھردرے لہجے میں کہتا وہ واپس مڑا اور اسکے بعد نمرہ نے چاہ کے بھی اسے نہ روکا اور وہیں گھٹنوں کے بل گرتے ہوئے بیٹھی، اس لڑکی کی ہچکیوں کے شور نے ساحل خان کے دل کو تکلیف سی دی پر وہ نہ رک سکا۔

وہی ملازمہ پریشانی سے واپس باہر آئی اور زمین پر بیٹھی نمرہ کو اٹھایا اور لے کر اندر بڑھی مگر اس لڑکی کے پیروں تلے سے زمین تب سرکی جب امی کا بے جان وجود دیکھا، ملازمہ سے ہاتھ چھڑواتی وہ شازیہ تک پہنچی۔

"..ا۔۔امی"

آنکھوں میں آنسو لے کر اس نے ماں کی گال تھپکائی مگر وہ عورت تو اس صدمے کو سہہ ہی نہ پائی، شازیہ کی سانس رک چکی تھی۔

اسے تو ہوش نہ رہا پھر مگر ملازمین نے ڈاکٹر کو بلوائا اور وہ آکر شازیہ کا معائنہ کرنے کے بعد انکے ہارٹ اٹیک اور کنڈیشن نہایت بری ہونے کی تصدیق کر کے مریضہ کو ہوسپٹل لے کر چلے گئے اور چند لمحوں میں نمرہ کی دنیا اجڑ گئی۔

مانی شام کے اس وقت گل کے پاس ہی انکی گود میں سر رکھے لاونج میں اداس سی لیٹی تھی، تبھی اسے نمرہ کی کال آئی، ممی سے اجازت لیتی وہ فون لے کمرے میں چلی گئی۔

"..نمرہ، سوری میں تمہیں کال بیک نہیں کر سکی"

مانی اسے کال کر کے کیا کہے اسی ڈر سے اس نے نمرہ کی مس کال کو اگنور کیا تھا مگر دوسری طرف بلند ہوتی سسکی پر مانی کے چہرے پر بھی پریشانی نمودار ہوئی۔

"م۔۔مانی۔۔۔۔ ممی کو ک۔۔کچھ ہو گیا"

وہ روتی تڑپتی بس یہی ایک جملہ بول کر پھوٹ پھوٹ کر روئی اور خود مانی نے بمشکل اپنے روم کے دروازے کا سہارا لے کر اس دل دہلاتی خبر پر خود کو سنبھالا۔

"ک۔۔کیا؟"

یہ سب مانی کے لیے بھی ویسا ہی دردناک تھا جیسا نمرہ کے لیے۔

"بابا کو پ۔۔پولیس لے گئی۔م۔۔میں اکیلی ہو گئی ہوں پلیز م۔۔میرے پاس آجاو مانی۔۔ ممی کو ہوسپٹل لے کر گئے ہیں.."

اسکی اس تڑپتی گزارش پر وہ کال آف کرتی سیدھی چینج کرنے گئی، بیگ لیتی ممی کو انفارم کیے باہر نکلی اور ڈرائیور بابا نے اسے آدھے گھنٹے تک نمرہ کے گھر پہنچایا جہاں آباد و روشن سے گھر میں صف ماتم بچھ چکی تھی، مانی کو صرف نمرہ کی پریشانی تھی، اسکی واحد دوست پر تو جیسے ایک ساتھ غموں کے پہاڑ ٹوٹ گرے تھے، اسکی ممی کو ہارٹ اٹیک ہوا تھا اور خبر ملتے ہی لئیق اور لعلین کیانی پیلس سے سیدھے ہوسپٹل ہی روانہ ہوئے، نمرہ اور مانی بھی ہوسپٹل روانہ ہوئیں کیونکہ مانی کے لاکھ سمجھانے کے باوجود نمرہ کی ضد تھی کہ وہ امی کی پاس جانا چاہتی ہے سو اس سے منع نہ کیا جا سکا۔

تھانے کے مین آفس روم میں رولنگ چیئر کے عین سامنے کرسی پر ٹانگیں سیدھی کر کے سر کرسی سے ٹکائے بیٹھا وہ اپنے ہاتھ کی انگلیوں سے ماتھے

کی ابھرتی رگیں دباتا آنکھیں بند کیے ہوئے تھا جب ڈور پر ہوتی ہموار دستک پر دانیال ساحل خان نے ناگواریت بھرا ہنکارہ بھرے آنے والے کو دروازے سے پار آنے کی بے دلی سے اجازت دی گویا اس وقت کسی کی سوچوں کے بیچ مداخلت طبعیت پر گراں گزر گئی ہو۔

شان سنجیدہ سا آفس کے اندر چلا آیا تو دانیال کو مین کرسی کے بجائے مقابل بیٹھا دیکھے حیرت میں ڈوبا مگر جلد ہی اسکی حیرت پر ساحل خان کی اچٹتی نگاہ حاوی ہوئی تو وہ گڑبڑا سا گیا۔

"وہ ہمارے دو لوگوں کو زخمی کر چکا ہے سر، نکیل ڈالنی پر رہی ہے۔ بکواس کر کر کے دماغ کی رگیں درد کروادیں، کہہ رہا ہے وکیل سے بات کرنی ہے ..اسے"

مقابل کی سرد نگاہوں کے اثر کے آگے شان نے فوری مدعا بیان کیا جبکہ ساحل خان بس کسی گہری سوچ میں تھا، سپاٹ چہرے کے رنگوں میں خفیف سا تغیر آیا۔

"..چلو ملتے ہیں اس سے، کیا کہنا چاہتا ہے"

کچھ سوچتے ہوئے ساحل اپنی جگہ سے اٹھ کر آفس سے نکل پڑا توشان کو بھی تیزی سے اسکے پیچھے نکل کر قدم ملانے پڑے۔

ٹارچر سیل کے ویران و گرد سے اٹے گوشے میں بڑی تمیز کے سنگ اسے کرسی میز دی گئی تھی، جبکہ دو کانسٹیبل کے پھٹے سروں کو اسکے سیل میں جاتے ہوئے ساحل دیکھ چکا تھا، جبکہ اپنے قدم اس نے شیراز آفندی کے قریب آکر روکے، کانسٹیبل اسکے بیٹھنے کے لیے کچھ دور رکھی کرسی گھسیٹ لایا تو بنا شیراز آفندی کے لہولہان چہرے پر رقم حقارت کو چنداں اہمیت دیتے ساحل اسکے سامنے آکر بیٹھا اور کرسی سے بڑی طمانیت کے سنگ کمر ٹیکی، دونوں بازو سینے پر لپیٹے اور خود پر نفرت اور زہر خندی سے جمی اس غدار کی آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑیں، وہ آدمی جس پر ساحل کو دوسرے پارٹنر کے آلہ کار کا شک تھا، اب یقین میں بدل چکا تھا، کیونکہ

لئیق نے یہ انفارمیشن صبح ہی شہریار کو دے دی تھی جسکے بعد یہ کیس مزید آسان ہو چکا تھا۔

"ہاں کہو اب، کیا کہہ رہے تھے تم مسٹر آفندی۔ تم نے کوئی جرم نہیں کیا؟ لیکن ہمارے پاور فل ذرائع نے ہمیں بتایا ہے کہ تم ایک دشمن تنظیم کے سپہ سالار ہو، اب ہمارے ذرائع اور لوگ تو کوڑھ مغز ہیں۔ تم جیسے شریف، نیک اور پارسا کو غدار ثابت کر رہے ہیں۔ چلو شاباش تم مجھے سچ بتاو، میں تم پر دلی ترس کھاوں گا..."

ساحل کا سمندر جیسا پر سکون انداز اس قدر تضحیک بھرا تھا کہ شہراز آفندی کو لگا بنا ہاتھ لگائے اس بندے نے اسکے جسم کی کھال ادھیڑ دی ہو اور ننگی چمڑی پر اسکی جلتی ہوئی مسکراہٹ کانٹے سے چبھ رہی ہو، آخر کو وہ ڈیول کا شاگرد تھا تو کیسے سیدھا اور آسان ہوتا، سمندر جیسا پر سکون انداز ضرور تھا مگر جس میں ٹھاڑھیں مارتے طوفان جکڑے ہوئے تھے۔۔

میں تم سے کوئی بات نہیں کروں گا، جو بات ہو گی وہ میرے وکیل کی"
موجودگی میں ہو گی۔ ہو کون تم؟ کیسے یہاں کے ایس ایس پی بنے ہو؟ تم
"..کوئی اور ہو نہ؟ تمہاری یہ ٹون عجیب ہے، جیسے یہ لہجہ ہی تمہارا ہتھیار ہو
جواب دینے کے بجائے شیراز کی اندر کی مخدوشی اور ہراساں تیور ساحل
کے لیے بھی دلچسپی کا سبب بنا تبھی تو بے ڈھنگا اور کھل کر ہنسا، اتنا بھیانک
کہ شیراز آفندی کو خوف کے سبب اپنے جسم میں چیونٹاں رینگتی محسوس
ہوئیں، رونگٹے الگ کھڑے ہوئے کیونکہ اس جگہ عجیب سی وہشت
رقصاں تھی، در و دیوار سے خوف وڈر ٹپک رہا تھا۔
"چچ چچ، مسٹر آفندی اس وقت تمہیں اپنی زندگی کے لالے پڑے ہونے
چاہیں تھے اور تم مجھ پر تحقیق کر رہے ہو۔ دشمن کو کم از کم اتنا سمجھدار ضرور
ہونا چاہیے، آئی لائک اٹ۔۔ لیکن وہ کیا ہے نہ، میں جو بھی ہوں، اس
وقت جو دیکھائی دے رہا ہوں تمہارے حق میں میرا یہی روپ بہتر
"..ہے

اس شخص کے سادہ سے لہجے میں بھی آگ لپک رہی تھی تبھی تو شیراز آفندی جھلس رہا تھا۔

تم یا اس ملک کی کوئی جیل مجھے زیادہ دیر قید نہیں رکھ سکتی یہ بات اپنی" کھوپڑی میں بٹھالو، تمہیں میرے خلاف کوئی ثبوت نہیں ملے گا۔ تم اس کا حساب دو گے انسپکٹر جو زلت تم نے مجھے دی، جس طرح تم مجھ جیسے باعزت شہری کو میرے گھر سے گھسیٹ کر لائے ہو ویسے ہی عزت سے مجھے آزاد کرو گے، اور تم سے پوری دنیا کے سامنے معافی منگواوں گا۔ یاد رکھنا.."

شیراز کی ان زہر میں بجھی دھمکیوں پر ساحل کھیسانا سا ہنسا خاص لطف اسے عزت دار کے لفظ پر آیا اور اگلے ہی پل میز کی سطح پر ہاتھ مارتے ہی اس چھوٹے سے ٹیبل پر جھکے اپنی گن پتلون سے اٹیچ گن ہولڈر سے نکالے گن کی نال شیراز کے ماتھے پر رکھی اور وہیں میز کے ساتھ سے نکل کر دوسرے ہاتھ سے اس آدمی کا گریبان پکڑ کر بپھری موج سا نزدیک آتے

کرسی سے کھڑا کیا کیونکہ وہ آدمی اس تعظیم کے رتی برابر لائق نہ تھا جو اسے میز کرسی عنایت کر کے دی جا چکی تھی، یہاں تک کہ خود شان کے ہاتھ پیر پھولے کیونکہ اسے بھی یہی لگ رہا تھا کہ ساحل اس آدمی کو اس زبان درازی پر سچ میں مار ڈالے گا۔

"دنیا کو تمہارا نام و نشان بھی نہیں ملے گا مسٹر آفندی، اور ہمیں ثبوت چاہیں بھی نہیں۔ ثبوت تو تب درکار تھے اگر ہمیں تمہارا جرم عدالت میں ثابت کرنا ہوتا۔۔۔ارے میرے عزیز! اس تھانے میں رولز زرا الگ ہیں، جس مجرم کے بچ نکلنے کا چانس ہو اسے ہم خود ہی سزا سنا کر رفع دفع کر دیتے ہیں۔ وکیل تمہارا آیا تھا، میڈیا پر جو خبر چلی گئی ہے۔ لیکن ہم نے کہہ دیا کہ تم اس سے ملنا نہیں چاہتے اور اقرار جرم کر لیا۔۔۔۔ تمہیں تو پتا ہی نہیں آفندی جی، تم پھنس کدھر گئے ہو.."

پھر سے سنسنی سی روح تک سرائیت کرتا ساحل کا پھاڑ کھاتا، اکساتا ہوا انداز جس نے شیراز کے جسم پر کپکپی سے طاری کی تھی، شان خود حیرت سے

آنکھیں پھاڑے سامنے کا منظر دیکھ رہا تھا اور اسے شہریار کی بات اول ہی دن سچ لگی کہ یہ بندہ تو ان سے کہیں زیادہ خونخوار ہے۔

شیراز کو واپس کرسی پر بے دردی سے پٹخے ساحل نے ناگواریت سے اپنی گن واپس رکھی اور شان کو اشارہ کیے وہاں سے سب رو قدموں کے سنگ باہر نکلا جبکہ شان نے اسی طرح اپنے قدم ساحل کے پیچھے بڑھائے، آفس جانے کے بجائے وہ بیرونی گیٹ سے باہر نکلا۔

"اسے کسی کیس میں ڈالنے کا مطلب اسکی آزادی کا چانس ہے سو وکیل والی گیم ایک طرف رہنے دو ابھی کم از کم کل اسکی عدالت پیشگی تک، اسے صرف موت ملے گی جو کچھ ایسی حادثاتی ہونی چاہیے کہ نہ اسکی موت کا نقصان ہو نہ مرے ہوئے شیراز آفندی کا کوئی فائدہ۔ پتا کرا و کے کس چینل نے یہ خبر چلائی ہے، فوری تردید ہو اور ہمارے مطلب کی خبر لگنی چاہیے جو ملکی غدار سے تھوڑی الگ ہو، انتشار پھیل گیا تو اسکے دوسرے

پارٹنر کو خبر ہو گی اور وہ پنگے کرے گا، یہ غدار ہے اسکی بھنک بھی میڈیا کو لگی تو اک نئی خانہ جنگی شروع ہو جائے گی۔ میں ایک ضروری کام سے جا رہا ہوں، ۔۔۔۔اس پر نظر رکھنا.."

ساحل نے مصروف سے انداز میں پلٹ کر شان کو بریف کیا اور بنا شان کو دیکھے تھانے کے احاطے کی جانب کھڑی گاڑی کی طرف بڑھا، شان کے دیکھتے ہی دیکھتے اسکی گاڑی تھانے کے حدود سے جیسے ہی باہر نکلی، شان نے باقاعدہ جھرجھری لی۔

"یا خدا! کیسا الٹی کھوپڑی کا آدمی ہے۔ مطلب یہ شیراز آفندی کو چپ چاپ مارنے کے چکروں میں ہے۔ واہ رے جوان، شاگردی سیکھنی ہو تو کوئی تجھ سے سیکھے۔ ہم مسکینوں کو اللہ اس بلا سے محفوظ ہی رکھے۔۔ آہ شہریار آہ، بہت یاد آئیں گے آپ.."

نہایت روہانسے ہو کر شان نے اس اوجھل ہوتے آفیسر کی شان میں
بڑبڑاتے گستاخی کی اور پھونکیں مارتا واپس تھانے کی بلڈنگ کے اندر داخل
ہو گیا۔

.._____..

"کیسی طبعیت ہے مسیز آفندی کی؟"
لئیق اور لعلین ہوسپٹل میں موجود آئی سی یو روم کے بیرونی اطراف بنے
کوریڈور میں موجود تھے جب ڈاکٹر کے باہر نکلنے پر لئیق نے ان سے فکر
مندی کے سنگ مرئضہ کی حالت دریافت کی۔
"سوئیر ہارٹ اٹیک ہوا ہے، حالت بہت بری ہے مسٹر لئیق۔ ہم کوشش
کر رہے ہیں انکی حالت جانبر ہو سکے۔ دعا کریں۔۔ ہوش تو آگیا ہے لیکن
انکا ہارٹ صرف تیس فیصد کام کرنے کے قابل رہ گیا، شدید ذہنی دباو کے

سبب حالت کبھی سنورر ہی ہے اور کبھی بہت بگھڑ جاتی ہے۔۔۔ہوپ فار
دا بیسٹ.."

کچھ پریشانی واجلت کے عالم میں ڈاکٹر نے اپنی بات کہی اور نرس کے ہمراہ ویسے ہی سنجیدہ گفتگو کرتے وہاں سے چلے گئے جبکہ لئیق کے ساتھ آکر کھڑی لعلین نے بھی افسوس سے آئی سی یو روم کی جانب دیکھا۔

"اللہ صحت دیں انکو، مانی کی دوست پر تو قیامت ٹوٹ گری لئیق ایزد۔ایک تو اسکے والد کی گرفتاری اوپر سے ماں کی ایسی حالت.."

نرم آواز اور غمزدہ لہجے میں لعلین وہیں لگی کرسی پر اپنا بیگ رکھے، وجود کے گرد اوڑھی باریک شال لپیٹے بیٹھی تو لئیق نے بھی قدم پلٹائے اور لعلین کے ساتھ ہی آکر بیٹھا۔

"ہمم۔۔نمرہ بہت اچھی دوست ہے مانی کی، سو اس ناطے ہمارا فرض ہے نمرہ کے اس مشکل وقت میں اسکے ساتھ رہیں۔ بھجت کی کال آرہی ہے.."

ویٹ..

لئیق نے بھی ویسا ہی افسوس بھرا اظہار کیا جبکہ توجہ بھجتے فون نے اپنی سمت مبذول کی، تبھی لئیق نے وہیں کرسی پر رکھے اپنے بلیزر کی جیب سے وائبریٹ کرتا فون نکالے اطلاع دی اور کال پک کیے فون کان سے لگائا، شام سے رات ہو چکی تھی۔

"لئیق! کیا ہوا ہے نمرہ کی امی کو۔ حالت کیا واقعی سنگین ہے؟"

سیلئ اور بھجت کے سنگ مدیحہ صاحبہ بھی یہ سب سن کر پریشانی کے عالم میں بھجت کو تک رہی تھیں جو وہیں گھر کے ہال میں ٹہل کر فون کان سے لگائے ہوئے لئیق سے متفکر سا مخاطب تھا۔

"ہاں ڈاکٹر کے بقول شدید دل کا دوڑا پڑا ہے، مجھے لگتا ہے وہ آفندی کی حقیقت جان گئی تھیں۔ مانی نے بتایا کہ اسکی امی کی کل سے طبعیت ناساز ہے.."

لئیق نے سرسری سا بتایا جبکہ بھجت کے چہرے پر بھی ویسا ہی تاثر ابھر کر معدوم ہوا، میڈیا تک شیراز آفندی کے اریسٹ کی خبر پھیل چکی تھی سو بھجت کو وہیں سے یہ سب پتا چلا۔

"کیا ہم آئیں وہاں، داد و بہت پریشان ہیں۔ کہہ رہی ہیں مانی پہلے ہی اداس ہو گی اب اسکی سہیلی کی پریشانی اسے اور نڈھال نہ کر دے.."

بھجت نے آنے کا کہا جسے لئیق نے فوری منع کیا۔

"فکر مت کرو ہم ہیں یہاں، مانی اور نمرہ آتی ہوں گی یہیں۔ میں مانی کے ساتھ ہی ہوں، گرینی کو کہو فکر نہ کریں.."

لئیق نے فوری کہا مبادا وہ سب واقعی ہوسپٹل ہی نہ چل پڑیں۔

"چل ٹھیک ہے پھر مجھے ابڈیٹ دیتے رہنا.."

بھجت نے تاکید اکہے رابطہ توڑا اور اپنی زوجہ و داد و دونوں کو تسلی تھمائی جبکہ لئیق نے کال آف کیے واپس قدم کرسیوں کی طرف بڑھائے مگر اس کے

بیٹھنے سے پہلے ہی تیز تیز اٹھائے قدموں کی دمک پر لئیق نے گردن موڑی، لعلین نے بھی اسکے تعاقب میں دیکھا۔

نمرہ اور مانی کو دیکھے وہ بھی کرسی سے اٹھی، نمرہ تو مانی کا ہاتھ چھڑواتی سیدھی آئی سی یو روم کی طرف جیسے دوڑی، یہ منظر ان تینوں کا دل رنجیدہ کر گیا۔

خود لعلین نے لپک کر مانی کو اپنے ساتھ لگایا جو واقعی بہت بوجھل لگ رہی تھی لیکن اس وقت مانی کی ساری فکر نمرہ کی طرف تھی۔

وہ تینوں ہی نمرہ کو دیکھ کر افسردہ تھے، اور اسی بیچ لئیق نے سرگوشی کی صورت مانی کو تمام صورتحال بتائی، کہ شہریار اس پر کیا ذمہ داری عائد کر کے گیا ہے۔

شیری کہہ رہا تھا اگر مانی ساحل کو نکاح کا کہے تو وہ ویسے ہی مانے گا جیسے "اسکی مانتا ہے، تم کیا کہتی ہو.."

لعلین اور مانی دونوں کا ری ایکشن ایک سا حیرت و بے یقینی سے از بھر تھا کیونکہ ان حالات میں اچانک نکاح بالکل سورج کے مغرب سے نکلنے کے مترادف تھا۔

"..لیکن ساحل ایک دم سے نکاح کیسے کرے گا لئیق"

لعلین کو اسکی تجویز بہت جلد باز اور عجیب لگی اور مانی یوں تھی جیسے لعلین نے اسکے منہ کا ہی سوال کر ڈالا ہو۔

"ٹھیک کہہ رہی ہیں لعلین آپا، مجھے شیری نے بتایا تھا کہ ساحل بھائی کسی اور میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ہاں یہ انکا شک تھا بس لیکن نمرہ نے مجھے جو ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں ساحل بھائی کا رویہ بتایا کہ وہ آئے، رو رو کر اس سے نہیں لگتا کہ اس بندے کے دل میں نمرہ کے لیے سافٹ کارنر تک ہے۔وہ کیوں آئے، کیوں نمرہ کو ہرٹ کیا مجھے تفصیل سمجھ نہیں آسکی کیونکہ وہ روتی جا رہی ہے تب سے.."

مانی کی یہ باتیں سن کر لعلین اور لئیق نے حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھا پھر معصومیت سے دونوں کو تکتی مانی کو، وہ دو ساری بات سمجھ گئے مگر مانی صاحبہ کے دماغ کے پردے شاید آج بند تھے۔

پھر تو یہ نکاح آج ہی ہونا چاہیے مانی، تم کر سکتی ہو۔ میں کسی طرح ساحل" ".. کو بلواتا ہوں یہاں

لئیق نے کچھ سوچتے ہوئے حتمی فیصلہ کیا جبکہ نمرہ کو مزید روتا سسکتا دیکھنا ان تینوں کو آزردہ کر گزرا،

خود لئیق نے کچھ سوچتے ہی اپنے قدم روتی، آنسو دبا کر کرب سے گزرتی نمرہ کی سمت بڑھائے، اپنا ہاتھ بڑھا کر اس نے نمرہ کے سر پر رکھا مگر اس شفقت بھرے لمس پر وہ پھوٹ پھوٹ کر روئی، امی کو مشینوں کی زد میں منصوعی سانس کے رحم و کرم پر دیکھ کر اسکا حلق کٹ رہا تھا۔

لئیق اسکی طرف بڑھا اور مانی نے بھی پاس آ کر رکتے لئیق کے سبب اپنی بھیگتی آنسوؤں سے بھری آنکھیں فورا ہتھیلی سے رگڑیں، خود لعلین نے

نمرہ کی بازو سہلائے ساتھ لگایا جیسے اس بچی کی تکلیف دیکھ کر اسے اپنی مما یاد آگئی ہوں۔

"..م۔۔میری امی کو ک۔۔کچھ ہو گیا تو مر جاوں گی لئیق بھائی"

نمرہ کی رندھی سسکی نے لئیق سمیت لعلین اور مانی کو بھی رنجیدہ کیا۔

ایسے ہمت نہیں ہارتے بچے، کچھ نہیں ہو گا تمہاری امی کو۔ ٹھیک ہو جائیں"
"..گی

لئیق نے نرمی کے سنگ اس بچی کو دلاسا دینا چاہا مگر یہ سب اس کے لیے بہت بے وقعت تھا، آنکھوں سے آنسو ٹوٹ ٹوٹ کر گرے۔

"..اللہ پر بھروسہ رکھو نمرہ، وہ ہمت سے زیادہ نہیں آزماتے"

لعلین نے بھی اس کے آنسو روکنے کی ادنی سعی کی پر وہ درد کی شدت سے گزر رہی تھی۔

سب تباہ۔۔ہو گیا لعلین آپی۔ بیٹھے بیٹھے س۔۔سب ختم ہو گیا۔"

"..امی۔۔م۔مجھے مت چھوڑیے گا۔پ۔۔پلیز امی

اسکے ہاتھوں کی پکڑ دروازے کی سطح کو نوچ دیتی اگر مانی خود بڑھ کر اسے پکڑ کر گلے نہ لگاتی،اسی ڈر سے وہ اسکے ہوسپٹل آنے کے خلاف تھی،اور نمرہ کی حالت کے پیش نظر لعلین اور لئیق کو یہی مناسب لگا کہ اسے یہاں سے دور لے جایا جائے۔

"سنبھالو خود کو نمرہ،آو شاباش ہم باہر چلتے ہیں۔جب واپس آئیں گے ہم تمہاری امی جاگ چکی ہوں گی۔رو مت پلیز.."

لئیق نے ہی مانی کو اسے لے کر جانے کا اشارہ کیا کیونکہ نمرہ کی حالت اس وقت قابل رحم تھی،خود لعلین تک کی آنکھوں میں نمرہ کی تکلیف تیر گی سے سمیٹ لائی،نمرہ کسی صورت ہلنے پر راضی نہ تھی مگر مانی نے اسے بہلا پھسلا کر اپنے ساتھ ہوسپٹل کی عمارت سے باہر لایا اور اسکا ہاتھ پکڑے

گارڈن میں لگے خالی بینچ پر بٹھایااور خود بھی ساتھ بیٹھی، نمرہ کی آنکھوں سے آنسوؤں کے بے اختیار بہنے کی بہت سی وجوہات تھیں۔

ب۔۔بابا کو وہ لے گئے م۔۔مانی۔امی یہ برداشت نہیں کر سکیں۔"

م۔۔میں کیسے سنبھالوں خود کو۔ت۔۔تم جانتی ہو میرے بابا کو گھسیٹ کر "کون لے کر گیا؟

مانی جو اس کی تکلیف میں کمی کو لفظ ڈھونڈ رہی تھی، یکدم نمرہ کے اسکی طرف دیکھ کر یہ کہنے پر کچھ حیران و پریشان ہوئی۔

"کون؟"

مانی کے منہ سے بے اختیار نکلا، کیونکہ ساحل کے رویے کا بھی اس نے مانی کو ٹھیک سے نہیں بتایا تھا۔

ساحل خ۔۔۔خان۔۔میں نے انک۔۔نکو کہا میرے بابا مجرم نہیں" ہیں، لیکن اس بندے نے میری ایک نہ سنی۔یوں چلے گئے جیسے میں کچھ نہیں۔م۔۔مجھے جواب مل گیا، وہ مجھ سے کبھی پیار نہیں کر سکتے۔اب تو یہ

پیار محبت کا اختیار بھی چلا گیا۔کسے ب۔۔بچاوں؟ بابا کو یا امی

"..کو۔۔۔۔۔م۔۔مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا

بولتی بولتی سسک اٹھتے جیسے وہ مانی کے کندھے سے لگ کر روئی،ان گرے آنکھوں کی پتلیاں تھم سی گئی تھیں،اب اسے سمجھ آئی کہ وہ رو رو کر ساحل کے بے رحم رویے کا کیوں بتا رہی تھی۔

ک۔۔کیا مطلب؟ساحل بھائی کیوں لے کر گئے تمہارے بابا کو؟نمرہ"

"..مجھے بتاو ٹھیک سے میرا دماغ الجھ گیا ہے

جھٹکے سے خود کو کمپوز کیے مانی نے اسکا ہاتھ پکڑے نرمی سے پشت سہلائے پوچھا جو آنسوؤں کو روکتی اسکی طرف دیکھنے لگی۔

کہہ رہے تھے وہ نئے ایس ایس پی ہیں،ل۔۔لیکن وہ تو تمہارے ہسبنڈ" نہیں تھے۔پتا نہیں کیا ہو رہا ہے،م۔میرے بابا کو جیل سے کون نکلوائے گا مانی۔۔تم بھیو یا لالہ سے کہو میرے بابا کو بچا لیں۔۔۔۔میری امی کو کچھ ہو گیا تو میں کیا کروں گی"..

نمرہ کی یہ ساری باتیں مانی کو سر تا پیر گما گئیں مگر جلد ہی اسے ساری صورتحال سمجھ آئی، کہ شیری کی غیر موجودگی میں انکی پوسٹ ساحل خان یعنی انکے آدمی کو مل گئی ہے، شیری پر بھی غصہ آیا جو سب کلئیر کیے بنا چلے گئے۔

"شش رونا بند کرو، اگر تمہارے بابا بے قصور ہیں تو آئی پرامسس انکو کچھ نہیں ہوگا۔ بس کرو رونا، آنکھیں پوری ریڈ کر لیں"..

مانی نے کہا ہی اتنے پیار سے تھا کہ نمرہ کو دلاسا سا ملا مگر رونا روکنے پر نمرہ آفندی قادر نہ تھی، واپس مانی کے کندھے پر سر رکھ دیا مگر مانی کی قلب کی حرکت ضرور تھمی جب کلائی میں سجے اس بریسلٹ نے وائبریٹ کیے بلنک کیا، آمنہ کی آنکھوں میں اس لمس پر نمی گھل آئی، یہ بالکل ایسا تھا جیسے اس شخص کو خبر ہو گئی ہو کہ آمنہ آفریدی اسے یاد کر رہی ہے، دل کی دھڑکن اس وائبریشن سے جڑ سی گئی۔

تو آپ ابھی سے مجھے مس کرنے لگے، چاہتے ہی نہیں ہیں کہ میں آپ کی "
"..جدائی بھول سکوں۔آئی مس یو ٹو شیری

مانی نے اس بلنک وائبریشن کے خاموش ہوتے ہی اسے جواباً ٹچ کیا اور دلخراش ہو کر سوچے آزردہ سا مسکا دی۔

وہ اسلامہ آباد پہنچ چکا تھا اور اسکی کچھ آفیشل میٹنگز کے بعد ایک گھنٹے تک اٹلی کی فلائیٹ تھی اور تبھی اسے کچھ دیر آرام کے ملے، اسکا پرسنل فون اور لیپ ٹاپ آئی بی ڈیپارٹمنٹ نے اپنے قبضے میں لے لیا تھا، لیکن اس نے مانی کو وہ احساس پہنچا دیا جو وہ ابھی سے محسوس کر رہا تھا، مانی کی اپنے اندر زہر کی طرح پھیلتی کمی جو اس شخص کو نمک کی طرح گھولنے والی تھی، جو ذمہ داری شہریار جدون کو سونپی گئی تھی اس کے بیچ وہ کسی جاننے والے سے ان تین سال رابطہ کرنے کی کوشش بھی نہیں کر سکتا تھا اور اگر وہ ایسا کرتا تو اسکی تین سالا سزا کا دورانیہ بڑھ جاتا، چونکہ یہ سزا تھی سو اس شخص کو سزا کی طرح ہی کاٹنی تھی۔

کیاواقعی ساحل بھائی نے تمہارے آنسوؤں کواہمیت نہیں دی نمرہ؟تم"
.."گھرروروکرانکی نفرت کاذکرکررہی تھی
کچھ دیر بعدوہ نمرہ کے بالوں میں انگلیاں پھیرتی آس سے پکاری جس پر
نمرہ نے سراثبات میں ہلایا۔
مجھے لگاوہ بابا کی طرح مجھ سے بھی نفرت کرتے ہیں،اس وقت انکے لیے"
میں بھی ایک مجرم کی بیٹی جو تھی،انکی آنکھوں میں ترس تک نہ تھا نہ
ہمدردی۔شکرہے تم ان سے بات نہیں کرسکی،سب منظورہے اپنی بے
وقعتی نہیں،مجھے لگا تھا شاید وہ بھی مجھے پسند کرتے ہوں،ہمیشہ مسکرا کر
دیکھتے تھے،میں نے کچھ غلط لے لیااور خود کواس راستے پر چلنے پر روک
"!نہیں سکی۔اچھا کیاانہوں نے مجھے شٹ آپ کال دے کر۔مانی
نمرہ کے ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں اس کی دل شکنی عیاں تھی جواس سنگدل
نے کی تھی،نمرہ کے یہ درد بھرے جملے کہنے کے بعد یکدم حسرت سے
پکارنے پر مانی سوچوں کے کربناک حصار سے نکلی۔

تم ان سے بات مت کرنا، مجھے نہیں چاہیں اب وہ۔ بس میرے بابا کو"
".. چھڑوادو تم، میں امی بابا کے ساتھ اس شہر تک سے چلی جاوں گی
نمرہ کی خود ترسی، مانی کو رنج دے گزری، وہ مکمل شکستہ تھی اور مانی خود دل
ودماغ مفلوج محسوس کر رہی تھی۔
میں بات کروں گی، اب تو لازمی کروں گی۔ تمہارے لیے انکے دل میں"
محبت نہ بھی ہوئی تو بھر دوں گی۔ آفٹر آل تم نے مانی سے پہلی بار کچھ مانگا
ہے۔ ساحل بھائی اتنے سنگدل تھے تو نہیں یارا، بہت پولائیٹ اور نرم دل
سے بندے تھے۔ پھر یہ ایس ایس پی بنتے ہی جلاد کیوں بنے سمجھ سے باہر
"..ہے، یارا ہو سکتا اس پوسٹ کا اثر ہو۔ شیری بھی تو ویسے ہی تھے
مانی کو رہ رہ کر حیرت و صدمہ ہوا جبکہ شیری کے ذکر پر نمرہ نے اپنا سر واپس
اسکے کندھے سے اٹھایا۔

تمہارے شیری؟اس شہر کے ایس ایس پی تو وہ تھے۔پھر ساحل کیسے؟"
مطلب ڈرائیور سے سیدھا ایس ایس پی؟میرا دماغ پھٹ جائے گا مجھے
"..آسان الفاظ میں بتاو مانی
نمرہ کی حالت پر مانی نے اداسی سے اسے دیکھا۔

"شیری تین سال کے لیے کسی قانونی کام کے لیے اوٹ آف کنٹری چلے
گئے آج،اور ساحل بھائی دراصل انکے ہی ڈیپارٹمنٹ کے آدمی تھے،
جاب وہ ہمارے گھر کسی ذاتی وجہ سے کر رہے تھے جسکا مجھے بھی علم نہیں۔
سو شیری جب تک واپس نہیں آتے،یہاں کا چارج انکے جونئیر یعنی ساحل
"..بھائی سنبھالیں گے
اس وقت نمرہ کا دماغ سن تھا اور اوپر سے مانی نے اسے یہ سب بتائے اور گما
ڈالا،نمرہ کی جھنجھلاہٹ پر مانی نے معصومیت سے کندھے اچکائے۔

م۔۔ مطلب۔۔ تم اپنے شیری سے تین سال کے لیے دور ہو گئی؟ مجھے تو"
"..لگا چند دن کی دوری ہو گی
اس سب کے بیچ جو نمرہ کا دل جکڑ گیا وہ توقع سے لمبی جدائی تھی، خود مانی کا دل از سر نو لرزا، ڈبڈبائی آنکھیوں سے آنسو روکے وہ بس سر ہی ہلا سکی۔
"..ہمم۔۔ بہت سارے دنوں کے لیے دور ہو گئی ان سے"
وہ اپنا دکھ بھلائے مانی کے لیے اداس ہوئی، اسکا ہاتھ پکڑے تسلی آمیز نظروں سے دیکھا۔
اور میں نے تمہارے سر پر اپنے پٹ سیاپے ڈال دیے تھے، معاف کر دو۔"
"..آئی ایم سوری مانی۔ اداس مت ہو
نمرہ کو پشیمان دیکھ کر وہ الٹا گھبرائی۔
"..میری چھوڑو، تم سنبھالو خود کو نمرہ"
مانی کی تاکید پر نمرہ نے بمشکل سانس کھینچے سرد سی رات کے سپرد کیا، اسے ساحل کی وہ اجیت بھری کٹھور نگاہیں بھول نہ پا رہی تھیں۔

امی نے جانتی ہو کیا کہا؟ کہ انکو یا بابا کو کچھ ہو گیا تو میں تمہارے گھر چلی"

"جاوں۔ایسا کیوں کہا انہوں نے مانی؟

نمرہ کا پھر سے روہانسا سوال مانی کو شاکڈ کر گیا، تبھی تو نمرہ جیسی ہی حیرانگی میں مانی میں ڈوبی۔

شاید اس لیے کہ انکو میری فیملی پر اعتبار ہے،اور تم کیوں خوامخواہ فضول"

".. سوچ رہی ہو۔کچھ نہیں ہو گا کسی کو

اول تو جواب وہ دے چکی تھی مگر آختیام اس نے نمرہ کو اس سب سوچنے سے روکنے کا سختی سے تنبیہہ کیے کیا مگر ایک رات تو آنکھوں کے سامنے اس وقت پھیلی نظر آرہی تھی مگر دوسری رات اس وقت نمرہ کی آنکھوں میں ہلکورے لے رہی تھی اور مانی کو اس سے زیادہ خوف آرہا تھا۔

مانی کی آنکھیں سامنے ہوسپٹل انٹرنس پورچ پر جمی تھیں تبھی اسے گاڑی سے نکلتا ساحل دیکھائی دیا، فل بلیک میں اپنی جوانی کے نئے نئے عروج کے سحر بکھیرتا ہوا، چال میں اعتماد اور چہرہ پہلے والے ساحل خان کی بنست اب

بالکل ہر احساس سے عاری اور سپاٹ، تبھی مانی نے بے اختیار نمرہ کا ہاتھ دبوچا۔

"..نمرہ، وہ دیکھو ساحل بھائی"

مانی کی آواز پر نمرہ نے اسکے کندھے سے سر اٹھایا اور ساحل کو دیکھتے ہی وہ مانی کے پاس سے اٹھی اور تیزی سے واپس ہوسپٹل کی طرف دوڑ گئی، خود مانی ہونق بنی اٹھ کر کھڑی ہوئی کہ نمرہ نے کیا کیا ہے، جبکہ ساحل کو اپنی طرف آتے دیکھ کر مانی نے اپنے چہرے کے اڑے رنگ بحال کیے، وہ ایک مناسب فاصلے پر آکر رک گیا، اذیت اسکی آنکھوں میں تب ہی نمودار ہو چکی تھی جب نمرہ اسے دیکھ کر اندر بھاگی۔

"کیوں کیا آپ نے اس کے ساتھ ایسا؟"

مانی نے بات کا آغاز ہی کھردرے لہجے اور استفہامیہ نگاہوں سے گھورتے کیا۔

میں نے جو کیا وہ میری ڈیوٹی کا حصہ تھا لیکن مجھے نمرہ کی امی کی طبعیت سن "
"کر افسوس ہوا۔ آپ ٹھیک ہیں آمنہ ؟
ساحل کے سنجیدہ لہجے کے باوجود مانی کو اسکا خود سے یوں بات کرنا ہر گز اچھا نہ لگا، کیونکہ اس وقت اسے ساحل پر غصہ تھا۔
کیوں، مجھے کیا ہونا تھا۔ میری فکر کرنے کے بجائے آپکو نمرہ کے بارے "
میں نرمی اختیار کرنے کا سوچنا چاہیے تھا۔ شیری نے مجھے بتایا کہ آپ راضی
ہیں تو اس قدر رو ڈاور سنگدلانہ رویے کی کیا وجہ تھی، وہ ڈر گئی ہے آپ
سے۔ ایک تو اسکے بابا کو اریسٹ کیا، اوپر سے یہ جانتے ہوئے کہ وہ پسند
کرتی ہے آپکو، دلاسا یا ہمدردی کے بجائے اتنی سفاکی سے بات کی۔ اب
"یہاں کیوں آئے ہیں ؟
مانی کو صرف نمرہ کی فکر تھی تبھی اس نے ساحل کے بڑے ہونے کا بھی
لحاظ نہ کرتے سختی سے باتیں سنادیں اور ساحل نے خاموشی سے مانی کو سنا،
ناراضگی، خفگی سب جائز تھا۔

اسکے بابا معصوم نہیں ہیں، بہت بڑا مجرم ہے وہ۔ یہ بات جتنی جلدی انکی" چہیتی سمجھ جائے اتنا بہتر ہے، اور اسکی امی کو ہارٹ اٹیک میری وجہ سے نہیں آیا بلکہ مسیز آفندی اس آدمی کے کرتوت جان چکی تھیں۔ میں تو ہمدردی کے ناطے آگیا، چلا جاتا ہوں.."

ساحل کا رویہ اب بھی عجیب تھا کیونکہ یہ فطری سی جلن تھی جس میں وہ جل رہا تھا اور ستم کہ ذات کے آتش فشاں کو دھواں اگلنے کی بھی اجازت نہ تھی۔

رکیں، آپ پہلے تو ایسے ہٹ دھرم نہیں تھے ساحل بھائی۔ میں تو سمجھ" رہی تھی آپ بہت نرم دل انسان ہیں، شاید میں آپکا ظاہر دیکھ کر آپکا اندر بھی ویسا ہی سمجھ بیٹھی تھی پر افسوس آپ کافی خود غرض ٹائپ کے نکلے۔ میں کہہ رہی ہوں وہ لڑکی آپکو پسند کرتی ہے، اور آپ کہہ رہے اوکے چلا" جاتا ہوں۔۔۔۔۔ شیری نے آپکو اپنے جیسا بنایا ہے یا آپ نے انکو؟

مانی کا دماغ اس درجہ ڈھیٹائی پر جھنجھنا اٹھا جبکہ مانی کی کوفت پر ساحل بہت مشکل سے ہونٹ بھینچتا، امڈتی مسکراہٹ کا بروقت گلا گھوٹ سکا ورنہ شاید یہ بے ادبی سی ہو جاتی۔

"..مجھ پر انکا اثر ہوا ہے، آئی تھنک وہ آپکو سب بتا گئے ہیں"

ساحل نے ڈھیٹ بنے جواب دیا جبکہ مانی کو اب سچ میں غصہ آیا۔

تو وہ میرے ہسبنڈ ہیں مسٹر ساحل، مجھ سے کچھ نہیں چھپاتے۔ لہذا" آپکے دل میں اگر نمرہ کے علاوہ کوئی چڑیل کبھی بھولے بھٹکے سے آنکلی تھی تو پہلی فرصت میں اسے باہر کا راستہ دیکھائیں۔ نمرہ اس وقت بہت پریشان ہے، اسکو تسلی تو دیں کم از کم.."

مانی کے دماغ میں شیری کا شک اب تک براجمان تھا جو وہ ساحل کے حوالے سے اس پر آشکار کر بیٹھا تھا تبھی یہ بات سن کر ساحل نے مسکراہٹ روکی پر ناممکن ہوا تبھی وہ آنکھیں پھیر گیا، مانی نے اسکی دبائی مسکراہٹ نوٹ کی تبھی برا منا گئی۔

"آہاں! تو آپ کیا چاہتی ہیں مجھ سے مسیز شہریار جدون؟"
جیسے مانی نے شیری کو ہسبنڈ کہہ کر زور دیا تو ساحل نے بھی کوئی حساب باقی نہ رکھا۔

"..اسے کہیں جا کر کہ آپ بھی پسند کرتے ہیں اسے"
مانی نے اسکے سر پر بناوارن کیے دھماکہ کیا، یہ ٹھیک تھا کہ اسے شیری کے حکم کے مطابق اب نمرہ سے ہی شادی کرنی تھی پر یہ پسندیدگی والا سین اسکی سٹوری میں اتنی جلدی آجائے گا، اس نے ہرگز نہیں سوچا تھا اور ابھی تو یہ جھٹکے کا صرف ٹریلر تھا۔

"واٹ؟"

ساحل نے چونک کر حلق سے دبی آواز نکالی جبکہ مانی نے گردن مزید اکڑا کر چہرے پر غصہ سجائے خشمگیں آنکھوں سے اسکے واٹ کی تائید کی۔

"جی، ورنہ میں شیری کو آپکی شکائیت لگاوں گی۔ آپ انکے آدمی ہیں نہ، وہ آپکے باس ہوئے اس ناطے۔ تو مسٹر ساحل آپکو اپنی جاب، عزت، نام تو یقینا بہت پیارا ہوگا۔ سو شیری کی غیر موجودگی میں آپکی باس آمنہ شہریار جدون ہے۔ نمرہ کو پرپوز کریں آپکا اگلا ٹاسک یہی ہے۔ اور نکاح خواں کا انتظام کریں، سب گواہان موجود ہیں بس بسم اللہ کی دیری ہے.."

مغرور تاثرات کے سنگ وہ اس پر حکم صادر کرتی پراعتمادی سے وہاں سے چلی گئی جبکہ ساحل پہلے تو ہونق بنا اسے جاتا دیکھتا رہا پھر یکدم ہنستا ہوا وہیں بینچ پر ٹیک لگائے بیٹھا، ہنسی رکی پھر کچھ دیر بعد وہ ہنس پڑا۔

"یہ کس مقام پر لے آئی ہے زندگی، ہاہاہا۔۔۔ یہ لڑکی پاگل ہے کیا؟ پاگل تو پہلے تھی اب تو شہریار جدون نے اسے کام کا بنا دیا۔۔۔ چل ساحل، نکاح کرنے کی تیاری کر۔۔۔۔۔۔ نکاح خواں پتا نہیں اس وقت کدھر سے ملے گا.."

ساحل نے ہنستے ہوئے پتلون کی جیب میں گھسا فون نکالے کال ملائی جو شان نے ہی پک کی، جبکہ ساحل نے اسے ناجانے کیا کہا کہ خود شان کے چہرے کی رنگت سفید پڑی۔

آدھے گھنٹے تک شان، نکاح خواں کے سنگ ہوسپٹل پہنچا جبکہ مانی نے اندر جاکر یہ سارا معاملہ جب لئیق لعلین سے ڈسکس کیا تو رنگ تو ان دو کے چہروں کے بھی فق ہوئے جو اتنی جلدی سب ترتیب دے آئی تھی، وہیں شازیہ صاحبہ کی طبعیت بھی اتفاقاً کچھ دیر کے لیے بحال ہوئی تو نمرہ کو ان سے ملنے کی اجازت ملی۔

اسکے بعد لئیق انکے کمرے میں گیا اور ناجانے ان سے رازداری میں کیا بات کی کہ وہ ساحل اور نمرہ کے نکاح کے لیے یوں مانیں جیسے وہ چاہتی ہی یہی تھیں، جبکہ نمرہ کے ہوش تو تب اڑے جب اسکی امی کے پاس بیٹھا کر سب لوگ ارد گرد جمع ہوئے اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ نمرہ آفندی سے نمرہ ساحل خان بنی اور اس بیچ مانی بس نمرہ کے ہونق تاثرات، اسکی امی کی شاید آخری

خوشی دیکھ کر دکھی ہوتی رہی، شازیہ آفندی کو اپنی نمرہ کا ہاتھ ساحل خان کے ہاتھ میں تھما کر جیسے سکون مل گیا۔

سب لوگ باہر آ گئے بس نمرہ اور مانی ہی اندر تھیں اور نمرہ امی کے سینے سے لپٹ کر زار و قطار رو رہی تھی۔

باہر ساحل اور لئیق سے ملنے کے بعد نکاح خواں، واپس شان کے ساتھ ہی وہاں سے چلے گئے۔

لعلین، لئیق اور ساحل ہی تین رہ گئے۔

ڈاکٹرز نے کہا ہے شازیہ آفندی کے پاس بہت کم وقت ہے، تم نے ایک" اچھا فیصلہ کیا ساحل۔ماں باپ کے بعد لڑکی اپنے شوہر کے پاس ہی محفوظ رہتی ہے۔یہ ذمہ داری شیری ہم پر ڈال کر گیا تھا، اس درجہ اجلت کا نہیں سوچا تھا مگر شیراز آفندی کی گرفتاری کے بعد معاملات یکدم ہی بگھڑ گئے ".. اور مجھے اور مانی کو یہی مناسب لگا

لئیق نے شائستہ مگر سنجیدہ لب و لہجے میں ساحل سے یہ سب ڈسکس کیا،
لعلین بھی ان دو کے پاس ہی تھوڑی فکر مند سی کھڑی تھی۔
لئیق بھائی یہ مجھے بھی مناسب ہی لگ رہا ہے، ویسے بھی مانی میم اب بھی ماہ"
بدولت کی باس ہیں تو انکار کا تو سوال بھی پیدا نہیں ہو سکتا تھا۔ابھی میں
جارہا ہوں کیونکہ جو نمرہ کے ساتھ کیا صبح، پھاڑ کھائے گی وہ جن
زادی۔۔۔۔اسے بھی ماں باپ کی پریشانیاں گھیرے ہیں، میرا کچھ دن
"..دور اور پرے رہنا ہی بہتر ہے، میں آپ سے رابطے میں رہوں گا
ساحل نے جحالت سے سر کجھاتے کہا تو لعلین اور لئیق دونوں ہنس دیے،
اسے اجازت دی جبکہ اندر نمرہ نے رو رو کر ندیاں بہادی تھیں، اور فی الحال
اس ضدی ونڈھال لڑکی سے کچھ کہنے کا کوئی فائدہ نہ تھا۔

.._____..

...ایک ہفتے بعد

گزشتہ سات آٹھ دن خامشی سے سرک گئے تھے، ساحل دوبارہ ہوسپٹل نہ جاسکا تھا کیونکہ شیراز آفندی کو عدالت پیش کرنے کے بعد اسکی مصروفیات بڑھ چکی تھیں، اسے پندرہ روزہ جسمانی ریمانڈ پر واپس ساحل خان کے سپرد کیا گیا تھا اور آجکل وہ اسی میں مصروف تھا۔

پلین اے اس منحوس کے یکدم سسر بن جانے کی بدولت بدل چکا تھا، سو وہ تمام کاروائی قانونی طور پر عمل میں لاتا رہا۔

اس بیچ شازیہ آفندی کی طبعیت کئی بار بگھڑی، مشینوں اور دادوں کے زیر اثر انکو سپیشل کیئر روم میں ہی شفٹ کیا گیا تھا، مانی یہ چھ سات دن ہمہ وقت نمرہ کے ساتھ رہی تھی، دن کے ایک دو گھنٹے وہ اسے زبردستی اسکے گھر لے جاتی تاکہ وہ کچھ دیر آرام کرے مگر ان دو تین گھنٹوں میں وہ اپنی زندگی کے اس اچانک بدلنے پر دہائیاں ہی دیتی رہی، مانی نے اسے بہت

سمجھایا کہ اسکے حق میں یہی بہتر تھا مگر ساحل خان کے اس رویے کی پھانس نمرہ کے حلق میں ایسی اٹکی تھی کہ وہ ساحل کا نام تک سننا گوارا نہ کر رہی تھی، ملنا تو نا ممکن تھا۔

شازیہ بھی اسی پریشانی میں لمحہ بہ لمحہ پیچھے جا رہی تھیں، جبکہ دوسری جانب سات دن ہو چکے تھے شہریار کو گئے اور ان دنوں میں ہی اسکی کمی ہر کسی کے سر چڑھ کر بولنے لگی تھی، مانی کے پاس اگر نمرہ کی ذمہ داری نہ ہوتی تو شاید وہ اب تک شیری کی جدائی سے ہلکان ہو چکی ہوتی مگر نمرہ کے ساتھ مسلسل کئی دن سے رہ کر وہ بھی اپنا دل بہلانے میں کامیاب تھی۔

لارا اور لوئے فائنلی آج واپس آنے والے تھے اور آج رات جندل محل میں اسکی سالگرہ اور لال نور، فرہاد صاحب کی ویڈنگ اینورسری کے لیے چھوٹی سی پارٹی کا انعقاد کیا گیا تھا اور اسی کے ساتھ لعلین اور لئیق کی کل صبح نو بجے ملائشیا روانگی تھی، صارم، سدرہ، عینی اور پرکاش صاحب بھی گزشتہ کل ہی رخصت ہو کر اپنے گاؤں واپس جا چکے تھے۔

باقی سبکی زندگی ایک سیدھے ٹریک پر آچکی تھی، صبور اور دستگیر اپنی زندگی میں مکمل سکون پاچکے تھے، مریم بی بھی انکو دیکھ کر خوشی خوشی جی رہی تھیں جبکہ ہمایوں کیانی کی زندگی کی خوبصورتی کا سہرا انیہا کے سر تھا جو انکی اس عمر میں بھی شدید محبت کا روپ بدلتی جا رہی تھی۔

گل کے لیے اداسی تھی ہر سو مگر افراہیم نے شہریار سے کیا وعدہ خوب نبھایا بھی تھا اور نبھا بھی رہے تھے۔

جندل محل میں لوئے اور لارا کے آنے کی تیاری کے حوالے سے آج چہل پہل تھی جبکہ سدرہ صارم عینی اور پرکاش کے اتنے دن رونق لگا کر واپس چلے جانے کی کمی لوئے اور لارا سے پوری ہو جائے گی، اسکا سبکو یقین تھا، لئیق بھی اپنے ضروری امور کل نمٹا چکا تھا تاکہ آج کا دن صرف اپنی زندگی کے ان تین خاص لوگوں کو دے جنکا آج سپیشل ڈے ہے، لارا اب بہتر

تھی تبھی ایک ہفتہ ایمر کے ساتھ رہنے کے بعد وہ اسے واپس یارق پاشا کی امانت بنا کر لوئے کے ساتھ واپس آ رہی تھی۔

وہیں نمرہ اور مانی صبح دس بجے تک گھر آئی تھیں، آجکل مانی کسی کو کم ہی دیکھائی دے رہی تھی، بہت سا وقت نمرہ کو دینے کے باوجود وہ اسکا دل ساحل کے لیے نرم نہ کر پا رہی تھی، اس وقت وہ آفندی ولا میں موجود اوپن کچن میں کافی بیٹر سے کافی بیٹ کر رہی تھی جبکہ نمرہ بھی اسی لمحے چینج کر کے کمرے سے نکلی، آج شازیہ آفندی کے لیے ڈاکٹر نے بائے پاس کے آپشن پر سرچ ورک کر کے انھیں فائنل رپورٹ دینی تھی، کیونکہ انکا دل اس وقت صرف چالیس فیصد کام کر رہا تھا، سو ڈاکٹرز کسی رسکی سرجری کو سجیسٹ کر رہے تھے، لیکن اس میں بہت خطرہ تھا تبھی مانی اسے گھر لے آئی تاکہ وہ اچھے سے اس بارے فیصلہ لے سکے۔

مانی نے اپنے اور اسکے لیے کافی بنائی اور باہر لان میں ہی چلی آئی کیونکہ نمرہ لان میں ہی لگی کرسی پر بیٹھی تھی۔

"لو کافی، تھوڑا سو لیتی نمرہ۔ آنٹی سے زیادہ بیمار تو تم لگنے لگی ہو"

مانی نے اسے فکر مند ہوئے دیکھتے بھاپ اڑاتا مگ اسکے سامنے رکھا مگر وہ ویسی ہی افسردہ رہی، ٹس سے مس نہ ہوئی۔

"بابا کے وکیل کا فون آیا تھا، کورٹ نے ضمانت کی اپیل مسترد کر دی ہے۔"

بابا غدار کیسے ہو سکتے ہیں مانی؟ مجھے سمجھ نہیں آ رہی میں یہ سب کیسے

".. برداشت کروں

اس ایک ہفتے میں شیراز آفندی کے وکیل کو بھی گھسنے کی اجازت بھرپور دی گئی لیکن وہ مسلسل ناکام ہوا اور یہ سب لئیگلی ساحل خان نے اسی لیے کیا تاکہ نمرہ کی عقل پر پڑے پردے ہٹیں اور وہ شعور و عقل سے کام لے کر سوچے کہ آخر کوئی تو وجہ ہو گی کہ اسکے باپ کی ضمانت مسترد ہوئی اور وہ ریمانڈ پر گیا۔

مانی نے اس لڑکی کا چہرہ دیکھا جو رت جگے کی غماض آنکھوں کے اثر سے بلکل مرجھایا تھا، آنکھیں موند کر وہ حقیقت سے نظر چرانے کی کوشش میں لگی تھی۔

اب تو یقین کر لو کہ تمہارے بابا نے کچھ تو کیا جو انکو ایسا سخت ری ایکشن" ملا، دیکھو نمرہ۔ آنٹی نے بھی تو یہی بتایا تمہیں، پھر تم خوانخواہ ضد کیوں کر رہی ہو۔ ساحل بھائی کی تمہارے بابا سے کوئی ذاتی دشمنی تو تھی نہیں جو وہ"..اپنی بھڑاس نکال رہے ہیں، بھئی ان پر مجرم پر سختی کرنے کا پریشر ہو گا مانی کی ہفتے سے سمجھائی جاتی یہ بات آخر نمرہ کے پلے پڑ ہی گئی، تبھی تو متورم آنکھیں بھیگ سی گئیں۔

"..مجھے یقین نہیں آرہا کہ بابا ایسا بھی کر سکتے ہیں"

چند آنسو نمرہ کی آنکھوں سے ٹوٹ گرے تبھی مانی نے بھی اٹھ کر اسکے ساتھ بیٹھتے اسکا ہاتھ نرمی سے تھاما۔

بہت بار ایسا بھی برداشت کرنا پڑتا ہے، اب تم دستگیر لالہ کی وائف صبور"
آپا کی مثال لے لو۔ انکی مما تو قاتل تھیں۔ تمہیں ان سے صبر سیکھنا چاہیے
نمرہ۔ تم نے ایک ہفتے سے مجھے اور اپنی امی کو پریشان کر رکھا، ساحل بھائی
جس کے لیے ٹھنڈی آہیں بھر رہی تھی، شوہر بن گیا اور تم نے ناک پر مکھی
تک نہ بیٹھنے دی۔ بچارے، منہ دیکھائی سے اسی دن ڈر کے بھاگ نکلے تھے
"..کہ کہیں تم کھانہ جاوانکو

مسلسل کئی دن سے خودمانی کا دماغ اس لڑکی نے گمایا ہوا تھا تبھی تو وہ کوفت
بھی باہر نکلی اور نمرہ اسکے منہ بسورنے پر اداس سا مسکرادی۔

تم نے اس مشکل وقت میں مجھے اکیلا نہ چھوڑ کر ثابت کیا ہے مانی کہ تم"
صرف نام کی نہیں، سچ میں میری ہمدرد اور دوست ہو حالانکہ شیری کے
جانے کی قیامت ناک کیفیت کیسی مشکل ہے تم پر اچھے سے جانتی ہوں۔
"..میں کیا کرتی یار، مجھے انکار وڈاور سخت رویہ بھول نہیں رہا

نمرہ کی عقل فائنلی ٹھکانے پر آئی تو مانی نے سکھ کا سانس بھرا، البتہ شیری کے ذکر پر وہ اداس سی ضرور ہو گئی۔

"شیری کا ذکر نہ کرو نمرہ، میں رونے لگ جاوں گی۔۔۔بہت مس کرتی ہوں۔۔۔"

"ہوں۔ خیر تم کہتی ہو تو ساحل بھائی کو بلاوں؟

اول جملے روہانسے ہو کر کہے وہ خود ہی اپنی آنکھوں میں نمی سی اترنے کو قابو کیے اگلی آفر دے کر نمرہ کو ششدر کر گئی جو دیدے پھارے مانی کی دیدہ دلیری پر سن سی ہوئی۔

"ا۔۔اور کس خوشی میں تم بلاو گی انھیں؟ خبر دار۔ میرا ان سے کوئی رشتہ نہیں۔ داماد ہوں گے وہ امی کے اور جیجو ہوں گے تمہارے۔ نمرہ کے کچھ نہیں ہیں.."

بوکھلا کر فورا سے پہلے کریمی کافی کا مگ تھامے نمرہ نے جیسے نظریں چرائیں، مانی بھی من ہی من میں مسکائی۔

اہمم اہمم۔۔میری بہن سب کچھ اب وہ تمہارے ہیں، وہ بھی بہت ذاتی"
قسم کے۔۔۔۔ویسے مجھے بڑاافسوس ہوا کہ لوور جب تھی تب انکو دیکھنے
کے بہانے تم آفریدی حویلی کے خوامخواہ چکر کاٹتی نہ تھکتی تھی اور تم نے
بیوی بن کر انکی شکل تک نہ دیکھی۔۔بندہ ایک رسمی کس ہی ایکسچینج کر
لیتا،(اس درجہ بے باک مشورے پر نمرہ کی آنکھیں حیرت و شرم سے
پھٹیں تو مانی نے فورا دوستگی کی مبادا وہ لڑکی غش کھا کر گر نہ پڑے)فار ہیڈ
کس کی بات کی ہے آنکھیں نہ نکالو۔۔ایسا نکاح کا گفٹ وہ بچارے کبھی
"..نہیں بھولیں گے،اپنے بچوں کو یہ کہانی آہیں بھر بھر سنائیں گے
نمرہ کی گھبراہٹ سے محظوظ ہوئے مانی نے مزید اسے ڈرایا جبکہ مانی کی
اوٹ آف کنڑول مرنی خیز گفتگو پر نمرہ نے اسے سرخ ہوتے چہرے کے
سنگ گھورا جو نا جانے شرم سے تھا یا غصے سے۔
"..مانی چپ کر جاو پلیز"

نمرہ نے دانت نکوستے مانی کو وارن کیا جبکہ مانی کو پورے ہفتے کی کسر بھی تو نکالنی تھی سو ہر گز باز نہ آئی۔

"..چپ کروانا تم اب دانیال ساحل خان کے چینختے ارمانوں کو"

مانی نے مزید کھسیانی ہنسی ہنسے اسے خوفزدہ کیا اور نمرہ کا دل چاہا مانی کی گردن دبوچ لے۔

"!مانی"

نمرہ کی تنبیہی دانت پیس کر کی سرگوشی پر مانی نے ہونٹوں پر امڈتی مسکراہٹ فوری دبائی۔

اچھا نہیں کر رہی تنگ لیکن ملاقات تو تم دو کی میں نے کروا کے رہنی ہے،"

"..شازو آنٹی سے وعدہ لے لیا تھا میں نے جذبات میں

مانی کے یہ سب بولنے پر نمرہ کے چہرے کا رنگ پھیکا پڑا۔

امی ایسے سب کی اجازت دے ہی نہیں سکتیں، تم بس مجھے تنگ کر رہی"

"..ہو

اپنی امی کے سخت مزاج سے نمرہ کو خوب واقفیت تھی تبھی وہ نڈر ہو کر بولی اور مانی کو اس درجہ معصومیت پر شدید ہنسی آئی۔

"تمہاری معلومات کے لیے عرض ہے کہ وہ اسی دن تمہیں رخصت کروا چکے ہیں، یہ تو تم ہی شوخی قسم کی چیز ہو جو شادی کے بعد بھی ہمارے سر پر بیٹھنے کا پلین کر چکی ہو۔اب جب رخصتی ہو جائے تو لڑکی کی اماں جانی سے کونسا شوہر اجازت لیتا رومینس کی؟"

مانی کی خفت بھری دوستانہ ڈانٹ نے نمرہ کو کان کی لو تک سرخ کیا تبھی تو وہ لرزا اٹھتی کرسی سے اٹھی، چہرہ سرخی میں ڈھل گیا۔

"تم۔۔تم بہت خراب ہو گئی ہو مانی۔اللہ کی پناہ تم سے، کان سے دھوئیں نکلوانے تو کوئی تم سے سیکھے۔اللہ پوچھے آپکو شیری بھائی، میری معصوم سادی سی دوست کو آئٹم بمب بنا کے رکھ دیا۔۔۔اللہ میری توبہ.."

کافی کا مگ اٹھاتی نمرہ یوں بر بڑا کر اندر بھاگی کہ مانی نے اپنی ہنسی لاکھ دبانے کی کوشش کی پر نمرہ کی کیوٹ سی گھبراہٹ پر وہ بے دم ہوتی ہنس دی۔

ابھی کہاں بنی ہوں، یہ تو تم تین سال بعد مسٹر شہریار جدون سے پوچھنا"

"..میری معصوم سی نمرہ کہ آئٹم بمب ہوتا کیا ہے

ہنسی مسکراہٹ میں اور مسکراہٹ اس بندے کو یاد کرتے اداسی میں بدلی، یہ چند دن تو اسکے نمرہ کی پریشانی میں گزر گئے، لیکن آگے کیسے گزریں گے یہ سوچ کر وہ افسردہ ہوئی، اپنی کلائی میں بندھے بریسلٹ کو ٹچ کیا اور کچھ لمحے ہی سرکے کہ مانی کا بریسلٹ بلنک کر کے وائبریٹ ہوا، ناچاہتے ہوئے بھی وہ مسکراتی مسکراتی آنکھیں نم کر بیٹھی۔

یہ بالکل ایسا ہے جیسے میں آپکو آواز دوں اور آپ کہیں کہ میں "

خاضر۔۔۔ایسا نہ ہو مجھے آپکی ان اداوں سے پیار ہو جائے اور میں آپ

"..سے جدائی کے اس نشے کی عادی بن جاوں

وہ اسے یاد کرتے ہوئے شہریار کی خوشبو خود سے اٹھتی محسوس کر رہی تھی
تبھی آنکھوں میں آنسوؤں کے ساتھ ساتھ مسکراہٹ بھی رقصاں تھی۔
ناجانے وہ کہاں چلا گیا تھا مگر وہ مانی کے کتنے پاس تھا یہ اسکے فوری ریسپانس
سے وہ محسوس کر سکتی تھی، اپنے ہونٹوں پر رکھے زائقے کا لمس بڑھا اور اس
نے زبان تک محسوس کیا، محبت اپنے ہر روپ میں بس سکون رہ گئی تھی ان
دو کے لیے۔

یہ دیار جنس کے دن

دھوپ رت کے

یہ قیامت خیز راتیں

سرد رت کی

یوں گزر سکتی نہیں

اے شریک جسم و جاں

!... تیری ضرورت ہے مجھے

.....

جو ایک دوسرے کے لیے بنا ہو وہ ایک نہ ایک دن مل جاتا ہے، بائے دا"

"..وے انکی سٹوری کیوٹ سی نہیں ہے

اپنے فیس کیئر مساج کے بعد لعلین اپنے کندھے تک آتے بالوں کو فریزی سے کرل کرتی آئینے میں نظر آتے لئیق سے مخاطب تھی جو فیروزہ سے سب بچوں کے علاوہ عدن کے بارے میں پوچھ رہا تھا، کل ائیر پورٹ جانے سے پہلے وہ دونوں عدن سے ملنے کا پلین بھی ترتیب دے چکے تھے، لائیٹ پنک فل گاون نائیٹ ڈریس جسکی نچلی شرٹ سلیو لیس جبکہ اوپر مکمل گاون تھا جو لعلین نے ڈھیلا سا باندھا تھا، میں ملبوس وہ بنا کچھ کیے بھی ایمان ڈگمگا

سکنے کی اہل تھی، وہ بھی تیار ہو رہی تھی کیونکہ آج سب نے بریک فاسٹ بھی کچھ سپیشل کرنا تھا۔

بہت زیادہ، لیکن ایک بات ہے، مانی نے جس مہارت سے یہ الجھا معاملہ" سلجھایا، داد کی مستحق ہے۔ سمجھدار تو پہلے بھی تھی مگر اب شہریار کی صحبت کا اثر دیکھائی دیتا ہے، میں نے فیروزہ کو بتایا ہے کہ ہم مارننگ میں آئیں گے۔ مے بھی ہمیں زیادہ دن لگ جائیں واپسی پر تو عدن پریشان رہے گی"..

لئیق نے لگے ہاتھوں کئی معاملات سمیٹے تو وہ مسکرا کر پلٹی اور ہنسی تو لئیق نے نظر فون سے اٹھائے خود پر جمی حسین سے وہ آنکھیں فرصت سے دیکھیں۔

"..تم سے ایک بات پوچھو، سو جواب ایکسٹر الگا لیتے ہو ساتھ۔۔۔بدھو" کھکھلا کر وہ واپس پلٹی اور اپنے بالوں کو مہارت سے کرل کرنے لگی تبھی لئیق اپنی جگہ سے اٹھا اور قریب آتے ہی نرم سا بازووں کا حصار لعلین کے پیٹ کے گرد بنایا اور ٹھوڑی اسکے کندھے پر ٹکائی۔

بدھو نہیں اسے سمجھدار کہتے ہیں، بائے داوے مجھے ایک بات سمجھ نہیں"
آتی۔لمبے بالوں کو کرل کرو تو سمجھ بھی آئے، آپ کے تو ہیں ہی کندھوں
"..تک اور انھیں بھی کرل، اسکے پیچھے کی لاجک تو بتائیں زرا
لئیق کی دلچسپی پر لعلین نے شریر سی مسکراہٹ کے سنگ اپنا کام جاری
رکھا۔
کیونکہ کرل نہ کروں تو معصوم سی لگتی ہوں، اور میری معصوم شکل دیکھ"
کر مجھ پر ایک جن لٹو ہونے لگتا ہے۔سو زرا بولڈ لک دیتی ہوں تاکہ وہ جن
"..مجھ سے زرا ڈر کر رہے
نہایت معصومیت کے سنگ محترمہ کی وضاحت جسے سن کر لئیق کا قہقہہ
فطری بلند ہوا، ٹھوڑی اسکے کندھے سے اٹھائے چہرہ اسکی گردن میں
چھپائے جسارت سی کی، شیو کی گدگداتی چبھن پر مسکائی، اسکے نائیٹ گاون
کی انر سلکی شرٹ کی باریک سٹرپس اسکے کندھے سے اسی مسکراتے حصار

میں سر کائی جب لعلین نے فوری پلٹ کر اسکے ہاتھ پر ہاتھ مارے گھبرا کر روکا۔

"کیا کر رہے ہو لئیق ایزد؟"

لعلین نے خفگی سے اسے دیکھا جو خمار و شرارت سے آنکھیں بھرے اسکے موہنے دلفریب چہرے کے ہر بہکاتے وہوش گنواتے نقش کو گستاخ نگاہوں کا محور بنائے لعلین کو جھٹکے سے بنا سنبھلنے کی مہلت دیے ڈریسنگ سے لاک کیے اس پر خفیف سا حاوی ہو چکا تھا۔

"بتا رہا ہوں کہ آپ کی بولڈ لک پر یہ جن زیادہ بولڈ طریقے سے عاشق ہونے لگتا ہے.."

لئیق ایزد کے الفاظ کی تپش پر لعلین کے رخسار فوری گلابی ہوئے، بے وقت اس بندے کی فتنہ خیزی اسکی دھڑکنیں کسی لمحے بھی جامد کر سکنے کی اہلیت رکھتی تھی۔

تم نے ڈاکٹر ہانیہ کی باتیں آل ریڈی کافی سیریس لے کر مجھے اپنے لیے "
وقف کرر کھا ہے، بے وقت ایسے خطرناک ہوتے ہو تو میں اپنا دفاع نہیں
"..کر پاتی لئیق ایزد
جواب وہ ایسا ہی دلکش چاہتا تھا مگر لعلین نے توحد کر دی تھی، وہ اسے دیکھتا
ہی یوں تھا کہ اس لڑکی کے اندر سانس لیتی روح داری بیدار ہو جاتی۔
"ایسا کیا کر دیا ہے میں نے ؟اور کیوں دفاع نہیں کر پاتیں ؟"
لمحہ لگا تھا اس لڑکی نے لئیق ایزد کے حواس جکڑے، اپنی ہتھیلیوں کو اسکے
سینے پر رکھتی، مٹھیوں میں اسکی شرٹ جکڑے اپنا چہرہ لئیق کے چہرے کے
قریب لے کر گئی، اتنا کہ وہ جو سانس بھر رہا تھا اسکی گرمائش لعلین کو اپنے
ہونٹوں پر پھیلتی محسوس ہو رہی تھی، اسکے برہنہ کندھے پر جھکتے لئیق نے
اپنے ہونٹ رکھے، اس قدر نرمی سے کہ اسے لگا اس جنونی نے نہیں کسی
تتلی نے پھول کا بوسہ لیا ہو، پھر سے چہرہ اٹھائے وہ لاجواب ہوتی لعلین کی
گال چومتے مسکرایا، جواب دینا تو وہ جیسے بھول گئی تھی۔

کیونکہ مجھے تم سے دلداری سے زیادہ روح داری ملی ہے لئیق ایزد، تم"
میرے جسمانی جذبات سے زیادہ میرے روحانی جذبات کو سمجھتے ہو۔ جب
تمہاری یہ موجودگی میری روح کو بھاتی ہے تو میں وہ سب کر گزرنے کی
خواہش کرتی ہوں جو سوچا بھی نہیں ہوتا۔ تمہارے لہجے میں گھلی اپنی ذات
محسوس کرنا اتنا پُرکیف ہے کہ مجھے صرف تمہارے آس پاس سکون باقی
"..محسوس ہوتا ہے

اپنے ہاتھ کی مرمریں ہتھیلی لئیق کی بیرڈ سے جوڑے وہ اسکی آنکھوں میں
تکتی دھیرے دھیرے اپنی دونوں ہتھیلوں میں اسکے چہرے کو بھر چکی
تھی، وہ مسکرا نہیں رہا تھا پر اسکی آنکھیں زمان و مکان کا سکھ سمیٹے اسے تکنے
میں محو تھیں۔

کہاں سے لاتی ہیں ایسے الفاظ جو مجھ جیسے آفت خیز آدمی کو پرامن بنادیتے"
ہیں، میرا کچھ دیر پہلے آپکو شدید آزمانے کا من تھا۔اب کیا کروں، آپکے
"..ہونٹوں سے شکائیت بھی محبت بن کر نکلتی ہے
اپنے گال سے جڑی وہ ٹھنڈی ہتھیلی اپنے ہاتھ میں جکڑے چومی، وہ تمازت
وہ حدت لعلین کو کسی بھی لمحے پاگل کر سکتی تھی، وہ ہمیشہ ہار کر یونہی اسکی
ہتھیلی چومتا اور وہ سمجھ جاتی کہ لئیق ایزد کو شکست دے بیٹھی ہے۔
چلو تم نے یہ تو جان لیا کہ لعلین شکائیت بھی کرتی ہے، مجھے کہیں سے لفظ"
لانے نہیں پڑتے۔ تمہارے ہونٹوں کو دیکھتی ہوں تو اظہار خود ہی زبان پر
"..وجود میں آتے ہیں، اور پھر یوں مجھے میری فیورٹ کس ملتی ہے
وہ خود بھی کہاں چاہتی تھی کہ اس زیست میں کوئی لمحہ اسکا لئیق ایزد سے
خالی ہو، وہ مسکرایا کھل کر، اور وہ ٹکٹکی باندھے جب اسے مسکراتے ہونٹوں
کو دیکھتی تو یہ لئیق ایزد کے شوق کو لافانی بڑھا دیتا۔

ایسے مت دیکھا کریں، پھر خود پر قابو نہیں رکھ پاتا۔جب آپ مجھے ایسے"
دیکھتی ہیں تو یہی لگتا ہے آپ خاموشی کی زبان میں کوئی خواہش یا فرمائش
کر رہی ہیں، اور یہ ایسا معاملہ ہے جو میں ادھورا چھوڑنے کے بلکل حق میں
نہیں.."

لئیق نے اپنی گال اسکی گال سے رب کر کے نرمی سے گلے لگانے پر لعلین
نے بلش کرتے بازو اسکے گرد باندھے، گرم جوشی اور اس حلاوت نے
ہمیشہ لعلین کو سکون کی نئ شکل دیکھائی تھی۔

تم وہ خواہش اور فرمائش پوری کر دیا کرو، پھر چاہے میرے دیکھنے کی وجہ"
کچھ بھی ہو۔ تمہیں پتا تو ہے مجھے تمہارے ہونٹوں سے پیار ہے، پھر جب تم
میری ہتھیلی سے ان ہونٹوں کو کسی کمزور پڑتے لمحے جوڑتے ہو تو میرے
دل میں تمہارے لیے محبت کا نیا جہاں آباد ہوتا ہے۔ایک ایسی لافانی کشش
"..جو آخری دم تک قائم رہے

وہ سب کسی خوابناک کیفیت میں بول رہی تھی، اسکے لہجے کی شدت وہ آنکھیں جذب سے موندھے بھی محسوس کر رہا تھا اور وہ اسکے وجود سے اٹھتی خاص کلون سے ملتی لئیق ایزد کی خوشبو ان ہیل کر رہی تھی، وہ اس کے لیے خوشبوار چیزوں سے کشید کیا ہو جو ہر ہی تو تھا، جسکے جسم کی خوشبو، جسکے کردار کی خوشبو جب ساتھ ملتی تو وہ وفا شعار لڑکی اس پر اپنی جان بھی قربان کرنے کی خواہش کرتی۔

"..آپ نے مجھے ہرا دیا، لاجواب کر کے"

لئیق نے آہستگی سے خود سے آزادی بخشے اسکی جبین سے ہونٹ جوڑے، طمانیت سی لعلین کے رگ وپے پر اتاری۔

"خوش ہو میرے ساتھ؟"

یہ سوال اس نے بے سبب ہی پوچھا، شاید اسے لئیق ایزد کے منہ سے اسکی بدولت اپنے سکھوں کا اعتراف کرنا حسین لگتا تھا۔

"..آپکے ساتھ سے ہی خوش ہوں، یہ سوال پوچھنے کی نوبت کیوں آئی"

اسکی کمر کے گرد ہنوز ہاتھ لپیٹا جو لعلین کو مشکل سے بہر حال گزار رہا تھا کیونکہ اس شخص کی انگلیوں کی حرکت اور پوروں سے نکلتی حرارت، لعلین کو اس باریک سے لباس کے پار جلد میں اترتی محسوس ہو رہی تھی، بار بار لعلین کا دھیان بھٹکا رہی تھی۔

میر امانناہے اپنے ساتھ ہنستے لوگوں سے بھی ہفتے میں ایسا سوال لازمی کرنا" چاہیے، بعض اوقات دل رکھنے کے لیے دوسرے آپکو خوش دیکھائی دیتے ہیں.."

گھبراہٹ ہر ممکنہ چھپا کر رکھے لعلین نے جواب دیا جبکہ وہ لعلین کے آدھے کرل بال اب دیکھ سکا کیونکہ اس لڑکی کے ہر کام کو کئی دن سے وہ یونہی یا بگھاڑ دیتا یا ادھورا چھڑوا دیتا تھا۔

جس دن آپ نے مجھے ناخوش کیا صاف منہ پر کہوں گا، منہ پھٹ سا آدمی"
جو ہوں۔ بائے داوے آپ اس سے پہلے مجھ سے پھر کوئی جان لیوا شکوہ
"..کریں، پلیز کیری اون

پہلے ہی وہ ناشتے پر جانے سے لیٹ تھے اور لئیق نے جس طرح اسکے رخسار
کو چومتے پیار سے آزاد کرتے اپنا فون اٹھائے قدم پلٹائے، وہ ہنسے بنا نہ رہ
سکی اور فوری روم سے نکلتے لئیق کے راستے میں آئی، اسکے ایک کندھے سے
اترے گاون کو فوری پکڑے جس طرح لعلین کے راعنائی چھلکتے وجود کو
دھانپا، ظالم جان ہی تو لے گیا۔

دونوں بازو لئیق کی گردن میں حائل کرتی وہ پھر سے اسے روک چکی
تھی۔ آدھے کرل بالوں والی وہ اسے کچھ زیادہ پیاری لگ رہی تھی۔

تم میرے سامنے بھول جاتے ہو کہ لعلین تمہاری ملکیت ہے اور تم اپنی"
ملکیت کے لیے بہت جنونی ہو، تم اگر کہو کہ سارا دن تمہارے سامنے بیٹھی
رہوں تب بھی اف نہ کہوں، کہ جس دن تم مجھ سے ناخوش ہوئے نہ لئیق

ایزد اس دن میری دنیا ویسے بھی تھم جائے گی، تم سے اکثر دور اس لیے بھاگتی ہوں کہ مجھے تمہاری حد درجہ محبت دیکھ کر ڈر لگتا ہے۔ مجھے ڈر لگتا ہے تمہاری آنکھوں میں یہ لامحدود شدت اور چاہت دیکھ کر، میں نظر پھیر لیتی ہوں کہ خدانہ کرے تمہیں اس رشک سے دیکھ بیٹھی جو نظر لگاتا ہے تو کیا ہو گا..."

ایک ایک لفظ محبت سے بھرا ہوا، پھر اس کا اتنے قریب معطر و موجود ہونا، کیسے ان آنکھوں کی شدت نہ بڑھاتا، کیسے ان خوبصورت ہونٹوں کی وارفتگیاں اور پیش قدمیاں سراہی نہ جاتیں، وہ محبوب عورت تھی تو اسے سب آتا تھا، سکون بننا بھی اور لئیق ایزد کے سکون کو بڑھانا بھی۔

"نہ آپ سے دل بھر سکتا ہے نہ آنکھیں نہ میں خود روحم، سو اتنی قریب آیا کریں جتنی شدت سہہ سکتی ہیں۔ ریڈی ہوں اور باہر آجائیں..."

لعلین کے بے ترتیب سانس اور بے ہنگم دھڑکتے دل کے شور پر اسکے کان کی اور جھک کر نرم سی سرزنش کی اور اسے گلاب کی طرح مہکاتا وہ کمرے

سے نکل گیا لیکن لعلین ابراہیم کو اب بلش لگانے کی ہر گز ضرورت نہ تھی،
اپنی بے باکیاں کافی تھیں سرخیوں کو چہرے کا حسن بنانے کو۔

وہ وہاں سے سیدھا پہلے ممی بابا کے روم میں آیا جہاں لال نور میرون اور
بلیک ایمبرائڈری ڈریس میں بالکل تیار تھیں اور فرہاد بھی چینج کر رہے تھے
جب لئیق نے اجازت مانگی اور کمرے میں آیا، ممی کو دیکھ کر دل نے بے
اختیار ماشاءاللہ کہا۔

میری زندگی میں آنے والی پہلی حسین لڑکی تو ہمیشہ آپ رہیں گی، آج"
مسٹر فرہاد کی خیر نہیں کیونکہ کوئی آج انتہائی حسین لگ رہا ہے۔ دیکھیں
".. ممی، اس عمر میں مجھے بڑا بھائی پھر سے بننے کا کوئی ارمان نہیں
آتے ہی وہ لال نور کو شرمانے کے بعد باقاعدہ گھبرانے پر مجبور کرتا جب
بازوؤں کے آسودہ حلقے میں بھرے شرارت سے ہنسا تو ممی نے لاڈلے کا
اس پر فوری کان دبوچا پر پیار سے۔

تم ایک ہی کافی ہو ہمارے لیے، توبہ ہے میری۔ تم جیسا اب بس لعلین "
"..ہی دے گی

فوری شرمیلی سے دبنگ مما بنے وہ لئیق کو بھی کھل کر ہنسنے ہر لگا چکی تھیں۔

سچ میں آپ تو اب بھی مسٹر فرہاد کو بہکا دیتی ہوں گی حسینہ، بائے داوے "
آج انکو بابا کہنے والا ہوں، بہت انتظار کیا ہے اس لمحے کا۔ اور اس دن کو
پچھلے آٹھ سالوں سے نہیں منایا ممی، بلکہ یہ دن مجھے رلاتا تھا، اب تو ہر لمحہ
خاص ہے۔ میرے پاس اب ایسی کوئی خواہش بھی باقی نہیں جو کر
"..سکوں

ماضی کے دردناک لمحے ذہن کی سکرین پر چلے تو اس خوشی کے لمحے وہ
دونوں اداس ہوئے۔

تم میری زندگی کا حاصل ہو لئیق، میں تمہیں خوش دیکھ کر ہی سکون پاتی"
ہوں۔ بہت اچھا فیصلہ کیا، فرہاد بہت مس کرتے تمہارے منہ سے نکلے بابا
"..کے لفظ کو، ہر رات مجھے کہتے ہیں کہ دعا کرو نور وہ مجھے بابا کہنے لگے
وہ ممی کے اس انکشاف پر اپنی آنکھوں میں جمع ہوتی تیر گی نہ چھپا سکا مگر یہ
درد بھرا احصار آہٹ پر ٹوٹا جب نک سک تیار، ممی کے فیورٹ کلرز
کمبینیشن میں روم کے اندر داخل ہوتے فرہاد پر نگاہ پڑی، ماں بیٹے کے
چہرے کے تاثرات سے وہ سب بھانپ تو گئے مگر پھر بھی مسکرا کر قریب
آئے۔
نور کی آنکھوں میں انکی محبت چمکی، اور لئیق ایزد کی بابا کے لیے والہانہ
انسیت۔
"..یو لک ہینڈسم۔۔۔۔۔۔بابا"

ہمیشہ کی طرح انھیں انکا بلیذر پہناتے آخر ایک مدت کی سزا ختم ہوئی، اک لمحہ تو فرہاد علوی کی آنکھیں ٹھہر گئیں، یوں بے صبری سے پلٹے جیسے انکے کانوں نے کچھ غلط سنا ہو۔

"ب۔۔ بابا، تم نے مجھے بابا کہا لئیق؟"

اسکے موہنے چہرے کو ہاتھوں میں بھرے اس باپ کی بھیگی آنکھوں اور لہجے کی تڑپ نے لئیق اور نور دونوں کو آزردہ کیا۔

"جی، آپ میرے بابا ہی تو ہیں۔۔۔۔ یہ لفظ میری زبان سے جیسے آٹھ سال پہلے چھن گیا ویسے ہی لوٹا دیا گیا اور وجہ شاید ممی کی آنکھوں کی یہ خوشی ہے جسے دیکھنے لے لیے مجھے اپنی زندگی کے چونتیس برس مایوس ہو کر گزارنے پڑے۔۔۔ آدھی زندگی گزارنے کے بعد میں آپکو دل سے بابا کہنے میں کامیاب ہوا ہوں۔ کیونکہ جتنی خوش لال نور اب ہیں اتنی میں نے انکو ان چونتیس برس ایک بار بھی نہ دیکھا.."

وہ سچ ہی کہہ رہا تھا، لال نور اور فرہاد دونوں کی کربناک ہوئے، اپنی اپنی زندگی گزارنے کے بیچ دونوں نے لئیق ایزد کو اپنی مشترکہ خوشی کے لیے بہت ستا رکھا تھا لیکن ماضی گزر چکا تھا۔

"چھوڑیں پرانی باتیں، تو فائنلی آپ دونوں کی شادی کو پینتیس سال ہو گئے، میں خوش ہوں، اس لو وسٹوری کا پرانا حصہ بن کر۔۔۔اینڈ سوری بہت جلد آپ دو کے بیچ ولن بن کر ٹپکنے کے لیے اور آپکو دوسرے بے بی کے لیے سوچنے کی مہلت تک نہ دینے کے لیے.."

وہ منفرد تھا تو اسکا وش کیسے نہ خاص ہوتا، اداس سے ممی بابا اس آفت کے گولے کے سبب ہنس پڑے۔

"تم نہیں سدھرو گے لئیق.."

بابا کے منہ بسورنے پر قہقہہ اس بار لئیق نے لگایا جبکہ دونوں کو گلے لگائے وہ جی جان سے آسودہ ہوئے مسکایا۔

ہم سدھرنے کے لیے پیدا ہی نہیں ہوئے، ہاہاہا۔۔۔ہیپی اینورسری،"
اب آپ لوگ ایک دوسرے کو وش کر سکتے ہیں۔ میں بالکل جیلس نہیں
ہوں گا.."

شرارت خیز لہجے میں وہ دونوں سے پیار بٹورے باقاعدہ آنکھ ونگ کیے
پرائیویسی دیتا خامشی سے وہاں سے چلا گیا جبکہ نور کی آنکھوں میں اب بھی
نمی دیکھے فرہاد نے فکر مندی سے نور کا ہاتھ پکڑے اپنے قریب لائے کھڑا
کیا تو وہ بنا کچھ کہتے انکے سینے میں سمٹ کر ساتھ جا لپٹیں۔

"نور! کیوں رو رہی ہو؟"

نور کے سر کو سہلائے نرمی واداسی سے پوچھا۔

"اگر ہم ایک دوسرے کے پاس ہیں نہ فرہاد تو لئیق کی وجہ سے، لئیق کی
وجہ سے محبت ہوئی مجھے آپ سے، خود سے۔اپنی زندگی سے۔اس نے مجھے
تب بھی شہزادی جیسا فیل کروایا تھا جب وہ میرے اندر پہلی بار سانس لیے

وجود میں آیا اور دیکھیں آج تک میں اپنے بچے کی ملکہ ہوں۔۔۔۔اگر آپ
"...میری زندگی میں نہ آتے تو میں لئیق ایزد سے محروم رہ جاتی
وہ نور کی یہ سب باتیں سن کر مسکرائے، وہ یہ سب کہتے چھوٹی سی بچی لگ
رہی تھیں، اور اب انھیں لئیق ایزد سے بالکل جیلسی نہیں ہوئی۔
اہمم اہمم سب لئیق ہے کیا؟ میں محبت ہوں لیکن میں کیا صرف محبت ہی"
"ہوں بس؟
یہ پوچھتے ہوئے وہ متجسس تھے اور پر شوق بھی، نور نے فورا سے سر اٹھائے
نگاہیں اٹھائیں اور آنکھیں فرہاد کی آنکھوں میں ڈالیں، اپنا ہاتھ نرمی سے
انکے ہاتھ میں تھمایا۔
آپ میرے مسیحا ہیں، مجھ ادھوری عورت کی تکمیل کا سبب۔ محبت بن"
"گئے، کیا اور بھی کچھ بننا ہے آپکو لال نور کے لیے؟
معصومیت اور سادگی سے وہ سوال کرتیں اتنی پیاری لگیں کے فرہاد نے بے
اختیار انکے دم سادھے ہونے کا احساس کرتے انھیں سانس بھرنے پر مجبور

کیاتو شرم سے پلکیں آنکھوں پر گراتیں وہ بوکھلائی سی مسکراہٹ کے سنگ
بھاگنے لگیں مگر فرہاد نے انکاہاتھ تھامے روکا۔
"..میری گرل فرینڈ بنو گی"
وہ اس عمر میں فرہاد کی ایسی بچگانہ فرمائش پر تمام تر گستاخ و سلگتی قربت و
لمس کااثر لیے ہی ہنس دیں۔
"..فرہاد! حد ہو گئی ہے"
ہنسنے کے بیچ وہ پلٹ کر روبرو ہوئیں، سنجیدہ وہ موصوف بھی نہیں تھے۔
"ہاں نہ، وہ جلیس ہوتا ہے تو مجھے بڑا مزہ آتا ہے۔جب سنے گا کہ لال نور نے
"..وینڈ نگ اینورسری کا گفٹ یہ دیا تو اسکاری ایکش کتنا مزیدار ہو گا
نور بے اختیار دوبارہ ہنسیں، اور انھیں ہنستی ہوئی نور دیوانہ کر رہی تھی،
مجذوب وساکن کر رہی تھی۔
"ٹھیک ہے مگر اب صرف دادی بننا ہے مجھے، مزید اور کچھ
"..نہیں۔۔۔۔آجائیں باہر

شرمگیں سی سمائیل دیتیں وہ کہہ کر یوں بھاگیں جیسے یہ انکی جوانی کے ابتدائی برس ہوں اور وہ من چلے آفت شوہر نامدار کی شدتوں سے خائف ہوئے بھاگتی پھرتی ہوں، یہ واقعی حسین تھا۔

لئیق ایزد کی صبح حسین تر تھی، اور پھر سب نے مل کر بریک فاسٹ بھی حسین طرز سے شروع کیا کیونکہ ایک چھوٹو سا کیک جو لئیق نے ممی بابا کے لیے خود بیک کیا وہ کاٹا گیا، اصل پارٹی تو رات میں تھی پر وہ چاہتا تھا اپنی زندگی کے یہ رنگ بھی واپس پالے۔

ناشتے پر سب مسکراتے ہشاش بشاش چہروں کے سنگ موجود تھے تو ان خوشیوں کو دوبالا کرنے اس گھر کا ایک اور خوبصورت کپل آگیا، ٹھیک ناشتے پر لارالوئے کی آمد سب کے چہروں پر تازگی سمیٹ لائی۔

لارا بھلے ٹھیک تھی لیکن اسکے باوجود ایک منتھ کی ریسٹ سجیسٹ تھی تاکہ اسکا زخم مکمل بھر جائے، سب ہی لوئے اور لارا کے لیے جتنے فکر مند تھے اتنے خوش بھی تھے۔

"..اس گھر کی مزید رونقیں آگئیں، بابا کی جان۔۔۔ٹھیک ہو لوئے"

فرہاد صاحب نے اٹھ کر لوئے کو گلے لگایا تو اس شخص کی بھی جیسے جانے کون کونسی تکلیف پر مرہم لگا، خود لعلین اور صبور نے لارا کو گلے لگایا اور پھر مریم بی سے ملنے کے بعد لال نور نے اس پیاری سی بچی کو ممتا بھرے احساس سے روشناس کرواتے اپنے گلے لگایا، یہ منظر لمحہ بھر جذباتی سا تھا۔

"..ٹھیک ہوں بابا، آپ کیسے ہیں۔ویک لگ رہے ہیں۔۔۔۔برو"

لوئے نے الگ ہوتے ہی بابا کو بغور دیکھا جیسے خود کو یقین دہانی کروانا چاہتا ہو کہ اس کے پاس کم از کم یہ نعمت موجود و میسر ہے، بابا کی تسلی آمیز نگاہوں سے سکون پائے لئیق کو دیکھ کر وہ پلٹا تو برو کے گرم جوش سے اسے سینے میں بھینچ لینے پر لوئے بہزاد کی آنکھیں سرخ سی ہوئیں۔

تم آگئے ہو لوئے بہزاد تو اب سب اچھا ہو گا، امید ہے تم دو کا سفر اچھا"
" گزرا ہو گا

لئیق کی خوشی اسکے خوش آمدید سے جھلک رہی تھی، دستگیر نے بھی مسکرا کر آگے بڑھتے لوئے کو گلے لگایا جبکہ صبور کی آنکھیں بھی لوئے اور لارا کو دیکھ کر مسکرا اٹھیں۔

"...جی بس کچھ لمبا تھا، میں تو ایزی رہا، لارا ضرور تھک گئی ہو گی"

لوئے نے لارا کو دیکھتے فکر سے بتایا جو واقعی تھکی ہوئی تو تھی پر اتنا پیار اور محبت پائے جیسے ہر درد سے غافل ہو گئی ہو۔

تبھی صبور، نور ممی کے اشارے پر لارا کو کمرے کی سمت لے کر بڑھی جبکہ سب سے خوبصورت ملن تو اب ہونا تھا جب لوئے بہزاد، اس عورت کے روبرو آیا جو محبت کی جیتی جاگتی شکل کہلاتی تھیں، لوئے کے چہرے کو تکتی وہ پیار سے اسکے گلے لگنے پر خود بھی جذباتی سی ہوئیں، شاید اس بچے کو اس محبت بھرے حصار کی بہت ضرورت تھی۔

آپ تو واقعی اب بھی بہت پیاری ہیں نور آنٹی، کیا راز ہے اس خوبصورتی"
"..کا

الگ ہوتے ہی لوئے نے انکے چہرے کی اضافی چمک پر خوشی ہمکتے انداز میں
سراہا تو سب مسکرائے بس وہ ہنسیں، انسیت بھری نظریں لوئے کے
چہرے سے لمحہ بھر بھی نہ ہٹائیں۔

"..تمہارے اور لئیق کے بابا، بتانا مت کسی کو"

اس جذباتی ماحول کو لال نور کی خوشنما سرگوشی نے جہاں حسین کیا وہیں
لوئے کے کھلکھلاتے متبسم اشارے نے سبکی مسکراہٹ گہری کی۔

"..اوپس! بالکل نہیں بتاوں گا"

کہتے ہی وہ شریر ہوئے ہنسا تو سب کے ہونٹوں پر مسکراہٹ دوڑی، اور
سب ہی ناشتہ کرنے اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھے۔

لارا پر حملے کی جب اس نے سب کو اطلاع دی تو سب بہت افسردہ ہوئے مگر چونکہ مصائب ختم ہو چکے تھے سو اب سبکی یہی تسلی تھی کہ وہ لوگ خیر و عافیت سے واپس آ گئے۔

جبکہ لارا کے ساتھ صبور روم میں آئی تو اسے پہلے سے زیادہ پیار بھرا احساس دلایا۔

"تم تھک گئی ہو تو آرام کرو، میں تمہارا ناشتہ یہیں بھجوا دیتی ہوں۔ مجھے دستگیر نے بتایا تم پر ہوتے حملے کا، لوئے پر آتی مصیبت تم نے خود پر لی لارا۔ یہ سچ ہے اگر تمہیں کچھ ہو جاتا تو زندہ وہ بھی نہ رہتا، اللہ نے اس محل کی خوشیاں دائمی کر کے ہم سبکو ہمارے صبر کا پھل دے دیا۔ مجھے یقین ہے اب اس محل کو پہلے جیسا شرارتی اور آفت لوئے واپس مل جائے گا، صرف تمہاری بدولت۔۔۔۔ اسکی بے مقصد زندگی کا مقصد ہو تم، اسکی زندگی کا اتنا اہم حصہ ہو کر تم میرے لیے بھی بہت عزیز ہو.."

صبور کا پیار بھرا دوستانہ انداز، لارا کے تمام ڈر و وسوسے ختم کر چکا تھا، سر ہلائے وہ خوش دلی سے صبور کی محبت اور شفقت کی معترف نظر آئی۔

"..تھینک یو صبور، اسکی بہت ضرورت تھی۔آپ بہت اچھی ہیں"

لارا کو اس گھر کے کسی فرد میں کبھی اجنبیت جیسا احساس ملا ہی نہیں تھا، اور اب تو وہ لوئے بہزاد علوی سے زیادہ خاص بن کر لوٹی تھی، کیونکہ سبکو یقین ہو گیا تھا کہ اگر لارا نہیں تو اب لوئے بہزاد بھی نہیں۔

.._____..

نمرہ اور مانی دن کے دو بجے تک واپس ہوسپٹل پہنچیں تو لئیق اور لعلین کے بجائے بھجت اور سیلی وہاں پہلے سے موجود تھے اور سیلی دونوں کے ساتھ ساتھ شازیہ آنٹی کے لیے بھی پرہیزی کھانا بنا کر لائی تھی، ان سارے

دنوں کسی نے بھی نمرہ کو اکیلا نہ کیا بلکہ سب باری باری ہوسپٹل آتے رہے تاکہ اس بچی کو حوصلہ ملا رہے۔

ڈاکٹرز نے کچھ فارن طبعی سٹاف سے باہمی مشاورت کرنے کے بعد انکی ہارٹ سرجری پر ہی لاک کیا تھا کیونکہ مسلسل شازیہ آفندی کی گرتی صحت کے باعث انھیں یہ رسک لینا ہی بہتر لگا، نمرہ کے لیے یہ فیصلہ کتنا مشکل تھا اسکا احساس مانی، سیلی اور بھجت تینوں کو تھا مگر اسے امی کی بہتر صحت کے لیے ان کاغذات پر دستخط کرنے پڑے، کل شام تک انکی سرجری ہونی تھی اور تب تک مریضہ کو نیم غنودگی میں دواوں کے زیر اثر رکھا جانا تھا۔

"اللہ نے چاہا تو تمہاری امی بالکل ٹھیک ہو جائیں گی نمرہ، اداس مت ہونا.."

سلینا نے اسکی گال سہلائے نرمی سے دلاسا دیا جس پر وہ جبراً ہی سہی پر سر ہلاتی مسکرائی، سب کے اس مشکل وقت پاس ہونے سے نمرہ کو بہت حوصلہ ملا اور پھر وہ واپسی کے لیے روانہ ہوئے، مانی خود لالہ اور سیلی کے

ساتھ تھوڑے فاصلے پر آکر رکی کیونکہ دونوں اسکے لیے زیادہ فکر مند تھے۔

اسے جندل محل لے آنا اپنے ساتھ، دل بہل جائے گا نمرہ کا۔ یہاں" پریشان ہوتی رہو گی دونوں، ہفتے سے تم بھی بندھی ہو، شکل دیکھو اتنی سی نکل آئی ہے، میرے دو آدمی ہمہ وقت ہوسپٹل میں موجود ہیں اور ویسے بھی یہاں کا سٹاف انکی بھرپور دیکھ بھال کر رہا ہے.."

بھجت کو نمرہ سے زیادہ مانی کی فکر کھا رہی تھی کیونکہ وہ بھی نڈھال لگ رہی تھی، مسلسل جاگ جاگ کر اسکی خوبصورت آنکھیں اپنے ذاتی حجم سے بڑھ سی گئیں پھر تھکاوٹ اور اداسی نے مل کر بھی چہرے کے خدوخال میں تکان کا گہرا اثر چھوڑا تھا۔

ٹھیک کہہ رہے ہیں تمہارے لالہ، دادو بھی تمہارے لیے بہت فکر مند" ہیں.."

سلینا کو بھی وہ ٹھیک نہ لگی تو فطری محبت و شفقت سے اسکو ساتھ لگایا پر ابھی وہ نمرہ کو چھوڑ نہیں سکتی تھی کم از کم تب تک جب تک اسکے ساحل کے ساتھ روابط نہ بحال ہو جاتے۔

"نمرہ نہیں مانتی، امی سے بہت اٹیچ ہے۔ آپ دونوں میری فکر نہ کریں، میں نے گھر جا کر کونسی بھینسیں چرانی ہیں، گل ممی اور افراہیم بابا بھی چکر لگاتے رہتے ہیں، انھیں بھی یہی کہا تھا کہ ابھی مجھے نمرہ کے ساتھ رہنا ہے۔ نمرہ کی امی ٹھیک ہو لیں تو آپ سبکو بھی مانی مل جائے گی، باقی اگر وہ شام کی پارٹی پر آنے کے لیے راضی ہوئی تو ہم آجائیں گے ورنہ آپ پھپھو اور لوئے بھیا سے میری غیر خاضری کا ایکسکیوز کر لیجئے گا.."

مانی کے تھکے تھکے لہجے میں ٹالنے اور نمرہ کی فکر پر سلینا اور بھجت دونوں کو مسکرانے پر مجبور کر گیا، پیار سے مانی کی جبین چومی، اپنی پگلی سی بہن کو اتنا سمجھدار دیکھ کر اسے دلی مسرت نے گھیرا۔

"..ٹھیک ہے میرے بچے، اپنا خیال پہلے رکھنا"

وہ اسکی خوشی میں خوش ہوئے اسکی مان تو گئے مگر یہ سچ تھا کہ چلے جانے کے باوجود ان دو کا دھیان مانی پر اٹکا رہنے والا تھا، مانی نے سیلی سے بھی لپٹ کر بھرپور سمائیل دی اور انکو سی آف کرتی واپس ہوسپٹل کے اندر آئی، نمرہ امی والے کمرے کے باہر ہی لگی کرسی پر بیٹھی ناخن کتر رہی تھی جب مانی نے پاس بیٹھتے ہی اس گندی حرکت سے اسے ہاتھ پر ہاتھ مارتے روکا، نمرہ روہانسی ہوئے اسکو تکنے لگی۔

نمرہ کی اس عادت کی خبر بھی بچپن کی سہیلی مانی کو اس ہفتے ہوئی کہ پریشانی کے عالم میں وہ لڑکی اپنے ناخنوں کا ستیاناس کر ڈالتی ہے۔

"گندی، کیا حال کر دیا ہے انھیں نوچ نوچ کے، ساحل بھائی نے تمہیں اسطرح دیکھا تو غش کھا اٹھیں گے۔ بائے داوے میں نے انکو میسج کیا ہے کہ تم انکو مس کر رہی ہو.."

مانی نے اسکی ٹنشن کا بینڈ اس خبر دے کر بجایا جو چہرہ گما کر اسے خوف زدہ ہوئے دیکھتی اگلے ہی لمحے رحم طلب تاثر دینے لگی۔

"مانی میں نے کب مس کیا ہے انکو؟ تم میرے ہاتھ سے پٹنا چاہتی ہو کیا؟ منع کروانکو۔۔۔امی کی وجہ سے آگے ہی پریشان ہوں یارا، مجھے ناستاو پلیز.."

وہ یہ منت کرتے باقاعدہ روسی دی تبھی مانی نے بھی مسکرا کر اسے ساتھ لپٹا لیا، بلکہ اس درجہ حساسیت پر وہ اپنے ہونٹوں پر ہنسی امڈنے سے روک نہ سکی۔

"میں نے انکو بس یہ کہا ہے کہ تم اداس ہو، سچی انکا خود ہی میسج آیا تھا کہ اب نمرہ کیسی ہے.."

مانی نے شرارت ختم کرتے اس بار پوری سچائی سے نمر کو بتایا اور اسکے پیار سے سچ بتانے پر بھی نمرہ کی آنکھیں چھلکنے کو بے تاب ہوئیں۔

م۔۔میں نہیں دیکھنا چاہتی انکو۔میں خود تک کو سنبھالنے کی پوزیشن میں "
"..نہیں تو ان سے کیا بات کر سکتی ہوں۔پلیز مانی تم منع کر دو

ساحل کے سبک رو قدموں نے یہ آزردہ رندھے جملے سن کر قدموں کی رفتار کم کی جو اسی کوریڈور کی سمت بڑھ چکا تھا جس کے آغاز میں ہی وہ دونوں بیٹھی ہوئیں اسکی آنکھوں کا محور بنیں، قدم بالکل روک دیتے ہوئے اس نے دیوار کی اوٹ سے جھانکتے بنا کسی تاثر کے خالی سی نظر مانی اور نمرہ پر ڈالی۔

منع کیوں کروں یارا، تم کو دوست کے ساتھ اپنے بندے کی بھی "
ضرورت ہے اور اس سے انکار مت کرو۔اللہ نے اتنی آسانی سے تمہاری محبت تمہیں دے دی، اس پر خوش ہونے کے بجائے تم نئے رونے لیے بیٹھی ہو۔میں بالکل منع نہیں کر رہی اور وہ آئیں تو میں کینٹین جا کر کچھ اچھا

سا کھاوں گی، تمہارے چکر میں ہفتے سے کوئی بدپرہیزی بھی نہیں کی کھل
"..کے۔۔۔چٹپٹا سا سینڈوچ کھاوں گی
مانی کے خوفناک ارادے سن کر نمرہ نے اسکی بازو دبوچی اور اسکے اٹھ کر
کھڑے ہونے کے ارادے بری طرح ناکام کیے، نمرہ کے گھورنے پر مانی
نے بمشکل متبسم رنگ چہرے پر پھیلنے سے روکے۔
خبردار جو تم نے کچھ اوٹ پٹانگ کھایا، سیلی لائی تھیں نہ کھانا۔وہی کھاو۔"
جتنی تمہیں میری فکر ہے اتنی مجھے تمہاری ہے۔شہریار بھائی کی امانت ہو
تم، کچھ ہو گیا تمہیں تو وہ ہم سب کی جان لے کر بھی پرسکون نہیں ہوں
گے، ہم سب نے تمہیں انکو سلامت واپس کرنا ہے، کیوں ہماری جانوں
"..کے پیچھے پڑی ہو
مانی جو سنجیدہ تھی، نمرہ کے اس درجہ شدید فکر لٹانے اور نان سٹاپ ڈانٹنے پر
ہنس دی، نمرہ کی رخسار پکڑ کر کھینچیں کیونکہ اسے اس پر ڈھیر سا پیار آیا اور یہ

حسین منظر ساحل خان نے لطف لیتے یوں دیکھا کہ ہونٹوں کو مسکان بھرے پھیلاوسے روک نہ سکا۔

"ہاہانمرہ، کیاہو گیالڑکی۔ چھوٹی موٹی بدپرہیزی کی تووہ بھی مجھے پرمیشن دے کر گئے ہیں مگر یہ سچ ہے مجھے کچھ ہواتودنیاہلا کر رکھ سکتے ہیں.."

مسکراتے مسکراتے وہ جس طرح شہریار کے فقط ذکر پر دھڑکن کی طرح دھڑکی وہ منظر کسی دل کے پار تیر سا پیوست ضرور ہوا مگر اسے یہ چھوٹے موٹے سمجھوتے اب تمام عمر کرنے تھے سو یہ بھی سہہ گیا، توجہ نمرہ پر دی جسکی آنکھوں میں رشک وحسرت کا جہاں اس شخص کی آنکھوں سے مخفی نہ رہ سکا۔

"تبھی تو کہہ رہی ہوں خود کو مجھ سے پہلے دیکھو، تم بہت پیاری ہو مجھے مانی۔ بہت زیادہ۔ بھلے میں اداس ہوں، ان سے ناراض ہوں لیکن سچ کہوں تو دل کو ایک ایسا سکون ملا ہے جو بیاں نہیں کر سکتی، ساحل کو میری زندگی میں لانے کا وسیلہ ہو تم۔ وعدہ کرو مجھ سے کچھ اوٹ پٹانگ نہیں کھاو گی.."

اس لڑکی کا دکھ درد کی حدوں پر تڑپنے کے باوجود کیا ساحل نامی اعتراف جہاں مانی کو سکون دے گیا وہیں ساحل خان کے دل نے اک ملامت سی کی، کیوں وہ لڑکی اسکی ہو کر بھی حسرت جیسے بیکار واہموں میں مبتلا ہے، نجانے یہ نکاح کی کشش تھی یا اپنے مسیحا کے حکم کی تعمیل کا شوق، یا پھر آمنہ آفریدی کا حکم، کہ اسے نمرہ اداس اچھی نہ لگی۔

"شکر ہے تم نے رو تو سا ہی سہی اعتراف تو کیا کہ تم کہیں دل سے پر سکون بھی ہو، ورنہ مجھے لگنے لگا تھا کہیں کچھ غلط تو نہیں کروا بیٹھی، اینڈ پرامسس ..میں ملک شیک ہی پیوں گی بس"

مانی کے فوری مان جانے پر نمرہ مسکرائی تو ساحل خان نے بھی اپنے رکے قدم دونوں سہیلیوں کی طرف بڑھائے، ساحل کو اپنی جانب آتا دیکھ کر جہاں مانی خوش آمدیدی پر شوق نگاہوں سے مسکرا کر اٹھ کھڑی ہوئی وہیں نمرہ نے گھبرا کر اپنا چہرہ موڑا۔

ویلکم، شکر ہے آپ آ گئے۔ مجھے دیں اب اجازت اور سنبھالیں اپنی"

"..دوشیزہ۔۔۔۔آپ دو کچھ لیں گے ؟کافی سینڈوچ وغیرہ

مانی کے اٹھ کر جانے پر نمرہ کا دل ضرور بیٹھا اور رہی سہی کسر تب پوری ہوئی جبکہ ساحل نے مسکرا کر نفی میں سر ہلائے مانی کو جانے کی اجازت دیتے اسکی جگہ بے تکلفی سے سنبھالی اور اپنا کندھا بے تکلفی سے نمرہ سے جوڑے بیٹھا تو نمرہ بدک کر دوسری کرسی پر بیٹھی اور بیچ میں ایک کرسی نے دونوں کے بیچ فاصلہ استوار کیا جو باخدا ساحل کو تو اخیر تیا گیا۔

وہ نمرہ کے موڑے منہ اور گریز دونوں کو بھانپنے کے باوجود اٹھا اور پھر سے ساتھ بیٹھا مگر نمرہ نے پھر سے وہی کیا، لیکن خوفزدہ بھی تھی کیونکہ یہ آخری کرسی تھی۔

"..اپنی حد میں رہیں آپ"

ایک بار پھر ساحل کے ساتھ آکر کندھے سے کندھا جوڑ کر بیٹھنے پر نمرہ نے چنگاڑ کر اپنا کندھا پرے کیا۔

"..تم بتادو میری حد کیا ہے"

کان کی اور جھک کر ساحل کی معنی خیز سرگوشی پر گھبراہٹ کے رنگ دبا کر کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی لیکن ساحل خان ڈھٹیائی سے وہیں چوڑا ہو کر براجمان رہا بلکہ وہ نمرہ والی کرسی پر جیسے آدھا چڑھا ہوا تھا، وہ خوامخواہ اسکے تیوروں پر سرخ رو ہوئی۔

"مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی، پلیز چلے جائیں۔مجھے پریشان مت کریں.."

بنا اسے دیکھے وہ اپنی آخری بچ چکی آدھی کرسی کی جگہ کو گھورتی منمنائی جس پر ساحل نے سرک کر اس کی جگہ سے ہٹے بیٹھنے کا اشارہ کیا جس پر نمرہ اس سے زرا سا فاصلہ بنائے بیٹھی مگر چہرہ دوسری طرف رکھا، حواس تو وہ من پسند شخص ویسے ہی اڑا چکا تھا اوپر سے ایسی فتنہ خیزیاں!

وہ سب پروفیشنل بیہویر تھا، ایک مجرم کے لیے میرے منہ سے پھول تو"
جھڑنے سے رہے۔ پھر بھی تم ہرٹ ہوئی اسکے لیے معذرت چاہتا
"..ہوں

وہ اسکی بات سن ضرور رہی تھی پر خود کو بے نیاز ثابت کرنے کی اخیر
کوشش بھی جاری تھی، اپنے ہاتھوں کو نرویسنیس کے سنگ مڑورتے
ہوئے چہرے پر صرف خزن سجا رکھا تھا، ساحل اسکی حرکات و سکنات کی
جانب فرصت سے متوجہ تھا۔

"..اٹس اوکے، ہو گیا سوری اب آپ جائیں یہاں سے"

نمرہ نے اس بندے کے سائے تک سے جسم جھلستا محسوس کیا تبھی تو چاہتی
تھی وہ مزید کچھ کہنے سے پہلے چلا جائے۔

"نکاح کی مبارک نہیں لو گی؟"

سادہ سا سوال جس نے نمرہ کو تھوڑی دیر ہی سہی ساحل سے نظریں ملانے
پر اکسایا، سرد مہری کے سنگ۔

"امی میری بیمار پڑی ہیں، بابا غدار نکلے۔ سب نے مل کر مجھے آپکے سر پر
ٹھوپ دیا، جو شاید میری شکل تک دیکھنے پر راضی نہ تھا۔ ایسے میں کس حق
سے اور کس چیز کی مبارک لوں.."

بنا لحاظ کیے وہ دکھ سے یہ سب بولتی گئی اور ساحل کے خاموش چہرے پر کسی
قسم کا تاثر جانچنے سے بھی نہ ملا۔

"میں تمہاری شکل دیکھنے پر کیوں راضی نہیں؟ کیا میں نے کہا ہے
ایسا۔۔۔؟"

اسکے سوال میں جانے کیسی شدت تھی کہ وہ فوری بوکھلا کر نظر ہٹا گئی۔

"نفرت بھری نظریں تو ڈالی تھیں، آپ مجھے چھوڑ سکتے ہیں، کوئی زبردستی
نہیں۔ امی بہتر ہوں تو ہم یہاں سے چلے جائیں گے، ہمیشہ کے لیے۔ اللہ کی
زمین بہت بڑی ہے.."

بنا پرکھے اور تولے وہ بول رہی تھی اور ستم کہ ساحل خان اسے بولنے دے
بھی رہا تھا۔

"..ہاں بالکل چلی جانا، میرے گھر۔۔۔۔مجھے انتظار رہے گا"

وہ اسے غیر سنجیدہ دیکھ کر پھر سے آنکھیں اسے دیکھا کر عجیب سا گھوری جیسے گماں ہو کسی پاگل سے بات کر رہی ہے۔

"..آپکے گھر کیوں جاوں گی میں"

غصہ دیکھاتی وہ بے خوف سی ہوئی، ساحل نے نظر اس پر سے فوری ہٹالی مبادا دل اس لڑکی کی حسرت کم کرنے کو کسی گستاخی پر نہ مچل اٹھے۔

کیونکہ بیوی ٹائپ بن چکی ہو، خیر اگر تمہیں میرا ساتھ بیٹھنا تک چبھ رہا"

"..ہے تو میں چلا جاتا ہوں۔ویسے بھی کافی مصروفیات چھوڑ کر آیا ہوں

نمرہ کا یہ پہلی بار فرار اسے زرا ناگوار گزرا تبھی وہ اپنے مزاج کی تلخی دیکھائے اٹھ کھڑا ہوا مگر اسے گماں نہ تھا کہ نمرہ اسکا ہاتھ پکڑنے میں پہل کر دے گی اور باخدا اسکی توقع نمرہ کو بھی نہ تھی تبھی تو لگا ہاتھ پیرشل ہو گئے ہوں۔

وہ اسکو روکنے کو اسکا ہاتھ تو پکڑ چکی تھی پر اس لمحاتی کیفیت کے جھٹتے ہی اس نے جب ساحل کا ہاتھ چھوڑنا چاہا، وہ یہ دیکھ کر ساکن ہوئی کہ اب اسکے ہاتھ چھوڑ دینے سے ہاتھ آزاد بھی ہوتا ایسا ناممکن تھا کیونکہ ساحل نے اسکے ہاتھ کو اپنے مضبوط ہاتھ میں جکڑے ہی واپس بیٹھ جاتے ہوئے اسے غیر محسوسانہ طریقے سے نہارا جو اسکے دل کو کپکپا گیا۔

"..ہاتھ چ۔۔ چھوڑیں میرا کوئی دیکھ لے گا"

جس طرح ساحل نے اسکے ہاتھ کو انگلیوں سمیت جکڑا تھا وہ دیکھ کر ہی نمرہ کے گال شرم و بے بسی سے تپے تبھی مزاحمت کی مگر وہ اسکی کوئی بات سننے کے موڈ میں نہ تھا۔

"تم نے خود روکا ہے، اول تو تمہیں مجھے فری کرنا نہیں چاہیے تھا۔اب ہاتھ پکڑ لیا ہے تو بھگتو میرے ہاتھ پکڑنے کو بھی.."

آنچ دیتے لہجے میں ایسی تمازت تھی کہ نمرہ کو لگا نادیدہ سی حدت اسکے وجود کو لپیٹ میں لے گئی ہو۔

"..پ۔۔پلیز،ہاتھ چھوڑیں"

نمرہ نے آتے جاتے کچھ لوگوں کواپنی طرف دیکھتے پاکر بتدرتج گھبراتے اپناہاتھ چھڑوایامگرساحل نے اس بار بھی کان نہ دھرا۔

ابھی توصرف ہاتھ پکڑاہے،سانس کیوں رک رہی ہے تمہاری۔۔۔؟"

"..سانس توکچھ اور کرنے پر رکنی چاہیے تھی میرے خیال سے

وہ نہ توکسی خمار میں مبتلا تھانہ مزاق کے کسی موڈ میں بلکہ اخیر سنجیدہ مگر پھر بھی نمرہ کولگااسکی بات سن کر کانوں سے دھوئیں نکل اٹھے ہوں۔

"..ک۔۔کیسے بے شرم ہیں آپ، چھوڑیں ہاتھ ورنہ چلاوں گی"

نمرہ کا گلابی چہرہ اب لطف بننا شروع ہوا تھااور وہ ساحل خان کے چنگل سے بھاگنے کی تیاری میں پھڑ پھڑا رہی تھی۔

تومیں تمہاری زبان بھی سب کے سامنے بند کردوں گا،تم اگرافورڈ کر"

"..سکتی ہو پبلک میں یہ سب توچلا کر دیکھ لو

ساحل کی اس درجہ بے باک گفتگو نے نمرہ کو لال ٹماٹر کر کے رکھ دیا اور اسے اس بندے کا ہاتھ پکڑنا ہی اس وقت عافیت لگا، دل میں وہ حفظ آیات پڑھے اس بندے پر غائبانہ پھونک رہی تھی جیسے اس میں امڈ آتے شیطان سے پناہ مانگ رہی ہو جبکہ ساحل من ہی من میں مسکرا رہا تھا، خواہشیں کچھ اور سہیں، چاہتیں کچھ اور ہوں تب بھی اسکے بقول شاید زندگی اب خوبصورت کی جاسکتی تھی۔

"..مانی سے بھی دو ہاتھ آگے ہے یہ شخص۔۔۔۔یا اللہ مجھے بچالیں"

ساحل کا سامنے دیکھنا اور سنجیدگی سے فون پر لگ جانے کے باوجود نمرہ کا ہاتھ اسکے ہاتھ میں جیسے جکڑا تھا، وہ اپنی حفاظت و عافیت ہی کی دعا کر سکتی تھی۔

"تم نیلز کھاتی ہو؟"

ساحل کے سوال پر نمرہ نے چہرہ پھیرا جہاں موصوف فرصت سے اسکے ہاتھ کو آنکھوں کے روبرو کیے تحقیق فرما رہے تھے۔

"..آپکو کوئی مسئلہ ہے"

نمرہ نے فوری سلگ کر کہا جس پر ساحل نے اسے جن گہری پر تپش نظروں کے حصار میں لیا وہ نمرہ کے لیے برداشت تک نہ ہوئیں تبھی آنکھوں پر پلکیں بے ارادہ گریں۔

"..میرے بھی کھالیا کرنا،اکثر کاٹنے بھول جاتا ہوں"

نہایت ڈھیٹائی سے جواب دیے وہ واپس فون کی سکرین سکرول کرنے لگا جبکہ نمرہ کتنے لمحے اس مشورے پر کچھ بول نہ سکی،دل کر رہا تھا کسی طرح اس بندے کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ کاٹ کر ہی بھاگ نکلے۔

"..نیلکٹر سمجھا ہے کیا اس شخص نے مجھے،پلیز کوئی مجھے بلا لے"

یہاں وہاں اضطرابی کیفیت میں دیکھتے آخر اسکی اللہ نے سن ہی لی کیونکہ نرس ساحل اور نمرہ کی طرف ہی آ رہی تھی،نمرہ نے اپنا ہاتھ پوری قوت لگائے چھڑوایا اور چونکہ ساحل نے گرفت خود ڈھیلی چھوڑ دی تھی تو وہ باآسانی آزاد ہو گئی۔

"آپکی امی آپکو بلا رہی ہیں نمرہ"

نرس دونوں کے ہاتھ پکڑنے کو دیکھ چکی تھی تبھی مسکا کر نمرہ کو اطلاع دیے وہاں سے چلی گئی جبکہ نمرہ کی رفتار اور وہاں سے شکر کا سانس بھر کر بھاگنے پر وہ فون آف کرتا ٹیک لگا کر بیٹھا جہاں وہ روم میں داخل ہونے سے پہلے پلٹ کر ساحل کو دیکھنا نہ بھولی اور گلابی سی مسکراہٹ دیے کمرے میں داخل ہوئی۔

ساحل بھی واپسی کے لیے اٹھ کھڑا ہوا، شازیہ صاحبہ کی خیریت پوچھنے کو بعد میں چھوڑے وہ سیدھا کیفے ٹیریا گیا جہاں اسے اکیلے میز کے گرد کرسی جما کر بیٹھی مانی دیکھائی دی جو وہیں آئے مریض کے رشتہ داروں میں سے ایک چھوٹی سی بچی سے مسکرا کر بات کرتی اس سے اپنی چاکلیٹ شئیر کر رہی تھی۔

ساحل کو آتا دیکھے مانی نے فوری چہرے کی مسکراہٹ ختم کی اور بے تکلفی سے سامنے آکر بیٹھتے ساحل کو سرد نگاہوں سے گھورا۔

"آپکو نمرہ کے پاس چھوڑا ہے اور آپ یہاں کیوں آ گئے؟"

مانی کے استفسار پر ساحل نے مسکرا کر ارد گرد بیٹھے لوگوں پر نگاہ دوڑائی۔

".. وہ تو ہاتھ بھی لگانے نہیں دے رہی، موقع ملتے ہی بھاگ گئی"

ساحل کے عجیب سے جواب پر مانی نے ٹیک چھوڑے دونوں ہاتھ میز پر رکھے ساحل کو مشکوک نظروں سے دیکھا۔

"ہاتھ لگانے سے پہلے اگر دل لگانے کی کوشش کریں گے تو اللہ سب موقعے دے گا ساحل بھائی، اگر آپکو برا نہ لگے تو کیا میں پوچھ سکتی ہوں وہ لڑکی کون ہے جسے آپ پسند کرتے تھے؟"

مانی نے اس سے بات کرتے لہجہ سرد رکھا، جیسے ایک اجنبی سے بات کرتے وقت رکھا جانا مناسب ہوتا ہے، حالانکہ وہ اسکے لیے اجنبی نہیں تھا، لیکن شاید وہ خود سمٹ کر رہنے کی عادی ہو چکی تھی۔

پسند نہیں کرتا تھا، بس ایک ادنی سی خواہش تھی لیکن وہ محترمہ کسی بہت"
عزیز کی زندگی بن چکی ہیں، مجھے بس انکے لیے فکر اور انسیت لاحق تھی جو
یقینا بعد میں محبت ضرور بن جاتی لیکن میں نے اپنے قدم بروقت روک
لیے، یعنی وہ سب ختم ہو چکا ہے، اب جو ہے نمرہ ہی ہے۔ اور رہی بات دل
لگانے کی تو آپکے مشورے پر عمل کی پوری کوشش کروں گا مسیز
"..شہریار

وہ بھی ویسا ہی سنجیدہ تھا جبکہ مانی کی چھٹی حس اسے کچھ کچھ شبہات ضرور
کہہ چکی تھی تبھی تو وہ عجیب بے چینی محسوس کرنے لگی، جیسے فضا میں گھٹن
سے بڑھ گئی ہو۔

"پھر ٹھیک ہے، دراصل میری پھپھو کی ویڈنگ اینورسری پارٹی ہے
رات، لوئے بھیا کی برتھ ڈے بھی ہے۔ میرا دل ہے وہاں جانے کا، اگر
آپ بھی نمرہ کے ساتھ آئیں تو بہت اچھا ہو گا۔ اسکا دل بھی بہل جائے گا
"..اور آپ دو کو ایک ساتھ وقت گزارنے کا موقع بھی مل جائے گا

مانی نے خود ہی موضوع بدلا جبکہ ساحل کو اسکی عام سی تجویز بھی حکم جیسی عزیز تھی، پھر نمرہ کے ساتھ وقت گزارنے کی اسے بھی ضرورت تھی تاکہ بیچ کی اجنبیت رفع کی جاسکے۔

"..جیسا آپ کہیں"

اسکے بنا اعتراض کیے مان جانے پر مانی ٹھٹکی، وہ اسے دیکھتا نہیں تھا، بس جواب کے وقت سرسری سی مودب نظر ڈالتا اور پھر سے نظریں ہٹالیتا، وہ سب بھانپ بھی گئی ہو مگر وہ ایسا سب سوچنا ہی نہیں چاہتی تھی۔

تھینکس۔۔۔۔آپ شازو آنٹی سے مل لیں جا کر، ایکچولی میں اکیلے بیٹھنے کے موڈ میں ہوں"

مانی اسکی موجودگی سے پر سکون نہ تھی تبھی کہہ بھی دیا اور ساحل نے اس بار بھی کوئی اعتراض نہ کرتے ہوئے اسکی خوبصورت تنہائی اسے واپس کر دی۔

اکیلی بیٹھ جائیں، لیکن خود کو اکیلا مت کر لیجئے گا آمنہ۔۔۔ ہیو آ گڈ "
"..ڈے

نرم سی سنجیدہ مسکراہٹ کے سنگ وہ اسے کہتا وہاں سے چلا گیا اور مانی کو نئی ٹنشن نے ہراساں کر کے رکھ دیا۔

کہیں وہ لڑکی م۔۔ میں تو نہیں تھی؟ یا اللہ یہ کونسا برا ادراک کروا دیا"
مجھے۔۔۔۔ شیری کو پتا ہو گا؟ انکو پتا چلا تو اس سستے ڈیول کی ہڈیاں کریک کر ڈالیں گے۔۔۔۔۔ میں نہیں ہونا چاہتی وہ لڑکی۔۔۔۔۔ میں یہ برداشت بھی نہیں کر سکتی کہ کسی اور کو اتنی سی بھی اچھی لگوں۔۔۔۔ شیری کم از کم
"..مجھے اس الجھن سے تو نکال جاتے آپ

نئے خدشات نے مانی کا دماغ جکڑا اور وہ اس کو سوچ کر ہی عجیب محسوس کر رہی تھی، جلن جیسا تھا کچھ کہ وہ کبھی کسی کی خواہش نہ ہو، وہ پوری صرف شہریار جدون کی ملکیت ہے۔

مت سوچو یہ سب مانی، تم نہیں ہو گی وہ۔۔۔ویسے بھی ساحل بھائی کہہ تو"
"رہے کہ اب انکے لیے سب نمرہ ہے۔۔۔سٹاپ تھنکنگ آباوٹ اٹ
اپنے منتشر خیالات کو مانی نے یہ کہہ کر سلجھایا مگر یہ ساحل ایساذکر نجانے
جان کر کر کے گیا تھا یا بے خبری میں اسکے بارے کچھ کہنا قبل از وقت تھا۔

دروازے پر ہوتی آہٹ پر لارا مسکرا کر پلٹی تو آنے والے سے پہلے اسکی
خوشبو نے قدم پار کرتے لارا کو احساس بخشا، پھر لوئے بہزاد کی ہر دکھ سے
آزاد آنکھیں دیکھنے کو ملیں، آرام کرنے کے بجائے وہ دیوار میں نسب شیشے
کی کھڑکی کے پاس کھڑی جندل محل کی خوبصورتی دیکھ رہی تھی، لوئے نے
اسکو اپنی بصارت کا محور بنائے رکھا اور نزدیک آکر بہت کم فاصلے پر رک

گیا، وہ خود ہی اسکے وجود کا خاص حصہ بنی، پر اسرار و حواسوں پر چھا جانے والی لوئے بہزاد کی موجودگی نے اسکے گرد اپنا حصار تنگ کیا۔

لارا نے دونوں ہاتھ بڑھا کر اسکا چہرہ تھاما تو لوئے کے سنجیدہ ہونٹوں کے کنارے مسکراہات میں ڈھل گئے، ڈراک براون سمارٹ فٹ ڈریس شرٹ اور ہم رنگی پینٹ میں ملبوس لمبے چوڑے وجود والے کو اپنائیت بھرے رشک سے دیکھا اور قریب ہو کر لوئے کی گال پر دھیرے سے اپنے گلاب ہونٹوں کے سنگ محبت بھرے سلیقے سے پیار کرتی لوئے کے بازو کھولنے پر اسکے سینے میں سکون سے سمٹی۔

"..یہ پیار تھا یا لاڈ"

لوئے نے اسکے کان پر بکھرے بالوں کو ہونٹوں سے پکڑ کر پیچھے کیا اور زرا مزید جھک کر سرگوشی کی جو لارا کو اس میں مزید سمٹنے پر مجبور کر گئی۔

میری خوشی تھی، اس بار تمہاری آنکھوں میں اداسی نہیں ہے لوئے، اور"

"..یہ تمہارا بیسٹ برتھ ڈے بن گیا۔ اللہ کا شکر ہے یہ دن دیکھنے کو ملا

سرگوشی سے بھی مدھم آواز جو وہ اس لڑکی کے اتنے قریب اسے محسوس کرتے ہوئے بمشکل سن سکا، اسے محصور کن لمس میں جکڑے رکھا جیسے اپنی خوشی کا والہانہ اظہار باہم بغل گیری سے ہی ممکن ہو۔

"اگر تم فزیکلی مکمل ٹھیک ہوتی تو اپنی برتھ ڈے مزید سپیشل بناتا، لیکن ڈاکٹر نے کہا ہے نو فزیکل ری لیشن ٹل منتھ، ہک ہاہ! کتنا اچھا ہوتا ہم اپنے رشتے کی بھی فرصت سے شروعات کرتے مگر تم نے میرے حصے کی گولی کھا کر مجھے گولی کرا دی لڑکی.."

اس درجہ سکون ریز لمحوں کے بیچ لوئے کا بے باک شکوہ لارا کو ہنسا گیا، اسکی گرفت میں مبتلا ہی وہ کھلکھلائی پھر روبرو ہوئی تو اسکے شفاف گلابی چہرے کو گہری نظروں میں لیے وہ قریب ہوا اور اسکا گال اور گردن سے ہتھیلی جوڑے اسکے ہونٹوں پر جھکا، خاص تو وہ ہر لمحہ بنا دیتا تھا، جلدی یہ تمازت خیز لمس اختتام پذیر ہوا اور لارا کے گلابی چہرے کو تکتے سانس بھرے دور

ہوا تاکہ اپنی گستاخ پیش رفت کے بعد لارا جہاں کی رکتی چلتی سانسوں کا رقص دیکھ کر مزید پاگل ہو سکے۔

"اسکے باوجود تمہارے پاس ہوں، تمہارا ہر لمحہ سپیشل ہو گا تو برتھ ڈے کیا چیز ہے۔ ویسے بھی مسٹر، تم بھول جاتے ہو کہ ابھی ٹارزن تم بھی نہیں، میرا دیا زخم اب تک تمہارے سینے پر موجود ہے.."

اسکے سینے لگی ہی وہ چہرہ رو برو لائی اور اس شخص کو یاد دلایا کہ زخمی وہ بھی ہے مگر اب لوئے بہزاد کو درد ہونے ختم ہو گئے تھے، اب سکون پالیا تھا، اب وہ مسکراتا تو لارا کے دل میں بھی طمانیت بیدار ہوتی۔

"اب کوئی سالم دل سینے سے نکال بھی لے، اس مجبوں نے اف بھی نہیں کہنی۔ تمہارا میرے پاس ہونا جسم پر لگے ٹیٹنیستھیز یا جیسا ہے۔ جو بھی ہو جائے، تم ہمیشہ حاوی و مسلط رہو گی.."

اس انوکھے شخص کی طرح اسکے اظہار واقرار بھی دنیا سے الگ تھے اور لارا بس ہار مان کر ہنس سکتی تھی، کیونکہ اب اسکے لیے لوئے بہزاد نے تاعمر کے لیے ہنسنا آسان کر دیا تھا۔

وہ چاہتا تو نہیں تھا پر آج کے دن جسکی وجہ سے دنیا میں آیا اس سے ملنے کا کٹھن فیصلہ لیا، لوئے، لارا، دستگیر، صبور، لئیق اور لعلین قبرستان گئے، بس ان دونوں نے اپنی ماں کی قبر پر حاضری دی اور بس دعائے خیر کی، نہ کوئی شکوہ، نہ شکائیت، شاید قبروں کا بھی اپنا ہی کوئی نظام ہے، جب انسان مر کر تہہ خاک چلا جائے تو اسکی برائیاں، برائیاں نہیں، بس افسوس بن کر رہ جاتی ہیں، افسوس تو پھر تاعمر ہم انسان اپنی ذات کا حصہ بنا کر رکھتے ہیں۔

دن ڈھلا، مہکتی، ٹمٹماتی، اجالے اور امید سے جگمگاتی شام نے جندل محل کو اپنے دلفریب حصار میں بھرا، خاص دن کے لیے خاص جشن تھا، ویسا ہی جیسا جندل محل کی روایات میں شامل تھا۔

سب ایک سے بڑھ کر حسین لگ رہے تھے، مانی کا پہلو خالی تھا اور تب بھی مسکرا کر سب کے بیچ چہک رہی تھی، کیونکہ وہ شہریار جدون کے خافظے اور دل کی حکمران تھی، پھر نمرہ اور ساحل نے پہلی بار جوڑے کی حیثیت سے اس جشن میں شرکت کی، ایک دوسرے کو اچانک قبول کرنے والے وہ دو شاید کسی بڑے امتحان کے منتظر تھے، کب ان کے بیچ کی رہی سہی کڑواہٹیں ختم ہوتیں، مانی جس کشمکش میں ساحل کو لے کر مبتلا تھی وہ جلد اسکے ذہن و دل سے اتر گئی، شاید اس لیے کہ مانی نے اب اپنے دماغ تک کو یہ اجازت نہیں دی تھی کہ وہ شہریار کے علاوہ کچھ سوچ پانے کا اہل ہو۔

لال نور کی آنکھوں میں اپنے گھر کی خوشی ہمک رہی تھی، ہاتھ میں فرہاد کا ہاتھ ہوتا تو وہ زمانے سے لڑ سکتی تھیں، دستگیر اور صبور ایک دوسرے کا عکس دیکھائی دے رہے تھے، لارا ابھی سپیشل برتھ ڈے بوائے کی طرح آج کی مہمان خاص تھی، نیہا اور ہمایوں ایک دوسرے کو مکمل کرتے ہوئے محفل

پر چھائے ہوئے تھے، مگر وہ سب سے الگ تھے، وہ محبتوں کو پوری مہربانی اور شدت سے تقسیم کرنے کا ماہر، لئیق ایزد اور اسکی روح زادی، لعلین۔ آنکھوں کو خیرہ کرتی خوشیوں کے سنگ، ایک دوسرے کا ساتھ ہوش سے بے گانہ نہ کرتا تو کیا کرتا۔

آج لئیق ایزد نے ایک بات اور سیکھی تھی، کہ محبت نارمل حد تک رہے بس تبھی آسانیاں لاتی ہے، محبت ہو یا نفرت، اعتدال ہی بہترین راہ ہے مگر اسکی یہ سوچ روح رواں پر لاگو ہو ہی نہیں سکتی تھی کیونکہ لعلین کے معاملے میں وہ عام ہونے کی کوشش بھی نہیں کر سکتا تھا، نہ لعلین کے لیے اسکی محبت عام تھی، وہ اسکی مشکل زندگی کا وہ سکون تھی جو لئیق ایزد کو نئے امتحانوں کے لیے تیار کرتا۔

موسیقی کی دھنیں ہولے ہولے ترتیب دی گئیں اور جندل محل کا ہال، روشنیوں میں نہا اٹھا۔

پہلے لال نور اور فرہاد کا کپل کیک کٹا، سب نے اس گولڈن جوڑے کو تا عمر ساتھ رہنے کی دعائیں دیں اور پھر لوئے بہزاد علوی نے اپنی زندگی کا یہ دن پہلی بار ڈھنگ سے منایا، خوشی کے بیچ بارہا آنکھوں کی سرحدیں بھیگیں، انسان ہے نہ، روئے گا تو سہی، کبھی کسی کمی پر، کبھی کسی خسارے پر۔
لیکن سب کو اک مستقل سکون نے گھیر رکھا تھا، جیسے عمر بھر کی جمع پونجی لٹنے سے بچالی گئی ہو، ہار سے پہلے کوئی جیت گیا ہو۔
یہی زندگی تھی، جسے کسی کے ہونے نہ ہونے سے فرق نہیں پڑتا، زندگی کے دن رات رو کر بھی کٹ جاتے ہیں، ہنس کر بھی۔۔۔۔بس دن رات سنوارنے کا اختیار ہمارے پاس ہوتا ہے۔

.._____..

تھوڑا ٹائم اسکے ساتھ گزاریں، اسے اپنا گھر دیکھائیں اور تھوڑی واک"
کریں نمرہ کے ساتھ۔ میرا شاز و آنٹی کی نرس سے رابطہ ہے، آج وہ انڈر
آبرویشن ہیں سو نمرہ کو جلدی ہوسپٹل چھوڑنے کی قطعا کوئی ضرورت
"..نہیں

جندل محل سے اسکی گاڑی ابھی نکلی ہی تھی کہ ساحل کو مانی کا پیغام موصول ہوا، نمرہ نے سوچا نہیں تھا وہ اتنا انجوائے کرے گی مگر اسے یوں ساحل کے ساتھ اتنی جلدی کسی ایونٹ میں ایز آ کپل جا کر بہت اچھا لگا تھا، اداسی بھی کم ہوئی مگر ساحل کی موجودگی حواس اور دل پر بھاری تھی، کل امی کی سرجری کو لے کر وہ دل سے خوفزدہ تھی، ساحل نے ڈن لکھ کر مانی کو میسج بھیجا اور فون کی سکرین آف کیے ڈیش بورڈ پر رکھے توجہ ڈرائیونگ پر دی۔

"باہر ایسا کیا ہے جو تم دیکھ رہی ہو؟"

وہ جو نا جانے کن سوچوں میں گم تھی، ساحل کے سرسری سے لہجے میں کیے سوال پر پلٹی، دونوں بلیک میں حسین اور جاذب دیکھائی دے رہے

تھے پھر نمرہ نے لائیٹ سا پارٹی میک اور بھی کیا تھا جس سے اسکی عام سی خوبصورتی بھی دہک اٹھی تھی اور ساحل خان کو اسکا عام سے خاص میں بدلا یہ روپ اپنی سمت مائل کر رہا تھا۔

"..کچھ نہیں، بس ایسے ہی۔امی کے لیے پریشان ہوں بس"

آہستگی سے وہ اسے بتاتی نظریں جھکا گئی جس پر ساحل نے اسکی طرف لمحہ بھر گہری نظر ڈالے واپس سامنے دیکھا، جشن ختم ہوتے ہوتے نونج گئے تھے۔

"بے سہارہ نہیں ہو اب، نہ کسی کی زندگی وقت سے پہلے ختم ہو سکتی ہے نہ بڑھ سکتی ہے۔دعا کرنی چاہیے، پریشانی میں کچھ نہیں رکھا۔بائے داوے اچھا ایونٹ تھا، میں خود بہت ٹائم بعد ایسی کسی گیدرنگ میں جا کر انسان انسان فیل کر رہا ہوں.."

وہ دم سادھے ہوئے ساحل کو دیکھ رہی تھی جو اسے لاپرواہ سا لگا، اسکے بولنے کا انداز، بے فکری اس بندے میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی لیکن

اسکی ساحل پر جمی محبت بھری نظریں تب سنگدل ہوئیں جب یاد آیا کہ بابا اسکی گرفت میں ہیں، وہ چہرہ موڑ گئی جو ساحل نے بھی محسوس کیا۔

"بابا کو پھانسی ہو گی کیا؟"

منہ موڑے وہ اتنا مدھم رندھی آواز سے بولی کے ساحل بمشکل سن سکا، اسکا ہاتھ پکڑے جھٹکا دیا تو وہ اسکے کندھے سے ٹکراتی ٹکراتی بچی، آنکھوں میں ساحل کی اس حرکت پر نمی جمع ہوئی۔

کم از کم اتنے قریب آکر سرگوشیاں کرو گی تو سنائی دیں گی، خار کیوں کھا" رہی ہو۔ ہمارے بیچ جائز تعلق ہے مس نمرہ۔۔۔رہی بات تمہارے فادر کی تو سمجھ لو تم ابھی سے یتیم ہو گئی۔ میرے بس میں کچھ ہوتا بھی تو ملک کے غدار کے لیے صرف نفرت ہے میرے پاس.."

وہ تھوڑا سخت مزاج تھا مگر حقیقت کہتا تھا جبکہ نمرہ سمجھ نہ سکی کہ روئے یا اس خواب جیسے شخص کو ہاتھ بڑھا کر چھو لینے کی آسانی پر رشک سے مسکرائے، وہ جتنا پیارا تھا، زبان کا اتنا تیز اور بد لحاظ۔

"..آپ کو نہیں لگتا آپ حد سے زیادہ منہ پھٹ ہیں"

آنکھوں میں آنسو لے کر وہ اسے جتاتی واپس اپنی جگہ پر بیٹھی اور ساحل نے اسے ایز آ کمپلیمنٹ لیا تبھی پھیلا ورکھتے ہونٹوں پر جاذب مسکراہٹ اتری، کلین شیو کے باوجود چہرے پر ہلکی ہلکی نیلاہٹ نے الگ ہی اس بندے کی وجاہت دہکار کھی تھی اوپر سے اسکے گلابی ہونٹ، نمرہ کے گلابی رخساروں کے ہم نشین دیکھائی دے کر ویسے بھی ماحول کو آگ لگا رہے تھے۔

ہوں بھی تو کیا ہوا؟ منہ پھٹ لوگ کسی کا نقصان نہیں کرتے۔ سوائے" دل جلانے کے، تم بتاو، میرے ساتھ ایز آ وائف پارٹی میں جا کر کیسا لگا؟

"..شئیر یور فیلنگ ودمی

وہ بندہ اور اسکی منتق الگ ہی لیول کی عجیب سر پھری تھیں اور نمرہ اداس ہو کر بھی اس وقت اداس نہ تھی، دل تو چاہتا تھا سچ بتادے پر ہمت کہاں تھی اس شخص کے روبرو لبوں کو اظہار کی اجازت بخشنے کی، خاص کر اب جب اسے اندازہ تھا کہ ساحل کو حدیں توڑنے کے لیے اسکی اجازت درکار نہیں ہو گی۔

"..میں نہیں بتاوں گی"

ضدی پن میں کہے وہ پھر سے باہر جھانکنے لگی جبکہ ساحل نے اسکے پھیرے چہرے کو دیکھتے خود بھی مزید کوئی بات نہ کی، لگ بھگ آدھے گھنٹے تک گاڑی رکی تو نمرہ کے چہرے کے رنگ بھی فق ہوئے۔

"ہمی۔۔یہاں کیوں آئے ہیں؟ مجھے ہوسپٹل ڈراپ کریں آپ نے..."

"پرامس کیا تھا

گاڑی رکتے ہی نمرہ کا حلق ڈر کے مارے خشک پڑا کیونکہ گاڑی کسی اجنبی گھر کی بلڈنگ کے باہر روکی گئی تھی، نمرہ کے پیلے پڑتے چہرے کو سرسری دیکھتا ساحل اپنی گاڑی سے باہر نکلا۔

"میں نے ایک ضروری میل بھیجنی ہے، بس پانچ منٹ کا کام ہے۔ میں تمہیں ہوسپٹل ڈراپ کرتا ہوں۔ اگر تم گاڑی میں ہی بیٹھنا چاہتی ہو تو اوکے.."

ساحل اس سے پہلے اسے کوفت سے اطلاع دیے گھر کے اندر جاتا، نمرہ خود بھی اسے پکارتی گاڑی کا ڈور اوپن کیے باہر نکلی، اسے ساحل کے حوالے سے اتنی بے اعتباری برتنے پر خود بھی برا لگا۔

"کیا ہوا، میرے ساتھ اکیلے گھر میں جاو گی.."

وہ پلٹ کر نمرہ کو آنکھوں کے سخت تیور سے ہی گڑبڑانے پر اکسا گیا جسے گاڑی سے نکلنے پر پچھتاوا ہوا۔

"..میں باہر ہی رکوں گی"

نمرہ نے بنا نظر ملائے فوری کہااور ساحل کے اٹو میٹنک لاک سے گاڑی لاک کرتے ہی اسکے ساتھ ہی گھر کے اندر بڑھی، ساحل نے اسکے سمٹے سمٹے انداز مسکرا کر دیکھے اور گھر کے چھوٹے سے لان سے گزرتا وہ دروازہ ان لاک کیے اندر بڑھا، نمرہ وہیں لاونج میں ہی رکی اور ساحل اپنے روم کی طرف بڑھ گیا، جب تک ساحل نے اپنا کام کیااور لیپ ٹاپ اپنے ساتھ لیے وہ باہر آیا، نمرہ اسکے روم کے سوا باقی پورا گھر دیکھ چکی تھی، ایک چھوٹا سا مگر پرفیکٹ گھر اسے بہت پیارا بھی لگا، شاید اس جگہ کی خاص بات یہاں ساحل خان کا موجود ہونا بھی تھا۔

"آپکے امی ابو کہاں ہیں؟"

ساحل پر نظر پڑتے ہی وہ اسکی طرف دیکھ کر فطری حیا میں سمٹی زرا جھجھک سے کام لیتی بولی جو لیپ ٹاپ بیگ وہیں لاونج میں لگے کاوچ پر رکھے اسکی طرف متوجہ ہوا۔

"..نہیں ہیں، دونوں کی ڈیتھ ہو چکی ہے"

اندازہ تھا پر نمرہ کو امید نہ تھی کہ واقعی ایسا ہو گا اور تبھی اسے خود بھی احساس نہ ہوا کہ وہ ساحل کے کتنے قریب آ کر رک گئی ہے، وہ بندہ ضرور اس قربت کے اثر سے بے چین ہوا خاص کر نمرہ کی لیڈیز پرفیوم کی نشیلی سی خوشبو کے سبب۔

"آئی ایم سوری، بہت دکھ ہوا جان کر۔۔۔آپ اکیلے رہتے ہیں یہاں؟"

وہ اسکی تکلیف محسوس کرتی نرمی سے بولی جس پر ساحل نے سر کو بے دلی سے جنبیش دی۔

"نہیں جن بھوتوں کی پوری فوج ہے میرے پاس"

سیدھے جواب کی تو ساحل خان سے امید کرنا ہی حرف غلط تھا، نمرہ نے عجیب سی نظروں سے دیکھا اور پھر خود ہی نظر جھکا گئی۔

"کام ہو گیا ہے تو چلیں؟"

وہ پھر سے بس بھاگنے کے چکروں میں تھی اور ساحل نے بڑی گہری نظریں نمرہ پر جمائیں، دل تو کہیں جانے پر آمادہ نہ تھا مگر یہ لڑکی واقعی ایک مشکل ٹاسک تھا تبھی وہ سر ہلائے آگے بڑھا تو نمرہ بھی پلٹی مگر قالین میں اٹکتے پیر کی وجہ سے وہ جیسے ہی لہرائی، ساحل نے بے ارادہ پیچھے مڑتے ہی اسے کمر میں ہاتھ ڈالے جکڑ کر جب پکڑا تو وہ اسکی شرٹ کو مٹھیوں میں خوف کے سبب جکڑے ئی اسکے حصار میں آن سمٹی، یکدم برف ہو جاتی نمرہ کی آنکھیں خوف سے بھریں، ساحل نے اسکی کمر میں لپیٹے ہاتھ کو اپنی طرف جھٹکا دیا جس سے وہ بہتر طریقے سے اسکے مضبوط سینے سے ٹکرائی، اس درجہ بے تکلف جھٹکے پر نمرہ کا دل شدت سے دھڑکا۔

"میرے سامنے سنبھل کر چلنا دوبارہ، اتنے قریب دوبارہ آگئی تو بخشی نہیں جاوگی"..

اسکے سادہ سے جملے میں ایسی شدت تھی کہ نمرہ کو لگا جسم کا رواں رواں کانپ گیا ہو، اس سے پہلے وہ مزاحمت کر کے اسکی گرفت میں پھڑ پھڑاتی،

ساحل کی نظریں کچھ بے ادب ہوئیں، اس شخص کی شرانگیز نگاہوں کا محور نمرہ کے بھرے بھرے ہونٹ اور گلابی رخسار تھے، عجیب سا جنون تھا جو اس لڑکی کو اس قدر قریب محسوس کیے حواسوں پر اترا۔

"..یہیں رہو کچھ دیر"

اسکے حکم پر نمرہ کا جسم کیا، زبان بھی مفلوج تھی کہ کچھ کہہ پاتی، نمرہ کو لگا وہ اسے جس طرح دیکھ رہا ہے، اسی سے جان لے گا۔

اپنے چہرے پر ساحل کی پر تپش سانسیں محسوس ہوئیں تو نمرہ کو لگا اسکا اگلا سانس سینے میں جکڑ کر رہ گیا ہو، اپنے آپ کو بے خود و بے اختیار کیے وہ اسکے ہونٹوں کے قریب چہرہ لے جا کر اس درجہ بے لگامی پر اپنی سرزنش کرتے رکا مگر نمرہ کی دم سادھی کیفیت نے اس پر عجیب سا جنون حاوی کیا، شاید یہ محبت و پسندیدگی نہیں بلکہ اس لڑکی کی کشش تھی کہ وہ کچھ نیا چاہ رہا تھا، اپنے رکے سفر کو دگنی شدت سے شروع کیا مگر وہ اسکے سینے پر دباو ڈالتی

اسے خود سے پڑے نا صرف دھکیل بیٹھی بلکہ وہ لمحہ ایسا تھا کہ ساحل خان اس بے اختیاری سے مکمل باہر آگیا۔

"..س۔۔ساحل"

اسے لگا جیسے وہ خود سے بے خود ہو گیا تو وہ یہیں سانس لیتی لیتی چھوڑ دے گی تبھی اسکے سینے سے لگی ہتھیلی پر مزید دباو دیے ڈرتے ڈرتے اسکا نام پکاری، بھلے نام کے ٹکڑے کر دیے ہوں، اتنا حسین شدت بھرا، من پسند لمس جھٹک دیا ہو، پھر بھی اپنا نام لیتی وہ اسے گرویدہ کر گئی، سہمی ہوئی، اسکے رحم وکرم پر بمشکل سانس بھر کر اپنے گھٹتے دل کو تقویت دیتی ہوئی۔

"..م۔۔۔مجھے ڈر لگ رہا ہے پلیز"

نمرہ حلق سے بمشکل آواز نکالے منمنائی مگر ساحل نے خود کو اتنی جلدی ہوش مند کرنے کی بالکل کوشش نہ کی۔

"..مجھ سے؟ کس خوشی میں"

ساحل کے گھنبیر سوال بھی عجیب تھے اور ٹون بھی، وہ جیسے ہی نظر جھکاتی، وہ اسکے جبڑے پر ہاتھ جما کر بے دردی سے چہرہ واپس اوپر اٹھاتا اور نمرہ کو اسے دیکھنا پڑتا۔

"...ج۔۔جانے دیں پلیز، امی ویٹ کر رہی ہوں گی"

اسے کسی صورت آزادی دینے کے موڈ میں نہ دیکھے نمرہ نے کرب سے منت کی جس پر وہ اسکو لمحے میں آزاد کرتا تیزی سے باہر نکل گیا، نمرہ نے بھی جلدی سے اپنے قدم اسکے پیچھے ہی باہر نکالے اور واپس گاڑی میں بیٹھنے سے ہوسپٹل تک ان کے بیچ نہ بات ہوئی نہ نمرہ کی ہمت ہوئی وہ اس سپاٹ چہرے والے عجیب دھوپ چھاوں شخص کو اک حرف بھی کہہ پاتی۔

"..ہوسپٹل آچکا ہے"

ہوسٹل روڈ کے عین سامنے گاڑی روکے نظر باہر ڈالے ساحل نے اپنی بات کہی جبکہ نمرہ نے گاڑی سے نکلنے کے بجائے ساحل کا اسکے تھائی پر رکھا

ہاتھ اپنے ہاتھوں میں جکڑا جس پر ساحل نے فوری نظر پھیری تو نمرہ کی ڈبڈبائی آنکھیں منظر کا حصہ بنیں۔

"واٹ؟"

کھردرے لہجے میں وہ اسے رونے کی وجہ پوچھتا نمرہ کو اور افسردہ کر گیا، اپنا ہاتھ بھی نمرہ کے نرم ہاتھوں سے بے دردی سے چھڑوایا۔

"مجھے نظر نہیں آئی اپنی محبت میں ڈوبی نمرہ، جب نظر آئے گی تو تبھی خود کو اسے ٹچ کرنے دوں گا۔اب جاو، تمہاری امی تمہارا انتظار کر رہی ہوں گی.."

یہ سچ تھا اسے نمرہ کا بے کار گریز برا لگا اور کیوں لگا یہ تو واضح تھا، ساحل کی پھر سے ویسی سنگدلی پر نمرہ نے بمشکل اپنی آنکھوں کو بھیگنے سے روکا۔

"ایسا مت کریں ساحل.."

ناچاہتے ہوئے بھی وہ کہہ گئی، آواز میں ڈھیر سی اذیت تھی۔

کروں گا، کم از کم بیوی والی فیلنگ تو آنے دیتی۔ موڈ آف کیا ہے تم نے"
میرا اب رو کر مسکین شکل مت بناو، سیدھا لگتا ہوں، ہوں بالکل نہیں اور
میرے موڈ بہت سوئنگ ہوتے ہیں۔ ایٹیٹوڈ ایشو ہے، تھوڑا ٹیڑھا مزاج
رکھتا ہوں، ایک عمر اکیلے رہ کر چڑچڑا سا بھی ہو چکا ہوں، جو چاہتا ہوں اگر
کوئی کرنے سے روک دے تو انا مجروع ہوتی ہے، آئی ہوپ یو ول مینج
"..نیکسٹ ٹائم

جس رفتار سے اس بندے نے اپنی برائیاں گنوائیں وہ روتی روتی گھبرائی
ہوئی بھی مسکرا دی، خود ساحل لمحہ بھر ٹھٹکا کیونکہ اس لڑکی کی مسکراہٹ
ٹالی جانے والی تھی ہی نہیں۔

ابھی پریشان ہوں، جب ان سخت حالات سے نکلوں گی تو ممکن ہے سب"
"..مینج کر لوں۔ گڈ نائیٹ

فوری اسکا ہاتھ آزاد کیے وہ لمحے کے ہزارویں لمحے میں ساحل خان کے دل
سے کھیل جاتی اسکی دسترس سے نکلی اور وہ اسے بس جاتا ہی دیکھتا رہا،

آدھے چہرے کی جان لیوا مسکراہٹ اسکے وجیہہ چہرے پر غضب ڈھا کر فوری معدوم ہوئی تھی، لیکن اسے نجانے کیوں آج یہاں سے جانا مناسب نہ لگ رہا تھا۔

.. _____ ..

خدا غارت کرے اسے، کیسے ہو سکتا ہے۔ بہرام کو مار کر لاش میرے منہ " پر ماری گئی اور اب تم کہہ رہے ہو شیراز ڈیول کی حراست میں چلا گیا۔ تم لوگ مرے ہوئے تھے کیا؟ ایک ایک کو زمین میں زندہ گاڑ دوں گا۔ تنظیم کا وقار داو پر لگ چکا ہے، اس بلیک ڈائمنڈ نے گٹھے کی ایک ایک لکڑی کی طرح علیحدہ علیحدہ کر کے شکست دی ہے مجھے۔ اب بہت ہو گیا، مزید اس "...وحشی کو اپنے لوگ نگلنے نہیں دوں گا

تاحد نگاہ پھیلے بنگلے کے عین وسط میں تھری پیس سوٹ میں بڑی بڑی سفید داڑھی مونجھ اور سونے کی زنجیروں سے اٹی کلائی اور گلے کے سنگ، سرخ آنکھیں کیے پھاڑ کھاتا وہ شخص کوئی اور نہیں شاہ عالم کا چھٹا ڈان میکال سریز تھا، اپنے سرکل میں وحشی، ظالم، جابر اور خطرناک کہلائے جانے والا اصل کی پشت پناہی کے DALG ماسٹر مائنڈ جس نے ہمیشہ پیچھے رہ کر فرائض نبھائے تھے مگر آخر کار اسے اتنی ساری شکستگی کے بعد سامنے آنا پڑا۔

چونکہ شیراز آفندی کے خلاف لیگل کاروائی عمل میں لائی جارہی تھی سو یہ خبر پولیس محکمے کے اندر چھپ کر رہ سکنی مشکل تھی اور پھر آئی بی برانچ والوں نے بہرام عزئز کی لاش بہت پروٹوکول کے ساتھ شاہ عالم بھجوادی تھی، تبھی تو میکال سریز اس قدر ناکامی پر سیخ پا ہو چکا تھا۔

مجھے خبر ملی ہے کہ ڈیول اور بلیک ڈائمنڈ کا آپسی الحاق ہو چکا ہے، میں کیا" کرتا صاحب حاکم۔۔۔۔ شیراز آفندی تو یوں جکڑا ہے جیسے کوئی معمولی

بات ہو۔ڈیول یہاں نہیں ہے سنا ہے تین سال کے لیے اسے کہیں بھیجا گیا ہے، اسکی جگہ نیا ایس ایس پی ہفتہ پہلے ہی تعینات ہوا ہے۔عدالت نے شیراز آفندی کو ریمانڈ پر اسی ایس ایس پی کے حوالے کیا ہے.."

یہ آدمی کوئی غیر نہیں تھا بلکہ اسکی آواز جانی پہچانی تھی، بلیک ہڈی میں مکمل چھپا ہوا وہ ویران سڑک پر رات کے اس پل پیدل ہی چل رہا تھا جبکہ یہ سب سن کر میکال سریز کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔

تم اس آفندی سے میری جان چھڑواو، مار دو اسے۔ضرورت پڑی یا اس ایس ایس پی نے راہ میں روڑے اٹکائے تو اسے بھی راستے سے ہٹا دینا۔باقی عدن کو جتنی جلدی ہو سکے اتنی جلدی تلاش کرو۔خود تو وہ زلیل آفتاب مر گیا، نا جانے میری نواسی کو کہاں چھپا گیا ہے.."

میکال کا اشتعال بھرا لہجہ مقابل پر اسرار سی مسکراہٹ کا سبب بنا اور جب اس آدمی نے اپنے سر سے ہڈی کیپ اتاری تو منظر ساکن ہو کر رہ گئے، وہ کوئی اور نہیں شہریار کے تھانے کا سینئر انسپکٹر شان تھا۔

"بے فکر رہیں صاحب حاکم، آپکو ناامید نہیں کروں گا۔ ویسے یہ جو نیا ایس ایس پی ہے یہ بھی آفندی کو مارنا ہی چاہتا تھا، یہ تو عدالتی احکامات آ گئے ورنہ اب تک اس شیراز آفندی کو پھڑکا چکا ہوتا.."

شان نے خباثت سے مزید بتایا۔

"لیکن ایک بات بتاو، کیا ڈیول کسی مشن پر گیا ہے؟ مطلب سزا کے بجائے اسے تین سال کے لیے غائب کر دیا گیا؟ تمہیں کہا تھا اسکے بہت قریب ہو جاوتا کہ اندر کی خبر معلوم ہو سکے.."

میکال کا تجسس اب بھی برقرار تھا مگر شان کے چہرے پر حقارت سی اڈی، اپنے گلے میں پہنے ٹی سائن لاکٹ کو دبوچے وہ غیر مرئی نقطے پر نظریں گاڑے پھنکارا۔

ہر طرح وفاداری اور فرمابرداری دیکھائی مگر ڈیول اپنے سائے پر بھی"
اعتبار نہیں کرتا، یہ نیا ایس ایس پی ضرور اسکا رازدار ہے۔ مجھے وہ شہریار اتنا
ہی بتاتا تھا جتنا ضروری تھا، میری ناک تلے وہ بہرام عزیز کو اسلامہ آباد اکیلا
جا کر پھڑکا آیا اور مجھے خبر تک نہ ہونے دی، اور شیراز آفندی والے معاملے
کی خبر بھی مجھے تب ہوئی جب وہ شاطر ایس ایس پی اریسٹ وارنٹ نکلوا
لایا۔ اور تو اور اس ساحل خان نے شیراز کی بیٹی سے نکاح بھی کر
لیا۔۔۔۔۔ اور میں کچھ نہیں کر سکا، اچھی بھلی وہ لڑکی ہاتھ آتے آتے نکل
گئی.."

شان کی یہ سب حقارت آمیز، وحشیانہ باتیں مقابل بھی طیش سا ابھار
گئیں، تبھی تو میکال سیریز نے ہاتھ کا مکا سا بنائے ہوا میں لہرایا۔
"ٹھیک ہے زیادہ ہائپر ہونے کی ضرورت نہیں، تم میرے داماد نہیں بن
سکے تھے مگر تمہاری پسند کی لڑکی تمہیں ضرور ملے گی۔ ڈیول کو تو ہم نہیں
مار سکے اور نہ تین سال اب وہ ہمارے ہاتھ آسکتا ہے سو اس شیراز کا کام ختم

کر کے تم ساحل خان سے اپنا ذاتی بدلا لے سکتے ہو۔ کام ہوتے ہی واپس آجانا کیونکہ ابھی بڑے سورمے سے نمٹنا باقی ہے، بلیک ڈائمنڈ سے"..

نفرت سی لہجے میں بھرے میکال سریز نے حکم صادر کیے رابطہ توڑا تو شان نے بھی آنکھوں میں جلن بھرے واپس تھانے کا رخ کیا۔

ساحل وہیں ہوسپٹل رک گیا تھا کیونکہ مانی بھی نہیں تھی سو اسے کم از کم آج کی رات نمرہ کو اکیلا چھوڑنا مناسب نہ لگا، وہ بھلے اسکے سامنے یا نظر میں نہیں تھا مگر ہوسپٹل کے لان میں موجود رہا۔

جبکہ ساحل خان کی غیر موجودگی میں شان کو بھی شیراز آفندی کو راستے سے ہٹانے کا موقع مل چکا تھا کیونکہ ابھی تک شیراز نے اعتراف جرم نہیں کیا تھا اور اگر وہ کر لیتا تو یقیناً میکال سریز بھی قانونی طور پر بے نقاب ہو جاتا۔

"ساحل سر نہیں آئے کیا؟"

شان نے تھانے میں آتے ہی کانسٹیبل سے پوچھا جس نے فوری نفی میں سر ہلایا تبھی تو شان کھسیانی ہنسی ہنسا۔

"ٹھیک ہے، تم لوگ اپنی نظریں کھول کے رکھو۔۔۔۔۔میں زراشیراز آفندی کو دیکھ آوں۔۔۔۔ہفتہ ہو گیا لیکن اس منحوس نے ہمارے دماغ خراب کر رکھے.."

شان نے ویسا ہی ظاہر کیا جیسا وہ یہاں ایک ایماندار، جواں مرد اور اچھے آفیسر کے طور پر مشہور تھا۔

جیسے ہی شان نے اس جیل میں قدم رکھا، زخموں نیلوں سے چور شیراز آفندی نے اپنا گرایا سر بمشکل اٹھایا اور اپنے قریب آکر دوزانوں زمین پر بیٹھتے شان کو بھی نفرت سے دیکھنے لگا۔

"چچ چچ، تم سب نے کچی گولیاں کھیلی تھیں تبھی تو زرا سی آندھی تمہارے اور بہرام کے قدم لڑکھڑا گئی۔کاش تم نے تنظیم کی طرح اپنا دیفینس بھی

مضبوط رکھا ہوتا۔اب ساحل خان کے ہاتھوں سے مرنا پسند کرو گے کہ

"..صاحب حاکم کے اس منہ بولے بیٹے کے ہاتھ سے

اول تو شیراز کو کچھ سمجھ نہ آئی کہ وہ کیا بول رہا ہے مگر صاحب حاکم کا لفظ جیسے اس بندے میں آگ سی جگا گیا، شان کی آنکھوں میں وہ آگ تھی جو کسی کو بھی جھلسا سکتی تھی۔

"ت۔۔تم۔۔کون ہو؟م۔مجھے مار دو پلیز۔۔۔صاحب حاکم کو کہو مجھے مار دیں یا یہاں سے نکلوا دیں۔۔۔۔ی۔۔یہ لوگ مجھے عبرت بنا دیں گے۔۔۔میری مدد کرو"..

شیراز کے منہ سے سسکیاں سی برامد ہوئیں جس پر شان بے ہنگم ہوئے خباثت سے ہنسا۔

"میں تمہارا خیر خواہ، تمہیں یہاں مارا تو بچارا امیر ارقیب لمبا پھنس جائے گا کہ اسکی کسٹڈی میں ایک ملک کا غدار مارا گیا سو تمہیں پہلے یہاں سے بھگانا ہو گا پھر اگر مناسب لگا تو میں تمہیں مار دوں گا، بچ بھی سکتے ہو۔یہ جو

ساحل خان ہے اس نے تمہاری معصوم اور پیاری بیٹی نمرہ سے بہت چالاکی سے نکاح کر لیا۔ مجھے تمہاری بیٹی پسند تھی، بہت۔۔۔۔اب وہ بیچ میں آ گیا تو سمجھو یہ انا کا مسئلہ ہو گیا۔ اگر تم یہاں سے نکل کر مرنے کے بجائے فرار ہونا چاہو تب تمہیں بس ایک شرط ماننی ہو گی، تمہیں ساحل کو مارنا ہو گا۔۔۔۔پھر ہم سب ملائشیا جا کر خوشی خوشی صاحب حاکم کی فیملی بن کر رہیں گے۔۔۔۔۔۔ڈیول کے شاگرد سے جان چھوٹے گی ساتھ تمہیں بھی نئی زندگی ملے گی.."

یہ سب شان نے جس زہریلی ٹون میں بتایا، شیراز آفندی کے تلووں آگ لگی اور سر پر بجھی۔

"میری بیٹی سے نکاح کیا ہے اس منحوس نے، اب نہیں بچے گا۔ت۔۔تم بے فکر رہو میں اپنی بیٹی کا ہاتھ پوری خوشی سے تمہارے ہاتھ میں تھماوں گا۔میری بی۔۔بیوی کیسی ہے؟ دیکھو خدا کے لیے مجھے یہاں سے نکلوا

دو۔۔۔۔۔۔میں اپنی بیوی اور بیٹی کو زندہ درگور نہیں کرنا چاہتا، وہ صاحب حاکم کے پاس چلی جائیں تو میں مر بھی گیا سکون سے رہوں گا"..

شیراز کے گڑگڑانے پر شان نے اٹھ کر متکبر ہوئے دیکھا اور شرانگیز مسکرایا۔

"بس ٹھیک ہے صبح کے تین بجے تک تیار رہنا، میں تمہیں یہاں سے نکلوا دوں گا لیکن تم میرے آدمیوں کے ساتھ انکے اڈے پر جانا تبھی محفوظ رہو گے۔ تمہارے بھاگ جانے کی خبر پر ایس ایس پی کا قہر جو ٹوٹے گا وہ ہنڈل کرنے کے بعد میں تمہارے پاس آوں گا پھر ہم اگلا پلین ترتیب دیں گے"..

نہایت چالاکی سے شان نے اسے تسلی دی اور ویسے ہی متنفر تاثرات چہرے پر سجاتا جیل سے نکلا تو کانسٹیبل نے جاتے ہی جیل پر تالا ڈالا اور وہیں موجود کرسی پر بیٹھ گیا، شیراز آفندی کی آنکھوں میں لپکتی آگ سرد ہو چکی تھی اور وہ بس اب یہ چند گھنٹے گزرنے کا منتظر تھا۔

.._____..

میں خوبصورت سی اداس اور ابر آلود Lazio اٹلی کے دارالحکومت شام اتری ہوئی تھی، یہاں کا وقت پاکستان سے چار پانچ گھنٹے پیچھے تھا، آسمان سیاہ بادلوں کی لپیٹ میں آچکا تھا، پاکستان کی بنسبت یہاں موسم اب بھی خبس زدہ تھا اور تبھی آنے والی بارش میں بھیگنے کی خواہش ہر خاص و عام میں بلند ہوتی نظر آرہی تھی۔

اس کا ایک ہفتہ گزر چکا تھا، کل ایک نئے سفر کی تیاری تھی اور تبھی وہ اپنے آپ کو کنونس کرنے نکلا تھا۔

(Santa Savera Beach)

سینٹا سویرا بیچ کے پاس کھڑا تاحد نگاہ پھیلی مٹی پر سفید لہروں کے مدوجزر پر پتھریلی نگاہ ثبت کیے، وہ بہت جگہیں گھوما تھا مگر ایسی پر سکون جگہ اس نے

زندگی کے تیسویں سال دریافت کی، دور دور تک نہ کسی انسان کا نام و نشان نہ اڑتے پھرتے چرند پرند کی کوئی حرکت، کوئی اڑان۔

"تم یہی سمجھو گے کہ تم مر چکے ہو، مرنے والوں کے نہ احساسات ہوتے ہیں نہ جذبات، یہ بالکل ویسا ہے جیسا مقدر، اس میں جو ہے وہی ہو گا.."

اسکی سماعت میں کسی بھاری آواز کا بے رحم حکم گونجا، بے سر و سامان سے اس مسافر کو نئے سفر کا حکم مل چکا تھا، اسکے دل میں ٹیس اٹھی۔

"تم دشمن ملک کی آرمی جوائن کرنے والے ہو، ایک جاسوس بن کر۔"

تمہیں ان جیسا بننا ہے، تمہاری اپنی کوئی زندگی نہیں رہے گی۔ تمہارا دل مر جائے گا، ایک نئے دل اور نئے جسم کے ساتھ خود کو پیدا ہوا سمجھو اور اپنے کیے گناہوں کی اسی شدت سے تلافی کرو جو تم پر جچتی ہے۔ ان تین سالوں میں تم پکڑے بھی جا سکتے ہو، تمہیں موقعے پر مارا جا سکتا ہے، تمہیں دشمن ملک کی قید میں ڈالا جا سکتا ہے۔ تم تا عمر اپنوں کی شکل کو ترس بھی سکتے ہو،

لیکن تم اپنی سزا شان سے پوری کر کے صحیح سلامت واپس بھی آ سکتے ہو۔

"..سب تمہاری مہارت اور قسمت پر منحصر ہو گا

پھر سے وہ وحشی آواز گونجی اور شہریار کو لگا اسکی گونج اسے تا حد نگاہ پھیلے اس ساحل سے ٹکراتی محسوس ہو رہی ہے، وہ اپنے اندر کا شور نظر انداز کرتا تو اسے دنیا کا سنائی دیتا۔

نظر جھکائی، اپنی پتلون کی جیب میں دیے ہاتھ کو نکالے اپنی کلائی پر چمکتے اس بریسلٹ کو دیکھتے ہونٹوں پر ایسی مسکراہٹ آئی جو جنگ لڑتے سپاہی کے چہرے پر محبوبہ کی یاد بکھیر دیتی ہے۔

یہ بھی جنگ تھی مگر مختلف، جس میں ہتھیار اسکی عقل تھی، اور دفاع، دل کا ان سنگین حالات میں بھی زندہ رہنا۔

"گناہ بڑے کیے ہوں تو تلافی بھی بڑی کرنی پڑتی ہے شہریار جدون، اور بڑی تلافی، بہت سارے حوصلے کی طلب گار ہے۔ شاید یہ سزا آدھی

تیرے حصے کی ہے ہارون، دیکھ لے تجھ پر میرے کتنے قرض چڑھتے جا
رہے ہیں۔ لیکن کیا کر سکتا ہوں، تو نے مر کر آسانیاں پالیں اور مجھے جینے کی
"..قیمت چکانی پڑے گی۔ ہر سانس کی قیمت

ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں میں بارش کے قطروں کی پھوار تھی جو اسے
چہرے سے مس ہوتی محسوس ہوئی، آخری دن تھا آزادی کا، سو اسکے اندر
بھیگنے کی خواہش سر اٹھانے لگی، وہ وہیں کھڑا رہا اور دیکھتے ہی دیکھتے پیروں
کی مٹی وہ رواں ساحل کی لہریں چراتی رہیں، سر پر چھائے سیاہ بادل دیکھتے ہی
دیکھتے اسکے جلتے وجود کو سکون پہنچانے کے لیے تیزی سے برسنے لگے۔
لیزیو میں برستی یہ بارش اسکے دل، دماغ، اور جسم کی تھکاوٹ دور کرنے کا
وسیلہ بنی تھی، وہ بھیگ رہا تھا، سر تا پیر کسی سرد حصار میں لپٹا ہوا۔
اور پاکستان میں اتری رات نہایت خوبصورت تھی، آسمان صاف تھا، جنوبی
ستارہ پوری شان سے ٹمٹما رہا تھا، وہ آج آفریدی حویلی آگئی تھی، نمرہ کو

ساحل کے سپرد کیے خود شاید اپنے آپ کے ساتھ وقت گزارنے کی طلب گار تھی۔

جنوبی ستارہ یکدم بادل میں چھپا تو مانی نے اپنے دل پر کرب سے ہاتھ رکھا، بادل نے تادیر اس ستارے کو اپنے اندر چھپائے رکھا، وہ تو سبکے لیے چمکتا تھا پھر کیسے اوجھل ہو سکتا تھا، لیکن وہ اوجھل ہو گیا تھا اور آمنہ آفریدی کچھ نہ کر پائی۔

.._____..

ایک نئی صبح زمین زادوں ہر اتر آئی، فائنلی لوئے اور لارا کی آمد کے بعد لعلین اور لئیق کا سفر بھی شروع ہوا، سب سے رخصت ہوئے، لئیق نے اپنی ذمہ داری لوئے اور دستگیر کے کندھوں پر ڈالتے ہوئے خود اک نیا سفر چنا مگر اب اسکی ہم سفر اسکے ساتھ تھی۔

وہ لوگ پہلے صوفیہ گئے، عدن سے ملاقات جیسے زندگی کا اہم حصہ تھا، وہ بچی بھی راہوں میں آنکھیں بچھا کر ان مہربان ہستوں کی منتظر رہنے لگی تھی، لئیق اور لعلین اسے واپسی پر جندل محل کا مستقل حصہ بنالیں گے یہ وعدہ دونوں نے جاتے ہوئے عدن سے کیا اور اس ماں باپ دونوں کی محبت کو ایک جیسا ترسی وہ بچی اس پر راضی ورضامان گئی۔

اسے لئیق ایزد پر اعتبار تھا کہ وعدے نہیں توڑتا، اس بچی کو لئیق ایزد میں بھلائی اور شفقت دیکھائی دی تھی۔

لئیق اور لعلین وہاں سے چلے گئے، عدن کو انتظار میں باندھ کر جو تب تک فیروزہ کا ہاتھ تھامے انکو ہاتھ ہلاتی رہی جب تک رہ صوفیہ کی نگاہوں سے اوجھل نہ ہوگئے، صبح ہوئی کئی اور سفر شروع ہوئے۔

رات ساری ساحل ہوسپٹل ہی موجود تھا مگر نو بجے کے قریب اسے ایک اہم کال پر تھانے جانا پڑا اور آگے سے ایک بھیانک خبر اسکا منہ چڑانے کو تیار تھی۔

شان نے اپنا کام کر دیا اور اس صفائی سے کہ کسی آدمی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی۔

ساحل خان کے غیض و غضب کا نشانہ اس وقت اسکا پورا تھانہ اور سٹاف تھا۔

"..کیسے بھاگ سکتا ہے وہ، بنا کسی مدد کے۔۔۔۔کیسے"

سیاہ آنکھوں میں اشتعال کی سرخیاں لیے ساحل بولا نہیں بلکہ دھاڑا تھا، ہر فرد جیسے اسکی دھاڑ پر سٹپٹا اٹھا، شان اسکے ساتھ الگ کھڑا تھا کیونکہ ساحل خان کو اس پر شک نہیں تھا اور اسی وجہ سے شان کی آنکھوں میں شیطانیت گاہے بگاہے ساحل خان کی اذیت پر ابھر کر معدوم ہوتی صاف دیکھی جا سکتی تھی۔

"سر ہمیں کچھ پتا نہیں ہے، میں تو سارا وقت اسکے سیل کے باہر تھا۔آہٹ تک سنائی نہیں دی.."

یہ وہی آدمی تھا جس کی کرسی شیراز آفندی کے سیل کے باہر تھی اور شیراز اسکی دی صفائی پر کھسیایا اور وہ لمحہ یاد کیا جب اس نے اس آدمی کے منہ کے پاس کوئی کیمیکل سپرے کیا جسکی وجہ سے وہ کچھ دیر نیند میں اتر گیا، شان نے تمام تھانے کے اہل کاروں کے ساتھ یہی کیا اور بڑی مہارت سے شیراز کو تھانے سے نکلوا کر اپنے لوگوں کے سپرد کیا جو اسے اپنے ایک اڈے پر لے کر جا چکے تھے۔

اس آدمی کی بات سن کر ساحل نے اسے بھی خون آلود نگاہوں سے لتاڑا جبکہ شان مسلسل ساحل کی بے بسی پر محظوظ ہو رہا تھا۔

"کوئی تو بھیدی ہے جس نے یہ لنکا ڈھائی، اگر وہ اپنی جان چاہتا ہے تو سامنے آجائے۔ کیونکہ اگر میں اس تک پہنچ گیا تو اس کو اپنی لاش کا آخری چیتھڑا بھی نہیں ملے گا"..

ساحل نے سب کو اپنی زہر بھری مشکوک نگاہوں میں باری باری لیتے جب شان پر آکر اپنی نظر روکی تو وہ جو مست سا تھا اچانک گھبرایا، شان نے خود کو ہر ممکنہ بے فکر اور اس حادثے پر ساحل جیسا غصیل دیکھانے کی کوشش کی مگر وہ بھول گیا تھا کہ وہ ساحل خان ڈیول کا شاگرد ہے۔

شان کی مُنصوعی اکڑ اور پر اعتمادی نے شان کے دماغ کو الرٹ کیا مگر ساحل نے دانستہ اپنی نظر اس سے یوں ہٹالی جیسے دیکھانا چاہتا ہو کہ شان تو اسکی نظر میں بہت اپنا ہے۔

شہریار سر نے جاتے ہوئے مجھے خاص شان پر انحصار کرنے کا یونہی تو" نہیں کہا ہوگا، کہیں انکا اشارہ اس شان نامی وفادار کتے کی وفاداری پرکھنے کی طرف تو نہیں تھا؟ اممم۔۔۔۔یس.."

فوری اپنے دماغ کو کام لائے ساحل نے وہ لمحہ ذہن میں لایا جب شیری نے اسے شان کے بارے بتایا تھا، شہریار کی اس لمحے آنکھوں میں کچھ تو تھا اور

اسے یاد کرنے کی دیر تھی کہ ساحل کی آنکھوں میں چمک سے ابھر کر غائب ہوئی، گویا شک یقین میں بدلنے میں لمحے لگے۔

کسی نے واقعی کوئی آواز نہیں سنی؟ کیا تم سب ڈیوٹی پر نہیں تھے۔"

حوالدار جہانگیر صاحب آپ تو رات کو سوتے بھی نہیں۔ پھر کیسے وہ گیا اور آپکو خبر بھی نہ ہوئی.."

ساحل کی آنکھوں میں منجمد غصہ، آواز میں اترا جبکہ حوالدار صاحب جو عمر میں کافی سینئیر تھے، دو قدم اٹھائے آگے آئے۔

صاحب میں واقعی رات کو نہیں سوتا، لیکن کل پتا نہیں کیسے آنکھ لگ گئی۔"

مجھے معاف کر دیں"

حوالدار صاحب باقاعدہ نم آنکھوں سے پشیمان ہوتے بولے جبکہ شان کے چہرے ہر اب کچھ کچھ فکر مندی درج تھی۔

"اور تم کہاں تھے شان؟"

وہ اس سے عمر میں بھلے بڑا تھا مگر عہدے کے لحاظ سے وہ ساحل خان کا ماتحت تھا تبھی بنا پلٹے ہی ساحل کے اس سوال پر شان کا دل ایک بار تو لرزا جیسے گماں ہوا ہو کہ اب وہ گیا۔

"سر میں اپنے کیبن میں تھا، فائیل ورک کر رہا تھا۔ آپ مجھ ہر شک کر ہی نہیں سکتے۔ شہریار سر آنکھیں بند کر کے مجھ ہر یقین کرتے تھے، ایک مہینہ بھی نہیں ہوا میری یہاں پوسٹنگ کو لیکن آپ کسی سے بھی پوچھ لیں، وہ میرے قابلیت کے قائل تھے۔ میں انکا دائیاں بازو تھا جناب، سو مجھے آپ اپنے جیسا الگ ہی سمجھیں.."

سوال کے جواب میں شان کی آئیں بائیں شائیں ہی وہ امید کر رہا تھا، مجرم کی بوکھلاہٹ کیسے منظر عام پر لانی ہے یہ ساحل دانیال خان سیکھ کر ہی بڑا ہوا تھا، خود حوالدار سمیت باقی کانسٹیبل اور جیونئیر بھی شان کے گڑ بڑانے پر ہقابقا سے ہوئے۔

ساحل نے اسکی باقی باتیں تو سن لیں مگر آخری ہر گز ہضم نہ کر سکا تبھی پلٹا۔

"تم انکا دائیاں ہاتھ تھے تو اتنی صفائیاں دینے کی کیا ضرورت ہے۔ چل مین! تم پر شک کر بھی کیسے سکتا ہوں۔ ہوا بھی شک تو تمہاری عمر کا لحاظ کروں گا۔ اب ساحل خان اتنا بھی بے ادب نہیں.."

ساحل خان کی آنکھوں میں منجمد نفرت اور تضحیک، شان کی نظروں سے مخفی نہ رہ سکی کیونکہ اس بندے کا لہجہ اسے خطرے کی گھنٹی محسوس ہوا۔

"ویسے تمہارا کیبین سیلز کے قریب ہی ہے، تم نے کوئی آہٹ سنی؟ یا تم بھی سو گئے تھے؟"

ساحل کا انداز ہی سامنے والے کو گھبرانے پر مجبور کر رہا تھا تبھی تو شان سے اسے دیکھنا محال ہوا۔

سر آہٹ نہیں سنی، میں چائے پیتا رہتا ہوں جس سے ڈیوٹی کے وقت "
"..آنکھ نہیں لگتی

یہ کی تھی شان صاحب نے غلطی اور جس طرح وہ آنکھیں چرا کر سرسری سے انداز میں گویا ہوا، ساحل نے حتمی فیصلہ کرتے ہی سر ہلایا جبکہ دو کانسٹیبل کو اپنے آفس آنے کا کہے ساحل وہاں سے جب گیا تو جس طرح شان نے سادھا ہوا سانس لیا وہ جہانگیر صاحب کی نظروں سے چھپ نہ سکا۔

یہ شان صاحب کیوں عجیب حرکتیں کر رہے ہیں۔ مشکوک باڈی"
لینگویج، اس پر نظر رکھنی ہو گی، بڑا جھاڑو بن رہا تھا، دیکھتا ہوں پتر تو کیا چھپا رہا ہے.. "ساحل تو ایک طرف یہ شہریار کا ہونہار حوالدار ہی لگتا تھا سچ نکلوا لے گا۔

شان تو اس فکر و پریشانی میں تھا کہ ساحل نے اسے اپنے روم میں کیوں نہیں بلایا۔

" تم دونوں سمجھ گئے ہو؟"

ساحل نے ان دو کو نا جانے کیا کہا جس پر وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر سر ہلا گئے۔

گڈ، لگ جاو کام پر۔۔۔۔۔۔۔کسی کو بھنک بھی نہ ہو کہ تم دو کو کیا کام دیا"

"..گیا ہے، ناو گو

سخت اور کھردرے لہجے میں دونوں کے چہروں پر سپاٹ نگاہ ثبت کی اور جانے کا کہا جس پر وہ جیسے ہی ساحل کے کمرے سے نکلے ویسے ہی تھانے سے بھی نکلے اور شان کو الجھن تھی کہ آخر یہ معاملہ کیا ہے سو وہ بھی اپنے آدمی کو میسج پر تھانے سے نکلتے ان دو اہل کاروں کا پیچھا کرنے کا پیغام بھیجتا خود ساحل کی گڈ بک میں درج یونے اسکے آفس کی طرف بڑھا جہاں ساحل نے شیری کے ڈرا میں رکھی ایک دو فائیلز نکالیں اور انھیں پڑھ رہا تھا۔

دستک پر بنا نظر اٹھائے ہی اندر آنے کی اجازت دی جس پر شان اندر آیا اور میز سے کچھ فاصلے پر رکا۔

"کہو شان"

نہایت سرد لہجہ۔

سر ہم ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں گے کیا، حکم کریں میں ابھی نفری" کے ساتھ اس خبیث کی تلاش میں نکلتا ہوں۔اسکا بھاگ جانا ہمارے ساتھ ساتھ اس شہر کی بدنامی بنے گا، شہریار سر کا نام خراب ہو گا۔ میں نے سنا ہے آج تک انکے تھانے سے کوئی چور اچکا تک فرار نہیں ہو سکا۔ آپکو اپنے استاد کے بنے بنائے نام کی فکر کرنی چاہیے.."

شان کے اکساتے ہوئے الفاظ پر ساحل ٹس سے مس نہ ہوا بس نظر فائیل پر سے اٹھا کر شان پر ڈالی۔

ٹھیک ہے جاو پھر، تم تو دائیاں ہاتھ ہو۔ بہت اچھے اور ماہر۔۔۔۔ چلو پھر "
جاواور رات سے پہلے شیر از آفندی کو یہاں لے کر آو۔ اگر تم نہ لا سکے تو
تمہیں شوٹ کروں گا، شہر یار جدون کے تھانے میں ہی اک نئ روائیت
ترتیب دوں گا۔ دائیاں ہاتھ کہلاتے آفیسر پہلی ہی ناکامی پر مار دیے جاتے
"..ہیں

ساحل نے یہ دھماکے اس پیار سے شان کے سر میں کیے کی کہ خود وہ لمحہ
بھر سن ہو گیا، ساحل خان محظوظ و مست تاثرات کے سنگ شان کے لٹھے
کے مانند سفید چہرے پر فرصت سے نظریں جمائے تھا جب شان کے حلق
میں خوف سے گھلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی اور اس سے پہلے شان اپنی گن
پر پکڑ جمائے اسے نکالتا، ساحل کے یکدم ہنس دینے پر شان نے گن واپس
دبائی۔

ارے بھئی مزاق کر رہا ہوں، تم کیوں سفید پیلے ہو گئے۔۔۔ جاو اسکی تلاش کرو۔ خبیث کو جلد واپس لاو اور پتا کرو کس نے اسکی بھاگنے میں مدد کی.."

ساحل کے فوری رنگ بدلنے پر شان کے سانس میں بھی سانس آیا، عجیب سی مسکراہٹ دیے جو دل مار کر دی گئی، وہ باہر نکلا اور وہیں ساحل خان کے چہرے کی رنگت لہو ہوئی۔

"مجھے شان پر شک ہے، بندہ ماہر اور شاطر ہے لیکن ہمارا نہیں ہے، تمہیں کلو دے دوں گا، جانتا ہوں تم میرے شاگرد ہو اور انحصار کرنے سے پہلے سامنے والے کی آزمائش لو گے پھر بھی یہاں چٹ چھوڑ رہا ہوں۔ تم احتیاط برتنا، بہت زیادہ وفادار ہی اکثر غدار نکلتے ہیں ساحل خان۔۔۔ دھیان سے.."

اسی فائیل میں موجود سفید چٹ پر شہریار کی جانب سے یہ وارننگ پڑھ کر ساحل کے سپاٹ چہرے کا رنگ بدلا اور ڈیول کے اس پیغام نے اسے گہرا مسکرانے پر مجبور کیا

آپ بے فکر رہیں سر، اس شان کا جنازہ تو میں پوری شان سے اٹھواوں"
"..گا

زہر میں بجھی خود کلامی جیسی سرگوشی کیے ساحل نے وہ چٹ مٹھی میں دبوچتے ہی اسے کئی ٹکڑوں میں تقسیم کیا اور اپنے انہی دو آدمیوں میں سے ایک کو پراسراری کے سنگ کوئی میسج ارسال کیا۔

کسی مانوس لمس پر مانی کی آنکھوں سے نیند اڑی، مدیحہ صاحبہ اسکے سرہانے بیٹھیں پیار سے اسکے بال سہلائے اسے کسمساتے دیکھے جبین پر جھکیں اور بوسہ دیا، خود مانی کو لگا جانے کتنے دنوں بعد جسم کی تھکن اتری ہے۔

"..دادو۔۔مجھے جگایا کیوں نہیں آپ نے، لگتا ہے دن چڑھ آیا"

نیند کا خمار آنکھوں میں بھرے مانی نے بھاری آواز میں انکو لاڈ سے پکارتے اپنا سر انکی گود میں رکھا، کمرے میں پھیلی کرنوں کی روشنی بتا رہی تھی ایک چمکدار صبح طلوع ہوئی ہے۔

دادو کی جان! میں نے خود سب کو منع کیا کہ تجھے سونے دیں۔ابھی پھر تو"

"..نمرہ کے پاس چلی جائے گی، اچھا ہے بہت سا سو لیا

مدیحہ صاحبہ کی شفقت پر وہ دھیما سا مسکرائی اور انکا ہاتھ پکڑے چوما، وہ اسکی پیار بھری نگاہ پر نثار ہوئیں۔

رات سو نہیں سکی ٹھیک سے، فجر کے بعد آنکھ لگی تھی۔ شیری کو بہت"
مس کر رہی تھی۔ بہت مشکل ہے انکے بغیر رہنا دادو، آپ کیسے دادا جی کے
"بغیر رہ لیتی ہیں؟

یکدم ہی اداس ہوئے وہ اٹھ بیٹھی تو مانی کے سوال پر انکی آنکھوں میں بھی ویرانگی اتر آئی، اپنے کھلے بال سمیٹ کر اسے بن کی شکل دیے مانی نے دم سادھے دادو کو دیکھا۔

جب انسان دنیا سے چلا جائے تب اور طرح کا صبر عطا ہوتا ہے، یا یہ سمجھو"
کرنا پڑتا ہے۔ تمہارا شیری تو بس تھوڑی دیر دور ہوا ہے میرے بچے۔
"..پریشان نہیں ہوتے، اللہ تم دو کو جلد ملائے گا

دادو کے دلاسا دیتے گلے لگانے کے باوجود مانی کو وہ سکون نہ ملا جو اسے درکار تھا پھر بھی انکو دیکھانے کو بہل گئی، مگر اب اسکا سارا سکون شہریار کی بازوؤں کی گرفت میں رکھ دیا گیا تھا۔

"..ان شاءاللہ"

آس بھری سرگوشی کیے وہ دادو سے مزید لپٹی۔

"..اچھا بات سن مانی، کیا تیرے اور شیری کے بیچ"

مدیحہ صاحبہ نے یہ بات دانستہ ادھوری چھوڑی تبھی مانی نے فوری سر اٹھائے انھیں جیسے گھبرا کر دیکھا وہ خود ہی مزید کہنے کے بجائے خاموش ہو گئیں۔

نہیں دادو، گل ممی نے انکو سمجھایا ہوا تھا کہ ابھی مانی چھوٹی ہے۔آپ فکر"

"..مت کریں

مانی نے فوری سمجھ کے مطابق بتایا جس پر انھیں نئی فکر گھیر گئی تبھی تو مانی کا ہاتھ انہوں نے متفکر ہوئے تھاما۔

مطلب تم دو کے بیچ دوری رہی، وہ تمہارے ساتھ ٹھیک نہیں تھا۔ایسا"

ممکن کہاں ہے بچے کہ شوہر اتنا صابر ہو، دیکھ مانی مجھ سے کچھ چھپانا

"..مت

دادو کی نئی پریشانی پر مانی کے چہرے پر کئی رنگ آکر گزرے اور اسے سمجھ نہ آئی وہ دادو کو کیسے مطمئین کرے۔

"دادو جیسا آپ سمجھ رہی ہیں ویسا کچھ نہیں ہے، وہ خود چاہتے تھے میں اس سب سے دور رہوں۔ آپ ٹنشن مت لیں، میرے اور شیری میں سب ٹھیک ہے.."

فطری حیا میں سمٹی وہ اپنی طرف سے انھیں مطمئین کر رہی تھی پر مدیحہ صاحبہ کو نا جانے کیوں تسلی نہ ملی۔

"تم کہہ رہی ہو تو مان لیتی ہوں، ورنہ شوہر اتنے صابر نہیں ہوتے۔ بھلے بیوی کتنی ہی نازک کیوں نہ ہو۔ اگر شہریار نے واقعی یہ تمہارے لیے قربانی دی ہے تو اس سے صاف واضح ہے کہ اسے خود سے زیادہ تم عزیز ہو.."

دادو کی یہ فکر و پریشانی میں لپٹی باتیں سن کر وہ خود بھی نہیں جانتی تھی کب مسکرادی اور مدیحہ صاحبہ نے اسکی مسکراہٹ قربان ہوتے دیکھی۔

"قربانی کیسی دادو؟ کیا اس سے انکا کوئی نقصان ہوا ہوگا؟"

مسکراہٹ نے کسی فکر کا روپ دھارا تو وہ فورا سے پوچھ بیٹھی اور مدیحہ صاحبہ بس پراسرار سا مسکا ہی سکیں۔

جب واپس آئے گا تو خود پوچھ لینا نقصان، اب اٹھ جا۔ ناشتہ کرلے"

".. بھجت تجھے ہو سپٹل ڈراپ کردے گا

دادو نے یہ معاملہ راز ہی چھوڑتے بہت ہوشیاری سے دامن چھڑوایا اور کھڑکیوں پر گرے دبیز پردے ہٹا کر ہلکی ہلکی دھوپ کو کمرے میں آنے کا راستہ دیے کمرے سے چلی گئیں جبکہ مانی نے اداسی کے سنگ باہر سے اندر آتی پر حدت کرنوں کو دیکھا تو وہ ظالم شخص ٹوٹ کر یاد آیا اور یہاں مانی نے اسے یاد کیا وہیں کلائی میں بندھے بریسلٹ نے بلنک کرتے وائبریٹ کیا،

اچھوتی دلفریب مسکراہٹ نے شہریار کے بحاف پر مانی کے ہونٹوں کو چوما اور جواب دیتی وہ ہنوز متفکر ہوئی۔

"پتا نہیں آپ نے اپنا کون کون سا نقصان کروالیا ہوگا شہریار، مجھے بہت برا لگ رہا ہے۔ دادو بھی ٹھیک سے سمجھا کر نہیں گئیں۔ اف! اب اس ایک بات کے جواب کے لیے تین سال ویٹ۔۔۔۔۔ کیا زندگی ہے تیری آمنہ۔ آئی مس یو سو مچ شیری۔۔ کیسے رہوں آپکے بنا.."

نہایت کوفت کے سنگ اپنی بے بسی پر بڑبڑاتے وہ بستر پر مارتی اُٹھی اور اس شخص کو شدت سے یاد کیا، آئینے میں اپنے پھیکے پڑتے رنگ کو دیکھا اور نمرہ کے پاس پہنچنے کے لیے ریڈی ہونے بڑھی، آج شازیہ صاحبہ کی رسکی سرجری تھی اور اسے نمرہ کی ہمت بننا تھا سو فی الحال اپنی الجھنیں مانی نے ایک طرف کر دیں۔

ناشتہ اس نے سیلی، بھجت اور دادو کے ساتھ ایک اچھے پر سکون ماحول میں کیا پھر کچھ وقت اپنے پیارے بچپن کے پالتو کتے کے ساتھ گزارے وہ بھجت کے آفس جاتے ہوئے اسکے ساتھ ہو سپٹل چلی گئ۔

.._____..

ساحل خان نے جن دو لوگوں کو خفیہ کام پر لگایا، ان دو کا پیچھا کرنے والے شان کے آدمی کو دونوں نے بروقت دبوچا اور اس سے اسکا فون بھی لیا جبکہ ایسا مکا منہ پر رسید کیا کہ امید واثق تھا وہ رات تک ہوش میں نہیں آسکتا تھا جبکہ اسکے فون سے ساحل خان کے بھیجے دو آدمیوں میں سے ایک نے شان کے میسج کا جواب وہی دیا جو اسے ساحل خان نے دینے کو کہا تھا۔

چائے والے سے بھی پوچھ گچھ ہوئی جس نے کل رات تھانے میں چائے نہ دینے کی یقین دہانی بھی کروائی یہ کہہ کر کہ کل رات وہ جب چائے دینے گیا، شان صاحب نے اسے منع کیا کہ آج ڈیوٹی نہیں ہے۔

شک مزید پکا ہوا تو وہ دونوں واپس تھانے آئے اور ساحل خان کو ساری خبر دی۔

جبکہ شان نے احتیاطاً تھانے سے شام تک نکلنے کی کوشش نہ کی بس یہ عیاں کرتا رہا کہ وہ مخبروں کی خبر کا منتظر ہے تاکہ ساحل کو اس پر شک نہ ہو، وہیں مانی ایک بجے ہی واپس ہوسپٹل نمرہ کے پاس پہنچ چکی تھی، چھ بجے شازیہ آفندی کی سرجری تھی، وہیں ٹھیک ساڑھے تین بجے خود شان بھی نفری کے ساتھ یہ کہہ کر تھانے سے نکلا کہ مخبر نے شیراز آفندی کی خبر دی ہے۔

ساحل خان کی عقابی نظریں صبح سے شان پر جمی تھیں تبھی وہ کسی کو بھیجنے کے بجائے خود شان کے تعاقب میں نکلا مگر جب وہ تھانے سے نکل رہا تھا تبھی جہانگیز صاحب کے رازدارنہ پکارنے پر رک کر پلٹا۔

"..سر، ایک اہم بات بتانی تھی آپکو"

حوالدار صاحب کے لہجے میں احتیاط تھی اور تبھی ساحل نے بھرپور توجہ ان کی جانب مبذول کیے انھیں سنا۔

مجھے شان صاحب کچھ مشکوک لگے تبھی میں نے انکے آفس کی تمام" تلاشی لی، یہ کچھ مشکوک چیزیں ملی ہیں۔اس کے لیے معذرت چاہتا ہوں مگر کئی سالوں سے شہریار صاحب کا وفادار ہوں، انکے تھانے میں کچھ غلط ہو

"..یہ برداشت نہیں ہوتا

جہانگیر صاحب کے ہاتھ میں ایک شاپر تھا جس میں کچھ فوٹو اور چند رسیدیں تھیں، ساحل نے ان سے وہ شاپر لیا اور وہیں کھڑے کھڑے ہی ان فوٹو گرافس کو دیکھنے لگا جس میں ایک تصویر عدن کی تھی جسے ساحل کچھ پہچان نہ سکا جبکہ ایک شان کی کسی برٹیش گہرے گندمی رنگ والی لڑکی کے ساتھ تصویر تھی، یہ عدن کی ماں پلک تھی جس نے چند ماہ شان کے ساتھ اپنے باپ کے مجبور کرنے پر ڈیٹ کیا اور یہ اس لڑکی کے ساتھ شان

کی تب کی تصویر تھی مگر آفتاب منصوری سے ملنے کے بعد وہ باپ اور اسکے اس چہیتے کو لات مار آئی تھی، شان اس لڑکی سے دلی وابستگی رکھتا تھا سو یہ قصہ پرانا تھا مگر ساحل کے ہونٹوں پر ضرور محظوظ سی مسکراہٹ اتر چکی تھی۔

"بہت اچھا کیا آپ نے، دیکھیں جہانگیر صاحب۔ ابھی میں صرف آپ پر ہی بھروسہ کر سکتا ہوں۔ سو میری غیر موجودگی میں آپ سب پر نظریوں ہی برقرار رکھیں۔ باقی شان کن چکروں میں ہے، میں خود دیکھ لوں گا۔ تھینکس آ گین.."

ساحل نے نرم سی سنجیدگی کے سنگ انھیں جواب دیا اور وہ فوٹوز اور کچھ بنک کے رسیدی کاغذات اپنی جیکٹ کی جیب میں رکھے وہاں سے نکل گیا۔ ساحل نے باہر پورچ میں کھڑی اپنی گاڑی میں بیٹھتے ہی اسے سٹارٹ کیا اور تھانے کی حدود سے نکالا۔

شان بیوقوف اور کم عقل ہر گز نہیں تھا سو اس نے ایک گھنٹہ تو نفری کے ساتھ مختلف جگہوں اور مخبری کے نام پر کئی آس پاس کے مشکوک علاقے چھانے اور پھر ناکامی ملنے پر وہ اپنے لوگوں کو تھانے واپس روانہ ہونے کا کہے خود راستے میں ہی اپنی گاڑی سے اتر گیا۔

جبکہ جس جگہ شان گاڑی سے اترا، وہیں کچھ فاصلے پر ساحل خان گاڑی میں بیٹھا اس پر اپنی نظر جمائے ہوئے تھا، دونوں فوٹو گرافس کے بارے ساحل نے پتا لگوالیا تھا، جو لئیق ایزد کی ملائشیا پہنچتے ہی اسے رآیان کی ای میل کے باعث تھا جس میں اس نے میکال سیریز کا پورا بائیوڈیٹا ساحل کو لئیق کے کہنے پر ارسال کیا اور یوں اسے ساری گیم سمجھ آچکی تھی۔

شان کچھ دیر ایک اوپن ڈھابے پر شام چھ بجے رکا تبھی ساحل نے بھی اپنی گاڑی کچھ فاصلے پر رکھے اس پر نظریں جمائے رکھیں اور پھر اسے دستگیر کی کال آئی، نمبر وہ پہلے ہی سیو کر چکا تھا، رسمی علیک سلیک کے بعد دستگیر نے اسے مطلوبہ معلومات دیں۔

عدن نامی وہ بچی، لئیق بھائی کے ادارے صوفیہ میں محفوظ ہے۔اسکی فکر "
کرنے کی ضرورت نہیں۔رہی بات اس شان اور پلک کی تو شان اس لڑکی
میں دلچسپی رکھتا تھا، پلک، جرائم کی دنیا میں اپنے باپ کا دائیاں ہاتھ تھی اور
تبھی میکال سریز چاہتا تھا کہ شان اور پلک مل کر اس کی طاقت بنیں، وہ
اپنے منہ بولے بیٹے شان سے پلک کی شادی کے حق میں تھا تاکہ یہ دونوں
مل کر اسکے جرائم کے کاروبار کو مضبوط کریں، لیکن عین وقت پر بیچ میں
آگیا آفتاب منصوری۔پلک اور آفتاب کا دھواں دار عشق ہوا، اس نے اپنے
باپ کی مرضی کے بنا آفتاب سے شادی کی اور یہاں آگئی۔ لیکن میکال
سریز نے اپنی مجروع ہوئی انا کا بدلا اکثر لیا اور آخر سات آٹھ سال بعد پلک
یعنی اسکی بیٹی میکال سریز کے حملے کے تحت مر گئی، تبھی وہ عدن کے پیچھے
پڑا تاکہ کل کو اسکا یہ دھندا اسکی نواسی سنبھالے۔یہ انفارمیشن تھی جو شہریار
دونوں نے کہا تھا تم تک پہنچادوں ساحل، تم مجھے اپنا مددگار اور لئیق بھائی
سمجھ سکتے ہو "

یہ سب اس وقت ساحل خان کی بہت بڑی مدد تھی۔

بہت شکریہ آپکا دستگیر بھائی، یعنی اس شان کا کھیل ختم ہوا چاہتا ہے۔"

".. جلدی آپکو اچھی خبر سناتا ہوں

ساحل نے مشکور ہوتے کال بند کی کیونکہ شان اس ڈھابے سے نکل چکا تھا تبھی ساحل خان نے بھی اپنی گاڑی وہیں روکے باہر نکلتے لاک کی اور پیدل ہی گن لوڈ کر کے جیکٹ کی اندرونی جیب میں دبائے اسکا پیچھا کرنے لگا۔

شان بہت ہوشیاری سے کئی جگہوں سے ہوتا ہوا ایک سنسان علاقے کی گلیوں میں گھسا، جہاں خاصے بوسیدہ گھر اور خستہ حال عمارتیں تھیں۔

شان کے قدموں کا بنا اسے خبر کیے ساحل پیچھا کرتا رہا اور آخر کار شان اپنے اڈے پر پہنچا جو ایک کھلی چار دیواری میں بنی خالی حویلی جیسا علاقہ تھا جہاں بس دائیں دیوار کے ساتھ کچھ کچے کمرے تعمیر تھے، پوری حویلی میں عمارتوں کی تعمیر کے بعد بچا کچا مواد سمینٹ بجری اور ریت کی بہتات یونہی

بے ترتیبی سے پڑی تھی، ساحل نے اسکا پیچھا ہنوز جاری رکھا یہاں تک کہ شان ان اینٹوں سے تعمیر شدہ دو کمروں میں سے ایک کا دروازہ کھولے اندر گیا تو بھیانک سی آواز ان زنگ آلود دروازے کے کھلنے سے باہر تک پھیلی۔ ساحل نے بھی اپنے قدم ہیچھے بڑھائے مگر وہ کچھ آوازوں کے کان میں پڑنے پر محتاط ہوا اور رکا۔

وہاں دیوار پر دو سیاہ ہیولے واضح دیکھائی دے رہے تھے۔

"کیا واقعی آپ اسے بھگانے والے ہیں شان سر؟"

ان دو ہیولوں میں سے ایک ہلا اور اسکی آواز میں سمٹی حیرت ساحل نے باآسانی محسوس کی۔

نہیں جیم! اس سے ایک کام نکلوانا ہے۔ جال بچھا دیا ہے، پرندہ ہماری پکڑ" ".. میں آچکا ہے

شان کے یہ الفاظ سن کر ساحل کی آنکھیں حقارت و جکڑے جانے کے فطری خوف سے بھریں اور اس سے پہلے ساحل اس جگہ سے اپنا دفاع کیے

نکلتا، اسے لگا کسی نے سر پر اس بری طرح لوہے کی کوئی چیز ماری ہے کہ ساحل دانیال خان وہیں اپنا سر پکڑے زمین بوس ہوا۔

چند خباثت بھرے قہقہے فضا میں گونج اٹھے۔

ساحل کو رسیوں سے جکڑ کر کرسی پر بیٹھانے کے بعد اسکی کرسی عین شیراز آفندی کے سامنے رکھی اور گرم پانی کی بالٹی بھر کر شان کے آدمی جیم نے ساحل کے منہ پر پھینکی۔

سر میں اٹھتی ٹیس، جسم کے بھیانک درد کے سنگ ساحل نے اپنی آنکھیں کھولنے کی سعی کی تو اپنے سامنے کا منظر دیکھ کر اسکی حرکت کرتی کائنات تھم گئی، سامنے کرسی پر حقارت سے بھرا بیٹھا شیراز تھا جبکہ اسکے ساتھ زہر خندی سے ساحل پر قہقہے لگاتا شان جبکہ جیم نے بھی بالٹی ایک طرف پھینکتے اپنی گن نکال کر ساحل کی کن پٹی پر رکھی۔

ایک لمحہ تو ساحل کو لگا بس اسکا آخری دن آ پہنچا۔

"..تم دونوں زندہ نہیں بچو گے، غدار"

ساحل دونوں کو لہو ہوتی آنکھوں سے دیکھتے غرا اٹھا جبکہ شان نے ہنستے ہوئے دو قدم اسکی طرف بڑھائے جسکے چہرے اور جسم کی رگیں بھیانک حد تک تنیں تھیں اور کھولا ہوا خون حرکت کرتا واضح دیکھا جا سکتا تھا۔

تو واقعی ڈیول کا شاگرد نکلا ساحل پر وہ کیا ہے کہ ابھی بچہ ہے میرے" آگے، ہاہاہا۔ مجھے شک ہو گیا تھا کہ تیری سونگنے کی بونے کام دیکھا دیا تبھی تیرے لیے یہاں جال بچھایا، اب ہو گی ہماری جیت۔۔۔۔ نمرہ سے نکاح کر کے تو میری ذاتیات میں گھس گیا ہے، اور تیرے اسی جرم کی سزا میں تیرا یہ پیارا سسر تجھے جہنم بھیجے گا۔ اور پھر نمرہ کو سہارا دے گا شان۔ تجھے تو مفت میں مل گئی وہ، نہ نہ۔۔۔۔۔ پلک کے معاملے میں تو صبر کر گیا کیونکہ ".. وہ آفتاب بڑا حرامی اور طاقتور تھا، لیکن تو تو میری پھونک کی مار ہے شان نے اپنی گن شیراز کو تھماتے جب یہ زہر اگلا تو ساحل کی لہو ہوتی رنگت سے لمحہ بھر جیم بھی بوکھلایا کیونکہ جس طرح ساحل نے بندھی

رسیوں کے باوجود کرسی کو آدھ موا کیا اس سے یہ صاف ظاہر تھا کہ ایک اور جھٹکے پر ساحل اس قید سے آزاد ہو جائے گا۔

"تجھے وہ موت دوں گا شان کہ موت بھی تیری عبرت پر لرز اٹھے گی، اپنی اس گندی زبان سے میری بیوی کا نام مت لے، تم دونوں کو قبر بھی نہیں ملے گی"..

ساحل مسلسل اپنے بندھے ہاتھوں کو جھٹکے دے کر دھاڑ رہا تھا جبکہ جیم کے ساتھ اس بار اسکے ڈھیلے پڑتے ہاتھ دیکھ کر شان کی ہوا بھی کسی، تبھی تو اس نے شیراز کا گریبان پکڑے اسے کھڑا کیا اور گن اس کے ہاتھ میں تھمائی، ساحل نے پوری بہادری سے یہ سچویشن ہینڈل کی جبکہ شیراز آفندی کے ہاتھ نا جانے کیوں عین وقت پر کانپے، شاید وہ اپنی عبرت سے خوف کھا بیٹھا کیونکہ سامنے بیٹھا شخص اسکی لاڈلی اور نازوں سے پلی بیٹی کا سہاگ تھا، وہ اس لمحہ غدار سے یکدم ایک مجبور بسپ بن گیا۔

اپنی زندگی تو برباد کر چکا ہوں، کیا اپنی بیٹی اور بیوی کے اس سہارے کو"
بھی مار دوں؟ کیا گرانٹی ہے کہ صاحب عالم مجھے اس شکست کے بعد خوشی
"..خوشی قبول کریں گے

شیراز کا دل اسے اس ظلم پر ملامت کرتا چیخ رہا تھا جبکہ شان اور جیم کی حالت یوں تھی جیسے انکو سانپ سونگھ گیا ہو، البتہ ساحل کی خونی نگاہیں ہی شیراز کی ہمت کا قتل کرنے کو کافی تھیں، شیراز کے ہاتھوں میں مسلسل ہوتی لرزش پر شان کا میٹر گھوما، مگر اس سے پہلے کہ شان کچھ کرتا، شیراز نے گن بنا مہلت دیے شان کی طرف کیے چلائی، اسی لمحے جیم نے گن چلائی اور گولی شیراز آفندی کے سینے کو پار کر گزری۔

شان کے بازو پر شیراز کی چلائی گولی لگی مگر اس سے پہلے وہ ساحل کو مارتا، جیم نے شان کا ہاتھ پکڑا اور بھاگ نکلا، ساحل خان اپنی پوری قوت لگائے دھاڑا اور زور لگانے کے سبب ڈھیلی ہوئی رسی بھی کھلی اور لکڑی کی کرسی کے تین چار ٹکڑے ہو کر ہوا میں اچھلے مگر جب تک ساحل اپنی زمین پر

پڑی گن اٹھا کر ان بگوڑوں کے پیچھے بھاگتا، دونوں کو نا جانے زمین نگل گئی یا آسمان۔

ہاتھ کا مکا بنا کر قریبی دیوار پر مارے ہاتھ خراشوں سے لہولہان کرتے وہ حلق کے بل چیخا، یہ ناکامی اسکے اندر کا لہو سلگا گئی۔

"..تم دونوں جہاں جا کر چھپ جاو، تم دو کی قبر ساحل خان ہی کھودے گا"

مخدوشی میں غرا کر کہتا وہ گن تھامے واپس اندر بڑھا تو زمین پر بن پانی کی مچھلی کی طرح تڑپتے شیراز آفندی کو دیکھ کر ساحل کی ساری نفرت کہیں دور جا مفقود ہوئی، وہ بھلے غدار تھا مگر ساحل خان کو مارنے کے بجائے اس نے اپنی قربانی دی تھی اور یہ وہ لمحہ تھا جب چاہ کر بھی ساحل سنگدل نہ رہ سکا۔

"..م۔۔میری ب۔۔بیٹی ک۔۔کی خ۔۔خفاظت کرنا"

یہ وہ آخری جملہ تھا جو خون میں لت پت شیراز آفندی نے ساحل کا ہاتھ پکڑے کہا اور اگلے ہی لمحے اسکی جان اسکے بوسیدہ گناہ گار جسم سے پرواز کر گئی۔

یہ حادثہ ساحل خان پر بہت گہرا اثر چھوڑ چکا تھا، کچھ دیر تک تھانے کے لوگ آئے اور شیراز کی ڈیڈ باڈی کو لے گئے، تمام تر قانونی کاروائی کے بعد ساحل نے جہانگیر صاحب کو اسکے کفن دفن کی ذمہ ساری سونپی اور خود گھر نکلا تاکہ خلیہ درست کیے ہوسپٹل جائے، شازیہ صاحبہ کی سرجری اب تک جاری تھی اور نا جانے نمرہ پر مزید کونسی قیامت اترنی باقی تھی۔

.._____..

یہ تو بہت اچھی بات ہے لارا، تم میرے ریسٹورنٹ ایک کیا دونوں"
سنبھال لو۔اب میں ویسے بھی بڈھا ہو گیا ہوں۔سچ پوچھو تو یہ بات سن کر
"..مجھے دلی راحت ملی ہے

جندل محل میں ڈنر لگ چکا تھا اور ابھی سے سب لعلین اور لئیق کو مس کر رہے تھے مگر چونکہ لارا اور لوئے نے انکی کافی کمی پوری کی تھی سو سب مسکراتے چہروں کے سنگ ڈنر کر رہے تھے، لوئے نے ہی بابا سے لارا کی دلچسپی کا ذکر کیا اور فرہاد صاحب یوں تھے گویا چاہتے ہی یہی ہوں، انکی جوابی تائید پر سب اہل خانہ کے چہرے پر شرارت بھری مسکراہٹ دوڑ گئی۔

یہ تو پہلے ہی نور کے ملنے پر لیزی ہو گئے، تم نے تو انکے منہ کی بات چھین لی"
"..بچے

نور نے بھی ہنستے ہوئے اپنے جناب کی میٹھی سی کلاس لی۔

کوئی بات نہیں، انکو بھی ریسٹ کا اور آپکے ساتھ پر سکون سی ویکیشن کا"
".. حق ہے، صبور آپ چاہیں تو میرے ساتھ اس کام میں شامل ہو سکتی ہیں

لارا کی مسکراہٹ بھی یہ کہتے گہری ہوئی کیونکہ اس معاملے میں وہ فرہاد صاحب کے ساتھ تھی۔

"نہیں بابا میں تو ہمیشہ کی طرح موج کروں گی، گھر رہ کر۔۔۔ ویسے بھی مجھے امے جان سے نئی نئی ریسپیز سیکھنی ہیں اب، لال نور اور امے جان کی کمپنی انجوائے کرتے ہوئے آرام فرماوں گی.."

صبور کی تو بزنس کے جھمیلوں سے جان سی گئی جس پر سب ہی ہنسے۔

"اسکی ان کاموں میں جان جاتی ہے، میں جانتا ہوں۔ کوئی نہیں تم میرے لیے نئے نئے گانے لکھ دینا ویلی سئنئر، وہ کیا ہے کہ ہم نہیں چاہتے گھر بیٹھے تم کو زنگ لگے.."

لوئے کا شرارت بھرا روپ اپنی پوری آب و تاب سے واپس آ چکا تھا تبھی تو سب خوشی کے ساتھ حیرت زدہ بھی تھے۔

"اوہ ہیلو! تمہارے اوٹ پٹانگ گانے نہیں لکھ رہی۔ میرے پے رہو گے تو انڈے ٹماٹر ہی پڑیں گے.."

صبور نے فوراسے جان بچائی اور سب بڑے انکی یہ نوک جھوک بڑی مدت بعد انجوائے کر رہے تھے۔

"تم بے فکر رہو، جب لوئے کی آواز ملے گی ساتھ تو آڈینس پاگل ہو جائے گی۔۔۔ویسے میرے گانے یہاں کسی کو خاص پسند نہیں، بابا آپکو تو سخت چڑ ہوا کرتی تھی۔۔۔آپکو سننا چاہیے، اس عمر میں انسان کو رومانوی گیت سننے چاہیں.."

لوئے نے اترا کر کہنے کے بیچ فرہاد صاحب کو متوجہ کیا جو پہلے ہی ان سب کو محبت سے تک رہے تھے۔

"مجھے لگتا ہے اب سننے میں کوئی قباحت نہیں، لیکن اگر بونگے لئیر یکس ہوئے تو میں تمہاری پٹائی کر دوں گا.."

بابا کا مسکرا کر تمہید باندھنا اسے بھی ہنسا گیا۔

ڈونٹ وری، دل سے لکھتا اور گاتا ہوں۔ ویسے آپکی بہو کی آواز مجھ سے "
زیادہ اچھی ہے۔ ہم نے ساتھ پرفارم کیا تھا، یادگار تھا وہ دن۔۔۔۔ تباہ ہو گیا
پر کوئی نہیں، لارا میرے ساتھ ہے تو میں اپنا ہر دن دوبارہ سے خاص بنالوں
"..گا

اس پرفارمنس کے یادگار لمحے لوئے کو مسکرانے اور پھر لارا کی وہ جان ہارتی
حالت اداس سا کر گئی جس پر لارا نے اسکے ہاتھ کو جکڑے مسکرا کر دیکھا،
دستگیر، صبور، نور، فرہاد صاحب اور مریم بی کی آنکھیں ان دو بچوں کے لیے
رشک و انسیت سے بھری ہوئی تھیں۔

ان شاءاللہ، تم دونوں کا ہر لمحہ گزرے لمحے سے پیارا اور سپیشل ہو۔ "
میرے سب بچے خوش رہیں۔ میرا لئیق، میرا لوئے، میرا دستگیر، صارم اور
"..شیری بھی

نور کی محبت سب کے لیے ایک جیسی تھی، لیکن لئیق کو وہ ابھی سے مس کر
رہی تھیں، بلکہ بہت زیادہ۔

وہیں کیانی پیلس کا منظر آج کچھ سپیشل تھا، نیہا کی پرزور فرمائش پر آج وہ اور ہمایوں باربی کیو کر رہے تھے، لان میں ہی چھوٹا سا سیٹ آپ ترتیب دیا تھا اور ڈاکٹر پلس سیاسی صاحب کو بیوی نے سیخیں دہکانے اور کبابوں کو بنانے پر لگا رکھا تھا اور مسلسل انکی مہارت پر دھیما دھیما ہنس رہی تھی۔

"میں اور صبورا اکثر ایسا کرتے تھے، اسے ایسے کاموں کا بہت شوق ہے۔ اور تمہاری طرح بنا کوئی ہلپ کروائے وہ بھی صرف اپنے ڈیڈی کو شیف بنا دیکھتی دانت نکالتی تھی.."

ہمایوں جو بڑی مہارت سے سیخوں پر لگے کبابوں پر آئل لگا رہے تھے، نیہا کی مسکراتی صورت نہاری تو کہے بنا نہ رہ سکے۔

"ہاہا تو آپ مجھے بھی لگا دیں کسی کام پر، آپ نے خود کہا تھا سب میں کروں گا۔ اب اگر میں نے حصہ ڈال دیا تو کہیں آپکے ہاتھ کے سپیشل زائقے کا خلیہ نہ بگھڑ جائے.."

بن چکی سیخ کو ہاتھ میں پکڑے گرم تکہ اتار کر منہ میں ڈالے نیہا نے ہنس کر کہا تو دہکتے کوئلوں سے اٹھتے دھوئیں کو ہاتھ سے یہاں وہاں پھیلائے وہ خشمگیں نگاہوں سے نیہا کو گھورے۔

"..تم مجھے بس دیکھتی رہو، یہ سب سے اچھا کام ہے"

ہمایوں کی لفظی شرارت پر وہ تکے کی پرفیکٹ زائقے کا مزہ لیتی ہنسی اور ایک پیس انکی طرف بڑھایا۔

"وہ تو نیہا ہر وقت کرتی ہے، اب کچھ نیا بتائیں"

پراسرار مسکان لبوں پر بکھیرے بولی تو جناب بھی شرارتا بائیٹ منہ میں لے کر چباتے اسے دیکھنے لگے۔

"..کوشش تو جاری ہے کچھ نیا کرنے کی، اب دیکھو کب رزلٹ آتا ہے"

نیہا کے چہرے کی رنگت انکی اس بات پر فوری لال ہوئی، پر حیا چہرے کے سنگ وہ فوری نظر پھیر گئی مگر اسکا بلش کرنا ہمایوں کی نظروں سے مخفی نہ تھا جو دن بدن واقعی نیہا کے بہت قریب آ چکے تھے۔

"سب باتیں بولنے والی نہیں ہوتیں ہمایوں"

نیہا نے لاج لیے زرا ہچکچاہٹ سے کام لیا مگر ہمایوں بے ارادہ ہنس پڑے۔

میں توسب بولوں گا، وہ بھی جو کبھی کہنے کی نوبت نہ آسکی۔اور ویسے بھی"

" مجھے سننے والا میرا اپنا حصہ ہے، اور خود سے کیسا پردہ۔۔۔۔

اس بندے کی توجہ، نرمی، پیار اور خلوص نے ہی تو نیہا کو اسکے روٹھے رنگ لوٹائے تھے تبھی تو وہ ہمایوں کے زمین سے اٹھ کر پاس کر آکر بیٹھنے پر جذباتی سی ہو کر انکی بازو پکڑے ساتھ جا لپٹی۔

"مجھے اپنی زندگی پر رشک آنے لگا ہے"

وہ اسکے گرد بازو حصار لیتے سفید رنگ ہوئے اس لان بینچ پر ٹیک لگائے بیٹھے تھے اور نظر دھواں اگلتے انگاروں پر تھی، انکے ہاتھ میں نیہا نے اپنا ہاتھ تھمایا اور بولتے ہی چہرہ اوپر کو اٹھائے انھیں دیکھنے لگی۔

وہ چند ثانیے چپ رہے جیسے کوئی بہت بااثر لفظ کی تلاش جاری ہو، میکانکی طور پر نیہا نے اپنی ہتھیلی انکے چہرے سے جوڑی اور انکو یہ احساس دلایا کہ جب نیہا پاس ہو تو وہ صرف اسے دیکھا کریں۔

اور مجھے تم سے عشق ہو رہا ہے، عادت اور محبت تو بن چکی ہو۔اب میری"

"پائیداری اور ہمت بن رہی ہو

نیہا کے کان پر جھولتی بالوں کی لٹ کو کان کے پیچھے اڑسائے رہ متبسم سرگوشی میں بولے تبھی تو شوخ ہوتی وہ ہنسی اور انکے رخسار پر پیار دیا۔

یہاں اس جگہ آپکے اتنے قریب میں دنیا بھول جاتی ہوں ہمایوں، آپکی" آنکھیں آپکی طرح پرانی نہیں، نہ آپکا دل قدیم ہے۔آپ نے مجھے میرے جیسی محبت دی اور اپنا گرویدہ کیا۔میں آپکے بنا شاید اب دوسری سانس بھی "..نہ لے پاوں، یہ دنیا ایک قید خانہ ہے اگر اس میں آپ نہیں

وہ یوں انکو دیکھ کر اپنے جذبات بتاتی تفاخر میں مبتلا اک پری ہی لگی تبھی تو انکا دل چاہا اٹھا کر دل میں رکھ لیں۔

مجھے نہیں لگتا تم نے مجھے پرانا ہونے دینا ہے، ہر دن تمہاری توجہ سے یہ"
بڈھا نکھر رہا ہے۔ ڈر ہے آگے پیچھے کے لونڈوں پر یہ انکل بازی نہ لے
"جائے۔ اتنا بھی پیارا نہ بناو مجھے کہ دنیا جل جائے

اس سے پہلے کہ وہ خود بہک جاتی، وہ شرارت پر اتر کر نیہا کو ہنسنے اور خود کے سحر میں مبتلا ہونے سے باز کر بیٹھے۔

آپ نیہا کی جان ہیں تو دنیا کو یہ پتا لگنا چاہیے، جو جلنا چاہے دل کھول کر جلے"
بھئی۔ میں تو آپکو یونہی پیار سے رکھوں گی، اپنے دل کا حاکم بنا کر۔ اپنے سر کا
"تاج بنا کر

بس نیہا کی انہی باتوں کے آگے وہ ہار جاتے تھے، وہ انکی نرم روح کو جنجھورتی پر سکون گرفت میں سانس لے رہی تھی، اور ہمایوں کے لیے یہ تنہائی، یہ نرم گرم لمس کی فسوں خیزی، ماحول پر بھاری پڑ رہی تھی، اور اب انکے لیے نیہا سے اجازت لینی ضروری نہیں تھی، اب وہ اپنی خوشی اور

سکون کی جب چاہے شدت بڑھا لیتے تھے، اور یہی نیہا کی خواہش اور اسکا دائمی سکون تھا۔

.. _____ ..

وہ دونوں رات کے اس وقت ہوسپٹل کے بیرونی احاطے میں لگے بینچ پر بیٹھے تھے، بیچ میں مناسب فاصلہ تھا، جو حقائق ساحل نے مانی کو بتائے اس پر وہ کچھ ساعتیں کچھ بولنے کے قابل ہی نہ رہی، اندر آئی سی یو میں شازیہ صاحبہ زندگی اور موت کی کشمکش میں تھے اور اب یہ خبر کہ اسکے بابا مر گئے، سراسر قہر تھی، شازیہ صاحبہ کی سرجری کچھ خاص کامیاب نہ ہو سکی تھی جسکا سبب انکا مسلسل ہمت ہارتا دل تھا۔۔

میں جانتا ہوں اس لمحے یہ خبر اسکے لیے زیر قاتل بنے گی تبھی اسکے "
"سامنے آپکو نہیں بتایا آمنہ
ساحل کے کچھ حسب منشاء خامشی کے طویل وقفے کے بعد بولنے پر مانی
بھی اس سکتے کی کیفیت سے نکلی۔
ٹھیک کیا آپ نے، یہ جانتے ہوئے وہ غدار ہیں۔ بہت دکھ ہو رہا ہے انکی "
ایسی ناگہانی موت پر۔ اور دیکھیں نہ ڈاکٹرز نے کہا ہے شازیہ آنٹی کی
سرجری کامیاب نہیں ہوئی، بلکہ اس سے وہ مزید پیچھے چلی گئیں۔ یہ سب
"نمرہ کیسے برداشت کرے گی؟
دکھ اور خزن سے بھرے لہجے میں مانی نے نمرہ کی تکلیف خود پر محسوس کیے
کہا تو ساحل کے تاثرات بھی اس سے کچھ مختلف نہ تھے، آزردہ ہوا، شیراز
کی موت اور وہ ایک جملہ ساحل کو نمرہ کے لیے بے حد نرم کر چکا تھا۔
وہی تو میں سمجھنے سے قاصر ہوں، یہ سب نمرہ سے چھپانا بھی مناسب "
".. نہیں ہے

الجھن میں تو ساحل بھی تھا اور اسی بیچ مانی کی نظر اسکے ہاتھ کی پشت پر بنی خراشوں پر گئی، جسے اس نے چھپانے کی زحمت بھی نہ کی تھی۔

"آپ ٹھیک ہیں ساحل بھائی؟"

مانی کے سرسری استفسار پر ساحل نے فوری سر کو ہلایا۔

"جی، اور آپ؟"

ساحل کا دوستانہ انداز تک مانی کو عجیب بے چین کر گیا تبھی وہ اپنی جگہ سے اٹھی۔

"نمرہ کافی دیر سے شازو آنٹی کے پاس ہے، میں اسے آپکے پاس بھیجتی ہوں۔ اگر آپ اسے سنبھال سکنے کی اہلیت رکھتے ہیں ساحل خان تو یہ دونوں سچ اسے بتائیں اور اپنے زخم کا مرہم بھی یاد سے اس سے لگوا لیجئے گا.."

مانی نے عام سے سرسری لہجے میں کہااور بناساحل کا جواب سنے وہ تیزی سے وہاں سے چلی گئی،تادیر ساحل خان کی آنکھوں نے آمنہ آفریدی کا تعاقب کیا۔

اسے لگا جیسے آمنہ آفریدی کے گرد ایک ایسا حصار ہے جسے اب دنیا کی کوئی طاقت عبور نہیں کر سکتی،ناجانے کیوں یہ دکھ بننا چاہیے تھا مگر وہ مسکرا رہا تھا۔

"کوئی ایسا خوش قسمت کیسے ہو سکتا ہے؟وہ بھی اتنا شدید۔۔۔۔آپ نے تو آمنہ آفریدی کی زندگی میں کسی دوست کی بھی گنجائش نہیں چھوڑی ڈیول۔۔سب رتبوں پر خود ہی براجمان ہو گئے،۔وہ چاہتی ہے نمرہ کو بھی پورا میں ہی سنبھال لوں اور وہ آپکو فرصت سے یاد کر سکے۔۔۔۔۔" یہ خود کلامی کسی حسد یا جلن کی زد میں لپٹی نہ تھی بلکہ رشک تھا جو ساحل دانیال خان کو آج شہریار جدون پر آرہا تھا۔

شازیہ آفندی کی طبعیت ہنوز اچھی نہیں تھی، سرجری کے بعد سے انکو سپیشل کیئر میں رکھا گیا تھا اور نمرہ نے ویسے ہی رو رو کر اپنی حالت بگھاڑ رکھی تھی۔

کچھ دیر پہلے ہی وہ نرس کے بہت کہنے پر باہر آئی اور مانی نے اسے روتے دیکھا تو تیزی سے اسکے پاس ہی باہر لگی کرسیوں پر آکر بیٹھی، نمرہ مزید برا روتی اس سے لپٹ گئی۔

خود مانی کا دل اس دوست کی تکلیف کاٹ سا گیا۔

مانی۔۔۔امی ک۔۔کو کیا ہو گیا ہے۔۔۔ک۔کیا وہ مجھے چھوڑ جائیں" گی۔۔وہ میری طرف نہیں دیکھ رہیں، وہ مجھے کیسے اکیلا چھوڑنے کا سوچ "سکتی ہیں۔میں مر جاوں گی مانی

نمرہ کے اذیت بھرے لفظ اور ہچکیاں مانی کی بھی آنکھیں نم کر گئے اور مانی کے پاس اسے دینے کو تسلی ہی نہیں تھی۔

ایسے نہیں کہو نمرہ، شاید وہ تمہارے بابا کا ڈھایا ظلم دل سے لگا بیٹھی ہیں۔"
یہ ڈاکٹر تو ہمارے جسمانی زخم بھرتے ہیں، دل کے زخم تو کوئی نہیں بھر
سکتا۔ تم ہمت مت ہارو، اللہ کے ہر فیصلے میں مصلحت ہوتی ہے۔ مجھے دیکھو
نہ ممی دیکھی ہیں نہ بابا کو ہوش میں چھو کر محسوس کیا ہے۔۔۔۔۔ آج ایسا
لگ رہا ہے یہ تکلیف تم پر نہیں مجھ پر پھر سے آئی ہے۔۔۔۔ تمہیں حوصلے
"سے کام لے کر ہر قسم کے حالات کے لیے خود کو تیار کرنا ہے
مانی نے اسے چھوٹی امید نہیں دلائی تبھی تو نمرہ کی سسکیاں کسی اور کا دل
بھی چھلنی کر گئیں جو مانی کے پیچھے ہی اندر آ گیا مگر وہ دو آنسو بہاتی دو ستیں
اس سے دیکھی نہ گئیں۔

ما۔۔مانی وہ مجھے اس بے رحم دنیا کے رحم و کرم پر کیا اکیلا چھوڑ دیں گی؟"
"م۔میں کیسے جیوں گی
آنسوؤں سے بھری آنکھیں اٹھائے اس نے مانی کو دیکھتے حسرت سے پوچھا
جو خود بمشکل رونا روکے بیٹھی تھی۔

کوئی اکیلا نہیں ہوتا نمرہ، اللہ تو ستر ماوں سے بڑھ کر اپنے بندے کو چاہتا"
ہے۔ دیکھو نہ اللہ نے تمہیں ساحل خان بھی تو دیا ہے، رومت۔ امی کی
"..آسانی کے لیے دعا کرو

ساحل پر نظر پڑتے ہی مانی نے خود کو مضبوط کرتے اسکو دلاسا دیا اور اسی بیچ ساحل بھی چلتا ہوا آکر نمرہ کے ساتھ بیٹھا، وہ جو مانی نے کندھے پر سر رکھے آنسو بہا رہی تھی، مانوس سے احساس پر جب اس نے اپنے ہاتھ کو ساحل کے ہاتھ میں دیکھا تو سر اٹھا کر چہرہ اس کی طرف کر کے اسے دیکھنے لگی، خود مانی نے نرس کو فسٹ ایڈ باکس یہاں پہنچانے کا اشارہ کیا اور نمرہ کی گال سہلاتی وہ اٹھ کر شازیہ آنٹی والے کمرے میں چلی گئی۔

نمرہ کی آنکھوں سے بہتے آنسو جب ساحل نے ہاتھ بڑھا کر صاف کرنے چاہے تبھی نمرہ نے اسکا زخمی ہاتھ پکڑا اور ڈبڈبائی آنکھیں ساحل کی تھکی آنکھوں میں گاڑیں، سر پر ہوتے حملے کی وجہ سے ساحل بھی تھوڑا ڈاون

لگ رہا تھا، آنکھوں کی چمک غائب تھی، اسکا چہرہ بھی گرم پانی کے تشدد کی وجہ سے کچھ تھکن و تکلیف کا شکار تھا۔

"--یہ کیا ہوا ساحل؟"

نمرہ نے اسکے ہاتھ کی پشت پر زخمی انگلیوں پر اپنے ہاتھ کی گرم پوریں سہلائیں اور اسی لمحے نرس فسٹ ایڈ باکس لے کر ساحل کے ہاتھ کا بینڈیج کرنے آئی مگر نمرہ نے باکس لیے خود کر لینے کا کہے نرس کو واپس بھیجا۔

"..پتا نہیں، بے دھیانی میں لگ گیا"

نمرہ نے فسٹ ایڈ باکس نکالے کاٹن اور سپرٹ نکالا تبھی ساحل نے اسکے حرکت کرتے ہاتھوں پر نظر جمائے لاپرواہی سے آگاہ کیا جس پر نمرہ رونا بھولے انہی بھیگی متورم آنکھوں سے ساحل کو گھوری۔

"حد ہے، اتنا سارا ہاتھ زخمی ہے اور آپ کہہ رہے بے دھیانی میں لگا۔ بہت غلط بات ہے.."

وہ یوں اپنا دکھ بھول کر جیسے اسکی فکر میں گھلے اسے ڈانٹ رہی تھی، یہ لمحہ جانے کیسا بے خود تھا کہ ساحل نے زرا اسکی طرف جھکتے نمرہ کی گال سے اپنے ہونٹ جوڑ دیے، نمرہ جو اسکے ہاتھ کی مرہم پٹی میں محو تھی، ساحل کے اس طرح پیار سے چھونے پر کانپ اٹھی، کیونکہ ساحل نے آتے جاتے کسی فرد کا کوئی خیال نہ کیا تھا، یہ الگ بات تھی کہ یہ کسی کی نظر میں نہ آسکا، اس شخص کے پیار بھرے پر حدت بوسے کی سوندھی سوندھی خوشبو نمرہ کے جسم میں حرارت بن کر اتر گئی۔

"تم روتی ہوئی بہت ظالم لگتی ہو نمرہ، دوبارہ مت رونا"

اس لڑکی کے رخسار پر موجود نمکینی ساحل کو اپنے ہونٹوں سے زبان پر محسوس ہوئی تو وہ اسکا وہی مسیحائی کرتا ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھ میں جکڑے بولا، نمرہ نے چہرہ پھیرے آنکھیں ساحل کی آنکھوں سے پھر سے ملائیں، چند مزید آنسو نمرہ کی رخسار پر اترے۔

"پلیز نہیں"

ہاتھ بڑھا کر دو انگلیوں کو اسکی آنکھوں تلے پھیرے وہ نمی پوروں میں جذب کی جس پر نمرہ نے باقی آنسوؤں کے گلے گھوٹنے کو خود ہی آنکھیں رگڑیں اور پٹی ساحل کے ہاتھ پر باندھے فسٹ ایڈ باکس دائیں طرف رکھی کرسی پر رکھا۔

"..میں ہوں تمہارے پاس، ہمیشہ"

پھر سے نمرہ کو آزردہ دیکھے ساحل نے بازو اسکے گرد گزارے اسے نرمی سے اپنے ساتھ لگایا جس پر وہ اسکے سینے سے لگی، ہتھیلی بے اختیار ساحل کے سینے سے جا لگی، ساری تکلیف اور سارے دکھ سے اس شخص نے ایک لمحے میں نمرہ کو غافل کیا کہ وہ خود دنگ رہ گئی۔

"م۔۔مجھے امی کے بغیر رہنا ان۔۔ نہیں آتا، میں تو سوتی بھی ان کے پاس ہوں۔۔۔میں انکو اس تکلیف میں کیسے دیکھوں۔مجھے سے یہ آنسو نہیں روکے جا رہے"

بہت خود کو سنبھالا مگر پھر سے نمرہ کا دل بھر آیا، ساحل نے جھک کر اسکی جبین کو چوما تو اک لمحہ نمرہ کو لگا جلتے بلکتے دل کو قرار ملا ہو، لیکن وہ یہ بھی نہ کہہ سکتی تھی کہ پھر سے ساحل اسے یونہی تکلیف سے بیگانہ کرے۔

"بہادر بنو نمرہ، اللہ نے چاہا تو تمہاری امی بہتر ہو جائیں گی"

وہ خود اس لمحے لاجواب تھا۔

"میرا انکے سوا اب کون ہے؟ و۔۔وہ یہ کیوں نہیں سوچ رہیں"

دکھ تھا کہ کم ہونے پر آ ہی نہ پایا جبکہ ساحل نے زرا چہرہ جھکایا تو نمرہ نے بھی روتے روتے اسکو آنکھیں اٹھائے دیکھا۔

میں کیا ہوں پھر؟ جو یہاں بیٹھا تمہیں رونے سے روک رہا ہوں۔ آمنہ "کیا ہے جو ایک ہفتے سے اپنا آرام و سکون پرے کیے تمہارے ساتھ ہے۔۔۔۔ جانتا ہوں تکلیف میں ہو پر دوبارہ اگر تم نے یہ کہا کہ تمہارا "کون ہے تو دماغ گھوم جائے گا میرا نمرہ

وہ اسکے ڈانٹنے پر لحظہ بھر رونا ہی بھول گئی، اتنے قریب ساحل خان کا ناراض سا چہرہ، خفگی بھری آنکھیں دیکھنے سے بڑی دوا جیسے اسکے لیے روح زمین پر ہی نہ ہو۔

"ڈ۔۔ڈانٹیں تو مت"

روہانسی سی سسکی بھرے وہ اسکے حصار سے نروٹھے پن میں نکلی جس پر ساحل نے واپس اپنی بازو اسکے گرد لپیٹی جس کے سبب نمرہ کو اسکے پہلے سے زیادہ قریب ہونا پڑا۔

میں بدلحاظ سا آدمی ہوں، میری اہمیت کو اگنور کرو گی تو بپھر جاوں گا۔"

تمہیں میرے پاس کانٹے چبھ رہے ہیں کیا، اس وقت شوہر بننے کے موڈ میں نہیں ہوں تب بھی دور جانے کے ارادے بنا رہی ہو، یہاں میں ہوں

"کہ تمہارا رونا دیکھ کر دل کو کچھ ہو رہا ہے

ہنوز ناراض سا وہ نمرہ کو اپنی سابقہ کیفیت سے مکمل نکال چکا تھا، جواب ساحل کو ناراض کر بیٹھنے پر دکھی ہوئی۔

"س۔۔ سوری، مجھ سے ناراض نہ ہوں پلیز"

جس طرح وہ اپنی ہتھیلی اسکے چہرے کے اطراف جوڑے روتے ہوئے گڑگڑائی، ساحل سے اسکی ایسی شکستہ حالت ہر گز دیکھی نہ گئی۔

"اوکے نہیں ہو رہا، آو کچھ دیر تازہ ہوا میں بیٹھتے ہیں۔ سٹاپ کرائنگ"

اسکا ہاتھ پکڑ کر اٹھائے اپنے ساتھ لگاتا ساحل اسے ہوسپٹل سے باہر لایا، رات کے وقت یہاں لان میں اکا دکا لوگوں کے سوا کوئی نہ تھا مگر ہوا اچھی سرد چل رہی تھی، راتیں اب سرد ہونے لگی تھیں۔

اسے بینچ پر بیٹھائے ساحل خود بھی ساتھ بیٹھا، وہ چہرہ اسکی طرف موڑ کر دیکھنے لگی۔

"اچھی ہوا چل رہی ہے، ٹھنڈ لگے تو بتانا"

خود پر نمرہ کی نظر بھانپے ساحل نے مسکراتی سرگوشی کی، تبھی تو فوراً سے بیشتر کانپتی پلکیں آنکھوں پر گراتے نمرہ نے اسکے سینے سے سر لگالیا، اسکا سر بھاری ہو رہا تھا۔

"!نمرہ"

ساحل نے اسکے بالوں میں کچھ لمحے انگلیاں پھیریں،اسے نمرہ بے جان سی لگی تو دھیرے سے پکارا۔

"جی"

وہ ہوش وحواس میں تھی اوراس پر ساحل کو اطمینان سا ملا۔

"یہ بتاو کیا واقعی پسند تھا میں تمہیں؟"

ساحل کے سوال پر نمرہ نے سر اٹھائے چہرہ اوپر کو کیے ساحل کو دیکھا اور ہچکچاتے ہوئے سر کو اثبات میں ہلایا۔

"اہمم اہمم، کتنا؟"

ساحل اسکو ہر دکھ سے غافل کرنے کے جتن میں محو اسے اور پیار الگا تبھی تو

اداس سا مسکرائی

"جتنا کسی کو چاند پسند ہوتا ہے"

نمرہ نے نظر آسمان کی وسعت پر چمکتے باریک سے چاند پر ڈالی، ساحل کو ایسے جواب کی توقع نہ تھی، دل کو اس لڑکی کی تشنگی نے مٹھی میں لیے مسل ڈالا۔

"چاند کو تو صرف دیکھا جا سکتا، تم تو کچھ زیادہ نہیں پا چکی"

خفیف سی اتراہٹ میں لپٹ کر سرگوشی کیے وہ نمرہ کی گہری نظر میں آتے اسکے ہونٹوں کی مسکراہٹ کا سبب بنا۔

"آپ کو پسند تھی میں؟"

بنا اسکے جواب پر کوئی رد عمل دیتی وہ واپس اٹھ بیٹھی اور اسکے سوال نے ساحل کو اک لمحہ ساکن کیا۔

"پہلے کا علم نہیں، مزید روئی تو شاید تمہاری ان آنکھوں سے کوئی جذباتی رشتہ جڑھ جائے۔۔۔"

وہ ایسا جواب دے کر بچ نکلا تھا اور نمرہ کے لیے یہ جواب بھی مسکراہٹ کا سبب بنا۔

"روتے ہوئے میں بہت بری لگتی ہوں، بہلا رہے ہیں مجھے آپ"

اپنے آپ کو ارزاں سمجھتے نمرہ نے بے دلی سے سر جھٹکا۔

میں دنیا کو کسی اور نظریے سے دیکھتا ہوں، تمہیں بھی شاید دیکھنے کا الگ"

"انداز ہو میرا

غیر واضح جواب پر نمرہ نے اسے پھر سے دیکھا، وہ ایسا تھا کہ نمرہ جلد نظر ہٹا لینے کے ارادے کو تکمیل نہ دے سکتی تھی، وہ واقعی ایسا تھا کہ اسے ہاتھ لگانے کی خواہش سر اٹھانے لگتی۔

"آپکی سکن لڑکیوں سے بھی زیادہ شائن کر رہی ہے، اسکی کیا وجہ ہے"

وہ جس طرح ساحل کے سرخ و سفید چہرے پر بچتی شیو کی نیلاہٹ پر غور و فکر کر رہی تھی، ساحل ایسے ہی کسی سوال کی امید رکھ رہا تھا۔

"ایکچولی یہ ایک راز ہے"

ساحل نے شوخ ہوتے مسکراہٹ اچھالی جس پر نمرہ کا تجسس بڑھا۔

"بتائیں نہ پلیز"

نمرہ کے اصرار پر ساحل مزید ہنسا، اپنی گہری نظروں کا مرکز نمرہ کو رکھا، جس سے وہ گاہے بگاہے گھبراتی اور بوکھلاتی رہی۔

"میں ریڈ پیپر سے بنا کچھ بھی نہیں کھاتا نہ آج تک بلیک ٹی پی ہے، مجھے بچپن سے ڈائبٹیز کا کچھ ایشو تھا جو بعد میں تو ٹھیک ہو گیا بڑے ہونے کے ساتھ مگر عادت کے ہو جانے کی وجہ سے میٹھے سے بھی دور رہا ہوں۔ ان فیکٹ آج تک دور ہوں۔ تبھی سکن اور ہیلتھ دونوں اچھی ہے"

ساحل کے یہ سب بتانے پر نمرہ پہلے تو حیران ہوئی، کیونکہ مانی کے چائے نہ پینے پر وہ اسے ایک ربورٹ کہا کرتی تھی اور اب اپنا بندہ بھی الگ مخلوق نکل آیا تھا، پھر ساحل کے میٹھے سے گریز نے بھی اسے حیرت زدہ کیا، یعنی نمرہ کے بقول میٹھے سے دور رہنے والے کی تو زندگی ہی نہ تھی، اور سرخ مرچ

کے بنا کھانے کی لذت ہی کہاں آتی تھی پنچابیوں کو اور تبھی تو یہ سب سن کر نمرہ حیرتوں کے سمندر میں اتری۔

"اوہ! تبھی لڑکیوں جیسی گلوئنگ سکن ہے۔آپ پٹھان ہیں نہ، پٹھان ویسے بھی قہوے وغیرہ پیتے، مرچ سے دور رہتے۔اب سمجھ آئی انکی سرخ سفید رنگت اور صحت کا راز کیا ہے"

نمرہ کے طمانیت بھرے جواب پر وہ بھی دھیما سا مسکرایا۔

"لیکن میٹھے سے دوری کچھ ہضم نہیں ہوئی، آپ کی شوگر لو نہیں ہوتی"

"ساحل۔۔۔؟ مطلب کچھ بھی میٹھا نہیں کھاتے؟

نمرہ کو یونہی باتوں میں لگا کر وہ اس لڑکی کے اندر جس مہارت سے سکون بھر رہا تھا وہ حسین تر تھا۔

"..اب کھاوں گا، تمہیں"

وہ جو متجسس ہو کر جواب کی منتظر تھی، ساحل کے ایسے جواب پر لال ٹماٹر ہوئی اور نظر بھی سٹپٹاتے چرائی مگر ساحل دل بھر کر محظوظ ہوا۔

"م۔۔مجھے کھا کر کچھ نہیں ملے گا، میرا خون اخیر کڑوا ہے"

منہ پھیرے ہی وہ بڑبڑائی اور ساحل خان نے اسکے گرد لپیٹی بازو مزید جکڑی جس پر نمرہ کا حلق اس پر تپش حرکت و لمس کی جنون خیزی پر سوکھا۔

میں نے تمہارا خون نہیں پینا عقل مند نمرہ، آئی سیڈ میں تمہیں کھاوں"

"گا

اسکے کان کی اور جھکے بے باک سرگوشی نے نمرہ کو کپکپانے پر مجبور کیا۔

م۔۔مجھے ؟لیکن میں تو نمکین اور بدمزہ ہوں گی، جیسے میٹ کا زائقہ "

"ہوتا۔۔۔۔ میٹھی نہیں

اپنی بازو سامنے کیے اس نے فوری اپنے آپ کو ساحل کے لیے تیار ڈش کی طرح سوچتے اندازہ لگاتے کہا کہ جس پر ساحل نے بہت مشکل سے اپنا امڈتا قہقہہ لب بھینچ لیتے روکا۔

"تم کہاں سے میٹھی ہو سکتی ہو یہ مجھے پتا ہے، ڈونٹ وری"

ساحل کی جوابی بے باک سرگوشی پر نمرہ کو لگا وہ دوسری سانس نہ لے سکے گی، مزید کچھ کہنے کی سکت جیسے اس بندے نے یہ جملہ کہہ کر اسکے ہونٹوں پر تفصیلی نظر دوڑا کر سرے سے ہی کہیں دفنا دی تھی۔

اسکے بعد نہ وہ کچھ بولی نہ رونے کی ہمت رہی، بس اسکے سینے سے لگی ہی اپنی درد میں جلتی آنکھیں موند گئی، وہ اسے کچھ نہ بتا سکا، کیونکہ اسے نمرہ کے پھر سے رونے سے خوف آرہا تھا۔

.._____..

تیرہ گھنٹوں کی مسلسل لمبی اور تھکا دینے والی فلائیٹ کے بعد آخر کار لئیق ائیر پورٹ پہنچ چکے تھے، وہاں سے انکی Kuala اور لعلین ملائشیا کے سیدھی شاہ عالم کی فلائیٹ تھی، جہاں ایجلینہ اور جمشید دونوں ہی اس

خوبصورت کپل کوائیر پورٹ پر ریسیو کیااور سیدھے وہ لوگ اینجلینا کے بنگلے گئے، چونکہ سفر انتہائی طویل تھا تبھی رسمی سی ملاقات کے بعد ہی وہ دونوں لعلین اور لئیق کو آرام کرنے کی پوری مہلت دے چکے تھے، لئیق کے لیے آرام کا وقت چونکہ یہاں آتے ہی ختم ہو چکا تھا سو اسکا ارادہ تازہ دم ہوتے ہی جا کر رایان اور سحر سے ملاقات کا تھا۔

چونکہ شاہ عالم کا وقت پاکستان سے تین گھنٹے آگے تھا سو پاکستان میں گہری رات تھی جبکہ شاہ عالم میں ہلکی ہلکی سحر بیدار ہوئی اور تبھی کچھ دیر ریسٹ کرنے اور ناشتہ کرتے ہی وہ اپنی لیڈی کو ان دو کے سپرد کر کے اپنی اصل ڈیوٹی پر جانے والا تھا۔

ایجلینہ نے بریک فاسٹ پر بہت سارا اہتمام کروالیا تھا، ایک دو گھنٹے آرام کرنے کے بعد لعلین اور لئیق ریڈی ہو کر باہر ہی آنے والے تھے جہاں وہ خوبصورت مہمان نواز کپل ان سے تفصیلی ملنے کا خواہش مند تھا۔

ڈریسنگ کے سامنے کھڑا بلیک شرٹ کے کف لنکس لگائے وہ پاس ہی سر دیوار سے ٹکا کر کھڑی لعلین کو دیکھتے مسکایا جسکے دل کی تمدم اداسی پھر سے اسکے خوبصورت چہرے پر آکر براجمان ہو چکی تھی، لعلین نے جب لئیق کی بہکی و متبسم نگاہوں سے نظریں چرائیں تو یہ لئیق ایزد سے دیکھا نہ گیا۔

".. کیا ہوا؟ ایسے کیوں دیکھ رہی ہیں"

نرمی سے لعلین کی آنکھوں میں جھانکا جو اسکے سوال پر ٹیک چھوڑتی قدم اٹھائے اسکے سامنے آکر رک گئی، وہ اسے خوشبوؤں میں بسا ہوا، اک نئے مخاز کے لیے تیار، اس سے دور جاتا ہوا لئیق ایزد دیکھائی دیا، تبھی تو لعلین کی بولتی آنکھوں کا شکوہ اس شیر جیسے جنگجو کو درد کی سی گہرائی میں لے گیا۔

تم مجھے یہاں ان اجنبیوں کے پاس چھوڑ کر جا رہے ہو، مجھے بھی لے جاو۔"
میرا دل تو تمہارے ساتھ ہو گا لئیق ایزد، پتا نہیں کیوں اچھی وائیبز نہیں
"..آ رہیں۔دل گھبرا رہا ہے
جب سے لئیق نے اسے ایمرجنسی مشن کا بتایا تب سے لعلین گھبرا گئی تھی،
لئیق نے اسے پہلوؤں سے پکڑے اپنے مزید قریب کیا اور اپنے ہاتھوں
میں اسکا مضطرب چہرہ تھاما، سر زرا سا جھکایا اور جبین چومی اور یہ شدت بھرا
گداز لمس لعلین کو راحتوں سے نواز گیا۔

چوبیس گھنٹوں کا کام ہے لعلین، اور یہ اجنبی نہیں۔ہم دونوں سے"
پورے خلوص کے سنگ انسیت رکھتے دوست ہیں۔آپ نے دیکھا نہیں
ان دو کے چہرے پر ایسی خوشی تھی جیسے ان کے گھر نجانے کونسی ہستیاں
آئی ہیں، میں تو ہوٹل جانے والا تھا مگر جمشید بھائی نے کہا کہ اگر ہم ہوٹل
رہے تو وہ ناراض ہوں گے۔مجھے مناسب نہیں لگا، یہاں آپ رہیں گی تو
"..میں بھی توجہ اپنے کام پر اچھے سے دے سکوں گا

لائیٹ گرے سی شرٹ اور وائیٹ پلازو میں نارمل سی لک کے باوجود وہ لئیق ایزد کو دنیا کی سب سے دلربا لڑکی دیکھائی دے رہی تھی، اسکی نرم اور تفصیلی وضاحت کے باوجود لعلین، ہنوز بے قرار ہوئی، اپنے جبڑے پر جمے لئیق کے ہاتھ کو پکڑ کر ہاتھ میں جکڑا جیسے بہت پریشان ہو۔

"..وہ تو ٹھیک ہے پر"

وہ اسکی پریشانی یوں آواز بھاری ہونے کے سبب خاموش ہو جانے پر سمجھ گیا تھا تبھی آہستگی سے لعلین کو خود میں سموئے اسکو اس سکون کے سبب مطمئین ہونے پر مجبور کیا جسکے سنجیدہ ہونٹ اس شخص کی مسحور کن خوشبو محسوس کیے مسکرائے اور پھر دل نے بھی دھڑکنوں کی ایک سی شدت حرارت کی طرح جسموں میں منتقل کی۔

"..پر آپکو میری فکر ہو رہی ہے، کہ مجھے کچھ ہو نہ جائے"

وہ سنجیدہ نہ تھا بلکہ لعلین کو ضرور یہ کہہ کر خوفزدہ کر گیا، بے چینی کے سنگ وہ اسکے محصور کن حصار سے نکلی تاکہ ڈانٹ سکے۔

"تم اتنے خطرناک کیوں ہو لئیق، کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہماری زندگی بھی عام کپلز جیسی ہو۔ کب تک تمہاری یہ جنگ چلے گی؟ یہ تلوار کب تک ہمارے سروں پر لٹکے گی۔ تم نہیں جانتے تمہیں اپنی آنکھوں سے اوجھل کرنا میرے لیے کتنا مشکل ہے.."

وہ جیسے پریشان ونڈھال ہوئی، اس بار بار کے امتحان پر لہجہ فطری پر تپش ہوا۔

"آپ بھول جائیں کہ لئیق ایزد کا کوئی بھیانک رخ بھی ہے، آپ کو جیسا لئیق میسر ہے صرف اسے دیکھیں، اور اسے محسوس کریں۔ اپنی حفاظت کرنا جانتا ہوں۔ اور یہ کیڑے مکوڑے بلیک ڈائمنڈ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، جب تک اللہ کی مدد اور آپکی دعائیں میرے ساتھ ہیں، ایجلینہ اور جمشید

بھائی کو میں نے یہی بتایا ہے کہ میری کچھ اوٹ آف سٹی مٹینگز ہیں۔ آپ
بھی ایسا ہی شو کرنا ..."

وہ اس قدر سمجھانے پر بھی اداس تھی، جیسے دل گھٹ سا رہا ہو، جیسے اسکے اندر باہر لئیق کو آنکھوں سے اوجھل کر دینے کی ہمت کا فقدان پیدا ہو گیا ہو۔

"لئیق، مجھے جینا ہے۔ تمہارے ساتھ۔ پلیز اپنا خیال رکھنا، رکو مجھے اپنی تسلی کرنے دو ..."

وہ یوں تھی جیسے دل کئی طرح کے وسوسوں میں مبتلا ہو اور تبھی دوپٹے سے سر ڈھانپتے ہی وہ اس پر چند وہ زبانی آیات پڑھ کر پھونکنے لگی جو وہ بابا پر پھونکا کرتی تھی، لئیق اسکی بند آنکھیں اور ہلتے ہونٹوں پر نظر جمائے مستقل اسے اپنی بصارت کا محور بنائے مسکرا رہا تھا، اسکی پر حدت مقدس پھونکیں دل کے جذبات دہکا رہی تھیں۔

"اب تو کوئی لئیق ایزد کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا آئرن لیڈی، بہادر بن جائیں لعلین، میرے لیے اس قدر پریشان مت ہوا کریں۔ ہوپ سو وہ دونوں آپکو یہ چوبیس گھنٹے بالکل بور ہونے نہیں دیں گے، مشن ختم ہوتے ہی پینڈنگ ہنی مون ہم شاہ عالم سے ہی شروع کریں گے.."

تمام تر حوصلے کے وہ لئیق کے اتنے سے بائے پر ہی جذباتی ہوئی اور اسکے بازوؤں میں سمٹی۔

"تم کو ایک آنچ بھی آئی تو چھوڑوں گی نہیں لئیق ایزد، حتی کہ ہاتھ پر ایک کھروچ تک نہ آپائے۔ تمہیں موت کے منہ میں اپنے ہاتھوں سے دینے سا ہے یہ.."

اسکی پلکیں ان رندھے جملوں کے ساتھ بھیگیں اور لئیق کو لعلین کا یوں گڈ بائے کرنا تمام تر اداسی کے ہنسا رہا تھا، وہ اسکی خود کے لیے یہ جنونی وابستگی مزید شدت بھری چاہتا تھا۔

میں بہت سے مخازوں پر لڑا ہوں، لیکن اس بار کا بائے بہت پیارا"

ہے۔۔۔۔آپ کی خود کے لیے ایسی جنونی محبت میری کمزوری ہے لعلین،

".. میں آپکے روبرو یونہی چاہا جانا چاہتا تھا۔اتنی ہی شدت سے

اس لمحے لئیق ایزد کا یہ اعتراف سکون بھی بنا اور بے سکونی بھی کیونکہ لعلین کے دل کو یہ وسوسے یونہی نہیں گھیرے ہوئے تھے۔

"Yes You've made me crazy, I'm lost in you."

مسکراہٹ گہری تھی مگر اسکے دور جانے کے احساس سے وجود آتی اداسی کا غلبہ اس سوالفت کے رنگوں میں لپٹی مسکان کو جاوداں اور تمکنت خیز پیش کر رہا تھا۔

میں تمہیں کوئی سپیشل والا مشن بائے نہیں بول رہی، یہ بس روز جیسا گڈ"

بائے ہو گا۔

Am waiting for you Laieq Aizad"

معصومیت بھرے تفاخر سے کہتی وہ لئیق کے خوبصورت ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیر گئی جس نے لمحہ صرف کیے بنا اسے اپنے مہکتے وجود میں روح سا اتارنے کو جذب کیا، تکان، اداسی، پریشانی کا وجود اس شخص کے محصور کن لمس کے سبب ٹوٹ کر ریت ہونے لگا۔

"امم۔۔۔تو اگر آپکی اس خوبصورت قید سے یہ بندہ کہیں بھاگ نکلا؟" سنجیدگی نے متجسس شرارت کی جگہ لی تبھی تو وہ اسکے حصار میں مقید اسکے متبسم گدگداتے تاثرات اور فتنہ گر آنکھوں کی مستی بھانپے خفگی سے گھوری، اسکا چہرہ اپنی جانب کیے قریب کرتی وہ خفیف سی برہمی جتاتی نظر آئی۔

"میں تمہیں اب کہیں بھاگنے نہیں دینے والی، تم نے اپنی جان خوشی خوشی خود پھنسائی ہے ورنہ لعلین نے بارہا تمہیں خود سے دور جانے کے آپشن دیے تھے۔ایسا مت کہنا دوبارہ، میں رونے لگوں گی.."

شرارت نے لعلین کی آخری تنبیہہ پر مسکراہٹ کا رنگ لیا اور لئیق ایزد نے اسکے حرکت کرتے ہونٹوں کی ٹھہر جاتی گردش پر اپنے آپ کو حد سے آزاد کرتے ہی ہاتھ لعلین کی کمر میں لے جا کر لپیٹتے سانسوں کی گہری اور ہمت شکن دسترس پائی، لمحے فسوں خیز ہوئے، گہری معنی خیز چپ تک کانوں میں جلترنگ سی سنائی دی اور ان گلابی لبوں اور دہکتے رخساروں کی سرخیوں پر نگاہیں دوڑائے بیچ کی دوری کو قائم کرتے وہ ان بھوری آنکھوں سے آنکھیں ملاتا اپنے اندر آجاتے بے وقت خمار و سرور کی مقابل کو ہرا دیتی شدتوں پر ہنس پڑا۔

پلکیں آنکھوں پر گرا کر لعلین نے اس ہنسی میں اسکا ساتھ دیا اور وہ دونوں ساتھ ہی روم سے نکلے جہاں ایجلینہ اور جمشید پہلے سے دونوں کے دل و جان سے منتظر تھے، ان دو کی آنکھوں کی خوشی اتنی خوبصورت تھی جو نہ لفظوں میں بیاں کی جاسکتی تھی نہ اس تقدس اور سکھ کا موازنہ ممکن تھا، لئیق ایزد جیسے انسان کے ساتھ لعلین جیسی لڑکی ہی سج سکتی تھی اسکا

اعتراف اینجل کے دل نے کیا، وہ شخص جوان دو کا ہادی تھا، خود کتنا مقدر کا دھنی ہے اسکا احساس جمشید اور ایجلینہ کو تب ہوا جب اس کے پہلو میں دل کی طرح دھڑکتی لعلین دیکھی، اب وہ لڑکی سمجھی تھی کہ لئیق ایزد کے لفظوں اور کردار میں جو حسن ہے وہ مجسم یہ روں رواح جیسی لڑکی ہے جس نے ہر طرح لئیق ایزد کو مکمل کیا۔

چاروں کے ساتھ بیٹھتے ہی ملازم گرم گرم چائے سرو کرنے لگا، بہت مزیدار بھوک بڑھاتے کھانوں سے سجی میز اور ان چاروں کی مسکراتی آنکھیں جن میں اول جذبہ احترام و خلوص کا تھا۔۔

صبح نے فضاوں میں سنہری شربت انڈیل دیا تھا، موسم بہت خوبصورت اور رومانوی ہو رہا تھا.

"میں بتا نہیں سکتی لعلین کے آپ سے مل کر کتنی خوشی ہو رہی ہے، آپ نہیں جانتی "شاید آپ کے پاس کیسا ہیرا موجود ہے"

لئیق کے چہرے پر پر شفق نگاہیں ٹکائے ایجلینہ نے زرا تفصیلی طور پر گفتگو کرتے ہوئے اپنی خوشی جب بیان کی تو اسکی آنکھوں میں لئیق ایزد کے لیے ایک الگ تعظیم موجود تھی، لعلین نے مسکرا کر نظر لئیق پر جمائی۔

"..یس آئی نو، اینڈ ہی از بلیک"

دل میں وہ اس خود کلامی سے محظوظ ہوئی جس کا اثر اس جان لیوا نگاہوں کے وصل میں جس دلکشی سے سرائیت تھا اس پر اینجل اور جمشید میں فدا ہوئے۔

"مجھے بھی بہت خوشی ہوئی، بلکہ ایسا لگا ہم ہمیشہ ملتے رہے ہیں۔ لئیق ایزد نے آپ دونوں کی بہت باتیں کیں، کیسے آپکا سر کھایا اس نے وہ بھی بتایا.."

لعلین نے بھی جواباً خوش دلی کا اظہار کیا اور اس پر تو ایجلینہ اور لئیق بھی ہنس دیے، وہ سب واقعی حسین تھا، چونکہ لئیق کو جانا تھا سو باقی کی ملاقات اس نے پینڈنگ رکھی۔

میں نے اپنا وعدہ پورا کیا اب میری میسیز کچھ گھنٹوں تک آپ دو کے سپرد"
"..ہے

لئیق کو رایان کے میسج موصول ہوئے تو اسے ناشتے کے بیچ ہی اجازت لینی پڑی، جب تک میکال سریز کو عبرت نہ بنالیتا، لئیق کو ویسے بھی سکون آنا مشکل تھا۔

آپ بے فکر ہو کر جائیں لئیق بھائی، لعلین بہن کو ہم بالکل بور نہیں"
"..ہونے دیں گے

جمشید نے بھی متبسم ہوئے یقین دلایا مگر لئیق کی توجہ لعلین کی آنکھوں میں دیکھائی دیتی اداسی کی جانب تھی، اور اینجلینہ کی رشک آمیز نظریں ان کے بیچ کی کشش اور غائبانہ دیکھائی دیتی اس محبت کے گرد فرصت سے محصور تھیں جو اسے واقعی اس دنیا کی نہیں لگی، جبکہ لعلین اس سچویشن میں بس جبرا مسکرا ہی سکی اور لئیق کو دعاوں کے حصار میں رخصت کر دیا۔

.._____..

سورج کی نوخیز کرنوں نے ساحل کی آنکھوں کے پار حدت کا نرم لمس پہنچایا جس پر اس نے اپنی آنکھیں کھولیں، پاکستان میں رات اک خوبصورت ہلکی صبح کا روپ بدل کر آنکھوں کے سامنے اتر چکی تھی، وہ بھی رات یہیں بیٹھا بیٹھا سو گیا اور ستم یہ کہ کسی نے ان دو کو جگایا بھی نہیں، مانی بھی سارا وقت شازیہ صاحبہ کے پاس ہی رہی تھی، اور اسے نمرہ کا ساحل کے پاس ہونا ہی درکار تھا تبھی اس نے بھی ان کو ڈسٹرب نہ کیا۔

ساحل نے آنکھیں کھولیں تو ہوسپٹل کا لان تقریبا خالی تھا، بس مالی پودوں کی اتنی صبح صبح جانچ کرنے میں مگن تھا، سامنے ایک ویسے ہی بینچ پر انہی کی طرح ایک مریض کا گھر والا چادر تانے سویا ہوا تھا، ساحل اسے دیکھ کر مسکرایا اور پھر اپنے کندھے پر محسوس ہوتے سر کے بوجھ پر آنکھیں پھیر کر

دیکھاتو وہ دنیا جہاں کی سب سے پر سکون نیند میں سوئی نمرہ کو دیکھ کر اسکی صبح ست رنگی ہوئی، نمرہ کا ایک ہاتھ اب تک ساحل کے مضبوط ہاتھ میں مقید تھا اور اسی سبب وہ بھی پر سکون ہو کر اسکے ساتھ بیٹھے بیٹھے خود کو دنیا میں سب سے محفوظ جانے سو گئی۔

سورج کی کرنیں نمرہ کے چہرے پر بھی پڑ رہی تھیں، تبھی ساحل نے اپنا ہاتھ اٹھا کر سورج کے سامنے کیا جسکا سایہ نمرہ کے چہرے پر پڑا اور سورج کی نوخیز کرنوں کی شرارت کو روکا گیا۔

مگر وہ بھی گردن ایک طرف جھکائے اور زرا مناسب ٹیک نہ لگ پانے کے سبب زیادہ گہری نیند میں نہ تھی سو فوراً کسمسائی اور آنکھیں ذرا دیر کو کھولے واپس موندیں۔

"نمرہ! کیا تم جاگنا نہیں چاہتی۔۔۔۔؟"

اسکے کان کی اور جھک کر ساحل نے جذب بھری سرگوشی کی جس پر نمرہ نے بند آنکھوں سے ہی نفی کا معصومانہ اشارہ دیا، تہلکہ خیز مسکراہٹ ساحل کے ہونٹوں پر ابھری۔

"بہت غلط جگہ بے خبر ہوئی ہو، یہ سب ہمارے لیے کسی پرائیوٹ جگہ ہوتا تو زیادہ اچھا تھا۔ میں تمہیں یوں سوتے میں اچھے سے تنگ تو کر پاتا.."

ساحل کی اگلی بے باک سرگوشی، اس غنودگی میں بھی نمرہ کے سارے حواس جھنجھوڑ گئی، فوراً سے آنکھیں کھولے سرخیوں میں گھلتی رنگت کے سنگ اسے خوف سے تکتی اسکے حصار سے نکلی اور جب اپنی پوزیشن کا احساس ہوا اور رات کو صبح میں بدلے دیکھا تو دل بری طرح دھڑکا۔

"کیا میں سو گئی تھی۔۔۔ یہاں۔۔۔ یا اللہ، کسی نے دیکھا ہو گا تو کیا سوچا۔ کم از کم اندھیرا جھٹتے ہی مجھے جگا تو دیتے۔ مجھے بہت شرمندگی ہو رہی ہے.."

نمرہ نے اکاد کالوگوں کولان میں دیکھتے گھبرا کر کہا جس پر ساحل نے اسے بغور دیکھا جو رات اسکے سینے لگی بیٹھی تھی اور اب اسکے سائے سے بھی خار کھا رہی تھی۔

تم کسی ایرے غیرے کے نہیں، اپنے جائز شوہر کے پاس تھی۔ جگاتا" کیسے، تم نے مجھ پر نجانے کیسی خماری پھونکی کہ مجھے خود نیند آگئی تھی اور میں بھی سو گیا تھا.."

ساحل نے شوہر کے لفظ پر ایسے زور ڈالا جیسے اس لڑکی کو ہوش دلانا چاہتا ہو، نمرہ نے آنسوؤں سے بھیگتی آنکھوں سے ساحل کے خفا چہرے کو دیکھا تو اسکا ہاتھ بے اختیار جکڑ بیٹھی جو آخری جملے سے نمرہ کی اداسی کا صفایہ کر گیا۔

"..م۔ مگر یہ ہوسپٹل ہے، گھر نہیں۔۔۔ ساتھ بیٹھنا بھی بہت زیادہ ہے" وہ یہ بولتے ہچکچائی جبکہ ساحل نے ناراض ہونے کا پلین بالکل کینسل کیا۔

"اور اگر گھر ہوتا تو تم اس سب کو بہ مٹینیو کرتی کیا؟"

ساحل کے گھنبیر سوال پر نمرہ نے نا سمجھی سے اسکو دیکھا جو جواب کا منتظر اسکی آنکھوں میں بغور جھانک کر اسے جلد ہی اپنے سوال کا مفہوم سمجھا گیا۔

"م۔۔ مطلب؟"

نمرہ کی آواز بولتے ہوئے کانپی جس پر ساحل اپنی شرٹ کی سلوٹیں درست کرتا اٹھ کھڑا ہوا، نمرہ نے آس سے نظریں اٹھائے اس قد آوار شخص کو دیکھا۔

"یعنی میں تمہارے ساتھ مزید وقت گزارنا چاہتا ہوں، آج بتا دیا لیکن تمہیں آئیندہ خود سمجھنا ہو گا کہ میری بات کا کیا مفہوم ہے، خیر اندر جاو تم اور دھیان سے رہنا۔ میں رات تک فری ہوا تو آوں گا.."

ساحل کے جانے کا سن کر وہ بھی اٹھی، دل اسے کہیں نظروں سے اوجھل ہونے دینا چاہتا ہی نہ تھا۔

ساحل، آپ ساری رات میرے لیے یہاں بیٹھے رہے اسکے لیے"
"تھینکیو

اسے نمرہ کا شکریہ کہنا اس عجیب سی خفگی سے نکال لایا، تبھی اسکی گال سہلائے بنا کچھ کہے مسکرا کر اسے دیکھتا وہ وہاں سے گیا تو نمرہ نے بھی اپنے قدم اندر بڑھائے۔

ساحل نے دو آدمیوں سے رک کر بات کی جو بھجت کے لوگ تھے، شان کو لے کر انکو محتاط کیا اور اپنی گاڑی میں سوار ہوئے گاڑی ہوسپٹل کی انٹرنس سے نکال لی جبکہ اسکی گاڑی یہاں ہوسپٹل سے نکلی وہیں نمرہ کو اندر جاتا دیکھتا شان جو زخمی بازو کے ساتھ یہیں رات سے ایڈمٹ تھا، کھسیانا ہنسا۔

"جیم، میں نمرہ کو لے کر آرہا ہوں اڈے پر۔ میری ڈارلنگ کے ویلکم کا پورا انتظام کرو۔۔۔۔ کل تو یہ ساحل بچ گیا مگر آج بڑی بری موت مرے گا.."

شان نے ائیر فورن کے ذریعے دوسری سمت موجود اپنے کمینگی سے ہنستے ساتھی کو اطلاع دی جو گلاب کی پتیاں کچی زمین پر خوش آمدید کے لیے یوں پھیلا رہا تھا جیسے کسی بڑے جشن کی تیاری ہو۔

"..بے فکر رہیں، بہاریں آج بھرپور پھول برسائیں گی"

جیم کا ذو معنی قہقہہ پوری غلاظت سے گونجا جس پر شان نے کال آف کی اور اپنی گردن میں لٹکتے ٹی سائن لاکٹ کو مٹھی میں مڑوڑے وہ بھی واپس اندر بڑھا۔

سیاہ ہڈی میں، آنکھوں پر نظر والے سفید گلاسیز چڑھا کر ہلکی مونچ داڑھی بلکل مندوائے کلین شیو میں وہ پہچان میں آنا مشکل تھا تبھی تو ساحل خان کے لوگ اب تک جیم یا شان کا پتا نہ لگوا سکے تھے۔

نمرہ اندر پہنچی تو مانی باہر ہی بیٹھی تھی، نمرہ کو آتے دیکھ کر دھیما سا مسکرائی جو شرارت بھرا تھا کیونکہ جب وہ صبح نمرہ اور ساحل کو دیکھنے باہر آئی تو اسے

سوئے ہوئے وہ دونوں اتنے پیارے لگے کہ مانی انکو جگائے بناواپس چلی گئی۔

مانی کو نمرہ کے چہرے سے اندازہ ہو گیا تھا کہ ساحل اسے مسٹر شیراز کی موت کا نہیں بتا سکا ورنہ وہ اتنے سکون سے ہر گز نہ سو پاتی۔

"اہمم اہمم سپیشل نائیٹ کیسی رہی؟"

نمرہ کے وہیں روم کے باہر لگے کرسیوں پر ساتھ آکر بیٹھتے ہی مانی نے اسکی طرف دیکھتے شوخی سے پوچھا تو نمرہ کا خفت سے چہرہ گلابی ہوا۔

کھلے آسمان تلے آتے جاتے لوگوں کے سامنے سو گئے، یہ سپیشل تھی"

"کیا؟

نمرہ کے منہ بسورنے پر مانی ہنسی۔

پگلی، ایک دوسرے کے پاس تھے تم دونوں۔ سپیشل یہ تھا۔اور ویسے بھی" دولوور ساتھ ہوں تو دنیا کو کوئی خاطر میں کہاں لاتا ہے، کیا کچھ سپیشل ہوا تم دو کے بیچ؟"

مانی کے سوال نمرہ کی جان نکال رہے تھے، آخری پر تو وہ باقاعدہ اس لڑکی کے سوال کی شدت کے سبب روہانسی ہوئی۔

"ک۔۔کیسا سپیشل؟ مطلب ہی کس اون مائی چیک۔۔۔بس۔۔۔اگر یہ پوچھ رہی ہو تو ہوا۔وہ بھی شاید مجھے روتے دیکھ کر کیا، کیوٹ لگی ہوں گی.."

نمرہ کی ہچکچاہٹ اور جھنجھلاہٹ پر مانی نے بمشکل ہونٹوں پر امڈتی مسکراہٹ روکی اور اسے پکڑ کر ساتھ لگایا۔

"اگر اس بندے نے اس درجہ پبلک پلیس پر تمہیں کس کر دی تو سوچ لو وہ اکیلے کیا کیا کر گزرے گا، اور تم کیوٹ لگی ہو یا ہاٹ۔۔۔وہ پہل کر چکے ہیں یہی کافی ہے، وہ تمہیں روتا نہیں دیکھ سکے تو سمجھ جاو کہ تم انکے لیے خاص ہو۔اب تمہیں موقع ملا تم بھی کر دینا.."

مانی نے اسکے ڈوبتے دل کو بلکل ہی آخری مشورہ دیے ڈبویا جس پر نمرہ نے خوف زدہ ہوتے مانی کو دیکھا۔

"..ن۔۔ نہیں میں نہیں کر سکتی۔۔۔۔کچھ ہو گیا مجھے تو۔۔۔نووو"

نمرہ کا تو سوچ کر ہی انگ انگ کانپا اور مانی کو نمرہ کی کونسلنگ کرتے بہت اچھا اور کیوٹ فیل ہوا، اور ہنسی بھی آئی کہ خود اپنی نیا پار لگی نہیں اور وہ نمرہ کو نصیحتیں کر رہی ہے، اپنی رنگت شیری کے زرا سے بڑھتے قدموں پر سفید پڑ جاتی تھی اور یہاں یوں نمرہ کو پیار بھرے اقدامات سیکھا رہی تھی جیسے خود تو بڑی تجربہ کار ہے۔۔

کچھ نہیں ہو گا ماسی مصیبتے، بس دل کو کچھ ہو گا۔ہاں اگر تمہارے اس" جواب کے سبب ساحل خان میں جن ون آ گیا تو تمہیں کچھ نئے نئے جھٹکے لگ سکتے ہیں کیونکہ یہ بندے منٹ میں بہکتے ہیں۔ سو کوشش کرنا تم بھی یہ جواب انکو کسی ایسی جگہ دینا جہاں انکے بس میں صرف تمہاری چیک کس ریسیو کرنے کا ہی آپشن موجود ہو۔۔۔باقی تم خود سمجھدار ہو"..

یہ سب سن کر نمرہ کا خون اسکے چہرے پر چھلکا، وہ جر جھری لے کر مانی کا منہ ہونق بنی تک رہی تھی جو یہ نادر مشورے دے کر اخیر جان لیوا مسکرا رہی تھی۔

"تم۔۔تم مجھے ان سے پٹوانے کے کام کر رہی۔ میں نے کر دیا اور آگے سے وہ منہ پھاڑ کر اگر بولے کہ انکو نہیں پسند آیا تو میری تو ہو جائے گی نہ اچھی والی.."

نمرہ نے دم سادھے شکوہ کیا اور مانی کو اسکی معصومیت پر ڈھیر پیار آیا، یہ تو شہریار صاحب کی سنگت نے آمنہ آفریدی کو کچھ زیادہ بولڈ کر دیا تھا ورنہ اب تک وہ بھی نمرہ جیسی ہی ہوتی۔

"وہ صرف یہ تب کہیں گے اگر انکو یہ عنایت گال کے بجائے کہیں اور چاہیے ہوئی.."

مانی نے ہنسی روکتے جواب دیا جس پر نمرہ نے ہراساں ہوئے مانی کو دیکھا اور مفہوم سمجھتے مانی اسے جلا دن ہی لگی۔

"ت۔۔تم۔۔تم بہت بگھڑ گئی ہو۔۔۔۔۔اللہ کی پناہ تم سے۔۔۔شیری

"..بھائی آئیں تو تمہاری گن گن کر شکائیت لگاوں گی

گھبرا کر جو منہ میں آیا وہی بڑبڑاتے وہ جیسے بھاگی، مانی بھی ہنس کر پیچھے ہی لپکی۔

نمرہ نے کچھ دیر امی کے پاس بیٹھ کر انکو دیکھا، ڈاکٹر اور نرس بھی اس بیچ انکی کنڈیشن ایگزامن کرنے آئے مگر اب تک انکی طبعیت ویسی ہی تھی۔

تبھی وہ دونوں کچھ دیر بعد واپس باہر آئیں۔

"..چلو ناشتہ کر لیتے ہیں، تم نے رات بھی کچھ نہیں کھایا"

مانی اسے لیے کیفٹیریا کی طرف بڑھی، نمرہ کا تو کسی چیز کو حلق میں اتارنے کا دل نہ تھا مگر اسکی وجہ سے مانی نے بھی بریک فاسٹ سے انکار کیا تو نمرہ کو مجبوراہاں کہنی پڑی۔

شان بھی وہیں ایک قریبی ٹیبل پر بیٹھا تھا جہاں سے اسے نمرہ اور مانی صاف نظر آ رہی تھیں۔

.._____..

ساحل سیدھا تھانے پہنچا تو آگے سے شان اور اسکی آلہ کار جیم کی کوئی خاص خبر نہ پائے مزید ذہنی دباو میں مبتلا ہوا، خود جہانگیر صاحب بھی شان کی اس درجہ بھیانک حقیقت پر کچھ لمحہ تو سکتے کی کیفیت میں چلے گئے تھے۔

تین چار مخبروں کے توسط سے کچھ مشکوک جگہوں کی خبر موصول ہوئی تو ساحل نے اپنے لوگوں کی قیادت خود کی، شان جیسے زخمی بھیریے کو کھلا چھوڑنا ایک چلتے پھرتے قہر کی مانند ہی تھا۔

وہیں ہوسپٹل کے کیفے ٹیریا میں مانی کے فون پر گل ممی کی کال آئی تو وہ سننے کے لیے وہاں سے اٹھ کر مانی زرا بھیڑ سے الگ آئی کیونکہ صبح کا وقت ہونے کے سبب وہاں ناشتہ کرنے والی عوام کا کافی رش تھا۔

گل اسکے لیے فکر مند تھیں، اور دوسرا شیری کی غیر موجودگی میں انکا بھی مانی ہی سہارہ تھی۔

آپ اداس نہ ہوں، میں جلدی آجاوں گی۔آپ سے بڑے والا سوری" ممی کہ شیری کی غیر موجودگی میں مجھے بھی گھر سے دور رہنا پڑ رہا ہے۔ لیکن آئی پرامسس جیسے ہی شازو آنٹی کی طبعیت سٹیبل ہوتی ہے میں آپکے پاس آجاوں گی۔اسکے ڈیڈی کی بھی کل ڈیتھ ہوگئ.."

مانی کی اداسی اور سوری پر گل دگنی اداس ہوئیں، انھیں مانی سے شیری کی خوشبو آتی تھی اور اب تو وہ شیری سے زیادہ مانی کی جدائی سے افسردہ تھیں مگر نمرہ پر آتی اتنی ساری قیامتیں بھی انکا دل آزردہ کر گئیں۔

اللہ اس بچی پر اپنا کرم کریں، مانی تم اپنا خیال رکھ رہی ہو نہ۔ ممی کی جان،"
شیری کی امانت ہو تم۔ ایسا نہ ہو اپنی طبعیت بگھاڑ لو۔ ڈسٹ سے دور رہنا
"..میرے بچے
گل ممی کی فکر پر مانی کو بے اختیار رونا سا آیا اور بہت مشکل سے اس نے اپنے آنسو روکے، شیری کا ذکر ہی اسے رلانے لگا تھا اور اتنے سے دنوں میں اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ مدتوں سے شہریار جدون سے بچھڑی ہوئی ہے۔۔
اسی بیچ نمرہ کو اکیلے چائے پیتے دیکھ کر شان بڑی چالاکی سے اس کے قریب آیا اور سامنے ہی کرسی سنبھالی جس پر نمرہ یکدم اس انجان آدمی کی بے تکلفی پر سٹپٹائی اور ڈری۔
"ک۔ کون ہیں آپ؟"
شان کو دیکھتے نمرہ نے چائے کا کپ میز پر رکھے ڈرتے ہوئے پوچھا۔
میں ساحل سر کا جونئیر ہوں میم۔۔ وہ ابھی ہی نکلے ہیں مگر انکا مجھے میسج آیا"
کہ آپکو ان تک ڈراپ کر دوں۔ وہ چاہ رہے کہ آپ ان کے ساتھ بریک

فاسٹ کریں۔ میں ہوسپٹل ہی تھا انہوں نے مجھے آپ اور مس مانی کی سیکورٹی کے لیے یہاں رہنے کے آرڈر دیے تھے۔ سو آپ میرے ساتھ آسکتی ہیں؟"

شان کی کمینگی اور چالاکی پر نمرہ پہلے تو یقین نہ کر سکی، کیونکہ ساحل نے اگر بریک فاسٹ کرنے کا کوئی پلین کیا ہوتا تو وہ اسے خود بتا دیتا، نمرہ نے عجیب سی مشکوک نظر سے شان کے چہرے سے ٹپکتی منصوعی شرافت دیکھی اور پھر اسے یاد آیا کہ جب بابا کو ساحل خان کے لوگ لینے آئے تب یہ آدمی بھی انکے ساتھ تھا۔

"م۔ میں آپ پر کیسے یقین کروں؟"

نمرہ کا دماغ اسے کسی گڑبڑ کی خبر دے رہا تھا۔

پھر رہی سہی کسر مانی کے وہاں ممی کی کال بند کر کے چلے آنے نے پوری کی جو شان کو پہچان گئی مگر نمرہ کے پاس اسے بیٹھا دیکھے وہ ضرور ٹھٹکی۔

"شان بھائی آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟"

مانی کے تیکھے سوال پر شان نے اسے بھی مودب مسکراہٹ کے سنگ دیکھا اور اپنی جگہ سے فوری اٹھا۔

"میں مس نمرہ کو لینے آیا تھا میم، ساحل سر نے اچانک ان کے ساتھ بریک فاسٹ کرنے کا پلین کیا۔ سو مجھے کہا میں انکو ڈراپ کر دوں۔ وہی بتا رہا تھا کہ مجھ پر یقین کریں۔ آپ ان سے میری سفارش کر دیں تاکہ میں ساحل سر کے حکم کی تعمیل کر سکوں.."

شان کے خوشامدی اور ضرورت سے زیادہ میٹھے لہجے پر تو مانی کا دماغ بھی الرٹ ہوا جبکہ نمرہ گومگو کی کیفیت میں تھی، ساحل کی اسکے ساتھ وقت گزارنے کی خواہش ہی دماغ میں گھوم رہی تھی اور سچ یہ تھا اسکا دل بھی ساحل کے ساتھ وقت گزارنے سے بھرا نہیں تھا۔

بظاہر مانی، یونہی مسکرائی جیسے شان پر ڈھیر اعتبار کرتی ہو پھر اسے شیری کا اس دن کا وہ رویہ یاد آیا جب مانی کے تھانے جانے پر وہ اخیر غضبناک ہوا تھا،

پھر وہ یہی سوچ رہی تھی کہ اگر ساحل بھی شیری کا شاگرد ہے تو وہ بھی ایسے پرسنل کام پر سنل ہی رکھے گا نہ کہ اپنے ماتحتوں کو اپنی بیوی لینے بھیج دے، یہاں آکر مانی بھی کسی جاسوس سے کم نہ لگی اور ویسے بھی محترمہ ہر ڈیول کا تھوڑا اثر تو ہو ہی چکا تھا۔

"..دیکھیں کال آرہی سر کی، پلیز چلیں میرے ساتھ نمرہ میم"

جیم کا نمبر شان نے ساحل خان کے نام پر پہلے ہی سیو کیا تھا سو اسکی کال پر نمرہ اور مانی بھی لمحہ بھر دھوکہ کھا گئیں، مانی کا دل تو نہ چاہا مگر نمرہ نے خود ہی شان کے سر کھانے اور بار بار اصرار پر ہاں کہہ دی اور مانی بھی اسے روک نہ سکی۔

شان اسے جیسے ہی لے کر ہوسپٹل سے نکلا، مانی نے فورا سے پہلے لالہ کے آدمیوں کو میسج کیا کہ وہ شان اور نمرہ کا پیچھا کریں اور خود واپس اسی کرسی پر بیٹھے اس نے ساحل خان کو کال ملائی۔

جواس وقت کسی خفیہ جگہ چھان بین میں اپنے لوگوں کی قیادت کر رہا تھا، وہ لوگ جیم کے ٹھکانے سے زیادہ دور نہ تھے۔

آمنہ شہریار جدون کی آتی کال پر ساحل نے ہر کام چھوڑے پہلے کال اٹھائی۔

اگر آپکو نمرہ کے ساتھ ذاتی سا بریک فاسٹ کرنا ہی تھا تو سب پرسنل" رکھتے، اب یہ کیا بات ہوئی کہ اپنے جونئیر کو نمرہ کو بلانے بھیج دیا۔ آپ کو اس معاملے میں بھی شیری سے اٹیکیٹس سیکھنے چاہیں تھے.."

اس وقت ساحل جس ذہنی کشمکش میں تھا اسے مانی کی شکائیت بھی دماغ میں بجتے ہتھوڑے سی محسوس ہوئی۔

"کیا کہہ رہی ہیں آپ آمنہ، میں سمجھا نہیں۔ کیسا بریک فاسٹ؟"

ساحل کی سرد جھنجھلائی آواز پر مانی کا ماتھا ٹھنکا۔

"کیا مطلب؟ آپ نے شان بھائی کو نہیں بھیجا تھا نمرہ کو لینے کے لیے؟"

مانی کے سوال نے ساحل خان کی حرکت کرتی کائنات روک دی، اک لمحہ تو ساحل کو لگا پیروں تلے سے زمین سرک گئی ہے۔

واٹ ! شان آیا تھا۔۔۔ کہاں لے کر گیا ہے نمرہ کو؟ وہ غدار ہے"

"..آمنہ۔۔۔ کہاں لے گیا وہ اسے

یہ سب مانی کے حواسوں پر بھی بجلی گرا گیا، اپنی جگہ سے گھبرائے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"..کیا کہہ رہے ہیں؟ غدار۔۔۔ وہ تو شیری کے خاص آدمی تھے"

مانی کو لگا اسکا سر چکرا گیا ہے۔

"..نہیں، وہ غدار تھا۔ پلیز آمنہ بتائیں وہ اسے کہاں لے کر گیا ہے"

ساحل کی آواز یہ پوچھتے کپکپائی تبھی وہ بھی ہوش میں آئی۔

کالم ڈاون، میں نے لالہ کے آدمیوں کو انکے پیچھے ہی بھیجا ہے۔ آپ ان"

"..سے کانٹکٹ کریں۔ پلیز نمرہ کو ریسکیو کیئجے ساحل بھائی

مانی کی اس سمجھداری پر ساحل کی پریشانی کچھ کم ہوئی، فون کاٹا اور فوری وہاں سے اپنے آدمیوں کو لیے وہ بھجت کے آدمیوں سے رابطہ کرتا انکی لوکیشن ٹریس کیے پیچھے ہی نکلا۔

جبکہ نمرہ کو شان کے ساتھ جاتے ہوئے ہی عجیب خوف سا آیا اور پھر جب شان نے گاڑی شہری آبادی سے آہستہ آہستہ سنسان سڑکوں پر دوڑائی تو نمرہ کا خوف مزید بڑھا، اپنا فون جو وہ امی کے روم میں ہی چھوڑ آئی تھی، یاس نہ یا کر اور سہمی۔

"..ڈریں مت"

شان نے فرنٹ مرر کو خباثت سے سیٹ کرتے گھبرائی نمرہ کو دیکھا جو مسلسل حلق سوکھتا محسوس کر رہی تھی۔

"ی۔۔یہ آپ کہاں لے کر جا رہے ہیں مجھے، یہاں تو سنسان سڑکیں ہیں۔ ساحل کہاں ہیں؟"

نمرہ نے باہر کا ویران علاقہ دیکھتے حلق سے لگی آواز سے منمنانے کی سعی کی جس پر شان کی لہو آنکھوں میں شیطانیت ابھر کر معدوم ہوئی اور پھر کچھ لمحوں بعد گاڑی ایک چھوٹے سی سڑک کے پار بنی اینٹوں کی دو کمروں کی عمارت کے سامنے رکی۔

نمرہ نے ہراساں ہوئے ارد گرد دیکھا اور پھر شان گاڑی روکتے باہر آیا اور پیچھے آکر نمرہ کی طرف کا دروازہ کھولے اسے بازو سے پکڑے جس بے دردی سے باہر لایا، اس پر نمرہ کا پورا جسم کانپا اور آنکھوں میں اس درجہ بے رحمی ہر نمی آئی۔

بھجت کے لوگوں کی گاڑی کچھ فاصلے پر رک چکی تھی اور دونوں آدمیوں نے گاڑی سے نکل کر اپنی اپنی گن لیے باہر نکل کر چھپ کر جگہ سنبھالی، ساحل کا ان سے رابطہ تھا۔

یہاں ساحل آئے گا لیکن صرف مرنے، اور تم یہاں اسکی صبح حسین" ".. کرنے نہیں بلکہ میری زندگی رنگیں کرنے آئی ہو نمرہ۔۔۔۔۔ چلو

شان کی یکدم بدلتی، نجس ہوتی ٹون پر نمرہ نے اپنی بازو اسکی چٹانی گرفت سے چھینتے چھڑوانی چاہی جس پر شان نے اسکی گردن دبوچے لہرایا، کئی آنسو نمرہ کی آنکھوں سے درد پر بہے۔

"م۔مجھے چھوڑ دو، میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے۔۔۔۔خدا کے لیے ساحل کو کچھ م۔۔مت کرنا۔۔۔جانے دو مجھے زلیل.."

نمرہ نے اسکے سینے پر مکے برساتے اسکو خود سے دور اور قریب آنے سے باز رکھتے سسک کر منت کی مگر وہ اسکی کوئی بات سنے بنا بازو سے گھسیٹتا اندر بڑھا۔

اصل جان نمرہ کی تو اس خستہ حال کمرے میں بکھرے پھولوں سے نکلی، وہاں جیم پہلے ہی خرافاتی مسکراہٹ اور کلیوں کو ان پر برساتا ہوا پایا گیا، نمرہ کو لگا وہ پھول بھی ان غلیظ ہاتھوں سے نکل کر گندے ہو گئے ہیں۔

شان نے بنا اسکی سسکیوں کی پرواہ کیے نمرہ کو پوری قوت سے دھکیلا جس پر وہ زمین پر پڑے باریک سے میٹرس پر اوندھی جا گری۔

جیم اور شان نے اپنی غلیظ نظروں کا آپسی تبادلہ کیا۔

"ت۔۔تم لوگ کون ہو۔۔۔کیا چاہتے ہو مجھ سے؟"

نمرہ نے فوری سنبھلتے ہوئے دونوں وحشوں کی سمت دیکھا جس پر شان اور جیم آگے سے بے ڈھنگے ہنسے۔

برستے اور راہوں میں بچھے پھول دیکھ کر بھی یہ پوچھ رہی ہے کہ آپ اس" سے چاہتے کیا ہیں، اے لڑکی۔۔۔میرے باس کی بیوی بننا ہے تجھے آج اور "..یہ جو انتظام ہے یہ تیری اور باس کی سہاگ رات کا ہے۔۔۔ سمجھی

جیم نامی اس خونخوار درندے کے یہ لفظ نمرہ کی جان اسکے وجود سے سرکا گئے، اسے لگا ایک قدم بھی اگر ان دو میں سے کوئی اسکی طرف آیا تو وہ اگلا سانس بھی نہ لے سکے گی۔

"مر۔۔۔ میں شادی شدہ ہوں۔۔۔ تم بے غیرت لوگ۔۔۔ ت
جاو۔۔ کیڑے پڑیں ت۔۔ تم دو کو۔۔۔ اللہ تم دو کو معاف ن۔۔ نہیں
کرے گا.."

نمرہ کی چینخیں اور کرلاہٹیں بدعاوں کے ساتھ مل کر ان دو کو اور حسین لگیں اور شان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ آج اسکے ساتھ ہونے کیا والی ہے۔

"جیم۔۔۔ جا باہر۔۔۔ اسکے انگ انگ کی نرمیاں دیکھ کر رات تک کا صبر مشکل ہو رہا ہے۔ ساحل کو جیتے جی مارنا زیادہ مزہ دے گا۔ جب اسکی بیوی کے ساتھ سہاگ رات کوئی اور منا جائے گا۔۔۔ ہاہا جا شاباش میرے اور اپنی بھابھی کے لیے تگڑے کھانے کا انتظام کر۔۔۔۔۔۔ بہت انرجی ویسٹ ہونے والی ہے.."

شان کی یہ باتیں نمرہ کی سانس روکنے کو کافی تھیں، جیم تو ہنستا حکم پر باہر نکل گیا مگر نمرہ نے ہاتھ میں آتا اینٹ کا ٹکڑا ہی اٹھا کر سیدھا اس مردود کو

دے مارا جو اسے پہلے سے زخمی بازو پر ایسا پرفیکٹ لگا کہ کچھ لمحے شان کو لگا وہ دوسرا سانس نہ لے سکے گا، تبھی غرا کر وہ میٹرس سے اٹھ کر دیوار سے لگی نمرہ تک پہنچا اور اس کی گردن دبوچ کر دیوار سے ہٹائے اپنی طرف کھینچا۔

"..م۔مجھے ہاتھ م۔مت لگانا"

نمرہ نے اسے خود سے اچھوت کی طرح پرے جھٹکتے سسک کر التجاء کی،

اسے لگا وہ بے بس ہو گئی ہے، ساحل خان کا یہاں آنا تو جیسے ناممکنات تھا پھر بھی جب شان نے اسکی شرٹ کر کولر پکڑے کھینچ کر پھاڑا تو وہ ساحل کا نام لیے دردناک چیخی، گویا ہچکی سی جسم سے درد کی آخری حد پر آزاد ہوئی اور اس سے پہلے وہ اسے باقی لباس کو بھی یونہی چیر پھاڑ دیتا، ایسا زور کا مکا ہوا میں اٹھتے شان کی گردن کی ہڈی پر لگا کہ اس مردود کے حلق سے دردناک چیخ اٹھتے ہی وہ کوکتا ہوا زمین پر گرا، جیم پہلے ہی ساحل خان کی گولی کا شکار ہو کر جہنم واصل ہو چکا تھا مگر شان کو اتنی آسان موت ہوتی یہ ساحل سے برداشت نہ ہوا۔

نمرہ جو بس بے ہوش ہونے والی تھی، ساحل کے پکڑ کر سینے لگا لینے پر سوچنے اور سمجھنے کی حس واپس پا سکی، اور اس شخص کے گلے لگاتے ہی ہچکیوں کی زد سے روئی، ساحل نے لگتار دو تین ٹھڈے شان کے منہ پر رسید کیے اسے بیہوش کیا جبکہ اپنی جیکٹ اتار کر اس نے نمرہ کے تار تار لباس کو چھپائے اسکے گرد اوڑھایا، اس بیچ اسکے سینے لگی پھوٹ پھوٹ کر روتی رہی اور اسکی سسکیاں اسکا کانپتا وجود وہ خود میں تادیر بسائے اسے اپنے ہونے کا یقین بخشتا رہا، وہ یوں تھی جیسے مرتے مرتے بچی ہو۔

"..ششش۔۔بس، کچھ نہیں ہوا۔۔۔۔۔ریلکس"

اسے اس کربناک کیفیت سے نکالنے کو وہ شان کو بھجت کے دونوں ٹرینڈ آدمیوں کے سپرد کروائے انکو شیری کے وئیر ہاوس پہنچانے کا کہتا خود نمرہ کو لیے گاڑی تک آیا اور اس روتی، تڑپتی، جان ہارتی نمرہ کو بیٹھائے وہ خود بھی دوسری طرف سے آکر بیٹھا۔

"..ا۔۔اگر آپ نہ آتے تو و۔۔وہ درندہ"

اس وقت وہ بہت ڈری ہوئی تھی، اس آدمی کی آنکھوں کی وحشت اور سلوک نمرہ کی جان لے رہا تھا۔

"بھول جاو، اس نے جو کیا ہے اسکی پوری سزا ملے گی اسے۔ تمہیں جن ہاتھوں سے چھوا وہ کاٹ دوں گا۔ جن آنکھوں سے اس نے تم پر نظر ڈالی، وہ نوچ کر باہر نکال دوں گا۔ رومت پلیز، مجھے بتاو تم ٹھیک ہو؟"

وہ پہلے ہی ڈری تھی، ساحل کے اس آدمی کے لیے ایسے ارادے بھانپے وہ مزید خوفزدہ ہو کر اس میں سمٹی، اور جس طرح وہ کانپ رہی تھی، ساحل کو دکھ اور تکلیف محسوس ہو رہی تھی۔

"مجھے ہر جگہ درد ہو رہا۔ پلیز مجھے میرے گھر لے جائیں۔ میں جب تک شاور نہ لے لوں سکون نہیں ملے گا، اس نے مجھے اپنے گندے ہاتھ لگائے۔۔۔۔ مجھے خود سے گندی گندی فلینگ آ رہی.."

نمرہ کی یہ سب باتیں سن کر ساحل جو شان کو پھاڑنے کاٹنے کی سوچ میں تھا، ہونٹوں پر امڈتی مسکراہٹ نہ روک سکا۔

اور میں نے جو اتنا زور کا ہگ کیا، اس سے وہ گندی فیلنگ ختم ہو جانی"
"..چاہیے تھی نہ
ساحل کے جواب کو سن کر وہ رونا روک اسے معصومیت سے بھیگی بہکاتی آنکھوں کا محور بنائے دیکھنے لگی۔

"ن۔۔نوو۔۔آپ س۔۔ سمجھ نہیں رہے۔۔۔۔اس کے ہاتھ اس کا ٹچ ناپاک تھا ساحل۔۔۔مجھے سیٹیسفکشن نہیں ملے گی۔۔۔پلیز مجھے میرے
"..گھر لے چلیں

نمرہ کی ضد پر ساحل اسے سیدھا آفندی ولا ہی لایا جس پر وہ گاڑی سے اترتے ہی جیسے اندر بھاگی، ساحل نے باہر رکنا ہی مناسب سمجھا، ڈرائیور، چوکیدار اور مالی بابا سے اس نے سرسری سی گفتگو کی اور گھر کی دیکھ بھال کی اچھے سے تاکید کی اور تب تک نمرہ بھی تازہ دم ہوئے، کپڑے بدل کر اپنا بیگ لیے پھر سے ہوسپٹل جانے کو تیار باہر لان میں ہی چکی آئی جہاں ملازم

نے ساحل کو اسکے کہنے پر ناشتہ بھی سرو کر دیا مگر ساحل نے بس دودھ کا گلاس اور تھوڑا سا آمیلٹ لیا اور باقی واپس بھجوا دیا۔

نمرہ کو نکھرا ہو کر بھی ڈرا دیکھے ساحل نے مسکرا کر اس کے بانکے سر اپے پر جچتے گہرے نیلے رنگ کو ستائشی نظروں سے دیکھا۔

"اب تمہیں خود سے کیسی فیلنگ آ رہی؟"

ساحل نے زرا سا فاصلے پر رکے نمرہ کے گلابی گالوں پر نظر دوڑاتے عام سے لہجے میں پوچھا۔

"..بیٹر۔۔۔لیکن وہ سب بھولنا آسان نہیں ہے۔تکلیف ویسی ہی ہے"

نمرہ نے بمشکل آنسو سنبھالے اور بولی جس پر ساحل نے اسکا ہاتھ پکڑے قریب کھڑا کیا۔

"بھول جاو،ایک بھیانک خواب سمجھ کر۔۔آمنہ کی وجہ سے آج یہ مصیبت ٹلی۔اس نے بھجت کے لوگوں کو شان کے پیچھے دوڑا کر بہت عقل کا کام کیا ورنہ تم تک مجھے پہنچنے میں دیر بھی ہو سکتی تھی نمرہ۔اور یہ

دیر شاید میری زندگی کا سب سے تاریک گڑھا بن جاتی۔ جان پر بن آئی تھی، لگا سب ختم ہو گیا ہے۔ تم پہلے جو بھی تھی، اب ساحل خان کی بیوی ہو، اور میرے لیے اہم ہو.."

مانی کے وہ کس کس احسان کا بدلا دے یہ سوچ کر ہی وہ رو پڑی، پھر جس طرح ساحل خان نے یہ سب کہا وہ اپنے آنسو چاہ کر بھی آنکھوں میں نہ سمیٹ سکی اور ساحل کے پھر سے اپنے سینے لگانے کی خواہش پر وہ بھیگی آنکھوں سے مسکراتی اسکے سینے لگی تو اک راحت سی اس شخص نے بھی اپنے اندر اترتی محسوس کی۔

"..م۔۔میں نے بھی اس وقت اللہ کے بعد آپکو ی۔ یاد کیا ساحل"

آنسو نمرہ کی آنکھوں سے متواتر بہے اور وہ چاہتا تھا اسے اسکے بابا کی موت کا بتائے مگر پھر سے نہ کہہ سکا کیونکہ جس حادثے سے وہ گزری تھی، مزید کوئی دکھ اس لڑکی کی نازک جان پر پہاڑ سا گراں بوجھ ہوتا تبھی ساحل نے پھر سے معاملہ دبایا۔

آئی نو۔۔۔ خیر چلتے ہیں۔ آمنہ پریشان ہو رہی ہوں گی۔ اینڈ ڈرنے کی
ضرورت نہیں۔ ایک مر گیا ہے اور دوسرے کو اسکی موت میں پوری شان
سے دوں گا۔ اس سے بہت سے حساب باقی ہیں۔ تم رونا مت اور جو ہوا
اسے بھول جانا۔ اب میں نے ہگ کر لیا اب یقینا تمہیں خود سے اچھی وائبز
آئیں گی۔۔ اگر چاہو تو میں کچھ اور بھی کر سکتا ہوں ..."
ساحل نے مقابل چہرے کی سرخیوں کے سبب دھڑکتے دل اور اسکی بدلتی
کیفیت ہر کنٹرول پائے اسے بھرپور اس ٹرانس سے نکالا اور آخری جملے سے
وہ نمرہ کے سرخ پڑتے رخسار دیکھ کر اپنا پر تنا ودل بھی بحال محسوس کرتا
مسکرایا جو یوں تھی جیسے ساحل نے اچانک ہی یہ رضا و راضی کا حق سونپ
کر دل کو اپنے نام کے گرد ہی محصور کر کے دھڑکنے کا حکم دے دیا ہو۔
"ک۔۔ کچھ اور کیا؟"

خوف سے نمرہ کی آواز ماند پڑی تو ساحل اسکی اب تک بھیگی پلکوں کو دیکھتا دھیرے سے مسکرایا اور جیسے ہی اپنا چہرہ نمرہ کے چہرے کے قریب کرتا شرانگیز مسکایا، وہ لرز جاتی اس جادو گرد کے سحر سے جھٹکے سے نکلی۔

"..ن۔ نہیں۔۔۔۔چلتے ہیں"

بنا ساحل کی خواہش کو نظر بھر کر دیکھنے تک کی جرت کیے وہ جس طرح تیزی سے اسکے حصار سے بدکتی، اسکے مفہوم کا ادراک پائے اپنی رکی دھڑکنیں بحال کیے سبک روئی سے پورچ کی سمت دوڑی، ساحل خان چاہ کر بھی اپنی مسکراہٹ کو چہرے کے خدوخال میں اتر کر اسے مزید حسین ہونے سے روک نہ سکا۔

ہوسپٹل جانے تک ان دو کے بیچ بات نہ ہوئی بس نمرہ اس بھیانک حادثے سے اپنے دل ودماغ کو آزاد کرنے کے جتن کرتی خود سے لڑتی رہی۔

.. _____ ..

"فون کیوں نہیں اٹھا رہا وہ؟ ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟"

سریز مینشن میں اس وقت ہر جانب میکال کے پالتو سیاہ فام گن مینز جگہ جگہ کھڑے تھے اور خود وہ مخدوش حالت میں آیا ہوا شان سے رابطہ نہ ہو سکنے پر تلملا اور پھنکار رہا تھا۔

اسکا خاص آدمی جو شکل سے چاپانی تھا، مودب سا کچھ فاصلے پر ہی ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔

"ہو سکتا ہے وہ اپنا کام کرتے ہی انڈر گراونڈ ہو گیا ہو صاحب عالم، میری رائے ہے کہ کچھ گھنٹے انتظار کر لیں.."

وہ جاپانی آدمی لہجہ دھیما رکھے منمنایا جس پر میکال کے جلال سے بھرے چہرے پر مزید ناگواری سمٹی۔

"اسے کہا تھا مسلسل مجھ سے رابطے میں رہے، جیم سے بھی رابطہ نہیں ہو رہا۔ مزید کوئی ناکامی افورڈ نہیں کر سکتا میں.."

اسکی تہس نہس ہستی اسکے اندر کے انتشار و خوف کی ترجمان تھی، شان کا فون، جیم کا فون چونکہ ساحل خان کی کسٹڈی میں تھا سو مسلسل وہ ان دو نمبرز کے تمام ریکارڈ اپنے گھر بیٹھا ہیک کر رہا تھا، جہانگیر صاحب کو دو کانسٹیبل کے ہمراہ ساحل نے شہریار کے وئیر ہاوس بھیجوا کر شان کو دل دہلاتے جھٹکے دینے کا حکم دیا تھا مگر یہ تاکید کی تھی کہ شان مرنا نہیں چاہیے۔

ساحل خان ایک بار پھر ڈی کے بنا اپنا کام پوری توجہ سے کیے بلیک ڈائمنڈ کی خفیہ انڈر ولڈ ویب پر تمام انفارمیشن فارورڈ کر رہا تھا، میکال سریز کے پچھلے نو دس سالوں کے تمام جرائم سے لے کر اسکے ہر قتل، اسکے ہر آلہ کار کی تفصیل دوسری جانب رایان اور سحر نے بھی اکھٹی کر لی تھی۔

شاہ عالم کے بہت بڑے بڑے ہوٹل، کوسینو، شورومز، یہاں تک کہ ایک سینیما تک میکال سریز کی ذاتی ملکیت میں شامل تھا، آٹھ سال پہلے تک وہ

ایک پاور فل سیاست دان اور چھٹے بد معاش کی صورت اپنی بیٹی پلک اور دوست کے بیٹے شان کے سنگ جرائم کی دنیا میں نمودار ہوا۔

شان ایک ماہر اور چال باز کھلاڑی تھا جس نے اپنی زندگی کے کئی سال پاکستانی سفارت خانے میں مشیر کے فریضے پر رہ کر اپنا اعتماد بحال کیا، پلک اور وہ چونکہ ساتھ پلے بڑھے سو وہ اس سے جذباتی وابستگی میں مبتلا ہوتا گیا اور خود میکال سریز کے لیے بھی اپنی بیٹی کے لیے شان سے بہتر کوئی نہ تھا۔

لیکن پلک کی باپ سے غداری کے بعد شان نے پلک کے حصے کی جگہ سنبھالی اور مکمل طور پر وہ میکال سریز کا دائیاں ہاتھ بن گیا، کئی بار آفتاب منصوری کو چھوٹے موٹے نقصان دیے، حتی کہ اس کی گاڑی پر حملہ بھی شان نے کروایا جو میکال سریز کی تنظیم کے لیے مہرے جمع کرنے ہی مسلم ممالک میں گھستا تھا، گرین کارڈ ہولڈر اور پشت پناہی ایک بڑا ہاتھ کرتا تھا اور تبھی بلیک ڈائمنڈ کی تلاش کے معاملے میں ہی وہ ڈیول کے تھانے میں

ایز آجو نئیرا نسپیکٹر داخل ہوا، اور اسکی شیری کے تھانے میں ہارون کی موت کے بعد ڈیول کے منظر عام پر آنے کے بعد تقریری ہوئی، بظاہر تو وہ چند ہفتوں میں ہی شہریار جیسے آدمی کا اعتماد جیت گیا تھا مگر شہریار اپنے کام کو کچھ الگ طرح کرنے کا ماہر تھا، بھلا ڈیول کی نظر سے کوئی غدار کیسے بچ سکتا تھا، شہریار کو شان پر شک تو بہت پہلے تھا اور تبھی اس نے شان کو صرف پروفیشنل معاملات میں شامل رکھا اور جو چیزیں اسے شان سے مخفی رکھنی تھیں ان معاملات سے اس نے شان کو ایک مناسب حد تک دور رکھا۔

ڈیول کی سزا کا بدلا وا ایک ایسا معاملہ تھا جس نے یہ راز اس تنظیم پر کھول دیا کہ ڈیول سے کسی نہ کسی طرح بلیک ڈائمنڈ کا رابطہ ہے ورنہ اس عام سے انکوائری کیس میں کسی ڈیٹیکٹیو سینئر آفیسر کا شامل ہونا ایک ناممکن سی بات تھی۔

شان بھلے ایک مضبوط اور چالاک آدمی تھا مگر آجا کر اس نے بھی کچھ ایسی غلطیاں کیں کہ وہ شہریار کے ناسہی پر ڈی کے کہ ہتھے چڑھ گیا۔

اور کہتے ہیں نہ جرم کبھی نہیں چھپتا، بلیک ڈائمنڈ اور ڈیول کا الحاق ہی آخر کار

DEATH AND LIFE GAME

نامی اس تنظیم کا خاتمہ کرنے کا سبب بنا تھا کیونکہ ان تنظیموں کی جڑیں ہم
عام انسانوں کی سوچ کے کسی محور کے قریب تک نہیں آتیں۔
اور اب دیکھنا یہ تھا کہ بلیک ڈائمنڈ کے خوف سے اندر ہی اندر تھر تھراتے
اس آخری پیادے کی عبرت کس درجہ خطرناک ہونے والی ہے، کیونکہ
لئیق ایزد کے لیے وہ ایک مجرم تو تھا ہی، عدن کی زندگی کی محرومیوں کا
سبب بھی تھا اور اس معاملے میں اب کوئی معافی نہیں تھی

شازیہ آفندی کو سرجری کے بعد اب جا کر ہوش تو آ گیا تھا مگر انکی حالت ایز سچ قابل اطمینان نہ تھی، لیکن اب وہ اتنی بہتر ضرور تھیں کہ انکو اگلی سرجری تک گھر جانے کی اجازت دے دی جاتی، اس سچویشن میں جب نمرہ کے ساتھ اتنا سنگین حادثہ پیش آتے آتے بچا، شازیہ صاحبہ کا زندگی کی طرف کچھ حد تک آنا مانی کو اللہ کی طرف سے خاص آسانی اور کرم ہی معلوم ہوا، وہ منتظر تھی کب ساحل اور نمرہ واپس آئیں، ساحل اور نمرہ کو ساتھ آتے دیکھ کر اور نمرہ کی دور سے ہی سوجھی آنکھیں دیکھتی وہ خود لپک کر نمرہ تک پہنچی اور دونوں دوستوں کا گلے لگنا ساحل خان کے لیے حقیقت میں ایک خوبصورت منظر تھا۔

"..نمرہ۔۔۔ کیسی ہو؟ ٹھیک ہو نہ۔ تمہیں کچھ ہوا تو نہیں"

مانی نے اسے گلے لگاتے ہی الگ ہو کر جس طرح فکر و پریشانی سے اسکے چہرے کو تکتے پوچھا، نمرہ نے بمشکل رونا روکے اپنے ٹھیک ہونے کا اشارہ

دیا،اور تبھی آمنہ آفریدی نے ایک مہربان نظر سے ساحل خان کو بھی نوازا۔

ان تینوں کی آنکھوں میں ایک دوسرے کے لیے عقیدت کے جذبات تھے،ایک خوبصورت ٹرائی اینگل تھا جسکی اپنی دلکشی بن چکی تھی۔

اور جب ساحل نے ساری صورت حال سے مانی کو آگاہ کیا تو یہ سب اسکے لیے بھی کسی جھٹکے سے کم نہ تھا۔

یقین نہیں آرہا کہ وہ بندہ اس حد تک بھی گر سکتا ہے، شہریار کو علم بھی نہ "
".. تھا کہ وہ کیسا سانپ پال رہے ہیں۔ یااللہ سب کو اپنی امان میں رکھیں

ساری تفصیل سن کر مانی کے تاثرات صدمے جیسے تھے،اسکو بھی اک لمحہ خوف سا آیا، ساحل خود تفصیل سے شان کی سزا اس پر قہر سی برسانے کا سوچ رہا تھا جبکہ نمرہ اب بھی کچھ ڈری ہوئی تھی، وہ سب دوبارہ ساحل کی زبانی سن کر وجود فطری خوف سے کپکپایا، یہ سوچنا ہی دل دہلا رہا تھا کہ اگر اسے کچھ ہو جاتا تو کیا ہوتا۔

وہ تینوں ہی اس وقت سپیشل کیئر روم کے باہر ہی کوریڈور میں کھڑے تھے، ساحل کی نظر مانی پر جاتی تو عقیدت سے اٹ جاتی اور وہی پر تپش نگاہیں جب فرار کرتی اپنی حسینہ پر جاتیں تو محبت کے احساس سے لبریز ہو جاتیں، یہ سب منظروں کو حسین کرنے کے لیے کافی تھا۔

"شہریار سر کو اس پر شک تھا اور تبھی میں بھی انکے کلوز کے سنگ اس تک پہنچا ہوں آمنہ، ان شعبوں میں ایسی کالی بھڑیں ہونا کوئی حیرت کی بات نہیں ہے۔ یہ سیاہی اور دلدل سے اٹا راستہ ہے جس پر چلنے کے لیے بہت ہمت درکار ہے۔ فکر مند نہ ہوں اب آپ دونوں، سب انڈر کنٹرول ہے.."

ساحل کو نمرہ کی فکر تو تھی مگر وہ مانی کا شکریہ بھی ادا کرنا چاہتا تھا کیونکہ اس لڑکی نے شہریار جدون کی کمی جس طرح آج پوری کی تھی وہ سچ میں داد کی مستحق تھی، ساحل نے تسلی دی تو مانی بھی اس ہراس بخشتی کیفیت سے نکلی اور نمرہ کی پشت بھی ساتھ لگا یے سہلائی۔

"..ہمم۔اللہ آپکو ہمت دے،پریشان مت ہو نمرہ۔یو آر سیو ناو"
پہلا جملہ ساحل کی طرف دیکھتے کہا جبکہ نمرہ کی گال سہلائی جو بھیگی آنکھوں سے مسکراتی مانی کے پھر سے گلے لگی تو اسکی اس محبت بھری پیش قدمی پر مانی نے بھی دل اور بازو اس دوست کے لیے پورے خلوص سے کھولے اور نظر ساحل سے ملی متبرک سی،اپنے شاندار انداز میں شکریہ کہتی ہوئی۔

"تم نے مجھے اپنا مقروض کر دیا مانی، تھینکو،مجھے تو پتا ہی نہیں تھا کہ اللہ نے تمہاری صورت مجھے کتنا بڑا انعام دیا ہے۔اگر تم بھجت بھائی کے آدمیوں کو ہمارے پیچھے نہ بھیجتی تو شاید سب ختم ہو چکا ہوتا.."
نمرہ کے رندے و آزردہ جملوں پر مانی نے دھیما سا مسکرائے اسے پکڑ کر روبرو لایا تو ساحل مستقل ان دو کو اپنی نظروں کا محور بنائے ہوئے رشک و مسرور کی سی کیفیت میں مبتلا تھا۔

اس میں میرا کوئی کمال نہیں یارا، شیری نے مجھے بھی اپنی طرح کا جاسوس"
بنادیا۔اور ویسے بھی اللہ نے جب کسی کی مدد کرنی ہو تو وہ یونہی وسیلہ بناتے
ہیں۔اتنی مشکل سے تو تمہیں تمہارا ساحل خان ملا ہے، اور جب اللہ پاک
کو پتا ہے کہ اس بندے میں تمہاری خوشی وسکون پوشیدہ ہے تو وہ کچھ برا
کیسے ہونے دیتے۔۔۔۔اداس مت ہو اور جاو شاز و آنٹی کے پاس۔وہ تمہارا
"..پوچھ رہی تھیں، ہوش آگیا ہے انکو
مانی نے اسکی جس خوبصورتی سے تسلی کروائی، شکریہ جیسے فالتو تکلفات سے
روکا، ڈھارس بندھاتے ہوئے اپنے اور ساحل خان کے ساتھ ہونے کا
یقین بخشا وہ نمرہ کو حقیقی خوشی سے نواز گیا کیونکہ مانی نے اپنی بات کا اختتام
اسکی امی کے بہتر ہونے پر کیا، ساحل تو محو حیرت تھا کہ اس لڑکی کے یہ نئے
نئے رنگ کتنی خوبصورتی لیے ہوئے تھے، کتنے گہرے تھے جو بالکل یوں
تھا کہ اس ہیرے کو کسی ماہر جوہری نے بڑی مہارت سے تراشا ہے، مانی یہ

کچھ دن سے اسکے لیے پہلے سے زیادہ قابل عزت ہو چکی تھی اور اب تو اس نے ساحل خان پر بہت بڑا احسان کر دیا تھا۔

لمحہ بہ لمحہ ساحل خان کے رشک میں اضافہ ہو رہا تھا، وہ رشک جو اسے شہریار جدون پر آ رہا تھا۔

"کی۔۔ کیا سچ میں امی کو ہوش آ گیا؟"

امی کے ہوش میں آنے پر وہ باقاعدہ نم آنکھوں سے مسکرائی جس پر مانی نے مسکرا کر تائید کی اور وہ دونوں کو دیکھتی تیزی سے امی کے کمرے کی طرف بڑھی اور اس سے پہلے مانی بھی پیچھے لپکتی، ساحل کی آواز پر مناسب فاصلہ برقرار رکھے ہی رکی اور بنا کسی سرد تاثر کے مہربان، نرم مگر سنجیدہ نگاہ ساحل خان کے مضطرب چہرے پر مرکوز کی، وہ یوں تھا جیسے سب بھول گیا ہو، وہ اعتراف بھی جو اسکے حواسوں پر گراں بوجھ بنا تھا۔

مانی کو ایسا لگا وہ شدید الجھا ہوا ہے، کچھ کہنا چاہتا ہے، اور وہ تبھی سب سننے کے موڈ میں خود کو ڈھالے اسے مستقل دیکھ رہی تھی جیسے کہہ رہی ہو کہ جو کہنا ہے کہہ دو ساحل خان۔

"..وہ لڑکی آپ تھیں آمنہ"

ساحل کے منہ سے یہ اعتراف سن کر وہ کچھ لمحہ حسب منشاء خاموش ہوئی، چہرے پر ابھری خفگی کو دباتے ہوئے اسکی گرے آنکھیں برہم ہوئیں مگر یہ نہایت مختصر تھا، اتنا غیر اہم جیسے عام سی بات ہو، جتنا برا لگنا چاہیے تھا اتنا نہ لگا کیونکہ مانی نے اس معاملے کو سر سے کامیابی سے اتار پھینکا تھا، البتہ ساحل ضرور فکر مند تھا کہ اسے گماں ہوا وہ چلا سکتی ہے، یا شاید غصے سے تھپڑ تک مار دے اور اسکے اندر کا خوف ساحل خان کے وجیہہ چہرے پر اک ابر کی مانند سایہ فگن تھا، آمنہ شہریار جدون کی چپ اسے ڈرا رہی تھی۔

تھینکس فار' تھیں' ساحل خان، میں تو شاید محبت کا نام سنتے ہی اس"
انوکھے شخص کی چاہت پر ایمان لے آئی تھی۔ میرے لیے شہریار جدون
صرف محبت نہیں وہ میری بقا، انتہا اور جزا سب ہیں۔ سوری فار ڈیٹ اور
یہی کہوں گی کہ مجھ پر ویسٹ کی اس سرسری پسندیدگی کی تلافی جتنی جلدی
ہو سکے کر لیں اور اپنی محبت کا نمرہ کو محور بنائیں۔ میں تو اب نہ اس جہاں
کسی اور کے لیے ہوں نہ اس دوسرے جہاں۔۔۔۔۔۔ میں وہ لڑکی کبھی
نہیں ہونا چاہتی تھی، حالانکہ میرے ایک بار کہنے پر آپ نے نکاح کیا، میں
نے جو کہا مانا۔ مجھے علم ہو گیا تھا کہ وہ میں ہی ہوں لیکن یہ میرے لیے اہم
نہیں، کیونکہ مجھے دیکھنے والی ہر آنکھ مجھ پر چڑھا شہریار جدون کا رنگ
".. باآسانی دریافت کر سکتی ہے، میں انکی لگتی ہوں، کسی کو بتاوں یا نہ بتاوں
ایک ایک لفظ میں مٹھاس تھی، سختی بھی تھی، محبت کا رنگ تھا جو شہریار
جدون کے نام وقف تھا، وہ مسکرا بھی رہی تھی، وہ سنجیدگی سے وضاحت

بھی پیش کر رہی تھی اور ساحل خان کو لگا سننے سمجھنے کی تمام صلاحتیں لمحہ بھر اس قدر متحمل جواب پر مفلوج ہو گئیں۔

وہ حیران تھا کیونکہ ایسا پر سکون ری ایکشن اس نے ہر گز نہیں سوچا تھا۔

"آپ مجھ پر غصہ نہیں ہیں؟"

ساحل کے سوال پر وہ بے اختیار مسکرا اٹھی کیونکہ اس مضبوط آواز میں حیرت، سہما پن اور ککپاہٹ مخفی تھی۔

غصہ کیوں ہونے لگی، آپ نے تھی کا لفظ کہہ کر مجھے مطمئین کر دیا۔" رات گئی بات گئی۔ نمرہ کو یہ بات کبھی مت بتایئے گا، کیونکہ ایک لڑکی کی سب سے بڑی چاہت یہی ہوتی ہے کہ اسکی زندگی میں آنے والے شخص کی وہی اول ہو اور وہی آخر۔۔۔۔۔ میں چاہتی ہوں آپکا اور نمرہ کا رشتہ بلکل ویسا ہو جیسا ایک خوبصورت اور من پسند تعلق ہوتا ہے۔ وہ آپ کو چاہتی ہے، اور چاہے جانے کا احساس اس دنیا میں سب سے پیارا ہے"

مانی کی مہارت اور معاملہ فہمی سے بنا کوئی جنگ برپا ہوئے اور ہنگامہ مچے ساحل کے دل سے یہ بوجھ بھی اتر گیا تھا اور اب شاید وہ اپنے آپ کو آگے بڑھانے میں کامیاب ہو جاتا، دل کا بوجھ جب قدموں میں آ گرے تو کسی طرف بھی سفر کرنا محال ہو جاتا ہے۔

جب میں نے یہ حقیقت شہریار سر کو بتائی تو انکا جواب اور ری ایکشن آپ" سے مختلف نہیں تھا، مجھے بہت خوشی ہے آمنہ کہ وہ آپکی نہ صرف قدر پہچان گئے بلکہ آپ سے محبت بھی کی، میرے دل سے بوجھ اتر گیا۔ میں ہمیشہ آپکی اور انکی خوشی کے لیے دعا گو رہوں گا.."

ساحل کا یہ انکشاف مانی کے لیے بھی حیرت انگیز تھا کہ یہ سب شیری بھی جانتا ہے، نا جانے کیوں پر مانی کا دل چاہا وہ دل کھول کر مسکرائے، اس شخص نے اسے نہ صرف اپنی عزت بنایا بلکہ باعزت کر دیا تھا، اپنا نام اور محبت دے کر۔

میرے لیے فکر کرنے کے لیے شکریہ آپکا ساحل بھائی، امید کروں گی"
آج کے بعد مجھے آپ سے بھائی والی ہی وائبز آئیں، ورنہ سرد مہری میرے
"..لہجے سے ٹپکتی ہوئی پائیں گے۔۔آخر کو ڈیول کی بیوی ہوں
اب مروت حد کی ہی اسے آتی تھی، ساری نرمی محبت اور قربانی تو اس لڑکی
نے شہریار جدون کے معاملے میں دیکھادی تھی اور وہ مانی کی اس درجہ
صاف گو زرا سی بدلحاظ وارننگ پر بے ساختہ ہنس پڑا۔
آپ تو مجھے نہیں مل سکیں لیکن آپ نے مجھے نمرہ کی صورت ایک"
بہترین راستہ ضرور دیکھادیا ہے جس پر چلنے میں میری اپنی خوشی شامل
ہو گی، اور آپکو ویسی ہی وائبز آئیں گی جیسی آپکو درکار ہیں۔میرے لیے آپ
پہلے بھی عزت کا دوسرا حرف تھیں اور اب شہریار سر کی بدولت مزید
"..قابل احترام ہیں
وہ مانی کی بے چینی کا احترام کیے اسے کافی حد تک پر سکون کر چکا تھا جس سے
آمنہ کو دلی فرحت اور خوشی ملی، وہ کسی طرح کے احساس جرم میں مبتلا نہیں

رہ سکتی تھی اور ساحل نے اسکے سکون کا بھی اسکی طرح مکمل احترام کیا جو ساحل پر جچتا بھی تھا۔

بہت شکریہ آپکا، نمرہ کے ساتھ آپکو کچھ وقت گزارنا چاہیے تھا" ساحل۔۔۔اور آپ اسے اسکے بابا کے بارے میں بتادیں پلیز۔ میں نہیں چاہتی یہ معاملہ تاخیر کا شکار ہو۔ تکلیف تو اسے ہونی ہی ہے، جلد مرہم لگ جائے زیادہ بہتر ہے.."

مانی نے بھی اس معاملے کو خوش اسلوبی اور امن وامان سے سمیٹتے ہی فوری موضوع بدلا اور فکر مند دیکھائی دیتی مدعے پر آئی اور ساحل گہرا سانس ہی کھینچ سکا، کیا بتاتا کہ اسکی اخیر کوشش کل ناکام ہوگئی ہے، اسے نمرہ کے رونے سے فرق پڑنے لگا ہے۔

میں بتانا چاہتا تھا مگر آپکو تو سچویشن معلوم ہے، اور وہ مجھ سے گھبراتی ہے، کمفرٹیبل بھی نہیں ہے کہ میں اسے گھر لے جاوں اور اطمینان سے ہماری بات ہوسکے، اسے لگتا ہے ساحل خان اسے سالم نگل لے گا.."

ساحل نے اپنا خدشہ اور مشکل بنا سوچے مانی کے روبرو رکھی تو مانی کو نمرہ پر غضب چڑھا، ساحل خان اسے اس وقت مظلوم لگا پھر بچارے کی دہائی سن کر تو مانی کو مظلوم سے شوہر پر بہت ترس آیا، ہنسی بھی مگر بہت تہذیب کے ساتھ تاکہ ساحل کی دل آزاری نہ ہو۔

"..اس لڑکی کو پھینٹی لگنی ہے مجھ سے"

مانی کے کوفت سے بڑبڑانے پر ساحل نے بھی خفیف سی مسکراہٹ دی جو مانی کو سنجیدہ کرنے کا سبب بنی۔

"اوکے کچھ پلین کرتے ہیں، شازو آنٹی کی طبعیت ابھی بھی ایسی نہیں ہے کہ اطمینان کیا جائے، بھلے وہ کچھ دیر تک ڈسچارج ہو جائیں گی، ڈاکٹر کہہ رہے تھے وہ اب صرف ادویات پر زندہ ہیں کیونکہ ہارٹ ٹرانسپلانٹ تک بھی نوبت جا سکتی ہے تفصیلی بات بھجت لالہ اور سیلیٰ آپا سے ہوئی ہے انکی،

اس سے پہلے کہ نمرہ کو ایک نئی آزمائش کا سامنا ہو، پچھلے دکھ کا اس پر کھلنا ضروری ہے.."

مانی کو یہ سب کہنے میں تکلیف ہوئی لیکن یہ سچ تھا اور ساحل اسکی ہر بات سے متفق بھی تھا، سمجھنے کے انداز میں مانی کی تمام باتیں دھیان سے سن کر سر کو جنبش دی۔

"تو پھر کیا کہتی ہیں آپ؟"

ساحل نے یہ معاملہ بھی مکمل مانی پر چھوڑا۔

"کچھ دیر میں ہم آفندی ولا چلے جائیں گے، ایک نرس ہمہ وقت شازو آنٹی کے ساتھ رہے گی سو انکے اکیلے ہونے کا بھی ایشو نہیں، آپ آج نمرہ کو ڈنر کے بہانے گھر لے جائیں، مطلب ڈنر کروانے کے بعد کہیے گا لیٹ ہو گئے ہیں یا گاڑی خراب کا بہانہ بنا کر اسے گھر رکھ لیں اور اسے اسکے بابا کا بتائیں، روئے گی لیکن آپ پاس ہوں گے تو یہ صدمہ سہنے میں اسے آسانی ہو گی اور میں بھی شازو آنٹی کو شیراز انکل کی موت کا بتا دوں گی کیونکہ لالہ نے

کہاہے ڈاکٹر کا کہنا ہے انھیں یہ خبر بتادی جائے کیونکہ وہ مسلسل اسی کرب وتکلیف میں مبتلاہیں کہ انکے شوہر کو نجانے کیا سزا ملنے والی ہے، جب شیر ازانکل کی موت کا پتا چلے گا تو ہو سکتا ہے وہ خود کو سنبھال سکیں، پھر میں انکو یہ بھی بتاوں گی کہ وہ جاتے ہوئے آپکی جان بچا گئے۔۔۔۔ڈاکٹرز کے بقول یہ شازیہ آنٹی پر مثبت بھی اثر ڈال سکتا ہے.."

مانی کی ہر بات اسکے لیے حکم کا درجہ رکھتی تھی مگر رات کا سن کر وہ فطری کچھ الجھن کا شکار لگا کیونکہ اسکے بقول یہ کچھ زیادہ اور جلد تھا تبھی اسکی باقی تفصیلات سن کر بھی ان سنی سی کیں اور سر ہلایا۔

امم۔۔لیکن وہ میرے ساتھ میرے گھر جائے گی کیسے۔اور باقاعدہ" رخصتی کی کوئی تقریب نہیں ہوئی تو کیا رات رکنا مناسب ہو گا، آئی مین ٹیکیٹس کے خلاف نہ ہو جائے.."

ساحل کے زرا ہچکچانے پر مانی نے اسکی کیوٹ سی گھبراہٹ محظوظ ہوئے دیکھی کیونکہ بندہ رات کا سن کر بوکھلایا سا دیکھائی دیا۔

میں نے شادی کروائی ہے تو سمجھیں رخصت بھی کر دیا، ویسے بھی جن"
حالات میں نکاح ہوا ہے۔ رخصتی کے فنکشن پر بیٹھے رہے تو آپ نے کر لیا
قلعہ فتح۔ شازو آنٹی نے اسے آپ کے ساتھ رخصت کر دیا ہے انہوں نے
خود کہا تھا، بس رسم باقی ہے۔ جو اچھے وقت پر ہو جائے گی، میں ساحل
نہیں ہوں ورنہ آپ سے تھوڑا کہتی۔۔۔ اسے ان حالات میں مانی نہیں
آپ چاہیں۔ اگر زیادہ تنگ کرے تو آپ اسے واپس لے آیئے گا آفندی ولا
"۔۔ لیکن آئی تھنک بابا کی ڈیتھ کا سن کر اسے صرف آپ درکار ہوں گے
مانی کے اس قدر ٹھیک اندازوں پر تو وہ اچھا بھلا پر اعتماد بندہ حیرت زدہ تھا کہ
یہ لڑکی کہاں سے اتنے تجربات سمیٹ لائی ہے، حالانکہ عمر میں وہ اس سے
چھوٹی تھی، پھر اسکے مشوروں پر عمل کیے وہ اب تک کامیاب ہی رہا تھا سو
اس والے پر بھی عمل کرنے میں کوئی حرج نہ تھا، ساحل کچھ سوچتا ہوا
پراسرار سا ہنسا تو مانی نے بھی مشکوک گھوری سے نوازتے دیکھا۔

"..آپ چاہتی ہیں میں اسکے قریب رہوں بس ہر طرح"

ساحل کے سرسری سے شریر سوال پر مانی نے تفاخر سے گردن اٹھا کر سمائیل دی۔

آفکورس، مجھ سے دو ایک دوسرے کے بہت اپنے دور دور نہیں دیکھے جا"

"..رہے یہ سمجھ لیں

مانی نے فوری متبسم جواب دے کر ساحل خان تک کو لاجواب کر دیا۔

جیسا آپ کہیں گی ویسا ہی ہو گا۔ابھی مجھے کام ہے میں آٹھ بجے تک اسے"

لینے آوں گا آفندی ولا اور مسیز آفندی سے بھی اسے لے جانے کی اجازت لوں گا تاکہ زرا اچھے سے ملاقات ترتیب دے سکوں۔آپ نمرہ کو زرا

"..مینٹلی پریپئر کر دیجئے گا

ساحل نے گویا شان کو شان دار سزا دینے کا سوچتے اجازت طلب کی تو وہ جاتے جاتے مانی کے پکارنے پر رکا جو یوں متبسم تھی جیسے کوئی گدگداتا ہوا خیال ذہن و دل میں گردش کر رہا ہو۔

تیار کس لیے کرنا ہے اسے؟ بابا کی ڈیتھ کی خبر کے لیے یا ساحل خان سے"
"ملنے کے لیے؟

یہ سوال مانی نے پورے اعتماد سے ساحل کی آنکھوں میں جھانکے کیا اور ساحل کو نا چاہتے ہوئے بھی آنکھیں چرا کر مسکرانا پڑا۔

"..دونوں کے لیے"

زرا اسکی طرف جھکے شوخ سی سرگوشی کرتا وہ دیکھتے ہی دیکھتے مانی کی آنکھوں سے اوجھل ہوا اور آمنہ آفریدی کے دل پر رکھے رہے سہے بوجھ بھی ہٹ کر رہ گئے، ان دو کی اس ملاقات کے لیے آمنہ صاحبہ کو نفل بھی ادا کرنے پڑتے تو وہ کر دیتی، یوں دل کو راحت ملی جیسے نا جانے کتنا بڑا ارمان پورا ہوا ہو۔

وہ جب تک واپس اندر پہنچی تو امی بیٹی کے ڈھیروں لاڈ دیکھ کر دل مزید تازہ دم ہوا، اور ڈاکٹرز نے تین بجے تک کچھ ضروری ٹیسٹ کرنے کے بعد

انھیں ڈسچارج کرنے کا بھی بتادیا تھا جس پر نمرہ کو لگا اس کے ساتھ پیش آتے حادثے کی ساری تھکن اتر گئی ہے۔

.._____..

شان کو شہریار کے وئیر ہاوس میں رکھا گیا تھا، زنجیروں سے اسکے پیر جکڑے گئے تھے جبکہ بازو کے ساتھ ساتھ گردن پر ہوتے ساحل خان کے وار نے شان کی ساری اکڑ جھاگ کی مانند بٹھادی تھی۔

جہانگیر صاحب خود دو لوگوں کے ہمراہ صبح سے شان کی دلخراش دھاڑیں سن رہے تھے، صبح سے شام ڈھل چکی تھی اور اسکی دل دہلاتی سزا میں کمی نہیں کی گئی تھی۔

تاریک گڑھے جیسی یہ قید شان کے اندر خوف و حراس کے ساتھ جانے کیسے کیسے جذبے پیدا کر رہی تھی تھی کہ اس کا دم گھٹ رہا تھا۔

وئیر ہاوس کے پارکنگ میں رکتی ساحل خان کی گاڑی پر جہانگیر صاحب ہی دوڑے باہر آئے، لچھ قانونی کام ترتیب دیے، تھوڑی دیر ریسٹ کرنے کے بعد وہ آچکا تھا، ساحل نے سرسری سی نگاہ حوالدار صاحب پر ڈالی اور گاڑی لاک کرتا سبک رو قدموں کے سنگ گودام کے اندرونی طرف بڑھا، چند زینے چڑھتے ہی ساحل کو شان کی آواز سنائی دی جس پر وہ مزید جلدی اس مجرم تک پہنچا۔

ساحل کو سامنے کھلے دروازے سے اندر داخل ہوتا دیکھ کر شان نے آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا، انداز حقارت سے لبریز تھا۔

"چچ چچ تمہیں تو کافی سیک دیا میرے لوگوں نے، کیا اس کے جسم کا کوئی حصہ ساحل خان کے لیے بھی چھوڑا ہے جوانو یا نہیں؟"

ساحل کا تضحیکی لہجہ شان کے اندر گردش کرتے لہو کو دہکا رہا تھا جبکہ جہانگیر سمیت دوسرے دو قیوم اور زبیر نامی اہل کار بھی کھسیائے۔

"بچے گا نہیں تو ساحل خان، نہ تیری بیوی بچے گی۔۔۔۔مار دے ورنہ مجھے
زندہ چھوڑنے پر پچھتائے گا۔ تو ابھی اس زخمی درندے کی اصل درندگی
سے واقف نہیں ہے۔ میں نے ڈیول جیسے شاطر کو دھوکہ دیا جو اڑتی چڑیا
کے پر گن لیتا تھا، تو کس کھیت کی مولی ہے۔۔۔۔۔۔مار دے مجھے ورنہ
تیری نسلیں اس انتقام میں جلیں گی.."

لہو ہان ہو کر بھی شان کی ایسی بکواس پر ساحل نہ تو سیخ پا ہوا نہ اسکے چہرے پر
حقارت و غیض کا شائبہ ابھرا بس وہ قریب آ کر رکا اور جھک کر دونوں
ہاتھوں میں شان کی شرٹ کے کالر کو دبوچتے اپنی آنکھیں اسکی شعلہ باز
آنکھوں میں پوری وحشت خیزی سے گاڑیں۔

"پہلی بات، اپنی زبان سے میری بیوی کا ذکر بھی نہ کرنا ورنہ یہی زبان
اکھاڑ دوں گا۔ دوسری بات، تجھے یہاں مارنے ہی لایا ہوں۔ ساحل خان کی
عزت پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی ہے تو نے، تو اصولا تجھے مارنے کا پورا حق

میرے پاس ہے۔ تیسری بات، نسل کس کی اجڑے گی یہ بھی تو اپنی آنکھوں سے دیکھے گا۔ چوتھی بات، تجھے ابھی تک زندہ رکھنے کے پیچھے ایک اور بھی مقصد ہے تاکہ تو اپنی ان آنکھوں سے اپنے منہ بولے باپ کی عبرت دیکھ ..."

شان کی نفرت خیز نظروں کے سبب ساحل خان کی رگوں میں دوڑتا خون بھی فطری تپا تو چہرے پر خود بخود سرخی چھلکی جبکہ باپ کی عبرت والا ذکر ہی ایسا تھا کہ شان کے چہرے کا رنگ لٹھے کی مانند سفید پڑا لیکن اتنی جلدی اس نے ہار ماننی سیکھی ہی نہیں تھی۔

"یہ تیری بھول ہے کہ کوئی ان تک پہنچ سکتا ہے، تیرے جیسا زمینی کیڑا بس خیالی پلاو ہی بنا سکتا ہے۔ تو جانتا بھی ہے میکال سریز کون ہے؟ وہ ملائشیا کا ڈان ہے سمجھا، کوئی مکھی نہیں جیسے پکڑنا بچوں کا کھیل ہو۔۔۔۔۔ہاہا اسے تو وہ خفیہ سیاہ طاقتوں کا باپ بلیک ڈائمنڈ بھی پکڑ نہیں سکا، تو کیا ہے پھر؟

کس منہ سے یہ کہنے کی جرت کر رہا ہے کہ مجھے انکی عبرت دیکھنی
ہے۔۔۔۔انکی عبرت دیکھنے کا ارمان لیے ہی تو قبر میں جائے گا.."

شان کے اندر بلیک ڈائمنڈ کا منفرد سا خوف جانے کیوں ساحل کو ہنسا گیا، تجسس تو اسے بھی تھا کہ آخر بلیک ڈائمنڈ کون ہے، ماہر اور شاطر ہونے کے باوجود وہ اب تک صرف بلیک ڈائمنڈ سے خفیہ ویب کے ذریعے ہی رابطہ کر سکا تھا، شان اسے سیاہ طاقتوں کا باپ کہہ رہا تھا جبکہ ساحل خان کو وہ سیاہ نہیں سفید طاقت لگتا تھا۔

"تجھے بتاتا ہوں کیسے، بلیک ڈائمنڈ تیرے منہ بولے باپ کے اس وقت بہت قریب ہے۔ تم لوگوں کا آخری وقت شروع ہو چکا ہے شان میاں، اور مزے کی بات یہ ہے کہ مجھے تجھ جیسے گند کو بذات خود جہنم رسید کرنے کے قانونی احکامات بھی مل چکے ہیں، لیکن میں تجھے بتانا چاہتا ہوں کہ تیرا وہ ملائشین ڈان باپ فائنلی ختم ہونے والا ہے، تجھے کیا لگا ہم سب نے ہاتھوں میں چوڑیاں پہنی ہیں کہ وہ ہمارے ملک میں ایسی ناقابل برداشت مداخلت

کرتا رہے گا اور پکڑ میں نہیں آئے گا۔ تم سب لوگوں کی جہاں مہارت پھس ہو جاتی ہے وہاں ہمارے انڈر ولڈ کے ہونہار جاسوس سوچنا شروع کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔سیاہ طاقتوں کا وہ باپ ہی تجھے تیرے باپ کی موت کا سرپرائز دینے والا ہے۔۔۔۔اسکے بعد تجھ سے اپنی بیوی کے ساتھ کی بدسلوکی کا میں فرصت سے جواب دوں گا۔ رہی بات یہاں سے نکلنے کی تو بھولنا مت یہ جگہ ڈیول کی جہنم کہلاتی ہے، یہاں سے کسی کی آواز بھی باہر نہیں جاتی اور نہ اس ویرانے میں تجھ جیسی غلیظ چیز کو کوئی آسانی دینے والا موجود ہے"..

اسکی گردن دبوچے قہر آلود ہو کر ساحل دھاڑا اور گھونسا اسکے نجس منہ پر رسید کیا جسکے سبب ساحل کے دائیں رخسار پر اس کی شدت گہرا زخم چھوڑ گئی، شان کو لگا اسکی آنکھیں درد سے ابل گئی ہیں، ساحل نے کراہت سے اسکی گردن عین دم گھٹنے سے ایک لمحہ پہلے چھوڑی اور کراہت بھری نظر ڈالے دور ہٹا۔

ب۔۔بلیک ڈائمنڈ اتنی آسانی سے صاحب عالم تک نہیں پہنچ سکتا یاد"
رکھنا، یاتووہ خود کو خود ماردیں گے یابلیک ڈائمنڈ کانام ونشان صفحہ ہستی سے
مٹادیں گے۔تجھے کیالگتاہے ساحل خان،اب تک جسے کئی ملکوں کے
جاسوس نہ پکڑ سکے،اسے تیرے عام سے ملک کاجاسوس پکڑلے
گا۔۔۔۔ہاہاہا۔۔۔۔بھول ہے تیری،توڈیول جیسانہیں ہوسکتاساحل،وہ
ہوتاتواب تک میرے ٹکڑے کرچکاہوتا۔۔۔۔۔۔۔اور ٹکڑوں کے
باوجود بھی اسکے اندر کی آگ نہ بجھتی۔۔۔۔ماردے مجھے ورنہ جیتے جی مر
"..جائے گا
شان نے ٹوٹتی ہمت پھر سے یکجاکرتے اسے ڈرانا چاہا مگر ساحل ہنس کر
اسکی طرف واپس پلٹا۔
نہ میرا ملک عام ہے نہ اسکے بہادر رکھوالے،تجھے تیرے باپ کی لاش کی"
فل وڈیو کورتج دیکھاوں گا بے فکر رہ۔۔۔۔۔بلیک ڈائمنڈ کو تو میں بھی

نہیں جانتا مگر تم لوگوں کے اندر جیسے اسکا خوف سانس لے رہا ہے، امید
"..واثق ہے کہ وہ چلتا پھرتا قہر ہی ہو گا۔اور اب اس تنظیم کی جڑ پر ٹوٹے گا
ساحل کی خشونت بھری سخت آواز میں جو تمکنت تھی اس نے شان کو
مزید کچھ کہنے کے لائق ہی نہ چھوڑا۔

.._____..

بلیک سلم فٹ جینز اور ہم رنگ شرٹ کے ہمراہ سیاہ لیدر جیکٹ کے ساتھ
سیاہ بوٹس میں وہ اپنے خونخوار روپ میں واپس آ چکا تھا، سیاہ ماسک سے چہرہ
چھپائے بھی وہ عقابی آنکھیں اپنے شکار پر نظر جما کر ہی آگ بھڑکانے کا ہنر
جانتی تھیں۔
سحر اور رایان سے اسکی ملاقات ہو چکی تھی وہ لوگ اپنے خفیہ آفس میں
تھے میکال سریز کے فارم ہاوس کے نقشے کو کھول کر دیکھ رہے تھے۔

رایان کے ہاتھ لیپ ٹاپ پر تیزی سے حرکت کر رہے تھے، سامنے دیوار پر کمپوٹرائز سسٹم فٹ تھا۔

اس نے اپنے پوری فارم ہاوس کے داخلی دروازوں میں ہائی وولٹیج کرنٹ" چھوڑ رکھا ہے سر، جو صرف بائیو میٹرک طریقے سے ڈی ایکٹیویٹ ہو گا۔ "..اسے یا تو شان کے فنگر پرنٹ سے کھولا جا سکتا ہے یا پھر خود میکال کے

رایان نے یہ سب بتا کر تو مزید فکر مند کر دیا تھا کیونکہ شاہ عالم کے کئی ڈیٹیکٹیو ادارے اس وقت انکے مشن میں شریک تھے، میکال سریز کی تمام جائیداد اور اسکے اداروں کو قانونی طور پر سیل کیے جانے کا کام شروع تھا مگر میکال نے اپنے آپ کے ہر ممکنہ بچاو کے لیے ہیلی کاپٹر، اپنا پرائیوٹ جہاز سب تیار کروا رکھا تھا، شان سے رابطہ نہ ہو سکنے پر وہ بلیک ڈائمنڈ سے کچھ زیادہ خوفزدہ تھا کیونکہ وہ خود بھی جانتا تھا کہ وہ اکیلا اس کا مقابلہ کرنے کی اوقات ہی نہیں رکھتا۔ جس نے اسکی ہجوم جیسی تنظیم کے ایک ایک فرد کو چن چن کر ختم کر دیا تھا وہ اسکا کیا حشر کرتا یہ میکال سریز کو دہشت زدہ

کرنے کا سبب تھا، اپنے فارم ہاوس میں وہ خود کو ٹیکنالوجی کی آڑ میں چھپا کر مخفوظ سمجھ رہا تھا۔

اور اگر ہمارے پاس شان کے فنگر پرنٹ کی صرف پکچر آجائے؟ کام ہو" سکتا ہے؟"

لئیق کے سوال پر رایان نے فوری سر کو ہلایا۔

جی سر فنگر پرنٹ کی سکینگ کے ذریعے اور سونم سر کی مدد کے بعد کیمکل" انہانسنگ کے تھروبائیو میٹرک سسٹم ہیک کیا جا سکتا ہے.."

رایان کے جواب پر لئیق کی شاطر مسکراہٹ اسکی آنکھوں سے واضح ہوئی۔

ٹھیک ہے سحر، ساحل سے رابطہ کرو تم۔ اسے کہو اس کام کے لیے۔"

میکال سریز جیسے دو روپے کے ڈان کو پتا نہیں اسے پکڑنے اسکا باپ آیا ہے اس بار.."

لئیق کے ہنس کر وہاں سے جانے پر سحر اور رایان کی بھی بتیسی نکلی، مگر چونکہ اس وقت کام اہم تھا سو وہ دونوں ہی فوری کام پر لگے۔

ساحل اس گند سے نمٹنے کے بعد کچھ دیر وئیر ہاوس سے باہر آیا اور جہانگیر صاحب سے یہاں کی سیکورٹی مزید سخت کرنے کا کہا اسی لمحے اسکے فون پر ای میل نوٹیفکیشن موصول ہوا، جہانگیر صاحب کو جانے کا اشارہ کیے وہ خود اس ای میل کو کھول کر پڑھنے لگا۔

وہ سحر کے آفیشل آکاونٹ جو آئی بی برانچ سے منسلک تھی وہاں سے موصول ہوئی اینو مئیس میل تھی جس میں بائیو میٹرک معاملے کی تفصیل درج تھی، ساحل خان نے فوری شان کے تمام فنگر پرنٹس کی سکینگ کیے وہ اسی میل پر ارسال کر دیے جو سحر کو اسکی ساحل خان والی ای میل سے ہی موصول ہوئے۔

بلیک ڈائمنڈ کے آفس میں اس وقت سحر اور رایان تھے جبکہ لئیق کی نظریں کمیروں کی لائیو کورتج پر جمی تھی جو میکال سریز کے فارم ہاوس میں لگے تھے، ابھی تک کسی کیمرے کے سامنے میکال نہیں آیا تھا بس اسکے حبشی. لوگ ہر جگہ گنز لیے مٹر گشت کر رہے تھے۔

".. سر، فنگر پرنٹ مل گئے"

رایان کے آفس آنے پر لئیق بھی پلٹا۔

گڈ، سکین کرو فوری۔اس سے پہلے یہ اپنی گھپا سے نکلے،اسے اسکے بل"
میں گھس کر ہی ختم کرنا ہے۔میں نہیں چاہتا شاہ عالم کو پبلکی اور شہری کوئی
".. نقصان ہو

لئیق کی تاکید پر رایان نے اپنا کام شروع کیا جبکہ سحر بھی تمام ریکارڈ نگز جانچنے میں لگی تھی۔

شان کے ہاتھ کے تمام فنگر پرنٹس کو ایک ڈیٹیکٹیو سوفٹ ویئر سے پہلے سکین کیا گیا اور پھر اس فنگر پرنٹس کو ایک کیمکل پیپر پر ڈیلولپ کر کے فنگر پرنٹ ماسک تیار کیا گیا، جس میں انکی مدد ڈاکٹر سونم نے کی، وہ کیمکل اتنا پاور فل تھا کہ ایک بائیو میٹرک فنگر پرنٹ کو کریٹ کرنے میں مدد کر سکتا تھا۔

وہ منصوعی کیمکل پیر لئیق نے ان فنگر پرنٹس کے ذریعے اپنے ہاتھ کے دونوں انگوٹھوں پر اٹیچ کیا جو کچھ رسکی تھا کیونکہ اس سے کچھ ریز نکل رہی تھیں جو اس آدمی کے سر میں ہیڈک کے علاوہ بیک پین کا ایشو کریٹ کر سکتی تھیں جو اسے کیری کرتا۔

رائان نے وہ کیمکل فنگر پرنٹ ماسک اپنے ہاتھ پر خود پہننے کی خواہش کی لیکن لئیق نے یہ فرئضہ خود سرانجام دیا۔

وہ لوگ فارم ہاوس تک پہنچنے کے لیے انڈر گراونڈ پائپ لائن کے تھرو ہی آگے بڑھے، سحر وہیں سونم سر کے ساتھ آفس رکی جبکہ رایان، لئیق اور آئی بی برانچ کے آٹھ لوگ انکے ہمراہ مشن کے لیے آگے بڑھے، سب سیاہ ماسک سے چہرے ڈھک کر اپنی اپنی گنز لیے وہاں سے نکلتے ہی اندھیرے میں غائب ہو گئے۔

.. ..

شازیہ آفندی کو شام تک ڈسچارج کر دیا گیا تھا مگر ایک نرس ہمہ وقت انکے ساتھ رہنے والی تھی کیونکہ انکی کنڈیشن کسی وقت بھی بگھڑ سکتی تھی، مانی نے شازیہ صاحبہ سے شیراز آفندی کی موت کی بات خود کی جس پر اس عورت نے جس صبر سے اپنے آنسو روکے اس نے مانی کو بھی غم زدہ کیا، ایسا لگا جیسے وہ عورت اپنے عزیز شوہر کی موت سے پہلے ہی واقف تھی، معاملہ دل کا تھا، وہ شخص جیسا بھی تھا، شازیہ آفندی اور نمرہ کی بہتری کے لیے ہی اس غلیظ نیٹورک کا حصہ بنا تھا۔

نمرہ جب سے واپس آئی تھی وہ کچن میں امی کے لیے ملازمہ کے ساتھ مل کر کھانا اور یخنی سوپ بنا رہی تھی جبکہ مانی، یہ سب سچائیاں بتانے کے بعد شازیہ صاحبہ کے پاس ہی انکا ہاتھ تھامے بیٹھی تھی۔

"میں نے اس شخص سے بہت محبت کی تھی، کبھی نہیں سوچا تھا وہ میرے اور اپنے بڑھاپے کو یوں رول دے گا.."

شازیہ صاحبہ کے آنسو انکی آنکھوں سے پوری دردناکی سے رواں تھے اور خودمانی کو انکے کرب والم پر تکلیف محسوس ہوئی۔

"صبر کریں شازو آنٹی، آپ یوں ہمت ہار گئیں تو نمرہ بالکل ٹوٹ جائے گی۔ آپ دونوں نے ایک اہم رشتہ کھو دیا مگر ایک دوسرے کو تنہا نہ کریں۔ وہ آپ سے بہت اٹیچ ہے، اسکی خاطر ہی سہی اپنے آپ کو سنبھالیں، آپ نے نمرہ کی خوشیاں دیکھنی ہیں.."

مانی کے دلاسے پر شازیہ نے اسکا ہاتھ عقیدت و پیار سے بھیگی اکھیوں سے تکتے چوما تو انکا یہ عمل مانی کے دل کو تڑپا گیا۔

"مانی۔ م۔۔ میں بہت کوشش کر رہی ہوں اس تکلیف سے نکل سکوں مگر اندر سب ٹوٹ گیا ہے۔ کیا نمرہ کو پتا ہے اسکے ب۔۔ بابا؟"

شازیہ کی کرب بھری آواز سسکی پر تھمی۔

نہیں، لیکن ساحل بھائی چاہتے وہ آج اسے بتادیں۔ کیا آپ انکو اجازت"
"دیں گی کہ وہ نمرہ کو آج اپنے گھر لے جائیں؟
مانی کے پوچھنے پر شازیہ صاحبہ نے بمشکل سانس لیتے سر کو ہلایا۔
ن۔۔ نمرہ اب اس کی بیوی ہے، میں تو چاہتی ہوں وہ میرے جیتے جی"
ساحل کے پاس چلی جائے تاکہ میں سکون سے مر سکوں۔ ک۔۔ کیا وہ
نمرہ سے پیار کرتا ہے مانی؟ کیا وہ میری نمرہ کو چاہتا ہے؟ اچانک نکاح ہوا
"۔۔۔
وہ ان کی مرنے کی بات پر آزردہ ہوئی اور انکی آنکھ سے بہتا آنسو بھی صاف
کیا اور شازیہ صاحبہ کے تاسف سے پوچھنے پر مانی نے آفسردہ سی مسکراہٹ
دی۔

جی وہ نمرہ کو پسند کرتے اور بہت خیال رکھتے۔ لیکن آپ مرنے کی بات"
مت کریں شازو آنٹی، نمرہ کو آپکی ضرورت ہے۔ آپکے علاج کے لیے ہم

ہر کوشش کریں گے، آپ بس ہمت مت ہاریے۔ آپ ٹھیک ہو جائیں تو ہم چھوٹا سا فنکشن کر لیں گے، آپ اپنے ہاتھوں سے نمرہ کو رخصت کیجئے گا.."

مانی کے نمرہ کے پاس رہنے اور یوں میسر ہونے پر انھیں بہت ڈھارس اور سہارا مل رہا تھا، تبھی تو انکی متورم سوجھی آنکھوں میں مانی کے لیے بے حد انسیت اور پیار موجود تھا۔

"ٹھیک ہے، تم اسے کہو کچن کی جان چھوڑے اور تیار ہو جائے ساحل آتا ہو گا۔ تم بھی گھر جانا چاہو تو ہو آو، نرس ہے میرے پاس۔ تم دونوں کو ہلکان کر دیا میری تکلیف نے.."

شازیہ صاحبہ کے تاکید کرنے پر مانی فرمابرداری سے مسکرائی کیونکہ گھر تو وہ بھی جانا چاہتی تھی، گل ممی کے ساتھ ساتھ اپنے کمرے میں شیری کی خوشبو کا احساس پائے اسے کئی دن بیت گئے تھے۔

"لیکن آپ کو پرامسس کرنا ہو گا کہ آپ خود کا خیال رکھیں گی، پلیز.."

مانی نے وعدہ ہی اتنے پیار سے مانگا کہ وہ انکار نہ کر سکیں، اندر سے وہ ختم ہو رہیں تھیں پر خود کو یکجا دیکھانے کی اخیر جتن بھی کر رہی تھیں۔

"ہمم۔۔ ٹھیک ہے میرے بچے۔ اللہ تمہیں اس کا اجر دے گا مانی۔ اللہ تم کو رنگ لگائے اپنے۔ نعمت ہوتے ہیں تم جیسے دوست۔۔۔ جاو اسے ساحل کے ساتھ بھیجو اور تم بھی گھر سے ہو آو۔ میں اپنا خیال رکھوں گی.."

مانی کا دامن تو ان خوبصورت دعاوں نے ہی بھر دیا، پھر بھی وہ جذباتی ہوتی بمشکل آنسو روکتی انکو پیار سے دیکھے آرام کرنے کا کہتی نرس کو مسلسل متوجہ رہنے کا کہے باہر آئی تو کچن سے آتی مزیدار خوشبو پر مانی نے کچن کا رخ کیا اور باورچن بنی نمرہ کا ہاتھ پکڑے، کچن کا کام ملازمہ کے سپرد کیے وہ اسے کھینچ کر اسکے روم میں لائی۔

"چلو شاباش تیار ہو جاو.."

مانی نے اسکی بازو چھوڑی اور کبرڈ سے جا کر نمرہ کا خوبصورت سا ڈنر ائنر جوڑا جو ڈراک میرون ایمبرائڈری ورک تھا نکال لائی جس پر نمرہ نے منہ بسورے بیڈ پر جوڑا پھینکا اور وہیں بیٹھی۔

"..میری بارات نہیں ہے جو تیار ہو جاوں"

نمرہ کے جلے بھنے جواب پر مانی نے بھی ساتھ بیٹھتے مسکرا کر اس سڑی کو دیکھا جو اندر ہی اندر ساحل کو صبح سے مس کر رہی تھی، ہیرو صاحب کی انٹری ہی ایسی تھی کہ بھلائے بھولنا ناممکنات میں سے ہو رہا تھا۔

وہ بھی ہو جائے گی، ابھی تو تم ساحل خان کے ساتھ ڈنر پر جا رہی ہو۔"

"..آدھے گھنٹے تک وہ دروازے پر ہوں گے۔ پھر مت کہنا بتایا نہیں

نمرہ نے فوری گردن گمائی جیسے اسے مانی کی بات مزاق لگی ہو، ڈنر کا سوچ کر ہی نمرہ کا دل اپنی پوری شدت سے دھڑکا۔

"..ک۔ کیا واقعیٔ؟ کپل والا ڈنر"

نمرہ کے معصوم سوال پر مانی ہنسی، اور دونوں ہاتھوں سے نمرہ کے بلش کرتے گال کھینچے۔

ڈیٹ سمجھ لو، وہ تم کو صبح والی پریشانی سے بھرپور نکال دینا چاہتے ہیں۔"
اب تو وہ تمہارے ہیرو بھی بن گئے، آفٹر آل غنڈوں میں پھنسی رضیہ کو
"..بچایا ہے موصوف نے
شوخ چھیڑتی سرگوشی میں مانی نے اپنا کندھا اسکے کندھے سے سہلاتے کہا تو
مسکراہٹ اس بار نمرہ کے ہونٹوں پر بھی رینگی، خاص کر نمرہ اسکی مثال پر
ہونٹوں پر امڈتی مسکراہٹ کو روک نہ سکی۔
واقعی ہیرو والی انٹری ہی تھی مانی، جب اس آدمی نے میرے کپڑے"
پھاڑے مجھے لگا کسی نے مجھے دوزخ میں دھکا دے دیا ہے لیکن جب انہوں
نے مجھے ہگ کیا تو وہی جلتی آگ لمحے میں منجمد ہو گئی۔ اپنی جیکٹ اتاری اور
مجھے پہنائی تو لگا بے لباس ہونے سے بچ گئی، اس شخص نے میری آبرو بچالی،

اس وقت گلے لگے ہوئے ساحل خان کے دل کی تیز دھڑکن میں نے پورے ہوش و حواس میں محسوس کی، ایسا لگا وہ مجھ میں اتر رہی تھی، میں بتا نہیں سکتی انکا پہلی باریوں گلے لگانا کیسا تھا، ایسا جیسے کسی نے مجھے تپتے صحرا سے نکال کر پھولوں سے سجے راستے اور گھنے درختوں کی چھاوں میں لا کھڑا کیا ہو.."

مانی تو نمرہ کے یہ خوابناک لمس، یہ محبت بھرا پہلا گلے ملنا، اور ساحل خان کے جسم سے اٹھتی حلاوت آمیز مہک کو لفظوں میں ڈھال کر بتانے کے انداز پر ہی فدا تھی، اسے بہت اچھا لگا نمرہ کا یوں ساحل کو اس درجہ شاعرانہ ہو کر سوچنا۔

"..اچھا لگا تمہیں انکا ہگ کرنا"

مانی کے پوچھنے پر نمرہ نے مسکرا کر سر کو ہلایا اور مانی کو اس سے دگنا حسین لگا۔

"تم نے کوئی عملی تھینکیو بھی کہا یا نہیں؟"

مانی نے مبہوت ہوئے ہی سوال کیا جو نمرہ کو بھی اس سحر سے نکال لایا۔

"..نہیں، میری ہمت ہی نہیں ہوئی"

یہ بتاتے اسکا گلاب چہرہ مرجھا گیا جیسے دل ملامت کرا اٹھا ہو کہ ساحل کے کسی احسان کا وہ کبھی بدلا نہیں چکا سکے گی۔

کوئی بات نہیں لڑکیوں میں یہ فطری حیا ہوتی، شیری بہت پوسیسو ہیں،"

شروع میں مجھے بھی خوف آتا تھا، مطلب ایسا فیل ہوتا تھا کہ وہ دور سے اپنے بس میں کر لیتا شخص قریب آیا تو جان نکل جائے گی، مگر پھر ایسا لگا کہ قریب نہ آتی تو سارے سکھوں سے محروم رہ جاتی۔اور یہ سب فیلنگز نکاح کے بعد پیدا ہوئیں، پہلے وہ میرا جنون ساتھے لیکن بعد میں حقیقت میں زندگی کی مانند ہو گئے۔ میں انکو دیکھ کر ویسا ہی پیار بھرا انداز اپناتی تھی جو میرا دل خواہش کرتا تھا۔ تم بھی اپنے احساسات کو کوئی عملی زبان دو گی تو اس سے ساحل خان کو اچھا لگے گا.."

اسے مانی کی شیری کے لیے محبت سن کر جتنا اچھا لگا وہ ساحل کا سوچ کر اتنا گھبرائی اور اسی گھبراہٹ میں مانی کا ہاتھ بھی زوروں سے جکڑا جو مانی کو ہنسا گیا۔

"اوکے میں فیس کس کی ٹرائے کروں گی لیکن ڈنر باہر ہو گا تو شاید موقع نہ ملے، ہاں گاڑی میں کر دوں گی۔ وہ بھی تب جب وہ مجھے واپس ڈراپ کرنے آئیں گے.."

نمرہ نے فوری اپنے آپ کو کچھ حد تک مضبوط کرتے پلین بنایا جس پر مانی من ہی من میں ہنسی کیونکہ نمرہ صاحبہ کی معصومانہ باتیں اسے بہت پیاری لگ رہی تھیں، وہ ساحل کے قریب بھی جانا چاہتی تھی مگر ڈر بھی رہی تھی کہ دل چلتے چلتے رک گیا تو کیا ہو گا، سانس لیتے لیتے سانس رک گئی تو وہ خود کا بچاو کیسے کر سکے گی۔

"..تم بے فکر ہو کر کرنا، موقع وہ تمہیں خود دے دیں گے"

پس لب مسکان لیے مانی نے خود کلامی سی کی جس پر نمرہ نے مشکوک سی نظر مانی کی پر اسرار متبسم ہنسی پر ڈالی۔

"..کیا مطلب مانی"

نمرہ کے روہانسے ہونے پر مانی نے اٹھ کر اسکے کپڑے پکڑ کر محترمہ کو واپس تھمائے۔

مطلب گیا پانی بھرنے، جا کر ریڈی ہو جاو۔۔۔میں بھی افراہیم بابا کو کہتی" ہوں کال کر کے کہ مجھے لے جائیں۔نرس ہمہ وقت شازو آنٹی کے پاس ہو گی اور میں بھی صبح آجاوں گی۔تم ساحل بھائی کے ساتھ اچھے سے انجوائے کرنا.."

مانی نے اسے اعتراض کا موقع دیے بنا چلتا کیا تو نمرہ کو چار و ناچار اسکی سننی پڑی جبکہ خود مانی بھی اسے ریڈی کروانے بھیجے اپنا فون لیے کمرے سے باہر نکل گئی۔

بابا کو کال کی کہ وہ آج کے لیے اسے لینے آجائیں جبکہ واپس آئی تو نمرہ بہت سنپل سی تیار ہو کر آئینے میں دیکھے خود کو ہی نظر لگانے میں مشغول تھی، نہ میک آپ کیا تھا نہ ابھی تک جیولری پہنی بس ہیلز اور وہ میرون نہایت دیدہ زیب جوڑا پہن کر ہی شاید ساحل خان کی غائبانہ نظروں کی پرتپش حدت سے جھلس رہی تھی۔

"میک آپ کون کرے گا؟"

مانی نے پشت سے آکر اسے گھیرا اور ٹھوڑی نمرہ کے کندھے پر رکھے بولی جس پر نمرہ کا دل مزید کانپا۔

"مانی اگر وہ مجھے دیکھ کر پھر سے بہک گئے؟ مجھے انکے قریب آنے سے خوف آتا ہے۔ میرا پورا وجود دیکھو ابھی سے کانپ رہا ہے.."

نمرہ کی حالت یوں تھی جیسے ہولے ہولے کوئی احساس اسکی جان لے رہا ہو، جبکہ یہ سب آمنہ کے لیے نیا نہیں تھا۔

اس لیے کہ یہ فطری ہے لڑکی، عورت تو بنی ہی شرم حیااور جھجک سے،"
اسے اسکا من پسند شخص بھی چھوئے تو وہ کانپ اٹھتی ہے۔ لیکن یہی اس
رشتے کا حسن ہے، بہت سپیشل فیلنگ ہے یقین کرو۔ اگر وہ تمہیں اپنے
قریب کرنا چاہیں تو کرنے دینا۔ انکو بھی سیٹیسفکشن چاہیے ہو گی۔ مرد کو
اپنی ملکیت میں آئی عورت سے یہ سب درکار ہوتا ہے، ایسا مجھے بھی سیلی آپا
نے بتایا تھا شادی کے وقت، انہوں نے یہ بھی بتایا تھا کہ اگر ہمیں پتا چل
جائے کہ شوہر کی ہمارے مذہب میں کتنی اعلی اہمیت ہے تو ہم بیویاں اسکی
"..سانس کے ساتھ سانس لیں
مانی نے اسے بہت دوستانہ ہو کر اس گھبراہٹ سے نکالا اور نمرہ اسکے حصار
میں پلٹی اور ہر ڈر سے پاک مسکرائی۔
میں لکی ہوں کہ تم میرے پاس ہو اس لمحہ، شیری بھائی نے تم کو بہت کام"
"..کا بنا دیا۔ میں کوشش کروں گی دل کو مضبوط کرنے کی

نمرہ کی گھبراہٹ کے بتدریج کم ہونے پر مانی نے مسکرا کر اسے دیکھا کیونکہ اس نے ساحل کے کہنے پر نمرہ میڈم کو اچھے سے تیار کر دیا تھا۔

"ڈیٹس لائک آ گڈ گرل، اب پیارا سا میک اور کرتی ہوں تمہارا، ساحل بھائی آتے ہوں گے.."

مانی نے اس موصوفہ پر ذمہ داری چھوڑنے کے بجائے اسے خود تیار کیا اور ٹھیک آدھے گھنٹے تک ساحل اسے لینے آیا اور شازیہ صاحبہ سے بھی ملا، شیراز آفندی کی تعزیت کی اور پھر مانی کو نمرہ کے ساتھ آتا دیکھے وہ انکے پاس سے اٹھا تو نمرہ پر سے جس طرح وہ کچھ دیر نظریں ہٹانا بھول گیا وہ منظر شازیہ آفندی اور آمنہ نے رشک سے دیکھا جبکہ نمرہ کی دھڑکنیں تو فقط ساحل خان کی وارفتہ نگاہوں سے ہی جواب دینے لگ گئی تھیں۔

آگے تو خدا ہی اسکا حامی و ناصر تھا۔

فکرِ معاش، ماتمِ جاناں اور غمِ دل۔۔

!آج سب سے معذرت کہ موسم حسین ہے۔۔۔۔۔

میکال سریز کے پورے فارم ہاوس پر سخت سیکورٹی نافذ کی گئی تھی، ہائیلی جرمن اور آفریفن ٹرینڈ سٹاف تھا تھا جو اسکی حفاظت پر معمور تھا، جبکہ خود وہ اپنی لائبریری میں بیٹھا اپنے خاص سیمن نامی آدمی کے ہمراہ کسی خفیہ پلاننگ میں مشغول تھا، بلیک ڈائمنڈ کا خوف اسکے ہر موسے جھلک رہا تھا، جسم پر نادیدہ کپکپاہٹ حاوی تھی۔

ابھی تک شان کے حوالے سے اسے کوئی اتا پتا معلوم نہ ہو سکا تھا۔

"میں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نہیں بیٹھ سکتا سیمن، شان کی مسلسل خاموشی بتا رہی ہے جیسے کوئی بڑا طوفان آنے والا ہے

کچھ پاس ہی کھڑا وہ چابانی اسکی زبان بخوبی سمجھتا تھا، اردو، عربی، فرانسیسی، جرمن حتی کہ وہ سب زبانیں سمجھتے بھی تھے اور ان پر مکمل عبور بھی حاصل تھا، میکال کے خدشے نے سیمن کو بھی فطری ڈر بخشا۔

"آپ کہیں تو میں خود پاکستان کسی کو بھجوا کر معلوم کروں؟ یا وہاں موجود کسی اپنے آدمی سے پتا لگواوں؟"

سیمن کے انگریزی میں پوچھنے پر میکال نے نفی میں گردن ہلائی اور مکتبر انداز میں سلگتے سگار کے کش لگاتا ایک ہاتھ اپنے مہنگی پتلون کی جیب میں اڑسایا، دھوئیں کا مرغولہ سا فضا کے سپرد کیا۔

"جیم کی بیوی کو کال کرو، پوچھو اس سے جیم کہاں ہے۔ اور اپنے لوکل نمبر سے کال کرنا.."

میکال نے اسے کچھ سوچتے ہوئے حکم دیا جس پر سیمن نے وہیں کھڑے کھڑے فرمابرداری سے کال ملائی، فون کسی کچی بستی جیسے علاقے میں موجود خستہ حال گھروں کے کچھ فاصلے پر بنے مسیحی قبرستان میں بجا تھا، کچھ

دیر پہلے ہی جیم کی عیسائی مذہب کی روایات کے مطابق تدفین ہوئی تھی اور اب دوست احباب ورشتہ دسر سب لوگ اسکی بیوی سے تعزیت کر کے واپس لوٹ رہے تھے۔

ابرتا نامی وہ غم ودرد میں ہلکان گہرے گندمی رنگ والی عیسائی عورت فون آنے پر ایک طرف آئی اور متنفر نگاہوں سے تکنے کے بعد وہ انٹرنیشنل کال پک کی۔

"ہیلو، جیم کی بیوی بول رہی ہو؟"

سرد آواز پر ابرتا نے گہرا سانس کھینچا، آنکھوں میں زہر خندی چلی آئی۔

"ہاں کون ہے تو؟"

ابرتا جواباً کاٹ کھاتی غرائی۔

"جیم کہاں ہے؟"

بنا اسکی بیوی کا جواب دیے سیمن نے سختی سے اپنا سوال کیا جس پر ابرتانے روتی آنکھوں سے جیم کی قبر کو دیکھا۔

"مر گیا ہے وہ، اب تو اسکی جان بخش دو زلیلو۔۔۔ خداوند تم سبکو غرق کرے جس نے میرے جیم کو مجھ سے چھینا۔ موت آئے تم لعنتیوں کو۔۔۔ کیڑے پڑیں۔ دوبارہ مجھے کال کی تو اچھا نہیں ہو گا.."

سیمن اسکے غم و غصے اور تضحیک کو تو اس خبر پر بھول ہی گیا کہ جیم مر گیا تبھی تو سیمن کے تباہ کن تاثرات پر میکال کی ہوا بھی ٹائیٹ ہوئی۔

کال بند کیے وہ صاحب عالم کی سمت پلٹا جسکے اپنے ہاتھوں کے طوطے اڑنے لگے۔

"کیا ہوا؟"

میکال کے بے صبر سوال پر سیمن گڑبڑایا۔

"..صاحب عالم! جیم مر گیا"

یہ خبر میکال سریز پر بمب بنی پھٹی، آنکھوں کی پتلیاں وحشت سے بھریں، شان کا محافظ اور سب سے قریبی ڈھال تھا جیم اور اسکی موت کا مطلب شان کی بربادی تھی۔

وہی ہوا جسکا ڈر تھا، مطلب شان پکڑا گیا۔۔۔۔یہ کیا ہو گیا سیمن۔اب" ہ۔۔ہم بلیک ڈائمنڈ کے نشانے پر ہیں۔فورا سے جاو اور یہاں تک پہنچنے کا ہر راستہ بند کرواو، زمینی، ہوائی، اور اندر گراونڈ تک۔۔۔۔و۔۔وہ بلیک ڈائمنڈ بہت خطرناک ہے، جاو جلدی.."

شان کے پکڑ میں آنے کی خبر پر میکال سریز کو ٹھنڈے پسینے آنے لگے، اور جس طرح اس نے ہاتھ پیر پھولتے ہوئے سیمن کو حکم دیا وہ بھی سیکورٹی گارڈز کے ہمراہ لائبریری سے نکلا اور اسکے نکلتے ہی میکال نے اپنے انگوٹھے سے بائیو میٹرک لاک لگا کر خود کو اس ہال نما لائبریری میں بند کیا اور دروازہ لاک ہوتے ہی لائبریری کے باہر برقی کرنٹ کی شیٹ ایکٹیو ہوئی

جبکہ میکال اسی مخدوش کیفیت میں پلٹ کر اپنی کبرڈ کی طرف بڑھا جو گنز، ٹریگر بمب، چھری چاقووں اور کیمیکلز سے بھری تھی۔

لیکن اتفاق سے سریز مینشن نامی اس فارم ہاوس کے اندرونی پانی اور گیس کے پائپ انڈر گراونڈ تھے اور اسکا مین ہول اسی لائبریری میں ہی اوپن ہوتا تھا، جس کو مستقل نہیں مگر اچھی طرح بند کر کے لائبریری کے عین وسط میں ایک ایرانی قالین اور اس پر بڑی سی کتھئی دمکتی جہازی میز رکھی ہوئی تھی اور انڈر لائن پائپ لائن کا آخری کنکنشن اسی لائبریری میں تھا اسکا علم میکال سریز کو نہیں تھا جبکہ دوسرا فارم ہاوس کے باہر تھا جسے اب سیل کیا جانے والا تھا۔

لیکن بلیک ڈائمنڈ نے باہر ہوتے ہوئے بھی اسکے پورے فارم ہاوس پر اپنی کڑی نظر جما رکھی تھی۔

انڈر گراونڈ پائیپ لائن میں آہستہ آہستہ آگے بڑھتی بلیک ڈائمنڈ کی فوج اپنے لیڈر کی قیادت کر رہی تھی، وہ لوگ نقشے اور ہیکنگ ڈیوائس کے تھرو ہر لاک اور برقی کرنٹ کے سگنل ڈیٹکٹ کرتے جا رہے تھے۔

سحر بھی انکے ساتھ لائیو موجود تھی جو وہاں آفس میں رہ کر میکال کے فارم ہاوس میں لگے تمام کیمروں کی ہیک کی کوریج سے انکو لمحہ بہ لمحہ باخبر کر رہی تھی۔

"لگتا ہے ہماری قسمت بہت اچھی ہے، میکال اس وقت فارم ہاوس کے وسط میں ہے یعنی اپنی لائبریری میں۔ان انڈر گروانڈ پائپ لائنز کا مین اور بڑا ہول ٹھیک اسی لائبریری کے مڈ میں کھلے گا.."

سحر کی ائیر فورن سے بلند ہوتی پر جوش اور کڑکتی آواز پر وہ سب لوگ وہیں رک گئے، سر اٹھاتے ہی انکو وہ بڑا سا ہول دیکھائی دے چکا تھا۔

"کیا یہاں بھی بائیو میٹرک لاک ہے رایان، چیک کرو۔۔۔۔اور لائبریری کے باہر کوئی کرنٹ چھوڑا گیا ہے؟"

لئیق نے اس ہول کی جانچ ہاتھ بڑھا کر کی جو لوہے کا سخت ٹکڑا تھا اور بنا کسی کیمکل پاور گن کے اس ہول کو کھول پانا دیوانے کا خواب سا تھا۔

"جی سر اس فارم ہاوس کے ہر روم کو اسی لاک سے سکیور کیا گیا ہے، اور ہر روم کے باہر ایک بجلی کی باریک جھلی جیسی شیلڈ لگائی گئی ہے تاکہ اندر آنے والا وہیں کرنٹ لگنے سے مر جائے، اور یہ بہت ہائی وولٹیج ہے جسے ٹوڑنے کے لیے بھی اتنا ہی ہائی کرنٹ درکار ہو گا"

رایان نے فورا سے ڈیٹیکٹ کیا تو ڈیوائس پر ریڈ سائن کے ساتھ یہ تمام معلومات سامنے آئیں۔

"ٹھیک ہے کیمکل پاور گن سے اس ہول کو اوپن کرو، لیکن دھیان سے۔ آواز نہ آئے، سائلنٹ موڈ آن کروا سکا۔ اگر اسے زرا سی بھی بھنک ہوئی تو وہ یہاں سے نکل جائے گا۔ میں چاہتا ہوں اس گند کو اسی جگہ دفن کر دوں.."

چونکہ یہ ساری جگہ بہت کم تھی اور کھڑے ہونا مشکل تھا سو وہ لوگ ان لوہے کے پائپوں کے تھرو کرول کر کے آگے بڑھے تھے بس یہ واحد جگہ تھی جہاں ایک آدمی کے بآسانی کھڑے ہونے کی گنجائش تھی، لئیق آگے بڑھا اور تبھی دو لوگ وہ بڑی سی پاور گن جو لوہے کو بہت آرام سے کاٹ سکتی تھی، لے کر اس ہول کے نیچے آ کر کھڑے ہوئے۔

"سحر کیا صورت حال ہے لائبریری کی؟"

لئیق خود وہیں ایک پائپ لائن پر بیٹھا اور بڑی سی ٹارچ ہول کھولتے جوانوں کی طرف کیے ائیر فون سے سحر سے مخاطب ہوا، یہاں آہستہ آہستہ آکسیجن کی کمی ہو رہی تھی اور تبھی سب کے اپنے اپنے آکسیجن سلینڈر سے جڑا ماسک پہنا، مکمل بند ایریا ہونے کے سبب سانس لینے میں دشواری ہو رہی تھی۔

سر وہ اپنی گنز نکال رہا ہے، ٹھیک سے اسکی الماری نظر نہیں آ رہی، لیکن"
"وہ کچھ کر تو رہا ہے جو مجھے سمجھ نہیں آ رہی
میکال چونکہ جس جگہ کھڑا تھا وہاں سے اسکی کیمرے کی جانب پشت تھی، لیکن وہ کیا کر رہا ہے سحر تو نہ دیکھ سکی البتہ سونم صاحب کی نظر اس کیمیکل کو ضرور پہچان گئی جس میں میکال نے اپنی گن کی گولیاں بگھوئی تھیں۔
"..اومائی گارڈ"
سونم صاحب کی خوفزدہ آواز اس پار لئیق نے بھی سنی۔
"کیا ہوا سر؟"
سحر نے فکر مندی سے سونم صاحب کو دیکھا خود لئیق بھی نظر اپنے لوگوں پر دیے ہوئے بھی توجہ ائیر فون کی جانب رکھے ہوئے تھا۔
"وہ دیکھو سحر وہ اپنی گن کی بلٹس ایک کیمیل میں ڈبو رہا ہے۔ یہ کیمکل اتنا خطرناک ہے کہ جب اس میں لپٹی گولی کسی کے جسم میں گئی تو پانچ منٹ کے اندر اندر اس آدمی کے اندر سب گل سڑ جائے گا۔ لئیق، تم اسکی گن

سے بچ کر رہنا پلیز۔۔۔۔۔وہ گولی تمہیں یا کسی سٹاف ممبر کو چھو کر بھی نہ جائے۔۔۔۔۔ٹیک کیئر"..

سونم صاحب نے یہ سب بتا کر لئیق کو بھی پریشان کیا کیونکہ آج کچھ بھی ہو سکتا تھا، سحر کے چہرے کا الگ رنگ پھیکا پڑا۔

"میں پوری کوشش کروں گا کہ کسی کا نقصان نہ ہو، کیا اسکا اینٹی ٹوڈ ہے آپکے پاس؟"

لئیق نے فوری مناسب سوال کیا جس پر سونم صاحب نے دماغ پر زور ڈالا، سچویشن ایسی تھی کہ ہوش سے کام لینا محال تھا پھر بھی بلیک ڈائمنڈ کی خاضر دماغی داد کی مستحق تھی۔

"نہیں ہے لیکن بنایا جا سکتا ہے، اس پر چار سے پانچ گھنٹے لگیں گے۔۔۔۔۔دیکھو لئیق تمہاری جان ہم سبکے لیے عزیز ہے میرے بچے، کیا تم لوگ یہ مشن فجر تک ڈیلے کر سکتے ہو۔۔۔۔۔یوں ہمارے پاس اس خبیث کی ہر

چال کا جواب ہو گا۔۔۔ایسا ممکن نہیں کہ آج کسی کو گولی چھو کر بھی نہ جائے، پلیز مجھے یہ گھنٹے دے دو"..

سونم صاحب کی بات مانناد گنا خطرناک تھا کیونکہ اب یہاں سے وہ لوگ باہر بھی نہیں نکل سکتے تھے کیونکہ ابتدائی ٹنل مکمل سیل کر دیا گیا تھا اور پھر آکسیجن کی ان کے پاس کمی تھی، ایسے میں اتنے گھنٹے کا انتظار سیدھا سیدھا موت تھا۔

اس وقت رایان کے چہرے پر بھی کچھ ڈر ابھرا اور باقی ٹیم بھی پریشان تھی کیونکہ یہ ان سبکی زندگی کا مشکل ترین ٹاسک تھا۔

"صرف تین گھنٹے ہیں آپکے پاس، اس سے زیادہ ہمارے پاس آکسیجن سٹاک نہیں ہے سونم صاحب۔۔۔اگر آپ تین گھنٹوں تک اینٹی ٹوڈنہ بنا سکے تو ہم یہ ہول کھول کر حملہ کر دیں گے۔ ہمارے پاس اور کوئی چوائز نہیں"..

لئیق نے کچھ دیر کی کٹھن سوچ بچار کے بعد اپنا مشکل اور کھردرا فیصلہ سنایا، تین گھنٹے کم تھے مگر سونم تبریز اپنی زندگی سے زیادہ اپنے ساتھیوں کی زندگی کے لیے فکر مند تھے سو انہوں نے بلیک ڈائمنڈ کے فیصلے کی تعظیم کی اور فوری اپنی لیب کی جانب بڑھے جبکہ سحر کو یونہی لگ رہا تھا جیسے ان سبکی زندگی آج رک گئی ہے۔

ہول کو کھولنے کا کام تین گھنٹے کے لیے موخر کر دیا گیا تھا لیکن لئیق کو ان فنگر پرنٹ ماسک سے ابھی سے شدید سر اور کمر کا درد شروع ہو چکا تھا لیکن تین گھنٹے اسے یہ ٹارچر برداشت کرنا ہی تھا۔

وہیں دوسری جانب لعلین کو اینجل اور جمشید نے بالکل بور نہ ہونے دیا، بلکہ وہ ڈنر پر بھی گئے مگر خدا گواہ تھا جو لعلین ابراہیم کے دل کو سکون آیا ہو، اسے لگا جیسے غائبانہ لئیق ایزد کی تکلیف اسے پہنچ رہی ہے۔

لئیق کا فون بھی مشن کے بیچ بند تھا اور لعلین کو ایسا لگا جیسے ایک بار پھر وہ زندگی میں اخیر والی بے بس کر دی گئی ہے۔

..._____..

"..بہت مس کیا میں نے آپکو"

افراہیم صاحب نمرہ کے ساحل کے ساتھ جانے کے بعد مانی کو بھی گھر لے آئے، اور دونوں ساس بہویوں ملیں جیسے بچھڑی روحیں ہوں۔

ڈنر اس نے ممی اور بابا کے ساتھ کیا اور پھر وہ ممی کے ساتھ بیٹھ کر انکا فیورٹ ٹی وی سیریل دیکھتی لاڈ سے لاونج میں ساتھ لگی بیٹھی تھی، گل کو تو مانی بھی نڈھال ہی لگ رہی تھی تبھی اسکی جبین چومے مسکرائیں۔

میں نے بھی، تم نہیں تھی گھر تو واقعی لگا شیری بھی گھر نہیں ہے۔اب تو"
مجھ سے رہا نہیں جارہا تھا تبھی تمہیں کال کی کہ کچھ دیر آجاو، اور اب ایسا لگ
"..رہا ہے شیری میرے پاس ہے
ممی کی محبت اور انکے پیار پر وہ جتنا خوش ہوتی کم تھا، یہ عورت وہ ہستی تھی
جس نے مانی کے لیے ساس جیسے لفظ کے معنی بدلے تھے۔
"کیا آپکو مجھ سے واقعی شیری کی خوشبو آرہی ہے ممی؟"
مانی کے آنکھیں اٹھا کر کیے معصوم سوال میں اخیر تڑپ تھی، تبھی تو گل نے
پیار سے اسکا ہاتھ پکڑے چوما، ممتا بھرے اس شفیق احساس نے مانی کے دل
کو راحت دی۔
ہاں نہ تمہاری خوشبو بالکل اسکی خوشبو جیسی ہے، پیار کے قابل، سکون"
دینے والی، میری ممتا کو آسودگی بخشنے والی، تم اس سے زیادہ پیاری ہو جانتی
ہو کیوں۔ کیونکہ میرے بچے کی اجڑی پھیکی زندگی کے رنگ تمہارے اس
گھر میں آنے سے لوٹے، وہ جس محبت اور پیار کو ہمیشہ کے لیے خود میں

دفن کر چکا تھا، تمہارے ملنے کے بعد اس نے ایک نئی محبت کی شروعات
"کی، وہ محبت جو شیری کے اندر کا تمام اندھیرا سویرے میں بدل گئی
وہ اس گھر اور یہاں کے مکینوں کے لیے اتنا اہم تھی اور پھر بھی ممی کے
والہانہ پن پر آنکھوں کو آنسوؤں میں ڈوبنے سے روک نہ سکی، کیونکہ گھر
آنے کے بعد اسے شہریار زیادہ یاد آرہا تھا، یہاں ہر جگہ اس شخص کا عکس
تھا، موجودگی کے لمس بکھرے تھے جس سے دامن بچانا مانی کے لیے بہت
مشکل تھا۔

"میں انکو بہت مس کر رہی ہوں ممی، پتا نہیں وہ کیا کر رہے ہوں گے"
مانی کی روتی آنکھیں گل نے پیار سے خشک کیں اور انکا گلے لگانا مانی کو
حوصلہ دینے میں سب سے قوی تھا۔

"تمہیں یاد کر رہا ہو گا"

ممی کے لاڈ سے جتانے کی دیر تھی کہ مانی کی کلائی پر سجے بریسلٹ پر چمکتی
روشنی اور وائبریشن پر دونوں بھیگی آنکھیں لیے جذب بھرا مسکرائیں۔

شیری نے یہ بہت بیسٹ گفٹ دیا تمہیں، تم دو کی محبت کو یہ وقتی جدائی" آنچ بھی نہیں دے سکتی میرے بچے۔ یہاں تم نے اسے یاد کیا وہاں موصوف کے دل کو خبر ہو گئی، میں اپنے شیری کو ایسی ہی محبت میں مبتلا دیکھنے کی خواہش مند تھی، کیونکہ وہ سیلی سے کبھی محبت کر ہی نہیں سکا، نہ آج تک میں نے شیری کی آنکھوں میں اس کے لیے بے فضول کی شدت کے سوا کچھ دیکھا ہے۔ لیکن جب وہ تمہیں دیکھتا تھا تو ان نظروں میں محبت کی شدت سمیت کئی ایسے رنگ تھے جو آج تک شاید کسی نے تسخیر بھی نہ کیے ہوں، تم سے ملنے کے بعد وہ سمجھا کہ محبت تو یہ ہے جو صرف تکلیف نہیں، مرہم بھی ہے"

وہ گل ممی کی یہ باتیں بنا تھکے رات بھر سن سکتی تھی کیونکہ خود اسے اپنے دل کی اداسی کسی ایسے سے بانٹنے کی ضرورت تھی جو اسکا ہم راز ہو اور وہ بھیو کے علاوہ صرف گل ممی ہو سکتی تھیں۔

یہ سچ تھا وہ لئیق کو مس کر رہی تھی، اسے یقین تھا بھیوا اسکی اداسی دور کرنے کو کچھ بھی کرتے مگر ابھی وہ بھی اس سے کوسوں دور تھے۔

"مجھے اس بلنک کا ہی آسرہ ہے ممی، وہ دن میں کئی بار مجھے مس کرتے ہیں۔ اور میں ہر لمحہ۔ لیکن خوش ہوں وہ واپس آنے کے لیے ہی دور گئے ہیں۔ انکا واپس آنا اس گفٹ سے بھی زیادہ حسین اور خوبصورت ہوگا۔ میں کوشش کروں گی آپکو اکیلا نہ ہونے دوں، بس نمرہ کی فکر ہے"

مانی کے چہرے کو تکتی وہ اسکی باتوں پر دھیرے سے مسکرائیں اور آخر تک نمرہ کے ذکر پر فطری متفکر ہوئیں۔

"کوئی بات نہیں تم نمرہ کے ساتھ رہو لیکن ممی کو بھی تمہاری ضرورت ہوتی۔ ویسے شازیہ آپا کی طبعیت کیسی ہے اب؟"

مانی نے سنجیدہ ہوئے سانس کھینچی اور سر ممی کے کندھے سے اٹھائے ٹھیک سے پیر سمیٹ کر اوپر کرتی بیٹھی۔

ڈاکٹرز کا کہنا ہے دل واپس تیس فیصد پر آچکا ہے، ہارٹ ٹرانسپلانٹ کا" آخری آپشن ہے وہ بھی کوئی ڈونر ملا تب۔ آپ تو جانتی ہیں یہ سب کتنا مشکل ہے، اول تو ایک صحت مند دل کا ملنا ناممکنات میں سے ہے اوپر سے ہارٹ کی ایسی سرجری کا پاکستان میں کامیاب ہونا صرف بارہ سے سترہ فیصد ہے۔ ابھی تو انہوں نے ادویات کے سہارے ڈسچارج کر دیا لیکن ایک ہفتے تک کچھ فارن ڈاکٹر آرہے، ان سے مشورہ کیا جائے گا کہ کیا کرنا بہتر ہے، لالہ ہی سارا معاملہ دیکھ رہے، انکی شازو آنٹی کے ڈاکٹر سے تفصیلی بات ہوئی ہے، پھر اگر شازیہ آنٹی کو آوٹ اف کنٹری لے جانا پڑا تو اس پر عمل کیا جائے گا، اسکا ایشو نہیں۔ اب ساحل بھائی ہیں انکے ساتھ۔ بس آپ دعا کریں کہ اسکی امی کی زندگی بچ جائے، ساحل بھائی بھی اکیلے ہیں، شازیہ آنٹی کا دونوں کے سر پر واحد سایہ ہے۔۔۔۔"

مانی کی اداس و خزن زدہ باتیں سن کر گل صاحبہ کو بھی بہت دکھ ہوا، نمرہ پر آتی مشکلات واقعی اس بچی کی بساط سے بڑھ کر تھیں۔

"اللہ نے چاہا تو وہ بہتر کریں گے میرے بچے، میری بہت سی دعائیں ہیں
نمرہ کے لیے۔اس مشکل وقت تم سب نے اسے ساحل کی زندگی میں
شامل کر کے بہترین کیا۔مارل سپورٹ مل جاتی یوں۔ویسے بھی نمرہ کو
بھی تسلی رہے گی کہ کوئی اپنا اب بھی سر پر موجود ہے"

ساحل اور نمرہ کے نکاح کا بھی وہ ممی کو پہلے ہی بتا چکی تھی اور یہ بھی ساحل،
شیری کا ہی خاص آدمی ہے اور انکی غیر موجودگی میں تین سال تک وہ
شیری کی جگہ بھی سنبھالے گا سو گل دونوں کے لیے ایک جیسی دعا گو
تھیں۔

"جی ممی تبھی اور نمرہ انھیں پسند بھی کرتی تھی، شیری بھی بھیو پر یہ ذمہ
داری ڈال کر گئے تھے سو ہم نے اچانک ہی یہ سب ترتیب دیا۔اور یقین
کریں نمرہ کو میں اکیلے ہر گز نہ سنبھال سکتی، اسے ساحل خان کے حوالے
سے دلی اطمینان ملا ہے"

مانی نے بھی گویا اعتراف کیا، اور گل مانی کے تاثرات دیکھے مسکرائیں جو نیند سی میں مبتلا لگ رہی تھی۔

محبت ہوتی ہی ایسی ہے، چلو ممی کی جان اب تم تھوڑا ریسٹ کر لو۔ اگر"
میرے پاس سونا چاہو یا نیند نہ آئے تو آ جانا۔ ماں بیٹی مل کر افراہیم صاحب
"کو کمرے سے بے دخل کر دیں گے

ممی کے شرارت سے آفر دینے پر مانی ہنستی ہوئی ان سے لپٹی اور ڈھیر سا پیار وصولے اٹھ کھڑی ہوئی۔

نا بابا مجھے افراہیم بابا کی ہائے نہیں لینی۔۔۔۔ اپنی پرنسیز کے بنا وہ کیسے سو"
سکتے ہیں۔ میری فکر نہ کریں، روم میں شیری نہ ہو کر بھی ہیں۔ لیکن پھر
"بھی اگر انکی یاد نے مجھے بے آرام کیا تو میں آپکے پاس آ جاوں گی

مانی کے لاڈ سے منع کرنے پر وہ بھی ہنستیں ہوئیں اٹھیں، گویا مانی سے بات کر لے انکا دل بھی خوشی سے بھر گیا تھا۔

"ہاہا او کے ممی کی جان، جاو آرام کرو۔۔۔۔ میرا پیارا بچہ"

مانی کی گال چومتیں وہ اس کو محبتوں اور راحتوں سے نوازے کمرے کی طرف چلی گئیں جبکہ آمنہ صاحبہ بھی گہرا سانس بھر کر اپنی ویران دنیا کی سمت چل پڑیں، سیڑھیاں چڑھتے ہی روم تھا اور تبھی دروازے کے ناب پر ہاتھ رکھا تو دل یہیں گھٹا، یہ سوچ کر کہ وہ اندر نہیں ہے دل کی دھڑکنیں ، جسم و جان پر بھاری پڑنے لگیں۔

پھر بھی ہمت جتاتی وہ کمرے میں داخل ہوئی، جب سے شیری گیا تھا وہ اب یہاں آئی تھی پھر بھی اس شخص کی خوشبو کے خفیف جھونکے نے ہی مانی کا استقبال کیا جو دراصل کمرے میں نہیں خود آمنہ آفریدی کے اندر رچ بس چکی تھی۔

دروازہ بند کرتی وہ چلتی ہوئی بیڈ کی طرف آئی اور شیری کا تکیہ اٹھا کر گود میں رکھے بیٹھی اور سر بیڈ کی پشت سے ٹیکا، انداز تھکن اور اذیت سے شکستہ تھا اور پھر اس نے جب ڈراکو دیکھا تو آنکھیں آنسوؤں سے چمکنے لگیں۔

"آئی ایم سوری مگر میں پہلا لیٹر ابھی سے پڑھنے لگی ہوں شیری، مجھ سے انتظار نہیں ہو رہا۔ اور انتظار بھی تو آپکا ہے جو وبال جان ہے، کاش آپ میرے پاس ہوتے، آمنہ آفریدی کی دنیا پھیکی ہو گئی ہے۔ زبان کا زائقہ نہیں رہا، من پسند شخص سے دور رہنا بھی تو عارضہ ہے، انسان چاہ کر بھی اسے دیکھ نہیں سکتا اور سن نہیں سکتا"

سائیڈ ڈرا میں رکھے ترتیب سے تین لیٹرز میں سے مانی نے جب پہلا اٹھایا تو آنکھوں سے بے اختیار دبایا ہوا ضبط نشین آنسو ٹپک کر رخسار پر گرا کیونکہ اس فولڈ لیٹر کے اوپر اسکی اور مانی کی کپل فوٹو لگی تھی، شاید پہلی، مسکراتی ہوئی، زندگی کے رنگوں سے بھرپور۔

"ہم ایک ساتھ اتنے سجتے ہیں، مجھے تو پتا ہی نہیں تھا شہریار۔ لیکن اب میں آپ سے زیادہ پیاری نہیں رہی، اداس مانی جب آپکو پسند نہیں تو مجھے کیسے ہو سکتی ہے"

اپنی انگلیوں کی پوریں اس تصویر پر حسرت سے پھیرے مانی نے اسے سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور بے صبری سے وہ فولڈ لیٹر اوپن کیا اور اول ہی سطر نے مانی کے ہونٹوں پر الوہی مسکراہٹ بکھیری۔

اسے ابھی نہیں کھولنا تھا، تم نے چیٹنگ کی ہے آمنہ آفریدی۔ دس ازیور"

"فسٹ اینورسری گفٹ۔۔۔ کیا ہوا صبر نہیں ہوا؟ رو رہی ہو؟

وہ یہ سب پڑھ کر ہنستی ہنستی روئی کیونکہ شہریار اسکی رگ رگ سے واقف تھا، جانتا تھا اس میں صبر نہیں ہے اور وہ ایک نہیں تینوں لیٹر فوری کھول لے گی، جیسے ہی اسے شہریار جدون کی کمی نے ستایا۔

اسے لگا شیری اسے کہیں چھپ کر دیکھ رہا ہے، ایسی خوشی اسے شاید شہریار کے پاس بھی نہ ملی جو ان جملوں نے دی۔

رونا نہیں ہے، مسکرانا ہے۔ چوری پکڑی جانے پر جیسے ہنس پڑتے ہیں۔"

تم بھی ویسی ہنستی ہوئی اس دنیا کی سب سے خوبصورت لڑکی لگتی ہو۔

آنسوؤں کوان آنکھوں میں جگہ مت دینا، یہ میری ہیں۔ میرے بحاف پر
"تمہیں آئینے سے مسکراتا ہوا دیکھا کریں گی۔۔۔ نظر اٹھا کر آئینے کو دیکھو
یہ محبت بھرے الفاظ پڑھ کر وہ یکدم سسک کر رو دی، دل چاہا وہ کہیں سے
آئے اور اسے اپنے سینے سے لگا لے مگر شہریار کا حکم وہ کیسے ٹالتی، بڑی
دقت سے آنکھیں دھندلانے سے روکے جب نظر اٹھا کر آئینے میں دیکھا تو
اسے اپنی روتی آنکھیں باخدا زرا اچھی نہ لگیں، آنسو پونچھے اور مسکرا کر آگے
پڑھنے لگی۔

اچھی نہیں لگیں ناں؟ مجھے بھی نہیں لگیں گی۔ میں نے بہت مشکل سے"
جانے کا حوصلہ جمع کیا ہے، تم سے دور رہنے، تمہاری آنکھوں سے اوجھل
ہونے کی ہمت نہیں ہے مجھ میں۔ تمہیں یہ بھی نہیں کہہ سکتا میں تمہاری
زندگی سے یہ جدائی کے سال کسی جادوگر کی طرح غائب کر سکتا
ہوں۔۔۔۔۔۔ میں عام سا انسان ہوں جیسے عام محبت نہیں ہوئی، اور عام
محبت نہ کرنے والے جدائی پر یونہی مرنے لگتے ہیں۔۔۔۔

تم میرے دل کی آخری دھڑکن ہو، چلو مسکراو۔

"آخری دھڑکن کا مطلب جانتی ہو آمنہ آفریدی؟

روتے روتے ان محبت بھرے لفظوں کی مسیحائی نے مسکرانے کا لمحہ جب مانی کے ہونٹوں پر بخشا تو اسے لگا یہ شخص دور رہ کر بھی جان لے سکنے میں ماہر ہے، اس نے کہا مسکراو تو مانی کی پوری دنیا مسکرا اٹھی، یہ اتنا حسین تھا کہ وہ از سر نو شہریار جدون کی محبت میں مبتلا ہو سکتی تھی۔

آخری دھڑکن کے بعد دل ختم ہو جاتا ہے، تمہارے بعد شہریار جدون" ختم ہو جائے گا۔ تم جتنی پیاری ہو میں اتنا اظہار نہیں کر سکا، مجھے بتانے کا ہنر نہیں آتا۔ مجھے اپنے جذبات بیان کرنے کا سلیقہ نہیں لیکن تم سے دور جانے کا احساس ہی وقت قضاء کی مانند ہے تو سوچ لو جب تم دیکھائی نہ دی تو میرا حال کیا ہو گا۔ اور ایسے میں تم روتی رہو گی تو میرا حال بہتر نہیں ہو سکے گا۔

"چلو آنسو پونچھو، اپنی آنکھوں سے دوستی کرو

وہ اسکی ہر بات پر آمین کہے مسکراتی گئی اور آخری پر حیرت سے مسکائی بھلا اپنی آنکھوں سے کیسے دوستی کی جاسکتی ہے تبھی فوری آگے پڑھا۔

اب تم سوچو گی کہ آنکھوں سے دوستی کیسے ہو گی، تو اسکے لیے تمہیں ایک" پر سکون نیند سونا ہے، میرے ساتھ خوابوں کو سجانا ہے، ایک خواب نگر آباد کرنا ہے جہاں ہم دونوں ساتھ ہوں گے۔

لیکن سونے سے پہلے تم کو شہریار جدون کی ڈھیر سی محبت چاہیے ہو گی ہے نا؟"

پھر سے وہ پڑھتے پڑھتے آنکھوں کو نم کر بیٹھی، اس شخص کا پیار کمزوری تھی اور اس پیار کے بنا وہ اپنا آپ خالی محسوس کر رہی تھی، ڈبڈبائی آنکھیوں سے اس تحریر کو تکتے بچوں کی طرح منہ پھلائے سر کو ہلایا جیسے وہ اسکے لفظ پڑھ نہیں سن رہی ہو اور وہ اسکے سامنے بیٹھا یہ سب سمجھا رہا ہو۔

تو پھر دی تمہیں اپنی ڈھیر سی محبت آمنہ شہر یار، اپنا سکون، اپنے دل کا"
سارا یقین، اپنی آنکھوں کا تمام نور، اپنا آپ۔۔۔۔۔ میرا دل تمہارے دل
کے پاس ہے، محسوس کرو گی تو آنکھیں موندتے ہی تمہارے پاس آجاوں
گا۔ اپنا ہاتھ دل پر رکھو، ایک آزاد سانس لو۔ دیکھنا تم جسم کو تھکن سے آزاد
ہوتا محسوس کرو گی۔ تم جب مسکراو گی تو مجھے سکون ملے گا، جب تم ہنسو گی
تو کہیں بھی بیٹھا شہر یار مسکرادے گا۔ تم چاہتی ہو میں مسکراوں تو اپنی
آنکھوں سے دوستی کر کے مجھے ثبوت دو کہ آج کی رات کاٹ لو
"گی۔۔۔۔۔۔

اس شخص کا یہ خط ایک دن کے لیے نہیں بلکے ہر رات کے لیے مانی کے لیے
محبت کا خزانہ تھا، وہ ہر رات اسے پڑھ کر شہر یار سے باتیں کر سکتی تھی، سمجھ
نہ آیا کہ اس پر روئے یا مسکرائے، بس دل کٹ رہا تھا، جان جا رہی تھی، پر
وہ اسے چھو نہیں سکتی تھی، اسکی خوشبو میں سانس نہیں لے سکتی تھی۔

"صبح اٹھو گی تو ہماری جدائی کا ایک دن کٹ چکا ہو گا، ہے نا مزیدار"

اگلی سطر نے مانی کو ہنسنے ہر مجبور کی، دل کی تسلی جیسا تھا وہ جملہ، شہر یار جدون جیسا دلفریب۔

"اب تم ہنس رہی ہو ہے نہ، اور جانتی ہو تمہارے ہنسنے کے لمحے میرے ارد گرد سب رک جاتا ہے۔ گردش کرتی کائنات تک۔۔۔۔ ہونٹوں پر گہرے رنگ نہ لگانا، میں تم سے اور تمہارے ہونٹوں کے ہر لمس سے بہت محروم ہوں اسکا احترام کرنا۔۔۔۔ ہاں تم اپنی آنکھوں کو جی بھر کر نکھار اور سنوار سکتی ہو"

ایک لمحہ تو مانی کو لگا اس جملے نے واقعی اسکے دل کی دھڑکن تیز کی ہو، جانے کیسا احساس تھا کہ اسے ارد گرد حدت سی بڑھتی محسوس ہوئی، لگا دل کی دھڑکن سینے کے گرد جمنے لگی ہے، رونگٹے کھڑے ہوئے، اور وہ اپنے جسم و جان پر اتر آتی اس جان لیوا کیفیت سے گلابی گلفام ہو گئی۔

"اف شیری آپ میری دور ہو کر بھی جان نکال سکتے ہیں"

دل پر ہاتھ رکھے جیسے خود کی بدلتی کیفیت اور بڑھتی دھڑکن کو سنبھالا اور اگلے جملے نے مانی کو واقعی ساکن کیا۔

اب تم کہو گی یہ آدمی لفظوں سے بھی رومینس کر رہا ہے، تو ہاں میں " تمہارے لیے خود کو ان تین کاغذوں میں بہت وافر مقدار میں چھوڑ آیا ہوں، تمہیں بچ کر رہنا ہو گا مجھ سے۔۔۔۔ دھیان رکھنا میری اس جدائی کے نشے کی عادی نہ بن جانا کیونکہ یہ تمہیں میری موجودگی سے زیادہ پاگل "کر سکتی ہے

پھر سے شیری کے یہ بولتے، گدگداتے لمس رکھتے لفظ مانی کو لرزا رہے تھے اور وہ اپنی چھینپی، شرمگیں کیفیت پر شدید آفت خیز ہنس رہی تھی۔

" یا اللہ یہ بندہ کیا چیز ہے؟"

مانی کا دل چاہا یہیں رک جائے، دل کی حرکت تیز ہوئی تو اسے لگا یہ لفظ اسے ابھی سے اپنی محصور کن حصار میں جکڑنے لگے ہیں، جسم و جان پر سکون حاوی ہونے لگا ہے۔

اب تم بالکل ویسی ریڈ ہو گئی ہو جیسی میرے چھونے کے بعد ہوتی ہو، لو"
"..میں نے تمہیں نائیٹ کس کر بھی دی اور تمہیں خبر بھی نہ ہوئی
اگلے جملوں پر مانی سچ میں بلش کرتی مسکرائی، اپنے ہونٹوں پر بکھری نادیدہ مٹھاس شاید اسکی ہنسی کی تھی تب بھی دل دھڑکا گیا تھا وہ ماہر۔
میں نے محسوس کر لی تمہاری مٹھاس، تم حسین لگ رہی ہو۔ میری"
آنکھیں تمہیں چھو کر مسکرا رہی ہیں مانی۔ کیا تمہارے دل کی دھڑکن بھی
"میری طرح تیز ہو رہی ہے؟

وہ دنگ تھی کہ اس بندے نے کیسے قبل از وقت یہ سب اتنا پرفیکٹ لکھا، مانی نے بلنکٹ ٹھیک سے خود پر اوڑھا اور وہیں لیٹی تاکہ باقی لیٹر مزید آرام و سکون سے پڑھے۔

"..بہت تیز ہو رہی ہے"
مانی نے شریر سی سرگوشی کیے سامنے دیوار پر نسب شیری کی تصویر کو دیکھا اور پھر سے نظر لیٹر پر جمائی۔

دل کی دھڑکن تیز ہو رہی ہے تو سمجھو میرے یہ چند لفظ بھی تم سے پیار"
میں مبتلا ہو گئے، وہ تاثیر پا گئے جو میں انھیں دینا چاہتا تھا۔ تمہیں پتا ہے
پرانے دور میں لیٹر ہوا کرتے تھے، یہ طریقہ ہوتا تھا انھیں لکھنے کا۔ یہ میں
نے تمہارے لیے سیکھا مانی۔ تاکہ تمہیں لگے شہریار جدون روز تم سے
"..بات کرتا ہے اور روز تمہیں نائیٹ کس ملتی ہے
وہ پھر سے مسکائی، دل نے ایک ایک بات پر ایمان لایا تبھی مانی نے پیار سے
اس لیٹر کو چوما، جیسے یہ لفظ نہیں خود شیری ہو۔
اب تم ایک خوبصورت نیند لے سکتی ہو مانی، جس میں صرف سکون ہو گا،"
میں تمہارے پاس ہوں۔ تمہارے ارد گرد، تمہارے اندر، تمہاری
آنکھوں میں۔۔۔۔ میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں، میں جلد لوٹوں
گا۔۔۔۔۔۔۔ باقی دو لیٹر اب تم پہلی اور دوسری اینورسری پر ہی پوری
شرافت سے کھولنا کیونکہ تیسری ہم ایک ساتھ سیلبریٹ کریں گے، ان

شاءاللہ۔اپناخیال رکھنااور صبح بھی اسی خوشی کے ساتھ اٹھنااور خود سے بہت ساپیار کرنا،میرے حصے کا بھی۔

"A good sleep awaits you amore mio"

یہ کوئی عام لیٹر نہیں بلکہ ایک سال کے لیے آمنہ آفریدی کی سلیپ تھیراپی تھی،اور مانی کو واقعی لگا اسے ان لفظوں کے باعث طاری ہوتے خمار کے سبب ایک پر سکون نیند آنے لگی ہے تبھی وہ خط اپنے سینے سے لگاتی وہ جیسے آنکھیں موند کر نیند میں اتری،ثابت ہوا کہ وہ شخص اپنے پیچھے مانی کو اپنا آپ بھرپور دے کر گیا ہے اور یہ واقعی منظر حسین کر دینے کی اہلیت رکھتا احساس تھا۔

چشم بدوور.....!

.._____..

وہ نمرہ کو اپنے گھر لایا تھا اور ڈنر ساحل نے خود بنانا تھا، اول تو وہ گھر کے باہر پہنچتے ہی گھبرا گئی تھی، جب ساحل نے گاڑی اس بار باہر نہ روکی بلکہ گھر کے پورچ میں جا کر رکا، گیڈ چوکیدار نے بند کر دیا جبکہ خود وہ نرم سی چہرے پر ہمی وقت رہتی سنجیدگی لیے اسکی طرف آیا اور کار ڈور اوپن کیے نمرہ کا ہاتھ تھامتے اسے باہر لایا۔

"..ہ۔۔ہم یہاں کیوں آئے ہیں ساحل"

نمرہ نے ڈرتے ڈرتے پوچھا جس پر ساحل نے یہاں اسے کوئی جواب دینا مناسب نہ سمجھا اور چھوٹے سے لان سے گزرتے ہوئے وہ گھر کے اندر داخل ہوئے، اس بیچ نمرہ کا ہاتھ مستقل ساحل خان کے ہاتھ میں مقید تھا۔ نمرہ کے ہاتھ کھینچنے پر وہ نہ صرف رکا بلکہ دونوں کے بیچ قائم ہوئی نزدیکی کے سبب ایک طرف دل میں نرم احساس جگا اور دوسری طرف بیچ کی کشش کا خوف۔

ڈنر کرنے، تمہیں ایک بات نہیں بتائی۔ میں باہر کا کھانا نہیں کھاتا لیکن"
ایک پرفیکٹ شیف ہوں۔ سو ڈنر خود ہی بنانے والا ہوں۔ ویسے بھی میں
نہیں چاہتا ہمارے اس فسٹ ڈنر کی پرائیویسی ڈسٹرب ہو۔ آئی ہوپ
"..تمہیں تسلی مل گئی ہو گی

لہجہ بنا کسی خماری کے نرم رکھے ساحل خان نے اس درجہ قریب آ کر یہ سب کہا کہ نمرہ اسکے لہجے، الفاظ اور انداز سے مبہوت و مدہوش سی ہوئی کیونکہ اسکے ہلتے ہونٹوں سے نکلتی سانس کی حدت نمرہ کو اپنے چہرے کی جلد میں اترتی محسوس ہوئی، جیسے وہ جنبیش تک پر قادر نہ رہی ہو، اسکا یہ سجا سہانا روپ ساحل خان کے لیے ہے یہ اس شخص کے دل کو نمرہ کی جانب بڑھنے میں مدد دے رہا تھا، اور پھر مانی نے ساحل خان کے دل سے جو بوجھ اتارے وہ اب اسے نمرہ کے لیے سوچنے میں مدد گار تھا۔

"ج۔۔جی"

نمرہ اسکی نظروں کی حدت کے اثر سے پلکیں لرزاتے منمنائی مگر ساحل خان نے اسکی ٹھوڑی پر پکڑ جماتے چہرہ اوپر کیا، نا جانے کیوں مگر دل اس لڑکی کی جانب ہر خسارے اور فائدے سے آزاد ہو کر بڑھنے کی خواہش میں بے اختیار ہوا اور جب نمرہ کو لگا وہ اسکے ہونٹوں پر جھکنے لگا ہے تو وہ کسمساتی ہوئی اسکے حصار و سائے سے بدکی، ساحل کو اس بار بھی برا نہ لگا بلکہ اس نے خود کی ملامت کیے اپنے اور اسکے بیچ کی یہ معنی خیزی کچن کا رخ کرتے ختم کی۔

"..آو میری مدد کرو ڈنر میں"

ساحل نے ڈنر بنانے میں نمرہ کو بھی شامل کیا تو کچھ دیر وارفتہ نظروں کی شدت میں مسکراہٹ ملی تو وہ ساحل کے ساتھ مزید بے قرار نہ رہی پر ساحل کی خواہش بار بار نمرہ کو یاد آ کر ڈرا رہی تھی سو وہ ہر ممکنہ اس کو دیکھنے سے گریز ہی برتتی رہی۔

ساحل نے اپنی سگنیچر ڈش جو گرین اینڈ وائیٹ چلی پاستہ تھی، وہی بنائی ساتھ میں نمرہ کے لیے سرخ مرچ سے بنا اٹیلیئن پیزا بھی خود بیک کیا اور میٹھے میں اس نے نمرہ کے لیے براونی بنائی۔

"تمہارے لیے سوئیٹ ڈش تو بنادی، لیکن میں کسی اور چیز سے کام چلاوں گا.."

ایپرن پہنے وہ کیوٹ اور ہاٹ تو لگ ہی رہا تھا اوپر سے اس سارا وقت اسکی ہلکی پھلکی بے باک ڈبل مینگ باتیں نمرہ کو خاص آزمائش سے گزارتی رہیں جیسے یہ جب وہ سیلڈ بنا کر اس میں لیمن سکویز کرتی ٹھٹکی اور نظر اٹھا کر ساحل کو دیکھا جو مزاق کے موڈ میں تو ہرگز نہ تھا۔

"آپ مجھے مسلسل ڈرا رہے ہیں ساحل"

سپون سے سلیڈ مکس کرتی وہ اسکی جان لیوا کشش سے بوکھلائی بالآخر شکوہ کر گئی جس پر ساحل نے تمام کھانا پر فیشنلئ میز پر سجایا اور اسکے قریب آکر رکا، نمرہ کے ہاتھ سے باول لینے کو وہ اسکے قریب آیا اور گال سے گال مس

کرتے وہاں سے آنکھ ونگ کیے باہر چلا گیا، کئی لمحے تو نمرہ کو لگا پیروں میں سکت نہیں رہی کہ وہ یوں سرخیوں میں گھلتے چہرے کے سنگ اس کا سامنا کر پائے۔

مگر چونکہ ڈنر تیار تھا سو اسے چہرے کی گھبراہٹ چھپانی پڑی اور ساحل نے اسکے باہر آنے پر بیٹھنے کو کرسی سرکائی اور اپنی نگاہوں کو ہر ممکنہ شریر وبے ادب ہونے سے روکا۔

"میں تمہیں اپنی بے بسی بتا رہا ہوں مسیز، جب سے شادی ہو گئی ہے میٹھے.. کی کمی سی فیل کر رہا ہوں۔ شروع کرو"

ساحل نے بنا کوئی مقابل پر رحم کھائے اپنے لفظوں کی بے باکی زرا کم نہ کرتے پاستہ باول نمرہ کی سمت بڑھایا اور اسکے کانپتے ہاتھ اس لڑکی کی اندرون کیفیت عیاں کر رہے تھے جو ساحل کا لطف وشوق ابھار رہے تھے۔

"میری بھوک ختم ہو گئی آپکی ان باتوں سے.."

نمرہ نے آنکھیں اٹھائے اپنی بھی بے بسی کہی جس پر ساحل نے خود ہی اسکی پلیٹ میں پاستہ سرو کیا، اور بھرپور توجہ نمرہ پر مرکوز کی جو پہلے ہی جان ہار رہی تھی۔

"میری تو ہلکی تک نہیں ہوئی، میرا ساتھ دو ورنہ میں بھی کچھ اور سوچنے پر مجبور ہو جاوں گا.."

وہ جو سمجھ رہی تھی اب وہ رحم کھائے گا، ساحل کے مزید کڑے تیور پر نمرہ نے فوری سپون پکڑی جو ساحل کو مسکرانے پر اکسا گیا، وہ نمرہ کے خوف سے لطف اندوز ہوا۔

ہونٹ کچلتے خوفزدہ نظروں سے نمرہ نے کچھ لمحے پلیٹ کو گھورا اور پھر پہلی بائیٹ پر ہی وہ جو اس وائیٹ پاستہ کو مریض کا کھانا سمجھ کر خوامخواہ سمجھ رہی تھی، زائقے میں اس قدر شاندار نکلا کہ خود نمرہ نے حیرت سے نظریں اٹھا کر ساحل کو دیکھا۔

"..یہ تو بہت یمی ہے ساحل، آپکے ہاتھ میں واقعی بہت زائقہ ہے"

گھبرائی نمرہ کی پر اعتماد و شوخ ہو کر کی تعریف سن کر وہ ہنسا، کیونکہ ان ایکسپکٹڈ نہیں تھی، وہ ایسا ہی ماہر تھا۔

"..میں خود بھی کافی یمی ہوں ٹرائے کرنا کبھی"

نظریں اپنی پلیٹ پر اور لہجہ بے باک رکھے اس بار وہ نمرہ کی مسکراہٹ بنا کیونکہ ہونٹوں پر امڈتی مسکراہٹ نمرہ روک نہ سکی اور اب تو دل اسکا بھی چاہا کہ ساحل کو موجود و میسر ہو جائے، وہ پیارا ہی اتنا تھا۔

خیر باقی کا کھانا خامشی سے کھایا گیا اور پھر وہ ایک ایکشن موو ی لگائے لاونج میں اپنے اور نمرہ کے لیے کچھ سنیکس، سپیشل کھانے کے بعد پیے جاتے سپیشل قہوے کے گرما گرم کپ، پاپ کارن رکھتا خود بھی ریموٹ پکڑ کر بیٹھا اور نمرہ کو بھی اس موو ی میں اسکا ساتھ دینا تھا سو اس خطرناک بندے کے پاس تو آکر بیٹھی مگر اس وہ بس بھاگنے کے چکروں میں تھی، ساحل کے بہانے بہانے سے قریب آتے تیور اسے چکرا رہے تھے۔

ہم واپس کب جائیں گے ؟امی انتظار کر رہی ہوں گی۔۔۔مانی بھی گھر گئی"
"..ہے تو مجھے بہت فکر ہو رہی

جب سے وہ ساحل کے ساتھ آئی تھی گھڑی سے لمحہ بھر نظر نہ ہٹائی، پہلے ہی وہ کہیں باہر ڈنر کے بجائے ساحل خان کے ساتھ پرائیوٹ ڈنر کے صدمے سے نکلی نہ تھی اور اب جب اس نے ساحل کے اصرار پر اسکے ساتھ سپیشل موو ی سیشن بھی شروع کر لیا مگر بیچ کی حدت اب تک برقرار تھی جو نمرہ کو اکسا رہی تھی کہ وہ اگر زندہ رہنا چاہتی ہے تو یہاں سے جلد غائب ہو۔

تمہاری امی نرس کے ساتھ ہیں اور نرس سے میرا اور آمنہ دونوں کا"
مسلسل رابطہ ہے، تم کچھ دیر میرے سوا سب ایک طرف نہیں کر سکتی
"..نمرہ

زرا فاصلے سے اٹھ کر وہ نمرہ کے ساتھ ہوئے بیٹھا تو نمرہ کے ہاتھ میں پکڑا کپ خوف سے کپکپایا اور نمرہ کی گھبراہٹ پر ساحل کو اپنی رات بھی بے کار

جاتی محسوس ہو رہی تھی کیونکہ اس لڑکی سے کوئی پازیٹو ریسپانس ساحل کو خواب ہی لگ رہا تھا، کپ نمرہ کے ہاتھ سے لے کر ساحل نے غیر ضروری شے کی طرح گلاس میز پر رکھا۔

"..میں یہاں کچھ پریشان ہو رہی ہوں"

وہ ساحل کو ناراض کرنے کی نیت نہیں رکھتی تھی تبھی صاف گوئی سے ڈرتے ڈرتے بولی، وہ خفگی بھلائے زرا سا نمرہ کی طرف ہو کر بیٹھا تاکہ بھرپور طریقے سے وہ نمرہ کے چہرے کے بدلتے رنگ دیکھ سکے۔

"..میں پریشان کر رہا ہوں یعنی"

ساحل کی گہری نگاہوں کے ارتکاز و شدت پر نمرہ کی پلکیں فوری لرز کر اٹھیں تو فوری نمرہ نے نفی میں گردن ہلائی۔

"..نہیں، آپ کے ساتھ جڑا تعلق کر رہا ہے"

اسے نمرہ کے اس قربت کے باوجود سچ بولنے نے گرویدہ سا کیا، جو صاف صاف ساحل خان کے اثر سے ہلکان و بے کل تھی۔

"کیا تعلق ہے؟"

اپنا ہاتھ بڑھائے نمرہ کے کان کو ڈھکے بال پکڑ کر وہ اسے سن ہونے پر مجبور کر گیا، مدہوشی و سرور کی سی کیفیت میں ساحل خان کا ظاہر جاگزیں دیکھائی دے کر نمرہ کی دھڑکنیں سست کرنے لگا۔

"..آپکی ط۔۔طرف سے نکاح کا اور میری طرف سے"

آواز ٹوٹنے سے بمشکل بچاتی وہ بولتے بولتے پھر سے آنکھیں جھکا گئی، اور تبھی ساحل کے پر کشش ہاتھ کو اس نے اپنے ہاتھ کے سنگ ملتے اور باہم سجتے پوری شان سے دیکھا۔

"تمہاری طرف سے؟"

ساحل نے اسکو جملہ مکمل کرنے کا کہا تو تو نمرہ کو لگا واقعی اس میں شوق اور چاہ کی شدت اتری ہے۔

"..محبت کا"

آنکھوں میں حیا کی لالی بکھیرے زندگی کی ساری ہمت لگائے نمرہ نے اپنی خواہش کو نہ روکتے چہرہ اٹھائے آگے بڑھ کر ساحل کی رخسار پر اپنے ہونٹوں کی مہر لگائے اقرار تو کر دیا مگر یہ کرنے کے بعد نمرہ کو اپنی رہی سہی حرکت کرتی کائنات بھی تھمی لگی، کیونکہ ساحل نے اسے خود کے چہرے کے قریب آنے کی اجازت تو دی مگر دور ہٹ کر واپس جانے کی مہلت چھین لی اور اسکی کمر میں بازو جکڑے وہیں ساکن کیا، ساحل کی بے باک آنکھوں کا محور نمرہ کے گلابی ہونٹ تھے جنکی نرمی کچھ دیر پہلے وہ محسوس کیے مسرور سا ہوا تھا، دل چاہا انھیں چھو کر دیکھے، عجب جنون سا سوار تھا، تجسس اور شوق کے سنگ اس لڑکی کی نا جھٹلائی جا سکتی اہمیت تھی جو ساحل کو اپنی جانب مائل کر رہی تھی۔

"یو کس می ود ہاوٹ مائی پرمیشن؟"

ساحل کے منصوعی خفگی سے کیے سوال پر نمرہ نے گھبرا کر اسکے برہم تیور دیکھے، اسے لگا وہ برا منا گیا ہے، گویا مدھم دل بھی رک گیا ہو۔

آ۔۔آپکو برا لگا تو سوری۔۔۔ی۔۔یہ بس تھینکیو تھا۔۔۔۔مجھ سے"

"ناراض مت ہوییئے گا۔میں صاف کر دیتی آپکا فیس

ساحل کی سنجیدگی پر نمرہ کے ہاتھ پیر پھولے اور باولی بنی آنکھوں میں نمی لیے وہ اپنے ہونٹوں کا پر حدت لمس اسکے رخسار سے مٹانے کو اپنی ہتھیلی جوڑ ہی سکی تھی کہ ساحل نے اپنے چہرے سے لگے نمرہ کے ہاتھ پر اپنا مضبوط ہاتھ رکھ دیا۔

"کیا مٹاو گی؟تمہارے ہونٹوں کی حرارت تو چہرے کی جلد میں جذب ہو گئی ہے.."

ساحل کا جذبوں سے بھاری ہوتا لہجہ نمرہ کو سخت آزما رہا تھا، پھر اس شخص کی پر حدت سانسوں کا ہونٹون کی اطراف موجود سخت حصار بھی تو نمرہ سے سانس لینا دوبھر کر رہا تھا، خوف آنکھوں میں بھرے وہ اسکے الفاظ کے مفہوم میں الجھی تھی۔

"س۔ساحل میں سوری کر رہی نہ.."

مزید اس شخص کی یہ بے اعتنائی سہی نہ گئی تو نمرہ کی آنکھیں صورت برسات بھیگیں اور وہ مسکرانا چاہتا تھا پر ان کانچ آنکھوں کی اس حسرت نے مسکرانے کا اختیار چھینا۔

تم اپنی ملکیت میں آتے شخص کو ایک زرا سی کس کر دینے پر یوں خود کو" مجرم کی طرح محسوس کر رہی ہو، جیسے کوئی گناہ کر دیا ہو۔۔۔ کیا میں اس پر "مسکرا سکتا ہوں؟

ساحل کے لفظ لفظ نمرہ کی آنکھوں میں جگی نمی کو شدید کرتے گئے۔

"..م۔۔مجھے لگا آپکو برا لگا ہے"

ڈبڈبائی آنکھوں اور کانپتی آواز سے وہ سسک اٹھی۔

اور برا لگنے کی وجہ عقل مند نمرہ؟ میری ذاتی بیوی نے مجھے رٹرن کس کی" یہ تو اچھی بات ہے۔ یعنی اب میں آگے بڑھ سکتا ہوں، یعنی کہ مجھے حد "..بندی کی ضرورت نہیں

اسکی بے باک گفتگو اور ارادے نمرہ کی جان ضرور نکال رہے تھے، وہ اس کے پاس اسے جکڑے بیٹھا ویسے ہی دل کو بے جان کر رہا تھا اوپر سے اسکی پرفیوم نے نمرہ کو زیادہ ہلکان کیا تھا جو حواسوں پر کسی آسیب کی طرح جکڑن لیے حاوی ہو رہی تھی۔

"..ساحل م۔۔مجھے گھر جانا ہے"

اس کے شدت بڑھاتے حصار سے مچل کر نکلتی دور جاتی وہ تیزی سے اٹھ کر کھڑی ہوئی، گہرے سانس بھر کر خود کو لڑکھڑائے بنا کھڑے رہنے کی ہمت دی۔

"..اوکے، دوبارہ تمہیں یہاں نہیں لاوں گا۔۔۔۔لٹس گو"

اسکا اٹھ کر دور جانا ساحل کو اس بار ہرگز پسند نہ آیا سو تبھی تو وہ ہارش ہو کر کہتا اٹھا اور نمرہ نے بے ارادہ ہی گھبرا کر اسکی بازو پکڑی۔

"..س۔۔سوری"

آنکھوں سے آنسو ٹپکنے کو جیسے پہلے ہی تیار تھے، ساحل کی سرد نگاہوں کے گہرے اثر پر وہ بنا کچھ بولے اسکے سینے لگی۔

"عجیب لڑکی ہو یار، یوں رو رہی ہو جیسے میرا ہونا تمہیں ڈرا رہا ہے، ہمارے بیچ سب جائز ہے، بیوی ہو تم میری.."

چاہ کر بھی نمرہ کے ساتھ آ لگنے پر سنگدلی برقرار نہ رہی اور اسے تھاما لیکن ہونٹوں پر مچلتے خفگی آمیز شکوے کو روک نہ سکا مگر وہ بس آنسو ہی بہا سکی۔

"چلو تمہیں تمہارے گھر چھوڑ دوں"

کوئی جواب نہ پائے ساحل نے اسکی پشت سہلائے پکارا، نمرہ نے اسکے سینے سے الگ ہوتے ہی جھکی نظر اٹھا کر دقت سے ساحل خان کو دیکھا۔

"..ا۔۔ابھی نہیں جانا چاہتی"

بے جان سے انداز میں روتے ہوئے کہہ کر بھی وہ ساحل خان کے بجھے موڈ میں جان ڈال گئی تبھی تو ان سخت نظروں میں نرمی آئی جیسے بادل یکدم سورج کے سامنے آ جائیں۔

"اوکے، لیکن یہ عجیب سا بیہو کرنا بند کرو"

انداز ڈانٹنے کا بھی پیارا اور بے ضرر تھا تبھی وہ سر ہلاتی مسکرائی اور ساحل کے ساتھ واپس بیٹھی، ساحل خان کی آنکھوں سے تادیر آنکھیں ملا پانا مشکل ہوا تو وہ پھر سے سر اسکے سینے سے جوڑ کر اس پر جھک کر بیٹھی۔

"..نمرہ، کچھ بتانا چاہتا ہوں تمہیں"

کچھ دیر اسکے بالوں میں انگلیاں چلانے کے بعد ساحل کی تمہید پر وہ وہیں اسکے سینے سے ٹکا یا سر زرا اٹھا کر ساحل کو دیکھنے لگی، جو سنجیدہ تھا، ساحل نے ریموورٹ پکڑ کر بنا آواز کے چلتی ایل سی ڈی بھی بند کی۔

"...جی بتائیں سن رہی ہوں"

یہ سراسر جھوٹ تھا، وہ ساحل خان کے اتنے پاس اسے کہاں سن سکتی تھی، وہ تو اپنے دل کی دھڑکنوں کے شور سے من ہی من میں بدحواس ہو رہی تھی۔

"مکمل توجہ مجھ پر دو"

لہجہ حکیمانہ شدت سے لبریز تھا تبھی نمرہ ڈر کر اٹھ بیٹھی، آنکھوں میں پھر سے نمی چمکی جیسے گماں ہوا ہو کہ اسکی تمام محبتوں اور چاہتوں کا حق دار اسکی فطری گھبراہٹ پر بہت شدید روٹھ گیا ہے۔

"کیا کچھ برا ہوا ہے ساحل؟"

نمرہ کے بے اوسان ہوتے لہجے میں گھلتی نمی اور سوال پر ساحل نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے ہاتھ مئں مقید کیا۔

ہمم ہوا تو ہے مگر اسکی نوعیت کس قسم کی سخت ہو گی یہ تمہارے رد عمل" کو دیکھے بنا کہنا قبل از وقت ہے، یہ سب تمہیں بتانا بہت اہم ہے، کیا تم سن "سکتی ہو؟

ساحل سے تمہید باندھنے پر نمرہ کی آنکھوں میں خوف کی لہر پوری قوت سے بیدار ہوئی۔

"ب۔۔ بابا کو کچھ ہوا ہے؟ س۔۔۔ سزا؟"

نمرہ کے تڑپ کر سوال کرنے کے سنگ اسکی آنکھیں ننھی جھلملائیں۔

"..ہاں شیراز آفندی ایک حادثے میں مارے گئے ہیں"

ساحل کے ہونٹوں سے نکلتی یہ دردناکسچائی، ٹیس بن کر نمرہ کے دل تک اتری، جو نمی آنکھوں میں چمک رہی تھی وہ دل پر لگتے اس زخم سے آنسوؤں میں ڈھل کر رخساروں پر چلی آئی، ایک بیٹی کے لیے اسکا باپ کس قدر اہم اور ضروری ہوتا ہے یہ بتانے کی کہاں ضرورت تھی، وہ آنسو بہا رہی تھی اور ساحل خان نے اسکے ہاتھ کو مضبوطی سے جکڑے اسے دل کھول کر رونے کی اجازت دی اور اپنے سینے سے لگا لیا۔

وہ اس خیال میں کھرا تھا کہ اسے نمرہ کے آنسو فرق پہنچانے لگے تھے، لیکن وہ اسے رونے سے منع کر کے یہ حق چھیننا نہیں چاہتا تھا۔

میں نے ایسا نہیں سوچا تھا۔اس شخص کی غداری کی ایک لمبی نا ختم ہونے"
والی سزا سوچی تھی مگر شاید اسکی تمہارے اور مسز آفندی سے جڑی محبت
کسی ملاوٹ اور کھوٹ سے پاک تھی اور تم سے جڑی اسی پدرانہ محبت نے
اس شخص کو جاتے جاتے اچھائی کرنے پر مجبور کیا،اس نے میری جان
"..بچائی۔۔۔۔اور خود کی بھی

اس مزید سچائی پر نمرہ کے کرب کی شدت میں یکدم کمی آئی، بہتے آنسو
سرخ ہوتی ویران آنکھوں میں حیرت، خوشی اور ماتم کا انوکھا مجموعہ بن کر
ٹھہر گئے، وہ ساکن ہوتی ساحل کے سینے سے سر اٹھائے اسے دیکھ رہی
تھی، آنکھوں میں دنیا بھر کا سوز جمع تھا جیسے وہ ابھی پل بھر میں پھوٹ
پھوٹ کر رو دے گی۔

"..آ۔۔آپکی جان بچائی انہوں نے؟سچ میں"

نمرہ کی آواز یہ پوچھتے لرزی، ساحل نے سر کو مثبت جنبش دی اور ہاتھ بڑھا
کر اسکے بھیگے رخساروں سے نمی پونچھی، نمرہ نے ساحل کا وہی ہاتھ اپنے

ہاتھ میں لیے ہونٹوں سے لگایا تو نمرہ کا یہ عمل، ساحل خان کو بھی جیسے درد کی گہرائی میں لے گیا۔

شان اور جیم نے مجھے پھنسانے کے لیے ایک جال بنا تھا، شان نے ہی" تمہارے بابا کو جیل سے بھگایا اور اسے میرے خلاف بھڑکایا تاکہ شیراز کے ہاتھوں مجھے مروانے کے بعد وہ تمہیں حاصل کرے اور شیراز کا کام ختم کر کے واپس اپنے اصل مالک کے پاس چلا جائے۔ لیکن عین وقت پر شیراز نے مجھ پر تانی گن شان پر چلادی اسے زخمی کیا، لیکن اس جیم نے شیراز آفندی کو مارا اور میرے رسیوں سے آزاد ہونے تک وہ دو فرار ہوئے اور میں نہ اس وقت ان دو کو پکڑ سکا نہ شیراز آفندی کو بچا سکا۔۔۔۔۔ لیکن مرتے وقت اس شخص بے یہی کہا تھا کہ میں تمہارا خیال رکھوں.."

یہ سب نمرہ کو بتانا بہت ضروری تھا تاکہ اس لڑکی کو تھوڑا سہی پر صبر ملے، بابا کی غداری کا ناسور بنا زخم اس زرا سے مرہم سے کہاں بہتر ہوتا لیکن جاتے جاتے وہ ساحل کے حوالے سے جو احسان نمرہ پر کر گئے وہی اس کا

صبر اور ہمت بننے والا تھا، وہ سمجھ نہ پائی کہ اس پر روئے یا ہنسے، جب اس تکلیف کو سہنے کا طریقہ سمجھ نہ آیا تو بس ساحل خان کی قربت کی طلب ہی جسم و جان میں سر اٹھاتی محسوس ہوئی۔

وہ پھر سے اسکے سینے لگی، آنکھیں بار بار بھریں اور بار بار اس نے بے دردی سے وہ آنسو رگڑے، ساحل نے اسکی تکلیف خاموشی سے سنی، کیونکہ اس وقت نمرہ اسکی سب سے بڑی ذمہ داری تھی، وہ ساحل سے بابا کی باتیں کرتی رہی، ساحل نے خود بھی اپنے بابا کی اچانک موت کا بتایا، دونوں کی تکلیف کئی نقطوں پر ایک ہوئی، کبھی ساحل خان کی محرومیاں بڑی ہو جاتیں اور کبھی اسے نمرہ بہت مظلوم نظر آتی رہی، لیکن سب سے خوبصورت تھا ان دو کا ایک دوسرے کی محرومیاں سننے کے لیے پاس موجود ہونا۔

.._____..

ڈنر کے بعد لعلین ایجلینہ اور جمشید کے ساتھ واپس آگئی تھی، ایجل اسے آرام کرنے کا کہے کچھ دیر پہلے ہی روم سے گئی تھی اور لعلین یوں تھی جیسے کوئی طاقت آہستہ آہستہ اسکا گلا دبا رہی ہو، سیلی سے کچھ دیر کال پر بات کیے اس نے سب کی خیریت دریافت کی پھر صارم سے تھوڑی بات کی مگر اسکے باوجود وہ بہت بے قرار تھی، ایسا لگ رہا کوئی طاقت جسم و جان پر عجیب طرح حاوی ہو رہی ہے۔

"ایسا کیوں لگ رہا ہے تم ٹھیک نہیں لئیق، خدا کے بندے فون تو آن کرو.."

وہ شام سے لئیق کا نمبر ٹرائے کر رہی تھی مگر اب تک مسلسل بند تھا، اس وقت بھی اسکے بند نمبر نے لعلین ابراہیم سے سانسیں لینا دوبھر کر رکھا تھا۔

"کیا میں اندر آسکتی ہوں لعلین؟"

دروازے پر ایجلینہ کی دی دستک پر لعلین جو مضطرب و بے چین سی لئیق کا نمبر ملانے میں محو تھی، چہرے پر جبرا مسکراہٹ لائی اور سر ہلایا۔

"...جی آجائیں"

لعلئن کے جواب پر وہ مسکراتی اندر آئی، ایجلینہ کے ہاتھ میں ایک بلیک مخملی جیولری کیس تھا۔

"کیا ہوا پریشان ہو رہی ہو؟ یا لئیق ایزد کو مس کر رہی ہو؟"

اینجل کا نرمی اور شرارت سے پوچھنا لعلین کو بھی پریشانی سے نکالنے کی خفیف سی کوشش تھا۔

"عادت نہیں اسکو خود سے دور دیکھنے کی بس اس لیے، آپ بتاو کیا ہوا؟"

لعلین نے مسکراتے ہوئے وجہ کے ساتھ اینجل کے آنے کا سبب بھی
دریافت کیا جس نے وہ مخملی کیس خوش دلی سے لعلین کی سمت بڑھایا۔
دراصل میرا اور جمشید کا لئیق سے بہت عقیدت کا رشتہ ہے لعلین، ہم"
اپنی اپنی انا میں آکر ایک دوسرے سے محروم تھے۔ وہ آیا اور اس نے سب
بدل دیا۔ جب وہ تمہاری بات کر رہا ہوتا تھا تو اسکی آنکھوں میں ایک اضافی
چمک ابھرتی تھی، اور تبھی میں نے خواہش کی کہ کاش میں لئیق ایزد کی
آنکھوں میں موجود اس چمک کا سبب بنتی اس لڑکی سے مل سکوں۔ یقین
کرو تم بلکل ویسی ہی ہو جیسی میں نے اس باکردار اور اعلی ظرف انسان کے
ساتھ ایک خیالی لڑکی سوچی تھی ..."
یہ سب لعلین کے لیے بہت زیادہ تعظیم پرور تھا، ایجلینہ جمشید کے لہجے میں
کیا نہیں تھا، عقیدت، محبت، نرمی، اپنائیت اور رشک۔
لعلین کو لگا اگر وہ دل سے نہ مسکرائی تو زیادتی ہو گی۔
"یہ آپکی محبت ہے اینجل، اس عزت و تکریم کے لیے آپکا بہت شکریہ ..."

لعلین نے اسکے خلوص کا جواب پوری شدت سے دیا اور تبھی اینجل نے وہ جیولری کیس لعلین کی سمت بڑھایا۔

"مجھے پتا تو نہیں کہ یہ گفٹ مناسب ہے یا نہیں مگر میں نے اور جمشید نے بہت پیار سے تم دو کے لیے لیا۔ اسے نہ تو تھینکیو سمجھا جائے نہ تکلف، اسے صرف ہم دو کا پیار سمجھا جائے۔ امید ہے تمہیں پسند آئے گا.."

وہ اتنے پیار سے اسے گفٹ دے رہی تھی، لعلین کو رد کرنا اسکے خلوص کو ٹھیس دینے سا لگا اور تبھی لعلین نے پوری خوشی سے وہ مخملی کیس تھاما۔ اور جب اوپن کیا تو سچ میں وہ ایک بہترین گفٹ تھا جو اپنی پوری آب و تاب سے جگمگا رہا تھا۔

گولڈ کی چین میں بٹر فلائے شیپ پینڈنٹ اور ویسے ہی ائیر رنگز جبکہ سیم ویسے کف لنکس تھے اور سب میں چھوٹے چھوٹے ڈائمنڈز نسب تھے۔

"..یہ بہت خوبصورت ہے اینجلینہ"

لعلین نے مبہوت ہوئے اس نفیس جیولری پیسیز پر انگلیاں پھیرے کہا جس پر اینجل کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ دوڑی۔

"تم سے کم ہے، مجھے بہت خوشی ہو گی جب تم اور لئیق ہمارے ولیمے پر یہ دونوں گفٹ کیری کرو گے۔ اور ہاں، زندگی میں ایجلینہ خانزادہ بہت سے لوگوں سے ملی ہو گی، لیکن تم اور لئیق وہ واحد ہو جن سے ملنے پر ہمیشہ رشک کروں گی، تمام عمر.."

اینجل کی اتنی محبت پر لعلین نے مسکرا کر اسے دیکھا، واقعی وہ لڑکی قدموں میں بچھنے کی حد تک محبت سے بھری تھی اور لعلین کے لیے یہ لمحہ خوبصورت تھا کہ وہ لئیق کی بدولت کسی کا رشک بن گئی ہے۔

"تھینک یو، ہم دونوں یہ ضرور پہنیں گے۔ آپکی محبت، خلوص اور مہمان نوازی کبھی نہیں بھولے گی.."

وہ بھی لعلین تھی، محبت کا جواب اسے دگنی محبت سے دینا آتا تھا۔

ہم بھولنے دیں گے بھی نہیں، تمہیں اور لئیق کو تنگ کرتے رہیں گے۔"
خیر اب تم ریسٹ کرو۔ بریک فاسٹ پر ملتے ہیں، ہوپ سو تب تک تمہارا
"..ہیرو بھی واپس آجائے۔ ہیو آ گریٹ ٹائم
ایجلینہ اسے کمفرٹ کرتی لعلین کی مسکراہٹ وصولے اسے آرام کا کہے
روم سے چلی گئی جبکہ ایجلینہ کے جانے کے کافی بعد تک لعلین اس لڑکی کی
محبت ہی کھوجتی رہی، اور پھر فون پر آتے ٹیسکٹ نے لعلین کی توجہ گفٹ
سے ہٹائی، فوری وہ ڈریسنگ پر رکھے لعلین نے بیڈ پر رکھا فون اٹھایا۔

کیوں یاد کر رہی ہیں لعلین، بندہ اس وقت آپکا اس درجہ یاد کرنا افورڈ"
"..نہیں کر سکتا۔ سو جائیں پر سکون ہو کر، صبح ملتا ہوں آپ سے
لئیق کے اس ایک پیغام میں دنیا جہاں کی سب راحتوں سے افضل سا سکون
پوشیدہ تھا تبھی تو لعلین کے سنجیدہ ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے۔

"تم ٹھیک ہو؟"

لعلین نے بھی کال کے بجائے اسے ٹیکسٹ ہی کیا، سر اور کمر کے شدید درد میں مبتلا انتظار کرتے ہوئے لئیق ایزد کو ڈھائی گھنٹے ہو چلے تھے اور سب تو اسے الرجی تک سٹارٹ ہو چکی تھی، بازو اور گردن کی جلد سرخ ہو رہی تھی جسکا اس نے کسی کو ابھی تک تو پتا نہیں چلنے دیا۔

وہ لوہے کہ پائپ کے اوپر ہی ٹیک لگائے بیٹھا لعلین کے میسج کو پڑھ کر دل جلا سا مسکرایا۔

"..آپ ٹھیک ہیں تو میں بھی ٹھیک ہوں"

لئیق کے جواب نے لعلین کو پریشانی میں مبتلا کیا، دل جیسے تھم گیا ہو۔

یہ کیسا جواب ہوا؟ مجھے پکچر بھیجو اپنی اگر کال پک کر کے آواز نہیں سنا"
"سکتے

اخیر ظالم تھی وہ، کرب میں جلتے ہوئے اس شخص کو اس تکلیف میں بھی مسکرانے پر اکسانے والی۔

رایان کی نظر گاہے بگاہے لئیق پر جا رہی تھی کیونکہ وہ اسکے لیے فکر مند تھا، آکسیجن کا سٹاک بھی بس ختم ہونے والا تھا۔

"میں نے ماسک پہن رکھا، ایسے میں پکچر کیا کریں گی۔ اور یہاں اندھیرا ہے، فون کی چارجنگ لو ہے سو فلیش بھی آف ہو گی۔ آپ میرے کہے پر یقین نہیں کر سکتیں؟"

لئیق نے جلدی سے ٹائپ کیا مگر لعلین یوں تھی جیسے اس شخص کا بھیجا اک اک لفظ کسی گہری تکلیف میں ڈوبا ہوا ہو۔

"کر سکتی ہوں، وائس نوٹ بھیجو کہ تم ٹھیک ہو۔ تمہاری آواز مجھے سکون دے گی.."

لعلین نے بے تابی سے ٹائپ کیا اور اگلے ہی لمحے وائس نوٹ آ بھی گیا۔

"میں تھوڑا تھک گیا ہوں بس، ڈیوٹی سخت ہے اس بار.."

وہ اسکی آواز کو تین چار بار سننے کے باوجود ویسی ہی بے چین رہی، یہ اسکے لئیق ایزد کی تھکن والی آواز نہیں تھی۔

"لئیق ایز دتم تکلیف میں ہو؟"

آنکھوں میں نمی بھرے لعلین نے فوری میسج ٹائپ کیا جو دوسری جانب پھر سے زندگی سے ہاری مسکراہٹ کا سبب بنا، وہ یہ کیسے بھول گیا تھا کہ وہ لڑکی اسکے ہر رنگ سے واقف ہے، اسکی روح ہے، تو جب جسم دکھتا ہو تو روح کیسے آرام پا سکتی ہے۔

"...جی تھوڑی سی"

جھوٹ اس سے بولا ہی نہ گیا، وہ نمی جو کسی خوف نے لعلین کی آنکھوں میں بھری وہ آنسو بن کر اسکے گالوں پر گزر گئی۔

"..آجاو نہ میرے پاس پھر"

وہ اسکے پیغام میں لعلین کی روتی آنکھوں اور ڈوبتے دل کو پہچان گیا۔

آنکھیں بند کریں اور سو جائیں، ممکن ہے آپکے جاگنے سے پہلے آجاوں۔"

میرا فون بند ہو رہا ہے لعلین۔ پلیز مجھ سے رابطہ نہ ہو سکنے پر پریشان مت ہوییئے گا۔ میں کل آپکے پاس آجاوں گا..."

وہ جو اسکے لیے اخیر پریشان تھی، لئیق کے اس پیغام نے مزید کچھ کہنے اور پوچھنے کا اختیار ہی چھین لیا۔

لعلین نے کال ملائی مگر اسکا نمبر پھر سے سوئچ آف ہو چکا تھا۔

وہیں تکیے سے گال لگا کر لیٹتی وہ بھیگی آنکھوں کو موندے رو دی۔

اسے تکلیف مت دیں پلیز، لئیق ایزد کو میرے پاس سلامت پہنچایئے گا۔"

کیسے آنکھیں بند کر کے سو سکتی ہوں، نہیں۔۔۔۔ تم تکلیف میں ہو تو لعلین

"..کیسے پر سکون رہ سکتی ہے

یہ اس لڑکی کی زندگی کا سب سے مشکل وقت تھا، یہ انتظار تو دنیا کے ہر انتظار سے زیادہ کٹھن، دردناک اور سوہان روح تھا۔

.._____..

رات سے سحر اور سحر سے صبح کے پانچ بج گئے، اسے ساحل خان کا کندھا اور سینہ میسر تھا سو پل پل گزرتے لمحوں نے اسے اس کرب کو سہنے کی ہمت دی۔

یہ چند گھنٹے وہ جس تکلیف میں مبتلا رہی ساحل خان گواہ تھا وہ عام نہیں تھی، پھر نہ جانے یکدم ساحل سے الگ ہوئی، امی کا خیال آتے ہی دل بری طرح پریشان ہوا کیونکہ دیر ہو چکی تھی، اسے خود علم نہ تھا کہ وہ ساحل کے پاس اتنا وقت گزار بیٹھی ہے اور خبر بھی نہ ہوئی۔

ساحل نے اسکے خود سے الگ ہونے کو محسوس کیے آنکھیں کھولیں اور وہ جو اٹھ رہی تھی، کلائی سے پکڑے واپس بٹھایا اور اپنے قریب کرتے اسکی کمر جکڑی، نمرہ نے اپنا چہرہ ساحل کے چہرے سے ٹکرا جانے کے خوف سے زرا فاصلے پر سرکایا۔

"تمہاری تکلیف بانٹنے کے چکر میں ساحل خان اپنے بھی کئی زخم تازے کر بیٹھا ہے۔ تم ٹھیک ہو تو مجھے بھی ٹھیک کر دو.."

ساحل لے شکست خوردہ لہجے اور آواز پر حاوی خمار پر نمرہ نے اسکی آنکھوں کے خاموش تقاضے کو دقت سے سہا، ان کے بیچ سب ہموار ہو چکا تھا، وہ بابا کی موت کے دکھ سے صرف ساحل خان کے سبب قدرے نکل آئی تھی، مگر اس شخص کا جان نکالتا لہجہ کچھ کہنے اور کرنے سب کی ہمت سلب کر چکا تھا۔

"م۔۔میں کیا کروں؟"

ان بہت بولتی آنکھوں کے بے باک جواب کو سن کر بھی نمرہ نے ان سنا کیا۔

"..جو تمہیں کرنا چاہیے"

اسے ساحل کی جنونی کیفیت سے پھر خوف سا آیا۔

ساحل۔۔۔فجر ہو گئی ہے، امی پریشان ہو رہی ہوں گی۔۔۔۔مجھے چھوڑ" آئیں پلیز۔۔بابا کی موت کا انکو پتا چلا تو انکی رہی سہی سانس بھی بند ہو جائے "گی

سرخ متورم آنکھیں جن میں نمی کسی منظر کی طرح ٹھہری تھی، ساحل خان کو درد کی گہرائی میں لے گئیں، وہ جو نمرہ سے کسی عنایت کا طلب گار تھا، دل مسوس کر رہ گیا، اسے ڈانٹ بھی نہ سکا کیونکہ وہ دکھی اور غم زدہ ہونے میں برحق تھی۔

"میں تمہاری امی کی اجازت سے لے کر آیا تھا تمہیں نمرہ، انکو بھی آمنہ نے شیراز آفندی کی موت کا بتادیا ہے اور وہ آمنہ سے پرامسس کر چکی ہیں کہ اس امتحان پر صبر کریں گی اور تمہاری خاطر زندگی کی طرف آنے کی کوشش کریں گی۔ تم بھی صبر رکھو.."

ساحل نے اسکو بٹھاتے ہی ٹیک چھوڑی اور از سر نو بہتے آنسوؤں کو اسکے رخسار سے انگلیوں کی پوروں کے سنگ جذب کیا جواب خود سے شرمندہ تھی کہ کس بے مروتی سے اس نے ساحل کی خواہش کو ان آنسوؤں کی ڈھال میں رد کیا ہے۔

ک۔ کوشش کر رہی ہوں، بابا نے بہت برا کیا ہے لیکن انکی سزا یا پھانسی "
نہ میں دیکھ پاتی نہ امی۔۔۔ شاید اسی میں اللہ کی بہتری تھی۔ وہ چاہتے تھے
ہم بہتر زندگی گزاریں، شاید سب ٹھیک ہیں، کوئی غلط نہیں، میں ہی حساس
ہو کر سوچ رہی ہوں، اچھے مستقبل نے ہمیشہ لوگوں سے خراج مانگا ہے، پر
شفیق رشتے کا یہ روپ بھیانک ہے، نہیں بھول سکتی۔

مگر وہ جاتے جاتے ج۔ جو کر گئے، شاید میری ان سے وقتی ناراضگی اور
نفرت اس عمل سے مٹ گئی۔ کیونکہ اگر آپکو کچھ ہو جاتا تو شاید میں کسی اور
"..کی تکلیف دیکھنے کے لیے باقی ہی نہ رہتی
نمرہ کی رواں آواز میں بھی شکستگی تھی اور ساری رات رونے کے باوجود
اب تک اسکے آنسوؤں میں کمی نہ آسکی، ساحل نے اسکی ٹھوڑی پر ہتھیلی جما
کر اسکا جھکا چہرہ اٹھائے دیکھا۔

وہی تو سمجھا رہا ہوں، یہ اس شخص کی بہتری ہو گئی ہے، تمہاری امی کو"
تمہاری ہمت درکار ہے۔ وہ شخص جیسا بھی تھا، تمہاری امی کے لیے اتنا ہی
عزیز تھا جتنا میں تمہارے لیے۔ سوچا ہتا ہوں تم خود کو مضبوط کرو اور اپنی
امی کی ہمت بن جاو، وہ جب تمہیں خوش دیکھیں گی تو اس دل کے دشوار اور
"..تکلیف دہ عارضے سے لڑ پائیں گی

لہجہ نرم رکھے وہ نمرہ کو بہت جلد سنبھلنے کی ہمت دے چکا تھا اور ساحل خان
کو باپ کی اہمیت کا سب سے بہتر پتا تھا کیونکہ وہ اسکی ماں بھی تھے، اب
جب نمرہ اس سچویشن میں تھی تو ساحل کو اسکے غم کا بہت بہتر اندازہ تھا۔

"..ٹھیک ہے میں امی کی ہمت بنوں گی"

نمرہ کی ہمت اور یوں مان جانے پر ساحل کو دلی اطمینان ملا، کیونکہ وہ ایک
رات میں ہی اس حادثے سے سنبھل گئی۔

گڈ،اب تمہیں بلاوجہ روتے نہ دیکھوں۔۔۔۔جاوہاتھ منہ دھو کر زرا"
تازہ دم ہو آو۔میں تمہیں گھر چھوڑ آتا ہوں۔لیکن ناشتہ تم مجھے بنا کر دو گی
"..اپنے ان ہاتھوں سے وہ بھی جو مجھے کھانا ہوا
دھیمی سی متبسم شرارت خیز خواہش پر وہ روتی روتی ہی مسکرادی،اور فوری
اٹھ کر ساحل کے پہلو سے نکلتی ہاتھ منہ دھونے اسکے کمرے کی سمت
بڑھی۔
ساحل نے بھی اسکے جاتے ہی رنگ ہوتا فون اٹھایا کیونکہ مانی کی کال تھی۔
ابھی وہ وضو کیے کمرے میں آئی تھی اور رات بھر اسے نمرہ کی فکر تھی تبھی
کال کرنے سے خود کو روک نہ سکی۔
ساحل بھائی کیسی ہے وہ؟اتنی صبح کال کی لیکن کیا بتاوں دل کو ڈر ہی لگا ہوا"
"تھا۔آپ نے اسے بتادیا شیراز انکل کی ڈیتھ کا؟
مانی نے جائے نماز پکڑے ہی بیڈ کی پائنتی پر ٹکے سوالات کی بوچھاڑ کی جو
ساحل کو مسکرانے پر مجبور کر گئی۔

میں نے بتادیا تھا رات ہی، لیکن اچھی بات یہ ہے کہ وہ کچھ گھنٹے رو کر "
سنبھل گئی، میں اسے واپس آفندی ولا ڈراپ کرنے جارہا ہوں۔امی کے
" لیے فکر مند ہے، آپ بتائیں ٹھیک ہیں؟
آمنہ کو جیسے اس پر دلی تسلی ملی، شکر کا سانس آیا۔
اللہ کا شکر ہے، جی میں ٹھیک ہوں۔ ممی بابا کے ساتھ ناشتہ کرنے کے بعد "
میں بھی پہنچ جاوں گی۔ تھینکو ساحل بھائی، نمرہ کو اس مشکل وقت
".. سنبھالنے کے لیے، ورنہ مجھ سے تو اسکا رونا مزید نہ دیکھا جاتا
مانی کے مشکور و نرم لہجے میں نمرہ کے لیے امڈتی فکر ساحل کے ہونٹوں پر
دلفریب مسکان بکھیر گئی۔
اب وہ نہیں روئے گی، پرامسس کیا ہے مجھ سے۔آپکا بھی شکریہ آمنہ۔"
آپ بے شک آرام سے آیئے گا میں کچھ دیر وہیں رکوں گا۔ان دونوں ماں
"بیٹی کو مجھے دیکھ کر حوصلہ ملے گا اور اس وقت میری خوشی یہی ہے
ساحل سے اسے ایسے ہی بڑے پن کی امید تھی۔

اب لگے ہیں آپ شیری کے خاص آدمی، چلیں پھر نمرہ کے ساتھ رہیں"
"..جب تک میں آتی۔اللہ حافظ
مسکرا کر مانی نے تاکید کی اور کال بند کیے وہ نماز پڑھنے کے لیے جائے نماز بچھانے لگی۔

وہیں ہاتھ منہ دھوئے زرا بہتر ہو کر نمرہ بھی باہر چلی آئی،اسکی سرخ آنکھیں ہنوز درد میں ڈوبی تھیں مگر ساحل کو دیکھ کر ان آنکھوں میں چمک اتر آئی وہ سب سے حسین تھا۔
آمنہ کی کال آئی تھی، تمہارے لیے فکر مند تھی۔اب تم ٹھیک ہو"
"نمرہ؟
مانی کے ذکر پر نمرہ کے دل میں الگ ہی خوشی جگتی اور پھر ساحل کا صرف حال پوچھنا ہی حال اچھا کر دینے کا سبب تھا۔
"..ہمم۔۔میں نے ہاتھ منہ دھو لیا۔اب مجھے گھر چھوڑ آئیں ساحل"

نمرہ کی بے چینی اور گھبراہٹ پر ساحل خان کے ہونٹوں پر شوخ مسکراہٹ دوڑ گئی حالانکہ کہ نمرہ کو اس پر ایک رات پوری گزار کر اعتبار آجانا چاہیے تھا۔

"وہ تو مجھے بھی نظر آرہا ہے، اور گھر چھوڑنے ہی جارہا ہوں تمہیں لیکن جلدی کس بات کی ہے۔ کیا تم مجھ سے ڈر رہی ہو؟"

ساحل نے اسکے ڈرے ڈرے انداز پر مسکرا کر چوٹ کی جو نمرہ کو اور چھوا موا کر گزری۔

"..نہیں تو"

خود کو اسکے آگے بہادر ہیش کرنے کی بھرپور و پر اعتماد کوشش تب بے جان ہوئی جب ساحل نے ہاتھ بڑھا کر نمرہ کی کمر میں لپیٹے اسے اپنے نزدیک کھینچا، نمرہ کی رواں سانس اور دھڑکن اس جسارت پر تھمی تھی۔

دوسرا ہاتھ میکانکی طور پر جب نمرہ کی گال سے ٹکرایا تو نمرہ کو لگا برق سی جلد کے اندر تک اتری ہے۔

"..تمہیں پتا ہے تم روتی ہوئی بہت خوبصورت لگتی ہو"

ایسی آنوکھی اور بے درد تعریف ساحل خان ہی کر سکتا تھا، گھبراہٹ نے بے بس سی مسکراہٹ کا روپ بدلا تو اسے لگا نمرہ کو اس رشتے کے مزید سکھ سے نوازے، کچھ ایسا کرے جو اسے بھی نمرہ کا عادی بننے میں مدد دے، نمرہ کے لیے بے چین و بے قرار کر دے۔

"دوسرے لوگوں کو لڑکیوں کی مسکراہٹ اچھی لگتی اور ایک آپ ہیں جو میرے رونے پر دل ہار رہے۔ اسکا یہ مطلب نہیں میں آپکو خوبصورت لگنے کے لیے روتی رہوں گی.."

ساری تکان و اداسی جیسے ان دو کے بیچ سے پنکھ لگا کر اڑی، وہ خود بھی مسکراہٹ کو ہونٹوں پر پھیلنے سے روک نہ سکا۔

"جب مجھے تمہارا یہ خوبصورت روپ دیکھنا ہوا میں خود تمہیں رلا لوں گا، تم بے فکر رہو.."

ساحل خان کی پر خمار نگاہوں کا تیز اثر نمرہ کو کپکپانے پر مجبور کر رہا تھا، وہ سب سمجھنے کے باوجود روہانسی ہوئی، ساحل خان کے رلانے والی بات پر۔

"آ۔آپ مجھے رلائیں گے ؟"

نمرہ کی آواز یہ پوچھتے بھری اور وہ جو مستقل اسکے گلابی ہلتے شکوہ کناں ہونٹوں کو محور نگاہ بنائے ہوئے اپنا امتحان لیے جا رہا تھا، سر جھکائے نمرہ کے چہرے کو اوپر اٹھائے اسکی صدمے سے رکتی سانسوں کو پوری جواں مردی سے ان ہیل کیے نمرہ کو واقعی سانس روکنے پر مجبور کر چکا تھا جو خود نہ سمجھ پائی اس اول اول استحقاق کے صدمے کو کیسے رگ جان میں اتارے، اسکی سانسوں کے سنگم کے بیچ اپنی سانس کھینچنا اور دل کی دھڑکنوں کو سنبھالنا ایک ساتھ ناممکن ہوا تو نمرہ نے اسکی شرٹ مٹھیوں میں جکڑے رگوں میں مجمند ہوتے خون کی اس بے خود ہوتے شخص کو مزاحمتی لرزش سے خبر دی مگر اس جانب تو سب بھلا کر اک نئے احساس کی شروعات کی جا چکی تھی۔

نمرہ نے جب تھک کر مزاحمت ترک کی تو وہ خود ہی رحم کھاتا اسکی آنسوؤں سے بھری آنکھوں پر ہونٹوں کی شدت تحریر کیے دور ہٹا تو سرخ چہرے اور خدوخال کی تباہ کن نڈھال حالت نے اسے ہنسنے اور نمرہ کو رونے پر مجبور کیا۔

"..یو ہینڈل می سو بریلولی دس ٹائم۔۔۔۔آئی لائک اٹ"

اسکی گال کی نرماہٹ ہونٹوں سے بے بسکی کے سنگ محسوس کیے وہ نمرہ کو سنبھلنے کا موقع دیے بنا اسکا ہاتھ جکڑے گھر سے باہر نکل گیا جو سارا راستہ اپنے چہرے کے رنگ، سانسوں کی خوشبو، دل کی دھڑکن کا شور ہی چھپاتی رہ گئی۔

گھر پہنچی تو نرس نے شازیہ صاحبہ کے ٹھیک ہونے کا بتا کر نمرہ کو تسلی دی، جبکہ وہ ساحل خان کا سامنا کرنے سے گھبراتی پائی گئی، ساحل نے شازیہ صاحبہ کے اٹھنے کا انتظار کیا تاکہ ان سے مل کر جائے اور پھر نمرہ نے اسکے

لیے ناشتہ بھی خود ہی بنایا مگر خود آنے کے بجائے اس نے ملازم کے ہاتھ بھجوایا جو ساحل خان کو کچھ خاص پسند نہ آیا۔

خیر صرف جوس کا گلاس پیے ہی ساحل واپسی کے لیے نکل گیا اور نمرہ جب تک باہر آئی وہ اسکے نام اسکے نمبر پر میسج چھوڑ کر جا چکا تھا۔

"اب تم نے ساحل خان کو غیر اہم ثابت کیا ہے نمرہ، اسکی سزا تمہیں ملے گی۔ جب تک مجھے میرے ناراض کرنے کے طریقے سے نہیں مناو گی، میں تم سے ہر گز بات نہیں کروں گا۔ بائے.."

ساحل کا خفگی، ناراضگی اور من مانی سے بھرا یہ پیغام نمرہ کی دنیا دہلانے کو کافی تھا، جس طریقے کی اس ظالم کے ماننے کی شرط رکھی تھی وہ نمرہ کی جان بھی لے سکتا تھا۔

اسے لگا پورا جسم اس تقاضے پر لرز اٹھا ہو اور نادیدہ سی حدت سی اپنے آپ سے محسوس ہونے لگی، گہرے گہرے سانس بھر کر خود کو تقویت دیتی وہ تیزی سے گھر کے اندر چلی گئی۔

.._____..

"سر کیا بنا اینٹی ٹوڈ؟"

کیمروں کی ریکارڈنگ کی جانچ پر اپنے لوگ لگائے سحر سیدھی لیب میں داخل ہوئی کیونکہ تین گھنٹے بجنے میں صرف دس منٹ باقی تھے، اپنے کیمکلز اینالائسیز سے نظر لمحہ بھر ہٹائے سونم صاحب نے نظر اٹھائے سحر کو دیکھا اور پھر دوسری اضطرابی نگاہ گھڑی کے ہندسوں پر۔

"سحر، لئیق نے مجھے بہت بڑی آزمائش میں ڈال دیا ہے۔ ابھی تک اسکے مالیکیولز ایکٹیو نہیں ہوئے، مجھے سمجھ نہیں آرہی کیا ہوگا؟"

وہ بیکر میں پڑے کسی جامنی رنگت محلول کے رنگ بدلنے کے منتظر تھے جبکہ سحر بھی ماسک چہرے پر چڑھاتی انکے پاس آکر رکی۔

سر، جو کرنا ہے پلیز جلدی کریں۔ رایان کا میسج آیا کہ لئیق سر کی طبعیت "
کچھ اچھی نہیں۔ اس نے انکے ہاتھ پر سویکنگ ہوتے دیکھی ہے، مے بھی
"..اس فنگر پرنٹ ماسک میں کوئی ایسا کیمیکل ہے جو انکو الرجی کر رہا ہو
سحر نے لئیق کی حالت کا بتا کر سونم صاحب کو مزید پریشان کیا۔
اومائی گارڈ، اسے تو سکن الرجی بھی تھی۔ یا میرے خدا یہ میں نے کیا کر "
دیا۔ ذہن سے ہی نکل گیا کہ اسکا ایسا سائیڈ ایفیکٹ بھی ہو سکتا ہے۔ دراصل
اس فنگر پرنٹ کو وزیبل کرنے کے لیے جو کیمکل یوز ہوا اس میں اینیمل
آئل شامل ہوا تھا، آئی تھنک وہی اسے الرجی کر رہا ہو گا۔ رایان کو کہو اسے
"..ماسک اتارنے کا کہہ دے
سونم سر نے وہ آختتامی مراحل کو پہنچا اینٹی ٹوڈ اپنی ٹیم کے سپرد کیا اور خود
سحر کے ساتھ مین آفس آئے جہاں کیمرے میں اب تک میکال سریز کو
ایک پر سکون انداز میں شراب پیتے ہوئے ٹی فی دیکھتے دیکھا جا سکتا تھا، جیسے
وہ خبیث وہاں شان سے بیٹھا اپنی موت کا منتظر ہو۔

سحر نے فوری رایان کو واپس کال کی، لئیق اس ٹنل ہول کے نیچے آکر کھڑا ٹنل کھولنے والے لوگوں سے محو گفتگو تھا کیونکہ دس منٹ بعد وہ لوگ اس ہول کو کھول کر حملہ کرنے والے تھے، لئیق کو اپنے ہاتھوں اور بازووں میں سخت جلن محسوس ہو رہی تھی مگر اس نے مشن کے بیچ اپنے کسی درد کو اہمیت نہ دی، میکال سریز کو دردناک موت دینے کا جنون اس پر اس قدر سوار تھا کہ اپنی حالت کی رتی برابر پرواہ نہ رہی۔

لیکن وہ یہ ماسک کیسے اتار سکتے ہیں سحر، اسے میرے ہاتھ پر ایڈجسٹ"

"..ہونے میں مزید ایک گھنٹہ لگ جائے گا

رایان کی جھنجھلائی آواز پر لئیق نے اچنبھے کے سنگ اسکی طرف دیکھا جیسے اسے رایان کی دماغی حالت پر شبہ گزرا ہو جبکہ آفس میں سونم اور سحر ایک جیسے بے بس تھے کیونکہ انھیں لئیق کے ہوتے نقصان کی خبر ہو چکی تھی، اور انکی ان تھک کوشش بھی ابھی تک کسی کو موت کے منہ سے باہر نکالنے کی اہل نہ ہو پائی تھی۔

انھیں کہو مرنے نہیں والا پینک نہ ہوں، کیا آخری وقت آپ سب سنسی"
".. پھیلا رہے ہیں حد ہے
لئیق کی سرد و برہم آواز پر رایان نے اسکی طرف افسردہ وشاکی نگاہوں سے دیکھا۔

".. سر، اس فنگر پرنٹ ماسک میں ٹاکسک اینمیل آئل موجود ہے"
رایان کی اطلاع پر لئیق نے اپنی جیکٹ کی آستین کھینچ کر اوپر کی تو بازو پر سرخ ریشیز واضح تھے، دل تو اسکا سونم تبریز کی گردن دبوچنے کا کر رہا تھا مگر وہ خفیف سا بس تلملا ہی سکا، عین وقت پر یہ سب اسے نڈھال کرنے کا سبب بن رہا تھا جو بلیک ڈائمنڈ کے لیے موت سے برتر تھا۔
انہوں نے جو بلنڈر کرنا تھا کر لیا اب بیٹھ کر پچھتانے کا وقت نہیں، عقل"
"مند ڈاکٹر سے پوچھو اینٹی ٹوڈ بنایا نہیں؟

لئیق کی ہارش و غیض سے اٹے حکم پر رایان کی آنکھوں میں خوف اترا کیونکہ وہ رایان سے بات کے بیچ ہی اپنی ٹیم کو ٹنل کھولنے کا دوبارہ حکم دے چکا تھا۔

"!مگر سر۔۔"

رایان نے کچھ کہنے کی جسارت کی مگر لئیق ایزد کی سرد نگاہ نے اسے خاموش کیا۔

"ہمارے پاس مگر تک کی گنجائش نہیں رایان، جو پوچھا ہے وہ پتا کرو"

تنبیہی ٹھنڈا ٹھار لہجہ جس پر رایان کو چار و ناچار ائیر فون کی جانب متوجہ ہونا پڑا۔

"وہ نہیں مان رہے، اینٹی ٹوڈ بنایا نہیں؟"

رایان کی انکے آفس میں ابھرتی ناامید آواز سحر اور سونم دونوں کے چہروں پر سفیدی لائی۔

اس سے پہلے سونم صاحب ناامیدی بھرا جواب دیتے، آفس میں اینٹر ہوتے انکے جونئیر نے آکر اس بھیانک سچویشن کو کچھ بہتر کیا۔

"سر، اینٹی ٹوڈ بن گیا۔ مالکولیز نے آپشی ری ایکشن کر لیا۔۔۔۔"

یہ خبر سونم، سحر اور اس جانب تاریک گھڑے میں زندگی سے دور آئی بلیک ڈائمنڈ ٹیم کے لیے بھی کسی امید کی کرن جیسا تھا۔

یااللہ تیرا شکر ہے، اسے کہو اینٹی ٹوڈ بن گیا۔ میں اپنے لوگوں کے ہاتھ "بھیج رہا ہوں

سونم تیریز فوری آفس سے اپنے سٹاف ممبر کے ہمراہ نکلے، اس اینٹی ٹوڈ کے چھ انجکشن لیے اس آدمی کو میکال سیریز کے فارم ہاوس کی جانب روانہ کیا تاکہ ضرورت کے تحت وہ انجکشن زخمی تک بروقت پہنچائے جا سکیں۔

وہیں ٹنل کو پاور مشین گن سے بہت خاموشی کے سنگ ٹنل ہول کو کاٹنے کا کام بلیک ڈائمنڈ کے آرڈر پر شروع ہو چکا تھا اور ساتھ ساتھ لئیق ایزد کی حالت لمحہ بہ لمحہ خراب ہوتی معلوم ہو رہی تھی، پورے جسم میں درد کے

ساتھ آنکھوں کے آگے آتی دھندلاہٹ جان لیوا تھی لیکن پھر بھی وہ خود کو ہر ممکنہ بہتر دیکھانے میں لگا تھا۔

میکال سریز خود کو اس چار دیواری میں بہت محفوظ جان رہا تھا، سیمن سے اسکا مسلسل وڈیو کال پر رابطہ تھا جو اسے فارم ہاوس اور اسکے باہر کی صورت حال پل پل بتا رہا تھا۔

صاحب عالم! تمام راستے بند کر دیے گئے ہیں، یہاں تک کہ زمینی پانی" گیس کی پائپ لائن کا ٹنل تک ہم نے مکمل سیل کر دیا۔ چھوٹی سے چھوٹی چیز آبزرو کی جا رہی ہے، بلیک ڈائمنڈ تو کیا، موت بھی آپکا بال بیکا نہیں کر سکتی"

میکال سریز کے بالکل سامنے کلاس میز پر رکھے لیپ ٹاپ پر چلتی وڈیو کال میں دیکھائی دیتے سیمن نے متکبر ہوئے یہ خبر دے کر میکال کو مزید پر سکون کیا، خباثت بھرا قہقہہ میکال نے اس بند کمرے میں چھوڑا۔

سگار سے اٹھتے دھوئیں کے مرغولے اسے لطف دے رہے تھے۔

"بہت خوب! بلیک ڈائمنڈ کو ختم کرنے کا سہرا میرے ہی سر جائے گا۔اول تو وہ یہاں آنے کی جرت نہیں کرے گا، آگیا تو جا نہیں سکے گا بلکہ اسکے جسم کے کئی ٹکڑے کروں گا اور نیلامی رکھوں گا اسکی۔۔۔ہاہا۔صاحب عالم کو پکڑنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے اور وہ ابھی بچہ ہے"

میکال سیریز کا مغرور لہجہ، تتثاتی آواز، اور جیت کا خمار اسکے انگ انگ کو سرور دے رہا تھا، لیکن اس شخص کی دنیا تو تب اندھیر ہوئی جب دھماکے کی صورت دیکھتے ہی دیکھتے ایرانی قالین کے اندر سے آگ سے بھرا زوردار دھماکہ ہوا اور لکڑی کی میز لاتعداد ٹکڑوں میں دیکھتے ہی دیکھتے چیٹھروں میں بٹی، پوری لائبریری میں دفتا دھواں پھیلا اور لکڑی کی اشیاء، الماریوں نے آگ پکڑی، سیمن اس اندر کا حال دیکھتے ابتدائی فارم ہاوس کی طرف سے اپنے لوگوں کے ہمراہ اندر کو بھاگا وہیں میکال سریز کو بنا گن اٹھانے کی مہلت دیے اسی کھڑے سے سیاہ لباس میں لپٹی ہیبت ناک فوج اندر لائی

اور دیکھتے ہی دیکھتے میکال سریز کے ارد گرد گول دائرہ بنا مگر اس بیچ وہ اپنی گن میز سے اٹھا پانے میں کامیاب تھا مگر دھواں زرا چھٹا تو اپنے سامنے ڈائمنڈ ماسک میں لپٹے اس سیاہ ہیولے کو دیکھ کر میکال سریز کی ہاتھ کی میں لرزش آئی، بلیک ڈائمنڈ کی نفرت و حقارت سے لال ہوتی مضبوط پکڑ آنکھوں سے ملی ان آنکھوں میں نفرت و خوف کا ابال سا اٹھا۔

دھواں اور آگ اپنی شدت میں بتدریج اضافہ کر رہا تھا، لائبریری میں موجود اگزاسٹ ونڈوز کے سبب دھوئیں سے دم گھٹنے کا خطرہ قدرے ٹل رہا تھا۔

"ت۔۔ تم کون ہو؟ زمین سے کیسے نکلے؟"

سب پر باری باری نظر گاڑے وہ غرایا، خوف میں بدستور مبتلا تھا۔

دو لوگ لئیق کے اشارے پر لائبریری کے انٹرنس کی طرف بڑھے، لئیق نے آگے بڑھ کر اپنا انگوٹھا اس فنگر لاک پر رکھا تو دروازہ کھلا جبکہ ڈیٹیکٹ کیا ہائی وولٹیج رایان نے اسی پاور کی کرنٹ ویوو سے بریک کیا یوں پانچ لوگ

اپنی گنز لیے گیڈ سے باہر نکل گئے اور دوسری سمت سے آتے سیمن کے لوگوں نے بھی جوابی فائرنگ شروع کی۔

لئیق کے اس قدر آرام سے لاک کھول لینے پر میکال کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑا، لئیق نے اپنے ہاتھ سے انگوٹھے سے وہ ماسک اتار کر زمین پر پھینکا۔

"بلیک ڈائمنڈ تجھ جیسے کے لیے زمینی و آسمانی قہر ہے، کیسی لگی تجھے میری دل دہلاتی انٹری"

نہایت سکون کے سنگ لئیق نے قدم میکال کی سمت بڑھائے جو اپنی گن لئیق پر اب بھی تانے ہوئے کھڑا تھا جبکہ رایان سمیت تین بلیک ڈائمنڈ آرمی کے لوگ بھی اپنی گنز میکال پر یوں تانے ہوئے تھے کہ وہ کوئی حرکت بھی کرتا تو بھون دیا جاتا۔

"یہ لاک کیسے کھولا تو نے خبیث؟ یہ تو صرف میرے یا شان کے فنگر پرنٹ سے ممکن تھا۔۔۔ کہاں ہے وہ، کیا کیا ہے تم لوگوں نے میرے بیٹے کے ساتھ"

لئیق کو تکتا وہ اسی حقارت سے تنتنایا، چہرے کی رنگت اس درجہ وحشیانہ چیخنے سے سرخ ہوئی۔

"وہی جسکے وہ لائق تھا، اب تمہاری باری ہے۔ ویسے خود کو اس ٹیکنالوجی کی آڑ میں چھپا کر تم نے ہماری مزید اچھی ٹریننگ کروادی۔ اسکے لیے تمہارا شکریہ تو بنتا ہے"

لئیق کو اسکی بے بسی پر جی بھر کر راحت ملی اور میکال سریز الٹا بے ڈھنگا ہنسا جس پر رایان کو ضرور ڈر سا لگا کیونکہ اسکی گن ٹھیک لئیق پر تنی تھی۔

"شان کے ساتھ تم سب نے جو کیا اسکا حساب لیے بنا موت بھی مجھے نہیں آئے گی، تو مجھے چھو بھی نہیں سکتا بلیک ڈائمنڈ، فضول کے بھاشن مت سنا۔ چل منہ دیکھائی کر، دیکھوں تو وہ سورما دیکھائی کیسا دیتا ہے جس نے کئی ملکوں کی نیندیں اڑائی ہیں، تو واقعی کوئی انسان ہے اسکا یقین کرنے کی بہت خواہش ہے"

میکال سریز کی گن خود پر جمی ہونے کے باوجود لئیق مسلسل اسکی طرف بے خوفی سے بڑھا جیسے بہت لطف لے رہا ہو، اور میکال یوں تھا جیسے موت کو پل پل قریب دیکھتے شخص کی حسین اور اعصاب جواب دے جاتے ہیں، اب وہ اتنے شوقین مزاج کے سنگ منہ دیکھائی کی خواہش کر رہا تو بھلا بلیک ڈائمنڈ کیسے نہ اسکی آخری خواہش پوری کرتا۔

گن کی نلی لئیق کے سینے سے جڑی تو اپنے قریب آتے بلیک ڈائمنڈ کے خوف سے میکال کا پورا جسم ہولے ہولے لرزا۔

"مجھے دیکھنے کی بڑی آرزو ہے نہ تجھے، لے دیکھ"

ایک ہاتھ سے اسکی گن پکڑی کلائی مڑورتے ہی لئیق نے اسے بالوں سے پکڑے پوری بے رحمی سے اسی شیشے کی میز کے اندر پٹخا، اک لمحہ ماحول پر سنسنی و سکوت چھایا، شیشے کے کئی ٹکڑے میکال سریز کی آنکھوں، گال، گردن میں دھنسے جسکے سبب دلخراش چینخیں اس کے حلق سے اتریں، بلیک ڈائمنڈ نے اسے اسکے مہنگے سوٹ کے گریبان سے پکڑے

گھسیٹ کر جب اٹھایا تو اسکی دونوں آنکھوں سے خون نکل رہا تھا اور درد سے میکال بلبلا رہا تھا، گن اسکی اسکے ہاتھ سے چھوٹ کر کاونچ کی ٹانگ کے پاس جا گری تھی۔

"دیکھ نہ، مجھے دیکھ کیونکہ موت ہوں تیری۔ تجھ جیسوں کے لیے میرا غائبانہ تعارف بھی بہت ہے۔ کیا سمجھا تھا تجھ تک پہنچ نہیں سکتا۔ تیری زمین کے اندر سے نکلا ہوں، تیرے رکھوالے تیری ٹکنالوجی مر گئی دیکھ اپنی ان آنکھوں سے۔ تجھے علم ہی نہیں کہ بلیک ڈائمنڈ کو دیکھنا کتنا بھیانک ہے.."

سب ٹیم میمبرز کے جسم اس درجہ بھیانک بلیک ڈائمنڈ کے قہر سے لرزتے دیکھائی دیے جبکہ میکال سریز کی لہولہان شکل پر بھی لئیق کو رتی برابر رحم نہ آیا تبھی اسکی گردن اپنے مضبوط ہاتھ میں دبائے لئیق نے اسے واپس زمین پر پٹخا مگر میکال سیریز جہاں گرا اسکے ہاتھ میں اسکی گن آگئی سو مرتی مرتی زندگی نے ایک آخری انگڑائی لی، گن پکڑ میں آتے ہی میکال سریز

نے بنا دیکھے اندازے کے مطابق سیدھی گولی لئیق ایزد پر چلائی مگر رایان نے بروقت بیچ میں آتے لئیق کو پرے دھکیلا اور خود بھی اسی وقت پر گولی چلائی، میکال سریز کے ماتھے پر بنتا گولی کا سوراخ اور وہیں اسکی گن سے نکلتی گولی کا رایان کی بازو کو چھو جانا، ہر کسی کو لمحہ بھر ساکن کر گیا، گہرا سناٹا گویا پھٹ کر پھیلا۔

لئیق جسکی آنکھوں کے سامنے تکلیف نے دھندلاہٹ لائی، رایان کو لگتی گولی پر وہ اسکی طرف لپکنا چاہتا تھا مگر کامیابی سے اس تک نہ پہنچ سکا کیونکہ اس کیمکل الرجی کی وجہ سے لئیق وہیں سانس یکدم رک جانے کی وجہ سے زمین پر گر پڑا، رایان کو اپنی تکلیف بھول گئی وہ دوڑا لئیق کی طرف اور وہیں باہر بھی سیمن اور اسکے لوگ بلیک ڈائمنڈ کی ٹیم کی حراست میں آ گئے، رایان نے فوری لئیق کو ہوسپٹل پہنچانے کے لیے کال کی جبکہ بروقت سونم صاحب کے بھیجے انجکشن کے لگ جانے کے سبب رایان کی جان تو بچا

لی گئی مگر مشن کامیابی سے پورا ہونے کے باوجود لئیق ایزد آئی سی یو پہنچ گیا تھا۔

ڈاکٹرز کے بقول اسکی جان خطرے میں تھی، رایان خود مرتے مرتے بچا تھا مگر اس وقت اسکی جان لئیق ایزد میں اٹکی ہوئی تھی۔

مشن کی تمام ذمہ داری مکمل ہوئی تو سونم اور سحر بھی فوری ہوسپٹل پہنچے، رایان کی حالت اسکے پیلے پڑتے چہرے سے واضح تھی، وہ اب بھی مکمل ٹھیک نہیں تھا، اس گولی پے لگے کیمکل نے زیادہ نہیں مگر رایان کے ناک اور کان سے خون جاری کر دیا تھا، اگر بروقت اسے وہ انجکشن نہ لگتا تو رایان کی موت بہت آسانی سے ہو سکتی تھی، سحر جب ہوسپٹل پہنچی تو رایان کو زندہ دیکھ کر اپنی آنکھوں کو بھیگنے سے روک نہ سکی، خود سونم تبریز کی جان پریشانی اور احساس جرم سے سینے میں اٹکی معلوم ہو رہی تھی، وہ لئیق کی اس حالت کا ذمہ دار خود کو سمجھ رہے تھے۔

"رایان، ت۔۔ تم ٹھیک ہو؟"

سحر کے آکر گلے لگنے پر رایان نے پھیکی سی مسکراہٹ دی جبکہ نظر متفکر سے سونم صاحب سے ملی۔

"میں ٹھیک ہوں میری جان، دعا کرو لئیق سر کی زندگی بچ جائے۔ وہ اس وقت زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہے.."

رایان کی پریشانی اسکے دلاسے میں بھی چھلکی جبکہ سحر نے نم آنکھوں سے اسے تکتے الگ ہوتے ہی آئی سی یو روم کی طرف دیکھا۔

زندگی تو ان سبکی اب بھی تھمی ہوئی تھی۔

وہیں بہت مختصر جبرا آنکھ لگ جاتی نیند سے لعلین یکدم ڈر کر اٹھ بیٹھی، پورا جسم پسینے میں شرابور تھا۔

اس نے بے اختیار اپنے شدت سے دھڑکتے دل پر ہاتھ رکھا مگر اسے یوں لگا جیسے اس دنیا میں اسکے لیے سانس لینے کو کچھ بھی باقی نہ رہا ہو۔

.._____..

مانی نے ناشتہ ممی بابا کے ساتھ کیااور پھر افراہیم اسے آفندی ولا ڈراپ کر گئے اور مانی جو ساحل اور نمرہ کی رات کے لیے بہت ایکسائٹڈ تھی، پہلے ہی نمرہ کو پہنچا دیکھ کر اور موصوفہ کے صبح سویرے واپس آنے پر تھوڑی برہم تھی، اپنے شوہر کے ایصال ثواب کے لیے شازیہ نے قرآن خوانی رکھوائی تھی تبھی باقی ملازمین اسی کی تیاری کروا رہے تھے۔

اور مانی نے اپنی خفگی بس یہ سوچ کر کم کی کہ نمرہ کو اسکے بابا کی موت کا معلوم ہو چکا تھا اور ایسے میں آمنہ کا اسے ڈانٹنا مناسب نہ تھا۔

"اللہ تمہیں صبر دے نمرہ، بہت بڑا نقصان ہے مگر اللہ پاک کے فیصلوں کو ہر صورت ماننا پڑتا ہے۔ تم خود کو کبھی تنہا مت سمجھنا، ہم سب اس مشکل وقت میں تمہارے ساتھ ہیں.."

وہ اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے بیٹھی تھی اور نمرہ کی پھر سے آنکھوں میں نمی اتری۔

ہمم، صبر آتے آتے ہی آئے گا مانی۔ بابا نے میری ہر خواہش پوری کی۔"
ایسے پیارے بابا کا اچانک مجرم ثابت ہونا اور پ۔۔ پھر اس دنیا سے چلے
جانا بہت بڑا خسارہ ہے۔ لیکن میں خوش بھی ہوں کہ امی کو انکی سزا نہیں
دیکھنی پڑے گی۔ شاید یہ موت کبھی کبھی ہم انسانوں کا صبر بھی بن جاتی
ہے"
غم سے دوچار لہجہ اور کھاری آواز میں وہ اپنی تکلیف مانی سے بانٹ رہی تھی
جو اسے ساتھ لگائے بھرپور تسلی پہنچانے میں لگی تھی۔
ایسا ہی ہے نمرہ، خود کو سنبھالو اور امی کی ہمت بنو۔ کسی کے دنیا سے چلے"
جانے سے بظاہر کچھ نہیں رکتا دل کے سوا مگر پھر بھی اللہ اپنے بندوں کو
سروائو کرنے کی ہمت دیتا ہے۔ تمہارے بابا کی جگہ کوئی نہیں لے سکتا
جانتی ہوں مگر میرے بھیو اور لالہ بھی تمہارے بھائی ہیں، دادو بھی تو ہیں۔
اللہ نے چاہا تو شاز و آنٹی بھی خود کو سنبھالنے میں کامیاب ہوں گی۔ اور

تمہارے لیے یہ دوست بھی تو ہے، سب سے بڑھ کر تنہائی اور دکھ سکھ کا
"ساتھی ساحل خان۔۔

مانی نے اسے اتنے سہارے گنوا دیے کہ وہ خود بخود نمرہ کی ڈھارس بنے،
جبکہ آخری ذکر پر نمرہ کے چہرے پر ہزاروں رنگ آکر جو گزرے وہ مانی کی
محسوس کرنے میں ماہر آنکھوں سے مخفی نہ رہ سکا۔

"..انکان۔نام مت لو مانی"

ڈبڈبائی آنکھوں سے مانی کو دیکھتی وہ اسکے کندھے سے جا لگی تبھی تو مانی کو
بے چینی نے گھیرا۔

"کیا مطلب۔۔کیوں نہ لوں۔۔۔کیا کچھ ہوا ہے نمرہ؟"

مانی نے نرمی سے اسکی بازو سہلاتے پوچھا۔

"مس کر رہی ہوں"

نہایت بے بسی سے نمرہ نے آنسو بمشکل روکتے سر گوشی کی جو مانی کے
سنجیدہ ہونٹوں کو مسکراہٹ میں ڈھال گئے۔

اہمم اہمم۔۔رات انکے پاس ہی تو تھی۔اگر یونہی مس کرنا تھا تو اتنی"
جلدی کیا پڑی تھی گھر آنے کی۔بلکہ آج کا پورا دن تمہیں ساحل بھائی کے
ساتھ گزارنا چاہیے تھا۔تمہارے خود کو سنبھال لینے سے مجھے اندازہ تو ہو رہا
"ہے کہ جناب نے توجہ کے ہاتھوں سے سمیٹا ہے اپنی حسینہ کو
مانی کے چھیڑنے پر نمرہ خود کو ساحل خان کو خفا کر بیٹھنے پر ملامت کر رہی
تھی۔

اگر میں مزید انکے پاس رہتی تو چاہ کر بھی واپس نہ آسکتی مانی،انہوں نے"
رلایا مجھے، تم نے ٹھیک کہا تھا جن آگیا انکے اندر تو مزید جھٹکے بھی لگ سکتے
ہیں،انہوں نے میرے ہاتھ کا ناشتہ کرنا تھا لیکن جو ہمارے بیچ ہوا اسکے
سبب میں انکے سامنے جانے سے ڈر رہی تھی،اور وہ اس لیے الٹا مجھ سے
ناراض ہو گئے۔اب شرط یہی ہے کہ میں ویسے ہی مناوں جیسے انہوں نے

مجھے ناراض کیا۔پتا نہیں انکے پاس کونسی طاقت تھی کہ تکلیف میں بھی سکون مل رہا تھا.."

نمرہ کے روتو جواب کا مفہوم مانی سمجھ بھی رہی تھی اور ساحل خان کے رنگ میں کچھ حد تک رنگ چکی نمرہ کی حالت بھی بخوبی سمجھ رہی تھی۔

"مطلب تمہاری پراپر رخصتی کا پلین کرنا ہی پڑے گا، کیونکہ انکی بے باک گستاخیوں کا جواب تم رخصت ہو کر ہی دو تبھی مناسب ہے، تاکہ ان پر تمہارا پورا حق ہو۔

آج قرآن خوانی کے بعد میں شازو آنٹی سے اس متعلق بات کرتی ہوں۔وہ خود چاہتی ہیں تم ساحل خان کے ساتھ رخصت ہو جاو.."

مانی نے فوری نمرہ کے دل کی بات جان لی پر اس پر بھی نمرہ کے چہرے کے رنگ اڑے ہی معلوم ہوئے۔

"لیکن امی اکیلی ہو جائیں گی نہ مانی، میں انکو نرس کے رحم کو کرم پر نہیں چھوڑ سکتی.."

امی کے لیے وہ حد درجہ حساس تھی۔

شازو آنٹی نے بتایا کہ وہ اس گھر کو تمہیں اور ساحل کو شادی کا تحفہ دینا"
چاہتی ہیں۔ تم ساحل بھائی سے اس متعلق پوچھنا پھر ہم جو مناسب ہوا وہی
"ڈیسائڈ کر لیں گے

مانی کی تجویز تو بہترین تھی مگر وہ ساحل کے حوالے سے پر یقین نہ تھی کہ وہ
یہاں رہنے پر آمادہ ہو گا یا نہیں۔

یہ ہو گیا تو بہترین ہو گا لیکن ساحل جیسا چاہیں گے وہی کروں گی تاکہ انکو"
بے سکونی یا بے چینی محسوس نہ ہو۔ چلو پھر ہم اندر چل کر انتظام دیکھ لیتے
"..ہیں۔ مہمان بھی آتے ہوں گے

مانی اسکی ساحل کو لے کر فکر پر مسکراتی اسکے ساتھ کی اٹھ کر اندر بڑھ گئی،
کیونکہ قرآن خوانی میں آفریدی حویلی کے علاوہ گل اور افراہیم صاحب بھی
انوائٹڈ تھے۔

..._____..

"پلیز کچھ تو بتاو منصور، وہ کیسا ہے؟"

لئیق کو ٹریٹ کرنے والا لے ڈاکٹر سونم تبریز کے بہت اچھا دوست تھے، دو گھنٹے بعد آئی سی یو روم سے وہ دو نرسوں اور جونئیر ڈاکٹرز کے ہمراہ خاصے پریشان و سپاٹ چہرے کے سنگ باہر نکلے تو سونم بے قراری سے انکی طرف لپکے، رایان کو بھی دوبارہ انجکشن لگ چکے تھے اور طبعیت آہستہ آہستہ سٹیبل ہو رہی تھی، سحر اور وہ بھی انکی طرف لپکے۔

سٹل ان ڈینجر، اس کیمکل الرجی نے اسکے لنگس میں انفیکشن کر دیا ہے،"

دھڑکن اس قدر آہستہ ہے کہ سمجھ نہیں آ رہی چل بھی رہی ہے یا نہیں، صرف اسے ڈیٹکٹ کیا جا رہا ہے۔ بظاہر ہوتی سکن الرجی تو انجکشن سے بہتر

ہو گئی ہے لیکن وہ ہوش میں نہیں آپا رہا۔ جب تک لنگس انفکیشن بہتر نہیں ہوتا اسکو منصوعی سانس پر رکھنا ہو گا۔ میں تم سب کو جھوٹی امید نہیں دلانا چاہتا مگر اسکے بچنے کے چانسیز بہت کم ہیں میرے دوست"

منصور کے اس دل دہلاتے جواب پر سونم تبریز کی آنکھیں آبدیدہ ہوئیں اور وہی حالت رایان اور سحر کی تھی، یوں لگ رہا تھا سب ختم ہو گیا ہے اور ان بگھڑتے حالات کو سدھارنے کی کوئی صورت نہیں بچی، ایک طرف اندھا کنواں اور دوسری طرف تاریک کھائی، ان کے دل کو جیسے یہ سن کر دھکا لگا، آنکھوں میں دنیا جہاں کی ویرانی سمت آئی۔

"پلیز ایسا مت کہو منصور، اسے کچھ ہوا تو میں ساری زندگی اسکی موت کا خود کو سبب مانوں گا۔ میری ایک غلطی کی وجہ سے وہ پہاڑ جیسا شخص موت کے منہ میں آ گیا۔ پلیز کچھ بھی کرو، لیکن اسے بچا لو منصور.."

سونم تبریز کی آواز تکلیف اور سسک اٹھنے سے کانپی جبکہ خود سونم صاحب کا تڑپنا منصور صاحب کو بھی آزردہ کر گیا، سحر تو بمشکل اپنے آنسو روکے ہوئے تھی۔

"ہم نے اپنے ہائلی ٹرینڈ طبعی سٹاف کو اس کیس کے لیے سپیشل سڈنی سے بلایا ہے، تم فکر مت کرو۔ ہم اسکو زندگی کی طرف لانے کے لیے ہر کوشش کریں گے۔ اگر یہاں اسکا قریبی کوئی فیملی ممبر ہے تو میری رائے ہے انکو بلوالو۔ اور اس وقت اسے تم سبکی دعا چاہیے"

منصور صاحب نے سونم کا کندھا تھپکاتے بھونڈی سی تسلی دی اور وہاں سے چلے گئے جبکہ رایان نے بمشکل لڑکھڑاجاتے سونم صاحب کو آگے بڑھ کر تھام لیتے سنبھالا جو اس صدمے سے گرنے والے تھے، خود سحر کی آنکھوں میں یہ اذیت ناک منظر دیکھ کر آنسو آگئے۔

میں نے یہ کیا کر دیا رایان، اسے کچھ ہوا تو میں یہ کیسے برداشت کروں گا۔"
جسے کوئی دشمن آنچ بھی نہ دے سکا، وہ اپنے ہی بھروسے مند ساتھی کی
غلطی سے موت کے منہ میں آگیا.."

سونم تبریز کی حالت ان دو کو بھی تڑپا رہی تھی، آئی بی برانچ والے مشن کی کامیابی پر لئیق سے وڈیو چیٹ کرنے کے خواہش مند تھے مگر لئیق کی حالت کا سن کر وہاں بھی پریشانی کی فضا استوار ہو چکی تھی۔

"ایسا مت سوچیں آپ، ہونی کو کوئی نہیں ٹال سکتا۔ غلطی کسی سے بھی ہو سکتی ہے سر، پلیز خود کو سنبھالیں۔ لئیق سر پر یہ مشکل آنی ہی تھی ایسا مقدر تھا، جسے آپ یا میں ٹال نہیں سکتے۔ ہمیں اللہ پر بھروسہ رکھنا ہو گا.." رایان نے انھیں دلاسا دیا مگر اس وقت انکا دل چھلنی تھا، آنکھیں لہو ہو چکی تھیں، اپنے ہاتھ سے سرزد ہوئی خطا کسی نوکیلے کانٹے کی طرح سینے میں چبھ رہی تھی، سانس روک رہی تھی، وہ کچھ نہ بولے تو خود رایان روتی

ہوئی سحر کی طرف بڑھا، وہ اسکے رونے پر خود بھی آزردہ ہوا اور پکڑ کر اس لڑکی کو سینے سے لگایا۔

تم تو سنبھالو خود کو میری جان، انکی وائف آئی ہوئی ہے یہاں، سحر تم"
لعلین میم کو انفارم کرو کہ وہ یہاں آجائیں۔انکی یہ حالت کم از کم ان کی
".. مسیز سے چھپانا بہت غلط ہو گا
سونم سر کو اک آزردہ نظر سے دیکھتے ہی رایان نے سحر سے مخاطب ہوئے کہا جسکے پاس ہی لئیق کا فون تھا اور سحر نے اسے چارج بھی کر لیا تھا مگر ابھی تک وہ آف ہی تھا، رایان کے گلے لگنے پر وہ کچھ بہتر محسوس کرتی فوری فرمابرداری سے لئیق کا فون اپنی جینز سے نکالے ایک طرف آکر رکی اور رایان نے پھر سے سونم سر کے ساتھ بیٹھے انکو بازو گرد گمائے ساتھ لگایا جو بس رو دینے والے معلوم ہو رہے تھے۔۔

سحر نے جیسے ہی لئیق کا فون آن کیا، لعلین کی بہت ساری مس کالز دیکھ کر ہی سحر کا دل تکلیف سے اٹ گیا۔

وہ جب سے جاگی تھی اسے کسی جانب چین نہیں مل رہا تھا، ایک تو دل گھبرا رہا تھا اوپر سے جب سے وہ جاگی تھی پورا جسم آبلے کی طرح درد کر رہا تھا، پیٹ کے علاوہ سٹمک میں بھی تکلیف محسوس ہو رہی تھی اور یہ سب لعلین کی جان نکال رہا تھا، وہ اٹھ تک نہیں پا رہی تھی، سر اس بری طرح چکرا رہا تھا کہ لڑکھڑائے بنا چلنا دوبھر ہوا لیکن پھر بھی وہ تیار ہوئی اور روم سے باہر آئی، جمشید اور ایجلینہ اسے بریک فاسٹ پر بھلے مکمل کمپنی دے رہے تھے مگر یہ تو وہ دو بھی محسوس کر رہے تھے کہ لعلین یہاں ہو کر بھی موجود نہیں، اسے لگ رہا تھا کوئی احساس اسے سالم نگل رہا ہے، وہ چیخنا چاہتی تھی پر آواز حلق سے نکلنے سے انکاری تھی۔

"لگتا ہے لئیق بھائی کا کام کچھ بڑھ گیا، ورنہ وہ ابھی تک آجاتے۔ آپ لیں نہ کچھ بھابھی۔ اینجل نے آپکے لیے سب انتظام کیا.."

جمشید نے ہی خاموشی سے پلیٹ کو گھورتی لعلین کو مخاطب کیا جسکا ایک نوالہ بھی حلق سے اتارنے کا دل نہ کر رہا تھا، بھلے رنگ برنگی چیزوں سے ڈائنگ بھرا تھا پر لعلین کا دل عجیب ہو رہا تھا جیسے کچھ بھی کھایا تو وامٹنگ ہو جائے گی۔

"..میرا کچھ کھانے کا دل نہیں چاہ رہا، عجیب سی طبعیت ہو رہی ہے"

پلیٹ میں اس نے جو آملیٹ ڈالا تھا وہ بھی بے دلی سے پرے سرکا دیا، جس پر وہ دونوں مزید فکر مند ہوئے اور اس سے پہلے کوئی کچھ کہتا لعلین کا فون بجا، لئیق کا نام اسکے فون سکرین پر اینجل اور جمشید نے بھی دیکھا۔

کال رنگ پر جس بے چینی سے لعلین نے فون پک کیا، وہ جمشید اور اینجلینہ کو نرم سی مسکان میں مبتلا کر گیا۔

"..لئیق۔۔۔۔تم ابھی تک واپس کیوں نہیں آئے"

لعلین نے کرسی سے اٹھ کر کمرے کی جانب بڑھتے پوچھا مگر دوسری جانب سحر تھی، بولنے کی ہمت جمع کرتی ہوئی۔

میں سحر ہوں میم، لئیق سر کی جونئیر۔۔۔۔وہ ٹھیک نہیں ہیں، ہی ازان"
"..آئی سی یو۔۔۔۔آپ آجائیں پلیز ایڈریس بھیج رہی ہوں
یہ سن کر لعلین کی دنیا سچ میں اندھیر ہوئی اور فون لعلین کے ہاتھ سے جب چھوٹ کر گرا، جمشید اور ایجلینہ بھی فکر مند سے اٹھ کر کمرے کی سمت آئے مگر سامنے کا منظر دیکھ کر دونوں کے چلتے دل رک گئے کیونکہ لعلین زمین پر گری پڑی تھی، ہوش سے بیگانی، دونوں کی آنکھوں میں لمحہ بھر خوف اترا، دل سکڑا سمٹا مگر پھر ایک یقین کے سہارے پھیل کر روانی سے دھڑکنے لگا کہ لئیق ایزد کی اس امانت کو کچھ نہیں ہوا ہو گا۔

"ل۔۔لعلین۔۔۔۔کیا ہوا تمہیں..؟"
جمشید نے بڑھ کر زمین پر گرا لعلین کا فون اٹھایا جبکہ ایجلینہ نے زمین پر دو زانو بیٹھتے ہی لعلین کا سر اپنے گھٹنے پر رکھتے اسکی گال تھپکائی مگر نہ تو کوئی کال جاری تھی نہ ہی لعلین ہوش میں آسکی۔

جمشید نے فوری قریبی ہی اینجل کی جاننے والی ڈاکٹر کو بلوایا اور خود اس میسج میں موصول ہوئے پتے پر اپنا ڈرائیور دوڑایا کیونکہ کال کوئی پک نہیں کر رہا تھا۔

ڈاکٹر دس منٹ تک گھر آئی، لعلین کا معائنہ کرنے کے بعد وہ لعلین کے سرہانے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر بیٹھی پریشان سی ایجلینہ اور پاس کھڑے جمشید کی طرف پلٹی۔

"شی از پریگنینٹ، اسکے علاوہ شدید دماغی جھٹکا پہنچا ہے۔ میں نے انجکشن دیا ہے، یہ بہتر ہو جائیں تو پراپر چیک آپ کروانا ہو گا۔ اور کوشش کریں انکو اس ذہنی تکلیف سے جتنی جلدی ہو سکے نکالیں ورنہ بے بی کو خطرہ ہو سکتا ہے.."

یہ خبر سن کر ایجلینہ اور جمشید خوشی سے مسکرائے مگر اس مسکراہٹ میں فکر و پریشانی کا ہنوز اثر تھا، جمشید انکو باہر تک سی آف کرنے گیا۔

نجانے کیا بات سنی تم نے جو اس حال کو پہنچ گئی، یا اللہ اسکے لئیق ایزد کو"
"..سلامت رکھنا

ایجلینہ نے اپنا ہاتھ اسکے جبین پر سہلائے دکھ سے خود کلامی کی اور اسی بیچ جمشید بھی باہر ہی رکا کیونکہ ڈرائیور ہوسپٹل سے ہو کر واپس آچکا تھا۔
اور اس نے جو بتایا، جمشید کا دل مانو تھم سا گیا تھا، وہ انہی قدموں کی تیزی کے سنگ واپس آیا تو ایجلینہ لعلین والے روم کی لائٹ آف کیے باہر نکل رہی تھی۔

"جمشید کیا ہوا؟"

ایجلینہ نے اسے آتے دیکھ کر فوری پوچھا۔

لئیق بھائی آئی سی یو میں ہیں اینجل، شاید بھابھی یہ برداشت نہیں کر"
"..سکیں۔مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے، انھیں کچھ ہو نہ جائے

جمشید تبرانی کی آواز باقاعدہ یہ بتاتے لرزی۔

یامیرے اللہ ! یہ کیسی آزمائش آگئی ان پیاروں پر۔ لعلین اور لئیق کی"
زندگی میں اولاد کی خبر اس مشکل اور دکھی وقت آئی کہ سمجھ نہیں آرہی
"مسکراوں یا لئیق ایزد کے لیے پریشان ہوں۔ کیا ہم ہوسٹل چلیں؟
ایجلینہ کی آواز اور لہجہ بھی رندھا تھا۔
نہیں ایجلینہ اس وقت لعلین کو وہاں ہونا چاہیے، تم اسکے پاس جاو۔ وہ"
جاگتے ہی خود کو تکلیف نہ دینے لگیں۔ انھیں جیسے ہی ہوش آتا ہے میں انکو
ہوسپٹل چھوڑ آوں گا۔ ویسے وہاں لئیق بھائی کے دوست موجود تھے
"..ڈرائیور نے یہی بتایا ہے
جمشید نے اسے سمجھایا اور ڈاکٹر کی بتائی میڈیسن لینے نکلا جبکہ ایجلینہ واپس
کمرے میں لعلین کے پاس چلی گئی۔
لگ بھگ آدھا گھنٹہ تکلیف بھری بے خبری کے بعد وہ آنکھیں کھول چکی
تھی، ایجلینہ اسکے سرہانے ہی اسکا ہاتھ تھامے بیٹھی تھی، لعلین نے خود کو
ہوش میں محسوس کیا تو لگا پورا جسم کسی نے سل دیا ہو۔

"..ل۔۔ لئیق۔۔۔۔وہ ہوسٹل میں ہے اینجل۔۔مجھے جانا ہے اسکے پاس"

بے خبری اور تکلیف خود سے اتارتی وہ فوری اٹھ بیٹھی اور ایجلینہ نے اسکی اس کیفیت سے پہلے اسکو نکالنے کی کوشش کرنی تھی، لعلین کے چہرے کی ساری رونق اس صدمے اور تکلیف نے نگل لی اور آنکھیں بھی سوجھ چکی تھیں۔

پر سکون ہو جاو لعلین۔،ابھی جمشید آتے ہیں تو تمہیں لئیق کے پاس چھوڑ"

"..آئیں گے

ایجلینہ کے نرمی سے اسکے بال سلجھا کر سمجھانے پر لعلین کی آنکھیں بھیگیں۔

"..ک کہاں ہیں وہ؟انکو کہو پلیز مجھے چھوڑ آئیں"

وہ اسکا ہاتھ جکڑے منت کرتی روئی اور باخدا اس لڑکی کے آنسو ایجلینہ کے لیے یوں تھے جیسے وہ کوئی غیر نہیں اسکے ساتھ جنم لی بہن ہو۔

"..تمہاری میڈیسن لینے گئے ہیں"

ایجلینہ کا جواب لعلین کو لمحہ بھر ساکن کر گیا۔

"ک۔ کیسی میڈیسن، میں ٹھیک ہوں۔ میں اسکے پاس جاتے ہی ٹھیک ہو جاوں گی اینجل۔۔۔ پلیز تم مجھے چھوڑ آو اسکے پاس.."

وہ لعلین کی تڑپ کے آگے خود بھی افسردہ ہوئی، لعلین کے سارے آنسو پیار سے ہٹائے۔

"تم امید سے ہو لعلین، ابھی کچھ دیر پہلے ڈاکٹر تمہارا معائنہ کر کے گئی ہے کیونکہ تم لئیق کے آئی سی یو ہونے کا سن کر بے ہوش ہو گئی تھی.."

ایک لمحہ تو لعلین کو لگا اس کی سماعت میں پتھر برس گئے ہوں، وہ ایجلینہ کے منہ کو ہونقوں کی طرح تک رہی تھی، آنسو تھم گئے تھے ساتھ دل کی دھڑکن بھی، اور وہ خود بے اختیار رو پڑی، یہ سب ایسا تھا کہ اسے سمجھ نہ آیا اس پر کیا ردعمل دے۔

"ک۔۔ کیا؟ م۔۔ میں امید سے ہوں؟ آپ۔۔ سچ کہہ رہی ہیں.."

ان بے یقین سوالوں کے ساتھ لعلین کے آنسوؤں کی شدت بھی شامل تھی۔

"ہاں، ایک لئیق ایزد تمہارے پاس بھی آگیا۔ پریشان مت ہو، اللہ لئیق کو اس معصوم بچے اور تم سے کیسے چھین سکتے ہیں۔ اٹھو فریش ہو میں دیکھتی ہوں جمشید آئے ہیں یا نہیں۔ تمہیں دیکھتے ہی اس کی ساری کھوچکی چمک لوٹ آئے گی۔ رومت، اسکے پاس جاو.."

ایجلینہ کے پیار سے کہہ کر جانے پر وہ بے اختیار پھوٹ پھوٹ کر رو دی، ایسا لگا دل اس تکلیف سے بند ہو جائے گا جب انکی زندگی کی اتنی بڑی خوشی کے لمحے اسکا لئیق ایزد اسکے پاس نہیں تھا۔

وہ اٹھی، ہمت کیے کھڑی ہوئی تو لگا پورا کمرہ گھوم گیا ہو، پورا جسم ٹوٹ رہا تھا، انگ انگ دکھ رہا تھا مگر اسے ہر صورت لئیق ایزد کے پاس جانا تھا، اسے بتانا تھا وہ اس وقت میں اسے چھوڑنے کی کوشش بھی نہ کرے، اسے بتانا

چاہتی تھی کہ وہ اسے باپ بننے کا شرف دے چکی ہے، واش بیسن کے پاس آکر کھڑی ہوئی، جتنی بار منہ پر پانی کے چھپکے مارے، آنسوان دنیا جہاں کی خوبصورت آنکھوں سے مزید شدت بہتے گئے۔

دونوں ہاتھ واش بیشن پر رکھے وہ جھکی، گہرے گہرے سانس بھرے مگر اسے لگ رہا تھا شاید وہ لئیق کے پاس پہنچنے سے پہلے ہی ختم ہو جائے گی لیکن جب اپنے اندر جاگتی حسرت کا اختتام سوچا تو بے اختیار اپنا ہاتھ اپنے پیٹ پر رکھا، بہت تکلیف تھی پھر بھی وہ روتی روتی مسکرادی، یہ احساس اسے بھری دنیا میں تنہا ہونے سے بچا رہا تھا، لئیق ایزد اسکے ساتھ ہے یہ بات اسے حوصلہ دے رہی تھی۔

.._____..

لارا اور لوئے آج فرہاد علوی کے ساتھ انکے ریسٹورنٹ گئے تھے جبکہ صبور اور نور، مریم بی کے ساتھ باہر لان میں بیٹھی تھیں، کلینک جاتے وقت ہمایوں بھی نیہا کو جندل محل چھوڑ گئے تھے کیونکہ وہ ہمایوں کے بنا اکیلے کیانی پیلس بور ہو جاتی تھی۔

صبح سے لال نور کچھ پریشان سی تھیں، آخر کو ماں جو تھیں، لئیق ایز دپر آتی ہر تکلیف انکو خبر دیتی تھی، وہ انکی روح جیسا تھا پھر کیسے ممکن تھا کہ وہ عزیز بچہ موت کی جنگ لڑ رہا تھا اور اسکی ماں کو خبر نہ ہوتی۔

"کیا بات ہے نور آنٹی آپ ٹھیک ہیں؟ صبح سے آپ چپ چپ لگ رہی ہیں؟"

صبور نے ہی لال نور کی پریشانی بھانپے پوچھا۔

"پتا نہیں دل کچھ بے چین سا ہے، شاید آج لئیق سے بات نہیں ہوئی تبھی۔۔۔ تم زرا مجھے لعلین سے بات کروادو، سکون مل جائے گا

نور کے مضطرب ہو کر کہنے پر صبور نے وہیں بیٹھے بیٹھے لعلین کا نمبر ملایا مگر وہ اپنا فون وہیں روم میں چھوڑ کر جمشید بھائی کے ساتھ ہوسپٹل جا چکی تھی۔

مریم بی اور نیہا بھی پریشان لگیں، لال نور کی بے چینی متفکر کر رہی تھی۔

"بیل تو جا رہی ہے مگر وہ کال ریسیو نہیں کر رہی، ہو سکتا ہے دونوں کہیں اوٹنگ پر نکلے ہوں۔ آپ پریشان نہ ہوں، لیں دستگیر آ گیا۔ میں اسے کہتی ہوں آپکی لئیق سے بات کروائے.."

صبور نے کال نہ لگنے پر اندازہ کہا اور اسی وقت جندل محل میں دستگیر کی انٹر ہوتی گاڑی پر صبور ان کو مطمئین کیے دستگیر کی جانب بڑھ گئی۔

"بس میرا دل گھبرا رہا ہے مریم آپا، اور جانتی ہوں یہ بلاوجہ نہیں ہے.."

مریم بی کی فکر دیکھتے نور نے یہ کہہ کر انکو بھی پریشان کیا، انہوں نے بدلے میں نور کا ہاتھ تسلی آمیزی سے دبایا پر وہ ماں چین نہ پا سکی۔

"دستگیر عالم سنو!"

دستگیر آجکل آفس کا پورا نظام خود ہی دیکھ رہا تھا تبھی اس وقت بھی وہ ایک اہم فائیل لینے آیا، صبور کے پکارنے پر جناب سنجیدہ سے رک کر پلٹے اور قریب آکر رکتی صبور پر تمام تر توجہ مرکوز کی، وہ دیکھتا ہی اتنی فرصت سے تھا کہ بنا کچھ کیے موصوف، اپنی حسینہ کے چہرے کے رنگ گلابی کر دیتے۔

"..سنائیں میری جان"

وہ خفیف سی شرارت سے بولا مگر وہ اس وقت سنجیدہ تھی تبھی گھوری۔

"..پلیز ابھی رومینس کو ایک طرف کر دو نہ"

صبور کی تمہید پر جناب فورا سنجیدہ ہوئے۔

"اوکے بتاو کیا ہوا"

دستگیر کو بے چینی ہوئی۔

"لعلین فون نہیں اٹھا رہی اور لئیق کا نمبر بھی نہیں لگ رہا، نور آنٹی بہت پریشان ہیں۔ تم پتا کرو دونوں ٹھیک ہیں"

صبور کی بات سن کر دستگیر کے چہرے پر بھی پریشانی سی چھائی، اسکی گال سہلائے وہ اسے اوکے کہتا خود اندر بڑھا جبکہ صبور واپس باہر لان میں تینوں لیڈیز کے پاس چلی گئی۔

دستگیر نے بھائی کے ہوم آفس سے مطلوبہ فائیل لی اور وہیں کھڑے ہی اس نے خود لئیق کا نمبر ملایا اور اس بار وہ لگ گیا، کال سحر نے ہی اٹھائی۔

"اسلام وعلیکم بھائی، آپ ٹھیک ہیں؟ لال آنی پریشان ہو رہیں ہیں انکو کال کر لیں.."

دستگیر کی آواز سن کر سحر نے فون رایان کو دیا جو دستگیر عالم کا نام پڑھ چکا تھا۔

"سر ٹھیک نہیں ہیں دستگیر بھائی.."

رایان کی کرب بھری آواز پر دستگیر کی بھی ہوائیاں اڑیں، وہ تو مشن کے کامیاب ہونے کی خبر پانے کے بعد خوش خوش تھا۔

لیکن مشن تو اچھے سے ہو گیا پورا، آئی بی برانچ کی ہمارے آفیشل اکاونٹ "
"پر ای میل آئی تھی۔ کیا ہوا ہے بھائی کو رایان؟
دستگیر کے بھاری لہجے اور استفسار پر رایان نے آئی سی یو روم پر نگاہ ڈالی۔
کیمکل الرجی نے انکے لنگز کو ایفیکٹ کر دیا بھائی، ڈاکٹرز کہہ رہے ہیں کہ "
انکو بچانا مشکل ہو رہا ہے۔ آئی ایم سوری ہم انکی حفاظت نہیں کر پائے، سحر
"..اور سونم سر یہیں ہیں۔ لعلین میم بھی پہنچنے والی ہوں گی
یہ سن کر دستگیر کی آنکھوں میں سرخی اتری، دردان آنکھوں میں شدت
سے ہلکورے لے اٹھا۔

یا میرے مالک! یہ کیا ہو گیا۔ اب کیا ہو گا رایان۔۔۔۔ڈاکٹرز کیا کہہ "
رہے ہیں، بھائی کو کچھ ہو گیا تو ہم سب جیتے جی مر جائیں گے۔ تم میری ڈاکٹر
"..سے بات کرواو، میں پہلی فلائیٹ سے وہاں آ رہا ہوں، لعلین اکیلی ہو گی
دستگیر کی حالت یہاں بھی ان سے مختلف نہ تھی، اسے لگ رہا تھا لئیق ایزد
کی تکلیف اسے نوچ رہی ہے۔

بھائی انکے ساتھ ہم سب ہیں، سحر ساتھ رہے گی۔وہ یہاں جس کپل کے "
ساتھ ٹھہرے ہیں انکا ڈرائیور آیا تھا، آپ بے فکر رہیں ہم لعلین میم کو
اکیلا نہیں چھوڑیں گے۔ باقی ہائلی ٹرینڈ سٹاف سڈنی سے آرہا ہے رات سر
"..کے ٹرٹمنٹ کے لیے

رایان کے سمجھانے کے باوجود دستگیر کی حالت مضطرب ہی تھی، لمحے میں
سارا سکون اذیت بن کر رہ گیا تھا۔

ہمم۔۔مجھے پل پل کی خبر دیتے رہنا رایان۔اور پلیز سحر کو کہو وہ لعلین کو "
اکیلا نہ چھوڑے۔وہ لڑکی کس کرب میں ہو گی مجھے اسکا اندازہ ہے، کیونکہ
"..لعلین کی جان لئیق بھائی میں ہے۔میں بھی کوشش کرتا ہوں آنے کی

دستگیر نے ہدایات دیتے ہی کال کاٹی اور گہرا سانس بھرے وہ فائیل لیتا
وہاں سے نکلا، لال نور کی بے چینی بلاوجہ آج بھی نہ تھی مگر دستگیر کو یہ ابھی
کسی کو نہیں بتانا تھا۔

دستگیر کو باہر آتا دیکھے وہ تمام خواتین متوجہ ہوئیں جو جبراہی مسکرایا، اسکی یہ آنکھوں میں دھول جھونکتی مسکراہٹ کسی نے محسوس کی ہو یا نہیں، صبور نے ضرور بھانپ لی۔

"آہاں بیوٹی ہی بیوٹی بکھری ہے یہاں، سورج بھی آپ چاروں کو دیکھ کر جل رہا ہے.."

دستگیر نے متبسم ہوتے چاروں پر نگاہ دوڑائی پر وہ سب اس وقت ٹھیک سے دستگیر کے چھیڑنے پر مسکرا بھی نہ پائیں۔

"اتنی ہم مس ولڈ۔۔یہ چھوڑو بتاو لئیق سے بات ہوئی تمہاری؟"

نور کے سوال پر اک لمحہ دستگیر کے چہرے سے شرارت غائب ہوئی۔

"نہیں ان سے نہیں ہوئی، انکا فون روم میں تھا تو جس کپل کے ہاں وہ ٹھہرے ہیں انہی میل سے بات ہوئی۔ ٹھیک ہیں دونوں اور کل رات سے سیر سپاٹوں پر نکلے ہوئے ہیں۔ آپ سب لیڈیز کو فکر کرنے کے بجائے

گواسپس کرنے چاہیں، اور مل کر اپنے شوہروں کی شکایات میری امے
"..جان سے لگائیں ممکن ہے وقت اچھا گزرے
دستگیر نے ہنسی ہنسی میں سبکی فکر ٹال کر جو پھپے کٹنے والا مشورہ دیا اس پر
سب مسکرائیں۔

"اوہیلو مسٹر، ہم سب اپنے شوہروں سے بہت راضی ہیں۔ ویسے بھی امے
جان ہماری ایسی شکائتیں ہر گز نہیں سنیں گی الٹا ہمارے ہی کان کھینچ دیں
"..گی

نیہا نے بھی افسردہ ماحول کو چہک کر حسین کیا جس پر سب خواتین نے
جہاں مسکرا کر تائید کی وہیں مریم صاحبہ نے کیوٹ انداز میں فرضی کالر
جھاڑا تو دستگیر بھی مسکرا دیا۔

"بالکل بھئی، ہم تو ان تینوں کو ٹپس دے رہے ہیں کہ کیسے اپنے ان کو قابو
کیا جاتا ہے، ہمارے والے تو جنت میں مزے کر رہے ہمارے بنا ہی، کوئی
"..نہیں انکا بھی تفصیلی حساب ہو گا، ایک بار ہمیں انکے پاس پہنچ لینے دیں

مریم بی کی شرارت نے رہی سہی اداسی کا بھی توڑ کر دیا اور دستگیر جھک کر اے جان کو پیار کرتا انکے بابا کو مس کرنے کی شاندار تلافی کر چکا تھا اور یہ منظر نیہا، صبور اور مریم بی نے رشک سے دیکھا۔

دستگیر سب سے اجازت لیے واپس گیا مگر صبور کو چین نہ آیا تبھی اس نے وہیں بیٹھے بیٹھے اپنے فون سے دستگیر کو میسج کیا۔

"تم کچھ چھپا رہے ہو نہ دستگیر عالم، ابھی فیک ہنسی ہنس کر کیوں گئے ہو؟"

گاڑی میں بیٹھتے ہی دستگیر نے گاڑی سٹارٹ کی اور جندل محل کے گیٹ سے نکالنے کے بیچ ہی میسج پڑھا۔

بھائی کی طبعیت اچھی نہیں صبور، نور آنی کا دل بے وجہ پریشان نہیں۔"

لیکن پلیز یہ بات ابھی کسی کو نہ پتا چلے، میں فلائیٹ کا پتا کرنے جا رہا ہوں، دعا کرو مل جائے۔ وہاں جا کر ہی چین ملے گا، تم لال نور کا دھیان بہلاتی رہنا، میں ڈنر تک ملتا ہوں.."

دستگیر کا جواب پڑھ کر صبور کے چہرے پر سفیدی چھائی مگر یہ تو بھلا ہو نیہا کا جو نور اور مریم بی کو ہنسانے میں مصروف تھی اور کوئی اس لمحہ صبور کے چہرے کی تکلیف نہ دیکھ سکا۔

وہیں لوئے اور لارا نے فرہاد علوی کے ساتھ تمام ریسٹورنٹ سٹاف سے آج آفیشیلی ملاقات کی، فرہاد کے ساتھ اب انکی چھوٹی بہو یہاں کی اونر شپ اور کچن سنبھالے گی یہ اعلان بھی انہوں نے بورڈ آف آونر کی میٹنگ میں کیا۔

جبکہ آفندی ولا میں ہوتی قرآن خوانی میں آفریدی حویلی کے تینوں لوگ مدعو تھے، سیلی اور بھجت تو آئے ہی، مدیحہ صاحبہ بھی اس دکھ کی گھڑی شازیہ اور نمرہ کو اکیلا چھوڑنے کے حق میں نہ تھیں، گل اور افراہیم نے بھی خاضری دی۔

جبکہ سب بڑوں کی موجودگی میں ہی دو دن بعد نمرہ اور ساحل کی سادگی سے رخصتی طے پا گئی، ساحل اول تو یہاں رہنے پر آمادہ نہ ہوا تھا کیونکہ وہ

اپنے گھر کو نہیں چھوڑ سکتا تھا جو اسکے بابا کی نشانی تھی مگر سب کے سمجھانے اور اس وقت کی مصلحت کے تحت وہ یہاں نمرہ اور شازیہ آفندی کے ساتھ رہنے پر مان گیا مگر وہ چاہتا تھا نمرہ کی رخصتی اسکے گھر تک ہو۔

اور یوں دو دن بعد شازیہ آفندی کو بھی ہارٹ ٹرانسپلانٹ کے لیے انگلینڈ جانا تھا جس میں بھجت اور مدیحہ صاحبہ نے ساتھ جانے کی ذمہ داری قبول کی، کیونکہ ساحل اس وقت اپنی جاب و ذمہ داری چھوڑ کر نہیں جا سکتا تھا اور نمرہ کا بھی ابھی پاسپورٹ نہیں تھا۔

سیلی بھی ان دو کے ساتھ چلی جاتی مگر اسے سفر منع تھا سو مانی نے اتنے دن اب سیلی آپا کے ساتھ رہنے کا پلین کیا۔

اور یہ بھی طے ہوا کہ واپسی پر نمرہ اور ساحل، شازیہ آفندی کے ساتھ ہی آفندی ولا رہیں گے۔

دو دن میں رخصتی کا زیادہ کریڈٹ مانی کو جاتا تھا کیونکہ وہ نمرہ کو اب مکمل ساحل خان کا دیکھنا چاہتی تھی، تاکہ خود بھی پر سکون ہو کر اپنے زندگی میں

سیٹ ہو جائے، اگلے ہفتے سے دونوں کے ویسے بھی پریکٹیلز شروع ہونے والے تھے۔

افراہیم، گل لالہ، بھجت، مدیحہ صاحبہ اور سیلی دن کے کھانے کے بعد واپس گئے اور اس رخصتی کے فیصلے نے شازیہ صاحبہ کو بہت سکون پہنچایا جو بنا کہے انکے چہرے سے عیاں تھا جو ملازماوں کو رخصتی کی تیاری پر لگوائے اپنی نمرہ کے لیے ڈھیڑ سی چیزیں چاہتی تھیں۔

"..امی کو دیکھو، لگ رہا ہے واپس جی اٹھی ہیں"

وہ دونوں ہی شازیہ صاحبہ کی خوشی پر غم زدہ تھیں، نمرہ دروازے کی اوٹ میں چھپ کر کھڑی اندر شروع ہوتی تیاریوں کو دیکھ رہی تھی اور مانی نے اسکو گھیرے اسکے کندھے سے ٹھوڑی جما رکھی تھی۔

بیٹی سہاگن جو بننے والی ہے، اب تم مجھے بتاو کہ کس کلر کا ویڈنگ ڈریس" چاہتی ہو؟"

مانی نے اسے ویسے ہی پکڑ کر اسکے روم میں لایا اور تجسس سے پوچھا۔

"..پتا نہیں یارا"

وہ بے دلی سے وہیں بیڈ کی پائنتی پر جا بیٹھی۔

یعنی ساحل خان پر چھوڑ دیتے ہیں، بائے داوے مجھے تو وہ بہت خوش"

"..لگے۔ناراض والی فیلنگ نہیں آئی سچی

مانی بھی مسکراتی ساتھ آکر بیٹھی، ساحل نے ایک بار بھی نظر اٹھا کر اسے نہ دیکھا تبھی تو وہ رخصتی ہونے کی خبر کے باوجود تکلیف میں تھی۔

انہوں نے مجھے ایک بار بھی نہیں دیکھا مانی، پھر وہ جتنا خوش ہو جائیں میرا"

"..دل تو روک دیا نہ

نمرہ کی بھیگی پلکیں اور رندھے لہجے پر مانی نے مسکرا کر اس لیلی کو دیکھا۔

"..تمہیں دیکھیں گے بھئی مگر پرسوں، جب تم انکو مناو گی"

مانی تو اس بندے سے زیادہ خطرناک تھی تبھی نمرہ نے دم سادھے اسکی طرف چہرہ پھیرا۔

مانی تم سمجھ نہیں رہی کہ وہ میرا کیسا منانا چاہتے، میرا چلتا دل رک جائے"
"..گا

نمرہ کے زردی میں ڈھلے چہرے پر خوف اترا اور مانی اسکے خوف سے لرزنے پر پس لب آفت خیز مسکائی۔

"انہوں نے پہل کی ہے تو تم کو کیا مسئلہ ہے، ساری شرم، جھجھک اس لمحے کے سکون میں دفن ہو جائے گی میری بنو۔۔۔وہ تم سے ناراض نہیں ہیں لیکن وہ تمہارا خود انکے قریب ہونا چاہتے ہیں پگلی۔۔۔ابھی تم خود کو خوامخواہ نروس مت کرو۔ریڈی ہو جاو ہم شاپنگ پر چلتے ہیں۔تمہاری ساری ضروری شاپنگ مجھے ہی کرنی ہو گی، کچھ تو شازو آنٹی کروالیں گی"..
مانی نے اسکے مسئلے کو جیسے ہوا میں اڑایا وہ نمرہ کو سچ میں اس سنگین کیفیت سے نکال گیا۔

"کیا انکو مجھ سے پیار ہو گیا ہے مانی؟"

نمرہ نے پھر سے اسکا ہاتھ جکڑے ڈرتے ڈرتے پوچھا، جو ساحل نے کیا وہ اسے خوش فہمی میں ڈال رہا تھا۔

تو کیا بنا فیلنگ کے اس بندے نے تمہارے اتنے قریب آکر تمہیں فیل " کیا؟ ظاہر ہے نمرہ کوئی تو فیلنگ ہو گی جو انہوں نے یہ سپیشل کس کی، جو ہر گز عام نہیں ہوتی۔ اور اگر ایک ہسبنڈ اپنی وائف کو ایسے چھوئے تو یہ فیلنگ پلس راحت پلس نکاح اٹریکشن ہوتا ہے۔ خوش ہو جاو، وہ چاہتے ہیں ".. تم بھی انکو یونہی فیل کرو

مانی نے اسے یہ سب جس یقین سے بتایا نمرہ کو خود خواہش ہوئی کہ دو دن بیچ سے کٹ جائیں اور وہ ساحل خان کے پاس چلی جائے، ہر خوف کو پیچھے چھوڑ کر اس قیمتی شخص کو منا لے۔

".. یہ سوچنے میں ہی جان نکال رہا ہے مانی"

نمرہ کے دیکتے رخسار اور یہ خوف مانی کو ہنسنے پر مجبور کر گیا۔

ہاہاپاگل، یہ سب بہت خوبصورت ہے جب جائزاور حلال رشتے کے سنگ"
ہو۔۔۔۔اب میں تمہیں مزید سب کھول کھول کر نہیں بتاسکتی کیونکہ
کچھ تمہیں ساحل خان ہی بتائیں تو بہتر ہے۔ چلواب ریڈی ہو کر نکلتے ہیں۔
تمہیں بہت بیوٹی فل لگنا ہے تاکہ دیکھتے ہی ساحل خان کہہ اٹھے، کوئی
"..جلدی سے منالے مجھے۔۔۔۔ہی ہی

مانی کی شرارت بھری سرگوشی پر نمرہ کے گال شرم سے لال ہوئے اور وہ
جس طرح شرما کر بھاگی کتنی ہی دیر مانی اسکی نزاکتوں پر ہنستی چلی گئی۔
یہ سب اسکی سوچ سے زیادہ حسین تھا۔

.._____..

آپ جائیں بھابھی، میری یا اینجل کی ضرورت ہو تو بلا جھجھک یاد کیجئے گا۔"
اندر لئیق بھائی کے دوست بھی موجود ہیں۔اپنا خیال رکھیے گا۔میں اور

ایجلینہ لئیق بھائی کی صحت کے لیے درگاہ جانے کا سوچ رہے ہیں، دعا کریں
"گے انکی صحت کے لیے، رات تک آئیں گے

وہ لعلین کو ہوسپٹل کے اندر چھوڑے واپس جانے لگا تبھی لعلین نے
مشکور سی نظر جمشید تبرانی پر ڈالی۔

"..تھینک یو بھائی"

لعلین نے نم آنکھوں سے شکریہ کہا اور آئی سی یو روم کی طرف بنے
کوریڈور کی جانب جب بڑھی تو اسے سحر سامنے ہی دیکھائی دی، رایان اور
سونم صاحب کچھ دیر پہلے ہی ڈاکٹر منصور کے بلانے پر انکے آفس گئے
تھے۔

سحر نے لعلین کو دیکھتے ہی کرسی سے اٹھ کر اسکی طرف قدم بڑھائے اور
گلے لگایا۔

"..پریشان نہ ہوں آپ، انکو کچھ نہیں ہوگا۔۔آئیں یہاں"

نم نم آنکھوں کو جھپکتی وہ دل پر بہت سے بوجھ لیے ہوئے نڈھال تھی تبھی سحر نے نرمی سے اسے تسلی دیے کرسی پر بیٹھایا۔

"مجھے اسے دیکھنا ہے سحر، ڈاکٹر کیا کہہ رہے ہیں؟ کیا وہ بہت تکلیف میں ہے.."

جب تک وہ لئیق ایزد کو دیکھ نہ لیتی اسکے نہ آنسو تھمنے والے تھے نہ تکلیف کم ہونے والی تھی، جبکہ لعلین کی تڑپ پر سحر کا دل کرلا سا اٹھا، اسے سمجھ نہ آئی وہ اس پور پور بے قرار لعلین کو کیسے سنبھالے اور لئیق سر کی کنڈیشن کیسے بتائے جو پہلے ہی جان ہار رہی تھی۔

"لنگز ایفیکٹ ہوئے ہیں میم، کیمکل ری ایکشن۔ انھیں اینیمل آئل سے الرجی تھی جو بات ہم سبکے ذہنوں سے نکل گئی تبھی یہ ہوا.."

یہ سن کر تو لعلین نے دہل جاتے دل تھاما، آنکھیں پھر سے بھیگنے لگیں۔

"اسے تو اینیمل ٹچ تک سے بھی سخت الرجی تھی سحر، یہ کیا کر دیا تم لوگوں نے۔ کیا وہ ہوش میں نہیں ہے؟ کیا مجھے اس سے ملنے نہیں دیں گے؟"

لب و لہجے سے تڑپ و پریشانی واضح تھی اور سحر نے بے بسی سے سر کو نفی میں جنبش دی۔

"ابھی تو وہ منصوعی سانس پر ہیں میم، ہر لمحہ آبزرویشن میں۔ جب تک اس انفکشن کے سنگین اثرات ہٹ نہیں جاتے، انھیں کسی سے ملنے نہیں دیا جائے گا۔ رایان کو بھی ایڈمٹ ہونا پڑا، اسے بھی کیمکل ری ایکشن ہو گیا ہے.."

سحر خود پریشان تھی اور لعلین کو سمجھ نہ آیا اسکی اداسی دور کرے یا اپنے ڈوبتے دل کو سہارا دے۔

اسی لمحے سونم تبریز کچھ ضروری انجکشن لے کر واپس آئے تو لعلین کو روتا دیکھ کر انکو اپنا جرم جنجر سا چبھا، وہ اسکے سر پر ہاتھ رکھتے بنا کچھ کہے وہاں سے چلے گئے۔

ڈاکٹرز کی پوری ٹیم ہی اس سپیشل کیس کو ہینڈل کر رہی تھی، رات تک سڈنی سے آیا ٹرینڈ طبعی سٹاف بھی پہنچنے والا تھا۔

"میں رایان کو دیکھ کر آتی ہوں، آپ پریشان نہ ہوں۔ کچھ کھائیں گی؟"

وہ لوگ صبح سے یہاں تھے سو سحر بھی تھکی لگ رہی تھی جبکہ لعلین تو اپنی ہر تکلیف اس شخص کی اس حالت کے روبرو بھلا چکی تھی تبھی نفی میں سر ہلایا اور سحر کے جاتے ہی وہ ڈبڈبائی آنکھوں سے آئی سی یو روم کی جلتی سبز روشنی کو خوفزدہ نگاہوں سے دیکھنے لگی۔

"تمہیں کہا تھا ایک خراش بھی نہ آئے لئیق ا۔۔اور تم نے خود کو مجھ سے اتنا دور کر دیا کہ میں ت۔۔ تمہیں دیکھ بھی نہیں سکتی، ہمارا بے بی ب۔۔ بھی اداس ہے، اسکے بابا اسکے وجود میں آنے کی خوشی کو سیلبریٹ نہیں کر سکے۔م۔مت کرو ایسا۔مجھے اس خوشی کی راحت سے اپنا دکھ دے کر محرو۔۔وم مت کرو لئیق ایزد.."

آنسوان بھوری سنہری آنکھوں سے ٹوٹتی لڑیوں سے بہے اور اس میں اتنی ہمت نہ تھی کہ وہ اٹھ کر آئی سی یو روم کے باہر جا پاتی، اپنا ہاتھ اپنے پیٹ پر رکھے بس سسک پڑی، آنکھیں سوجھ چکی تھیں، جسم کی رگ رگ دکھتی محسوس ہو رہی تھی، لعلین کے لیے یہ پوری دنیا ویران ہو چکی تھی۔

"اس دن کے ل۔۔ لیے میں نے کتنا کچھ س۔۔ سوچا تھا، لیکن تم نے سب خراب کر دیا۔ مجھے بتاو میں اپنی اس خوشی پر کیسے مسکراوں؟ تم نے میری مسکراہٹ چ۔۔ چھین لی لئیق ایزد۔۔۔۔۔ بار بار مجھے آز۔۔ زمانہ بند کرو ظالم انسان۔۔۔۔ میں تمہارے بغیر مر جاوں۔۔ گی.."

اپنی بے بسی پر وہ اس وقت چیخ بھی نہیں سکتی تھی، منہ پر ہاتھ رکھ کر بس سسکیاں گھوٹ پائی، کسی سمت سکون باقی نہ تھا، اسے یہ دنیا اندھیر نگری لگ رہی تھی۔

آنسو تھے کہ تھم ہی نہیں رہے تھے، چین تھا کہ آ ہی نہیں رہا تھا۔

"صبر کرو میرے بچے، وہ ٹھیک ہو جائے گا.."

اسکی یہ سسکیاں سونم صاحب کی روح چھلنی کر رہی تھیں، سر پر پھر سے وہ ہاتھ محسوس کیے لعلین نے اپنے آنسو فوری رگڑے۔

"پلیز سونم انکل، م۔۔مجھے اس کے پاس لے جائیں۔م۔۔میں اس کو دیکھنا چاہتی ہوں۔ڈاکٹرز کو کہیں نہ مجھے اسکے پاس رہنے دیں۔میں اسے بالکل تنگ نہیں کروں گی، ایک کونے میں بیٹھ جاوں گی مگر ک۔۔کم از کم یوں وہ مجھے دیکھائی تو دیتا رہے گا۔م۔۔میں یوں نہیں بیٹھ سکتی پلیز.."

لعلین کی التجاء وہ چاہ کر بھی رد نہ کر سکے اور تبھی انکے اصرار پر منصور نے لعلین کو اجازت تو دی مگر اسے میڈیکل گاون سے فل کوور ہو کر گلوز، بونٹ کیپ اور ماسک پہن کر ہی جانے کی پرمیشن ملی، لئیق پیشنٹ سکائے بلو گاون میں ملبوس تھا اور دونوں ہاتھوں پر کوئی نہ کوئی ڈرپ نسب تھی جن میں دو لیکوڈ اور ایک بلڈ کی تھی۔

آکسیجن ماسک کے سبب اسکی آہستہ آہستہ چلتی سانس مانٹرنگ مشین پر اوپر نیچے کا سفر طے کرتی لکیروں سے عیاں تھی مگر دل کی دھڑکن سست تھی، وہ اسکے پاس قریب آئی، وہ بظاہر تو اسے بالکل ٹھیک لگا مگر صرف لئیق کی بند آنکھیں اور مدھم دھڑکن لعلین کی جان لینے کو کافی تھی۔

ان ظالموں نے کتنا درد دیا ہے تمہیں، تمہارے یہ ہاتھ نیل زدہ کر دیے"
ل۔ لئیق۔۔۔ دیکھو لعلین تمہارے پاس ہے، تم ہمت مت ہارنا۔ تم ہار
"..گئے تو سب ختم ہو جائے گا

اسکے ڈرپ کی زد میں لپٹے ہاتھ کو پاس بیٹھے ہی لعلین نے اپنے ہاتھ میں لیا جو گرمائش میں لپٹا تھا، یہ پہلی بار تھا کہ وہ لعلین کے پکارنے پر اسکو دیکھ نہ پایا نہ سن سکا۔

م۔۔ میں نے تم کو بابا بنا دیا ت۔۔ تو تم میرے ساتھ یہ کرو گے کیا؟"
میری آنکھوں سے دور ہو کر چھپ جاو گے۔ نہیں لئیق، تم نہیں تو کچھ بھی باقی نہیں رہے گا، تمہارے بغیر یہ دنیا مجھ پر تنگ ہو جائے گی۔ ہم نے

ساتھ وقت ہی کتنا گزارا ہے کہ تم مجھ سے دور جانے کا سوچ رہے ہو۔
م۔۔میں نے تمہارے ساتھ بہت کم وقت گزارا ہے ابھی، م۔۔میں
تمہارے ساتھ بہت سارا جینا چاہتی ہوں۔۔۔میں نے بابا کو کھو دیا تھا تب
بھی ایسی تکلیف نہیں محسوس ہوئی تھی جیسی تمہیں یوں دیکھ کر ہو رہی
ہے.."

اسکے ہاتھ کو چھونے کا احساس لعلین کو تسلی تو دے رہا تھا پر وہ اپنی تکلیف
میں کمی پر قادر نہیں تھی، اسکی جان آہستہ آہستہ جس طرح اسکے جسم سے
نکل رہی تھی وہ دلخراش تھا، وہ رونا نہیں روک پا رہی تھی، دل پھٹ رہا
تھا۔

"مجھے ت۔۔تمہارے گلے لگا لینے کی بہت ضرورت ہے اس وقت، تم
سمجھو اس بات کو پلیز۔مجھے خود کے لیے مت ستاو لئیق، دیکھو میں رو رہی
ہ۔۔ہوں۔ تمہیں میرے آنسو پسند نہیں ہیں، تو مت بہنے دو انکو۔آئی
"..ن۔۔نیڈ یو سو مچ

روتی روتی وہ وہیں اسکے سینے پر سر رکھے لیٹی، آنسوؤں کے ساتھ اسکی ہچکیاں بندھ رہی تھیں اور لئیق ایزد شاید زندگی کی سب سے اخیر تکلیف میں مبتلا تھا کہ اسے لعلین کے آنسوؤں کو نظر انداز کرنا پڑا۔

"وہ دن م۔۔میری زندگی میں کبھی نہ آئے جب میں تمہاری خوشبو سے محروم کرد۔۔دی جاوں، پلیز میرے پاس واپس آجاو، میرے اور اپنے بچے کے پاس۔مجھے تمہارا دل تم سے زیادہ پیارا ہے، میں نہیں دیکھ سکتی تمہیں ان مشینوں اور تکلیفوں کی زد میں۔رحم کھاو مجھ پر لئیق.."

اسکے سینے سے لگی وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی اور وہ کچھ نہیں سن رہا تھا، وہ اسے آوازیں دے رہی تھی جو بے ثمر ہو کر واپس اس تک آرہی تھیں۔

وہ سارے لمحے جو اس نے لئیق ایزد کے ساتھ گزارے، آنکھوں کے سامنے آکر مزید جان لے رہے تھے، اس شخص کا ہر بار چھونا، ہر مسکراہٹ، ہر شدت وہ یاد کر کے تڑپ رہی تھی، اسکی سسکیاں اس بند کمرے میں بلند ہو کر سوہان روح اذیت پیدا کر رہی تھیں۔

تم م۔۔مجھے نہیں سن رہے، میں روٹھ جاوں گی لئیق ایزد۔۔۔۔ایسا کے "
مجھے منا نہیں سکو گے، میں کیسے دیکھوں تمہیں اسطرح، مجھ میں برداشت
ختم ہو گئی ہے۔۔۔۔۔ سن لوم۔۔مجھے۔۔۔۔۔ لئیق ایزد مجھے تمہاری
".. ضرورت ہے، یہ تکلیف میری ہمت سے بہت بڑی ہے
اسکے ہاتھ کو ہنوز جکڑے وہ اسکے سینے میں چہرہ چھپائے بولی مگر آواز تھی کہ
اذیت کے شدید غلبے سے دب کر رہ گئی۔
وہ ابھی جتنا رو لیتی وہ مجبور و بے بس تھا کہ سینے آ لگتی روح رواں کے باوجود
ٹھیک سے سانس نہیں لے سکتا تھا۔
وہیں دستگیر کو بد قسمتی سے اگلے دو دن تک کوئی فلائیٹ نہ ملی بلکہ قسمت
میں اسکا جانا لکھا ہی نہ تھا۔
لیکن پل پل اسکا دل بھائی کی صحت یابی کے لیے دعا گو تھا۔
یہ دو دن لئیق ایزد ہوش میں نہ آ سکا تھا، دستگیر نے لعلین سے کال پر رابطہ
رکھا جبکہ گھر میں لئیق کے ساتھ ہوتے اس سنگین حادثے کی خبر بھی کسی کو

نہ ہونے دی گئی پر وہ جو ماں تھی اسکے دل کو ہر گز قرار نہ مل پایا پھر جندل محل ہر فرد انھیں جتنا بھی بہلا لیتا۔

دو دن مانی نے نمرہ کے ساتھ مل کر اسکے ہر ارمان کو پورا کیا اور شاپنگ بھی ڈھیر سی کی، ساحل اس بیچ زرا دور ہی رہا، بس وہ شاپنگ کے بیچ نمرہ اور مانی کو جوائن کر لیتا رہا مگر نمرہ سے اس نے ایک حد تک کا فاصلہ برقرار رکھا جو جناب کی انا کو لگتی ٹھیس کا ری ایکشن تھا لیکن اب دو دن گزر گئے تھے اور نمرہ پورے حق سے ساحل خان کو پیاری ہونے والی تھی۔

لئیق کے لنگز کا انفیکشن ان دو دنوں میں بہتر تو ہوا تھا مگر اب ڈاکٹرز کو اسکے ہوش میں آنے کی پریشانی تھی کیونکہ انھیں اندیشہ تھا کہیں وہ کومہ میں نہ چلا جائے کیونکہ جو ہائی ایم جی میڈیکیشن اسکی دو دن کے بیچ کی گئی تھی اسکے ایسے سخت سائیڈ ایفیکٹس بھی ہونے ممکن تھے، لعلین کو اس مشکل وقت

میں نہ سحر رایان نے اکیلے چھوڑا نہ جمشید اور ایجلینہ نے، سونم صاحب بھی دو دن سے مسلسل وہیں موجود تھے۔

منصور کے علاوہ باقی ڈاکٹرز بھی پر امید تھے کہ لئیق کی حالت جلد بہتر ہو گی لیکن اس بیچ جو سب سے زیادہ متاثر ہوئی وہ لعلین تھی، ایک تو وہ اب امید سے تھی اوپر سے لئیق کو لے کر سخت ذہنی اذیت کا شکار، چار بار تو اسکا ان دو دنوں میں بی پی لو ہو چکا تھا جو ڈاکٹرز کے بقول اسکے بے بی کے لیے بہت بڑا نقصان تھا، لیکن وہ جتنا خود کو سنبھال لیتی، ابھی سکون آنا مشکل تھا۔

وہیں پاکستان میں آج اچھا دن تھا، نمرہ اور ساحل کی شادی کا سادہ سی تقریب آفندی ولا میں منعقد ہو رہی تھی، سب اپنے ہی لوگ مدعو تھے ویسے بھی شیراز آفندی کی موت کے سبب یہ تقریب حد سے زیادہ سادہ رکھی گئی تھی، بس قریبی دوست احباب کو بلا کر نمرہ کو سادگی سے ساحل کے ساتھ رخصت کرنے کے ساتھ ساتھ شازیہ آفندی، بھجت اور مدیحہ

صاحبہ کی آج ہی انگلینڈ کی فلائیٹ تھی اور مانی کو یہاں سے سیدھا اب آفریدی حویلی جانا تھا۔

لیکن وہ نمرہ کے لیے آج بہت خوش تھی، اسکی کہانی ابھی ادھوری سہی پر نمرہ ساحل کی کہانی کے پورا ہونے کا اسے جو سکھ ہو رہا تھا وہ بیان ہونا مشکل تھا۔

ان دشمن علاقوں کا موسم انتہائی جاذب تھا، وہ اپنے فریضے کو دل لگا کر نبھا رہا تھا، کلائی میں بندھے اس مانی سے رابطے کے موہوم ذریعے نے زندگی کو شام بننے سے روک دیا تھا۔

والٹ میں رکھی اس خوبصورت تصویر کو دیکھتے اس خاموش طبع کے لب مسکرائے۔

کندھے پر رکھا ہاتھ اسے اس کیفیت سے بے دردی سے نکال لایا، شہریار نے جبڑے بھینچ کر سامنے آکر بیٹھتے اس گندمی رنگت کے مالک آدمی کو دیکھا۔

"محبوبہ؟"

وہ اسی کا ہم عمر جوان تھا، دونوں کی ملگجی خاکی وردیاں اور ان پر لگے بیج بتا رہے تھے کہ وہ یہاں آرمی میں اچھے رینک پر فائز ہیں، وہ یہاں شیلے جیکسن کے نام سے موجود تھا، ایک اکڑو، دبنگ اور مغرور آرمی آفیسر۔

"..میری زندگی"

شہریار کے جواب پر وہ ابھجیت نامی لڑکا آفت خیز مسکرایا کیونکہ شہریار نے فوراً سے وہ تصویر چھپالی اور اپنے والٹ کو واپس جینز میں رکھا، جگہ کافی اچھی اور پر سکون تھی، سنہری روشنی چار سو آویزاں تھی، کئی درجن سپاہی، جونئیر آفیسر وہاں بیٹھے کھانا کھا رہے تھے اور اسے بھوک محسوس ہونا بند ہو

گئی تھی، ویسے بھی یہاں کے بھدے اور بدمزہ کھانے اسے بذات خود ایک ٹارچر لگتے تھے۔

"بڑا مشکل ہوتا ہے اپنوں سے دور رہنا، کوئی نہیں یہ وقت بھی کٹ جائے گا۔ تو اتنا ماہر ہو کر ان سپاہیوں اور ٹرینگ پیچیز میں کیا کر رہا ہے؟ میں نے کل تیری فائیٹ دیکھی تھی، بچارے جیول کو نانی یاد کرادی۔ تیرے میں آپن کو بڑی آگ دیکھائی دی ہے، تجھے تو ہم سبکا گرو ہونا چاہیے.."

ابھجیت کی گہری نگاہیں اور مشکوک فطرت وہ بخوبی سمجھ رہا تھا لیکن اسے یہاں زیادہ بولنے کی اجازت نہ تھی، لیکن ابھیجیت یہاں ایک پاور فل آدمی سمجھا جاتا تھا۔

"تم مجھے گرو ہی سمجھو.."

شہریار کی بات پر ابھیجیت کے چہرے کا رنگ سا اڑا کیونکہ جہاں سب آرمی کے لوگ دال چاول کھا رہے تھے وہیں ایک سپاہی مودب سا ہو کر چرغے کی تھالی لائے شہریار کے سامنے رکھ کر جا چکا تھا۔

یہ پروٹوکول تو آپن کو چار سال میں نہیں ملا اور تمہیں چار دن میں مل گیا،"
".. تم کہیں ہم سب پر نظر رکھنے کے لیے سرکار کے بھیجے جاسوس تو نہیں
ابھجیت کی جاسوس رگ پھڑکی جس پر شہریار نے مرغی کی ایک ٹانگ اتار کر
خوش دلی سے ابھجیت کو دی جسے اس نے فوری تھاما جیسے یہ سب کھانے کو
ترسا ہوا ہو۔

میں ایک اچھا آدمی ہوں، تمہارے لیے یہی کافی ہے۔ اور میرے ساتھ"
".. رہنا ہے تو آم گنو، گھٹلیاں گننے کے چکر میں نانی نہ یاد کروالینا
شہریار کے تنتناتے، خوف طاری کر دیتے لہجے سے ہی وہ ابھیجیت پچھلے کچھ
دنوں میں ہی متاثر تھا، یہاں ہر آدمی بس عام سا تھا لیکن وہ خاص تھا یہ
ابھیجیت کا چار سالا تجربہ اسے کہہ رہا تھا، کئی گورے، انڈین، سکھ، حبشی،
چابانی، رشین اور افغانی تک وہاں ایک چھت تلے رزق بانٹ کر کھا رہے
تھے، لیکن کسی میں جرت نہیں تھی کہ وہ اس الگ تھلگ بیٹھے شہریار

جدون (شیلے جیکسن) کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتے یا اس کو ملتے پروٹوکول کی شکائیت کرتے لیکن اسکے باوجود شہریار جدون کا سکون اس بیری فضاوں نے ختم کر دیا تھا، وہ ابھیجیت کو رغبت سے چرغا کھاتے دیکھ کر اپنی پلیٹ بھی اسکی طرف سرکاتا ٹیبل پر رکھی اپنی ٹوپی اٹھائے وہاں سے اٹھ کر چلا گیا اور ابھجیت نے اسے کوئی اہمیت نہ دیتے اپنی پیٹ پوجا جاری رکھی۔

"..ن۔۔ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا"

شان کی ہیبت ناک دھاڑ وئیر ہاوس کی بلند دیواروں سے ٹکرائی اور اسے یہ آگ اس لیے لگی تھی کیونکہ میکال سریز کی خون میں لتھڑی لاش کی فوٹیج دیکھائی گئی تھی، سب اس کی حالت پر تمسخر اڑا رہے تھے، اور شان کو لگا جیسے یہ فلک بوس دیواریں اسکا دم گھوٹ رہی ہیں۔

میں نے تمہاری آدھی سزا سنادی شان میاں، باقی زرا تفصیل سے"
ملاقات ہوتی ہے، تب تک تم اپنے اس باپ کی موت کا دل کھول کر ماتم کر
سکتے ہو.."

وہ آج اپنے خاص دن کی شروعات انتقام سے کیے شان کو دل دہلاتے
عذاب میں مبتلا کیے پوری شان سے وہاں سے نکلا تھا اور اپنے پیچھے اسے
شان کی دھاڑیں، چینخیں اور کرلاہٹیں سنائی دے کے اخیر راحت بخش
گئیں۔۔

ابھی اسکے لیے نمرہ اہم تھی سو باقی سب پس پشت ڈال دیا گیا۔
وہیں دوسری طرف خوشی کی تیز دستکیں کسی کے اڑے حواسوں پر ہوتیں
وبال جان بنی ہوئی تھیں۔

"سجنا ہے مجھے، سجنا کے لیے..اف لڑکی تم آج قیامت لگ رہی ہو"
زیر لب گنگناتی وہ نمرہ کی فائنل لک کے بعد اسکے سر پر بھاری کامداری
آنچل اوڑھتے ہی اسکے حسین روپ پر اش اش کرا اٹھی کہ خود نمرہ کو لگا

ماحول پے تپش حاوی ہوئی ہے، گہرے میرون فرش بوس لہنگے میں وہ دلربائی کا ناز خود پر اوڑھے ساحل خان کے دل کی دھڑکنوں کو منتشر کرنے کا ہر ہتھیار لیے ہوئے تھی، پھر وہ ہونٹوں پر جھولتا نتھلی کا سرخ موتی ہوتا یا نمرہ کے پیروں میں چمتی پازیبیں سب روح و ہوش اسیر کرنے کا موجب بننے والا تھا۔

خود مانی کا ڈریس بھی سیم نمرہ جیسا تھا پر وہ میکسی تھی اور ڈارک بلو اور پرپل مکس یونیک کمبو تھا، یوں لگ رہا تھا پوری دنیا کی خوبصورتی اکھٹی کر کے کسی نے اس چار دیواری میں قید کر دی ہو۔

"آگے ہی میرا دم گھٹ رہا رخصت ہونے کے خوف سے اور تم مجھے اور ڈراو، اف مانی میں تو آج نہیں بچوں گی۔ مجھے دیکھو تو، ساحل خان کیسے میرے منانے کا ویٹ کریں گے؟"

سجی سنوری دلہن بنی نمرہ کے ہاتھ پیریوں پھولے دیکھ کر آمنہ آفریدی کی جلترنگ ہنسی نے منظر دیوانے کر دیے۔

"آج وہ تمہیں کھا جائیں گے کیونکہ بلکل انار لگ رہی ہو، وہ بھی شدید میٹھے والا۔اوپر سے ڈر ڈر کر تم نے اپنے گال، ناک اور ہونٹ بھی ایکسٹرا سرخ کر لیے ہیں، تمہیں بتا دوں کہ بیوی کا سرخ پڑتا چہرہ ہسبنڈ کو سیدھا سیدھا تباہی مچانے کی دعوت دیتا ہے.."

مانی آج کسی رحم کے موڈ میں نہ تھی، کیونکہ آج اسکی خوشی بیان سے باہر تھی، نمرہ اسکی یہ سب باتیں سن کر بس روہی دیتی اگر شازیہ صاحبہ کی کمرے میں انٹری نہ ہوتی، آج تو وہ بھی بہت حسین لگ رہی تھی، بظاہر انکی آنکھیں حلقوں کی زد میں تھیں مگر نمرہ کا یہ روپ دیکھتے ہی سارا حوصلہ ٹوٹا اور جب طرح نمرہ پلٹتے ہی امی کے گلے لگی یہ منظر مانی کو بھی رنج دے گیا، یہ فطری تھا کہ بیٹی کی رخصتی شازیہ آفندی کو تڑپا گئی، خاص کر باپ کے سائے سے محروم ہو کر۔

"..ا۔امی"

نمرہ کی کربناک سسکی پر شازیہ آفندی نے اسکی پیشانی چوم کر اسکے بس سادہ سی ٹکی سے سجے ہاتھوں کی پشت چومی۔

"امی قربان جائیں تمہارے اس روپ پر،اب مجھے اس زندگی سے کیا چاہیے بھلا۔میری بیٹی سہاگن ہو گئی۔اللہ تمہیں کبھی کسی دکھ کی آنچ نہ دے، ساحل خان کی آنکھوں کا نور بنی رہو۔اسکا ہمیشہ خیال رکھنا اور ہمیشہ اسکی بن کر رہنا۔تمہارے بابا کی سب سے بڑی خواہش تھی تمہیں یوں دیکھنا، کاش یہ سب ایسے نہ ہوا ہوتا تو آج ہم سبکی آنکھوں میں یہ آنسو نہ ہوتے.."

یہ سب دلخراش تھا،ان تینوں کی آنکھیں کرب کا مسکن تھیں، نمرہ پھر سے روتی ہوئی انکے سینے لگی جیسے بے حد تکلیف سے گزر رہی ہو۔

بس میرا بچہ، رو نہیں۔۔۔۔۔اتنی پیاری لگ رہی ہو تم دونوں کہ دل چاہ" رہا صدقہ اتار لوں۔ میں نے آکر تم دونوں کو رلا دیا۔۔۔۔۔۔اسے سنبھالو ".. مانی اور اسے لے کر آجاو باہر

مزید ان سے بھی نمرہ کے آنسو سہے نہ گئے تو اسکی گال چومتیں وہ کہہ کر اپنا ہاتھ نمرہ کے ہاتھ سے چھڑوائے چلی گئیں جبکہ مانی نے پیار سے اسے گلے لگائے کمر تھپکائی کیونکہ اسے بھی نمرہ کی تکلیف دل سے محسوس ہو رہی تھی۔

حوصلہ کرو نمرہ، بس بس رو نہیں۔ میری ساری محنت تباہ کر دو گی" کیا۔۔۔۔یہ تو شکر ہے آپن نے واٹر پروف کام کیا ہے ورنہ تمہیں چڑیل بنا دیکھ کر ساحل خان کے وہ والے بھی ہوش اڑ جاتے جو آج بھرپور سلامت ".. رہنے درکار ہیں

مانی کی بروقت پیار بھری شریر سرگوشی پر نمرہ کے غم کا بھی بینڈ بجا اور وہ روتے روتے شدید پیار ا ہنس پڑی۔

"..مانی تم بھی نہ، پاگل"

نمرہ نے لاڈ سے اسے شکوہ کیا جس پر مانی نے اسکے آنسو ٹشو سے صاف کر دیے اور ماتھا پٹی درست کر کے جمائی، سب مہمان آ چکے تھے اور ساحل خان بھی، کچھ دوست احباب جن میں جہانگیر صاحب اور تھانے کا ہی سٹاف تھا انکے سنگ بارات لائے۔

ویسے بھی اسکا دوست تو کوئی تھا نہیں۔

روتی ہوئی بہت کیوٹ لگتی ہو ظالم، چلو اب بتاو مجھے کیسی فیلنگ ہیں۔"

"ساحل بھائی کو کیسے مناو گی کچھ سوچا؟

مانی کے پہلے جملے پر وہ بے اختیار مسکرائی مگر مانی کے شوق سے پوچھے اگلے سوالوں پر نمرہ کو لگا دل رک گیا ہے، چہرہ قوسین کے رنگوں میں نہا گیا۔

انہوں نے جو طریقہ شرط رکھا اسی سے مانیں گے۔ لیکن میں انکو بالکل"

نہیں منا سکتی۔ تم دیکھ تو رہی ہو میں کیسے ابھی سے کانپ رہی، نہ انکی طرح

مجھ میں بے باکیوں کا مظاہرہ کرنے کی ہمت ہے۔ تم کسی طرح میری
"..سفارش کردو پلیز کہ وہ ماننے کی شرط بدل لیں
اول تو وہ نمرہ کی حالت پر شریر سا ہنسی مگر نمرہ کی آخری بات جیسے مانی کو
اک لمحہ گما گئی اور اس وقت مانی کا دل یہی کیا اس خوبصورت حسینہ کے کان
کے نیچے دو ٹکا کر لگائے۔
اے پاگل! تم نہ مجھ سے پٹ جاو گی۔ اگر میں بیچ میں کودی تو تمہاری سختی"
ڈبل ہی ہو گی بچو۔ ساحل خان اور تمہارے بیچ اب سے جو بھی ہو گا وہ بہت
ذاتی اور پرسنل ہو گا، پہلے کی بات اور تھی نہ نمرہ کہ تم نے سب مجھ سے
ڈسکس کیا تاکہ میں تمہیں گائیڈ کر سکوں، لیکن اب تم آفیشل بیوی بن رہی
سو تم مجھ سے بس ہلیپ مانگ سکتی ہلکی پھلکی ٹپس کی مانند لیکن یہ مت کہنا
کہ میں کوئی سفارش کروں یا تم دو کے بیچ مداخلت۔۔۔۔اور وہ جس طرح
بھی مانیں تم منا لینا، اور خبردار جو تم نے پرانے زمانے کی ہیروئینوں کی
طرح وائبریشن دیں، ساحل خان تم پر ہر حق رکھتے ہیں آج کے بعد سے،

اور ایک اچھی بیوی وہی ہوتی ہے جو اپنے شوہر کو سکون اور آرام کے ساتھ راحت بھی دے"

مانی کی ایک ایک بات سن کر نمرہ ڈری کبھی مسکرائی اور کبھی اسے مانی سے بڑی آپا والی فیلنگ آئی تو ہنس دی خاص کر مانی کے یوں سمجھانے پر کہ اب وہ اس سے کچھ پرسنل ساحل کی بات شئیر نہ کرے۔

"میں تمہیں کیوں نہیں بتا سکتی اپنی اور ساحل کی بات مانی اب سے؟"

نمرہ نے اداسی کے سنگ پوچھا۔

اس لیے میری بنو کیونکہ ہسبنڈ وائف کے بیچ جو ہو وہ انکا بہت ذاتی ہوتا" ہے، سہیلی تک سے سپیشل باتیں ڈسکس نہیں کرنی چاہیں۔ کبھی کبھی ایسا ہوتا کہ نظر لگ جاتی ہے، اور نظر خوشی سے لگتی ہے۔ایسا مجھے سیلی نے بتایا تھا کہ میں ان سے سب کہہ سکتی ہوں لیکن اپنے اور شیری کے سپیشل مومنٹس نہ اس سے ڈسکس کروں نہ کسی اور سے۔ویسے بھی جیسے شیری ہیں نہ وہ تو ایسا کرنے پر میری جان لے لیں کہ میں نے انکی اور اپنی کوئی

بات کہیں ری ویل کی ہے۔۔۔۔۔۔یعنی تم یہ سمجھ لو کہ اس کا پتا صرف اللہ کو ہونا چاہیے، تاکہ وہی ہمارے رشتے کو نظر بد سے بچائیں۔۔۔۔جو لڑکیاں اپنے اور اپنے شوہر کی پرسنل باتیں ہر کسی سے ڈسکس کرتی ہیں وہ اللہ پاک کو ہرگز پسند نہیں، جیسے ہم اپنے لباس میں چھپتے ہیں ویسے ہی اس رشتے کے سارے سکھ ہمیں ایک دوسرے میں چھپا کر رکھنے چاہیں تاکہ کسی کی نظر نہ لگے.."

مانی نے اس قدر سلیقے سے یہ سب نمرہ کو بتایا کہ وہ رشک کیے بنا رہ نہ سکی، اسے مانی کے روپ میں ایک مخلص دوست ملی تھی۔

تم واقعی ہیرا ہو مانی، ایویں شیری بھائی تمہارے عشق میں نہیں ڈوبے۔" اللہ سے دعا کروں گی تم جلد ان سے ملو۔۔۔یہ سب تو امی بھی مجھے نہیں بتا سکتیں جو تم نے بنایا۔ تھینک یو.."

نمرہ کے شکریہ سیشن پر مانی نے گھوری سے نوازا کیونکہ وہ مزید اس دلہن کو سینٹی نہیں دیکھ پا رہی تھی۔

بس کر دو یار اتھینک یو کی تکرار۔۔۔۔دوست اسی لیے ہوتے ہیں پگلی"
تاکہ رہنمائی کر سکیں۔مجھے جو اچھا معلوم ہے میں نے تمہیں بتا دیا۔تم اپنی
اور ساحل خان کی کوئی بات کسی سے ڈسکس مت کرنا،ہاں تم مجھ سے اسکے
علاوہ ہمت کے لیے سیشن ضرور لے سکتی جس میں مانی صاحبہ تم کو
"..سٹرونگ بننے کے مشورے دیں گی
آخری جملے پر وہ خود تقریر کرتی ہنسی تو نمرہ کو بھی ہنسنا پڑا۔
"..میں تم سے ہمیشہ سیشن لینا چاہوں گی،تم بہت کام کی ہو لڑکی"
دلہن صاحبہ کا اعتماد بحال ہو رہا تھا اور مانی واقعی چہک رہی تھی۔
ہاہا جتنا کام لینا ہے ان تین سالوں میں لے لو آپن سے کیونکہ اسکے بعد تو"
"..مانی دنیا کو نہیں ملنے والی
جانے کیوں پر جب جب وہ مسکراتی تو اسکی مسکراہٹ میں بس شہریار کو
مس کرنا نظر آتا تو وہ ادھوری ہو جاتی۔

پھر شہریار بھائی تمہیں کسی آلتو فالتو سے شیئر کرنے بھی نہیں والے،"
"..ہائے پتا نہیں پھر اس دنیا کا آپ کے بنا کیا ہو گا موصوفہ
نمرہ کی شرارتیں بھی جیسے لوٹ آئیں اور مانی نے ہنس کر اسکی گال دبائی۔

دنیا کا پھر اللہ ہی مالک ہو گا عزیزم! بس وہ اچھے دن لوٹ آئیں۔۔ خیر اب"
دل مضبوط کر لو کیونکہ تم یہاں سے کوچ کر کے ساحل خان کے گھر جانے
"..والی ہو۔۔۔ چلو چلتے ہیں
چونکہ سب منتظر تھے سو دلہن کو لالہ بے قراری کے باوجود باہر جانا ہی پڑا،
فل بلیک میں ساحل بنا کسی خاص تیاری کے بھی پوری محفل پر چھایا ہوا تھا،
ویسے بھی جناب وجیہہ خدوخال کے مالک تھے، نئی نئی جوانی کا عروج ویسے
ہی تازگی و ملاحت لیے ہوئے تھا جو زرا سے دہکانے پر حسین روپ میں
بدل گیا تھا۔

پھر پہلو آج صحیح معنوں میں آباد ہوا، وہ بس منتظر تھا تو منائے جانے کا،
کیونکہ نمرہ کو اس رشتے کے ہر حق وہ پوری خوشی اور رضا سے دینے پر خود کو
راضی کر چکا تھا، کیونکہ یہ لڑکی ہی اب اسکی خوشی تھی۔
مانی کے دل سے بھی بہت سا بوجھ اتر گیا تھا، اب نمرہ کو ساحل سنبھال لے
گا اسکا یقین اسے فرصت سے شہریار جدون کو یاد کرنے کی طرف واپس
راغب کرنے والا تھا اور وہ جانتی تھی شہریار جدون کی یادوں کا سحر اسے
کبھی اداس ہونے نہیں دے گا۔

سب کی دعاوں کے ساتھ نمرہ ساحل کے ساتھ رخصت ہوئی وہیں بھجت
اور مدیحہ آفریدی بھی شازیہ آفندی کے سنگ رخصت ہو گئے جبکہ مانی نے
بھجت لالہ کی دی ذمہ داری پر انکی غیر موجودگی سے واپسی تک انکی سیلی کا
دھیان و خیال رکھنے کا فریضہ پورے دل سے سنبھال لیا۔

.._____..

پریشانی کی بات نہیں ہے مسز لئیق، آپکا کیس کچھ سپیشل ہے اور جیسا کے "
آپکی رپورٹس دیکھی ہیں میں نے تو آپکی پہلی پریگنینسی بہت ہرٹنگ ہو گی
پورے نو ماہ۔ بے بی کو پروٹیکٹ کرنے کے لیے ہر منتھ آپکو کچھ انجکشن
لگیں گے جو بے بی کو بڑھنے میں آرٹیفیشلی مدد دیں گے کیونکہ آپ کافی
ویک ہیں۔ اور کوشش کریں کہ زیادہ آرام کریں۔ اور ٹنشن سے دور رہیں
"..آپکو بہت کیئر کی ضرورت ہے

ایجلینہ کے بہت اصرار پر وہ آج کچھ دیر لئیق کو چھوڑ کر اینجل کے ساتھ اسکی
دوست کے ہوسپٹل گئی تھی، ڈاکٹر ہانیہ سے اس نے اپنی ہیلتھ ہسٹری منگوا
لی تھی اور تبھی اسکی پریگننسی اور مسلسل درد پر ڈاکٹر اسے بریف کر رہی

تھی، نو ماہ کی تکلیف کا سن کر لعلین پریشان تھی کیونکہ لئیق اسکے پاس ابھی بھی نہیں تھا۔

"تھینکیو سو مچ، بے بی اسکا ٹھیک ہے نہ؟"

ایجلینہ نے ہی مزید پوچھا۔

ہاہا ابھی تو وہ چھوٹا سا راونڈ بال ہے اینجل، لیکن بے فکر رہو سیو پریگننینسی"

"..ہے۔ بس لعلین کو اپنی ایکسٹرا کیئر کرنی ہو گی

ڈاکٹر صاحبہ نے بھی ماحول مسکرا کر خوشگوار کیا، فون کال پر لعلین نے بیگ سے فون نکالا جہاں لئیق کا نام تھا، بے قراری سے فون پک کیے لعلین نے کان سے لگایا اور ڈاکٹر کے کمرے سے باہر نکلی۔

"میری جان، کہاں ہیں؟"

اول تو وہ یہی سمجھی یہ اسکی سماعت کا دھوکہ ہے، آنسو بمشکل آنکھوں سے ٹپکنے کو روکتی وہ روہانسی ہوئی، دو دن اس ظالم نے آخری حد تک تڑپا جو دیا تھا اور رہی سہی کسر اس آفت کے بے بی صاحب پوری کر رہے تھے۔۔

"ل۔۔ لئیق۔۔ت۔۔ تم ٹھیک ہو گئے؟"

لعلین کو فون پر دیکھتی اور لئیق کا ذکر سنے ایجلینہ بھی مسکراتی اسکے پاس آئی جہاں لعلین کی کیفیت دلسوز تھی۔

جناب بیڈ کراون سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے، آدھے گھنٹے پہلے ہی اسے ہوش آچکا تھا، ڈاکٹر منصور اب تک ارد گرد تھے جو لئیق کا معائنہ کر رہے تھے، ڈرپ اب تک لئیق کے ہاتھ میں نسب تھی لیکن وہ کافی بہتر اور تروتازہ لگ رہا تھا۔

"..یس جان من، جلدی سے میرے پاس آجائیں"

لئیق کے پیار سے پکارنے پر وہ فوری ہنستی ہوئی کال بند کیے ایجلینہ سے لپٹ گئی خود اینجل کو لعلین کے پاولے پن پر ڈھیر پیار آیا۔

وہ دونوں جلدی سے وہاں سے نکلیں اور ایجلینہ نے لئیق سے ملنے کو بے قرار لعلین کو ہوسپٹل ڈراپ کیا اور خود وہ واپس گئی کیونکہ اب بنا میٹھے کے عیادت کی جاتی ایسا تو ایٹیکیٹس کے خلاف تھا۔

سونم صاحب تو لئیق کے ہوش میں آنے کی خبر پر ہی شکرانے کے نفل ادا کر کے اللہ کے حضور شکر بجالائے جبکہ سحر اور رایان بھی خوش تھے، ڈاکٹر منصور ابھی بھی لئیق کے کمرے میں تھے اور اس موت کی جنگ لڑتے جنگجو سے گفتگو میں لگے تھے۔

کہیں درد تو نہیں برخوردار؟ سانس لینے میں کچھ دن تک دقت رہے گی" لیکن ان شاءاللہ ہفتے دس دن تک تم خود کو واپس پہلے جیسا محسوس کرنے لگو گے.."

لئیق کافی نڈھال تھا لیکن اب تو جناب آکسیجن ماسک سے یکسر آزاد تھے لیکن یہ سچ تھا ابھی اسے سانس لینے میں رکاوٹ تھی، سینہ ابھی بھی جلن میں مبتلا تھا۔

بس ہلکا سا درد ہے پیٹ اور سینے میں، اور بہت تھکاوٹ محسوس کر رہا"
ہوں۔ میری بیوی نے مجھے ایسے دیکھا تو میری کلاس لے گی جناب۔ کوئی
"..ایسی میڈیسن دیں کہ میرا یہ دل لائن پر آجائے
لئیق کو اس وقت بھی مزاق سوجھ رہا تھا اور اندر آتے سحر اور رایان بھی
اپنے اس نخریلے اور شریر ہیڈ کی مستیوں پر مسکرائے، رایان کے لیے تو
لئیق نے خوش دلی سے بازو کھولے، آخر وہ وہ اسکا مسیحا بنا تھا اور یہ منظر سحر
اور منصور صاحب کو حسین ترین لگا۔

میرے شیر، تم نے مجھے اپنا مقروض کر دیا۔ جیتے رہو اپنی سحر کے ساتھ۔"
"اور وہ موصوف کہاں ہیں؟ مجھ سے پردہ تو نہیں شروع کر دیا جناب نے؟
لئیق کے واپس آتے شوخ پن کی تو ان سبکو ضرورت تھی جبکہ سونم صاحب
وہیں دروازے میں ہی چھپ کر کھڑے تھے، ہمت نہیں تھی کہ اس کا
سامنا کرتے پر دل لئیق کو گلے لگانے کو مچل رہا تھا۔

"..بہت روئے ہیں وہ"

رایان نے سر گوشی جان کر کی جس پر دروازے کی اوٹ میں چھپے
موصوف تلملا کر کمرے میں وارد ہوئے اور سبکے چہرے مسکراہٹ دباتے
کیوٹ لگے، منصور نے مسکرا کر اس سپیشل ملاقات کے لیے اجازت طلب
کی اور کمرے سے نکل گئے۔
"اوہیلو میں کوئی نہیں رویا، اس کھڑوس ہیڈ کے لیے روتے ہیں میرے
"..ہوتے سوتے۔۔۔۔یار مجھے معاف کر دینا
سونم صاحب کی سوجھی آنکھیں وہ انکے اس چونچلے پن کے باوجود بھانپ
چکا تھا، جو لئیق کو دیکھتے ہی واپس آبدیدہ ہو گئے، اسے سونم تبریز کی تکلیف
اور دکھ بنا انکے بتائے معلوم ہو گیا۔
"میں نے جو اس دن آپکو کہا وہ ایویں بک بک کر دی تھی یار، آپ نے خود
پر لے لیا۔ دوبارہ ایسا مت کریے گا، آپ نے ہمارے اس مشن میں جتنی
مدد کی وہ آپ جیسے ہزار ہوتے تب بھی نہ کر پاتے۔ میں معذرت چاہتا
ہوں اگر آپکو میرے کسی لفظ سے تکلیف پہنچی ہو۔ نہ مجھ پر آئی یہ مصیبت

آپکی وجہ سے تھی، آپ کے دل میں اپنے لیے جو عقیدت دیکھتا اور محسوس
".. کرتا آیا ہوں وہ مجھے آپ سے کبھی بد گمان کر ہی نہیں سکتی
لئیق ایزد نے بہت پیار اور سلیقے سے اس احساس جرم میں جلتے شخص کو اس
کرب سے نکالا کہ وہ مزید اس بندے کے اعلی ظرف و کردار کے گرویدہ
ہوئے۔

مجھے لگا میں نے سب تباہ کر دیا، تم ٹھیک ہو گئے بچے۔ تم تینوں مجھے بہت "
پیارے ہو، اپنی اولاد سے بھی زیادہ، وہ بہت روئی ہے تمہارے لیے، تو مجھے
بھی رونا آ گیا۔۔۔۔۔۔ ورنہ میں بالکل بھی نہیں روتا آفٹر آل میں دی
".. گریٹ فرانسک ڈاکٹر سونم تبریز ہوں
وہ جس طرح بچوں جیسے لاڈ میں خود کا دفاع کر رہے تھے وہ ان تینوں کو ہنسا
گیا اور پھر روم کے دروازے پر ہوتی دستک پر لئیق ایزد باقی ہر کسی کے لیے
ممنوع ہوا جب نظر روم میں انٹر ہوتی لعلین سے ملی، اس حسین ملاقات

کے لیے سونم صاحب اور وہ کیوٹ سا کپل ان دل دھڑکاتی آنکھوں کے وصال پر کمرے سے فوری غائب ہوئے اور ان کے باہر جاتے ہی لئیق نے جس طرح مسکرا کر بازو پھیلائے، لعلین نے روتے ہوئے ہچکی بھرتے قدم اسکی طرف بڑھائے اور بیگ وہیں کاوچ پر رکھتی وہ ان دنیا جہاں کی سب سے پر سکون بازووں میں محصور ہوتے ہی لئیق کے سینے سے جا لگی۔

یوں لگا ان دو کی ہر تکلیف جڑ سے اکھاڑ دی گئی تھی۔

سینے لگ کر وہ یوں تھی جیسے کسی نے اسکی نیض سے کھینچی زندگی واپس پھونک دی ہو، وہ اتنا شدید رو رہی تھی کہ لئیق ایزد کو اسے جکڑ کر اس کرب والم سے کئی لمحے لگا کر دقت سے نکالنا پڑا، اسکی سسکیاں اس شخص کی خوشبو، سانسوں اور رواں دھڑکنوں کو محسوس کر کے آہستہ آہستہ مدھم ہوئیں۔

"بس کریں مجھے بھی رلائیں گی کیا، بس میری جان۔۔۔۔۔ لئیق آپکے پاس ہے، میں قربان جاوں آپ کے آنسوؤں پر.."

اسکو بہت سارونے کی اجازت دینے کے بعد لئیق نے اسے پاس ہی بٹھائے روبرو کیااور اسکے دونوں ہاتھ پکڑ کر باری باری ہتھیلی چومی، وہ جتناخود کو لئیق کے ٹھیک ہونے کا یقین دلارہی تھی اتنی آنکھوں میں طغیانی سمت رہی تھی، اس آہ وزاری نے لعلین کے وجود ودل کو لرزہ براندام کر دیا۔

"تم بہت برے ہو۔۔۔تم بتمیز کہیں کے۔۔۔۔میں نہیں بولتی تم ت۔۔

"..سے، کتنا بلایا تمہیں۔۔۔۔جاواب میں روٹھ گئی ہوں

یکدم ہی جیسے اپنی تکلیف یاد آتے وہ پاگل ہوئی، اور ایسی جان لیوانارا ضگی پر وہ اسے جکڑتا خود پر جھکائے لعلین کے غصے کو قریب سے دیکھنے لگا، سرخ آنکھوں سے وہ اسے گھور رہی تھی جیسے کچا چبا جائے گی اور لئیق سے قہقہہ روکنا محال ہوا، حلاوت بھری شدت کے سنگ وہ اسکے بولتے ہونٹوں کے سارے شکوے ایک لمبے نشاط آمیز بوسے سے خود میں اتار لیتا اگر سانس اکھڑنے کا خدشہ نہ ہوتا تبھی یہ عنایت ورحم مختصر ہو کر بھی لعلین کے سرخ چہرے میں گلال اتار گیا۔

آپکو روٹھنے دوں گا اتنا برا بھی نہیں ہوں، روئیں مت ورنہ کچھ ہو جائے گا"
"..مجھے

نرم سی سرزنش کیے لئیق نے اسکی گال ہونٹوں سے رب کی مگر وہ روتی ہوئی واپس اسکے سینے میں چھپ گئی، بہت ڈر گئی تھی وہ، ابھی تک کانپ رہی تھی۔

تم۔۔۔تم مجھے یونہی مار دو گے لئیق ایزد، م۔۔میں نے تمہیں کہا تھا مجھے"
مت آزمانا۔ک۔۔کیوں کیا تم نے میرے ساتھ یہ۔۔۔۔۔کیوں بہت
"..سارا ہنسا کر اتنا ہی رلاتے ہو

وہ اسکے سینے لگی شکوے پے شکوہ کرتی گئی اور موصوف تو جانے کس خمار میں تھے کہ بس لعلین کی خوشبو سانسوں میں اتارنا ہی اہم رہ گیا تھا۔

"..اس سے محبت بڑھتی ہے، یہاں دیکھیں۔۔۔۔میری طرف"

اسکے چہرے کو اوپر اٹھائے وہ لعلین کے ہونٹوں کو پھر سے نرمی سے چھوتا دور ہوا جو اس پیار پھرے لمس پر بھی سسک اٹھی کیونکہ لئیق سے سانس

لیناب بھی محال تھااور وہ اچھے سے اسے محسوس بھی نہیں کر پا رہا تھا،
ساری ناراضگی تو اسکی رکتی سانسوں میں دب گئی۔
"ا۔۔ایسے کون محبت بڑھاتا ہے لئیق ایزد، دیکھو مجھے۔آدھا کر دیا تم نے
لعلین کو۔۔۔۔۔تم جتنے پیارے ہو اتنے میرے حق میں بے رحم
ہو۔۔۔۔۔بہت تکلیف میں ہوں لئیق.."
وہ جانے کس درد میں مبتلا تھی کہ لئیق کو بھی ساری شرارت بھلانی پڑی
کیونکہ لعلین نے کراہتے ہوئے اپنا پیٹ جکڑا تھا۔
"کیا ہوا آپ ٹھیک تو ہیں میری جان؟ پیٹ میں درد ہے کیا۔۔۔یہاں اوپر
آئیں میرے پاس.."
لئیق کے زرا پرے سرکتے ہی لعلین کو اٹھائے اپنے پہلو میں بٹھایا تو وہ
بیٹھتے ہی واپس روتی ہوئی اس سے جا لگی، لئیق نے بازو لعلین کے گرد
حصاری اور اسکا ہاتھ پکڑ کر چوما۔

بتائیں پلیز، کیوں رو رہی ہیں؟ میں ٹھیک ہوں دیکھیں بس تھوڑا سانس کا"

"..مسئلہ ہے ٹھیک ہو جائے گا

لئیق کو لگا وہ اسکے لیے رو رہی ہے پر وہ خود تکلیف میں تھی، بلکل بے جان سی۔

تم جب یہاں بے خبر سوئے تھے تو تمہاری جگہ کسی اور نے ہگ کیا مجھے،"

"..یہاں کس بھی کی

لعلین نے اپنی گال سے انگلی جوڑے یہ بات جان کر کہی اور لئیق اسکے منہ سے یہ سنے خفیف سا خفا ہوا، گویا ماتھے پر ناگواری سے بل تک پڑے۔

"..کیا اول فول بولے جا رہی ہیں؟ کس کی ہمت ہوئی ایسا کرنے کی"

لئیق کے بھڑکنے پر لعلین نے درد کے باوجود مسکرا کر اسکی گال سے ہونٹ جوڑے پر وہ ہنوز برہم رہا۔

"..ہمارے بے بی کی"

لعلین کے نظر جھکا کر اسکے سینے سے لگ کر بتانے پر اول تو وہ ان سنی کر گیا مگر پھر جیسے جھٹکے سے اسکو اپنی طرف کیے چہرہ لعلین کی طرف پھیرا۔

"بے بی کی؟ کیا مطلب؟"

لئیق کے بے یقین استفسار پر لعلین نے اسکے گرد بازو لپیٹی۔

"ہمارا بے بی آرہا ہے لئیق ایزد، وہ یہاں میری ٹمی میں آچکا ہے چھوٹو سا یمی بن کر..."

وہ یہ بتاتی خود بھی ایک چھوٹی بچی لگی اور لئیق نے اس لڑکی کے یوں جان نکال کر یہ خبر سنانے پر اسکے اس سکھ دیتے نرم وجود کو خود میں بھینچ لیا، یہ سب اس قدر راحت آمیز تھا کہ اسے رکتی سانس کا کرب بھول گیا، وہ بھول گیا کہ ابھی لعلین کی سانس میں سانس لینے کی ہمت نہیں رکھتا، لیکن یہ لمحہ انکی زندگی کا حسین پل تھا تو لئیق ایزد نے پورے استحقاق سے لعلین کو اپنی خوشی سے ملوایا، وہ کتنی ہی دیر اس کی روح سہلاتی گرفت میں اپنے دل کی دھڑکن کو معمول پر لاتی رہی۔

تو فائنلی کر دیکھایا آپ نے پھر، اور پریشان آپ یوں تھیں جیسے نجانے "
کونسا نقصان ہو گیا، لئیق ایزد کی کوالٹیز پر آپکو بھروسہ آگیا ہو گا اب، اف
میرا سوتن آنے والا ہے یعنی۔۔۔۔ تبھی ٹمی دکھ رہا ہو گا میری چھوٹی سی
" جان کا، درد ہے آپکو؟
وہ لئیق کے ہر ری ایکشن پر کھلکھلائی اور آخر میں درد سے پھر سے روئی
روئی اسکے ساتھ لگی۔

" اسے سوتن تو مت کہو لئیق، وہ میری جان ہے۔۔۔۔ جان بھی لے لے "
" .. تب بھی کم ہو گا
لعلین صاحبہ کے ابھی سے اماں والے روپ پر لئیق نے منہ بسورا۔
خبر دار جو آپ نے اسے اپنی جان لینے دی، میری تو آپ ہیں "
سب۔۔۔۔ جلدیاں ڈال رکھی تھیں اب پڑ گیا نہ سیاپہ، منہ دیکھیں ابھی

سے اتنا سا نکل آیا۔ سن لیں لعلین اگر آپکو آنچ بھی آئی تو برداشت نہیں
"..کروں گا

وہ اسکے جنونی ہونے پر افسردہ سا مسکرائی جو اسکی فکر میں اس خوشی کا اظہار بھی ڈھنگ سے نہ کر سکا تھا۔

"یہ سب چھوڑو، بتاو خوش ہو؟ ڈیڈی بن کر؟"

وہ اس وقت کچھ سوچنا نہیں چاہتی تھی بس لئیق کی خوشی جاننے کی طلب گار تھی، اسکی مسکراہٹ تکتے وہ لمحے میں اپنی عافیت پسند راحت سمیٹتا اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرے جبین پر جھکا اور پیار سے لمس و شدت ثبت کی۔

ہمم۔۔۔بہت خوش ہوں، لیکن آپ میری جان سے بھی قیمتی ہیں۔آپکو"
"..یوں درد میں دیکھنا مشکل ہو گا

لئیق سے وہ ایسے ہی جواب کی خواہشمند تھی۔

مجھے درد نہیں ہو گا اگر تم میرا مرہم بنو گے، یہ نو ماہ تم مجھے ایک دن یا ایک "
رات بھی خود سے دور مت کرنا پلیز۔۔۔۔م۔۔میں بھلے موٹی بھینس بن
"..جاوں پھر بھی تم مجھے اتنا ہی پیار کرنا ٹھیک ہے نہ
لعلین کی معصومانہ تمہیدوں پر یکدم ہی وہ ہنسا، یہ لڑکی اسے کبھی سنجیدہ
رہنے ہی نہیں دیتی تھی۔
آپ ہتھنی بھی بن جائیں تب بھی آپ سے چپکا رہوں گا، آپ خوش تو "
لئیق ایزد دل و جان سے مسرور۔۔۔۔اب میرے پاس ہی رہیں میں سونا
"..چاہتا ہوں
اس احساس سکون کو خود میں اتارتے ہی لئیق جس پر دواوں کا اثر تھا،
آنکھیں موند گیا اور لعلین نے اب بھی صرف لئیق ایزد کے سکون کو اہمیت
دی، وہ ساتھ اب مزید مکمل لگ رہے تھے۔

.._____..

ساحل نے اسے آنے کے بعد آدھا گھنٹہ بھرپور ریلکس ہونے کے لیے دیا اور خود وہ تھانے سے آتی کال سننے میں مصروف لان میں ٹہل رہا تھا، شان کی بھیانک اور ماتمی حالت کی پل پل ساحل کو راحت دے رہی تھی۔

نمرہ نے اس آدھے گھنٹے کو غنیمت جانا اور نہ صرف اپنے دہکتے روپ سے نجات پائی بلکہ میک آپ بھی ریموو کیا، مانی نے جو بالوں کو بن بنایا اسے بھی کھول کر بالوں کو برش کیے ڈھیلی سی پونی میں باندھے، فیس کو موچرائز کیا اور گلے میں باریک سا دوپٹہ رول کیے وہ کمرے سے نکل کر کچن میں گئی، نروسینس کی وجہ سے اس سے کھانا نہیں کھایا گیا تبھی اب بھوک ستا رہی تھی اور کچن میں نمرہ کے لیے ہر پسند کی چیز موجود تھی، کھانا بھی اور فروٹس بھی مگر نمرہ نے بس ایک ایپل لیا اور واپس کمرے میں آگئی۔

اسکو بس اتنی ہی بھوک تھی، کمرے کو بہت لائٹ سا ڈیکوریٹ کیا گیا تھا بس چار پانچ جگہ واسیز میں تازہ گلاب سجے تھے اور بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پر

کینڈل اسٹینڈ میں تین موم بتیاں جل رہی تھیں اور دھوئیں کے ساتھ عطر جیسی خوشبو بھی اگل رہی تھیں۔

ساحل نے کال آف کی اور اندر آیا، گھر میں لیڈیز پرفیوم پھیلی تھی جو اسے مسکرانے پر مجبور کر گئی، زندگی میں آتی یہ حسین تبدیلی اس پر اچھا اثر کر رہی تھی، بلیک شائنی فرنٹ بلیدز اتار کر بازو پر رکھے وہ اسکی جیب میں فون ڈالے سلم فٹ سیاہ پینٹ اور ہم رنگی شرٹ میں بھی وجیہہ لگ رہا تھا، کمرے کے باہر پہنچ کر دروازے کا ناب گمایا اور اندر داخل ہوا، نمرہ نے آہٹ کے سنگ اسکی خوشبو محسوس کیے پلٹ کر دیکھا تو دونوں کی نظر بے اختیار ملی اور سب تباہ کر گئی، اس فسوں گر آپسرا ہ کا یہ روپ پہلے سے زیادہ جان لیوا تھا کیونکہ بنا کسی منصوعی حسن کے بھی وہ یوں تھے جیسے گالوں میں گلاب اتر آئے ہوں، وہ اپنی اتاری جیولری کو واپس مخملی کیس میں ترتیب دے کر رکھ رہی تھی، ساحل کو دیکھ کر سب کرنا بھول گئی، اس شخص کی

وارفتہ بے ادب نظروں نے نمرہ کو کچھ دیکھا ہی یوں کہ اسے لگا وہ یہیں گر پڑے گی۔

ڈراک میرون جوڑا جو گھنی سنہری کڑھائی والے کام سے بھرا تھا، نمرہ کے بانکے سراپے پر بہت جچ رہا تھا، پھر گہرے رنگ کے سبب اسکا اپنا گلابی رنگ جب مل رہا تھا تو غضب ڈھا رہا تھا، کلائیوں اور گردن کی ملائم جلد تک ہار سنگار کے سابقہ تشدد سے لال تھی جو ساحل کو اپنی جانب مائل کر کے مزید عاشقانہ ستم ڈھانے پر اکسا رہی تھی پھر وہ بھرے بھرے گلابی ہونٹ!

سوچ کر ہی زبان شیریں ہوئی اور دل مچلا۔

وہ اسکے قریب بڑھا مگر یکدم اپنی ناراضگی کا سوچے ساحل نے قدم روکے، وہ جو سہم گئی تھی، ساحل کے ایک مناسب فاصلے پر آکر رکنے پر لمحے میں آنکھیں نم کر گئی۔

"یاد آیا میں تو تم ناراض ہوں سو مجھے بہکانے کی کوشش مت کرو"

وہیں سے مڑے وہ صوفے پر کوٹ رکھتا خود بھی بیٹھا اور شوز سے پیر آزاد کیے، بازو کے بٹن کھول کر کف فولڈ کیے اور وہیں ٹیک لگا کر بیٹھا، نمرہ نے بہت مشکل سے آنکھوں میں امڈتے آنسوؤں کو روکا۔

"..ناراض مت ہوں س۔۔ساحل"

اسکے پاس آکر رکے نمرہ نے ڈوبتی آواز میں گزارش کی، لیکن ساحل خان بھی تو اپنے نام کا ایک تھا۔

"نہیں ہوتا، منالو مجھے سنپل۔ویسے بھی اس رات کو ہسبنڈ وائف دور دور ہیں..."

ساحل کے سکون میں یہ حل گوش گزار کرتے زرا فرق نہ پڑا البتہ نمرہ کو ضرور صدمے سے چکر آتے محسوس ہوئے، وہ بول تک بمشکل رہی تھی اس ظالم کے سامنے۔

م۔۔میں نہیں کر سکتی، ب۔۔بہت مشکل ہے۔۔۔۔آپ کوئی اور "
".. طریقہ بتادیں ساحل میں پ۔۔پکا کرلوں گی
وہیں اسکے قدموں میں بیٹھے نمرہ نے اپنی بے بسی کہی لیکن ساحل نے
ڈھیٹ بنے ناں میں سر ہلایا اور ٹیک چھوڑے نمرہ کی جانب جھکا۔
ٹھیک ہے پھر میری ناراضگی کے ساتھ خوشی سے یہ گولڈن نائیٹ "
".. سلیبریٹ کرو، میں جاتا ہوں سونے
اسکے آنسوؤں کو فی الحال کوئی اہمیت نہ دیے ساحل نے کٹھور پن سے اٹھ
کھڑے ہوتے ناراضگی کا اعلان کیا تو وہ بھی اٹھی، اس کے مخملی چہرے کا
کرب نظر انداز کرنا ساحل کے لیے بہت مشکل تھا، نمرہ نے اسکے راستے
میں کھڑے ہو کر ساحل کو روکا۔
آ۔۔آپ ایسا مت کریں ساحل، مجھ سے میری خوشی مت چھینیں۔ "
".. میرے پ۔۔پاس رہیں
نمرہ کے روہانسی گزراش پر وہ اسکو پکڑ کر پرے کرتا ہنوز مغرور بنا رہا۔

اور جو تم میری خوشی کو اگنور کیے جا رہی ہو اسکا کیا، دو دن سے ساحل خان "
منہ پھلا کر پھر رہا اور تمہیں کوئی فرق بھی نہیں پڑا، دیکھو نمرہ میں ایک
چڑچڑا سا آدمی ہوں، مجھے مزید ضدی مت بناو۔ تم جب اپنے پیار کو ظاہر
کرنے میں کامیاب ہو جاو تو بات کریں گے، میں بھی کافی تھک چکا
ہوں.. "

یہ سب وہ بس ایک ڈرامہ کر رہا تھا، کیونکہ موصوف یہ بات جان چکے تھے
کہ وہ لڑکی اسے منانے کی آج نہ صرف اہلیت رکھتی ہے بلکہ حق بھی پا چکی
ہے، بس ساحل خان اسے اکسا رہا تھا تاکہ انکے بیچ کی یہ دوری اور جھجک آج
مکمل ختم ہو جائے۔

" .. ت۔۔ تو باہر کہاں جا رہے ہیں، میرے ساتھ رہیں ساحل "
نمرہ کے تڑپتے اصرار پر وہ بہت مشکل سے مسکراہٹ روک پایا، نمرہ کے
چہرے کا رنگ زرد ہو گیا۔

تمہارے ساتھ رہوں؟ دو لوگ ساتھ تب رہتے ہیں جب ان میں کوئی"
پیار محبت ہونے کا امکان ہو، تم نے مجھے ناراض کر کے میرے قدم تو
روک ہی دیے ہیں، نہ تم مناو گی نہ یہ دوری ہٹے گی۔ تو یہاں بیٹھ کر ٹھنڈی
آہیں بھرنے سے تو رہا میں، سو وہاں سونا چاہوں گا جہاں تم نظر نہ
"..آو۔۔۔ چلو ہٹو راستے سے
ساحل کے کھلے الفاظ اور اسکی خواہش نمرہ کو لرزا رہی تھیں، وہ ہٹنے کے
بجائے اسکے روکنے کی خاطر اسکے سینے سے آ لپٹی، سمجھ نہ آیا کہ کیا کرے۔
آپ کے بڑھتے قدم کہاں روکے ہیں، ا۔۔ایسا مت کہیں۔ آپ مجھ سے"
ناراض ہوئے تو اللہ پاک بھی ہو جائیں گے۔ آپ آج ج۔۔جو بھی چاہیں
"..میں نہیں روکوں گی ساحل، آپکی ہر خواہش اور ہر بڑھتا قدم منظور ہے
نمرہ کی ایسی شاہانہ خود سپردگی پر ساحل نے اسے واپس پکڑے روبرو کیا، جو
اب تک رو رہی تھی۔

میں کچھ نہیں چاہتا تم سے نمرہ، نہ کوئی خواہش ہے بس مجھے منا و یہی کافی"
ہے۔اسکے بعد نہ مجھے تم سے اجازت لینے کی ضرورت ہو گی نہ تمہیں کسی
اعتراض کا خیال رہے گا۔ میاں بیوی کا جو تعلق بنتا ہے اس میں اللہ کی رضا
سب سے پہلے شامل ہوتی ہے سو تم باقی سب کو بھول جاو، میری ناراضگی
"..دور کرو

نمرہ کی بھیگی آنکھیں دیکھ کر ساحل نے اس بار نرمی اختیار کی لیکن وہ تب
بھی دم دیتی کیفیت سے گزر رہی تھی۔

"..س۔۔ساحل یہ مجھ سے نہیں ہو گا"

سرخ ڈوروں سے بھری آنکھوں سے اسے تکتی وہ ساحل خان کے دل میں
اتر رہی تھی، اس وقت نمرہ اسکی آنکھوں تک میں تادیر دیکھنے میں ناکام تھی
تو نظریں کسی اور خال وحد کو تو چھو بھی نہ پا رہی تھیں اور ستم یہ کہ ساحل
نے اسکی کمر میں بازو جکڑے اپنے مزید نزدیک کیا کہ نمرہ اسکے سینے سے جا
لگی۔

"اب؟"

وہ اسکو سخت مشکل سے دوچار کرتا خود ہی انتہا کا قریب آگیا کہ نمرہ کی سانس مقابل کی سانس میں گڈمڈ ہوئی، وہ دور ہونے کو مچلی مگر اس گرفت میں وہ بس آسانی سے سانس ہی لے سکتی تھی۔

"..اب ا۔۔اور مشکل ہے"

نمرہ کے حلق سے بمشکل سسکی برآمد ہوئی جس پر ساحل نے مزید چہرہ قریب کرتے اسکی گردن میں چہرہ گھسایا، جیسے اسکی منفرد سی خوشبو نزدیک سے ان ہیل کرنا چاہتا ہو، اس حرارت پر وہ جھلس سی گئی۔

"اب؟"

نمرہ کو اپنی گال ساحل کی نرم گرم شیو کی خفیف سی چبھن رکھتی گال سے رگڑتی محسوس ہوئی وہیں ساحل نے اسکی کمر پر ہتھیلی لگا کر اسے اپنے آپ میں جذب کر لیا۔

"ک۔۔کیا یہاں پر کر دوں؟"

نمرہ نے زرا چہرہ پھیرا تو گردن جیسے مبادل ملنے پر سرگوشی کی، ساحل کے ہونٹوں پر شرانگیز مسکراہٹ پھیلی۔

"اگر تم نے یہ کیا تو پھر آگے جو جو ہو گا اسکا ساحل خان ہرگز ذمہ دار نہیں"..

ساحل کی گھمبیر سرگوشی پر نمرہ کے دانت سے نکلے پر دل الگ سہما۔

"کیوں تنگ کر رہے ہیں مجھے؟"

نمرہ نے اسکی پشت پر ہتھیلی پھیرتے روٹھے پن سے پوچھا جس پر ساحل نے ویسے ہی اپنی کھردری گال سے نمرہ کی گال رگڑی اور چہرہ یونہی رگڑتے روبرو کیا۔

"دل چاہ رہا ہے، کبھی اس سچویشن سے سامنا نہیں ہوا۔اچھا لگتا ہے جب سوچتا ہوں تم مجھے چاہتی ہو، وین یو کس می ہیر، مزید اچھا لگا۔کیا تم نہیں چاہتی مجھے سپیشل فیلنگ آئیں"

وہ یہ سب بولتا ہوا پھر سے گال سے گال رگڑے اسے مدہوش سی کیفیت میں مبتلا کر چکا تھا جو خود کو روک پانا مشکل جان رہی تھی، ساحل خان کی آنکھیں اور اسکے چہرے کا ہر نقش نمرہ کو بولتا ہوا اور چھوتا محسوس ہو رہا تھا۔

"..چ۔۔چاہتی ہوں لیکن م۔۔میں لڑکی ہوں ساحل خان"

نمرہ نے اسکے ہونٹوں پر ہتھیلی جماتے ہی اسکے نرم حصار سے نکلنے کی کوشش کی پر ناکام رہی۔

"سوواٹ؟"

ساحل کے بے باک سوال پر وہ ڈر کر واپس اسکے حصار میں لپٹی۔

"..کچھ تقاضے ہوتے ہیں"

وہ بہت مشکل سے اسے دیکھ پائی کیونکہ ان گہری سیاہ آنکھوں کے سحر سے بنا گھائل ہوئے بچنا ناممکن تھا۔

تمہیں آج صرف میری سننی ہے، میرے تقاضے سمجھنے ہیں۔ تم منا رہی"
"ہو یا میں چلا جاوں نمرہ؟
ساحل کو اس بار سیچ میں غصہ آیا، جیسے اس نے نمرہ کو کوئی پہاڑ سر کرنے کا کہہ دیا ہو۔
"..پلیز"
نمرہ نے اسکو دیکھتے منت بھری التجاء کی جس پر ساحل خان سیچ میں اسکا ہاتھ چھڑوا گیا مگر ایک بار پھر نمرہ کے مڑنے ہر اسکا پیر قالین میں اٹکا اور خود تو وہ کاوچ پر دھرم سے گری، ساحل کی شرٹ کا گریبان جکڑنے پر وہ اس سے پہلے ہی کاوچ پر موجود پایا گیا اور یوں نمرہ اس پر جب گری تو ساحل کی آنکھیں تیور زدہ اور ہونٹ آدھے سے مسکرائے، کمر کے گرد بازو جکڑنے میں ساحل نے لمحہ نہ لگایا۔
اب تم بخشی نہیں جا سکتی نمرہ، کہا تھا میرے سامنے سنبھل کر چلنا۔اب"
"مناو گی یا میں خود مان جاوں؟

ساحل کی سرگوشی بے خودسی تھی جبکہ نمرہ نے اب خود بھی ساحل سے دور جانے کی کوئی کوشش نہ کی اور آنکھیں بند کرتے ہی اسکے چہرے پر جھکی،اس شخص کے ہونٹوں کو کچھ دیر پہلے جن سانسوں نے چھوا،اب انکی جگہ وہ گلاب کی نرم پنکھڑیوں کے زائقے گھل گئے تھے جنھیں ساحل خان نرمی اور شدت دونوں سے محسوس کر سکتا تھا،فسوں خیز لمحوں نے سانسوں کے سنگم کی میٹھی میٹھی آگ دہکائی،نمرہ کو لگا واقعی وہ دور رہتی تو اس راحت سے محروم ہو جاتی،وہ اسکی جانب سے نرم پڑتی شدت پر فوری اسکی گردن میں چہرہ چھپا گئی کیونکہ چہرہ سرخ تو ہوا ہی تھا،ساحل اسکے کانپتے وجود سے الگ گرویدہ ہوتا گیا۔

"..سب سیٹل ہو گیا،فضول میں چھپو مت سامنے آو"

ساحل کی بدلتی پر خمار و آفت خیز ٹون پر نمرہ مزید اس میں سمٹی مگر وہ اسے پوری قوت لگائے سامنے کر چکا تھا، ساحل خان کی پر شوق استحقاق آمیز نظریں نمرہ کے گلابی چہرے کا طواف کرنے میں بھٹک رہی تھیں۔

"..آپ واقعی بہت منہ پھٹ ہیں ساحل"

اسکے بے رحم ہو کر دیکھنے پر نمرہ نے شرم و بے بسی سے پلکوں کی باڑ گرائی۔

دل کی بات بنا کسی لپٹی چپڑی کے کہہ دینا بدلحاظی ہے تو ہاں ساحل خان"

"..منہ پھٹ ہے، کیا کر لو گی تم

وہ اسکے ضدی لہجے پر چھینپا سا مسکرائی اور ساحل کی کشادہ پیشانی پر اپنے ہونٹ رکھے۔

"..پیار، جواب سے میرا اوڑھنا بچھونا ہے"

اسے یہ زرا سی بے باکی راس آجائے گی نہ خود علم تھا نہ ساحل کو ایسی امید تھی تبھی وہ ہنس پڑا۔

ابھی تو کوئی کہہ رہا تھا میں تو لڑکی ہوں، مجھے تو شمو آتی ہے۔ میرا تو دل"
"..رک جائے گا، اب اپنی حرکتیں چیک کر لو تم نمرہ
ساحل نے اسکے بہکانے پر جس سنگدلی سے چوٹ کی، نمرہ کو لال ٹماٹر کیا،
اسے سمجھ نہ آیا اب منہ کہاں چھپائے۔
توبہ ہے ساحل، میں نے صرف لڑکی کا کہا باقی تو آپ نے خود لگا لیں"
"..باتیں۔ ایک نمبر کے چالاک ہیں
وہ فوری اس الزام پر تڑپ کر منمنائی، ساحل کے روبرو سانسیں اسکے بنا کچھ
کیے ہی بے ترتیب ہوئے جا رہی تھیں۔
ہاں تو تمہیں اس فضول کی وائبریشن سے بھی تو نکالنا تھا جو میرے زرا"
سے قریب ہوتے ہی تم پر اتر آتی ہے، مجھے زرا بولڈ بیوی چاہیے جو میرے
"..موڈ سوئنگز کا دھیان رکھے اور مجھے ہر وہ راحت دے جو میں چاہوں
یہ کہنے میں بھی وہ اخیر منہ پھٹ نکلا، لیکن نمرہ کا دل کھکھلا اٹھا، وہ اس پر
یوں حق جما کر جان لے رہا تھا، جو نمرہ ہنستے ہنستے بھی اس پر وار دیتی کم تھا۔

میں کوشش کروں گی ساحل، آپکو دوبارہ ناراض نہ کروں۔ آپ جیسے "
دور سے لگتے تھے ویسے ایک فیصد بھی نہیں نکلے، میں نے کبھی نہیں سوچا
".. تھا اتنا پر سکون انسان ایسا شدت پسند بھی ہو سکتا ہے
نمرہ کو لگا ساری گھبراہٹ اور ڈر بیچ سے پنکھ لگا کر نکل گیا ہو تبھی تو وہ اس
کے تھائی پر بیٹھی اس پر آدھی جھک کر بھی ساحل کی آنکھوں میں بے خوفی
سے دیکھ رہی تھی، ایک ہتھیلی اس نے ساحل کے رخسار سے جوڑ رکھی
تھی۔

"درا صل محبت اور توجہ کی کافی کمی کا شکار رہا ہوں، ممی بچپن میں چھوڑ گئیں
اور بابا سے ماں اور باپ دونوں کا پیار ملا لیکن انکے بعد خالی ہو گیا۔ سر پر
شہریار جدون اور ہارون پرکاش کا مہربان سایہ رہا لیکن ان دو کے ساتھ میرا
تعلق استاد اور طالب علم سا تھا۔ بس اب یہ سمجھو بہت مدت بعد اپنا کوئی
ذاتی ملا ہے، اب تمہیں ہی یہ شدتیں اور حسرتیں سہنی ہیں۔ اور تو کوئی
"..آپشن نہیں

وہ جو بھی بولتا تھا صاف گوئی سے اور نمرہ کو اسکی اداسی نے دگنا اداس کیا، اسکا بس نہ چلا اس بندے کو خود میں چھپا لیتی، شاید اللہ نے عورت کے دل میں اس کائنات سے زیادہ وسعت رکھی ہے، لیکن صرف اسکے من پسند مرد کے واسطے۔

"مجھے سب قبول ہے، آپ جو چاہیں گے جیسا چاہیں گے میں ویسا بننے کی کوشش کروں گی ساحل، لیکن مجھ سے خفا مت ہوئیے گا۔ مجھے آپ کے پاس جو سکون ملا ہے وہ آج سے پہلے کبھی محسوس نہیں کیا۔ مانی نے ٹھیک کہا تھا، ساری گھبراہٹ اور ہچکچاہٹ ختم ہو جائے گی۔۔۔۔ مجھے اتنی ہمت اسی نے دی ہے، ورنہ آپکو مجھ تک اتنا سا پہنچنے میں بھی کم از کم دس سال تو لگتے.."

ساحل اسکے ہلتے ہونٹوں پر گہری نظر جمائے اسے دل سے سن رہا تھا، اسے نمرہ قبول تھی کیونکہ وہ بہت اچھی اور سکون پہنچاتا بشر تھی اس کے لیے،

جس کے قریب جا کر ساحل کو کوئی بے سکونی محسوس نہیں ہو رہی تھی اور وہ اسے اللہ کا اشارہ سمجھ کر خوش تھا، مانی کے لیے عزت دگنی ہوئی جس نے ساحل خان کی زندگی کا سفر مزید آسان کر دیا تھا۔

"وہ بہت سمجھدار ہیں، یو آر لکی کہ ایسی دوست ہے تمہاری۔ رہی بات اتنے سے کی تو ساحل خان کا اس سے گزارا نہیں ہو گا۔ کیا ہم پھر سے بیڈمنٹینیو کریں؟"

وہ جو اسکے اول جملے سن کر بڑے سکون سے چہرہ اسکے چہرے کے قریب سرکائے مسکرا رہی تھی، یکدم ساحل کے بدلتے موڈ پر پھر سے کانپی، وہ بول کر ہی دل دھڑکا دیتا تھا۔

"..س۔ساحل۔۔۔۔ت۔۔ تھوڑا وقت د۔۔یں یار"

نمرہ کی روہانسی سسکی پر ساحل نے اس بار نا صرف اسکی سانسوں پر گہری پکڑ جمائی بلکہ اگلے ہی لمحے وہ بانکی سی گڑیا ساحل خان کے مضبوط بازوؤں میں تھی اور اسے اٹھ کر بیڈ کی طرف لے جاتے ساحل نے اسے نرمی سے

میٹرس پر لیٹا یا جو سہمی ہوئی پھر سے رو دینے کو گہرے گہرے سانس کھینچنے لگی۔

"یہ بلاوجہ دوریوں اور بیڈ صوفے والا ڈرامہ وہاں اچھا لگتا ہے جہاں ایک کو کسی سر پھرے کیڑے نے کاٹا ہو، تم راضی میں راضی۔۔۔۔ پھر کیسی دوری میسز.."

ساحل کے ارادے نمرہ کو ابھی سے ٹھنڈے پسینے لا رہے تھے اوپر سے اس بندے کا یہ طرز گفتگو جو کان کی لو تک اگلے کو لال کرنے کا سبب تھا۔

"م۔۔ میں چلاوں گی ساحل۔۔۔۔۔ پلیز.."

نمرہ کے مزاحمتی دھمکاتے تیور ساحل کو مزید بے لگام کرنے کا سبب بنے۔

"پہلے بتادوں کہ چلاو گی تو مدد کو یہی ساحل خان آئے گا.."

وہ اسکی سنے بنا جب اپنی شرٹ کے بٹن کھولنے لگا تو وہ باقاعدہ چیخ مارتی اٹھ بیٹھی اور وہ جو ایک ٹانگ پر دباو دیے وہیں ٹک کر اس پر جھکا ہوا تھا اس سے لپٹی۔

کر رہی ہے، میرے رومینس کو seduce مجھے تمہاری یہ وائبریشن"
"..انسانی رہنے دو گرل

نمرہ نے اسکی اگلی گل فشانی پر فوری دور ہٹتے صدمے سے دیکھا جو اپنی شرٹ اتارتے ہی اٹھا اور کمرے میں نیم روشنی چھا گئی، اسکا پہاڑ کسرت کیا وجود اور اپنی طرف بڑھتے قدموں پر نمرہ کی دھڑکنیں سن ہو کر رہ گئیں۔

وہ اس کے قریب آیا اور ساحل خان کے اس بار اسکے ہونٹوں کو چھونے پر وہ کانپی، ہاتھ اسکے برہنہ سینے سے جوڑا جو جسم میں برق دوڑا گیا۔

میں نہیں جانتا محبت بن پاو گی یا نہیں لیکن تم میرا سکون ضرور بن گئی ہو،"

I want to spend a deep, relaxing, memorable night with you. To make myself addicted to you, bind me to yourself so

much that I cannot remain calm away from you even if I want to."

اس کے چہرے پر جھک کر محبت سے اسکے کان میں سرگوشی کیے ساحل نے اسکے کانپتے وجود کو لمحوں میں اپنے جسم کی حدت بخشتے سہلایا۔

"م۔۔ محبت کریں گے نہ م۔۔ مجھ سے ساحل، سکون تو وہی بنتا ہے جو دل کو بھاتا ہے.."

وہ اس لڑکی کی آواز اور شدت پر اپنے پر حدت لمس عطا کرتا اس میں سمٹا، حرارت مزید بڑھی، ماحول کی بھی اور جسموں کی بھی۔

"صبح بتاوں گا، ابھی مجھے ڈسٹریکٹ مت کرو۔۔۔ آئی فیل سو گڈ ودیو.." نمرہ تو اسی پر خوش تھی کہ وہ اس کے ساتھ خوش ہے اور جب ساحل کے ہونٹوں نے اسکی گال شدت و خماری سے چومی تو وہ بس اسے خاموش خود سپردگی کی نگاہوں سے دیکھتی رہی تب تک جب تک ان بھٹکتے ہونٹوں کا سفر نمرہ کی گردن نہ بنی، اسکے آگے کا سفر وہ خود بھی بنا کسی اعتراض بس

پوری رضا سے محسوس کرنا چاہتی تھی، اور وہ شخص اپنی اور نمرہ کی زندگی کا ایک بامقصد آغاز کرنے میں جنونی ہو چکا تھا، صرف سکون تھا، دو الگ الگ جسموں کے پار دھڑکتے دل تھے جو ایک دوسرے سے آج کی شب ہی محبت میں شرطیہ گرفتار ہونے والے تھے۔

"میرا نام نظام الدین ہے ڈیول، بلیک ڈائمنڈ کے حکم پر یہاں آپکے باہر کے تمام امور دیکھوں گا، اور یہ غزالی ہے، یہاں اس ملک یا شہر میں آپکو جو بھی لیگل، ال لیگل مسئلہ ہو گا یہی حل کرے گا، یہاں بہت پاور فل میڈیا انفلنسر کے طور پر جانا جاتا ہے، میڈیا کا اہم آدمی ہے اور انڈر ولڈ کے ساتھ بھی روابط ہیں، یہی نہیں یہاں کے ہر شعبے میں بلیک ڈائمنڈ کی آرمی کے لوگ موجود ہیں.."

اس وقت اس بیری شہر میں سڑکیں رات کے وقت سنسان پڑی تھیں، شہریار جدون آکیڈمی کے ہوسٹل سے ایک میوزک کانسرٹ میں شرکت کا کہے دو گھنٹے کی چھٹی لے کر باہر نکلا تھا، اسکی ملاقات دو اہم لوگوں سے ہوئی جو اسے ایک خفیہ اور سنسان راستے سے اپنے گھر لے جا رہے تھے، وہیں اصل شیلے جیکسن کو پچھلے چار دن سے قید کر کے رکھا گیا تھا، شہریار نے تمام لیگل کاغذات میں خود کو شیلے جیکسن پروف کر دیا تھا اور یہاں تک کہ اسکے خلیے کو کاپی کرنے کے لیے اپنے بال بھی یہاں آتے ہی ہلکے سے ڈائے کروا دیے تھے، داڑھی کچھ بڑھا کر سیاہ نظر والی عینک پہن لی تھی جو ایکچول میں چیک کروانے پر شہریار کی واقعی کچھ پوائنٹس کمزور نکل آئی تھی، بظاہر دیکھنے والی آنکھ اسے اور اصل شیلے کے بیچ فرق کرنے میں ناکام تھی جسکی ایک بڑی وجہ شیلے کے چہرے کا صرف لیگل ڈاکومنٹس کے علاوہ اور کہیں نہ ہونا تھا جو اس آکیڈمی میں آنے سے پہلے ہی شہریار جدون کی

تصویر سے بدل دیا گیا تھا، یہ کام اعلی پروفیشنلز افسران نے کیا تھا جس میں غلطی کی کوئی گنجائش نہ تھی۔

"ٹھیک ہے لیکن شیلے کا کیا کرنا ہے اب، اگر وہ ہماری قید سے بھاگ نکلا تو"

"..میں تو ان دشمنوں میں پھنس کر رہ جاوں گا

وہ لوگ ایک دو کمرے کے اپارٹمنٹ میں داخل ہوئے تو شہریار نے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوتے سوال کیا جس پر وہ بریٹش وضع رکھتے دونوں بلیک ڈائمنڈ کے لوگ بھی اندر آئے، کمرہ کافی اچھی حالت میں تھا جہاں ایک دو آدمی کے رہنے کی ہر سہولت موجود تھی۔

"اسے مارنے کے آرڈر ہیں ڈیول، وہ ہمارے کسی کام کا نہیں۔اسے مارے

"..بنا ہم یہاں سیو پوزیشن حاصل نہیں کر سکتے

ان دو میں سے ایک جسکا نام نظام تھا وہ فوری شیری کو جواب دیے بولا جس پر شہریار کو فطری پریشانی ہوئی، مارنا جیسے اسے اضافی لگا کیونکہ اب وہ پہلے والا ڈیول تو تھا نہیں کہ ایسے کام اس دیدہ دلیری سے کرتا حالانکہ پہلے بھی

ڈیول کے ہاتھوں صرف گناہ گار ہی جہنم واصل ہوئے تھے، شیلے سے ابھی شیری کو ہمدردی تھی۔

"..بے گناہ مر جائے گا، مجھے اچھا نہیں لگ رہا نظام"

شہریار کے افسوس زدہ ہونے پر غزالی نے وہیں لاونج میں لگے میز پر رکھا خاکی لفافہ اٹھا کر شہریار کو دیا جن میں سب سے پہلے کچھ فوٹو گرافس جنکو دیکھتے ہی شہریار کی آنکھوں میں لہو ٹپک گیا، لڑکیوں کی اس شالے کے ساتھ نازیبا تصویریں جن میں وہ معصوم و مظلوم دیکھائی دیتی لڑکیوں کو ہراس کر رہا تھا۔

یہ شیلے جیکسن بھلے آرمی آفیسر بن رہا تھا مگر در حقیقت یہ ایک اخیر غلیظ" آدمی تھا، سمگلنز کے علاوہ عورتوں کے کاروبار کا دلدادہ تھا، اپنی گرل فرینڈ بھی اسی کے آدمیوں کے ہاتھ جب لگ کر مری تب ہوش آیا اس خبیث کو سو کچھ وقت اس نے اس کے سوگ میں سارے غلط کام ترک کیے اپنے

آرمی فیوچر پر فوکس کیا لیکن باز پھر بھی نہیں آیا۔اب انہی عورتوں کو دبئ
اور انگلینڈ کے کلبوں میں ناچتے کے لیے بیچتا ہے۔بچاری غریب ملکوں کی
گھر کی واحد کفالت کرتی پارلر، کیفیز اور چھوٹے موٹے اداروں میں معمولی
جابز پر کام کرتی لڑکیوں کو اسکے چھوڑے کارندے وزٹ ویزے کا لالچ
دے کر باہر کے ممالک بھیجتے اور ان بچاریوں کی زندگی تباہ کرتے ہیں۔وہ
غریب لڑکیاں دو پیسے زیادہ کمانے کی لالچ میں آکر اپنا سب کھو دیتی ہیں،
عزت، نام، وقار اور نسوانیت تک۔آپکو جوشیلے جیکسن کی جگہ لایا گیا اس
کے پیچھے یہی مقصد تھا ڈیول۔۔۔۔شیلے ایک پاور فل اور شاطر آدمی ہے
کیونکہ باپ دادا ابھی تگڑے گزرے ہیں، فی الحال اسکے آگے پیچھے کوئی
نہیں، ممکن ہے آرمی جوائن کرنے کے پیچھے بھی اسکا کوئی مقصد تھا کیونکہ
وہ حقیقت میں کس کا سگا تھا یہ کہنا اب بھی مشکل ہے، اسکے یہ تمام جرائم
بھی انڈر ولڈ کے جاسوں نے بے نقاب کیے۔آپ ایز آجاسوس اسکی جگہ رہ
کر دشمنوں کے راز بھی جانیں ساتھ ساتھ اسکے بہت بڑے رقبے پر پھیلے

اس غلیظ اور غیر انسانی نیکورک کا بھی خاتمہ کریں یہی تین سالا مشن ہو گا.."

غزالی نے ہر بات نہایت تفصیل سے بتا کر شہریار کا موڈ اس قدر اچھا کیا کہ اسے لگا ساری بوریئت ہی بھاگ گئی، ویسے بھی وہ فارغ بیٹھنے سے زیادہ برائی کو کچلنے میں دلچسپی رکھتا تھا۔

"یعنی مجھے ایک دن بھی بور نہیں ہونا پڑے گا، یہ تو دلچسپ ہے۔ پھر اس شیلے جیکسن کو میرے ہی ہاتھوں اپنے ان مکروہ اور ناپاک جرائم کی سزا ملنی چاہیے.."

وہ لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہنسے اور غزالی ان دو کو اپنے گھر کے پچھلی طرف بنے گودام میں لایا جہاں رسیوں کی زد میں وہ شالے جیکسن جیسی غلاظت جکڑی ہوئی تھی، روشنی کی درزوں اور گودامی کمرے کے دروازہ کھلنے پر خوفناک سی آواز پیدا ہوئی، شالے نے جب سر اوپر اٹھایا تو

اپنے سامنے کھڑے توانااور بپھرے خطرناک گن مین کو دیکھ کراسکی آنکھیں خوف سے باہر ابلیں۔

بنااس کو تڑپنے کا موقع دیے شہریار کی گن نے شیلے کی کھوپڑی میں سوراخ کیا،اور وہ غلاظت وہیں چند کربناک سسکیاں لیے ڈھے گئ۔

اسے یہیں کہیں دفنادو،تاکہ یہاں کی زرخیز مٹی جلد ہی اسے نگل کر فنا کر دے.."

غزالی نے اپنے دو خونخوار قسم کے آدمیوں کو اشارہ کیا جو مردہ شیلے جیکسن کو اٹھا کر وہاں سے لے گئے جبکہ غزالی نے ایک ڈی وی ڈی ڈیول کی سمت بڑھائی اور موبائیل فون جس سے فیس لاک اور فنگر لاک ہیک کر کے شہریار کے فیڈ کر دیے گئے تھے۔

اس ڈی وی ڈی میں شیلے جیکسن کا تمام ریکارڈ، بائیو ڈیٹا،اسکے انسٹا،"

فیسبک،ٹیوٹر اکاونٹ کے کمانڈ پاسورڈ ہیں،دوست احباب کی لسٹ ہے،یہ

اب سے آپ ویسے ہی ہینڈل کریں گے جیسے وہ کرتا تھا۔اسکا فون، سوشل
کانٹکٹ آپ اس فون سے ہینڈل کریں گے اسکے علاوہ کچھ نہیں۔
آج تک اس نے کسی اکاونٹ پر اپنی کوئی تصویر نہیں ڈالی، کسی دوست
احباب تک نے اسے نہیں دیکھا کیونکہ ناک اور بالائی ہونٹ پر لگے
پیدائشی بھیانک کٹ کے سبب یہ ہمیشہ ایک سیاہ ماسک پہنے رکھتا تھا،اسکے
سوشل اکاونٹس کی پبلک اسکے فیس ریویل کے پیچھے پاگل تھی،اسکا بھی
آپکو فائدہ ہوگا۔ٹک ٹاک بھی بناتا تھا آپکو بھی کبھی کبھار یہ اوٹ پٹانگ
حرکتیں کرنی ہوں گی۔مذہب کا عیسائی تھا مگر نو زبانوں پر عبور رکھتا تھا جو
سب آپکو سیکھنی ہوں گی۔اردو، چائنیز، ترکش، انگلش، عربی، ہندی،
"..بنگالی، اٹیلئین اور فرانسیسی
غزالی کی ہر بات شہریار سن کر سر ہلا رہا تھا،ان میں سے کئی زبانیں
موصوف کو پہلے ہی آتی تھیں، بنگالی، ترکش، چائنیز سیکھنے کی ضرورت باقی
تھی۔

تمام آرمی آفیسرز کے موبائیل فون ڈیٹکٹ ہوتے ہیں سوایسی کوئی کال یا"
میسج مت کیجئے گا جس سے آپ کسی شک کے دائرے میں داخل ہو جائیں،
اور بھی آپکو میں بریف کرتا رہوں گا، شیلے جیکسن نے اپنے ناک اور ہونٹ
کی حالیہ سرجری کروائی اور اسی وجہ سے اسکی شکل کے آپکی صورت تھوڑا
بہت بدلنے کو کوئی نوٹس نہیں کرے گا، ہوسپٹل کا تمام فیک ریکارڈ بھی
تیار ہے، ویسے بھی اسکے چہرے کے خدوخال کی آپکے چہرے سے کافی
مماثلت ہے اور یہ سب بہت پلینگ کے بعد ترتیب دیا گیا ہے بس آپ اپنا
کام کرتے رہیے.."

چونکہ انکا کام اور شہریار کے دو گھنٹے ختم ہونے والے تھے سو تمام بریفنگ
ختم کی گئی اور شہریار وہاں سے اسی اندھیرے میں واپسی کے لیے نکلا، اسکا
گیٹ آپ یہاں آتے ہی بدل گیا تھا، اور شیلے جیکسن وہ نہیں یہ کسی کو بھنک
بھی نہ پڑ سکتی تھی، آخر کار پروفیشنلز نے یہ کام سمیٹے تھے۔

شہریار واپس فوجی اکیڈمی آیا تو آتے ہی چپس کا پیکٹ کھاتے ابھیجیت سے ٹاکرا ہوا، آکیڈمی کے دائیں طرف گراونڈ میں فوجی مشقیں جاری تھیں، پاس سے گزرتے کئی فوجی شہریار کو سلیوٹ مارے گزر رہے تھے۔ بردار، اکیلے اکیلے میوزک کانسرٹ پر چلے گئے۔۔۔بندہ صلح ہی مار لیتا" ہے۔ویسے بھی ان خاکی وردیوں والے منہ دیکھ دیکھ کر میں بھی اوباہوا ہوں۔بھائی پلیز اگلی بار میری بھی سفارش کروا کے باہر نکال لیجئے گا۔بہت سمے بیت گیا جگجیت سنگ کو سنے ہوئے.." ابھجیت نے منہ سے بڑا چپس کا تھیلا شہریار کی طرف بڑھایا جسے اس نے رسان سے منع کیا اور ابھیجیت کے کچھ زیادہ ہی فری ہونے پر وہ اسے سرد گھورا۔

یہاں جگجیت سنگ تمہارے پھپا جی نے لاونچ کیا ہے؟ اور مجھ سے ہر چیز" میں صلح کی امید تم نہ ہی رکھو بھائی تو بہتر ہو گا۔لگے رہو اپنے تھیلے کے ساتھ، مجھے نیند آ رہی ہے.."

شہریار نے باقاعدہ اس جونک سے جان چھڑوائے اپنے ہوسٹل کیبن کی طرف قدم تو بڑھائے پر وہ لمحہ بھر بھول گیا کہ یہی بلا تو اسے تین سال اریٹیٹ کرنے والی ہے۔

"ہک ہاہ! ابھیجیت تو اس کھڑوس کو اپنی دور کی فوفی کے لیے پٹاہ رہا تھا اور یہ تجھے ہی فوفھا جی کا طعنہ مار گیا۔۔۔۔ سوری فوفھی جان، آپکے بھاگیا میں کوئی مست لونڈا ہے ہی نہیں، مرے ہوئے فوفھا (پھپھا) جی پر ہی گزارا کریں.."

اپنے بڑے سے چپس کے تھیلے سے وہ ٹھنڈی آہ بھرے واپس چپس نکال کر ٹھوسنے لگا جبکہ پاس سے گزر کر جاتے بڑے آرمی آفیسرز کی گھوری پر جس سپیڈ سے ابھیجیت نے وہ چپس کا پیک اپنی شرٹ کے اوپر پہنے باریک سوئٹر میں گھسایا وہی اس بندے کی کل قابلیت تھی۔

"اسکی تاریکا ڈھونڈنی پڑے گی ورنہ یہ میرے دماغ کی یونہی آتے جاتے لسی کرتا رہے گا۔۔ تھانیدار کہیں کا.."

شہریار نے روم میں آتے ہی جیکٹ اتار کر بیڈ پر پھینکی اور بڑبڑاتا ہوا نہانے بڑھ گیا۔

.._____..

رات میں کافی دیر تک ایجلینہ اور جمشید ہوسٹل آئے اور لئیق کی عیادت کی جبکہ اسے مزید ایک دن سپیشل کیئر میں رکھنے کے بعد ڈسچارج کر دیا جانا تھا، لیکن میڈیسن پورا ایک منتھ جاری رہنی تھی اور ہر تین دن بعد چیک آپ جس سے ڈاکٹرز اسکے لنگز کے انفیکشن کی امپروومنٹس دیکھنے والے تھے، سو ایک منتھ تو لعلین اور لئیق کو شاہ عالم رکنا تھا۔

دستگیر نے بھی بھائی کی خیریت پر سکھ کا سانس لیا اور لئیق نے رات جاگنے کے بعد کچھ بہتر محسوس کرتے ہی لال نور سے بھی بات کی اور لئیق سے بات کرنے کے بعد ہی انکو سکون ملا۔

لئیق نے ابھی اپنے ساتھ ہوتے حادثے اور لعلین کی پریگنینسی کا کسی کو نہیں بتایا، وہ چاہتا تھا وہ لوگ جب ساتھ واپس جائیں تبھی یہ بریکنگ نیوز دیں، لیکن دستگیر کو لئیق نے ہر بات تفصیلی بتادی۔

اسے بھی خوشی اور سکون مل گیا۔

وہیں سونم صاحب اور وہ کیوٹ کپل بھی رات اپنے اپنے ٹھکانوں پر چلے گئے کیونکہ سبکی دو دن سے جاگ جاگ کر واٹ لگی تھی، ویسے بھی لئیق کے پاس لعلین تھی اسکے لیے کافی تھا۔

ساری رات لئیق کو غنودگی جیسی حالت میں رکھا گیا تھا، ڈاکٹرز نے رات کے بیچ اسے ڈسٹرب نہ کیا کیونکہ سب کو پتا تھا لئیق کی وائف انکے ساتھ ہے سونرسوں نے بھی انکی پرائیویسی کا خیال رکھا، فجر کے وقت ڈاکٹر منصور خود آئے تب لعلین بھی کچھ دیر لئیق کے پاس ہی سو کر نماز کے لیے اٹھ چکی تھی۔

انہوں نے لئیق کی کنڈیشن لمحہ بہ لمحہ بہتر ہوتی ہی بتائی جس سے لعلین کو دلی سکون ملا کیونکہ ساری رات وہ لئیق کی اکھڑتی سانس اور بڑھتے گھٹتے ٹمپریچر کی گواہ تھی ورنہ وہ اسکے پاس ہوتی تھی تو وہ سکون میں آجاتا تھا پر رات شاید وہ تکلیف میں ہنوز مبتلا تھا۔

جب سے وہ اسے دیکھ کر گئے تب سے لعلین اسکے سرہانے بیٹھی کمر کے پیچھے دو تکیے رکھ کر فرصت سے لئیق ایزد کو دیکھ رہی تھی، کبھی اسکے چہرے کو چھوتی کبھی بالوں کو کبھی اپنے پسندیدہ ہونٹوں کو، پھر اسکے سینے پر ہتھیلی رکھ کر دل کی رفتار دیکھنے لگی، سانسیں اب بھی بھاری تھیں۔

وہ اسے دیکھتے ہوئے کبھی تھک نہیں سکتی تھی، اسکے باوجود کہ اپنا سٹمک بری طرح درد میں تھا، ستم یہ کہ غیر ضروری میڈیسن بھی وہ ان نو ماہ میں نہیں لے سکتی تھی نہ کوئی پین کلر۔

بس ہر درد کی دوا یہ شخص ہی تھا۔

غنودگی چھٹی تو لئیق نے اپنے ہاتھ میں مقید اس ملائم ہتھیلی کو محسوس کرتے بند آنکھوں سے ہی اسکی ہتھیلی ہونٹوں سے جوڑی اور وہ جو اس میں کھوئی ہوئی تھی، لئیق کے اس پیار بھرے لمس پر ہونٹوں پر اڑی سی مسکراہٹ لیے مسکائی اور جھک کر اسکے پیشانی چومی اور بیمار کو شفا ملی۔

"اب یہ مت کہیے گا کہ رات سے آپ یونہی میرے سرہانے بیٹھی ہیں" اسکو ٹھیک سے دیکھنے کو لئیق نے سر پرے سرکائے دوسرا تکیہ بھی سرکے نیچے رکھے چہرہ لعلین کی طرف گمایا۔

نہیں میں سوئی تھی کچھ دیر مگر سٹمک پین نے آنکھ کھول دی، اب مجھے" بہت ساری بھوک لگی ہے لئیق ایزد لیکن جانتی ہوں کھایا ایک بریڈ پیس بھی نہیں جانا"

اپنی عجیب طبعیت پر وہ پھر سے رونے والا تاثر دیتی بولی جس پر لئیق نے سینے پر ہاتھ رکھتے زرا اٹھ کر بیٹھتے ہوئے تکیے درست کیے۔

آپکو ہیتھلی سا ناشتہ کرواتا ہوں۔۔۔۔۔خود بنا کر۔۔۔۔اینجل اور جمشید"
بھائی آتے ہوں گے ہمیں پک کرنے۔کل رات ہی مسٹر منصور سے سونم
صاحب کی سفارش کرواکے میں نے ہوسپٹل ڈسچارج پر میشن لے لی
"..ہے۔۔۔دس تک آجائیں گے دونوں لینے
لئیق کے ابھی سے ہوسپٹل سے جانے پر وہ خوش ہونے کے بجائے الٹا
پریشان ہوئی کیونکہ وہ ابھی تک ٹھیک نہیں ہوا تھا۔
لیکن تم ابھی ٹھیک نہیں ہوئے،اور کیا میں اتنی ظالم ہوں کہ تم سے اس"
حالت میں نخرے اٹھواوں گی۔۔۔۔۔میری فکر مت کرو لئیق،تم ابھی
"..یہیں رکو
وہ لئیق کی اس سے دگنی فکر میں نڈھال تھی اور لئیق نے بازو اسکے گرد حصار
کر ساتھ لگایا۔
میں آپکے نخرے ہر حالت میں اٹھا سکتا ہوں روح رواں بھلے میری"
سانس ہی کیوں نہ رک رہی ہو،آپ کی تکلیف چپ چاپ سہوں اتنا ظالم

میں بھی نہیں ہوں۔ ویسے بھی اب ایک مہینہ آرام ہی کرنا ہے، آپکو بھی
"..ریسٹ چاہیے جو یہاں میری تیمارداری کے بیچ ممکن نہیں
لئیق کے اصرار پر وہ انکار نہ کر سکی تبھی اسے لئیق کی بات ماننی پڑی، ایجلینہ اور جمشید کے ساتھ وہ لوگ واپس آ گئے، ہوسپٹل اینجل کے بنگلے سے کچھ ہی فاصلے پر تھا سو جلدی پہنچ آئے، ایجلینہ نے بریک فاسٹ بنوالیا تھا لیکن پھر بھی لئیق نے آدھا گھنٹہ کچن میں کھڑے ہو کر لعلین کے لیے اسکی فرمائش پر چائنیز رائس بنائے لیکن لعلین نے سبزیاں کاٹنے میں لئیق کی پوری مدد کی۔

اسکے ساتھ لعلین نے کھیر کھانی تھی جو جمشید تبرانی نے لئیق کے ساتھ مل کر بنوائی، انکی خاص پنجاب کی روائتی چاولوں والی کھیر جسے اینجل بھی پہلی بار کھا رہی تھی۔

لعلین اور لئیق نے ان دو کے ساتھ اچھے ماحول میں ناشتہ کیا، اسکے بعد ایجلینہ اور جمشید اپنے کسی اہم کام سے کہیں چلے گئے اور لعلین نے بھی لئیق

کوروم میں لا کر آرام کرنے کا آرڈر دیا اور خود اس بیچ اس نے فریش ہو کر چینج کیا، لال نور، سیلی، صارم تینوں سے بات کی اور پھر خود بھی لئیق کے پاس آ کر لیٹ گئی۔

من پسند ناشتے کا اثر تھا یا لئیق کا کہ وہ درد سے نجات پائے لئیق کے پاس سکون سے سو گئی۔

ایک نئی سہانی اور کافی حد تک ٹھنڈی سی صبح پاکستان میں بھی زمین زادوں پر اتر چکی تھی۔

نمرہ کی آنکھ چہرے کو چھوتی سورج کی پر حدت کرنوں پر کھلی تو کسمسا کر اس نے چہرہ چھپانے کے لیے ساحل خان کو ڈھونڈا مگر آس پاس وہ کہیں نہیں تھا تبھی وہ گھبرا کر آنکھیں کھولتی اٹھ بیٹھی مگر سامنے کا منظر دیکھ کر اسکی

گلابی آنکھوں میں خوشی کی زیادتی اتری، بیڈ پر نمرہ کا آج کے لیے بہت پیارا سا کیجول ڈریس تھا اور ساتھ تازہ مہکتے بکے کے پاس ہی ڈائمنڈ کی بہت نفیس جیولری کا سیٹ پرا تھا، زیادہ مہنگا نہیں تھا بس ساحل خان کی طرح یونیک اور بیش بہا۔

فوراً سے اٹھ کر وہ فریش ہونے بڑھی اور ابھی کے لیے اس نے سنپل سی گھٹنوں تک آتی شرٹ اور تنگ ٹراوزر ہی پہنا، دوپٹہ نہ لیا کیونکہ گھر میں بس وہ اور ساحل ہی تھے، اپنی گال پر بنے سرخ نشان پر نمرہ کا دل کیا ساحل کی گردن دبا دے، ایسی جگہ کاروائی ڈالی کے اسے ناچاہتے ہوئے بھی نیچرل سا میک اور کر کے چھپانا پڑا، ہونٹ جو پہلے ہی سرخ تھے انھیں لائیٹ سے ٹنٹ سے مزید کلوسی سا کیا اور پیروں میں چپل پہنے کمرے سے نکلی۔

کچھ قدم آگے بڑھی تو کچن سے بریک فاسٹ کی بھوک بڑھاتی خوشبو نے نمرہ کا استقبال کیا، کچن کے دروازے سے اندر جھانکی تو وہ وائیٹ ٹی شرٹ کے ساتھ بلیک پینٹ پہنے ایپرن کے سنگ پروفیشنل کک بنا ایپل آلمنڈ ملکی

جوس بنا کر انھیں گلاس آوٹ کر رہا تھا، انڈے اور دودھ میں بھیگے بٹر ٹوس کے ساتھ کریمی کافی کا یہ ناشتہ نمرہ کے منہ میں ویسے ہی پانی لایا، دبے پیروں وہ بنا اس کی نظر میں آتی چپکے سے اندر گئی اور اس سے پہلے وہ مزے دار ٹوس اٹھا کر ویسے ہی بھاگتی، ساحل نے ایک جھٹکے سے مڑے محترمہ کی کلائی تھامتے ہی پلیٹ چھینی اور پکڑ کر کچن کاونٹر سے لگایا۔

ساحل خان کے چہرے سے اٹھتی آفٹر شیو کی سوندھی سوندھی مہک نمرہ کے حواسوں پر چھائی پھر وہ رات کی بسنبت اب تو زیادہ بے لگام ہو چکا تھا، نمرہ کی گال پر دیا نشان اس قدر مہارت سے چھپا تھا کہ ساحل کو بے چینی ہوئی جس پر اس نے ٹھیک اسی جگہ واپس ہونٹ رکھتے ہی دانتوں میں رخسار لیے اس قدر شدت سے پیار کیا کہ محترمہ کی ساری محنت پر پانی پھر گیا۔

نہ صرف چہرے پر لگی بیس مٹ گئی بلکہ لو وبائیٹ مزید سرخ ہوا۔

ی۔۔یہ کیا کر دیا۔۔۔۔۔یہاں کون لو و بائیٹ بناتا ساحل۔۔۔سب "
پوچھیں گے تو میں کیا کہوں گی۔۔۔۔اتنی مشکل سے کوور کیا تھا، پوری نمرہ
"..دی تھی آپکو اور ستم ڈھانے کو ملی بھی تو میری معصوم گال
جس شدت کا مظاہرہ وہ کر چکا تھا نمرہ کو یقین تھا اب اسکی گال شرطیہ لہو
لہان ہو چکی ہو گی، لیکن مجال ہو جو ساحل خان کے کان پر جوں بھی رینگی۔
جو مزہ تمہاری اس پھولی گال کو چبانے کا آیا ہے وہ اور کہیں نہیں، اتنی "
کیوٹ لگ رہی ہو۔۔۔۔جو پوچھے کہہ دینا ساحل خان نے منہ دیکھائی دی
"..ہے مجھے۔۔۔۔۔بائے داوے لوگوں کی رات کیسی گزری
اسے ویسے ہی کچن کاونٹر سے لاک کیے وہ باقاعدہ اسکی گال سے گال
سہلائے ستم کی تلافی بھی کر گیا جبکہ نمرہ چھینپی سی اسکو اپنی بازووں میں
سموئے سینے سے جا لگی، دھڑکنیں ایک دوسرے میں منتقل ہوئیں۔۔
"..بہت جان لیوا"

یہ کہتے وہ شرما بھی رہی تھی اور کانپ بھی، ساحل کے ہونٹوں پر بھی شرارت رینگی، چہرہ سرکاتے نمرہ کی گردن کی ابھرتی رگ بہک کر چوم لی، شدت رات سے ہزار گنا کم تھی پھر بھی شدید۔

"..صرف جان لیوا"

اسکی ٹھوڑی اوپر کو اٹھائے سانس روکنے کے ارادے بناتا وہ تنبیہی تاثر سے اسے گھورتے رکا۔

"..خوبصورت بھی"

پر حیا سرگوشی پر اسے ساحل خان کا حد درجہ سکون پہنچاتا لمس ملا، تو کئی لمحے وہ اس سے پھر نظر نہ ملا سکی۔

"تم نے پوچھا تھا رات کو کہ محبت کروں گا یا نہیں، میں تم سے روز اتنا سارا رومینس ضرور کر سکتا ہوں، کیونکہ مجھے تمہارے روبرو ہر حد سے نکلنے میں بے حد راحت ملی،۔۔۔آئی تھنک تم لڑکیوں کا اس سے اچھا بھلا گزارہ ہو

جاتا ہو گا۔ شرماشرمو کے تم لڑکیاں پتلی گلی سے نکل جاتی ہو اور بہکنے
"..بہکانے کی ساری مشقت ہمیں کرنی پڑتی ہے
ساحل کی بے باک باتیں نمرہ کو مسلسل ہنسنے پر مجبور کر رہی تھیں، وہ ثابت شدہ منہ پھٹ تھا، اظہار بھی جان نکال کر کرتا تھا۔
نمرہ نے اسکے ہونٹوں پر ہنستے ہوئے ہتھیلی رکھ دی جو اپنی شدت پسندی دیکھانے کو بے تاب تھے۔۔
"..بس بس ایک چیز بریک بھی ہوتی ہے اس پر بھی پاوں رکھنا سیکھیں"
بیوی کے ٹوکنے پر ساحل خان نے رکاوٹ کا احترام کرتے ہنس کر اسے آزاد کیا، اپنی ملکہ خاص کے لیے پورے پروٹوکول کے سنگ کرسی پیچھے کو سرکائی۔
سب بہت یمی تھا اور نمرہ کو بہت شدید بھوک بھی لگ رہی تھی، خاص کر ساحل کا بنایا سپیشل ملک شیک۔
"تم نے گفٹ دیکھا اپنا؟"

ساحل اسے سرو کرتا خود بھی کرسی سنبھالے بیٹھا اور نمرہ نے پر شوق نگاہیں ساحل پر جمائیں۔

"..بس دور سے دیکھا لیکن آپ خود پہنانا تب ٹھیک سے دیکھوں گی"

نمرہ کی خواہش پر ساحل شرانگیز مسکرایا، کیونکہ گفٹ میں ڈریس بھی آتا تھا۔

اہمم اہمم میں خود پہناوں؟ چلو اب تو یہ پاسیبل ہے تمہیں پہنادوں گا"

"..بہت تفصیل کے ساتھ

ساحل کے معنی خیز جواب پر نمرہ نے چونک کر اسکی دبائی آفت مسکراہٹ دیکھی اور لمحہ لگا اسے اس چالاک کی بات کا مفہوم سمجھنے میں۔

"..میں جیولری کی بات کر رہی تھی ساحل"

نمرہ کا شرم سے چہرہ سرخ ہوا اور اسکا ساحل خان کو الگ ہی لطف آیا، جناب کا جاندار قہقہہ ابھرا۔

اوہ مائی ناٹی مائنڈ۔۔۔۔پلیز وضاحت دے دیا کرو اب زرا تمہاری ذاتیات "
"..پار کر چکا ہوں، پٹڑی سے اترنے کی ہر لمحہ کوشش میں رہوں گا
ساحل کی بے لگام باتیں پھر سے نمرہ کی بھوک اڑا رہی تھیں اور اب اسکا دل چاہ رہا تھا وہ اس مزیدار ناشتے کو چھوڑ کر اس آفت کے پرکالے کو کھا جائے۔
کچھ زیادہ ہی ذاتی بن گئے ہیں، پلیز ساحل مجھے بہت بھوک لگ رہی ہے، "
نہ تو بریک فاسٹ کے دوران اب آپ کچھ بولیں گے نہ ہی مجھے دیکھیں
"..گے، مجھے پھر ہنسی آجائے گی
محترمہ کی گلابی ہوتے کی تمہید پر خوبصورت مسکراہٹ ساحل کے گلابی ہونٹوں پر سج گئی اور کندھے اچکا کر وہ نمرہ کی بات وقتی سہی پر مان گیا۔

.._____..

رات مانی، سیلی کے ساتھ ہی اسکے روم میں سوئی تھی، دونوں دیر تک گپیں لگا کر جب تھک گئیں تو تب سوئیں اور پھر جب مانی کی صبح آنکھ کھلی تو سیلی پہلے ہی جاگ چکی تھی، وہ تو بے بی کی وجہ سے ناشتہ جلدی کر لیتی تھی لیکن مانی کے لیے اس نے اسکے اٹھنے پر ہی بنانا تھا، مانی بھی فریش ہو کر اپنا فون لیے باہر نکل آئی جہاں اسکا جونا نامی کتا لان میں ٹہل رہا تھا، مانی نے مسکرا کر اسکے بال سہلائے اور وہیں کرسی پر بیٹھ کر فون پکڑا۔

کچھ دن سے وہ ٹک ٹاک دیکھ رہی تھی اور اسے یہ ایپ ٹائم کل کرنے کے لیے کافی اچھی لگی۔

سیلی نے مانی کا ناشتہ بنا کر ملازمہ کے ہاتھ لان میں ہی بھجوایا اور اسکے لیے فریش ایپل جوس نکال کر خود لائی، مانی نے مسکرا کر سیلی سے گلاس لیا۔

"سیلی آپ نے یہ دیکھا؟"

مانی نے اسے فون پر کچھ دیکھایا جس پر سلینا تجسس سے اسکے ساتھ ہی آکر بیٹھی۔

"..اب یہ کون نمونہ ہے"

سیلی نے سامنے جوکر کے ساونڈ پر اوچھی حرکتیں کرتے کسی ماسک مین کی وڈیو دیکھ کر جس طرح منہ بگاڑا، مانی کے دانت بھی شریر انداز میں نکلے۔

"ہاہاٹھیک کہا نمونہ ہی ہے، میں نے کچھ دن پہلے ہی یہ افلاطون ایپ کی۔ یہ بندہ ہر جگہ چھایا ہوا۔ فالورز چیک کریں اٹھارہ ملین۔۔۔۔اور عوام اسکے دیدار کو یوں مری جارہی جیسے مس ولڈ ہو.."

مانی کے حیران کن حقائق بتانے پر سیلی کو بھی تجسس ہوا کہ اس ماسک مین میں ایسے کونسے سرخاب کے پر لگے ہیں۔

"آجکل تو لڑکیاں بھی اتنا پردہ نہیں کرتیں جتنا اس نے کر رکھا، کانٹینٹ کیا ہے اس شیلے میلے کا؟"

وہ کسی اور کا نہیں ٹک ٹار سٹار شیلے جیکسن کا اکاونٹ تھا جس میں لیٹسٹ وڈیو چند منٹس پہلے ہی ڈالی گئی تھی جو ابھی مانی نے نہیں دیکھی تھی۔۔

عجیب رینڈم ہار روڈیوز بناتا ہے، کبھی کبھی ولاگ ہوتے۔پر ہر وڈیو میں "
اس بچارے غریب کا ماسک سیم۔۔۔۔ سیلی لڑکیاں چیک کریں، مری جا
"..رہیں اسکی آنکھوں کے نشے پر

مانی تو اسکی لیٹسٹ وڈیو دیکھ کر دنگ تھی جس پر چند سیکنڈز میں لگ بھگ سو کمنٹس آچکے تھے اور سب وہاں مس یو شیلے کا راگ الاپ رہے تھے، کوئی حسینہ پوچھ رہی تھی کہ شیلے آپ چار پانچ دن سے کہاں تھے میں نے کھانا نہیں کھایا، کوئی اسکے نیو ماسک کی تعریف کرتا اسے ہاٹ سیکسی جیسے القابات نواز رہا تھا اور وہ دونوں حیران پے حیران ہو رہی تھیں۔

شہریار نے شیلے جیکسن کے تمام اکاونٹس کے ساتھ ٹک ٹاک بھی سنبھال لی تھی اور آج کی وڈیو بچارے شیلے نے نہیں شہریار جدون نے ڈالی اور وہ ایک ڈسکو کلب کی چھوٹی سی وڈیو اور شیلے کے کسی دوست کے رینڈم ڈھمکے کا

کلپ تھا جس نے شیری کو بھی ساتھ ناچنے کے لیے پکڑ کر کھینچ لیا، جو شہریار نے اسی رات بنایا اور اپلوڈ ابھی کیا۔

مانی ایک چیز نوٹ کی تم نے، ان سارے کمنٹس میں وہ اسے یکدم مزید "ہاٹ ہنڈسم ہو جانے کا طریقہ پوچھ رہے، عجیب نہیں لگا تمہیں۔ وہ دیکھو کمنٹ، تم شیلے جیکسن کے بھی باپ ہو ڈووڈ.."

مانی نے اسکی وڈیو سے نظر ہٹائے جب کمنٹس دیکھے تو اسکا دماغ بھی ٹھٹکا۔

"ہو سکتا ہے شیلے سیلون گیا ہو۔۔۔۔ہاہا"

مانی مزاق میں ہنسی لیکن تب اسکی ہنسی کو بریک لگی جب اس ڈانس فوٹیج میں اسکی نظر شیلے کی کلائی میں چمکتے اپنے جیسے میل بریسلٹ پر گئی، سیلی تو جونا کے ساتھ بزی ہو گئی پر مانی نے ضرور کسی جاسوس کی طرح وڈیو روکی پھر زوم کی۔

وہ ہاتھ، شہریار جدون کا تھا جو مانی ہزاروں میں پہچان سکتی تھی، اسے شیری کے باڈی سٹکچر کا بھی بخوبی اندازہ تھا، وہیں بیٹھے بیٹھے مانی نے اسی شیلے کی

پچھلی وڈیوز دیکھیں جن میں کچھ وردی کے ساتھ بھی تھیں، یعنی وہ ملٹری مین بھی تھا۔

اور زیادہ عوام اسکے فوجی ہونے کی دیوانی تھی۔

مانی نے ہر وڈیو کھول کر اسکے ہاتھ چیک کیے جو بہت زیادہ چپٹے تھے لیکن آج والی وڈیو میں وہ ہاتھ انتہا کے پر کشش اور جاذب تھے۔

یہ شیری ہیں؟ لیکن شیری یہاں؟۔۔۔۔۔ کیا کروں یار کیسے چیک کروں۔۔۔ کمنٹ کرتی ہوں.."

مانی واقعی ڈیول کی بیوی تھی آج ثابت ہو چکا تھا اور جب اس نے دیکھا کہ وہ کچھ کمنٹس کے جواب بھی دے رہا ہے، مانی نے بھی اپنی ٹک ٹاک آئی ڈی جو مانی شہریار کے نام سے تھی، اس سے ہائے ہنڈسم کا کمنٹ کیا۔

سیلی اس کو فون پر مصروف چھوڑے اٹھ کر اندر چلی گئی کیونکہ سیلون جانے سے پہلے وہ ڈسٹنگ کروانا چاہتی تھی۔

مانی کو تب صدمہ لگا جب اسکے کمنٹ کو پوسٹ ہوتے ہی دل والا لائک ملا۔

وہ ابھی اٹھا تھا اور اس فضول کے ٹک ٹاک سیاپے سے منہ ماری کر رہا تھا مگر مانی شہریار کا نام دیکھتے ہی وہ اٹھ بیٹھا، فورا سے اس آئی ڈی کو کھولا، کوئی پک نہیں تھی بس اس نے اپنے اور شہریار کے ایک دوسرے میں جکڑے ہاتھ کی تصویر ڈی پی لگائی تھی، لمحے کے ہزارویں حصے شہریار جدون دل کو کچھ ہوا، توجہ ساری اس کمنٹ نے کھینچی۔

"..یہ لڑکی ٹک ٹاک پر کیا کر رہی ہے، مانی دل چاہ رہا ہے تمہارا گلا دبا دوں"

شہریار نے خفیف سا تلملاتے ہوئے واپس کمنٹ باکس دیکھا جہاں مانی صاحبہ نے غصے والا ایموجی بھیج کر ساتھ مائی آئیز آل ویز اون یو لکھا تھا، لمحے میں شہریار کے ہونٹوں پر دلی جلی مسکراہٹ رینگی کیونکہ کمنٹ جیسے ہی شیری نے لائک کیا وہ مانی نے ڈیلیٹ کر دیا۔

اکیلی ہی مسکراتی وہ پھر سے وہ وڈیو دیکھ رہی تھی، اب تو اسے شہریار جدون کی آنکھیں بھی نظر آچکی تھیں مگر وہ اب اس الجھن میں تھی کہ شیری اس شیلے جیکسن کے اکاونٹ میں کر کیا رہے ہیں۔

"ہو سکتا ہے شیری کا یہ کوئی ٹاسک ہو، اف آپ مجھے مل گئے میرے لیے یہی کافی ہے۔۔۔۔ کوڈورڈنگ میں کچھ بھیجتی ہوں۔ دیکھتے ہیں انکو سمجھ آتی یا نہیں"

مانی نے پھر سے کمنٹ باکس کھولا اور کمنٹ ٹائپ کیا۔

"آئی ایم کنفوزڈ، پرائی شادی میں عبداللہ دیوانہ کس لیے؟"

مانی نے اپنی طرف سے یہ محاورا ایک کوڈورڈ کی طرح یوز کیا کیونکہ اسے یقین واثق تھا کہ وہاں دھڑ دھڑ آتے کمنٹس اور وہ لوگ اس کمنٹ کو ہر گز اہمیت نہ دیں گے۔

مانی کے کمنٹ پر شیری نے مشکوک نظروں سے اسکے میسج کو دیکھا۔

"اسے کیسے پتا چلا کہ یہ شیلے جیکسن میں ہوں؟ آہ مانی آہ۔۔۔ تم مجھے یہاں
بھی نہ کسی جوگا چھوڑنا ..."

منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے شیری اس کمنٹ کے جواب میں آیا۔

"..اب یہی میرا اوڑھنا بچھونا ہے، آئی ایم شیلے جیکسن ہیر، ما گرل"

شہریار کے جواب کو وہ فورا سے پڑھتی شرارتی مسکرائی کیونکہ مانی کا کمنٹ
اگلے ہی لمحے ڈیلیٹ ہو چکا تھا جواب سمیت۔

"مطلب شیری وہاں شیلے جیکسن بن کر رہ رہے، یا اللہ آپ نے مجھے اس
بندے کی خبر دے دی میرے لیے یہ کسی خزانے سے کم نہیں۔۔۔ میرا
ہیرو، مجھے نہیں پتا تھا آپ ڈانس بھی کر لیتے ہیں۔۔۔ اف آج تو کمال ہو
گیا"

مانی نے اسکے اکاونٹ کو فوری فالو کیا اور وہیں ساتھ ہی بریسلٹ کے بلنک پر
وہ اسے چھو کر مسکرائی، دل تو آج شیری کا یوں پتا مل جانے پر جھومنے پر چاہ
رہا تھا۔

یہ لڑکی واقعی کوئی چڑیل ہے، چلو تمہیں مزید اچھے سے مس کے ساتھ"
جیلس کروں گا۔۔بہت مزہ آئے گا جب موصوفہ مجھے لڑکیوں کے آس
"..پاس دیکھ کر ایسے کوڈورڈ بھیج کر ڈیجیٹل غصہ دیکھائیں گی
شہریار کو لگا جتنی یہاں آنے سے اب تک بیزارئیت طاری تھی، سب اتر گئی
الٹا وہ واپس خطرناک ڈیول سا بن گیا، جبکہ مانی تو ہنس کر جونا سے باتوں میں
لگ چکی تھی۔

"..نمرہ کو کال کرتی ہوں، زندہ ہے یا کوچ کر گئی"

جونا کے بال سہلاتے ہوئے مانی کو یکدم نمرہ کا خیال آیا تو فوری اسکا نمبر ملایا،
وہ ابھی ناشتہ کرنے کے بعد روم میں آئی تھی، ولیمہ شازیہ آفندی کی واپسی
کے بعد تھا سو آج نمرہ کو ساحل لنچ اور ڈنر باہر ہی کروانا چاہتا تھا تاکہ کل
سے خود بھی واپس تھانے کے معاملات فرصت سے سنبھالے۔
پہلی ہی بیل پر نمرہ نے مسکراتے ہوئے مانی کی کال ریسیو کی، اور ساحل کے
تیار ہونے کا ویٹ کیے وہ کمرے سے نکلی اور لان میں چلی آئی۔

"..میری سہاگن بنو کیسی ہو؟آواز سنا دو تاکہ آپن کو تسلی ملے"

فون لگتے ہی مانی کی چہکتی آواز پر نمرہ ہنسے بنا نہ رہ سکی۔

"مت پوچھو یار،ابھی تک اسی خواب میں مبتلا ہوں جو جاگتی آنکھوں سے ساحل خان نے دیکھنے پر مجبور کیا۔تم نے سب ٹھیک کہا تھا مانی،یہ تعلق،یہ احساسات کسی خوبصورت لفظ میں ڈھالے نہیں جا سکتے.."

نمرہ کے ایسے جذب سے اٹے جواب پر مانی کا دل جھوم اٹھا،وہ یہی سننے کی تو طلب گار تھی۔

"آئی ایم سو ہیپی نمرہ،امید سے تمہیں زیادہ خوش پا کر بہت سکون ملا۔اب تم اپنا ہر پل ساحل بھائی کے ساتھ خوبصورت کرو،یونہی مسکراو اور کبھی اس خوابناک کیفیت سے نہ نکلو.."

مانی کے لیے وہ لڑکی عقیدت و محبت کے جذبات سے سرشار ہوئی۔

آمین، میں نے تمہیں بہت مس کیا۔ تمہاری ہر بات کو سچ ہوتا محسوس کیا"
مانی۔ تم میری زندگی میں ان چند دنوں میں خود سے زیادہ عزیز ہو گئی ہو۔
پہلے ایک دوست تھی اب رازدان اور ہمدرد ہو۔ تمہارے ساتھ پر، تمہاری
دوستی پر مجھے آخری سانس تک فخر رہے گا۔ پھر جیسے امی کے ساتھ بھجت
"..بھائی اور مدیحہ دادو گئیں، قسم سے دل لوٹ لیا تم سب نے
یہ سب مانی کو شرمندہ کر رہا تھا لیکن اس نے نمرہ کو اپنے احساسات بیان
کرنے سے ہرگز نہ روکا بلکہ نمرہ کو اتنا مطمئین دیکھ کر اسے دلی خوشی ملی۔
یہ میرا اور میری فیملی کا فرض تھا یار ا، اب تم امی کی فکر مت کرنا کیونکہ وہ"
وہاں بہت اچھے میڈیکل سٹاف کی نگرانی میں جا رہی ہیں، اور دیکھنا ٹھیک ہو
"..کر اپنے پیروں پر واپس آئیں گی
مانی نے پر یقین ہو کر نمرہ کی اداسی رفع کی اور نمرہ کا دل آمین کر اٹھا۔
ان شاءاللہ، تم اور سیلی آپیا کیسی ہو۔۔۔ کیا ہم آج تمہاری طرف آئیں؟"
"

نمرہ ایک دن میں ہی مانی سے گھبرا گئی تبھی تو مانی اسکی بے چینی پر ہنس پڑی۔
ایک دم فٹ، آج نہیں کیونکہ میں سیلی آپیا کو لے کر سیلون جا رہی اور اپنا"
بھی خلیہ درست کروں گی۔۔۔اسکے بعد سیلی آپا کو ہوسپٹل جانا چیک آپ
کے لیے تو انکو جوائن کرنا۔ پھر میں اور وہ جندل محل جائیں گی دن کا کھانا ہم
نے وہیں کھانا اور رات ڈنر بھی میرا اور سیلی کا باہر گل ممی اور افراہیم بابا کے
ساتھ ہو گا یو نو نند بھابھی اور میرے پیارے سسر ساس کے سنگ آوٹنگ
پلینز، تمہاری اور ساحل کی ہم نے کل دعوت رکھنی ہے سو تم دونوں کل
آنا۔۔۔آج یہ پورا دن ایک دوسرے کو دو تاکہ ابھی ولیمہ نہ ہونے کا قلق
مٹ جائے۔ ہمیں زرا تم دو کے شان دار ویلکم کا ٹائم دو لڑکی۔۔۔آفٹر آل
شادی کے بعد تم لوگوں کی پہلی دعوت ہو گی اور ہاں ساحل بھائی کو کہو وہ تم
".. کو ہنی مون پر لے کر جائیں، کام تو ہوتے رہیں گے

مانی نے اسے اپنے دن کا مزیدار احوال بتا کر مسکرانے پر اکسایا جبکہ ہنی مون تو خود نمرہ بھی جانا چاہتی تھی، بھلا ہو مانی کا جس نے دلہن صاحبہ کو مزید اکسا دیا۔

"اوکے میری دادی، جو حکم آپکا۔۔۔۔۔ تمہارے دن کا حال بہت یمی ہے۔ شیری کے بنا بھی تم نے اہنی لائف جیسے رکنے نہیں دی، سلیوٹ ہے تم کو۔۔۔ چلو پھر کل ملتے ہیں.."

نمرہ نے مسکرا کر داد دیے ساتھ ہی کال کاٹی جبکہ مانی صاحبہ بھی ناشتہ ختم کرتے ہی واپس اندر بڑھی کیونکہ آجکا دن اسکا بہت بزی تھا۔

وہیں نمرہ باہر ہی لان میں کچھ دیر بیٹھی رہی، موسم دھوپ سے بے نیاز تھا اور ہلکی ہلکی رومان پرور ہوا بھی چل رہی تھی، پھر وہ ریڈی ہونے کے لیے اندر چلی گئی۔

ساحل تب تک نک سک تیار ہو چکا تھا، نمرہ نے بھی ڈریس پہنا اور بالوں کو سٹریٹ کر کے کھولتی باہر آئی، ساحل فون پر کسی اہم گفتگو میں مصروف تھا

اس بیچ نمرہ نے بگھڑا میک اوور بھی سیٹ کر لیا اور لپ سٹک اور کلوز احتیاط کے طور پر اپنے بیگ میں رکھ لی۔

ساحل کے لوگوں کو کچھ مزید ایسی انفارمیشن ملی تھی جو توجہ طلب تھی۔

جیم کی بیوی ابرتا نامی عورت کا بھی کرمنل ریکارڈ نکل چکا تھا اور جہانگیر صاحب ساحل کو یہی معاملہ گوش گزار کر رہے تھے۔

"مجھے کل تک اسکے بارے ہر چھوٹی بڑی چیز پتا کر کے دیں، آج میں تھانے نہیں آوں گا۔ باقی وئیر ہاوس پر بھی اپنی نظر رکھیں۔ کل ملتا ہوں.."

ساحل نے سنجیدگی اور کھردرا لہجہ لیے مقابل کو ہدایات دیں اور فون بند کیے نمرہ کو دیکھا جو اپنے دائیں کندھے پر نیٹ کا دوپٹہ ڈالے، بالوں کو کندھوں پر پھیلاتی میک آپ کمپلیٹ کیے اس پر سیٹنگ سپرے کیے پلٹ چکی تھی۔

"ساحل کیا ہم ہنی مون پر بھی جائیں گے؟"

نمرہ نے فوراسے پہلے ساحل کی توجہ جیولری کی جانب مبذول ہونے پر
پوچھا جس پر ساحل نے وہ ڈائمنڈ نیکلس نکال کر نمرہ کی گردن میں پہنایا،
ائیر رنگز وہ پہلے ہی پہن چکی تھی۔
ہاں وقت نکالتا ہوں لیکن کچھ دن شاید ممکن نہ ہو، تھانے میں کچھ "
"..معاملات توجہ طلب ہیں۔ شان کی سزا ابھی باقی ہے
وہ ساحل کے منہ سے شان کا نام سنے ڈرتے ہوئے اسکو دیکھنے لگی جو نمرہ کی
گردن پر سجے اس نیکلس کو ہاتھ بڑھا کر بے خودی سے چھو رہا تھا۔
"کیا مطلب آپ نے ابھی اس بے شرم گھٹیا کو سزا نہیں دی ساحل؟"
نمرہ نے ساحل کا وہی گردن کو چھوتا ہاتھ گھبرا کر مٹھی میں جکڑے استفسار
کیا، ساحل نے نفی میں گردن ہلائی۔
اسے کوئی عام سزا نہیں دے سکتا، اس نے جو کیا وہ ہر گز اتنی آسان موت "
کا مستحق نہیں۔ تم فکر مت کرو، سب انڈر کنٹرول ہے۔ تمہیں ان
"..فضولیات کو سوچنے کی ہر گز ضرورت نہیں، بس مجھے دیکھو

ساحل کا ویسا ہی سرد لہجہ اور آخر تک بڑھتی مدہوشی اور اسے بازوؤں میں گھیرنے پر نمرہ نے جبراً ہی چہرے پر مسکراہٹ گھسیٹی، یہ سچ تھا شان کا ذکر حلق کڑوا کر چکا تھا۔

ساحل م۔۔مجھے ڈر لگ رہا ہے، وہ پھر سے نہ کچھ کر دے۔۔۔آپ اسے "

"سزا دلوا دیں جلد

ساحل نے خود پر بھلے بے فکری کا ملمع چڑھایا ہو لیکن اس ابرتا کے شان سے ہوتے خفیہ تعلقات نے اسے کہیں اندر سے متفکر کیا تھا کیونکہ جہانگیر صاحب کو ہی اس معاملے کی مکمل اگاہی تھی، وہ جب شان کے آبائی محلے گئے تو وہیں سے انکو پتا چلا کہ شان وہاں کسی لڑکی کے ساتھ اکثر آتا تھا، اور جب وہاں ہوتی ایک محلے کی شادی کے فوٹو گرافز سامنے آئے تو اس میں شان بھی یونہی موج مستی کو ابرتا کے ساتھ شریک ہو گیا تھا اور تصویر بن گئی۔

جب مزید انہوں نے جانچ کروائی تو پتا چلا یہ عورت ابرتا ہے جو جیم کی بیوی ہے اور تبھی وہ یہ معاملہ ساحل خان کو بتانے پر مجبور ہوئے تھے، پھر ابرتا کا ریکارڈ بھی کچھ خاص اچھا نہ تھا، جیم اور اسکی بیوی دونوں ہی شان کے چھوٹے موٹے غلیظ دھندے سنبھالتے تھے۔

ساحل کو کسی سوچ میں دو باد یکھ کر نمرہ نے آہستگی سے اسکے چہرے کو ہتھیلیوں میں بھرا۔

ڈونٹ وری نمرہ، اسکا اینڈ جلد ہو گا۔ تمہیں کہا ہے نہ مجھ پر توجہ "

"دو۔۔۔ کیسا لگا گفٹ ؟

ساحل اپنا اور اسکا دھیان بٹائے نمرہ کو یکسر سب بھلا گیا اور نمرہ اسکے حصار میں پلٹی اور آئینے کے سامنے خود کو دیکھا، اور اپنے عقب میں سجتے ساحل خان کو۔

بہت خوبصورت ہے، ہمیشہ پاس رکھوں گی۔آپ کی مجھ پر ڈالی ایک عام"
سی نظر بھی میرے لیے بہت قیمتی ہے، آپ تو مجھے ہر لمحہ خاص ہونے کا
"احساس دلا رہے ہیں
اپنی لانبی مخروطی انگلیوں سے نیکلس کو چھوئے وہ پھر سے پلٹی، دونوں ہاتھ
ساحل کی کمر کے اطراف جمائے، ساحل خان کی گہری نظریں نمرہ کے
حواسوں کے برقرار رہ پانے میں بڑی رکاوٹ بن رہے تھے۔
اک جذب کی کیفیت تھی جس میں وہ اسکی محبت میں ڈوبی لڑکی بولی تھی،
ہونٹوں سے پھول جھڑ رہے تھے، گویا یہ لفظ دل پر نقش ہو گئے۔
اچھی لگتی ہو یوں، مجھے اپنے حق میں اچھا کہتی ہوئی۔۔۔۔کچھ تو خاص"
ضرور ہے تم میں، میری خود پسندی اور غرور کہیں دور جا سوتا ہے، بیوی اگر
".. تم جیسی دیوانی ہو تو کس کا دل بنا بھٹکے اور بہکے رہ سکتا ہے
رات کی بسنبت ساحل کے لفظ بے باک نہ سہی پر گستاخیاں ضرور عام نہیں
تھیں، بڑھتی بازووں کی گرفت نے جسموں میں فاصلہ گھٹایا، اسکی کمر پر

سراسراتی ساحل خان کی انگلیوں اور ہتھیلیوں کا لمس نمرہ کی دھڑکنیں سست کر گیا، سانسوں کی تپش سانس لینے کو دوبھر کر گئی، اور مقابل کے دہکتے لبوں کی نرمی اور انکی شدت کا ایسا روح وجان جکڑتا ملاپ نمرہ کو پھر کسی اور دنیا میں لے گیا۔

بھلا دیا گیا کہ وہ کہیں جانے والے ہیں، وہ اتنی خوبصورت اور اپنی لگی کہ وہ خود کو روک نہ سکا، مدہوش سا اس کے چہرے پر جھکا اپنے لمس کی خوشبو نمرہ کو سانس بھر کر ان ہیل کرنے کی ہمت دیتا ہوا، وہ واقعی ایسا تھا کہ کسی کا بھی ایمان ڈگمگا جاتا، پھر نمرہ تو اسکی پہلے ہی شیدائی تھی۔

چلو چلتے ہیں ورنہ گولڈن نائیٹ میں رہ جاتی کسر گولڈن ڈے میں پوری" ہو جائیں گی۔۔۔۔۔ لیکن باخدا میرا کہیں جانے پر زرا دل آمادہ نہیں، دل "..چاہ رہا تمہی میں کھویا رہوں

وہ کچھ بھی دل میں نہیں رکھتا تھا اور نمرہ کی بگھڑتی سانسوں اور بے ترتیب دھڑکنوں کی حالت ناساز پر اسے جانا ہی اس لڑکی کی عافیت لگی اور نمرہ بس

چپ چاپ اسکا ہاتھ پکڑے چل دی، جہاں وہ اسے لے کر جاتا اب دل و جان سے قبول تھا۔

.._____..

"..آہاں بڑے لوگ آئے ہیں ہمارے غریب خانے"

لوئے نے بھی دستگیر کے ساتھ آفس سنبھال لیا تھا جبکہ لارا ابھی آج سے ریسٹورنٹ کے تمام امور آفیشلی سنبھال چکی تھی مگر لنچ بریک پر وہ لوئے کے پاس آئی کیونکہ اسکا دل لوئے کے ساتھ لنچ کا تھا۔

لوئے نے اس حسینہ کو آفس انٹر ہوتے دیکھ کر کرسی سے اٹھ کر جس طرح بازو پھیلائے، لارا ہنستی ہوئی اسکی پر سکون باہوں میں سمٹ گئی۔

بزنس وومین بن کر وہ اور پیاری لگ رہی تھی، ویسے بھی وہ دونوں جیسی بھی ڈریسنگ کرتے تھے چھا جاتے تھے اور جب ساتھ ہوں تو منظر ویسے ہی دیوانے مستانے ہو جاتے تھے۔

میں نے سوچا اپنے مسکین شوہر نامدار کو لفٹ کروادوں، تم کافی دن سے "
"..میرے ٹائم نہ دینے کا گلہ جو کر رہے تھے

شرارت وشوخی سے وہ اسکی گردن میں بازو حمائل کیے مسکرائی اور لوئے بہزاد نے اسکے سرخ ہونٹوں سے بمشکل نگاہ چرائی اور اس شدت پسند صابر کا یہ جبر لارا کو مسکرانے پر مجبور کر گیا۔

ٹائم تو دور تم نے مجھے میری پسند کی وہ بھی نہیں کی لارا، ایسا کرو گی تو ایک "
"..ماہ کی دی عیاشی کسی بھی وقت پاگل گھوڑا بنے چھین لوں گا

لوئے کا شکوہ بھی اسکی طرح باولا تھا، لوئے کی اس طرح والی خواہش تو وہ یہاں پوری نہ کر سکی البتہ اسکے گال کو چومنے کے بعد اسے ٹائیٹ ہگ ضرور کیا، لوئے بہزاد کے مصنوعی سنجیدہ لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔

تم جانتے ہو نہ کتنی بڑی ذمہ داری ہے ریسٹورنٹ سنبھالنا، میں تو کیفے کا"
موڈ بنایا تھا اور یکدم پہاڑ آپڑا سر پر۔۔۔۔ سوری اگر تم کو ایسا لگا کہ تم کو میں
"..نے لارا نہیں دی، میں تمہاری ہوں، اور اب آخری دم تک رہوں گی
محبت کی ساری کمی وہ لڑکی لمحے میں پوری کرنے کی ہر ادا سے واقف تھی پر
کیا کرتی شوہر نامدار جنونی خاندان کے چشم وچراغ جو تھے، پاس ہو کر
کوسوں دور لارا برداشت نہیں ہوتی تھی۔

ہاہا ابھی تو دوسرا ریسٹورنٹ بھی ہے میری جان، فکر مت کرو وہ بھی تم"
نے ہی سنبھالنا ہے۔ بابا تو اب فرصت سے لال نور کے بوائے فرینڈ بنے پھر
"..رہے۔۔۔۔ ویسے کیا واقعی مشکل ہے تمہارے لیے سب ہنڈل کرنا
لوئے کے سوال پر وہ تھوڑی سی متفق تھی پر سب مزے کا بھی تھا۔

ابھی نیو نیو بھاگ دوڑ سنبھالی ہے نہ تو کافی مصروفیات ہیں۔"

کچن میں کام کرتے ہر شیف پر نظر رکھنی، ریسٹورنٹ آتے تمام کسٹمرز کو ایک بہترین ماحول مل رہا اسکی جانچ کرنا ہی بہت تھکا دیتا۔ ہمت تھی فرہاد انکل کی جو بیک وقت دو دو ریسٹورنٹس کو لیڈ کرتے تھے.."

لارا کے ابھی سے یہ حال دیکھ کر اسے بھی بابا کی ہمت پر رشک سا آیا۔

"انکے پاس کرنے کو اور کچھ نہیں تھا شاید اس لیے اپنی زندگی کے کئی سال بھرپور توجہ کے انہوں نے ان ریسٹورنٹس کو دیے، کوئی نہیں اگلی جنریشن سنبھال لے گی، یہ دونوں بابا کے ڈریم پراجکٹس تھے سوچ دیں ایسا بھی گوارا نہیں۔ آہستہ آہستہ تم سب ہینڈل کر لو گی مجھے یقین ہے.."

لوئے کے ہمت بندھانے پر لارا کو واقعی لگا وہ یہ مشکل ٹاسک بھی پورا کر لے گی۔

"ان شاءاللہ، خیر مجھے بہت بھوک لگ رہی چلو اچھا سا لنچ کرواو اپنی وائفی کو۔ اور بیسٹ اور میر افیورٹ ہونا چاہیے"

لارا کے یکدم فرمائشی ہونے پر لوئے نے لمحہ بھر اسکی کمر جکڑے قریب کیا جس پر لارا دم سادھ گئی۔

"وہ تو میری وائفی کے لیے لوئے بہزاد ہے نہ، سوری بیبز۔۔اسکے لیے کچھ ہفتے ویٹ کرو"

خمار آلود سرگوشی کیے اس سے پہلے وہ خود سے بے خود ہوتا، لارا نے اسکے ہونٹوں پر ہتھیلی رکھے دور کیا اور گھوری۔

"..لوئے، پیٹ جاوگے"

لارا کا سرخ ہوتا چہرہ لوئے کی ساری بورئیٹ دور بھگا گیا، آفت خیز ہنسے وہ لارا کا ہاتھ پکڑے ساتھ ہی آفس سے باہر نکل گیا۔

لئیق کی آنکھ مغرب کے وقت کھلی، روم میں مکمل اندھیرا چھایا تھا اور پہلو بھی خالی، زرا اٹھ کر بیٹھ کر سائیڈ میز لیمپ جلانے ہی لگا تھا کہ اسی لمحے دروازے کی آہٹ محسوس ہوئی اور پورا کمرہ کسی مانوس جسم سے اٹھتی

مسحور کن خوشبو سے مہکا اور سنہری روشنی میں نہایا، نظریں ملیں، دل کے پار ہلچل مچی۔

لئیق کو دیکھتے ہی وہ ہونٹوں کے کناروں کو ہنسی کے سب سے سادہ رنگ میں نہلائے اسکے قریب چلی آئی اور تروتازہ ہوتے لئیق کی گال سے ہتھیلی جوڑی جھک کر اس شخص کی جبین چومی، جیسے اسے عافیت بھرے حصار میں مبتلا کر رہی ہو، امام ضامن باندھ رہی ہو۔

"تم جاگ گئے، بتاو کیا کھاو گے اب۔۔۔اینجل اور جمشید بھائی کچھ دیر پہلے ہی اپنی اپنی جاب سے آئے ہیں، ہم تینوں نے شام کی چائے لان میں پی کیونکہ آندھی والا موسم بنا ہوا تھا اور اتنے مزے کی ہوا چل رہی کہ تمہاری سوچ ہے.."

وہ خود بھی دن تک لئیق کے ساتھ سوئی رہی تھی تبھی کافی بہتر اور تروتازہ تھی، کھڑکیوں پر گردے دبیز پردے ہوا کی شرانگیزیوں سے ہل رہے

تھے کیونکہ شاہ عالم میں بارشوں اور آندھیوں کا آغاز ہو چکا تھا، شاید گرمی کی آخری بارش تھی۔

"..میں آپکو کھاوں گا"

ہتھیلی سے پکڑے لئیق نے اسے خود پر جھٹکے سے کھینچ کر جھکایا، خفیف سی گھبرائی مگر واپس لئیق کے جان لیوا تیور دیکھ کر دل کو اک سکون سا بھی ملا، لئیق ایزد کی ایسی شدتیں اسکی راحت تھیں۔

"..یعنی لعلین نامی ڈش بنانی پڑے گی مسٹر"

شرارت پر وہ خود بھی اتری، ہونٹ کا کنارہ بھی اس نے بیچ دانت میں چبایا جس پر لئیق نے سرد گھوری سے نوازے اس درجہ اخیر ستم سے اسے ٹوکا۔

آپ میرے لیے میری پسند کے مطابق بنی بنائی ہیں۔ کل سے اب تک" طبعیت نے عجیب نشئی بھنگی سا بنا دیا ہے، ٹھیک سے آپ سے باتیں بھی "..نہیں کر پا رہا۔ ابھی بھی ایسا لگ رہا ہے نیند سے آنکھیں بھریں ہوئی ہیں

اپنے مسلسل بیڈ پکڑنے پر لئیق سچ میں بیزار تھا، تبھی تو لعلین بھی ہنس کر دونوں ہتھیلیوں کو اسکے چہرے سے لگا کر دباتی ہنسی اور اپنی ناک اسکی ناک سے رب کی۔

تو اسی بہانے تمہاری بے چین روح کو کچھ آرام تو آیا، ورنہ میں نے تمہیں"
"..شادی سے اب تک ایک بار بھی اتنی لمبی نیند لیتے نہیں دیکھا
وہ اسکے آرام کر لینے سے خود بھی پر سکون تھی اور لعلین کے مسکرانے سے
وہ بھی بھانپ چکا تھا کہ آرام کے سبب لعلین بھی بہتر ہے۔
آپ نے لئیق ایزد کی نیندیں اڑا جو دی تھیں، آپ کے قریب راحت ہی"
اتنی ملی کہ آنکھوں کو نیند جیسے غیر ضروری سکون کی ضرورت ہی نہیں
"..محسوس ہوئی

لئیق ایزد کے بھاری جذب بھرے اظہار پر لعلین کے رخسار بلش کرتے دیکھائی دیے، آنکھوں میں الوہی چمک بیدار ہوئی، اسکی بہتر ہوتی رواں سانسوں کے حصار میں سانس بھر کر وہ مسرور ہوئی۔

"کیا میں تمہارے دل کی اداسی اور تکلیف بھی مٹانے کی اہلیت رکھتی ہوں؟"

"لئیق ایزد یا بس دلی سکون ہوں؟

ناجانے کیوں پر وہ ساحر جب جب اسے اسکی اہمیت بتاتا تھا، لعلین کو خود سے اور اپنے آپ کے لئیق ایزد کی جانب سے ہر تسخیر کیے جا چکے رنگ سے عشق ہونے لگتا۔

"دو لوگوں کی اداسیاں جب ایک دوسرے کے سینے سے لگتی ہیں تو وہ اداسیاں نہیں رہتیں خوشیاں بن جاتی ہیں سکھ اور عافیت بن جاتی ہیں، اور جب سے آپ میری زندگی میں آئی ہیں، میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا ہے.."

اس لڑکی کی نرم پر حدت موجودگی کو بے خود انداز میں محسوس کیے اسکے گداز وجود کو خود میں بھینچ کر لئیق نے اسکے کانوں میں سرگوشی کیے اسم محبت پھونکا اور وہ عافیت انگیز ہنسی، گویا دل و جہاں پر بہاریں اتر آئی ہوں۔

"ہر بار جب تم اپنی تکلیف سے مجھے رلاتے ہو نہ لئیق ایزد، میں محسوس کرتی ہوں جیسے تم سے محبت اس لمحے بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔ تم ہمیشہ میری آنکھوں کے سامنے مسکراتے رہو، تمہاری تکلیف سہنا بہت مشکل ہے میرے لیے.."

وہ بھی ویسی ہی محبت سے بھری ہوئی تھی اور لئیق کو اس موسم کی شدت اپنی طرف کھینچ رہی تھی، کھڑکی کے شیشوں پر پڑتی بارش کی پھواریں ایمان ڈگمگا رہی تھیں، وہ اسکی گردن سے چہرہ نکالتا ان نشاط پرور ہونٹوں پر جھکا، ماحول اک بار پھر فسوں خیز ہوا، لیکن لئیق کے دل بھر کر محسوس کر لینے تک وہ اسکے روبرو جنبیش بھی نہ کر سکی بس مقابل کے جنون خیز لمس

وشدت پر لعلین کی گالوں میں سرخی اور آنکھوں میں خمار اتر آیا، موضوع بدلنا لعلین کو اپنی عافیت لگی۔

"..لئیق۔۔مجھے بارش میں بھیگنا ہے"

لعلین کے الگ ہوتے ہی سانسوں کو استوار کرنے کے بیچ فرمائش کرنے پر لئیق نے آئبرو اچکا کر اسے دیکھا، ساری مدہوشی اس لڑکی نے ہوا کی۔

"..اس بارش میں؟ جانتی بھی ہیں کتنی سرد ہوتی ہے یہاں کی بارش"

لئیق نے بارش کی شدت کھڑکی سے آتے سرد ہوا کے جھونکوں سے بھانپے لعلین کو منع کرنا چاہا پر وہ اپنا مہکتا وجود اسکی پناہوں سے آزاد کیے اٹھ کر کھڑکی کے پاس گئی تو جمشید اور اینجل کو بھیگتے دیکھ کر شوخ ہنسی، وہ ان دو کو بھی ہاتھ ہلا کر بلا رہے تھے، اخیر غضبناک بارش تھی لگ رہا تھا آج سب بہالے جائے گی۔

میں صرف یہ جانتی ہوں کہ تم مجھے ٹھنڈ لگنے نہیں دو گے، چلو نہ لئیق،"
اسکے بعد پورا سال نہ ایسی بارش ملے گی نہ مجھے بھیگنے کا موقع۔ بے بی بھی
"..خوش ہو گا
لعلین کسی بچے کی طرح ضد کرتی اسکے اٹھتے ہی ہاتھ پکڑ کر کھڑکی تک لائی،
موسم واقعی بھیگ جانے والا تھا۔
بے بی آپکی طرح پاگل نہیں وہ لئیق ایزد پر جائے گا، یار اتنی ٹھنڈی بارش"
دیکھ کر ہی مجھے کچھ ہو رہا ہے۔ان پاگلوں کو دیکھو کیسے بھیگ رہے، اور حد
"..ہے ہمیں بھی اس پاگل پن کے لیے انوائٹ کر رہے
ہلکی ہلکی پھوار ہوا کے جھونکوں کے سنگ کمرے کے اندر تک آ رہی تھی مگر
لعلین تو نا سننے کے کسی موڈ میں نہ تھی۔
چلو نہ لئیق، تم بھی دیکھنا اچھا فیل کرو گے۔۔۔۔۔ تمہاری ساری تھکاوٹ"
"..بھاگ جائے گی

لعلین کے اصرار پر جناب نے فائنلی اس چپ چپ سے موسم کا یہ ٹارچر سہا، اینجل اور جمشید ان دو کو آتا دیکھ کر دور سے ہی ہنسنے، لعلین نے کندھوں سے گرا اپنا دوپٹہ اچھے سے پھیلایا اور بال بھی کھولے، اور یوں وہ لئیق کے ساتھ ہی باہر گئی، بارش اتنی تیز تھی کہ سر پر باقاعدہ پڑ رہی تھی اور لان میں آنے کی دیر تھی وہ دوسرتا پیر مکمل بھیگ گئے۔

لعلین کو بھیگنے کا شوق تو تھا مگر دس منٹ میں ہی اسکے ہونٹ جامنی اور ہاتھ پیر کی جلد سفید ہو گئی، اور وہ لئیق میں چھپنے کی کوشش کرنے لگی جس پر وہ تینوں کچھ دیر قبل بے خوفی کے سنگ بچوں کی طرح بارش سے کھلیتی لعلین کے کانپنے پر دبا دبا مسکرائے۔

اینجل بھی یکدم ٹھنڈ سی لگنے پر ٹھٹھرتی ہوئی جمشید کے ساتھ لگی اور چاروں مل کر سامنے آسمان پر پھیلتے سیاہ بادل دیکھتے رہے، زیادہ دیر بھیگنے سے چونکہ بیمار پڑنے کا خدشہ تھا سو شوق پورا ہوتے ہی لعلین نے اندر

جانے کا اصرار کیا اور چاروں ہی ساتھ واپس آئے، ملازمہ کو اینجل نے
پکوڑے بھی ڈنر میں بنانے کی تاکید کی کیونکہ بارش ہو اور پکوڑے نہ ہوں
ایسا تو ممکن نہ تھا، لئیق اور لعلین نے بھی چینج کیا مگر لئیق مسلسل ہنس رہا تھا
کیونکہ لعلین اس عام سے موسم میں بھی کانپ رہی تھی۔
"..اور بھیگیں شاباش، ماننی تو ہے نہیں آپ نے میری"
اسے بیڈ پر بٹھائے ٹاول سے اسکے بال ڈرائے کرتا ساتھ ساتھ وہ اسکے کانپنے
پر پر میٹھا میٹھا ڈانٹ بھی رہا تھا جس پر لعلین نے کشن اٹھائے پیچھے لئیق کے
سر پر مارا۔
مجھے کیا پتا تھا یہاں برف والے پانی جیسی بارش ہوتی ہے، میری توبہ جو"
دوبارہ بھیگوں۔ لئیق دیکھو میرا فیس کیسے ریڈ ہو گیا۔۔۔۔ ہمارے بے بی
"..کو واقعی پسند نہیں آیا بارش میں بھیگنا کیونکہ وہ ہرٹ کر رہا۔۔۔ آوچ

پیٹ پر ہاتھ رکھے وہ تکلیف سے دہری ہوئی تبھی لئیق نے ٹاول ایک طرف رکھے لعلین کو پکڑ کر اپنے سہارے کھڑا کیا، ریڈ کے بجائے فیس اسے تو زرد لگا۔

"یہ آپکو وہ ہرٹ نہیں کر رہا، ٹھنڈ کر رہی جو گھس گئی اندر۔۔۔۔آئیں بستر میں میں گرما گرم دودھ کا گلاس لاتا ہوں ودہنی۔اور اب آپ ڈنر بھی یہیں کریں گی، ضد کی تو مار بھی پڑے گی.."

اسے پکڑ کر بیٹھائے ساتھ ہی لٹاتے لئیق نے باریک لحاف اس پر کروائے جھک کر اسکی جبین چومی اور زرا سختی سے ڈانٹ کر گیا اور واقعی لیٹنے سے اسکو درد زائل ہوتا محسوس ہوا تو لعلین نے فورا سے لحاف سر تک اوڑھا اور اندر چھپ گئی۔

.._____..

سیلی اور مانی کا دن ساتھ میں بہت اچھا گزرا، بھجت کے بحاف پر وہ سیلی کا پورا خیال رکھتی نظر آئی، ڈاکٹر ہانیہ سے ہو کر وہ دونوں جندل محل گئیں پھر ڈنر کے لیے وہ دونوں افراہیم اور گل لالہ کے ساتھ فریاد علوی کے ریسٹورنٹ ہی گئے کیونکہ لارا نے اسکی بھاگ دوڑ سنبھال لی تھی تو اسکی مبارک بھی ڈیو تھی، بھجت، مدیحہ آفریدی اور شازیہ آفندی بھی خیر و عافیت سے انگلینڈ پہنچ چکے تھے، بھجت نے ایک منتھ کی رہائش کے لیے گھر نہ لیا بلکہ مدیحہ آفریدی کے خالازاد بھائی اور انکی فیملی وہیں سیٹل تھی اور ان سب نے تینوں مہمانوں کو کسی ہوٹل میں رکنے کی ہر گز پرمیشن نہ دی بلکہ اپنے گھر رہنے پر اصرار کیا، شازیہ آفندی کو کل ہی ہوسپٹل ایڈمٹ ہونا تھا اور جیسے ہی انکی کنڈیشن سٹیبل ہوتی ہارٹ ٹرانسپلانٹ کا پراسس شروع ہو جاتا، یہ انتہائی رسکی سرجری تو تھی مگر انکے دل کی لمحہ بہ لمحہ گرتی بیش نظر سبکو یہ رسک لینا ہی تھا۔ طبعیت کے

نمرہ کا پورا دن ساحل کے ساتھ گھومنے میں گزرا اور دونوں نے لنچ ڈنر سب گھر سے باہر ہی کیا لیکن اس بیچ وہ تھانے کے لوگوں سے مسلسل رابطے میں تھا۔

"آپ ٹھیک ہیں نہ امی، میں تو آپکو ابھی سے مس کر رہی۔ آپ لوگ ہوٹل ہیں یا ہوسپٹل"

نمرہ اور ساحل ڈنر سے واپس گھر آئے تو شازیہ صاحبہ کی کال نے نمرہ کی ساری تھکاوٹ دور کر دی، فون لیے وہ روم میں گئی تو ساحل بھی اپنے اور اسکے لیے کافی، چائے بنانے کچن میں گیا، پورا دن گھوم پھر کر وہ بھی خاصا تھک گیا تھا۔

شازیہ صاحبہ کے ساتھ ہی مدیحہ صاحبہ سو رہی تھیں جبکہ بھجت دوسرے کمرے میں تھا، اور یقیناً اپنی پیاری سیلی سے باتوں میں مصروف تھا۔

میں ٹھیک ہوں میری جان، کل ہوسپٹل جانا ہے۔ یہ مدیحہ آنٹی کے کزنز"
کا ہی گھر ہے، بہت پیارے اور ملن سار لوگ ہیں۔ ہمیں کسی ہوٹل جانے
"..نہیں دیا۔ میری فکر مت کرو، تم ٹھیک ہو۔ ساحل کے ساتھ خوش ہو
شازیہ صاحبہ نے آہستہ آواز سے بتایا کیونکہ وہ مدیحہ صاحبہ کی نیند میں خلل
نہیں ڈالنا چاہتی تھیں، انگلینڈ میں ابھی چونکہ شام تھی مگر پھر بھی وہ لوگ
چونکہ سفر سے تھکے تھے تو آرام کر رہے تھے۔

جی امی بہت خوش ہوں، اور زیادہ خوش تب ہوں گی جب آپکو پہلے جیسا"
"..دیکھوں گی۔ میرے لیے آپکو صحیح سلامت واپس آنا ہے، یاد رکھیے گا
ناچاہتے ہوئے بھی نمرہ کی آنکھیں امی کو یہ بولتے بھیگیں اور خود شازیہ
صاحبہ کی بھی کیونکہ وہ خود اس وقت خوفزدہ تھیں۔
اللہ نے چاہا تو ایسا ہی ہوگا۔ وہاں تو رات ہو گی، چلو تم آرام کرو۔ میں کل"
"..تم سے بات کرتی ہوں۔ ساحل کو میرا پیار دینا

خود بھی وہ تھک گئیں تھیں تبھی پھر نمرہ نے بھی انکو مزید بے آرام نہ کرتے کال کاٹی اور اسی لمحے ساحل اسکی چائے اور اپنی کافی بنا کر لائے دونوں مگز میز پر رکھے اسکی طرف بڑھا جو فون بیڈ پر جھک کر رکھتی اس سے پہلے آنسوؤں سے بھری آنکھیں چرا کر ساحل کے ایک طرف سے ہو کر نکلتی، بازو سے جکڑ کر کھینچنے پر ساحل کے حصار میں آ کر سمٹی، اسکی روتی ہوئی آنکھیں اتنے خوبصورت دن کے بعد ساحل خان کو درد کی گہرائی میں لے گئیں۔

"کیا ہوا؟ رونے کا سیشن پھر شروع ہونے والا ہے کیا؟"

ساحل کے سپاٹ سوال پر وہ مزید اداس ہوئی۔

روتی ہوئی آپکو خوبصورت لگتی ہوں نہ تو ایسے کھردرے لہجے میں مجھ سے" کیوں پوچھ رہے ہیں، خفا ہیں کہ میری وجہ سے آپکو لنچ اور ڈنر باہر کرنا پڑا؟"

اپنی تکلیف بھلائے وہ الٹا ساحل کی عجیب سی سرد ٹون پر غمزدہ ہوئی، ساحل نے آئبرو اچکاتے اسکا چہرہ جبڑے سے پکڑے اوپر کیا جسکے آنسو بس ٹپکنے کو بے تاب تھے۔

تمہیں میں کس اینگل سے خفا لگ رہا ہوں؟ یار میں ہوں ہی ایسا۔"

تھوڑے موڈ سوئنگز کا ایشو ہے، باہر کا کھانا اکثر نہیں کھاتا لیکن تمہارے

"..لیے ہفتے میں ایک دن بدپرہیزی کرنے سے مر تھوڑی

مزید اس بے حس کو وہ بولنے نہ دے سکی اور اپنی ہتھیلی اسکے ہونٹوں پر رکھ کر ڈبڈبائی تڑپی نگاہوں سے دیکھا۔

"..ا۔۔ایسے تو مت کہیں میں آگے ہی آنسو بمشکل روکے ہوئے ہوں"

ساحل کے پیار کی ایک دن میں عادت پڑی کہ اسے اسکا عام سا سرسری لہجہ برداشت ہی نہ ہوا جو ساحل کو ضرور تشویش زدہ کرتا دیکھائی دیا۔

اوکے سوری۔۔۔میرا مطلب تھا تمہارے لیے کیا ہے یہ اور تم فضول"

میں چھوٹی چھوٹی ہوئے جا رہی ہو۔کل سے میرا کام مزید بڑھ جائے گا اور

تم اور مانی بھی واپس پریکٹیکل ورک میں بزی ہو جاو گی پھر یہ بوریئت اور اداسی بلکل بھاگ جائے گی۔۔۔۔۔کم از کم آج تو ہیپی موڈ میں رہو میرے ساتھ، اپنی امی کے لیے پریشان ہو تو مت ہو، وہ بہتر ہو کر ہی آئیں گی۔۔۔۔انکے علاج میں کوئی کمی نہیں چھوڑی جائے گی، باقی زندگی دینے والا اللہ ہے.."

ساحل نے اس بار لہجہ ہر درجہ نرم رکھا، تبھی وہ اسکے ساتھ لپٹے گہرا سانس بھر گئی، یہاں جو سکون اور ڈھارس تھی وہ ساحل کو دور سے دیکھنے میں نہیں تھی۔

"آو چھت پر چل کر چاند دیکھتے ہیں، میری کافی بھی تم ٹھنڈی کروا دو گی۔ بائے داوے تمہاری چائے خاص بنائی ہے، اپنے بابا کی سپیشل ریسپی کے سنگ۔۔۔چلو ٹرائے کر کے بتاو کیسی ہے، آجاو.."

اسے کچھ ڈاون محسوس کیے ساحل نے خود ہی دھیان بٹایا اور نمرہ کو اسکی چائے کا مگ تھمائے خود اپنی بلیک کافی اٹھاتا وہ اسے یونہی ساتھ لگائے روم

سے نکلااور چھت پر پہنچا، دن بھر سورج نہیں نکلا تھااور ابھی بھی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھیں، نمرہ کو یہاں آکر بہت اچھا محسوس ہوا۔

"یمی۔۔۔یہ تو مصالحے والی چائے کااب تک کا بیسٹ ورژن ہے، بہت ٹیسٹی ہے۔ویسے آپکے بابا کیا کرتے تھے؟میرا مطلب کیا انکی ڈیتھ حادثاتی تھی یا طبعی.."

وہ اسکے ساتھ ہی چھت پر بنی اطراف کی دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑی ہوئی اور زائقے کو سراہنے کے ساتھ ہی اس نے جو سوال کیے وہ ساحل کو سنجیدہ ترین کر گئے۔

"میرے بابا ایک ہیکر تھے، پروفیشنل ہیکر۔بہت ماہر، آج تک ایسا کوئی لاکر نہیں تھا جو وہ نہ کھول پائے، ایسی کوئی خفیہ معلومات نہ تھی جو انہوں نے زمین سے اکھاڑ کر نہ نکالی ہو لیکن ایک خفیہ مشن کے بیچ انکی موت کروادی گئی، کچھ ایسا ڈیٹکٹ کر بیٹھے جو کئی دشمنوں کی نیندیں اڑا گیا، انکے

پوسٹ مارٹم سے یہی پتا چلا تھا کہ انھیں بہت ہائی وولٹیج کرنٹ دے کر مارا گیا اور انکی موت کے پیچھے کوئی ایک نہیں بلکہ کئی دشمن تنظیمیں تھیں۔۔۔۔۔بس انکی موت کا الزام کسی ایک کو دینا ممکن نہیں سو میں نے ہر شک کے دائرے میں آتے بابا کے قاتل سے کھلے عام جنگ کا فریضہ چن لیا۔۔۔۔۔۔۔ چھوڑو یہ سب تکلیف دیتا ہے مجھے.."

یہ سب وہ بتاتے ہوئے صاف صاف تکلیف میں مبتلا تھا، اور نمرہ کا دل بھی یہ سب سن کر افسردہ ہوا، چائے کا مگ دیوار پر رکھے وہ اسکے قریب ہوئی۔

اداس نہ ہوں، میں نے بس یونہی پوچھ لیا۔۔۔۔۔بائے داوے آپ یہ کالی چیز کیوں پیتے ہیں یار، اتنی کڑوی ہوتی.."

نمرہ نے اسکے ہاتھ سے کافی مگ لیے وہ بھی دیوار پر رکھا اور ساحل اسکے سوال پر گہرا سانس بھر گیا، محصور کن لمس نمرہ کے جسم سے اٹھتی حرارت محسوس کرتے ہی ساحل کی بازووں نے اسے پوری استحقاق سے بخشا۔

مجھے پسند ہیں کڑوی چیزیں.."

ساحل کی نظریں نمرہ کی آنکھوں پر جمی تھیں تبھی تو وہ پر اعتمادی کے باوجود ان نظروں کی تپش پر گھبرائی۔

"..لیکن میں تو بہت میٹھی ہوں"

نمرہ کی شرارتی رگ پھڑکی جس پر ساحل نے اسکی مٹھاس چکھنے کو پلٹ کر کمر دیوار سے لگائے نمرہ کو بازوؤں میں پہلے سے دگنی شدت سے جکڑا جس سے دونوں کے چہرے ٹکڑاتے ٹکراتے بچے، نمرہ کی آنکھوں میں سرخی کے سنگ جو خمار جگا وہ کئی گنا بڑھ کر اس وقت ساحل خان کی آنکھوں میں رقص کر رہا تھا۔

"ایسا تمہیں لگتا ہو گا عقل مند نمرہ، تم تو خاصی کڑوی ہو کل ٹیسٹ کر چکا"

"..ہوں تبھی تو پسند آئی ہو۔۔۔ہاں تمہارا میری طرف آنا ضرور میٹھا ہے

ساحل کے بے خود و بے باک جواب پر نمرہ کی سانسیں حقیقی معنوں میں لمحہ بھر حلق میں اٹکیں۔

ساحل آپ اتنا سب خطرناک ک۔ کیسے بول لیتے ہیں، دیکھیں میرا دل"
"..کیسے کانپنے لگ گیا فقط آپکی اس بات پر، اور لک
نمرہ نے اپنے برہنہ بازو سامنے کی جہاں کھڑے رونگٹے ساحل کو ہنسا گئے،
اور نمرہ کی دھونکی کی مانند تیز دھڑکن وہ پہلے ہی اپنے سینے کے ساتھ اسے
لگائے پوری توجہ سے محسوس کر رہا تھا۔
تم لڑکی ہو اور یہ سب تم پر سجتا ہے، جانتی ہو یہ تمہارا اصل حسن ہے۔ اور"
یہ گرتی اٹھتی پلکیں بھی، ڈری ہوئی آنکھیں بھی، بار بار میرے سینے لگ کر
خود کے چہرے کے رنگ چھپانا بھی۔ جان ہارتی کیفیت کے باوجود اپنے
آپ کو میرے لیے حاضر و میسر کرنا بھی، مسکرانا بھی جس میں خوشی اور ڈر
"..اکھٹا ہو
وہ جو اسکے منہ سے مزید کوئی گل فشانی امید کر رہی تھی، توقع کے برعکس
گھمبیر اور پیار بھرا جواب سن کر ساکن رہ گئی، ہلکان دل مسرور سی کیفیت
میں جھوم اٹھا۔

"آپکو مجھ میں بس یہ پسند آیا کیا؟"

پر حیا چہرے کے سنگ پر شوق سی نگاہ ساحل کے چہرے پر جمائے وہ یہ پوچھ ہی بیٹھی جو پوچھنا خطرناک بھی ہو سکتا تھا۔

"اسکے علاوہ تم میں جو پسند آیا وہ تو طلب کے زمرے میں آتا ہے، میں نے ابھی وہ سب بتایا جو مجھے تمہاری طرف آنے میں مدد گار ہوا ہے، جسکی میں طلب نہیں چاہ کر سکتا ہوں.."

نمرہ اسکے اس جواب پر تمام تر شرم کے مسکرائی کیونکہ اس شخص نے بہت خوبصورتی سے اپنا یہ سچ بھی کہا تھا۔

"م۔۔ مطلب میں آپکو پوری اچھی لگی؟"

نمرہ کی آنکھیں یہ پوچھتے جھک کر ساحل کے چوڑے سینے پر جمی تھیں اور تبھی ساحل نے اسکی جبین چومتے اسکو خود کی طرف آنکھیں اٹھانے پر مجبور کیا۔

تم اچھی نہ ہوتی تو اتنی جلدی میرے اتنے قریب نہ آجاتی جس نے ایک "
مدت سے اپنے سائے تک سے خار کھایا ہے، مرد کسی عورت پر یونہی نہیں
کھلتا، وہ اسکے لیے دل سے قبول ہوتی ہے تبھی یہ شرف اس محبت اور
شدت سے پاتی ہے۔ سچ بتاوں تو تمہیں اپنا دیکھ کر صبر نہیں ہوا مجھ سے،
"..اور میں اسکا بنا کسی پشیمانی کے اعتراف کرتا ہوں
وہ اس بار بھی دنگ تھی کہ بندہ کیا چیز ہے، اپنی بات کہنے میں نہ عار تھی
اسے نہ ہچکچاہٹ، اور اسکی سنجیدہ باتیں بھی نمرہ کے چہرے پر لہو چھلکا رہی
تھیں، دل کی دھڑکنیں بڑھا رہی تھیں۔
ب۔۔بس کریں ساحل، آپکی باتیں سہنے کے لیے بھی دل گردہ چاہیے۔"
"..میں تھک گئی ہوں، مجھے اپنے لیے بیقرار نہ کریں اس وقت
نمرہ کے بے بسی سے سسک اٹھنے پر وہ اس لڑکی کی ان انوکھی اداوں پر
مسکرایا جو واقعی منفرد تھیں۔

لیکن میں تو اگین نائیٹ کا سین اون کرنے کا سوچ رہا تھا ڈارلنگ اور"
"..تمہاری ابھی سے بس ہو گئی
ساحل نے جان بوجھ کر نمرہ پر یہ دھماکہ کیا جو اس پر یوں تھی جیسے اگلے پل رو دے گی۔
س۔۔ساحل۔۔۔۔اپنے نام جیسے تو ہر گز نہیں ہیں آپ۔نہ سکوت ہے"
"..اس ساحل میں نہ شانت سی لہر۔۔۔صرف طوفان ہیں
اپنے نام سے جڑے اس تجزیے پر وہ اسکو ویسے ہی بازوؤں میں جکڑے ہنسا۔

میرا ایک نام دانیال بھی ہے، ہر چیز میں عدل کرنے والا ہوشیار۔۔۔۔تو"
"..پھر کیسے طوفان لانے کی جگہ پر سکون لہر و سکوت ممکن ہے
ساحل سے وہ ایسے ہی کسی جواب کی امید کر رہی تھی تبھی منہ بسور کر اسے گھوری جیسے کہہ رہی ہو شاباش ساحل خان۔

"..میں گر پڑوں گی اب"

نہایت روہنانسے لہجے میں تنبیہہ کی گئی۔

ہاں مجھ پر گرنا نوایشو۔۔۔۔۔چلو شاباش کام پر لگو اپنے۔۔۔۔کل سے"

"..تمہیں تنگ نہیں کروں گا لیکن آج نوایکسکیوز۔۔۔۔لٹس گو

ساحل کے بدلتے موڈ پر نمرہ کا دل چاہا سچ میں رخصتی واپس کر لے، لیکن دل وجان سے تو وہ ساحل خان کی خاص اہمیت کے لیے ہر لمحہ راضی تھی پر دل کا یہ منافقانہ طرز کیسے سہتی جسکی دھڑکنیں ساحل خان کے بڑھتے قدموں کا سوچتے ہی سینے سے لپٹ رہی تھیں۔

"..س۔ساحل چائے کافی کے مگز"

نمرہ نے اسکے ہاتھ پکڑ کر لے جانے پر ان بچارے معصوم مگز کی طرف حسرت بھری نگاہوں سے تکتے توجہ دلانی چاہی۔

"..ان دو کو اپنا رومینس کرنے دو یہیں صبح تک، تم چلو میرے ساتھ"

بنا نمرہ کی سنے کو اسکا ہاتھ پکڑتا سیڑھیاں اتر گیا اور نمرہ ابھی سے اپنے ڈوبتے دل کو تقویت دے کر گہرے سانس بھرتی نظر آئی جو واقعی بیک وقت حسین اور آفت خیز تھا۔

.._____..

لئیق اور لعلین ایک ہفتہ مزید ایجلینہ اور جمشید کے مہمان تھے اور پھر دونوں نے پینڈنگ ہنی مون ویسے ہی شروع کرنا تھا جیسا انہوں نے پلین کیا اور تبھی دونوں کے ولیمے کا جشن اسی ہفتے میں طے پایا گیا اور ڈنر پر لئیق سے وہ دو یہی ڈسکس کر رہے تھے، لعلین دو گھنٹے سو کر کافی بہتر تھی اور تبھی لئیق بھی اسکے لیے ڈنر لیٹ ہی کمرے میں لے کر آیا اس امید پر کہ محترمہ جاگ چکی ہوں گی، مندی مندی آنکھیں کھولے فون کی سکرین

سکرول کرتی وہ لئیق کو دیکھتی فون ایک طرف رکھے ٹھیک سے بیٹھی جو ٹرے اسکے پاس لا کر رکھ چکا تھا۔

"کتنی بری ہوں نہ، بیمار بندے سے لاڈ اٹھوا رہی مسلسل۔۔۔۔ یہاں آ جاو .. تھک جاو گے لئیق ایزد"

لعلین نے ٹرے پرے سرکائے کمبل بھی پیچھے کیا جس پر لئیق بھی ساتھ ہی آ کر بیٹھا، بھیگنے کے بعد وہ اب تک گلابی تھی، دھڑکنوں میں ارتعاش برپا کرنے والی، خود کو بے وقت بہکنے سے روکے لئیق نے اس بیمار لفظ پر احتجاج بلند کرنے کا ارادہ کیے اسکی ناک دبائی۔

"اوہیلو یہ بیمار کسے کہا آپ نے، ہٹا کٹا جوان ہوں آئرن لیڈی، دوبارہ مجھے بیمار کہا تو عملی ثبوت دے کر اپنے ٹھیک ہونے کا بتانے پر مجبور ہو جاوں گا.."

لئیق کی مصنوعی برہمی پر لعلین نے گھبراتی سی سمائل دی، اس سر پھرے کا کوئی بھروسہ تھوڑی تھا کہ کب کیا کر جائے۔

"..اور اگر میں عملی ثبوت کی پہلے ہی منتظر بیٹھی ہوئی تو"

لعلین نے لئیق کی آنکھوں میں بے خوفی سے جھانک کر دانستہ مقابل کی خواہش کو تسلیم کیا جس پر لئیق اسکے ماتھے پر جھک کر اپنے پیار کی مہر ثبت کرتا پیچھے ہٹا، حیا کی شدت ان حسین آنکھوں کی مستقل مکین تھی۔

"..تو کیا، وہی ہو گا جو روایات میں درج ہے"

گھمبیر مگر متبسم جواب پر وہ چھینپا سا ہنسی۔

"دنیا کی یا تمہاری؟"

وہ اب بھی شریر ہوئی، اس شر انگیز بہکے آدمی سے اس لمحہ نگاہیں ملانا مشکل ہوا۔

میرے اور آپکے بیچ دنیا تو ہے ہی نہیں، ہمارے بیچ صرف سکون حائل ہے.."

کھانا شاید لعلین کھانے کے اس وقت موڈ میں نہ تھی تبھی لئیق نے رخ پلٹ کر بیٹھتے ہی اپنا سر اسکی گود میں رکھا اور لیٹ گیا۔

"..تم نے پہلے جب یہ کہا تب تھوڑا شک تھا، اب مکمل یقین آگیا ہے"

لئیق کے بالوں میں دھیرے سے انگلیاں پھیرے وہ جذب سے بولی جوان انگلیوں کی سر میں ہوتی سرسراتی حرکت پر سکون سے آنکھیں موند گیا۔

"آپکو کیا پتا کہ آپکے حق میں لئیق ایزد خود یقین کا دوسرا نام ہے، آپ خوش ہیں لعلین؟"

لعلین کی ہتھیلی پکڑ کر پر حدت لبوں کی شدت سے چومے وہ بول ہی اتنا حسین رہا تھا کہ مسکراہٹ نے اس لڑکی کے ہونٹوں سے جدا ہونے سے انکار کیا۔

"بہت خوش ہوں، سب خواب لگ رہا ہے۔ میری وجہ سے تمہاری خوشیاں ادھوری نہیں رہیں گی اب، اور یہ فیلنگ بہت سپیشل ہے، میں تو اس وقت کی منتظر ہوں جب واپس جا کر ہم عدن کو گھر لائیں گے۔ تم مانو نہ

مانواللہ کو شاید میری عدن سے محبت بھا گئی جو انہوں نے میری حسرت بھی اس بچی کے صدقے دور کر دی۔ میں عدن کو اپنی اس اولاد کی طرح ہی پیار کروں گی لئیق.."

لعلین کا عدن کی طرف ممتا بھرا جھکاو لئیق کو بہت پیارا لگا، اور لعلین کی بات میں واقعی دم تھا۔

ایسا ہی ہو گا، محبت بانٹنے والوں کے دامن کبھی خالی نہیں ہوتے لعلین۔"

ان کی وسعت اس زمین و آسمان سے زیادہ کر دی جاتی ہے، اور جب ان میں اللہ خوشی اور سکھ ڈالتا ہے تو وافر مقدار سے ہی نوازتا ہے۔ آپ کی خوشی میری خوشی ہے، میں تو آپکو مسکراتا دیکھ کر ہی مسکرا دیتا ہوں.."

محبتیں اور چاہتیں ہر ڈھنگ سے وہ لوٹانے میں ماہر تھا، شاید اسے بھی لئیق ایزد کی طرح اس مالک دو جہاں نے محبت بانٹنے کے فریضے کے لیے چن لیا تھا۔

مجھے یہ سب تمہاری بدولت ملا لئیق ایزد، ماں بننے کا شرف تک۔۔۔۔۔"

"..جو میری سب سے بڑی خواہش تھا

ایسے پر لطف اعترافات کے بعد وہ خوشی کے شدید جھونکوں سے اپنی روح سہلتی محسوس کر رہا تھا، اور لعلین اسکے ہونے کے ہر ہر لمحے کا اب تا عمر ایسے ہی اعتراف کر کے جینا چاہتی تھی۔

آپکی خواہشوں کی تکمیل کا نام ہی لئیق ایزد ہے، بہت ہو گیا پیار۔۔۔ چلیں"

"..ڈنر کر لیں

مزید لئیق نے بھی ان آسودہ و گداز پناہوں پر حاوی کیا اپنے سر کا بوجھ ہٹایا اور سنجیدہ ہو کر لعلین کی بڑی چالاکی سے پرے سرکائی ٹرے واپس لعلین کے سامنے کیے بیٹھا، اس نے دال چاول کی فرمائش کی تھی اور ڈنر میں وہی تھا، ساتھ تھوڑا سا چیز پاستہ اور دو کباب بھی تھے تاکہ لعلین کو فل میل کی انرجی مل سکے۔

"..خود کھلاوا اپنے ہاتھوں سے"

لاڈ اٹھوانے کے مزے لیتی وہ لئیق کی سنجیدگی برقرار نہ رہنے دے سکی۔

"ہمارا بے بی تو کہیں بعد میں آئے گا، آئی تھنک تب تک آپ بھی چلتا پھرتا بے بی بن چکی ہوں گی۔ پر وہ کیا ہے نہ آپکو انکار نہیں کروں گا، آپ کی میرے مان جانے پر منظر عام پر آتی مسکراہٹ ہی میری ان آنکھوں کا رزق ہے میری جان.."

پھر سے لئیق ایزد کا گرم جوش حلاوت آمیز پیار نچھاور ہوا تو لعلین کو لگا وہ کچھ کھایے پیئے بنا سیر ہو گئی ہے، دونوں آنکھوں کو اپنے لمس سے مہکاتا وہ اپنے ہاتھوں سے اسے کھانا کھلانے لگا اور وہ اسے مخمور و وارفتہ نگاہوں سے دیکھتی بڑی بری طرح بہکاتی محسوس ہو رہی تھی۔

"تم میرے لیے کبھی بھی کسی لمحہ میری پسند کے لئیق ایزد بن جاتے ہو، کیا میں بھی بنتی ہوں تمہاری چاہ کے لمحے تمہاری من پسند؟"

پہلا نوالہ لئیق کے ہاتھ سے منہ میں لیتے وہ متجسس و پر شوق ہوئی، اس سادگی پر مقابل نے نظر بھر کر اس موہنے چہرے کو نظروں کا محور بنایا۔

آپکو بننا نہیں پڑتا، آپ ہمیشہ مجھے میری چاہ کے مطابق ملتی ہیں روح"

"..رواں

اس جانب سے ایسا دلفریب جواب ملا کہ وہ دم سادھے رشک سے اس وجیہہ اور پر وقار شخص کو اپنے لیے میسر و موجود کی حدیں پار کرتا دیکھتی ہی رہ گئی، اتنا دیکھا کہ اس شخص کی دھڑکنیں دل میں آکر دھڑک کر سرگوشیاں کرنے لگیں۔۔

اسکے ہونٹوں کی ٹھنڈی ٹھنڈی مسکراہٹوں کو جھک کے اس شخص کی آنکھوں نے چھوا، اور پھر ان سانسوں کی تخلیق کردہ بے تابی کو اپنے ہونٹوں کے سکون سے ٹھہرے سکوت میں بدل دیا۔

یقیناً خدا نے ایسے ہی ایک لمحے میں سوچا ہو گا کہ حیات تخلیق کر کے لمحے کے لمس کو جاوداں ہونے کی صلاحیت سونپ دی جائے۔

.._____..

"..آج تو تھک گئی، آئی میرے پیر"

دن بھر گھوم پھر کر سیلی اور مانی دونوں تھک چکی تھیں، سلینا نے کچھ دیر بھجت سے بات کی مگر آجکل اسے نیند بہت آتی تھی تبھی اب براحال تھا۔

"میں آپکے پیروں کا مساج کرتی ہوں سیلی، دیکھیے گا کیسے درد دم دبا کر بھاگتا ہے.."

مانی بھی چینج کر چکی تھی تبھی آئل اور موائسچرائزر کی بوتل لیے اوپر بیڈ پر چڑھی۔

"..ارے نہیں مانی، رہنے دو میری جان"

سیلنا کو مناسب نہ لگا کہ وہ مانی سے مساج کروائے پر وہ میڈم اعتراض سے پہلے ہی سیلی کا پیر اپنی گود میں رکھ چکی تھی۔

"کیوں رہنے دوں، جیسے بھجت لالہ ویسی آپ۔۔دادو کا بھی تو مساج کرتی تھی نہ،اور میرے لیے آپ ماں سے کم نہیں ہیں سیلی۔ مفت کی مانی مل رہی ہے تو شکر منائیں میم، تین سال بعد یہی مانی آپکو چودھویں کے پورے چاند جیسی لگے گی،جو بہت دنوں بعد آسمان پر چمکتا ہے.."

مانی کا زندگی سے بھرا رسانیت میں ڈوبا جواز سن کر سیلی کو اس پر بے پناہ پیار آیا،وہ واقعی چلتی پھرتی رونق تھی۔

"میری تو دعا ہے کہ اللہ تمہیں شیری کے ساتھ خوشیاں اور سکھ نصیب کریں،واقعی وہ بہت لکی ہے جسکی تم جیسی بیوی ہے۔یونہی کھلکھلاتی رہو، تمہاری ہنسی اور شوخی ہم سبکی خوشی دوگنی کر دیتی ہے.."

سیلی سے اسے ایسی ہی دعائیں درکار تھیں،اور مانی کو اب سچ میں شہریار جدون خوش قسمت لگنے لگا تھا،اپنی بدولت،وہ ہنس دی،بہت مہارت سے

اس نے سیلی کے پیروں کی مالش کیے ساری تھکن اور درد لمحوں میں بھگایا، یہی نہیں سیلی کے سر کی مالش بھی کی جس سے وہ اتنی پر سکون ہوئی کہ اس پیارے ہاتھ کو چوم لیا۔

"..واقعی جادو ہے تمہارے ان ہاتھوں میں"

سیلی کے شدید پیار بھرے پر مسرت اعتراف پر وہ تفاخر سے مسکائی۔

جی محترمہ، میں پوری جادو گر ہوں جناب اور یہی جادو تو دی کھڑوس" شیری پر چلا تھا۔۔ہاہا سیلی یہ تو بتائیں کیا لعلین آپا کے ہاں بھی کوئی گڈ نیوز ہے؟ مطلب دستگیر لالہ اور بھجت لالہ نے تو کام کر دیکھایا، بھیو اور لوئے بھائی رہ گئے۔یہ بات مجھے لعلین آپا سے پوچھتے شمو آرہی ہے لیکن مجھے

"..بہت کریاسٹی ہے، بھیو کے بچوں کا مجھے سب سے زیادہ انتظار ہے

اول جملے شوخی سے کہتی وہ بیڈ سے اتری، آئل بوتل اور موائسچرائزر ڈریسنگ پر رکھا اور واپس آکر سیلی کے پاس بیٹھی جس پر سلینا نے اسکی گال کھینچتی اثبات میں سر ہلایا۔

"آج ہی پتا چلا ہے مجھے، لعلین بھی امید سے ہو گئی وہاں جا کر۔ لیکن ابھی یہ ان دونوں نے سرپرائز رکھا ہوا، آکر ہی بریک کریں گے۔ میری لعلین بھی ممی بننے والی ہے"..

یہ واقعی مانی کی خوشی کو ناقابل بیان حد تک بڑھا چکا تھا، یہاں تک کہ بھجت سے زیادہ اسے لئیق بھیو کے ڈیڈی بننے کی خوشی محسوس ہوئی جسکا سبب مانی کا لئیق سے بچپن سے بہت کلوز ہونا تھا۔

"او ایم جی۔۔۔ ہرا! مطلب میں ڈبل پھپھو بنوں گی۔۔۔ بلکے ٹرپل۔۔ اف ماشاءاللہ۔۔۔۔ بہت ہی مزہ آئے گا۔ بھیو کا بے بی میرا فیورٹ ہونے والا میں پہلے ہی بتا رہی، آپ پلیز اداس نہ ہونا۔۔۔ بھجت لالہ اور آپکے بے بیز

تو میری جان ہوں گے ہی پر بھیو کا بے بی زیادہ سپیشل ہو گا۔ایک مدت انکا
"..بے بی میں رہی، ہائے اب اصل والا آئے گا تو کتنی کیوٹ فلینگ ہو گی
مانی کی خوشی اسکے چہرے کا ہر خدوخال ظاہر کر رہا تھا اور سلینا بھی اسکی
باتوں پر ہنس دی۔
ان شاءاللہ، تمہارا کون فیورٹ ہو گا یہ تو تم نے ڈسائڈ کر لیا لیکن تم سبکی"
ایک جتنی فیورٹ پھپھو ضرور ہو گی۔۔۔۔۔چلو اب سوتے ہیں، صبح بہت
"..کام ہیں۔نیولی کپل کی شاندار دعوت ہے
سیلی تو کل کے لیے ابھی سے فکر مند تھی کہ سب اچھے سے ہو جائے پر مانی
لیٹ تو گئی پر فوری ٹک ٹاک اوپن کیا، شہریار کا دن بہت مصروف رہا تھا
لیکن اسکے باوجود اس نے صرف مانی کے لیے تین وڈیوز اپلوڈ کیں۔

مانی نے مسکراتے ہوئے پہلی اوپن کی جو ایک کیفٹیریا کی تھی جہاں کہانی سنو کے ٹرینڈنگ سانگ پر شیلے جیکسن کی کسی کو شدت سے یاد کرنے کی تھیم پر وڈیو تھی، مانی نے فوراسے کیپشن کھولا۔

"Ero completa quando è scesa nel mio cuore, l'ho trovata come un battito nel mio cuore e come un calore nella mia anima."

وہ اٹیلئین زبان میں لکھی کیپشن تھی جسکا کلواس وڈیو میں تھا کہ مانی نے فوری اٹیلیئن ڈکشنری کہ ایپ ڈانلوڈ کی تاکہ وہ کیپشن سمجھ سکے۔

مانی نے فوراسے کیپشن کاپی کیے اسکی ٹرانسلیشن نکالی تو اسکے ہونٹوں پر سکھ کے گلاب اتر آئے۔

"میں تب مکمل ہوا جب وہ میرے دل میں اتری، میں نے اسے دل میں
دھڑکن کی طرح اور روح میں حرارت جیسا پایا.."

مانی نے اس جملے کے مطلب کو زیر لب محبت سے دہرایا، اور آنکھیں موند کر اس ایک جملے کی مٹھاس اپنی زبان پر گھلتی محسوس کی۔

مانی نے اس احساس سکون میں چند سانسیں بھرتے ہی دوسری وڈیو کھولی جس میں شہریار نے اپنے بریسلٹ کو دیکھایا تھا، اسکا بلنک کرنا اور اس بار بھی کیپشن اٹیلئین زبان میں تھا۔

"Quando mi ricordo di lui, mi ricordo di me stesso."

مانی نے اسکی بھی ٹرانسلیشن کی تو پھر سے بے آواز مسکرائی، آنکھوں میں کچھ چمکا بھی تھا شاید اس شخص کی خوشبو کی سانسوں میں گھلتی کمی کھٹن اور اذیت بنی تھی۔

"..اسے یاد کرتا ہوں تو خود کو یاد رہتا ہوں"

یہ پڑھتے ہوئے مانی نے فون کو ہی سینے پر رکھے بازو لپیٹ لیں جیسے اس رابطے کے ذریعے کے بجائے وہاں خود شہریار ہو، اس کیفیت سے وہ جلد نہ نکلی، اس نے غائبانہ ہی سہی اس شخص کی خوشبو کو چار سو رقص کرتے کھلی آنکھوں سے دیکھا، وہ شخص محسوس کرنے کی حد تک اسے یاد آیا تیسری وڈیو پرائیوٹ تھی اور صرف مانی ہی دیکھ سکتی تھی، اس پر سیٹنگ کے تھرو شہریار نے پبلک ویورشپ آف کر رکھی تھی۔

اور وہ تصویر شہریار کی ماسک کے بغیر تھی اور ایک نئی لک کے ساتھ جو اس پر اخیر سج بھی رہی تھی، اسکی آنکھوں میں مانی کے لیے کبھی نہ اختتام ہوتی چاہت کا سمندر موجزن تھا، ساتھ ہی اسکی آکیڈمی کا لان کیپچر تھا، اور اسکے بعد واک کرتے وقت چند خوبصورت مناظر قید تھے اور بیک گراونڈ پر شہریار کی ہی آواز تھی، جو وہ بول رہا تھا وہی کیپشن میں لکھا تھا۔

"Continua ad ascoltarmi amore mio, continuerò a raccontarti il mio cuore. Continua a guardarmi amore mio, ti terrò aggiornato."

مجھے سنتی رہنا میری محبت، میں تمہیں حالت دل سناتا رہوں گا۔)

"(مجھے دیکھتی رہنا میری محبت، میں تمہیں حالت جان دیکھاتا رہوں گا۔

مانی نے تینوں پر کھکھلاتی الوہی جاذب مسکراہٹ دی اور بھیگی خوشی کی زیادتی سے نم آنکھوں سے تکتے لائک کیا اور پرائیوٹ وڈیو کے سنسان پڑے کمنٹ سیکشن میں آئی۔

"Tutto questo non è abbastanza per la tua follia, ma sono molto felice di avere il privilegio di essere il tuo amore. Si

prenderà cura del mio cuore, cioè del suo.

اتناسب بھی کافی نہیں آپکی دیوانی کے لیے، لیکن میں بہت خوش ہوں کہ)
مجھے آپکی محبت بننے کا شرف حاصل ہے۔ میرے دل کا خیال رکھیے گا، یعنی
"(اپنا

اس نے اسی ایپ سے اٹیلئین زبان میں ٹرانسلیشن کیے کمنٹ چھوڑا اور
کچھ دیر میں ہی اسکے لائک ہونے پر کروٹ بدل کر لیٹی، دل دھڑک کر رکا،
وہ ٹائپنگ کر رہا تھا۔

"Ti voglio bene"

(I Love You)

جواب دے کر وہ وڈیو سمیت کمنٹس بھی ڈیلیٹ کر چکا تھا مگر مانی کو ڈھیر سا
اسکا بھیجا پیار پہنچ چکا تھا اور شہریار کے پاس ہونے کا ایسا جاوداں احساس مانی
کو ہنستے ہنستے یہ جدائی کاٹنے کی ہمت دینے والا تھا۔

.._____..

ایک نئی خوبصورت صبح اتر آئی، زندگی کے رکنے کو واپس متحرک کرنے،
ساحل اور نمرہ نے حسب وعدہ آج کا دن دعوت اڑانے کی نیت کی۔
دونوں ایک ساتھ بہت جاذب القلوب دیکھائی دے رہے تھے، اور پھر
مہمان نوازی میں بھی ان دو ہونہار کڑیوں نے کوئی کمی نہ چھوڑی، سیلی نے
کوکنگ سنبھالی اور مانی نے بیکنگ، پھر سب سے خوبصورت وہ لمحہ تھا جب
مانی نے ساحل اور نمرہ کی آنکھوں میں اپنے لیے عقیدت دیکھی، ایسی تشفی
کراتی چاہت جو خود سے بہت اعلی کو دی جاتی ہے۔
ساحل خان اس سفر میں پیچھے ہٹنے اور آگے بڑھنے دونوں پر دل سے راضی
تھا، اسے آمنہ آفریدی سے جو عقیدت محسوس ہوتی تھی وہ تو تمام عمر یونہی

رہنے والی تھی، لیکن اب اپنا انداز بدل چکی تھی، نمرہ کی آنکھوں کی خوشی، اسکا بابا کی موت کے دکھ پر ساحل خان جیسے پیارے نعم البدل پر صابر شاکر ہونا، مانی کی دلی راحت بنا، سب کی آنکھیں ہر خلش اور کرب سے آزاد تھیں اور ایسے لمحے مبارک اور متبرک ہوا کرتے ہیں جب ایک کی ہنسی ہی دوسرے کی مسکراہٹ کا سبب بن جاتی ہو۔

لنچ شاندار ہوا، اور دلہا دلہن نے وی آئی پی پروٹوکول پایا، نمرہ کو وہیں آفریدی حویلی ہی چھوڑے ساحل وہاں سے اہم کام کے سلسلے میں جلدی نکل گیا۔

تھانے کی حدود میں آکر رکتی ساحل خان کی گاڑی پر اور اسکے باہر نکلنے تک اسکے لوگ مودب سے سامنے قطار میں کھڑے تھے، وہ لوگ ابرتا کے موجود ہونے کے ہر ٹھکانے کو ساحل خان کے آرڈر پر گنگال دینے والے تھے، وہیں شان سے تفتیش تو جاری تھی پر وہ خبیث کچھ بولنے پر کسی صورت راضی نہ تھا۔

عیسائی قبرستان تک پر پولیس نے جا کر ابرتا کے خلاف پوچھ گچھ کی مگر سبکا یہی کہنا تھا کہ وہ جیم کی موت کے بعد سے نہ تو قبرستان آئی ہے نہ گھر موجود ہے، رات ورات کہیں فرار ہو گئی ہے۔

ابرتا کو ڈھونڈنے کے پیچھے شام سے رات گزری لیکن وہ عورت کسی کے ہتھے نہ چڑھ سکی، لیکن اس بیچ مزید کئی معاملات سے ساحل خان باخبر ہوتا گیا۔

ابرتا بھی کسی نئے بڑے فساد کا ٹریلر تھی کیونکہ ابھی تو فلم باقی تھی۔

سنسان قبرستان کے احاطے میں کھڑی وہ گھڑا کھود کر جیم سے جڑی تمام چیزیں دفنا رہی تھی، کچھ کو اس نے آگ لگائی تھی، دھواں اس جنگلی جگہ پھیل کر بلند ہو کر آسمان پر مرغولے کی صورت حاوی تھا، اپنے ہاتھ میں موجود رنگ اس گھڑے میں دباتے ہی ابرتا نے ایک آزاد سانس فضا کے سپرد کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے اندھیرے میں جا کر گم ہو گئی۔

شاید ابھی اسکے سامنے آنے کا وقت نہیں آیا تھا۔

.._____..

.....ایک ماہ بعد

یونہی دن گزرنے لگے، لئیق کی طبعیت ایک ہفتے میں بہتر ہوئی تو جمشید اور ایجلینہ کا شاندار ولیمہ ہونا طے پایا اور اس میں شرکت کرنے کے بعد دونوں سے لئیق اور لعلین نے رخصت لینے کا سوچا اور ملائشیا گھومنے کا باقی پلین اکیلے ترتیب دیا،

لئیق اور لعلین نے اگلے ہفتے تک مہمان بننے کو قبول کیا اور پھر گرینڈ ولیمہ سرمنی کے بعد وہ دو بھی رخصت ہوئے، مانی کا ہر لمحہ اس شخص کے احساس نے حسین کیا، اس نے اداس رہنا چھوڑ دیا، جب جب اداسی ذہن و دل پر

اتری وہ شہریار سے یونہی جا کر ادھوری باتیں کرتی، وہ اسے سنتا، اسکے جواب دیتا، اپنی زندگی دیکھاتا اور وہ شب و روز کاٹنے لگی۔ چار ہفتے پنکھ لگا کر سرک گئے، ابرتا کی تلاش جاری تھی، شان موت کے منہ میں آ چکا تھا لیکن اب بھی ایک بڑی قیامت کے آثار ساحل خان کے سر پر منڈلا رہے تھے۔

ان ہفتوں میں شازیہ آفندی کی سرجری بھی ہوئی اور کامیاب بھی ہوئی لیکن پھر بھی کچھ ہفتے انکو وہاں رکنا تھا تاکہ انکی صحت کو بھرپور جانچنے کے بعد ہی رخصت دی جائے، بھجت اور مدیحہ صاحبہ نے بنا کسی خونی رشتے کے باوجود اس امید ہارتی شازیہ آفندی کو تنہا نہ ہونے دیا، مدیحہ صاحبہ کا پیار بھرا شفیق سایہ بہت بڑی ڈھارس بنا۔

اور اللہ نے نمرہ سے اسکی امی واپس نہ لیتے ایسا رحم کیا جسکی وہ لڑکی آخری سانس تک شکر گزار رہتی۔

نمرہ اور مانی بھی واپس پڑھائی میں مصروف ہو گئیں، جندل محل والے بھی اپنے پیارے کپل کے آجکل منتظر تھے کیونکہ لعلین اور لئیق کی واپسی آج

کل میں متوقع تھی، ان چند ہفتوں میں لارا نے فرہاد صاحب کی امانت کو قدرے سنبھال لیا جس میں اسکی مدد لوئے نے کی، جبکہ صبور اپنے پریگنینسی ٹائم کو امے جان اور لال نور کے ساتھ مزے مزے کی ریسپیز سیکھ کر بنانے میں گزارتی اور پھر باقی کا اسکا وقت دستگیر عالم کے نام ہوتا۔ نیہا اور ہمایوں کی زندگی میں ابھی تک بے بی کے آثار نمودار نہ ہوئے تھے مگر اسکے باوجود وہ ہمایوں کی لاڈلی اور پیاری تھی۔

پھر لئیق اور لعلین نے بھی ہنی مون پیریڈ کو مزے سے انجوائے کیا اور فائنلی واپسی کے سفر کی نیت باندھی۔

مانی کی اداسیوں کے توڑ کا سبب شیلے جیکسن تھا اور اب اسکے لیے یہ تین سال اتنے مشکل نہیں رہے تھے، وہ کسی اور کہ لیے نہ سہی مانی کے لیے روز وڈیو ضرور ڈالنے لگا، روزانکی کمنٹس کے تھرو ہلکی پھلکی کوڈورڈنگ میں بات ہونے لگی۔

ابرتا کو پکڑنے کے لیے بہت جگہوں پر ساحل خان کے لوگوں نے ریٹ کیا تھا مگر وہ ایک شاطر لڑکی تھی اور کہیں چھپ چکی تھی، اسکا مقصد کیا تھا فی الحال کسی کو پتا نہ چل سکا۔

لعلین کی پریگننینسی کی وجہ سے وہ ولڈ ٹور تو نہ کر سکے مگر لعلین کو ہنی مون نہ ہو پانے کا ارمان بھی نہ رہا، لئیق کے ساتھ یہ پورا مہنیہ اس نے اپنی زندگی کی اتنی یادیں بنالیں جو آخری سانس تک کافی تھیں۔

مہنیہ گزرا تو عدن کا انتظار بھی ختم ہونے کو پہنچا، وہ شدت سے لئیق ایزد کے وعدے کی تکمیل کی منتظر روز فیروزہ کے ساتھ لئیق کا انتظار کرتی اور ایک دن گزرتا تو اسکی امید اگلے دن مزید مضبوط ہو جاتی۔

ساحل ان سارے دنوں تھانے کے کاموں میں مصروف رہا، ابرتا کی تلاش کے چکر میں کئی اور مجرم اور معاملات کھل کر سامنے آتے رہے لیکن ابرتا کا سراغ نہ مل سکا، شان اسکی قید میں ان ہفتوں کے باوجود زندہ تھا اور ساحل خان نے اسے بے بسی کی جو موت دے رکھی تھی شاید وہ اسی لائق تھا۔

نمرہ کو اس نے اور مانی نے ہر گز اکیلا نہ کیا بلکہ دونوں کے پریکٹیکلز بھی ان دنوں خیر خیریت سے ہوئے اور اب بس رزلٹ کا انتظار باقی تھا۔

مانی نے اتنے دنوں میں کسی کو اپنی خوشی کا راز نہ بتایا لیکن وہ بھیو کی منتظر ضرور تھی تاکہ انکو بتا سکے کہ اس نے اس دور جدائی میں بھی شہریار جدون تک پہنچنے کے راستے کھوج لیے ہیں۔

سبکی زندگی اپنے اپنے مقررہ مدار کے گرد گھوم رہی تھی اور اب باقی تھا عدن کا جندل محل آنا، لوئے لارا کے رشتے کا فائنلی بہت ساری مشکلات کے بعد مضبوط ہونا، شان اور ابرتا کا دل دہلاتا انجام لیکن کیا یہ سب واقعی بہت سیدھے طریقے سے ہونے والا تھا، ہر گز نہیں۔

سرد سی شام کے بیچ و بیچ تنگ گلیوں میں سرپٹ بھاگتے ساحل خان کا سانس تو ہموار تھا مگر اس غنڈے کی سانس ضرور پھول چکی تھی جو ٹھوکر پر آتی ہر

شے تباہ کرتے ہوئے مسلسل اپنی جان بچاتا اس جلاد کے شکنجے میں پھنسنے سے بھاگ رہا تھا۔

"..رک۔۔۔۔میں نے کہا رک جا"

ساحل نے گن کو ہوا میں فائر کیے غراتے ہوئے اس سانڈ جیسے اتھرے گھوڑے کو وارننگ دی جس پر ارد گرد گلیوں کے عوامی لوگ ڈر کر آگے پیچھے بھاگے گویا بھگڑ مچی، ہر کوئی پولیس مقابلے سے بچنے کو میسر آتی جگہوں پر چھپ گیا، وہ آدمی بیچ گلی رک گیا کیونکہ آگے بھی پولیس کے تین اہل کار گنز اسی پر تانے خشونت بھرے نگاہیں گاڑے کھڑے تھے۔

آگے کنواں اور پیچھے کھائی تبھی وہ سیاہی مائل اکنی سے بھرے چہرے والا سرد موسم کے باوجود پسینے میں شرابور تھا ہراساں ہوئے پلٹا تو ساحل خان کی بھیانک جان نکالتی نظروں میں آتے ہی اسکے ہاتھ میں پکڑی گن پر پکڑ کمزور ہوئی۔

"..پھینک گن"

ساحل نے انگارے بھری آنکھوں کے سخت اشارے سے اسے تنبیہ کی مگر وہ ہٹ دھرمی دیکھاتا نہ مانا تبھی ساحل خان نے ٹھیک اسے ہاتھ پر شوٹ کیا جس سے گن تو اسکے ہاتھ سے گری الٹا وہ درد سے بلبلاتا وہیں کچی گلی میں گر پڑا۔

لمحے میں ساحل خان کسی موت کے فرشتے کی طرح اسکے سر پر آکر کھڑا ہوا اور گریبان سے پکڑ کر اسے زمین سے بے دردی سے گھسیٹ کر اٹھایا۔

"کیوں بھاگا ہمیں دیکھ کر، ابرتا سے کیا تعلق ہے تیرا؟ بول ورنہ تیری چمڑی ادھیڑ دوں گا.."

ساحل نے اسکی گردن دبوچتے قہر آلود نگاہ ڈالتے پوچھا جس پر وہ آنکھوں میں ہنوز حقارت لیے ہوئے اسے گھور رہا تھا۔

م۔۔مجھے کچھ نہیں پتا، مجھے بس اسکی حفاظت کرنے کا حکم ملا تھا۔ وہ وہاں "
ہے جہاں تیرے فرشتے بھی نہیں پہنچ سکتے ایس ایس پی۔ فضول میں
"..ہمارے گلے نہ پڑ

اس آدمی کا لہجہ انتہائی کڑوا تھا اور پھر بات بھی نامعقول تھی تبھی ساحل نے اسکی گردن کو مزید ہاتھ سے دبائے اس آدمی کے حلق سے دھاڑیں نکلوائیں۔

تیرے گلے کو کاٹنا پڑا تب بھی پیچھے نہیں ہٹوں گا۔ کیا پلین کر رہی ہے وہ "
عورت، اگر تو نے یہ نہ بتایا تو زندہ تیرے جسم کی کھال ادھیڑوں گا، یہیں لوگوں کے سامنے یاد رکھنا۔۔۔اگر اپنی سلامتی چاہتا ہے تو بتا ابرتا کہاں
"ہے

ساحل کے غیض و غضب میں ہوتے بھرپور اضافے پر اس آدمی کے حلق میں گھلٹی سی ابھری، سانس رکنے پر وہ پھڑ پھڑایا تبھی ساحل نے ہاتھ اسکی گردن سے ڈھیلا کیا۔

"وہ۔۔۔وہ شان سر کو تیرے چنگل سے چھڑوانے کے لیے بہت بڑا پلین بنا رہی ہے۔ جیم اور شان کے تمام لوگ اسکے ساتھ ہیں، بہت بڑی تباہی مچے گی۔ اگر تو اپنی اور اپنے شہر کے لوگوں کی سلامتی چاہتا ہے تو شان کو آزاد کر دے۔۔۔۔۔ بچ جائے گا.."

اس آدمی کے منہ سے مرنے کے دہانے آ کر نکلتے اس انکشاف پر ساحل نے یکدم ہی اپنے بڑھتے اشتعال کو قابو کیا اور اس ملنگی نام کے آدمی کا گریبان اور گلا بھی اگلے لمحے چھوڑا، پولیس کی وردی میں کھڑے اہل کار اسی جانب دم سادھے متوجہ تھے۔

"اوہ۔۔میں تو ڈر گیا، خدا کے لیے اسے کہو یہ ظلم نہ کرے۔۔۔۔مجھے اپنی جان بہت پیاری ہے۔۔۔۔۔۔ کیا مجھ سے یہ امید کر رہا ہے؟ وہ جتنی مرضی تباہی مچانے کے ارادے کر لے، اس سمیت اسکے ارادے اگر مٹی میں نہ ملائے تو میرا نام ساحل خان نہیں۔۔۔لے کر چلو اس لعنتی غلیظ

کیڑے کو تھانے، جلادوں سے ملواوا سے مجھے اسکی زبان اس طرح چلتی
"..دوبارہ سنائی نہ دے جوانو

ساحل نے اسے گردن سے دبوچے اپنے لوگوں کے پیروں میں دھکیلا اور خود پھنکار کر اپنی گن جیکٹ کی جیب میں ڈالے خود بھی گاڑی کی طرف بڑھا، یکے بعد دیگرے دو گاڑیاں ایک دوسرے کے پیچھے وہاں سے نکلیں۔

کال ٹون پر ساحل کے ڈرائیونگ کرتی توجہ منتشر ہوئی، کوئی غیر اہم کال ہوتی تو وہ لمحہ لگائے کاٹ دیتا لیکن کال نمرہ کی تھی، آج شازیہ صاحبہ، بھجت اور مدیحہ صاحبہ نے واپس آنا تھا شاید نمرہ اسی وجہ سے اسے اس وقت کال کر رہی تھی۔

"..کہو نمرہ"

کال پک کیے ہی ائیر فون کنکٹ کیے استفسار کیا اور اس جانب نمرہ لاونج سے کچھ فاصلے پر کھڑی تھی، شازیہ صاحبہ، بھجت، مدیحہ صاحبہ، مانی، سیلی، گل لالہ اور افراہیم سب ہی آفندی ولا جمع تھے، شازیہ صاحبہ کا خیر وعافیت سے لوٹ آنا اس سونے ویران گھر کو آباد کر چکا تھا۔

گل لالہ، افراہیم کے ساتھ مانی اور سیلی بھی عیادت کو آئے تھے، اور آج مانی نے فائنلی خود بھی ممی بابا کے ساتھ واپس جانا تھا کیونکہ پورے ایک ماہ وہ سیلی کے ساتھ ہی رہی تھی۔

"امی آگئی ہیں ساحل، آپ رات میں یہیں آیئے گا۔اب ہم امی کے پاس ہی رہیں گے۔اسکے علاوہ سب مہمان آئے ہیں امی کی عیادت کو تو ڈنر ساتھ کریں گے.."

نمرہ کی یاد دہانی پر ساحل نے چہرے کے منجمد تاثرات بحال کیے۔

میں آجاوں گا، چلواب امی کی لاڈلی کے آنسو تو تھمیں گے جو مجھے اس"
پورے ماہ ڈسٹرکٹ کرتے رہے، بلا رہی ہو تو سپیشل سا سین بھی اون ہونا
"..چاہیے، افٹر آل ہفتے سے محروم تھا ساحل خان تم سے
وہ جو پہلے ہی بہت خوش تھی ساحل کے ایسے الفاظ پر کھلکھلا دی، چہرہ پھیرا
بھی تاکہ کوئی اسکی گلاب ہنسی دیکھ نہ لے۔
اس پورے ماہ مجھے کھلی رعایت دینے اور مجھے سنبھالنے کا شکریہ ساحل"
خان، اب میں صرف آپکو خوبصورت لگنے والا ہی رووں گی، یونو واٹ آئی
مین۔۔۔۔اپنی مصروفیت سے آج کی رات کا سارا وقت فیملی کو دیں، ایم
"..ویٹنگ

محبت بھرے لہجے اور الفاظ سے وہ ساحل خان کے تنے خدوخال میں فوری نشاط بھر گئی، اثبات میں جواب دیے وہ کال ڈسکنکٹ کیے واپس ڈرائیونگ پر دھیان دے چکا تھا۔

ساحل وہاں سے سیدھا وئیر ہاوس ہی گیا، جہانگیر صاحب کے زیر نگرانی کئی لوگوں کی پہرہ داری میں شان کو قید کر کے رکھا گیا تھا، شامیں گہری تاریک اور سرد ہو چکی تھیں۔

بڑا سخت لونڈا نکلا تو شان، ابھی تک تو تجھے مر جانا چاہیے تھا۔ پر کوئی نہیں" اب وہ دن دور نہیں جب تجھے تیری ابرتا سمیت ایک ہی قبر میں گاڑوں گا.."

آج بہت دن بعد وہ گودام آیا اور وجہ آخری بار شان کو اسکے انجام سے باخبر کر کے اعتراف جرم کرنے پر اکسانا تھا۔

ساحل خان کے تضحیک کرتے الفاظ پر شان کے چہرے پر لہو سمٹ آیا، گردن کی رگیں حقارت تن گئیں، لیکن اب اس میں وہ دم نہیں تھا یہ واضح تھا، اخیر تشدد کے علاوہ اسکے دماغ کو بجلی کے جھٹکے دیے گئے تھے۔

جبکہ ساحل خان کی آنکھوں میں وہ تاثر تھا جو میدان جنگ میں دشمن کو پچھاڑتے سپاہی کی آنکھوں سے ٹپکتا دیکھائی دیتا ہے۔

"مار دے م۔مجھے ساحل خان، ابھی بھی مہلت ہے تیرے پاس، تو ابھی محبت کرنے والی عورت کی طاقت سے ناواقف ہے۔اجڑ جائے گا اس لڑکی سے پنگے نہ لے.."

شان کی نفرت بھلے ویسے ہو پر اب وہ بھوک پیاس کی شدت سے ادھ مرا تھا، اسے دو تین دن بعد تھوڑا سا پانی اور کھانا دے دیا جاتا صرف اتنا کہ وہ زندہ رہ سکے، شان کے دھمکانے کی ایسی لو جک تو ساحل نے بھی امید نہ کی تھی تبھی تو اسکے قریب آتا بے ڈھنگا ہنسا۔

محبت کرنے والی؟ مطلب۔۔۔ جیم کی بیوی تجھ پر عاشق تھی؟ بول اب بتا"
دے۔ ویسے بھی اب تیرے اس لاغر وجود میں نہ تو اس بچاری کی محبت کا
"..صلہ دینے کی قوت بچی ہے نہ مجھے برباد کرنے کی طاقت
ساحل اسکی بے بسی پر تمسخر اڑاتے اسکی جلتی پر تپش آنکھوں میں جھانکا
جس پر شان نے بمشکل سی سانس کھینچی۔

ہاں محبت کرتی تھی وہ مجھ سے، جیم میرا بہت خاص آدمی تھا جسے صاحب"
عالم نے ملائشیا سے باہر میری حفاظت پر معمور کیا، اسکے ساتھ بھائی جیسا
یارانہ تھا۔ میرے دل میں صرف پلک تھی، ابرتا بھی ہماری ٹیم کا ایک اہم
حصہ تھی، وہ میری دیوانی تھی تو جیم اسکا۔ اس سے پہلے کہ وہ اپنی محبت کا مجھ
سے اظہار کرتی، جیم نے اپنی محبت میرے سامنے کھول کر رکھ دی، جیم
میرے لیے کئی بار موت کے منہ میں اترا تھا اور ویسے بھی میرے پاس ابرتا

کے لیے کوئی احساس باقی نہ تھا سو میں نے اسے جیم سے شادی پر مجبور کیا،
یہ اسکے لیے بہت مشکل تھا پر میرا حکم وہ ٹال نہ سکی اور جیم سے شادی کی،
اب جیم تو رہا نہیں سو اسکی میرے لیے محبت طوفان بن کر تیرے اور
".. تیرے محکمے کی دھجیاں بکھیر دے گی یاد رکھنا۔ مار دے مجھے ساحل خان
یہ سب شان کی زبان پر ایک ماہ کے مسلسل ٹارچر کے بعد آیا جب اسے خود
بھی اپنے گرد زندگی تنگ محسوس ہو رہی تھی، ساحل تو اسے نمرہ کے ساتھ
کی بدسلوکی کی پوری سزا دے چکا تھا مگر شان کی ایسی حالت اسے مزید
سکون دے رہی تھی۔

"ارے واہ یہاں تو جرائم کے ساتھ ساتھ دھواں دار عشق کی فلم دیکھنے کو
ملنے والی ہے، اب تماشے کے اتنے قریب جا کر ساحل خان کیسے پیچھے ہٹ
سکتا ہے۔ دیکھتا ہوں اسکی تمہارے لیے محبت کس قسم کا طوفان بنتی ہے۔

اسے کھانا پانی دو اور نہلا دھلا کر زرا مناسب کپڑوں کا احسان ڈھاو اس

"..پر۔۔۔۔۔۔بہت مزہ آئے گا اس سب کا

ساحل اس پر کسی قسم کا رحم نہ کھاتے محظوظ ہوا اور آخر پر اپنے لوگوں کو تاکید کی کیونکہ شان کے پاس سے عجیب تعفن آرہی تھی، شان نے اضطراری نگاہ پیچھے ہٹ کر کھڑے ہوتے ساحل پر ڈالی جیسے اسے خاموش دھمکی دے رہا ہو۔

"مت کر ساحل خان، ایسے کھیل مت کھیل جو تجھے بھی تباہ کرنے کا سبب بن جائیں..."

شان جسے دو لوگ اٹھا کر گھسیٹ کر لے گئے، شان کی ابھرتی دھاڑ پر ساحل کے آدھے چہرے پر زہر خند مسکراہٹ اتری اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ اسکی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

گرم کے بجائے ٹھنڈے پانی کی بالٹیاں بھر کر باہر لا کر شان پر جب پھینکی گئیں تو وہ ٹھنڈ سے کانپ اٹھا، ساحل خان یہ سب اپنی گاڑی سے لگ کر کھڑا منتقر نگاہوں سے بے حس بنا دیکھ رہا تھا۔

گاڑیاں دھونے والے پریشر شاورز سے دو لوگوں نے شان پر پانی برسایا جو اسے بھیگونے کے بجائے جھلسا رہا تھا اور اسکی دلخراش چینخیں دور تک گونج رہی تھیں۔

اس کو اس ٹارچر ملنے کے بعد ساحل کے اشارے پر وہ لوگ اسے ویسے ہی گھسیٹ کر واپس وئیر ہاوس کی طرف لے گئے جبکہ جہانگیر صاحب ساحل کے پاس ہی مودب سے کھڑے تھے۔

"..ابرتا کو پکڑنے کے لیے اسے آزاد کرنا پڑے گا جہانگیر صاحب"
ساحل کی بات سن کر وہ جو مودب تھے، حراساں ہو کر رہ گئے۔

ک کیا۔۔۔ لیکن سر آپ جانتے ہیں یہ کس قدر خطرناک ہو سکتا ہے،"

"..زخمی شیر زیادہ بھیانک ہوتا ہے

جہانگیر صاحب نے اپنا خدشہ کہہ کر ساحل کو اس سب سے روکنے کی جسارت کی۔

"ابرتا کوئی عام عورت نہیں ہے جہانگیر صاحب، کبھی کبھی بڑی مچھلی کو پکڑنے کے لیے چھوٹی مچھلی خوراک بنا کر اسکے آگے ڈالنی پڑتی ہے۔ شان اور ابرتا بھی واجب القتل ہیں، اور ایسے مجرموں کو ہرگز بخشا نہیں جا سکتا.."

ساحل کی یہ سب باتیں انھیں مطمئین تو نہ کر سکیں الٹا اور خوفزدہ کر گئیں۔

"..دیکھ لیں سر، اسکے نتائج خدانخواستہ برے بھی ہو سکتے ہیں"

وہ پھر سے چپ نہ رہ سکے۔

میں نے اپنے کچھ خاص لوگ اس معاملے میں ایکٹیو کر دیے ہیں جو اس شان پر نظر رکھیں گے کہ وہ کہاں جاتا ہے، دونوں کو باری باری مارنے سے بہتر ہے یہ گند ساتھ ہی مٹ جائے۔ آپ کی ڈیوٹی یہ ہے کہ آپ پورے شہر کی عوامی عمارتوں اور اداروں کو ڈیڈ لائن پہنچائیں کہ وہ لوگ اگلے ایک ہفتے کے لیے سیکورٹی بڑھا دیں، ان عمارتوں میں سکول، ہسپتال، بنک اور مالز سر فہرست ہوں گے۔ مجھے نہیں لگتا یہ سب اتنے آرام سے ختم ہو گا، سو ہمیں ہر قدم پھونک پھونک کر رکھنا ہے.."

ساحل کی حکمت عملی اور احتیاط نے جہانگیر صاحب کو کچھ تسلی دی جس پر وہ فرمابرداری سے سر ہلاتے دیکھائی دیے۔

"ٹھیک ہے جائیں اور اسے باہر لے کر آئیں.."

ساحل خان کے حکم کی تعمیل کو وہ اندر پہنچے جہاں شان کو نئے کپڑے دیے گئے تھے، لیکن تشدد کے سبب اسکی آنکھیں اور چہرہ سرخ تھا، بیٹھ بیٹھ کر

ٹانگیں سن تھیں جس سے وہ چل بھی بمشکل رہا تھا، دو لوگ اسے گھسیٹ کر باہر لائے تو شان نے باہر نکلتے ہی سامنے تن کر کھڑے ساحل کو دیکھا جسکی آنکھوں کا سکون، شان کے کلیجے کو سالم نگلنے کا کام کرتا نظر آیا۔

"ک۔ کیا چاہتا ہے تو مجھ سے؟"

شان نے دبی آواز میں حقارت ملائے پوچھا۔

"مجھے تیری کہانی سن کر یہاں لگی شان۔۔۔ادھر دل پر تو یکدم میں نے سوچا کہ تجھے ابرتا کی محبت کا صلہ لوٹانے کا موقع دینا چاہیے۔ چچ چچ وہ تیرے گلے ہوئے وجود پر پہلے تو مرہم لگائے گی پھر اگلا کام ہو گا۔۔۔ویسے بھی تو ایک مہنیہ میری قید اور سزا کے باوجود بچ نکلا تو یہ تیری خوش قسمتی ہے۔ جا جی لے اپنی زندگی۔۔۔۔کیا یاد کرے گا کس ساخل خان سے پالا پڑا تھا.."

ساحل کا لہجہ ترس بھرا تھا تبھی توشان نے اسے عجیب نظروں سے دیکھا جیسے اسے ساحل خان کی دماغی حالت پر شبہ گزرا ہو۔

"کیا مطلب تو مجھے آزاد کر رہا ہے؟"

شان کا شعور اس بات کو سرے سے تسلیم ہی نہ کر سکا کہ یہ اسکے جیتے جی ممکن ہوا۔

"ہاں ابرتا کی محبت کے لیے۔۔۔بچاری کی محبت چھن گئی اور پھر شوہر مر گیا، اب جب اسے واپس پہلا پیار مل سکتا ہے تو ساحل خان ظالم سماج کیسے بن سکتا ہے۔۔۔جا ابرتا کے ساتھ جی لے بچی کچی زندگی.."

اس ایک ماہ میں شان پر جو جو ٹارچر کیا گیا تھا اسکے بعد اسکے سوچنے سمجھنے کی صلاحتیت مفلوج تھی اسکا ساحل کو علم تھا تبھی توشان یہ بھی نہ سوچ سکا کہ کل تک اسے چیڑ پھاڑ دینے والا یہ ایس ایس پی اگر اسے آزاد کر رہا ہے تو یہ اسکا کوئی منصوبہ بھی ہو سکتا ہے۔

تومزاق کر رہا ہے نہ، میں بھاگوں گا تو پیچھے سے مار دے گا مجھے۔ تو لے"
".. سینہ میرا، یہاں مار۔ پیٹھ کر کے بھاگنے والوں میں سے نہیں ہوں
ابھی بھی جیسے برقی تشدد نے پوری طرح شان کے دماغ کو ناکارہ نہ کیا تھا۔

مارنا ہوتا تو گن کا سہارہ بھی نہ لیتا، تیرے سینے سے تیرا کلیجہ نکال لیتا۔ جا"
موج کر، مجھے تیری بے بسی پر ترس آگیا۔۔۔۔ جاوا سے یہاں سے کہیں
دور پھینک آو میرے جوانو، اور ڈیول کے اس جہنم کی اچھے سے صفائی ہو
".. جانی چاہیے تاکہ کہیں کوئی غلاظت نہ بچی رہ جائے
ساحل نے سرد لہجے میں احکامات جاری کیے اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ اپنی گاڑی
میں سوار ہوا، شام سے رات ہو چکی تھی، شان ہونق بنا اسکی گاڑی کو وئیر
ہاوس سے نکلتا دیکھ رہا تھا جب اہل کار نے اسکی آنکھوں پر سیاہ پٹی باندھی

اور گردن سے دبوچے وین میں دھکیلا اور چار عدد لوگ گاڑی میں اس کو جکڑے ساحل کے پیچھے ہی روانہ ہو گئے۔

وئیر ہاوس کی صفائی کا حکم وہاں کے لوگوں کو دیے جہانگیر صاحب بھی فوری تھانے روانہ ہوئے۔

.._____..

"..فیروزہ! میں نے کاونٹ کیے ہیں۔ تھرٹی سے زیادہ دن ہو گئے ہیں"

صوفیہ کے تمام بچے سونے کے لیے بستروں میں گھس چکے تھے، سبکو انکا دودھ کا گلاس تھمایا گیا تھا جبکہ عدن، فیروزہ کے ساتھ اسکے کمرے میں سوتی تھی کیونکہ رات کو وہ ڈر کر جاگ جاتی تھی، لئیق نے جاتے ہوئے فیروزہ کو یہ بھی ذمہ داری دی تھی جس سے عدن رات بھر سکون سے

فیروزہ کا ہاتھ پکڑ کر سو جاتی تھی، دودھ کا گلاس تھامتے وہ فیروزہ سے بولی، انتظار ماند تو نہیں پڑا تھا پر اسے ڈر لگ رہا تھا۔

مجھے پتا ہے اور آپکے اس انتظار کا بھائی کو بھی پتا ہے۔ یہ دیکھو انکا میسج، آج" وہ پاکستان پہنچ گئے اور کل اپنی گارجئیس لیڈی کے ساتھ عدن سے ملنے اور اسے ساتھ لینے آئیں گے لیکن تمہارے جانے پر میں تو بہت اداس ہو جاوں گی.."

فیروزہ کے ساتھ ہی بیٹھتے اپنے فون کو اوپن کیا جہاں وائس میسج تھا، عدن کے چہرے پر مانو بہار آئی اور ساتھ ہی اس نے اداس ہوتی فیروزہ کے ساتھ لگ کر آنکھیں میچ لیں۔

"فیروزہ کیا آپ بھی میرے ساتھ نہیں جا سکتیں؟"

پلکیں جھپکائے وہ سر اٹھا کر امید بھری نظریں ڈالے بولی جس پر فیروزہ نے اسکی نازک سے ہاتھ کو پکڑ کر چوما۔

میں عدن جیسا پالا بے بی تھوڑا ہوں جو مجھے بھی وہ ایڈاپٹ کریں گے، تم"
مجھ سے ہر ویک اینڈ ملنے آجانا۔ یہاں سب بچوں کو بھی تو فیروزہ کی بہت
"ضرورت ہے نہ
اسکے بال پیار سے سہلائے فیروزہ نے جو سمجھایا وہ فوری سمجھ بھی گئی پر ہنوز
اداس تھی۔
آپ بہت اچھی ہیں فیروزہ، ممی جیسی خوشبو آتی آپ سے۔ کیا آپ"
".. میرے لیے ٹیچر سے ریکوسٹ کریں گی کہ وہ آپکو بھی ایڈاپٹ کرلیں
ناچاہتے ہوئے بھی عدن کے اس پیار پر فیروزہ کی آنکھیں نم ہوئیں، جس
احساس کو وہ کھو چکی تھی اس بچی نے وہ فقط یہ کہہ کر ہی لوٹا دیا۔

میری جان، آپ ہیں ہی پیاری۔ ٹھیک ہے آپ کے کہنے پر میں بات"
کروں گی، ابھی آپ دودھ کا گلاس فنش کریں اور سو جائیں۔ کل ہم مل کر

آپکے ٹیچر اور انکی وائفی کے لیے مل کر پیزا بیک کریں گے۔تو صبح جلدی اٹھنا ہو گا۔۔۔۔ چلیں شاباش.."

فیروزہ کی بات عدن نے فوری مانی جس پر وہ نم آنکھوں سے مسکراتی اسے دودھ پیتا دیکھنے لگی اور پھر عدن کو لیٹاتے ہی اس پر کمبل اوڑھایا، عدن نے کل کی خوشی میں جھٹ سے آنکھیں موند لیں اور فیروزہ اسکے سرہانے بیٹھی بس اس بچی کو تکتی رہی۔

.._____..

جندل محل کی خوشیاں تو واقعی دگنی ہو چکی تھیں، ایک تو لعلین اور لئیق کی واپسی پھر ان دو کا پیرنٹس بننے کا مبارک سفر سبکی خوشیوں کو بڑھا گیا، یہ سرپرائز سبکے لیے حسین رہا، اور دستگیر صاحب نے ان دو کے آنے سے

آدھا گھنٹہ پہلے ہی یہ سرپرائز بریک کیا کیونکہ انکا شاندار استقبال بھی ضروری تھا۔

سب سے زیادہ خوش تو لال نور تھیں، سمجھ نہ آئی اپنی خوشی کا والہانہ اظہار کس طرح کریں، اتنی خوشی تو انکو اپنے ماں بننے کی نہ ہوئی جتنا لطف دادی بننے کے احساس نے دیا، خود لعلین ان سب کی محبت، دعاوں اور پیار سے گلابی ہوتی رہی، یہ سچویشن تھوڑی عجیب سی جو تھی، فطری حیا کا عمل دخل تھا، فیملی میں آتی تین تین خوشیوں نے اس محل کی ساری بھیانک یادیں مٹا کر رکھ دیں، بھجت، لئیق اور دستگیر کا آگے پیچھے ڈیڈی بننا کیوٹ بھی تھا اور صدقہ اتارنے کے لائق بھی۔

اور سب کی خوشیاں لمحہ بہ لمحہ بڑھ چکی تھیں، دامن میں ان سکھوں کو سمیٹنے کے لیے جگہ کم پڑ رہی تھی۔

میرے بگھڑے لئیق ایزد کو پیار سے سنبھالنے کے بعد تم نے اسے اور اس گھر کو جو یہ خوشی دی ہے۔ مقروض کر دیا اپنا۔ میری جان، ممی قربان جائیں تمہارے وجود کی اس بہار پر۔ اور تم؟ اسکا بہت دھیان رکھنا لئیق۔ میرے بچوں کی خوشیوں کو نظر نہیں لگنی چاہیے"

سب ہی لال نور کے دونوں پر وارے گئے پیار کو مسرت سے لبریز نگاہوں سے دیکھ رہے تھے، لعلین شرما رہی تھی جبکہ لئیق مسکرا رہا تھا۔

لوئے لارا کی آپسی نگاہوں کا شوخ تصادم بھی منظر کو حسین کرنے کا موجب تھا، دستگر اور صبور کی محبت بھری سرگوشیوں نے ماحول کو مزید حسین کیا جبکہ مریم بی اور فرہاد صاحب کی آنکھوں میں بھی رتن کی سی چمک تھی۔

"آپ بے فکر رہیں ممی، لعلین کا خود سے زیادہ خیال رکھ رہا ہوں۔ ویسے بھی آپکی یہ لاڈلی مجھ سے خاصے نخرے اٹھوا کر ممی بننے کے آل ریڈی ایک ماہ میں بھی کافی ایڈوانٹیجیز لے چکی ہے۔۔۔ سو میں خیال رکھنا بھول بھی

گیا تو یہ چن چن کر بدلے بھی لیں گی اور میری لاپرواہی برتنے سے توبہ بھی
کروادیں گی.."

لئیق کی شرارت بھری جوابی کاروائی پر جہاں باقی سب ان کے اس پیار پر خندہ پیشانی سے ہنسے وہیں لعلین نے لئیق کو گھوری سے نوازا، جیسے کہہ رہی ہو تم اندر چلو تمہارا بھرتا بناتی ہوں۔

سب کو مسکراتا دیکھ کر لعلین کے گال شرم سے گلاب بنے جو لئیق نے اخیر مزے سے انجوائے کیا۔

"ہاہا بیویوں کو ایسا ہی دبنگ ہونا چاہیے، سن لو صبور تم بھی دستگیر کو ایسے ہی ستاو بھئی حق بنتا ہے۔اور ہمارے فیوچر کے بننے والے ممی ڈیڈی آپ بھی سماعت فرمالیں۔۔۔۔ویسے اب لوئے اور شیری بچ گئے ڈیڈی بننے سے۔۔۔شیری تو ہمیں لمبا انتظار کروانے پر لگوا گیا لیکن آئی ہوپ میرا یہ ہنڈسم ضرور مجھے ڈبل دادی بننے کی جلد نیوز سنائے گا.."

لال نور کی چہکتی مسکراہٹ کا نور ہی الگ تھا، صبور اور دستگیر انکی بات پر ہنسے وہیں لوئے صاحب کی دھڑکنیں تو پہلے ہی متذبذب تھیں، وہ خود کب سے بچارا ڈیڈی بننے کو ترس رہا تھا پر زوجہ کی نزاکتیں تھیں کہ اب جا کر بہتر ہو رہی تھیں۔

لال نور اور لوئے کا کیوٹ سا رشتہ بھی ان دنوں مضبوط ہوا تھا کیونکہ لال نور اسکی زندگی کی بہت ساری کمیوں کا مداوا کرنے کی خواہش مند تھیں جو انکی ممتا سے ہوتا نظر آ بھی رہا تھا۔

"ہائے ہمارے ارمان ہی لوگوں کی نزاکتوں نے نیند کی گولی دے کر زبردستی سلا رکھے، ہمیں کوئی لفٹ ہی نہیں کراتا.."

لارا کی طبعیت کو لے کر سب باخبر تھے، ابھی تک لارا کا ٹرٹمنٹ جاری تھا اور لوئے کے صبر پر واقعی داد دینا بنتی تھی۔

لارا نے اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھے اس بات پر اسکے پیر پر اپنی جس ظالم طریقے سے ہیل رکھی، اور تو کوئی نہ دیکھ سکا لوئے نے ضرور بمشکل اپنی چیخ دبائی اور رحم طلب نظر لارا پر ڈالی۔

سب دبا دبا مسکرائے جس پر لارا کا چہرہ مزید سرخ ہوا اور اب یہاں سب کے بیچ وہ یہ کارنامہ کر کے پر اعتمادی سے ہر گز نہ بیٹھ سکتی تھی۔

"..میں کھانے کا دیکھتی ہوں، لوئے میرے ساتھ آو پلیز"

مزید وہاں بیٹھنا سیدھا سیدھا گھبراہٹ سے مرنے کے مترداف تھا تبھی وہ بھاگ نکلی پر لوئے کندھے اچکا کر سب کو دیکھتا ہنستا ہوا جیسے پیچھے دوڑا، سب کے چہروں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"..ادھر آو زرا تم، سب کے سامنے کیا بول رہے تھے۔ گلا دبا دوں کیا"

کچن میں آتے ہی وہ لوئے کو بازو سے پکڑے اندر گھسیٹی جیسے خوف اور غصے سے بڑبڑائی، لوئے نے جھک کر انکی ناک پر دانت گاڑے اور دانت نکالتے اور لارا کو غضب دلا گیا۔

"کیا کروں میری جان ترسا ہوا ہی اتنا ہوں اب تو یہ حسرت انگ انگ سے ٹپک رہی ہے۔ بروے بھی نیوز دے دی اور ایک میں بچارا پیچھے رہ گیا"..
ناچاہتے ہوئے بھی وہ لوئے کے معصومانہ مگر آفت جواب پر ہنسی روک نہ سکی۔

"آج تو ماحول بھی خوشی کا ہے میری حسینہ، آجا میرے پاس"..
اس بندے کے فلرٹی تیوروں پر لارا نے اسے فوری پرے دھکیلا، ملازمائیں کھانا لگوانے میں بزی تھیں اور اس بندے کو زرا کسی کا لحاظ نہ تھا۔

"لوئے تم آج میرے ہاتھوں سے واقعی پٹ جاوگے، کل فائنل چیک آپ ہے اسکے بعد تم جو کہوگے وہی ہوگا لیکن میری یوں سب کے سامنے جان

نکالنا بند کرو۔ شرم آتی ہے مجھے، جتنے تم ترسے ہوئے ہو، مجھے تو تم سے ابھی سے خوف آرہا ہے۔ دیکھو مجھ پر رحم کھانا، میں بہت سینسیٹیو ہوں۔ "..تمہارے ارادے کہیں سے بھی گداز اور نرم نہیں لگ رہے مجھے

لارا نے دانستہ ڈرتے ہوئے بہت مدھم آواز رکھتے التجاء کی جس پر اس آفت کے پرکالے کی آنکھوں میں سرور سا اترا، دونوں کے پینڈٹ دل کمبخت پھر سے ملے تو دونوں کی آنکھیں چمک سی گئیں۔

اوہیلو مس خوش فہم! اب یہ بندہ تمہاری کسی نزاکت کو برداشت نہیں" کرے گا، دل بڑا کر لو کیونکہ اب جو بھی بیچ میں آیا اس وجہ کو وہاں گم کروں گا جہاں سی آئی ڈی بھی نہیں پہنچے گی۔ ویسے اتنی زور کی ہیل ماری ظالمہ، "..سوراخ ہوتے ہوتے رہا میرے حسین پاوں میں

اول جملے رعب واستحقاق سے کہے آخر پر لوئے نے مظلومیت کی انتہا کرتے پیر کو دیکھا جو بہت موٹے جاگر میں مقید تھا، تبھی تو لارا نے سرد نظر سے اس دھڑکنیں کسی بھی لمحے زیر کرتی بلا کو گھورا۔

"ہاں جی میری ہیل تمہیں اتنے موٹے جاگر کے اندر جا کر لگ گئی ہے تیز تلوار جو تھی، ڈرامے بار کہیں کے۔۔۔۔ چلو بھاگو یہاں سے.."

لارا نے اسکی بتیسی کو چڑ کر دیکھتے باقاعدہ پکڑ کر کچن سے باہر نکالا مگر وہ ڈھیٹ بنا وہیں دروازے سے جھولتا اندر جھانکا، اس سے پہلے لارا کچھ اٹھا کر مارتی، لوئے نے پوری سپیڈ پکڑ کر اپنی ہستی گم کی، لارا نے ہونٹوں پر امڈتی مسکراہٹ کو بہت مشکل سے دبایا اور یہ کرتے وہ حسین لگی جیسے ساتھ ساتھ کل کے لیے خود بھی بہت سے خواب سجا رہی ہو۔

.._____..

ڈنر تک ساحل آفندی ولا پہنچا تو شازیہ آفندی کی بہتر ہوتی صحت کے علاوہ مہمانوں کی مسکراتی موجودگی نے موڈ فریش کر دیا، بھلے وہ خود کو سب کے بیچ حاضر رکھنے کی بھرپور کوشش میں تھا مگر اسکا دماغ شان کو آزاد کرنے کی طرف الجھا تھا۔

ڈنر سب نے بہت اچھے ماحول میں کیا اور پھر مانی، گل لالہ اور افراہیم کے ساتھ چلی گئی جبکہ آفریدی حویلی والوں نے بھی اجازت لی۔

ویسے بھی بھجت اور مدیحہ صاحبہ دونوں تھکے تھے اور بھجت آفریدی کی آدھی تھکن تو سیلی کو دیکھ کر اتر ہی چکی تھی مگر بقیہ اس کے ساتھ وقت گزار کر اترنی تھی۔

جبکہ شازیہ صاحبہ کو ابھی بھی آرام کرنا تھا، میڈیکیشن انکی اب لائف ٹائم لگ چکی تھی، ہارٹ ٹرانسپلانٹ کی سرجری کامیاب بھلے ہو بھی جائے

اسکے اندر رسک کی پچاس فیصد گنجائش ہمہ وقت موجود رہتی ہے، کب اچھا بھلا دل کسی اور جسم میں کام کرتا کرتا رک جائے کچھ گارنٹی نہیں تھی۔

لیکن وہ اپنی ہر تکلیف نمرہ کو ساحل کے ساتھ دیکھ کر بھلا چکی تھیں، نمرہ انکے سینے سے لگی اپنی امی کی موجودگی کا خود کو اب بھی یقین دلانے میں لگی انکے پاس ہی بیٹھی تھی، جس طرح دیکھتے ہی دیکھتے اس سے بابا چھن گئے، امی کے لیے وہ دگنی حساس ہو چکی تھی۔

میں نے بہت دعائیں مانگیں آپکے لیے، یہاں تک کہہ دیا کہ اللہ میری" زندگی آپکو لگادے۔ میرے لیے اللہ نے آپکو واپس دیا ہے مجھے۔ اب آپکا خیال میں خود سے زیادہ رکھوں گی امی.."

وہ اسے رونے سے روک نہ پائیں کہ اس وقت انکے اپنے آنسو بے قابو تھے بس نمرہ پر پیار آیا تو اسکی ہتھیلی چومتے مسکرائیں۔

تم خوش ہو تو تمہاری امی بھی بہت خوش ہیں، ساحل یہاں رہنے پر راضی"
ہے نہ نمرہ؟ اگر اسے یہاں رہنے پر اعتراض ہے تو تم دونوں جا سکتے ہو،
میرے لیے نرس تواب ہے۔ میری فکر میں تم ساحل کو خفا نہ کر دینا، پہلے
ہی میرے بہت مہنگے علاج میں بھجت بچے اور ساحل نے اپنی بہت ساری
سیونگز لگا دیں، اللہ ان کے رزق میں ڈھیروں برکت دے۔ ورنہ تمہارے
بابا کا سارا پیسہ تو حکومت ضبط کر چکی تھی، اس گھر کے سوا یا تمہارے
اکاونٹ میں موجود چند روپوں کے علاوہ کچھ نہیں ہے میرے
پاس۔۔۔۔ میں نے مدیحہ آنٹی کو کہا بھی تھا کہ وہ تمہارے اور میرے
اکاونٹ سے پیسے لے لیں لیکن انہوں نے صاف منع کر دیا کہ میں اس چیز
کی فکر نہ کروں۔۔۔۔۔ ساحل نے بھی بہت بڑی رقم بھجوائی تھی، اور
".. بھجت تو ہے ہی بہت پیارا بچہ
یہ سب سن کر نمرہ حیرت میں تھی، ساحل نے اسکو بھنک بھی لگنے نہ دی
تبھی تو دل اس شخص کے لیے مزید محبت سے بھر گیا۔

آپ ٹھیک ہو گئیں امی یہ اہم ہے، پیسہ تو ہاتھوں کی میل ہوتا ہے۔ میں" پھر بھی ساحل کو تھینکیو ضرور کہوں گی اور بھجت بھائی تو ہیں ہی بادشاہ بندے۔ اور ساحل یہاں رہنے پر اپنی مرضی سے آمادہ ہوئے ہیں، آپ اس چیز کی فکر نہ کریں۔ اپنے ہوتے ہوئے میں آپکو نرس کے حوالے نہیں کر سکتی۔ آپ میری اور ساحل دونوں کی امی ہیں، بس ہم دونوں کے سر پر آپکا سایہ سلامت رہے.."

امی کے دونوں ہاتھ چومے وہ انکو ساری فکروں سے نکال گئی اور جس طرح لپٹی وہ منظر حسین تھا، ساحل نے دروازے پر دستک دیے اندر جھانکا تو ماں بیٹی کے لاڈ پر مسکرایا وہیں شازیہ آفندی کی آنکھوں میں اس عزیز بچے کے لیے محبت اور شفقت اتری۔

آوساحل، میں ابھی نمرہ سے یہی کہہ رہی تھی کہ تم سے پوچھے کہ تمہیں"
یہاں رہنے پر کوئی اعتراض تو نہیں۔۔۔ تم بتاوا گر تم یہاں بے سکون ہو یا
"..تمہارا دل نہیں لگ رہا تو میں تم دو کو اپنے ساتھ ہر گز نہیں باندھنا چاہتی
شازیہ آفندی نے اسکو اپنے پاس بلایا تو ساحل نے نمرہ پر نظر ڈالتے ہی انکے
سامنے ہی رکھے صوفے پر بیٹھتے انکو دیکھا جو دم سادھے جواب کی منتظر
تھیں، بے چین تو وہ یہاں تھا مگر جب نمرہ کی آنکھوں کی خاموش گزارش
دیکھی تو اسے اپنی بے چینی معمولی لگی۔

اپنی جگہ سے دور بے سکونی تو فطری شے ہے آنٹی لیکن نمرہ کی خوشی کے"
لیے میں یہاں رہنے پر راضی ہوں، اور ویسے بھی اگر ہم گھر گئے تو آپکو
ساتھ لے کر جائیں گے اکیلا تو ہر گز نہیں چھوڑیں گے۔ نہیں چاہتا کہ نمرہ
آپ سے دور رہے سو اگر آپ اور یہ یہاں کمفرٹیبل ہیں تو میں بھی
"..مطمئین ہوں

ساحل نے نہ تو جھوٹ بولا نہ دل رکھا بلکہ بات جوں کی توں کی جس پر
شازیہ آفندی نے رشک سے نمرہ کو دیکھا، اپنی بیٹی کی قسمت پر اترا تیں نہ تو کیا کرتیں۔

جیتے رہو میرے بیٹے، میں اس گھر کو مرنے سے پہلے چھوڑنا نہیں چاہتی۔"
یہاں بہت سی یادیں ہیں جو مجھے زندہ رہنے کی ہمت دیں گی۔ تم نے میری بات کو اہمیت دی ساحل، ہمیشہ خوش رہو۔ اللہ تمہاری عمر دراز کرے۔ تم
"..دو کی خوشیوں کو دیکھ کر اب مجھے جینا ہے

وہ انکے پیار پر ویسا ہی تاثر دیے مسکرایا اور نمرہ نے بہت مشکل سے آنسو روک رکھے تھے، شازیہ آفندی کو نیند محسوس ہوئی تبھی وہ پلکیں چھکتیں بے جان ہوئیں تو ساحل اور نمرہ نے انکے آرام میں خلل نہ ڈالتے اجازت لی۔

ساحل پہلے کمرے سے گیا جبکہ نمرہ نے امی پر کمبل اوڑھایا اور نرس کو جاتے ہوئے ہدایت کرتی اسے بھی کمبل دے کر گئی، وہ وہیں صوفے پر

بہت آرام سے لیٹی، کمرے کا دروازہ بند کیا اور لمبا سا سانس کھینچتی اپنے اور ساحل کے کمرے کی طرف بڑھی جو اس نے پچھلے دو ہفتے لگا کر مانی کے ساتھ مل کر ری نیو کروایا، وال پر ساحل اور نمرہ کی لگی پکچر مانی کی طرف سے انکی شادی کا گفٹ تھا۔

جب نمرہ کمرے میں آئی تو ساحل بڑے تجسس سے ہاتھ جینز کی جیبوں میں گھسائے محویت سے وال پر لگی تصویر ہی دیکھنے میں گم تھا، وہ بہت خوبصورت تھی، پرائڈل گروم فوٹو شوٹ میں سے سب سے پیاری اور کلوز۔

نمرہ نے دروازہ بند کیا اور قریب آتے ہی پیچھے کھڑی ہوئے ساحل کے اطراف سے ہاتھ نکالتی اس کی پشت سے لپٹ گئی، اسکی پرفیوم کی سوندھی مہک سے وہ پہلے ہی اسکی آمد کی خبر پا چکا تھا مگر یوں اس لڑکی کا خاموش محبت بھرا انداز اسے سچ میں ہوش کی دنیا میں لے آیا۔

بہت نچ رہی ہے تصویر، جیسے رئیل میں ہم سجتے ہیں۔۔۔آدھر آو"
"..زرا

اسے پشت سے چمٹا دیکھے ساحل نے اسکی بازو سے دبوچ کر پکڑتے اپنے سامنے لایا تو اسکی پھر سے سرخ آنکھیں دیکھ کر آئیبرو اچکائے گھورا، وہ پچھلے سات آٹھ دن سے مانی اور سیلی کے ساتھ ہی رہی تھی اور ساحل تھانے کے کاموں میں مصروف، امید نہیں رکھتا تھا کہ وہ روبرو پھر سے روتی نظر آئے گی۔

اب تو امی ٹھیک ہیں، ساحل خان کی تھوڑی تھوڑی محبت اور طلب بھی"
بن گئی ہو۔اب بھی ایسا روگی تو سوچ ہے تمہاری کس دیوار سے سر دے
"..ماروں گا

وہ جو اس شخص کے احساسات واحسانات تلے دبی تھی، ساحل کے بے تاب ہو کر ڈانٹنے پر بنا کچھ سوچے زرا سا تلووں پر اٹھی اور ساحل خان کے چہرے کو ہاتھوں میں بھرے چہرہ اٹھایا، اسکی پیش رفت کرتی سانسوں کا

ارمان بھانپتے ساحل خان نے خود ہی نمرہ کی کمر جکڑتے ان سکھ افروز لبوں کی نرمیوں کو زبان کے زائقوں میں ملایا، لمحہ لگا تھا ساحل خان کی شدت چھلکاتی گستاخ قربت کے نمرہ کے نازک وجود کے لیے سہانہ جاتا ستم بن جانے پر، اس سے پہلے وہ ریت بن کر اس شخص کی دسترس میں بکھر کر تحلیل ہوتی، ساحل نے نرمی سے اسکی سانسوں کو آزادی بخشی اور زرا چہرہ پیچھے لے جاتے بے خود ہوتے ہوئے نمرہ کی حالت ملاحظہ کی تو سنجیدہ لبوں پر شریر تبسم رینگ گیا۔

لگتا ہے میری بیوی نے پورا ہفتہ بہت مس کیا مجھے، ساری کسر پوری کر"
"..دے گا ساحل خان

وہ اسکی ہمت اور منتشر سانسوں کو مہارت سے استوار کرنے پر شوخ ہوا۔

"..مجھے کچھ کہنا ہے ساحل خان"

شرم وخفت سے نگاہیں جھکاتی وہ ساحل کے سینے سے جا لگی جس پر وہ تھوڑی خوشگوار حیرت میں ڈوبا۔

"اچھا اور ایسا کیا ہے جو تم میری آنکھوں میں دیکھ کر نہیں کہہ سکتی؟"

ساحل کا دل چاہا وہ اسکے پاس صرف اسی کو دیکھے، تبھی وہ اسکے روبرو ہوئی۔

"..تھینکیو"

اس کا شکریہ وہ واقعی اسکو دیکھ کر ادا نہ کر پائی تبھی آنکھیں جھک سی گئیں، ساحل نے اسکی ٹھوڑی سے پکڑے نمرہ کا چہرہ اوپر کو اٹھایا اور اسکی جبین پر پر حدت لمس بکھیرا اور اسکے ہونٹ نمرہ کی جالائن پر بھی بے خودی سے مہر ثبت کرتے گداز ہوئے۔

"بس یہیں رکو۔۔۔آگے کہو آئی لو ویو"

وہ اسکی سہمی سانسوں میں سانس بھرتے مدہوش ہوئے بولا پر وہ انتہا کی افسردگی سے نکلتی کھلھلا اٹھی۔

یہ تو میں آپکی آنکھوں میں دیکھ کر پورے غرور سے کہہ سکتی ہوں"

"..ساحل، آئی لو ویو

وہ جس پیار سے اسکے شکر گزار ہونے کو محبت سے بھرا کر چکا تھا وہ نمرہ کے لیے بہت مسرت کا لمحہ تھا۔

اسے نمرہ کی محبت ہونے پر اب تھوڑا تھوڑا خود بھی غرور آنے لگا تھا۔

تو بس یہی کہا کرو عقل مند نمرہ، تھینکیو نہیں سننا مجھے تمہارے ہونٹوں" سے۔اور آج تو یہ بھی نہیں سننا، بس سپیشل فیل کرنا چاہوں گا۔ تمہارے

"..قریب آکر، میرا دل، دماغ اور یہ جسم تھکن سے آزاد ہو جاتا ہے

ساحل خان کی محبت سے زیادہ نمرہ کو اسکی توجہ ملی تھی، اس درجہ اظہار پر وہ گلابی ہو گئی، گال شرم و قربت سے تپنے لگے، آنکھیں چمکنے لگیں اور ہونٹ وہ روح پرور شدتیں سہنے سے قبل جی پھر کر مسکرائے اور اسی مسکراہٹ کے افق پر ساحل خان نے دفتاہر پس و پیش بھلائے، اپنا سارا اختیار اک

دلفریب بوسے کی صورت رکھتے آج سے نمرہ کو گرفتار وفا کرنے کا شاہانہ آغاز کر دیا۔

.._____..

اف کتنا مس کیا تمہیں سیلی۔۔۔ایسے لگ رہا یہ ایک مہنیہ کسی جنگل میں " گزار آیا ہوں،اس سکون کا نعم البدل نہیں ".."

مدیحہ صاحبہ جس طرح گھر آکر سکون سے اپنے بستر پر جلد ہی سو گئیں بلکل ویسے بھجت کا سکون تو سلینا میں تھا، کتنی بار وہ اسے گلے لگا چکا تھا مگر بے تابی تھی کہ کم ہونے پر نہ آئی اور تبھی اس بار وہ ہنسنے سے خود کو روک نہ سکی۔

بس کریں مجھے سر تا پیر ہلا کر رکھ دیا ہے، آپ جتنی طاقتور نہیں ہوں"
بھجت۔ آپکے بے بی نے ویسے ہی نازک اندام بنا رکھا ہے۔ بائے داوے
".. میں نے اور اس نے بھی آپکو، آپکی خوشبو کو بہت مس کیا
سیلی کو لگ رہا تھا وہ اسے خود سے چپکا لے گا، نہ اسکا سیلی سے دل بھر رہا تھا نہ
آنکھیں، یہ تو مانی اور نمرہ نے مل کر سیلی کو بور ہونے نہ دیا ورنہ وہ تو بھجت
سے اتنے دن ہر گز دور نہ رہ پاتی۔

تمہارے لیے مانی کو خاص تاکید کر کے گیا تھا کہ میری سیلی کا خیال رکھے،"
تمہیں دیکھ کر لگ رہا ہے چھوٹی سی نند نے بہت پیار سے اپنی لاڈلی بھابھی کا
خیال رکھا۔ میں نے بھی بے بی کو بہت مس کیا، تم تو میری جان سے بڑھ کر
"..ہو

پھر سے وہ اسے سینے سے لگاتا جانے کون کون سے سکھ پا گیا، اور مانی کے
ساتھ کی تو سیلی گرویدہ تھی۔

بہت خیال رکھا اس نے میرا، یہاں تک کہ روز میرے پیروں کا مساج"
کرتی رہی۔ نمرہ کو بھی بلا لیتی تھی، ساحل تھانے میں آئے دن مصروف
رہتا تھا تو نمرہ اکیلی ہو جاتی تھی۔ دونوں سہیلوں نے خوب رونق لگائے
رکھی۔ ورنہ جس دن آپ گئے تھے مجھے یہ مہینہ گزارنا پہاڑ سر کرنے سا ہی
"..لگ رہا تھا

سیلی کے لہجے میں مانی کے لیے بے شمار پیار تھا، اور اپنی لاڈلی سے اسے یونہی
پیار دینے اور اپنی موجودگی سے ساری اداسیاں دور کر دینے کی امید تھی۔

مانی نے جتنا مجھے شیری کے معاملے میں بے بس اور پریشان کیا، ان"
گزرے دنوں میں اس نے اپنی ہر غلطی کی شاہانہ تلافی کی سیلی۔ کل کو ممی
بابا کے سامنے مجھے اس بچی نے شرمندہ ہونے سے بچا لیا، نہ صرف اپنی
غلطی کی تلافی کی بلکہ ہر دل میں اپنی محبت اور اہمیت سے جگہ بنالی، اپنے
شوہر کو اپنا دیوانہ کر دیا۔۔۔اپنے ساتھ جڑے ہر فرد کو اسکے حصے کی محبت

اور اپنا ساتھ دیا اور تم نے دیکھا ایک دن بھی ہمارے ساتھ رکنے کو نہیں آئی بلکہ فورا گل آنٹی کے ساتھ چلی گئی۔اس بچی نے مجھے اپنے کردار سے حیران کر دیا، جب سوچتا ہوں اسکی تربیت میں میرا بھی حصہ ہے تو دل میں ٹھنڈک اترتی ہے.."

بھجت کا ایک ایک لفظ اپنی بہن کے لیے شدت جذبات سے لبریز تھا اور اب تو سیلی کی کیفیت بھی بھجت سے مختلف نہ تھی۔

"آپ کی تربیت ہی ہے بھجت، لئیق بھائی کا اسے دیا بہت خاص پیار ہے۔ دادو کا اعتماد ہے۔اور شیری کی محبت ہے جس نے مانی کو اتنا ماہر بنا دیا۔وہ گل آنٹی سے روز لمبی سی بات کرتی تھی کہ کہیں وہ اداس نہ ہوں، بلکہ ہم تینوں ایک دن چھوڑ کر ڈنر ان دو کے ساتھ کرتے تھے، بہت اچھے سے گزرا یہ وقت.."

مانی کی ہر اچھی بات اور عادت جیسے سیلی کے دل پر نقش تھی اور بھجت رشک کرنے کے سوا کیا کرتا۔

ماشاءاللہ، کسی کو نظر نہ لگے۔الحمداللہ سب خیر وعافیت سے ہو گیا۔ خیر "
سے مسیج آیا تھا لئیق کا وہ لوگ واپس آ گئے ہیں، جندل محل میں تورو نقیں
ہوں گی، ابھی تو تھک گئے ہیں صبح چلتے ہیں ادھر۔۔۔۔میرا فارمل سوٹ
نکال دو میں زرا فریش ہو لوں۔تاکہ اپنی حسینہ کو زرا تازہ دم ہو کر فرصت
"..سے وقت دے سکوں۔۔۔۔۔میرے دل کا کل سکون
بھجت اسکی مسکراہٹ کو چومتے جاتے جاتے بھی گلے لگا کر بھینچنا نہ بھولا
اور سیلی شرمگیں سا ہنستی ہوئی کبرڈ کی طرف بڑھ گئی۔

وہیں مانی صاحبہ نے ممی اور بابا کے ساتھ پورا پورا وقت گزارا اور آج تینوں
نے افراہیم کی پسند کی فنی مووی دیکھی، چونکہ فیملی میں بیٹھ کر دیکھنے والی
تھی سومانی نے ان دو کے ساتھ یہ مووی ٹائم بہت اچھے سے انجوائے کیا۔

گل لالہ بھی مانی کے ساتھ بہت دنوں بعد وقت گزار کر اپنے ہبی صاحب کو بھی تر و تازہ گلاب بنی مسیر آئیں جس پر انہوں نے بھی اپنی لاڈلی بہو کو ڈھیر دعائیں دیں۔

مانی بھی سونے کمرے میں آئی، دروازہ بند کیا اور مین سب سمیٹ کر وہ بھی کمرے میں آگئی، لائیٹ آف کیے مدھم روشنی میں چلتی ہوئی آکر بیڈ پر لیٹی، دو دن سے شہریار نے کوئی وڈیو نہیں ڈالی تھی جسکی وجہ اسکے کچھ ملٹری فرائض تھے، لیکن اس نے مانی کو غزالی کی مدد سے میل ضرور بھیج دی تھی، چونکہ وہ خود ٹیکنالوجی کا استاد تھا تبھی اسی میل کے ریکارڈ بھی اسکے فون سے غائب کر دیا، اپنے سے وہ یہ رسک نہیں لے سکتا تھا حالانکہ تمام ملٹری آفیسرز کے فون ایک جیسی عام جانچ سے گزرتے تھے، انکو شہریار پر ایسا کوئی شک بھی نہیں تھا کہ وہ سپیشلی شیلے جیکسن پر نظر رکھتے، پھر نظام اور غزالی سے وہ خود جا کر مل آتا اور بریفنگ لے اور دے دیتا، اسے ان تین

سال نظام اور غزالی سے بھی اپنا تعلق منظر عام پر نہیں آنے دینا تھا، سو
شہریار وہاں ہر قدم بہت پھونک پھونک کر رکھتا تھا۔

"amore mio!

I miei giorni e le mie notti sono stati molto occupati, il lavoro è duro, è più difficile vivere tra le persone odiose che chiamano odiose le nostre persone davanti a me. Non c'è bisogno di preoccuparsi che sparisca improvvisamente per qualche giorno, la vita di un soldato qui è difficile come lì. Scriverò lettere tra

pochi giorni, per trasmettere a tutti voi il mio benessere. Non essere triste, sono sempre con te ovunque tu sia, so come prendermi cura di te stesso.."

یہ میل شہریار نے غزالی کے پروفیشنل ای میل اکاونٹ سے بھیجی تھی لیکن اسکے آغاز میں ہی اسے ٹرانسلیٹ کرنے کا کہا تھا۔

مانی نے اسے کاپی پیسٹ کیے میل ڈیلیڈ کی اور اسے ٹرانسلیشن ایپ میں پیسٹ کیا۔

"میری محبت!

میرے دن رات بہت مصروف ہو چکے ہیں، کام سخت ہے اس سے زیادہ مشکل ان ناپسند لوگوں میں گزر بسر کرنا ہے جو میرے سامنے ہمارے لوگوں کو نفرت سے پکارتے ہیں۔ میرے اچانک کچھ دنوں کے لیے غائب

ہو جانے پر پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، یہاں بھی ایک فوجی کی زندگی اتنی ہی مشکل ہے جتنی وہاں۔ میں لیٹر لکھوں گا کچھ دن تک، اپنی خیریت تم سب تک پہنچانے کے لیے۔ اداس مت ہونا، تم جہاں ہو میں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں، اپنا خیال رکھنا جانم.."

اسے پڑھ کر مانی کی پچھلے دو دن کی اداسی سکون میں بدلی، ہاں وہ شہریار کے لیے پریشان بھی تھی کہ کہیں وہ اسکے چکر میں کسی مشکل میں نہ پھنس جائے، سو اسکی ساری دعائیں شہریار کے لیے تھیں۔

فون آف کر کے سائیڈ میز پر رکھتی وہ لحاف پرے کیے اٹھی، وضو کیا اور عشاء کی نماز ادا کیے اپنے ہاتھ اس اللہ کے سامنے اٹھائے۔

"آپ پر کوئی آنچ نہ آئے شیری، اللہ آپکو مجھ تک سلامت پہنچائیں۔ اگر میری وجہ سے آپ کسی کی نظر میں آ گئے تو خود کو معاف نہیں کر سکوں گی۔ آپ سے رابطہ ہونے پر جتنا خوش تھی اب اتنی ہی فکر مند ہوں۔ یا اللہ

انھیں اپنی امان میں رکھنا۔ آپکو پتا ہے نہ مانی ان کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی، ان پر آتی آنچ میرے مقدر میں لکھ دیجئے گا۔ یہاں تک کہ مجھے انکے حصے کا مرنا بھی قبول ہے۔ میں انکے ساتھ ٹھیک سے مسکرا بھی نہیں سکی اور وہ مجھ سے دور چلے گئے، میں اس فیصلے پر راضی ہوں لیکن اس سے زیادہ آزمائش مت لیجئے گا۔ میں اس قابل نہیں، میں بہت کمزور ہوں۔ اس شخص کے معاملے میں بہت ڈرپوک ..."

اسکی آنکھیں یہ دعا مانگتے ہوئے آنسوؤں سے لبریز تھیں، ناجانے کیوں دل کو خدشوں نے گھیرا تھا، اسے اس ایک مہینے میں اس ٹوٹے پھوٹے رابطے سے یہ علم تو ہو ہی چکا تھا کہ شیری وہاں کسی مشن میں مصروف ہیں لیکن اس میل سے وہ یہ بھی جان گئی کہ انکے آس پاس خطرناک لوگ موجود ہیں، وہ شیری کو موت کے منہ میں محسوس کر کے بہت فکر مند تھی۔

اور شاید مانی کی محبت کے بعد اسکی ساری دعائیں بھی قبولیت کا درجہ پانے کی مستحق ہو چکی تھیں، کیونکہ وہ اس جدائی کے بعد سے اللہ سے بھی جڑ گئی

تھی،اور شیری کے لیے یوں راتوں کواٹھ کر دعائیں مانگنا اسکی عادتوں کا حصہ بن چکا تھا۔

تم ساحل سے رابطے میں رہنا دستگیر، یہ بتاو غزالی اور نظام کی طرف سے "کیا خبر ہے؟"

دستگیر اور لئیق اس وقت ہوم آفس میں موجود کچھ اہم معاملات ڈسکس کر رہے تھے، لہجہ نرم مگر اخیر سنجیدگی لیے وہ دستگیر کی جانب متوجہ تھا، دستگیر نے بھائی کی غیر موجودگی میں پیچھے ہوتے تمام معاملات سے لئیق کو تفصیلی باخبر کر دیا تھا، جبکہ ساحل کے حوالے سے دستگیر پہلے ہی محتاط تھا مزید ہونے کا بھی ارادہ بنا چکا تھا۔

دونوں کا شہریار سے ملنا ملانا اور رابطہ ہو چکا ہے، وہ شیلے جیکسن بن کر وہاں "
اپنے کام پر لگ چکا ہے۔ تمام معاملات انڈر کنٹرول ہیں بھائی اسکے علاوہ
شہریار کو اسکے مشن کا بھی معلوم ہو چکا ہے، ایک ماہ میں اس نے تین خفیہ
پراجیکٹس کی خبر انویسٹیگیشن ڈیٹیکٹ برانچ تک پہنچائی ہے، لیکن عین
وقت پر انفارمیشن بریک ہونے پر کسی ایک پراجکٹ کو بھی وہ لوگ عملی
جامہ نہیں پہنا سکے، ان میں ہمارے دشمن ہمسایہ ممالک سے گٹھ جوڑ کر کے
زمینی اور آبی مداخلت سے لے کر ڈیفنس ڈی فالٹس کرائسیز تک کے بڑے
"..پراجیکٹس شامل تھے

دستگیر کی جانب سے ملتی یہ خبر واقعی حیرت انگیز تھی تبھی تو لئیق کی
آنکھیں مسکراتی نظر آئیں، شہریار کو ان لوگوں نے چنا تھا تو یقیناً اسی وجہ
سے کہ وہ ایک ماہر آدمی تھا جس نے اپنی مہارت کا پہلا ثبوت ہی توقع سے
کہیں گنا تگڑا پیش کیا تھا۔

در حقیقت اسکی سزا تو صرف اک بہانہ تھی، یہ تو خود شہریار جدون کو بھی علم نہیں تھا کہ یہ تین سال اسکی زندگی کے تیس سالوں پر بھاری پڑنے والے ہیں لیکن لئیق ایزد جیسے دور اندیش آدمی کو سب صاف دیکھائی دے رہا تھا اور اسکے خوبصورت ہونٹوں پر پھیلی مسکراہٹ بھی اسی پر اسرار معاملے کے سبب نمودار ہوئی۔

"وہ ایک بہترین چال ساز ہے اسکا مجھے بخوبی علم تھا اور ایک ماہ کے اندر اسکی یہ صلاحتیں کھل کر سامنے آگئیں لیکن اسکا ہر دن رسک پر مشتمل ہے دستگیر عالم۔ نظام اور غزالی کو خبر پہنچا دو کہ خود سے زیادہ وہ ڈیول کو سیکورٹی دیں، مجھے اس معاملے میں گڑبڑ نہیں چاہیے.."

لئیق اسکے باوجود ہر چھوٹی سے چھوٹی چیز کو لے کر محتاط تھا، جبکہ بھائی کے حکم پر دستگیر نے فوری سر کو اثبات میں ہلایا اور بھائی سے اجازت لیے وہ ہوم آفس سے باہر نکل گیا، دستگیر ہی ان سارے معاملات کو ہینڈل کر رہا

تھا، یہاں تک کہ غزالی اور نظام بھی براہ راست بلیک ڈائمنڈ سے رابطہ نہیں کر سکتے تھے، وہ دستگیر کے تھرو اپنی بات پہنچاتے تھے۔

لئیق نے آرام دہ انداز میں کرسی سے ٹیک لگائی جیسے کچھ سوچ رہا ہو، شاید یہی کہ مانی کو شہریار کی خیریت بتائے مگر وہ میڈم تو پہلے ہی خیر و خبر سے واقف تھی، لئیق نے مانی کو کال کرنے کو سیل فون اٹھایا پر وقت دیکھ کر وہ رکا کیونکہ اسے لگا وہ سو چکی ہو گی سو صبح کال کرنے کا ارادہ کیے جناب اپنا لیپ ٹاپ کھول چکے تھے، آئی بی کی جانب سے بہت سے پیغامات آ چکے تھے جنکا جواب دینا بہت ضروری تھا۔

وہیں نیہا اور ہمایوں نے ڈنر آج باہر کیا تھا حالانکہ موسمی اثرات کے سبب ہمایوں کی طبعیت کچھ ناساز تھی، کلینک کی مصروفیات اور سیاسی معاملات نے انکو خاصا مصروف تو کر رکھا تھا مگر نیہا کے خاص وقت میں وہ اپنے کسی بھی ضروری کام کو مخل نہ ہونے دیتے تھے۔

لگ گئی نہ زیادہ ٹھنڈ، کہا بھی تھا آج رہنے دیتے ہیں مگر آپ نے میری"
بات نہیں مانی۔ ویسے آپ کو فلو ہوا ہے تو زرا بتائیں کس ڈاکٹر سے رجوع
"..کرنا چاہیں گے

وہ لوگ گھر پہنچ تو گئے پر ہمایوں کے مسلسل چھینکنے پر نیہا نے انکے ریڈ ہوتے ناک کو فکر مندی سے دیکھا جو سارا رستہ ٹشو سے ناک رگڑتے آئے تھے اور معصومانہ سا ڈانٹتی ہوئی انکا ہاتھ پکڑے گھر کے اندر بڑھی مگر آخری سوال پر دانستہ نیہا کی آنکھوں میں شرارت سی اتری، موسمی بدلاو ہمایوں کو اثر انداز بہت جلد ہوتے تھے کیونکہ اس معاملے میں ڈاکٹر صاحب بہت سینسیٹیو تھے۔

"..ہے ایک میری پرسنل نرس، اسے کہو تھوڑا سا پیار پھونک دے مجھ پر"

ہمایوں کے غیر سنجیدہ بے خود جواب پر نیہا کے گال انکی سادہ مگر دل گرویدہ کرتی خواہش پر بلش کیے، انکی پر خمار آنکھوں کی حرکت سے محظوظ ہوتی

اس سے پہلے وہ انکے قریب چہرہ لے جاتی، ہمایوں نے اپنا چہرہ فوری پیچھے سرکایا جس پر نیہا کے ہاتھ غیر ارادہ انکی شرٹ کے کولر پر جمے۔

"..پھونکنے دیں نہ"

نیہا نے انکے پرے سرکنے پر منہ پھلاتے کہا۔

ایسے نہیں، ورنہ تمہیں بھی فلو لگ جائے گا۔مجھے اچھا سا قہوہ بنا کر دو، اس"

"..میں اپنی محبت جتنی چاہے پھونک دینا

ہمایوں کی اس درجہ سادہ سی فرمائش پر وہ پھر بھی باز نہ آئی اور انکی گال پر پیار دیتی کچن کی طرف چل دی اور وہ بھی مسکراتے ہوئے لاونج کی طرف بڑھے۔

نیہا نے انکے لیے فلو سے نجات کو قہوہ بنایا اور جو شاندہ بھی ایڈ کیا مگر جب وہ باہر لائی تو اتنی زور کی چھینکی کہ کچھ قہوہ کپ سے نیچے زمین پر چھلکا اور دونوں کی نظریں جیسے ہی ملیں بے اختیار دونوں ہنسے۔

"..لگالیانہ ہمایوں کا خطرناک وائرس"

مسکرا کر قریب رکتی نیہا سے کپ لیے وہ اسکو دیکھتے بولے جو آنکھوں میں شرارت بھرے ساتھ ہی بیٹھی۔

جتنی سپیڈ سے آپ نے مجھے اپنا فلو دیا اتنی سپیڈ سے بے بی بھی دیتے"

"..نہ

نیہا نے آنکھیں زرا سی جھکاتے بے باکی سے گل فشانی کی جس پر ہمایوں اپنا اٹڈتا قہقہہ نہ روک سکے۔

"..وہ میں نے تھوڑا دینا ہے وہ جب اللہ چاہیں گے تب آئے گا"

بھاپ اڑاتے مگ کو اٹھائے جناب نے دامن بچاتے ہوئے نیہا کی چھینپی ہنسی بھی منظر عام پر لائی۔

مجھ سے ویٹ نہیں ہو رہا ہمایوں، ہم ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں۔مجھے ممی بننا"

"..ہے اور میں چاہتی ہم دو کی زندگی مزید حسین ہو جائے

نیہا کی یکدم اس خواہش کا سبب اسکے اندر کی فطری خواہش بھی تھی اور سب کے بیبیز آتے دیکھ کر وہ تھوڑی انسکیور بھی ہونے لگی تھی۔

"آر یو سیریس؟ مجھے تو لگا تم اس فری ٹائم پیریڈ کو بڈھے ہنڈسم کے ساتھ فلی انجوائے کر رہی ہو.."

ہمایوں سنجیدہ ہوئے تو وہ بھی بازو سے جو لگی تھی فوری سر اٹھایا۔

"وہ تو کر رہی ہوں لیکن سب کے بیبیز دیکھ کر میں احساس محرومی محسوس کرنے لگی ہوں، آپ بھی تو بے بی چاہتے ہیں۔ دیکھ لیتے ہیں چیک آپ کروا کے، شاید مسئلہ معمولی ہو.."

نیہا نے یہ سب آج بہت سنجیدگی سے ڈسکس کیا تو ہمایوں کو بھی اسکی بے چینی کا خیال کرنا ہی تھا۔

"ٹھیک ہے کل میں اپائنٹمنٹ لے لیتا ہوں۔ ایسے اداس اور فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔ چلو ٹی وی لگاؤ دیکھیں تو کیا بریکنگ نیوز چل رہی ہے ملک میں۔ اور یہ ہاف تم پیو باقی میں پیتا ہوں۔ خبردار جو بیمار پڑی.."

ہمایوں نے اتنے پیار سے نیہا کی بات مانی کہ وہ ساری فکریں بھلائے کھکھلائی اور ریموٹ سے ٹی وی بھی آن کر دیا، سیاسی موصوف کے ساتھ اسے بھی اکثر بورنگ نیوز دیکھنی پڑتی تھی مگر پھر بھی وہ پر سکون تھی اور کل کے لیے ایکسائٹڈ بھی۔

لوئے اور لارا کافی دیر لان میں واک کرتے رہے اور پھر وہ بھی سونے چلے گئے، لارا نے خفاظتی اقدامات شدید کر رکھے تھے سو بچارے لوئے بہزاد نے اس آخری دن کی بھرپور آہیں بھریں، دستگیر بھی جب روم میں آیا تو صبور سو چکی تھی، نیند کے معاملے میں وہ بھی آجکل ایسی ہی جنونی ہو چکی تھی، دستگیر بھی چینج کیے روم میں آیا اور اسکے پاس لیٹتے ہی موصوفہ کو خود میں نرمی سے سمویا اور خود بھی آسودہ سی مسکراہٹ دیے سائیڈ ٹیبل پر آویزاں روشنی بجھادی، صبور بھی اسکا لمس محسوس کرتے ہی کسمساتی ہوئی اس میں مزید سمٹی جو دستگیر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ لے آیا۔

.._____..

شان کو پولیس اہل کاروں نے وئیر ہاوس سے کافی دور لے جا کر سنسان سڑک پر وین سے نکال پھینکا تھا، اس رات کے وقت سڑک پر گرا پڑا وہ بمشکل اٹھ سکا، ابرتا کے لوگ پہلے ہی وئیر ہاوس کے قریب پہرے پر موجود تھے سو اس سے پہلے شان اپنے بگھڑے حواس یکجا کرتا، تیز ترین ڈالا اسکے پاس آ کر رکا اور اس میں سے باہر نکلتے نقاب پوش نے گاڑی سے اترتے ماسک ہٹائے اپنے سینے پر یوں ہاتھ رکھے تعظیم کی جیسے وہ انکے لیے عزت کے قابل تھا۔

".. جلدی چلیں سر، باجی آپکی منتظر ہیں"

اس مشکوک آدمی نے ارد گرد سنسان جگہ دیکھتے ہوئے شان کو گاڑی میں بیٹھنے کا کہا جس پر وہ دیکھتے ہی دیکھتے سوار ہوا، شان ایک نہیں مختلف جگہوں

پر چار مختلف لوگوں کی نظر میں تھا، آدھے گھنٹے کی تیز ڈرائیو کے بعد وہ لوگ بدنام گلیوں میں بنے کئی گھروں میں سے ایک بڑے گھر کے باہر رکے، دو لوگوں کے ہمراہ اسی سے گزرتے ہوئے دوسری منزل پر شان کو لے جایا گیا جہاں بڑے بڑے تین ہال اور ویسے ہی سجے سنورے کمرے تھے۔

ابرتا وہیں موجود تھی، سلک کی سیاہ ساڑھی پہنے، گندمی کندن رنگ اور ملگجے خلیے کے ساتھ بھی بھلی معلوم ہو رہی تھی، دو اپنے جیسی سجی سنوری لڑکیوں کو دھندے کے بارے ہدایت کر رہی تھی جب آہٹ پر وہ ان لڑکیوں کو ہدایت دینا لمحہ بھر بھول گئی، وجہ شان کا اسکے خاص آدمیوں کے ہمراہ اسکے اس غریب خانے آنا تھا، اس شخص کی قابل ترس حالت تکتے ابرتا کے دل کو دھکا سا لگا، محبت کے دائرے میں آتے اس شخص کو جسکا غرور اسکی ذات کا حصہ تھا وہ یوں لٹا پٹا اور اجڑا دیکھے گی یہ ابرتا نے کبھی خواب میں بھی نہ سوچا تھا، نیل سے اٹے چہرے کے سنگ درد ور تجگوں کی

اذیت سے لبریز شان کی آنکھیں جو سیدھی ابرتا کے کلیجے کے پار کسی تیر کی مانند ہوئیں۔۔

شان اور ابرتا کے سوا باقی تمام انکے آدمی فوری وہاں سے چلے گئے، شان نے ارد گرد نظر گمائے جگہ کا جائزہ لیا اور ابرتا کے قریب آکر رکنے پر اسے خالی بے آس آنکھوں سے دیکھنے لگا، ابرتا کا اسے دیکھنے کا انداز درد بھرا تھا جیسے وہ اسکے چہرے کی خراشوں اور نیلوں کو ہاتھ بڑھا کر چھونا چاہتی ہو مگر ہمت اور جرت کی آج بھی شدید کمی کا شکار ہو۔

"..جیم میری وجہ سے مر گیا ابرتا۔۔۔۔بہت شرمندہ ہوں تم سے"

شان کی آنکھوں میں تاسف و تکلیف تھی مگر وہ آگے سے دل جلا سا مسکرائی، اسے امید کہاں تھی کہ یہ شخص بھی تعزیت کرنے والا نکلے گا۔

"جیم اپنی وجہ سے مرا ہے، تم شرمندہ کیوں ہو رہے ہو، بچارے کی قسمت تو ابرتا سے بھی خراب نکلی۔ اچھا ہوا مر گیا وہ، میکال سریز جیسے مالکوں کے تلوے چاٹنے سے بہتر تو موت ہوتی ہے.."

ابرتا کے اندر جو زہر بھرا تھا وہ شان سے مخفی نہ تھا، اس شخص کی غلامی میں جینے کے باوجود ابرتا کے لیے وہ مالک نہیں جلاد تھا، شان حیرت زدہ تھا کہ اس لڑکی کی نفرت آج بھی عروج پر تھی۔

"میرے سامنے انکو برا کہنے کی عادت گئی نہیں تمہاری، اب تو بخش دو۔ مر گیا ہے وہ شخص.."

شان کے دل میں میکال کا غم جس طرح آتش فشاں سا پھٹا، ابرتا پہلے تو حیران ہوئی پھر زہر خند ہنس دی، شان سے کھڑا ہونا مشکل ہوا تو بے اختیار لڑکھڑایا جس پر ابرتا نے فوری اپنا سہارہ دے کر اس کو سنبھالا، بہت دقت سے شان سے اس سے نظریں چرائی تھیں، سانولی رنگت کے باوجود وہ پرکشش عورت تھی، کان کوئی سات آٹھ بار چھید وار رکھے تھے، اور ناک

میں چھوٹی سی نتھ تھی جس میں نیلا موتی آب وتاب سے چمک رہا تھا، اور پھر اسکی لڑکی کی آنکھوں کی خاموش چاہت کا طوفان اضافی تھا۔

مر گیا ہے بہت اچھا ہوا، لیکن افسوس کتنوں کی زندگی کو گرہن لگا کر مرا،"

خداوند اسے جہنم کے عذاب میں مبتلا کریں۔ تم ٹھیک نہیں لگ رہے، آجاو آرام کرلو، صبح بات کریں گے۔ اس ایس ایس پی کو اسکا حساب دینا ہو گا جو

"..کرب اس نے تمہیں پہنچایا شان

شان کو اسکی نفرت اور شدت سے خوف آیا، وہ اسکے سہارے چلتا ہوا ایک کمرے کی طرف بڑھا، کمرہ ہر ضرورت کی شے سے مالا مال تھا، بیڈ پر نئی نکور چادر اور بھرے بھرے تکیے دھرے تھے، ابرتا نے اسے سہارہ دیے بٹھایا اور تکیہ درست کیا جس پر شان جب لیٹا تو اسے لگا جسم کی ساری ہڈیاں ایک بار تو ٹوٹ گئی ہیں، اور اس تکلیف میں اس نے ابرتا کا ہاتھ اس شدت سے جکڑا کہ وہ توازن برقرار نہ رکھتی وہیں بیٹھتے اس پر جھک آئی، اسکے کھلے چنبیلی کے تیل کی مخمور خوشبو بھرے بال شان کے چہرے پر پھیلے تو اک

لمحہ اس بے درد شخص کو لگا کسی جنتی ہوا کے جھونکے نے اسکے جسم کو چھوا ہے، محبت میں صرف ایک کے لیے مٹ چکی عورت ہر مذہب میں متبرک ہوتی ہے، انکے دین میں بھی تھی۔

"بہت تکلیف ہو رہی ہے؟ کہو تو حکیم کو بلوالوں شان؟"

ابرتا کو محسوس ہوا وہ بہت کرب میں ہے پر وہ تو ہار چکا تھا، یہ درد تو ہار جانے کے تھے جو جسم سے ٹیسیں بلند کر رہے تھے، ابرتا کو اس شخص سے اب قریب نہیں دور ہونے کی جلدی تھی، اب وہ پہلی والی عورت نہیں تھی، اب اسے گرہن لگ چکا تھا۔

"تم میرے پاس رہ سکتی ہو؟"

شان کے بے بس سوال پر ابرتا نے اپنے اس پر جا بجا پھیلے بالوں کو اسکے چہرے سے ہٹایا اور مسکراتی ہوئی دور ہوئی۔

تم جانتے تھے کہ ایک دن تم ابرتا سے یہ کہو گے پھر بھی مجھے یارانے کی"
خاطر نیلام کر دیا، تم نے نا سہی میں نے بہت سچی محبت کی تھی تم سے جو تم
نے میری آنکھوں میں دیکھی بھی تھی۔ دیکھو آج بھی تمہاری تکلیف
"..برداشت نہیں ہو رہی، شوہر مر گیا وہ غم کہیں روپوش ہو گیا
وہ اسکو خود غرص کہہ نہیں ان دردناک جملوں سے ثابت کر چکی تھی، وہ
یوں خالی لوٹائے جانے کی امید کہاں رکھتا تھا تبھی تڑپ اٹھا، دور جاتی ابرتا کا
ہاتھ جکڑا۔

"..میں کیا کرتا، پلک سے پیار کرتا آیا ہوں"

وہ جیسے بے بسی سے کرلا اٹھا پر ابرتا تک اسکے اور جیم کے سارے کارنامے
پہنچ چکے تھے۔

ہنہ۔۔ عجیب پیار تھا تمہارا۔ اس ایس ایس پی کی بیوی کے ساتھ بھی تو تم"
کچھ کرنے ہی والے تھے، جیم بھی اسی گھناونے چکر میں مارا
"..گیا۔۔۔۔اب ہے کوئی جواب

ابرتا نے اسکو سرد نظروں سے دیکھتے اپنا ہاتھ اس سنگدل کے ہاتھ سے چھڑوائے جواب کی ہمت سلب کی جس پر وہ نظریں چراتا کروٹ بدل گیا۔

"..انتقام تھا وہ سب، اب بھی قائم ہے"

وہ کروٹ بدل چکا تھا پر آواز نفرت سے لبریز تھی۔

"بہک گئے ہو گے اس لڑکی کی خوبصورتی دیکھ کر، لیکن عجیب بات ہے آج تک تم نے میرے حصے میں ایسا کوئی ٹوٹا پھوٹا بہکا لمحہ بھی نہیں رکھا، کہ میرے پاس تم سے جڑی کوئی ایسی یاد ہوتی جیسے سات پرتوں میں چھپائے پھرتی.."

ابرتا کی خود ترسی اور اٹھ کر جانے پر شان کے مضبوط ہاتھ نے ابرتا کا ہاتھ بے اختیار پھر جکڑا، اب اسے شان کے چھونے پر کوئی احساس نہیں ہوا تھا، اب وہ اندر باہر سے کھوکھلی تھی، نزاکت حیا اور تقدس سب لٹا چکی تھی۔

"..شادی کروں گا تم سے، کل ہی"

شان کے اٹھ بیٹھنے پر وہ پہلے تو کچھ بولنے کے قابل نہ رہی پھر پلٹی، وہ شخص کہیں سے بھی پہلے جیسا نہ تھا جس نے دوسری بار ابرتا کو کبھی دیکھا بھی نہیں تھا۔

"میں نے تمہاری جان اس لالچ پر تھوڑا بچائی ہے، اب شادی میرے لیے نوچ کر کھانے کا دوسرا نام بن چکا ہے۔ بڑا اچھا دوست تھا نہ وہ تمہارا، تمہارے بقول محبت اور دیوانگی تھی میں اسکی۔۔۔۔۔ نہیں تھی، ہوس پرست تھا وہ، پیاس بجھانے کے بعد شرابی جو حال خالی جام کا کرتے ہیں وہ میرا کرتا تھا، ہر دن توڑتا تھا، اور مجھے تم سے چھین لینے کا جشن مناتا تھا یار مار کہیں کا، اسے جب پتا چلا کہ میں تم سے پیار کرتی ہوں، اس نے مجھ سے محبت کا ڈھونگ رچاتے ہوئے بازی مار لی، یہ حقیقت اس نے شادی کی پہلی رات ہی کھول دی، نجانے اس پلک میں ایسا کیا تھا کہ تمہاری طرح وہ کمینہ بھی اس کا عاشق رہا تھا، میں چاہیے تھی اسے اپنی آگ بجھانے کے لیے۔ اب میرے پاس تمہیں حفاظت دینے کا جواز صرف وہ محبت ہے جو میں

ہمیشہ تم سے باندھے رکھوں گی۔اس محبت کو صلہ نہیں تمہاری سلامتی درکار ہے۔ساحل خان کو سزا تو ملے گی، بہت بھیانک۔۔۔۔۔۔آرام کرو، کھانا بجھواتی ہوں۔۔"

ابر تاکا ایک ایک لفظ کسی تیز دھاری خنجر کی طرح شان کے سینے میں پیوست ہوا، وہ اسکے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑوائے وہاں سے چلی گئی اور شان کی آنکھوں میں لہو اترا۔

"۔۔خبیث لعنتی انسان، کیڑے پڑیں تجھے"

شان کا بس نہ چلا جیم کو اسکی قبر سے نکال کر پھر سے دفنا ڈالتا، رگوں میں جیسے اس سچائی نے انگارے بھر دیے تھے، چند لمحوں میں وہ لڑکی اسے جھلسا کر رکھ گئی۔

۔۔_____۔۔

اپنا بہت خیال رکھنا لال، میرے بچے بہت بڑی خواہش پوری ہوئی ہے"
تمہاری، خیر سے سدرہ نے بھی کل ہی یہ خبر دی ہے۔۔۔۔میں تمہارے
"..واپس آنے کا انتظار کر رہی تھی

لال نے یہ خبر آتے ہی عینی کو بھی سنائی اور سدرہ صارم کی نیوز نے تو لعلین کی خوشی مزید دگنی کر دی، صارم سے لعلین کی شاہ عالم بھی بات ہوتی رہی تھی لیکن سگنلز ایشوز کی وجہ سے وہاں سے زیادہ تر یاروز کالز کر پانا مشکل تھا۔

جی عینی رکھوں گی خیال، ماشاءاللہ میری پیاری عینی بھی دادی بننے والی"
ہیں، اوئے ھوئے دادی بن کر تو آپ اور حسینہ لگیں گی۔ سب کے بے بیز
آرہے میں تو بہت زیادہ ایکسائٹڈ ہوں اور مجھے لگتا ہے یہ پریگننسی ٹائم بہت
"..یمی ہونے والا ہے

وہ روم میں آکر تب سے بستر میں گھسی تھی، یہاں ملائشیا سے زیادہ ٹھنڈ تھی جو اچانک ہی بڑھ گئی تھی حالانکہ نومبر ابھی ختم نہیں ہوا تھا۔

"ہاہا بلکل، بس سدرہ بھی تمہاری طرح کمزور سی ہے۔ فل ریسٹ سجیسٹ کیا ہے اسکے پرسنل طبیب صارم صاحب نے۔ میں نے بھی کہہ دیا ہے کہ اب نو ماہ خبردار جو تم نے کسی کام کو ہاتھ لگایا، اور تم تو جانتی ہو کیسے مشین کی طرح کام کرنے کی عادت ہے اسے، اداس اداس تھی کہ بور ہو جائے گی۔ لیکن صارم اسکے پاس ہے تو یقین ہے سنبھال لے گا.."

یہ سب سن کر لعلین کا موڈ بہت فریش ہو گیا تھا، ڈاکٹر صاحب کے ہوتے محترم کی لاڈلی زوجہ کو بھلا کیسے آنچ آتی۔

"آاا سو سوئیٹ، چلیں آپ ایسا کریں نہ کوئی کام کروانے کے لیے، ہیلپر رکھ لیں، اس سے آسانی ہو جائے گی۔ مجھے اور سیلی کو بھی سفر منع تو اب لگتا ہے سب کی ملاقات کاکوں کے آنے کے بعد ہی ہو گی۔ لیکن سچی یہ بہت پیاری فیلنگ ہے عینی، آپ بتایا کرتی تھیں اس سے بھی پیاری.."

لعلین کی مسکراہٹ لئیق کے روم میں آنے پر اور دلنشیں ہوئی، جبکہ وہ بھی دستگیر کے ساتھ کچھ اہم معاملات دیکھنے کے بعد کافی لیٹ آیا اور آتے ہی لحاف ہٹائے سر لعلین کی گود میں رکھے لیٹ گیا، لعلین کو اسکی یہی ادائیں تو گرویدہ کرتیں۔

"ایسا ہی ہے میری جان، دیکھنا جب وہ کچھ ماہ بعد تمہیں حرکت کرتا خود میں محسوس ہو گا تو تمہیں لگے گا جنت واقعی تمہارے قدموں تلے اور آنکھوں کے سامنے ہے۔ میں بہت خوش ہوں کہ میرے اللہ نے میری لعلین کی ".. گود بھر دی، اس ماں کی سن لی۔ اپنا خیال رکھنا یہ لو صارم سے بات کرو

بہت پیار سے عینی نے لعلین کو ابھی سے آنے والے وقت کے لیے ایکسائٹڈ کیا جبکہ صارم بھی لعلین اور لئیق کی زندگی میں آتی اس خوشی پر بہت خوش تھا۔

عینی تو مسکرا کر وضو کرنے بڑھیں تا کہ شکرانے کے نفل پڑھ سکیں جبکہ صارم صاحب نے بھی فون کان سے لگائے ہی کمرے سے قدم باہر نکالے۔

"..اوئے لڑکے، مبارک ہو"

لعلین کے پکارنے پر جہاں صارم ہنسا وہیں لئیق جو بڑے سکون سے لعلین کی گود میں سر رکھے لیٹا فون کی سکرین سکرول کر رہا تھا، لعلین کے اس بے تکلف لہجے پر بے اختیار اسکی گال کھینچتا مسکرایا جس پر لعلین نے اسکا وہی ہاتھ جکڑا کیونکہ لئیق اسے گدگدی کرنے کی کوشش میں تھا، مسکراہٹ دباتی وہ اسے گھوری۔

"یہ مبارک دی ہے یا پھینکی ہے تم نے لڑکی، سیدھی دل پر ٹھاہ کر کے لگی ہے.."

صارم کا ازلی ہنسانے پر مجبور کرتا جواب دونوں کی ہنسی بنا۔

ہاہاپاگل، بہت خوش ہوں نہ اس لیے۔ سدرہ ٹھیک ہے نہ؟اسکاخیال"
رکھنا بہت نازک سی ہے۔ ویسے مجھے کہنے کی ضرورت تو نہیں، اسکاذاتی بندہ
"..خود طبیب ہے
لعلین کی ہنسی جلد ہی فکر بھری مسکراہٹ میں بدلی۔

خیال رکھوں گااسکاتم فکر مت کرو، ویسے ہم سبکی زندگی مکمل ہورہی ہے"
اور وہ سستا وحید مراد جانے کہاں ہے۔ کبھی کبھی بہت یاد آتا ہے لعلین،
جب سوچتاہوں اکیلا ہو گا تو بے بسی سی محسوس ہوتی ہے۔ کتنی عجیب بات
ہے کہ دوست بھی کبھی کبھی دوست سے بات کرنے کو ترس جاتے
"..ہیں
ان خوشیوں کے سہانے وقت پر شہریار جدون کی کمی ہر کسی کے دل میں اور
زندگی میں پوراوجود رکھے ہوئے تھی تبھی تو لعلین کی آنکھوں میں بھی
اداسی اتر آئی۔

میں خود اسے بہت مس کرتی ہوں لیکن کیا کریں خود کو سمجھانا پڑتا ہے،"
میرا دل کہتا ہے وہ جہاں ہو گا ٹھیک ہو گا اور ہمیں بھی یونہی یاد کرتا ہو گا۔
"..ان شاءاللہ یہ وقت جلد کٹ جائے گا
لعلین کی آواز میں سمٹی یاس صارم نے بھی محسوس کی اور لئیق نے بھی۔
ان شاءاللہ، تم بھی اپنا خیال رکھنا لڑکی۔اپنے ہیرو کے ساتھ یونہی"
کھکھلاتی رہو۔ابھی سدرہ سو گئی ہے ورنہ میں تمہاری اس سے بات کرواتا،
بہت یاد کرتی ہے تم دونوں میاں بیوی کو، لئیق بھائی نے بھی اسے چند دن
"..میں اپنا فین جو بنا لیا تھا
سدرہ کو تو خود لعلین نے بھی بہت یاد کیا تھا، وہ تھی ہی اتنی پیاری کہ اسکا
حوالہ تک شیریں تھا۔
ہائے میری پیاری جان ہے وہ، بہت لکی ہو کہ اتنی کیوٹو سی سدرہ تمہیں"
ملی۔یہاں خود تم سب کو ابھی تک یاد کیا جاتا ہے جناب۔۔ان شاءاللہ جلد

ملیں گے۔اسے میرا اور لئیق کا پیار تم دے دینا، ویسے بھی اس کنڈیشن میں
میاں کی ایکسٹرا توجہ چاہیے ہوتی.."
لعلین اسے بھی چھیڑنا نہ بھولی جس پر اسکے اپنے جناب ضرور آئبرو اچکاتے گھورے اور لعلین نے دانت نکال دیے۔
اہمم اہمم۔۔جی جی جو حکم آپکا صاحبہ۔۔۔چلو جیتی رہو۔۔۔سب کو سلام"
دعا۔پھر بات ہو گی.."
صارم نے ویسے ہی شرارتی انداز میں اجازت لی جبکہ فون بند کرتے ہی لعلین نے خود کی طرف مستقل دیکھتے لئیق ایزد کو دیکھا جو فون غیر ضروری چیز کی طرح ایک طرف رکھ چکا تھا تو ہونٹوں پر بے ساختہ مسکراہٹ کے پھول کھل اٹھے۔

تمہیں پتا ہے لئیق تم ماموں بھی بننے والے ہو، صارم صاحب نے بھی"
معرکہ مار دیا.."

لعلین نے اتنے کھلھلاتے لہجے میں بتایا کہ وہ اس خبر سے کم لعلین کی خوشی پر زیادہ مسرور ہوا، دوستوں کی بات واقعی خاص ہوتی ہے۔

"..آہاں کیا بات ہے، یہ سب نے شرطیں تو نہیں لگا رکھیں تھیں"

لئیق کے حیرت عیاں کرنے پر وہ اسکے بالوں میں انگلیاں پھیرتی مسکائی۔

شادیاں بھی تو سبکی آگے پیچھے ساتھ ہی ہوئیں تھیں تبھی اللہ نے یہ کرم" بھی سب پر کر دیا، اولاد کی نعمت سے اللہ کسی کپل کو محروم نہ رکھے۔ میں تو نیہا اور ہمایوں انکل کے لیے بھی بہت دعا کرتی ہوں کہ انھیں بھی یہ سکھ ملے.."

آنکھوں میں خوشی اور فکر بھرے بولی جس پر لئیق نے بھی اسکی ہتھیلی پکڑ کر اپنے سینے سے جوڑی، ناجانے کیوں وہ لعلین کی گود میں سر رکھ کر بہت الگ سی کیفیت محسوس کرتا، دل اتنا سکون پاتا کہ وہ اپنے سر کے وزن سے ہوتے اس ننھی آغوش پر ستم سے بھی لاپرواہ ہو جاتا۔

ان شاءاللہ، خیر ہو گی۔آپ بتائیں واپس آکر کیسا لگا، کیا فیلنگز ہیں میری"
"آئرن لیڈی کی۔اور آپکی عینی خوش ہوئیں؟
وہ اس سے کبھی کبھی عام سی باتیں بھی کرتا، جس سے لعلین بہت تازدہ دم محسوس کرتی۔
بہت اچھا، تم سے جڑھ کر ویسے بھی لعلین عام تو رہی نہیں تو احساسات"
کیسے نہ خاص ہوتے۔
عینی بہت خوش ہوئیں لئیق، تمہیں تو پتا ہے وہ اس معاملے میں مجھ سے بھی زیادہ حساس تھیں، ہارون کو بدعائیں تک دیتی تھیں، وہ آج زندہ ہوتا تو میں یقین سے کہتی ہوں سب سے زیادہ خوش وہی ہوتا۔سچ بتاوں تو میں نے
"..اسے بہت مس کیا، کاش وہ ایسے ہم سب سے دور نہ گیا ہوتا
وہ شروع میں تو محبت اور شادمانی کی سی کیفیت میں مبتلا تھی مگر ہارون کے ذکر پر اسکی آنکھیں دھندلائیں، لئیق نے اسکی ہتھیلی نرمی سے چومی۔

ہم انسان نہیں جانتے لعلین کہ ہم سے بچھڑنے والے کس کرب سے"
ہم سے دور ہوتے ہیں، کوئی اس دوسری دنیا سے لوٹ کر نہیں آیا کہ بتاتا
موت کی تکلیف۔ تم اسکے لیے دعا کر دیا دو، یقیناً اسکی آخرت کی منزلیں
اب تک تو آسان ہو گئی ہوں گی۔ یہ بھی ممکن ہے اپنی کسی ایک نیکی کے
".. عوض بخش دیا گیا ہو

لئیق کا دلاسا پر امید تھا، اندھیرے میں جگمگاتی روشنی جیسا جس پر وہ نم
خوبصورت سنہری دلآویز آنکھیں بھی چمک گئیں۔

عینی پر سکون ہیں تو سمجھو انکا وہ لخت جگر بھی اس جہاں آرام سے ہے۔"
".. ورنہ ماں تو اس جہاں بھی ہو تو اولاد کی تکلیف پر تڑپ جاتی ہے

لئیق کی لہجے میں ایسا یقین تھا کہ ٹالا جا سکنا ناممکن ہوا تبھی تو لعلین کو اس
بندے سے محبت کرنے کی چاہت ہوتی تھی جو اسے ہر معاملے میں سنبھالنا
جانتا تھا۔

"ان شاءاللہ، ایک بات پوچھوں تم سے لئیق ایزد؟"

ناجانے اس جان و دل پر سارے اختیارات رکھنے والی کو اجازت لینے کی نوبت کیوں پیش آئی۔

لئیق متجسس ہوا۔

"..ہاں ضرور پوچھیں"

فوری جواب آیا۔

"تم نے کبھی مجھ پر کوئی پابندی نہیں لگائی کہ اس سے نہ ملو، اس سے نہ بات کرو۔ نہ شیری کے لیے نہ صارم کے لیے حالانکہ وہ دونوں میرے میل فرینڈز ہیں، اور شیری سے تو میں بہت کلوز رہی ہوں، صارم سے بھی بہت اٹیچ ہو گئی، حالانکہ جتنے تم میرے لیے جنونی ہو، مجھ پر کسی کا سایہ بھی برداشت نہیں کر سکتے جانتی ہوں.."

ایسا سوال وہ پہلی بار کر رہی تھی تبھی لئیق ایزد کی خوبصورت آنکھیں اور ہونٹ مسکراہٹ کی طرز میں پھیلے، وہ سانس روکے اسکے جواب کی منتظر تھی جیسے دل کے کانوں سے اسے سننا چاہتی ہو۔

کیونکہ مجھے پتا ہے آپ لئیق ایزد کے سوا کسی کا سایہ خود پر پڑنے ہی نہیں"
دیں گی اتنی زیادہ میری ہو چکی ہیں، دوست بنانے کے میں خود حق میں
ہوں اور دوست جنس دیکھ کر نہیں بنائے جاتے بلکہ دوستی میں صرف ایک
دوسرے کے پر کشش دل اثر انداز ہوتے ہیں۔ مجھے اچھا لگتا ہے کہ آپکی
زندگی میں دوستوں کا وجود قائم ہے، آپ دوستی کے معاملے میں خوش
قسمت ہیں مجھے تو یہ سوچ کر خوشی ہوتی ہے"..

وہ اس سے ایسے جواب کی ہر گز امید نہیں رکھتی تھی اور ساحر اسے اپنے
پہلے جملے سے ہی اپنے بس میں کر چکا تھا۔

"میں نے کبھی نہیں سوچا تھا لئیق ایزد کے میرے نصیب میں تم جیسا باوقار
اور باکردار مرد لکھا جائے گا، جسکی بند آنکھیں بھی لعلین کے لیے اعتبار اور
یقین سے بھری ہوں گی، جو میرے پر نہیں کاٹے گا، جو میرے ساتھ
آسمانوں کی سیر کرے گا۔

جسے دیکھنے کی حسرت تک کئی کی ادھوری رہ گئی لیکن مجھے دیکھو میں تمہیں چھو سکتی ہوں، تمہاری اس دنیا جہاں کی دل لبھا لیتی خوشبو پر اجارہ داری قائم کر سکتی ہوں، تمہیں کسی بھی وقت گلے لگا سکتی ہوں.."

یہ سب گنواتی ہوئی وہ پریستان کی سب سے دلربا پری لگی جسکے پنکھوں میں سنہری روشنی کے ہیولے قید تھے، جسکی آنکھیں ستارہ تھیں، جسکے ہونٹ چنبیلی کے پھول اور لئیق ایزد ٹھہرا ان پھولوں کا شیدائی۔

"..اور کسی بھی وقت مجھ پر اپنا سحر بھی طاری کر سکتی ہیں"

اسکے خوشی کی تمازت سے گلابی ہوتے چہرے کو اپنے چہرے پر جھکا کر شدت بھرے استحقاق کا مظاہرہ پیش کرتے خمار سے بھری سرگوشی کی گئی جوان گلابی لبوں پر شرمگیں مسکراہٹ کے لمس بکھر گئی جن کو اس ساحر نے بہت سلیقے سے لمس جاوداں بخشا تھا، جن کو چومتی پاگل سانسوں میں بڑی تفصیل سے اپنی سانسوں کی حرارت منتقل کی تھی، دھڑکنوں کو بہت تیز حرکت بخشی تھی۔

"لئیق ایزد، بے بی سے زیادہ پیار کرو گے یا مجھ سے؟"

ناجانے کیوں پر اس شخص کو بے بی سے بانٹنے کا خیال لمحہ بھر لعلین کی دھڑکنوں میں ناملائم پن سمیٹ لایا، وہ اسکی محبت کی شدت بھری برسات میں مدہوش ہوتے ہوتے یکدم خوف سا کھائے زرا دور ہوئی۔

"..یہ تو میرے پوچھنے والا سوال تھا لعلین"

لئیق نے منہ بگھاڑ کر درستگی کی پر وہ بضد تھی وہ اسے جواب دے۔

"..بولو نہ پلیز"

ممی بننے کے سفر میں اسے ہر وقت لئیق کی ایکسٹرا اٹینشن چاہیے تھی تبھی وہ اسے گین کرنے کی کوشش بھی کرنے لگی تھی اور لئیق کو اس سے خوشی ملتی۔

"..بے بی"

نہایت طمانیت سے مقابل بجلی گرائی گئی۔

واٹ ! ہاں ہاں ابھی سے آنکھیں ماتھے پر رکھ لیں۔اس بندے کو میری"
کوئی پرواہ نہیں۔ یہ دن دیکھنا رہ گیا تھا۔ جاواب مجھ سے بات بھی مت
"کرنا۔بے بی کے آنے کا ویٹ کرو سارا پیار اسے ہی دینا
فوراسے پہلے لئیق کا سر اپنی گود سے پرے کرتی وہ طوطا چشمی کے سارے
ریکارڈ توڑے نہ صرف سرک کر ہٹی بلکہ لیٹتے ہی کروٹ بدل کر لحاف منہ
تک اوڑھا اور لئیق نے بہت مشکل سے ہنسی دباتے ساتھ ہی لیٹتے اس کو
دبوچ کر اسکے منہ سے لحاف بھی کھینچا۔

"..لعلین پوری بات تو آپ نے سنی نہیں، میں کہہ رہا تھا کہ"
لئیق نے جان بوجھ کر بات پھر ادھوری چھوڑے اسے اپنے پر حدت وجود
میں پیار سے محصور کیا جس پر وہ دو کلو کے گال پھلائے زرا سا پلٹی آنکھوں
میں ڈھیر ساری ناراضگی تھی، دونوں کی سانسوں کی حدت ایک دوسرے
کے ہونٹوں کو بے تکلفی سے چھو رہی تھی، آنکھوں کے کنارے خمار پرور
عکس سے گلابی ہوئے۔

"..کیا، بولو"

ہنوز منہ پھولا ہوا تھا، لئیق نے اپنی جالائن پراگی بیرڈ جان بوجھ کر لعلین کی گال سے رگڑی جس پر وہ مزید چڑی، اسکی جانب زرا سرک کر چہرہ لئیق کی گردن میں گھسیڑا۔

"..میں کہہ رہا تھا بے بی کی ممی سے"

شرارت ختم کرتے ہی وہ اسکے کان کی لو کو چومتا سرگوشیوں میں ڈھلی آواز کے سنگ جو بولا اس پر وہ اسکی گردن سے چہرہ باہر نکالے شرمگیں سا مسکرائی اور واپس اسکی جانب کروٹ پلٹتے ہی لئیق کے وجود میں خود ہی چھپی، جناب نے بھی بازووں میں بھر کر اس لڑکی کو اپنے سکون کو بڑھاتے محسوس کیا اور آنکھیں موندیں۔

لعلین کے لیے بھی تم ہر کسی سے اول ہو لئیق ایزد، ہماری اولاد سے بھی"
اہم ہو۔ میری خوشی، سکون، میری ہنسی، سب تم سے براہ راست جڑا
ہے.."

جذب کے عالم میں وہ ہونٹ پھیلے اور ان سے جھڑتے موتیوں نے لئیق
ایزد کی سماعت معطر کی۔

"آپ کو چاہا ہی کچھ اسطرح ہے کہ آپ سے جڑی ہر چیز کی چاہت خود ہی
میرے وجود میں نمودار ہو گئی، آپ کی آنکھوں میں خود کو دیکھنا میرے
لیے اس دنیا کی طمانیت بخش گھڑی ہوتی ہے، اور آپکے چہرے کے کسی
نقش کی مٹھاس چکھنا اس دنیا کی سب سے بڑی راحت.."

اس درجہ جذباتیت بھرے اظہار کی معنویت پر لعلین کو لگا پورے وجود
میں جیسے ایک عجیب سی لہر دوڑ گئی تھی وہ اسکے بالوں میں اپنے ہاتھوں کی
انگلیاں پھیر رہا تھا اور دوسرا ہاتھ لعلین کو اپنی کمر پر سرسراتے ہوئے لباس
کی باریک چادر کے پار مخملی جلد تک گداز چاہت بھرے لمس پہنچا رہا تھا اور

ساتھ ساتھ مسکرا کر اس شیریں دہن کو بوسہ دیا، اور وہ اسے مسکرا کر مدہوش ہوتا تکتی یہی سوچ رہی تھی کہ اپنے اس سکھ پر شکر ادا کرنے کا کوئی نیا کلمہ سیکھے، یہ لعلین کے لیے اللہ کی بہت بڑی عطا تھی کہ اسے لئیق ایزد اس قدر میسر تھا۔

..._____...

اک نئی صبح زمین زادوں پر اتر چکی تھی، موسم آج بھی ہلکا ہلکا سرد تھا مگر دھوپ کی تمازت نے ماحول پر چھائی خنکی کو اپنی حدت سے قدرے کم کر دیا تھا۔

جندل محل میں سب نے مزیدار سی سنگت میں ناشتہ کیا اور پھر لوئے لارا ہوسپٹل نکل گئے کیونکہ لارا کا فائنل چیک آپ تھا جبکہ لعلین اور لئیق کا سفر بھی صوفیہ کی سمت شروع ہوا۔

ساحل نے بھی ابرتا اور شان کے انجام کی بھرپور تیاری کرلی تھی۔

"بہت خوب! یعنی تیر ٹھیک نشانے پر لگا ہے۔ سب کچھ ہمارے پلین کے مطابق ہو رہا ہے۔ اب آپ کلب کے اندر جائیں، تگڑی پارٹی بن کر۔ میں پہنچتا ہوں آدھے گھنٹے تک.."

برفیلے تاثرات کے سنگ ساحل خان نے فون کے اس پار موجود جہانگیر صاحب کو بریف کیا اور کال آف کی، جبکہ نمرہ اسے ناشتے پر بلانے اسی وقت روم میں آئی، ساحل نہ صرف جاگ چکا تھا بلکہ فریش ہونے کے علاوہ موصوف نک سک تیار بھی تھے۔

"ساحل آجائیں ناشتہ لگ گیا ہے.."

چہرے کی گلاب رنگت اور آنکھوں میں گزری شب کی پر سرور ساعتوں کا گہرا رنگ موجزن تھا جو ساحل خان کے دل تک راحت جیسی خوشی

سرائیت کرنے کا موجب بنا، وہ اپنے دھڑکتے دل کو اس شخص کے روبرو بڑی دقت سے قابو کرتی قریب چلی آئی۔

نمرہ کے پکارنے پر ساحل نے فون جیکٹ کی جیب میں رکھا اور آہستگی سے نمرہ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے قریب کیا جو خوشگوار سی حیرت میں ڈوبی پٹ سے اپنی آنکھیں ساحل خان کی آنکھوں میں ڈالے دیکھنے لگی۔

"میں ناشتہ نہیں کروں گا، کچھ اہم کام ہیں۔ تم امی کے ساتھ ہی رہنا اور گھر سے نکلنا ہو تو مجھے پہلے انفارم کرنا۔ آمنہ کو بھی میسج دے دینا کہ کچھ دن گھر سے نہ نکلیں"..

ساحل کے یکدم سنجیدگی سے تمہید باندھنے پر نمرہ کو بھی پریشانی ہوئی۔

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن کیا کچھ ہوا ہے ساحل؟"

نمرہ نے بے چینی کے تحت ساحل کو تکتے سوال کیا۔

"نہیں کچھ نہیں ہوا لیکن اب تم ایک پولیس آفیسر کی بیوی ہو، احتیاط تمہاری زندگی کا حصہ ہونی چاہیے"

وہ نہیں چاہتا تھا اسے شان کا بتائے کہ وہ آزاد ہے ورنہ وہ اس سے بد گمان بھی ہو سکتی تھی، دل کو قرار تو نہ آیا مگر وہ مان گئی۔

"ٹھیک ہے جیسا آپ کہیں، اپنا خیال رکھیے گا۔ دل کو دھڑکا لگا رہتا ہے کہ ناجانے اگلے پل کیا ہو جائے.."

ننھا سا دل ڈوب ڈوب کر ناجانے کیوں ابھر رہا تھا، ساحل نے ہاتھ بڑھا کر اسکے کھلے شانوں کو چھوتے بال پکڑ کر سمیٹے، اپنی آنکھوں کو مستقل نمرہ کی آنکھوں پر مرکوز رکھا۔

"مجھے بھی لگا رہتا ہے کہ ناجانے اگلے پل میں تم میں کتنی گہرائی سے ڈوب جاوں.."

اس شخص کی توصیفی نگاہوں کے اثر سے وہ لمحوں میں گلاب ہوئی اور ہنس کر اپنا چہرہ ساحل خان کے سینے میں چھپایا۔

کچھ گہرائیاں واقعی دلدل نہیں بلکہ خود سے ملاقات کا ذریعہ ہوتی ہیں،"

"..جیسے تم

مسکراتے ہوئے وہ بولا اور نمرہ نے ہنس کر سنتے ہی چہرہ اسکے سینے سے جدا کیا، اسکے دل کا ساز نمرہ کے سینے لگنے پر مزید مترنم ہوا۔

کتنی ہی بار ساحل نے اس کی معصومیت سے نظر چُرائی پر وہ چرانے صرف دل دے سکتی تھی اب نظر نہیں۔

"آپ اظہار کر رہے ہیں؟"

مسکراہٹ ان ہونٹوں کے افق پر لہرا رہی تھی اور وہ یہی سوچ رہا تھا کہ اظہار کیا اتنا عام سا ہوا کرتا ہے۔

"..نہیں، میں تمہیں سوچ رہا ہوں۔ تمہارے سامنے بھی"

اسکا سادہ جواب نمرہ کے عارضوں پر سرخی سمیٹ لایا، آنکھیں جذب سے لبریز ہو کر اٹھیں، ان نگاہوں سے ٹکرائیں۔

"مجھ سے اظہار کب کریں گے تو؟"

دل کا کیا کرتی جو سب سے بڑا رتبہ پا کر بھی چند جذب بھرے لفظوں کا طلب گار تھا۔

"وقت کی ان تیز لہروں نے تمہاری موجودگی میری کائنات کے تمام موسموں میں بکھیر دی ہے، پرانے بوسیدہ موسموں پر تمہارے نام کی تازہ بہار حاوی ہو گئی، اس کے سوا کیا کہوں؟"

وہ اپنی طرف سے عام سی کیفیت بیاں کر رہا تھا اور نمرہ یوں تھی جیسے کسی نے امرت جیسا زائقہ اسکی زندگی کی رگوں میں گھول دیا ہو، اس سے پہلے وہ مزید اپنی بات مکمل کرتا، نمرہ نے اپنی ہتھیلی اسکے ہونٹوں پر رکھتے روکا۔

"اس کے سوا کچھ کہیں گے تو صدمے سے گر پڑوں گی ساحل، آپکو لگتا ہے آپ اظہار نہیں کر سکتے۔ اور مجھے لگتا ہے اس دنیا کے سب سے زیادہ ایکسپریسیو بندے ہی آپ ہیں۔ چلیں جائیں، انتظار کروں گی آپکا.."

دھیرے سے اسکے حصار سے نکلتی وہ اس خوشبو پرست شخص سے دور ہوئی اور ساحل کی آنکھوں کا سرور لمحے میں پر لطف لمس بن کر نمرہ کی سانسوں کو بخشا گیا اور اس سے پہلے وہ اس سکون آور شخص کو آنکھیں کھول کر دیکھتی، وہ جا چکا تھا، اپنی خوشبوؤں کو پیچھے بکھیرتا ہوا۔

نمرہ نے سرعت سے پلٹ کر روم کے کھلے دروازے کو دیکھا تھا، بے چینی کے سنگ۔

وہ سیدھا تھانے ہی روانہ ہوا، جہاں ابرتا اور شان کو دبوچنے کے لیے پلین تیار ہو چکا تھا۔

.._____..

آئی میرے پیچھے پڑی ہیں بردار، بیاہ کر لوں۔ یہاں تک کہ کیپٹن تک کی" ڈانٹ سنوادی کہ ابھی یہ سب آلوڈ نہیں پر مجھے گھوڑی پر چڑھانے سے باز

نہیں آرہیں، میرے پے ایک احسان کردو بردار، میری آئی کو کہہ دو کہ میں ان بکھیڑوں میں نہیں پڑنا چاہتا، میرا وشواس ہے وہ تمہاری بات سمجھ جائیں گی"..

یہ پچھلے ہفتے کی بات تھی جب ابھیجیت خاصا مظلوم منہ لے کر شہریار کے پاس آیا، فون اسے تھمایا ہی تھا کہ کسی سوہن دیوی جی کے نام سے اسکا فون بجا سو چار و ناچار اسے کال لینی پڑی، پھر کیا سوہن دیوی نے شیلے جیکسن کو بھی اس مشن میں شامل کیا اور ابھیجیت کو گھوڑی چڑھانے کی فارغ وقت کوشش شروع کی کیونکہ شہریار تو چاہتا ہی یہی تھا، بس پھر ابھیجیت کی دیوانیوں میں سے جلد شیلے جیکسن نے کار آمد سی لڑکی جو اسکی بھی کامن فرینڈ تھی، ڈھونڈ نکالی اور ابھیجیت کو چوں چاں کی مہلت تک نہ ملی۔

یہ منظر فائیو سٹار ریسٹورنٹ کا تھا جہاں وہ کافی پینے کا ساتھ کچھ فاصلے پر بیٹھے ابھیجیت اور ایک لڑکی کو دیکھ رہا تھا، فائنلی ابھیجیت کی تاریکا ڈھونڈنے میں

کامیابی مل چکی تھی اور منگنی سے پہلے آج دونوں کی پہلی رسمی ملاقات تھی۔

ابھیجیت کی والدہ نے شہریار کو خاص تاکید کی کہ وہ خود وہاں نہیں ہیں سو وہ ان پر نظر رکھے، لڑکیوں سے وہ بندہ زرا دور ہی رہتا تھا مگر اب لڑکی ہی کچھ چپکو تھی تو ابھیجیت صاحب کا فرار کر کے بچ نکلنا مشکل تھا۔

وہ لڑکی شیلے جیکسن کی ٹک ٹاک دوست بھی تھی اور اتفاق سے وہ ابھیجیت کی دیوانی نکل آئی کیونکہ شیلے جیکسن نے اسکے ساتھ بھی چند وڈیوز ڈالی تھیں، ہے تو وہ بھی ہنڈسم آدمی تھا۔

شیری نے وہیں بیٹھے اپنی وڈیو اپلوڈ کی جو اس لڑکی پوجا، ابھیجیت کے ساتھ کی تھی جب وہ لوگ یہاں آکر آپس میں انٹروڈیوس ہوئے۔

مانی نے گل ممی کے ساتھ ناشتہ کرنے کے بعد جب چینج کرنے روم میں گئی تو نیو وڈیو کا نوٹیفکیشن دیکھ کر اس نے فورا سے وڈیو اوپن کی۔

مگر اس میں شہریار کے ساتھ لڑکی کو دیکھ کر اس کا موڈ بری طرح بگھڑا۔

کیپشن میں آنکھ ونگ کرتا ایموجی تھا، اور ساتھ ان دو کی آئی ڈی مینشن تھی۔

مانی نے فوراً سے اس پوجا کی آئی ڈی کھولی تو اس میں پرانے شیلے جیکسن کے ساتھ اس لڑکی کی لاتعداد وڈیوز تھیں، پھر ابھیجیت کی کھولی جسکے زیادہ تر سیڈ سانگ ہی تھے۔

اب یہ شیلے جیکسن کی دوستوں سے فری ہو کر مجھے غصہ دلا رہے،"

ہنہ۔۔۔۔ یہاں پر سنل بیوی ترس رہی اور اس چڑیل کو دیکھو کیسے میری

".. شیری کے ساتھ دانت نکال رہی

منہ پھلائے وہ وہیں بیڈ پر بیٹھی، پھر یکدم بنا کچھ سوچے کمنٹ سیکشن میں آئی اور اینگری ایموجی بھیجا، شہریار نے مسکراتے ہوئے کمنٹ کے ریپلائے میں ہنسنے والا ایموجی بھیجا۔

".. شہریار آپ مجھے جیلس کرنے کی کوشش کر رہے، حد ہو گئی"

مانی نے منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے روتونڈھال لہجے میں خود کلامی کی اور اس سے پہلے فون غصے سے بند کرتی، دوسری وڈیو اپلوڈ ہونے کا نوٹیفکیشن آیا جس میں ابھیجیت اور پوجا کی سگائی کی وڈیو تھی اور ریسٹورنٹ کے سٹاف کے ہمراہ ماسک میں شہریار تھا، فائنلی ابھجیت اور پوجا ایک ہو چکے تھے اور اسی کی سیلبریشن میں اس نے ہیپی فاربوتھ آف یولووالی فرینڈز کی کیپشن لکھی تھی۔

مانی کی ساری خفگی لمحوں میں مسکراہٹ بنی اور وہ اس وڈیو پر آئی اور چھوٹا سا ریڈ ہارٹ پوسٹ کیا۔

جسے اگلے ہی لمحے شہریار نے لائک کیا اور ہلکا سا مانی کو جیلس کرنے کا شہریار کو بہت مزہ آیا، مانی نے فون رکھا اور اٹھ کر فریش ہونے بڑھی۔

جبکہ ابھیجیت اور پوجا نے مل کر سگائی کا کیک کٹ کیا۔

اب میری جاسوسی کے بجائے تم پوجا کے گن گایا کرنا ابھیجیت، ویسے اچھی لڑکی ہے۔ تم جیسی اریٹیشن کی دیوانی ہے تو دل گردہ بھی بہت بڑا رکھتی ہے۔۔۔"

میں تو اب مزے کروں گا

شہریار نے اس پوجا کی کشش کے آگے دبے ابھیجت کے کان میں سرگوشی کیے شرارت سے چھیڑا اور مزے سے دونوں کو پرائیویسی دیتے وہاں سے نکل گیا اور ابھیجیت صاحب دانت ہی نکوستے رہ گئے۔

۔۔_____۔۔

سحر کے وقت ہی ابرتا نے شان کو ان بدنام گلیوں سے نکلوا کر اپنے ایک اور خفیہ پتے پر بھجوا دیا تھا جبکہ خود وہ وہیں تھی، جہانگیر صاحب ساحل کے کہنے پر ایک بزنس مین بن کر وہاں پہنچے، ابرتا کے لوگوں سے خفیہ معاملات طے کیے اور اس سے ملاقات ڈن ہوئی۔

پوری چھان بین کے بعد ہی جہانگیر صاحب کو ابرتا سے ملنے کی اجازت دی گئی۔

"مجھے درجن بھر لڑکیاں چاہیں، کلب میں اشد ضرورت ہے۔ لڑکیاں کم سن اور بالغ ہوں اور صاف ستھری۔ تم سمجھ گئی ہو نہ؟"

ابرتا کے دو آدمی گنز لیے انکے سر پر کھڑے تھے تبھی تو جہانگیر صاحب نے آواز مدھم رکھی، ابرتا نے جواباً مشکوک و سرد تاثر دیتے سر ہلایا۔

"میرا نام نہیں ملوں گی مگر احتیاط کرنا، آجکل پولیس کو مطلوب ہوں۔ آنا چاہیے سیٹھ۔ دھندا آگے ہی مندا ہے، یہ نہ ہو تمہارے چکر میں پھنس جاوں.."

ابرتا نے صاف اور کھردرے لہجے میں سیدھی بات کی جس پر جہانگیر صاحب کی شرٹ کے بٹن میں لگے کیمرے سے یہ سب ساحل خان باآسانی سن اور دیکھ رہا تھا۔

تم بے فکر رہو، پولیس میری جیب میں ہے۔ تمہیں بھی کوئی مدد درکار"
ہوئی تو کہہ دینا۔ یہ رہا تمہارا ساٹھ لاکھ ایڈوانس، باقی ان لڑکیوں کا بحفاظت
"دبئ پہنچ جانے کے بعد ادا ہو گا، مال کب تک ڈیلور ہو گا؟
پیسوں سے بھرے بریف کیس کو ابرتا کے سامنے کھولتے وہ مدعے پر آئے
جس پر اس مشکل وقت اتنا زیادہ ایڈوانس مل جانا ہی ابرتا کی آنکھوں میں
چمک جگا گیا۔

مال تیار ہے، تم جگہ بتادو۔ میرے لوگ تمام لڑکیوں کو تم تک پہنچادیں"
گے۔ باقی پیسہ جلدی دے دینا، اس لڑکیوں میں سے کچھ کے ماں باپ کا
".. منہ بند کروانا ہے۔۔۔اب جا سکتے ہو تم
ابرتا نے کاروباری لہجے میں بات ختم کی جس پر جہانگیر صاحب کامیابی سے
یہ ڈیل کرتے اسکے آفس سے نکلتے اسکی حویلی کے نازیبا اور لپکتے ماحول سے
ہوتے ہوئے باہر نکلے اور ابرتا نے دو لوگ پیچھے دوڑائے۔

جہانگیر صاحب نے دور کھڑی ساحل خان کی گاڑی دیکھتے اس میں بیٹھے ساحل کو آنکھوں کا اشارہ کیا اور خود اپنے تعاقب میں آتے لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کو ٹیکسی روک کر اس میں بیٹھے اور ان دو لوگوں نے ان بدنام گلیوں سے بہت دور تک اس آدمی کا پیچھا کیا اور پھر مطمئین ہو کر واپس لوٹ آئے۔

ساحل خان کی گاڑی بھی کسی اہم کال پر وہاں سے سٹارٹ ہو کر چلی گئی شاید اسکے چار جاسوسوں کو شان کی لوکیشن معلوم ہو چکی تھی۔

میں تو سوچ رہا تھا تمہیں سرپرائز دوں گا مگر تم تو مجھ سے بھی فاسٹ جا"
"..رہی ہو لڑکی

صوفیہ جاتے ہوئے لئیق سیدھا مانی سے ملنے آیا تھا، لعلین اندر گل اور افراہیم کے ساتھ خوش گپیوں میں مصروف تھی جبکہ لئیق اور مانی باہر لان

میں بیٹھے ایک دوسرے کو وقت دے کر راز و نیاز بانٹنے میں محو تھے، تینوں نفوس نے لئیق اور مانی کو پرائیویسی دی تاکہ ضروری بات ہو جائے اور مانی نے الٹا شہریار سے رابطے کا بتا کر لئیق کو سرپرائز کر دیا، وہ پراثر شائستہ لہجے میں مانی کی پھرتیوں کو سراہتے مسکرایا تو آمنہ آفریدی بھی کھلکھلائی، ویسے بھی اتنے دنوں بعد بھیو اور لعلین آپا سے مل کر وہ بہت ہی خوش تھی۔

بھیو کے متبسم ہو کر جتانے پر وہ دھیما سا مسکائی اور رخ لئیق کی طرف پھیرا۔

"شاید اللہ کو پتا ہے بنا کوئی رابطہ رکھے جینا بہت مشکل ہوتا ہے تبھی، لیکن بھیو مجھے اب تھوڑی ٹنشن بھی ہے۔ ایسا نہ ہو وہ اس ٹاک ٹاک کی وجہ سے کسی کی نظر میں آجائیں، اگر ایسا ہوا تو بہت برا ہو گا۔ آپ کسی طرح ان تک پیغام پہنچا دیں کہ ایسا رسک مت لیں.."

مانی جتنی خوش تھی اس سے زیادہ پریشان تھی کیونکہ شہریار کو لے کر وہ اب آخری سانس تک کچھ برا نہیں چاہتی تھی، اسکے معصومانہ لہجے میں ٹوٹ کر شدت اور فکر موجزن تھی۔

"رسک نہیں ہے، اگر وہ شیلے جیکسن کی طرح اپنی ایکٹیوٹیز جاری رکھے گا تو اس پر شک کرنے کی پرسنٹیج بہت کم ہو گی۔ میرے خیال میں یہ ایک سیو راستہ ہے رابطے کا، پریشان مت ہو۔ سب مینج ہو جائے گا.."

بھیو کی دی تسلی پر مانی قدرے اس پریشانی سے نکلی اور اسے مسکراتے دیکھ کر وہ بھی شفیق سے اثر کے سنگ مسکایا۔

"اللہ کا شکر ہے ورنہ میں تو بہت اپ سیٹ ہو گئی تھی بھیو، میرے لیے ان سے اتنا سا رابطہ کافی ہے.."

وہ اسکے سمجھ جانے اور شہریار سے اتنی سی بات پر جس طرح راضی تھی، لئیق کو دکھ ہوا، پر وہ کچھ کر سکے ایسا بھی ممکن نہیں تھا، مانی کے ہاتھ کو

پکڑتے دباو دیے نظر ان اداس آنکھوں پر ڈالی جن میں شہریار کی کمی بنا غور کیے بھی آب وتاب سے رقم تھی۔

نہیں اپ سیٹ نہیں ہونا تم نے، وہ تمہارے پاس ہی ہے۔ یہ سزا اسکی"
زندگی میں جزا بن کر نمودار ہو گی۔ وہ جس مقصد کے لیے تم سے اپنے ماں
"..باپ سے دور گیا ہے، دعا کرو سرخرو ہو کر لوٹے
لئیق کی ڈھارس مانی پر بہت گہرا اثر رکھتی تھی، کیونکہ اسے لئیق بھیو کے ہر لفظ پر بند آنکھوں یقین تھا، وہ اسکے اور شہریار کے ایک ہونے کا وسیلہ تھے تو کیوں نہ مانی کے لیے جان سے عزیز ہوتا۔

میری تو ہر سانس کے ساتھ انکے لیے دعا نکلتی ہے، میری زندگی کا محور"
ہیں وہ۔ جب سوچتی ہوں کہ اتنی مجبوری اور بے بسی کے باوجود وہ میرے پاس ہیں تو خود کو سنبھالنے کی ہمت آجاتی ہے۔ ورنہ کہاں ممکن تھا انکی آواز سننا، انکی زندگی رومزہ کی روٹین جان پانا، مجھے کبھی کبھی انکی بہت یاد آتی

ہے لیکن جب انکی ہر ممکنہ اپنے تک رسائی کو سوچتی ہوں تو مسکرانے کا دل چاہتا ہے، جہاں انکے پاس مجھے میسر ہونے کا زرا بھی اختیار نہیں وہاں انکی آواز بلکل مرہم جیسا اثر کرتی ہے ..."

وہ یہ سب صرف لئیق سے کہہ سکتی تھی، اور لئیق ایزدا سکی ہر تکلیف سے واقف اسکی ہر کیفیت کو بالکل اس جیسا سمجھ سکتا تھا۔

"یہی تو محبت ہے، جو کبھی تکلیف کا احساس دیر پا ہم پر مسلط رہنے ہی نہیں دیتی۔ مجھے تمہارے صبر اور تمہاری برداشت پر رشک ہے۔ ہم سب تمہارے پاس ہیں میرے بچے، مجھے تمہاری فکر تھی لیکن یقین بھی تھا کہ تم بہت بہادری سے ان حالات کا مقابلہ کرو گی ..."

اسے مانی سے جو امیدیں تھیں اس پر وہ کھری اتری تھی جبکہ بچے پر اسے بھیو کے کمنگ سون بیبی کا خیال آیا تو ساری اداسی جھٹک کر شوخ ہوئی گلاب کی طرح مہکی۔

جی بھیو، ویسے آپ بابا بن کر اپنے اس بچے کو بھول مت جایئے گا، میں"
"..جیلس ہو جاوں گی

مانی کے لاڈ سے جتانے پر لئیق اسکی ناک پکڑتے ہنسا اور وہ بھی بھیو کے بازو گرد حائل کر کے ساتھ لگانے پر آسودہ سی ہنسی۔

نہیں بھولوں گا، میرا پہلا بچہ تو تم ہی ہو بھلے تم کتنی بھی بڑی ہو جاو۔ اتنی" سی تھی تم، چھوٹے چھوٹے ہاتھ پیر۔۔۔۔ گود میں کھلایا ہے، میری زندگی میں موجود چھوٹے بہن بھائی کی کمی تم نے پوری کی۔ کیسے بھول سکتا ہوں، میری اور بھجت کی زندگی کا انمول حصہ ہو تم مانی، تبھی تو تمہاری تکلیف
"..تمہارے دونوں بھائیوں کو تڑپا دیتی ہے

اسے اس وقت بھیو کی ایسی اہمیت اور ایسا ہی پیار درکار تھا، وہ خود کو صرف سمجھتی نہیں تھی وہ واقعی ہر کسی کی زندگی میں اہم رتبے ہر فائز تھی پر لئیق ایزد کی نظر میں اسکا رتبہ خاص تھا۔

مجھے آپکے بے بی کی خوشی لالہ کے بے بی سے زیادہ ہوئی، کیونکہ آپ"
میرے بیسٹ بھیو ہیں۔اور میں بہت ایکسائٹڈ ہوں اس بے بی کو گود میں
"..لینے کو
مانی نے اپنی خوشی دل کھول کر بتائی اور لئیق نے اس حوالے پر اسے عدن
کے بارے بھی بتایا جس پر مانی دگنی خوش ہوئی۔
عدن سے ضرور ملنا چاہوں گی، آفٹر آل ہمارا نیو فیملی ممبر جو بننے والی ہے۔"
اللہ آپکو اور لعلین آپا کو اس نیکی پر بہت نوازے گا، ایک یتیم بے سہارہ بچی
کی دنیا بنیں گے، سچی بھیو آپ کے اس فیصلے نے دل جیت لیا، یقیناہر فرد
"..آپکے اس فیصلے سے بہت خوش ہو گا
مانی نے حوصلہ بڑھادیا تھا تو اسے یقین تھا باقی بھی یہی کریں گے، انکی گفتگو
جاری ہی تھی جب لعلین اور وہ پیارا سا کپل باہر ہی آیا، چونکہ لعلین اور
لئیق کو صوفیہ پہنچنا تھا سو مانی، گل لالہ اور افراہیم تینوں سے تھوڑی دیر تک
دونوں نے اجازت لی اور چلے گئے حالانکہ گل نے انکو لنچ تک رکنے کا کہا مگر

لئیق کسی اور دن کا کہے، سب کے لیے لائے گفٹس انکو دینے کے بعد اپنی حسینہ کے ساتھ واپسی کو روانہ ہو گیا۔

کیونکہ صوفیہ میں کوئی راہوں میں پلکیں بچھائے انکا منتظر تھا۔

"لئیق تم نے شیری کے لیے جو کیا وہ بہت زیادہ ہے، وہ ٹھیک ہے یہ جان کر مجھے بہت سکون ملا.."

ڈرائیونگ کے بیچ لئیق نے لعلین کو بھی شیری کے متعلق بتایا جس پر وہ بھی بہت آسودہ ہوئی، گویا بیقرار دل کو راحت سی مل گئی جسکا اظہار بھی لعلین نے دل کھولے کیا۔

"وہ ایک ماہر آدمی ہے لعلین، میں نے اسکی تھوڑی سی مدد کے سوا اور کچھ نہیں کیا۔ اچھی بات تو یہ ہے کہ اس نے وہاں ہو کر بھی کسی طرح مانی سے رابطہ بحال کر لیا۔ اور یہ مجھے بھی خوشی دے گیا۔ مانی کو اداس دیکھنا میرے لیے اتنا ہی مشکل ہے جتنا ممی کو دیکھنا.."

لئیق کے لہجے میں شہریار کے لیے فکر کے ساتھ مانی کی محبت چھلکی تو لعلین کے ہونٹ اس بندے کے وسیع دل کا سوچتے مسکرا دیے، ڈراک چاکلیٹ کلر کی لانگ شرٹ اور جینز کے ساتھ لعلین نے لانگ ہی باریک وول جرسی پہن رکھی تھی اور باریک چادر کندھوں پر لپیٹی تھی، بال کندھوں سے تھوڑے نیچے لگنے لگے تھے وجہ یہ کہ شادی سے اب تک اس نے انھیں مزید کٹنگ نہ کیا جسکی وجہ سے وہ اب تھوڑے بڑے لگتے مگر لعلین نے آج بھی انھیں فریزی کرل کیے زرا کندھوں تک سمیٹ رکھا تھا جبکہ لئیق کی لک بھی وائیٹ اینڈ میرون میں جاذب و وجیہہ تھی، سوفٹ وولی ہی بلیذر میں جناب کی شاندار وجیہہ شخصیت کچھ ایکسٹرا نکھری معلوم ہو رہی تھی پھر جب وہ دونوں ساتھ ہوتے تو ویسے ہی ایک دوسرے کا دلفریب عکس ایک دوسرے پر جماتے منظروں کو دیوانہ کرنے لگتے۔

ہمم۔۔ محبت کی کمی انسان کو بے جان کر دیتی ہے۔ ویسے لئیق آج لوئے "
لارا بھی ہوسپٹل گئے تھے۔ تم ان دو کے لیے کوئی ہنی مون ہی پلین کرو،
"..انکو ایک ساتھ وقت گزارنا چاہیے
لعلین کے کہنے سے پہلے ہی ماں بیٹا کل رات ہی سرپرائز پلین کر چکے تھے
تبھی تو لئیق کے پر اسرار ہونے پر لعلین فوری اسکے چہرے کی شرارت سے
بھانپ گئی کہ موصوف ان معاملات میں اب کافی تیز ہو چکے ہیں، دونوں
ہی ایک ساتھ بات سمجھ جانے پر ہنس دیے۔

"تم اور لال نور بہت خطرناک نہیں ہو گئے؟"
لعلین نے مصنوعی شرارت کے سنگ مشکوک جناب کو لتاڑا جو آگے سے
ہنس دیا۔
اوہ ہیلو آئرن لیڈی، لئیق ایز دپہلے ہی بہت خطرناک تھا اور بھولیں مت "
لال نور بھی میری ممی ہیں اور آجکل فرہاد صاحب کی گرل فرینڈ کے ساتھ

لوئے کی بیسٹی بنی پھر رہی ہیں۔ تو وہ نہیں اس ترسے کا سوچیں گی تو کون

".. سوچے گا۔ بس بچاری لارا کو آپ زرار ازدارنہ حوصلہ دے دیجئے گا

بروقت آفت خیز جوابی وار پر لعلین تو ہنسی، ہونٹ اس ساحر کے بھی اس

درجہ جان لیوا جلترنگ سی ہنسی پر پھیلے، دل بھی حرکت بھلا بیٹھا یہ الگ

بات تھی کہ موصوف ڈرائیونگ کے بیچ اسکا اظہار کر دیتے تو حادثہ ہو

جانے کا شدید خطرہ تھا۔

.._____..

یہ جنگلی علاقے میں موجود جگہ ویسے تو گرد و مٹی سے اٹی تھی پر شان کے

لیے انڈر گراونڈ ہو کر چھپنے کے لیے ہر ممکنہ مناسب تھی، وہ صبح سے یہاں

موجود تھا مگر ابرتاکا ابھی تک وہاں آنا نہ ہوا کیونکہ وہ نئی ڈیل کو لے کر

مصروف رہی۔

تیرہ خوبصورت لڑکیاں جوڈری سہمی لگ رہی تھیں، مال بن کر جہانگیر صاحب کو بتائے گئے پتے تک پہنچادی گئی تھیں، ابرتا اور اسکے لوگ یہ ڈیل کر کے جاچکے تھے مگر جہانگیر صاحب نے ان ساری تیرہ لڑکیوں کو بحفاظت تھانے پہنچایا۔

ان میں بیشتر لڑکیاں پچھلے دو ماہ میں اغواء ہوئی تھیں اور انھیں تین چار جگہوں پر قید رکھنے کے بعد ابرتا کے کوٹھے پہنچایا گیا تھا، پولیس نے باری باری سب سے انکا بیان لیا اور پھر اس سے انکے گھر کے پتے لیے، یا جو بھی معلومات انکے پاس تھی۔

دو فی میل کانسٹیبل کو اس کام میں شامل کیا گیا تھا جو جہانگیر صاحب کی طرح پر فیشنل اور کام کی لڑکیاں تھیں ان میں ایک لڑکی وہی ردا تھی جو ڈیول کی خاص ٹیم ممبر کے ساتھ اسی کے تھانے کے فی میل سٹاف کا حصہ تھی۔

سب لڑکیوں نے رودھو کر اسے اپنی کہانی سنائی کہ وہ کس طرح اغواء ہوئیں اور زیادہ تر تو اس ڈر سے کانپ رہی تھیں کہ پتا نہیں انکے گھر والے انکو قبول کریں گے بھی یا نہیں سو اس معاملے کو حل کرنے کی ذمہ داری جہانگیر صاحب نے ردا کو سونپی جس نے ایک فلاحی ادارے کی اونر بن کر ان تمام لڑکیوں کو انکے گھروں تک پہنچانا تھا۔

ان میں سے زیادہ لڑکیاں غریب خاندان سے تعلق رکھتی تھیں اور باپ بھائیوں کی بے بسی سے تنگ آکر چھوٹے موٹے اونلائن کام یا پارلرز میں نوکری کر رہی تھیں اور وہیں سے انکو ابرتا کے لوگ ٹریس کرتے۔

یہ کام تھانے کے سٹاف کو دیے جہانگیر صاحب خود بھی ساحل خان کی لوکیشن پر نفری لے کر نکل گئے، ساحل کی لوکیشن جہاں تھی وہاں وہ اسے رکا بتا رہی تھی، کیونکہ ساحل نے اپنی گاڑی شان کی پہنچ سے کچھ فاصلے پر ہی روک رکھی تھی اور وہ فی الحال صرف آبزرو کر رہا تھا۔

شان اور ابر تا کو ایک ہی جگہ ختم کرنے کے لیے اسے ابھی بہت انتظار کرنا تھا، شاید آج کا پورا دن!

.._____..

فائنلی لارا کی انجری ریکور ہو گئی، رپورٹس بلکل ٹھیک ہیں مسٹر لوئے۔"

یعنی اب آپ دو کو ایک دوسرے سے دور رہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

"..کنگریجولیشن۔اینڈ بیسٹ آف لک فار یور لو ولائف

اس خبر کا جتنا لوئے کو انتظار تھا اتنی ہی لارا ڈر رہی تھی، اور اس وقت بھی لوئے کے فتمخذانہ تاثرات کے برعکس لارا نے اڑی اڑی بدحواس سی مسکراہٹ دیے ڈاکٹر کا شکریہ ادا کیا، وہ لوگ ہوسپٹل سے اچھی خبر موصول کیے باہر ہی آ رہے تھے، جب لوئے کا فون رنگ کیا۔

اس سے پہلے لارا گھبرا کر بھاگتی ہوئی گاڑی میں بیٹھتی لوئے نے اسکی بازو پکڑے روکا، لارا کے چہرے کی ہوائیاں اب تو صرف لوئے کے ہاتھ تھامنے ہر ہی اڑیں، باخدا اس لمحے لوئے بہزاد نے اپنے دل کو بے خود و مدہوش ہونے سے کس دقت سے سنبھالا یہ بس وہی جانتا تھا۔

کہاں ڈرالنگ، اب اتنا سا بھاگنے کی بھی نو پرمیشن۔۔۔رکو بروکی کال "ہے.."

لوئے کی تنبیہ پر وہ کندھے پر بیگ کی سٹرپ بوکھلاہٹ میں جماتی رک تو گئی پر نظریں یہاں وہاں گمائی جا رہی تھیں، بے چینی اس وقت لارا کے انگ انگ سے چھلک کر لوئے بہزاد کا ایمان ڈگمگا رہی تھی۔

"..جی بروکہیے"

فون اٹھاتے ہی لوئے نے خوش دلی سے اسے مخاطب کیا جہاں لئیق اور لعلین ابھی تک گاڑی میں ہی تھے، بس صوفیہ پہنچنے والے تھے۔

"یہ بتاو کیا بنا؟"

لئیق کے نرم دوستانہ سوال پر لوئے نے سرخیوں میں گھلتے لارا کے چہرے کو مرکوز کیے شرارت بھری سمائیل دی وہیں لئیق کے ساتھ بیٹھی اسکی محترمہ بھی مسکاتی ہوئی باہر بدلتے مناظر کی دلکشی میں خود کو گم کرتی دیکھائی دی۔

"ALL IS WELL"

بھائیوں کی کوڈ ورڈ نگ دونوں کی بیویوں سے چھپی کہاں تھی، دونوں طرف مسکراہٹ رینگی، اک طرف حسین دوسری طرح حواس باختہ!

"گڈ، تمہارے اور لارا کے لیے ہنی مون کا گفٹ ارینج کیا ہے، وہ کیا ہے ممی کو تمہاری ایکسٹرا فکر ہے کہیں انکا چھوٹا لاڈلہ بابا بننے میں لیٹ نہ ہو جائے اور یہ آدھا گفٹ ممی کی طرف سے ہے آدھا میری طرف سے۔ شام سات ہوٹل میں تم Sunrise Attitude بچے موریشیز کی فلائیٹ ہے، دو کا روم بھی ریزرو کروا دیا ہے، آٹھ دن کا سٹے ہے وہاں، موج کرو ہفتہ

پھر واپس آکر دونوں اپنا اپنا کام سنبھال لینا۔ بس تم دونے وہاں جانا ہے باقی سب ارینج ہو چکا ہے۔ ڈیٹلیز تمہیں دستگیر دے دے گا"..

بروکے اس درجہ حسین گفٹ پر لوئے نے بے ارادہ پہلے سے گھبرائی لارا کو دیکھا اور شوخ ہنسا جیسے اسی عیاشی کا منتظر ہو، لال نور پر تو لوئے کو اس وقت اخیر پیار آیا۔

سب مل کر بچاری لارا پر ستم ڈھانے کے پلین ترتیب دے رہے تھے اور وہ اس وقت واقعی ٹانگوں کی کپکپاہٹ پر بمشکل قابو کیے کھڑی تھی۔

ھائے بروآپکا ماتھا چومنے کا جی چاہ رہا، اور لال نور کو تو زور سے ہگ کرنا" میں نے، تھینکیو تھینکیو۔۔۔۔ اللہ آپکو اس نیکی پر ٹونز دے۔۔۔ آمین۔

"..چلیں پھر ملتے ہیں لنچ پر

لوئے کی پرجوشی پر جہاں لئیق اس درجہ خطرناک دعا پر آمین کو اوائیڈ کیے ہنسا وہیں لارا نے حراساں نظر لوئے کے چمکارتے چہرے پر ڈالی، کیونکہ اسے اب اس بندے سے کسی قسم کی خیر کی توقع کم ہی نظر آرہی تھی۔

"..لوئے! ایسے دیکھنا بند کرو پلیز"

لارا کی ابھی سے دھڑکنیں سینے میں گھٹ رہی تھیں۔

"میری جان اب آٹھ نو دن مستقل تمہاری شامت پر مہر لگ چکی ہے، شام کو ہم ماریشیز جا رہے ہیں۔ ہنی مون پر۔۔۔۔۔ہاہا اب کیا ہو گا تیرا میری نازک تتلی.."

لوئے اسکی حالت سے محظوظ ہوتا مزید لارا کی جان نکال رہا تھا جس سے اب واقعی کھڑا ہونا محال تھا تبھی فورا سے اس جن سے اپنا ہاتھ چھڑواتی گاڑی میں جا بیٹھی۔

"دیکھو لوئے ہم گھر بھی تو ہنی مون منا سکتے ہیں، اتنی دور جانے کی کیا ضرورت ہے.."

گاڑی میں آ کر لوئے بیٹھا ہی تھا کہ لارا نے خوفزدہ نظروں سے لوئے کو دیکھتے اس ہنی مون نامی بلا سے بچ نکلنے کو منمنا کر دلیل دینی چاہی پر لوئے صاحب تو آج سچ میں ہواوں میں تھے۔

گھر میں کون ہنی مون مناتا ہے میری سینسیٹو گرل، مجھے مستقل"
"تمہارے کئی دن رات چاہیں۔ تم ڈر رہی ہو مجھ سے؟ سیریلی مجھ سے؟
ڈرائیونگ کرتے ہی وہ لارا کی حالت تکتا آخری جملے پر زور ڈالتے زرا
مصنوعی ناراضگی کی ٹون میں بولا جو فورا سے بلش کرتے رخساروں کا راز
کھلنے کے سبب چہرہ پھیر گئی، کیا کرتی یہ سب اسکے لیے جان لیوا تھا۔
ڈر نہیں رہی لوئے، مجھے تمہاری شدت پسندی سے خوف آرہا ہے۔ تم"
نے مجھے کچھ کر دیا تو میں مدد کو کسے بلاوں گی۔۔۔ یا اللہ۔ دیکھو میری حالت
".. کیسی ہو رہی

لارا کا چہرہ سچ میں زرد تھا جبکہ مدد والی بات پر لوئے کی شریر مسکراہٹ
حسین اور گہری ہوئی اور تبھی اس نے ایک ہاتھ سے سٹئرنگ سنبھالتے
دوسرے ہاتھ میں لارا کا ہاتھ پکڑا، اسکے ہاتھ کی مرمریں ہتھیلی سے ہتھلی

ملائے انگلیوں کو ایک دوسرے میں پیوست کیا اور لارا کے دل میں لوئے کے یوں ہاتھ والے رومینس سے ہی گدگداتا سا احساس نمودار ہوا۔

"مدد کی ضرورت تو مجھے پڑے گی لارا بہزاد، تم تو ان آنکھوں سے مجھے دیکھ کر ہی جان نکال لو گی.."

گھمبیر جذب سے اٹے لہجے میں وہ اسکے ہاتھ کی پشت پر ہونٹوں کی پر حدت مہر ثبت کیے بولا جو اس لڑکی کو اس کیفیت اور پریشانی سے کسی ہوا کے ملائم جھونکے کی مانند نکال لایا۔

"لوئے!"

لارا کو لگا جیسے وہ رو پڑے گی۔

"میری جان! پلیز ہماری زندگی میں یہ دن بہت مشکلوں کے بعد آئے ہیں، خود بھی ریلکس رہو اور مجھے بھی اپنی مرضی کا یہ وقت گزارنے دو۔ میں ہر

بار تمہارے بہت قریب آکر دور کر دیا گیا ہوں، مجھ میں تمہاری کمی شدت
"..اختیار کر چکی ہے

وہ جانتی تھی وہ کچھ زیادہ پریشان ہے مگر لوئے بھی حق پر تھا تبھی اپنی گھبراہٹ ختم کرتی وہ اسکو بازو سے جکڑے ساتھ لگی، اس اپنائیت بھری خود سپردگی نے لوئے کے ہونٹوں پر شکوے کی جگہ اسیر سکھ کے رنگ بکھیرے۔

"اوکے لیکن پرامسس کرو مجھے زیادہ تنگ نہیں کروگے، تم مجھے ڈرا کر
"..کنفوز کر رہے ہو

لارا کے اس معصومانہ وعدے پر جناب کی آنکھوں میں سرور امڈا، ابھی فی الحال لارا کی مان لینے میں ہی عافیت تھی کیونکہ وہ جانتا تھا اس لڑکی کو کیسے اپنے بس میں کرنا ہے۔

نہیں کروں گا، بس پیار ہو گا میری نازک حسینہ۔۔۔۔ چلو سمائل کرو،"
ہمارے بیچ کی یہ دوریاں ختم ہونے پر تمہیں اچھی سی جگہ کے گول گپے
".. کھلاتا ہوں، ٹھنڈ میں مزے دار سی تمہاری فیورٹ آئس کریم بھی
لوئے کی خوش دلی سے دی آفر بھی اسکی طرح بہت انوکھی اور دل کو لبھانے
والی تھی اور لارا اس بار چاہ کر بھی اپنے شنگرفی ہونٹوں کو مسکراہٹ میں
ڈھلنے سے روک نہ سکی، وہ شخص اسے بھی بھرپور مسیر ہونے والا ہے یہ
خوشی لاکھ گھبراہٹ اور ڈر کے باوجود لارا جہاں کی خوبصورت آنکھوں
سے عیاں ہو کر منظر حسین کر رہی تھی۔

.._____..

صوفیہ کی خوبصورت عمارت شان بان سے روح زمین کے اس متبرک ٹکڑے پر کھڑی سج رہی تھی، آج بھی اس جگہ نے اپنے بازو کھول کر آنے والوں کو خوش آمدید کہا۔

اور سب سے خوبصورت تو وہ لمحہ تھا جب ان نیلی کم سن آنکھوں میں سجے ڈھیڑوں خواب تعبیر پاتے سچ ہوئے اور ان گندمی رخساروں پر گلابی مسکراہٹ اتری۔

فیروزہ اور عدن دونوں نے گرم جوشی سے لئیق ایزد اور انکی وائفی کا ویلکم کیا، بیک کیے پیزے سے مہمانوں کی خاطر کی، سب بچوں کو لئیق اور لعلین نے انکے چھوٹے چھوٹے گفٹس دیے جبکہ عدن کا گفٹ تو اس سے کیے وعدے کی تکمیل تھا۔

وہ چاروں لئیق کے آفس روم میں تھے، لعلین نے کرسی پر بیٹھے عدن کے دونوں ہاتھ پکڑے پاس کھڑا کر رکھا تھا جبکہ فیروزہ کچھ فاصلے پر کھڑی بس عدن کی خوشی دیکھے خوش ہو رہی تھی۔

"کیا میں آپکو ممی بلا سکتی ہوں اب؟"

عدن جس طرح لعلین کو خوابناک سی حسرت میں مبتلا دیکھ رہی تھی وہ نظر بہت مقدس تھی جیسے وہ بچی کسی پری کو اپنی جاگتی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی، لعلین نے اسکے سوال پر نظر اٹھا کر لئیق کو دیکھا جو خود جواب کا منتظر تھا

"تم مجھے ممی، لال، ماما سب بلا سکتی ہو، میں تمہاری ممی بھی ہوں اور فرینڈ بھی۔ میں اور لئیق بہت خوش ہیں کہ اللہ نے ہمیں آپ جیسی سمجھدار، بیوٹی فل اور انوسینٹ سی بے بی گرل دی۔ میں تو ویسے بھی آپکی آنکھوں کی فین ہوں.."

لعلین اسے خود سے پیار اثابت کر رہی تھی جس پر عدن کو یقین ہوا کہ وہ بھی بیوٹی فل ہے، یہ عدن میں اعتماد کو بڑھانے کا سبب تھا۔

فیروزہ اور لئیق کی چاہت سے لبریز نظریں مستقل ان دو پر جمی تھیں۔

میں اتنا سارا خوش ہوں، اللہ پاک نے مجھ سے میری پرنسیز ممی لے کر "
مجھے باربی جیسی ممی دے دی، ممی نے کہا تھا سب ممیز ایک جیسی ہوتی ہیں وہ
بھی کسی اور کے روپ میں میرے پاس آنے والی ہیں۔ جیسے فیروزہ ہیں، کیا
"..میں دو دو ممی رکھ سکتی ہوں؟ فیروزہ کو بھی گود لے لیں نہ آپ
عدن کی میٹھی میٹھی معصوم باتوں پر جہاں فیروزہ کی آنکھیں بھیگیں وہیں
لعلین اور لئیق نے بھی بے ارادہ اکھٹے فیروزہ کو دیکھا۔

"فیروزہ؟ کیا آپ یہ چاہتی ہو کہ فیروزہ بھی ہمارے ساتھ جائیں؟"
لئیق کے سوال پر عدن فورا اسکی طرف پلٹی اور سر کو اثبات میں ہلایا۔
جی، انکے پاس مجھے نیند آجاتی ہے۔ وہ ادھر اداس ہو جائیں گی بابا۔ میں اور "
فیروزہ کھیل لیا کریں گے تو عدن آپ دونوں کو زیادہ تنگ بھی نہیں کرے
"..گی

اس معصوم سی بچی کے دل کی حسرتیں ابھی تک ویسی تھیں، جس طرح اس نے تنگ والی بات کی خود لعلین نے اپنی آنکھ سے بہتا آنسو رگڑا جبکہ لئیق رولنگ چیئر سے اٹھ کر سامنے آیا۔

عدن تم مجھے یا لعلین کو کبھی تنگ کرنے کا سبب نہیں بنو گی میرے بچے،"
ایسا آج کہا ہے دوبارہ مت کہنا۔اور رہی بات فیروزہ کی تو جیسا آپ کہو گی
ویسا ہی ہو گا۔ فیروزہ بچے، جاو تیاری کرو۔ صوفیہ سے جندل محل ہجرت کا
وقت ہوا چاہتا ہے۔مجھے بہت خوشی ہو گی جب تم ہماری فیملی کا حصہ بن کر
رہو گی۔ ویسے بھی ان فیوچر جندل محل میں بہت سے بے بینیز جب آئیں
"..گے تو ان سبکو بھی فیروزہ جیسی گرینی کی اشد ضرورت ہو گی

فیروزہ کی آنکھیں لئیق بھائی کی شفقت پر مزید بھیگیں، لیکن عدن کی
آنکھوں میں زندگی ضرور چمک گئی تھی، صوفیہ کے بچوں کے پاس بھلے اور
بھی آیا تھیں مگر شاید عدن کے پاس ایک ہی فیروزہ تھی۔

یہ ہجرت ایک بھرپور سکون بھرے سفر کا آغاز تھی اسکا ان سبکو یقین تھا۔

وہیں بھجت نے سلینا اور دادو کو جندل محل ڈراپ کیا کیونکہ وہ دونوں بڑی ساس اور بہو کچھ شاپنگ کرنے کا پلین کر چکی تھیں تو لئیق اور لعلین سے ملنے کا بھی ارادہ بنا مگر جب وہ پہنچے تو آگے عدن کا سرپرائز ملا جو انھیں بھی خوشگوار سی حیرت و خوشی میں مبتلا کر گیا۔

عدن ابھی ان سب میں آکر کمفرٹیبل نہ تھی مگر فیروزہ کا ساتھ اسکے لیے تسلی تھا، پھر ان فیوچر بننے والی ممیز کے لیے فیروزہ ابھی سے بچوں کی آیا کی صورت جندل محل کا فرد بنی دیکھائی دی تھی، عدن تو اس پر خوش تھی کہ اب وہ لئیق ایزد کو ٹیچر نہیں بلکہ بابا کہہ سکتی ہے۔

اور یہ واقعی بے حد حسین تھا، سب سے زیادہ خوبصورت لال نور کا فیروزہ کی بھی ممی بن جانا تھا، گویا ہر فرد نے لئیق کے اس فیصلے کی دل سے تعظیم کی، اور اپنے محل اور دل کے دروازے عدن اور فیروزہ کے لیے پوری خوش دلی سے کھول دیے۔

.._____..

بہت خوب! ساحل خان کی موت کا انتظام ہو جانا چاہیے۔ وہ شان کی بو" سونگتا اگر اڈے کے آس پاس پہنچ گیا ہے تو ہم نہیں چاہیں گے اسکی محنت رائگاں جائے۔ اسے شک نہ ہو کہ اسے دیکھ لیا گیا ہے، میں بس راستے میں ہوں.."

شان کو جس جگہ رکھا گیا تھا وہ جنگلی راستے کے آغاز میں بنے پرانے بوسیدہ کوٹیج تھے، مدت سے بند پڑے ہوئے اور وہیں آس پاس ہی ابرتا کے لوگوں نے ڈیرا لگا رکھا تھا جبکہ ایک مشکوک گاڑی کا اس ویران جگہ کافی دیر سے موجود ہونا اسکے شاطر لوگوں کے علم میں آگیا اور تبھی ان لوگوں نے اسکی ابرتا کو بھی خبر پہنچادی۔

سر ہم آپکو فالو کرتے رہیں گے، آپ جیسے ہی وہاں سے نکلیں ہمیں"
"..انفارم کر دیجئے گا

ائیر فون سے جہانگیر صاحب کی ابھرتی آواز پر ساحل خان نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور اپنی دونوں لوڈ گنز ایک جیکٹ کی جیب دوسری پتلون میں دیے گاڑی کا دروازہ بند کیے پیدل ہی جھاڑیوں کی سمت بڑھا، سامنے ہی بڑے بڑے درخت اور گھنے پتوں کی چھاوں تھی، کچی مٹی پر ہوتی بارش نے وہاں جابجا کیچڑ بنا رکھا تھا، ساحل اس جگہ سے بچ بچاتا ہوا مزید چند قدم چلا اور وہیں جھاڑیوں کے پیچھے چھپا جہاں سے اسے اپنی گاڑی واضح نظر آ رہی تھی۔

لگ بھگ دس منٹس ہی گزرے تھے کہ اسی کچی سڑک پر یکے بعد دیگرے دو مزید گاڑیاں رکیں، اور پہلی والی گاڑی سے تین لاٹھیاں اور ڈنڈے لے کر نکلتے آدمیوں نے ساحل خان کی گاڑی توڑنی شروع کی۔

"..میری جگری گاڑی، تم لوگوں کو اسکا بھی حساب دینا ہو گا منحوسو"

ساحل کا بس نہ چلا اپنی گاڑی پر تشدد کرتے ان خبیثوں کے کلیجے نوچ ڈالتا مگر جلد ہی ساحل خان کی منتقر نگاہیں استہزایہ ہوئیں کیونکہ گاڑی خالی ہے اسکا ان لچے لفنگوں کو پتا چلا تو انکے مکروچہرے لٹھے کی مانند ہوئے، ناک کے نتھنے شکاری کتوں کی طرح پھیلے۔

دن ڈھل چکا تھا، شام کا نارنجی سورج افق کے پار بس ڈوبنے کے اردوں میں تھا، تبھی فضا میں بڑھتی خنکی نے ماحول مزید ملگجا کر رکھا تھا، کہیں کہیں سیاہ بادلوں کی لپیٹ میں آئے آسمان پر پنچھی قطار بنائے اپنے اپنے گھروں کو لوٹ رہے تھے۔

اسی سڑک پر ایک اور گاڑی رکی جس سے ابرتاباہر نکلی جسکے سیخ پا مزاج اتنی دور سے بھی ساحل کو محظوظ کر رہے تھے، وہ اپنے آدمیوں کی اس درجہ نااہلی پر انکو ڈانٹ رہی تھی اور پھر وہاں سے اڈے کی طرف بڑھی۔

ساحل خان نے اپنی گن جھاڑیوں سے نکالی اور اپنی گاڑی کے ٹھیک ساتھ لگ کر کھڑی گاڑی کے شوٹ پوائینٹ کو فوکس کیا۔

مجھے معاف کرنا لیکن تمہیں شہید ہونا ہو گا، میں تمہیں بہت یاد کروں"

"..گا۔۔۔۔الوداع

ساحل نے اپنی گاڑی کو افسردگی سے دیکھا اور شوٹ کیا، دیکھتے ہی دیکھتے وہاں کھڑی ان لوگوں کی گاڑی دھماکے سے پھٹی، ابرتا اور اسکے لوگ جو اندر جا رہے تھے، فائرنگ کے بعد گاڑی کی حالت دیکھتے جوابی فائرنگ کرتے چھپے، دھماکے سے پھٹتی گاڑی کے آس پاس کھڑی جھاڑیوں نے بھی آگ پکڑی، دھواں سا بلند ہوا تو ماحول میں خفیف سی خبس پیدا ہونے لگی۔

پر ساحل مزے سے وہیں بیٹھا مسکرا رہا تھا۔

جیسے کہہ رہا ہو چلاو گولیاں پاگلو۔

"..وہ یہیں ہے، ڈھونڈو اسے۔زندہ چاہیے مجھے وہ۔۔۔ سمجھ گئے ہو تم"

اس حملے پر ابرتا کا کندن رنگ سفید جبکہ حقارت سے ناک کے نتھنے پھیل گئے، دو لوگ شان کو سیکورٹی دینے جنگلی کاٹیج کی طرف دوڑ چکے تھے مگر ابرتا کی چنگارتی آواز ساحل کو اپنے بہت قریب سے آئی، تبھی اس نے اپنی گن واپس لوڈ کی، اسکی تنتناتی دھاڑ پر ساحل کے ہونٹوں پر زہر ملی مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"میں تمہیں زندہ چاہیں ہوں، چلو دیتا ہوں تمہیں زندہ ساحل خان۔ میں بھی چھپ کر یہ لو وسٹوری دیکھ کر بور ہو رہا ہوں، اٹس ٹائم تو ایکشن"..

جہانگیر صاحب کا یہ پوری جگہ گھیر لینے کا اشارہ اسے موصول ہوا تبھی ساحل نے خوشگوار سی خوشی کے سنگ اپنی ہونہار ٹیم کو غائبانہ سراہا اور جھاڑیوں کے گھنے سلسلے سے نکلتا ہوا باہر نکلا، ابرتا جنگل کی طرف بڑھ چکی تھی۔

ساحل دو کتوں کی طرح پھنکارتے ابرتا کے لوگوں کے سامنے بوتل کے جن کی طرح نمودار ہوا جنکو سنبھلنے کی مہلت بھی نہ ملی، ایک تو ساحل خان

کا خوف پھر اسکے ہاتھ میں دو دو گنز، دونوں کی کن پٹی پر بنے سوراخ لمحہ لگا کر دونوں کو گندگی کا ڈھیر بنا گئے، وہیں دو طرفہ گولیوں کی یلغار پر ساحل شر دبار مسکراتا ہوا آگے بڑھا کیونکہ پورے ایریا کو پولیس نے گھیر لیا تھا۔

ان دو سے حساب میں خود لوں گا، آپ مجھے راستہ بنا کر دیں۔۔۔۔ٹارگٹ "
"..سے نظر ہٹنی نہیں چاہیے حوالدار جی

ساحل نے جھمپ مار کر ڈھوان سے نیچے اترتے مڑ کر جہانگیر صاحب کو مخاطب کیا اور خود اس طرف دوڑا جہاں اسکے اصل شکار موجود تھے۔

ابرتا کے کئی لوگ اس جنگلی راستے میں چھپے تھے جسکا اندازہ پولیس کے لوگوں کو آگے بڑھنے پر ہوا کیونکہ انکو سخت فائرنگ کا سامنا کرنا اور اپنا بچاو سخت کرنا پڑا لیکن چونکہ چاروں طرف سے پولیس کے لوگ فائرنگ کر رہے تھے سو شان ابرتا اور انکے خاص لوگوں کے گرد گھیرا لمحہ بہ لمحہ تنگ ہو رہا تھا۔

پہنچ گیا وہ، اس نے جھوٹ کہا تھا کہ وہ مجھ پر ترس کھا رہا ہے۔ ابرتا بھاگ"
"..جاو یہاں سے، وہ تمہیں مار دے گا۔۔۔۔ جاو پلیز
شان کی حالت بھی گولیوں کی گھن گرج سے بگھڑی، ڈر، خوف اور
کپکپاہٹ اسکے پورے وجود پر حاوی تھی، لیکن ابرتا اتنی جلدی ہار ماننے
والوں میں تو ہر گز نہ تھی۔
مار دے لیکن زندہ وہ بھی نہیں رہے گا، اگر اسے مارے بنا مر گئی تو کبھی"
سکون نہیں ملے گا۔ تم یہیں رہنا اسے تم تک پہنچنے نہیں دوں گی۔ تمہیں
"..میرے لوگ یہاں سے بھگا دیں گے
سیاہ آنکھوں میں اشتعال کی سرخی لیے زہر خند لہجے میں وہ ساحل خان پر
غائبانہ دھاڑی جسے سن کر شان لمحہ بھر سٹپٹا اٹھا۔
تم پاگل ہو گئی ہو ابرتا، میرے لیے مرنا چاہتی ہو۔ وہ بہت طاقتور آدمی"
ہے، ڈیول کا شاگرد ہے۔ تمہیں مار دے گا، چلی جاو۔ پلیز مجھ پر مزید میری
"..یہ بچی کچی زندگی تنگ مت کرو۔۔۔۔ چلی جاو

شان نے اسکے غیض کے باوجود مفاہمت سے کام لیتے سمجھایا مگر ابرتانے گن والا ہاتھ ہوا میں لہرائے اسے خاموش ہونے کا اشارہ کیا۔

"..شان تم ایک ہی بات بار بار مت دہراو"

ابرتانے اسکی طرف دیکھتے تاسف بھرا لہجہ لیے گزارش کی مگر دونوں تب تھمے جب لوہے کے ٹکرانے کی قریب تر آتی آواز پر دونوں نے سامنے دیکھا، ساحل خان ہاتھ میں دو دو گنز لیے انہی کو آپس میں پٹخ کر محظوظ ہوتی دل جلی مسکراہٹ دیتا دیکھائی دیا، شان تو یوں تھا جیسے ساحل نہیں کوئی بھوت دیکھ لیا ہو البتہ ابرتانے اپنے چہرے پر آتے خوف کو کامیابی سے نفرت میں دبایا۔

"کیا بات ہے یہاں تو بہت سینٹی سین چل رہا ہے، چچ چچ مجھے بچپن سے مجرموں کی لو وسٹوری لائیو دیکھنے کا بہت شوق تھا۔ چلو اس زندگی نے بہت سارے جھٹکوں کے سنگ یہ ارمان بھی نکال دیا۔۔۔۔

ملتے ہیں ہم دی گریٹ ابرتا صاحبہ سے۔۔۔۔ہیلو، مجھے ساحل خان کہتے ہیں"..

ساحل کے لہجے میں اس قدر آگ تھی کہ وہ دو بنا آتش کے بھی جھلس گئے، ابرتا نے گن ساحل پر تانی اور نفرت سے اسکی آنکھیں انگارہ ہوئیں، چہرہ لال بھبھوکہ جیسے ناجانے کس قدر برداشت کا مظاہرہ کر رہی ہو۔

"بکواس بند کر اپنی، پھینک گن ورنہ تیری کھوپڑی میں اتنے چھید کروں گی کہ پوسٹ مارٹم کے لائق بھی نہ رہے گا۔ تو ابھی اپنے کیے کا پھل بھگتے گا ایس ایس پی، خداوند میری موت کم از کم تیرے جیسے کے ہاتھ میں تو نہیں لکھ سکتے"..

ابرتا کا اعتماد دیکھ کر ساحل متاثر ہوا جبکہ شان تو بھیگی بلی بنا ابرتا کے پیچھے چھپا تھا جیسے وہ ٹارزن کی اکلوتی بیٹی ہی اسے بچانے والی ہے، یہ مضحکہ خیز تھا پر ساحل کو اس وقت اپنی ہنسی پر کنٹرول رکھنا پڑا۔

"اوہ، بہت ہی بہادر ہو تم تو۔۔۔۔یہ بھی بہت بہادر ہوا کرتا تھا جو بزدلوں کی طرح تمہیں ڈھال بنائے چھپا ہے۔ چلو تم بھی ساحل خان کو اپنی بہادری دیکھا دو تاکہ پھر میں تم دو کی لو وسٹوری کا دی اینڈ کروں.."

ان دو کے رندے، خوف و ہراس سے اٹے چہروں کو تکنے کے بیچ ساحل خان نے ہنس کر کہا۔

"ساحل خان تجھے جو مسئلہ ہے وہ مجھ سے ہے نہ، تو نے کہا تھا تو مجھے چھوڑ رہا ہے۔ پھر یہ کیسا دھوکہ ہے بتا۔ دیکھ اصل مجرم تو بلیک ڈائمنڈ کے ہتھے چڑھ چکا ہے، ہم دونوں کو چھوڑ دے۔۔پہلے ہی یہ میری وجہ سے بہت سہہ چکی ہے۔ دیکھ میں جانتا ہوں ہم بہت بڑے مجرم ہیں لیکن تھوڑی سی انسانیت تیرے اندر ہو گی۔۔۔۔۔رحم کھا.."

شان نے بزدلی پر ابرتا کے عقب سے نکل کر جس طرح گڑگڑاتے ہوئے ساحل سے منت کی، ابرتا کا دل چاہا پہلے اس شان کے سر میں کوئی پتھر اٹھا

کر دے مارے، مطلب اس آدمی کے اندر کی ساری اکڑ مر چکی تھی، جبکہ ساحل سے اس بار اپنی بے دم کرتی ہنسی روکی نہ جا سکی۔

"چچ چچ دیکھ لو ابرتا۔ تمہارا شان تو گڑ گڑاتا بھی بہت حسین ہے۔ پلیز اس کے گڑ گڑانے پر فدا نہ ہو جانا.."

ساحل کو اس وقت مستیاں سوجھ رہی تھیں اور ابرتا نے شان کو بازو سے پکڑے پیچھے دھکیلا اور گن ٹھیک ساحل کے چہرے پر نشانہ لگائے تانی۔

"کہا ہے منہ بند کر، پھینک دے گن ورنہ بہت برا ہو گا ساحل خان۔۔۔۔۔ یہ پورا شہر تباہ ہو جائے گا، بہت سے اداروں میں بمب نسب ہو چکے ہیں۔ اگر تو نے مجھے مارا تو اس تباہی سے اس شہر کو تم لوگوں کا بلیک ڈائمنڈ بھی نہیں بچا سکے گا.."

ابرتا نے اسے دھمکانے کو نئی سکیم چنی جبکہ ساحل کے تو کان پر جوں تک نہ رینگی، مزے سے اپنی دوسری گن جیکٹ میں گھساتے وہ اسے توجہ سے سننے کا ڈرامہ کرتا رہا۔

تمام پبلک اداروں سے پہلے ہی تمام بارودی مواد ڈھونڈ کر اسے ناکارہ بنادیا گیا تھا، ابرتا کے کوٹھے کو بھی پولیس نے اپنی حراست میں کیے کئی مشتبہ افراد گرفتار کر لیے، تمام باندھی بنا کر رکھی لڑکیوں کو ردا کی ٹیم نے بازیاب کروائے انکو بھی انکے گھروں تک پہنچانے کا کام شروع کر دیا تھا اور جنکی فیملی ان بچیوں کو واپس لینے سے انکاری ہوئی انکو دارالامان میں بحافظت پہنچایا جانا تھا، تھی تبھی تو ساحل کا دل چاہا وہ ان دو پر ہنسے، اس قدر گھناونے جرائم کرنے کے بعد وہ لوگ کسی قسم کے رحم کے ہر گز لائق نہ تھے۔

مجھے ہمدردی ہے تم سے، ایک شاطر، جرائم پیشہ عورت کے باوجود تم" مظلوم بھی ہو لیکن میرے پاس تم جیسے غلیظ لوگوں کے لیے زرا بھی نرمی نہیں۔ اگر تم چاہتی ہو کہ شان میاں تمہارے ساتھ پھانسی ہونے تک

پارٹنر بننے کو زندہ رہے تو گن پھینک دو اور خود کو ہماری تحویل میں دے دو
"..شاباش

ایک آخری بار ساحل نے انسانیت کے ناطے تنبیہہ کر ہی ڈالی مگر ابرتا
واقعی ایک سر پھری عورت تھی اور شان کے بار بار کہنے پر بھی اس نے
ساحل پر گن تانے رکھی۔
نہیں سریندر کروں گی۔ تم نے اگر ایک قدم بھی آگے بڑھایا تو گولی چلا"
"..دوں گی

ہٹ دھرمی سے وہ چیخی، اسکے سر پر ساحل خان کا خون سوار تھا اور اس
سے پہلے ساحل اپنی دی نرمی بے دردی سے واپس کھینچ کر گن کی نلی سے
ابرتا کی کلائی کا نشانہ لیتے فائر کرتا، شان کے بیچ میں آنے پر وہی گولی اسکے
پیٹ میں دھنسی، شان تو درد سے بلبلاتا ہوا وہیں گر پڑا جبکہ ابرتا کے ہاتھ
سے اس سے پہلے ساحل لپک کر گن کھینچتا، وہ اپنی گن پر ڈھیلی پڑتی پکڑ
مضبوط کر چکی تھی اور اندر ہوتے شور کو سن کر جہانگیر صاحب بھی اندر

دوڑے مگر ساحل اور ابرتا کے بیچ ہوتی گن کو لے کر ہاتھا پائی کے بیچ پر ایک گولی چلی جسکے بعد کا منظر ہوش میں موجود لوگوں کے لیے کافی ہولناک ثابت ہوا۔

.._____..

یہ رہا تمہارا اور فیروزہ کا کمبائن روم، یہ فیروزہ کی ریکوسٹ تھی کہ اسے "آپکے ساتھ روم چاہیے"

جندل محل کے سب کمروں کی طرح یہ کمرہ بھی اپنی جاذبیت اور دلکشی میں اپنی مثال آپ تھا، اور اسکی خاص بات یہ تھی کہ یہ لعلین اور لئیق کے روم کے بالکل سامنے تھا۔

خاص عدن کے لیے کمرے کی کچھ کیوٹ سی ڈیکوریشن کی گئی تھی جو عدن کو بہت پسند آئی، جبکہ فیروزہ تو پہلے ہی یہاں کے مکیوں کی ڈھیڑ محبت کے آگے دبی دیکھائی دی۔

وال کرافٹ بہت ہی انٹیک تھا مگر جہازی بیڈ کے سرہانے عدن کے لیے بہت پیارے بھالو اور ڈالزر کھی گئی تھیں، بیڈ کشن تھوڑے چیزی کلرز اور شائنی کلا تھ والے تھے جو کمرے کو ایک بے بی گرل کے روم کی لک دے رہے تھے۔

"ممایہ تو بہت پیارا ہے، میرا روم بھی اتنا بڑا ہی تھا۔ لیکن تب مجھے بہت ڈر لگتا تھا، اب میرے پاس آپ اور فیروزہ ہیں نہ، تھینکو.."

روم کو پیار بھری نظروں سے دیکھے وہ پلٹی اور اپنے ننھے ننھے ہاتھوں میں لعلین کا ہاتھ پکڑا جس پر لعلین اسکی باتوں پر مسکرائی اور پیار سے اسکی گال سہلائی۔

جی مما کی جان آپکے پاس فیروزہ تو ہیں بلکل سامنے ہی لئیق کا ہوم آفس"
ہے، اور اسی آفس سے اٹیچ ہی ہمارا روم۔ آپ جب چاہو آسکتی ہو۔ عدن
کے لیے اس پورے محل کا ہر دروازہ اوپن ہے۔ فیروزہ آپکے ساتھ رہیں
گی اور مجھے یقین ہے آپ جلد یہاں کے ہر فرد کے آنکھوں کا تارہ بن جاو
گی۔ اور سب سے مزے کی بات آپکو یہاں ایک پالتو پیٹ بھی ملے گا،
"..میری ٹوئنکل بھی اب سے آپکی دوست ہو گی
لعلین کے پیار پر عدن کی نیلی آنکھیں مزید خوبصورت ہوئیں تبھی اس نے
دوسرا ہاتھ بڑھا کر فیروزہ کی ہتھیلی بھی جکڑی، اللہ نے سگی ماں لے کر یہ
دنیا کی پریٹی ممیاں اسے دیں یہ اس بچی کو پھول کی طرح کھلانے کا سبب
تھا۔

اوہ واو، میں آپکی ٹوئنکل سے دوستی کروں گی بلکہ میں اور فیروزہ اسکا مل کر"
"..خیال رکھیں گے۔ ہے نہ فیروزہ

عدن نے معصومیت سے ہنستے فیروزہ سے بھی یقین چاہا جو آگے سے ویسا ہی مسکرائی، اس گھر کا ہر فرد اسے لئیق بھائی جیسا مہربان لگا پھر ہر ایک نے اسے اور عدن کو جیسے ویکم کیا وہ ان دو کو یہاں ایڈجسٹ ہونے میں بہت مددگار ہونے والا تھا۔

"...جی میڈم بالکل، چلیں جا کر چینج کریں"

فیروزہ کے کہنے پر وہ فوری آنکھیں ٹپٹپاتی اپنے کندھے سے کیوٹ ٹیوٹی بیگ اتار کر بیڈ پر رکھے چینج کرنے بھاگی جس پر لعلین نے مسکرا کر فیروزہ کو دیکھا۔

"کیا ہوا، تھوڑی فکر مند لگ رہی ہو؟"

لعلین کے دوستانہ سوال پر فیروزہ تھوڑی متذبذب ہوئی۔

"...جی میم بس یوں گھر کا ماحول بہت مدت بعد ملا شاید تبھی"

فیروزہ کی حسرت اسکی آنکھوں میں اتری تو لعلین نے بنا کچھ سوچے اسے گلے لگایا، شاید فیروزہ کو اس پیار بھرے احساس کی ضرورت تھی۔

تم مجھے میم نہیں آپیا کہو گی، میرے بے بی کی آیا بھی تم ہی بنو گی فیروزہ سو"
میرے لیے تم آج سے میری چھوٹی بہن ہو۔
اب یہ گھر تمہارا بھی ہے، لئیق نے مجھے سب بتایا جو کچھ تمہارے ساتھ
ہوا۔ لیکن تم ایک باہمت لڑکی ہو جس نے اپنے آپ کو ٹوٹنے نہیں دیا۔
میرا بس چلے تو تمہاری زندگی کا یہ اندھیرا جھٹ سے دور کر دوں لیکن
ہمارے بس میں سب من چاہا ہو ایسا ممکن نہیں، اس گھر میں تم کو عزت،
پیار، شفقت سب ملے گی۔ زندگی میں کبھی اگر شادی کی ہمت آئی تو مجھے
کہنے میں دیر مت کرنا، تمہارے لیے کوئی ہمسفر نہ سہی دوست ڈھونڈنے
"..میں ہم اپنی پوری جان لازما لگائیں گے
لعلین کا اتنا سب کہہ دینا ہی فیروزہ کی ہمت بنا کہ وہ لعلین کا ہاتھ پکڑ کر
بھیگی آنکھوں سے مسکائی۔

نہیں آپیا میں شادی کے لائق نہیں ہوں، میرے ساتھ ہوتے ان غلیظ"
حادثوں نے مجھ سے ماں بننے کی قوت ہمیشہ کے لیے چھین لی، نہ میرے
اندر اب ایسی کوئی ہمت اور خواہش باقی ہے۔ یہ دوست والی کہانی صرف
کتابوں میں ہوتی ہے، ہر مرد کو عورت کا فیض چاہیے ہوتا ہے، اس سے
اولاد درکار ہوتی ہے اور یہی حقیقت ہے۔ مجھے عدن کی ماں بننا بہت ہے،
آپکے اور لئیق بھائی کے بچے میری گود میں کھیلیں گے تو بھلا مجھے اور کیا
چاہیے۔ آپ نے مجھ ناچیز کو اپنی فیملی میں لایا، اتنی عزت دی۔ میری بے
مقصد زندگی اتنا حسین مقصد پا گئی بھلا اب میری کونسی مزید خواہش باقی
ہے.."

فیروزہ کے جواب نے لعلین کو دلی مسرت دی پر لعلین بھی کیا کرتی، اسے
فیروزہ کا دکھ بہت شدت سے محسوس ہوتا تھا۔

تمہاری ان آنکھوں میں بیدار ہوتی زندگی کی چمک دیکھ کر مجھے بہت اچھا"
لگا، تمہیں یہاں لانے کا مقصد بھی یہی تھا کہ تم زندگی کے یہ رنگ کم از کم

ضرور دیکھو۔ تمہارے ہونے سے مجھے بہت خوشی ہے۔ لیکن پھر بھی اگر تم راضی ہوتی ہو تو میرے پاس ایسا ایک ہیرا موجود ہے جو تمہاری روح پر لگے یہ زخم مزید کبھی نہیں کریدے گا، اب وہ کون ہے یہ تب ریویل ہو گا جب تم یہ مشکل فیصلہ لو گی۔۔۔ایکچولی اسے بھی ایک پیدائشی طور پر ایسی بیماری ہے جسکی وجہ سے وہ باپ نہیں بن سکتا، ایسا سمجھو یہ موروثی بیماری تھی، اسکے چاچو بھی اسی بیماری کا شکار تھے، بہت علاج ہوا اسکا لیکن شاید اللہ نے اسے کسی خاص مقصد کے لیے ہی بنا کر اس دنیا میں بھیجا ہے.."

لعلین کی یہ باتیں سچ میں فیروزہ کو حیرت میں اتار گئیں، وہ اس حوالے پر اپنا دکھ بھول گئی۔

"کیا وہ بھی کبھی شادی نہیں کریں گے؟"

فیروزہ کے معصومانہ سوال پر لعلین مسکائی۔

ہاں میں نے تو بہت کوشش کی لیکن وہ شادی ٹائپ نہیں ہے، لیکن وہ" بہت ہی ماہر بچہ ہے۔ میرا سب سے پیارا اسٹوڈنٹ ہے، علی نام ہے اسکا۔

رائزنگ کلب میں میری پوسٹ پر فائز میرا کام سنبھال رہا ہے۔اگر تم چاہو
تو میں تم دو ادھورے بچوں کو ایک کروانے کا سوچ سکتی ہوں.."
لعلین کی آفر پر فیروزہ نے فورا نفی میں گردن ہلائی، بھلا کسی کی زندگی کے
رہے سہے رنگوں کو پھیکا کر سکتی ہے۔

نہیں آپیا اس بچارے کو نہ پھنسائیں، وہ تو صرف باپ نہیں بن سکتا"
نہ۔۔۔۔شوہر تو بن ہی سکتا ہے کسی کا۔اور میرے ساتھ کیا کیا ہو چکا اگر
اسے پتا چلا تو خود ہی انکار کر دے گا۔ایسی لڑکیوں کو ہمارے معاشرے میں
اچھوت کہا جاتا ہے، بے قصور ہونے کے باوجود.."
فیروزہ کی بات بھی ٹھیک تھی مگر لعلین کو اس معاملے کو لے کر بات
کرنے میں حرج نہ لگا۔
یہ بات وہ کافی دن سے سوچ رہی تھی، ان فیکٹ تب سے جب سے لئیق
نے اسے فیروزہ کے ساتھ ہوئے حادثے کا بتایا۔

چلو تم اس معاملے کو لے کر فکر مند نہ ہو، میں علی سے بات کر کے پھر "
تمہیں بتاوں گی۔ باقی وہ تنگ نظر لڑکا نہیں ہے، بہت نرم دل انسان ہے۔
تم دونوں ایک دوسرے کو اولاد نہ بھی دے سکے، سکون تو دے ہی سکتے ہو
میری جان۔اس سے یہ ہو گا نہ مجھے اسکے ادھورے رہنے کا قلعق رہے گا نہ
تمہاری محرومی کا دکھ۔۔۔۔۔ چلو تم اور عدن تھوڑا ریسٹ کرو۔ڈنر پر ملتے
"..ہیں

لعلین کی باتیں فیروزہ کو بے قرار کے ساتھ پریشان بھی کر چکی تھیں، لیکن
لعلین اس معاملے میں جس قدر سنجیدہ دیکھائی دے رہی تھی حقیقت میں
دگنی تھی۔

لعلین کمرے سے نکلی تو فیروزہ نے وہیں بیڈ پر بیٹھتے دل پر ہاتھ رکھا،
گہرے گہرے سانس لیے، جس جذبے کو اس نے بہت عرصہ پہلے اپنی
زندگی سے خارج کر دیا اسکے بارے میں سوچنا فی الحال تو فیروزہ کی جان پر بنا

ہوا تھا، لیکن جو بھی تھا لعلین کی نیت بہت خالص تھی اور اللہ کو تو اپنے بندے کی بس صاف ستھری نیت درکار ہوا کرتی ہے۔

ابرتا کی گن سے چلی گولی ساحل کے کندھے کو چھو کر نکلی تھی جبکہ شان بھی پیٹ پر لگتی گولی کی تاب نہ لاتے ہوسپٹل لانے تک جان ہار چکا تھا، ابرتا کو اسکے تمام جرائم کے پیش نظر کامیابی سے گرفتار کر لیا گیا تھا اور جتنے جرم وہ کر چکی تھی اسے ہی قانون کڑی سے کڑی سزا دیتا تو مناسب تھا، ساحل کو بھی ہوسپٹل پہنچایا گیا مگر زخم زیادہ گہرا نہ تھا اس لیے محترم تادیر بستر نشین ہونے کے بجائے بس مرہم پٹی کروا کر مریض کے شعبے سے دستبرداری پا لینے میں کامیاب تھے مگر گولی کے چھو کر نکلنے پر بھی ڈاکٹر نے ڈھیر احتیاط اور ادویات کا بنڈل لکھ دیا تھا تاکہ کسی قسم کا انفیکشن نہ ہو،

چونکہ ساحل ڈائیبٹیز کافی الحال بھی شکار تھا سو یہ ساری میڈیسن اور ٹبلٹس اسے کم از کم ایک ویک تو کھانی تھیں اور اصل بیزارگی اسے کندھے کی تکلیف کی بھی نہیں اس دوانام کے ٹارچر کی تھی۔

اسکی مرہم پٹی کر دی گئی تھی۔

بھلا ہو جہانگیر صاحب کا جنہوں نے بوکھلاہٹ میں ساحل کو لگتے زخم کا فوری نمرہ کو بتایا اور وہ ماں بیٹھی گھر بیٹھیں اس خبر پر تڑپ اٹھیں، بچارے حوالدار صاحب سادہ لوح آدمی تھے سو ساحل کی شرٹ کو لہولہان دیکھ کر وہ بھی اس وقت گھبرا گئے تھے کہ کہیں ساحل کو کچھ ہو نہ گیا ہو۔

نمرہ کو اسکے زخمی ہونے کی جب اطلاع ملی تو وہ ڈرائیور کے ساتھ فوری ہوسپٹل پہنچی، امی کو آتے ہوئے تسلی دی تھی پر خدا گواہ تھا اسکا دل ساحل پر آتی آنچ کا سن کر دہل اٹھا تھا، کوریڈور میں ہی اسے جہانگیر صاحب دیکھائی دیے تو وہ فوری انکی طرف لپکی، اسکے ہاتھ میں بیگ تھا جس میں ساحل کی شرٹ تھی جو انہوں نے ہی نمرہ کو کہہ کر منگوائی۔

"س۔ساحل۔۔۔وہ کیسے ہیں انکل؟"

نمرہ کی رندی آواز سنتے وہ پلٹے تو زرد رنگت اور پریشان آنکھوں والی اس لڑکی کو دیکھے کر قریب آئے۔

"پریشان نہ ہوں بچے معمولی زخم ہے۔ابھی ڈریسنگ ہوئی ہے انکی،اندر ہیں یہ انکو شرٹ دے دیں۔۔۔۔میں بہت گھبرا گیا تھا تبھی پریشانی میں سمجھ نہ آئی کیا کہا ہے، فکر کی کوئی بات نہیں.."

جہانگیر صاحب کے بتانے پر وہ فوری اپنے گرد لپیٹی شال مسکرا کر لپیٹے بیگ سے ساحل کی شرٹ نکال کر ہاتھ میں جکڑتی بے تابی سے اندر روم کی طرف بڑھی جہاں وہ بیڈ پر ویسٹ جینز میں ملبوس بیٹھا اس زخمی حالت میں بھی فون سکرول کر رہا تھا،دروازہ کھلنے کی آہٹ پر ساحل نے نظر اٹھائی تو نمرہ تیزی سے اسکی طرف بڑھی،اس لڑکی کے یوں چلے آنے نے ساحل خان کے حواسوں پر حاوی ہوئی دن کی ساری تھکن اتار دی۔

ساحل۔۔۔آپ ٹھیک ہیں نہ میری زندگی۔۔۔میری سانس، میری"
"..روح، میرا دل، ی۔۔یہ اتنا سارا زخم
قریب آکر رکتی وہ اسکے کندھے پر لگی پٹی کو تکتی ڈبڈبائی آنکھوں اور آواز
کے سنگ ساحل کو دیکھتے اسکا چہرہ ملائم پوروں والے ہاتھوں میں بھرتے
بولتی ہی گئی جو مسکرا کر اسے دونوں بازوؤں سے پکڑتا اپنے مقابل کھڑا کیے
ان برسات کی مانند برسنے کو تیار آنکھوں میں جذب و سرور سے جھانکا، اتنا
سب وہ اسے بول گئی کہ ساحل کی زرا گہری نگاہوں کے لمس کی حدت سے
ہوش آتے ہی کانپ سی اٹھی۔
اتنا سب مجھے کہو گی تو ڈیمانڈ بڑھ جائے گی لڑکی، ایسا نہ ہو یہ زخمی شیر"
تمہاری سچ میں جان لے جائے،
دیکھو ہٹا کٹا دیکھائی نہیں دے رہا، رومت۔سچ تو یہ ہے ابھی تمہاری یہ
"..خوبصورتی افورڈ نہیں کر سکتا

نمرہ کے افسردہ چہرے کو تکتے ان چھلکتی آنکھوں سے گرتے آنسوؤں کو ہاتھ کی پوروں میں چنتے جناب کو شرارت سوجھی، تبھی وہ بھیگا سا مسکراتی بازو ساحل کی گردن میں حائل کرتی ساتھ جا لپٹی۔

جب آپ گھر سے نکلے تھے تبھی دل بہت خوفزدہ تھا، اللہ کا شکر ہے آپکو"
"..کچھ نہیں ہوا ساحل

نمرہ کی آواز میں اب بھی نمی تھی مگر ساحل کو خوشی محسوس ہوئی، اب اسکی زندگی میں کوئی ایسا خاص تھا جو اسکے معمولی زخم پر بھی تڑپ جاتا ہے۔

ہمم۔کچھ نہیں ہوا مجھے، ریلکس۔ خیر شرٹ پہناو مجھے۔۔۔۔چلتے ہیں۔"
ویسے بھی ان منحوسوں نے پورا دن مجھے خوار کیا۔پیٹ میں تمہارے جتنے
"..چوہے کود رہے ہیں

ساحل کا زخم چونکہ معمولی تھا تبھی اسے ہوسپٹل رکنے کی کوئی ضرورت نہ تھی، نمرہ نے مسکرا کر اس سے الگ ہوتے وہیں بیڈ پر رکھی شرٹ اٹھائی اور ساحل کو پہننے میں مدد دی۔

"..آپکواپنے ہاتھوں سے ڈنر بنا کر دوں گی"

ساحل کے اٹھ کر کھڑے ہونے پر وہ اسکے غیر ارادہ قریب ہوئی تو دونوں کی آنکھوں میں جی بھر کر شرارت رقم تھی، ہونٹوں سے ہونٹ مس ہونے سے پہلے ہی وہ اسکی شرٹ کے بٹن بند کرنے کو پیچ کا فاصلہ بڑھا گئی۔۔

اور اپنے ہاتھوں سے کھلا بھی دینا، تم سے لاڈ اٹھوانے کا شدید موڈ ہو رہا ہے.."

بے خود نگاہوں کے شریر لمس کے سنگ اسکی جان لیوا سرگوشی پر نمرہ کی آنکھوں کے کناروں پر شوخی اتری۔

"..جو حکم آپکا۔۔۔اب چلیں"

ساحل کے مزید قریب آتے تیور بھانپتی نہ صرف وہ شرما کر دور ہوئی بلکہ ساحل کا ہاتھ پکڑے باہر نکلی، جہاں جہانگیر صاحب بھی ساحل خان کو دیکھ

کر دلی آسودہ ہوئے، جہانگیر صاحب نے دونوں کو رخصت کیا اور خود بھی واپس تھانے روانہ ہوئے۔

نمرہ اور ساحل گھر پہنچے تو شازیہ آفندی سٹنگ ایریا کی جانب اضطرابی انداز میں چکر کاٹ رہی تھیں، گھر کے انٹرنس سے اندر آتی نمرہ کے ہمراہ ساحل کو دیکھ کر گویا انکی جان میں جان آئی، تبھی وہ اپنے گرد اوڑھی شال کے پلو سنبھالتیں انکی جانب لپکیں۔

"اللہ کا شکر ہے تم ٹھیک ہو، میرے بچے زیادہ چوٹ آئی ہے کیا؟"

شازیہ صاحبہ کا ساحل کو صحیح سلامت دیکھ کر فطری رد عمل تھا کیونکہ نمرہ جس طرح ہوسپٹل گئی تھی وہ انکی جان بھی سولی پر لٹکائے ہوئے تھا۔

".. نہیں گولی بس چھو گئی، آپ فکر مند نہ ہوں۔ میں ٹھیک ہوں"

ساحل نے نرمی کے سنگ ماں بیٹی کو تسلی دی جو دونوں ہی ساحل کے لیے ہلکان تھیں۔

"اللہ تم کو اپنی امان میں رکھے میں تو بہت ڈر گئی تھی، جاو نمرہ لے جاو اسے روم میں۔ آرام کرو شاباش، ڈنر پر ملتے ہیں.."

شازیہ صاحبہ نے ہنوز فکر کے سنگ نمرہ کو ساحل کے ساتھ روانہ کیا اور خود کچن میں آئیں جہاں ملازمہ رات کے کھانے کا انتظام کرنے والی تھی۔

"بچے ساحل کے لیے ڈنر میں وہی بنانا جو وہ کھاتا ہے، نمرہ سے پوچھ لو بنانے سے پہلے۔ اور میں بھی بس سوپ لوں گی۔ زیادہ کچھ بنانے کی ضرورت نہیں.."

شازیہ صاحبہ نے ملازمہ کو تاکید کی اور خود بھی نرس کے ہمراہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئیں۔

نمرہ نے روم میں آکر ساحل کے لیے لحاف کھولا اور اس پر کروایا جو نیند سے زیادہ اس وقت شدید بھوک محسوس کر رہا تھا، لحاف خود پر کرواتی نمرہ کی ہتھیلی پکڑ کر اپنے اوپر ہی بٹھایا جو اداس سا مسکراتی فورا اس پر جھکے ساحل خان کے سینے سے لپٹ گئی۔

"..آپ کیا کھائیں گے ساحل"

اپنا ہاتھ نمرہ کے ہاتھ کی انگلیوں میں پھنسائے وہ اسکی متفکر نگاہوں کا گداز لمس اپنے چہرے میں جذب محسوس کر رہا تھا جو ایک ہاتھ کی ملائم ہتھیلی سے ساحل کے بکھرے بال سنوارتی اسکے جواب کی منتظر تھی۔

"میرا موڈ آلو والے پراٹھوں کا ہو رہا ہے، کیا بنا کر دو گی؟"

ساحل اسکے کیچر میں مقید بال جھٹکے سے کھولتا اسکی خود پر جمی آنکھوں میں جھانک کر جو بولا وہ کھکھلائی، اتنی سادہ سی فرمائش پر اسکا دل چاہا وہ تھوڑی بے خود ہو جائے۔

"..بس؟ اتنا سا"

نمرہ کے مسکرا کر پوچھنے پر ساحل نے سر ہلایا۔

"اور کیا تم سے اس وقت دلیم بنواوں؟"

بیگم تو کچھ زیادہ ہی نثار تھی تبھی تو وہ مصنوعی رعب جھاڑتے بگھڑا۔

"..وہ بھی بنادوں گی آپ حکم تو کریں"

نثار سے زیادہ وہ خود کو جنیش بھی نہ کرنے پر اکساتی اس پر فدا ثابت ہوئی اور ساحل نے چہرہ اسکے چہرے کے قریب لاتے اپنی گال اسکی گال سے رب کرتے گردن کی سامنے دیکھائی دیتی بیوٹی بون پر جھکتے ہونٹوں کی پر شدت جسارت کی، بکھرے بال سمیٹتی وہ چہرہ پرے کرتی ساحل کے خود کو دیکھنے کا انتظار کرتی نہایت پیاری لگی۔

"نہیں بس کافی ہے، جاو مزے دار آلو والے پراٹھے بنا کر لاو۔ سرخ مرچ

"..یوزمت کرنا۔۔۔ساتھ سٹرونگ سی کافی

اب وہ اسکے نازک ہاتھوں کو اتنی زحمت بھی کیسے دیتا، پر بہار چہرے پر ساحل کی پیار بھری نگاہ کا گلال بکھرا اور وہ اس پر سے اٹھی اور کمرے سے نکل گئی، ساحل نے تکیہ نیچے کیا اور کندھے پر ہاتھ رکھے ٹھیک سے لیٹا، نمرہ کچن کی طرف گئی تو ملازمہ کھانے کا پوچھنے وہیں جا رہی تھی۔

آپ رہنے دیں آپی، امی کا سوپ اور ساحل کے لیے ڈنر میں بنالوں گی۔"
"..آپکو جانا ہے تو آپ جاسکتی ہیں
نمرہ نے ملازمہ کو جانے کی عیاشی دی اور خود کچن سنبھالا، امی کے لیے ویج سوپ ہی بنایا جس میں بہت تھوڑی مقدار میں مٹن یوز کیا کیونکہ انکو زیادہ میٹ بھی اچھا نہیں تھا، ہاں مٹن کی یخنی کو سبزیوں کے سوپ کے ساتھ کھانے کی اجازت تھی۔

نمرہ نے سوپ بنایا اور ساتھ پراٹھوں کے لیے مصالحہ بنایا جسکے لیے آلو بوائل کیے اور پیاز، ہری مرچ، نمک، گرم مصالحہ، انار دانہ اور ہرا دھنیا چاپ کیے مزیدار سا پراٹھوں کا سامان ریڈی کیا۔
امی کا سوپ بنا ساتھ انکے لیے باریک سے گندم کے پیور آٹے کی روٹی بنائی اور انکو انکے روم میں دے آئی جبکہ واپس آکر اس نے پراٹھے بنائے، آئل بہت کم یوز کیا کیونکہ ساحل آئلی چیزیں کم ہی کھاتا تھا، نرس کو بھی نمرہ دو

چھوٹے چھوٹے سائز کے سپیشل پراٹھے دے کر آئی، موڈ توامی کا بھی تھا پر پر انکے لیے یہ زہر تھے تبھی شازیہ صاحبہ کو صبر سے اپنا ہی سوپ پینا پڑا۔
ساحل کے لیے دو اور اپنے لیے ایک پراٹھا بنایا اور کیچپ میں چلی فلیکس، مایو، گرائنڈ پودینہ اور تھوڑا سا نمک ایڈ کر کے ساس بنائی، اور سیلڈ کے ساتھ ڈبل پلیٹر تیار کیے وہ جب تک روم میں آئی، ساحل کی آنکھ لگ چکی تھی۔

سوتا ہوا وہ اسے اتنا پیارا لگا کہ نمرہ کا دل نہ چاہا جگائے مگر پھر یہ سوچ کر کہ اسے بھوک لگی تھی، نمرہ نے ٹرے کاوچ کے ساتھ کی میز پر رکھی اور ساحل کے منہ سے جھک کر لحاف ہٹایا۔
روم میں جلتی روشنی کے سبب وہ جو کچی نیند میں تھا فوراً کسمساتا ہوا جاگا۔

"..ساحل کھانا کھالیں پھر سو جایئے گا، اٹھیں"

اسے نیند میں محسوس کیے نمرہ نے ساحل کی نیند بھرپور ٹورتے ہاتھ بڑھا کر سہارا دیا جس پر ساحل نے بمشکل امڈتی جمائی جس دقت سے روکی، خود نمرہ کو مسکراہٹ چھپانے کو پلٹ کر ٹرے کی طرف جانا پڑا۔

کافی نمرہ نے نہیں بنائی تھی لیکن پراٹھے دیکھ کر ساحل خان کی نیند اور خمار ضرور رغبت انگیز تاثر میں بدلا۔

"تم تو بڑی سگھڑ ہو نمرہ، یمی لگ رہے ہیں۔اور تمہیں کیسے پتا میں پراٹھوں کے ساتھ ایسی ساس پسند کرتا ہوں.."

پراٹھوں سے ابھی بھی دھواں اٹھ رہا تھا اور اس ٹھنڈک میں گرم گرم کھانے کا اپنا مزہ پھر وہ بھی بیوی کے ہاتھ سے سپیشل بنوائی فرمائش ہو تو مزہ دوبالا ہو جاتا، نمرہ نے پراٹھے کے لیے ساحل کو پلیٹ سرو کی اور پھر اس میں پراٹھا اور ساس کی چھوٹی سی ڈش سیٹ کی۔

مجھے بھی یہ ساس بہت پسند ہے،ان فیکٹ میں اسے جادوئی چٹنی کہتی"
ہوں۔ خیر باتیں چھوڑیں ٹیسٹ کریں کیسے بنے اور سپائس آپکے مطابق
"..ہے نہ یہ بھی بتادیں تاکہ مجھے تسلی ہو
نمرہ کو خود انھیں ٹرائے کرنے کی جلدی تھی تبھی ساحل خان نے نمرہ کی
بے تابی تکتے فسٹ بائیٹ لی اور واقعی ہر چیز ساحل خان کو مناسب اور
بہترین لگی پھر اس جادوئی چٹنی نے ساحل کو اسکا بچپن یاد کرادیا۔
یہ تو بالکل میرے بچپن جیسے آلو والے پراٹھے ہیں، میں بہت نخرے کرتا"
تھا سبزی کھانے پر تو امی مجھے ایسے ہی پراٹھے بنا کر دیتی تھیں ود چٹنی۔ تم
"..نے مجھے وہ دن یاد دلادیے۔۔۔سچ میں بہت مزے کے بنائے ہیں
ساحل کی تعریف پر وہ چہکی اور تھوڑی اداس بھی ہوئی جس طرح ساحل
نے اپنی امی کو مس کیا۔

آپ اداس نہ ہوں، یہی سمجھیں کہ آپکی امی آپکے پاس ہی ہیں۔مائیں تو"
ویسے بھی بچوں کے دل سے کبھی نہیں نکلتیں۔میں نے آئل کم ہی رکھا
"..ہے تاکہ آپ ایزیلی دونوں کھالیں
نمرہ خود بھی اپنا کھانا شروع کر چکی تھی اور ساحل اسکو سننے کے ساتھ دیکھتا
ہوا مزے سے یہ فرمائشی ڈنر کر رہا تھا۔
شادی کر کے اتنی عیاشیاں ملتی ہیں، پتا ہوتا تو کب کا کر چکا ہوتا، تمہارے"
یہ ہاتھ سلامت رہیں تاکہ میں تم سے یونہی الٹی سیدھی فرمائشیں کرتا
"..رہوں
کھانے کے بیچ وہ بات نہیں کرتا تھا سو نمرہ نے بھی محض مسکاتے ہی یہ
مزے دار ڈنر فنش کیا اور جب برتن اٹھانے لگی تو ساحل نے اسکی ہتھیلی
پکڑے پیار سے چومی، یہ گداز لمس نمرہ کے دل کو دھڑکا گیا۔
جی اور آپکی فرمائشوں کے سبب نمرہ بھی کام چوری چھوڑ کر پورے دل"
سے کھانے بنانے لگے گی، کوئی خوش ہو نہ ہو امی ضرور آپکو ڈھیروں

دعائیں دیں گی۔آپکو میرے ہاتھ کا بنایا کھانا پسند آیا یہ میرے لیے بہت
"..خوشی کی بات ہے ساحل
شریر لہجے میں بولتی آنکھوں سمیت وہ ساحل سے مخاطب تھی اور وہ اسے
ہاتھ سے برتن لے کر سائیڈ ٹیبل پر رکھے پکڑ کر خود پر جھکا چکا تھا، نمرہ کے
ہونٹوں پر رینگتی مسکراہٹ ساحل کے چہرے کے قریب آکر جکڑے
جانے پر غائب ہوئی۔

"..ک۔۔کافی بنانے دیں نہ، میں نے سوچا تھا وہ بعد میں بنادوں گی"
ساحل کے بدلتے ارادوں کی آگاہی پاتے نمرہ کے چہرے پر سرخی اور
ساحل کے سینے سے آلگنے کے سبب دھڑکنوں میں ارتعاش بلند ہوا۔
مجھے نہیں چاہیے کڑوی کافی، اب کچھ میٹھا چاہتا ہوں۔وہ بھی بہت زیادہ"
"..مقدار میں

نمرہ کے چہرے پر اپنی پیاس کی شدت رکھتی نگاہوں کو دوڑاتے ساحل خان کی جانب سے ان گداز ہونٹوں کی چمک پر رکتے ہونٹوں کو پھیلایا گیا، اور وہ الجھتی قید ہوتی سانسوں کو مقابل کی پر شدت من مانی کے بیچ استوار کرتی ہی رہ گئی، اسے اس مٹھاس کی عادت لگ گئی تھی سو ان خلوت زدہ نشاط پرور لمحوں کے خمار سے نکلنے کی کوئی جلدی کہاں تھی اب، شب تو شروع ہوئی تھی، نرم شدت بھری پر وقار پہل کے سنگ اور اب انکی زندگی میں صرف محبت تھی، شدید الفت۔

..._____..

لارا اور لوئے لنچ تک گھر رہے تھے مگر جب تک لئیق اور لعلین جندل محل واپس پہنچے وہ لوگ دستگیر اور صبور کے ساتھ ائیر پورٹ نکل چکے تھے کیونکہ فلائیٹ شام سات بجے کی تھی، لعلین اور لئیق کو صوفیہ میں کافی

وقت لگ گیا سونہ تو لئیق کو لوئے سے ملنے کا موقع مل سکا نہ لعلین کو لارا کا حوصلہ بڑھانے کا مگر لعلین اور لئیق کے بحاف پر یہ فرئضہ دستگیر اور صبور نے ضرور ادا کیا۔

صبور اور دستگیر بھی واپسی پر آج کیانی پیلس چلے گئے تھے کیونکہ ہفتے میں دو دن تو وہ کپل ڈنر کیانی پیلس ہی کرتا، ویسے بھی صبور، ڈیڈی اور نیہا کو اکیلا فیل ہونے نہیں دیتی تھی۔

پھر جب بھی دستگیر اور صبور آتے، ہمایوں اور نیہا کی خوشی ہی الگ ہوتی۔

پھر آج تو نیہا اور ہمایوں ڈاکٹر کی طرف بھی گئے تھے اور نیہا کا کچھ ٹرٹمنٹ بھی شروع ہو چکا تھا، تھوڑی ویکنس ہی ایشو تھا۔

عدن اور فیروزہ کے ساتھ سب نے بہت اچھے ماحول میں ڈنر کیا، لال نور نے عدن اور فیروزہ سے انکی پسند پوچھیں اور کل مریم صاحبہ کے ساتھ جا کر دونوں کے لیے بہت ساری شاپنگ کا سوچا، چونکہ ڈنر پر لئیق، لعلین، فرہاد صاحب لال نور اور مریم بی ہی تھے سو فیروزہ اور عدن کو کافی کمفرٹیبل

ماحول ملا،اور پھر سب نے کچھ دیر گپ شپ کی اور پھر سونے اپنے اپنے کمروں میں پہنچے،عدن کو لعلین خود روم میں چھوڑنے آئی کیونکہ وہ کچھ دیر لعلین کے ساتھ ٹوئنکل سے ہیلوہائے کرنے گئی تھی چونکہ لان میں بہت ٹھنڈ تھی سو لعلین اور وہ جلدی واپس آگئیں تب تک فیروزہ نے بھی گرما گرم لحاف لگا کر عدن کا بستر ریڈی کر دیا تھا۔

دونوں کو شب بخیر کہے وہ بھی روم میں آئی،اسے انتظار تھا کہ وہ کب لئیق سے سب ڈسکس کرے اور فائنلی اسے موصوف جیسے ہی میسر آئے لعلین نے اپنی خواہش لئیق پر آشکار کر دی۔

وہ دونوں بستر میں ہی دبکے بیٹھے تھے جبکہ لعلین نے اپنا ملک ہنی گلاس پکڑ رکھا تھا اور ساتھ اپنے نیک ارادوں سے لئیق کو آگاہ کیے حیران و پریشان بھی کر چکی تھی۔

علی کو کیسے پتا چلا کہ وہ باپ نہیں بن سکتا؟ مطلب کیا کوئی ٹیسٹ ہوئے"
تھے اسکے اگر ہاں تو وہ ٹیسٹ کافی ایکسپینسیو ہوتے ہیں۔ آئی مین ابھی اسکی
".. عمر ہی کیا ہے کہ اسکی ضرورت پڑ گئی
لئیق کے فکر مند ہو کر پوچھنے پر لعلین نے گلاس اسے دے کر سائیڈ میز پر
رکھوائے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے بھرپور توجہ لئیق کو دی۔
اسکے بابا میجیسٹریٹ تھے، ایک کرپٹ سیاست دان سے جڑے منی"
لانڈرنگ کیس میں قتل ہو گئے اور ممی کو ہارٹ اٹیک ہوا۔۔۔ بہت امیر
کبیر فیملی تھی اسکی، ایسا سمجھو منہ میں سونے کا چمچ لے کر پیدا ہوا علی عثمان،
باقی جہاں تک اسکی اس بیماری کا تعلق ہے
ایکچولی چار سال پہلے وہ کافی اونچائی سے گرا تھا، ڈاکٹرز کے بقول اسکے ہپز
اور سکریلولک جوائن میں فریکچر ہوا تھا، جس سے کرونک ہیلتھ پرابلم کریٹ
ہوئے، بظاہر وہ چند ماہ میں ریکور ہو گیا مگر کچھ اختتامی ٹیسٹ کے بیچ اسکی یہ
موروثی بیماری سامنے آگئی جو ڈاکٹرز نے بائے چانچ کیے، چونکے انکی فیملی

میں پہلے بھی دو تین ایسے کیسیز تھے سو کچھ یہ موروثی تھا کہ مردوں میں میل انفرٹیلیٹی کا ایشو تھا کچھ اس حادثے نے اس کو اس کم عمری میں اتنا بڑا دھچکا دے دیا۔۔۔اسکے بعد ممی بابا کی موت اور اکلوتے چاچو کا ساری دولت اور جمع پونجی کو جوئے میں اڑانے سے اسکے اب تک کے سفر میں صرف دکھ ہی ہیں.."

لعلین نے جب تفصیل بتائی تو لئیق کو اس ہونہار بچے کے ساتھ ہوتے اس حادثے پر دلی دکھ ہوا۔

"بہت افسوسناک ہے یہ، علی سے بات کریں پھر آپ اگر وہ ایگری کرتا ہے تو ہم فیروزہ کو منالیں گے.."

لئیق کی جانب سے اجازت پر لعلین کی آنکھیں خوشی سے مسکائیں۔

"یس۔۔۔میں کل ہی جانے والی ہوں لیکن پلیز لئیق مجھے پرمیشن دو کہ میں گاڑی خود ڈرائیو کروں۔۔۔پلیز۔۔۔۔بہت دن ہو گئے میں نے ڈرائیونگ نہیں کی.."

لعلین کا بچوں کی طرح ضد کرنا کچھ زیادہ ہوتا جارہا تھا، ایک تو وہ ہلکے پھلکے پین میں مبتلا ہو کر بھی سب کی فکروں میں لگی تھی دوسرا اب اکیلے ڈرائیونگ، لئیق نے آئبرو اچکاتے گھورا اور اسکی گال پکڑے جبڑے سے نرمی سے چہرہ دبوچا۔

لعلین۔ آپ بہت زیادہ بگھڑ رہی ہیں۔ ہر گز اکیلے جانے کی پرمیشن نہیں،"
"..بس

لئیق نے سختی سے منع کیا اور گلاس اٹھا کر لعلین کو واپس تھمایا کیونکہ یہ سراسر رد کرنے جیسا مطالبہ تھا۔

پلیز نہ۔۔۔۔مجھے کریونگ ہو رہی ہے ڈرائیونگ کی، تم تو جانتے ہو"
پریگنینسی میں لڑکیوں کا وہ سب کرنے کا دل چاہتا ہے جو انکو خوشی دے۔
میں پرامس کرتی ہوں سلو چلاوں گی گاڑی اور سیٹ بیلڈ بھی باندھوں گی
اور ڈرائیونگ کے رولز بھی فالو کروں گی۔۔۔۔پلیز پلیز۔۔۔میری نہیں
".. سچی یہ تمہارے بے بی کی وش ہے

جس طرح وہ باولی بنی اجازت لینے پر بضد تھی، لئیق کو اپنی جان چھڑوانا مشکل ہی لگا۔

"..لعلین آپ مجھے تنگ کر رہی ہیں اب"

لئیق چاہ کر بھی غصہ نہ ہوا الٹا خود مسکرا دیا اور وہ ہنس کر ہنی ملک فنش کیے خالی گلاس لئیق کو دیتی اسکی بازووں میں گھس کر چھپی۔

"میں نہیں تم کو تمہارا بے بی تنگ کر رہا، چلو کس کرو بے بی کو۔ وہ بہت سارے ویکس کا ہو گیا ہے، اور کہہ رہا ہے ڈیڈی میں آپکا سکون تباہ کرنے آرہا ہوں.."

لعلین نے لئیق کا ہاتھ پکڑ کر اپنی ٹمی پر رکھے مسٹر یمی کو پیار کرنے کی تاکید کی جس پر لئیق نے ہنس کر یمی کی ممی کو دبوچا، اسکے ملائم لب ور خسار پر عاشقانہ وہ ظالمانہ تشدد کرتے ضد کا حساب بھی بے باک کیا، اس درجہ بے

جان کرتے استحقاق کے مظاہرے پر لعلین سرخ چہرے کے سنگ
مدہوش وشرانگیز ہوتے لئیق کو معصومانہ گھوری۔
"..مجھے نہیں بے بی کو کس کرو"
لعلین نے آنکھیں نکالتے جناب کو واپس پٹڑی پر چڑھایا۔
اسے تب کس کروں گا جب وہ میرے پاس اپنی ممی کے ساتھ ہو گا، ابھی"
"..مسٹر یمی کی ممی کو کھاوں گا
لعلین نے اسکی شوخ جسارت پر پرے سرکنا چاہا پر لئیق اسکو بھرپور شدت
سے دبوچ چکا تھا، لعلین کی کھلکھلاتی ہنسی کمرے میں جس طرح بلند ہوئی،
وہ خود اس لڑکی کی ان شرارتوں پر سارے ستم و ظلم کے ارادے ترک کرتا
ہنس پڑا۔

.._____..

میں آپکے لیٹر کا انتظار نہیں کر سکتی، سوری مجھے وہ دو بھی پڑھنے ہیں۔"

"..کیونکہ میں آپکو بہت مس کر رہی ہوں

دن تو اسکا جیسے تیسے گزر گیا پر پہاڑ جیسی رات پھر سے شہریار کی کمی ساتھ اٹھا لائی۔

مانی نے خود سے پرامسس کیا تھا کہ وہ دوسرے دو لیٹر اینور سری پر ہی کھولے گی مگر اس معاملے میں اس میں صبر نہیں تھا۔

سو آج مانی نے فیصلہ کیا کہ وہ باقی دو بھی پڑھے گی، شیلے جیکسن کے ٹک ٹاک اکاونٹ پر بھی اسکے بعد کوئی وڈیو اپلوڈ نہیں ہوئی تھی۔

مانی نے سائیڈ ٹیبل کے ڈراکو اوپن کیا اور دوسرے دو لیٹر بھی نکال کر اپنے سامنے گود میں رکھے۔

پہلے مڈ والا پکڑا اور اسے اوپن کیا۔

"..تم سے نہ ہو پائے گا مانی"

لیٹر کے اوپر پہلی عبارت پڑھتے ہی وہ بے اختیار ہنس دی، اس ہنسی میں دنیا جہاں کی دلکشی قید تھی، وہ پاس ہوتا تو شرطیہ اس مسکراہٹ کو چرا لیتا، اپنی بنا لیتا۔

"مجھ سے واقعی نہیں ہو پایا، میرے لیے شاید آپکو دیوان کے دیوان لکھنے ہوں گے شہریار جدون کیونکہ میرا گزارہ آپ کے چند لفظوں سے کہاں ہو گا۔ خیر سوری کر رہی ہوں۔ اب آپ کو تین سال دیکھتی اور سنتی رہوں گی پھر ان لیٹرز کے انتظار میں کاہے کو تھکنا.."

بس شہریار جدون کے لکھے اتنے سے فقرے کا طلسم سر چڑھے بولا کہ آمنہ آفریدی کے دل اور چہرے کی راعنائی لوٹ آئی۔

"بہت زیادہ نہ سہی تھوڑے دن تو گزار لیے ہوں گے پہلے خط کے لفظوں کے بہلاوے میں آکر تم نے، لیکن جانتا ہوں تجسس کے معاملے میں خوبخو میرے جیسی ہو۔ تمہاری جگہ میں ہوتا تو اس پار یہ مسکراتی گرے آنکھیں میری ہوتیں.."

زیر لب وہ لفظ دہرائے انگلیوں کی پوروں سے ان مقدس لفظوں کے وجود کو چھوا کر محسوس کیا تو اسے لگا وہ اسکے پاس ہے، بات کرتا ہوا، مسکرا کر تکتے ہوئے دل کو بے ایمان کرتا ہوا۔

"ہاں اتنے دن گزار لیے جتنے کسی کا ذہن کسی کو بھول جانے کو لیتا ہے لیکن آپ مجھے پورے یاد ہیں.."

الوہی مسکراہٹ نرم ہونٹوں کو ہنسی میں لپٹے غلاف میں چھو کر گزری تو اس نے شیری سے سرگوشی کی۔

"میں تمہیں کبھی فراموش نہیں کر سکتا جیسی تم ہو، ویسا میں ہوں یعنی ڈھیٹ! چلو تم پہلے ہنس لو.."

وہ واقعی بے اختیار ہنسی، اس شخص کے لکھے ہر لفظ سے عشق کرنا واجبی سا تھا، وہ جانے ہر لفظ میں کیا پھونک گیا تھا کہ مانی کو لگا ایسے ہزار خط بھی ہوں تو وہ پڑھتے ہوئے کبھی تھک نہیں سکتی۔

".. ہنس لیا، اب آگے پڑھ لوں"

شریر ہوتی وہ خود سے باتیں کرتی واقعی بہت پیاری لگ رہی تھی۔

"میرا اور تمہارا تعلق یوں ہے جیسے کوئی پتھریلی روح، گلاب جسم میں کشید کی گئی ہو جیسے کوئی بیمار کسی طبیب کے سپرد کیا جاتا ہے۔ وقت گزرتا جائے گا لیکن ہمارے تعلق کی تاثیر بوسیدہ اور پرانی نہیں ہو گی۔ میرے پاس تمہارے ساتھ گزرا ایک ایک لمحہ کسی خزانے کی طرح محفوظ ہے، میرے ہاتھ کی پوروں میں تمہارے جسم کی حرارت یوں جذب ہے کہ یہ سرد راتوں میں میرے دل کے جذبات گرمائے رکھے گی، اور تمہاری آنکھوں کے سرد یخ بستہ جذباتی موسم، تم سے دور ہجر کی تپتی دوپہریں ٹھنڈی کریں گے.."

وہ کسی جذب کے عالم میں پڑھتی گئی، یوں لگا دل کی دھڑکنوں نے سات سروں میں دھڑکنا شروع کیا تھا، اک آنسو شہریار کے اس رازدارنہ اظہار

کی تمازت پر مانی کی آنکھ سے بہہ نکلا، لکیر بناتا ہوا ہونٹ کے کنارے جا ٹھہرا۔

جب اس آنسو کی نمکینی زبان میں تحلیل ہوئی تو مانی اس حصار سے جھٹکے سے نکلی، یوں لگا اس کا خواب چکنا چور ہوا ہے۔

"کہاں سے جمع کیے یہ اظہار آپ نے، کیوں ان بے جان کاغذوں میں خود کو جیتا جاگتا بکھیر کر میرا خود کے بغیر جینا مزید مشکل کر گئے ہیں آپ شہریار.."

اسکا دل یہ لفظ شہریار سے سننے کو مچلا پر پاس وہ تو کیا اس کی خوشبو بھی باقی نہ تھی، وہ تڑپ اٹھی۔

اسکی ہمت ٹوٹ سی گئی مگر اسے آج ہی یہ سب ختم کرنا تھا، بار بار اس شخص کے لیے سسکنا آسان نہ تھا۔

"تھوڑا زیادہ ہو گیا کیا؟ یہ آنسو ان آنکھوں میں کیا کر رہے ہیں ہجر زاد؟"

تمہاری جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی تو کہتی یہ کیا بونگیاں ہیں۔ اتنی مشکل اردو، مگر تمہاری جگہ کوئی اور کیسے ہو سکتی ہے بھلا، تم جانتی ہو یہ میرے اندر سانس لیتی تم ہو۔

"..اب یقیناً رونے کا سین شروع کیے مجھے کوس رہی ہو، ٹھیک پہچانا نہ روتے روتے اگلے الفاظ نے مانی کی آزردہ مسکراہٹ کو اسکے ہونٹوں پر سمیٹ دیا، اسکی آواز گلے میں رندگئی۔

چلو کوس لو، برا تو ہوں ہی جو اتنے دور ہو کر تمہیں رلا دیتا ہوں۔ لیکن" ہنسایا بھی ہے، ابھی اتنا ہی ممکن ہے۔ جیسے جیسے یہ آخری رات بیت رہی ہے، تمہارے نام خود کو محفوظ کرنے میں مشکل پیش آرہی ہے۔

چلو مسکرا دو، یہ بس اس لیے کہہ رہا ہوں کہ تم شہریار جدون کے ہر لفظ کو حکم کا درجہ دیتی آئی ہو۔ تمہارے مسکرانے کے لیے یہی وجہ کافی ہے کہ میں تمہارے لیے تمہارے جیسا دیوانہ بن کر لوٹوں گا۔

تمہاری خواہش جیسا، ہاں شہریار جدون دیوانہ بن کر تھوڑا فنی لگے گا لیکن
".. تمہارے لیے بندہ یہ بھی کر گزرے گا
وہ یہ پڑھ کر سچا مسکرائی، شہریار کو دیوانہ امیجن کرنا ہی بہت مزیدار تھا،
رونا بھول گیا۔
اب یہ نیا ستم دیکھو کہ کاغذ کی حد ختم ہو گئی لیکن میری تم کی کہنے والی"
".. ہزاروں باتیں رہ گئیں
یہ آخری سطر تھی جسکے بعد وہ شرطیہ اگلا لیٹر پڑھے گی اسکی شہریار کو خبر تھی
اور ایسا ہی ہوا، مانی نے فوراً سے تیسرا خط بھی اوپن کیا۔
آجاو آجاو تمہارے یہاں جھٹ سے چلے آنے کا بخوبی علم تھا، بے صبری"
".. کہیں کی
پھر سے اول سطر مانی کو ہنسا گئی، حقیقت میں رلا بھی گئی۔
میں تمہیں شاید اس دور ہجر میں کبھی کہیں دیکھائی دے بھی جاوں، سنائی"
دے بھی گیا تو تم مجھے میری سزا کے اختتام پر ہی مل سکو گی یہ طے ہے۔

ممکن ہے تمہاری آنکھوں کی دلکشی پر تمہارے ہونٹوں کی کوئی شدت
بھری دعا فدا ہو جائے اور تم پر تعبیر کھول دے، تم دیکھ لو مجھے، سننے
لگو۔۔۔تو میں یہی سمجھوں گا میں نے خود کو سنا ہے، مدت بعد خود کو دیکھا
ہے۔"

وہ دھیما سا مسکرائی، یہ بھی سچ نکلا، وہ اسے دیکھ سکتی تھی سن سکتی تھی پر اپنی آواز اس شخص کی سماعت میں پہنچانے میں بے بس تھی۔

"میرے ہر دن کی پہلے ہی خبر تھی آپکو شیری، اس سب نے مجھے حیران کر دیا۔ میں آپکو سن سکتی ہوں دیکھ سکتی ہوں اب پر کیا کروں اس دل کا کہ چھو نہیں سکتی.."

آمنہ کا دل میسر و موجود کے سکھ بھلائے نا میسر سکھ کے لیے کر لایا۔

"یہ بے حس زندگی ہے یہ بہت بری جگہ لا کر مارتی ہے آمنہ، ہمارے حصے بہت کم آزمائش ہے اس پر اللہ کا شکر کرو.."

وہ اپنے دل کو سنبھالنے لگی، یہ جملہ جیسے شیری نے اسکی تکلیف غائبانہ محسوس کیے ہی لکھا ہو۔

تمہیں ایک سیکرٹ بتاتا ہوں، مجھے ایک عرصے سے خواب نہیں آتے "

تھے۔جب سے ڈپریشن سے گزرا تب سے اس عیاشی سے محروم تھا، نیند نہ آنے کا عارضہ جو ذہنی کشیدگی کے سبب تھا اب تم سوچو گی مجھ سا آدمی اور ڈپریشن؟؟ لمبی کہانی ہے فرصت سے سناوں گا۔

یقین کرو تمہارے ساتھ گزری پہلی رات میں نے اپنی زندگی کے روٹھ چکے خوابوں کو واپس پایا، اس لیے کہ میں سکون میں تھا۔ میں نے اس خواب میں خود کو نیلے سمندر کے کنارے بہت ہی پر سکون کرتی، روح کو تازگی بخشتی ٹھنڈی ہوا سے محظوظ ہوتے دیکھا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس سمندر کے کنارے ہزاروں رنگ کے پھول اگ گئے۔۔۔۔۔وہ اشارہ تھا

میرے سنورنے کا،ان کھوکھلی کرتی بیماریوں سے رہائی کا جنکو میرے ماں باپ اور دوست تک دور نہ کر سکے.."

یہ سب پڑھ کر وہ بے اختیار مسکرائی، وہ اتنی اہم تھی کہ اپنے اہم ہونے پر پیار آیا، جی چاہا وہ کہیں آجائے تو اس سے تب تک لپٹی رہے جب تک جسم میں آخری سانس کا وجود باقی ہے۔

"میں یہی سوچتا تھا یہ کیسے ممکن ہوا، لیکن میری ساری سوچیں دفعتاً پانی بھرنے چلی گئیں۔

تم نے سچ میں میرا برین واش کر کے اپنے تمام تر اوٹ پٹانگ خیال دگنی شدت سے اس میں بھر دیے۔۔۔۔۔

کیونکہ بہت پہنچی چیز تھی تم، اپنی عمر سے بہت آگے کے سالوں میں جیتی ہوئی بڈھی روح.."

اس بار اسکے ہونٹوں پر شریر رنگ اترے وہ ہنسی اور ہنستی گئی۔

"ہاں لیکن میرے دل میں تم میری مرضی اور رضا کے بعد اتری، میں نے
دل کو پہلے تمہارے لیے ڈٹرجنٹ سے رگڑ رگڑ کر دھویا پھر تمام وائرس
سے نجات کو کیڑے مار ادویات کے سپرے کیے۔۔ پھر ائیر فریشنر
چھڑکا۔۔۔
پھر تم آئی، اور آتے ہی قبضہ جما لیا۔۔۔ ظاہر ہے اتنے صاف شفاف مہکتے
ہوئے خوشبوؤں سے بھرے دل پر کون لٹو نہ ہوتا.."
مانی کی ہنسی شدید ہوئی اور اسے دانستہ کھلکھلاہٹ کو مدھم کرنا پڑا کہ کہیں
اسکی ہنسی پر گل ممی اور افراہیم بابا اسے پاگل سمجھ کر نہ وہاں دوڑے آئیں۔
"آپ سچ میں جادوگر ہیں میری جان.."
پھر سے ان لفظوں کو چوم لیا، جیسے وہ جان سے عزیز ہوں۔
"لڑکی ہنسی تو سمجھو پھنسی۔۔۔ اب تم تین سال پھنسی رہنا شرافت سے،
میں نہیں چاہتا واپس آکر مجھے کئی دن تم کو از سر نو پھنسانے کی مشقت
کرنے پڑے۔

آئی لو ویو آمنہ شہریار، اینڈ یس آئی مس یو

یہ سب تو بس آغاز ہے تم میرے لیے کتنی پیاری ہو یہ تمہیں وقت پر بتاوں گا۔ ویٹ اینڈ واچ۔۔۔۔ چلو اب بھاگو۔۔۔۔۔۔۔ مزید کے لیے اگلی اپیسوڈ کا ویٹ کرو جو تین سال بعد اپلوڈ ہو گی۔۔۔۔

"۔۔ فی امان اللہ

محبتوں سے بھرے یہ سارے خط کھلے تو جیسے آمنہ کو لگا اب سکون آگیا ہے، وہ اتنا ہنس چکی تھی کہ اب اسے رونے کی کوئی وجہ اپنے آس پاس ہر گز نظر نہ آئی، تینوں قیمتی اثاثوں کو واپس سمیٹ کر ڈرا میں رکھا اور اپنی اور شیری کی تصویر تکتی لیٹی، تب تک دیکھتی رہی جب تک پلکیں نیند سے بوجھل ہو کر بند نہ ہوئیں۔

۔۔_____۔۔

ایک نئی صبح زمین زادوں پر اتر چکی تھی، صبح حسین تھی اور سرد بھی پھر سب ہی اپنے معمول کے کاموں میں مصروف تھے تو لعلین نے بھی اپنی ذمہ داری نبھانے کو بریک فاسٹ کے بعد ہی قدم بڑھائے، اسکی منزل کلب تھا۔

رائزنگ سٹار کلب کے وسیع فٹ بال گراونڈ میں فٹ بال پلیرز کی مشقیں زور و شور سے جاری تھیں، پھر سے چھوٹے ایریا پر ایک ٹورنمنٹ قریب تھا تبھی کلب میں ٹریننگ کو تیز کر دیا گیا تھا، گرما گرم کھیل جاری تھا، نیک کے گرم ٹریکنگ سوٹ میں ملبوس سفید جاگرز پہنے، بالوں کو رف سا سلجھائے ہوئے دراز قامت والا وجیہہ اور سمارٹ سا اکیس بائیس سالا علی کوچنگ بینر کے پار لگے صوفوں پر بیٹھا میچ پر نظریں جمائے ہوئے تھا جب چپکے کے کسی نسوانی وجود کے ساتھ آکر بیٹھنے پر وہ چونکا مگر مسکراتی ہوئی لعلین کو دیکھ کر علی کے سنجیدہ چہرے پر مودب سی مسکان اتری۔

"..میم آپ؟ پاکستان واپس کب آئیں"

علی کے سوال پر لعلین نے بھی ٹیک لگاتے مزے سے سامنے کھیلتے کھلاڑیوں پر نظر جمائی، وہ بھی علی کی طرح ٹریکنگ سوٹ میں پہلے والی لعلین لگ رہی تھی۔

"بس ایک دو دن ہوا، تم بتاو چمپین کیسا چل رہا ہے سب؟ کیا کسی ٹورنمنٹ کی تیاری ہو رہی ہے؟"

لعلین کے استفسار پر علی نے سر کو اثبات میں ہلایا۔

"جی دراصل پاکستان کے مختلف شہروں کی جونیئرز ٹیم کے میچ ترتیب دیے گئے ہیں یہ ایک طرح کا نجی مقابلہ ہو گا، حکومت کے بجائے مختلف شہروں کے پاور فل لوگوں نے اس میں پیسہ انویسٹ کیا ہے، اس ولڈ کپ میں تو نہیں لیکن امید ہے اگلے فیفا ولڈ کپ میں ایک ٹیم ہماری بھی ہو گی"

علی کی باتیں سن کر وہ حیران ہو رہی تھی، یہ سب واقعی بہت بڑی نیوز تھی۔

"یہ تو کمال ہو گیا، کاش ہمارے ملک میں بھی فٹ بال کے کھیل کو کرکٹ جتنی اہمیت دی جاتی، تم ہاکی کا حال دیکھ لو۔ قومی کھیل ہونے کے باوجود کس قدر غفلت کا شکار ہے۔ فٹ بال کے شائقین لوگ اگر یونہی اس کھیل کو پرموٹ کرتے رہے تو ایک دن ہماری ٹیم فیفا ولڈ کپ میں ناصرف شامل ہو گی بلکہ جیت کر بھی آئے گی.."

لعلین پرامید تھی اور علی نے اسکی بھرپور تائید کی اور مسکرایا۔

"ان شاءاللہ، آپ بتائیں کب آ رہی ہیں واپس؟"

علی کی ذمہ داری یہاں لعلین کے فرض نبھاتے ہوئے کافی بڑھ چکی تھی تبھی وہ اپنے نجی کاموں کو اس طرح وقت نہیں دے پاتا تھا، ہیڈ کوچ کے فرائض چوبیس گھنٹے کی فل ڈیوٹی کے مترادف تھا اور علی کو اپنے فریز کروائے سمسٹر بھی ان فریز کروا کر رکی پڑھائی کو بھی چالو کرنا تھا اور یہ سب بہت مشکل تھا۔

کیا ہوا کہیں تم تھک تو نہیں گئے علی؟ تمہارا باقی کام کیسا چل رہا ہے، اگر"
"..تمہیں کوئی مشکل ہے تو بتاو مجھے

لعلین کو فکر نے گھیرا کیونکہ ابھی تو علی کو اگلے دو تین سال اسکی پوسٹ یونہی سنبھالنی تھی۔

نہیں تھکنا کیوں ہے، مجھے اب اس کو چنگ میں دلچسپی ہونے لگی ہے۔"
مطلب دل دماغ سب مصروف رہتے ہیں، اور ویسے بھی میں اپنا باقی کام فی الحال اچھے سے مینج کر رہا ہوں، باس کے چھوٹے موٹے کام اتھنٹک ڈرگز کی ہو سپٹلز اور فارمیسیز میں سپلائی کے ساتھ کبھی کبھی کیروبھائی کے خفیہ کام بھی کرنے پڑ جاتے ہیں اور پڑھائی کے سیاپے الگ۔ آپکی دی ذمہ داری کی بدولت میں کچھ زیادہ اچھے سے مصروف ہو چکا ہوں جو میرے لیے بہتر ہے پھر بھی جاننا چاہ رہا تھا کہ کب تک واپس آئیں گی، کلب اونرسے لے کر
"..آپکے تمام سٹوڈنٹس آپکو بہت یاد کرتے ہیں

علی نے اپنے کام کی تفصیل کا اختتام پھر سے تجسس پر کیا جس پر وہ دھیما سا مسکرائی، یہ بچہ تو اسکی سوچ سے زیادہ مصروف تھا۔

"تین سال تک کیونکہ میں کچھ وقت صرف اپنی فیملی کو دینا چاہتی ہوں اور مجھے یقین ہے تم تب تک اپنی ایک الگ پہچان بنالو گے علی، تم جیسا ماہر بندہ جو بیک وقت کئی اہم کام کرتا ہو ہمیشہ مجھے درکار رہے گا۔ان فیکٹ ان فیوچر تم شیری کے لیے قانونی مخبر کے فرائض بھی بخوبی نبھا سکتے ہو کیونکہ

"..تمہاری جاسوس خصلت کا لعلین کو بخوبی علم ہے

وہ اول تو مدھم متبسم سنجیدگی کے سنگ اسے سنتا رہا لیکن آخر تک ہنس دیا، اب کہاں لعلین ابراہیم کا جاسوس ہونا اور کہاں تین شہروں کی کمانڈ سنبھالنے والے ایس ایس پی کے ساتھ کام کرنا۔

میم میں عام سا جاسوس ہوں، مجھ سے یہ قانونی داو پیچ کہاں سنبھالے" جائیں گے اور وہ بھی ڈیول کے روبرو، نا بابا مجھے عام سا بیبا بچہ ہی رہنے

دیں۔ہاں آپکی اس جگہ تین سال خوشی خوشی کام کروں گا، یہ میرے لیے
"..اعزاز کی بات ہے کہ مجھے آپکے نام سے پہچانا جاتا ہے
علی کے ڈرنے پر لعلین اسکا کندھا تھپکاتے ہنسی جس پر وہ بھی شریر سا
مسکرایا۔
ہاں ابھی تو تم واقعی بچے ہی ہو لیکن ایک بات سوچ رہی تھی، اتنا سر"
کھپاتے ہو تو تمہارے پاس سر کی مالش کرنے والا ایک پارٹنر تو لازمی ہونا
"..چاہیے
لعلین نے بڑی مہارت سے اصل مدعے کو سامنے رکھا جس پر علی حیران
سا لعلین کی طرف متوجہ تھا کیونکہ اسے لعلین کا اشارہ بخوبی سمجھ آچکا تھا
اور وہ حیران تھا کہ لعلین اس سے پھر سے یہ سب کہے گی۔
"..جی نہیں میں اپنے سر کی مالش خود کر لوں گا"
فوری مسکراہٹ دباتے علی نے بچ نکلنے کی کوشش کی اور اسکا یہ فرار لعلین
کو سچ میں ہنسا گیا۔

بہت تیز ہو گئے ہو، چلو صاف بات کرتی ہوں۔ دیکھو علی جب میں اس "
کلب میں تین سال پہلے ہیڈ کوچ بن کر آئی تھی تو تم میرے فیورٹ
سٹوڈنٹ بنے تھے، آج تک ہو۔ تم نے مجھ سے اپنی زندگی کا بہت بڑا
سیکرٹ تک شئیر کیا، اور میں نے ہمیشہ تمہیں یہی کہا کہ ان سب کو سوچ کر
تم اپنی زندگی کو محبت جیسے جذبے سے محروم مت کرنا۔ یہی تو تمہاری عمر
ہے جب ہر ینگ بوائے اچھوتی انوکھی سی محبت کرنے کی خواہش کرتا ہے،
لیکن تم نے اس عمر میں ہی خود پر سب ممنوع کر دیا جو ایک بچے کے کھل کر
سانس لینے کی عمر ہوتی ہے۔ لیکن اب تم بائس سالا خوبرو جوان بن چکے ہو،
تمہیں اپنی زندگی کے ہمسفر کے بارے سوچنا ہے۔ تمہاری ممی بابا تو ہیں
نہیں جو یہ سوچیں گے اور تمہارے چاچو ایک نمبر کے جواری، اپنے اندر کی
کمی کا زہر اگلتے اگلتے انہوں نے تمہارے بابا کی رہی سہی جمع پونجی جوئے
میں اجاڑ دی۔ تبھی تمہیں بیچ میں پڑھائی چھوڑ کر یہ جگہ جگہ نوکری کرنی
پڑی۔۔۔۔ اتنا مشکل وقت گزار کر کیا تم اپنی خوبصورت جوانی اور اپنا

بڑھاپا بھی صرف اس ایک کمی پر بے رنگ کرنا چاہتے ہو، تم ان فیوچر باپ نہیں بن سکتے یہ آجکل کے دور کا بہت بڑا مسئلہ نہیں رہا۔ بہت سے جوڑے بے اولاد ہوتے ہیں، تم بھی یہی سمجھ لینا لیکن اس کمی کو بنیاد بنا کر تم اگر کسی کو اپنی زندگی میں آنے کی سرے سے اجازت ہی نہیں دو گے تو یقین کرو اللہ پاک بہت ناراض ہوں گے.."

یہ سب لعلین نے آج دہرایا کیونکہ وہ چاہتی تھی علی کے دل کا سخت پن دور کر سکے، لیکن وہ سرد تاثر کے سنگ خاموشی اختیار کیے بس لعلین کو سنتا رہا۔

آپکی ہر بات درست ہے میم مگر میں چاچو کی وجہ سے بچپن سے یہی سنتا" آیا تھا کہ ایسی کمی والے مرد شادی نہیں کر سکتے، اگر شادی ہی اس کمی کو فراموش کرنے کا ذریعہ ہوتی تو چاچو کی بیوی انکو شادی کے پہلے مہینے ہی نہ چھوڑ جاتی، جیسے ایک مرد، بانجھ عورت کو برداشت نہیں کرتا ویسے ایک

مکمل عورت بھی ایک بانجھ مرد کے ساتھ اپنی پہاڑ جیسی زندگی خوشی خوشی نہیں گزار سکتی جتنی بھی اعلی ظرف کی مالک ہو۔اس حادثے کے بعد میرے سامنے ممی بابا کو ڈاکٹرز نے بتایا تھا کہ انکا بیٹا بھی انکی نسل کا آخری فرد کہلائے گا، چاچو کی طرح"..

وہ سنجیدہ تھا اور لعلین کو اسکی باتوں نے حقیقت میں آزردہ کیا۔

"تم ٹھیک ہو اپنی جگہ لیکن اگر تمہاری زندگی میں کوئی ایسی لڑکی شامل ہو جائے جو خود بھی اس سب سے محروم ہو تو کیا پھر بھی تم دل کو نرم نہیں کرو گے.."

لعلین کی تمہید پر علی نے نظریں اٹھائے ساتھ بیٹھی لعلین کو دیکھا جو دم سادھے علی کے جواب کی منتظر تھی۔

"ایسی لڑکی آپکو کہاں ملے گی میم؟"

علی کا سوال سادہ سا تھا۔

مل چکی ہے، میں یہ نہیں کہہ رہی فوری سب ہو جائے کیونکہ وہ خود ابھی"
اٹھارہ کی ہے، دو تین سال تم دو لوایک دوسرے کو سمجھنے اور ایک دوسری
کی کمی کو محسوس کرنے میں۔ ایکچولی وہ ریپ وکٹم ہے، اجتماعی زیادتی کا شکار
ہوئی تھی جس غیر انسانی عمل نے اس سے اسکی نسوانیت اور ماں بننے کی
".. قابلیت چھین لی

یہ سب لعلین کو اسے بتانا پڑا اور علی کا یہ سن کر بھی افسوس اور دکھ سے بھرا
تاثر ہی آیا۔

"اوہ بہت افسوس ناک۔۔۔ کیا اسکے مجرموں کو سزا دی گئی میم؟"
علی کے سوال میں اسکا خفیف سا غصہ شامل تھا۔
ہاں بالکل، سب کو جہنم واصل کر دیا گیا لیکن بہت علاج کے باوجود اس"
بچی کا نقصان پورا نہیں کیا جا سکا۔ وہ بھی میرے لیے اچانک بہت پیاری ہو
گئی ہے اور تم تو میرا دائیاں ہاتھ ہو۔ میں نے سوچا کہ تم دو کو ایک دوسرے
کی کمی اور دکھ بانٹنے چاہیں۔ بے بی تم لوگ آڈاپٹ کر لینا، جیسے ہر بے اولاد

جوڑا کرتا ہے۔ لیکن جو نکاح کی بات ہے اور اس بہت اپنے پارٹنر کے ہونے کی تسلی ہے وہ ہر تکلیف سے بڑی ہے۔ کم از کم تمہیں اور اسے ایک خیال رکھنے والا دوست تو ملے گا، اور دونوں ایک دوسرے سے ہمدردی بھی نہیں کرو گے، نہ ایک دوسرے کا نقصان کر دینے کا ڈر ہو گا۔ کوئی جلدی نہیں ہے، تم پر سکون ہو کر اس بارے سوچو۔۔۔۔۔ جتنا وقت چاہو ملے گا، وہ خود ابھی شادی کے لیے تو کم از کم تیار نہیں ہو گی لیکن اگر تم مان جاو تو ہم تم دو کا نکاح کروا دیں گے۔۔۔۔۔۔ پھر جب تم دونوں کو لگا کہ اب ساتھ رہنا آسان ہے تو تم اسے رخصت کر کے لے جانا بلکہ تم بھی رخصت ہو کر ہمارے بڑے سارے محل میں آ جانا۔۔۔ سب مل کر رہیں گے.."

لعلین کی ہر بات اسکے لیے بھلے حکم کا درجہ رکھتی ہو لیکن یہ معاملہ نہایت نازک تھا تبھی علی کو اس بارے بہت سوچنے کی ضرورت تھی، لعلین کی آخر میں کی آفر پر وہ دونوں ایک ساہنسے۔

"مجھے سوچنے کے لیے تھوڑا وقت دیں میم۔۔ان معاملات کو چار سال پہلے
ہی زندگی سے خارج کر دیا تھا، ایک دم سے فیصلہ نہیں کر سکتا.."
علی کے مہلت مانگنے پر لعلین خوش تھی کہ وہ اس سب کے بارے سنجیدہ تو
ضرور ہوا ہے۔
"ہاں تم جتنا چاہے وقت لے لو، لیکن ایک بات بتا دوں وہ صورت اور
سیرت دونوں کی خوبصورت ہے۔ بات کرتی ہے تو سامنے والے کا دل جی
اٹھتا ہے، تمہارے ساتھ چلتی ہوئی بہت سجے گی۔ دنیا تم دو کو دیکھے گی اور تم
دو ایک دوسرے کی کمی کو لباس بن کر چھپا لینا، مجھے تم سے بہت امید ہے
علی مایوس مت کرنا.."
لعلین کا تمہید باندھنا بھی علی کو بھرپور قائل کرتا لگا جس پر وہ اب بھی
خاموش ہی رہا۔
"میں آپکو کچھ دن تک بتاتا ہوں.."

علی نے سنجیدگی سے حتمی فیصلہ کیا جس پر وہ بھی مسکراتی اسکے ساتھ سے اٹھ کھڑی ہوئی، تو علی بھی اسکے احترام میں کھڑا ہوا، آج بہت دن بعد لئیق کی بہت مشکل سے پرمیشن ملنے پر وہ خود ڈرائیو کر کے جندل محل سے نکلی تھی اس خاص کام کے لیے تو بہت خوش بھی تھی۔

"ٹھیک ہے مجھے تمہارے جواب کا انتظار رہے گا علی، اللہ حافظ"

لعلین نے خوش دلی سے اجازت لی اور گراونڈ کے کراوڈ ایریا کی طرف بڑھی جبکہ علی واپس گہرا سانس کھینچے بیٹھا، اسکا چہرہ ہنوز ہر قسم کے جذبات سے عاری تھا۔

(Sunrise Attitude) مویشیشز کے لگژری ہوٹل

میں لارا اور لوئے کاوی آئی پی خوش آمدید کیا گیا تھا، انکے روم کے باہر کھلتے لان اور سامنے دیکھائی دیتے تمام خوبصورت مناظر بھی کمرے کی طرح

اس سپیشل کپل کے لیے ریزرو تھے، اوپر سے یہاں کا تروتازہ بھیگا موسم ویسے ہی دل کے دبے ارمان جگانے کا سبب تھا، وہ لوگ جب ہوٹل پہنچے تب شام تھی اور موسم یوں تھا جیسے بہت زیادہ بارش برسی ہو۔

انکا سپیشل روم اس سے کہیں درجے خوبصورت تھا، زیادہ سجاوٹ نہ تھی بلکہ کمرے کی ہر چیز اپنی مثال آپ ہی ماحول کے سحر میں اضافے کا سبب تھی، سب وائیٹ اور پرپل کی تھیم میں تھا یہاں تک کہ بیڈ پر وائیٹ بیڈ شیٹ اور تکیوں کے کوور بھی وائٹ مگر لحاف اور کشن پرپل شائنی تھا اور ویسے ہی کرٹل کے رنگ بھی جامنی تھے، دیواریں سفید تو ان پر ہوئے نقش و نگار جامنی، قالین بھی جامنی، اور یوں دو کلر کی تھیم دیکھنے والے کو بہت حسین لگ رہی تھی، گویا اس ماحول میں وقت گزارنا دل اور ذہن دونوں کی برابر آسودگی کا موجب تھا۔

پھر روم سے دیکھائی دیتے پول کا حسین منظر، گھنے درختوں اور ہر رنگ کے پھولوں کی تاحد نگاہ پھیلی بہار آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھی۔

شام کو وہ دونوں ہوٹل کے آس پاس کی جگہیں گھومنے نکل گئے، کیونکہ ایسے موسم میں کمروں میں بند ہو کر بیٹھنا ایسے ماحول کی دلکشی سے ناانصافی تھی، وہ لوگ دس تک گھومے اور پھر لوئے نے ڈنر بھی لارا کے ساتھ باہر ہی کیا، یہاں بھی گزشتہ دن ہوتی بارش نے ٹھنڈ کا زور بڑھا دیا تھا، پھر ریسٹورنٹ میں لوئے کو اسکے کچھ موریشیز فینز بھی ملے اور ان سب نے لوئے اور لارا کے ساتھ سلیفیاں بھی لیں جو اور اس شام کو مزیدار کر چکا تھا۔

"تم خوامخواہ ڈر رہی تھی، دیکھو کتنا مزہ آیا ہے۔۔۔۔۔ میرا تو یہاں کی خوبصورتی دیکھ کر موڈ فریش ہو گیا۔ سوچ رہا ہوں اگلا کانسرٹ یہیں کروں.."

وہ لوگ واپس ہوٹل آ چکے تھے، تبھی خود سے دگنی فریش لارا کو تکتے چہک کر بولا جسکی ناک تھوڑی سی گلابی ہو رہی تھی، ہاتھ تو اس نے لوئے کا پکڑ

رکھا تھااور دوسرا کوٹ کی جیب میں دے رکھا تھا، پر یہاں کے سرد موسم کے ساتھ لوئے کے جذبات اور ارمان کا آنکھوں سے مچلتا جہاں اسکے وجود سے سرد لہروں کے اٹھنے کا سبب تھا، یہاں وہ اسے میسر و موجود تھی اور اب لوئے بہزاد کے پاس محبت سے چھونے کے علاوہ بھی سارے حق تھے اور وہ ٹھہرا لاراجہاں کے معاملے میں جنونی شخص!

"..ہاں تم مجھے دن رات یونہی گماوگے تو میں بالکل نہیں ڈروں گی"

لارا نے دھیمی سی ڈری سرگوشی کی جس پر لوئے شرارت بھرا ہنسا، لارا کے بچ نکلنے کے ارادے رات ہوتے ہی تیز ہو چکے تھے، اور ویسے ہی وہ آنے والے وقت کی تمازت سے دہک رہی تھی، اسکے اپنے ہاتھ میں مقید پر حدت ہاتھ کی پشت چومتے ان رقص کرتی پلکوں میں چھپی وہ آنکھیں کسی قسم کے صبر سے بندھ کر رہنے میں ناکام کر رہی تھیں۔

ہاں تو لوئے بہزاد ڈرانے والوں میں سے تھوڑی ہے ڈرالنگ، بہکانے"

"..والوں میں سے ہے

خود پر بلا کا یقین لیے اترایا، باخدا اسکا خود پر رشک کرنا آنکھوں میں کسی خزانے کی طرح سنبھال لینے سا منظر تھا۔

روم آچکا تھا تبھی لوئے نے معنی خیز سی جواب دہی کرتے روم کا دروازہ اوپن کیا اور لارا کے اندر جاتے خود بھی کمرے میں انٹر ہوتے دروازہ بند کیا، لارا کو روم میں آتے ہی حدت کا احساس ہوا کیونکہ روم کی چھت میں ہی کچھ ایسا الکٹرانک سسٹم نسب تھا کہ وہ کمرے کے ٹمپریچر کو زیادہ کر چکا تھا اور ہلکی پھلکی ٹھنڈ کا احساس بھی غائب ہو گیا، پھر جسم و جان کو یہاں ٹھنڈ نے آزادی دی وہیں لوئے بہزاد کے جسم کی مدہوش کرتی خوشبو نے لارا کی رواں دھڑکنوں کو منتشر کیا، ماحول پر یکدم سکوت چھا چکا تھا، کیونکہ وہ جواب چاہتا تھا اور لارا سے اک لفظ بھی مزید کہنے کی ہمت نہ ہو رہی تھی۔

لوئے کی بات لارا کو تھوڑا بے چین کیے ہوئے تھی تبھی وہ لانگ کوٹ اتار کر اسے کاوچ پر رکھتی پلٹی جو خود بھی جیکٹ اتار کر ہینگ کرتا اپنے قدم بڑھاتا اس دھڑکن بڑھاتے میرون رنگ کے سلک فرش بوس گاون میں

اخیر دلربا بنی مائل کرتی لارا کے قریب ہوا، دونوں کی آنکھوں میں نہ ختم ہوتی شدت اور محبت رقصاں تھی، رات کے اس فسوں میں ڈوبے وہ دو حسین ایک دوسرے کی کشش کے آگے ہولے ہولے نڈھال ہو رہے تھے۔

بہکنے سے ڈر نہیں لگتا، خود کو تمہارے روبرو فراموش کرنے سے لگتا" ہے۔ میں نے کبھی نہیں سوچا تھا تمہارے ساتھ ان خوبصورت جگہوں پر بھی آوں گی، ڈر اپنی جگہ لیکن میں واقعی تمہارے ساتھ یہاں آکر بہت کمفرٹیبل ہوں.."

اب وہ خود چاہ کر بھی لوئے سے دور نہ گئی اور لوئے بہزاد اس درجہ حسین اعتراف پر کیونکر اپنی حد میں رہتا، اتنے دنوں سے چل رہی اس گل بدن کی سرد مہری کے بعد فرصت سے میسر آئی یہ قربت اسے پاگل کرنے کو کافی تھی، لوئے نے اسکے دلنشین چہرے پر ہاتھ کی پشت پھیرتے اسکی نرماہٹ

محسوس کی جو دونوں ہاتھ لوئے کی کمر پر رکھے اسکے روبرو راضی کھڑی تھی، آنکھوں میں محبت کا سمندر لیے، لوئے بہزاد کے لیے وہ کئی دنوں سے سنگدل محبوبہ بنی ہوئی تھی، جس کو ایک حد سے زیادہ وہ چھو بھی نہ پایا تھا اور اب پاگل ہوتے جذبات اس کے نرم گرم لمس کی برسات میں ڈوبنے پر ابھار رہے تھے، لوئے کا دل مچلا، وہ کچھ نہ کہے بس آگے بڑھ جائے، اس لڑکی کے سبب روح میں گھلتے نشاط کو قطرہ قطرہ اپنی بے سکونی میں حائل ہوتا محسوس کرے۔

یہ ہنی مون یہ ٹرپ تو بہانہ ہے، تم کچھ دن صرف میرے قریب رہو گی" اس سے بڑی راحت شاید ہی لوئے بہزاد نے اپنی زندگی میں پہلے محسوس کی ہو۔ اتنی مشکل سے ملی ہو مجھے کہ تمہیں خرچ کرنے سے ڈرتا ہوں، جیسے کوئی شخص آخری بچ چکی جمع پونجی کو لے کر حساس ہو جاتا ہے.."

لوئے بہزاد کا ایک ہاتھ لارا کی کمر کے گرد بے دردی سے لپٹا اور اسے لوئے کے پہاڑ سینے اور بڑھتی دھڑکنوں کے قریب لایا، جبکہ دوسرا اسکے بھرے

بھرے گلاب رخساروں سے ٹھوڑی، اور پھر گردن سے سینے کے درمیان کی مسافتیں عبور کیے لارا کے دل کی دھڑکنوں کو یہیں روک رہا تھا، اس پر لمحہ بھر لارا جہاں کی سانس کی روانی میں خلل آیا، کیونکہ لوئے کے لفظ اور لہجہ ابھی سے مدہوش و مسرور اور جذب سے بھر چکا تھا۔

"..حساس نہیں کنجوس کہو"

اپنے حرکت کرتے دل پر سرکتے لوئے کے ہاتھ کو مٹھی میں دبوچے لارا نے لرزتی آواز میں سرگوشی کیے درستگی کی اور اسکے سینے سے لگ گئی، جو سکون ان بازووں کی گرفت میں ملتی شدت نے بخشا وہ ان دو کے دلوں کو گدگدا گیا، نہ جانے کتنے لمحے آنکھیں موند کر ایک دوسرے کے دل کی ایک دوسرے میں منتقل ہوتی حرارت کو محسوس کیا گیا، اس احساس سکون کو بوند بوند بے تاب ہو چکی خواہشوں پر برسائے سیراب کیا۔

اس شخص کے محبت بھرے جارحانہ تیور لارا نے جب بڑھتے محسوس کیے تو اس دیوانے کو ہوش دلائی کہ وہ صنف نازک ہے ورنہ وہ بھول جاتا کہ

سینے سے جدائی کے بعد ہی تو دیدار ہو گا، ہونٹوں کے زائقوں سے لے کر جسم کی انگڑائیوں تک کا فسانہ، کیسے آنکھوں میں پہاڑ رات محبت بھرے لمحوں کے سبب بیت جاتی ہے، اسکا ادراک ہو گا، وہ ہوش میں لوٹا تو لارا کی جان پر بن آئی۔

کنجوس نہیں مجھ جیسے بے دل کو صحیح معنوں میں محبت ہو جانا کہتے ہیں"

اسے، کتنے دن سے میری نیندیں اڑا رکھی ہیں تم نے لارا، سامنے آ ویوں

"..چھینے کے دن گئے حسینہ

اس شخص کی آنکھوں میں امڈتے تقاضوں کو مسترد کرنا آج ممکن ہی کہاں تھا سو وہ بس خود کو ہمت دینے کو اس شخص کے دل سے دل ملائے ہوئے تھی، شانوں سے پکڑے لوئے نے اسے اپنے سامنے کیا اور زرا سا جھک کر ان بحر جیسے ہونٹوں کو چھوتا اپنی محبت کا زور آور نشہ اپنی خواہش کی شدت کے سنگ اس میں انڈیلتا ہوا پیچھے ہٹا اور قربت کی شدت سے گلابی ہوتی لارا

جہاں کی آنکھوں کو بہکتی خمار آلود نگاہوں سے دیکھنے لگا جس سے نظر اٹھا کر اس ستم گر سے اک ٹوٹی پھوٹی شکائیت تک کرنا محال ہوا۔

"میں نے بہت رلایا تمہیں، ان آنکھوں تلے میرے دیے دکھ حدت جگائے رہے۔ لیکن تم مان جاو گی اب کہ لوئے بہزاد نے تم سے محبت بھی وہ کی ہے جو اور کسی سے نہ ہو سکی، میرے اندر جو حسرتوں کا جہاں آباد تھا وہ تمہارے ہاتھ تھام لینے پر آسودہ دنیا میں بدلا.."

جذب سے بھرے الفاظ نے لارا کے دل کو عجیب سی ٹیس دی، اسے لگا اس شخص کے وجود سے اٹھتی مسحور کن خوشبو اسے خود میں اتار لے گی تبھی پرے سرک کر بمشکل سانس کھینچا۔

"آج نہیں، آج کچھ ادھورا نہیں پورا ہو گا۔ میرا وہ سفر جو تم تک آ کر ہر بار رکا اب رکا تو لوئے بہزاد کی سانس رک جائے گی.."

لوئے بہزاد کے پاس اب اس لڑکی کو خود سے دور جانے دینے کے معاملے میں کسی نرمی کی گنجائش نہیں تھی تبھی وہ اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسکے دور سرکنے کو ناکام کرتے خود سے لگائے اپنی پیشانی لارا کی جبین سے ٹکا گیا، لارا سہمی سی ان آنکھوں کے جذبات پڑھنے کے بعد یوں اتنے قریب آکر اپنے جسم میں اترتی لوئے بہزاد کی دھڑکنوں کو محسوس کر رہی تھی، چہرہ ہولے ہولے سرخ اور جسم کانپنے لگا تھا، جو لوئے بہزاد کو مائل کرنے میں زور آور اور دھانسو تھا۔

"..ایسی باتیں مت کرو پلیز، تم میری خوشی ہو لوئے"

دونوں ہتھیلوں میں لوئے کا چہرہ تھامے لارا نے نرمی سے اسکی رخسار چومی، آنکھوں میں نہ ستانے کی التجاء تھی، پرانا کچھ نہ دہرانے کی حسرت ہلکورے لے رہی تھی۔

ماتھے پر جھکتا دھیرے سے اپنے پیار کی مہر ثبت کیے اپنی جالائنز کی جا
دھرے لارا کے ملائم ہاتھ جکڑے باری باری انھیں چوما تو لارا کی اداس
آنکھوں میں شرم وحیا کی لالیاں اتریں، چہرہ حجاب آلود ہوا۔
اور تم میرے لیے میرا وہ ساتھی ہو جسکے ساتھ کھل کر سانس لی جاتی"
ہے.."

اسے جواب کے لیے سوچنا نہ پڑا تبھی تو وہ گلابی ہونٹ مسکراہٹ کی حسین
قسم سے گلنار ہوئے، لارا کی مرمریں ہتھیلوں نے لوئے کے رخساروں
سے سرک کر اسکی گردن کے اطراف جا کر جگہ لی اور وہ خود اس شخص کے
بازووں میں قید کرنے پر اپنا چہرہ لوئے کے چہرے کے قریب لے جاتی
رکی، سانسیں ایک دوسرے کے ہونٹوں کو چومتی ہوئیں آپس میں الجھیں،
جسم پر آسودگی اور آنکھوں کے کنارے خماری و مدہوشی میں ملبوس
ہوئے۔

آج پہلی بار کہہ رہی ہوں، تم پر یہ محبت شرارت سے زیادہ سجتی ہے لیکن "
پھر بھی مجھے تمہاری شرارتوں سے زیادہ پیار ہے۔ تم وہ والے لوئے دوبارہ
کبھی مت بننا جو ہرٹ کرتا تھا، تم ایسے ہی رہنا، کیونکہ یہ لوئے بہزاد اگر مجھ
سے میری جان بھی مانگے تو میں مسکراتی ہوئی اپنا آپ تم پر قربان کر دوں
گی۔ آج مجھے تم سے بہت اچھی فیلنگ آ رہی ہے، مطلب آج میرا دل خود
".. تمہارے قریب آنے کا طلب گار ہے

ایسے فرحت بخش اظہار کی حسرت میں اس شخص نے کتنے لمحے اور دن بے
مراد کیے تھے، آج لارا اسکی محبت میں مکمل تحلیل تھی، آج اسکی زندگی
نے ہر بے مرادی سے دامن چھڑوا لیا۔

اسکی خواہش کا بھرم رکھتے قربت بڑھی اور لارا نے پوری خوشی سے ان
سانسوں کے سنگم پر سانس لیتے لوئے بہزاد کو خود پر مکمل اجارہ داری دی۔

چار ہونٹوں کا ایک گیت، دو جسموں کی ایک روح، محبت اور قربان ہونے کی دو طرفہ جنون خیزی، جیسے ابھی ابھی دو وجود محبت پر ایمان لے آئے ہوں۔

شدت، قربت اور محبت کے نشاط پرور لمحوں نے دونوں کے جذبات کے الاؤ میں دہکتی معنی خیز خاموشیاں نمودار کیں، جو کمرے میں گنگناتے ہوئے اپنا سحر جگا رہی تھی، اور اسی سحر میں وہ دو لمحہ بہ لمحہ ڈوب کر ایک دوسرے میں ڈھلنے لگے۔

ہوش و حواس پر دھند چھانے لگی، اور ان دو کے بیچ کا عہد جدائی پوری شان سے اختتام پذیر ہوا۔

"We Collided as two stars

Fusing into one

The World saw our light

But You and I,

بس پھر اک سرشاری اور نا ختم ہوتا سرور ایک دوسرے سے مل کر رگ و
پے میں سرائیت کر گئے تھے۔
کہانی مکمل ہو گئی تھی۔

لارا اور لوئے کی زندگی بھی اپنی راعنائی بھرے ٹریک پر چڑھ گئی، آٹھ نو دن ایک دوسرے کو بھرپور میسر و موجود ہونے کے سکھ لوٹتے وہ واپس پاکستان آئے تو ایک نئے خوبصورت سے ماحول نے مزید دلی سکون بڑھایا۔

یہ دس دن سب کے بہت اچھے گزرے تھے، فیروزہ اور عدن کی زندگی بھی جندل محل کے مکیوں میں ڈھل گئی، پھر علی نے بھی ان چند دنوں کی سوچ بچار کے بعد اپنا حتمی فیصلہ فیروزہ کے حق میں سناڈالا۔

لئیق اور لعلین نے اس معاملے کو جب گھر کے بڑوں سے ڈسکس کیا تو سب ہی اس پر متفق ہوئے کہ دونوں بچوں کی رضامندی سے انکا عقد کروادیا جائے۔

فیروزہ کے لیے اس طرح کے رشتے کو بنانا زیادہ مشکل تھا کیونکہ وہ بہت بڑے حادثے سے گزری تھی، ایسا حادثہ جو اسکے اپنے وجود کو اسکے لیے ناپسند کر چکا تھا۔

شادی دونوں کی کچھ سال بعد کرنے کا فیصلہ ہوا کیونکہ خود فیروزہ کی خواہش تھی کہ وہ اتنی جلدی اس رشتے کے لیے خود کو تیار نہیں کر سکتی۔ لہذا علی اور فیروزہ دونوں کی خوشی کو مد نظر رکھتے ہوئے جندل محل میں ہی دونوں کے نکاح کی شاندار سی تقریب ہوئی جس میں لعلین نے اپنے

ہونہار سٹوڈنٹ علی کا بھی سب سے تعارف کروایا، وہ ایک بہترین لڑکا تھا اور اپنی عمر سے بڑے تجربے رکھتا تھا سو سب ہی فیروزہ کے لیے بے فکر ہوئے۔

سب سے زیادہ خوش تو عدن تھی، وہ بچی یوں تھی جیسے خوشی سے اسکے زمین پر پیر نہ ٹکے ہوں، پہلے لعلین اور لئیق جیسے ممی بابا کا مل جانا، ایک بھری فیملی اور پھر فیروزہ جس کے ساتھ وہ جذباتی اٹیچ تھی وہ بھی اپنے پرنس کی ہو گئی۔

نمرہ اور ساحل جیسے ساتھ پیارے لگتے تھے ویسے مانی نے یہ تین سال اپنا پئیر عدن کے سنگ بنانا تھا کیونکہ پہلے ہی دن عدن کی مانی سے اتنی اچھی دوستی ہو گئی کہ اب تو دس دن بعد وہ فیروزہ اور لعلین کو کم مانی کو زیادہ یاد کرنے لگی، ویسے بھی مانی میں یہ خاصیت تھی کہ وہ کسی کی بھی فیورٹ بن سکتی ہے۔

علی نے یہ نکاح کر تو لیا مگر اس نے لعلین سے یہی کہا کہ جب تک فیروزہ اس رشتے میں کمفرٹیبل نہیں ہو جاتی وہ صرف اسکے عقد میں ہی رہے گی، اور خود فیروزہ کے لیے یہ سب اسطرح آسان رہا۔

مانی اور نمرہ نے اپنا تیسرا پارٹنر فیروزہ کو بنایا تو اسے بھی نمرہ اور مانی جیسی ہم عمر دوستیں مل گئیں، نکاح کے بعد خود لعلین نے علی اور فیروزہ کی ملاقات ارینج کروائی اور فیروزہ کو علی کے ساتھ ڈنر کے لیے جانے پر منایا، وہ ہر گز اس پر آمادہ نہ تھی مگر لعلین نے اتنے پیار سے عدن کی سفارش ڈلوائی کہ فیروزہ انکار نہ کر سکی اور خود علی کو یوں فیروزہ کے ساتھ ڈنر کرنے میں کوئی مسئلہ نہ تھا بلکہ وہ خود چاہتا تھا انکی کم از کم تھوڑی بہت بات چیت شروع ہو تاکہ وہ ایک دوسرے کو سمجھنے کی شروعات کر سکیں۔

ڈنر کے لیے لعلین نے ہی ریسٹورنٹ ریزرو کروایا تھا اور پورے ہال میں صرف فیروزہ اور علی ہی تھے، باقی پورا ایریا خالی تھا شاید وہ سارا ہی ان دو کے لیے ریزرو کروایا گیا تھا۔

فیروزہ گھر سے باہر آئی تو اس نے عبایہ پہن رکھا تھا اور بہت پیارے طریقے سے وہ حجاب لیتی تھی اور نکاح کے وقت بھی وہ حجاب میں تھی، علی نے بہت غور سے اس لڑکی کو آبزرو کیا تھا جو کافی دیر سے خاموش تھی، جندل محل سے یہاں تک ڈرائیونگ کے بیچ وہ یوں چپ رہی جیسے بولنا اور سننا سرے سے جانتی ہی نہ ہو۔

نظریں نیچی رکھے ہوئے، خاموش، گم سم، گم گو اور نفیس کردار کی مالک، جس کو دیکھ کر ہی آنکھوں میں نرم تاثر جاگا، جیسے اس شخص کا اس لڑکی سے جڑا یہ تعلق کوئی عام نہیں بلکہ خاص ہے۔

علی نے ویٹر کے آکر آرڈر لینے کے بعد اپنی اس لڑکی کی معصومیت سے کافی بار چرائی آنکھیں اس بار مستقل فیروزہ پر جمائیں، اول تو وہ اسے دیکھ نہیں رہی تھی مگر علی کو اسے بھرپور دیکھنے میں اچھا محسوس ہوا۔

" میں نے اپنی پسند کا کھانا آرڈر کر دیا، تمہیں کوئی ایشو تو نہیں "

علی کے یکدم مخاطب ہونے پر فیروزہ گھبرا گئی، اسکی بھاری مگر نرم آواز کان میں پڑتے ہی ڈر کر نظر لحظہ بھر اٹھا کر نفی میں گردن ہلاتے ہی واپس جھکائی جو علی کے ہونٹوں پر نرم سی مسکراہٹ جگا گیا، اس کے ہر موں سے سمٹاپن، معصومیت اور احتیاط جھلک رہی تھی۔

"گڈ، تم پوچھو گی نہیں کہ میں کیسا فیل کر رہا ہوں؟"

علی نے پھر سے اسکو دیکھتے مخاطب کیا جو شش و پنج سے زیادہ بوکھلاہٹ میں مبتلا تھی، پھر دوسری بار بھی علی کے پکارنے پر اسکے جسم کا رواں رواں لرزا، یوں کسی مخالف جنس کا اتنے پیار سے پکارنا بلکل ناممکن سے خواب سا تھا، کیونکہ مرد کا وہ بہت گندا روپ دیکھ اور سہہ چکی تھی لیکن لئیق ایزد سے ملنے کے بعد اسے یہ یقین بہت پہلے ہی آ چکا تھا کہ سب مرد ایک سے نہیں اور یہ علی بھی خاص تھا۔

"...جی"

فیروزہ کا تاثر ایسا تھا جیسے وہ علی سے اس سوال کی توقع نہ رکھتی ہو، علی کے مخص دیکھنے پر ہی فیروزہ کے ہاتھ پیر ٹھنڈے اور آنکھوں میں آنسو جمع ہونے لگے۔

"پر سکون رہو فیروزہ، گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر تم مجھ سے بات کرنے میں کمفرٹیبل نہیں تو میں خاموش ہو جاتا ہوں.."

اسکی جذباتی کیفیت کے روبرو علی نے ہی معذرت کرتے اپنے اول ہی بے تکلف سوالوں کی شدت کم کی پھر بھی ان کانچ سی آنکھوں میں جمع ہوتے آنسوؤں کو جذب ہونے میں کافی ساعتیں لگ گئیں، یہاں تک کہ ویٹر انکا کھانا بھی سرو کر گئے، شاید فیروزہ ہنوز خود ترسی، تکلیف اور اجنبیت کے کرب سے دوچار تھی جو علی کو بے آرام کر رہا تھا۔

"کھانا شروع کرو.."

علی نے تھوڑا سا سیلڈ اپنی پلیٹ میں لیتے پاستہ ڈالا جبکہ فیروزہ سے یوں کھانا کھانا تو دور بیٹھنا محال تھا۔

آپ م۔مجھے واپس چھوڑ آئیں پلیز۔۔۔۔مجھ سے کھانا نہیں کھایا جائے"
"..گا، بھوک نہیں ہے

فیروزہ کے روہانسے ہو کر اگلے ہی لمحے رو دینے پر علی عثمان کا تاثر ساکن آیا، بلکہ فیروزہ کے رخسار جس شدت سے آنسوؤں کے ٹپکنے سے سرخ ہوئے اسے اپنی نشت سے اٹھ کر فیروزہ کے ساتھ رکھی کرسی پر بیٹھنا پڑا جو اسکے بیٹھتے ہی مزید برار وتی اپنے دونوں ہاتھ مسلنے لگی، اور وہ تھوڑا سا رونا شدید گریہ وزاری کا روپ بدل گیا۔

یہاں ایسے روگی تو سب سمجھیں گے تمہیں زبردستی لایا ہوں اور مفت"
میں مجھ مسکین کی یہ بڑے لوگ چھترول کر دیں گے، تم جانتی نہیں ہو کیا عورتوں کے کتنے حقوق ہیں، تھوڑا سا کھالو پھر چلتے ہیں۔ایسے اچھی بات
"..نہیں کہ کھانا ضائع ہو

علی کے نرمی اور غیر سنجیدگی سے کی سرگوشی پر فیروزہ کے آنسو تو تھمے اور علی نے اسے خود کھانا بھی سرو کیا مگر اب وہ اسکے پاس بیٹھے ہونے کے سبب پریشان تھی۔

"..آ۔۔آپ وہاں بیٹھیں پھر"

فیروزہ نے بنا دیکھے اٹکتی ہوئی آواز اور رندے لہجے میں علی کے سحر سے خائف ہوتے التجاء کی جو اسکے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلا گئی۔

"ٹھیک ہے میں وہاں بیٹھ جاتا ہوں لیکن دوبارہ تم روئی تو تمہاری ہی کرسی پر ایڈجسٹ ہو جاوں گا پھر مجھے کچھ مت کہنا.."

علی کی شوخ دھمکی کا اثر فیروزہ کی نم نم آنکھوں کی دلفریبی بڑھا گیا جو علی نے اسکے سامنے واپس کرسی سنبھال کر براجمان ہوتے فرصت سے دیکھیں، ان آنکھوں کی خوشی پر علی کو بھی خوشی ہوئی۔

وہ کھانا تو کھا رہی تھی پر اتنی احتیاط اور نزاکت کے ساتھ کہ علی کو الجھن ہو رہی تھی کہ بس نہ چلا خود اسے بڑی بڑی بائیٹس کھلانے لگے۔

بڑی دقت سے علی نے اپنی نظر فیروزہ سے ہٹا کر اسکے سفید دودھیا ہاتھوں پر ڈالی، رگوں کی نیلاہٹ سے لے کر جلد کی تہہ میں دوڑتے خون کی گردش تک اسکے ملائم ہاتھوں سے محسوس کی جا سکتی تھی، باقی اپنے سر اپنے کی ڈھیر ساری اعنائی تو فیروزہ نے بھرپور کس کر چھپا رکھی تھی لیکن یہ سچ تھا وہ واقعی خوبصورت کے ساتھ بہت معصوم سی لڑکی تھی۔

چڑیا سے مقابلہ جاری ہے کیا، اچھے سے سپون پر کھانا چڑھا کر کھاو لڑکی۔"

یہ سب ہم نے ہی فنش کرنا ہے اور تم کھانے کو کھا کم سونگھ زیادہ رہی ہو.."

علی سے پھر بھی رہا نہ گیا سو کھانے کو ترساتی اس لڑکی کو نرم سا ڈانٹ بیٹھا جو دم سادھے جو تھوڑا کھا رہی تھی وہ بھی افسردہ ہوئے چھوڑ بیٹھی۔

آنکھیں تھیں کہ پھر سے چھلکنے کو بے قرار۔

"..اچھا اچھا رونا مت پلیز، جیسا کھا رہی ہو آرام سے کھاو"

پھر سے اسکے آنسو دیکھنے کی علی کو بلکل طلب نہ تھی تبھی فوری اپنے کہے کی تلافی کیے وہ خود بھی کھانے پر دھیان لگا چکا تھا مگر خدا گواہ تھا کہ اس آدھے گھنٹے کہ بیچ علی کی توجہ لمحہ بھر بھی اس پیاری سی معصوم لڑکی سے ہٹی ہو۔

کھانے میں مرچ تھوڑی تیز تھی جسکا اثر فیروزہ کے ہونٹوں پر ہو کر اسے لال رنگ دے چکا تھا، ہونٹوں پر رینگتی مسکراہٹ دباتا وہ کیوٹ لگا کیونکہ فیروزہ اپنے نام کی طرح الگ تھی، عام لڑکیوں سے ہزار گنا مختلف۔

اور اسکے بے داغ اور کم سن حسن سے نظریں چرا پانا اس بندہ بشر کے لیے جان جوکھم کا کام تھا۔

اللہ اللہ کر کے فیروزہ نے کھانا کھایا اور ساتھ دگنا پانی پی کر اپنے پیٹ کی ٹینکی بھی فل کی تاکہ علی اسے کچھ اور نہ کھانے کا کہہ دے اور جتنے گلاس وہ پانی پی چکی تھی اب تو علی تو فکر تھی کہ فیروزہ کو یہیں لیڈیز ٹوائلٹ کے باہر ہی خیمہ نہ لگانا پڑے۔

خیر ایک گھنٹے تک وہ ریسٹورنٹ سے باہر نکلے تو موسم پھر سے ابر آلود سا ہو رہا تھا، ٹھنڈی ہوائیں زور و شور سے چل رہی تھیں، جب وہ آئے تب تو بارش نہیں تھی صرف سرد ہوا تھا مگر اب واپسی پر ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں میں بارش کے قطروں کی نمی موجود تھی۔

ریسٹورنٹ کی پارکنگ تک وہ دونوں پیدل ہی خاموشی سے چلتے ہوئے پہنچے اور گاڑی کے قریب جا کر فیروزہ ایک طرف ہو کر رکی تاکہ علی فرنٹ سیٹ سنبھال لے۔

"کچھ اور کھاؤ گی؟"

کار کا دروازہ کھول کر اسے واپس بند کرتے علی نے بھرپور توجہ سے اس کھوئی کھوئی فیروزہ سے پوچھا جس نے فوری سر کو نفی میں ہلایا بلکہ کھانے کی آفر اسکے لیے یوں تھی جیسے وہ اس سے نا جانے کیا خطرناک مطالبہ کر بیٹھا ہے۔

"..میری طرف دیکھو"

علی کے پکارنے پر فیروزہ نے بہت مشکل سے سر اٹھائے اس لمبے چوڑے شخص کے سینے کو مرکوز کرتے مزئد خود میں ہمت انڈیلتے آنکھوں میں آنکھیں گاڑیں۔

"..بیٹھو بتاتا ہوں"

پہلے اسکی طرف جا کر کار ڈور اوپن کیے فیروزہ کو بیٹھنے کا کہا پھر گھوم کر دوسری طرف سے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔

گاڑی سٹارٹ ہوئی تو ساتھ ہی ہلکی پھلکی بارش کی بوندیں بھی ٹپکنے لگیں، رات کے پہر اس طرح کی خاموش بارش فیروزہ کے ہونٹوں پر بہت مختصر مسکراہٹ لائی جو علی کی نظروں سے چھپ نہ سکی، وہ اس کو پکارنے کے لیے اسے سرسری سا دیکھنے لگا تھا پر نظریں ہٹانا لمحہ بھر بھولا۔

تھوڑے سے کھلے گاڑی کے گلاس کے پاس سرکتی فیروزہ کی ہتھیلی جلد ہی بھیگ گئی اور اپنی نرم ہتھیلی پر پڑتی بارش کی یخ ٹھنڈی پھوار پر فیروزہ

ارد گرد سے بیگانی ہوئی، اسے ہوش ہی نہ رہا کہ کوئی اسکے پاس اسے بار بار دیکھنے کو چہرہ پھیرتا ہے، پھر پراسرار سی مسکراہٹ دیے واپس اس سفر کی دلکشی میں کھو جاتا ہے۔

"..ہاتھ اندر کر لو، اور ونڈو بند کر دو"

علی کے نرمی سے پکارنے پر فیروزہ نے فوری ہتھیلی پیچھے کھینچی مگر ونڈو بند نہ کی، بارش کے قطروں سے بھری پھوار میں اسے مزید رہنا تھا۔

"..اتنی سی رہنے دوں کیا؟ میرا دم گھٹتا ہے بند جگہ پے"

سہم کر علی کی طرف دیکھتی وہ اتنا مدھم بولی کہ وہ بمشکل سن سکا، اسکے دم گھٹنے پر فطری متفکر ہوئے سر ہلایا۔

ہاں پھر کھلی رہنے دو لیکن تھوڑی میری طرف ہو کر بیٹھ جاو ورنہ تم"

"..آدھی بھیگ جاو گی

بارش کی پھوار آدھی کھلی ونڈو سے بھی اندر آرہی تھی تبھی جب فیروزہ نے زرا سرک کر علی کی طرف ہو کر بیٹھنا چاہا تو اسکے کندھے سے کندھا مس ہونے پر وہ فوری واپس اپنی جگہ ہوئی۔

"کیا مجھ میں برقی کرنٹ دوڑ رہا ہے، تمہیں کچھ نہیں کہوں گا دیکھو آدھا حجاب بھیگ چکا ہے تمہارا.."

علی کے منہ بسورنے پر فیروزہ کی آنکھیں پھر سے بھیگیں، کیونکہ کھڑکی کی طرف سے آتی بارش کی بوندیں اسکو آدھا بھیگا چکی تھیں اور تبھی علی نے گاڑی سڑک کنارے روکی اور سیٹ بیلڈ کھولے زرا فیروزہ کی طرف جھکتے ونڈو کلوز کی۔

بند ہوتی ہوا پر فیروزہ نے بے ساختہ علی کی آستین مٹھی میں جکڑی، جو اسکے چہرے کے قریب چہرہ لے جا کر روکتا اس لڑکی سے اٹھتی بہت ہی دلکش مہک میں لمحہ بھر پیچھے ہٹنا ہی بھول گیا۔

"..م۔۔میرا دم گھٹے گا پلیز کھلی رہنے دیں"

فیروزہ کے تڑپ اٹھنے پر علی نے اس سحر کے چکنا چور ہونے پر خود کو ہوش دلائے اس سے دور ہوتے اپنی طرف کی ونڈو کھول دی جس سے ہوا واپس کر اس ہونے لگی اور اپنی جیکٹ اتار کر فیروزہ کو پہنائی اور خود وہ ہلکی ہلکی بارش مزے سے انجوائے کیے گاڑی واپس سٹارٹ کر دی۔

اپنے گرد علی کی جیکٹ کا حصار اور حدت فیروزہ کی آنکھوں میں الوہی چمک جگا گیا، دونوں ہاتھوں سے جیکٹ کے کنارے جکڑے اس نے اپنے بانکے وجود کو چھپانے کی کوشش کی مگر پھر علی کی طرف کھلی ونڈو سے آتی پھوار اور ٹھنڈک پر اسکی آنکھیں پھر سے دھندلائیں۔

"..اب آپ بھیگ جائیں گے، سوری میری وجہ سے"

فیروزہ نے اسکی شرٹ کی آستین کو گیلا ہوتے دیکھ کر دکھ سے کہا مگر وہ اسے بات مکمل ہونے نہ دے سکا۔

"اٹس اوکے، مجھے ٹھنڈ سے ایسی کوئی الرجی نہیں کہ اتنے سے ہی متاثر ہو جاوں، لیکن تمہارے ہاتھ ناک اور ہونٹ جس طرح رنگ بدل چکے ہیں، شرطیہ مزید بھیگتی تو بیمار پڑ جاتی۔ اگر مناسب لگے تو حجاب کھول دو، اور کمفرٹیبل ہو جاو۔ بس ہم جلدی پہنچ جائیں گے.."

علی نے خود کی فکر کے بجائے فیروزہ کو جس تفصیل سے آبزرو کیے بیان کیا لمحہ بھر تو خود فیروزہ تھم گئی، کیا وہ اس قدر متاثر تھی؟ یہ شخص اسکے چہرے کے بدلتے ہر رنگ کو کیسے اس قدر تفصیلی جانچ چکا تھا؟ کتنے ہی لمحے فیروزہ کچھ بول نہ سکی، خدشہ تھا کہ آواز بھرا اٹھے گی۔ وہ اسکے ساتھ پر سکون تھی مگر حجاب کھولنے پر بھی وہ بے چین تھی۔

"..میں ٹھیک ہوں ایسے ہی"

فیروزہ چاہ کر بھی چہرہ پھیر نہ پائی کیونکہ اسے علی کی طرف کھلی ونڈو سے ہوا آتی محسوس ہو رہی تھی ورنہ اسکا سر چکرا جاتا اگر بند شیشے کی طرف چہرہ کرتی تبھی تو علی اسے باآسانی گاہے بگاہے دیکھ پا رہا تھا۔

کھول دو حجاب فیروزہ اس گاڑی سے باہر سے اندر کا کچھ نظر نہیں آتا،"

"..ریلکس ہو جاو

علی نے اسکی بے چینی بھانپے اصرار کیا تو فیروزہ نے چار و ناچار پن آپ کیا کس کے سیٹ حجاب کھولا اور سر کو اچھے سے ڈھانپتے ڈھیلے طریقے سے لے لیا مگر اب اسکے سمٹے بالوں کی لٹیں کھلے حجاب سے نا صرف باہر آ رہی تھیں بلکہ ان سے اٹھتی تازہ کیے شیمپو اور کنڈشنر کی مخمور خوشبو بھی گاڑی میں پھیل گئی۔

"بند جگہ پر ہوتی گھٹن کا مسئلہ کب سے ہے تمہیں؟"

علی نے اس خوشبو اور پھول جیسی موجودگی کے رعب سے خود کو بمشکل آزاد کیا اور اسکے سوال پر وہ جو کھلی کھڑکی پر نظر جمائے تھی فوری علی کو دیکھنے لگی۔

"..اس حادثے کے بعد سے"

فیروزہ نے یہ بتاتے نظر جھکالی۔

ہمم۔۔تمہارے ساتھ بارش میں لانگ ڈرائیونگ میری فیورٹ ہونے" والی ہے، تمہیں کیسا لگ رہا ہے.."

علی کے بات بدل دینے پر وہ نہ مسکرا پائی نہ جواب دینے کی ہمت بچی بس نظر جھکالی، اسے لگا جیسے علی نے ناپسندیدگی سے جان بوجھ کر بات بدلی ہو تبھی تو اس لڑکی کی خود اذیتی نے اسے علی کی بات کا مفہوم سمجھنے کی مہلت نہ دی۔

علی کو تو تب خبر ہوئی کہ وہ رو دی ہے جب اسکی نظر فیروزہ کی سرد ہتھیلی میں گرتے آنسو پر گئی۔

"روکیوں رہی ہو فیروزہ؟"

اسی آنسو کے قطرے سے بھیگی ہتھیلی علی نے جب اپنے ہاتھ میں لیے پوچھا تو فیروزہ کی آس بھری نظر اٹھی، سمجھ نہ پائی اس سکون بھرے ہاتھ تھامنے کا اظہار کیسے کرے۔

تمہیں ایسا تو نہیں لگا کہ میں نے برا مناتے ہوئے یا برا موڈ کرتے بات"

"بدلی ہے؟

علی نے ڈرائیونگ کی سپیڈ آہستہ کی کیونکہ آگے سیدھی روڈ تھی اور ٹریفک نہ ہونے کے برابر۔

فیروزہ نے فوری سر کو اثبات میں ہلایا، آنسو اب بھی ان کانچ اکھیوں میں رقصاں تھے، اذیت ہلکورے لے رہی تھی۔

ایسی بات نہیں ہے، میں اس سوچ میں تھا کہ تمہاری زندگی کی یہ گھٹن" کیسے ختم کر سکوں گا جبکہ میری اپنی زندگی بڑی کم سنی میں خالی ہو چکی ہے۔

نہ تم میرے ماضی سے لاعلم ہو نہ میں تمہارے سے، ہمیں عام کپلز سے

زیادہ ایک دوسرے کو سمجھنا اور جاننا ہے اور یہ میرے اور تمہارے لیے
بارہا مشکل بنے گا لیکن کوشش سے سب ممکن ہوتا ہے۔ تم میرے مزاج
کے مطابق اور موافق لگی ہو مجھے، اور مجھے بہت خوشی ہے کہ تمہارے اندر
اب بھی سب مکمل ہے، حیا، نسوانیت اور یہاں تک کہ معصومیت۔۔۔۔
جو ہوا اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں تھا اور یہ چیز میں تمہیں ہر روز بتانا چاہتا
ہوں، مجھے تم پہلی نظر میں اچھی لگی ہو، زندگی سے بھری ہوئی۔ سو تمہیں
کم از کم میرے سامنے خود میں چھپنے کی ضرورت نہیں۔ ہم دوست بن
جاتے ہیں اور جب تک تم رخصتی کے لیے ایزی نہ ہو جاو ہم اسی دوستی کو
جاری رکھتے ہوئے ایک دوسرے سے اپنی زندگی کے ہر سیکرٹ کو شئیر
کریں گے۔ میں خود دو تین سال اپنے کام کو وقت دینے کے بیچ صرف تم
سے دوستی انجوائے کرنا چاہتا ہوں۔ یعنی پہلے تم میری زندگی میں موجود
"..دوست کی کمی پورا کرو گی اور پھر ہم اچھے والے ہسبنڈ وائف بنیں گے

علی نے یہ سب اس قدر نرمی اور روانی سے کہا کہ فیروزہ کی ساری گھبراہٹ، اسکا ڈر اس میں دب سا گیا، روتی روتی وہ رونا بھی بھول گئی۔

"..ٹھیک ہے مجھے دوستی کرنی قبول ہے"

فیروزہ کا اعتماد بحال ہوا تو علی نے بھی مسکرا کر اسے دیکھتے سراہتی نگاہ ثبت کی اور پھر ڈرائیونگ پر توجہ دی جبکہ اپنا ہاتھ فیروزہ کے ہاتھ میں مقید رہنے دیا۔

"مجھے زیادہ نہیں تم سے بس اتنا درکار ہے کہ جب بھی ہم ملیں تم گھبراو گی نہیں اور رونا تو سرے سے ممنوع ہے۔ بس مسکرا کر بنا کسی خوف اور ہچکچاہٹ کے تم مجھ سے ہر طرح کی باتیں کرو گی، میں تمہیں سنوں گا اور تھوڑا بہت تمہارا سر بھی کھا لیا کروں گا۔ تم خود کو خوش قسمت مانو گی، ایک دوست کا مل جانا محبوب سے ہمیشہ بڑا فیض ہے۔ تو پھر آج سے ہم دوست بن گئے.."

ہاتھ تو وہ پہلے ہی تھامے ہوئے تھا سو فیروزہ کو اس سے وعدہ لینا ہی پڑا، ویسے بھی علی سے پہلی ہی ملاقات اور اسکی سنگت یوں تھی جیسے اسکے زخموں پر پہلے مرہم کی تہہ چڑھ گئی ہو۔

"...جی"

اس بار وہ خوش دلی سے مسکرائی اور علی نے اسکی مسکراہٹ بغور دیکھتے اعتراف کیا کہ یکدم اسکی ویران زندگی میں بہار آگئی ہے، مخالف جنس کی فطری کشش ہر مرد میں اللہ نے رکھی ہے اور پھر وہ بھی جوان خون تھا، اسے اپنے نام لگی یہ لڑکی ہر کمی کے قبول تھی اس لیے نہیں کہ وہ خود ادھورا تھا بلکہ اس لیے کہ دو ادھورے جب ملتے ہیں تبھی مکمل وجود میں آتا ہے۔ اور شاید فیروزہ اور علی کی خوشیوں کا وسیلہ بن کر اللہ لعلین ابراہیم کو بھی ڈھیڑوں رنگ لگانے والا تھا۔

.._____..

.... تین سال بعد

وقت گزرا، اور یوں پنکھ لگائے گزرا کہ کئی ماہ و سال نگل گیا، روتے ہوئے، ہنستے ہوئے زمین و زماں کے رنگ بدلتے گئے، کہنے کو تو یہ تین سال تھے فقط مگر جن پر گزرے وہی جانتے تھے کہ ملن و ہجر سے لے کر سکھ دکھ کی تمازتوں نے کیسا آزمایا ہے۔

لعلین کی پریگننینسی سوچ سے زیادہ دردناک ہوتی گئی تھی، اور ستم یہ کہ چار ماہ ہوتے ہی اسکے پین میں لافانی شدت بڑھی، بات یہاں تک پہنچ گئی کہ اس بچے کو ختم کر دیا جائے ورنہ ماں کی جان بچانی مشکل ہو گی، مگر وہ کیسے اس ظلم پر آمادہ ہوتی، جس سکھ کے لیے وہ پہروں تڑپی تھی اس کے لیے یہ چند ماہ کی اذیت معمولی تھی، اگر یہ کہا جائے کہ اسکی تکلیف نے لئیق ایزد کو بھی اخیر آزمایا تو غلط نہ ہو گا، یہاں تک کہ آخری دو ماہ میں لعلین کو بلیڈ نگ

تک سٹارٹ رہی جو اسکے بے بی کے لیے سراسر خطرہ تھی مگر وہ کہتے ہیں نہ اللہ جسے زندگی دے اسے موت کا سایہ بھی چھو نہیں سکتا۔

بہت منتوں اور دعاوں کے بعد اپنی ممی کو اخیر تکلیف سے گزارتے حُنین ایزد صاحب دھرتی پر تشریف لائے، ممی کو رلانے کی ڈھیڑوں تکلیف اپنی ننھی منھی پر لطف دسترس سے بھلادی، وہ خوبخو لئیق ایزد جیسا تھا، لیکن اسکی آنکھیں لعلین جیسی سنہری تھیں۔

دوماہ کچھ پیدائشی تکلیف کے سبب وہ سپیشل کیئر میں رہا تب بھی لعلین اور لئیق کا دل تکلیف میں رہا کیونکہ ممی کی طرح اسے بھی بہت سی تکلیف سے گزرنا پڑا۔

یہی نہیں ان تین سالوں میں بھجت اور سیلی کی زندگی میں جاسم آریز آفریدی، صبور اور دستگیر کی زندگی میں پیاری سی کسوی اور دوماہ کے مستقیم عالم، جبکہ صارم اور سدرہ کی زندگی میں موحد پرکاش صاحب کی انٹری ہوئی تھی۔

یہی نہیں لوئے اور لارا کے ہاں ٹونز کی پیدائش ہوئی تھی اور بریرہ بہزاد اور وہاج بہزاد نے ان دو کی زندگی کو مزید حسین کیا۔

جبکہ نیہا اور ہمایوں زندگی بھی انکے وارث تنیز کیانی نے آکر مہکائی اور لاڈلا بن کر ممی بابا کو اور قریب کرنے کا سبب بنا، ساحل اور نمرہ کو بھی اللہ نے تین ماہ پہلے ہی تیمور خان سے نوازا تھا۔

گویا سب بچوں والے ہو چکے تھے۔

عدن کی زندگی میں بھی یہ گزرے سال کسی خوبصورت جاگتی آنکھوں سے دیکھے خواب جیسے تھے، اتنے سارے بے بیز کو سنبھالنے کی ذمہ داری ویلی عوام یعنی فیروزہ، عدن اور مانی کی رہی، نمرہ اور مانی نے اپنا ماسٹر نا صرف مکمل کیا بلکہ بہت اچھے سے ماسٹر کر کے اس پڑھائی کے مرض سے ہمیشہ سے جان چھڑوالیں گئیں، مانی کی زندگی میں حنین اور آریز لاڈلے تھے مگر باقی بچوں کو بھی اسکا پیار خوب ملا۔

ساحل خان بھی خوش تھا کہ پڑھائی کے بیچ نمرہ کو ممی بننے کی مشکل سے گزرنا نہیں پڑا تھا بلکہ تیمور صاحب بڑے سمجھدار نکلے اور دونوں کی زندگی میں بہت فرصت کے بعد تشریف لائے، ویسے بھی نمرہ کی اتیج کے لحاظ سے بھی ساحل ہمیشہ سے فکر مند تھا اور یہی دعا کرتا تھا کہ اللہ انکو مناسب وقت پر ہی اولاد سے نوازیں سو تیمور صاحب کی پیدائش تک نمرہ پڑھائی سے فارغ ہو چکی تھی۔

لارا اور لوئے نے یہ تین سال بھرپور اپنے کام پر فوکس رکھا اور پھر ٹونز نے آکر بچاری لارا سے ریسٹورنٹ بھی چھڑوا دیے، دونوں کو سنبھالنا بہت مشکل رہا اور پھر وہ لوگ اکثر آسٹن جاتے رہے، بریرہ، ایمر سے بہت اٹیچ تھی، اور وہاج تو تھا ہی یارق کا فیورٹ سو آجکل بھی لوئے اور لارا اپنے ٹونز کے ساتھ آسٹن چھٹیاں منانے گئے ہوئے تھے اور جندل محل کا کھلا میدان عدن، حنین، کسوی نے دبوچ رکھا تھا، رہی بات مستقم میاں کی تو

انکوابھی ممی کو تنگ کرنے، کھانے پینے اور سونے کے علاوہ کچھ ہوش نہ تھی۔

گویا سبکی زندگی حسین ہو چکی تھی، یہ تین سال سب کے بہت اچھے گزرے اور بچوں کی پیدائش کے بعد مانی نے بھی خود کو سب میں مہارت سے مصروف کر لیا۔

فیروزہ اور علی کا اچانک بنتا رشتہ ان تین سالوں میں ایک اچھی دوستی میں بدل چکا تھا مگر یہ بھی حقیقت تھی کہ فیروزہ تو علی کی گرویدہ پہلی ملاقات میں ہی ہو گئی، جو محبت کا بیج اس شخص نے پہل کیے بویا وہ ان گزرتے سالوں میں تناور درخت بن چکا تھا، ایک ویک پہلے ہی لعلین نے فائنلی حنین کے خود کو کافی حد تک سنبھال لینے کے بعد واپس رائزنگ کلب بھی جوائن کر لیا تھا کیونکہ حنین سوا دو سال کا ہو چکا تھا اور بہت زیادہ ایکٹیو تھا، پیدائشی فائٹر پھر جسکی ممی کراٹے چمپئین اور بلیک بیلڈ ہو، ڈیڈی خطرناک قسم کا جاسوس ہو انکا بیٹا بھی خدا داد اصلاحتیوں کا ہی مالک ہونا تھا۔

پھر سب سے زیادہ خوش تو لال نور، فرہاد اور مریم صاحبہ تھیں جو اپنی اس عمر میں اللہ کی دی ان لاتعداد نعمتوں سے مسرور تھے۔

وہیں آریز کے آنے کے بعد مدیحہ صاحبہ نے بھی جیسے اپنے بیٹے اور شوہر کے دکھ کو رہا سہا بھلا ڈالا، پر دادی بننا انکے لیے بہت ہی پیاری کیفیت تھی۔

اور آریز بھی بہت سمجھدار بچہ تھا، حنین سے ایک ماہ بڑا تھا مگر دونوں ایک جیسے لگتے تھے۔

ساحل نے تین سال ڈیول کی جگہ کو بھرپور سنبھالا تھا، اپنی اس تین سالا سروس کے بیچ اس نے ڈیول کے نام پر آنچ نہ آنے دی، شازیہ صاحبہ کی صحت بھی اپنے بچوں کو دیکھ کر سنورتی گئی اور اب جب سے تیمور خان آیا تھا تب سے تو شازیہ صاحبہ کی رہی سہی اداسی بھی بھاگ چکی تھی۔

وہ اسے سارا دن سنبھال کر بھی نہ تھکتیں، اور نمرہ اپنی اس زندگی سے بے حد مطمئین تھی، امی کی خوشی، ساحل خان کا خوبصورت ساتھ، مانی جیسی دوست اور پھر اللہ نے منتوں مرادوں کے بعد شادی کے دو ڈھائی سال بعد اولاد بھی دی۔

اب تین سال گزر چکے تھے، سب کی زندگی رواں تھی مگر ان چاروں کی تو !اسی نقطے پر تھی جسے آغاز کہتے ہیں، مانی، شہریار، علی، فیروزہ۔۔۔۔۔

لیکن امید تھی کہ جلد ان چاروں کی زندگی کو بھی رنگ بخشے جانے والے ہیں۔

لئیق ایزد کی ذمہ داری ان تین سالوں میں جاری رہی، اکثر و بیشتر اوٹ آف کنٹری آنا جانا رہا، بلیک ڈائمنڈ کے سبب عائد ہوئے فرائض اس نے بھرپور جذبے سے ان سالوں بھی نبھائے اور فیملی کو بھی بھرپور وقت دیا۔ جبکہ دستگیر اور لوئے نے بزنس کا مکمل چارج لیا اور جب لئیق پاکستان ہوتا تو اسکا بھی آفس آنا جانا لگا رہتا ورنہ وہ گھر کو ہی وقت دیا کرتا۔

مانی کے لیے یہ تین سال بظاہر تو مشکل ثابت نہ ہوئے تھے کیونکہ وہ شیری کے بھیجے خط پڑھ کر اسے دیکھ اور سن کر اپنے اندر اکیلا رہنے کی ہمت جمع کر لیتی لیکن پھر بھی شہریار جدون کی کمی تو بہر حال اس میں اک صحرا نمودار کر چکی تھی۔

گزرے تین برس اسے پہلے سے دوگنا دلکش بنا گئے، شاید یہ جدائی کا حسن تھا کہ اس لڑکی پر توبہ شکن شباب اترا تھا، پھر خود کو ہمیشہ سنوار کر گرے آنکھیں سیاہ کاجل میں ڈبوئے رکھنا اسکی من پسند عادتوں کا حصہ تھا۔

لیکن اسکی اصل بہار تو شہریار جدون کی واپسی سے مشروط تھی جواب دور نہ رہی تھی کیونکہ دو دن بعد مانی اور شیری کی شادی کی تیسری سالگرہ تھی اور اسکا دل اسے بتا رہا تھا کہ وہ آنے والا ہے، کیونکہ ایک ہفتے سے شہریار سے اسکا ہر رابطہ ٹوٹ چکا تھا، نہ ٹک ٹاک پر ایکٹیو تھا نہ کسی میل سے کوئی اطلاع

دی تھی اور مانی کو یہی امید تھی کہ یہ غیر خاضری اس شخص کے ہمیشہ کے لیے میسر ہو جانے کی نشانی ہے۔

اور شہریار جدون کی حالت ان گزرے تین سالوں میں کیا رہی تھی شاید یہ وہی بیاں کر سکتا تھا۔

ایک ایسا شخص جسکی بہار اس سے بہت دور آباد تھی، ایسا شخص جو اپنی زندگی کے تین قیمتی سال ہجر کے عفریت کے منہ میں دے چکا تھا، جسکے دن رات پھیکے تھے، جس کی سزا نے ختم ہونے کے باوجود دل کے اندر ایک نئ دائمی سزا جگادی تھی، مگر اب کوئی ان کے بیچ آنے کی جرت نہیں کر سکتا تھا، کیونکہ ان دو کی آزمائش کے ختم ہونے کا وقت ہو چکا تھا۔

"I LOVE YOU beyond miles and time ,

Moon and back....

I Love You in the place where

Nothing exists but us"

موسم آج حد سے سوا خوبصورت تھا، جاتی گرمی کے کھٹی میٹھی خبس سے بھرپور دن جنکی دوپہریں سنگین مگر شامیں گداز تھیں پر آج خاص دن کے سبب شاید موسم کی راعنائیوں کو بھی سرور بخشا گیا تھا جو دھوپ کے پر حدت لمس بادلوں میں ملبوس تھے۔

رائزنگ کلب کے کوچنگ بینر کے پار لگے آرام دہ صوفوں پر وہ دونوں براجمان تھے اور حُنین کو کچھ اور فٹ بال ٹیم کے نئے سٹوڈنٹس کے ساتھ اچھلتا کودتا دیکھ کر مسکا رہے تھے، صبح کے لگ بھگ گیارہ کا وقت تھا۔

گزرے ماہ وسال میں لعلین ابراہیم پہلے سے زیادہ دلکش ہوئی تھی، سب سے بڑا چینج اسکے کندھوں سے کافی نیچے آتے بال تھے جنھیں اس وقت اس نے ڈھیلی سی پونی میں باندھا تھا اور ڈئزائنر لائیٹ سکائے بلو کھلے کرتے اور ٹراوزمیں صبح کی مانند تروتازہ لگ رہی تھی اور حُنین صاحب نے ممی کے ساتھ فل اپنی پینٹ شرٹ میچ کر رکھی تھی، ساتھ بیٹھے سلم فٹ جینز اور شرٹ میں ہم رنگے ڈریس کوٹ میں اپنی بڑھتی جوانی کے عروج پر براجمان وہ بندہ کافی ہنڈسم لگ رہا تھا۔

علی عثمان کی آنکھوں میں اب اداسی نہیں ہمہ وقت اک چمک براجمان رہتی تھی، علی کا آج کلب میں آفیشلی آخری دن تھا اور سب سٹوڈنٹس نے مل کر اپنے کوچ کے لیے گڈ بائے پارٹی ارینج کی تھی۔

ایس ایس پی ساحل خان کے تھانے میں اسے پروفیشنل ٹیم ممبر کی جاب مل چکی تھی اور تبھی اس نے یہاں سے مکمل اجازت لینی تھی۔

خود ساحل خان بھی اب آہستہ آہستہ واپس اپنی اصل جاب کی طرف جارہا تھا کیونکہ آئی بی برانچ کی جانب سے اسے شہریار جدون کی پراسرار واپسی کی خبر سب سے پہلے موصول ہو چکی تھی۔

لعلین نے علی سے سوال کیا تھا جس پر وہ تھوڑا سنجیدہ اور سوچ میں ڈوبا تھا، جندل محل میں علی اور فیروزہ کی شادی کی تیاریاں مکمل ہو چکی تھیں، آج مہندی اور کل بارات جبکہ بیچ میں دو دن کا گیپ تھا اور پھر ولیمہ تھا مگر اب تک علی نے جندل محل میں رہنے کے بارے کوئی رضامند جواب نہیں دیا تھا تبھی گھر کی سو تیاریوں کو چھوڑے لعلین اس سے بات کرنے کلب آئی تھی ورنہ وہ ہاتھ کم ہی آتا تھا

"بتاو علی کیا سوچا ہے تم نے؟"

لعلین کے دوبارہ سوال دہرانے پر علی نے چہرہ موڑ کر لعلین کو دیکھا۔

"آپکی بات درست ہے آپیا لیکن میں وہاں کیسے رہ سکتا ہوں، کمفرٹیبل نہیں ہو گا میرے لیے.."

لعلین اس کو تین سال سے جس فیصلے کے لیے قائل کر رہی تھی آج بھی اس میں مکمل کامیابی نہ مل سکی تھی۔

"دیکھو علی فیروزہ سے سب بچے بہت اٹیچ ہیں، نہ تو فیروزہ کا دل جندل محل کے مکینوں سے دور جانے پر رضامند ہو گا نہ عدن، بریرہ، وھاج، کسوی اور حُنین اسے کہیں اوجھل ہونے دیں گے۔ایسے میں فیروزہ کا تمہارے ساتھ کہیں اور چلے جانا سب کو ڈسٹرب کرے گا، یہاں وہ بچوں کے ساتھ رہتی ہے تو اپنی ذات کی کمی بھول جاتی ہے۔ویسے بھی اتنا بڑا جندل محل ہونے کے باوجود تم دو الگ رہو مجھ سے یہ برداشت نہیں"

لعلین نے یہ بات فیروزہ کے بحاف پر کی تھی کیونکہ کل رخصتی تھی اور فیروزہ جب سے دن طے ہوئے تب سے کچھ پریشان تھی، تین سال سے یہاں رہ کر اسے بھی اس گھر کی عادت ہو گئی تھی مگر وہ خود علی سے یہ نہ کہہ سکتی تھی تو لعلین سے اس نے یہ ڈسکس کیا۔

علی کسی سوچ میں گم تھا۔

لیکن آپیا ہم آپ سب پر بوجھ نہیں بننا چاہتے، میں نے گھر لے تو لیا"

"..ہے

علی نے ایک آخری بار گزارش کرنی چاہی۔

تو تم اسے رینٹ پر چڑھا دو، بزنس کا بزنس۔۔۔ تم اور فیروزہ میرے لیے"

بہت اہم ہو علی۔اب تو مجھے بھی ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے ہم فیروزہ کے

بغیر ادھورے ہیں۔ جس پیار سے اس نے سب بچوں کو سنبھال کر انکی ممیز

کو موج کروائی، اسکی یہ محبت اس درجہ خالی پن کی مستحق نہیں۔اور سب

سے اچھی بات یہ ہے کہ پھر تم دو کو کوئی بچہ ایڈاپٹ کرنے کی بھی

ضرورت نہیں ہو گی۔عدن تو ویسے بھی مجھ سے زیادہ فیروزہ کو ممی بولتی

ہے،اور یہ مسٹر، مس کسوی اور بریرہ تو فیروزہ کی کہانی سنے بنا بستر پر ٹکتے

"..نہیں

لعلین نے اس بار اصرار ہی اتنا زور آور کر دیا کہ علی جو حُنین کو پر فیشل کھلاڑی بن کر فٹ بال سے کھیلتا دیکھ رہا تھا، مسکرا دیا کیونکہ فیروزہ کے نزدیک جندل محل کے سب بچے کیا ہیں یہ وہ اچھے سے جانتا تھا، اور تو اور مستقم ابھی چھوٹا تھا تب بھی وہ صبور کے ساتھ ساتھ فیروزہ کا بھی عادی ہو چکا تھا۔

"فیروزہ یہی چاہتی ہے کیا؟"

علی کے سوال پر لعلین نے مسکرا کر سر ہلایا۔

"وہ تمہارے ساتھ اور ہم سبکے ساتھ جینا چاہتی ہے، لیکن اسے تمہارا خیال ہے کہ کہیں تم اسکی اس خواہش پر خفا ہو گئے تو وہ کیا کرے گی۔ جانتے ہو نہ وہ تم کو جن متبرک نظروں سے دیکھتی ہے وہ محبت اور عشق کے خالص جذبوں سے لبریز ہوتی ہیں.."

لعلین کے جواب نے علی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ اور دل میں راحت سرائیت کی۔

ٹھیک ہے مجھے کوئی اعتراض نہیں، اسکی خوشی کے لیے میں جندل محل کا"
فرد بننے کو تیار ہوں۔ فائنلی اس نے سفارش دلوادلوا کر عین وقت پر مجھے منا
"ہی لیا

علی کے فائنلی یوں مان جانے پر لعلین کی خوشی اسکے چہرے پر براجمان
ہوئی۔

اور مسٹر حُنین بھی فٹ بال پکڑ کر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھائے عین لعلین
اور علی کے پاس آکر رکے، گھر میں ہوتی کچھ دن سے چہل پہل نے بچہ
پارٹی کوالگ جوشیلا کر رکھا تھا۔

"..ممی کی جان تھک گئے ہو آپ"

حُنین کم گو تھا مگر سب کو بہت پیار کرتا تھا، لعلین کی گود میں آکر سر
گراتے جیسے اپنی تھکن بتائی، لعلین نے اسے اٹھا کر اپنی گود میں بٹھائے
گال چومی تو جناب نے فوراً سر ہلایا۔

اتنی دیر سے ہونہار پروفیشنل کھلاڑیوں کو دوڑا رہا تھا، تھکنا تو تھا ہے مسٹر "
فائٹر نے۔۔۔۔ہے نہ، میرا شاگرد ہے یہ آپکا پرنس، دیکھ لیں میری طرح
"..اس کھیل میں فاسٹ ہے
علی نے ہاتھ کا مکا بناتے حُنین کی طرف بڑھایا تو وہ دھیما سا مغرور
مسکرائے ویسے ہی ہاتھ کا پنچ بناتا ساتھ ٹچ کیے آگے سے ریسپانس بھی دے
چکا تھا۔

بھلے سواد و سال کا ہو گیا تھا مگر بولنے کے معاملے میں جناب بہت ڈیسنٹ
تھے، صرف ضروری بات کرتے، لعلین سے تو وہ بنا کہے بھی پیار کی زبان
میں باتیں کرتا تھا اور لئیق کی طرح حُنین کی عادت تھی وہ بھی لاڈ میں
لعلین کی ہتھیلی پر کس کرتا اور جب بہت خوش ہوتا تو ہگ، ابھی بھی لاڈ سے
ممی کی ہتھیلی چومتا وہ بہت ہی پیارا لگا۔

بالکل۔ میرا گڈ بوائے حُنین پر فیشنل فٹ بالر بنے گا۔اور اپنے ملک کا نام "
".. بھی روشن کرے گا

لعلین نے اسکو پیار سے دبوچتے گال سے گال ملائی جس پر وہ فوری لعلین کے ساتھ لگ گیا کیونکہ جناب کی بیٹری کھیل کود کر لو ہو چکی تھی۔

لگتا ہے تھک گیا ہے، چلو پھر تم اپنی گڈ بائے پارٹی انجوائے کر کے شام "
ٹائم سے پہنچ جانا کیونکہ مہندی تم دو کی کمبائن ہے، اور فیروزہ سے کال کر کے پوچھ لینا وہ کچھ سپیشل مہندی کی جیولری کا بول رہی تھی۔۔۔۔میں بھی نکلتی ہوں اسے بھی نیند آ رہی ہے، لنچ کرتے ہی اسکا سیلپ ٹائم ہوتا ہے۔ نہ سویا تو شام کو بے وقت بھنگی بنا پھرے گا اور مجھے فنکشن بلکل انجوائے "
.. کرنے نہیں دے گا

لعلین نے حنین کو ویسے ہی اٹھایا اور ہنس کر احوال سناتی گئی اور علی سے اجازت لیے کر واڈ ایریا سے پچھلی طرف نکلی، حُنین نے بھی کچھ آگے جا کر گود سے اتر کر ممی کا ہاتھ پکڑا اور آہستہ آہستہ چلتا پارکنگ تک آیا۔

ڈرائیو بابا نے دونوں کو آتے دیکھ کر باہر نکلتے ہی مسٹر حُنین کو اٹھایا اور اپنے ساتھ آگے بٹھایا جبکہ لعلین نے بھی ڈرائیو بابا سے باتیں کرتے اپنے شہزادے کو دیکھتے مسکرا کر پیچھے جگہ سنبھالی اور کچھ ہی دیر میں انکی گاڑی کلب سے باہر نکل گئی۔

..._____...

"..یہ تو بہت ایکٹیو ہے نمرہ، تم پر تو نہیں گیا"

بیڈ کے دائیں جانب مسلسل ہاتھ پیر چلاتے تیمور کی معصومانہ مسکراہٹ تکتی مانی نے اسکی موٹی موٹی گال پر جھک کر پیار دیتے اپنا کامداری جوڑا ستائشی نظروں سے تکتی نمرہ کو مخاطب کیا جو آگے سے مسکرا کر سر سری سا پلٹی اور خالہ جانی کے تیمور سے لاڈ ملاحظہ کیے، وہ لوگ آج فیروزہ کی مہندی

پر جانے والے تھے اور مانی نے اپنا، عدن کا، کسوی کا، نمرہ کا اور فیروزہ کا رات کے لیے سیم لہنگا اون لائن آرڈر کیا تھا۔ فیروزہ کا لہنگا کچھ زیادہ فینسی اور دلہن والی وائبز والا تھا جبکہ عدن، کسوی، مانی اور نمرہ کا بلکل سیم تھا بس کلر تھوڑے الگ تھے اور مانی نے سبکو اپنی طرف سے گفٹ دیا تھا، کسوی کا اور عدن کا تھوڑا بچوں جیسے ٹچ والا تھا جبکہ مانی اور نمرہ کا بہت حسین اور جاذب۔

ویسے بھی ان تین سالوں میں ان چار حسیناوں کا الگ ہی کمبو بن چکا تھا سو ان چاروں نے رات میں ایک جیسا لگنے کے پلین بنائے تھے تو کسوی کو بھی عدن کے ساتھ شامل کیا گیا تھا کیونکہ وہ بھی جندل محل کی باربی گرل تھی۔

سو نمرہ کو اسکا ڈریس پہنچانے کے بعد مانی کو دلہن کا، اور دونوں چھوٹی سی پریوں کا جوڑا بھی خود ہی جا کر پہنچانا تھا۔

"..مطلب تم مجھے سست اور نکما کہہ رہی لڑکی"

نمرہ کے پوچھنے پر مانی نے ہنس کر تیمور خان کی ممی کو دیکھا۔

"ہاں نہ میں اگر تم کو پش نہ کرتی تو تم ساحل صاحب کے ابھی تک کناروں پر بدروح بنی بھٹک رہی ہوتی۔اور تیمور صاحب تو ابھی آسمان پر ہی اٹکے ہوتے.."

آمنہ کی شرارتیں اور بے باکیاں اب تک ویسی ہی تھیں، نمرہ نے ہنس کر پلٹتے ہوئے مانی کو دیکھا، وہ آج بھی اسکے لیے جان سے پیاری سہیلی تھی۔

"بات تو تمہاری سچ ہے یارا، اوپر سے یہ تیمور صاحب بڑے نایاب پیس نکلے، اتنی کوششیں تو بلب بنانے والے سائنسدان نے نہیں کیں جتنی ہم نے اس دولت کو پانے کی کیں۔ میں تو اس فکر میں ہلکان ہوں کہ تمہارا کیا ہوگا لڑکی۔ نزاکتیں تو تمہاری مجھ سے دگنی ہیں.."

نمرہ کی فکر سن کر آمنہ نے تیمور سے کھیلنے کے بیچ ہی مسکراہٹ دبائی اور پھر اپنی شہادت کی انگلی تیمور کی ننھی سی ہتھیلی میں پکڑائے پاس ہی دوسری جانب آکر بیٹھتی نمرہ کو مبہم متبسم نگاہ میں لیا۔

"کبھی کبھی میں بھی یہی سوچتی ہوں، لیکن پھر سب سوچیں کہیں پیچھے رہ جاتی ہیں۔ سب کو ممیز بنتا دیکھنے کے بعد یہ خواہش میرے اندر بھی آچکی ہے اور جب اللہ چاہیں گے ہزار نزاکتوں اور ہیلتھ ایشوز کے باوجود میں بھی اس فیز کو اچھے سے ہنڈل کرلوں گی لعلین آپا کی طرح۔ لیکن ابھی تو مجھے بس شیری کے ساتھ فل انجوائے کرنا ہے کچھ سال اور کچھ نہیں.."

مانی کی خواہش اور اسکے لہجے سے الفاظ تک صرف شہریار جھلکتا تھا اور نمرہ کو ان تین سالوں کے بیچ مانی کی ہمیشہ خود سے زیادہ فکر رہی تھی بلکہ دونوں میاں بیوی کو۔

"اتنی لمبی جدائی کے بعد جو تم دو کے جذبات جمع ہوئے ہیں، ممکن ہے جلد ہی مجھے بھی خالہ بننے کا شرف مل جائے کیونکہ اب تم ہم سب میں سے کسی

کو میسر نہیں رہنے والی کچھ عرصہ۔اپنے ماں بننے سے زیادہ مجھے تمہارے ممی بننے کا انتظار ہے اور تم جانتی ہو میں نے اور ساحل نے یہ تک سوچ لیا ہے کہ اگر اللہ نے تم کو اور شیری بھائی کو کوئی بیٹی دی تو ہم پیدا ہوتے ہی اسے تیمور خان کے لیے مانگ لیں گے"..

نمرہ کا اتنے آگے تک کا پلین سن کر مانی حیرانگی سے نمرہ کو دیکھ رہی تھی، بھلے وہ مانی کے بعد سہاگن بنی ہو لیکن اب آمنہ سے دگنی تجربہ کار تھی۔

"یار ابھی سے بے بی نہیں چاہیے، پہلے تو تین سال کی تلافی ہونی چاہیے نہ۔ اتنا سارا مس کیا اسکا بدلا چکایا جائے گا پھر کہیں بے بی۔۔۔۔سچ پوچھو تو جتنا وقت میں نے شہریار کے بغیر گزارہ ہے اب میں کچھ وقت تک اپنے اور انکے بیچ بے بی تک کو برداشت نہیں کر سکتی۔ایسا سمجھو یہ جدائی مجھے اندر باہر سے خالی کر چکی ہے، انکی محبت، توجہ اور موجودگی کو ترس چکی ہوں".. مانی کے لہجے میں اذیت سی اتری تو نمرہ نے اسکو نرم نظروں مئں مقید کیا۔

اللہ نے جدائی کے یہ سال ختم کر دیے میری جان، بے فکر ہو جاو۔ میں "
نے بس تم کو اپنی اور ساحل کی خواہش بتائی ہے اور خبر دار جو تم دو نے اپنی
فیوچر بیٹی کو کہیں اور دینے کا سوچا۔۔۔۔۔وہ جب بھی آئے میرے تیمور کی
"..امانت کہلائے گی

نمرہ نے اسے سڑے موڈ کو اپنی شرارت سے قدرے بحال کیا تھا اور وہ
من ہی من میں اس لیے بھی دلربا بنی مسکرائی کیونکہ ابھی تو اسے شہریار
جدون کی وائف بننے تک کا ٹھیک سے شرف نہیں ملا تو یہ سب تو بہت بعد
کی باتیں تھیں، اسکے دل کی دھڑکن آجکل معمول سے تیز رہنے لگی تھی،
شاید اس جان سے پیارے شخص کی واپسی کا سحر ابھی سے آمنہ شہریار
جدون کے سر پر چڑھے بول رہا تھا۔

اوکے بابا، دیکھ لو تیمور خان اپنی بے صبر ماں کے لچھن، تم سے اس بندی" نے ابھی سے عیاشی چھین لی۔۔۔۔بچارا دل ہی دل میں سوچ رہا ہو گا کن ".. سر پھری سہیلیوں میں آپھنسا ہے

تیمور کے واقعی چہرے پر حیرانگی بھرے تاثرات تھے تبھی تو دونوں ایک جیسا ہنس پڑیں، تیمور کے ساتھ وہ اکثر آکر وقت گزارتی تھی اور پھر شازیہ آفندی نے مانی کو لنچ سے پہلے نہ جانے دیا۔

وہاں سے وہ آفریدی حویلی گئی کیونکہ جندل محل وہ اب شام میں جانے کا سوچ چکی تھی پہلے گھر جا کر ممی بابا کو سی آف کرنا تھا کیونکہ وہ لوگ ہارون کی برسی کے لیے آج ہی صارم اور عینی کے گاوں جانے والے تھے، جاسم آریز آفریدی صاحب بھی ہمیشہ پھپھو کے منتظر ہوتے، اور مانی اسکے ساتھ کافی اچھا محسوس کرتی۔

آریز کافی شرارتی تھا، جتنا بھجت شریف، اور سیلی سمجھدار اور سگھڑ، بچہ جی نے آگے پیچھے کی ساری کسر پوری کر رکھی تھی اور مدیحہ صاحبہ کو سارا دن

وہ اپنے پیچھے دوڑائے رکھتا، ویسے بھی آفریدی حویلی کا ابھی تک وہ اکلوتا چشم وچراغ تھا، سیلی نے دوبارہ کنسیو کیا تھا اور ابھی دوسرا مہمان بھی کچھ ہی دنوں میں دنیا میں آنے کو تھا جبکہ لعلین نے حُنین کے بعد دوبارہ کنسیو نہ کیا کیونکہ اسکی پہلی ہر ٹنگ پر یگنینسی کی وجہ سے مزید بے بی پلین کرنا اسکے لیے سیونہ تھا نہ لئیق اسے مزید پہلے جیسی کربناک کنڈیشن میں دیکھ سکتا تھا سو لعلین اور لئیق نے حُنین ایزدعلوی پر ہی اپنی فیملی مکمل کرلی۔

سیلی کا آخری منتھ تھا تبھی آجکل وہ کمپلیٹ ریسٹ پر ہی تھی اور آریز کو بڑی دادو اور پھپھو ہی سنبھالتی تھیں یا وہ دوسری دادو لال نور کے پاس چلا جاتا تھا لیکن وہاں وہ بریرہ، کسوی اور حُنین کے ساتھ ساتھ عدن سے بھی شرارتیں کرتا اور ادھم مچادیتا، کسوی اور حُنین دونوں ہی امن پسند بچے تھے اور بریرہ بھی جبکہ وھاج بہزاد اور آریز آفریدی دونوں آفت اور شرارتی بچے تھے سو معصوم پلٹون ان سے زراڈر کر ہی رہا کرتی تھی۔

بریرہ اور وھاج تو آجکل نیو یارک میں ایمر کو پیارے ہوئے تھے سو آریز کا پارٹنر بھی موجود نہ تھا سو اسے تنگ کرنے کو بڑی داد وہی ملی ہوئی تھیں۔ مانی اسکے ساتھ لان میں ہی بیٹ بال کھیل رہی تھی اور سیلی، مدیحہ دونوں ہی لان میں ہی بیٹھیں دونوں کو دیکھ رہی تھیں۔

لڑکے تم جن ہو کیا، اتنی سی عمر اور زور دیکھو۔اب بال کون اٹھا کر لائے"
"..گا۔۔۔۔میں نہیں جا رہی میرے پیر تھک گئے

دو تین بار مانی پورچ کی طرف جاتے بال کو اٹھا لائی مگر آریز نے پھر سے گما کر گیند کو گیڈ تک پہنچایا تبھی تو مانی نے اس بار جانے سے منع کیا جس پر وہ ٹڈا خود بیٹ وہیں پھینکتے دوڑ کر گیند اٹھا کر لایا اور آکر مانی کے پاس کھڑے ہوتے اسکو پکڑایا۔

آاامیر اسو ہنا بچہ، تم جتنے شرارتی ہو اس سے دگنے کیوٹ ہو تبھی پیار" آجاتا۔ لیکن اب بہت ہو گئی مستی اب چل کر وہاں بڑی داد و اور ممی کے
"..پاس بیٹھتے ہیں

مانی نے اس سے بال لے کر وہیں لان میں گھومتے ویڈی کی طرف پھینکی اور خود اسے دبوچتی لان میں لگی کرسیوں کی سمت لائی۔

"سیلی ویسے جاسم آریز آفریدی سمجھدار بہت ہوگا، میں نے کہا میں تھک گئی تو خود بال اٹھا کر لایا۔ میرا کیوٹو بچہ ہے یہ بس کبھی کبھی باولے دوڑے پڑ جاتے ہے نہ جاسو.."

اسکو گود میں بٹھائے اسکا فیڈر تھماتی وہ ہنس کر بولی تو مدیحہ صاحبہ اور سیلی بھی مسکرادیں۔

"نئی بات سنو اسکی، کل نور لے کر گئی تھی اسے، دو منٹ کھلا چھوڑا تو بچارے مستقیم کو اپیل کھلاتا رہا ہے، یہ تو صبور نے دیکھ لیا تو بچت ہوگئی۔ میں تو ہنس ہنس کے دہری ہو رہی تھی۔ کہتی ہے میں کمرے میں گئی تو مستقیم کے پاس بیٹھ کر اسکے ہاتھ میں اپیل سلائس دے کر بول رہا تھا کھاو بے بی یمی ہے۔ اس نے اس کے منہ سے اپیل کا سلائس نکالا پھر اور مستقم میاں

بھی زمین سے ابھی پورے اُگے نہیں اور یارانہ لگالیا ہمارے افلاطون سے..."

مدیحہ صاحبہ کے بتانے پر جہاں وہ دبادبا مسکرایا وہیں سیلی اور مانی ہنس پڑیں۔

"ہاہانہ کریں دادو، یہ چھوٹے کاکوں کے لیے خطرہ ہے یعنی۔۔۔۔جاسو وہ تو چھوٹو بے بی ہے نہ، ابھی دودو کے علاوہ کچھ نہیں پی سکتا۔جب آپ جتنا ینگ مین بن جائے گا پھر آپ اسے سب کھلا لینا۔ٹھیک ہے نہ..."

مانی نے اسکا چہرہ اپنی طرف کیے سمجھایا تو جاسم آریز صاحب کی شرارتی ہنسی منظر عام پر تھی۔

"وہ مج شے مانگ لا تھا۔۔۔۔میں ن۔نے شئیر کیا اش شے.."

فیڈر منہ سے نکالتے ادھے ادھے لفظوں سے جناب نے اطلاع دی اور اتنی ننھی کیوٹ باتیں کرتا تھا کہ سب کو اس پر پیار آتا۔

میرا گڈ بوائے، شئیرنگ تو بہت اچھی بات ہوتی ہے۔ لیکن آپ اسکے "
تھوڑا بڑے ہونے کا ویٹ کرنا۔اب کچھ مانگے تو آپ کہنا نو پرمیشن
"..جونئیر۔۔۔۔کیا بولے گا جاسو
مانی نے اسکی گولو گولو گالوں کو کھینچتے جو بتایا اس رٹو طوطے سے فوراً پک کیا۔
"..جاسو نووو۔ پلمیشن ب۔۔بولے گا"
منہ کو مڑور مڑور کر جواب دیتے جناب اپنا فیڈر منہ میں ہی دبائے کرسی
سے اتر کر واپس ویڈی کے ساتھ کھیلنے لان میں دوڑ گیا اور اس آفت کی
ایک عادت یہ بھی تھی کہ جب سے اسے پیر لگے تھے ٹک کر فیڈر بھی
نہیں پیتا تھا۔
ہاہا سیلی آپکو نیو بے بی کا ایکسٹرا خیال رکھنا ہو گا ورنہ اس نے تو اسے پہلے ہی "
"..دن لنچ ڈنر کروا دینا ہے
مانی نے مسکرا کر لان میں دوڑتے آریز کو محبت سے تکتے سلینا کو دوستانہ
ہوئے خبردار کیا۔

مجھے بھی یہی ڈر ہے لیکن بہن بھائی کو بہت مس کرتا ہے، مجھے لگتا ہے بے بی گرل کے آنے کے بعد نہ صرف اسکی شرارت کم ہو گی بلکہ تنگ بھی نہیں کرے گا.."

سلینا کی نظر بھی اپنے گولے پر تھی، ویڈی کے ساتھ مستی کرتا اپنی ہی دنیا میں مگن تھا، ورنہ باقی سب بچے اس بھرے بھرے خوفناک سے کتے کے نزدیک بھی نہ سر کتے تھے پر یہ تو ویڈی کے کان تک مڑور ڈالتا تھا۔

ان شاءاللہ، تم بتاو شیری کی کوئی خیر خبر آئی۔ تین سال تو ہونے والے ہیں، پرسوں خیر سے تم دو کی شادی کو تین سال ہو جائیں گے۔اب تو اسے آ جانا چاہیے بچے.."

اس بار دادو نے پوچھا تھا، باقی سبکو شیری کے دور جانے کا علم تھا پر انکو نہیں تھا، وہ تو اپنی مانی کے بھی باقیوں کے طرح بچے دیکھنے کی منتظر تھیں۔

جی دادو آجائیں گے جلد، انکا کام بہت بڑی ہے سوا تنی بات نہیں ہوتی"
اوپنلی کہ میں آنے کا مقرر دن پوچھ سکوں۔ آپ فکر مند نہ ہوں، میں
ٹھیک ہوں .."

مانی نے سیلی کی طرف دیکھتے اسکے پر سکون و آسودہ اشارے پر اداسی میں مبتلا ہونے سے خود کو روکتے پر اعتمادی سے دادو کو جواب دیا پر وہ اب ان بہلاوں سے تھک چکی تھیں۔

پتا نہیں میں تمہاری اولاد دیکھ بھی سکوں گی یا نہیں، اللہ سے دعائیں کر کر"
کے تھک گئی ہوں۔ پتا نہیں کب تمہارا یہ انتظار ختم ہو گا۔۔۔۔ خیر میں زرا
ظہر پڑھ لوں .."

دادو کے افسردگی سے کہنے اور اٹھ کر جانے پر وہ اداس ہوئی تو سیلی نے اسکو اپنے پاس بلایا جس پر مانی اٹھ کر سیلی کے پاس ہی آرام دہ صوفے پر بیٹھی اور اپنا سر انکے کندھے پر ٹکایا۔

اداس مت ہوا کرو، اب تو اسکے آنے کے دن قریب ہیں میری جان۔۔۔"
دادو کی باتوں کو سیریس مت لو، بزرگ لوگ ایسے ہی فکر مند رہتے ہیں،
اب انکی صحت ایسی غیر یقین ہے کہ وہ خوفزدہ رہنے لگی ہیں، اپنے سب
بچوں کی خوشیاں دیکھنا چاہتی ہیں۔۔ تم تو انکے جگر کا گوشہ ہو، تمہاری
آنکھوں میں ٹھہری ہوئی شہریار جدون کی کمی انکو دیکھائی دیتی ہے تو کئی کئی
"..دن وہ سو نہیں پاتیں بس تبھی
سیلی نے اسکی اداسی کو پیار بھرے دلاسے سے کم تو کیا مگر خاطر خواہ فائدہ نہ
ہو سکا۔
سبکے سوال، سبکی فکریں، سبکی نظریں تھکا چکی ہیں مگر جب دادو یوں"
پوچھتی ہیں تو ہرٹ ہو جاتی ہوں، پہلے انہی کو سب سے زیادہ اطمینان تھا کہ
شیری چلے گئے چلو مانی کو وقت مل گیا اور اب وہی ہلکان ہیں۔ مجھے پتا ہے
انکی طبعیت صرف مجھے اکیلا دیکھ کر ہی آئے دن بگھڑتی رہتی لیکن میں کیا کر
سکتی ہوں، اتنے وقت سے خود کو خوش دیکھا دیکھا کر اب تو اداکاری بھی

فلاپ ہو چکی ساری۔ سالوں گزر گئے لیکن خدا کی قسم یہ آخری دن
"..گزارنے محال ہیں سیلی

مانی کے دل کی کیفیت سیلنا جانتی تھی اور جب مانی بہت زیادہ پریشان ہوتی تو سیلی سے ہی آکر یہ سب کہہ کر دل کا بوجھ بانٹتی۔

"تم بہت بہادر ہو مانی، اب آخر وقت میں ہمت مت ہارو۔ اگر اس نے وعدہ کیا ہے کہ وہ تیسری اینورسری پر تمہارے ساتھ ہو گا تو یقین کرو وہ اپنا وعدہ ہر صورت نبھائے گا بس کل کا دن رہ گیا جدائی کا اور یہ بھی فیروزہ کی
"..شادی کی تقریب میں وقت گزر جائے گا

سیلی کی اس یاد دہانی پر مانی کا سست پڑتا دل جیسے تقویت پا گیا، یہ تو وہ بھی جانتی کہ شہریار جدون کم از کم اس سے کیے ہر وعدے کو ضرور نبھاتا ہے۔

"ان شاءاللہ سیلی، اگر کل واقعی جدائی کا آخری دن نہ ہوا تو میں خود بھی نہیں جانتی کہ کتنی ٹوٹ بکھر جاوں گی، کیونکہ دل کو یہی ڈھارس سنبھالے ہوئے ہے"..

مانی کی آواز یہ کہتے لرزی اور آنکھیں جھکیں جیسے اس نے دقت سے آنسو چھپائے ہوں۔

"یقین رکھو اسکے آنے کا، اب میری بات سنو۔۔۔ابھی گھر جانے سے پہلے سیلون جاو اور اچھا سا نیو ہیر کٹ لو کیونکہ تمہارے بال کافی رف ہو رہے ہیں، سکن بھی کافی ڈرائے ہو رہی تمہاری، جیسے اپنا بلکل دھیان نہیں رکھ رہی، اور یہ دیکھو ہاتھ بھی ڈرائے ہو رہے، مینی پیڈی لازمی لینا۔اور میری مانو بالوں پر کیروٹین کروالو، اپنے آپ کو تھوڑا گروم کرو۔اس کے لیے خود کو اچھے سے سجاو، دل کو اسکے آنے کی پر یقین امید دلاو۔۔۔۔۔بالکل ویسے سجو جیسے نئی نویلی سہاگن سجتی ہے۔تاکہ وہ آئے تو تمہاری آنکھوں میں ٹھہری یہ اداسی نہ دیکھ پائے.."

سیلی کی تاکیدوں پر اسکی گرے آنکھیں جو نم تھیں، چمک کر چہرے پر پھیلی مسکراہٹ سے ملیں۔

جیسا آپ کہیں سیلی، لیکن پلیز میرے لیے دعا کیجئے گا کہتے ہیں اس حالت "
میں دعا رد نہیں ہوتی، دعا کریں کہ وہ میرے پاس اب جلدی واپس
آجائیں۔ میں کچھ دنوں سے واقعی بہت اداس ہوں، خود کو دیکھنے سننے کا دل
"..نہیں چاہتا
سیلی سے اسکا یوں دعا کے لیے کہنا اسے بہت آزردہ کر گیا، مانی کی گال
سہلائے سیلی نے اسے واپس خود سے لگایا جیسے کہہ رہی ہو میری ساری
دعائیں اب تمہارے لیے ہی ہیں۔

چونکہ مہندی تھی آج اور مانی کو ابھی ڈھیروں کام تھے سو وہ دس منٹ ہی
بیٹھی اور پھر ڈرائیور انکل کے ساتھ واپس چلی گئی اور وہاں سے وہ سیلی کی
تاکید پر سیلون گئی، ویسے بھی اسے جانا تھا رات کے فنکشن کے لیے بھی کافی
کچھ کروانا باقی تھا۔

.._____..

لئیق اور دستگیر ہوم آفس میں ہی موجود تھے، کچھ اہم ڈسکشن جاری تھی،
صوفے پر آرام دہ طریقے سے براجمان لئیق متفکر بھی تھا۔
دستگیر نے کچھ ای میلز لئیق کو دیکھائیں اور وہ انہی کو ریڈ کر رہا تھا۔
اوہ تو یہ پلین تھا، لیکن یہ سب بہت احتیاط اور طریقے سے ہوا ہے دستگیر"
عالم تبھی کوئی وبال نہیں مچا۔ شیلے جیکسن کی موت بلکل ایسی ہوئی کہ واقعی
لگا رہا ہے کہ وہی مرا ہے نہ کہ اسکے بہروپ میں کوئی اور، تمام میڈیکل
رپورٹس سے لے کر اسکی تدفین تک ہر کام اسی طریقے سے ہوا جیسے پیچھلے
".. تین سال سے ہو رہا ہے
لئیق نے سنجیدگی کے سنگ دستگیر کی دی معلومات کو دہرایا جس پر دستگیر نے
سر کو اثبات میں جنبش دی۔

بھائی سب ویسا ہی ہوا، لیکن آپ جانتے ہیں اس گند میں شامل ہونا جتنا"
مشکل تھا اس سے نکلنا اتنا خطرناک۔ عزالی اور نظام کا کہنا ہے یہ بھی ممکن
ہے یہ گزرے تین کامیاب سال آنے والا کوئی بھیانک ایک ہی لمحہ غارت
"..کر دے

دستگیر یہ کہتے خود بھی فکر مند تھا اور سوچ کی گہری پرچھائیاں اس وقت
لئیق ایزد کے وجیہہ چہرے پر بھی درج تھیں، یوں وقت آخر کچھ برا نہ وہ
برداشت کر سکتا تھا نہ مسلسل صبر سے کام لیتی آمنہ آفریدی، گزرے ماہ و
سال نے اس ساحر کی وجاہت کو قدرے بڑھا دیا تھا اور دستگیر عالم بھی پہلے
سے زیادہ ماہر ہو چکا تھا۔

میں خود یہی سوچ رہا ہوں لیکن ہمیں شہریار جدون کی قابلیت پر بھروسہ "
رکھنا ہو گا، اسے واپسیٔ کے احکامات جاری ہو چکے ہیں۔ اور یہ کوئی عام جنگ
نہیں تھی دستگیر عالم کہ دشمنوں کو ختم کیا اور گھر لوٹ آئے، اسے خود کو
وہاں ختم کر کے نکلنا تھا جو اسکا سب سے بڑا اثاسک تھا، شیلے جیکسن کا اسکے

لوگوں کے بقول شہید ہو جانا ہمارے لیے تو فقط ایک آسان سی بات ہے
".. لیکن وہ اس سب سے کیسے نمٹا ہو گا یہ اسکی زبانی سن کر ہی علم ہو گا
لئیق کی آواز میں دلخراشی سی رقم تھی۔

"جی بھائی، عزالی اور نظام نے یہ بھی بتایا ہے کہ پچھلے ایک ہفتے سے انکا
شہریار سے کوئی رابطہ نہیں ہو پا رہا جب سے اسے مشن کو ختم کر کے واپس
آنے کے آرڈرز ملے ہیں۔ وہ کہاں ہے، ابھی وہیں ہے یا وہاں سے نکل گیا
".. کچھ علم نہیں
دستگیر نے مزید معلومات دیں۔
"وہ جہاں بھی ہو گا اپنی بہترین حکمت عملی پر کام کر رہا ہو گا، ہمیں اسکی فکر
نہیں کرنی چاہیے۔ تین سال ان غداروں، دشمنوں کی ناک تلے رہ کر اس
نے اپنے ملک کی جو حفاظتی پالیسی ترتیب دی وہ کوئی عام آدمی کر بھی نہیں

سکتا تھا۔ سو واپسی بھی اس سے عام سی امید نہیں کی جاسکتی۔ یہ بھی ممکن
ہے وہ پاکستان آچکا ہو اور اختتامی مراحل نمٹا رہا ہو..."
لئیق کا اب بھی یقین تھا کہ سب انڈر کنٹرول ہے اور ایسا ہی تھا۔
"ان شاءاللہ بھائی، اب کیا حکم ہے مزید"
دستگیر نے پرامید ہوتے ہی گھمبیرتا سے سوال کیا۔
"کچھ نہیں، ہمیں چوبیس گھنٹے کا انتظار کرنا ہوگا۔ تم عزالی اور نظام سے
رابطے میں رہنا۔ میں بھی پتا کرواتا ہوں اسکی لوکیشن کا اور اسکی واپسی کے
متعلق..."
دستگیر نے بھائی کی تاکید توجہ سے سنی اور فرمابرداری سے سر ہلائے ہوم
آفس سے نکلا جبکہ لئیق نے میز پر اپنے سامنے کھلے لیپ ٹاپ پر نظریں
مرکوز کیں، وہاں بلیک ڈائمنڈ کو آئی بی برانچ سے ایک ارجنٹ میل
موصول ہوئی جو شہریار کے متعلق تھی مگر اس سے پہلے وہ ای میلز کھولتا،

اسکی زندگی سے جڑے خاص وہ دو اپنی آمد کی خبر چپکے سے لئیق ایزد تک پہنچا چکے تھے۔۔

"۔۔ حُنین اینڈ ممی کم بیک ہوم"

ابھی وہ اپنے کام پر فوکس بھی نہ کر پایا تھا کہ لعلین کی چہکتی آواز پر لئیق کے ہونٹ بھی مسکرائے، اور ڈیڈی کے پرنس ممی کا ہاتھ چھڑواتے انکی طرف بڑھے، بلکہ وہ صوفے پر باقاعدہ چڑھ کر لئیق کے سینے سے جالگا۔

"میں اٹھا تو تم دونوں غائب تھے، کتنی بورنگ مارننگ تھی آج لئیق ایزد کی۔۔۔۔۔ کیسا ہے میرا ڈیسنٹ بچہ؟ کتنے سٹوڈنٹس کو پھر فٹ بال کے داو پیچ سکھائے میرے چیتے نے"

حُنین کی بچپن سے عادت تھی وہ لعلین کے بجائے لئیق کے پاس ہی سوتا تھا، وجہ یہ تھی کیونکہ لعلین اسکی پیدائش کے اگلے پورے سال بھی کافی ہیلتھ ایشوز سے گزری تھی تو حُنین کو دن بھر فیروزہ سنبھالتی اور رات کو

لئیق جسکی وجہ سے حُنین ایزد کی بھی باباجان کی خوشبو سے اٹیچمنٹ فطری بڑھ گئی تھی۔

لعلین بھی مسکراتی ہوئی ساتھ ہی بیٹھی، اپنی زندگی کے اس محور میں آکر وہ مسرور و شادماں ہو جاتی تھی۔

تین۔۔۔ون تو تھلی۔۔۔فول، فائیو، سک، تھیون، ایت، نوائن،"

"..تین

اپنے ہاتھ کی انگلیوں کی پوروں پر حُنین نے گن کر اپنے شاگرد گنوائے تو لئیق اور لعلین دونوں ایک ساہنسے۔

تمہارا تو سٹارٹ ہی ٹین ہے حُنین کچھ خطرناک ہی کروگے، بابا کی"

"..جان۔۔۔کیا ہوا میرے بچے کو نیند آگئی ہے

حُنین کی جمائیاں شروع تھیں اور جیسے اس نے لئیق کے سینے پر سر گرایا اس سے اسکی تھکن اور چھپکتی آنکھیں واضح تھیں۔

"فیلی کدل ہے؟"

نیند کے ساتھ حُنین کو شاید بھوک بھی لگی تھی تبھی آنکھیں بند کیے ہی وہ فیروزہ کو تلاش کرتا منمنایا۔

اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی، فیروزہ حُنین کے لیے اسکا یمی لنچ لائی تھی، مایوں کی پیاری سی دلہن بنی بھی اپنے فرائض نبھاتی ہوئی جسے تکتے ہی لئیق اور لعلین کی آنکھوں میں اس بچی کے لیے ڈھیروں دعائیں اتر آئیں، حُنین لنچ، فیروزہ کے ہاتھ سے ہی کھاتا تھا لیکن دودھ وہ خود پی لیتا تھا۔

لو آگئی تمہاری فیری، آو فیروزہ بچے، میرے چیتے کو لے جاو اور اسکو کھانا کھلا دو۔ ان افلاطونو نے تمہیں تمہاری شادی پر بھی یونہی تنگ کیے رکھنا ہے.."

فیروزہ کو تکتے ہی حُنین نے جمائی روکے اسکو دیکھا۔

ہاہا کوئی بات نہیں بھائی، میری تو جانیں ہیں یہ سب،"

آجاو فیری کی چھوٹی سی جان، ہم مزے دار سا کھانا کھائیں گے پھر بابا کے
پاس سو جائیں گے.."

فیروزہ نے لنچ ٹرے ایک ہاتھ میں لی جبکہ لئیق کے اسے نیچے اتارنے پر وہ فوری فیروزہ کا ہاتھ پکڑ تا روم کی طرف بڑھا اور لعلین نے اپنی جگہ سے اٹھ کر لئیق کے پہلو میں جگہ لی تو ان سیاہ آنکھوں میں بہار اور رنگ اترے۔

"یہ کیا آپ صبح صبح میرے منظر پھیکے کر کے بھاگ جاتی ہیں، جانتی تو ہیں
آنکھ کھلتے ہی آپ کو نہ دیکھوں لعلین تو دن بیکار چلا جاتا ہے.."

لئیق نے اسکے گرد بازو حائل کرتے جھٹکے سے قریب کھساتے شکوہ کیا جس پر وہ اسکے چہرے کو ہتھیلوں میں لیتی ہونٹوں کی پہنچ میں آتے خدوخال کو چھوتی روبرو ہوئی۔

"میں نے سوچا اپنی اہمیت فیل کرواوں، جب تک تم ان ہونٹوں سے شکوہ
نہ کرو میں نے باز نہ آنے کی ٹھانی تھی.."

وہ شرارت پر آمادہ تھی، مہکتی پر لطف سی۔

"..اوراب؟کردیاشکوہ"

لئیق کے بکھرے بال لانبی انگلیوں سے سنوارے وہ اپنا چہرہ اسکی گردن میں چھپائے لئیق ایزد کے بازووں میں محصور ہوئی،اسکی خوشبو میں سانس بھرا۔

"..اب باز آگئی"

انہی گردن کی جلد کو حدت پہنچاتے ہونٹوں نے جب لئیق کی گال کو چھوا تو اسکے جواب اور عملی استحقاق کی ملی بھگت پر لئیق ایزد کی ساری ناراضگی کہیں دور جا مفقود ہوئی۔

"..مجھے بے وقت بہکانے سے تو باز نہیں آرہیں آپ روح رواں"

لئیق کے ہونٹوں کی دھیرے سے ہوئی حرکت لعلین نے لب ورخسار کی حدود تک سرکتی محسوس کی تو اسکی دھیمی سرگوشی پر لعلین کے رخسار شرم سے دہک اٹھے۔

"..وہ توتب تک نہیں آسکتی، جب تک میرا دل نہ بھر جائے"

سنگین قربت کے بیچ اپنے دل کو سنبھالتے ہوئے شوخ سرگوشی کی گئی اور لئیق کی آنکھوں کے کنارے خمار اترا۔

"..اور دل کب بھرے گا"

لعلین کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑے جذب بھری سنجیدگی اختیار کی گئی اس بیچ اس کے ہاتھ لعلین کی کمر پر رینگنے گستاخیوں کو جاری رکھے ہوئے تھے۔

"..کبھی نہیں"

ایسے جواب پر زور آور پیش رفت تو رواج دہن تھی، جس سے لمحہ بھر سانسیں حلق میں اٹکیں مگر جلد ہی فسوں کی بڑھتی شدت پر اختیار پالیا گیا۔

"لئیق، میں نے علی کو منالیا ہے، وہ کل سے یہیں رہے گا لیکن رخصتی کے بعد انکے لیے میں نے ہوٹل بک کروایا ہے، یونونہ تھوڑا سپیشل فیل کے

لیے زرا جوائنٹ سسٹم سے دور، ولیمے تک وہ دو ایک ساتھ ہی وقت
گزاریں گے اور پھر ولیمے کے بعد سے یہیں آ ئز آ فیملی ممبر ..."
اپنا بے تاب دل سنبھالنے کے بیچ لعلین نے اپنی خوشی جب بتائی تو لئیق نے
خمار و سرور پرے کرتے متاثر کن نگاہوں سے لعلین کو دیکھا۔
واہ، یہ تو بہت اچھا ہو گیا۔ ہوٹل کا روم جو آپ نے لیا یہ سب سے بیسٹ"
ہے، علی کو بھی ممکن ہے یہاں تھوڑا ان کمفرٹیبل فیل ہوتا۔
چلیں سب کی ٹنشن دور ہوئی، میں بھی یہی سوچ رہا تھا کہ فیروزہ گئی تو اس
بچہ پلٹون نے ہم سبکو مل کر پاگل کر دینا ہے۔۔۔۔ شکر ہے علی کو ہم سب پر
ترس آ گیا"
لئیق کے لہجے کی شرارت پر لعلین بھی متفقہ ہنسی۔
ہاں نہ، ویسے بھی جندل محل اب سچ میں خوشیوں اور مسکراہٹوں سے"
بھرا ہوا گھر لگتا ہے۔ میری ہمیشہ سے خواہش تھی لئیق کہ ہمارا گھر ایسے ہی

ہو، جہاں کوئی تنہائی اور وہشت نہ ہو۔ جہاں ایک دوسرے کو سنبھالنے
والے بہت سے لوگ ہوں۔ایسے ماحول میں بچے بھی کھل کر جیتے ہیں.."
لعلین کی خوشی میں وہ شخص تو اول دن سے خوش اور راضی تھا۔
"بالکل، آپکی ہر خواہش میری سر آنکھوں پر ہے لعلین۔۔۔آپ خوش تو
لئیق ایز دخوش۔۔۔۔اس گھر کی یہ خوشیاں آپکے آنے کے بعد ہی اتنی بڑھ
گئیں کہ ہم سبکے دامن چھوٹے پڑ گئے، اور دعا ہے یہ خوشیاں یونہی ہم سب
پر سایہ فگن رہیں.."
لئیق نے اسکے ہاتھ کی ہتھیلی چومتے ان سب آسودگیوں کا سبب جب لعلین
کو کہا تو وہ کھلکھلائی، اسے لئیق کا یوں کریڈٹ دینا ہمیشہ ایموشنل کر دیتا۔
آمین۔۔۔میری جان۔۔۔خیر تم حُنین کو سلا دینا جب وہ کھانا کھالے۔"
میں زرا باہر جا رہی، فیروزہ کے لیے ممی نے جیولر بلایا ہے کل کے لیے اسکی
مالا فائنل ہونی ہے جو رہ گئی تھی اور ہار، اور فیروزہ میڈم نے اسکی ساری
ذمہ داری مجھ پر ڈال دی۔ ہم لیڈیز زرا یہ کام سمیٹ لیں مہندی کا فنکشن

ہے اور شام ہوتے ہی مہمان آنا شروع ہو جائیں گے، اپنے لاڈلے کو آج تم
نے ہی سنبھالنا ہے.."

لعلین نے مسکرا کر اسے دیکھتے پہلو سے اٹھنا چاہا تو لئیق نے مزید بازو جکڑیں
جس پر دونوں کے چہرے ٹکراتے ٹکراتے بچے۔

"..لئیق"

لعلین اسے خطرناک ارادوں پر گھبرائی۔

"تھوڑی دیر ہی سہی، اچانک دور نہ جایا کریں مجھ سے۔ مجھے آپ میرے
صرف قریب آتی اچھی لگتی ہیں.."

لعلین اسکی پر خمار بات پر گھبراہٹ بھلائے مسکرائی اور اسکی صبیح پیشانی پر
اپنے گلاب ہونٹوں کی حدت بخشی۔

"میں خود کو بھی تمہارے قریب آتی ہی پسند ہوں مگر تم بھولو مت اب تم
میرے لئیق ایزد ہی نہیں مسٹر حُنین ایزد کے سپیشل سلیپ پارٹنر بھی ہو۔

اگر وہ اس وقت نہ سویا تو شام کو بے وقت سو کر پہلے تو میرا فنکشن خراب کرے گا پھر رات اٹھ جائے گا اور الو کی طرح ساری رات جاگ کر ہمارے سپیشل وقت میں ولن بنتا رہے گا جو مجھے بالکل قبول نہیں.."

ادا اور شرارت سے کہے نہ صرف جناب کے حصار سے خود کو آزاد کیا بلکہ ہنستی ہوئی وہیں سے باہر نکلی اور لئیق ایزد کتنی ہی دیر اس لڑکی کی بات پر ہنستا رہا، یہ تو فیروزہ کے کمرے سے نکل کر مخاطب کرنے نے اسے متوجہ کیا۔

لئیق بھائی حُنین نے کھانا کھا لیا ہے اور دودھ بھی پی لیا مسٹر نے تھوڑا سا، "آپکو بلا رہا ہے.."

فیروزہ کے اطلاع دینے پر لئیق نرم سا مسکرایا۔

ٹھیک ہے میں دیکھ لیتا ہوں، تم جاورات کے لیے تیاریاں کرو۔۔۔ آفٹر" آل آج سے تمہاری زندگی کے بہت سپیشل دن شروع ہونے والے ہیں۔۔ خوش رہو.."

لئیق کے خوش دلی سے کہنے پر فیروزہ کے چمکتے چہرے پر مزید بہار اتری اور وہ شکر گزار سی انسیت بھری نگاہوں سے اسے تکتی پلٹی اور فیروزہ کے باہر کی طرف جاتے ہی لئیق نے بھی کاوچ سے اٹھتے شرٹ درست کی اور قدم روم کی طرف بڑھا دیے جہاں حُنین صاحب بابا جان کے دل و جان سے منتظر تھے، لئیق کے پاس آکر لیٹتے ہی وہ لئیق کی بازو پر سر رکھے ساتھ لگا اور نیند سے آنکھیں اسکی بوجھل تھیں سو بابا کا پیار بھرا لمس ملتے ہی جہاں وہ سو یا خود لئیق ایزد نے بھی اپنی آنکھیں موند لیں۔

اب ای میل وہ رات میں فرصت سے ہی کھولنے والا تھا۔

.._____..

فیروزہ اور علی کی شادی کی تمام تیاریاں تو ایک ماہ سے چل رہی تھیں، مگر زیادہ انتظار تو ان خاص دنوں کا تھا، فیروزہ کچھ اپ سیٹ تھی مگر علی کے یہیں رہنے کی رضامندی تو فیروزہ کو پھول کی طرح کھلانے کا سبب تھی۔

مانی چونکہ خود سیلون چلی گئی تھی تو اسی بیچ اس نے ڈرائیور کے ہاتھ عدن، کسوی اور فیروزہ کا ڈریس بھی جندل محل بھجوا دیا کیونکہ اسے سیلون سے جلدی نکلنا مشکل لگ رہا تھا اور ویسے بھی یہاں سے اسے پہلے گھر جانا تھا، گل ممی اسکی منتظر تھیں۔

پورا جندل محل خوبصورتی سیلے جگمگا رہا تھا، رہی سہی سجاوٹ بھی آج صبح سے شام میں مکمل کر دی گئی جسکی ذمہ داری فرہاد صاحب اور دستگیر پر عائد تھی، لارا اور لوئے بھی اس فنکشن کو مس کر کے خوش نہ تھے پر لوئے کے کچھ کاموں کی وجہ سے وہ لوگ جلدی واپس نہ آ پائے تھے۔

عدن اس شادی کے لیے سب سے زیادہ خوش تھی، کیونکہ کافی وقت بعد جندل محل کے جشن کی نوعیت شادی ہوئی تھی۔

کسوی اور عدن اپنا اپنا لہنگا اٹھائے صبور کے پاس جا کر تیار ہو رہی تھیں کیونکہ دونوں کو سجنے سنورنے کا بہت شوق تھا، عدن کو دیکھتے ہوئے کسوی بھی ممی سے سپیشل فرمائش پر اپنے چھوٹے چھوٹے ہونٹوں پر لپ سٹک اور نیل پینٹ لگواتی تھی۔

"تم دو کو میں ریڈی کر تو رہی ہوں پر عدن اسکا خیال رکھنا یہ کپڑے گندے نہ کر دے، مانی پھپھو نے کتنے پیارے ڈریس بھیجے ہیں تم دونوں پر نسیز کے۔ ایسا نہ ہو فنکشن ابھی باقی ہو اور یہ میڈم لان میں ٹوئکل کے ساتھ کھیل کر سب خراب کر دے۔ آج سب فنکشن میں بزی ہوں گے سو تم اسکا اور حُنین کا خاص دھیان رکھنا، اس آفٹ جاسوسے ان دو کی حفاظت کرنا میرے بچے.."

عدن تیار ہو چکی تھی، اور کسوی میڈم بھی بیڈ پر کیوٹ سی تیار بیٹھی اپنے بینگلز کو پہننے کی کوشش کیے جا رہی تھی، عدن نے مسکرا کر سر ہلایا۔

آپ فکر مت کریں صبور آنی، میں کسوی کو اپنے ساتھ ہی رکھوں گی۔ میں "
"اسکو بینگلز پہنادوں کیا؟

عدن نے اپنے فرنچ ڈئزائن بالوں کو دیکھتے مڑ کر بیڈ پر بیٹھے پوچھا تو صبور دونوں پر پیار بھری نظر ڈالتی قریب آئی۔

ہاں پہنادو پر دھیان رکھنا یہ اتار کر منہ میں ڈال لیتی ہے، اب تم دونوں "
جاو میں مستقیم کو بھی ریڈی کرتی پھر تم اسے بھی اسکے بابا کو دے آنا، بھئی آج ممیز کی پوری چھٹی ہونے والی ہے، چھوٹی پلٹون ڈیڈیز ہی سنبھالیں
"..گے

صبور نے مسکرا کر کسوی کو اٹھائے کھڑا کیا اور پیار سے اسکی گال چومی جس پر عدن نے اسکی چوڑیاں اٹھائیں اور کسوی کا ہاتھ پکڑ کر باہر لے گئی، جبکہ مستقیم میاں بیڈ پر لیٹے کھیل کھیل کر کلکاریوں میں لگے تھے اور اب ممی کے لاڈ جناب کو ملے، صبور نے اسے ریڈی کیا اور پھر عدن کے ہاتھ باہر

بھجوایا تاکہ وہ اسے دستگیر کو دے آئے، گویا چہل پہل پوری تیاری سے شروع ہوئی۔

مانی نے فیروزہ کی شام مہندی کی وجہ سے دن کا باقی وقت خود کو دیا اور سیلی کی ہر تاکید پر عمل پیرا ہوئی اور اپنے روٹھ چکے رنگ واپس لائے، بھرپور تیار ہوئی اور پھر واپس ڈرائیور کے ساتھ گھر پہنچی تو بابا اور ممی جانے کو تیار تھے بس مانی کا انتظار تھا۔

ہارون کی عین اینورسری والے دن برسی کی وجہ سے عینی نے بھی ہارون کے لیے بڑی قرآن خوانی کا انعقاد کیا جس پر افراہیم اور گل لالہ کو گاؤں جانا تھا جبکہ جندل محل میں کیونکہ علی اور فیروزہ کی شادی کی تقریب طے پائی جا چکی تھی سو یہ طے پایا گیا کہ جندل محل کے افراد برسی کے دن ہی حاضری دیں گے لیکن گل لالہ اور افراہیم دو دن پہلے ہی جانے والے تھے اور مانی بھی شام جندل محل جانے والی تھی، فیروزہ کی سہیلی تھی سو اسکے ساتھ رہنا اسکے لیے اہم تھا۔

جبکہ علی اور فیروزہ کی بارات کے دن یعنی کل لئیق اور لعلین کی عدن اور حُنین کے ساتھ صارم کے گاوں، ہارون کی برسی کے لیے روانگی تھی۔

اپنا خیال رکھنا میری جان، ہم ایک ہفتے تک واپس آجائیں گے۔ ہر سال کی" طرح اس بار بھی عینی نے ہارون کی برسی پر قرآن خوانی رکھوائی ہے۔

خاضری ضروری ہے کیونکہ اس ماں کا اس دن ہر زخم ہرا ہو جاتا ہے، ابھی ممکن ہے کچھ دن تک شیری بھی آجائے سو میرا جانے کا دل تو نہیں پر تم یہاں اسکے ویلکم کے لیے موجود ہو تو ہمیں کوئی فکر نہیں، باقی علی اور فیروزہ کی شادی کو خوب انجوائے کرنا.."

مانی کے چہرے کا دگنا ہوتا گلو اور اسکا سیلون جانا خود گل کو بہت اچھا لگا وہ خود اس سے کہنے والی تھیں مگر بھلا ہو سیلی کا۔

جی ممی، وہاں سبکو میرا پیار دیجئے گا، موحد کو بھی۔۔ جب شیری آئیں گے" تو ہم بھی جائیں گے وہاں ان شاءاللہ.."

مانی نے مسکراتے ہوئے گل کو سنپل سے گولڈ کے ائیر رنگز مخملی کیس سے نکال کر پاس کیے کہا تو وہ تائید میں مسکرائیں۔

ان شاءاللہ، چلو ہم اب نکلتے ہیں۔ تمہیں جندل محل ڈراپ کر دیں کیا؟"

"..وہیں ریڈی ہو جانا

گل نے ائیر رنگز پہنے اور مڑ کر بیڈ سے بیگ اٹھایا، جبکہ انکی آفر پر مانی نے بھی فوری سر ہلایا۔

جی ممی کر دیں ڈراپ، فیروزہ اور علی بھائی کے کمبائن مہندی کا فنکشن بس" روع ہونے کو ہے، بس میں اپنی چیزیں اور بیگ لے آتی ہوں روم سے

"..وہیں تیار ہو جاوں گی

مانی نے فرمابرداری سے کہے روم سے نکلی اور سیڑھیاں چڑھ کر اپنے بیڈ روم میں پہنچی، بیگ لیا اور خود کو آئینے میں تکتی ڈریسنگ پر رکھا اپنا فون اٹھایا۔

مگر وہاں آئے نوٹیفکیشن پر مانی کے قدم رکے، دل نے اپنی معمول کی دھڑکن تیز کی جیسے وہ کوئی اور نہیں شہریار جدون کا پیغام ہے، اور واقعی ایسا ہی تھا۔

اس سے پہلے وہ میسج اوپن کرتی، فون بند ہوا کیونکہ بیٹری لو تھی۔

اویار، اسے بھی ابھی موت پڑنی تھی، پتا نہیں کیا میسج تھا۔۔۔ خیر اب وہیں جا کر چارج کر لوں گی"..."

فون کے بند ہونے پر جھنجھلاتی ہی وہ نیچے آئی جہاں افراہیم گاڑی میں جبکہ گل وہیں پورچ میں ہی مانی کی منتظر تھیں، اسکا ڈریس اور باقی سامان ملازمہ پہلے ہی گاڑی میں رکھوا چکی تھی۔

وہ لوگ اسکے فوری بعد نکل گئے، جبکہ مانی کو دونوں نے جندل محل ڈراپ کرنا تھا اور خود دونوں بچوں کو مبارک دیتے ہی انہوں نے گاوں کے لیے نکلنا تھا۔

مانی نے وہ میسج بھلے نہ پڑھا ہو لیکن بھیجنے والے کے ہاتھوں میں فون سکرین پر وہ عبارت پوری آب وتاب سے چمک رہی تھی۔

"You Know What?

There is no better place, no better feeling then right here close to you amore mio. I think I'm coming to you"

یہ محبت تک رسائی کا اچھوتا، موہنا احساس، اپنے وطن کی زمین کی سوندھی خوشبو، اپنے شہر میں اتر آتی اس ملگجی شام کا منظر، اپنی آزادی اس شخص کے خوبصورت، اک عرصہ مسکراہٹ سے محروم ہونٹوں پر گداز تبسم کے رنگ بکھیر کر منظروں کو ساکن کر چکا تھا۔

زہے نصیب!

.._____..

ڈریسنگ کے سامنے کھڑی وہ اپنی فائنل لک دیکھتی شوخ مسکرائی اور مکمل دمکتے پر بہار سراپے کے سنگ پلٹی جہاں ساحل بیڈ پر باقاعدہ تیمور پر جھکا اسکی پیشانی چومتا اسکے ہاتھوں سے کھیل رہا تھا، یہ منظر نمرہ کی آنکھوں میں دلکش چمک لایا۔

"کیسی لگ رہی ہوں؟"

نمرہ کی چہکتی پکار پر ساحل نے تیمور سے توجہ ہٹائی اپنی حسینہ پر مرکوز کی تو لمحہ بھر وارفتگی کے اثر میں مدہوش ہوتا نظر ہٹانا بھول گیا، تیمور کی وجہ سے نمرہ اب بھری بھری اور کیوٹ لگتی تھی، اور ساحل کو ایسی نمرہ زیادہ پسند تھی۔

اتنی پیاری کہ احتیاط کرنی ہو گی تمہیں کہیں تیمور کا پارٹنر ہی نہ آجائے"

"..بیگم

ساحل کی ایسی بے بسک تعریف پر نمرہ کان کی لو تک سرخ ہوئی اور قریب آئے تکیہ ہی اٹھا کر ساحل پر برسایا اور باپ بیٹے نے نمرہ کا یہ گھبرایا بوکھلایا تشدد مل کر انجوائے کیا۔

ساحل آپ باز نہیں آئیں گے کبھی، ایسی باتیں کون کرتا ہے خدا کی پناہ۔۔۔۔ تیمور ابھی چند ماہ کا ہے اور آپکو اسکے پارٹنر کی پڑ گئی۔۔۔۔ مجھ پر رحم کھائیں.."

نمرہ کے بلش کرتے چہرے پر نظر جمائے ہی ساحل نے اسکی کلائی دبوچتے لمحہ لگائے خود پر جھکایا، جسکا فقط اس ایک جملے سے جسم کا رواں رواں کانپ اٹھا تھا۔

تو پھر اتنا سجو نہ جتنا سہہ سکتی ہو، کیوں بندہ بشر کے سوئے ارمان جگا رہی ہو۔۔۔۔۔ بائے داوے لک گار جئیس.."

اسکی گال چومتے ساحل خان نے خطرناک و پر سرور سی تنبیہ کرتے نمرہ کو شرمانے پر مجبور کر دیا اور تیمور کی نظریں ممی بابا پر ہی تھیں گویا جناب ابھی

سے ممی ڈیڈی کے سپیشل مومنٹس میں آنکھیں کھولے توجہ سے بیدار تھے
کہ خود نمرہ شرمگیں سا ہنسی۔

تھینکو مائی پرنس! خیر تیمور کو آپ سنبھال لینا، امی سے زیادہ دیر اٹھایا"
".. نہیں جاتا۔ کیونکہ میں تو فیروزہ کے ساتھ رہوں گی۔ اوکے
خود کو سنبھال کر کھڑے ہوتے نمرہ نے توجہ بیچ میں بن جاتی معنی خیزی
سے ہٹائے تاکید کی جس پر ساحل نے اوکے کہتے ہی تیمور کو پیار کرتے اٹھایا
اور کمرے سے نکل گیا، شازیہ آفندی بھی بالکل ریڈی تھیں اور نمرہ نے
بھی اپنے پر بہار سراپے پر آخری نگاہ دوڑائی اور باہر نکلی۔
وہیں دواری جانب سیلی گھر رکی تھی کیونکہ اس حالت میں اسے سب کے
سامنے جانا اچھا نہیں لگتا تھا سو جاسم آریز، مدیحہ صاحبہ اور بھجت بھی روانہ
ہو چکے تھے۔
اور جندل محل میں تو سچ میں بہار اتری ہوئی تھی۔

کافی دیر حُنین نے بابا کے ساتھ سو کر اپنی تھکن اتاری تو اسکے بعد اس نے پھر کسی کو تنگ نہ کیا اور وہ عدن، کسوی کے ساتھ ہی کھیلتا رہا جبکہ مرد حضرات بھی دلہے کی طرف سے نک سک تیار ہو چکے تھے اور لان میں بنگھڑے کا شاندار انتظام اور اچھے خاصے ڈھول ڈھمکے کا فنکشن ترتیب دیا گیا تھا۔

"مجھے ساری پکس اور وڈیوز بھیجیے گا بھابھی، لوئے کے کلب کی طرف سے عین وقت پر ایک میوزیکل کانسرٹ آگیا جسکی وجہ سے ہم رک گئے۔

"لیکن مجھے تو فیروزہ کی شادی کے لیے بہت ایکسائٹمنٹ ہو رہی ہے لعلین بھی اس وقت لیڈیز روم میں ہی تھی جہاں فیروزہ کو مانی ہی ریڈی کر رہی تھی، آج تو لعلین ابراہیم پر نگاہیں ٹکائے نہ ٹک پائیں اتنی پیاری اور جاذب کہ لئیق ایزد کا دل اسکے ہر ایسے جان لیوا روپ پر از سر نو عاشق ہو جاتا، مریم بی اور لال نور بھی بہت پیاری سو برسی تیار تھیں اور باہر مہمانوں کو خوش آمدید کرنے میں مصروف تھیں۔

ہاں ہاں بے فکر رہو، میں تمہیں سب پکس اور وڈیوز بھیج دوں گی۔ بریرہ"
"..اور وھاج کیسے ہیں، مزے کر رہے ہوں گے ماموں کے ساتھ
لعلین نے مسکراتے ہوئے روم سے باہر آتے پوچھا تو لارا نے مسکرا کر ایمر اور بریرہ کو باہر لان میں کھلتے دیکھ کر سمائیل پاس کی، اسکا دوسرا پیس وھاج سو رہا تھا جبکہ لوئے اور یارق گھر نہیں تھے، ان تین سالوں میں ایمر نے اپنا ذاتی گھر لے لیا تھا اور لوئے اور لارا اپنے ٹونز کے ساتھ اس بار ایمر جہاں کے ہی مہمان تھے۔

جی بھابھی، ایمر کے ساتھ بریرہ کافی اٹیچ ہے اور وہ بھی بہت مس کرتا"
اسے۔ تبھی بہت خوش ہیں دونوں ماموں بھانجی۔ ہاں وھاج تھوڑا بور ہو رہا ہے، بس لوئے کا کل آخری دن ہے ورک کا ان شاءاللہ ہم ولیمے تک
"..پاکستان پہنچ جائیں گے
لارا نے مسکاتے ہوئے بتایا تو لعلین بھی خوش دلی سے مسکرائی، جندل محل کی رونقیں تکتی ہوئی سب کو مسکرا کر دیکھتی ہوئی۔

بہت اچھی بات ہے، ایمر کی کل دنیا تم سب ہی ہو، ہم خود تم چاروں کو"
مس کر رہے ہیں۔ دو تین ہفتے تو ہو گئے نہ، چلو پھر ولیمے پر ملاقات ہوتی
"..ہے ان شاءاللہ۔ دونوں کو میرا پیار دینا

لعلین نے پیار بھرے لہجے میں کہا اور لارا سے اجازت لی جس پر وہ بھی فون رکھے باہر لان میں چلی آئی جہاں بریرہ فل مزے سے ایمر کے ساتھ فٹ بال کھیلنے میں مگن تھی، اور اب وہ پہلے جیسا ایمر نہیں بلکہ ایک پرفیشنل فٹنس ٹرینر بن چکا تھا اور رعب دار بھی، اس ایک کمی کے سوا وقت کے تیز بہاو میں اس شخص کی ہر حسرت اور خسارہ بہہ گیا تھا، جب سے بریرہ اور وھاج اسکی زندگی میں آئے وہ اور مضبوط و مسرور ہو گیا، باقی ہنڈسم تو وہ پہلے ہی تھا۔

آپو اسے میرے پاس ہی چھوڑ جائیں سچی، اسکی یہ پیاری سی مسکراہٹ تو"
دیکھیں ماشاءاللہ۔ جب سے بریرہ میری زندگی میں آئی ہے، ایسا لگتا ہے

ناجانے اللہ نے کتنی طاقت بخش دی ہو۔اس کی سب سے خاص بات پتا کیا
ہے آپو،اسکی آنکھیں جو ہماری مما پر چلی گئیں.."

ایمر کے پیار کر کے بریرہ کو بال تھما کر لارا کو دیکھنے پر وہ خود شفقت بھرا مسکرائی،ایمر کے اندر آتی یہ پدرانہ شفقت اسے بھی بہت پیاری لگتی تھی۔

"چھوڑ تو جاوں مگر یہ جب مجھے نہ پا کر چینخ چینخ کر تمہارا گھر سر پر اٹھائے گی پھر تم نے کہنا آپو خدا کا واسطہ ہے اسکو لے جاو۔۔بچہ جی دور کے ڈھول ہی سہانے ہیں،ابھی تو اسکا موڈ یہاں فریش تبھی نہیں روتی ورنہ ضد کی یہ وھاج سے بھی سخت ہے.."

بریرہ کے فینسی اور پیارے پیارے تمام ڈریس ایمر ہی اسے بھیجتا تھا اور وھاج سے کہیں زیادہ وہ ایمر کی لاڈلی تھی شاید اس لیے کہ وہ بالکل لارا جیسی تھی جبکہ وھاج اپنے ڈیڈ اپر تھا عادات اور شرارتوں سمیت سو وہ ایمر سے باقاعدہ ریسلنگ کرتا اور جب ایمر زرا سا دبوچتا تو آگے سے ناراض ہو کر ڈیڈا کے پاس چلا جاتا۔

لیکن جو بھی ہے آپ پلیز ہر دو ماہ بعد آیا کریں، میں اسے اور آپکو بہت "
"..مس کرتا ہوں

دونوں بریرہ کو کھیلتا دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔

ٹھیک ہے آپو کی جان تم جب اسے مس کرو گے ہم پہنچ جائیں گے، لیکن "
ہو سکتا ہے کل ہم واپسی کے لیے نکل جائیں۔لوئے کا آج کام ختم ہو جائے
"..گا

لارا کی واپسی کا سن کر وہ تھوڑا اداس تھا کیونکہ ان سب کے ساتھ اتنے دن
کیسے گزرے پتا ہی نہ چلا۔

کوئی نہیں خیر سے جائیں، نیکسٹ میں چکر لگالوں گا پاکستان، بریرہ کے "
"..لیے بہت سارے گفٹس لے کر

ایمر نے مسکرا کر واپس بریرہ کو فٹ بال پاس کیا مگر وہ اس کو چھوڑ کر اپنی
بڑی سی ڈال پکڑ کر پورے لان میں چکر کاٹ رہی تھی۔

اور دونوں اسے دیکھ کر ہنس رہے تھے۔

وہیں آج تنیز کیانی صاحب کا بھی جینٹل مین لک چھایا ہوا تھا، تنیز ابھی ڈیرھ سال کا تھا مگر یہ بھی حُنین اور کسوی کی طرح بیبا بچہ تھا۔

نیہا نے اسے ریڈی کر دیا تھا اور ہمایوں دونوں کا لاونج میں ویٹ کر رہے تھے۔

"آج تو میرا بے بی سب سے ہنڈسم لگ رہا ہے، چلو آو ڈیڈی باہر ویٹ کر رہے"..

ڈریسنگ پر تنیز کو بیٹھائے وہ اسکی شرٹ کے کولر کو بیٹھائے جیکٹ پہنائے مسکرائی اور تنیز کو شوز پہنانے کے بعد اٹھا کر زمین پر کھڑا کیا۔

نیہا نے اپنا بھاری کامداری دوپٹہ کندھے پر ڈال رکھا تھا جبکہ نیوی بلو میکسی میں وہ بہت پیاری لگ رہی تھی، اپنا فون بھی نیہا نے ڈریسنگ سے اٹھایا اور بیگ کندھے پر ڈالے تنیز کا ہاتھ پکڑے باہر آئی تو ہمایوں نے اپنی زندگی کی ان قیمتی راحتوں کو دیکھا، نیہا تو آفت تھی ہی تنیز صاحب بھی آج جلوے بکھیر رہے تھے۔

ماشاءاللہ ڈیڈی کا ہنڈسم تو آج ڈیڈی کو بھی کٹ مار رہا ہے، میرا"

"..شہزادہ۔۔۔۔آجائے ڈیڈی کی جان

ہمایوں نے اسے اٹھا کر گالوں پر پیار دیا اور وارفتہ سی نگاہ حسینہ پر ٹکائی جو سادہ سی بھی دھڑکنیں منتشر کر ڈالتی تھی آج تو روپ ہی دہکا ہوا تھا۔

اور یہاں دیکھو زرا تنیز، تمہاری ممی تو بہت پیاری لگ رہی ہیں۔ نظر اتار"

"لیں ہم تمہاری ممی کی؟

ہمایوں نے اپنی شوخ نظروں سے نیہا کے چہرے کو گلابی کرتے سپوت صاحب سے دریافت کیا جو آگے سے سر کو ہلاتے مسکرایا۔

"..یہاں آو میرے ہینڈسم کی ممی، تمہیں کسی کی نظر نہ لگے"

قریب کرتے وہ نیہا کی جبین چومتے نہ صرف خود مسکرائے بلکہ تنیز بھی ویسے ہی نیہا کی گال سے اپنے ہونٹ جوڑے ڈیڈی کی نقل اتار کر منظر اور حسین کر گیا، نیہا نے اسکے دونوں پیارے پیارے ہاتھ چومے۔

اب تنیز کیانی نے تمہاری نظر اتار لی اب واقعی نہیں لگے گی۔۔۔ خیر اب "
چلنا چاہیے پہلے ہی ممی بے بی نے کافی لیٹ کروادیا۔۔ سب منتظر ہوں
گے.. "

چونکہ مہندی کا فنکشن شروع ہونے والا تھا سو ان سب نے بھی جلدی
جلدی بس روانگی پکڑی۔

مانی نے اپنا فون تو آتے ساتھ چارج لگا دیا تھا مگر مہندی کے فنکشن کی
ہڑبڑی میں وہ فون نہ صرف لعلین کے روم میں چارج سے ہٹانا بھول گئی
بلکہ اسکے ذہن میں ہی نہ رہا کہ اسے میسج چیک کرنا ہے۔

جب لئیق نے ریڈی ہونے کے بعد اسکا فون اپنے ہوم آفس میں فلی چارج
دیکھا تو چارجر سے ہٹا دیا مگر وہیں رکھ دیا تاکہ مانی خود لے جائے۔

.. _____ ..

اس شام کے دامن میں ڈھیروں یاسیت تھی پر اس لمحے لگا اس شہر خموشاں میں دھیمی دھیمی ٹھنڈی ہوا چل پڑی ہو، وہ بھاری قدم یہاں آکر ہر بوجھ سے آزاد ہوئے تھے، اس قبر پر جابجا پھیلے، مضبوط جڑوں والے ہر رنگ کے پیونی کا چہرہ مسکرایا کیونکہ انکی نظروں نے شہریار جدون کے چہرے کو دیکھا تھا۔

گزرے تین سالوں میں وہ بالکل بدل چکا تھا، بڑی بڑی داڑھی جسے ایک نفیس لک میں مینج کیا گیا تھا اور ویسے ہی پڑے بال جنکو پونی لگا کر قید کیا گیا تھا، ڈینم کی بلیک جینز پر ہم رنگ ٹائیٹ شرٹ اور اس پر چیک بٹن آپ، پیر لوفرز میں مقید، کلائیوں میں لاتعداد بینڈز اور گلے میں لٹکتا ایک خاص سائن کا لاکٹ، آنکھوں پر جمی سیاہ گلاسیز اس ہم نشین کی قبر کی تختی کو دیکھتے احتراماً اتارتے وہ وہیں دوزانوں بیٹھا، اسکی بلا کی پر کشش آنکھوں میں دنیا جہاں کی ویرانی سمٹ آئی۔

پیونی کے پھولوں کی مہک کے علاوہ جابجا اس شہر خموشاں میں لگے گلاب کے پھولوں کی مہک شام کے اس لمحے ہلکی ہلکی ہوا کے جھونکوں سے دور دور تک پھیلی تھی۔

"میں آگیا واپس ہارون پرکاش، تیرے اور اپنے حصے کی ساری سزائیں جھیل کر، اب تجھ پر میرا کوئی قرض باقی نہیں رہا۔ میری غیر موجودگی میں ان پھولوں کی خوشبو اور لمس نے تجھے میری دعائیں ضرور پہنچائی ہوں گی.."

اس کی قبر پر ہتھیلی پھیرتے ہوئے شہریار نے خود کلامی کی تو ہونٹوں پر دل جلی سی مسکراہٹ دوڑ گئی، آج بھی اس سنسان جگہ اسے سکون سا محسوس ہوا، یہاں کی راحت بہت الگ تھی، جنکے پیارے ان قبرستانوں میں مدفون ہوں انکے لیے یہ شہر خموشاں اپنے ہو جاتے ہیں۔

مجھے تجھ سے ایک شکوہ ضرور رہے گا کمینے، تو نے میری زندگی کے بہت"
خاص دن میں مجھے اپنا دکھ دیا۔ ہاں جانتا ہوں تب وہ خاص نہیں تھا لیکن
وقت ایک جیسا کب رہتا ہے، یہ تین سال ایسا کوئی لمحہ نہیں تھا جب مجھے تو
یاد نہیں آیا۔ بلکہ اس تنہائی اور سزا میں مجھے تیرے ساتھ گزرا وقت ہنساتا
رہا، وہ وقت جب ہم نے ایک دوسرے کے ساتھ دکھ سکھ بانٹے تھے۔
"میں نے واپس آکر سب سے پہلے تجھ سے جانتا ہے کیوں ملاقات کی؟
ایک دوست کی کمی آج بھی شہریار کی زندگی میں جوں کی توں تھی، بلکہ
ہارون پر کاش کی کمی۔
کیونکہ یہ تین سال ہم دونوں کی سزا کے تھے، ایسا کیسے ممکن ہے شہریار"
جدون تڑپتا اور تو اس جہاں سکون سے رہتا۔ خدا جب دل بناتا ہے نہ ہارون
تو دوستوں کے ایک دوسرے سے بدل دیتا ہے، میرے اور تیرے جیسے
دوستوں کے۔۔۔ کاش تو یہاں ہوتا ہارون، مجھے تیری برسیاں نہ منانی
"..پڑتیں

اس شخص کے دل کا ایک کونہ اس شخص کے ہجر کے دکھ سے ہمیشہ زخمی رہنے والا تھا اور یہ ایسا دکھ تھا جسکا علاج شہریار جدون کے لیے اس دنیا میں کہیں نہ تھا۔

اس دردناک کاش کے ادھورے ہونے پر چند پر تپش آنسو شہریار کی آنکھ سے ٹپک کر اسکی داڑھی میں جذب ہوئے جس پر اس نے بے دردی سے آنکھیں رگڑ دیں۔

وہ وہیں ٹک کر بیٹھ گیا، یہاں کی خاک آج بھی شہریار جدون کے لیے بری نہ تھی، شام کے اس پل یہاں کچھ وقت گزارنا خواہش کے ساتھ ضرورت تھا اسکے لیے، اور اسکی زندگی میں ہارون کی جگہ کوئی بھی نہیں لے سکتا تھا۔

ابھی تک مانی نے میرا میسج ریسو نہیں کیا، بہت غلط بات ہے میری جان۔"
جتنا اگنور کرو گی اتنا تم سے دور رہوں گا۔ جب تک پکارو گی نہیں میں
"..سامنے نہیں آنے والا

وہیں بیٹھے بیٹھے شہریار نے اپنا فون نکالا، ابھی تک میسج ڈیلور تھا مگر سین نہیں ہوا تھا اور اب اسکا برا منانا برحق تھا، نا جانے کیا سوجھی کہ اس نے میسج ڈیلیٹ فار ایوری ون کر دیا۔

ماشاءاللہ، چاند کا ٹکڑا لگ رہی ہو فیری۔۔۔۔اللہ تمہیں نظر بد سے "
"..بچائیں

مانی نے اپنے صرف ابھی صبور آپیا سے بال کرل کروائے تھے جبکہ میک آپ ابھی بس اس نے فیروزہ کا مکمل کیا اور فیروزہ پر آتے روپ پر خود ہی وہ پیار سے سراہا اٹھی، اس وقت روم میں بس وہ، نمرہ اور مانی ہی تھیں۔

" .. تھینکیو مانی، تم نے بہت پیارا تیار کیا مجھے "

فیروزہ نے آئینے میں دیکھتے اپنے حسین روپ سے لاج کھاتے کہا تو مانی نے اسے عقب سے بازووں گرد حائل کیے پیار سے سر پر بوسہ دیا۔

تم ہو ہی اتنی پیاری اور حسین، اور کبھی میک اور نہیں کیا نہ تبھی اتنا پیارا "
لگا۔ابھی کل جب تم سیلون سے ریڈی ہو گی پھر دیکھنا علی بھائی کے دل پر

کیسے کیسے بمب گرتے ہیں۔ آج تو وہ دل کو سنبھال لیں گے کیونکہ مجبوری
ہے.."

مانی نے اسکی تعریف اسکے بقول کچھ زیادہ کر دی اور تبھی فیروزہ کی آنکھوں میں یکدم جمع ہوتی نمی پر نمرہ اور مانی دونوں کا دل اداس سا ہوا۔

"کیا وہ بھی مجھ سے پیار کرنے میں کامیاب ہوئے ہوں گے مانی؟ بھلے ہم اچھے دوست بن گئے لیکن اگر میرے ساتھ ہوئے اس حادثے نے ہمارے بیچ محبت جیسے رشتے کو بننے سے پہلے کچل دیا تو میں زندہ نہیں رہ سکوں گی.."

یہ سارے خدشے اور تکلیف فیروزہ کی ذات کا حصہ تھے، ایک لڑکی شادی کے وقت اپنا سب کچھ اپنے ہونے والے شوہر کے لیے سنبھالے ہوئے ہوتی ہے اور تبھی اسکے جذبات بہت خاص ہوتے ہیں مگر فیروزہ کا دامن تو خالی تھا، اسکی روح پر زخم کشید تھے، ان ظالموں کی ہوس کے ناسور کنندہ تھے۔

نمرہ اور مانی دونوں نے اسکی طرف آزردگی سے دیکھا جو خود اذیتی کا شکار تھی، سمجھ نہ آیا اسکی کیسے تشفی کروائیں۔

اس مبارک لمحے کیسی عجیب باتیں کر رہی ہو فیری، علی بھائی کو اگر اتنے" سالوں میں بھی تم نہیں سمجھی تو پھر تو بہت غلط بات ہے۔ کیا انکے کسی رویے سے تمہیں اپنے اس خسارے کا حساس ہوا؟ کیا کبھی انہوں نے تمہیں عزت اور چاہ کی نگاہ کے سوا دیکھا؟ کیا انکی ہر بات میں تمہاری فکر

"نہیں دیکھائی دیتی؟

مانی کے ہر سوال میں جیسے تڑپ تھی اور فیروزہ کی آنکھوں میں لاتعداد آنسو جمع ہوئے۔

".. نہیں مگر"

فیروزہ کی زبان لڑکھڑائی۔

مگر و گر کو چھوڑ دو فیروزہ، علی بھائی سے تمہارا رشتہ عام ہو ہی نہیں سکتا۔"

وہ تمہارے ہر درد کو اپنی محبت سے سکون میں بدل دیں گے میری جان۔

تمہارے لیے یہ رشتہ بنانا یقیناً ان سے ہزار درجے مشکل ہو گا، فزیکلی بھی اور مینٹلی بھی۔ کیونکہ انسان اپنے ماضی سے کبھی پیچھا نہیں چھڑوا پاتا، تم یقین نہیں کرو گی کہ آج بھی جب اس شان خبیث کی وہ گندی نظریں سوچتی ہوں تو میری روح کانپ جاتی ہے، اگلے کئی دن سو نہیں پاتی۔۔۔

میں تمہاری کیفیت بخوبی سمجھ سکتی ہوں لیکن علی بھائی تمہاری ہر تکلیف

"..سے واقف ہیں وہ تم کو سنبھال لیں گے۔ پریشان مت ہو

اس بار فیروزہ کی ہمت نمرہ نے بندھائی تو جیسے اسکے بے اختیار ہوتے آنسوؤں میں سکوت آیا۔

تم دونوں میرے لیے دعا کرنا، اولاد تو دے نہیں سکتی انکو اگر سکون بھی" نہ بن سکی تو پھر میرے لیے زندہ رہنا بہت مشکل ہو گا، یہ گلٹ مجھے مار

دے گا۔ تبھی شادی نہ کرنے کا فیصلہ کیا تھا کہ میں قابل نہیں کہ کسی کی
"..زندگی کو خوبصورت بناوں، اسی لمحے سے خوف کھاتی تھی
فیروزہ کی تکلیف ان دو کو اپنی لگی تبھی تو دونوں نے اسے لپٹ کر دبوچا جیسے
فیروزہ کے آنسو ان دو کو بھی درد دے رہے ہوں۔
سب فکریں چھوڑ دو، اور کچھ نہیں ایک دوسرے کے اچھے دوست تو ہو"
ہی تم۔ اللہ نے اگر یہ رشتہ جوڑا ہے تو تمہیں اسکو نبھانے کی ہمت بھی دیں
گے۔ اب رونا مت میں تمہاری جیولری لاتی۔ علی بھائی لے آئے تھے
لعلین آپا کے روم میں ہے، میں اپنا فون بھی لے آوں چارج ہو گیا ہو گا۔
"..نمرہ تب تک تم اسکے بال سیٹ کر دو
مانی کی ہمت دلاتی سرگوشی پر اور پیار سے فیروزہ کے آنسو پونچھنے پر وہ جبرا
ہی سہی پر مسکرا دی، جبکہ نمرہ نے بھی فوری ذمہ داری سنبھالی اور مانی اپنا
لہنگا سنبھالتی بچ بچاتی بھیو کے ہوم آفس پہنچی تو وہیں باہر ہی کاوچ کے پاس
فیروزہ کے لیے تازہ گلاب اور موتیے کے پھولوں کی جیولری رکھی ہوئی

تھی، مانی نے مسکرا کر اسے اٹھایا اور چارج سے اترا اپنا فون بھی اٹھایا مگر وہیں رک کر اس سے پہلے وہ اس واٹس ایپ میسج کو سین کرتی، دوسری جانب سے وہ ڈیلیٹ کر دیا گیا۔

مانی کی آنکھیں حیرت سے کھلیں۔

"..ہیں، اب یہ کیا بدتمیزی ہے"

مانی نے کوفت سے اس ان نان نمبر کی ڈی پی اوپن کی مگر کوئی ڈی پی نہ دیکھ کر مانی کا دل خوامخواہ آفسردہ ہوا۔

"اب کیا کروں۔۔۔۔۔یہ میسج کیا تھا؟اور کون ہے یہ۔۔۔۔۔شیری آپ تو نہیں ہیں یہ کہیں؟"

وہیں الجھن میں لپٹی وہ خود کلامی کیے اس نمبر کے جواب میں کچھ ٹائپ کرنے لگی۔

آپ کون ہیں میرے پاس یہ نمبر سیو نہیں؟ سوری بروقت میسج نہیں"
"..دیکھا جاسکا۔۔کچھ ارجنٹ ہے تو پلیز سینڈ می اگین

مانی نے ہچکچاتے ہوئے ہی میسج لکھا اور بھیجا جبکہ شہریار کا موڈ اب آف تھا سو میسج سین کرتے ہی وہ اخیر بدمزہ ہوا۔

ہاں تم تو اس دنیا کی سب سے مصروف دوشیزہ ہو نہ۔۔آتے ہی مجھے خفا"
"..کر دیا، اب تم نہیں بچو گی مانی

منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے شیری نے ٹائپ کرنا شروع کیا۔

"..سوری مس رانگ نمبر"

مانی نے میسج آتے ہی بے تابی سے اوپن کیا مگر یہ پیغام دیکھ کر اسکا دل راکھ ہو کر رہ گیا مگر پھر جیسے مانی کی آنکھیں مس کے لفظ پر ٹکیں، نہ تو مانی نے اپنی ڈی پی ایوری ون کے لیے شو کر رکھی تھی نہ ہی میسج میں اپنا جینڈر شو کیا تبھی تو وہ حیران تھی کہ اس بندے کو کیسے پتا چلا کہ وہ مسٹر نہیں مس ہے۔

مانی! کچھ تو گڑ بڑ ہے۔اسے کیسے پتا چلا میں مس ہوں۔۔۔۔۔شیری"
کہیں یہ آپ تو نہیں؟اف میرا خدا یہ کیسی نئی مشکل ہے۔اب کس دیوار
"..سے سر ماروں میں
مانی کا دل چاہا وہ یہیں بیٹھ کر رونے لگے۔
"..اوکے تھینکس بٹ آئی ایم ناٹ مس"
مانی نے کچھ سوچتے پھر سے میسج لکھا جبکہ اس بار شہریار کے خفا چہرے پر
شرارت بھری مسکراہٹ اتری،اپنی جاسون پر اتنا پیار آیا کہ دل چاہا فورا
اسکے پاس چلا جائے۔
اوہ،تو مسٹر کولگ گیارانگ نمبر۔۔۔۔سچ آ بیڈ ڈے۔۔۔۔اینی وے"
"..سوری مسٹر،بائے مسٹیک میسج چلا گیا
شیری نے میسج ٹائپ کرتے سینڈ کیا جبکہ مانی کو اب تو کچھ کچھ پختہ شک ہوا،
لیکن ابھی اسکا دماغ مفلوج تھا سو مزید کوئی میسج نہ کیے وہ آف لائن ہو چکی
تھی۔

تو دیکھ رہا ہے ہارون؟ تین سال بعد گھر آئے شوہر کی ویلیو ہی نہیں۔۔۔۔"
اسکو پتا چل جانا چاہیے تھا کہ یہ میں ہوں۔ آف لائن ہو گئی چڑیل کہیں
کی.."

شیری کا دل چاہا فون ہی پٹخ دے اور ہارون اس سے بات کر پاتا تو کان کے نیچے دو لگانے سے ہی بات کا آغاز کرتا یہی سوچ کر شہریار کی آنکھوں میں تلخی اور تکلیف سی سمٹ آئی۔

"خیر، اب میں چلتا ہوں۔۔۔۔وہ گھر نہیں ہے سوا سکے آنے تک زرا آرام کر لوں گا۔ پھر آوں گا تجھ سے ملنے۔ ابھی سفر کی تھکن سے جسم ٹوٹ رہا
ہے.."

تھکن سے زیادہ نیند اور نیند سے زیادہ مانی کی کمی تھی جو جسم میں ٹوٹ پھوٹ کا سبب تھی، لہذا ہارون سے ملاقات ختم کرتا وہ اٹھ کھڑا ہوا، فی الحال گاڑی نہیں تھی سو گھر تک اسے کسی کیپ سے ہی جانا تھا اور شہریار جب گھر پہنچا تو دروازہ چوکیدار بابا نے ہی کھولا اور شہریار کو اپنے سامنے دیکھ

کرایک لمحہ تووہ بھی ساکت ہوگئے یہاں تک کہ شہریار کواپنے خوفناک خلیے کارعب کم کرنے کوانھیں شانے سے پکڑ کر ہلاتے مسکرانا پڑا۔

"..ہوش میں آجائیں یہ میں ہی ہوں"

شہریار کے جتانے پر وہ جذباتی سے ہوتے جس طرح شہریار سے لپٹے وہ خود لمحہ بھر بوکھلا گیا،اس گھر میں شہریار جدون کی کمی چپے چپے نے محسوس کی تھی پھر وہ کیسے نہ کرتے۔

"اللہ کا شکر ہے آپ واپس آگئے شہریار صاحب،یہ گھر یہاں کے مکین آپ کے بنااد ھورے تھے۔خوش آمدید.."

انکی گرم جوشی پر شہریار مسکرایااور تائید میں سر کو جنبش دی۔

"بہت شکریہ، لیکن پلیز میرے آنے کی اطلاع ابھی کسی کو نہ ہونے پائے۔ بہت تھکا ہوا ہوں فریش ہو کر آرام کروں گا۔ ممی بابا چلے گئے کیا؟اور مانی آج وہیں رکے گی جندل محل؟"

تو گویا شہریار صاحب کو سبکی بھرپور خبر تھی جس پر چوکیدار بابا نے خوش دلی سے سر کو اثبات میں ہلایا۔

جی مانی بی بی گئیں تو رکنے ہی تھیں کیونکہ انکی دوست کی شادی ہے، بے" فکر رہیں میں کسی سے کچھ نہیں کہوں گا۔ آپ کچھ کھائیں گے تو میں لے آوں؟"

انکی محبت اور فکر پر شیری نے سر کو نفی میں ہلایا کیونکہ کھانا وہ راستے میں کھا چکا تھا۔

"..امم۔۔ نہیں مجھے کچھ نہیں چاہیے۔ بس آرام کروں گا۔ شب بخیر"

شہریار نے انکو رسانیت سے منع کیا اور قدم گھر کی طرف بڑھائے، گھر خالی تھا مگر یہاں کا سکون اس تنہائی کے باوجود شہریار کو اندر آتے ہی اپنے حصار میں لے چکا تھا، اسے اپنے ایسے ویلکم کا بھی گلہ نہ رہا کیونکہ یہاں اسکے عزیزوں کی جابجا خوشبو موجود تھی۔

کتنا سکون ہے یہاں، اس گھر کی راحت کو ترس گیا تھا میں۔ آہ مانی یہاں"
"..مجھے تم چاہیے ہو، چھوڑوں گا نہیں ایک بار ہاتھ آو میرے تم
شہریار نے اس جگہ بس مانی کو چاہا مگر وہ پاس نہیں تھی اور وہ اسکو پکار بھی نہیں رہا تھا، چاہتا تھا وہ خود اسے محسوس کرتی ہوئی واپس آئے۔

چونکہ لمبا سفر تھا اور شدید تھکاوٹ تھی تبھی وہ سیدھا بیڈ روم میں ہی گیا، دروازہ کھولتے ہی جا بجا بکھری مانی کی خوشبو سانسوں میں اتارنے کا احساس ہی اتنا حسین تھا کہ اس لڑکی کی موجودگی کی کمی مدھم ہوئی۔
بے اختیار شہریار نے فون بیڈ پر اچھالتے پہلے سائیڈ ڈرا کو بیٹھتے اوپن کیا جہاں وہ تین خط اور ان تین سالوں میں بھیجے خیریت کے سات سے آٹھ خط ترتیب سے پڑے تھے، اسکے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ کر گزری۔
یہ خط نہیں یہ تین سال کے آمنہ آفریدی کے سہارے تھے۔

اس کمرے میں تمہاری تنہائی اور بے بسی کے سارے لمحے قید ہیں مانی جو "
چیخ چیخ کر مجھے تم پر گزری تکلیف کا احوال سنا رہے ہیں۔ آئی ایم سوری،
تمہیں واقعی تمہاری قوت سے بہت زیادہ آزمایا ہے شہریار نے۔۔۔۔ لیکن
اب تم سے ایک دن بھی دور نہیں جاوں گا آئی پرامسس۔۔۔۔۔۔۔
".. ہمارے مقدر میں لکھی آزمائش ختم ہو چکی ہے میری محبت
دل جیسے یہیں ڈھے جانے کو مچلا تو شیری نے وہیں تکیہ درست کرتے لیٹ
جاتے خود کلامی کی، یہاں سکون ہی ایسا تھا کہ جلد اسکی آنکھیں بند ہو گئیں،
شاید کچھ دیر سونے کی نیت ہی اب اسکے آرام کی سبیل تھی اور وہاں مانی پورا
فنکشن اب بے چین ہی رہنے والی تھی کیونکہ ذہن و دل تو اسی مٹائے جا
چکے پیغام کے گرد اٹکا ہوا تھا۔

.._____..

علی اور فیروزہ کی مہندی کا فنکشن شروع ہوا تو یوں لگا جندل محل بذات خود دلہن ساج گیا ہو، اس شادی کی زیادہ خوشی اس لیے بھی تھی کیونکہ یہ ایک سپیشل کپل تھا، سب ایک دوسرے سے بڑھ کر حسین لگ رہے تھے اور بچہ پارٹی نے اپنا الگ ہی سحر باندھ رکھا تھا۔

علی اور فیروزہ کا کمبائن مہندی فنکشن تھا اور سب نے دل کھول کر اپنے ارمان پورے کیے، سب خوش تھے سوائے مانی کہ کیونکہ اسکا دل بہت بے چین تھا، اور اسی وجہ سے اسکی توجہ تقریب پر زرا نہ تھی، ورنہ باخدا وہ آج شام کسی پریستان کی آپسرا سے کم نہ لگ رہی تھی۔

فیروزہ کے ڈر اور خدشے فی الحال تو دب گئے تھے پر یہ خوف اسکی ذات کے حصے تھے اور علی نے اس سمیت اسے قبول کیا۔

علی سنپل سے وائیٹ سوٹ میں بھی سب پر بھاری لگ رہا تھا، سب میلز نے لگ بھگ شلوار قمیص ہی پہن رکھی تھی اور پیلے دوپٹے گلے میں مفلر

کی طرح ڈال کر مہندی تھیم کی لک دے رکھی جبکہ بچہ پارٹی کو عدن ہی آبزرو کرتی یہاں وہاں آتی جاتی دیکھائی دے رہی تھی۔

"بہت پیاری لگ رہی ہو، لیکن تھوڑی نروس بھی۔ فکر مت کرو تمہیں آج رخصت تھوڑی کروانے والا ہوں۔ ابھی ایک دن ہے.."

وہیں سٹیج پر ہی ہلکے ہلکے مہندی کے گیتوں کی مدھر ٹونز کے بیچ ہی علی نے فیروزہ کے مہندی سے کلائیوں تک سجے ہاتھوں کو دیکھا جو پہلے تو پر اعتماد تھی پر علی کے مخاطب کرنے پر گھبرائی دیکھائی دی، نمرہ ان دو کی پکس لے رہی تھی جبکہ فوٹو گرافر بھی اپنا کام کر رہے تھے۔

"نہیں نروس نہیں ہوں، بس ایسے ہی سب کے بیچ ان کمفرٹیبل ہو جاتی ہوں۔۔۔۔ دیکھیں نہ لئیق بھائی نے کتنے گیسٹ بلا لیے.."

فیروزہ نے بھی گہرا سانس لیتے جواب دیا تو علی نے اسکے خوبصورت گہرے مہندی کے رنگ سے سجے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں مقید کیا۔

گیسٹس پر دھیان مت دو، مجھ پر دو۔ تمہارے لیے سب میں ہوں"

".. فیروزہ۔ میں تمہیں کمفرٹیبل نہ کر پاؤں تب ضرور تشویشناک ہے

اسکے ہاتھ تھامنے پر فیروزہ کو لگا واقعی کسی نے اسکے گرد حصار باندھ دیا ہو، ہمت جتاتی وہ علی کو دیکھ پائی جو آج اسے خود سے کہیں درجے پیارا لگ رہا تھا۔

".. جب آپ میرا ہاتھ پکڑتے ہیں تو ایسا لگتا ہے یہ پوری دنیا میری ہے"

یہ کہنے میں بھی فیروزہ کو تین سال لگے حالانکہ یہ وہ اسے پہلی ملاقات کے بعد ہی کہہ دینا چاہتی تھی۔

"کیا سچ میں؟"

علی کی آنکھوں میں یقین چاہنے کی شدت تھی تبھی تو فیروزہ کی آنکھیں حیا سے جھک گئیں۔

ان تین سالوں میں فیروزہ کے ڈر دور کرنے کو اس کا باقاعدہ کئی ماہ دماغی معالج سے علاج ہوا کیونکہ وہ منٹلی بہت ویک تھی پھر اسکے یہ ڈر کہ وہ ایک بیوی بننے کی اہلیت رکھتی ہے یا نہیں، یہ بھی رخصتی سے پہلے ہٹانے ضروری تھے اور اس میں بھی لعلین اور لئیق نے بھرپور حصہ ڈالا اور فیروزہ کو بہت ماہر سائکیٹرسٹ کے سیشن دلوائے، جس سے فیروزہ کو خود پر یقین کرنے کی ابیلٹی واپس ملی، اس رشتے کو لے کر اسکے ڈر اور خدشات سے اسکو آزادی دی گئی۔

"..یہ بات میں تین سالوں میں کبھی نہیں کہہ پائی، ڈر لگتا تھا"

فیروزہ کا ہاتھ اب بھی علی کے ہاتھ میں مقید تھا۔

"اب ڈر ختم ہو گیا کیا؟"

دھیمی سی سرگوشی پر فیروزہ نے لحظہ بھر آنکھیں اٹھا کر اس دل اور صورت کے حسین شخص کو دیکھا۔

"..اب دوستی بہت گہری ہونے والی ہے نہ اس لیے"

حیا سے اٹ کر وہ پلکیں بوجھل ہوئیں، علی کو اسکی یہی باتیں بہت بھاتی تھیں۔

نہیں تو، اب تم میری وائف بننے والی ہو، پہلے تمہاری اداسی صرف سنتا تھا" اب سے محسوس کروں گا اور ختم بھی اور تم بلکل بھی پرانا کچھ ہمارے بیچ "نہیں آنے دو گی۔ ٹھیک ہے؟

ایسے جان لیوا وعدے پر فیروزہ کی دھڑکنیں رک سی گئیں، اسکے ہاتھ کی جکڑن ہر علی کو اسکی کیفیت کا بخوبی ادراک تھا۔

"..علی"

ان تین سالوں میں وہ اسے پہلی بار پکاری اور وہ شخص واقعی اک لمحہ ارد گرد کی ہر آواز بھول گیا، شدت سے چاہا کہ کاش اس وقت وہ ہجوم میں نہیں بس فیروزہ کے ساتھ موجود ہوتا۔

"یہ کوئی میرا نام پکارنے کی جگہ تھی فیروزہ؟"

علی کے تاثرات تو نہ دیکھ سکی پر اسکی سرگوشی میں موجود شدت پر اس لڑکی کا دل ضرور سہم گیا۔

"..آپکو برا لگا تو سوری۔۔۔میں دوبارہ نام نہیں لوں گی"

اس لڑکی کے لرزتے ہاتھ اور جسم پر طاری کپکپاہٹ نے علی کو نا جانے کس درد کی گہرائی میں اتار دیا۔

تم اب سے میرا نام ہی لو گی، جس وقت بنا نام کے پکارو گی میں جواب"

"..نہیں دوں گا یاد رکھنا

وہ جو سہم گئی تھی علی کے اس درجہ رعب سے ضد کرنے پر پہلے تو حیران ہوئی پھر جب نظر زرا ہمت کر کے اٹھائی تو تمام تر اڑے حواسوں کے اسکے گلابی ہونٹوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔

وہ روٹھا ہوا، سخت سنجیدہ بھی بہت پیارا لگا۔

اللہ جی یہ ناراض ہو کر تو اور پیارے لگتے ہیں، پلیز اس شخص کو مجھ سے" مایوس نہ کیجئے گا۔ میں وہ نہیں مانگتی جو نا ممکن ہے میرے مالک، لیکن میں

آپ سے بس اپنے شوہر کا سکون مانگتی ہوں۔ مجھے اتنا خالی مت کریے گا کہ یہ زندگی اور اس شخص کا مجھے اپنانے کا احسان مجھ پر گراں بوجھ بن جائے"..

علی کو سامنے دیکھتے تکتی وہ اللہ سے دعا گو تھی اور اللہ اپنے پیاروں کو ہر گز انکی بساط سے زیادہ نہیں آزماتے۔

کچھ دیر تک مزید تقریب جاری رہی اور پھر یہ سب ختم ہوا اور کھانے کے بعد سب مہمان بھی رخصت ہوئے، جبکہ لئیق بھی میل کی وجہ سے زرا جلدی روم میں چلا گیا مگر اس جانب سے ملتی شیری کی خیر وعافیت سے پاکستان واپسی نے جیسے موڈ خوشگوار کر دیا۔

"بھیو"

لئیق کی توجہ مانی کے پکارنے پر منتشر ہوئی۔

"..ہاں کیا ہوا؟ ہوائیاں کیوں اڑی ہیں تمہاری"

لئیق نے بروقت اپنی مسکراہٹ دباتے پاس آکر رکتی مانی کو بغور دیکھتے استفسار کیا۔

"پتا نہیں طبعیت کچھ اچھی نہیں ہے، دل گھبرا رہا ہے۔ یا تو مجھے آفریدی حویلی چھوڑ آئیں یا گھر.."

مانی کے آنسو جس طرح آنکھوں میں چھلکے، لئیق فوری کرسی سے اٹھے مانی کے قریب آیا، وہ عجیب تکلیف اور بے بسی کی کیفیت میں مبتلا تھی، لئیق کے قریب آتے ہی وہ نا صرف اسکے ساتھ لگی بلکے نجانے کیوں آنکھیں بھیگیں۔

"مانی! میرے بچے کیا ہو گیا۔ کہو تو ڈاکٹر کے پاس چلیں۔۔۔۔رنگ بھی پیلا پڑا ہوا۔۔۔۔ادھر دیکھو۔ کیا ہوا ہے بتاو مجھے.."

لئیق کو وہ ٹھیک نہ لگی تو پریشانی میں وہ اسکو شانوں سے پکڑ کر روبرو لایا۔

مجھ سے سانس نہیں لیا جا۔۔ جا رہا بھیو، دل پر بہت بوجھ سا ہو"
جیسے۔۔۔۔ مجھے گھر ڈراپ کر دیں یا کہیں باہر لے جائیں۔ مجھے اچھا فیل
"..نہیں ہو رہا، دم گھٹ رہا ہے

اسکے مسلسل رونے پر لئیق نے کچھ دیر تو اسکی کنڈیشن ایگزامن کی اور پھر وہ مانی کو لیے گاڑی نکالتا جندل محل سے نکلا اور گھر کے کچھ دور جاتے ہی گاڑی روکی اور مانی کے ساتھ وہ باہر نکلا، یہاں آکر جیسے اسکی رکتی سانس بحال ہوئی تھی پر لئیق کو تو اسکی حالت اخیر دہلا چکی تھی۔

"اب بتاو کیا ٹنشن لی ہے؟"

لئیق کے پوچھنے پر مانی نے آزردہ نظر لئیق پر ڈالی اور اپنا فون اوپن کیے وہ چیٹ کھول کر لئیق کے سامنے کی جس پر لئیق کو سمجھنے میں بس چند لمحے لگے تبھی تو وہ مسکراہٹ دباتا نظر آیا۔

م۔مجھے لگتا ہے یہ شیری تھے، جب سے یہ میسج آیا اور یہ بات ہوئی میرا"
"..دل مسلسل گھٹ رہا ہے

مانی کی آواز یہ بتاتے رند کر رہ گئی۔

"یہ شیری کیسے ہو سکتا ہے، وہ تو ابھی آیا ہی نہیں۔ رانگ نمبر ہی ہو گا۔ اتنا سوچنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ڈیلیٹ کرو اسے اور بتاو کہاں جانا ہے، آفریدی حویلی ڈراپ کروں یا تمہارے گھر.."

لئیق نے جان بوجھ کر ایسا کہا جس پر مانی کی رہی سہی امید بھی کرچی ہوئی اور اب اسکا دل بہت سارونے کے بعد ہی ہلکا ہو سکتا تھا۔

"گھر چھوڑ دیں بھیو.."

مانی نے آنکھیں چراتے مشکل سے جواب دیا۔

"لیکن گھر اکیلی کیسے رہو گی، چلو میں وہیں رک جاوں گا بیٹھو گاڑی میں.."

لئیق کے فوری مان جانے پر مانی نے افسردہ نظر سے بھیو کو دیکھا۔

"پر حُنین آپکے بغیر کیسے سوئے گا بھیو؟"

مانی کو نئی فکر نے آلیا۔

آج کھیل کھیل کر تھکا ہوا ہو گا، سو جائے گا یا ایسا کروں گا میں عدن کو بھی"
جا کر لے آوں گا تمہارے ساتھ رہ لے گی۔ تمہیں اس وقت اکیلے نہیں
".. چھوڑ سکتا۔ ہو سکتا گھر جا کر تم تھوڑا ریلکس ہو جاو۔ چلو بیٹھو چلتے ہیں
بھیو کے اصرار پر مانی چار و ناچار بیٹھ گئی اور لئیق نے ڈرائیونگ کے بیچ ہی
شہریار کے آتے میسج کو سین کیا۔

لا رہا ہوں اسے تمہارے پاس، کافی اداس ہے۔ سنبھال لینا اسے۔ ورنہ پٹو"
".. گے اپنے دو دو سالوں سے اگر مانی کو تم نے مزید رلایا

لئیق کا میسج اس پار تازہ دم ہو کر اٹھ چکے شیری نے پڑا تو ہنسے بنا نہ رہا۔
تمہیں پتا چل ہی گیا آمنہ کہ شہریار تمہیں کتنا مس کر رہا ہے، تھینک گارڈ"
میری رات برباد ہونے سے بچ گئی۔ آجاو تمہاری عقل ٹھکانے لگاتا ہوں
".. زرا

خود کلامی کیے وہ کمرے سے باہر نکلا اور سیدھا کچن میں گھسا اپنے لیے کافی
بنائی اور جناب گھر کے سادہ سے ٹراوزر شرٹ کے خلیے میں ملبوس اپنے

نئے بار عب سٹائیل کے سنگ لان میں خراماں خراماں واک کرتے اپنی بلیک کافی انجوائے کرنے لگے۔

لگ بھگ دس منٹس ہی گزرے تھے کہ اسے پورچ میں آکر رکتی گاڑی کا ہارن سنائی دیا۔

".. چلو جاو میں عدن کو لے کر آتا ہوں تمہارے پاس رہ لے گی"

لئیق کے کہنے پر مانی فرمابرداری سے اپنا بھاری ڈریس سنبھالتی گاڑی سے اتری اور جبراہی مسکرا کر بھیو کو سی آف کیا اور خود گھر کے اندر چلی گئی جبکہ لئیق نے وہیں گاڑی میں بیٹھے ہی لان کے کنارے آکر کھڑے شیری کو تکتے ہاتھ ہلایا اور مسکراتے ہوئے گاڑی گھر سے نکال لی جبکہ ڈرائیور بابا نے اسکے جاتے ہی گیٹ بند کیا۔

مانی نے اداسی کے سنگ بیگ اور فون وہیں لاونج میں لگے کاوچ پر پھینکا اور سیڑھیاں چڑھتی کمرے کی طرف بڑھی مگر کمرے میں داخل ہوتے ہی اسکی نظر جب بیڈ پر پڑی سلوٹوں پر گئی تو مانی کے دماغ میں ٹیس سی جگی،۔ پھر رہی سہی کسر ڈریسنگ میز پر پڑے نوٹ نے پوری کی۔

مانی نے بھاری قدموں کے سنگ اپنے ہاتھ کی کپکپاہٹ پر قابو رکھتے وہ نوٹ اٹھایا، دل جیسے بند ہوئے چلا ہو۔

"تم نے میرا میسج بروقت سین نہیں کیا تو غصے میں ڈیلیٹ کر دیا، تم تو میرا ہر انداز جانتی ہو مانی، پھر بھلے رابطے کا ہی کیوں نہ ہو۔اب میں تم سے تھوڑا ناراض ہوں، لیکن پھر بھی تم سے ملنے کو بیقرار ہوں۔۔۔۔لان میں آجاو، ویٹ کر رہا ہوں اپنے منائے جانے کا.."

یہ عبارت پڑھتے جیسے وہ تھکا زا مسکرائی ویسے ہی آنکھوں سے چند آنسو ٹوٹ گرے، بھیو اور شیری کی ملی بھگت سمجھ آئی، آنسو بے اختیار ہوئے، فوری پلٹ کر وہ روم سے نکلی اور بھاگ کر لان کی طرف بڑھی، پشت کیے

کھڑا لان میں لگے لاتعداد پھولوں کو فرصت سے تکتا وہ اسے نظر آیا تو مانی کی آنکھوں سے تکلیف اور منہ سے سسکی کی صورت اس ظالم کا نام نکلا جو ہونٹوں میں بے آواز سا ہوئے دب کر رہ گیا، اس سے پہلے وہ اسکی طرف بڑھتی، نا جانے کیا سوچ کر رک گئی، قدم زنجیر سے ہوئے۔

جیسے اس تک پہنچنے میں جان چلی جانے کا خطرہ ہو، مانی کو لگا اسکی آنکھوں میں ریت چھبی ہو اور پھر لگا کسی نے سر کو مٹھی میں لے کر مسل دیا ہو اور مزید شہریار تک پہنچنے کی ہمت جیسے اسکے جسم سے سرک گئی، آنکھوں کے آگے آتی دھندلاہٹ پر وہ اس سے پہلے بے جان ہو کر گرتی، اسے بس اتنا یاد رہا کسی مضبوط حصار نے اسے سنبھالا ہے لیکن اسکے بعد اسے کچھ ہوش نہ رہی کہ اسکے دل کی تمام حسرتیں کس تفصیل سے مٹائی گئی ہیں۔

.._____..

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو لئیق؟ واقعی شیری آگیا؟"

لئیق جب گھر پہنچا تو مہندی کا سارا افنکشن مکمل طور پر ختم ہو چکا تھا اور تبھی لعلین کے علاوہ باقی سب بھی مانی کے اچانک گھر جانے پر فکر مند تھے۔

تبھی لئیق نے یہ خبر لعلین کو دی، شہریار کل ہی آچکا تھا پاکستان مگر کچھ ضروری کام نمٹانے کے لیے اور اپنی ایس ایس پی کی پوسٹ واپس پانے کے لیے اسکو کچھ لیگل پراسیس سے گزرنا تھا تبھی ایک دن اسلامہ آباد سٹے کرنا پڑا اور اسی بیچ اس نے پرانا نمبر آف کروا کے نیو نمبر لیا تھا اور رات کو وہیں کے ہوٹل میں سٹے کیا۔

"یس وہ کل ہی پاکستان آگیا تھا، مجھے کل ہی میل آئی تھی پر کسی نہ کسی وجہ سے دیکھ نہ پا رہا تھا۔ لیکن مانی کے نمبر پر آتے ان عجیب پیغامات سے مجھے اندازہ ہو گیا کہ سر پھرا گھر بھی لوٹ آیا۔ اب آپ سیلی کو بھی بتا دیں تاکہ وہ بھجت اور گرینی کو بھی انفارم کر دے، وہ سب بہت فکر مند تھے کہ مانی اکیلی گھر کیوں چلی گئی، میں زرا چینج کر لوں.."

لئیق نے مسکرا کر حیرت کدوں میں غرق لعلین کو یقین دلایا اور اسکے بھی مسکرا اٹھنے پر لئیق چینج کرنے بڑھ گیا، جو خوشی اس وقت لعلین کے دل کو محسوس ہو رہی تھی اسکا نعم البدل نہ تھا کوئی۔

"یا اللہ آپکا بے حد شکر ہے کہ آپ نے شیری کو صحیح سلامت ہم سبکے پاس واپس لایا، اب اسے اور مانی کو کبھی جدا مت ہونے دیجئے گا.."

جیولری لعلین نے اتار کر ڈریسنگ پر رکھی اور شدت جذبات سے دعا گو ہوتی وہ بیڈ پر لیٹ کر فیڈ رپیتے حُنین کے پاس ہی آکر بیٹھی جو آنکھیں چھپک رہا تھا یعنی دن سے اب تک خوب مستی کر کے محترم تھکے ٹوٹے تھے۔

"تمہارے ایک اور بیسٹ ماموں آگئے حُنین، تمہیں دیکھ کر وہ بہت خوش ہو گا۔ شاید ہارون کے حصے کا بھی.."

حُنین کی گال چومتی وہ خود بھی اسکی ممی کے لیے پھیلائی بازو پر نرمی سے سر رکھے لیٹی تو محترم لعلین سے یوں لپٹے جیسے نا جانے کب کے گھبرائے ہوئے ہوں۔

"ممی کی جان، ایسے پیار جتا کر دل ٹھنڈا کر دیتے ہو۔ نظر تو نہیں لگی میرے بچے کو۔۔ ممی کی سانسیں ہو تم، قربان جاوں اپنی ننھی جان پر.."

حُنین کو لگتار پیار کرتی وہ بلکل اسکی طرح چھوٹی سی بچی بنی مسکا رہی تھی اور وہ بھی ممی کے لاڈ جی بھر کر انجوائے کرتا اپنی ننھی منھی شرارتی حرکتوں سے اسے بھی مسکرا کر اپنی زندگی کی ان نعمتوں پر شکر گزار کرنے پر مجبور کر دیتا تھا۔

.._____..

تم نے تو میرے سارے ارمانوں پر پانی بہا دیا مانی، مجھے لگتا تھا میں اتنا بھی"
خوفناک نہیں لگتا اس خلیے میں بلکہ کافی ہاٹ لگتا ہوں لیکن اب لگ رہا ہے
"..وحشی درندہ بنا ہوا ہوں جو تم ہوش ہی گنوا بیٹھی

کب سے اسکا پر حدت ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے بیٹھا وہ مانی کے چہرے کے ہر
ہر نقش کو اپنی آنکھوں کا محور بنائے ہوئے تھا، جو اس توقع سے بڑے
سرپرائز کی شدت سہہ نہ پائی تھی، اسکے نازک سے وجود پر موجود بھاری
لباس ہٹ چکا تھا، جو شہریار نے ہی اسکی اس بے جان حالت کے پیش نظر
بدلا۔اور اسکی جیولری تک اتاری، اس وقت وہ بھی سادہ سے سلیپنگ
ٹراوزر اور شرٹ میں تھکی اور نڈھال لگ رہی تھی۔

میری نازک تتلی تو اور نازک ہو گئی ہے، اب تو مجھے دیکھ کر ہی اسے غش"
"..پڑ رہے۔۔۔۔کیا ہو گا تیرا شہریار جدون

اس وقت اسے صرف مانی کے جاگنے کا انتظار تھا تاکہ اس لڑکی کی آنکھوں میں ٹھہری ہر تکلیف دور کر دے، اسے بتائے کہ اب وہ کہے بھی تو وہ دور نہیں جائے گا۔

یکدم جیسے مانی کے بے خبر وجود میں لرزش ہوئی، خاص وجود کا حصہ بنی اس شخص کی خوشبو نے دھیرے سے اسکے حواس سہلائے، تبھی شہریار نے جھک کر اسکی جبین جب پیار سے چومی تو ان سرخ سوجھی آنکھوں نے آہستہ سے کھل کر اپنے موجود و میسر کو حیران وڈبڈبائی آنکھوں سے دیکھا، مانی کو لگا یہ بھی اسکا خواب ہے، آنکھوں میں شہریار کے لمحے میں ناراضگی اتری۔

"ایسا ویلکم کرو گی ہر گز امید نہیں تھی، جرت کیسے کی تم نے مجھے دیکھتے ہی ہوش گنوانے کی، بولو.."

بازو سے پکڑ کر اسے لہرا کر بیٹھاتے اپنے روبرو ساکن کیے شہریار نے اسکی چھلکنے کو بیقرار آنکھوں میں جھانکتے ناراضگی سے جتایا کہ لہجہ تیر سا ہوا،

دونوں کی آنکھوں میں تکلیف تھی تو سانسوں میں حرارت جو ہونٹوں کو بے تابی سے چھو کر بات کے لائق نہ چھوڑ رہی تھی۔

"شیری۔۔۔آپ ہی ہیں یہ؟"

اپنی ہتھیلی بڑھا کر اسکے چہرے سے لگاتی وہ اب بھی کسی خواب ناک کیفیت میں تھی اور اسکا پوچھنا ایسا دردناک تھا کہ شہریار جدون مزید نے حسی قائم ہی نہ رکھ سکا، اسکا وہی ہاتھ پکڑ کر ہونٹوں سے لگائے چوما تو مانی کی آنکھوں میں مزید آنسو اتر آئے۔

ہمم۔۔۔میں ہی ہوں، لیکن تم وہ نہیں رہی۔۔۔۔۔اتنی اداس، اتنی افسردہ۔۔۔۔وائے۔۔۔یہاں آو بیوقوف لڑکی.."

اسکا چہرہ ٹھوڑی سے پکڑے اوپر اٹھانے کی دیر تھی کہ شیری کے اس شکوے پر ان گرے آنکھوں سے آنسو موٹیوں کی طرح ٹوٹ گرے تبھی تو وہ اسکو اپنے سینے سے لگائے خود بھی مزید کچھ کہنے کے قابل نہ رہا، وہ

سارے آنسو جو وہ مروت میں اپنی آنکھوں کے پار چھپا لیتی تھی سب بہہ نکلے، اسے اب بھی یقین نہ آیا یہ سب سچ ہے، یہ شخص، اسکی خوشبو، اسکی موجودگی اسکا گلے لگانا سب نے مانی کو اتنا ترسایا تھا کہ اسکے لیے اپنی ہچکیاں گھوٹنا محال ہوا۔

"رومت مانی میں اب تم سے کبھی دور نہیں جاوں گا، ختم ہو گئی تمہاری تکلیف۔۔۔مجھے تو لگا تھا مسکراتی ہوئی ملو گی مگر تم نے تو میری جان ہی نکال دی تھی.."

وہ اسکے اک اک لفظ پر مزید روئی جانے کتنی تکلیف تھی جو اگر آج بھی دب جاتی تو مانی کو ڈر تھا وہ دوسری سانس لینے میں ناکام ہو جاتی۔

"آپ سے دور تو یہ س۔سب میرے ساتھ ہر لمحہ ہوا ہے، ایسے کون واپس آتا ہے بت تمیز انسان،۔۔۔بہت برے ہیں آپ، سیدھے سے میرے پاس نہیں آ سکتے تھے؟ مر جاتی تو کیا کرتے بولیں.."

یکدم ہی جیسے اسکو خود سے پرے کرتی وہ چیخی اور شہریار نے اسکے سوال اور خونخوار تیوروں دونوں پر اسے واپس تھامنا چاہا مگر وہ چکراتے سر کے باوجود روتی ہوئی اسکے حصار کو جھٹکے بیڈ سے اتری اور اس سے پہلے اس شخص کی نظروں سے بھاگ جاتی، شہریار نے بروقت اٹھ کر مانی کو کلائی سے پکڑ کر نا صرف روکا بلکہ لمحہ لگاتے بازو اسکے گرد حائل کیے اسے لاک کیا جواب بھی آنسو ہوتی آنکھوں سے ہولے ہولے پوری کانپ کر اسے گھور رہی تھی۔

"..تم مر جاتی تو شہریار جدون بھی مر جاتا"

جذبات کی شدت نے شہریار کی آواز بھی بھاری کی تھی اور مانی نے بگھڑتے سانس کو استوار کرتے نم ہوتی آنکھوں میں حسرت بھرے شہریار کو دیکھا۔

"ج۔۔ جھوٹ"

اسکی گرفت میں مچلتے مانی نے سسک کر آزادی چاہی مگر وہ اسے آزاد کرنا تو دور ایسا سوچ بھی نہ سکا۔

سچ ہے، کہاں ہے مجھے مس کرنے والی مانی۔۔۔۔"

I want to feel you amore mio"

گھمبیر جذبوں سے چور لہجے میں بولتا وہ اسکی آنکھوں سے سارے آنسو پونچھ چکا تھا، چہرے سے اسکی رخسار مس ہوئی تو مانی نے ہچکی سی بھرتے کسمسا کر چہرہ پرے کرنا چاہا۔

مس کر کر کے آد۔۔آدھی ہو گئی ہے، دیکھ نہیں رہا آپکو بے رحم"

"..انسان

شہریار کے قریب آنے کا ارادہ بھانپتے ہی وہ اسکو پرے کرتی پھر سے تکلیف سے چینختی بھاگنے لگی مگر اس بار شہریار نے نہ صرف اسے جکڑا بلکہ لمحہ لگاتے ہی مانی کی رکتی سانسوں کو استواری بخشنے کی نیت باندھتے اسکے

سارے اختیار اپنی مٹھی میں بھرتے ان نرم سانسوں کو شدت اور نرمی کی ہر حد سے خود میں ان ہیل کیا، ہونٹوں کی پیاس کا احترام کرتے ہر حد تک ان خشک جزیروں کو بحر جیسے ٹھنڈے شفایاب لمس بخشے، یہاں تک کہ اس درجہ بے رحم دسترس واستحقاق کے باوجود مانی کی وجود سے نہ جان سرکنے دی نہ اسکی رونے کے سبب پہلے سے بے جان ہوتی سانس اکھڑنے دی۔

"..ش۔۔شیری"

شہریار کے کسی آسیب کی مانند جسم وجاں سے لپٹے حصار کو اسکے سینے پر ہتھیلوں کا دباو بڑھا کر ہٹاتے ہوئے مانی نے سانس کھینچتے تڑپ کر دور ہٹنا چاہا مگر وہ دونوں ہاتھوں سے اسکو شانوں سے جکڑتا قریب کیے اسکا چہرہ پھر سے ہاتھوں میں تھام چکا تھا، خفیف سا جنجھوڑا جس پر وہ خود کو جنبیش تک کرنے کے قابل نہ جان سکی۔

سب دیکھ رہا ہوں، تبھی تو تمہیں اپنی موجودگی کا ثبوت دے رہ ہوں۔"

"..ہوش میں آو، میں تمہارے پاس آچکا ہوں آمنہ شہریار جدون

اس بار دگنی شدت سے اسکے قریب ہوا، خمار آلود لہجے (جس میں اسکی تکلیف بھی عیاں تھی) کہ سنگ کہتے ہی سر جھکا کر مانی کی دمکتی سفید گردن پر پوری شدت سے اپنے لب رکھے، اس لمس پر وہ سر تا پیر لرز اٹھی، اور مزاحمت کرنے کی سکت جیسے اسکے ریت ہوتے وجود کے ساتھ ہی خاک ہوئی، ہاتھ بڑھا کر تھوڑی سے پکڑ کر اسکا آنسوؤں سے رندا چہرہ اوپر اٹھایا تو مانی کی سانسیں بے ترتیب ہو کر رہ گئیں۔

"م۔۔مجھے مارنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی آپ نے، م۔مجھے خود کے لیے بہت تڑپایا، اب یوں اچانک میرے سامنے آگئے۔۔۔۔بہت برے ہیں آپ ش۔۔شیری.."

اس شکوے نے آنسوؤں کے ساتھ اس لڑکی پر کپکپی اتار دی تھی، شہریار نے آزردگی سے اس خزن و ملال میں سرتاپیر ڈوبی مانی کی دلخراش نظروں سے آنکھیں چراتے اسکے چہرے کا ہر ہر نقش اس طرح ہونٹوں سے چھوا کہ شہریار جدون کی سانسوں کی حرارت مانی کے چہرے کی جلد میں جذب ہوئی اور پھر سے ان ہونٹوں کی نرمیوں پر نرم محبت کی پھوار برساتے سانسوں کو اپنی سانسوں میں مقید کیا۔

مگر وہ اسکے باوجود روتی ہوئی اسکے سانسوں کو آزاد کرنے ہر اسکے وجود میں کپکپاتی ہوئی چھپ کر رہ گئی۔

"بس مانی۔۔۔۔مزید تم روئی تو بہت برا ہوگا۔۔۔۔۔سانس اکھڑ رہی ہے کیوں پاگلوں کی طرح روئے جا رہی ہو، تمہارا شیری تمہارے پاس ہے، آو یہاں.."

کسی بھی طرح وہ چپ ہونے پر رضامند نہ ہوئی تو شیری نے اسے بیڈ پر لے جا کر بیٹھائے خود بھی ساتھ بیٹھے سرد مہر سی سرزنش کی مگر وہ پھر سے کانپتی

ہوئی اس کے سینے سے لگ گئی مگر اس بار شہریار کے ہونٹوں پر کچھ دیر پہلے کے سیراب کرتے لمس نے سرور آگین مسکراہٹ دوڑادی، اس لڑکی کے تڑپتے وجود میں جس طرح ہولے ہولے راحت جمع ہوئی، شہریار نے فزیکلی محسوس کیا۔

"..مانی"

شہریار کے پکارنے پر مانی کا دل سارکا تبھی تو وہ اسے دیکھنے پر مجبور ہوئی، آنسو ہتھیلی کی پشت سے رگڑ ڈالے، وہ اسکا ہاتھ جکڑے سینے سے جوڑتا نرمی سے اسکی جبین چومتا پکارا۔

"..م۔۔مجھے مت پکاریں ابھی پلیز"

بہت کرب سے مانی سے اسکی جذبات سے بھری آنکھوں میں نظر اٹھا کر تکتے سسکی بھری گئی۔

لیکن مجھے تو تم سے ملنا ہے، اتنی شدید پیاس کیا ایک بوند سے مٹ سکتی"
ہے، مجھے دیکھو تو سہی۔ کچھ کہو تمہاری آواز کو ترس گیا ہوں۔ غصہ کر لو،
".. دل کا سارا غبار نکال دو لیکن رو مت۔۔۔۔ کچھ کر بیٹھوں گا
شہریار کے لہجے میں نہ تر پانے کی التجاء تھی جسے مانی رد نہ کر سکی اور اپنا چھپایا
چہرہ اسکے سینے سے نکالا اور یوں سانس لی جیسے سینے میں بہت دباو اور قہر برپا
ہو۔

ابھی میرے پاس اپنی گزشتہ تکلیف بتانے کو لفظ نہیں ہیں شیری،"
م۔۔ میں اچھا محسوس نہیں کر رہی۔ میں نے یہ و۔۔ وقت بہت مشکل سے
".. کاٹا ہے، مجھے ابھی کچھ نہیں کہنا
بمشکل ہچکیوں کی زد میں ٹوٹتی آواز سمیت بولے وہ بات مکمل کر سکی تھی،
شہریار نے اسکو مزید خود میں سمیٹا۔

سب برا ختم ہو گیا ہے، جو بیت گیا اسے پیچھے چھوڑ دو۔ میں تمہارے پاس"
ہوں، دیکھو مجھے۔۔۔۔ محسوس کرو۔ نکلو اس تکلیف سے، مجھے اپنی مانی

چاہیے یہ روتو سی لڑکی نہیں جو مجھے بھی تکلیف دے رہی ہے۔ میں نے تمہیں کتنا یاد کیا، ان آنکھوں کی شرارت کو، ان ہونٹوں کے زائقوں کو، اس جسم کی خوشبو کو۔۔۔۔ایسے مت کرو پلیز، مجھے محسوس کرنے دو کہ میرے پاس ہو تم.."

شیری کے والہانہ انس وتڑپ رکھتے لفظوں اوران حوالوں پر وہ بمشکل آنسو روکے تھی پھوٹ پھوٹ کر رودی، نجانے خود کو سنبھالنا کیوں مشکل ہو رہا تھا، اسکے کانپتے وجود کو محسوس کیے شہریار بھی درد کی گہرائیوں میں اتر رہا تھا۔

"..آپکوم۔۔ محسوس کرنا بھول گئی ہوں شیری"

بہت کرب سے مانی بول سکی، آنکھیں شیری کی آنکھوں میں ڈالنا بھی مشکل ہوا، سانس اب بھی ہموار نہ تھی۔

"میں پھر سے یاد دلاوں گا اور خود کو محسوس کرنے کی عادت بھی ڈال دوں.."

"..گا، بس فضول میں رونا بند کرو۔ کیا حال کر دیا ان آنکھوں کا

مانی کی اس کیفیت میں وہ اسے بھرپور سنبھال چکا تھا تبھی تو اسکی آنکھوں کے سارے آنسو بھی چن لیے۔

"..شیری آپ واقعی آگئے ہیں نہ میرے پاس"

مانی کے اس سوال پر تکلیف سی اس شخص کی آنکھوں میں بھی اتری۔

ہاں تو کیا یہ میرا بھوت ہے، میں ہی ہوں بس زرا لک بدلی ہے۔ ویسے بتایا" نہیں تم نے آپن کیسا لگ رہا ہے ترگت (ارتغرل غازی کا کردار) بن

"..کر۔۔۔رونا ڈال رکھا ہے کب سے

روتے روتے وہ ہنسی تو شہریار کو بھی لگا دل کو سکون ملا ہو۔

ان سے کہیں زیادہ ہنڈسم اور ڈیسنٹ لگ رہے ہیں آپ لیکن آپکی"

"..داڑھی مجھے بہت چبھی آگے

مانی نے میکانکی طور پر ہاتھ بڑھا کر اسکی داڑھی کو چھوا تو شیری نے اسکی بات سن کر شرانگیز معنی خیز مسکراہٹ ہونٹوں کو بھینچتے دبائی، عام سے لمبے

بال شیری نے پونی میں مقید کیے تھے اور یہ نیا انداز اسکے کسرتی پہاڑ وجود پر اس قدر جچ رہا تھا کہ مانی بس اسے دیکھ کر ہی بہکے جا رہی تھی، دیوانی مستانی ہو رہی تھی۔

"آ گے کب؟"

شہریار کے فوری لاعلم بننے پر مانی نے اسکی شرارت بھانپے نظر فوری جھکائی۔

"..جب آپ نے میری نان سٹاپ جان نکالی"

جھکی نظر کے سنگ مانی نے روتوسا شکوہ کیا جو شہریار جدون کے سوئے سارے جذبات جگا گیا۔

"ابھی کدھر، ابھی تو صرف ارادہ کیا ہے۔۔۔۔۔۔جان تو اب تمہاری ہر دن رات نکلے گی حسنیہ.."

اس سے پہلے شہریار اسے مزید کسی مشکل سے دوچار کرتا، مانی کا دھیان بھٹک کر اپنے کپڑوں پر گیا۔

"ویٹ ویٹ۔۔۔بات سنیں یہ میرے کپڑے۔۔۔کس نے بدلے؟"

جواس پاگل کو پہلے آبزرو کرنا چاہیے تھاوہ آخر میں کیااور شہریار نے یوں آنکھیں غرور سے گمائیں جیسے اسکو تو کچھ علم ہی نہیں۔

"..شیری آنکھیں پھیرنا بند کریں، جواب دیں مجھے"

شہریار نے پر خمار تاثرات کو برداشت کرنے کے بیچ مانی نے ٹھیک سے بیٹھتے اسکے سینے سے شرٹ پکڑے کھینچا۔

تمہارے اس ہونہار ذاتی شوہر نے بدلے ہیں، کوئی مسئلہ ہے میری بیگم"

"کو؟

ڈھٹیائی سے جواب دیے وہ مانی کو ششدر کیے اس آسانی سے یہ بول رہا تھا کہ کتنے ہی لمحے صدمے کی سی کیفیت کے سبب وہ کچھ کہہ بھی نہ سکی۔

آپ ن۔۔۔نے۔۔۔شیری آپ نے۔۔۔شرم نہیں آئی آپکو۔۔۔۔"

"..بہت برے ہیں آپ

خفت و شرم کے شدید غلبے نے مانی کی نا صرف آواز مدھم کی بلکہ چہرے کی سرخیاں چھپانے کو وہ چہرہ بھی پھیر گئی۔

وہ تم نے سنا نہیں جس نے کی شرم اسکے پھوٹے کرم، ذاتی بیوی ہو تم"
میری ایسے شرماو مت میرے جذبات جاگ گئے تو بے وقت ضائع ہو جاو
"..گی

بے خود ہوئے وہ اسکا یہ ناز و ادا اسے سجاروپ آنکھوں کے راستے دل میں اتارتے چہک و بہک کر بولا جس پر مانی نے اسے خود پر جھکنے سے باز رکھتے پرے دھکیلا، اس وقت اسکے کانوں سے سچ میں دھوئیں چھوٹ چکے تھے۔

"..آپ نے آنکھیں بند کیں تھیں نہ؟ پلیز انکار مت کیجئے گا"

چہرہ شیری کے سینے میں چھپائے اتنا مدھم بولی کہ اسکے ڈر اور خوف کے سبب شہریار کے ہونٹ مستی بھرے مسکرائے۔

آنکھیں کیوں بند کرنی تھیں؟ تمہیں دیکھنے کا مجھے ہر طرح ثواب ملتا ہے۔"
تمہیں تو میں کافی بولڈ چھوڑ کر گیا تھا، یہ شرمیلی تھیم کیسے انسٹال ہو گئی ہے
".. تم میں زرا یہ تو بتاو
اس شخص کے ایسے بے باک جواب نے سچ میں مانی کی پیشانی تر کر دی، اس قدر متعدل اور اچھے ماحول میں بھی مانی کو پسینہ آ رہا تھا۔

آپ مجھے تنگ کر رہے ہیں شیری، بتائیں نہ۔۔۔۔ ورنہ میں نے شرم"
".. سے ہی مر جانا ہے
منمناہٹ میں اس بار بھیگے لہجے کی آمیزیش بھی تھی۔
میں نے دیکھ کر بدلے ہیں یار ورنہ تمہارے ٹراوزر کی جگہ شرٹ ہوتی"
اور شرٹ کی جگہ ٹراوز، تم نہیں جانتی مجھے کہ میں تمہارے معاملے میں کتنا اچھا ہوں، ریلکس رہو ابھی تو کچھ نہیں کیا لیکن اگر تم بار بار مجھے یونہی بہکاتی
".. رہی پھر ضرور کچھ ہو جائے گا

اس بار شیری نے شرارت کے بجائے نرمی اور سنجیدگی سے بتایا اور مانی یوں تھی جیسے کاٹو تو جسم میں لہو نہ بچا ہو، نظر اٹھا کر شہریار کو دیکھنا محال ہوا۔

"اب دیکھو میری طرف، مجھے ہی دیکھتی رہو۔ان آنکھوں کا دیکھنا بھی مس کیا بہت.."

اسکے جھکے حجاب آلود چہرے کو ٹھوڑی سے پکڑ کر اٹھائے وہ اتنے پیار سے بولا کہ مانی سابقہ گھبراہٹ سے نکلی بھی اور اپنا ہاتھ شہریار کے ہاتھ میں مقید بھی کیا، کیا بتاتی کہ اسکی اپنی آنکھیں یوں قریب سے دیکھنے کے لیے ترسی ہوئی ہیں۔

لفظ تو جیسے اسکے بھی دم توڑ چکے تھے، وہ اسکے پاس تھا تو مانی کو لگا اس لمحے کے نشاط کو بیان کرنا ناممکن ہو گیا ہے۔

"جدائی نے تمہیں پیارا کیا ہے یا سیلون کا کمال ہے، بڑا گلو آیا ہوا ہے تم پر۔"

"تمہیں کیسے پتا چلا میں آرہا ہوں، میری بیگم نے مجھ سے اچھے والے ملنے کی پوری تیاری کر رکھی ہے۔۔۔۔میں بہت متاثر ہوا ہوں.."

اس سے پہلے کہ وہ کچھ دیر سنجیدہ رہتی اس بندے نے پھر سے گل فشانی کر کے مانی کے دل کی چلتی دھڑکن روکی، ہاتھ کا مکا بنا کر شیری کے سینے پر مارتی فوراسے چہرہ اسکے سینے میں چھپایا جبکہ شہریار کا کمرے کی فسوں خیز خاموشی میں گونجتا قہقہہ واقعی حسین تھا۔

"بہت برے ہیں آپ، آگے ہی جان نکلی ہوئی اور آپ مسلسل تنگ کر رہے ہیں پلیز باز آجائیں۔ تھوڑی تیاری آپ بھی کر لیتے، منہ اور سر پر جنگل اگا رکھا.."

مانی نے بنا چہرہ اٹھائے ہی مشورہ تھمایا جس پر شیری نے اس بار جان کے اپنی دھاڑی والی گال مانی کی رخسار سے رگڑی کیونکہ اس وقت وہ اسے جی بھر کر تنگ کرنا چاہ رہا تھا۔

"میری جان یہ فیشن ہے، اب شہریار جدون ایسے ہی رہے گا اور تمہیں جی بھر کر تنگ کروں گا.."

وہ اب بھی اسے ستاتا ہٹ دھرمی سے بولا لیکن اس بار وہ بدحواس سا مسکائی اور آنکھیں اٹھا کر شیری کی آنکھوں میں جمائیں۔

"..آپ سوئیں گے تو میں آپکے بال اور یہ دھاڑی کاٹ دوں گی"

نہایت شرارت سے مانی نے حل نکالتے سرگوشی کی جس پر پہلے تو شیری نے آئبرو سکیڑے پھر شریر اور آفت آنگیز سا مسکایا۔

میں کیوں سونے لگا میری معصوم حسینہ؟ جتنی نیندیں پوری کرنی تھیں" میں نے کر لیں اب تمہیں بندہ بشر سلا کر ہی سویا کرے گا۔۔کسی خوش فہمی میں مت رہنا.."

اسکے بے باکی چھلکاتے جواب پر مانی کی آنکھوں میں بھی گداز سی چمک اتری، ساری ہچکچاہٹ اور گھبراہٹ ہولے ہولے دور ہو رہی تھی۔

"مجھے بھی آپ سے بہت سی باتیں کرنی ہیں لیکن مجھے بہت بھوک لگ رہی ہے، آپکے میسج کے چکر میں میں کھانا بھی نہیں کھا سکی اور ممکن ہے تبھی بی پی لو ہوا ہو۔۔۔۔۔پلیز مجھے کھانا کھانا ہے.."

مانی کے روہانسے ہو کر بتانے پر شہریار نے اسکی ڈوبی ڈوبی آنکھیں دیکھیں اور اس پر جھکا جس کے سبب مانی کا سر تکیے سے جا لگا۔

"اوکے بتاو کیا کھاو گی، تمہارا بی پی بہت لو تھا مانی۔دوبارہ اگر تم اس قدر ڈاون ہوئی تو بہت برا پیش آوں گا.."

شہریار نے اسکی جبین چومتے سختی سے ڈانٹا مگر وہ تو آگے سے مسکرا رہی تھی۔

"اب مجھے کچھ نہیں ہو گا، آپ جو میرے پاس ہیں۔۔۔پلیز مجھے زنگر منگوا دیں شیری.."

اپنی ہتھیلیوں کو شیری کے چہرے سے جوڑے وہ اول پیار بھرے الفاظ کا اثر اگلی فرمائش سے زائل کر چکی تھی تبھی تو شیری نے اسکی معصوم ٹپٹکاتی آنکھوں میں خفگی سے آنکھیں گاڑیں۔

کوئی حال نہیں تمہارا مانی اب تو بڑی ہو جاو"

،اوکے آرڈر کرتا ہوں لیکن تمہیں صرف ہاف ملے گا ساتھ تھوڑے سے

".. فرائز۔۔۔۔ چلو لیٹ جاو اور آرام کرو میں کال کر کے آتا ہوں

اول نرم سی سرزنش کرتا اسکی مسکراہٹ کو نرمی سے چومتا وہ جیسے مان گیا، مانی کی آنکھوں میں چمک اتری اور اسکے پیار بھرے لمس پر سرخیاں چہرے کا حصہ بنیں، فرمابرداری سے سر ہلاتی وہ شیری کو خود پر سے واپس اٹھتا اور روم سے نکلتا دیکھ کر ہنس پڑی۔

.. _____ ..

"آپ گھر پہنچ گئے؟"

فیروزہ بھی چینج کر چکی تھی، عدن آج اپنے روم میں سونے کے بجائے ضد کر کے فیروزہ کے پاس سوئی تھی یہ کہہ کر کہ وہ کل سے چلی جائیں گی سو فیروزہ باہر روم میں آئی تو عدن کو دیکھتے اسکی آنکھوں میں محبت کا جہاں اترا اور وہیں وہ فون کے اس پار علی سے مخاطب تھی۔

"ہاں ابھی آیا ہوں ایک رینٹ والی پارٹی سے ملنا تھا۔ آپیا کے مشورے پر عمل کیا اور کام ہو بھی گیا۔ فیملی کافی اچھی ہے اور رینٹ بھی بہت مناسب ہے..."

علی نے گلے میں ڈالا پیلا مفرر اتار کر کاوچ پر رکھتے وہیں بیٹھتے بتایا تو فیروزہ نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا۔

"چلیں یہ تو بہت اچھا ہو گیا، مجھ سے خفا تو نہیں ہیں آپ؟"

ہچکچاہٹ کے غلبے نے فیروزہ کی آواز بوجھل کی مگر دوسری جانب چہرے پر آسودہ تاثر براجمان تھا۔

نہیں ہوں، مجھے بہت اچھا لگا تمہارے منہ سے اپنا نام سننا۔ کچھ زیادہ ہی"
اچھا۔۔۔۔وہ ری ایکشن تبھی تھا۔ تم بتاو کیسی فیلنگز ہیں؟ کیا اب بھی
"تمہارے ڈر تمہارے ساتھ ہیں؟
اس سوال پر فیروزہ کے چہرے پر خزن و ملال کے گہرے رنگ غالب آئے
حالانکہ اول اعتراف پر وہ مسرور بھی ہوئی۔
آپ جانتے ہیں میرے ہر ڈر کو، جب سامنے والا ادھورا ہو کر بھی آپ"
کے مقابلے میں اور آپکی نظر میں پرفیکٹ ہو تو بہت مشکل ہوتا ہے چلنا۔ ہم
دونوں کی زندگی دو الگ الگ طرح کے خسارے لیے ہوئے ہے، نوعیت
".. یکسر الگ ہے۔ آپ کو چھونے والی میں پہلی لڑکی ہوں لیکن
اس سے آگے نہ وہ بول سکی نہ علی عثمان نے بولنے کی اجازت دی۔
بس فیری، آگے ایک لفظ بھی کہا تو تمہاری سوچ ہے کس قدر بری طرح"
ہرٹ کر دو گی۔۔۔۔یہ سب فضولیات تم نے سوچنی چھوڑنی ہیں یا نہیں۔

کیا فائدہ تمہارے دماغی سیشن لینے کا۔۔۔۔مجھے لگتا ہے تمہاری یہ بے کار
"..کی سوچیں مجھے خود ہی تمہارے سر سے اتارنی پڑیں گی
وہ اسکی سوچ سے زیادہ بپھر گیا، تبھی تو فیروزہ نے دم سادھے اسکی اس
ڈانٹ کو سنا بھی اور اپنی غلطی تسلیم بھی کی، پہلی بار فیروزہ کو اس نام سے علی
نے ہی پکارا اور پھر وہ سارے بچوں کے لیے بھی فیری بن گئی، لیکن
حقیقت میں تو وہ علی کی پری تھی۔

"..مجھ سے خفا نہ ہوں پلیز"
فیروزہ کی سسکی جیسی سرگوشی پر علی کو اپنے سر درویے پر ملال ہوا۔

اب تم مجھے کر چکی ہو ہرٹ، مناو گی نہیں جب تک میں تمہیں دیکھوں گا"
بھی نہیں۔یہ جانتے بوجھتے کہ کل تم صرف میرے لیے سجنے والی
"..ہو۔۔۔۔بائے

اپنے تین سالا خلوص اور چاہ کے بعد اسے فیری کی جانب سے یہ باتیں سن کر حقیقی رنج پہنچا اور فیروزہ کتنی ہی دیر اس کی بند کی کال پر فون کی سکرین ہی ڈبڈبائی آنکھوں سے دیکھتی رہ گئی۔

میری ذات میں کانٹے کی چبھن کے سوا کچھ نہیں، نجانے میں منا بھی" سکوں گی یا نہیں آپکو۔ لیکن میں آپ کے بغیر اب اس زندگی کو نہیں گزار سکتی"..

اپنی آنکھوں سے ٹپکتے چند آنسو فیروزہ نے خود کلامی کرتے رگڑے تھے پر اس وقت اسکی کیفیت صرف وہی سمجھ سکتی تھی، حلق میں کانٹے سے اگے تھے جو نہ رونے دے رہے تھے نہ صبر تھما رہے تھے۔

وہیں دوسری جانب لئیق چینج کیے آیا تو لعلین اور حُنین کو لاڈ کرتا دیکھے خود بھی دوسری طرف سے آکر لیٹا تو حُنین کی مسکراتی آنکھیں بابا پر جا جمیں، وہ چھوٹا سا بچہ محبت، احساسات اور گرم جوشی سے بھرا ہوا تھا۔

"..تم سوئے نہیں چیتے؟ سو جاو یار مجھے تمہاری ممی چاہیے"

لئیق نے اسکی اب بھی پوری آب وتاب سے کھلی آنکھیں دیکھتے بچارگی سے کہاتو جہاں لعلین ہنسی وہیں حُنین صاحب اب اٹھ کر بیٹھے اور لعلین کے اوپر جالیٹا، لئیق نے منہ بسورتے ولن کے اپنی ذاتی بیوی سے چپکنے کو ملاخظہ کیا۔

"..ممی میلی ہے۔۔۔ممی نی دون دا"

منہ پھلا کر لعلین پر قبضہ جمائے سپوت نے صاف صاف ہری جھنڈی لہرائی۔

اوہ ہیلو، تمہاری ممی تم سے زیادہ میری ہے۔۔۔۔قبضہ معافیا کہیں"

"..کے

لئیق کا دل یہی چاہا اس کو اٹھا کر بیچ سے نکال کر سائیڈ پر کرے اور لئیق کی ہر رات اپنے بیٹے سے یہی فائیٹ ہوتی تھی اور لعلین دونوں کو خود کے لیے لڑتا دیکھ کر بس ہنسے جارہی تھی۔

"..نووو، ممی میلی ہے"

چڑ کر لعلین سے لپٹے اس بار وہ لئیق کو گھورا تو خود مسکراہٹ بمشکل دبا پایا۔

کبھی کبھی تو واقعی لگتا ہے آپ نے میری سوتن پیدا کر دی، مجھے ہر رات "
پہلے یہ موصوف ٹارچر کرتے پھر ان حضور کی اجازت کے بعد آپ مجھے
ملتیں۔۔۔۔یہ تو ناانصافی ہے روح رواں۔۔۔۔۔یہاں آئیں میرے
پاس.." "

لعلین کے بھی حُنین کو لاڈ کر کے خود سے لپٹا لینے پر لئیق کی بہت دھیمی سرگوشی پر وہ لئیق کی پھیلائی بازو پر سر رکھے قریب سرکی اور حُنین اب بھی لعلین کے سینے سے لپٹا بیچ میں لیٹا تھا مگر جب دیکھا کہ بابا مما چپک رہے ہیں، فوری لعلین کے سر سے لئیق کی بازو نکالے خود لام لیٹ ہوا، چھٹکی آفت نے ابا جان کو سچ میں غضب دلانے والا کام کیا تھا اور لعلین نے بمشکل ہونٹوں کو باہم میچتے ہنسی روکی۔

"کام دیکھے ہیں اسکے ؟"

لئیق کا بچارا و مظلوم تاثر بہت کیوٹ تھا یہاں تک کہ حُنین بھی ہنس رہا تھا۔

میرے لیے یہ بھی تمہاری طرح بہت جنونی جو ہے، لیکن بے فکر رہو"

"سوئے گا تمہارے پاس ہی۔ پھر لعلین تمہاری

پیار سے اسکی گال چومتی وہ اسی طرح سرگوشی میں بولی جس پر بیچ میں دبکے حُنین نے آنکھیں ملتے فوری رخ بدلا اور لئیق سے لپٹا تو دونوں ایک سا مسکرائے۔

یہاں دوسری طرف آو پھر سلاوں گا ورنہ بہت بری گدگدی کروں"

"..گا

لئیق نے اسے دوسری طرف آنے کا کہا جبکہ ساتھ وارننگ اتنی خطرناک دی کہ حُنین صاحب کو فکر ہوئی۔

".. لئیق گر جائے گا، تمہیں پتا تو ہے کتنا اچھلتا ہے سوتے میں"

لعلین کو اپنے بچے پر ترس سا آیا جبکہ لئیق نے آنکھوں کے اشارے سے لعلین کو خاموش کروایا۔

کمراس نے میری کس کے جکڑی ہوتی ہے، گرے گا کیوں۔آجاوشاباش"
"..ورنہ بابا کا کوئی پیار نہیں
لئیق کے حُنین کو قائل کرنے پر لعلین ہنسی اور موصوف بھی فوری
فرمابرداری سے ممی بابا کے بیچ سے نکل کر دوسری طرف آکر لیٹے تو لئیق
نے بازو گرد حصار کر اسے بھی ساتھ لگایا اور دوسری بازو لعلین کے لیے
کھولی جو خود بھی پر بہار سا مسکائے سر لئیق کی بازو پر پھر سے رکھے اسکے سینے
میں چہرہ چھپائے ساتھ جا لپٹی، اور لئیق ایزد کو یونہی مکمل سکون ملتا تھا۔
جلد ہی حُنین نیند میں اترا کیونکہ بابا کی آغوش ملتے ہی وہ سو جاتا تھا۔
دونوں کی آنکھوں میں دھیمی دھیمی پر خمار چمک تھی۔
"ایسے کیا دیکھ رہی ہیں؟"
لئیق ایزد اس لڑکی کی آنکھوں میں جھانکا جہاں متبرک سے رنگ تھے۔
"..تمہیں"

فوری جواب آیا، لئیق ایزد کا ہاتھ اسکے بالوں کو چھوتا، انگلیاں چہرے کے ساخت کے آغاز تک سرسرائیں اور آنکھوں میں خواہشوں کے دیپک جلے۔

"..صرف دیکھا مت کریں"

سادہ سی خواہش جسے تکمیل دینے کو وہ لئیق ایزد کی سانسوں کی مخمور خوشبو اپنے ہونٹوں کے لیے مستعار لیتی مسکرائی، لمحوں میں سرخ ہوئی اور چہرہ حجاب آلود ہوا، اس روح سہلاتی گرفت میں سانس بھر کر لئیق کی دھڑکنوں کو سنناراحت انگیز تھا۔

"..صرف دیکھنے پر صبر کر جائے ایسا دل رکھتی ہی نہیں ہوں"

مسکراتی جتاتی نظروں سے وہ لئیق کے خوبصورت ہونٹوں کو تکتی بولی تو مقابل بھی مسروری اتری۔

اور اسکے بعد لفظ بے مقصد ہوئے، افراط محبت کے لیے ان دو کا ایک دوسرے کے اتنے قریب رہنا ہی اہم تھا۔

.._____..

میرا شہزادہ آگیا واپس۔۔دل کر رہا یہیں لڈیاں ڈالوں۔۔۔۔بتا کیسا"
"..ہے؟ٹھیک ہے نہ

لان میں شیری آیا تو مانی کے لیے فاسٹ فورڈ آرڈر کرنے کے بعد صارم پرکاش کی کال پر جیسے رہا سہا موڈ بھی نکھر گیا، بابا کو اس نے اپنے گھر پہنچ آنے کا میسج کر دیا تھا پہلے ہی اور بات بھی کر لی تھی اور انہوں نے ہی پہنچتے ہی صارم کو بھی بتایا۔

"بالکل ٹھیک ہوں، تو بتا۔۔۔سنا ہے باپ بن گیا ہے۔۔۔مجھے نہ تم سب لوگوں سے شدید جلن ہو رہی قسم سے۔ظالمو کوئی ایک تو ہمارا ویٹ کر لیتا۔۔۔۔ابھی کسی سے ملا تو نہیں لیکن کل کے لیے بہت ایکسائٹمنٹ ہے.."

شہریار نے جس جھنجھلاہٹ سے معصومانہ سا شکوہ کیا، صارم صاحب کا بلند قہقہہ اس وقت صحن میں گونجا تھا۔

"ہاہا میرے شہزادے یہ معاملے ویٹ کرنے والے ہوتے ہی نہیں ہیں، اب تو آگیا ہے دیکھ لیں گے سرکار آپ کونسا تیر ماریں گے۔۔۔بٹ جو بھی ہے دل کو ٹھنڈ پڑ گئی تیری آواز سن کر۔۔۔اب شرافت سے آجائیں ملنے، ورنہ ٹبر لے کر تیرے سر پر پہنچ جاوں گا.."

صارم کی چہکتی شوخ دھمکی پر شہریار ہنسا۔

"نہیں یار ابھی نہیں آسکتا، ایک تو اینور سری ہے اور مانی کے لیے کچھ خاص سرپرائز کرنے کا سوچ رہا ہوں، پھر تھانے کا انچارج واپس سنبھالنا ہے اسی ویک۔۔۔۔بہت ٹف روٹین ہے۔تو آجا یہاں۔ویسے بھی ممی بابا تو وہیں ہیں۔.ہارون کی برسی کے بعد تم سب لوگ یہیں آجانا کیا خیال ہے.."

شہریار نے اس بار زرا اپنی مشکل گوش گزار کی اور صارم صاحب کے کان صرف وائفی کے لیے کچھ سپیشل والی بات پر کھڑے ہوئے تبھی تو صارم صاحب کی شریر ہنسی منظر عام پر آچکی تھی۔

"بہت ہی کام چور ہے تو ویسے سستے وحید مراد، یار میں بھی یہاں کا واحد طبیب ہوں اور سر کھجانے کی فرصت نہیں تبھی تو اب تک صرف ایک ہی کا کا ہے ہمارا۔۔۔پر چل کیا یاد کرے گا کرتے ہیں پلین۔بس ابھی فی الحال کچھ دن اپنی بیوی کو دے تاکہ ہم سبکو بھی تیرے نکے نکے دیکھنے کو ملیں.."

صارم کی ایسی باتیں اور تاکیدیں شیری نے تین سال بہت مس کیں۔

"او معاف کر مجھے، تم سب لوگوں نے میرا انتظار نہیں کیا تو میں کیوں جلدیاں ڈال تم لوگوں کے ساتھ شامل ہونے میں اپنی لو ولائف کا چارم بگھاڑوں۔۔۔۔ابھی آپن زندگی کو بہت سارا انجوائے کریں گے، تو بھی نہ میری معصوم سدرہ بھابھی پر اگلے دس سال رحم کرنا.."

شہریار کی تاکیدیں صارم کو پھر سے ہنسا رہی تھیں۔

"ہاہاتو کوئی دکھری ہی شے ہے میرے پیارے، چل یہ بھی ٹھیک ہے۔ جیسا
مرضی رہ لیکن سب سے اچھی بات ہی یہی ہے کہ تو واپس آ گیا۔ سب
یہاں تیرے آنے کا سن کر بہت خوش ہیں.."

اس بار صارم کا لہجہ محبت سے بھرا تھا۔

"ہاں اندازہ ہے مجھے، چل ملتے ہیں پھر جلد۔۔۔۔۔میں زرالال سے بھی
ہیلو ہائے کر لوں، شدید گھبرائی ہو گی مجھ سے.."

شہریار کے مسکرا کر اجازت طلب کرنے پر صارم نے بھی ہنستے ہوئے بات
مکمل کیے رابطہ منقطع کیا جبکہ ممی تو جاگ رہی تھی مگر حنین اور لئیق
دونوں ہی سو چکے تھے اور لعلین بھی بس دونوں کو دیکھتی سونے کی
کوشش میں تھی جب سائیڈ میز پر رکھا فون رنگ ہوا۔

لعلین نے فوری کروٹ بدلی اور ان نان اس نمبر سے آتی کال ریسو کیے اٹھ کر زرا بیڈ کراون سے ٹیک لگائے بیٹھی۔

"لال، کیسی ہو میری زندگی کی رونق۔۔۔۔آگیا ہوں واپس، اور تمہارے حُنین ایزد سے ملنے کو بہت بے چین بھی ہوں.."

شہریار کی آواز سنتے ہی جیسے لعلین کی آنکھوں میں نمی اتری، یہ آواز یہ شرارت یہ قیمتی دوست اسے بہت یاد آیا تھا۔

"شیری۔۔۔۔تمہاری آواز سن کر اتنی خوشی ہو رہی ہے کہ بتا بھی نہیں سکتی۔ لئیق نے بتایا مجھے، کال نہیں کی کہ تم مانی کے ساتھ ہو گے۔اللہ کا شکر ہے تم واپس آ گئے خیر و عافیت سے۔۔ہم سب بھی تم سے ملنے کو بہت بیقرار ہیں.."

لعلین کی آواز سے وہ سمجھ گیا کہ وہ ایموشنل ہو گئی ہے تبھی شہریار بھی کچھ سنجیدہ ہوا۔

"ہاں پارٹنر، اللہ کا شکر ہے جس نے موت کے منہ سے بچ نکلنے کی ہمت دی۔ بہت مس کیا میں نے تمہیں، جب پتا چلا تمہارا اور لئیق کا بیٹا ہے تو پہلے تو یقین ہی نہیں آیا، یہاں آتے ہی سب کی خیر خبر نکلوائی بابا سے، تمہاری زندگی میں اولاد کی کیا اہمیت ہے جانتا ہوں۔ ہارون کو ضرور قرار مل گیا ہو گا، کیسا ہے وہ؟ تم پر گیا ہے یا لئیق ایزد پر؟"

شہریار کا بس نہ چلا وہ ابھی جا کر سب سے ملے مگر یہ وقت اسکا صرف مانی کے لیے تھا۔

"میں تمہیں سبکی پکس بھیجتی ہوں آرام سے دیکھنا، حُنین سارا لئیق پر ہے بس اسکی آنکھیں مجھ جیسی ہیں سنہری۔ سیلی کا افلاطون جاسو بھی دیکھنا تم، شکل سے اتنا معصوم مگر پورا آفت۔۔۔۔۔ سب بہت پیارا ہو گیا ہے شیری، اب ہم سب تمہاری زندگی بھی اتنی پیاری چاہتے ہیں۔۔۔۔ مانی کے ساتھ وقت گزارو ہم پھر بات کریں گے کیونکہ اس نے بہت ہمت دیکھائی ہے تین سال.."

یہ سب سننا شہریار کو مسرت سے نواز رہا تھا پھر لال کی دعا پر آمین اسکے دل کی ہر دھڑکن نے کہا۔

"ان شاءاللہ، میری زندگی مانی کے صرف حوالے سے ہی بہت خوبصورت ہے لال۔۔۔۔میں کل ملتا ہوں آکر تم سب سے، تم بھی آرام کرو اور حُنین کو میرا پیار دینا اور ہاں سچ عدن کو بھی۔۔۔۔۔یہ بھی بابا نے بتایا، ایک ہی دل ہے لیکن تم دو میاں بیوی ہزار بار لوٹنا چاہتے ہو

"..اسے۔۔۔۔۔۔ہاہاسی یو

اتنی ساری باتیں وہ ایک ہی روانی میں جس طرح نمٹا گیا، فون بند ہونے کے بعد بھی وہ کافی دیر ہنستی ہی چلی گئی۔

جبکہ شہریار، سیلی کو بھی کال کرتا مگر مانی کا آرڈر آچکا تھا اور رات بھی کافی ہو گئی تھی سو اب باقی صبح ہی نمٹانے کا سوچتا وہ چوکیدار بابا سے پیکج لیتا انھیں شب بخیر کہے واپس گھر کی طرف بڑھا۔

ویسے بڑے افسوس کی بات ہے مانی، شوہر اتنے سال بعد واپس آیا اور"
اسکی فرمائشیں پوری کرنے کے بجائے یہ لڑکی مجھ سے نخرے اٹھوا
رہی۔۔۔۔اور ہیلو آگیا ہے تمہارا زنگر۔۔۔۔اٹھو اور یہ منہ ہی منہ میں
"..ہنسنا بند کرو، یوں زہر لگ رہی ہو
روم میں انٹر ہوتے شیری کو دانت نکال کر دیکھتی اریٹیٹ ہی اتنا کر رہی
تھی کہ وہ بڑبڑاتا ہوا عین ساتھ آکر بیٹھے محترمہ کو سرد نظروں سے گھورا اور
زنگر باکس نکال کر مانی کے سامنے رکھا، ہنوز من ہی من میں مسکراتی وہ
اٹھ کر بیٹھی اور فوری باکس کھولے بہت یمی چیز زنگر نکالا۔
میں نے تین سال کسی سے کوئی فرمائش نہیں کی، آپ سے ہی کرنی ہیں۔"
کیونکہ یہ فیلنگ میرے لیے بہت پیاری ہے۔آپ میری ہر خواہش پوری
کرتے ہیں۔یہ کتنا یمی لگ رہا ہے، آپ نے ایکسٹرا چیز زنگر منگوایا ہے
"..کیا

بولتے بولتے جذب نے جب بھکڑ پنے میں رنگ بدلے تو شہر یار منہ بسور گیا، اپنے لیے اس نے یہ اوٹ پٹانگ چیز نہیں منگوائی تھی بلکہ بس دو سپائسی فرائز تھے انہی میں سے وہ ٹیسٹ کر رہا تھا مگر مزے کے تھے سو کھانے لگا۔

"ہاں نیو برگر رینج تھی، فرائز بھی مزے کے ہیں۔۔۔ لیکن تم مت کھانا بہت سپائسی ہیں۔ پھر معدہ پکڑ کر بیٹھ جاو گی۔۔۔۔۔۔اپنا زنگر کھاو اور جلدی پلیز.."

شہر یار نے وہیں لیٹ کر سر مانی کے گھٹنے پر رکھا اور فرائز کا باول اپنے پیٹ پر رکھے نظر مانی پر ہی رکھی جو مزے سے کھا کم اپنے منہ کو بگھاڑ زیادہ رہی تھی۔

"آپ نہیں کھائیں گے ؟ مطلب یہ بہت بڑا ہے۔۔۔۔ہاف لے لیں مجھ سے اگر چاہیے.."

مانی نے دو بائیٹس کے بعد خود کی طرف اور پھر فرائز پر تحقیق کرتے شیری کو آفر کی جس نے سر کو نفی میں ہلایا تو وہ مسکرا کر پھر سے کھانے لگی۔

"تم مجھ سے سب فرمائشیں کر لینا، میں اب تمہیں فرصت سے میسر ہوں۔۔۔۔مجھے لگا تھا تم بدل جاو گی ان سالوں میں، لیکن اب بھی ویسی ہی پاگل ہو.."

اسے مزے سے زنگر کھاتا دیکھ کر وہ بس اسے دیکھ رہا تھا جسے کھانے کے بیچ جان سے پیارا شہریار بھی یاد نہ رہا۔

"میں نے اپنے اندر آپکی فیورٹ مانی زندہ رکھی ہوئی تاکہ آپ کو ایسا نہ لگے کہ یہ جدائی آپکا نقصان کر گئی.."

مانی کے جتانے اور اترانے پر اسکی گہری مسکراہٹ عیاں ہوئی۔

"ایسے مت دیکھیں مجھے ورنہ یہ حلق میں اٹک جائے گا.."

مانی اسکی خاموشی پر اسکی پر تپش گہری نگاہوں سے بے چین تھی تبھی بول بھی اٹھی۔

تم تو ایسے کھا رہی ہو جیسے رستم پاکستان کا پہلوانی مقابلہ کرنے والی ہو، ڈال"
"..کہاں رہی ہو اس رفتار سے۔۔۔۔پیٹ تو تمہارا ہے نہیں ہے
شہریار نے نظروں کی حدت کم کرتے اسکے پیٹ کو گدگداتے اپنی
معلومات میں اضافہ کیا جس پر وہ ہنس کر آگے سے بس گھور ہی پائی کیونکہ
منہ فارغ نہ تھا کہ فوری جواب دیتی۔
پیٹ ہے شیری، بس نظر نہیں آتا۔۔۔۔آپ میرے کھانے پر نظر نہ"
"..رکھیں۔۔۔۔اپنے فرائز کھائیں
مانی نے منہ بناتے اسکو ٹوکا جس پر شیری نے آنکھیں گمائے غرور سے اپنے
فرائز ہی کھانے شروع کیے۔
اور شہریار نے باقی وقت اسے اطمینان سے کھانا کھانے دیا اور کھانا کھانے
کے بعد مانی نے اپنا فیس اور ہاتھ واش کرنے تھے تبھی اپنے گٹھنے کو نکالنا
چاہا۔

شیری مجھے ہینڈ واش کرنے ہیں دو منٹ سر اٹھائیں، اور یہ ٹینکی بھی خالی"
کرنی۔۔۔اب میرے پیٹ میں زنگر ہے تو جو پانی پیا تھا اسے ٹھکانے لگانا
ہے.."

شہریار نے مسکرا کر اس لڑکی کی تفصیلی اجازت سنی اور سر ہٹایا جس پر وہ
فوری شریر سا مسکراتی اٹھی اور واش روم میں جا گھسی۔

خالی فرائز کے باول سائیڈ میز پر رکھے شہریار نے دونوں تکیے سر کے نیچے
رکھے اور مانی کے واپس آنے تک وہ ویسے ہی چھت سے لٹکتے فانوسی جھومر
کو دیکھتا رہا۔

وہ واش روم کا دروازہ بند کرتی دبے پیروں اسکے پاس آئی اور باریک سا
بلینکٹ ہٹائے شہریار کے بازو کھولنے پر اپنا سر رکھے ساتھ ہی لیٹی، اور
کروٹ بھی شہریار کی طرف بدلی۔

"..بہت مزے کا تھا، کریمی کریمی۔۔۔۔آپکی طرح"

اپنے ہاتھ کی مڈل فنگر سے وہ شیری کے ناک کو چھوتی بولی تو لہجے میں گدگداہٹ تھی۔

"..بھوک مٹ گئی یا باقی ہے"

وہی انگلی اب شہریار کے چہرے کے ہر نقش پر سفر کرتی ہوئی اسکے ہونٹوں پر رکی تو دونوں کی آنکھیں بے اختیار ملیں۔

"ٹمی کی بھوک تو مٹ گئی پر دل کی نہیں، مجھے ایسا لگ رہا ہے بہت وقت بعد ہمارے اس کمرے میں خوبصورت رات اتری ہے۔ کتنا خالی تھا سب آپکے بنا شیری، میں بھی خالی تھی.."

وہ اسکی بے قرار تڑپتی ہوئی آنکھوں کو اپنے چہرے کے ہر نقش کا طواف کرتا محسوس کر رہا تھا، دونوں کے چہروں میں بس نام کا فاصلہ تھا کیونکہ سانسیں تو ایک دوسرے کے لمس میں ڈوبی ہوئی تھیں، دل کی دھڑکنیں ایک دوسرے کے تھکے وجود میں شدت سے اتر رہی تھیں۔

اب ہمارے ارد گرد اترے شب و روز خوبصورت ہی ہوں گے، تم اتنی"
"دور کیوں ہو مجھ سے؟

اول جملہ کہتے ہوئے وہ یکدم مانی کو دیکھتے بولا، معنی خیزی کے سنگ ہاتھ اسکے بالوں میں پھنسایا جسکی سرسراہٹ پر مانی نے اپنا سوکھتا حلق تر کیا۔

"د۔۔دور کب ہوں؟"

مانی کی آواز خوف اور فطری ڈر کے سبب کچلی گئی اور شہریار جدون کیسی نزدیکی چاہتا تھا یہ وہ بخوبی جانتی تھی۔

"..اب ٹھیک ہے"

مانی کی جان تو جسم سے تب سرکی جب اسے شیری کا ہاتھ اپنی کمر کے گرد رینگتا اور جھٹکے سے مانی کو شہریار کے سینے سے جوڑنے کی خطاء کر بیٹھا، وہ مانی کے دل کی دھک دھک اور سانس اکھڑنے پر اپنے دل کے بے قابو جذبات پر بمشکل ہی قابو رکھ پایا۔

"..بتائیں کیسے گزرے یہ تین سال"

خود کو شہر یار جدون کی نظروں کا مستقل محور محسوس کیے مانی کے ہونٹوں کو یہ پوچھتے دلفریب مسکان نے چھوا۔

"تمہیں یاد کرتے ہوئے، تمہارے ساتھ گزرے بے شمار لمحوں کو سوچتے ہوئے.."

مانی کے پاس آکر بستے ہی شہر یار نے اسکی کمر کے اطراف دونوں بازو حائل کرتے اسے خود پر منتقل کرتے اپنی آنکھوں کے سامنے کیا۔

"آپ اتنے پیارے لیٹر کیوں لکھ کر گئے تھے، جانتے ہیں انہوں نے جتنا ہنسایا اتنا رلایا بھی تھا۔ مجھے تو پتا ہی نہیں تھا آپ محبت کرنے میں سب کو پیچھے چھوڑ جائیں گے، مجھے بھی.."

مانی کے سرگوشیوں میں ڈھلتے شکووں پر ان رنگ بدلتی جادو گر آنکھوں کے خمار کی شدت یکدم بڑھی کہ وہ گھبرا گئی۔

"مجھے خود بھی نہیں پتا تھا کیا لکھ رہا ہوں، مجھے تو لگا یہ لیٹرز تمہیں صرف رلائیں گے۔ کیا تم واقعی مسکرائی بھی تھی؟"

اسکی گردن کی ابھرتی رگوں پر انگلی پھیرتا وہ اپنے چہرے پر جھکی مانی کی آنکھوں میں دیکھتا حیرت سے بولا جیسے اسے بھی مانی کے مسکرانے کی امید نہ تھی۔

ہمم۔۔بہت سارا، روز پڑھتی تھی۔روز مسکراتی تھی۔میرے سامنے وہ"
"سب کیوں نہیں کہا تھا آپ نے؟
جانے کیوں پر اس وقت اسکی آنکھوں میں جھانک کر اسے یہی سوال یاد آیا۔
کیونکہ مجھے پتا تھا یہ سب مجھ سے سن کر تم پاگل ہو جاو گی اور میرے نا"
چاہنے کے باوجود ہمارے بیچ کا یہ سحر ٹوٹ جائے گا، اور تب وقت ایسا تھا کہ مجھے ہم دونوں کی زندگی کا پھیکا اور بدمزہ سا آغاز ہر گز منظور نہ تھا۔لیکن
"..اب مجھے تمہارے پاگل ہو جانے کا کوئی خدشہ نہیں

شہریار کی جذب و خمار سے سرخ ہوتی آنکھوں کو اپنی آنکھوں، گردن کی ابھرتی رگوں، حرکت کرتے وجود کے مرکز اور ہونٹوں پر باری باری ٹکتے دیکھ کر مانی کو لگا اسکے اندر بھی سب سمٹے ہوئے کوزہ نشین جذبات مچل اٹھے ہوں۔

"..یعنی آپکو ڈر تھا کہیں میں آپکو آپ سے چرا نہ لوں"

جذبات کی آتش ہولے ہولے بڑھ کر انکو سکون اور ایک دوسرے کی طلب میں مبتلا کر رہی تھی۔

مانی نے ہونٹ کا کنارہ دانت تلے دبائے اپنے دونوں ہاتھ شہریار کی گردن کے اطراف لے جاتے اسکے سر کے نیچے باندھے۔

"نہیں، یہ ڈر تھا کہ دور جا کر جب مجھے تمہاری پھر سے ضرورت پڑی تو کہاں جاوں گا۔ کہاں سے تمہاری محبت کا جیتا جاگتا وجود ڈھونڈ سکوں گا، کہاں سے وہ پیاس بجھے گی جو ان سانسوں اور ہونٹوں کی خوشبو سے مشروط

ہے، کہاں سے گلے لگتی تم اور تمہارے جسم کی خوشبو کا سکون تلاش کروں گا.."

ان آنکھوں میں غالب آتی محبت کی شدت اور اس اظہار پر مانی نے مزید جھکتے آنکھیں موند کر شہریار کی تشنگی کا احترام کرتے اسکے اظہار میں چھلکی ہر حسرت کا خود توڑ کر دیا، اسکے باوجود وہ اسی جگہ موجود رہی کہ سانسوں میں سانس لینا پر لطف اور بے حد پیارا محسوس ہوا۔

"دادو نے کہا تھا کہ شیری تم سے دور رہا تو اس میں اس نے تمہارا سوچتے اپنا نقصان کیا، تب یہ بات سمجھ نہ سکی تھی مگر اب جانتی ہوں آپکا وہ نقصان۔ آپ نے میرے اور اپنے لیے خود کو خود میں سمیٹ لیا تھا، کون کرتا ہے ایسا شہریار۔۔۔۔۔؟"

مانی کو اس وقت اس پر صرف پیار آرہا تھا، سمجھ نہ آئی اس شخص کو کس طرح دیکھے کس طرح چھوئے، کس طرح اپنے قریب کرے کہ اپنے سبب اس

شخص کی ذات کی بہت ذاتی بے چینیوں کو آرام دے دے جسے صرف مانی سمجھتی اور جانتی تھی۔

"تم یہ سب دادو سے کیوں کہتی رہی؟ بیوقوف۔۔اٹس ٹوپرسنل۔۔ہمارا رشتہ کیسا ہے یہ کسی کو معلوم نہیں ہونا چاہیے تھا۔۔۔مایوس کیا تم نے.."

لمحے میں شہریار کا موڈ بگھڑا۔

"شیری خفا نہ ہوں پلیز، وہ بڑی ہیں اور انکی نظر بہت گہری ہے مجھے لے کر، دیکھ کر وہ خود ہی سمجھ جاتی تھیں سب۔ ممی بابا کے بعد وہ میرے بہت قریب رہیں تو میرے کہے بناسب سمجھ گئیں، آپ نہیں جانتے کیا کہ بڑے بزرگ ایسی باتیں فوری بھانپ لیتے.."

اسکی ناراضگی جیسے مانی کی جان پر بنی تو فوری گھبرا کر صفائی پیش کی مگر وہ سخت غصے سے اسے گھور رہا تھا۔

میں نہیں مانتا، اگر اب تم نے میرے اور اپنے رشتے کے متعلق کسی کو"
".. بھی کوئی اندازہ لگانے دیا تو تمہاری جان لے لوں گا
ہونٹوں کو قریبا ایک آنچ کے فاصلے پر لا کر روکتا وہ سخت سرد لہجے میں بولا
کہ مانی کی آنکھوں میں اداسی اتر آئی۔

اب سب کو پتا ہے ہم ایک ہیں، ایسے غصہ مت ہوں شیری۔ سیلی نے بتایا"
تھا کہ شادی کے بعد فی میل میں کافی فزیکل بدلاو آتے، شاید دادو نے اسی
سے اندازہ لگایا جو مجھ میں نہیں آئے اور میں بھی جھوٹ نہ بول سکی
".. پھر۔۔۔۔۔۔کان پکڑ کر سوری
مانی کی ڈری ڈری تفصیل سن کر شہریار نے بہت دقت سے غصے پر پڑتی اوس
کے بعد مسکراہٹ روکی۔
اب سے یہ مشوروں، نصیحتوں اور سب کے کہنے پر کان دھرنے سے باز"
".. رہنا، سمجھ آئی

اب تک وہ روٹھا تھا لیکن مانی کی اداسی چھینپی سی خوشی میں بدل گئی، خود کے لیے شیری کا ایسا رویہ اسے گرویدہ کر رہا تھا، اس بندے کا بس چلتا تو بیچ میں ہوا کو بھی محل ہونے سے روک دیتا۔

"..اب سے آپ کی سنوں گی بس پرامسس"

اسکی گال چومتی وہ بالکل اس میں سمٹی تو شہریار نے بھی مسکرا کر بازو مانی کے گرد حائل کیے۔

"میری سننے کی ہمت ہے کیا؟"

اسکے کان پر گرے بالوں کو ہونٹوں سے ہٹائے سرگوشی کی جس پر وہ کسمسائی اور پھر وہیں اسکے سینے سر رکھے آنکھیں موندیں۔

"شاید ہو؟"

گرے آنکھوں میں شوق کا جہاں آباد تھا۔

تم سے دور ایک رات بھی سکون سے نہیں سو سکا اور ابھی مجھے تم اس لیے"
درکار ہو مانی تاکہ میں بہت سی بے آرام راتوں کی تلافی کر سکوں۔ محبت کا
"..اظہار کر کے تمہیں پاگل پھر کبھی فرصت سے کروں گا
شہریار نے جس طرح مانی سے اسکو مانگا، وہ سانس لیتی لیتی دم سادھ کر چہرہ
اٹھائے اسے یوں دیکھنے لگی جیسے یقین نہ کر پا رہی ہو یہ سب شہریار نے کہا
ہے۔
شیری دل بہت تیز ہو گیا، ابھی مجھ سے کوئی ایسا تقاضا مت کیجئے گا جو سن"
"..کر ہی میرا دل رک جائے
ناجانے کیوں مگر مانی کے حرکت کرتے دل کے ساتھ وہ خود بھی پوری
کانپ رہی تھی۔
اب تو تمہیں میری خواہش میرے بن کہے پوری کرنی چاہیے تھی، دل کو"
" مضبوط کیوں نہیں کیا؟

تھوڑی سرد مہری شہریار کے لہجے میں اتری تو مانی نے اپنے ہونٹوں کو اسکے رُخسار سے جوڑے خود کو اس میں جذب کرنے کی ادنی کوشش کی۔

"..سب کیا ہے لیکن ابھی ڈر لگ رہا ہے آپ سے، ت تھوڑا سا"

مانی نے سہم کر اسکے چہرے کے ڈھکے چھپے تاثرات بھانپے مگر سمجھ نہ سکی وہ خفا کتنا ہے اور راضی کتنا۔

" واپس چلا جاوں پھر؟"

شیری کے بنا سوچے برہمی سے کہنے کی دیر تھی کہ مانی کی آنکھوں میں ہلکورے لیتے خوف نے درد کا روپ بدلا۔

"کیوں؟ واپس کیوں۔۔۔۔۔۔ نہیں شیری میں آپکو اب کہیں جانے نہیں دوں گی۔۔۔۔اب سچ میں مر جاوں گی.."

درد سے بھرے دل کو ٹیس لگی تو آنکھیں برسات سی بھیگیں اور تبھی شہریار نے اسکی دونوں آنکھوں کو چومتے پیار سے اسکی بھیگتیں پلکیں دیکھیں۔

"..تو پھر کہیں جانے مت دو آج"

شہریار کی خواہش سنتے مانی نے ہونٹوں کو کچلتے گھبرائی نظروں سی اسکی بے خود نظروں کو دیکھا۔

"Let our lips tell stories of how the've missed each other amore mio"

شہریار کا اسکے ہونٹوں کو چھونے کا انداز ہی اس بار ایسا تھا کہ وہ خود کو چاہ کر بھی خود کار کھ نہ سکتی تھی۔

"یہ میری جان لینا چاہتے ہیں کیا؟"

دھک دھک کرتے دل کے ساتھ سوچتے وہ تڑپ کر آنکھیں موندتی شہریار کی شرٹ مٹھیوں میں جکڑے ان سانسوں سے جسم میں اتری تمازتوں میں ساتھ دیتی گئی مگر یہ سب جلد ہی جان پر بنا تو وہ اس کو پرے دھکیل کر کروٹ بدل گئی، مانی کی پشت اب شہریار کے سینے سے جڑی تھی اور اسکی

مچل اٹھتی سانس کا شور کمرے میں فسوں خیز دھنیں چھیڑ رہا تھا، وہ اسکی گردن کے گرد ہاتھ جکڑے وہاں مدہوش سا ہونٹوں کے گہرے لمس بکھیرتا حدوں کو پار کرتا اسکی ساری مزاحمت خود میں جذب کر رہا تھا۔

"..کیوں میرے سکون میں ہلچل مچانا چاہ رہی ہو، کہا ہے دور مت جاو"

شہریار کے ہونٹوں سے نکلتی گھمبیر وشدت بھری سرگوشی پرمانی کا دل اتنے زور سے دھڑکا کہ اس نے آنکھیں میچتے لب اک دوجے میں پیوست کر لیے۔

شیری نے اسکو کسی مومی گڑیا کی طرح ہاتھ اسکے پیٹ پر جکڑے پلٹا کر سینے سے لپیٹا تھا۔

"..دورن۔۔ نہیں جا رہی، سانس لینے کی کوشش کر رہی ہوں"

اسکے نازک وجود پر اپنی زرا سی طلب کا تشدد دیکھتے ہوئے مانی کی کانپتی آواز سنے شہریار نے چہرہ اسکی گردن میں چھپایا جیسے اسکے اندر کا طوفان لمحے بھی تھم گیا ہو۔

میرے قریب رہ کر سانس لینے کی کوشش کرو گی تو میں خود مدد کروں گا"
"..تمہاری

مانی نے اپنے کندھے سے سرکتی ڈھیلی شرٹ کے سبب برہنہ کندھے پر محسوس ہوتے شہریار کے ہونٹوں کے پرشدت لمس پر گھبرا کر اسکے چہرے کو دیکھا، ورنہ شاید وہ اس کی مدد کرنے کی آفر خود واپس لے لیتا۔

"شیری۔۔۔۔کیا چاہتے ہیں؟"

اسکے ارادے مانی کے وجود سے جان سرکا رہے تھے اور خود وہ اپنے دل کو شہریار جدون کی قربت کے لیے بے تاب و بے صبر محسوس کر کے ہلکان ہو رہی تھی۔

تمہیں، حسب چاہ۔۔۔۔۔مجھ میں تمہاری جتنی کمی ہے وہ صرف"
"..تمہارے مجھ میں ڈھلنے پر ہی مدھم ہو گی مانی

وہ اسکی قربت میں پہلی بار اس قدر بے بس تھا کہ یہاں سے بے مراد ہی پیچھے ہٹنے کی سکت نہ رہی، مانی کی آنکھوں میں بھی جذب و خوف کی ملی جلی کیفیت سرخی سمیت لائی، نہ اس سے آگے بڑھا جا رہا تھا نہ پیچھے ہٹا۔

"کتنا چاہتے ہیں؟ "

اس بار بھی سرگوشی میں جذباتیت عودی۔

حسب طلب!.. جب تک اس اندھیرے کو سویرے کا لباس خود میں "

".. چھپا نہ لے، اور تم شہریار جدون کی روح میں سرائیت نہ کر جاو

شہریار کے ہونٹوں کو اپنے کندھے پر لمس بکھیرتے اور بے باک ہو کر سرکتے محسوس کرتی مانی نے اسکی اس آخری بے خود سرگوشی پر جیسے ہی آنکھیں کانپتے میچیں، اسے لگا خود کو اس شخص سے دور رکھنے میں معاون ہوتی ہر حس اور طاقت نے مانی کے جسم، دل اور دماغ کا ساتھ ہمیشہ کے لیے چھوڑ دیا ہے۔

وہ پھول جیسا جسم جسکی ہر پور سے خوشبو اترتی تھی، شہریار جدون کی شدت ، محبت اور جنون کی آتش میں جل کر اس کی روح کے قالب میں ڈھلتا ہوا ان دو کی زندگی کا اک نیا آغاز کرنے والا تھا۔

.._____..

ایک نئی خوبصورت نکھری ہوئی صبح زمین زادوں پر اتر چکی تھی، علی اور فیروزہ کی شادی کا مبارک دن بھی آ چکا تھا اور جندل محل کی رونق تو سحر سے بڑھ چکی تھی، چونکہ آج کی تقریب ہال میں تھی سو سب ابھی سے تیاریوں میں لگے تھے، دو بجے سے شام چھ تک فنکشن تھا جبکہ سیلون فیروزہ کے ساتھ نمرہ ہی جانے والی تھی تبھی اس نے تیمور کو ریڈی کر کے امی کو

دیااور خود ابھی بس سنپل ساریڈی ہوئی کیونکہ فیروزہ کو وہاں لعلین پک کر لینے والی تھی اور نمرہ نے اسکے بعد ہی ریڈی ہونا تھا۔

وہ ساحل کو ڈھونڈتی باہر آئی تو وہ لان میں کھڑا اتا حد نگاہ پھیلے منظروں کو سکوت سے تکنے میں محو تھا، دل میں چلتی ہوئی تند آندھیاں تو تین سال پہلے تھم چکی تھیں مگر مکمل بکھراو آج سمٹا اور سکون حاصل ہوا، وہ سکون جسکی اس نے پورے دل سے آرزو کی تھی۔

وہ آگئے آپ کے پاس، مجھے خوشی ہے آپکا انتظار ختم ہو گیا آمنہ۔آپ "
سے کیا وعدہ ہمیشہ نبھاوں گا اور اب سے آپ دونوں ساحل خان کی
"پر خلوص دعاوں کا حصہ ہیں

جب وہ اٹھا تھا تبھی اسے شہریار کے واپس پہنچ آنے کی خبر ملی اور نا جانے اعصاب پر تھوڑی تھکن تھی جواب اتر رہی تھی، لیکن وہ کہتے ہیں نہ زندگی میں بعض لمحے ایسے آتے ہیں جو نا چاہ کر بھی بوجھل کر دیتے ہیں، کچھ دیر کو اسکی زندگی بھی اسی لمحے سے گزری تھی۔

نمرہ کس پر بہار اور اس صبح جیسی حسین مسکراہٹ کے سنگ اپنی طرف آتا دیکھے ساحل نے رہی سہی تلخی و سنجیدگی اپنے چہرے سے ہمیشہ کے لیے ختم کی اور آنکھوں میں اس بے پناہ قیمتی لڑکی کے لیے نرم تاثر سمیٹ لایا۔ یہ وہ لڑکی تھی جس نے ساحل خان کی بے سکون اور پھیکی زندگی کو رنگوں کا جہاں بخشا، وہ اسے عام لمحوں بھی بھی کچھ ایسا خاص دیکھتا کہ وہ شاخ جان پر آتی رونق سے کھلکھلاتی اور سرخ رو ہونے لگتی۔

"..صبح بخیر، میری صبح حسین ہو گئی تمہیں دیکھ کر"

ساحل کا اعتراف اور نمرہ کا مسکانا، اترانا سب دلفریب تھا۔

میری بھی، ساحل مجھے جندل محل ڈراپ کر دیں، فیروزہ کے ساتھ" سیلون جانا ہے۔ تیمور امی کے پاس ہے میں جلدی تک آجاوں گی۔ مانی بھی کال پک نہیں کر رہی، فون آف ہے اسکا۔ ہم دونوں نے اسکے ساتھ جانا تھا.."

نمرہ نے چہرے کے گلال سمیٹے متفکر ہوتے ساحل کو کہا جس پر وہ نہایت دھیما سا مسکرایا اور اسکا ہاتھ پکڑے ہتھیلی اپنے سینے سے جوڑی۔

"آمنہ اب تمہیں زیادہ نہیں ملیں گی کیونکہ رات شہریار جدون واپس آچکے ہیں۔ سو دوبارہ کال کر کے ڈسٹرب مت کرنا.."

ساحل سے یہ سب سن کر پہلے تو نمرہ کو یقین نہ آیا اور پھر جیسے وہ شادی مرگ کی سی کیفیت میں ہنس پڑی، خود ساحل نے مشکل سے ہی مسکراہٹ کو حلق میں دبایا، نمرہ کا تاثر خاصا خوبصورت تھا۔

"کیا؟ سچ میں ساحل۔۔۔ یا میرے اللہ شکر ہے آپکا اس لڑکی کا سکون بھی اسے ملا۔ اف میں اتنی خوش ہوں کہ بتا بھی نہیں سکتی۔۔۔ شیری بھائی نے اب واقعی مانی پر پورا قبضہ کر لینا ہے، ہائے ماشاءاللہ۔ ہمیں وہ مانی نہ دیں بھلے اب لیکن دعا ہے دونوں بہت سا خوش رہیں.."

نمرہ کی خوشی تو مانی سے بھی زیادہ تھی کیونکہ مانی کی اداسیاں جس نے سب سے زیادہ محسوس کیں وہ نمرہ تھی۔

ان شاءاللہ۔ایسا ہی ہو گا۔ خیر چلو ڈراپ کر دیتا ہوں تمہیں۔مجھے بھی"
"تھانے جانا ہے کچھ کام ہے۔۔۔پھر دلہے میاں کی خیر خبر لینی ہے
ساحل نے بھی جواباً تائید کی اور وہ خوشی خوشی ساحل کے ساتھ پورچ کی
سمت بڑھی۔

نمرہ کو اس نے جندل محل ڈراپ کیا اور خود تھانے پہنچا، تمام سٹاف کو
شہریار جدون کی واپسی کی خبر دینی تھی جبکہ اسکا اب یہاں کام ختم ہو چکا تھا۔
نمرہ نے جب فیروزہ کو یہ نیوز دی تو وہ جورات سے اب تک علی کی ناراضگی
سے اندر ہی اندر جھلس رہی تھی، مانی کے لیے دل سے مسرور و شاداب
ہوئی۔

صبور اور لعلین چونکہ بچوں والی تھیں تو سیلون فیروزہ کے ساتھ نہ جا سکتی
تھیں، مریم بی اور لال نور بھی فیملی کے مہمانوں کے ساتھ مصروف تھیں
تبھی نمرہ کا آجانا اک عیاشی ہی تھا، ویسے بھی لال نور اور فرہاد صاحب
باراتیوں میں شامل تھے۔

سونمرہ اور فیروزہ پھر ساتھ ہی اسکے ساتھ ہی سیلون کے لیے گئیں اور دستگیر ہی دونوں کو ڈراپ کر کے آیا۔

اور واپسی پر آکر وہ بھی ریڈی ہوا اور صبور نے بھی چہکتی مسکراہٹ کے سنگ بچہ پارٹی کو ریڈی کیا اور پھر خود بھی ہوئی۔

واللہ میری جان! تمہاری اس بہار سے لگتا نہیں دو بچوں کی ممی ہو۔"

"..مطلب ابھی دو مزید کی گنجائش ہے

صبور کو دیکھتے دستگیر کے بہکے و شریر جملے پر وہ نہ صرف اسکے مخمور حصار میں پلٹی بلکہ ادا سے بازو دستگیر عالم کی گردن میں حمائل کیے۔

تم میری معصومیت اور سادگی کا کچھ زیادہ فائدہ نہیں اٹھا رہے دستگیر عالم،"

اب میری یہ بقیہ بہار صرف خود کے لیے وقف کر دو پلیز۔ کیونکہ اب اگر مزید کسی بے بی کی طرف میری توجہ ہوئی تو تم بہت برے اگنور ہو جاؤ گے

"..مسٹر سوزرا احتیاط

حسنیہ اور پھر اب تو اسکی تمام تر خوشیوں کا سبب تھی وہ، ایسے دھمکاتے جواب پر دستگیر عالم کا دل اش اش کر اٹھا۔

نہیں پلین کینسل، مجھے تم چاہیے ہو اب۔ کسوی اور مستقیم کے ساتھ "
"..بہت ساری
دستگیر عالم کی اس روح سہلاتی گرفت میں استحقاق بھرے لمس سمیٹے وہ ہنستی ہوئی سمٹ کر رہ گئی جو واقعی دل نشین لمحہ تھا۔

وہیں فیروزہ کی آج کے ایونٹ کے لیے بلڈی ریڈ میکسی تھی اور دوپٹہ بھی بہت ہیوی تھا، اسکا جوڑا علی نے ہی پسند کیا جبکہ ساری گولڈ کی ذیزائر جیولری اسکے لیے لال نور اور مریم صاحبہ کا گفٹ تھا۔
جندل محل میں بھی سب کسی نہ کسی تیاری میں ہی مصروف نظر آرہے تھے۔

پریشان مت ہو، آج وہ تم سے ناراض نہیں رہ سکتے۔ یہاں مانی ہوتی تو تم"
کو مزید حوصلہ دیتی پر وہ اپنے شیری کو پیاری ہو گئی۔ میسج آیا تھا اسکا کہ
".. تمہاری شادی مس نہیں کرے گی
فیروزہ نے اپنی پریشانی نمرہ کو سیلون پہنچتے ہی بتائی تو اس نے شوخ سا
مسکاتے اسے چھیڑا بھی اور مانی کا حوالہ دے کر خوش بھی کیا۔
اللہ کا شکر ہے مانی کو بھی قرار ملا، اللہ دونوں کو خوش رکھے۔ جیسی وہ اپنے"
شیری کے لیے پاگل تھی، اتنا ہی آزمائی گئی۔ لیکن اب اسکو سکون مل گیا
"ہو گا
فیروزہ کے بال کچھ دیر پہلے ہی کرل ہوئے تھے اب اسکو فیس ماسک لگا تھا
برائڈل لک کے گلو کے لیے۔
ہاں نہ بہت اداس تھی، خیر تم بھی اداس مت ہو یارا۔ علی بھائی آج"
تمہارے اس دلہنا پے پر قربان فدا سب ہو جائیں گے۔ کیونکہ جتنی تم
"پیاری ہو دلہن بن کر چلتی پھرتی قیامت ہی لگو گی

نمرہ کے ڈھارس بندھانے پر فیروزہ کو کچھ حوصلہ ہوا ورنہ رات پوری وہ ایک لمحہ بھی سونہ پائی تھی، پھر دلہن وہ بھی علی عثمان کی بننا کوئی آسان تھوڑی تھا۔

.._____..

مانی کے سوئے مدیوش و مسرور ہوئے حواس جو بے وقت شہریار جدون نے سلب کیے وہ اب آہستہ آہستہ بیدار ہو رہے تھے تبھی وہ اسکے وجود کے اس بے خبری اور خمار میں بھی شدت بھرے حصار میں کسمساتی اسکی نیند بھی بری طرح توڑ چکی تھی۔

مگر آنکھیں کھلتے ہی اسے اپنی حرارت میں ڈوبی ہتھیلی شہریار کے برہنہ سینے پر جمی محسوس ہوئی تو آنکھوں کے کھلنے سے پہلے اسکے ہونٹ مسکرائے، فائنلی وہ شہریار جدون کے سیکس پیکس اور بائیسپس دیکھنے میں کامیاب بھی ہوئی اسکا تو الگ ہی نشہ اس پر سر چڑھے بول رہا تھا، پھر جو اس نے شہریار کی محبت کے سمندر میں ڈوب کر ابھرتے نئی حیات پائی اسکا سرور تو اب

تاحیات ہی آمنہ شہریار کے اندر سانس بن کر موجود رہنے والا تھا، مانی نے اسکے سینے پر اپنے ہونٹوں کی مہر لگاتے وہیں سے یہ سفر شہریار کی گردن تک لائے ختم کیا، اس لڑکی کے ہونٹوں کی یہ مبارک مہریں شہریار جدون کو راحت بخش رہی تھیں، وہ اس ادھ سوئے شیر کو بہکانے کا از سر نو آغاز کرتے اپنا مخملی وجود اسکی بازووں سے چھڑوانے کی کوشش کرتی مچلی تو وہ بھی بدمزہ ہوا، وہ اس سفر کے بڑھنے کا منتظر تھا۔

"..خبردار اگر تم نے یہاں سے نکلنے کی کوشش کی ابھی"

مانی اسکے جسم کی خوشبو میں سانس بھرتی اپنے رکتے سانس کو بحال کرنے کو پرے سر کی ہی تھی کہ وہ بند آنکھوں سے ہی اسکو وارننگ دیے غرایا۔

شیری ٹائم دیکھیں بارہ بجنے والے ہیں، بارات کا ایونٹ ہے فیری"

"..کا۔۔۔۔پلیز نہ اٹھ جائیں اور مجھے بھی کچھ اور کرنے دیں

مانی نے اسکی کسرتی توانا بازووں میں لپٹے ہی ہلنے کی سعی کی مگر ناکام رہی مگر وہ ضرور آنکھیں کھولتے اس مسلسل بھاگنے کی کوشش کرتی مانی کو آبرو

اچکاتے گھورا، نیند کا خمار اور قربت کے گلابی نشے میں دھت وہ گرے آنکھیں شہریار جدون کی صبح معطر کر گئیں۔

"کچھ اور کرنے کے قابل ہو کیا تم اب؟"

شہریار نے اسکی ناک سے ناک رب کرتے خمار بھری سرگوشی کی جو اسکے سرخیوں میں گھلتے چہرے پر گھبراہٹ لایا۔

"ن۔ نہیں۔۔ لیکن وہ نمرہ کے بعد میری بہت اچھی دوست بنی۔ آپکو پتا ہے وہ ریپ وکٹم بھی ہے لیکن پھر بھی لعلین آپا اور لئیق بھیو نے اسکا علی سے نکاح کروایا۔۔۔ علی بھائی بھی ان فیوچر بابا نہیں بن سکتے۔ سو یہ شادی ہم سبکے لیے بہت سپیشل ہے۔۔۔ میں آپکی کسی خواہش کے آگے انکار نہیں کروں گی لیکن آج مجھے تھوڑی دیر کے لیے وہاں لے جائیں، آپکو بھی توسب سے ملنا ہے۔۔۔ اور پھر ایز آ کپل ہم تقریب میں بہت وقت بعد جائیں گے تو بہت اچھا لگے گا سبکو"

یہ سب بتاتی ہوئی وہ فکر اور محبت سے اتنی بھری تھی کہ شہریار اسکی باتوں کو بس سنتا گیا، اب تو اسے مانی کو آزادی دینی ہی تھی کیونکہ اب تو وہ اسکی پیاری قیدی بن چکی تھی جسکا ہر قرار بس شہریار جدون تک ہی تھا۔

لعلین اور لئیق نے ثابت کر دیا انسانیت اور محبت اب بھی دنیا میں وجود" رکھتی ہے، ٹھیک ہے چلیں گے لیکن کچھ دیر میرے پاس رہو۔ وقت پر تمہیں وہاں پہنچا دوں گا"

شہریار کے مان جانے پر وہ اسکے شرٹ لیس ہونے کو خوب شدت سے محسوس کرتی اسکے سینے میں مزید جذب ہوئی، جبکہ مانی کے نازک وجود کو شہریار کی شرٹ بھرپور چھپائے ہوئے تھی، لیکن پھر بھی وہ یوں شہریار کے جذبات میں طوفان برپا کر رہی تھی۔

"اوکے، جیسا آپ کہیں"

مانی نے اسکے چہرے کو تکتے مسحور کن لہجے میں مان جاتے سرگوشی کی۔

اب تم میری محبت کے ساتھ میری صحیح معنوں میں شریک جسم وجان"
بن گئی ہو مانی، لیکن یہ مت سمجھنا کہ ہمارا یہ خاص وقت اتنا عام سا کیوں ہو
گیا، نہ ماحول نہ موقع۔۔۔ تم سے تمہارے شایان شان محبت کا اعتراف
"باقی ہے سو اس کو بس میری محبت کے سمندر کی فقط اک بوند سمجھنا
شہریار جدون کی محبت اور شدت کی اپنی بساط سے بڑھی گہرائی دیکھ لینے
کے باوجود جب اس نے اسے فقط بوند کہا تو مانی کی لمحہ بھر سانس منتشر
ہوئی، جس بوند نے رگوں میں دوڑتے خون کو منجمد کیے وہاں شہریار
جدون کی خواہش دوڑا دی تھی، وہ جس سمندر کا حصہ تھی اسکا تصور ہی مانی
کے جسم وجان پر لرزا طاری کر گیا۔
یہ سب بھی میری توقع سے بہت زیادہ تھا شیری مطلب اگر آپ مجھے"
تب یہ مرتبہ دے دیتے تو میں آج زندہ سچ میں نہ ہوتی کیونکہ اب آپ سے
ایک لمحے کی بھی دوری مجھ پر قیامت ہے، آپ مجھے خود سے دور رکھنے پر
آئے تو سالوں مجھے اپنے لیے تڑپتا ہوا رکھا اور اپنا بنانے پر آئے تو مجھے سنبھلنے

کی مہلت دیے بناسب حساب بے باک کر دیے۔۔۔۔۔میری ہر حسرت
دور کر دی، میرے اتنے قریب آ گئے کہ چاہ کر بھی آپکی اس خوشبو کے
"حصار سے نکل پانا ناممکنات میں سے ہو گیا
وہ یکسر بدل گئی تھی، اب اس میں شہریار جدون کی محبت سرائیت کر چکی
تھی، اسکے اندر پلتی اس شخص کی قربت کی ہر حسرت کو مٹایا جا چکا تھا۔
یہی وجہ تھی تم سے دور رہنے کی، میں چاہتا تھا ہم ایک دوسرے کی جدائی"
کو پراپرلی انجوائے کریں کیونکہ اب تم چاہ کر بھی مجھ سے بچ نہیں سکتی، ایک
"دن یا ایک رات کے لیے بھی نہیں
نرمی اور اپنائیت سے مانی کے پر بہار چہرے کے گلاب سے نقش جذب
بھری نگاہ میں سموئے اعتراف و تنبیہی وار کیا تو شہریار جدون کا لہجہ اختتام
تک خماری سے بوجھل و گھمبیرتا سے اٹا۔
"یو آر ویری انٹیلیجنٹ، بٹ یو آر سو ڈیمانڈنگ۔۔۔۔"

نظر مانی کی کہتے اسکے چہرے سے ہٹ کر گردن اور برہنہ ویکسڈ سینے پر جا ٹھہری کیونکہ شہریار نے اسے خود میں اب تک مقید کر کے مانی کے ہر منظر میں خود کو شامل کرر کھا تھا، جسموں کی خوشبو تو کیا حرارت بھی انگ انگ میں اتر چکی تھی۔

"ابھی کہاں میری محبت، ابھی تو تم سے چھوٹی سی ہیلوہائے کی ہے"

نہایت لاپرواہی سے شہریار نے اسکی معلومات میں اضافہ کیا تبھی تو مانی نے رحم طلب نگاہ شیری پر واپس جمائی۔

"واٹ! یہ چھوٹی سی ہیلوہائے تھی؟ آپ مزاق کررہے ہیں نہ"

مانی نے جبرا مسکراتے کپکپاتی آواز پر دقت سے قابو پائے جیسے خود کو یقین دلایا کہ وہ فقط اسے ڈرا رہا ہے۔

میرا تم سے اس معاملے میں کوئی مزاق نہیں، ابھی تو تم بس میری ہوئی"

ہو۔ میرے دل، دماغ، جسم اور حواسوں میں جذب ہوئی اپنی کمی جب تک

ختم نہیں کرتی میں نہیں رکنے والا۔۔۔اب تو ویسے بھی تمہیں خود مجھ
"سے دور قرار نہیں ملے گا

شہریار کے بے باک دھمکانے کا اثر یہ ہوا کہ مانی کے دل کی حرکت تیز اور
جسم کی حرارت لمحے میں بڑھی۔

"شیری مت کریں نہ، رحم نہیں آرہا آپکو مجھ پر۔ مطلب اتنا سارا مجھ کو مجھ
"..سے چرانے کے بعد آپ مجھے اتنا تنگ

روہانسی ہو کر بس رونے کو تیار وہ اس میں سمٹی مگر شہریار نے اسکی بات
مکمل ہونے نہ دی اور تشدد زدگان رخساروں اور ہونٹوں پر اپنی پسند کے
لمس بخشتے مانی کے چہرے کی سفید رنگت میں گھلتے لہو کا لطف اٹھایا۔

"تمہیں تم سے چراتے ہوئے ہی یہ زیست کاٹ دینا چاہوں گا اب آمنہ
شہریار، زبان کو یہ جو نشہ لگ گیا اسکی کمی پر بھی جسم ٹوٹتا ہے۔ میں خود کو
اب کسی کمی کے مستحق نہیں سمجھتا اور تم تو میرا وہ سکون بنی ہو جو بننے کی کسی
"دوسری عورت میں اہلیت نہیں میرے آگے

سرخ و سفید چہرے پر وہ گرے آنکھیں خوف سے بھری تھیں مگر شہریار کی سانس کی خوشبو اور حصار میں جینے کا لطف اسکو مسکرانے پر مجبور کر گزرا۔

"عورت نہیں ہوں شیری، میں ابھی گرل ہوں"
لاڈ سے شکوہ کیے مانی نے چہرہ اسکی بیرڈ اور گردن میں گھسیڑا۔
نہیں اب تم گرل سے لیڈی بن گئی، کڈل میٹیریل سے وائف"
میٹیریل۔۔۔اور میں نے تمہارے ان بدلاو کو بھرپور انجوائے کیا۔ تین
"سال کی ساری تکلیف ختم ہو گئی

وہ خود بھی تازہ دم تھا، بہت فریش، پہاڑ جیسا جسم پھول سے بھی ہلکا تھا، جیسے نجانے کسی نے امرت پلا دیا ہو، جبکہ شہریار کے یوں بولنے پر وہ شرمگیں سا مسکائی۔

کیا سچ میں شہر یار؟ میں آپکا سکون بنی ہوں۔ آپ کی راحت بڑھا پائی۔"
"آپکے خود کے ہاتھوں کیے نقصان کی تلافی کر سکی؟
جب بھی اسے شہر یار بلاتی تھی وہ دل میں الگ ہی جذبات محسوس کرتا، مانی
کا یوں پکارنا اسکے دل میں اس لڑکی کی محبت سوگنا کرنے لگتا۔
شہر یار نے اسکے بہت گہرے گلابی ہونٹوں پر انگلی رکھے خاموش کروایا۔
مانی تم مجھے شہر یار مت کہا کرو، میرے اندر کے تمام جذبات آگ پکڑ"
"لیتے ہیں۔ کسی دن یونہی بھسم کر دی جاو گی۔۔۔۔

خمار سے بھاری پڑتی آواز اور بوجھل آنکھوں سمیت وہ جس طرح تڑپ کر
بولا، مانی کے حواس جنجھوڑ گیا۔
لیکن مجھے ہمارے ان خاص لمحوں میں آپکو شہر یار کہنا اچھا لگتا ہے،"
میرے اندر بھی آگ لگ جاتی ہے۔ آئی مین آپ پر اپنا آپ وار دینے کو
"مچل جاتی ہوں

جو بے خودی میں مانی بولی، جب احساس ہوا تو حیا اور خوف کی ملی جلی کیفیت میں فوری درستگی کرتی وہ اسکے وجود میں چھپی، اس خوشبو سے الگ ہونے کا دل نہ کر رہا تھا۔

سکون تو معمولی شے ہے، تم نے تو میری روح تروتازہ کر دی، میں نے سچ "
"میں تمہیں بہت مس کیا تھا مانی، بہت زیادہ

اس شخص کی بھاری مضبوط آواز پھر لرزی تو مانی نے چہرہ اسکی گردن سے نکالے فوری شیری کو دیکھا۔

آپ نے پروف کر دیا ہے کہ بہت مس کیا، پوری مانی کو۔۔۔ سر سے پیر "
"تک

یہ کہتے وہ شریر بھی تھی اور چہرہ حجاب آلود بھی تبھی تو شہریار بھی ہنس دیا۔ اس آفت لڑکی کے سارے رنگ واپس آ چکے تھے، بہکانے اور جان نکالنے والے۔

تم نے بھی ثابت کر دیا کہ آئٹم بمب بن چکی ہو، بہت میٹھی بھی اور بہت"
"تیکھی بھی۔۔۔یعنی فل دھم۔۔ماکہ
شہریار کی مستی بھری سرگوشی پر اس بار وہ کھلکھلائی۔
یس، اللہ نے آپکو مانی دی ہی اس لیے تھی تاکہ آپکی شدتوں اور جنون"
"خیزیوں کا دگنا جواب ملے۔ شکر کیا کریں انکا کہ مانی آپکی وائف ہے
اب تو اترانا بنتا تھا، اب تو وہ لازم و ملزوم اور سانس جتنی پیاری تھی شہریار
جدون کے لیے۔

شکر مانی کرے جسے شہریار جدون جیسا ہاٹ، ہنڈسم اور س۔۔۔۔چلو"
"اسے رہنے دو۔ ہسبنڈ ملا۔۔۔۔
بولتے بولتے شہریار نے دانت پیسے لفظ گول کرتے بات مکمل کی تو مانی کی
ہنسی نے اس چار دیواری میں پھیلے فسوں کی شدت کم کی۔

میں کرتی ہوں شکر اور آخری سانس تک کروں گی یہ بھی دعا کروں گی کہ "

"میرے ہسبنڈ ہمیشہ ایسے ہی رہیں

مانی کی مسکراہٹ پر وہ فلیٹ ہوا اور شدت بھرے لمس کو اسکی سانسوں کے راستے زبان تک گھولتے اسکی نکلتی جان انجوائے کی جو آنکھوں کی قوت سے اس شخص کو بس کر دینے کا حکم دیتی دلربا لگی۔

"بائے داوے میں نے آپکے بائیسپس اور سیکس پیکس دیکھ ہی لیے، آپ اپنی چیسٹ ویکس کرتے سو ہر ٹنگ شیری۔ اتنے فیشن کرے بندہ جتنے سہہ سکتا۔ لڑکیاں بھی اتنی ٹچی اور ملائم نہیں ہوتیں جتنے آپ۔۔۔۔ سو بے بی سکن"

یکدم ہی مانی نے پھر سے ہتھیلی اسکے سینے پر پھیری تو شیری نے ہنس کر اسکے ہاتھ کی حدت گہرائی سے محسوس کیے اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ پر رکھا۔

"یار امیری چیسٹ پر بہت بال تھے، خاندانی ریچھ قسم کے لوگ ہیں ہم۔ بابا بھی ایسے ہی تھے۔۔۔ بس پہلی بار ایک چھوٹے سے ٹرینگ کے بیچ

ماڈلینگ شو کی وجہ سے کروائی تھی وہاں شرٹ کا وی گلا تھا تو میرے بال چا
چا کر رہے تھے تم یقین نہیں کرو گی شرٹ کا ایک آدھ بٹن کھلا ہو تو باہر نکل
آتے تھے، اسکے بعد مجھے ہر دو منتھ بعد یہ عذاب سہنا پڑتا ہے۔۔۔۔اب تم
سے کرواوں گا کیونکہ تمہارے ان پیارے ہاتھوں سے مجھے درد نہیں
ہو گا"

شہریار نے اتنے مزے سے یہ قصہ سنایا کہ ریچھ والی بات پر مانی کی ہنسی
اوٹ آف کنڑول ہوئی۔

ہاہا خاندانی ریچھ، حد ہو گئی شیری۔۔۔۔۔باقی ویکس میں اپنی خود نہیں"
کرتی تو آپکی کیسے کروں گی، مجھے آپکی معصوم شکل دیکھ کر بہت ترس آئے
گا"

مانی نے ہنستے ہوئے صاف ٹکا جواب دیا۔

خود کیا کرونہ میں نہیں چاہتا تمہیں کوئی فی میل بھی ہاتھ لگائے، ایسا"
کریں گے تمہاری میں کر دوں گا اور تم میری کر دینا"

شیری کے اس مشورے پر مانی کی ہنسی رک ہی نہ سکی۔

"شیری آپ واقعی پاگل ہو گئے ہیں کیا، خود کر کے میں نے ہو سپل ایڈمٹ نہیں ہونا۔اور سیلون پے سب بہت ایزیلی ہو جاتا وہ سیرم لگاتی ہیں جس سے باڈی سن ہو جاتی اور ویکس کا پین نہیں ہوتا"

اب یہ نئی انفارمیشن سن کر سچ میں شہریار کو ہول سے اٹھے۔

"نہ کریار، سچ میں ؟ بنا پین کے ویکس۔۔۔مجھے چاہیے یہ سیرم مجھے لا کر دینا بس مجھے نہیں پتا"

شہریار کے بچوں کی طرح بپھرنے پر وہ ہنس کر اس سے لپٹی، اتنا کیوٹ تو وہ اسے کبھی نہیں لگا جتنا اس وقت۔

"ہاہاہا او کے لا دوں گی، چھوٹے بچے لگ رہے ہیں قسم سے۔۔۔۔۔میری جان"

مانی کی کھلکھلاتی ہنسی پر شہریار بھی خجل سا مسکرایا۔

جی اور یہ بچہ بڑا خرافاتی بھئ ہے۔۔۔اب اٹھ جاو ورنہ تمہیں پھر سے ہیلو" ہائے سہنی پڑ جائے گی۔۔۔اب تم لیٹ نہیں ہو رہی لڑکی؟ مجھ سے چپک چپک کر بہت مزہ آرہا ہے۔ چلو شاباش باقی کے مزے پھر کبھی۔۔ نکلو اب

"دو روپے میں اتنا ہی ہوتا ہے

شہریار نے جس طوطا چشمی کا مظاہرہ کیا، مانی نے اٹھ کر تکیہ ہی پکڑے اٹھا کر اسکے سر پر مارا۔

"سو مین شہریار جدون، کوجے نہ ہوں تو، اب بھول جانا اپنی شرٹ"

شیری کی شرٹ میں خود کو چھپاتی گدھے کے سر سے سینگ بنی نہ صرف بھاگ کر غائب ہوئی بلکہ واش روم کا دروازہ بھی بند کیا جبکہ شہریار اسکی اس قدر تیز دوڑ پر اخیر غضباک سا مسکرا دیا، یہ لڑکی صرف بیوی نہیں، اسکی کل دنیا تھی جس میں اب وہ تمام عمر مست رہنے کا طلب گار تھا۔

.. _____ ..

ساحل نے نمرہ کو ڈراپ کرنے کے بعد تھانے کا چکر لگایا اور پھر علی کے پاس سیلون پہنچا، ان گزرے تین سالوں میں جہاں نمرہ، فیروزہ اور مانی کی بہت گہری دوستی ہو گئی وہیں ساحل خان کو بھی علی کی صورت بہت اچھا جونئیر ملا تھا اور آج وہ علی کے ساتھ باراتیوں میں شامل تھا، فرہاد اور نور بھی علی کی طرف سے تھیں کیونکہ اسکے ممی بابا نہ تھے سو انہوں نے علی کو اس چیز کی کمی نہ ہونے دی۔

"فائنلی دلہا صاحب ریڈی ہیں، ہنڈسم لگ رہے ہو"

بلیک ٹیکسیڈو جو تھوڑی بلیکی شائنی ہی لک دے رہا تھا، علی پر اخیر جچ رہا تھا، دلہن کی طرح دلہا صاحب کی بھی پرا پر فیشل ہوئی، بال بہت نفاست سے سلجائے گئے اور وہ کلین شیوڈ تھا تو چہرے کی خوبصورتی مکمل طور پر نکھری ہوئی تھی۔

" دل بہلا رہے ہو؟"

علی نے فائنل لک تکتے اٹھ کر مسکراتے جتاتے لہجے میں پلٹے کہا جس پر ساحل خان کے چہرے پر اسکی ازلی آدھی مسکراہٹ رینگی۔

"ہر گز نہیں، تم تو جانتے ہو میں نہ دل رکھنا جانتا ہوں نہ دل بہلانا۔ تمہاری زندگی کے اس مبارک سفر میں سب کے ساتھ ساتھ اس دوست کی بے شمار دعائیں ہیں۔ زندگی میں ایک ساتھی کا ہونا بہت ضروری ہے علی اور وہ تمہیں ملنے والا ہے۔ مجھے یقین ہے یہ تمہاری زندگی کا خوبصورت ترین بدلاو ثابت ہو گا"

ساحل خان کے چہرے پر بلا کا اطمینان تھا تو علی کی آنکھوں میں اسکی ڈھارس کے سبب خوشی۔

"بہت شکریہ ساحل، تم نے میری زندگی میں ایک باس کے ساتھ دوست کی کمی ہمیشہ پوری کی۔ مجھے بہت خوشی ہے کہ اب ڈیول کے انڈر ہم دو ایک ساتھ کام کریں گے"

علی کی بات اور یوں ساتھ کام کرنے کی خوشی پر ساحل نے مسکرا کر اسے گلے لگایا، بلکل ایک بھائی کی طرح۔

"ان شاءاللہ، خیر نور آنٹی اور مسٹر فرہاد ہمیں ہال میں جوائن کریں گے۔ تم نے کہا قبرستان جانا ہے امی بابا کی فاتحہ کے لیے۔ تو چلو پہلے ہم وہاں سے ہو آتے ہیں۔ دیر نہ ہو جائے"

ساحل نے اسکے کندھے کو تھپکاتے مسکرا کر کہا جس پر علی نے سر ہلاتے مسکرا کر ساحل کے ساتھ ہی مین سیلون سے قدم باہر نکالے۔

وہیں نمرہ تو دنگ تھی کہ اس لڑکی پر اللہ نے کتنا روپ اتارا ہے، ایک تو سرخ و سفید رنگت کے ساتھ خوبصورت خدوخال رکھتی تھی مگر آج تو برائڈل گولڈ بیس کے سنگ ہوئے میک اوور سے فیروزہ کسی بالی ورڈ کی ہیروئن سے کم نہ لگ رہی تھی پھر اس کے سونے کے کندن زیوارت کا دھک اسکے فرش بوش گہرے سرخ لہنگے کا سحر، دلہناپے بہت سی دیکھے

ہوں گے پر وہ اب تک کی سب سے خوبصورت دلہن لگ رہی تھی کہ نمرہ ناجانے کتنی بار اسکی نظر اتار چکی تھی۔

"چشم بدور! باخدا علی عثمان کے ہوش میں رہنے کی آخری ساعتیں شروع ہو چکی ہیں۔ تم اتنی پیاری لگ رہی ہو کہ میرا دل تمہارے اس حسین روپ کا تھوڑا تھوڑا دیوانہ ہوئے جا رہا ہے۔ سوچو علی بھائی تو آج تباہیاں مچا ڈالیں گے"

ایک تو دلہن بننے کا فطری خوف پھر علی کی ناراضگی اور پھر اس پر دہکتے حسن سے لدا اپنا روپ فیروزہ کی ابھی سے جان لے رہا تھا، قدموں میں ابھی سے لرزش محسوس ہو رہی تھی۔

"سچ کہہ رہی ہو؟ کیا میں مکمل لگ رہی ہوں نمرہ"

نمرہ کی ساری خوشی فیروزہ کے اس دردناک سوال نے ماند کر کے رکھ دی، وہ اسکے قریب آئی اور فیری کوشانوں سے پکڑے پھر دونوں ہتھیلوں کو اسکے چہرے سے لگایا۔

آج یہ پوچھا ہے یار دوبارہ کبھی مت پوچھنا، ہم میں سے کوئی بھی مکمل"
نہیں ہوتا۔ تم بھی نہیں ہو لیکن آج ہو جاو گی۔ پلیز اپنے ماضی کے کرب کو
اپنے حال اور مستقبل پر حاوی مت ہونے دینا، علی بھائی پر چھوڑنا کہ وہ کیسے
تم کو مکمل کرتے ہیں۔ اور تم نے مجھے یہاں آتے ہوئے بتایا کہ وہ تمہاری
بات سے ہرٹ ہوئے بے فکر رہو، تمہیں دیکھ کر ساری ناراضگی لمحے میں
"دور نہ کی تو میرا نام بدل دینا
نمرہ اس سب کو ایکسپیرنس کر چکی تھی، تبھی اس نے فیروزہ کی ذات سے
جڑے سب ڈر بہت پیار اور نرمی سے ہٹائے بھی اور اسے آنے والے وقت
کی شادمانی کا بھی غائبانہ احساس کروایا۔
تمہارا بہت شکریہ نمرہ میری جان، وہ آئی نہیں ابھی تک اسے کہو نہ"
آجائے پلیز۔ اسکے شیری کو کہو آج ہمیں مانی دے دیں تھوڑی پھر نہیں
"مانگیں گے۔ مجھے تم دو کا اپنے پاس ہونا چاہیے آج

فیروزہ اس وقت شدت سے مانی کو مس کر رہی تھی تبھی تو اسکی بے تابی پر نمرہ ہنسی بھی اور فوری اپنا فون نکالے مانی کا نمبر بھی ملایا اور سپیکر پر ڈالا۔

مانی بھی بس تیار ہو رہی تھی، شیری باہر تھا اور وہ بھی فریش ہو کر ریڈی ہو چکا تھا، آج دونوں نے شادی اٹینڈ کرنے کے ساتھ سب سے ملنا ملانا تھا سو شہریار کافی ایکسائٹڈ تھا۔

"ہاں جی جناب"

مانی جو آج بال سٹریٹ کر رہی تھی، کال پک کیے اس نے بھی فون اسپیکر پر ڈالا۔

مانی میری جان شیری بھائی کو کہو ہم پر بھی تھوڑا رحم کھالیں، کہاں ہو یار۔"

"میں اور فیروزہ تمہیں بہت مس کر رہے ہیں

نمرہ کی اداس آواز پر وہ ہنسی۔

میں بس تیار ہو کر تم سب کے پاس پہنچتی ہوں جانیز، یہ بتاو فیری تیار ہو"
"گئی۔۔۔۔ کیسی لگ رہی ہے وہ؟
مانی کی شوخ و چہکتی آواز پر فیری اور نمرہ دونوں نے شرارتی سمائیل پاس کی کیونکہ یہ چہک تو وہ دو بھی پہلی بار آمنہ کے لہجے سے ٹپکتی محسوس کر کے نہال ہو چکی تھیں۔
اہمم اہمم قیامت لگ رہی ہے پوچھو ہی مت، لو بات کرو اس سے تم کو"
"بہت یاد کر رہی
نمرہ کے بتانے پر مانی نے ہنس کر فوری دم سادھا۔
مانی، کہاں ہو۔۔۔ تمہارے دلاسے کی بہت ضرورت ہے۔ مجھے اس"
"وقت تم اور نمرہ اپنے ساتھ چاہیے ہو۔ پلیز آ جاو نہ
فیروزہ کی آزردہ، شدت جذبات سے لبریز آواز سنتے ہی مانی نے سٹیٹنز وہیں ڈریسنگ پر رکھا اور فون اٹھا کر پلٹی۔

میں تمہارے ساتھ ہی ہوں، بے فکر رہو ابھی پہنچتی ہوں۔ میرے"
صرف دلاسے نہیں ساری دعائیں بھی تمہارے لیے ہیں۔ اتنی خوشیاں
ملیں تمہیں کہ روح پر لگے ہر زخم کو بھول جاو۔ بالکل پریشان نہیں ہونا،
علی بھائی تمہیں اپنی پری کہتے ہی نہیں سمجھتے بھی ہیں اور دیکھنا تمہیں اپنی
فیری ہی بنا کر رکھیں گے۔۔۔۔اب نو سینٹی موڈ۔۔ جلدی سے مجھے اپنی
سلیفی بنا کر بھیجو شاباش۔۔۔۔۔۔میں بس تھوڑی دیر تک نکلنے لگی ہوں
"جلد تمہارے پاس ہوں گی

نمرہ کی دی تسلی دل سہلاتی تھی تو مانی کا حوصلہ بڑھاتی تھی، فیروزہ کے
چہرے پر گویا چمک اتری تبھی تو مسکرا کر رابطہ بھی توڑا اور نمرہ اور فیروزہ
نے منہ کے پوز بنا بنا کر کافی ساری سلیفیاں مانی کو ارسال کیں جسے دیکھ کر
وہ اکیلی ہی ہنستی رہی۔

جندل محل میں سب حسنائیں اور افراد خانہ لشکاتے چمکتے ملبوسات اور چہروں کی تروتازگی کے سنگ تیار ہو چکے تھے، بس آہستہ آہستہ سب ہالز کی طرف ہی نکل رہے تھے، عدن، حُنین، لئیق اور لعلین ایک گاڑی میں نکلے جبکہ مریم بی، دستگیر اور انکے دونوں بے بیز ایک میں ہالز کی سمت روانہ ہو گئے۔

شہریار نے بچوں کی رات لعلین کی بھیجی تصاویر دیکھیں تو اسے سبکو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی، سب بہت پیارے تھے۔

فل بلیک میں وہ بھی کافی جاذب لگ رہا تھا، لمبی بیرڈ کی تھوڑی جسامت کم کر دی مگر بال اسکے ویسے ہی پونی میں مقید تھے، مانی بھی تیار ہو چکی تھی، سکائے بلو اینڈ کہیں کہیں وائٹ ٹچ دیتا ایمبرائڈری لہنگا جس میں سلور کٹ داری موتیوں کا گھچھادار کام بہت نفاست سے ہوا تھا، اور پھر ہیلز اس

نے وائیٹ پہنی جو اسکے گلابی پیروں پر اور سجیں، میک اور پارٹی رکھا اور بال سٹریٹ، ڈائمنڈ کی جیولری جو بہت لائیٹ تھی، وہ اپنی فائنل لک آئینے میں دیکھتی پلٹی تو شہریار جدون کو آتا دیکھ کر اک لمحہ تو دونوں ایک دوسرے سے نظریں ہٹانا بھول گئے۔

اس وقت وہ دونوں غضبناک حد تک پیارے، تر و تازہ اور پر کشش لگ رہے تھے۔

آج تو تم میرا آسمان بنی ہو جس میں پرواز بھرنے سے زیادہ پر لطف کچھ "

"نہیں، اتنی پیاری پہلے تو نہیں تھی۔ یہ بھی شہریار جدون کا کمال ہے خوشبوؤں میں بسا، آنکھوں میں محبت کا چھلکتا طوفان لیے وہ اسکے قریب چلا آیا، اسکے گلابی ہونٹوں پر جھکا اور بنا وارن کیے اسکی مہکتی صبح کے پر نور جھونکے سی سانس چوم لی جس سے اس لڑکی کے گلال سے بھرے چہرے پر قوسین اتری۔

سب آپکا ہی تو اثر ہے، میرا کھلنا اور مرجھانا جو آپ سے مشروط ہے۔ بہت"
پیارے لگ رہے ہیں، دل نہیں چاہ رہا آپکو دنیا کے روبرو ہونے دوں۔ نظر
"..نہ لگادے کوئی میری اس دنیا کو

مانی کی آواز محبت کے غلبے نے بوجھل کی تبھی تو شہریار جدون نے اسکو اپنے حصار میں لیا، اسکی جبین پر جھک کر محبت کا لمس بخشا۔

جب تک تمہاری نظر میں ہوں آمنہ شہریار، کسی بد نظر کی کیا مجال جو مجھے"
چھو سکے۔ تمہیں شاید علم نہ ہو لیکن ہمارے بیچ جڑتے اس تعلق نے تھوڑا
مزید جاذب مجھے بھی کیا ہے سو یہ تمہارا کمال ہے کہ تم میرے دل اور جسم
"..کی بہار کیسے قائم رکھتی ہو

وہ یہ سب جانے کس رو میں تھا کہ کہہ گیا اور مانی شریر و متبسم کے علاوہ بوکھلائے تاثرات سے اسے تکتی سیدھا سیدھا دل پر وار کر رہی تھی۔

یعنی آپکے لیے میں اتنی فائدہ مند ہوں، اومائی گاڑ میرے قریب رہ کر"

"..شہریار جدون یونہی ہاٹ اینڈ ہنڈسم رہیں گے

مانی کی شوخ ہنسی کے ساتھ اسکے رخسار بھی بلش کیے اور آج تو ویسے بھی وہ زراسا مسکراتی بھی تو سرخ ہو جاتی، چہرے سے جسم کا ہر انگ محبت سے چھوئے جانے کے بعد نازک ہو چکا تھا، تبسم کا گہرا اثر اب شدید ہوئے جا رہا تھا۔

"یس، اور اب میں یونہی خوش رہنا چاہتا ہوں تمہارے ساتھ"

شہریار کی اس درجہ سادہ سی خواہش پر وہ اسکی گال سے ہونٹوں کو جوڑے گلے لگ گئی اور شہریار نے بازو گرد حصار کر اسے خود میں محصور کر لیا۔

میں بھی، مجھے آپ سے بہت سی باتیں کرنی ہیں شیری۔ بہت کچھ بتانا ہے"

مانی کی بے قراری پر وہ اسے خود سے جدا کر تا روبرو لایا اور چہرہ پر کشش ہاتھوں میں بھرا۔

ہاں تو پہلے سب سے مل آتے ہیں، تمہاری فرینڈ کی شادی بھی نمٹالیں پھر "
فرصت سے باتیں کریں گے۔ کیونکہ آج مجھے بھی تم سے بہت سی باتیں
"کرنی ہیں۔ ریڈی ہو تو چلیں؟

شہریار نے کہا ہی اتنے پیار سے تھا کہ وہ ابھی سے پھر شہریار کے ساتھ
گزارے سپیشل وقت کی منتظر ہو گئی۔

چونکہ وہ تیار تھی سو اسکے کچھ بعد وہ دونوں بھی نکل گئے، اور پہلے انکی منزل
آفریدی حویلی تھی۔

مدیحہ صاحبہ، بھجت، سیلی اور جاسو جیسے آفت کے گولے سے مل کر وہ اتنا
خوش تھا کہ اسکی خوشی اس سے بیاں کرنا مشکل تھا۔

وہ سب بھی ریڈی ہی تھے، آج سیلی بھی جا رہی تھی مگر بھجت نے اسے
خاص تاکید کی تھی کہ وہ بس وہاں جا کر بیٹھ جائے گی کیونکہ سیلی کا دل
فیروزہ کی شادی کو مس کرنے پر ہرگز آمادہ نہ ہوا۔

وہیں نمرہ نے دلہن کو لعلین اور لئیق کے سپرد کیا اور خود بھی ساحل کے ساتھ پہلے گھر گئی پھر وہ لوگ بھی ریڈی ہو کر ہال روانہ ہوئے۔

.._____..

اور پھر جس لمحے کا انتظار تھا وہ آ پہنچا، علی اور فیروزہ دو مشکل روحیں، کٹھن راستوں کے راہی آفیشلی ایک دوسرے کو سونپے جا رہے تھے، سب کے چہروں پر اس پیاری تقریب کی جو خوشی تھی وہ شہریار جدون کی شرکت سے کئی گنا بڑھی، وہ سب سے بہت محبت سے ملا، اپنے آسمان کے ہمراہ، ہر کسی پر آج مانی اور شہریار حاوی تھے، علی اور فیروزہ تو ساتھ تھے ہی سب کی نظروں کا مستقل محور مگر مانی اور شہریار کو ساتھ دیکھتی ہر آنکھ میں رشک، محبت اور عقیدت نمودار تھی۔

وہ لئیق اور لعلین کی دنیا سے ملا جو حُنین اور عدن کے گرد گھومتی ہے تو اسے لگا لئیق ایزد علوی کے پاس دنیا میں جنت ہے، اپنی سب سے پیاری دوست لال کی زندگی کی ساری محرومیاں کو کبھی یوں ختم ہوتی دیکھے گا، یہ خوبصورت یقین اسکے لیے بہترین جذبہ تھا۔

دستگیر عالم سے اسکی عقیدت آج بھی ویسی تھی پھر اسکی صبور اور دونوں بچوں سے مل کر تو طبعیت اور اچھی ہوئی، نیہا اور ہمایوں کو بھی اپنے تنیز کے ساتھ مسرور دیکھنا دل کو فرحت دے گیا، اور جاسو صاحب سے تو وہ مل چکا تھا مگر سیلی اور بھجت کی زندگی میں آنے والے نئے مہمان کے لیے اسکے پاس ڈھیروں دعائیں تھیں۔

شہریار کو مانی کے ساتھ دیکھ کر ہر آنکھ میں محبت تھی، مدیحہ صاحبہ کو قرار ملا تو لال نور کو اپنی مانی کی ادھوری زندگی کے دکھ بھول گئے۔

لعلین اور لئیق کے لیے ان دو کو ساتھ دیکھنا ایک جیسا حسین تھا اور سب سے زیادہ خوشی شہریار کو اپنے شاگرد سے مل کر ہوئی، گلے لگا کر ملا وہ ساحل خان کو۔

اسکے تیمور کو اٹھایا بھی اور ساحل خان کی نظروں میں آج بھی اپنے استاد کے لیے وہی عزت تھی جو آج سے تین سال پہلے تھی، اور شہریار کو اس پر اب دگنا فخر تھا، ساحل خان کی قابلیت پر اسے جو بھروسہ تھا اس شیر جوان نے بھی ٹوٹنے نہ دیا۔

زندگی کے مشکل ترین سال کاٹنے کے بعد اتنی خوشیاں ملیں کہ اس ہجر کے الم و کرب لمحے میں بھولے۔

اور پھر سبکی نظروں کا محور وہ دو بنے، علی نے تو اسے نہ دیکھنے کی قسم کھائی تھی مگر باخدا آج فیروزہ علی ایسی لگ رہی تھی کہ سرسری اٹھائی اور بھٹکی نگاہ بھی جکڑی گئی۔

وہ جو اسے نہ دیکھنے کے پختہ ارادے کیے ہوئے تھا، وہ فیروزہ کو دیکھ کر دم توڑ گئے۔

ہاتھ بڑھا کر اس نے فیروزہ کا مرمرین ہاتھ تھام کر سٹیج پر چڑھایا اور پھر جب وہ اسکے پہلو نشین ہوئی تو علی سے اس پر سے نظر ہٹا کر سامنے رکھنا محال ہوا۔

سب کپلز کی نگاہیں ان دو پر مرکوز تھیں، لارا کوہر ہر مومنٹ کی پکچر لعلین نے سینڈ کرنی تھی سو کسوی اور حُنین کے ساتھ ہی آگے پیچھے گھومتی عدن کے ہاتھ میں ہی ممی کا فون تھا اور وہی کپلز کی پکچر لیتی لارا آنی کو بھیج رہی تھی۔

سیلی تو مدیحہ صاحبہ، مریم بی اور لال نور کے پاس ہی آ کر بڈھی روح بنی بیٹھ گئی کیونکہ اسکی یہ سینیر لیڈیز ہی دوستیں تھیں۔

جبکہ باقی سب کپلز ایک ساتھ ہی نظر آ رہے تھے، ایک دوسرے پر اپنا اپنا سحر بکھیرتے ہوئے۔

"کتنی پیاری لگ رہی ہے فیروزہ، ایسا لگ ہے پریستان کی پری ہے"
لال نور کی تو نظریں بھی دعا بن کر دونوں بچوں پر سایہ فگن تھیں۔
بالکل ٹھیک کہا، سہاگن بننے کا اپنا ہی رنگ چڑھتا ہے۔ حسن دہک اٹھتا"
ہے۔ ویسے بھی اتنی پیاری بچی ہے، کبھی سجی سنوری نہیں تھی تو آج تو دنیا
"..جہاں کی خوبصورتی کا مسکن بنی ہوئی ہے
مدیحہ صاحبہ کی بھی نظروں میں نثار ہونے جیسا تاثر تھا اور سیلی اور مریم بی
نے بھی مسکرا کر تائید کی۔
اللہ ان دو کو ایک دوسرے کو ایک دوسرے کا سکون بنائیں بس، بی کی ان"
"..دونوں جانوں کی کوشش رنگ لے آئے
مریم بی نے بھی لعلین اور لئیق کو تکتے محبت سے کہا جس پر وہ سب آمین
کہتے مسکائیں۔

آمین آمین۔ ثم آمین۔۔۔۔۔ان شاءاللہ ہم ان دو کو خوش و خرم دیکھیں"
گے۔ کتنا اچھا لگ رہا ہے، سب مکمل ہیں۔ مانی کو تو دیکھیں زرا لیڈیز، کیسے
" تتلی بنی ہوئی ہے

اس بار سیلی نے مسکرا کر تینوں محترم لیڈیز کی توجہ کھینچی تو سب قربان فدا
اور واری ہی چلی گئیں۔

نظر نہ لگے میری مانی کو، اللہ اسکو بھی رنگ لگائے۔ بہت لمبی جدائی کاٹی"
اس نے شہریار کی۔ اب تو میری بس ایک ہی خواہش ہے کہ میں مانی اور
".. شہریار کی بھی اولاد دیکھوں۔ بس پھر اور کوئی حسرت باقی نہ رہے گی

دادو کی آنکھوں، لفظوں اور لہجے کی شدت تک مانی کی فکر اور محبت سرائیت
کی ہوئی تھی۔

ان شاءاللہ آپ نے ابھی اپنے جاسو کے بچے بھی دیکھنے ہیں آپا جان، اللہ"
خیر کریں گے۔ ہم بھی مستقیم کی اولاد دیکھنے سے پہلے کہیں ٹکٹ نہیں
".. کٹا وائیں گے بتا رہے ہیں

مریم بی کی باتیں وقتی بن جاتے اداس ماحول کو کھلھلاہٹ بخش گئیں تو سب حسینائیں چہک اٹھیں۔

پھر سب کپلز بھی تو جلوے بکھیر رہے تھے، صبور نے مستقیم کو اٹھا رکھا تھا اور اپنے ہنڈسم کے ساتھ براون بلیک کے کمبو میں دلربا لگ رہی تھی، مستقیم کی پیدائش کے بعد وہ تھوڑی چبی سی لگتی تھی بھری بھری، پھر نیہا اور ہمایوں بیٹھے تھے اور تنیز صاحب کی شرارتیں جاری تھیں، ساحل اور نمرہ بھی سٹیج پر ہی تھے اور تیمور خان کو اسکی پیاری نانی جان نے سنبھالا تھا۔ شیری مانی بھی سٹیج پر ہی تھے کیونکہ یہ تین کپل اپنا اکھٹا فوٹو شوٹ کروا رہے تھے۔

جبکہ حُنین صاحب اور کسوی صاحبہ عدن کے ساتھ پورے ہال کے چکر کاٹ رہے تھے۔

لعلین اور لئیق بھی بلیک اینڈ گولڈ کے کمبو میں محفل پر چھایا ہوا کپل تھے۔

"اب آپ خوش ہیں روح رواں؟"

لئیق کی دلرباونرماہٹ سے لبریز سرگوشی پر لعلین نے مسکرا کر اپنے وجاہت کے شہکار مسٹر ہنڈسم کو نظر بھر کر دیکھا، وہ دو بھی سٹیج کے پاس ہی کھڑے ان تینوں کپلز کی مستیاں ہی دیکھ رہے تھے۔

"خوشی تو بہت چھوٹا لفظ ہے، ان دو کو ایک ساتھ دیکھ کر میں مسرور ہوں۔ تم دیکھو وہ ایک دوسرے کے ساتھ کتنے سج رہے، فیروزہ کی آنکھوں میں علی کی محبت اور عادت صاف دیکھائی دے رہی ہے اور میرا یہ بیبا بچہ علی بڑی مشکل سے خود پر جبر کیے بیٹھا ہے۔ مجھے پتا کیا لگتا ہے یہ جتنے دور دور رہے انکا عشق اتنا دھواں دار ہونے والا ہے۔ لیکن تھوڑی خوفزدہ بھی

"ہوں، تم جانتے ہو کیوں

لعلین کی اس درجہ گہری تحقیق نے لئیق کو بھی ہنسا دیا۔

یہ لڑکی بیٹھے بیٹھے کچھ بھی امیجن کر سکتی تھی۔

بالکل ہونا بھی چاہیے، ایک طرف کمی ہو تو کم از کم دوسری طرف کچھ "
زیادہ دینا پڑتا تاکہ توازن برقرار رکھا جا سکے۔ میری فیروزہ کی ڈاکٹر سے بات
ہوئی ہے، اس نے کہا ہے فیروزہ اب فزیکل ریلیشنز کی طرف آہستہ آہستہ
بڑھ سکتی ہے، علی کو سمجھا دیا تھا میں نے کہ اسکی کنڈیشن کے لحاظ سے اسکے
ساتھ اپنا رشتہ آگے بڑھائے۔ آپکو فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے
"علی بہت سمجھدار ہے

یہ سب سن کر لعلین کے دل کو صحیح معنوں میں قرار ملا کیونکہ وہ اس
معاملے کو لے کر تھوڑی فکر مند تھی۔

"اللہ کا شکر ہے فیروزہ کی زندگی مکمل ویران نہیں ہوئی، اولاد رشتے کو
مضبوط کرتی ہے لیکن مجھے لگتا ہے اللہ نے انکے رشتے کو ویسے ہی انتہائی
طاقتور کر دینا ہے۔ میں بہت ایکسائٹڈ ہوں لئیق، اتنی ایکسائٹمنٹ مجھے ہم دو
"..کے لیے بھی نہ تھی جتنی علی فیری کے لیے ہے

لعلین کی خوشی اسکے چہرے اور خوشی کے والہانہ اظہار سے بنا اسکے بتائے بھی چھلک رہی تھی۔

"سچ پوچھیں تو ان دو کے لیے میں بھی بہت خوش ہوں، جب فیروزہ کے ساتھ یہ حادثہ ہوا تھا تو اسکے ساتھ ساتھ میں بھی اسکے لیے بہت پریشان ہوا تھا۔ اسکے ان زخموں کا مداوا کوئی کرے یہی خواہش تھی مگر تب اسکی کنڈیشن آج سے بہت بدتر تھی۔ وہ شادی کے نام سے بھی خوف کھاتی تھی، جیسے یہ سب بھی اسے ہرٹ کرتا ہو۔ آپ نے ان دو کی ادھوری زندگی کو حسین کیا ہے، وسیلہ بنی ہیں۔ اور مجھے آپکی انہی نرمیوں سے عشق ہوتا جا رہا ہے" لعلین

لئیق ایزد کی محبت کا ہر لمحے اعتراف لعلین کے رنگ ماند ہونے نہ دیتا تھا اور وہ مزید پر بہار ہوتی جا رہی تھی۔

دونوں کی نظر بیک وقت مانی شیر یار پر گئی تو دل مسرتوں اور شادمانیوں کا مرکز بنا، جس طرح مانی، لئیق ایزد کے لیے پیاری تھی ویسے لعلین کے لیے شہریار جدون کی سچی خوشی دیکھنا بھی کسی بہت بڑے خزانے سے کم نہ تھا۔ اور پھر سب کی محبتوں اور دعاوں کے سنگ علی اور فیروزہ ہال سے ہوٹل تک رخصت ہوئے جبکہ باقی سب بھی اس حسین دن کو گزار کر اپنے اپنے ٹھکاوں کی سمت چل پڑے۔

.._____..

تقریب چھ تک ختم ہوئی اور سات کے قریب لئیق اور لعلین نے بھی عدن اور حُنین کے ساتھ اپنا سفر جاری کیا کیونکہ جندل محل سے بھی کسی کی قرآن خوانی میں شرکت اہم تھی سو اسی فیملی نے جانے کا فیصلہ کیا اور دو دن

کے سٹے کے بعد سب نے واپس آنا تھا اور صارم نے بھی علی اور فیروزہ کے ولیمے کے لیے واپسی پر ان سب کے ساتھ آنے کا پلین ترتیب دیا۔

باقی سب بھی چونکہ دن بھر کی تقریب سے کافی تھک گئے سو اپنے اپنے گھر ہی لوٹے۔

علی اور فیروزہ کو ہوٹل تک شیری اور مانی نے ہی گاڑی کے ساتھ کمپنی دیتے ڈراپ کیا پھر وہ لوگ انکو کمفرٹیبل فیل کروانے کے بعد اپنے سپیشل ڈنر پر چلے گئے، بہت بڑے اور مہنگے ریزاٹ کا لگژری روم اس کپل کے لیے ریزرو تھا اور روم بذات خود ایک گھر جیسا تھا، ولیمے والی دوپہر تک یہاں ان دو کی ریزرویشن تھی اور ولیمہ بھی پرسوں تھا اور ہال میں جسکے بعد وہ پیارا کپل جندل محل کا ہی مکین بننے والا تھا۔

فیروزہ تو اتنے ہیوی جوڑے اور پھر یہاں آنے کی وجہ سے بہت خوفزدہ تھی مگر علی سنجیدہ اور پر اعتماد ہی دیکھائی دے رہا تھا۔

انکا روم بہت ہی خوبصورتی سے ڈیکوریٹ تھا جسے دیکھ کر ہی فیروزہ کے رونگٹے کھڑے ہوئے، جبکہ علی خود بھی اتنا سب امیدنہ کر رہا تھا جتنی لعلین اور لئیق نے انکی نائیٹ سپیشل کر دی تھی، گلاب اور موتیے سے آراستہ کمرے کا فسوں ان دو کو اندر آتے ہی اپنے مسحور کن حصار میں مبتلا کرنے کا سبب بنا، سفید اور سلور غبارے بھی ایک طرف ترتیب سے رکھے تھے اور ایک بہت چھوٹی گلاس میز پر ویڈ نگ کیک اپنی آب وتاب سے دلکشی دیکھا رہا تھا، وہیں ساتھ بہت سے چھوٹے چھوٹے کپ کیکس، ٹافیز اور ٹریٹس بکھری تھیں جو ایک طرح دیکھنے والے کو کیوٹ لک دے رہی تھیں، کمرے کے پردوں سے لے کر بستر اور بستر سے لے کر دمکتا ماڈرن کاوچ سیٹ تک سلور اور وائیٹ کی شائنی تھیم میں تھا جبکہ کہیں کہیں ریڈ ربن سے کی ڈیسنٹ سی سجاوٹ اسے ایک کپل روم کی لک دے رہا تھی، فیروزہ کے ہاتھ پیر ابھی سے کانپ رہے تھے، خوشبوؤں کی بہتات اور پھیلے ائیر فریشنر کی تیز خوشبو سے بھی اسکا دم گھٹ رہا تھا۔

یااللہ ! اتناخوفناک کیوں لگ رہاہے سب۔۔۔۔اتنی سجاوٹ۔۔۔۔میرا"
"..دل رک جائے گا

کمرے کے تاحد نگاہ پھیلے دمکتے فرنچر، بیڈ، اٹیچ سٹنگ ایریااور یہاں تک کمرے جتنے واش روم اس کے ساتھ ملحقہ چینجنگ روم سبکو حراساں نظروں سے فیروزہ نے دیکھاتو سوکھتا حلق بمشکل تھوک نگل کر تر کیا، اور علی اچھے سے بھانپ رہاتھاکہ اگراس لڑکی کواب بھی بیٹھنے کی جگہ نہ ملی تو کھڑے کھڑے زمین بوس ہو جائے گی، خود تو وہ اس ماحول کے سحر سے نکل آیاپر رخ موڑ کر کھڑی فیروزہ تواسکے بقول پتھر کا مجسمہ بن چکی تھی۔

فیروزہ ! کیا سٹیچو بن گئی ہو۔۔۔۔میں نے بھی یہ سب امید نہیں کیا تھا مگر"
"..ریلکس ہو جاو گھبرانے کی ضرورت

علی نے سادہ سے پر خلوص اور نرم انداز میں بات کرتے اسکو شانوں سے تھاماہی تھاکہ وہ اسکی بات سنتے لرزاٹھتے جھٹکے سے اس سے دور ہوئی، اور علی سے اسکے یوں ڈر جانے پر وہ سمجھ نہ پایااس لڑکی کو ہوا کیا ہے، نہ صرف

وہ کانپ رہی تھی بلکہ اسکی آنکھوں سے اگلے دو سیکنڈ کے اندر اندر بے اختیار آنسو بہہ نکلے، جانتا تھا اس لڑکی کی تکلیف اور اذیت مگر وہ اس سے دور ہوئی جب یہ علی کو دکھ دے گیا۔

"..فیروزہ؟ تم رو کیوں رہی ہو۔ پلیز ایسا مت کرو"

علی کے اپنے ہاتھ پیر اسکی اس حالت کو دیکھتے پھولے سمجھ نہ آیا وہ فیری کا یہ دردناک رونا اور ہچکیاں کیسے روکے۔

"ن۔ نہیں۔۔۔۔ یہ سب نہیں ہونا چاہیے تھا، یہ سب نہیں۔۔۔۔۔ میں اپنا ماض۔۔ ضی کبھی نہیں بھول سکوں گی۔۔۔ پلیز مجھے مت چھوئیں۔۔۔ "م۔۔ میں آپکے ساتھ یہ ظ۔۔ ظلم نہیں کر سکتی۔۔۔۔

فیروزہ کے پاگل پن اور سسکنے پر اسکے یہ الفاظ علی کا دماغ گما گئے، جس چہرے پر نرم اور پریشان تاثر تھا وہاں غصہ اترا تو لمحہ لگائے علی نے اسکی کلائی پکڑ کر اپنی طرف کھینچتے اپنی سرد غیض سے لبریز آنکھیں فیروزہ کی سرخ ہو جاتی آنکھوں میں گاڑیں، رونا تو دور وہ سانس لینا بھی بھول گئی۔

تمہیں پتا بھی ہے کہ تم کیا بولے جا رہی ہو؟ بیوی ہو میری سنا تم نے۔"

"..دوبارہ اگر تم نے یہ سب کہا تو میرا بھیانک روپ دیکھو گی فیروزہ

غصے کے باوجود علی کی آواز کی شکستگی نے فیروزہ کا دل گھوٹ کر رکھ دیا تبھی تو اسکی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی پھوٹ پڑی، یاس و بربریت کی حد پار کرتی وہ اس کو جن نگاہوں سے دیکھ رہی تھی وہ علی کو جسم و جان میں کانٹوں سے چبھن دیتی محسوس ہوئیں۔

س۔۔سب نے بہت کوشش کی م۔۔جھے ٹھیک کرنے کی لیکن"

ن۔۔۔نہیں ہوا کچھ اثر، م۔۔میں وہ سب جیتے جی نہیں بھول سکتی۔۔۔

میں خود کو آپکے لائق ن۔۔نہیں سمجھتی۔۔۔۔م۔۔مجھے مت چھوئیں

"..پلیز

وہ مسلسل اذیت کی انتہاؤں کو چھوئے روئے جا رہی تھی اور علی کو اسکی یہ آہ وزاری درد کی گہرائیوں میں اتار رہی تھی، خاص کر فیروزہ کا اس سے گریز برت کر اپنے آپ کو اسکے ہاتھوں سے تڑپ تڑپ کر روتے چھڑوانا۔

تمہیں چھو کر سکون ملتا ہے مجھے فیری باخدا سچ کہہ رہا ہوں، مت کرو ایسا۔"
تم مجھے تکلیف دے رہی ہو۔ مجھے موقع تو دو اپنی تکلیف دور کرنے کا۔ میں
تمہاری آنکھوں سے دوبارہ کبھی آنسو بہنے نہیں دوں گا، مجھے خود پر تھوڑا سا
"..حق دو

اسے لگا جیسے وہ اسکے کمزور پڑنے پر سنبھل جائے گی، اسکی بات سن کر یقین
کرے گی پر فیروزہ کی روح پر لگے وہ بد نما داغ اسے سانس لینے نہ دے
رہے تھے، وہ اس لمحہ خود کو بے کار میں ناپاک محسوس کر رہی تھی اور علی کا
رتبہ اسکے آگے مقدس اور متبرک تھا اور یہ پاگل پن اسی موازنے کے
سبب تھا۔

"م۔ میرا یہاں دم گھٹ رہا ہے، م۔۔ مجھ سے سانس نہیں لی جا رہی۔۔۔۔
"..یہ س۔۔ سب۔۔۔ اسکی میں مستحق نہیں، م۔۔ مجھے اپنا آپ بہت گندا
آنسوؤں سے رندی آواز میں وہ تڑپ کر اپنی گردن میں سجے زیورات کھینچ
کھینچ کر اتارتے چیخی مگر علی نے اسکے ہونٹوں پر ہتھیلی جماتے اس طرح

کے قہر ڈھانے سے روکا،اس ظالم لڑکی نے کندن ہار کی نوک سے اپنی پوری گردن لہولہان کرلی تھی۔

خبردار جو تم نے ایسی کوئی بکواس کی فیروزہ، جان لے لوں گا تمہاری۔"

"..خاموش بالکل خاموش

اسکی بازو سے پکڑتا وہ اسے اپنے ساتھ ڈریسنگ روم کی طرف لے کر بڑھا، جو پھوٹ پھوٹ کر روتی گردن پر ہوتی تکلیف سے بلبلانے اور کراہنے لگی، اپنی سسکیاں گھوٹنے کے سبب اسکا پورا جسم کانپ رہا تھا۔

ڈریسنگ روم میں انٹر ہوئے اسے آئینے کے سامنے کھڑا کرتے علی نے بہت احتیاط کے سنگ اسکی گردن میں پہنائے گئے دونوں ہار مالا اتارے جو خون سے بھرے تھے اور فیروزہ کی بیوٹی بون کے قریب ہی بہت لمبا سا کٹ لگا تھا،اس درجہ خود اذیتی پر اسے فیروزہ کو جنجھوڑنے کا دل چاہا۔

وہ مسلسل رو رہی تھی، علی کے اسکی زخمی گردن پر ہاتھ لگانے پر اسکے آنسوؤں کی شدت بڑھ رہی تھی۔

"..م۔۔میری باتیں بکواس ل۔۔لگ رہی ہیں۔۔۔۔ابھی سے"

روتے روتے ناراضی سے اس نے آئینے میں برہم دیکھائی دیتے علی کو دیکھا تو شکوہ اسکے ہونٹوں پر تڑپ گیا۔

تم مجھے منانے کے بجائے الٹا اور ناراض کر کے کتنی آسانی سے شکوہ کر"

رہی ہو، بے رحم اپنے آپ کو اتنی تکلیف کون دیتا ہے۔۔۔۔۔لہولہان کر دی ہے گردن۔ کیا میں تمہیں سانس بند کرنے اور دم گھوٹ دینے والا لگتا

" ہوں؟ آدم زاد ہوں کیا؟ پتھر ہوں کیا؟

وہیں سنک کے پاس پڑے ٹشو باکس سے تین چار ٹشو نکال کر علی نے اسکی گردن پر رکھتے سرد مہری سے استفسار کیے جو آگے سے بس ڈبڈبائی آنکھوں سے اسے دیکھ ہی پائی۔

آپ م۔۔ مجھ سے ناراض کیوں ہوئے بتائیں۔۔۔۔کون ہوتا ہے اپنی"

"..محبت میں ڈوبی ہوئی لڑکی سے اس قدر بے رحمی سے خفا

فوری پلٹ کر وہ علی کے نہ صرف روبرو ہوئی بلکہ دونوں ہتھیلیاں اسکے سینے پر رکھے بیچ کا فاصلہ استوار کرنے کو مچلی لیکن علی کا دماغ اس بار گھومنے کے بجائے فیروزہ کی بات کی گہرائی میں الجھا، جس نے اس بار ٹشو کو زرا گیلا کر کے اسکی گردن پر بنے زخم پر لگایا تو درد گھوٹنے ساتاثر فیری کی آنکھوں میں چھلک آیا۔

"اوہ تو یہ ری ایکشن میری ناراضگی کا تھا، باخدا اگر تم ہرٹ ہوتی ہوئی اتنی بری ہو تو میں کبھی تم سے ناراض نہیں ہوں گا.."

علی کی آواز آخر تک اس قدر بھاری ہوئی کہ فیروزہ نے پشیمانی اور تکلیف کے سبب نظر نہ صرف جھکائی بلکہ واپس رخ موڑ گئی۔

"ہو جائیں، مجھ سے راضی رہ کر آپکو کیا ملے گا.."

پھر سے اس لڑکی کی تکلیف لہجے میں بے بسی بنے گھلی، جبکہ علی نے اسکے کانوں میں لٹکتے بھاری ائیر رنگز اتارتے ہی جھٹکے سے اسکے کرل ہو کر سمیٹے بالوں کے چھوٹے سے بن پر اٹکے کامداری آنچل کو کھینچ کر نکالتے اسکے بال

بھی کھول دیے جس پر فیروزہ پھر سے پلٹی اور ڈریسنگ ٹیبل کے ساتھ جا لگی، وہ قریب آیا تو فیروزہ کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑا، عین اسکے ہونٹوں کے قریب چہرہ روکتے اس نے فیروزہ کو دلخراش نگاہوں میں سمویا۔

تم سے راضی رہ کر مجھے سکون ملے گا، تم سیدھا سیدھا کہہ دیتی کہ میری" ناراضگی تم پر اتنی قہرناک ہے باخدا کل ہی تمہیں لے کر کہیں فرار ہو جاتا.."

علی کے لہجے میں ٹپکتی شدت پر فیروزہ کی سانسیں اتھل پتھل ہوئیں، جسم کا رواں رواں لرزا۔

"..مزاق مت ب۔۔بنائیں پلیز"

وہ اسکو خود سے پرے دھکیل کر سسکی، درد بھری لہر پورے وجود میں پھیلی تھی۔

اول تو میں نے کسی لڑکی کو اپنی زندگی میں آنے ہی اجازت نہیں دینی"
تھی، اگر دی ہے تو تمہیں، اسکا مطلب یہ نہیں کہ تم یہ سب کر کے
میرے ایموشنز کو ہرٹ کرو۔۔۔ کیا محبت صرف تمہیں ہوئی ہے؟ مجھے
"نہیں ہو سکتی کیا؟
علی کا دل چاہا اسے جھنجوڑ ڈالے جو رو کر خود کو برا کہہ کر اسے تکلیف کی بھٹی
سے گزار چکی تھی۔
جبکہ فیروزہ کی حالت یہ تھی کہ سانس رک رہا تھا اور جسم پر کپکپی تھی،
آنکھوں کی پتلیوں کی حرکت تھمی ہوئی تھیں، ان میں حیرت کا جہاں
رقص کناں تھا۔
م۔۔ مجھ سے ک۔۔ کیسے محبت ہو سکتی ہے آپکو۔۔۔ ایک یوزڈ گرل"
سے؟ کیسے آپ ایک ایسی لڑکی سے محبت کر پائیں گے جسکا سب بے دردی
"..سے لوٹ لیا گیا تھا۔۔۔۔ب۔۔ بولیں علی
وہ اس وقت اپنے ہوش و حواس میں ہر گز نہ تھی۔

"کیوں کر رہی ہو یہ سب ؟"

نہایت بے بس بن کر التجاء کی گئی کیونکہ وہ فیروزہ سے بحث نہیں کرنا چاہتا تھا، اسکی تھکی ہوئی گزارش پر اسکی سانسوں کی لطیف حدت میں فیروزہ نے آہ کی مانند سانس بھری۔

"..کیونکہ م۔۔مجھے بہت تکلیف ہو رہی ہے"

اس لڑکی نے تڑپ اٹھتے اپنا درد عیاں کیا، علی کی اپنی آنکھوں کے کنارے سرخی اتر آئی۔

"کیسے ختم ہو گئی یہ تکلیف ؟"

یہ فیصلہ بھی علی نے اس پر چھوڑا۔

"..آ۔۔آپ ک۔کے گ۔۔۔گلے لگ کر"

اس قدر اس لڑکی کے واویلے کا سبب صرف اک گلے لگنا ہو گا یہ سن کر علی کا سچ میں چیخنے کا دل کیا اور اس لڑکی کا سر توڑنے کا، بچارگی بھری نگاہوں

سے وہ اس ہلکان ہوتی خزن کی جیتی جاگتی شکل کو گھورا کہ فیروزہ کی جان سی ہوا ہوئی۔

وہ تو میں تمہیں ویسے بھی لگا لیتا فیری، کیا میری جان نکالنا ضروری تھی؟"

"

آہستگی سے اپنے بازو فیروزہ کے اطراف لے کر جاتا اسے گلے لگاتے ہی پوری شدت سے اس لڑکی کے نازک وجود کو اس قدر بھینچ بیٹھا کہ فیروزہ کراہ اٹھی۔

آئی ا۔۔ایم سوری، لیکن میں ترس گئی تھی آپکے ایک بار گلے لگانے کے" لیے۔ان تین سالوں میں تین ہزار بار تو میں نے آپ کو یہ کہنے کی کوشش کی ہو گی کہ میرا ہاتھ تھامنے والے کنجوس کبھی مجھے گلے بھی لگا لیں پر ناکام رہی.."

اس لڑکی کی یہ سب معصوم سی باتیں سنتا وہ روبرو آیا اور ویسی ہی تکلیف کے سنگ فیروزہ کی سوجھ چکی آنکھیں دیکھتا ہاتھ بڑھا کر اسکے چہرے کو چھوا

اور بے داغ رخسار کی ملائمت محسوس کی تو سرور سا جسم میں سرائیت کر گیا۔

"..تم ایک نمبر کی پاگل ہو فیروزہ"

وہ خود ہلکان ہو کر رہ گیا، اس لڑکی نے ذہن و دل مفلوج کر دیے تھے۔

"کاش میرے اس دل اور جسم کو رفو سے پہلے آپ کو سونپ دیا جاتا علی، میں سچ میں آپکے لائق نہیں لیکن یہ بھی سچ ہ۔۔ہے میں آپکے بغیر اب زندہ نہیں رہ سکتی، تب تک سانسیں گھسیٹ رہی تھی جب زندگی میں کوئی سکھ نہ تھا، لیکن جب سے آپ میری زندگی میں آ۔۔آئے میں نے اس سانسوں کو جیا، آپ کبھی میری ذات یا میری شکل کو دیکھ کر عاجز آ گئے تو مجھے بے شک چھوڑ دیجئے گا پر اپنے نام اور دیدار سے محروم مت کیجئے گا۔۔۔۔پ۔۔پلیز.."

یہ سب اس لڑکی کی ذات کے حصے تھے، اسکی تکلیف سمیت علی نے اسے قبول کیا تھا۔

میں تمہیں چھوڑ کر کہاں جاوں گا فیری؟ میں نے ہی نہیں تم نے بھی تو"
مجھے میری کمی کے ساتھ قبول کیا۔ پھر یہ موازنے کیوں؟ چھوڑ کر وہاں جایا
جاتا ہے جہاں بہت سارے آپشن ہوں۔ لیکن ہم دو ایک دوسرے کی اونلی
ون چوائز ہیں۔۔۔۔۔اگر مجھ میں یہ کمی نہ بھی ہوتی تو میں تم سے ہی شادی
"..کرتا۔۔۔۔۔۔تم سے ہی محبت کرتا
وہ اسے ہر طرح قائل کر رہا تھا جو سنبھلنے کا نام نہ لے رہی تھی، تکلیف نے
اس لڑکی کے نازک وجود کو لرزہ بداندام کر کے رکھ دیا تھا۔
"..م۔۔میں پاگل ہو رہی ہوں شاید۔۔۔۔آئی ایم سوری علی"
اسے دکھ دینے کی نیت کہاں تھی اسکی تبھی تو علی کا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے
پشیمانی سے منمنائی۔
تمہارا پاگل پن بھی قبول ہے، لیکن یہ پاگل پن اچھا ہونا چاہیے۔تکلیف"
دینے والا نہیں۔اگر تم یہاں کمفرٹیبل نہیں ہو تو ہم واپس چلے جاتے، گھر
"؟یا جہاں تم جانا چاہو

علی کے پوچھنے پر وہ پھر سے اس کے سینے میں سمٹی۔

"..مجھے نہیں جانا کہیں"

علی اسکی آواز میں سمٹے ڈر کے سبب اسکو اپنے سینے سے جدا کرتا اسکا چہرہ دیکھنے لگا، آنکھیں گزشتہ شب کے رت جگے کی غماض تھیں تو لہجے میں آنسوؤں کی آمیزیش۔

"..ٹھیک ہے چینج کر لو اور روم میں چلو"

اسکے نازک وجود پر ہیوی میکسی کا تشدد تک علی سے برداشت نہ ہوا۔

"میں کیا پہنوں؟اور پلیز یہ سب باہر ڈیکوریشن ہٹوا دیں علی، مجھے اس سے خوف آرہا ہے.."

فیروزہ کی آواز یہ پوچھتے اور بتاتے لرزی جس پر علی نے خفیف سا مسکراتے ڈری سی فیری کو دیکھا۔

"تمہارے تین چار کیجول ڈریسز ہینگ ہیں کبرڈ میں، کوئی سا بھی پہن لو جس میں کمفرٹ محسوس ہو۔میں ڈیکوریشن ہٹواتا ہوں"

اسکی گال سہلائے علی نے کہا تو وہ خفیف سی اداسی کے سنگ سر ہلاتی مسکرائی اور علی کے باہر جاتے ہی دروازہ بند کیا۔

علی نے باہر روم میں آکر کمرے کا سرسری جائزہ لیا اور ویٹر کو کال کی تاکہ وہ یہ سب پھول وغیرہ اور غبارے یہاں سے ہٹوائے اور بفسٹ ایڈ باکس بھی لادے، ویٹر خود حیران تھا کہ یہ کیسا کپل ہے جو اتنی کلاسی ڈیکوریشن ہٹوا رہا ہے۔۔

البتہ فیروزہ اندر ڈریسنگ روم میں ڈرتے ڈرتے کبرڈ کی طرف آئی تو وہاں بے شمار ہلکے پھلکے جوڑوں کے ساتھ کافی ماڈرن قسم کی نائٹیز ہینگ تھیں جنھیں دیکھتے ہی فیروزہ کے چہرے پر خون چھلکا، فوری ایک لائیٹ پرپل سا کرتا ٹراوز نکالے اس نے کبرڈ بند کر دی۔

اور اپنی ہیوی میکسی اتارنے کی کوشش کرنے لگی مگر گردن سے کمر کے آخری حصے تک وہ زیپ سے ٹائیٹ تھی اور فیروزہ کا جب ہاتھ نہ پہنچا تو اسکا دل سوکھے پتے سا کانپا۔

"..یہ ک۔کیوں نہیں کھل رہی"

بار بار ہاتھوں کو پیچھے لے جاتے اس نے کھولنے کی کوشش کی مگر ناکامی پر جیسے آنکھوں میں آنسو اترے۔

لگ بھگ دس منٹ میں علی نے اپنے روم کی غیر ضروری سجاوٹ ہٹوائی اور ویٹر کچھ کھانے کے لیے سنیکس اور فروٹس کا پلیٹر بھی رکھ گیا اور اسکے جاتے ہی علی نے ڈور لاک کیا اور متفکر نظروں سے ڈریسنگ روم کے ابھی تک بند دروازے کو دیکھا۔

قریب آکر ہلکی سی دستک دی۔

"فیری! آر یو اوکے؟"

علی کی آواز پر فیروزہ نے تھک ہار کر میکسی کو کھولنے کی کوشش ترک کی اور پلٹ کر دروازے تک آئی اور کھولا، علی اسے اب تک ویسا ہی دیکھ کر حیران ہوا۔

کیاہوا؟تم نے چینج نہیں کیا۔ڈریس پسند نہیں آئے تو کچھ نیالادوں"

"تمہاری پسند کا؟

علی نے اسکی ڈبڈبائی آنکھوں کو دیکھتے روم میں انٹر ہوتے پوچھاتو وہ بمشکل رونارو کے پلٹی۔

"..ی۔۔یہ کھل نہیں رہی،اٹک گئی ہے"

اس لڑکی کی یہ حرکتیں علی کو پریشان کر رہی تھیں۔

حد ہوتی ہے فیروزہ،تو کہو نہ مجھے۔۔۔۔۔کیا تم مجھے اپنی اتنی سی مدد کے "

"بھی قابل نہیں سمجھتی

علی کی برہمی پر فیروزہ نے زراساچہرہ موڑاتو دونوں کی آنکھیں ملیں، جذبات کا تصادم کچھ کرواد یتااگر وہ فوری آنکھیں چرانہ لیتی۔

"..ن۔نہیں ایسی بات نہیں ہے،مجھ سے ایسے اکھڑ کر بات نہ کریں"

فیروزہ کی آواز کو آنسوؤں نے نگلاتو وہ اسکے ہلکے ہلکے کرل بالوں کو سمیٹ کر آگے کی طرف کرتااسکی میکسی کے گردن کی سمت موجود کناروں کو

پکڑے زیپ کھولنے لگا مگر جب فیروزہ کو لگا اب وہ آدھی کھل گئی ہے اور پہنچ میں آجائے گی، وہ فوری پلٹ کر علی کے روبرو ہوئی، اسکے ایک کندھے سے بھی زیپ کھلنے کے سبب شرٹ سرک گئی۔

"تم مجھے ایسی بے یقین نظروں سے کیوں دیکھ رہی ہو فیروزہ، میں تمہیں نقصان نہیں دوں گا.."

اسکو پکڑ کر اپنے نزدیک کیے کمر پر ہاتھ رکھے اسکی باقی زیپ بھی کھولی تو فیروزہ نے ڈر کر میکسی کے گلے پر اپنا ہاتھ رکھا، اسکے دونوں کندھوں سے شرٹ سرک گئی تھی تو اپنے آپ کو یوں علی کے سامنے بے آبرو سا محسوس کیے اسکی آنکھوں میں تکلیف سی اتر آئی۔

"آپ میری زندگی میں ان اپنوں میں سر فہرست ہیں جن پر بند آنکھوں یقین رکھتی ہوں.."

اسے اس لڑکی کے قول و فعل میں موجود اس فرق سے بہت تکلیف ہوئی، جی چاہا اسے جھنجھوڑ دے، اس شخص نے جن ملتجی و بے آرام نظروں میں

فیروزہ کو محور بنایا وہ اس پر اس شخص کی بے قراریوں اور تکلیف کا جہاں کھول گئیں، اسکا دل یوں تھا جیسے کسی نے مٹھی میں لے کر کچل دیا ہو۔

جھوٹ، تم مجھ پر یقین نہیں کر رہی۔۔۔۔میرا چھونا تمہیں خوفزدہ کر رہا"

"ہے۔حالانکہ میں تم پر ہر حق رکھتا ہوں

علی کے لہجے میں شکستگی تھی، تبھی تو وہ اسکے شکوے پر تڑپ اٹھی۔

"..ایسی بات نہیں ہے، میں آپکو تکلیف سے بچانا چاہتی ہوں بس"

فیروزہ کی آواز کھاری اور لہجے میں اذیت تھی۔

"کیسی تکلیف؟"

علی کی آنکھوں میں آزردگی رقم تھی اور فیروزہ نے واپس اسکے حصار میں پلٹے اپنی برہنہ کمر پر موجود اپنے لمبے بال ہٹائے تو وہاں جابجا گہرے نشانات تھے جنکو دیکھ کر علی عثمان کی آنکھوں میں لہو اترا۔

"کیا ان بدبختوں نے تم پر تشدد بھی کیا تھا؟"

علی کے سوال پر فیروزہ کے ہونٹوں پر درد بھرا تبسم جاگا۔

جب تک میں نے اپنی آبرو بچانے کو مزاحمت جاری رکھی تب تک ان"
لوگوں نے مجھے لوہے کی زنجیر سے مارا، وہ زنگ آلود اور کھردری زنجیر تھی
جس نے اندرونی زخموں کے علاوہ یہ ناسور بھی لگائے۔ وہ نشئی شرابی اور
"..بھنگی تھے، جانور اور انسان کا فرق نہیں جانتے تھے
فیروزہ کے بتانے پر علی نے اسکی برہنہ کمر پر ہتھیلی رکھی جسکی تاثیر فیروزہ کو
روح تک سرائیت کرتی محسوس ہوئی۔
ایسا تو جانوروں کے ساتھ بھی نہیں کیا جاتا، مر کر بھی کبھی سکون نہ ملے"
"..ان مردووں کو۔ خدا بار بار عذاب دے انھیں
علی کی آنکھیں جو اس درندگی پر حقارت و نفرت سے اٹی تھیں، فیروزہ وہ تو
نہ دیکھ سکی پر علی کے لہجے کی غضبناک شدت پر ضرور اسکے ہونٹ
مسکرائے مگر آنکھیں بھیگ گئیں۔
"..مجھے لگا آپکو یہ دیکھ کر تکلیف ہو گی تبھی چاہتی تھی آپ مجھے نہ چھوئیں"

فیروزہ کے روہانسے ہو کر اپنے کرب کی وجہ بتانے کی دیر تھی کہ اس شخص نے جھک کر اپنے ہونٹوں کے لمس فیروزہ کی برہنہ کمر پر بکھیرے تو اس لڑکی کی جان لبوں پر آئی۔

اسکے پورے وجود پر ہوتی کپکپاہٹ علی سے مخفی نہ تھی اور اسکے پلٹنے اور کرچیاں سی آنکھوں میں بھر کر دیکھنے پر علی نے جھک کر اسکی جبین چومی۔

"بہت تکلیف ہوئی مجھے، لیکن وہ سب گزر گیا ہے فیروزہ۔اب تمہارا یہ روندا ہوا جسم میرے لیے باعث سکون بن چکا ہے اس بات کو سمجھو۔میں نے تو تمہارے دل سے تمہاری روح کی پاکیزگی سے محبت کی ہے، جسم تو دنیاوی ضرورت ہے اور بعد میں آتی ہے.."

علی نے اسکے تمام آنسوؤں کو پونچھتے اسکی آنکھوں کو باری باری چومتے اسکے بلکتے دل کو آرام بخشا۔

"آپ میرے لیے بہت مقدس ہیں علی،ا۔ایسے مت کریں پلیز۔۔۔۔ میں آپکی اس محبت کے لائق نہیں.."

اسکی محبت بھری پیش قدمیوں پر فیروزہ کا دم سانکل رہا تھا، تبھی تو اس بار علی نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے اسکے رخساروں کو باری باری چوما لیکن فیروزہ کے آنسوؤں میں کمی نہ آئی۔

تم بھی میرے لیے بہت پاکیزہ ہو، جو کچھ تمہارے ساتھ ہوا وہ ایک"
آزمائش تھی فیری۔اس ہر تکلیف کو بھلا دو پلیز، مجھے بھی بھولنے دو۔وعدہ تو نہیں کرتا لیکن تمہیں اپنی محبت کی کمی سے کبھی کوئی تکلیف ہونے نہیں دوں گا.."

جسم میں تکلیف کی لہر اتری اور ریڑھ کی ہڈی میں تب سرائیت کی جب علی نے اسکے برہنہ کندھے پر جھک کر ہونٹ رکھے۔

"..ع۔۔ علی پلیز"

وہ اسے اپنے درد کرتے وجود سے پرے دھکیلتی کانپتی آواز پر قابو پائے بولی۔

چینج کرلو، اگر تم کمفرٹیبل ہوئی تو ہم رکیں گے ورنہ ابھی سائن اوٹ کر"
"..دیں گے۔ لیکن پلیز خود کو مجھ سے مسلسل چھپانا اور چھڑوانا بند کر دو
اسکی تکلیف کے پیش نظر علی نے مزید اسکو کوئی اذیت نہ دینے کے سبب
بھاری سی سر گوشی کی اور ڈریسنگ روم سے باہر نکل گیا۔
ناجانے کس کرب سے گزرے فیروزہ نے چینج کیا، پورا چہرہ دکھ کی تمازت
سے دہک چکا تھا، لائیٹ پرپل سے کرتے اور تنگ ٹروازر کے ساتھ نیٹ کا
خوبصورت دوپٹہ تھا، کرلی بالوں میں برش پھیر کر اس نے دھیمے دھیمے
کرل ختم کرتے ڈھیلی سی پونی میں بال باندھے اور ننگے پیر ہی جب روم
سے نکلنے لگی تو بہت پیارے سے فلیٹ سٹرپڈ جوتے اسکے منتظر تھے۔
فیروزہ نے جلدی سے انکو پیروں میں پہنا اور دروازہ کھولے باہر نکلی تو نظر
علی کی پشت سے ٹکرائی، شائنی بلیذر اتارے، بلیک ٹی شرٹ اور ہم رنگ
پینٹ میں ملبوس وہ کسی کال پر تھا، فیروزہ کے باہر آنے کی آہٹ ہر کال بند
کی اور مکمل طور پر پلٹا۔

علی کے کلون کی خوشبو، شخصیت کا رعب اور اسکی آنکھیں بیک وقت جان لیتی محسوس ہوئیں، کمرے کی سجاوٹ بالکل ہٹ چکی تھی تبھی فیروزہ کو یہاں کمفرٹیبل فیل ہوا۔

اب بتاو یہیں رات رکیں یا تمہیں واپس جانا ہے؟ جو تم چاہو گی وہی"
ہو گا۔ اگر تم چاہو گی ہمارا رشتہ اب بھی ایک حد تک سمٹا رہے میں تمہاری
"..خواہش کی تعظیم کروں گا

علی نے اس کی مرضی جاننے کے لیے کوئی تمہید نہ باندھی بلکہ سیدھا سبھاو اسکو شانوں سے پکڑ کر قریب کرتے پوچھا۔

اب بہتر ہوں علی، وہ سب سجاوٹ اچھی نہیں لگ رہی تھی بس۔ آپکے"
"..ساتھ رہنا چاہتی ہوں۔ ابھی کہیں نہیں جانا چاہتی

فیروزہ کے حلق سے پھنسی پھنسی آواز نکل پائی تھی اور علی کے چہرے پر چھائے سرد بن میں بھی کمی آئی۔

"..گڈ، پریشان مت ہو۔ تمہاری منہ دیکھائی رہ گئی۔ لینا چاہو گی"

علی کو بھی کچھ سکون ملا کہ وہ بہتر ہے، منہ دیکھائی پر تو اسکی آنکھیں بھی مسکادیں۔

"..جی"

فیروزہ نے متجسس ہوئے سر ہلایا جس پر علی نے بیڈ پر رکھے اپنے کوٹ کی جیب سے جھک کر رنگ کیس نکالا اور مسکرا کر فیروزہ کی دم سادھی کیفیت کی طرف متوجہ ہوا۔

"تمہاری طرح خوبصورت تو نہیں لیکن تمہارا اہم نام ضرور ہے، یہ پتھر ..تمہیں طاقت دے گا۔ تمہارے اندر کے ڈر ختم کرے گا"

علی نے اس رنگ کیس سے ٹرکوزی سٹون اور بہت سے ڈائمنڈز کے ملاپ سے سجی سلور رنگ نکال کر جب فیروزہ کی مخروطی انگلی کا حصہ بنائی تو اس کی خوبصورتی شرطیہ اس لڑکی کو خود سے بے شمار لگی۔

"تمہیں اسکی طرح طاقت ور اور چمکدار رہنا ہے تمام عمر، کہتے ہیں اسے پہننے والے کی زندگی خوشی، محبت اور خوشقسمتی سے بھری رہتی ہے۔

جب بھی تمہیں کوئی تکلیف پریشان کرے اسے دیکھنا تو تمہیں اس سے

"..جڑی میری یہ بات یاد آئے گی

وہ اتنی خوبصورت رِنگ تھی کہ فیروزہ نے اپنی ساری زندگی نہ دیکھی تھی،

اسکے گلابی ہونٹوں پر بکھری مسکراہٹ نہایت خوبصورت تھی۔

یہ بہت انمول ہے علی، اتنی پیاری رنگ میں نے کبھی نہیں"

"..دیکھی۔۔۔۔یہ فیروزہ تو بہت خوبصورت ہے

وہ کسی خواب کی سی کیفیت میں اسے چھو رہی تھی اور علی تو اس کو دیکھ رہا تھا

کیونکہ وہ فیروزہ واقعی خوبصورت تھی۔

"..سچ کہا، یہ فیروزہ تو واقعی بہت خوبصورت ہے"

خود کے چہرے پر مرکوز علی کی نظروں کی تپش پر فیری نے فوراً سے

آنکھیں اٹھائیں جو دل و جان سے اس لڑکی کو آنکھوں کا محور بنائے ہوئے

تھا۔

"..میں رِنگ کا کہہ رہی تھی"

یہ جتاتے وہ شرمگیں سا مسکائی اور علی کو اسکی مسکراہٹ ملی تو دل اور تڑپتی روح کو سکون ملا۔

"..لیکن میں اس رِنگ کو پہننے والی کا کہہ رہا ہوں"

علی کی وارفتہ نگاہوں کی حدت پر فیروزہ کے چہرے پر کئی رنگ آکر گزر گئے۔

تھینکیو، مجھے اتنا سپیشل فیل کروانے کے لیے۔ میرے نام جیسا گفٹ"

"..دینے کے لیے اور مجھے سنبھال لینے کے لیے

اس بار وہ خود قریب آئی، جیسے علی کے نزدیک جانا راحت جیسا ہو، بے دھڑک اور بے خوف ہو کر علی عثمان کی آنکھوں میں اپنی آنکھیں ڈالیں، وہ جس میں اعتماد کا فقدان تھا، وہ جو کمزور اور ڈبو تھی اس وقت وہ ایک محبوب کا روپ دھارے ہوئے تھی اور محبوب میں نقائص نہیں ہوا کرتے۔

تم میری دوست پہلے ہو فیری، دوستوں میں تکلف نہیں ہوتے۔ خیر تم"
کافی تھک گئی ہو گی، آجاو آرام کر لو۔ صبح ہم گھومنے چلیں گے، بریک
فاسٹ لنچ ڈنر سب باہر کریں گے۔ لیکن کل کے دن کو پراپر لی انجوائے کر
"..کے گزارنے کے لیے تمہیں آرام کرنا ہو گا

اسکے سجے سنورے روپ سے نظریں اور دل بچانا جان جوکھم کا کام تھا پر وہ
پھر بھی صرف فیروزہ کے سکون کا خیال کر رہا تھا۔

اس سے پہلے وہ اسکے لیے بلینکٹ ہٹا کر کھولتا، فیروزہ نے اپنے ملائم ہاتھ میں
علی کا ہاتھ جکڑا۔

"کیا ہوا؟"

علی نے واپس پلٹے فیروزہ کی آنکھوں میں جھانک کر استفسار کیا۔

"ناراض ہیں مجھ سے؟"

فیروزہ اب بھی ایسا سوال کرے گی اس نے ضرور علی کو برہم کیا۔

"اور وجہ ناراضگی کی؟"

علی نے اسی کے لہجے میں نہایت مایوسی کا عنصر شامل کیے پوچھا۔

" میرے خود کو آپ سے دور رکھنے پر؟"

جھکی آنکھوں کے سنگ وہ بہت مدھم بولی، خود ترسی کے احساسات اب بھی اس سے لپٹے ہوئے تھے۔

اٹس اوکے، اب ہم دور نہیں ہیں۔ تم میرے ساتھ ہو فیروزہ اور ایسی"

گھڑی جب میرے پاس میری یہ پری پوری خوشی سے موجود ہے، مبارک اور بہترین ہے۔ آجاو بیٹھو، تمہاری گردن کے زخم پر بینڈیج لگا دیتا

"..ہوں

علی نے اسکی گردن سے واپس نکلتے خون پر اسکا ہاتھ پکڑے بیڈ پر بیٹھایا اور ویٹر کے ہاتھ ہی منگوائے فسٹ ایڈ باکس سے سنی پلاسٹ نکال کر اس نے فیروزہ کی گردن پر آہستگی سے لگایا۔

"..علی"

چہرہ اور آنکھیں اٹھائے فیروزہ نے آس سے پکارا جس پر وہ کھڑے ہی سر نیچے کرتا جھک کر اسکا سر چومتا مسکرایا تو وہ بھی بازو اسکے گرد محصور کر کے بھیگا سا مسکرائی۔

"..کہو میری روتو پری"

ایسے جواب پر وہ مسکراتی مسکراتی رو پڑی۔

"میں آپکو روکر، ستا کر بہت تنگ کروں گی لیکن مجھ سے دور مت جایئے گا"

"..کبھی بھی، پرامس کریں

اپنی ذات کی خراشوں کے سبب وہ قبل از وقت ہی وعدہ مانگ رہی تھی۔

"تم جتنا روگی، جتنا تنگ کروگی میں تمہارے مزید قریب آتا جاوں گا، آئی پرامسس.."

وہ اسکے ساتھ ہی براجمان ہوا اور فیروزہ کے دونوں ہاتھ باری باری چومے، فیروزہ نے سرخ ہوتے ہونٹوں کو آپس میں سختی سے جوڑا، علی کی نظروں کو اسکی جھکی جھکی پلکوں نے اپنی سمت جکڑا۔

"..ع۔۔علی"

وہ اسکی آنکھوں میں جمع ہوتے خمار پر پھر سے خوف کھا بیٹھی۔

"تھوڑا سا قریب آنے کی تو اجازت دے دو، اتنا کہ میں اپنی اس پری کو جی بھر کر محسوس کر پاوں۔ تم سے پیار کر سکوں، بتا سکوں کے کتنی پیاری ہو مجھے.."

علی نے اسکی ہتھیلی اپنے سینے سے کھینچ کر لگائی تو وہ اسکے بہت نزدیک آ کر دم سادھ گئی، یہ علی کی حرکت کا اثر تھا یا اسکی پر اسرار نگاہوں کی تپش کا کہ فیروزہ کی بڑی بڑی پلکیں شرم سے آنکھوں کا حجاب بن گئیں۔

"..ص۔۔صرف پیار کریں گے پرامسس"

ہر بات پر اس لڑکی کو وعدہ چاہیے تھا، اور یوں عہد لیتی بھی وہ علی کو مبہوت کر رہی تھی۔

"..صرف پیار پر گزارہ ہو گیا تو پرامسس"

خمار سے بھرتی علی کی آنکھوں اور حرکت کرتے ہونٹوں سے نکلا یہ جواب فیروزہ کی گالوں میں خون چھلکا گیا۔

"..پ۔۔پلیز"

علی کی نظروں کا محور اپنے بھرے بھرے قربت اور شدت کے خوف سے لرزتے ہونٹوں کو محسوس کرتی وہ اسکے وجود کی طرف سمٹنے کو لپکتی اپنی سسکی کو لرزنے سے روک نہ سکی۔

"مجھے تمہارے لیے پیار کی زبان کے سوا آتا ہی کیا ہے فیری، تمہیں صرف سننا ہے مجھے۔دل کی سماعت سے۔ڈونٹ سے 'پلیز' آگین.."

اسکے خود میں چھپنے کی کوشش ناکام کرتے اسکا چہرہ اٹھائے ان امرت نشین ہونٹوں کے زائقوں سے مستفید ہونے کا آغاز نرمی سے کیا مگر اختتام کرنے سے پہلے وہ فیروزہ کو آہستگی سے اپنا ہاتھ اسکے سر کے نیچے رکھے لیٹائے اس پر آدھا جھک چکا تھا جس نے علی کی محبت بھری زبان زندگی کی ساری ہمت مجتمع کیے دل کی سماعت میں عطر گھولتی محسوس کی۔

فیروزہ کی آنکھوں سے چند آنسو موتیوں کی طرح ٹوٹ کر میٹرس میں جذب ہوئے، اسکے ہونٹوں کی نرمیوں کے نشے میں خود کو مدہوش ہونے سے باز رکھے وہ اسکی انہی بھیگی آنکھوں کو چومتا، جبین سے ہونٹوں کو جوڑے زرا دور ہوا۔

"..ع۔۔علی"

سسکی کی صورت فیروزہ کے ہونٹوں سے اسکا نام نکلا جبکہ علی کی آنکھوں میں معنی خیز سا سرور اس ابتدا اور انتہا کے سبب پوری شدت سے آن ٹھہرا۔

"تم سے محبت کا ایسا اعتراف اس وقت ضروری تھا، باقی ہم دو کے اس بہت خاص تعلق کو نبھانے کے لیے ہمارے پاس عمریں پڑی ہیں۔ایک تمہاری ایک میری۔۔۔۔"

وہ اسکے ہونٹوں کی نرمیاں اب بھی اپنے خدوخال میں گھلی محسوس کیے مسرور تھی پر آنکھیں دکھ سے اٹی ہوئی تھیں، علی کے ایسے اظہار پر وہ گلاب ہوتی محسوس ہوئی، جیسے اسکی روٹھی خوشبوئیں لوٹ رہی ہوں۔

"کبھی مجھ سے دور مت جانا، بس تم سے یہی چاہتا ہوں۔ تمہارے بغیر زندہ رہنا ناممکن ہے۔ تم میری زندگی کی کل راحت ہو، میں بتا نہیں سکتا تمہیں دیکھ کر، ہاتھ بڑھا کر چھو لینے سے، اور یوں اتنے قریب سے تمہیں محسوس کرنے سے میرے دل کو کتنا آرام آیا۔ آئی لو ویو سو مچ میری جان، میری پری.."

اس بار اس نے فیروزہ کے دونوں رخسار چومے جس طرح اسے اپنے سینے سے لگایا تھا، اس لڑکی کو یہی لگا جیسے جسم و جان کی ہر تکلیف اس شخص نے ختم کر دی ہو۔

اور اب شاید فیروزہ کبھی رونے نہ والی تھی، علی نے اسکی آنکھوں سے آج سارے خوف چرانے اور اسکی ذات کے سارے بدنما لمس مٹانے کا فیصلہ

لیا، ہر نرمی بدستور رکھتے ہوئے اسے اپنا بنانا تھا تاکہ اسکے اور فیروزہ کے مشترکہ دکھوں کا آج ہی ازالہ ہو جائے۔

سن پری پیکر! تو میرا لفظ آخر ہے

!....آمیں تجھ پہ ہی ختم ہو جاوں

.._____..

پاکستان میں شام اتری تو نیویارک میں ایک نئی صبح آچکی تھی، لوئے اور لارا کی واپسی بھی ہونے کو تھی۔

بہت پیارے لگ رہے ہیں سب، آفت کی پریاں اور پرے۔۔۔ چلو کوئی"

"..نہیں ولیمے کی دھمالوں میں ہم بھی شریک ہوں گے

لوئے نے سب پکس اور وڈیوز دیکھتے چہک کر کہا جبکہ اسکا بھی میوزکل ورک کل وائنڈپ ہو چکا تھا اور آج رات تک انکی بھی پاکستان کی فلائیٹ

تھی جو یقیناوہاں ولیمے سے ایک دن پہلے ہی پہنچنے والے تھے کیونکہ رات دن کا فرق اور بہت لمبا سفر تھا۔

"ہاں انشاءاللہ، شہریار بھائی اور مانی بھی فائنلی ساتھ ہیں۔ بہت انتظار کیا مانی نے شیری بھائی کا۔ اور تم کو پتا ہے سب نے ہماری کمی بہت فیل کی.."

لارا اسکے ساتھ ہی بیٹھی اسے پکس دیکھا رہی تھی جبکہ بریرہ تو اٹھتے ہی ایمر کے ساتھ مارکٹ چلی گئی تھی کیونکہ وہ اسے بہت سارے ڈریسیز دلوانا چاہتا تھا جبکہ وھاج ابھی بھی بابا کی دوسری طرف سو رہا تھا، بازو لوئے کے پیٹ پر لپیٹے چہرہ مکمل چھپائے۔

"ہاں ڈرالنگ، ہم جندل محل کے لاڈلے بچے جو ٹھہرے اور یہ دو آفتیں پہلے ٹونز۔ بائے داوے مجھے پھر سے کب ڈیڈی بنا رہی ہو ہوشیار لڑکی، ایک ہی بار دو دو آفتیں دے کر تم نے تو دامن ہی چھڑوالیا مجھ مسکین سے.."

لوئے کے دس گیارہ بچوں کے ارمان اب بھی جوش و خروش لیے تھے تبھی تولارا اسکی فرمائش پر فون آف کر کے ایک طرف رکھے مکمل توجہ لوئے بہزاد پر دیے بیٹھی۔

"میں نے کب چھڑوایا دامن تم سے لوئے بہزاد، میں تو سانس بھی تمہیں دیکھ کر لیتی ہوں۔ایک بیٹا ایک بیٹی، کافی ہے نہ جان۔ تم جانتے تو ہو ماں بننا میرے لیے کتنا مشکل رہا۔ گیارہ بچوں جتنی تکلیف ایک ہی بار سہہ لی۔اور یاد نہیں بھینس جتنی موٹی ہو گئی تھی۔اتنی مشکل سے فگر ٹھیک کیا تمہاری پسند کے مطابق۔اب پھر سے وہ سب۔۔۔ سوچ کے ہی میں نے کوچ کر جانا.."

لارا کی نکلتی جان اور گھبراہٹ پر وہ من ہی من میں مسکرایا اور لارا اس کی شریر مسکراہٹ بخوبی بھانپ رہی تھی، اسکی فکر میں ہلکان آنکھیں تکتا جھکٹے سے اسے خود پر گرائے شدت بھری گستاخی سے لارا کے چہرے میں چھلک آتے سرخ رنگ کو تفصیل سے دیکھا۔

تو مطلب تم چاہتی ہو لوئے تمہارا عاشق دیوانہ بن کر رہے اب صرف، یار"
دس بچے تو ہونے چاہیں تھے، دنیا کو پتا تو لگتا کتنا دھواں دار عشق ہے ہم
کو.."

لوئے کی آخری منتق پر وہ بے اختیار وارادہ ہنس پڑی اور اپنا آپ اس صیاد
کے خطرناک شکنجے سے بھی آزاد کروایا۔

پاگل، بچوں کی تعداد سے دھواں دار عشق نہیں ثابت ہوتا انکی اچھی"
پرورش اور ہمارے بیچ کی انڈرسٹنڈنگ سے ہوتا ہے۔اور وہ ہے، دو بچے
ڈیسنٹ لگتے، اپنے برو کو دیکھ لو۔۔عدن کو ملا کے انکے بھی تو دو ہیں.."
لارا نے اپنے بچاو کے مثال تگڑی دی جس پر لوئے کی معصومانہ گھوری پر وہ
خود بھی مسکائی۔

چلو کیا یاد کرو گی کس سخی لوئے بہزاد سے پالا پڑا تھا، بائے داوے مزاق"
ایک طرف میرے لیے یہ دو ولن بھی بہت ہیں۔اسے دیکھو زرا دنیا میں
اپنے باپ کے حصے کی بھی نیندیں پوری کر رہا.."

لوئے نے کسمسا کر اٹھ کر بیٹھتے وھاج کے بال بکھیرتے اسے چھیڑا جو لوئے پر چڑھتا ہوا بابا سے اٹھتے ہی لاڈیاں شروع کر چکا تھا۔

یہ اس لیے سو رہا ہے تاکہ واپس جا کر فرصت سے سبکی ناک میں دم" کرے، خیر اب اسے سنبھالو، فریش کروا کے اسکے کپڑے بدل دینا تم میں بریک فاسٹ بناتی۔ ایمر آلے تو تم میرے ساتھ مارکٹ چلو۔۔ سب کے لیے گفٹس لینے ہیں اور مانی شیری، فیروزہ علی کے لیے بھی کچھ سپیشل خریدنا ہے مجھے"..

ساری ممیز کی طرح یہ ممی بھی راک سٹار پر کسی قسم کا رحم کھائے بنا ڈیوٹی تھما کر یہ جا وہ جا اور ابھی لوئے اور وھاج کی پہلے ایک گدگدی کی فائیٹ ہونی تھی پھر کہیں جا کر کسی کام کی باری آتی۔

وہیں ایمر کا بس نہ چل رہا تھا کہ بریرہ کو ہر خوبصورت چیز دلا دے، وہ جس جس ڈریس یا چیز کی طرف ہاتھ کرتی ایمر وہ سب پیک کروا تا گیا، شاید اس نے یہ زندگی پائی ہی اس لیے تھی کہ اللہ نے اسکی زندگی میں بریرہ بہزاد کو

لانا تھا، جو اسکی زندگی کا لارا کے بعد اہم حصہ تھی اور بریرہ کو دیکھ کر وہ اپنی زندگی کے سارے دکھ صحیح معنوں میں بھول چکا تھا۔

.._____..

سب کے ساتھ مل کر ایک اچھا دن گزار کر اس نے ڈنر ایک بہت ہی اچھے ڈھابے ہرمانی کے ساتھ کیا، موسم انتہائی خوبصورت اور جاذب تھا، کل کے لیے شہریار جدون ایک بڑا سرپرائز بھی ترتیب دے چکا تھا، مانی سے تھرڈ اینورسری ساتھ سیلبریٹ کرنے کا وعدہ کل پورا ہونے والا تھا۔

"اچھی ہو گئی شادی، میں نے بہت انجوائے کیا۔ سب واقعی بہت بدل گیا ہے مانی، سب اتنا مکمل اور پر سکون تو کبھی نہیں تھا۔ پھر میرے جاتے ہی جو کارنامے تم نے سرانجام دیے، مجھے حیرت کی شدید قسم سے ملوا چکے ہیں.."

ڈنر دونوں نے یہاں کی فینس مٹن گرین کڑھائی سے کیا تھا جو شیری کی فیورٹ تھی اور خود مانی نے بھی اسکے ساتھ کھانا انجوائے کیا، وہ لوگ اب واپس گھر ہی جا رہے تھے، مانی اسکے کندھے سے لگی بازو پکڑے ساتھ ہی بیٹھی اپنی زندگی کا بہترین دن گزار کر تھوڑی تھک چکی تھی۔

"تو آپکو اپکے جاسوس سٹوڈنٹ نے سب بتا دیا؟"

مانی کے ہونٹوں سے شریر سا شکوہ مچلا۔

ہمم۔ کیسے تم نے پہلے انکی شادی کروائی پھر نمرہ کو بچایا، وہ تو تمہارے گن" ".. گا رہا تھا۔ اور مجھے تمہارا ہسبنڈ ہونے پر پراوڈ فیلنگ آ رہی تھی

یہ سب شہریار کے منہ سے سن کر وہ ہنس کر اس سے الگ ہوئی اور چہرہ اٹھا کر دیکھا، شہریار نے اسکے یقین کو بڑھانے کی خاطر شریر ہوتے تاثر کے سنگ اپنی ناک مانی کی ناک سے مس کی۔

"واٹ ! آپ نے انکو میرے گن کیوں گانے دیے۔۔۔۔اور بائے داوے
شیری آپ نے مجھے کیوں نہیں بتایا تھا کہ آپ سچ جانتے تھے۔یہی کہ وہ
"..مجھے لائک کرتے تھے

وہ تھوڑی ناراض ہوئی، جس پر شہریار نے ڈرائیونگ کے بیچ ہی سرسری سا
سرگما کرایٹیوڈ گرل کی برہمی ملاحظہ کی۔

کیونکہ یہ سچ بہت آڈنری تھا، ہم دو کے بیچ ایسے ہزار سچ بھی ہوں تو"
ایگزیسٹ نہیں کرتے۔رہی بات گن گانے کی تو وہ میرے اور تمہارے
"..مشترکہ تھے۔چیئر آپ

جس آسانی نے اس نے مانی کی خفگی دور کی، وہ مسکراہٹ کو ہونٹوں پر پھیلنے
سے روک نہ سکی، شہریار کی خوشبو میں یوں کھل کر سانس بھرا جیسے اس
سے زیادہ خوبصورت احساس اس کے لیے اس دنیا میں باقی نہ ہو۔

دین اوکے، اور یہ بتائیں جب ساحل بھائی نے آپکو یہ بتایا تھا تو آپکا کیا ری"
"ایکشن تھا؟

مانی سب جانتی تھی پر اس بندے سے یہ سننا الگ ہی فرحت بخش ہو سکتا تھا۔

"میرا، جیسے کچھ ہوا نہ ہو۔ تم میری، میرا تمہارا۔۔۔۔اس سے بڑے کتنے بھی سچ اور انکشاف کھل جائیں فرق نہیں پڑتا۔اور تم بتاو تمہیں یہ سب کیسے پتا چلا؟"

اب کی بار شہریار نے تجسس سے پوچھا۔

"نمرہ سے جب میں نے انکو نکاح کا کہا وہ بنا کوئی اعتراض کیے مان گئے، عزت، اور فائنلی انکا اپنا اعتراف کہ وہ لڑکی میں تھی.."

مانی کی یہ سب باتیں سنتا وہ یکدم گاڑی بریک مارے روک چکا تھا تبھی تو مانی کو لگا دل رک سا گیا ہو، اعتراف والی بات پر شہریار جدون کی انا کو ٹیس پہنچی تبھی تو وہ ناراضگی جتاتی خطرناک نظروں سے زرا گھوم کر بیٹھتے ہی اسکو

شانوں سے پکڑے اپنے قریب کر چکا تھا جو سانس روکے شہریار کے اگلے جملے کی منتظر تھی۔

یہ مجھے اچھا نہیں لگا بلکل، تم نے اسے اعتراف کیوں کرنے دیا آمنہ "

"شہریار؟

شہریار نے اسکی آنکھوں میں تکتے غضبناک تیوروں سے گھورتے جتایا تو مانی نے اسکی گال چومتے اداس سی سمائیل دی، اور بازو اسکی گردن میں حائل کرتی اسکے پہاڑ وجود میں سمٹ کر آنکھیں بند کر لیں۔

"..مانی، جواب دو"

اسکی پشت سہلاتے شہریار نے اسکو پکارا کیونکہ دل مچل رہا تھا، مانی اپنا سکون خود میں اتارتی اس سے الگ ہوئی مگر آنکھوں میں بے پناہ جذب نمودار تھا۔

مجھے بھی نہیں لگا تھا اچھا، اور پوری بدلحاضی سے میں نے انکو وارن کیا تھا"

مجھے ان سے بھائی والی وائبز ہی آنی چاہیں۔ اور انہوں نے اسکے بعد مجھے صرف عزت سے دیکھا، ایک احترام تھا نظروں میں۔ میں نے کہا تھا انکو کہ

آمنہ شہریار کو تو دیکھنے والے بھی بنا بتائے سمجھ جاتے ہیں کہ یہ اس شخص کی ملکیت ہے.."

مانی کے لہجے میں انس تھا جبکہ شہریار اسکی آخری بات پر بے اختیار مسکرا دیا، ساری چڑ، ناراضگی اور خفگی لمحے کا کھیل ثابت ہوئی۔

"کیا سچ میں ایسا کہا تھا تم نے؟"

اس وقت وہ خود سے بے خود سا ہوا، اور مانی کے لیے اسے اس بات کا یقین دلانا بہت خوبصورت لگا، وہ اسکے چہرے کے ہر ہوش اڑاتے نقش پر اپنی بے تاب نظریں ثبت کیے گھمبیر آواز و لہجے میں بولا۔

تو کیا جھوٹ ہے، مجھے دیکھنے والی آنکھ آپ سے جڑا تعلق نہیں کھوجتی کیا؟"

میری آنکھوں میں آپ نظر آتے ہیں، میرے ہونٹوں پر آپکی مسکراہٹ ہے.."، اب تو اس جسم و جاں پر بھی آپکا سایہ ہے

مانی نے چند لفظوں میں اس سے جڑی اپنی محبت کھول دی، دونوں مسکرائے، اس مسکراہٹ میں بس محبت اور چسپت کا جہاں موجود تھا۔

اس لمحے وہ کچھ بول نہ سکا، بس نظر سی جھکائی، جیسے کوئی بہت پر اثر لفظ ڈھونڈ رہا ہو۔

"تم نے میری غیر موجودگی کے ادھورے پن کو بہت خوبصورتی اور مہارت سے پر کیا ہے، مجھے تم سے ایسی ہی امید تھی.."

بازو اسکے نازک وجود کے گرد حصار کر اپنے وجود میں محصور کیے شہریار نے اعتراف کیا، اسکی خوشبو، موجودگی اور راحت میں کھل کر سانس لی۔

"کسی اور کی تو علم نہیں، میں آپکی ہر امید پر آخری سانس تک پورا ضرور اترنا چاہتی ہوں.."

اسکے ہاتھ کو پکڑ کر چومتی جذباتیت بھرے لہجے میں جواباً شہریار کے دل کی استوار دھڑکنوں میں وبال مچا گئی۔

"ایسا ہی ہوگا، ایسا ہی ہوگا میرے جسم و جاں کی بہار.."

اس ایک پر بہار جملے کا سحر اس لڑکی پر گھر پہنچنے تک حاوی رہا، اور گھر پہنچتے ہی گل لالہ کی کال نے ان دو کی خوشی مزید بڑھائی، لئیق، لعلین، عدن اور

حنین بھی شام ہی صارم کے گاوں کے لیے نکل چکے تھے، کل صارم کی برسی اور اسکی تقریب تھی اور پرسوں سب نے اکھٹے واپس ویسے کے لیے آنا تھا۔

گل اور افراہیم کی خوشی تو اب انکے بچوں کا ساتھ اور بیچ کی جدائی کا خاتمہ تھی۔

گھر پہنچ کر مانی نے ہی شہریار کی فرمائش پر اسکے لیے وہی سپیشل چائے بنائی اور اسے لے کر وہ لان میں چلی آئی جہاں شہریار اس کے ساتھ اس حسین موسم میں ڈھیر ساری واک کا طلب گا تھا۔

" امم یمی۔۔۔ تم نے تو یہ مجھ سے بھی مزیدار بنالی۔"

پہلے ہی سیپ پر وہ مانی کی قابلیت سراہنانہ بھولا جو ہلکی ہلکی رومان پرور ہوا سے اپنے بکھرتے بال سمیٹتی شہریار کے دل وجان سے اسکو آنکھوں کا محور بنا کر تکنے پر دھیما سا مسکرائی۔

آپ کچھ سیکھائیں اور میں بھول جاوں ایسا تو ممکن نہیں، ممی ہر ویک "
" سپیشل یہ چائے بنواتی تھیں۔آپ کے بحاف پر مانی نے آپکا ہر فرض نبھایا

مانی کی آنکھوں میں موجود اتراہٹ پر وہ دھیما سا مسکرایا، وہ کھل کر جیتی ہوئی اسے بہت پیاری لگ رہی تھی، شہریار کے ہاتھ اسکے سامنے پھیلانے پر مانی نے اپنا مرمریں ہاتھ خوش دلی سے شہریار کے ہاتھ میں تھمایا جسے انگلیوں میں انگلیاں ڈالے فوری جکڑ کر مانی کے گداز دل کو مزید گدگداہٹ بخشی۔

میرے یہاں نہ ہونے کے باوجود ممی بابا کو میری کمی نہ ہونے دی تم نے، "
دونوں نے بتایا مجھے کہ کس طرح تم ہر فرض نبھاتی رہی ہو۔اپنی پڑھائی
"مکمل کی، مانی میں سچ میں حیران ہوں

اس بار شہریار نے کپ وہیں میز پر رکھے مانی کو اسی ہاتھ سے پکڑ کر اپنی سمت کھینچ کر کرتے اسکے چہرے کو چھوتے محصور کرتے اعتراف و حیرت کا اظہار کیا جو مسکرا کر اپنا کپ بھی میز پر رکھے اپنے دونوں ہاتھ شہریار کی کمر کے اطراف پر جماتی اسکے روبرو دھڑکن بنی آکر ٹھہر گئی، شہریار دوسرا ہاتھ بڑھا کر نرمی سے مانی کی کمر میں لپیٹے حائل کیا، شہریار جدون کی خوشبو لمحہ لگاتی سر چڑھ کر بولنے لگی، بہکانے لگی۔

"حیران مت ہوں، میرے پاس پڑھنے کے سوا کوئی آپشن نہ تھا۔ پھر اپنا ماسٹر بھی تو مکمل کرنا تھا، اتنے قابل انسان کی بیوی کو بھی تو تھوڑا قابل ہونا چاہیے نہ"

وہ نرم ہونٹوں پر جگمگاتی مسکراہٹ سمیت شہریار کی مسکراہٹ کے بڑھنے کا سبب بنی۔

"یعنی تم نے میرے لیے کیا سب، ہر غیر ضروری کام سمیٹ دیا تاکہ اب ہمارے بیچ کوئی نہ آسکے"

عین آنکھوں میں دیکھ کر شہریار اسکی متحیر آنکھوں میں دیکھتا مزید قریب آیا جو حیرانی بھلائے موصوف کی اعلی پائے کی خوش فہمی پر متبسم ہوئی۔

"اس لیے کیا کہ مجھے اب آپ سے فرصت نہیں چاہیے کبھی شیری"

اسکی سانسوں کا ربط لمحہ بھر منتشر ہوا، شہریار نے اسکی جبین چومتے اسکو اپنے سینے میں چھپایا کسی متاع جان کے جیسے، اسکی دھڑکنیں سست تھیں، شہریار کے جذبات کا سمندر اور شدتیں سہنے کے باوجود وہ مسکرا رہی تھی صبح سے، لیکن وہ محسوس کر سکتا تھا اسکے نازک وجود پر طاری تھکن کو۔

"فرصت دوں گا بھی نہیں، ہوپ سو تم اب اپنے ہر لمحے کو کھل کر جیو"

مانی کی آنکھیں الگ ہو کر دیکھیں جن میں ہلکی ہلکی نیند کا خمار جمع تھا اور وہ ہر گز آج پھر اسے ساری رات نہیں جگا سکتا تھا کیونکہ کل کے لیے آمنہ شہریار کا فریش ہونا ضروری تھا لیکن دل کا کیا کرتا جو پیاس کی شدتوں میں گندھا ہوا پھر سے آمنہ شہریار کو جی بھر کر اپنی دسترس میں چاہ رہا تھا، اس لڑکی پر مہربان مہربان سے ستم توڑنے پر اکسا رہا تھا۔

نیند آگئی ہے؟ چلو آو سوتے ہیں۔۔۔۔میں نہیں چاہتا تم کل تھکی تھکی"
دیکھائی دو۔نازک سی جان پر شہریار جدون نے کل کافی ظلم ڈھادیے،اسی
"کی تھکاوٹ ہے۔آجاو روم میں
اسکی نیند میں ڈوبی آنکھیں تکتے جس طرح وہ اسکی تھکن بھانپ گیا مانی مسکرا
کر اسکا ہاتھ پکڑے ساتھ اندر بڑھی۔
نیند اور تھکاوٹ سے وہ واقعی بھری تھی تبھی چینج کرتے ہی وہ روم میں
جب آئی تو بیڈ پر آرام دہ نیم دراز انداز میں لیٹے شہریار نے فون ایک طرف
رکھتے مسکرا کر ہاتھ بڑھایا اور پکڑ کر مانی کو اپنے پاس ہی بٹھایا،اور زرا نیم
دراز ہوتے ہی مانی کی کمر کے اطراف بازو لپیٹے اسے اپنے سینے سے لگالیا۔
"میں بہت خوش ہوں شہریار"
اپنے آپ کو توجہ سے تکتے شہریار پر نگاہ پڑتے ہی وہ کھلتی بند آنکھوں کے بیچ
اپنی خوشی کا اعتراف کرنا نہ بھولی۔
"جانتا ہوں، کچھ نیا کہو"

مانی کی نیند میں ڈوبی آنکھیں نظروں میں مرکوز کیے گال اسکی گال سے رگڑے کہا گیا جس پر مانی بازو کھول کر شہریار کی بازو سے نکالے اس کے گرد نرم حصار بنائے لپیٹی، شہریار نے اسکے چہرے کے پہنچ میں آتے حصوں کو چوما جسکی شدت مانی کے گلال چہرے پر سرخی سی ثبت کر گئی جس پر وہ بہت مشکل سے خود کے بے قابو جذبات پر بندھ باندھ سکا جو نیند کی خماری میں لپیٹی وہ لڑکی بنا کچھ کیے بھی جگا چکی تھی۔

ممی نے کہا تھا مجھ سے آپکی خوشبو آتی ہے، کیا آپکو بھی آتی ہے مجھ سے"

"اپنی خوشبو

انگلیوں کی پوروں سے وہ شہریار کی بیرڈ پھر ہونٹ پھر جالائنز پر انگلیاں پھیرتی سراسیمگی کی سی کیفیت میں بولی، اسکے گلابی ہونٹوں کی سرگوشیانہ حرکت اس بندہ بشر کو پاگل کرنے کو کافی تھی۔

"تم جیتی جاگتی میری خوشبو ہی ہو مانی"

اس شخص کی پرتپش مہکتی سانسیں مانی کے چہرے پر پھیل رہی تھیں۔

"وہ سب جو لیٹر میں لکھا تھا، کہیں نہ پلیز"

ناجانے کیوں پر وہ اس وقت شہریار سے صرف وہ سب سننے کی متمنی تھی،
جیسے اس کے اندر شیری کے لفظی اظہارت کی کمی ہو گئی ہو۔
کل پر رکھتے ہیں، ابھی تم نیند میں ہو۔ وہ ری ایکشن نہیں دے پاو گی جو"
"مجھے چاہیے

اس بارمانی کی نیند سے آدھی ہو جاتی آنکھیں تکتا معنی خیز لہجہ لیے بولا تو وہ
تکان بھرا مسکرائی۔

"آپکو کیساری ایکشن چاہیے مجھ سے شہریار؟"

مانی کا ہاتھ اسکی گردن کو چھوتا وہاں پیار سے ہونٹوں کو رکھ دینے پر مچل رہا
تھا جسکا شہریار کو بخوبی علم تھا، وہ اسکا نام لیتی پھر سے قہر ڈھا گئی۔

مجھے تمہارے جیسا، جیسی تم اصل میں شہریار جدون کے لیے دیوانی اور"
"پاگل ہو

اسکے ہونٹوں کی پراسرار مسکراہٹ چومتے شیری نے جواب میں خمار شامل کیا تو وہ اسکی گردن میں بازو حمائل کرتی اسکے بازووں میں تھام لینے پر ساتھ جا لپٹی۔

پھر کل پر ہی رکھتے ہیں، ابھی تو ہر حس خمار میں ڈوبی ایک لمبی نیند کی" "طلب گار ہے

مانی کے جواب پر وہ بے ارادہ ہنسا، اس لڑکی نے اپنی خواہش کی تکمیل کے لیے شہریار کی گردن چوم لی۔

"!سو جاو لیکن سنو"

اسکو خود میں بسائے ہی شہریار کی بے خود سرگوشی پر مانی نے آنکھیں بند کیے ہی خفیف سی اونہوں کی، گھڑی پر بارہ بج چکے تھے۔

"Happy anniversary Amore mio"

یہ مخمور و گھمبیر سرگوشی سنتے ہی مانی کی نیند سی اڑی، فوراً سے اسکے محصور کن لمس سے نکلتی وہ بوجھل ہونے کے باوجود کھکھلائی۔

"آپکو یاد تھا؟"

مانی کی پر شوق آنکھوں میں والہانہ خوشی چھلکی۔

کہا تھا تھر ڈاینور سری ہم ساتھ منائیں گے، کل کا پورا دن صرف تمہارا"
ہو گا۔ یہاں تک کہ شہریار کو اکیلے سانس لینے کی اجازت بھی نہ ہو گی کل
"ایک لمحہ

کل کے لیے وہ جتنی بھی خوش تھی لمحہ لگا تھا اس خوشی کو ماند پڑنے کے
لیے۔

"شیری! لیکن کل تو آپکے بیسٹ فرینڈ کی برسی بھی ہے"

مانی کی آنکھوں میں نیند اور خوشی کی ملی جلی کیفیت نے یکدم دکھ کا روپ
بدلا۔

ہاں لیکن وہ جہاں گیا تھا وہ ایسی جگہ نہیں مانی جس کا ماتم منایا جائے، دکھ تو"
مجھے اسکے صرف ہم سب سے بچھڑنے کا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر وہ کوئی
صفائی دیے بغیر چلا گیا یہ احساس پھانس بن کر میرے حلق میں تاعمر رہے

گا۔ لیکن تم اداس مت ہو، تمہارے اور اپنے دن کی خوشی میں کوئی اداسی نہیں گھلنے دوں گا"

شہریار کے جواب اور آنکھوں میں جمع ہوتی ویرانگی کے گہرے سایوں پر مانی نے اسکا چہرہ اپنی ملائم ہاتھوں میں لیا اور چہرہ اسکے چہرے کے نزدیک لے جاتی پیار سے اسکی رخسار چومی۔

"میں اس لیے اداس نہیں ہوں کہ ہمارے خاص دن میں آپکی زندگی کی یہ کمی اداسی گھولے گی، میں اس لیے اداس ہوں کہ آپکو اس دن کشمکش سے گزرنا پڑے گا، آپ کے لیے دوست کس اہمیت کے حامل ہیں میں یہ اچھے سے جانتی ہوں سو آپ کل کا آدھا دن اپنے دوست کو دے سکتے ہیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا"

مانی نے جس طرح اپنے دن کو ہارون پر کاش کے چلے جانے کی کمی سے بانٹا وہ سچ میں شہریار کی آنکھوں کے کنارے سرخ کر گزرا۔

"نہیں مانی اسکی ضرورت نہیں"

شہریار نے نظر چراتے جیسے اسکو سمجھایا مگر وہ اسکا چہرہ اپنی طرف پھیرتی اسکو واپس خود کو دیکھنے پر مجبور کر چکی تھی، اسے شہریار کی زندگی کی اس کمی پر دگناد کھ تھا۔

"آپکی آنکھیں کہہ رہی ہیں ضرورت ہے"

مانی نے آزردگی سے شہریار کے دکھ کو اسکی آنکھوں سے ٹپکتے دیکھ کر دل سوز سرگوشی کی۔

"مانی"

وہ اسے بے بسی سے پکار ہی سکا، مضبوط آواز میں سلوٹیں پڑیں۔

انکے لیے مل کر کچھ کریں کیا؟ کچھ ایسا جو ہارون بھائی کی روح کو سکون" دے۔ کچھ ایسا جو انکو اس دنیا میں بھی آپ کے ساتھ ہونے کا حوصلہ دے"

مانی کے سوال پر وہ بے تاثر تھا، سمجھ نہ آیا ایسا کیا ہے جو وہ اس دنیا میں رہ کر ہارون کے لیے کر سکتا ہے۔

"ایسا کیسے ممکن ہے"

شہریار کے سوال میں بے چینی تھی۔

"ہم انکے لیے کوئی ایسا سفر شروع کرتے ہیں جو ان کی اس مشکل زندگی کی تھکن اتار دے گا۔ کوئی ایسا درخت لگاتے ہیں جسکی بڑھتی جڑوں کا سایہ ان تک پہنچے، کچھ بھی۔ جو انکو پسند ہو، جو انکی خواہش ہو اور ادھوری رہ گئی ہو"

مانی کے مزید بتانے پر شہریار کسی خیال میں اترا۔

لاشعور میں اک درد بھری سرگوشی ابھری۔

"اللہ نے بابا کو اتنا امیر نہیں بنایا نہ مجھے ابھی تک قابل، اس قدر مہنگی پڑھائی چن کر ان دو پر مزید بوجھ بنا ہوں۔ لیکن کاش میرے بس میں ہوتا تو ان بچوں کو اپنے حصے کی ہر خوشی دے دیتا۔ آجا شیری ابھی وقت قبولیت ہے"

یہ تب کی بات تھی جب وہ اور شہریار چھوٹے موٹے کام اپنے فارغ وقت میں کر کے اس سے ملتے پیسوں سے کسی سفید پوش کی مدد کیا کرتے تھے۔

ایک دن ایسا ہوا کہ وہ لوگ ایک ڈھابے پر دو گھنٹے کام کرنے کے بعد واپس آرہے تھے تو وہاں دو چھوٹی بچیاں تھیں، ایک کے پاس ڈھولکی تھی اور دوسری کے پاس رنگ، جس سے وہ چھوٹی سی جان کرتب کر کے آتے جاتے راہگیروں کو حیران کر رہی تھی۔

زیادہ تر راہگیر تو ان دو کو ہنس کر دیکھتے آگے گزر رہے تھے، سب کو ان دو معصوم بچیوں کی یہ بیوقوفی دیکھائی دے رہی تھی، کوئی کہہ رہا تھا مت کرو بیٹا کوئی ہڈی ٹوٹ جائے گی، کوئی تیز غصے والا پاس سے گزرا تو درشتی سے ڈھولکی والی بچی کو بولا کہ مت بجاو کیا شور ڈال رکھا، کوئی ان دو کو ڈانٹ گیا کوئی چپ چاپ بہرا بن کر گزرا۔

تبھی اس دھولکی بجاتی بچی نے جب شام ڈھلتی دیکھتے اپنے پاس چند روپوں کے سوا کچھ نہ پایا تو وہیں شہریار اور ہارون کی نظروں کے سامنے پھوٹ پھوٹ کر روئی۔

دوسری چھوٹی بہن بھی بس رونے والی تھی، وہ اسکے قریب آئی اور اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے اسے باجی کہہ کہہ کر چپ کروانے لگی۔

یہ منظر نہ شہریار سے دیکھا گیا نہ ہارون سے، ان لوگوں نے اس دن ایک نابینا انکل کے گھر کا بجلی کا بل ادا کرنا تھا مگر وہ پیسے اب ان بچیوں کے تھے۔ تبھی شہریار اور ہارون ان دو کے پاس ہی آئے اور انکو دیکھتے ہی دونوں نے رونا چھوڑتے اپنا اپنا کام پکڑا، ایک روتی آنکھوں سے ڈھولکی بجا رہی تھی دوسری اس گول رنگ سے کرتب کر کے کبھی نکلتی کبھی خود کو مکمل دہرا کر دیتی۔

وہ دو فٹ پاتھ پر فقیروں کی طرح بیٹھے مسکرا کر دونوں کے اس ہنر پر خوش ہو رہے تھے، اور پھر ہارون نے اٹھ کر خوشی سے دونوں بچیوں سے ہاتھ ملایا اور چپکے سے بڑی بہن کے چھوٹے سے دس دس کے چند نوٹوں والے بٹوے میں اپنی اور شیری کی ڈھابے پر چند دن کام کرنے کی ساری کمائی ڈال دی۔

تم دونوں سکول جایا کرو، تم دو کا یہ کام ہم سنبھال لیتے ہیں ویسے بھی کافی"
ویلے ہیں ہم دو دوست۔اور بے فکر رہو پیسے ہر شام تم دو کے گھر پہنچ
"جائیں گے۔آجاو تم دو کو تمہارے گھر چھوڑ دیتے ہیں
تب شہریار جدون اپنی آنکھوں کو جیسے بھیگنے سے روک نہ سکا آج بھی اسکی ویسی ہی حالت تھی، اسے یاد تھا اگلے کئی روز تک ہر شام وہ لوگ کچھ نہ کچھ کر کے اتنے پیسے جمع کر لیتے کہ ان دو بچیوں کے گھر کا چولہا جلتا، لیکن وہ فرض ہارون آج بھی نبھا رہا تھا، آج بھی اسکے لوگ اسکے فرائض کو نبھاتے ہوئے ایسی کئی جگہوں پر سفید پوشوں کے دائیں ہاتھ بن کر موجود تھے۔
یہ سب سن کر مانی کی آنکھیں بھی بھیگیں۔
مجھے آج بھی یاد ہے جب ہم ان دو بچیوں کو انکے گھر چھوڑنے گئے انکی"
بس ایک بوڑھی دادی تھی، وہ بہت خستہ حال سا ٹوٹا مکان تھا، پر کاش انکل فائنیشنلی سٹرونگ نہیں تھے۔لیکن ہارون کی تعلیم کچھ سکالرشپ پر پوری ہو رہی تھی کچھ میرے بابا کر رہے تھے وہ بھی بہت زاردانہ کیونکہ اگر

ہارون کو پتا چلتا تو وہ خوا مخواہ میرے آگے دب جاتا جو مجھے ہر گز برداشت نہ تھا۔ مجھے یاد ہے اس سال کے دونوں سمسٹر کی فیس اس نے ان بچیوں کی بوڑھی دادی کو دی جنہوں نے اپنی ٹوٹی چھت ان پیسوں سے مرمت کروائی۔ اس نے مجھ سے بھی سمسٹر کی فیس نہیں لی اور خود مزدوری کر کے پیسے واپس پورے کیے"

یہ سب بتاتے شہریار بھی اذیت میں تھا۔

"یعنی وہ دل کے اتنے پیارے تھے؟ بہت دکھ ہوا مجھے کہ ایسا انمول دوست کھویا آپ نے۔ تو ہم انکے لیے کچھ ایسا ہی کرتے ہیں۔ انکے نام پر ایک ایسی عمارت کھڑی کرتے ہیں جہاں ہر کوئی بلا جھجک آکر اپنی بھوک مٹائے، اپنی مجبوری سے آزادی پائے، ایسی ہر بوڑھی دادی کو پیسے ملیں جنکو اپنی ٹپکتی چھت کے لیے اپنی جان سے پیاری پوتیوں کو یوں سڑکوں پر نہ چھوڑنا پڑے"

یہ سب سن کر شہریار کچھ لمحے کچھ کہنے کے قابل ہی نہ رہا بس اسکی سرخ انگارہ آنکھوں سے ایک آنسو ٹوٹ گرا۔

"یو آر رائیٹ۔۔۔یہ خیال مجھے کیوں نہیں آیا۔ ہمم ایسا ہوا تو وہ بہت خوش ہو گا مانی"

شہریار کی آنکھوں کو نم دیکھنا مانی کے لیے آسان نہ تھا تبھی تو وہ اسکی آنکھوں کو چومتی مسکائی۔

"آپکا ہی خیال تھا یہ اور آپکی ہی خواہش تھی، ملنے ملانے میں شاید آپکے دل سے میرے دل میں منتقل ہو گیا"

وہ شریر ہوئی تو شہریار جدون کی آنکھیں بھی شرارت سے اٹیں۔

"ہاں اتنا کچھ بدلا ہے، اس کی بھی ادلا بدلی ممکن ہے۔ تم نے بہت اچھا مشورہ دیا ہے مجھے۔ سیلی، لال، صارم سب بہت خوش ہوں گے۔ اور یقینا وہ اس میں میرا ساتھ دیں گے"

شہریار کو یقین واثق تھا کہ صرف یہی قدم ہارون کی عافیت بن سکتا ہے۔

ایسا ہی ہو گا میری جان، میں آپکو دوبارہ کبھی افسردہ نہ دیکھوں یہی دعا"
ہے۔آپ کل کا آدھا دن اسی کام کے آغاز کو دے کر انھیں دل بھر کر یاد
"کر سکتے ہیں، آمنہ شہریار کی طرف سے آپکو اجازت ہے
ایسی لڑکی سے کیونکر نہ وہ عشق کرتا، جو ہر حال میں اسکا سکون بنتی تھی۔
"آمنہ کی ایسی اجازت پر قربان جائے شہریار جدون"
نیند تو ان آنکھوں سے اڑ چکی تھی رہی سہی کسر شہریار نے تب پوری کی
جب اس بارمانی کا سانس روک دینے میں کوئی نرمی روا نہ رکھی اور ستم یہ کہ
مانی اسکو آجا کر پھر سے اپنے آپ میں مدہوش کر چکی تھی، مدہوشی کے بعد
سرور تھا اور سرور کے بعد جسم و جان کی ایک دوسرے میں پہلے سے لاکھ
گنا شدت سے تحلیل۔۔۔۔۔

.._____..

ایک نئی خوبصورت صبح زمین زادوں پر اتر چکی تھی، نکھری اور تروتازہ سی، شفاف سورج کی مخملی کرنیں بکھیرتی ہوئی، وہ اسے اپنا بنا چکا تھا، آغاز بہت عام سا سہی پر فیروزہ کے اس روندے ہوئے جسم پر اب علی عثمان کی ملکیت و محبت کے گہرے رنگ ثبت ہو چکے تھے، اس لڑکی کی تمام اذیتیں علی نے مٹا دیں، اس شخص سے فیروزہ کی حسرتیں دیکھتے ہوئے صرف پیار پر اکتفانہ ہو سکا بلکہ مرہم اور مسیحائی کی وہ ہر حد سے گزرا، ہر قید و حد سے ماورا ہوتے اس نے فیروزہ کو اپنی روح میں بسا لیا تھا۔

اب تک نیند کا گہرا غلبہ ان پر سکون آنکھوں کے گرد حائل تھا اور باخدا اس لڑکی کو سکون راس آیا تو سبب وہ جاگتی آنکھوں والا تھا جس نے محبت کے معنی بدلے تھے۔

اور پھر اس نے اپنے ہاتھ میں مقید فیروزہ کا ہاتھ پکڑ کر ہونٹوں سے لگایا اور اس لمس پر اسکی بہت دھیمی سی نیند چھنک کر ٹوٹی، فیروزہ کی آنکھیں محبت، مسیحائی اور مرہم کی ایسی مہربان قسم پر خوشی سے رو رو کر لال تھیں، حجم

سے بڑھی ہوئیں، سکت نہ تھی کہ وہ پہلو میں بنا تکیے کے لیٹے علی کو دیکھتی جو اسے ہی فجر سے دیکھتا رہا تھا جب سے وہ اس کے پہلو سے نکلی تھی۔

"میری طرف دیکھو"

ہاتھ بڑھا کر فیروزہ کی حرارت میں لپٹی گال سے جوڑے اپنی طرف چہرہ کرنا چاہا مگر وہ اسے اب بھی نہ دیکھ سکی، پورا جسم اب بھی نادیدہ حدت کے زیر اثر لعرزش میں مبتلا تھا۔

"ن۔۔ نہیں دیکھ سکتی"

اسکے تاسف بھرے انکار پر علی نے سر اٹھائے آہستگی سے فیروزہ کے سینے پر رکھا تو اس لڑکی کے سست پڑتے دل کی دھڑکنیں بلکل جامد ہو کر رہ گئیں۔

میں تمہیں ساری عمر دل سے لگا کر رکھوں گا فیروزہ، یا تمہارے دل سے"
لگا رہوں گا۔ یہ جو ہمارے سینوں میں دل ہوتا ہے یہ جسم سے دور کسی الگ ہی مقام پر موجود ہوتا ہے، یہاں تک کہ ہمارا یہ وجود بھی اس دل کی خواہش کا غلام ہے۔ جس دل میں خواہشیں نہیں ہوتیں اسکی ملکیت میں آتا

جسم اندر سے مفلوج ہو جاتا ہے۔ جیسے آج سے پہلے ہمارے دل تھے،

"ہمارے وجود تھے

فیروزہ نے ہاتھ بڑھا کر اسکے زرا زرا نم بالوں میں انگلیاں پھیرتے مبہوت ہوتے علی کی سرگوشیاں سنیں، تمام تر صدمات سے نکلتا ہوا فیروزہ کا دل نہال تو تھا پر فطری سکتے سے باہر نکلنا ابھی ناممکن تھا۔

"میں خفا ہوں آپ سے پھر بھی"

گلابی ہونٹوں پر برہم سا شکوہ علی کے اس درجہ پیار بھرے استحقاق پر مچلا اور وہ بس مدہوش سا اسکی صبح کاذب سی دھڑکنیں محسوس کرنے میں محو بند آنکھوں سے مسکرا دیا۔

اب تمہارا خفا ہونا بنتا ہے، میں نے بہت تنگ کر دیا نہ۔ لیکن کیا کروں"

جب انسان کی دسترس میں ملن کا امرت ہو تو وہ بے مرادی کا زہر پینے کا

"ظرف کم و بیش ہی رکھتا ہے

علی کی بوجھل سرگوشی پر وہ تمام ترنڈھال طبعیت کے حواس باختہ سا مسکائی، جس طرح وہ اسکے بالوں میں انگلیاں پھیر رہی تھی، علی کو سکون مل رہا تھا۔

"آپ کو میرے قریب آتے برا نہیں لگا؟ اور اگر مجھے کچھ ہو جاتا تو؟" یہ سوال کرنے کے لیے اسے بہت ہمت جمع کرنی پڑی مگر علی اب بھی پر سکون تھا۔

"برا؟ ہسبنڈ وائف کے رشتے میں کچھ برا ہو ہی نہیں سکتا۔ میں تو آج شاید خود سے پہلی بار ملا ہوں۔.. رہی بات تمہیں کچھ ہونے کی"

وہ اپنی بات مکمل کیے اسکے سینے سے سر اٹھا کر جب علی نے فیروزہ کے گلالوں میں گھلے چہرے کو دیکھا تو فیروزہ کو اس بار نظریں پھیرنے کی مہلت بھی نہ ملی۔

"خود پر یقین تھا مجھے کہ تمہارے دکھ درد سمیٹنے کے لیے اس پوری دنیا میں سے اگر صرف مجھے چنا گیا ہے تو میں یقینا تمہارے حق میں بھی ہر طرح

بہترین ہوں۔اور اللہ کا یہ اشارہ کافی تھا تمہیں اپنا بنانے کے لیے۔ محبت
" بھی سچے یقین کا نام ہے فیری،اور مجھے یہی یقین تمہارے قریب لے آیا
وہ جو نظریں ملا کر کانپ اٹھی تھی، علی کے ایسے پیار بھرے مفصل جواب
میں اٹی انسیت پر ساری فطری جھجھک بھول گئی، یاد رہیں تو خود پر سایہ فگن
وہ مبارک آنکھیں، ہاتھ بڑھا کر اس نے علی کی رخسار چھوئی تھی۔
"تم بتاو، تم ٹھیک ہو؟ تمہیں کچھ ہوا تو نہیں"
اس پر سے زرا بہتر طریقے سے اپنا وزن اٹھائے وہ اپنی بازو فیروزہ کے سر
کے گزار تا دوسرے ہاتھ سے اسکی گال چھوتا متفکر ہوا، فیروزہ نے اسکا وہی
ہاتھ پکڑ کر ہونٹوں سے لگایا۔
"ہوا ہے"
فیروزہ کی آواز مدھم تھی لیکن اس جواب پر علی کی دھڑکنیں رک گئیں۔
" کیا ہوا ہے؟ پلیز بتاو مجھے"

علی کے چہرے کی سپید پرتی رنگت پر فیروزہ کے چہرے کے ہر نقش میں سرخی اور شرارت رینگی۔

"محبت، آپ سے ایک بار پھر محبت ہو گئی ہے۔ وہ والی جو ایک وائف اپنے ہسبنڈ سے کرتی ہے۔ جان دینے والی"

اس لڑکی نے جان نکالتے ہی جسم و جان میں جس طرح محبت کی سرشار روح پھونکی، وہ سمجھ نہ سکا مسکرائے یا اس لڑکی کا سر توڑے۔

"نہیں تم میری جان صرف لیتی ہو فیروزہ، بہت بری ہو"

سچ میں روٹھتا نہ صرف اس سے دور ہٹا بلکہ بیڈ سے اٹھا اور وہ جو اسے تھوڑا ستا رہی تھی فوری اٹھ کر علی کی راہ میں آئی، اسکے کھلے سٹریٹ بال کمر کی حدوں کو چھو رہے تھے، پیلے جوڑے میں اس وقت وہ سرسوں کا پھول لگ رہی تھی۔

"میں تنگ کر رہی تھی، سچ میں مجھے آپ سے ڈھیر ساری محبت ہو گئی علی۔"

"دیکھیں نہ میری طرف

اس دودھ میں گھلے روح افزاء جیسے چہرے کی رنگت سے فرار کرتا تو اس لڑکی کو سونپا گیا اپنا مقام ہی کافی تھا اسکی ناراضگی کو دور کرنے کے لیے۔

"مجھے نہیں دیکھنا، تم نے میرا دل بند کر دیا تھا ایک لمحہ۔۔۔ سزا ملے گی"

علی نے اب بھی نظر پھیرے رکھی اور وہ آسیب کی طرح اس سے لپٹی اپنے جسم و جان کی نرمیاں، تازگیاں اور راحتیں لیے علی کا فرار بری طرح ناکام کر رہی تھی۔

ٹھیک ہے آپ جو کہیں گے کروں گی بس ناراضگی دور کر دیں علی، میری"

"طرف دیکھیں

اس وقت وہ یوں تھی جیسے جان بھی مانگتا تو ہنستے ہنستے دے دیتی۔

"صرف دیکھنے پر گزارہ نہیں ہو گا اب میرا"

نروٹھے پن سے اطلاع دی گئی جس پر فیروزہ کے ہونٹوں پر آلوہی مسکان بکھری۔

"میرا بھی"

فیروزہ اسکے خوبصورت چہرے پر براجمان خفگی سے بہک رہی تھی جسکا اشارہ اسکے دو لفظی جواب میں شدت سے بھرا تھا۔

علی نے مسکراہٹ دبائے ہنوز سنجیدگی سے اس بہاروں کے رنگوں میں لپٹی فیروزہ کو دیکھتے ایک ہی لمحے میں کمر جکڑتے اپنے قریب کھینچا جس سے وہ نا صرف علی کے مضبوط سینے سے آکر ٹکرائی بلکہ اس قربت کی دلنیش ساعت کے سبب دونوں کی آنکھوں میں سرور امڈا۔

علی نے اسکی منشاء بھانپتے نرمی سے ان ہونٹوں کے اختیار کو سانسوں کے سنگم سے ہمکلام کرتے اسکے وجود کو اپنی محصور کن پناہوں میں قید کیا۔

علی کی تشنگی اب تھم جاتی ناممکن تھا، مدتوں کے پیاسے کو دو گھونٹ سیراب کہاں کرتے ہیں۔

"ریڈی ہو جاو پیارا سا لگے کہ یہ پیاری سی لڑکی سہاگن بن چکی ہے، آج کا پورا دن میری پری کے نام ہو گا"

علی کے پیار بھرے اقدامات کا اثر فیروزہ کے چہرے پر قوس وقزاح کے سارے رنگ بکھیر چکا تھا تبھی وہ شرمگیں سا مسکراتی اس سے الگ ہوتی تیار ہونے بڑھ گئی۔

.._____..

چونکہ وعدے کے مطابق آج کا آدھا دن شہریار نے کچھ خاص مصروفیات کے نام کرنا تھا سو اس نے مانی کو چار بجے تک واپس آنے کا کہہ دیا اور صبح ناشتہ بھی مانی کے لیے خود بنایا۔

ناشتے میں فریش اور موسمی پھلوں اور سبزیوں کا یوگرٹ سیلیڈ تھا جبکہ ساتھ بنانا آلمنڈ ملک شیک کیونکہ مانی نے اسی بریک فاسٹ کی فرمائش کی تھی۔

شہریار نے اسکے لیے ناشتہ ریڈی کیا اور روم میں لایا۔

مانی ویک آپ، ناشتہ کر لو پھر سو جانا۔اور چار تک مجھے تم اسی نیند اور سستی سے نکلی ہوئی فریش چاہیے ہو۔ میں نہیں چاہتا ہماری خوبصورت اینورسری ایوننگ تمہاری جمائیوں سے بدمزہ ہو"

شہریار نے ٹرے وہیں بیڈ پر رکھی اور خود بھی ریڈی ہوا، نہا وہ چکا تھا سو آج اسکا ارادہ اپنے لمبے بال اور داڑھی کو خیر آباد کہنے کا تھا سو آج کے لیے اپنا مین ڈنر سوٹ اس نے خریدنے کا فیصلہ کرتے فی الحال بلیک شرٹ اور وائیٹ پینٹ پہنی، اور جب تک باہر آیا مانی ایک انچ بھی نہ ہلی تھی۔

"حد ہو گئی ہے، مانی۔۔۔۔ کیا ہو گیا ہے تم تو جاگ ہی نہیں رہی خدا کی بندی"

بالوں کی آخری بار پونی بنا کر وہ اسکی طرف آیا اور باقاعدہ کمبل اس سے کھینچ کر اتارا جو اس قدر خمار میں شاید پہلی بار مبتلا تھی۔

"آپ نے نشہ ہی اتنا زور آور کروایا ہے کہ میرا دل چاہ رہا سوتی رہوں سوتی رہوں سوتی رہوں"

آنکھوں میں ابھی بھی نیند کی خماری لیے وہ کمبل واپس گردن تک تانے انگڑائی لیتی منمنائی جس پر شہریار کے ہونٹ بھی مسکراہٹ میں ڈھلے۔

"ٹھیک ہے پھر میں رات کی ڈنر ڈیٹ پر کسی اور کو لے جاوں گا، تم جی بھر کر سولو"

اپنے پر سحر سراپے پر مغرورانہ نگاہ ثبت کیے شہری نے خود پر پرفیوم کا ایک ہلکا سا سپرے کیا۔

"خبردار جو میری جگہ میرے سائے تک کو بھی دی ہو، آپ مزے سے اپنے اہم کام سمیٹیں میں آپکو چار تک اچھلتی کودتی ملوں گی۔ ابھی مجھے سونے دیں شیری بہت مزے کی نیند آرہی ہے، ساری رات آپ مجھے سونے نہیں دیں گے تو مانی دنکو یونہی گدھے گھوڑے بیچ کر سوتی رہے گی"

مانی واقعی مظلوم ہے اسکا احساس کرتے ہی شہریار کی آنکھوں میں شرارت بھرے ان لمحوں کا منظر گھوما تبھی اس سوئی صورت پر رحم کھاتے وہ جھکا اور اسکی جبین چومی۔

" اوکے سولو لیکن ناشتہ سکپ مت کرنا۔ میں چار تک آجاتا ہوں واپس۔"
اب اتنی عیاشی تو بنتی تھی تبھی وہ بھی ہنس کر اسے مزے سے پھر سے سوتا دیکھتے اپنا فون، والٹ اور کار کی چابی لیے کمرے سے نکلا اور وہیں سے سیدھا گھر سے بھی باہر نکل گیا، اسی وقت ملازمہ بھی گھر کی صفائی ستھرائی کے لیے آچکی تھی، شیری نے اسے بھی مانی کو ڈسٹرب نہ کرنے کا کہہ دیا اور خود گاڑی میں بیٹھے گھر سے نکل گیا۔

پہلے سیدھا ہیر ڈریسر کے پاس جا کر اپنی حالت درست کی اور پھر اپنے اور مانی کے لیے آج کے لیے کچھ سپیشل کپڑے خریدے، خود اس نے وہیں بدل لیے، بال اور بیرڈ کٹوانے کی وجہ سے وہ گھر سے جو پہن کر آیا تھا انکو انہی شاپنگ بیگز میں ڈال کر گاڑی کی پچھلی طرف رکھ دیا۔

لعلین اور لئیق اپنے دونوں بچوں کے ساتھ ہارون پرکاش کی برسی کی تقریب میں شامل ہوئے، پورے گاوں کے لوگ جمع تھے جنہوں نے چند گھنٹوں میں سات قرآن پاک ختم کیے اور پھر امام مسجد نے محروم کے

ایصال ثواب کے لیے دعا کروائی، وہیں شہریار بھی وہاں سے سیدھا قبرستان پہنچا، ہارون کی قبر پر فاتحہ ادا کی اور کچھ دیر اسکے پاس رکا۔

صارم پرکاش کے گھر تو اداسی کے مختصر قیام کے بعد امید سے بھری خوشی کی لہر دوڑ چکی تھی۔

جب لعلین نے عینی کو فیروزہ اور علی کے بارے میں بتایا تو وہ بھی بہت خوش ہوئیں، پھر ہارون کے لیے سب نے اتنی پر خلوص دعائیں دیں کہ اس ماں کو یقین واثق ملا کہ انکا ہارون اس جہاں میں خوش ہے۔

عدن تو یہاں آکر بھی خوب انجوائے کر رہی تھی، موحد بھی حُنین کا ہم عمر ہی تھا سو دونوں کے ساتھ عدن نے یہ وقت اچھے سے انجوائے کرنا تھا۔

خود سدرہ اور صارم کی خوشی کی انتہا نہ تھی کیونکہ لئیق اور لعلین پہلی بار انکے گاوں آئے وہ بھی اپنے دونوں لاڈلوں کے ساتھ۔

صارم اور سدرہ کی زندگی بھی موحد پر کاش کے آنے نے حسین کر دی تھی، قرآن خوانی کے بعد پورے گاوں میں نیاز بٹی اور یہ کام ظہر تک سمیٹ لیا گیا۔

پھر لئیق نے بھی فرزام صاحب کی زمینوں کا وزٹ کیا جہاں وہ آج بھی محنت سے کام کرتے تھے مگر اب یہ فرق تھا کہ پہلے یہ زمینیں یہاں کے سردار کی ملکیت تھیں مگر اب یہاں کے بہت سے خطے فرازم صاحب کی ملکیت تھے۔

اسکے بعد سب نے صارم کے ہوسپٹل کو وزٹ کیا جو ایک عام سے ڈسپنسری سے ان تین سالوں میں سہولیات سے بھرا چھوٹا سا ہوسپٹل بن چکا تھا، دستگیر کی مدد سے یہاں اب پرا پر میل اور فی میل سٹاف تھا اور گاوں والوں کی تمام مشکلات کا حل اس ایک جگہ موجود تھا۔

.._____..

آج موسم کچھ زیادہ خوبصورت تھا، دھوپ کی تمازت کو ٹھنڈی ہوا کے جھونکے نرم کر رہے تھے، روح کو سہلاتی گرفت بخش رہی تھیں۔

علی اور فیروزہ کا یہ دن ایک ساتھ بہت خوبصورت گزرا، بریک فاسٹ ہوٹل کے لان میں ہی انکا ارینج تھا اور پھر فیروزہ کی خواہش تھی وہ صوفیہ کے بچوں سے ملے جس پر علی اور فیروزہ نے لنچ صوفیہ میں کیا۔

شہریار نے ہارون پرکاش کے لیے اپنا ہی ایک خالی پلاٹ وقف کیا اور اسی حوالے سے اسکی دو بجے انجنیئر سے میٹنگ تھی، چونکہ مانی کا سرپرائز بھی ارینج ہو رہا تھا رات کے لیے سوشیری نے یہ کام بھی لگے ہاتھوں نمٹائا۔

وہ انجنیئر شہریار کے ساتھ اس پلاٹ کو دیکھنے ساتھ آیا، جگہ کافی کینال پر محیط تھا اور سب سے اچھی بات وہ پلاٹ ایک ایسی جگہ تھا جہاں آس پاس کے لوگ زیادہ اچھے حال میں نہ تھے۔

جگہ بہت بہترین ہے شہریار سر؛ جیسی بلڈنگ آپ چاہ رہے میں آپکو"
ویسے کچھ نقشے دیکھادیتاہوں، پھر جو بھی آپ فائنل کریں گے ہم کام
"شروع کروادیں گے

انجئیر نے اس جگہ کے حساب سے اپنے مینجر کو فوری بلوا کر شہریار کو کچھ نئ تعمیراتی بلڈنگز کا نقشہ پیش کیا جس میں کافی تگ ودو کے بعد شہریار کو ایک ایسی عمارت پسند آئی جو کوئی درا امان نہیں بلکہ ایک مسجد کی تھی۔

میں چاہتاہوں یہاں مسجد کی تعمیر ہو، لیکن وہ اتنی وسیع ہو کے کسی کے"
لیے جگہ کم نہ پڑے، اس میں باقاعدہ ایک حصہ دستر خوان کے لیے مختص
ہو جہاں کوئی بڑا چھوٹا امیر غریب بنا کسی پوچھ گچھ کے کھانا کھائے، رہنے
کے لیے اسکے پاس چھت بھی ہو۔

۔اس پر خرچ ہوتی لاگت کا بیس فیصد آپکو لئیق ایزد کی کنسٹرکشن کمپنی ادا کرے دے گی۔ اسکے علاوہ اندرونی بیرونی تمام اخراجات کا بل آپ مجھے بنا

کر دیں کہ لگ بھگ اس پر کتنا وقت اور سرمایہ لگے گا۔ پھر ہم اگلے معاملات دیکھتے ہیں"

یہ معاملہ شہریار نے ابھی صرف لال سے سرسری ڈسکس کیا جس پر اس نے لئیق اور اپنی جانب سے بیس فیصد حصہ ڈالنے کی پیشکش بھی کر دی تھی اور تبھی لئیق نے بھی دستگیر کو اس معاملے میں شہریار سے مل کر معاملات ہنڈل کرنے کا کہہ دیا تھا۔

"ٹھیک ہے شہریار سر، میں اسٹمیٹ بل بنا دیتا ہوں کل تک، پھر ان شاءاللہ اگر آپ کے لیے پراجکٹ بل فیور ایبل ہوا تو ہم کل ہی ہارون مسجد کی سنگ میل رکھ دیں گے"

انجینئر نے تمام معاملات سمیٹے اور شہریار بھی انکو انکا کام سونپتا واپسی کے لیے پلٹ گیا۔

وہاں سے اسکا سفر سیدھا اپنے تھانے کی طرف جا کر رکا، شہریار جدون کے انڈر آتی اس دنیا کی ہر چیز ویسی ہی تھی جیسے وہ چھوڑ کر گیا تھا، جہانگیر

صاحب کی طرح کئی وفادار ساتھی اب یہاں موجود تھے، تین بڑے شہروں کی لیڈ کمانڈ سنبھالتا یہ سنٹرل تھانہ آج بھی اپنے نام اور کام میں نمبر ون تھا۔

شان سے جڑی بد نما یادوں کو ان سب میں سے کسی نے نہ دہرایا۔

بس آج وہ یہاں ساحل خان کا پروفیشنلی شکریہ ادا کرنے آیا تھا۔

سب سٹاف جن میں تینوں شہروں کے ایس ایچ او، اور جونئیر انسپکٹر بھی موجود تھے اس وقت میٹنگ روم میں جمع تھے، علی بھی فیروزہ کو صوفیہ کے بچوں کے سپرد کیے کچھ دیر اس اہم میٹنگ میں شمولیت کے لیے آ پہنچا تھا۔

سب کی آنکھوں میں خوشی اور عزت کے جذبات تھے۔

"سب سے پہلے تو میں آپ سبکی ہمت اور ولولے کو سراہنا چاہوں گا جنہوں نے ایک سر پھرے ایس ایس پی کی جگہ ایک ٹیڑے ایس ایس پی کی تبدیلی کو اس قدر جلد ہضم کیا"

شہریار نے اپنی بات کا آغاز ہی شرارت سے کیا تبھی آفیسرز مسکرا اٹھے، ساحل بھی تھوڑا سا مسکرایا۔

"بات تو سچ ہے آپکی سر، ساحل خان نے آپکی کمی ہونے ہی نہیں دی ہمیں۔ان ادرورڈز ہمارے سر پر اپنے باس کے جانے کے باوجود اس سے تگڑا ظالم باس سوار رہا"

جب ماحول شرارت کا تھا تو کوئی کیسے پیچھے رہتا، یہ بھی شیری کا جونئیر ہی تھا جس نے بڑی ٹھنڈی آہ کر کے سبکو ہنسا دیا۔

"یہ میں کیا سن رہا ہوں ساحل، تم نے ان بچاروں کی گردن خوب دبائی کیا؟"

شیری نے اس بار ساحل خان کو متبسم ہوئے لتاڑا جو آگے سے تفاخر سے مسکرایا۔

"آپ نے مجھے گردن دبانے کے ساتھ کاٹنی بھی سیکھائی تھی سر، شکر کریں یہ سب محترمین کہ کاٹنے تک نوبت نہ گئی"

ساحل کے رعب دار جواب پر سب ہنسے اور شہریار کا دل ایسی حاضر جوابی پر اش اش کر اٹھا۔

"سن لیا آپ نے؟ بچت ہو گئی آپ سبکی۔ خیر یہ تو ہو گیا مزاق۔۔۔۔ تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ ساحل خان پر مجھے جو اعتماد تھا اس بندہ بشر نے اس پر آنچ نہ لاتے تین سال جو میری جگہ سنبھالی وہ داد کا مستحق ہے۔ اور آپ سبکو سن کر خوشی ہو گی کہ اب ساحل خان ہمارے ساتھ پروفیشنلی کام کریں گے، یہی نہیں ہمارے یہ پیارے نئے نئے بنتے دلہا میاں بھی ہم سبکی ٹیم کا ایک اہم حصہ ہوں گے۔ انکی ذمہ داری تھانے میں وردی پہن کر بیٹھنے کی نہیں بلکہ اس وردی کا حق بہت اچھے سے نبھانے کی ہو گی۔۔۔۔۔ ہم سب یہ بات جانتے ہیں کہ کبھی بھی ہم غداروں اور کالی بھیڑوں سے محفوظ رہ سکتے نہ ہمارا یہ محکمہ اس بدنامی سے نکل پائے گا جو ہم میں سے ہی موجود بدبختوں کی وجہ سے ہوئی۔ لیکن ہم اپنے فرض سے اس حد تک وفادار ضرور رہنے کی کوشش کریں جتنی ہماری سکت اور ہمت ہے۔ ورنہ ہم سے غلط بیانی

کرنے والا کا وہی حشر ہو گا جو تین سال پہلے شان کے ساتھ ہوا۔ ساحل اور علی اپنی ذمہ داری جلد سنبھالیں گے اور میں بھی واپس اپنے تھانے کا چارج سنبھال لوں گا۔ آپ سب سے یہی کہوں گا کہ اپنے ملک کو اپنا سمجھنا ہے، یہاں کے لوگوں کو اپنے لوگ سمجھنا اور انصاف کی فراہمی ہر کمزور و طاقتور "کو انکی حیثیت سے کروانی ہے

چند مزید ہدایات کے بعد ان لوگوں نے ساتھ ہلکا پھلا لنچ کیا اور شہریار کی ذمہ داری آج کے لیے ختم ہوئی۔

آدھے سے زیادہ دن گزر گیا تھا اور اب اسکا باقی دن اپنی بیگم کے نام تھا۔

.._____..

ان دو کے سپیشل انیوسری کینڈل لائیٹ ڈنر کے لیے فرہاد علوی کا فائیو سٹار ہوٹل آج دن بارہ سے رات بارہ تک صرف ان دو کے لیے ریزرو تھا اور یہ

مانی اور شیری کے لیے لال نور کی طرف سے عین وقت پر آتا سرپرائز تھا،
ورنہ شہریار گھر میں ہی کچھ ارینجمنٹس کروانے کا سوچ رہا تھا۔
شہریار جب چار بجے تک گھر آیا تو مانی لان میں نہیں تھی سو وہ اسکے لیے
لائے گفٹس بیگ سیدھا روم میں لے کر گیا اور آگے محترمہ کو سویا دیکھ کر
شہریار کے ہونٹ مسکرا دیے، صبح اس نے مانی کے لیے اور اپنے لیے ناشتہ
خود بنایا تھا اور وہ ٹرے خالی تھی یعنی مانی ناشتہ کر کے پھر سو گئی تھی۔
وہ اسے دس بجے جگا کر گیا تھا مگر شاید مانی رات کی تھکاوٹ اڈوانس پوری کر
رہی تھی۔
آمنہ شہریار تم تو مجھ سے بھی دو ہاتھ آگے ہو نیند کے معاملے"
"میں۔۔نشئی کہیں کی
ٹرے جو مانی نے سائیڈ ٹیبل پر رکھی تھی اسے تکتا وہ تمام شاپنگ بیگز بیڈ کی
پائنتی کی جانب رکھے اسکے قریب آیا اور مانی کے پاس بیٹھتے اسکی ناک پکڑی
جو سانس سی رکنے پر فوری نیند ٹوٹنے کے سبب کسمسائی۔

"شیری مت کریں"

مانی نے اسکا ہاتھ ناک سے ہٹاتے کروٹ بدلنی چاہی مگر شہریار نے اسکے دونوں ہاتھوں میں ہاتھ جکڑ کر لاک کرتے جھک کر اسکی ناک سے ناک رگڑی جس پر مانی نے مسکراتے ہوئے آنکھیں کھولیں۔

"تم اتنی نیند کہاں سے لائی ہو، اٹھنا نہیں ہے۔ تمہیں دیکھ کر تو میرے ارادے بھی بگھڑ رہے ہیں۔ تمہارے لیے چھوٹا سا سرپرائز پلین کیا ہے،

"اٹھ جاو فورا

شہریار جو بوسن بیری کلر کی سلم فٹ شرٹ اور ہاف وائیٹ چینوز میں کسی مغرور شہزادے کی طرح واپس اپنے پہلے خلیے میں آ چکا تھا، مانی اسکی پہلے جیسی کم کم بیرڈ اور فلفی جنٹل مین لک کے بالوں کو دیکھتی آنکھیں کھولتے ہی ہنسی۔

"اوہ مائی گارڈ، آپ نے خود کو میری نظر لگوانی ہے کیا جو یہ نظر سے بچنے والے جنگل کو ہٹا دیا۔ رہنے دیتے، میں آپکی پونیاں کرتی"

اس وقت اس لڑکی کو مستی سوجھ رہی تھی تبھی تو شہریار نے اپنی گال مانی کی گال سے رب کی، چبھن کی جگہ اب گدگداہٹ نے لی۔

"تمہیں جیسا شہریار پسند ہے میں اب سے بالکل ویسا ہی رہوں گا، تمہارا ڈریس لایا ہوں۔ دیکھو کیسا ہے"

مانی کی خواہش مان کر وہ تروتازہ اور ہنڈسم واپس بند چکا تھا، اور ڈریس کا سن کر مانی نے فوری اسکے ہاتھ چھوڑ کر بیٹھانے پر اٹھتے ہی کمبل ہٹاتے بیڈ سے پیر اتارے اور لپک کر شاپنگ بیگز کی طرف بڑھی۔

بوسن بیری کلر سے آگے اور پیچھے سے بلیک کافل سیلوز بلاوز تھا جس کے گلے اور بازووں پر سلور نگوں کی باریک لیس کی بہت ڈیسنٹ سی پٹی تھی اور پورے بلاوز میں سلور دھاگے کی بہت باریک موتیوں والی کڑھائی تھی، جبکہ اسی کلر کی شفون کی ساڑھی تھی۔

مانی نے اسے ستائشی نظروں سے دیکھتے ہی پلٹ کر شیری کو دیکھا۔

"اتنی پیاری ساڑھی؟ لیکن مجھے تو یہ پہننی نہیں آتی شیری"

مانی نے اداسی کے سنگ پلٹے کہا جس پر شہریار نے اسکو پکڑ کر اپنے حصار میں لیا۔

"میں پہنادوں گا ڈونٹ وری، تم اسکا بلاوز اور ٹائیٹ پہن لینا باقی مجھ پر چھوڑ دو۔ مجھے تجسس ہے کہ یہ لباس تم پر کیسا لگے گا۔ اور مجھے یقین ہے تم آج آفت لگنے والی ہو"

شہریار کی خوشی اسے ساڑھی میں دیکھنا ہو گا یہ واقعی بہت حسین تھا۔

"میں آل ریڈی آفت ہوں مسٹر، لیکن مجھے آپکا یوں ساڑھی گفٹ کرنا بہت کیوٹ لگا۔ تھینکو سو مچ، یہ واقعی بہت خوبصورت ہے۔ اور کلر بھی میچنگ آپ سے۔"

مانی نے پھر سے اسکے حصار میں ہی پلٹے ساڑھی کی دیدہ زیبی دیکھی، سب سے خوبصورت اسکا فل بلاوز تھا جو مانی کو مزید حسین لگا۔

مجھے ہمیشہ سے ساڑھی پسند تھی، ممی نے بھی میری فرمائش پر پہننا شروع"
کی تھی۔ سوچا تھا واپس آوں گا تو تمہیں کہوں گا پہن کر دیکھاو بلکہ ہر رات
"تم میرے لیے یونہی ساڑھی پہن کر سجو
شہریار کے یوں بتانے پر وہ کھلکھلادی۔
"آپ مجھے بہت ساری ساڑھیاں لادینا، میں روز آپکے لیے پہن لوں گی"
مانی کے فورا مان جانے پر شہریار شریر سا مسکرایا۔
آہاں۔ لیکن وہ ساڑھیاں جو تم صرف میرے لیے پہنو گی زرا بولڈ ہوں"
"گی۔ یہ تو ہمارا گھر سے باہر ڈنر ہے تبھی زرا کلاسی ٹائیپ لی
شہریار کی شرارت سے وہ پہلے ہی بھانپ چکی تھی کہ یہی بات ہو گی۔
تو کیا ہوا، بیوی بولڈ ہے تو کیا آپکے لیے ساڑھی بولڈ نہیں پہن سکتی۔۔۔۔"
"

مانی تو آج کچھ زیادہ ہی خطرباک موڈ میں تھی۔
"اہمم اہمم میرا اثر سر چڑھ کر بول رہا ہے تمہارے"

شہریار نے اسکے چہرے کے قریب چہرہ سرکاتے معنی خیز لہجے میں جتایا۔

"جب سے واپس آئے ہیں مجھ پر اپنا سحر ہی تو پھونک رہے ہیں، یہ تو ہو گا"

اسکے گلابی ہونٹ مسکرا کر اور گلابی اور آنکھیں جذبات کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر بن گیا۔

آہاں، آئی لائک اٹ۔۔۔۔ چلو پھر تیار ہو جاو۔تاکہ ہم اپنی اس"

"خوبصورت شام کو اور حسین کر دیں

شہریار کی تجویز پر وہ مسکراتی ہوئی ساڑھی کا بلاوز اور اسکی ٹائیٹ لیے فریش ہونے اور چینج کرنے گئی۔

بال اس نے نہا کر ڈرائے اندر ہی کیے اور انکو سٹریٹ کر کے کناروں سے فریزی کرل کی شکل دی جو مانی پر کافی سجتے تھے، پھر میک آپ بھی کلاسی سمو کی کیا۔

بلیک ٹائیٹ بالکل پینٹ جیسی تھی اور مانی کو اچھے سے فٹ تھی اور بلاوز بھی بہت آرام سے فٹ آیا بس اسکی زیپ تھی اور ڈوری جو مانی نے باہر آکر

شیری سے بند کروائی، اسکے اس ادھورے روپ نے ہی شہریار کی آنکھوں میں خمار لایا تبھی تو ساڑھی کو وہیں بھولے مانی کو ایسے ہی اسکی کمر سے کھینچتے اپنے قریب سرکایا۔

"تم تو ایسے بھی تباہی لگ رہی ہو"

مانی اسکی سانسوں میں سانس بھرتی شہریار کی وارفتہ نگاہوں کے روبرو فطری گھبرائی کیونکہ وہ اسے کسی بھی لمحے اب اپنے لیے وقف کر سکتا تھا۔

"لیکن آپ بھول رہے ہیں ساڑھی آپکی فیورٹ ہے"

مانی نے شرم و شرارت کی ملی جلی کیفیت کے سنگ بہکتے جناب کو یاد دہانی کروائی تبھی شہریار نے اسکو آزاد کرتے ساڑھی اٹھائی اور پروفیشنل طریقے سے اسکو مانی کے بانکے وجود پر یوں سجایا کہ آئینے میں خود کو تکتی وہ سمو کی میک اوور اور گرے آنکھوں والی بھی دنگ رہ گئی۔

لمبے بانکے سر اپے پر وہ چنی ہوئی حسین ساڑھی یوں سجی جیسے وہ بنی ہی آمنہ شہریار کے لیے ہو۔

اسکے گرد بازووں کا حصار باندھے شہریار نے اپنی ٹھوڑی اسکے کندھے پر ٹکائی اور آئینے کے پار سے اس جل پری کو دیکھا۔

"تم اس دنیا کی سب سے پیاری بیوی ہو مانی"

اپنے ہونٹوں سے قدرتی بلش میں نہائے مانی کے رخسار کو چومتے اس نے مانی کے کانوں میں یہ امرت انڈیلا۔

"مجھے لگا آپ لڑکی کہیں گے"

مانی نے اپنے لجائے روپ سے لاج کھاتے دھیمی سی چھینپی سرگوشی کی۔

"تم نے مجھے جو آرام و سکون بخشا ہے، جو آسودگی کا جہاں میرے مقدر میں شامل کیا ہے۔اپنی موجودگی سے میرے سیاہ دل کو روشن کیا ہے، تم ایک ایسی بیوی بن گئی ہو جس سے اسکا شوہر سانس سانس راضی ہے"

اعترافات کا آغاز ہو گیا تھا، ابھی تو ابتدا تھی اور شہریار جدون نے ابتدا کو بھی انتہا جیسا رنگ بخش دیا تھا۔

تم نے مجھے محبت سے اپنے عشق پر لگا دیا، تمہیں جان کہوں اپنی تو یہ بہت "
معمولی جملہ ہو گا۔ تم میری آن بان اور شان ہو آمنہ شہریار جدون، نا جانے
ان ہاتھوں سے ایسی کونسی نیکی سرزد ہوئی کہ تم مجھے بالکل میری مردہ ہوتی
امید کے آخری آیام میں کسی اللہ کی خاص کرامت کی مانند سونپی گئی۔ جیسے
اللہ کو میرا خالی پن منظور نہ تھا تو مجھے تم سے بھرا، میں جتنی بھی تکلیف سے
گزرا، وہ تمہارے پاس آکر راحتوں کے نا ختم ہوتے خزانوں میں بدل
" گئیں۔ تم صرف میری محبت نہیں ہو، تم میرا یقین ہو

وہ اسکے محصور کن حصار میں پلٹی تو ان آنکھوں میں نمی تھی، شہریار اس سے
یہ سب کہتا ہوا دیوانہ لگ رہا تھا، اس شخص کے لہجے میں امرت تھا، دل کی
زندگی کو تقویت دیتے الفاظ، جس انسان کی کبھی اس نے بے حد حسرت کی
تھی وہ آج اسکی نعمتوں میں شمار تھا۔

شہریار جدون جس نے اس لڑکی کو مجبوری میں اپنایا تھا، اب اسکے دوستوں، اور والدین کی طرح ایک الگ اور منفرد مقام پا چکی تھی۔

"کتنا تڑپایا آپ نے مجھے ان دیوانگی میں ڈوبے محبت کے اعترافات کے لیے، ویسے تو آپکی آنکھیں نفرت کے دنوں میں بھی مانی کے لیے مہربان تھیں لیکن اب مجھے دیکھتی ہیں تو محسوس ہوتا ہے کہ میں اس دنیا کی سب سے خوش قسمت لڑکی ہوں"

وہ اسکے روبرو تھی، تڑپ پر بھرپور قابو پائے، سمو کی آنکھوں میں بھرے جذبات کے بھیگے سمندر کے سنگ، ہونٹوں پر دلخراش مسکراہٹ لیے لیکن اسکی وہی مسکراہٹ آخر تک گداز رنگوں میں نہا گئی، شہریار جدون نے اسے سچ میں بہت رلایا اور ستایا تھا، آنکھوں پر پلکوں کی اثبات بھری چھاؤں کے سنگ مانی کے کہے ہر حرف کی تائید کی گئی تھی، اسکی مسکراہٹ کو اس درد بھرے اعتراف میں چوما گیا۔

تم سے کبھی نفرت نہیں کی، تب بھی اس دل پر حاکم ہوتی محسوس ہوتی"
" تھی، بھاگتا تھا۔ کہیں تمہارا مجھ ہر سایہ نہ ہو جائے

اس پیچ کے بنتے معنی خیز فسوں کو توڑنے کی سعی میں شہریار نے اس کے خوب رو چہرے کے نقوش نہارتے گھمبیرتا سے سرگوشی کرتے اپنی ہار تسلیم کی۔

"اور اب اس چڑیل کے سائے سے نجات پانا چاہیں گے؟"

کھلتی بند ہوتی آنکھوں کا محور شہریار کی آنکھوں کو مستقل بنائے مانی نے شریر تبسم بھرا استفسار کیا شاید پیچ کے سحر کی شدت کم کرنے کی کوشش کی گئی جو حواس پر حاوی ہو رہا تھا۔

" کبھی نہیں"

بنا سوچے سانس میں سانس بھر کر شریر جواب دیتے وہ اسکو بازوؤں کے حصار میں دگنی شدت سے بھرتا ان رقص کرتی پلکوں کے اسیر کرتے جال کی جانب متوجہ تھا۔

"آپ مجھے بہکا رہے ہیں شہریار"

مانی نے اسکے ڈنر کے بجائے کچھ اور طرح کے ارادے بھانپتے اس بندہ بشر سے زیادہ خود کو ہوش دلایا جو شہریار کے فقط دیکھنے سے ہی موم کی مانند پگھل رہی تھی، اس شخص کی آگ جلا رہی تھی، ہوش خاکستر کر رہی تھی۔

جب ہم دو کے بیچ ہوا تک کا گزر نہ ہو رہا ہو، اس لمحے میرا نام مت لیا کرو" مانی۔ کیا تم یہ چاہ رہی ہو کہ میں تمہاری یہ ساری سجنے سنورنے پر لگی محنت "غارت کر دوں

وہ جو شہریار سے مزید محبت بھرے اظہارت کی امید رکھ رہی تھی، ایسے برہم و شدید رد عمل پر اول تو کئی لمحے کچھ بول نہ سکی پھر ڈر کر اسکے اور اپنے بیچ فاصلہ بناتے ہوئے ہوا کے گزر کا راستہ استوار کیا اور مانی کی اس گھبرائی حرکت پر شہریار کے ہونٹ زرا سے مسکائے۔

اگر آپ نے ایسا کچھ کیا تو مجھے میک آپ دوبارہ آپ ہی کریں گے، مجھ "سے نہیں ہو گی اتنی محنت

وہ شاید بھول گیا تھا کہ یہ وہی مانی ہے جس نے شہریار جدون جیسے مردہ دل میں خواہش اور طلب کے پھول کھلائے تھے۔

اوہ! تمہیں تو پتا ہو گا میں اس آرٹیفیشل سنگار کے ہر گز حق میں نہیں۔"

"میں تمہیں نیچرل میک آپ کروں گا، منظور ہے تو تیار ہو جاو

اول تو وہ شیری کی بات سمجھ نہ پائی تبھی مزاق اڑاتی ہنسی مگر جب شہریار کی معنی خیز نگاہ کی حدت دل میں برق بن کر دوڑی تو مانی کے ہونٹوں پر رینگتی مسکراہٹ لمحے کے ہزارویں حصے غائب ہوئی۔

ن۔۔نو پلیز۔۔آپکا کیا نیچرل میک اوور افورڈ نہیں کر سکتی اس وقت۔"

"پلیز اپنا سیلون واپسی پر کھو لیے گا

فوراسے بیشتر وہ شہریار کے حصار کو جھٹک کر پرے سرکی۔

"پہلے والی مانی کہاں ہے یار، تم اب شرمیلی سی ہو گئی ہو"

شہریار اسکے اندر آتے اس بدلاو کو شدت سے محسوس کر رہا تھا تبھی تو پوچھ بھی لیا، وہ اسکے کسی بھی وقت چھو لینے پر کانپ سی اٹھنے والی کہاں تھی۔

مانی نے آخری بار اپنے پر بہار سراپے پر نگاہ دوڑائی اور پلٹ کر پھر سے شہریار کے قریب آئی جیسے سرگوشی کرنا چاہتی ہو۔

"پہلے بچپنا تھا مانی میں، اب بچپنے کے ساتھ آپ سے جڑی محبت بہت مضبوط ہو گئی ہے۔ اب میں اپنے دھڑکتے دل کو آپکے روبرو سنبھال نہیں پاتی، آپکے بڑھتے قدموں کے بے حد ہونے کا احساس میرے جسم پر لعرزش طاری کر دیتا ہے، کیونکہ جانتی ہوں اب آپ جب جب میرے قریب آئیں گے تو صرف بہت قریب آنے کا ہی آپشن ہو گا۔ آپکے چھونے کا ہر بار نیا انداز ہی وجہ ہے میرے چہرے پر اتر آتے گلاب رنگوں کی، آپکی آنکھوں میں ہر بار میرے لیے محبت کی ایک نئی شدت ہوتی ہے جس کے آگے مانی کا دامن بہت چھوٹا پڑ جاتا ہے، آپکا احترام ان گزرتے سالوں آپکی سوچ سے بڑھ گیا ہے۔ یہ شرم یہ جھجھک اور یہ ادائیں فطری ہیں، کیونکہ مانی آپکی محبوبہ سے آپکی روح کا منسب پا چکی ہے، اور روحیں بھلے جسم کا حصہ ہوں، کبھی جسم پر پوری شدت سے عیاں نہیں ہوتیں"

مانی کا ایک ایک لفظ وہ کسی مترنم گیت کی مانند محسوس کر رہا تھا، جیسے وہ کہہ تو رہی تھی پر شہریار کے دل میں بھی ایسی ہی پکار بلند تھی۔

اور اگر میں یہ کہوں کہ شہریار جدون اپنی اسی محبوبہ میں زیادہ انٹرسٹڈ ہے" پھر؟ ویسی ہی جو میری سوچ میں آتی ہر خواہش کو میری طلب بننے سے پہلے تکمیل دے دیتی ہے"

شیری نے اسے واپس بازو اسکی کمر میں لپیٹ کر سینے سے لگا کر حصار تے خود کو مکمل مانی کے اختیار پر لاتے پر خمار سی سرگوشی کی۔

تو میں یہ کہوں گی کہ یہ مانی بھی آپکی ہر خواہش کو طلب بننے سے پہلے" تکمیل دے گی، میری آنکھوں کی تیز چمک کو انڈر اسٹمیٹ نہ کیجئے گا شہریار جدون، یہ آپکے اندر تک جھانک سکتی ہے"

اسکے قریب آتے ہی نرمی سے مانی نے ان ہیل کرتی خوشبو میں جب یکدم کھلتی سانسوں کو محسوس کیا تو دونوں ایک سا مسکرائے۔

"کتنا اندر تک جھانک سکتی ہو آمنہ شہریار جدون"

وہ اب بھی یوں دور ہٹا جیسے پیاس بجھی نہ ہو بلکہ بڑھ گئی ہو، لہجے میں بے خودی اتری تھی۔

"جہاں تک آپ آمنہ شہریار جدون کو رسائی دیں گے، وہاں تک جہاں آپکو بھی اپنا آپ نظر آنا بند ہو جائے۔ آئی ایم ویری ڈینجرس فار یو مسٹر، سو جب آپ میرے رحم و کرم پر ہوں تو مجھے بھی اپنے نام کے ساتھ اس قدر شدید جوڑنے سے گریز کیجئے گا۔ ایسا نہ ہو آپکے دن رات اسی آسیب کا شکار ہو جائیں"

وہ شیرنی بنی شہریار کی آنکھوں میں جھانکے بولی تو ان ہونٹوں پر رسیلی سی مسکراہٹ دوڑی۔

"ڈنر کو چھوڑو، تم میرے دن رات افیکٹ کر دو بس"

شہریار کے پٹڑی سے اترنے پر وہ محظوظ ہوتی ہنسی اور چہرہ اسکی دسترس سے زرا پرے سرکایا۔

"جی نہیں، آئی وانٹ مائی اینور سری ڈنر ود گفٹ"

مانی نے فوراسے حق وصولی کی جس پر شہریار کا موڈ بھی ڈنر کا سوچتے اس جانب راغب ہوا۔

"لٹس گو دین، اس سے پہلے میں تمہارے اس روپ کے سبب اپنے دن رات خود ہی آسیب زدہ کروا بیٹھوں"

شہریار نے جس دقت سے اس حسن زادی سے نظر اور اپنا مائل ہوتا دل دور کیا یہ مانی کو ہنسا گیا۔

خیر ڈنر کے لیے جانا اہم تھا، مانی اور شہریار کی زندگی کی یہ شام یادگار تھی۔

کپل تھیم کے لیے ہوٹل کی دوسری منزل کو بہت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا، سرخ اور سفید کمبو کے لاتعداد پھولوں کے بیچ، ان دو کا دمکتا سراپا ممتاز لگ رہا تھا، فی میل میوزیشن کے ہمراہ تین لوگ وائلن بجاتے دھنیں بکھیر رہے تھے، مانی نے اسکا ہاتھ راونڈ شیپڈ ٹیبل کے قریب آکر چھوڑا تو شہریار نے کرسی پیچھے کو سرکاتے اسے بیٹھنے کی پیشکش کی، میز پر دو گلاب کے پھول ڈنڈیوں اور پتوں سمیت سرخ مخملی ٹیبل کوور کے اوپر میز کی سطح پر

پڑے خوشبو اگل رہے تھے، یہ ساری سجاوٹ صرف ان دو کے لیے تھی،
کچھ فاصلے پر دو ویٹر نظریں نیچے کیے کھڑے ان دو کو سروس دینے کے لیے
ہمہ وقت تیار کھڑے تھے۔

"یہ سب میرے لیے؟"

مانی نے گلاب کے پھولوں سے سجی دیواریں اور بڑی بڑی چھتوں سے لٹکتے
ایرانی فانوسوں کی دلکشی سراہتے شیری کی طرف دیکھا جس نے بیٹھتے ہی
اپنے کوٹ کے بند بٹن کھولے۔

"یہ ڈنر ہمارے سینئر اینڈ بیوٹی فل کپل فرہاد اور لال نور کی طرف سے ہے،
میرا سرپرائز ابھی باقی ہے"

اس قدر خوبصورتی اور چکاچوند کے بعد شہریار کا سرپرائز ابھی موجود ہے یہ
سوچ کر ہی مانی کی آنکھوں میں چمک اتری۔

"اوکے! آپکا سرپرائز دیکھنے کو بے تاب ہوں۔ لیکن میرے پاس بھی آپکے
لیے گفٹ ہے"

مانی نے مسکرا کر اپنے بیگ کو اٹھایا جبکہ شہریار تھوڑا متجسس تھا کہ وہ تو گفٹ لینے کہیں گئی بھی نہیں۔

"آہاں، کیسا گفٹ"

مانی اسکے تجسس پر شرارت سے ہنسی اور اپنے بیگ سے ایک ریپڈ ریڈ گفٹ باکس نکال کر شہریار کی طرف سرکایا جو کافی پر شوق سی نگاہ مانی پر ڈالے وہ گفٹ پیک اٹھا کر کھولنے لگا۔

مگر اندر سے نکلتی پرفیوم جیسی بوتل کو دیکھ کر شہریار نے آئبرو اچکاتے مسیز کو گھورا، وہ اس سے اتنے آڈنری گفٹ کی کہاں امید رکھتا تھا۔

"تم جانتی ہو تمہاری وجہ سے میں نے پرفیومز لگانا بہت کم کر دیا ہے"

شہریار نے اپنی مایوسی فوری عیاں بھی کی مگر مانی نے مسکراہٹ بمشکل روکی۔

"دیکھ تو لیں کیا ہے"

مانی کے اصرار پر شہریار نے واپس اسکی جانچ کی تب اسکی نظر اسکے نام پر گئی۔

"Pre Wex Treatment Spray"

نام پڑھتے ہی شہریار نے ہونٹوں پر امڈتی شریر مسکراہٹ دبائی۔

"ایسا گفٹ کسی وائف نے اپنے ہسبنڈ کو ہر گز نہیں دیا ہو گا، کیا یاد کریں گے کس سخی مانی سے پالا پڑا تھا۔ یہ ہے وہ جادوئی سپرے۔ اس سے آپ بنا ہرٹ ہوئے اپنی ویکس کر سکیں گے"

مانی نے اسکی دبائی خوشی پر چہک کر کہا۔

"یہ تم نے کب منگوایا یا تم کب لائی؟ میرے سامنے تو تم سوئی صورت بنی ہوئی تھی"

شہریار کے تجسس پر مانی زرا سا ٹیبل کی طرف جھکی۔

"ناشتے کے بعد آپکی بات یاد آئی تو سوچا آپکو ایسا ہی سپیشل گفٹ دینا چاہیے، سیلون والی میم ہیں انہی سے اونلائن آرڈر کیا اور انہوں نے ہی گھر بھجوایا"

مانی کے بتانے پر شہریار نے اسے واپس باکس میں بند کیے اپنا ہاتھ بڑھایا جسے مانی نے بنا سوچے جکڑا۔

یہ واقعی بہت سپیشل اور پرسنل گفٹ ہے،"

"Thank you amore mio

شیری کی شرارت پر وہ بھی بلش کرتے شدید پیار امسکائی۔

دھیمی دھیمی وائلن کی دھن سنتے ہی شہریار نے ویٹر کو بلایا، کھانا آرڈر کیا اور اس بیچ دونوں کی آنکھوں نے مسلسل ایک دوسرے کو محور بنائے رکھا۔

"Can you dance with me?"

مانی نے اسکو اپنی جگہ سے اٹھتے دیکھ کر حیرانگی کا اظہار کیا مگر جب شہریار نے اپنا ہاتھ اسکی سمت بڑھایا تو مانی نے مسکراتے اور اتراتے ہوئے شہریار کا ہاتھ تھاما اور اٹھ کر اسکے روبرو آئی۔

نظر وائلن بجاتے سٹاف پر ڈالی جو اپنی دھن میں اپنا کام کر رہی تھیں۔

شہریار نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے شانے پر رکھا اور دوسرا اپنے ہاتھ سے پھیلاتے ہوئے اپنا ہاتھ انگلیوں سمیت جکڑے، جبکہ ایک ہاتھ سے اس نے مانی کی کمر پکڑے اپنے نزدیک کیا۔

"شیری، کمفرٹیبل نہیں ہے۔"

شہریار کے اتنے کلوز آکر وہ تھوڑی بے چین تھی، نظر بار بار یہاں وہاں سرکی۔

"کوئی ہمیں نہیں دیکھ رہا، تم مجھے دیکھو آمنہ شہریار جدون"

اپنی کمر پر سراسراتی شہریار کی انگلیوں پر مانی نے رحم طلب نگاہ ڈرتے ڈرتے اٹھائی، وہ جس طرح اسکے نقش نقش کو نہارتا آہستگی سے دھن پر پیروں کو حرکت دے رہا تھا، مانی جتنی بھی کمفرٹیبل ہوتی، چہرے کے رنگ اڑے لگتے۔

"آپکو دیکھتی رہی تو ارد گرد سے بیگانی ہو جاوں گی"

مانی اپنی آواز ہر ممکنہ مدھم رکھتے اس سحر ناک کیفیت میں بری طرح جکڑتے ہوئے منمنائی۔

"تو ہوتی کیوں نہیں ہو بیگانی"

ہونٹوں کو اسکے چہرے کے ایک انچ کے فاصلے پر لاتے شہریار جدون بے اختیار کہہ اٹھا، مانی کے ہونٹ لمحہ بھر مسکراہٹ میں ڈھلے تو اس نے چہروں کے بیچ فاصلہ استوار کرتے یہاں وہاں نظر گمائی، بیچ میں کوئی انکو نہیں دیکھ رہا تھا۔

"ارد گرد سے بیگانی ہو گئی تو آپ سے سنبھالی نہیں جاوں گی، آپ اتنے پیار سے دیکھتے رہے تو مشکل میں پھنس جاوں گی۔ آپکو نہیں پتا لیکن آپکے دیکھنے میں اور چھونے میں زیادہ فرق نہیں ہے شہریار"

ان سیاہ آنکھوں میں غالب آتے خمار کی شدت پر مانی کو اپنی آواز سرگوشی میں بدلنی پڑی۔

"مجھے بھی ایسے لگتا ہے کہ میری آنکھیں تمہیں چھوتی ہیں"

اسکے ہاتھ مانی کی کمر پر یوں حرکت کر رہے تھے کہ اس مخملی لباس کے پار تک ان ہاتھوں کی حرارت اتر رہی تھی۔

"آپکے سخت لمس سے زیادہ نرم لمس شدت بھرا ہے"

رقص کرتے ہوئے وہ اسکی خوشبو میں سانس بھرتی جو شکوہ کر رہی تھی اس پر شہریار نے اپنے اور اسکے بیچ زیادہ نہ سہی پر اتنا فاصلہ بنایا کہ دلوں کی دھڑکنوں کا شور جسموں میں وبال نہ اٹھا سکے۔

شکائیت کے اتنی جلدی سنے جانے پر مانی کے ہونٹ مسکرائے۔

"اس پر تھوڑا اختلاف ہے"

مانی اسکے چہرے سے چہرہ مس ہونے پر اس اختلاف کا جواز تک نہ مانگ سکی، چہرہ سرخ ہوا۔

"پوچھو گی نہیں کیسا اختلاف"

شہریار کے توجہ دلانے پر مانی نے اپنے دھڑکتے دل کے شور سے بدحواس ہونے کے بیچ زرا سنبھل کر اسے دیکھا۔

اتنے قریب موجود رہ کر بات کریں گے تو کہاں کچھ پوچھنے کی ہوش رہے"
"گی شہریار

شکوہ خود ہی ان گلابی ہونٹوں پر مچلا اور تبھی شہریار نے اسکی جبین چومتے خود سے آزادی دیتے واپس ہاتھ پکڑا۔

کھانا لگ چکا تھا تبھی مانی نے بھی سکھ کا سانس بھرتے شیری کے سنگ واپس قدم بڑھائے۔

کھانے کے بیچ بھی مانی اسکی آنکھوں سے مچلتے جذبات کے بہتے سمندر کو بھانپے زرا خوف زدہ رہی۔

ڈنر کے بعد وہ لوگ واپسی کے لیے نکلے تو شام کے ساڑھے پانچ بج چکے تھے، ہنی مون ڈنر جلد سمیٹا گیا مگر اصل سرپرائز تو باقی تھا۔

"اب میرے سرپرائز کی باری، آر یو ریڈی؟"

شیر یار نے گاڑی کے قریب آکر کھڑے ہوتے ڈور کے پاس چمٹ کر کھڑی مانی کے باقاعدہ بلکل روبرو آتے شوخ سی سرگوشی کی۔

سرپرائز میری ڈری ہوئی حالت کے پیش نظر ہونا چاہیے شیری، آپ نے"
"پہلے ہی مجھے ڈانس کروا کے بہت آزمایا ہے
مانی نے سہمے ہوئے تمہید باندھی جس پر شہریار مسکرایا۔
ڈونٹ وری، اس والے سرپرائز میں دنیا کی کوئی کنڑوبیوشن نہیں ہو گی۔"
"میں اور تم ہوں گے بس
شہریار کے ہنٹ بھی اسکی طرح خطرناک ہی تھے سو مانی نے اپنے ڈوبتے دل کو سنبھالا اور گاڑی میں بیٹھی۔
کچھ ہی دیر میں وہ لوگ وہاں سے روانہ ہوئے، لگ بھگ ڈیڑھ گھنٹے کا طویل سفر جس میں مانی اخیر تھک بھی گئی، اسے لگا شاید پوری رات لانگ ڈرائیونگ ہی کے نام ہو گی۔
منزل سے لگ بھگ دو منٹ کی دوری باقی تھی جب مانی کا صبر جواب دے گیا۔
"شیری، ہم اتنے دور کہاں جا رہے ہیں؟ میں تھک گئی ہوں"

مانی کی خاموشی اس لیے بھی ٹوٹی کیونکہ وہ لوگ اپنے بھیڑ بھاڑ والے گنجان شہر سے کافی دور آچکے تھے، یہ جگہ پہاڑی علاقے جیسی تھی، دور دور تک بلند و بالا پہاڑوں کا سلسلہ اس پار ڈوبتے آخری سانسیں لیتے سورج کے سنگ دلکش لگ رہا تھا، فضا میں یکدم خنکی بڑھ رہی تھی، موسم نتھرا اور صاف ہو چکا تھا، اندھیرا بہت تیزی سے رہی سہے سویرے کو نگل رہا تھا، یہاں لمبی لمبی سنسان سڑکیں تھیں اور فارم ہاوسیز جگہ جگہ ان پہاڑوں کے دامن میں اپنی اپنی اعلی طرز کے سنگ تعمیر تھے۔

تمہارے لیے ایک گفٹ ہے، اس خوبصورت جگہ آمنہ شہریار جدون کا"
"گھر لیا ہے

شہریار کے انکشاف پر آمنہ نے حیرت و صدمے سے رخ پھیرا۔

"گھر؟ لیکن ہمارا گھر تو ہے نہ شیری۔ ممی بابا کے ساتھ والا"

مانی کی آواز باقاعدہ رندھ گئی۔

آفکورس سوئیٹ ہارٹ، لیکن اب تمہارے ساتھ ایک ایسی ذاتی جگہ چاہتا"
ہوں جہاں میرے اور تمہارے سوا صرف ہماری محبت موجود ہو، کوئی
دوسرا فرد نہیں، نہ کوئی ہیلپر۔ڈونٹ وری ہم یہاں آباد نہیں ہو رہے، بس
"کبھی کبھی یہاں آیا کریں گے
مانی کے صدمے میں شیری کی دی وضاحت سے کمی ہوئی تبھی اس کا سانس
بحال ہوا۔
"ممی بابا کو بتایا آپ نے ہمارے اس گھر کا؟"
مانی نے پھر سے باہر کی خوبصورتی تکتے پوچھا کیونکہ طویل پھولوں کی باڑ میں
لپٹی راہداری کا آغاز ہو چکا تھا۔
کچھ چیزیں صرف ہسبنڈ وائف میں رہنی چاہیں، ان دو کو شہریار کی"
قابلیت پر کوئی شک نہیں۔وہ دونوں عین وقت پر یہاں سے گئے بھی اسی
لیے تھے کہ ہم دو کو مکمل سپیس دیں ورنہ ہم ہارون کی برسی کے لیے
"قرآن خوانی یہاں بھی پلین کر سکتے تھے

مانی اسکی باتوں کو سن کر کئی لمحے کچھ بول ہی نہ پائی۔

تم میرے پیرنٹس کو اندر اسٹیمیٹ مت کرو، انکی تو ابھی تک اپنی لو و"
لائف چل رہی ہے سو وہ کیوں نہیں چاہیں گے کہ انکا بیٹا بھی اپنی لو و لائف
کا آغاز پر تپاک انداز میں کرے۔ اور ایسے پیرنٹس میرے پاس ہیں سو آئی
"ایم لکی، تم اس صدمے سے باہر نکل آو۔ ہم پہنچ چکے ہیں

شہریار اسکی کیفیت سے محظوظ ہوتا گاڑی بہت خوبصورت سے گھر کے
سامنے بنے اوپن پورچ میں روک چکا تھا، یہ ایک سیکورڈ سوسائٹی تھی
جہاں لگ بھگ کئی کنال پر بنے لاتعداد فارم ہاوس تھے اور سبکی مشترکہ
سیکیورٹی کے لیے لوگ اس اوپن گیڈ پر موجود تھے جس راہداری سے وہ
لوگ اندر آئے تھے۔

آمنہ نے نظر جب سامنے ڈالی تو اس چھوٹے سے فارم ہاوس کی بیرونی
لائٹنگ اس قدر خوبصورتی سے کی گئی تھی کہ مبہوت ہوئے وہ شہریار کے

باہر نکل کر اسکی جانب آکر کار ڈور کھولنے پر اسکا ہاتھ تھامتی اپنی ساڑھی کا پلو سمیٹے باہر نکلی۔

"زیادہ بڑا گھر نہیں ہے، ایک چھوٹی سی فیملی کے لیے ان پہاڑوں پر آکر بستے ہوئے انجوائے کرنے کے لیے سٹے ہاوس ہے۔ آجاو"

وہ شہریار کا ہاتھ تھامے اس راہداری کے دونوں اطراف کھلے گلاب کے سرخ پھولوں کو تکتی ساتھ ہی لگی لائٹس کو تجسس سے دیکھتی اسکے ساتھ آگے بڑھی، وہاں بڑا سا سوئمنگ پول تھا جس کے آس پاس بھی گملوں میں موتیے اور گلاب کے پھول لگے تھے، مانی اور وہ اس سوئمنگ پول تک آئے جس کے بیچ فاونٹین نسب تھا اور پول کا پانی ہی فوارے کی شکل اس سے نکلتا ہوا پول میں گر رہا تھا، اسی راہداری کے ساتھ لگی سٹریٹ لائیٹ سے دور دور پھیلا سرسبز میدان جہاں لاتعداد درخت تھے نظر آرہا تھا۔

"یہاں کتنی خاموشی ہے شیری، ہو کا عالم"

صرف اس فوارے کی آواز کے علاوہ وہاں کوئی دوسری آہٹ نہ تھی، اور مانی کو کچھ ڈر سا لگا تبھی اس نے شہریار کا ہاتھ مزید جکڑ کر اسکی طرف گھوم جاتے کہا۔

"جب تم میرے پاس ہوتی ہو مانی، مجھے ایسی ہی خاموشی چاہیے۔ یہاں شور نہیں ہوتا، پرندوں کی سرگوشیوں سے لے کر پھولوں کے کھلنے تک کی آواز سنائی دیتی ہے۔ اس جگہ آکر تمہارے دل کی دھڑکنیں سننا کتنا پر لطف ہوگا"

مانی نے دقت سے سانس لیتے شہریار کی آنکھوں میں جمع ہوتے خمار کو دیکھا تو ان رنگ بدلتی آنکھوں کے اشاروں کے روبرو دل کی دھڑکن سست پڑی۔

"بھولیں مت آپکا دل مجھے دیکھ کر مجھ سے زیادہ تیز دھڑکتا ہے، آپکو میرے دل کی عام سی دھڑکن اس طرح کیسے سنائی دے سکے گی"

وہ متجسس بھی تھی اور یہاں اس خوبصورت جگہ صرف شہریار کی موجودگی کے سبب کچھ گھبراہٹ کا شکار بھی۔

"عام دھڑکن! جو تمہارے دل کے اندر ہو کر میرے دل کے اندر تک سنائی دینے لگتی ہے وہ عام کیسے ہو سکتی ہے۔ تمہیں کہیں سے بھی عام نہیں ہو، تم خاص ہو۔ اتنی خاص کہ تمہارے لیے ساری دنیا کو غیر ضروری قرار دے کر ایک طرف کر سکتا ہوں"

اس پیار بھرے جملے پر مانی کو اپنی آنکھوں پر یقین کرنا مشکل لگا، زیست کے کٹھن دن کاٹنے کے بعد اسے یہ شخص اسقدر اپنا ہو کر سونپا جائے گا یہ اس نے کب سوچا تھا۔

"میں نے تو آپکے لیے کب کی یہ دنیا ایک طرف کر دی ہے شہریار"

اس بار اس نے جان بوجھ کر اسے اس نام سے پکارا، وہ نہیں چاہتی تھی کہ شہریار جدون آج کسی کمی پر اکتفا ہو، کسی رحم کا موڈ بنائے، کسی مہربانی پر مائل ہو۔

"نام لے رہی ہو میرا، انجام جانتی ہو؟"

اسکو بازو سے پکڑ کر جھٹکے سے قریب کھینچتے شہریار نے فسوں خیزی کی حد کرتے اسکی سانسوں کی حدود میں سانس بھرتے وارن کیا کہ دھڑکنیں سینے سے بدحواس ہوئے لپٹیں مگر تمام تر گھبراہٹ کے مانی نے پورے اعتماد سے سر کو خفیف سا ہلایا۔

"آپکے قریب کسے انجام کی پرواہ رہے گی"

مانی کے خود میں سمٹے رہنے کی ساعتیں اختتام پذیز ہوتی دیکھ کر ان آنکھوں کے کنارے خمار اترا۔

"آج میں تمہاری جان لے لوں گا آمنہ شہریار"

اس شخص کے لہجے سے ٹپکتا جنون کسی کو بھی لرزا سکتا تھا مگر وہ ایسی بے باک جسارت سے اسکے جنون میں طوفان لائی کہ خود شہریار کو بھی ایسی امید نہ تھی، شہریار کو اپنی گردن پر ہوتی میٹھی سی چبھن پر مسکرانا پڑا اور مانی

کو اسکی گردن کی ابھرتی رگ دانتوں سے مسل دینے پر شرم وخوف سے چہرہ اسکے کشادہ سینے میں چھپانا پڑا۔

"یہ کیا حرکت تھی بے ادب لڑکی"

شہریار نے اپنی گردن کو انگلیوں کی پوروں سے چھوتے مانی کے دھڑکتے دل کی دھڑکن محسوس کرتے خفگی بھری سرگوشی کی۔

"آپ میری جان لیں گے تو کیا میں لینے دوں گی مسٹر شہریار جدون، جنگلی شیرنی بن کر آپکو کچا چبا جاوں گی"

مانی نے بمشکل مسکراہٹ کو ہونٹوں میں دباتے شہریار کے پکڑ کر الگ کرنے پر جتایا تو شہریار کی گردن پر بنے سرخ نشان پر اسکی پلکیں سابقہ اعتماد کے فوری ہوتے انتقال پر لرز کر رہ گئیں۔

"اب اس کے بدلے میں شہریار جدون تمہیں کتنا چبائے گا وہاں تک تمہاری سوچ بھی نہیں جا سکتی سوئیٹ ہارٹ"

جواباد گنی معنی خیزی سے وہ بولا مگر اس سے پہلے کہ بدلا لیتا، مانی کی آنکھوں میں جمع ہوتی نمی پر رکا۔

"مجھے لگتا تھا میں آپکا ایسا روپ اس تھوڑی سی زندگی میں کبھی نہیں دیکھ سکوں گی، یونو واٹ شہریار آئی ایم سوری فار دس۔۔۔۔"

اس سے پہلے کہ وہ یکدم آنکھوں میں ویرانگی کے سائے بھرتی خود سے سرزد ہوتی شرارت پر اسکی گردن پر ہوتی سرخی پر پر نم آواز اور بھیگے لہجے میں بولتے مزید کچھ کہتی، شہریار نے خاموش تنبیہی نظروں سے دیکھتے اسکے ہونٹوں پر نظر ہی ایسی سخت ڈالی کہ وہ خاموش ہو گئی۔

"تھوڑی سی زندگی؟ جتنا تم نے مجھے تنگ کر کے اس عشق عاشقی پر لگایا ہے مسیز شہریار جدون، سو عمریں بھی تمہاری جان لینے کو ناکافی ہیں۔۔۔ سمجھی۔اور تمہارا مجھ پر ایسا ویسا ہر حق ہے"

شہریار جدون کے استحقاق و شدت بھرے جواب پر مانی کا چہرہ لمحوں میں سرخ ہوا۔

"جان ل۔۔لینے کو؟"

وہ متجسس ہوئے منمنائی مگر سانسیں اس قدر نزدیکی پر بے ترتیب ہو کر لرز گئیں۔

"آج سے پہلے جان لینے کا شوقین تھا، باخدا اب جان دینے کا دل چاہتا ہے"

وہ اسکے سامنے بدل گیا دل چاہا اسے اپنے دل میں چھپا لے اور مانی کی ساری گھبراہٹ، خفیف سی بے قراری میں بدلی۔

"میرے لیے؟"

ہاتھ سرکاتی وہ آہستگی سے شہریار جدون کی گردن کے اطراف لے جاتی بازو حمائل کرتی بالکل روبرو آئی۔

"اگر کہہ دیا ہاں تو"

وہ اس لڑکی کے دیوانہ ہو جانے کی شدت جاننا چاہتا تھا۔

"اگر ہاں کہہ دیں گے تو بااختیار ہو جاوں گی"

وہ اسکی سرگوشی سے زیادہ اسکے ہونٹوں کی حرکت میں دلچسپی لیتا نظر آیا،
جن کی جنبیش تک دیر تک دیکھنے جیسی دلربا تھی۔

"تم میرے معاملے میں بے اختیار تو کبھی تھی ہی نہیں"

شہریار نے اسکی گردن کے دائیں جانب گال سے گال مس کرتے چہرہ
سرکائے اپنے تشنہ ہونٹوں کو اسکی گردن سے یوں جوڑا کہ ہونٹوں کی
شدت کی حرارت جلد کے پار تک اترتی وہ آنکھیں موند کر محسوس کر رہی
تھی، اس شخص نے ہونٹوں کو اس پیار سے رکھا کہ بدلے جیسا کچھ نہ تھا،
ہاں ایک بوسے سے جان لینے کے مترداف ضرور تھا وہ نرم مگر اخیر گرم
جوش اور حلاوت آمیز لمس۔

"آپکو کیا پتا کہ آپکی حسرت کے سخت دن بھی گزرے ہیں مجھ پر"

وہ اضطراری کیفیت میں شہریار جدون کو مزید گہری مدہوشی سے باز رکھنے
کو زرا پیچ کا فاصلہ بنائے روبرو ہوئی۔

"اب بھی کوئی حسرت باقی ہے تو کہو میرے دل"

اسکی رنگ بدلتی آنکھوں میں محبت، جنون، شدت اور من مرضیوں کے سنہرے دیپ جلتے وہ ہوش و حواس میں دیکھ رہی تھی، مزید ہوش میں رہنا ناممکن ہو رہا تھا۔

"میں دل ہوں آپکا؟"

وہ بچوں کی طرح اس نئے نام کو ان ہونٹوں پر واپس دیکھنے کو مچلی۔

"دل، دل کی دھڑکن، دھڑکن کی آواز، آواز کا وجود، وجود کا سکون، سکون بھری میری آرام گاہ"

ایک ایک لفظ موتیوں جیسے جھڑا، مانی کو لگا مزید وہ کچھ بولا تو وہ آنکھوں سے ٹپکتے آنسوؤں کو روک نہ سکے گی۔

"بس ک۔۔ کریں پلیز میرے دامن میں جگہ کم پڑ جائے گی شیری، روئی تو یہ آنسو اس خوبصورت شام کو اداس کر دیں گے جو آپ میرے لیے ناجانے کس خواب کے جہاں سے چرا لائے ہیں"

رونے کا کہنے سے قبل از وقت ہی چند آنسو ان گہری رات سے جادو میں ڈوبی آنکھوں سے ان دہکتی رخساروں پر چلے آئے جنھیں شہریار نے اپنے ہونٹوں میں امرت کی طرح اتارا اور پھر دفتا جواب دیتے صبر کو بھی ان ہونٹوں کی نرمیوں کو محسوس کرتے سنبھالا، اسے سانس بھرنے کی ضرورت نہ رہی، وہ خود اسکی سانسوں میں خوشبو کی طرح بس گیا تھا۔

رونے کے دن گئے آمنہ شہریار، اب تم ہر لمحہ میرے ساتھ صرف" مسکراو گی۔ ہمارا اینور سری کیک اور تمہارا گفٹ منتظر ہے۔۔۔ گھر کے اندر چلیں؟"

ابھی مزید گفٹ باقی ہے یہ سن کر مانی نے اس کو شکوہ کناں نظروں میں لیا اور شہریار نے جس طرح بے خود ہوتے چہرہ پرے سرکا کر ہاتھ پھیلا یا مانی نے فورا سے اپنا مخملی ہاتھ اسکے ہاتھ میں مقید کیا۔

دونوں ساتھ اندر بڑھے، بہت خوبصورتی سے اس گھر کی سجاوٹ ترتیب دی گئی تھی۔

"کتنے گفٹ دیں گے شہریار"

اندر داخل ہوتے وہ لوگ لاونج میں آئے جہاں خوبصورت سا ویڈنگ کپل کیک اپنی شان سے موجود تھا، اور اسکے ساتھ ایک جیولری کیس تھا، مانی اسکے دیے ہر تحفے کو سنبھالے ہوئے تھی مگر اس جیولری کیس میں کیا تھا یہ جاننے کا تجسس بھی اپنی جگہ قائم ہوا۔

"جتنے پینڈنگ ہیں، خیر اوپن دس"

شہریار نے اسکی چمکتی آنکھوں میں تکتے کہا اور وہ گفٹ کیس اٹھائے مانی کی طرف بڑھایا۔

مانی نے مسکراتے ہوئے اسے اوپن کیا تو وہاں ہیر پن دیکھ کر وہ مسکراہٹ کو گہرا ہونے سے روک نہ سکی، نہ صرف وہ ہیر پن تھی بلکہ وہ ایک سوئیٹ سا کپل بنی ہوئی تھی۔

"اوہ، اٹس سو کیوٹ"

مانی اس ہیر پن پر فدا ہوتی اسے اس کیس سے نکال کر ہتھیلی پر رکھتی کھلھلائی۔

"مجھے رنگز کچھ پسند نہیں، سوچا کچھ ڈفرنٹ ہونا چاہیے، یہ تم پر سوٹ کرے گی۔ پسند آئی"

شہریار کے اس گفٹ کو بھی وہ جان سے عزیز رکھنے والی تھی اور اسکے پوچھنے پر مانی فوری اسکے گلے لگی، شاید اس تحفے کی خوبصورتی لفظوں میں بیاں ہونی ناممکن تھی۔

"یہ بہت خوبصورت ہے، میری زندگی کا ایک اور بیسٹ گفٹ۔ آپکی طرح یونیک۔ آئی لو ویو شہریار، میرے اس دن کو میری سوچ سے زیادہ سپیشل بنانے کے لیے بہت شکریہ"

اسکے گلے لگی وہ ہر اوسان خطا کرتی خوشبو کو مات دے رہی تھی، اس شخص میں دھیرے دھیرے اتر رہی تھی، وہ مانی کو خود میں تحلیل ہوتے محسوس کر رہا تھا۔

آئی لو ویو ٹو، میری پوری زندگی کو سپیشل کرنے کے لیے تمہارا بھی"
"شکریہ

شہریار کے پہلی باریوں جواب دینے پر وہ جھٹکے سے اس سے الگ ہوئی،
یقین نہ آیا کہ شہریار نے اسکے آئی لو ویو کا فائنلی جواب دیا ہے۔

"You have finally given me my answer,
you are admitting to loving me as I am"

اس لڑکی کی حیرانگی بھی جان لیوا تھی۔

"Yes I will confess this love to you
every moment amore mio"

تیزی سے گلاب ہوتے چہرے سمیت وہ اپنی دھڑکنوں کو جلترنگ کی مانند
محسوس کرتی آنکھوں میں طوفان جیسی شدت لیے شہریار کے قریب آئی۔
اتنی کہ وہ اسے جنبیش کے سنگ چھو سکتا تھا۔

"آب آپکو میری جان لینے کی اجازت ہے شہریار"

خود پر اس فراغ دلی سے دسترس دیتے وہ شہریار کے کمر پر سرسراتے ہاتھوں کی جنبیش پر سانس روک گئی، اسکے جسم و جان میں شہریار کے ہاتھوں کے لمس کی حرارت پر برق دوڑی۔

کون لے سکتا ہے اس پور پور شہریار جدون میں ڈوبی لڑکی کی جان، آج تو"

"تم پر جان دینے کا ارادہ ہے مانی

شہریار جدون کی پیاس بھری نظریں چہرے پر ٹھہرے دیکھ کر مانی نے سوکھتا حلق تر کیا۔

"تو دیر کیوں کر رہے ہیں، دے دیں مجھ پر جان"

اسکو گریبان سے پکڑ کر کھینچتی بیچ کی ساری حدیں پار کیے خود شہریار کے شانت دل میں تلاطم خیز طغیانی پر پا کر گئی جسکے بعد سمجھنا مشکل تھا کہ جان لی گئی ہے یا دی گئی ہے، بس دو جسموں کی سانسوں کا ایک سنگم تھا اور روح تک اترتی حرارت کی چاشنی تھی جس نے ہر پش و پیش کو لمحہ بھر جھٹلا دیا۔

"اب ملی ہے مجھے میری ہجر زاد"

مانی کے لیے اُسے یوں مسکراتا ہوا دیکھ کر فیصلہ کرنا انتہائی مشکل تھا کہ اُس شخص کے کے ہونٹوں کی ہنسی زیادہ خوبصورت ہے یا اُس کی آنکھوں کی اس وقت نمودار ہوتی چمک۔

"ابھی بھی وقت ہے جان بچا کر بھاگ نکلیں"

اس شخص میں مدہوش ہوتے ہوئے ایک آخری پیشکش کی گئی۔

اس پاگل لڑکی سے دور بھاگنا کفران نعمت ہو گا، جان بچا کر وہ بھاگیں"

"جنھیں جان پیاری ہو۔ مجھے تو تم ہو۔ اب سے میری آخری سانس تک

اس بار شہریار جدون نے اسکی پیشکش کو نہ صرف ڈنکے کی چوٹ پر ٹھکرایا بلکہ آمنہ شہریار کے ہر اختیار کو اس شدت سے سلب کیا کہ وہ احتجاجاً اک آہ بھی نہ بھر سکی۔

اُس سراپائے خوشبو بدن کے لئے

کوئی تشبیہ اب تک بنی ہی نہیں

پھول قوسِ قزح چاند تارے غلط

اُس کی تشبیہ کے استعارے غلط

وہ ورائے جہاں

ماورائے سخن

حرف ہائے ہنر کی کہاں دسترس

وہ خدوخال کا بانکپن لکھ سکے

مصرع سازی کی وسعت جہاں تک بھی ہو

یہ تو ممکن نہیں وہ بدن لکھ سکے

اُس کی آنکھیں سمندر ڈبوتی ہوئی

اُس کے عارض کے رنگوں کو تکتی دھنک ماند پڑتی ہوئی

اُس کے ہونٹوں کی نرمی کو لکھتے ہوئے شاعروں کے قلم ٹوٹتے رہ گئے

اُس سراپائے خوشبو بدن کے لئے لفظ اذہان سے پھوٹتے رہ گئے

لفظ اُتریں تو اُتریں کہاں سے نئے اُس کے پیکر پہ نظمِ سخن کے لئے

اُن بہارانِ سرو سمن کے لئے

اُن تراشیدہ یاقوت و مرجان کی اس تراشی ہوئی ہر کرن کے لئے

اُس سراپائے خوشبو بدن کے لئے

!..... کوئی تشبیہ اب تک بنی ہی نہیں

.. _____ ..

محبت میں وہ سب قیدی بنے اور فائنلی قیدی ہی ثابت ہوئے، پھر وہ اس کہانی کے آغاز سے آخر تک چلتے سفر اور جڑتے ہر تعلق کا ذکر ہو یا محبت کی شدتوں کا، سب حسین تھا۔

لعلین اور لئیق ایزد کی محبت بھری زندگی سے لبریز داستان، سلینا اور بھجت کی مشکلات کے بعد ملتی آسانیوں کا ذکر ہو یا لوئے لارا کی تلخیوں اور محرومیوں سے بھری زیست کی کہانی اور محبت بھرے اختتام کا حوالہ ہو سب مکمل تھا۔

ان کے ساتھ جڑتے وہ مزید خوبصورت جوڑے، دستگیر عالم اور صبور، نیہا اور ہمایوں، صارم، سدرہ، ساحل اور نمرہ، جمشید اور اینجلینہ، علی اور فیروزہ سب کی کہانی بہت منفرد مگر حسین لمحوں اور مشکلات کو بیان کرتی رہی، پھر ایمر جہاں اور یارق جیسے خاص افراد کی زندگی کا ذکر، پیسے اور نام کی ہوس میں برباد ہوتے کئی لوگوں کا ہولناک اذیت بھرا خاتمہ، ہارون پرکاش کی حسرتیں، عدن کی نامکمل زندگی کی تکمیل۔

سب خود میں مکمل تھا۔

یہ کہانی تھی سیاہی اور سفیدی کی، ایک نہ ختم ہونے والی جنگ کی، رشتوں کی، فریب کی، مجبوری کی، حسرت کی، دعاوں اور بددعاوں کی، محرومیوں کی، احساس کے رشتوں کی، بڑے پن کی، محبتوں کی، شرارتوں کی، بے باکیوں کی، احترام کی، کچھ ان کہے جذبات کی، لعلین اور لئیق کی۔

ساحل خان کی، جس نے محبت تو کی مگر اس محبت کا احترام بھی کیا، نمرہ کی روح بن کر ثابت کیا کہ محبت یوں بھی نبھائی جاتی ہے۔

شہریار جدون کی جس نے ایک ناختم ہونے والی اذیت سہی، برائی سے اچھائی تک کی جنگ لڑ کی، عشق کیا، واللہ کئی کا رشک بنا۔

لئیق ایزد کی جس نے حق سچ کے اس سفر میں زندگی کی باقی مشکلات و معاملات کو جواں مردی اور حوصلے سے سنبھالا، جس نے اپنے قابلیت سے کئی محاز لڑے اور جیتا، لعلین کی محرمیوں کا خاتمہ کیا۔

یہ کہانی ہے ملک کے لیے خفیہ طور پر جان کی بازی لگانے کو تیار رہتے سولجرز کی، جنکو ہاتھ پر جان رکھ کر قدم بڑھانے کے سوا چلنے کی اور کوئی دوسری راہ نہیں دیکھائی جاتی۔

یہ کہانی ہے ماں کے لمس کو ترسے بچوں کی، یہ کہانی ہے ممتا کی، ممتا کی خوبصورتی سے لے کر بدصورتی تک کی، یہ کہانی ہے فرہاد علوی کی، رقیب اور محبوب کی۔

المختصر کہ یہ کہانی زندگی کے ہر پہلو کی عکاسی کرتی ہے، اس میں ہنسنا، رونا، تڑپنا، کھلکھلانا سب ہے۔

وقت گزرنے لگا تھا، خوشی کے دائمی احساس کے ہمراہ۔

لوئے اور لارا کے سنگ لاڈلے ٹونز کی جوڑی پاکستان پہنچی تو یہ رونقیں بڑھیں بھی اور علی فیروزہ کے ولیمے کی شاندار تقریب کے لیے صارم بھی اپنے پیارے لے کر پہنچا، اس بار فرازم صاحب بھی ان خوبصورت خوشیوں کو دیکھنے ساتھ آئے۔

علی اور فیروزہ کی مسکراتی آنکھیں ہر دیکھنے والے کو اللہ کی کرامت لگیں، محبت سچ میں مرہم کا دوسرا نام ہوتی ہے اس ان دو کو دیکھ کر ہر دل ایمان لے آیا، شہریار کی واپسی پر گل لالہ اور افراہیم کی خوشی بیان کرنے کے کسی لفظ میں سمیٹی نہ جا سکتی تھی، اب وہ دونوں شہریار جدون کی تاعمر خوشیاں دیکھنے والے تھے، غم اور مایوسی کے سارے بادل چھٹ چکے تھے، جندل محل جسکی وہشت خوف وہراس بخشتی تھی اب گھر تھا، خوشبوؤں اور خوشیوں سے بھرا ہوا گھر، جس میں علی اور فیروزہ کے کپل کا باقاعدہ اضافہ وہاں نئی بہار لے آیا۔

سب خوشی اور مسرت کے جذبات سے سرشار تھے، اب دکھوں کی تمازت کی جگہ خوشی اور سکون میسر تھا۔

شہریار نے علی اور ساحل خان جیسے ہونہاروں کے سنگ واپس اپنا تھانہ سنبھالا، اسکی واپسی اسکے جانے سے کہیں بڑی ہوئی تھی۔

وہ ڈیول تو اب بھی تھا مگر اسکی تمام برائی کو گزرے سالوں نے اچھائی میں بدلا، بلیک ڈائمنڈ کے فرائض یونہی جاری رہنے والے تھے بلکہ اب وہ اپنے جونئیرز کے ساتھ ایک پراپر سیشن کے سنگ مزید مصروف ہو چکا تھا۔

سیلی اور بھجت کو اللہ نے اگلے ہی دن بیٹی سے نوازا جسکا نام انہوں نے پلوشہ آفریدی رکھا، جاسم اور پلوشہ کے سنگ بھجت اور سیلی کی زندگی مکمل ہوئی اور مدیحہ آفریدی کی خوشیاں مزید بڑھ گئیں، وہ چار دوست اپنے اپنے حصے کا دیا جلا کر ہارون کے لیے کام کر رہے تھے، چار ماہ کے لگتار کام کے بعد آخر کار ہارون مسجد کی تعمیر مکمل ہونی تھی، ایک ایسی آرام گاہ جس پر کبھی تالا یا

پہرہ نہیں لگنا تھا، ایسی چھت جہاں اللہ کے ہر بندے کو آنے کی اجازت تھی۔

ایک ایسا گھر جہاں دن میں کئی بار کھانا بنتا، ان تک پہنچنے کے لیے جنکے گھروں کے چولہے ٹھنڈے تھے۔

دن گزرتے رہے اور سبکی خوشیاں ویسے ہی سلامت رہیں، مانی اور نمرہ نے فراغت کے سبب مل کر لارا کے ساتھ ریسٹورنٹ سنبھال لیے تھے، لیکن وہ چار دوست اب خاص طور پر ایک دوسرے سے ملنے لگے تھے۔

اپنے اپنے سپیشل ونز کو مکمل اگنور کرتے ہوئے، سب ملتے تو موضوع ہارون پرکاش ہوتا۔

کیا خبر تھی کہ مر جانے والے کبھی اتنے اہم بھی ہو سکتے ہیں، محبت تو انسان کے مرتے ہی بھلا دیتی ہے لیکن دوست کبھی مرے ہوئے ساتھی کو نہیں بھول پاتے، اسے گناہ کبیرہ کہا جاتا ہے۔

لئیق ایزد کی زندگی دنیا گھومنے کے ساتھ لعلین کے ساتھ بہت سے دیس گھوم کر اپنے خوبصورت سفر پر گامزن تھی۔

وہ ٹھہرا آزاد پنچھی جسے اڑنے کے لیے پرواز کے زیادہ لعلین کا ساتھ درکار تھا۔

وہ اس شخص کے ساتھ ہر وہ جگہ گھومنا چاہتی تھی جو محبت کے لیے مقبول تھی، جو احساس کے لیے نادر تھی، جس جگہ پر محبت بھری روحوں کے ملاپ ہوتے تھے۔

وہ چھ کے چھ مدینے پہنچے، فرہاد علوی اور لال نور کے حوالے اپنے دونوں بچوں کو سونپ کر ایک ساتھ عمرہ ادا کیا۔

وہ خوش تھی اسکے ساتھ ان مبارک جگہوں پر، اسکا ہاتھ تھام کر اللہ کے گھر کے چپے چپے کی زیارت کرنا ایک نیا سفر تھا، وہ سفر جو ہر مومن کی زندگی کی خواہش تھا، وہ لوگ عرب گھومے، وہاں سے انکا سفر استنبول تک

پہنچا، یہاں ممی بابا کو وہ لائے ہی عدن حنین کی کمپنی کے لیے تھے، کیونکہ لئیق ایزد کو صرف لعلین کے ساتھ گھومنا تھا۔

ان خوبصورت سیدھی پتھریلی سمندر سے جڑی راہداری پر گھومتے ہوئے، نارنجی رنگ کا سورج اس لمحے افق کے پار ڈوب رہا تھا، وہ حجاب اور وہاں کے مقامی لباس جو کہ سٹریٹ گاون تھا، کوٹ شوز اور کندھے پر لٹکائے بیگ کے ہمراہ بہت پیاری لگ رہی تھی، نازک سی، لئیق ایزد کی روح جیسی شفاف، لئیق ایزد کی سفید شرٹ کا عکس اسکے سفید چہرے سے میل کھاتا معلوم ہو رہا تھا، سفید سیاہ کا یہ ملاپ دیکھنے والے کو لمحہ بھر مبہوت کر رہا تھا، سمندر کی وسیع سطح پر اڑتے لمبی چونچوں والے پرندے بہتات میں جمع تھے۔

عدن اور حُنین کتنے لکی ہیں، اتنی سی عمر میں عمرہ کر لیا۔ بابا کی بہت" خواہش تھی تبھی میں نے انکی نیت سے عمرہ ادا کیا۔ کیا جو اس دنیا سے چلے جاتے ہیں لئیق ایزد انکی جگہ یونہی یہ عبادات ادا کی جا سکتی ہیں"

چلتے چلتے وہ چہرہ گمائے لئیق سے مخاطب ہوئی جس نے متبسم ہوتے اسے دیکھا۔

"میں ان معاملات سے زیادہ واقف تو نہیں لیکن شاید ایسا ہو جاتا ہو۔ کیونکہ گرینی نے بھی ممی کی نیت کر کے کئی بار عمرہ ادا کیا، لال نور کی بہت خواہش تھی۔ لیکن وہ کبھی آنہیں پائیں۔ شاید وہاں جانے کے لیے بھی اللہ کی طرف سے کچھ خاص شرائط ہوتی ہوں جو ہم انسانوں کے ناقص علم میں نہ آسکتی ہوں۔ یہ بھی ممکن ہے ہم سب کا وہاں ساتھ جانا لکھا تھا تبھی انکو انتظار کرنا پڑا۔ ممکن ہے آپکے بابا کو اسکی راحت پہنچ گئی ہو"

وہ اسکے جواب پر دھیما سا مسکرائی جیسے بابا کے لیے ادا کیے عمرے کی قبولیت کا یقین آگیا ہو۔

وہ لوگ اس وقت استنبول کا سب سے خوبصورت حصہ سلطان احمد محلہ میں موجود تھے۔ یہ وہ جگہ تھی جہاں استنبول شہر کے تاریخی نشانات واقع ہے جے، بشمول ہاگیا صوفیہ اور دی بلیو مسجد۔ دلکش، رنگ برنگی عمارتوں،

اور موچی پتھر کی گلیوں پر مشتمل یہ علاقہ ایسا تھا کہ اسکے چپے چپے پر
خوبصورتی موجود تھی۔

"ان شاءاللہ، تم مجھے استنبول کیوں لائے تھے"
لعلین نے مسکرا کر پلٹے ہوئے لئیق کو دیکھا۔
کیونکہ آپکے ساتھ ہر خوبصورت جگہ جانے کا شوق رکھتا ہوں، لڑکیوں کو"
"تو ترکی گھومنے کا بہت کریز ہوتا ہے میرے خیال سے
لئیق نے اسکے اس خاص درجہ متاثر نہ ہونے پر شریر سا خیال پیش کیا۔
وہ ان لڑکیوں کو ہوتا ہے جو ناولز کی دیوانی ہیں، جنھیں ترکی کے شہزادوں"
جیسا ہیرو پسند ہے۔ لیکن مجھے تو ویسے ہی اس دنیا کا سب سے خوبصورت
ہنڈسم ملا ہے، میرے لیے دنیا جہاں کی خوبصورتی تو تمہاری اس آنکھوں
"میں ہے لئیق ایزد
آس پاس گزرتے چند ترکش کپلز کے ہونٹوں پر ان دو کو دیکھتے نرم سی
مسکراہٹ رینگی تھی جیسے وہ ان دو کو اپنے ہی ہی شہر کا باسی سمجھے ہوں۔

"آہاں، تو آپ مجھے خوبصورت سمجھتی ہیں"

لعلین اسکے شوخ سوال پر لمحہ بھر نظر پھیر گئی تبھی اسکی نظر کچھ ترکش لڑکیوں اور لڑکوں کے یہاں گھومنے آئے گروپ پر پڑی۔

وہ لڑکیاں لئیق ایزد کو دیکھ کر گواسیپس کر رہی تھیں۔

"جن خوبصورت رنگ برنگی آنکھوں والی نازک نازک لڑکیوں کی ایک جھلک کے لیے ہمارے پاکستانی نوجون ترستے ہیں وہ تمہیں بڑی فرصت سے تاڑ رہی ہیں مسٹر، اس سے ثابت ہوا تم ان کے کرش ٹائپ میٹریل ہو"

لعلین کے دھیان ہٹوانے کے باوجود لئیق نے اس جانب دیکھنا ضروری نہ سمجھا بلکہ ایک بازو لعلین کے گرد حائل کرتے اسکو اپنے سینے سے جوڑتے گھبرانے پر مجبور کر دیا۔

"آپ بھی تاڑا کریں مجھے، میں تو آپ کی نظروں میں آکر خود کو نظر آتا ہوں" لعلین

اس درجہ بے باک نظروں اور الفاظ پر لعلین نے اسکا ہاتھ اپنی کمر سے چھڑوانا چاہا مگر لئیق ایزد کی مرضی کے بنا اسکی کیا مجال جو خود پر سے لئیق ایزد کا سایہ بھی ہٹا پاتی۔

"مت کرو لئیق، وہ ٹھنڈی آہیں بھر رہی ہیں۔ان سب نے مل کر مجھے غائب کروادیا تو؟"

لعلین نے ڈرتے ہوئے اس مدہوش ہوتے لئیق کو ہوش دلانے کی ادنی جسارت کی مگر وہ اسکی جبین چومتا صرف اسی میں محو تھا، دونوں کی مچلتی الجھتی سانسوں اور اس حدت پر لعلین کے رخسار سرخی میں نہا گئے۔

"سیریسلی! آپ کو میرے ہوتے ہوئے کیا کوئی چھو بھی سکتا ہے روح"

"رواں

لئیق کے اگلے جملے پر وہ جو گھبرائی تھی، بے اختیار مسکرائی بھی اور نظر لمحہ بھر جھکا بھی لی۔

"نہیں، میں خود بھی نہیں چھو سکتی"

وہ اس کے ہونٹوں سے یہی سننے کا طلب گار تھا اور اس سے پہلے وہ مزید قریب سرکتے ان گلاب ہونٹوں کی نرمیوں کو زبان کے امرت نشین زائقے سا انڈیل لیتا، کسی نامانوس احساس پر عین قریب رکا تو سیج میں وہ لڑکیاں ہونق بنیں انہی کو دیکھ رہی تھیں۔

دونوں بے ارادہ مسکرائے۔

"وہ آپکو تو نہیں مجھے ضرور اٹھوا سکتی ہیں"

لئیق کی شریر سرگوشی پر لعلین اس درجہ نزدیکی کے باوجود ہنسی۔

"چلو بھاگیں پھر"

لعلین نے مسکراتے ہوئے مزید خوبصورتی تسخیر کرنے کو اپنے قدم بڑھائے تو کچھ دور جاتے ہی لئیق نے اسکی ہتھیلی پکڑ کر ویسے ہی چومی جیسے لعلین کو چاہ تھی، وہ اس لڑکی کی چاہت اسکی آنکھوں سے بنا کہے جان لیتا تھا۔

"You & Me

Its Forever Kind of thing My Beloved Prisoner"

اس دلکش ہونٹوں سے نکلتی سرگوشی پر صرف لعلین نہیں، لئیق ایزد نہیں، اس روح پرور، معطر منظر میں شامل ہر طرح کی خوبصورتی اترا کر مسکرائی تھی، کھلھلائی تھی اور ان دو کے ساتھ پر مچل اٹھی تھی۔

The End